قاموس الکتاب

Nadeem Nazir Bhatti

قاموس الکتاب

قاموس الکتب

تشریح تیری باتوں کی نُور بخشتی ہے عقلمند بناتی ہے سادہ دِلوں کو
زبُور ۱۱۹: ۱۳۰

قامُوس الکتاب

لغاتِ بائبل

یہ جامع لغات کتابِ مُقدّس کی تفہیم کے لئے جُملہ، مستند اور مصدّقہ معلومات پر مبنی پانچ ہزار سے زائد اندراجات پر مشتمل ہے۔ اِس کو مُرتّب کرنے میں کتابِ مُقدّس کے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک اردو تراجم کو اصلی عبرانی و یونانی متن کے حوالے سے، بنیاد بنایا گیا ہے۔

مُولّفہ

ایف۔ ایس۔ خیر اللہ

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور

פֵּתַח דְּבָרֶיךָ יָאִיר מֵבִין פְּתָיִים׃

تشریح تیری باتوں کی نُور بخشتی ہے عقلمند بناتی ہے سادہ دِلوں کو

زبُور ۱۱۹: ۱۳۰

قامُوس الکتاب

لغاتِ بائبل

یہ جامع لغات کتابِ مُقدّس کی تفہیم کے لئے جُملہ، مستند اور مصدّقہ معلومات پر مبنی پانچ ہزار سے زائد اندراجات پر مشتمل ہے۔ اِس کو مُرتب کرنے میں کتابِ مُقدّس کے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک اردو تراجم کو اصلی عبرانی و یونانی متن کے حوالہ سے، بنیاد بنایا گیا ہے۔

مُولّفہ

ایف۔ ایس۔ خیر اللہ

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور

بار ———————— پنجم

تعداد ———————— دو ہزار

قیمت ———————— ۲۰۰ روپے

۱۹۹۳ء

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مکتبہ جدید پریس، لاہور سے
چھپوا کر شائع کیا۔

جملہ حقوق بحقِ ناشرین محفوظ ہیں۔

انتسابُ

بیادگار

◁ ناناجان مولوی حمید اللہ مرحوم و مغفور جنہوں نے عہدِ عتیق کی کُتب کو عبرانی سے پشتو میں منتقل کرنے میں ڈاکٹر جیوکس مرحوم کی معاونت فرمائی۔

◁ والد بزرگوار قاضی خیر اللہ مرحوم و مغفور جنہوں نے دیگر تصانیف کے علاوہ "خیر اللغات" اور "عزیز اللغات" کی تالیف کر کے مؤلف کو لغات نویسی کا شوق ورثہ میں ودیعت فرمایا۔

"اہل دانش نور فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک روشن ہوں گے۔" دانی ایل ۱۲ : ۳

دُعا

اے مُبارک خُداوند، تُو نے پاک نوشتے ہماری ہدایت کے لئے لکھوائے۔ توفیق بخش کہ ہم اُنہیں اس طرح سُنیں، پڑھیں، سمجھیں، سیکھیں اور دِل میں بٹھائیں کہ ان سے صبر و تسلّی حاصل کر کے حیاتِ ابدی کی اُس مُبارک اُمید کا دامن پکڑ لیں اور اُس کو ہمیشہ تھامے رہیں، جو تو نے ہمارے مُنجّی یسوؔع مسیح میں ہمیں بخشی ہے، آمین۔

دُعائے عام سے ماخوذ

ہدایات برائے علامات و اشارات

قارئین کی سہولت کی خاطر اختصارات اور مخففات کو کم سے کم استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے کتابِ مقدّس کے حوالے دیتے وقت کتاب کا پورا نام درج کر دیا گیا ہے۔ تاہم ضخامت کو محدود رکھنے کے لئے کتابِ مقدّس کے اردو ترجموں کے لئے ذیل کے اختصار استعمال کئے گئے ہیں۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ: وہ اُردو ترجمہ جو پروٹسٹنٹ کلیسیا میں رائج ہے اور جسے پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور نے شائع کیا ہے۔
کیتھولک ترجمہ : رومن کیتھولک کلیسیا کا وہ اردو ترجمہ جسے سوسائٹی آف سینٹ پال، رومہ نے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا۔
ریفرنس بائبل : وہ اردو ترجمہ جس کے حاشیہ میں مماثل آیات یا اُسی مضمون کے دیگر حوالے درج ہیں۔ اس کے علاوہ ذیلی حاشیہ میں عبرانی اور یونانی الفاظ کے لئے تشریحی نوٹ دیئے گئے ہیں۔

تمام حوالے پروٹسٹنٹ ترجمہ کی کتابوں کے نام کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ چونکہ کیتھولک ترجمہ میں اکثر کتابوں کے نام مختلف ہیں، اس لئے حوالہ نکالنے کے لئے پہلے کتابِ مقدّس کی کتابوں کے ناموں کی تقابلی فہرست ملاحظہ ہو۔ اس سے حوالہ نکالنے میں مدد ملے گی۔ مثلاً اگر پیدائش ۲: ۲۳ کو رومن کیتھولک ترجمہ میں نکالنا ہو تو تقابلی فہرست سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کیتھولک ترجمہ میں تکوین کا نام دیا گیا ہے۔ سو تکوین ۲: ۲۳ نکالئے۔ کتابِ مقدّس کی کسی آیت کا حوالہ ڈھونڈنے کا طریقہ صفحہ ۱۱ پر درج ہے۔

عام طور پر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں میں ابواب اور آیات کا شمار اور عدد ایک جیسا ہی ہے۔ البتہ زبور کی کتاب میں مزامیر کے شمار کے اعداد میں فرق ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں قوسین میں مندرج اعداد پروٹسٹنٹ ترجمہ کے مطابق ہیں۔ مثلاً زبور ۲۳ کو کیتھولک ترجمہ میں ۲۲(۲۳) لکھا گیا ہے۔ یہ فرق کہیں کہیں ایوب کی کتاب میں بھی ملے گا۔ چونکہ ناموں کو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں میں مختلف طریقوں سے اردو میں منتقل کیا گیا ہے اس لئے اُن کے اردو ہجے بعض اوقات مختلف ہیں۔ ہم نے ہر نام کے اندراج میں پہلے پروٹسٹنٹ ہجے درج کئے ہیں، بعد میں نسخ میں کیتھولک ہجے۔ مثلاً گلیل۔ جلیل؛ سفطیاہ۔ شفطیاہ؛ فلپس۔ فیلبوس؛ سوخی۔ شوخی۔

★ جس لفظ سے پہلے ستارے کا نشان ہو اس کے تحت اس مضمون پر مزید معلومات درج ہیں۔ یہ ایک اختیاری نشان ہے۔ قاری اگر چاہے تو اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ مثلاً "کائنات میں ★ ثنویت کا کوئی امکان نہیں" (صفحہ ۲۴۰)۔ اس جگہ ستارے سے یہ مراد ہے کہ ثنویت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ثنویت کا اندراج دیکھئے۔

نیز دیکھئے۔ یہ فقرہ اُن معلومات کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو زیرِ بحث مضمون پر اہم معلومات مہیّا کرتے ہیں۔

مزید دیکھئے۔ یہ اُس اندراج کی طرف اشارہ کرتا ہے جو مضمون کو مکمل طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے اس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

قب۔ یہ "مقابلہ کیجئے" کا اختصار ہے۔ جس لفظ یا مضمون کے سامنے یہ علامت ہو، وہاں زیرِ نظر لفظ یا مضمون کا کسی لفظ یا مضمون سے موازنہ کرنے کی ہدایت ہے۔ عام طور پر یہ عبرانی اور عربی الفاظ کے موازنہ کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ ان دونوں سامی زبانوں میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ مثلاً بھیڑ کے بال کترنے کے لئے عبرانی لفظ جازز ہے۔ اس کا مقابلہ عربی لفظ جزّ سے کرنے کی ہدایت یوں کی گئی ہے جازز قب عربی جزّ۔ اکثر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں کے فرق پر غور کرنے کی ہدایت کے لئے بھی یہ علامت استعمال ہوئی ہے۔ مثلاً قب کیتھولک ترجمہ یعنی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں کا موازنہ کیجئے۔

ہر اسمِ معرفہ پر بت کا نشان لگا کر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ یہ خاص مقام یا شخص کا نام ہے۔ مثلاً داؔؤد۔ بیت لحمؔ۔

ما بعد یا / ببعد } کبھی کبھی کسی آیت کے حوالے کے بعد مابعد یا ببعد لکھا ہوا ملے گا۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ اس کے بعد کی آیات بھی پڑھیئے۔ مثلاً مبارکبادیاں۔ متّی ۵: ۳ مابعد یعنی متّی کا پانچواں باب اور اُس کی تیسری آیت اور اُس کے بعد کی آیات۔

د

= مساوی کی علامت کسی لفظ کے معنی کے لئے استعمال ہوتی ہے مثلاً بیت صیدا - (عبرانی = ماہی گیری کا گھر) یعنی بیت صیدا عبرانی لفظ ہے اور اس کے معنی ماہی گیری کا گھر ہیں -

عبرانی الفاظ کا طریقۂ نقلِ حرفی

عام طور پر عبرانی حروف کو اُردو میں ذیل کی تقابلی فہرست کے مطابق ادا گیا ہے۔ لیکن اس اُصول کے ہم ہر وقت پابند نہیں رہے۔ کئی مرتبہ عربی الفاظ کا لحاظ رکھتے ہوئے کچھ تبدیلی کر دی گئی ہے۔

אּ = ا	הּ = ہ	כ = ک، خ	פ = ف
בּ = ب	ו = و	ל = ل	צ = ض
ב = ڤ۔ عام طور پر ب ہی کیا گیا ہے	ז = ز	מ = م	ק = ق
גּ = گ۔ صحیح آواز غ کی مانند ہے	ח = خ	נ = ن	ר = ر
ג = ج	ט = ط	ס = ص	שׂ = س
דּ = د	י = ی	ע = ع	שׁ = ش
ד = د	כּ = ک	פּ = پ	תּ = ت
			ת = تھ

یونانی الفاظ کا طریقۂ نقلِ حرفی

یونانی الفاظ کو انگریزی میں منتقل کرنے کے لئے ذیل کے نقشہ کو استعمال کیا گیا ہے۔

α = a	ι = i	ϱ = r	ῥ = rh
β = b	κ = k	σ, ς = s	ʽ = h
γ = g	λ = l	τ = t	γξ = nx
δ = d	μ = m	υ = y	γγ = ng
ε = e	ν = n	φ = ph	αυ = au
ζ = z	ξ = x	χ = ch	ευ = eu
η = ē	ο = o	ψ = ps	ου = ou
θ = th	π = p	ω = ō	υι = yi

کلامِ مُقدّس کی کتابوں کے ناموں کی تقابلی فہرست

پُرانا عہدنامہ				نیا عہدنامہ	
پروٹسٹنٹ	کیتھولک	پروٹسٹنٹ	کیتھولک	پروٹسٹنٹ	کیتھولک
پیدائش	تکوین	حزقی ایل	حزقیال	متّی کی انجیل	انجیل مُقدّس بمطابق متّی
خروج	خروج	دانی ایل	دانیال	مرقس کی انجیل	انجیل مُقدّس بمطابق مرقس
احبار	احبار	ہوسیع	ہوشیع	لُوقا کی انجیل	انجیل مُقدّس بمطابق لوقا
گنتی	عدد	یوایل	یوئیل	یُوحنّا کی انجیل	انجیل مُقدّس بمطابق یوحنّا
استثنا	تثنیۂ شرع	عاموس	عاموس	رسولوں کے اعمال	رسولوں کے اعمال
یشوع	یوشع	عبدیاہ	عوبدیاہ	رومیوں کے نام کا خط	رومیوں کے نام
قضاۃ	قضات	یوناہ	یونس	کرنتھیوں کے نام کا پہلا عام خط	۱-قرنتیوں کے نام
رُوت	راعوت	میکاہ	میکا	کرنتھیوں کے نام کا دوسرا عام خط	۲-قرنتیوں کے نام
۱-سموئیل	۱-سموئیل	ناحوم	نحوم	گلتیوں کے نام کا خط	غلاطیوں کے نام
۲-سموئیل	۲-سموئیل	حبقوق	حبقوق	افسیوں کے نام کا خط	افسیوں کے نام
۱-سلاطین	۱-ملوک	صفنیاہ	صفن یاہ	فلپیّوں کے نام کا خط	فیلپیّوں کے نام
۲-سلاطین	۲-ملوک	حجّی	حجّائی	کلسیّوں کے نام کا خط	کلسیوں کے نام
۱-تواریخ	۱-اخبار	زکریاہ	زکریا	تھسلنیکیوں کے نام کا پہلا خط	۱-تسالونیکیوں کے نام
۲-تواریخ	۲-اخبار	ملاکی	ملاکی	تھسلنیکیوں کے نام کا دوسرا خط	۲-تسالونیکیوں کے نام
عزرا	عزرا	—	۱-مکابیین	تیمتھیُس کے نام کا پہلا خط	۱-تیموتاوس کے نام
نحمیاہ	نحمیاہ	—	۲-مکابیین	تیمتھیُس کے نام کا دوسرا خط	۲-تیموتاوس کے نام
—	طوبیاہ			طِطُس کے نام کا خط	طیطس کے نام
—	یہودیت			فلیمون کے نام کا خط	فلیمون کے نام
آستر	استیر			عبرانیوں کے نام کا خط	عبرانیوں کے نام
ایوب	ایوب			یعقوب کا عام خط	از یعقوب
زبُور	مزامیر			پطرس کا پہلا عام خط	۱-از پطرس
امثال	امثال			پطرس کا دوسرا عام خط	۲-از پطرس
واعظ	جامع			یوحنّا کا پہلا عام خط	۱-از یوحنّا
غزل الغزلات	تشید الاناشید			یوحنّا کا دوسرا خط	۲-از یوحنّا
—	حکمت			یوحنّا کا تیسرا خط	۳-از یوحنّا
—	یشوع بِن سیراخ			یہوداہ کا عام خط	از یہوداہ
یسعیاہ	اِشعیاہ			یوحنّا عارف کا مکاشفہ	مکاشفہ
یرمیاہ	ارمیا				
نوحہ	مرثیے				
—	بارُوک				

سُخن ہائے گُفتنی

حمد و ستائش ہو اُس قادرِ مطلق اور دانائے کُل کی جس نے بندۂ ناچیز کو اپنی خدمت کے لئے چُن لیا اور موقع عنایت کیا کہ اُس کے بندوں کی کتابِ مُقدّس کی تفہیم اور تعلیم کے لئے اِس کتاب کو مرتب کرے۔

قاموس الکتاب جیسی تالیف کا منظرِ عام پر آنا ایک اتفاقی واقعہ نہیں ہے۔ اس کی تیاری اور منصوبہ بندی پر کئی سال لگے ہیں۔ قارئین کی معلومات کے لئے ہم اس کتاب کی تالیف و تدوین کے مختلف مرحلوں کا مختصر احوال پیش کرتے ہیں۔

ایک عرصہ سے مسیحی حلقوں میں اردو ادب میں کتابِ مُقدّس کی لغات کی ضرورت کو شدّت سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ اس سلسلہ میں کافی کام ہوا اور وقتاً فوقتاً مختلف منصوبے بھی بنائے گئے۔ مسیحی اشاعت خانہ کے ریکارڈ میں ۱۹۶۳ء کی پال مارش صاحب کی لکھی ہوئی ایک چھٹی ہماری نظر سے گزری جس میں اُنہوں نے کہا ہے کہ ایم۔ آئی۔ کے نیو بائبل ڈکشنری NEW BIBLE DICTIONARY کو (جو ۱۹۶۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی) اردو میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اگر انٹر وارسٹی پریس، پاکستانی ناشرین کو اجازت دے تو وہ اس کے ترجمہ کا اہتمام کریں گے۔ یہ خط و کتابت کچھ عرصہ جاری رہی اور ۱۹۶۴ء میں وائٹ صاحب نے جو انٹر وارسٹی پریس کے نگران تھے یہ رائے پیش کی کہ یہ کارِ ثواب ہے اور اس کے لئے ضروری مالی امداد کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ خط کے آخر میں نام لئے بغیر اس امر پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ اب مسیحی اشاعت خانہ کو ایک لائق جرمن مددگار مل گیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ بڑی خوش اسلوبی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور مارچ ۱۹۶۵ء میں انٹر وارسٹی فیلوشپ آف ایونجیلیکل یونین نے ایک اقرار نامہ بھیج دیا جس کے مطابق ۲ گنی یعنی دو پاؤنڈ اور ۲ شلنگ کی قلیل رقم کے عوض برطانوی ناشرین مسیحی اشاعت خانہ کو نیو بائبل ڈکشنری کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ انگریزی متن کا ترجمہ بلاکم و کاست صحت اور دیانت سے کیا جائے اور بلا اختصار جوں کا توں اصل کے مطابق ہو۔ یہ اقرار نامہ سرکاری اشٹام پر تھا اور اس پر ملکۂ برطانیہ کا ٹکٹ بھی چسپاں تھا۔ اس پر صرف دستخط کرنے کی کسر باقی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے یہ اقرار نامہ نامکمل ہی رہا۔

چار سال گزرنے پر ۱۹۶۹ء میں برطانوی ناشرین نے یاد دہانی کے لئے ایک مراسلہ بھیجا اور پوچھا کہ ہم نے نیو بائبل ڈکشنری کے سلسلے میں جو اقرار نامہ دستخط کے لئے بھیجا تھا وہ ابھی تک ہمیں موصول نہیں ہوا۔ ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ اس خط کا جواب اُس جرمن مددگار نے دیا جس کا ذکر ۱۹۶۴ء کے خط میں کیا گیا تھا۔ جناب ہنری بخت صاحب نے جنرل منیجر کی حیثیت سے اُن کو لکھا کہ فی الحال تو یہ معاملہ سرد خانے میں پڑا ہے تاہم، ہم اسے اپنی آئندہ ایڈیٹوریل کمیٹی میں پیش کر دیں گے۔ اُنہوں نے برطانوی ناشرین سے مزید پوچھا کہ کیا وہ اس بات کی اجازت دیں گے کہ ہم نیو بائبل ڈکشنری کے علاوہ دیگر مطبوعہ لغات سے استفادہ کرتے ہوئے اُردو میں ایک لغات تالیف کریں؟

کمیٹی کی میٹنگ سے پہلے مسٹر بخت نے متعدد ناشرین کو خط لکھے کہ اگر اُن کے ہاں کوئی لغاتِ بائبل مُرتب کی گئی ہے تو اس کی تدوین و ترتیب کیسے انجام پائی اور کن ماخذ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ہندوستان سے جواب آیا کہ فی الحال اُن کے پاس کوئی ڈکشنری موجود نہیں۔ غالباً مرہٹی زبان میں کسی لغات پر کام ابھی جاری ہے۔ لبنان سے مسٹر ریمنڈ جوئس نے جواب دیا کہ عربی میں ۱۹۶۳ء میں ۱۱۳۰ صفحات پر مشتمل ایک لغات شائع ہوئی تھی جس کی تدوین میں بیس عرب مسیحی عُلماء نے پانچ ایک انگریزی لغات (جن میں نیو بائبل ڈکشنری بھی شامل تھی) سے استفادہ کیا تھا، تاہم جوئس صاحب کی رائے میں یہ علماء آزاد خیال طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر ایڈیٹوریل کمیٹی کی ۱۹۶۹ء کی نشست میں لغات کا بلا واسطہ ذکر تو نہیں ہوا، تاہم مشورہ دیا گیا کہ مسیحی علم الٰہی میں مستعمل الفاظ کی فہرست تیار کی جائے (یہ وہ اردو الفاظ تھے جو مسیحی دینی اصطلاحات کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ ان میں سے اکثر عربی سے مستعار تھے ان میں اسلامی رنگ موجود تھا۔ محسوس کیا گیا کہ مسیحی اور اسلامی نظریات کو آپس میں خلط ملط ہونے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ان الفاظ کی واضح تعریف اور تحدید کر کے صحیح تمیز قائم کی جائے)۔

اس کام کو کرسچن سٹڈی سنٹر راولپنڈی کے سپرد کیا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں کمیٹی کی پہلی مجلس میں پھر لغات کا سوال اُٹھایا گیا اور جناب

بشپ ینگ صاحب نے اطلاع دی کہ جناب پادری جان میڈ وکرافٹ صاحب لغات نویسی کا بیڑا اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ صاحبِ موصوف ایک کمیٹی کو تشکیل دیں اور اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت اس کو آگے بڑھائیں۔

کمیٹی کی اگلی نشست میں فیصلہ ہوا کہ چونکہ میڈوکرافٹ صاحب فرلو پر تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ کرسچن سٹڈی سنٹر راولپنڈی مطالعہ طلب دینی الفاظ کی فرہنگ کے علاوہ بائبل ڈکشنری کی تالیف کی ذمہ داری بھی سنبھال لے۔

اس سے اگلی نشست میں سٹڈی سنٹر نے رپورٹ دی کہ وہ مطالعہ طلب دینی الفاظ کی فرہنگ کو ترجیحاً پہلے مکمل کرے گا اور اس کے بعد لغات کی تالیف پر غور کرے گا۔ اس موقع پر اس بات کا بھی ذکر ہوا کہ تہران میں فارسی زبان میں ایک بائبل کی لغات کی تالیف کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ کمیٹی کو اس سلسلہ میں جناب اسٹورٹ ایوری صاحب سے رابطہ قائم کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

ایک سال کے بعد سٹڈی سنٹر کے نمائندہ نے بتایا کہ اب اُنہوں نے بائبل کی لغات کے منصوبہ کو پورا کرنے کے بعد مطالعہ طلب دینی الفاظ کی فرہنگ تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک سال کا عرصہ اور گزرا اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کی کمیٹی کو مطلع کیا گیا کہ جناب پادری جے آیکٹن صاحب بشپ نیل صاحب کی دو جلدوں پر مشتمل لٹر ورتھ پریس کی شائع کردہ ڈکشنری کو اردو میں منتقل کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اس سے اگلے ماہ مجھے مرے کالج سیالکوٹ کے قومی تحویل میں چلے جانے کے بعد وہاں سے ریٹائر کر دیا گیا اور مسیحی اشاعت خانہ نے تخلیقی ادب کی تعلیم و تدریس کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی کہ مسیحی نوجوانوں کی ادبی صلاحیتوں کو اُجاگر کر کے انہیں مسیحی کتابیں لکھنے کی تربیت دوں۔

چونکہ لغات نویسی کا شوق مجھے ورثہ میں ملا تھا اس لئے میں نے اس معاملے میں بھی خاص دلچسپی لی۔ شائد قارئین کو معلوم ہوگا کہ میرے والد بزرگوار دو لغات کے مؤلف ہیں یعنی پشتو۔ اُردو کی خیر اللغات (نوشہرہ ۱۹۰۶ء) اور فارسی۔ اردو کی عزیز اللغات (نوشہرہ۔ ۱۹۱۵ء) کے۔ چنانچہ اپنی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ میں نے لغات کی ترتیب میں بھی دلچسپی لینا شروع کیا۔ جناب بشپ نیل صاحب کی ڈکشنری پر مجھے بڑا اعتراض یہ تھا کہ یہ قدرے "موڈرنسٹ" نظریات کی ترجمان ہے۔ چنانچہ میں نے ایلٹن برائنٹ صاحب کی ڈکشنری سے اندراجات کی فہرست تیار کی اور کمیٹی کو اس سے مطلع کیا۔ جب ۱۹۷۳ء میں آگے بڑھنے کا اشارہ ملا تو میں نے تقریباً ۱۵ پاکستانیوں اور غیر پاکستانیوں کو دعوت دی کہ اس نیک کام میں میرا ہاتھ بٹائیں اور اُن سے عرض کی کہ جس شعبہ کے وہ ماہر ہیں ڈکشنری کے لئے اُس سے متعلقہ مضامین لکھیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ بیشتر اصحاب نے تو جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔ ہماری خوش بختی تھی کہ اُس وقت کے جنرل منیجر صاحب نے ہر طرح سے ہماری حوصلہ افزائی کی۔ اگرچہ صاحبِ موصوف نے بعد میں اپنی کرسی اے۔ این والٹر صاحب کو سونپ دی تاہم اُنہوں نے کسی بھی مرحلہ میں ہماری مدد سے ہاتھ نہیں روکا اور والٹر صاحب نے بھی ہماری ہمت افزائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ جناب بخت صاحب کی دُور اندیشی کے مرہونِ منت ہی یہ کام اس مرحلہ تک پہنچا ہے۔

کسی لغات کی تدوین و طباعت کی تیاری ایک شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارا واسطہ ایک ایسی ٹیم سے رہا جس نے شب و روز ایک کر کے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

ان میں سرِ فہرست اُن کا نام ہے جو ہمارے برابر کے ساتھی رہے ہیں۔ قاموس الکتاب کا ہر لفظ جناب ہنری بخت کی محتاط نظر سے گذرا ہے۔ الفاظ کا انتخاب، زبان کی سلاست اور سادگی اور مسائل دین کی صحت پر انہوں نے کڑی نظر رکھی۔ اس المانی استیعاب کے بغیر اس قاموس کا اس احسن شکل میں پایۂ تکمیل تک پہنچنا ناممکن تھا۔ جس محنت سے انہوں نے کتابت کروائی اور پروف پڑھوائے اور ماسٹر روستائی جیسے کہنہ مشق اُستاد کی مددلی قابلِ تحسین و آفرین ہے۔

میرا دوسرا برابر کا ساتھی محترمہ مس لوئس رس بیچ ہیں جن کی راست نظر اور ہاتھوں میں تیز قینچی اور رس بھری پیلی گم نے ہمارے خوش رقم کاتب صوفی فضل حسین صاحب کی کراماتِ قلم کو طباعت کے لئے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مصوّرانہ انداز سے قاموس کو تصویروں، نقشوں اور ستاروں سے مزیّن کیا۔ مزید براں یونانی الفاظ کو خوبصورت انگریزی خط میں رقم کرنے کا دقیق کام بھی انہوں نے ہی انجام دیا ہے۔

جناب وکلف اے سنگھ نے جغرافیائی اور سوانحی مضامین کے علاوہ کئی دیگر مضامین کو بڑے احسن طریقہ سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ برخوردار ظفر اسماعیل ڈائرکٹر پاک ٹی نے نیو بائبل ڈکشنری سے پرانے عہد نامہ کی کتابوں پر مضامین کو خوبصورت اُردو زبان میں ترجمہ کرنے میں ہماری مدد کی۔ نئے عہدنامہ کے مختلف خطوط پر مضامین جناب پادری جان میڈ وکرافٹ کی کاوشِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ مکاشفہ کی کتاب پر مضمون جناب آر۔ ڈبلیو۔ اورہ صاحب کی قلم کا نذرانہ ہے۔ سندھی بائبل کے ترجمہ کی کہانی ایڈلٹن صاحب کی خامہ فرسائی کا کارنامہ ہے۔ کرسچن سٹڈی سنٹر سے ہمیں ڈاکٹر ایرن بینیز، جناب یان سلامپ اور جناب یوسف جلیل جیسے اصحاب کا ہمہ وقت تعاون حاصل رہا۔ ہم نے پادری مرل اینگر صاحب کی اُردو کتاب "سات انجیلی الفاظ" سے بھی استفادہ کیا ہے

سے قلمی تعاون کے علاوہ متعدد احباب ہمیں وقتاً فوقتاً اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہے۔ ان میں جناب بشپ ینگ صاحب، پادری جان ایکٹن صاحب اور جناب رس آروِن صاحب کے نام پیش پیش ہیں۔ کئی دوستوں نے اپنی ذاتی لائبریری سے ہمیں کتابیں مہیا کیں جن سے قاموس کو زیادہ دلچسپ اور مستند بنانے میں مدد ملی۔ ان میں ڈاکٹر ایلکس سٹوارٹ، جناب ہاورڈ پسکٹ صاحب، مِس جینٹ مُنو، مسنز آئون ناصرا اور مِس وی سٹیسی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ موخر الذکر خاتون نے تو مالی گرانٹ دلوا کر یہ ممکن کیا کہ ہم یورپ اور امریکہ سے تازہ ترین کتب منگوا کر قاموس کو چار چاند لگائیں۔

کئی مہربان دوستوں نے دعاؤں اور مالی امداد سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ ان سب کے نام درج کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں لیکن ہم خداوندِ کریم سے ان سب کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ خدا ان کو بڑی برکت دے۔ تاہم، ہم ایک جرمن کلیسیا کے خاص مشکور ہیں جنہوں نے اس کام کے لئے دل کھول کر بڑی سخاوت کا مظاہرہ کیا اور یہ ممکن کیا کہ یہ کام احسن طریقے سے مکمل ہو۔ یہ ورٹمبرگ کی لوتھران کلیسیا ہے Evangelical-Lutheran Church of Wuerttemberg, Germany

ہماری دلی دعا ہے کہ خدا اِن سب دوستوں کو اپنے فضل کی برکتوں سے مالامال کرے اور ہماری اس ناچیز کوشش کو اپنے جلال کے لئے استعمال کرے۔ آمین۔

احقر
فرینک صفی اللہ خیر اللہ
لاہور اپریل ۱۹۸۴ء

کچھ طبعِ پنجم کے بارے میں

ہم بڑی مسرت کے ساتھ اپنے قدرشناسوں اور قارئین کی خدمت میں قاموس الکتاب کا یہ پانچواں ایڈیشن پیش کر رہے ہیں۔ خدائے ذوالجلال کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری کاوش کو مسیحی اور غیر مسیحی، ہر دو حلقوں میں ایسی مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی کہ اِس لغات کے پانچویں ایڈیشن کی ضرورت آپڑی ہے۔

ہم اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں سے کما حقہٗ آگاہ ہیں۔ ہم نے اِس ایڈیشن میں کتابت کی بعض اغلاط کی حتیٰ المقدور اصلاح کر دی ہے۔ علاوہ ازیں چند ایک مفید اور دلچسپ مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ قاموس الکتاب کلامِ الٰہی کی تفہیم و تعلیم کے ضمن میں اُردو خواں طبقے کی ممد و معاون ثابت ہو اور وُہ روز بروز ہمارے خُداوند اور منجی یسوع المسیح کے فضل اور عرفان میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ اُسی کے پاک نام کی تمجید اور ستائش ابدالآباد ہوتی رہے۔ آمین۔

احقر
ایف۔ ایس خیر اللہ
اپریل ۱۹۹۳ء

قامُوس الکتاب سے پُورا استفادہ کرنے کے لئے چند ہدایات

۱۔ قامُوس کیا ہے؟

قامُوس عربی میں بڑے سمندر کو کہتے ہیں۔ اس کا مادّہ قَمَسَ بمعنی (پانی میں) غوطہ دینا ہے۔ اصطلاحی معنوں میں قامُوس سے مُراد لغات یا دائرۃُ المعارف ہے۔ دوسرے لفظوں میں قامُوس معلومات کا سمندر ہے جس میں سے ہر ایک غوطہ خور اپنی ضرورت کے مطابق خزانہ نکال سکتا ہے۔

قامُوس الکتاب میں ہم نے کتابِ مُقدّس سے متعلق بہت سی مفید اور دلچسپ معلومات کو یکجا کر کے انہیں حروفِ تہجی کے مطابق درج کر دیا ہے، تاکہ کسی بھی مضمون کو تلاش کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔ تاہم یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ان معلومات میں ایک باہمی ربط اور ترتیب ہے۔ یہ سب مل کر کتابِ مُقدّس کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔

۲۔ کتابِ مُقدّس کیا ہے؟

کتابِ مُقدّس ایک کامل کتاب ہے جسے خدا نے اپنے انبیاء کی وساطت سے بنی آدم کو عطا کیا تاکہ وہ نجات حاصل کر کے کامل انسان بنیں۔ یہ خدا اور انسان کے درمیان اُس رشتہ کو بحال کرنے کی راہ دکھاتی ہے جو باغِ عدن میں انسان کے گناہ کرنے سے منقطع ہوا تھا۔ پولُس رسول تیمتھیُس کے نام کے خط میں پاک نوشتوں کے مقاصد کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کرتا ہے (دیکھئے ۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۵-۱۷)۔

کتابِ مُقدّس نہ صرف معجزوں کا ذکر کرتی ہے بلکہ بذاتِ خود بھی ایک معجزہ ہے۔ یہ محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک پورا کتب خانہ ہے (پرانے عہدنامہ میں ۳۹ کتابیں ہیں اور نئے عہدنامہ میں ۲۷)۔ یہ پاک رُوح کی ہدایت سے ۱۵۰۰ سال کے دوران خدا کے تقریباً ۴۴ بندوں کی معرفت قلم بند ہوئی۔ چونکہ اس کا اصل مُصنّف خدا خود ہے اس لئے پہلے صفحہ سے آخری صفحہ تک اس میں ایک عجیب وحدت نظر آتی ہے۔ اس حقیقت کو یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ سہولت کی خاطر قامُوس میں مضامین کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹا گیا ہے تو بھی یہ سب ایک اکائی میں منسلک ہیں۔ مضامین کے مختلف حِصّوں کے مطالعہ کے دوران ہم نے ان کا حدودِ اربعہ بھی دیا ہے تاکہ انہیں سیاق و سباق کے مطابق کلامِ مُقدّس کے نجات کے مکمل پیغام کے حوالے سے دیکھا جا سکے۔ قامُوس سے استفادہ کرتے وقت اِن امور کو ہمیشہ مدِنظر رکھیں۔

آپ کی نظر سے شاید بچّوں کا ایک کھیل گزرا ہو۔ گتّے پر ایک تصویر چسپاں ہے۔ اِسے مختلف ٹکڑوں میں کاٹ دیا گیا ہے لیکن کٹائی اس طریقہ سے ہوئی کہ ٹکڑے آپس میں دوبارہ صحیح طور پر جوڑے جا سکتے ہیں۔ کھیل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ٹکڑوں کو پھر اس طرح جوڑا جائے کہ تصویر مکمل ہو جائے۔ ٹکڑے صحیح جگہ پر جوڑنے سے تصویر مکمل ہو جاتی ہے۔

ذیل کی تصویر میں صرف دو ٹکڑوں کو ان کی جگہ پر رکھنا باقی ہے۔ جب یہ بھی صحیح جگہ پر رکھ دیئے جائیں گے تو تصویر مکمل ہو جائیگی اور اس کا مفہوم سمجھ میں آجائے گا کہ "اچھا چرواہا اپنی بھٹکی ہوئی بھیڑ کی تلاش میں ہے"

خدا کے کلام کے مختلف مضامین کا مطالعہ بھی اسی طرح کرنا چاہیئے تاکہ یہ مضامین ہمارے ذہن میں خدا کی نجات کی مکمل تصویر کو ترتیب دیں ۔ اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک مضمون کے متن میں اور اس کے آخر میں بھی دیگر متعلقہ مضامین کی نشاندہی کی گئی ہے ۔
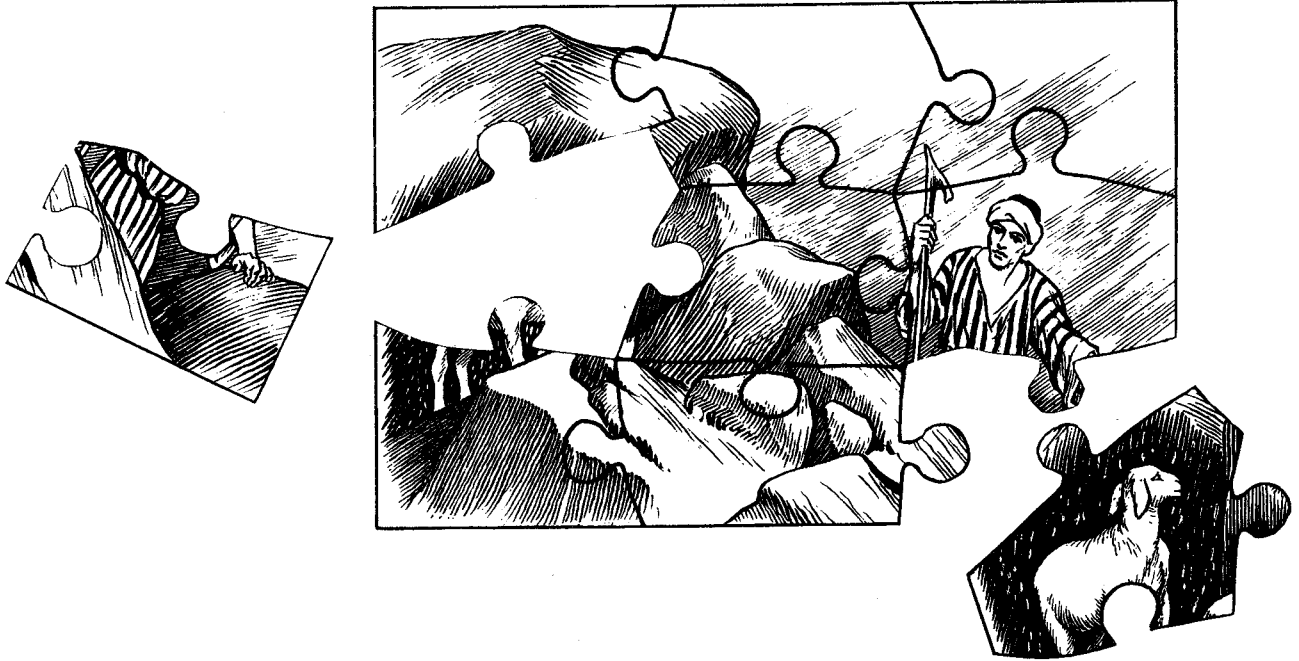
۳ - چند غور طلب باتیں

ا ۔ قاموس کتابِ مُقدّس کی صرف تشریح اور تفہیم میں مدد اور معاونت کرتا ہے ۔ یہ اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتا ۔ قاموس اپنی افادیت کا ثبوت صرف ایسی صورت میں دے سکتا ہے کہ وہ کلامِ مُقدّس کا مطالعہ کرنے اور اُسے سمجھنے میں ہماری مدد کرے ۔

ب ۔ دوسری بات جو یاد رکھنی ضروری ہے وہ قاموس کے اختصار سے متعلق ہے ۔ ضخامت کو قابو میں رکھنے کے لئے کوشش کی گئی ہے کہ کم از کم الفاظ میں مضمون کا احاطہ کیا جائے ۔ اس لئے پڑھنے والے کو خود ہی مضمون کو وسیع کرنا پڑتا ہے ۔ بعض معلومات کو ایک جگہ تو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے ۔ لیکن دیگر جگہوں پر جہاں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے انہیں دہرانے کی بجائے صرف اُن کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے ۔ اسی لئے "مزید دیکھیے" اور "نیز دیکھیے" کے کلموں سے قاری کی توجہ ان متعلقہ مضامین کی طرف دلائی گئی ہے جن کا مطالعہ کرنا مفید ثابت ہوگا ۔ بعض جگہ لفظ سے پہلے صرف ایک ستارہ لگا دیا گیا ہے ★ ۔ اس سے یہ مُراد ہوتی ہے کہ ستارے کے بعد مذکور مضمون میں قاموس میں معلومات موجود ہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں ۔ یہ ایک اختیاری نشان ہے ۔

نیز قارئین دیکھیں گے کہ ہر بات کی سند کے لئے کتابِ مُقدّس کی آیات کا حوالہ دیا گیا ہے ۔ کسی مضمون سے پورا استفادہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر حوالہ کو نکال کر بغور پڑھا جائے ۔ بعض مرتبہ ایک آیت سے موازنہ یا ایک ترجمہ کا دوسرے ترجمہ سے موازنہ مفہوم کو صاف کر دیتا ہے ۔ اس کے لئے قب کی علامت کو استعمال کیا گیا ہے جس سے یہ مُراد ہوتی ہے کہ مذکورہ آیات یا ترجموں یا مضامین کا آپس میں مقابلہ کرنا مفید ثابت ہوگا ۔

۴ - قاموس بطور سند

یہ کتاب استناد کا ایک ذریعہ بھی ہے یعنی قاموس الکتاب کلامِ پاک کے موضوعات پر معتبر معلومات مُہیّا کرتا ہے ۔ اگر کتابِ مُقدّس

میں مذکور کسی شخص، مقام، نباتات یا ملبوسات وغیرہ کے متعلق معلومات درکار ہوں تو اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ مثلاً اگر آپ لُوقا ۱۰: ۳۰-۳۴ کا مطالعہ کر رہے ہیں اور یریحو شہر کے متعلق کچھ جاننا چاہتے ہیں تو قاموس میں آپ کو یریحو کے تحت معلومات ملیں گی۔ ایک اور مثال لیجئے۔ یوحنّا ۲۱: ۷ میں ذکر ہے کہ "پطرس نے یہ سُن کر کہ خداوند ہے کرتہ کمر سے باندھا کیونکہ ننگا تھا"۔ "ملبوساتِ بائبل" ۳ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جس شخص نے صرف زیر جامہ پہنا ہو اُسے مشرقی آداب کے مطابق ننگا تصور کیا جاتا تھا۔ اس کی اور مثالیں بھی دی گئی ہیں۔

فرض کیجئے کہ آپ یعقوب کے خط کی اس آیت کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ "خداوند کے سامنے فروتنی کرو۔ وہ تمہیں سربلند کرے گا" (باب ۴، آیت ۱۰)۔ اب اگر آپ جاننا چاہیں کہ کتابِ مُقدّس میں فروتنی سے کیا مُراد ہے تو قامُوس میں فروتنی کا مضمون نکالئے۔ وہاں آپ کو بعض معلومات ملیں گی۔ پہلے تو فروتنی کے اردو معنی یعنی "تن کو نیچا کرنا" دیئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی چار عبرانی الفاظ کا ذکر بھی ہے۔ یاد رہے کہ کلام پاک کے پرانے عہدنامہ کا متن عبرانی میں ہے۔ ان عبرانی الفاظ کے معنی بتا کر فروتنی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ فروتنی کے تصوّر کو اردو کے ان الفاظ سے واضح کیا گیا ہے: عاجزی، حلیمی، غریبی، خاکساری۔ آگے نئے عہدنامہ کے یونانی متن میں استعمال شدہ لفظ دیا گیا ہے۔ پھر اس صفت کی اہمیّت بیان کی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ذات کی ایک صفت ہے۔ مزید دکھایا گیا ہے کہ اس صفت کی وجہ سے تجسیمِ الٰہی کیوں ممکن ہُوا۔ یوں فروتنی پر جامع بحث کی گئی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر کوئی شخص تفریحاً بھی قامُوس الکتاب کی ورق گردانی کرے تو وہ مفید اور دلچسپ معلومات سے محظوظ ہو گا۔ مثلاً "مچھلی" کے تحت وہ جان جائے گا کہ اوائلی کلیسیا نے کیوں اپنے آپ کو مسیحی ظاہر کرنے کے لئے مچھلی کی علامت چُن لی (دیکھئے صفحہ ۸۸۴)۔

۵۔ کتابِ مُقدّس کا سنجیدہ مطالعہ

کتابِ مُقدّس کا سنجیدہ اور گہرا مطالعہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ایک باقاعدہ طریقے کی پابندی کریں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ کم از کم ذیل کی کتابیں ضرور اپنے پاس رکھیں۔ ۱۔ کلید الکتاب، ۲۔ کلامِ مُقدّس کا رومن کیتھولک اردو ترجمہ، ۳۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا کی شائع کردہ اردو ریفرنس بائبل۔ تاہم اس بات کا خیال رہے کہ اگرچہ ہمارے اردو ترجمے بڑی دیانتداری اور احتیاط سے تیار کئے گئے ہیں تو بھی وہ ترجمے ہی ہیں۔ خدا کا کلام ساری دنیا کے لئے ہے اور اس کا یہ اعجاز ہے کہ ترجموں کے ذریعہ بھی خدا انسان سے ہمکلام ہو سکتا اور نجات کا راستہ دکھا سکتا ہے۔ تاہم اگر کسی دینی مسئلہ پر اختلافِ رائے پیدا ہو تو اس کا حتمی فیصلہ ترجمہ سے نہیں بلکہ کلامِ مُقدّس کے اصل متن سے کرنا ضروری ہے۔ یہ ضرورت ہمیں لِسانیاتی بحث کی طرف لے جاتی ہے۔

۶۔ لِسّانیاتی بحث کی اہمیّت

اکثر مضامین کے پہلے حصہ میں آپ کو لسانیاتی بحث سے واسطہ پڑے گا۔ اس کا مقصد پڑھنے والے پر رعب بٹھانا نہیں ہے۔ اس حِصّہ میں اُن عبرانی اور یونانی الفاظ کا ذکر ہے جو کتابِ مُقدّس کے اصلی متن میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں الفاظ کے معنی، ان کے اشتقاقات وغیرہ پر بحث کر کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض قارئین غالباً اسے خشک مضمون محسوس کریں گے۔ اگر آپ فی الحال اس میں دلچسپی نہیں رکھتے تو اسے چھوڑ کر اگلے حِصّہ پر چلے جائیں۔ تاہم اس لسانیاتی بحث کی اہمیّت اور افادیت کا یہاں ذکر ضروری ہے۔ جیسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کتابِ مُقدّس کے پُرانے عہدنامہ کے صحیفے عبرانی زبان میں ہیں (چند حِصّے ارامی میں بھی ہیں) اور نئے عہدنامہ کے یونانی زبان میں۔ ہر مترجم کی کوشش ہوتی ہے کہ اصل زبان کے مفہوم کو پوری طرح ادا کرے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں اپنے مدِّ مقابل لفظ کی پوری عکاسی کرتا ہو۔ ہر زبان میں ہر لفظ کا ایک بنیادی مفہوم ہوتا ہے۔ شروع شروع میں لفظ ایک منفرد خیال کو ادا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں زبان اور ادب ترقی کرتے ہیں لفظ اپنے بنیادی مفہوم کے ساتھ کچھ ثانوی معنی بھی سمیٹتا چلا جاتا ہے۔ بعد میں جب کسی لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے تو نہ صرف بنیادی مفہوم کو سامنے رکھا جاتا ہے بلکہ بعض اوقات ثانوی معنوں کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح تحریر میں گہرائی، وسعت، چاشنی اور نزاکت پیدا ہوتی ہے۔

صنعتِ تلازمہ یا ضلع جگت الفاظ کی اس خاصیت سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ یہاں سامی زبانوں (عبرانی اور عربی) کی ایک خصوصیت کا ذکر

کرنا بھی موزوں ہوگا۔ ان زبانوں میں عام طور پر ہر لفظ کا ایک سہ حرفی مادّہ ہوتا ہے۔ اس مادّہ سے مختلف الفاظ ترکیب پاتے ہیں۔ یہ الفاظ اگرچہ آپس میں بہت ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں لیکن معنوں میں کافی فرق ہوتا ہے۔ مثال کے لئے دیکھئے لفظ برکت (صفحہ ۱۴۳)۔ اعراب کی ذراسی تبدیلی سے مفہوم بدل سکتا ہے۔ ایک مثال لیجئے۔ یرمیاہ ۱: ۱۱-۱۲۔ "پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا اور اُس نے فرمایا اے یرمیاہ تو کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ بادام کے درخت کی ایک شاخ دیکھتا ہوں۔ اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ تو نے خوب دیکھا کیونکہ میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے بیدار رہتا ہوں۔"

ان آیات میں عبرانی شاقید پر تلازمہ ہے۔ شاقید کے تلفظ میں معمولی سی تبدیلی کرنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ شاقید (بروزن قید) کے معنی بادام کا درخت ہیں۔ شاقید (بروزن بعید) کے معنی بیدار رہنا ہیں۔ اگرچہ آیت کے ضروری معنی تو ادا ہو گئے ہیں، تاہم یہ رعایت لفظی اس ترجمہ میں نظر نہیں آتی۔ پاک کلام میں اس صنعت کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اسمائے معرفہ کے معنوں میں اکثر رعایت لفظی پائی جاتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پیدائش ۲ : ۷ - "مٹی (آدماہ) سے انسان (آدم) کو بنایا"

پیدائش ۴ : ۲۵ - "اُس کا نام سیت رکھا اور وہ کہنے لگی کہ خداوند نے ہابل کے عوض شات ...... مجھے دوسرا فرزند دیا" (کیتھولک ترجمہ)۔

خروج ۲ : ۱۰ - "اور اُس نے اس کا نام موسیٰ (موشہ) یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اُسے پانی سے نکالا (ماشاہ) ہے"۔

لسانیاتی بحث سے نہ صرف رعایت لفظی اور دیگر صنائع بدائع (اس مضمون کو صفحہ ۵۹۶ پر دیکھئے) کی وضاحت ہوتی ہے بلکہ بعض مرتبہ اہم مسائل دین کی باریکیوں اور گہرائیوں پر روشنی پڑتی ہے اور مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ لسانیاتی بحث واقعی اہم دینی مسائل کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ اس نصاب کو پوری طرح سمجھنے کے لئے چند باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ عہدِ عتیق کا متن جیسے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، عبرانی میں ہے۔ اسیری کے زمانہ کے بعد ارامی نے بتدریج عبرانی زبان کی جگہ لے لی۔ خصوصاً وہ یہودی جو غیر ممالک میں آباد ہو گئے تھے عبرانی سے بالکل ناآشنا ہو گئے۔ ان میں سے اکثر نے یونانی زبان کو اپنا لیا کیونکہ یہ ایک بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل کر گئی تھی۔ ان یونانی مائل یہودیوں اور دیگر لوگوں کے لئے ایک اہم یونانی ترجمہ سکندریہ میں ۲۸۵ - ۲۴۶ ق م میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کو ہفتادی ترجمہ کا نام دیا گیا ہے (اس کی وجہ تسمیہ کے لئے دیکھئے صفحہ ۱۰۸۱)۔ عہد نامۂ جدید کے معاصرین کی تصانیف بھی یونانی ہی میں ہیں۔

پولس رسول نے اپنے خطوط یونانی میں لکھے، تاہم وہ عبرانی کا عالم بھی تھا۔

ہم اس مثال میں یونانی کے ایک فعل دکائیو dikaioo بمعنی "راستباز ٹھہرانا" کو موضوعِ بحث بنانا چاہتے ہیں۔ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے عہد نامۂ عتیق کی روشنی میں اس لفظ کے مفہوم پر غور کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہفتادی مترجمین نے پانچ عبرانی الفاظ کا ترجمہ یونانی لفظ دکائیو dikaioo سے کیا ہے۔

۲۳ مرتبہ یہ عبرانی صدق کا ترجمہ ہے۔ جس کے مختلف مفہوم کا اندازہ اردو کے ذیل کے ترجموں سے ہوتا ہے۔

۱۔ صادق قرار دینا (پیدائش ۳۸: ۲۶)۔

۲۔ بری ٹھہرانا (پیدائش ۴۴: ۱۶)۔

۳۔ راست ٹھہرانا (منفی ترکیب میں) (خروج ۲۳: ۷)۔

۴۔ بے گناہ ٹھہرانا (استثنا ۲۵: ۱)۔

ایک اور عبرانی لفظ باخان ہے۔ اس کا ترجمہ "آزمانا" ہے (حزقی ایل ۲۱: ۱۳)۔

ایک اور عبرانی لفظ زاکاہ ہے۔ اس کا ترجمہ "صاف کرنا" ہے۔ زبور ۷۳: ۱۳۔

اسی طرح دیُو کے معنی انصاف کرنا ہیں۔ میکاہ ۷: ۹۔

اور شپاط کے معنی قضا (فیصلہ) بتانا ہیں۔ ۱۔ سموئیل ۱۲: ۷ (کیتھولک ترجمہ)۔

صداقہ = صداقت بحال کرنا۔ ایوب ۳۳: ۲۶۔

راستبازی شمار کرنا۔ پیدائش ۱۵: ۶۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مختلف مفہوم سب کے سب یونانی لفظ میں سمو دیئے گئے ہیں۔ جب پولس رسول راستباز ٹھہرائے جانے کے متعلق رومیوں اور گلتیوں کے خطوط میں بحث کرتا ہے تو وہ اس یونانی لفظ کے پسِ منظر کے تمام عبرانی مفہوم سے بخوبی واقف ہے۔

اگر ہم اس یونانی لفظ dikaioo کو ایک خاکہ کی شکل میں پیش کریں تو یہ آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

بری کرنا
۳
راستباز ٹھہرانا
راستباز ٹھہرانا
انصاف کا تقاضا پورا کرنا
۱
معافی دینا
۲
dikaioo
راستباز ٹھہرانا
راستباز ٹھہرانا
۴
بحال کرنا
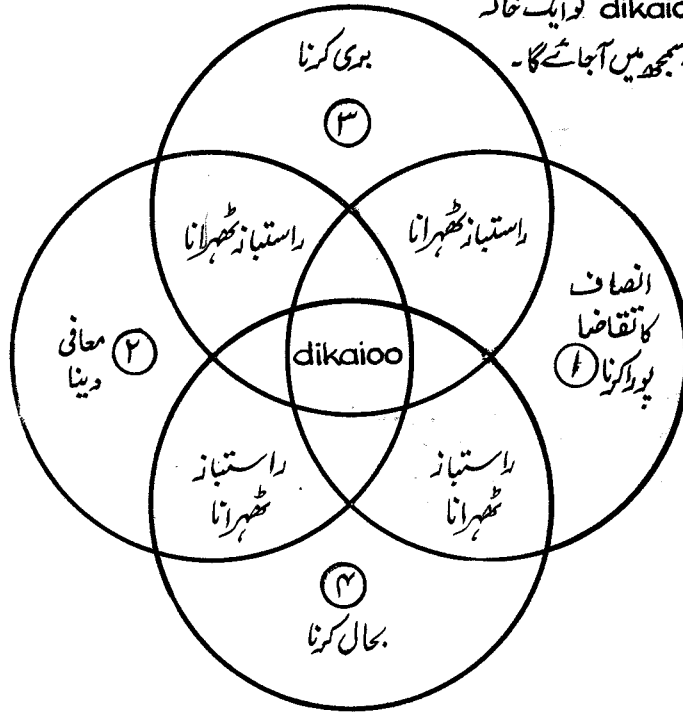
اس بحث کا پسِ منظر پولس رسول کا اُن چند یہودی مسیحیوں سے اختلاف ہے جو دعوے کرتے تھے کہ کسی غیر یہودی کو مسیحی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ختنہ کروائے اور پھر شریعت پر عمل کرے۔ پولس رسول کا موقف یہ تھا کہ خداوند مسیح نے ایمان داروں کے لئے شریعت کو پورا کیا ہے۔ اور اب وہ مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس کی راستبازی نیک اعمال کا اجر نہیں ہے بلکہ مسیح میں خدا سے راست رشتہ قائم ہونے پر مبنی ہے۔ نیک اعمال اس راست رشتہ کا پھل ہیں۔ پولس رسول اپنا مطلب اس پُرمغز اور پُرمعنی یونانی لفظ کی مدد سے ادا کرتا ہے یہ مشکل مسئلہ کہ خدا کیسے ایک گنہگار انسان کو راستباز ٹھہراتا ہے اسی لفظ کے مختلف مفاہیم میں ادا ہوتا ہے۔ خدا انصاف کا تقاضا (۱) پورا کرکے گنہگار کو معافی دے کر (۲) بری کرتا (۳) ہے اور یوں انسان اور خدا کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو بحال (۴) کرتا ہے۔ اس لسانیاتی بحث کی مدد سے یہ مشکل دینی مسئلہ کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لسانیاتی بحث کی اہمیت کے سلسلے میں ہم یہاں ایک اور بات کا ذکر کریں گے۔ جس طرح پولس رسول کے زمانہ میں عبرانی کی جگہ یونانی نے لے لی اُسی طرح مُقدّس اوگسطین کے زمانہ میں یونانی کی جگہ لاطینی نے لے لی۔ جب اوگسطین نے اس مسئلہ پر بحث کی تو اُسے لاطینی لفظ کے پسِ منظر میں بیان کیا اور ایسا کرتے ہوئے اس نے راستباز ٹھہرانا اور تقدیس اور تخصیص کرنے کو خلط ملط کر دیا کیونکہ وہ یونانی لفظ کے پسِ منظر سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ تحریکِ اصلاحِ کلیسیا تک یہ مسئلہ قدرے اندھیرے میں رہا۔ پندرھویں صدی میں جب یونانی ادب اور زبان کا احیاء ہوا تو مارٹن لوتھر جو یونانی کا عالم تھا، اُس نے اس مسئلہ کی دوبارہ تحدید اور تعریف کرکے پولس رسول کے نقطۂ نظر کی صحیح عکاسی کی۔

ایک سادہ لوح مسیحی کو اس پیچیدہ بحث میں اُلجھنے کی اتنی ضرورت تو نہیں ہے تاہم جب کوئی بدعت سر اُٹھائے تو علمِ الٰہی کے علماء کا فرض ہے کہ پاک کلام کے اصلی متن کے مطالعہ سے وہ مومنین کے لئے راہِ راست کی نشاندہی کریں۔

علمِ الٰہی کے طلباء قاموس کی مدد سے اپنے پورے نصاب کا اعادہ کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ سب مضامین جن کا مطالعہ اُنہیں کرنا ضروری ہے یہاں اختصار سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ہماری دُعا ہے کہ سب ایماندار پاک رُوح کی مدد سے کلامِ مُقدّس کا مطالعہ کریں اور اسے مشعلِ راہ بنائیں۔

"تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ
اور میری راہ کے لئے روشنی ہے" (زبور ۱۱۹: ۱۰۵)

ایف۔ ایس۔ خیراللہ
لاہور۔ ۱۹ مارچ ۱۹۸۴ء

قاموس الکتاب

الف ۔ ممدودہ

آب :۔ ۱۔ پانی (یسعیاہ ۱۸ : ۲؛ حزقی ایل ۳۱ : ۱۴)۔
۲۔ چمک ۔ رونق (امثال ۲۷ : ۱۷)۔ آبدار : چمکیلا۔ صاف۔ تیزدھار ہتھیار (یسعیاہ ۴۹ : ۲۔ کیتھولک ترجمہ میں صیقل شدہ ہے یعنی صاف کیا اور چمکایا ہؤا (حزقی ایل ۲۷ : ۱۹؛ مکاشفہ ۱۵ : ۶)۔
۳۔ عبرانی سال کا پانچواں مہینہ (گنتی ۳۳ : ۳۸)۔ اِن معنوں میں لفظ آب بائبل میں نہیں ہے۔ دیکھئے کیلنڈر۔

آبپاشی :۔ زرعی اراضی کو مصنوعی طور پر سیراب کرنا۔
اگرچہ درختوں وغیرہ کو پانی دینے کے متعلق ذکر ضرور ہے تو بھی بائبل میں آبپاشی کے لئے عبرانی یا یونانی میں کوئی مترادف لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ دیکھئے واعظ ۲ : ۵، ۶؛ یسعیاہ ۵۸ : ۱۱ ۔
اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مصر اور بابل کی نسبت فلسطین اور شام میں مصنوعی آبپاشی کی ضرورت کم تھی کیونکہ قدرت زمین کو بارش اور چشموں سے سیراب کر دیتی تھی۔ لیکن مصر اور بابل میں نہریں کھودنا اور دوسرے طریقوں سے زمین کو پانی پہنچانا پڑتا تھا (استثنا ۱۱ : ۱۰)۔

آبنوس :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۔

آٹا :۔ دیکھئے روٹی۔

آثارِ قدیمہ :۔ دیکھئے اثریات۔

آخرخیل ۔ اَحرحیل :۔ حرُوم کا بیٹا اور ایک خاندان کا سربراہ جس کا نام یہوداہ کے قبیلہ میں شامل ہے (۱۔ تواریخ ۴ : ۸)۔

آخز ۔ آحاز :۔ (عبرانی = اس نے یعنی خدا نے پکڑا ہے)۔ منقسم سلطنت میں یہوداہ کا بارھواں بادشاہ۔ وہ یوتام کا بیٹا تھا۔ اُس نے ۷۳۵ تا ۷۱۵ ق م حکومت کی۔ جب وہ سلطنت کرنے لگا تو بیس سال کا تھا (۲۔ سلاطین ۱۶ : ۲)۔ اُس نے چار سال تک اپنے باپ کے ساتھ قائم مقام کی حیثیت سے اور سولہ سال بطور بادشاہ سلطنت کی۔ اس کی سلطنت کی مشکلات کا زمانہ اُس وقت شروع ہؤا جب دمشق کے بادشاہ رِضین اور اسرائیل کے بادشاہ فقح نے یہوداہ کے خلاف عہد باندھا۔ حملہ کے وقت خدا نے یسعیاہ نبی کی معرفت آخز کو تسلّی کا پیغام بھیجا (یسعیاہ ۷ : ۱-۹)۔ یہ وعدہ کرنے کے بعد کہ خدا شہر کو محفوظ رکھے گا یسعیاہ نے آخز کو خدا سے نشان طلب کرنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے ریاکاری سے کام لیا اور نشان طلب کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر یسعیاہ نے کہا "لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی" (یسعیاہ ۷ : ۱۴)۔ اس حملہ میں فقح نے ایک دن میں یہوداہ کے ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) مرد قتل کر دیئے۔ افرائیم کے قبیلہ کے ایک پہلوان زِکری نے بادشاہ کے بیٹے معسیاہ، محل کے ناظم عزریقام اور بادشاہ کے نائب القانہ کو قتل کر دیا۔ اسرائیلی لُوٹ کے مال کے ساتھ دو لاکھ مرد، عورتیں اور بچے بھی اسیر کر کے سامریہ لے گئے لیکن عودد نبی کے کہنے پر تمام اسیر رہا کر دیئے گئے (۲۔ تواریخ ۲۸ : ۶-۱۵)۔ رضین بھی کافی تعداد میں لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا (۲۔ تواریخ ۲۸ : ۵) اور ایلات پر قبضہ کر لیا (۲۔ سلاطین ۱۶ : ۶)۔ اس تباہ کن شکست کے بعد فوراً ہی یہوداہ پر مشرق سے ادومیوں نے اور جنوب مغرب سے فلستیوں نے حملہ کر دیا (۲۔ تواریخ ۲۸ : ۱۷، ۱۸)۔ اِس مصیبت کے وقت آخز نے شاہِ اسور تگلت پلناسر سے مدد مانگی، لیکن اس سے اُس کی مصیبتوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ "شاہ اسور تگلت پلناسر اس کے پاس آیا پر اُس نے اس کو تنگ کیا اور اس کی کمک نہ کی" (۲۔ تواریخ ۲۸ : ۲۰)۔ تگلت پلناسر سے مدد کی درخواست کرنے سے اُس کے مذہب سے ارتداد کی تصدیق ہو گئی (۲۔ سلاطین ۱۶ : ۳، ۴)۔ دمشق میں تگلت پلناسر سے ملاقات کے بعد "اُس نے دمشق کے دیوتاؤں کے لئے . . . . قربانیاں کیں" (۲۔ تواریخ ۲۸ : ۲۳)۔ اس نے ہیکل کے برتنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، ہیکل کے دروازوں کو بند کر دیا، یروشلیم کے ہر کونے میں مذبحے بنائے اور یہوداہ کے ہر شہر میں غیر

معبودوں کے آگے بخور جلانے کے لئے اُونچے مقام بناتے (۲-تواریخ ۲۸: ۲۴، ۲۵)- آخز کی موت کے بعد اُس کی بڑی شرارت کے باعث اُسے اسرائیل کے بادشاہوں کی قبروں میں نہ لائے" (۲-تواریخ ۲۸: ۲۷)-

۲- ساؤل کے بیٹے یونتن کا پڑپوتا- وہ میکاہ کے چار بیٹوں میں سے ایک تھا اور یہوعدہ کا باپ تھا (۱-تواریخ ۸: ۳۶؛ ۹: ۴۱، ۴۲)-

آدم :- (عبرانی اور عربی = مذکر- زمین یا لال مٹی سے نکالا گیا)- خدا کی پہلی انسانی تخلیق (مجازی بیٹا) لوقا ۳: ۳۸؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۱۳-۱۴؛ یہوداہ ۱۴- خدا کا شاہکار اور اشرف المخلوقات- لفظ آدم پرانے عہدنامہ میں ۵۶۰ مرتبہ آیا ہے- بعض اوقات یہ اسم معرفہ کی صورت میں پہلے انسان کے لئے (۱-تواریخ ۱: ۱) اور اکثر اوقات اسم نکرہ کی صورت میں نسلِ انسانی کے لئے آدم زاد یا بنی آدم کے طور پر استعمال ہوا ہے-

۱- آدم الٰہی انتظام کا اہم حصہ تھا- "نہ زمین جوتنے کو کوئی انسان تھا" (پیدائش ۲: ۵)- اس انتظام کو پورا کرنے کے لئے انسان کی ضرورت تھی-

۲- خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، اُسے نیکوکار بنایا اور اُسے تمام چیزوں پر اختیار بخشا (پیدائش ۱: ۲۷؛ زبور ۸: ۶؛ واعظ ۷: ۲۹)-

۳- آدم کی ہستی تین چیزوں پر مشتمل تھی- رُوح، جان اور بدن (پیدائش ۲: ۷؛ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۳)-

۴- آدم اکیلا تھا اور انسانی جبلت کی تشفی کے لئے ایک ساتھی اور مددگار کی ضرورت تھی (پیدائش ۲: ۱۸)- یوں حوّا کی تخلیق ہوئی-

۵- آدم نے فریب کھایا اور گناہ کیا (پیدائش ۳: ۶)-

۶- خدا نے جو کہ شیطان اور گناہ پر غالب آسکتا ہے آدم سے ایک نجات دہندہ کا وعدہ کیا- یہ پہلا وعدہ تھا اور ایک پیشینگوئی کی صورت میں تھا- یہ پیشینگوئی خدا نے آدم کو بہکانے والے سے مخاطب کرکے کی (پیدائش ۳: ۱۵)- اُن کا چمڑے کا لباس، جس سے اُن کا ننگا پن ڈھانپا گیا، صلیبی کفارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے- گو ہم سب آدم میں مرتے ہیں- لیکن مسیح میں زندہ کئے جا سکتے ہیں-

آدم کی زندگی کا مطالعہ کرتے وقت (پیدائش ۱: ۲۶ تا ۵: ۵) ہم نفسانی انسان کو اس کی پہلی حالت یعنی پاک حالت میں گناہ میں گرتے اور اُس کے مستقبل کے امکانات کو دیکھتے ہیں- نئے عہدنامہ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آدم ثانی (مسیح) کی موت سے اُس کی عاقبت سنور سکتی ہے بشرطیکہ وہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھ کر اُن کی پیروی کرے-

آدمزاد :- دیکھئے ابنِ آدم-

آر :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱ا

آرا :- ۱- اوزار- دیکھئے اوزارِ بائبل ۲ا
۲- پہیئے کا حصہ- دیکھئے پہیا-

آرام :- ۱- بدنی آرام: محنت اور مشقت سے باقاعدہ آرام خدا نے اسے انسانوں، جانوروں اور زمین کے لئے مقرر کیا ہے (پیدائش ۲: ۲، ۳؛ خروج ۲۰: ۱۰؛ احبار ۲۵: ۴، ۵)-

۲- ذہنی آرام: فکروں اور پریشانیوں سے نجات حاصل کرنا- خدا نے اس کا وعدہ اپنے لوگوں سے کیا ہے بشرطیکہ وہ اُس پر اعتقاد رکھیں اور اُس کا حکم مانیں (استثنا ۳: ۲۰؛ زبور ۹۵: ۸-۱۱)- نئے عہدنامہ میں مسیح انہی معنوں میں اسے ایمان لانے والوں کو پیش کرتا ہے (متی ۱۱: ۲۸-۳۰)- یہ نئے عہدنامہ کا آرام ہے جس میں اب مسیحی داخل ہو رہے ہیں لیکن اِس کا عکس بنی اسرائیل کے ملک موعود میں داخل ہونے میں بھی ملتا ہے (عبرانیوں ۴: ۱-۱۱)-

آرام نحرائم- ارام نہرائم :- دیکھئے مسوپتامیہ-

آرامی زبان :- دیکھئے ارامی زبان-

آرسی :- دیکھئے آئینہ-

آریوسی بدعت :- دیکھئے تقایہ کی مجلسِ عامہ-

آزاد- آزادی :- پرانا عہدنامہ غلام اور آزاد میں فرق کو بیان کرتا ہے- خدا نے یہ قانون مقرر کر دیا تھا کہ کوئی اسرائیلی بھی جو غلام ہو سال ★ یوبلی میں آزاد کر دیا جائے- یہ خداوند کی رہائی کا سال تھا (احبار ۲۵: ۳۹-۴۶)- "مظلوموں کو آزاد کریں" یہ اس روزہ کا حصہ ہے جو خداوند نے چنا (یسعیاہ ۵۸: ۶)- یونانیوں نے آزادی کے مفہوم کو (آزاد شہر جس میں ظلم و ستم کا راج نہ ہو، آزاد آدمی جو کسی کا غلام نہ ہو، آزاد رُوح جو خواہشات کی غلام نہ ہو) بہت ترقی دی- اسی آزادی کی جھلک نئے عہدنامہ میں ملتی ہے- پولس رسول اس خیال کو بیان کرتا ہے کہ مسیح میں ایمان دار چار بڑے دشمنوں یعنی گناہ، شریعت، خدا کے غضب اور موت سے آزاد ہیں (رومیوں ابواب ۵ تا ۸)- لیکن یہ آزادی مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے تاریخی واقعات کی مرہونِ منت ہے (گلتیوں ۵: ۱)- اس نے ایک آزاد انسان کی زندگی بسر کرکے اُس طاقت کو مغلوب کیا جو انسان کو غلام بنائے رکھتی ہے- جو لوگ اُس پر ایمان لاتے ہیں اُنہیں وہ آزادی کی نعمت عطا کرتا ہے- لیکن اس آزادی کو ضرور ہی درست طریقہ سے استعمال کرنا چاہیئے- ایک طرف تو مسیحیوں کو محتاط رہنا چاہیئے کہ وہ کہیں دوبارہ شریعت کی غلامی میں نہ آجائیں (گلتیوں ۵: ۱) اور دوسری طرف وہ کہیں اسے غیر منضبط زندگی بسر کرنے کی آڑ نہ بنائیں (۱-پطرس ۲: ۱۶)- وہ شخص جسے پرانی شریعت

سے آزادی مل گئی ہے، اب وہ مسیح کی نئی شریعت کے تابع ہے (۱-کرنتھیوں ۹: ۲۱)۔ لیکن یہ شاہی شریعت ہے جس کی بنیاد محبت پر ہے (یعقوب ۲: ۸)۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے اُسے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ غلامی کی راہ نہیں ہے بلکہ حقیقی آزادی کی (یعقوب ۱: ۲۵؛ ۲: ۱۲)۔ اُس کے کام اس کامل آزادی کو ظاہر کرتے ہیں۔

آزمائش:- ایک طرف تو آزمائش بدی کی ترغیب دینے کا نام ہے تو دوسری طرف یہ ایسے امتحان کو ظاہر کرتی ہے جس کا مقصد روحانی بھلائی ہو۔ اگر ان دونوں مطالب کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے تو غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

اس کا منفی پہلو، بدی کے ارتکاب کی ترغیب دینا ہے۔ اِس قسم کی آزمائش کو بائبل میں شیطان سے منسوب کیا گیا ہے جو کہ کینہ پرور ہے اور ہر قسم کے اخلاقیات کے الٰہی مقاصد کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ خدا کی پاک محبت کے برعکس اعمال اور خواہشات کا سرچشمہ ہے۔ وہؔ آزمانے والا ہے (متی ۴: ۳؛ ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۵۔ مقابلہ کریں ۱-کرنتھیوں ۷: ۵)۔ اُس کے طریقۂ کار کو پیدائش باب ۳ میں صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اُس نے بڑی ہوشیاری سے انسان کی خدا کے ساتھ وفاداری کو باطل کردیا (۱-تیمتھیس ۲: ۱۴، ۱۵)۔ یہی چال وہ خداوند یسوع کے ساتھ اُن کی خدمت کے شروع ہونے سے پہلے بھی چلا (متی ۴: ۱-۱۱)۔ لیکن مسیح بدی کی تمام ترغیبات پر غالب آئے۔ چنانچہ عبرانیوں کے خط کا مصنّف بیان کرتا ہے کہ مسیحؔ جہان بھی "سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا" (عبرانیوں ۴: ۱۵) اور چونکہ وہ خود آزمائے گئے اس لئے "وہ اُن کی بھی مدد کرسکتا ہے، جن کی آزمائش ہوتی ہے" (عبرانیوں ۲: ۱۸)۔

اِس کا مثبت پہلو کسی روحانی فائدہ کو پیدا کرنے کے مقصد کے تحت امتحان لینا ہے۔ اس کا مقصد پرکھ، تصدیق، اصلاح یا تنبیہ ہوتا ہے۔ اِس طرح خدا نے جو کہ پاک محبت ہے اور کسی صورت میں بھی بدی کا ذریعہ نہیں ہوسکتا (یعقوب ۱: ۱۳) ابرہام کو آزمایا (پیدائش ۲۲: ۱)۔ اسی طرح اُس نے ایوبؔ کو آزمایا تو وہ چلّا اُٹھا "وہ اس راستہ کو جس پر میں چلتا ہوں جانتا ہے۔ جب وہ مجھے تائیگا تو میں سونے کی مانند نکل آؤں گا" (ایوب ۲۳: ۱۰)۔ اسی طرح وہ اب اپنے لوگوں کو آزماتا ہے (۱-پطرس ۱: ۷؛ ۴: ۱۲-۱۳؛ یعقوب ۱: ۲تا ۱۲)۔ لیکن بعض اوقات وہ بڑی سختی سے آزماتا ہے تاکہ تنبیہ، اصلاح (استثنا ۸: ۲-۳؛ ۱۳: ۳؛ قضاۃ ۲: ۲۰-۲۳؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۳۲؛ عبرانیوں ۱۲: ۴-۱۱) یا کسی کی صداقت کی تصدیق کی جائے۔ آزمائش میں الٰہی مقصد کو استثنا ۸: ۱۶ میں بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔

آس:- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۲ مہندی کے تحت۔

آسا:- (عبرانی- حکیم، شفا دینے والا)۔

۱- یہودؔاہ کا تیسرا بادشاہ جس نے ۹۶۴ تا ۹۲۳ ق م سلطنت کی (۱-سلاطین ۱۵: ۹-۲۴؛ ۲-تواریخ ابواب ۱۴-۱۶)۔ یہ خدا کو پیار کرنے والے یہودؔاہ کے پانچ بادشاہوں میں سے پہلا تھا (آسؔا- یہوسفطؔ- یوآسؔ- حزقیاؔہ- یوسیاؔہ)۔ اُس نے اپنی حکومت کے شروع ہی میں اپنی بُت پرست دادی کو ملکہ کے رتبہ سے معزول کردیا اور اس کے بُت کو جو اُس نے یسیرت کے لئے بنایا تھا کاٹ ڈالا۔ پھر اس نے لوطیوں کو ملک سے نکال دیا اور اپنے باپ دادا کے تمام بُتوں کو دُور کیا (۱-سلاطین ۱۵: ۱۲)۔ اُس نے یہوؔاہ کو حکم دیا کہ اپنے باپ دادا کے خداوند کے طالب ہوں (۲-تواریخ ۱۴: ۴)۔

اپنی حکومت کے ابتدائی امن و سلامتی کے دنوں میں اُس نے وہ تمام چیزیں جو اس کے باپ نے اور اُس نے خود خدا کی نذر کی تھیں ہیکل میں جمع کردیں (۱-سلاطین ۱۵: ۱۵)۔ اپنی حکومت کے انتالیسویں (۳۹) سال میں آسؔا کے پیر میں روگ لگ گیا۔ چونکہ وہ خداوند سے رجوع کرنے کی بجائے طبیبوں کا خواہاں ہوا، اس لئے وہ مرگیا (۲-تواریخ ۱۶: ۱۱-۱۴)۔

۲- لاوؔی کے قبیلہ کا ایک شخص جو اسیری سے واپس آیا (۱-تواریخ ۹: ۱۶)۔

آستر:- ایک یہودی لڑکی۔ یہ پرانے عہد نامہ کی اُس کتاب کی جو اُس کے نام سے کہلاتی ہے عظیم شخصیت (ہیروین) ہے۔ اس کہانی کا آغاز یہودیوں کے اسیری کے تاریک دنوں میں سوسؔن میں ہوا۔ آسؔتر مردکی کی چچا زاد بہن اور لے پالک بیٹی تھی (آستر ۲: ۱۵)۔ اُسے اخسویرؔس بادشاہ نے اپنی ملکہ بنالیا۔ اُس کی ہمّت کی بدولت یہودی جنہیں ان کا دشمن ہاماؔن صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا تھا بچ گئے۔ آخر میں ہاماؔن کو اُسی سُولی پر لٹکا دیا گیا جو اُس نے مردکی کے لئے بنائی تھی۔

آستر کی کتاب- استیر کی کتاب:- اس کتاب میں ایک یہودی خاتون آستؔر کا بیان ہے کہ وہ کس طرح ایک فارسی بادشاہ کی ملکہ بن گئی اور اُس نے کس طرح فارسی سلطنت میں یہودی قوم کے قتلِ عام کے حکم کو منسوخ کروادیا۔

۱- خلاصۂ مضامین

۱- ۱: ۱ تا ۲۲- اخسویرؔس بادشاہ وشتیؔ ملکہ کو ضیافت میں شریک نہ ہونے پر طلاق دے دیتا ہے۔

۲- ۲: ۱ تا ۱۸ مردؔکی نامی ایک یہودی کی چچا زاد بہن آستؔر کو وشتیؔ کی جگہ منتخب کیا جاتا ہے۔

۳- ۲: ۱۹ تا ۲۳ مردؔکی آستؔر کو بادشاہ کو قتل کرنے کی ایک سازش کا سراغ بتاتا ہے۔

۴- ۳: ۱ تا ۱۵ مردؔکی بادشاہ کے منظورِ نظر ہاماؔن کو سجدہ کرنے سے انکار

کر دیتا ہے جس پر وہ ایک مقرّرہ دن میں یہودیوں کے قتلِ عام کا منصوبہ تیار کرتا ہے۔

۵- ۴: ۱ تا ۱۷ مردکی اِس سلسلے میں آستر کو بادشاہ سے سفارش کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

۶- ۵: ۱ تا ۱۴ آستر، بادشاہ اور ہامان کو ایک ضیافت میں مدعو کرتی ہے۔

۷- ۶: ۱ تا ۱۴ بادشاہ ہامان کو حکم دیتا ہے کہ وہ مردکی کی عامۃ الناس میں عزّت افزائی کا مظاہرہ کرے کیونکہ اُس نے بادشاہ کے خلاف سازش کا سراغ لگایا تھا۔

۸- ۷: ۱-۱۰ آستر ایک دوسری ضیافت میں ہامان کے یہودیوں کے قتلِ عام کے منصوبے کو بے نقاب کرتی ہے اور ہامان اُسی سُولی پر چڑھایا جاتا ہے جو اس نے مردکی کے لئے بنوا رکھی تھی۔

۹- ۸: ۱ تا ۱۷ چونکہ اَب قتلِ عام کا حکم منسوخ نہیں کیا جا سکتا تھا سو بادشاہ نے ایک اور حکم جاری کیا جس کی رُو سے یہودیوں کو اپنا دفاع کرنے کا اختیار دیا گیا۔

۱۰- ۹: ۱ تا ۱۹ یہودیوں نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے دشمنوں کا صفایا کر دیا۔

۱۱- ۹: ۱ تا ۳۲ اِس مخلصی کی یادگار میں 'عیدِ پوریم' منائی جاتی ہے۔

۱۲- ۱۰: ۱ تا ۳ مردکی کو صاحبِ اختیار کا درجہ بخشا جاتا ہے۔

ب- مُصنّف اور سنِ تصنیف

یہ کتاب اخسویرس کی موت کے بعد لکھی گئی (۱: ۱) اور اگر ہم اخسویرس کو خسرو ہی سمجھیں تو یہ ۴۶۵ ق م کے بعد کا زمانہ بنتا ہے۔ بعض یہودی مردکی کو اس کا مصنف قرار دیتے ہیں۔ ۹: ۲۰، ۳۲ میں ایسا اشارہ ملتا بھی ہے۔ لیکن جس طرح ۱۰: ۲ اور غالباً ۶: ۱ میں ذکر ہے اس کے زیادہ تر مندرجات شاہی روزنامچہ کا حصّہ نظر آتے ہیں۔ اور خدا کے نام کا آستر کی کتاب میں ذکر نہ ہونے کی وجہ بھی یہی ہو سکتی ہے۔ تاہم ۴: ۱۶ میں روزہ رکھنے کا حوالہ اِس بات کی یقینی دلیل ہے کہ آستر خدا پرست عورت تھی۔ نیز ۴: ۱۴ میں یہودیوں کو بچانے کے سلسلے میں الٰہی تدبیر اور خدا کا ہاتھ کام کرتا ہُوا نظر آتا ہے۔

یہ بھی غور طلب ہے کہ آستر کی کتاب کے یونانی نسخوں میں ۱۰۷ آیات زائد ہیں۔ ان میں ایسے حوالے بھی ہیں جن میں خدا کا نام بھی پایا جاتا ہے۔ نیز ان میں اس کی تاریخ تصنیف ۱۱۴ ق م درج ہے۔ جو غالباً یونانی ترجمے کی یا اضافی نسخے کی تصنیف کی تاریخ ہو سکتی ہے۔ رومن کیتھولک کلیسا عبرانی اور یونانی متن کے فرق کی وجہ کچھ یوں بتاتی ہے۔ کیتھولک کے جدید مفسّروں کی رائے ہے کہ اصل عبرانی متن موجودہ یونانی متن کے برابر تھا جس سے وہ حصّے علیحدہ کئے گئے جن میں خداوند تعالیٰ کا ذکر ہے ایسا نہ ہو کہ جب یہ کتاب عیدِ پوریم کی دنیاوی خوشیوں میں پڑھ کر سنائی جائے تو نام مبارک کی بے حرمتی ہو۔ مقدس جیروم نے ان آیات محذوفہ کو یونانی میں ترجمہ کر کے حاشیہ میں درج کیا۔

ج- پایۂ اعتبار

عام خیال ہے کہ اخسویرس بادشاہ خسرو (۴۸۶ تا ۴۶۵ ق م) ہی تھا گو بعض مغربی نقاد اُسے ارتخششتا ثانی (۴۰۴ تا ۳۵۹) سمجھتے ہیں۔ اگر یہ خسرو ہی تھا تو ۱: ۳ میں مذکور تیسرے برس اور ۲: ۱۶ میں مذکور ساتویں برس کے درمیانی عرصہ کی عجیب خاموشی کی وجہ ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ خسرو ۴۸۳ اور ۴۸۰ ق م کے عرصہ میں یونان کو تاخت و تاراج کرنے اور حملوں کی منصوبہ بندی میں بُری طرح اُلجھا رہا تھا۔ ہیروڈوٹس خسرو کی ملکہ کا نام "امسٹرس" بتاتا ہے۔ لیکن ہمیں غیر مذہبی مورخین کی تحریروں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اُس کی ایک سے زیادہ بیویاں بھی تھیں یا نہیں۔ تاہم ہیروڈوٹس کے حوالے سے یہ مزید واضح ہوتا ہے کہ شاہ فارس کو اپنی ملکہ کا انتخاب شرفاء کے سات خاندانوں میں سے کرنا ہوتا تھا (۱: ۱۴)۔ اِس قسم کی پابندیوں سے انحراف کی بھی کئی صورتیں ہُوا کرتی تھیں۔ خسرو کے لئے اپنی من پسند کسی بھی عورت کو اپنے حرم میں داخل کرنے میں ہچکچاہٹ کی کوئی وجہ نہ تھی۔

بعض معترض یہ سمجھتے ہیں کہ مصنف ۲: ۵، ۶ میں ۵۹۷ ق م میں مردکی کو اسیر کر کے لے جانے کا جو واقعہ بیان کرتا ہے وہ سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ اُس وقت تک اُس کی عمر ۱۲۰ برس سے بھی زائد بنتی ہے۔ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے ہمارے پاس ایک اُصول ہے کہ ہم اُس ترجمے کو ترجیح دیں جو معقول ہو۔ اس لحاظ سے ہم عبرانی متن کی رعایت سے چھٹی آیت کے بیان کو مردکی کی بجائے اس کے پردادا قیس سے منسوب کر سکتے ہیں۔

دیگر مفروضہ شکوک کا تعلق زیادہ تر مندرجہ ذیل جیسے موضوعی مباحث سے ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہامان نے محض اِس وجہ سے ساری یہودی قوم کو تہِ تیغ کرنے پر کمر باندھ لی ہو کہ اس قوم کے ایک فرد نے اُس کی ہتک کی تھی اور بادشاہ نے بھی اس کی اجازت دے دی ہو؟ اور ہامان نے اتنا عرصہ قبل ہی قتلِ عام کے دن کا تعین بھی کر لیا ہو؟ حیرت ہے کہ ایسے نقاد انسانی سرشت سے کتنے ناواقف ہیں؟ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ اکثر محض ایک یا دو افراد کی مجروح انانیت نے کشتوں کے پشتے لگوا دیئے اور ہولناک جنگوں کی چنگاری دکھائی۔ شاہانِ فارس بھی بڑی آسانی سے اپنے حاشیہ نشینیوں کے جھانسے میں آجایا کرتے تھے، اور یہاں تو ہامان یہودیوں کو غدار قرار دیتا ہے (۳: ۸)۔ یہاں ہامان کو ایک توہم پرست کے رُوپ میں دکھایا گیا ہے۔ اُس نے قتلِ عام کے لئے ایک خاص دن اِس بنا پر منتخب کیا کہ قرعہ اندازوں نے وہی دن سعید قرار دیا تھا (۳: ۷)۔ ۵۰ ہاتھ (۸۳ فٹ) بلند سُولی کا بنوانا ایک خود سر شخص کے طاقت کے نشے میں حد سے تجاوز کر جانے کی علامت ہے۔ پھر دس ہزار

توڑے چاندی کی پیشکش کو شاید کوئی رشوت قرار دے گا۔ لیکن بادشاہ جو کچھ سمجھا وہ یہ تھا کہ یہودیوں سے لوٹی ہوئی دولت کا یہ بڑا حصّہ شاہی خزانے میں داخل کیا جائے گا۔ اِسی لئے تو بادشاہ نے روایتی مشرقی انداز میں ہامان سے کہا کہ وہ چاندی تجھے بخشی گئی " (۳: ۱۱)۔ اس سے دونوں فریقوں کے درمیان یہ طے پاگیا کہ جب لوٹ کا بڑا حصّہ بادشاہ کے حصّے میں آئے گا تو ہامان خواہ کچھ بھی اپنے کھاتے میں ڈال لے وہ اُس کی طرف سے آنکھیں بند کئے رکھے گا۔

اس کتاب کی ایک اور غیر معقول تشریح ہماری مختصر توجہ کی طالب ہے۔ یہ تشریح زمرن Zimmern اور جینسن Jensen نامی نقادوں نے وضع کی ہے۔ وہ اِس کتاب کی اصل دیومالائی قصّے بتاتے ہیں۔ بقول ان کے آستر اور مردکی بترتیب "استعارہ" دیوی اور "مردوک" دیوتا ہیں۔ ہامان اہلِ عیلام کا معبود ہومان ہے اور وشتی، مستی دیوی ہے۔ اور اس کہانی کو بابلی اور عیلامی دیوتاؤں کی رسہ کشی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ بات یہودیوں سے منسوب کرنا بڑا عجیب لگتا ہے کہ انہوں نے ایک دیومالائی قصّے کو اپنایا ہو یا اصنام پرستوں کے تہوار کو یہودی عید قرار دے لیا ہو۔ اور اگر عیدِ پوریم کا اصل اصنام پرستوں کا تہوار ہو اور انہوں نے اس کے گرد ایک نئی داستان لکھ بھی ڈالی ہو تو یہ ممکن نہیں کہ انہوں نے دیوی دیوتاؤں کے ناموں کو جوں کا توں رہنے دیا ہو۔ تو بھی یہ قرینِ قیاس ہو سکتا ہے کہ آستر کی کتاب کے کرداروں کے ناموں کا دیوی دیوتاؤں کے ناموں سے کوئی تعلق ہو کیونکہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ یہودیوں میں بعضوں کو ایسے خطابات دیئے گئے جن میں غالباً دیوی دیوتاؤں کے ناموں کا عنصر ہے۔ مثلاً دیکھئے دانی ایل ۱: ۷؛ عزرا ۱: ۸۔ علاوہ ازیں عزرا ۲: ۲ میں مردکی نامی ایک اور شخص کا ذکر ہے۔ آستر ۲: ۷ کے مطابق آستر عرفی نام ہے۔

آسف۔ آساف :- (عبرانی = اکھٹا کرتا ہے یا ہ تکمیل تک پہنچاتا ہے)۔

۱۔ جیرسون کے خاندان کا ایک لاوی جسے داؤد اور سلیمان بادشاہ نے خدا کی حمد کرنے کی خدمت پر مامور کر رکھا تھا (۱۔ تواریخ ۱۶: ۵؛ ۲۔ تواریخ ۵: ۱۲)۔ وہ حمد گانے میں راہنمائی کرتا اور خدا کے صندوق کے سامنے جھانجھ بجاتا تھا۔ غالباً اُس نے موسیقی کی درس گاہ قائم کر رکھی تھی (نحمیاہ ۷: ۴۴)۔ بارہ زبور (۵۰، ۷۸ تا ۸۳) آسف سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان زبوروں کے لکھنے والے دو آسف تھے جن کے درمیان کئی سو سالوں کا وقفہ تھا۔ زبور نمبر ۵۰، ۷۳، ۷۶ اور ۸۰ یقیناً اور زبور نمبر ۷۵، ۷۷ اور ۸۲ غالباً داؤد بادشاہ کے زمانہ میں لکھے گئے۔ لیکن زبور نمبر ۷۴، اور ۷۹ اور شاید زبور ۸۳ اسیری کے زمانہ میں لکھے گئے۔

۲۔ حزقیاہ بادشاہ کا محرّر (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۸)۔

۳۔ فارس کے بادشاہ ارتخششتا کے شاہی جنگل کا نگہبان (نحمیاہ ۲: ۸)۔

آسمان۔ آسمانوں :- قدیم لوگوں کی طرح یہودیوں کا بھی نظام فطرت کے بارے میں تصوّر بڑا محدود تھا۔

وہ سمجھتے تھے کہ یہ تین درجوں پر مشتمل ہے یعنی زمین کے نیچے پانی، زمین اور پھر زمین کے اوپر فضا، جیسا کہ " آسمان کے بادلوں " (دانی ایل ۷: ۱۳) سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعد ازاں یہودی یہ سمجھنے لگے کہ کئی آسمان ہیں جن میں سب سے اونچا وہ ہے جہاں خدا کا مسکن ہے (زبور ۷۵: ۵؛ ایوب ۲۲: ۱۲)۔ لیکن اس کے بعد وہ یہ خیال کرنے لگے کہ آسمان اور آسمانوں کے آسمان میں بھی خدا سما نہیں سکتا (۲۔ تواریخ ۲: ۶)۔ چونکہ یہودی عزّت و تکریم کی بنا پر لفظ "خدا" استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے اور اُس کی بجائے "آسمان" استعمال کرنے لگے، اس لئے " خدا " اور آسمان میں فرق قدرے مٹ گیا (یہ استعمال بہت عام ہے مثلاً مکابیوں کی پہلی کتاب)۔

نئے عہد نامہ میں "آسمان کی بادشاہی" جس کا ذکر عام طور پر متّی کی انجیل میں ملتا ہے اور "خدا کی بادشاہی" میں کوئی فرق نہیں۔ نئے عہد نامہ کے وقت آسمان کا تصوّر زیادہ روحانی بنتا جا رہا تھا، گو اب بھی یہی تصوّر تھا کہ آسمان اوپر ہے۔ "اس کے لئے آسمان کھُل گیا اور اُس نے خدا کے رُوح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا" (متّی ۳: ۱۶-۱۷)۔ لیکن اب یہ زیادہ سمجھا جانے لگا کہ اِس مقام پر خدا رہتا ہے (متّی ۶: ۹؛ ۷: ۲۱)۔ یہ خوشی کا مقام (لوقا ۱۵: ۷؛ ۱۹: ۳۸)، تمام دُکھوں سے آرام کی جگہ اور ایک بہتر ملک ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱۶)۔ مکاشفہ کی کتاب میں آسمانی شہر کو حقیقی شہر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ خدا اور اُس کے مقدسوں کی فتح اور اُس آسمانی مقام کے آرام، خوشی اور خدمت کو تشبیہی صورت میں بیان کرتا ہے (مکاشفہ ۷: ۱۵؛ ۲۲: ۱-۵)۔

آسمان کی بادشاہی :- دیکھئے خدا کی بادشاہی۔

آسمان کی ملکہ :- غالباً ایک دیوی کا نام جس کے لئے یروشلیم کے باشندے روٹیاں پکاتے تھے (یرمیاہ ۷: ۱۸)۔

یہ بُت پرستی کی ایک رسم تھی جس میں عورتیں بخور بھی جلاتی اور تپاون پکاتی تھیں۔ یہ غالباً ★عستارات تھی جو عشق اور بارآوری کی دیوی تھی۔ "تموز پر نوحہ" اسی کی پوجا کا ایک حصّہ تھا (حزقی ایل ۸: ۱۴)۔ اس کی پوجا میں زناکاری اور دوسرے نفرتی کام کئے جاتے تھے۔ یہ عبرانیوں کے لئے ہمیشہ آزمائش کا باعث تھی اسی لئے نبی اُسکے خلاف لوگوں کو آگاہ کر رہا ہے۔ دیکھئے عستارات۔

آسناتھ۔ آسنت :- ★ اون دیوتا کے پُجاری فوطیفرع کی بیٹی۔

فرعون نے اُس کی شادی ★ یوسف سے کرائی جس سے اُس کے دو بیٹے ہوئے ★ منسّی (بھلا دیا) اور ★ افرائیم (دوہرا پھلدار) (پیدائش ۴۱: ۴۵-۵۰)۔

آسیب - آسیب زدہ:- یہ کیتھولک ترجمہ میں بعض جگہ بدرُوح کے لئے اور اُن کے لئے جن میں بدرُوح ہو استعمال کیا گیا ہے (متّی ۹: ۳۲؛ ۱۲: ۲۲وغیرہ)۔ دیکھئے بدرُوح اور شیاطین۔

آسیہ:- مغربی ایشیائے کوچک میں نئے عہدنامہ کے زمانہ میں ایک رومی صوبہ۔ اس کا ذکر ۲۲جگہ آتا ہے (اعمال ۲: ۹ وغیرہ؛ رومیوں ۱۶: ۵؛ ا-کرنتھیوں ۱۶: ۱۹وغیرہ)۔ اِفسُس اِس کا دارالخلافہ تھا جہاں پولس اور یوحنّا رسُول نے خدمت کی۔ سوائے سمُرنہ کے (مکاشفہ ۲: ۸-۱۱) اور کوئی شہر اب صفحۂ ہستی پر نہیں رہا۔ یہاں کی سات کلیسیاؤں کا ذکر مکاشفہ ۱: ۴، ۱۱میں آتا ہے، جنہیں یوحنّا عارف نے رُوح کی ہدایت سے خط لکھے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶ ۔

آشر - آشیر:- (عبرانی = خوش باش)۔ ۱- لابن کی بیٹی لیاہ کی لونڈی زلفہ کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۳۰: ۱۳)۔

۲- آشر کے قبیلہ کا نام (یشوع ۱۹: ۲۴-۳۱) جسے بحیرۂ رُوم کے ساتھ ساتھ فلسطین کے شمال مغربی سرے پر میراث ملی۔ داؤد بادشاہ کے زمانہ تک غالباً یہ قبیلہ اتنا اہم نہیں رہا تھا، اِسی لئے داؤد کے سرداروں کی فہرست میں اِس کا ذکر نہیں ملتا (۱-تواریخ ۲۷: ۱۶-۲۲)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴ ۔

آشر کی کتاب یا یاشر کی کتاب:- (عبرانی = کتاب صداقت)۔

اس کتاب کا ذکر یشوع ۱۰: ۱۳ اور ۲-سموئیل ۱: ۱۸ میں ملتا ہے۔ گمان غالب ہے کہ یہ اشعار کا ایک مجموعہ تھا جو شائد اسرائیل کے بہادروں اور اُن کی مہمات سے متعلق تھا۔ اس کے بارے میں مختلف خیالات پیش کئے گئے ہیں: ۱- اس میں دبورہ کے گیت (قضاۃ باب ۵) کا باقی حصہ ہے۔ ۲- اِس میں شریعت کی کتاب ہے۔ ۳- یہ بابل کی اسیری کے زمانہ میں معدوم ہو گئی۔ یہ یقیناً عبرانی ادب کا معروف شہ پارہ تھا۔

آشری:- ایک قبیلہ جو ساؤل کے بیٹے اِشبوست کی رعایا میں سے تھا (۲-سموئیل ۲: ۹)۔ شائد وہی قبیلہ جس کا ذکر قضاۃ ۱: ۳۲ میں ہے۔ غالباً وہ ابرہام کی بیوی قطورہ کی اولاد سے تھے جنہیں پیدائش ۲۵: ۳ میں اسُوری کہا گیا ہے۔

آشیانہ:- گھونسلا (عبرانی میں قین، عربی میں کنّ)۔ یہ لفظ پہلی مرتبہ گنتی ۲۴: ۲۱-۲۲ میں آیا ہے جہاں موآبیوں کا بادشاہ ★ بلق ★ بلعام کو بُلا کر بنی اسرائیل پر لعنت بھجوانا چاہتا تھا لیکن بلعام نے اُنہیں برکت دی، لعنت نہ بھیجی۔ آخر میں وہ اُن کو بتاتا ہے کہ عمالیقیوں اور قینیوں کا کیا حشر ہوگا۔ چونکہ اس آیت میں قین ذومعنی ہے اس لئے رعایتِ لفظی استعمال کی گئی ہے "تیرا آشیانہ (قین) بھی چٹان پر بنا ہُوا ہے۔ تو بھی قین (آشیانہ) خانہ خراب ہوگا"

یہ صنعتِ تجنیس کی اچھی مثال ہے (دیکھئے صنائع ادب)۔

استثنا ۲۲: ۶ میں حکم ہے کہ اگر کوئی گھونسلا مل جائے تو اُسے نقصان نہ پہنچانا۔

یسعیاہ بنی اسرائیل پر اسوریوں کے حملے کو گھونسلے کے خراب کرنے سے تشبیہ دیتا ہے (یسعیاہ ۱۰: ۱۴)۔

بعض پرندوں کے گھونسلوں کا ذکر اِن حوالہ جات میں ہے۔

عقاب - ایوب ۳۹: ۲۷؛ استثنا ۳۲: ۱۱

ابابیل - زبور ۸۴: ۳ گوریا - زبور ۸۴: ۳

چڑیا - امثال ۲۷: ۸

اُڑنے والا سانپ - یسعیاہ ۳۴: ۱۵

ایوب اپنے کھوئے ہوئے گھر کو اپنا "آشیانہ" کہتا ہے (ایوب ۲۹: ۱۸)۔

خداوند یسوع مسیح نے کہا کہ پرندوں کے گھونسلے ہوتے ہیں لیکن اُن کا کوئی بسیرا نہیں (متّی ۸: ۲۰؛ لوقا ۹: ۵۸)۔

آصل - آصَل:- یروشلیم کے پاس ایک مقام (زکریاہ ۱۴: ۵)۔

آفات، دس:- وہ دس خوفناک مصیبتیں جن کا خدا نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مصر پر نازل کریگا تاکہ فرعون بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے رہا کرے (خروج ۳: ۱۹، ۲۰)۔ اگرچہ ان کو بائبل مقدس میں آفت نہیں بلکہ عجائب (کیتھولک ترجمہ "عجیب نشان")، پکارا گیا ہے تاہم ان کو دس آفات ہی کہا جاتا ہے۔

فرعون اِن نشانوں (کرامات، معجزات خروج ۴: ۲۱؛ ۱۱: ۱۰) سے شروع میں متاثر نہ ہُوا، لیکن جب یہ یکے بعد دیگرے شدّت سے بڑھنے لگے حتیّٰ کہ مصریوں کے پہلوٹھوں کے ہلاک ہونے کی نوبت پہنچی تو اُس نے بنی اسرائیل کو اپنے خدا کے لئے قربانی دینے کے لئے مصر سے بیابان میں جانے کی اجازت دی (خروج ۱۲: ۲۹-۳۱)۔

بظاہر یہ آفات ایک ایسا سلسلہ معلوم ہوتی ہیں جو مظاہرِ فطرت پر مبنی ہوں۔ لیکن ان کی سنگینی، اِن کا جلدی جلدی ایک ہی سال میں وقوع پذیر ہونا، موسیٰ کو اُنکا پہلے سے علم، موسیٰ اور ہارون کی لاٹھی سے اِنکا معرضِ وجود میں آنا اور جشن کے علاقے کا جہاں بنی اسرائیل رہتے تھے بچے رہنا اس بات کی پختہ دلیل تھی کہ بنی اسرائیل کے خدا کا اس میں ہاتھ ہے (خروج ۳: ۲۰)۔ مصری جادوگر بھی اس بات کا اعتراف کرتے تھے (خروج ۸: ۱۹ میں جہاں اردو میں "خدا کا کام" "خدا کی قدرت" ہے وہاں عبرانی میں "خدا

"کی انگلی" ہے - دیکھئے پروٹسٹنٹ اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

اِن معجزات سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ اسرائیلیوں کا خدا قدرت اور حقیقت کا مالک ہے اور مصریوں کے دیوتا کمزور اور بے وجود ہیں۔ مصری دریائے نیل اور مختلف جانور مثلاً مینڈک، بلّی، بیل وغیرہ کی پرستش کرتے تھے اور انہی پر یہ کرامات اثرانداز ہوئیں۔

چونکہ ان آفات کے بعض پہلو فطرت پر مشتمل تھے اس لئے مصر جادوگروں نے بھی ان کی نقل کرنے کی کوشش کی لیکن ان پر قابو پانے کی اُن میں قدرت نہ تھی (خروج ۹: ۱۱)۔ چنانچہ کئی معجزوں کی وہ نقل نہ کرسکے (خروج ۸: ۱۸)۔ یہ آفات اس ترتیب سے مصریوں پر آئیں:۔

۱۔ پانی کا خون بن جانا:۔ (خروج ۷: ۱۴-۲۵)۔ ماہ مئی میں جب کہ دریائے نیل کی سطح بہت نیچی ہوجاتی ہے تو بعض اوقات پانی سرخ رنگ کا ہوجاتا ہے اور مچھلیاں مرجاتی ہیں۔ اس وقت دریا کا پانی پینے کے قابل نہیں رہتا اور مصریوں کو کنوئیں کھودنے پڑتے ہیں تاکہ دریا کا پانی ریت میں سے متقطر ہوکر اُوپر آجائے۔ بعض مفسروں کا خیال ہے کہ دریا میں طغیانی آنے سے بھی اسی قسم کا ردِّعمل ہوتا ہے۔

۲۔ مینڈک:۔ (خروج ۸: ۱-۱۵)۔ جب دریا کا پانی اُتر جاتا ہے تو مینڈک دلدلوں میں انڈے دے دیتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد مینڈکوں کی بڑی تعداد خشک زمین پر پھُدکنے لگتی ہے۔ کچھ اسی قسم کی آفت مصر پر آئی۔ تاہم مصری جادوگروں نے بھی یہ کرامت دُہرائی اور ملک مصر مینڈکوں سے بھر گیا۔ پھر فرعون نے موسیٰ اور ہارون سے درخواست کی کہ وہ خداوند سے شفاعت کریں کہ یہ آفت ختم ہو۔

۳۔ جوئیں:۔ (خروج ۸: ۱۶-۱۹)۔ مصر میں ایسے بہت سے کاٹنے والے کیڑے مکوڑے پائے جاتے تھے جنہیں لوگوں نے الگ الگ نام نہیں دیئے تھے۔ مفسروں کا خیال ہے کہ جن کیڑوں کا یہاں ذکر ہے ان سے غالباً مچھر یا ریت مکھی مراد ہے کیونکہ مینڈکوں کا بڑی تعداد میں مرنے سے ان کا پیدا ہونا بہت ممکن تھا۔ کیتھولک ترجمہ میں انہیں مچھر ہی کہا گیا ہے۔ مصری جادوگر اس آفت کی نقل کرنے میں ناکام رہے۔ چنانچہ انہوں نے اقرار کیا کہ اس میں خدا کا ہاتھ ہے (۸: ۱۸-۱۹)۔

۴۔ مکھیاں:۔ (خروج ۸: ۲۰-۳۱)۔ اس آفت کے سلسلے میں موسیٰ اور ہارون کی لاٹھی (عصا) کا ذکر نہیں ہے۔ خدا نے موسیٰ کو اس آفت کے نازل ہونے کا وقت بتا دیا تھا (۸: ۲۳)۔ جادوگر اب موسیٰ کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہوگئے۔ غالباً اسرائیلی زیادہ صفائی پسند تھے۔ انہوں نے مرے ہوئے مینڈکوں کو دبا دیا یا کسی اور طریقے سے ٹھکانے لگا دیا تھا اس لئے یہ آفت اسرائیلیوں پر نہیں آئی۔ اس آفت کے بعد فرعون اس بات پر رضامند ہوگیا کہ اسرائیلی خدا کے لئے قربانی دینے جاسکتے ہیں لیکن وہ مصر ہی میں رہ کر یہ کریں (۸: ۲۵)۔ موسیٰ اس پر احتجاج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو قربانی وہ کریں گے وہ مصری پسند نہیں کریں گے کیونکہ مصر میں بعض جانوروں کو پاک تصور کیا جاتا اور اُن کی پرستش کی جاتی تھی۔ اُن کے مارنے سے مصری نفرت کریں گے اور ایسا کرنے والوں کو وہ سنگسار بھی کر دیتے تھے۔ اس لئے موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ انہیں تین دن کی مسافت پر بیابان میں جانے دیا جائے تاکہ وہ وہاں قربانی دیں۔ فرعون اس بات پر اس شرط پر رضامند ہوتا ہے کہ وہ ملک مصر سے باہر نہ جائیں تاہم جب یہ آفت ٹل جاتی ہے تو فرعون کا دل پھر سخت ہوجاتا ہے۔

۵۔ جانوروں میں مری کا پھیلنا:۔ (خروج ۹: ۱-۷)۔ خدا نے پھر فرعون کو پیغام بھیجا کہ مصریوں کے مویشی یعنی گھوڑے، گدھے، اونٹ، گائے، بیل اور بھیڑ بکریوں میں وبا پھیلے گی اور وہ مرجائیں گے جبکہ اسرائیلیوں کے جانور سلامت رہیں گے۔ اس آفت کے نازل ہونے پر بھی فرعون کا دل سخت ہی رہا۔

۶۔ پھوڑے:۔ (خروج ۹: ۸-۱۲)۔ موسیٰ کو حکم ہوا کہ بھٹی (تنور) کی راکھ لے کر آسمان کی طرف اُڑائے۔ جب اُس نے ایسا کیا تو آدمیوں اور جانوروں کے جسم پر پھوڑے اور پھپھولے بن گئے، تاہم اس آفت کے بعد بھی فرعون کا دل سخت ہی رہا۔

۷۔ اولے برسنا:۔ (خروج ۹: ۱۳-۳۵)۔ موسیٰ کو خدا نے حکم دیا کہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے۔ جب اس نے ایسا کیا تو آسمان سے شدت سے بڑے بڑے اولے گرے اور بجلی چمکی جو شعلہ زن آگ کی مانند تھی۔ اس آفت سے سن (السی) اور جَو کی فصل تباہ ہوگئی اور جو جانور اور آدمی اُس وقت کھیت میں تھے مارے گئے تاہم جشن کے لوگ اس آفت سے بچے رہے۔ اس آفت کے نازل ہونے پر فرعون نے اپنے اور اپنی قوم کے گناہ کا اعتراف کیا۔ لیکن جونہی یہ آفت ٹلی اُس کا دل پھر سخت ہوگیا۔

۸۔ ٹڈی دَل کا حملہ:۔ (خروج ۱۰: ۱-۲۰)۔ پچھلی سات آفات کے بعد مصری اتنے خوفزدہ ہوگئے کہ جب موسیٰ نے اُنہیں ٹڈیوں کے آنے کی خبر دی تو انہوں نے فرعون سے درخواست کی کہ وہ اسرائیلیوں کو جانے دے۔ اس پر فرعون نے اپنے درباریوں کے کہنے پر موسیٰ کو اجازت دی کہ وہ صرف اسرائیلی مردوں کو خداوند کو قربانی دینے کے لئے لے جائے لیکن وہ اپنے بیوی بچوں کو پیچھے چھوڑ جائیں۔ موسیٰ کو فرعون کی یہ شرط منظور نہ ہوئی۔ چنانچہ ٹڈیوں نے مصر میں سخت تباہی مچائی یہاں تک کہ جشن کے لوگ بھی اس سے نہ بچے۔ فرعون نے موسیٰ کو بلا کر پھر توبہ کی، سو یہ آفت ٹل گئی۔ مگر فرعون کا دل پھر سخت ہوگیا۔

۹۔ گہری تاریکی:۔ (خروج ۱۰: ۲۱-۲۹)۔ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بڑھائے۔ چنانچہ یُوں کرنے سے تین دن تک مصر میں گہری تاریکی رہی۔ پچھوا آندھی (مغربی ہوا)

جس نے ٹڈیوں کو بحرِ قلزم میں ڈال دیا تھا بادِ خمسین بن گئی - یہ ایک قسم کی آندھی ہے جو ہوا؛ مٹی اور باریک ریت سے لدی ہوتی ہے - اس میں سانس لینے سے دم گھٹتا اور اندھیرا ہو جاتا ہے - چونکہ اسرائیلی جشن کے علاقے میں ایک وادی میں رہتے تھے اس لئے اُن پر اس بادِ خمسین کا اثر نہ ہوا -

اِس آفت کے بعد فرعون نے موسیٰ کو اجازت دی کہ وہ لوگوں کو خاندان سمیت لے جائے لیکن اپنے جانور پیچھے چھوڑ جائے - موسیٰ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا - اس پر فرعون سخت غصّہ ہوا اور موسیٰ کو کہا کہ "میرے سامنے سے چلا جا اور پھر میرا منہ دیکھنے نہ آنا کیونکہ جس دن تو نے میرا منہ دیکھا تو مارا جائے گا"

۱۰- پہلوٹھوں کا قتل :- (خروج ۱۱: ۱ تا ۱۲: ۳۶) - اس آخری اور سنگین ترین آفت نے فرعون کو مجبور کیا کہ وہ اسرائیلیوں کو جانے دے - خدا نے اسرائیلیوں کو ہدایت کی کہ وہ کیسے اپنے پہلوٹھوں کو فسح کے برّے یا بکری کے بچے کے خون کے وسیلے سے بچائیں - خدا نے عیدِ فسح کا سب انتظام اُن کو سمجھایا اور اُن کو یہ بھی ہدایت کی کہ اپنے مصری پڑوسیوں سے سونے اور چاندی کے زیورات مانگ لیں - آدھی رات کو فرشتہ مصر سے گزرا اور فرعون سے لے کر قید خانہ کے قیدی تک کے پہلوٹھے قتل کر دیئے گئے - اِس پر فرعون نے راتوں رات ہی موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا کہ وہ ملک مصر سے نکل جائیں - اس کے بعد کیا ہوا، اس کے لئے دیکھئے خروج کی کتاب -

آفتاب :- دیکھئے سورج -

آکسی رین خس کے پیپرس کے اوراق :- ۱۸۹۷ء اور اس کے بعد کے سالوں میں آکسی رین خس کے مقام سے بے شمار بطلیموسی، رومی اور بزنطی نسخے ملے -

آکسی رین خس دریائے مصر کے کنارے ہے (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۶ب) - اس کا موجودہ نام بے نسہ ہے جو بنی مزر سے ۹ میل (قریباً ۱۴½ کیلومیٹر) شمال مغرب میں ہے -

اِس ذخیرہ میں تین اہم نسخے ہیں جو خداوند مسیح کے فرمودات کے مجموعے ہیں - ان کی ★ توما کی انجیل کے قبطی نسخہ سے مشابہت یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اس غیر ملہم انجیل کے یونانی نسخے کے نامکمل حصّے ہیں -

آکلہ :- بیماری کا نام (آکل = کھانے والا) - کیتھولک ترجمہ میں سرطان - یہ لفظ صرف ایک مرتبہ استعمال کیا گیا ہے - دیکھئے ۲- تیمتھیُس ۲: ۱۷ -

آگ :- مصنوعی طور پر آگ پیدا کرنا انسان کی ایک بہت پرانی دریافت ہے - غالباً پہلے پہل قدرتی آگ کو جو بجلی گرنے یا اور کسی طرح پیدا ہوئی تھی انسان نے متواتر جلائے رکھا - چونکہ مصنوعی طریقہ سے آگ پیدا کرنا مشکل تھا اس لئے اسے محفوظ رکھنا بہت ضروری ہو گیا - ابرہام جب اضحاق کی قربانی دینے پہاڑ پر گیا تو اپنے ساتھ آگ لے گیا (پیدائش ۲۲: ۶) - آگ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹھیکروں میں رکھ کر لے جایا جاتا تھا (یسعیاہ ۳۰: ۱۴) -

مصر کے اٹھارہویں شاہی خاندان کے زمانے کے تصویری رسم الخط hieroglyphics میں حرف د (D) سے ظاہر ہوتا ہے کہ برما کے ذریعہ آگ پیدا کی جاتی تھی - برما ایک لوہے کا آلہ ہے جس سے سوراخ کرتے ہیں - اِسے خشک لکڑی پر استعمال کرنے سے آگ پیدا کی جا سکتی تھی - آگ پیدا کرنے کا ایک اور طریقہ چقماق کی رگڑ سے ہے (دیکھئے ۲- مکابیّن ۱۰: ۳ - "اور چقماق جھاڑ کر شراروں سے آگ جلائی") - آگ گھریلو کاموں میں استعمال ہوتی تھی مثلاً کھانا پکانے کے لئے (خروج ۱۲: ۸؛ یوحنّا ۲۱: ۹) اور بدن کو گرم رکھنے کے لئے (یسعیاہ ۴۴: ۱۶؛ لوقا ۲۲: ۵۵)؛ دھاتوں کو صاف کرنے کے لئے (خروج ۳۲: ۲۴؛ یرمیاہ ۶: ۲۹)؛ اسے چیزوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا - مثلاً بُت (خروج ۳۲: ۲۰؛ استثنا ۷: ۵؛ ۷: ۲۵)؛ یسیرتیں (استثنا ۱۲: ۳)؛ رتھ (یشوع ۱۱: ۶-۹) اور شہر (یشوع ۶: ۲۴؛ قضاۃ ۱۸: ۲۷) - آگ خیمۂ اجتماع اور ہیکل کی عبادت میں ایک خاص مقام رکھتی تھی کیونکہ بخور اور سوختنی قربانی کے لئے اس کی ہمیشہ ضرورت ہوتی تھی - یہ آگ خدا نے خود شروع کی تھی (احبار ۹: ۲۴؛ ۲- تواریخ ۷: ۱-۳) - اس خاص آگ کے علاوہ کسی دوسری آگ کو استعمال کرنا سخت منع تھا -

غیر قوم لوگ بچوّں کی سوختنی قربانی دیتے تھے (۲- سلاطین ۳: ۲۷؛ ۱۷: ۳۱) - شاید "آگ میں چلوانے" سے اِسی قسم کی قربانی کی طرف اشارہ ہے - بنی اسرائیل کبھی کبھی خود بھی یہ کرتے تھے (۲- سلاطین ۱۶: ۳؛ ۱۷: ۱۷؛ ۲۱: ۶؛ ۲۳: ۱۰؛ ۲- تواریخ ۲۸: ۳؛ ۳۳: ۶) - انبیاء نے اس کے خلاف آواز اُٹھائی (میکاہ ۶: ۷) -

سبت کے دن گھر کے کسی کام کے لئے بھی آگ نہیں جلائی جا سکتی تھی (خروج ۳۵: ۳؛ گنتی ۱۵: ۳۲-۳۶) -

آگ، شعلے اور آگ کا جلتا رہنا اکثر بائبل میں خدا کی موجودگی کو ظاہر کرتے ہیں - پرانے عہد نامہ میں خدا نے اپنے آپ کو جلتی جھاڑی میں (خروج ۳: ۲)، بیابان میں رات کو آگ کے ستون میں (خروج ۱۳: ۲۱) اور کوہِ سینا پر آگ اور بجلی کی چمک میں ظاہر کیا (خروج ۱۹: ۱۶-۱۸) - مذبح پر آگ متواتر جلتی رہتی تھی (احبار ۶: ۱۳) - کوہ کرمل پر بعل کے پجاریوں کے ساتھ مقابلہ کرتے وقت ایلیاہ نبی کی دُعا کے جواب میں خدا آگ کی صورت میں ظاہر ہوا (۱- سلاطین ۱۸: ۳۸) - انسانی گناہ کے بارے میں خدا کے غضب کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے (استثنا ۴: ۲۴؛ عاموس ۵: ۶) اور اس کا تعلق سزا کے ساتھ بھی بیان

کیا گیا ہے (یسعیاہ ۴۷:۱۴؛ یرمیاہ ۵۱:۵۸)۔ اس لفظ کو استعارہ کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے (دیکھئے یرمیاہ ۵:۱۴؛ ۲۰:۹)۔

نئے عہدنامہ میں پاک روح آگ کی مانند ہے کیونکہ اُس کا کام رُوحوں کو پاک وصاف کرنا ہے پنتکُست کے دن رُوح، آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانوں کی طرح ظاہر ہُوا (اعمال ۲:۳)۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے خداوند مسیح کے متعلق پیشینگوئی کی کہ وہ لوگوں کو "آگ اور روح سے بپتسمہ دے گا" (متی ۳:۱۱)۔

نیز دیکھئے اوپری آگ۔

آلت: آلۂ تناسل کا مخفف۔ خداوند کی جماعت میں شمولیت کے سلسلے میں استثنا ۲۳:۱ میں ذکر ہے کہ ایسا شخص جس کی آلت کاٹ ڈالی گئی ہو عبادت کے لئے جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

آلف: (عبرانی = بیل)۔ عبرانی حروفِ تہجی کا پہلا حرف۔ یونانی الفا انگریزی A اور اردو الف کی مانند۔

عبرانی میں اس حرف کی شکل بیل کے سر سے ملتی جلتی ہے א اسی لئے اسے آلف بمعنی بیل کہتے ہیں۔ عبرانی حروفِ تہجی بائیس ہیں۔ ان کی شکل دیکھنے کے لئے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں زبور ۱۱۹ ملاحظہ کیجئے۔ اس زبور کی ہر آٹھ آیات عبرانی حروفِ تہجی کے ایک حرف سے بالترتیب شروع ہوتی ہیں۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ حُروفِ ابجد عبرانی کے حروفِ تہجی کی ترتیب میں ہیں۔ اسی لئے کیتھولک ترجمہ میں زبور ۱۱۹ کو اس ترتیب میں لکھا گیا ہے۔ بائبل کا پرانا نسخہ سینئے ٹکس آلف א کے نام ہی سے موسوم ہے۔

حسابِ جمل میں یہ ایک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جب اس پر دو نقطے ہوں تو ایک ہزار کے لئے۔

آمدِ ثانی، ہمارے خداوند مسیح کی: دیکھئے علم الآخرت

آموص: یسعیاہ نبی کا باپ (۲-سلاطین ۱۹:۲، ۲۰؛ یسعیاہ ۱:۱ وغیرہ)

آمون، آمون نُو، نُوآمون، نو: مصر کے ایک قدیم شہر کے نام کی مختلف شکلیں (یرمیاہ ۴۶:۲۵ - آمون نو، حزقی ایل ۳۰:۱۴-۱۵-۱۶، ناحوم ۳:۸ - نوآمون)۔ یہ قاہرہ سے ۳۳۰ میل جنوب میں دریائے نیل کے دونوں کناروں پر واقع تھا۔ غالباً اس کے معنی ہیں آمون کا شہر۔ آمون یا آمین (مصری معنی مخفیہ) مصر کا ایک بڑا دیوتا تھا۔ یہ گیارھویں صدی ق-م میں بالائی مصر کا دارالخلافہ تھا۔ اس کے عظیم الشان کھنڈرات جو موجودہ شہر لکسر اور کارناک کے قریب ہیں کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی جگہ دنیا کا سب سے مشہور مقبرہ ۱۹۲۲ء میں دریافت ہُوا جہاں سے قبر کا سب سامان صحیح سلامت پایا گیا۔ غالباً یہ توتنخ آمین Tutankhamen کا مقبرہ تھا۔ چھٹی صدی ق م میں یرمیاہ اور حزقی ایل نے اس شہر کے خلاف پیشین گوئیاں کیں۔

آمین: بائبل کا ایک بیش قیمت اور دلچسپ لفظ۔ یہ لفظ اب تقریباً ہر زبان میں رائج ہو گیا ہے۔ (یہ عبرانی اور عربی کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ا-م-ن ہے۔ امین۔ امانت۔ آمین۔ ایمان۔ مومن۔ اس کے اشتقاق ہیں)۔

بائبل میں یہ لفظ عبرانی اور یونانی میں کئی جگہ استعمال کیا گیا ہے لیکن اردو ترجمہ میں یہ صرف ۳۵ بار اور کیتھولک ترجمہ میں ۳۶ سے زائد مرتبہ۔

پرانے عہدنامہ میں مندرجہ ذیل جگہ جہاں اردو میں "وفادار خدا" (استثنا ۷:۹)، "صادق القول" یسعیاہ ۴۹:۷، "خدائے برحق" یسعیاہ ۶۵:۱۶ استعمال ہُوا ہے عبرانی میں لفظ "آمین" ہے (آخری حوالہ میں کیتھولک ترجمہ میں "خدائے آمین" ہے)۔ اس طرح بہت سے ایسے مقام ہیں جہاں عبرانی کے لفظ آمین کی جگہ اردو کے ہم معنی لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔

۱- پُرانے عہدنامہ میں:

الف- "ایسا ہی ہے" "ایسا ہی ہو" "یہ سچ ہے" ۱-سلاطین ۱:۳۶؛ یرمیاہ ۲۸:۶ مقابلہ کریں مکاشفہ ۷:۱۲؛ ۲۲:۲۱۔

ب- قسم کے طور پر۔ گنتی ۵:۲۲؛ استثنا ۲۷:۱۵؛ اور نحمیاہ ۵:۱۳۔

ج- عبادت کے سلسلے میں۔ دعا اور برکت کے بعد۔ ۱-تواریخ ۱۶:۳۶؛ نحمیاہ ۸:۶؛ زبور ۱۰۶:۴۸۔

۲- نئے عہدنامہ میں:

الف- خطوط میں، شخصی یا جماعتی دعاؤں کے اختتام پر۔ ۱-کرنتھیوں ۱۴:۱۶؛ مکاشفہ ۵:۱۴۔

ب- ایک مرتبہ یسوع مسیح کے لقب کے طور پر (مکاشفہ ۳:۱۴)، کیونکہ اُس کے وسیلے سے خدا کے مقاصد پورے ہوتے ہیں (۲-کرنتھیوں ۱:۲۰) کیتھولک ترجمہ میں آخری حوالہ کا مطلب زیادہ اچھی طرح ادا ہُوا ہے۔

ج- یونانی اناجیل اربعہ میں لفظ آمین بہت مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔ خداوند یسوع نے اکثر اوقات خدا کے کسی مکاشفہ کو پہلی مرتبہ بیان کرتے وقت لفظ "آمین" جس کا ترجمہ "سچ ہے" استعمال کیا ہے۔ متی ۵:۱۸؛ ۱۱:۱۱؛ مرقس ۳:۲۸؛ لوقا ۴:۲۴ ...... الخ۔ یہ لفظ "آمین" یونانی میں پہلی تین اناجیل میں ۲۴ مرتبہ اور آخری انجیل میں ۲۵ مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔ یوحنا عام طور پر لفظ آمین کو دُہرا کر لکھتا ہے (یوحنا ۱:۵۱؛ ۳:۳، ۵، ۱۱) تاکہ بات کو پُرزور بنائے۔ ہمارے ترجمہ میں جہاں ہے "میں سچ کہتا ہوں" یونانی میں ہے "سچ سچ کہتا ہوں"۔

آنکھ :- عضوِ بصر۔ کلام پاک میں آنکھ کا ذکر اکثر آیا ہے۔ اِسے بدن کا سب سے قیمتی عضو قرار دیا گیا ہے۔ بہت دفعہ آنکھ روحانی بھانپ اور سمجھ کو ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ "خداوند کا حکم ۔۔۔۔ آنکھوں کو روشن کرتا ہے" (زبور ۱۹: ۸)۔ جب سمجھ کی آنکھ روشن ہو جائے تو روحانی علم میں ترقی ہوتی ہے (افسیوں ۱: ۱۸)۔ دیگر بیانات آنکھ کی خصوصیات کے اظہار کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ اچھے آدمی کے پاس "نیک نظر" ہے (امثال ۲۲: ۹)۔ "بلند نظر" (زبور ۱۳۱: ۱) مغرور آدمی کو ظاہر کرتی ہے۔ کینہ پرور "بری آنکھ" رکھتا ہے (متی ۲۰: ۱۵)۔

آنکھوں کو سرمہ لگانا تاکہ عورتوں کے چہرے کی خوبصورتی بڑھ جائے (یرمیاہ ۴: ۳۰؛ حزقی ایل ۲۳: ۴۰)۔ "ایزبل نے ۔۔۔۔ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا ۔۔۔" ۲۔ سلاطین ۹: ۳۰)۔ آنکھوں کا سرمہ۔ یہ چند مسالوں کا مرکب ہے جو سفوف کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے اور پھر آنکھوں میں لگایا جاتا ہے (مکاشفہ ۳: ۱۸)۔

آنکھ کی پتلی :- آنکھ بدن کا ایک قیمتی اور نازک عضو ہے۔ چنانچہ خدا نے اسے خوب محفوظ رکھنے کا انتظام کیا ہے۔ جس طرح آنکھ کو محفوظ رکھا گیا ہے اُسی طرح خدا اپنے بندوں کو بھی اپنی حفاظت میں رکھتا ہے (استثنا ۳۲: ۱۰؛ زکریاہ ۲: ۸)۔ داؤد بادشاہ بھی خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ اُسے آنکھ کی پتلی کی طرح محفوظ رکھے (زبور ۱۷: ۸)۔

آنکھ کے کالے حصہ پر غور سے نظر ڈالنے سے آدمی کی چھوٹی سی تصویر دکھائی دیتی ہے یعنی آدمی کی پتلی۔ اسی لئے کئی مشرقی زبانوں میں اس کالے حصے کو آنکھ کی پتلی (اُردو)؛ مردم چشم یا مردمکِ چشم (فارسی)؛ آنکھ کا چھوٹا آدمی (اشون) یا آنکھ کی بیٹی (عبرانی) کہا جاتا ہے۔ زکریاہ ۲: ۸ میں اسے عبرانی میں آنکھ کا دروازہ (باب) کہا گیا ہے۔

آدن :- ایک شہر کا نام۔ دیکھئے اون۔

آویزے :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۲۴

آہو :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۰۔

آئی۔ ایچ۔ ایس :- IHS

قدیم مسیحی فنونِ لطیفہ میں ایک علامت جو اکثر جگہ استعمال ہوتی ہے۔

۱۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اُس لاطینی جملے کے الفاظ کے پہلے حروف سے مرتب کیا گیا ہے جو رومی شاہنشاہ قسطنطین Constantine نے جنگ سے پہلے آسمان پر ایک صلیب پر لکھے ہوئے دیکھے In Hoc Signo (Vinces) "اس نشان سے تو فتح پائے گا"۔

۲۔ اوروں کا خیال ہے کہ یہ ذیل کے جملے کے لفظوں کے پہلے حروف سے ترتیب دیا گیا ہے Iesus Hominum Salvator (یسوع انسانوں کا نجات دہندہ ہے)۔

۳۔ کچھ اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک طغرا ہے جو یسوع یونانی نام کے پہلے تین حروف سے بنا ہے۔

آئی۔ این۔ آر۔ آئی :- INRI اُن لاطینی الفاظ کے ابتدائی حروف جنہیں پیلاطس نے تین زبانوں میں (یعنی عبرانی، لاطینی اور یونانی میں) لکھوا کر صلیب پر آویزاں کیا تھا۔ یہ صلیبی کتبہ یوں تھا:

"یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ"

Iesus Nazarenus Rex Iudaeorum

(متی ۲۷: ۳۷؛ مرقس ۱۵: ۲۶؛ لوقا ۲۳: ۳۸؛ یوحنا ۱۹: ۱۹)۔ نیز دیکھئے کتبہ یا کتابۂ صلیب۔

آئینہ :- پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں یہ دھات کو ڈھال کر بنایا جاتا تھا اور پھر اسے خوب پالش کر کے چمکایا جاتا تھا (ایوب ۳۷: ۱۸)۔ غالباً اردو کا لفظ آہنہ تھا یعنی لوہے کا بنا ہوا۔ خیمۂ اجتماع کے دروازے پر خدمت گذار عورتوں کے آئینے پیتل کے تھے۔ اسی لئے ممکن ہوا کہ اُن کو پگھلا کر پیتل کا حوض اور کرسی بنائی گئی (خروج ۳۸: ۸)۔

قدیم زمانہ کے کانسی کے دَور کے آئینے، فلسطین اور اردگرد کے ممالک سے دستیاب ہوتے ہیں جو اس تصویر کے نمونے کے ہوتے تھے۔ یہ تانبے اور رانگ سے ملی ہوئی دھات یعنی کانسی سے بنتے تھے۔
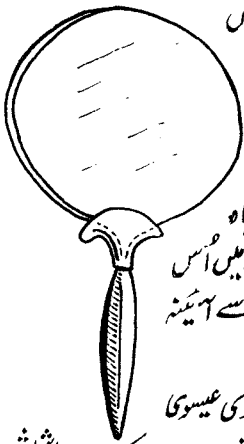
جس عبرانی لفظ کا ترجمہ آرسی (یسعیاہ ۳: ۲۳) کیا گیا ہے، بعض مفسرین کی رائے میں اُس سے ایک مہین کپڑا مُراد ہے، تاہم بعض اسے آئینہ ہی تصور کرتے ہیں۔

شیشے کے آئینے غالباً پہلی صدی عیسوی میں رائج ہوئے۔ پرانے زمانے کے آئینے خواہ دھات کے ہوں یا شیشے کے، وہ صحیح شکل منعکس نہیں کرتے تھے (۱۔ کرنتھیوں ۱۳: ۱۲)۔ ۲۔ کرنتھیوں ۳: ۱۸ میں پولس رسول کا مطلب شائد یہ ہے کہ "خداوند کا جلال" ہمارے چہروں سے ایسا منعکس نہیں ہوتا جیسے آئینہ سے یعنی پورے طور پر نہیں ہوتا تاہم ہم درجہ بدرجہ بدلتے اور بہتر ہوتے جائیں گے۔

یعقوب اپنے خط میں آئینہ کی ایک سادہ مثال دیتا ہے (۱: ۲۳)۔

اپاکرفا کے دو حوالے آئینہ کے متعلق دلچسپ اور غور طلب ہیں (یشوع بن سیراخ ۱۲: ۱۱ اور حکمت ۷: ۲۶)۔

آیَت :- عربی کا لفظ (اسم مؤنث)۔ اس کا مادہ "ای" ہے۔ اس کے معنی ہیں "اُس نے نشانی کی" عبرانی لفظ "اوت" سے۔ خروج ۳۱: ۱۳؛ پیدائش ۱۷: ۱۱؛ زبور ۷۴: ۹)۔

بائبل اور قرآن کے فقروں کو آیت کہا جاتا ہے۔ اسے آیہ بھی پڑھتے ہیں لیکن اس صورت میں مذکر ہوگا۔

لفظ آیت بائبل میں نہیں آتا۔

اردو بائبل اور قرآن میں وقف تام کی علامت یُوں ہوتی ہے ۝ یہ نشان درحقیقت گول ت ہے، جو بصورت ۃ لکھی جاتی ہے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی لیکن چھوٹا سا حلقہ باقی رہ گیا ہے۔ اسے آیت کی علامت کہا جاتا ہے۔ بائبل میں آیت کا نمبر آیت کے شروع میں دیا جاتا ہے اور قرآن میں آخر میں۔ بائبل کے عبرانی متن میں اس کے لئے یہ نشان ہے ⁚ اور اسے سوف پاسوک کہتے ہیں۔ دیکھئے عبرانی زبان۔

آیت کا حوالہ تلاش کرنے کا طریقہ :- اردو میں بائبل کے دو ترجمے دستیاب ہیں۔

۱- پروٹسٹنٹ ترجمہ جو نظرثانی کے بعد پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور نے ۱۹۳۰ء میں شائع کیا۔

۲- رومن کیتھولک کلیسیا کا ترجمہ جو سوسائٹی آف سینٹ پال روما نے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا۔

اگر کسی عبارت کا حوالہ یوں دیا جائے: استثنا ۳۰: ۲-۴ تو اس سے مراد ہے استثنا کی کتاب (جو بائبل کی ترتیب میں پانچویں کتاب ہے)، اُس کا تیسواں باب اور اُس کی دوسری سے چوتھی آیت تک۔ چونکہ ان دو ترجموں میں کتابوں کے نام مختلف ہیں اس لئے بعض مرتبہ تقابلی ناموں کی فہرست دیکھنی پڑے گی تاکہ مماثل نام معلوم کیا جائے۔ مثلاً پروٹسٹنٹ ترجمہ کی استثنا کی کتاب کا نام کیتھولک ترجمہ میں تثنیہ شرع ہے۔ یہ فہرست صفحہ و پر درج ہے۔

اگر حوالہ پورے باب کا ہو تو اُسے یوں بھی لکھا جاتا ہے یوحنا ۱۵ب یعنی یوحنا کی معرفت لکھی ہوئی انجیل کا پندرھواں باب۔

آیَہ - اَیّہ - اَیّاہ :- (عبرانی - شاہین) ۱- ایک حوری (پیدائش ۳۶: ۴۰؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۰)۔ ۲- ساؤل بادشاہ کی حرم رصفاہ کا باپ (۲-سموئیل ۳: ۷؛ ۲۱: ۸)۔

الفِ مقصورہ

ابّا :- باپ کے لئے ارامی لفظ۔
یہ نئے عہدنامہ میں تین مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ خدا کو مخاطب کیا گیا ہے (مرقس ۱۴ : ۳۶؛ رومیوں ۸ : ۱۵؛ گلتیوں ۴ : ۶)۔
مسیحیوں نے غالباً یہ لفظ اس لئے خدا کے لئے استعمال کیا کیونکہ اُنہوں نے خداوند مسیح کو خود یہ لفظ دُعا میں استعمال کرتے سُنا تھا۔
★ مِشنہ میں بتایا گیا ہے کہ غلاموں کو اجازت نہیں تھی کہ وہ خاندان کے سربراہ کو اس نام سے پکاریں (نیز دیکھئے گلتیوں ۴ : ۷)۔ یہ حق صرف بچّوں کا تھا۔
یہ اُن پہلے لفظوں میں سے ایک ہے جو بچّے شروع میں بولنا سیکھتے ہیں (یسعیاہ ۸ : ۴)۔ یہ لفظ ننھے بچّوں کے ہونٹوں کا تشکیل کردہ ہے اور کسی حیل و حجّت کے بغیر، مکمل اعتماد ظاہر کرتا ہے۔

ابابیل :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱

اَبانہ :- ایک دریا جو دمشق میں سے گذرتا ہے۔ اِس کا ذکر بائبل میں صرف ۲۔ سلاطین ۵ : ۱۲ میں ہے۔

ابتدا :- بائبل مُقدّس شروع سے آخر تک یہ تعلیم دیتی ہے کہ کل کائنات کی ایک ابتدا تھی اور اس کا ایک انجام بھی ہوگا۔ عبرانی بائبل کا پہلا لفظ بیریشیت (ابتدا میں) ہے۔ چنانچہ عبرانی میں پیدائش کی کتاب "بریشیت" ہی کہلاتی ہے۔ تقریباً بائبل کے ہر ترجمہ میں (ماسوائے پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ کے) اسی لفظ کا مترادف لفظ استعمال ہوُا ہے۔ بائبل مقدس کی پہلی کتاب کا یہ عظیم اور سنجیدہ فقرہ یوحنّا ۱ : ۱ میں دُہرایا گیا ہے۔ نیز عبرانیوں ۱ : ۱۰ اور کئی دوسری جگہوں میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مکاشفہ ۳ : ۱۴ میں مسیح یسوؔع کو "خدا کی خلقت کا مبدأ" (کیتھولک ترجمہ "خدا کی خلقت کی ابتدا") کہا گیا ہے لیکن اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکلتا کہ خداوند مسیح مخلوق ہیں۔ کلمتہ اللہ ہوتے ہوئے اُن کے وسیلے سے سب چیزیں بنیں۔ اُور خدا نے کہا "**ویومیر الوھیم** اور تمام کائنات معرضِ وجود میں آئی (پیدائش ۱ : ۳، ۶، ۹، ۱۴، ۲۰، ۲۴، ۲۶ وغیرہ۔ مقابلہ کریں یوحنّا ۱ : ۳)۔ اسی لئے مکاشفہ ۲۱ : ۶ میں خداوند فرماتے ہیں کہ "میں ابتدا اور انتہا ہوں"۔

ابتدائی باتیں، اُصول :- یونانی لفظ stoicheia جس کا ترجمہ "ابتدائی باتیں" ہے اس کا مُعرّب اسطقس (جمع اسطقات) ہے۔ اُس کے مختلف معنی ہیں اور بعض مرتبہ ان کی تشریح کچھ مشکل پیش کرتی ہے۔

یہ یونانی لفظ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے:
۱۔ وہ عناصر جن سے کائنات تخلیق کی گئی ہے۔ فلسفۂ یونان کے مطابق یہ عناصر چار تھے یعنی آگ، پانی، ہوا اور مٹی۔ قیامت کے دن یہ سب بھسم ہو جائیں گے۔ اِن کو ۲۔ پطرس ۳ : ۱۰، ۱۲ میں اجرامِ فلک کہا گیا ہے (کیتھولک ترجمہ میں "عناصر" ہے)۔
۲۔ کسی زبان کے حروفِ تہجی یا حروفِ ابتث یعنی اَلف، ب، پ وغیرہ۔ اِن معنوں میں یہ بائبل میں استعمال نہیں ہوُا ہے۔
۳۔ ابتدائی تعلیم جس کا ذکر عبرانیوں ۵ : ۱۲ میں ہے۔ بعض مفسّر گلتیوں ۴ : ۳، ۹ اور کلسّیوں ۲ : ۸، ۲۰ کو بھی انہی معنوں میں لیتے ہیں۔ گلتیوں میں ضعیف اور نکمّی ابتدائی باتوں سے مذہب کے اُن عناصر کی طرف اشارہ ہے جو شروع میں سکھائے جاتے ہیں، خواہ وہ یہودی مذہب کے ہوں خواہ کسی اور مذہب کے۔ لیکن مسیحیت میں ہم ترقی کر کے اس مقام سے آگے بڑھ جاتے اور نیک و بد میں تمیز کرنے میں مشّاق ہو جاتے ہیں۔
۴۔ توفیقی مذاہب میں (دیکھئے توفیقیت) خیال کیا جاتا تھا کہ ہر عنصر اور قدرت کی ہر طاقت، مثلاً بجلی کسی بھُوت پریت یا فرشتے کے زیرِ اثر ہوتی ہے یعنی ان چیزوں کے اُوپر بھُوت پریت جن وغیرہ صدارت کرتے ہیں۔ لوگ اس لئے ان کی پرستش کرتے تھے تاکہ بھُوت پریت یا فرشتے کو خوش رکھیں۔ یوں وہ ان کی غلامی میں تھے۔ بعض مفسّر گلتیوں ۴ : ۳، ۹ اور کلسیوں ۲ : ۸، ۲۰ کا یہی مطلب لیتے ہیں۔
۵۔ اجرامِ فلک۔ ایک قدیم یونانی نسخے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آسمان کے بارہ عناصر سے منطقتہ البروج کی بارہ صورتیں مُراد ہیں۔ لوگوں کا خیال تھا کہ بُروج انسانی زندگی پر بڑا اثر رکھتے ہیں اور اس لئے وہ ان کی پرستش کرتے تھے (مقابلہ کریں استثنا ۴ : ۱۹)۔
نیز دیکھئے اجرامِ فلک۔ فلکیات۔

ابجد :- لغتِ عرب میں ترتیب حروفِ تہجی کو ابتث کہتے ہیں کیونکہ حروف اَلف۔ با۔ تا۔ ثا (ا۔ ب۔ ت۔ ث) کلمہ ابتث بناتے ہیں۔ انہی حروف کی ایک اور ترتیب بھی ہے جسے **ابجد** کہتے ہیں۔ یہ ترتیب حسابِ ★جُمل کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ عربی میں اس ترتیب کو آٹھ کلموں میں یوں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ابجد	ہوز	حطی	کلمن
۱، ۲، ۳، ۴	۵، ۶، ۷	۸، ۹، ۱۰	۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰

۸۰۰،۹۰۰،۱۰۰۰	۵۰۰،۶۰۰،۷۰۰	۱۰۰،۲۰۰،۳۰۰،۴۰۰	۶۰،۷۰،۸۰،۹۰
ظضغ	ثخذ	قرشت	سعفص

ہر حرف کے لئے ایک عدد مخصوص ہے۔ یہ تاریخ وغیرہ کے لکھنے کے کام آتا ہے۔ عبرانی میں یہ ترتیب خاص دلچسپی کی حامل ہے کیونکہ عبرانی کے حروفِ تہجی کی بھی یہی ترتیب ہے۔ یاد رہے کہ عبرانی میں صرف بائیس ۲۲ حروف ہیں۔ اس لئے حروفِ ابجد کے پہلے چھ کلمے ہی استعمال ہوتے ہیں۔ اِن بائیس ۲۲ حروف کی عبرانی شکل دیکھنے کے لئے بائبل کے پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں زبور ۱۱۹ ملاحظہ کیجئے۔ اِس زبور کے بائیس ۲۲ حصّے ہیں۔ ہر حصّے کی ہر آیت بالترتیب حروفِ ابجد کے ایک حرف سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً پہلی آٹھ آیات عبرانی میں حرف الف سے شروع ہوتی ہیں، دوسری آٹھ بیت سے اور اسی طرح تمام حصّے۔ نیز دیکھئے "عبرانی زبان" اور "حسابِ جُمّل"۔

اَبحار۔ یبحار:۔ (عبرانی = وہ چُنتا ہے)۔ داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۲۔سموئیل ۵: ۱۵؛ ۱۔تواریخ ۳: ۶؛ ۱۴: ۵)۔

ابخرات:۔ بخار کی جمع الجمع۔ بخار کی جمع ابخارہ ہے اور اُس کی جمع ابخرات ہے۔ بھاپ۔ بخارات۔ یہ لفظ صرف ایوب ۳۶: ۲۷ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں آیا ہے، جہاں الیہو خدا کی قدرت کی تعریف اور اُس کے کاموں کی بڑائی کرتا اور بارش کے عمل کا بیان کرتا ہے۔

ابدُالآباد:۔ ہمیشہ ہمیشہ۔ خدا کی ایک صفت (یسعیاہ ۵۷: ۱۵ اور دیگر مقامات۔

ابدان۔اَبی دان:۔ (عبرانی = باپ قاضی ہے)۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک رئیس جسے سینا کے بیابان میں اپنے قبیلہ کی رہنمائی کے لئے چُنا گیا (گنتی ۱: ۱۱؛ ۲: ۲۲)۔ وہ خیمۂ اجتماع کی مخصوصیت کے موقع پر حاضر تھا (گنتی ۷: ۶۰، ۶۵)۔

اَبدّون:۔ عبرانی۔ اس کا ہم معنی یونانی لفظ اُپلیون (ہلاکت، موت، بربادی) ہے۔ یہ لفظ پرانے عہدنامے میں چھ مرتبہ آتا ہے اور اِس کا اردو ترجمہ یوں ہے: ایوب ۳۱: ۱۲ بھسم کر دیتی ہے؛ ایوب ۲۶: ۶ جہنم، امثال ۱۵: ۱۱ جہنم، ۲۷: ۲۰ ہلاکت۔ آخری تین حوالوں میں اِس کا ذکر پاتال یعنی مُردوں کی قیام گاہ کے ساتھ ساتھ ہُوا ہے۔ ایوب ۲۸: ۲۲ میں جہاں اس کا ترجمہ ہلاکت ہُوا وہ موت کا ہم معنی معلوم ہوتا ہے۔ زبور ۸۸: ۱۱ میں بھی ترجمہ "جہنم" ہُوا لیکن مطلب قبر ہوگا۔

نئے عہدنامے میں ایک ہی مرتبہ اس کا یونانی لفظ اَپلیون استعمال ہُوا ہے (مکاشفہ ۹: ۱۱)۔ یہاں اس سے اتھاہ گڑھے کا فرشتہ مُراد ہے۔ نیز دیکھئے پاتال۔ جہنم۔ برزخ۔

اَبر۔ بادل:۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مندرجہ ذیل جگہوں میں بادل کے لئے لفظ اَبر آیا ہے۔ گنتی ۹: ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲؛ ۱۰: ۱۱، ۳۴؛ ۱۔سلاطین ۸: ۱۰ وغیرہ۔ یہ خداوند کی حضوری اور ہدایت کی علامت تھا۔ دیکھئے بادل۔

ابرام:۔ دیکھئے ابرہام
نیز دیکھئے ابیرام

ابرہام۔ابرام:۔ تارح کے بیٹے ابرہام کی کہانی پیدائش ۱۱: ۲۶ تا ۲۵: ۱۱ میں بیان کی گئی ہے۔ وہ جنوبی مسوپتامیہ میں اُور کے مقام پر پیدا ہُوا اور بعدازاں ملک کے شمالی حصّہ حاران میں رہنے لگا۔ غالباً وہ ۲۰۰۰ ق۔م اور ۱۵۰۰ ق۔م کے درمیان زندہ تھا، لیکن صحیح تاریخ معلوم نہیں۔ اُس کی کہانی کا پس منظر پیدائش ابواب ۱ تا ۱۱ ہے جہاں بتایا گیا ہے کہ انسان کے گناہ کے باعث خدا کا تخلیق کا مقصد فوت ہوگیا تھا۔ ابرہام کے ساتھ خدا کے سلوک کو صرف یوں نہیں سمجھنا چاہئیے کہ اُس سے اسرائیلیوں اور اُس کی دیگر اولاد کو ہی برکت ملی بلکہ تمام گنہگار نسلِ انسانی کو بھی (۱۲: ۳)۔ خدا نے ابرہام کو اپنے رشتہ داروں اور ملک کو چھوڑ کر ایک اور ملک میں جانے کو کہا جہاں وہ اُسے ایک بڑی قوم بنائے گا۔ چنانچہ وہ خدا کی ہدایت کے مطابق کنعان کی طرف چل دیا۔ خدا نے اُس کے ساتھ ایک ★ عہد باندھا (۱۵: ۱۸) اور اس عہد کے نشان کے طور پر ختنہ کا حکم دیا (۱۷: ۱۰)۔ خدا نے ابرہام سے وعدہ کیا کہ وہ اِس مُلک کو جس میں وہ چل پھر رہا ہے اُسے دے گا اور اُس نے اُس کا نام ابرام سے بدل کر ابرہام رکھا جس کا مطلب ہے "بہت قوموں کا باپ" (۱۷: ۱-۶)۔ اسی طرح خدا نے اُس کی بیوی کا نام ساری سے سارہ میں تبدیل کر دیا (پیدائش ۱۷: ۱۶)۔

اِن ابواب کا بنیادی مضمون یہ ہے کہ خدا اپنا وعدہ کہ وہ ابرہام کو ایک بڑی قوم بنائے گا پورا کرے گا، حالانکہ وہ اور اس کی بیوی عمر رسیدہ اور بے اولاد تھے۔ قدیم دستور کے مطابق سارہ نے اپنی لونڈی ہاجرہ ابرہام کی بیوی بننے کے لئے دی۔ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا (باب ۱۶)۔ لیکن خدا کا مقصد لونڈی کے بیٹے سے ہرگز پورا نہیں ہونا تھا۔ بالآخر سارہ سے اضحاق پیدا ہُوا (۲۱: ۱)۔ چونکہ سارہ ہاجرہ اور اس کے لڑکے سے جلتی تھی اس لئے اسماعیل کو نکال دیا گیا۔ لیکن اب پھر خدا کا وعدہ ٹوٹتا نظر آنے لگا کیونکہ ابرہام اضحاق کی قربانی دینے کو تیار ہُوا (باب ۲۲) اور مزید یہ کہ اضحاق کے لئے بیوی تلاش کرنا بھی مشکل تھا (باب ۲۴)۔ اس کے بعد پُرانے عہدنامہ کے حوالجات زیادہ تر ابرہام کے ساتھ خدا کے وعدوں ہی کو دھراتے ہیں۔

نئے عہدنامہ میں خداوند یسوع مسیح ابرہام کی اولاد کے پاس (لوقا ۱۳: ۱۶؛ ۱۹: ۹ مقابلہ کریں اعمال ۳: ۲۵) ابرہام کے خدا کے نام میں ہی آئے (مرقس ۱۲: ۲۶ مقابلہ کریں یوحنا ۸: ۵۶)۔ لیکن انہوں نے یہ تعلیم دی کہ بہتیرے مشرق اور مغرب سے بشمول غیر اقوام ابرہام، اضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہوں گے (متی ۸: ۱۱)۔

انہوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی طرح (جس نے ان سے پہلے توبہ کی ضرورت پر زور دیا متی ۳ : ۹؛ لوقا ۳ : ۸) یہودیوں کو بتایا کہ محض ابرہام کی اولاد ہونا ہی گناہوں سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہے (یوحنا ۸ : ۳۱)۔

پولس رسول پیدائش ۱۵ : ۶ کے پیش نظر بیان کرتا ہے کہ ابرہام ایمان سے راستباز ٹھہرا، کیونکہ وہ خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنا گیا (رومیوں باب ۴، گلتیوں ۳ : ۶)۔ لیکن یعقوب رسول اسی آیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس سچائی کے ایک اور پہلو کو بیان کرتا ہے (یعقوب ۲ : ۲۱)۔ پولس رسول کا ایمان ہے کہ غیر اقوام بھی بذریعہ ایمان ابرہام کی اولاد بن سکتے ہیں (گلتیوں ۳ : ۷، ۲۸) اور آزاد عورت سے ابرہام کے فرزند اضحاق کی مانند وعدہ کے فرزند بھی (گلتیوں ۴ : ۲۲)۔

ابرہام کی گود :- یہودی دستور کے مطابق ضیافتوں میں دسترخوان کے چوگرد گاؤ تکیہ پر بائیں پہلو پر ٹیک لگا کر اور بائیں ہاتھ سے سر کو تھامے ہوئے نیم دراز ہو کر کھانا کھایا جاتا تھا۔ اگر کسی شخص کو خاص عزت دینی ہوتی تو میزبان اُسے اپنے دائیں طرف بٹھاتا اور یوں وہ تقریباً اُس شخص کے سینے کے قریب (یا گود میں) ہوتا تھا۔ لہٰذا گود ایک عزت کی جگہ تھی (دیکھئے یوحنا ۱ : ۱۸؛ ۱۳ : ۲۳)۔ یہودیوں کے نزدیک یہ موت کے بعد بابرکت حالت کی طرف اشارہ تھا (لوقا ۱۶ : ۲۲، ۲۳)۔

نیز دیکھئے برزخ۔ پاتال۔ شاؤل۔ عالمِ اسفل۔ عالمِ ارواح

اِبسام۔ یبسام :- (عبرانی = معطر۔ خوشبودار)۔ اشکار کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷ : ۲)۔

اِبصان :- اسرائیل کے قاضیوں میں دسواں۔ یہ سات سال تک قاضی رہا۔ اُس کے تیس بیٹے اور تیس بیٹیاں تھیں (قضاۃ ۱۲ : ۸-۱۰)۔

اِبض۔ آبض :- اشکار کے قبیلے کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۲۰)۔

ابگتا۔ اَبجتا :- اخسویرس بادشاہ کے سات خواجہ سراؤں میں سے ایک (آستر ۱ : ۱۰)۔ اُنہیں حکم ہوا کہ ملکہ ★ وشتی کو تاج پہنا کر بادشاہ کے حضور لائیں۔ باقی چھ خواجہ سراؤں کے نام یہ ہیں :- مہومان۔ بزتا۔ خربونا۔ بگتا۔ زتار۔ اور کرکس۔

اَبلق :- عربی = دو رنگا خصوصاً سفید اور سیاہ۔ یہ بائبل کے اردو ترجمہ میں پیدائش ۳۰ : ۳۳، ۳۹؛ یرمیاہ ۱۲ : ۹ اور زکریاہ ۶ : ۳، ۶ میں استعمال ہوا ہے۔

ابلق شکاری پرندہ :- (عبرانی = ضبوع۔ قب عربی = ضبع جس کے معنی ہیں لگڑ بگڑ)۔ بعض علما کا خیال ہے کہ یہاں اس سے مراد لگڑ بگڑ ہے۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۲۔

اِبلیس - شیطان کا ایک اہم خطاب۔ یہ خدا اور انسان دونوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اُس کی پیدائش کیونکر ہوئی۔ یسعیاہ ۱۴ : ۱۲-۲۰ اور حزقی ایل ۲۸ : ۱۲-۱۹ میں کچھ اشارے ملتے ہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ وہ شیطان کی صورت میں پیدا نہیں کیا گیا تھا۔ اُس نے خدا کے خلاف بغاوت کی اور اس بغاوت میں اپنے ساتھ دوسرے فرشتوں کو بھی شامل کر لیا (یہوداہ ۶؛ ۲۔ پطرس ۲ : ۴)۔ وہ انسانوں سے زیادہ قدرت و حکمت رکھتا ہے لیکن قادرِ مطلق یا علیم و بصیر نہیں ہے۔ وہ انسانوں کے لئے خدا کے مقاصد کو بگاڑنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اُس کا حملہ کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار آزمائش ہے۔ اس کی طاقت محدود ہے اور وہ وہاں تک ہی جا سکتا ہے جہاں تک خدا اُسے اجازت دے۔ یومِ عدالت وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ہمیشہ وہاں ہی رہے گا۔ نیز دیکھئے شیطان۔

اِبلعام۔ یبلعام :- اشکار کے علاقے میں ایک قصبہ جو منسی کے قبیلے کو دیا گیا (یشوع ۱۷ : ۱۱)۔ منسی نے یہاں کے باشندوں کو نہیں نکالا (قضاۃ ۱ : ۲۷)۔ شاہِ یہوداہ اخزیاہ کو اسی کے قریب قتل کیا گیا (۲۔ سلاطین ۹ : ۲۷ میں ہجا ابلعام ہے)۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بلعام کا شہر جو لاویوں کو دیا گیا اسی کا دوسرا نام تھا (۱۔ تواریخ ۶ : ۷۰)۔

اَبلینے۔ ابلینہ :- (قب عبرانی ابیل = چراگاہ)۔ وہ علاقہ جس پر لسانیاس حاکم تھا (لوقا ۳ : ۱)۔ یہ ابلہ شہر کا نواحی علاقہ تھا جو دریائے اباَنہ پر واقع تھا۔ یہ شہر دمشق کے شمال مغرب میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔

ابنِ آدم :- عبرانی میں "ابن . . . . " کے مرکب کا بہت دفعہ مطلب ہوتا ہے "نوع"۔ "ابنِ آدم" کا بنیادی مطلب "انسان" معلوم ہوتا ہے یعنی نسلِ انسانی کا ایک خاص ممبر۔ حزقیاہ نبی کو بار بار ابنِ آدم کہا گیا ہے (حزقی ایل ۲ : ۱، ۳، ۸ ببعد) اور دانی ایل نبی کو بھی ایک بار اسی طرح مخاطب کیا گیا ہے (دانی ایل ۸ : ۱۷)۔

نئے عہد نامے کے اس مرکب کے مفہوم پر دانی ایل ۷ : ۱۳، ۱۴ حاوی ہے۔ یہ حقیقت کہ خداوند یسوع اپنے آپ کو ان ہی معنوں میں ابنِ آدم کہتے ہیں اُن کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے: "تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے" (مرقس ۱۴ : ۶۲ قب متی ۲۶ : ۶۴؛ ۲۲ : ۶۹)۔ خداوند یسوع نے یہاں دانی ایل ۷ : ۱۳، ۱۴ کے اقتباس سے پہلے زبور ۱۱۰ : ۱ کا ذکر کیا۔ نئے عہد نامہ میں مذکورہ ابنِ آدم کا خدا کے دہنی طرف بیٹھنا (اعمال ۲ : ۳۴، ۳۵؛ عبرانیوں ۱ : ۱۳؛ ۱۰ : ۱۲، ۱۳) اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت کے انتظار میں ہے (اعمال ۳ : ۲۱) کہ وہ زمین پر اپنی دیدنی بادشاہی کو قائم کرے (لوقا ۱۹ : ۱۱-۲۷)۔ باپ کے مقررہ وقت پر خداوند یسوع

آسمانی ابنِ آدم کی صورت میں زمین پر اپنی ظاہری بادشاہی کو قائم کر کے حکومت کرنے کے لئے آئیں گے۔ یوں خداوند یسوع یہودی حاکموں کے سامنے ابنِ آدم کی آئندہ کی سرگرمیوں میں دو مرحلوں کا ذکر کرتے ہیں۔ (۱) آسمان میں اپنے تخت پر بیٹھنا اور (۲) حکومت کرنے کے لئے زمین پر واپس آنا۔

زیتون کے پہاڑ کے مکالمے میں خداوند یسوع نے پیشنگوئی کی (متی ۲۴: ۲۷ قب لوقا ۱۷: ۲۴) کہ آسمانی ابنِ آدم کے طور پر اُن کی زمین پر واپسی بجلی کی طرح تمام روئے زمین پر ظاہر ہوگی۔ نیز وہ اُس آسمانی ابنِ آدم کی آمد کو زکریاہ ۱۲: ۱۰-۱۴ کی تکمیل قرار دیتے ہیں: "وہ اُس پر جس کو اُنہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے"۔ متی ۲۴: ۳۰ میں خداوند یسوع فرماتے ہیں "اُس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی (قب زکریاہ ۱۲) اور ابنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی" (دانی ایل ۷: ۱۳)۔

اس سے تھوڑی دیر پہلے مسیح خداوند نے کہا تھا "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو (دیکھوں میں لوقا ۲۲: ۲۸، ۲۹) بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے" (متی ۱۹: ۲۷، ۲۸)۔

ابنِ آدم کے لقب کو اپنانے سے خداوند مسیح نے اپنے آپ کو وہ آسمانی ہستی پیش کیا ہے جو ہلاک ہونے والے انسانوں کے لئے رحمت کا مشن لے کر آسمان سے زمین پر اُتری۔

گو جب بھی خداوند یسوع نے اپنے بارے میں ابنِ آدم کا لقب استعمال کیا ہمیشہ اس سے مُراد وہ شخصیت ہے جو دُنیا پر حکومت کرنے کے لئے آنے والی ہے تو بھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ بھی انہوں نے ابنِ آدم کے بارے میں کہا ہے وہ سب کا سب اُن کی دوبارہ آمد سے متعلق ہے۔ وہ اس لقب کو اُس کے علم الآخرت سے معمور معنوں میں لے کر اُسے ہر قسم کے حالات میں اپنی ذات سے منسوب کرتے تھے۔ اپنے تجسّم سے لے کر وہی یہ ابنِ آدم ہیں۔ اِن ہی باتوں کے بیشِ نظر وہ متی ۱۶: ۱۳ میں پوچھتے ہیں کہ "لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟" اناجیل میں ابنِ آدم کے لقب کا خداوند مسیح کے بارے میں اٹھتر ۷۸ دفعہ استعمال ہُوا (نیز قب اعمال ۷: ۵۶؛ مکاشفہ ۱: ۱۳؛ ۱۴: ۱۴)۔ ہر طرح کے حالات میں یہ لقب اُنہیں حقیقی خدا اور حقیقی انسان ظاہر کرتا ہے۔

ابن اللہ:- دیکھئے خدا کا بیٹا۔

ابن عزر - عابن عازر:- (عبرانی = مدد کا پتھر)۔ افیق کے قریب افرائیم کا ایک شہر جہاں فلستیوں نے بنی اسرائیل کے مقابلے میں صف آرائی کر کے اسرائیل کو شکست دی (۱-سموئیل ۴: ۱)۔ بعد ازاں خدا نے اُنہیں فلستیوں پر فتح دی اور سموئیل نبی نے مصفاہ اور شین کے درمیان یادگار کا ایک پتھر نصب کیا جس کا نام ابن عزر یعنی مدد کا پتھر رکھا (۱-سموئیل ۷: ۱۲)۔

ابنیاہ - یبنی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ تعمیر کرتا ہے)۔ ۱-بنیمین کے قبیلے میں سے یروحام کا بیٹا (۱-تواریخ ۹: ۸)۔

۲-بنیمینی رعوایل کا باپ (۱-تواریخ ۹: ۸)۔

ابنیر:- نیر کا بیٹا جو ساؤل بادشاہ کے باپ قیس کا بھائی تھا۔ اس طرح ساؤل اُس کا تایا زاد بھائی تھا۔ ابنیر ساؤل کی فوج کا سپہ سالار تھا (۱-سموئیل ۱۴: ۵۰)۔ جب ساؤل داؤد کا پیچھا کر رہا تھا تو وہ اُس کے ساتھ تھا (۱-سموئیل ۲۶: ۵)۔ داؤد نے اسے جھڑکا تھا کیونکہ اُس نے اپنے مالک کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی تھی (۱-سموئیل باب ۱۵)۔

ساؤل کی موت کے بعد ابنیر نے اُس کے بیٹے اِشبوست کو اسرائیل کا بادشاہ بنایا (۲-سموئیل ۲: ۸)۔ ابنیر اور اُس کے آدمیوں کی لڑائی داؤد اور اُس کے ملازموں کے ساتھ جبعون کے تالاب پر ہوئی۔ ابنیر کی فوج نے شکست کھائی۔ میدانِ جنگ سے پسپا ہوتے وقت عساہیل نے جو کہ یوآب کا بھائی تھا، ابنیر کا پیچھا کیا۔ لیکن ابنیر نے اُسے ہلاک کر دیا (۲-سموئیل ۲: ۱۲-۳۲)۔

جلد ہی ابنیر اور اشبوست میں جھگڑا ہو گیا۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابنیر داؤد کے ساتھ مِل گیا۔ داؤد نے بڑی عزّت کے ساتھ اُسے قبول کیا۔ جب یوآب نے سُنا تو اُس نے جاسُوس سمجھتے ہوئے یا اس بہانہ کی آڑ میں ابنیر کو قتل کر کے اپنے بھائی عساہیل کے خون کا بدلہ لیا۔

داؤد نے ابنیر کی موت کا بڑا ماتم کیا۔ اُس نے کہا "کیا تم نہیں جانتے ہو کہ آج کے دن ایک سردار بلکہ بہت بڑا آدمی اسرائیل میں مرا ہے؟" اُس نے اپنے جانشین کو وصیت کی کہ وہ ابنیر کی موت کا بدلہ لے (۱-سلاطین ۲: ۵)۔

اُبی:- حزقیاہ بادشاہ کی ماں جسے زکریاہ کی بیٹی بھی کہا گیا ہے۔ ابی ابیاہ کا مخفف ہے (۲-سلاطین ۱۸: ۲؛ ۲-تواریخ ۲۹: ۱)۔

ابیاسف - ابی آساف:- (عبرانی = باپ جمع کرتا ہے)۔ لاویوں کے گھرانے سے قورح کا بیٹا (خروج ۶: ۲۴)۔

ابیاہ - ابی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ باپ ہے)۔ ۱-حصرون کی بیوی (۱-تواریخ ۲: ۲۴)۔

۲-بنیمین کے بیٹے بکر کا ساتواں بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۸)۔

۳-سموئیل نبی کا دوسرا بیٹا۔ باپ نے اُسے قاضی مقرر کیا۔ بعد میں وہ بدچلن ہو گیا (۱-سموئیل ۸: ۲؛ ۱-تواریخ ۶: ۲۸)۔

۴- ہارون کے آبائی خاندان سے ۲۴ فریقوں میں سے آٹھویں فریق کا سربراہ جسے داؤد نے مقرر کیا (۱-تواریخ ۲۴: ۱۰)۔

۵- اسرائیل کے یربعام اوّل کا بیٹا (۱-سلاطین ۱۴: ۱-۱۸)۔ جب وہ بچہ ہی تھا تو اخیاہ نبی کی پیشینگوئی کے مطابق وہ بیماری سے مرگیا۔

۶- یہوداہ کے بادشاہ رحبعام کا بیٹا اور جانشین۔ اسرائیل کے دس قبیلوں کو واپس لینے کے لئے اُس نے یربعام سے جنگ کی اور کامیابی کے نشہ میں چودہ بیویاں کیں اور اپنے باپ کے بُرے نقش قدم پر چلا۔ اُس نے تین سال سلطنت کی (۲-تواریخ ۱۲: ۱۶؛ ۱۳؛ ۱۴: ۱)۔

۷- نحمیاہ کے زمانے کا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۰: ۷؛ ۱۲: ۴، ۱۷)۔

۸- حزقیاہ بادشاہ کی ماں (۲-تواریخ ۲۹: ۱)۔ ۲-سلاطین ۱۸: ۲ میں اُسے ابی کہا گیا ہے۔

۹- اُن سردار کاہنوں میں سے ایک جو زربابل کے ساتھ بابل سے واپس آئے تھے (نحمیاہ ۱۲: ۴، ۷)۔

ابی ایل :- عبرانی = خدا باپ ہے)۔

۱- ساؤل اور ابنیر کا دادا (۱-سموئیل ۹: ۱؛ ۱۴: ۵۱)۔

۲- داؤد کے سورماؤں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱۱: ۳۲)۔ ۲-سموئیل ۲۳: ۳۱ میں اسے ابی علبون کہا گیا ہے۔

ابیب :- عبرانی = اناج کی بالی۔ بھٹا)۔

عبرانی سال کے پہلے ماہ کا نام (خروج ۱۳: ۴؛ ۲۳: ۱۵؛ ۳۴: ۱۸)۔ اسیری کے بعد اِس کا نام بدل کر نیسان رکھا گیا۔ یہ مارچ اپریل میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے "نئے گیہوں کا مہینہ" بھی کہا گیا ہے (خروج ۱۳: ۴)۔ دیکھئے کیلنڈر۔

ابیجیل - ابی جائل :- (عبرانی = باپ خوش ہے)۔

۱- نابال کی بیوی جو اپنے خاوند کی موت کے بعد داؤد بادشاہ کی بیوی ہوئی (۱-سموئیل ۲۵: ۳، ۱۴-۴۴؛ ۲۷: ۳؛ ۲-سموئیل ۳: ۳)۔ اِس سے داؤد کا دوسرا بیٹا کلیاب (۲-سموئیل ۳: ۳) یا ۱-تواریخ ۳: ۱ کے مطابق دانی ایل پیدا ہوا۔

۲- داؤد کی بہن ناحس کی بیٹی اور داؤد کے سپہ سالار عماسا کی ماں (۱-تواریخ ۲: ۱۶)۔

ابیخیل - ابی حائل :- (عبرانی = باپ قوت ہے)۔

۱- لاوی کے قبیلہ میں سے ایک شخص کا نام جو صوری ایل کا باپ تھا (گنتی ۳: ۳۵)۔

۲- ابیسور کی بیوی (۱-تواریخ ۲: ۲۹)۔

۳- بنی جد کا ایک شخص جو جلعاد کے ایک شہر بسن میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۵: ۱۴)۔

۴- یہوداہ کے بادشاہ رحبعام کی بیوی محالات کی ماں اور داؤد کے بڑے بھائی الیاب کی بیٹی (۲-تواریخ ۱۱: ۱۸) مقابلہ کریں کیتھولک ترجمہ۔

۵- ملکہ آستر کا باپ (آستر ۲: ۱۵؛ ۹: ۲۹)۔

ابیداع - ابیداغ :- (عبرانی = باپ جانتا ہے)۔

ابرہام اور اُس کی بیوی قطورہ کے بیٹے مدیان کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۴؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۳)۔

ابیرام - ابی رام :- (عبرانی = باپ کو سرفرازی ملی ہے)۔

۱- روبن کے قبیلہ کا ایک شخص۔ اس نے اپنے بھائی داتن اور لاوی کے قبیلہ میں سے قورح کے ساتھ مل کر موسیٰ کی مخالفت کی جس کی وجہ سے خدا نے اُسے برباد کر دیا (گنتی باب ۱۶)۔

۲- بیت ایلی حی ایل کا پہلوٹھا بیٹا۔ ۱-سلاطین ۱۶: ۳۴ میں اسے ابرام کہا گیا ہے۔

ابی سلوم - اب شالوم :- (عبرانی = باپ سلامتی ہے)۔

داؤد بادشاہ کا تیسرا اور لاڈلا بیٹا۔ وہ جسور کے بادشاہ تلمی کی بیٹی معکہ سے پیدا ہوا (۲-سموئیل ۳: ۳)۔ ایک خاندانی جھگڑے کی بنا پر ابی سلوم نے اپنے بھائی امنون کو قتل کر دیا تھا (۲-سموئیل باب ۱۳) اس لئے اُسے اپنے نانا کے ہاں پناہ لینی پڑی۔ وہ وہاں تین برس تک رہا۔ داؤد کی فوجوں کے سپہ سالار یوآب کی سفارش پر داؤد نے اُسے معاف کر دیا اور وہ واپس یروشلیم آ گیا (۲-سموئیل باب ۱۴)۔ پھر وہ اپنے باپ کا تخت چھیننے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ لوگوں کی خوشامد کر کے اُن کا منظورِ نظر بن گیا (۲-سموئیل ۱۵: ۱-۶) پھر اُس نے حبرون میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اکثر لوگوں نے اُس کی پیروی کی یہاں تک کہ داؤد کو یروشلیم سے بھاگنا پڑا۔ لیکن بعد میں ابی سلوم کو ایک لڑائی میں شکست ہوئی کیونکہ اُس نے داؤد کے دوست حوسی کی بُری صلاح پر عمل کیا۔ یوآب نے اُسے قتل کر دیا (۲-سموئیل باب ۱۸)۔ وہ خود پسند اور کم ظرف انسان تھا اس لئے اچھا بادشاہ ثابت نہ ہوتا۔ اُس کے لئے داؤد کا نوحہ بڑا مشہور ہے (۲-سموئیل ۱۸: ۳۳)۔

اَبیسور - ابی شور :- (عبرانی = باپ دیوار ہے)۔

بنی یہوداہ کے ایک شخص سمی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۲۸، ۲۹)۔

ابیسوع - ابی شوع :- (عبرانی = باپ نجات ہے)۔

۱- فینحاس کاہن کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۴، ۵، ۵۰؛ عزرا ۷: ۵)۔

۲- بالع کے خاندان سے ایک بنیمینی شخص (۱-تواریخ ۸: ۴)۔

ابی شاگ - ابی شاج :- (عبرانی = باپ غلطی کرتا ہے)۔

شونیم کی ایک کنواری جس نے داؤد بادشاہ کے بڑھاپے میں اُس کی خدمت کی (۱-سلاطین ۱: ۳، ۱۵)۔ داؤد کی موت کے بعد ادونیاہ نے اُس سے شادی کرنے کی درخواست سلیمان

سے کی، جس پر سلیمان نے اُسے قتل کروا دیا (۱-سلاطین ۲: ۱۷ ببعد)۔

ابی شے - ابیشے - ابی شائی:- داؤد بادشاہ کی بہن ضرویاہ کا بیٹا اور یوآب اور عساہیل کا بھائی۔ وہ بڑا تیز مزاج اور بہادر تھا اور اپنے دشمنوں سے بڑی سختی سے پیش آتا تھا۔ وہ داؤد کا بڑا وفادار اور سرگرم خادم تھا۔ اُس نے داؤد کو صلاح دی تھی کہ سوتے ہوئے ساؤل کو قتل کر دے (۱-سموئیل ۲۶: ۶-۹)۔ اُس نے فلستیوں کے ساتھ لڑائی میں داؤد بادشاہ کو اِشبی بنوب فلستی پہلوان کے ہاتھ سے بچایا تھا (۲-سموئیل ۲۱: ۱۷)۔

ابی طال:- (عبرانی = باپ شبنم ہے)۔ داؤد بادشاہ کی ایک بیوی (۲-سموئیل ۳: ۴؛ ۱-تواریخ ۳: ۳)۔

ابیطوب - ابی طوب:- (عبرانی = باپ بھلائی ہے)۔ بنی بینمین کا ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۱۱)۔

ابیعزر - ابی عزر:- (عبرانی = مدد کا باپ)۔ ۱- یعقوب کے بیٹے یوسف کے خاندان سے ایک شخص۔ یہ منسّی کے قبیلے کے ایک خاندان کا سربراہ تھا۔ قاضی جدعون اسی خاندان سے تھا (قضاۃ ۶: ۱۱)۔

۲- داؤد بادشاہ کے سورماؤں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱۱: ۲۸)۔

ابیل - آبیل:- (عبرانی = مرغزار)۔ اُس شہر کا نام جہاں سبع کی بغاوت ہوئی تھی (۲-سموئیل ۲۰: ۱۴، ۱۸)۔ اِسے بیت معکہ کا ابیل بھی کہتے ہیں (۲-سموئیل ۲۰: ۱۵)۔

ابیل بیت معکہ - آبیل بیت معکہ:- بنی نفتالی کا ایک شہر (۲-سموئیل ۲۰: ۱۵)۔ سبع، داؤد بادشاہ کے سامنے سے بھاگ کر اس شہر میں آیا (۲-سموئیل ۲۰: ۱۴-۲۲)۔ بعد ازاں اس شہر کو بن ہدد نے فتح کر لیا (۱-سلاطین ۱۵: ۲۰)۔ پھر شاہِ اسور تِگلت پلاسر نے اِس پر قبضہ کیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹)۔

ابیل سطیم - آبیل شطیم:- (عبرانی = کیکر کے درختوں کا سبزہ زار)۔ موآب کی سرزمین میں ایک مقام۔ یہاں بنی اسرائیل دریائے یردن کو عبور کرنے سے پہلے ٹھہرے تھے (گنتی ۳۳: ۴۹)۔ لفظ شطیم کے معنی ہیں کیکر۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ص ۱۶۹۔

ابیل کرامیم - آبیل کرامیم:- (عبرانی = انگوروں کا باغ)۔ دریائے یردن کے مشرق میں مُلکِ عمون کا ایک مقام۔ یہاں پر اِفتاح جلعادی نے عمونیوں کو شکست دی (قضاۃ ۱۱: ۳۳)۔

ابیل مائم - آبیل مائم:- یہ ابیل بیت معکہ کی بدلی ہوئی شکل یا نام ہے (۲-تواریخ ۱۶: ۴)۔

ابیل محولہ - آبل محولہ:- (عبرانی = ناچ کا میدان)۔ یردن کی وادی میں ایک مقام۔ یہ الیشع نبی کی جائے پیدائش اور رہائش گاہ تھی (۱-سلاطین ۱۹: ۱۶)۔

ابیل مصریم - آبیل مصرائیم:- (عبرانی = مصر کا سبزہ زار یا مصر کا ماتم)۔ دریائے یردن کے مشرق میں ایک مقام۔ یہاں پر یعقوب کی موت پر یوسف نے کنعان میں داخل ہونے سے پہلے سات دن تک ماتم کرایا تھا (پیدائش ۵۰: ۱۱)۔

ابی مائیل:- (عبرانی = خدا باپ ہے)۔ سِم کی اولاد سے یقطان کے تیرہ بیٹوں میں سے نواں بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۸؛ ۱-تواریخ ۱: ۲۲)۔

ابی ملک:- (عبرانی = باپ بادشاہ ہے یا بادشاہ کا باپ)۔ ۱- غزہ کے نزدیک جرار کا ایک فلستی بادشاہ۔ ابرہام نے اسی سے کہا تھا کہ سارہ میری بہن ہے۔ بادشاہ اُس کی خوبصورتی سے بڑا متاثر ہوا۔ چنانچہ اُس نے اس کو بلوا کر اپنے ہاں رکھا، لیکن جب خدا نے اُسے خواب میں تنبیہ کی تو اُس نے اُسے ابرہام کو واپس دے دیا (پیدائش ۲۰: ۱-۱۸)۔

۲- جرار کا دوسرا بادشاہ۔ غالباً یہ پہلے بادشاہ کا بیٹا تھا۔ اِس سے اضحاق نے کہا کہ ربقہ میری بہن ہے (پیدائش ۲۶: ۱-۱۱)۔

۳- جدعون کی حرم کا بیٹا (قضاۃ ۸: ۳۱؛ ۹: ۱-۵۷)۔ بادشاہ بننے کے لالچ میں اُس نے اپنے ستر بھائیوں کو قتل کر دیا۔ لیکن سب سے چھوٹا بھائی یوتام بچ نکلا۔ ابی ملک سکم کا بادشاہ بن گیا۔ تین سال حکومت کرنے کے بعد اسکے خلاف بغاوت ہوئی۔ ایک عورت نے اُسکے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر اُسے سخت زخمی کر دیا۔ اُس نے اپنے سلاح بردار کو کہا کہ اُسے قتل کر دے تاکہ وہ اُس شرم سے بچ جائے کہ اُسے ایک عورت نے ہلاک کیا ہے۔

۴- فلستیوں کا ایک بادشاہ جس کا ذکر زبور ۳۴ کے سرنامہ میں ہے۔ غالباً یہ جات کا بادشاہ اکیس ہے جس کے پاس داؤد نے ساؤل سے بھاگ کر پناہ لی تھی (۱-سموئیل ۲۱: ۱۰ تا ۲۲: ۱)۔

۵- داؤد کے زمانے کا ایک کاہن۔ اِس کے باپ کا نام ابیاتر تھا (۱-تواریخ ۱۸: ۱۶)۔ اس کا نام اخی ملک بھی ہے (۱-تواریخ ۲۴: ۶)۔

ابیندآب - ابی ناداب:- (عبرانی = باپ سخی ہے)۔ ۱- ایک لاوی جس کے گھر میں کچھ عرصے کے لئے عہد کا صندوق رکھا گیا تھا (۱-سموئیل ۷: ۱، ۲؛ ۱-تواریخ ۱۳: ۷)۔

۲- یسّی کا ایک بیٹا (۱-سموئیل ۱۶: ۸؛ ۱۷: ۱۳)۔

۳- ساؤل بادشاہ کا ایک بیٹا (۱-سموئیل ۳۱: ۲)۔

۴ - سلیمان بادشاہ کا ایک داماد (۱-سلاطین ۴ : ۱۱)-

ابی نوعم :- (عبرانی = باپ خوش نما ہے)-
برق کا باپ (قضاۃ ۴ : ۶ ؛ ۵ : ۱۲)-

ابیہو - ابی ہُو :- (عبرانی = وہ باپ ہے)-
ہارون کا دوسرا بیٹا (خروج ۶ : ۲۳) -
یہ اور اُس کا بھائی ندب اسرائیل کے ستّر بزرگوں کے ساتھ خدا کے حکم کے مطابق موسیٰ کے ساتھ کوہِ سینا پر کچھ دُور گئے (خروج ۲۴ : ۱)۔ ندب اور ابیہو نے یہوواہ کے آگے اوپری (غیر شرعی) آگ گذرانی جس کے سبب سے وہ مارے گئے (احبار ۱۰ : ۱، ۲)-

ابیہود - اہود کا باپ :- (عبرانی = باپ جاہ وجلال ہے)-
۱- بینمین کے پہلوٹھے بیٹے بالع کا بیٹا (۱-تواریخ ۸ : ۳)-
۲- زربابل کا بیٹا (متّی ۱ : ۱۳)-

ابی یاتر - ابی یاتار :- (عبرانی = بہتات کا باپ)-
ہارون کے بعد گیارھواں سردار کاہن-
جب ساؤل بادشاہ نے اُس کے باپ اور چوراسی کاہنوں کو قتل کروا دیا تو وہ اکیلا بچ نکلا- یہ قتل اس لئے ہؤا کہ ادومی دوئیگ نے ساؤل کو بتایا کہ اخیملک نے داؤد کے لئے خداوند سے سوال کیا اور اُسے زادِ راہ اور فلستی جولیت کی تلوار دی (۱-سموئیل باب ۲۲)-
ابی یاتر داؤد کے پاس بھاگ گیا اور اپنے ساتھ افود بھی لیتا گیا (۱-سموئیل ۲۲ : ۲۰-۲۳)-

اپاکرفا :- (یونانی = پوشیدہ یا چھپی ہوئی)-
یہ ایک اصطلاح ہے جس سے وہ کتب مراد ہیں جو ابتدائی کلیسیا کے زمانے میں غیر معروف اور مبہم تھیں اور جن کی تلاوت عام عبادت میں لوگوں کے سامنے نہیں کی جاتی تھی- بعد ازاں جب پرانے عہد نامہ کی کتابوں کی فہرستِ مسلمہ متعین ہوئی تو ان کتابوں کی قدر و قیمت کم ہو گئی اور انہیں غیر الہامی قرار دیا گیا- تاہم رومن کیتھولک کلیسیا نے ۱۵۶۳ء میں کونسل آف ٹرینٹ کے فیصلے کے مطابق انہیں بائبل میں شامل کر لیا- یہ کتابیں ★ ولگیٹ ترجمہ میں تو ہیں لیکن یہودی اور پروٹسٹنٹ کلیسیا کی فہرست مسلمہ میں نہیں کیونکہ وہ انہیں غیر مستند اور غیر ملہم سمجھتے ہیں- ان کی فہرست ذیل میں ہے-

۱، ۲- پہلا اور دوسرا ایسڈرس (اسدرا)- یہ عزرا کی کتاب کا اضافی حصّہ ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا-

۳- استیر کی کتاب کا اضافی حصّہ (یعنی آستر کی کتاب کا باب ۱۰ : ۳ سے آگے کا حصّہ)-

۴- حکمت -

۵- یشوع بن سیراخ -

۶ - بارُوک -

۷ - تین جوانوں کا گیت (دانیال ۳ : ۲۳ کے بعد سدرک میسک اور عبد نجو کا حمدیہ گیت - یہ ۳ : ۲۴ سے آیت ۹۰ تک ہے)-

۸ - تذکرہِ سوسن (دانیال باب ۱۳)-

۹ - تذکرہِ بعل (دانیال باب ۱۴)-

۱۰، ۱۱ - پہلا اور دوسرا مکابیّن -

اصلاحِ کلیسیا کے وقت سے پروٹسٹنٹ کلیسیائیں ان کو الہامی نہیں مانتیں لیکن بعض پروٹسٹنٹ کلیسیائیں، بزرگ جیروم کے قول کے مطابق انہیں چال چلن کے نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لئے پڑھنے کی اجازت دیتی ہیں لیکن عقائد کے ثبوت کے لئے انہیں سند نہیں مانتیں-

اِپفراس :- یہ اِپفردتُس کی مخفف صورت ہے- لیکن نئے عہد نامے میں مذکور اِپفردِتُس اور شخص ہے - وہ پولس کا "عزیز ہم خدمت" تھا اور کُلسّے کی کلیسیا کا پاسبان - غالباً وہ اس کا بانی بھی تھا (کلسیوں ۱ : ۷)- پولس رسول اس کے بارے میں یہ بھی کہتا ہے کہ وہ "میرے ساتھ قید ہے" (فلیمون ۲۳)- شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے پولس رسول کے ساتھ رضاکارانہ قید قبول کر لی تھی یا وہ انجیل کی منادی کے باعث قید ہؤا-

اِپفردُتُس - اِیفرُدیتُس :- (یونانی = پیارا)-
جب پولس رسول روم میں قید تھا تو فلپّی کی کلیسیا نے اس کے لئے اِپفردِتُس کے ہاتھ مالی امداد بھیجی (فلپیّوں ۲ : ۲۵-۳۰ ؛ ۴ : ۱۸)-

اپکوری - اپیکوری :- مشہور یونانی فلاسفر اپیکورس (۳۴۱ تا ۲۷۰ ق-م) کے پیروکار-
اپیکورس کی تعلیم کے مطابق انسان کا فطری نصب العین مسرت اور خوشی حاصل کرنا ہے کیونکہ اُس کے فلسفے کے مطابق اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے- اعلیٰ خوشی ذہانت اور فطانت کی وجہ سے ملتی ہے- لیکن عوام اپنا وقت جسمانی خوشی کے حصول میں صرف کرتے ہیں- اُن کا زندگی کے متعلق نظریہ اُس نادان دولت مند کی مانند ہے جس نے برسوں کے لئے بہت سامال جمع کیا اور اپنے آپ سے کہا "چین کر- کھا پی- خوش رہ" (لوقا ۱۲ : ۱۹)- یوں لگتا ہے جیسے یہ شخص اپکوری عقیدے کا قائل تھا کیونکہ اُس کے لئے آئندہ زندگی کوئی مقام نہیں رکھتی تھی-
اپکوری اور ★ ستوئیکی فیلسوف پولس رسول کے ساتھ بحث کرنے کے لئے اُسے ★ اریوپگس کی پہاڑی پر لے گئے (اعمال ۱۷ : ۱۶-۳۴)- اپیکورس نے ڈیموکریٹس Democritus (۴۶۰ ؟ ~~سے ۳۷۰~~ ؟ ق-م) کا نظریۂ کائنات اپنایا تھا- اس نظریہ کے

مطابق دنیا کا وجود جوہرات atoms کے اتفاقاً اکٹھا ہونے اور حرکت میں آنے سے ہوا تھا۔ اور ان جوہرات کی بدلتی ترتیب زمان ومکان میں انسان کے لئے ایک سٹیج ہے جس پر آدمی کی زندگی ایک ناٹک ہے۔ انسان کی موت کے بعد جوہرات دوسری شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اس فلسفہ کے مطابق آئندہ زندگی کا تصوّر بے معنی اور فضول ہے۔

اس نظریہ کے پیشِ نظر پولسؔ رسول کی تعلیم قیامت اور مسیح کی موت اور زندہ جی اُٹھنا محض "بکواس" (اعمال ۱۷: ۱۸) تھی۔ اپکوری اور ستوئیکی اپنے اِس نظریہ پر بحث کرنا چاہتے تھے لیکن جب پولسؔ رسول نے مُردوں کی قیامت کا ذکر کیا تو وہ اس کا مذاق اڑانے لگے کیونکہ اُنکے عقیدہ کے مطابق یہ ایک ناممکن بات تھی۔

اپلوسؔ :۔ اسکندریہ کا ایک یہودی عالم۔ اِفسُسؔ میں اکولہ اور پرسکلہؔ نے اُسے مسیحی ایمان کی تعلیم دی۔ پھر وہ کرنتھسؔ چلا گیا، جہاں وہ انجیل کا ایک زبردست مبشّر بنا۔ کچھ عرصہ بعد اپلوسؔ کی ایک جماعت بن گئی جو پولسؔ رسول کی جماعت کی مخالفت کرتی تھی لیکن اپلوسؔ اور پولسؔ ایک دوسرے کے مخالف نہیں تھے (اعمال ۱۸: ۲۶-۲۸؛ ۱-کرنتھیوں ۳: ۴؛ ۱۶: ۱۲؛ طِطُسؔ ۳: ۱۳)۔

اپلونیہؔ :۔ مکدنیہ کے ایک شہر کا نام (اعمال ۱۷: ۱)۔

اَپلیسؔ۔ اَپلِسؔ :۔ رومہؔ شہر کا ایک مسیحی جس کو پولسؔ رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۰)۔

اَپّیُسؔ کا چوک۔ سُوق اپیُسؔ :۔ اَپّیُسؔ کے راستے میں ایک قصبہ۔ یہ نیپلز کی طرف رومہؔ سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں تک رومہؔ کے مسیحی پولسؔ رسول کے استقبال کے لئے آئے تھے (اعمال ۲۸: ۱۵)۔

اَپّیُسؔ کا راستہ :۔ ایک قدیم رومی شاہراہ کا نام (اعمال ۲۸: ۱۳-۱۶)۔

اپیل۔ (مرافعہ) نالش :۔ ایک حاکم کے فیصلے سے مطمئن نہ ہونے کی صورت میں اعلےٰ حاکم کے پاس دادخواہی کے لئے درخواست دینا۔ پرانے عہد نامہ کے شروع میں کسی مقدمہ کے فیصلہ کے بعد اعلیٰ عدالت سے رجوع کرنے کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ لیکن خروج ۱۸: ۲۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰؔ نے اعلےٰ اور ادنیٰ عدالتیں مقرر کیں۔ عام مقدموں کا فیصلہ تو ادنیٰ عدالت کرتی تھی لیکن مشکل مقدمے موسیٰؔ کے پاس لائے جاتے تھے۔ استثنا ۱۷: ۸ میں مشکل مقدموں کے سلسلہ میں اپیل کی عدالت کی طرف اشارہ ہے۔

۲-تواریخ ۱۹ب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ یہوسفط نے ہر فصیلدار شہر میں قاضی مقرر کئے اور یروشلیم میں لاویوں، کاہنوں اور اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے سرداروں کو اپیل سننے (مرافعہ) کے کام پر متعین کیا۔

اسیری کے بعد، یونانی اور رومی عہد میں اپیل یہودیوں کی صدر عدالت (عدالتِ عالیہ، سنہیڈرن) میں کی جا سکتی تھی۔

نئے عہد نامہ کے زمانہ میں رومی حکومت نے ہر عبادت خانہ کے بزرگوں کی جماعت کو مقدمے فیصل کرنے کا اختیار دیا لیکن موت کی سزا صرف رومی حاکم ہی دے سکتا تھا۔

رومی شہری کو یہ حق تھا کہ وہ یہودی عدالت کی بجائے رومی عدالت سے فیصلہ کرائے یا بادشاہ سے اپیل کرے۔

قیصر کے ہاں اپیل کرنے کے لئے (اعمال ۲۵: ۱۱، ۱۲) مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی ہوتی تھیں:۔

صوبہ میں فوجداری مقدمہ کا فیصلہ صوبائی گورنر کرتا تھا۔ گورنر کے فیصلہ کے خلاف صوبہ کے لوگ اپیل نہیں کر سکتے تھے مگر رومی شہری کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ رومہؔ میں منصفِ اعلیٰ سے اپیل کر سکتا تھا۔ پولسؔ نے یہ حق اعمال ۲۵ب میں استعمال کیا۔ اس سے پہلے کم از کم پانچ مرتبہ یہودی عدالت نے اُسے سزا دی پر اس نے اپیل کا حق استعمال نہ کیا (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۴)۔ قیصر اوگوستُس کے عہد سے منصفِ اعلےٰ کا اختیار خود قیصر نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اپیل کی سب درخواستیں اُسے پیش کی جاتی تھیں۔ اپیل دائر کرنے کا طریقہ بہت سادہ تھا۔ ملزم کو عرضی لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اُسے صرف یہ لفظ بلند آواز سے کہنے کی ضرورت تھی کہ "میں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہوں" (اعمال ۲۵: ۱۱) اور فوراً اُس کے خلاف کاروائی بند کی جاتی اور اُس کا مقدمہ رومہؔ میں قیصر کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی دوسرا حاکم ملزم کو بری کرنا بھی چاہتا تو نہیں کر سکتا تھا (اعمال ۲۶: ۳۲)۔

اِپنیتُسؔ :۔ ایک مسیحی جسے پولسؔ رسول "اپنا پیارا" کہہ کر سلام بھیجتا ہے۔ یہ آسیہ کی کلیسیا کا پہلا پھل تھا (رومیوں ۱۶: ۵)۔

اتبعلؔ :۔ صیدانیوں کا بادشاہ جس کی بیٹی اِیزبلؔ کے ساتھ اسرائیل کے بادشاہ اخی اَبؔ نے شادی کی تھی (۱-سلاطین ۱۶: ۳۱)۔

اتحادِ مذہب :۔ دیکھئے توفیقیت۔

اٹدؔ۔ اطادؔ :۔ (عبرانی = کانٹا)۔ ایک جگہ کا نام جہاں لوگوں نے یوسفؔ کے ساتھ اُس کے باپ کے لئے نوحہ کیا (پیدائش ۵۰: ۱۰)۔

اِترِعامؔ۔ یِترِعامؔ :۔ داؤد کا بیٹا جو اس کی بیوی عجلاہ سے پیدا ہوا (۲-

سموئیل ۳ : ۵ ؛ ۱- تواریخ ۳ : ۳)۔

اِترَی - یاترَی - ایترَی :- ایک خاندان جس سے داؔؤد بادشاہ کے دو سورما تعلق رکھتے تھے (۲-سموئیل ۲۳ : ۳۸ کیتھوک ہجّا یاتری ؛ ۱- تواریخ ۱۱ : ۴۰ کیتھولک ہجّا ایتری)۔

اِتلاہ - یتلہ :- (عبرانی = اُونچی جگہ)۔ داؔن کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۴۲)۔

اَتلیہ - اتالیہ :- جنوبی ایشیائے کوچک میں پرگہؔ کے نزدیک صوبۂ پمفولیہ کی بندرگاہ (اعمال ۱۴ : ۲۵)۔

اِتمر - اتامار :- (عبرانی = غالباً کھجوروں کا ملک۔ قب عربی اور عبرانی تمر بمعنی کھجور)۔
ہاروؔن اور الیسبعؔ کا سب سے چھوٹا بیٹا (خروج ۶ : ۲۳)۔
اسے اپنے بھائیوں کے ساتھ کہانت کے عہدے پر مقرر کیا گیا (خروج ۲۸ : ۱) اور مسکن کے بنانے کے کام بھی سونپے گئے (خروج ۳۸ : ۲۱)۔
جب اس کے بڑے بھائی ندبؔ اور ابیہوؔ نے غیر شرعی آگ جلاکر نافرمانی کی تو اِتمر اپنے عہدہ پر وفادار رہا۔ تاہم خطا کی قربانی کے سلسلے میں اُس سے بھول ہوئی (احبار ۱۰)۔ جیرسون اور مراری خاندانوں کو اس کے ماتحت کام کرنے کا حکم ہُوا تھا (گنتی ۴ : ۲۸، ۳۳)۔

اِتنانؔ :- ۱- اشور کی بیوی حیلآہ کا بیٹا جو بنی یہوؔداہ میں سے تھا (۱- تواریخ ۴ : ۷)۔
۲- یہوؔداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۲۳ کیتھولک ہجّا یہاں تینانؔ ہے)۔

اِتنیَ - اتنائی :- ایک جیرسونی لاوی - یہ آسفؔ جسے داؔؤد بادشاہ نے گانے کی خدمت پر مامور کیا تھا کا جدِّ امجد تھا۔ یہ غالباً وہی شخص ہے جسے ۱- تواریخ ۶ : ۲۱ میں یترؔی کے نام سے پکارا گیا ہے۔

اِتوریہ - اِلطوریہ :- یردنؔ کے پار فلسطیؔن کے شمال مشرق میں ایک علاقے کا نام جس پر ہیرودیسؔ کا بھائی فلپسؔ حکمران تھا (لوقا ۳ : ۱)۔ غالباً یطوؔر کا علاقہ (پیدائش ۲۵ : ۱۵)۔

اتھارِم - اتاریم :- غالباً ایک جگہ کا نام، جس سے ایک راستہ منسوب ہوا یا کارواں کا راستہ۔ اس کا ذکر گنتی ۲۱ : ۱ میں آتا ہے۔

اتھاہ گڑھا :- بہت گہرا۔ وہ گڑھا جس کی تہ نہ ہو۔ جس یونانی لفظ abyssos کا یہ ترجمہ ہے وہ نئے عہدنامہ میں ۹ مرتبہ آتا ہے۔ آٹھ مرتبہ اس کا ترجمہ اتھاہ گڑھا ہے اور ایک بار گہراؤ (رومیوں ۱۰ : ۷)۔ کیتھولک ترجمہ میں ہر جگہ گہراؤ ہے۔
یہ بدروحوں کے قیام کی جگہ (لوقا ۸ : ۳۱)، مُردوں کی جگہ (رومیوں ۱۰ : ۷) اور مکاشفہ کی کتاب میں اُس جگہ کے لئے جہاں روحیں اذیت پاتی ہیں (مکاشفہ ۹ : ۱، ۲، ۱۱؛ ۱۱ : ۷؛ ۱۷ : ۸؛ ۲۰ : ۱، ۳) استعمال ہُوا ہے۔ نیز دیکھئے برزخ۔

اَتھناسیس کا عقیدہ :- دیکھئے عقیدہ، اتناسیس کا۔

اتھینے - اَتینی :- یوناؔن کا نمایاں اور عظیم شہر۔ یہ یونان کی قدیم ریاست اتیکا Attica کا دارالخلافہ تھا۔ یہ موجودہ یونان کا بھی دارالخلافہ ہے۔
اس شہر کا نام اُس کی سرپرست دیوی اینتھیؔ کے نام پر رکھا گیا۔
یہ شہر یونانی تہذیب کا گہوارہ تھا۔ اسی جگہ یونانی فلسفہ، ادب اور فنِ مجسمہ سازی نے ترقی پائی اور ساری دنیا میں شہرت حاصل کی۔ یہاں پر ہی ارسطو، افلاطون اور سقراط کی رہائش تھی۔ جمہوریت کا آغاز بھی یہیں ایک چھوٹی قصباتی ریاست سے ہُوا۔
پولسؔ رسول نے اپنے دوسرے بشارتی سفر میں یہاں ★ اپکوری اور ★ ستوئیکی فیلسوفوں سے بحث کی۔ وہ اسے اریوپگسؔ کی پہاڑی پر لے گئے۔ وہاں اُس نے انہی کے فلسفہ کو سامنے رکھتے ہوئے تقریر کی جس میں ایک یونانی شاعر کی نظم کا اقتباس بھی پیش کیا۔ اکثر سامعین نے اُس کا مذاق اُڑایا لیکن چند اشخاص ایمان لے آئے اور اس کے ساتھ مل گئے (اعمال ۱۷ : ۱۶-۳۴)۔ محلِّ وقوع کے لئے دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۰ اور ۱۶ ز

اِتی - ایتائی :- ۱- داؔؤد کا ایک سورما (۲-سموئیل ۲۳ : ۲۹ ؛ ۱- تواریخ ۱۱ : ۳۱)۔
۲- جاتؔ کا ایک شخص جو داؔؤد کا وفادار خادم بنا (۲- سموئیل ۱۵ : ۱۸-۲۲ ؛ ۱۸ : ۲، ۵)۔

اِتی ایل - ایتی ایل :- (عبرانی = غالباً خدا میرے ساتھ ہے)۔
۱- ایک بینمینی جو نحمیاؔہ کے زمانہ میں یروشلیمؔ میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱ : ۷)۔
۲- ایک شخص جس کا ذکر اُکاؔل کے ساتھ امثال ۳۰ : ۱ میں آیا ہے۔

اٹیرن :- یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں صرف امثال ۳۱ : ۱۹ میں استعمال ہُوا ہے۔ یہ ہاتھ سے سوت کاتنے کے آلہ کا نام ہے۔ یہ ایک گول مخروطی لکڑی یا کوئی اور وزنی چیز کا ٹکڑا ہوتا ہے، جس کے اوپر ایک کنڈی ہوتی ہے۔ جب اس کو گھماتے ہیں تو [illegible] کر سوت بنتا جاتا ہے، جسے اٹیرن پر لپیٹتے جاتے ہیں۔ ملکِ مصر میں مرد اور عورت دونوں سوت کاتتے تھے، لیکن بنی اسرائیل میں یہ کام عام

طور پر عورتیں کرتی تھیں (خروج ۳۵ : ۲۵ ؛ امثال ۳۱ : ۱۹)۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ دیگر مقامات پر مختلف معنوں میں استعمال ہؤا ہے ۔ مثلاً نحمیاہ ۳ب میں اس کا ترجمہ حلقہ کیا گیا ہے ۔ ۲۔ سموئیل ۳ : ۲۹ میں بیساکھی ۔ مزید بحث کے لئے دیکھئے بیساکھی ۔

اثریات :۔ ARCHAEOLOGY

یہ اُس علم کا نام ہے جس کی مدد سے انسانی آثارِ قدیمہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے ۔ کھدائی کے ذریعہ پرانے مطرودات (نکالی ہوئی چیزیں) اور کھنڈروں کی تلاش کی جاتی ہے اور جو مواد ملتا ہے اُس سے زمانہ ماقبل کی تاریخ پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور تاریخی عہد کے تحریری مواد کی پرکھ اور تائید کی جاتی ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سو سال کے دوران مشرقِ وسطیٰ کے مختلف مقامات سے آثارِ قدیمہ کا بہت مواد دستیاب ہؤا ہے جو بائبل کے مختلف تاریخی بیانات کی صداقت کا شاہد ہے ۔

ا۔ اثریاتِ بائبل کی ماہیت، وسعت اور افادیت۔

ا۔ **اثریات کی ماہیت :** آثارِ قدیمہ کا علم ہمیں نوعِ انسانی کے ماضی سے روشناس کرواتا ہے ۔ یہ قدیم مدفون شہروں کا سراغ لگا کر اُس دور کے انسانوں کی بابت معلومات فراہم کرتا ہے ۔ یہ قدیم عمارتوں، اوزاروں، زبان و ادب اور فنون کا تجزیہ کر کے قدیم انسان کی معاشرتی زندگی کے متعلق حقائق جمع کرتا ہے ۔

۲۔ **اثریاتِ بائبل کی وسعت :** اثریاتِ مشرق کی دریافتوں کے جو نتائج بالواسطہ و بلاواسطہ بائبل کے مندرجات سے نسبت رکھتے ہیں بائبل اور بائبل کے تنقیدی سوالات کو سمجھنے اور تفسیری مسائل کو سلجھانے میں مدد دیتے ہیں ۔ اِس علم کی بدولت ہم بائبل کے پس منظر کو سمجھنے کے قابل ہوئے ہیں ۔

۳۔ اثریاتِ بائبل کی افادیت :

(الف) **اثریات اور تفہیم الکتاب :** اثریات نے ایسی بے شمار اشیاء دریافت کی ہیں جو بائبل کی تفہیم میں معاون ثابت ہوئی ہیں ۔ مثلاً ہم پڑھتے ہیں کہ یعقوب شمالی مسوپتامیہ میں اپنے ماموں لابن کے گھر سے فرار ہوتا ہے (پیدائش ۳۱ : ۲۰-۲۱) تو راخل اپنے باپ کے گھر سے آبائی بُت ساتھ چُرا لاتی ہے ۔ لابن اِن بُتوں کو واپس لانے کے لئے یعقوب اور اس کے گھرانے کے لوگوں کا تعاقب کرتا ہے اور راہ میں اُنہیں آ لیتا ہے ۔ جب یہ بُت اُن سے برآمد نہیں ہوتے تو لابن یعقوب کے بچّوں کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے "یہ میرے بچے ہیں" (پیدائش ۳۱ : ۴۳) ۔ وہ یعقوب کے بچوں کو اپنی ملکیّت کیوں تصوّر کرتا ہے ؟ بچّوں پر حق تو والدین کا ہوتا ہے نہ کہ ننہال کا ! اِس عجیب دستور کو سمجھنے کے لئے اثریات کے دریافت کردہ "نوزی کتبے" جو شمالی عراق سے کرکوک کے قریب ۱۹۲۵ء میں ملے خاص اہمّیت رکھتے ہیں ۔ اِن کتبوں سے انکشاف ہؤا کہ قدیم اسور میں جب کوئی کسی کو متبنّیٰ بنا لیتا، جس طرح لابن نے یعقوب کو بنایا تو متبنّیٰ کے علاوہ وہ اُس کی اولاد پر بھی حق رکھتا تھا ۔ یوں نوزی کتبے ہمیں لابن کے اِس قول کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ "یہ میرے بچے ہیں"۔ علاوہ ازیں اِن کتبوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اِس دستور کا تعلق قبائلی دور سے تھا اور یہ بات بائبل کے بیان سے مطابقت رکھتی ہے ۔ یوں اثریات کی دریافتیں بائبل کے بیانات کی قدامت کو ثابت کرتی ہیں ۔

(ب) **اثریات اور تنقیدی سوالات :** بائبل کے کئی مبہم گوشے آثارِ قدیمہ کی دریافتوں سے روشنی میں آ گئے ہیں ۔ خروج ۱۵ میں "مریم کا گیت" درج ہے ۔ بائبل کی واقعاتی شہادت کے مطابق یہ گیت اُن ایام میں لکھا گیا جب بنی اسرائیل مصر سے خروج کر رہے تھے اور داخلی شہادت بھی اسے موسیٰ کے دور کا (۱۴۰۰ ق ۔م) ظاہر کرتی ہے ۔ لیکن بعض نقادوں کے خیال میں یہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے دنوں یعنی ۹۷۰ ق ۔م کا ہے ، اور بعض تو اِسے جلاوطنی یعنی ۶۰۰-۵۰۰ ق ۔م کا بھی بتاتے ہیں ۔ یہ نقّاد اِس گیت کو اتنے بعد کے زمانہ کا سمجھنے کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ خروج ۱۵ : ۱۷ میں ذکر ہے کہ "تو اُن کو وہاں لے جا کر اپنی میراث کے پہاڑ پر درخت کی طرح لگائے گا تو اُن کو اُسی جگہ لے جائے گا جسے تو نے اپنی سکونت کے لئے بنایا ہے "۔ اُن کے خیال میں اِس آیت میں صیحون کے پہاڑ اور ہیکل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی روشنی میں اس کا سن ۹۷۰ ق ۔م یا ۶۰۰-۵۰۰ ق ۔م بھی ہو سکتا ہے ۔ راس شمرہ کے کتبے جو ۱۹۲۹ء میں شام کے ساحلی علاقہ سے ملے ہیں اور جو ۱۴۰۰ ق ۔م کے ہیں اس مسئلہ پر بڑی اہم روشنی ڈالتے ہیں ۔ ایک کتبے پر بالکل اِسی طرح کی عبارت ہے "تیری میراث کا پہاڑ"۔ یہ بعل کی رزمیہ شاعری ہے جس میں بعل شمال کے پہاڑ سے مخاطب ہے ۔ ڈبلیو ۔ الیف آلبرائیٹ نے اس سلسلے میں بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ اب اِس گیت کو اتنے بعد کے ایام کا قرار دینے میں کوئی معقولیت نظر نہیں آتی ۔ اس خوبصورت گیت کو قدیم اسرائیل کا قومی ترانہ کہا جا سکتا ہے ۔ آثارِ قدیمہ کی دریافتوں نے نقادوں کے مفروضوں کے کھوکھلے پن کو عیاں کر دیا ہے ۔

(ج) **اثریات اور تنقیدِ عالیہ:** بعض نے کہا ہے کہ اثریات کی دریافتوں نے تنقیدِ عالیہ کو بالکل متاثر نہیں کیا۔ لیکن اثریات کی دریافتوں کے تجزیہ کے نتائج اس دعویٰ کی تردید کرتے ہیں۔ کوئی بھی نقاد آثارِ قدیمہ کے فراہم کردہ ثبوتوں کو نظرانداز نہیں کرسکتا۔ مثلاً نقادوں نے پیدائش کی کتاب اور نسب ناموں کے پس منظر کے لئے جو متاخر سنِ متعین کئے ہیں نوزی کتبے اُن کی قطعاً تصدیق نہیں کرتے۔ اثریات نے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ ابرہام، اضحاق اور یعقوب کے زمانہ کا پس منظر ۲۰۰۰ اور ۱۵۰۰ ق م کے درمیان کا ہے۔

موسیٰ کے زمانہ میں توحیدِ الٰہی کے عقیدہ کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اثریات نے اس امر کی ناقابلِ تردید شہادت فراہم کردی ہے۔

"دستاویزی نظریہ Documentary Theory بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ طوفان کی بابلی داستان جو نینوہ کی کھدائی سے برآمد ہوئی ہے اس خیال کی تائید نہیں کرتی کہ بائبل میں طوفانِ نوح کا بیان مختلف دستاویزوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ ماضی میں قدیم اور مابعد کے الفاظ کے مفروضے کی بنیاد پر قدیم اور مابعد کی دستاویزات کی نشاندہی کی جاتی تھی لیکن خارجی حقائق کی روشنی میں (مثلاً "راس شمرہ" کے کتبوں میں ضمیر واحد متکلم "مَیں" کے لئے دو الگ الگ لفظ استعمال ہوئے ہیں) اس مفروضے سے دستبردار ہونا پڑا۔

راس شمرہ کے کتبوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قربانیوں کی رسُوم بعد کے کسی مذہبی ارتقاء کا نتیجہ نہیں تھیں۔ ارضیات اور آثارِ قدیمہ کی روشنی میں قضاۃ کی کتاب بے مثال تاریخی صحت کی حامل ہے۔ دانی ایل کے ہمعصر بیلشضر کو اب کوئی غیر تاریخی ہستی قرار نہیں دے سکتا بلکہ اب اس کے حوالے سے اس کتاب کی تاریخ متعین کی جاتی ہے۔

آثارِ قدیمہ کی دریافتوں سے اِس امر کی تصدیق نہیں ہوتی کہ یشوع کے آخری ۱۲ ابواب بعد میں شاملِ کتاب ہوئے اور کہ یہ کسی بعد کے مصنف کا کام ہے۔

یوایل ۲: ۸ میں "جنگی ہتھیاروں" کے لئے جو لفظ عبرانی متن میں پایا جاتا ہے اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یوایل کی کتاب کا سنِ تصنیف بہت بعد کا ہے بلکہ راس شمرہ کے کتبوں کی روشنی میں یہ ایک قدیمی تحریر ہے۔ اثریات کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اکثر علماء نے زبور اور ایوب کی داخلی شہادت کی روشنی میں جو سنِ تصنیف ان کتابوں کے لئے متعین کئے تھے وہ ہی قابلِ قبول ہیں۔ تواریخ کا مصنف جب یونانی سکّے درہم کا ذکر کرتا ہے تو وہ کوئی خیالی بات نہیں کہتا بلکہ وہ اِس سکّے سے بخوبی واقف ہے۔

عزرا کی کتاب کی ارامی عبارت بعد کا اضافہ نہیں ہے بلکہ عزرا کے ایام سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ امر الفنطائی قرطاس سے ثابت ہوتا ہے۔

اب ساری تصویر ہمارے سامنے ہے کہ تنقیدِ عالیہ کے نام پر بعض نقادوں نے جو بلند بانگ دعوے کر رکھے تھے وہ زمین بوس ہوکر رہ گئے ہیں اور ہر نکتہ پر اُنہیں اپنے مفروضوں میں ترامیم کرنا پڑ رہی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اُن کے بعض بنیادی دعوےٰ تک اثریات کی میزان میں کم نکلے ہیں اور اپنی وقعت کھو بیٹھے ہیں۔

(د) **اثریات اور متنِ بائبل کا مطالعہ:** بعض اوقات بائبل کے طالب علم بائبل کی کسی آیت کے اصل معنی کی تہہ تک پہنچ نہیں پاتے۔ سموئیل کے بچپن کے تذکرہ کے ضمن میں بائبل کا بیان ہے کہ جب حنّہ سموئیل کو خیمۂ اجتماع میں لے کر آئی تو ساتھ وہ تین بیل بھی لائی۔ اصل عبرانی عبارت کی ترتیب کے مطابق یہ جملہ "بیل تین" ہے۔ اور پھر یہ بتایا گیا ہے کہ اُس نے ایک بیل کی قربانی گذرانی اور یہاں اصل متن میں "بیل" لکھا ہے۔ اور یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک بیل لائی تھی۔ کیا سیاق وسباق سے یہ ثابت کرنا ممکن ہے کہ وہ تین بیل لائی تھی یا ایک؟ بائبل کے متن کے اس مخصوص مسئلے پر اُن اسوری گلی کتبوں سے بڑی روشنی پڑتی ہے جو اثریات کے ماہروں کو عراق سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ چلا ہے کہ جہاں جانوروں کی عمر کا ذکر کرنا ضروری ہوتا تھا عمر کا عدد جانور کے نام کے آگے درج کر دیا جاتا تھا اور ہر کوئی سمجھتا تھا کہ عدد سے جانور کی عمر مُراد ہے اور ساتھ لفظ "سال" کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے "بیل تین"، "تین سالہ بیل" کا مخفف ہے۔ آثارِ قدیمہ کی روشنی میں حنّہ قربانی کے لئے تین بیل نہیں لائی تھی بلکہ وہ ایک تین سالہ بیل لائی تھی جس کو اُس نے قربان کیا۔ سامی زبانوں کے اِن قدیم گلی کتبوں کی زبان بائبل کے عبرانی متن سے ملتی جلتی ہے۔ اِن کی مدد سے عبرانی متن کے الفاظ کی ساخت، ذخیرہ الفاظ اور متن کی تشریح سے متعلقہ مسائل کو حل کیا جا رہا ہے۔

(ہ) **اثریات اور ازمنۂ قدیم کی دنیا:** شروع شروع میں علماء لندن اور فلڈلفیا میں اپنی اپنی میزوں پر جُھکے بائبل کے زمانہ کی روزمرّہ زندگی کو چشمِ تصوّر سے دیکھنے کی کوششوں میں گم رہتے تھے۔ لیکن آج آثارِ قدیمہ کے وسیلہ سے ہم تصوّرات کی دنیا سے باہر آکر معلوم حقائق کی مدد سے قدیمی زندگی کے شب و روز کو تاریخ کی طرح مرتب کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر الیشع کے وقتوں کی (۸۵۰ ق-م) ۳۰۰۰ سالہ قدیمی زندگی پر نظر ڈالیں: اُن ایام میں دو دو منزلہ مکان ہُوا کرتے تھے اور زیرِ زمین نکاسیٔ آب کے نظام کی بدولت اندرونِ شہر نسبتاً خشک رہتا تھا۔ گھروں میں چونے کے پلستر شدہ حوض ہُوا کرتے تھے۔ یوں اسرائیلی عورتوں کو پانی بھرنے کے لئے قریبی چشموں

پر نہیں جانا پڑتا تھا۔

کاریگر ہر قسم کے اوزاروں سے لیس ہوا کرتے تھے۔ اُنکے پاس درخت کاٹنے کے لئے لوہے کے کلہاڑے، چوکھٹوں میں نصب شدہ باریک آریاں، ہتھوڑے، چھینیاں اور تیشے ہوا کرتے تھے۔ کسان لوہے کی درانتیوں سے کٹائی کرتے تھے۔ کمہار کا چاک جو ۲ ہزار برس سے استعمال ہوتا چلا آرہا تھا اُس کو ترقی دے کر اُس کی مدد سے محض آرائشی برتن ہی نہیں بلکہ بڑے وسیع پیمانے پر عام استعمال کے برتن تیار کئے جاتے تھے۔ اِس دَور سے تعلق رکھنے والی ہر کھدائی سے زیورات، عطردان، ہاتھی دانت اور ہڈی کے ہار اور گلوبند کثرت دستیاب ہوئے ہیں۔ اسوری یادگار کتبوں میں جہاں جہاں اسرائیلی نظر آتے ہیں اُن کے ملبوسات میں مرد لمبے کامدار چوغے زیب تن کئے ہوئے ہیں جن کے اوپر کامدار صدریاں بھی پہنے ہیں، پاؤں میں لمبے بوٹ ہیں جو سامنے سے دیسی کھُسّے کی شکل کے ہیں۔

ب۔ تاریخ الکتاب کے نمایاں ادوار اثریات کی روشنی میں

ا۔ کتابِ پیدائش کے ابتدائی ابواب

(ل) کتباتِ تخلیق (پیدائش ۱ و ۲)

(۱) <u>کتبات کا موضوع:</u> انیسویں صدی میں قدیم مسوپتامیہ کے علاقوں میں اثریات کی کھدائیوں میں ایسے کتبات ہاتھ آئے ہیں جن کو "بابلی فسانۂ تخلیق" کا نام دیا گیا ہے۔ اِس قصّے میں عالمِ اسفل کے دیوتاؤں کی ایک سازش کا ذکر ہے جو "تیامت" دیوی کی سرکردگی میں بابل کے عظیم دیوتاؤں کے خلاف تیار کی گئی۔ عظیم دیوتاؤں نے اِس سازش کا سر کچلنے کے لئے مردوک نامی ایک سُورما کو روانہ کیا جس نے ایک ہی کاٹ میں "تیامت" کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور ایک ٹکڑے سے آسمان کھڑا کر دیا۔ اِس قصّے کے تاروپود میں انسان اور کائنات کی تخلیق کو بیان کیا گیا ہے۔ اصل میں یہ تخلیق کی دیومالا نہیں ہے بلکہ ایک "شاہ نامہ" ہے جو مردوک کی شان میں قلمبند کیا گیا ہے۔

(۲) <u>بائبل کے مندرجات کے ساتھ موازنہ:</u> بابلی داستان میں مردُوک اور تیامت کا قصّہ بائبل میں مندرج تخلیق کے بیان کی شان اور پایۂ اعتبار کے مقابلہ میں ایک خیالی اور دیومالائی من گھڑت افسانہ ہے۔

(۳) <u>بائبل میں بابلی قصّوں کی آمیزش کا مفروضہ:</u> بیسویں صدی کے اوائل میں ایک جرمن عالم نے یہ مفروضہ پیش کیا کہ پیدائش کی کتاب کا ابتدائی حصّہ زیادہ تر بابلی قصّوں اور داستانوں کی کاٹ چھانٹ اور ترمیم و اضافہ کا نتیجہ ہے۔ سرسری نظر میں "گہراؤ" کے لئے عبرانی لفظ "تہوم" اور بابلی دیوی "تیامت" میں قدرے مماثلت نظر آتی ہے۔ لیکن دونوں لفظوں کا محتاط تجزیہ کرنے پر ظاہر ہوا کہ "تہوم" کسی طرح بھی "تیامت" سے مشتق نہیں ہے۔ عبرانی کا ایک جیّد عالم لکھتا ہے "تیامت" سے "تہوم" کا اشتقاق صرف و نحو کے قواعد کی رُو سے سراسر ناممکن ہے۔

(ب) اثریات اور عدن (پیدائش ابواب ۱ و ۲)۔

اثریات کے ماہروں نے قدیم مسوپتامیہ سے جو گِلی کتبے برآمد کئے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ پیدائش کی کتاب میں جس باغِ عدن کا ذکر ہے اُس میں زندگی کا درخت بھی موجود تھا۔ نیز بابلی سِکوں اور محلوں کی آرائشی محرابوں پر اس شکل کا درخت کندہ ہے۔

(ج) آدم کا گناہ (پیدائش ب۳)۔ "آڈاپا داستان":

اثریات کے ماہروں کو بابلِ قدیم سے آڈاپا کہانی کا متن دستیاب ہوا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آڈاپا کو جنوبی ہوا کا ایک پنکھ توڑنے کے جرم کی پاداش میں دیوتاؤں کے سامنے پیش کیا گیا، اور اُسکے آگے دسترخوان چنا گیا لیکن اُس نے اِن نعمتوں کو ہاتھ تک نہ لگایا اور ابدی زندگی سے محروم رہ گیا۔ بائبل کے بیان اور آڈاپا کی داستان میں ابدی زندگی کے حصول کا رشتہ "کھانے" سے جوڑا گیا ہے۔ تاہم یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ دونوں بیانات میں مطابقت محض اتفاقیہ ہے یا آڈاپا داستان کسی نہ کسی شکل میں عدن کے واقعہ کی بازگشت ہے۔

(د) طویل العمر آباء (پیدائش ب۵):

شاہانِ سُومیر کی فہرست میں پیدائش کے ابتدائی ابواب کے طویل العمر آباء کی طرح کی ہستیوں کا ذکر ہے لیکن اُن کی جو عمریں بیان کی گئی ہیں وہ سراسر لغو ہیں: مثلاً الالغر نے ۳۶۰۰۰ برس حکومت کی ..... دموزی چرواہے نے ۳۶۰۰۰ برس حکومت کی ...."

(ہ) طوفانِ نوحؔ (پیدائش ابواب ۶ تا ۸):

پچھلی صدی کی اثریات کی دریافتوں میں نمایاں ترین دریافت وہ بابلی کتبے ہیں جن میں ایک عظیم طوفان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اِن کتبوں کا متن ۲۰۰۰ ق۔م کا معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی بیان اِس سے بھی قدیم کتبوں کے ٹکڑوں پر ملا ہے۔ اِس میں بیان کیا گیا ہے کہ عظیم دیوتا اِی نے اتناپشتم نامی ایک شخص کو آگاہی دی کہ "ایک کشتی بناؤ..... اِس کشتی میں گھُس جاؤ اور ساتھ تمام جانداروں کے تخم محفوظ کر لو۔" طوفان کا پانی زمین پر چڑھ آیا اور جب پانی اُترا تو کشتی ایک پہاڑ پر ٹک گئی۔ پہلے ایک فاختہ اُڑائی گئی، پھر ایک چڑیا کو بھیجا گیا اور آخر میں ایک کوّے کو روانہ کیا گیا۔ بائبل کے بیان اور بابلی داستان میں بہت سی باتیں ملتی جلتی ہیں جو اِس بات کا ثبوت ہیں کہ طوفان کا یہ واقعہ نہایت قدیم ہے۔ دنیا میں جگہ جگہ ایسی دستاویزات، روایات اور کہانیاں بکھری پڑی ہیں جو اِس طوفانِ عظیم کے واقعہ کی شہادت دیتی ہیں۔ ایک عالم کی تحقیقات کے مطابق کُل ۲۶۸

ماخذات ہیں جن میں طوفانِ عظیم کا ذکر ہے۔

(و) انساب الاقوام : پیدائش ب ۱۰ میں انساب الاقوام کی فہرست میں جن اقوام کا ذکر ہے اثریات کی دریافتوں سے قبل اُن میں سے بیشتر قوموں کا کوئی علم نہ تھا۔ اِن میں خصوصاً اشکناز، تجرمہ، اِلیسہ، ترسیس اور اکّاد ہیں۔ البرائیٹ ایک مشہور ماہرِ اثریات کا بیان ہے "انساب الاقوام حیرت انگیز حد تک ایک مبنی بر حقیقت دستاویز ثابت ہوئی ہے۔"

۲۔ اسلاف کا دور (پیدائش ابواب ۱۲-۳۶؛ ۲۰۰۰ تا ۱۸۰۰ ق م):

(ا) **اسلاف کا فلسطین** : اثریات کی دستاویزات میں ہمیں ۲۰۰۰ ق۔م کے ابتدائی دور کے فلسطین کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتی ہے۔ سِبنوہی نامی ایک مصری رئیس زادہ نے سیاسی استیصال سے بچنے کے لئے کنعان میں جا پناہ لی اور وہاں اُس نے کافی لمبا قیام کیا۔ وہ بتاتا ہے کہ "یہ باغ و بہار قسم کا مُلک ہے.... انجیر اور انگور کی بہتات ہے.... یہاں شہد اور روغن کی ندیاں بہتی ہیں، درخت پھلوں سے لدے ہوتے ہیں، جَو کے کھیت اِدھر اُدھر لہلہاتے ہیں۔"

(ب) **بادشاہوں سے جنگ** (پیدائش ۱۴) : پیشتر کئی نقّاد ابرہام کے ایّام میں چار بادشاہوں کے حملے کی تاریخی صحت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب سے آثارِ قدیمہ کی دریافتوں میں سے ایک دستاویز میں اریوک، تدعال اور کدر لاعمر سے ملتے جلتے نام دریافت ہوئے ہیں یہ واقعہ افسانے سے نکل کر تاریخ میں داخل ہو گیا ہے۔ فلسطین میں سے دریافت شدہ ۱۵۰۰ ق۔م کے میتنی کتبوں میں خانہ زاد کی اصطلاح (پیدائش ۱۴:۱۴) من وعن استعمال ہوئی ہے۔ اس بات کی واضح شہادت موجود ہے کہ اُن دِنوں طویل سفر کی سہولتیں موجود تھیں جس طرح کہ طویل بھاگ دوڑ کا ذکر اِس واقعہ میں ہے۔ نیز جن مختلف مقامات کے ناموں کا ذکر یہاں آیا ہے اُن میں سے بعضوں کو شناخت کر لیا گیا ہے (مثلاً ہام پیدائش ب ۱۴)۔ یہ تمام باتیں اِس واقعہ کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ایک جیّد عالم کے قول کے مطابق "اِس نوعیت کے واقعات اب افسانوی یا قبل از تاریخ کا حِصّہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔"

(ج) **نوزی کتبے اور اسلاف کے کارنامے** (پیدائش ۱۵ : ۳۵) : قدیم اسُور سے ۱۵۰۰ ق۔م کے نوزی کتبوں کی دریافت سے ابرہام، اضحاق اور یعقوب کی زندگی کے واقعات اب مزید تازہ اور متحرک نظر آنے لگے ہیں۔

(۱) <u>متبنیٰ ہونا</u> : نوزی کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کے دور میں جائز اولاد نہ ہونے کی صورت میں متبنیٰ بنانے کا رواج تھا۔ اس سے ابرہام اور الیعزر کے تعلق کی وضاحت ہوئی ہے اور ابرہام کا یہ قول بخوبی سمجھا جاتا ہے کہ "... دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا" (پیدائش ۱۵ : ۳)۔

(۲) <u>قولی برکت</u> : جب اضحاق نے یعقوب کو عیسَو سمجھ کر برکت دی تو یہ توقع بالکل بجا ہے کہ اِس فریب کا راز کھلنے کے بعد وہ عیسَو کو پھر برکت دے سکتا تھا۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ نوزی کتبوں سے اس واقعہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اُس تہذیب میں قولی عہد وپیمان کی حیثیت کسی قانونی دستاویز کے برابر سمجھی جاتی تھی اور عدالتوں میں بھی اس کی یہی حیثیت تھی۔ اِس کی وضاحت نوزی کتبوں میں مندرج ایک واقعہ سے ہوتی ہے۔ ترمیا نام کا ایک نوجوان تھا وہ صنو لِشتار نامی ایک دوشیزہ کو اپنے عقد میں لینا چاہتا تھا۔ اُس کے بھائیوں نے ہر طرف سے روڑے اٹکانے کی کوشش کی لیکن ترمیا نے ایک عدالت سے اپنے حق میں اس حوالے سے فیصلہ لے لیا کہ لڑکی کے باپ نے اُس کو قول دیا تھا کہ وہ صنو لشتار کو اُس کے عقد میں دے گا۔

(۳) <u>خاندانی مورتیاں</u> (پیدائش ب ۳۱) : راخل کا خاندانی مورتیوں کو چرا لینا (پیدائش ۳۱ : ۱۹) اور لابن کا اُن کی تلاش میں دیوانہ وار تعاقب کرنا، بائبل کے مفسرین کے لئے ایک معمّہ بنا رہا ہے۔ <u>نوزی کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ خاندانی مورتیوں کا قبضہ حق وراثت کے مترادف سمجھا جاتا تھا</u>۔ لابن یہ نہیں چاہتا تھا کہ یعقوب اُس کی جائیداد کا وارث بنے۔ نوزی کتبے اسلاف کے دور کے اسی طرح کے بیسیوں رسوم کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتے ہیں۔

۳۔ مِصر اور بیابان (پیدائش ب ۳۷۔ استثنا ب ۳۴؛ ۱۸۰۰ تا ۱۴۰۰ ق م)۔

(ا) **یوسف مِصر میں** : یوسف کا دوتین میں اپنے بھائیوں کی تلاش میں جانا اُس کی زندگی کا فیصلہ کن موڑ تھا۔ اس قدیم شہر کے کھنڈرات کو کھود نکالا گیا ہے۔ اثریات کی اِن دریافتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یوسف کے زمانے میں یہ شہر بڑا بارونق اور خوش حال تھا (پیدائش ۳۷ : ۱۷)۔ بائبل میں اِس شہر کا دوسرا ذکر الیشع کے ساتھ آتا ہے (۸۵۰ ق۔م، ۲۔سلاطین ۶ : ۱۳)۔ برادرانِ یوسف نے اُس کو ایک کاروان کے ہاتھ بیچ دیا اور وہ مصر پہنچ گیا۔ وہاں اُس پر جو کچھ گزری مِصر میں۔ اثریات کی دریافتیں اُن واقعات پر خاطر خواہ روشنی ڈالتی ہیں۔

(۱) <u>اقتدار میں آنا</u> (پیدائش ابواب ۴۱، ۴۲) : اکثر اعتراض اُٹھایا جاتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عبرانی غلام ایک طاقتور غیر ملکی حکومت میں مسندِ اقتدار تک جا پہنچا ہو۔ لیکن آثارِ قدیمہ کی دریافتوں کی شہادت اس کے برعکس ہے، کہ دودو نامی ایک کنعانی نے مِصری دربار میں بڑا اثر ورسوخ پیدا کر لیا تھا۔ ایک اور کنعانی میری راع فرعون

کا سلح بردار تھا اور یانخامو بھی ایک کنعانی تھا جو غلہ پیدا کرنے والے مصری اضلاع میں فرعون کا نائب تھا۔

(۲) یوسف کے خطابات (پیدائش ۴۵: ۸): یوسف کو "فرعون کا باپ"، "اُس کے سارے گھر کا خداوند" اور "سارے مُلک کا حاکم"، کے خطابات سے نوازا گیا ہے۔ اثریات مصر کی دستاویزات کی شہادت کے مطابق فرعون کے خاص خاص معتمدین کو اِسی طرح کے خطابات سے نوازا جاتا تھا اور وہ اہم اور مخصوص عہدوں پر فائز ہوتے تھے۔

(۳) مصری اسماء: بعض علماء نے بنی اسرائیل کے مصر کی غلامی میں جانے کے واقعہ کی تاریخی حیثیت کا سرے سے ہی انکار کیا ہے۔ تاہم اس نقطہ نظر کی نفی کرنے کے لئے شہادتوں کا ایک انبار موجود ہے۔ اُن میں آثارِ قدیمہ کی یہ شہادت بھی شامل ہے کہ کئی اسرائیلی اسماء مصری اسماء سے مشتق ہیں۔ اثریات کے ایک جید ماہر کی تحقیقات کے مطابق موسیٰ، حفنی، فینحاس اور غالباً مراری اور بیشتر اسماء مصری الاصل ہیں۔ مزید حالیہ تحقیقات سے بہت سے ایسے مقامات کے حدود اربعہ کا تعین کرنا ممکن ہو گیا ہے جن کا ذکر خروج کی کتاب میں آتا ہے۔ اِن میں رعمسیس، پتوم، سکّات اور بعل صفون شامل ہیں۔

(۴) عہدِ یوسف اور تنقید فی الکتاب: توریت کے جن مقامات میں یوسف کے مصر کے قیام کا ذکر ہے اُن تذکروں میں مصری رنگ غالب ہے۔ یہ اس امر کی شہادت ہے کہ توریت کا مصنف مصر کو اچھی طرح جانتا تھا۔

(ب)۔ مصر سے خروج: مریم کا گیت (خروج ۱۵)۔ (اسی مضمون کا ا۔ ۳۔ (ب) دیکھیں۔

۴۔ قضاۃ اور فتوحات (یشوع، قضاۃ: ۱۴۰۰ تا ۱۰۵۰ ق م)

(ا) فتوحات کے آثار: فلسطین میں بہت سے ایسے مقامات دریافت ہوئے ہیں جن میں ۱۴۰۰ تا ۱۲۰۰ ق۔م کے دور کی ہولناک تباہ کاریوں کے آثار موجود ہیں۔ ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اِن کا تعلق یشوع اور بعدازاں قاضیوں کی فتوحات سے ہے۔ اس دور میں بیت ایل ہولناک آتشزدگی کا شکار ہؤا (قضاۃ ۱: ۲۲) اور سوختہ اینٹوں کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔ لکیس سے ۱۳۰۰ ق۔م کے ایک سوختہ شہر کے آثار برآمد ہوئے ہیں۔ قریت سفر میں (یشوع ۱۵: ۱۵؛ قضاۃ ۱: ۱۱۔ ۱۳) کانسی کے زمانے کے آخری حصہ میں (۱۶۰۰ تا ۱۲۰۰ ق۔م) سوختہ مٹی کی ایک دبیز تہہ دریافت ہوئی ہے جس کے اُوپر ایک اسرائیلی شہر آباد تھا حصور میں ایک ماہرِ اثریات کو ۱۴۰۰ ق۔م میں تباہی و بربادی کے آثار ملے ہیں (یشوع ۱۱: ۱۰۔ ۱۳)۔ بعدازاں اسرائیلی ماہرینِ اثریات نے اِسی مقام پر کانسی کے زمانہ کے آخری حصہ میں تباہی کے مزید آثار دریافت کئے ہیں۔

(ب) یریحو (یشوع ۶): ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۶ء کے دوران لورپول یونیورسٹی کے شہرہ آفاق ماہر اثریات جان گارسٹنگ کی نگرانی میں یریحو کے مقام پر کھدائی کی گئی۔ اُس نے مشاہدہ کیا کہ یریحو کی فصیل باہر کی سمت یوں اُلٹی پڑی تھی کہ حملہ آور اس کے ملبے پر سے گذر کر بآسانی شہر کو قبضہ میں کر سکتے تھے۔ بعدازاں ۱۹۵۲ء-۱۹۵۸ء کے دوران برطانیہ کے مدرسہ اثریات کے ماہرین نے کانسی کے آخری دور کے برتن بھی دریافت کئے (۱۶۰۰ تا ۱۲۰۰ ق م)۔

(ج) قضاۃ کی کتاب کے مندرجات: بعض نقادوں کا خیال تھا کہ قضاۃ کی کتاب ایسی داستانوں کا مجموعہ ہے جو ۵۵۰ ق م سے زیادہ پرانی نہیں ہیں اور کوئی ۱۵۰۰ سال کے بعد کچھ زیبِ داستان کے اضافے کے ساتھ قلمبند کی گئیں۔ تاہم جان گارسٹنگ کا کہنا ہے "یشوع اور قضاۃ کے تاریخی تذکروں کو مشکوک سمجھنے کا کوئی معقول جواز نہیں ملتا، اور یہ کہنا کہ یہ تذکرے قدیم دستاویزات سے ماخوذ ہیں، مبنی بر حقیقت ہے۔ کئی اور مقامات پر بھی اثریات کے جو شواہد ملے ہیں وہ بھی قضاۃ کی توضیح و تصدیق کرتے ہیں۔

(۱) اسماء: قضاۃ کی کتاب کے اسماء مثلاً اخیمان اور تلمی (قضاۃ ۱: ۱۰) راس شمرہ کے کتبوں میں بھی موجود ہیں اور اِن اسماء کے قدیمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

(۲) شہر: یشوع اور قضاۃ کے مطابق یروشلیم اُس وقت تک فتح نہ ہؤا تھا۔ تل العمرنا کے کتبے اِس کی شہادت دیتے ہیں کہ یروشلیم کا بادشاہ اِس دور میں مصر کے فرعونوں کا وفادار رہا۔ حصور کی تباہی کا ثبوت اثریات کے شواہد میں ملتا ہے۔

۵۔ بادشاہت (۱۔سموئیل۔ دانی ایل: ۱۰۵۰۔ ۶۰۰ ق م)

(ا) اسرائیل میں بادشاہت کا آغاز: اثریات کے دریافت کردہ کتبوں اور یادگاروں سے پتہ چلتا ہے کہ دسویں اور گیارہویں صدی ق م میں اسرائیل کی دونوں اطراف کی سلطنتیں اسُور اور مصر زوال پذیر تھیں۔ اِسی زمانے میں اسرائیل میں بادشاہت کا آغاز ہؤا۔ اِسی دَور میں ساؤل، داؤد اور سلیمان کی سلطنتوں کو عروج حاصل ہؤا۔ یہاں ہم قوموں پر خدا کی حکومت کی جیتی جاگتی تصویر دیکھتے ہیں۔

(ب) ساؤل کی سلطنت: ساؤل جبعہ کے قصبے سے اسرائیل پر حکومت کرتا تھا۔ یہ یروشلیم کے شمال میں دو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ ڈبلیو۔ ایف البرائیٹ نے اس مقام پر ۱۰۰۰ ق م سے بیسوی

تک کی سات سطحیں کھود نکالی ہیں۔ قصبہ کے اردگرد چھ فٹ چوڑا حصار تھا جو "ساؤل کے قلعہ" سے ملتا جلتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی دریافتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ساؤل کی موت کے فوراً بعد یہ قلعہ برباد کر دیا گیا۔

(ج) داؤد کا دورِ حکومت: (۲-سموئیل اور ۱-تواریخ ابواب ۱۱-۲۹؛ ۱۰۱۰-۹۷۱ ق م)

بیسویں صدی کے اوائل میں بائبل کے نقادوں نے داؤد کے دور میں موسیقی کی ترویج اور سازوں کے وجود سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اس کا ذکر بائبل میں ہے (۱-تواریخ ۲۳: ۵-۶)۔ اب اثریات کی دریافتوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ سنگیت داؤد کے زمانے سے کہیں پہلے کافی ترقی پا چکا تھا۔

(۱) مصوری کے نمونے: مقبروں کی نقاشی جو ۱۹۰۰ ق م کی ہے، اُن میں ایشیا کے سامی النسل باشندوں کے مصر میں ورود کا منظر کھینچا گیا ہے جس میں ایک باشندے نے ایک بربط اُٹھا رکھی ہے۔ تھیبس میں ایک مقبرہ کی منقش دیواروں پر ایک لڑکی کی تصویر ہے (۱۴۰۰ ق م)، جو بربط اُٹھائے ہے، ایک دوسری لڑکی الغوزہ پکڑے ہے۔ داؤد کے موسیقارِ اعلیٰ کا نام کلکول تھا (۱-تواریخ ۲: ۶)۔ یہ نام مجدو کے ہاتھی دانت کے کتبوں میں کندہ ہے۔ اسی طرح ایتان اور ہیمان کا ذکر راس شمرہ کے کتبوں میں موجود ہے۔ ان سب دریافتوں سے بائبل کے بیان کی صحت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ داؤد کے ایام میں گانے بجانے والوں کی ٹولیاں ہوا کرتی تھیں۔

(۲) داؤد کے مزامیر: اُنیسویں اور بیسویں صدی کے بعض نقادوں نے ایسے مزامیر کو بھی صدیوں بعد کا قرار دے دیا جو داخلی شہادت کی بنا پر داؤد سے منسوب ہوتے تھے۔ اثریات کی دریافتیں اس مسئلہ کی مختلف پہلوؤں پر خاطر خواہ روشنی ڈالتی ہیں: جیزآر کے کیلنڈر اور اس کے ہمعصر کتبوں میں بعض الفاظ کے ہجوں کے مطالعہ سے زبور ۱۸ کے لئے دسویں صدی ق م کا سن معین کرنے میں مدد ملی ہے۔ علاوہ ازیں راس شمرہ کے کتبوں کی روشنی میں بیشتر مزامیر جن کے لئے متاخرین متعین کئے گئے تھے اب ان کو اسرائیل کے اولین دور یعنی دسویں صدی ق م کا قرار دیا گیا ہے۔ البرائیٹ کے قول کے مطابق "ایسے مزامیر کو داؤد کے زمانہ کا قرار دینے سے انکار کرنے کا کوئی معقول جواز نہیں ہے"۔

(۳) داؤد کا عہد: اثریات کی دریافتیں داؤد بادشاہ کے عہدِ حکومت پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ دسویں اور گیارہویں صدی ق م میں مصر اور اسور کے زوال کی بابت جان کر یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ خدا نے کس طرح اسرائیل کی سلطنت کی ترقی اور توسیع کا سامان بہم پہنچایا۔ ساؤل اور داؤد کے عہد میں فلستیوں کی طاقت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ مصری یادگاروں کے مطابق فلستیوں نے مصر میں بھی داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ اور جب اُن کو واپس دھکیل دیا گیا تو اُنہوں نے فلسطین کا رُخ کیا اور ساؤل اور داؤد کی مشکلات میں اضافہ کر دیا۔

(د) سلیمان کا عہدِ حکومت (۱-سلاطین ابواب ۱-۱۱؛ ۹۷۱ تا ۹۳۱ ق م): اثریات کی دریافتیں سلیمان کے عہدِ حکومت پر کافی روشنی ڈالتی ہیں:

(۱) سلیمان کے اصطبل (۱-سلاطین ۹: ۱۹): مجدو کے شہر سے دسویں صدی ق م کے وسیع اصطبلوں کے آثار دریافت ہوئے ہیں۔ یہ شہر سلیمان کی وسیع تعمیراتی دلچسپیوں کا مرکز تھا (۱-سلاطین ۹: ۱۵)۔ اس اصطبل کا ایک حصہ جو دریافت ہوا ہے اس میں کوئی ۵۰۰ گھوڑوں کی گنجائش تھی۔ ایسے ہی اصطبل حصور اور تل الحیسی میں بھی دریافت ہوئے ہیں۔

(۲) تجارتی سرگرمیاں: اثریات کی دریافتوں سے سبا کی مملکت کے ساتھ سلیمان کے تعلقات کی وضاحت ہوتی ہے کیونکہ موجودہ تحقیقات کے مطابق سبا کی مملکت ایک خوش حال اور عظیم سلطنت تھی جب کہ پہلے یہ بات کسی کے خیال میں بھی نہ تھی۔ اثریات کے دریافت کردہ کتبوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ترسیس (۱-سلاطین ۱۰: ۲۲) سردینیا کی سرزمین ہے۔ تل قصیلہ کے ایک کتبے میں اوفیر کا ذکر ہے (جو یافہ اور تل ابیب کے قریب ہے)۔

(۳) طرزِ تعمیر: اگرچہ ہیکل سلیمانی کے کوئی آثار باقی نہیں رہے تاہم اثریات کی دریافتوں سے اُس دور کے فنِ تعمیر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ مجدو، سامریہ، موآب میں سکم اور یروشلیم کے قریب دسویں تا آٹھویں صدی ق م کی دریافتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس دور کا طرزِ تعمیر کیسا تھا، اور یہی طرزِ تعمیر سلیمانی عمارتوں میں بھی استعمال کیا گیا ہوگا۔

(۴) سلیمان کی بندرگاہیں (۱-سلاطین ۹: ۲۶): بائبل میں جہاں بحیرۂ قلزم میں سلیمان کی بندرگاہ کا ذکر ہے، نیلسن گلیک کی کھدائی (۱۹۳۸-۱۹۴۰) کے نتیجہ میں اس مقام سے سلیمان کے دور کی تانبا پگھلانے کی وسیع بھٹی دریافت ہوئی ہے۔ سلیمان کے کاریگر تانبے کی صفائی کے عمل میں جدید طریقوں کے استعمال سے واقف تھے۔

(ہ) کتبِ مقدسہ کے ۴۰ بادشاہ: بیسویں صدی کے اوائل میں رابرٹ ڈک ولسن نے بائبل میں مذکور ایسے ۴۱ بادشاہوں کی فہرست مہیا کی جن کا وجود اثریات کی دریافتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے ۲۶ غیر اسرائیلی، ۵ مصری، ۵ اسوری، ۵ بابلی اور کئی دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے نام شامل ہیں۔ ڈاکٹر ولسن کی فہرست میں ۶ اسرائیل کی شمالی سلطنت کے اور ۴ جنوبی سلطنت کے بادشاہوں کے نام بھی ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر ولسن کی موت کے

بعد یہوداہ کے مزید ۲ بادشاہوں کے نام دریافت ہوئے ہیں۔ بابل کے بابِ اشتار کے قریب سے دریافت شدہ کتبوں میں یہویاکین کا ذکر ہے اور ایک مُہر پر آخزہ کا نام کندہ ہے۔ ڈاکٹر دِلسن کا دعویٰ ہے کہ اثریات کی دریافت کردہ یادگاروں میں بائبل میں مذکورہ ۴۰ بادشاہوں کے اسماء کی دریافت اِس بات کا ثبوت ہے کہ "کتبِ مُقدّسہ کے عبرانی متن میں اسماء کو انتہائی عرق ریزی اور کامل صحت کے ساتھ نقل کیا جاتا رہا ہے"۔

(و) رحبعام کا عہد: بائبل کے مندرجات کے مطابق سلطنت کی تقسیم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد رحبعام کے عہد میں مصری بادشاہ سیسک نے فلسطین پر حملہ کر دیا (۱-سلاطین ۱۴: ۲۵)۔ جنوبی مصر میں کرناک کے مندر کی دیواروں پر سیسک کا تذکرہ کندہ کیا ہوا دریافت ہوا ہے۔ اس میں سیسک کے فلسطین پر حملہ کا ذکر ہے اور ۱۵۶ مقامات درج ہیں جن کو سیسک نے اپنا باجگذار بنالیا تھا۔ ان میں ایالون، غزہ، جبعون اور تعناک شامل ہیں۔

(ز) اخی اب (۸۷۴ تا ۸۵۳ ق م) اور شمالی سلطنت کے دیگر بادشاہ: اسوری شاہی کتبوں میں اخی اب کو اسور کے سلمنسر سوئم کے حریفوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اثریات کی دریافت کردہ ایک یادگار "مخروطِ اسود سلمنسر" کہلاتی ہے۔ اس چہار پہلو سنگی کتبہ کے تحریری اور تصویری مندرجات میں اگلے برسوں کے دوران یاہو کو خراج پیش کرتے بنایا اور دکھلایا گیا ہے۔ "حجر موآب" جس میں ۲-سلاطین ابواب ۳، ۴، ۷ کے واقعات کی تفصیلات درج ہیں، اس میں عُمری اور اخی اب کے عہد میں موآب پر حملوں کا حال درج کیا گیا ہے۔ ایک اور کتبے میں مناحم کی جانب سے "تگلت پلاسر کو خراج ادا کرنے کا بیان ہے۔ سرجون دوم کے کاتبوں کے تیار کردہ کتبوں میں سامریہ کی شکست اور ۲۷۲۹۰ اسرائیلیوں کی اسیری اور جلاوطنی کا بیان ہے۔ ۲-سلاطین ۱۷: ۶ کے مطابق اسیروں میں سے بعض جوزان کی ندی کے کنارے وادیٔ خابور میں آباد ہوگئے تھے۔ اثریات کے ماہرین نے شمالی مسوپتامیہ میں کھدائی کے بعد جوزان کی جائے وقوع کا سراغ لگالیا ہے۔ یہ بالائی خابور کے ضلع کا صدر مقام ہے۔

(ح) سامریہ اور شمالی سلطنت کا انجام: سامریہ کی کھدائی سے عُمری اور اخی اب کے عہد کی عمارتیں دریافت ہوئی ہیں (نویں صدی ق م)۔ یہیں سے ۷۰ کے قریب ایسے ٹھیکرے ملے ہیں جن پر اُن ادائیگیوں کا اندراج ہے جو محصول اور ٹیکس کے عوض تیل اور مے کی شکل میں کی جاتی تھیں اور ان کو شاہی محل کے ذخیرہ خانوں میں پہنچایا جاتا تھا۔ ان ٹھیکروں میں درج بیشتر اسماء "بعل" سے مرکب ہیں مثلاً ابی بعل، میری بعل وغیرہ۔ اس طرح بائبل میں جہاں بعل کی پرستش کے منفی اثرات کا ذکر ہے اثریات کی یہ دریافت اُس کی تاریخی صحت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے (۱-سلاطین ۱۶: ۳۱-۳۲)۔ بعل کی پرستش لوگوں کے دلوں میں کچھ اس طرح گھر کر چکی تھی کہ اُنہوں نے اپنی اولاد کو بھی بعل سے منسوب کرنا شروع کر دیا تھا۔ سامریہ کی کھدائی سے ہاتھی دانت کے بے شمار آرائشی طباق، طشتریاں، صندوقچے اور دیگر اشیاء ملی ہیں جن سے بائبل میں مذکور اخی اب کے "ہاتھی دانت کے گھر" کی تصدیق ہوتی ہے (۱-سلاطین ۲۲: ۳۹)۔ سقوطِ سامریہ کا ذکر (۷۲۲-۷۲۱ ق م) شاہِ سامریہ سرجون کے کتبوں میں پایا جاتا ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر ۲-سلاطین ۱۷: ۵-۶ میں ہے۔

(ط) جنوبی سلطنت کے آخری ایّام (۲-سلاطین ابواب ۲۲-۲۵؛ ۲-تواریخ ابواب ۳۴-۳۶؛ یرمیاہ کا صحیفہ؛ ۶۴۰ تا ۵۸۶ ق م): اثریات کے ماہروں نے بابل میں بابِ اشتار کے گرد و نواح سے گلی کتبوں کا ایک ذخیرہ کھود نکالا ہے جو جنوبی سلطنت کے آخری ایّام پر زبردست روشنی ڈالتے ہیں۔ ان کتبوں پر اُس رسد کا اندراج بھی ہے جو شاہِ بابل نے اسیر بادشاہ یہویاکین کو بھیجی تھی۔ اس سے بائبل کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہویاکین کو جو یہوداہ کے آخری بادشاہ سے پہلے تھا، بابلی اسیر کر کے لے گئے تھے اور بعدازاں شاہِ بابل کی روزانہ رسد پر گزر بسر کرتا تھا (۲-سلاطین ۲۵: ۲۷-۳۰)۔ ۵۸۸-۵۸۷ ق م میں جب بابلی سپاہ یہوداہ کی سلطنت کو تاخت و تاراج کر رہی تھی تو بائبل کے بیان کے مطابق لکیس اور عزیقہ کے شہر ابھی تک ہتھیار پھینکنے کو تیار نہ تھے (یرمیاہ ۳۴: ۷)۔ ان دو شہروں کی بابت لکیس سے ملنے والے کئی اثریاتی ٹھیکروں سے بڑی اہم معلومات فراہم ہوئی ہیں۔ یہ ٹھیکرے دراصل فوجی مراسلے ہیں۔ ایک ٹھیکرے میں ایک ماتحت فوجی افسر کی طرف سے لکیس میں مقیم اپنے اعلیٰ افسر کے نام اس مضمون کا پیغام درج ہے "جنابِ والا، آپ کی ہدایات کی پیروی میں ہم نے لکیس کو تو شناخت کر لیا ہے لیکن ابھی تک عزیقہ کا کوئی سراغ نہیں ملا ہے"۔ ان مراسلات سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہِ بابل بنوکدنضر کی فوجیں یہوداہ کے گرد اپنا حصار تنگ کر رہی تھیں بلکہ اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ لکیس اور عزیقہ کے حسین شہر بابلی فوجوں کی دسترس سے ابھی باہر تھے۔ یہ شہر یروشلیم کے سقوط سے کچھ ہی پہلے دشمن کے قبضہ میں آئے تھے جو بائبل کے بیان سے قطعی مطابقت رکھتا ہے۔ لکیس کے ان مراسلات سے اس دور کے کئی اہم پہلو بھی اُجاگر ہوتے ہیں۔

۶- جلاوطنی اور اسیری سے واپسی (۲-سلاطین ۲۵- ملاکی کا صحیفہ؛ ۶۰۰ ق م تا ۴۲۵ ق م)۔

(ا) جلاوطنی کے ایام میں سرزمین فلسطین کا بے آباد ہونا

(د) چھٹی صدی ق۔م:

بعض علماء بائبل کے اُن مندرجات کو افسانوی قرار دیتے رہتے ہیں جن میں جلاوطنی کے آغاز میں شہروں کی بربادی اور بعدازاں یروشلیم اور ملک کے دیگر حصّوں سے آبادی کے انخلاء کا ذکر ہے۔ لیکن اِس کے برعکس اثریات کی کھدائیوں سے یہ حقیقت طشت ازبام ہو گئی ہے کہ یہوداہ کے بیشتر شہر برباد ہوئے اور دوبارہ تعمیر نہ کئے گئے اور دیگر بھی برباد ہوئے لیکن طویل مدّت کے بعد دوبارہ آباد ہوئے۔ ایک بھی ایسا شہر نہیں ملا جو جلاوطنی کے سارے ایام میں برابر آباد رہا ہو۔ اس سے بائبل کے اِس بیان کی پُرزور حمایت ہوتی ہے کہ جلاوطنی کے ایام میں فلسطین سے آبادی کا انخلاء ایک حقیقت ہے۔ اور بنوکدنضر کی فوجوں نے جو تباہی مچائی تھی اُس کے ذکر میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

(ب) بابل اور مصر میں جلاوطنی کے آثار: اثریات بابل میں یہودیوں کی جلاوطنی کا ثبوت مہیا کرتی ہے (۲-سلاطین ۲۵: ۱۱)۔ نِپّور سے برآمد شدہ کتبے اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کتبوں میں کئی یہودی اسماء کا ذکر ہے۔ مصر میں نیل کے ایک جزیرہ سے برآمد شدہ الفنطینی قرطاس میں اُن یہودیوں کا ذکر ملتا ہے جو یہودیوں کے اُس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو جلاوطنی کے ابتدائی ایام میں مصر گئے تھے (یرمیاہ ۴۳: ۶-۷)۔ دراصل یہ خطوط انہی یہودیوں نے پانچویں صدی ق۔م میں اس قرطاس پر تحریر کئے تھے۔

(ج) خورس کا فرمان اور جلاوطنی سے واپسی: بائبل کے مندرجات کے مطابق جب شاہ خورس نے بابل کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی (۵۳۹ ق۔م) تو اُس نے یہودیوں کو اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی (عزرا ۱: ۱-۴)۔ اثریات کے ماہرین نے خورس کے دور کا مٹی کا ایک اسطوانہ (لاٹھ) کھود نکالا ہے جس پر مملکت میں اسیر اور جلاوطن لوگوں کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت کے ضمن میں شاہی فرمان کندہ ہے کہ "میں نے اُن کو جابجا سے اکٹھا کرکے اپنے اپنے وطن میں دوبارہ آباد کیا"۔

۷۔ عہدِ عتیق وجدید کا درمیانی زمانہ (۴۰۰ ق۔م تا ولادتِ مسیح)

(ا) یونانی تہذیب کا پھیلنا: اثریات کی دریافتوں سے پرانے عہدنامہ کے اختتام سے (۴۲۵-۴۰۰ ق۔م) نئے عہدنامہ کے دور تک کے زمانہ کا عمومی پس منظر پر خاطرخواہ روشنی پڑتی ہے سکندرِ اعظم کے عہد کے بعد (۳۳۳ ق۔م) یونانی تہذیب بڑی سرعت سے پھیلنا شروع ہوئی۔ اِس کا ثبوت اُس دور سے متعلق ہر کھدائی سے برآمدشدہ یونانی کتبوں، سکّوں اور فن پاروں سے ملتا ہے۔

(ب) قرطاس زینو: یہ قرطاس مصر میں دریافت ہوئے ہیں۔ ان میں طوبیاس کا ایک مراسلہ بھی شامل ہے جو شمالی فلسطین میں عمّون کا گورنر تھا (۲۵۰ ق م)۔ اِس خط میں لکھا ہے کہ وہ شاہِ مصر کے لئے گھوڑے، کتے اور اُونٹ روانہ کر رہا ہے۔ یہ طوبیاس اُس طوبیاہ (یونانی میں طوبیاس) کے بعد کے جانشینوں میں سے تھا جو یروشلیم کی فصیل کی تعمیرِ نو کے ایام میں نحمیاہ کے لئے مستقل دردِ سر بنا رہا تھا (نحمیاہ ۲: ۱۰)۔

۸۔ اثریات اور نیا عہدنامہ

(ا) نئے عہدنامے کی زبان: گذشتہ صدی کے اختتام تک بائبل کے بیشتر طلبا سمجھتے تھے کہ نیا عہدنامہ ایک مخصوص قسم کی یونانی زبان میں قلمبند کیا گیا تھا جو قدیم یونانی سے بالکل مختلف تھی اور اس کو "بائبلی یونانی" کا نام دیا جاتا تھا۔ انیسویں صدی کے اواخر میں ایک نوجوان جرمن عالم کے مشاہدہ میں آیا کہ مصر کی روزمرّہ کے استعمال کی دستاویزات کی یونانی زبان نئے عہدنامے کی یونانی زبان سے ملتی جلتی ہے۔ اِس انقلاب خیز انکشاف نے واضح کیا کہ نیا عہدنامہ روزمرّہ بول چال کی ٹکسالی یونانی میں تحریر کیا گیا تھا تاکہ جتنے لوگ یونانی جانتے تھے وہ ان نوشتوں کے پیغام کو بخوبی سمجھیں۔ یات کی دریافتوں نے انکشاف کیا ہے کہ نئے عہدنامہ کا ایک بھی لفظ ایسا نہیں ہے جو خاص اصطلاح کے طور پر ایجاد کیا گیا ہو بلکہ اس کا ہر لفظ ۲۰۰۰ برس قبل کے یونانی بولنے والوں کے لئے معنی سے بھرپور ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر دعائے ربّانی کا یونانی لفظ جس کا ترجمہ "روز کی" (روزمرّہ کی) کیا گیا ہے، قرطاس میں یہ لفظ روزمرّہ خریداری کی فہرست کے اُوپر درج ہے جس کا مفہوم ہے "آج کے لئے سامانِ خورد و نوش"۔

(ب) نیا عہدنامہ اور بحیرۂ مُردار کے طومار:

(ا) نئے عہدنامہ کی اصطلاحات: بحیرۂ مُردار کے طومار پہلی مرتبہ ۱۹۴۸ء میں دنیا کی توجہ کا مرکز بنے۔ یہ طومار بحیرۂ مُردار کے شمالی غاروں سے برآمد ہوئے ہیں۔ یہ طومار ۱۰۰ ق۔م اور ۱۰۰ عیسوی کے درمیانی عرصہ کے ایک یہودی فرقہ کی تحریریں ہیں۔ ان سے نئے عہدنامے کے زمانہ کی دینی اصطلاحات کی توضیح میں مدد ملتی ہے۔ مثلاً "شراکت"، "جماعت" اور "کلیسیاء" کی مترادف اصطلاحات بحیرۂ مُردار کے طوماروں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ میں یہاں اِس بات پر زور دوں گا کہ مسیح نے اپنا کلام بحیرۂ مُردار کے اِس یہودی فرقے سے مستعار نہیں لیا تھا کیونکہ مسیح کے کلام اور اس فرقہ کی تحریروں میں مشابہت کم اور فرق زیادہ پایا جاتا ہے۔ تاہم ان طوماروں سے پہلی صدی عیسوی کی دینی اصطلاحات کی توضیح ضرور

ہوتی ہے۔

(۲) نئے عہد نامے کا دینی پس منظر : اناجیل اربعہ سے ہمیں مختلف یہودی دینی گروہوں کی بابت معلومات حاصل ہوتی ہیں جن میں فریسی، صدوقی اور ہیرودی شامل ہیں۔ اب بحیرۂ مردار کے طوماروں سے ایک اور گروہ کا پتہ ملتا ہے، غالباً یہ ★اسینی ہیں جن کا ذکر یہودی مورّخ یوسیفس کی تحریروں میں بھی ملتا ہے۔ یہ ایک ایسی دینی جماعت تھی جس میں صرف وہی لوگ شمولیت کر سکتے تھے جو اُن کے "قوانین وضوابط" کی پابندی قبول کرتے تھے۔

(۳) طومار اور مسیح کی خدمت : طوماروں میں ایک "اُستادِ صادق" کا بیان ہے جس کو بعض علماء نے موعودہ مسیح کا مترادف قرار دیا ہے۔ تاہم جدید علماء نے ثابت کیا ہے کہ طوماروں کے "اُستادِ صادق" اور عہدِ جدید کے مسیح میں شاید ہی کوئی قدرِ مشترک نظر آتی ہو۔

(۴) طومار، بائبل اور راسخ الاعتقاد مسیحی : طوماروں کے مندرجات سے راسخ الاعتقاد مسیحیوں کے اس عقیدہ پر کوئی زد نہیں آتی کہ بائبل خدا کے الہام سے ضابطۂ تحریر میں لائی گئی ہے۔ البتہ بعض آزاد خیال علماء کو بائبل کے متعلق اپنے دقیانوسی نظریات کی نظرِ ثانی کرنا پڑ رہی ہے۔

(ج) اثریات اور نئے عہد نامے کی صداقت : اگرچہ عہدِ جدید، عہدِ عتیق کے برعکس ایک صدی سے بھی کم مدت میں ضبطِ تحریر میں لایا گیا تو بھی اس کی صداقت کے بے شمار ثبوت موجود ہیں۔ مثلاً اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ لوقا کے قول کے مطابق کورینیس کے عہد میں اسم نویسی ہوئی تھی (لوقا ۲ : ۱ - ۳) اور اعمال ۱۴ : ۶ میں اُکنیم، لُسترہ اور دربے کا حوالہ جغرافیائی اعتبار سے حقائق پر مبنی ہے۔

اثناسیئس (اتھناسیئس) کا عقیدہ :- عقیدہ اثناسیس کا۔

اجاج۔ اجج :- (عبرانی = شاید تیز یا تند)۔

۱۔ عمالیقیوں کا مشہور بادشاہ (گنتی ۲۴ : ۷)۔ بلعام نے پیشینگوئی کی تھی کہ یعقوب (اسرائیل) کا ایک بادشاہ اس پر برتری حاصل کرے گا۔

۲۔ عمالیقیوں کا وہ بادشاہ جسے ساؤل زندہ پکڑ لایا حالانکہ خدا نے سموئیل نبی کی معرفت اسے ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا (۱۔ سموئیل ۱۵ : ۸، ۹)۔ سموئیل نے قاضی کی حیثیت سے اس پر اُس کے ظلم کی وجہ سے موت کا فتویٰ دیا اور اسے خداوند کے حضور ٹکڑے ٹکڑے کیا (۱۔ سموئیل ۱۵ : ۳۲، ۳۳)۔

اجاجی :- یہودیوں کے دشمن ہامان کا لقب (آستر ۳ : ۱، ۱۰ ؛ ۸ : ۵ ؛ ۹ : ۲۴)۔ یوسیفس، مشہور یہودی مورّخ، اسے عمالیقی کہتا ہے۔ غالباً آستر کی کتاب میں یہ خطاب ہامان کو اس وجہ سے دیا گیا کہ جیسے عمالیقیوں کا بادشاہ اجاج (دیکھئے اجاج ۲) بینمینی ساؤل کا دشمن تھا ویسے ہی ہامان بینمینی مردکی (آستر ۲ : ۵) کا دشمن تھا۔ بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ ہامان اجاج بادشاہ کے آبا و اجداد سے تھا۔ اسی وجہ سے وہ یہودیوں سے سخت دشمنی رکھتا تھا۔

اُجاڑنے والی مکروہ چیز۔ مکروہ اُتلاف :- "اجاڑنے والی مکروہ چیز" کا ذکر متّی ۲۴ : ۱۵ اور مرقس ۱۳ : ۱۴ میں ہے اور یہ دانی ایل ۱۱ : ۳۱ ؛ ۱۲ : ۱۱ اور ۹ : ۲۷ سے ماخوذ ہے۔ دانی ایل نبی کی کتاب میں یہ اشارہ ★انطاکس اپیفینیس کی طرف ہے جس نے یہودی مذہب کو نیست و نابود کرنے کی کوشش میں ہیکل میں ★ زیوس دیوتا کا بُت استادہ کر کے اُسے ناپاک کیا تھا۔ یہاں خداوند مسیح کا مکروہ کے لفظ کو استعمال کرنا بڑا پُر معنی ہے۔ یہ لفظ یونانی میں نہ مذکر ہے نہ مونث یعنی گرامر میں بے جنس۔ اس لئے اس کی فعل کی گردان بھی لا جنس ہونی چاہیئے۔ لیکن یہاں گرامر کے قواعد برطرف کرتے ہوئے یونانی میں فعل کی تعریف مذکر کی گئی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اشارہ کسی شخصیّت کی طرف ہے۔ لہٰذا یہ تصوّر ★ مخالفِ مسیح کا ہی ہو سکتا ہے۔

خداوند مسیح کی زمینی زندگی کے کچھ عرصہ بعد یہودیوں کو ہیکل کے ناپاک کئے جانے کا خدشہ اُس وقت لاحق ہو گیا تھا جب شہنشاہ ★کلیگلا نے ہیکل کے صحن میں اپنا مجسمہ استادہ کرنے کا حکم دیا لیکن اُس کی موت سے یہ خطرہ ٹل گیا۔ لیکن مخالفِ مسیح اس سے بھی زیادہ کرے گا۔ وہ خدا کے مَقدِس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرے گا (۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۴)۔ نیز دیکھئے مکروہ۔

اِجال۔ یجال :- (عبرانی = خدا مخلصی دیتا ہے)۔

۱۔ اُن بارہ جاسوسوں میں سے ایک جنہیں موسیٰ نے ملکِ کنعان کا حال دریافت کرنے بھیجا تھا (گنتی ۱۳ : ۷)۔

۲۔ داؤد کا ایک بہادر، ناتن کا بیٹا (۲۔ سموئیل ۲۳ : ۳۶)۔

۳۔ سمعیاہ کا ایک بیٹا (۱۔ تواریخ ۳ : ۲۲)۔

اجر :- عبرانی میں ۱۳ ایسے مادّے ہیں جن میں اجر کا تصوّر موجود ہے۔ ان کا ترجمہ مختلف لفظوں سے ہوا۔ اجر (یسعیاہ ۴۹ : ۴) ؛ انعام (یسعیاہ ۱ : ۲۳ ؛ بدلہ (زبور ۶۲ : ۱۲) ؛ جزا (زبور ۱۸ : ۲۰) ؛ صلہ (یسعیاہ ۴۰ : ۱۰) ؛ کمائی (امثال ۱۱ : ۱۸) ؛ مزدوری (زکریاہ ۱۱ : ۱۲)۔ اسی طرح یونانی کے دو لفظوں میں یہی مفہوم ہے اور ان کا ترجمہ اُردو میں اجر (متّی ۵ : ۱۲) اور بدلہ (متّی ۶ : ۴ وغیرہ ۲۔ تیمتھیس ۴ : ۱۴) کیا گیا ہے۔

۱۔ اجر کی اہمیّت اجر دینے والے کی ذات پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ کتابِ مُقدّس زیادہ تر خدا کی طرف سے اجر کا ذکر کرتی ہے۔ اس اجر میں ہم خدا کی ذات کی صفات دیکھتے ہیں۔ خدا جزا اور سزا

دینے والا ہے۔ وہ بے انصاف انسانی مُنصِفوں کی مانند نہیں بلکہ وہ "زمین پر عدالت کرتا ہے" (قب زبور ۵۸ خصوصاً آیت ۱۱)۔ خدا غیّور ہے۔ جو اُس سے عداوت رکھتے ہیں وہ سزا پاتے ہیں اور جو اُس سے محبّت رکھتے ہیں ان پر رحم ہوتا ہے (دوسرا حکم خروج ۲۰: ۵، ۶)۔

خدا نے اپنے چنے ہوئے لوگوں سے ایک عہد کیا کہ اگر وہ اُس کے احکام پر عمل کریں گے تو وہ بھی اپنے عہد پر قائم رہے گا (استثنا ۷: ۹-۱۱)۔ استثنا ۲۸ کا لُبّ لباب یہ ہے کہ خدا کے لوگوں کی خوشحالی اُس کے عہد پر قائم رہنے سے ہوتی ہے۔ خدا وفاداری کے لئے برکت اور بے وفائی کے لئے لعنت بھیجتا ہے۔ انبیاء کرام نے اس مضمون کی وضاحت کر کے اسے آگے بڑھایا (قب یسعیاہ ۶۵: ۶، ۷؛ ۶۶: ۶)۔

پرانے عہد نامہ میں یہ توقع بالکل جائز اور درست ہے کہ خدا کی فرمانبرداری کا اجر اسی دنیا میں ضرور ملتا ہے۔

لیکن استثنا ۲۸ سے دو غلط نتیجے بھی اخذ کئے گئے تھے یعنی (۱) نیک اعمال کا اجر اس زندگی میں دنیاوی آسائشوں کی صورت میں مِل جاتا ہے۔ (۲) کسی شخص پر مصیبت کا آنا اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ یہ اُس کے گناہ کے صلے میں اُس پر وارد ہوئی ہے۔ اس نظریہ اور زندگی کی حقیقت میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایوب کی کتاب اور زبور ۳۷ اور ۷۳ اِس ذہنی کشمکش اور تناؤ کا اظہار کرتے ہیں۔ (اس سلسلے میں مزامیر ۳۶ (۳۷) اور ۷۲ (۷۳) کو کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ کے ساتھ ملاحظہ کریں) اِس مسئلہ کے خلاف ایک انتہائی سنگی احتجاج واعظ ۸: ۱۴ میں پایا جاتا ہے۔ تاہم یہاں اِس بات پر زور دینا نہایت ضروری ہے کہ پرانے عہد کے مطابق خدا اور اس کی نجات ایمان دار کے لئے مکمل اجر تھے (یسعیاہ ۶۲: ۱۰-۱۲؛ زبور ۶۳: ۳)۔

۲۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے اجر کا وعدہ کیا (متی ۵: ۳-۱۲) لیکن اجر کا یہ تصوّر خود انکاری اور انجیل کی خاطر دُکھ اُٹھانے کے جذبے سے اتنا متاثر تھا کہ دنیاوی نفع کا خیال اس میں کوئی مقام نہیں رکھتا۔ خداوند مسیح نے فریسیوں کے ثواب کمانے کے تصوّر کو بالکل ختم کیا (لوقا ۱۷: ۱۰) اور دنیاوی صلہ حاصل کرنے کی خواہش کی حوصلہ افزائی نہیں کی (متی ۶: ۱) کیونکہ ایمان دار کا سب سے بڑا صلہ خدا خود ہی ہے۔ نیز بائبل میں دوسروں کے لئے ثواب کمانے کا تصوّر بھی بالکل مفقود ہے۔ نجات کا بنیادی تصوّر یہ ہے کہ انسان جس نے باغِ عدن میں نافرمانی کی وجہ سے خدا کی قربت کو کھو دیا اور اُس کی رفاقت سے محروم ہو گیا تھا دوبارہ اُس کی حضوری سے فیضیاب ہو۔ خداوند مسیح کی تعلیم یہی تھی کہ اُن کے حواری صرف اُن میں اور خدا میں قائم رہتے اور حکموں پر عمل کرتے ہوئے پھل دار ہو سکتے ہیں (یوحنا ۱۵: ۹-۱۱)۔ مسیح کے رسولوں نے بڑی محنت سے اس سچائی کو لوگوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی کہ انسان کے ایمان اور فرمانبرداری کا دار و مدار کلّی طور پر خدا کے رحم اور فضل پر ہے (رومیوں ۴: ۴؛ ۶: ۲۳)۔

اعمال اور اُن کے اجر کی اُمید تو ضروری ہے لیکن صرف اس لئے کہ یہ اعمال شاگرد کے زندہ ایمان کی علامت ہیں (یعقوب ۲: ۱۴-۱۶) اس لئے نہیں کہ وہ ان اعمال کے صلے کے لئے خدا پر کوئی دعویٰ کر سکتے ہیں۔ نجات کا کام (یعنی خدا کی قربت حاصل کرنا) اسی زندگی میں اُس وقت شروع ہو جاتا ہے (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۵) جب خدا ہماری یقین دہانی کے لئے اپنا پاک رُوح بطور بیعانہ ہمیں بخشتا ہے۔ یہ نجات کا عمل دنیا کے آخر میں عدالت کے دن پایۂ تکمیل تک پہنچے گا جب تمام مُقدّسین اس کی حضوری سے پورے طور پر فیضیاب ہوں گے اور خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہو گا (مکاشفہ ۲۱: ۳)۔

اجرامِ فلک :- (عبرانی = سیباھا شامائم = فوج آسمان کی۔ مقابلہ کریں یہوواہ سیباؤت = رب الافواج)۔

آسمان پر سورج چاند ستارے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ تقریباً پندرہ مرتبہ بائبل میں استعمال ہُوا ہے لیکن اردو ترجمہ میں یہ ۹ مرتبہ آتا ہے۔ بنی اسرائیل کے گرد و نواح کے لوگ اجرامِ فلک کی پرستش کرتے تھے (استثنا ۴: ۱۹؛ یرمیاہ ۸: ۲ وغیرہ)۔

۲۔ پطرس ۳: ۱۰، ۱۲ میں اجرامِ فلک سے غالباً مراد وہ عناصر ہیں جن سے کائنات کی تخلیق کی گئی۔ دیکھئے ابتدائی باتیں نیز عناصر

اِجلائم :- موآب میں ایک مقام (یسعیاہ ۱۵: ۸)۔

اجنبی - پردیسی - بیگانہ :- یہودی غیر اقوام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے (پیدائش ۳۱: ۱۵؛ گنتی ۲۳: ۹)۔

اُنہیں کم حقوق حاصل تھے۔ یہودیوں کو ممانعت تھی کہ اجنبیوں کے ساتھ فسح کھائیں (خروج ۱۲: ۴۳) یا اُنہیں مقدس میں داخل ہونے دیں (حزقی ایل ۴۴: ۹) یا انہیں اپنے اوپر بادشاہ بنائیں (استثنا ۱۷: ۱۵) یا ان کے ساتھ عہد باندھیں یا شادی کریں (خروج ۲۳: ۳۲؛ خروج ۳۴: ۱۲، ۱۶)۔ وہ مرے ہوئے جانور جن کو یہودیوں کو کھانے کی اجازت نہیں تھی، پردیسی اور اجنبی کو بیچ سکتے تھے (استثنا ۱۴: ۲۱)۔ اُن کو سود پر قرض بھی دیا جا سکتا تھا (استثنا ۲۳: ۲۰)۔ نئے عہد نامے کے زمانے میں یہودی غیر قوم کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے (اعمال ۱۱: ۳؛ گلتیوں ۲: ۱۲)۔ یہودی بنی نوع انسان کو دو طبقوں میں تقسیم کرتے تھے، یہودی اور غیر قوم۔ غیر مذاہب لوگوں کے لئے بھی وہ لفظ اجنبی استعمال کرتے تھے۔ مثلاً "سلیمان بادشاہ .... بہت سی اجنبی عورتوں سے محبّت کرنے لگا" (۱۔ سلاطین ۱۱: ۱-۲)۔

یہی شیوہ اور قوموں کا بھی رہا ہے ۔ یونانی، غیر یونانی کو ★برابرہ یعنی غیر مہذب اور وحشی کہتے تھے (دیکھئے اعمال ۲۸ : ۲، ۴ کیتھولک ترجمہ)۔ رومی غیر رومی کو paganus یعنی میدان پار کے گنوار کہتے تھے ۔ اور اہل عرب غیر عرب کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔

اجوائن :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳

اجور ۔ آجور :- یاقہ کا بیٹا ۔ امثال ۳۰ میں اُس کی باتیں درج ہیں ۔

احبار کی کتاب :- توریت (اسفارِ خمسہ) کی اِس تیسری کتاب کو یہودی روزمرّہ میں وَیِقرا (اور اُس نے بلایا) کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ عبرانی میں یہ کتاب اسی لفظ سے شروع ہوتی ہے ۔ ★مشنہ (کتابِ حدیث) میں اِس کتاب کو مختلف نام دیئے گئے ہیں ۔ مثلاً توراۃ کوہنیم (کاہنوں کے قوانین)، سفر کوہنیم (کاہنوں کا صحیفہ)، توراۃ ہا قربانیم (قربانیوں کے قوانین) ۔ یہ نام کتاب کے مختلف مضامین کی رعایت سے رکھے گئے ہیں ۔ ہفتادی ترجمہ میں اِسے لیویکون (ببلیون) "لاویوں کی (کتاب) کہا گیا ہے ۔ ★لاطینی ترجمہ ولگاتا میں اس کا عنوان لیویٹی کس (لیبر) یعنی "لاویوں (کی کتاب") ہی ہے ۔ بعض لاطینی نسخوں میں اِس کا نام لیویٹی کم بھی آیا ہے ۔ ★پشیطہ (ارامی ترجمہ) میں "یہ کاہنوں کی کتاب" کہلاتی ہے ۔

اس کتاب کو "لیویٹی کس" کا نام دینے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اِس کتاب کا تعلق لاویوں کی نسبت کاہنوں سے زیادہ ہے ۔ لیکن یہاں زیرِ بحث کاہن بنی لاوی سے تعلق رکھتے ہیں (عبرانیوں ۷ : ۱۱ "بنی لاوی کی کہانت") ۔ اِس کتاب کے اِس عنوان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا تعلق مذہبی رسومات سے ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ نام شائد اس لئے چُنا گیا کہ لفظ "لیویٹی کل" "رسوماتِ مذہبی" کے مترادف سمجھا جاتا تھا ۔

۱ ۔ خلاصۂ مضامین

احبار کی کتاب زیادہ تر شرعی قوانین پر مشتمل ہے ۔ جس تاریخی پس منظر میں یہ قوانین مرتب ہوئے وہ بنی اسرائیل کا دشتِ سینا (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳، ۵ ج) میں قیام ہے ۔ کتاب کی تقسیم یُوں ہے:

۱ ۔ قربانیوں کے قوانین (۱ : ۱ تا ۷ : ۳۸)
۲ ۔ خیمہ اجتماع کی عملی خدمت کا آغاز (۸ : ۱ تا ۱۰ : ۲۰)
۳ ۔ پاک اور ناپاک کی بابت قوانین (۱۱ : ۱ تا ۱۵ : ۳۳)
۴ ۔ کفارے کا روزِ عظیم (۱۶ : ۱ تا ۳۴)
۵ ۔ مختلف قوانین (۱۷ : ۱ تا ۲۵ : ۵۵)
۶ ۔ تنبیہہ اور وعدے (۲۶ : ۱ تا ۴۶)
۷ ۔ ضمیمہ ۔ فدیہ کی رقم کا تعین اور مخلصی (۲۷ : ۱ تا ۳۴)

جس طرح اِس تجزیے سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب زیادہ تر شرعی رسومات کی ادائیگی کے آداب پر مشتمل ہے لیکن ساتھ ساتھ دشتِ سینا کے تجربات کے تذکرہ کو جاری رکھنا بھی مقصود ہے ۔ یہ اِس کتاب کے ابتدائی الفاظ اور اِس جملہ کے مکرر دُہرائے جانے سے ظاہر ہے کہ " اور خداوند نے موسیٰ سے کہا" (۱ : ۱؛ ۴ : ۱؛ ۵ : ۱۴)، جس کا تقابل ہم کو اِن جملوں سے کرنا چاہیئے " اور خداوند نے ہارون سے کہا" (۱۰ : ۸) اور " پھر خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا" (۱۱ : ۱؛ ۱۳ : ۱ وغیرہ وغیرہ) ۔ اس کا تاریخی پس منظر ہماری نظروں سے کبھی اوجھل ہونے نہ پائے ۔ ہمیں اِس کتاب کو مکمل توریت کا ایک حِصّہ سمجھنا چاہیئے ۔ یہ توریت کے بیانات میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے ۔

کوہِ سینا پر قوم اسرائیل اپنے مخصوص کام کے لئے لیس کی جاتی ہے اور اِس مخصوص کام کا ذکر ذیل کے الفاظ میں پایا جاتا ہے: " اور تم میرے لئے کاہنوں کی ایک مملکت اور ایک مُقدّس قوم ہو گے" (خروج ۱۹ : ۶) ۔ پہلے ہی " احکامِ عشرہ" "عہد کی کتاب" اور خیمہ اجتماع سے متعلق قوانین بنی اسرائیل کے سپرد کیئے جا چکے تھے ۔ خدا کی یہ سکونت گاہ لشکر گاہ کے وسط میں نصب کی جا چکی تھی (خروج ۴۰ باب) ۔ ممکن ہے کہ قربانیوں سے متعلقہ قوانین (احبار ابواب ۱ تا ۷) کسی وقت ایک علیحدہ مجموعہ کی شکل میں ہوں (مقابلہ کریں احبار ۷ : ۳۵ تا ۳۸) لیکن اب توریت کے جس سیاق و سباق میں پائے جاتے ہیں اُس میں یہ خوب بیٹھتے ہیں ۔ احبار کی کتاب قربانیوں کی تاریخ پر ایسی بیش بہا معلومات فراہم کرتی ہے جن میں مسیحیوں کو خصوصی دلچسپی لینی چاہیئے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گہری معنویت یسوع مسیح کی فرمانبرداری میں کھُلتی ہے جس کا آغاز توریت میں (پیدائش ۴ : ۳ تا ۴) ہوتا ہے ۔ کتابِ احبار سے پہلے بھی توریت میں ایسی عبارات پائی جاتی ہیں جن میں قربانیوں اور نذرانوں کا ذکر ہے ۔ لیکن خداوند نے احبار میں قربانیوں کی ساری خدمت کو ایک باضابطہ شکل دی جو اسرائیل کے لئے کفارہ کا وسیلہ ہے ۔ احبار ۱۷ : ۱۱ میں خون کے کھانے کو جُرم قرار دینے کی وجہ کا بیان ہے (" بدن کی جان خون میں ہے") لیکن اس کے کھانے کی ممانعت ۳ : ۱۷ اور ۷ : ۲۶ میں پہلے ہی کر دی گئی ہے ۔ لیکن اِن مقامات میں کہیں بھی اِس کا جواز واضح طور پر پیش نہیں کیا گیا ۔ ابواب ۱ تا ۷ میں خون بہائے جانے اور چھڑکے جانے کے ذکر کو ۱۷ : ۱۱ کی روشنی میں ہی دیکھنا چاہیئے ۔ یہ اِس کتاب کی وحدت کی دلیل ہے ۔

یہ امر بھی اِس کی یکتائی پر دلالت کرتا ہے کہ ۷ : ۲۱ کا بیان ہماری توجہ کو پلیدگی کی بابت قوانین کی طرف مبذول کروانے کے لئے ہموار کرتا ہے جس کا تفصیلی جائزہ ابواب ۱۱ تا ۱۵ میں پایا جاتا ہے یعنی ۱۰ : ۱۰ کا بیان حلال و حرام کی تمیز کے موضوع کی تفصیلات میں جانے سے پہلے اُن کی طرف پیش رفت کرتا ہے جو باب ۱۱ میں پایا جاتا ہے ۔

کیوسن کو خود بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ابواب ۱۱ تا ۱۵ نہایت ہی موزوں سلسلہ میں ہیں۔ یہ امر یقینی طور پر قابلِ قبول ہے۔ اگر ہم احبار کی کتاب کو بحیثیت مجموعی لیں اور اس کی روشنی میں دیکھیں تو پاک اور پلید کے قوانین کے مقرر کئے جانے کا مقصد ہم پر واضح ہو جائے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل گناہ سے کنارہ کریں۔ یہ گناہ ہی ہے جو خدا اور اُس کے بندوں میں جدائی کی دیوار بن جاتا ہے۔ گناہ کے باعث ہی اُنہیں اُس کا قرب حاصل کرنے کے لئے قربانیوں اور کاہنوں کا سہارا لینا پڑتا ہے (ابواب ۱ تا ۱۰)۔ احبار ۱۵ تا ۳۱ کا خاتمہ ۱۶: ۱ پر ہوتا ہے اور دوبارہ ۱۰: ۱ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ احبار ۲۰: ۲۵ کے بیان میں باب ۱۱ میں حلال و حرام جانوروں کے متعلق قانون کی ایک واضح جھلک ہمیں ملتی ہے۔ اور یہ آیت ابواب ۱۸ تا ۲۰ اور ۱۱ تا ۱۵ میں مندرج احکامات کے درمیان ربط کی ایک کڑی کا کام دیتی ہے۔ اور یہ امر اِس نظریے کی تردید کرتا ہے کہ ایک وقت تھا جب پاکیزگی کے قوانین کی کوئی الگ دستاویز بھی موجود تھی جو اَب ابواب ۱۷ تا ۲۶ میں محفوظ ہے۔ ۲۱: ۱-۲۲: ۱۶ اور ۱۱: ۴۴، ۴۵؛ ۱۹: ۲ اور ۲۰: ۷ میں مذکور احکام بار بار کاہنوں کے حوالے سے دھرائے گئے ہیں (مثلاً ۲۱: ۸ "میں خداوند جو تم کو مُقدّس کرتا ہوں قدّوس ہوں")۔ احبار ۲۵: ۱ میں ذکر ہے کہ یہ الفاظ کوہِ سینا پر موسیٰ پر الہام کئے گئے تھے جیسا کہ اُن قوانین کے حق میں بیان کیا گیا ہے جن کا خلاصہ ۷: ۳۷ میں ملتا ہے۔

احبار کی کتاب کی موجودہ شکل میں ایک عمدہ ربط اور تسلسل پایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ہم ایک صدیوں پرانی مشرقی کتاب کو موجودہ دَور کے مغربی معیاروں پر نہ پرکھیں۔

پہلی نظر میں ہی اِس کتاب کے متعلق جو تاثر قائم ہوتا ہے اُس کے برعکس تاریخی حصّہ نسبتاً طویل ہے (مقابلہ کریں ۱۰: ۱ تا ۷؛ ۲۴: ۱۰ تا ۲۳؛ ابواب ۸ تا ۱۰ اور یہ کلیہ "اور خداوند نے موسیٰ سے کلام کیا")۔

عقد و نکاح اور پاک دامنی، روزمرّہ زندگی کے تقدّس اور خدا کے احکام سے بنی اسرائیل کے برتاؤ کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے (مقابلہ کریں ۱۸: ۳ تا ۵، ۳۰؛ ۱۹: ۱ تا ۳، ۱۸، ۳۷؛ ۲۰: ۲۶؛ ۲۲: ۳۱ تا ۳۳؛ باب ۲۶ وغیرہ وغیرہ)۔

ہم اِس کتاب کے مندرجات کے عمومی رنگ کے پیشِ نظر اِس کو "یہوواہ کی قدوسیّت کی کتاب" کہہ سکتے ہیں جس کا بنیادی تقاضا یہ ہے "تم میرے لئے پاک بنے رہنا۔ کیونکہ مَیں جو خداوند ہوں پاک ہوں" (۲۰: ۲۶)۔ ندب اور ابیہو (۱۰: ۱ تا ۷) اور کفر بکنے والوں (۲۴: ۱۰ تا ۲۳) کے گناہ کی سزا دینے میں اُس کی قدوسیّت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ یہ اُس کی قدوسیّت ہی ہے جو نذرانوں اور خورد و نوش پاکیزگی اور عفت، تہواروں اور دیگر رسوم کے متعلق قوانین کے وجود کو ناگزیر قرار دیتی ہے۔ کاہن یہوواہ اور اسرائیل کے مابین درمیانی کی حیثیت سے ناگزیر ہیں۔ عہد کے تابع زندگی ایک ایسی زندگی ہے جو تمام قسم کی حدودِ شرعی کے اندر گزرانی ضروری ہے۔ یہ تصورِ حیات ایسا ارفع و اعلیٰ ہے کہ اسرائیل جو پاکیزگی کے اِن تقاضوں کو پُورا کرنے سے قاصر رہا اُس کی خامیوں کو سوائے قربانی کے کوئی اور شے یہوواہ کی نگاہوں سے چھپا نہ سکتی تھی۔ قربان گاہ پر خون ناگزیر تھا۔ کفّارہ کا یہ خون اُس موعودہ مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے جو احبار کو تمام توریت اور عہدِ عتیق کو پُورا کرنے اور تکمیل تک پہنچانے کے لئے آنے کو تھا۔ پس احبار کی کتاب اس اَمر کا اعلان ہے کہ "تمام ہُوا"۔ یہ ہمیں ہماری مخلصی کی راہ دکھاتی ہے۔ یہ ہمیں ہمارا فرض بھی جتاتی ہے کہ ہم اُس کے حضور پاک ہوں۔ جس نے اپنے بیٹے کو ہم سے دریغ نہ کیا اور اُسے ہمارے گناہوں کے پیشِ نظر کاہن اور قربانی ہونے کے لئے دے دیا۔

ب۔ اہمیّت

احبار ایک ایسی کتاب ہے جو کئی نقطہ ہائے نظر سے بڑی اہمیّت کی حامل ہے۔

سب سے پہلے یہ ہمیں بائبل کی تمام کُتب کا پس منظر مہیا کرتی ہے۔ اگر ہم قربانیوں اور طہارت کی رسموں یا سبت کے سال اور سالِ یوبلی جیسے دستوروں کی طرف اشاروں کو سمجھنا چاہیں تو یہی وہ کتاب ہے جس سے ہمیں رجوع کرنا چاہیئے۔

پھر یہ عام مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی دلچسپی کی حامل ہے۔ آثارِ قدیمہ کے انکشافات خصوصاً لائقِ تحسین ہیں۔ جن دستوروں کا ذکر احبار میں پایا جاتا ہے ہم اُن کا موازنہ دوسری قوموں مثلاً فینیکی، کنعانی، مصری، اسوری، بابلی اور حتّی اقوام کے دستوروں سے کر سکتے ہیں۔

پھر آج کے دن تک بھی راسخ الاعتقاد یہودی شرعی پابندیوں مثلاً حلال و حرام کے لئے اسی سے رجوع کرتے ہیں۔ ہوف مان، احبار کا ایک یہودی مفسّر جتاتا ہے کہ دیگر اہلِ مذہب جو پرانے عہد نامہ کو مانتے ہیں وہ پیدائش کی کتاب کے مطالعہ کو اہمیّت دیتے ہیں جبکہ یہودیوں کی خصوصی توجہ کا مرکز احبار کی کتاب ہے۔

پھر احبار ہم مسیحیوں کو اُس طریقے سے آگاہ کرتا ہے جس سے خدا اسرائیل کے درمیان گناہ سے نپٹتا ہے۔ وہ اس کے سدِّ باب کے لئے طہارت اور قربانیوں کے دستور مقرر کرتا ہے۔ معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لئے سبت کا سال اور سالِ یوبلی ہے۔ جنسی جرائم کے خاتمہ کے لئے عفت و عصمت کے قوانین ہیں۔ وہ وعدوں اور تنبیہوں کو بھی اِسی مقصد کے لئے کام میں لاتا ہے۔ احبار کی کتاب گناہ کی بیخ کنی کی اِس مہم میں مسیح کو ہمارے سامنے کفّارے کے وسیلہ، پاکیزگی کے ذریعہ، سردار کاہن، ربّی اور نبی، اور اُس بادشاہ کی حیثیت میں پیش کرتی ہے جو اپنی مقرر کردہ پاک رسوم کے وسیلے ہم پر حکومت کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے احبار کی کتاب کی

اہمیت دوامی ہے ۔ یہ تقدیس کی کتاب ہے یعنی زندگی کی تقدیس کی ۔ سوختنی قربانی کتاب کا مستقل موضوع ہے ۔ یہ گناہ سے پہلوتہی اور اس کے کفّارہ کی کتاب ہے کہ کس طرح خدا کے لوگ گناہ کا سدِّ باب کریں اور اس کی غلاظت کو اپنے درمیان سے اُٹھا باہر پھینکیں ۔ یومِ کفّارہ کو اِس میں ایک مرکزی حیثیّت حاصل ہے (احبار باب ۱۶) ۔ دو بکروں کی رسم جو اِس دن کے لئے ٹھہرائی گئی ہے ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ " جیسے پورب پچھّم سے دُور ہے ویسے ہی اُس نے ہماری خطائیں ہم سے دُور کر دیں " (زبور ۱۰۳ : ۱۲) ۔

اَحَدی :- (عربی = کاہل) ۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں طِطُس ۱ : ۱۲ میں آیا ہے ۔ کیتھولک ترجمہ میں کاہل ہے ۔ طِطُس کو پولس رسول نے کریتے بھیجا تھا کہ وہاں کی کلیسیا کی اصلاح کرے ۔ وہ کریتیوں کے متعلق اُن کے ایک نبی کا مقولہ پیش کرتا ہے کہ کریتی ہمیشہ جھوٹے ، موذی جانور اور احَدی کھاؤ ہوتے ہیں ۔

یہ اقتباس غالباً یونانی شاعر اپی مندلیس Epimendes کے کلام سے ہے ۔ یونانی لوگ شاعر اور نبی کو ایک ہی درجہ دیتے تھے اس لئے پولس رسول اُسے نبی کہتا ہے ۔

اُحسبی :- داؤد کے ایک سورما الیفلط کا باپ (۲- سموئیل ۲۳ : ۳۴) ۔

احکامِ عشرہ :- دیکھئے دس حکم ۔

احلاب ۔ مَحلب :- (عبرانی = فربہ یا پھلدار) ۔ ایک شہر (قضاۃ ۱ : ۳۱) جہاں سے بنی اسرائیل نے کنعانیوں کو نہیں نکالا ۔ یہ غالباً موجودہ شہر خربت المحالب ہے جو صُور سے پانچ میل شمال مشرق میں واقع ہے ۔ اسے تگلت پلاسر سوم نے ۷۳۴ ق ۔م اور بعد میں سنحریب نے فتح کیا ۔

اَحمق ۔ بیوقوف ۔ نادان ۔ بےعقل :- " احمق نے اپنے دل میں کہا ہے کہ کوئی خدا نہیں " زبور ۱۴ : ۱ ؛ ۵۳ : ۱ ۔

سلیمان بادشاہ امثال اور واعظ کی کتابوں میں تقریباً ۸۰ مرتبہ احمق کے متعلق کچھ کہتا ہے ۔

عبرانی کے پانچ مختلف لفظوں کا ترجمہ احمق اور نادان کیا گیا ہے ۔ اِن لفظوں میں شیخی ، غرور ، لادینی اور کُند ذہنیت کا عنصر پایا جاتا ہے ۔

عبرانی لفظ ★ نابال خاصی دلچسپی کا حامل ہے جو ایک شخص کا نام بھی ہے (۱- سموئیل ۲۵ : ۲۵) ۔ اس کے معنی بے دین ، کافر اور خبیث ہیں ۔ زبور ۱۴ : ۱ ؛ ۵۳ : ۱ میں بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے ۔

جب خداوند مسیح نے فقیہوں اور فریسیوں کو احمق کہا (متی ۲۳ : ۱۷) تو اس سے یہ مراد نہ تھی کہ وہ کند ذہن تھے بلکہ روحانی طور پر اندھے تھے ۔ اُن کا دل اور کردار تحقیر کا مستحق تھا ۔

اِحیر ۔ عیر :- ایک بینمینی (۱- تواریخ ۷ : ۱۲) ۔

اَخبار :- کیتھولک اُردو ترجمہ میں تواریخ کی کتاب کا نام ۔ دیکھئے تواریخ ۔

اخبان ۔ اَحبان :- یرحمئیل کے خاندان اور یہوداہ کے قبیلہ کے ایک فرد کا نام (۱- تواریخ ۲ : ۲۹) ۔

اخرخ ۔ احرح :- بینمین کا تیسرا بیٹا (۱- تواریخ ۸ : ۱) ۔

اخزیاہ ۔ احزیاہ :- (عبرانی = یہوداہ نے پکڑ لیا ہے) ۔

۱- اخی اب اور ایزبل کا بیٹا اور اسرائیل کا آٹھواں بادشاہ ۔ اس کے نام کے معنی اور اِس کا کردار ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں ۔ اس نے ۸۵۰ تا ۸۴۹ ق ۔م یعنی صرف دو سال حکومت کی (۱- سلاطین ۲۲ : ۵۱) ۔

اس نے اپنے ماں باپ کی طرح بُتوں کی پرستش کو فروغ دیا ۔ جب وہ کھڑکی سے گر کر بیمار ہوا تو اُس نے عقرون کے دیوتا بعل زبوب سے یہ پوچھنے کو بھیجا کہ کیا وہ صحت یاب ہو گا یا نہیں (۲- سلاطین ۱ : ۱- ۲) ۔ خدا نے ایلیاہ نبی کے ذریعہ پیشینگوئی کروائی کہ وہ پلنگ سے نہیں اُٹھے گا بلکہ مر جائے گا ۔

۲- یہورام اور عتلیاہ کا بیٹا اور یہوداہ کا پانچواں بادشاہ ۔ اسے یروشلیم کے باشندوں نے اس لئے تخت نشین کیا کیونکہ اس کے بڑے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا تھا (۲- تواریخ ۲۲ : ۱) ۔ اُس نے صرف ایک سال حکومت کی ۔ اُس کی ماں نے اُسے بدی کی مشورت دی اور وہ اخی اب کے خاندان کی راہ پر چلا (۲۲ : ۳ ، ۴) ۔ وہ یاہو کے ہاتھ سے مارا گیا (۲- سلاطین ۹ : ۲۷) ۔

انخسویرس ۔ اَخش ویروش :- ۱- مادیوں کی نسل سے دارا بادشاہ کا باپ (دانی ایل ۹ : ۱) ۔

۲- فارس کا بادشاہ جس کا ذکر آستر کی کتاب میں ہے ۔ اس کی حکومت ۴۸۶ تا ۴۶۵ ق ۔م رہی ۔ یہ وہی ہے جس کے سامنے اُس کی سلطنت کے شروع میں یہوداہ اور یروشلیم کے باشندوں کی تحریری شکایت کی گئی (عزرا ۴ : ۶) ۔

اخسی - اَحسَزائیَ :- (عبرانی = میرا بچانے والا)- ایک کاہن کا نام جو یروشلیم میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۱۳)-

اخلی - احلائیَ :- (عبرانی = کاشکہ)- ۱- داؤد بادشاہ کے ایک سورما زبد کا باپ (۱- تواریخ ۱۱: ۴۱)-

۲- سیسان کی بیٹی (؟) جسے اُس نے اپنے مصری نوکر یرخع سے بیاہ دیا تھا (۱- تواریخ ۲: ۳۱، ۳۴-۳۵)- کیتھولک ترجمہ میں بیٹی ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بیٹا، جس سے بظاہر آیت ۳۱ اور ۳۴ میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ مفسّرین اس کا حل یوں پیش کرتے ہیں۔

(۱) جہاں اس باب کے نسب نامہ میں بیٹوں کا ذکر ہے وہاں عبرانی لفظ کا مفہوم اولاد ہے۔ خواہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ دیکھئے بیٹا

(۲) اخلی لڑکی کا نام بھی ہوسکتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۱- اخبار ۲: ۳۱)-

(۳) ممکن ہے کہ اخلی سیسان کا بیٹا نہیں بلکہ پوتا یا دوہتا تھا۔ عبرانی میں اکثر پوتے کو بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ دیکھئے عزرا ۱:۱ جہاں زکریاہ بن عدو ہے اور مقابلہ کریں زکریاہ ۱:۱ جہاں زکریاہ بن برکیاہ بن عدو ہے۔ ایسی مثالیں بائبل میں اور بھی ہیں۔ غالباً عبرانی کے متن کے قارئین کو اس میں کوئی مشکل نظر نہیں آئی، ورنہ ★مسوراتی علماء ضرور کوئی تصیح پیش کرتے۔ ہمارے ہاں بھی اکثر بیٹی کو بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں۔

اخمتا - اَحمتَا :- مادی کے صوبہ میں ایک مقام جہاں کے محل سے ★ خورس بادشاہ کے اُس فرمان کا طومار ملا تھا جس میں اُس نے اسرائیلیوں کو ہیکل بنانے کی اجازت اور حکم دیا تھا (عزرا ۶: ۲-۳)- اس کا ذکر اپاکرفا میں ۲- مکابین ۹: ۳؛ طوبیاہ ۹: ۶؛ یہودیت ۱:۱ بعد آتا ہے۔

یونانی کتابوں میں اس کا نام اکبتانا ہے۔ ہیرودوتس، یونانی مورّخ کے مطابق اسے ۵۵۰ ق.م خورس بادشاہ نے فتح کیا۔ سکندرِ اعظم نے اسے فارس والوں سے ۳۳۰ ق.م جیت لیا۔ یہ موجودہ شہر ہمدان کے قریب واقع تھا۔

اِخناتون :- (وہ شخص جو اتون دیوتا کے لئے مفید ہے)- آمن ہوتپ چہارم (۱۳۷۷-۱۳۶۰ ق.م) نے اپنے لئے یہ نام چُن لیا۔ یہ فرعون مصر قدیم کے اٹھارہویں شاہی خاندان کا فرد تھا۔ اس نے اپنے ملک میں ایک اہم مذہبی تبدیلی کی اور حکم صادر کیا کہ سوائے اتون (سورج) دیوتا کے کسی اور کی پرستش نہ کی جائے۔ سیاسی طور پر اُس کا عہدِ حکومت تباہ کن ثابت ہوا۔ اندرونی بدنظمی کے باعث مصر اپنے ایشیائی علاقے کھو بیٹھا۔ وہ مٹی کی تختیاں جو ★ تل العمرنا سے دستیاب ہوئی ہیں اس بادشاہ کی بیرونی مشکلات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اِن میں بہت سے خطوط مصر کے مطیع حاکموں سے ہیں جو دُشمنوں کے حملوں اور چالبازیوں کا ذکر کرتے ہیں اور فرعون سے مدد کے خواستگار ہیں۔ ان میں عبرو حملہ آوروں کا بھی ذکر ہے۔ بعض علماء سمجھتے ہیں کہ یہ عبرو عبرانی لوگ تھے۔ لیکن سب عُلماء اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

اخناتون نے اخیاتون کے مقام پر اپنا دارالخلافہ بنایا۔ تل العمرنا اس جگہ کا موجودہ نام ہے۔

اخوح - اَحُوح :- ایک شخص کا نام (۱- تواریخ ۸: ۴)- اس سے ہی "اخوحی" کی اصطلاح نکلی ہے (۲- سموئیل ۲۳: ۹، ۲۸؛ ۱- تواریخ ۱۱: ۱۲)-

اخوزت - اَحُزّت :- ابی ملک کا دوست جس کے ساتھ وہ اضحاق کے پاس اس غرض سے آیا کہ اس کے ساتھ دوستی کا عہد باندھے۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ خداوند اضحاق کے ساتھ ہے (پیدائش ۲۶: ۲۳-۳۳)-

اخوسام - اَحُزّام :- یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (۱- تواریخ ۴: ۶)-

اخومی - اَحومائیَ :- یہوداہ کے قبیلے کے ایک شخص کا نام (۱- تواریخ ۴: ۲)-

اخی - اَحی :- ۱- جد کے قبیلہ کا ایک فرد (۱- تواریخ ۵: ۱۵)-
۲- آشر کے قبیلہ کا ایک فرد (۱- تواریخ ۷: ۳۴)-
۳- بینمین کے ایک بیٹے کا نام (پیدائش ۴۶: ۲۱- کیتھولک ترجمہ میں ہجّا ایحی ہے)-

اخی آب - احی آب :- (عبرانی = باپ کا بھائی)- ۱- عُمری کا بیٹا جو شاہ یہوداہ آسا کے اڑتیسویں سال سے اسرائیل پر سلطنت کرنے لگا اور ۲۲ سال تک حاکم رہا (۱- سلاطین ۱۶: ۲۹)- وہ اسرائیل کی شمالی بادشاہت کا ساتواں بادشاہ تھا۔ اُس کے عہدِ حکومت میں اسرائیل اور یہوداہ کے درمیان صلح تھی۔ اور موآب محکوم رہا اور وہاں کا بادشاہ میسا بڑا اخراج دیتا تھا (۲- سلاطین ۳: ۴)- تین مختلف مواقع پر اخی آب نے شاہ ارام بن ہدد سے جنگ کی۔ تفصیلی مضمون کے لئے دیکھئے صفحہ ۱۱۹۲-

۲- ایک جھوٹا نبی جسے شاہِ بابل نے آگ پر بھون دیا (یرمیاہ ۲۹: ۲۱- الخ)-

اخی آم - احی آم :- (عبرانی = ماں کا بھائی)- داؤد کا ایک سورما (۲- سموئیل ۲۳: ۳۳)-

اخیان - اَحیان :- منسّی کے قبیلے کا ایک شخص (۱- تواریخ ۷: ۱۹)-

اخیاہ - اخی یاہ (عبرانی = یہوواہ کا بھائی)-
۱- یرحمئیل کا بیٹا (۱-تواریخ ۲:۲۵)-
۲- اہود کا بیٹا (۱-تواریخ ۸:۷)-
۳- اخیطوب کا بیٹا۔ وہ سیلا میں خداوند کا کاہن تھا۔ وہ افود پہنے ہوئے تھا اور خدا کے عہد کے صندوق کا ذمہ دار تھا اور ان دونوں چیزوں سے وہ خدا کی مرضی دریافت کرتا تھا (۱-سموئیل ۱۴:۳)-
۴- اخیاہ فلونی، داؤد کے لشکر کا ایک سورما (۱-تواریخ ۱۱:۳۶)-
۵- ایک لاوی جو داؤد کے عہد میں خدا کے گھر کے خزانوں پر مقرر تھا (۱-تواریخ ۲۶:۲۰)-
۶- سیسہ کا بیٹا اور الیحورف کا بھائی۔ یہ سلیمان بادشاہ کا منشی تھا (۱-سلاطین ۴:۳)-
۷- سیلا کا ایک نبی، جس نے سلیمان بادشاہ کی بُت پرستی کے خلاف احتجاج کیا۔ اخیاہ نے علامتی طور پر اپنی چادر کے بارہ ٹکڑے کئے، اِن میں سے دس یربعام کو دیئے (یربعام ایک سورما اور محنتی شخص تھا۔ اس لئے سلیمان نے اُسے بنی یوسف کے سارے کام پر مختار بنایا تھا۔ ۱-سلاطین ۱۱:۲۸ بعد)۔ اخیاہ نے یربعام کو بتایا کی سلیمان کی بادشاہت تقسیم ہوگی اور اُس کے دس قبیلے یربعام کو دیئے جائیں گے (۱-سلاطین ۱۱:۳۰-۴۰)۔ یربعام سلیمان کے قہر سے بچنے کے لئے مصر فرار ہؤا اور فرعون سیسق نے اُسے پناہ دی۔ سلیمان کی موت کے بعد اخیاہ کی پیشین گوئی پُوری ہوئی، جب شمالی دس قبیلوں نے، سلیمان کے بیٹے رحبعام کے خلاف بغاوت کی اور یربعام ملک کے شمالی حصّے کے دس قبیلوں کا بادشاہ بنا (۹۲۲ تا ۹۰۱ ق م)۔ یربعام بھی بنی اسرائیل کو بُت پرستی کی طرف لے گیا اور اخیاہ نے اُس کے خلاف بھی پیشینگوئی کی۔ نبی نے نہ صرف یربعام کے بیٹے کی موت کے متعلق پیشینگوئی کی بلکہ بتایا کہ اُس کا تمام خاندان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا (۱-سلاطین ۱۴:۱-۱۶)۔ کیونکہ اس نے خدا کی نظر میں بدی کی اور "اپنے لئے اَور اَور معبود اور ڈھالے ہوئے بُت بنائے" (آیت ۹)-
۸- بعشا کا باپ (۱-سلاطین ۱۵:۲۷)-
۹- اُن میں سے ایک شخص جنہوں نے نحمیاہ کے زمانہ میں عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰:۲۶)-

اخیتفل - اَخی توفل :- (عبرانی = بے وقوفی کا بھائی)- داؤد کا مُشیر جو ابی سلوم کی بغاوت میں شریک ہؤا۔ اُس کا مشورہ الہام ربّانی سمجھا جاتا تھا (۲-سموئیل ۱۶:۲۳)- ابی سلوم کی بغاوت میں اخیتفل کا ہاتھ نمایاں تھا (۲-سموئیل ۱۵:۱۲)- بعض مفسّر اس بغاوت کی وجہ یہ سمجھتے ہیں کہ اخیتفل بت سبع کا دادا تھا اور وہ الیعام کی بیٹی تھی (۲-سموئیل ۱۱:۳)، اور الی عام اخیتفل کا بیٹا تھا (۲-سموئیل ۲۳:۳۴)- یوں اسے داؤد کے خلاف یہ گلہ تھا کہ اُس نے اُس کی پوتی کے خاوند کو قتل کروا دیا اور اُس کی پوتی کی عصمت خراب کی (۲-سموئیل ۱۱:۴، ۱۵)- تاہم اوروں کے نزدیک یہ قرین قیاس نہیں کہ داؤد کے گناہ کے وقت اخیتفل کی کوئی شادی شدہ پوتی ہو۔ غالباً الیعام اور الی عام دو مختلف شخص ہیں۔ یہ بغاوت محض اخیتفل کی شخصی حُبِ جاہ اور ہوسِ اقتدار تھی۔ اخیتفل نے ابی سلوم کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ کے حرم سرا پر قابض ہو جائے (۲-سموئیل ۱۶:۲۱)- دستور کے مطابق یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ بادشاہ تخت سے دستبردار ہو گیا ہے۔ مزید اس نے یہ صلاح دی کہ ابی سلوم اُسے ایک فوج دے تو وہ بادشاہ کا تعاقب کر کے اُسے ہلاک کر دے گا (۲-سموئیل ۱۷:۱-۳)- داؤد کی دعا نے اُس کے مشورہ کو باطل بنا دیا (۲-سموئیل ۱۵:۳۱)-
حوسی کے مشورہ نے اخیتفل کا یہ منصوبہ ناکام بنا دیا (۲-سموئیل ۱۷:۱۱)- جب اخیتفل نے محسوس کیا کہ اُس کی صلاح پر عمل نہیں کیا جا رہا تو اس نے اپنے خاندان کا بندوبست کرنے کے بعد خودکشی کر لی (۲-سموئیل ۱۷:۲۳)-

اخیرام - اخی رام :- (عبرانی = اونچائی کا بھائی یا اُونچا بھائی)- بنیمین کا بیٹا (گنتی ۲۶:۳۸)- پیدائش ۴۶:۲۱ میں اخی (ایحی) اور ۱-تواریخ ۸ میں اخرخ (احرح) لکھا گیا ہے۔ پہلا نام شائد اخیرام کا مخفف ہے اور دوسرا شائد اُسی نام کی دوسری شکل۔

اخیرع - اَخی رَع :- (عبرانی = بدی کا بھائی)- نفتالی کے قبیلہ کا رئیس (گنتی ۱:۱۵؛ ۲:۲۹؛ ۷:۷۸؛ ۱۰:۲۷)-

اخی سحر - اخی شاحر :- (عبرانی = صبح کا بھائی)- ایک بنیمینی، یدیع ایل اور بلہان کے نسب سے (۱-تواریخ ۷:۱۰)-

اخیسر - اخی شار :- (عبرانی = میرے بھائی نے گایا ہے)- سلیمان کے محل کا منتظمِ اعلےٰ (۱-سلاطین ۴:۶)-

اخیسمک - اخی سامک :- (عبرانی = بھائی مددگار ہے)- دان کے قبیلہ کا ایک شخص اہلیاب کا باپ (خروج ۳۱:۶؛ ۳۵:۳۴؛ ۳۸:۲۳)-

اخیطوب - اخی طوب :- (عبرانی = اچھائی کا بھائی۔ طوب = اچھا قب عربی طیب = اچھا)-
۱- یکبود کا بھائی اور فینحاس بن عیلی کا بیٹا۔ وہ اخیاہ (۱-سموئیل ۱۴:۳) اور اخیملک (۲۲:۹، ۱۱، ۲۰) کا باپ تھا۔ گو وہ کاہن کا بیٹا اور

کاہنوں کا باپ مقاتھ بھی اُس کی اپنی کہانت کا ذکر نہیں ہے ۔

۲- امریاہ کا بیٹا اور صدوق سردار کاہن کا باپ (۲-سموئیل ۸: ۱۷؛ ۱-تواریخ ۶: ۷، ۸)- ۱-تواریخ ۹: ۱۱ اور نحمیاہ ۱۱: ۱۱ میں اُسے صدوق کا دادا یا نانا کہا گیا ہے ۔ یہ الیعزر کی معرفت ہارون کی اولاد میں سے تھا جبکہ ۱ میں مذکور اخیطوب اتمر کی اولاد میں سے ہے (۱-تواریخ ۲۴)-

۳- ایک اور امریاہ کا بیٹا اور ایک اور صدوق کا باپ (۱-تواریخ ۶: ۱۱، ۱۲)- دیکھئے عزرا ۷: ۱-۵ کی فہرست ۔ کسی حد تک ممکن ہے کہ ۲ اور ۳ ایک ہی شخص ہو۔

اخیعزر- اخی عازر :- (عبرانی = مددگار بھائی)- ۱- بیابان میں دان کے قبیلہ کا سربراہ (گنتی ۱: ۱۲؛ ۲: ۲۵؛ ۷: ۶۶)-

اخیقام- اخی قام :- (عبرانی = میرا بھائی اُٹھا ہے)- سافن منشی کا بیٹا جس کو یوسیاہ بادشاہ نے بھیجا تاکہ شریعت کی اُس کتاب کا مفہوم دریافت کرے جو ابھی دستیاب ہوئی تھی - (۲-سلاطین ۲۲: ۱۲)- بعد میں اُس نے قوم کے بزرگوں اور شہزادوں کے سامنے کامیابی کے ساتھ یرمیاہ نبی کی سفارش کی کہ اُسے اُس کی آنے والی شکست کی آگاہی کے باعث موت کے گھاٹ نہ اُتارا جائے (یرمیاہ ۲۶: ۲۴)- اسیروں کے بابل جانے کے بعد اُس کا بیٹا جدلیاہ یہوداہ کے بقیہ باشندوں پر حاکم بنا (۲-سلاطین ۲۵: ۲۲؛ یرمیاہ ۴۰: ۵)-

اخیکس- اکائکس :- کرنتھس شہر کا ایک مسیحی جو پولس رسول کو افسس میں ملنے گیا (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۷-۱۹)-

اخیلود- اخی لود :- (عبرانی = ایک بچے کا بھائی)- یہوسفط مورخ کا باپ (۲-سموئیل ۸: ۱۶؛ ۲۰: ۲۴؛ ۱-سلاطین ۴: ۳؛ ۱-تواریخ ۱۸: ۱۵)-

اخیم- اخیم :- (عبرانی = یہوواہ قائم کرے گا)- خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام (متی ۱: ۱۴)-

اخیمان- اخی مان :- (عبرانی = میرا بھائی تحفہ ہے)- ۱- کنعانی عناق جبار کے تین بیٹوں میں سے ایک (گنتی ۱۳: ۲۲)- کالب نے حبرون سے اِن تینوں کو نکال کر (یشوع ۱۵: ۱۴) ہلاک کر دیا (قضاۃ ۱: ۱۰)-

۲- ایک لاوی دربان (۱-تواریخ ۹: ۱۷)-

اخیمعض- اخی ماعص :- (عبرانی = غصے کا بھائی)- ۱- ساؤل کی بیوی اخینوعم کا باپ (۱-سموئیل ۱۴: ۵۰)-

۲- سردار کاہن صدوق کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۸)- اِس نے ابیاتر کے بیٹے یونتن کے ساتھ ابی سلوم کی بغاوت میں، حُوسی اور داؤد کے درمیان خبر رسانی کا کام کیا (۲-سموئیل ۱۵: ۲۴-۲۷؛ ۱۷: ۱۵-۲۲)- یہی ابی سلوم کی موت کی خبر داؤد کے پاس لایا (۲-سموئیل ۱۸ باب)-

۳- سلیمان بادشاہ کے بارہ منصبداروں میں سے ایک (۱-سلاطین ۴: ۱۵)- اُس نے سلیمان کی بیٹی بسمت سے شادی کی ۔ بعض اِسے اور صدوق کے بیٹے کو ایک ہی شخص سمجھتے ہیں۔

اخیملک- اخی ملک :- (عبرانی = بادشاہ کا بھائی)- ۱- ساؤل بادشاہ کے عہد میں سردار کاہن جس نے نذر کی روٹی دے کر داؤد کی مدد کی۔ ساؤل نے اخی ملک اور باقی کاہنوں کے قتل کا حکم دیا۔ ابی یاتر، جو اخیملک کا بیٹا تھا بچ نکلا (۱-سموئیل ابواب ۲۱، ۲۲)-

۲- ابی یاتر کا بیٹا اور اخیملک کا پوتا داؤد کی سلطنت میں ایک کاہن (۲-سموئیل ۸: ۱۷؛ ۱-تواریخ ۱۸: ۱۶ یہاں بجا ابیملک ہے- ۲۴: ۶)-

۳- ایک حتی شخص جسے ابیشے کے ساتھ ساؤل کے پاس جانے کے لئے داؤد نے کہا (۱-سموئیل ۲۶: ۶)-

اخیموت- اخی موت :- (عبرانی = موت کا بھائی)- قہات کے خاندان کے ایک لاوی القانہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۲۵)-

اخیناداب- اخی ناداب :- (عبرانی = سخاوت کا بھائی)- سلیمان بادشاہ کے محل کی رسد کا افسر (۱-سلاطین ۴: ۱۴)-

اخینوعم- اخی نوعم :- (عبرانی = میرا بھائی خوش ہے)- ۱- ساؤل بادشاہ کی بیوی (۱-سموئیل ۱۴: ۵۰)-

۲- داؤد بادشاہ کی یزرعیلی بیوی (۱-سموئیل ۲۵: ۴۳) اور اِس کے پہلوٹھے بیٹے کی ماں (۲-سموئیل ۳: ۲)- یہ اور ابیجیل دونوں جات میں داؤد کے ساتھ تھیں۔ اِن دونوں کو صقلاج کے مقام سے عمالیقیوں نے اسیر کر لیا (۱-سموئیل ۳۰: ۵) لیکن داؤد نے انہیں چھڑا لیا (۱-سموئیل ۳۰: ۱۸)-

اخیو- اخیو :- (عبرانی = بھادرانہ)-

۱- ابیناداب کا بیٹا (۲-سموئیل ۶: ۱-۱۱؛ ۱-تواریخ ۱۳: ۱-۱۴)-

۲- ایک بنیمینی (۱-تواریخ ۸: ۱۴)-

۳- ایک جبعونی (۱-تواریخ ۸: ۳۱؛ ۹: ۳۷)-

اَخیہ - اکایہ :- نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یہ ایک رومی صوبہ تھا جس میں یونان اور ملحقہ جزیرے شامل تھے - پولس رسول کے زمانہ میں یہاں ایک رومی حاکم (گورنر) حکومت کرتا تھا جس کا ہیڈکوارٹر کرنتھس میں تھا ۔ اُس کے سامنے یہودیوں نے پولس پر الزام لگایا تھا - اعمال ۱۸: ۱۲) - پولس اخیہ کے مسیحیوں کا ذکر کرتا ہے جنہوں نے اس کی معرفت (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱) یروشلیم کے غریب مسیحیوں کو مدد بھیجی تھی (۲-کرنتھیوں ۹: ۱-۲) - مزید دیکھئے ۱- تھسلنیکیوں ۱: ۷-۸-

اخیہود - احی ھود :- (عبرانی = بھائی جاہ و جلال ہے)۔ ۱- آشر کے قبیلہ کا ایک رئیس جسے موسیٰ نے کنعان کی میراث کی تقسیم کے لئے مددگار چنا (گنتی ۳۴: ۲۷)۔
۲- اہود کا بیٹا (۱- تواریخ ۸: ۷)۔

ادار :- (عبرانی = غلہ کاہنے کی زمین، کھلیان)۔ ۱- شخص کا نام ۱- تواریخ ۸: ۳۔
۲- ادار (عبرانی = کشادہ) عبرانی کیلنڈر کا بارھواں مہینہ آستر ۳: ۷ وغیرہ) دیکھئے کیلنڈر۔
۳- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک مقام (یشوع ۱۵: ۳)۔

ادامہ :- (عبرانی = سرخ زمین)۔ نفتالی کا ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹: ۳۶)۔

ادامی :- (عبرانی = زمینی)۔ نفتالی کی سرحد پر ایک مقام - چونکہ یہ نقب سے ملا ہوا ہے اس لئے اسے ادامی نقب بھی کہتے ہیں (یشوع ۱۹: ۳۳)۔

ادان :- ملکِ بابل کے اُن شہروں میں سے ایک جن سے وہ یہودی جن کا ذکر عزرا ۲: ۶۰ تا ۶۳ اور نحمیاہ ۷: ۶۲ تا ۶۵ میں ہے اسیری کے بعد یروشلیم واپس آئے - عزرا ۲: ۵۹ اور نحمیاہ ۷: ۶۱ میں اسے اڈون کہا گیا ہے۔

ادباس - یدباش :- (عبرانی = شہد سا میٹھا)۔ بنی یہوداہ کے عیطام کے باپ کی اولاد (۱- تواریخ ۴: ۳)۔

ادبئیل :- (عبرانی = خدا کے لئے ترسنا)۔ اسمٰعیل کا تیسرا بیٹا اور ابرہام کا پوتا (پیدائش ۲۵: ۱۳؛ ۱- تواریخ ۱: ۲۹)۔

ادرارِ خون - خون کا جاری ہونا :- ایک بیماری جس میں عورت کے حیض کا خون کثرت سے بہتا رہتا ہے - یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں مرقس ۵: ۲۹؛ لوقا ۸: ۴۴ میں استعمال ہوا ہے - دیکھئے امراض بائبل ۲۵

ادرعی :- ۱- بسن کے بادشاہ عوج کا ایک بڑا شہر (استثنا ۱: ۴؛ یشوع ۱۲: ۴) - اس مقام پر اُس نے اسرائیلیوں سے جنگ کی (گنتی ۲۱: ۳۳؛ استثنا ۳: ۱) جس میں اسرائیلیوں نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا (استثنا ۳: ۱۰) - یہ شہر منسی کو میراث میں ملا (یشوع ۱۳: ۱۲، ۳۱) یہ دریائے یرموق کے جنوبی منبع پر واقع ہے اور رامات جلعاد کے شمال مشرق میں ۱۰ میل اور گلیل کی جھیل کے مشرق میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲، ۲ب -
۲- نفتالی کا ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹: ۳۷)۔

ادرمتیم - اَدَرمتّین :- موسیہ کی ایک بندرگاہ (اعمال ۲۷: ۲-۶) - موسیہ کے لئے دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶، ع۵ -

ادرملک :- ۱- سفروائم کے بُت پرستوں کا دیوتا جسے وہ اپنے ساتھ سامریہ میں لائے، جب شاہ اسور نے انہیں وہاں لاکر بسایا - اُس کی پرستش کرتے وقت بچوں کو آگ میں جلایا جاتا تھا - یہ عقائد کی آمیزش کا زمانہ تھا - یہودی اور اسوری آباد کار خدا اور دیوی دیوتا دونوں کی پرستش کرتے تھے (۲- سلاطین ۱۷: ۲۴-۴۱)۔
۲- شاہ سنحیرب کا بیٹا جس نے اپنے باپ کو جب وہ نسروک کے مندر میں پوجا کر رہا تھا تو اپنے بھائی شراضر کے ساتھ مل کر اُسے قتل کر دیا (۲- سلاطین ۱۹: ۳۷؛ یسعیاہ ابواب ۳۷-۳۸)۔

اَدریہ - بحیرہ :- بحیرۂ روم کا وہ سمندری علاقہ جو اٹلی کے مشرق میں واقع ہے (اعمال ۲۷: ۲۷) - دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷، اذ -

اِدلاف - یدلاف :- ابرہام کے بھائی نحور اور اُس کی بیوی ملکہ کا بیٹا (پیدائش ۲۲: ۲۲)۔

ادم - آدام :- (عبرانی = سرخ) - یردن کی وادی کا ایک شہر - اس مقام سے بنی اسرائیل یردن کو پار کر کے ملک کنعان میں داخل ہوئے (یشوع ۳: ۱۶)۔

اَدماتا :- (عبرانی = بے قابو) - فارس اور مادی کا ایک امیر (آستر ۱: ۱۴)۔

ادمہ :- (عبرانی = لال مٹی) - عمورہ اور ضبوئیم (پیدائش ۱۰: ۱۹) کے نزدیک ایک شہر جو سدوم اور عمورہ کے ساتھ تباہ ہوا (استثنا ۲۹: ۲۳؛ پیدائش ۱۹: ۲۴-۲۸ نیز دیکھئے ہوسیع ۱۱: ۸)۔

اُدمیم :- یروشلیم اور یریحو کے درمیان ایک درّہ (یشوع ۱۵: ۷؛ ۱۸: ۱۷) - کئی علماء کا خیال ہے کہ یہی نیک سامری کی تمثیل کا پس منظر ہے (لوقا ۱۰: ۳۰-۳۵)۔

اِدّو :- نتنیم یعنی ہیکل کے خادموں کا سردار جو کسیفیا میں رہتا تھا اور جس نے عزرا کو لاوی اور نتنیم خدمت کے لئے دیئے

(عزرا ۸ : ۱۷) - دیکھئے نتینیم۔

ادورام - ادونی رام :- (عبرانی = میرا خداوند سرفراز ہے)۔ ادورام کے نام کا ذکر پہلے ۲-سموئیل ۲۰ : ۲۴ میں آتا ہے - داؤد کے دَور میں یہ خراج کا داروغہ تھا۔ پھر سلیمان کے عہد میں (۱-سلاطین ۴ : ۶) وہ بیگار کا منصرم بنا۔ بیگاری باری باری ایک مہینہ لبنان میں اور دو مہینہ گھر رہتے تھے (۱-سلاطین ۵ : ۱۴)۔ رحبعام بادشاہ نے ادورام کو بھیجا کہ باغیوں کو اطاعت پہ آمادہ کرے۔ پر "سارے اسرائیل نے اُسے سنگسار کیا" (۱-سلاطین ۱۲ : ۱۸) - ہدورام اور ادورام ادونیرام کی مخفف صورتیں ہیں (۲-تواریخ ۱۰ : ۱۸) -

ادوریم - اَدُورائم :- (عبرانی = دوہری عزت)۔ یہوداہ میں ایک مقام - یہاں رحبعام نے ایک قلعہ تعمیر کرایا (۲-تواریخ ۱۱ : ۹)۔

ادوم - ادومی :- (عبرانی = لال) - وہ ملک اور وہ لوگ جو ★عیسَو کی اولاد تھے - یہ نام عیسَو کا اس لئے پڑا کیونکہ جب وہ جنگل سے تھکا ہوا آیا تو اُس نے اپنے بھائی یعقوب سے وہ "لال لال" چیز جو وہ پکا رہا تھا مانگی - اسی لئے اُس کا عُرف ادوم ہوگیا (پیدائش ۲۵ : ۳۰؛ ۳۶ : ۱، ۸) - اس مُلک کو کوہِ شعیر بھی پکارا جاتا تھا، جہاں ادومی جا کر بسے تھے - یہ بحیرۂ مُردار اور خلیج عقبہ کا درمیانی علاقہ تھا جو سطح مرتفع تھا - یہ سو میل لمبا اور چالیس میل چوڑا تھا۔ اس کے پہلے باشندے حوری تھے یعنی غار میں رہنے والے (پیدائش ۱۴ : ۶)۔ جب عیسَو اپنے بھائی سے الگ ہو کر مُلکِ کنعان سے نِکلا تو اس کے پاس بہت سے نوکر چاکر، مال و اسباب اور مویشی تھے۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں اِن سب کے لئے گنجائش ہو (پیدائش ۳۶ : ۵-۸)۔ اُس زمانہ میں حوریوں پہ اُن کے رئیس حکومت کرتے تھے (پیدائش ۳۶ : ۲۹، ۳۰)۔ عیسَو نے اِن رُوساء میں سے ایک کی بیٹی سے شادی کی۔ اُس کی بیوی کا نام اُہلیبامہ تھا جو عنہ کی بیٹی تھی (پیدائش ۳۶ : ۲، ۲۵)۔ عیسَو کے بیٹے اور پوتے ادومیوں کے رئیس تھے (پیدائش ۳۶ : ۱۵-۱۹، ۴۰-۴۳)۔ غالباً وقت گزرنے پر حوری قوم ختم ہوگئی (استثنا ۲ : ۱۲، ۲۲)۔

آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادوم کی سلطنت تیرھویں صدی قبل از مسیح قائم ہوئی - چار صدیوں کے دوران الگ الگ رُوساء کی حکومت بادشاہت میں تبدیل ہوگئی - اسرائیل کی بادشاہت کے قیام سے پہلے ادومیوں کے آٹھ بادشاہ حکومت کر چکے تھے (پیدائش ۳۶ : ۳۱-۳۹)۔

موسیٰ کے زمانے میں ادوم پہ ایک بادشاہ حکمران تھا جس نے بنی اسرائیل کو اپنے مُلک سے گزرنے کی اجازت نہیں دی (گنتی ۲۰ : ۱۴-۲۱) ساؤل بادشاہ ادومیوں سے لڑا (۱-سموئیل ۱۴ : ۴۷) لیکن داؤد بادشاہ ہی نے اُنہیں مطیع کر لیا (۲-سموئیل ۸ : ۱۴)۔ داؤد بادشاہ کے لشکر کے سردار یوآب نے اسرائیل کی فوج کو چھ ماہ تک ادوم میں رکھا تاکہ ہر مرد کو قتل کیا جائے (۱-سلاطین ۱۱ : ۱۵، ۱۶)۔

سلیمان بادشاہ نے ادوم کے شہروں عصیون جابر اور ایلوت کو جو خلیج عقبہ پر واقع تھے بندرگاہیں بنایا جہاں سے جہاز اوفیر جا کر سونا لاتے تھے (۲-تواریخ ۸ : ۱۷، ۱۸)۔ اثریات کے ماہرین نے کھدائی کے دوران معلوم کیا کہ عصیون جابر کا شہر سلیمان بادشاہ نے ایک بڑے منظم منصوبہ کے تحت تعمیر کروایا تھا - یہ اُس جگہ بنوایا گیا تھا جہاں شمالی ہوا تیز ترین چلتی تھی - اس کی وجہ تب معلوم ہوئی جب کچھ عمارات ایسی پائی گئیں جن کے کمرے اس طریقے سے بنائے گئے تھے کہ ہوا ان میں سے پوری تیزی سے گزرے - یہ عمارتیں وہ بھٹیاں تھیں جن میں لوہا اور پیتل پگھلا کر صاف کیا جاتا تھا تاکہ ان سے مختلف اشیا بنائی جائیں - خام دھات عقبہ کی کانوں سے نکالی جاتی تھی اور صاف کرنے کے بعد یردن کے میدانی علاقہ ضرتان اور سکات بھیجی جاتی تھی جہاں کی چکنی مٹی میں مختلف اشیا ڈھالی جاتی تھیں (۱-سلاطین ۷ : ۴۶) - تقریباً ۸۴۷ ق م میں ادوم نے شاہِ یورام کے خلاف بغاوت کی اور یوں یہوداہ کے قبضہ سے آزاد ہوگیا (۲-سلاطین ۸ : ۲۰، ۲۲) - پچاس سال بعد یہوداہ کے بادشاہ امصیاہ نے ادومیوں کو بُری طرح شکست دی (۲-سلاطین ۱۴ : ۷)۔

تقریباً ۷۳۵ ق م میں شاہِ ارام رضین نے ایلات کو فتح کر کے اُسے ارام میں شامل کر لیا (۲-سلاطین ۱۶ : ۶)۔

جب ۵۸۶ ق م میں شاہِ بابل نے یروشلیم کو تباہ کیا اور یہوداہ کے باشندوں کو اسیر کر کے لے گیا تو ادومی خوش ہو کر فلسطین کے جنوبی علاقہ پر پھر قبضہ کرنے لگے حتیٰ کہ وہ شمال میں حبرون تک پہنچ گئے - اِس واقعہ سے ادومیوں اور یہودیوں کی دشمنی جو پہلے ہی سے سُلگ رہی تھی بھڑک اُٹھی (دیکھئے زبور ۱۳۷ : ۷؛ حزقی ایل ۲۵ : ۱۲-۱۴؛ عاموس ۱ : ۱۱؛ عبدیاہ ۱۰-۱۴)۔

ادومی بابل کے ماتحت بھی رہے - فارسیوں کے عہدِ حکومت میں ادوم فارس کی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا اور اسے ادومیہ کا نام دیا گیا۔ ۳۲۵ ق م میں ایک عربی قبیلے نے جسے نباطی کہا جاتا ہے ادوم کے مشرقی علاقے کو فتح کر لیا - ہرکانس نے مکابیوں کے زمانے میں ادومیوں کو تسخیر کر کے یہودی مذہب قبول کرنے پہ مجبور کیا - جب رومیوں نے فلسطین کو اپنے قبضے میں لیا تو ادوم کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہیرودیس اعظم کا باپ انطیپطر ادوم کا باشندہ تھا - ۷۰ عیسوی کی یروشلیم کی تباہی کے بعد ادوم کا نام و نشان تاریخ سے مِٹ گیا - ادوم کا ذکر انبیاء کے صحیفوں میں اکثر آتا ہے - یہ مستقبل کی عدالت کی تصویر پیش کرتا ہے (خصوصاً دیکھئے یسعیاہ ۳۴ : ۴، ۵؛ ۶۳ : ۱)- دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳ ب

اِدومیہ :- یہودیہ کے جنوب میں ایک علاقے کا نام ۔ ملاحظہ کریں بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ، ۱۰ ، ۵

اُدّون ۔ اَدّون :- مُلک بابل کی ایک جگہ کا نام (نحمیاہ ۷ : ۶۱ ؛ عزرا ۲ : ۵۹ میں اسے ادّان کہا گیا ہے)

اُدونقام ۔ اَدونی قام :- (عبرانی = میرا خداوند اُٹھ کھڑا ہوا)۔ ایک خاندان کا جدّ جو اسیری سے زرُبابل کے ساتھ واپس یروشلیم آیا ۔ اِس خاندان کے چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ فرد تھے (عزرا ۲ : ۱۳) ۔ اسی خاندان کے تین سرداروں کے نام الیفلط یعی ایل اور سمعیاہ تھے جن کے ساتھ ساٹھ مرد تھے (عزرا ۸ : ۱۳) ۔ نحمیاہ ۷ : ۱۸ میں بھی ادونقام کی تعداد چھ سو سڑسٹھ ۶۶۷ دی گئی ہے ۔ عزرا ۲ اور نحمیاہ ۷ کی فہرستیں مختلف وقتوں میں مرتب ہوئی تھیں ۔ پہلی بابل سے آتے وقت ۔ دوسری شہر پناہ کے بن جانے کے بعد ۔ اسی وجہ سے بعض جگہ فرق ہے ۔ کیونکہ درمیانی عرصہ میں لوگ مر گئے یا بعد میں آ کر اپنے قبیلے میں شامل ہوئے ۔

ادونیاہ ۔ اَدونی یاہ :- (عبرانی = یہوواہ میرا خداوند ہے)۔ ۱ ۔ حجیت کے بطن سے داؤد کا چوتھا بیٹا (۲ ۔ سموئیل ۳ : ۲ - ۴ ؛ ۱ ۔ تواریخ ۳ : ۲) ۔ داؤد بادشاہ کا پہلا بیٹا امنون اور تیسرا بیٹا ابی سلوم دونوں مر چکے تھے ۔ اس کے دوسرے بیٹے کلیاب کا اس کی پیدائش کے بعد کہیں ذکر نہیں آتا ، غالباً وہ بھی مر چکا تھا ۔ ادونیاہ زندہ بیٹوں میں سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو تخت کا حقدار سمجھتا تھا ۔ اُس کی کوشش اور ناکامی کی کہانی ۱ ۔ سلاطین ۱ : ۵ - ۲ : ۲۵ میں مذکور ہے ۔ دیکھئے ابی شاگ ۔

۲ ۔ ایک لاوی جس کو یہوسفط بادشاہ نے شریعت کی تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا (۲ ۔ تواریخ ۱۷ : ۸) ۔

۳ ۔ ایک سردار جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰ : ۱۴ - ۱۶) ۔

اُدونی بزق ۔ ادونی بازق :- (عبرانی = بجلی کا خداوند یا بزق شہر کا خداوند) ۔ بزق کا بادشاہ (قضاۃ ۱ : ۵ - ۷) ۔

اُدونی صدق ۔ ادونی صادق :- (عبرانی = راستبازی کا خداوند یا میرا خداوند راست ہے) ۔ یروشلیم کا اموری بادشاہ (یشوع ۱۰ : ۱ - ۲۷) جس نے دیگر چار اموری بادشاہوں کے ساتھ مل کر جبعون پر حملہ کیا ۔ یشوع نے جبعون کی مدد کر کے اُنہیں شکست دی ۔ یہ پانچوں بادشاہ ایک غار میں چھپ گئے ۔ یہ وہ دن تھا جب یشوع نے سورج کو اُس وقت تک ٹھہرے رہنے کو کہا جب تک کہ وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ نہ لے ۔ یشوع نے اِن پانچوں بادشاہوں کو غار میں سے نکلوا کر قتل کر دیا ۔ یروشلیم کے ایک قدیم بادشاہ کا نام بھی مَلکِ صدق سالم تھا ۔ اس کا مطلب ہے راستبازی کا بادشاہ (پیدائش ۱۴ : ۱۸ - ۲۰) ۔

ادویاتِ بائبل :- کتابِ مقدس میں مذکور علاج و معالجے کے طریقے اُس زمانہ کے دستور و عمل کے عین مطابق تھے ۔ علاج کرنے والے عام طور پر طبیب ہوتے تھے لیکن اُن کے علم میں باطل پرستی ، جادو اور توہمات کا کافی عنصر ہوتا تھا ۔ اسی لئے آسا بادشاہ کے متعلق کہا گیا کہ اپنی بیماری میں وہ خداوند کا طالب نہیں بلکہ طبیبوں کا خواہاں ہوا (۲ ۔ تواریخ ۱۶ : ۱۲) ۔ یہودی مذہب کے سوا باقی مذاہب کے رہنما طب اور جادو اور مذہب کو خلط ملط کرتے تھے ۔ یہودی کاہن مرض کی تشخیص کرنے اور قرنطینہ★ کی ہدایت کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کرتے تھے ۔

ایوب نبی اپنے تسلی دینے والوں کو نکمّے طبیب کہتا ہے (ایوب ۱۳ : ۴) ۔ نئے عہد نامہ میں بھی طبیبوں کا ذکر ہے (متی ۹ : ۱۲ ؛ مرقس ۲ : ۱۷ ؛ ۵ : ۲۶ ؛ لوقا ۵ : ۳۱ ؛ کلسیوں ۴ : ۱۴ ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لوقا ۴ : ۲۳ ؛ ۸ : ۴۳ میں لفظ حکیم استعمال کیا گیا ہے ۔ یونانی میں اِن سب حوالوں میں ایک ہی لفظ ہے iatros اس لئے یہاں بھی طبیب بہتر ہے جیسا کہ کیتھولک ترجمہ میں ہے ۔ لفظ حکیم دیگر جگہ دانشمندوں کیلئے استعمال ہوا ہے) ۔

خدا کو خروج ۱۵ : ۲۶ میں شافی یعنی شفا دینے والا کہا گیا ہے ۔

وہ طبیب جنہوں نے یوسف کے باپ یعقوب کی لاش میں خوشبو بھری تھی طبیب نہیں بلکہ ★ حنوط کار تھے ۔ یہ عطر بنانے والے بائبل میں گندھی (عطار) کہلاتے تھے (خروج ۳۰ : ۲۵) ۔

ذیل میں کچھ ادویات اور اُن کے استعمال کا ذکر ہے ۔

۱ ۔ روغن بلسان :- یہ جلعاد کے ایک درخت کا خوشبودار روغن تھا جو بطور مرہم استعمال کیا جاتا تھا (پیدائش ۳۷ : ۲۵ ؛ ۴۳ : ۱۱) ۔ یہ کافی مشہور تھا اور اس کی خوب تجارت ہوتی تھی (یرمیاہ ۸ : ۲۲ ؛ ۴۶ : ۱۱ ؛ ۵۱ : ۸ ؛ حزقی ایل ۲۷ : ۱۷) ۔

۲ ۔ مردُم گیاہ :- ایک پودا اور اس کا پھل جو بانجھ پن کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۹ ۔

۳ ۔ پودینہ ، سونف اور زیرہ :- آج کل کی طرح یہ ہاضمے اور محللِ ریاح کے لئے استعمال ہوتے تھے ۔

۴ ۔ نمک :- اس کے کئی استعمال تھے ۔ جلد سخت کرنے کے لئے بچّے کو پیدا ہونے کے فوراً بعد نمک سے ملا جاتا تھا (حزقی ایل ۱۶ : ۴) ۔ یہ مانعِ عفونت بھی تھا ۔

۵ ۔ کبر :- ایک خاص جھاڑی نما پودا جس کا پھل بیر کی مانند ہوتا ہے ۔ اس کا ذکر کیتھولک ترجمہ میں آتا ہے (جامع ۱۲ : ۵) ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "خواہش" ہے (واعظ ۱۲ : ۵) ۔ اس کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ یہ خواہش جماع تیز کرتا ہے ۔ واعظ ۱۲ باب میں ★ بڑھاپے کی خوبصورت شاعرانہ تصویر کھینچی گئی ہے ۔ یہاں اس آیت کا مطلب ہے کہ آدمی کمزور ہو جاتا ہے ۔ بال سفید ہو جاتے ہیں ۔ چھوٹے

سے کام سے تھک جاتا ہے اور کبر کا استعمال بھی خواہش کو نہیں جگاتا۔

۶۔ مے :۔ اس کا اعتدال سے استعمال کمزوری اور معدے کے لئے مفید ہے (امثال ۳۱ : ۶ ؛ ۱۔ تیمتھیس ۵ : ۲۳)۔ یہ بطور خواب آور اور دافعِ درد دوا بھی استعمال کی جاتی تھی (متی ۲۷ : ۳۴، ۴۸ وغیرہ)۔

۷۔ تیل اور مے :۔ یہ زخموں کی مرہم پٹی کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی (لوقا ۱۰ : ۳۴)۔ زخموں پر صرف تیل بھی ملتے تھے (مرقس ۶ : ۱۳)۔ بیماروں کو تیل کی مالش بھی کرتے تھے (یعقوب ۵ : ۱۴)۔ نیز دیکھئے تیل۔

۸۔ ضماد :۔ انجیر کی ٹکیاں کا ذکر حزقیاہ بادشاہ کے پھوڑے کے سلسلے میں آتا ہے (۲۔ سلاطین ۲۰ : ۷)۔ دیکھئے امراضِ بائبل ع۲۔

۹۔ سُرمہ :۔ یہ امراضِ چشم کے لئے بہت مفید تھا (مکاشفہ ۳ : ۱۸)۔ نیز دیکھئے حسن افروز اشیاء۔

اُدھار دینا :۔ قرض دینا۔ عاریتاً دینا۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں لوقا ۱۱ : ۵ میں استعمال ہوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ کے متن میں یہ لفظ لوقا ۱۱ : ۵ میں نہیں آتا تاہم ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اس کا مترادف لفظ عاریتاً دیا گیا ہے۔ یونانی لفظ میں عاریتاً مانگنا اور ضرورت کے وقت مانگنا دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ خداوند مسیح دعا کے سلسلے میں یہ مثال دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ضرورت کے وقت کسی دوست سے آدھی رات کو روٹی عاریتاً مانگے تو وہ انکار نہیں کریگا بلکہ ضرور اُس کو دے گا۔

ادی :۔ (عبرانی = میرا گواہ یا آراستہ) خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک نام (لوقا ۳ : ۲۸)۔

ادینو :۔ اُردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ایک شخص کا نام جو داؤد بادشاہ کے سورماؤں کی فہرست میں صفِ اول میں تھا (۲۔ سموئیل ۲۳ : ۸)۔ یہ عبرانی متن سے براہِ راست ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور "ایزنی ادینو" کو غلطی سے اسمِ معرفہ تصور کیا گیا ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ اس آیت کا عبرانی متن مبہم ہے۔ ★ مسوراتی علماء نے اپنے دستور کے مطابق عبرانی بائبل کے حاشیہ میں ممکنہ عبارت لکھ دی ہے۔ مسوراتی علماء کا دستور تھا کہ جب وہ بائبل کے کسی نسخے میں کتابت کی غلطی دیکھتے تھے تو اُس نسخے کی نقل کرتے وقت متن کی عبارت جوں کی توں لکھ دیتے تھے، اور وہ عبارت جو اُن کے خیال میں صحیح تھی حاشیہ میں لکھ دیتے تھے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے مسوراتی علماء)۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ عبرانی متن کا ہے اور کیتھولک ترجمہ مسوراتی حاشیہ کا۔ اس آیت کا صحیح مطلب ۱۔ تواریخ ۱۱ : ۱۱ سے بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ آپ کی سہولت کے لئے ذیل میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ترجمے درج کئے جاتے ہیں :۔

"اور داؤد کے بہادروں کے نام یہ ہیں : یعنی تحکمونی یوشیب بشیبت جو سپہ سالاروں کا سردار تھا۔ وہی ایزنی ادینو تھا جس سے آٹھ سو ایک ہی وقت میں مقتول ہوئے۔"

"اور داؤد کے بہادروں کے نام یہ ہیں ۔ اشبوشت حکمونی تین سپہ سالاروں میں سے اوّل۔ اُس نے آٹھ ہزار پر نیزہ چلایا۔ اور اُن کو ایک ہی حملہ میں قتل کیا۔"

آٹھ سو (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں) اور آٹھ ہزار (کیتھولک ترجمہ میں) کے فرق کے لئے دیکھئے گنتی۔

ارا :۔ آشر کے قبیلہ کے ایک شخص یتر کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۷ : ۳۸)۔

ارّا :۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ع۱۔

اراب ۔ ارب :۔ یہوداہ کے کوہستانی علاقہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۵۲)۔

اِراخ ۔ یارح :۔ (عبرانی = چاند) ۔ ایک عربی قبیلے کا نام (پیدائش ۱۰ : ۲۶ ؛ ۱۔ تواریخ ۱ : ۲۰)۔

اراراط :۔ اراراط کا نام بائبل میں چار مرتبہ آتا ہے (پیدائش ۸ : ۴ ؛ ۲۔ سلاطین ۱۹ : ۳۷ ؛ یسعیاہ ۳۷ : ۳۸ ؛ یرمیاہ ۵۱ : ۲۷)۔ مشرقی آرمینیہ کی ایک پہاڑی سطح مرتفع ہے جہاں دریائے فرات اور دجلہ کا منبع ہے۔ کوہِ اراراط کی چوٹی جو سطحِ سمندر سے ۱۷۰۰۰ فٹ بلند ہے وہ مقام ہے جہاں نوح کی کشتی آکر ٹک گئی (پیدائش ۸ : ۴)۔ یہ علاقہ ترکی میں ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱ اج

اِراستُس ۔ اِرستُس :۔ (یونانی = محبوب)۔

۱۔ پولُس رسول کا ایک ہم خدمت جس نے تیمتھیس کی مکدنیہ میں مدد کی تاکہ پولُس افسس میں اپنی خدمت جاری رکھ سکے (اعمال ۱۹ : ۲۲)۔ اس میں شک نہیں کہ یہ وہی اراستُس ہے جو ۲۔ تیمتھیس ۴ : ۲۰ کے مطابق کرنتھس میں رہا۔

۲۔ کرنتھس شہر کا خزانچی جس نے رومیوں ۱۶ : ۲۳ میں سلام بھیجا۔

اراطس :۔ ایک غیر مسیحی شاعر جس کا پولس رسول اعمال ۱۷ : ۲۸ میں ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔

ارام :۔
۱۔ سِم کا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۲۲، ۲۳ ؛ ۱۔ تواریخ ۱ : ۱۷)۔
۲۔ ابرہام کے بھتیجے قموایل کا بیٹا (پیدائش ۲۲ : ۲۱)۔
۳۔ بنی آشر کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷ : ۳۴)۔
۴۔ اسے متی ۱ : ۳، ۴ میں رام اور لوقا ۳ : ۳۳ میں ارنی کہا گیا ہے۔

۵- ایک شخص جس نے یائر کے شہروں کو لے لیا (۱- تواریخ ۲: ۲۳)-

۶- ملک شام کا پرانا نام (گنتی ۲۳: ۷؛ ۲- سموئیل ۸: ۵؛ ۱- سلاطین ۲۰: ۲۰ عاموس ۱: ۵)- دیکھئے شام-

ارامی قوم کا بنی اسرائیل سے قریبی تعلق تھا اور ان کی تاریخ بھی کافی حد تک ایک دوسرے سے پیوست تھی-

ارامی زبان :- ایک سامی زبان جو نئے عہدنامے کے زمانے میں فلسطین میں بولی جاتی تھی- خداوند مسیح کی مادری زبان بھی یہی تھی- یہ عبرانی سے قریبی تعلق رکھتی ہے- پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں ارامی نے بتدریج کلاسیکی عبرانی کی جگہ لے لی یہاں تک کہ وہ عوام کی روزمرہ کی زبان بن گئی- پرانے عہدنامہ کے مندرجہ ذیل حصے ارامی میں لکھے گئے ہیں :- عزرا ۴: ۸- ۶: ۱۸؛ ۷: ۱۲- ۲۶؛ دانی ایل ۲: ۴- ۷: ۲۸؛ یرمیاہ ۱۰: ۱۱- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبرانی زبان علماء کی زبان بن کر رہ گئی تھی اور کلام پاک کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے اس کا ارامی میں آزاد ترجمہ زبانی کیا جاتا تھا جسے بعد میں قلمبند کرنے کی اجازت دے دی گئی- ان تفسیروں اور ترجموں کو تارگوم یا ترجوم کہتے تھے-

یہ بعید القیاس نہیں کہ خداوند مسیح عام طور پر ارامی بولتے تھے اور کبھی کبھی یونانی- وہ عبرانی پڑھ اور بول بھی سکتے تھے- دیکھئے تارگوم-

اران :- دیشان کے دو بیٹوں میں سے ایک (۱- تواریخ ۱: ۴۲؛ پیدائش ۳۶: ۲۸)-

اربانُس :- (یونانی = مہذب)- رومی مسیحی جسے پولس رسول نے ہم خدمت کہہ کر سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۹)-

اربع :- عناق کا باپ جس نے اپنے نام پر شہر قریت اربع کو آباد کیا- بعد میں اس کا نام حبرون پڑا (یشوع ۱۴: ۱۵؛ ۱۵: ۱۳؛ ۲۱: ۱۱)-

اربوت- اُربّوت :- وہ علاقہ جو بن حسد کو دیا گیا تاکہ سلیمان بادشاہ کے گھرانے کو رسد پہنچائے (۱- سلاطین ۴: ۱۰)-

اربی فعری- فعرائی اربی :- داؤد بادشاہ کا ایک سورما (۲- سموئیل ۲۳: ۳۵)-

ارِتاس :- (یونانی = نیک اوصاف والا)- ایک نبایوتی بادشاہ اور ہیرودیس کا سسر- اس کے ایک نائب نے پولس رسول کو دمشق میں گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی (۲- کرنتھیوں ۱۱: ۳۲؛ دیکھئے اعمال ۹: ۲۴)-

ارتخششتا- ارت اخشستا :- یہ اسم معرفہ ہے اور غالباً فارس کے کئی بادشاہوں کا لقب بھی- پرانے عہدنامہ میں اس نام کے دو (یا ممکن ہے تین) بادشاہوں کا ذکر ہے-

(ا) عزرا ۴: ۷- ۲۳

(ب) عزرا ۷: ۷

(ج) عزرا ۶: ۱۴

ارتداد :- دیکھئے برگشتگی-

ارتماس :- نیکپلس میں پولس کا ساتھی (ططس ۳: ۱۲)-

ارتمس :- ارطمیس :- شکار کی یونانی دیوی- یہ رومی دیوی دائنہ سے ملتی جلتی ہے- اس کا سب سے بڑا اور سب سے مشہور مندر افسس میں تھا- وہ قدیم دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا (اعمال ۱۹: ۲۳- ۴۱)-

ارجوب :- ۱- بسن کا ایک علاقہ جس میں ساٹھ فصیلدار شہر تھے (استثنا ۳: ۴) جن کے پیتل کے بینڈے تھے (۱- سلاطین ۴: ۱۳)-

۲- ارجوب اور اریہ فقحیاہ بادشاہ کے محافظ تھے- جب فقح نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تو فقحیاہ کے ساتھ اس کے دونوں محافظوں کو بھی قتل کر دیا (۲- سلاطین ۱۵: ۲۵)-

ارخ- آرت- آرح :- (عبرانی = مسافر)- ۱- آشر کے قبیلے میں سے عُلّہ کا بیٹا (۱- تواریخ ۷: ۳۹)-

۲- ایک خاندان کا سربراہ جو بابل کی اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵؛ نحمیاہ ۷: ۱۰)- شاید یہ وہی آدمی ہو جس کا ذکر ۱ کے تحت ہوا-

۳- ایک یہودی جس کی پوتی عمونی طوبیاہ کی بیوی تھی (نحمیاہ ۶: ۱۸)-

ارخپس- ارِکپس :- (یونانی = گھوڑے کا مالک)- فلیمون کا عزیز ہم خدمت (شاید بیٹا) اور کلسے کا ایک مسیحی (کلسیوں ۴: ۱۷؛ فلیمون آیت ۲)-

ارخلاؤس- ارِکیلاؤس :- ہیرودیس اعظم کا بیٹا- یہ ۴ ق-م ادومیہ، سامریہ اور یہودیہ کا حاکم تھا- اسے ۶ء میں رومی حکومت نے معزول کر دیا (متی ۲: ۲۲)- نیز دیکھئے ہیرودیس ۲-

ارد- آرد :- پیدائش ۴۶: ۲۱ میں اسے بنیمین کا بیٹا لیکن گنتی ۲۶: ۴۰ میں بلع کہا گیا ہے یعنی بنیمین کا پوتا- ۱- تواریخ ۸: ۳ میں عبرانی حرفوں کی ترتیب بدل کر اسے ادار پکارا گیا ہے-

دیکھئے بیٹا ۲۔

اِردتا - اِدی داتا :- ہامان کے دس بیٹوں میں سے ایک (آستر ۹ : ۸)۔

اُردن :- فلسطین کا ایک دریا۔ پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں یردن ہے۔ لیکن موجودہ نام اُردن ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں بھی یہی استعمال ہوتا ہے۔ دیکھئے یردن۔

اردون :- کالب کا بیٹا (۱۔تواریخ ۲ : ۱۸)۔

اَردی - اَریدائی :- ہامان کے دس بیٹوں میں سے ایک۔ (آستر ۹ : ۹)۔

اَرِستبُولُس - اَرِسطُوبُلُس :- (یونانی = بہترین صلاح کار)۔ روما کا ایک مسیحی جس کے گھر والوں کو پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶ : ۱۰)۔

اَرِسترخُس - اَرِسترکُس :- (یونانی = بہترین حاکم)۔ تھسلنیکے کا ایک مکدنی مسیحی۔ یہ پولس رسول کا ہم سفر تھا (اعمال ۱۹ : ۲۹؛ ۲۰ : ۴؛ ۲۷ : ۲؛ کلسیوں ۴ : ۱۰، فلیمون آیت ۲۴)۔

ارشادِ اعظم :- آسمان پر جانے سے پہلے خداوند مسیح کا اپنے شاگردوں کو حکم جو متی ۲۸ : ۱۹-۲۰ میں پایا جاتا ہے۔

ارغنون :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ ا اور ۳ ج۔

ارغوانی :- (عبرانی = ارغمان)۔ سرخ۔ ایک خوبصورت پھول کا رنگ۔ اس کا ذکر بائبل میں کئی جگہ آتا ہے (خروج ۲۵ : ۴؛ ۲۶ : ۳۶؛ قضاۃ ۸ : ۲۶؛ ۲۔تواریخ ۲ : ۱۴؛ آستر ۱ : ۶؛ ۸ : ۱۵؛ غزل الغزلات ۳ : ۱۰؛ مرقس ۱۵ : ۱۷؛ لوقا ۱۶ : ۱۹)۔ یہ ایک شاہی رنگ سمجھا جاتا تھا۔ نیز دیکھئے "قرمزی" اور "رنگ"۔

ارفاد :- ملک شام کے شمال میں حمات کے نزدیک ایک شہر اور اس کا نواحی علاقہ (۲۔سلاطین ۱۸ : ۳۴)۔

ارفکسد - اَرفکشد :- سم کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۲۲- ۱۱ : ۱۲)۔

ارفیل - یرفی ایل :- (عبرانی = خدا شفا دیتا ہے)۔ بنی بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸ : ۲۷)۔

ارک :- قدیم بابل کا ایک شہر۔ یہ دوسرا شہر تھا جسے نمرود نے بسایا (پیدائش ۱۰ : ۱۰)۔ اسکا بابلی نام یورک ہے۔ کھدائی کے دوران معلوم ہوا کہ یہ بابل کا نہایت قدیم شہر ہے جس کی بنیاد ۴۰۰۰ ق۔م رکھی گئی اور جو ۳۰۰ ق۔م تک قائم رہا۔

اَرک :- سامریہ کے نوآباد جنہوں نے ارتخششتا بادشاہ سے شکایت کی کہ یہودی یروشلیم تعمیر کر رہے ہیں (عزرا ۴ : ۹)۔

ارکی :- ایک قبیلے کا نام (یشوع ۱۶ : ۲؛ ۱۔تواریخ ۲۷ : ۳۳)۔ یہ قبیلہ غالباً عطارات میں رہتا تھا۔ حوسی، داؤد بادشاہ کا دوست تھا (۱۔تواریخ ۲۷ : ۳۳)۔ اس نے ابی سلوم کی بغاوت میں اس کے مشیر اخیتفل کی مشورت کو باطل کر دیا (۲۔سموئیل ۱۵ : ۳۱- ۱۷ : ۲۳)۔

اِرمتیاہ - رامتی :- یہودیہ کا ایک شہر جہاں وہ یوسف رہتا تھا جس نے اپنی نئی قبر میں یسوع کی لاش کو رکھا (متی ۲۷ : ۵۷؛ مرقس ۱۵ : ۴۳؛ لوقا ۲۳ : ۵۱؛ یوحنا ۱۹ : ۳۸)۔ ★ ولگیٹ کے مترجم جیروم کے مطابق یہ وہی شہر تھا جسے پرانے عہدنامہ میں رامہ (۱۔سموئیل ۱ : ۱۹) کہا گیا ہے اور جہاں سموئیل نبی کی پیدائش ہوئی تھی۔

ارمونی :- ساؤل بادشاہ کا بیٹا جو اس کی حرم رصفہ سے پیدا ہوا (۲۔سموئیل ۲۱ : ۸ - ۱۱)۔

ارمیاہ :- کیتھولک ترجمہ میں یرمیاہ نبی کا نام۔ دیکھئے یرمیاہ۔

اُرنان - ارنان :- ایک یبوسی رئیس۔ اس کے کھلیہان کو داؤد بادشاہ نے خرید لیا تھا (۱۔تواریخ ۲۱ : ۱۵-۲۵)۔ ۲۔سموئیل ۲۴ : ۱۶ میں اس کا نام ارونا ہے۔

اَرنان :- ایک یہودی خاندان کا سربراہ (۱۔تواریخ ۳ : ۲۱)۔

ارنون :- موآب کا ایک دریا جو بہت سے نالوں (وادیوں) سے مل کر بنتا ہے (گنتی ۲۱ : ۱۳، ۱۴)۔ یہ ایک گہری گھاٹی سے ہو کر بحیرۂ مردار میں گرتا ہے۔ یہ یردن کے مشرق میں تین اہم دریاؤں میں سے ایک ہے اور اموریوں اور موآبیوں کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا۔ قضاۃ ۱۱ : ۱۸-۲۶ میں افتاح بنی عمون کو بتاتا ہے کہ بنی اسرائیل نے ارنون کے شمالی علاقہ کو ۳۰۰ سال تک اپنے قبضے میں رکھا تھا۔
حزائیل بادشاہ نے اسرائیلیوں کو یردن کے مشرق میں ارنون کی وادی تک ہرا دیا تھا (۲۔سلاطین ۱۰ : ۳۲، ۳۳)۔

اَرودی :- ۱۔ جد کا بیٹا (پیدائش ۴۶ : ۱۶)۔ گنتی ۲۶ : ۱۷ میں اسے ارود کہا گیا ہے۔
۲۔ بنی حام کا ایک شخص (پیدائش ۱۰ : ۱۸)۔ یہ ایک چھوٹے جزیرے کا بھی نام ہے۔

ارومہ :- سکم کے قریب افرائیم میں ایک جگہ جہاں ابی ملک نے قیام کیا (قضاۃ ۹ : ۴۱)۔

اروّن - یروّن :- نفتالی کے علاقے میں ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹ : ۳۸)-

ارونّاہ - ارونّا :- ایک یبوسی جس کے کھلیہان کو داؤد بادشاہ نے مذبح بنانے کے لئے خریدا۔ (۲-سموئیل ۲۴ : ۱۶-۲۵)-

اِرّیاہ - یرئیّاہ :- (عبرانی = یہوّاہ دیکھتا ہے)- پہرے داروں کا داروغہ جس نے یرمیاہ نبی کو پکڑا (یرمیاہ ۳۷ : ۱۳)-

اَریُسّ - اَریُوس :- چوتھی صدی عیسوی کا ایک مسیحی عالم، جس کی تعلیم کو ★ نقایہ کی مجلس عامہ نے بدعت قرار دیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے نقایہ کی مجلسِ عامہ۔

اریسیّ - اِریسائیّ :- ہامانّ کا بیٹا جسے یہودیوں نے قتل کیا (آستر ۹ : ۹)-

اریلّی - ارئیلی :- جدّ کا بیٹا اور اریلیوں کے خاندان کا بانی (پیدائش ۴۶ : ۱۶؛ گنتی ۲۶ : ۱۷)-

اریوپگسّ - اریوُس پاغُسّ :- (یونانی = اریُسّ یا مرّیخ دیوتا کی پہاڑی)-

۱- یونانی شہر اتھینے میں اکروپلّس Acropolis کے شمال مغرب میں ایک چھوٹی پہاڑی جسے کوہِ مرّیخ بھی کہتے ہیں (اعمال ۱۷ : ۲۲ دیکھئے پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)-

۲- ایک کونسل کا نام جو اس پہاڑی پہ عدالت کرتی تھی - یہ بہت پرانی تھی لیکن نئے عہدنامے کے زمانے میں اسے اساتذہ کے اختیار اور تعلیم کو پرکھنے کی ذمّہ داری دی گئی تھی - پولسّ رسول کو اِسی قسم کی کونسل کے سامنے پیش کیا گیا تھا" (اعمال ۱۷ : ۱۹)-

اریوسی بدعت :- دیکھئے نقایہ کی مجلسِ عامہ -

اریوک :- ۱- ملکِ ارامّ میں الاسرّ کا بادشاہ (پیدائش ۱۴ : ۱، ۴، ۹)-

۲- شاہِ بابلّ بنوکدنضرّ کے جلوداروں کا سردار (دانی ایل ۲ : ۱۴-۲۵)-

اریہّ - ادییّ :- (عبرانی = خدا کا شیر ببر)- یہ فقحیاہ بادشاہ کے تین محافظوں میں سے ایک تھا - باقی دو ارجوبّ اور فقحؔ تھے (۲-سلاطین ۱۵ : ۲۵)-

ایئیلّ - اری ایلّ :- (عبرانی = دو ممکن معنی ۱- خدا کا مذبح یا ۲- خدا کا شیر- دیکھئے پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ یسعیاہ ۲۹ : ۱)-

۱- اُن ایلچیوں میں سے ایک، جنہیں اس غرض سے عزرا نے اسیری سے واپس آنے والوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ خدا کے گھر کی خدمت کرنے والوں کو لے آئیں (عزرا ۸ : ۱۶، ۱۷)-

۲- ایک موآبی جس کے دونوں بیٹوں کو بنایاہ نے قتل کیا (۲-سموئیل ۲۳ : ۲۰؛ ۱-تواریخ ۱۱ : ۲۲)-

۳- یروشلیم کا ایک شاعرانہ نام (یسعیاہ ۲۹ : ۱، ۲، ۷)-

اس حوالے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ بات یاد رکھی جائے کہ جہاں حزقی ایل ۴۳ : ۱۵، ۱۶ میں اُردو میں لفظ مذبح (کیتھولک = آتشدان) استعمال ہوا ہے، وہاں عبرانی میں لفظ اریئیل ہے۔ اس حوالے میں جو رعایتِ لفظی استعمال کی گئی ہے وہ تب ہی عیاں ہوتی ہے جب ہم اریئیل کے دونوں معنوں کو ذہن میں رکھتے ہیں - یروشلیم سورماؤں کا شہر تھا، اس لئے وہ "اریئیل" یعنی خدا کے شیروں کا (قب عربی اسد اللہ، لیث اللہ) شہر ہے۔

یسعیاہ ۲۹ : ۱، ۲، ۷ میں نبی یروشلیم پر افسوس کا اظہار کر رہا ہے - اریئیل (یروشلیم) پر افسوس۔ یسعیاہ نبی پیشنگوئی کرتا ہے کہ سنحریب یروشلیم کا محاصرہ کرے گا (یہ ۷۰۱ ق-م وقوع پذیر ہوا)- نبی اس محاصرے کا مقابلہ داؤد بادشاہ کے محاصرہ سے کرتا ہے - داؤد نے یروشلیم کو یبوسیوں سے لینے کے لئے اُس کے باہر خیمے لگائے اور چڑھائی کی (دیکھئے ۲-سموئیل ۵ : ۶)- اب خدا کے حکم کے مطابق سنحریب کی فوج یروشلیم کا محاصرہ کرے گی - یہاں یسعیاہ یروشلیم کو ایک رمزیہ نام دیتا ہے یعنی اریئیل (یسعیاہ ایسا اور جگہ بھی کرتا ہے مثلاً ۲۱ : ۱ دشتِ دریا؛ ۲۲ : ۱ رویا کی وادی وغیرہ)- یروشلیم ایک ایسا شہر تھا جہاں قربانیاں گزرانی جاتی تھیں اور جہاں مذبح کی آگ جلتی رہتی تھی- اب یسعیاہ نبی کے مطابق یروشلیم واقعی اریئیل ہوگا یعنی دشمن شہریوں کا خون بہائے گا اور آگ سے شہر کو تباہ کرے گا یعنی اب یروشلیم میں دوسرے قسم کی قربانی اور مذبح کی آگ ہوگی- آیت ۲۹ : ۲ کا مندرجہ ذیل تشریحی ترجمہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے "میں اریئیل (یروشلیم) کو دُکھ دوں گا - تب وہاں نوحہ اور ماتم ہوگا- میں اس کو واقعی اپنا اریئیل یعنی (مذبح اور آگ) سوختنی قربانی کا مذبح بناؤں گا-"

اڑبنگا :- ہندی لفظ جو اب اردو میں متروک ہے- یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بینڈے وغیرہ کے لئے استعمال ہوا ہے- پرانے زمانہ میں دروازے یا پھاٹک کو بند کرنے کے لئے لکڑی یا دھات کی بڑی لٹھ لے کر دروازے کے پیچھے لگادی جاتی تھی - یوں دروازہ مضبوطی سے بند ہو جاتا تھا (قضاۃ ۱۶ : ۳؛ نحمیاہ ۳ : ۳ وغیرہ)- نیز دیکھئے بینڈے-

ازبیّ - اذبائیّ :- داؤد کے سورماؤں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱۱ : ۳۷)-

ازراخی۔ اِزراحی :- ۱۔ ایتان اور ہیمان وغیرہ کا لقب (۱۔سلاطین ۴: ۳۱) دیکھئے ایتان اور ہیمان نیز زبور ۸۸، ۸۹ کی سُرخی۔
۲۔ سردار سمہوت کا لقب (۱۔تواریخ ۲۷: ۸)۔ دیکھئے سمہوت۔ کیتھولک بجائے یزراحی ہے۔

ازراخیاہ۔ یزرحیاہ :- (عبرانی = یہوواہ جلوہ گر ہوتا ہے) ۱۔ آشر کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔تواریخ ۷: ۳)۔
۲۔ ہیکل کی طہارت کے موقع پر گانے والوں کا سردار (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔

ازل :- (عبرانی = روانگی)۔ وہ جگہ جہاں داؤد نے ساؤل بادشاہ کا دربار چھوڑنے سے پہلے یونتن سے آخری ملاقات کی (۱۔سموئیل ۲۰: ۱۹)۔
اس جگہ کا ذکر بائبل میں اور کہیں نہیں آتا۔ بعض مفسروں کا خیال ہے کہ ہفتادی ترجمہ صحیح ہے یعنی "پتھروں کا ڈھیر" (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۱۔سموئیل ۲۰: ۱۹، ۴۱)۔ دیگر علماء کا خیال ہے کہ چونکہ داؤد اور یونتن یہاں ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے اس لئے اسے روانگی کا پتھر کہا گیا ہے۔

ازنوت تبور۔ ازنوت تابور :- نفتالی کی سرحد پر کوہ تبور کے نزدیک ایک مقام (یشوع ۱۹: ۳۴)۔

اُزنی :- جد کا بیٹا اور اُزنیوں کا باپ (گنتی ۲۶: ۱۶)۔

ازنیاہ۔ اَذن یاہ :- (عبرانی = یہوواہ نے کان لگایا یا یہوواہ نے الگ کیا) ایک لاوی جس کے بیٹے یشوع نے عہد پر مہر کی تھی (نحمیاہ ۱۰: ۹)۔

اژدہا :- بہت بڑا اور موٹا سانپ۔ پرانے عہد نامہ میں لفظ اژدہا تقریباً نو مرتبہ آیا ہے۔ ماسوا دو جگہ یہ عبرانی لفظ تانین (قب عربی تنین بمعنی بڑی مچھلی یا اژدہا) کا ترجمہ ہے (زبور ۹۱: ۱۳؛ یسعیاہ ۲۷: ۱؛ ۵۱: ۹؛ یرمیاہ ۵۱: ۳۴؛ استثناء ۳۲: ۳۳؛ زبور ۷۴: ۱۳۔ اسی لفظ کا ترجمہ خروج ۷: ۹، ۱۰، ۱۲ میں سانپ کیا گیا ہے)۔
ایک اور عبرانی لفظ ★ لویاتان کا ترجمہ یسعیاہ ۲۷: ۱ میں اژدہا کیا گیا ہے (دیکھئے اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ عبرانی کا ایک اور لفظ ہے "تان" جس کے معنی گیدڑ ہیں۔ اس کا ترجمہ ہر جگہ گیدڑ ہے سوائے نحمیاہ ۲: ۱۳ کے جہاں اس کا ترجمہ اژدہا کیا گیا ہے۔ زیادہ موزوں گیدڑ ہی ہوگا۔

یسعیاہ ۲۷: ۱ میں تین اژدہاؤں کا ذکر ہے۔
۱۔ اژدہا یعنی تیز رو سانپ۔ اس کا اشارہ دریائے ★دجلہ کی طرف ہے۔ یہ دریا بہت تیزی سے پہاڑی علاقے سے گزرتا ہے اور یہاں اس سے مراد ملک اسور ہے۔
۲۔ اژدہا یعنی پیچیدہ سانپ۔ اس کا اشارہ دریائے فرات کی طرف ہے جو بہت خمدار دریا ہے۔ اس سے مراد ملک بابل ہے۔
۳۔ دریائی اژدہا۔ اس کا اشارہ دریائے نیل کی طرف ہے اور مراد ملک مصر ہے۔ یسعیاہ ۵۱: ۹ کے اژدہے کا اشارہ بھی مصر ہی کی طرف ہے۔
نئے عہد نامہ میں اژدہے کا ذکر مکاشفہ کے ۱۲، ۱۳، ۱۶ اور ۲۰ باب میں آتا ہے اور اس سے مراد ابلیس اور شیطان ہے (مکاشفہ ۱۲: ۹؛ ۲۰: ۲)۔ اور اس کا تعلق براہ راست پیدائش باب ۳ سے ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پارسی، یونانی، اسوری ★صنم ناموں میں اکثر تخلیق کے دیوتا اور اس کے مخالف دیو کے درمیان جسے عموماً سانپ یا اژدہا کی شکل دی جاتی ہے کشمکش رہتی ہے۔ یوحنا عارف کے مکاشفہ کو پڑھنے والے ان اساطیری کہانیوں (دیکھئے اسطورہ) سے واقف تھے اور انہیں جانتے ہوئے یوحنا کی پیشینگوئیوں کو زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک اسوری اساطیری کہانی ★ مردوک (بابل کا ایک عظیم دیوتا) اور طیامت (وہ اژدہا جو ابتدائی ہیولیٰ یعنی تخلیق سے پہلے مادہ کی ابتری کی حالت کا دیو) کے درمیان بڑی کشمکش کا بیان ہے۔ مردوک تب ہی کائنات کو وجود میں لاسکا جب اُس نے طیامت پر فتح حاصل کر لی۔
اسی قسم کا کردار ابلیس اژدہا کی شکل میں مکاشفہ کی کتاب میں ادا کرتا ہے۔

اُسارا۔ برآمدہ :- سندی کا لفظ۔ مذکر = چھپر۔ سائبان۔ برآمدہ۔ لفظ اُسارا پروٹسٹنٹ ترجمہ میں (۱۔تواریخ ۲۸: ۱۱؛ ۲۔تواریخ ۳: ۴؛ ۸: ۱۲؛ ۱۵: ۸؛ ۲۹: ۷، ۱۷) استعمال ہوا ہے۔ باقی جگہ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ برآمدہ کیا گیا ہے (۱۔سلاطین ۶: ۳؛ ۷: ۶ وغیرہ) اور آستانہ (حزقی ایل ۸: ۱۶؛ ۴۶: ۸) اور ڈیوڑھی (حزقی ایل ۴۰: ۷، ۸، ۹، ۱۵ وغیرہ)۔

اُسانا۔ پھٹکنا :- سندی کا لفظ غلے کو چھاج میں ڈال کر ہوا کے رُخ اُڑانا تاکہ بھوسہ الگ ہو جائے (یرمیاہ ۴: ۱۱؛ ۵۱: ۲؛ یسعیاہ ۴۱: ۱۶)۔

اِسباح۔ یشبح :- یہوداہ کے قبیلے کا ایک فرد (۱۔تواریخ ۴: ۱۷)۔

اِسباق۔ یِشباق :- قطورہ کے بطن سے ابرہام کے بیٹوں میں سے ایک کا نام

(پیدائش ۲۵: ۲)۔

اسپانا۔ اسفانا:۔ ہامان کا تیسرا بیٹا (آستر ۹: ۷)۔

اسپنج:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۴ سپنج۔

اسپنز۔ اشفنز:۔ بنوکدنضر بادشاہ کے خواجہ سراؤں کا سردار، جس نے دانی ایل اور اُس کے ساتھیوں کو بابلی نام دیئے (دانی ایل ۱: ۳، ۷)۔

اسپ نیل:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۹۔

اُستاد:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۸ اور تعلیم و تربیت ۳۰۔

اِستال۔ اِشتاؤل:۔ ایک شہر جو یروشلیم کے شمال مغرب میں ۱۳ میل کے فاصلے پر ہے (یشوع ۱۵: ۳۳)۔ سمسون کے بہادری کے کارناموں کی جگہ (قضاۃ ۱۳: ۲۴، ۲۵؛ ۱۶: ۳۱)۔

اِستثنا کی کتاب۔ تثنیہ شرع:۔ لفظ استثنا سفتادی ترجمہ میں ڈیوٹیرونومیون deuteronomion ★ ولگاتا ڈیوٹیرونومیم deuteronomium بمعنی "شرع کا اعادہ" سے ماخوذ ہے جو استثنا ۱۷: ۱۸ میں "اُس شریعت کی .... ایک نقل" کے الفاظ کے سہواً نادرست معنی پر مبنی ہے۔

۱۔ خلاصہ مضامین

یہ کتاب اپنی ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے تین فصلوں میں منقسم ہے۔

۱- ۱: ۱-۱۱: ۳۲ موسیٰ کے خطبات جو تمہیدی نوعیت کے ہیں اور جن میں ماضی کے واقعات کا تھوڑا بہت ذکر بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ ۱: ۶-۳: ۲۹ میں موسیٰ اُن کے حورب پہاڑ سے اُس وادی تک جہاں اُنہوں نے خیمے گاڑ رکھے تھے کے سفر کی منزلوں کو دہراتا ہے۔ ۴: ۱-۴۰ میں وہ آئندہ نسلوں کو تنبیہ و نصیحت کرتا ہے۔ موسیٰ پناہ کے تین شہروں کا انتخاب بھی کرتا ہے۔ تذکرہ نویس اُس جگہ اور مقام کا جامع جغرافیہ بیان کرتا ہے جہاں یہ خطاب کیا گیا تھا (۴: ۴۱-۴۹)۔ ابواب ۵-۱۰ موسیٰ کے ایک مسلسل خطبہ کی شکل میں ہیں جو احکامِ عشرہ کے اعادہ سے شروع ہوتا اور مختلف قوانین کے حوالے سے ختم ہوتا ہے، جس کا بیان بعد میں شروع ہو جاتا ہے۔

۲- ۱۲: ۱-۲۶: ۱۹ وہ قوانین جو موسیٰ نے لوگوں کے سامنے بیان کئے (ذیل میں دیکھئے)۔ ۳- ۲۷: ۱-۳۴: ۱۲ یہ ایک ضمیمہ ہے جس میں خطاب بھی ہے اور تذکرہ بھی جو موسیٰ کی موت کے بیان پر ختم ہوتا ہے۔ باب ۲۷ میں یردن پار اُترنے کے بعد پتھروں پر شریعت کے قوانین لکھنے اور ایک پاک عہد کے متعلق ہدایات پر مشتمل ہے۔ باب ۲۸ میں فرمانبرداروں کے لئے خیر و برکت اور نافرمانوں پر لعنت کا بیان ہے۔ ابواب ۲۹ اور ۳۰ میں موسیٰ لوگوں سے یہ عہد لیتا ہے کہ وہ بلاشرکتِ غیرے صرف اپنے خدا یہوواہ کی عبادت کریں گے (۲۹: ۱-۳۰: ۱۰)۔

باب ۳۱ میں یشوع منظر پر اُبھرتا ہے۔ یہاں تذکرہ نگار بتاتا ہے کہ موسیٰ نے یشوع کو کیا نصیحتیں کیں اور کیا فرائض اُسے سونپے اور اُنہوں نے کس طرح مل کر لوگوں کو ایک "گیت" سکھایا (۳۱: ۱-۳۲: ۴۷)۔ کتاب کا خاتمہ موسیٰ کی وفات (۳۲: ۴۸-۵۲؛ ۳۴: ۱-۸) سے پہلے موسیٰ کا قبیلوں کو برکت دینا اور لوگوں کا اُس کے جانشین یشوع کی اطاعت کرنے کے ذکر سے ہوتا ہے (۳۴: ۹-۱۲)۔

ب۔ مصنّف اور سنِ تصنیف

اس کے موسوی تصنیف ہونے کے حق میں قوی دلائل موجود ہیں۔ روایات کا ایک غیر منقطع سلسلہ اسے موسوی تصنیف قرار دیتا ہے۔ آنخداوند نے بذاتِ خود (متی ۱۹: ۸) اور عام طور پر نئے عہد نامہ کے مصنفین نے اس پر صاد کیا۔

اکتیسویں باب میں تذکرہ نگار ہمیں بتاتا ہے کہ موسیٰ نے اس شریعت کو ایک کتاب میں لکھ کر کاہنوں کو دیا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کے روبرو پڑھیں۔ اور اُس نے مزید یہ بھی حکم دیا کہ "شریعت کی کتاب" کو شہادت کے لئے عہد کے صندوق کے پہلو میں رکھا جائے۔ جو کچھ ہم ۱۷: ۱۸، ۱۹ میں پڑھتے ہیں یہ اُس سے قریبی مطابقت رکھتا ہے کہ آئندہ حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ اس کتاب کی نقل تیار کریں جو کاہنوں کی تحویل میں ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کتاب جو موسیٰ نے لکھی تھی اُس میں ۳۱-۳۴ ابواب نہیں تھے۔ بے شک یہ امر واقع ہے کہ آخری دو ابواب اُس کی وفات کے بعد اس میں شامل کئے گئے۔

نہایت سادہ اور ممکن الامر توضیح یہ ہے کہ موسیٰ نے قوانین کو خود "لکھا" یعنی ۱۲-۲۶ ابواب کو اور خطبات اور اختتامی ابواب بعد میں لکھے اور اس میں شامل کئے گئے۔ اس طرح "کتاب" سے استثنا کی ساری کتاب مُراد لی جانے لگی۔

ابواب ۳۱-۳۴ کے تذکرہ نگار کے لئے موسیٰ کی موت کے فوراً بعد کے سن کے علاوہ کسی اور سن کے تعین کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ یہ الیعزر یا اُس کے ہم خدمتوں میں سے کوئی ایک

ہوگا۔ وہ واقعات کا بیان ایک چشم دید گواہ کے انداز میں کرتا ہے۔ اس میں مندرج جغرافیائی معلومات کی صحت اور قوانین کی نوعیت اس دستاویز کو اُن واقعات کا ہمعصر قرار دیتی ہیں جن کا تذکرہ اس میں شامل ہے۔ (اگلی فصل بھی دیکھیں)۔

ایسے تجربات جنہوں نے موسیٰ کے احساسات کو گہرے طور پر متاثر کیا، بعض اوقات وہ اُن کا ذکر غیر متوقع طور پر چھیڑ دیتا ہے جس طرح "غلامی کا گھر" (۵: ۶ وغیرہ وغیرہ)، عمالیقیوں کے بزدلانہ حملے کی یاد (۲۵: ۱۷)، عدلیہ کا بوجھ (۱: ۹-۱۸)، لوگوں کا بڑبڑانا (۹: ۲۲)، عہد کا صندوق جس لکڑی سے بنایا گیا (۱۰: ۳)، دشمن جن کو اُنہوں نے مغلوب کیا، ہارون (۹: ۲۰، ۲۱؛ ۱۰: ۶، ۷؛ ۳۲: ۵۰، ۵۱) اور مریم (۲۴: ۹)، کے ذکر کا موسیٰ کی زبان سے جاری ہونا بڑا ہی فطری ہے۔ ہم اس یقین کے ساتھ اطمینان کا سانس لے سکتے ہیں کہ موسیٰ نے جو کچھ کہا اور لکھا اُس کی ایک اصل اور قابلِ اعتماد روئداد ہمارے پاس محفوظ ہے۔

ج۔ حالات اور مقامِ تصنیف

وقت، مقام اور حالات کا پسِ منظر بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ خطبات اور واقعات کا تعلق بیابان میں اُن چالیس برسوں کے آخری مہینہ سے ہے جو اُن لوگوں پر اُن کی بے اعتقادی کے باعث اُن پر مسلط کی گئی تھی (۱: ۳؛ ۳۵: ۲؛ ۱۴: ۱۴) اور ان کا خاتمہ اُن واقعات پر ہوتا ہے جن کے بعد موسیٰ کا انتقال ہو جاتا ہے۔

جغرافیائی تفصیلات یوں تو کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں لیکن خاص طور پر ابتدائی اور اختتامی ابواب میں تو اِن کی بھرمار ہے۔ یہ امر قابلِ غور ہے کہ فلسطین کو ہمیشہ ایک اجنبی کی نگاہ سے ہی دیکھا گیا ہے لیکن موآب کی سرزمین اور وہاں تک کے سفر کی باریک سے باریک تفصیلات بھی ایسی صحت سے بیان کی گئی ہیں کہ قاری ورطۂ حیرت میں رہ جاتا ہے (ابواب ۲، ۳ اور ۱: ۲ پر غور کیجئے)۔

استثنا ۱: ۱ میں جن مقامات کے نام دیئے گئے ہیں وہ کچھ مبہم سے ہیں جن سے غالباً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ پہنچنے سے پہلے بھی موسیٰ نے کچھ باتیں کہیں کیونکہ وہ مقامات جہاں اُس نے کلام کیا اُن کا ذکر ۳: ۲۹ اور ۴: ۴۴-۴۹ میں خصوصی احتیاط سے کیا گیا ہے۔ یہ کوئی مرتفع، وادی یا گھاٹی تھی۔ خیمہ گاہ سے کفار کے دیوتا فغور کا معبد دکھائی دیتا تھا جس کے نام سے تلخ یادیں وابستہ تھیں (گنتی باب ۲۵؛ استثنا ۳: ۲۹؛ ۴: ۴۶)۔ وہاں سے مغرب کی جانب نگاہ ڈالیں تو افق کے ساتھ ساتھ عیبال اور گرزیم کے پہاڑ نظر پڑتے ہیں (۱۱: ۲۹، ۳۰)۔ خیمہ گاہ سے اوپر بلندی کی طرف عمودی چٹان یا پسگہ تھی (۳۴: ۱) جہاں سے موعودہ سرزمین کا عام نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ بزرگ اور کاہن موسیٰ کے ساتھ تھے (۲۷: ۱، ۹) اور اُس کا وفادار خدمت گزار یشوع "سامنے کھڑا رہتا ہے"۔ موسیٰ نے جن سے خطاب کیا وہ زیادہ تر جوان تھے اگرچہ اُن میں زیادہ تعداد (گنتی ۱۴: ۲۹) ایسوں کی تھی جن کے ذہنوں میں بچپن کے دورِ غلامی اور ولولہ انگیز رہائی کی یادیں ابھی تازہ تھیں۔ کبھی تو وہ براہِ راست اِس اگلی پشت سے خطاب کرتا ہے اور کبھی پچھلوں سے۔ موسیٰ مستقبل کے متعلق پُرامید ہے۔ ہمارا خدا ہمیشہ سے "امید کا چشمہ" ہے (رومیوں ۱۵: ۱۳)۔ ایک روز یہ قوم یردن کو عبور کر کے یقیناً اُس پار موعودہ سرزمین کی وارث بن جائے گی (۳۱: ۲۸؛ ۷: ۱۰)۔ دو جملے جو اس کتاب میں متواتر دُہرائے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ "تم اُس میں جا کر اُس پر قبضہ کرو" (۳۵ مرتبہ) اور "وہ ملک جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے" (۳۴ مرتبہ)۔ لیکن پیش آمدہ مشکلات اور مصائب کو معمولی قرار نہیں دیا گیا۔ شدید لڑائیوں کا سامنا ہوگا (باب ۲۰) اور بُت پرستی میں مبتلا ہونے کی کڑی آزمائشوں سے گزرنا ہوگا (باب ۱۳)۔ انہی کے پیشِ نظر موسیٰ اُن کو ایسا جذبہ دکھانے پر زور دیتا ہے کہ وہ یہوواہ اپنے خدا سے اپنے پورے "دل اور ... جان" سے لپٹے رہیں (۱۳: ۳، ۴) اور خبردار رہیں کہ کہیں وہ اُس کی تمام رحمتوں کو بھلا نہ بیٹھیں"۔

جن قوانین کا بیان ۱۲-۲۶ ابواب میں پایا جاتا ہے وہ اس پسِ منظر کے علاوہ کسی اور سے ایسی راست مطابقت نہیں رکھتے۔

د۔ قوانین

جو قوانین ۱۲-۲۶ ابواب میں پائے جاتے ہیں اُنہیں تمہیدی آیات میں "آئین اور احکام" کہا گیا ہے۔ ۲۶: ۱۷ میں اِن کے ساتھ "فرمان" کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ تین الفاظ قوانین کو تین گروہوں میں تقسیم کرنے کے لئے آسانی مہیا کر دیتے ہیں۔

۱۔ آئین

اِس ضمن میں یہ لفظ مخصوص معنوں کا حامل ہے۔ آئین ایک ایسا اُصول یا قانون ہے جو یا تو کسی با اختیار ادارے یا شخص کی طرف سے وضع کیا جاتا ہے یا پھر قدیم دستور کی رُو سے طے کر لیا جاتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ بعض مخصوص مقدمات میں قاضی ان سے رجوع کرے۔ نمونہ کے طور پر اس کی مثالیں خروج ۲۱ کے فیصلوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ اِن میں سے بعض ایسے بھی آئین ہیں جو حمورابی★ اور دیگر سامی مجموعہ ہائے قوانین میں بھی پائے جاتے ہیں جو موسیٰ سے صدیوں قبل کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ نے تائیدِ الٰہی سے نظامتِ عامہ کے اِن آزمودہ قوانین کو اُن قوانین کے ساتھ جگہ دی جو اُس نے موعودہ سرزمین میں نفاذ کے لئے لکھے تھے۔

۲۔ احکام

لفظ "احکام"، جو عبرانی میں "حوق" ہے کا مادہ، ایک ایسا لفظ

ہے جس کے معنی نقش کرنا، یا کندہ کرنا کے ہیں۔ پس اِس سے مُراد روزمرّہ زندگی کا ایک مستقل ضابطہ یا اُصول ہے۔ یہ آئین سے اِس لحاظ سے مختلف ہے کہ اِس کی اپیل قاضی کی بجائے ضمیر اور خدا سے ہوتی ہے۔ ۱۔سلاطین ۶: ۱۲ میں اِن میں تفریق کی گئی ہے، جہاں سلیمان کو خدا کے آئین پر "چلنے" اور اُس کے احکام کو "پورا کرنے" کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ عموماً صیغہ حاضر میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اخلاقی ضابطے ہیں اور یوں الٰہی دستورِ حیات کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر سامی مجموعہ ہائے قوانین میں یہ موجود نہیں۔ اِن میں سے بعض کا تعلق مذہبی دستوروں از قسم عیدوں (استثنا ۲۶: ۱-۱۷)، یا نذرانوں (۱۲: ۵-۲۸) سے ہے۔ اِن میں انصاف، عصمت (مثلاً ۱۶: ۱۹؛ ۲۳: ۱۷)، رحم اور شائستگی (۲۳: ۱۵، ۲۴) کے قوانین بھی شامل ہیں، جب کہ کچھ قوانین کا اطلاق ایسے حالات پر ہوتا تھا جو اَب موجود نہیں رہے۔ تو بھی دیگر قوانین آج بھی ویسے ہی قابلِ عمل ہیں جیسے یہ اُس روز تھے جب یہ پہلی بار احاطۂ تحریر میں آئے تھے اور یہ سب ہی ہماری محتاط توجہ کے لائق ہیں۔

۳۔ فرمان

لفظ "فرمان" کا اطلاق کسی بھی قسم کے حکم پر ہو سکتا ہے۔ تاہم ہمارے پیشِ نظر مقصد میں سہولت کی خاطر ہم یہاں اِس کے استعمال کو ایسے احکام تک محدود کر لیں جو مستقل اطاعت کا تقاضہ نہیں کرتے، جنہیں ایک ہی بار ہمیشہ کے لئے پورا کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کُفّار کے معبدوں کو نیست و نابود کرنا (۱۲: ۲)، قاضیوں اور سرداروں کا تقرّر (۱۶: ۱۸) اور پناہ کے شہروں کا قیام (۱۹: ۱-۱۳)۔

قوانین میں مذہبی احساس کی ایک عجیب رُوح پھونک دی گئی ہے۔ اسمِ الٰہی "یہوداہ" ۱۸۹ مرتبہ آتا ہے۔ موسیٰ لوگوں میں حق اور انصاف کے قیام کی خاطر قوانین کے اجراء کے ساتھ ساتھ ان کو اپنے خدا یہوداہ کا فرمانبرداری اور محبّت میں بھی مطیع بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

۴۔ متاخرین کے حوالے

اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ "شریعت کی کتاب" جو خلقیاہ کو ہیکل میں سے ملی اُس میں یا تو استثنا کی کتاب شامل تھی یا وُہ تھی ہی یہی۔ اور یہی بات اُس کتاب پر بھی صادق آتی ہے جو عزرا نے پڑھی (نحمیاہ ۸: ۱)۔ اِس سے بہت عرصہ پہلے یہوسفط نے لاویوں کو یہوداہ کے حصین شہروں کو بھیجا کہ وُہ "خداوند کی شریعت کی کتاب" میں سے تعلیم دیں (۲۔ تواریخ ۱۷: ۸، ۹) اور اِس سے بھی قبل داؤد نے اِسی کتاب کو نگاہ میں رکھنے کے لئے سلیمان کے سپرد کیا (۱۔ سلاطین ۲: ۳)۔ یشوع نے سِکم میں پتھروں پر اِس شریعت کو لکھنے کے حکم کی تکمیل کروائی (یشوع ۸: ۳۰-۳۵ بحوالہ ۱: ۸؛ ۲۴: ۲۶)۔ آنخداوند کا اِسے استعمال میں لانا اور بھی اہم بات ہے۔ اُنہوں نے اپنی آزمائش میں اِس سے ایک مستند صحیفہ کی حیثیت میں تین مرتبہ اقتباس کیا (متی ۴: ۴، ۷، ۱۰؛ استثنا ۸: ۳؛ ۶: ۱۶، ۱۳)۔ اُنہوں نے ایک فقیہہ کے سوال کے جواب میں اِس کا حوالہ دیا (مرقس ۱۲: ۲۹؛ استثنا ۶: ۴)۔ یہ امر واقع ہے کہ وہ اِس سے خوب واقف تھے۔

ایک آنے والے نبی کے متعلق موسیٰ کے الفاظ (استثنا ۱۸: ۱۵) کی پطرس اور استفنس نے اِس طرح تفسیر کی کہ یہ مسیح کے متعلق پیشگوئی ہے (اعمال ۳: ۲۲؛ ۷: ۳۷)۔ نئے عہدنامہ میں اِس سے اور بھی اقتباس کئے گئے ہیں۔ پولس رسول نے موسیٰ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سچّے دل سے دین کی اطاعت کی تعلیم دی اور مسیح میں ایمان رکھنے پر (رومیوں ۱۰: ۶-۸) استثنا ۳۰: ۱۱-۱۴ کا اطلاق کیا۔ گلتیوں ۳: ۱۰، ۱۳؛ عبرانیوں ۱۰: ۲۸ بھی دیکھئے۔

استثنا کی کتاب کی بابت یسوع نے فرمایا "یہ لکھا ہُوا ہے" اور ہم کمال شکر گزاری سے اِس میں یہ اضافہ کر سکتے ہیں "ہماری تعلیم کے لئے" (رومیوں ۱۵: ۴)۔

اِستخس۔ اِسطکوس :۔ ایک رومی مسیحی جسے پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۹)۔

اُستخوان خوار :۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲

اُسترہ :۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۳

استفنس۔ استیفانس :۔ (یونانی = تاج)۔ ان سات نیک آدمیوں میں سے ایک جنہیں رسولوں نے ابتدائی کلیسیا میں غریبوں کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کیا (اعمال ۶: ۱-۶)۔ استفنس یونانی مائل یہودی تھا اور "ایمان اور رُوح القدس سے بھرا ہُوا تھا" (اعمال ۶: ۵)۔ وہ لبرتینوں (آزاد کئے ہوئے) کے عبادت خانہ میں تعلیم دیتا تھا۔ یہودی اُس سے بحث کرتے تھے اور جب مقابلہ نہ کر سکے تو اِس پر کفر کا الزام لگا دیا۔ جب اُسے یہودی کونسل (عدالت عالیہ) کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا "میں آسمان کو کھلا اور ابنِ آدم کو خدا کی دہنی طرف دیکھتا ہوں" (اعمال ۷: ۵۶)۔ یسوع مسیح کے علاوہ نئے عہدنامہ میں یہ پہلا موقع ہے جب کہ کسی نے اُسے "ابنِ آدم" کہا۔ یہودیوں نے اُسے سنگسار کر دیا۔ اُس نے مرتے وقت یُوں دعا کی "اے خداوند! یہ گناہ اِن کے ذمہ نہ لگا" (اعمال ۷: ۵۹-۶۰)۔

اِستموعؔ - اِشتموعؔ :- ۱- حبرون کے جنوب میں ۸ میل پر ایک شہر جو لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۱۴)- دیگر شہروں کے ساتھ اس شہر کو بھی داؤد بادشاہ کی عمالیقیوں پہ فتح کے بعد لوٹ کے مال کا حصہ دیا گیا (۱-سموئیل ۳۰: ۲۸)-

۲- اِسباح کا بیٹا (۱- تواریخ ۴: ۱۷)-

۳- ایک معکاتی شخص (۱- تواریخ ۴: ۱۹)-

اِستموہ - اِشتموعؔ :- یہوداہ کے کوہستانی علاقے میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۰)- یہ اور اِستموعؔ ایک ہی شہر ہیں۔

اِستون - اِشتون :- یہوداہ کے خاندان کا ایک شخص (۱- تواریخ ۴: ۱۱، ۱۲)-

اِستیر :- کیتھولک ترجمہ میں آستر کی کتاب کا نام - دیکھئے آستر-

اِسحاق :- دیکھئے اِضحاق-

اسدرا - (الیسڈرس) :- دیکھئے اپاکرفا

اسراری مذاہب :- ان سے وہ مذاہب مراد ہیں جو اپنے مقلدوں کو ایک خفیہ تعارفی رسم کے ذریعہ اپنے مذہب میں داخل کرتے تھے اور پھر رازدارانہ رسوم ادا کر کے اپنے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ وہ اپنے مُریدوں سے یہ وعدہ لیتے تھے کہ وہ پوجا کی تمام کاروائی کو کسی پر ظاہر نہیں کریں گے بلکہ اپنے منہ پر قفلِ خاموشی لگائیں گے۔ ان مذاہب کے لئے یونانی لفظ ta mysteria مستعمل تھا۔ اس کا مادّہ فعل myeo ہے جس کے بنیادی معنی ہیں ہونٹ (یا آنکھیں) بند رکھنا۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یہ یونانی اور رومی دنیا میں بہت عام تھے۔ ہر شخص کو آزادی تھی کہ کسی ایک یا ایک سے زیادہ مذہب میں داخلہ حاصل کرے۔ یہ لوگ اپنے اپنے دیوتاؤں کی خفیہ روایات قائم رکھتے تھے۔ عام طور پر ان مذاہب کے پیرو اپنے وعدہ کے مطابق سب معلومات پردہ راز میں رکھتے تھے۔ تاہم کچھ باتیں بالآخر افشا ہو ہی گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خفیہ رسومات گناہ، رسمی پاکیزگی، طہارت، نوزادگی اور آنے والے جہان کے لئے تیاری سے متعلق تھیں۔ غالباً ان کا اثر خاصا وسیع تھا۔ بعض اعلیٰ اخلاق کا پرچار بھی کرتے تھے، لیکن یہ کلامِ پاک کی تعلیم کے خلاف تھے۔

اس قسم کے ایک یونانی مذہب کا اتھینے شہر کے قریب الیوسیس میں مرکز تھا۔ یہ ایک یونانی دیومالا کی کہانی پہ مبنی تھا جس کے مطابق دھرتی ماتا کی بیٹی کو عالمِ اسفل کے دیوتا پلاطون اغوا کر کے اپنے ملک لے گیا۔ ماں باپ کی بڑی تلاش کے بعد آخر کار اُن کی بیٹی مل گئی لیکن اس شرط پر کہ چھ ماہ وہ پلاطون کے ساتھ زیرِ زمین رہے گی اور چھ ماہ والدین کے ساتھ (دیکھئے اسطورہ)۔ یہ اناج کی سالانہ فصل کی ایک علامتی تصویر ہے۔ اناج کا بیج چھ مہینے زمین کے نیچے رہتا ہے اور پھر نئی زندگی سے زمین کے اوپر آتا ہے۔ اس مذہب کی ایک رسم کے مطابق اناج کی بالوں کو اونچا اُٹھاتے تھے۔ اور یہ موت سے دوبارہ زندہ ہو کر نئی زندگی کی علامت تھی۔ الیوسیس کے کھنڈرات سے ایک بڑا پتھر دستیاب ہؤا ہے جو غالباً مندر کا ایک نمایاں پتھر تھا۔ اس پہ اناج کی بالی کندہ کی ہوئی ہے۔ خداوند مسیح نے جب یوحنا ۱۲: ۲۴ میں گیہوں کے دانے کی مثال دی تو غالباً یہ اس رسم کی طرف بھی ایک خفیف سا اشارہ تھا کیونکہ اس واقعہ سے کچھ ہی پہلے چند یونانی خداوند مسیح کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کر چکے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے اور مسلک (مذہب) تھے۔ ان میں سے بعض تو اخلاق سے بہت گرے ہوئے تھے۔ وہ اپنے خفیہ اجلاس میں خوب رنگ رلیاں مناتے اور بدمستیاں کرتے تھے۔ ایک اور اسراری مذہب کے مطابق مُرید اپنے کو خود خصی کر کے خوجے بنا دیتے تھے۔

ان میں سے بعض مذاہب کو تو حاکمانِ وقت نے ممنوع قرار دے کر کالعدم کیا۔ ان مذاہب کی بعض اصطلاحات مسیحی مذہب میں استعمال کی گئیں۔ لیکن ان میں ایک گہرا اور پُرمعنی مفہوم سمو دیا گیا۔ ان مذاہب کی طرح مسیحیت میں بھی بعض ایسی باتیں ہیں جن کا بھید صرف شاگردوں کو معلوم ہے لیکن باہر کے لوگوں کے لئے یہ محض تمثیلیں ہیں (مرقس ۴: ۱۱؛ متی ۱۳: ۱۱؛ لوقا ۸: ۱۰)۔

پولس رسول تو اسراری مذاہب کی زبان اکثر استعمال کرتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بھید۔

اسرائیل :- بائبل میں لفظ "اسرائیل" مختلف معنوں میں استعمال ہؤا ہے:

(ا) اضحاق کے بیٹے یعقوب کے لئے، (ب) اُس کی اولاد یعنی عبرانیوں کے بارہ قبیلوں کے لئے، (ج) شمال کے دس قبیلوں کے لئے جن میں افرائیم پیش پیش تھا۔

۲۱۰۰ ق م سے پیشتر خدا نے جو تمام تاریخ کا مالک ہے بزرگ ابرہام کو چُنا اور اُسے کسدیوں کے اُور سے بلایا (پیدائش ۱۱: ۳۱؛ نحمیاہ ۹: ۷)۔ خدا کا مقصد یہ تھا کہ وہ ابرہام اور اس کی اولاد کے ساتھ عہد باندھ کر انہیں اپنے ساتھ ایک مخلصی بخش رشتے میں منسلک کرے (پیدائش ۱۷: ۷) اور انہیں فلسطین میں ایک قوم بنائے (آیت ۲) جس کی معرفت وہ ایک دن تمام دنیا کے لئے نجات مہیا کرے گا (پیدائش ۱۲: ۳؛ ۲۲: ۱۸)۔ چنانچہ خدا نے ابرہام کے پوتے یعقوب کو بہت سے بیٹے بخشے۔ مزید براں ۱۹۰۹ ق م کے قریب یعقوب کی فلسطین میں واپسی پر خدا اُس کے ساتھ کشتی لڑ کر اُسے اُس

سطح پر لے آیا جہاں وہ مکمل تابع فرمانی کے لئے تیار تھا (پیدائش ۳۲ : ۲۵؛ ہوسیع ۱۲ : ۴)۔ یوں جب یعقوبؔ نے خدا کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی زندگی اُس کے سپرد کر دی تو اُسے فتح حاصل ہوئی اور خدا نے اُس کا نام بدل کر اسرائیل (عبرانی، یسرا ایل) رکھا جس کا مطلب ہے "اس نے خدا کے ساتھ زور آزمائی کی (اور غالب رہا)" (پیدائش ۳۲ : ۲۸؛ ۳۵ : ۱۰)۔ یوں یعقوبؔ کے بارہ بیٹے حقیقتاً "اسرائیل" کے بیٹے تھے (پیدائش ۴۲ : ۵؛ ۴۵ : ۲۱)۔ لیکن اسرائیل (یعنی یعقوبؔ) کو علم تھا کہ خدا اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایسا قبیلہ بنائے گا جس کا شمار نہ ہو سکے گا (پیدائش ۴۹ : ۷، ۱۶)۔ چنانچہ "بنی اسرائیل" کی اصطلاح خدا کے چنے اور بچائے ہوئے تمام لوگوں کی جماعت کا نام ہے (پیدائش ۳۲ : ۴۳؛ ۳۴ : ۷)۔ اس میں یعقوبؔ کے پوتے اور اُن کی اولاد سب ہی شامل تھے جب وہ ۴۳۰ سال (۱۸۷۶ - ۱۴۴۶ ق م) کے طویل عرصے تک پردیسی بن کر مصر میں رہے (پیدائش ۴۶ : ۸؛ خروج ۱ : ۷)۔

۱۔ مُوسوی زمانہ

خدا نے تقریباً دس نسلوں میں اسرائیل کو چند سینکڑوں سے (پیدائش ۱۴ : ۱۴؛ ۴۶ : ۲۷) بڑھا کر ایک ایسی قوم بنا دیا جو تقریباً تیس لاکھ افراد پر مشتمل تھی (خروج ۱۲ : ۳۷؛ گنتی ۱ : ۴۶) اور جو مصر کے تمام مادی اور علمی فوائد سے مالا مال تھی (خروج ۲ : ۱۰؛ ۱۲ : ۳۶؛ اعمال ۷ : ۲۲)۔ غالباً اُن کی یہی ترقی سب سے پہلے مصر کے پردیسی حِیکسوس Hyksos خاندان کے حکمرانوں (پندرہواں اور سولہواں شاہی خاندان تقریباً ۱۷۳۰ - ۱۵۸۰ ق م) اور پھر اس کے بعد نئے مضبوط حکمرانوں (اٹھارہواں خاندان) کے لئے (خروج ۱ : ۸-۱۰) حسد اور خوف کا باعث بنی رہی۔ اس طرح اسرائیلی ان کے غلام بن گئے اور ڈیلٹا کے مشرقی علاقے میں اُن سے بیگار میں حِیکسوس خاندان کے لئے ذخیرہ کے شہر تعمیر کرائے گئے (خروج ۱ : ۱۱ مقابلہ کیجئے پیدائش ۱۵ : ۱۳)۔ یہاں تک کہ اس علاقے میں حکومت کی سامی نسل کشی کی پالیسی کے تحت اسرائیلی قوم مکمل طور پر ختم ہو جانے کے خطرے میں پڑ گئی (خروج ۱ : ۱۶)۔ موسیٰؔ کو (۱۵۲۷ ق م) ایک مصری شہزادی نے پالا تھا۔ غالباً یہ وہی تھی جو بعد ازاں مشہور ملکہ حتشپ سُت Hatshepsut بنی۔ لیکن موسیٰؔ کو عظیم فاتح اور ظالم توتمس سوم (۱۵۰۱ - ۱۴۴۷ ق م) کے عہد میں مصر سے فرار ہونا پڑا۔

لیکن خدا کو اپنا وہ عہد ابھی تک یاد تھا جو اُس نے ابرہامؔ کے ساتھ باندھا تھا (خروج ۲ : ۲۴-۲۵)۔ اس عظیم فرعون کی موت کے بعد (آیت ۲۳) خدا نے موسیٰؔ پر کوہِ سینا میں ایک جلتی جھاڑی میں ظاہر ہو کر اُسے اپنے غلام لوگوں کو آزاد کرانے کا کام سونپا (خروج ۳ : ۱۰)۔ موسیٰؔ خدا کے حکم کے مطابق مصر واپس گیا اور بادشاہ کو جا کر کہا کہ "خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے اور میں تجھے کہہ چکا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے" ورنہ "دیکھ میں تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پہلوٹھے کو مار ڈالوں گا" (خروج ۴ : ۲۲-۲۳)۔ نئے حکمران امن ہوتپ دوم (۱۴۴۷-۱۴۲۱ ق م) کو بھی اپنے باپ سے تسلط جمانے کی صفت وراثت میں ملی تھی لہٰذا اُس نے خدا کے فرمان کو نہ مانا۔ لیکن جب اُس پر معجزانہ طور پر دس آفات نازل ہوئیں جن میں سب سے شدید وہ تھی جس میں تمام مصر کے پہلوٹھے مارے گئے تو پھر ہی اُس نے مجبوراً خداوند کے حکم کو مانا (خروج ۱۲ : ۳۱)۔

۱۴۴۶ ق م کے قریب کے موسم بہار میں اسرائیلی قوم نے مصر سے خروج کیا (خروج ۱۲ : ۳۷-۴۰)۔ بعض تنقید پسند مفسرین نے اس سن کو کم کر کے ۱۲۹۰ ق م بتایا ہے۔ لیکن بائبل مُقدّس بڑی صفائی سے مصر سے خروج کو ۹۶۶ ق م میں سلیمانؔ کی ہیکل کے شروع ہونے سے ۴۸۰ سال پیشتر کا واقعہ بتاتی ہے (۱-سلاطین ۶ : ۱) اور پھر ۱۵ ویں صدی ق م کی تصدیق کلام کی دیگر شہادتوں سے بھی ہوتی ہے (مقابلہ کیجئے قضاۃ ۱۱ : ۲۶؛ اعمال ۱۳ : ۱۹)۔ اسرائیلی جشنؔ کے علاقے سے مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے بحیرہ قلزمؔ کو گئے۔ لیکن جب دغاباز فرعون نے بظاہر پھنسے ہوئے عبرانیوں کا تعاقب کیا (خروج ۱۴ : ۳) تو خداوند نے ایک زبردست مشرقی ہوا چلائی اور پانی کو پیچھے دھکیل دیا (آیت ۲۱)۔ اسرائیلی بحیرۂ قلزم کو پار کر گئے۔ جب مصری اُسے پار کرنے لگے تو خداوند نے پانیوں کو پھر ملا دیا اور یوں تمام مصری لشکر غرق ہو گیا (خروج ۱۴ : ۲۸)۔

بنی اسرائیل ۱۴۴۶ ق م کے موسم گرما کے شروع میں کوہِ سینا پہنچ گئے (خروج ۱۹ : ۱)۔ اُس وقت خدا نے میل ملاپ کے عہد کی جو اُس نے ابرہامؔ اور اسرائیل (یعقوبؔ) کے ساتھ باندھا تھا (پیدائش ۲۸ : ۱۳-۱۵) پھر پیشکش کی، تاکہ اسرائیل کی تمام قوم اس کی لپیٹ میں آئے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ "اب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے کیونکہ ساری زمین میری ہے۔ اور تم میرے لئے کاہنوں کی ایک مملکت اور ایک مُقدّس قوم ہو گے" (خروج ۱۹ : ۵-۶)۔ خدا نے اپنی طرف سے اسرائیل کو باضابطہ اپنے بیٹے بیٹیاں بنا کر (مقابلہ کیجئے خروج ۴ : ۲۲) راہِ نجات مہیا کی۔ یہ راہِ نجات خدا کے لاثانی بیٹے خداوند یسوع مسیح کی کفارہ بخش موت کی بنیاد پر کی گئی جو ایک دن خدا کے تمام لوگوں کو مخلصی دلانے کے لئے دُکھ اُٹھانے والے تھے (خروج ۲۴ : ۸؛ عبرانیوں ۹ : ۱۵-۲۲)۔ اسرائیل کے چناؤ میں ایک عالمگیر مقصد تھا یعنی یہ کہ وہ "شاہی کاہنوں کا فرقہ" بن جائیں تاکہ وہ دوسروں تک نجات لے جا سکیں (مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۵۶ : ۶-۷)۔ لیکن اس کے لئے انہیں چند عملی شرائط پوری کرنی تھیں تاکہ وہ عہدی میراث میں شریک ہو سکیں۔ اگر

تم میرے عہد پر قائم رہو تو . . . " بنیادی طور پر تو انہیں خدا کے لوگ بننے کے لئے خود کو ایمان کے ساتھ اُس کے سپرد کر دینا تھا، جیسا کہ موسیٰ نے کہا کہ " سن اے اسرائیل ! . . . تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ " (استثنا ۶ : ۴ - ۵) - چنانچہ خدا نے انہیں اپنی بنیادی اخلاقی شریعت یا احکام عشرہ (خروج ۲۰ : ۲ - ۱۷) کو توریت کے دیگر ضابطوں کی تفصیلات کے ساتھ دیا - خدا نے انہیں رسمی شریعت بھی دی تاکہ وہ اپنے آسمانی باپ کے ساتھ رفاقت رکھ سکیں (مثلاً احبار ۲۳ : ۳۹ - ۴۰ دیکھئے) اور انہیں معافی کی راہ مہیا کی تاکہ اگر وہ اس کی اخلاقی شریعت کی خلاف ورزی کریں تو معافی حاصل کر سکیں (مثلاً دیکھئے احبار ۶ : ۱ - ۳ ، ۶ - ۷) - رسمی شریعت صرف اس لئے موثر تھی کیونکہ وہ مسیح یسوع کے کفارہ بخش کام کا عکس یا علامت تھی (عبرانیوں ۹ : ۹ - ۱۴ ، ۲۳ - ۲۴) -

مئی ۱۴۲۵ ق م میں اسرائیلی کوچ کر کے (گنتی ۱۰ : ۱۱) شمال میں قادس کی طرف چل دیئے جو ملکِ موعود کی جنوبی سرحد پر تھا - لیکن ملک کی چالیس دن تک جاسوسی کرنے کے بعد ماسوا کالب اور یشوع تمام جاسوسوں نے جو اپنے قبیلے کے نمائندہ تھے ملک میں داخل ہونے کے بارے میں تسلی بخش رپورٹ نہیں دی : " جو لوگ وہاں بسے ہوئے ہیں وہ زور آور ہیں اور ان کے شہر بڑے بڑے اور فصیلدار ہیں " (گنتی ۱۳ : ۲۸) - پس اسرائیلی ملکِ موعود میں جانے سے انکار کر کے مصر واپس جانے پر اصرار کرنے لگے (گنتی ۱۴ : ۴) - موسیٰ کی شفاعت نے انہیں خدا کے فوری غضب سے بچا لیا لیکن خدا نے انہیں ۴۰ سال یعنی جاسوسی کے ہر دن کے لئے ایک سال بطور سزا بیابان میں بھٹکنے دیا تاکہ تمام باغی نسل بیابان میں ہی ختم ہو جائے (گنتی ۱۴ : ۳۲ - ۳۴) -

کافی عرصہ تک قادس میں قیام کرنے کے بعد (استثنا ۱ : ۴۶) بنی اسرائیل آگے روانہ ہوئے - ان کے راستہ کو گنتی باب ۳۳ میں بیان کیا گیا ہے لیکن ان مختلف منزلوں کی شناخت مشکل ہے ماسوا عصیون جابر کے جو خلیج عقبہ کے شمالی سرے پر واقع ہے - یہاں سے وہ پھر واپس قادس آ گئے (گنتی ۳۳ : ۳۵ - ۳۶) - اس خانہ بدوش زندگی نے لوگوں کو خدا پر انحصار کرنے پر مجبور کر دیا اور خدا نے انہیں نہ صرف آزمایا ہی بلکہ معجزانہ طور پر ان کی دیکھ بھال بھی کی (استثنا ۲ : ۷ ؛ ۸ : ۲ - ۴) - لیکن تربیت کے اس زمانہ پر ان کے بار بار بڑبڑانے اور انحراف سے (مثلاً قورح ، داتن اور ابیرام کی بغاوت دیکھئے گنتی ابواب ۱۶ - ۱۷) سایہ پڑتا ہے - یہاں تک کہ خود موسیٰ بھی لوگوں کے لئے پانی مہیا کرتے وقت خدا کو جلال نہ دے سکا (گنتی ۲۰ : ۱۰ - ۱۱) اور نتیجتہً خدا نے اُسے ملکِ موعودہ میں داخل ہونے سے روک دیا (آیت ۱۲) -

قریباً ۱۴۰۷ ق م کی گرمیوں کے آخری دنوں میں اسرائیلیوں نے پھر کنعان کی طرف بڑھنا شروع کیا (گنتی ۲۰ : ۲۸ ؛ ۳۳ : ۳۸) - لیکن ادومیوں نے (یہ اسرائیل کے قرابتی تھے جو یعقوب کے بڑے بھائی عیسو کی اولاد تھے) انہیں اپنے ملک میں سے گذرنے سے روک دیا (گنتی ۲۰ : ۲۱) - نتیجتہً انہیں پھر بحیرہ قلزم پر عصیون جابر واپس جانا پڑا ، تاکہ وہ ادوم اور موآب کی مشرقی سرحد پر " شاہراہ " سے ادوم کے اوپر سے ہوتے ہوئے جائیں (گنتی ۲۱ : ۴ ، ۲۲) - اس طرح اسرائیلی بحیرہ مردار کے مقابل کنعانی شہر حصبون پہنچ گئے لیکن وہاں کے بادشاہ سیحون نے انہیں اپنے ملک میں سے راستہ دینے سے انکار کر دیا - دراصل خدا نے ہی اس کے دل کو سخت کر دیا تھا (استثنا ۲ : ۳۰) - جب اُس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تو اُسے شکست کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ اسرائیلیوں نے جلعاد کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا (گنتی ۲۱ : ۲۴) - یہی حشر بسن کے بادشاہ عوج کا ہوا - چنانچہ بنی اسرائیل نے یردن کے پار کے تمام شمالی علاقے پر قبضہ کر لیا (آیت ۳۵) - قریباً ۱۴۰۶ ق م کے ماہ فروری کے آخر میں بنی اسرائیل اس قابل ہو گئے کہ دریا یردن کو پار کر کے مواب کے میدان میں یریحو کے بالمقابل ڈیرے لگائیں (استثنا ۱ : ۳ - ۵) -

خدا کے عظیم خادم موسیٰ نے اپنے آخری ایام میں اسرائیل کی مردم شماری کی تو چھ لاکھ سے تھوڑے زیادہ جنگی مرد نکلے - یہ تعداد ۴۰ سال پیشتر خروج کے وقت لوگوں کی تعداد سے تھوڑی کم تھی (گنتی ۲۶ : ۵۱ مقابلہ کیجئے ۱ : ۴۶) - اُس وقت موسیٰ نے روبن ، جد اور منسی کے آدھے قبیلے کی یردن پار کے مفتوح علاقے میں بسنے کی درخواست قبول کر لی (گنتی باب ۳۲) اور مغربی کنعان کو باقی قبیلوں میں تقسیم کرنے کو کہا (گنتی ابواب ۳۳ - ۳۴) - اس موقع پر بلعام نے جسے موآبیوں نے اجرت پر بنی اسرائیل پر لعنت کرنے کو بلایا تھا ان پر الٰہی برکات کا اعلان کیا - اس غیب بین کی مثل اپنے نکتہ عروج کو اُس وقت پہنچتی ہے جب اس نے موعودہ بادشاہ المسیح کے متعلق پیشینگوئی کی جو اسرائیل کی معرفت مبعوث ہونے والے تھے : " میں اسے دیکھوں گا تو سہی پر ابھی نہیں - وہ مجھے نظر بھی آئے گا پر نزدیک سے نہیں - یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلے گا اور اسرائیل میں سے ایک عصا اُٹھے گا اور موآب کی نواحی کو مار مار کر صاف کر دے گا اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالیگا " (گنتی ۲۴ : ۱۷) - تب موسیٰ نے یشوع کو اپنا جانشین مسح کیا (گنتی ۲۷ : ۲۳) اپنے دو آخری خطبات دیئے جو زیادہ تر استثنا ابواب ۱ - ۴ اور ۵ - ۳۰ پر مشتمل ہیں - پھر وہ ملکِ کنعان کو دیکھنے کے لئے کوہِ پسگہ پر چڑھ گیا - وہاں پر اس نے وفات پائی اور خدا نے خود اُسے دفن کیا (استثنا ۳۴ : ۵ - ۶) - وہی عبرانی قوم کا بانی تھا : " اُس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کیں نہیں اُٹھا " (آیت ۱۰) -

۲ - فتوحات

جس وقت یشوعؔ موسیٰؔ کا جانشین مقرر ہوا اُس وقت ملکِ کنعانؔ کی حالت ایسی تھی کہ بنی اسرائیل اُسے آسانی سے فتح کر سکتے تھے۔ اُن دنوں کنعانؔ ملکِ مصرؔ کے برائے نام ہی ماتحت تھا۔ امن ہوتپ سوم (تقریباً ۱۴۱۲ - ۱۳۷۶) نے جو "عظیم الشان" کہلاتا تھا اور جس کی حکومت لہو و لعب کی دلدادہ، فوجی لحاظ سے کمزور اور تنزل پذیر تھی اُسے نظرانداز کئے رکھا۔ سیاسی لحاظ سے فلسطینؔ چھوٹے چھوٹے خود مختار شہروں پر مشتمل تھا جن کا مصرؔ کی ایک صدی تک بدنظمی کے باعث اپنا کوئی مشترکہ دفاع نہیں تھا۔ تاہم کنعانی معیارِ زندگی حملہ آور اسرائیلیوں سے زیادہ بلند تھا اور یہ ایک ایسی حقیقت تھی جس نے بعد ازاں اُن کے بُت پرستانہ مذہب کو اسرائیلیوں کے نزدیک ثقافتی وزن بخشا۔ تقریباً ۱۴۰۶ ق م کے موسمِ بہار میں دریائے یردنؔ میں سالانہ سیلاب آیا ہوا تھا (یشوع ۳ : ۱۵) - لیکن یشوعؔ کو اُمید تھی کہ خدا معجزانہ طور پر مداخلت کرے گا (آیت ۱۳)، اور ایسا ہوا بھی - خداوند نے سچ مچ کنعانؔ میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھول دیا - یریحوؔ سے ۱۵ میل شمال میں "جو پانی اُوپر سے آتا تھا وہ خوب دُور آدمؔ کے پاس جو ضرتانؔ کے برابر ایک شہر ہے رُک کر ایک ڈھیر ہو گیا" (آیت ۱۶) - چنانچہ اسرائیلی عہد کے صندوق کی راہنمائی میں (یشوع ۳ : ۱۴، ۱۵) نسبتاً خشک دریا میں سے گذر کر پار پہنچ گئے (مقابلہ کیجئے ۴ : ۱۸)-

یشوعؔ کی فتوحات تین بڑی مہمات پر مشتمل تھیں جو اُس نے وسطی، جنوبی اور شمالی کنعانؔ میں سر کیں - اُس کا پہلا ہدف یریحوؔ تھا جو اس کے سامنے مغرب کی طرف وادیِ یردنؔ میں واقع تھا - لیکن جب اسرائیلی یریحوؔ کی فصیل پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تو خدا نے اُسے مسمار کر دیا (یشوع ۶ : ۲۰) اور یشوعؔ نے شہر کو خدا کے لئے مخصوص کیا (آیت ۲۱) - پھر یشوعؔ کنعانؔ میں مغرب کی طرف بڑھا اور لشکر میں گناہ کے باعث ابتدائی ناکامی کے بعد (یشوع ۷ : ۲۰ - ۲۱) عیؔ کے شہر پر قبضہ کر لیا - غالباً یہ شہر بیت ایلؔ کے بڑے شہر کے بیرونی حصار کا کام دیتا تھا (یشوع ۸ : ۱۷) جو مزید کسی مزاحمت کے بغیر سر ہو گیا (یشوع ۱۲ : ۱۶ مقابلہ کیجئے قضاۃ ۱ : ۲۲) - اس طرح یشوعؔ تمام وسطی کنعانؔ کو زیر کرنے کے بعد اسرائیلیوں کو سکمؔ کے سامنے لے آیا تاکہ موسوی شریعت کا پھر سے اقرار کیا جائے اور یوں اس کی تصدیق ہو جائے (۸ : ۳۰ - ۳۴ - مزید دیکھئے استثنا ۲۷ : ۱۱ مابعد) -

جنوب میں جبعونؔ مطیع ہو گیا اور خدا نے ان کے لئے جو بربادی مقرر کی تھی اُس سے وہ چالاکی سے بچ گئے (یشوع ۹ : ۱۵؛ استثنا ۷ : ۲) - لیکن ان کے اِس کام کی وجہ سے پانچ اموری بادشاہوں نے یروشلیمؔ کی سربراہی میں اتحاد کر کے جبعونؔ کا محاصرہ کر لیا (یشوع ۱۰ : ۵) - جب یشوعؔ کو اس محاصرہ کے متعلق اطلاع ملی تو وہ اپنے اتحادی کو بچانے کے لئے آگے بڑھا (آیت ۹) اور دشمن کو اچانک جا لیا - خدا کی مدد سے اس نے اُن اتحادی فوجوں کو مکمل طور پر شکست دے کر ان کا عجلونؔ کی وادی تک تعاقب کیا - تب بنی اسرائیل تمام جنوبی فلسطینؔ کو سر کرنے کے لئے آگے بڑھے (یشوع ۱۰ : ۲۸ - ۴۲) -

بالآخر شمالی فلسطینؔ کو بھی خطرے کا احساس ہو گیا - حصورؔ کے بادشاہ یابینؔ کی راہنمائی میں وہاں کے بادشاہوں نے مل کر حملہ کیا (یشوع ۱۱ : ۵) - لیکن یشوعؔ نے گلیلؔ کے شمال مشرق میں میرومؔ کی جھیل پر اُن پر اچانک حملہ کر دیا اور ان اتحادیوں کو بھی مکمل طور پر شکست دی (آیات ۷ - ۸) - یشوعؔ نے ان کے شہروں میں سے صرف حصورؔ کو برباد کیا (آیات ۱۳) - اس فتح کا مطلب یہ تھا کہ یریحوؔ کی فتح کے چھ سال بعد (مقابلہ کیجئے یشوع ۱۴ : ۱۰) تمام کنعانؔ یشوعؔ کے قدموں میں آ گرا (یشوع ۱۱ : ۱۶) -

"یوں خداوند نے اسرائیل کو وہ سارا ملک دیا جسے ان کے باپ، دادا کو دینے کی قسم اُس نے کھائی تھی . . . . اور جتنی اچھی باتیں خداوند نے اسرائیل کے گھرانے سے کہی تھیں ان میں سے ایک بھی نہ چھوٹی - سب، کی سب، پُوری ہوئیں" (یشوع ۲۱ : ۴۳، ۴۵) - کنعانیوں میں ابھی تک مزاحمت کرنے کا دم خم باقی تھا اور درحقیقت خدا نے بھی اسرائیلیوں کو یہ ملک بتدریج دینے کا وعدہ کیا تھا (خروج ۲۳ : ۲۸ - ۳۰؛ استثنا ۷ : ۲۲) - ابھی بہت سے علاقے پر قبضہ کرنا باقی تھا (یشوع ۱۳ : ۱) لیکن اب یشوعؔ اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے باعث ملک کو اسرائیلیوں کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کرنے پر مجبور ہو گیا تھا (یشوع ابواب ۱۳ - ۲۲)۔ پھر اس نے قوم کو یہوواہ کے وفادار رہنے کی تلقین کی (یشوع ۲۴ : ۱۵) اور وفات پا گیا -

۳ - قاضی

موسیٰؔ نے کنعانیوں کو بالکل نابود کرنے کا حکم دیا تھا (استثنا ۷ : ۲) - اس کی دو وجوہات تھیں - پہلی یہ کہ وہ عرصۂ دراز سے بدکاری و بداخلاقی میں زندگی بسر کر رہے تھے (استثنا ۹ : ۵، مقابلہ کیجئے پیدائش ۹ : ۲۲، ۲۵؛ ۱۵ : ۱۶) اور دوسری یہ کہ کہیں ان کے نفرت انگیز مذہب کا سایہ خدا کے لوگوں پر نہ پڑ جائے (استثنا ۷ : ۴؛ ۱۲ : ۳۱) - یشوعؔ کی موت کے فوراً بعد کے عرصے میں یہوداہ نے اُس فرمان کے مطابق یروشلیمؔ کو سر کر لیا (قضاۃ ۱ : ۸) لیکن اس پر قبضہ نہ کیا (آیت ۲۱) - اور افرائیمؔ اور منسیؔ نے بھی بیت ایلؔ کو تہ تیغ کیا (آیت ۲۵) - اس کے بعد وہ موسیٰؔ کے اُس حکم پر عمل کرنے میں ناکام رہے - اب اسرائیلیوں نے کنعانیوں کو نکالنا ترک کر دیا اور نہ کسی اور شہر پر قبضہ کیا (آیات ۲۷ : ۳۳) - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود دانؔ کے قبیلہ کو نکلنا پڑا (آیت ۳۴) - لہٰذا ابدی تو برداشت کرنے کی اصلاح قوم کو دُکھ دینے کے وسیلے سے کی گئی (قضاۃ ۲ : ۳) -

یوں خدا ساڑھے تین سو سال تک اپنی قوم کی درج ذیل باتوں کے بارے میں تربیت کرتا رہا: (۱) خداوند کا غضب گناہ پر بھڑکتا ہے۔ جب وہ آزمائش میں گرے تو خدا نے "ان کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ جو آس پاس تھے بیچا۔ سو وہ پھر اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے" (قضاۃ ۲: ۱۴)۔ (۲) خدا توبہ کرنے والے پر رحم کرتا ہے۔ تب وہ ان کے لئے قاضیوں کو برپا کرتا اور وہ ان کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑاتے (قضاۃ ۲: ۱۸)۔ (۳) انسان مکمل طور پر سیاہ کار ہے۔ "جب وہ قاضی مر جاتا تو وہ برگشتہ ہو کر اور معبودوں کی پیروی میں اپنے باپ دادا سے بھی زیادہ بگڑ جاتے" (قضاۃ ۲: ۱۹)۔ یوں ۱۴ قاضیوں کا زمانہ (۱۲ قضاۃ کی کتاب میں اور ۲ عیلی اور سموئیل ا۔سموئیل میں) انسان کے بار بار گناہ کے مرتکب ہونے کے سلسلہ کو، اُس کے تائب ہونے کو اور پھر نجات کو ظاہر کرتا ہے۔

تقریباً ۱۴۰۰ سے ۱۰۵۰ تک خدا نے اپنی الٰہی پروردگاری کو ظاہر کرنے کے لئے جن بڑی بڑی بیرونی قوتوں کو استعمال کیا وہ شمالی فلسطین کی حتی حکومت اور جنوب کی مصری حکومت تھیں۔ لیکن ان حکومتوں کو علم نہیں تھا کہ خدا اُنہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے تاہم جن سالوں میں ان دونوں نے فلسطین میں امن قائم رکھا، یہ وہی عرصہ تھا جو خدا نے اسرائیل کو آرام دینے کیلئے چُنا تھا۔ مثلاً شبیلولیوما نے Shubbiluliuma جس نے ۱۳۸۵ ق م میں نئی حتی حکومت کا تخت سنبھالا، فلسطینی ریاستوں میں جو برائے نام امن ہوتپ سوم اور چہارم کی وفادار تھیں نفاق کا بیج بویا۔ اُس کی یہ عالمگیر سازش، اسرائیل کی پہلی شکست کے ساتھ جو انہیں مسوپتامیہ کے بادشاہ (قضاۃ ۳: ۸) کوشن رشتیم کے ہاتھوں اٹھانی پڑی، مطابقت رکھتی ہے۔ لیکن اس کی اصل وجہ بنی اسرائیل کا اُس اخلاقی معیار پر جو خدا نے اُنہیں کوہ سینا پر دیا تھا پورا نہ اترنے کا گناہ تھا (مقابلہ کیجئے میکاہ اور دانیوں کے گندے واقعات اور بنیمینیوں کی شرارت، قضاۃ ابواب ۱۷: ۲۱ جو اسی زمانہ کی تھی۔ قضاۃ ۱۸: ۱؛ یشوع ۱۹: ۴۷؛ ۲۰: ۲۸)۔ لیکن جب "بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے بنی اسرائیل کے لئے ایک رہائی دینے والے کو برپا کیا اور کالب کے چھوٹے بھائی قنز کے بیٹے غتنی ایل نے ان کو چھڑایا" (قضاۃ ۳: ۹)۔ اس کے بعد فلسطین میں جو چالیس سال تک امن قائم رہا وہ فلسطین پر حتیوں کی حکومت کا مرہون منت تھا جو شبیلولیوما Shubbiluliuma کی موت (۱۳۴۵ ق م) کے بعد کچھ سالوں تک قائم رہی۔

لیکن ۱۳۲۰ ق م میں جب ۱۹ ویں شاہی خاندان کی بنیاد پڑی اُس نے مصر کے علاقائی دعووں کا از سر نو اعادہ شروع کر دیا۔ تاہم اس عالمگیر افراتفری کے پس پشت وہی حقیقت تھی کہ "بنی اسرائیل نے پھر خداوند کے آگے بدی کی۔ تب خداوند نے موآب کے بادشاہ عجلون کو اسرائیلیوں کے خلاف زور بخشا سو بنی اسرائیل ۱۸ برس تک موآب کے بادشاہ عجلون کے مطیع رہے۔ لیکن جب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے بنیمینی جیرا کے بیٹے اہود کو جو بین ہتھا تھا ان کا چھڑانے والا مقرر کیا" (قضاۃ ۳: ۱۲-۱۵)۔ اس کے بعد خدا نے انہیں ۸۰ سال تک امن بخشا۔ مزید براں یہ مصر کے سیتی اول اور رعمسیس دوم کے درمیان ۱۳۱۵ ق م کے معاہدہ کا زمانہ تھا جس نے مشرق قریب کو اس کے متعلقہ حلقہ اثر میں تقسیم کر کے امن و امان برقرار رکھا۔ پھر اس کی تجدید ۱۲۸۹ ق م میں رعمسیس دوم کی بے مقصد جنگ کے بعد کی گئی اور اُس پر آخری عظیم حتی بادشاہ کی ۱۲۵۰ ق م میں موت تک سختی سے عمل کرایا گیا۔

حصور کے کنعانی بادشاہ یابین دوم کی بنی اسرائیل پر جابرانہ حکومت کے خلاف (قضاۃ ۴: ۲-۳)، خدا نے چوتھا قاضی برپا کیا۔ یہ ایک عورت دبورہ تھی۔ اُس کا سپہ سالار برق تھا۔ اُس نے شمال کے وسطی قبیلوں کو وادی اسدرلون میں یابین کے سپہ سالار سیسرا سے جنگ کرنے کے لئے جمع کیا"۔ تب ستارے بھی اپنی اپنی منزل میں سیسرا سے لڑے" (قضاۃ ۵: ۲۰ مقابلہ کیجئے آیت ۲۱ سے) اور خداوند نے بارش کا طوفان بھیج کر سیسرا کے زبردست رتھوں کو غیر موثر بنا دیا اور سیسرا کو جنگ سے فرار ہوتے وقت ایک قینی عورت نے قتل کر دیا۔ دبورہ کی فتح کے بعد جو ۴۰ سال کا امن قائم ہوا وہ ۱۹ ویں خاندان کے آخری عظیم فرعون رعمسیس سوم کی مضبوط حکومت کے زمانہ میں ہوا۔

اس کے بعد مشرقی صحرا کے خانہ بدوش مدیانیوں اور عمالیقیوں نے بدکار اسرائیل پر حملہ کیا (قضاۃ ۶: ۲-۶)۔ لیکن ۱۱۷۵ ق م کے قریب خداوند نے اپنے لوگوں کی عاجزانہ دعاؤں کا جواب دیا اور جدعون کو اُس کے ۳۰۰ منتخب جوانوں کے ساتھ برپا کیا۔ تب "یہوواہ کی اور جدعون کی تلوار" نے اسرائیل کو خانہ بدوشوں کے حملوں سے بچایا (قضاۃ ۷: ۱۹-۲۵؛ ۸: ۱۰-۱۲)۔ تقریباً ۲۵ سال بعد کے پُرامن منظر کی روت ابواب ۲ تا ۴ کی تصدیق کرتے ہیں۔ جدعون کے بیٹے ابی ملک کے اپنے آپ کو اسرائیل کا بادشاہ بنانے (قضاۃ باب ۹) کے باعث جو ہنگامہ کھڑا ہوا اس کی اصلاح چھٹے اور ساتویں قاضی تولع اور یائیر نے کی (جو یقیناً ایک ہی وقت میں تھے کیونکہ موخرالذکر کی فتوحات کا کوئی ذکر نہیں ملتا قضاۃ ۱۰: ۱-۵)۔ لیکن اُنکی ۱۱۱۰ ق م میں موت کے بعد بنی اسرائیل نے پھر بدی کی۔ اس لئے خدا نے اُنہیں بیک وقت دو حملہ آوروں مشرق میں مدیانیوں اور مغرب میں فلستیوں (قضاۃ ۱۰: ۷) کے حوالہ کر دیا۔ ۱۸ سال کے بعد آٹھویں قاضی افتاح (باب ۱۱) نے مشرقی اسرائیل کو رہائی دلائی جس کے بعد ۳ مزید چھوٹے قاضی برپا ہوئے لیکن مغربی اسرائیل پورے چالیس سال تک فلستیوں

کی بڑھتی ہوئی قوت کے زیرِعتاب رہا (قضاۃ ۱۳: ۱)، جب تک کہ ۱۰۷۰ق م میں سموئیل نبی برپا نہ ہوا۔ اس عرصہ میں عیلی کی (تقریباً ۱۰۹۰ق م تک، ۱۔سموئیل ۴: ۱۸) اور سمسون کی بھی جو قضاۃ کی کتاب کا ۱۲واں اور آخری قاضی تھا سرگرمیاں بھی شامل ہیں (ابواب ۱۳-۱۶ ؛ تقریباً ۱۰۷۵ق م تک قضاۃ ۱۵: ۲۰)۔

فلستی، حام کی نسل سے تھے۔ لیکن مقامی فلستینیوں کے برعکس جو حام کے بیٹے کنعان کی اولاد تھے، وہ اپنے آپ کو اس کے بڑے بھائی مصر کے ذریعہ کسلوح (پیدائش ۱۰: ۱۴) اور کفتور (عاموس ۹: ۷) کی اولاد سمجھتے تھے۔ اِن قبل از تاریخ کریتی لوگوں میں سے کچھ فلسطین کے بحیرۂ روم کے ساحل پر قریباً ۲۰۰۰ق م میں ہی بس گئے تھے (پیدائش ۲۱: ۳۲؛ ۲۶: ۱۴ مقابلہ کیجئے استثنا ۲: ۲۳؛ یشوع ۱۳: ۲۳)۔ درحقیقت "فلسطین" کا مطلب ہی "فلستیوں کا ملک" ہے۔ لیکن ۱۲۰۰ ق م میں کریتے پر بربروں کے قبضہ کے ساتھ ہی "کفتور کے جزیرہ کے باقی لوگ" (یرمیاہ ۴۷: ۴) قدیم فلستی بستیوں کو کمک پہنچانے کے لئے آ گئے۔ اگرچہ قریباً ۱۱۹۶ ق م میں مصر کے رعمسیس سوم کے ہاتھوں شکستِ فاش کھانے کے باوجود اِن "ملاح لوگوں" نے اپنے اعلےٰ نظم و ضبط اور سازوسامان کے بل پر (مقابلہ کیجئے قضاۃ ۳: ۳۱؛ ۱۔سموئیل ۱۳: ۱۷-۲۲؛ ۵: ۱-۶) بالترتیب ۱۱۱۰ ق م، ۱۰۵۵ق م اور ۱۰۱۰ ق م میں اسرائیل پر حملے کئے اور اس کے وجود کے لئے ہی خطرہ بن گئے۔ ان کی اسرائیلیوں کے ساتھ پہلی لڑائی ابنِ عزر کے مقام پر ہوئی (۱۔سموئیل باب ۴) جس کا نتیجہ عیلی اور اس کے بیٹوں کی موت، عہد کے صندوق کے چھن جانے اور سیلا میں خداوند کے گھر (دیکھئے یرمیاہ ۷: ۱۴) کی بربادی کی صورت میں نکلا۔ لیکن خداوند نے اپنے فضل میں سموئیل نبی کو برپا کیا جس نے قریباً ۱۰۷۰ق م میں فلستیوں کو ابنِ عزر کی دوسری لڑائی میں شکست دی (قضاۃ باب ۷)۔ لیکن بعد میں جب سموئیل نبی نے بطور قاضی اپنے بہت سے اختیارات اپنے شریر بیٹوں کو دیئے (۱۔سموئیل ۸: ۳) تو فلستی بڑے ظلم و تشدد کے ساتھ واپس آ گئے (مقابلہ کیجئے ۱۔سموئیل ۳۱: ۱-۱۰؛ قضاۃ ۱۶: ۲۵) تاکہ غیر منظم و منتشر اسرائیل کو تباہ و برباد کر دیں۔

۴۔ متحدہ سلطنت

اسرائیل کی متحدہ سلطنت ان کے مطالبہ کی وجہ سے ان کو قبل از وقت دے دی گئی۔ اگرچہ خدا نے فرمایا تھا کہ وہ پاک بنیں اور علیحدہ رہیں (احبار ۲۰: ۲۶) تو بھی وہ "اَور قوموں کی طرح" بننا چاہتے تھے (۱۔سموئیل ۸: ۵)۔ وہ خدا کی بجائے جو ان پر اپنے قاضیوں کے ذریعہ حکومت کرتا تھا کسی انسان کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے تاکہ وہ ان کی طرف سے لڑائی کرے (۸: ۲۰)۔ وہ یہ بھول بیٹھے تھے کہ یہ ان کی خدا سے بے وفائی ہی تھی جس کی وجہ سے ان پر حملے ہو رہے تھے۔ تاہم ان کی بغاوت سے خدا کا مقصد پورا ہوتا تھا (دیکھئے زبور ۷۶: ۱۰) کیونکہ اُس نے بہت عرصہ پہلے ہی مقرر کر رکھا تھا کہ ایک دن اسرائیل میں بادشاہت قائم ہو گی جس پر یسوع المسیح حکومت کریں گے (پیدائش ۴۹: ۱۰؛ گنتی ۲۴: ۱۷)۔ چنانچہ خدا نے سموئیل نبی کو ایک بادشاہ کو مسح کرنے کا حکم دیا (۱۔سموئیل ۸: ۲۲) اور اُسے ساؤل بنیمینی کی طرف بھیجا (۱۔سموئیل باب ۹)۔

ساؤل کے بادشاہ بننے کے تین مرحلے تھے۔ سب سے پہلے سموئیل نے اُسے علیحدگی میں مسح کیا اور وہ خدا کی روح سے بھر گیا (۱۔سموئیل ۱۰: ۱۰)۔ پھر وہ سب کے سامنے مصفاہ میں چُنا گیا (آیت ۲۴)، اور آخر میں سب لوگوں نے اُس کی اُس وقت تصدیق کی جب اُس نے یبیس جلعاد کے لوگوں کو عمونیوں کے حملے سے رہائی دلائی (۱۔سموئیل باب ۱۱)۔ اُس کے چالیس سالہ عہدِ حکومت میں (۱۰۵۰-۱۰۱۰ ق م مقابلہ کیجئے اعمال ۱۳: ۲۱) اُس کے سب سے بڑے دُشمن فلستی تھے۔ اِن حملہ آوروں نے اس کی سلطنت کے کافی علاقے پر قبضہ کر رکھا تھا اور کھُلی جنگ ۱۰۴۸ق م میں ہوئی (۱۔سموئیل ۱۳: ۱)۔ جب ان کی ایک چوکی کو اُس کے بیٹے یونتن نے برباد کر دیا (آیت ۳)۔ اس کے بعد مکماس کی جنگ میں یونتن کی ذاتی بہادری (۱۔سموئیل ۱۴: ۱۴) اور خدا کی طرف سے بھیجے گئے زلزلہ کے بارے میں ان کی توہم پرستی نے (آیات ۱۵-۲۰) انہیں شکستِ فاش سے دوچار کر دیا۔ یوں ساؤل بادشاہ نے دوسری بار ظلم وستم کو ختم کیا۔ لیکن چونکہ وہ سموئیل نبی کی فرمانبرداری کرنے سے قاصر رہا (۱۔سموئیل ۱۳: ۸-۹) اس لئے اسرائیل کے تخت پر اس کے خاندان کے حق کو ختم کر دیا گیا (آیت ۱۴)۔

ساؤل نے جبعہ سے "بہادری کر کے" اسرائیل کو ہر طرف سے اس کے دشمنوں سے رہائی دلائی (۱۔سموئیل ۱۴: ۴۷-۴۸)۔ لیکن جب اُسے اسرائیل کے سنگ دل دشمن عمالیقیوں کو تباہ کرنے کا حکم دیا گیا (۱۔سموئیل ۱۵: ۱-۳، مقابلہ کیجئے خروج ۱۷: ۱۴)، تو اُس نے نافرمانی کی۔ اُس نے نہ تو بادشاہ کو قتل کیا اور نہ لُوٹ کے مال میں سے اچھے اچھے جانور ہلاک کئے۔ اُس نے یہ عذر پیش کیا کہ ان سے خدا کے حضور قربانی گذرانی جائے گی (آیات ۲۳، ۲۸)۔ تب سموئیل نے ساؤل کا بادشاہت سے ہٹائے جانے کا اعلان کیا اور یہوداہ کے قبیلے کے یسّی کے بیٹے داؤد کو اسرائیل کا بادشاہ ہونے کے لئے خفیہ طور پر مسح کیا (۱۔سموئیل ۱۶: ۱۳)۔ اُس وقت داؤد کی عمر تقریباً ۱۵ سال تھی (مقابلہ کیجئے ۲۔سموئیل ۵: ۴) لیکن اُسے خدا کے فضل سے دربار میں جلد ترقی مل گئی۔ پہلے وہ ساؤل کا مُطرب مقرر ہوا (آیات ۲۱-۲۳) اور پھر اُس نے فلستی پہلوان جولیت پر فتح حاصل کی (باب ۱۷)۔ ان باتوں کے علاوہ ساؤل کا بڑھتا ہوا حسد بھی اُس کی ہر دلعزیزی کا باعث بنا جس کی وجہ سے اُسے دربار سے بھاگنا اور جنگ کے خطرات سے گذرنا پڑا (آیات ۲۷: ۳۰)۔ ساؤل کی دشمنی

کے باعث داؤد اور اس کے ساتھیوں کو جلا وطن ہونا پڑا، پہلے یہوداہ میں (۱-سموئیل ابواب ۲۰-۲۶) اور پھر جات کے فلستی بادشاہ کے پاس بطور رعیت (۱-سموئیل ابواب ۲۷-۳۰)۔ لیکن جب ساؤل اپنی تمام قوت کو داؤد کے لاحاصل تعاقب میں صرف کر رہا تھا تو فلستیوں نے پوری قوت سے تیسری بار اسرائیل پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں (۱۰۱۰ ق م)۔ داؤد بڑی مشکل سے اپنی قوم کے خلاف جنگ کرنے سے بچا (۱-سموئیل ۲۹: ۴ مقابلہ کیجئے آیت ۸)۔ ساؤل کو کوہِ جلبوعہ پر شکست ہوئی اور اُس نے قیدی بننے سے بچنے کے لئے خودکشی کر لی (۱-سموئیل ۳۱: ۴)۔ اسرائیل کا اپنے لئے بادشاہ کا گناہ آلودہ مطالبہ خود ان کے لئے سزا کا باعث بنا۔

جب داؤد کو ساؤل کی موت کا علم ہوا تو وہ حبرون کو چلا گیا اور اپنے قبیلہ یہوداہ کا بادشاہ بنا (۲-سموئیل ۲: ۴)۔ لیکن داؤد کی سیاست کے باوجود بھی ساؤل کے طرفداروں نے اُس کے بیٹے اِشبوست کو شمالی اور مشرقی قبیلوں کا بادشاہ مقرر کیا (آیات ۷-۸)۔ لہٰذا خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ لیکن داؤد کا پلّہ بھاری ہوتا گیا (۲-سموئیل ۳: ۱)۔ بالآخر اشبوست کی موت کے بعد قبیلوں کے نمائندے حبرون میں جمع ہوئے اور داؤد کو تمام اسرائیل کا بادشاہ ہونے کے لئے مسح کیا (۱۰۰۳ ق م)۔ اب فلستیوں کو احساس ہوا کہ ان کی رعیّت کا آدمی ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور ان کے اپنے مستقبل کا انحصار فوری قدم اُٹھانے میں ہے۔ لیکن داؤد نے اپنی جلاوطنی کی پناہ گاہ پر (۲-سموئیل ۵: ۱۷) اپنی وفادار فوجوں سے حملہ کیا (مقابلہ کیجئے ۲-سموئیل ۲۳: ۱۳-۱۷)۔ اور یروشلیم کے نواح میں دو شاندار فتوحات کے ذریعہ (۲-سموئیل ۵: ۹-۲۵) نہ صرف فلستیوں کے آخری حملہ کو ختم کر دیا بلکہ بالآخر جات کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور فلستیوں کی باقی ریاستوں کو بھی مطیع بنا لیا (۱-تواریخ ۱۸: ۱)۔

اب یہودی حکومت کا عروج کی طرف قدم بڑھانے کا وقت آ گیا تھا۔ حتّیوں پر بربری غالب آ گئے تھے، مصر کے ۲۱ ویں شاہی خاندان کو کاہنوں اور تجّاروں کی باری باری حکومت نے غیر موثر بنا دیا تھا (۱۱۰۰ ق م کے بعد) اور اسُور دوسروں کو کمزور کرنے کے بعد خود بھی اپنے نااہل بادشاہوں کے ہاتھوں کمزور پڑ گیا تھا۔ اب چونکہ فلستیہ کی بھی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لئے اسرائیل ڈیڑھ سو سال تک غیر ملکی حملوں کے خطرے سے محفوظ رہا۔ داؤد بادشاہ نے سب سے پہلا قدم یروشلیم کو کنعانیوں سے چھیننے کے لئے اُٹھایا۔ فوجی لحاظ سے صیّون ایک نہایت عمدہ قلعہ تھا (۲-سموئیل ۵: ۶، ۹)۔ سیاسی لحاظ سے یہ شہر جو یہوداہ اور اسرائیل کے درمیان واقع تھا جن کے تعلقات ابھی تک درست نہیں تھے داؤد کے لئے ایک فطری دارالحکومت تھا اور مذہبی لحاظ سے چونکہ وہاں خدا کا عہد کا صندوق رکھا ہوا تھا (۲-سموئیل ۶: ۱۷)

اس لئے اُس سے لوگوں کی روحانی امیدیں وابستہ تھیں (زبور ۸۷)۔ پھر تقریباً ۱۰۰۲ تا ۹۹۵ ق م کے درمیان داؤد نے اپنی قوت کو شمال میں دریائے فرات سے (۲-سموئیل ۸: ۳)، جنوب میں بحیرۂ قلزم تک (آیت ۱۴) ہر طرف بڑھایا۔

داؤد نے یروشلیم میں یہوواہ کے شایانِ شان ہیکل تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن خدا نے اُس کی اس خواہش کو اُس کی خونریز دورِ حکومت کے باعث روک دیا (۱-تواریخ ۲۲: ۸ مقابلہ کیجئے ۲-سموئیل ۸: ۲)، تاہم خدا کے نبی نے اُسے بتایا کہ "خداوند تیرے گھر کو بنائے رکھے گا" (۲-سموئیل ۷: ۱۱)۔ اُس نے اس کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا "جب تیرے دن پورے ہو جائیں گے اور تو اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جائے گا تو میں تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہی میرے نام کا ایک گھر بنائے گا"۔ مزید براں خدا کا یہ وعدہ سلیمان سے آگے بڑھتا ہے اور اس میں تکمیل پاتا ہے جس میں اسرائیل کا آخری مقصد پورا ہوگا: "میں اس کی سلطنت کا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کروں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا" (۲-سموئیل ۷: ۱۳-۱۴؛ عبرانیوں ۱: ۵)۔ ازلی و ابدی مسیح بیچ بیچ "وصیت کنندہ"، کی موت مریں گے (زبور ۲۲: ۱۶-۱۸) لیکن اپنے لوگوں کو ہمیشہ کی زندگی دینے کے لئے قدرت کے ساتھ جی اُٹھیں گے (زبور ۲۲: ۲۲، ۲۶؛ ۱۶: ۱۰-۱۱)۔ یوں یسّی کے بیٹے نے اپنے داؤدی عہد میں (زبور ۸۹: ۳؛ ۱۳۲: ۱۲) اُس مخلصی بخش مکاشفہ کی بنیادی توضیح و تشریح کا جو خدا نے کوہِ سینا پر دیا تھا تجربہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنے مزامیر اور دیگر الہامی تحریرات میں پکار اُٹھا:

"میرا گھر تو سچ مچ خدا کے سامنے ایسا ہے بھی نہیں
تو بھی اُس نے میرے ساتھ ایک دائمی عہد جس کی سب
باتیں معیّن اور پایدار ہیں باندھا ہے
کیونکہ یہی میری ساری نجات اور ساری مراد ہے۔
گو وہ اس کو بڑھاتا نہیں" (۲-سموئیل ۲۳: ۵)۔

داؤد بادشاہ اپنی بعد کی زندگی میں زناکاری اور قتل کا مرتکب ہوا (۲-سموئیل باب ۱۱) اور اپنے بیٹوں کو کنٹرول کرنے میں فیل ہوا (۲-سموئیل ابواب ۱۳-۱۴) اور اس کی اُسے واجبی سزا ملی (۲-سموئیل ابواب ۱۵-۱۶ مقابلہ کیجئے ۱۲: ۱۰-۱۲)۔ ابی سلوم کی بغاوت نے شمالی اسرائیل اور جنوبی یہوداہ میں دشمنی کو اور بھی بڑھا دیا (۲-سموئیل ۱۹: ۴۱-۴۳)۔ لیکن ۹۷۰ ق م میں اس کی موت کے بعد داؤد اپنے دوسرے بیٹے سلیمان کے سپرد ایک ایسی سلطنت کرنے کے قابل بن گیا جو اسرائیلی قوت کے عروج کا مظہر بنی۔

سلیمان بادشاہ نے اپنی تخت نشینی پر خون خرابہ کے بعد

(۱-سلاطین ۲:۲۵،۳۴،۳۶) امن وامان اور خوشحالی میں حکومت کی۔ اُسے اپنے ۴۰ سالہ دورِ حکومت میں صرف ایک مرتبہ جنگ لڑنی پڑی (۲-تواریخ ۸:۳)۔ اُس نے مصر کے ۲۱ویں شاہی خاندان کے فرعون کی بیٹی سے شادی کی (۱-سلاطین ۳:۱)۔ وہ اپنی غیر معمولی دانشمندی کے باعث مشہور ہُوا (۱-سلاطین ۴:۳۱) جو اُسے خود کو خدا کے حضور پست کرنے سے ملی (۱-سلاطین ۳:۷-۱۲) اور جس کی مدد سے اُس نے الہامی امثال، واعظ اور غزل الغزلات کی کتب لکھیں اور بے شمار دیگر کام کئے (زبور ۷۲؛ ۱۲۷ مقابلہ کیجئے ۱-سلاطین ۴:۳۲)۔ اُس کا سب سے بڑا کام ہیکل کی تعمیر تھا جو ۹۶۶-۹۵۹ ق م تعمیر ہوئی (۱-سلاطین باب ۶)۔ اس کے لئے کافی سے زیادہ سامان داؔؤد نے مہیّا کیا تھا (۱-تواریخ باب ۲۲)۔ خیمۂ اجتماع کی مانند ہیکل بھی اپنے لوگوں میں خدا کی حضوری کو ظاہر کرتی تھی (۱-سلاطین ۸:۱۱)۔

لیکن اس کے علاوہ بھی سلیماؔن نے شاندار عمارتیں تعمیر کرائیں (۱-سلاطین ۷:۱-۱۲) جن کی وجہ سے بھاری محصولِ تجارت وصول کرنے کے باوجود (۱-سلاطین ۹:۲۶-۲۸؛ ۱۰:۱۴-۱۵) اُسے قرضہ جات کی وجہ سے کئی علاقوں سے دستبردار ہونا پڑا (۱-سلاطین ۹:۱۱-۱۲)۔ نیز روپے پیسے کی کمی کے باعث زائد محصول اور مزدوروں کی جبری بھرتی کا قانون نافذ کرنا پڑا۔ اس کی وجہ سے ساری سلطنت میں بے چینی پھیل گئی۔ اگرچہ اُسے اپنی زندگی میں دیگر اقوام سے تو خراج ملتا رہا (۱-سلاطین ۴:۲۱)، تاہم اس کی اردگرد کی مطیع حکومتیں مثلاً ادوؔم اور دمشقؔ بتدریج خود مختار بنتی گئیں (۱-سلاطین ۱۱:۱۴،۲۳)۔ لیکن اُس کی روحانی طور پر تنزّلی نہایت سنگین تھی جو کثرتِ ازدواج کے باعث وقوع میں آئی (آیات ۱-۸)۔ "اور خداوند سلیمان سے ناراض ہُوا . . . . خداوند نے سلیماؔن کو کہا چونکہ تجھ سے یہ فعل ہُوا اور تو نے میرے عہد اور میرے آئین کو جن کا میں نے تجھے حکم دیا ہنیں مانا اس لئے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھین کر تیرے خادم کو دوں گا . . . . اُسے تیرے بیٹے کے ہاتھ سے چھینوں گا" (آیات ۹-۱۲)۔

۵-منقسم سلطنت

۹۳۰ ق م کے شروع میں سلیماؔن بادشاہ مرگیا اور اُس کا بیٹا رحبعاؔم سکمؔ میں بادشاہ بنا۔ لیکن عوام نے یُربعاؔم کی راہنمائی میں اُس سے سلیماؔن کی بھاری خدمت اور جوئے کو ہلکا کرنے کا مطالبہ کیا (۱-سلاطین ۱۲:۴)۔ جب اُس نے ان کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا تو شمال کے دس قبیلوں نے اسرائیل اور افرائیم کے نام سے الگ حکومت قائم کر لی۔ اس علیحدگی کی بڑی وجہ قبیلوں کی جغرافیائی طور پر دُوری (ان الفاظ کو دیکھئے "اپنے ڈیروں کو چلے جاؤ" آیت ۱۶) اور اُن کا قدیم سماجی تناؤ تھا (۲-سموئیل ۲:۷-۹؛ ۱۹:۴۳)۔ لیکن بنیادی وجہ یہ تھی کہ خدا سلیماؔن کے ارتداد وانحراف کی سزا دینا چاہتا تھا (۱-سلاطین ۱۱:۳۱؛ ۱۲:۱۵،۲۴)۔ مزید براں چونکہ شمالی اسرائیل کے پاس بڑا علاقہ، زرخیز زمین اور دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارتی تعلقات کے ذرائع تھے اس لئے وہ یہوداہ اور اس کے کلام سے غافل ہوتا رہا۔ افرائیم کی روحانی غفلت اُس وقت فوراً ہی ظاہر ہو گئی جب یربعاؔم نے سونے کے دو بچھڑے بنوائے اور انہیں یروشلیمؔ کے مقابلے میں داؔن اور بیت ایلؔ میں پرستش کے لئے رکھا (آیت ۲۸)۔ اُس نے صرف اتنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اُنہیں خروج کے تاریخی خدا سے بھی نسبت دینے کی کوشش کی، لیکن وہ اب بھی محض" اور معبود" ہی تھے (۱-سلاطین ۱۴:۹) اور کسی طرح بھی یہوداہ کی نادیدنی حضوری کی بنیاد نہیں بن سکتے تھے۔ اس کے بعد اسرائیل کے تمام بادشاہوں نے "یُربعاؔم کی راہ اور اس کے گناہ کی روش اختیار کی جس سے اُس نے اسرائیل سے گناہ کرایا" (۱-سلاطین ۱۵:۳۴) اور یوں یہ علیحدگی بالآخر برگشتہ اسرائیلیوں کو دو وفادار قبیلوں یعنی یہوداؔہ اور بینمیؔن سے جدا کرنے کا باعث بنی: "جو اسرائیل کی اولاد ہیں وہ سب اسرائیلی نہیں" (رومیوں ۹:۶)۔

افرائیم اور یہوداؔہ کے درمیان تعلقات سات مرحلوں سے گذرے:

(۱) پہلی دو نسلوں تک دونوں کو دشمنوں کے حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شروع میں مصرؔ کے بائیسویں شاہی خاندان کے بانی سیسقؔ کے حملوں سے نقصان اٹھانا پڑا (۲-تواریخ ۱۲:۱-۹)۔ بعدازاں یُربعاؔم نے یہوداؔہ کے بادشاہ ابیاہ بن رحبعاؔم (۹۱۳-۹۱۰ ق م) پر حملہ کیا لیکن خدا نے شمار میں کم یہوداؔہ کو فتح بخشی (۲-تواریخ باب ۱۳) کیونکہ انہوں نے خداوند اپنے باپ دادا کے خدا پر بھروسہ کیا (۲-تواریخ ۱۳:۱۸)۔ نیکوکار آساؔ (۹۱۰-۸۶۹ ق م) نے زارحؔ کوشی Osorkon I کو شکست دے کر ۲۲ویں خاندان کے حملے کے خطرے کو دور کر دیا (۲-تواریخ ۱۴:۹-۱۵) اور پھر یہوداؔہ کی خدا کے عہد پر ایمان رکھنے میں راہنمائی کی (۲-تواریخ ۱۵:۱۲)۔ لیکن جب یروشلیمؔ سے صرف چھ میل کے فاصلہ پر افرائیمی لشکر رامہ میں جمع ہُوا تو آساؔ بادشاہ گھبرا گیا اور اُنہیں بھگانے کے لئے دمشقؔ کے بادشاہ بن ہددؔ کو اُجرت پر بلوایا (۲-تواریخ ۱۶:۱-۴)۔ خدا کے نبی نے آساؔ کو ملامت کی کیونکہ اُس نے "ارامؔ کے بادشاہ پر بھروسہ کیا اور خداوند اپنے خدا پر بھروسہ نہ رکھا" (آیت ۷) اور اراؔم کی اس دخل اندازی کا نتیجہ بہت سنگین نکلا۔ عمریؔ بادشاہ (۸۸۵-۸۷۴ ق م) نے سامریہؔ کی بنیاد رکھی اور اُسے شمالی سلطنت کا نیا دارالحکومت بنایا، لیکن بن ہددؔ نے اُس کا کئی مرتبہ محاصرہ کیا اور عمریؔ کا بیٹا اخیاؔب صرف خدا کے فضل ہی سے بچا (۱-سلاطین باب ۲۰)۔

(۲) آساؔ کے بیٹے یہوسفطؔ نے اخیاؔب سے صلح کر لی (۱-سلاطین

۲۲ : ۴۴)۔ بن ہدد کے ساتھ مل کر اس اتحاد نے اسُور کے بادشاہ شلمنسر سوم کی مغرب کی طرف پیش قدمی کو دریائے ارنتیس پر قرقر کے مقام پر ایک خونریز لڑائی کر کے روک دیا (۸۵۳ ق م)۔ لیکن یہوسفط نے اپنے بیٹے کی شادی بعل کی پجارن اخی اب کی بیٹی عتلیاہ سے کر دی۔ اس کی ماں کا نام ایزبل تھا جس نے ایلیاہ کو ستایا تھا (۱-سلاطین ۱۹ : ۲)۔ خدا اِس قسم کے سمجھوتے سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا (۲-تواریخ ۱۹ : ۲)۔ پس جب یہوسفط رامات جلعاد میں شاہِ اسرائیل کے ساتھ لڑائی پر گیا تو بمشکل موت کے ہاتھوں سے بچا (۱-سلاطین ۲۲ : ۳۲ - ۳۵)۔ اُس کا متحدہ تجارتی منصوبہ بھی خاک میں مل گیا (۲-تواریخ ۲۰ : ۳۵ - ۳۷)۔ موآب، افرائیم سے بغاوت کرنے میں کامیاب ہو گیا (۲-سلاطین ۱ : ۱) اور ادوم یہوداہ سے (۲-سلاطین ۸ : ۲۲)، اور جب یاہو نے اسرائیل میں خدا کی سزا پر عمل درآمد کرتے ہوئے اخی اب کے گھرانے کو ختم کر دیا (۸۴۱ ق م) تو اُس نے یہوداہ کے نوجوان بادشاہ کو بھی ان کے ساتھ ہلاک کر دیا (۲-سلاطین ۹ : ۲۷)۔ تب عتلیاہ نے اپنے پوتے شہزادوں کو قتل کرا دیا اور یروشلیم کے تخت پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۱۱ : ۱)۔

(۳) ۸۴۱ اور ۷۹۰ ق م کے درمیان اسرائیل اور یہوداہ کے درمیان کوئی بڑا معاملہ طے نہ پایا کیونکہ ان دونوں پر ارامی حکومت کرتے تھے (دیکھئے ۲-سلاطین ۸ : ۱۲)۔ یوں اگرچہ عتلیاہ کو یروشلیم میں قتل کر دیا گیا تھا، نوجوان یہوآس کو ارام کے بادشاہ حزائیل کی اطاعت قبول کرنی پڑی (۲-سلاطین ۱۲ : ۱۷ - ۱۸)۔ یاہو کو اس سے بھی زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ وہ ۸۴۱ ق م میں سلمنسر کو خراج ادا کرنے لگا اور پھر اسُور کے واپس جانے کے بعد اُس کے یردن پار کے تمام علاقے پر شاہِ ارام حزائیل نے قبضہ کر لیا۔ ۸۰۰ ق م سے ذرا پہلے جب اسُور نے دمشق پر فتح حاصل کی، تب کہیں اسرائیل کو چین ملا (۲-سلاطین ۱۳ : ۵)۔

(۴) ۷۹۰ ق م تک شاہِ یہوداہ، امصیاہ کافی قوت پکڑ گیا یہاں تک کہ ادوم کو فتح کر لیا (۲-سلاطین ۱۴ : ۷)۔ وہ اپنی اس کامیابی سے خوش فہمی میں مبتلا ہو گیا۔ پس اس نے شاہِ اسرائیل یہوآس کو للکارا (آیت ۱۰)۔ نتیجۃً ۷۸۲ ق م میں یہوآس کی موت تک یروشلیم افرائیم یعنی شمالی سلطنت کے ماتحت رہا۔

(۵) اسرائیل میں مضبوط بادشاہ یُربعام دوم اور یہوداہ میں عزیاہ کے دَور میں دونوں حکومتیں ایک دوسرے کی عزت کرتی رہیں اور ۳۰ سال تک ان میں امن و امان قائم رہا۔ اس دوران مصر ۲۳ ویں شاہی خاندان کے تحت سوتا رہا، ارام کو اسُور نے توڑ کر رکھ دیا، لیکن اب چونکہ اسُور میں خود کوئی مضبوط بادشاہ نہ تھا اس لئے ہمعصر یوناہ نبی کے قول کے مطابق وہ خود بھی ڈگمگانے لگا (۲-سلاطین ۱۴ : ۲۵)۔ لیکن اس ظاہری خوشحالی کے نیچے اخلاقی تنزلی دبی ہوئی تھی۔ عاموس نبی نے "خداوند کے دن" یعنی آنے والی عدالت کا اعلان کیا (عاموس ۵ : ۱۸)۔ ہوسیع نبی نے بھی انہیں اسُور کی اسیری میں جانے کی پیشینگوئی کی (ہوسیع ۱۰ : ۶)، لیکن اسرائیل کے ساتھ خدا کے پرانے عہد کے منسوخ ہونے کے باعث اُس نے مستقبل میں ایک نئے عہد کی جھلک دیکھی جس میں لوگ اپنے بادشاہ داؤد (المسیح) کے تحت سچائی کے ساتھ خدا کو پہچانیں گے (ہوسیع ۲ : ۲۰ ؛ ۳ : ۵)۔

(۶) ۷۵۲ ق م میں یُربعام دوم کا بیٹا قتل ہوا اور یہوداہ کے عزیاہ (عزریاہ) نے اسُور کی بڑھتی ہوئی قوت کے خلاف مغربی ریاستوں کی قیادت سنبھال لی۔ جنرل پول نے جو بعد میں تگلت پلاسر سوم کے نام سے مشہور ہوا ۷۴۳ ق م میں "یہودی عزریاہ" سے اپنی شکست کا بدلہ لیا۔ اگرچہ یہوداہ کو بہت کم نقصان پہنچا، تاہم دمشق اور اسرائیل کو جو مزید شمال میں تھے بھاری جزیہ ادا کرنا پڑا (۲-سلاطین ۱۵ : ۱۹)۔

(۷) تب ارام اور اسرائیل کی شمالی سلطنت نے یہوداہ کے نئے لیکن کمزور اور بے ایمان بادشاہ آخز پر مل کر حملہ کیا (۲-سلاطین ۱۶ : ۵ ؛ یسعیاہ ۷ : ۱ - ۲)۔ یسعیاہ نبی نے آخز کو خدا اور عمانوایل یعنی کنواری سے پیدا ہونے والے المسیح پر ایمان رکھنے کی تلقین کی (یسعیاہ ۷ : ۳ - ۱۴) لیکن ۷۳۴ ق م میں آخز نے رہائی کے لئے اسُور سے درخواست کی (۲-سلاطین ۱۶ : ۷)۔ ادومی اور فلستی متواتر یہوداہ پر حملے کرتے رہے (۲-تواریخ ۲۸ : ۱۷ - ۱۸) اور یوں انہوں نے عبدیاہ نبی (عبدیاہ آیت ۱۰) اور یوایل نبی (یوایل ۳ : ۴، ۱۹) کے لئے مواد مہیا کیا۔ لیکن ۷۳۳ ق م میں تگلت پلاسر نے شمالی قبائل کو اسیر کر لیا (۲-سلاطین ۱۵ : ۲۹) اور دمشق کو تباہ کر دیا (۲-سلاطین ۱۶ : ۹)۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد مصر میں کُوش ۲۵ واں شاہی خاندان (کُوشی) برسرِ اقتدار آ گیا اور شاہِ مصر سُو نے اسرائیل کو آخری بغاوت پر اُکسایا (۲-سلاطین ۱۷ : ۴)۔ سامریہ نے ۷۲۲ ق م میں اسُور سے شکست کھائی۔ سرجون دوم نے (۷۲۲ - ۷۰۵ ق م) ۲۷،۲۹۰ لوگوں کو جلاوطن کر دیا (۲-سلاطین ۱۷ : ۶) اور ان کی جگہ باہر سے لوگ لا کر بسائے جن کی مخلوط اولاد "سامری" کہلائی (آیات ۲۴ ۳۳)۔ اسرائیلی "اپنے باپ دادا کی طرح جو خداوند اپنے خدا پر ایمان نہیں لاتے تھے گردن کشی کی۔ اور اس کے آئین کو اور اس کے عہد کو ۔ ۔ ۔ رد کیا ۔ ۔ ۔ اس لئے خداوند اسرائیل سے بہت ناراض ہوا اور اپنی نظر سے ان کو دور کر دیا" (آیات ۱۴ - ۱۵، ۱۸)۔

دریں اثنا حزقیاہ (۷۲۵ - ۶۹۶) کو یروشلیم کی ہیکل کو پاک کرنے (۲-تواریخ باب ۲۹) اور ★ اونچے مقاموں کو خواہ اُن کا تعلق براہِ راست بے دینوں سے تھا یا یہوداہ کے نام سے کہلاتے تھے تباہ کرنے کا موقع مِل گیا۔ اس نے اپنی اِس اصلاح میں اسرائیل کو بھی

شامل کیا جو اسوؔر کے محاصرہ کے سبب بے بس تھا (۲-تواریخ ۳۰:۱)۔ اُس نے افرائیمؔ اور یہوؔداہ دونوں کے لوگوں کو اُس فسح میں جو سلیماؔن کے زمانہ کے بعد سب سے بڑی فسح تھی شامل ہونے کی دعوت دی (۲-تواریخ باب ۳۰)۔ یوں "اسرائیل" کا لقب پہلی شہرت کے قطع نظر خدا کے وفادار بقیہ کے لئے استعمال ہونے لگا (۲-تواریخ ۳۰:۶ مقابلہ کیجئے عزرا ۹:۱؛ ۱۰:۵)۔ حزقیاؔہ بادشاہ کو یسعیاؔہ نبی (یسعیاہ ۳۰:۱-۷؛ ۳۱:۱-۳) اور میکاہ نبی (میکاہ ۱۵:۹)، دونوں نے تنبیہ کی کہ وہ ۷۲۰ ق م میں سرجوؔن کے خلاف شاہِ مصر شباؔقہ Shabaka کی تباہ کن جنگ میں حصّہ نہ لے۔ پس اُس نے ۷۱۱ ق م میں اشدودؔ کی ناکام بغاوت میں حصّہ نہ لیا جس کی پشت پناہی مصر اور بابلؔ کر رہے تھے (یسعیاہ ابواب ۲۰ اور ۳۹ مقابلہ کیجئے ۳۶:۱)۔ لیکن ۷۰۵ ق م میں سینحرؔب کی تخت نشینی کے وقت حزقیاؔہ نے اسوری جوئے کو اتارنے کی کوشش کی لیکن مصر پھر "مسلا ہوا سرکنڈہ" (۲-سلاطین ۱۸:۲۱) ثابت ہوا۔ شباؔقہ کو عقروؔن کے نزدیک التیقیہؔ میں ۷۰۱ ق م میں شکست ہوئی اور سینحرؔب نے دعویٰ کیا کہ وہ دو لاکھ یہودیوں کو اسیر کر کے لے گیا (مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۴۳:۵، ۱۴) اور حزقیاؔہ کو پرندے کی طرح پنجرے میں بند کر کے یروشلیمؔ میں قید کر دیا۔ حزقیاؔہ نے اپنی خطا کا اقرار کیا (۲-سلاطین ۱۸:۱۴-۱۶) لیکن جھوٹے سینحرؔب نے مزید مطالبے کئے (آیت ۱۷)۔ تب خدا اپنے مظلوم لوگوں کی مدد کو اٹھا (یسعیاہ ۳۷:۶، ۲۱-۳۵) اور جب شباؔقہ کے بھائی تِرہاؔقہ کی سرکردگی میں امدادی فوج پہنچی تو اُس نے دیکھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسوریوں کو ہلاک کر دیا ہے (۲-سلاطین ۱۹:۹، ۳۵)۔ یہ واقعہ خدا کے رہائی دینے کا ایک عظیم واقعہ ہے جو بنی اسرائیل کے بحیرہ قلزمؔ کو پار کرنے کے واقعہ کی سی اہمیّت رکھتا ہے۔ پس یسعیاؔہ نبی کے پاس اسرائیل کو تسلّی دینے (یسعیاہ ۴۰:۱-۲) اور اُن کی امید کو اُس دن کی طرف پھیرنے کی معقول وجہ تھی جب خدا ان میں اپنے مخلصی بخش مقصد کو پورا کرے گا (یسعیاہ ۵۳:۶)۔

منسیؔ کا دورِ حکومت اسرائیل کی تاریخ میں سب سے طویل (۶۹۶-۶۴۱) اور بدترین دَور تھا۔ اُس نے اسوؔر کی ماتحتی قبول کر کے حزقیاؔہ کی بڑی قیمت سے حاصل کردہ آزادی کو پھر گنوا دیا۔ اُس نے اونچے مقامات پھر تعمیر کئے، بعلؔ کے لئے مذبحے بنا کر انسانی قربانیاں چڑھائیں اور اسوریوں کی ستارہ پرستی کی نقل اتاری (۲-سلاطین ۲۱:۲-۹)۔ قید کے بعد (۶۵۲-۶۴۸ء کی بغاوت کے بعد) وہ شخصی طور پر تبدیل ہو گیا (۲-تواریخ ۳۳:۱۱-۱۶) پر اب لوگوں کی بحیثیت قوم اِصلاح کرنے کے لئے بہت دیر ہو چکی تھی (آیت ۱۷، مقابلہ کیجئے ۲-سلاطین ۲۱:۱۱، ۱۵؛ ۲۳:۲۶)۔ لیکن ابھی خدا اسرائیل کے سب سے بڑے مصلح یوسیاؔہ کو برپا کرنے والا تھا (۶۳۹-۶۰۸ ق م)۔ جب یوسیاؔہ ہنوز نو عمر ہی تھا (۶۲۷ ق م) تو اُس نے انبیاء کی تعلیمات کو (صفنیاہ ۱:۱۴-۱۷) قبول کر لیا اور بڑی سرگرمی سے بُت پرستی کو ختم کرنا شروع کر دیا (۲-تواریخ ۳۴:۳-۷)۔ اُس وقت بے رحم سکوتی مشرقِ قریب میں وارد ہوئے۔ انہوں نے جو ظلم بپا کیا اس کی وجہ سے بھی لوگوں کے دل خدا کی طرف پھرے (یرمیاہ کے پہلے پیغامات کا مقابلہ کیجئے۔ یرمیاہ ۶:۲۲-۲۶)۔ بالآخر سکوتیوں کو مصر کے نئے ۲۶ ویں خاندان نے مار بھگایا۔ اُنکی اِس تباہی کی وجہ سے یہوداہ پورے بیس سال تک غیر ملکی تسلّط سے آزاد رہا۔ یوسیاؔہ نے اِس عرصہ کو نیکوکار لوگوں کے دلوں میں عہدی ایمان کو قائم کرنے کے لئے استعمال کیا۔ اُس کی اصلاحات ۶۲۱ ق م میں اُس وقت عروج کو پہنچیں جب "خداوند کی توریت کی کتاب جو موسیٰ کی معرفت دی گئی تھی ملی" (۲-تواریخ ۳۴:۱۴)۔ غالباً وہ توریت کا وہ طومار تھا جو ہیکل میں رکھا ہوا تھا (استثنا ۳۱:۲۵-۲۶) اور جو منسیؔ کے زمانہ میں گُم ہو گیا تھا (مقابلہ کیجئے ۲-تواریخ ۳۵:۳)۔ یوسیاؔہ بادشاہ اور عوام نے اپنے آپ کو دوبارہ مخصوص کیا تاکہ "اِن باتوں کو جو اُس کتاب میں لکھی تھیں پورا کریں (۲-تواریخ ۳۴:۳۱)۔ اُس نے اُونچے مقاموں کو مع بعلؔ کے اس مذبح کے جو یُربعامؔ نے بنوایا تھا (۲-سلاطین ۲۳:۱۵) ڈھا دیا (آیات ۸-۹) اور قاضیوں کے زمانہ کے بعد کی سب سے بڑی عیدِ فسح منائی (۲-تواریخ باب ۳۵)۔ "اُس سے پہلے کوئی بادشاہ اُس کی مانند نہیں ہوا تھا جو اپنے سارے دل، اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور سے موسیٰ کی ساری شریعت کے مطابق خداوند کی طرف رجوع لایا ہو" (۲-سلاطین ۲۳:۲۵)۔

۶۱۲ ق م میں نینوؔہ پر مادیوں اور بابلیوں نے قبضہ کر لیا جیسے کہ ناحوؔم نبی نے پیشینگوئی کی تھی (ناحوم ۳:۱۸-۱۹)۔ پھر مادی واپس چلے گئے لیکن مصر اور بابلؔ نے اُس پر اپنا اپنا حق جتایا۔ یوسیاؔہ نے شاہِ مصر نکوؔہ دوم کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش کی اور ۶۰۸ میں مجدّوؔ کے مقام پر مصر کے ساتھ لڑائی میں ہلاک ہو گیا (۲-تواریخ ۳۵:۲۰-۲۴)۔ تاہم بابلؔ نے ۶۰۵ ق م میں مصر کو کرکمیسؔ میں فیصلہ کن شکست دی اور نبوکدؔنضر نے سابقہ اسوری علاقہ پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۲۴:۷)۔ یوسیاؔہ کے بیٹے یہویقیمؔ کو اسیری کی دھمکی دی گئی (آیت ۶)۔ لیکن حقیقتاً صرف چند شرفا مثلاً دانی ایلؔ (دانی ایل ۱:۳) ہی اس وقت اسیر ہو کر گئے۔ یہ تاریخ اسرائیل کی ۷۰ سالہ اسیری کا آغاز ہے جس کی پیشینگوئی پہلے ہی کر دی گئی تھی (یرمیاہ ۲۵:۱۱-۱۲)۔ لیکن جب حبقوقؔ نبی لوگوں کو "ایمان سے زندہ" رہنے کی تلقین کر رہا تھا (حبقوق ۲:۴) تو یہویقیمؔ اپنے باپ دادا کے گناہ کی طرف پھر گیا (یرمیاہ ۲۲:۱۳-۱۹)۔ اُس نے بابلؔ کے خلاف بھی بغاوت کی (۲-سلاطین ۲۴:۱) لیکن وہ ۵۹۸ ق م میں مر گیا۔ یہ اُس کا بیٹا تھا جو یہوؔداہ کے دس ہزار بزرگوں کے ساتھ دوسری جلاوطنی کا شکار ہوا جب ۱۶ مارچ ۵۹۷ ق م (۲-سلاطین ۲۴:۱۰-۱۶) میں یروشلیمؔ نے ہتھیار ڈالے۔ آخر میں یہویقیمؔ کے بھائی

صدقیاہ ۲۶ ویں خاندان کے فرعون حوفرا Hophra کے پھسلانے میں آگیا اور نبوکدنضر سے بغاوت کی (مقابلہ کیجئے یرمیاہ ۳۷: ۱۱)۔ بابل نے چڑھائی کی، حوفرا پسپا ہو گیا اور ۵۸۶ ق م میں اس کا یروشلیم پر قبضہ ہو گیا۔ اس نے شہر اور ہیکل کو آگ لگادی (۲-سلاطین ۲۵: ۹)، فصیل کو گرا دیا (آیت ۱۰) اور لوگوں کی اکثریت کو اسیر کر کے بابل لے گیا (آیت ۱۱)۔ چوتھی جلاوطنی ۵۸۲ ق م میں واقع ہوئی جس میں بقیہ لوگوں یہاں تک کہ کچھ غریب ترین لوگوں کو بھی اسیر کر کے لے گئے (آیت ۱۲؛ یرمیاہ ۵۲: ۳۰)۔ اسرائیل نے "خدا کے پیغمبروں کو ٹھٹھوں میں اڑایا اور اس کی باتوں کو ناچیز جانا اور اس کے نبیوں کی ہنسی اڑاتی یہاں تک کہ خداوند کا غضب اپنے لوگوں پر ایسا بھڑکا کہ کوئی چارہ نہ رہا" (۲-تواریخ ۳۶: ۱۶)۔ اُس وقت اسرائیل کی ظاہری حکومت ختم ہو گئی، لیکن وہ اس لئے ختم ہو گئی کیونکہ اس کے باعث خدا کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ ایک چھوٹا بقیہ وجود میں آیا تھا جسے بابل کی آزمائش کی آگ نے تپایا تاکہ اُس دن کے لئے تیار ہو جائے جس کے متعلق خداوند فرماتا ہے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔۔۔ میں اپنی شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا اور ان کے دل پر اُسے لکھوں گا اور میں اُن کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہونگے ۔۔۔ میں ان کی بدکرداری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا" (یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴؛ عبرانیوں ۸: ۶-۱۳؛ ۱۰: ۱۵-۲۲)۔

اسرائیل کی بادشاہی :- دیکھئے اسرائیل۔ P 48

اسرائیل کے قبیلے :- دیکھئے قبیلے، اسرائیل کے۔

اسرحدون۔ آسرحدون :- شاہ اسور سنحیرب کا بیٹا جو اپنے باپ کے قتل کے بعد اسور کا بادشاہ بنا (۲-سلاطین ۱۹: ۳۷)۔ اس نے ۶۸۱ تا ۶۶۹ ق م حکومت کی۔ یہ بڑا کامیاب فوجی راہنما تھا۔ اُس نے فلسطین اور مصر پر قبضہ کر لیا۔ اسی نے یہوداہ کے بادشاہ منسی کو قید کیا اور اسیر کر کے بابل لے گیا (۲-تواریخ ۳۳: ۱۱)۔

اسری ایل :- ۱- منسی کا پوتا اور جلعاد کا بیٹا (گنتی ۲۶: ۳۱؛ یشوع ۱۷: ۲)۔
۲- منسی کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۱۴)۔
۳- بنی یہوداہ میں سے یہللئیل کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۶)۔

اسری لاہ - اسرایلہ :- داؤد بادشاہ کے زمانے میں آسف کے بیٹوں میں سے ایک گانے والا لاوی (۱-تواریخ ۲۵: ۲)۔ آیت ۱۴ میں اسی شخص کو یسری ایلاہ کہا گیا ہے۔

اسُس :- ایشیائے کوچک کی ایک بندرگاہ (اعمال ۲۰: ۱۳، ۱۴)۔ لوقا اور اُس کے ساتھی ترواس سے جہاز پر آرہے تھے جبکہ پولس رسول خشکی کی نسبتاً چھوٹا راستہ پیدل طے کر کے اسس تک گیا جہاں وہ بھی جہاز پر سوار ہوا۔

اسطقسات :- (واحد اسطقس)۔ یونانی لفظ stoicheon کا معرب۔ عناصر۔ ابتدائی باتیں۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ اردو ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں گلتیوں ۴: ۹ اور کلسیوں ۲: ۸، ۲۰ میں استعمال ہوا ہے۔ تشریح کے لئے دیکھئے ابتدائی باتیں۔

اسطورہ (جمع اساطیر) :- فوق الفطرت واقعات اور دیوتاؤں کے قصے کہانیاں۔ انہیں صنم نامہ، دیومالا اور خرافیات کا نام بھی دیتے ہیں۔ یہ بہادر لوگوں کے فرضی کارناموں اور پریوں کی کہانیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ اکثر مذہب کے مسائل کو تمثیلی اور مجازی توضیحی طریقوں سے سمجھانے کے لئے گھڑے جاتے ہیں۔ ان قصے کہانیوں میں سچائی کی جھلک تو موجود ہوتی ہے لیکن ان کا بیشتر حصہ تصوراتی اور بناوٹی ہوتا ہے۔
مثال کے طور پر رومی اور یونانی دیومالا میں بیج کے زمین میں دفن ہونے اور فصل کے اُگنے کے متعلق ایک اساطیری قصہ ہے کہتے ہیں کہ دھرتی ماتا Demeter کی ایک بیٹی Persephone تھی جو ایک مرغزار میں پھول چن رہی تھی۔ زیر زمین کا دیوتا پلوطان Pluto اُسے اغوا کر کے اپنے ملک لے گیا اور اس سے شادی کر لی۔ ماں باپ نے بیٹی کی بہت تلاش کی، آخر کار سورج دیوتا کے بتانے پر اُنہیں معلوم ہوا کہ وہ زیر زمین پلوطان کے پاس ہے بہت بحث کے بعد فیصلہ ہوا کہ یہ اُن دیوی یعنی Persephone کچھ عرصہ اور زمین پر اپنے ماں باپ کے پاس رہے۔ یوں بیج کا غائب ہونا اور فصل کا نکلنا قدرت کے اس منظر کو سمجھانے میں مدد کرتا ہے۔
یہ باتیں باطل ہیں اور کتاب مقدس ہمیں کئی جگہ اُبھارتی ہے کہ ان سے کنارہ کشی کریں (مقابلہ ۱-تیمتھیس ۱: ۴؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۴؛ ططس ۱: ۱۴؛ ۲-پطرس ۱: ۱۶)۔

اسفارِ خمسہ :- کیتھولک ترجمہ میں بائبل کی پہلی پانچ کتابوں کا نام۔ دیکھئے توریت۔

اسفارِ ستہ :- بعض عالم بائبل کی پہلی چھ کتابوں کو ایک اکائی سمجھتے ہیں کیونکہ ان میں بہت ادبی ہم آہنگی ہے اور اس لئے انہیں اسفار ستہ کہتے ہیں۔

اِسفان۔ یِشفان :۔ (عبرانی = وہ چھپائے گا)۔ بنیمین کے قبیلے سے ایک شخص کا نام۔

اسفانیہ۔ ھسپانیہ :۔ مغربی یورپ کا ملک جسے انگریزی میں سپین Spain کہتے ہیں۔ اِس کا ذکر صرف رومیوں کے خط میں آتا ہے۔ پولس رسول یہاں جانے کا ارادہ رکھتا تھا (رومیوں ۱۵: ۲۴ - ۲۸) لیکن یہ وثوق سے کہا نہیں جاسکتا کہ وہ وہاں گیا یا نہیں۔ اس کا ذکر اپاکرفا میں بھی آتا ہے (۱۔ مکابین ۸: ۳،۴)۔

اِسفاہ۔ یشفہ :۔ (عبرانی = مضبوط)۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۸: ۱۶)۔

اسفل :۔ دیکھئے پاتال۔

اسفنج :۔ دیکھئے حیوانات بائبل ۲۴

اسقاطِ حمل :۔ چوٹ، حادثہ، بیماری یا کمزوری کی وجہ سے اگر بچہ قبل از وقت ماں کے پیٹ سے خارج ہو جائے تو اس کو اسقاطِ حمل یا حمل کا گرنا کہتے ہیں۔

اس عمل کا ذکر خروج ۲۱: ۲۲؛ ۲۳ : ۲۶؛ ایوب ۳: ۱۶؛ زبور ۵۸ : ۸؛ واعظ ۶: ۳؛ ہوسیع ۹ : ۱۴ میں آتا ہے۔

اس کا ذکر ۲۔ سلاطین ۲: ۱۹، ۲۱ میں بھی آتا ہے لیکن یہاں اردو ترجمہ کچھ کمزور ہے۔ یہاں "بنجر پن" کی جگہ "اسقاطِ حمل" ہونا چاہیئے۔ یریحو کے باشندے الیشع نبی کو آکر بتاتے ہیں کہ ہمارے شہر کا پانی بہت خراب ہے اور اگر حاملہ عورت اسے پی لے تو اسقاطِ حمل کا شکار ہو جاتی ہے۔ الیشعؔ اس پانی کو صحت مند بنا دیتا ہے۔

اُسقف :۔ یونانی episkopos کا معرّب۔ یونانی لفظ کا مطلب نگہبان ہے۔ اس کی انگریزی شکل بشپ ہے۔ دیکھئے بشپ۔

لفظ اُسقف کیتھولک ترجمہ میں ذیل کے حوالجات میں استعمال ہوا ہے : ۱۔ تیموتاؤس ۳: ۱، ۲؛ طیطس ۱: ۷؛ اساقف (جمع)، فلپیوں ۱: ۱؛ اعمال ۲۰ : ۲۸۔ شائد سہواً ۱۔ پطرس ۲: ۲۵ میں لفظ اُسقف کی جگہ نگہبان استعمال ہوا ہے۔

اسقلون۔ اشقلون :۔ فلستیوں کے پانچ بڑے شہروں میں سے ایک۔ یہ غزہ کے شمال میں ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اس پر یہوداہ کے قبیلہ نے قبضہ کر لیا تھا (قضاۃ ۱: ۱۸)۔ لیکن بعد میں فلستیوں نے پھر اسے لے لیا اور پرانے عہدنامہ کے تقریباً پورے زمانے میں یہ ان کے پاس رہا۔ عاموس (۱: ۶-۸)، صفنیاہ (۲: ۴، ۷) اور زکریاہ (۹: ۵) نے اسے ملامت کی۔ یہ سنہ ۱۲۷۰ء میں تباہ ہو گیا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲ ہ ۴ - ۴ ہ ۵ - ۱۴ ۸ ز۔

اسکال۔ اشکول :۔ (عبرانی = گچھا)۔ ۱۔ ایک اموری جس نے عیلام کے بادشاہ کدرلاعمر کو شکست دینے میں ابرہام کی مدد کی (پیدائش ۱۴: ۱۳، ۲۴)۔

۲۔ حبرون کے نزدیک ایک وادی جہاں سے موسیٰ کے جاسوس انگوروں کا گچھا لائے تھے (گنتی ۱۳: ۲۳، ۲۴)۔

اسکندر :۔ (یونانی = انسان کا مددگار)۔ یونانی نام الکسندرس کی اردو شکل۔ عام ہجا سکندر ہے تاہم بائبل میں بعض جگہ اسکندر بھی لکھا ہے۔ دیکھئے سکندر ۲ اور ۳

اسکندریہ :۔ مصر کا ایک مشہور شہر جس کی بنیاد سکندرِ اعظم نے ۳۳۲ ق۔م میں ڈالی۔

ا۔ جائے وقوع ۔ یہ دریائے نیل کے مثلثی دہانہ پر واقع ہے اور شروع سے ایک اعلیٰ بندرگاہ رہا ہے۔ اسکندریہ کی بندرگاہ جزیرہ فیروزیہ اور ساحل کے درمیان واقع تھی۔ اس جزیرے کو ایک خاکنائے ساحل سے ملاتی تھی جس سے یہ بندرگاہ دو حصوں میں تقسیم ہوئی۔ انہیں مشرقی اور مغربی بندرگاہ پکارتے تھے۔ مشرقی بندرگاہ زیادہ مشہور تھی۔ فیروزیہ جزیرہ میں نصب شدہ مشہور روشنی کا مینار اس بندرگاہ کے گویا پھاٹک کا امتیازی نشان تھا۔ اسے بطلیمس نے تعمیر کروایا تھا۔ اسی حصے میں شاہی بندرگاہ اور محل بھی واقع تھے۔ شہر ساحل کے کنارے سے شروع ہو کر شمال میں جھیل ماریوتس تک پھیلا ہوا تھا (نقشہ دیکھئے)۔

ب۔ آبادی ۔ شروع ہی سے اسکندریہ میں ہر دلیس کے لوگ رہتے تھے۔ یونانی باشندوں کے علاوہ یہاں ایک بڑی یہودی برادری بھی تھی (قب اعمال ۶: ۹؛ ★ اپلوس بھی اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا۔ اعمال ۱۸: ۲۴)۔ اس کے سوا مقامی مصری بھی یہاں آباد تھے، خاص کر مغرب کے پرانے علاقے راکوتس میں جو بعد میں نئے شہر کا حصہ بن گیا۔

ج۔ شہر کی اہمیت ۔ سیاسی طور پر اسکندریہ صدیوں تک مکدنیہ کے یونانی خاندان بطلیمس کے عہدِ حکومت میں مصر کا دارالخلافہ رہا۔ اس خاندان کے پہلے بادشاہوں نے اسے یونانی تہذیب و تمدن کا مرکز بنایا۔ اس کے بعد رومی اور بزنطینی حکومتوں کا بھی یہ انتظامی دارالخلافہ رہا۔ یہ مصر کی بنکاری کا مرکز

تھا۔ یہاں سے شہر کی مشہور مصنوعات کپڑا، شیشہ اور کاغذ (پیپرس) برآمد کی جاتی تھیں۔ ہندوستان، عرب اور مشرق بعید کی نایاب اور قیمتی درآمدات یہاں سے رومی سلطنت کے کونے کونے تک پہنچائی جاتی تھیں۔ رومی عوام کے لئے سستا اناج اسکندریہ ہی کی بندرگاہ سے بڑے بڑے جہازوں میں اطالیہ بھیجا جاتا تھا (قب اعمال ۲۷: ۶؛ ۲۸: ۱۱)۔

اسکندریہ کے پُرانے شہر کا نقشہ:- ۱- مرافعہ ۲- تماشاگاہ ۳- ورزش گاہ ۴- عدالت ۵- کُتب خانہ اور عجائب گھر ۶- سراپِس دیوتا کا مندر ۷- بندرگاہ کے دفاتر اور گودام (ا) باب الشمس (سورج دروازہ) (ب) شاہی بندرگاہ (ج) باب القمر (چاند دروازہ)

اسکندریہ بطلیمسی حکمرانوں کی سرپرستی میں علوم و فنون کا روشن گہوارہ بن گیا اور اس کی شہرت صدیوں تک قائم رہی۔ غالباً ★ بطلیمس اول (۳۲۳-۲۸۵ ق-م) یا بطلیمس دوم (۲۸۵-۲۴۶ ق-م) کے سر پر اس بات کا سہرہ ہے کہ انہوں نے یہاں ایک عجائب گھر (museum کے بنیادی معنی ہیں سوچ اور فکر کے دیوتاؤں کا گھر۔ بیت التحقیق) قائم کیا جہاں علما تحقیق و تفتیش کرتے اور فنون و علوم کی تعلیم دیتے تھے۔ یہاں ایک کُتب خانہ بھی قائم کیا گیا جہاں لاکھوں ★ طومار اکٹھے کئے گئے۔ اِسی جگہ پرانے عہدنامہ کا مشہور یونانی ★ ہفتادی ترجمہ تیسری صدی قبل از مسیح میں کیا گیا جو اُن یونانی بولنے والے یہودیوں میں جو ★ اسیری کے زمانے میں منتشر ہو گئے تھے بہت مقبول ہوا۔ نئے عہد نامہ میں پرانے عہدنامہ کے اکثر اقتباس اسی ترجمہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اسکندریہ کے یونانی فلسفہ نے نئے عہد نامہ کے کئی مصنفین پر گہرا اثر ڈالا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ★ عبرانیوں کا خط اس فلسفہ سے بہت متاثر ہے اور بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ غالباً اس خط کا مصنف اپلوس تھا جو اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن ہم یہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ دوسری صدی عیسوی میں یہاں علمِ الٰہی کا مکتبِ فکر بڑی ترقی کر رہا تھا جس میں کلیمنس اور اوریجن جیسے مشہور علماء اور اساتذہ کا نام صفِ اوّل میں ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشے ۱۱-۱۲-۱۸ ہ ج

اِسکہ - یسکہ:- حاراَن کی بیٹی اور مِلکہ کی بہن (پیدائش ۱۱: ۲۹)۔

اسلیاہ - حسلی:- خداوند مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام (لوقا ۳: ۲۵)۔

اسماعیہ - یشمع یاہ:- (عبرانی = یہوواہ سنتا ہے)۔ ۱- ایک جبعُونی جو داؤد بادشاہ کے تیس سورماؤں کا سردار تھا (۱-تواریخ ۱۲: ۴)۔
۲- زبولون قبیلے کا سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۱۹)۔

اِسماکیاہ - یسمکیاہ:- (عبرانی = یہوواہ سنبھالتا ہے)۔ حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ہیکل کا ناظم (۲-تواریخ ۳۱: ۱۳)۔

اسمائے خدا:- دیکھئے خدا کے نام۔

اِسمع - یشما:- یہوداہ کے قبیلے کا ایک سردار (۱-تواریخ ۴: ۳، ۴)۔

اِسمٰعیل - اسماعیل:- (عبرانی = خدا سُنتا ہے)۔ ۱- سارہ کی مصری لونڈی ہاجرہ سے ابرہام کا بیٹا۔ سارہ بانجھ تھی۔ چنانچہ اُس نے پرانے دستور کے مطابق اپنی مصری لونڈی کو ابرہام کو دیا تاکہ اس کی بیوی بنے اور یوں اس کے وسیلہ سے نسل قائم رہے۔ اس وقت ابرہام کی عمر ۸۶ سال تھی اور کنعان میں رہتے ہوئے اُسے دس سال ہو گئے تھے (پیدائش ۱۶: ۳)۔ جب ہاجرہ حاملہ ہوئی تو اپنی مالکہ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگی۔ چنانچہ سارہ نے ابرہام سے شکایت کی۔ ابرہام نے کہا کہ وہ اپنی لونڈی سے جیسا چاہے سلوک کر سکتی ہے۔ اس پر سارہ نے اس کے لئے اتنی مشکلات پیدا کر دیں کہ وہ بھاگ گئی۔ مصر کی راہ پر اُسے فرشتہ نظر آیا۔ اس نے اسے کہا کہ اپنی مالکہ کے پاس واپس جائے اور اُس کی حوصلہ افزائی کی کہ اُس کی نسل بے شمار ہوگی۔ جب اسمٰعیل تیرہ ۱۳ سال کا تھا تو اس کا ختنہ ہوا (پیدائش ۱۷: ۲۵)۔ ابرہام اُسے پیار کرتا تھا۔ جب خدا نے وعدہ کیا کہ وہ اُسے ایک اور بیٹا دے گا تو اُس نے درخواست کی "اسمٰعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے" (پیدائش ۱۷: ۱۸)۔ جب اضحاق کا دودھ چھڑایا گیا تو دستور کے مطابق ابرہام نے بڑی ضیافت کی۔ اس موقع پر سارہ نے دیکھا کہ اسمٰعیل ٹھٹھے مارتا ہے۔ کچھ تو حسد اور کچھ اس خطرے کے پیش نظر کہ اگر دونوں لڑکوں کی پرورش اکٹھی ہوئی تو مصیبت برپا ہوگی سارہ نے اپنے خاوند کو ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو نکالنے کے لئے

کہا۔ مگر ابرہام رضامند نہ تھا۔ آخر کار خدا نے اُسے ایسا کرنے پر اُبھارا۔ چنانچہ ابرہام نے انہیں نکال دیا۔ ان کے پاس صرف پانی کی ایک مشک اور روٹی تھی۔ وہ بیرسبع کے میدان میں پھرنے لگے۔ جب پانی ختم ہوگیا تو موت کی نوبت آگئی۔ ہاجرہ کی زندگی میں اب دوسری بار خداوند کا فرشتہ ظاہر ہوا۔ اُس نے اُسے پانی کی جگہ بتائی اور اسمٰعیل کو ایک بڑی قوم بنانے کے وعدہ کو دُھرایا (پیدائش ۲۱: ۱۹، ۲۰)۔ اسمٰعیل جوان ہوا اور فاران کے میدان میں ایک بڑا زبردست تیرانداز بنا۔ اس کی ماں نے اس کی شادی ایک مصری عورت سے کردی۔ جب ابرہام نے وفات پائی تو وہ جلاوطنی سے واپس آیا تاکہ اپنے والد کو دفن کرنے میں اضحاق کی مدد کرے (پیدائش ۲۵: ۹)۔ اُس کے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی جو عیسو کی بیوی بنی۔ اُس نے ۱۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی (پیدائش ۲۵: ۱۷)۔

۲۔ یہونتن کے خاندان کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۸: ۳۸؛ ۹: ۴۴)۔

۳۔ زبدیاہ کا باپ (۲۔ تواریخ ۱۹: ۱۱)۔

۴۔ یہوحنان کا بیٹا (۲۔ تواریخ ۲۳: ۱)۔

۵۔ نتنیاہ کا بیٹا اور داؤد کے شاہی خاندان کا ایک فرد۔ یروشلیم پر قبضہ کرنے کے بعد بنوکدنضر نے یروشلیم کا گورنر ایک یہودی بنام جدلیاہ کو مقرر کیا۔ یروشلیم کی تباہی کے دو سال بعد اسمٰعیل کے اعزاز میں دی گئی ضیافت میں جدلیاہ اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ اسمٰعیل نے فرار ہونے کی کوشش کی۔ جب اُس سے اسیر واپس لے لئے گئے تو وہ اور اُس کے کچھ ساتھی شاہِ عمون کے پاس بھاگنے میں کامیاب ہوگئے (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۵؛ یرمیاہ ۴۰: ۷۔ ۱۶؛ ۴۱: ۱۔ ۱۸)۔

اِسمٰعیلی:۔ ابرہام اور سارہ کی مصری لونڈی ہاجرہ کے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد (پیدائش ۱۶: ۲؛ ۲۱: ۱۴۔ ۲۱)۔

اسمٰعیل کی مصری بیوی سے بارہ بیٹے ہوئے جو بارہ قبیلوں کے سردار بنے۔ یہ اسمٰعیل کی طرح آزاد اور سیلانی یعنی خانہ بدوش تھے (پیدائش ۱۶: ۱۲) اور فنِ جنگ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ اہلِ عرب اپنے کو اسمٰعیل کی اولاد کہتے ہیں۔

اسم نویسی۔ مردم شماری:۔ لوگوں کی گنتی (مردم شماری) اور ان کے نام کا اندراج (اسم نویسی)۔

پرانے عہدنامہ میں تین بڑی مردم شماریوں کا ذکر ہے۔ پہلی کوہِ سینا پر، بنی اسرائیل کے مصر کی غلامی سے نکلنے کے بعد (گنتی ۱ب)۔ دوسری شطیم میں بنی اسرائیل کے چالیس سال بیابان میں پھرنے کے بعد (گنتی ۲۶ب)۔ تیسری مردم شماری داؤد بادشاہ نے کی، جس سے خدا خوش نہ تھا (۱۔ تواریخ ۲۱: ۱۔ ۶)۔

اس کے علاوہ اور مردم شماریاں بھی کی گئیں پر وہ اس وسیع پیمانہ پر نہ تھیں۔ مثلاً بابل کی اسیری سے واپس آنے پر وہ جو زربابل کے ساتھ واپس آئے، اُن کو گنا گیا (عزرا ۲ب)۔ نیز دیکھئے ۲۔ تواریخ ۲: ۱۷؛ ۱۔ سلاطین ۵: ۱۵۔ رومی عہدِ حکومت میں اکثر (غالباً چودہ چودہ سال کے وقفے کے بعد) اسم نویسی ہوتی تھی جس کا مقصد محصول اور لگان تعین کرنا تھا۔ ایک مردم شماری خداوند یسوع کی پیدائش کے وقت قیصر اوگوستس کے حکم سے ہوئی (لوقا ۲: ۱۔ ۲)۔

ایک اور اسم نویسی کا ذکر اعمال ۵: ۳۷ میں ہے جب یہوداہ گلیلی نے بغاوت کی۔

اسناہ اور اسنہ۔ اَشنہ:۔ ۱۔ یہوداہ کے دو شہر (یشوع ۱۵: ۳۳؛ ۱۵: ۴۳)۔

۲۔ ہیکل کی خدمت پر مامور خاندان کا سربراہ۔ یہ ۵۳۶ ق۔م زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵۰)۔

اَسنفر:۔ ایک بادشاہ جسے عزرا ۴: ۱۰ میں "بزرگ اور شریف اسنفر" بیان کیا گیا ہے۔ اُس نے مفتوح لوگوں کو سامریہ میں لاکر بسایا تھا۔ اِس کا ذکر بائبل مُقدّس میں اور کہیں نہیں ملتا۔ غالباً یہ اشور بنی پال بادشاہ کا دوسرا نام ہے۔ دیکھئے اشور بنی پال اور اسرائیل ۳۔

اَسُنکرتس۔ اَسنکرتیس:۔ (یونانی = بے نظیر)۔ ایک رومی مسیحی جسے پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۴)۔

اسوان:۔ مصر کا ایک شہر (حزقی ایل ۲۹: ۱۰؛ ۳۰: ۶)۔

اِسواہ۔ اِیشوہ:۔ (عبرانی = وہ ہموار کرے گا)۔ آشر کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۷؛ ۱۔ تواریخ ۷: ۳۰)۔

اسور۔ اَشور:۔ ۱۔ نوح کے پوتے کا نام (پیدائش ۱۰: ۲۲)۔

۲۔ ایک ملک کا نام جس کا ذکر پرانے عہدنامہ میں سب سے پہلے پیدائش ۲: ۱۴ میں ہوا ہے۔

اسوری سلطنت جنگجوؤں، معماروں، سیاستدانوں اور ہنرمندوں کا گڑھ تھی اور یہ پرانے عہدنامہ کے وقت زیادہ تر دریائے دجلہ کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی تھی مگر اپنے عروج کے وقت (۶۶۹ - ۶۲۶ ق۔م) اس کی وسعت خلیج فارس سے بحیرۂ روم تک تھی۔

اہلِ اسور بابلی، سامی اور حوریوں کی مخلوط نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ دیوتا ہوتا تھا۔ بڑے دیوتاؤں میں عشتار (عستارات یہ آسمان کی ملکہ) اور مردوک (مردوک = اس کا نام بیل بھی تھا) تھے اور ان کی مختلف طریقوں سے پرستش کی جاتی تھی۔

پرانے عہدنامہ میں اسوریوں کا ذکر ۱۵۰ مرتبہ آیا ہے۔ اسرائیلی ان سے بڑے خوف زدہ رہتے تھے کیونکہ یہ نہایت ظالم تھے۔ انبیاء مثلاً یسعیاہ نبی نے یہ محسوس کیا کہ خدا ان کے حملوں کو اسرائیلی قوم کی بیوفائی کی سزا دینے کے لئے استعمال کر رہا ہے (یسعیاہ ۷: ۲۰)۔

پرانے عہدنامہ میں اسرائیلیوں کے سلسلہ میں متعدد اسوری بادشاہوں کا ذکر آتا ہے مثلاً (ا) سلمنسر سوم (۸۵۸-۸۲۴ ق م) اُس نے اخی اب کے زمانہ میں فلسطین اور سوریہ پر حملہ کیا لیکن بن ہدد اور اس کے اتحادیوں نے حملہ روک دیا (۲-سلاطین باب ۱۷، ۱۸: ۹)۔

(ب) تگلت پلاسر سوم (۷۴۴-۷۲۷ ق م)۔ اس نے اسرائیل کی شمالی سلطنت کو فتح کر لیا اور بہت سے اسرائیلیوں کو اسیر کر کے لے گیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹؛ ۱-تواریخ ۵: ۲۶)۔

(ج) سلمنسر پنجم (تقریباً ۷۲۶-۷۲۲ ق م) اُس نے سامریہ کا تین سال تک محاصرہ کئے رکھا (وہ محاصرہ کے دوران مر گیا) اس کا نتیجہ اسرائیلیوں کی اسیری کی صورت میں نکلا (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱۸: ۹-۱۱)۔

(د) سرجون دوم (تقریباً ۷۲۲-۷۰۵ ق م)۔ اس نے اسرائیل کو اسیر کرنے کا کام مکمل کیا۔ اس کا ذکر یسعیاہ ۲۰: ۱ میں ملتا ہے۔

(ہ) سنحیرب (۷۰۵-۶۸۱ ق م) اس نے یہوداہ پر حملہ کیا اور لکیس اور تمام فصیلدار شہر ماسوا یروشلیم فتح کر لئے (۲-سلاطین ۱۸: ۱۳) سنحیرب کو اس کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا۔ اسرحدون (۶۸۱-۶۶۹) اس کی جگہ بادشاہ بنا (۲-سلاطین ۱۹: ۳۷)۔

ذیل میں اُن اسوری بادشاہوں کے نام اور حکمرانی کی تاریخیں درج ہیں جن کا تعلق اسرائیل اور یہوداہ سے رہا۔ یہ اس فہرست سے مرتب کی گئی ہیں جو خورس آباد میں دستیاب ہوئی۔ ان تمام بادشاہوں کی حکومت کے دَور قبل از مسیح کے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ کے ہجے خط نسخ میں ہیں۔

سلمنسر-شلمن آسر سوم ۸۵۸-۸۲۴ (۲-سلاطین ۱۷: ۳)
شمسی عداد پنجم ۸۲۳-۸۱۱
عداد نزاری سوم ۸۱۰-۷۸۳
سلمنسر شلمن آسر چہارم ۷۸۲-۷۷۳ (۲-سلاطین ۱۸: ۹)
اشور دان سوم ۷۷۲-۷۵۵
اشور نزاری پنجم ۷۵۴-۷۴۵
تگلت پلاسر-تجلت فلاسر سوم ۷۴۴-۷۲۷ (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹)
سلمنسر-شلمن آسر پنجم ۷۲۶-۷۲۲
سرجون سوم، جسے پہلے دوم خیال کیا جاتا تھا ۷۲۱-۷۰۵ (یسعیاہ ۲۰: ۱)
سنحیرب ۷۰۴-۶۸۱ (۲-سلاطین ۱۸: ۱۳)
اسرحدون-آسرحدون ۶۸۰-۶۶۹ (۲-سلاطین ۱۹: ۳۷)
اشور بنی پال-اسنفر (عزرا ۴: ۱۰)
اشور اتی الانی ۶۳۲-۶۲۹
سن شم لشیر — —
سن شر اشکوم ۶۲۳-۶۱۲
اشور آبالت ۶۱۱-۶۰۸
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۶ ۲ د

اِسوی - لِشوِی:- (عبرانی = ہموار)۔ ۱- آشر کا بیٹا جس کے نام سے اسویوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۴۴)۔
۲- ساؤل کا بیٹا (۱-سموئیل ۱۴: ۴۹)

اسیر:- ۱- موسیٰ کے رشتے کا بھائی (خروج ۶: ۲۴)۔
۲- ابی آسف کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۲۳)۔

اسیروں کی طرح گشت:- (۲-کرنتھیوں ۲: ۱۴) دیکھئے فتح مندی کی گشت۔

اسیری:- لغوی معنی باندھنا۔ قید کرنا۔ جلاوطن کرنا۔ تاہم کتاب مقدس کے مفسروں اور مورخوں نے لفظ اسیری کو خاص معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اس سے بنی اسرائیل کی وہ سب مشکلات اور تکالیف اور ظلم وستم مراد نہیں جو فراعنہ مصر کی غلامی سے شروع ہو کر رومی عہد کی جابرانہ حکومت تک اُن پر ڈھائے گئے، بلکہ اُن دو تواریخی سانحات کی طرف اشارہ ہے جو ۷۲۲ ق م میں شمال کے دس قبیلوں کو اور جنوب میں ۵۸۶ ق م یہوداہ کے قبیلے کو پیش آئے۔

فلسطین کے گرد ونواح میں قدیم زمانوں سے یہ حکمت عملی چلی آتی تھی کہ جب کوئی بادشاہ ایک ملک کو فتح کرتا تو بڑے پیمانے پر لوگوں کو اُن کے اپنے وطن سے نکال کر اپنی مملکت کے کسی دوسرے حصہ میں آباد کر دیتا اور اُن کی جگہ اور لوگوں کو بسا دیتا۔ اس حکمت عملی کا مقصد محکوم قوم کی سرکشی اور بغاوت کا جذبہ اور مزاحمت کی قوت کو کچلنا اور

قومی یکجہتی کو تباہ کرنا تھا۔

یہ دونوں اسیریاں بتدریج واقع ہوئیں۔ اسُور کے بادشاہوں کے مسلسل حملوں کے بعد تگلت پلاسر (۲۔ سلاطین ۱۵: ۲۹؛ ۱۔ تواریخ ۵: ۲۶) اور سلمنسر (۲۔ سلاطین ۱۷: ۳، ۵) اور سرجون دوم (۲۔ سلاطین ۱۷: ۶-۷) نے اسرائیلیوں کو اسیر کیا اور اسرحدون اور اسنفر جو ★ اشوربنی پال کا دوسرا نام ہے نے مشرق سے لوگوں کو لاکر اُن کی جگہ سامریہ میں بسایا (عزرا ۴: ۲، ۱۰)۔ تاہم شمالی سلطنت کے سب لوگوں کو جلاوطن نہیں کیا گیا۔ جو بہت غریب اور مزاحمت اور بغاوت کرنے کے قابل نہ تھے اُنہیں وطن ہی میں رہنے دیا گیا (۲۔ سلاطین ۲۵: ۱۲)۔ ان لوگوں نے وقت گزرنے پر نوآبادکاروں سے رشتے ناتے کر لئے۔ جو مخلوط قوم اس طرح وجود میں آئی وہ ★ سامری کہلائی۔ اِسی وجہ سے یہودی سامریوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

وہ لوگ جو اسیری میں گئے اپنے مذہب اور سماجی رسم ورواج پر قائم رہے۔ انہوں نے اپنے کو آس پاس کی قوموں سے علیحدہ رکھا۔

جنوبی سلطنت کی اسیری شاہ بابل نبوکدنضر کے عہد میں کئی سال کے دوران واقع ہوئی۔ ۶۰۵ ق م میں وہ چند شاہی نسل کے اشخاص اور شرفا کو اسیر کر کے بابل لے گیا۔ ان میں دانی ایل نبی بھی تھا (۲۔ تواریخ ۳۶: ۲-۷؛ دانی ایل ۱: ۱-۳)۔ ۵۹۷ ق م میں وہ یہویاکین کو ہزاروں شرفا کے ساتھ بابل لے گیا (۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۴-۱۶)۔ ان میں حزقی ایل نبی بھی تھا۔ ۵۸۶ ق م میں اُس نے یروشلیم کو تباہ و برباد کیا اور سوائے غربا کے سب کو بابل میں جلاوطن کیا (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲-۲۱)۔ اس کے پانچ سال بعد ایک اور گروہ کو جلاوطن کیا گیا۔

عزرا اور نحمیاہ کے صحیفوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ جب شاہ فارس خورس نے بابل کو فتح کیا اور یہودیوں کو اجازت دی کہ واپس اپنے وطن چلے جائیں تو کس طرح یہ لوگ ۵۳۸ ق م میں اسیری سے واپس آئے (عزرا ۱: ۱-۴)۔ زربابل کے ساتھ بیالیس ہزار سے زائد لوگ واپس آئے (عزرا ۲: ۶۴)۔ ۴۵۸ ق م میں عزرا کے ساتھ اٹھارہ سو واپس آئے۔ نیز دیکھئے اسرائیل۔

اَسیما۔ اَشیما:۔ حمائیوں کا دیوتا (۲۔ سلاطین ۱۷: ۲۹-۳۰)۔

اَسینی:۔ مسیح کے زمانے میں ایک یہودی برادری۔ یہ فقیہوں اور فریسیوں کی طرح ایک فرقہ تھا جس نے یروشلیم کی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اُن کے متعلق ہماری معلومات محدود ہیں۔ پلینی، یوسیفس اور سکندریہ کے فیلو نے ان کے متعلق بہت کچھ لکھا تاہم بائبل اور طالمود میں اُن کا ذکر بالکل نہیں آتا۔

یہ جماعت بہت سادہ اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ رسمی طہارت پر بڑا زور دیا جاتا تھا۔ وضو اور غسل اُن کی عبادت کا ایک اہم حصّہ تھا۔ وہ سفید کپڑے پہنتے اور اکٹھے گروہ کی صورت میں رہتے اور کھانا کھاتے تھے۔ وہ گوشت اور مے سے پرہیز کرتے تھے۔ وہ ریاضت کی راہبانہ زندگی بسر کرتے اور ایک کٹھن ضابطۂ حیات پر عمل کرتے تھے۔ وہ فالتو وقت میں یعنی جب عبادت اور مطالعہ سے فارغ ہوتے تو کھیتی باڑی کرتے تھے۔ وہ زیادہ تر مجرّد رہتے تھے۔ پلینی لکھتا ہے کہ "وہ عورتوں کو نامنظور کرتے، جنسی خواہشات سے کنارہ کشی کرتے اور املاک کو ترک کرتے تھے۔ صرف کھجور کے درخت اُن کے ساتھی تھے"۔ اُن کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔ اس تعداد کو قائم رکھنے کے لئے وہ دوسروں کے بچّے پال کر اپنی جماعت میں شامل کرتے تھے۔ برادری میں شامل ہونے کی شرائط سخت تھیں۔ کم از کم تین سال کی شاگردی ضروری تھی۔

اِس فرقہ میں دلچسپی کی ایک وجہ ★ بحیرہ مردار کے طوماروں کی دریافت ہے جو ★ قمران کی وادی میں مختلف غاروں سے ملے۔ خربت قمران (= قمران کے کھنڈرات) کی کھدائی نے اس میں مزید دلچسپی پیدا کی۔ اِس جگہ ایک ایسی جماعت کا راہب خانہ ملا ہے جو پہلی صدی قبل از مسیح سے پہلی صدی عیسوی کے آخر تک استعمال ہوا۔ علما اس جماعت اور ابتدائی مسیحی کلیسیا کے آپس کے تعلق پر بہت غور و خوض کر رہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یوحنّا بپتسمہ دینے والا اسی جماعت سے تعلق رکھتا تھا، لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے۔

بعض مورّخ خیال کرتے ہیں کہ جب رومی حکومت نے یہودیوں کو ستایا تو بہت سے اسینی مسیحی ہو گئے یہاں تک کہ اُن کے اکثر کاہن بھی مشرّف بہ مسیحیت ہوئے (اعمال ۶: ۷)۔ یہ قرینِ قیاس ہے کہ انہی کی تعلیم نے بعض بدعتوں کی بنیاد ابتدائی کلیسیا میں ڈالی۔

اِشبان:۔ شعیر کے خاندان کا ایک فرد (پیدائش ۳۶: ۲۶؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۴۱)۔

اِشبعل:۔ ساؤل بادشاہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۳۳؛ ۹: ۳۹)۔ اسے ۲۔ سموئیل ۲: ۸، ۱۰، ۱۲ وغیرہ میں اِشبوست کے نام سے پکارا گیا ہے۔ دیکھئے اِشبوست۔

اِشبوست۔ اِشبوشت:۔ (عبرانی = باعثِ ذلّتِ انسان)۔ ساؤل بادشاہ کا چوتھا بیٹا (۲۔ سموئیل ۲: ۸)۔ اس کا اصل نام اشبعل تھا یعنی بعل کا آدمی۔ مگر بعد میں یہ کسی وجہ سے تبدیل کر دیا گیا۔ (وجہ کے لئے دیکھئے بُت اور بُت پرستی)۔ جب جلبوعہ کے مقام پر ساؤل بادشاہ اور اس کے تین بیٹے فلستیوں سے جنگ کرتے مارے گئے تو ساؤل کے لشکر کے سردار ابنیر نے اشبوست کو محنایم کے مقام پر اسرائیل کا بادشاہ بنانے کا اعلان کر دیا۔ لیکن یہوداہ کے قبیلہ نے داؤد کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ جب اشبوست تخت نشین ہوا تو وہ ۴۰ سال کا تھا اور اُس نے دو سال تک حکومت

کی (۲-سموئیل ۲: ۸-۱۰)۔ اشبوست نے تمام قبیلوں پر حکومت کرنے کے لئے داؤد سے دو سال تک جنگ کی مگر کامیاب نہ ہوا جب ابنیر ایک الزام کی بنا پر داؤد بادشاہ سے مل گیا تو جنگ بند ہوگئی (۲-سموئیل ۳: ۶-۱۶)۔

بعد ازاں ابنیر کے قتل کے بعد (۲-سموئیل ۳: ۲۷) اشبوست کی حکومت حاصل کرنے کی ساری امیدیں ختم ہوگئیں (۲-سموئیل ۴: ۱-۳)، بلکہ اس کے سرداروں نے اُسے قتل کردیا (۲-سموئیل ۴: ۵-۸) اور اس کا سر کاٹ کر داؤد کے پاس لائے۔ لیکن داؤد نے قاتلوں کو ہلاک کر کے اشبوست کے سر کو ابنیر کی قبر میں دفن کیا۔ اس طرح ساؤل کے خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

اِشبی بنوب - لِشبی بنوب :- ایک دیوزادہ۔ جب وہ داؤد کو قتل کرنا چاہتا تھا تو ابیشے نے اسے ہلاک کردیا (۲-سموایل ۲۱: ۱۶، ۱۷)۔

اُشبیع :- یہوداہ کے خاندان کا ایک سربراہ جو باریک کتان کا کام کرتا تھا (۱-تواریخ ۴: ۲۱)۔

اُشبیل :- یعقوب کے بیٹے بنیمین کا دوسرا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۱)۔

اشدود :- (عبرانی = قلعہ)۔ فلستیوں کے پانچ شہروں میں سے ایک (یشوع ۱۳: ۳)۔ دجون (مچھلی دیوتا) کی پرستش کا مرکز۔ یہاں پر عہد کے صندوق کو لے جایا گیا مگر واپس کردیا گیا (۱-سموئیل ۵: ۱-۷)۔ عُزیاہ نے اسے فتح کیا (۲-تواریخ ۲۶: ۶)۔ عاموس نے اس کے تباہ و برباد ہونے کی پیشگوئی کی (عاموس ۱: ۸)۔ شاہ اسور سرجون نے اس پر قبضہ کر لیا (یسعیاہ ۲۰: ۱) اور نحمیاہ کے زمانہ میں اشدودیوں نے یروشلیم کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالی (نحمیاہ ۴: ۷-۹؛ ۱۳: ۲۳، ۲۴)۔ دیکھئے نقشہ ۴ ، ۵

اشنان :- حبرون کے نزدیک ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۲)۔

اِشعیاہ :- کیتھولک ترجمہ میں یسعیاہ کی کتاب کا نام۔ دیکھئے یسعیاہ۔

اشکار - یساکر :- (عبرانی = اُجرت یا انعام)۔
۱- یعقوب اور لیاہ کا بیٹا (پیدائش ۳۰: ۱۷، ۱۸؛ ۳۵: ۲۳)۔ لیاہ کے چار بیٹے تھے۔ اشکار اپنے بھائیوں اور والدین کے ہمراہ مصر کو گیا (پیدائش ۴۶: ۱۳؛ خروج ۱: ۳)۔ وہاں اُس نے وفات پائی اور وہیں اسے دفن بھی کیا گیا۔ اُس کی اولاد سے چار بڑے گھرانے قائم ہوئے جن سے یہ قبیلہ بنا (گنتی ۲۶: ۲۳، ۲۴)۔
۲- داؤد بادشاہ کے دورِ حکومت میں قورحیوں میں سے ایک دربان (۱-تواریخ ۲۶: ۵)۔

اشکالِ تحریر :- دیکھئے میخی خط۔

اُشکناز :- ۱- نوح کی نسل سے ایک شخص (پیدائش ۱۰: ۳؛ ۱-تواریخ ۱: ۶)۔
۲- ایک مملکت کا نام جسے اراراط اور منی کے ممالک کے ساتھ خدا نے بابل کے خلاف اپنے قہر کا آلۂ کار بنایا (یرمیاہ ۵۱: ۲۷)۔

اشور - اِشحور :- تقوع کا باپ (۱-تواریخ ۲: ۲۴؛ ۴: ۵)۔

اشور بنی پال :- اسور کا بادشاہ۔ یہ ★ سنحیرب کا پوتا اور اسرحدون (۲-سلاطین ۱۹: ۳۶، ۳۷) کا بیٹا تھا۔ اس کا عہدِ حکومت ۶۶۸ تا ۶۲۶ ق۔م تھا، اور یوں یہ یہوداہ کے بادشاہوں منسی اور نیک یوسیاہ کا ہمعصر تھا۔

بعض کا خیال ہے کہ عزرا ۴: ۱۰ کا "بزرگ اور شریف اسنفر" یہی بادشاہ تھا۔ بائبل کے علماء اشور بنی پال کے خاص مشکور ہیں کیونکہ یہ علم کا بڑا سرپرست تھا اور اس نے ★ میخی خط کے کتبوں کو اکٹھا کر کے ایک بڑا کتب خانہ بنایا جس میں بائیس ہزار سے زیادہ کتبے جمع تھے۔ بابل اور اسور کے ادب کے متعلق ہماری معلومات زیادہ تر انہی کتبوں پر مبنی ہیں۔ یہ تاریخ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں منسی کا نام ان کتبوں میں آتا ہے، کیونکہ وہ اسور کو خراج دیتا تھا (۲-تواریخ ۳۳: ۱۰-۱۳)۔

اِشہود :- (عبرانی = صاحبِ جاہ و جلال) بنی منسی کے قبیلہ کا ایک سردار (۱-تواریخ ۷: ۱۸)۔

اِصبون :- ۱- جد کے ایک بیٹے کا نام (پیدائش ۴۶: ۱۶)۔
۲- بنیمین کے بیٹے بالع کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۷)۔

اصطباغ :- (عربی = غوطہ دینا)۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں ذیل کے مقامات پر بپتسمہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔
متی ۳: ۱؛ مرقس ۱: ۴؛ لوقا ۱۲: ۵۰؛ یوحنا ۱: ۲۵، ۲۸، ۳۱، ۳۳؛ ۳: ۲۲، ۲۳، ۲۶؛ ۴: ۱، ۲؛ ۱۰: ۴۰؛ اعمال ۱: ۲۲؛ ۱۰: ۳۷؛ ۱۳: ۲۴؛ رومیوں ۶: ۳، ۴؛ غلاطیوں ۳: ۲۷ وغیرہ مضمون کے لئے دیکھئے بپتسمہ۔

اصطبل :- (یونانی لفظ کا معرب)۔ ایک بڑا کمرہ یا احاطہ جس میں چوپایوں کو رکھتے اور چارہ وغیرہ ڈالتے ہیں (حزقی ایل ۲۵: ۵)۔ نیز دیکھئے چرنی۔

اصلیاہ - اَصل یاہ :- مسلام کا بیٹا اور منشی سافن کا باپ (۲-سلاطین ۲۲: ۳)۔

اصیل - آصیل :- یونتن بن ساؤل کی اولاد سے ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۳۷؛ ۹: ۴۳)۔

اضحاق - اِسحاق :- (عبرانی = ہنسی، خوشی)۔
یہ ابرہام اور سارہ کا اکلوتا بیٹا تھا جو ان کے ہاں بڑی عمر میں پیدا ہوا۔ خدا نے اِس کا وعدہ ابرہام (پیدائش ۱۵: ۴؛ ۱۷: ۱۵-۲۱) اور سارہ (پیدائش ۱۸: ۱۰-۱۲) سے کیا تھا۔ یہ غالباً بیرسبع میں پیدا ہوا اور اس کی پرورش بھی وہیں ہوئی (پیدائش ۲۲: ۱۹)۔ یہ ابھی لڑکا ہی تھا کہ ابرہام خدا کے حکم کے مطابق اسے موریاہ کے پہاڑ پر قربانی دینے کے لئے لے گیا لیکن عین وقت پر خدا نے ایک مینڈھا مہیّا کر دیا (پیدائش ۲۲: ۱-۱۹؛ دیکھئے عبرانیوں ۱۱: ۱۷-۱۹)۔ اِس واقعہ سے ابرہام کے ایمان کی پختگی اور اضحاق کی فرمانبرداری ظاہر ہوتی ہے۔

اضحاق نے چالیس۴۰ سال کی عمر میں اپنی رشتہ دار ربقہ سے شادی کی۔ اُس کے دو بیٹے تھے، عیسَو اور یعقوب (پیدائش ۲۴: ۱-۶۷؛ ۲۵: ۱۹-۲۶)۔ اضحاق ایک زبردست کسان اور چرواہا تھا (پیدائش ۲۶: ۱۲-۱۴، ۲۰-۲۲)۔ اپنی آخری عمر میں وہ اندھا ہو گیا۔ وہ عیسَو کو برکت دینا چاہتا تھا مگر ربقہ کے کہنے پر یعقوب نے اُس سے دھوکے سے برکت حاصل کر لی (پیدائش ۲۷: ۱-۲۹)۔

اضحاق ۱۸۰ سال کا ہو کر مرا اور قربت آربع (حبرون) میں دفن ہوا (پیدائش ۳۵: ۲۸-۲۹، ۴۹: ۳۱)۔

اضحاق اسرائیل کے بزرگوں میں شمار ہوتا ہے اور اُس کا نام ابرہام اور یعقوب کے ساتھ آتا ہے (۱-سلاطین ۱۸: ۳۶؛ یرمیاہ ۳۳: ۲۶؛ متی ۲۲: ۳۲ وغیرہ)۔

اِضہار - یصہار :- (عبرانی = ظاہر، روشن)۔
ایک لاوی (خروج ۶: ۱۸، ۱۹؛ گنتی ۳: ۱۹؛ ۱-تواریخ ۶: ۱۸، ۳۸)۔

اطالیہ :- یورپ کا ایک ملک۔ اِس کا دارالخلافہ روم ہے۔
اس کا ذکر اعمال ۲۷: ۱ میں ملتا ہے جہاں پولس رسول نے قیصر سے اپیل کی تھی۔

عبرانیوں ۱۳: ۲۴ میں اطالیہ کے مسیحی سلام بھیجتے ہیں۔

قیصریہ میں جو پلٹن متعین تھی اس کو اسی کی نسبت سے اطالیانی پکارا جاتا تھا۔ صوبیدار کرنیلیس کا اسی پلٹن سے تعلق تھا۔ (اعمال ۱۰: ۱)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۱-۱۲-۱۷

اطالیانی پلٹن :- رومی فوج کا ایک معاون دستہ جس میں عام طور پر اطالوی رضاکار سپاہی بھرتی کئے جاتے تھے۔ ایسی ہی پلٹن کا صوبیدار کرنیلیس تھا (اعمال ۱۰: ۱)۔ اسی طرح ایک شہنشاہی پلٹن بھی تھی جس کا صوبہ دار یُولیُس تھا (اعمال ۲۷: ۱)۔

عام طور پر ہر دستہ میں سو جوان ہوتے تھے۔ اسی لئے صوبیدار کو لاطینی میں centurio یعنی "سو کا سردار" کہتے تھے۔ نیز دیکھئے فوج۔

اطمینان :- دیکھئے سلامتی۔

اطیر - آطیر :- ۱- ایک اسیر خاندان کا جدِّ امجد (عزرا ۲: ۱۶؛ نحمیاہ ۷: ۲۱)۔
۲- اسیر دربانوں کے ایک خاندان کی اولاد جو زرّبابل کے ساتھ واپس آیا (عزرا ۲: ۴۲؛ نحمیاہ ۷: ۴۵)۔
۳- ایک امیر جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۷)۔

اعداد :- دیکھئے گنتی۔

اعراب :- وہ نشانات جو لفظوں کے حروف کی حرکات و سکنات کو ظاہر کرنے کے لئے مقرر کئے گئے اعراب کہلاتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب قدیم عبرانی (اور اسی طرح عربی بھی) اعراب کے بغیر لکھی جاتی تھی۔ چونکہ یہ زبان عام بولی جاتی تھی اس لئے صحیح تلفظ ظاہر کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب عبرانی کی جگہ ★ ارامی نے لے لی تو عوام عبرانی سے ناواقف ہو گئے۔ جب پاک کلام کی تلاوت ہوتی تو قاری کو صحیح تلفظ کے لئے ہدایت کی ضرورت پڑتی۔ ساتھ ہی ترجمہ بھی درکار ہوتا (دیکھئے تارگوم)۔ قدیم عبرانی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس کے بائیس حروفِ تہجی حروفِ صحیح یعنی consonants تھے اور کوئی حروفِ علت vowels نہ تھا۔ اس لئے مسوراتی (دیکھئے مسوراتی) علماء نے ساتویں صدی عیسوی میں کچھ نشانات مقرر کئے جن سے صحیح تلفظ ممکن ہوا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ قرآن مجید کے لئے بھی اہلِ عرب نے محسوس کیا کہ کچھ نشانات مقرر کئے جائیں کیونکہ اس سے پہلے قرآن بغیر اعراب کے تھا اور قاری کو صحیح تلفظ میں بعض وقت دقّت پیش آتی تھی۔ چونکہ یہ نشانات (اعراب) قرآن مجید کا حصّہ نہ تھے اس لئے شروع میں ان کو فرق رنگ کی روشنائی سے لکھا جاتا تھا تاکہ تمیز رہے۔ بعدازاں ان کو قرآن کا حصّہ قبول کیا گیا۔

پہلے پہل اسور کے لوگوں نے یہ نشانات عبرانی کے لئے تعیّن کئے۔ اردو اور فارسی کی طرح عبرانی اور عربی میں بھی مختلف علامات زبر، زیر، پیش وغیرہ کی آوازیں ظاہر کرتے ہیں۔

ذیل میں عبرانی کی اُن پانچ آوازوں کے نشان جو کھینچ کر پڑھی جاتی ہیں دیئے جاتے ہیں۔ عبرانی کا دوسرا حرف بیتھ ב (ب) استعمال کیا گیا ہے۔

علامت کا نام	آواز	نشان	مثال	اردو میں تلفظ
قامض	آ	ָ	בָּ	با
زیرے	اے	ֵ	בֵּ	بے
خیرک	ای	ִ י[1]	בִּי	بی
خولیم	او	ֹ یا וֹ[2]	בֹּ یا בּוֹ	بو
شورک	اُو	וּ	בּוּ	بُو

[1] یود عبرانی کا "ے" [2] واؤ عبرانی کا "و"

اعمال کی کتاب :۔ یہ کتاب، دوسری صدی عیسوی) کے اواخر سے "رسولوں کے اعمال" کہلاتی ہے۔ یہ مسیحیت کے آغاز کی تواریخ کے سلسلہ کو جاری رکھتی ہے جس کا پہلا حصہ "لوقا کی انجیل" ہے۔

ا۔ خلاصۂ مضامین

یہ کتاب داستان کو وہاں سے آگے بڑھاتی ہے جہاں انجیل (اعمال ۱: ا کے مطابق "پہلا رسالہ") اسے چھوڑتی ہے۔ ابتدا میں یہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد کے ظہوروں، صعود، رُوح القدس کے نزول اور کلیسیائے یروشلیم کے آغاز اور ابتدائی ترقی کا ذکر کرتی ہے (ابواب ۱-۵)۔ پھر یہ اس کلیسیا کے یونانی مائل شرکا کے ان کے سرکردہ استفنس کے سنگسار کیے جانے کے بعد منتشر ہونے کا ذکر کرتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ شمال میں انطاکیہ جیسے دُور دراز علاقہ میں خوشخبری لے کر پہنچ گئے اور اسی شہر سے غیر قوموں میں بشارتی مہم کا آغاز ہوا۔ اسی تذکرہ میں ہم پولس رسول کے مسیح کو قبول کرنے اور شاروَن کے میدانوں میں پطرس رسول کی بشارتی سرگرمیوں اور اس کے نقطۂ عروج پر قیصریہ میں اولین غیر قوم گھرانے کے حلقہ بگوش مسیحیت ہونے کا احوال بھی پاتے ہیں۔ اعمال کی کتاب کی اس فصل کا خاتمہ پولس کے انطاکیہ پہنچ کر غیر قوموں میں بشارت کی مہم میں شریک ہونے اور پطرس کے ہیرودیس اگرپا اوّل کے ہاتھوں موت کے منہ میں دھکیلے جانے سے بچ کر یروشلیم روانہ ہونے پر ہوتا ہے (ابواب ۶-۱۲)۔ اس کے بعد پولس کی رسولی خدمت اس کتاب کا خاص موضوع بن جاتا ہے۔ پولس برنباس کی ہمراہی میں کپرس اور جنوبی گلتیہ میں بشارت دیتا (ابواب ۱۳-۱۴)، یروشلیم کی مجلس میں حاضر ہوتا (باب ۱۵)، سیلاس کے ہمرکاب یورپ میں داخل ہو کر فلپی، تھسلنیکے اور کرنتھس میں بشارت دیتا ہے۔ وہ دیگر رفقائے کار کے ساتھ افسس کے مرکز سے آسیہ کے صوبہ میں خوشخبری پھیلاتا ہے۔ وہ فلسطین کا دورہ بھی کرتا ہے جہاں مشتعل ہجوم کے نرغے سے نکالے جانے کے بعد وہ دو برس قید رہتا ہے (ابواب ۲۰-۲۴)۔ اُس کی درخواست پر اُسے قیصر کے سامنے اپنے مقدمہ کی پیروی کی خاطر روم روانہ کر دیا جاتا ہے، جہاں اُسے دو برس ایک گھر میں نظر بند رکھا جاتا ہے مگر اُسے اپنے ملاقاتیوں کو انجیل کی خوشخبری سنانے کی پوری پوری آزادی ہوتی ہے (ابواب ۲۷-۲۸)۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ انجیل کے مبشر اُن سب شاہراہوں پر ہو لئے تھے جو اُن کے وطن فلسطین سے نکلتی تھیں لیکن اعمال کی کتاب میں اُن واقعات کو توجہ کا مرکز بنایا گیا ہے جو یروشلیم سے انطاکیہ اور پھر روما تک کی شاہراہ پر واقع ہوئے۔

ب۔ ماخذ اور مقصد

"پہلے رسالے" یعنی لوقا کی انجیل کا دیباچہ (لوقا ۱: ۱-۴) اعمال کی کتاب کا بھی دیباچہ ہے۔ اِن دونوں تصنیفات کا مقصد تھیُفلس نامی ایک شخص کو جو اس موضوع پر پہلے سے ہی کچھ نہ کچھ جانتا تھا مسیحیت کے آغاز اور ارتقاء پر مستند اور مربوط معلومات فراہم کرنا ہے۔

اس کی ٹھیک تاریخ تصنیف تو اس میں درج نہیں ہے لیکن اس میں مندرج آخری واقعہ روما میں پولس کا دو برس تک زیرِ حراست رہنے (اعمال ۲۸: ۳۰) کے عرصہ تک ضبطِ تحریر میں نہیں لائی گئی۔ یہ عرصہ غالباً سن ۶۰-۶۱ پر پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس واقعہ کے کتنے عرصہ کے بعد یہ معرضِ تحریر میں آئی، اس کے متعلق مشکل سے کچھ وثوق سے کہا جا سکتا ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو سکے کہ اس تصنیف کا انحصار یوسیفس کے "تذکرۂ اسلاف" پر ہے تو پھر اس کی تاریخ تصنیف ۹۳ء سے پہلے کی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایسے تعلق کا وجود خارج از امکان ہے ہمیں کسی ایسے دَور کی کھوج لگانی چاہئیے جس میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہو جس نے رومی معاشرہ کے ذمہ دار افراد کے درمیان مسیحیت میں خاص دلچسپی کے شوق کو ہوا دی ہو، جن کا تھیُفلس کو نمائندہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ہمیں قیصر دومطیان کے دورِ حکومت کے اواخر میں (۸۱-۹۶ء) ایسے حالات کے آثار ملتے ہیں جب مسیحیت شاہی خاندان میں قدم جما چکی تھی۔ یہ خیال بھی کیا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ تھیُفلس، دومطیان کے چچازاد فلاویُس کلیمنس کا فرضی نام ہو۔ قبل ازیں ایسا موقع ۶۰ء کے آخر میں بھی پایا جاتا ہے جو مسیحیت کو فلسطین میں یہودیوں کی بغاوت سے الگ تھلگ کرنے کے لئے بڑا ہی موزوں تھا۔ یا (نسبتاً موزوں طور پر) ۶۰ اور ۶۵ء کا درمیانی زمانہ ہو سکتا ہے جب مسیحیت کا سرکردہ مبلغ ایک رومی شہری کی حیثیت سے شاہی دربار میں اپنے مقدمہ کی پیروی کی خاطر روما میں داخل ہوتا ہے۔ یہ خوش آئند بیان کہ پولس رسول "بغیر روک ٹوک کے خدا کی بادشاہی کی منادی کرتا ..... رہا" اس کی تاریخ تصنیف کے ۶۴ء سے قبل جب ایذا رسانی کا دَور ابھی شروع نہیں ہوا تھا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لوقا کی انجیل کی تاریخ تصنیف پر انجیل کی داخلی شہادت کا اعمال کی کتاب کے سن

تصنیف کے مسئلے سے تعلق ہے۔ پولسؔ کے مقدمہ کے رومہ منتقل ہونے کے بعد یہ اشد ضروری ہوگیا تھا کہ شاہی دربار کے بعض اراکین مسیحیت کی ماہیت پر نسبتاً گہری سنجیدگی سے غور کریں۔ چنانچہ ممکن ہے کہ اعمال کی کتاب کے مصنف نے اسی میں عقلمندی خیال کی کہ وہ ایسے لوگوں کو سارے معاملہ کا تفصیلی تذکرہ مہیا کردے۔

دوسری صدی کے بعد سے لوقاؔ کو ہی اس کا مصنف قرار دیا جاتا ہے (جو ہر امکانی پہلو سے درست ہے)۔ لوقاؔ پولسؔ کا طبیب اور ہمسفر تھا (کلسیوں ۴: ۱۴؛ فلیمون ۲۴؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۱۱)۔ وہ انطاکیہؔ کا رہنے والا یونانی تھا۔ مصنف جن واقعات کا ذکر کرتا ہے اُن کے وقوع پذیر ہونے کے موقع پر بعض دفعہ وہ خود بھی حاضر تھا۔ اس لئے وہ غائب کے صیغہ کو بدل کر جمع متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ ایسی تین عبارات ہیں جن میں وہ "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اعمال ۱۶: ۱۰-۱۷؛ ۲۰: ۵-۲۱: ۱۸؛ ۲۷: ۱-۲۸: ۱۶- اُن ایام کے علاوہ جن کا احاطہ اِن عبارات میں کیا گیا ہے لوقاؔ کو ایسے مواقع میّسر تھے کہ وہ واقعات کی ابتدائی کڑیوں تک رسائی حاصل کرسکا۔ جن لوگوں کو وہ وقت بوقت ملتا رہتا تھا اُن میں بہتوں کو چشم دید گواہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ان سے وہ نہ صرف انطاکیہؔ میں بلکہ ایشیائے کوچک اور مکدُنیہ میں، یروشلیم اور قیصریہؔ میں اور بالآخر رومہؔ میں ملا۔ اِن زاویوں میں بلاشبہ وہ لوگ خاص اہمیت رکھتے ہیں جو مختلف شہروں میں اُس کے میزبان تھے، جیسے قیصریہؔ میں فلپسؔ اور اُس کی بیٹیاں (۲۱: ۸) اور مناسونؔ جو یروشلیم کے ابتدائی شرکا میں سے تھا (۲۱: ۱۶)۔ اِس اَمر کے کوئی آثار نہیں ملتے کہ اُس نے پولسؔ کے خطوط کو بھی بطور ماخذ استعمال کیا ہو۔

ج۔ تواریخی خصوصیات

لوقاؔ کے تذکرہ کے تواریخی پایۂ اعتبار پر آثارِ قدیمہ کے انکشافات کی صریح شہادت موجود ہے۔ اگرچہ مصنف کا نقطۂ نظر الٰہیاتی اور ایمان کا دفاع کرنا ہے، لیکن اِس سے مختلف تفصیلات کا پایۂ اعتبار متاثر نہیں ہوتا ہے۔ تاہم اِس کا اثر واقعات کے انتخاب اور طرزِ بیان پر ضرور پڑتا ہے۔ وہ اپنا تذکرہ ہمعصر تاریخ کے آئینے میں پیش کرتا ہے، جس کے اوراق شہری منصفوں، صوبائی حاکموں، کٹھ پتلی بادشاہوں اور اِسی قسم کے لوگوں کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حوالے زیر غور وقت اور جگہ کے عین مناسب حال ثابت ہوئے ہیں۔ وہ اپنے تذکرہ میں شہروں کے مختلف تمدن و معاشرت کے مقامی رنگ کو کم سے کم الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ پولسؔ کے رومہؔ کی جانب بحری سفر کا بیان (۲۷ باب) فی زمانہ بھی قدیم بحری سفر و سیاحت پر اہم ترین دستاویز ہے۔

د۔ دفاعِ دین کا پہلو

لوقاؔ کی دونوں تصنیفات میں جو نمایاں بات ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ مسیحیت شاہی نظم و نسق کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر وہ خصوصاً حاکموں، منصفوں اور سلطنت کے مختلف حصوں سے دیگر بااختیار شخصیتوں کے عدالتی فیصلوں کے حوالے دیتا ہے۔ انجیل میں تین مرتبہ پیلاطُسؔ یسوعؔ کو "بلوے" کے جرم سے بری قرار دیتا ہے (لوقا ۲۳: ۴، ۱۴، ۲۲)۔ اور جب اِسی قسم کے الزامات اُس کے پیروکاروں پر بھی لگائے جاتے ہیں تو وہ ثابت نہیں ہوسکتے۔ فلپیؔ کے فوجداری کے حاکم پولسؔ اور سیلاسؔ کو ذاتی ملکیت کے حق میں مداخلت کرنے پر جیل میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اُنہیں اپنے غیر قانونی اقدام پر معذرت کے ساتھ اُنہیں رہا کرنا پڑا (۱۶: ۱۹-۴۰)۔ تھسلُنیکےؔ کے شہر کے حاکموں کے سامنے پولسؔ اور اُس کے رفیقوں پر قیصرؔ سے بغاوت کا الزام لگایا گیا۔ لیکن جب مقامی شہریوں ہی نے اِن مبلغوں کے نیک چال چلن کی ضمانت مہیا کردی تو وہ مطمئن ہوگئے (۱۷: ۶-۹)۔ اخیہؔ کے سردار گلیوؔ کا فیصلہ خاص اہمیت کا حامل ہے جس نے پولسؔ کے خلاف کرنتھسؔ کے یہودی سرداروں کے اِس الزام کو ناقابلِ قبول قرار دیا کہ وہ ایک خلافِ شرع مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ اِس فیصلے کا عملی اطلاق یوں ہوتا تھا کہ مسیحیت کو بھی یہودیت کی طرح رومی قانون کا تحفظ حاصل ہے (۱۸: ۱۲ ببعد)۔ اِفسسؔ میں پولسؔ کو حاکموں کی دوستی کا شرف حاصل ہوا اور شہر کے محرّر نے اُسے افسیوں کی ارتمس کی بیحرمتی کے الزام سے بری قرار دیا (۱۹: ۳۱، ۳۵ ببعد)۔ یہودیہؔ کا حاکم فیستُسؔ اور کٹھ پتلی بادشاہ اگرپاؔ ثانی اِس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ پولسؔ سے کوئی ایسا قصور سرزد نہیں ہوا ہے کہ وہ قید یا موت کی سزا کا حق دار ہو۔ وہ یقیناً رہا کردیا جاتا اگر اُس نے قیصر سے اپیل کرکے اُن کے ہاں مقدمہ کی سماعت کا حق سلب نہ کروالیا ہوتا (۲۶: ۳۲)۔ یہ سوال بھی اُٹھایا جاسکتا ہے کہ اگر مسیحی قانون کا ایسا ہی احترام کرتے تھے جس کا بیان لوقاؔ کرتا ہے تو مسیحیت کی ارتقائی منازل میں بارہا عام بلوے کیوں ہوتے رہے؟ مصنف اس کا جواب یوں دیتا ہے کہ فلپیؔ کے واقعہ اور اِفسسؔ کے سُناروں کی برادری کے مظاہرے سے قطع نظر انجیل کی منادی کے وقت بلوے کرانے میں ہمیشہ یہودی مخالفین ہی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ جس طرح انجیل میں صدوقی سردار کاہن پیلاطُسؔ کو غیر جانبدارانہ فیصلے کے خلاف یسوعؔ کو سزائے موت دینے پر مجبور کرتے ہیں اُسی طرح اعمال کی کتاب میں یہ یہودی ہی ہیں جو پولسؔ رسول کے بدترین دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال کی کتاب میں جہاں غیر اقوام کی شاہی تہذیب کے عظیم مراکز میں انجیل کے بتدریج پھیلنے کا تذکرہ ہے

وہاں ساری سلطنت میں اس کے پہلو بہ پہلو یہودیوں کی طرف سے بڑھتی ہوئی مخالفت کا بیان بھی پایا جاتا ہے۔

۸۔ الٰہیاتی مسائل

الٰہیاتی نقطۂ نظر سے اعمال کی کتاب کا موضوع رُوح القدس کی تحریک ہے۔ رُوح القدس کے نزول کا وعدہ جو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یسوع نے ۱: ۴ میں کیا وہ باب ۲ میں یہودی شاگردوں کے لئے اور باب ۱۰ میں غیر قوم ایمانداروں کے لئے پُورا ہوا۔ رسول رُوح القدس کی قوت میں ارشادِ اعظم (متی ۲۸: ۱۹، ۲۰) کی تکمیل کرتے ہیں جس کا اظہار مافوق الفطرت نشانوں سے ہوتا ہے۔ جب اُن کے مرید انجیل کو قبول کرتے ہیں تو رُوح القدس کی قدرت کے دیدنی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ کتاب بجا طور پر "رُوح القدس کے اعمال" کہلانے کی مستحق ہے، کیونکہ رُوح القدس ہی انجیل کی تمام تر ترقی و ترویج کا ذمہ دار ہے۔ وہ سفر و حضر میں مبشروں کی رہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً وہ فلپّس کی (۸: ۲۹، ۳۹)، پطرس کی (۱۰: ۱۹، ۲۰) اور پولس اور اُس کے ساتھیوں کی (۱۶: ۶ بعد) راہنمائی کرتا ہے۔ وہ کلیسیائے انطاکیہ کو پولس اور برنباس کو ایک وسیع تر خدمت کے لئے الگ کرنے کی ہدایت کرتا ہے جس کے لئے اُن کی بلاہٹ بھی اُسی کی طرف سے ہے (۱۳: ۲)۔ اُسے اُس خط میں بھی قابلِ تحسین مقام حاصل ہے جو غیر قوم کلیسیاؤں کو یروشلیم کی مجلس کے فیصلہ سے آگاہ کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے (۱۵: ۲۸)۔ وہ نبیوں کے وسیلے اُسی طرح کلام کرتا ہے (۱۱: ۲۸؛ ۲۰: ۲۳؛ ۲۱: ۴، ۱۱) جس طرح وہ پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں کیا کرتا تھا (۱: ۱۶؛ ۲۸: ۲۵)۔ یہ رُوح القدس ہی ہے جو پہلی بار ایک کلیسیا کے بزرگوں کو اس کا روحانی انتظام سنبھالنے کے لئے مقرر کرتا ہے (۲۰: ۲۸)۔ انجیل کی "سچائی" کا سرکردہ گواہ یہی ہے (۵: ۳۲)۔

مافوق الفطرت ظہور جو انجیل کی اشاعت میں وقوع پذیر ہوتے ہیں وہ نہ صرف رُوح القدس کی سرگرمی کے آثار و شواہد ہیں بلکہ ایک نئے عہد کا آغاز و ابتدا بھی ہیں جس میں یسوع خداوند اور مسیحا کی حیثیت سے بادشاہی کرتا ہے۔ کتاب کے آخری حصوں کی نسبت ابتدائی حصوں میں معجزانہ عنصر زیادہ غالب ہے اور یہی ایسی ہی توقع رکھنی بھی چاہیئے۔ "ہماری آنکھوں کے سامنے روح القدس کے معجزانہ کاموں پر رفتہ رفتہ زور کم ہوتا جاتا ہے۔ یہ پولس کے خطوط کے بالغ نظر خیالات سے مطابقت رکھتا ہے۔" (ڈبلیو۔ ایل ناکس "رسولوں کے اعمال" صفحہ ۹ ۱۹۴۸ء)۔

۹۔ ابتدائی کلیسیا میں اعمال کی کتاب کا مقام

نئے عہدنامہ کی بیشتر کتب کے برعکس لوقا کی تاریخ کی یہ دونوں تصنیفات اوّل اوّل مسیحی کلیسیاؤں سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھیں۔ یہ نہ تو اُن میں سے کسی سے منسوب تھے اور نہ ہی اُن کے درمیان ان کی اشاعت ہوئی۔ یہ خیال درست ہو سکتا ہے کہ یہ تصنیفات ہمعصر تجارت کتب کے ذریعے عوام میں غیر قوم قارئین میں متعارف ہوئیں جن کے لئے یہ قلمبند بھی کی گئی تھیں۔ اس دوہری تصنیف کی پہلی اشاعت اور کلیسیا میں ایک مستند مسیحی دستاویز کی حیثیت سے متعارف ہونے میں ضرور ایک عرصہ حائل ہوگا۔

دوسری صدی کے اوائل میں جب اناجیل اربعہ کو ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کیا گیا تو لوقا کی تاریخ کے دونوں حصّوں کو جدا جدا کر دیا گیا تاکہ انہیں مختلف نظریات سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ جب لوقا کی انجیل کا مستقبل باقی تینوں اناجیل کے ساتھ جگہ پانے کے بعد یقینی ہو گیا تو اعمال کی کتاب نے بھی ایک ایسی اہم ترین دستاویز کی حیثیت حاصل کر لی کہ ہارنیک کے الفاظ میں "یہ کتاب نئے عہدنامہ کا محور ہے"۔

پہلی صدی کے اواخر میں جب پولس کے خطوط کو ایک مجموعۂ تحریرات میں جمع کرنے کی تحریک شروع ہوئی تو غالباً یہ کلیسیاؤں میں اعمال کی کتاب کی عام اشاعت کا موجب بنی۔ اگر پولس رسول کی موت کے بعد اگلی پشت اُس کی شخصیت سے کسی طرح بیگانہ نہ ہو رہی ہوتی تو اعمال کی کتاب اُس کی مسیحی یاد کو تازہ کرتی اور اس بات کو اجاگر کرتی کہ وہ کیسی غیر معمولی، دلچسپ اور اہم حیثیت کا مالک تھا۔ لیکن جہاں اعمال کی کتاب میں پولس رسول کے کردار کو نمایاں کیا گیا ہے وہاں دوسرے رسولوں کی کارکردگی کی گواہی بھی اس میں موجود ہے خصوصاً پطرس کی۔

مارقیون (۱۴۰ء) کے اس کتاب کو اپنی فہرست میں شامل نہ کرنے کا سبب اس کی مؤخر الذکر خصوصیت ہی تھی، اگرچہ وہ لوقا کی انجیل کو پولس کی تحریرات کے مجموعے کے دیباچے کے طور پر شامل کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب پولس کی رسالت پر تحسین آمیز شہادت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مارقیون کے اس اصرار کی تردید کرتی ہے کہ مسیح کے اصل رسول اپنے آقا کی تعلیمات پر وفاداری سے کاربند نہ رہے۔ غالباً مارقیون اور اُس کے حامی ہی طرطلیان کے اُن الزامات کا نشانہ تھے جو اُس نے اُن بدعتیوں کے خلاف لگائے جو متضاد نظریات کا شکار تھے اور جو ایک طرف تو پولس کے بلاشرکت غیر رسولی اختیار کو بڑے شد و مد سے مانتے تھے لیکن دوسری طرف ایک ایسی کتاب کے منکر تھے جو دوسری کتب کی نسبت اُس کی رسالت پر بے لاگ شہادت فراہم کرتی تھی۔

علاوہ ازیں راسخ الاعتقاد مسیحیوں کے نزدیک اعمال کی کتاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی، کیونکہ یہ نہ صرف پولس کی رسولی حیثیت اور کارہائے نمایاں پر ایک ناقابلِ تردید شہادت ہے بلکہ اس سے دوسرے رسولوں کا مقام بھی محفوظ ہو گیا اور غیر پولسی رسولی تحریروں

کے پولس کے مجموعۂ تحریرات کے ساتھ صحفِ مقدسہ میں جگہ پانے کا جواز فراہم ہوگیا۔ یہی وہ وقت تھا جب سے اِسے "رسولوں کے اعمال" کا نام دیا گیا۔ یا پھر جس طرح میوریٹوری فہرست میں اِسے مارقیونی دعوے کے برعکس "سارے رسولوں کے اعمال" کا نام دیا گیا۔

ذ۔ اِس کتاب کی دوامی قدر و منزلت

اِس کتاب کا اناجیل اور خطوط کے درمیان روایتی مقام محتاجِ وضاحت نہیں۔ علاوہ ازیں یہ اناجیلِ اربعہ کے عام تسلسل کو بھی برقرار رکھتی ہے (کیونکہ یہ ان چاروں سے ایک سے متصل ہے)۔ یہ ابتدائی خطوط کا پس منظر بھی مہیا کرتی اور اس کے بیشتر مصنّفین کی رسولی حیثیت کی تصدیق کرتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ ابتدائی کلیسیا کی تاریخ پر ایک گراں قدر دستاویز ہے۔ ۳۰ء کے بعد کی دہائیوں میں مختلف سمتوں میں انجیل کی اشاعت و تبلیغ کے متعلق جب اپنی قلیل اور ناقص معلومات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اعمال کی کتاب کا مرہونِ احسان ہونا پڑتا ہے جس میں یروشلیم سے روما تک کی راہ پر مسیحیت کی اشاعت کی داستان تفصیلاً درج ہے۔ مسیحیت کے آغاز اور ارتقاء کا مطالعہ گوناگوں عقدوں میں اُلجھا ہوا ہے لیکن اگر اعمال کی کتاب کی معلومات ہماری مدد کے لئے نہ ہوتیں تو بعض عقدوں کی موجودہ صورت نسبتاً زیادہ پیچیدہ ہوتی۔ مثال کے طور پر یہ کیونکر وقوع میں آیا کہ ایک تحریک جس نے یہودیت کی کوکھ سے جنم لیا، چند دہائیوں کے بعد ایک ممتاز غیر قوم مذہب کی حیثیت میں جانی پہچانی جانے لگی؟ اور کس طرح ایک عقیدہ کا جس کی جڑ ایشیائی ہے، صدیوں تک برے یا بھلے رنگ میں غالب حیثیت میں مغربی تہذیب سے چولی دامن کا ساتھ رہا؟ اِس کا کوئی حتمی جواب تو نہیں ہے لیکن بڑی حد تک اِس کا جواب پولس رسول کے تبلیغی میدان کے انتخاب سے منسلک ہے، جو رومی شہری اور غیر قوموں کا رسول تھا، جس کی تاریخ لوقا نے اعمال کی کتاب میں قلمبند کی ہے۔ فی الحقیقت یہ تذکرہ تہذیبِ عالم کے ایک ممتاز دور کی تاریخ کا گراں بہا ماخذ ہے۔

اغاریت:۔ ادگاریت کا متبادل ہجا۔ دیکھئے ادگاریت۔

افارستکہ۔ افرستکی:۔ عزرا ۴: ۹ میں یہ سامریہ کے اُس قبیلے کے لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اس جگہ سے آئے جب اُنہوں نے شاہ دارا سے یہودیوں کے خلاف شکایت کی تھی کہ وہ ہیکل کو از سرِ نو تعمیر کر رہے ہیں۔

لیکن اس جگہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ دبیرہ، افارستکہ اور طرفلیہ جگہوں سے نسبت نہیں رکھتے بلکہ اعلٰے عہدہ داران کے منصبوں کو ظاہر کرتے ہیں یعنی یہ منصفوں، ناظموں اور افسروں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزی ترجموں میں ایسے ہی آیا ہے۔

اَفاعُم:۔ ندب کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۳۰۔۳۱)۔

اِفتاح۔ یفتاح:۔ (عبرانی = کھلا یا کھولنے والا)۔ اسرائیلیوں کا نواں قاضی (قضاۃ ۱۱: ۱۔ ۱۲: ۷)۔ اُس کے بھائیوں نے اُسے گھر سے نکال دیا کیونکہ وہ غیر عورت سے پیدا ہوا تھا۔ بعد میں اسرائیلیوں نے اُسے عمونیوں سے جنگ کرنے کے لئے بلایا اور اُس نے اُنہیں شکست دی۔ اس نے اپنی بیٹی کو قربان کیا کیونکہ اُس نے جلد بازی سے قسم کھائی تھی۔ اس کا ذکر ایمان کے سورماؤں کی فہرست میں ہے (عبرانیوں ۱۱: ۳۲)۔

افتاح ایل۔ یفتحِ ایل:۔ زبولون کے قبیلے کی شمالی سرحد پر ایک وادی (یشوع ۱۹: ۱۴، ۲۷)۔

افتادہ زمین۔ غیر مزروعہ زمین:۔ اس کا ذکر بائبل میں دو جگہ آیا ہے، یرمیاہ ۴: ۳؛ ہوسیع ۱۰: ۱۲۔

اِفتح:۔ ایک ارامی لفظ جس کا مطلب ہے "کھُل جا"۔ یہ لفظ صرف مرقس ۷: ۳۴ میں استعمال ہوا ہے جب مسیح نے ایک بہرے کو شفا بخشی۔

اِفرات۔ افراتہ:۔ (عبرانی = زرخیز زمین)۔ ۱۔ بیت لحم یا اس کے گرد کے علاقے کا اصل نام اور افراتہ کا مخفف (پیدائش ۳۵: ۱۹؛ ۴۸: ۷؛ روت ۴: ۱۱؛ میکاہ ۵: ۲)۔ اس جگہ راخل کو دفن کیا گیا تھا۔

۲۔ حور کی ماں اور کالب کی بیوی (۱۔ تواریخ ۲: ۱۹، ۵۰؛ ۴: ۴)۔

افرائیم:۔ (عبرانی = دوہرا پھل)۔ ۱۔ یوسف کا اُس کی مصری بیوی ★ آسناتھ سے دوسرا بیٹا (پیدائش ۴۱: ۵۰۔۵۲)۔ یوسف کے ضعیف باپ یعقوب نے اپنے پوتے منسّی کی بجائے چھوٹے پوتے افرائیم کو خصوصی برکت دی۔ یہ دہنے ہاتھ کو افرائیم کے سر پر رکھنے سے ظاہر ہوئی تھی۔ یوسف نے یہ سمجھ کر کہ شاید اُس کے باپ سے غلطی ہوئی ہے باپ کے مغالطے کو دُور کرنے کی کوشش کی لیکن یعقوب نے دانستاً چھوٹے کو بڑے پر فضیلت دی (پیدائش ۴۸: ۱۔۲۲)۔ یہ افرائیم کے قبیلے کا جدِ امجد تھا۔

۲۔ افرائیم کے قبیلے کو جو فلسطین کا حصّہ ملا وہ زرخیز

تھا۔ اس کے شمال میں منسیّ کا قبیلہ، جنوب میں دانؔ اور بنیمینؔ کے قبیلے اور مشرق میں بحیرۂ روم تھا۔ اس کا سب سے مشہور شہر سکمؔ تھا۔ افرائیمؔ شمالی سلطنت میں اتنی اہمیت کا حامل ہوا کہ اس سلطنت کو اس کے عام نام اسرائیل کے علاوہ افرائیمؔ بھی کہتے تھے (یسعیاہ ۷: ۲، ۵، ۹، ۱۷؛ ہوسیع ۹: ۳-۱۶)۔

یوسفؔ کے دو بیٹوں کے دو قبیلے بن جانے سے کُل ۱۳ قبیلے بن گئے تاہم بارہ قبیلے کا تصوّر قائم رہا اور جب لاوی کے قبیلے کے سپرد ہیکل میں خدمت کا کام ہوا اور انہیں الگ زمین نہ دی گئی تو بارہ قبیلوں کی تعداد قائم رہی۔ یسعیاہ اور ہوسیعؔ نبی کی پیشینگوئیوں کے مطابق یہ قبیلہ اپنی بُت پرستی کی وجہ سے اسیری میں بھیجا گیا (یسعیاہ ۷: ۸؛ ہوسیع ۵: ۱۴)۔

۳۔ یروشلیمؔ کے شمال میں ایک شہر (۲۔سموئیل ۱۳: ۲۳؛ یوحنّا ۱۱: ۵۴)۔

افرائیمؔ کا بن۔ افرائیمؔ کا جنگل:۔ جلعادؔ میں ایک مقام۔ اس جگہ داؤدؔ بادشاہ نے ابی سلومؔ کی فوجوں کو شکست دی (۲۔سموئیل ۱۸: ۶)۔

افسدمیّمؔ۔ دمیّم:۔ شوکہؔ اور عزیقہؔ کے درمیان ایک مقام۔ یہاں اسرائیلیوں اور فلستیوں میں بڑی خونریز جنگیں ہوئیں۔ اسی مقام پر داؤد بادشاہ نے فلستی پہلوان جاتی جولیتؔ کو قتل کیا تھا (۱۔سموئیل ۱۷: ۱)۔

اِفسُسؔ۔ اِفسُوسؔ:۔ ایشیائے کوچک کی ایک بندرگاہ اور رومی حکومت کے صوبہ آسیہؔ کا دارالحکومت۔ یہاں پولسؔ رسول تقریباً دو سال بشارت دیتا رہا۔ اس جگہ ارتمسؔ دیوی کا مشہور مندر تھا جس کے پجاریوں نے دیمتریسؔ سُنار کی قیادت میں پولسؔ کی مخالفت کی (اعمال ابواب ۱۸، ۱۹)۔ یہاں کی کلیسیا کے نام پولسؔ نے ایک خط بھی لکھا۔ یہاں کی کلیسیا اُن سات کلیسیاؤں میں سے ایک ہے جنہیں یوحنّا عارف نے مکاشفہ کی کتاب میں مخاطب کیا ہے (مکاشفہ ۱: ۱۱؛ ۲: ۱-۷)۔ یہ تجارت کا بڑا زبردست مرکز اور اپنی تہذیب و فلسفہ کے لئے مشہور تھا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر **16** ۲ھ- **17** ۳ و- **18** ۳ و-

افسونؔ۔ افسون گر:۔ دیکھئے جادو منتر۔

اِفسیوںؔ کا خط:۔ **ا۔ مکتوب علیہ۔** اس خط کو روایتی طور پر "افسیوں کے نام" سے پکارا جاتا ہے کیونکہ ۱: ۱ میں اِفسُسؔ کے مُقدّسوں کو سلام بھیجا گیا ہے۔ لیکن جدید رائے جسے علماء میں کافی مقبولیّت حاصل ہے یہ ہے کہ غالباً پولسؔ رسول نے اسے عام خط کی صورت میں لکھا تھا تاکہ ایشیائے کوچک کی تمام کلیسیاؤں کو بھیجا جائے، لیکن پہلے یہ اِفسُسؔ کی کلیسیا کے پاس آیا۔ اس خط کے متعدد نکات اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں:

۱۔ اس کی تعلیم کی عام نوعیّت۔ اس میں کسی خاص مقامی مسئلہ پر بحث نہیں کی گئی۔

۲۔ ایسے شخصی سلام کی عدم موجودگی جو پولسؔ اکثر اپنے خطوط کے اختتام پر لکھتا ہے۔ اگر وہ اِفسُسؔ کی کلیسیا کو ہی یہ خط لکھتا تو شخصی سلام کا نہ لکھنا اور بھی حیرانی کی بات ہوتی کیونکہ اس جگہ رسول کافی عرصہ تک مقیم رہا (اعمال ۱۹: ۱۰) اور اس کے لوگوں کے ساتھ پُرمحبت اور نزدیکی تعلقات تھے (اعمال ۲۰: ۱۷-۲۸)۔

۳۔ نہایت قدیم یونانی مسودوں میں لفظ "اِفسُسؔ میں" (۱: ۱) موجود نہیں۔ چنانچہ اس دریافت کی بنا پر یہ خیال پیدا ہؤا کہ یہ خط کسی خاص کلیسیا کو نہیں بلکہ تمام کلیسیاؤں کو بھیجا گیا تھا۔

اس خیال کی تائید کلسّیوں ۴: ۱۶ سے بھی ہوتی ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ پولسؔ رسول کے خطوط دیگر کلیسیاؤں میں بھی پڑھ کر سنائے جاتے تھے۔ بعض نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "لودکیہ کا خط" جس کا یہاں ذکر ملتا ہے درحقیقت افسیوں کا خط ہے کیونکہ ایک بدعتی مسیحی مارقیونؔ (تقریباً ۱۴۰ء) افسیوں کے خط کو "لودکیوں کے نام خط" بیان کرتا ہے۔ لیکن یہ صرف قیاس ہی ہے۔ یقیناً اس خط کی ایک نقل اِفسُسؔ بھیجی گئی، اور یہی وہ نقل ہوگی جس سے بعد ازاں دیگر نقلیں تیار کی گئیں، غالباً اس لئے کہ یہ ایک اہم اور بڑی کلیسیا تھی۔ گذشتہ سو سال کے دوران میں ہی آثارِ قدیمہ کی تحقیق و تفتیش سے اس خط کی ابتدائی نقلیں دریافت ہوئی ہیں جس کے نتیجے میں دورِ حاضرہ کے بائبل مُقدّس کے بعض مترجمین نے اس خط میں سے "اِفسُسؔ میں" کے الفاظ نکال دیئے ہیں کیونکہ یہ الفاظ اُن نقول میں نہیں۔

پولسؔ رسول نے اس خط کو ۶۱-۶۲ء میں رومہ کی قید سے افسیوں کو لکھا اور اسے کلسّیوں اور فلیمونؔ کے خطوط کے ساتھ تخِکُسؔ کے ہاتھ بھیجا (افسیوں ۶: ۲۱؛ کلسّیوں ۴: ۷)۔

نوٹ:۔ دیگر نزاعی مسائل کے لئے "قید خانہ کے خطوط" پر مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

ب۔ مضمون۔ افسیوں کے خط کا مضمون "کلیسیا" ہے۔ نئے عہد نامہ کی صرف یہی کتاب ہے جس میں لفظ "کلیسیا" سے مراد مقامی جماعت کی بجائے عالمگیر کلیسیا ہے۔ پہلے تین ابواب یہ بتاتے ہیں کہ کلیسیا کیسے وجود میں آئی اور آخری تین یہ کہ اُسے کس قسم کا رویّہ اختیار کرنا چاہیئے۔

کلیسیا اس لئے زندہ ہے کیونکہ خدا باپ نے اُسے بنائے عالم سے پیشتر چن لیا تھا۔ یسوعؔ مسیح نے اُسے اپنے خون سے مخلصی بخشی اور پاک روح ہر ایماندار پر جب وہ نجات کے لئے مسیح پر ایمان

لاتا ہے مُہر لگا دیتا ہے۔ مسیح کا بدن ہونے کے باعث کلیسیا اُسی کی جی اُٹھنے والی قدرت رکھتی ہے جو "سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا گیا"۔

نجات ایمان کے وسیلہ فضل ہی سے ملتی ہے کیونکہ تمام لوگ اپنی فطرت کے باعث گناہ میں مُردہ ہیں۔ خدا ہمیں یسوع مسیح میں صرف اس لئے زندہ کرتا ہے کیونکہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس سے وہ فخر، جو شاید کوئی آدمی اپنے نیک کاموں کے سبب سے خدا کے حضور کرے ختم ہو جاتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کا خون وہ وسیلہ ہے جس سے یہودی اور غیر یہودی دونوں کی خدا کے ساتھ صلح ہو جاتی ہے اور دونوں ایک بدن میں شامل ہوتے ہیں اور ان کے درمیان دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت کہ خدا غیر یہودیوں کے ساتھ شامل کرتا ہے، ایک بھید ہے۔ خدا نے پولس رسول کو اس بھید کی منادی کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُس کی تمام لوگوں کے لئے یہ خواہش تھی کہ وہ "خدا کی ساری معموری تک معمور" ہو جائیں۔

پس لازم ہے کہ کلیسیا جو خدا کے فضل سے وجود میں آئی اپنی بلاہٹ کے مطابق چال چلے۔ اس مقصد کے لئے مسیح نے کلیسیا کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں تاکہ ایماندار مسیح میں ترقی کر کے رُوح کی یگانگت میں اس کی خدمت کرنے کے قابل بن جائے۔ اُس کا اخلاقی چال چلن یعنی خیالات کلام اور کام ایسے ہوں جس سے اُسکے اور اس کی ارد گرد کی دنیا میں امتیاز ہو سکے۔ وہ اپنی خاندانی زندگی کے درست تعلقات، یعنی میاں اور بیوی، والدین اور اولاد، اور مالک اور نوکر کے تعلقات میں مثال قائم کرے۔ وہ یاد رکھے کہ وہ آسمانی روحانی جنگ میں مصروف ہے، اس لئے اُسے اپنے آپ کو اُن ہتھیاروں سے مسلح کرنا ہے جو خدا نے مہیا کئے ہیں۔

ج۔ خاکہ

۱۔ تعلیمی حصہ۔ ابواب ۱-۳

(۱) ۱:۱-۲ سلام
(۲) ۱:۳-۱۴ کلیسیا کی پیدائش۔ باپ نے چُنا، بیٹے نے چھڑایا اور پاک رُوح نے مُہر لگائی۔
(۳) ۱:۱۵-۲۳ قوت کے لئے دعا۔
(۴) ۲:۱-۱۰ نجات۔ ایمان کے وسیلہ فضل سے۔
(۵) ۲:۱۱-۲۲ یہودی اور غیر یہودی مسیح کے بدن میں ایک بن جاتے ہیں۔
(۶) ۳:۱-۱۳ رسولی خدمت۔ اس خوشخبری کی منادی کرنا کہ غیر اقوام بھی خدا کی تجویز میں شامل ہیں۔
(۷) ۳:۱۴-۲۱ خدا کی معموری کے لئے دعا۔

۲۔ عملی حصہ۔ ابواب ۴-۶

(۱) ۴:۱-۱۶ کلیسیا کی یگانگت۔
(۲) ۴:۱۷-۵:۲۰ کلیسیا کا اخلاقی چال چلن۔
(أ) - راستبازی کی نئی طبیعت کو پہننا
(ب) - عملی راستبازی۔
(۳) ۵:۲۱-۶:۹ مسیحی تعلقات
(۴) ۶:۱۰-۲۰ روحانی جنگ اور اُس کے ہتھیار
(۵) ۶:۲۱-۲۴ اختتامی سلام

افعی :- دیکھئے حیوانات بائبل ۲۲۔

اِفلال :- (عبرانی = قاضی)۔ یہوداہ کے قبیلہ کے ایک شخص زاباد کا بیٹا (۱-تواریخ ۲:۳۷)۔

افود :- ۱۔ پاک لباس جو سردار کاہن پہنا کرتے تھے۔ یہ سونے، آسمانی، ارغوانی اور سرخ رنگ کے کپڑے اور مہین کتان سے بنایا جاتا تھا (خروج ۲۸:۴؛ ۳۹:۲)۔ افود کے ساتھ خالص سونے کی زنجیر سے سینہ بند بندھا ہوتا تھا جس میں بارہ پتھر جڑے ہوئے تھے۔ افود کے نیچے آسمانی رنگ کا جُبہ پہنا جاتا تھا۔ یہ پاؤں تک لمبا ہوتا تھا۔ اس کے گھیرے کے کناروں پر سونے کی گھنٹیاں اور ارغوانی آسمانی اور سرخ رنگ کے انار بنا کر لگائے جاتے تھے (خروج ۲۸:۳۱-۳۵؛ ۳۹:۲۲-۲۶)۔

بعد ازاں سردار کاہن کے علاوہ بھی لوگ افود پہنتے تھے۔ سموئیل کتان کا افود پہن کر خداوند کی خدمت کیا کرتا تھا (۱-سموئیل ۲:۱۸)۔ یہ عام کاہنوں کے لئے تھا (۱-سموئیل ۲:۲۸؛ ۱۴:۳؛ ۲۲:۱۸)۔ جب داؤد خداوند کے صندوق کو یروشلیم لے آیا تو وہ افود پہن کر خداوند کے سامنے خوشی سے ناچنے لگا (۲-سموئیل ۶:۱۴)۔

جب ابی یاتر نوب سے قعیلہ کو بھاگا تو اپنے ساتھ ایک افود لے گیا۔ داؤد نے ابی یاتر سے افود اپنے پاس منگوایا تاکہ وہ افود کے ذریعہ خداوند کی مرضی معلوم کرے (۱-سموئیل ۲۳:۶، ۹؛ ۳۰:۷، ۸)۔ خدا کی مرضی غالباً ★ اوریم اور تمیم کے ذریعہ جو افود کے سینہ بند میں جڑے ہوتے تھے معلوم کی جاتی تھی۔

ایک اور افود کا ذکر قضاۃ ۸:۲۷ میں آتا ہے جو جدعون نے بنوایا تھا۔ یہ کاہن کے لباس کی مانند نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سونے کا بنا ہوا تھا (۸:۲۶)۔ غالباً یہ ایک بُت تھا جس کی پیروی میں لوگ زناکاری کرنے لگے۔ یہی بُت افرائیم کے کوہستانی ملک کے شخص میکاہ کے گھر کے بُت خانہ میں اور بُتوں کے ساتھ تھا (قضاۃ ۱۷:۵؛ ۱۸:۱۴)۔

۲۔ منسی کے قبیلے کے ایک سردار حنی ایل کا باپ۔ کیتھولک ترجمہ میں ہجا ایفود ہے (گنتی ۳۴:۲۳)۔

افینح - اَفیح :- ساؤل کے خاندان کا ایک بزرگ (۱- سموئیل ۹ : ۱) -

اَرفیق :- (عبرانی = طاقت ، قلعہ) -
۱- بیروت کے شمال مشرق میں ایک شہر (یشوع ۱۳ : ۴) -
۲- آشر کے علاقے میں ایک شہر جو کنعانیوں سے کبھی چھینا نہ گیا (یشوع ۱۹ : ۳۰ ؛ قضاۃ ۱ : ۳۱) -
۳- شارون کی وادی میں ایک مقام (یشوع ۱۲ : ۱۸) ۔ شاید اسرائیل کے ساتھ پہلی جنگ سے پہلے فلستیوں نے اسی جگہ ڈیرا ڈالا تھا -
۴- یزرعیل کے میدان میں ایک مقام - اسرائیل کے خلاف دُو بڑی جنگوں میں فلستیوں نے اسی جگہ ڈیرا ڈالا تھا (۱- سموئیل ۴ : ۱ ؛ ۲۹ : ۱) -

افیقہ :- یہوداہ کے پہاڑی علاقے میں ایک شہر جس کی صحیح جائے وقوع معلوم نہیں ہے (یشوع ۱۵ : ۵۳) -

اَفیہ - اپّیہ :- کلسّے کی ایک مسیحی خاتون - بہتوں کا خیال ہے کہ وہ اَرخپّس کی ماں اور فلیمون کی بیوی تھی (فلیمون ۱ : ۲) -

اِقتباسات :- نئے عہد نامے میں غیر مسیحی شعراء کے اقتباسات - پولس رسول ہی غیر مسیحی شعراء کے اقتباس پیش کرتا ہے - صریح اقتباس تین ہی ہیں :-
اعمال ۱۷ : ۲۸ شاعر کلینتھس سے ، ططس ۱ : ۱۲ اپی منادس سے اور ۱- کرنتھیوں ۱۵ : ۳۳ منانڈر سے ہے -

اقرار :- اپنے گناہ کا اقرار یا کسی شے پر ایمان کا اقرار مثلاً خدا پر - اس کا مطلب قبول کرنا یا ماننا بھی ہے (یوحنا ۱ : ۲۰ ؛ اعمال ۲۴ : ۱۴ ؛ عبرانیوں ۱۱ : ۱۳) - یا خدا کا شکر کرتے ہوئے اُس کی تعریف کرنا (رومیوں ۱۴ : ۱۱ ؛ عبرانیوں ۱۳ : ۱۵) - بائبل میں خدا کے سامنے گناہ کا اقرار معافی کی شرط ہے -

اقلف :- یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں رومیوں ۲ : ۲۶ ، ۲۷ میں نامختون کے لئے استعمال ہوا ہے - دیکھئے نامختون -

اقنوم :- جمع اقانیم - تثلیث فی التوحید کے بیان میں ایک اصطلاح ، جسے تثلیث کی شخصیت کے لئے استعمال کیا گیا ہے - اس کے معنی عام شخصیت سے مختلف بلکہ بالاتر ہیں - تفصیل کے لئے دیکھئے تثلیث فی التوحید - عقیدہ ، اثناسیس کا -

اقومانیت :- (یہ یونانی لفظ oikoumenikos کا معرّب ہے اور اس کے معنی ہیں عالم گیر) -
یہ تحریک پروٹسٹنٹ کلیسیا میں ۱۹۱۰ء کی ایڈنبرا مشنری کانفرنس سے شروع ہوئی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مختلف کلیسیاؤں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اتحاد اور تعاون ہو - یہ خداوند یسوع کی اُس دُعا پر مبنی ہے جو یوحنا ۱۷ میں خصوصاً آیت ۲۱ میں درج ہے - تاہم اقومانیت کے تصور پر تمام کلیسیاؤں کی رائے ایک نہیں ہے - اور اسی وجہ سے پروٹسٹنٹ کلیسیا میں دھڑا بندی ہو گئی ہے ★ انجیلی کلیسیاؤں کا دعویٰ ہے کہ سچائی صرف اُن کے عقیدے میں ہے اور کہ اقومانیت جدت پسندی سے سمجھوتہ کر کے اس انجیلی ایمان کو خطرے میں ڈال دیتی ہے -
اقومانی مسیحی بعض اوقات باہمی رواداری کی خاطر کئی بنیادی انجیلی اُصولوں کو قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ، اور اِس طرح کتاب مقدس کی سچائی پر شک کے لئے راستہ ہموار ہو جاتا ہے -

اکّاد - اَکَد :- ملک بابل میں اُن چار شہروں میں سے ایک جہاں سے نمرود کی سلطنت شروع ہوئی تھی (پیدائش ۱۰ : ۱۰) - مختلف کندہ نقوش میں جب یہ لفظ آتا ہے تو اس سے بابل کا شمالی علاقہ مراد ہوتا ہے - اگاد بھی شمالی بابل کے ایک بہت قدیم شہر کا نام تھا جو ۲۸۰۰ ق م میں بڑی اہمیت کا حامل تھا - یہ غالباً اکّاد کی دوسری شکل ہے کیونکہ سومیریوں کا "گ" عام طور پر جب اسم معرفہ میں آئے تو سامی بابل کی زبان میں "ک" میں تبدیل ہو جاتا ہے -
اکّاد سامی بابل کا مرکز تھا اور اسی لئے اُن کی زبان عبرانی سے ملتی تھی اور اکادی کہلاتی تھی - سومیر یا جنوبی بابل غیر سامی لوگوں جو کم مہذب تھے کے زیرِ سایہ تھا - چونکہ اُن کی زبان مختلف تھی اس لئے اسے سومیری کہتے تھے اور یوں شمال اور جنوب کی تفریق اسوری عہد تک قائم رہی -

اُکال :- اجور کا بیٹا یا شاگرد (امثال ۳۰ : ۱) - اس آیت کا عبرانی متن غیر واضح ہے اِس لئے رومن کیتھولک ترجمہ میں فرق ہے - بعض علماء اُکال کو اسم معرفہ تصور کرتے ہیں - اگر یہ ٹھیک ہے تو یہ ان دو اشخاص میں سے ایک ہے جنہیں اجور نے اپنی امثال پیش کیں (پروٹسٹنٹ ترجمہ) - کچھ اور علماء اسے فعل سمجھتے ہیں اور ترجمہ یوں کرتے ہیں "میں تھک گیا" (کیتھولک ترجمہ) -

اکبتانا :- اخمتا کا یونانی نام - دیکھئے اَخمتا -

اکزیب :- ۱- یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۴۴) - پیدائش ۳۸ : ۵ میں اسے کزیب کہا گیا اور ۱- تواریخ ۴ : ۲۲ میں کوزیبا - دیکھئے میکاہ ۱ : ۱۴ -
۲- آشر کی میراث میں ایک قصبہ (قضاۃ ۱ : ۳۱ ؛ یشوع ۱۹ : ۲۹) -

اکشاف :- ایک شہر جسے یشوع نے فتح کیا اور جس کے بادشاہ کو اس نے قتل کر دیا (یشوع ۱۲ : ۲۰) -

اِکلوتا :- یوحنا رسول یہ لقب خداوند یسوع کو دیتا ہے (یوحنا ۱ : ۱۴ ، ۱۸ ؛ ۳ : ۱۶ ، ۱۸ ؛ ۱- یوحنا ۴ : ۹) اور پھر ایک

مرتبہ عبرانیوں کے خط میں اس کا ذکر ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱۷)۔ یہ مسیح کی ازلیت کی طرف اشارہ ہے ۔ زبور ۲: ۷ کا اعمال ۱۳: ۳۳؛ عبرانیوں ۱: ۵؛ ۵: ۵ سے مقابلہ کریں ۔

اکنیم ۔ قونیہ :- ایشیائے کوچک کے جنوبی علاقہ میں ایک شہر ۔ پولس رسول کے پہلے بشارتی سفر پر وہ اور برنباس یہاں ٹھہرے تھے (اعمال ۱۳: ۵۱)۔ دوسرے بشارتی سفر میں پولس اور سیلاس نے یہاں ٹھہر کر جو خط یروشلیم کی کونسل نے یہودی رسوم کے بارے میں بھیجا، پڑھ کر سنایا۔ یہاں سے پولس نے نوجوان تیمتھیس کو بھی اپنے ساتھ لیا (اعمال ۱۶: ۱-۵)۔ پولس رسول ۲-تیمتھیس ۳: ۱۱ میں لسترہ اکنیم اور انطاکیہ میں اپنی اذیت کا ذکر کرتا ہے ۔ یہ پہلی صدی میں رومی صوبہ گلتیہ کا ایک بڑا شہر تھا ۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۵ ج ۔ ۱۶ ج ۔ ۱۷ ب ۔ ۱۸ ب ۔

اکولہ ۔ اکیلا :- (لاطینی = عقاب)۔ ایک یہودی مسیحی ۔ جب پولس رسول اتھینے سے کرنتھس آیا تو اس کی ملاقات اس سے ہوئی (اعمال ۱۸: ۲، ۱۸، ۲۶؛ رومیوں ۱۶: ۳، ۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۹؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۱۹)۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اکولہ کے ساتھ ہر وقت اس کی بیوی پرسکلہ کا بھی ذکر آتا ہے ۔ وہ مسیح میں یک رائے تھے ۔ چنانچہ مسیح کی خدمت میں انہیں جو بھی کامیابی ہوئی وہ روحانی مقصد میں یگانگت کا نتیجہ تھی ۔ جب وہ روم سے نکالے گئے تو انہوں نے کرنتھس میں خیمہ دوزی کا کام شروع کیا ۔ چونکہ پولس رسول ان کا ہم پیشہ تھا اسی لئے وہ ان کے پاس رہ کر ان کے ساتھ کام کرتا تھا ۔ اپنی روحانی سمجھ کے باعث وہ اپلوس اور دیگر بہت سے بہن بھائیوں کے لئے مدد کا باعث بنے ۔ اکولہ اور پرسکلہ کے گھر میں کلیسیا جمع ہوتی تھی ۔

اکھلی ۔ ہاون :- لکڑی یا پتھر کی گہری کونڈی جو زمین میں گڑی ہوتی ہے ۔ اس میں اناج وغیرہ کوٹتے ہیں ۔ یہ چکی کا متبادل ہے ۔ بنی اسرائیل بیابان میں من کو چکی میں پیستے یا اکھلی میں کوٹتے تھے (گنتی ۱۱: ۸)۔ امثال ۲۷: ۲۲ میں ذکر ہے کہ احمق کی حماقت اکھلی میں کوٹنے سے بھی اس سے جدا نہیں ہوتی ۔

اکھلی کے لئے عبرانی لفظ ★ مکتیس ہے جو ایک جگہ کا بھی نام ہے ۔ جس ڈنڈے سے کوٹتے ہیں اسے موسل یا ہاون دستہ کہتے ہیں ۔

اکیس ۔ اکیش :- فلستیوں کے شہر جات کا بادشاہ، جس کے پاس داؤد بادشاہ نے بھاگ کر پناہ لی (۱-سموئیل ۲۱: ۱۰-۱۵)۔ داؤد اکیس کے ساتھ مل کر اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوا ۔ مگر جب فلستیوں کے جرنیلوں نے اعتراض کیا تو اکیس نے اسے واپس بھیج دیا (۱-سموئیل ۲۹: ۱-۱۱)۔

اگاپے :- (یونانی = محبت جس سے مراد ہے ضیافت محبت)۔ ابتدائی کلیسیا میں مسیحی باہمی محبت کو مل کر کھانا کھانے سے ظاہر کرتے تھے ۔ اسی رفاقتی کھانے کو محبت کی ضیافت (اگاپے) کہا جاتا تھا (یہوداہ ۱۲؛ ۲-پطرس ۲: ۱۳)۔ یہودیوں میں اس قسم کے رفاقتی اور برادرانہ کھانے کا رواج تھا اور غیر اقوام میں بھی اس قسم کے کھانے عام تھے ۔ اس لئے کلیسیا کا اس رواج کو اپنانا بالکل متوقع تھا ۔

رفاقت رکھنے اور روٹی توڑنے کا ذکر جو اعمال ۲: ۴۲، ۴۶ میں ہے غالباً اسی قسم کی ضیافت محبت تھی ۔ اس میں وہ اکٹھا کھانا کھاتے اور عشائے ربانی (یوخارست) کی رسم ادا کرتے تھے ۔ پولس رسول جب عشائے ربانی کی ابتدا کے متعلق ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۱۷-۳۴ میں بتاتا ہے ۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں یعنی رفاقتی کھانا اور عشائے ربانی کی رسم اکٹھی ہوتی تھی ۔ لوگ اپنا اپنا کھانا لاتے تھے ۔

پولس رسول نے تروآس میں ایسی ہی ضیافت میں اپنی الوداعی تقریر کی جہاں عشائے ربانی کی رسم بھی ادا کی گئی (اعمال ۲۰: ۷ ..... الخ)۔

چونکہ خداوند مسیح نے عشائے ربانی کی رسم فسح کے کھانے پر رائج کی تھی اس لئے رسولوں نے اسی ماحول کو قائم رکھنے کے لئے ضیافت اور عشائے ربانی کو اکٹھا رکھا، تاہم دوسری صدی عیسوی میں ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا ۔

اگبس ۔ اغابس :- یروشلیم کا ایک مسیحی نبی جس نے عالمگیر کال کی پیشینگوئی کر کے (اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰) پولس رسول کو آگاہ کیا کہ اسے یروشلیم میں قید کر لیا جائے گا (اعمال ۲۱: ۱۰، ۱۱)۔

اگر (عود) :- دیکھئے نباتات بائبل ۴

اگر (نیشکر) :- دیکھئے نباتات بائبل ۵

اگرپا اوّل ۔ اغرپا :- تاریخ میں اس کا پورا نام ہیرودیس اگرپا اوّل ہے لیکن نئے عہد نامہ میں اسے صرف ہیرودیس کہا گیا ہے (اعمال ۱۳: ۱)۔ یہ ارسطبولس اور برنیکے کا بیٹا اور ہیرودیس اعظم کا پوتا تھا ۔ یہ قیصر کلیگلا اور کلوڈیس سے دوستی کی بنا پر پہلے اتوریہ اور ترخونی تس کا حاکم بنا اور پھر گلیل اور پریہ کا اور بالآخر یہودیہ اور سامریہ کا ۔ اس نے ۳۷ء تا ۴۴ء حکومت کی اور ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی ۔

اس نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے یعقوب رسول کو

قتل کیا اور پھر پطرس کو بھی گرفتار کیا تاکہ فسح کے بعد قتل کے لئے یہودیوں کے حوالے کرے (اعمال ۱۲: ۲-۴) لیکن تھوڑے عرصہ بعد وہ اچانک مرگیا (اعمال ۱۲: ۲۲-۲۳) - دیکھئے ہیرودیس)

اگرپا دوم - اَغرپا :- تاریخ میں اُسے ہیرودیس اگرپا دوم پکارا گیا ہے پر نئے عہدنامہ میں اُسے صرف اگرپا کا نام دیا گیا ہے - وہ اگرپا اوّل کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کی مملکت کے تھوڑے سے حصّے پر حکومت کرتا تھا - اُس کی زوجہ اُس کی بہن برنیکے تھی - پولس اگرپا اور فیستس کے سامنے حاضر کیا گیا تھا - اعمال ۲۵: ۲۳ - ۲۶: ۳۲ - ۱۰۰ء میں اُس نے وفات پائی - نیز دیکھئے ہیرودیس -

الاسر - اِلاّسار :- ایک شہر، جہاں کے بادشاہ اریوک نے ابرہام کے زمانہ میں فلسطین پر حملہ کیا تھا (پیدائش ۱۴: ۱، ۹) -

التشخیت :- (عبرانی = ہلاک نہ کرنا - مزامیر کے ایک سُر کا نام - اس کا ذکر زبور ۵۷، ۵۸، ۵۹ اور ۷۵ کے شروع میں ہے -
عبرانی کا یہی لفظ موسیٰ کی دُعا میں پایا جاتا ہے (استثنا ۹: ۲۶) -

التقون :- یہوداہ کے پہاڑی علاقہ کے چھ شہروں میں سے ایک (یشوع ۱۵: ۵۹) -

التقیہ - اِلتقے :- بنی دان کی میراث میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۴)، وہ دان کے جنوب میں یہوداہ کی سرحد کے قریب واقع تھا -

التولد - ایل تولد :- یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۰) جو بنی شمعون کو میراث میں ملا (یشوع ۱۹: ۴) - اس کا نام تولاد بھی ہے (۱- تواریخ ۴: ۲۹) -

الحنان - الحانان :- ۱- یعری ارجیم کا بیٹا جس نے جاتی جولیت کے بھائی لحمی کو قتل کیا (۲- سموئیل ۲۱: ۱۹؛ ۱- تواریخ ۲۰: ۵) -
۲ - داؤد بادشاہ کے تیس سُورماؤں میں سے ایک (۲- سموئیل ۲۳: ۲۴؛ ۱- تواریخ ۱۱: ۲۶) -

الداد :- (عبرانی = خدا نے محبت کی) -
ایک آدمی جو میداد کے ساتھ لشکرگاہ میں رہ گیا جب موسیٰ کے منتخب شدہ ستر بزرگ خیمۂ اجتماع کے گرد جمع ہوئے تاکہ نبوّت کی نعمت پائیں - نبوّت کی رُوح لشکرگاہ ہی میں اُن پر نازل ہوئی اور وہ وہیں نبوّت کرنے لگے -

الدوعا - الداعہ :- (عبرانی = خدا نے بلایا ہے) - مدیان کا بیٹا اور ابرہام اور قطورہ کا پوتا (پیدائش ۲۵: ۴) -

الرکم - الوُرکون :- ایک رومی صوبہ - پولس رسول نے یہاں منادی کی تھی (رومیوں ۱۵: ۱۹) - اب یہ یوگوسلاویہ کا حصّہ ہے -

الزاباد - الی زاباد :- (عبرانی = خدا نے دیا) -
۱ - بنی جد کا ایک شخص جو صقلاج میں داؤد کے ساتھ جا ملا (۱- تواریخ ۱۲: ۱۲) -
۲ - بنی قورح کا ایک لاوی جو سمعیاہ کا بیٹا تھا (۱- تواریخ ۲۶: ۷) -

السکندرہ :- یہودیوں کے بادشاہ ارسطبول کی بیوی (۱۰۴ ق م) جب اُس کا خاوند مرگیا تو اُس نے اپنے دیور سکندر جینس کو تخت پر بٹھایا اور اُس سے شادی کرلی - اُس کی موت کے بعد السکندرہ نے خود حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور بڑی عقلمندی سے ملک کا انتظام کیا (۷۸ ق-م تا ۶۹ ق م) اُس کے دو بیٹوں نے اُسے کافی تکلیف پہنچائی - اُس نے اپنے بڑے بیٹے ہارکینس ثانی کو سردار کاہن مقرر کیا - یہ نالائق شخص تھا - ماں کی موت کے بعد چھوٹے بیٹے ارسطبول ثانی نے عنانِ حکومت سنبھالی - اس ملکہ کا ذکر بائبل میں نہیں آتا - کیونکہ یہ واقعات مکابیوں کے عہد کے ہیں جو ★ اپاکرفا میں درج ہیں -

السی کا پودا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۶

العاسہ :- (عبرانی = خدا نے بنایا ہے) -
۱ - حصرون کی نسل کا ایک شخص (۱- تواریخ ۲: ۳۹-۴۰) -
۲ - ساؤل بادشاہ کی نسل کا ایک بنیمینی شخص (۱- تواریخ ۸: ۳۷؛ ۹: ۴۳) - اِن حوالوں میں اسے العسہ کہا گیا -

العام - اِلی عام :- ۱- داؤد بادشاہ کی بیوی بت سبع کا باپ (۲- سموئیل ۱۱: ۳) - ۱- تواریخ ۳: ۵ میں اُسے عمی ایل کہا گیا ہے -
۲ - جلونی اخیتفل کا بیٹا (۲- سموئیل ۲۳: ۳۴) -

العسہ - العاسہ :- (عبرانی = خدا نے بنایا) -
۱ - فشحور کا بیٹا جس نے اجنبی عورتوں سے بیاہ کرنے کا جُرم کیا (عزرا ۱۰: ۲۲) -
۲ - سافن کا بیٹا - یہ اُن آدمیوں میں سے تھا جن کی معرفت یرمیاہ نبی نے بابل کے اسیروں کو یروشلیم سے پیغام بھیجا (یرمیاہ

۲۹: ۳)۔

العوزی۔ العوزائی:۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۱۲: ۵)۔

العینی۔ الی عینائی:۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۸: ۲۰)۔

الف۔ آلف:۔ (عبرانی = ہزار بمقابلہ کریں عربی الف = ہزار۔ مثلاً الف لیلہ) بنی بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۸)۔

الفا اور اومیگا:۔ یونانی حروفِ تہجی کا پہلا اور آخری حرف جیسے اردو میں الف اور ے۔
مسیحی علم الٰہی کی یہ ایک مرکزی اصطلاح ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ سب چیزوں کا پہلا سبب (مسبب الاسباب) اور خالق اور آخری عدالت کرنے والا خدا ہی ہے (قب۔ رومیوں ۱۱: ۳۶؛ افسیوں ۱: ۱۰)۔ یوحنا عارف کے مکاشفہ میں یہ ان ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے (مکاشفہ ۱: ۸؛ ۲۱: ۶؛ ۲۲: ۱۳)۔ پہلے حوالے میں یہ باپ سے منسوب ہے۔ باقی دو میں بیٹے سے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا پورے طور پر کامل اور ابتدا سے انتہا تک ہے (قب۔ یسعیاہ ۴۱: ۴؛ ۴۴: ۶؛ ۴۸: ۱۲)۔

الفال۔ الی فل:۔ داؤد بادشاہ کا ایک سورما (۱۔ تواریخ ۱۱: ۳۵)۔

الفعل۔ الفاعل:۔ (عبرانی = خدا نے کیا)۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۸: ۱۱، ۱۲، ۱۸)۔

الفلہو۔ الی فلی یاہ:۔ ایک لاوی مغنی اور موسیقار (۱۔ تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۱)۔

الفنطینی کے نسخے:۔

اسیری کے زمانہ میں بعض یہودی مصر بھاگ گئے۔ اُنہوں نے اسوان کے مقام کے قریب دریائے نیل کے ایک جزیرے الفنطینی میں پناہ لی۔ یہاں پہلے ہی یہودیوں کی ایک بستی موجود تھی جو یہوواہ کی پرستش کرتی تھی۔ اُنہوں نے اپنے لئے ایک ہیکل بھی تعمیر کی تھی جس میں بھیڑوں کی قربانی بھی کی جاتی تھی۔ راسخ الاعتقاد یہودی دوسری ہیکل اور وہاں قربانی چڑھانے کو غلط سمجھتے تھے۔ یہ مصری یہودی وقت گزرنے پر اپنے آس پاس کے مصریوں کے بُرے اثر سے بچ نہ سکے۔ اُنہوں نے اپنی ہیکل میں مصری دیویوں اشیم بیت ایل اور عنات بیت ایل کی پرستش کو بھی شامل کر لیا۔ خنوم دیوتا کے مصری پجاری بھیڑوں کی قربانی کی وجہ سے یہودیوں سے متنفر تھے کیونکہ بھیڑ اُن کے دیوتا کے مطابق ایک مقدس جانور تھی۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے ۴۱۰ ق۔م میں اس ہیکل کو تباہ کر دیا۔

یہاں کھدائی کے دوران پیپرس کے نسخے دستیاب ہوئے ہیں جو عبرانی زبان کے طرز تحریر میں تبدیلی پر بہت روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پانچویں صدی قبل مسیح ارامی کیسے لکھی جاتی تھی۔

القاب مسیح:۔ بائبل میں خداوند مسیح کے لئے کئی القاب استعمال ہوئے ہیں۔ ذیل میں اُن میں سے چند درج ہیں۔

۱۔ آسمان سے اُتری روٹی (یوحنا ۶: ۳۲)
۲۔ آمین (مکاشفہ ۳: ۱۴)
۳۔ ابنِ آدم (متی ۱۶: ۱۳)
۴۔ ابنِ داؤد (متی ۹: ۲۷)
۵۔ اچھا چرواہا (یوحنا ۱۰: ۱۴)
۶۔ ازلی بادشاہ (۱۔ تیمتھیس ۱: ۱۷)
۷۔ اُستاد (یوحنا ۱۳: ۱۳)
۸۔ اسرائیل کا بادشاہ (یوحنا ۱: ۴۹)
۹۔ اسرائیل کی تسلی (لوقا ۲: ۲۵)
۱۰۔ الفا اور اومیگا (مکاشفہ ۲۱: ۶)
۱۱۔ اندیکھے خدا کی صورت (کلسیوں ۱: ۱۵)
۱۲۔ انگور کا حقیقی درخت (یوحنا ۱۵: ۱)
۱۳۔ بادشاہوں کا بادشاہ (مکاشفہ ۱۷: ۱۴)
۱۴۔ بھیڑوں کا بڑا چرواہا (عبرانیوں ۱۳: ۲۰)
۱۵۔ بہتر عہد کا ضامن (عبرانیوں ۷: ۲۲)
۱۶۔ پاک خادم (اعمال ۴: ۲۷)
۱۷۔ پچھلا آدم (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۴۵)
۱۸۔ پوشیدہ من (مکاشفہ ۲: ۱۷)
۱۹۔ پہلا پھل (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۳)
۲۰۔ پہلوٹھا (عبرانیوں ۱: ۶)
۲۱۔ پیارا بیٹا (متی ۳: ۱۷)
۲۲۔ جلال کا خداوند (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۸)
۲۳۔ چنا ہوا اور قیمتی پتھر (۱۔ پطرس ۲: ۶)
۲۴۔ چھڑانے والا (رومیوں ۱۱: ۲۶)
۲۵۔ حق (یوحنا ۱۴: ۶)
۲۶۔ حقیقی خیمے کا خادم (عبرانیوں ۸: ۲)
۲۷۔ خدا تعالیٰ کا بیٹا (لوقا ۱: ۳۲)
۲۸۔ خدا کا برہ (یوحنا ۱: ۲۹)

۲۹- خدا کا بیٹا (یوحنا ۱ : ۴۹)
۳۰- خدا کا قدوس (مرقس ۱:۲۴؛ لوقا ۴: ۳۴)
۳۱- خدا کا مسیح (لوقا ۹ : ۲۰)
۳۲- خدا کی حکمت (۱-کرنتھیوں ۱ : ۲۴)
۳۳- خدا کی خلقت کا مبدا (مکاشفہ ۳ : ۱۴)
۳۴- خدا کی قدرت (۱-کرنتھیوں ۱ : ۲۴)
۳۵- خداوند (متی ۸: ۲۵؛ ۱۴: ۲۸)
۳۶- خداوند اور منجی (۲-پطرس ۱ : ۱۱)
۳۷- خداوند مسیح (۱-تیمتھیس ۱ : ۱۲)
۳۸- خداوندوں کا خداوند (مکاشفہ ۱۷ : ۱۴)
۳۹- خداوند یسوع (اعمال ۴: ۳۳؛ ۱۶ : ۳۱)
۴۰- خرستس (یوحنا ۱ : ۴۱)
۴۱- داؤد کی اصل و نسل (مکاشفہ ۲۲ : ۱۶)
۴۲- درمیانی (۱-تیمتھیس ۲ : ۵)
۴۳- دروازہ (یوحنا ۱۰ : ۹)
۴۴- دلہا (مکاشفہ ۲۲: ۱۷ کے مفہوم میں مضمر ہے)
۴۵- دنیا کا نور (یوحنا ۸ : ۱۲)
۴۶- دنیا کے بادشاہوں پر حاکم (مکاشفہ ۱ : ۵)
۴۷- راہ (یوحنا ۱۴ : ۶)
۴۸- راستباز (اعمال ۷ : ۵۲)
۴۹- ربونی (یوحنا ۲۰ : ۱۶)
۵۰- ربی (یوحنا ۳ : ۲)
۵۱- روحانی چٹان (۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۴)
۵۲- زندگی (یوحنا ۱۴ : ۶)
۵۳- زندگی کا پانی (۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۴)
۵۴- زندگی کا کلام (فلپیوں ۲ : ۱۶)
۵۵- زندگی کا مالک (اعمال ۳ : ۱۵)
۵۶- زندگی کی روٹی (یوحنا ۶ : ۳۵)
۵۷- سالم کا بادشاہ (عبرانیوں ۷ : ۱)
۵۸- سبت کا مالک (مرقس ۲ : ۲۸)
۵۹- ستودہ کا بیٹا (مرقس ۱۴ : ۶۱)
۶۰- سچا اور برحق گواہ (مکاشفہ ۳ : ۱۴)
۶۱- سردار (متی ۲ : ۶)
۶۲- سردار گلہ بان (۱-پطرس ۵ : ۴)
۶۳- شفاعت کرنے والا (رومیوں ۸ : ۳۴)
۶۴- صبح کا چمکتا ستارہ (مکاشفہ ۲۲ : ۱۶)
۶۵- صلح کا بادشاہ (عبرانیوں ۷ : ۲)
۶۶- عادل منصف (۲-تیمتھیس ۴ : ۸)
۶۷- عمانوایل (متی ۱ : ۲۲، ۲۳)
۶۸- قادرِ مطلق (مکاشفہ ۱ : ۸)
۶۹- قدوس اور راستباز (اعمال ۳ : ۱۴)
۷۰- قدوس و برحق (مکاشفہ ۶ : ۱۰)
۷۱- قیمتی زندہ پتھر (۱-پطرس ۲ : ۴)
۷۲- کلام (یوحنا ۱ : ۱)
۷۳- کلیسیا کا سر (کلسیوں ۱ : ۱۸)
۷۴- مالک (متی ۱۰ : ۲۵)
۷۵- مالک اور منجی (اعمال ۵ : ۳۱)
۷۶- مخلصی دینے والا (لوقا ۲۴ : ۲۱؛ ایوب ۱۹ : ۲۵)
۷۷- مددگار (۱-یوحنا ۲ : ۱)
۷۸- مریم کا بیٹا (ابنِ مریم) (مرقس ۶ : ۳)
۷۹- مسیح (۱-کرنتھیوں ۱ : ۱۷)
۸۰- مسیح بادشاہ (لوقا ۲۳ : ۲)
۸۱- مسیح یسوع (رومیوں ۸ : ۲)
۸۲- مسیح خداوند (لوقا ۲ : ۱۱)
۸۳- ملک صدق (عبرانیوں ۷ : ۱)
۸۴- منجی (یوحنا ۴ : ۴۲)
۸۵- میرے خداوند میرے خدا (یوحنا ۲۰ : ۲۸)
۸۶- ناصری (متی ۲ : ۲۳)
۸۷- نجات کا بانی (عبرانیوں ۲ : ۱۰)
۸۸- نجات کا سینگ (لوقا ۱ : ۶۹)
۸۹- ہمارا بڑا سردار کاہن (عبرانیوں ۴ : ۱۴)
۹۰- ہمارا فسح (۱-کرنتھیوں ۵ : ۷)
۹۱- ہماری صلح (افسیوں ۲ : ۱۴)
۹۲- یسوع (متی ۱: ۲۱؛ لوقا ۱: ۳۱)
۹۳- یسوع ناصری (مرقس ۱ : ۲۴؛ اعمال ۲۲ : ۸)
۹۴- یسوع مسیح (متی ۱ : ۱)
۹۵- یسوع مسیح راستباز (۱-یوحنا ۲ : ۱)
۹۶- یسوع مسیح ناصری (اعمال ۳: ۶؛ ۴: ۱۰)
۹۷- یسی کی جڑ (رومیوں ۱۵: ۱۲؛ یسعیاہ ۱۱ : ۱۰)
۹۸- یہوداہ کے قبیلے کا ببر (مکاشفہ ۵ : ۵)
۹۹- یہودیوں کا بادشاہ (متی ۲: ۲؛ ۲۷ : ۱۱)

اِلقانہ:- ۱- حنّہ کا خاوند اور سموئیل نبی کا باپ (۱-سموئیل ۱:۱-۲:۲۱)۔ اُسے افرائیمی کہا گیا ہے لیکن

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وُہ لاوی قہاتؔ کے خاندان سے تھا (۱-تواریخ ۶: ۲۲، ۲۳، ۲۷، ۳۳، ۳۴)۔
۲- قورحؔ کا بیٹا (خروج ۶: ۲۳، ۲۴؛ ۱-تواریخ ۶: ۲۴)۔
۳- آخزؔ کا ایک وزیر (۲-تواریخ ۲۸: ۷)۔
۴- داؤدؔ بادشاہ کا ایک جنگجُو (۱-تواریخ ۱۲: ۶)۔
۵- دیگر (۱-تواریخ ۶: ۲۲، ۲۸: ۲۳، ۳۸-۳۴؛ ۹: ۱۶)۔

اِلقُوشؔ :- ایک جگہ کا نام (ناحوم ۱: ۱)۔ یہاں ناحوؔم نبی پیدا ہُوا تھا۔

اِلقہؔ - الی قاؔ :- داؤدؔ بادشاہ کا ایک سُورما (۲-سموئیل ۲۳: ۲۵)۔

اُلمپاسؔ - اولمپاسؔ :- رومہؔ کا ایک مسیحی جس کو پولسؔ رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۵)۔

المسیح :- دیکھئے مسیح موعود۔

اَلملکؔ - المالکؔ :- آشرؔ کے قبیلے کے ایک شہر کا نام (یشوع ۱۹: ۲۶)۔

الموداد :- یُقطانؔ کا پہلا بیٹا (۱-تواریخ ۱: ۲۰؛ پیدائش ۱۰: ۲۶)۔

اِلمودامؔ :- مقدسہ مریمؔ کے خاوند یوسفؔ کی نسل کا ایک بزرگ (لُوقا ۳: ۲۸)۔

اِلناتنؔ - اِلناتانؔ :- (عبرانی = خدا نے دیا)۔
۱- یہویاکینؔ کا نانا (۲-سلاطین ۲۴: ۸)۔
۲- عکبورؔ کا بیٹا (یرمیاہ ۲۶: ۲۲)۔ ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو جس کا ذکر نمبر ۱ میں ہُوا۔
۳- ایک لاوی جسے عزراؔ نے پیغام دے کر بھیجا (عزرا ۸: ۱۶)۔

النعمؔ - اِلی ناعمؔ :- داؤدؔ کے محافظ یریبیؔ اور یوساویاہ کا باپ (۱-تواریخ ۱۱: ۴۶)۔

اُلُّو :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۔

الوسؔ - آلُوشؔ :- (عبرانی = جمگھٹا - بھیڑ)۔ بنی اسرائیل کا صحرا میں دفقہؔ اور رفیدیمؔ کے درمیان پڑاؤ (گنتی ۳۳: ۱۳-۱۴)۔

اِلُولؔ - اَیلُولؔ :- عبرانی سال کا چھٹا مہینہ، غالباً اگست ستمبر (نحمیاہ ۶: ۱۵؛ ۱-مکابیین ۱۴: ۲۷)۔ دیکھئے کیلنڈر۔

الّونؔ :- (عبرانی = بلوط)۔ بنی شمعونؔ کا ایک سردار (۱-تواریخ ۴: ۳۷)۔

الّون بَلوت :- (عبرانی: الّون = بلوط، بلوت = ماتم)۔ بلوط کا ایک درخت، جس کے نزدیک رِبقہؔ کی دایہ دبورہؔ کو دفن کیا گیا (پیدائش ۳۵: ۸)۔

اِلوہی اِلوہی لما شبقتنی - اِلاھی اِلاھی لما شبقتنی :- دیکھئے شبقتنی۔

اِلوہیم :- عبرانی میں خدا کا ایک نام جو پرانے عہدنامہ میں ڈھائی ہزار سے زائد مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں نہیں آتا لیکن یہ ایک نہایت اہم لفظ ہے۔

یہ لفظ صیغہ جمع میں ہے لیکن جب خدائے واحد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ فعل یا صفت کی تعریف واحد میں کی جاتی ہے۔ اس لفظ کی ابتدا کے متعلق مختلف نظریئے پیش کئے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کے خیال میں اس کا تعلق عبرانی الفاظ "ایل" اور "الوہہ" کے ساتھ ہے۔ اوروں کی نظر میں یہ اُن سے بہت مختلف ہے۔

غالباً عبرانی محاورے کے مطابق جمع کے صیغہ سے خدا کی ہستی کا احترام اور تعظیم مقصود ہے۔ یہ خدا کی کاملیّت کا اعتراف کرتا ہے۔ اس جمع کے لفظ کا صیغہ واحد میں استعمال اِس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خدا کی وحدت میں کثرت ہے اور اُس کی کثرت میں وحدت۔ بعض لوگ اس میں تثلیث فی التوحید کی جھلک دیکھتے ہیں۔

یہی لفظ غیر معبودوں اور دیوتاؤں کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے۔ ایسی صورت میں اس سے متعلقہ صفت اور فعل جمع کے صیغے میں آتے ہیں (مثلاً خروج ۱۸: ۱۱؛ ۲۰: ۳؛ پیدائش ۳۵: ۲)۔

یہ فرشتوں کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے۔ بعض آیات کے بارے میں مترجمین کوئی حتمی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ آیا اس لفظ سے خدا مراد ہے یا فرشتے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں مزمور ۸: ۶ (۵) اور اسی آیت کا ذیلی حاشیہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "خدا" ہے۔ نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں مزمور ۹۶ (۹۷) کی آیت ۷ کا ذیلی حاشیہ)۔

یہ قاضیوں کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اگرچہ خروج ۲۱: ۶ میں الوہیم کا ترجمہ "خدا کے پاس" کیا گیا ہے لیکن اس کا ترجمہ "قاضیوں کے پاس" بھی ہو سکتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ خروج ۲۱: ۶ کا ذیلی حاشیہ)۔ نیز دیکھئے خدا کے نام۔

اِلہ :- (عبرانی = معبود، خدا)۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں زبور ۸۲: ۶؛ یسعیاہ ۴۱: ۲۳؛ حزقی ایل ۲۸: ۲، ۶، ۹ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ خدا اور معبود استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھئے خدا۔

الہام :- کلیسیا کی ساری تاریخ میں یہ حقیقت ہمیشہ اس کے پیشِ نظر رہی ہے کہ بائبل میں خدا کا کلام انسانی الفاظ

میں ظاہر ہوا ہے۔ کلیسیا نے بذریعہ تصورِ الہام اس بھید پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تصور بائبل ہی سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کو دینیات اور عقائد کے وسیلہ سے تشکیل دیا گیا ہے۔ بائبل میں لفظ "الہام" صرف ایک ہی دفعہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی ۲۔تیمتھیس ۳: ۱۶ میں لکھا ہے کہ "ہر صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے ...... الخ"۔ جو یونانی لفظ "الہام" کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے "وہ جو خدا کی طرف سے پھونکا گیا" یعنی جس طرح خدا نے عملِ تخلیق کے وقت انسان کے نتھنوں میں اپنی روح پھونکی تھی (پیدائش ۲: ۷) اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی روح پھونک دی ہے۔ اس بات کو مدِنظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ تیمتھیس کے خط کے اس حوالے کا اشارہ پرانے عہدنامے کے صحیفوں کی طرف ہے کیونکہ جب تیمتھیس کا خط لکھا گیا تو اُس وقت نئے عہدنامے کی تشکیل ابھی نہیں ہوئی تھی۔ پرانے عہدنامہ کے صحیفے خداوند یسوع اور اُن کے شاگردوں کے لئے مقدس کتاب تھے اور ابتدائی کلیسیا بھی انہی کو اپنی مقدس کتاب تسلیم کرتی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اسرائیل کی تاریخ اور نبیوں کے صحیفے ابتدائی کلیسیا کے نزدیک یسوع مسیح کی گواہی دیتے تھے (اعمال ۸: ۳۴،۳۵؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳،۴؛ ۱۔پطرس ۱: ۱۰-۱۲)۔ یہ گواہی کسی انسان کی کارگزاری کی وجہ سے نہ تھی بلکہ رُوح القدس کی سرگرمی کا نتیجہ تھی (مرقس ۱۲: ۳۶؛ ۲۔پطرس ۱: ۲۰-۲۱)۔ رُوح القدس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیسیا کے لئے اس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے الہامی ہیں۔ خدا نے رُوح القدس کے وسیلہ سے اپنا کلام انسانی لفظوں میں پھونک دیا۔ ابتدائی کلیسیا کا پرانے عہدنامے کے الہام کے متعلق یہی نظریہ تھا۔ جب نئے عہدنامے کی کتابیں کلیسیائی عبادتوں میں استعمال ہونے لگیں تو مندرجہ بالا نظریۂ الہام اُن پر بھی عائد ہونے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رُوح القدس کی ہدایت سے اُن کو بھی الہامی کتبِ مقدسہ کا درجہ دیا گیا۔ اُس وقت سے مسیحی کلیسیا نے اس بات کا ہمیشہ دعوےٰ کیا ہے کہ بائبل مقدس الہامی کتاب ہے۔ یعنی اُس کا سرچشمہ اور اس کی کیفیت خدا سے ہے۔

کلیسیا کی تاریخ کے دوران الہام کے بارے میں مختلف نظریئے وجود میں آگئے۔ چنانچہ تصورِ الہام بائبل کا ایک مضمون ہونے کی بجائے زیادہ تر دینیات کا جزو و مطالعہ بن گیا کیونکہ بائبل میں اس مضمون کے متعلق بہت ہی کم ذکر پایا جاتا ہے۔ علمائے دینیات کی بحث دو باتوں پر مرکوز رہی: ۱۔ الہام میں مصنف کا کردار کیا ہے؟ ۲۔ بائبل کے اختیار اور الہام میں رشتہ کیا ہے؟

پہلے مسئلہ کے بارے میں دو اہم نظریئے قائم ہوئے۔ ایک میں یہ دعوےٰ کیا گیا کہ الہام میں انسان کا حصہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ دیا گیا وہی بلاکم و بیش دوسروں تک پہنچا دے۔ (جے۔ آئی پیکر۔ نیو بائبل ڈکشنری، صفحہ ۵۶۵)۔ دوسرے نقطۂ نگاہ کی رُو سے مصنف کا اپنا تصورِ کائنات، تاریخی پس منظر اور علمی قابلیتیں سب اُس کی تصنیف میں موجود ہیں۔ چنانچہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہ فقط خدا کا کام اور کلام ہے بلکہ اس میں انسانی الفاظ اور کارگزاری بھی پائی جاتی ہے۔

دوسرے مسئلہ کی بابت کہ الہام اور اختیار میں کیا تعلق ہے؟ علم الٰہیات کے کچھ عالموں کا عقیدہ یہ ہے کہ بائبل کا اختیار اُس کے الہامی ہونے کی وجہ سے ہے۔ اِس لئے الہام پر یقین رکھنے کا سوال اُس کے اختیار کے مسئلہ سے پہلے تسلیم کرنا ہوگا۔

دوسرے گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ بائبل کا اختیار مسیحی کے لئے اس وجہ سے ہے کہ فقط بائبل ہی میں خداوند یسوع مسیح لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ مسیح کے اختیار کے راز کو سمجھانے کے لئے کلیسیا کی تعلیم یہ ہے کہ بائبل الہامی کتاب ہے۔ چنانچہ بائبل کے اختیار کو تسلیم کرنا الہام کے مسئلہ کو قبول کرنے سے پہلے لازم ہے۔

علم الٰہی کے ان مسئلوں کا حل اِس مضمون میں تو نہیں ہوسکتا البتہ اہم بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب نظریئے اپنی تائید بائبل ہی سے حاصل کرنے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور سب اس بنیادی نظریئے کو جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ سب جو ان کی تائید کرتے ہیں حقیقت میں مسیحی ہیں۔ بائبل مقدس سب مسیحیوں کے لئے اس وقت اور ہمیشہ تک خدا کا کلام ہے جو انسانی کلام میں ظاہر ہوا۔

الہام گاہ:۔ سلیمان کی ★ ہیکل میں پاکترین مقام کو یہ نام دیا گیا ہے۔ پرانے عہدنامہ کے اردو ترجمہ میں یہ پندرہ مرتبہ آتا ہے (۱۔سلاطین ۶: ۵، ۱۶، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۳۱؛ ۷: ۴۹؛ ۸: ۶، ۸؛ ۲۔تواریخ ۳: ۱۶؛ ۴: ۲۰؛ ۵: ۷، ۹)۔

اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ زبور ۲۸: ۲ میں مقدس ہیکل کیا گیا ہے۔ یہ اُس عبرانی لفظ کا موزوں ترجمہ نہیں جو بائبل میں استعمال ہوا ہے۔ عبرانی میں دو لفظ آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں دبیر۔ کلمہ اور دبیر۔ پشت پر۔ پیچھے۔ یہ دوسرا لفظ عبرانی متن میں ہے۔ لیکن کچھ مترجمین نے اس کے معنی پہلے لفظ سے اُلجھائے اور "پیچھے کی جگہ" کی بجائے اس کا ترجمہ الہام گاہ کیا جس کا تصور بعض یونانی مندروں سے لیا گیا تھا جہاں ایک ایسا پجاری بھی ہوتا تھا جو وہاں کے دیوتا کا کلام (عبرانی۔ دبیر، یونانی لوگیا اور لاطینی اوریکل) لوگوں تک پہنچاتا تھا۔ یہ دار الاستخارہ یا الہام گاہ میں بیٹھتا تھا اور جب لوگ کوئی سوال لے کر مندر کے پنڈت یا پروہت کے پاس جاتے تو وہ اُس خاص پجاری کو کہتا کہ دیوتا کا جواب لائے۔ جب دیوتا کا جواب اُس پجاری کو ملتا تو وہ وجدانی حالت میں آکر جھومتے ہوئے ایک عجیب انداز میں

جواب دیتا جو دیوتا (جنّات) کا جواب سمجھا جاتا تھا۔ نئے عہدنامہ میں بھی ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جو غیب دان تھی (اعمال ۱۶:۱۶)۔ بائبل مقدس میں یہ کام سختی سے منع کیا گیا ہے (احبار ۱۹:۳۱؛ ۲۰:۶؛ استثنا ۱۸:۱۰، ۱۱)۔ ساؤل بادشاہ کے سوال پوچھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ★ اُوریم وغیرہ کے ذریعہ جواب نہ پانے پر جنّات کی آشنا عورت کی طرف رجوع کیا (۱۔ سموئیل ۲۸:۶، ۷)۔

اس قسم کا کام یونانی دور میں مندروں میں کیا جاتا تھا۔ ڈلفی کے مقام پر اپالو دیوتا کا مندر بہت مشہور تھا۔

تفصیل اور خاکہ کے لئے دیکھئے ہیکل۔

الیاب۔ الی آب:۔ ۱۔ صحرا میں مردم شماری کے وقت زبولون کے قبیلے کا ایک سردار (گنتی ۱:۹؛ ۲:۷؛ ۷:۲۴، ۲۹؛ ۱۰:۱۶)۔

۲۔ بنی روبن میں سے داتن اور ابیرام کا باپ (گنتی ۱۶:۱، ۱۲؛ ۲۶:۸، ۹؛ استثنا ۱۱:۶)۔

۳۔ یسّی کا سب سے بڑا بیٹا اور داؤد کا بھائی (۱۔ سموئیل ۱۶:۶؛ ۱۷:۱۳، ۲۸)۔

۴۔ داؤد کے زمانے میں ایک لاوی (۱۔ تواریخ ۱۵:۱۸، ۲۰؛ ۱۶:۵)۔

۵۔ بنی جدّ کا ایک سورما جو صقلاج میں داؤد بادشاہ کے ساتھ جا ملا (۱۔ تواریخ ۱۲:۹)۔

۶۔ ایک لاوی جو سموئیل نبی کے خاندان کے بزرگوں میں سے تھا (۱۔ تواریخ ۶:۲۷)۔

الیاتہ۔ اِلی آتہ:۔ داؤد بادشاہ کے عہد میں ایک موسیقار (۱۔ تواریخ ۲۵:۴، ۲۷)۔

الیاسِب۔ الی یاشیب:۔ (عبرانی = خدا بحال کرتا ہے)۔ ۱۔ کہانت کے کام میں گیارھویں باری کے آبائی خاندان کا سردار (۱۔ تواریخ ۲۴:۱۲)۔

۲۔ نحمیاہ کے زمانہ میں سردار کاہن جس نے یروشلیم میں بھیڑ پھاٹک کو بنایا (نحمیاہ ۳:۱، ۲۰۔۲۱)۔

۳۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۳:۲۴)۔

۴۔ ایک لاوی جو اپنی غیر قوم بیوی سے الگ ہو گیا (عزرا ۱۰:۲۴)

۵۔ ایک شخص جس نے غیر قوم عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰:۲۷)

۶۔ ایک اور شخص جس نے غیر قوم عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰:۳۶)

۷۔ اُس شخص کا ایک جد امجد جس نے عزرا کی مدد کی (عزرا ۱۰:۶؛ نحمیاہ ۱۲:۱۰، ۲۲، ۲۳)۔

اِلیاسف۔ اِلی آساف:۔ ۱۔ بیابان میں جدّ کے قبیلے کا سردار (گنتی ۱:۱۴؛ ۲:۱۴؛ ۷:۴۲،

۴۷؛ ۱۰:۲۰)۔

۲۔ لائیل کا بیٹا (گنتی ۳:۲۴)۔

الیاقیم۔ الی یاقیم:۔ (عبرانی = خدا قائم کرتا ہے)۔ ۱۔ یہوداہ کے بادشاہ حزقیاہ کے گھر کا دیوان (یسعیاہ ۲۲:۱۵۔۲۵)۔ یہ بادشاہ کے اس وفد کا نمائندہ تھا جس نے شاہ اسور سنحیرب کے ساتھ، جو یروشلیم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بات چیت کرنے کی کوشش کی (۲۔ سلاطین ۱۸:۱۷۔۳۷؛ یسعیاہ ۳۶:۱۔۲۲)۔ یہ اُن نمائندوں کا بھی سربراہ تھا جو یسعیاہ نبی کے پاس بھیجے گئے تاکہ وہ اس سے شفاعت کی درخواست کریں (۲۔ سلاطین ۱۹:۲؛ یسعیاہ ۳۷:۲)۔

۲۔ یہویقیم کا پہلا نام (۲۔ سلاطین ۲۳:۳۴)۔

۳۔ ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲:۴۱)۔

۴۔ خداوند یسوع کے نسب میں ایک شخص کا نام (متّی ۱:۱۳)۔

۵۔ خداوند یسوع مسیح کے نسب کا ایک اور شخص جو مذکورہ بالا آدمی سے پہلے زندہ تھا (لوقا ۳:۳۰)۔

الیاہ۔ الی یاہ:۔ ۱۔ یروحام کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸:۲۷)۔

۲۔ ایک اسرائیلی جو اپنی غیر قوم بیوی سے الگ ہوا (عزرا ۱۰:۲۶)۔

اِلی ایل:۔ ۱۔ سموئیل نبی کا جدِّ امجد (۱۔ تواریخ ۶:۳۴)۔ ۱۔ تواریخ ۶:۲۷ میں اِسے اِلیاب کہا گیا ہے۔

۲۔ منسّی کے آدھے قبیلے کا ایک سردار (۱۔ تواریخ ۵:۲۴)۔

۳۔ سمعی کا ایک بیٹا (۱۔ تواریخ ۸:۲۰)۔

۴۔ شاشق کا ایک بیٹا (۱۔ تواریخ ۸:۲۲، ۲۵)۔

۵۔ ایک محاوی جو داؤد بادشاہ کے سورماؤں میں سے تھا (۱۔ تواریخ ۱۱:۴۶)۔

۶۔ داؤد بادشاہ کا ایک اور سورما (۱۔ تواریخ ۱۱:۴۷)۔

۷۔ ساتواں جدّی سورما جو صقلاج میں داؤد سے جا ملا (۱۔ تواریخ ۱۲:۱۱)۔ شاید یہ وہی شخص ہو جس کا ذکر نمبر ۵ اور ۶ میں ہوا۔

۸۔ داؤد بادشاہ کے زمانے میں بنی حبرون میں سے یہوداہ کا ایک سردار (۱۔ تواریخ ۱۵:۹)۔ شائد وہی شخص جس کا ذکر نمبر ۵ میں ہوا۔

۹۔ لاویوں کا ایک سردار (۱۔ تواریخ ۱۵:۱۱)۔

۱۰۔ حزقیاہ بادشاہ کا ایک پیش کار لاوی (۲۔ تواریخ ۳۱:۱۳)۔

الیحبا۔ اِلی یحبا:۔ داؤد بادشاہ کے مشہور محافظوں میں سے ایک (۲۔ سموئیل ۲۳:۳۲؛ ۱۔ تواریخ

۱۱: ۳۳)۔

الیحورف۔ الی حوراف:۔ سلیمان بادشاہ کا ایک منشی (۱۔سلاطین ۴: ۳)۔

الیداد۔ الی داد:۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک سردار (گنتی ۳۴: ۲۱)۔

الیدع۔ ایل یاداع:۔ ۱۔ داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۲۔سموئیل ۵: ۱۶؛ ۱۔تواریخ ۳: ۸)۔
۲۔ ایک بنیمینی سردار جو اپنے قبیلے کے دو لاکھ آدمیوں کو یہوسفط کی فوج میں لے گیا (۲۔ تواریخ ۱۷: ۱۷)۔
۳۔ رزون کا باپ جو ایک گشتی گروہ کا سردار بن کر سلیمان بادشاہ کے لئے پریشانی کا باعث بنا (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۳)۔

الیسافط۔ الی شافاط:۔ ایک سردار جس نے عتلیاہ کے خلاف یہویدع کی مدد کی (۲۔تواریخ ۲۳: ۱)۔

الیسبع۔ الیشبع:۔ ہارون کی بیوی (خروج ۶: ۲۳)۔

الیسمع۔ الی شامع:۔ (عبرانی = خدا نے سنا ہے)۔ ۱۔ یشوع کا دادا (گنتی ۱: ۱۰؛ ۲: ۱۸؛ ۷: ۴۸، ۵۳؛ ۱۰: ۲۲؛ ۱۔ تواریخ ۷: ۲۶)۔
۲۔ داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۲۔سموئیل ۵: ۱۶؛ ۱۔تواریخ ۳: ۸)۔
۳۔ داؤد کا ایک اور بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۶؛ ۲۔سموئیل ۵: ۱۵)۔
۴۔ یقمیاہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۴۱)۔
۵۔ اسمٰعیل کا دادا اور نتنیاہ کا باپ (۲۔سلاطین ۲۵: ۲۵؛ یرمیاہ ۴۱: ۱)۔ ممکن ہے کہ ۴ اور ۵ ایک ہی شخص کے نام ہوں۔
۶۔ شاہ یہوداہ یہویقیم کا منشی (یرمیاہ ۳۶: ۱۲، ۲۰۔۲۱)۔
۷۔ ایک کاہن (۲۔تواریخ ۱۷: ۸)۔

الیسوع۔ الی شوع:۔ داؤد کے ایک بیٹے کا نام (۲۔سموئیل ۵: ۱۵؛ ۱۔تواریخ ۱۴: ۵)۔ ۱۔تواریخ ۳: ۶ میں اس کا نام الیسمع ہے۔

الیسہ۔ الیشہ:۔ (عبرانی = خدا نجات دیتا ہے)۔ یاوان کا بڑا بیٹا اور نوح کا پوتا۔ یہ ایک قبیلہ کا بانی تھا (پیدائش ۱۰: ۴؛ ۱۔تواریخ ۱: ۷)۔

الیشبع۔ الیصابات:۔ (عبرانی = خدا حلف اٹھاتا ہے)۔ ★ زکریاہ کاہن کی بیوی جو خود بھی ہارون کی اولاد سے تھی (لوقا ۱: ۵)۔ یہ میاں بیوی بڑے خدا پرست اور عمر رسیدہ تھے لیکن اُن کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ جب کہانت کا کام انجام دینے کے لئے زکریاہ کے نام قرعہ نکلا تو مقدس میں فرشتے نے اُسے خبر دی کہ اُس کی بیوی کے بیٹا ہوگا اور وہ اس کا نام یوحنا رکھیں (لوقا ۱: ۸-۲۲)۔ اُس کے بعد فرشتے نے مقدسہ مریم کو خداوند مسیح کی معجزانہ پیدائش کی خبر دی (لوقا ۱: ۲۶-۳۵) اور بتایا کہ اُن کی رشتے دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہوگا (۱: ۳۶)۔ اس پر مقدسہ مریم پہاڑی علاقے کے یہوداہ کے ایک شہر میں گئیں جب انہوں نے الیشبع کو سلام کیا تو اسکا بچہ پیٹ میں خوشی سے اُچھلا۔ اُس نے مریم سے کہا "مجھ پر یہ فضل کہاں سے ہوا کہ میرے خداوند کی ماں میرے پاس آئی"۔ اس کے جواب میں مقدسہ مریم نے ایک خوبصورت گیت میں خدا کی تمجید کی۔ یہ لوقا ۱: ۴۶-۵۵ میں درج ہے اور مقدسہ مریم کا گیت کہلاتا ہے۔

الیشع۔ الیسع:۔ (عبرانی = خدا نجات ہے)۔ یردن کی وادی میں ابیل محولہ کے ایک کھاتے پیتے کسان سافط کا بیٹا (۱۔سلاطین ۱۹: ۱۶)۔
خدا نے ایلیاہ نبی کو اُسے اپنا جانشین چننے کو کہا۔ ایلیاہ نے اُس پر اپنی چادر ڈالی اور وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہولیا (۱۔سلاطین ۱۹: ۱۹)۔
الیشع نبی نے اسرائیل کے چار بادشاہوں کے دورِ حکومت میں تقریباً ۵۰ سال خدمت کی۔ یہورام (تقریباً ۸۴۹-۸۴۲ ق م)، یاہو (۸۴۲-۸۱۵ ق م)، یہوآخز (۸۱۵-۸۰۱ ق م) اور یوآس (۸۰۱-۷۸۶ ق م)۔
الیشع نے بہت سے معجزے کئے (۲۔سلاطین ۴: ۱-۷؛ ۲۔سلاطین ۴: ۸-۳۷؛ ۲۔سلاطین ۴: ۳۸-۴۱؛ ۲۔سلاطین ۴: ۴۲-۴۴؛ ۲۔سلاطین ۶: ۸-۲۳)۔ بادشاہ اُس سے سیاسی معاملات میں صلاح لیا کرتے تھے۔ اُس نے ایلیاہ کے مہم کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور بعل کی پرستش کو ختم کر دیا۔ اس نے یاہو اور حزائیل کو بادشاہ ہونے کے لئے مسح کیا اور اخی اب اور ایزبل کے خاندان کا خدا کے ہاتھوں خاتمہ دیکھا۔

الیصفن۔ الی صافان:۔ (عبرانی = خدا نے چھپایا)۔ ۱۔ عزی ایل کا بیٹا (گنتی ۳: ۳۰؛ ۱۔ تواریخ ۱۵: ۸؛ ۲۔ تواریخ ۲۹: ۱۳)۔ خروج ۶: ۲۲ اور احبار ۱۰: ۴ میں اس کا نام الصفن ہے۔
۲۔ زبولون کے قبیلہ کا ایک شہزادہ (گنتی ۳۴: ۲۵)۔

الیصور۔ الی صور:۔ روبن کے قبیلہ کا ایک سردار (گنتی ۱: ۵؛ ۲: ۱۰؛ ۷: ۳۰-۳۵؛ ۱۰: ۱۸)۔ اس نے موسیٰ کی مردم شماری میں مدد کی تھی۔

الیعالہ:۔ روبن کی میراث میں ایک شہر کا نام (گنتی ۳۲: ۳، ۳۷؛ یسعیاہ ۱۵: ۴؛ ۱۶: ۹؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۴)۔

الیعد۔ العاد:۔ (عبرانی = خدا نے شہادت دی)۔ ایک افرائیمی جسے جات کے لوگوں نے مار

ڈالا کیونکہ اس نے ان کے مویشی چرائے تھے (۱-تواریخ ۷: ۲۱)۔

الیعدہ - العادہ:- افرائیم کے قبیلہ کا ایک فرد (۱-تواریخ ۷: ۲۰)۔

الیعزر - الیعاذر:- (عبرانی = خدا مدد ہے)۔
۱- ابرہام کے گھر کا مختار (پیدائش ۱۵: ۲)۔ شائد یہ وہی نوکر ہے جس کا ذکر پیدائش ۲۴: ۲ میں ہوا ہے۔
۲- موسیٰ اور صفورہ کا بیٹا (خروج ۱۸: ۴؛ ۱-تواریخ ۲۳: ۱۵، ۱۷؛ ۲۶: ۲۵)۔
۳- بنیمین کا پوتا (۱-تواریخ ۷: ۸)۔
۴- ایک کاہن (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴)۔
۵- روبن کے قبیلہ کا ایک سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۱۶)۔
۶- ایک نبی جس نے یہوسفط بادشاہ کو ملامت کی (۲-تواریخ ۲۰: ۳۷)۔
۷- دیگر (ا) عزرا ۸: ۱۶- (ب) عزرا ۱۰: ۱۸- (ج) عزرا ۱۰: ۲۳- (د) عزرا ۱۰: ۳۱- (ہ) لوقا ۳: ۲۹-
۸- سردار کاہن ہارون کا تیسرا بیٹا (خروج ۶: ۲۳)۔ بڑے بھائیوں کی موت کے بعد وہ سردار کاہن بنا (گنتی ۲۰: ۲۸)۔ اُس نے قوم کو گننے میں موسیٰ کی مدد کی (۲۶: ۱-۲)۔ اُس نے یشوع کی میراث کو تقسیم کرنے میں بھی مدد کی (گنتی ۳۴: ۱۷)۔
۹- ابیناداب کا بیٹا (۱-سموئیل ۷: ۱)۔
۱۰- دودے کا بیٹا اور داؤد بادشاہ کے تین سورماؤں میں سے ایک (۲-سموئیل ۲۳: ۹؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۱۲-۱۴)۔
۱۱- مراری کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳: ۲۱-۲۲)۔
۱۲- فینحاس کا بیٹا (عزرا ۸: ۳۲-۳۴)۔
۱۳- ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔
۱۴- مُقدسہ مریم کے خاوند یوسف کے گھرانے کا ایک فرد (متی ۱: ۱۵)۔

الیفالط - اِلی فالط:- داؤد بادشاہ کا آخری بیٹا جو یروشلیم میں پیدا ہوا (۲-سموئیل ۵: ۱۶؛ ۱-تواریخ ۱۴: ۷)۔ ۱-تواریخ ۳: ۸ میں اس کے ہجا الیفلط ہیں۔ نیز دیکھئے الیفلط۔

الیفز - اِلیفاز:- ۱- عیسو کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۴-۱۶؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۵، ۳۶)۔
۲- ایوب نبی کے تین دوستوں میں سے ایک۔ اپنی پہلی تقریر میں (ایوب ابواب ۴، ۵) الیفز تمام مصیبت کی جڑ گناہ بتاتا ہے اور وہ ایوب نبی کو تاکید کرتا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ صلح کرلے۔ اپنی دوسری تقریر میں (باب ۱۵) وہ ایوب کے ردِ عمل کے باعث ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ تیسری تقریر میں (باب ۲۲) وہ ایوب نبی کو گنہگار گردانتا ہے۔ ابواب ۴۲: ۷-۹ میں خدا الیفز کو ایوب نبی پر غلط الزام لگانے کی غلطی کی معافی کے لئے قربانی چڑھانے کو کہتا ہے۔

الیفلط - الی فالط:- ۱- داؤد بادشاہ کا آخری بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۸)۔
۲- داؤد کا ایک اور بیٹا جو یروشلیم میں پیدا ہوا (۱-تواریخ ۳: ۶)۔
۳- داؤد کے بہادروں میں احسبی معکاتی کا بیٹا (۲-سموئیل ۲۳: ۳۴)۔
۴- عیشق کا بیٹا۔ یہ بنیمین کے قبیلے سے ساؤل کی اولاد سے تھا (۱-تواریخ ۸: ۳۹)۔
۵- بنی ادونقام میں سے ایک شخص جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۱۳)۔
۶- بنی حاشوم کا ایک شخص جس نے اپنی غیر قوم بیوی کو الگ کرنے کا وعدہ کیا (عزرا ۱۰: ۳۳)۔

الیماس - عَلیما:- ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی۔ اس کا دوسرا نام بریسوع تھا۔ اُس نے سرگیس صوبہ دار کو برنباس اور پولس کا کلام سننے سے روک دیا۔ پولس رسول نے اُسے جھڑکا اور وہ اندھا ہوگیا (اعمال ۱۳: ۴-۱۲)۔

الیملک - الی ملک:- (عبرانی = میرا خدا بادشاہ ہے)۔
نعومی کے خاوند کا نام جس نے یہوداہ میں کال پڑنے کی وجہ سے ملکِ موآب میں پناہ لی (روت ۱: ۲، ۳؛ ۲: ۱، ۳؛ ۴: ۳، ۹)۔ وہ اِس وجہ سے یاد کیا جاتا ہے کہ اس کی بہو روت اُس کی بیوہ نعومی کی وفادار بنی رہی۔

الیوعینی - اِلی یوعینی:- ۱- نعریاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۲۳)
۲- شمعون کے قبیلے کا ایک سردار (۱-تواریخ ۴: ۳۶)۔
۳- ایک بنیمینی مرد (۱-تواریخ ۷: ۸)۔
۴- ایک کاہن جو اپنی غیر قوم بیوی سے الگ ہوگیا (عزرا ۱۰: ۲۲)۔
۵- ایک مرد جس نے اپنی غیر قوم بیوی کو الگ کر دیا (عزرا ۱۰: ۲۷)۔
۶- ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۴۱)۔ شاید یہ نمبر ۴ میں مذکور کاہن ہی ہو۔

الیہو:- (عبرانی = وہ میرا خدا ہے)۔
۱- سموئیل نبی کا پڑدادا (۱-سموئیل ۱: ۱)۔ ۱-تواریخ

۶ : ۴۴ : ۳ میں اس کا نام الی آیل دیا گیا ہے ۔
۲ - بنی منسی کا ایک شخص جو صقلاج کے مقام پر داؤد سے جا ملا (۱- تواریخ ۱۲ : ۲۰) ۔
۳ - ہیکل کا ایک دربان (۱- تواریخ ۲۶ : ۷) ۔
۴ - داؤد بادشاہ کا ایک بھائی (۱- تواریخ ۲۷ : ۱۸) ۔
۵ - ایوب نبی کا سب سے کم عمر دوست (ایوب ۳۲ : ۲- ۶ ؛ ۳۴ : ۱ ؛ ۳۵ : ۱ ؛ ۳۶ : ۱) ۔

الیہود - الی ھود :- خداوند یسوع کے نسب نامے کا ایک بزرگ (متی ۱ : ۱۴- ۱۵) ۔

الیہو عینی - الی یو عینائی :- (عبرانی = میری آنکھیں خدا پر لگی ہیں) ۔
۱ - ایک شخص جو ارتخششتا بادشاہ کے دور میں عزرا کاہن کے ساتھ یروشلیم واپس آیا (عزرا ۸ : ۴) ۔
۲ - داؤد بادشاہ کے دور میں خیمۂ اجتماع کا ایک قورحی دربان (۱- تواریخ ۲۶ : ۳) ۔

اُمام :- یہوداہ کا ایک جنوبی قصبہ (یشوع ۱۵ : ۲۶) ۔

امانہ :- (عبرانی = مستقل ؟) ۔ لبنان کے پاس ایک پہاڑ (غزل الغزلات ۴ : ۸) ۔

اماؤس - عمواس :- ایک مقام - یہ یروشلیم سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر تھا ۔ اس کے راستہ پر خداوند یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد دو شاگردوں سے ملے تھے (لوقا ۲۴ : ۷- ۳۵) ۔ خداوند یسوع نے اُن کو کلام مُقدس کھول کر سمجھایا اور ان کے دل جوش سے بھر گئے ۔ اُنہوں نے اُنہیں روٹی توڑتے وقت ہی پہچان لیا ۔

امپلیاطس :- ایک مسیحی جس کو پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶ : ۸) ۔

امتی - اَمِتائی :- (عبرانی = وفادار) ۔ یُوناہ نبی کا باپ (۲- سلاطین ۱۴ : ۲۵ ؛ یوناہ ۱ : ۱) ۔

امثال کی کتاب :- کتاب کا عبرانی عنوان مِشلِ، مِشلِ سلومؔ، یعنی سلیمان کی امثال کا مخفف ہے (۱ : ۱) ۔ امثال کامیاب زندگی بسر کرنے کا ہدایت نامہ ہے ۔ امثال کی کتاب عظیم نبوتی موضوعات (مثلاً العہد) پر زور دیئے بغیر ظاہر کرتی ہے کہ بنی اسرائیل کے امتیازی ایمان نے کس طرح ان کی روزمرہ کی زندگی کو متاثر کیا ہے ۔

۱ - خلاصہ مضامین

۱ - حکمت کی قدر و قیمت (۱ : ۱- ۹ : ۱۸)

ایک تمہیدی بیان میں کتاب کے مقاصد کا ذکر کرنے کے بعد (۱ : ۱- ۶) مُصنف اپنے بیٹے یا شاگرد کو حکمت کی قدر و قیمت اور اصلیت کے متعلق پند و نصیحت کرتا ہے ۔ امثال ۱۰ : ۱ ابعد کے مقابلہ میں یہاں ہر ایک خیال پر بحث کو ذرا طول دے کر نصیحت آمیز نظم کی صورت میں پیش کیا گیا ہے ۔ یہ منظوم مضامین امثال کے انتہائی منجھے انداز کا نمونہ ہیں ۔

مصنف کا مقصد حکمت کے جویاں ہونے اور احمقانہ زندگی بسر کرنے کے نتائج کا توی ترین فرق دکھانا ہے ۔ وہ یہاں سینکڑوں مخصوص مثلوں کے لئے تمہید فراہم کرتا ہے ۔ دانشور کی نگاہ میں بعض آزمائشوں کے جال بہت پھیلے ہوئے ہیں ۔ جس طرح تشدد آمیز جرائم (۱ : ۱۰- ۱۹ ؛ ۴ : ۱۴- ۱۹) ، جلد بازی میں ضامن بن جانا (۶ : ۱- ۵) کاہلی (۶ : ۶- ۱۱) ، مکر و ریا (۶ : ۱۲- ۱۵) اور خصوصاً جنسی بے راہروی (۲ : ۱۶- ۱۹ ؛ ۵ : ۳- ۲۰ ؛ ۶ : ۲۳- ۳۵ ؛ ۷ : ۴- ۲۷ ؛ ۹ : ۱۳- ۱۸) ۔ جو بھی ان پھندوں سے بچتا ہے ، حکمت اُسے خوشی ، عمر درازی ، دولت اور عزت سے نوازتی ہے (۳ : ۱۳- ۱۸) ۔ اس فصل کا گہرا مذہبی رنگ (مثلاً ۱ : ۷ ؛ ۳ : ۵- ۱۲) نازک اخلاقی مزاج اور ناصحانہ انداز استغنا کی یاد تازہ کرتا ہے ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ابواب کا مصنف گمنام ہے کیونکہ غالباً ۱ : ۱- ۶ پوری کتاب کی تمہید ہے اور ۱۰ : ۱ مثلوں کے ایک مجموعے کا تعارف ہے جسے سلیمان سے منسوب کیا گیا ہے ۔ یہ فصل اس مجموعے میں درو بیتاً سب سے بعد کے سن کی سمجھی جاتی ہے ۔ اگرچہ اس کی تدوین نسبتاً دیر سے عمل میں آئی (مہد ۶۰۰ ق م) لیکن اس کا بیشتر مواد باوثوق حد تک قدیم ہے ۔ ڈبلیو - ایف - البرائیٹ نے اس فصل میں خصوصاً ابواب ۸ و ۹ میں اور فینیکی ادبیات میں متعدد خیالات اور تراکیب میں مماثلت کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ اُس کی یہ رائے بھی ہے کہ "کہاوتوں حتیٰ کہ طویل عبارتوں کا بھی اپنی موجودہ ہیئت میں ہی کانسی کے زمانہ کا ہونا عین ممکن ہے ۔"

۲ - سلیمان کی امثال (۱۰ : ۱- ۲۲ : ۱۶) ۔

کتاب کی یہ فصل غالباً قدیم ترین ہے ۔ طبقہ علماء میں ۱- سلاطین ۴ : ۲۹ بعد ؛ امثال ۱ : ۱ ؛ ۱۰ : ۱ ؛ ۲۵ : ۱ میں پائی جانے والی روایت کو صحیح قبول کرنے کا رجحان پھیلتا جا رہا ہے کہ سلیمان دانش میں یگانہ روزگار تھا ۔ مصر کے شاہی دربار سے اُس کے تعلقات تھے ۔ اُس کی سلطنت کی حدود دُور دراز تک پھیلی ہوئی تھیں ۔ پھر جنگوں سے

فراغت اور دولت کی فراوانی تھی ۔ انہی حالات نے جو اُس کے کسی بھی جانشین کو نصیب نہ ہوئے اُسے یہ فرصت مہیا کی کہ وہ ثقافتی علوم و مشاغل کے لئے ایسے وسیع پیمانہ پر اپنے آپ کو وقف کر دے۔

اس مجموعہ میں ۳۷۵ کے قریب امثال ہیں جن میں ابواب ۱۰-۱۵ میں زیادہ تر "متضاد قضیئت" اور ابواب ۱۶-۲۲ میں "مترادفیت" کی تراکیب پائی جاتی ہیں۔ بیشتر امثال کے بند و ترکیب کے اُصولوں کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔

ان میں اگرچہ مذہبی رنگ کو ہر قیمت پر قائم رکھا گیا ہے (۱۵: ۳، ۸، ۹، ۱۱؛ ۱۶: ۱-۹ وغیرہ وغیرہ) تاہم ایک بڑی تعداد ایسی مثلوں کی ہے جن میں اسرائیلی عقائد کی طرف کوئی مخصوص اشارہ نہیں پایا جاتا بلکہ اُن کی بنیاد روزمرہ زندگی کے عملی مشاہدے پر رکھی گئی ہے۔ یہ ہدایات جن میں حکمت کے ثمر پر زور دیا گیا ہے انتہائی عملی نوعیت کی ہیں ۔ وہ حضرات جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ دینِ خالص کو دنیاوی جھگڑوں سے بے نیاز ہونا چاہیئے وہ ان ہدایات کو تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ لیکن ذرا سوچیئے ایک عملی دانشور جس پر خدا نے ابھی تک موت کے بعد زندگی کا بھید آشکارہ نہ کیا ہو وہ دانشمند کی خوش بختیوں اور احمق کی ذلتوں کے ذکر کے بغیر عملی اخلاقیات کے مسائل کس طرح حل کر سکتا ہے ؟

۳- "داناؤں کی باتیں"

اس فصل کا عنوان چونکہ ۲۲: ۱۷ کے متن کا حصہ ہے اس لئے یہ بظاہر عنوان معلوم نہیں ہوتا۔ تو بھی ان الفاظ سے کہ "یہ بھی داناؤں کے اقوال ہیں" (۲۴: ۲۳) یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۲: ۱۷-۲۴: ۲۲ کو بھی ایک علیحدہ مجموعہ سمجھنا چاہیئے ۔ یہ اقوال گذشتہ فصل کے اقوال کی نسبت زیادہ باہمی مطابقت رکھتے ہیں اور کئی مشترک موضوعات کو نبھاتے ہیں۔ موضوعات رنگارنگ ہیں جس طرح غریب نوازی (۲۲: ۲۲، ۲۷)، آداب شاہی (۲۳: ۱-۳، ۲۴: ۲۱، ۲۲)، بچوں کی تربیت (۲۳: ۱۳، ۱۴)، ضبطِ نفس (۲۳: ۱۹-۲۱، ۲۹-۳۵)، تعظیم والدین (۲۳: ۲۲-۲۵)، پاک دامنی (۲۳: ۲۶-۲۸)، وغیرہ وغیرہ ۔ ان میں مذہبی رنگ اگرچہ غالب تو نہیں ہے تاہم اتنا پھیکا بھی نہیں ہے (مثلاً ۲۲: ۱۹، ۲۳؛ ۲۴: ۱۸، ۲۱)۔

آمینی موپی کی مصری امثال اور ۲۲: ۱۷-۲۳: ۱۱ کی امثال میں ایک دھندلی سی مماثلت کو علماء کے وسیع حلقے نے تسلیم کیا ہے ۔ لیکن یہ سوال ابھی تک موضوع بحث بنا ہوا ہے کہ ان دونوں میں سے اصل کونسی ہے اور ماخوذ کونسی ؟ ڈبلیو۔ بوم گارٹنر (عہدِ عتیق اور مطالعہ جدید) کے مشاہدے کے مطابق "یہ نظریہ کہ آمینی موپی کی امثال ہی اصل ہیں،... اب عام طور پر قابل قبول ہے"۔ لیکن اب اس نظریے کو علمائے مصریات نے ہی درخورِ اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ ای۔ ڈرائیوٹن نے اس خیال کے حق میں کہ مصری آمینی موپی در اصل عبرانی اصل کا محض ایک مصری ترجمہ ہے (بعض اوقات لفظی ترجمہ ہے) نہایت قوی دلائل دیئے ہیں ۔ اس لحاظ سے یہ عبرانی اصل" داناؤں کی باتیں" نامی ہوگی جس سے موجودہ امثال ماخوذ ہیں ۔ تاہم اس عبارت پر اسرائیلی عقائد کا ایسا رنگ چڑھا ہوا ہے کہ اس کا ماخذ خواہ کوئی بھی ہو یہ عہد عتیق کے الہام کا جزو لاینفک ہے۔

۴- داناؤں کے مزید اقوال (۲۴: ۲۳-۳۴)

یہ مختصر مجموعہ بھی موخر الذکر مجموعہ کی طرح ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے کسی اُصول کے تابع نہیں ہے۔ اس میں مختصر مثلیں (مثلاً آیت ۲۶) اور طویل اقوال ہیں (مثلاً آیات ۳۰-۳۴؛ ۶: ۶-۱۱)۔ اس میں مذہبی عنصر اتنا اُبھرا ہوا نہیں ہے لیکن معاشرتی ذمہ داریوں کا گہرا شعور ان میں جھلکتا ہے (مثلاً آیات ۲۸، ۲۹)۔ یہ دونوں مجموعے سلیمانی معلوم نہیں ہوتے لیکن یہ اسرائیلی دانشوروں کی میراث کا ایک حصہ ہیں جنہوں نے اقوالِ دانش کے انبار کی تخلیق یا تالیف اور تہذیب کا کام انجام دیا (دیکھئے واعظ ۱۲: ۹-۱۱)۔

۵- سلیمان کی مزید امثال (۲۵: ۱-۲۹: ۲۷)

یہ فصل بھی مواد کے اعتبار سے ۱۰: ۱-۲۲: ۱۶ سے مختلف نہیں ہے (مثلاً ۲۵: ۲۴؛ ۲۱: ۹؛ ۲۶: ۱۳؛ ۲۲: ۱۳؛ ۲۶: ۱۵؛ ۱۹: ۲۴ وغیرہ وغیرہ) تاہم اس فصل کی مثلوں کے طول میں کوئی خاص تناسب نہیں پایا جاتا۔ تناقض متوازیت جو پچھلی فصل کا روح رواں ہے یہاں اتنا عام نہیں ہے۔ تو بھی ابواب ۲۸، ۲۹ میں اس کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں۔ تقابلیت جو باب ۱۰ سے متواتر پائی جاتی ہے یہاں شاذ و نادر ہی ملتی ہے (مثلاً ۲۵: ۳، ۱۱-۱۴، ۱۸ تا ۲۰ وغیرہ وغیرہ)۔

۲۵: ۱ کا بیان ہی تالمود کی اس رائے کی بنیاد ہے کہ حزقیاہ بادشاہ اور اس کی جماعت کے لوگوں نے امثال کو لکھا۔ یہ واضح نہیں ہے کہ حزقیاہ کے آدمیوں نے اس کتاب کی تدوین میں کیا کردار ادا کیا۔ ۲۵: ۱ کا بیان ابواب ۲۵-۲۹ کے اقوال سے ایسی مطابقت رکھتا ہے کہ اس کی صحت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ۔ حزقیاہ کی اسرائیلی ادب سے لگاؤ کی تصدیق ۲- تواریخ ۲۹: ۲۵-۳۰ سے ہو جاتی ہے جس کے مطابق اس نے داؤد کے طرز عبادت کو دوبارہ رائج کیا جس میں داؤد اور آسف کے مزامیر کے ساتھ حمد و ستائش کی جاتی تھی ۔ اے بینٹزن کا خیال ہے کہ یہ امثال حزقیاہ کے ایام میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کئے جانے تک سینہ بہ سینہ محفوظ چلی آتی تھیں (عہد عتیق کا تعارف II صفحہ ۱۷۳)۔ ایس۔ آر۔ ڈرائیور نے

(عہدِ عتیق کے ادب کا تعارف صفحہ ۱۰۴) ایسی متعدد امثال کو یکجا کیا ہے جو بادشاہ سے سرکش مزاجی کی عکاسی کرتی ہیں (۲۸: ۲، ۱۲، ۱۵، ۲۸؛ ۲۹: ۲، ۴، ۱۶)۔ ممکن ہے کہ امثال کے اس انتخاب میں آٹھویں صدی ق۔م کے ہنگامہ خیز دَور کی جھلک ہو۔

۶۔ اجُور کی باتیں (۳۰: ۱-۳۳)

اجُور کے نام کے ساتھ اُس کے باپ یاقہ، اتی ایل اور اُکال کا ذکر ہے (۳۰: ۱)۔ تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون شخص ہیں۔ لفظ "پیغام" کو (۳۰: ۱) غالباً اسم ذات (مسّا) پڑھنا چاہیئے۔ پہلی چند آیات کے معنوں کو سمجھنا مشکل ہے۔ تاہم ان میں لاادریت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اِس لاادریت کا جواب (۵، ۶ آیات) ایک ایسے بیان سے دیا گیا ہے جس میں خدا کے کلام کو غیر مبدّل قرار دیا گیا ہے۔ ایک مختصر دعا کے بعد (آیات ۷-۹) باقیماندہ باب ایسی تفصیلی امثال کے سلسلوں پر مشتمل ہے جن میں چند لائقِ تحسین یا قابلِ مواخذہ خصلتوں کا بیان ہے۔ اِن میں سے بیشتر مثلوں میں ۴ کا عدد بڑا نمایاں ہے۔ کئی ایسی ہیں جن میں ۱۰، ۱۰ + ۱ کا طرز پایا جاتا ہے جو عہدِ عتیق سے مخصوص ہے (مثلاً عاموس ابواب ۱، ۲؛ میکاہ ۵: ۵) اور یوگرائی زبان میں عام ہے۔

۷۔ لموآیل کی باتیں (۳۱: ۱-۹)

لموآیل بادشاہ کا علم نہیں۔ بادشاہ کی ماں نے اپنی نصیحتوں میں کثرتِ شہوت اور میخواری کے خلاف تنبیہ کی ہے اور انصاف کے تقاضوں کو بلا امتیاز غریب و امیر سمجھنے کی ترغیب دی ہے۔ اس فصل میں ارامی اثر توجہ طلب امر ہے (مثلاً "بار" بمعنی بیٹا "ملاکین" بمعنی بادشاہ)۔

۸۔ "نیکوکار بیوی" کے اوصاف (۳۱: ۱۰-۳۱)

اس عمدہ نظم کا کوئی عنوان نہیں ہے لیکن یہ سابقہ فصل سے اتنی مختلف ہے کہ اِسے ایک الگ جزو قرار دیا جانا چاہیئے۔ اس کا مخصوص طرز اِس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اِسے مابعد کے زمانہ کے کلام کے ساتھ جگہ دی جائے۔ یہ کتاب جو خدا سے ہدایت یافتہ زندگی کے عملی پہلوؤں پر بحث کرتی ہے اُس کے خاتمہ پر ایک محنتی، دیندار اور نیکوکار عورت کا ذکر بڑا ہی موزوں بیٹھتا ہے۔

ب۔ سنِ تدوین وتصنیف

ظاہر ہے کہ امثال کی کتاب حزقیاہ کے زمانہ سے پہلے موجودہ مکمل صورت میں نہ تھی (۷۱۵-۶۸۶ ق۔م) تاہم مسلسل نظم (۳۱: ۱۰-۳۱) اور "پیغام" دینے والوں کے اقوال (۳۰: ۱-۳۳؛ ۳۱: ۱-۹) اسیری یا اسیری کے بعد کے زمانہ میں شامل کئے گئے ہونگے۔ پانچویں صدی ق۔م کو تدوین کے عمل کی تکمیل کا ایک معقول سن قرار دیا جا سکتا ہے۔ کئی صورتوں میں شخصی اقوال اسیری سے بھی بہت پہلے کے ہیں۔ ڈبلیو۔ ایف البرائیٹ کے مشاہدے کے مطابق امثال کی کتاب کے مواد کا سن ادبی بنیادوں پر احیکار کے ارامی اقوال سے پہلے کا ہونا چاہیئے (ساتویں صدی ق۔م)۔

ج۔ امثال کی کتاب اور عہدِ جدید

امثال کی کتاب نے عہدِ جدید کو متعدد اقتباسات (مثلاً امثال ۳: ۷ — رومیوں ۱۲: ۱۶؛ ۳: ۱۱، ۱۲ — عبرانیوں ۱۲: ۵، ۶؛ ۳: ۳۴ — یعقوب ۴: ۶ و ۱۔پطرس ۵: ۵؛ ۴: ۲۶ — عبرانیوں ۱۲: ۱۳؛ ۱۰: ۱۲ — یعقوب ۵: ۲۰ و ۱۔پطرس ۴: ۸؛ امثال ۲۵: ۲۱، ۲۲ — رومیوں ۱۲: ۲۰؛ ۲۶: ۱۱ — ۲۔پطرس ۲: ۲۲) اور اشاروں کنایوں مثلاً ۲: ۴؛ کلسیوں ۲: ۳؛ ۳: ۱-۴ — لوقا ۲: ۵۲؛ ۱۲: ۷؛ متی ۷: ۲۴-۲۷) سے متاثر کیا ہے۔ جس طرح مسیح نے شریعت اور انبیاء کی تکمیل کی (متی ۵: ۱۷) بعینہٖ اُس کی ذات میں الٰہی حکمت کا کامل مکاشفہ حکمت کے نوشتوں کی تکمیل ہے (متی ۱۲: ۴۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۱: ۲۴، ۳۰؛ کلسیوں ۲: ۳)۔ اگر ہم امثال کی کتاب کو محبت کی شریعت قرار دے دیں تو یہ اُس ہستی کی نقیب ہے جس میں حقیقی محبت مجسّم ہوئی۔

امراضِ بائبل:-

وہ بیماریاں جن کا ذکر کتابِ مقدس میں براہِ راست یا ضمناً ہوا ہے۔

فلسطین دیگر ممالک کی نسبت زیادہ صحت مند خطۂ زمین تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس میں بندرگاہیں کم تھیں لہٰذا وباؤں کا دوسرے ممالک سے آنا مشکل تھا۔ اچھی خوراک، تازہ پھلوں اور سبزیوں کی کثرت بھی اس میں بہت مدد کرتی تھی۔ اس کے مقابلے میں مصر بیماریوں کا گھر تھا (استثنا ۷: ۱۵؛ ۲۸: ۶۰؛ عاموس ۴: ۱۰)۔ بنی اسرائیل کی اچھی صحت کی ایک اور وجہ اُن کی صفائی اور حفظانِ صحت کے اصول تھے جن کو خدا نے موسیٰ نبی کی معرفت توریت میں دیا تھا (دیکھئے حفظانِ صحت کے قوانین بنی اسرائیل کے)۔ ان قوانین وضوابط کی مدد سے متعدی امراض پر بہت حد تک قابو پا لیا گیا تھا۔

بائبل کے عبرانی متن میں علماء اور اطباء کی اصطلاحات استعمال نہیں کی گئیں۔ امراض کو اکثر عام آدمی کے مشاہدے میں آنے والی علامت سے بیان کیا گیا ہے۔ اِس میں دلچسپ اور قابلِ تعریف

بات یہ ہے کہ اہم علامات کو نہایت صحت کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے۔

جدید علمِ علاج و معالجہ نے پچھلی صدی میں بہت ترقی کی۔ ڈاکٹروں نے مختلف امراض کا بہت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے۔ تحقیق و تفتیش نے حیران کن نتائج برآمد کئے ہیں۔ ڈاکٹر بائبل میں دی ہوئی علامات پر غور و خوض کر کے اکثر بیماریوں کی تشخیص کر سکتے اور ان کے موجودہ مروّجہ نام بتا سکتے ہیں۔ ہم نے ذیل میں اکثر امراض کے آج کل کے نام درج کئے ہیں۔ تاہم ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ عبرانی کے بعض لفظ ایسے ہیں جن کے صحیح معنی وثوق سے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مترجمین کو کافی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کچھ بیماریوں کو "ضارع" یا "ضارعت" کہا گیا ہے۔ اس لفظ کا مطلب بلا، آفت، سزا وغیرہ ہے۔ یہ وہ بیماریاں ہیں جو انسان پر نازل ہو کر پھیلتی ہیں۔ اگرچہ بائبل میں چھوت کی بیماریوں یا متعدی امراض کا تصوّر نہیں لیکن جو ہدایات مریض کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ کرنے کے لئے دی گئی ہیں اِس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ یہ احتیاط اسی وجہ سے کی گئی تھی۔ اردو میں اس بیماری کو کوڑھ کی بلا/برص کی بلا کہا گیا ہے (احبار ۱۳: ۲) لیکن خیال رہے کہ یہ صرف وہ بیماری نہیں جس کو آج کل کے اطباء اور حکماء کوڑھ، برص، جذام کا نام دیتے ہیں بلکہ یہ مختلف جلدی اور دوسری امراض کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں کوڑھ بھی شامل ہے۔

۱۔ جلد کے متعدی امراض

چھوت کی وہ بیماریاں جن کی علامت جلد میں ہو۔ حفظانِ صحت کے اُصول جو احبار کی کتاب میں درج ہیں موجودہ زمانے کے طریقوں کے عین مطابق ہیں۔ ان پر اب بھی متعدی امراض پر قابو پانے کے لئے عمل کیا جاتا ہے۔ خصوصاً بہتے پانی کی کثرت سے دستیابی اور صفائی اور طہارت کے لئے استعمال اور مریض کو اوروں سے علیحدہ کرنے کا دستور (قرنطینہ)۔

احبار کی کتاب میں دو قسم کی جلدی بیماریوں کی شناخت کی گئی ہے۔ (ا) وہ جسے کوڑھ برص کا نام دیا گیا ہے (عبرانی ہ صارعت) اور جس کے لئے مریض کو اوروں سے علیحدہ کیا جاتا ہے اور (ب) وہ جس میں مریض کو اوروں سے الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ چھوت یا لگنے والی بیماری یا متعدی مرض کا تصوّر پایا نہیں جاتا لیکن یہ مقصد مریض کو علیحدہ کرنے سے پورا ہو جاتا ہے۔ ان امراض کی تشخیص اور دستور العمل بڑی وضاحت سے احبار کے تیرہویں باب میں درج ہے۔ کاہن بغور مشاہدہ کرتا ہے اور اگر ضرورت محسوس کرے تو کچھ عرصہ کے بعد مریض کو پھر دیکھتا ہے اور بیماری کی علامتوں کے بڑھنے سے فیصلہ کرتا ہے کہ کیا یہ مرض کوڑھ ہے یا کوئی اور کم خطرناک بیماری۔

اطباء اور حکماء کا خیال ہے کہ جس مرض کو بائبل میں کوڑھ برص کا نام دیا گیا ہے اُس میں کوڑھ کے علاوہ آتشک، چیچک، پھوڑے اور دیگر متعدی فطری امراض fungus infections، خارش، کھرنڈ دار زخم، داد، چھلکے دار آبلے اور جلدی سرطان بھی شامل ہیں۔ اس کے سوا کپڑے اور مکان کے کوڑھ کا بھی ذکر ہے (احبار ۱۳: ۴۷؛ ۱۴: ۳۵)۔ یہ غالباً فُطر fungus یا پھپھوندی mould کی قسم تھی جو کپڑے یا مکان میں پیدا ہو جاتی تھی۔ تجویز کردہ احتیاط بڑی معنی خیز ہے کیونکہ جس شخص کو بیش حساسیات allergy کا عارضہ ہو اس کو اس کی وجہ سے دمہ کا حملہ ہو سکتا ہے یا پتی یعنی بچھوا چھتے جلد پر نمودار ہو سکتے ہیں۔

۱۔ کوڑھ۔ برص:۔ جذام۔ اس مرض کا ذکر بڑی تفصیل سے احبار ب ۱۳ میں کیا گیا ہے۔ کوڑھ خود بخود نمودار ہو جاتا ہے (آیات ۲-۱۷) یا پھوڑے کی جگہ سے پھوٹ پڑتا ہے (آیات ۱۸-۲۳) یا آگ سے چمڑا جلنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ کوڑھ کی جگہ پر قوّتِ حس مر گئی ہوتی ہے اس لئے جلنے کے بعد کوڑھ کی تشخیص کی جا سکتی ہے (آیات ۲۴-۲۸)۔ اگر بال کی جگہ کوڑھ ہو تو بال باریک اور زرد ہو جاتے ہیں اور یہ کوڑھ کی علامت ہے (آیات ۲۹-۳۷؛ ۴۰-۴۴)۔

کاہن کو کوڑھ کی تشخیص کرنے کے لئے ذیل کی علامتوں پر غور کرنا ہوتا تھا۔

(۱)۔ جلد میں اُبھری ہوئی جگہ جس کا زخم جلد سے گہرا معلوم اور محض سطحی نہ ہو اور جس جگہ رونگٹے سفید ہو گئے ہوں اور کچھ عرصہ کے بعد پھیلتا معلوم ہو۔

(۲)۔ پھوڑا جس کا زخم کچا ہو اور گوشت پیلا اور بال سفید ہو گئے ہوں۔

(۳)۔ جب یہ بلا سر اور ٹھوڑی میں نمودار ہوتی ہے تو سیاہ بال پیلے اور باریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ دَدّوڑا کچھ عرصے کے بعد غائب ہو جائے یا نہ پھیلے اور وہ محض سطحی ہو تو وہ کوڑھ نہیں۔ اگر بال صرف گریں تو بھی یہ کوڑھ نہیں۔ اگر کوئی پھوڑا ہو یا جلد آگ سے جل گئی ہو اور ٹھیک ہونے پر زخم کا نشان چھوڑے تو یہ کوڑھ نہیں۔ اگر کسی شخص کے جسم کی جلد سر سے پیر تک سفید ہو جائے تو یہ کوڑھ نہیں بلکہ پھلبہری leucoderma یا چنبل ہے۔

۲۔ آتشک:۔ اس نام کے مرض کا بائبل کے اردو ترجمہ میں کوئی ذکر نہیں لیکن علماء کا خیال ہے کہ "مصر کے پھوڑوں" (استثنا ۲۸: ۲۷) سے یہی بیماری مراد ہے۔ یہ مہلک مرض وقتاً فوقتاً ہر زمانہ میں وبا کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ حرام کاری کا مرض ہے۔ یہ

شہوانی مرض ناجائز مخلوط مباشرت سے پھیلتا ہے ۔ مثلاً گنتی ۲۵ : ۹ میں جس وبا کا ذکر ہے وہ بنی اسرائیل کا موآبی عورتوں سے اُن کی بُت پرستی کی رسوم میں شریک ہونے کی وجہ سے ہوُا ۔ کیونکہ مندر کی پوجا میں دیوتا کو خوش کرنے کے لئے مرد مندر کی عورتوں (دیکھئے کسبی) سے حرام کاری کرتے تھے ، نتیجتاً یہ وَبا نازل ہوئی تھی ۔ اس کا تعلق سوزاک سے بھی ہے جس کی طرف احبار ۲۲ : ۴ میں جریان کے سلسلے میں اشارہ ہے ۔ اِس مرض میں پہلے اعضائے تناسل پر پھوڑا نکلتا ہے پھر یہ زہر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے ۔ آخر کار یہ دل جگر اور دماغ پر اثر کرتا ہے ۔ غالباً آتشک کے اِس آخری مرحلہ پر پہنچنے کا ذکر امثال ۷ : ۷ ۔ ۲۳ میں ایک نوجوان کا ایک کسبی سے عشق بازی کرنے کے نتیجے میں کیا گیا ہے " حتیٰ کہ تیر اُس کے جگر کے پار ہو جائیگا "

یہ بیماری بچپن سے ہی والدین کے گناہوں کی وجہ سے موجود ہو سکتی ہے اور اس کی وجہ سے آدمی نکچپٹا ہو جاتا ہے (احبار ۲۱ : ۱۸) کیونکہ اس بیماری سے ناک کی کُرکُری ہڈی تباہ ہو جاتی اور ناک بیٹھ جاتا ہے ۔

۳ ۔ چیچک :- یہ ایک متعدی مرض ہے جس میں سارے جسم پر سرخ رنگ کے دانے اُبھر آتے ہیں جو بعد میں آبلوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ۔ غالباً حضرت ایوبؑ کو یہی مرض ہوُا (ایوب ۲ : ۷) کیونکہ صرف چیچک میں سر سے تلوے تک پھوڑے نکلتے اور شکل بھی بگڑ جاتی ہے ۔ پھوڑوں میں سخت کھجلی ہوتی ہے (۲ : ۸) لیکن بعض اطباء کا خیال ہے کہ یہ چیچک نہیں تھی بلکہ ایک قسم کی سوزش جلد ۔

علماء کا خیال ہے کہ مصر کی چھٹی آفت بھی چیچک ہی تھی ۔ مصر سے ایک حنوط کردہ (دیکھئے حنوط کاری) لاش ملی ہے جس پر چیچک کے پھوڑوں کے نشان ہیں ۔ خروج ۹ : ۱۰ میں لکھا ہے کہ " وہ آدمیوں اور جانوروں کے جسم پر پھوڑے اور پھپھولے بن گئے " موجودہ ڈاکٹر چیچک کا ٹیکہ گائے ، بیلوں میں یہ بیماری پیدا کر کے بناتے ہیں ۔ انگریزی لفظ vaccine گائے سے منسوب ہے ۔ یاد رہے کہ پانچویں آفت کے وقت چوپاؤں میں مری کی وَبا پھیلی تھی (خروج ۹ : ۳ ۔ ۷) ۔ ہو سکتا ہے کہ چھٹی آفت یعنی چیچک اسی کا نتیجہ ہو ۔

۴ ۔ حزقیاہ کا پھوڑا :- اس کے لئے عبرانی کا وہی لفظ شخین ہے جو اوپر ۳ میں حضرت ایوبؑ اور مصر کی چھٹی آفت میں استعمال ہوُا ہے ۔ چونکہ حزقیاہ بادشاہ کا ایک ہی پھوڑا تھا اس لئے یہ چیچک نہیں ہو سکتی ۔ غالباً یہ شبرہ یا راج پھوڑا carbuncle تھا اور اس کے علاج کے لئے انجیر کی ٹکیوں کا ضماد کیا گیا (۲ ۔ سلاطین ۲۰ : ۷ ، یسعیاہ ۳۸ : ۲۱) ۔

۵ ۔ کھُجلی ۔ خارش :- ایک بیماری جس کا ذکر استثنا ۲۸ : ۲۷ میں ہے ۔ مکڑی کی قسم کے ایک باریک کیڑے کی وجہ سے جلد میں سخت خارش ہوتی ہے ۔ متقدمین کے پاس اِس کا کوئی علاج نہ تھا لیکن آج کل اِس پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے ۔

ب ۔ جلد کی غیر متعدی بیماریاں

اگرچہ ان بیماریوں کا ذکر ضارعت کے تحت آتا ہے تاہم ان میں مریض کو الگ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

۶ ۔ پپڑی ۔ قُوبا :- جلد کی بیماری جس میں چمڑے پر کھرنڈ بن جاتا ہے ۔ لفظ قُوبا کے عربی میں معنی داد ہیں ۔ اس کا ذکر احبار ۱۳ : ۶ میں ہے ۔ اگر یہ پھیل جائے تو کوڑھ ہے ۔

۷ ۔ سعفہ ۔ قَرَع :- گنجے پن کی بیماری ۔ اس کا ذکر احبار ۱۳ : ۲۹ ۔ ۳۷ میں ہے جہاں کوڑھ اور اس کی پہچان کے متعلق کافی معلومات مہیا کی گئی ہیں ۔

۸ ۔ چھیپ ۔ بہق :- بدن کا سفید داغ ۔ پھلبہری یا چنبل ۔ اس میں اور کوڑھ میں امتیاز کرنے کی ہدایت احبار ۱۳ : ۳۸ ، ۳۹ میں درج ہے ۔ نیز دیکھئے ۱ ۔

۹ ۔ چندلا پن :- دیکھئے گنجا پن ۔

۱۰ ۔ رسَولی ۔ پھُڑیا :- عبرانی لفظ یبل کا ترجمہ ۔ بہنا پھوڑا (قب عربی وبل = بہت بہنا ۔ بہت بارش ہونا) ۔ اگر بچھڑے یا بڑے میں یہ نقص ہو تو اُسے قربانی کے لئے پیش کرنے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۲۲ : ۲۲) ۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے بال توڑ مراد ہے ۔

۱۱ ۔ ورم :- سوجن ۔ یہ بذاتِ خود تو کوئی مرض نہیں لیکن کسی مرض کی علامت ضرور ہے ۔ اس کے معائنہ سے اطباء فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ کونسی بیماری ہے (احبار ۱۳ : ۱۰ ، ۱۹ ؛ ۱۴ : ۵۶) ۔

۱۲ ۔ بواسیر :- بواسیر عربی لفظ ہے اور باسور کی جمع ۔ بمعنی زائد گوشت ۔ اس بیماری میں مقعد پر مسّے ہو جاتے ہیں ۔ اس کے لئے عبرانی لفظ عوفلیم ہے جو ★ عوفل کی جمع ہے (عوفل = ٹیلا ۔ یہاں مُراد مسّا ہے) ۔ عبرانی بائبل کے حاشیہ کی ★ قری میں لفظ طخوریم (گلٹیاں یا پھوڑے) ہے ۔ پرانے زمانے میں یہ ایک لاعلاج بیماری تھی ۔ اس کا ذکر اُن لوگوں کے سلسلے میں کیا گیا ہے جو خدا کے احکام پر عمل نہیں کرتے (استثنا ۲۸ : ۲۷) ۔

یہی مرض اشدود کے باشندوں پر بھی نازل ہُوا جب انہوں نے خداوند کے عہد کے صندوق کو چھین لیا تھا (۱۔ سموئیل ۵: ۶)۔ اِن دونوں حوالوں میں عبرانی کا ایک ہی لفظ استعمال ہُوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں دونوں جگہ اسے بواسیر کہا گیا لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۱۔ سموئیل ۵: ۶ میں اسے گلٹیوں پکارا گیا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ پہلی بیماری (استثنا ۲۸: ۲۷۔ بواسیر) غالباً چھوت کی بیماری نہیں تھی۔ لیکن اشدودیوں پر جو وبا آئی وہ پھیلی جس سے ایسا لگتا ہے کہ وہ متعدی تھی۔ ہمارے موجودہ انگریزی معالجے کے علم کے مطابق جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ گلٹی دار طاعون کی طرف پُرزور اشارہ کرتی ہیں۔ چوہوں کا ذکر تو یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ کوئی اور مرض نہیں بلکہ طاعون ہی ہو سکتا ہے۔

ج۔ وہ امراض جن کی علامات داخلی ھیں

۱۳۔ طاعون:۔ اب تک اس متعدی مرض کی دو اقسام دریافت ہوئی ہیں۔

(ا) گلٹی دار طاعون یا طاعون غدودی (ب) نمونیائی طاعون۔

(ا) جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، یہ وبا اشدودیوں پر نازل ہوئی (۱۔ سموئیل ۵)۔ یہ بیماری چوہوں کے پسوؤں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ مریض کی جانگھ اور بغل کے غدودوں میں گلٹیاں بن جاتی ہیں۔ اشدودیوں نے بھی یہ محسوس کیا کہ اس بیماری کا تعلق چوہوں سے ہے۔ علم الحیوانات کے مطابق چوہوں کی مختلف اقسام ہیں۔ طاعون بڑے تباہ کن چوہوں کی بدولت پھیلتی ہے۔ عبرانی میں اردو کی طرح دونوں کے لئے ایک ہی لفظ ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں جہاں "چُہیاں" استعمال کیا گیا ہے (۱۔ سموئیل ۶: ۵) وہاں کیتھولک ترجمہ کا "چوہوں" زیادہ موزوں ہے۔

(ب) نمونیائی طاعون، مریض کے تھوک سے پھیلتی ہے۔ خداوند کے فرشتے نے غالباً اسی وبا سے شاہ اسور سنحیرب کی فوج کے تقریباً دو لاکھ آدمی مار دیئے (۲۔ سلاطین ۱۹: ۳۵)۔

۱۴۔ تپ دق۔ سِل:۔ تپ کہنہ۔ چھپے روگ۔ ایک بیماری جس سے اکثر پھیپھڑوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور منہ سے خون بھی خارج ہوتا ہے۔ عبرانی میں اسے **شخیفت** کہا گیا ہے یعنی وہ بیماری جو کمزور اور لاغر کر دیتی ہے (استثنا ۲۸: ۲۲)۔ یہ بیماری اکثر خوراک میں حیاتین کی کمی وغیرہ سے ہڈیوں اور جوڑوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی میں اس مرض کے ہونے سے آدمی کبڑا ہو سکتا ہے (احبار ۲۱: ۲۰)۔

۱۵۔ تپ محرقہ۔ میعادی بخار:۔ اس مرض میں بخار شدت اختیار کرتا ہے۔ یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ بائبل میں اس کا ذکر کہاں ہے۔ غالباً استثنا ۲۸: ۲۲ کی "شدید حرارت" اسی کی علامت ہے۔

۱۶۔ موسمی بخار۔ ملیریا:۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پطرس کی ساس کی "بڑی تپ" (لوقا ۴: ۳۸) ملیریا ہی تھا۔ اور غالباً احبار ۲۶: ۱۶ کا بخار جس سے آنکھیں چوپٹ ہو جاتی ہیں موسمی بخار ہی ہے۔

۱۷۔ پیچش۔ اسہال:۔ پیٹ کی بیماری جس میں درد سے دست آتے ہیں۔ پبلیس کے باپ کو یہ مرض تھا جو پولس رسول کی دعا سے شفایاب ہُوا (اعمال ۲۸: ۸)۔

۱۸۔ صفاریت:۔ پیٹ کے کیڑوں کی بیماری۔ زمانۂ حال کے ڈاکٹروں نے پیٹ کے کیڑوں کے متعلق کافی تحقیق و تفتیش کی ہے۔ لوقا طبیب ہیرودیس کی موت کی وجہ کیڑے پڑنا کہتا ہے۔ آنتوں کے گول کرم اُس کی موت کی وجہ ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر شارٹ اپنی مشہور کتاب میں یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خاص چھوٹے کیڑے آنتوں میں سُدہ بناتے ہیں جس سے انتڑیوں میں اٹک پیدا ہو جاتی ہے اور پھر پیٹ میں سخت درد ہونے لگتا ہے۔ بالآخر مریض مر جاتا ہے۔ مریض کی موت کے بعد یہ کیڑے جسم سے باہر نکل آتے ہیں۔ ہاں اگر مریض کو مرنے سے پہلے قے آجائے تو قے کے ساتھ کیڑے بھی نکلتے ہیں۔ لوقا طبیب کے بیان (اعمال ۱۲: ۲۳) میں اسی لئے کیڑے پڑ کر مرنے کا ذکر ہے۔

د۔ امراضِ چشم

۱۹۔ وبائی اندھاپن:۔ اس کا ذکر ۲۔ سلاطین ۶: ۱۸ میں ہے۔ الیشع نبی نے دعا کی اور شاہ ارام کا بڑا لشکر اندھا ہو گیا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ یہ وبا حبشی سوزاک کی وجہ سے پھیل سکتی ہے۔ یہ ایک بہت ظالم اور متعدی مرض ہے۔

۲۰۔ ککرے۔ ترا قوما۔ آشوب چشم

امراضِ چشم کے معالجے کے ماہرین کا خیال ہے کہ پولس رسول کا "جسم میں کانٹا" (۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۷) ترا قوما کا مرض ہی تھا، گو بعض اور کہتے ہیں ممکن ہے یہ ملیریا یا مرگی یا کوئی اور بیماری تھی۔ ترا قوما کے مرض میں آنکھ کے ڈھیلے کے سامنے کی جھلّی متورّم ہو جاتی ہے اور بینائی میں کمی آجاتی ہے۔ یہ نہایت تکلیف دہ مرض ہے۔ آنکھ میں خارش ہوتی ہے اور گاڑھی رطوبت نکلتی اور آنکھ کے پلکوں کے اردگرد جمع ہو جاتی ہے اور سُوکھ کر انہیں جوڑ دیتی ہے۔ ہم پڑھتے ہیں کہ پولس رسول دمشق کی راہ میں اندھا ہو گیا اور حننیاہ کے اُس پر ہاتھ رکھنے سے اُس کی بینائی واپس آئی اور اُس کی آنکھ سے

"چھلکے سے" گرے (اعمال ۹: ۱۸) پولس اپنے خط کسی دوسرے سے لکھواتا تھا۔ مثلاً رومیوں کے خط کا کاتب ترتیس تھا (۱۶: ۲۲) اور آداب وغیرہ پولس خود لکھتا تھا پر آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے موٹے حرفوں میں (گلتیوں ۶: ۱۱ قب کلسیوں ۴: ۱۸)۔ گلتیوں کو پولس نے یہ بھی لکھا تھا "میں نے پہلی دفعہ جسم کی کمزوری کے سبب سے ("جسم کی کمزوری کی حالت میں" کیتھولک ترجمہ غلاطیوں ۴: ۱۳) تم کو خوشخبری سنائی تھی اور تم نے میری اُس جسمانی حالت کو جو تمہاری آزمائش کا باعث تھی نہ حقیر جانا نہ اُس سے نفرت کی .... اگر ہو سکتا تو تم اپنی آنکھیں بھی نکال کر مجھے دے دیتے" (گلتیوں ۴: ۱۳، ۱۴ اور ۱۵)۔ عام طور پر پڑھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ "آنکھیں بھی نکال کر" دینا محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے لیکن یہ عین ممکن ہے کہ گلتیوں نے یہ لغوی معنوں میں استعمال کیا ہو۔ ایک مرتبہ پولس سردار کاہن کو پہچان نہ سکا تھا جس کی اُس نے معافی بھی مانگی تھی (اعمال ۲۳: ۲-۵)۔ وہ غالباً سردار کاہن سے واقف تھا لیکن نظر کی کمزوری کی وجہ سے اُسے پہچان نہ سکا۔ تراخوما کا درد لعینہٖ ایسا ہوتا ہے جیسے جسم میں کانٹا۔

۸۔ اعصابی، نفسیاتی اور دماغی امراض

اگرچہ جذباتی اور دماغی امراض کے لئے اصطلاحات اور ان امراض کی وجوہات مختلف زمانوں میں مختلف بتائی گئی ہیں تاہم کتابِ مقدس اِس بات کا صاف ذکر کرتی ہے کہ جذباتی حالت اور جسم کی صحت کا آپس کا گہرا تعلق ہے۔ مثلاً امثال ۱۷: ۲۲ میں لکھا ہے "شادمان دل شفا بخشتا ہے لیکن افسردہ دلی ہڈیوں کو خشک کر دیتی ہے۔"

۲۱۔ انسان اعصابی تناؤ یا ہیجان سے اکثر ضعفِ اعصاب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایلیاہ اور یوناہ نبی دونوں کی کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ واقعات نے اُنہیں اِن اعصابی علامات سے دوچار کر دیا تھا (دیکھئے ۱-سلاطین ۱۹ باب اور یوناہ نبی کا صحیفہ)۔

۲۲۔ دیوانہ پن۔ جنون: جس یونانی لفظ seleniazomai کا ترجمہ مرگی والے (مصروع) کیا گیا ہے اس کے اشتقاقی معنی ماہتاب زدہ ہیں۔ پرانے زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ مرگی اور پاگل پن کا تعلق چاند کے بڑھنے اور گھٹنے سے تھا۔ لوگ یہ بھی سمجھتے تھے کہ پاگل پن اور جنون وغیرہ کا سبب مریض کا کسی جن بھوت کے قابو میں ہونا تھا۔ بعض یہودی خداوند مسیح کے متعلق کہتے تھے کہ "اُس میں بدروح ہے اور وہ دیوانہ ہے" (یوحنّا ۱۰: ۲۰)۔ اسی طرح جس انبیازادے نے یاہو کو الیشع نبی کے حکم سے مسح کیا اُسے لوگوں نے دیوانہ کہا (۲-سلاطین ۹: ۱۱)۔ یرمیاہ نبی کو بھی مجنون کہا گیا (یرمیاہ ۲۹: ۲۶)۔ پولس رسول کو بھی یہ لقب دیا گیا (اعمال ۲۶: ۲۴، ۲۵)۔

داؤد بادشاہ جب جات کے بادشاہ اکیس سے ڈرا تو اُس نے اِس بات کا فائدہ اُٹھایا کہ لوگ دیوانہ آدمی کو چھیڑتے نہیں بلکہ اُسے حقارت سے دیکھتے ہوئے اُس سے کنارہ کشی کرتے ہیں اس لئے اُس نے پاگل پن کا ڈھونگ رچایا (۱-سموئیل ۲۱: ۱۳-۱۵) تاکہ وہ اکیس سے بچ جائے۔

۲۳۔ ساؤل بادشاہ کا رویّہ یاد ہوگا جب اُس پر پاگل پن طاری ہوتا تھا تو وہ داؤد پر نیزے سے حملہ کرتا تھا (۱-سموئیل ۱۸: ۱۱؛ ۱۹: ۱۰)۔ زمانۂ حال کے ماہرین مُعالجینِ دماغ اس مرض کو دوری اختلالِ دماغی manic depressive insanity کا نام دیتے ہیں۔ ایسے مریض کو جب افسردگی کا دورہ پڑے (بائبل میں اُسے بُری روح چڑھنا کہا گیا ہے) تو موسیقی سے اِفاقہ ہوتا ہے۔ اسی لئے داؤد نبی کو چُنا گیا تھا کہ ساؤل بادشاہ کے سامنے بربط بجائے "تاکہ وہ بحال ہو جائے" (۱-سموئیل ۱۶: ۱۶)۔ اِس مرض کا مریض اکثر اپنی جان اپنے ہاتھوں لیتا ہے۔ ساؤل نے بھی خودکشی کی (۱-سموئیل ۳۱: ۴)۔

۲۴۔ خبطِ عظمت paranoia

اِس دماغی مرض کے مریض کو یہ غلط فہمی اور وہم ہوتا ہے کہ وہ ایک بہت عظیم ہستی ہے۔ وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتا اور اپنی عظمت جتانے کے لئے عجیب عجیب کام کرتا ہے۔ لیکن اُسے دِلی اطمینان نہیں ہوتا بلکہ خواب اُس کی نیند حرام کر دیتے ہیں اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے حتّیٰ کہ وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ شاہِ بابل نبوکدنضر اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔ یروشلیم کے محاصرے اور فتح نے نبوکدنضر کے دماغ میں غرور کا بیج بو دیا۔ اُس نے اپنی سلطنت کے دوسرے سال ایسے خواب دیکھے جن سے اُس کا دِل گھبرا گیا (دانی ایل ۲: ۱)۔ ★ دانی ایل نبی نے اس کے خواب کی تعبیر کی اور بتایا "اے بادشاہ تُو شہنشاہ ہے جس کو آسمان کے خدا نے بادشاہی و توانائی اور قدرت و شوکت بخشی ہے .... (نبوکدنضر کے خواب میں) وہ سونے کا سر تُو ہی ہے" (۲: ۳۷، ۳۸)۔ کچھ عرصہ تو نبوکدنضر نے دانی ایل کے خدا کو معبودوں کا معبود اور سچّا خدا مانا (۲: ۴۶، ۴۷) لیکن وقت گذرنے پر اُس نے سونے کی ایک مورت بنوائی تاکہ سب لوگ اُسے سجدہ کریں (۳: ۱)۔ اکثر مفسّروں کا خیال ہے کہ یہ بڑی مورت نبوکدنضر کی اپنی مورت تھی۔ پھر بادشاہ کو خواب دیکھ کر پریشانی ہوتی ہے۔ اِس مرتبہ پھر دانی ایل نبی اُس کے خواب کی تعبیر کرتا ہے اور اُسے توبہ کرنے اور اپنے متکبرانہ رویّہ کو تبدیل کرنے کو کہتا ہے (۴: ۲۷)۔ ایک سال کے عرصے تک غالباً بادشاہ اپنے غرور پر ضبط کرتا ہے لیکن پھر شیخی اور گھمنڈ سے بھر جاتا اور بابلِ اعظم کی تعمیر کو اپنی توانائی اور قدرت کا ثبوت گردانتا ہے (۴: ۳۰)۔ اس کے بعد آسمان سے آواز آتی ہے

اور وہ پاگل ہوجاتا، بیلوں کی طرح گھاس کھاتا اور اُس کے بال عقاب کی مانند اور ناخن پرندوں کے چنگل کی مانند بڑھ جاتے ہیں (۴: ۳۱-۳۴)۔

۹۔ متفرق امراض

۲۵۔ خُون کا جاری ہونا۔ ادرارِ خُون :۔

وہ عورت جس کا بارہ سال سے خون جاری تھا (لوقا ۸: ۴۳، ۴۴) غالباً کثرتِ حیض کی مریضہ تھی۔ اس بیماری کی وجہ رحم میں ریشہ دار رسولی ہوتی ہے۔ یہ عورت شریعت کے مطابق ناپاک تھی۔ اس لئے اس نے پیچھے سے آکر خداوند مسیح کی پوشاک کو چھُوا اور شفایاب ہوئی۔

۲۶۔ آکلہ۔ سرطان :۔

پولس رسول تیمتھیس کو نصیحت کرتا ہے کہ بیہودہ بکواس (خالی آوازوں) سے پرہیز کرے کیونکہ ایسے لوگوں کا کلام آکلہ کی طرح کھاتا جاتا ہے۔ جو یونانی لفظ یہاں استعمال ہوا ہے gangraina اُس سے مُراد ایک سڑا ہُوا زخم ہے۔ اس بیماری سے مقامی گوشت اور نسیں مُردہ ہوجاتی ہیں اور زخم جلد پھیلنا شروع ہوجاتا ہے۔ پولس رسول تیمتھیس کو آگاہ کرتا ہے کہ ایسی باتیں صحیح تعلیم کو بھی تباہ کردیتی ہیں (۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۷، ۱۸)۔

۲۷۔ جلندر۔ استسقا :۔

یونانی لفظ hydropikos کے معنی "پانی سے بھرا ہُوا" ہے۔ ہندی لفظ جلندر میں پانی کا اور عربی لفظ استسقا میں پیاس کا مفہوم پایا جاتا ہے)۔ یہ وہ بیماری ہے جسے آج کل edema کہتے ہیں جسم کے بعض حصّوں میں پانی وغیرہ جمع ہوجاتا اور وہ سُوج جاتے ہیں۔ خداوند مسیح نے ایسے مریض کو سبت کے دن شفا بخشی (لوقا ۱۴: ۲-۴)۔

۲۸۔ گونگا پن :۔ وہ مرض جس کے باعث انسان بول نہیں سکتا۔ اس کی وجہ بچپن کا بہرہ پن ہوسکتی ہے۔ چونکہ جو آواز سنی نہ گئی ہو اُسے دہرانا ناممکن ہے۔ یہ حالت ایک قسم کی مرگی سے بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ مغز کے اُس حصّے میں جس کا تعلق گویائی سے ہے خون کا لوتھڑا بن جانے سے ہوسکتا ہے۔ یہ لوتھڑا جب حل ہوجائے تو گویائی کی قوت واپس آجاتی ہے۔ غالباً زکریاہ کے ساتھ یہی ہوا (لوقا ۱: ۲۰-۲۲)۔ ابیجیل کے خاوند ★ نابال کو شاید سکتے کا دورہ پڑا تھا اور وہ دس دن تک بول نہ سکا اور پھر مرگیا (۱۔ سموئیل ۲۵: ۳۶-۳۸)۔

۲۹۔ آفتاب زدگی :۔ sunstroke

لُو لگ جانا۔ زبور ۱۲۱: ۶ میں وعدہ ہے "نہ آفتاب دن کو تجھے ضرر پہنچائے گا"
کتابِ مقدس میں اس بیماری کے متعلق کچھ ذکر ہے۔ شونیمی عورت کے بچے کی بیماری غالباً آفتاب زدگی ہی تھی۔ ہم پڑھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں فصل کاٹنے والوں کے پاس چلا گیا (۲۔ سلاطین ۴: ۱۸)، تھوڑی دیر کے بعد وہ چلایا ہائے میرا سرا! ہائے میرا سرا! (آیت ۱۹)۔ سردرد اور بخار اس مرض کی علامتیں ہیں۔ بخار بہت تیز ہوتا ہے۔ اگر اُسے گیلے کپڑے سے کم نہ کیا جائے تو کچھ گھنٹوں کے اندر اندر موت واقع ہوجاتی ہے۔

اپاکرفا میں بھی آفتاب زدگی کی ایک مثال ہے۔ یہودیت ۸: ۲-۳ میں یہودیت بیوہ کے شوہر منسّے کا ذکر ہے جو جَو کی فصل کاٹنے کے دنوں میں مرگیا۔ وہ کھیت میں پُولے باندھنے والوں کا نگران تھا تو گرمی اُس کے سر کو چڑھ گئی اور وہ مرگیا۔

۳۰۔ فالج :۔

فالج کے لئے متّی اور لُوقا کی انجیل میں paralytikos (یونانی لفظ) استعمال کیا گیا ہے (متّی ۴: ۲۴؛ ۸: ۶؛ ۹: ۲، ۶؛ مرقس ۲: ۳، ۴، ۵، ۹، ۱۰)۔ غالباً یہ وہ فالج تھا جو ٹانگوں سے شروع ہوتا تھا اور جلد ہی جسم کے دوسرے حصّے اپنی لپیٹ میں لے لیتا تھا۔ تین ہفتے کے اندر اندر مریض موت کا شکار ہوجاتا تھا۔ غالباً اوپر کے سب حوالوں میں ادھرنگ یا نچلے حصّے کا فالج مراد ہے جسے طبی الفاظ میں paraplegia کہتے ہیں۔ عبرانیوں ۱۲: ۱۲ میں شاید اسی قسم کے فالج کا مجازی استعمال ہے۔ یہاں یونانی لفظ paralyo ہے۔ قدیم مشہور یونانی اطباء مثلاً بقراط Hyppocrates اور جالینوس Galen یہ لفظ نہیں بلکہ ایک دوسری طبی اصطلاح یعنی paralelymenos استعمال کرتے ہیں۔ لوقا طبیب بھی یہی لفظ لکھتا ہے (لوقا ۵: ۱۸، ۲۴؛ اعمال ۸: ۷؛ ۹: ۳۳)۔ پُرانے عہدنامہ میں اس بیماری کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے قریب تر بیماری وہ ہے جو یربعام کو ہوئی جب اُس کا ہاتھ سُوکھ گیا (۱۔ سلاطین ۱۳: ۴) اور نبی نے اسے بحال کیا۔

اَمرافِل :۔ سنعار کا بادشاہ۔ جس نے تین اور بادشاہوں کے ساتھ مل کر فلسطین پر حملہ کیا اور لوط اور اس کے مال مویشی کو لے گیا۔ پھر ابرہام نے جوابی حملہ کرکے لوط اور اس کا مال واپس لے آیا (پیدائش ۱۴ باب)۔

اِمراہ۔ یِمرہ :۔ (عبرانی = وہ یعنی خدا روکتا ہے۔ آشر کے قبیلہ کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۷: ۳۶)۔
(امریاہ کا مخفف)۔

اِمری :۔ ۱۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۹: ۴)۔
۲۔ زکّور کا باپ جس نے یروشلیم کی فصیل بنانے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۲)۔

اَمریاہ :۔ ۱۔ ایک لاوی جو عزرا کا جدِّ امجد تھا (۱۔ تواریخ ۶: ۷، ۱۱، ۵۲؛ عزرا ۷: ۳)۔

۲- داؤد بادشاہ کے عہد میں ایک لاوی جو ہیکل میں خدمت کرتا تھا (۱- تواریخ ۲۳ : ۱۹ ؛ ۲۴ : ۲۳)۔

۳- یہوسفط بادشاہ کے دور میں کاہنوں کا سردار (۲- تواریخ ۱۹ : ۱۱)۔

۴- حزقیاہ کے زمانے میں ایک لاوی (۲- تواریخ ۳۱ : ۱۵)۔

۵- ایک مرد جس نے ایک غیر قوم عورت کے ساتھ بیاہ کر لیا تھا (عزرا ۱۰ : ۴۲)۔

۶- ایک شخص جس نے عہد پر اپنی مہر کی تھی (نحمیاہ ۱۰ : ۳)۔

۷- زربابل کے وقت ایک لاوی (نحمیاہ ۱۲ : ۲)۔

۸- حزقیاہ کا بیٹا اور صفنیاہ کا پوتا (صفنیاہ ۱ : ۱)۔ نیز دیکھئے نحمیاہ ۱۱ : ۴ اور ۱۲ : ۱۳۔

امشی - عماسائی :- نحمیاہ کے وقت کا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۱ : ۱۳)۔

امصیاہ - امص یاہ :- ۱- یہوداہ کا نواں بادشاہ۔ اس نے ۲۹ سال حکومت کی (۲- سلاطین باب ۱۴ ؛ ۲- تواریخ باب ۲۵)۔

۲- بیت ایل کا کاہن (عاموس ۷ : ۱۰-۱۷)۔

۳- شمعون کے قبیلے کا ایک شخص (۱- تواریخ ۴ : ۳۴، ۴۲)۔

۴- داؤد بادشاہ کے زمانہ کا ایک لاوی (۱- تواریخ ۶ : ۴۵، ۴۸)۔

امضی - امصی : امراری اور لاوی کی نسل میں سے ایتام کا جدِ امجد جسے داؤد بادشاہ نے ہیکل میں گانے والوں پر مقرر کیا تھا (۱- تواریخ ۶ : ۴۴-۴۶)۔

۲- دوسری ہیکل میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۱ : ۱۲)۔

امفپلس - امفیپکس :- مکدنیہ کے ایک شہر کا نام (اعمال ۱۷ : ۱)۔

املہ - یملہ :- (عبرانی = بھرپوری)۔ میکایاہ نبی کا باپ (۱- سلاطین ۲۲ : ۸، ۹ ؛ ۲- تواریخ ۱۸ : ۷، ۸)۔

امنع - یمنع :- (عبرانی = خدا محافظ ہے)۔ آشر کے قبیلے کے ایک خاندان کا سربراہ (۱- تواریخ ۷ : ۳۵)۔

امنون :- ۱- اخینوعم سے داؤد بادشاہ کا بیٹا۔ اس نے اپنی سوتیلی بہن تمر کو بیماری کے بہانے سے اپنی خدمت کے لئے بلا کر اس کے ساتھ دست درازی۔ اسی وجہ سے تمر کے بھائی ابی سلوم نے اسے قتل کیا (۲- سموئیل ۱۳ : ۱-۳۰)۔

۲- یہوداہ کے سیمون کا بیٹا (۱- تواریخ ۴ : ۲۰)۔

اموری :- (عبرانی = کوہستانی لوگ)۔ اگرچہ عبرانی میں یہ لفظ ہمیشہ صیغۂ واحد میں آتا ہے تاہم اسے اس قبیلہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو پیدائش ۱۰ : ۱۶ کے مطابق کنعان کی اولاد تھے۔ غالباً یہ لوگ مشرقی سامی تھے لیکن یہ اکادی نہیں تھے تاہم اُن کے قریبی قرابتی ضرور تھے۔

اسرائیلیوں سے پیشتر یہ لوگ بہت مشہور و معروف تھے کیونکہ کسی وقت ان کی سلطنت میں مسوپتامیہ اور سوریا کا بیشتر علاقہ شامل تھا۔ اُس وقت ان کا دارالحکومت ماران تھا۔ ماری کی تختیاں اُن کے حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہیں اور اب خیال کیا جاتا ہے کہ سنعار کا بادشاہ امرافل (پیدائش ۱۴ : ۱) ان ہی کا بادشاہ تھا۔ جب شمال کے لوگوں نے اُنہیں اِس علاقے سے نکال دیا تو وہ بابل میں بس گئے۔ اُن کا دورِ حکومت بابل کی تاریخ کا سب سے خوشحال زمانہ تھا۔ کئی صدیوں بعد جب حتیوں نے اُنہیں شکست دی تو وہ کنعان کے ایک بڑے حصے میں آکر بس گئے اور ممکن ہے کہ انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے مصر پر بھی حکومت کی ہو۔

ہمیں معلوم ہے کہ کنعان میں اپنے عروج کے زمانہ میں انہوں نے موآب کی طرف پیش قدمی کی اور اپنے بادشاہ سیحون کی راہنمائی میں اس ملک کے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر کے وہاں بس گئے (گنتی ۲۱ : ۱۳، ۲۶-۳۱)۔ یشوع ان کے ملک کو یردن کے مشرق میں بتاتا ہے (یشوع ۲۴ : ۸) لیکن موسیٰ یہ بیان کرتا ہے کہ وہ بحیرۂ مردار کے مغربی کنارے پر (پیدائش ۱۴ : ۷) ممرے کے میدان میں (پیدائش ۱۴ : ۱۳) اور کوہ حرمون کے اردگرد رہتے تھے (استثنا ۳ : ۸)۔ وہ سخت بدکار لوگ تھے کیونکہ خدا ابرہام کو بتاتا ہے کہ جب ان کے گناہ پورے ہو جائیں گے (پیدائش ۱۵ : ۱۶) تو اس کی اولاد آکر ان کی عدالت کرے گی۔ موسیٰ کی راہنمائی میں یہ عدالت یردن کے مشرق میں اموری بادشاہوں یعنی بسن کے بادشاہ عوج اور حسبون کے بادشاہ سیحون پر آئی۔ اُن کا علاقہ اُن سے چھینا گیا اور روبن کے قبیلہ کو دیا گیا۔ وہ اس پر ۵۰۰ سال تک قابض رہے۔ اس کے بعد موآب نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا اور کسانوں اور چرواہوں کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔ یشوع نے اُن کے پانچ بادشاہوں یعنی یروشلیم، حبرون، یرموت، لکیس اور عجلون کے بادشاہوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی (یشوع ۱۰ : ۱-۴۳)۔ یشوع نے یہ لڑائیاں خدا کی راہنمائی میں لڑیں (یشوع ۱۱ : ۱-۱۴) اور اسرائیل کے خلاف ان کے حملوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا (۱- سموئیل ۷ : ۱۴ اور ۱- سلاطین ۹ : ۲۰-۲۱)۔

امون - آمون :- ۱- شاہِ یہوداہ منسّی کا بیٹا اور جانشین۔ وہ نیک بادشاہ یوسیاہ کا باپ تھا۔

۲- سامریہ کا ناظم جس کی تحویل میں میکایاہ نبی کو اس وجہ سے رکھا گیا کہ اُس نے بادشاہ کی موت کی پیشگوئی کی تھی (۱- سلاطین ۲۲ : ۱۵-۲۸)۔

۳- سلیمان بادشاہ کا ایک ملازم (نحمیاہ ۷ : ۵۷-۵۹)۔

کبھی کبھی اُسے امّی بھی کہا گیا ہے (عزرا ۲: ۵۷)۔
۴- ایک مصری دیوتا (یرمیاہ ۴۷: ۲۵)۔

اُمّہ:- (عبرانی = ماں یا ابتدا)۔
ایک پہاڑی جو دشتِ جبعون کے راستہ میں جیاح کے مقابل ہے۔ یہاں یوآب اور ابی شے عساہیل کی موت کے بعد ابنیر کا پیچھا کرنے سے رُک گئے (۲-سموئیل ۲: ۲۴)۔

امی۔ آمی:- سلیمان بادشاہ کا ایک خادم (عزرا ۲: ۵۷)۔ اسے نحمیاہ ۷: ۵۹ میں اموّن کہا گیا ہے۔

اُمید:- آسرا، اعتماد، بھروسہ، توکل۔ اِن تمام الفاظ کا مفہوم پرانے عہد نامہ میں اُمید سے وابستہ ہے (زبور ۷۱: ۵؛ ۱۱۹: ۷۴؛ ۱۳۰: ۷)۔

ایمان اور محبت کی طرح یہ پاک روح کی ایک خاص بخشش ہے (۱-کرنتھیوں ۱۳: ۱۳) جو ایک مسیحی کی اہم امتیازی خصوصیت ہے۔

نئے عہد نامہ میں اِس کا مطلب صرف آرزو اور توقع ہی نہیں بلکہ اس میں بھروسہ، یقین اور خدا میں پناہ لینا بھی شامل ہے۔ اُس خدا میں جو اُمید کا چشمہ ہے (رومیوں ۱۵: ۱۳ میں یونانی میں "امید کا خدا" ہے۔ دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ)۔ مسیح ہماری امید گاہ ہے (۱-تیمتھیس ۱:۱)۔ مسیح کا ہم میں رہنا جلال کی اُمید ہے (کلسیوں ۱: ۲۷)۔ ہمیشہ کی زندگی کی امید اُس مبارک اُمید سے منسلک ہے جس کی بدولت ہم خداوند یسوع مسیح کے جلال کے ظاہر ہونے کے منتظر ہیں (ططس ۱: ۲؛ ۲: ۱۳)۔ یہ وہ امید ہے جو ہمیں پاکیزہ زندگی بسر کرنے پر اُبھارتی ہے (۱-یوحنّا ۳: ۳)۔ امید اور ایمان کا بھی آپس میں خاص تعلق ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱)۔ یہ خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کی حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر مسیح جی نہ اُٹھتے تو ہمارا ایمان بے سود ہوتا اور ہم دائمی زندگی سے بھی بے بہرہ رہتے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱۹)۔

اِمّیر:- ۱- سولھویں باری کے کاہنوں کے آبائی خاندان کا سربراہ (۱-تواریخ ۲۴: ۱۴؛ عزرا ۲: ۳۷؛ ۱۰: ۲۰؛ نحمیاہ ۳: ۲۹؛ ۷: ۴۰؛ ۱۱: ۱۳)۔
۲- یرمیاہ نبی کے وقت کا ایک کاہن (یرمیاہ ۲۰: ۱)۔
۳- ملکِ بابل کا ایک شہر (عزرا ۲: ۵۹)۔

اناجیلِ اربعہ:- متّی، مرقس، لوقا اور یوحنّا کی اناجیل میں خداوند یسوع کے حالاتِ زندگی تعلیمات اور کاموں کو بیان کیا گیا ہے۔

پہلی تین اناجیل "اناجیلِ متوافقہ" کہلاتی ہیں کیونکہ اِن میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

متّی کی انجیل خداوند یسوع کو "موعودہ مسیح" پیش کرتی ہے۔ مرقس کی انجیل اُن کے کاموں پر اور اُن کے بارے میں مقبولِ عام رد
عمل پر زور دیتی ہے۔ لوقا انسانوں کے بارے میں یسوع کی دلچسپی کو بیان کرتا ہے۔ یوحنّا کی انجیل منتخب یادداشتوں پر مشتمل ہے جنہیں ایمان کو تحریک دینے کے لئے بڑی احتیاط سے ترتیب دیا گیا ہے۔

اناجیل ایک نئے قسم کے ادب کا تعارف کراتی ہیں۔ گو اس کی ساخت تواریخی ہے لیکن یہ خالص تاریخ نہیں ہے کیونکہ ہم عصر واقعات کا ذکر اتفاقی ہے اور اناجیل انہیں آگے بڑھانے کی کوشش نہیں کرتیں۔ ان میں سوانح عمری کے متعلق مواد تو ملتا ہے لیکن انہیں اس لفظ کے موجودہ معنوں میں سوانح حیات نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ یسوع مسیح کی زندگی کا مکمل خلاصہ بیان نہیں کرتیں۔ اناجیل کا بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ قاری کے دل میں خواہ وہ ایمان دار ہے یا نہیں ایمان پیدا کریں

زبانی (تحریری) انجیل کی تصدیق کلیسیا کے ایک ابتدائی بزرگ پپیاس نے کی ہے جو کہ پہلی صدی کے آخر میں زندہ تھا۔

لوقا اور یوحنّا کی اناجیل کے تعارفی بیانات سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ انہیں زبانی منادی سے تحریری صورت میں لایا گیا۔ لوقا رسول اپنے تعارف میں اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جو کچھ تھیوفلس زبانی سن چکا ہے لوقا اب اُسے تحریری شکل دے رہا ہے (لوقا ۱: ۱-۴)۔ [illegible] نے اُن حقائق کو بیان کیا جن پر ایمانداروں کا ایمان تھا اور ظاہر کرتا ہے کہ انہیں تحریر میں لانے کی کئی مرتبہ کوشش کی جا چکی ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس ضمن میں کئی ایک رسالے پہلے بھی معرضِ وجود میں آئے تھے جو اب یا تو معدوم ہو چکے تھے یا غیر تسلّی بخش تھے۔

لوقا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اس نے ان حقائق کو اُن لوگوں سے فراہم کیا "جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے" (۱: ۲)۔ اِن حقائق کی اطلاع دینے والے نہ صرف اِن واقعات میں خود شامل تھے بلکہ اِن کا اثر ان کی زندگی پر اتنا ہوا کہ وہ خود اس نئے ایمان کے پرچارک بن گئے۔ لوقا خود ان گواہوں کا ہم عصر تھا اور اُس نے ان کے دعووں کی درستی کی خود تفتیش کی تھی تاکہ وہ مسیح کے کاموں کا صحیح اور معتبر ریکارڈ پیش کر سکے۔

یوحنّا رسول نے بھی اپنی انجیل کو تحریری شکل اس لئے دی تاکہ قاری کے دِل میں یہ ایمان پیدا ہو جائے کہ مسیح ہی خدا کا بیٹا ہے (یوحنّا ۲۰: ۳۰، ۳۱)۔ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ مسیح کی تمام تر سرگرمیوں کو بیان کر رہا ہے بلکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اُن میں سے بہتوں سے اُس کے قارئین واقف ہوں گے۔ وہ اس سلسلہ میں جو خاص طریقہ استعمال کرتا ہے اس کے بشارتی مقصد اور علمِ الٰہی کے نظریہ کا نتیجہ ہے۔

گو متّی اور مرقس رسول اپنے ماخذ تو بیان نہیں کرتے لیکن ان پر بھی اسی عام اُصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ متّی اپنی انجیل کا تعارف اس آیت سے کراتا ہے "یسوع مسیح ابنِ داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ" (متّی ۱: ۱)۔ وہ پیدائش کی کتاب کے اسلوبِ بیان کی تقلید کر رہا ہے

(پیدائش ۵: ۱) جس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ وہ بھی پیدائش کی کتاب کی طرح خدا کے انسان کے ساتھ سلوک کی تاریخ میں ایک نمایاں باب کا اضافہ کر رہا ہے۔

مرقس رسول اپنی انجیل یوں شروع کرتا ہے "یسوع مسیح ابن خدا کی خوشخبری کا شروع"۔ یہ عنوان ظاہر کرتا ہے کہ اس کا متن موجودہ منادی کا ملخص ہے۔ یہ دونوں انجیل نویس ان کی اشاعت کی وجہ بیان نہیں کرتے۔ لیکن ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ اناجیل اس لئے احاطۂ تحریر میں لائی گئیں تاکہ آئندہ نسل کے لئے جو کچھ چشم دید گواہوں کے ذہن میں موجود تھا اور جس بات کی انہوں نے عوام میں منادی کی اُسے محفوظ کر لیا جائے۔

یہ دستاویزات سب سے پہلے کہاں اور کب عوام کو دی گئیں، اس کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ سب سے پہلے اناجیل سے اقتباسات اغناطیس کے خطوط، برنباس کا خط، بارہ رسولوں کی تعلیمات اور پولی کارپ کے خط میں پیش کئے گئے۔ ان سب کا تعلق سوریا کے انطاکیہ سے ہے اور ان کے یہ اقتباسات متی کی انجیل سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ اگر جیسا کہ پپیاس نے کہا کہ متی کی انجیل سب سے پہلے یروشلیم میں عبرانی یا ارامی کلیسیا کے لئے لکھی گئی تو ممکن ہے کہ یہ اُس یونانی ایڈیشن کی بنیاد ہو جو کہ انطاکیہ سے غیر یہودی کلیسیا کی نشوونما کے دوران جاری کیا گیا۔ پس یہ سنہ ۵۰ء کے بعد اور سنہ ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی سے پہلے کسی وقت جاری کیا گیا۔

ممکن ہے کہ لوقا کی انجیل ایک ذاتی دستاویز ہو جو اُس نے سب سے پہلے اپنے دوست اور مربی تھیفلس کو بھیجی۔ یہ غالباً سنہ ۶۲ء کے قریب لکھی گئی کیونکہ اعمال کی کتاب سے پہلے تھی جو کہ پولس کی پہلی قید کے اختتام پر لکھی گئی تھی۔

یوحنا کی انجیل کا آخری باب اس افواہ کی تردید کرتا ہے کہ یہ رسول کبھی نہیں مرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس افواہ کو ہوا نہ دی جاتی اگر یہ رسول اس آخری باب کے لکھے جانے کے وقت عمر رسیدہ نہ ہوتا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ سنہ ۵۰ء سے پہلے لکھی گئی ہو، لیکن زیادہ تر اعتدال پسند علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ سنہ ۸۵ء کے قریب لکھی گئی۔ روایت کے مطابق یہ یوحنا رسول سے منسوب کی جاتی ہے جو کہ پہلی صدی کے آخر میں اِفسس میں خدمت کرتا تھا۔

اُن پہلی کتابوں میں جنہیں الہامی قرار دیا گیا اناجیل اربعہ بھی شامل تھیں۔ کلیسیاؤں میں بڑھتے ہوئے اختلاط اور بدعت اور بُت پرستوں کے اعتراضات نے اناجیل کی فہرستِ مسلّمہ میں اُن کی دلچسپی کو اور بھی بڑھا دیا۔ سنہ ۱۷۰ء تک ان چاروں اناجیل کو مکمل طور پر مستند مانا جانے لگا۔ یوسیبیس (سنہ ۳۲۵ء) اور اس کے بعد کے بزرگوں نے دیگر تمام انجیلوں کو فہرستِ مسلّمہ سے خارج کر دیا اور صرف ان چاروں کو مسیح کی زندگی اور

کاموں کے بارے میں علم حاصل کرنے کے لئے مستند قرار دیا۔

اناجیلِ متوافقہ:۔ دیکھئے اناجیلِ اربعہ۔

اناخرات۔ اناحرات:۔ اشکار کے علاقے میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۱۹)۔

انار:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ع۶

اناشیدِ درج:۔ دیکھئے معلوت اور درجہ ۲

انبارِ خانہ:۔ خزانہ، رسد اور اشیاء رکھنے کی جگہ (استثنا ۲۸: ۸؛ ملاکی ۳: ۱۰)۔ داؤد بادشاہ نے ایک انبار خانہ تعمیر کیا اور اس میں ہیکل کی تعمیر کے لئے بہت سا سامان جمع کیا (۱۔ تواریخ ۲۹: ۱۶)۔ ہیکل کی عبادت میں سامانِ ضرورت مہیا کرنے کے لئے ہیکل کے انبارِ خانہ کو بڑا اہم مقام حاصل تھا۔

انبیاءزادے:۔ انبیاء کی انجمن کے وہ اراکین جو پرستش، دعا اور مذہبی رفاقت اور عوام کی تعلیم کے لئے کسی بڑے نبی مثلاً سموئیل یا ایلیاہ کے گرد جمع ہو جاتے تھے (۱۔ سموئیل ۱۰: ۵، ۱۰؛ ۲۔ سلاطین ۴: ۳۸، ۴۰)۔ ایلیاہ اور الیشع کے زمانہ میں وہ بیت ایل، یریحو اور جلجال کے مقامات پر اکٹھے رہتے تھے (۲۔ سلاطین ۲: ۳، ۵؛ ۴: ۳۸)۔

انبیائے کبریٰ، انبیائے صغریٰ:۔

"بڑے اور چھوٹے نبی"۔ پرانے عہد نامہ کی آخری سترہ کتابیں جو سولہ انبیاء نے لکھی ہیں وہ دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہیں، پہلی پانچ کتابیں جو یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل اور دانی ایل نبی کی ہیں کیتھولک ترجمہ میں انبیائے کبریٰ یعنی بڑے نبیوں کی تصنیف کہلاتی ہیں۔ باقی بارہ جو ان کے مقابلے میں مختصر ہیں انبیائے صغریٰ یعنی چھوٹے نبیوں کی تصانیف کہلاتی ہیں۔ اِن ناموں سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ بعض نبی چھوٹے اور بعض بڑے تھے۔ اِن کا اشارہ اُن کی کتابوں کی ضخامت پر ہے، اُن کے اپنے درجے یا اہمیت پر نہیں۔

اَن پڑھ:۔ یہ لفظ اعمال ۴: ۱۳ میں پطرس اور یوحنا رسول کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے بلکہ یہ کہ انہوں نے یہودی مذہب کی باقاعدہ تعلیم کسی علمِ الٰہی کے مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی اور وہ نابلد تھے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ جاہل استعمال کیا گیا ہے۔ پطرس رسول پولس کی مشکل تعلیم کی جاہل لوگوں سے تشریح کے متعلق محتاط رہنے کی نصیحت کرتا ہے (دیکھئے ۲۔ پطرس ۳: ۱۶) اور پاک صحیفوں سے کھینچ تان کر غلط

مطلب نکالنے سے احتراز کرنے کو کہتا ہے۔

انتپاس:- انطپطر کا مخفف۔
۱۔ پرگمن کی کلیسیا کا ایک ابتدائی شہید (مکاشفہ ۲: ۱۳) روایت ہے کہ رومی شہنشاہ دومطیان Domitian کے عہدِ حکومت میں انتپاس کو پیتل کے برتن میں زندہ بھونا گیا۔ دیکھئے پرگمن۔
۲۔ ہیرودیس انتپاس۔ ہیرودیس اعظم کا بیٹا اور ارخلاؤس اور فلپس کا بھائی۔ بائبل میں اس کا نام صرف ہیرودیس دیا گیا ہے (متی ۱۴: ۱)۔ وضاحت کے لئے دیکھئے ہیرودیس۔

انتقام لینے والا:- موسوی شریعت میں اور اکثر ابتدائی معاشروں میں خون کے بدلے خون کا رواج تھا۔ سو اگر کوئی شخص قتل ہوتا تو اُس کے قریبی رشتے دار کو اُس کا انتقام لینے کا حق حاصل تھا (گنتی ۳۵: ۱۱-۳۴)۔ قتل اور سہواً خون ہو جانے میں تمیز کی جاتی تھی۔ ایک ہی عبرانی لفظ کا ترجمہ روت ۴: ۱ میں "قرابتی" اور ایوب ۱۹: ۲۵ میں "مخلصی دینے والا" کہا گیا ہے۔

انتیپترس۔ انتیپترلیس:- (یونانی = انطپطر کا شہر) ہیرودیس اعظم نے یہ شہر بسایا، یا دوبارہ آباد کیا اور اسے اپنے والد کا نام دیا۔ یہ یروشلیم اور قیصریہ کے درمیان کی سڑک پر واقع ہے۔ اس کا ذکر صرف اعمال ۲۳: ۳۱ میں ہے۔ پولس رسول کو سپاہی راتوں رات یہاں لائے تھے۔

انجیر:- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۔

انجیر کی ٹکیہ:- ایک لیپ یا ضماد جس کا ذکر یسعیاہ ۳۸: ۲۱ میں ہے۔ یہ پھوڑے پر باندھنے سے نفع دیتا ہے۔

انجیل:- یہ یونانی لفظ euangelion کا معرب ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ ہے "خوشخبری"۔ یہ غالباً براستہ حبش (ایتھوپیا) عربی میں داخل ہوا کیونکہ یمن میں حبش کی ایک مسیحی جماعت رہتی تھی۔ نئے عہدنامہ میں اس لفظ کا مفہوم "خوشخبری" ہے اور کسی بھی آیت میں اس کا مطلب "کتاب" یا "صحیفہ" نہیں ہے۔ ۱۵۰ عیسوی کے بعد ہی اس لفظ کو کتاب (نئے عہدنامہ) کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔
قرآن میں لفظ انجیل اُس صحیفے کے لئے استعمال ہوا ہے جو اہلِ اسلام کے عقیدے کے مطابق یسوع (عیسیٰ) پر نازل ہوا (الحدید ۵۷: ۲۷)۔ لیکن دیگر مقامات پر اس لفظ کا اشارہ اُس کتاب کی طرف ہے جو بانیِ اسلام کے ہمعصر مسیحی رکھتے اور پڑھتے تھے یعنی اناجیل اربعہ اور پورا نیا عہدنامہ۔ اِن دو مختلف اشاروں سے جو اُلجھن پیدا ہوئی اُس کی بنا پر بعد کے مسلمانوں نے مسیحیوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے انجیل میں رد و بدل کر دیا ہے۔
یہ لفظ یونانی نئے عہدنامہ میں تقریباً سو مرتبہ استعمال ہوا ہے اردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف گیارہ مرتبہ۔ باقی جگہ اس لفظ کا متبادل اُردو لفظ خوشخبری رکھا گیا ہے۔ مسیحی عقیدے میں خوشخبری (انجیل) سے خدا کا وہ انتظام مراد ہے جس کے ذریعے اس نے اپنے بیٹے یسوع مسیح کے وسیلے سے انسان کو نجات کا راستہ مہیا کیا۔ نئے عہدنامہ کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ انجیل اور خوشخبری بلا امتیاز ایک دوسرے کی جگہ استعمال کئے گئے ہیں۔ دیکھئے رومیوں ۱: ۱۵، ۱۶: ۲۰؛ ۲-کرنتھیوں ۴: ۴؛ افسیوں ۱: ۱۳؛ ۶: ۱۹ (ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے جہاں لفظ انجیل یا خوشخبری دیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ہر جگہ انجیل ہی ہے)۔ مزید دیکھئے بشارت صفحہ نمبر ۱۱۹۸۔

انجیلی مسیحی:- مسیحیوں میں وہ فرد یا جماعت جس کا ایمان کلی طور پر انجیل مقدس پر ہو۔ وہ مسیحی جو اس عقیدے کے حامل ہیں انجیل کی بنیادی تعلیم پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان کی نجات صرف مسیح خداوند کے خون کی قربانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔
اصلاحِ کلیسیا کے بعد اصولی طور پر سب پروٹسٹنٹ کلیسیائیں انجیلی تھیں کیونکہ یہ احتجاجی تحریک بائبل کے اختیار کو کلیسیائی اختیار پر ترجیح دیتی تھی۔
انجیلی مسیحی پاک کلام کو الہامی قبول کرتے اور اُسے اپنے ایمان اور عمل کے لئے معیاری قانون گردانتے ہیں۔ وہ پاک کلام کے بنیادی مسائل پر پورا ایمان رکھتے ہیں یعنی خداوند یسوع مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا، اُن کی بے گناہی اور صلیب پر ہماری خاطر موت اور جی اُٹھنا اور دوبارہ زمین پر عدالت کے لئے آنا۔

اندرائن:- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۔

اندرنیکس۔ اندرونکس:- ایک یہودی مسیحی جو پولس رسول کے ساتھ قید میں بھی تھا۔ اسے اور یونیاس کو پولس نے رومیوں کے خط کے آخر میں سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۷)۔

اندریاس:- (یونانی = جوانمرد۔ بہادر) خداوند مسیح کا ایک رسول جو گلیل کی جھیل کے ساحلی شہر بیت صیدا کے یوحنا کا بیٹا اور شمعون پطرس کا بھائی تھا (یوحنا ۱: ۴۴)۔ وہ اپنے بھائی کی طرح ماہی گیر تھا اور کفرنحوم میں رہتا تھا (مرقس ۱: ۲۹)۔ وہ پہلے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا شاگرد تھا۔ ایک مرتبہ خداوند یسوع مسیح کو آتے دیکھ کر یوحنا نے گواہی دی کہ یسوع خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے (یوحنا ۱: ۲۹)۔ دوسرے دن یوحنا نے اندریاس کو یسوع کی طرف بھیجا (یوحنا ۱: ۳۵-۳۷)۔ جب اندریاس قائل ہو گیا کہ خداوند یسوع واقعی المسیح ہیں تو وہ اپنے سگے بھائی کو ان کے پاس لایا (یوحنا ۱: ۴۱، ۴۲)۔ خداوند مسیح نے دونوں بھائیوں کو ماہی گیری چھوڑنے اور آدم گیری یعنی شاگرد بنانے کے کام کیلئے مستقل طور پر بلایا (متی

۴ : ۱۸ ، ۱۹) ۔ بعد ازاں انہوں نے اُنہیں رسول مقرر کیا (متی ۱۰ : ۲ : مرقس ۳ : ۱۸ ؛ لوقا ۶ : ۱۴ ؛ اعمال ۱ : ۱۳) ۔ رسولوں کی فہرست میں اکثر فلپس اور اندریاس کا نام پاس پاس آتا ہے ۔ فلپس اُس کا ہموطن تھا اور کئی کاموں میں وہ ایک دوسرے کے ساتھی تھے مثلاً پانچ ہزار مردوں کو کھانا کھلانے کے معجزہ میں (یوحنا ۶ : ۶-۹)، یونانی لوگوں کا مسیح سے تعارف کرانے میں (یوحنا ۱۲ : ۲۲) وغیرہ۔

کلیسیا اندریاس کو اولین مشنری (مُبلّغ) کا خطاب دیتی ہے کیونکہ وہ لوگوں کو مسیح کے پاس لانے میں بہت کامیاب تھا ۔ مثلاً وہ اپنے سگے بھائی کو (یوحنا ۱ : ۴۱)، روٹی اور مچھلی والے لڑکے کو (یوحنا ۶ : ۸ ، ۹) اور یونانیوں کو مسیح کے پاس لایا (یوحنا ۱۲ : ۲۲)۔

ایک روایت کے مطابق اُسے اخیہ میں منادی کرنے کے جُرم میں ✕ اس قسم کی صلیب پر مصلوب کیا گیا ، اور اسی وجہ سے ایسی صلیب کو سینٹ انڈریوز کراس کہتے ہیں ۔

اِندِمال :- (عربی = زخم کا بھر جانا) ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ ہوسیع ۵ : ۱۳ میں استعمال ہُوا ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں " زخم کا علاج " ہے ۔

انڈا :- (عبرانی بیضہ = سفید مقابلہ کریں عربی بیضا = سفید) ۔ لوقا ۱۱ : ۱۲ کے سوا اس کا ذکر بائبل میں صرف جمع کے صیغہ (بیضیم) میں ہوا ہے ۔ پرندوں کے انڈے (استثنا ۲۲ : ۶)، شتر مرغ کے انڈے (ایوب ۳۹ : ۱۴)۔ کسی قسم کے متروک انڈے (یسعیاہ ۱۰ : ۱۴) سانپ کے انڈے (یسعیاہ ۵۹ : ۵) ۔ ایک اور لفظ جس کا ترجمہ اُردو میں انڈے کیا گیا ہے اصل میں ایک پھیکے پودے کا نام ہے (ایوب ۶ : ۶)۔

اِنزال :- (عربی = اُترنا) ۔ منی کا خارج ہونا ۔ نطفے کا گرنا ۔ یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں حزقی ایل ۲۳ : ۲۰ میں استعمال ہُوا ہے ۔ بعض کی رائے میں اس باب کی عبارت کچھ غیر معیاری ہے ، تاہم جس بت پرستی اور زناکاری کے گھناؤنے گناہ کا ذکر حزقی ایل نبی کرتا ہے اُس کی مذمت ایسے سخت الفاظ سے ہی ہو سکتی ہے ۔ حزقی ایل نبی بغیر نرم گوئی کے صاف صاف بڑے عیاں الفاظ میں سامریہ (اہولہ) اور یروشلیم (اہولیبہ) کے گناہ کا بیان کرتا ہے اور خداوند خدا کے غضب اور ان دو علامتی عورتوں کا حشر بتاتا ہے ۔ نیز دیکھئے اہولہ اور اہولیبہ۔

انصاف :- دیکھئے عدل۔

انطاکس چہارم :- اپی فینس Epiphanes (یونانی = روشن اور ممتاز) ۔ اُس نے اپنے لئے یہ لقب منتخب کیا ، تاہم لوگ اُسے اپی مینس Epimanes (= دیوانہ) کہتے تھے ، کیونکہ اُس کا رویّہ ایک بادشاہ کو زیب نہیں دیتا تھا ۔ وہ نیچ لوگوں کے ساتھ مل کر عیش و عشرت کرتا اور اُن کے ساتھ کھلے بندوں نہاتا اور راہگیروں پر پتھر پھینکا کرتا ۔ اُس نے دمیتریس کو جو صحیح طور پر تخت کا حقدار تھا ، الگ کیا اور خود تخت سنبھال بیٹھا ۔ یوں وہ ★ سلوکی خاندان کا آٹھواں فرمانروا ہُوا ۔ اس کی چالاکی اور بددیانتی کی وجہ سے اُسے دانی ایل کی کتاب میں پاجی (۱۱ : ۲۱) کہا گیا ہے ۔

انطاکس نے مصر کے ★ بطلیمس کے خلاف بھی جنگ چھیڑی لیکن رومی حاکموں نے اسے واپس آنے کا حکم دیا ۔ اس کے بعد اُس نے اپنے ملک سوریہ پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے کچھ قدم اُٹھائے ۔ سن ۱۷۰ ق م کے بعد یہودیوں کو یونانی تہذیب و طرزِ زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا ۔ اس نے ہیکل کی قیمتی اشیاء جن میں سونے کا شمعدان بھی تھا ، لوٹ لیں ، یروشلیم میں ایک فوج متعین کردی ، سبت کے احترام کے خلاف احکام صادر کئے اور ختنہ کو ایک جُرم قرار دیا ۔ توریت کے جتنے نسخے اُس کے ہاتھ لگے اُس نے اُنہیں ضائع کر دیا اور بتوں کو قربانی چڑھانے کا بھی حکم دیا ۔

اُس نے حکم دیا کہ ہر مہینے یہودیوں کی تلاشی لی جائے تاکہ معلوم ہو کہ انہوں نے کسی بچے کا ختنہ تو نہیں کیا یا ان کے پاس توریت کا کوئی نسخہ تو نہیں ۔ دسمبر ۱۶۸ ق م اس نے ہیکل میں سؤر کی قربانی چڑھائی اور ہیکل کو ★ زیوس دیوتا کے نام پر وقف کیا ۔

اس کی ان سب حرکتوں کی وجہ سے مکابی بغاوت برپا ہوئی (دیکھئے ۲ ۔ مکابیین باب ۶) اور یہوداہ اور متتیاہ نے جنگ لڑ کر یہودیوں کو آزاد کروایا اور ★ حشمونی خاندان کی بنیاد رکھی ۔

مزید مطالعہ کے لئے دیکھئے ہماری کُتبِ مقدسہ (صفحات ۲۴۷-۲۳۵) ناشرین مسیحی اشاعت خانہ لاہور۔

انطاکیہ :- سوریہ کا انطاکیہ ۔ اپسس کی لڑائی کے نتیجہ میں ★ سلوکس نِکاطر (۳۱۲ - ۲۸۰ ق م) ★ سکندرِ اعظم کے تمام ایشیائی مقبوضات پر قابض ہو گیا ، جو یونان سے دریائے سندھ تک پھیلے ہوئے تھے ۔

سلوکی خاندان ، جس کی بنیاد اسی بادشاہ نے ڈالی تھی ، ۲۴۷ سال تک حکمران رہا ۔ اِس بادشاہ کو شہروں کی تعمیر اور اُن کو اپنے یا اپنے عزیزوں کے نام سے موسوم کرنے کا خبط تھا ۔ اُس نے کم از کم ۳۷ شہروں کو بنوایا ، جن میں سے چار کا ذکر نئے عہدنامہ میں ہے ۔ ۱ ۔ سوریہ کا انطاکیہ (اعمال ۱۱ : ۱۹) ۔ ۲ ۔ سلوکیہ (اعمال ۱۳ : ۴) ۳ ۔ پسدیہ کا انطاکیہ (اعمال ۱۳ : ۱۴ ؛ ۱۴ : ۲۱ ؛ ۲ ۔ تیمتھیس ۳ : ۱۱) ۔ ۴ ۔ لودیکیہ (کلسیوں ۴ : ۱۳ ، ۱۵ ، ۱۶ ؛ مکاشفہ ۱ : ۱۱ ؛ ۳ : ۱۴)۔

سوریہ کا انطاکیہ اُن ۱۶ انطاکیہ نامی شہروں میں سے جو سلوکس نے قائم کئے سب سے مشہور ہے ۔ یہ اُس نے اپنے باپ انطاکس کے نام پر تعمیر کیا ۔ یہ ۳۰۱ ق م میں دریائے اورنٹے کے کنارے ، سمندر سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر بنایا گیا اور اس کی بندرگاہ سلوکیہ تھی ، جہاں سے انطاکیہ تک جہاز رانی ہو سکتی تھی ۔ اِس کا محلِ وقوع بہت غور و خوض کے بعد چُنا گیا ۔ یہ اُس شاہراہ پر تھا جہاں سے ہندوستان ، فارس اور

بابل کے تجارتی کارواں گذرتے تھے۔ اور یہ سمندری راستہ سے بحیرۂ روم
اور اس کے سارے ساحلی علاقوں سے ملا ہوا تھا۔ یہ شہر ایک زرخیز
وادی میں جو عظیم الشان برفانی پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی واقع تھا۔
سلوکس نے یہودیوں کو اس شہر میں آنے کی اجازت دی
تھی اور یونانیوں کی طرح آزاد شہری کے حقوق بھی دیئے جس کی وجہ
سے ہزاروں یہودی یہاں آکر مقیم ہوگئے۔ اس کے جانشین انطاکس
اوّل نے شہر کو اور زیادہ بہتر بنایا، پانی کا اچھا انتظام کیا اور اسے علم و
فضل کا مرکز بنا کر ★ سکندریہ کے مقابلہ میں کھڑا کیا۔
سلوکی اور بطلیموسی خاندانوں کی جنگوں نے اس شہر پر بہت
اثر کیا۔ انطاکس سوم کے عہدِ حکومت میں اس شہر کی قسمت پھر جاگ
اُٹھی ★ انطاکس چہارم میں قیصر کلیگلا کا مسخرہ پن اور قیصر نیرو کا ظلم
سمویا ہوا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ فنِ تعمیر کا ذوق اور یونانی رسم و رواج کے
پھیلانے کا خبط رکھتا تھا۔ اس نے شہر کو چار چاند لگا دیئے اور موجودہ
تین حصوں کے ساتھ ایک اور حصہ تعمیر کیا جس میں زیوس دیوتا کا مندر
اور ایوان مجلس کے سوا ایک ایسا برآمدہ ستونوں پر قائم کیا جو بازار
کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک، پانچ میل تک پھیلا ہوا تھا۔
بارش اور خراب موسم میں لوگ بحفاظت ایک طرف سے دوسری طرف
جا سکتے تھے۔

جب رومی حاکم اس مملکت پر قابض ہوئے تو اسے اور ترقی حاصل
ہوئی یہاں تک کہ وہ رومی سلطنت کا تیسرا بڑا شہر بن گیا (دوسرے دو
روما اور سکندریہ تھے)۔

جب مسیحیت یہاں پہنچی تو یہ ایک عظیم شہر تھا اور اس کی
آبادی پانچ لاکھ تھی۔ اسے ملکۂ مشرق کہتے تھے۔ اس شہر میں اطالوی دولت،
یونانی حسن پسندی اور مشرقی عیش وعشرت کا دور دورہ تھا۔ قدیم مصنفین
اسے اخلاقی طور پر ایک ذلیل ترین شہر بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی
شہر تھا اور ہر دیس کے لوگ یہاں آتے تھے، اس لئے یہاں کے شہری
یوں سمجھتے تھے گویا ان پر کسی ربانی یا سماجی قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔
انطاکیہ ایک بدکار شہر تھا۔ یہاں کے لوگ عیاش، اوہام پرست، جادوگری
کے دلدادہ اور بت پرست تھے لیکن وہ ذہانت اور حاضر جوابی کے
لئے مشہور تھے۔ وہ اچھی باتوں کا مضحکہ اُڑاتے اور طنز آمیز نام دیتے۔
لفظ "مسیحی" انہی شہریوں کا نوساختہ لفظ تھا (اعمال ۱۱: ۲۶)۔ ابتدائی مسیحی
تاریخ میں، یروشلیم کے بعد، انطاکیہ نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔
اُن سات آدمیوں میں جنہیں اعمال چھ باب میں خدمت کے لئے چنا گیا
انطاکیہ کے نیکلاؤس جو نومرید یہودی تھا کا نام بھی ہے۔
ستفنس کی شہادت کے بعد شاگرد منتشر ہوئے اور شمال
میں انطاکیہ تک یروشلیم سے ۳۰۰ میل دُور تک پہنچے (اعمال ۱۱: ۱۹)۔
وہاں انہوں نے یہودیوں میں تبلیغ کی۔ اس کے بعد جو شاگرد آئے انہوں
نے غیر یہودیوں میں بھی منادی کی اور یہ اتنی کامیاب ہوئی کہ یروشلیم
سے برنباس کو اس کام کی دیکھ بھال کے لئے بھیجا گیا (اعمال ۱۱: ۲۲)۔
جب یہ مہم نہایت کامیاب ہوئی تو برنباس نے کام کا جائزہ لیتے ہوئے
فیصلہ کیا کہ پولس کی مدد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ اُس کی تلاش میں
★ ترسس گیا (اعمال ۱۱: ۲۵)۔ انہوں نے مل کر ایک سال تک یہ مہم جاری
رکھی (۱۱: ۲۶)۔
انطاکیہ میں ایک جوشیلی اور مضبوط کلیسیا کی بنیاد رکھی گئی۔ اس
کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ جب یروشلیم میں قحط پڑا تو انطاکیہ کے
مسیحیوں نے بڑی فراخدلی سے مدد بھیجی (اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰)۔
یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ وہ شہر جہاں پہلی غیر قوم کلیسیا
قائم ہوئی اور جہاں کے شہریوں نے تمسخرانہ انداز میں طنزاً اُن کو ایک نیا نام
دیا، غیر ملکی مشنری تحریک کی جنم بھومی بنی (اعمال ۱۳: ۱)۔ یہیں سے پولس
اور برنباس کپرس کے لئے روانہ ہوئے۔ اس پہلے سفر کے اختتام پر وہ واپس
آئے اور اپنے کام کی رپورٹ کلیسیا کے سامنے رکھی (اعمال ۱۴: ۲۶؛ ۱۸: ۲۲)۔
اگرچہ انطاکیہ، یروشلیم کی روحانی برتری قبول کرتا تھا تو بھی یروشلیم
کی ہر بات بغیر پرکھے قبول نہیں کی جاتی تھی۔ اسی لئے غیر قوموں کے ختنے
کے سوال پر یروشلیم سے رجوع کیا گیا اور اس معاملے پر غور وخوض کرنے
کے لئے اپنے مندوب وہاں بھیجے (اعمال ۱۵ب)۔
پولس کا دوسرا بشارتی سفر بھی یہیں سے شروع (اعمال ۱۵: ۳۵-
۳۶) اور ختم ہوا (اعمال ۱۸: ۲۲)۔ پولس رسول اپنے آخری بشارتی سفر پر
بھی یہاں ہی سے روانہ ہوا (اعمال ۱۸: ۲۳)۔
انطاکیہ میں ایک مدرسۂ فکر وجود میں آیا جو کتابِ مقدس کی لفظی تشریح
کا قائل تھا۔ ۲۵۲ء تا ۳۸۰ء یہاں دس کلیسیائی کونسلیں منعقد ہوئیں۔
اس شہر نے بُرے دن بھی دیکھے۔ اسے فوجوں نے تباہ کیا اور پھر
تعمیر کیا گیا، زلزلوں نے اسے مسمار کیا۔ موجودہ انطاکیہ جنوبی ترکی میں اب
ایک چھوٹا سا قصبہ رہ گیا ہے۔
۱۹۳۵ء میں پرانے انطاکیہ کی کھدائی شروع ہوئی اور کئی دلچسپ
چیزیں دستیاب ہوئیں۔ کہتے ہیں کہ اس جگہ بیس گرجاؤں کے کھنڈرات
ملے ہیں۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۱-۱۲-۱۵ب-۱۶ب-
۱۷الف-۱۸الف۔

انطاکیہ:۔ پسدیہ کا انطاکیہ۔ یہ شہر بھی شاہ ★ سلوکس نے قائم
کیا اور اپنے باپ کے اعزاز میں اس کو انطاکیہ کا نام دیا۔
یہ جنوبی ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔ یہ ساحلی شہر پرگہ سے تقریباً ۱۰۰ میل
شمال میں ہے (اعمال ۱۳: ۱۴)۔ سن ۲۵ ق م میں یہ رومی صوبہ گلتیہ کا حصہ
بن گیا اور بعد ازاں جنوبی گلتیہ کا دار الخلافہ، اور ایک رومی نوآبادی
(★ بستی)۔
پولس رسول اور اُس کے ساتھی پہلے بشارتی سفر میں یہاں آئے۔

اُس نے پطرس کے پنتکُست کے دن کا سا یہاں ایک طویل وعظ کیا (اعمال ۱۳: ۱۴-۵۰)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۵ ۲ د - ۱۶ ۲ د - ۱۸ ۲ ج۔

انطپطر :- دیکھئے ہیرودیس۔

انطونیہ کا قلعہ :- یروشلیم میں ہیکل کے ساتھ ایک قلعہ۔ اِسی کو ہیرودیس اعظم نے دوبارہ بنوا کر اپنے سرپرست مرقس انطونی کے نام سے نامزد کیا۔ یہاں ایک رومی فوج مقیم تھی۔ جب پولس رسول کو ہیکل میں ہجوم نے پکڑا تو سپاہی اُسے اُٹھا کر اس قلعہ میں لے آئے جس کی سیڑھیوں سے اُس نے بعد میں ہجوم سے خطاب کیا (اعمال ۲۱: ۳۰-۴۰)۔ یہ نام بائبل میں نہیں آتا۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۳۔

انعام :- دیکھئے اُجر۔ ہدیہ

انگشتری :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۱

انگشت نما :- وہ شخص جس پر انگلیاں اُٹھیں۔ بدنام۔ ہدفِ طعن۔ رسوائے زمانہ (استثنا ۲۸: ۳۷؛ ۱-سلاطین ۹: ۷؛ ۲-تواریخ ۷: ۲۰؛ زبور ۲۲: ۶؛ ۳۱: ۱۱؛ حزقی ایل ۱۴: ۸؛ ۲۲: ۱۰؛ ناحوم ۳: ۶)۔

انگل :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۳۔

انگوٹھا :- ہاتھ اور پاؤں کی سب سے موٹی انگلی۔ انگشتِ نر۔ عبرانی میں اسے بوھن کہتے ہیں۔ روبن کے بیٹے کو یہ نام دیا گیا تھا (یشوع ۱۵: ۶)۔
کاہنوں کی تخصیص اور تقدیس کے وقت اُن کو پاک کرنے کے لئے مینڈھے کے خون کو اُن کے دہنے کان کی لَو پر اور دہنے ہاتھ اور دہنے پاؤں کے انگوٹھوں پر اس بات کی علامت کے لئے لگاتے تھے کہ اب اُن کے سننے، کام کرنے اور چلنے کے اعضا کو خدمت کی کارگزاری کے لئے پاک کیا جاتا ہے (خروج ۲۹: ۲۰؛ احبار ۸: ۲۳)۔
عبرانی دستور کے مطابق اگر کسی کو ذلیل کرنا ہوتا تو اُس کے انگوٹھے کاٹ دیئے جاتے (قضاۃ ۱: ۶، ۷)۔

انگوٹھی :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۱

انگور :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۹

انگورستان :- دیکھئے تاکستان۔

انگیٹھی :- وہ برتن جس میں آگ ڈال کر لے جاتے ہیں (خروج ۲۷: ۳؛ گنتی ۴: ۱۴)۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کا اور جگہ ترجمہ بخوردان (احبار ۱۰: ۱؛ گنتی ۱۶: ۶) اور گلگیر (خروج ۲۵: ۳۸؛ گنتی ۴: ۹) کیا گیا ہے۔ دیکھئے بخوردان۔ گلگیر۔

انوس۔ اَنوش :- (عبرانی = آدمی)۔ سیت کا بیٹا اور آدم کا پوتا (پیدائش ۴: ۲۶؛ ۵: ۶-۱۱؛ لوقا ۳: ۳۸)۔

اُنیسفرس۔ اونیسفرس :- ایک مسیحی جس نے پولس رسول کی روم میں دوسری قید کے دوران بے دھڑک خدمت کی (۲-تیمتھیس ۱: ۱۶-۱۸؛ ۴: ۱۹)۔

اُنیسمس۔ اونیسمس :- (یونانی = مفید)۔ ★ فلیمون کا غلام جو اپنے مالک کی چوری کر کے روما بھاگ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسیحیوں نے اُسے پہچان لیا اور پولس رسول کے پاس لے گئے جو وہاں قید تھا۔ انیسمس نے مسیح کو قبول کر لیا۔ اس پر پولس رسول نے اُسے اس کے مالک کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سلسلہ میں پولس نے جو خط بھیجا فلیمون کا خط کہلاتا ہے۔ آیت ۱۱ میں انیسمس کے مفہوم پر رعایت لفظی کی گئی ہے " پہلے وہ انیسمس (مفید) نہ تھا۔ مگر اب انیسمس ہے "
اسی قسم کی رعایتِ لفظی کے لئے دیکھئے " ہم خدمت "

اَنیعام :- (عبرانی = لوگوں کا نوحہ)۔ بنی منسی میں سمیدع کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۱۹)۔

اُوایل۔ یوئیل :- ایک شخص جس نے ایک اجنبی عورت سے بیاہ کر کے اسے الگ کر دیا (عزرا ۱۰: ۳۴)۔

اوبل۔ اوبیل :- (عبرانی = اونٹ ہانکنے والا یا اونٹوں کا نگران)۔ ایک اسماعیلی جو داؤد بادشاہ کے اونٹوں کا نگران تھا (۱-تواریخ ۲۷: ۳۰)۔

اوبوت :- موآب کے مشرق میں ایک مقام۔ یہاں پر بنی اسرائیل نے قیام کیا تھا (گنتی ۲۱: ۱۰، ۱۱؛ ۳۳: ۴۳)۔

اوپری آگ۔ غیر شرعی آگ :- غیر موزوں آگ۔ آگ خیمۂ اجتماع اور ہیکل کی عبادت میں ایک خاص مقام رکھتی تھی۔ بخور کے مذبح اور سوختنی قربانی کے مذبح پر متواتر آگ کی ضرورت رہتی تھی۔ سوختنی قربانی کے لئے خدا نے آگ کو خود مہیا کیا تھا (احبار ۹: ۲۴؛ ۲-تواریخ ۷: ۱-۳)۔ خدا کا حکم تھا کہ یہ آگ ہمیشہ جلتی رہے (احبار ۶: ۱۳)۔ یہ ایک پاک آگ تھی اور کسی اور آگ کو قربانی کے لئے استعمال کرنے کی سخت ممانعت تھی (احبار ۱۰: ۱؛ گنتی ۳: ۴؛ ۲۶: ۶۱)۔ ہارون کے بیٹے ندب اور اُس کے

بھائی ابیہو کا یہ قصور تھا کہ پاک آگ استعمال کرنے کی بجائے انہوں نے اوپری آگ استعمال کی جس کی سزا میں وہ آگ سے بھسم کئے گئے۔

اُور - اُوْر :- (عبرانی = شعلہ)۔

۱۔ کسدیوں، کلدانیوں کے اُور۔ وہ شہر جہاں شروع شروع میں ابرہام رہتا تھا اور جہاں سے خدا نے اُسے نکال کر ملک کنعان دینے کا وعدہ کیا (پیدائش ۱۱: ۲۸؛ ۱۵: ۷)۔

۱۹۲۲ تا ۱۹۳۴ء میں آثارِ قدیمہ کی جو وسیع کھدائی اس علاقہ میں ہوئی اُس سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ یہاں کا نظامِ تعلیم بہت اعلیٰ تھا۔ مٹی کی جو تختیاں یہاں ملی ہیں اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کے طالب علم لکھنے پڑھنے اور حساب میں عمدہ معیار رکھتے تھے۔ یہ تجارت کا بھی مرکز تھا۔ یہاں خلیج فارس کے راستے ہاتھی دانت تانبے کی دھات، سونا اور عمدہ لکڑی درآمد کی جاتی تھی۔

اِس نے ابرہام کے زمانے کی مذہبی زندگی پر بھی کافی روشنی ڈالی ہے۔ یہاں چاند دیوتا کی پوجا کی جاتی تھی جس کا نام ننّا تھا۔ اِس کے مندر کو زگرت کہتے تھے اور یہ بابل کے بُرج کی شکل کا تھا۔

یہ جنوبی مسوپتامیہ میں بابل شہر سے ۱۴۰ میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱ ۴ب - ۶ ۵ب۔

۲۔ داؤد بادشاہ کے ایک سورما الفال کا باپ (۱۔ تواریخ ۱۱: ۳۵)۔

اورن :- (عبرانی = دیودار)۔ یرحمئیل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۲۵)۔

اُوری :- (عبرانی = آتشی)۔

۱۔ بضلی ایل کا باپ (خروج ۳۱: ۲؛ ۳۵: ۳۰)۔

۲۔ جبر کا باپ (۱۔ سلاطین ۴: ۱۹)۔

۳۔ ہیکل کا ایک دربان جو اپنی غیر قوم بیوی سے الگ ہو گیا (عزرا ۱۰: ۲۴)۔

اُوریاہ - اُوری یاہ :- (عبرانی = یہوواہ نور ہے)۔

۱۔ داؤد بادشاہ کی فوج کا ایک حتّی سورما اور بت سبع کا خاوند (۲۔ سموئیل ۱۱: ۳)۔ اُس کا عبرانی نام، اُس کی ایک عبرانی عورت سے شادی اور اس کی اسرائیلی جنگ میں جان نثاری اور وفاداری اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ یہوواہ کا سچا پرستار تھا (۲۔ سموئیل ۱۱: ۱۱)۔ جب داؤد بت سبع سے زنا کر چکا اور اُسے معلوم ہوا کہ وہ حاملہ ہے تو اُس نے اُوریاہ کو میدانِ جنگ سے واپس بلوایا تاکہ اُسے اُس کے گھر بھیجے اور اس طرح اپنا گناہ ڈھانپ لے لیکن جب اُوریاہ نے گھر جانے سے انکار کیا (۲۔ سموئیل ۱۱: ۱۳) تو داؤد نے اپنے سپہ سالار یوآب کو خط لکھا کہ وہ اُسے گھمسان کی لڑائی میں آگے رکھے تاکہ وہ مارا جائے (۱۱: ۱۵)۔ جب وہ مارا گیا تو بادشاہ نے جلد ہی بت سبع سے شادی کر لی (۱۱: ۲۷)۔ لیکن یہ بات خدا کو پسند نہ آئی (۱۲: ۹)۔

۲۔ ایک نبی جس کے باپ کا نام سمعیاہ تھا (یرمیاہ ۲۶: ۲۰)۔

۳۔ آخز بادشاہ کے زمانہ میں ایک کاہن جس نے بادشاہ کے حکم کے مطابق شاہ اسور تگلت پلاسر کے مذبح کے نمونہ پر ہیکل میں ایک مذبح بنایا (۲۔ سلاطین ۱۶: ۱۰-۱۶)۔

۴۔ مریموت کا باپ (عزرا ۸: ۳۳؛ نحمیاہ ۳: ۴)۔

۵۔ ایک کاہن جس نے عزرا کی مدد کی (نحمیاہ ۸: ۴)۔

اُوری ایل :- (عبرانی = خدا نور ہے)۔

۱۔ بنی قہات سے ایک لاوی (۱۔ تواریخ ۶: ۲۴)۔

۲۔ بنی قہات کا سردار جس نے عہد کے صندوق کو عوبید ادوم کے گھر سے لانے میں مدد کی (۱۔ تواریخ ۱۵: ۵، ۱۱)۔

۳۔ شاہ یربعام کی بیوی میکایاہ کا باپ (۲۔ تواریخ ۱۳: ۲)۔

اُوریم اور تمّیم :- (عبرانی = انوار و کمالات۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل خروج ۲۸: ۳۰ کا حاشیہ)۔

غالباً دو پتھر جو سردار کاہن کے ★ سینہ بند میں لگے ہوئے تھے جن سے وہ خدا کی مرضی معلوم کیا کرتا تھا (خروج ۲۸: ۳۰؛ احبار ۸: ۸)۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ ان سے قرعہ ڈالا جاتا تھا اور اُن کے گرنے کے انداز سے خدا کی مرضی معلوم کی جاتی تھی (۱۔ سموئیل ۱۰: ۱۹-۲۲؛ ۱۴: ۳۷-۴۲)۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ سردار کاہن کو اس بات کا اختیار دیتے تھے کہ وہ خدا کی مرضی معلوم کرے۔ خدا اس کے باطن میں بات ڈال دیتا تھا (خروج ۲۸: ۳۰؛ نحمیاہ ۷: ۶۵)۔ نیز دیکھئے سینہ بند، عدل کا۔

اوڑھنی :- وہ کپڑا جو عورتیں سر سے پاؤں تک اوڑھتی ہیں (یسعیاہ ۳: ۲۲؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۶)۔ دیکھئے برقع۔

اوڑھنی نیک چلن اور پاک دامن خواتین کا لباس تھا اسی لئے پولس کرنتھس کی مسیحی عورتوں کو سر ڈھانکنے کی تلقین کرتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۶) تاکہ غیر قوم عورتوں کی طرح ننگے سر نہ ہوں۔

اوزارِ بائبل :- اِس حصّہ میں ہم اُن چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جو کاریگر اور مختلف پیشہ ور اپنے روزمرّہ کے کام میں استعمال کرتے تھے۔ بعض کے متعلق ہماری معلومات شائد کم ہوں لیکن کوشش کی گئی ہے کہ اُن سب اوزاروں کا ذکر کیا جائے جن کا حوالہ بائبل مقدّس میں آتا ہے۔ جنگی ہتھیار وغیرہ کے لئے دیکھئے سامانِ جنگ۔ ہیکل کی چیزوں کے لئے دیکھئے ہیکل کا سامان۔

۱۔ **آر:** اسی حصّہ میں آگے دیکھئے پَنیا کے تحت۔

۲۔ **آرا:** بائبل میں تب آرا ہیں۔

غالباً اولین آرے چقماق کے پتھر سے بنائے جاتے تھے۔ اس پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو دندانوں کی شکل میں ایک فریم پر جڑ دیا

جاتا تھا۔ بعد میں چاقو کی شکل میں لوہے اور پیتل کے آرے بنائے گئے۔ غالباً فلسطین میں بڑھئی لکڑی کو چیرتے وقت ہماری طرح فرش پر بیٹھ کر اپنی دونوں ایڑیوں میں لکڑی پکڑ لیتے تھے۔ ان آروں سے لکڑی اور پتھر دونوں چیرے جاتے تھے (۱-سلاطین ۷: ۹)۔ یہاں پاک کلام میں لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ نے اُن کو آروں اور لوہے کے ہینگوں اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کر دیا اور اُن کو اینٹوں کے پزاوے میں چلوایا (۲-سموئیل ۱۲: ۳۱) غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ داؤد نے انہیں ان کاموں پر لگایا یعنی انہیں لکڑی چیرنے، پھاڑنے اور اینٹیں بنانے پر بیگار میں پکڑا (۱-تواریخ ۲۰: ۳ مقابلہ کیجئے رومن کیتھولک ترجمہ ۲-سموئیل ۱۲: ۳۱؛ ۱-احبار ۲۰: ۳)۔ عبرانیوں ۱۱: ۳۷ میں لکھا ہے کہ بعض بزرگ "آرے سے چیرے گئے"۔ ایک یہودی روایت کے مطابق یسعیاہ نبی کو منسّی بادشاہ نے آرے سے چروایا۔ شائد یہ اُسی کی طرف اشارہ ہے۔
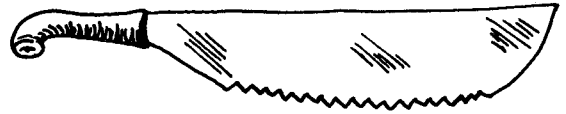
۳- **اُسترہ**:- بال مونڈنے کا اوزار (گنتی ۶: ۵؛ زبور ۵۲: ۲؛ حزقی ایل ۵: ۱)۔ پہلے پہل یہ پتھر کے بنائے جاتے تھے۔ یوسف کے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے حجامت بنوائی (پیدائش ۴۱: ۱۴) - یہ مصری آداب کے مطابق تھا۔ یہودی کاہن کو ڈاڑھی منڈوانے کی اجازت نہ تھی (احبار ۲۱: ۵)۔ اسی طرح نذارت کے دنوں میں سر پر اُسترہ پھیرنے کی اجازت نہ تھی (گنتی ۶: ۵)۔

۴- **بیلچہ**:- پھاوڑے یا کدال کی قسم کا چھوٹا آہنی اوزار (خروج ۲۷: ۳؛ یرمیاہ ۵۲: ۱۸)۔

۵- **پرکار**:- دائرہ کھینچنے کا آلہ۔ اس کا ذکر صرف یسعیاہ ۴۴: ۱۳ میں ہے۔

۶- **پھالا- پھالی**:- زمین چیرنے کا آلہ جو ہل میں لگایا جاتا ہے (یوایل ۳: ۱۰؛ یسعیاہ ۲: ۴؛ میکاہ ۴: ۳)۔

۷- **پینا**:- ایک آٹھ فٹ لمبا لکڑی کا ڈنڈا، جس کے ایک کونے میں لوہے کا کدالی نما اوزار ہل صاف کرنے کے لئے لگا ہوتا ہے اور دوسری طرف ایک تیز نوک دار لوہا بیل ہانکنے کے لئے جیسے آر کہتے ہیں۔ شمجر (قضاۃ ۳: ۳۱) کے ہاتھ میں یہ ایک کامیاب ہتھیار ثابت ہوا۔

واعظ ۱۲: ۱۱ میں اسے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔

اعمال ۲۶: ۱۴ میں پولس رسول کے تبدیلی سے پہلے کے رویّہ کو ایک ضدی بیل کی حرکت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۸- **جُوا**:- وہ لکڑی جو ہل یا گاڑی کے آگے لگی ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر دو جانوروں کو اس طرح جوڑتی ہے کہ وہ مل کر کام کر سکیں۔ یہ اُن کے کندھوں پر رکھی جاتی ہے (گنتی ۱۹: ۲؛ متی ۱۱: ۳۰)۔ یہ اکثر مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

۹- **چاک**:- کمہار کا وہ پہیہ جس پر وہ گیلی مٹی رکھ کر اُسے پاؤں سے گھماتا ہے اور ہاتھ سے مٹی کو شکل دیتا ہے۔ اس کا ذکر صرف یرمیاہ ۱۸: ۳ میں ہے۔

۱۰- **چکی، چکی کا پاٹ**:- دانہ پیسنے کا آلہ۔ اس کے اوپر تلے دو حصے ہوتے ہیں جن کو پاٹ کہتے ہیں۔ یہ بھاری پتھر کے بنے ہوتے ہیں (گنتی ۱۱: ۸؛ قضاۃ ۹: ۵۳؛ مرقس ۹: ۴۲)۔ بڑی چکی کو خراس کہتے ہیں۔ دیکھئے رومن کیتھولک ترجمہ مرقس ۹: ۴۱؛ مکاشفہ ۱۸: ۲۱۔

۱۱- **چمٹا**:- آگ پکڑنے کا آلہ۔ دست پناہ (۱-سلاطین ۷: ۴۹؛ ۲-تواریخ ۴: ۲۱)۔

۱۲- **چمچ**:- یہ غالباً بخور دان اور چھوٹے کٹورے تھے۔ موجودہ چمچوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں (گنتی ۷: ۱۴ مقابلہ کریں رومن کیتھولک عدد ۷: ۱۴)۔

۱۳- **چھری**:- کاٹنے کا تیز دھار اوزار (پیدائش ۲۲: ۶؛ قضاۃ ۱۹: ۲۹)۔ پہلے پہل یہ پتھر (چقمق) سے بنائے جاتے تھے (یشوع ۵: ۲، ۳)، اور مذہبی رسومات میں یہ دیر تک استعمال ہوئے کیونکہ ان کو دھات سے زیادہ پاک سمجھا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل سے بہت پہلے فلستی لوہے اور دھات کی چھریاں وغیرہ استعمال کرتے تھے (۱-سموئیل ۱۳: ۱۹، ۲۲)۔

۱۴- **چھلنی**:- آٹا وغیرہ چھاننے کا ظرف (عاموس ۹: ۹)۔

۱۵- **درانتی**:- ایک دندانے دار اوزار جس سے فصل وغیرہ کاٹتے ہیں (یرمیاہ ۵۰: ۱۶؛ تثنیہ شرع ۱۶: ۹)۔ مرقس اور یوحنا رسول درانتی کو مجازی معنوں میں استعمال کرتے ہیں (مرقس ۴: ۲۹؛ مکاشفہ ۱۴: ۱۴)۔

۱۶- **دست پناہ**:- (مخفف دسپنا) آگ پکڑنے کا اوزار، چمٹا (یسعیاہ ۶: ۶)۔

۱۷- **دھونکنی**:- آگ کو ہوا دینے کا آلہ (یرمیاہ ۶: ۲۹)۔ یہاں ترجمہ یوں کیا گیا ہے "دھونکنی جل گئی" بہتر ترجمہ یہ ہے "دھونکنی چل رہی ہے"۔ دیکھئے ارمیاہ ۶: ۲۹)۔

۱۸- **رسّی، ڈوری**:- پیمائش کے لئے (حزقی ایل ۴۰: ۳؛ میکاہ ۲: ۵)۔

۱۹۔ رندا :۔ لکڑی چھیلنے اور صاف کرنے کا اوزار۔ اس کا ذکر صرف یسعیاہ ۴۴: ۱۳ میں ہے۔

۲۰۔ ریتی :۔ وہ اوزار جس سے لکڑی اور دھات کو رگڑ کر صاف کرتے ہیں۔ یہ لفظ صرف ۱۔سموئیل ۱۳: ۲۱ میں استعمال ہوا ہے۔ عبرانی میں یہ آیت کچھ غیر واضح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبرانی متن میں دو لفظ ہیں جن کا ترجمہ قیاسی ہے کیونکہ ان کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ تاہم کچھ عرصہ ہوا کہ یروشلیم کے قریب کھدائی کے دوران ایک وزن کا باٹ پایا گیا جس پر ان میں سے ایک لفظ فِم یا پیِم کندہ تھا۔ اس دریافت کی روشنی میں اس آیت کا یہ ترجمہ تجویز کیا گیا ہے: "اور پھالیوں کو تیز کرنے کی اُجرت ایک فِم تھی اور کدالوں، کانٹوں اور کلہاڑوں کے لئے اور پینوں کو درست کرنے کے لئے ایک تہائی مثقال۔"

۲۱۔ ساھول، ساھل :۔

لٹکن، پتھر یا لوہے کا گولہ جس میں کنڈا لگا ہوتا ہے۔ معمار لوگ اس میں ڈورا ڈال کر دیوار وغیرہ کی سیدھ اور کجی معلوم کرتے ہیں۔ بائبل میں یہ مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے کہ خدا انسان کی راستبازی کو کس طرح پرکھتا ہے (عاموس ۷: ۷-۹ [لوہا]؛ ۲۔سلاطین ۲۱: ۱۳؛ یسعیاہ ۲۸: ۱۷)۔

۲۲۔ سُتاری۔ سُوا :۔ چھید کرنے کا اوزار (خروج ۲۱: ۶؛ استثنا ۱۵: ۱۷)۔
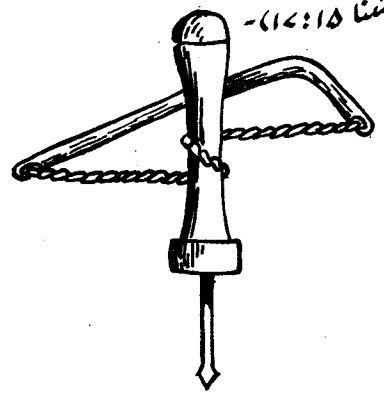
۲۳۔ سرکنڈا۔ پیمائش کا :۔ نرسل۔ پتلے بانس کی طرح ایک پودا، جس سے پیمائش کی جاتی ہے (حزقی ایل ۴۰: ۳)۔

۲۴۔ سُوئی :۔ کپڑے سینے کا کانٹا۔ یہ ایک طرف سے نوکدار ہوتا ہے اور دوسری طرف اس میں ایک باریک سوراخ ہوتا ہے جس میں دھاگا ڈالتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح اس سوئی کے ناکے کا ذکر کرتے ہیں (متی ۱۹: ۲۴؛ مرقس ۱۰: ۲۵؛ لوقا ۱۸: ۲۵)۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوئی کے ناکے سے وہ چھوٹا دروازہ مراد ہے جو ڈیوڑھی کے بڑے پھاٹک کے ایک پٹ میں اکیلے آدمی کے گذرنے کے لئے لگا ہوتا ہے۔

۲۵۔ سیخ :۔ لوہے کی لمبی اور گول سلاخ۔ ہمارے ہاں اس پر کباب بھونتے ہیں۔ بائبل میں اس کا ذکر اُن اوزاروں کے ساتھ ہے جو قربانی کے سلسلہ میں استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ سیخیں گوشت اُٹھانے کے کام آتی تھیں (خروج ۲۷: ۳؛ ۳۸: ۳)۔

۲۶۔ قلم تراش :۔ قلم تیار کرنے کا چاقو (یرمیاہ ۳۶: ۲۳۔ رومن کیتھولک ترجمہ میں لفظ چاقو ہی استعمال کیا گیا ہے)۔

۲۷۔ کانٹا :۔ دھات کا ایک اوزار جس میں ایک سے زیادہ شاخیں ہوتی تھیں۔ یہ قربانی کے گوشت کو اُٹھانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس کے لئے عبرانی کے دو ملتے جلتے لفظ ہیں جن کا ترجمہ اُردو میں سیخ اور کانٹا سے کیا گیا ہے۔

کانٹا : ۱۔سموئیل ۲: ۱۳، ۱۴؛ ۱۔تواریخ ۲۸: ۱۷؛ ۲۔تواریخ ۴: ۱۶۔

سیخ : خروج ۲۷: ۳؛ ۳۸: ۳؛ گنتی ۴: ۱۴۔ نیز دیکھئے جسم میں کانٹا۔

۲۸۔ کدال۔ کدالی :۔ زمین کھودنے کا اوزار (۱۔سموئیل ۱۳: ۲۰؛ یسعیاہ ۷: ۲۵)۔

۲۹۔ کلہاڑا :۔ لکڑی کاٹنے کا اوزار۔ آٹھ مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ کلہاڑا کیا گیا ہے (استثنا ۱۹: ۵؛ قضاۃ ۹: ۴۸؛ متی ۳: ۲۰)۔

۳۰۔ کھُرپی :۔ زمین کھودنے کا اوزار۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اپنے سامان کے ساتھ بیابان میں اسے بھی ساتھ رکھیں تاکہ جب رفع حاجت کے لئے بیٹھیں تو اپنے فضلہ کو ڈھانک دیں (استثنا ۲۳: ۱۳۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے میخ کہا گیا ہے)۔

۳۱۔ گلگیر :۔ شمع یا چراغ کی بتی کاٹنے کی قینچی جس میں جلی بتی کا ٹکڑا اڈال جائے سے گلدان کہتے تھے (خروج ۲۵: ۳۸؛ ۳۷: ۲۳)۔

۳۲۔ مارتول : ہتھوڑا یا ٹھونکنے کا آلہ (۱۔سلاطین ۶: ۷؛ کیتھولک ترجمہ میں ہتھوڑا ہی ہے)۔

۳۳۔ میخ : کیل۔ کھونٹی۔ کھُرپی (قضاۃ ۴: ۲۱؛ ۵: ۲۶؛ استثنا ۲۳: ۱۳)۔ تنبو گاڑنے کی کھونٹی (خروج ۲۷: ۱۹؛ یسعیاہ ۵۴: ۲)۔

۳۴۔ میخچو :۔ میخ ٹھونکنے کی ہتھوڑی۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے موگری کہا گیا ہے (قضاۃ ۴: ۲۱)۔

۳۵۔ نشتر :۔ تیز چاقو (۱۔سلاطین ۱۸: ۲۸)۔

۳۶۔ نہائی :۔ لوہا کوٹنے کا اوزار۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ اہرن استعمال کیا گیا ہے (یسعیاہ ۴۱: ۷)۔

۳۷۔ **ھتھوڑا** :۔ دھات وغیرہ کوٹنے کا اوزار (یرمیاہ ۵۰: ۲۳؛ زبور ۷۴: ۶)۔

۳۸۔ **ھل** :۔ زمین جوتنے کا آلہ۔ عام طور پر بیلوں کا جوڑا اُسے کھینچتا ہے۔ ہل پر بایاں ہاتھ رکھ کر اُسے سیدھا چلاتے ہیں۔ دائیں ہاتھ سے جانور ہانکتے ہیں۔ اسی لئے پیچھے مڑ کر دیکھنا خطرناک ہوتا ہے (لوقا ۹: ۶۲)۔

۳۹۔ **ھنسوا** :۔ ایک غیر معروف ہندی (پراکرت) لفظ جس کے معنی درانتی ہے۔ یہ صرف پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (استثنا ۱۶: ۹؛ ۲۳: ۲۵؛ یسعیاہ ۲: ۴؛ ۱۸: ۵؛ یوایل ۳: ۱۳؛ میکاہ ۴: ۳)۔ غالباً وہ زراعتی اوزار تھا جس سے انگور کی بیلوں کو چھانٹتے تھے۔

اوزاؔل :۔ بنی سِم میں سے یقطان کا چھٹا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۷؛ تواریخ ۱: ۲۱)۔ یمن کے دارالخلافے کی بنیاد اسی نے ڈالی۔

اوزان وپیمانہ جاتِ بائبل :۔

حصّہ اوّل۔ پرانے عہد نامہ کے اوزان اور پیمانہ جات

زمانۂ حاضرہ میں ناپ تول کا علم ایک صحیح اور قطعی علم ہے۔ ہم صحیح اور معیاری اوزان اور پیمانوں سے مانوس ہیں۔ مرکزی حکومت قانونی ضابطے کے تحت اُن کی یکسانیت اور معیاری ہونے پر کڑی نظر رکھتی ہے۔

لیکن زمانہ قدیم میں یہ ممکن نہیں تھا۔ وزن اور فاصلے کو ماپنے کے لیے اندازے سے کام لیا جاتا تھا۔ اِن آلات کا معیار شہر شہر اور ضلع ضلع میں مختلف تھا۔ ہمیں اِس بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ بنی اسرائیل نے کوئی مکمل اور مسلّم ناپ تول کا نظام اپنایا ہو جس میں معیار کی یکسانیت ہو۔

داؔؤد بادشاہ کے زمانہ میں شائد کوئی شاہی تول ہوتا تھا (۲۔سموئیل ۱۴: ۲۶) اور حزقی ایل نبی نے صحیح وزن اور ناپ کی تلقین کی تھی (۴۵: ۱۰)۔ لیکن ہم ربّیوں کی اس روایت کی تصدیق نہیں کر سکتے کہ ہیکل میں معیاری اوزان اور پیمانوں کے نمونے جمع تھے (قب ۱۔تواریخ ۲۳: ۲۹)۔ تاہم شریعت کئی مقاموں پر صحیح ناپ تول رکھنے کی ہدایت کرتی ہے (احبار ۱۹: ۳۵، ۳۶؛ استثنا ۲۵: ۱۳)۔ انبیاء نے اُن تاجروں کے خلاف اپنی آواز بلند کی جو وزن گھٹاتے بڑھاتے (میکاہ ۶: ۱۱) یا غلط ترازو استعمال کر کے (امثال ۱۱: ۱؛ ۲۰: ۲۳) لوگوں کو دھوکا دیتے تھے۔

ایک مصری سونے کے کڑھوں کو تول رہا ہے۔ تولنے کے باٹ بیل کے سر اور مخروطی شکل کے ہیں۔ یہ تصویر تھیبیس شہر کے ایک مقبرہ کی دیوار پر نقش تھی۔ تقریباً ۱۵۰۰ صدی قبل مسیح)۔

پرانے زمانے کے ترازو میں چھ فی صد غلطی کی گنجائش تھی۔ اب تک جتنے باٹ ملے ہیں جن پر اُن کا نام اور وزن منقوش ہے اُنکا وزن مکمل طور پر برابر نہیں۔ اس لئے ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان قدیم اوزان اور پیمانوں کا صحیح وزن تعیّن کر سکیں۔

۱۔ اوزان۔ تولنے کے باٹ

پرانے زمانے میں وزن کرنے کے لئے پتھر کے باٹ استعمال ہوتے تھے۔ وہ مختلف شکلوں میں تراشے جاتے تھے مثلاً بطخ، شیر اور حلوان وغیرہ اور اُن پر اُن کا وزن کندہ ہوتا تھا۔ ان کے نچلے حصے

شیر کی شکل کا اسوری باٹ

بطخ نما باٹ جس پر ۲ قنطار کندہ تھا۔ یہ لاغاش میں پایا گیا۔ تقریباً (۲۱۰۰ ق۔م)۔

چپٹے ہوتے تھے تاکہ استعمال میں آسانی ہو۔ ان کو تھیلے میں رکھ کر خرید و فروخت کے لئے لے جایا جاتا تھا۔ اس طرح تاجروں میں رائج تول کی پرکھ اور وزن کی جانچ پڑتال خود کر کے تسلّی ہو جاتی تھی (قب پیدائش ۱۶:۲۳)۔

۱۔ قنطار :۔ (عربی = ڈھیر)۔ یہ عبرانی لفظ کِکّار (= گول چکر) کا ترجمہ ہے۔ اس کے لئے یونانی لفظ تلنتن (= ایک وزن) ہے۔ یہ وزن کی سب سے بڑی اکائی تھی تقریباً ۳۰ کلوگرام = ۶۶٫۲ پونڈ۔

دھات کی بڑی مقدار کو عام طور پر ایک گول شکل میں ڈھالتے تھے اور شاید اسی وجہ سے اسے عبرانی نام کِکّار دیا گیا تھا (زکریاہ ۵:۷، قب کیتھولک ترجمہ)۔

یہ سونا (۲۔سموئیل ۱۲:۳۰)، چاندی (۱۔سلاطین ۲۰:۳۹)، لوہا (۱۔تواریخ ۲۹:۷) اور پیتل (خروج ۳۸:۲۹) کے تولنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

سلیمان بادشاہ کو ایک سال میں چھ سو چھیاسٹھ قنطار سونا آتا تھا (۱۔سلاطین ۱۰:۱۴)۔

نئے عہدنامہ میں اس نام کی نقدی کو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں توڑا پکارا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں قنطار ہی استعمال ہوا ہے (متی ۱۸:۲۴؛ ۲۵:۱۵، ۱۶، ۲۰)۔ ایک قنطار میں تین ہزار (۳۰۰۰) مثقال تھے۔

۲۔ مانہ (مِنا) حزقی ایل ۴۵:۱۲؛ مَنہ (مِنا) عزرا ۲:۶۹؛ نحمیاہ ۷:۷۱، ۷۲۔

یہ سونا (۱۔سلاطین ۱۰:۱۷) پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ سیروں میں تبدیل کیا گیا ہے تاہم کیتھولک ترجمہ میں مَنا ہے۔ دیکھئے ۱۔ملوک ۱۰:۱۷) چاندی اور دوسری اشیاء تولنے کے لئے استعمال ہوتا تھا (عزرا ۲:۶۹ وغیرہ)۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسیری سے پہلے راس شمرہ کی طرح فلسطین میں بھی ۵۰ مثقال کا مانہ ہوتا تھا۔ خروج ۳۸:۲۵-۲۶ کے حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قنطار میں ۳۰۰۰ مثقال تھے۔

۶۰۳۵۵۰ (چھ لاکھ تین ہزار ساڑھے پانچسو) مردوں نے فی کس نیم مثقال ہدیہ دیا یعنی ۳۰۱۷۷۵ مثقال۔ یہ ایک ہزار سات سو پچھتر (۱۷۷۵) مثقال اور ایک سو قنطار کے برابر ہے (آیت ۲۵)۔ اس کا مطلب ہوا کہ سو قنطار تین لاکھ مثقال کے برابر ہیں۔ اس لئے ایک قنطار میں تین ہزار مثقال ہوئے۔ اگر مانہ میں ۵۰ مثقال ہوں تو قنطار میں ۶۰ مانہ ہوں گے۔

حزقی ایل ۴۵:۱۲ کے مطابق مانہ میں ۶۰ مثقال دیئے گئے ہیں (پروٹسٹنٹ ترجمہ سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ مانہ ۲۰، ۲۵ اور ۱۵ مثقال کے باٹوں کی جمع ہے یعنی ۶۰ مثقال، کیتھولک ترجمہ میں ۵۰ مثقال کے منا کا ہے)، تاہم اس سے پہلے ۵ اور ۱۰ مثقال کا ذکر سمجھ میں نہیں آتا۔ دیکھئے حزقی ایل ۴۵:۱۲)۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ زیادہ تر ذکر ۵ مثقال کے مرکبات کا ہے (مثلاً ۴۰۰ = پیدائش ۲۳:۱۵؛ ۵۰۰ = خروج ۳۰:۲۴؛ ۵۰۰۰ = ۱۔سموئیل ۱۷:۵؛ ۱۶۷۵۰ = گنتی ۳۱:۵۲)۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل ۵۰ مثقال کا مانہ استعمال کرتے تھے۔

۳۔ مثقال :۔ (عبرانی، شاقل = تولنا، عربی، ثِقل = بوجھ، وزن)۔

تمام سامی قوموں میں مثقال ایک بنیادی وزن تھا لیکن اس کے وزن کی مقدار مختلف وقتوں اور علاقوں میں مختلف رہی ہے۔

(۱) شاہی تول کا مثقال (۲۔سموئیل ۱۴:۲۶)۔ یہ معیاری مثقال بابل میں بھی رائج تھا۔ راس شمرہ کا وزنی مثقال بھی غالباً یہی تھا۔ جو مثقال کے باٹ جبعون، جزر، مجدّو اور تل النصبیع میں پائے گئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وزن تقریباً ۱۳ گرام تھا۔

(۲) عام مثقال (۱۔سموئیل ۱۷:۵)۔ یہ ½۱۱ گرام کا تھا (۳) مُقدس کا مثقال (خروج ۳۰:۱۳؛ احبار ۵:۱۵)۔ اسے عبرانی میں پاک یا مُقدّس مثقال کہا گیا ہے۔ یہ ۱۰ گرام کا تھا۔ اس میں بیس جیرہ ہوتے تھے۔

نیم مثقال بیکا کے برابر تھا (خروج ۳۸:۲۶)۔

ہر شخص کو ہیکل میں بطور ہدیہ نیم مثقال دینا ہوتا تھا لیکن نحمیاہ اور عزرا کے زمانہ میں اس کو ⅓ مثقال کر دیا گیا (نحمیاہ ۱۰:۳۲)۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے اور پطرس کے لئے ہیکل میں ایک مثقال پیش کیا (متی ۱۷:۲۷)۔

۴۔ پیم :۔ یہ نام اردو ترجمہ میں نہیں آتا۔ عبرانی متن میں یہ ۱۔سموئیل ۱۳:۲۱ میں ہے اور اس کا ترجمہ ریتی کیا گیا ہے۔ حالیہ کھدائی کے دوران لکیس، یروشلیم، جزر اور تل النصبیع کے مقاموں سے کچھ باٹ ملے ہیں جن پر یہ لفظ عبرانی میں کندہ ہے (پ۔ی۔م)۔ ان کا وزن تقریباً

½ مثقال کے برابر ہے۔ یہ معلوم ہونے سے کہ پیم ایک وزن کا نام ہے ۱۔سموئیل ۱۳ :۲۱ کی مشکل آیت کا بہتر ترجمہ ممکن ہو گیا ہے اور وہ تضاد جو ۲۰ اور ۲۱ آیت میں ہے دُور ہو گیا ہے۔ نیا ترجمہ ملاحظہ ہو :۔

"سو سب اسرائیلی اپنی پھالی اور بھالے اور کلہاڑی اور کدال کو تیز کرانے کے لئے فلستیوں کے پاس جاتے تھے۔ ⅔ پھالی اور بھالے کو تیز کرنے کی اُجرت ایک پیم تھی۔ کلہاڑی، کدال اور پینے کو درست کرنے کے لئے وہ ایک تہائی مثقال طلب کرتے تھے"۔

۵۔ بیکا :۔ (عبرانی = حبزکسر) ۔ یہ وزن سونا تولنے کے لئے استعمال ہوتا تھا (پیدائش ۲۴ : ۲۲ ۔ اردو ترجمہ میں اسے نصف مثقال کہا گیا ہے۔ خروج ۳۸ : ۲۶ میں بیکا یعنی نیم مثقال درج ہے) ۔ یہ اُس چندے کے سلسلہ میں آتا ہے جو ہر بالغ یہودی کو ہیکل کے اخراجات کے لئے سالانہ دینا ہوتا تھا (خروج ۳۸ : ۲۶ ؛ ۳۰ : ۱۳ قب متی ۱۷ : ۲۷) ۔ پچھلے دنوں میں لکیش، یروشلیم، جزرا اور بیت صور کے مقاموں سے سات باٹ دستیاب ہوئے ہیں جن پر عبرانی حروف ب۔ق۔ع نقش ہیں۔ ان باٹوں کے اوسط وزن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیکا کا وزن تقریباً ۶ گرام سے کچھ ہی زیادہ ہوتا تھا۔

۶۔ جیرہ :۔ (عبرانی = ایک چھوٹا ٹکڑا ۔ بیج) ۔ یہ مثقال کا بیسواں حصہ تھا (خروج ۳۰ : ۱۳ ؛ حزقی ایل ۴۵ : ۱۲) ۔ یہ سب سے چھوٹا وزن تھا۔

دیگر اوزان جن کا ذکر بائبل میں آیا ہے :۔

۷۔ قسیطہ :۔ (عبرانی = وزن کا ایک حصہ قب عربی قسط) ۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ یہ عبرانی میں پیدائش ۳۳ : ۱۹ ؛ یشوع ۲۴ : ۳۲ اور ایوب ۴۲ : ۱۱ میں آتا ہے۔

لفظ قسیطہ پروٹسٹنٹ اردو ریفرنس بائبل میں ایوب ۴۲ : ۱۱ کے حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۳۳ : ۱۹ کے حاشیہ میں درج ہے۔ مضروب سکّوں کی ایجاد سے پہلے خرید و فروخت کے لئے چاندی اور سونے کے ٹکڑے استعمال کئے جاتے تھے۔ ان کو تول کر قیمت ادا کی جاتی تھی۔ تول کے باٹ مختلف حجم اور شکل کے ہوتے تھے۔ ایک ٹکڑا جس کی قیمت بکری کے بچے یعنی حلوان کے برابر ہو وہ حلوان کی شکل کا ہوتا یا اُس پر حلوان کندہ ہوتا تھا۔ اس ٹکڑے کو قسیطہ پکارا گیا ہے۔

۸۔ فرس :۔ (جمع فرسین ۔ ارامی) ۔ یہ غالباً آدھے مثقال کے برابر تھا اور بائبل میں رائج تھا (دانی ایل ۵ : ۲۵، ۲۸) ۔

۹۔ تقیل :۔ یہ مثقال کے لئے ارامی لفظ ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے تقل کہا گیا ہے۔

ب ۔ پیمانہ جات

پیمانۂ طول :۔

۱۰۔ سرکنڈا :۔ (عبرانی = قانہ)

اکثر سرکنڈے کو ماپنے کے آلے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ عام طور پر چھ ہاتھ لمبا ہوتا تھا اس لئے اسے بطور پیمانہ بھی استعمال کرتے تھے (حزقی ایل ۴۰ : ۵ ۔ پیمائش کا سرکنڈا) ۔

۱۱۔ ہاتھ :۔ (عبرانی = اَمّہ) ۔
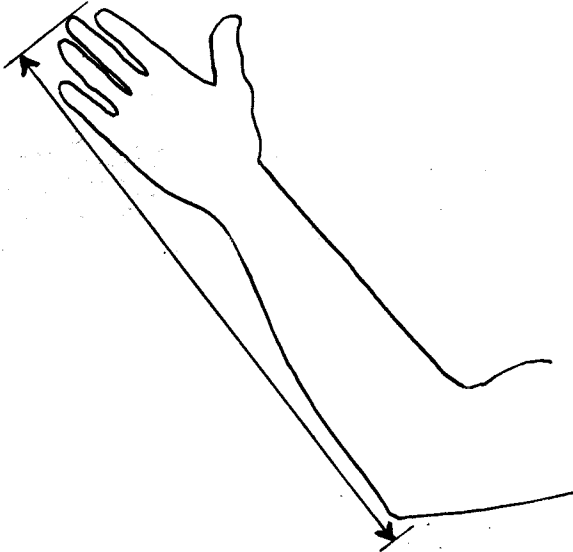
ایک ماپ جس کی لمبائی کہنی سے سرِ انگشت تک ہوتی ہے (۱۷.۵ انچ = ۴۴۵ ملی میٹر) ۔ یہ قدرتی ناپ (استثنا ۳ : ۱۱ ۔ "آدمی کے ہاتھ" کے مطابق) آدمی کا قد (۱۔سموئیل ۱۷ : ۴ ؛ ۱۔تواریخ ۹ : ۲۳)، کسی چیز کی لمبائی اونچائی (آستر ۵ : ۱۴ ؛ زکریاہ ۵ : ۲)، گہرائی (پیدائش ۷ : ۲۰) یا فاصلہ ناپنے کے لئے (یوحنا ۲۱ : ۸) استعمال کرتے تھے۔ "لمبا" یا "شاہی" ہاتھ عام ہاتھ سے چار انگل زیادہ لمبا تھا (حزقی ایل ۴۰ : ۵ "ہر ایک ہاتھ پورے ہاتھ سے چار انگل بڑا") ۔

۱۲۔ بالشت :۔ (عبرانی = زیرت) ۔

وہ لمبائی جو ہاتھ کا پنجہ پھیلانے پر انگوٹھے اور چھنگلیا کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ نصف ہاتھ کے برابر تھی (۱۔سموئیل ۱۷ : ۴ ؛ خروج ۲۸ : ۱۶ ؛ حزقی ایل ۴۳ : ۱۳) ۔

۱۳۔ انگل :۔ (عبرانی = اصبع) ۔ انگلی کی چوڑائی تقریباً ¾ انچ =

۱۹ ملی میٹر (یرمیاہ ۵۲:۲۱)۔

۱۴۔ چار اُنگل :- (عبرانی = تومح)۔ چَپّا۔ ہتھیلی بھر چوڑائی۔
۳ انچ = ۷۶ ملی میٹر۔

۱۵۔ فاصلے کا ناپ :- اسیری سے پہلے فاصلہ ماپنے کے لئے تیر، پتھر وغیرہ کی مار کا اوسط فاصلہ بطور اکائی گنا جاتا تھا۔ مثلاً "تیر کا ٹپا" (پیدائش ۲۱:۱۶۔ کیتھولک تیر پرتاب)؛ "پتھر کا ٹپہ" (لوقا ۲۲:۴۱) یا وہ فاصلہ جو ایک معین وقت میں طے کیا جائے مثلاً ایک دن کی راہ یا منزل (گنتی ۱۱:۳۱؛ ۱۔ سلاطین ۱۹:۴) یا وہ فاصلہ جو ہل کے ایک سمت جانے میں طے ہو۔ دگیھاری ۱۔ سموئیل ۱۴:۱۴)۔

۱۶۔ قدم :- ایک قدم کا فاصلہ۔ یہ صرف ۱۔ سموئیل ۲۰:۳ میں آیا ہے۔

ج۔ پیمانہ جاتِ رقبہ :-

کسی سطح کا رقبہ بتانے کے لئے پیمانے نہیں تھے۔ رقبہ کو اُس کی لمبائی چوڑائی دے کر بتایا جاتا تھا (۱۔ سلاطین ۷:۳۱۔ چوکور؛ حزقی ایل ۴۰:۴۷۔ مربع؛ حزقی ایل ۴۵:۲۔ چاروں طرف سے برابر)۔

دائرے کے محیط اور قطر کے لئے "گھیر" اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کی پیمائش کے لئے "تک" کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں (۱۔ سلاطین ۷:۲۳؛ ۲۔ تواریخ ۴:۲۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ قُطر اور محیط کو استعمال کیا گیا ہے)۔

۱۷۔ بیگھہ :- زمین کا رقبہ بیان کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے (۱۔ سموئیل ۱۴:۱۴؛ یسعیاہ ۵:۱۰)۔ اس کے لئے عبرانی لفظ صمد استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں بیلوں وغیرہ کی ایک جوڑی ۱۔ سموئیل ۱۱:۷؛ قضاۃ ۱۹:۱۰ لیکن ۱۔ سموئیل ۱۴:۱۴ اور یسعیاہ ۵:۱۰ میں اس کے معنی ہیں زمین کا وہ رقبہ جو ایک جوڑی بیل ایک دن میں ہل چلا کر تیار کر سکیں، (قب عربی لفظ فَدّان جس کا مطلب بھی یہی ہے)۔ زمین کے رقبے اور قیمت کا اندازہ لگانے کا ایک اور بھی طریقہ تھا۔ یہ بیج کی مقدار پر مبنی تھا مثلاً ایک خومر وزن کے بیج کو جس رقبے میں بویا جاسکے اُسکی قیمت چاندی کی پچاس مثقال کے برابر تھی (احبار ۲۷:۱۶)۔ اسی طرح وہ کھائی جو ایلیاہ نبی نے مذبح کے اردگرد بنائی تھی (۱۔ سلاطین ۱۸:۳۲) اُس میں "دو پیمانہ بیج کی سمائی تھی"۔

بیج کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ "زرع" ہے (قب عربی زرع جس سے ہمارا لفظ زراعت مشتق ہے)۔

د۔ پیمانہ جات برائے اشیائے خشک

۱۸۔ خومر (حُمر) :-
(عبرانی = ڈھیر۔ گدھا)۔
جو مقدار ایک گدھا لے جاسکتا تھا اسے اناج کا پیمانہ بنایا گیا (احبار ۲۷:۱۶؛ حزقی ایل ۴۵:۱۳)۔ اس کی مقدار ۲۲۰ لیٹر = ۴۸½ گیلن تھی۔ دس ایفہ ایک خومر کے برابر تھے۔

۱۹۔ کُر۔ کور :- اردو ترجمہ میں دونوں ہجے استعمال ہوئے ہیں۔ یہ خشک اشیاء کا بڑا پیمانہ تھا جو ایک خومر کے برابر تھا (حزقی ایل ۴۵:۱۴)۔ اس سے میدہ، آٹا، گیہوں اور جَو ناپتے تھے (۲۔ تواریخ ۲:۱۰؛ ۱۔ سلاطین ۴:۲۲)۔

۱۔ سلاطین ۵:۱۱ اور حزقی ایل ۴۵:۱۴ میں اسے اشیائے تر کی پیمائش کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

۲۰۔ لاتک :- ایک ناپ جو آدھے خومر کے برابر تھا۔ اس کا عبرانی نام صرف کیتھولک ترجمہ میں ہوسیع ۳:۲ میں آیا ہے۔

۲۱۔ ایفہ :- ایک بڑے برتن کا نام جس میں ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا (زکریاہ ۵:۶-۱۰)۔ یہ ایک معیاری پیمانہ تھا اور اس میں کمی بیشی کرنے کی ممانعت تھی (احبار ۱۹:۳۶؛ عاموس ۸:۵)۔ اس سے صرف اناج ماپتے تھے اور اس کے چھٹے اور دسویں حصّہ کا ذکر آتا ہے (حزقی ایل ۴۵:۱۳؛ ۴۶:۱۴؛ احبار ۵:۱۱)۔ یہ ایک پرانا ناپ تھا جو قاضیوں کے زمانے میں بھی عام تھا (قضاۃ ۶:۱۹)۔ بت ایفہ کے برابر اشیائے تر کا پیمانہ تھا (حزقی ایل ۴۵:۱۱)۔

۲۲۔ سعا :- یہ آٹے اور اناج کو ماپنے کے لئے ایک عبرانی پیمانہ تھا۔ اس کا ترجمہ اردو میں پیمانہ کیا گیا ہے۔ صرف کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۱۸:۶ میں لفظ سعا استعمال کیا گیا ہے۔ باقی حوالوں میں دونوں ترجموں میں پیمانہ ہی ہے (پیدائش ۱۸:۶؛ ۱۔ سلاطین ۱۸:۳۲)۔

۲۳۔ اومر۔ (عومر) :- (عبرانی = چھوٹا برتن)۔ اس کا ذکر صرف خروج باب ۱۶ میں من کے سلسلے میں آتا ہے (آیات ۱۶، ۱۸، ۳۲، ۳۳)۔ یہ ایفہ کا دسواں حصّہ تھا (خروج ۱۶:۳۶)۔

۲۴۔ قب :- اس عبرانی پیمانہ کا بھی اردو میں ترجمہ پیمانہ ہی کیا گیا ہے۔ یہ عبرانی متن میں صرف ۲۔ سلاطین ۶:۲۵ میں آتا ہے۔

ہ۔ پیمانہ جات برائے اشیائے تر

۲۵- بت :- یہ ایفہ کے برابر اشیائے تر کا پیمانہ تھا (حزقی ایل ۴۵: ۱۱، ۱۴) - یہ پانی (۱- سلاطین ۷: ۲۶)، مے (یسعیاہ ۵: ۱۰) اور تیل (۲- تواریخ ۲: ۱۰) ماپنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا- یہ ایک معیاری وزن تھا (حزقی ایل ۴۵: ۱۰) - لوقا ۱۶: ۶ میں یونانی میں اسی وزن کا ذکر ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے من کہا گیا ہے - یہ ۲۲ لیٹر کے برابر تھا-

۲۶- ہین :- (عبرانی = برتن) -
یہ ماپنے کے لئے ایک برتن تھا اور پانی، تیل اور مے کے لئے استعمال ہوتا تھا (احبار ۱۹: ۳۶؛ حزقی ایل ۴: ۱۱؛ خروج ۲۹: ۴۰؛ احبار ۲۳: ۱۳) - مشہور یہودی مؤرخ ★ یوسیفس کے مطابق ہین بت کا چھٹا حصّہ تھا-

۲۷- لوج :- اس پیمانے کا ذکر صرف احبار ۱۴: ۱۰، ۱۲ میں کوڑھی کے شفا پانے کے بعد طہارت کی رسم کے سلسلے میں کیا گیا ہے-
★ تلمود کے مطابق یہ بت کا بارھواں حِصّہ تھا-

حِصّہ دوم - نئے عہد نامہ کے اوزان اور پیمانہ جات

ا- اوزان :- نئے عہد نامہ کے یونانی متن میں صرف دو وزن کے پیمانوں کا ذکر ہے-

۲۸- لیطرہ litra جس کا ترجمہ آدھ سیر کیا گیا ہے (یوحنا ۱۲: ۳؛ ۱۹: ۳۹) - یہ رومی وزن ۳۲۷ء۵ گرام کے برابر تھا-

۲۹- تلنتن :- اسے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں من پکارا گیا ہے اور کیتھولک ترجمہ میں قنطار (مکاشفہ ۱۶: ۲۱) - یہ ان اولوں کا وزن ہے جو ساتویں اور آخری آفت کے وقت آدمیوں پر گریں گے-

ب - پیمانہ جاتِ طول

۳۰- ہاتھ :- یہ پرانے عہد نامہ کی طرح ایک قدرتی پیمانہ تھا - یونانی میں اسے پیخُس کہتے تھے - یہ ۵۲ سینٹی میٹر = ۲۱ انچ تھا- غالباً اسی ناپ کا یوحنا ۲۱: ۸ اور مکاشفہ ۲۱: ۱۷ میں ذکر ہے - یہی پیمانہ متّی ۶: ۲۷ اور لوقا ۱۲: ۲۵ کے متبادل ترجمہ یعنی "اپنی عمر میں ایک گھڑی" کی بجائے "اپنے قد کو ایک ہاتھ بڑھا سکے" میں استعمال ہوا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ اور پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ) -

۳۱- پُرسہ (پُرسا) یونانی "اورگیا" orgyia = پھیلانا - یہ ہاتھ پھیلا کر ایک ہاتھ کی انگلیوں سے لیکر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں تک کے فاصلے کے برابر تھا جو تقریباً ۶ فٹ = ۸۵ء۱ میٹر تھا (اعمال ۲۷: ۲۸) -

۳۲- فرلانگ :- کیتھولک ترجمہ میں غلوہ ہے جو عربی لفظ ہے - اس کے معنی ہیں تیر کی انتہائی پھینک کا فاصلہ) -
یہ یونانی لفظ ستادیون stadion کا ترجمہ ہے -

ایک ستادیون ۱۰۰ پُرسہ کے برابر تھا یعنی ۲۰۲ گز = ۸ء۱۸۴ میٹر - یونان کے مشہور کھیلوں کے شہر اولمپیا میں جو دوڑ کا میدان (جولانگاہ) تھا اُس کی لمبائی پورا ستادیون تھی - اسی وجہ سے اس کو ستادیون کہتے تھے اور یہی لفظ انگریزی میں سٹیڈیم بن گیا - یہ یونانی لفظ ۱- کرنتھیوں ۹: ۲۴ میں استعمال ہوا ہے - کیتھولک ترجمہ میں اسے جولانگاہ یعنی دوڑ کا میدان کہا گیا ہے - اس کا ذکر ذیل کے حوالوں میں ہے - پروٹسٹنٹ اسے فرلانگ اور کیتھولک غلوہ کہتے ہیں (متّی ۱۴: ۲۴؛ لوقا ۲۴: ۱۳؛ یوحنا ۶: ۱۹؛ ۱۱: ۱۸؛ مکاشفہ ۱۴: ۲۰؛ ۲۱: ۱۶) -

۳۳- میل :- یہ رومی ماپ کا یونانی نقلِ حرفی ہے - millepassuum یعنی ہزار قدم - یہ ۱۶۱۸ گز = ۱۴۷۸ء۵ میٹر یا ۸ ستادیون کے برابر تھا لوقا ۲۴: ۱۳؛ یوحنا ۶: ۱۹؛ ۱۱: ۱۸) - متّی ۵: ۴۱ میں اس کا ترجمہ کوس کیا گیا ہے، باقی جگہ میل - کیتھولک ترجمہ میں اسے غلوہ میں تبدیل کر کے لکھا گیا ہے-

۳۴- سبت کی منزل :- اِس کا ذکر اعمال ۱: ۱۲ میں آیا ہے - یہ کسی خاص پیمانے کا نام نہیں بلکہ یہودی علمائے دین (ربیوں) کی خروج ۱۶: ۲۹ اور گنتی ۳۵: ۵ کی تشریح کا نتیجہ ہے - ان آیات کی روشنی میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ سبت کے دن دو ہزار ہاتھ سے زیادہ سفر نہ کیا جائے - چنانچہ اتنے فاصلے کا نام "سبت کی منزل" پڑ گیا -

ج - پیمانہ جاتِ اشیائے خشک

۳۵- فینکس :- یہ ایک یونانی پیمانہ تھا جسے کیتھولک ترجمہ فینکس (غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے صحیح ہجا اسی بائبل کے شروع میں صفحہ غ پر خینکس ہے) اور پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سیر کا نام دیا گیا ہے (مکاشفہ ۶: ۶) - مشہور مؤرخ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ شاہ اخسویرس کی حملہ آور فوج کے ایک سپاہی کے روزانہ اناج کے بھتّے کا اتنا وزن ہوتا تھا-

۳۶- ساتون :- ایک اور یونانی پیمانہ جو عبرانی سعا کا یونانی متبادل تھا (دیکھئے اسی مضمون کے پہلے حصّہ میں ۲۲ سعا کے تحت) - اس کا ترجمہ پیمانہ کیا گیا ہے (متّی ۱۳: ۳۳ اور لوقا ۱۳: ۲۱ - پہلے حوالے میں کیتھولک ترجمہ میں سعا ہے) -

اُوزی - اوزائی :- فالال کا باپ جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد دی (نحمیاہ ۳: ۲۵) -

اوس :- دیکھئے شبنم-

اوفاز - اوفیر :- ایک قطعہ جہاں سے سونا نکلتا ہے - (یرمیاہ ۱۰: ۹؛ دانی ایل ۱۰: ۵) شاید اسے اوفیر یا کندن پڑھنا چاہیئے (دیکھئے ۱- سلاطین ۹: ۲۸) - اس کی جائے وقوع اب تک نا معلوم ہے -

اوفیر :- ۱- یقطان کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۹)۔
۲- وہ علاقہ جو اس کی اولاد کے قبضہ میں تھا۔ یہاں بہت سونا ہوتا تھا (۱-سلاطین ۹: ۲۸)۔ یہاں ترسیسی بیڑے کے جہاز ہندوستان سے ہاتھی دانت، بندر اور مور لاتے وقت ٹھہرا کرتے تھے (۱-سلاطین ۱۰: ۲۰)۔ یہ جہاز تین سال میں ایک مرتبہ آیا کرتے تھے۔ اوفیر شروع ہی سے سونے کے لئے مشہور تھا (ایوب ۲۲: ۲۴؛ ۲۸: ۱۶)۔

اوگاریت :- Ugarit صحیح بجا اغاریت شام کا ایک قدیم شہر جو انطاکیہ کے جنوب مغرب میں ۴۰ میل کے فاصلہ پر بحیرۂ روم کے ساحل کے قریب واقع تھا۔ اس کا نام بائبل میں نہیں آتا۔ اور نہ اس کا کوئی نام و نشان باقی تھا۔ ۱۹۲۹ء میں ایک شامی کسان نے اس جگہ کچھ آثار پائے۔ جب کھدائی کی گئی تو پورے شہر کے کھنڈرات برآمد ہوئے۔ یہ بڑا تجارتی اور مذہبی مرکز تھا۔ یہاں بہت مقدار میں مٹی کی تختیاں ملیں جن میں اغاریتی زبان میں عبارت مرقوم تھی۔ ان تختیوں کو راس شمرہ کی تختیاں کہتے ہیں اور یہ بائبل کی تاریخ پر اہم روشنی ڈالتی ہیں۔ دیکھئے آثارِ قدیمہ اور راس شمرہ۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۶-۳ ز-۷- رومہ

اوگوستس (قیصر) :- اس کا اصلی نام گیئس اوکتاویانس تھا۔ یہ ۲۳ ستمبر ۶۳ ق م روم میں پیدا ہوا۔ جب وہ تعلیم پا رہا تھا تو اس نے قیصر کے قتل (۱۵ مارچ ۴۴ ق م) کے متعلق سنا اور فوراً روم روانہ ہو گیا۔ اسے پتہ چلا کہ قیصر نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے دوستوں کی مدد سے بڑی ہوشیاری سے تخت پر قبضہ کر لیا۔ تخت کا وارث ہونے کی بنا پر اس نے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ ۲۷ ق م میں رومی سینیٹ نے اس لقب کے ساتھ اوگوستس کا اضافہ کر دیا۔ خداوند یسوع مسیح اسی کے عہدِ سلطنت میں پیدا ہوئے تھے۔ اس نے ۱۴ عیسوی تک حکومت کی۔ نئے عہدنامہ میں اس کا ذکر صرف ایک مرتبہ آیا ہے (لوقا ۲: ۱)۔

اولام - اُولام :- ۱- منسی کے قبیلہ کے ایک فرد شرس کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۱۶)۔
۲- بنیمین کے قبیلہ کے ایک فرد عیشق کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۳۹-۴۰)۔

اُولائی :- ایک دریا جس کا ذکر دانی ایل نبی دو مرتبہ کرتا ہے (۸: ۲، ۱۶)۔ یہ صوبہ عیلام میں سے ہو کر بہتا تھا۔ سوسن کا شہر اسی کے کنارے واقع تھا۔ نیز دیکھئے سوسن ۱

اوّل و آخر :- یسعیاہ ۴۱: ۴؛ ۴۴: ۶؛ ۴۸: ۱۲۔ یہ خدا کی کاملیت کی طرف اشارہ ہے اور یہی الفاظ مکاشفہ ۲: ۸ میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہی مطلب یونانی کے حروف الفا اور اومیگا ادا کرتے ہیں۔ دیکھئے الفا اور اومیگا۔

اولے :- مشرقِ وسطیٰ میں موسمِ بہار اور موسمِ گرما میں اکثر اولے پڑتے تھے اور فصل کا اور کبھی کبھار مالی اور جانی نقصان کرتے ہیں۔ اولوں کی آفات کا ذکر خروج ۹: ۲۳، ۲۴ اور یشوع ۱۰: ۱۱ میں آتا ہے۔ نبی اولوں کی وبا کو بدکار کی سزا سے منسوب کرتے ہیں (یسعیاہ ۲۸: ۲؛ حزقی ایل ۳۸: ۲۲؛ مکاشفہ ۸: ۷؛ ۱۱: ۱۹)۔

اُدلیاہ - اُدلیا :- ہامان کے دس بیٹوں میں سے پانچواں بیٹا۔ ان سب کو قتل کیا گیا (آستر ۹: ۸)۔

اومر (عومر) :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۳

اومر - اومار :- عیسو کا پوتا (پیدائش ۳۶: ۱۱، ۱۵)۔

اومیگا :- یونانی حروفِ تہجی کا آخری حرف۔ یونانی میں دو "o" ہیں۔ چھوٹا "o" o-mikron اور بڑا "O" o-mega۔ اسے الفا کے ساتھ مکاشفہ کی کتاب میں تین مرتبہ استعمال کیا گیا ہے (۱: ۸؛ ۲۱: ۶؛ ۲۲: ۱۳۔ "الفا اور اومیگا"، "ابتدا اور انتہا"، "اول اور آخر") اس سے خدا کی کاملیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے الفا۔

اون - آون :- ۱- یہ مصر کے ڈیلٹا میں واقع ہے۔ اس کا یونانی نام ہیلیوپلس یعنی سورج کا شہر ہے اور ہفتادی ترجمہ میں اسے اسی نام سے پکارا گیا ہے۔ حزقی ایل ۳۰: ۱۷ میں اسے تلفظ کی غلطی سے آون کہا گیا ہے۔ آون کا مطلب "بت پرستی" ہے۔ اسے یرمیاہ ۴۳: ۱۳ میں "بیت شمس" کہا گیا ہے۔ مصری زبان میں اون کا مطلب "روشنی" یا "سورج" ہے۔ لہٰذا یونانی ہیلیوپلس اور عبرانی بیت شمس، اون کا درست ترجمہ ہیں۔ اون کے پجاری کی لڑکی آسناتھ یوسف کی بیوی تھی جو کہ ایک اہم شخص تھا۔ یہ سورج دیوتا کی پرستش کا مرکز تھا۔ اس پرستش کی خصوصیات بڑی عجیب تھیں جن میں سریانی اثرات ملتے ہیں۔ سامی Ra کو بعل سمجھتے تھے اور یونانی اسے اپالو خیال کرتے تھے۔ چنانچہ مندر کے پجاریوں میں ایسے وسیع المشرب لوگ بھی ہوں گے جو کہ اس بین الاقوامی تجارت کے مرکز کی فضا سے مطابقت رکھتے ہوں۔ جب یوسف فرشتے کی ہدایت کے مطابق مریم اور یسوع کو لے کر مصر کو روانہ ہوا تو وہ اس جگہ سے گزرا تھا۔
۲- روبن کے قبیلہ کا ایک سردار جو کہ قورح کی بغاوت میں اس کا شریک تھا (گنتی ۱۶: ۱)۔

اُون :- بھیڑ اور چند دوسرے جانوروں کے بال۔ پہلی دفعہ کترے ہوئے بال کاہنوں کو دیئے جاتے تھے (استثنا ۱۸: ۴)۔
اسرائیلیوں کو اُون اور سن دونوں کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننے کی ممانعت تھی (استثنا ۲۲: ۱۱)۔

اون کو بعض دفعہ بائبل میں پاکیزگی اور اُجلے پن کی تشبیہ میں استعمال کیا گیا ہے (یسعیاہ ۱: ۱۸)۔ جدعون نے اُون کو باہر رکھ کر خدا کی مرضی معلوم کی تھی (قضاۃ ۶: ۳۷-۴۰)۔

اونام :- (عبرانی = طاقتور)۔
۱۔ شعیر حوری کے بیٹے سوبل کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۳)۔
۲۔ یہوداہ کے پڑپوتے کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۲۶، ۲۸)۔

اونان :- (عبرانی = طاقتور)۔ یہوداہ کی کنعانی بیوی۔ سوع کی بیٹی کا دوسرا بیٹا۔

اپنے بھائی عیر کی موت کے بعد اُس نے شریعت کے مطابق اپنے بھائی کی بیوی کے شوہر بننے کا حق ادا کرنے سے گریز کیا۔ جب وہ اپنے بھائی کی بیوی تمر کے پاس جاتا تو اپنا نطفہ زمین پر گرا دیتا۔ یہ کام خداوند کی نگاہ میں بُرا تھا۔ سو خداوند نے اُسے ہلاک کر دیا (پیدائش ۳۸: ۴-۱۰)۔ غالباً ضبطِ تولید کے سلسلہ میں طریقہ مجامعتِ عزل کا یہ پہلا تحریری ذکر ہے۔

اُونٹ :- ایک چوپایہ جس سے قدیم زمانہ سے سواری اور باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ اسرائیلیوں کو اِس کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی (احبار ۱۱: ۴)۔ اس کے بال کپڑا بنانے کے کام آتے تھے (۲۔ سلاطین ۱: ۸؛ متی ۳: ۴)۔ نیز دیکھئے حیواناتِ بائبل نمبر ۳

اُونٹ کٹارے :- دیکھئے نباتاتِ بائبل نمبر ۱

اُونٹ کے بال :- ان کا ذکر صرف متی ۳: ۴ اور مرقس ۱: ۶ میں ملتا ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتا تھا۔ مشرقِ قریب میں اب بھی اِس قسم کا لباس پہنا جاتا ہے۔

اُونچے مقام :- (عبرانی = باماہ دیکھئے باماہ)۔
ابتدا ہی سے انسانی فطرت میں یہ خیال موجود ہے کہ خدا اونچے مقام میں بستا ہے۔ زمانہ قدیم ہی سے انسان نے خدا کی یا اپنے تصور کے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش اور عبادت کے لئے بلند مقامات کو چُنا۔ مُلک کنعان میں یہ اُونچی جگہیں حرام کاری، انسانی قربانی اور بت پرستی سے تعلق رکھتی تھیں۔ اِسی لئے جب بنی اسرائیل مُلک موعود میں داخل ہو رہے تھے تو خدا نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ بُت شکن اور فاتح بنیں: "تم اُس مُلک کے سب باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اور اُن کے .... بُتوں کو توڑ ڈالنا اور اُن کے سب اُونچے مقاموں کو مسمار کر دینا" (گنتی ۳۳: ۵۲)۔

بنی اسرائیل نے بعض جگہوں پر تو اس حکم پر عمل کیا لیکن اکثر جگہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے یا انہوں نے اس سے پہلو تہی کی۔ قضاۃ ۱: ۱۹-۳۵ میں ہم پڑھتے ہیں کہ کس طرح آٹھ قبیلے اُس مُلک کے باشندوں کو نکالنے میں ناکام رہے اور اگرچہ "اسرائیلی خداوند کی پرستش یشوع کے جیتے جی اور ان بزرگوں کے جیتے جی کرتے رہے جو یشوع کے بعد زندہ رہے" (یشوع ۲۴: ۳۱؛ قضاۃ ۲: ۷) لیکن بعد میں ان غیر قوم لوگوں کے اثر سے انہوں نے اونچے مقاموں کو ★ بعلیم اور ★ یسیرتوں کی پرستش کے لئے چُنا اور خداوند کا قہر اسرائیل پر بھڑکا (قضاۃ ۱۰: ۷)۔

اس سے پہلے کہ جدعون کو خدا مدیانیوں کے نکالنے کے لئے استعمال کرتا جدعون کو اپنے باپ کا مذبح جو بعل اور یسیرت کے لئے تھا ڈھانا پڑا (قضاۃ ۶: ۲۵)۔

سلیمان بادشاہ کے ہیکل تعمیر کرنے سے پہلے عبادت کی حالت کچھ خلط ملط تھی۔ اسرائیلی سچے خدا کی بھی اور بتوں کی پرستش بھی اُونچے مقاموں پر کرتے تھے۔ خداوند کا مسکن ایک وقت جبعون کے اونچے مقام پر تھا (۱۔ تواریخ ۱۶: ۳۹) گو داؤد بادشاہ عہد کے صندوق کو یروشلیم میں لایا تھا۔ چنانچہ سلیمان بادشاہ جبعون کے اُونچے مقام پہ قربانی چڑھانے گیا اور وہاں خدا نے اُس کی دُعا سُنی اور اُسے حکمت و معرفت عطا کی (۲۔ تواریخ ۱: ۱-۱۳)۔

بعد ازاں حزقیاہ جیسے خدا پرست بادشاہوں نے اُونچے مقاموں کو ڈھا دیا (۲۔ تواریخ ۳۱: ۱)۔ لیکن منسی جیسے بدکار بادشاہوں نے جو خدا سے پھر گئے تھے اُنہیں پھر سے تعمیر کیا (۲۔ تواریخ ۳۳: ۳)۔ جب منسی کو اس گناہ کی سزا ملی اور اُس نے توبہ کی تو اس کا تخت بحال کیا گیا اور اس نے پھر خدا کی عبادات شروع کی، تاہم "لوگ اُونچے مقاموں پر قربانی کرتے رہے، پر فقط خداوند اپنے خدا کے لئے" (۲۔ تواریخ ۳۳: ۱۷)۔ عوام پر منسی کے توبہ کرنے سے پہلے کا اثر اتنا زیادہ تھا کہ وہ توبہ نہ کر سکے۔ لیکن یوسیاہ بادشاہ کی خدا پرستی کی وجہ سے خاص کر جب اُس نے توریت کی باتیں سُنیں اور اپنے کپڑے پھاڑے (۲۔ سلاطین ۲۲: ۸-۲۰) اور توبہ کی تو خدا کا غضب اس کے جیتے جی ٹل گیا۔ یہ بات کہ یوسیاہ نے کس طرح اس بت پرستی سے اسرائیل کو پاک کیا ۲۔ سلاطین ۲۳: ۱-۲۵ میں درج ہے۔

اُون کترنے والا :- جب پشم بڑھ جاتی تو اُون کترنے کا اعلان کیا جاتا تھا۔ اُس وقت بڑی خوشی منائی جاتی تھی (پیدائش ۳۸: ۱۲؛ ۲۔ سموئیل ۱۳: ۲۳، ۲۴)۔

اُونو :- (عبرانی = مضبوط)۔ بنیمین کے علاقے میں ایک قصبہ جو یافہ سے تقریباً چھ میل جنوب مشرق میں ہے (۱۔ تواریخ ۸: ۱۲؛ نحمیاہ ۶: ۲؛ ۱۱: ۳۵)۔

اویل مرودک۔ اویل مرُوداک :- بابل کا ایک بادشاہ جس نے دو سال حکومت کی (۵۶۱-۵۶۰ ق م)۔ اِسے اس کے بہنوئی نیرگل سراضر (یرمیاہ ۳۹: ۳) نے قتل کر دیا۔

اس نے یہویاکین شاہ یہوداہ کو بابل میں اس کی ۳۷ سالہ قید سے رہا کر کے سرفراز کیا اور عمر بھر کے لئے اُس کی رسد مقرر کی اور وہ

بادشاہ کے حضور بیٹھ کر کھانا کھاتا رہا (۲۔سلاطین ۲۵ : ۲۷ - ۳۰ ؛ یرمیاہ ۵۲ : ۳۱-۳۴)۔

اہاوا۔ اَھوا :۔ مُلکِ بابل کے ایک دریا کا نام (عزرا ۸ : ۱۵ ، ۲۱)۔ یہاں عزرا نے یہودی اسیروں کو جمع کیا تاکہ یروشلیم کے پُرخطر اور طویل سفر کے لئے خداوند سے رہنمائی اور حفاظت طلب کریں۔

اُہد۔ اوھد :۔ شمعون کا بیٹا (پیدائش ۴۶ : ۱۰) اور اُسی قبیلے کا ایک سردار (خروج ۶ : ۱۵)۔

اہرام :۔ مصر میں تقریباً اسّی ایسے مقبرے ہیں جن کے اُوپر اہرام تعمیر کئے گئے ہیں۔ ان عمارتوں کی بنیادیں مربع شکل کی ہیں اور چوٹیاں نوکیلی۔ پُرانے زمانے کے مصری شاہنشاہوں کے تیسرے اور چوتھے سلسلہ کے سلاطین جو ۲۷۰۰ ق۔م کے قریب ہوتے تھے اسی طرح دفنائے جاتے تھے۔ قاہرہ کے باہر تین نہایت مشہور اہرام اب تک موجود ہیں۔ شاید یسعیاہ ۱۴ : ۱۸ میں اسی قسم کے اہرام کی طرف اشارہ ہے۔

شمعون مکابی نے بھی اپنے والدین اور چار بھائیوں کے لئے اسی قسم کے اہرام تعمیر کئے تھے (۱۔مکابیوں ۱۳ : ۲۸)۔ ساتواں اہرام اُس نے اپنے لئے بنوایا تھا۔

بائبل میں اہرام کا ذکر نہیں ہے۔ ایوب ۳ : ۱۴ کا اشارہ شاید اس کی طرف ہو لیکن مفسّروں کو اس پر پُورا یقین نہیں۔

اہرن :۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۶

اہل۔ اوھل :۔ (عبرانی = خیمہ)۔ یہویقیم بادشاہ کی نسل سے زرّبابل کا بیٹا (۱۔تواریخ ۳ : ۲۰)۔

اہلِ ختان :۔ وہ لوگ جو مذہبی رسم کے مطابق اپنا ختنہ کرواتے ہیں۔ مختون۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (رومیوں ۴ : ۹ ؛ غلاطیوں ۲ : ۷ وغیرہ)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ختنہ۔

اہلِ قلف :۔ نامختون۔ کیتھولک ترجمہ میں اعمال ۱۱ : ۳ ؛ رومیوں ۴ : ۹ وغیرہ میں یہ لفظ نامختون کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے نامختون۔

اہلِ مشرق :۔ دیکھئے مشرق۔

اہلیاب۔ اُہلی آب :۔ (عبرانی = باپ کا خیمہ)۔ ایک شخص جسے خیمۂ اجتماع کی تعمیر کے لئے خدا نے خاص صلاحیّت بخشی تھی (خروج ۳۱ : ۶)۔

اُہلیبامہ۔ اُہلیبانہ :۔ (عبرانی = اُونچے مقام کا خیمہ)۔
۱۔ عیسو کی تین بیویوں میں سے ایک (پیدائش ۳۶ : ۲ ، ۱۸ ، ۲۵)۔ یہ حوی عنہ کی بیٹی تھی۔ اسے یہودِتھ بنت بیری حتی بھی کہا گیا ہے (پیدائش ۲۶ : ۳۴)۔
۲۔ ایک ادومی رئیس (پیدائش ۳۶ : ۴۱ ؛ ۱۔تواریخ ۱ : ۵۲)۔

اِہود :۔ ۱۔ بنیمین کے خاندان کا ایک شخص (۱۔تواریخ ۷ : ۱۰ ؛ ۸ : ۶)۔
۲۔ بنی اسرائیل کا ایک قاضی۔ اُس نے موآب کے بادشاہ عجلون کو جس نے یریحو پر قبضہ کر کے اسرائیل کو باجگذار بنایا تھا قتل کر دیا۔ اِہود نے اسرائیلیوں کو اکٹھا کر کے اُن کی موآب کے خلاف مہم میں قیادت کی۔ اسرائیلی اُن پر غالب آئے اور مُلک میں اِہود کی وفات تک ۸۰ سال تک امن رہا (قضاۃ ۳ : ۱۵ - ۳۰)۔

اہولہ۔ اُھلہ :۔ (عبرانی = اُس کا اپنا خیمہ)۔ یہ اُس عورت کا نام ہے جس کا ذکر حزقی ایل ۲۳ باب میں آتا ہے۔ یہ اور اُس کی بہن اہولیبہ دو علامتی کسبیاں ہیں۔ ان کا ذکر خدا کے اُس غضب کے سلسلہ میں آتا ہے جو بنی اسرائیل کے راہِ حق سے بھٹکنے اور غیر اقوام کے معبودوں کی پرستش کرنے پر اُن پر نازل ہوا۔

حزقی ایل نبی اپنی پیشینگوئی میں منقسم بادشاہت کے زمانے میں اسرائیل کو جس کا دارالخلافہ سامریہ تھا، اہولہ کا فرضی نام دیتا ہے کیونکہ وہاں کے لوگوں نے اپنی پرستش کے لئے خود اپنا خیمہ کھڑا کیا تھا (یوحنا ۴ : ۹ ، ۲۰ - ۲۲)۔ اور یہوداہ کو جس کا دارالخلافہ یروشلیم تھا وہ اہولیبہ (= میرا، یعنی یہوواہ کا خیمہ اُس میں ہے) کا نام دیتا ہے کیونکہ یہوواہ نے یروشلیم کو خود اپنی عبادت گاہ چُنا تھا۔

تاہم اِن دونوں بہنوں نے یعنی شمالی اور جنوبی مملکت نے خدا سے جو اُن کا اصلی شوہر تھا بے وفائی کی (یسعیاہ ۵۴ : ۵ ؛ یرمیاہ ۳ : ۶ - ۱۳) کیونکہ اُنہوں نے مصر سے عشق کیا اور اُن کے بُت پرستانہ طور طریق کو اپنایا۔ بعد ازاں اہولہ (اسرائیل) نے مصر اور اسور سے ثقافتی اور سیاسی تعلقات استوار کئے اور اپنے خداوند خدا سے بیوفائی کی اور مصر سے زناکاری کی یعنی خدا کو چھوڑ کر مصر کے معبودوں کی پرستش کی۔ یاد رہے کہ بائبل میں خدا سے بیوفائی روحانی زنا کے مترادف ہے۔ اس کے علاوہ غیر مذاہب میں جسمانی زناکاری عبادت کا ایک اہم حصّہ بن گئی تھی، (دیکھئے بت پرستی) جس کے لئے بنی اسرائیل کو کئی مرتبہ مُتنبہ کیا گیا تھا (خروج ۳۴ : ۱۵ ، ۱۶)۔ چونکہ اہولہ نے اسوریوں سے عشق کیا اور اُنکی طاقت پر بھروسہ کیا اور اُنکی عیش و عشرت کو اپنا طرزِ زندگی بنایا اس لئے اُسے یہ سزا ملی کہ جس پر وہ بھروسہ رکھتی تھی وہی اُس کی اسیری کا باعث ہُوا (۲۔سلاطین ۱۵ : ۱۸ - ۲۹ ؛ ۱۷ باب)۔

اہولیبہ (یہوواہ) کی حالت اس سے بدتر تھی۔ بجائے سامریہ

کے حشر سے عبرت حاصل کرنے اور توبہ کرنے کے اُس نے بابل کی ثقافت اور مذہبی رسومات کو پسند کیا (حزقی ایل ۲۳: ۱۱-۲۲)۔ اُس بے وفائی کی وجہ سے اُس کا حشر بھی اس کی بہن کا سا ہوا، اور اُسے بابل نے جس پر اُس کو اتنا ناز تھا (آیات ۲۲: ۲۹) اسیر کیا۔

اگرچہ حزقی ایل ۲۳ باب کے الفاظ سخت اور عریاں معلوم ہوتے ہیں تاہم یاد رہے کہ اُس زمانے کے گھناؤنے ماحول کے مطابق صرف ایسی صاف گوئی ہی لوگوں کی توجہ جیت سکتی اور انہیں خبردار کر سکتی تھی۔

اہولیبہ۔ اُھلیبہ:۔ (عبرانی = میرا، یعنی یہوواہ کا خیمہ اس میں ہے)۔

یروشلیم اور جنوبی مملکت یہوداہ کا نام۔ منقسم بادشاہت کے شمالی مملکت سامریہ (اسرائیل) اور جنوبی مملکت یروشلیم (یہوداہ) کو حزقی ایل نبی دو فرضی بہنوں کا نام دیتا ہے۔ چونکہ ان مملکتوں نے خداوند خدا کو چھوڑ کر غیر قوموں سے خدا کے حکم کے خلاف تعلقات قائم کئے تھے اس لئے ان کا کردار کسبیوں کا سا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اہولہ۔

ایّار:۔ یہودی کیلنڈر میں سال کا دوسرا مہینہ۔ دیکھئے کیلنڈر۔

ایّالون۔ ایلون:۔ (عبرانی = ہرنوں کی جگہ)۔

۱۔ دان کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۲) جو لاوی قہات کے خاندان کو ملا (۱۔ تواریخ ۶: ۶۹)۔ اس کا ذکر یشوع کے ان یادگارِ زمانہ الفاظ میں ملتا ہے "اے سورج! تو جبعون پر اور اے چاند! تو وادیِ ایالون پر ٹھہرا رہ" (یشوع ۱۰: ۱۲)۔

۲۔ قاضی ایلون کی جائے مدفن (قضاۃ ۱۲: ۱۲) جو زبولون کے ملک میں واقع تھی۔

ایاہ۔ ایّہ:۔ (عبرانی = باز)۔

۱۔ بنی حوری میں سے ایک شخص (پیدائش ۳۶: ۲۴۔ یہاں ہجا آیہ ہے جبکہ ۱۔ تواریخ ۱: ۴۰ میں ایّہ ہے)۔

۲۔ ساؤل بادشاہ کی حرم رِصفاہ کا باپ (۲۔ سموئیل ۳: ۷؛ ۲۱: ۸)۔

ایتام۔ عیطام:۔ ایک غار جس میں فلستیوں کو بری طرح مارنے کے بعد سمسون رہا (قضاۃ ۱۵: ۸)۔

ایتان:۔ ۱۔ سلیمان بادشاہ کے زمانہ کا ایک دانش مند (۱۔ سلاطین ۴: ۳۱؛ زبور ۸۹ کا عنوان)۔

۲۔ زارح کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۶، ۸)۔

۳۔ جیرسوم کے خاندان کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۶: ۳۹-۴۳)۔

۴۔ ایک گویّا (۱۔ تواریخ ۶: ۴۴؛ ۱۵: ۱۷-۱۹)۔

ایتانیم:۔ یہودی سال کا ساتواں مہینہ جسے بعد میں تشری کہا گیا۔ دیکھئے کیلنڈر۔

ایذا رسانی:۔ دیکھئے ستایا جانا۔

ایزبل۔ ایزابل:۔ صیدانیوں کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی اور شاہِ اسرائیل اخی اب کی بیوی (۱۔ سلاطین ۱۶: ۳۲)۔ اُس نے بعل کی پرستش کو اسرائیل میں رائج کیا اور یہوواہ کے نبیوں کو قتل کرا دیا (۱۔ سلاطین ۱۸: ۴-۱۳)۔ جب ایلیاہ نبی نے بعل کے پجاریوں کو کوہِ کرمل پر قتل کیا تو ایزبل نے اُسے بھی ہلاک کرنے کی دھمکی دی۔ ایزبل نے نبوت پر جھوٹا الزام لگوا کر اُسے سنگسار کرا دیا اور اس کے باغ پر قبضہ کر لیا (۱۔ سلاطین باب ۲۱)۔ جب ایلیاہ نے یہ سُنا تو اُس نے نبوت کی کہ ایزبل کی لاش کو بھی کتے ایسے ہی کھائیں گے جیسے نبوت کا خون چاٹا۔ یہ پیشنگوئی گیارہ سال بعد پوری ہوئی جب یاہو نے اُسے بڑی بے رحمی سے کھڑکی سے نیچے پھینکوا دیا اور اس کی لاش کتے کھا گئے (۲۔ سلاطین ۹: ۷، ۳۰-۳۷)۔

۲۔ مکاشفہ ۲: ۲۰ میں ایک عورت کو جو اپنے آپ کو نبیّہ کہتی تھی ایزبل کہا گیا ہے۔ اُس نے کچھ مسیحیوں کو روحانی حرام کاری میں مبتلا کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ ایک علامتی نام ہو جو اسے اس لئے دیا گیا کہ اس کا چال چلن اخی اب کی بیوی ایزبل کی مانند تھا۔ نیز دیکھئے اخی اب، ایلیاہ اور بیت حجان۔

ایزنی:۔ ادینو جو داؤد بادشاہ کے بہادروں میں سے تھا (۲۔ سموئیل ۲۳: ۸) غالباً شہر ایزن کا باشندہ تھا لیکن اس نام کے شہر کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ عبرانی بائبل کے متن (★ کتب) کے حاشیہ (★ قری) میں اس مشکل کا حل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایزنی ادینو کا مطلب غالباً "اس نے بھالا چلایا" ہے۔ لیکن اس فقرے کو اسمِ معرفہ سمجھ کر ایزنی ادینو لکھ دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ادینو۔

کتب اور قری کے لئے دیکھئے قرأت۔

ایسٹر:۔ مسیحی سال کی ایک بڑی عید جو خداوند یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ اس کی تاریخ ۲۲ مارچ اور ۲۵ اپریل کے درمیان ہوتی ہے یعنی موسمِ بہار کے اُس دن کے بعد جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں (۲۱ مارچ)۔ اِس کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ ۲۱ مارچ یا اس کے بعد جس تاریخ کو پورا چاند ہو، اُس کے بعد کا پہلا اتوار ایسٹر ہوگا۔ لیکن اگر پورا چاند اتوار کے دن ہو تو اُس سے اگلا اتوار ایسٹر ہوگا۔

ذیل میں ۱۹۷۵ء سے ۲۰۰۰ء تک کے ایسٹر کے تہواروں کی تاریخ دی گئی ہے:

جن سالوں کے سامنے یہ نشان * ہے وہ لیپ کے سال یعنی سالِ کبیسہ یا لوند کے سال ہیں ان میں فروری کے ۲۹ دن ہوں گے۔

۱۹۷۵	مارچ	۳۰	۱۹۸۸*	اپریل	۳
۱۹۷۶*	اپریل	۱۸	۱۹۸۹	مارچ	۲۶
۱۹۷۷	اپریل	۱۰	۱۹۹۰	اپریل	۱۵
۱۹۷۸	مارچ	۲۶	۱۹۹۱	مارچ	۳۱
۱۹۷۹	اپریل	۱۵	۱۹۹۲*	اپریل	۱۹
۱۹۸۰*	اپریل	۶	۱۹۹۳	اپریل	۱۱
۱۹۸۱	اپریل	۱۹	۱۹۹۴	اپریل	۳
۱۹۸۲	اپریل	۱۱	۱۹۹۵	اپریل	۱۶
۱۹۸۳	اپریل	۳	۱۹۹۶*	اپریل	۷
۱۹۸۴*	اپریل	۲۲	۱۹۹۷	مارچ	۳۰
۱۹۸۵	اپریل	۷	۱۹۹۸	اپریل	۱۲
۱۹۸۶	مارچ	۳۰	۱۹۹۹	اپریل	۴
۱۹۸۷	اپریل	۱۹	۲۰۰۰*	اپریل	۲۳

ایش ونزڈے ASH WEDNESDAY راکھ کا بدھ :-

روزوں (لینٹ) کا پہلا دن۔ اسے راکھ کا بدھ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ قدیم کلیسیا میں دستور تھا، اور یہ دستور رومی کلیسیا میں ابھی بھی قائم ہے کہ اس دن وہ راکھ جس پر برکت دی جا چکی ہوتی، عبادت کرنے والوں کے ماتھے پر لگاتے تھے۔ یہ راکھ کھجور کی اُن ڈالیوں کے جلانے سے حاصل کی جاتی تھی جو کھجور کے اتوار Palm Sunday کو عبادت کرنے والے جلوس کی شکل میں گرجا گھر میں لائے تھے (دیکھئے کھجور کا اتوار)۔

ساتویں صدی عیسوی میں اس دن کو روزوں کا پہلا دن مقرر کیا گیا اور راکھ ملنے کی رسم آٹھویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا میں مصلحین دین نے اسے سولہویں صدی میں بند کر دیا۔

خاک اور راکھ ملنے کی رسم کا مطلب پرانے عہدنامے کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے (۲۔سموئیل ۱۳:۱۹؛ ایوب ۲:۸؛ یرمیاہ ۶:۲۶) جہاں یہ غم اور توبہ کا علامتی نشان ہے۔

ایشی :- (عبرانی = میرا خاوند)۔ یہوواہ کا ایک علامتی نام جس سے اسرائیل اور خدا کا مثالی تعلق ظاہر ہوتا ہے (ہوسیع ۲:۱۶)۔ یہ نام بنی اسرائیل کو خداوند کے لئے اس وقت استعمال کرنا تھا جب وہ بت پرستی چھوڑ کر اس کی طرف رجوع کریں گے۔ پھر وہ یہوواہ کو بعلی یعنی "میرا بعل" کی بجائے ایشی یعنی "میرا خاوند" کہیں گے۔

ایصالِ ثواب :- بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ مرحوم لوگوں کی خاطر نیک کام کریں تو اس کا اجر اُن انتقال شدہ لوگوں کی رُوحوں کو ملے گا۔ لیکن مسیحی عقیدے میں ایسا عنصر نہیں پایا جاتا۔ دیکھئے اجر۔

ایلصر :- شعیر حوری کا بیٹا (پیدائش ۳۶:۲۱؛ ۱۔تواریخ ۱:۳۸)۔

الیعزر۔عازر :- منسّی کے قبیلے کے ایک خاندان کا سردار (گنتی ۲۶:۳۰؛ یشوع ۱۷:۲؛ قضاۃ ۶:۱۱ الخ)۔

ایفہ :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۱

ایل :- سامی زبان میں خدا کے لئے ایک بنیادی لفظ۔ عبرانی لفظ "الوہیم" اس لفظ کا صیغہ جمع ہے۔ بنی اسرائیل اسی نام سے خدا کو یاد کرتے تھے۔

کنعانی دیوتا "ایل" تمام دیوتاؤں اور آدمیوں کا باپ تھا۔ وہ بدکار اور ذلیل خاصیت کا مالک تھا۔ لیکن جب اس نام کا اطلاق بنی اسرائیل کے خدا پر ہوا تو یہ خدا کی اعلےٰ صفات کا مظہر بنا۔

ایلات۔ایلوت۔ایلہ :- خلیج عقبہ کے منہ پر واقع شہر (۱۔سلاطین ۹:۲۶)۔ بنی اسرائیل کنعان جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرے تھے (استثنا ۲:۸)۔

ایل اِلہِ اسرائیل :- (عبرانی = خدا اسرائیل کا خدا ہے)۔ ایک مذبح جسے یعقوب نے سکم کے قریب صحیح سلامت پہنچنے پر بنایا (پیدائش ۳۳:۲۰)۔

ایل بیت ایل :- (عبرانی = خدا کے گھر کا خدا)۔ یعقوب نے لوز کا یہ نام اس لئے رکھا کہ خدا نے اپنے آپ کو اسی جگہ اُس پر ظاہر کیا (پیدائش ۳۵:۷)۔

ایلت ہشحر۔آھوئے فجر :- (عبرانی = صبح کا ہرن)۔ غالباً ایک شکاری گیت کے سُر کا نام جس پر ۲۲ زبور گایا جاتا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اس زبور کے مضمون کی طرف اشارہ ہو جس میں ہرن کے سے ایک معصوم شخص کو ستایا جا رہا ہے (آیات ۱۲، ۱۳، ۱۶)۔

ایلچی :- سفیر یا پیغام بردار (۲۔سلاطین ۱۸:۱۷)۔ مزید دیکھئے یشوع (۹:۴۔۶)۔ ہم مسیح کے ایلچی ہیں (۲۔کرنتھیوں ۵:۲۰)۔ پولس رسول نے کہا: "جو زنجیر سے جکڑا ہوا ایلچی ہوں" (افسیوں ۶:۲۰)۔

ایلڈر :- (یونانی presbyteros) (پرسبیتوروس) کا انگریزی ترجمہ۔ اُردو میں اس کا ترجمہ بزرگ کیا گیا۔ کیتھولک ترجمہ میں بعض جگہ کاہن۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بزرگ (نئے عہدنامہ میں)۔ یہ بعض کلیسیاؤں میں ایک عہدہ بھی ہے۔ اس سلسلہ میں دیکھئے کلیسیائی نظام۔

ایل شیدائی :- دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۹۷

ایلون :- ۱۔ ایک حتی جس کی لڑکی سے عیسو نے شادی کی (پیدائش ۳۶:۲)۔

۲- زبولون کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۴؛ گنتی ۲۶: ۲۶)۔
۳- ایک قاضی کا نام (قضاۃ ۱۲: ۱۱-۱۲)۔
۴- ایک مقام - دان کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۳)۔

ایلون بیت حنان:- ایک شہر جہاں سے سلیمان بادشاہ کے گھرانے کے لئے رسد پہنچائی جاتی تھی (۱-سلاطین ۴: ۹- کیتھولک ترجمہ میں دو شہروں کا ذکر ہے - ایلون اور بیت حانان)۔

ایلوہیم:- خدا کے لئے عبرانی لفظ (پیدائش ۱: ۱)- یہ پرانے عہد نامہ میں ۲۵۰۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے - دیکھئے خدا۔

ایلی - ایلی - لما شبقتنی:- دیکھئے شبقتنی

ایلیم:- بنی اسرائیل کا بیابان میں دوسرا پڑاؤ (خروج ۱۵: ۲۷: ۱۶: ۱؛ گنتی ۳۳: ۹، ۱۰)۔

ایلہ - ایلا:- سلیمان بادشاہ کو رسد پہنچانے والے منصبدار کا بیٹا (۱-سلاطین ۴: ۱۸)۔

ایلہ:- ۱- اسرائیل کا ایک بادشاہ (۱-سلاطین ۱۶: ۶، ۸-۱۰)۔
۲- ایک وادی جہاں داؤد بادشاہ نے جاتی جولیت کو قتل کیا تھا (۱-سموئیل ۱۷: ۲، ۱۹؛ ۲۱: ۹)۔
۳- اسرائیل کا بادشاہ جسے زمری نے قتل کیا (۱-سلاطین ۱۶: ۸-۱۰)۔
۴- اسرائیل کے آخری بادشاہ ہوسیع کا باپ (۲-سلاطین ۱۵: ۳۰؛ ۱۷: ۱؛ ۱۸: ۱، ۹)۔
۵- کالب کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۵)۔
۶- ایک بنیمینی شخص (۱-تواریخ ۹: ۸)۔

ایلیاہ - اِلیاس:- (عبرانی = یہوواہ خدا ہے)۔ اسرائیل کا ایک عظیم نبی (۱-سلاطین ۱۷: ۱)۔ اُس نے بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا (۱۷: ۱۳-۲۴)، قحط کی پیشینگوئی کی اور بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا (۱-سلاطین باب ۱۸)۔ وہ اخی اب بادشاہ کے ڈر سے حورب کے پہاڑ پر بھاگ گیا (۱-سلاطین ۱۹: ۱-۹)۔ خدا نے اُسے حکم دیا کہ حزائیل کو ارام کا اور یاہو کو اسرائیل کا بادشاہ اور الیشع کو نبی ہونے کے لئے مسح کرے (۱-سلاطین ۱۹: ۹-۱۸)۔ اس نے الیشع کو نبی ہونے کے لئے بلایا (۱-سلاطین ۱۹: ۱۹-۳۱)۔ اُس نے اخی اب اور ایزبل پر لعنت کی (۱-سلاطین ۲۱: ۱۷-۲۴) اور اخزیاہ کو اُس کی موت کے بارے میں آگاہ کیا (۲-سلاطین ۱: ۱-۱۷)۔ وہ بگولے میں آسمان پر اُٹھا لیا گیا (۲-سلاطین ۲: ۱-۱۱)- یوحنا بپتسمہ دینے والے کو بھی ایلیاہ کہا گیا ہے (متی ۱۱: ۱۴؛ ۱۷: ۱۰-۱۳؛ لوقا ۱: ۱۷)۔ جب پہاڑ پر مسیح کی صورت بدلی تو ایلیاہ بھی وہاں پر ظاہر ہوا (متی ۱۷: ۳-۴؛ مرقس ۹: ۴-۵؛ لوقا ۹: ۳۰-۳۳)۔

ایمان:- ایمان کی صحیح تشریح اس کے عبرانی لفظ اموناہ کی مدد سے کی جاسکتی - اس عبرانی لفظ کا مادہ آلف - میم - نون ہے - جو الفاظ اس مادہ سے بنتے ہیں اُن میں توکل، بھروسا، یقین، اعتبار کا مفہوم موجود ہے۔

ایمان کے تصور کو سمجھنے کے لئے ذیل کا حوالہ بہت مدد دیگا - زبور ۲۶: ۱- "اے خداوند میرا انصاف کر کیونکہ میں راستی سے چلتا رہا ہوں - اور میں نے خداوند پر بے لغزش توکل کیا ہے"۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ پرانے عہد نامہ میں نجات انسان کے اعمال پر مبنی ہے - لیکن یہ آیت اس غلط فہمی کا ازالہ کرتی ہے - بیشک یہاں راستبازی کا ذکر بھی ہے لیکن زور خدا پر بے لغزش "ایمان" پر ہے - اسکی راستبازی خدا پر توکّل کرنے کا ثبوت ہے - اگر کسی اور چیز پر توکل کیا جائے تو نتیجہ ایک ناراست زندگی ہوگی - خدا پر ایمان رکھنا خدا کے ساتھ ایک صحیح رشتے کی عکاسی کرتا ہے جس کے نتیجہ میں ہم راستبازی کی زندگی گزارتے ہیں - لکھا ہے "خداوند پر توکّل کر اور نیکی کر ... خداوند میں مسرور رہ اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کریگا - اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اور اُس پر توکّل کر - وہی سب کچھ کریگا" (زبور ۳۷: ۳ مابعد)- یہاں بلاشبہ یہ بات صاف ہے کہ زبور نویس ایک نیک زندگی کا تصوّر پیش کر رہا ہے - لیکن بنیادی طور پر وہ خدا کے ساتھ ایک صحیح رشتے کی حمایت کر رہا ہے - وہ لوگوں کو خدا پر ایمان رکھنے کی نصیحت کرتا ہے - با الفاظ دیگر وہ کہتا ہے کہ ایمان سے زندگی بسر کرو - بہت دفعہ انسان کو خدا کے کلام پر بھروسا (ایمان) رکھنے کو کہا جاتا ہے (زبور ۱۱۹: ۴۲) لیکن اس سے بھی زیادہ مرتبہ خدا پر بھروسا (ایمان) رکھنے کی تلقین کی جاتی ہے "سارے دل سے خداوند پر توکّل کر اور اپنے فہم پر تکیہ نہ کر" (امثال ۳: ۵)- اس آیت کا دوسرا حصہ اپنے پر بھروسا کرنے کی مزاحمت کرتا ہے - اور یہ خیال کلامِ مُقدّس میں بہت جگہ ملتا ہے "جو اپنے ہی دل پر بھروسا رکھتا ہے بیوقوف ہے" (امثال ۲۸: ۲۶)- انسان کو اپنی صداقت پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے (حزقی ایل ۳۳: ۱۱)- اسرائیل کو "اپنے بہادروں کے انبوہ" پر بھروسا کرنے پر ملامت کی گئی ہے (ہوسیع ۱۰: ۱۳)- بُتوں پر بھروسا کرنے والے لعنتی ہیں (یسعیاہ ۴۲: ۱۷؛ حبقوق ۲: ۱۸)- انسان پر توکل کرنے والوں کو ملعون کہا گیا ہے (یرمیاہ ۱۷: ۵)- یہ فہرست بہت طویل ہے لیکن اُن حوالوں کی تعداد جن میں خدا پر ایمان رکھنے کے لئے کہا گیا ہے اس سے بھی زیادہ ہے - اس موازنہ سے یہ بات بڑی صفائی سے اُبھرتی ہے کہ پرانے عہد نامہ کے لوگوں کے نظریہ کے مطابق صرف خدا ہی توکّل کے لائق ہے - یہ خیال اکثر بڑے پُرمعنی اور دلکش انداز میں بیان کیا جاتا ہے - مثلاً "خداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چھڑانے والا ہے - میرا خدا - میری چٹان جس پر میں بھروسا رکھونگا - میری سپر اور میری نجات کا سینگ - میرا اونچا برج" (زبور ۱۸: ۲)- اس سلسلے میں ابرہام کی زندگی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کیونکہ وہ ایمان کی زندہ تصویر ہے "وہ خداوند پر ایمان لایا اور اِسے اُس نے اُس کے حق میں راستبازی شمار کیا" (پیدائش ۱۵: ۶)- نیز دیکھئے مسیحی ایمان۔

ایمیم:- موآب کے اصلی باشندے (استثنا ۲: ۱۰، ۱۱)۔ یہ بڑے قدآور، ترقی یافتہ اور طاقت ور تھے۔ دیکھئے جبّار۔

ایندھن:- لکڑی، کوئلہ، جھاڑیاں، خشک گھاس اور جانوروں کا خشک گوبر ایندھن کے طور پہ استعمال کیا جاتا تھا (یسعیاہ ۹: ۵، ۱۹؛ حزقی ایل ۴: ۱۲، ۱۵؛ ۱۵: ۴، ۶؛ ۲۱: ۳۲)۔

اینیاس:- لُدّہ کا ایک مفلوج جسے پطرس رسول نے شفا دی (اعمال ۹: ۳۳)۔

ایوّب کی کتاب:-

ا۔ خلاصۂ مضامین

پہلا اور دوسرا باب (نثر میں) ہمیں آسمان پہ خدا اور شیطان کی ملاقات اور زمین پہ اُس کے نتائج سے متعارف کرواتے ہیں۔ تیسرے باب میں ایوبؔ نبی سراپا سوال نظر آتا ہے۔ چوتھے اور پانچویں میں الیفز اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور ابواب چھ اور سات میں ایوبؔ اِن کا جواب دیتا ہے۔ باب آٹھ میں بلددؔ بھی اِس مکالمہ میں شریک ہو جاتا ہے اور ایوبؔ ابواب نو اور دس میں اُسے جواب دیتا ہے۔ اِس مکالمہ کا پہلا دور باب گیارہ میں ضوفرؔ کے اِس میں شریک ہونے اور باب بارہ تا چودہ میں ایوبؔ کے جواب کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے۔ اِس مکالمہ کے دوسرے دور میں ہم الیفز (ب ۱۵)، بلدد (ب ۱۸) اور ضوفر (ب ۲۰) کی باتیں سنتے ہیں جن کا ایوبؔ ابواب ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۱ میں جواب دیتا ہے۔ متن کے لحاظ سے تیسرا دور نامکمل رہ جاتا ہے اور صرف الیفز (ب ۲۲) اور بلدد (ب ۲۵)، بولتے ہیں، جن کو ابواب ۲۳، ۲۴، ۲۶ اور ۲۷ میں ایوبؔ جواب دیتا ہے۔ حکمت کی تعریف پر مبنی وقفہ کے بعد (ب ۲۸) ایوبؔ سارے مباحثے کو سمیٹتا ہے (ابواب ۲۹ تا ۳۱)۔ ابواب ۳۲ تا ۳۷ میں الیہو مداخلت کرتا ہے۔ پھر ۳۸: ۱ - ۴۲: ۶ میں خدا ایوبؔ کو جواب دیتا ہے۔ کتاب کا خاتمہ ایک نثری تقریظ کے ساتھ ہوتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایوبؔ پھر خوشحالی کی راہ پر ہو لیتا ہے (۴۲: ۷ تا ۱۷)۔

ب۔ مُصنّف اور سنِ تصنیف

کتاب کا مصنّف نامعلوم ہے۔ ثقہ تلمودی روایات کے مطابق جس کی کئی ابتدائی مسیحی مصنّفین نے بھی پیروی کی یہ کتاب موسیٰ کی تصنیف ہے۔ لیکن سیاق وسباق اور دیگر بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال محض خوش اعتقادی پر مبنی ہے اور محض موقع کی مناسبت سے یوں سمجھ لیا گیا ہے اس لئے اِس خیال کو مستند سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سادہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی خارجی دلیل نہیں ہے جس کی بنیاد پہ ہم وثوق سے اِس کے سنِ تصنیف یا مُصنّف کے متعلق کوئی دعویٰ کر سکیں۔ اس کی قدامت کے حق میں جو ثبوت پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اِس میں اسرائیلیوں کی تاریخ کا کوئی تفصیلی حوالہ نہیں ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ مُصنّف مرکزی مسئلہ پہ عہد کے دائرہ سے باہر رہ کر بحث کرنے کا خواہش مند ہے۔ دیگر ثبوت جن کا حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ کسدیوں کا خانہ بدوش راہزنوں کی صورت میں پیش کیا جانا (۱: ۱۷) اور متروکہ عبرانی لفظ "قسیطہ" کا استعمال (دیکھئے اردو ریفرنس بائبل میں ایوب ۴۲: ۱۱ کا حاشیہ) محض اس داستان کی قدامت پر دلالت کرتے ہیں نہ کہ اس کی تحریری حیثیت پر۔ علمائے جدید کی رائے میں اس کا سنِ تصنیف سلیمانؔ بادشاہ کے ایام اور ۲۵۰ ق۔م کے درمیان ہے۔ ۶۰۰ اور ۴۰۰ ق۔م کے درمیان کے سنِ زیادہ قابلِ قبول سمجھے جاتے ہیں اگرچہ قریبی سن کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ سلیمانؔ کے دور کا سن جوڈیلیچ اور ای۔جے ینگ کے نزدیک قابلِ قبول ہے اس سے یہ کسی صورت میں بھی قدیم تصنیف نہیں ہوگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس کتاب کا موضوع، زبان اور تعلیمِ الٰہی اس سے قریبی سن کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کتاب عبرانی ادب میں بے مثال ہے اور اس کی زبان ایسی مافوق ہے (بعض اسے ارامی سے ترجمہ قرار دیتے ہیں یا مُصنّف کو غیر اسرائیلی سمجھتے ہیں) اور اس میں علم الٰہیات کسی زمانے سے مخصوص نہیں ہے اس لئے اس بنا پر کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

ج۔ متن

یہ حقیقت ہے کہ یہ عہدِ عتیق کی نظم میں دقیق ترین ہے اور اس کے ذخیرۂ الفاظ میں کوئی ۱۱۰ الفاظ ایسے ہیں جو اور کہیں نہیں ملتے۔ ان الفاظ نے کاتبوں کو بڑی دقّت سے دوچار کئے رکھا ہے۔ ہفتادی ترجمے کو بھی اس سلسلے میں بڑے محتاط انداز میں برتنا چاہیئے۔ اِس ترجمے کی ابتدائی دستاویزوں میں عبرانی متن کا ۱۷ تا ۲۵٪ ترجمہ نہیں ہوا، غالباً اس لئے کہ مترجم جی چھوڑ بیٹھے تھے، ترجمہ عموماً آزاد اور تشریحی ہے۔ تنقیدِ متن کے سلسلے میں نمایاں مسئلہ ابواب ۲۶، ۲۷ کا ہے۔ جس طرح ان سے ظاہر ہے کہ یہ بلددؔ کی تیسری تقریر پر ایوبؔ کا جواز ہے۔ ضوفرؔ کے تیسری مرتبہ مکالمہ میں شریک نہ ہونے پہ کوئی اعتراض نہیں اُٹھایا جا سکتا اور اسے مناظرہ میں اپنے دوستوں کے مقابل ایوبؔ کی فتح کا صریح ثبوت کہا جا سکتا ہے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ ہم ۲۷: ۲ تا ۶ میں ایوبؔ کے الفاظ سنتے ہیں لیکن سیاق و سباق کے اعتبار سے ۲۷: ۷ تا ۲۲ کو ایوبؔ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ یہ قرین قیاس ہے کہ یہ ضوفرؔ کی تیسری تقریر یا بلددؔ کی تقریر کا بقیہ ہے۔

د۔ وحدتِ متن

بعض علماء دیباچہ اور تقریظ کی نثر کو ابواب ۳ تا ۴۲: ۶ کی نظم سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے مطالب اور معنی کے اعتبار سے یہ حصّے نظم سے قدیم ہیں اور مصنّف نے اس قدیم کہانی کی رُوح کو

پر شکوہ نظم کے قالب میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ نظریہ قابلِ قبول ہو سکتا ہے اور امکانی حد تک درست بھی ہے۔ اِس رائے کے حق میں کوئی دلیل نہیں ملتی کہ نظم کے ساتھ نثر کا اضافہ کسی اور شخص کی دست اندازی ہے، خواہ یہ پہلے کی تحریر ہو یا بعد کی۔

کئی علماء بعض حصّوں کو بعد کا ادخال قرار دیتے ہیں۔ یہ خاص خاص حصّے اپنی اہمیت کے اعتبار سے ترتیبِ نزولی میں یوں رکھے جا سکتے ہیں۔ الیہو کی تقاریر (۳۲ تا ۳۷)، الٰہی حکمت کی مدح (۲۸) اور خدا کے جواب کے بعض حصّے (۲۹: ۱۳ تا ۱۸، ۴۰: ۱۵ تا ۲۴، ۴۱: ۱ تا ۳۴)۔ ہر مرحلہ میں لسانی مباحث بڑے ہی نازک ہیں۔ اور اِن آیات کے مندرجات کی بنیاد پر جو دلائل قائم کئے گئے ہیں وہ اکثر سیاق و سباق سے قطعِ نظر قائم ہوئے اس لئے موجودہ ترتیب کا معقول دفاع کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ بحیثیت ادبِ دانش

آر۔ ایچ فائفر نے خوب کہا ہے: "اگر ہم اپنے شاعر کو نوعِ انسانی کے عظیم ترین قلمکاروں کی صف میں شمار کریں، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، تو اُس کی تخلیقی صلاحیتوں نے اپنی ادبی تخلیق کی بنیاد کے لئے متقدمین کی پیروی نہیں کی ..... ہم نوعِ انسانی کے شعری ادب میں اِسے بجا طور پر "تخلیق" کہہ سکتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک ایسا تخلیقی پارہ ہے جو کہ تنقیدِ ادب کی وضع کردہ کسی بھی صنف سے مماثلت نہیں رکھتا۔ یہ نہ تو مثنوی ہے، نہ جنگ نامہ، نہ تمثیل، نہ وعظ، نہ معرفت ہے۔ جب تک اس نظم کے حصّے بخرے نہ کر دیئے جائیں اِسے کسی خاص صنف کے سانچے میں جمایا نہیں جا سکتا۔ ایوب کی کتاب کو واعظ اور امثال کی کتابوں کے ساتھ عبرانی حکمت کے ادب کا حصّہ قرار دینا اور مصری اور بابلی ادبِ دانش سے اِس کا موازنہ کرنا بجا ہوگا۔ قصّہ کوتاہ یہ واضح ہے کہ ایوب اور اُس کے دوست اہلِ دانش ہیں اور اُن کا کلام بھی اِسی پائے کا ہے۔ چنانچہ الیہو بھی اُنہیں اِسی حیثیت سے مخاطب کرتا ہے (۳۴: ۲)۔

اسرائیلی اہلِ دانش خدا اور اُس کی راہوں کی جستجو "خداوند کے خوف" کی روشنی میں انسانی تجربات کی مشترکہ قدروں کے مطالعہ سے کیا کرتے تھے۔ امثال کی کتاب اُن کے شعورِ حیات کی ایک منفرد مثال ہے۔ ایوب کی کتاب ایک شعلہ بارِ احتجاج ہے، امثال کے اُن بنیادی تصوّرات کے خلاف نہیں کہ تقویٰ خوشحالی اور بے دینی دُکھ اور بربادی کے مترادف ہے بلکہ یہ اِس خیال کے خلاف ہے کہ خدا کی راہوں کو اِن خطوط پر پوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا۔

و۔ ایوب کا مسئلہ

اس نظم کے خیالات ایسے نوع بہ نوع ہیں اور اُن میں ایسی وسعت ہے کہ شائد ہی کوئی انسانی تجربہ ایسا ہو جس کی عکاسی اس میں نہ کی گئی ہو۔

تاہم اِسے زیادہ تر انسانی رنج و الم کے مسئلہ سے متعلق ہی سمجھا جاتا ہے۔ ڈبلیو۔ بی اسٹیفنسن نے اِس اَمر کی وضاحت کی ہے کہ گو ایوب نے اپنے مقدمہ کو بہت زیادہ دھرایا ہے لیکن اِس نظم میں ایوب کے جسمانی دُکھوں کا جتنا زیادہ غلبہ فرض کر لیا گیا ہے اُس کا بڑا ہی قلیل حصّہ وہاں پایا جاتا ہے۔ ایوب اپنے جسمانی دُکھوں کے باعث اتنا پریشان نظر نہیں آتا جتنا کہ وہ اپنے رشتہ داروں، اپنے ہی شہر کے باسیوں، عوام اور بالآخر اپنے دوستوں سے نالاں ہے جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ایوب کے دُکھ اس امر کی علامات ہیں کہ خدا نے اُس سے منہ موڑ لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایوب کا مسئلہ دُکھ کا نہیں ہے اور نہ ہی وسیع مفہوم میں رنج و الم کا ہے بلکہ یہ ایک الٰہیاتی مسئلہ ہے۔ ایوب کے سلسلے میں خدا کا طرزِ عمل اُس کے سابقہ تجربہ اور علمِ الٰہی کے نظریات کے تقاضوں سے مطابقت کیوں نہیں رکھتا؟ اُس نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں، اُس میں اُس نے اپنی زندگی کی بنیادیں اس نظریئے پر استوار کی تھیں کہ خدا کے عدل کا مفہوم یہ ہے کہ تقویٰ اور خوشحالی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اگر ہم اُس کے دوستوں اور الیہو کے الفاظ کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے دیکھیں تو وہ ایوب کے تلخ کلموں سے زیادہ قابلِ قبول نظر آتے ہیں۔ لیکن خدا ایوب کے دوستوں کے نظریات کو رَدّ کر دیتا ہے (۴۲: ۷)، اِس لئے نہیں کہ وہ باطل ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ تنگ نظری پر مبنی ہیں۔ اِن کی یہ تنگ نظری خاص طور پر شریروں کے انجام کی بحث میں عیاں ہے۔ ایوب کی مبالغہ آرائیوں سے قطعِ نظر ہم سرسری نظر میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ایوب کے دوست اپنے مروجہ خیالات کے تانے بانے ہی سے شریروں کے انجام کا تصوّر مرتب کر رہے ہیں۔ وہ مختلف شواہد کی چھانٹی کر کے اور اِن میں سے کئی شہادتوں کو نظر انداز کرنے کے بعد خدا کے متعلق ناقص رائے قائم کرتے ہیں۔ ایوب کا المیہ یہ ہے کہ اُسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے متعلق اس کے قائم کردہ الٰہیاتی نظریات غلط ہیں۔

اس سے اِس داستان کے غیر تسلّی بخش نقطۂ عروج کی وضاحت ہوتی ہے جس پر خدا ایوب کے سوالوں اور الزامات کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ لیکن اگرچہ خدا اپنی قدرتِ مطلقہ کی عظمت کا اظہار کرتا ہے اور اپنے اخلاقی دائرۂ اختیار کا بیان نہیں کرتا تو بھی ایوب مطمئن ہو جاتا ہے۔ اُس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ خدا کے متعلق اُس کا تصوّر پاش پاش ہو گیا ہے کیونکہ یہ بڑا محدود تھا۔ خدا کی عظمت کا سامنا ہوتے ہی ایوب کے مسئلوں کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ یہ کتاب رنج و الم کے مسئلہ کا حل پیش کرنے کے لئے نہیں لکھی گئی بلکہ خدا کی عظمت کو اِس پیرائے میں بیان کرتا ہے کہ جواب کی حاجت نہ رہے کیونکہ اِسے سمجھنے کے لئے لامحدود عقل کی ضرورت ہے۔ اس کا اطلاق اُن مسئلوں پر بھی ہوتا ہے جو اِس کتاب میں لگا ہے گا ہے ضمناً اُٹھائے جاتے ہیں۔

ب

بابل:- ایک مشہور قدیم شہر کا نام۔ بعد میں یہی نام اُس ملک اور سلطنت کو دیا گیا جس کا یہ دارالخلافہ مقرر ہوا۔

۱- وجہ تسمیہ:- بابل کا عبرانی نام ★ اکادی لفظ باب الی (باب = دروازہ۔ آستانہ؛ الی = خدا یا دیوتا) سے لیا گیا تھا۔ اسی لفظ کی ایک اور شکل باب الونی (الونی = الی کی جمع کا صیغہ، یعنی دیوتاؤں کا آستانہ) سے یونانی Babylon بنا تھا۔ عبرانی میں بابل سے ملتا جلتا ایک اور لفظ ہے جس کے معنی اختلاف ہیں۔ چونکہ بائبل میں خدا نے اس شہر کے لوگوں کی زبان میں اختلاف ڈالا اس لئے بابل کے دوسرے مطلب کو اس کی وجہ تسمیہ قرار دیا گیا (پیدائش ۱۱:۹)۔

۲- بابل شہر:- یہ شہر دریائے فرات پر موجودہ بغداد شہر کے جنوب میں ۵۰ میل/۸۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس کی بنیاد نمرود بادشاہ نے جو ایک شکاری سورما تھا سنعار کے میدان میں ڈالی (پیدائش ۱۰:۱۰)۔ اگرچہ یہ شہر اس علاقے کا سب سے پرانا یا اہم شہر نہیں تھا لیکن وقت گزرنے پر یہ بڑا اہم شہر بن گیا اور اسی کے نام سے تمام ملک بابل کہلایا۔

بابل کی تاریخ اس لئے بڑی پیچیدہ ہو گئی کیونکہ مختلف ممالک کے بادشاہوں نے اسے فتح کیا اور اس کے حکمران بنے۔ اس شہر کے لئے بہت سی فیصلہ کن جنگیں ہوئیں۔ یہ شہر کئی مرتبہ مسمار ہوا اور پھر تعمیر کیا گیا۔ جب ۶۱۲ ق۔م میں بابل کی اسوری حکومت کو زوال آیا تو بابل ایک قوی اور عظیم سلطنت کا دارالخلافہ بنا جو خلیج فارس سے لے کر بحیرۂ روم تک پھیلی ہوئی تھی۔ سن ۵۹۷ ق۔م اور ۵۸۶ ق۔م میں بابل کے بادشاہ بنوکدنضر نے باغی شہر یروشلیم کو تسخیر کیا اور دونوں موقعوں پر یہوداہ کے بہت سے لوگوں کو اسیر کر کے بابل لے گیا۔ ان میں حزقی ایل اور دانی ایل نبی جیسی ہستیاں شامل تھیں (۲-سلاطین ۲۴: ۱۴-۱۷؛ دانی ایل ۱: ۱-۷)۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بابل کا شہر اپنے عروج پر تھا۔ یہ دریائے فرات کے دونوں کناروں پر ایک وسیع علاقے میں آباد تھا۔ اندرونی اور بیرونی شہر دونوں کو ایک دوہری اینٹوں کی دیوار سے محفوظ بنایا گیا تھا۔ یہ فصیل گیارہ سے پچیس فٹ = ۳ سے ۷ میٹر چوڑی تھی۔ بیرونی دیوار جو اندرونی دیوار سے تقریباً بیس فٹ دور تھی تقریباً ۱۷ میل تھی۔ یہ سب معلومات یونانی سیاح ہیرودوتس کے سفرنامے سے اور میخی تحریری تختیوں سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اندرونی فصیل میں آٹھ دروازے تھے۔ اِن میں سے چار کھدائی کے دوران منظر عام پر آ گئے ہیں۔ سب سے عالیشان اور قابلِ دید دروازہ شمال میں واقع تھا۔ یہ عشق اور جنگ کی دیوی عستارہ کے نام سے مشہور تھا۔ دروازے سے مردوک کے مندر تک اینٹوں کی پکی سڑک تھی جس پر سے شاہی یا مذہبی جلوس گزرتے تھے۔ اس سڑک کی دونوں طرف "رواں اور راست نگراں" چمکتی اینٹوں میں شیروں کے مجسّمے تھے۔ اس زمانہ میں اسوری فنِ مصوری اپنے عروج پر تھا اور بنوکدنضر بادشاہ نے بہترین کاریگروں کی خدمت حاصل کی۔

۳- مندر:- شہر میں پچاس سے زائد مندر تھے۔ اِن میں سب سے مشہور مندر کا نام اِتی مناکی (= آسمان اور زمین کی بنیاد کا گھر) تھا۔ اس کے قریب ہی مردوک کا مندر اساگلا (= وہ گھر جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے) تھا۔ اِتی مناکی "برج مندر" کی بنیاد علماء کی رائے میں بابل کے قدیم لوگوں نے ڈالی تھی۔ لیکن خدا نے اُن کے ارادے کو پورا ہونے سے روکا اور اُن کی زبان میں اختلاف ڈالا (پیدائش ب۱۱)۔ لیکن خدا نے اس باب میں (آیت ۶) یہ اشارہ

ضرور کیا کہ انسان جس بات کا ارادہ کرے تو آخر میں کر ہی لیتا ہے۔ ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ اس کے بعد بہت سے بادشاہوں نے کوشش کی کہ اسے مکمل کریں لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ آخر ۶۸۱-۶۶۵ ق-م اسر حدّون بادشاہ نے اسے مکمل کیا۔ ۶۵۲-۶۴۸ ق-م کی جنگ میں اسے سخت نقصان پہنچا۔ لیکن بنوکدنضر دوم (۶۰۵-۵۶۲ ق-م) نے اسے دوبارہ مرمت کروایا۔ یہ عظیم الشان مندر برج نما سات منزلہ عمارت تھی۔ یونانی سیاح ہیرودوتس نے اس کا تقریباً ۴۶۰ ق-م میں اپنے سفر کے دوران ملاحظہ کیا اور اس کی بابت لکھا۔ پیرس کے عجائب گھر میں ایک میخی خط میں لکھا ہوا کتبہ (۲۲۹ ق-م) موجود ہے جس میں اس مندر کی تفصیل درج ہے۔ ان ذرائع سے ہم مندر کا ایک خاکہ بنا سکتے ہیں۔ اس مندر کی بنیادی منزل کا رقبہ ۲۹۵ × ۲۹۵ فٹ تھا اور اس کی اونچائی ۱۰۸ فٹ تھی۔ اس کے اوپر پانچ اور منزلیں تھیں۔ ہر ایک منزل ۲۰ سے ۶۰ فٹ تک اونچی تھی اور ہر منزل کا رقبہ بتدریج کم ہوتا چلا جاتا تھا۔ سب سے اوپر یعنی ساتویں منزل پر ایک مزار تھا جہاں بابلی عقیدے کے مطابق دیوتا آسمان سے اتر کر انسان سے باتیں کرتا تھا۔ اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں اور ڈھلوان راستے تھے۔ بعض لوگوں نے یعقوب کی رویا کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس نے اسی قسم کے مندر کو خواب میں دیکھا ہوگا (پیدائش ۲۸ : ۱۲) اور سب سے اوپر خدا کا گھر اور آسمان کا آستانہ تھا (۲۸ : ۱۷)۔ لیکن علماء اس خیال کو غلط گردانتے ہیں۔ ایسے اور بھی کئی مندر تھے۔ ان کی مختلف منزلوں پر درخت لگائے گئے تھے اور وہ یہ تاثر دیتے تھے جیسے کہ یہ معلّق باغیچے ہیں۔

۴۔ **معلّق باغیچے** :۔ بابل کے معلّق باغیچے دنیا کے سات قدیم عجائبات میں سے ایک تھے۔ روایت ہے کہ بنوکدنضر نے ایک مادی شہزادی سے شادی کی تھی جسے اپنے پہاڑی وطن کی یاد ستاتی تھی۔ اس شہزادی کی خاطر بادشاہ نے یہ معلّق باغیچے بنوائے تھے۔ اینٹوں کی محرابوں پر کیاریاں تھیں جن میں پھول اور دیگر پودے لگے ہوئے تھے۔ یہ باغیچے مندروں کی طرح کئی منزلہ تھے۔

۵۔ **بابل شہر کی تباہی** :۔ ۵۳۹ ق-م میں ★ فارس کے شاہ ★ خورس نے بابل کو فتح کیا۔ بقول یونانی سیاح اور مؤرخ ہیرودوتس، شاہ خورس کی فوج نے دریائے فرات کا رُخ بدل دیا اور دریا کی خشک تہ پر آگے بڑھ کر شہر پر ہلہ بول دیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد بابل شہر زوال پذیر ہوا حتّی کہ صفحۂ ہستی سے تقریباً مٹ گیا۔ شہر کی یاد میں چند ریت کے ٹیلے پیچھے رہ گئے۔ پچھلے سو سال میں آثاریات کے ماہرین نے انہیں بے نقاب کیا ہے اور بابل کی عظمت پر روشنی ڈال کر اس کے جاہ و جلال کو زندہ و تابندہ کیا ہے۔ جہاں بابل کا برج تھا اب وہاں صرف ایک ۳۰۰ فٹ مربع کی کھائی باقی ہے۔ نسل در نسل لوگوں نے مندر کی اینٹوں کو چرایا اور اب صرف یہ خالی خندق باقی رہ گئی ہے۔

۶۔ **مُلک اور سلطنتِ بابل** :۔ موجودہ عراق کا جنوبی حصّہ قدیم بابل کی سلطنت کا علاقہ تھا۔

بائبل کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے فلسطین کے بعد بابل سب سے زیادہ اہمیّت رکھتا ہے۔ بنی نوعِ انسان کی ابتدا اسی ارض پر ہوئی۔ باغِ عدن یہیں واقع تھا۔ اسرائیل قوم کی ابتدائی تاریخ بھی اسی سرزمین سے شروع ہوئی۔ یہی وہ قطعۂ زمین ہے جہاں اسرائیل قوم کو اسیر کر کے لایا گیا اور ان کی تطہیر اور اصلاح کی گئی۔ سب ملکوں سے پہلے مشرقی ایشیا میں بابل ہی تہذیب و تمدّن کا گہوارہ بنا۔ جب انسان نے خانہ بدوشی اور چرواہی زندگی کو چھوڑ کر شہر آباد کرنے کی ٹھانی تو اس میں بابل کے علاقے ہی نے پہل کی (پیدائش ۱۱ : ۴)۔ یاد رہے کہ لفظ تمدّن میں شہر آباد کرنا اور شہری زندگی کے طور طریق اپنانا مخفی ہے (قب مدینہ = شہر)۔ جب انسان نے دریاؤں کے پانی کو زراعت اور آبپاشی کے لئے استعمال کرنا سیکھا تو وہ ایسے علاقے تلاش کرنے لگا جہاں پانی بآسانی مہیا ہو اور زمین زرخیز ہو۔ دریائے دجلہ اور فرات کا دوآبہ اس کے لئے نہایت موزوں تھا۔ اس علاقے کو ہیرودوتس نے ★ مسوپتامیہ (دوآبہ) کا نام دیا۔ اسی خطۂ زمین میں بابل اور دوسرے شہروں کی داغ بیل ڈالی گئی۔

ایک صدی پہلے ہمیں بابل کے متعلق بہت کم علم تھا۔ بابل کی تاریخ کا بائبل کے چند ضمنی اشاروں یا سیاحوں کے سفرناموں سے کچھ مدہم سا خاکہ کھینچا جا سکتا تھا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پچھلی صدی میں آثارِ قدیمہ کے ماہرین کی مختلف جگہ کھدائی کے نتیجہ میں یہ خوابیدہ تاریخ پھر جاگ اُٹھی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ★ میخی خط میں لکھی ہوئی مٹی کی تختیاں جو بعض مقاموں سے ملی ہیں اُس زمانے کے واقعات پر گہری روشنی ڈالتی ہیں۔ اس کامیابی کا سہرہ اُن اثریات کے ماہرین کے سر ہے جنہوں نے بڑی محنت سے ان تحریروں کے پڑھنے کا حل نکالا ہے۔ ان تختیوں نے ہمیں بابلی اور اسوری ثقافت اور تمدّن سے پورا پورا روشناس کر دیا ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ بابل کے پہلے باشندے کون تھے ★ سومیری اور ★ اکادی اگرچہ بابل کے پہلے باشندے نہیں تھے لیکن چونکہ انہوں نے اپنے متعلق میخی تحریر میں مخطوطات چھوڑے ہیں اس لئے ہم انہیں شناخت کر سکتے ہیں۔

۷۔ **سومیری لوگ** :۔ موجودہ عراق کے جنوب میں جو لوگ رہتے تھے وہ سومیری تھے۔ ان کو پرانے عہدنامہ میں "سنعار" کے میدان کے لوگ کہا گیا ہے۔ یہ لوگ نہ تو سامی قوم سے تعلق

رکھتے تھے اور نہ ہی ہندیورپی قوم سے، اور اُن کی زبان سب قوموں سے مختلف تھی۔ سمیری لوگوں کے ہمعصر شمال میں اکادی لوگ تھے۔ اُن کی سامی زبان بابلی زبان کی پرانی شکل تھی اور عربی اور عبرانی سے ملتی جلتی تھی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدیم بابل کے علماء نے سومیری زبان سے اکادی زبان میں مختلف مخطوطات کا ترجمہ کروایا۔ اس سے زمانہ حال کے علماء کے لئے یہ ممکن ہؤا کہ وہ بھی سومیری زبان کا ترجمہ کر سکیں۔

اگرچہ ہم سومیری لوگوں کے آغاز سے ناواقف ہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بہت ہوشیار تھے اور ان کے سر پر کم از کم تین چیزوں کا سہرا ضرور رکھا جاسکتا ہے۔ ۱۔ تحریر کی ایجاد۔ ۲۔ گاڑیوں میں پہیہ کا استعمال اور ۳۔ شہری زندگی کے طور اور طریق کی ابتدا۔

سومیری لوگوں نے دریائے دجلہ اور فرات کے کناروں پر تقریباً ۷۰۰۰ ق۔م کے بعد چھوٹے شہر آباد کئے اور ایک بلدیاتی نظام شروع کیا جو مقامی دیوتا یا دیوی کا مندر، ثقافتی، معاشی اور مذہبی زندگی کا مرکز تھا۔ سومیری لوگوں کے چند شہروں کا ذکر ذیل میں ہے:

۸۔ کسدیوں یا کلدانیوں کا اُور:۔ سومیر کا ایک مقدم شہر اُور تھا۔ اس شہر کا تاریخ میں اکثر ذکر آیا ہے۔ بائبل میں اسے ★ کسدیوں (پروٹسٹنٹ ترجمہ) یا ★ کلدانیوں (کیتھولک ترجمہ) کا اُور پکارا گیا ہے۔ اُور تارح اور ★ ابرہام کا وطن تھا جو عبرانی قوم کے اسلاف تھے۔ (پیدائش ۱۱: ۲۸-۳۱)۔ یہ شہر دریائے فرات کے کنارے واقع تھا اور تجارت کا مرکز تھا۔ یہاں کے خصوصی دیوتا سن (چاند) اور دیوی ننگال تھے۔ اُور سے کچھ مٹی کی تختیاں دستیاب ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کلدو لوگوں کے علاقے میں واقع تھا۔ اسی لئے اسے کلدانیوں کا اُور کہا گیا ہے۔

لارسا:۔ اُور کے شمال مشرق میں لارسا کا شہر آباد تھا۔ غالباً بائبل میں اس شہر کی طرف اشارہ ہے جب الاسر کے بادشاہ کا ذکر آتا ہے (پیدائش ۱۴: ۱-۲)۔ اس شہر کا خصوصی دیوتا شمس (سورج) تھا۔

ارک:۔ لارسا شہر کے مغرب میں ارک کا شہر تھا۔ علماء کا خیال ہے کہ اسی شہر کے لوگوں نے اور شہروں سے مل کر فارس کے بادشاہ ارتخششتا کو عرضی بھیجی کہ یہودیوں کو یروشلیم شہر کو بحال کرنے کی اجازت نہ دی جائے (عزرا ۴: ۹)۔ اس شہر کی خصوصی دیویاں عشتار اور نانا تھیں۔ یہاں کے باشندے سامی تھے۔

۹۔ اکاد:۔ مسوپتامیہ کے شمال میں اکادی لوگ بستے تھے۔ ان کی تہذیب و تمدن سومیری لوگوں سے سبقت لے گئے تھے۔ ان لوگوں نے تحریر کا پہلا باقاعدہ نظام ایجاد کیا تھا۔ وہ فنِ تعمیر اور فنِ حرب میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ یہ بھی سومیری قوم کی طرح اپنے شہر اپنے خصوصی دیوی یا دیوتا کے مندر کے گرد بناتے تھے۔ ان کے چند شہروں کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

اکاد:۔ اس شمالی شہر کے نام سے شمالی باشندوں کو اکادی پکارا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ سفروائم (۲۔سلاطین ۱۷: ۲۴) اسی شہر کا دوسرا نام ہے۔

نیپور:۔ بابل کے جنوب مشرق میں ۵۶ کلومیٹر/ ۳۵ میل کے فاصلہ پر اکادیوں کا ایک اور شہر نیپور تھا۔ اس علاقے کا یہ شہر مذہبی مرکز تھا اور یہاں کا خصوصی دیوتا انلیل تھا۔ اس شہر کا بائبل میں ذکر نہیں ہے۔

۱۰۔ بابل کی سیاسی تاریخ:۔ بابل کی سیاسی تاریخ سلطنتِ اسور کے سیاسی عروج و زوال سے بہت وابستہ ہے۔ ایک زمانہ میں تو بابل اور اسور ترازو کے پلڑوں کی طرح باری باری اوپر نیچے ہوتے رہتے تھے۔ کبھی اسور اقتدار میں آتا اور کبھی بابل لیکن اٹھارھویں صدی قبل از مسیح سے (یعنی ابرہام کے اُور سے ہجرت کر کے ملک کنعان جانے کے زمانہ سے۔ پیدائش ۱۱: ۳۱) اُس وقت تک جب اسور برسرِ اقتدار نہ آیا (نو سے چھ صدی قبل مسیح) بابل عام طور پر خطۂ مسوپتامیہ میں غالب سیاسی طاقت بنی رہی۔ پہلے خاندان کے آخری بادشاہ حمورابی (تقریباً ۱۷۰۴-۱۶۶۲ ق۔م) کے عہد میں سلطنتِ بابل خلیج فارس سے لے کر وسطی فرات اور دجلہ کے بالائی علاقے تک پھیلی ہوئی تھی۔ آثاریات نے اس علم دوست بادشاہ کے کئی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سب سے اہم اور مشہور وہ ضابطۂ قوانین ہے جسے اُس نے پتھر کے ستون پر کندہ کروا کر شمس (سورج) دیوتا کے مندر میں جو انصاف کا دیوتا تھا، نصب کروایا تاکہ اُس کی تمام رعیت اُسے دیکھ سکے۔ بلاشبہ یہ قانونیات کا قدیم ترین کتبہ ہے۔ بارھویں صدی قبل از مسیح عیلامی حملہ آوروں نے ایک ناگہانی حملہ کر کے اس ستون کو بطور مالِ غنیمت اپنے ملک کو لے گئے۔ ۱۹۰۱ عیسوی میں یہ سوسا (بائبل میں سوسن) کے مقام سے کھدائی کے دوران دستیاب ہؤا۔ بابل کا پہلا شاہی خاندان تقریباً ۱۵۹۶ ق۔م میں ختم ہؤا جب ایک حتی بادشاہ نے شہر پر حملہ کر کے اُسے تاخت و تاراج کیا۔ اگلی تین صدیوں میں بابل شمالی خانہ بدوش جنگجو قوموں مثلاً عیلامی، کاسی وغیرہ کے رحم و کرم پر رہا۔

ایک اوائلی اسوری حکمران تکلتی ننرتا (تقریباً ۱۲۵۰ ق۔م) نے بابل شہر پر قبضہ کیا اور شہر کے سرپرست دیوتا مردوک کا مجسمہ اسور لے گیا۔ دسویں صدی قبل از مسیح کے آخر سے بابل اسور کا مطیع ہو گیا اور نینوہ کے بادشاہوں کا اطاعت گزار رہا۔ کبھی کبھار بابل کا کوئی اسور کا مقرر کردہ حاکم علمِ بغاوت اٹھاتا اور نئے بابلی حکمران خاندان کی ابتدا کرتا، لیکن اسور کے ★ تگلت پلاسر سوم (تقریباً ۷۴۵-۷۲۷

ق۔م) کے عہد میں بابل مکمل طور پر اسور کے ماتحت ہوگیا۔ اِس دہشت انگیز بادشاہ کا ذکر ۲۔سلاطین ۱۵ : ۱۹ اور ۱۔تواریخ ۵ : ۲٦ میں ہے جہاں اُسے پول کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس بادشاہ نے اسرائیل کی شمالی سلطنت پر حملہ کیا اور لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا (۲۔سلاطین ۱۵ : ۲۹)۔ اور اُن سے تاوان کا مطالبہ کیا اور مُلکِ اسرائیل کو چھوٹے چھوٹے علاقوں میں تقسیم کر دیا۔

بابل کا ایک اور زور آور اسور کا مقرر کردہ حاکم مردوک اپل ادین (تقریباً ۷۲۲ - ۷۱۱ ق۔م) تھا جس نے اسور کے خلاف بغاوت کی۔ اسے ۲۔سلاطین ۲۰ : ۱۲ میں ★ برودک بلدان بن بلدان اکیتھولک۔ مرود اک بل ادان بن اداآن) اور یسعیاہ ۳۹ : ۱ میں ★ مرودک بلدان بن بلدان اکیتھولک۔ وہی جو ۲۔ ملوک ۲۰ : ۱۲ میں ہے) کا نام دیا گیا ہے۔ اس بابلی بادشاہ نے کوشش کی کہ اپنے اسوری حاکم سرجون دوم (تقریباً ۷۲۲ - ۷۰۵ ق۔م) کے خلاف اور بادشاہوں سے مل کر ایک محاذ قائم کرے۔ چنانچہ اس نے یہوداہ کے بادشاہ حزقیاہ کو اپنا ساتھی بنانے کی پیشکش کی۔ یسعیاہ نبی نے حزقیاہ بادشاہ کو اس منصوبہ میں حصّہ لینے سے منع کیا کیونکہ اِس کا نتیجہ بے سود ہوتا تھا (یسعیاہ ۳۹)۔ سرجون بادشاہ نے بہت مشکل سے مردوک کو مغلوب کیا اور بابل کے تخت پر پھر اپنا تسلّط جمایا۔

سرجون کا جانشین اُس کا بیٹا ★ سنخیرب (تقریباً ۷۰۵ - ٦۸۱ ق۔م) ہوا۔ اُس نے اور جگہوں کے محکوم بادشاہوں کو استعمال کیا اور اُن کے ذریعہ بابل کو اپنا مطیع رکھا۔ لیکن جب یہ چال کامیاب نہ ہوئی تو اُس نے ٦۸۹ ق۔م میں شہر پر حملہ کیا اور اُسے نیست و نابود کیا اور شہر کے دیوتاؤں کے مجسموں کو اسور لے گیا۔ اُس کے بیٹے اسرحدون (تقریباً ٦۸۱ - ٦٦۹ ق۔م) نے بابل شہر کو پھر بحال کرنے کی کوشش کی۔ غالباً یہ قدم اُس نے اپنی ماں کے کہنے پر اُٹھایا۔ اُس کی ماں غالباً ارامی تھی۔ اسرحدون کی موت پر اُس کی سلطنت اُس کے دو بیٹوں میں تقسیم کی گئی۔ اشور بنی پال (تقریباً ٦٦۲ - ٦۲٦ ق۔م) اسور کا آخری عظیم بادشاہ نینوہ کے تخت پر بیٹھا اور اس کا بھائی شمشش شموکن بابل کے تخت کا مالک بنا۔ دونوں بھائی آپس میں بُری طرح لڑے اور ٦۵۱ ق۔م میں اشور بنی پال نے بابل پر حملہ کیا اور اُسے نذرِ آتش کر دیا۔ اُس کا بھائی مارا گیا اور اس کی جگہ ایک اور محکوم بادشاہ کو بابل کے تخت پر بٹھایا گیا۔ اشور بنی پال کی زندگی کے آخری سالوں میں اس شخص کی باغیانہ حرکتیں بڑھ گئیں اور ٦۳۱ تا ٦۱۲ ق۔م تک بابل کا اقتدار اتنا بڑھ گیا کہ نبوپلاسر نے ٦۲٦ ق۔م میں ایک آزاد خاندان کی بنیاد ڈالی جسے نَو بابلی یا کلدانی سلطنت کا نام دیا گیا۔

نبوپلاسر (تقریباً ٦۲٦ - ٦۰۵ ق۔م) اور اُس کے بیٹے نبوکدنضر (تقریباً ٦۰۵ - ۵٦۲) کے عہد میں قدیم بابل اپنے شان و شوکت کے عروج پر پہنچ گیا۔ یہ دونوں شخص فنِ حرب کے ماہر تھے لیکن ساتھ وہ صاحبِ ذوق اور ثقافتی فنون کے قدردان تھے۔ اُنہوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ قدیم بابل کی سلطنت کو دنیا کی سب سے عظیم اور شہرۂ آفاق سلطنت بنا کر رہیں گے۔ اپنی جنگی مہمّات کے دوران وہ مختلف ملکوں سے ماہر کاریگر اور صنعت کار اسیر کر کے بابل لائے اور اُنہیں مختلف تعمیری منصوبوں پر لگایا۔ نبوپلاسر اور اس کے بیٹے کی بلند خیالی اور استعداد کی وجہ سے بابل کا اقتدار نینوہ کے اقتدار سے کہیں آگے بڑھ گیا اور ٦۱٦ ق۔م میں بابل کے لوگوں نے مادی لوگوں سے مل کر نینوہ شہر پر حملہ بول دیا اور فتح کر کے نذرِ آتش کر دیا۔ اگلے دو سال میں سلطنتِ اسور کا خاتمہ ہو گیا۔

٦۰۵ ق۔م میں ★ کرکمیس کے مقام پر بابل کی فوج نے فرعون نکوہ کو شکست دی۔ اس مہم کو نبوکدنضر نے خود چلایا۔ نبوپلاسر نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جنوبی فلسطین یعنی یہوداہ کے علاقے پر قبضہ کرے گا تاکہ مصر کے خلاف آئندہ مہمات میں اُسے اپنا پیش خیمہ بنائے۔ سن ۵۹۷ ق۔م میں نبوکدنضر نے یہوداہ پر پہلا حملہ کیا۔ اس کے بعد ۵۸٦ ق۔م اور ۵۸۱ ق۔م میں اور حملے کئے۔ ان حملوں کے نتیجے میں یہوداہ کے ہزاروں باشندوں کو اسیر کر کے بابل لے جایا گیا جہاں اُنہیں سلطنت کے مختلف تعمیراتی منصوبوں پر لگا دیا گیا۔

جب نبوکدنضر نے محسوس کیا کہ اب وہ بیرونی خطروں سے محفوظ ہے تو اُس نے اپنی تمام تر توجّہ مُلک کے ثقافتی اور تعمیری پہلوؤں کی طرف پھیری۔ خصوصاً اُس نے شہر بابل کو دنیا میں ایک مثالی شہر بنانے کا ارادہ کیا۔ اس نے شہر میں نہریں، باغات اور عالیشان عمارات تعمیر کروائیں۔ اس زمانے میں جو سیّاح بابل گئے، انہوں نے شہر کے متعلق اپنے تاثرات کتابوں میں قلمبند کئے ہیں (ہیرودوتس یونانی سیّاح کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں (دیکھئے ۲، ۳، ۴ اوپر)۔

۱۱۔ بابل کا زوال :- نبوکدنضر ۵٦۲ ق۔م میں فوت ہوا۔ اگلے پانچ سال میں تین بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ ان میں سے ایک اویل مرودک تھا جس کا ذکر ۲۔سلاطین ۲۵ : ۲۷ میں ہے۔ ۵۵٦ ق۔م میں ★ نبونِدس حاکم بنا۔ وہ ایک صوفیانہ طبیعت کا مالک تھا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اپنے بیٹے ★ بیلشضر کو اپنا قائم مقام بنا کر خود عرب میں تیما کے مقام میں گوشہ نشین ہوا۔ جب ۹ سال کے بعد وہ واپس بابل آیا تو یہ وہ وقت تھا جب فارس کا شاہ خورس بابل کے شہر کو شکست دے کر مغلوب کر رہا تھا۔ لیکن شاہِ خورس نے شہر کو نہ لوٹا نہ تباہ کیا، بلکہ وہاں کے دیوتاؤں اور مندر کا احترام کیا۔ اور سب لوگوں کو جنہیں اسیر کر کے لایا گیا تھا آزاد کیا اور ایک وسیع فارسی سلطنت کو قائم کرنا شروع کیا۔

بابل کا برج :- وہ مینار جو بابل کے لوگوں نے سنعار کے میدان میں بنایا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بابل۔

بابل کے ایک برج کی قیاسی تصویر۔ اس کا ہر چبوترا مختلف رنگ کا تھا (کالا۔ لال۔ نیلا)۔ ان پر درخت لگائے گئے تھے جو غالباً معلق باغیچے تھے۔

باتر :- ایک سلسلۂ کوہ جس کا ذکر غزل الغزلات میں ہے (۲:۱۷)۔ غالباً یہ اسم معرفہ نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صرف سنگلاخ ہیں۔ شائد غزل الغزلات ۸:۱۴ میں اسی پہاڑ کی طرف اشارہ ہے۔

باجا :- دیکھئے موسیقی۔

باجرا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۱۔

باج گزار۔ خراج گزار :- ٹیکس یا محصول دینے والا۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں امثال ۱۲:۲۴ اور یرمیاہ کے نوحہ ۱:۱ میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی دوسرے کے مطیع ہونا۔

بادام :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۲

بادام کا درخت :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۲ (پیدائش ۳۰:۳۷)۔

بادبان :- وہ پردے جو جہاز یا کشتی کو ہوا کے ذریعہ چلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر اعمال ۲۷:۴۰، یسعیاہ ۳۳:۲۳ اور حزقی ایل ۲۷:۷ میں ہے (اعمال ۲۷:۴۰ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہندی کا لفظ پال استعمال کیا گیا ہے)۔ یہ ★ مستول پر لٹکائے جاتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ یسعیاہ ۱۸:۱ میں "پروں کے پھڑپھڑانے" سے بادبانوں کی طرف اشارہ ہے جو ہوا کے زور سے حرکت کر رہے ہیں۔ نیز دیکھئے جہاز اور کشتی۔

بادشاہی وادی۔ سوِی کی وادی۔ شوی کی وادی :-

۱۔ یہاں ابرہام اور ملک صدق سالم کی ملاقات ہوئی تھی (پیدائش ۱۴:۱۷)۔

۲۔ یہاں ابی سلوم نے لاٹ کھڑی کی تھی (۲۔سموئیل ۱۸:۱۸)۔

بادل :- بائبل میں لفظ بادل اکثر تمثیلی طور پر استعمال ہوا ہے۔ وہ تباہی (حزقی ایل ۳۰:۳) خطرہ (یسعیاہ ۴۴:۲۲)، بھید (ایوب ۳:۵) اور خدا کی موجودگی (یسعیاہ ۱۹:۱) وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے۔

بادل کا ستون :- جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو خدا نے اُن کی راہنمائی دن کے وقت بادل کے اور رات کو آگ کے ستون سے کی تھی (خروج ۱۳:۲۱-۲۲)۔ جب مصریوں نے ان کا پیچھا کیا تو یہ آگ اور بادل کا ستون مصریوں اور اسرائیلیوں کے درمیان آجاتا تاکہ اُنہیں چھپائے (خروج ۱۴:۱۹، ۲۰، ۲۴)۔ لشکر گاہ کے باہر خیمۂ اجتماع میں جب موسیٰ خدا کی حضوری میں آتا تو یہ ستون اُس خیمہ پر آکر ٹھہر جاتا تھا (خروج ۳۳:۷-۱۱)۔ خداوند عدالت کرنے کے لئے بادل میں سے ہوکر آیا (گنتی باب ۱۲)۔ یہ کوئی قدرتی نظارہ نہیں تھا بلکہ بادل اور آگ کا یہ ستون درحقیقت مظہرِ الٰہی تھا۔ نیز دیکھئے شکینہ۔

بارش :- فلسطین میں برسات کا موسم اکتوبر سے اپریل تک رہتا ہے۔ پہلی بارش اکتوبر نومبر میں ہوتی ہے (زبور ۸۴:۶؛ یسعیاہ ۳۰:۲۳؛ یرمیاہ ۵:۲۴) اور پچھلی بارش مارچ اور اپریل میں (ایوب ۲۹:۲۳؛ امثال ۱۶:۱۵؛ یرمیاہ ۳:۳؛ ۵:۲۴؛ زکریاہ ۱۰:۱)۔ پرانے عہدنامہ میں "بارش" کو اکثر تشبیہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ بارش کی فراوانی یہوداہ کی اپنے لوگوں کے لئے برکت کی بہتات کو ظاہر کرتی ہے (استثنا ۲۸:۱۲) اور کم بارش خدا کی ناراضگی کو (استثنا ۲۸:۲۳-۲۴)۔ کنعانیوں کے مذہب میں بعل کو بارش کا دیوتا مانا جاتا تھا۔

باروک :- (عبرانی = مبارک)۔

۱۔ نیریاہ کا بیٹا (یرمیاہ ۳۶:۳۲) اور یرمیاہ نبی کا قابلِ اعتماد دوست اور منشی (یرمیاہ ۳۲:۱۲؛ ۳۶:۴)۔ یہ یرمیاہ کی نبوّتوں کو لکھا کرتا اور لوگوں کو پڑھ کر سناتا تھا (یرمیاہ باب ۳۶)۔ صِدقیاہ کے دورِ سلطنت میں جب یروشلیم محاصرہ میں تھا اور یرمیاہ نبی قید میں تو اس نے اپنی موروثی جائداد جو عنتوت میں تھی کا قبالہ بارُوک کو سونپا اور پیشنگوئی کی کہ بنی اسرائیل پھر اس سرزمین پر قابض ہوجائیں گے (یرمیاہ باب ۳۲)۔ یہ بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔

۲۔ ایک شخص جس نے یروشلیم کی فصیل تعمیر کرنے میں نحمیاہ کی مدد

کی (نحمیاہ ۳: ۲۰)۔

۳۔ ایک کاہن جس نے نحمیاؔہ کے ساتھ عہدنامہ پر دستخط کئے (نحمیاہ ۱۰: ۶)۔

۴۔ کل حوزہ کا بیٹا (نحمیاہ ۱۱: ۵)۔

بارُوک کی کتاب:۔ اپاکرفا کی ایک کتاب۔ یہ ہفتادی ترجمہ میں یرمیاہ اور نوحہ کی کتابوں کے درمیان ہے۔

روایت کے مطابق بارُوک بن نیریاہ نے اپنے آخری ایام بابل میں گزارے۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ کتاب اُس نے بابل میں جلاوطنوں کو تسلّی دینے کے لئے لکھی۔ گو رومن کیتھولک علماء کا خیال ہے کہ یہ کتاب یرمیاہ کے دوست اور کاتب نے لکھی لیکن عام خیال ہے کہ یہ ۵۰ ق م اور ۱۰۰ء کے درمیانی عرصے میں لکھی گئی۔ نیز دیکھئے اپاکرفا۔

باڑ:۔ فلسطین میں عموماً باڑ یا تو پتھروں کو چُن کر بنائی جاتی تھی یا کانٹوں کی جھاڑیوں کو لگا کر جگہ کا احاطہ کیا جاتا تھا۔

پہلی قسم کی باڑ کے لئے عبرانی لفظ گدیرا (قب عربی ۃ جدرہ۔ جدیرہ) تھا جو ا۔ تواریخ ۴: ۲۳ میں بطور اسم معرفہ استعمال ہوا ہے۔ نیز دیکھئے یشوع ۱۵: ۳۶، ۴۱)۔

اس کا ذکر زبور ۸۹: ۴۰؛ یرمیاہ ۴۹: ۳ (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ احاطہ ہے۔ کیتھولک میں باڑہ) اور دیگر جگہوں میں بھی آتا ہے۔

دوسری قسم کی باڑ کے لئے ایک اور عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کانٹوں کی باڑ (یسعیاہ ۵: ۵؛ امثال ۱۵: ۱۹۔ یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کانٹوں کی آڑ ہے)۔ غریب لوگ سڑکوں اور باڑوں میں رہتے تھے (لوقا ۱۴: ۲۳)۔

باڑھ:۔ سندی لفظ جو اب کم استعمال ہوتا ہے۔ دھار۔ سیلاب۔ طغیانی (ایوب ۱۴: ۱۹، ۲۲: ۱۱؛ ۴۰: ۲۳؛ غزل الغزلات ۸: ۷)۔ کیتھولک ترجمہ میں طغیانی اور سیلاب استعمال ہوا ہے۔

باز:۔ دیکھئے پرندگان بائبل ۴۔

بازار:۔ خرید و فروخت کی جگہ (حزقی ایل ۲۷: ۱۳، ۱۹)۔

پرانے زمانے کے فصیلدار شہروں میں کثرت آبادی کی وجہ سے کھُلی جگہ کم رہ گئی تھی۔ لیکن شہر کی دفاع کے لئے ضروری تھا کہ پھاٹک کے قریب کچھ خالی جگہ چھوڑی جائے جہاں فوج شہر کی حفاظت کے لئے لڑائی کے دوران اکٹھی ہو سکے۔ شہر کی اِسی جگہ کو زندگی کی مختلف سماجی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

انہی کشادہ جگہوں میں رجنہیں چوک بھی کہا گیا ہے اجنبی مسافر رات بسر کرتے تھے (پیدائش ۱۹: ۲؛ قضاۃ ۱۹: ۱۵ ببعد)۔ انہی کھلی جگہوں میں لوگ ہر مقصد کے لئے اکٹھے ہوتے تھے (۲۔ تواریخ ۳۲: ۶؛ نحمیاہ ۸: ۱، ۳، ۱۶)۔ ایسی ہی جگہ میں ماتم اور نوحہ کے لئے اکٹھے ہو کر افسوس اور واویلا کرتے تھے (زبور ۱۴۴: ۱۴؛ یسعیاہ ۱۵: ۳؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۸؛ عاموس ۵: ۱۶)۔ اسی جگہ فتح کی نشانیاں اور دشمن کی لاشوں کی نمائش کی جاتی تھی (۲۔ سموئیل ۲۱: ۱۲)۔ یہاں کسبیاں کھڑی ہو کر خریداروں کو رجھاتی تھیں (حزقی ایل ۱۶: ۲۴، ۳۱؛ امثال ۷: ۱۲)۔ چوک اور بازار ہی میں بوڑھے بیٹھتے اور بچے کھیلتے تھے (زکریاہ ۸: ۴۔ ۵)۔ ضروری اعلان بھی ایسی ہی جگہ سے کئے جاتے تھے (امثال ۱: ۲۰)۔

نئے عہدنامہ کے بازار اور چوک بھی کچھ اسی قسم کے ہوتے تھے۔ وہاں بچے کھیلتے کودتے تھے (متی ۱۱: ۱۲؛ لوقا ۷: ۳۲)۔ یہ لوگوں کی ملاقات کی جگہ تھی (متی ۲۳: ۷؛ مرقس ۱۲: ۳۸؛ لوقا ۱۱: ۴۳؛ ۲۰: ۴۶)۔ منادی اور علاج بھی چوک میں ہوتا تھا (مرقس ۶: ۵۶)۔ یہاں مزدور کام کی تلاش میں منتظر بیٹھے تھے (متی ۲۰: ۳)۔

تاہم فلسطینی بازار صحیح یونانی اگورا agora نہ تھا جو یونانی شہروں کا منفرد اور ضروری حصہ تھا۔ یونانی زبان کے اِس لفظ کے پہلے معنی لوگوں کا اجتماع تھے۔ پھر اس لفظ سے مُراد کھلی جگہ ہو گیا۔ بعد ازاں یہ تجارت کا مرکز بن گیا۔ تاہم تجارت کے علاوہ یہ اور مقاصد کے لئے بھی استعمال ہونے لگا۔ اس منڈی نما جگہ پر ستونوں پر چھت ڈال کر بارش اور دھوپ سے بچاؤ کا انتظام کیا گیا اور یہ سیاست اور فلسفے کی بحث کا بھی مرکز بن گیا (اعمال ۱۷: ۱۷)۔

یونانی شہروں کے چوک میں مقدموں کی پہلی سماعت بھی ہوتی تھی (اعمال ۱۶: ۱۹؛ مقابلہ کریں ۱۹: ۳۸)۔

بازو۔ پر:۔ پرندوں (احبار ۱: ۱۷)، کروبیوں (۱۔ سلاطین ۶: ۲۴) یا "جانداروں" (حزقی ایل ۱۰: ۱۶، ۵؛ مکاشفہ ۴: ۸) کے پروں کو بازو کہا گیا ہے۔ ایوب ۳۹: ۲۶ میں نقلِ مکانی کی طرف اشارہ ہے۔ بائبل میں بازو یا پر کا سب سے نمایاں استعمال تشبیہی زبان میں ہوا۔ مثلاً "ہوا کے بازوؤں" (زبور ۱۸: ۱۰)، آرام تلاش کرنے کے لئے (زبور ۵۵: ۶)، خدا میں پناہ کے لئے (زبور ۱۷: ۸؛ ۹۱: ۴)، خوشحالی کے نشان کے لئے (زبور ۶۸: ۱۳)، غائب ہونے کے لئے (امثال ۲۳: ۵)، طلوع ہوتے سورج کی کرنوں کے لئے (۱۳۹: ۹)، از سرِ نو زور حاصل کرنے کے لئے (یسعیاہ ۴۰: ۳۱)، محبت کے لئے (متی ۲۳: ۳۷)۔ دو علامتی عورتیں بھی دیکھئے (زکریاہ ۵: ۹ مقابلہ کریں مکاشفہ ۱۲: ۱۴)۔

بازو۔ ہاتھ:۔ مجازی معنوں میں طاقت کی علامت۔ مثلاً خدا کی قوت (یسعیاہ ۵۳: ۱)۔ "بازو گر جائیں گے" یعنی طاقت زائل ہو گی (حزقی ایل ۳۰: ۲۵)۔

بازوبند:۔ دیکھئے زیورات بائبل ۱۳۔

باسن :- وہ پیالہ جس میں قربانی کے جانور کا خون رکھا جاتا تھا (خروج ۱۲ : ۲۲؛ یرمیاہ ۵۲ : ۱۹؛ خروج ۲۴ : ۶)۔ نیز دیکھئے پیالہ۔

باغ :- (عبرانی = جنایا گنا۔ عربی = جَنَّتہ۔ قب اُردو جنت)۔ خداوند کے لوگوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اُن کی زندگی ایک سیراب باغ کی مانند ہوگی (یسعیاہ ۵۸ : ۱۱؛ یرمیاہ ۳۱ : ۱۲۔ قب گنتی ۲۴ : ۶)۔

یہودیوں نے مصر میں پھل دار اور سبزی والے باغ دیکھے تھے جن کو وہاں کے لوگوں نے بڑی محنت سے کاشت کیا تھا (استثنا ۱۱ : ۱۰ قب گنتی ۱۱ : ۵)۔ ملکِ فلسطین میں لوگ اکثر سبزی کی خاطر باغ لگاتے تھے (۱۔سلاطین ۲۱ : ۲۰) اور پھل کے پیڑ بھی لگائے جاتے تھے (عاموس ۹ : ۱۴؛ یرمیاہ ۲۹ : ۵ ، ۲۸؛ غزل الغزلات ۴ : ۱۶)۔

بعض مرتبہ یہ تاکستان یا زیتون کے درختوں کے باغ کا حِصّہ ہوتے تھے (عاموس ۴ : ۹)۔ عموماً باغ کے گرد پتھر کی دیوار (امثال ۲۴ : ۳۱) یا کانٹوں کی باڑ (یسعیاہ ۵ : ۵) ہوتی اور چوکیدار کے رہنے کے لئے کوئی جھونپڑی یا چھپّر ہوتا (یسعیاہ ۱ : ۸) یا پھر ایک بُرج جس میں سے باغبان جنگلی جانوروں اور چوروں پر نگاہ رکھتے تھے (مرقس ۱۲ : ۱)۔ باغ کو کبھی چشمے یا تالاب سے سینچا جاتا تھا (غزل الغزلات ۴ : ۱۵، واعظ ۲ : ۶)۔ بعض مرتبہ باغ میں ایک بارہ دری بھی ہوتی تھی (۲۔سلاطین ۹ : ۲۷)۔ یروشلیم کا شاہی باغ ایک مشہور اور قابلِ دید جگہ تھی (۲۔سلاطین ۲۵ : ۴؛ یرمیاہ ۳۹ : ۴؛ ۵۲ : ۷؛ نحمیاہ ۳ : ۱۵)۔ فارس کے بادشاہ کے محل (قصر سوسن) کے پاس ایک تفریحی باغ تھا جہاں شاہی ضیافتیں ہوتی تھیں (آستر ۱ : ۵؛ ۷ : ۷، ۸)۔

مصر اور بابل کے بادشاہ بھی بڑے اعلےٰ باغ رکھتے تھے۔

بعض مرتبہ باغوں میں قبریں بھی ہوتی تھیں (۲۔سلاطین ۲۱ : ۱۸، ۲۶ اور یوحنّا ۱۹ : ۴۱)۔ باغ کے ایک مکروہ استعمال کا بھی ذکر آتا ہے۔ بار آوری کی کنعانی رسومات کے سلسلے میں بُت پرستی اور زناکاری یہاں ہوتی تھی (یسعیاہ ۱ : ۲۹؛ ۶۵ : ۳؛ ۶۶ : ۱۷)۔ گتسمنی کے باغ کے لئے دیکھئے گتسمنی کا باغ۔

باغبان۔ مالی :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۲۔

باقلا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۳۔

باکرہ :- کنواری، بن بیاہی۔ یہ لفظ بائبل کے کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نہیں۔ دیکھئے کنواری۔

بال :- یہودیوں میں بال خوبصورتی کا نشان سمجھے جاتے اور گنجے پن سے حقارت کی جاتی تھی (۲۔سلاطین ۲ : ۲۳؛ یسعیاہ ۳ : ۲۴؛ یرمیاہ ۴۷ : ۵)۔ نذیر اور عورتیں لمبے بال رکھتے تھے (گنتی ۶ : ۵؛ لُوقا ۷ : ۳۸)۔ عربوں کی طرح اسرائیلی اپنے سر کے گوشوں اور داڑھی کے کونوں کے بالوں کو نہیں کاٹ سکتے تھے (احبار ۱۹ : ۲۷)۔

بالاخانہ :- مکان کی چھت پر کا کمرہ جسے عموماً گرمیوں میں شام کے وقت استعمال کرتے (مرقس ۱۴ : ۱۵؛ لُوقا ۲۲ : ۱۲؛ اعمال ۱ : ۱۳؛ ۲۰ : ۸) کیونکہ یہ ہوادار ہونے کی وجہ سے ٹھنڈا ہوتا تھا (قضاۃ ۳ : ۲۰؛ یرمیاہ ۲۲ : ۱۴)۔ آخری فسح کے موقع پر خداوند نے اسی قسم کا کمرہ استعمال کیا تھا (لوقا ۲۲ : ۱۲)۔

بالاہ۔ بَعلہ :- فلسطین کے جنوب مغرب میں ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۳)۔ ۱۔تواریخ ۴ : ۲۹ میں اس کا نام بلہاہ ہے۔

بالشت :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۲

بالع۔ بیلع :- ۱۔ ادوم کے بادشاہ بعور کا بیٹا (پیدائش ۳۶ : ۳۲ بعد؛ ۱۔تواریخ ۱ : ۴۳)۔

۲۔ بنیمین کا پہلوٹھا (۱۔تواریخ ۷ : ۶؛ ۸ : ۱)۔ یہ بالعی خاندان کا سربراہ تھا (گنتی ۲۶ : ۴۰)۔

۳۔ روبن کے قبیلے کے عزز کا بیٹا جو نہایت دولت مند تھا (۱۔تواریخ ۵ : ۸، ۹)۔

بال کترنے کا گھر :- سامریہ اور یزرعیل کے درمیان ایک مقام (۲۔سلاطین ۱۰ : ۱۲-۱۴)۔

بالوں کی لٹیں۔ زُلفیں :- جہاں تک سر کے بالوں کی لٹ کا تعلق ہے اُس کے لئے عبرانی میں کئی الفاظ مستعمل ہیں۔ گنتی ۶ : ۵ میں اس اصطلاح کا اشارہ نذیر کے ناتراشیدہ بالوں کی طرف ہے، قضاۃ ۱۶ : ۱۳، ۱۹ میں نذیر سمسون کی گندھی ہوئی لٹوں کی طرف، اور غزل الغزلات ۵ : ۲، ۱۱ میں یہودی نوجوانوں کی گھنی زلفوں کی طرف۔

بالیاں :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۴

بالیں یا انگور چُننا :- یہودی دستور کے مطابق فصل کاٹتے وقت غریبوں کے لئے گری ہوئی بالیں یا انگور توڑتے وقت کچھ گچھے چھوڑ دیئے جاتے تھے (قضاۃ ۸ : ۲؛ روت ۲ : ۲، ۱۶؛ یسعیاہ ۱۷ : ۶؛ احبار ۱۹ : ۹-۱۰؛ استثنا ۲۴ : ۱۹، ۲۲)۔

بامات۔ باموت :- (عبرانی = اونچا مقام)۔ دریائے ارنون کے شمال میں ایک مقام جہاں بلق بلعام کو لے گیا تھا (گنتی ۲۱ : ۱۹؛ ۲۲ : ۴۱)۔

باماہ :- عبرانی لفظ جو حزقی ایل ۲۰ : ۲۹ میں استعمال کیا گیا ہے۔ پورے لفظ کے معنی ہیں "اونچا مقام" اور لفظ کے دونوں

حصّوں کے الگ الگ معنی یہ ہیں : با = جانا ؛ ماہ = کیا۔

جب بنی اسرائیل خدا سے سرکشی کرتے تو اونچے مقاموں پر غیر قوموں کی طرح بت پرستی اور حرام کاری کرتے تھے، جن کے بارے میں خدا نے اُنہیں خاص طور پر منع کیا تھا (گنتی ۳۳ : ۵۰-۵۲)۔

حزقی ایل ۲۰ : ۲۹ کی عبرانی عبارت میں رعایتِ لفظی یعنی لفظوں کے معنوں کا طنزیہ استعمال ہے۔

"اور میں نے اُن سے کہا یہ اونچی جگہ (= باماہ) کیا (= ماہ) ہے جہاں تم جاتے (= با) ہو؟" (کیتھولک ترجمہ)۔ نیز دیکھئے اونچے مقام۔

بانجھ پن :- عبرانی، عاقار۔ یہ مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے (پیدائش ۱۱ : ۳۰؛ ۲۵ : ۲۱؛ ۲۹ : ۳۱؛ استثنا ۷ : ۱۴۔ آخری حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ عقیم ہے = وہ مرد یا عورت جو اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو)۔ عاقار کا مادّہ عین - قوف -- ریش ہے جس کا بنیادی مفہوم جڑ سے اُکھاڑنا ہے (دیکھئے واعظ ۳ : ۲ - یہی لفظ ★ کونپلیں کاٹنے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے)۔ پھر یہ اُس شخص کے لئے بھی آتا ہے جس کے خصیئے نکال دیئے گئے ہوں۔ (قب عربی عَقَر)۔

مشرقی ممالک میں عورت کا بے اولاد ہونا نہ صرف قابلِ افسوس حالت تھی بلکہ ایسی بیوی لعن طعن اور ملامت کا نشانہ بن جاتی حتّٰی کہ طلاق تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ سارہ کی دبی ہوئی ہنسی اسی نااُمیدی کا اظہار تھی۔ اُسے کس طرح شادمانی حاصل ہو سکتی جبکہ وہ بڑھاپے میں اولاد والی نہیں ہو سکتی تھی (پیدائش ۱۸ : ۱۲)۔ حنّہ کی خاموش دُعا بھی اسی نااُمیدی کی عکاسی کرتی ہے (۱-سموئیل ۱ : ۱۰ مابعد)۔ راخل کی اپنے خاوند کو دھمکی کہ "مجھے بھی اولاد دے نہیں تو میں مر جاؤں گی" بھی اسی بدقسمتی کو ظاہر کرتی ہے (پیدائش ۳۰ : ۱)۔ الیشبع کا حاملہ ہونے کے بعد خوشی سے بھر کر یہ کہنا کہ اب میری رسوائی لوگوں میں سے دور ہو گئی یہ ظاہر کرتا ہے کہ بانجھ پن کس قدر افسوسناک حالت تھی (لوقا ۱ : ۲۵)۔ خداوند مسیح یروشلیم پر خدا کے غضب کے نازل ہونے کو بڑے پر زور طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ یہودی عورتیں جو بانجھ پن کو ایک ہیبت ناک حالت سمجھتی تھیں یروشلیم پر خدا کے غضب کے مقابلے میں اپنے کو مبارک کہتی تھیں (لوقا ۲۳ : ۲۹)۔ لوگوں کا ایمان تھا کہ اولاد خدا کی دی ہوئی نعمت ہے اور اولاد نہ ہونا خدا کی لعنت (خروج ۲۳ : ۲۶؛ استثنا ۷ : ۱۴)۔ اسی طرح کسی ملک کا پھلدار ہونا یا بنجر ہو جانا خدا کی برکت اور لعنت کی علامت تصور کیا جاتا تھا (زبور ۱۰۷ : ۳۳، ۳۴)۔

باندھنا اور کھولنا :- یہ یہودی علمائے شرع کی خاص اصطلاح تھی۔ وہ اعمال جن کی فقیہوں کے فیصلے کے مطابق اجازت تھی یا جن کو ممنوع قرار دیا گیا تھا، انہیں معرفت اور تادیب کی کنجیاں بھی کہا جاتا تھا۔

نئے عہدنامہ میں یہ اصطلاح پطرس رسول کے سلسلے میں استعمال کی گئی۔ پطرس کو ایک معیاری عالمِ شرع تصور کرتے ہوئے یہ اعزاز بخشا گیا جسے یہودی علما نے غلط استعمال کیا تھا (لوقا ۱۱ : ۵۲)۔

متّی ۱۸ : ۱۸ میں اِس کا اشارہ کلیسیا کے اُس اختیار کی طرف ہے جس کے تحت وہ گنا ہگار کو کلیسیا سے خارج یا معافی دیکر دوبارہ شامل کر سکتی ہے۔ بعض مرتبہ پطرس نے یہ اختیار کلیسیا کی طرف سے استعمال کیا لیکن کبھی بھی اُس نے اسے اپنا ذاتی حق نہیں سمجھا (دیکھئے اعمال الرسل ۲، ۵، ۱۰)۔ گناہ معاف کرنا یا قائم رکھنا پاک روح سے معمور کلیسیا کا خاص حق ہے جسے خداوند نے خود اُسے دیا (یوحنّا ۲۰ : ۲۲، ۲۳)۔

بانسری :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ ا۔

بانسلی :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ ا۔

بانی :- ۱- داؤد بادشاہ کا ایک جدّی سُورما (۲-سموئیل ۲۳ : ۳۶)۔

۲- داؤد بادشاہ کے زمانے کا ایک لاوی (۱-تواریخ ۶ : ۴۶)۔

۳- یہوداہ کی نسل کا ایک آدمی جو اسیری کے بعد یروشلیم میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۹ : ۴)۔

۴- ایک لاوی معمار (نحمیاہ ۳ : ۱۷)۔

۵- ایک لاوی (نحمیاہ ۹ : ۴)۔

۶- ایک لاوی جو بابل کی اسیری سے واپسی سے پہلے زندہ تھا (نحمیاہ ۱۱ : ۲۲)۔

۷- ایک لاوی جس نے عہدنامے پر مہر کی (نحمیاہ ۱۰ : ۱۳)۔

۸- ایک سردار جس نے عہدنامے پر مہر کی (نحمیاہ ۱۰ : ۱۴)۔

۹- ایک خاندان کا بانی جس کے کچھ فرد زربابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲ : ۱۰)۔ اِن میں سے کئی ایک نے غیر قوم عورتوں سے بیاہ کر لیا (عزرا ۱۰ : ۲۹)۔

۱۰- ایک خاندان کا سردار جس کی اولاد میں سے ایک اور شخص کا نام بھی بانی تھا (عزرا ۱۰ : ۳۸)۔

بائبل، اُردو ریفرنس :- پروٹسٹنٹ کلیسیا کا اردو ترجمہ جس کے حاشیہ میں مماثل حوالے درج ہیں اور جس میں بعض الفاظ کے لئے ذیلی حاشیہ میں تشریحی نوٹ اور معنی درج ہیں۔ یہ بائبل مُقدّس کے باقاعدہ مطالعہ کے لئے ایک بہت مفید ذریعہ ہے کیونکہ ایک ہی مضمون کے مختلف حوالہ جات مذکورہ لفظ کے حاشیہ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ لفظ کے اوپر ایک ہندسہ

یوں لکھا گیا ہے ۔ مثلاً زبور ۲۳ کے لفظ چوپان پر لہ ہے ۔ حاشیہ میں دس حوالے درج ہیں جن کا تعلق اس مضمون سے ہے ۔ یہ خیالات کا ایک خزانہ پیش کرتے ہیں جس سے اس مضمون کی گہرائی پر سوچا جا سکتا ہے ۔

ذیلی حاشیہ کے نوٹ کے لئے ابجد کے حروف استعمال کئے گئے ہیں مثلاً پیدائش ۲۶ : ۲۰ میں لفظ عسق کے اوپر (الف) درج ہے ۔ ذیلی حاشیہ میں "عبر جھگڑا" درج ہے ۔ یعنی یہ لفظ عبرانی کا ہے اور اس کے معنی جھگڑا ہے ۔

اسی طرح روت ۱ : ۲۰ کے لئے دو ذیلی نوٹ ہیں نعومیؔ اور مارؔہ پر جن سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ عبرانی متن میں رعایتِ لفظی استعمال کی گئی ہے ۔ یعنی لفظوں کے معنوں پر جگت ہے ۔

بائبل مقدس :- ا ۔ کتابِ مُقدّس ۔ کلامِ مُقدّس ۔ نیا اور پرانا عہدنامہ ۔ عہدِ عتیق و عہدِ جدید ۔

بائبل، یونانی لفظ ببلیا (biblia = کتابیں) سے مشتق ہے ، اور یہ اُن الہامی کتابوں کا مجموعہ ہے جنہیں کلیسیائے جامع نے مستند قرار دے کر فہرستِ مُسلّمہ میں شامل کیا ۔ ان معنوں میں ta biblia (الکُتب) کے اوّلین مسیحی استعمال کو ۲ ۔ کلیمنٹ ۱۴ : ۲ (تقریباً ۱۵۰ء) میں اس طرح بیان کیا گیا ہے : " الکُتب اور رسول اعلان کرتے ہیں کہ کلیسیا ..... ابتدا سے موجود ہے " ۔ مقابلہ کیجئے دانی ایل ۹ : ۲ " میں دانی ایل نے کتابوں میں (عبرانی بسفریم ۔ سفر بمعنی کتاب کی جمع) ان برسوں کا حساب سمجھا " ۔ یہ عہدِ عتیق کی نبوّتی تحریرات کے مجموعہ کا حوالہ ہے ۔ یونانی لفظ ببلیون biblion جمع biblia ببلوس biblos کا اسمِ تصغیر ہے ، جس کا عام مطلب ہر قسم کی تحریری دستاویز ہے لیکن شروع میں اس سے وہ تحریر مراد تھی جو پیپرس papyrus پر لکھی گئی ہو (یونانی ببلوس مقابلہ کیجئے فینیکی بندرگاہ ببلاس سے جس کے ذریعہ مصر سے قدیم زمانہ میں پیپرس درآمد کیا جاتا تھا ۔

بائبل کے لئے مترادف اصطلاحات " کتابِ مُقدّس " یا " نوشتہ " یا " صحیفہ " ہیں جنہیں نئے عہدنامہ میں پورے پرانے عہدنامہ یا اُس کے کسی حصّے کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ مقابلہ کیجئے متّی ۲۱ : ۴۲ " کیا تم نے کتابِ مُقدّس میں کبھی نہیں پڑھا ؟ " مرقس ۱۲ : ۱۰ میں لفظ نوشتہ صیغہ واحد میں ہے جو کسی خاص حصّے کو ظاہر کرتا ہے : " کیا تم نے یہ نوشتہ بھی نہیں پڑھا ؟ " ۲ ۔ تیمتھیس ۳ : ۱۵ میں " پاک نوشتوں " اور آیت ۱۶ میں " ہر ایک صحیفہ " کا ذکر ہے ۔ ۲ ۔ پطرس ۳ : ۱۶ میں پولس رسول کے تمام خطوط کو اور " صحیفوں " میں شامل کیا گیا ہے ۔ غالباً یہاں " اور صحیفوں " سے پورا عہدِ عتیق اور اناجیلِ اربعہ مراد ہیں ۔

قرآن شریف (سورۃ ۳) میں توریت (عبرانی توریم) اور انجیل (یونانی یوانگلیون) کو الہامی بتایا گیا ہے ۔ عہدِ عتیق جو عبرانی زبان میں تحریر ہوا یہودیوں کی بائبل ہے ۔ سامری صرف عبرانی اسفارِ خمسہ یعنی توریت پر ایمان رکھتے ہیں ۔

ا ۔ مشمولات اور اختیار

مسیحی ، پرانے اور نئے عہدنامہ پر جس کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں ایمان رکھتے ہیں ۔ کیتھولک کلیسیا ★ اپاکرفا اور کلیسیائی روایتوں کو بھی با اختیار مانتی ہے ۔ پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں سے لوتھرن کلیسیا کی طرح چرچ آف انگلینڈ بھی مُقدّس جیروم کی پیروی کرتے ہوئے اپاکرفا کو ہدایت و نصیحت کے لئے مفید بتاتا ہے لیکن اُن کو اپنے ایمان کی بنیاد قرار نہیں دیتا یعنی اُن سے کوئی عقیدہ اخذ نہیں کیا جاتا ۔ دیگر ریفارمڈ کلیسیائیں اِن کُتب کو قطعاً نہیں مانتیں (دیکھئے اپاکرفا) ۔

پس کلیسیائے انگلینڈ کا آرٹیکل نمبر ۶ تصدیق کرتا ہے کہ " جتنی باتیں نجات کے لئے ضروری ہیں وہ سب کتابِ مُقدّس میں مندرج ہیں ۔ پس جو کچھ اس میں لکھا نہ ہو اور جو کچھ اس سے ثابت نہ کیا جا سکے اُسے نہ عقیدے کا جُز ماننا لازمی ہے اور نہ وہ نجات کے لئے ضروری سمجھا جائے ۔ کتابِ مقدّس سے ہماری مراد ، عہدنامۂ عتیق اور عہدنامۂ جدید کی وہ مُسلّمہ کتابیں ہیں جن کے مُستند ہونے میں کلیسیا کو کبھی شک نہ ہوا " ۔ اس آرٹیکل کے ساتھ عہدِ عتیق کی ۳۹ کتابوں اور عہدِ جدید کی ۲۷ کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جو خدا کے الہام سے لکھی گئیں اور ہمارے ایمان اور زندگی کے لئے بطور ضابطہ ہیں ۔

ب ۔ دونوں عہد نامے

بائبل مُقدّس کے دو حصّے ہیں ۔ پہلے حصّے کو پرانا عہدنامہ اور دوسرے حصّے کو نیا عہدنامہ کہا جاتا ہے ۔ لفظ " عہدنامے " کا تعلق لاطینی testamentum اور یونانی diatheke سے ہے ۔ لیکن یونانی بائبل میں اس کا اکثر و بیشتر مطلب عہدنامہ نہیں بلکہ عہد (میثاق) ہے ۔ یرمیاہ ۳۱ : ۳۱ میں ایک نئے عہد (عبرانی بریت ، ہفتادی ترجمہ diatheke) کے متعلق بتایا گیا ہے اور وہ اُس عہد کی جو یہوواہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ بیابان میں باندھا جگہ لے گا (مقابلہ کیجئے خروج ۲۶ : ۷ ما بعد) ۔ " جب اُس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا " (عبرانیوں ۸ : ۱۳) ۔ نئے عہدنامہ کے مُصنفین نے نئے عہد کے متعلق پیشینگوئی کو مسیح کی زندگی اور کام میں پورا ہوتے دیکھا ۔ مسیح خداوند نے اس کی اِن الفاظ میں تصدیق کی " یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے " (۱ ۔ کرنتھیوں ۱۱ : ۲۵) ۔ عہدِ عتیق کی کتابیں اس لئے پرانا عہد کہلاتی ہیں کیونکہ اُن کا تعلق عہدِ عتیق کی تاریخ سے ہے اور عہدِ جدید کی کُتب اس لئے کہ وہ " نئے عہد کی بنیادی دستاویز ہیں ۔ " پرانے عہدنامہ " کی اصطلاح کو ہم عام طور پر جن معنوں میں استعمال کرتے ہیں انہی میں اسے ۲ ۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۴ میں استعمال کیا گیا : " پرانے

عہدنامہ کو پڑھتے وقت ..."۔ لیکن غالباً یہاں پولس رسول شریعت کا حوالہ دے رہا ہے جو پرانے عہدنامہ کی بنیاد ہے نہ کہ تمام عبرانی پاک نوشتوں کا۔ الہامی کتابوں کے دونوں مجموعوں کے لئے "پرانے عہدنامہ" palaia diatheke اور "نئے عہدنامہ" kaine diatheke کی اصطلاحات مسیحیوں نے دوسری صدی عیسوی کے آخری حصّے میں استعمال کرنی شروع کر دی تھیں۔

ج۔ پرانا عہدنامہ

عبرانی بائبل کی کُتب تین حصّوں پر مشتمل ہیں: توریت (تورہ)، انبیاء (نبیبیم) اور نوشتے (کتبیم)۔ توریت کا تعلق موسیٰ کی پانچ کتابوں سے ہے۔ انبیاء کو دو درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ انبیائے سابقین میں یشوع، قضاۃ، سموئیل، اور سلاطین کی کتب آتی ہیں اور انبیائے متاخرین میں یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل اور بارہ انبیاء کی کتاب۔ نوشتوں میں باقی کُتب شامل ہیں، پہلے مزامیر، امثال اور ایوب، پھر پانچ طومار یعنی غزل الغزلات، رُوت، نوحہ، واعظ اور آستر اور پھر دانی ایل، عزرا بشمول نحمیاہ اور تواریخ۔ روایتاً یہ ۲۴ ہیں لیکن یہ ہماری ۳۹ کتابوں کے عین مطابق ہیں کیونکہ بعد میں انبیائے اصغر کی بارہ کتابیں علیحدہ علیحدہ شمار ہوئیں اور سموئیل، سلاطین تواریخ اور عزرا بشمول نحمیاہ میں سے ہر ایک کی دو کُتب۔

★ ہفتادی ترجمے کی کتابوں کو ان کے نفس مضمون کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ توریت کے بعد تواریخی کتابیں آتی ہیں، ان کے بعد نظم اور حکمت کی اور پھر صحائفِ انبیاء۔ یہی وہ ترتیب ہے جو اپنی بنیادی شکل میں آج کل بائبل کے اکثر ایڈیشنوں میں دی گئی ہے۔ بعض پہلوؤں کے لحاظ سے یہ عبرانی بائبل کے مقابلہ میں تواریخی ترتیب کے زیادہ قریب ہے۔ مثلاً روت کی کتاب قضاۃ کے فوراً بعد آتی ہے کیونکہ اُس میں اُس زمانہ کے واقعات کا ذکر ہے جب قاضی انصاف کیا کرتے تھے، اور اسی ترتیب سے تاریخی واقعات تواریخ، عزرا اور نحمیاہ کی کُتب میں ملتے ہیں۔

عبرانی بائبل کی تقسیم ثلاثہ کی جھلک لوقا ۲۴:۴۴ کے الفاظ میں ملتی ہے: "جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں"۔ لیکن نئے عہدنامہ میں عام طور پر اسے "توریت اور نبیوں کی کتابوں" (متّی ۵:۱۷ وغیرہ) یا "موسیٰ اور انبیاء" کی اصطلاحات سے ظاہر کیا گیا ہے (لوقا ۱۶:۲۹ وغیرہ)۔

پرانے عہدنامہ کے الٰہی انکشافات دو بڑے طریقوں سے ظاہر کئے گئے یعنی زبردست کاموں اور نبوّتی کلام سے۔ انکشاف کے یہ دونوں طریقے ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ اسرائیل کے خدا کے رحم اور انصاف کے کاموں کی جو اُس نے اپنے عہدی لوگوں پر خود ظاہر کئے، اگر انبیاء ان کی تفسیر نہ کرتے تو وہ اپنا صحیح پیغام نہ پہنچا سکتے تھے۔ یہ انبیاء خدا کے نمائندے تھے جنہیں خدا کا کلام ملا اور انہوں نے اسے آگے پہنچایا۔ مثلاً خروج کے واقعات کی اسرائیلیوں کے لئے کوئی دائمی اہمیّت نہ ہوتی اگر موسیٰ انہیں یہ نہ بتاتا کہ اِن واقعات میں ان کے باپ دادا کا خدا اپنے قدیم وعدے کے مطابق ان کی رہائی کے لئے کام کر رہا ہے تاکہ اب سے وہ اُس کے لوگ اور وہ اُن کا خدا ہوگا۔ دوسری طرف سے اگر موسیٰ کے کلام کی خروج کے واقعات سے تصدیق نہ ہوتی تو غیر موثر ہوتا۔ اسی طرح فلستی دہشت گردی کے زمانے میں سموئیل نبی کے کلام نے تاریخی واقعات کی تشریح کی اور دوسری طرف سے تاریخی واقعات نے نبی کے کلام کی تصدیق کی۔ آٹھویں صدی ق م میں جب ہر طرف اشور کا غلبہ تھا انبیا کے کلام اور تاریخی واقعات کا یہی آپس کا تعلق تھا۔ نیز یہوداہ کی سلطنت کے خاتمہ پر یرمیاہ اور حزقی ایل کے کلام کے باعث بھی تاریخی واقعات کی تشریح ہوئی جبکہ واقعات نے خود انبیاء کے کلام کی تصدیق کی۔

پرانے عہدنامہ میں زبردست کاموں اور نبوّتی کلام کا یہ باہمی تعلق ظاہر کرتا ہے کہ اُس میں تاریخ اور نبوّت کیوں ایک دوسرے میں اس قدر خلط ملط ہے۔ غالباً یہی وہ احساس تھا جس کے باعث یہودیوں نے بڑی تواریخی کُتب کو انبیاء میں شامل کیا۔

لیکن پرانا عہدنامہ صرف خدا کے اِس دوہرے مکاشفہ کو ہی درج نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے ساتھ اس کے بارے میں انسان کے ردِّ عمل کو بھی بتاتا ہے جو بعض اوقات فرمانبرداری کی صورت میں ہوتا لیکن اکثر نافرمانی کی صورت میں۔ اور یہ اُس کے کام اور کلام، دونوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ پرانے عہدنامہ میں مندرج خدا کے کلام کے بارے میں انسان کے ردِّ عمل میں نیا عہدنامہ مسیحیوں کے لئے نصیحت دیکھتا ہے۔ پولس رسول بیابان میں اسرائیلیوں کی نافرمانی اور تباہی سے متاثر ہو کر لکھتا ہے: "یہ باتیں اُن پر عبرت کے لئے واقع ہوئیں اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں" (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۱)۔

جہاں تک بائبل میں پرانے عہدنامے کے مقام کا تعلق ہے سو وہ نئے عہدنامہ کی "تیاری" کا کام دیتا ہے۔ "اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصّہ بہ حصّہ اور طرح بطرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا" (عبرانیوں ۱:۱-۲)۔ اس کے باوجود بھی پرانا عہدنامہ وہ بائبل تھی جو مسیحیت کے شروع میں رسول اور انجیل کے دیگر مبشرا اپنے ساتھ لئے پھرتے اور اس میں سے مسیح یسوع کو المسیح، خداوند اور نجات دہندہ ثابت کرتے تھے کیونکہ اُنہیں اُس میں مسیح کے بارے میں صاف گواہی (یوحنّا ۵:۳۹) اور اُن پر ایمان لانے کے وسیلہ سے نجات کی تجویز نظر آتی تھی (رومیوں ۳:۲۱؛ ۲۔تیمتھیس ۳:۱۵)۔ چونکہ انہوں نے خود مسیح خداوند کو پرانا عہدنامہ

استعمال کرتے دیکھا تھا اس لئے کلیسیا نے بھی اُن کی اور رسولوں کی پیروی میں پرانے عہدنامہ کو مستند مسیحی دستاویز کے طور پر قبول کیا۔

د۔ نیا عہد نامہ

نیا عہدنامہ، پرانے عہدنامہ میں کئے ہوئے وعدے کی تکمیل ہے۔

اگر پرانے عہدنامہ میں وہ کلام مندرج ہے جو "خدا نے باپ دادا سے حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت" کیا تو نیا عہدنامہ خدا کے اُس آخری کلام کو بیان کرتا ہے جو اُس نے اپنے بیٹے میں ہو کر کیا۔ اس میں تمام پرانے مکاشفہ کا خلاصہ دیا گیا۔ اس نے پرانے عہدنامے کی تصدیق اور تکمیل کی۔ پرانے عہدنامہ کے مکاشفہ کے عظیم کام مسیح کے کفّارہ میں اپنے عروج کو پہنچتے ہیں اور عہدِ عتیق کے انبیاء کے الفاظ اُس میں پورے ہوتے ہیں۔ لیکن مسیح نہ صرف انسان کے لئے خدا کا سب سے بڑا مکاشفہ ہیں بلکہ وہ خدا کے لئے انسان کا کامل جواب یعنی رسول اور سردار کاہن بھی ہیں جس کا ہم اقرار کرتے ہیں (عبرانیوں ۳:۱)۔ اگر پرانا عہدنامہ اُن لوگوں کی گواہی کو بیان کرتا ہے جنہوں نے مسیح کے دن کو طلوع ہونے سے پیشتر دیکھا تو نیا عہدنامہ اُن لوگوں کی گواہی بیان کرتا ہے جنہوں نے اُنہیں ان کے تجسم کے دنوں میں دیکھا اور سُنا اور جو ان کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد پاک رُوح کی قدرت سے انہیں اور اُن کی آمد کے مقصد کو اور بہتر طور پر جان گئے۔

نئے عہدنامہ میں ۲۷ کتابیں ہیں جنہیں ۱۶۰۰ سال پیشتر کلیسیائے جامع نے مستند قرار دیا تھا۔ یہ ۲۷ کتابیں قدرتی طور پر چار حصّوں میں منقسم ہیں: (ا) چار انجیلیں (ب) اعمال الرسل (ج) ۲۱ خطوط جو رسولوں اور ان کے ساتھیوں نے لکھے (د) مکاشفہ کی کتاب۔ یہ ترتیب نہ صرف منطقی ہے بلکہ جہاں تک نفسِ مضمون کا تعلق ہے قدرے تواریخی بھی۔ لیکن ان کا سنِ تصنیف اِس ترتیب کے مطابق نہیں۔

نئے عہدنامہ کی جو کتابیں سب سے پہلے لکھی گئیں وہ پولس رسول کے پہلے خطوط تھے۔ یہ (اور ان کے ساتھ غالباً یعقوب کا خط بھی) ۴۸ء اور ۶۰ء کے درمیان لکھے گئے۔ اُس وقت تک اناجیل بھی نہیں لکھی گئی تھیں۔ چاروں انجیلیں ۶۰ء اور ۱۰۰ء کے درمیان لکھی گئیں اور اسی عرصے میں نئے عہدنامہ کی باقی کتب بھی تحریر ہوئیں۔ پرانا عہدنامہ ایک ہزار سال یا اس سے زیادہ عرصہ میں تحریر ہوا جبکہ نیا عہدنامہ ایک صدی کے اندر اندر معرضِ وجود میں آیا۔

نئے عہدنامہ کی کتب کو موجودہ شکل میں ان کے تحریر کئے جانے کے فوراً بعد جمع نہیں کیا گیا تھا۔ شروع شروع میں انجیلیں جن حلقوں کے لئے لکھی گئیں انہی کے پاس مقامی طور پر موجود تھیں۔ لیکن دوسری صدی کے شروع میں چاروں انجیلوں نے ایک جلد میں جمع ہو کر گشت کرنا شروع کر دیا (دیکھئے اناجیل اربعہ)۔ اُس وقت اعمال الرسل کو جو لوقا کی انجیل کے ساتھ دو جلدی ایک کتاب کی صورت میں تھا اور جس کی اپنی الگ اہمیّت بھی تھی الگ کر لیا گیا (دیکھئے اعمال کی کتاب)۔

پولس رسول کے خطوط کو پہلے پہل اُن کلیسیاؤں یا افراد نے محفوظ رکھا جن کو وہ لکھے گئے تھے۔ لیکن ایسے شواہد ملتے ہیں کہ پہلی صدی کے آخر میں پولس کے ان خطوط کو ایک کتابی صورت میں جمع کیا گیا اور دیگر کلیسیاؤں میں بھی پڑھے جانے لگے۔ اوّل اوّل دس خطوط یکجا جمع کئے گئے اور پھر جلد ہی اُس مجموعہ میں مزید تین پاسبانی خطوط شامل کر دیئے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولس کے مجموعۂ خطوط کو اُن کی تواریخی ترتیب کے مطابق جمع نہیں کیا گیا بلکہ طوالت کے مطابق۔ اس اصول کو نئے عہدنامہ میں اب بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کلیسیاؤں کے نام خطوط، انفرادی خطوط سے پہلے آتے ہیں اور پھر ان میں جو لمبے ہیں وہ پہلے آتے ہیں اور چھوٹے بعد میں۔ اس ترتیب میں صرف گلتیوں کے نام خط ہی ایسا ہے جو افسیوں کے نام خط سے تھوڑا چھوٹا ہونے کے باوجود پہلے آتا ہے۔

اناجیل کے مجموعہ اور پولس کے خطوط کے مجموعہ اور اعمال کی کتاب کے ذریعہ ہمارے نئے عہدنامہ کی فہرستِ مسلّمہ کا آغاز ہوا (دیکھئے فہرستِ مسلّمہ کتابِ مُقدّس کی)۔ ابتدائی کلیسیا جسے عبرانی بائبل (یا یونانی ہفتادی ترجمہ) بطورِ الٰہی کتاب ورثہ میں ملی تھی اُس نے جلد ہی اپنی نئی انجیلی اور رسولی تحریرات کو شریعت اور انبیاء کے ساتھ ملا دیا اور اُسے تبلیغ، انجیل کے تحفظ اور مسیحی پرستش میں استعمال کرنے لگے۔ چنانچہ یوسطین شہید دوسری صدی عیسوی کے وسط میں بیان کرتا ہے کہ مسیحی اپنی اتوار کی عبادتوں میں "رسولوں کے مقالات یا انبیاء کی تحریرات" کو پڑھا کرتے تھے۔ پس یہ فطری بات تھی کہ جب مسیحیت پھیلی تو یونانی نہ بولنے والے نومریدوں کے فائدے کے لئے اُس کا ترجمہ اُن کی زبان میں کیا جاتا۔ دوسری صدی عیسوی کے اختتام تک نئے عہدنامہ کے لاطینی اور سریانی زبان میں ترجمے ہو چکے تھے اور تیسری صدی میں اس کا قبطی زبان میں بھی ترجمہ ہوا۔

۵۔ بائبل کا پیغام

بائبل مُقدّس نے تاریخ تہذیب وتمدّن میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور کر رہی ہے۔ بہت سی زبانوں کو تحریری شکل دینے کا اوّلین مقصد یہ تھا کہ بائبل یا اُس کے کسی حصّے کا اُس زبان میں تحریری صورت میں ترجمہ کیا جا سکے۔ لیکن یہ بائبل کا دنیا کو مہذب بنانے کے مشن کا ایک ادنیٰ سا کارنامہ ہے۔

دنیا کو مہذب بنانے کا یہ مشن بائبل مقدس کے مرکزی پیغام کا براہِ راست نتیجہ ہے۔ ایسے مجموعہ تحریرات سے مرکزی پیغام کا دعویٰ شاید حیرانی کا باعث ہو جو کئی ہزار سال پر محیط مشرقِ قریب

کی تہذیب کی تاریخ منعکس کرے ۔ لیکن مرکزی پیغام تو بہرحال وہاں موجود ہے، اور یہی وہ حقیقت ہے جس کے باعث بائبل کو محض مجموعۂ کُتب کی بجائے ایک کتاب سمجھا جاتا ہے جس طرح یونانی ببلیا (کتابیں۔ biblia لاطینی میں صیغۂ واحد میں ببلیا (کتاب) بن گیا۔

بائبل کا مرکزی پیغام "نجات کا بیان" ہے اور دونوں عہدناموں میں اس کے انکشاف کے تین پہلو دیکھے جا سکتے ہیں یعنی نجات لانے والا، راہِ نجات اور نجات کے وارث۔ اسے عہدی نظریہ کے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ بائبل کا مرکزی پیغام خدا کا آدمیوں کے ساتھ عہد ہے، اور اس کا ایک پہلو عہد کا درمیانی، دوسرا عہد کی بنیاد اور تیسرا عہد کے لوگ ہے۔ خدا خود اپنے لوگوں کا نجات دہندہ ہے۔ یہ وہ خود ہی ہے جو آدمیوں کے ساتھ اپنے رحم کے عہد کی تصدیق کرتا ہے۔ نجات لانے والے اور عہد کے درمیانی خدا کے بیٹے مسیح یسوع ہیں۔ راہِ نجات اور عہد کی بنیاد خدا کا فضل ہے جو اپنے لوگوں سے ایمان اور فرمانبرداری کا تقاضا کرتا ہے۔ نجات کے وارث یعنی عہد کے لوگ، خدا کا اسرائیل یعنی خدا کی کلیسیا ہے۔

پرانے عہدنامہ کے عہدی لوگوں کا سلسلہ نئے عہدنامہ میں جاری رہتا ہے۔ وہ بائبل کے عام قاری کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک لفظ "کلیسیا" خاص نئے عہدنامہ کا لفظ ہے، اس لئے وہ قدرتاً یہ سوچتا ہے کہ کلیسیا کا تعلق نئے عہدنامہ کے زمانہ سے ہی ہے۔ لیکن یونانی بائبل کے قاری کو جب وہ نئے عہدنامہ میں لفظ کلیسیا ekklesia پڑھتا ہے تو یہ اس کے لئے نیا لفظ نہیں ہوتا کیونکہ وہ پرانے عہدنامہ میں ہفتادی ترجمہ میں پہلے ہی یہ لفظ پڑھ چکا ہوتا ہے جو اسرائیل کو یہوواہ کی "جماعت" ظاہر کرتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں اس کو زیادہ گہرے اور صحیح معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "میں اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی ۱۶: ۱۸)، کیونکہ پرانے عہدی لوگوں کو اُن کے ساتھ مرنا پڑا تاکہ وہ ان کے ساتھ نئی زندگی کے لئے جی اٹھیں، ایک ایسی نئی زندگی جس میں قومی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن المسیح اپنے آپ میں پرانے اور نئے اسرائیل کے درمیان ایک اہم تسلسل مہیا کرتے ہیں، اور اُن کے پیروکار پرانے عہد کا راستباز بقیہ اور نئے عہد کے لوگ دونوں ہیں۔ خداوند کا خادم (المسیح) اور ان کے خادم لوگ دونوں عہدوں کو ایک ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ (دیکھئے کلیسیا)۔

بائبل مقدّس کا پیغام انسان کے لئے خدا کا پیغام ہے جسے اس نے حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح "دیا (عبرانیوں ۱: ۱) اور جو آخر میں مسیح میں مجسّم ہوا۔ پس اس طرح بائبل پر ایمان لانا اور اس کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ اس کے اختیار کا انحصار کسی آدمی یا کلیسیا کی گواہی پر نہیں بلکہ مُلہم خدا پر ہے جو اس کا مصنّف ہے۔

۲۔ کتابِ مقدّس کے متعلق چند دلچسپ معلومات

ا۔ ابواب و آیات کی تقسیم

شروع شروع میں بائبل ابواب اور آیات میں تقسیم نہیں تھی۔ ★ تلمود کے زمانہ سے بھی پہلے یہودی علماء نے حوالے آسانی سے تلاش کرنے کی غرض سے پرانے عہدنامے کو بابوں اور آیتوں میں تقسیم کیا۔ یہی تقسیم آج تک مروج ہے۔

نئے عہدنامہ کی ابواب میں تقسیم تیرھویں صدی کے اوائل میں کینٹربری کے آرچ بشپ سٹیفن لینگٹن Stephen Langton (متوفی ۱۲۲۸ء) نے کی۔

آیات میں تقسیم شدہ یونانی نیا عہدنامہ پہلی مرتبہ ۱۵۵۱ء میں پیرس کے رابرٹ سٹیفن نے اپنے چھاپہ خانہ سے شائع کیا۔ اسی شخص نے ۱۵۵۵ء میں ★ وُلگاتا کو شائع کیا۔ یہ پہلی مرتبہ تھی کہ بائبل موجودہ ابواب و آیات کی تقسیم کے ساتھ شائع ہوئی۔

ب۔ ابواب اور آیات کی تعداد وغیرہ

کل ابواب ۱۱۸۹ کل آیات ۳۱،۱۰۲

کل کتب ۶۶ ۔ پرانے عہدنامہ میں ۳۹ ۔ نئے عہدنامہ میں ۲۷

سب سے لمبی کتاب زبور کی ہے جس کے ۱۵۰ باب ہیں۔

سب سے لمبا باب زبور ۱۱۹ ہے جس کی ۱۷۶ آیات ہیں۔

سب سے چھوٹا باب زبور ۱۱۷ ہے جس کی صرف ۲ آیات ہیں۔ ۱۱۷ زبور پوری بائبل کا درمیانی باب ہے۔

یہ اعداد و شمار پروٹسٹنٹ بائبل کے ہیں۔ چونکہ رومن کیتھولک کلیسیا ★ اپاکرفا کو بھی کلامِ مقدّس میں شامل کرتی ہے اس لئے وہاں ابواب اور آیات کا شمار مختلف ہے۔

رومن کیتھولک بائبل کے پرانے عہدنامہ میں ۴۵ کتابیں ہیں اور نئے عہدنامہ میں ۲۷ یعنی کل ۷۲ کتابیں۔

ج۔ عبرانی بائبل کی ترتیب

عبرانی بائبل تین حصّوں میں منقسم ہے۔ توراۃ، انبیاء اور صحائف (توراۃ، نبیئم اور کتوبیم)۔

توراۃ میں موسیٰ کی پانچ کتابیں یعنی پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء شامل ہیں۔

انبیاء میں انبیائے قدیم یعنی ۱۔ یشوع، ۲۔ قضاۃ، ۳۔ سموئیل، ۴۔ سلاطین اور ما بعد کے انبیاء یعنی ۵۔ یسعیاہ، ۶۔ یرمیاہ، ۷۔ حزقی ایل اور ۸۔ انبیائے اصغر ہیں۔ کُل آٹھ کتابیں۔

صحائف میں باقی گیارہ کتابیں ہیں یعنی ۱۔ زبور، ۲۔ امثال، ۳۔ ایوب، ۴۔ غزل الغزلات، ۵۔ روت، ۶۔ نوحہ، ۷۔ واعظ،

۸-آستر، ۹-دانی ایل، ۱۰-عزرا نحمیاہ اور ۱۱-تواریخ - یوں عبرانی بائبل یعنی پرانے عہدنامہ کی پہلی کتاب پیدائش ہے اور آخری تواریخ - اسی طرح عبرانی ترتیب میں کُل ۲۴ کتابیں ہوئیں جو پروٹسٹنٹ بائبل کی ۳۹ کتابوں کے عین مطابق ہیں، کیونکہ انبیائے اصغر کی بارہ کتابیں عبرانی میں ایک کتاب اور عزرا نحمیاہ، سموئیل، سلاطین اور تواریخ پروٹسٹنٹ بائبل میں دو دو کتابیں گنی جاتی ہیں -

	عبرانی ترتیب	پروٹسٹنٹ ترتیب
توراۃ	۵	۵
انبیاء	۸	۲۱
صحائف	۱۱	۱۳
کُل	۲۴	۳۹

★ ہفتادی (سپتواجنتا) ترجمہ کی اعدادی ترتیب میں اور عبرانی ترتیب میں فرق ہے، کیونکہ اس میں ★ اپاکرفا کی کتب بھی شامل ہیں - یہ تو صاف ظاہر ہے کہ نئے عہدنامہ کے مصنفین اس یونانی ترجمہ سے بخوبی واقف تھے - وہ اس کے کئی حوالے اور اقتباس پیش کرتے ہیں - لیکن اپاکرفا سے کوئی حوالہ یا اقتباس پیش نہیں کیا گیا - اپاکرفا کی کتابیں قدیم نہیں ہیں اور ماسوا یشوع بن سیراخ کے باقی تمام یونانی میں ہیں - کلیسیا کے بزرگ علماء اپاکرفا کو الہامی نہیں مانتے تھے تاہم وہ ان کا مطالعہ کرنے کی اجازت دیتے تھے -

۳-کتابِ مقدس کے پرانے نسخہ جات

ا - اگر ہم پرانے زمانہ میں یروشلیم یا روم یا افسس کے کسی گرجا میں جاتے تو ہم کو ایک صندوق ملتا جس میں ذیل کے نسخے ہوتے -

(۱) عہدِ عتیق کی چند کتابوں کے عبرانی نسخے -

(۲) عہدِ عتیق کی بہت سی کتابوں کے یونانی ترجمے (یہ ★ہفتادی ترجمہ یا سپتواجنتا یعنی ستر عالموں کا ترجمہ کہلاتا ہے جو ۲۸۰ برس مسیح سے قبل کیا گیا تھا) - اناجیل نویسوں اور دیگر رسولوں نے عموماً اسی یونانی متن سے اقتباس کیا -

(۳) اپاکرفا کی چند کتب جو کلیسیا کے بزرگوں نے لکھی ہیں - یہ عملی تعلیم کے لئے مفید سمجھی جاتی تھیں -

(۴) مکمل عہدجدید - یہ عہدنامہ سنہ ۱۰۰ء کے قریب مکمل ہو چکا تھا - مذکورہ بالا خزانہ سنہ ۱۰۰ء سے لے کر اب تک ہمارے پاس چلا آتا ہے - یہ سب نسخے قلمی تھے کیونکہ چھاپے کا فن پندرھویں صدی میں ایجاد ہوا - چونکہ اگلے وقتوں میں یہ کتب بڑی محنت سے اور بڑا وقت خرچ کر کے لکھی جاتی تھیں اس لئے یہ نہایت قیمتی ہوتی تھیں - نقل نویسوں سے کبھی کبھی غلطی بھی ہو جاتی تھی - کاتب خواہ کتنی ہی ہوشیاری کرے کتاب لکھتے وقت کوئی نہ کوئی غلطی ہو ہی جاتی ہے - کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اگر ایک کاتب نے اپنی طرف سے کچھ حاشیہ میں لکھ دیا تو دوسرے نے اس کو متن کا حصہ سمجھ کر متن میں شامل کر دیا - اس قسم کی اور بھی غلطیاں ممکن تھیں -

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کوئی نسخہ جس قدر پرانا ہوگا اسی قدر اس میں غلطیاں کم ہوں گی کیونکہ بار بار نقل کرنے سے زیادہ غلطیوں کا احتمال ہے - جب پندرھویں صدی میں چھاپے کا فن ایجاد ہوا تو اس کے بعد سولھویں صدی میں انگریزی بائبل چھپ کر تیار ہو گئی - مگر وہ انہی نسخوں سے جو پندرھویں صدی میں موجود تھے نقل کی گئی تھی - اس لئے ان نسخوں میں غلطی کا زیادہ امکان تھا کیونکہ وہ وسائل جو اب ہمارے پاس موجود ہیں اور جن کے وسیلے سے ہم خوب تحقیقات کر سکتے ہیں اُس وقت دستیاب نہ ہوئے تھے -

اردو کا پہلا ترجمہ بھی سولھویں صدی کے نسخہ سے ترجمہ ہو کر شائع کیا گیا - موجودہ اردو ترجمہ انیسویں صدی کی یونانی کے مطابق ہے جس کو بہت پرانے یونانی اور عبرانی نسخوں سے مقابلہ کر کے بڑی کوشش سے تیار کیا گیا ہے - اس لئے سابقہ ترجمہ کی نسبت موجودہ زیادہ صحیح ہے -

وہ وسائل جن کے ذریعہ اب تحقیقات کی جاتی ہے حسب ذیل ہیں - اگر ہم اُن سارے قلمی نسخوں کو جو آج کل کلیسیا کے پاس موجود ہیں دیکھیں تو اُن کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں -

(ا) بائبل کے پرانے نسخے -

(ب) بہت قدیم ترجمے -

(ج) بزرگوں کی تصانیف -

علماء ان تینوں کا باہم مقابلہ کرنے سے بخوبی دریافت کر سکتے ہیں کہ بائبل کا اصلی متن کیسا تھا - فرض کریں کہ حضرت پولس کے خط میں ایک ایسی آیت ہو جس کی صحت کی پڑتال کرنا مطلوب ہو - علماء سب سے پہلے پرانے نسخوں میں اُس آیت کو دیکھتے ہیں تاکہ معلوم کریں کہ وہاں کیا کچھ لکھا ہے - پھر وہ اُس آیت کو پرانے ترجموں کے ساتھ ملاتے ہیں - بعد ازاں وہ اس کا مقابلہ ابتدائی کلیسیا کے بزرگوں کی تصنیفات میں اس کے اقتباسات سے کرتے ہیں کہ اُن کی کیا شہادت ہے -

کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر سارے پرانے نسخے معدوم ہو جائیں تو بھی ہم اپنے بزرگوں کی تصانیف سے قریباً موجودہ بائبل تیار کر سکتے ہیں - یعنی آبائے کلیسیا نے بائبل کے اس قدر اقتباسات کئے ہیں کہ اگر اُن سب کو جمع کریں تو سوائے چند آیات کے پوری بائبل بن جائے گی اور وہ چند آیات بھی ایسی نہیں جن میں ایمان کے کسی خاص مسئلہ کا بیان ہو -

مندرجہ بالا تین قسم کی شہادتوں سے بائبل کی صحت کی تصدیق

ہوتی ہے یعنی قدیم نسخوں، پرانے ترجموں اور آباؑ کے اقتباسات سے۔ چونکہ نقل نویسوں سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو ہی جاتی ہے اس لئے ہم وقتاً فوقتاً اپنی بائبل کے ترجموں کی نظرثانی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

سو ہم زیادہ تفتیش و تحقیق کریں کیونکہ اوّل تو سولھویں صدی کی بہ نسبت ہمارے پاس اب زیادہ ذرائع ہیں۔ دوم ہمارے عالم قدیم زبانوں سے زیادہ واقف ہوتے جاتے ہیں۔

ب۔ نئے عہد نامہ کے یونانی زبان کے قلمی نسخے

آج کل ہمارے پاس پندرہ سو یونانی قلمی نسخے موجود ہیں۔ سو ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ معلوم کریں کہ ان میں سب سے قدیم نسخہ کونسا ہے؟

یہ کام مشکل تو بڑا ہے مگر ہمارے علماء بڑی کوشش کے بعد ہم کو یہ بتاتے ہیں کہ ذیل کے نسخہ جات سب سے قدیم ہیں۔ اُن کے بعد وہ نسخے آتے ہیں جو بڑے اور چھوٹے حروف میں ملے جُلے لکھے گئے ہیں۔ اور بعد ازاں وہ نسخہ جات آتے ہیں جو تصویری حروف یا رنگ دار سنہرے حروف میں تحریر کیئے گئے ہیں۔ یہ نسخے سب سے بعد کے ہیں۔

اب ہم مندرجہ بالا قلمی نسخوں کا جو سب سے قدیم اور مشہور ہیں ذکر کریں گے۔

(۱)۔ ویٹیکن کا نسخہ Codex Vaticanus (B)

ویٹیکن کا نسخہ بی (B) کے نام سے موسوم ہے۔ چار پانچ سو سال سے یہ نسخہ رومہ کے ویٹیکن کتب خانہ میں جو کہ پوپ صاحب کے محل میں ہے موجود ہے۔ پوپ پائس نہم کے حکم سے فوٹوگرافی کے ذریعہ اس کی نقل کی گئی۔ اس میں ۷۵۹ ورق ہیں۔ اور یہ ورق مربع شکل کے ہیں۔ اس میں ذیل کے حصّے موجود ہیں:-

۱- پیدائش ابواب ۱-۴۶۔
۲- زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک۔
۳- عبرانیوں ۹: ۱۴ کے بعد کا حصّہ۔

یہ چوتھی صدی کا لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ کتاب کی شکل میں چمڑے کے اوراق پر ہے اور ہر ایک صفحہ میں تین کالم ہیں۔

(۲) سینا کا نسخہ Codex Sinaitikus (א)

سینا کا نسخہ الف א کے نام سے موسوم ہے۔ یہ نسخہ چوتھی صدی میں لکھا گیا۔ جرمنی کے ایک مشہور عالم ٹشنڈارف نے اس کو کوہ سینا کے ایک راہب خانہ میں پایا تھا۔ جب یہ عالم ۱۸۴۴ء میں اس راہب خانہ کو دیکھنے گیا تو اُس نے ایک ردّی کاغذ کی ٹوکری میں اس نسخہ کے چند اوراق پائے۔ اسے معلوم ہوا کہ یہ بائبل کے ورق ہیں۔ اور کسی نے اُس سے یہ بھی کہا کہ دو بار ہم نے ایسے اوراق جلا بھی دیئے ہیں۔ راہب خانہ کے لوگوں نے اُسے چالیس اوراق جو کہ صرف جلانے کی خاطر وہاں رکھے ہوئے تھے اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دی۔ عالم مذکور نے جب یہ ورق پائے تو بیحد خوشی کا اظہار کیا۔ تب اُنہوں نے زیادہ دینے سے انکار کیا۔ پندرہ سال بعد (۱۸۵۹ء میں) زار روس کی مدد سے اُس نے باقی کتاب بھی لے لی۔ اسے روس کے شہر لینن گراڈ کے کتب خانے میں محفوظ رکھا گیا۔ ۱۹۳۳ء میں روسی حکومت نے اسے برٹش میوزیم کو بیچ دیا جہاں وہ اب تک موجود ہے۔ فوٹوگرافی کے ذریعے اسکی بھی نقلیں اُتاری گئی ہیں جو سب جگہ مل سکتی ہیں۔ اسکے ہر صفحے پر ۴ کالم ہیں۔

(۳) اسکندریہ کا نسخہ Codex Alexandrinus (A)

اسکندریہ کا نسخہ اے (A) کہلاتا ہے۔ یہ نسخہ قسطنطنیہ کے آرچ بشپ سرل لیوسر نے ۱۶۲۸ء میں انگلینڈ کے بادشاہ چارلس اوّل کی نذر کیا۔ یہ اب لنڈن کے میوزیم (برطانیہ کا عجائب خانہ) میں رکھا ہوا ہے۔ اس میں سے عہد عتیق کے دس اوراق گم ہیں۔

متّی کی انجیل کے شروع کے ۲۵ ورق۔
یوحنّا کی انجیل کے ۲ ورق۔
کرنتھیوں کے خطوط سے ۳ ورق۔

اس نسخہ کا بھی فوٹو لیا گیا ہے۔ یہ نسخہ پانچویں صدی کے دوران یونانی میں لکھا گیا۔ اس نسخہ کے سرورق پر عربی زبان میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نسخہ تھکلہ شہید کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخہ کو اسکندریہ کا نسخہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پہلے اسکندریہ سے قسطنطنیہ بھیجا گیا تھا۔ اس کے ہر صفحہ پر ۲ کالم ہیں۔ مذکورہ بالا تین نسخے سب سے قدیم اور مشہور ہیں۔

(۴) افرائیمی نسخہ۔ Codex Ephraemi (C)

افرائیمی نسخہ سی (C) کے نام سے نامزد ہے۔ یہ نسخہ قریباً اسکندریہ کے نسخہ کا ہمعصر ہے اور پیرس کے شاہی کتب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ پانچویں صدی میں کسی کاتب نے اس پر عہد عتیق و جدید لکھا۔ اور بارھویں صدی تک یہ ایسا ہی رہا۔ مگر تیرھویں صدی میں اس کے مالک نے پہلی تحریر کو کسی قدر مٹا کر اس پر ایک سریانی افرائیم کا قصّہ لکھ دیا۔ مگر کیا ہی شُکر کی بات ہے کہ پہلے حروف بالکل ہی نہ مِٹے۔ اب علماء نے ایسی ترکیب نکالی ہے کہ پہلے حروف عمدہ طور پر پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۵) بیزائی نسخہ۔ Codex Bezae (D)

بیزائی نسخہ ڈی (D) کہلاتا ہے۔ ۱۵۸۱ء میں ایک شخص بنام بیزا نے اسے کیمبرج یونیورسٹی کو دیا۔ اب تک یہ وہاں موجود ہے۔

یہ نسخہ بیزا کو ۱۵۶۲ء میں لائنز (ملک فرانس) سے ملا تھا جو کہ اُسی سال برباد ہوا تھا۔ یہ نسخہ دو زبانوں میں لکھا ہوا ہے، یعنی ایک طرف لاطینی اور دوسری طرف یونانی۔ اس میں بعض ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو کسی اور نسخہ میں نہیں۔ مثلاً لوقا ۶: ۴، ۵ کے درمیان یہ عبارت ہے۔ "اس (یسوع) نے سبت کے دن کسی کو کام کرتے دیکھ کر کہا کہ اے آدمی اگر تو جانتا ہے کہ تو کیا کرتا ہے تو مُبارک ہے۔ لیکن اگر نہیں جانتا کہ تُو کیا کرتا ہے تو ملعون اور شریعت کا توڑنے والا ہے۔"

اعمال ۱۱: ۲۷، ۲۸ کے درمیان یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:" اور بڑی خوشی ہوئی۔ اور جب ہم اکٹھے ہو گئے تھے تو اُن میں سے ایک نے جس کا نام اگبس ...." اعمال ۲۴: ۲۷ میں " یہودیوں کو" کی بجائے " اپنی بیوی دروسلہ کو" لکھا ہے۔

نوٹ :- جن نسخوں کا اُوپر ذکر ہوا، وہ سب بڑے حروف میں ہیں۔ اور یہی اُن کی قدامت کی نشانی ہے۔ اس قسم کے قریباً ایک سو نسخے ہمارے پاس موجود ہیں جن میں سے مذکورہ بالا مشہور ترین ہیں۔

دوسری قسم کے نسخے جو چھوٹے بڑے حروف میں تحریر کئے گئے ہیں وہ ۱۵۰۰ کے قریب ہیں۔ وہ مذکورہ بالا نسخہ جات کے بعد کے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ممکن ہے کہ ایک نسخہ اگرچہ بعد کی نقل ہو اگر وہ کسی پرانے نسخہ سے لیا گیا ہو تو اس وجہ سے وہ پرانا سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کاتب پندرھویں صدی میں چھوٹے حروف میں وَیٹے کَن کی نقل کرے تو اس کی قدر و قیمت وَیٹے کَن کے اصلی نسخہ کے برابر ہو گی جس سے وہ نقل کیا گیا ہے۔ اِس واسطے یہ چھوٹے حروف والے نسخے بھی نہایت اہم ہیں۔ بڑے حروف والے نسخے انگریزی میں " اَن سی ال" uncial اور چھوٹے حروف والے " کرسِو" cursive کہلاتے ہیں۔ اگر کسی دنیاوی پرانی کتاب کے دس یا بارہ نسخے موجود ہیں تو وہ کتاب صحیح وسالم موجود ہے۔

(۶) پرانے عہد نامہ کے عبرانی زبان کے قلمی نُسخے

۱۹۴۷ء تک پرانے عہد نامہ کے قدیم نُسخے بہت کم تھے۔ سب سے پرانا نسخہ ۱۲۰ سے ۱۰۵ ق م تک کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد ۹۱۶ء کا ایک نسخہ بھی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں بحیرۂ مردار کے ساحل پر قمران کی غاروں میں کچھ مرتبان ملے ہیں جن میں قبل از مسیح کے زمانے کے★ طوماروں پر لکھے ہوئے نسخے ملے ہیں۔ یہ ایک شہرۂ آفاق دریافت تھی جس نے بائبل مقدس کی صداقت اور قدامت کا ایک بہت بڑا ثبوت پیش کیا۔ اس کی دلچسپ دریافت کا ذکر بحیرۂ مردار کے طومار کے تحت دیکھئے۔

۴۔ برِّ صغیر پاک و ہند کی زبانوں میں بائبل مقدس کے ترجمے

زبان	وہ سنہ جب بائبل مُقدّس کا کوئی حصّہ شائع ہوا	وہ سنہ جب مکمل بائبل شائع ہوئی۔
تامل	۱۷۱۴ء	۱۷۲۶ء
بنگالی	۱۸۰۰ء	۱۸۰۹ء
اوڑیہ	۱۸۰۹ء	۱۸۱۵ء
سنسکرت	۱۸۰۸ء	۱۸۱۸ء
ہندی	۱۸۰۶ء	۱۸۱۸ء
مرہٹی	۱۸۰۵ء	۱۸۱۹ء
گجراتی	۱۸۰۹ء	۱۸۲۳ء
سنہالہ (سری لنکا کی زبان)	۱۷۳۹ء	۱۸۲۳ء
کناڈا	۱۸۱۲ء	۱۸۳۱ء
آسامی	۱۸۱۹ء	۱۸۳۲ء
مالیالم (مالابار کے گرد و نواح کی زبان)	۱۸۱۱ء	۱۸۴۱ء
اردو	۱۷۴۳ء	۱۸۴۳ء
تلگو	۱۸۱۲ء	۱۸۵۴ء
کھاسی	۱۸۲۴ء	۱۸۹۱ء
پشتو	۱۸۱۸ء	۱۸۹۵ء
کشمیری	۱۸۲۱ء	۱۸۹۹ء
مندری	۱۸۷۶ء	۱۹۱۱ء
نیپالی	۱۸۲۱ء	۱۹۱۵ء
سنتھالی	۱۸۶۸ء	۱۹۱۵ء
گیبرو	۱۸۷۵ء	۱۹۲۴ء
تبتی	۱۸۶۰ء	۱۹۴۸ء
مکیر	۱۹۰۴ء	۱۹۵۲ء
سندھی	۱۸۲۵ء	۱۹۵۴ء
لاکھر	۱۹۱۲ء	۱۹۵۶ء
لوشائی	۱۸۹۸ء	۱۹۵۹ء
پنجابی (گورمکھی)	۱۸۱۵ء	۱۹۵۹ء
پنجابی (فارسی رسم الخط)	۱۸۸۴ء	
بروہی	۱۹۰۷ء	
بلتی	۱۹۰۳ء	
بلوچی	۱۸۱۵ء	
شینا	۱۹۳۰ء	
لہندا	۱۸۱۹ء	

ذیل میں ہم اُن زبانوں کے ترجموں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔

۱۔ اُردو

(۱) پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اردو ترجمے

کتابِ مُقدّس کا اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ جرمن مشنری شُلتز نے ۱۷۴۳ء میں کیا تھا جو ۱۷۴۵ء میں جرمنی سے شائع ہوا۔ یہ دکھنی اردو میں تھا جو صرف جنوبی ہند میں رائج تھی۔ شُلتز کا ترجمہ غیر معیاری تھا۔ پہلے اچھے اردو ترجمہ کا سہرا ہنری مارٹن کے سر ہے۔ اُن کا ہندوستان میں ترجمے کا سب سے بڑا کام نئے عہد نامہ کا اردو (جسے اُس وقت ہندوستانی بھی کہتے تھے) ترجمہ تھا۔ جون ۱۸۰۷ء میں

فورٹ ولیم کے چیپلن اور منتظم مسٹر ڈیوڈ براؤن کی درخواست کی پیروی کرتے ہوئے وہ سنسکرت کی بجائے ہندوستانی، فارسی اور عربی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُن کے سپرد جو کام کیا گیا وہ مرزا فطرت اور ثابت کی مدد سے نئے عہدنامہ کا اردو میں ترجمہ اور فارسی اور عربی ترجموں کی دیکھ بھال کرنا تھا۔ انہوں نے اس کام کو بڑی خوش دلی سے قبول کیا۔ انہوں نے ۱۸۰۵ء میں انگلستان سے روانہ ہونے سے بیشتر ہی اردو کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ وہ اُس زمانہ کے اُردو کے ایک مشہور عالم ڈاکٹر جے۔ بی۔ گلکرائسٹ سے دو ماہ تک اردو سیکھتے رہے تھے۔ پھر وہ اپنے نو ماہ کے بحری سفر کے دوران بھی اردو پڑھتے رہے۔ وہ رقمطراز ہیں: "ہندوستانی الفاظ کو سیکھنا خواہ وہ بذاتہ کتنے ہی خشک کیوں نہ ہوں، خدا کے فضل سے میرے لئے اس قدر خوش کن بن گیا کہ میں اُنہیں ہر وقت سیکھ سکتا ہوں"۔ انہوں نے ۱۸۰۶ء میں اعمال کی کتاب کے پہلے باب کا ترجمہ کرنا شروع کیا: "میں نے بڑی احتیاط سے ترجمہ کرنا شروع کیا اور اُسے فارسی رسم الخط میں لکھا، تاہم میں حیران ہوں کہ میں نے کس قدر کم ترجمہ کیا ہے"۔

انہوں نے اس کام کو بڑی علمیت اور قابلیت سے سرانجام دیا۔ اس قسم کی علمیت سیرام پور کے مشنریوں کے پاس نہیں تھی اور سچ تو یہ ہے کہ اُس زمانہ کے اگر سب نہیں تو اکثر مشنریوں سے اُن کی علمیت کہیں آگے بڑھی ہوئی تھی۔ جس وقت بیوکینن نے بڑے مؤثر انداز میں کہا تھا کہ "ترجمے کا یہ کام برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی کارسپانڈنگ کمیٹی کے ماتحت کیا جائے گا اور ہنری مارٹن اُس پر کام کریں گے" جسے مارشمین نے خود شروع کیا تھا تو اُس وقت ہنری مارٹن نے یہ محسوس نہیں کیا تھا کہ وہ ایک ایسے شعبہ میں مداخلت کر رہے ہیں جسے سیرام پور کے مشنریوں نے صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور کہ اس پاک کام میں کچھ حسد اور رقابت کا خطرہ بھی ہے"۔ اُن دنوں کی کہانی ان لوگوں کے لئے جو زیادہ تر اس کام کے ذمہ دار تھے ماسوا عزت کے اور کچھ منعکس نہیں کرتی۔ مارٹن لکھتے ہیں کہ "میں دلی طور پر خواہش مند ہوں کہ میں اپنی زندگی کے آخر تک پس منظر میں رہوں"۔ لیکن وہ اس عظیم کام کی ذمہ داری قبول کر چکے تھے اور وہ اسے اس عزم کے ساتھ کرتے رہے کہ ان کے ترجمے میں سلاست حسن اور وقار ہوگا۔ وہ اس میں کتنے کامیاب ہوئے، وہ اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ اُن کا ترجمہ اگرچہ کامل نہیں تھا تو بھی بعد کے ترجموں میں اُس سے مدد لی جاتی رہی اور یہ نئے عہدنامہ کے اُس ہندی ترجمے کی بنیاد تھا جو کافی عرصہ تک مقبول عام رہا۔ اس کی زباندانی کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ آگرہ میں مسلم سکولوں کی درسی کتب میں شامل تھا۔ وہ اپنے ترجمے کی صحت کے لئے بڑی سے بڑی مصیبت اٹھانے کو تیار تھے اور انہوں نے کبھی جلد بازی سے کام نہ لیا۔ وہ لکھتے ہیں: "آپ مجھے سرزنش کرتے ہوں گے کہ میں اپنی ہندوستانی کو اشاعت کے قابل نہیں سمجھتا لیکن میں مطمئن ہوں۔ گزرے ہفتے ہم نے اصلاح شروع کی۔ حاضرین میں دہلی کے ایک سید، لکھنؤ کے ایک شاعر، پٹنہ کے تین یا چار عالم تھے اور ان کے صدر بابر علی تھے۔ میں اور ثابت ثالث تھے۔ ہم ہر روز پانچ گھنٹے کام کرتے اور چار دن کی سخت محنت کے بعد صرف دوسرے باب کے آخر تک پہنچ سکے۔ آپ کو انجیل کب ملے گی، یہ میں نہیں جانتا"۔

ہنری مارٹن نے اپنے پیش رو مسٹر ہنٹر کے انجیل کے ترجموں کو کہاں تک استعمال کیا؟ اس کے متعلق صفائی سے کچھ معلوم نہیں۔ ان کا سب سے بڑا مددگار ایک مسلم عالم مرزا فطرت تھا جو مسٹر ہنٹر کے ترجموں کا بھی ذمہ دار تھا۔ نئے عہدنامہ کا پہلا مسودہ ۱۸۰۸ء میں مکمل ہوا اور اس کی بڑی باریک بینی سے نظر ثانی کرنے کے بعد اُسے ۱۸۱۴ء میں سیرام پور پریس نے فارسی رسم الخط میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے لئے شائع کیا۔ مارٹن نے اس بات کو خود بھی بہت پسند کیا۔ وہ لکھتے ہیں: "میری خواہش ہے کہ اس قسم کے خدا کے خدمت گذار ادارہ کو ضرور عزت دی جائے"۔ (۱۸۱۲ء میں سیرام پور پریس میں جو تباہ کن آگ لگی تھی اُس نے اصل چھپائی کے اوراق کو تقریباً جلا دیا تھا)۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے ٹائٹل پر لکھا تھا کہ "مارٹن نے یہ ترجمہ اصل یونانی سے کیا ہے اور بعد میں مرزا فطرت اور دیگر مقامی علما کی مدد سے اس کی نظر ثانی کی۔

ہنری مارٹن جس لگن کے ساتھ اپنے کام کو کرتے تھے اُس کے متعلق کینن ڈبلیو۔ جے۔ ایڈمنڈ رقمطراز ہیں: "وہ اپنے جملوں میں اپنی رُوح کو سمو دیتے ہیں اور وہ جو اُن کی رُوح میں سکونت کرتا ہے ان کی عبارت میں موجود ہوتا ہے"۔ ان کا اپنا روزنامچہ بھی اس قسم کے انکشافات سے بھرا ہوا ہے: "میں ترجمے کے کام میں دلی خوشی محسوس کرتا ہوں، دن ایک لمحہ کی طرح گذر جاتا ہے۔۔۔ خداوند نے اپنے کلام کا ترجمہ کرنے میں حصہ لینے کی جو اجازت مجھے دی ہے اس کے لئے میں اُس کا بے حد ممنون ہوں۔ میں نے اس سے پیشتر اس مُبارک کتاب میں کبھی بھی ایسے عجائبات، حکمت اور محبت نہیں دیکھی تھی جیسی کہ اب اس ترجمہ کرنے کے سلسلہ میں میرے مشاہدہ میں آ رہی ہے۔"

ہنری مارٹن کے ترجمے کی فوری نیک نامی کے سبب سے اُسے ۱۸۱۷ء میں دیوناگری رسم الخط میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد مارٹن کا نظر ثانی شدہ ترجمہ اردو میں منظر پر آیا، اور مارٹن کے ترجمہ کو سلیس بنانے کے لئے ۱۸۳۶ء میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا نام "بنارس کمیٹی" تھا۔ اس کمیٹی میں ایل۔ ایم۔ ایس اور سی۔ ایم۔ ایس کے مشنری اور دو ہندوستانی مسیحی شامل تھے۔ نتیجتہً ۱۸۳۷ء میں رومن رسم الخط

میں اناجیل اور اعمال کی کتاب شائع کی گئیں اور ۱۸۴۲ء میں نیا عہدنامہ فارسی رسم الخط میں۔ اس کمیٹی نے بائبل سوسائٹی کی کلکتہ شاخ کے سیکرٹری جے۔ جے۔ ہیبرلن کا ترجمہ بھی استعمال کیا جو ۱۸۴۱ء میں شائع ہوا تھا لیکن تحت اللفظ ترجمہ اور چھپائی میں سنگین غلطیوں کے باعث اُسے فوراً واپس لے لیا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں مکمل بائبل شائع کی گئی جس میں عہدِ عتیق کا زیادہ تر انحصار مارٹن کے مسودوں پر تھا۔ بنارس کمیٹی کے نئے عہدنامہ کی عہدِ عتیق سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے نظرِ ثانی کی گئی اور مسٹر جے۔ اے۔ شرمان جنہوں نے نظرِ ثانی کی اُسے ہنری مارٹن کے ترجمے کے مطابق بنایا۔

دریں اثنا ۱۸۳۹ء میں کلکتہ کے بیپٹسٹ مشنریوں نے اپنا ترجمہ شائع کیا۔ اس ترجمہ کا انحصار زیادہ تر ولیم ییٹس کے کام پر تھا جس نے مارٹن کے ترجمہ کو بڑی آزادی سے استعمال کیا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں لندن سے سی۔ ایم۔ ایس کے سی۔ ٹی۔ ہورنل کا ترجمہ شائع ہوا۔ اس ترجمہ کا مقصد اصل یونانی کو زیادہ سے زیادہ صحیح طور پر پیش کرنا تھا۔ اسے بائبل سوسائٹی کی شمالی ہند کی شاخ کی درخواست پر شروع کیا گیا اور اسے ۱۸۸۵ء میں سکندرآباد میں چھاپا گیا۔ جنگ آزادی کے دوران اس کی چند ایک جلدوں کے سوا باقی تمام ضائع ہو گئیں۔ اس کی ایک جلد لندن بھیجی گئی جسے بیس ہزار کی تعداد میں مسٹر ہورنل کی نگرانی میں ۱۸۶۰ء میں چھاپا گیا۔

۱۸۶۰ء میں سی۔ ایم۔ ایس کے ڈاکٹر آر۔ سی۔ میتھر نے "بنارس ترجمہ" کی اصلاح کی اور ۱۸۶۳ء میں بائبل سوسائٹی کی شمالی ہند کی شاخ نے ان سے تمام بائبل کی نظرِ ثانی کرنے کی درخواست کی۔ اُنہیں کہا گیا کہ وہ جو ترمیم و اصلاح مناسب سمجھیں کریں لیکن ہورنل کے نئے عہدنامہ کے ترجمے کو متواتر استعمال میں لائیں۔ یہ ۱۸۷۰ء میں عربی رسم الخط میں اور ۱۸۷۸ء میں رومن اردو میں شائع کیا گیا۔ اسے مرزاپور کا ترجمہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وہاں شائع ہوا تھا، اور اگرچہ بنارس، بیپٹسٹ اور ہورنل کے ترجمے استعمال ہوتے رہے تاہم دوسروں کی نسبت یہی معیاری ترجمہ مانا جاتا تھا۔ ۱۸۹۳ء میں مختلف مشنوں کے سات نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ ڈاکٹر میتھر کے ترجمہ کو بنیاد بنا کر نئے عہدنامہ کی نظرِ ثانی کرے اور اُسے اُس اصل یونانی کے مطابق بنائے جس سے انگریزی ریوائزڈ ورژن نے استفادہ کیا ہے۔ زیادہ تر نظرِ ثانی سی۔ ایم۔ ایس کے ڈاکٹر ایچ۔ یو۔ ویٹ برخٹ نے کی اور ۱۹۰۰ء میں نیا عہدنامہ رومن اور فارسی دونوں رسم الخط میں شائع کیا گیا۔ ۱۹۰۶ء میں پھر اس کی نظرِ ثانی ہوئی۔ اُسی سن میں وہ شائع کیا گیا۔

۱۹۲۰ء میں پرانے عہدنامہ کی نظرِ ثانی کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کمیٹی کے صدر ریورنڈ واعظ لال تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ان کی وفات کے بعد پروفیسر محمد اسماعیل کو صدر مقرر کیا گیا۔ دیگر ممبر ڈاکٹر آئی۔ یو۔ ناصر، دینا ناتھ گور، برکت اللہ، ڈبلیو میچن اور سی۔ ڈی۔ راکی تھے۔ رومن اردو میں نظرِ ثانی شدہ بائبل ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی۔ فارسی ایڈیشن جو الہ آباد میں چھپا ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ ایک چھوٹے سائز میں مزید ایڈیشن جس کی فوٹوگرافی جرمنی میں ہوئی ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا اور فوٹوگراف پلیٹ سے پہلا ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں چھپا۔

رومن اردو بائبل کئی سالوں تک شمالی ہند میں کافی مقبول رہی۔ رومن، انگریزی اور ہندوستانی میں اناجیل پہلی مرتبہ ۱۸۱۹ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں۔ برٹش فوجی حکام نے فوج میں رومن اردو کو کافی فروغ دیا، لیکن اب رومن اردو کے متروک ہونے کے باعث اس میں بائبل شائع نہیں کی جاتی۔

(۲) رومن کیتھولک کلیسیا کے کتابِ مُقدّس کے اردو ترجمے

غالباً نئے عہدنامہ کا پہلا اردو ترجمہ رومن رسم الخط میں ۱۸۶۴ء میں پٹنہ سے شائع کیا گیا۔ فادر ہارٹ مان Hartmann نے جو بعد میں ڈربی کے رومن کیتھولک بشپ مقرر ہوئے۔ اس ترجمہ کو اینٹونیو پزونی کے Antonio Pezzoni جو ۱۸۰۶ء یا ۱۸۰۷ء میں بطور مشنری ہندوستان آئے تھے، غیر مطبوعہ ترجمے کی مدد سے تیار کیا۔

۱۹۲۳ء میں رومن کیتھولک ٹروتھ سوسائٹی نے عہدِ عتیق کو تین جلدوں میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ ایک ہندوستانی رومن کیتھولک عالم عطاردنے کیا تھا اور غلام قادر مسیحی ناشر نے اسے شائع کیا۔ موجودہ رومن کیتھولک ترجمہ فادر لائیبریس پیٹرس Liberius Pieterse کے زیرِ ادارت کئی پاکستانی علماء کی مدد سے تیار کیا گیا اور روما کی سوسائٹی آف سینٹ پال نے ۱۹۵۸ء میں اسے شائع کیا۔ یہ پہلا کیتھولک اردو ترجمہ ہے جو ★ ولگاتا کی بجائے قدیم عبرانی اور یونانی نسخوں سے کیا گیا۔ یعنی یہ ترجمے کا ترجمہ نہیں بلکہ قدیم اصلی نسخہ جات سے براہِ راست کیا گیا ہے اس ترجمہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اس میں بہت کم ہندی لفظ استعمال کئے گئے ہیں اور متروک اردو الفاظ نکال دیئے گئے ہیں۔ مسیحی اصطلاحات کے لئے بہت سے عربی اور فارسی الفاظ کو کام میں لایا گیا ہے مثلاً وضو، وجد وغیرہ۔ ایک اور خاصیت یہ ہے کہ ہر کتاب کے شروع میں کچھ تعارفی مواد مہیا کیا گیا ہے اور کثرت سے ذیلی تشریحی نوٹ اور اشارے دیئے گئے ہیں۔ کلامِ مقدّس کا سنجیدہ مطالعہ کرنے کے لئے یہ اور پروٹسٹنٹ اردو ریفرنس بائبل (دیکھئے بائبل اردو ریفرنس) دونوں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

ب ÷ بروہی

مورخینِ لسانیات کے نظریہ کے مطابق یہ زبان قدرے تحقیق و تفتیش کی متقاضی ہے کیونکہ یہ زبانوں کے دراوڑی خاندان کے الگ

تھلگ گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۸۸۲ء میں سی ایم ایس کے جے۔ شیلڈون نے لُوقاؔ کی انجیل کا بروہی میں ترجمہ کیا۔ بائبل سوسائٹی اُسے چھاپنے کے لئے تیار تھی لیکن اسے کسی وجہ سے شائع نہیں کیا گیا۔ اس کا مسودہ اسی مشن کے جی۔ شررٹ کے پاس تھا جنہیں ۱۸۸۶ء میں کوئٹہ میں قتل کر دیا گیا، لہٰذا یہ بالآخر پادری میئر کے پاس پہنچ گیا جو بائبل سوسائٹی کی ہدایت کے مطابق کام کر رہے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں انہیں یہ زبان سیکھنے کے لئے کہا گیا تاکہ اس زبان میں انجیل شائع کی جا سکے۔ مسٹر میئر نے بروہی کی فرہنگ اور گرامر تیار کی اور ۱۹۰۵ء میں یوحنّا کی انجیل کو رومن اور عربی رسم الخط میں شائع کیا گیا اور مرقسؔ اور لُوقاؔ کے مسودے بائبل ہاؤس کو بھیج دیئے گئے۔ اس کے مزید ایڈیشن شائع نہیں کئے گئے لیکن امید ہے کہ چونکہ اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد کافی ہے اس لئے کبھی نہ کبھی ان مسودوں کی نظرِ ثانی کی جائے گی تاکہ شائع کئے جا سکیں۔

ج۔ بلتی

بلتی زبان، شمال مغربی کشمیر میں بلتستان کے مسلمانوں کی زبان ہے۔ ڈاکٹر گریرسن کے مطابق یہ بھوٹانی سے ملتی جلتی ہے اور اس کا تعلق ہمالیہ اور ہمالیہ کے پار کی تبتی برمی زبانوں سے ہے۔

۱۹۰۳ء میں بائبل سوسائٹی کی پنجاب شاخ نے متّی کی انجیل کو بلتی زبان میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ سکنڈینیوین الائنس مشن کے پادری ایف گستافسن نے کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس وقت صرف دو ہزار بلتی لوگ لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں پاکستان بائبل سوسائٹی نے مسیحی اشاعت خانہ کی معرفت شائع کیا۔ ۱۹۰۷ء میں اسی مترجم کا یوحنّا کی انجیل کا ترجمہ بھی شائع ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں سنٹرل ایشین مشن کے پادری ایچ۔ سی۔ رابرٹسن نے اعمال کی کتاب کا آزمائشی ترجمہ تیار کیا اور ۱۹۲۰ء میں اُس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ یہ ترجمہ انہوں نے اُس مُنشی کی مدد سے کیا تھا جس نے مسٹر گستافسن کی مدد کی تھی۔ لُوقاؔ کی انجیل کا ترجمہ پادری رابرٹسن کی راہنمائی میں ایک پنجابی مسیحی نے کیا اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔

د۔ بلوچی

بلوچستان کے لوگوں کی زبان "بلوچی" کہلاتی ہے اور اس کا پشتو کے ساتھ بڑا نزدیکی رشتہ ہے۔ جان لیڈن، جنہوں نے نئے عہدنامے کا پشتو میں سب سے پہلے ترجمہ کیا تھا بلوچی کی طرف بھی راغب ہوئے۔ انہوں نے کلکتہ میں کارسپانڈنگ کمیٹی کو مرقس کی انجیل کا ترجمہ پیش کیا اور اُن کی موت کے بعد سیرامپور کے مشنریوں نے کچھ عرصہ کے لئے اپنے پنڈتوں کو اس کام پر لگایا۔ ۱۸۱۵ء میں تین انجیلیں شائع کی گئیں لیکن اس کے بعد اس ترجمے کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ ۱۸۸۴ء میں بائبل سوسائٹی کی پنجاب شاخ نے متّی کی انجیل شائع کی جس کا ترجمہ سی۔ ایم۔ ایس کے آرتھر لوئیس نے کیا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں ٹی۔ جے۔ ایل۔ میئر نے جو کافی حد تک پشتو ترجمے کے ذمہ دار تھے نئے عہدنامہ کا سلسلہ وار ترجمہ شروع کیا اور ۱۹۰۷ء تک نئے عہدنامہ کی تمام کتابیں اور پرانے عہدنامے کے کچھ حصّے شائع ہو گئے۔ اُنہیں عربی اور رومن رسم الخط دونوں میں چھاپا گیا۔ اگرچہ ان کی مانگ بہت کم تھی تو بھی یہ لاکھوں آدمیوں کی زبان ہے اور اگر اِس زبان کے عالم میسّر ہوں تو عین ممکن ہے کہ ان کی نظرِثانی اور اشاعت ہو جائے۔

ہ۔ پشتو

پشتو زبان کا تعلق ایرانی زبانوں کے خاندان سے ہے، اور افغانستان اور پاکستان کے صوبہ سرحد میں دریائے سندھ کے مغربی علاقے میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان میں پہلا ترجمہ مشہور مستشرق جے۔ لیڈن نے کلکتہ میں کیا تھا اور اس کے تمام اخراجات برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے برداشت کئے۔ ۱۸۱۱ء میں اُس کی وفات تک متّی اور مرقس کی انجیلوں کا ترجمہ ہو چکا تھا۔ بعد ازاں اُس کے کام کو سیرامپور کے مشنریوں نے جاری رکھا۔ ۱۸۱۸ء میں نئے عہدنامہ کو شائع کیا گیا اور اس کے چھ سال بعد توریت کو۔ اس ترجمہ کی عام افادیت کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے لیکن چونکہ اس ترجمہ کی ایک جلد تاریخی اہمیت کی حامل ہے اس لئے اُس سے اُس عام تاثر کی نفی ہوتی ہے کہ سیرامپور کے مشنریوں کا ترجمے کا کام بے پھل رہا۔

پشتو میں دوسرا ترجمہ پشاور میں کیا گیا۔ ہندوستان کی بشارتی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ رونما ہوا کہ ۱۸۵۳ء میں چرچ مشنری سوسائٹی (سی۔ ایم۔ ایس) قائم ہوئی۔ مشن کی اوّلین ضرورت یہ تھی کہ پختونوں کے لئے بائبل کا پشتو میں ترجمہ کیا جائے۔ لیڈن اور کیری مدت ہوئی وفات پا چکے تھے اور ان کا بائبل کا پشتو میں ترجمہ تاریکی میں گُم ہو چکا تھا۔ لہٰذا یہ خیال کیا گیا کہ کلامِ مُقدّس کا پشتو میں کبھی ترجمہ نہیں کیا گیا اس لئے دو یا تین افراد کو انجیلوں کا ترجمہ کرنے کے لئے مقرّر کیا گیا۔

تب اچانک ہی صوبہ سرحد کے گورنر ہربرٹ ایڈورڈ کو یاد آیا کہ اُس نے پشتو میں نیا عہدنامہ ایک عمر رسیدہ پٹھان سردار کے پاس دیکھا تھا۔ یہ اُس کو اس کے جوانی کے دنوں میں جب وہ ہردوار کے میلہ میں گھوڑے فروخت کرنے گیا تھا ایک مشنری نے دیا تھا۔ اُس مشنری نے اُسے کہا تھا کہ اِسے آگ اور پانی سے بچا کر رکھنا اور یہ کسی دن اس کے بہت کام آئے گا۔ اُس سردار علی خان نے کہا "اب وہ دن آگیا ہے اور یہ کتاب آگ اور پانی سے محفوظ ہے"۔ یہ نیا عہدنامہ فارسی رسم الخط میں تھا اور ۱۸۱۸ء میں سیرامپور مشن نے چھاپا تھا۔

فوراً ہی سیرامپور میں مشن سے درخواست کی گئی لیکن ان کے پاس اس کی ایک جلد بھی نہیں تھی۔ تب علی خان سے درخواست کی گئی اور

اُس کے عوض میں اُسے فارسی میں نیا عہد نامہ دیا گیا۔ کیپٹن جیمز نے پشتو حروف ڈھالے اور اس کی تین ہزار جلدیں چھاپی گئیں۔

۱۸۶۳ء میں نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی نے نیا عہد نامہ شائع کیا۔ یہ ترجمہ ایک یہودی مسیحی آئسزاد ورلون تھال Isidor Lowenthal نے جو امریکن پریسبٹیرین مشن میں کام کرتا تھا سی، ایم، ایس کے پادری رابرٹ کلارک اور پنجاب کے کمشنر ایچ جیمس کی مدد سے کیا تھا۔ لوون تھال ۱۸۵۵ء میں ہندوستان آیا اور نئے عہد نامہ کا ترجمہ ۱۸۶۱ء میں مکمل کر لیا۔ وہ عہدِ عتیق کا بھی ترجمہ کر رہا تھا لیکن اُس کی اچانک موت کے باعث یہ ادھورا رہ گیا۔

۱۸۸۳ء میں بائبل سوسائٹی کی پنجاب شاخ نے نئے عہد نامہ کی نظرِ ثانی کرنے کے لئے کمیٹی قائم کی۔ اس کے صدر سی۔ ایم۔ ایس کے۔ ٹی۔ جے۔ ایل۔ میئر تھے جنہوں نے یونانی متن کو سامنے رکھتے ہوئے ۱۸۸۱ء کے انگریزی ریوائزڈ ورژن کے مطابق ترجمہ کیا۔ اُن کی مدد عبدالرحمٰن نے کی اور اُسے شائع کرنے سے پیشتر سی۔ ایم۔ ایس کے ڈبلیو۔ جیوکس نے اس کی نظرِ ثانی کی۔ اس کی کتابت افغانستان کے سب سے بہترین کاتب غلام جیلانی نے کی تھی اور اسے لندن میں ۱۸۹۰ء میں پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا۔ اسی سال توریت بھی شائع کی گئی جس کا تھوڑا بہت انحصار ۱۸۴۲ء کے سیرام پور کے ترجمہ پر تھا۔ پھر ۱۸۹۵ء میں تمام بائبل کو چار جلدوں میں شائع کیا گیا۔

پشاور سی۔ ایم۔ ایس مشن کے پادری اے۔ ای۔ ڈے اور قاضی خیر اللہ نے لوقا کی انجیل کی نظرِ ثانی کی اور اُسے شائع کیا۔ لاہور بائبل سوسائٹی نے اِس ترجمہ کی پھر نظرِ ثانی کی اور ۱۹۲۴ء اور اس کے بعد ۱۹۳۱ء میں شائع کیا۔ نئے عہد نامہ کی ایک مرتبہ پھر نظرِ ثانی کی گئی اور اُسے ۱۹۴۵ء میں شائع کیا گیا۔

و۔ پنجابی

پنجابی زبان دو طریقوں سے لکھی جاتی ہے۔ ایک دیوناگری رسم الخط میں جسے گورومکھی کہتے ہیں اور دوسرے فارسی رسم الخط میں جو پاکستان میں مروّج ہے۔ گورومکھی پنجابی سکھوں کی زبان ہے۔ مختلف المذہب ہونے کے باعث اُن کا ذخیرۂ الفاظ فارسی پنجابی سے جو مسلمانوں میں مروّج ہے مختلف ہے۔

گورومکھی پنجابی

سیرام پور کے مشنریوں نے ۱۸۰۷ء میں پنجابی میں نئے عہد نامہ کا ترجمہ شروع کیا اور ۱۸۱۵ء میں شائع کیا۔ اس کے بعد انہوں نے پرانے عہد نامہ سے توریت اور حزقی ایل کی کتاب کا ترجمہ کیا جو ۱۸۲۶ء میں شائع ہوا لیکن باقی کتب کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۱۸۳۴ء میں امریکن پریسبٹیرین مشن کے پادری جے۔ نیوٹن نے نیا ترجمہ کرنا شروع کیا اور ۱۸۴۰ء میں متّی کی انجیل اور ۱۸۴۱ء میں یوحنّا کی انجیل کا ترجمہ شائع کیا۔ ۱۸۴۵ء میں مشن پریس میں آگ لگنے کے باعث باقی اناجیل اور اعمال الرسل کا ترجمہ شائع نہ کیا جا سکا۔ تاہم ۱۸۴۷ء میں امریکن بائبل سوسائٹی کے اشتراک سے اناجیلِ اربعہ اور اعمال الرسل کا ترجمہ ایک جلد میں شائع کیا گیا۔

دریں اثنا اسی مشن کے پادری ایل۔ جینن ویٹر نے پرانے عہد نامہ سے پیدائش کی کتاب اور خروج کی کتاب کے پہلے ۲۰ ابواب کا ترجمہ کیا جسے نارتھ انڈیا اگزیلیری بائبل سوسائٹی نے ۱۸۵۱ء میں شائع کیا۔ نیز لوقا کی انجیل کا ترجمہ ۱۸۵۶ء میں اور زبور کا ۱۸۶۳ء میں شائع کیا۔

پنجاب اگزیلیری بائبل سوسائٹی ۱۸۶۳ء میں قائم ہوئی اور اُس کا سب سے پہلا کام نئے عہد نامہ کا پنجابی میں ترجمہ تھا جو ۱۸۶۸ء میں شائع ہوا۔ ۱۸۸۹ء میں نئے عہد نامہ کے پنجابی ترجمہ کی نظرِ ثانی کرنے کے لئے کمیٹی قائم کی گئی اور ۱۹۰۰ء میں نئے عہد نامہ کا نظرِ ثانی شدہ پنجابی ترجمہ شائع ہوا۔

آئندہ سالوں میں ترجمے کے سلسلہ میں کوئی قابلِ ذکر کام نہیں ہوا کیونکہ متحدہ پنجاب میں پنجابی مسیحی، بائبل کے اردو ترجمہ کو استعمال کرتے تھے۔ لیکن تقسیمِ ہند کے بعد مشرقی پنجاب میں پنجابی صوبائی زبان قرار پائی، اس لئے ۱۹۵۹ء میں بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے گورومکھی میں پرانا عہد نامہ چھپا۔

فارسی پنجابی

۱۸۸۴ء میں فارسی پنجابی میں جسے اُس وقت مسلمانی پنجابی کہا جاتا تھا، پہاڑی وعظ شائع کیا گیا۔ مابعد کے سالوں میں اناجیل اربعہ اور اعمال الرسل فارسی اور رومن، دونوں رسم الخط میں شائع ہوئے۔ پھر ۱۹۱۲ء میں پورا نیا عہد نامہ شائع کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں اُس کی نظرِ ثانی کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ لیکن اسی دوران ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی، لہٰذا ۱۹۴۷ء میں ایک اور کمیٹی قائم کی گئی اور ۱۹۵۲ء میں نظرِ ثانی شدہ نیا عہد نامہ شائع ہوا۔ پرانے عہد نامہ کے ترجمے کی بھی ضرورت محسوس کی گئی۔ ۱۹۵۱ء میں پادری قادر بخش کو مقرر کیا گیا لیکن ۱۹۵۴ء میں ان کی ناگہانی موت کے بعد زیادہ ترقی نہیں ہوئی۔

چترالی۔ آگے دیکھئے ۸ شینا۔

ز۔ سندھی

سندھی صوبہ سندھ کی تقریباً اسی لاکھ پاکستانیوں کی مادری زبان ہے۔ ہندوستان میں بھی تقریباً بیس لاکھ اشخاص سندھی بولتے ہیں۔ یہ لوگ شمالی گجرات کے اضلاع میں رہتے ہیں جن کی سرحد صوبہ سندھ سے ملتی ہے۔ یہ شمال مغربی ہندی آریوں کے گروہوں کی زبان ہے اور اس کا تھوڑا بہت تعلق لہندا یا مغربی پنجابی سے ہے۔

سیرام پور کے مشنریوں نے ۱۸۲۵ء میں متّی کی انجیل کو سندھی

میں شائع کیا، لیکن اس کے بارے میں مزید کچھ معلوم نہیں۔ ۱۸۴۹ء میں جی۔ اسٹاک نے جو کہ فوج میں کپتان اور حیدرآباد سندھ کے ڈپٹی کنٹرولر تھے متّی کی انجیل کا ترجمہ کیا، جسے بمبئی آگزلری بائبل سوسائٹی نے ۱۸۵۰ء میں دیوناگری رسم الخط میں شائع کیا۔

عربی رسم الخط میں پہلا سندھی ترجمہ یوحنّا کی انجیل کا تھا جسے لندن چرچ مشنری سوسائٹی کے اینڈریو برن نے کیا تھا۔ یہ ۱۸۵۸ء میں ایک مسلم نو مسیحی عبداللہ کی مدد سے چھاپا گیا۔ مسٹر برن نے اِس کارِ خیر کو جاری رکھا اور اعمال کی کتاب تک ترجمہ کیا۔ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۶۹ء کے درمیان لندن سی۔ ایم۔ ایس۔ کے۔ سی۔ ڈبلیو۔ ایزن برگ نے رومیوں اور کرنتھیوں کے پہلے خط کا رف ترجمہ کیا۔

سندھی کے ابتدائی تراجم میں سب سے مشہور ترجمہ جارج شرٹ کا تھا۔ اِن کا تعلق بھی لندن سی۔ ایم۔ ایس سے تھا۔ انہوں نے ایک سندھی عالم چھنگامل ٹھاوا داس کی مدد سے نئے عہد نامہ کا سندھی ترجمہ ۱۸۷۸ء میں مکمل کیا۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے اس ترجمہ کو ۱۸۹۰ء میں لندن میں شائع کرنے سے پیشتر اس کے مسوّدہ کو کئی سال پہلے دوسرے لوگوں کے پاس مطالعہ و تنقید کے لئے بھیجا۔

مسٹر شرٹ اور چھنگامل نے پرانے عہد نامہ کے کئی حصّوں کا بھی ترجمہ کیا اور یہ حصّے ذاتی طور پر چھپوائے گئے۔ کئی سالوں تک یہ بشارتی کام میں استعمال ہوتے رہے۔ جارج شرٹ کو نہ صرف ان کے سندھی ترجمے کے باعث یاد رکھا جائے گا بلکہ اس لئے بھی کہ انہوں نے سندھی حروفِ تہجی (عربی رسم الخط) کی معیار بندی کی اور سندھی لغات تیار کی۔

۱۸۹۷ء میں لندن سی۔ ایم۔ ایس کے مشنری جوزف ریڈمین نے ہندو سندھی طرز پر پہلے لوقا کی انجیل کا اور پھر دیگر حصّوں کا ترجمہ بھی کیا۔ ۱۹۰۰ء میں نظرِ ثانی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر ریڈمین تھے تاکہ یونانی متن اور نظرِ ثانی شدہ اردو نئے عہد نامہ کے پیشِ نظر، انگریزی ریوائزڈ ورژن کی بنیاد پر نئے عہد نامہ کا سندھی ترجمہ کیا جائے۔ اس کمیٹی نے ۱۹۰۸ء میں ایک مسوّدہ تیار کیا جسے سندھ کے دو ممتاز ادیبوں، مرزا خالق بیگ اور رومن کیتھولک عالم پرمانند میوا رام کے مطالعہ کے بعد شائع کیا گیا۔ اسے اور مابعد کے حصّوں کو دو صورتوں یعنی مسلم سندھی اور ہندو سندھی میں تیار کیا گیا تاکہ قارئین کے ان دو بڑے طبقوں کے ذوق کے مطابق ہو جن کی زبان تو سندھی تھی لیکن جن کا مذہبی ذخیرۂ الفاظ ایک دوسرے سے مختلف تھا لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ منصوبہ مکمل بھی ہوا کہ نہیں۔

۱۹۲۰ء میں ایک سابق ہندو اور اینگلیکن چرچ کے پادری بھگت ٹی نے پرانے عہد نامہ کے باقی حصّوں کا ترجمہ شروع کیا۔ انہوں نے نیوزی لینڈ سی۔ ایم۔ ایس مشنریوں کی مدد سے اپنی موت سے پہلے توریت کا ترجمہ مکمل کیا اور نئے عہد نامہ کی نظرِ ثانی کی۔ اِس نظرِ ثانی شدہ نئے عہد نامہ کو برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے ۱۹۳۰ء میں حیدرآباد میں شائع کیا۔

پادری بھگت ٹی کی وفات کے وقت چندو رام صاحب نے مسیح کو قبول کیا۔ وہ سندھ میں پاسبانی خدمت کرنے لگے۔ بالآخر وہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی لاہور برانچ کے سیکرٹری بن گئے جو بعد ازاں پاکستان بائبل سوسائٹی کہلائی۔ پھر وہ کراچی کے پہلے بشپ مقرر ہوئے۔ سندھ میں خدمت کے تجربہ نے اُن میں ایک بڑی زبردست خواہش پیدا کی کہ وہ تمام بائبل کا سندھی ترجمہ مکمل کریں۔ ساڑھے چار سال کی مدت میں انہوں نے پرانے عہد نامہ کا ترجمہ مکمل کیا۔ اِس سلسلہ میں اُن کے قریبی مددگار نیوزی لینڈ سی۔ ایم۔ ایس کے مشنری رچرڈ کارسن، چارلس ہیزل اور ایلس وارڈ تھے۔ متعدد سندھی مسلمانوں نے بھی مدد دی۔

لیکن سندھی زبان میں اتنی ضخیم کتاب کا چھاپنا بڑا مشکل کام دکھائی دیتا تھا کیونکہ کسی بھی سندھی پریس میں اتنے عظیم پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے سازوسامان نہ تھا۔ لیکن دعا اور ایمان کے وسیلہ سے خدا نے چندو رام صاحب کا رابطہ دو انگریزوں سے قائم کر دیا جو کہ اس غرض سے پاکستان آئے تھے کہ تیز چھاپنے والی مونوٹائپ مشین کے لئے اردو رسم الخط تیار کریں۔ وہ اِن مشینوں کو پاکستان میں متعارف کرا کر فروخت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حکومت اس کے لئے تیار نہ تھی، لہٰذا وہ چندو رام صاحب کی درخواست پر سندھی بائبل چھاپنے میں مدد دینے میں تیار ہو گئے۔ بڑے معجزانہ طریقوں سے مشینیں اور ٹیکنیشن مل گئے اور ۱۹۵۵ء میں لاہور میں پرانا عہد نامہ شائع ہوا۔

پھر چندو رام صاحب نے رچرڈ کارسن کی مدد سے نئے عہد نامہ کی نظرِ ثانی کی اور پاکستان بائبل سوسائٹی نے اُسے ۱۹۶۱ء میں پرانے عہد نامہ کے ساتھ جلد بندی کر کے شائع کر دیا۔ تعلیم یافتہ سندھیوں کے نزدیک یہ سندھی ادب کا ایک شہ پارہ ہے۔

۱۹۶۱ء کے بعد اس سندھی بائبل کو سندھ میں اتنی زیادہ تعداد میں پھیلایا گیا کہ اس کا اسٹاک جلد ہی ختم ہو گیا۔ اس پر پاکستان بائبل سوسائٹی نے ایک بپٹسٹ مشنری ہربرٹ ایڈکنز سے درخواست کی کہ نئے عہد نامہ کی ایک مرتبہ پھر نظرِ ثانی کرنے میں ان کی معاونت کریں۔ موجودہ وقت نظرِ ثانی کا یہ کام جاری ہے۔

ح۔ شینا (چترالی)

ایک گریزی بولی جو کشمیر، گلگت، اور چترال کے کئی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان میں لوقا کی انجیل کا ترجمہ گریز کے ایک مسیحی اُستاد نے کیا۔ یہاں پر دارد Dard برادری سے تعلق رکھنے والے تھوڑے سے مسیحی رہتے تھے۔ اسے ۱۹۳۰ء میں بائبل سوسائٹی نے سنٹرل

ایشیئن مشن کی درخواست پر شائع کیا۔

ط ۔ لہندا

لہندا پاکستان کے شمال مغربی علاقے کی ایک بولی کا عام نام ہے ۔ یہ ملتانی، سرائیکی، جاٹکی اور ہندکو کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔ یہ مختلف نام ظاہر کرتے ہیں کہ مختلف علاقوں کی لہندا بولی میں خاصا فرق ہے ۔

۱۸۱۹ء میں سیرام پور سے ملتانی سرائیکی میں نیا عہدنامہ شائع کیا گیا۔ کوٹ گڑھ کے مقام پر سی۔ایم۔ایس کے ڈاکٹر جیوکس نے پرانے اور نئے عہدنامے کی متعدد کتابوں کا جاٹکی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۱۸۹۸ء میں بائبل سوسائٹی کی پنجاب شاخ نے لاہور سے متی، لوقا اور یوحنا کی انجیلوں کو شائع کیا۔ چونکہ دیگر کتابوں کی مانگ بہت کم تھی اس لئے انہیں شائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا اور ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر جیوکس کے مسودے بائبل ہاؤس میں محفوظ رکھنے کے لئے لندن بھیج دیئے گئے۔ مس سی۔ ایل۔ رابرٹسن نے (جس نے ۱۹۱۱ء میں یوحنا کی انجیل کا بھوجپوری میں ترجمہ کیا تھا) یوحنا کی انجیل کا ترجمہ ہندکو میں دو ہندوستانی پاسبانوں کی مدد سے کیا، جسے ۱۹۲۹ء میں فارسی رسم الخط میں شائع کیا گیا۔

باؤلی، کنواں:۔ (ہندی لفظ جو اب پاکستان میں رائج نہیں)۔ وہ بڑا اور چوڑا کنواں جس میں پانی بھرنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں تاکہ بغیر رسی اور ڈول کے نیچے اُتر کر پانی بھر لیں۔ غالباً اسی قسم کے کنوئیں سے ربقہ نے ابرہام کے نوکر کو پانی بھر کر پلایا تھا (پیدائش ۲۴: ۱۱، ۲۰)۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ پیدائش ۲۴ میں چشمہ (آیات ۱۳، ۱۶) اور باؤلی (آیات ۱۱، ۲۰۔ کیتھولک ترجمہ میں کنواں دیکھئے تکوین ۲۴: ۱۱، ۲۰) ایک ہی چیز کے لئے استعمال ہوا ہے۔ فلسطین میں اسی قسم کے کنوئیں ہوتے تھے جہاں سیڑھیوں سے اُتر کر چشمے تک پہنچا جاتا اور پانی بھر کر اُوپر لایا جاتا تھا۔

نئے عہدنامہ میں سوخار کے شہر کے باہر یعقوب کا کنواں بھی اسی قسم کا تھا (دیکھئے یوحنا ۴: ۵، ۱۱، ۱۲)۔ یونانی میں دونوں لفظ چشمہ (آیت ۵۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ اور پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا ذیلی حاشیہ) اور کنواں (آیات ۱۱، ۱۲) استعمال ہوئے ہیں۔ غالباً یہ بھی باؤلی قسم کا چشمہ تھا۔ نیز دیکھئے کنواں۔

بائیں:۔ اس لفظ کے بائبل میں کئی معنی ہیں۔

۱۔ سمت (۲۔سلاطین ۲۳: ۸؛ نحمیاہ ۸: ۴؛ ایوب ۲۳: ۹)۔

۲۔ شمال (پیدائش ۱۴: ۱۵؛ حزقی ایل ۱۶: ۴۶)۔

۳۔ کم برکت (پیدائش ۴۸: ۱۳-۱۹)۔

۴۔ بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا (ببّیں ہتھا) قضاۃ ۳: ۱۵۔ مزید دیکھئے یوناہ ۴: ۱۱؛ واعظ ۱۰: ۲؛ متی ۲۵: ۳۳، ۴۱؛ حزقی ایل ۴: ۴، ۶؛ ۱۔تواریخ ۱۲: ۲؛ غزل الغزلات ۲: ۶؛ ۸: ۳۔

ببول:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۴

بئی۔ بیبائی:۔ ایک شخصی نام اور اُس کے لوگ (عزرا ۲: ۱۱؛ ۸: ۱۱؛ نحمیاہ ۷: ۱۶؛ ۱۰: ۱۵)۔

بپتسمہ:۔ اصطباغ (یہ عربی لفظ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ صبغ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی غوطہ دینا، رنگنا وغیرہ ہیں۔ اس کا مزید ذکر آگے آئے گا۔

۱۔ بپتسمے کے لغوی معنی

ا۔ لفظ بپتسمہ یونانی baptisma سے لیا گیا ہے اور اس کے معنوں میں پانی میں ڈالنا، ڈبونا اور نکالنے کا عمل شامل ہے۔ یہ bapto بمعنی ڈبونا سے مشتق ہے۔ اور یہ یوحنا کے بپتسمہ (متی ۳: ۷ وغیرہ) اور اُس بپتسمہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا خداوند مسیح نے حکم دیا (متی ۲۸: ۱۹)۔ یہ اُس تکلیف اور عذاب کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جس کی طرف خداوند مسیح نے لوقا ۱۲: ۵۰ میں اشارہ کیا۔ اُس دُکھ اور تکلیف کو بھی بپتسمہ کہا گیا ہے جو مسیح کے شاگرد اُٹھائیں گے۔ یہ دوسروں کے عوض نہیں، بلکہ اپنے خداوند کی مصیبتوں کی رفاقت میں اٹھایا جاتا ہے۔ مرقس ۱۰: ۳۸، ۳۹ میں یہ انہی معنوں میں آیا ہے۔

ب۔ یونانی کا ایک اور لفظ baptismos ہے جو بپتسمہ کی رسم سے مختلف ہے۔ اس سے رسمی طہارت مراد ہے۔ مثلاً برتنوں کا دھونا (مرقس ۷: ۴۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ جہاں اس یونانی لفظ کا ترجمہ اصطباغ دینا کیا گیا ہے) عبرانیوں ۹: ۱۰ (اردو ترجمہ کے متن میں غسلوں۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اصطباغوں اور کیتھولک ترجمہ میں وضو ہے)۔

ج۔ ایک اور یونانی لفظ baptistes ہے یعنی بپتسمہ دینے والا (کیتھولک اصطباغی)۔ یہ ★ اناجیل میں یوحنا کے لئے ۱۵ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

د۔ یونانی فعل baptizo یونانی لوگوں کے ہاں پانی نکالنے کے لئے ایک برتن کو دوسرے برتن میں ڈبونے یا کپڑا رنگنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ غالباً اس دوسرے مفہوم کی رعایت سے بعض اُردو لغت نے بپتسمہ کو رنگ چھڑکنا کہا ہے۔

یہی لفظ نئے عہدنامہ میں غسل کے لئے استعمال ہوا ہے (لوقا ۱۱: ۳۸۔ کیتھولک ترجمہ میں وضو۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اصطباغ)۔ یہی یونانی لفظ ★ ہفتادی ترجمہ میں ۲۔سلاطین ۵: ۱۴ میں استعمال ہوا ہے جہاں نعمان کوڑھی کا ذکر ہے جس نے نبی کے حکم کے مطابق دریائے

یردن میں سات غوطے مارے (کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ اس عمل کو بپتسمہ کی ★ ساکرامنٹ سے نسبت دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو ۲-سلاطین ۵: ۱۴ " نعمان کا غسل بپتسمہ کے ساکرامنٹ کی علامت ہے جس کے ذریعہ انسان کے تمام گناہوں کی معافی مل جاتی ہے اور سچے خدا کی پہچان اور اقرار کا فضل ملتا ہے اس لئے بپتسمہ نور کا ساکرامنٹ کہلایا") - نیز دیکھئے عبرانیوں ۶: ۲ -

۲- بپتسمہ اور عہد

بپتسمہ کی تعلیم کو پوری طرح سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اسے خدا کے نجات کے واعد اور مکمل انتظام میں بطور ایک اہم جُز دیکھا جائے ۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ بپتسمہ کو پہلے عہد کے نقشے میں صحیح مقام دیں ۔ اس سلسلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ نئے عہد نامہ میں بپتسمہ پرانے عہد نامے کے تین عظیم مماثل عہود کے باندھے جانے سے تعلق رکھتا ہے ۔

ا ۔ خدا کا نوح کے ساتھ عہد ۔

نوح کے ساتھ خدا کے عہد کا ذکر ۱-پطرس ۳: ۱۸-۲۲ میں پایا جاتا ہے ۔ اس مشکل حوالے کا نمایاں مفہوم تو صاف ہے ۔ نوح اور اس کا خاندان کشتی میں محفوظ تھے اور طوفان کے پانی سے باحفاظت نئی دنیا میں داخل ہوئے جبکہ ناراست لوگ ڈوب کر فناہ ہو گئے ۔ نوح کے لوگ غضب میں سے بغیر کسی نقصان کے گزر گئے ۔ اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہی گناہ کی سزا کا ذریعہ (پانی) اُن کی نجات کا وسیلہ بنا ۔ بالکل اسی طرح ایک ایمان دار مسیح میں ہوتے ہوئے گناہ کی سزا میں سے گزر جاتا ہے ۔ جس طرح طوفان کا پانی کشتی سے زور سے ٹکراتا رہا لیکن کشتی کے اندر کے لوگوں کو کوئی نقصان نہ ہوا، اسی طرح خدا کا غضب خداوند یسوع پر برسا اور وہ مارے گئے اور یوں ایک بے گناہ شخص نے گنہگاروں کی خاطر مر کر اُنہیں بچایا اور اُنہیں خدا تک پہنچایا ۔ نجات یافتہ مسیحی اب اُس جگہ زندگی بسر کرتا ہے جہاں مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد خداوند مسیح حاکم ہے ۔ طوفانِ نوح عکس ہے اور بپتسمہ نئے عہد نامہ میں اس نمونہ کی اصلی تصویر ۔

ب ۔ خدا کا ابرہام کے ساتھ عہد ۔

بپتسمے اور ابرہام کے ساتھ عہد میں مماثلت زیادہ تر ★ ختنے پر مرکوز ہے ۔ نئے عہد نامہ میں جو تعلیم ختنہ کے متعلق ہمارے سامنے آتی ہے اُس کے دو پہلو ہیں ۔ اوّل ۔ ختنہ کی روحانی اہمیت انسان کی ایک دوامی ضرورت ہے ۔ پولس رسول نامختونی کی حالت کو گناہوں میں مردہ ہونے سے تشبیہ دیتا ہے یعنی خدا کی اُس قدرت سے ناواقفیت جس کے وسیلے سے وہ انسان کو نئی زندگی بخشتا ہے ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اگر انسان اس حقیقت کے تجربہ سے گزرتا جس کا ختنہ نشان ہے تو وہ خدا کی "زندگی" بخشنے والی قدرت سے فیضیاب ہوتا ہے ۔ بالکل ایسے جس طرح "ابرام" کو نئی زندگی عنایت ہوئی اور وہ ایک نیا انسان "ابرہام" (پیدائش ۱۷ب) بن گیا ۔ لہٰذا پولس رسول اُن مسیحیوں کے بارے میں جنہیں مسیح میں پاک روح کی معرفت نئی زندگی مل گئی ہے کہہ سکتا ہے کہ وہ مختون (کیتھولک اہلِ ختان فلپیوں ۳: ۳) ہیں ۔ ختنہ کی حقیقت ان میں پوری ہو چکی ہے ۔ دوم ۔ ابرہام کے عہد میں جو مقام ختنے کو حاصل تھا، وہی مقام مسیحی کے لئے نئے عہد میں بپتسمہ رکھتا ہے ۔ اس کی تصدیق لفظ مُہر کے استعمال سے ہوتی ہے ۔ رومیوں ۴-۱۱ میں ختنہ کو مُہر کہا گیا ہے اور اسی لفظ سے ۲-کرنتھیوں ۱: ۲۱، ۲۲ اور افسیوں ۱: ۱۳ میں مراد غالباً بپتسمہ ہے ۔ یہ تشریح ۲-کرنتھیوں ۱: ۲۱ میں لفظ "مسح کیا" کے استعمال پر مبنی ہے (قب اعمال ۱۰: ۳۸ جہاں "خدا نے یسوع ناصری کو رُوح القدس اور قدرت سے کس طرح مسح کیا" سے بپتسمہ مراد ہے) ۔ ان دو حوالوں کے الفاظ کی ترتیب پر غور کیجئے جو اس تشریح کی حمایت کرتی ہے ۔ افسیوں ۱: ۱۳ ۔ "تم نے کلامِ حق کو سنا ..... اُس پر ایمان لائے ..... مُہر لگی" اور اعمال ۱۸: ۸-۱۱ "اور بہت سے کرنتھی سُن کر ایمان لائے اور بپتسمہ لیا" ۔ بپتسمے اور ختنے کا آپس کا تعلق کلسیوں ۲: ۱۱ تا ۱۲ میں صاف ہو جاتا ہے ۔ مسیحیوں کو اُس حقیقت کا تجربہ حاصل ہے جس کا نشان ختنہ ہے ۔ اِس حقیقت کو "مسیح کا ختنہ" کہا گیا ہے ۔ یہ روحانی ہے اور "ہاتھ سے نہیں ہوا" ۔ یہ کُلّی طور پر موثر ہے یعنی اس سے جسمانی بدن کو اتارا جاتا ہے" (قب افسیوں ۴: ۲۲ ۔ "پرانی انسانیّت کو اُتار ڈالو جو فریب کی شہوتوں کے سبب سے خراب ہوتی جاتی ہے" ۔ ختنہ جس میں جسم کا کچھ چمڑا کاٹ ڈالا جاتا ہے اُس کی علامت ہے) ۔ جسمانی بدن کے اُتارے جانے کا عمل بپتسمہ کے ذریعہ پورا ہوتا ہے ۔ اس سے ایمان دار کا مسیح کی موت اور قیامت کے ساتھ ایک زندہ رشتہ اس وقت قائم ہوا جب اُس نے خدا کے نجات والے کام پر ایمان لا کر اسے شخصی طور پر اپنایا ۔ اس طرح بپتسمہ پھر ایک عہد کی ابتدا کرتا ہے اور اس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کہ صاف ظاہر ہو کہ خدا کے انسان کے ساتھ مختلف عہود میں یکسانیت ہے ۔

ج ۔ موسوی عہد کے مماثل عہد کا ذکر ۱-کرنتھیوں ۱۰ب میں آیا ہے ۔ پولس رسول کا مفروضہ یہ ہے کہ پرانے عہد میں بھی نئے عہد کے مماثل ساکرامنٹ موجود تھے مثلاً بنی اسرائیل کا چٹان سے پانی پینا عشائے ربانی کا عکس تھا (آیت ۴) ۔ بادل اور سمندر بپتسمہ کی تصویر ہے ۔ پطرس رسول نے بپتسمہ کو ایک مسیحی کے خدا کے غضب سے بچ کر صحیح سلامت خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا ظاہر کیا ۔ پولس رسول نے بپتسمہ کو ختنہ سے نسبت دے کر اسے نئے عہد کی قدرت کی

نعمتوں کے حاصل کرنے کی ابتدا قرار دیا ۔ اور اب وہ ایک پُر زور اور سنجیدہ انتباہ کرتا ہے کہ بیرونی علامت پر ہرگز تکیہ نہ کیا جائے ۔ فرمانبرداری کی زندگی ضروری ہے ۔ بنی اسرائیل کا" بپتسمہ" علیحدگی کی علامت تھا ۔ سمندر میں سے گزرنے سے وہ مصریوں سے علیحدہ ہوئے ۔ بادل نے اُنہیں مزید علیحدہ کر کے خدا کی قربت میں پہنچا دیا. لیکن ان دونوں عملوں سے اُن کی بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ انہوں نے اپنی نافرمانی اور دنیاداری سے خدا کو ناخوش کیا۔ اس حالت میں بیرونی نشان اُنہیں بچا نہ سکا اور وہ بیابان میں ہلاک ہوئے ۔ پولس رسول کہتا ہے کہ یہ ہماری نصیحت کے لئے ہؤا. بپتسمہ کی حقیقت چاہے کتنی ہی عجیب اور باکمال کیوں نہ ہو اور نئے عہدنامہ میں علامت اور علامت کے مقصد کا تعلق کتنا گہرا اور پختہ کیوں نہ ہو صرف علامت پر تکیہ نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ ماضی میں ہمارے نجات دینے والے خدا کے قدرت کے کاموں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مستقبل میں ایمان سے فرمانبرداری کی زندگی کی طرف ۔ [علم تفسیر میں تشریح کا ایک طریقہ ★ مثالیات کہلاتا ہے جاس کے مطابق پرانے عہدنامے کی شخصتیں ،واقعات اور رسوم نئے عہدنامہ کے اہم شخصوں، واقعات اور رسوم کی عکاسی کرتی ہیں ۔ پُرانے عہدنامے کے سیاق وسباق کی مدد سے ایک پُرمعنی مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے جیسے ۱ ۔ پطرس ۳ : ۲۱ میں طوفان اور بپتسمہ کا تقابل کر کے گہرے معنی پیش کئے گئے ہیں ۔ یہ طریقۂ تشریح اس حصّہ کے باقی دو عہدوں کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مثالیات] ۔ صفحہ 481

۲ ۔ وہ برکات جن کا تعلق بپتسمہ سے ھے

یوحنّا بپتسمہ دینے والے نے لوگوں کو توبہ کرنے کی دعوت دی اور گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا۔ پھر اس نے اس وعدہ پر "گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ" کی مُہر ثبت کی (متّی ۳ : ۲، ۶ ؛ مرقس ۱ : ۴) ۔ اُس نے ایک آنے والے کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ وہ پاک روح کا بپتسمہ دے گا ۔ اُس کے آنے کی نشانی یہ ہوگی کہ پاک روح اُترتا ہؤا دکھائی دے گا (یوحنّا ۱ : ۳۰ - ۳۴) ۔ خداوند مسیح کے بپتسمہ کے موقع پر پانی کا بپتسمہ اور روح کا بپتسمہ یکجا ہوئے اور یہ ہے نئے عہدنامہ کے بپتسمہ کی برکتوں کا نمونہ۔ بپتسمہ سے پاک روح کا تعلق ذیل کے حوالوں میں صاف ہے یوحنّا ۳ : ۵ ؛ اعمال ۲ : ۳۸ ؛ ۹ : ۱۷، ۱۸ ؛ ۱۰ : ۴۷ ؛ ۱ ۔ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳ ؛ ۲ ۔ کرنتھیوں ۱ : ۲۲ ؛ افسیوں ۱ : ۱۳ ؛ ططس ۳ : ۵ ۔ بپتسمہ کے موقع پہ پاک روح حاضر ہوتا ہے اور وہی اُن روحانی باتوں کو عمل میں لاتا ہے جن کا پانی نشان اور مُہر ہے (مثلاً ۱ ۔ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳ ؛ ططس ۳ : ۵) ۔ وہ خود ہی وعدہ کیا ہؤا انعام بھی ہے (مثلاً اعمال ۲ : ۳۸) ۔ دوسرا اہم خیال جو خداوند مسیح کے بپتسمہ سے وابسطہ ہے ، وہ فرزندیت کا ہے ۔ اور نہ صرف فرزندیت ہی (گلتیوں ۳ : ۲۶ ، ۲۷) بلکہ وہ سب روحانی برکتیں جن کا فرزند حق دار ہے بپتسمہ سے تعلق رکھتی ہیں ۔ گناہوں کی معافی (اعمال ۲ : ۳۸ ؛ ططس ۳ : ۵ ؛ عبرانیوں ۱۰ : ۲۲) ، نئی پیدائش اور خدا کی بادشاہی میں داخلہ (یوحنّا ۳ : ۳ ، ۵ ، ططس ۳ : ۵)، خدا سے ملاپ، مسیح کی خدمت میں شراکت اور اُس کے بدن (کلیسیا) میں شمولیت (متّی ۲۸ : ۱۹ ؛ اعمال ۸ : ۱۶ ؛ ۱۹ : ۵ ؛ رومیوں ۶ : ۱-۱۱ ؛ ۱ ۔ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۳ ؛ گلتیوں ۳ : ۲۷) ۔

لیکن یہ سب عہد کی نعمتیں اور خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے پھل ہیں ۔ نئے عہدنامے میں بار بار بپتسمے کو مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے ساتھ وابستہ دکھایا گیا ہے ۔ خداوند مسیح کے بپتسمہ کے دن اِس بات کا سرِعام اعلان کیا گیا کہ وہی عہد قائم کرنے والے ہیں ۔ یہ الفاظ کہ " یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" اُس "بادشاہ خادم" کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کی زبور ۲ : ۷ اور یسعیاہ ۴۲ : ۱ میں پیشین گوئی ہوئی ۔ یہ وہ دو شخصتیں ہیں جن کا تعلق موعودہ عہد سے تھا (یسعیاہ ۵۵ : ۳) ۔ روح کی نعمت بھی یسعیاہ ۵۹ : ۲۱ کے عہد کنندہ کی یاد تازہ کرتی ہے ۔ جب خداوند نے یہ عہد قائم کر دیا تو اُس نے اپنے پیروکاروں کے حق میں اس کی نعمتوں پر بپتسمہ کی مُہر کر دی ۔

لیکن یہ برکتیں بپتسمہ کی محض رسم سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ خداوند سے ۔ نتیجتہً ہم دیکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر یہ برکتیں بپتسمہ سے منسلک ہیں لیکن انہیں صرف اُس وقت حاصل کیا جا سکتا ہے جب اس رسم کے بعد ہماری زندگی میں فرمانبردار ایمان سرگرمِ عمل ہو ۔ یہ رومیوں ۶ : ۱-۱۱ سے صاف عیاں ہے ۔ اس کا مضمون ہے " عملی پاکیزگی کی زندگی بسر کرنے کی ضرورت"۔ رسول پہلے یہ بتاتا ہے کہ بپتسمہ نے ہمیں مسیح کی موت اور قیامت میں شریک کیا ہے ، یعنی مسیحی گناہ کے اعتبار سے مر گیا ہے اور اُسے راستبازی کے اعتبار سے نئی زندگی ملی ہے (آیت ۴) ۔ پھر وہ بتاتا ہے کہ ہم کس طرح اس موت اور زندگی سے اپنے روزمرّہ کے تجربہ میں مستفید ہو کر فتح پا سکتے ہیں ۔ یہ اپنے آپ کو ہر روز گناہ کے اعتبار سے مُردہ اور خدا کے اعتبار سے زندہ سمجھنے سے ممکن بن جاتا ہے (قب خداوند مسیح کی دعوت جو اُن کے مصلوب ہونے سے بہت پہلے دی گئی لوقا ۹ : ۲۳ "روز اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے") ۔ دوسرے لفظوں میں فرمانبرداری اور گراں قیمت ایمان کا مظاہرہ (آیت ۱۱) ۔ بپتسمہ کی وجہ سے یہ نعمتیں خود بخود مسیحی کی زندگی میں کارگر نہیں ہو جاتیں ۔ بپتسمہ خدا کی طرف سے اس حقیقت کا علانیہ نشان ہے کہ

یہ نعمتیں ایماندار کے لئے محفوظ ہیں۔ اس لئے بپتسمہ ماضی میں خدا کے کام کی طرف اور مستقبل میں ایمان کی زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳- بپتسمہ کن کو دیا جائے۔ بپتسمہ کے اُمید وار

یہ ضروری نہیں کہ سب بپتسمہ شدہ اشخاص اُن نعمتوں کو حاصل کر چکے ہوں جن کا بپتسمہ ظاہری نشان ہے (اعمال ۸ : ۲۱-۲۳؛ قب۔ یوحنّا ۱۳ : ۱۰-۱۱؛ ۱۵ : ۱-۶)۔ تو پھر بپتسمہ کس کو دیا جائے؟ ظاہر ہے کہ خدا نے اُن سب لوگوں کے حق میں جن کے بپتسمے کا ذکر نئے عہد نامہ میں آیا ہے ایسی گواہی مہیا نہیں کی جیسی کرنیلیس کے حق میں کی تھی (اعمال ۱۰ : ۴۷)۔ شمعون جادوگر کے بپتسمہ میں ہم کلیسیا کا وہ اصول دیکھتے ہیں جس پر وہ عام طور پر کاربند تھی (اعمال ۸ : ۱۳ مابعد)۔ خدا اس معاملے میں عام طور پر کلیسیا کی ہدایت کے لئے کوئی رویا یا مکاشفہ نہیں بھیجتا۔ اُس نے عہد کی یہ رسم ادا کرنا خطا پذیر انسان کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے۔ انسان آدمی کے دل کو جانچ نہیں سکتا اور نہ ہی اُسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کے دل کے خیالوں کو جان کر اُن پر فتویٰ دے۔ اُن سب نومریدوں کو جو خداوند یسوع مسیح میں ایمان کا اقرار کر سکتے تھے بپتسمہ دیا جاتا تھا۔ خداوند مسیح نے خود اپنے ★ ارشاد اعظم میں جو اُن کا تبلیغی حکم ہے ایسی ہی ہدایت کی (مرقس ۱۶ : ۱۶؛ متّی ۲۸ : ۱۹)۔

بعض اس عمل میں ایک امتناعی شرط دیکھتے ہیں۔ بپتسمہ صرف اُنہیں ہی دیا جائے جو اپنے ایمان کی شخصی گواہی دے سکتے ہیں چاہے اُن کا ماضی کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ بعض اور لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اگرچہ نئے عہد نامے میں صرف بالغوں کے بپتسمے کا بیان ہے تاہم ان میں سے کوئی بھی ظاہری کلیسیا میں بڑھا پلا نہیں تھا بلکہ سب کے سب کلیسیا سے باہر کے لوگ تھے۔ مگر جو کلیسیا کے اندر پیدا ہوئے ان کے ساتھ کلیسیا کا رویہ کلام مُقدّس کے ان اصولوں کے مطابق ہو جو ایمانداروں کے خاندانوں کے سلسلے میں درج ہیں۔ اس معاملے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایمانداروں (بالغوں کے بپتسمہ کے قائل) اور بچوں کے بپتسمے کے حامی، دونوں کی تعلیم کے متعلق نئے عہد نامہ میں کوئی فیصلہ کُن شہادت موجود نہیں ہے۔ اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے انفرادی مثالوں کو کسی قطعی فیصلہ کی بنیاد بنانا غلط ہوگا۔ اس کی بجائے اُنہیں بپتسمہ کے رسمی پس منظر اور اُس عہد کے اصولوں کا مطالعہ کرنا ہوگا جو بپتسمہ کی اصلیت کو اُجاگر کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو بچّوں کے بپتسمہ کے حق میں ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ عہد کا نشان تبدیل ہو گیا ہے لیکن اُس کی ادائیگی ویسی ہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ عہدی لوگوں کے بچوں کے لئے بپتسمہ وہی مقام رکھتا ہے جو ختنہ بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ اُنہیں اس مؤقف کی تقویت مسیح کے رویّہ (مرقس ۱۰ : ۱۳ مابعد)، پطرس رسول کے الفاظ میں (اعمال ۲ : ۳۹ "اور یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد ..." اولاد کے لئے یونانی لفظ teknon ہے جس کے معنی بچّے ہیں۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ) اور پولس رسول کی نصیحت میں (۱-کرنتھیوں ۷ : ۱۴۔ اس آیت کی کیتھولک تشریح کے لئے ملاحظہ ہو کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ کا نوٹ صہ ۲۲۱) نظر آتی ہے۔

ایمان داروں کے بپتسمہ کے قائل اُن لوگوں کو بپتسمہ دیتے ہیں جو کہ خداوند پر ایمان لانے کی گواہی دے سکتے ہیں۔ بچّوں کے بپتسمہ کے حامی ایمانداروں کو بپتسمہ دیتے ہیں اور اُن کے بچّوں کو بھی کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کا یہی حکم ہے اور غالباً کلیسیا کا یہی دستور تھا (دیکھئے اعمال ۱۶ : ۱۵ "اپنے گھرانے سمیت بپتسمہ لے لیا"۔ ۱-کرنتھیوں ۱ : ۱۶۔ غالباً گھرانے میں بچّے بھی ہوں گے)۔

۴- بپتسمہ دینے کا طریقہ

اس معاملہ میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو غوطے کا بپتسمہ صحیح سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ بپتسمہ کے بنیادی معنوں کے مطابق ہے (دیکھئے اوپر ۱)۔ نئے عہد نامے میں بھی یہی طریقہ اصطباغ نظر آتا ہے اور یہ رسم کی حقیقت کی پورے طور پر عکاسی کرتا ہے (اعمال ۸ : ۳۸، ۳۹) یعنی یہ مسیح کے ساتھ دفن ہونے اور اس کے ساتھ جی اُٹھنے کی علامت کو بصری طور پر ادا کرتا ہے (رومیوں ۶ : ۴)۔ اس کے مقابلے میں دوسری طرف بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ لفظ کے بنیادی معنی چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہوں نئے عہد نامہ میں اس لفظ کے استعمال کا مطلب پانی میں ڈبونا یا غوطہ دینا ضروری نہیں۔ مثلاً اعمال ۲ : ۳۳ میں رُوح کے بپتسمہ کے لئے جو یونانی لفظ استعمال ہُوا ہے اُس کے معنی بہانا ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ اردو میں لفظ نازل استعمال کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے یسعیاہ ۳۲ : ۱۵؛ حزقی ایل ۳۴ : ۲۵، ۲۶)۔ نیز اگر صرف دفن ہونے اور جی اُٹھنے کی علامت اُٹھنے پر زور دیا جائے تو وہ دوسری علامتیں جو بپتسمہ کے لئے استعمال کی گئی ہیں نظر انداز ہونگی مثلاً اُس کے ساتھ پیوستہ ہونا (رومیوں ۶ : ۵۔ یونانی لفظ میں پودے کے ساتھ پیوند ہونا)، مسیح کو پہن لینا (گلتیوں ۳ : ۲۷)۔ نیز دیکھئے ساکرامنٹ۔ عہد۔ ص 491

بُت :- فارسی کا لفظ۔ مذکر۔ ایک لکیر جو فہرستوں میں الگ الگ نام ظاہر کرنے کے لئے اُن کے اوپر کھینچ دی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کا اب اردو میں عام رواج نہیں تاہم بائبل کے اردو ترجمہ میں یہ بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ بائبل کا پہلا بت عدن پر ہے اور آخری یسوع پر۔ اس لکیر کی مخصوص شکل بت کو بغیر نقطوں کے لکھنے سے بنتی ہے : ســـ ۔

بَت :- پیمانہ - دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ع ۲۵

بُت :- بائبل میں بتوں، مورتیوں اور بُت پرستی کے لئے کم و بیش ۱۹ مختلف لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اُن میں سے زیادہ تر الفاظ کا تعلق حقارت، بطالت اور نفرت سے ہے۔ مثلاً

۱- آون - یسعیاہ ۶۶ : ۳ میں بُت کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہُوا ہے (آون)، اُس کے معنی ہیں بطلان - جب بیت ایل (= خدا کا گھر) میں سونے کے بچھڑے کی مورت کی پوجا ہونے لگی تو اس کا نام بدل کر بیت آون رکھ دیا گیا یعنی بطلان کی جگہ (ہوسیع ۱۰ : ۵)۔

۲- ال ایل - اس لفظ کے معنی ہیں، ہیچ چیز۔ ایسی چیز جس کی کوئی قدر نہ ہو یا یہ ایل کی تصغیر ہے یعنی حقارتاً چھوٹا خدا۔ عبرانی عبارت میں یہ الوہیم اور ایلیم کے مقابلے سے صاف ہو جاتا ہے جو اُردو ترجمہ میں ظاہر نہیں (زبور ۹۷ : ۷؛ یسعیاہ ۱۹ : ۳)۔ اور بھی کئی جگہ بُت کہنے کی بجائے جھوٹے معبود وغیرہ کہا گیا ہے (دیکھئے زبور ۳۱ : ۶ اور اُردو ریفرنس بائبل میں اس کا حاشیہ)۔ بنی اسرائیل کے دلوں میں بت پرستی سے اس قدر نفرت تھی کہ اگر کسی نام میں کسی بُت یا دیوتا کا ذکر آئے تو وہ دیوتا کا نام لینے کی بجائے اُس کی جگہ لفظ بست (بوشت = شرم) بولتے تھے۔ مثلاً یربعل (= بعل سے جھگڑنے والا) کے نام میں چونکہ بعل دیوتا کا ذکر ہے اس لئے اسے یربست پکارتے تھے (قضاۃ ۹ : ۵۷ مقابلہ کریں ۲-سموئیل ۱۱ : ۲۱)۔ اسی طرح ساؤل کے چوتھے بیٹے کا نام اشبعل (۱-تواریخ ۸ : ۳۳) اشبوست (۲-سموئیل ۲ : ۸) میں تبدیل ہُوا۔ دیوی، دیوتاؤں کے مجسموں کے لئے لفظ بُت استعمال کیا گیا ہے۔ یہ بُت مصر، شام اور مسوپتامیہ سے کثرت سے دستیاب ہوئے ہیں لیکن فلسطین سے بہت کم، کیونکہ وہاں بتوں کو تباہ کر دیا جاتا تھا۔ تاہم چھوٹے بت جو بطور ★ تعویذ استعمال ہوتے تھے فلسطین میں پائے گئے ہیں اور ان کا ذکر بائبل میں بھی ہے۔

بُت پرستی :- ۱- بنی اسرائیل کے گرد و نواح کی تمام قومیں بت پرست تھیں۔ ہر ایک کی بت پرستی نے الگ الگ صورت اختیار کر رکھی تھی۔ مسوپتامیہ کی پرانی سامی قوم پہاڑوں، چشموں، درختوں اور بڑی بڑی چٹانوں کی پرستش کرتی تھی، کیونکہ ان کے خیال میں وہ دیوتاؤں کا مجسّد تھے (قضاۃ ۶ : ۲۵-۳۲)۔ مصری سورج اور دریائے نیل کو پوجتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں یہ زندگی کا منبع تھے۔ اُن کے ہاں کئی جانوروں کو پاک مانا جاتا تھا۔ مثلاً بیل، گائے، بلی، بندر، مگر مچھ وغیرہ۔ اُن کے بعض دیوتا انسانی جسم اور حیوانی سر رکھتے تھے۔ کنعانی مذہب کا ایک بہت گھناؤنا پہلو یہ تھا کہ اُن کے اہم اور اولین دیوتا، زندگی اور بار آوری کے دیوتا تھے اور ہمارے اخلاقی معیار کے مطابق وہ بالکل بداخلاق تھے۔ اُن کے پوجا پاٹ میں بچوں کی قربانی، زناکاری، سانپ کی پرستش عام تھی۔ دیوتاؤں کے انسانی اور حیوانی مجسموں کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب بنی اسرائیل ملک کنعان میں داخل ہوئے تو اُنہیں حکم ملا کہ ان سب بتوں کو تباہ کر دیں (خروج ۲۳ : ۲۴؛ ۳۴ : ۱۳؛ گنتی ۳۲ : ۵۲؛ استثنا ۷ : ۵)۔ بائبل میں بُت پرستی کا پہلا بیان پیدائش ۳۱ : ۱۹ میں آتا ہے جہاں ذکر ہے کہ راخل نے کیسے اپنے باپ کے بتوں کو چرایا۔ یہ ★ ترافیم گھر کے دیوتاؤں کے مجسمے تھے۔ بابل میں ان کی پوجا ہوتی تھی۔ دوسرا حکم اس قسم کی بُت پرستی کے خلاف تھا (خروج ۲۰ : ۴؛ استثنا ۵ : ۸، ۹)۔

بنی اسرائیل قضاۃ کے زمانے تک تو اس گناہ سے محفوظ رہے۔ بعد ازاں وہ اس کے پھندے میں پھنس گئے۔ قضاۃ کی کتاب میں ہم پڑھتے ہیں کہ کس طرح بنی اسرائیل بار بار بھٹک کر بُت پرستی اختیار کرتے اور جب اُن پر خدا کا غضب نازل ہوتا تو پھر وہ توبہ کرتے۔ قضاۃ ب ۱۷ اور ب ۱۸ میں میکاہ کی کہانی اس بات کی ایک مثال ہے کہ وہ کس طرح یہوواہ کی ظاہری پیروی میں بُت پرستی کو بھی شامل کر لیتے تھے۔

یہ ایک غور طلب اور اہم بات ہے کہ موسیٰ کا پوتا یونتن لاوی ہوتے ہوئے بھی میکاہ کے بتوں کی کہانت کے فرائض ادا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ بعد ازاں وہ بنی دان کے بتوں کی دیکھ بھال اور پوجا کرنے کو رضامند ہو گیا۔ وہ اسے لیس کے شہر لے گئے جو بعد میں دان کہلایا (قضاۃ ۱۸ : ۱۹، ۲۹، ۳۰، ۳۱)۔ جب تک خداوند کا خیمہ سیلا میں رہا یونتن اور اس کی اولاد دان میں چرائے ہوئے بتوں کی کہانت کا کام کرتے رہے۔

سموئیل نبی نے لوگوں کو قائل کیا تھا کہ توبہ کریں اور بُت پرستی چھوڑ دیں۔ لیکن جب سلیمان بادشاہ تخت نشین ہُوا تو اس نے اپنی غیر قوم بیویوں کی وجہ سے دوسرے بت پرست مذاہب سے سمجھوتہ کر لیا اور اپنی بیویوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے دیوتاؤں کی پوجا کریں (۱-سلاطین ب ۱۱)۔ سلیمان کے بیٹے رحبعام نے جو اس کی ایک عمونی بیوی نعمہ سے پیدا ہُوا تھا اور جو منقسم سلطنت میں یہوداہ کا بادشاہ تھا بت پرستی کے بدترین پہلوؤں کو جاری رکھا (۱-سلاطین ۱۴ : ۲۲-۲۴)۔

جنوبی سلطنت میں حالت اتنی خراب نہ تھی۔ حزقیاہ بادشاہ نے ہیکل کی عبادتیں بحال کر دیں جو اُس کے باپ کے عہدِ حکومت میں ترک کر دی گئی تھیں۔ لیکن یہ سب کچھ محض ظاہری تھا (۲-تواریخ ۲۸، ب ۲۹؛ یسعیاہ ۲۹ : ۱۳)۔

بابل کے یروشلیم پر حملے اور تباہی سے کچھ ہی عرصہ پہلے یوسیاہ بادشاہ نے آخری کوشش کی کہ ایک پاکیزہ عبادت کا انتظام کرے لیکن یہ بھی بہت دیر تک قائم نہ رہ سکی (۲-تواریخ ۳۴ـ۳۵)۔

نئے عہد نامہ میں بت پرستی کا ذکر کم ہے کیونکہ مکابیوں کی جنگ کے بعد یہودی بت پرستی سے بہت بدظن ہوئے۔ اس کے بعد وہ کبھی اس آزمائش میں نہ پڑے، بلکہ انہوں نے صرف یہوواہ کی پرستش کی اور کسی اور دیوتا کو نہ پوجا۔

تاہم خداوند یسوع مسیح نے اُنہیں متنبہ کیا کہ دنیاوی چیزوں کو زندگی میں مرکزی اہمیت دینا بھی بت پرستی کے مترادف ہے اور کہ انسان خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتا (متی ۶: ۲۴)۔

پولس رسول کی تعلیم کے مطابق بت پرستی مذہب میں پہلا قدم نہیں جس سے انسان رفتہ رفتہ خدائے واحد کی پرستش تک پہنچتا ہے بلکہ بت پرستی خدا سے بے وفائی ہے اور صحیح مذہب سے روگردانی (رومیوں ۱: ۱۸-۲۵)۔ نئے عہد نامہ میں بت پرستی کے پرانے عہد نامہ کے تصور کو زیادہ وسیع کر کے اُس میں وہ سب چیزیں بھی شامل کر لی گئی ہیں جو خدا تعالیٰ کو انسان کے دل کے تخت سے بے دخل کر کے اُس کی جگہ لے لیتی ہیں۔ مثلاً لالچ (افسیوں ۵: ۵؛ کلسیوں ۳: ۵)۔

۲- قربانی کا گوشت (بتوں کی)

ابتدائی زمانہ کے مسیحیوں کے لئے ایک مسئلہ اٹھا جس نے اُنہیں بہت پریشان کیا۔ سوال یہ تھا کہ آیا وہ گوشت جو بتوں کے لئے قربان کیا گیا ہو کھانا جائز ہے یا نہیں (اعمال ۱۵: ۲۹؛ ۱-کرنتھیوں ۸ تا ۱۰)۔ قصاب اکثر اُس گوشت کو خرید لیتے جو مندروں میں بتوں کے لئے قربان کیا گیا ہوتا تھا اور اپنی دکان پر عوام کے ہاتھ بیچتے تھے۔ کیا ایک مسیحی کے لئے یہ ضروری تھا کہ گوشت خریدنے سے پہلے تفتیش کرے کہ وہ قربانی کا گوشت تو نہیں؟ اور کیا ایسے گوشت کو کھانے سے وہ بت پرستی میں تو شریک نہیں ہو جاتا؟ اسی طرح اگر کسی مسیحی کو اُس کا غیر مسیحی دوست دعوت دے تو کیا مسیحی کو یہ پوچھنا ضروری ہے کہ اُسے قربانی کا گوشت تو کھانے کو نہیں دیا جائے گا؟ بعض مسیحی اس معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اُن کا ضمیر اُن کو اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایسا گوشت کھائیں۔ کچھ اور مسیحی جو اپنے کو روحانی طور پر مضبوط سمجھتے تھے ایسے گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ پولس رسول اِن میں سے کسی ایک نقطۂ نظر کے حق میں نہیں بولتا۔ لیکن مؤخر الذکر مسیحیوں پر زور دیتا کہ وہ اس معاملہ میں لاپرواہ نہ ہوں کیونکہ اگرچہ بتوں کی کوئی وقعت نہیں تو بھی شیاطین اُن کی پشت پر ہیں۔ علاوہ ازیں مسیحیوں کو اپنے کمزور بھائیوں کی خاطر اپنی رائے پر بضد نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر اُن کے رویّہ سے کسی کو ٹھوکر لگنے کا ڈر ہے تو انہیں اپنے کمزور بھائی کی خاطر اپنی آزادی اور اپنے حق کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔

بِتروَن:- (عبرانی = ناہموار علاقہ)۔ محنایم اور یردن کے درمیان جد کا علاقہ (۲-سموئیل ۲: ۲۹)۔

بت سبع - بتشابع:- (عبرانی = قسم یا عہد کی بیٹی)۔ یہ الیعام (۲-سموئیل ۱۱: ۳) یا عمی ایل (۱-تواریخ ۳: ۵) کی بیٹی تھی۔ دونوں ناموں کا مطلب یکساں ہے۔ یہ حتی اوریاہ کی بیوی تھی (۲-سموئیل ۱۱: ۳) جو داؤد بادشاہ کی فوج میں ایک سپاہی تھا۔ داؤد نے اوریاہ کی غیر حاضری میں جب وہ جنگی محاذ پر لڑ رہا تھا بت سبع سے زنا کیا اور جب وہ حاملہ ہو گئی تو کوشش کی کہ اُس کا خاوند اُس کے پاس آئے۔ جب وہ اس میں ناکام ہوا تو اوریاہ کو گھمسان میں بھجوا کر قتل کروا دیا (۲-سموئیل ۱۱: ۶- الخ)۔ اس کے بعد داؤد نے بت سبع سے شادی کر لی اور وہ محل میں رہنے لگی۔ اُس کے چار بیٹے سمعا، سوباب، ناتن اور سلیمان ہوئے (۱-تواریخ ۳: ۵)۔ اُس نے ناتن نبی کی مدد سے ادونیاہ کے سلطنت چھیننے کی سازش کو ناکام بنا دیا اور اپنے بیٹے سلیمان کو تخت کا جانشین بنانے میں کامیاب ہوئی (۱-سلاطین ب ۱)۔ وہ بڑی حاضر دماغ اور باتدبیر عورت تھی۔ اُس نے داؤد بادشاہ پر اُس کے آخری ایام تک اثر و رسوخ رکھا۔ روایت ہے کہ امثال باب ۳۱ کو بت سبع نے اپنے بیٹے سلیمان کی فرعون کی بیٹی سے شادی کے موقع پر نصیحت کے طور پر لکھا۔ ۱-تواریخ ۳: ۵ میں اسے بت سوع بھی کہا گیا ہے۔

بت سوع:- ۱- کنعانی عورت اور یہوداہ کی بیوی (پیدائش ۳۸: ۲؛ ۱-تواریخ ۲: ۳)۔

۲- سلیمان بادشاہ کی ماں (۱-تواریخ ۳: ۵)۔ دیکھئے بت سبع۔

بتولہ:- یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں پایا نہیں جاتا تاہم چونکہ کنواری کے لئے عبرانی لفظ اس لفظ کا ہم شکل ہے اِس لئے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کنواری۔

بتونیہ - بتھنیہ:- شمالی ایشیائے کوچک کا ایک علاقہ۔ اس جگہ پولس اور اُس کے ساتھی نجات کا پیغام لے کر جانا چاہتے تھے مگر پاک رُوح نے جانے نہ دیا (اعمال ۱۶: ۶-۱۰)۔ پہلی صدی میں یہاں مسیحی پائے جاتے تھے (۱-پطرس ۱: ۱)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۶ ۲ د۔

بتھرانا:- (ہندی)۔ پھیلانا۔ بکھیرنا۔ یہ امثال ۱۱: ۲۴ میں استعمال ہوا ہے جہاں مطلب ہے کہ فیاضی سے دینے والا ترقی کرتا ہے۔

بتی:۔ وہ بٹی ہوئی روئی یا کپڑا جس کا ایک سرا تیل میں ڈالا جاتا ہے۔ جب وہ تیل کو جذب کر لیتا ہے تو دوسرے سرے کو روشن کیا جا سکتا ہے۔ یسعیاہ ۴۲: ۳ میں سن کی بنی ہوئی بتی کا ذکر ہے۔ تشریح کے لئے دیکھئے سن۔ نباتات بائبل ۵۶۔

بتیاہ۔ بتیہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کی بیٹی)۔ فرعون کی بیٹی اور مرد کی بیوی (۱۔ تواریخ ۴: ۱۸۔ ۱۔ اخبار ۴: ۱۷)۔ غالباً یہ مصر کے حاکم فرعون کی بیٹی تھی جس نے یہودی مذہب اختیار کرنے پر اپنا نام بتیاہ (یعنی یہوواہ کی بیٹی یا پجارن رکھا۔ مرد کی دوسری بیوی یہودی تھی۔

بٹ مار:۔ کیتھولک ترجمہ میں ڈاکو کے لئے لفظ (یوحنا ۱۰: ۱، ۸)۔ دیکھئے لوٹنا۔

بٹوا تھیلی:۔ چمڑے یا ریشم کی تھیلی جو کمر بند سے لٹکی ہوتی تھی (لوقا ۱۰: ۴؛ ۲۲: ۳۵، ۳۶)۔ یہ بہت خوبصورت بھی بنے ہوتے تھے۔ عورتوں کے بٹوؤں کو کیسہ کہا گیا ہے (یسعیاہ ۳: ۲۲)۔

بٹوے یا تھیلی میں نقدی یا ناپ تول کے بٹے بھی رکھے جاتے تھے (امثال ۱: ۱۴؛ ۱۶: ۱۱؛ یوحنا ۱۲: ۶)۔

کمر بند میں بھی جگہ ہوتی تھی جس میں سونا، چاندی یا پیسے رکھتے تھے۔ خداوند مسیح کے شاگرد اسی طرح کے کمر بند پہنتے تھے (متی ۱۰: ۹؛ مرقس ۶: ۸)۔ نیز دیکھئے کیسہ۔

بٹیر:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۵۔

بچھڑا:۔ گائے کا نر بچہ۔ بچھڑے کھانے کے لئے اور قربانی کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ قربانی کا بچھڑا بے عیب اور یک سالہ ہوتا تھا (احبار ۹: ۳)۔ نیز دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۸۔

بچھو:۔ (عبرانی اور عربی میں عقرب)۔ حشرات الارض میں ایک کیڑا جو مکڑی کی قسم کا ہے۔ اس کا ڈنک دُم میں ہوتا ہے جو بل کھا کر اوپر کی طرف مڑی ہوتی ہے۔ اس کے تین جوڑی پیر اور ایک جوڑی آہنی قسم کے پنجے ہوتے ہیں۔ اس کا زہر خطرناک ہوتا ہے (مکاشفہ ۹: ۵، ۱۰)۔ اسی لئے اس سے محتاط ہونے کے لئے ہدایت کی گئی ہے (استثنا ۸: ۱۵؛ حزقی ایل ۲: ۶؛ لوقا ۱۰: ۱۹)۔

فلسطین کے صحرائی علاقے میں مختلف قسم کے بچھو پائے جاتے ہیں جو پتھر کے نیچے چھپے رہتے ہیں۔ وہ سزا جس کی دھمکی رحبعام بادشاہ نے دی کہ "میں تمہیں بچھوؤں سے ٹھیک بناؤنگا" غالباً ایک خاص قسم کے کوڑوں کی طرف اشارہ تھا (۱۔ سلاطین ۱۲: ۱۱؛ ۲۔ تواریخ ۱۰: ۱۱) دیکھئے کوڑے۔

بچھو بوٹی (گزنا):۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۵۔

بحرِ قلزم:۔ اسے بحرِ احمر بھی کہتے ہیں (عبرانی نام یم سوف کے معنی ہیں بحری نبات یا سرکنڈوں یا پُردی کا سمندر)۔ اسے سرخ (احمر) سمندر کہنے کی وجہ معلوم نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کے ساحل کے قریب زیرِ آب سیپیاں اور مونگے سرخ رنگ کے تھے جن کی وجہ سے پانی کا رنگ لال معلوم ہوتا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ کوہِ سینا اور ادوم کے پہاڑی علاقے کی مٹی سرخی مائل تھی (لفظ ادوم کے معنی سرخ ہیں)۔

یہ سویز سے باب المندب تک ۱۳۵۰ میل لمبا اور عرب اور افریقہ کے درمیان ۱۳۰ میل تک چوڑا ہے۔ کتاب مقدس کے طالب علموں کے لئے اس کا شمالی حصہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کوہ سینا اس کے شمالی حصہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ مشرقی حصہ خلیج عقبہ کا ہے جہاں سلیمان بادشاہ نے اپنے جہازوں کا بیڑا بنایا۔ یہ عصیون جابر کی بندرگاہ استعمال کرتے تھے (۱۔ سلاطین ۹: ۲۶؛ ۲۔ تواریخ ۹: ۲۱)۔ مغربی حصہ موجودہ خلیج سویز ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جسے بنی اسرائیل نے ملکِ مصر سے ہجرت کرتے وقت عبور کیا، جب خدا نے معجزانہ طور پر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور بنی اسرائیل خشک راستہ سے گزر گئے (خروج ۱۴: ۲۱؛ زبور ۱۳۶: ۱۳)۔

بحرِ مشرق:۔ (زکریاہ ۱۴: ۸)۔ اسے بحیرۂ مردار بھی کہتے ہیں لیکن یہ نام بائبل میں موجود نہیں۔ دیکھئے بحیرۂ مردار۔

بحری عقاب:۔ (استثنا ۱۴: ۱۲)۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۱ ب۔

بحوریم:۔ بنیمین کے علاقے میں ایک مقام جو یروشلیم سے بحوریم کو جانے والی سڑک پر کوہ زیتون کے نزدیک واقع ہے۔ داؤد بادشاہ کی تاریخ میں اس کا کئی بار ذکر آتا ہے۔ یہ اُس سمعی کی جائے رہائش تھی جس نے داؤد پر ابی سلوم کے سامنے سے بھاگتے وقت لعنت کی تھی (۲۔ سموئیل ۱۶: ۵؛ ۱۹: ۱۶؛ ۱۔ سلاطین ۲: ۸)۔ داؤد کے جاسوس یونتن اور اخیمعض اسی جگہ ایک کنوئیں میں چھپ گئے تھے (۲۔ سموئیل ۱۷: ۱۸)۔

بحیرۂ روم:۔ یہی وہ واحد بڑا سمندر تھا جس سے عبرانی لوگ واقف تھے۔ اسے بائبل میں مختلف ناموں سے پکارا

گیا ہے۔ بڑا سمندر (گنتی ۳۴: ۶؛ یشوع ۹: ۱؛ حزقی ایل ۴۷: ۱۰)، فلسطینیوں کا سمندر (خروج ۲۳: ۳۱)، مغربی سمندر (یوایل ۲: ۲۰)؛ مغرب کا سمندر (استثنا ۱۱: ۲۴)، بحرِ مغرب (زکریاہ ۱۴: ۸)، پچھلا سمندر (استثنا ۳۴: ۲) اور سمندر (عزرا ۳: ۷؛ اعمال ۱۰: ۶)۔ بائبل کے اردو ترجمہ میں لفظ بحیرہ استعمال نہیں ہوا جو چھوٹے سمندر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہماری موجودہ معلومات کے مطابق بحر ہند، بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل بڑے سمندر ہیں اس لئے اب اسے بحیرۂ روم کہتے ہیں۔

بحیرۂ روم نے نئے عہدنامہ کے زمانہ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ قیاس ہے کہ کم از کم ایک مرتبہ خداوند مسیح نے بحیرۂ روم پر نظر ڈالی (مرقس ۷: ۲۴)۔ صُور اور صیدا کے شہر اسی سمندر پر واقع تھے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱، ۲، ۱۴، ۱۷، ۱۸)۔ پولس رسول نے اس سمندر پر اپنی بشارتی مہموں میں سفر کیا۔ اگر پولس رسول ★ اسفانیہ (ہسپانیہ) بھی گیا تھا (رومیوں ۱۵: ۲۴، ۲۸) تو اُس نے اس سمندر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پار کیا۔ یہ ۲۳۰۰ میل لمبا ہے اور اس کا سب سے چوڑا حصہ ۱۰۰۰ میل ہے۔ اس کا شمالی ساحل کٹا پھٹا ہے اور جزیرہ نما یونان اور اطالیہ اس کے اندر کافی فاصلہ تک چلے گئے ہیں۔ اس میں ★ کپرس، ★ کریتے اور ★ مِلتے کے جزیرے بھی ہیں جہاں پولس رسول نے اپنے سفر کے دوران قیام کیا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱-۲-۹-۱۴

بحیرۂ شور:۔ دیکھئے بحیرۂ مردار۔

بحیرۂ مُردار:۔ بائبل میں اس نمکین پانی کے قطعہ کو اس نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ ذیل کے نام دیئے گئے ہیں:۔

میدان میں کا دریا (کیتھولک ۔ عرابہ کا سمندر۔ بحیرۂ عوبہ) یشوع ۳: ۱۶؛ ۱۲: ۳؛ ۲۔ سلاطین ۱۴: ۲۵۔

دریائے شور (کیتھولک ۔ بحیرۂ ملح) پیدائش ۱۴: ۳؛ گنتی ۳۴: ۳؛ استثنا ۳: ۱۷۔

مشرقی سمندر حزقی ایل ۴۷: ۱۸؛ یوایل ۲: ۲۰۔ بحر مشرق۔ زکریاہ ۱۴: ۸۔ یہ ترپن میل لمبا اور دس میل چوڑا ہے اور اس کی سطح دیگر سمندروں سے ۱۳۰۰ فٹ نیچے ہے۔ دریائے یردن اور دوسرے دریا اس میں گرتے ہیں لیکن کوئی پانی سوائے بخارات کے اس میں سے باہر نہیں جاتا اس کا پانی سخت کڑوا اور اس میں زندگی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اس کا پانی اتنا وزنی ہے کہ اس میں اکثر چیزیں ڈوب نہیں سکتیں۔

اس کا ذکر نئے عہدنامہ میں نہیں آتا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۴۔

بحیرۂ مُردار کے طومار:۔ ۱۹۴۷ء میں وادیٔ قمران کی ایک غار میں دو بدّو چرواہوں نے اتفاقاً چند مرتبان جن میں طومار بند تھے پائے۔ انہوں نے انہیں بیت لحم کے ایک پرانی چیزوں کے تاجر کے ہاتھ فروخت کیا۔ بالآخر یہ طومار اُن علماء کے پاس پہنچے جن کو ان کی صحیح قدر و قیمت معلوم تھی۔ جب یہ خبر علمی حلقوں میں پہنچی تو مختلف اداروں نے منظم اور باقاعدہ مہمیں چلائیں تاکہ اس قسم کے اور طومار تلاش کئے جائیں۔

۱۹۴۷-۱۹۵۶ء کے دوران قمران اور اس کے گرد و نواح سے پانچ سو سے زائد نسخے دستیاب ہوئے۔ کچھ اچھی حالت میں تھے، تاہم زیادہ تر نامکمل شکستہ ٹکڑوں میں تھے۔ ان میں سے تقریباً سو پُرانے عہدنامے کے صحیفوں میں سے ہیں۔ تاحال گیارہ غاروں سے یہ طومار جمع کئے گئے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ان کا تعلق پہلی صدی قبل از مسیح اور پہلی صدی عیسوی سے ہے۔ یہ طومار ★ اسینی جماعت کے کتب خانہ میں محفوظ تھے۔ اس فرقے کا ذکر فیلو اور یوسیفس وغیرہ اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ یہ جماعت غالباً یروشلیم کے کاہن طبقہ سے کسی اختلاف کی بنا پر الگ ہوگئی اور صحرا میں غریبی، ریاضت اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ وہ اپنا وقت عبادت اور کلام پاک کے مطالعہ میں صرف کرتے تھے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ انطاکس چہارم (۱۷۵-۱۶۳ ق م) کی ایذا رسانی کے دوران انہوں نے الگ تھلگ رہ کر اپنی جماعت کی بنیاد ڈالی اور صحرا میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ حشمونی دور میں اس میں اور لوگ شامل ہوتے۔ پھر جب رومی جنگ (۶۶-۷۳ء) میں ان پر حملہ ہوا تو انہوں نے اپنی کتب غاروں میں چھپا دیں۔

ان نسخوں میں پرانے عہدنامہ کی تمام کتابیں مکمل یا حصوں میں موجود ہیں سوائے آستر کی کتاب کے۔ پہلے دریافت شدہ نسخوں کی نسبت قمران کے نسخے کم از کم ایک ہزار سال زیادہ پرانے ہیں۔ پرانے عہدنامہ کے متن کے سلسلے میں یہ بہت مفید معلومات مہیا کرتے ہیں۔ پرانے عہدنامہ کے سوا باقی نسخے قمران کی جماعت کے عقیدے، قوانین اور طریق زندگی کے متعلق ہیں۔

بحیرۂ ملح:۔ کیتھولک ترجمہ میں بحیرۂ شور کا نام۔ دیکھئے بحیرۂ مردار۔

بُخار:۔ دیکھئے امراض بائبل ۱۵، ۱۶

بخشش:۔ دیکھئے ہدیہ۔

بَخور:۔ ایک ارامی مصالحہ جو مذہبی عبادتوں میں جلانے کے لئے بنایا جاتا تھا۔ اس میں حسب ذیل اشیاء شامل کی جاتی تھیں۔ مُر، مصطگی، لونگ، خوشبودار مصالح۔ خالص لُبان ہم وزن اور نمک۔ پھر اسے گندھی کی حکمت کے مطابق بنایا جاتا تھا (خروج ۳۰: ۳۴)۔

اس کو عام استعمال کے لئے بنانا ممنوع تھا (خروج ۳۰: ۳۴-۳۸؛ احبار ۱۰: ۱-۷)۔ غیر معیاری بخور جلانا منع تھا (خروج ۳۰: ۹)۔ تمام قدیم قومیں اپنی مذہبی رسومات میں بخور جلاتی تھیں۔ بخور کو دعا سے تشبیہ دی گئی ہے (زبور ۱۴۱: ۲؛ مکاشفہ ۸: ۳-۵)۔

بخوردان:- دستہ دار دیگچی کی شکل کا برتن جس میں بخور جلایا جاتا تھا (گنتی ۱۶: ۶، ۷، ۳۹)۔

بدان:- ۱۔ ایک اسرائیلی قاضی جس نے قوم کو رہائی دلائی (۱-سموئیل ۱۲: ۱۱)۔ سفتاوہ میں عبدون ہے۔
۲۔ اولام کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۱۷)۔

بدد - بدد:- (عبرانی = اکیلا)۔ ادوم کے بادشاہ ہدد کا باپ (پیدائش ۳۶: ۳۵؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۶)۔

بدعت:- (عربی = دین میں نئی بات نکالنا۔ اس کا مادہ بَدَعَ ہے (= نئی چیز نکالنا)۔ نئے عہدنامہ میں جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے (فعل haireo) اس کا مطلب ہے چُننا۔

۱۔ شروع میں اس لفظ کا مطلب صرف "فرقہ" تھا اور ضروری نہ تھا کہ یہ فرقہ بدعتی ہو۔ اعمال ۵: ۱۷ میں صدوقیوں کو ایک فرقہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح اعمال ۲۴: ۵ میں مسیحی جماعت کو ناصریوں کا فرقہ کہا گیا ہے (یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تکرار لفظی ہے "بدعتی فرقہ"۔ ان میں سے صرف ایک لفظ استعمال کرنا چاہیئے تھا۔ کیتھولک ترجمہ "ناصریوں کی بدعت کا سرگروہ پایا" یونانی متن کے زیادہ قریب ہے)۔ اسی لفظ کا ترجمہ اعمال ۲۴: ۱۴ میں بدعت اور اعمال ۲۸: ۲۲ میں فرقہ کیا گیا ہے۔

۲۔ بعد ازاں اس لفظ کے معنی صحیح عقیدے سے ہٹ جانے کے ہوگئے (۲-پطرس ۲: ۱)۔

۳۔ ابتدائی کلیسیا کو مختلف بدعات کا مقابلہ اور تدارک کرنا پڑا۔ ہم اس لغت میں صرف دو بدعتوں کا ذکر کریں گے یعنی غناسطیت اور مونومیتیت (انہیں غ اور م کی شق میں دیکھئے) آریوسی بدعت کا ذکر نقایہ کی کونسل کے تحت دیکھئے۔ باقی بدعات کے لئے بشپ ولیم جی ینگ کی کتاب "رسولوں کے نقشِ قدم پر" گوجرانوالہ، اردو ٹیکسٹ بک کمیٹی (۱۹۷۰ء) صفحات ۲۴۲ تا ۳۰۶ سے رجوع کیجئے۔

بدقر:- یاہو کے لشکر کا سردار (۲-سلاطین ۹: ۲۵)۔ اُس نے اسرائیل کے بادشاہ یورام کی نعش کو جسے یاہو نے قتل کیا نبوت کے کھیت میں پھینکا تھا۔

بدن:- بائبل مقدس میں انسان کو ہمیشہ ایک اکائی سمجھا گیا ہے اور روح اور جسم میں کوئی اختلاف نہیں دکھایا گیا۔ خدا نے جسم کو اچھا بنایا ہے اور اسے خدا کے جلال کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ پرانے عہدنامہ میں ہمیں کہیں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ بدن بُرا ہے۔ یہ یونانی خیال ہے اور صرف اپاکرفا کی کتاب حکمت ۹: ۱۵ میں پایا جاتا ہے۔

نئے عہدنامہ میں بدن سے مراد پوری شخصیت ہے جس میں جسم کے مختلف اجزا شامل ہیں۔ جب پولس رسول بدن کو قربانی کے لئے نذر کرنے کو کہتا ہے (رومیوں ۱۲: ۱) تو اس سے مراد ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر یعنی اپنی زندگی اور احساسات کو نذر کریں۔ اگر بدن کا غلط استعمال کیا جائے تو وہ گناہ اور موت کا بدن بن جاتا ہے (رومیوں ۶: ۶)۔ اور اگر خدا کو پیش کیا جائے تو وہ روح القدس کا مقدس بن جاتا ہے (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹)۔ نفسانی جسم فانی ہے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۴، ۵۱-۵۷)۔

پولس کے مطابق ہمیں موت کے بعد "روحانی جسم" دیا جائیگا۔ اس متناقض ترکیب کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہمیں زمین پر جسم اس لئے دیا گیا ہے کہ ہم زمان و مکان کی حدود میں اپنے کو پورے طور پر ظاہر کر سکیں۔ روحانی دنیا میں ہم اپنے کو کس طرح ظاہر کریں گے یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن خدا کے تخلیقی عمل کے ذریعہ جو کچھ بھی ضروری ہوگا وہ خدا مہیا کرے گا (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۴... الخ۔ قب ۲-کرنتھیوں ۵: ۱-۵)۔

بدیاہ - بدایاہ:- (عبرانی = یہوواہ کا خادم)۔ بانی کا ایک بیٹا جس نے ایک غیر قوم عورت کو بیاہ لیا تھا (عزرا ۱۰: ۳۵)۔

بر:- ایک ارامی کلمہ سابقہ جس کا مطلب ہے "بیٹا"۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً بریوناہ یعنی یوناہ کا بیٹا (متی ۱۶: ۱۷)۔

برابا:- (عبرانی = باپ یا استاد کا بیٹا)۔ ایک یہودی ڈاکو۔ سردار کاہنوں کے اکسانے پر عوام نے مسیح کی بجائے اسے مانگا تھا (متی ۲۷: ۱۶؛ مرقس ۱۵: ۱۵؛ لوقا ۲۳: ۱۸؛ یوحنا ۱۸: ۴۰)۔ لوقا رسول اسے باغی اور قاتل کہتا ہے۔ بہتر اردو ہجا برعباس ہوگا۔

برابرہ:- یونانی لفظ کی عربی شکل البرابرہ۔ یونانی لفظ نئے عہدنامہ میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ اعمال ۲۸: ۲، ۴ (پروٹسٹنٹ ترجمہ، اجنبیوں۔ کیتھولک، بربرہ)؛ رومیوں ۱: ۱۴ (پروٹسٹنٹ، غیر یونانی۔ کیتھولک، بربرہ)؛ ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۱۱ (اجنبی)، کلسیوں ۳: ۱۱ (پروٹسٹنٹ، وحشی۔ کیتھولک، بربری)۔

یونانی کا یہ لفظ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں برے معنی نہیں رکھتا تھا۔ اس کا مطلب پہلے صرف وہ لوگ تھے جو یونانی نہیں جانتے تھے۔ یوں یہ غیر یونانیوں کے لئے استعمال ہوا اور بعد میں غیر مہذب

لوگوں کے لئے۔ نیز دیکھئے اجنبی۔

برات - براتی :- دیکھئے شادی کے رسم ورواج ۹

براکاہ کی وادی۔ براکہ کی وادی :- (عبرانی = برکت کی وادی)۔
وہ وادی جہاں عمونیوں اور موآبیوں پر غلبہ پانے کے بعد یہوسفط بادشاہ نے اپنی افواج کو جمع کرکے فتح کے لئے خدا کی تعریف کی (۲-تواریخ ۲۰: ۲۶)۔ یہ بیت لحم اور حبرون کے درمیان واقع ہے۔

براکہ :- (عبرانی = برکت)۔
جب داؤد بادشاہ ساؤل سے بھاگ کر صقلاج میں آیا تو یہ اُن تیس آدمیوں میں سے ایک تھا جو اُس کی مدد کو آئے (۱-تواریخ ۱۲: ۳)۔

براکیل - بارک ایل :- (عبرانی = خدا برکت دیتا ہے)۔
ایوب نبی کے ایک بوزی دوست الیہو کا باپ (ایوب ۳۲: ۲، ۶)۔

براآیاہ :- بنیمین کے قبیلے سے سمعی کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲۱)۔

بربط :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ ا۔

برتلمائی :- (یونانی۔ ارامی زبان سے، تلمائی کا بیٹا)۔
خداوند یسوع کے بارہ شاگردوں میں سے ایک۔ اس کا نام نئے عہدنامہ میں شاگردوں کی چاروں فہرستوں میں ملتا ہے (مرقس ۳: ۱۸، متی ۱۰: ۳، لوقا ۶: ۱۴، اعمال ۱: ۱۳)۔ نئے عہدنامہ میں اس کے بارے میں کوئی اور حوالہ نہیں ملتا اور اس کے بارے میں روایات اتنی قابلِ اعتماد نہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ برتلمائی، نتن ایل کا خاندانی نام تھا جسے فلپس مسیح کے پاس لایا تھا (یوحنا ۱: ۴۵-۴۶)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اناجیل میں شاگردوں کی فہرست میں برتلمائی کا نام فلپس کے فوراً بعد آتا ہے اور اناجیل متوافقہ نتن ایل کا ذکر نہیں کرتیں جبکہ یوحنا برتلمائی کا ذکر نہیں کرتا۔ تاہم یہ نظریہ پورے طور پر ثابت نہیں ہے۔

برتمائی۔ بریتمائی :- یریحو کا ایک اندھا فقیر جسے خداوند یسوع نے بینائی بخشی (مرقس ۱۰: ۴۶)۔

بُرج :- ۱- ستون نما بلند عمارت۔ یہ حملہ یا حفاظت کرنے کے لئے بنائے جاتے تھے۔ یہ خاص طور پر شہر کے پھاٹک یا فصیل کی حفاظت کے لئے تھے (۲-تواریخ ۱۴: ۷؛ ۲۶: ۹)۔ نیز یہ راستوں اور گلّے کی حفاظت کے لئے تھے (۲-سلاطین ۱۷: ۹؛ ۲-تواریخ ۲۶: ۱۰، ۲۷: ۴)۔ اور شہر پر حملہ کرنے کے لئے بھی یہ بنائے جاتے تھے (یسعیاہ ۲۳: ۱۳)۔ ان کی مدد سے تاکستان کی بھی حفاظت کی جاتی تھی (متی ۲۱: ۳۳)۔

۲- راس سیارے کا گھر یا منزل۔ آسمانی دائرے کا بارھواں حصّہ۔ دیکھئے فلکیات۔

برچھا - برچھی :- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۱ بھالا کے تحت۔

برِد - بارد :- (عبرانی = ٹھنڈا ہونا۔ مقابلہ کریں عربی برِد سے)۔ ایک جگہ کا نام (پیدائش ۱۶: ۱۴)۔

بردی - ناگرموتھا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۶

برزاویت۔ برزائت :- بنی آشر سے ملکی ایل کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۳۱)۔

برزخ :- دو چیزوں کے درمیان پردہ۔ موت اور دوبارہ زندہ ہونے کے درمیان وقفہ۔ یہ لفظ رومن کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی تکوین ۳۷: ۳۵ کے حاشیہ میں یوں درج ہے۔ "برزخ وہ جگہ ہے جہاں کہ نیک لوگوں کی روحیں ہمارے منجی خداوند کی موت سے پہلے۔ مرنے کے بعد جاتی تھیں"۔ یہ عبرانی لفظ شیول کا ترجمہ ہے جسے قبر اور اسفل اور بعض جگہ برزخ کیا گیا ہے۔
کیتھولک ترجمہ میں یہ تکوین ۴۴: ۲۹، ۱-سموئیل ۲: ۶ اور ۱-ملوک ۲: ۶، ۹ میں استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھئے پاتال۔

برزلی۔ برزلائی :- (عبرانی = لوہے کا بنا ہوا)۔
۱- داؤد بادشاہ کا دوست جس نے جب داؤد ابی سلوم کے سامنے سے بھاگا تو اُسے رسد اور خوراک دی (۲-سموئیل ۱۷: ۲۷-۲۹)۔ داؤد نے اپنی موت سے پہلے سلیمان کو کہا کہ اس کی اولاد کا خیال رکھے (۱-سلاطین ۲: ۷)۔
۲- عزرا کے زمانہ میں اسیری سے واپس آنے والا ایک شخص (عزرا ۲: ۶۱، ۶۲)۔

۳- ساؤل بادشاہ کے داماد عدری ایل کا باپ برزلی محولاتی (۱- سموئیل ۱۸:۱۸-۱۹؛ ۲- سموئیل ۲۱:۸)۔

برسبا:- (عبرانی = سبا کا بیٹا یا سبت کے دن پیدا ہوا)۔
۱- اس یوسف کا خاندانی نام جسے رسولوں نے متیاہ کے ساتھ یہوداہ اسکریوتی کی جگہ لینے کے لئے پیش کیا (اعمال ۱:۲۳) لیکن قرعہ متیاہ کے نام نکلا۔
۲- یروشلیم کی کلیسیا کے ایک بنی یہوداہ کا خاندانی نام۔ اس کے اور سیلاس کے ہاتھ یروشلیم کی کونسل کا فرمان انطاکیہ بھیجا گیا (اعمال ۱۵:۲۲)۔

برشع:- عمورہ کا بادشاہ (پیدائش ۱۴:۲،۱۰)۔

برص:- دیکھئے کوڑھ۔

برع - بادع:- (عبرانی = عطیہ) ابرہام کے زمانہ میں سدوم کا ایک بادشاہ (پیدائش ۱۴:۲، ۸)۔

برف:- برف کے متعلق بائبل میں صرف ۲۴ حوالے پائے جاتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ برف فلسطین میں عام نہیں تھی۔
حبرون کے جنوب سمندر کے ساحل اور یردن کی وادی میں تو برف کبھی کبھار ہی دکھائی دیتی تھی۔ برف کے موسم اور برف باری کا ذکر بائبل میں صرف دو مرتبہ آتا ہے (۲- سموئیل ۲۳:۲۰؛ ۱- تواریخ ۱۱:۲۲ اور ۱- مکابیین ۱۳:۲۲) اور یخ کا صرف تین مرتبہ (ایوب ۶:۱۶؛ ۳۸:۲۹ اور زبور ۱۴۷:۱۷)۔ تاہم لبنان (لغوی معنی سفید پہاڑ) کی برف ضرب المثل تھی۔ حوران میں کوہ سلمون پر اکثر برف پڑتی تھی (زبور ۶۸:۱۴)۔ برف کو ایک علامتی نشان کے طور پر مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
یہ پاکیزگی کی علامت ہے (متی ۲۸:۳؛ مکاشفہ ۱:۱۴) اور یہ نجات یافتہ لوگوں کی حالت کی تصویر بھی ہے (یسعیاہ ۱:۱۸؛ زبور ۵۱:۷)۔

برف کا جمنا:- برف کا جمنا خدا کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے (ایوب ۳۷:۱۰؛ ۳۸:۲۹)۔

برق - باراق:- (عبرانی = بجلی)۔ نفتالی کے علاقے میں پناہ کے شہر قادس کے ابی نوعم کا بیٹا۔ قاضی اور نبیہ دبورہ نے اُسے بلوایا تاکہ وہ کنعان کے بادشاہ یابین کے سپہ سالار سیسرا کے خلاف جنگ کرے۔ کنعانی بیس سال سے بنی اسرائیل کو دبائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کھیتوں کو اجاڑا، آمدورفت بند کر دی اور اسرائیل کے لڑاکا لوگوں کو غیر مسلح کر دیا یہاں تک کہ اُن کے پاس ایک بھی ڈھال یا نیزہ نہ رہا۔ برق نے دس ہزار جوانوں پر مشتمل فوج کھڑی کی۔ یہ زیادہ وفادار قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے اور کوہ تبور کی ڈھلان پر خیمہ زن تھے جہاں کنعانیوں کے رتھ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اسرائیلی فوج نے یزرعیل کے میدان (اسدرلون) میں یابین کے نوسو لوہے کے رتھوں اور بھاری مسلح فوج کو تباہ کر دیا۔ سخت بارش نے اُس میدان کو دلدل میں تبدیل کر دیا تھا جس کے باعث کنعانی لشکر کے لئے نقل و حرکت کرنا مشکل ہو گیا اور اُسے شکست ہوئی۔ سیسرا رتھ چھوڑ کر پیدل بھاگا۔ برق نے اس کا تعاقب کیا۔ یاعیل نے اُسے اپنے ڈیرے میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد چالیس سال تک امن رہا (قضاۃ ابواب ۴،۵)۔ عبرانیوں ۱۱:۳۲ میں برق کا نام اُن لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے ایمان کے وسیلے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے۔

برقع - نقاب:- وہ کپڑا جو عورتیں پردے کے لئے سر سے پیر تک اوڑھتی ہیں۔ اوڑھنی۔ نقاب خاص طور پر اُس پردہ کو کہتے ہیں جو منہ پر ڈالتے ہیں۔
بائبل کے کئی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ عام طور پر یہودی عورتیں برقع نہیں پہنتی تھیں (پیدائش ۱۲:۱۴ بعد؛ ۲۴:۱۵ بعد؛ ۲۹:۷ بعد)۔
تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ شادی سے پہلے اور شادی کے دوران عورت اپنے ہونے والے خاوند سے پردہ کرتی تھی۔ یہ ربقہ کی کہانی سے ظاہر ہوتا ہے (پیدائش ۲۴:۶۵)۔ جیسے ہی اضحاق اُس کی طرف آتا ہے وہ برقع اوڑھ لیتی ہے۔
یعقوب کی راخل کی بجائے لیاہ سے شادی اسی لئے ممکن ہوئی کہ شادی کے دوران وہ برقع اوڑھے ہوئے تھی (پیدائش ۲۹:۲۳-۲۵)۔
برقع مندر کی پجاری کسبیوں کا بھی رواجی لباس تھا جیسے کہ تمر کی کہانی سے ظاہر ہوتا ہے (پیدائش ۳۸:۱۴)۔ نیز دیکھئے نقاب۔

برقوس:- ایک ایسے خاندان کا بانی جو زربابل کے ساتھ اسیری سے یروشلیم واپس آیا (عزرا ۲:۵۳؛ نحمیاہ ۷:۵۵)۔

برکت:- عبرانی- براکہ (قب عربی- برکۃ)۔ کسی کو اچھائی بخشنا- بڑھوتری- دعائے خیر- یہ عام طور پر مادی یا جسمانی نعمتیں تھیں (استثنا ۱۱:۲۶؛ امثال ۱۰:۲۲؛ ۲۸:۲۰؛ یسعیاہ ۱۹:۲۴ وغیرہ)۔ اکثر یہ ★ لعنت کی ضد ہے (پیدائش ۲۷:۱۲؛ استثنا ۱۱:۲۶-۲۸؛ ۳۳ باب)۔ کبھی مرتبہ یہ اُس جملے کے لئے استعمال ہوتا ہے جو دعائے خیر کے لئے

کہا جاتا ہے (پیدائش ۲۷ : ۳۶، ۳۸، ۴۱؛ استثنا ۳۳ : ۱)۔

عبرانی لفظ بہت دلچسپ ہے۔ اس کے سہ حرفی مادّہ ب۔ ر۔ ک (بیتھ۔ ریش۔ کاف) سے جو لفظ بنتے ہیں اُن سب کا مفہوم عبرانی لفظ براکہ میں سمو دیا گیا ہے۔

۱۔ بارک۔ اس کے معنی ہیں گھٹنے ٹیکنا (۲۔تواریخ ۶ : ۱۳)۔ یہ اکثر اونٹ کے بیٹھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے (پیدائش ۲۴ : ۱۱)۔ اس لفظ کا بنیادی مطلب ہے شکستہ ہونا۔ یوں یہ دعا کا مفہوم ادا کرتا ہے (زبور ۹۵ : ۶؛ دانی ایل ۶ : ۱۰)۔

۲۔ بَراکہ۔ یہ برکت کے لئے عبرانی کا خاص لفظ ہے (پیدائش ۲۷ : ۱۲ ما بعد)۔ اسے راستبازوں کی دعا کے لئے استعمال کیا گیا ہے (امثال ۱۱ : ۱۱۔ کیتھولک ترجمہ میں برکت ہے)۔ یہ خدا کی برکت کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے جس سے انسان ترقی، کامیابی اور خوش حالی حاصل کرتا ہے (پیدائش ۳۹ : ۵؛ زبور ۳ : ۸؛ یسعیاہ ۴۴ : ۳)۔ اس کے متعلق ہم آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے۔ کئی اسمِ معرفہ میں یہ لفظ موجود ہے مثلاً ★ براکیل، ★ براکاہ کی وادی (۲۔تواریخ ۲۰ : ۲۶)؛ براکہ (۱۔تواریخ ۱۲ : ۳)۔

۳۔ بِراکہ (قب عربی بِرکۃ)۔ جوہڑ یا تالاب جس کے کنارے اونٹ گھٹنے ٹیک کر پانی پیتا ہے (۲۔سموئیل ۲ : ۱۳؛ غزل الغزلات ۷ : ۴ میں اس کا ترجمہ چشمہ ہے)۔ سو ان تینوں الفاظ کا مفہوم برکت میں پایا جاتا ہے۔

برکت کا تصوّر

بنی اسرائیل اور دیگر سامی قوموں میں اُن الفاظ کو خاص اہمیّت دی جاتی تھی جو باضابطہ طریقے سے خدا یا کسی دیوتا کو خطاب کرتے ہوئے کسی کو دعائے خیر دینے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ ان الفاظ کا صحیح چناؤ اور ترتیب برکت کو مؤثر بنانے میں ایک خاص کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ایک منتر کی حیثیت رکھتے تھے۔ خاص کر اگر برکت دینے والا باپ ہو اور بسترِ مرگ سے موزوں الفاظ سے برکت دے تو یہ برکت بہت با اثر ہوتی تھی۔ بادشاہ، خاندان یا قبیلے کے سردار بھی برکت دینے کا ایسا ہی اختیار رکھتے تھے (ذیل کی برکتیں ملاحظہ ہوں: اضحاق پیدائش ب۲۷، یعقوب پیدائش ۴۷ : ۷؛ ۴۸ : ۹ ما بعد؛ ۴۹ : ۱-۲۸؛ موسیٰ استثنا ب۳۳)۔

برکت خدا کی طرف سے زندگی پانا تھا اور زندگی سے مراد طاقت اور ترقی تھی جو دماغی سکون بخشتی ہے۔ برکت صرف خدا ہی دے سکتا ہے۔ انسان صرف خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ کسی کو برکت بخشے۔ عام طور پر برکت انسان، حیوان یا فصل کی افزائش کے لئے ہوتی تھی۔ دنیا کی تخلیق کے وقت خدا نے پرندوں اور مچھلیوں کو (پیدائش ۱ : ۲۲)، انسان کو (پیدائش ۱ : ۲۸؛ ۵ : ۲) اور ساتویں دن کو بھی برکت دی (پیدائش ۲ : ۳) یعنی اس دن کو برکت کا باعث ٹھہرایا۔ خدا نے طوفان کے بعد نوحؔ کو اور اس کے بیٹوں کو برکت دی کہ وہ بارور ہوں اور بڑھیں اور زمین کو معمور کریں (پیدائش ۹ : ۱)۔

خدا کا کائنات کو اور بزرگوں کو برکت دینے کا ذکر خاص خیال سے کیا گیا ہے۔ اسرائیل پر خدا کی برکت دنیا کو متاثر کرے گی کہ تمام قومیں ابرہاؔم کے وسیلے سے برکت پائیں گی (پیدائش ۱۲ : ۳؛ ۱۸ : ۱۸؛ ۲۲ : ۱۸؛ ۲۸ : ۱۴)۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جس طرح خدا نے ابرہاؔم کو برکت دی وہ اُنہیں بھی برکت دے (کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں کا مقابلہ کیجئے۔ قب پیدائش ۴۸ : ۲۰؛ یسعیاہ ۶۵ : ۱۶؛ یرمیاہ ۴ : ۲)۔ اس سلسلے میں کوہِ گرزیم اور کوہِ عیبال سے برکتوں اور لعنتوں کا اعلان خاص طور پر غور طلب ہے (استثنا ۲۷ : ۱۱-۱۴)۔ رخصتی پر جو دعا ربقہ کے گھر والوں نے اُسے دی وہ شخصی برکت کی اچھی مثال ہے (پیدائش ۲۴ : ۶۰۔ عبرانی میں یہاں لفظ برکت ہی استعمال ہُوا ہے)۔ کسی نبی کی برکت یا لعنت کی اہمیّت کی اچھی مثال بلعاؔم اور بلق بادشاہ کے احوال میں ملتی ہے (گنتی ب۲۲ تا ب۲۴)۔

برکت کی مخصوص عبارتوں کے لئے مختلف زبور ملاحظہ کیجئے۔

ہارونی برکت (گنتی ۶ : ۲۲-۲۶) ایک اہم اور مشہور دعائے خیر ہے۔" اور خدا نے موسیٰ سے کہا کہ ہاروؔن اور اُس کے بیٹوں سے کہہ کہ تم بنی اسرائیل کو اس طرح دعا (عبرانی برکت) دیا کرنا تم ان سے کہنا؛

خداوند تجھے برکت دے اور تجھے محفوظ رکھے۔
خداوند اپنا چہرہ تجھ پر جلوہ گر فرمائے اور تجھ پر مہربان رہے۔
خداوند اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرے اور تجھے سلامتی بخشے۔"

نئے عہد نامہ میں مسیح کی مبارکبادیاں برکت کی چند دعاؤں کا ایک مجموعہ ہیں (دیکھئے مُبارک)۔

برکت کے لئے یونانی لفظ eulogia استعمال ہُوا ہے جس کے لفظی معنی "اچھے الفاظ" ہیں۔ نیا عہد نامہ پرانے عہد نامے کے برکت کے تصوّر کو آگے بڑھا کر اس میں روحانی پہلو بھی داخل کر دیتا ہے (افسیوں ۱ : ۳؛ رومیوں ۱۵ : ۲۹)۔ انسان کا فرض ہے کہ اوروں کے لئے برکت چاہے (لوقا ۶ : ۲۸؛ رومیوں ۱۲ : ۱۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۴ : ۱۲۔ یونانی میں یہاں eulogia = برکت ہے؛ ۱۔پطرس ۳ : ۹)۔ خداوند مسیح اپنے کلام اور کام سے لوگوں کے لئے برکت کا باعث بنے (مرقس ۱۰ : ۱۳-۱۶؛ لوقا ۲۴ : ۵۰؛ مرقس ۶ : ۴۱؛ ۸ : ۶ ما بعد)۔

خداوند مسیح خود برکتوں کا منبع ہیں (متّی ۲۵ : ۳۴)۔

لعنت برکتوں کی ضِد ہے۔ اس کو مختلف الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے مثلاً افسوس کرنا (حبقوق ب۲، متّی ۱۱ : ۲۱)، ڈانٹنا، جھڑکنا، دھمکانا،

ملامت کرنا، طعنہ زنی، رسوائی، ★ انگشت نما بننا، پھٹکارنا (گنتی ۵: ۲۱۔ عبرانی میں پھٹکارنے کے لئے لفظ قسم ہے دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

برکت کا پیالہ:۔ وہ پیالہ جو کلیسیا (ایمانداروں کی جماعت) عشائے ربانی کے موقع پر استعمال کرتی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۰: ۱۶)۔

برکیاہ۔ بارک یاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ برکت دیتا ہے)۔
۱۔ داؤد بادشاہ کی نسل کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۳: ۲۰)۔
۲۔ آصف کا باپ (۱۔ تواریخ ۶: ۳۹)۔
۳۔ یروشلیم میں رہنے والا ایک لاوی (۱۔ تواریخ ۹: ۱۶)۔
۴۔ عہد کے صندوق کا ایک محافظ (۱۔ تواریخ ۱۵: ۲۳)۔
۵۔ ایک افرائیمی جس نے اسرائیلیوں کے اپنے ہم قوم بھائیوں کو غلام بنانے پر اعتراض کیا تھا (۲۔ تواریخ ۲۸: ۱۲)۔
۶۔ نحمیاہ کے زمانے کا ایک معمار مسلام کا باپ (نحمیاہ ۳: ۴، ۳۰؛ ۶: ۱۸)۔
۷۔ زکریاہ نبی کا باپ (زکریاہ ۱: ۱، ۷)۔

برگزیدگی:۔ ایک اہم اور گہری مسیحی اصطلاح جو تقدیر کے ایک پہلو کے متعلق کلام مقدس کی تعلیم پیش کرتی ہے۔

عام استعمال میں تقدیر سے وہ اندازہ قدرت مراد ہے جو خدائے قادر نے روزِ اوّل سے ہر شئے اور انسان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اور انسان کی زندگی میں وہی ہوتا ہے جو خدا نے مقرر کیا ہے۔ یہ ہے انسان کی قسمت یا نصیب۔

مسیحی عقیدہ کے مطابق خدا نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا۔ لیکن باغِ عدن میں آدم کے گناہ کرنے سے انسان اور خدا کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو گئی اور وہ رفاقت اور تعلق جو خدا کا انسان کے ساتھ تھا زائل ہو گیا۔ تب خدا نے نجاتِ انسانی کے اپنے ازلی منصوبہ پر عمل کیا۔ اگرچہ یہ منصوبہ انسان کی سمجھ سے باہر ہے تاہم اس کی ایک جھلک ہم مسئلہ برگزیدگی میں دیکھ سکتے ہیں۔ برگزیدگی سے خدا کا ایک قوم یا شخص کو اپنے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چُننا مراد ہے۔ خدا اپنے ارادے کو دنیا میں پورا کرنے کیلئے ایک چھوٹی جماعت کو چُن کر اُس کے وسیلے سے تمام دنیا کو اپنی برکتوں سے نوازتا ہے۔ خدا نے انسان سے ایسی محبت رکھی کہ وہ اُسے ہلاکت سے بچانے کا خواہاں ہُوا تاکہ وہ پھر باغِ عدن کی طرح اسے ہمیشہ کی زندگی بخشے۔

یہ اس برگزیدگی کے بڑے منصوبے کی ابتدا ہے۔ خدا نے پہلے ابرہام کو چُنا اور بلایا تاکہ وہ ایک بڑی قوم بنے اور زمین کے سب قبیلے اُس کے وسیلے سے برکت پائیں (پیدائش ۱۲: ۱-۵)

اور اسی منصوبے کے تحت اس نے ابرہام کی اولاد سے بنی اسرائیل کو چُنا کہ وہ خدا کے خاص لوگ ہوں (استثنا ۴: ۳۷)۔ یہ چناؤ خدا کی مرضی اور ★ فضل پر مبنی ہے۔ برگزیدہ لوگ اپنی کسی لیاقت یا نیکوکاری کے سبب نہیں چُنے جاتے۔ "خداوند نے جو تم سے محبت کی اور تم کو چُن لیا تو اس کا سبب یہ نہ تھا کہ تم شمار میں اور قوموں سے زیادہ تھے" (استثنا ۷: ۷-۸)۔ یہ برگزیدگی بے انصافی پر ہرگز مبنی نہیں۔ "یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر" (رومیوں ۹: ۱۴-۱۶)۔ خدا کے ارادے کی وجہ اُس کی محبّت ہے۔ "خدا کا ارادہ جو برگزیدگی پر موقوف ہے اعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بلانے والے پر" (رومیوں ۹: ۱۲)۔ خدا کا مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا ہے یعنی وہ اپنے چُنے ہوئے وسیلے سے بہت سے لوگوں تک اپنی برکت کا چشمہ بہائے۔

بنی اسرائیل اس اعلےٰ بلاہٹ کے مقصد کو پُورا کرنے میں قاصر رہے۔ چنانچہ انبیا کے وسیلے سے ہماری توجہ بتدریج ایک شخص کی طرف مبذول کی گئی جو خدا کے اس ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ یعنی "میرا خادم . . . میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے" (یسعیاہ ۴۲: ۱-۲)۔ جب باقی سب وسیلے ناکام ثابت ہوئے تو وہ شخص آیا جس کے ذریعہ خدا کے منصوبے پُورے ہوئے۔ اُس کے متعلق خدا نے خود کہا "یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے" (لوقا ۹: ۳۵)۔ یہی لفظ اُس بڑے منصوبے کے پورا ہونے سے پہلے اس کے دشمنوں نے طنزاً دہرائے "اگر یہ خدا کا مسیح اور اُس کا برگزیدہ ہے تو . . . " (لوقا ۲۳: ۳۵)۔

نئے عہد نامہ میں پرانے عہد نامہ کا برگزیدگی کے متعلق خیال آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اب بنی اسرائیل نہیں بلکہ مسیحی حقیقی اسرائیل ہیں "ایک برگزیدہ نسل، شاہی کاہنوں کا فرقہ، مُقدّس قوم" (۱۔ پطرس ۲: ۹)۔ اور یہاں بھی برگزیدگی کا مقصد صاف بیان کیا گیا ہے یعنی "تاکہ اُس کی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا ہے" (۱۔ پطرس ۲: ۹)۔

خدا کی برگزیدہ قوم میں ہر چُنا ہُوا شخص جانتا ہے کہ خدا نے اُسے شخصی طور پر چُنا اور بلایا ہے۔ پولس رسول کو بھی اسی خاص مقصد کے لئے چنا گیا تھا۔ اُس کے لئے خداوند نے کہا "یہ قوموں، بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چُنا ہُوا وسیلہ ہے" (اعمال ۹: ۱۵)۔ پولس رسول خود بھی جانتا تھا کہ اُس کی بلاہٹ دمشق کی راہ کے تجربہ سے بہت پہلے مقرر ہو چکی تھی۔ "خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا . . . " (گلتیوں ۱: ۱۵-۱۶)۔

ہر سچا مسیحی جانتا ہے کہ اُس کی بلاہٹ، اُس کا برگزیدہ

ہونا، اُس کی تقدیر اُس کے اپنے اعمال پر مبنی نہیں۔ وہ اس کا حقدار ہونے کے لئے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے لئے کوئی معاوضہ، قربانی یا نیک اعمال پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن اُس کا اس بات پر یقین ہے کہ "سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی اُن کے لئے جو خدا کے ارادے کے موافق بلائے گئے" (رومیوں ۸: ۲۸-۳۰) اور خدا اپنے ارادوں کو پورا کرے گا (رومیوں ۸: ۳۱-۳۹)۔

برگشتگی - ارتداد:- مذہب یا راستہ سے پھر جانا۔ سچائی کو رد کرنا۔ جس یونانی لفظ apostasia کا یہ ترجمہ ہے اس کا بنیادی مطلب سیاسی بغاوت یا غداری تھا۔ اور یہ لفظ ★ ہفتادی ترجمہ میں ہمیشہ خدا کے خلاف بغاوت کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً یشوع ۲۲: ۲۲۔ اس بغاوت کی آگ شروع میں شیطان نے جو باغی ہے بھڑکائی تھی (ایوب ۴۲: ۱۳)۔

نئے عہد نامہ میں برگشتگی کی دو قابلِ ذکر مثالیں ہیں ۱۔ اعمال ۲۱: ۲۱ میں پولس رسول پر بدنیتی سے تہمت لگائی گئی کہ وہ غیر قوموں میں رہنے والے یہودیوں کو موسوی شریعت سے پھر جانے (کیتھولک منحرف ہونے) کی تعلیم دیتا اور ختنہ اور دوسری رسوم پر چلنے سے روکتا ہے۔

۲۔ ۲- تھسلنیکیوں ۲: ۳ میں اُس بڑی برگشتگی (کیتھولک۔ ارتداد) کا ذکر ہے جس کی بابت پیشینگوئی کی گئی تھی کہ جھوٹے نبی کے نمودار ہونے سے پہلے بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے (قب متی ۲۴: ۱۰-۱۲)۔ یہ اشارہ یہودیوں کی سیاسی یا مذہبی برگشتگی کی طرف نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق زمانے کے آخر سے ہے (دیکھئے علم الآخرت) جب خدا کے اختیار کے خلاف ایک ہولناک بغاوت ہو گی۔ پاک کلام کے مطابق یہ دنیا کی آخرت کا نشان ہے۔ زمین پر یہ جنگ اُس آسمانی بغاوت کا عکس ہو گی جس کا ذکر مکاشفہ ۱۲: ۷-۹ میں کیا گیا ہے۔ اس "برگشتگی" یا "ارتداد" کی تشریح کے لئے کیتھولک ترجمہ میں ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "یعنی قیامت کا روز نہ آئے گا جب تک بے شمار مسیحی لوگ مسیح اور انجیل کا انکار نہ کریں گے اور بے ایمانی زمین پر نہ پھیلے گی۔ وہ ارتداد بدعت کا نہیں بلکہ بے ایمانی کا ارتداد ہو گا"

کلیسیا کے لئے برگشتگی ایک دائمی خطرہ ہے اور نئے عہد نامہ میں بار بار اس کے متعلق خبردار کیا گیا ہے (قب ۱۔تیمتھیس ۴: ۱-۳؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۳؛ ۲۔ پطرس ۳: ۱۷)۔ اس کی ماہیت صاف بیان کی گئی ہے یعنی ایمان سے برگشتگی (۱۔تیمتھیس ۴: ۱)؛ زندہ خدا سے پھر جانا (عبرانیوں ۳: ۱۲)۔ آزمائش کے دنوں میں یہ بڑھ جاتی ہے (متی ۲۴: ۹-۱۰، لوقا ۸: ۱۳) اور جھوٹے نبی اس برگشتگی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں (متی ۲۴: ۱۱، گلتیوں ۲: ۴) اور حق کی تعلیم سے ورغلا کر "دوسری انجیل" کی طرف لے جاتے ہیں (گلتیوں ۱: ۶-۸، ۲۔تیمتھیس ۴: ۳، ۴؛ ۲۔ پطرس ۲: ۱، ۲؛ یہوداہ ۳، ۴)۔ برگشتگی کے بعد توبہ کر لینا تقریباً ناممکن ہے (عبرانیوں ۶: ۴-۶؛ ۱۰: ۲۶)۔

برنباس:- (یونانی۔ اعمال ۴: ۳۶ کے مطابق نصیحت کا بیٹا یا فرزندِ تسکین)۔

کُپرس کے ایک لاوی یوسف کا لقب جس نے ابتدائی زمانہ میں مسیحیت کو قبول کیا۔ اُس نے یروشلیم میں کلیسیا کے غریب ممبروں کی مدد کرنے کے لئے اپنا کھیت بیچ دیا (اعمال ۴: ۳۶-۳۷) اُسے "نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور" بیان کیا گیا۔ انہی صفات نے اُس کو قیادت کا اہل بنا دیا۔ جب یروشلیم میں کلیسیا، پولس رسول کو اپنی رفاقت میں شامل کرنے سے ہچکچائی تو برنباس نے پولس کی حمایت کی اور کلیسیا کے خدشات کو دُور کیا (اعمال ۹: ۲۷)۔

انطاکیہ میں کام شروع ہونے کے بعد یروشلیم کی کلیسیا نے برنباس کو وہاں کام کی راہنمائی کے لئے بھیجا۔ وہاں کچھ عرصہ تک خدمت کرنے کے بعد وہ ترسس کو گیا اور بطور مددگار پولس کو اپنے ساتھ لایا (اعمال ۱۱: ۲۲-۲۶)۔ ایک سال کے بعد نوزاد کلیسیا نے اپنے مقدور کے موافق اِن دونوں کے ہاتھ یروشلیم میں اپنے قحط زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے کچھ روپیہ بھیجا (اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰)۔ جب وہ یوحنا مرقس کے ساتھ یروشلیم سے واپس آئے تو اُنہیں بطور مبشر مخصوص کیا گیا اور وہ غیر قوموں میں منادی کرنے کے لئے گئے (اعمال ۱۳: ۲-۳)۔ اعمال ۱۴: ۱۴ میں برنباس اور پولس دونوں کو "رسول" کہا گیا ہے۔ اُن دونوں نے مل کر کُپرس، پسدیہ کے انطاکیہ، اکنیُم، لُسترہ اور دربے میں خدمت کی۔ اعمال ۱۳: ۴۳ تک قیادت برنباس کے پاس رہے۔ اُس کے بعد پولس قیادت سنبھال لیتا ہے۔ لُسترہ میں جنم کے لنگڑے کو شفا ملنے کے بعد وہاں کے لوگوں نے برنباس کی بطور زیوس دیوتا اور پولس کی بطور ہرمیس دیوتا پرستش کی (اعمال ۱۳: ۳-۱۴: ۲۸)۔ انطاکیہ پہنچنے کے بعد کلیسیا نے اُنہیں پھر یروشلیم میں کلیسیا کے بزرگوں کے پاس بھیجا (اعمال ۱۵: ۲)۔ کلیسیا کی کونسل نے اُنہیں شام اور ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں کے نام ایک فرمان دے کر بھیجا (اعمال ۱۵: ۲۲-۳۵)۔

گلتیوں ۲: ۱۳ میں پولس اپنے اور برنباس میں اختلاف کا ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "برنباس بھی ان کے ساتھ ریاکاری میں پڑ گیا"۔ اس کے فوراً بعد اُن میں ایک اور شدید اختلاف رونما ہوا۔ پولس نے دوسرے بشارتی سفر میں برنباس کے رشتے دار مرقس کو

اپنے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ پہلے سفر میں اُن کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اِس مقام پر دونوں الگ ہو جاتے ہیں۔ برنباسؔ، مرقسؔ کو لے کر کُپرسؔ چلا گیا جب کہ پولسؔ ایشیائے کوچک کو (اعمال ۱۵: ۳۶-۴۱)۔ تاہم ان دونوں مبشروں کا باہمی پیار اس اختلاف کے باعث ختم نہ ہُوا۔ پولسؔ اپنے خطوط میں اپنے سابقہ ساتھی کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۹: ۶، گلتیوں ۲: ۱، ۹، ۱۳؛ کلسیّوں ۴: ۱۰)۔ کلیسیا کے چند ایک قدیم راہنماؤں کا خیال ہے کہ عبرانیوں کے نام خط کا مُصنّف برنباسؔ ہے۔

برنباسؔ کا خط:- یہ غالباً دوسری صدی (۱۳۰-۱۳۱) عیسوی میں ★ اسکندریہ میں وجود میں آیا۔ اس کا اندازِ بیان یہودیوں کے سخت خلاف ہے اور اس کے تمثیلی طریقہ تشریح میں جبراً کوئی مطلب ٹھونسنے کا تاثر ملتا ہے۔ یہ گمنام ہے لیکن اسے برنباسؔ (شاید اس کا اشارہ برنباسؔ رسول کی طرف ہو) کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس خط کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ اُن اوّلین کتابوں میں سے ایک ہے جن میں نئے عہدنامہ کے حوالے بطور کلامِ مُقدّس دیئے گئے ہیں۔ متّی ۲۲: ۱۴ کی آیت ("بلائے ہوئے بہت ہیں مگر برگزیدہ تھوڑے") کو "لکھا ہے" کے الفاظ سے متعارف کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ جب "لکھا ہے" کہا جاتا تھا تو مراد ہوتی تھی کہ خدا کے کلام میں لکھا ہے (تقب متّی ۴: ۴، ۶، ۱۰، یوحنا ۲: ۱۷ وغیرہ)۔ اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مُصنّف متّی کی انجیل سے واقف تھا۔ اس کے مسیح کے مقدمہ اور صلیب دیئے جانے کے بیان میں اور متّی کی انجیل کے بیان میں کافی یکسانیّت پائی جاتی ہے۔ متّی ۹: ۱۳ کے الفاظ بھی دہرائے گئے ہیں (بے شک یہ مرقس ۲: ۱۷ اور لوقا ۵: ۳۲ میں بھی پائے جاتے ہیں)۔ خداوند مسیح کا ایک اور قول بھی اس میں درج ہے جو متّی ۲۰: ۱۶ سے ملتا جلتا ہے۔" اسی طرح آخر اوّل ہو جائیں گے اور اوّل آخر" لیکن اس کا اور طرح سے اطلاق کیا گیا ہے۔ دوسری صدی میں یہ خط کچھ عرصہ کے لئے کلیسیاؤں میں پڑھا بھی جاتا رہا لیکن ★ فہرستِ مسلّمہ میں اسے شامل نہیں کیا گیا۔

برنباسؔ کی انجیل:- ایک جعلی انجیل جو غالباً چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں لکھی گئی۔ داخلی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف فلسطین کا باشندہ نہیں تھا کیونکہ وہ وہاں کے جغرافیہ سے پورے طور پہ واقف نہیں۔ یہ اطالوی زبان میں لکھی گئی اور اس میں اناجیلِ اربعہ اور قرآن مجید کے اقتباسات ملتے ہیں۔ مصنف احادیث اور اسلامی تعلیم سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

برنیکے۔ برنیقہ:- (یونانی = فتح مند)۔ ہیرودیسؔ بادشاہ کی بڑی لڑکی (اعمال ۱۲: ۱؛ ۲۵: ۱۳، ۲۳؛ ۲۶: ۳۰)۔ یہودی مورخ یوسیفسؔ کے مطابق یہ نہایت بدکار تھی۔ اُس نے متعدد شادیاں کیں اور اپنے سگے بھائی اگرپّا کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی تھی۔ جب پولسؔ رسول اگرپّا بادشاہ کے سامنے پیش ہُوا تو یہ بھی اُس کے ساتھ تھی۔

برُودک بلہ دان:- شاہِ بابل۔ اِس کا ذکر یسعیاہ ۳۹: ۱ اور ۲۔سلاطین ۲۰: ۱۲ میں آتا ہے۔ اس کا بہتر ہجا مرودک بلدان ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مرُودک بلدان۔

برّہ:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶

بریسوع۔ بریشوع:- ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی جو سرگیس پولسؔ کا درباری تھا۔ وہ پولسؔ رسول کی خدمت میں مداخلت کرنے کی وجہ سے اندھا کر دیا گیا (اعمال ۱۳: ۶-۱۲)۔

بریعاہ۔ برِیعہ:- بنی آشر کے ایک خاندان کا سربراہ (پیدائش ۴۶: ۱۷)۔

برِیعہ:- (عبرانی = عطیہ یا آفت)۔
۱۔ حبر اور ملکی ایل کا باپ اور آشر کا بیٹا (۱۔تواریخ ۷: ۳۰)۔
۲۔ افرائیم نے اپنے ایک لڑکے کو یہ نام دیا کیونکہ اُس پر آفت آئی تھی (۱۔تواریخ ۷: ۲۳)۔
۳۔ بنیمین کی اولاد میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۸: ۱۳، ۱۶)۔
۴۔ ایک لاوی جو جیرسینیوں میں سے سمعی کا بیٹا تھا (۱۔تواریخ ۲۳: ۷-۱۱)۔

بریوناہ:- پطرسؔ رسول کا خاندانی نام (متّی ۱۶: ۱۷)۔

بڑادن:- کرسمس کا مروّجہ نام۔ یہ یوم ولادتِ مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے۔ چونکہ مسیحیوں کے لئے یہ ایک اہم اور مُقدّس دن ہے اسی لئے اسے بڑادن کہا جاتا ہے۔

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اسے ۲۵ دسمبر کو مشرقی آرتھوڈوکس کلیسیا ۶ جنوری کو اور ارمینیہ کی کلیسیا ۱۹ جنوری کو مناتی ہے۔

کرسمس کے تہوار کا ۲۵ دسمبر پر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ قسطنطین کے عہد میں ۳۲۵ عیسوی کو ہُوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اوّلین کلیسیائیں بڑادن مناتی تھیں یا نہیں۔ تاہم جب سے یہ شروع ہُوا یہ بڑا مقبول ہُوا ہے۔ اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں تاہم اب اُنہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔ مثلاً کرسمس ٹری (کرسمس کا درخت)۔ اب اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ خدا کی طرف اشارہ کرنا اور اُس کی نعمتوں کی

یاد دہانی کراتا ہے۔

یاد رہے کہ خداوند مسیح کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے ۲۰ مئی کو منایا جائے۔ لیکن ۲۵ دسمبر کو پہلے پہل روم میں اس لئے مقرر کیا گیا تاکہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشنِ زحل کو Saturnalia جو راس الجدی کے موقع پر ہوتا تھا پسِ پشت ڈال کر اُس کی جگہ خداوند مسیح کی سالگرہ منائی جائے۔

بڑھاپا:۔ عمر کی درازی کو بائبل میں مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً عمر رسیدہ (۲-سموئیل ۱۹ : ۳۲)، بزرگ (ایوب ۱۲ : ۲۰)، بڈھا (زبور ۷۱ : ۱۸)، بوڑھا، کہن سال (یرمیاہ ۶ : ۱۱)، سالخوردہ (ایوب ۳۲ : ۷)، پیری (پیدائش ۱۵ : ۱۵) اور ضعیفی (زبور ۷۱ : ۹)۔

یہودی اور دیگر مشرقی لوگ عمر رسیدہ شخص کی خاص عزت کرتے تھے (احبار ۱۹ : ۳۲)۔ کسدیوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بزرگوں اور بوڑھوں پر ترس نہ کھاتے تھے (۲-تواریخ ۳۶ : ۱۷)۔

لوگ لمبی عمر کے خواہشمند ہوتے تھے اور اُسے نیک چلنی اور خدا ترسی کا اجر سمجھتے تھے (پیدائش ۱۵ : ۱۵؛ خروج ۲۰ : ۱۲)۔ خدا نے بھی عمر کی درازی کا وعدہ اُن لوگوں سے کیا ہے جو اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں (استثنا ۳۰ : ۲۰)۔ پانچویں حکم کے ساتھ بھی عمر کی درازی کا وعدہ ہے (خروج ۲۰ : ۱۲)۔ بائبل میں بڑھاپے کی کمزوریوں کا بھی ذکر ہے (زبور ۷۱ : ۹) اور اُنہیں بڑی خوبصورتی سے واعظ ۱۲ : ۲-۶ میں بیان کیا گیا ہے۔ بڑھاپے میں موت کی آمد کو ایک طوفان سے مشابہت دی گئی ہے۔ جسم کے اعضاء کی کمزوری کو مجازی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ہاتھوں کو گھر کے نگہبان، پاؤں کو زور آور لوگ، دانتوں کو پیسنے والیاں، آنکھوں کو کھڑکیوں سے جھانکنے والیاں، کانوں کو گلی کے کواڑوں کے استعاروں سے پیش کیا گیا ہے۔ آیت ۵ کی تشریح کچھ مشکل ہے۔ ذیل میں دو ممکن معنی درج ہیں۔

۱- بوڑھے لوگ بلندی سے ڈرتے ہیں اور باہر سڑک پر جانے سے گھبراتے ہیں۔ موسم کی تبدیلی جو اوروں کے لئے خوشی کا باعث ہے وہ ان کے لئے بے معنی ہے۔ بادام کا پھول نکلنا، ٹڈی کا اناج جمع کرنا اور کبر کے چھلکے (کیتھولک ترجمہ) کا پھٹنا ان موسمی تبدیلیوں کی علامت ہے۔ لیکن چونکہ بوڑھا آدمی لبِ گور بیٹھا ہے اس لئے وہ اِن سے بے نیاز ہے۔

۲- چونکہ بادام کے پھول سفیدی مائل ہوتے ہیں اس لئے ان سے بڑھاپے میں سر کے بالوں کا سفید ہونا مراد ہے۔ ٹڈی کا بوجھ معلوم ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ضعیفی میں چھوٹا سا کام بھی مشکل ہوتا ہے اور کبر (اس پودے کے خواص کے لئے دیکھئے ادویاتِ بائبل ۵) کا استعمال بھی خواہش کو جگانے میں بے اثر ہوتا ہے۔ ایمانداروں کو پورا یقین ہے کہ خدا بڑھاپے میں اپنے بندوں کا خیال رکھے گا (یسعیاہ ۴۶ : ۴)۔ اسی لئے بڑھاپے کا انتظار ایمان اور اُمید سے کیا جاتا ہے (زبور ۷۱ : ۱۸)۔

خیال کیا جاتا ہے کہ بوڑھے شخص زیادہ دانا اور عقلمند ہوتے ہیں (ایوب ۱۲ : ۲۰؛ ۱۵ : ۱۰؛ ۳۲ : ۷؛ ۱-سلاطین ۱۲ : ۶، ۸)۔ اسی لئے مشورہ اور اختیار کے عہدوں پر بزرگوں کو مقرر کیا جاتا ہے (خروج ۳ : ۱۶؛ متی ۲۱ : ۲۳)۔

اسی طرح ابتدائی کلیسیا میں بزرگ (ایلڈر- پرسبٹر) چنے جاتے تھے (اعمال ۱۴ : ۲۳)۔ لیکن یہودی اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کرتے تھے کہ صرف لمبی عمر ہی ایک شخص کو عزت کا مستحق نہیں بناتی۔ خدا بلا لحاظ عمر ایک شخص کو دانشمندی عطا کر سکتا ہے۔ ایوب نبی کی تعظیم میں عمر رسیدہ لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوتے تھے (۲۹ : ۸)۔ سفید بال بوڑھوں کی زینت سمجھے جاتے تھے (امثال ۲۰ : ۲۹) اور نوجوانوں اور دیگر لوگوں کو بار بار یاد دلایا جاتا تھا کہ وہ زمانہ بُرا ہوگا جب بچے بوڑھوں کے ساتھ گستاخی کریں گے لحاظ نہیں کریں گے (یسعیاہ ۳ : ۵؛ نوحہ ۴ : ۱۶؛ ۵ : ۱۲)۔ لیکن بوڑھے عزت کے مستحق تب ہی ہوں گے جب وہ صداقت کی راہ میں پائے جائیں گے (امثال ۱۶ : ۳۱؛ نیز واعظ ۴ : ۱۳)۔

بڑھئی:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳

بڑی انبوہ:۔ دیکھئے ملی جلی گروہ۔

بِزتا:۔ اخسویرس بادشاہ کے سات خواجہ سراؤں میں سے ایک (آستر ۱ : ۱۰)۔

بزرگ:۔ (عبرانی = زاقین؛ یونانی = پرسبٹروس)

۱- پرانے عہد نامہ میں

ابتدائی زمانہ میں عبرانی قوم کا طرزِ حکومت خاندانی زندگی کے نظام پر مبنی تھا۔ جس طرح باپ خاندان کا سر ہوتا ہے، اسی طرح سربرآوردہ خاندانوں کے سردار اپنے فرقے اور قبیلے پر حکمران ہوتے تھے۔ اُن کے اختیار کی حدود متعین نہ تھیں، بلکہ عربی شیخ کی مانند، ان لوگوں کی رضامندی پر اُن پر حکومت کرتے تھے۔ عمر اور تجربہ اُن کو اس کا اہل بنا دیتا تھا۔ پاک کلام میں پہلے کے بزرگ وہ بااقتدار اور بارسوخ اشخاص تھے جو اپنی برادری میں مذہبی اور دنیاوی دونوں معاملات میں نمائندگی کرتے تھے (خروج ۳ : ۱۶، ۱۸؛ ۱۲ : ۲۱؛ ۱۷ : ۵ ببعد؛ ۱۸ : ۱۲؛ ۱۹ : ۷؛ گنتی ۱۱ : ۱۶؛ استثنا ۵ : ۲۳؛ ۲۷ : ۱؛ ۳۱ : ۲۸)۔

خروج ۲۴ : ۱ کے بزرگ اسرائیل کے شرفا (کیتھولک ترجمہ برگزیدہ) ہیں (آیت ۱۱)۔ یہ نظام دیگر سامی قوموں میں بھی رائج تھا (گنتی ۲۲ : ۴؛ یشوع ۹ : ۱۱؛ حزقی ایل ۲۷ : ۹؛ زبور ۱۰۵ : ۲۲)۔ مُلکِ کنعان میں داخل ہونے کے بعد بھی یہ بزرگ کافی اہمیت رکھتے تھے (۱-سموئیل ۴ : ۳؛ ۸ : ۴؛ ۱۵ : ۳۰؛ ۲-سموئیل ۳ : ۱۷؛ ۵ : ۳؛ ۱۷ : ۴ ببعد؛ ۱-سلاطین ۸ : ۱)۔

اب شہر کے بزرگ شہر کے نظم وضبط کے ذمہ دار ہو گئے (روت ۴: ۲؛ ۴: ۹؛ ۱-سموئیل ۱۱: ۳؛ ۱-سلاطین ۲۱: ۸، ۱۱؛ ۲-سلاطین ۱۰: ۱-۵)۔ سکات کے چھوٹے سے شہر میں ستتر سردار اور بزرگ تھے (قضاۃ ۸: ۱۴)۔

استثنا کی کتاب سے ہمیں ان کے عدالتی فرائض کا پتہ چلتا ہے (استثنا ۱۶: ۱۸؛ ۱۹: ۱۲؛ ۲۱: ۲ بعد، ۲۵: ۷ بعد)۔ بادشاہ مقرر ہونے سے بزرگوں کے بعض عدالتی حق کم ہو گئے کیونکہ بادشاہ کو منصفِ اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا (۱-سموئیل ۸: ۲۰؛ ۲-سموئیل ۱۵: ۴؛ ۱-سلاطین ۳: ۹؛ ۲-سلاطین ۱۵: ۵؛ عاموس ۲: ۳)۔ تاہم بزرگوں کی اہمیت بالکل ختم نہ ہوئی (۱-سلاطین ۲۰: ۷ بعد، ۲-سلاطین ۱۰: ۱) بعد، ۲۳: ۱)۔ اسیری کے زمانہ میں بزرگ عوام کی زندگی میں مرکزی کردار ادا کرتے رہے (یرمیاہ ۲۹: ۱؛ حزقی ایل ۸: ۱؛ ۱۴: ۱؛ ۲۰: ۱)۔ اسیری سے واپسی پر بھی وہ اپنے کام میں مستعد رہے (عزرا ۱۰: ۸، ۱۴؛ زبور ۱۰۷: ۳۲؛ امثال ۳۱: ۲۳؛ یوئیل ۱: ۱۴؛ ۲: ۱۶)۔

غالباً سینہیڈرن Sanhedrin (یہودی مجلسِ عدالتِ عالیہ) کی تشکیل انہی بزرگوں کی کارکردگی کی بنا پہ کی گئی۔

۲- نئے عہد نامہ میں

اسی قسم کا انتظام نئے عہد نامہ میں جاری رہا۔ ہم پڑھتے ہیں کہ کس طرح سردار کاہن اور بزرگوں نے مل کر خداوند مسیح کی مخالفت کی (متی ۲۷: ۱۲)۔ جب شروع میں کلیسیائیں قائم ہوئیں تو ہر جماعت کے لئے بزرگ مقرر کئے گئے (اعمال ۱۴: ۲۳)۔ کیتھولک ترجمہ میں انہیں کاہن پکارا گیا ہے) تاکہ ان کی روحانی دیکھ بھال کریں۔

نئے عہد نامہ میں لفظِ بزرگ (یونانی = پربستروس) اور نگہبان (یونانی = ایپی سکوپس؛ معرب = اُسقف انگریزی بشپ) ادل بدل کر کے استعمال کئے گئے ہیں مثلاً اعمال ۲۰: ۱۷ میں انہیں بزرگ (کیتھولک کاہن) اور آیت ۲۸ میں نگہبان (ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں بشپ، کیتھولک = اُسقف) پکارا گیا ہے۔ اسی طرح ططس ۱: ۵ میں بزرگوں (کیتھولک کاہن) کے تقرر کا ذکر ہے۔ جب پولس رسول ان بزرگوں کی اُن خوبیوں کا ذکر کرتا ہے جو ان میں پائی جانی چاہئیں تو وہ انہیں نگہبان (کیتھولک اُسقف۔ ریفرنس بائبل کا حاشیہ بشپ) کا نام دیتا ہے (ططس ۱: ۷)۔ عمر اور عزت کے لحاظ سے وہ بزرگ ہیں۔ فرائض کی ادائیگی اُنہیں نگہبان بناتی ہے۔

وہ جو اچھا انتظام کرتے تھے اور کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے تھے دوچند عزت کے لائق تھے (۱-تیمتھیس ۵: ۱۷)۔

پہلی صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے بشپ کا عہدہ بعض کلیسیاؤں میں اُبھرا۔ اس سے کلیسیا کا پیشوا مراد ہوتا تھا۔ نیز دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۔

بزق - بازق :- (عبرانی = بکھیرنا یا بیج بونا)۔

۱- ایک شہر جسے یہوداہ نے کنعانیوں اور فرزیوں سے اپنے لیے چھین کر اُن کے دس ہزار مرد قتل کر دیئے (قضاۃ ۱: ۴)۔ ادونی بزق (بزق کا خداوند) اُس کے بادشاہ کا نام یا لقب ہے۔

۲- ایک اور شہر کا نام جہاں سموئیل نبی نے یبیس جلعاد کو رہائی دلانے کے لئے اپنی فوجوں کو شمار کیا تھا (۱-سموئیل ۱۱: ۸)۔ یہ سامریہ کے شمال مشرق میں ۱۴ میل پر تھا۔

بزلوتیاہ - بزیوتیہ :- یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۸)۔

بستی - نوآبادی :- لاطینی کے لفظ کالونی کا ترجمہ اعمال ۱۶: ۱۲ میں۔ اِن معنوں میں یہ لفظ صرف یہیں استعمال ہوا ہے۔ رومی حکومت مفتوح علاقے میں رومی شہریوں کو آباد ہونے کی اجازت دیتی تھی۔ ایسی جگہ کو کالونی کہتے تھے۔

بسمت :- سلیمان بادشاہ کی بیٹی اور اخیمعض کی بیوی (۱-سلاطین ۴: ۱۵)۔

بسن - باشان :- (عبرانی = زرخیز زمین)۔ گلیل کی جھیل کے مشرق کی طرف ایک زرخیز علاقہ - یہ منسی کے آدھے قبیلہ کو ملا (یشوع ۲۱: ۶؛ ۲۲: ۷)۔ یہ مویشیوں کے لئے مشہور تھا (زبور ۲۲: ۱۲؛ حزقی ایل ۳۹: ۱۸؛ عاموس ۴: ۱)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۲-۴

بسن - حوت یائیر - باشن آوت یائر :-

بسن کے شمال مغربی حصہ میں ۶۰ غیر فصیلدار شہروں کا مجموعہ (استثنا ۳: ۱۴)۔

بسودیاہ :- مسلام کا باپ جو یروشلیم کے پھاٹک کی مرمت میں اوروں کا ساتھی تھا (نحمیاہ ۳: ۶)۔

بسور :- غزہ سے پانچ میل جنوب میں ایک ندی جہاں داؤد نے اپنے اُن دو سو سپاہیوں کو چھوڑا تھا جو عمالیقیوں کا پیچھا کرتے کرتے تھک گئے تھے (۱-سموئیل ۳۰: ۹، ۱۰، ۲۱)۔

بسی - بیسائی :- (عبرانی = پامال شدہ)۔ ایک ایسے خاندان کا بانی جو زربابل کی سرکردگی میں بابل سے یروشلیم واپس آیا (عزرا ۲: ۴۹؛ نحمیاہ ۷: ۵۲)۔

بشارت :- دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۹۸

بشامتھ - بسمت :- (عبرانی = خوشبودار، معطر)۔ عیسو کی ایک بیوی (پیدائش ۲۶: ۳۴)۔ ادوم کے نسب نامہ میں اِس کا نام عدہ ہے (پیدائش ۳۶: ۲-۳)۔

بشامہ - بسمت :- عیسو کی بیوی، اسمٰعیل کی بیٹی اور بنایوت کی بہن (پیدائش ۳۶: ۳، ۴، ۱۳،

۱۷)۔ پیدائش ۲۸ : ۹ میں اس کا نام مہلت ہے۔

بشپ:۔ یونانی لفظ episkopos کی انگریزی شکل۔ معنی نگہبان۔ لفظ بشپ بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہُوا تاہم پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ کی ریفرنس بائبل میں مندرجہ ذیل جگہ پر حاشیہ میں دیا گیا ہے۔ فلپیوں ۱:۱؛ ا۔تیمتھیس ۳:۱، ۲؛ طِطُس ۱:۷؛ ا۔پطرس ۲:۲۵؛ اعمال ۲۰:۲۸۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ اُسقف (جمع= اساقف) استعمال ہُوا ہے۔ دیکھئے اُسقف۔

بشلام:۔ ارتخششتا بادشاہ کا ایک مُشیر (عزرا ۴:۷)۔

بصر۔ باصر:۔ (عبرانی = مضبوط)۔ ا۔ پناہ کے شہروں میں سے ایک۔ یہ روبن کے قبیلہ میں بحیرۂ مُردار کے مشرق میں بیابان میں واقع تھا (استثنا ۴:۴۳)۔

۲۔ آشر کے قبیلہ کا ایک سورما (ا۔تواریخ ۷:۳۷)۔

بُصراہ۔ بُصرہ:۔ (عبرانی = بھیڑوں کا باڑا)۔ ا۔ ادوم کا ایک شہر (پیدائش ۳۶:۳۳؛ یرمیاہ ۴۹:۱۳، ۲۲)۔

۲۔ موآب کا ایک شہر۔ یہ دمشق کے جنوب میں ۵۵میل تھا (یرمیاہ ۴۸:۲۴)۔

بُصقت:۔ جنوبی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵:۳۹)۔

بصیر:۔ (دیکھنے والا)۔ خدا کا ایک نام (پیدائش ۱۶:۱۳ میں ہاجرہ یہ نام خدا کو دیتی ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں "اے دوبا کے خدا" تکوین ۱۶:۱۳)۔ عبرانی میں اِتا ایل روئی۔ دیکھئے خدا کے نام۔

بضلوت:۔ دیکھئے بضلیت۔

بضلی ایل۔ بصل ایل:۔ (عبرانی = خدا کی چھاؤں میں)۔ ا۔ یہوداہ کے قبیلہ کے اوری کا بیٹا اور حور کا پوتا۔ خدا نے اُسے نام لے کر بُلایا (خروج ۳۱:۲؛ ۳۵:۳۰) اور اُسے اپنے روح سے معمور کر کے خیمہ اجتماع کے لئے سونے چاندی اور پیتل کی چیزیں بنانے، پتھر کاٹنے اور جوڑنے اور لکڑی تراشنے کے لئے حکمت بخشی۔

۲۔ بنی پخت میں سے ایک شخص جسے اپنی اجنبی بیوی چھوڑنے کے لئے کہا گیا (عزرا ۱۰:۳۰)۔

بضلیت۔ بَصلوت:۔ نتینیم کے ایک خاندان کا جدِ امجد (نحمیاہ ۷:۵۴)۔ عزرا ۲:۵۲ میں اس کا نام بضلوت ہے۔

بضی۔ بیصائی:۔ ا۔ ۳۲۳ آدمیوں کے ایک خاندان کا سربراہ جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲:۱۷؛ نحمیاہ ۷:۲۳)۔

۲۔ غالباً ایک صدی بعد اسی خاندان کا ایک اور شخص (نحمیاہ ۱۰:۱۸)۔

بطاہ۔ باطح:۔ (عبرانی = اعتماد)۔ ایک شہر کا نام۔ اسے داؤد نے فتح کر کے بہت سا پیتل حاصل کیا (۲۔سموئیل ۸:۸)۔ ا۔تواریخ ۱۸:۸ میں اسے طبحت کہا گیا ہے۔

بطلیمس۔ بطلماؤس:۔ یونانی۔ سکندرِ اعظم کی فوج کا ایک سپہ سالار جس نے مصر میں اس نام کے خاندان کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ شمالی یونان کے علاقے مکدُنیہ (مقدونیہ) سے تعلق رکھتے تھے۔

یہ خاندان سکندر اعظم کی موت (۳۲۳ ق۔م) سے یولیس قیصر اور قلوپطرہ کے بیٹے بطلیمس پنجدہم کے قتل (۳۰ ق۔م) تک مصر کے حکمران رہے۔

بطلیمس اوّل (۳۲۳ - ۲۸۵ ق۔م) نے جو فراعنۂ مصر کا جانشین تھا، مصر کا پُرانا ملکی نظام جس کا اشارہ یوسف کے احوال میں ملتا ہے یعنی یہ نظریہ کہ کُل اراضی کا مالک بادشاہ ہے۔ ایک وسیع اور مؤثر نوکرشاہی کے ذریعے مستحکم کیا۔ اس مضبوط حکومت کی شہادت، اُن ہزارہا پیپرس کے اوراق سے ملتی ہے، جو مصر میں دریافت ہُوئے ہیں۔ بطلیمس دوم (۲۸۵-۲۴۶ ق۔م) کے عہد میں بڑے عظیم کام کئے گئے۔ بحیرہ قلزم سے دریائے نیل تک ایک نہر کھودی گئی۔ سب سے زیادہ ترقی اسکندریہ شہر نے کی۔ اسکی اس کی بندرگاہ کے قریب جزیرہ نما فیروز پر ایک روشنی کا مینار نصب کیا گیا، جو دنیا کی سات عجائبات میں سے ایک تھا۔ اسی شہر میں ایک عجائب گھر بھی بنایا گیا، جو یونان کے ادب اور ثقافت کا مرکز بنا۔ سکندریہ میں دنیا کے مشہور ترین کتب خانہ کی بنیاد بھی رکھی گئی۔ چونکہ بادشاہ ادب اور فنون کا بڑا سرپرست تھا، اس لئے اُسے یہودیوں کی توریت کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کروایا۔ یہ پہلا اور اہم ترجمہ، ہفتادی ترجمہ Septuagint کے نام سے مشہور ہے (دیکھئے ہفتادی ترجمہ)۔ بطلیمس دوم کا عہد اس خاندان کا عہدِ زرّین کہلاتا ہے۔ بطلیمس دوم کے ہی عہد میں سلوکی سوریہ کے ساتھ فلسطین کی سرحد کے سلسلے میں رقابت شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں ایک صدی سے زائد عرصہ تک بطلیموسی اور سلوکی حکمرانوں کے درمیان کشمکش ہوتی رہی (دیکھئے سلوکی)۔

باقی بطلیموسی بادشاہوں نے سن ۳۰ ق۔م تک حکومت کی اور آخری بادشاہ کے قتل کے بعد مصر رومی حکومت کے ماتحت ہو گیا۔

نیز دیکھئے سکندرِ اعظم۔

بطم :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۷

بطن - باطن :- (عبرانی = نشیبی حصہ، مقابلہ کریں عربی بطن سے)۔
ایک شہر کا نام جو آشر کی سرحد پہ ہے
(یشوع ۱۹ : ۲۵)۔

بطونیم :- (عبرانی = پستے)۔ دریائے یردن کے مشرق میں جد کے علاقے
کا ایک شہر (یشوع ۱۳ : ۲۶)۔ نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۲

بعراہ - بعرا :- بنیمین کے قبیلہ کے ایک شخص سحریم کی بیوی
(۱- تواریخ ۸ : ۸)۔

بعسیاہ - بعسے یاہ :- (عبرانی = یہوواہ دلیر ہے)۔
ایک شخص کا نام جو آسف موسیقار
کا پردادا تھا (۱- تواریخ ۶ : ۴۰)۔

بعشا :- (عبرانی = دلیر)۔
اشکار کے قبیلہ کے اخیاہ کا بیٹا اور اسرائیل کا تیسرا
بادشاہ (۱- سلاطین ابواب ۱۵، ۱۶)۔

بعل :- (عبرانی = مالک، آقا، خاوند۔ جمع بعلیم)۔
۱- یہ لفظ عبرانی میں مختلف معنی رکھتا ہے۔ شروع میں یہ اسم
نکرہ تھا، لیکن بعد میں اسم معرفہ بن گیا۔ بائبل میں کئی جگہ یہ اپنے بنیادی
معنی یعنی مالک کے لئے استعمال ہوا اور اردو میں یہی ترجمہ کیا گیا ہے
(خروج ۲۱ : ۲۸، ۳۴؛ قضاۃ ۱۹ : ۲۳ میں صاحبِ خانہ یعنی گھر کا مالک۔
یسعیاہ ۱۶ : ۸ میں سردار) چونکہ عبرانیوں کے ہاں خاوند کو بیوی کا مالک سمجھا
جاتا تھا اس لئے خاوند کے لئے بھی بعل استعمال ہوتا تھا (خروج ۲۱ :
۲۲؛ ۲- سموئیل ۱۱ : ۲۶)۔ یہوواہ بنی اسرائیل کا مالک اور خاوند تھا
اس لئے پہلے پہل انہوں نے سادگی سے یہوواہ کو بعل پکارا۔
ظاہر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ بعل کے پجاریوں کے بُت پرستانہ
خیالات نے یہوواہ کے پاک تصوّر پہ اثر ڈالا۔ اس لئے ضروری ہوا
کہ یہوواہ کے لئے بعل کی بجائے کوئی دوسرا لفظ تجویز کیا جائے سو بعل
کی جگہ ایش (خاوند) چنا گیا (ہوسیع ۲ : ۱۶)۔ کنعانی لوگ بعل کا لقب
اپنے خاص دیوتا کو دیتے تھے اور اس طرح یہ اسم معرفہ بن گیا۔ یہ آندھی،
بارش اور بارآوری کے دیوتا کا نام تھا جس کی پوجا میں زناکاری ایک
مذہبی حیثیت رکھتی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ بعل سورج دیوتا تھا کیونکہ
اس کا مندر بیت شمس (سورج کا گھر) میں تھا (یرمیاہ ۴۳ : ۱۳) لیکن ان
دونوں میں فرق ۲- سلاطین ۲۳ : ۵ میں صاف کر دیا گیا ہے۔ بعض
مقامی دیوتاؤں کو بھی بعل کہتے تھے اور اُن کے نام سے بعض جگہوں
کو بھی منسوب کیا جاتا تھا مثلاً بعل فغور (گنتی ۲۵ : ۳)، بعل معون
(گنتی ۳۲ : ۳۸)۔

بعل کی پوجا کی رسومات نے بنی اسرائیل پہ بڑا اثر کیا اور
کئی مرتبہ ان کی وفاداری کو سختی سے آزمایا گیا۔ کوہ کرمل کا واقعہ اس کی
ایک اہم مثال ہے۔

بعل طوفان دیوتا کی صورت میں وہ ایک ہاتھ سے گُرز اٹھائے اور دوسرے سے نیزہ زمین پر ٹکائے ہوئے ہے۔ یہ پتھر کی تختی ہے جو ★ راس شمرہ کی کھدائی میں ملی۔ یہ غالباً ۳ ہزار قبل از مسیح کی ہے۔

بعلیم (بعل کی جمع) کی پرستش اونچے مقاموں پر کی جاتی تھی۔ اس
کی پوجا میں انسانی قربانی اور اپنے کو دکھ دینا اور بداخلاقی کی رسومات
شامل تھیں۔ عستارات کی بھی جو اسی قسم کی دیوی تھی بعل کے ساتھ پوجا
ہوتی تھی (قضاۃ ۳ : ۷، دیکھئے یسیرت)۔
شروع میں بعض اسرائیلیوں نے اپنے بچوں کو بھی بعل کا نام دیا۔
لیکن بعد میں جب انہوں نے بعل کی اصلیت کو جانا تو اُسے تبدیل کر کے
بعل کی جگہ بوست بمعنی شرم رکھا مثلاً اشبعل (۱- تواریخ ۸ : ۳۳)
اش بوست (۲- سموئیل ۲ : ۸) بن گیا۔
بنی اسرائیل میں اخی اب کی غیر قوم بیوی ایزبل اور یہوداہ میں
عتلیاہ نے بعل کی پرستش کو فروغ دیا اور اس کے لئے مذبحے بنائے
(۱- سلاطین ۱۶ : ۳۱-۳۲؛ ۲- تواریخ ۱۷ : ۳)
۲- روبن کے قبیلہ کا ایک شخص (۱- تواریخ ۵ : ۵)۔
۳- ایک بنیمینی (۱- تواریخ ۸ : ۳۰)۔
۴- جب یہ مرکب صورت میں ہو تو اکثر کسی شخص کا نام ہوتا ہے
مثلاً بعل حنان (۱- تواریخ ۱ : ۴۹)۔ نیز دیکھئے عستارات۔

بعلبک :- دمشق کے شمال مغرب میں چالیس میل پر واقع لبنان کا
ایک شہر۔ یہ پہلی صدی عیسوی میں ایک عالیشان جگہ
تھی۔ اب یہ اپنے کھنڈرات کے لئے مشہور ہے۔ اس کا تعلق سامی
دیوتا بعل کے ساتھ تھا جسے سورج کا اوتار گردانا جاتا تھا۔ اسی لئے
یونانیوں نے اسے ہیلیوپلیس Heliopolis یعنی "سورج کا شہر"
کا نام دیا۔ یہ ۱۷۵۹ء میں زلزلہ سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ ایک جرمن مہم
نے اس کی کھدائی ۱۹۰۲ء میں شروع کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بائبل
میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

بعل بریت :- (عبرانی = عہد کا خداوند)۔
سکم کا ایک دیوتا۔ یہاں اس کا مندر تھا (قضاۃ

۸ : ۳۳ ؛ ۹ : ۴)۔

بعل پراضیم ۔ بعل فراصیم :۔ رفائیم کی وادی کے نزدیک ایک مقام جہاں پر داؤد بادشاہ نے فلستیوں پر بڑی فتح حاصل کی (۲۔سموئیل ۵ : ۱۸ ۔ ۲۰ ؛ ۱۔ تواریخ ۱۴ : ۹ ۔ ۱۱)۔

بعل تمر ۔ بعل تامار :۔ (عبرانی = کھجور کا بعل)۔ ایک مقام جو بینمین کے علاقہ میں جبعہ اور بیت ایل کے قریب تھا (قضاۃ ۲۰ : ۳۳)۔

بعل جد ۔ بعل جاد :۔ کوہِ حرمون کے دامن میں وادیٔ لبنان میں ایک مقام (یشوع ۱۱ : ۱۷ ؛ ۱۲ : ۷ ؛ ۱۳ : ۵)۔ اس کا صحیح محلِ وقوع معلوم نہیں۔

بعل حرمون :۔ کوہِ حرمون کے نزدیک ایک شہر یا مقام (قضاۃ ۳ : ۳ ؛ ۱۔ تواریخ ۵ : ۲۳)۔ یہ منسی کے آدھے قبیلے کی شمال مغربی سرحد تعین کرتا اور یردن کے مشرق میں واقع تھا۔

بعل حصور :۔ ایک مقام، یہاں ابی سلوم نے امنون سے بدلہ لیا کیونکہ اُس نے اس کی بہن تمر سے جبراً زنا کیا تھا (۲۔سموئیل ۱۳ : ۲۳)۔

بعلحنان ۔ بعل حانان :۔ (عبرانی = بعل شفیق ہے)۔
۱۔ عکبور کا بیٹا اور ادوم کا بادشاہ (پیدائش ۳۶ : ۳۸ ؛ ۱۔ تواریخ ۱ : ۴۹)۔
۲۔ داؤد بادشاہ کا ایک افسر (۱۔ تواریخ ۲۷ : ۲۸)۔

بعل زبوب :۔ (عبرانی = مکھیوں کا خداوند)۔ فلستی لوگ عقرون کے شہر میں بعل کی اس نام سے پرستش کرتے تھے (۲۔سلاطین ۱ : ۲، ۳، ۶، ۱۶)۔ اخی اب بادشاہ نے اس دیوتا کے مندر میں قاصد بھیجے کہ معلوم کریں کہ وہ اپنی بیماری سے شفا پائے گا یا نہیں۔ اس حرکت پر ایلیاہ نبی بادشاہ پر خفا ہوا۔ صحیح ہجا بعل زبول ہے (= اونچے مقام کا خداوند)۔ بنی اسرائیل نے حقارتاً لفظ کو تبدیل کرکے اسے بعل زبوب (= مکھیوں کا خداوند) بنا دیا۔ نئے عہدنامہ میں ہجا بعل زبول ہے (متی ۱۰ : ۲۵ ؛ ۱۲ : ۲۴ ؛ مرقس ۳ : ۲۲ ؛ لوقا ۱۱ : ۱۵، ۱۸، ۱۹)۔ خداوند یسوع اُسے شیطان سمجھتا ہے (متی ۱۲ : ۲۶ ؛ ۳ : ۲۳ ؛ لوقا ۱۱ : ۱۸)۔ بعل زبول کا مطلب ہے رہائش کا خداوند۔ متی ۱۰ : ۲۵ ؛ ۱۲ : ۲۹ اور مرقس ۳ : ۲۷ کی بحث کے پسِ پشت اِس نام کا یہ مطلب ہے۔

بعل زبول :۔ پرانے عہدنامہ کے بعل زبوب کا صحیح ہجا۔ دیکھئے بعل زبوب۔

بعل سلیسہ ۔ بعل شلیشہ :۔ افرائیم کے علاقے میں ایک مقام۔ یہاں سے ایک شخص الیشع نبی کے لئے روٹی اور اناج جلجال میں لے گیا (۲۔سلاطین ۴ : ۴۲ ۔ ۴۴)۔

بعل صفون :۔ (عبرانی = شمال کا آقا)۔ سمندر کو عبور کرنے سے پیشتر بنی اسرائیل نے اس جگہ ڈیرے لگائے تھے (خروج ۱۴ : ۲ ؛ گنتی ۳۳ : ۷)۔ اس کا محلِ وقوع معلوم نہیں۔

بعل فغور ۔ بعل فعور :۔ (عبرانی = فغور کا بعل)۔ موآبی دیوتا۔ غالباً ★ کموس جسے فغور کی چوٹی پر پوجا جاتا تھا۔ جب اسرائیلی شطیم میں تھے تو موآبی عورتوں نے انہیں بعل فغور کی پرستش کرنے کی دعوت دی۔ تب خدا کا قہر بنی اسرائیل پر بھڑکا۔ (گنتی ۲۵ : ۱ ۔ ۹ ؛ زبور ۱۰۶ : ۲۸ ؛ ہوسیع ۹ : ۱۰)۔

بعل معون :۔ ایک شہر کا نام (حزقی ایل ۲۵ : ۹)۔ اسے یرمیاہ ۴۸ : ۲۳ میں بیت معون اور گنتی ۳۲ : ۳ میں بعون کہا گیا ہے۔

بعلوت ۔ بعالوت :۔ ۱۔ یہوداہ کے علاقے کے جنوب میں ایک شہر کا نام (یشوع ۱۵ : ۲۴)۔
۲۔ شمالی فلستین میں ایک علاقہ کا نام۔ لیکن ۱۔سلاطین ۴ : ۱۶ میں اسے "علوت" کہا گیا ہے۔

بعل ہامون :۔ اس مقام پر سلیمان بادشاہ کا تاکستان تھا۔ محلِ وقوع نامعلوم ہے (غزل الغزلات ۸ : ۱۱)۔

بعلہ یہوداہ :۔ یہوداہ کی شمالی سرحد پر ایک شہر (۲۔سموئیل ۶ : ۲)۔ اس کے نام بعلہ اور قریت یعریم (۱۔ تواریخ ۱۳ : ۶) بھی ہیں۔

بعلی :۔ (عبرانی = میرا خداوند) دیکھئے بعل۔

بعلیاہ ۔ بعل یاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ خداوند ہے)۔ ایک شخص جو صقلاج میں داؤد بادشاہ سے جا ملا (۱۔ تواریخ ۱۲ : ۵)۔

بعلیدع ۔ بعل یاداع :۔ (عبرانی = خداوند جانتا ہے)۔ داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۱۔ تواریخ ۱۴ : ۷)۔
۲۔سموئیل ۵ : ۱۶ اور ۱۔ تواریخ ۳ : ۸ میں اسے الیدع کہا گیا ہے۔

بعلیس :۔ عمونیوں کا ایک بادشاہ۔ وہ بنوکدنضر بادشاہ کے یروشلیم کو اسیر کرنے کے تھوڑے عرصے بعد برسرِ اقتدار تھا۔ اُس نے جدلیاہ کو قتل کروایا (یرمیاہ ۴۰ : ۱۴)۔

بعنہ ۔ بعنا :۔ (عبرانی = ظلم کا بیٹا)۔
۱۔ اشبوست کی فوج کا ایک کپتان جس نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر اشبوست کو قتل کرکے داؤد بادشاہ کو سلطنت پر قبضہ کرنے میں مدد دی۔ لیکن داؤد نے انہیں اس جرم کے باعث موت کی سزا دلوائی (۲۔سموئیل ۴)۔

۲- داؤد بادشاہ کے ایک بہادر بنام حلب کا باپ (۲-سموئیل ۲۳: ۲۹؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۰)۔
۳- ایک یہودی جو زربابل کے ساتھ ملک بابل سے لوٹا اور جس نے عہد نامے پر مہر کی تھی (عزرا ۲: ۲؛ نحمیاہ ۷: ۷؛ ۱۰: ۲۷)۔

بعور :- بلعام کا باپ (استثنا ۲۳: ۴)۔ مزید دیکھئے بلعام۔

بعولہ :- (عبرانی کا لفظ۔ بعل کی تانیث۔ ★ بعل کا ایک مطلب "خاوند" بھی ہے سو بعولہ بیوی کے لئے عبرانی کا لفظ ہے۔ اردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے سہاگن اور کیتھولک ترجمہ میں منکوحہ کے لفظوں سے ادا کیا گیا ہے تاہم انگریزی، فارسی اور عربی ترجموں میں بعولہ ہی استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۶۲: ۴)۔ نیز دیکھئے بعل اور سہاگن۔

بعون۔ بعل معون :- ایک شہر کا نام (گنتی ۳۲: ۳)۔ بنی روبن نے جو یردن دریا کے مشرق میں رہنا چاہتے تھے اس شہر کو آباد کیا اور اُنہیں یہ شہر اپنے نئے نام کے تحت میراث میں ملا (یشوع ۱۳: ۱۷)۔

بقبقر :- ایک لاوی (۱-تواریخ ۹: ۱۵)۔

بقبوق :- (عبرانی = بوتل)۔ ایک شخص کا نام جو بنی نتینیم کا جد تھا۔ بنی نتینیم زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آئے تھے (عزرا ۲: ۵۱؛ نحمیاہ ۷: ۵۳)۔

بقبوقیاہ۔ بقبوق یاہ :- (عبرانی = صراحی میں سے پانی نکلنے کی آواز۔ خداوند انڈیلتا ہے)۔
یہ نام نحمیاہ کی کتاب میں تین مرتبہ آتا ہے (۱۱: ۱۷؛ ۱۲: ۹، ۲۵)۔ یہ تینوں حوالے ایک ہی شخص کے متعلق ہیں جو لاوی تھا اور اسیری کے بعد یروشلیم میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔

بقی :- ۱- دان کے قبیلہ کا ایک سردار جس نے یشوع کی میراث تقسیم کرنے میں مدد کی (گنتی ۳۴: ۲۲)۔
۲- اسرائیل کا ایک سردار کاہن (۱-تواریخ ۶: ۵، ۵۱؛ عزرا ۷: ۴)۔

بقیاہ۔ بقی یاہ :- ایک لاوی (۱-تواریخ ۲۵: ۴، ۱۳)۔ یہ ہیمان کا بیٹا تھا اور اسے موسیقی کی خدمت پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں گیارہ شخص اس کے بیٹے اور بھائی تھے۔

بقیہ :- ۱- وہ لوگ جو اسرائیل کے سیاسی اور جنگی بحران کے بعد بچ نکلے (یشوع ۱۲: ۴؛ ۱۳: ۱۲)۔
۲- اسرائیل کے روحانی طور پر چنیدہ لوگ جو خدا کی عدالت سے بچ جائیں گے اور خدا کی نئی اُمت کے وجود میں آنے کا باعث بنیں گے (یسعیاہ ۱۰: ۲۰-۲۳؛ ۱۱: ۱۱-۱۲؛ یرمیاہ ۳۲: ۳۸-۳۹؛ صفنیاہ ۳: ۱۳؛ زکریاہ ۸: ۱۲)۔

بکا (وادی) :- توت یا بلسان کے درختوں کی وادی یا ماتم کی وادی۔ بلسان کے درخت سے آنسوؤں کی مانند ایک گوند نکلتی ہے۔ اسی لئے اسے وادیٔ بلسان کہا گیا۔ اس کا ذکر زبور ۸۴: ۶ میں ملتا ہے لیکن اس کا محلِ وقوع معلوم نہیں۔ نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۹۔

بکتر :- گردن اور سینہ کی حفاظت کے لئے فولاد کی بنی ہوئی جیکٹ (۲-تواریخ ۲۶: ۱۴؛ نحمیاہ ۴: ۱۶)۔
یہ مجازی معنوں میں افسیوں ۶: ۱۴ میں استعمال ہوا ہے۔ نیز دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ب ۱

بکر۔ باکر :- (عبرانی = پہلوٹھا یا جوان اونٹ)۔ ۱- بنیمین کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۲۱؛ ۱-تواریخ ۷: ۶)۔
۲- افرائیم کا بیٹا اور بکری خاندان کا سربراہ (گنتی ۲۶: ۳۵)۔ لیکن ۱-تواریخ ۷: ۲۰ میں اس شخص کو برد کہا گیا ہے۔

بکرہ :- دیکھئے چھگمانس۔

بکری :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳

بکری :- (عبرانی = پہلوٹھا)۔ ایک بنیمینی سبع کا شریر بیٹا جس نے داؤد بادشاہ کے خلاف بغاوت کی (۲-سموئیل ۲۰: ۱)۔

بکواسی :- فضول باتیں بولنے والا۔ اعمال ۱۷: ۱۸ میں اپکوری اور ستوئیکی فیلسوف پولس رسول کو بکواسی پکارتے ہیں۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ spermologos اسم صفت ہے اور پہلے پہل کوّے یا کسی اور پرندے کے لئے استعمال ہوتا تھا جو بیج (sperma) اکٹھا (lego) کرتا پھرتا۔ اس کے بعد یہ لفظ اُس شخص کے لئے استعمال ہونے لگا جو بازار یا منڈی میں اِدھر اُدھر پھرتا اور جو چیزیں گاڑیوں یا چھکڑوں سے گرتیں اکٹھا کرتا۔ مجازی معنوں یہ اُس نام نہاد عالم کے لئے استعمال ہوتا جو بے ربط معلومات کو اکٹھا کرتا اور اُنہیں اپنا ظاہر کر کے اوروں کو پیش کرتا۔ ★ یہ اتھینے کے شہریوں کا محاورہ تھا جو وہ اپنے حلقے سے باہر کے اُن لوگوں کے لئے استعمال کرتے تھے جو اُن کی نظر میں جاہل اور اوروں کے خیالات کے چور تھے۔ اُن کے نزدیک پولس رسول کا مسیحی فلسفۂ حیات بے معنی تھا۔ انسان کی تخلیق (اعمال ۱۷: ۲۶)، خدا میں انسان کی زندگی

(۲۷، ۲۸)، توبہ (۳۰)، عدالت (۳۱) اور موت اور قیامت کے مضمون اُن کے لئے مضحکہ خیز باتیں تھیں (آیت ۳۲) - نیز دیکھئے اکوری -

بکورت :- (عبرانی = پہلا پھل) - بنیمین کے قبیلے کے ایک شخص کا نام جو ساؤل بادشاہ کا جد تھا (۱-سموئیل ۹: ۱) -

بگتا - بجتا :- اخسویرس بادشاہ کے سات خواجہ سراؤں میں سے ایک (آستر ۱: ۱۰) -

بگتان یا بگتانا - بجتان :- اخسویرس بادشاہ کا ایک خواجہ سرا جس نے ایک اور خواجہ سرا ترش سے مل کر بادشاہ کو قتل کرنے کی سازش کی - مردکی کو یہ سازش معلوم ہو گئی اور اس نے آستر کے ذریعہ بادشاہ کو آگاہ کر دیا - اس پر بادشاہ نے ان دونوں کو پھانسی دے دی (آستر ۲: ۲۱-۲۳؛ ۶: ۲) -

بگلا :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ع۶

بگوی - بجوائی :- (عبرانی = خوش قسمت) - ۱- اُن گیارہ یا بارہ سرداروں میں سے ایک جو شاہِ خورس کی اجازت سے ۵۳۶ ق م اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲:۲؛ نحمیاہ ۷) -

۲- دو ہزار سے زائد اشخاص پر مشتمل ایک خاندان کا جد جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۱۴؛ نحمیاہ ۷: ۱۹) - کئی مفسروں کا خیال ہے کہ دونوں آیات میں مذکور اعداد میں فرق کا سبب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ عزرا کی فہرست روانہ ہونے سے پیشتر تیار کی گئی جب کہ نحمیاہ کی یروشلیم پہنچنے کے بعد - سفر کے دوران کئی لوگ پیچھے رہ گئے اور کئی ساتھ مل گئے -

بلجاہ - بلجہ :- (عبرانی = خوش باشی) - ۱- داؤد بادشاہ کے پندرھویں فریق کے کاہنوں کا سربراہ (۱-تواریخ ۲۴: ۱۴) -

۲- ایک کاہن جو ۵۳۶ ق م زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۵) -

بلجی - بلجائی :- ۴۴۴ ق م نحمیاہ کے زمانہ کا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۰: ۸) -

بلدد :- ایوب نبی کو تسلی دینے والے تین دوستوں میں سے ایک (ایوب ۲: ۱۱؛ ابواب ۸، ۱۸، ۲۵) -

بلسان :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ع۱۸

بلستس :- اگرپا بادشاہ کا دربان (حاجب) (اعمال ۱۲: ۲۰) جسے صور اور صیدا کے لوگوں نے غالباً رشوت دے کر اپنی طرف کر لیا -

بلشان :- ایک یہودی راہنما جو ۵۳۶ ق م اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲:۲؛ نحمیاہ ۷: ۷) -

بلعام :- بعور کا بیٹا جو مسوپتامیہ کے فتور بستی رہتا تھا (استثنا ۲۳: ۴) - موآبیوں کے بادشاہ بلق نے اُسے اسرائیلیوں پر لعنت کرنے کے لئے بلوایا مگر اُس نے خدا کے کہنے پر انہیں برکت دی (گنتی ابواب ۲۲-۲۴) - بعد میں اُس نے اسرائیلیوں کو یہوواہ سے منحرف کرنے کی کوشش کی (گنتی باب ۳۱) - آخر میں انہوں نے اُسے قتل کر دیا -

نئے عہد نامہ میں اُسے جھوٹے استادوں کے مہلک اثر سے تشبیہ دی گئی ہے جو خدا کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں (یہوداہ آیت ۱۱؛ ۲-پطرس ۲: ۱۵) -

بلعام - یبلعام :- ایک شہر کا نام (۱-تواریخ ۶: ۷۰) - غالباً اس کا نام ابلیعام بھی تھا (یشوع ۱۷: ۱۱؛ قضاۃ ۱: ۲۷؛ ۲-سلاطین ۹: ۲۷) -

بلق - بالاق :- (عبرانی = تباہ کرنے والا) - موسیٰ کے زمانہ میں موآبیوں کا بادشاہ جس نے بلعام کو اسرائیلیوں پر لعنت کرنے کے لئے بلوایا (گنتی ابواب ۲۲-۲۴؛ قضاۃ ۱۱: ۲۵؛ میکاہ ۶: ۵؛ مکاشفہ ۲: ۱۴) - لیکن اُس نے لعنت کی بجائے برکت دی - بلق نے اپنے مقصد کو دوسرے طریقے سے حاصل کر لیا جب کہ اُس نے بلعام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اسرائیلیوں کو بت پرستی کی طرف راغب کیا -

بلقیس :- دیکھئے سبا کی ملکہ -

بلور :- عام معنوں میں شیشے کی ایک قسم - لیکن بائبل میں جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس سے جمی ہوئی برف کا چمکدار ٹکڑا مراد ہے (حزقی ایل ۱: ۲۲) - یہ لفظ اس وجہ سے چُنا گیا کیونکہ پرانے زمانے میں خیال کیا جاتا تھا کہ یہ چمکدار پتھر نہایت زیادہ سردی کی وجہ سے ایسی شکل اختیار کرتا ہے (ایوب ۲۸: ۱۷؛ مکاشفہ ۴: ۶؛ ۲۱: ۱۱؛ ۲۲: ۱) - نیز دیکھئے کانچ، آئینہ - معدنیاتِ بائبل ع ج ۱۳ -

بلوط :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ع۱۹

بلہان :- (عبرانی = بیوقوف) - ۱- ایک حوری ایصر کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۲) -

۲- جدی ایل بن بنیمین کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۱۰) - اُس کے سات بیٹے سات بڑے بڑے خاندانوں کے سربراہ اور زبردست

سُورما تھے۔

بلہاہ - بلہہ :- (عبرانی = بیوقوف)۔ ۱- راخل کی لونڈی، یعقوب کی حرم اور دان اور نفتالی کی ماں (پیدائش ۲۹: ۲۹؛ ۳۰: ۱-۸)۔
۲- شمعون کے قبیلے کا ایک شہر (۱- تواریخ ۴: ۲۹)- یشوع ۱۹: ۳ میں اِس کا نام بالاہ بھی ہے۔

بلّی :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۔

بلّی :- ۱- چھت کو سہارا دینے والی لکڑی (قضاۃ ۱۶: ۲۶) جس کے کھونٹے سے ★ دلیلہ نے ★ سمسون کی ساتوں لٹوں کو باندھ دیا تھا۔
۲- لکڑی کا کھمبا جس پر پیتل کا سانپ لٹکایا گیا تھا (گنتی ۲۱: ۸-۹)- نیز دیکھئے جھنڈا۔

بلیعال :- پرانے عہدنامہ میں یہ کسی شخص کا نام نہیں۔ اس لفظ کا مطلب ہے خبیث (استثنا ۱۳: ۱۳؛ قضاۃ ۱۹: ۲۲؛ ۱- سموئیل ۲۵: ۲۵)۔ ۲- کرنتھیوں ۶: ۱۵ میں اسے شیطان سے منسوب کیا گیا ہے۔

بمہال :- آشر کے قبیلہ کا ایک شخص (۱- تواریخ ۷: ۳۳)۔

بَن :- دیکھئے جنگل۔

بُن :- (فارسی - مذکر) جڑ، بنیاد۔
یہ لفظ ملاکی ۴: ۱ میں استعمال ہوا ہے۔

بنا :- (عربی - مونث)۔
بنیاد، نیو، جڑ (یسعیاہ ۴۴: ۷)۔ دیکھئے بنیاد۔

بنایاہ :- (عبرانی = یہوواہ نے تعمیر کیا)۔
۱- تواریخ ۲۷: ۵ کے مطابق یہویدع کاہن کا بیٹا - یہ یہوداہ کے جنوب میں ایک گاؤں قبضئیل سے تھا (۲- سموئیل ۲۳: ۲۰)- یہ داؤد بادشاہ کے حفاظتی عملے (باڈی گارڈ) کریتی اور فلیتی کا سردار تھا (۱- سلاطین ۱: ۳۸)- یہ بے حد بہادر اور جری تھا۔ اس نے موآب کے دو "شیر دل" سورماؤں کو قتل کر کے بڑا نام پیدا کیا تھا۔ نیز اس نے برفانی طوفان میں ایک غار میں پھنسے ہوئے ایک شیر ببر کو بھی ہلاک کیا تھا۔ لیکن اِس بہادری کے باوجود وہ داؤد بادشاہ کے تین خاص بہادروں میں جن کا سردار یوآب تھا (۲- سموئیل ۲۳: ۸) نہ تھا، لیکن اس کا نام ہمیشہ اُن کے بعد آتا ہے۔ بادشاہ کی عمر رسیدگی کے باعث بنایاہ پر ایک ذمہ داری یہ آن پڑی کہ وہ بادشاہ کے بیٹے سلیمان کی رسم تاج پوشی کی نگرانی کرے (۱- سلاطین ۱: ۳۸)- وہ ادونیاہ کی بغاوت میں شامل نہیں ہوا بلکہ سلیمان کا وفادار رہا۔ یوں وہ یوآب کی جگہ لشکر کا سردار بن گیا (۱- سلاطین ۲: ۳۵؛ ۴: ۴)۔ عہدِ عتیق میں تقریباً ۱۲ اشخاص اسی نام سے پکارے گئے ہیں:
۱- داؤد بادشاہ کے تیس سورماؤں میں سے ایک۔ یہ فرعاتونی تھا اور افرائیم کے قبیلہ سے تھا (۲- سموئیل ۲۳: ۳۰)۔
۲- شمعون کے قبیلے کا ایک شہزادہ جس نے جدور کی وادی سے عمالیقیوں کو نکال دیا (۱- تواریخ ۴: ۳۶ اور بعد)۔
۳- ایک لاوی جس نے جب عہد کے صندوق کو یروشلیم لایا گیا بلند آواز سے حمدیہ گیت گائے (۱- تواریخ ۱۵: ۱۸)۔
۴- ایک کاہن جسے اسی موقع پر نرسنگا پھونکنے پر مقرر کیا گیا (۱- تواریخ ۱۵: ۲۴)۔
۵- یحزی ایل کاہن کا دادا، جس نے نیک دل بادشاہ یہوسفط کے زمانہ میں موآب اور عمون کے خلاف نبوت کی (۲- تواریخ ۲۰: ۱۴)۔
۶- حزقیاہ بادشاہ کے دنوں میں ہیکل کے ہدیوں کے نگرانوں میں سے ایک (۲- تواریخ ۳۱: ۱۳)۔
۷- عزرا کے زمانہ میں اجنبی عورتوں سے بیاہ کرنے والوں میں سے ایک (عزرا ۱۰: ۲۵)- عزرا کی کتاب میں چار مختلف اشخاص کو بنایاہ بتایا گیا ہے (عزرا ۱۰: ۲۵، ۳۰، ۳۵، ۴۳)۔
۸- فلطیاہ کا باپ، جسے حزقی ایل کے دنوں میں غلط تعلیم دینے پر ہلاک کر دیا گیا (حزقی ایل ۱۱: ۱۳)۔

بنجر پن :- یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں ۲- سلاطین ۲: ۱۹، ۲۱ میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ اور جگہ اسقاطِ حمل کیا گیا ہے (مثلاً دیکھئے ہوسیع ۹: ۱۴) نیز دیکھئے اسقاطِ حمل۔

بن حنان - بن حانان :- (عبرانی = فضل کا بیٹا)۔ یہوداہ کے قبیلے سے ایک شخص سیمون کا بیٹا (۱- تواریخ ۴: ۲۰)۔

بن خیل - بن حائل :- (عبرانی = قوت کا بیٹا)۔ اُن اُمرا میں سے ایک جن کو شاہ یہوسفط نے عوام کو شریعت کی تعلیم دینے کے لئے یہوداہ کے شہروں میں بھیجا (۲- تواریخ ۱۷: ۷)۔

بندر :- دیکھئے حیوانات بائبل ۵۔

بن زوحت - بن زوحیت :- یشعی کا بیٹا یا پوتا - اس کا تعلق یہوداہ کے قبیلے سے تھا (۱- تواریخ ۴: ۲۰)۔

بنسی :- مچھلی پکڑنے کا کانٹا اور ڈور۔
عام طور پر مسیح خداوند کے شاگرد جال سے مچھلی پکڑتے تھے۔ لیکن جب کچھ لوگوں نے ہیکل کے ٹیکس کا مطالبہ کیا تو پطرس کو حکم ہوا کہ بنسی ڈال کر مچھلی پکڑے اور اُس کے منہ سے مثقال نکال کر اپنے استاد کے

لئے اور اپنے لئے ادا کرے (متی ۱۷ : ۲۷) - دیکھئے زر - نیز دیکھئے حیوانات بائبل ۲۳

بن عمّی :- لوطؔ کا وہ بیٹا جو اس کی چھوٹی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا (پیدائش ۱۹ : ۳۸)-

بنک :- پرانے زمانے میں یہودیوں اور غیر اقوام میں بنکاری رائج تھی - صراف پیسہ جمع کرتے تھے، ادھار دیتے تھے اور دوسرے ملکوں کے سکّوں میں ملکی سکّہ بدلا کرتے تھے - اسرائیلی ایک دوسرے کو سود پر روپیہ نہیں دے سکتے تھے (خروج ۲۲ : ۲۵) لیکن غیر اقوام کو سود پر دینے کی اجازت تھی (استثنا ۲۳ : ۲۰)-

بُننا :- دھاگوں کو ترتیب سے جوڑ کر کپڑا تیار کرنا -
پرانے زمانے میں بننے کے لئے کتان، اون اور بکری کے بال استعمال کئے جاتے تھے - یہ ہنر بہت قدیم ہے - غالباً پیدائش ۴ : ۲۰ میں خیمہ دوزی کا اشارہ اس بات کی دلیل ہے کہ خیمے کے لئے بُنا ہوا سامان بھی اس وقت تیار کیا جاتا تھا - موسیٰ کے زمانہ میں یہ فن ایک خاص معیار پر پہنچا جب روح اللہ نے بضلی ایل اور اہلیاب کو خاص حکمت بخشی جس کے باعث انہوں نے خیمۂ اجتماع کے لئے بننے کا اعلیٰ کام کیا (خروج ۳۵ : ۳۰ - ۳۵) - یہ پہلے پہل ایک گھریلو صنعت تھی جو عورتوں کی ذمہ داری تھی (امثال ۳۱ : ۲۳ ؛ ۲ - سلاطین ۲۳ : ۷) - خیمے کے لئے زیادہ وزنی اور بڑھیا پارچہ جات آدمی بناتے تھے (اعمال ۱۸ : ۳ اور خروج ۳۵ : ۳۵)- تنبو کا کپڑا بکری کے بالوں سے بُنا جاتا تھا اور تقریباً waterproof پن ورک ہوتا تھا -

مصر کی معیشت کا دارومدار بہت حد تک اسی صنعت پر تھا جیسے کہ یسعیاہ باب ۱۹ سے ظاہر ہے - بائبل میں صاف طور پر کپڑا بُننے کے ہنر کا ذکر کہیں نہیں تاہم مختلف اشاروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بُننے کے لئے دستی کھڈیاں استعمال کی جاتی تھیں - کھڈی میں آمنے سامنے دو بڑے شہتیر ہوتے ہیں (۱ - سموئیل ۱۷ : ۷ میں ذکر ہے کہ جاتی جولیت کا بھالا جُلاہے کے شہتیر کی مانند تھا) - ایک شہتیر پر ترتیب وار تانے کے دھاگے لپٹے ہوتے ہیں اور انہیں ایک کنگھی کے خانوں سے علیحدہ علیحدہ گزارا جاتا ہے - بانے کے لئے ایک ★ ڈھرکی (shuttle) جس پر دھاگہ لپٹا ہوتا ہے تانے کے درمیان سے بڑی تیزی سے گزاری جاتی ہے - ایوب نبی (۷ : ۶) کا اشارہ اسی کی طرف ہے جب وہ کہتا ہے کہ "میرے دن جُلاہے کی ڈھرکی سے بھی تیز رفتار ہیں اور بغیر امید کے گزر جاتے ہیں" ساتھ ہی کنگھی کو اوپر نیچے حرکت دی جاتی ہے - اس طرح کپڑا تیار ہوتا جاتا اور قریبی شہتیر پر لپٹتا جاتا ہے - کپڑا مکمل ہونے پر اسے تانت سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے (یسعیاہ ۳۸ : ۱۲) نیز دیکھئے تانت - ڈھرکی -

بُننے والا :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱

بنُو :- (عبرانی = اس کا بیٹا) -
ایک لاوی یعزیاہ کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲۴ : ۲۶، ۲۷)-

بنُونی - بن اونی :- (عبرانی = میرے غم کا بیٹا) -
بنیمین کا دوسرا نام جو اس کی ماں راخل نے اسے مرتے وقت دیا (پیدائش ۳۵ : ۱۸) - دیکھئے بنیمین -

بنوی - بنُوئی :- (عبرانی = تعمیر کیا ہوا) -
۱ - ایک لاوی جس کا بیٹا عزرا کے ساتھ اسیری سے واپسی کے وقت سونے چاندی کے مختاروں میں سے تھا (عزرا ۸ : ۳۳)-
۲ - پخت موآب کے بیٹوں میں سے ایک جس نے ایک غیر قوم عورت سے بیاہ کیا تھا (عزرا ۱۰ : ۳۰) -
۳ - بانی کا ایک بیٹا - اس نے غیر قوم عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰ : ۳۸) -
۴ - ۴۴۴ ق م میں یروشلیم کو تعمیر کرنے والوں میں سے ایک شخص کا نام - اس نے نحمیاہ کے تحت عہد نامے پر مہر کی (نحمیاہ ۳ : ۲۴ ؛ ۱۰ : ۹) -
۵ - بانی کا متبادل نام - اس کا خاندان زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲ : ۱۰ کا نحمیاہ ۷ : ۱۵ سے مقابلہ کیجئے) -
۶ - ایک لاوی جو زربابل کے ساتھ واپس آیا (نحمیاہ ۱۲ : ۸) -

بن ہدد :- جس طرح "فرعون" مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا اسی طرح "بن ہدد" دمشق کے بادشاہوں کا لقب تھا - پرانے عہد نامہ میں اس نام کے تین بادشاہوں کا ذکر ہے -
۱ - بن ہدد اوّل (۹۰۰ - ۸۷۷ ق - م) - شاہِ یہوداہ آسا نے اسے شاہِ اسرائیل بعشا پر حملہ کرنے کے لئے رشوت دی (۱ - سلاطین ۱۵ : ۱۷ - ۲۰) -
۲ - بن ہدد دوم (۸۶۹ - ۸۵۰ ق - م) - یہ بن ہدد اوّل کا بیٹا تھا - اس نے اخی اب سے جنگ کر کے سامریہ کا محاصرہ کر لیا (۱ - سلاطین باب ۲۰) - اسے غاصب حزائیل نے قتل کر دیا (۲ - سلاطین ۸ : ۷ - ۱۵)-
۳ - بن ہدد سوم - حزائیل کا بیٹا جس نے اپنے باپ کا تمام علاقہ کھو دیا (۲ - سموئیل ۱۳ : ۲۴ ؛ یرمیاہ ۴۹ : ۲۷ ؛ عاموس ۱ : ۴) -

بُنّی :- نحمیاہ کی کتاب میں مذکور تین لاویوں کا نام -
۱ - عزرا کا ایک مددگار (نحمیاہ ۹ : ۴) -
۲ - پانچویں صدی ق - م میں یروشلیم کا ایک باشندہ (نحمیاہ ۱۱ : ۱۵)-
۳ - اُن سرداروں میں سے ایک جنہوں نے نحمیاہ کے ساتھ عہد نامے پر مہر کی (نحمیاہ ۱۰ : ۱۵)-

بنیاد، بنا، نیو :- وہ چیز یا جگہ جس پر عمارت تعمیر کی جائے - بنیاد رکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ مستحکم ہو (یسعیاہ ۲۸ : ۱۶) - اسی لئے سلیمان کی ہیکل

کی بنیاد میں بڑی جسامت کے گھڑے ہوئے قیمتی پتھر چنے گئے (۱-سلاطین ۵: ۱۷؛ ۷: ۱۰)۔

پہاڑی وعظ میں بھی خداوند مسیح نے فرمایا کہ جو اُن کے کلام کو سنتا اور اُس پر عمل کرتا ہے اُس عقل مند آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے گھر کی بنیاد چٹان پر ڈالی ہے (متی ۸: ۲۴، ۲۵)۔

جب یریحو کا شہر تباہ کیا گیا تو اس پر ایک لعنت بھیجی گئی کہ جو شخص یریحو کو دوبارہ بنائے گا ملعون ہوگا۔ "وہ اپنے پہلوٹھے کو اس کی نیو ڈالتے وقت اور اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو اُس کے پھاٹک لگواتے وقت کھو بیٹھے گا" (یشوع ۶: ۲۶)۔ اخی اب بادشاہ کے زمانے میں بیت ایل کے حی ایل نے یریحو کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اس کا ذکر ۱-سلاطین ۱۶: ۳۴ میں ہے۔ اس آیت کی تشریح پر کافی بحث ہوئی ہے۔ زیادہ علماء کہتے ہیں کہ یشوع کی لعنت حی ایل کے بیٹوں کی موت سے پوری ہوئی۔ لیکن کچھ اور لوگ اس میں توہم پرست غیر قوم لوگوں کی اُس رسم کی طرف اشارہ دیکھتے ہیں جس کے مطابق بعض لوگ بنیاد ڈالتے وقت انسانی قربانی کرتے تھے۔ یہ تشریح ★ تارگوم میں پائی جاتی ہے (اس کے لئے کیتھولک ترجمہ ملاحظہ ہو ۱-ملوک ۱۶: ۳۴)۔ نئے عہد نامہ میں یونانی کے دو مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

پہلے لفظ katabole کا تعلق دنیا کی بنیاد سے ہے اور یہ دس مرتبہ آیا ہے (بنای عالم متی ۱۳: ۳۵؛ ۲۵: ۳۴؛ لوقا ۱۱: ۵۰؛ یوحنا ۱۷: ۲۴؛ افسیوں ۱: ۴ وغیرہ)۔

دوسرا لفظ themelion زیادہ تر مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً کلیسیا کی بنیاد یسوع ہے (۱-کرنتھیوں ۳: ۱۱)، نیو کے کونے کا پتھر یسوع ہے (افسیوں ۲: ۲۰)۔ نیز دیکھئے رومیوں ۱۵: ۲۰؛ ۲-تیمتھیس ۲: ۱۹ وغیرہ۔

بنی اسرائیل:۔ دیکھئے اسرائیل۔

بنی برق:۔ (عبرانی = بجلی کے بیٹے)۔ ایک قصبہ جو دان کے قبیلہ کو ملا (یشوع ۱۹: ۴۵)۔

بنیمین۔ بنیامین:۔ (عبرانی = میرے داہنے ہاتھ کا بیٹا)۔
۱- یعقوب کا سب سے چھوٹا بیٹا۔ اس کی پیدائش کے وقت اس کی ماں فوت ہوگئی۔ اُس نے اس کا نام بنؤنی (میرے دُکھ کا بیٹا) رکھا۔ لیکن بعد میں یعقوب نے اس کا نام بنیمین رکھا (پیدائش ۳۵: ۱۷-۱۹)۔ بنیمین کے قبیلے کا بانی یہی ہے۔
۲- یعقوب کے بیٹے بنیمین کا پڑپوتا (۱-تواریخ ۷: ۱۰)۔
۳- ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۳۲)۔ نیز دیکھئے بنیمین کا قبیلہ۔

بنیمین کا قبیلہ:۔ یعقوب کے سب سے چھوٹے بیٹے کا قبیلہ۔ خروج کے بعد پہلی مردم شماری میں اس کی تعداد ۳۵۴۰۰ تھی اور دوسری مردم شماری میں ۴۵۶۰۰ (گنتی ۱: ۳۷؛ ۲۶: ۴۱)۔

جب یشوع نے ۱۲ قبیلوں میں میراث تقسیم کی تو اس قبیلہ کو یہوداہ (جنوب) اور افرائیم (شمال) کے درمیان میراث ملی (یشوع ۱۸: ۱۱ اور بعد)۔ یہ علاقہ تجارتی اور فوجی لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اس قبیلہ نے سیسرا کے خلاف دبورہ کی بغاوت میں بڑی وفاداری اور سرگرمی سے حصہ لیا (قضاۃ ۵: ۱۴)۔ بنیمین کے قبیلہ سے اسرائیل کی لڑائی بڑی عجیب اور افسوسناک کہانی ہے (قضاۃ ابواب ۱۹ و ۲۰)۔

قیس کا بیٹا ساؤل بادشاہ اسی قبیلہ سے تھا (۱-سموئیل ۹: ۱)۔ ساؤل کی وفات کے بعد داؤد کی فوجوں اور بنیمین کے قبیلہ کے لوگوں میں بڑا تناؤ رہا اور پھر جنگ بھی ہوئی۔ انہوں نے ساؤل بادشاہ کے کمزور بیٹے اشبوست کو داؤد کے مقابلہ میں بادشاہ بنا دیا (۲-سموئیل ۲: ۸)۔ بحوریم کا سمعی جس نے داؤد پر لعنت کی بنیمین کے قبیلہ سے تھا (۲-سموئیل ۱۶: ۵، ۱۱)۔ تاہم، سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد پھوٹ کے وقت بنمینیوں نے یہوداہ کے قبیلے کا ساتھ دیا اور شمال کی حکومت کے سربراہ نباط کے بیٹے یربعام کی بجائے داؤد کے خاندان کی جس کا نمائندہ رحبعام تھا پیروی کی۔ بحالی کے وقت بنیمین کا قبیلہ بھی شامل کیا گیا۔ ترسیس کا ساؤل (پولس) بنیمین کے قبیلہ سے تھا (فلپیوں ۳: ۵)۔

بنینو:۔ (عبرانی = ہمارا بیٹا)۔ ایک شخص کا نام جس نے اسیری کے بعد نحمیاہ کے ساتھ عہد پر دستخط کئے (نحمیاہ ۱۰: ۱۳)۔

بنی یعقان:۔ ایک جگہ کا نام (استثنا ۱۰: ۶) جو بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر میں موسیرہ سے پہلے آیا۔ یہاں ہارون نے رحلت کی اور اسی جگہ دفن بھی ہوا۔ بعض علماء بنی یعقان کو حوری سمجھتے ہیں۔

بواسیر:۔ دیکھئے امراض بائبل ۱۲۔

بوانرگس۔ بوانرجس:۔ ارامی نام جس کا مطلب ہے گرج کے بیٹے۔ یہ نام خداوند مسیح نے اپنے دو شاگردوں یعقوب اور یوحنا کو دیا جو سگے بھائی تھے (مرقس ۳: ۱۷)۔

بوتیمار:۔ (فارسی = بگلا)۔ دیکھئے پرندگان بائبل ۷۔

بوجھ۔ بار:۔ یہ پرانے عہد نامہ میں آٹھ اور نئے میں تین مختلف الفاظ کے ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ جہاں یہ

لُغوی معنوں میں آیا وہاں کوئی تشریح درکار نہیں۔

مجازی معنوں میں یہ ذمہ داری (گنتی ۱۱: ۱۱؛ متّی ۱۱: ۳۰ وغیرہ) اور فکروغم (زبُور ۵۵: ۲۲) کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ بار (بوجھ) نبوّت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ نبی جب تک خدا کا کلام (نبوّت) لوگوں کو پیش نہیں کرتا ایک بوجھ محسوس کرتا ہے اس لئے بار، نبوّت کا مترادف بن گیا (یسعیاہ ابواب ۱۳-۱۵؛ یرمیاہ ۲۳: ۳۳ وغیرہ؛ ناحوم ۱: ۱ اور بہت اور جگہ۔

بُوز:- (عبرانی = حقیر)۔

۱- ابرہام کا بھتیجا اور نحُور کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۲۲: ۲۱)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خاندان عرب میں آباد ہُوا (یرمیاہ ۲۵: ۲۳)۔ نام کا مطلب "حقارت" ہے اور یہ اُس مشرقی توہّم پرستی کی مثال ہے کہ بچے کو بُری نظر سے بچانے کیلئے ایک ناخوشگوار نام دیا جاتا تھا۔

۲- یہوداہ کے قبیلے کے ایک خاندان کا ایک سربراہ (۱- تواریخ ۵: ۱۴)۔

بُوزی:- حزقی ایل نبی کا باپ (حزقی ایل ۱: ۳)۔

بوسہ یا چُوما:- ایک دوسرے کو ملتے وقت تسلیمات کا ایک رسمی طریقہ۔ خیرسگالی، عزّت اور محبّت کا نشان۔ جب رشتے دار مرد آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے کو گلے لگاتے اور چومتے تھے (پیدائش ۲۹: ۱۳؛ ۳۳: ۴؛ ۴۵: ۱۵؛ خروج ۴: ۲۷؛ ۱۸: ۷؛ ۲- سموئیل ۱۴: ۳۳)۔ رشتہ دار مرد اور عورتیں بھی بوسہ لیتے تھے (پیدائش ۲۹: ۱۱؛ ۳۱: ۲۸)۔ ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت (پیدائش ۳۱: ۵۵؛ روت ۱: ۹، ۱۴) اور موت سے پہلے بھی بوسہ لیا جاتا تھا (پیدائش ۵۰: ۱)۔

یہ ایک مذہبی رسم بھی تھی جو بُت پرستی سے تعلق رکھتی تھی مثلاً ہاتھ کو چومنا (ایوب ۳۱: ۲۷)، دیوتا کے بُت کو چُومنا (۱- سلاطین ۱۹: ۱۸؛ ہوسیع ۱۳: ۲)۔

نئے عہدنامہ میں بوسہ محبّت اور دوستی کا نشان تھا (مثلاً یہوداہ اسکریوتی متّی ۲۶: ۴۸)۔ زیادہ محبّت کا اظہار بھی چومنے سے کیا جاتا ہے (لوقا ۷: ۳۸؛ ۱۵: ۲۰؛ اعمال ۲۰: ۳۷)۔ پاک بوسہ ابتدائی کلیسیا کا ایک علامتی نشان تھا جو بعد میں عبادت کا ایک حِصّہ بھی بن گیا (رومیوں ۱۶: ۱۶؛ ۱- پطرس ۵: ۱۴) لیکن یہ بوسہ صرف مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو دیتے تھے۔

بوصیص:- جبعہ میں ایک نوکیلی چٹان (۱- سموئیل ۱۴: ۴)۔

بوعز:- ۱- بیت لحم کا ایک امیر اور راستباز زمیندار (روت ۲: ۱)۔ اُس نے استثنا ۲۵: ۵-۱۰ کے مطابق اپنے رشتہ دار الیملک کی بیوہ بہو روت سے شادی کی (روت ۴: ۱۳)۔ وہ یسّی کا دادا تھا اور اس طرح داؤد بادشاہ اور خداوند یسوع مسیح اُس کی نسل سے پیدا ہوئے (متّی ۱: ۵؛ لوقا ۳: ۳۲)۔

۲- ہیکلِ سلیمانی میں ایک ستون کا نام (۱- سلاطین ۷: ۲۱؛ ۲- تواریخ ۳: ۱۷)۔

بوعز اور یاکین:- ہیکل سلیمانی کے دو ستونوں کے نام (۱- سلاطین ۷: ۱۵-۲۲)۔ مزید دیکھئے ہیکل۔

بُوقلمون قبا۔ آستین دار لبادہ:- بُوقلموں کا مطلب "رنگا رنگ" ہے۔

چونکہ یوسف یعقوب کے بڑھاپے کا بیٹا تھا اور وہ اُسے بہت پیار کرتا تھا اس لئے اُس نے یوسف کو یہ خاص لباس بنوا دیا (پیدائش ۳۷: ۳، ۲۳، ۳۲)۔

محققین کا خیال ہے کہ اس سے وہ خاص لباس مراد ہے جو کسی کو دوسروں سے ممتاز کرنے کے لئے دیا جاتا تھا۔ عام لباس چھوٹا یعنی گھٹنوں تک لمبا اور بغیر آستین کے ہوتا تھا۔ لیکن یہ لمبا اور آستین دار ہوتا تھا۔ تمر نے بھی اسی قسم کا لباس پہنا تھا (۲- سموئیل ۱۳: ۱۸)۔ کیتھولک ترجمہ کا آستین دار لبادہ زیادہ موزوں ہے۔

بوکرو:- ساؤل بادشاہ کی نسل سے بابل کی اسیری کے وقت کا ایک شخص۔ وہ اصیل کے چھ بیٹوں میں سے ایک تھا (۱- تواریخ ۸: ۳۸)۔

بوکیم:- (عبرانی = رونے والے)۔

ایک جگہ کا نام جہاں خداوند کا فرشتہ بنی اسرائیل پر خفا ہُوا کیونکہ اُنہوں نے غیرقوم کے دیوتاؤں کو اپنے درمیان سے دفع نہیں کیا تھا۔ اس پر بنی اسرائیل زار زار روئے اور اس جگہ کا نام بوکیم رکھا (قضاۃ ۲: ۱-۵)۔

بُول:- یہودی سال کا آٹھواں مہینہ۔ دیکھئے کیلنڈر۔

بَول:- پیشاب، قارُورہ۔ دیکھئے قارُورہ۔

بُوم:- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۸۔

بَونا:- پست قد۔ اس کے لئے عبرانی لفظ دق ہے جس کا مادہ د-ق-ق ہے۔ قب عربی دقیق بمعنی دُبلا، پتلا، باریک۔

احبار ۱۳: ۳۰ میں یہ باریک بال (رونگٹے) کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ پیدائش ۴۱: ۳ میں فرعون کی دُبلی گایوں اور ۴۱: ۲۳ میں سوکھی اور پتلی بالوں کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ یہ اُس آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بہت دُبلا اور سوکھا ہو یا جس کا کوئی عضو سوکھا ہو۔ کیتھولک ترجمہ میں باؤنا ہے۔ جس طرح خدا کے حضور ایک بے عیب جانور کی قربانی دی جاتی تھی اسی طرح ہارون کی اولاد کے کاہن کے لئے بھی ضروری تھا کہ بے عیب ہو۔ احبار ۲۱: ۱۷-۲۱ میں ایسے بارہ شخصوں کا ذکر ہے جن میں کوئی عیب ہے اور جنہیں

"خدا کی غذا گذراننے کو نزدیک" آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ان میں لُولا بھی شامل ہے۔ لیکن" وہ اپنے خدا کی نہایت ہی مُقدّس اور پاک دونوں طرح کی روٹی" کھا سکتا تھا (احبار ۲۱: ۲۲)۔

لُونّہ :- قاضیوں کے زمانے میں یہوداہ کے خاندان کا ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۲۵)۔

بوہن :- روبن کے قبیلے کا ایک شخص۔ اس کے نام پر یہوداہ اور بنیمین کی سرحد کے ایک پتھر کا نام رکھا گیا (یشوع ۱۵: ۶)۔

بوی۔ بوّائی :- ایک شخص جس نے یروشلیم کی دیوار بنانے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۸)۔

بہستون کا کتبہ :- مشرقِ قریب کے بادشاہ اکثر اپنی فتوحات کی یادگار قائم رکھنے کے لئے چٹان یا پتھر کے ہو کے پاس پر اپنے کارنامے کندہ کرواتے تھے۔ ایسے نقوش سے علماء عہدِ قدیم کے متعلق بڑی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اکثر ایسے کندہ نقوش میں بائبل کے واقعات اور شخصیات کا ذکر آتا ہے۔ اس قسم کا ایک کتبہ ایران میں بہستون کے قصبہ کے قریب ملا۔ یہ قصبہ اس اہم شاہراہ پر واقع ہے جو تہران اور بغداد کے درمیان ہے۔

فارس کے بادشاہ دارا اوّل (۵۲۱-۴۸۵ ق۔م) نے اپنے عظیم کارناموں کو پہاڑ کی ایک چٹان پر کندہ کروایا۔ یہ ایک چشمہ کے اوپر جہاں مسافر ٹھہرتے تھے ۱۰۸ میٹر = ۳۴۵ فٹ کی بلندی پر کھدوائے گئے ہیں۔ یہ نقوش اُس جگہ سے بھی ۱۳ میٹر = ۱۰۰ فٹ اوپر ہیں جہاں تک آدمی پہاڑ پر چڑھ سکتا ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ بادشاہ نے کاریگروں کو حکم دیا تھا کہ وہ اُس راستے کو جس سے وہ چڑھ کر کام کرتے تھے، کام مکمل ہونے پر توڑ دیں تاکہ کوئی نقوش کے قریب جا کر اُنہیں بگاڑ کر مٹا نہ دے۔ ۱۸۳۵ء میں ایک برطانوی افسر سر ہنری رالن سن نے اس کتبے کی نقل کرنے کا مشکل کام اپنے ذمے لیا۔ سب سے اوپر کی سطر نقل کرنے کے لئے اُسے سیڑھی کے آخری ڈنڈے پر کھڑا ہونا پڑا۔ اُس نے اپنے بائیں بازو سے اپنے کو سنبھالا اور اسی ہاتھ میں نوٹ بک پکڑی اور دائیں ہاتھ سے لکھنا شروع کیا۔

عبارت کے اوپر ایک تصویر کندہ ہے۔ پہلے ایک پردار کُنڈل ہے۔ یہ فارسیوں کے دیوتا اُہورا مزدا کی علامت ہے۔ اس کے نیچے بارہ مورتیں ہیں۔ یہ نقوش یہ ظاہر کرتے ہیں کہ شاہ دارا اپنے رقیبوں کو پائمال کر رہا ہے۔ بائیں طرف دو خادم کھڑے ہیں اور بادشاہ کے سامنے ۹ باغی رسیّوں سے جکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔

اس کے نیچے کی عبارت تین زبانوں میں ہے یعنی قدیم فارسی، عیلامی اور بابلی۔ جب عُلماء قدیم فارسی کی عبارت کو پڑھنے میں کامیاب ہو گئے تو اُنہوں نے اس مفروضہ پر عمل کیا کہ باقی دو زبانوں کا مضمون بھی وہی ہوگا جو قدیم فارسی کا ہے۔ چنانچہ اس کا حل تلاش کرنے میں لگ گئے۔ آخر اس ★ میخی خط کی گتھی دو شخصوں نے یعنی ہنکس Hincks اور رالن سن Rawlinson نے سلجھا کر اپنی تحقیقات کو شائع کیا۔ اس کے نتیجہ میں بہت سے اور میخی خط کی عبارتوں کو پڑھنے میں مدد ملی۔

بہستون کے کتبے کی ایک نقل بابل میں بھی ملی ہے۔ اسی کا ایک اور ارامی ترجمہ ★ الفنطینے کے جزیرے میں جو دریائے نیل پر اسوان کے قریب ہے اور یہاں ایک یہودی بستی تھی ملا ہے۔

اس کتبہ کی عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے: "میں دارا ہوں۔ اہورا مزدا کے کرم و فضل سے میں ۲۳ ممالک کا حاکم ہوں جن میں بابل، سپاردہ (سردیس ؟)، عرب اور مصر شامل ہیں۔ میں نے شاہ گاؤماتا اور آٹھ اور باغیوں کی گوشمالی کی ہے ...."

چونکہ یہ کتبہ سڑک سے بہت بلندی پر ہے اس لئے اس کا پڑھنا مشکل ہے۔ نہ جانے دارا بادشاہ نے کیوں اسے اتنی بلندی پر رکھا، تاہم علماء کے لئے یہ تین زبانوں میں لکھا ہوا کتبہ بہت مفید ثابت ہوا۔ یہ بہت سی اور میخی عبارتیں پڑھنے کے لئے ایک کلید بن گیا۔

بہق :- دیکھئے امراضِ بائبل ۸

بہیموتھ :- (عبرانی = چوپائے۔ بے زبان۔ قب عربی بھیمة = چوپایہ۔ بول نہ سکنے والا)۔ بہیموتھ عبرانی میں جمع کی صورت میں آتا ہے۔ یہ اردو بائبل میں صرف ایوب ۴۰: ۱۵ (کیتھولک ترجمہ ایوب ۴۰: ۱۰) کے حاشیہ میں آتا ہے۔ متن میں ہیپوپوٹیمس (اسپِ نیل) ہے۔ باقی جگہ اس کا ترجمہ حیوان اور جانور کیا گیا ہے (خروج ۹: ۲۵؛ زبور ۷۳: ۲۲)۔
ہیپوپوٹیمس سے شاید گینڈا مُراد ہے۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۹

بھالا :- گینتی نما پرانا ہتھیار جس کے ایک طرف چوڑا اور دوسری طرف نوکدار پھل ہوتا تھا (۱-سموئیل ۱۳: ۲۰، ۲۱) نیز دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۱

بھائی :- ۱- ایک ہی ماں باپ کے (پیدائش ۲۷: ۶) یا ایک باپ کے (پیدائش ۲۸: ۲) یا ایک ماں کے بیٹے (قضاۃ ۸: ۱۹)۔
۲- ہم وطن (خروج ۲: ۱۱؛ اعمال ۳: ۲۲)۔
۳- ہم قبیلہ (۲-سموئیل ۱۹: ۱۲)۔
۴- اتحادی (عاموس ۱: ۹)۔
۵- قرابتی (گنتی ۲۰: ۱۴)۔
۶- ہم مذہب (اعمال ۹: ۱۷؛ رومیوں ۱: ۱۳)۔

۷۔ ہم خدمت (عزرا ۳: ۲)۔
۸۔ ہم مرتبہ در تبہ (۱۔ سلاطین ۹: ۱۳)۔
۹۔ نسلِ انسانی کا کوئی فرد (متی ۷: ۳۔۵؛ عبرانیوں ۲: ۱۷)۔
۱۰۔ بہت پیارا شخص (۲۔ سموئیل ۱: ۲۶)۔
۱۱۔ رشتہ دار (متی ۱۲: ۴۶؛ پیدائش ۱۴: ۱۶)۔

بھائی، خداوند یسوع کے :۔ متی ۱۳: ۵۵ میں خداوند مسیح کے بھائیوں کے نام یعقوب، یوسف، شمعون اور یہوداہ دیئے گئے ہیں۔ اِس سے اگلی آیت میں بہنوں کا ذکر ہے لیکن نام نہیں دیئے گئے۔

عبرانی اور دیگر سامی زبانوں میں بھائی کے معنی بہت وسیع ہیں (دیکھئے بھائی)۔ ان بھائیوں کا تعلق مسیح سے کیا تھا؟ اس کے متعلق علماء تین مختلف نظریئے پیش کرتے ہیں:۔

ا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ بھائی ابنِ عم یعنی چچا زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد وغیرہ بھائی تھے۔ یہ نظریہ جیروم نے جس نے بائبل کا ترجمہ لاطینی ★ (ولگیٹ) میں کیا ہے مقدسہ مریم کی دائمی دوشیزگی ★ کے مسئلے کی حمایت میں پیش کیا تھا۔ یہ اب رومن کیتھولک کلیسیا کے عقیدے کا باضابطہ حِصّہ بن گیا ہے (دیکھئے حاشیہ کیتھولک ترجمہ متی ۱۲: ۴۶)۔

یہ نظریہ ذیل کے قیاسات پر مبنی ہے ۱۔ یوحنا ۱۹: ۲۵ کی صحیح تشریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلیب کے پاس چار نہیں بلکہ تین عورتیں کھڑی تھیں یعنی مریم خداوند کی ماں اُن کی ماں کی بہن جو کلوپاس کی کی بیوی تھی اور مریم مگدلینی۔

۲۔ اور پہ یوحنا ۱۹: ۲۵ میں جس مریم کو کلوپاس کی بیوی کہا گیا ہے وہ وہی مریم ہے جس کا ذکر مرقس ۱۵: ۴۰ میں یوں ہے " اور چھوٹے یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم"۔

۳۔ "چھوٹا یعقوب" وہ رسول ہے جس کا ذکر مرقس ۳: ۱۸ میں ہے اور وہاں اُسے حلفئی کا بیٹا یعقوب کہا گیا ہے۔

۴۔ جس مریم کا ہم ذکر کر رہے ہیں (یوحنا ۱۹: ۲۵) اُس کی شادی حلفئی سے ہوئی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ اسے کلوپاس کی بیوی کیوں کہا گیا ہے (تاہم کیتھولک ترجمہ میں خلفائی کی بیوی کہا گیا ہے)۔ جیروم اس مشکل کا اعتراف کرتا تھا۔ غالباً کلوپاس حلفئی کا دوسرا نام تھا۔ یا مریم کی دوبارہ شادی ہوئی تھی۔

اس نظریہ کو کچھ تقویت اس بات سے ملتی ہے کہ خداوند یسوع نے صلیب پر سے یوحنا سے مخاطب ہو کر اپنی ماں کو اس کے سپرد کیا (یوحنا ۱۹: ۲۶)۔ اگر مریم کے اور بیٹے ہوتے تو اِس بات کی ضرورت نہ ہوتی تاہم اعمال ۱: ۱۴ اس دلیل کو کچھ کمزور کر دیتا ہے۔ متی ۲۸: ۱۰ میں لفظ بھائیوں کو وسیع تر معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

ب۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ بھائی یوسف کی پہلی بیوی کے بچے تھے۔ یہ نظریہ تیسری صدی عیسوی میں رائج ہوا اور مشرقی آرتھوڈوکس کلیسیا کے عقیدے کا ایک حِصّہ ہے۔ نئے عہد نامہ میں اس کے ثبوت میں کوئی حوالہ پایا نہیں جاتا۔ تاہم اِس بات کے ماننے والے بھائیوں کی یسوع کی دنیاوی زندگی کے دوران مخالفت بطور دلیل اسکے حق میں پیش کرتے ہیں کہ ان کو اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی کی شہرت اور قابلیت پر رشک آتا تھا۔

ج۔ تیسرے نظریئے کے مطابق یہ بھائی مریم اور یوسف کے چھوٹے بیٹے یعنی یسوع کے سگے بھائی تھے۔ اس بات کو تقویت لفظ "پہلوٹھے" کے استعمال سے ہوتی ہے (لوقا ۲: ۷) متی ۱: ۲۵ سے بھی یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یسوع کی پیدائش کے بعد میاں بیوی کا ازدواجی تعلق قائم ہوا۔ چوتھی صدی عیسوی میں اِس نظریہ کی حمایت ہل وِیڈِیس (Helvidius) نے کی۔ لیکن راہبانہ تحریک کے بڑھتے ہوئے اثر نے جو مقدسہ مریم کی دائمی دوشیزگی کی قائل تھی اسے ایک بدعت قرار دیا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا کا بڑا حِصّہ اس عقیدے کا حامی ہے۔

بھٹّی :۔ عبرانی میں پانچ مختلف لفظ ہیں جن کا اُردو میں ترجمہ بھٹی، پزادہ، تنور اور کٹھالی کیا گیا ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان میں سے ایک لفظ عبرانی اور اُردو (اور عربی) میں یکساں ہے یعنی ★ تنور۔ بھٹی دھاتوں کو پگھلا کر صاف کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی (امثال ۱۷: ۳؛ ۲۷: ۲۱؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸۔۲۲)۔ غالباً اسی قسم کی بھٹی میں سدرک، میسک اور عبدنجو کو ڈالا گیا (دانی ایل ۳: ۶، ۱۱)۔

بھٹی مجازی معنوں میں بھی استعمال ہُوا ہے (استثنا ۴: ۲۰)۔ یہ لفظ اُس آگ کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے جو دوزخ میں گنہگار کی سزا ہوگی (متی ۱۳: ۴۲)۔

ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا ہے کہ خلیج عقبہ کے قریب ایلوت کے مقام پر سلیمان بادشاہ کی بھٹیاں دریافت ہوئی ہیں جن کی طرف ا سلاطین ۷: ۴۶ میں اشارہ ہے۔ یہ اس کاریگری سے تیار کی گئی تھیں کہ شمالی ہوا قدرتی طور پر ان کو دھونکتی تھی۔ جو پیتل یہاں صاف کیا جاتا تھا وہ یردن کے میدان میں لے جا کر ڈھالا جاتا تھا۔ نیز دیکھئے تنور اور کٹھالی۔

بھٹیارا :۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۴

بھروسا :۔ دیکھئے توکّل

بھُس اور کھونٹی، بھُس اور نڑائی :۔ یہ دونوں لفظ خروج ۵: ۱۲ میں آتے ہیں۔ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ یہاں کھونٹی (عبرانی۔ قاش

قبّ عربی قسّ = خشک ہونا) کیا گیا ہے وہ پرانے عہد نامہ میں کئی اور جگہ بھی آتا ہے اور اس کا ترجمہ ڈنٹھل (ایوب ۱۳ : ۲۵؛ زبور ۸۳ : ۱۲)، تنکے (ایوب ۴۱ : ۲۸، ۲۹) اور باقی سب جگہ بھوسا کیا گیا ہے (مثلاً یسعیاہ ۵ : ۲۴؛ ۳۳ : ۱۱؛ ۴۰ : ۲۳ وغیرہ)۔

عبرانی کا ایک اور لفظ ہے (تبن قبّ عربی تبن) جو اس حوالے اور دیگر مقامات میں آتا ہے اُس کا ترجمہ سب جگہ بھُس یا بھوسا کیا گیا ہے۔ اِن دو لفظوں کا فرق کچھ اس طرح ہے۔ جب گندم کی کٹائی ہوتی ہے تو پودے کو درانتی سے کاٹا جاتا ہے اور جڑ اور کچھ حصّہ زمین میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کاٹے ہوئے حصّہ سے گیہوں کے دانے الگ کرنے کے لئے اسے زمین پر بکھیر کر اُس کے اوپر بیلوں کو چلواتے ہیں جس سے خشک بالیں کچلی جاتی ہیں اور دانے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس عمل کو گاہنا کہتے ہیں۔

پھر دانوں کو الگ کرنے کے لئے ہوا کی مدد سے پھٹکتے ہیں یعنی چھاج میں ڈال کر پھٹکتے ہیں (یسعیاہ ۳۰ : ۲۴) جس سے ہوا ہلکے ٹکڑوں کو دُور اُڑاتی ہے اور گندم کے دانے قریب الگ گر جاتے ہیں۔ اِن روندی ہوئی بالوں کے ٹکڑوں کو بھُس یا بھوسا کہتے اور یہ جانوروں کی خوراک میں استعمال ہوتے ہیں۔ جو حصّہ زمین میں رہ جاتا ہے جسے کھونٹی یا نڑائی کہتے ہیں اُس کو یا تو کھاد بنانے کے لئے جلا دیتے ہیں (یسعیاہ ۵ : ۲۴)، یا غریب غرباء جمع کر کے بھوسا بناتے ہیں۔ جب بنی اسرائیل کو بھُس مہیّا کرنا بند کر دیا گیا تو اُنہیں کھونٹی کی تلاش میں مارے مارے پھرنا پڑا (خروج ۵ : ۱۲) تاکہ اپنے لئے بھُس تیار کریں۔

بھکاری :- دیکھئے فقیر۔

بھُوسا :- اناج کا چھلکا۔ گاہنے اور پھٹکنے کے بعد جو چھلکے اور تنکوں کے ٹکڑے رہ جاتے ہیں۔ یہ بہت ہلکا ہوتا اور ہوا سے اُڑ جاتا ہے۔ بائبل میں اکثر بدکاروں اور بے دینوں کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے (ایوب ۲۱ : ۱۸؛ زبور ۱ : ۴؛ یسعیاہ ۵ : ۲۴؛ ہوسیع ۱۳ : ۳)۔ نیز دیکھئے بھُس اور کھونٹی۔

بھونچال :- دیکھئے زلزلہ۔

بھید :- راز۔ چھپی ہوئی بات۔
کتابِ مُقدّس میں بھید اور راز دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ راز زیادہ تر پرانے عہد نامہ میں عبرانی لفظ **سود** کا ترجمہ ہے (دیکھئے راز)۔ دانی ایل نبی کے صحیفہ میں اگرچہ لفظ راز استعمال کیا گیا ہے تاہم یہ ایک ارامی لفظ **داز** کا ترجمہ ہے جو اردو میں بھی راز ہے (دانی ایل باب ۲ : ۱۸، ۱۹ وغیرہ ۴ : ۹۔ انہی ابواب میں دو جگہ ترجمہ بھید بھی کیا گیا ہے ۲ : ۲۷، ۴۷)۔

ارامی لفظ **داز** کا مفہوم پرانے عہد نامہ کی دوسری جگہ استعمال شدہ اردو لفظ راز سے مختلف ہے۔ اس راز سے وہ باتیں مراد ہیں جو خدا اپنے چُنے ہوئے لوگوں سے نہیں چھپاتا بلکہ وہ اُن سب کو ان میں شریک کرتا ہے جو اُس سے رفاقت رکھتے ہیں۔ عبرانی لفظ **سود** کا یہی بنیادی مفہوم ہے یعنی باہمی گفتگو اور ہمراز ہونا۔ پرانے یہودی تصوّر کے مطابق خدا کا کلام اور کام سب لوگوں کے سامنے صفحۂ تاریخ پر عیاں ہوتے ہیں۔ خدا پوشیدگی میں کوئی کام نہیں کرتا (یسعیاہ ۴۵ : ۱۹؛ ۴۸ : ۱۶)۔ عاموس ۳ : ۷ مابعد تو بعد کے تصوّر کے بالکل خلاف ہے کہ خدا کچھ بھید صرف اپنے لوگوں پر ایک خاص وقت پر ظاہر کرتا ہے کیونکہ "خداوند خدا کچھ نہیں کرتا جب تک کہ اپنا بھید اپنے خدمت گزار نبیوں پر پہلے آشکارا نہ کرے۔"

یہاں ہم بھید (راز) کے دوسرے معنوں پر غور کریں گے۔ نئے عہد نامہ میں لفظ بھید یونانی **میوستیریون mysterion** کا ترجمہ ہے۔ یہ یونانی متن میں تقریباً ۲۸ مرتبہ آیا ہے اور سوائے دو جگہ کے (مکاشفہ ۱۰ : ۷۔ پوشیدہ مطلب، مکاشفہ ۱۷ : ۵۔ راز) ترجمہ بھید ہی ہوا ہے۔ جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اِن معنوں میں یہ لفظ پرانے عہد نامہ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ لفظ غالباً یونانی ★ اسراری مذاہب سے عاریتاً لیا گیا ہے۔ یہ مذاہب پہلی صدی عیسوی میں بہت مقبول عام تھے۔ اِن مذاہب میں داخلہ چند خفیہ رسوم کے ذریعہ ہوتا تھا اور پھر وہ اپنی عبادت میں چند اور خفیہ رسوم ادا کرتے تھے جنہیں پردۂ راز میں رکھا جاتا تھا۔ ان رسوم کی طرف اپاکرفا کی کُتب میں اشارہ پایا جاتا ہے (حکمت ۱۲ : ۴۔ "ناپاک رسمیں"؛ ۱۴ : ۲۳ "پوشیدہ رسمیں")۔ اگرچہ ان رسومات کا اکثر تعلق اُنہی مسائل سے ہوتا تھا جن کا تعلق مسیحیت سے بھی ہے مثلاً گناہ کا تصوّر، رسمی ناپاکی، طہارت، نئی زندگی، بعد از موت زندگی وغیرہ تاہم ان مسائل کا حل بعض مرتبہ غیر اخلاقی ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کئی مرتبہ حاکمانِ وقت ایسے مذہب کو کالعدم قرار دیتے تھے۔ بے شک ان میں سے بعض اعلیٰ اخلاق کا پرچار بھی کرتے تھے، لیکن یہ کلامِ پاک کی تعلیم کے خلاف تھے۔ ان مذاہب کی طرح مسیحیت میں بھی بعض باتیں تھیں جو صرف شاگردوں پر ظاہر کی گئی تھیں۔ مثلاً خدا کی بادشاہی کا بھید (مرقس ۴ : ۱۱؛ متّی ۱۳ : ۱۱؛ لوقا ۸ : ۱۰)۔ بعض حوالوں میں یہ اصطلاح تمثیل یا علامتی بیان میں استعمال ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو صرف لفظوں پر دھیان دیتے ہیں اسے سمجھ نہیں سکتے۔ اُن کے لئے یہ ایک بھید ہے لیکن جن پر ان کی حقیقت آشکارا کی گئی ہے وہ سچائی کو سمجھتے ہیں (مثلاً مکاشفہ ۱ : ۲۰؛ ۱۷ : ۵، ۷)۔ اس اصطلاح کے خصوصی استعمال کا سہرا پولس رسول کے سر ہے۔ وہ اپنے وقت کا عالم تھا۔ وہ ان مذاہب کے فلسفے اور رسوم سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُس نے اس اصطلاح کو

اپنایا اور اس میں مسیحی مفہوم بھر کر انجیل کے بھید کو آشکارا کیا۔ پولس رسول کے نزدیک اس سے وہ بھید مراد ہے جو دنیا کی نجات کے انتظام کے لئے خدا نے زندہ مسیح کی انجیل کے وسیلے آشکارا کیا۔ یہ اب بھید نہیں بلکہ ایک مکاشفہ ہے جس کا انجیل کے ذریعہ انکشاف ہوتا ہے۔ ایک مثالی حوالہ ملاحظہ ہو۔ "اب خدا جو تم کو میری خوشخبری یعنی یسوع مسیح کی منادی کے موافق مضبوط کر سکتا ہے۔ اُس بھید کے مکاشفہ کے مطابق جو ازل سے پوشیدہ رہا مگر اس وقت ظاہر ہو کر خدائے ازلی کے حکم کے مطابق نبیوں کی کتابوں کے ذریعہ سے سب قوموں کو بتایا گیا تاکہ وہ ایمان کے تابع ہو جائیں" (رومیوں ۱۶: ۲۵، ۲۶؛ قب کلسیوں ۱: ۲۶؛ افسیوں ۳: ۳-۶)۔ بھید اب ایک مکاشفہ بن گیا ہے۔ مسیحی بھید مسیحی مسائل کا مکاشفہ ہیں (افسیوں ۱: ۹۔ مسئلہ برگزیدگی؛ افسیوں ۳: ۳، ۵، ۱۰ مسئلہ فضل؛ افسیوں ۶: ۱۹؛ کلسیوں ۴: ۳، ۴۔ مسئلہ تبلیغ؛ ۱۔تیمتھیس ۳: ۱۶۔ مسئلہ راستبازی)۔ مسیحی مذہب میں خفیہ مسائل نہیں پائے جاتے برعکس اس کے اسراری مذاہب کے مسائل خفیہ رسومات میں چھپے ہوئے تھے۔ دنیا کے حکیم اور دانا انجیل کے پیغام کو بیوقوفی سمجھتے ہیں (متی ۱۱: ۲۵؛ ۱۔کرنتھیوں ۲: ۶-۹)۔ انجیل کا پیغام اُنہیں سنایا تو جاتا ہے لیکن اُن کے دلوں پر پردہ پڑا ہے (۲۔کرنتھیوں ۴: ۱-۴)۔ سو مسیحی بھید خدا کا نجات کا وہ انتظام ہے جو مسیح کے ذریعے معرضِ وجود میں آیا ہے (رومیوں ۱۶: ۲۵)۔

بھیڑ :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶ ۔

بھیڑ پھاٹک :- یروشلیم کی فصیل کا ایک پھاٹک۔ اس کا ذکر نحمیاہ ۳: ۳۲ اور ۱۲: ۳۹ میں آیا ہے۔

بھیڑ، جنگلی :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۷۔

بھیڑ خانہ :- یہ ایک قسم کا احاطہ تھا جس میں بھیڑیں رکھی جاتی تھیں تاکہ ان کی حفاظت ہو اور وہ اِدھر اُدھر بھٹک نہ جائیں۔ اس کے اردگرد اُونچی دیوار بنائی جاتی تھی اور اس پر کانٹے لگا دیئے جاتے تھے تاکہ چور داخل نہ ہو سکیں۔ یہ عموماً بغیر چھت کے ہوتے تھے۔ ایک ہی بھیڑ خانے میں کئی چرواہوں کے گلّے رات کاٹتے تھے۔ چرواہے دروازے کی نگرانی کرتے تھے۔ ہر ایک چرواہا اپنی بھیڑوں کو جانتا تھا اور وہ اُسے جانتی تھیں۔

بھیڑ سالہ :- (ہندی ترکیب جو اب پاکستان میں مستعمل نہیں ہے)۔ بھیڑوں کا باڑا۔ وہ احاطہ جس میں بھیڑیں رکھی جاتی ہیں۔ چار مختلف عبرانی لفظوں کے لئے یہی لفظ اردو ترجمہ میں استعمال کیا گیا ہے (گنتی ۳۲: ۱۶؛ زبور ۷۸: ۷۰؛ قضاۃ ۵: ۱۶؛ ۲۔سموئیل ۷: ۸) یہ لفظ کئی اور جگہ بھی آیا ہے (مثلاً پیدائش ۴۹: ۱۴؛ زبور ۶۸: ۱۳ وغیرہ)۔

بھیڑ منڈی :- اس کا ذکر یونانی نئے عہدنامہ میں نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کا اطلاق یوحنا ۵: ۲ پر ہوتا ہو۔ یونانی میں اس کا مطلب ہے وہ جگہ جہاں بھیڑیں رکھی جاتی ہیں۔

بھیڑیا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۸۔

بھیک مانگنا :- دیکھئے فقیر۔

بیئرہ :- (عبرانی = کنواں)۔ بعل کا بیٹا جس کو اسور کا بادشاہ تلگات پلنا صر اسیر کر کے لے گیا۔ یہ بنی روبن کا سردار تھا (۱۔تواریخ ۵: ۶)۔

بیابان :- کلامِ مقدس میں یہ لفظ کسی بنجر جگہ کو یا غیر کاشت شدہ زمین کو جو چراگاہ کا کام دے اور جہاں خانہ بدوش قیام کرتے ہوں ظاہر کرتا ہے۔

۱۔ عبرانی میں بیابان کو بیان کرنے کے لئے جو لفظ عام طور پر استعمال ہُوا وہ "مدبار" ہے (گنتی ۱۴: ۳۳؛ قضاۃ ۱: ۱۶؛ استثنا ۲: ۸)۔ یہ لفظ چراگاہ کی طرف اشارہ کرتا ہے (زبور ۶۵: ۱۲؛ یوایل ۲: ۲۲) یا ریت اور غیر آباد پتھریلی زمین (استثنا ۳۲: ۱۰؛ ایوب ۳۸: ۲۶)۔

۲۔ **یشیمون** = خشک زمین یا ایسی جس میں دریا نہ ہوں (گنتی ۲۱: ۲۰ بطور اسمِ معرفہ؛ یسعیاہ ۴۳: ۱۹-۲۰)۔

۳۔ **اراواہ** = مرجھایا ہُوا (یسعیاہ ۳۳: ۹؛ ۵۱: ۳)۔

۴۔ **تسیہ** = خشک زمین (ہوسیع ۲: ۳)۔

۵۔ **توھو** = ویرانہ (زبور ۱۰۷: ۴۰؛ ایوب ۶: ۱۸؛ ۱۲: ۲۴)۔

۶۔ **ایریموس** (یونانی) یہ لفظ بھی مدبار کی طرح کافی وسعت سے استعمال ہُوا ہے (متی ۱۴: ۱۳؛ عبرانیوں ۱۱: ۳۸)۔

بیاہ :- دیکھئے شادی۔

بیت :- (عبرانی = گھر)۔

۱۔ ایک کلمۂ سابقہ جو کئی جگہوں کے نام میں آتا ہے مثلاً بیت ایل (خدا کا گھر)، بیت لحم (روٹی کا گھر) وغیرہ۔

۲۔ ا۔ یہ پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں یسعیاہ ۱۵: ۲ میں بطور ایک جگہ کے نام کے آتا ہے۔ "بیت اور دیبون اونچے مقاموں پر رونے کے لئے چڑھ گئے ہیں"۔

ب۔ بعض مفسروں کا خیال ہے کہ متن کا صحیح لفظ بت نہیں بلکہ بت بمعنی بیٹی ہے۔ کیتھولک ترجمہ اسی تشریح پر مبنی ہے۔ "دیبون کی بیٹی بلند مقاموں پر رونے کے لئے چڑھ گئی"۔

ج - کچھ اور مفسر بیت کو گھر ہی سمجھتے اور یہاں اس سے مندر کا مطلب لیتے ہیں (قب یسعیاہ ۱۶: ۱۲) - ★ معبد موآبی دیوتا کا مندر)۔

بیت آون: (عبرانی = بطالت کا گھر)۔ بنیمین کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۸: ۱۲)۔ ہوسیع نبی نے ★ بیت ایل کو حقارتاً اسی نام سے پکارا کیونکہ یہاں سونے کے بچھڑوں کا بت رکھا گیا اور اس کی پرستش کی گئی (ہوسیع ۴: ۱۵؛ ۱۰: ۵؛ ۱-سلاطین ۱۲: ۲۸ تا ۱۳: ۳۲) مزید دیکھئے بیت ایل۔

بیت اربیل: (عبرانی = اربیل کا گھر)۔ غالباً نفتالی کے قبیلے کا ایک شہر۔ ہوسیع ۱۰: ۱۴ میں ذکر ہے کہ شلمن بادشاہ نے اُسے بری طرح تباہ کر دیا، یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی اس کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ یہ واقعہ اسرائیل پر آنے والی تباہی کا مثیل بتایا گیا ہے۔

بیت الجلجال - بیت جلجال: (عبرانی = جلجال کا گھر)۔ اس مقام سے یروشلیم کی شہر پناہ کی تقدیس کے لئے گانے والے آئے تھے۔ یہ غالباً جلجال ہی ہے (نحمیاہ ۱۲: ۲۷-۲۹)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴ ج ۵۔

بیت العمق - بیت عامق: (عبرانی = وادی کا گھر)۔ ایک شہر کا نام۔ یہ آشر کے قبیلے کی سرحد پر وادیٔ افتاح ایل میں تھا (یشوع ۱۹: ۲۷)۔

بیت المال: مال کا گھر، سرکاری خزانہ یا ہیکل کا خزانہ (۱-تواریخ ۲۶: ۲۴؛ نحمیاہ ۱۰: ۳۸؛ یوحنا ۸: ۲۰)۔ دیکھئے خزانہ۔

بیت ایضل - بیت اصیل: (عبرانی = ساتھ کا گھر)۔ یہودیہ کے جنوب میں ایک شہر کا نام (میکاہ ۱: ۱۱)۔

بیت ایل: (عبرانی = خدا کا گھر)۔

۱- یروشلیم کے شمال میں ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک شہر۔ اس کا اصلی نام لوز تھا کیونکہ یہاں ★ بادام کے درخت تھے (پیدائش ۲۸: ۱۹)۔ ابرہام نے اس کے نزدیک قیام کیا تھا (پیدائش ۱۲: ۸؛ ۱۳: ۳)۔ یہاں یعقوب کی خدا سے ملاقات ہوئی (پیدائش ۲۸: ۱۰-۲۲) اور اس نے یہاں ایک مذبح بنایا اور اس کا نام ایل بیت ایل رکھا (پیدائش ۳۵: ۷)۔ یہ بنیمین کو میراث میں ملا (یشوع ۱۸: ۲۱، ۲۲)۔ یوسف کی اولاد نے اس پہ قبضہ کر لیا (قضاۃ ۱: ۲۲-۲۶)۔ عہد کا صندوق یہاں رکھا گیا (قضاۃ ۲۰: ۲۶-۲۸)۔ یربعام نے یہاں سونے کا بچھڑا رکھا (۱-سلاطین ۱۲: ۲۶-۳۰)۔ عاموس اور ہوسیع نے اس کی مذمت کی (عاموس ۳: ۱۴)۔ ہوسیع نے اسے بیت آون (بتوں کا گھر) کہا (ہوسیع ۴: ۱۵)۔ یوسیاہ بادشاہ نے پھر یہاں یہوواہ کی پرستش قائم کی (۲-سلاطین ۲۳: ۱۵-۲۳)۔

۲- جنوبی یہوداہ میں ایک شہر (۱-سموئیل ۳۰: ۲۷)۔ یشوع ۱۹: ۴ میں اس کا نام بتول ہے۔

اپاکرفا کی کتاب پہلا مکابین میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے مکابین ۹: ۵۰)۔

بیت برائی - بیت بری: (عبرانی = میرے خالق کا گھر)۔ شمعون کے قبیلے کا شہر (۱-تواریخ ۴: ۳۱)۔ یہ یہوداہ کے جنوب میں ہے۔ یشوع ۱۹: ۶ میں اس کا نام بیت لباؤت (شیروں کی رہائش گاہ) اور یشوع ۱۵: ۳۲ میں لباؤت ہے۔

بیت برہ - بیت بارہ: (عبرانی = گھاٹ کا گھر)۔ یہ دریائے یردن پہ ایک اہم گھاٹ ہے۔ مدیانیوں کے ساتھ جدعون میں لڑائی میں خدشہ تھا کہ مدیانی اس گھاٹ سے بھاگیں گے۔ اس لئے جدعون نے اپنے ساتھیوں کو تمام گھاٹوں پر قبضہ کرنے کے لئے کہا (قضاۃ ۷: ۲۴)۔ یہاں افتاح نے افرائیمیوں کو قتل کیا (قضاۃ ۱۲: ۴، ۵)۔

بیت بعل معون: (عبرانی = بعل معون کا گھر)۔ ایک مقام جو روبن کے قبیلے کو دیا گیا۔ یہ یردن کے مشرق میں تھا (یشوع ۱۳: ۱۷)۔ گنتی ۳۲: ۳۸ میں اس کا نام بعل معون اور گنتی ۳۲: ۳ میں بعون ہے۔ یرمیاہ بتاتا ہے کہ یہ موآب کی ملکیت تھا (یرمیاہ ۴۸: ۲۳) اور اس کا نام بیت معون تھا۔

بیت تفوح: (سیبوں کا گھر۔ مقابلہ کریں عربی تفاح سیب)۔ یہوداہ کے ایک پہاڑی شہر کا نام (یشوع ۱۵: ۵۳)۔ حبرون کے بیٹے کا نام تفوح تھا (۱-تواریخ ۲: ۴۳)۔ شائد یہ اُس کی سکونت گاہ تھی۔

بیت جادر - بیت جادیر: یہوداہ کے قبیلہ میں ایک مقام (۱-تواریخ ۲: ۵۱)۔

بیت حان: (عبرانی = باغ کا گھر، بیت = گھر، حان = باغ)۔ عربی میں باغ کو جنت کہتے ہیں۔ دیکھئے بائبل کا عربی ترجمہ پیدائش ۲: ۹ اور قرآن ۲ [البقرہ]: ۳۵)۔

یہ رومن کیتھولک ترجمہ میں ★ یاہو کی بغاوت کے سلسلے میں آتا ہے۔ الیشع نبی نے یاہو کو مسح کر کے اسے ★ اخزیاہ شاہ یہوداہ اور ★ یورام شاہ اسرائیل کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا (۲-سلاطین ب ۹)۔ یاہو بادشاہ کا تعاقب کر رہا تھا اور اُس نے حکم دیا کہ اسے رتھ ہی میں مار ڈالو۔ آیت ۲۷ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یوں ہے: "لیکن جب شاہ یہوداہ اخزیاہ نے یہ دیکھا تو وہ باغ کی

<u>بارہ دری</u> کی راہ سے نکل بھاگا . . . "۔
خط کشیدہ الفاظ عبرانی میں اسم معرفہ ہیں۔ مترجم نے اسم نکرہ سمجھ کر اُس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ یہ جگہ شائد وہی ہے جسے یشوع ۱۹ : ۲۱ میں ★ عین جنیم (باغات کا چشمہ) کا نام دیا گیا ہے۔ صحیح ترجمہ بیت جان ہونا چاہیئے۔

بیت جمول - بیت جامول :- (عبرانی = اجر کا گھر)۔ موآبیوں کا ایک شہر (یرمیاہ ۴۸ : ۲۳)۔

بیت حجلہ :- (عبرانی = چکور کا گھر۔ مقابلہ کریں عربی حجلی = چکور)۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک گاوں جو یریحو اور یردن کے درمیان واقع ہے (یشوع ۱۵ : ۶؛ ۱۸ : ۱۹، ۲۱)۔

بیت حسدا - بزآتا :- (عبرانی = فضل کا گھر)۔ یروشلیم میں ایک حوض۔ اس کے پانچ برآمدے تھے (یوحنا ۵ : ۱ - ۱۶)۔ یہاں بیمار شفا پانے کے لئے آتے تھے۔

بیت حورون :- (نشیب کا گھر)۔ افرائیم میں ایک نام کے دو شہر جو اوپر (فراز) اور نیچے (نشیب) کے بیت حورون کہلاتے ہیں (یشوع ۱۶ : ۳، ۵؛ ۱ - تواریخ ۷ : ۲۴؛ ۲ - تواریخ ۸ : ۵)۔ ان کو افرائیم کی پوتی سراہ نے تعمیر کیا تھا (۱ - تواریخ ۷ : ۲۴)۔ ان دونوں میں چند میل کا فاصلہ تھا۔ یہ بنیمین اور افرائیم کے قبیلوں کی سرحد پر اُس راستہ پر واقع ہیں جو جبعون سے عزیقاہ کی طرف جاتا ہے (یشوع ۱۶ : ۳، ۵؛ ۱۰ : ۱۰، ۱۱)۔ یہ افرائیم کی میراث میں تھے لیکن بنی قہات کے گھرانے کے لاویوں کو دیئے گئے (یشوع ۲۱ : ۲۰ - ۲۲)۔ اسی وادی میں یشوع نے چاند اور سورج کو ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ بعد ازاں اُسے سلیمان بادشاہ نے بنایا (۱ - سلاطین ۹ : ۱۷؛ ۲ - تواریخ ۸ : ۵)۔

بیت دِبلتایم - بیت دبلاتائم :- (عبرانی = انجیروں کی دوہری ٹکیہ کا گھر)۔ موآبیوں کا ایک شہر (یرمیاہ ۴۸ : ۲۲)۔ گنتی ۳۳ : ۴۶ میں اس کا نام علمون دِبلتایم اور حزقی ایل ۶ : ۱۴ میں دبلہ ہے۔ اس کا ذکر موآبی پتھر پر بھی ملتا ہے۔ دیکھئے موآبی پتھر۔

بیت دجون - بیت داجون :- (عبرانی = دجون کا گھر)۔ ایک شہر کا نام (یشوع ۱۵ : ۴۱)۔ یہ یہوداہ کے نشیب کی زمین میں واقع تھا۔ اس علاقہ کو شفیلہ بھی کہتے ہیں۔ غالباً یہاں فلسطینی دیوتا دجون کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس نام کے شہر کا ذکر یشوع ۱۹ : ۲۷ میں بھی ہے۔

بیت رَبّیم - بت ربّیم :- (عبرانی = بھیڑوں کی بیٹی)، حسبون کے پھاٹک کا نام۔ یہاں دو چشمے تھے جن سے سلیمان بادشاہ نے شولمیت کی دو آنکھوں کو تشبیہ دی (غزل الغزلات ۷ : ۴)۔

بیت رحوب :- (عبرانی = رحوب کا گھر)۔ ایک ارامی شہر اور علاقے کا نام جو اس وادی کے قریب تھا جس میں لکیس اور دان کے شہر واقع تھے (قضاۃ ۱۸ : ۲۸)۔ یہ غالباً وہی مقام ہے جسے گنتی ۱۳ : ۲۱ میں صرف رحوب کہا گیا ہے۔ موسیٰ کے جاسوس یہاں تک پہنچے تھے۔ عمونیوں نے داؤد بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بیت رحوب کے مردوں کو اُجرت پر بلایا تھا (۲ - سموئیل باب ۱۰)۔

بیت رِفا - بیت رافا :- بنی یہوداہ میں سے اِستون کا بیٹا (۱ - تواریخ ۴ : ۱۲)۔

بیت سِطّہ - بیت شطہ :- (عبرانی = کیکر کی جگہ)۔ ایک شہر۔ یہاں پر جدعون نے مدیانیوں کو شکست دی تھی (قضاۃ ۷ : ۲۲)۔

بیت شان - بیت شآن :- (عبرانی = خاموشی کا گھر)۔ منسی کا شہر جو اشکار کے علاقہ میں تھا۔ لیکن بنی منسی کنعانیوں کو وہاں سے نہ نکال سکے تھے (یشوع ۱۷ : ۱۱، ۱۲؛ قضاۃ ۱ : ۲۷)۔ یہ گلیل کی جھیل کے جنوب میں ۱۴ میل پر واقع ہے۔ یہاں سے یزرعیل کی وادی میں اسدرلون کا میدان نظر آتا ہے۔ جب ساؤل بادشاہ اپنی شکست کے بعد کوہ جلبوعہ پر مر گیا تو فلستیوں نے اُس کی لاش کو اس شہر کی دیوار پر لٹکا دیا اور اس کے سب ہتھیار اپنی دیوی عستارات کے مندر میں بطور یادگار رکھ دیئے (۱ - سموئیل ۳۱ : ۸ - ۱۲)۔ جلعاد کے لوگ ساؤل اور اس کے بیٹوں کی ہڈیاں وہاں سے چرا لائے اور داؤد نے ان کو دفن کیا (۲ - سموئیل ۲۱ : ۱۲)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر **۲** ۲ ج - **۴** ۳ ج - **۵** ۳ ج - **۶** ۴ ح۔

بیت شمس :- (عبرانی = سورج کا گھر)۔ ۱ - فلستیوں کی سرحد کے نزدیک شمال مغربی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۱۰؛ ۱ - سموئیل ۶ : ۱۲)۔ یہ کاہنوں کا شہر تھا جسے یہوداہ نے لاویوں کو دیا (یشوع ۲۱ : ۱۶؛ ۱ - تواریخ ۶ : ۵۹)۔ یہاں سے سلیمان بادشاہ کو سال میں ایک ماہ کے لئے رسد پہنچائی جاتی تھی (۱ - سلاطین ۴ : ۹)۔ یہاں پر شاہِ اسرائیل یہوآس نے شاہِ یہوداہ امصیاہ کو قید کیا تھا (۲ - سلاطین ۱۴ : ۱۱ - ۱۳؛ ۲ - تواریخ ۲۵ : ۲۱ - ۲۳)۔
۲ - اشکار کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۲۲)۔
۳ - نفتالی کا شہر (یشوع ۱۹ : ۳۸؛ قضاۃ ۱ : ۳۳)۔ اس شہر سے کنعانیوں کو نہیں نکالا گیا تھا۔
۴ - مصر میں بت خانوں کا شہر (یرمیاہ ۴۳ : ۱۳)۔

بیت صُور - بیت سوُر :- (عبرانی = چٹان کی جگہ)۔ یہوداہ کے پہاڑوں میں حلحول

اور حدور کے نزدیک یہودیہ کے مضبوط قدرتی قلعوں میں سے ایک (یشوع ۱۵ : ۵۸) ۔ رحبعام نے اس کی قلعہ بندی کی (۲ - تواریخ ۱۱ : ۷) ۔ نحمیاہ بن عزبوق نے جو اس کے آدھے حلقے کا سردار تھا یروشلیم کی دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳ : ۱۶) ۔ مزید دیکھئے ۱ ۔ مکابین ۴ : ۲۸ - ۳۴) ۔

بیت صیدا :۔ (عبرانی = ماہی گیری کا گھر) ۔

۱ ۔ تبریاس کی جھیل کے مغرب کی طرف گینسرت کے علاقہ میں ایک گاؤں ۔ خداوند مسیح یسوع نے پانچ ہزار کو کھانا کھلانے کے بعد اپنے شاگردوں کو کشتی میں اس طرف بھیجا تھا (مرقس ۶ : ۴۵ - ۵۳) ۔ یسوع نے کفرنحوم اور خرازین کی طرح اس پر بھی افسوس کا اظہار کیا تھا (متی ۱۱ : ۲۰ - ۲۴؛ لوقا ۱۰ : ۱۳ - ۱۵) ۔

۲ ۔ تبریاس کی جھیل کے شمال مشرق میں ایک گاؤں ۔ یہاں خداوند مسیح نے پانچ ہزار کو کھانا کھلایا تھا (لوقا ۹ : ۱۰) ۔ مسیح نے یہاں ایک اندھے کو بینائی بخشی تھی (مرقس ۸ : ۲۲) ۔

بیت عاقد ۔ گڈریوں کے بال کترنے کا گھر :۔ (عبرانی = بیت عقد ہا رعیم ۔ عربی = بیت عقد الرعاہ) ۔

بیت عاقد کا لفظ کیتھولک ترجمہ میں ۲ ۔ ملوک ۱۰ : ۱۲ - ۱۴ میں استعمال کیا گیا ہے ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "گڈریوں کے بال کترنے کا گھر" ہے جو عبرانی کا ترجمہ ہے ۔ یہ اس جگہ کا نام ہے جہاں یاہو نے اخزیاہ کے بیالیس بھائیوں کو قتل کیا تاکہ اخی اب کے گھرانے کو ختم کر دے ۔ غالباً بیت قادو جو سامریہ سے سولہ میل شمال مشرق میں ہے بیت عاقد کی موجودہ جگہ ہے ۔

بیت عزماوت :۔ (عبرانی = موت سے زور آور کا گھر) ۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک گاؤں (نحمیاہ ۷ : ۲۸) ۔

بیت عفرہ ۔ بیت لعفرہ :۔ (عبرانی = خاک کا گھر) ۔ ایک شہر کا نام مگر محل وقوع معلوم نہیں (میکاہ ۱ : ۱۰) ۔

بیت عنات :۔ (عبرانی = عنات کا گھر یا مندر) ۔ نفتالی کے قبیلے کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۳۸؛ قضاۃ ۱ : ۳۳) ۔

بیت عنوت :۔ (عنوت کا گھر = مندر) ۔ یہوداہ کے پہاڑی علاقہ کا ایک شہر جو کنعانی دیوی عنوت کے نام سے منسوب ہے (یشوع ۱۵ : ۵۹) ۔

بیت عنیاہ (یردن کے پار) :۔ (عبرانی = کچی کھجوروں یا انجیروں کی جگہ) ۔

۱ ۔ اس مقام پر یوحنا بپتسمہ دیا کرتا تھا ۔ اس کا محل وقوع معلوم نہیں لیکن یہ دریائے یردن کے مشرقی کنارہ پر تھا (یوحنا ۱ : ۲۸) ۔ یہ دوسرے بیت عنیاہ سے جہاں مریم، مرتھا، اور لعزر رہتے تھے، فرق ہے (یوحنا ۱۱ : ۱۸) ۔ بعض اسے بیت برہ جس کا ذکر قضاۃ ۷ : ۲۴ میں ہے، سمجھتے ہیں ۔

یروشلیم سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں کوہ زیتون کی مشرقی ڈھلوان پر ایک شہر ۔ یہاں مریم، مرتھا اور لعزر کا گھر تھا (یوحنا ۱۱ : ۱۸) ۔ کچھ لوگ اسے "خداوند مسیح کا یہودیہ میں گھر" کہتے ہیں ۔ یہاں انہوں نے لعزر کو زندہ کیا (یوحنا باب ۱۱) اور یہیں وہ شمعون کے گھر ضیافت میں شریک ہوئے (متی باب ۲۶، مرقس باب ۱۴ اور لوقا باب ۷) ۔ اسی شہر کے قریب سے خداوند مسیح آسمان پر گئے (لوقا ۲۴ : ۵۰ - ۵۱) ۔ موجودہ زمانے میں اس کا نام العزریہ ہے ۔ اسی شہر میں دو ایسے مکان دکھاتے ہیں جن کے بارے میں دعوٰے ہے کہ یہ لعزر اور شمعون کوڑھی کے گھر ہیں ۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ۸ ۵

بیت فصیص :۔ اشکار کے قبیلے کا ایک گاؤں (یشوع ۱۹ : ۲۱) ۔

بیت فغور ۔ بیت فعور :۔ (عبرانی = فعور کا گھر) ۔ ایک مقام جہاں بنی اسرائیل نے سفر کے آخری مرحلوں میں ڈیرہ لگایا (استثنا ۳ : ۲۹؛ ۴ : ۴۶) ۔ موسیٰ اسی جگہ کے قریب دفن ہوا (استثنا ۳۴ : ۶) ۔ یہ روبن کے قبیلے کی میراث تھا (یشوع ۱۳ : ۲۰) ۔

بیت فگے ۔ بیت فجے :۔ (عبرانی = کچے انجیروں کی جگہ) ۔

یروشلیم کے مشرق اور یریحو کے راستے میں کوہ زیتون پر ایک گاؤں (مرقس ۱۱ : ۱، لوقا ۱۹ : ۲۹) ۔ یہ شمال مغرب کی طرف بیت عنیاہ کے قریب تھا ۔ یروشلیم میں خداوند یسوع کے شاہانہ داخلے کے لئے گدھا یہیں سے لایا گیا (متی ۲۱ : ۱ - ۱۱) ۔ اسی گاؤں کے قریب خداوند یسوع نے بے پھل انجیر کے درخت پر لعنت کر کے اسے سکھا دیا (متی ۲۱ : ۱۸ - ۲۰؛ مرقس ۱۱ : ۱۲ - ۱۴، ۲۰ - ۲۱) ۔

بیت فلط ۔ بیت فالط :۔ (عبرانی = بچ نکلنے کی جگہ) ۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک گاؤں (یشوع ۱۵ : ۲۷؛ نحمیاہ ۱۱ : ۲۶) ۔

بیت کر ۔ بیت ہارون :۔ (عبرانی = بھیڑ خانہ) ۔ مصفاہ کے مغرب میں ایک مقام جہاں تک اسرائیلیوں نے فلستیوں کا تعاقب کیا (۱ سموئیل ۷ : ۱۱) ۔ اسی علاقے میں وہ پتھر نصب کیا گیا جس کا نام ابن عزر یعنی "مدد کا پتھر" ہے (۱ سموئیل ۷ : ۱۲) ۔

بیت لباؤت :۔ (عبرانی = شیرنیوں کا گھر) ۔ بنی شمعون کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۶) ۔ ۱ ۔ تواریخ ۴ : ۳۱ میں اسے بیت برائی پکارا گیا ہے ۔

بیت لحم:- (عبرانی = روٹی کا گھر)-
۱- یروشلیم کے جنوب مغرب میں پانچ میل پر ایک قصبہ۔ یہ حبرون اور مصر کی شاہراہ پر یہودیہ کے کوہستان میں سطح سمندر سے ۲۵۵۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یعقوب کے زمانہ میں اس کا نام افراتہ (پھلدار) تھا، اور یہاں راخل کو دفن کیا گیا تھا (پیدائش ۳۵: ۱۶، ۱۹؛ ۴۸: ۷)۔ کنعان کی فتح کے بعد اسے زبولون کے بیت لحم سے علیحدہ بتانے کے لئے یہوداہ کا بیت لحم کہا جانے لگا (روت ۱: ۱)۔ یہ دسویں قاضی ابصان (قضاۃ ۱۲: ۸-۱۰)، روت کے سسر الیملک اور اس کے خاوند بوعز کا گاؤں تھا (روت ۱: ۱-۲؛ ۲: ۱، ۴)۔ یہاں ان کا پڑپوتا داؤد اپنے باپ کی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا اور اسی جگہ اسے سموئیل نے بادشاہ بننے کے لئے مسح کیا تھا (۱-سموئیل ۱۷: ۱۲، ۱۵)۔ بریں بنا اسے "داؤد کا شہر" (لوقا ۲: ۴، ۱۱) کہا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ اس پر فلستیوں کی فوج نے قبضہ کر لیا تھا (۲-سموئیل ۲۳: ۱۴-۱۶)۔ بعد ازاں رحبعام نے اسے قلعہ بند کروا دیا (۲-تواریخ ۱۱: ۶)۔
یرمیاہ کے زمانہ میں بیت لحم کے نزدیک سرائے کمہام تھی (یرمیاہ ۴۱: ۱۷) جو مصر جانے کے لئے روانہ ہونے کا مقام تھی (مزید دیکھئے ۲-سموئیل ۱۹: ۳۷-۴۰)۔ لوقا باب ۲ میں جس سرائے کا ذکر ہے وہ بھی غالباً ویسی ہی تھی۔ اس سرائے میں المسیح پیدا ہوئے (متی ۲: ۱؛ لوقا باب ۲) اور اس وجہ سے "یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹے" قصبہ کو (میکاہ ۵: ۲) بڑی شہرت ملی۔ ہیرودیس نے یہودیوں کے بادشاہ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں اس کے دو سال سے کم عمر کے لڑکوں کو قتل کروا دیا (متی ۲: ۱۶)۔
دوسری صدی عیسوی کے یوسطین شہید نے کہا کہ ہمارے خداوند کی پیدائش گاؤں کے نزدیک ایک غار میں ہوئی۔ اس روایتی چرنی کی جگہ شہنشاہ قسطنطین (۳۳۰ء) اور اس کی والدہ ہیلینا نے "چرچ آف دی نیٹوِٹی Church of the Nativity" تعمیر کرایا۔
یوسطنیان نے اسے چھٹی صدی عیسوی میں دوبارہ زیادہ شاندار طور پر تعمیر کیا۔ تاہم اس کے اصل ڈھانچے کا کچھ حصہ اب تک قائم ہے اور آج کل سیاحوں کے لئے کافی کشش رکھتا ہے۔ حجرۂ پیدائش ایک غار کے نیچے ہے جو ۳۹ فٹ لمبا، ۱۱ فٹ چوڑا اور ۹ فٹ اونچا ہے جسے ایک چٹان تراش کر بنایا گیا ہے اور اس پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ نجات دہندہ کی مفروضہ جائے پیدائش پر بڑا بیش قیمت مذبح ہے۔ غار کے ایک حصہ میں لاطینی کے عالم جیروم نے بائبل کا لاطینی میں ترجمہ کرتے ہوئے تیس سال بسر کئے۔ دیکھئے ولگاتا۔ 1067
موجودہ بیت لحم کے قصبہ کی آبادی دس ہزار نفوس سے کم ہے۔
اس کی ڈھلان پر زیتون، بادام، انگور اور انجیر بہتات سے پیدا ہوتا ہے۔ شمال مشرق میں اب بھی چراگاہیں نظر آتی ہیں۔

۲- زبولون کا ایک قصبہ (یشوع ۱۹: ۱۵) جو ناصرت سے شمال مغرب میں سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

بیت مرکبوت - بیت مرکابوت:- (عبرانی = رتھوں کا مقام)-
شمعون کے قبیلے کا گاؤں جو یہوداہ کے انتہائی جنوب میں ہے (یشوع ۱۹: ۵؛ ۱-تواریخ ۴: ۳۱)۔ شاید سلیمان بادشاہ نے اسے اپنے رتھوں کے لئے تعمیر کیا تھا (۱-سلاطین ۹: ۱۹)۔

بیت معکہ:- ایک قصبہ جہاں تک یوآب نے سبع کا تعاقب کیا (۲-سموئیل ۲۰: ۱۴، ۱۵)۔

بیت معون:- دیکھئے بیت بعل معون۔

بیت نمرہ:- (عبرانی = چیتے کا گھر)-
یردن کے مشرق میں جد کا ایک فصیلدار شہر (گنتی ۳۲: ۳۶)۔ اسی باب کی تیسری آیت میں اسے صرف نمرہ کہا گیا ہے۔

بیتوایل - بتول - بتوئیل:- (عبرانی = خدا کا گھر)-
۱- نحور اور ملکاہ کا بیٹا، ابرہام کا بھتیجا اور لابن اور ربقہ کا باپ (پیدائش ۲۲: ۲۲، ۲۳؛ ۲۴: ۱۵، ۲۴، ۴۷؛ ۲۸: ۲)۔
۲- بنی شمعون کی میراث کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴؛ ۱-تواریخ ۴: ۳۰)۔ اس کا دوسرا نام کسیل ہے (یشوع ۱۵: ۳۰)۔

بیت ہارن - بیت ھاران:- (عبرانی = پہاڑی پر رہنے والے کا گھر)-
یردن کے مشرق میں ایک فصیلدار شہر جسے بنی جد نے تعمیر کیا (گنتی ۳۲: ۳۶)۔

بیت ہکرم - بیت کارم، کرم:- (عبرانی = تاکستان)۔
یہوداہ کے قبیلے کا ایک شہر (نحمیاہ ۳: ۱۴؛ یرمیاہ ۶: ۱)۔

بیتھ:- عبرانی حروف تہجی کا دوسرا حرف ב- اس کے نام کا مطلب ہے "گھر"۔ عبرانی قاعدۂ جمل میں اس کے ۲ یا ۲۰۰۰ اعداد مقرر ہیں۔ اسی لئے اس حرف کو ۱۱۹ زبور کے دوسرے حصے کے شروع میں لکھا گیا ہے۔ عبرانی میں اس حصے کی ہر آیت اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

بیت یسیموت - بیت یشیموت:- (عبرانی = بیابانوں کی جگہ)- یردن کے مشرق کی طرف بحیرۂ مردار کے قریب ایک قصبہ۔ یہاں پر بنی اسرائیل نے آخری پڑاؤ سے پہلے ڈیرہ لگایا تھا (گنتی ۳۳: ۴۹)۔ یہ روبن کے قبیلے کی میراث میں آیا (یشوع ۱۳: ۲۰)۔

بیٹا۔ فرزند:۔ (عبرانی لفظ 'بن' کا ترجمہ سیاق وسباق کے مفہوم کے مطابق مختلف الفاظ میں کیا گیا ہے۔ عام طور پر بن سے مراد بیٹا ہے" تاہم ذیل کے استعمال غور طلب ہیں۔

۱۔ کوئی اولاد بلا تمیز تذکیر و تانیث۔ اس کے لئے بچے یا اولاد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے (پیدائش ۳: ۱۶؛ ۱۰: ۲۱)۔

۲۔ نسب ناموں میں بن سے مراد نر اولاد ہوتی ہے۔ اس کے لئے اردو لفظ بن اور بنی استعمال کیا گیا ہے (بنی یافت پیدائش ۱۰: ۲؛ بنی اسرائیل ۱۔سلاطین ۹: ۲۰)۔

۳۔ کئی جگہ لفظ بیٹا سے مراد پوتا ہے مثلاً پیدائش ۲۹: ۵ میں لابن کو نحور کا بیٹا کہا گیا ہے لیکن وہ اس کا پوتا تھا (دیکھئے پیدائش ۲۲: ۲۲ اور ۲۵: ۲۰)۔ زکریاہ کو عزرا ۵: ۱ میں بن عدو کہا گیا ہے لیکن زکریاہ ۱: ۱ سے عیاں ہے کہ وہ عدو کا پوتا تھا۔ اسی طرح غالباً اخلی سیسان کا پوتا تھا (۱۔تواریخ ۲: ۳۱۔ دیکھئے اخلی ۳)۔

۴۔ بیٹے سے جانشین بھی مراد ہو سکتا ہے مثلاً دانی ایل ۵: ۲۲ میں بیلشضر کو نبوکدنضر کا بیٹا کہا گیا ہے جب کہ وہ بیٹا نہ تھا۔

۵۔ اکثر ترکیبوں میں بیٹا یا فرزند مجازی معنوں میں آتا ہے۔ مثلاً یعقوب اور یوحنا کو خداوند مسیح نے گرج کے بیٹے کا نام دیا (مرقس ۳: ۱۷۔ کیتھولک: پسران تندر)، برنباس کے نام کا مطلب نصیحت کا بیٹا ہے (اعمال ۴: ۳۶۔ کیتھولک فرزند تسکین)۔ اسی طرح جلا وطنی کے فرزند (دیکھئے کیتھولک ترجمہ عزرا ۴: ۱۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ مجازی استعمال کی بجائے "وہ جو اسیر ہوئے تھے" لکھتا ہے)۔

۶۔ بن کئی ناموں کی ترکیب میں بطور سابقہ آتا ہے۔ دیکھئے بنونی، بنیمین۔

۷۔ ہمارے ہاں بھی اکثر بیٹی کو پیار سے بیٹا پکارتے ہیں۔

بیٹھک، پتھر کی:۔ دیکھئے پتھر کی بیٹھک۔

بیٹی:۔ (عبرانی = بَت۔ جمع بانوت؛ عربی = بنت جمع بَنات)۔ یہ لفظ عبرانی میں مختلف معنی رکھتا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ بنت، دختر، بیٹی، لڑکیاں اور عورتیں کیا گیا ہے۔

۱۔ بیٹی، بیٹے کی تانیث (پیدائش ۱۱: ۲۹؛ ۲۴: ۳ وغیرہ)۔

۲۔ لڑکیاں (پیدائش ۲۸: ۶۔ آخری حوالہ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ "لڑکیاں" ہے لیکن کیتھولک عبرانی کی طرح "بیٹیاں")۔

۳۔ عورتیں (گنتی ۲۵: ۱۔ یہاں بھی پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "عورتیں" ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں عبرانی کی طرح "بیٹیاں")۔

۴۔ خدا کے سچے پرستار (یسعیاہ ۶۲: ۱۱ دختر؛ بیٹی۔ متی ۲۱: ۵؛ یوحنا ۱۲: ۱۵)۔

۵۔ شہر، شہری (یسعیاہ ۳۷: ۲۲؛ زکریاہ ۲: ۱۰)۔

۶۔ مجازی معنوں میں (واعظ ۱۲: ۴)۔ بیٹی کی قدر بیٹوں سے کم تھی اور اُن کو بیچا بھی جا سکتا تھا (خروج ۲۱: ۷)۔

بیٹے، خدا کے:۔ یہ حسب ذیل صورتوں میں استعمال ہوا ہے:

۱۔ فرشتوں کے لئے (پیدائش ۶: ۱-۴؛ ایوب ۱: ۶؛ ۲: ۱؛ ۳۸: ۷) لیکن ممکن ہے کہ پہلے حوالے میں مطلب ہے "نیک مرد"۔

۲۔ پیدائش کے لحاظ سے آدمیوں کے لئے (لوقا ۳: ۳۸؛ یسعیاہ ۶۴: ۸)۔

۳۔ بلحاظ عہد اسرائیل کے لئے (خروج ۴: ۲۲)۔

۴۔ ایک اسرائیلی کے لئے (ہوسیع ۱: ۱۰)۔

۵۔ مسیح یسوع کے لئے (متی ۳: ۱۷؛ ۱۷: ۵؛ لوقا ۱: ۳۵)۔

۶۔ خدا کے مخلصی یافتہ لوگوں کے لئے (یوحنا ۱: ۱۲؛ ۱۴: ۶)۔

بیج:۔ (عبرانی زیرع، قب عربی زرع۔ اسی مادہ سے ہمارا لفظ زراعت بھی ترکیب دیا گیا ہے۔ یونانی sperma)۔ کتابِ مقدس میں اس کا استعمال تین طرح کیا گیا ہے۔

۱۔ **زراعتی استعمال:۔** کسان اپنی جھولی میں بیج ڈال کر چلتے ہوئے اسے کھیت میں بکھیرتا جاتا ہے۔ بیج سردیوں کے شروع میں پہلی برسات کے بعد بویا جاتا تھا۔ مسیح خداوند کی بیج بونے والے کی تمثیل بہت مشہور ہے (مرقس ۴: ۱-۲۰؛ لوقا ۸: ۵-۱۵)۔ بیج کی مقدار سے کھیت کی پیمائش کی جاتی تھی (احبار ۲۷: ۱۶)۔ بیابان وہ جگہ تھی جہاں بیج نہیں بویا جاتا تھا (یرمیاہ ۲: ۲)۔

۲۔ **عضویاتی استعمال:۔** یہ انسانی بیج یعنی منی کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور اردو ترجمہ میں اس کے لئے لفظ دھات (احبار ۱۵: ۳، ۱۶، ۳۲۔ کیتھولک ترجمہ میں بیج ہی ہے)، نطفہ (پیدائش ۳۸: ۹؛ احبار ۱۵: ۱۷) اور تخم (۱۔پطرس ۱: ۲۳؛ ۱۔یوحنا ۳: ۹۔ کیتھولک ترجمہ میں بیج) استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر طہارت کے سلسلے میں شریعت میں اکثر آتا ہے (احبار ب ۱۵)۔

نئے عہد نامہ کے مطابق مسیحی خدا کے کلام کے وسیلے سے غیر فانی تخم (۱۔پطرس ۱: ۲۳؛ ۱۔یوحنا ۳: ۹۔ کیتھولک ترجمہ میں بیج) سے نئے سرے سے پیدا ہوئے۔

۳۔ **مجازی استعمال:۔** یہاں بیج سے مراد نسل، نسب یا اولاد ہے (پیدائش ۱۳: ۱۶؛ عزرا ۲: ۵۹؛ نحمیاہ ۷: ۶۱)۔ چنانچہ اردو میں یہی لفظ ترجمہ میں استعمال ہوئے ہیں۔

بنی اسرائیل کا ایک خصوصی لقب "مقدس تخم" (یسعیاہ ۶: ۱۳۔ کیتھولک ترجمہ مقدس بیج) ہے۔ گلتیوں ۳: ۱۶ میں پولس رسول "بیج" اور "بیجوں" کے لفظ استعمال کر کے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ ابرہام سے جو وعدہ پیدائش ۱۳: ۱۵ اور ۱۷: ۷، ۸ میں کیا گیا تھا وہ نسلوں سے نہیں بلکہ صرف ایک شخص، یعنی مسیح موعود سے تھا۔ یہ معنی اردو ترجمہ میں صاف نہیں ہیں کیونکہ بیج اور بیجوں کے لئے لفظ نسل اور نسلوں استعمال کیا گیا ہے۔

پولس یونانی کا ★انفرادی ترجمہ استعمال کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ "ابرہام اور اُس کے بیج سے وعدے کئے گئے۔ یہ نہیں کہا گیا [یعنی پیدائش ۱۳: ۱۵ میں] کہ اُس کے بیجوں سے [جمع کا صیغہ] جس کا مطلب سب یہودیوں سے ہے بلکہ گویا بیج (صیغۂ واحد) یعنی صرف ایک سے، جس سے مراد مسیح ہے۔"

اس دلیل کا لُبِ لباب یہ ہُوا کہ جتنے وعدے ابرہام سے کئے گئے وہ مسیح میں پورے ہوئے۔ گلتیوں ۳: ۱۶ میں پولس رسول ربیوں کا طریقۂ تشریح بڑی کامیابی سے استعمال کرتا ہے۔ لیکن اِس دلیل کا زور ترجمہ میں پورے طور پر ادا نہیں ہوتا۔ پولس ربیوں کا اپنا طریقہ اُن ربیوں کے خلاف استعمال کرتا ہے جو اس معاملے میں اُسکی مخالفت کرتے تھے۔

بیج بونے والا۔ بیج بونا :۔ دیکھئے زراعت۔

بے خمیر (روٹی) :۔ جب اِس کا اصل معنوں میں ہوتا ہے تو اس کا مطلب ایسی روٹی ہے

جس میں خمیر نہ ہو (خروج ۱۲: ۱۷، ۳۹؛ احبار ۶: ۱۶-۱۷؛ گنتی ۶: ۱۳-۱۶؛ استثنا ۱۶: ۱-۸)۔ لیکن جب تمثیلی طور پر ہوتا ہے تو اس کا مطلب "مصفا یا خالص" ہے (۱-کرنتھیوں ۵: ۷، ۸)۔ دیکھئے خمیر۔

بے خمیری روٹی کی عید :۔ دیکھئے عیدیں۔

بیخودی کی حالت :۔ وہ حالت جب انسان کے حواس بے قابو اور اُس کی خود شعوری معطل ہو۔ عام طور

پر خدا کی رویا ظاہر ہونے سے پہلے انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ اسے وجد میں آنا بھی کہتے ہیں۔ یہ الفاظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ذیل کے حوالوں میں آئے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ توسیبین میں درج ہے :۔ اعمال ۱۰: ۱۰ (وجد)؛ ۱۱: ۵ (وجد)؛ ۲۲: ۱۷ (وجد)؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۳ (بے خود)؛ مرقس ۳: ۲۱ (بے خود)۔

یونانی لفظ ekstasis بہت دلچسپی کا حامل ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں "اپنے آپ سے باہر کھڑا ہونا۔" یہ بے خودی کی حالت بیان کرتا ہے۔ وجد میں آنا عربی کا محاورہ ہے اور اس کا مطلب بھی اپنے وجود سے باہر ہونا ہے۔

جب انسان بہت حیران ہوتا ہے تو مجازی طور پر وہ اپنے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے یونانی لفظ ekstasis کا ترجمہ ذیل کے حوالوں میں "بہت حیران" ہونا کیا گیا ہے (دیکھئے مرقس ۵: ۴۲؛ ۱۶: ۸؛ لوقا ۵: ۲۶؛ اعمال ۳: ۱۰)۔

لفظ "وجد" پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ (یرمیاہ ۵۱: ۳۹) لیکن کیتھولک ترجمہ میں کئی مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔ مکاشفہ کی کتاب میں یوحنا عارف جب وجد کی حالت میں آتا ہے تو وہ "روح میں آنا" کا محاورہ استعمال کرتا ہے جسے کیتھولک ترجمہ میں "وجد میں آنا" کہا گیا ہے۔ مکاشفہ ۱: ۱۰؛ ۴: ۲؛ ۲۱: ۱۰)۔ نیز دیکھئے رویا۔ خواب۔

بید :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۰

بیداغ :۔ ایسی شے یا شخص جو اخلاقی برائی میں مبتلا نہ ہو (گنتی ۱۹: ۲؛ عبرانیوں ۷: ۲۶؛ ۱۳: ۴؛ ۱-پطرس ۱: ۴)۔

بید کی ندی۔ چناروں کی وادی :۔ موآب کی سرحد پر ایک ندی (یسعیاہ ۱۵: ۷)۔

عام رائے ہے کہ یہی دریائے زرد ہے جو بحیرۂ مُردار کے جنوب میں آگرتا ہے اور جو ادوم اور موآب کی سرحد ہوتی تھی۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ اا ج

بیدمشک :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۰

بیر :۔ (عبرانی = کنواں)۔

۱۔ ایک مقام۔ یہاں بنی اسرائیل نے ڈیرے ڈالے تھے (گنتی ۲۱: ۱۶) شاید یہ وہی مقام ہو جسے یسعیاہ ۱۵: ۸ میں بیرایلیم کہا گیا۔
۲۔ یوتام اپنے بھائی کے ڈر سے یہاں بھاگ آیا تھا (قضاۃ ۹: ۲۱)۔

بیرا۔ بیئرا :۔ (عبرانی = کنواں)۔ آشر کے خاندان کا ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۳۷)۔

بیرایلیم۔ بلوطوں کا کنواں :۔ (عبرانی = ایلام کا کنواں)۔ موآب کا ایک گاؤں

(یسعیاہ ۱۵: ۸)۔ دیکھئے بیر ۱۔

بیرسبع :۔ (عبرانی = سات کنوئیں یا ساتواں کنواں یا قسم کا کنواں)۔

محلِ وقوع : یہوداہ کی سلطنت کے انتہائی جنوب میں ایک سرحدی شہر۔ "دان سے بیرسبع تک" ایک کہاوت ہے جو اسرائیل کی شمالی اور جنوبی سرحدوں کو ظاہر کرتی ہے (۲-سموئیل ۳: ۱۰؛ ۱۷: ۱۱؛ ۲۴: ۲ وغیرہ)۔

مذہبی اور تاریخی پس منظر : جب ہاجرہ اپنی مالکہ سارہ کے پاس سے بھاگی تو وہ بیرسبع کے بیابان میں بھٹکتی رہی۔ (پیدائش ۲۱: ۱۴)۔ اس جگہ ابرہام نے فلستی شہزادہ سے عہد باندھا (پیدائش ۲۱: ۳۲) اور اضحاق کی قربانی کے بعد یہاں سکونت اختیار کر لی (پیدائش ۲۲: ۱۹)۔ جب یعقوب اپنے بیٹے یوسف کو ملنے مصر جا رہا تھا تو خدا اس پر یہاں ظاہر ہُوا تھا (پیدائش ۴۶: ۱)۔ ایلیاہ نبی نے بدکار ملکہ ایزبل سے بھاگ کر یہاں پناہ لی تھی (۱-سلاطین ۱۹: ۳)۔ جب عاموس نے دیکھا کہ بیرسبع کی مذہبی زندگی میں بیت ایل سے اور

دانؔ سے بت پرستی کا رجحان داخل ہو رہا ہے تو وہ ملامت کرنے پر مجبور ہو گیا (عاموس ۸: ۱۴)۔ اس کا موجودہ نام برالصباح ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۲ د۔ ۴ ، ۵۔ ۵ ، ۵۔ ۱۴ ، ۱۰ د۔

بیرلحی روئی:۔ (عبرانی = اس کا کنواں جو زندہ ہے اور مجھے دیکھتا ہے)۔ ایک کنوئیں کا نام۔ غالباً یہ قادسؔ کے نزدیک ہے جہاں خداوند ہاجرہ پر ظاہر ہوا تھا (پیدائش ۱۶: ۷، ۱۴)۔ اس جگہ اضحاقؔ نے کچھ عرصہ قیام کیا تھا (پیدائش ۲۴: ۶۲؛ ۲۵: ۱۱) نیز دیکھئے بصیر۔

بیروت۔ بیئروتے:۔ (عبرانی = کنویں)۔ کنعانیوں کا ایک شہر۔ اُس کے باشندوں نے بنی اسرائیل کو دھوکا دیکر اُن سے صلح کا عہد باندھا (یشوع ۹: ۳) بعد جب اُن کا دھوکا معلوم ہو گیا تو اُن کو اسرائیلیوں کے غلام بننا پڑا (یشوع باب ۹)۔ یہ غالباً حوی تھے (یشوع ۹: ۷)۔ یہ بنیمین کو میراث میں ملا (یشوع ۱۸: ۲۵؛ ۲۔ سموئیل ۴: ۲)۔ اشبوست کے قاتل (۲۔ سموئیل ۴: ۲) اور یوآبؔ کا سلح بردار نحری (۲ سموئیل ۲۳: ۳۷) اسی شہر سے آئے تھے۔ بیروتی بابل کی اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۲۵)۔

بیروت۔ بیروتہ:۔ (عبرانی = کنویں)۔ حماتؔ اور دمشقؔ کے درمیان ایک شہر (حزقی ایل ۴۷: ۱۶)۔ یہ غالباً وہی مقام ہے جسے ۲۔ سموئیل ۸: ۸ میں بیرُوتی کہا گیا ہے۔

بیری:۔ (عبرانی = حکمت)۔
۱۔ بنی آشر کے خاندان کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷: ۳۶)۔
۲۔ ہوسیعؔ نبی کا باپ (ہوسیع ۱: ۱)۔
۳۔ عیسوؔ کی بیوی یہودتھ کا باپ (پیدائش ۲۶: ۳۴)۔
۴۔ ایک خاندان کا نام (کیتھولک ترجمہ میں بن بکری)۔ ان کا ذکر صرف ۲۔ سموئیل ۲۰: ۱۴ میں ہے۔ انہوں نے سبعؔ کی بغاوت میں اُس کا ساتھ دیا تھا۔

بیریہ۔ باریہ:۔ مکدنیہ کا ایک شہر (اعمال ۱۷: ۱۰۔ ۱۴؛ ۲۰: ۴)۔ پولسؔ رسول نے اپنے دوسرے تبلیغی سفر میں یہاں منادی کی۔ یہاں پر کُھلے ذہن کے لوگ تھے جو پولسؔ رسول کی تعلیمات کی پاک نوشتوں کی روشنی میں تحقیق کرنے لگے۔ لیکن تھسلنیکے کی طرف سے یہودیوں نے آکر اُنہیں رسول کے مخالف بنا دیا، نتیجتہً پولسؔ رسول کو اتھینے میں پناہ لینی پڑی۔ اُس کے ساتھیوں نے تھوڑی دیر اور وہاں ٹھہر کر ایمانداروں کو تعلیم دی۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶ از۔

بیڑیاں:۔ ایک قسم کے چھلے اور زنجیریں جو قیدیوں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں تاکہ فرار نہ ہو سکیں (قضاۃ ۱۶: ۲۱؛ زبور ۱۰۵: ۱۸؛ ۱۴۹: ۸)۔

بیساکھی:۔ یہ لفظ بائبل کے اردو (پروٹسٹنٹ) ترجمہ میں ۲۔ سموئیل ۳: ۲۹ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ عبرانی لفظ (فلک۔ مقابلہ کریں عربی فِلکَتہ = گول اور بلند چیز، اٹیرن) کا ترجمہ ہے۔ اسکے بنیادی معنی گولائی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بائبل میں تین مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔
۱۔ نحمیاہ ب ۳ میں اس کا مطلب جگہ کا ایک حصہ ہے جو اردو لفظ "حلقہ" سے بخوبی ادا ہوتا ہے (آیات ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ... وغیرہ)۔
۲۔ امثال ۳۱: ۱۹ میں اس کے معنی اٹیرن ہیں۔ اس کے معنی گول لکڑی بھی ہو سکتے ہیں اور اسی وجہ سے ۳۔ ۲۔ سموئیل ۳: ۲۹ میں اسے بیساکھی (لکڑی) ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں لفظ ★ اٹیرن زیادہ موزوں ہوگا۔ پھر داؤد کی یوآبؔ پر لعنت کے تیسرے حصے کا مطلب یوں ہوگا "یوآبؔ کے گھر کے لوگ اٹیرن کو ہاتھ میں لیں گے" یعنی اُن میں زنانہ پن ہوگا، وُہ نامرد ہونگے۔

بیعانہ:۔ زرِ پیشگی۔ وہ رقم جو سودا پکا کرنے کے لئے بائع کو کل قیمت ادا کرنے سے پہلے دی جائے اور حساب بیباک کرتے وقت وضع کر لی جائے۔ بیعانہ اس بات کی ضمانت ہوتا ہے کہ فروخت کرنے والا سودا دینے کا اور خریدار خریدنے کا پابند ہے۔
پولسؔ رسول اس کو استعارے کی شکل میں تین جگہ استعمال کرتا ہے (افسیوں ۱: ۱۴؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱: ۲۲؛ ۵: ۵)۔ اس کا مطلب کچھ یوں ہوتا ہے یعنی خدا نے ایماندار کو خرید لیا ہے اور بطور پہلی قسط اُسے پاک روح عطا کیا ہے۔ یہ اس بات کی پیشین بینی اور ضمانت ہے کہ آئندہ زندگی میں جب ایماندار اپنی میراث میں آئے گا تو اُسے کیسا جلال حاصل ہوگا۔

بیکا:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ع۵

بیگار۔ بیگاری:۔ وہ کام جو جبراً بغیر مزدوری کے کروایا جائے۔ اس کی مثال بائبل میں کئی جگہ ملتی ہے۔
۱۔ سلاطین ۵: ۱۳۔ ۱۴؛ ۱۔ سلاطین ۹: ۲۱؛ خروج ۱: ۱۱؛ ۲۷: ۳۲؛ مرقس ۱۵: ۲۱۔
مسیحیوں کو بیگار میں کام خوشی اور رضا مندی سے کرنا چاہیئے (متی ۵: ۴۱)۔

بیگار لینے والا:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ع۵

بیگانہ زبان:۔ یہ ترکیب بائبل کے اردو ترجمہ میں ۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۲، ۴، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۱، ۲۶، ۲۷ میں استعمال ہوئی ہے لیکن یونانی متن میں صرف "زبان" ہے۔ لفظ "بیگانہ" کا تشریحاً اضافہ کیا گیا ہے۔ پولسؔ رسول کا مطلب غیر زبان یا اجنبی زبان

یا پردیسی زبان نہ تھا۔ غالباً اُس کا اشارہ اُس تقریر کی طرف ہے جو ایک شخص بے خودی کی حالت میں کرتا ہے اور جس کا مطلب سب سننے والے نہیں سمجھتے۔ کرنتھس کی کلیسیا اُس کو سب سے اعلےٰ روحانی نعمت سمجھتی تھی۔ پولس رسول اس سے انکار نہیں کرتا کہ یہ روح کا ظہور ہے، تاہم وہ اِس بات پر زور دیتا ہے کہ وہ نعمتیں جو بہت لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں کلیسیا کے لئے بہتر ہیں۔ مثلاً نبوت کیونکہ نبوت کرنے والا آدمیوں کے لئے ترقی نصیحت اور تسلی کی باتیں کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۴:۳)۔ محبت ان سب نعمتوں میں افضل ہے (۱۳:۱۳)۔

بیگھہ :۔ دیکھئے اوزان وپیمانہ جات بائبل ۱۷۔

بیل - بال :۔ بابل کے لوگوں کا مقدم دیوتا۔ پرانے عہدنامہ میں ★ مردوک دیوتا کا لقب (یرمیاہ ۵۰:۲)۔ بیل کی شکست بابل کی عظمت اور برتری کے خاتمے کے مترادف تھی (یسعیاہ ۴۶:۱؛ یرمیاہ ۵۱:۴۴)۔ بیل کا ذکر نبو کے ہمراہ آتا ہے جو اس کا بیٹا تصور کیا جاتا ہے۔ اپاکرفا میں بیل اور دانی ایل کے متعلق ایک دلچسپ کہانی درج ہے۔

(دیکھئے کیتھولک اُردو ترجمہ میں دانیال باب ۱۴)۔

شاہِ خورس نے دانی ایل کو حکم دیا تھا کہ وہ بیل کی پرستش کرے۔ دانی ایل کا دعویٰ تھا کہ وہ صرف زندہ خدا کی پرستش کرتا ہے اور ایک مردہ بت کے سامنے جُھک نہیں سکتا۔ شاہِ خورس بیل کو زندہ دیوتا مانتا تھا کیونکہ جو خوراک بابل کے مندر میں بیل کو بطور چڑھاوا دی جاتی تھی وہ صبح تک ختم ہو جاتی تھی۔ دانی ایل نے بیل کے پجاریوں کی چالاکی یوں بے نقاب کی کہ اُس نے مندر میں راکھ بکھیر دی۔ اگرچہ چڑھاوا چڑھانے کے بعد مندر کو مہر لگا دی گئی تھی، صبح راکھ پر مختلف لوگوں کے پاؤں کے نشان تھے کیونکہ پجاری رات کو ایک خفیہ دروازے سے داخل ہو کر اپنے اور اپنے خاندان کے لئے خوراک لے جاتے تھے۔ جب بادشاہ پر یہ بھید کھلا تو اس نے سب پجاریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بیل کو مع اس کے مندر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

بیل :۔ دیکھئے حیوانات بائبل ۲۸۔

بیلچہ :۔ دیکھئے اوزار بائبل ۴۔

بیلشضر - بال شصر :۔ (اکادی = بیل دیوتا بادشاہ کی حفاظت کرے)۔ کافی عرصہ تک لوگوں کا خیال تھا کہ بیلشضر ایک فرضی نام ہے جسے دانی ایل کی کتاب کے مصنف نے، جس کا اپنا قلمی نام بیلطشضر تھا اسیری کے بعد اپنی کہانی کے لئے اختراع کیا۔ لیکن اب آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے بعد یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بیلشضر (وفات ۵۳۹ ق۔م) ایک تاریخی بادشاہ تھا اور کہ وہ بابل کی سلطنت کے آخری بادشاہ نبونیدس کا بڑا بیٹا تھا۔ بیلشضر کو دانی ایل ۵:۲، ۱۱، ۱۸، ۲۲ میں نبوکدنضر کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یہ سامی دستور کے عین مطابق ہے کیونکہ سلطنت کے جانشین کو اکثر بیٹا کہا جاتا ہے۔ نبوکدنضر بیلشضر کا پڑنانا تھا۔ (دیکھئے بیٹا ۳، ۴) نبوکدنضر کی بیٹی نبونیدس کی ماں تھی (دیکھئے نبونیدس)۔

نبوکدنضر (وفات ۵۶۲ ق م) نے بیالیس سال سلطنت کی اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے امل مردوک نے (۵۶۲-۵۶۰ ق۔م) جسے یرمیاہ ۵۲:۳۱؛ ۲۔سلاطین ۲۵:۲۷ میں اویل مرودک کہا گیا ہے حکومت سنبھالی اور پھر نیرگل سراضر (یرمیاہ ۳۹:۳) نے جس نے ۵۶۰-۵۵۶ ق۔م تک حکومت کی اور اس کے بعد اُس کا کمزور بیٹا لباشی مردوک نے چند ماہ حکومت کی اور انقلابیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ جس شخص کا ہاتھ انقلابیوں میں پیش پیش تھا وہ بیلشضر کا باپ ★ نبونیدس تھا۔ نبونیدس نے ۵۵۶-۵۳۹ ق۔م حکومت کی۔ اُس نے اپنی حکومت کے تیسرے سال اپنے بڑے بیٹے بیلشضر کو اپنا ولی عہد بنایا اور فوج اور حکومت کا انتظام اُس کے سپرد کر کے خود عرب چلا گیا، غالباً وہاں کی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے۔ اُس نے تیما کے صحت افزا مقام میں کافی وقت صرف کیا۔ جب خورس شاہِ فارس نے بابل پر حملہ کرنے کی ٹھانی تو نبونیدس اپنی حکومت کے سترھویں سال (۵۳۹ ق۔م) گھر واپس آیا۔

دانی ایل کے پانچویں باب میں جس بدمستی کی ضیافت کا بیان ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ بیلشضر نے مے نوشی سے مسرور ہو کے ہیکل کے مُقدس ظروف منگوائے۔ اس نے اپنے دیوتاؤں کے اعزاز میں خود ان میں مے پی اور اپنے اُمرا کو اُنہیں پینے کو دی۔ مے نوشی کے دوران دیوار پر ایک نوشتہ ظاہر ہُوا جو بادشاہ کی پریشانی کا موجب بنا کیونکہ نہ کوئی شخص اس نوشتہ کو پڑھ سکتا اور نہ ہی اس کی تعبیر کر سکتا تھا۔ آخرکار اُس کی والدہ نے دانی ایل نبی کا نام پیش کیا کہ وہ اس نوشتہ کا مطلب بتا سکے گا۔ دانی ایل کو محل میں حاضر کیا گیا۔ بیلشضر نے وعدہ کیا کہ اگر وہ اس کی تعبیر کر سکے تو وہ بادشاہ کے ساتھ تیسرے درجے کا حاکم ہوگا۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اس اعلان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ دوسرے درجے کا حاکم تھا کیونکہ باپ نے اُسے اپنا ولی عہد بنایا تھا (دانی ایل ۵:۱۶)۔

" ★ مِنے مِنے تقیل وفرسین" (۵:۲۵) کی تعبیر دانی ایل نے یوں کی کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اُسے تمام کر ڈالا۔ تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔ تیری مملکت منقسم ہوئی۔

اُسی رات بیلشضر بادشاہ قتل ہُوا اور دارا مادی شاہِ فارس خورس کے اختیار سے بابل پر حکمران ہُوا۔

ذیل کا خاکہ بیلشضر کا نبوکدنضر سے تعلق ظاہر کرنے میں مدد دیگا۔

بنوکدنضر: (۶۰۵-۵۶۲ ق م) بابل کا مشہور حاکم۔
مردوک: بنوکدنضر کا عیاش بیٹا جس نے صرف دو سال حکومت کی۔
نیرگل سراضر: مردوک کا بہنوئی اور اس کا قاتل جس نے چار سال حکومت کی۔
لباشی مردوک: نیرگل سراضر کا بیٹا۔ یہ صرف چند ماہ تخت پر بیٹھا اور انقلابیوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔
نبوندیس: غالباً اس کی شادی بنوکدنضر کی بیٹی سے ہوئی۔ وہ ۵۵۶ ق م میں تخت نشین ہوا۔
بیلشضر: نبوندیس کا بیٹا۔ باپ کے عہد کے تیسرے سال باپ کے ساتھ حکومت میں شریک ہوا۔
نیز دیکھئے مِنے مِنے تقیل وفرسین

بیلطشضر۔ بالطشعر:۔ (بیل اس کا محافظ)۔ دانی ایل نبی کا بابلی نام جو اُسے بنوکدنضر کے خواجہ سراؤں کے سردار نے دیا (دانی ایل ۱: ۷، ۲: ۲۶؛ ۴: ۸؛ ۵: ۱۲)۔

بیل کا پینا:۔ ایک آٹھ فٹ لمبی لاٹھی، جس کے ایک سرے پر ہل پر سے مٹی اتارنے کے لئے چھوٹا بیلچہ اور دوسرے سرے پر بیل ہانکنے کے لئے چھوٹا سا کیل لگا ہوتا تھا۔ عنات کے بیٹے شمجر نے اس سے فلستیوں کے چھ سو مرد قتل کئے تھے (قضاۃ ۳: ۳۱)۔

بین:۔ غالباً ایک لاوی جسے داؤد بادشاہ نے عہد کے صندوق کے سامنے گانے اور ساز بجانے کے لئے مقرر کیا (۱۔تواریخ ۱۵: ۱۸)۔ بین کا ذکر بیسویں آیت میں نہیں آتا جہاں اٹھارھویں آیت کے نام دہرائے گئے ہیں۔ نہ ہی یہ نام ذکریاہ★ ہفتادی ترجمہ میں آتا ہے۔ غالباً متن میں ذکریہ کے باپ کا نام سہواً کاتب سے رہ گیا۔ یعنی "ذکریاہ بن ....." اور دوسرے کاتب نے اسے بن کی بجائے بین پڑھا اور اسم معرفہ تصور کیا (قب کیتھولک ترجمہ جہاں بین حذف کر دیا گیا ہے ۱۔ اخبار ۱۵: ۱۸)۔

بین:۔ دیکھئے موسیقی کے ساز ۳

بینڈے۔ اڑبنگے قفل:۔ قدیم زمانہ میں شہر کے پھاٹکوں کو بند کرنے کے لئے جو تالے لگائے جاتے تھے وہ صرف لکڑی کے مضبوط لٹھوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ اِنکے دونوں سرے آمنے سامنے چوکھٹوں کے ساتھ اندر کی طرف دیوار میں بنے ہوئے سوراخوں میں پھنسا دیئے جاتے تھے (نحمیاہ ۳: ۳-۱۵؛ استثنا ۳: ۵؛ ۱۔سموئیل ۲۳: ۷)۔ اِن کی مضبوطی تشبیہً الٰہی محافظت کو ظاہر کرتی ہے (زبور ۱۴۷: ۱۳)۔ ان کا توڑا جانا حملہ کو ظاہر کرتا ہے (یرمیاہ ۵۱: ۳۰؛ نحمیاہ ۳: ۱۳)۔ ان کو مضبوط کرنے کے لئے لوہے اور پیتل کو استعمال کیا جاتا تھا (۱۔سلاطین ۴: ۱۳؛ یسعیاہ ۴۵: ۲)۔
چھوٹے دروازوں میں قفل لگائے جاتے تھے (قضاۃ ۳: ۲۳، ۲۴)۔

بیوہ:۔ پرانے عہدنامہ کے مطابق خدا بیواؤں کا خاص خیال رکھتا ہے (زبور ۶۸: ۵؛ ۱۴۶: ۹؛ امثال ۱۵: ۲۵)۔ قدیم زمانہ سے بیواؤں کا خاص لباس ہوتا تھا (پیدائش ۳۸: ۱۴، ۱۹)۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ بیواؤں کی خبرگیری کریں اور یہ نہ کرنے پر وہ سزا کے مستوجب تھے (خروج ۲۲: ۲۲؛ استثنا ۱۴: ۲۹؛ یسعیاہ ۱: ۱۷؛ یرمیاہ ۷: ۶)۔ رسولوں کے زمانہ میں کلیسیا بیواؤں کا خاص خیال رکھتی تھی (اعمال ۶: ۱، یعقوب ۱: ۲۷)۔ پولس تیمتھیس کو خاص ہدایت دیتا ہے کہ کلیسیا میں بیواؤں سے کیسا برتاؤ کیا جائے (۱۔ تیمتھیس ۵: ۴ وغیرہ)۔
کلیسیا کی بیواؤں کی خدمت کے لئے صرف اُن بیواؤں کا نام فہرست میں درج کیا جاتا تھا جو کم از کم ساٹھ سال کی تھیں، جن کی ایک ہی بار شادی ہوئی اور جو خدا پرست تھیں۔

بیوی کا حق:۔ دیکھئے حقوقِ زوجیت اور شادی۔

پ

پاتال ۔ عالمِ اسفل :- تحت الثریٰ ۔ یہ عبرانی لفظ شیول کا ترجمہ ہے ۔

پُرانے عہد نامہ میں اُس جگہ کا نام جس کے لئے نئے عہد نامہ میں لفظ "عالمِ ارواح" Hades آیا ہے ۔ یہ لفظ عبرانی عہدِ عتیق میں ۶۵ مرتبہ استعمال ہُوا ہے ۔ اردو میں اس کا ترجمہ ۵۲ مرتبہ پاتال اور ۱۲ مرتبہ قبر یا گور کیا گیا ہے ۔ اس لفظ کے مختلف ترجمے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قاری پر اُس متن کا اصل مفہوم و مطلب پوری طرح واضح ہو جائے ۔

شیول کو ایسا ظاہر کیا گیا ہے گویا کہ وہ زمین کے اندر ہے ۔ گنتی ۱۶: ۳۰، ۳۳ میں زمین کے کھُلنے اور قورح اور اُس کے گھر بار کو نگلنے کی منظر کشی کی گئی ہے تاکہ وہ زندہ شیول (پاتال) میں چلے جائیں ۔ عاموس ۹: ۲-۴ میں پانچ جگہوں کا ذکر ہے جہاں یہوواہ کے دشمن چھپنے کی کوشش کر سکتے ہیں لیکن وہ انہیں وہاں سے نکال لائے گا ۔ اگرچہ ممکن ہے کہ اس کے اصل ابتدائی معنی کسی خالی جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوں ، تاہم عام طور پر اسے سزا کی جگہ سمجھا جاتا ہے ۔ مثلاً "شریر پاتال میں جائیں گے" (زبُور ۹: ۱۷) اور یقیناً مضطرب اور بے چین رہینگے : "پاتال کے درد مجھ پر آ پڑے" (زبُور ۱۱۶: ۳) ۔ لیکن زبُور ۱۶: ۱۰ میں المسیح کے بارے میں جو پیشین گوئی ہے اور جسے پہلے مسیحی وعظ میں پیش کیا گیا (اعمال ۲: ۲۷) اس کا تعلق سزا سے نہیں ہو سکتا ہے ۔ شیول کے بارے میں خیالات میں الجھاؤ کی وجہ انسانی روح کا نادیدنی ہونا ہے ۔ چونکہ خلا میں نادیدنی اشیاء کے بارے میں کوئی رائے یا نظریہ قائم کرنا مشکل ہے ، اس لئے شیول کو روح کی اُس حالت یا مقام کو سمجھا جاتا ہے جہاں وہ موت اور قیامت (جب اُسے روحانی جسم ملے گا) کے درمیانی عرصے میں رہے گی (۱ ۔ کرنتھیوں ۱۵: ۴۲-۴۹) ۔ شیول میں مختلف حالتوں کو صفائی کے ساتھ ، خداوند کی پیش کردہ "امیر آدمی اور لعزر" کی تمثیل (لوقا ۱۶: ۱۹-۳۱) میں بیان کیا گیا ہے جہاں امیر آدمی کو دُکھ تکلیف میں اور لعزر کو ابرہام کی گود میں دکھایا گیا ہے ۔

نیز دیکھئے عالمِ ارواح ۔

پارتھی :- یہ نیم بدوی لوگ تھے جو ماہر گھڑ سوار اور اعلیٰ تیر انداز تھے ۔ وہ بحیرۂ خضر (کیسپین) کے جنوب مشرق میں آباد تھے ۔ قریباً ۲۵۰ ق ۔ م میں انہوں نے ارشک بادشاہ کی قیادت میں یونانی سلوکیوں سے آزادی حاصل کر کے اپنی ایک مضبوط سلطنت قائم کی جو ۲۲۶ عیسوی میں ساسانی سلطنت کے وجود میں آنے کے بعد ایران کا حصہ بن گئی ۔ ان کی زبان پہلوی تھی اور رسم الخط ارامی تھا ۔ پنتکُست کے دن جو پارتھی یروشلیم میں تھے ، وہ غالباً وہی لوگ تھے جن کو اسیر کر کے پار تھیا لے جایا گیا تھا ۔ شاید یہ اب پہلوی زبان بولتے تھے ۔ انہوں نے بھی اپنی زبان سُنی (اعمال ۲: ۹) ۔
(پارتھی ، پارسی اور فارسی کی لسانی یکسانیت غور طلب ہے) ۔

پازیب :- دیکھئے زیورات بائبل ۱۰ -

پاسبان :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۱ -

پاسبانی خطوط :- پولس رسول کے اُن تین خطوں کو جو اُس نے تیمتھیُس اور طِطُس کو لکھے اٹھارھویں صدی میں یہ نام دیا گیا ۔
تفصیل کے لئے دیکھئے
تیمتھیُس کے نام کا پہلا اور دوسرا خط اور طِطُس کے نام کا خط ۔

پافُس :- رومی جزیرہ کُپرُس کا دارالحکومت ۔ یہاں پولس اپنے پہلے بشارتی سفر پر آیا تھا ۔ یہاں پر ہی الیماس جادوگر پولس رسول کی ملامت سے اندھا ہو گیا اور یہاں کا صوبہ دار سرگیُس پولس مسیحی ہو گیا (اعمال ۱۳: ۶-۱۳) ۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵ ۴ ج ۔ ۱۸ ۴ ب

پاک اور ناپاک :- دیکھئے طہارت ۔

پاک ترین مقام :- دیکھئے خیمۂ اجتماع ۔

پاک رُوح :- دیکھئے رُوحُ القُدس ۔

پاکیزگی :- پاک ہونا ۔ پاکیزہ بننا ۔
مسیحی عقیدہ میں خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے سلسلے میں چار اصطلاحیں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں ۔ یہ خدا کے نجات کے انتظام میں خاص اہمیت کی حامل ہیں ۔ یہ ★ نئی زندگی ، ★ راستباز ٹھہرانا ، پاکیزگی اور ★ تقدیس ہیں ۔ مسیح پر ایمان لانے سے خدا ایمان دار کو نئی زندگی عطا کرتا ہے اور اُسے راستباز ٹھہراتا ہے اور

اُسے ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی توفیق دیتا ہے جو اُس کی تقدیس شدہ زندگی کا عملی نتیجہ ہے۔

اُردو لفظ پاکیزگی اس مفہوم کو پوری طرح ادا نہیں کرتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس مسئلہ کا عبرانی اور یونانی الفاظ کے حوالے سے جو کلامِ مُقدّس میں استعمال ہوئے ہیں مطالعہ کریں۔

یونانی لفظ ہگیاسموس hagiasmos نئے عہدنامہ میں دس مرتبہ آیا ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ "پاک ہونا" (رومیوں ۶: ۱۹؛ کیتھولک پاکیزگی)، پاکیزگی (رومیوں ۶: ۲۲؛ ۱-کرنتھیوں ۱: ۳۰؛ ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۴، ۷؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۱۵؛ عبرانیوں ۱۲: ۱۴)، پاک بننا (۱-تھسلنیکیوں ۴: ۳)، پاکیزہ بننا (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳-کیتھولک تقدیس ہے) اور پاک کرنا (۱-پطرس ۱: ۲ کیتھولک تقدیس کے ذریعہ) کیا گیا ہے۔

۱- پُرانے عہدنامہ میں

پرانے عہدنامہ میں یونانی لفظ کے ہم معنی عبرانی لفظ قاداش اور قادش ہیں۔ ان کا مفہوم بنیادی طور پر اخلاقی نہیں بلکہ رسمی ہے۔ یعنی کسی چیز یا شخص کو دنیا سے الگ کرکے خدا یا دیوتا کے لئے مخصوص کر دینا۔ اس کا اُردو ترجمہ "مُقدّس" یا "مخصوص" کیا گیا ہے۔ مثلاً خروج ۲۹: ۲۱- "اپنے لباس سمیت مُقدّس ہوں گے" قب کیتھولک ترجمہ "اُن کے کپڑے مخصوص کئے جائیں گے"؛ خروج ۲۹: ۴۳؛ ۱۹: ۳۳؛ حزقی ایل ۴۸: ۱۱؛ مُقدّس-کیتھولک مخصوص؛ حزقی ایل ۴۴: ۱۹؛ تقدیس-کیتھولک تخصیص، گنتی ۳: ۱۳؛ قضاۃ ۱۷: ۳؛ ۲-سموئیل ۸: ۱۱؛ یرمیاہ ۱: ۵؛ مُقدّس-کیتھولک مخصوص وغیرہ۔ کسی چیز کی تقدیس کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ اب خدا کی ملکیت ہے۔ یہ اشخاص کے لئے مثلاً اسرائیل کے پہلوٹھے (خروج ۱۳: ۲؛ مقدّس-کیتھولک مخصوص)، لاوی (گنتی ۳: ۱۳)، مقامات مثلاً خیمہ اجتماع (خروج ۲۹: ۴۴)، قربان گاہ (خروج ۲۹: ۳۶- قب کیتھولک مخصوص)، ایام مثلاً سبت (نحمیاہ ۱۳: ۲۲)، تمام اسرائیلی قوم (خروج ۱۹: ۵، ۶)، کسی شخص کے گھر (احبار ۲۷: ۱۴-۱۶) کے لئے استعمال ہوا ہے۔ (دیکھئے مُقدّس)۔

۲- نئے عہدنامہ میں

نئے عہدنامہ میں لفظ پاکیزگی جس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے اُس میں قدوسیت کے دونوں مفہوم موجود ہیں یعنی ۱- خدا یا دیوتا کے لئے علیحدہ کرنا، مخصوص کرنا - ۲- ایسے مخصوص شدہ شخص کا کردار جو اپنے خدا کی ذات کے شایانِ شان ہو یعنی جو نیک اور پاک ہو۔

پہلے معنوں میں اس سے ایماندار کی مسیح میں ہونے کے باعث یہی تخصیص، مراد ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۳۰) "خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اس لئے چن لیا تھا کہ روح کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر..." (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳) "روح کے پاک کرنے سے .... برگزیدہ ہوئے" (۱-پطرس ۱: ۲)۔

دوسرا مفہوم وہ کردار ہے جو برگزیدہ، علیحدہ کئے لوگوں کے لائق ہے یعنی وہ پاک بنیں (۱-تھسلنیکیوں ۴: ۳، ۴، ۷)۔ یہ ہے پاکیزگی کا اخلاقی مفہوم یعنی ایماندار بتدریج مسیح کی شکل میں تبدیل ہوتا جاتا ہے (قب رومیوں ۸: ۲۹)، یا وہ عمل جس سے زندگی اخلاقی طور پر بدلتی جاتی ہے (رومیوں ۱۲: ۲)۔ ایماندار کی زندگی اور کردار قدرتی طور پر اس وجہ سے بدلتا ہے کیونکہ وہ ایسے خدا کے لئے مخصوص ہوا ہے جو اخلاقی طور پر کامل ہے (متی ۵: ۴۸)۔ چونکہ مسیحی اب مسیح کی ملکیت ہے اس لئے اب اُس کی زندگی مسیح کے لئے وقف ہے (افسیوں ۴: ۱؛ کلسیوں ۳: ۱-۴؛ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۰)۔ خدا نے ایماندار کے لئے پاکیزگی کے لئے دوہرا انتظام کیا ہے۔ مسیح کا نجات کا کام اور پاک رُوح کا ہم میں ہو کر کام کرنا۔ پاکیزگی کی ابتدا تب ہوتی ہے جب کوئی شخص مسیح کی صلیب پر قربانی پر ایمان لا کر خدا سے ایک نئی زندگی پاتا ہے اور ساتھ ہی پاک رُوح کی بخشش ہوا سے مسیح کے کلوری کے تجربے کو اپنانے کی توفیق دیتی ہے۔ پاکیزگی کی حقیقت اور عملی حصول پر پولس رسول رومیوں کے ۶ تا ۸ ابواب میں تفصیل سے تبصرہ کرتا ہے۔ ایک طرح پاکیزگی ویسی ہی بخشش ہے جیسے نجات کا ہر پہلو ایک بخشش ہے۔ لیکن یہ روز بروز اپنی زندگی کو خدا کے حوالے کرنے سے حاصل ہوتی ہے (قب لوقا ۹: ۲۳- خودی سے انکار- ہر روز اپنی صلیب اُٹھانے اور مسیح کے پیچھے ہو لینے سے)۔ پاکیزگی دفعتاً نہیں آتی۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو تاحیات جاری رہتا ہے۔ وہ مسیح کی آمد پر ہی مکمل ہوگا (۱-یوحنا ۳: ۲)۔ یہ انسان کی اپنی جدوجہد سے حاصل نہیں ہوتی۔ جیسے پولس رسول کی دعا سے ظاہر ہوتا ہے یہ خدا کا عمل ہے "خدا .... آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے اور تمہاری روح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بےعیب محفوظ رہیں"۔ اس دعا کے ساتھ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ "تمہارا بلانے والا سچا ہے۔ وہ ایسا ہی کرے گا" (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۳، ۲۴)۔

پال - بادبان:- پال ہندی لفظ ہے جو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اعمال ۲۷: ۴۰ میں بادبان کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے بادبان - جہاز اور کشتی۔

پانی:- فلسطین میں پانی کی کمیابی کی وجہ سے اس کی قدر و قیمت بہت تھی۔ پانی کی قلت بہت مشکلات پیدا کر دیتی تھی (۱-سلاطین ۱۷: ۱- الخ؛ یرمیاہ ۱۴: ۳)۔ وہاں کے دریا چھوٹے ہیں اور وہ موسم گرما میں خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے لوگ چشموں اور کنوؤں کے پانی پر گزارہ کرتے ہیں اور ان کا بھی دار و مدار بارش پر ہے۔ اس لئے بارش کو خدا کی برکت کی علامت کہا جاتا تھا۔ پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ مشکوں میں لے

جایا جاتا تھا (پیدائش ۲۱: ۱۴) اور پانی کی قلت کی صورت میں بکتا بھی تھا (استثنا ۲: ۶)۔ پانی نہ صرف تازگی کے لئے بلکہ ہیکل میں رسمی طہارت اور وضو کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا (احبار ۱۱: ۳۲؛ ۱۶: ۴؛ گنتی ۱۹: ۷)۔ پانی گناہ سے پاک کرنے کی بھی علامت ہے (حزقی ایل ۱۶: ۴، ۹؛ ۳۶: ۲۵؛ یوحنا ۳: ۵؛ افسیوں ۵: ۲۶؛ عبرانیوں ۱۰: ۲۲؛ ۱-یوحنا ۵: ۶، ۸)۔ نیز دیکھئے بپتسمہ۔

پانی بھرنے والا :- وہ جو کنوئیں یا چشمے سے پانی گھر لاتے ہیں۔ سقا (یشوع ۹: ۲۳)۔ دیکھئے سقا۔

پاؤ۔ فاعو :- (عبرانی = ممیانا، بھیڑ کا میں میں کرنا)۔ ادوم کے بادشاہ حدر کا دارالحکومت (پیدائش ۳۶: ۳۹)۔ ۱-تواریخ ۱: ۵۰ میں اسے فاعی پکارا گیا ہے۔

پایاب :- گھاٹ۔ پانی میں پیدل چلنے کا راستہ۔ اس کا ذکر یشوع ۲: ۷ میں ہے۔

پبلیس :- ملتے (مالٹا) کے جزیرے کا سردار۔ اُس نے پولس رسول اور اُس کے ساتھیوں کی تین دن تک مہمان نوازی کی جب اُن کا جہاز ساحل پر تباہ ہوگیا تھا۔ پولس نے اُس کے باپ اور دوسروں کو شفا دی (اعمال ۲۸: ۷-۱۰)۔

پپڑی :- دیکھئے امراضِ بائبل ۶۔

پپڑیاں۔ پاپڑیاں :- چھوٹے پاپڑ۔ اس کا ذکر صرف ۱-سلاطین ۱۴: ۳ میں آتا ہے۔ یربعام کی بیوی کو یہ سیلا میں اخیاہ نبی کے پاس دس روٹیوں اور شہد کے مرتبان کے ساتھ لے جانا تھا۔

پت :- ۱- اخلاطِ اربعہ میں سے ایک۔ صفرا۔ زرد رنگ کا کڑوا پانی جو پتے کے اندر ہوتا ہے۔ اس کے لئے عبرانی لفظ "مریرہ" (کڑوا، قب مارہ خروج ۱۵: ۲۳) ہے۔ یہ صرف ایوب ۱۶: ۱۳ میں آتا ہے۔
۲- ایک پودا۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۱۔

پترباس۔ پطروباس :- ایک رومی مسیحی جس کو پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۴)۔

پترہ۔ پاترہ :- ایک بندرگاہ جہاں سے پولس رسول کا جہاز گذرا (اعمال ۲۱: ۱-۲)۔

پتلمیس۔ عکا :- کوہ کرمل سے ۸ میل شمال میں ایک بندرگاہ (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ۳ ک ۳)۔
اس کا پرانا نام عکو تھا۔ یہ آشر کے قبیلے کو دیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے یہاں کے کنعانی باشندوں کو اپنے درمیان سے نہ نکالا (قضاۃ ۱: ۳۱)۔ تیسری صدی ق-م کے آخر میں اس کا نام مصر کے حاکموں کے نام پر پتلمیس (بطلیموس) رکھا گیا۔ اس کا موجودہ نام عکا ہے۔ پولس رسول اپنے تیسرے بشارتی سفر کی واپسی پر صور اور قیصریہ کے درمیان یہاں مسیحیوں کے ساتھ ایک دن کے لئے ٹھہرا (اعمال ۲۱: ۳، ۷، ۸)۔

پتمس۔ پطمس :- ترکی کے ساحل کے قریب ایک جزیرہ۔ روایت کے مطابق شہنشاہ دومطیان Domitian نے مُقدس یوحنا کو ۹۵ء میں یہاں جلاوطن کیا (مکاشفہ ۱: ۹)۔ جو رویائیں اُس نے اندازاً اٹھارہ ماہ کے دوران یہاں دیکھیں وہ مکاشفہ کی کتاب میں قلمبند ہیں۔

پتوار :- وہ لکڑی کا آلہ جو کشتی یا جہاز کے پیچھے لگا ہوتا ہے جس سے اُس کا رُخ بدلتے ہیں۔ اس کا ذکر اعمال ۲۷: ۴۰ میں آتا ہے۔ یعقوب ۳: ۴ میں اسے مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے جہاز اور کشتی۔

پتوم۔ فیتوم :- مصر کا ایک شہر۔ یہ اُن ذخیرہ کے شہروں میں سے ایک ہے جنہیں اسرائیلیوں نے جب وہ مصر میں غلام تھے بیگار میں بنایا تھا (خروج ۱: ۱۱)۔
جدید کھدائی کے دوران ایسے کھنڈرات دریافت ہوئے جن کے اُوپر کے ردوں کی اینٹیں بغیر بھوسے کے بنی تھیں، درمیانی ردوں کی اینٹیں گندم اور گھاس پھوس کی جڑوں سے بنی تھیں اور نچلے ردوں کی اینٹیں ستھرے بھوسے سے بنائی گئی تھیں۔
یہ دریافت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمارتیں اسرائیلی غلاموں سے بیگار میں بنوائی گئی تھیں۔ سرحد پر واقع اس شہر میں مصری فوجوں کے لئے جو جنگی مہموں پر یہاں سے جاتی تھیں اناج ذخیرہ کیا جاتا تھا۔

پتھر :- (عبرانی میں ابن قب ★ ابن عزر = مدد کا پتھر ۱-سموئیل ۷: ۱۲ حاشیہ۔ یونانی۔ لتھوس۔ چھوٹا پتھر = پتروس)۔
بنی اسرائیل کا جب مصر میں اینٹیں بنانے سے چھٹکارا ہوا تو انہیں ملکِ کنعان میں مختلف قسم کے پتھروں سے پالا پڑا۔ یہ کانوں سے حاصل کئے جا سکتے تھے اور دریا کی تہہ میں بھی پائے جاتے تھے۔ ہر قسم کے پتھر کثرت سے ملتے تھے۔
چھوٹے پتھر باسانی بطور ہتھیار استعمال کئے جا سکتے تھے (۱-سموئیل ۱۷: ۴۰) اور ان سے حملہ کر کے کسی کو موت کے گھاٹ اُتارا جا سکتا تھا (گنتی ۳۵: ۱۷؛ قب یوحنا ۸: ۵۹؛ اعمال ۷: ۵۸ نیز دیکھئے سنگسار کرنا)۔ پتھر تول کے پیمانے کے طور پر بھی استعمال ہو سکتے تھے (احبار ۱۹: ۳۶۔ یہاں اردو میں لفظ باٹ یعنی پتھر ہے)۔ پتھر کو تیز کر کے چاقو کی طرح استعمال کیا جا سکتا تھا (خروج ۴: ۲۵)۔ بڑے پتھر عام غار اور قبر کی غار کے منہ پر رکھے جاتے تھے (یشوع ۱۰: ۱۸؛ متی ۲۷: ۶۰)۔ وہ کنوئیں ڈھانکنے کے لئے بھی استعمال ہوتے تھے (پیدائش ۲۹: ۲)۔ پتھر بطور نشانِ حد بھی استعمال کئے جاتے تھے (۲-سموئیل ۲۰: ۸؛ استثنا ۱۹: ۱۴؛ یشوع ۱۵: ۶)۔

یادگار کے لئے بھی پتھر نصب کئے جاتے تھے (یشوع ۴ : ۲۰ ببعد)۔ پتھروں سے قربانی یا عبادت کا مذبح بھی بناتے تھے (پیدائش ۲۸ : ۱۸؛ استثنا ۲۷ : ۵)۔
پتھر کا ایک بڑا استعمال تعمیراتی تھا۔ ہیکل کی بنیاد میں بڑے پتھر لگائے گئے تھے (۱۔سلاطین ۶)۔ فرعون کی بیٹی کا محل قیمتی پتھروں سے بنایا گیا (۱۔سلاطین ۷ : ۸ - ۱۲)۔
عبرانی تحریر میں پتھر کو تشبیہ اور استعارے میں اکثر استعمال کیا گیا ہے۔ مصری پانی میں پتھر کی مانند تہ میں چلے گئے (خروج ۱۵ : ۵)۔
خدا کا خوف اُس کے دشمنوں کو پتھر کی طرح بے حس و حرکت کر دیتا ہے (خروج ۱۵ : ۱۶)۔ نابال پتھر کی مانند سُن ہو گیا (۱۔سموئیل ۲۵ : ۳۷)۔
پطرس رسول کو خداوند مسیح نے ایک نیا نام کیفا یعنی پطرس (یونانی میں پتروس یعنی چھوٹا پتھر) دیا جو اسکے کردار کی عکاسی کرتا تھا (یوحنا ۱ : ۴۲)۔
مسیح کی حکومت پتھر کی مانند ہے جو دُنیا کی حکومتوں کو چُور چُور کر دیتی ہے (دانی ایل ۲ : ۳۴؛ متی ۲۱ : ۴۴)۔
خداوند مسیح وہ پتھر ہیں جسے معماروں نے ردّ کیا (زبور ۱۱۸ : ۲۲؛ متی ۲۱ : ۴۲) اور وہی کونے کے سرے کا پتھر بنے۔ پولس رسول بھی مسیح کو کونے کے سرے کا پتھر کہتا ہے (افسیوں ۲ : ۲۰ - ۲۲)۔ اہلِ ایمان خدا کی ہیکل میں زندہ پتھر ہیں (۱۔پطرس ۲ : ۵ - ۸)۔ نیز دیکھئے کونے کے سرے کا پتھر اور چٹان۔

پتھراؤ کرنا :۔ دیکھئے سنگسار کرنا۔

پتھر کا ٹپّا :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۱۵

پتھر کی بیٹھک :۔ اس کا ذکر خروج ۱ : ۱۶ میں آیا ہے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کا صحیح مفہوم تعین نہیں ہو سکا [ادنیم - یہ صیغۂ تثنیہ ہے۔ یہی عبرانی لفظ یرمیاہ ۱۸ : ۳ میں استعمال ہُوا ہے اور وہاں ترجمہ چاک ہے یعنی کمہار کے پتھر کا دوہرا پہیہ جس پر وہ گیلی مٹی ڈال کر برتن بناتا ہے۔ دیکھئے چاک]۔
بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اُس خاص کرسی کی طرف اشارہ ہے جس پر جھک کر عبرانی اور غیر قوم عورتیں بچہ جنتی تھیں یا بچہ جننے کے لئے بٹھائی جاتی تھیں۔ مصر میں اب بھی اسی قسم کی بیٹھک کو کرسیِ الولادی کہتے ہیں۔
چند اور مفسروں کی رائے کے مطابق یہ پتھر کا برتن تھا جس میں بچے کو پیدا ہوتے ہی غسل دیا جاتا تھا۔ اس تشریح کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کا حکم تھا کہ اگر لڑکا ہو تو غسل دیتے وقت مار دو اور اگر لڑکی ہو تو زندہ رہنے دو۔ نیز دیکھئے دائی۔

پتھر کی کان :۔ جس کو قضاۃ ۳ : ۱۹، ۲۶ میں پتھر کی کان کہا گیا ہے، غالباً اُس کا مطلب پتھر کے بتوں کی جگہ ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ قضاۃ ۳ : ۱۹، ۲۶۔

پتیلی۔ پُوطیُول :۔ (یونانی = چھوٹے کنوئیں یا چھوٹے چشمے)۔ اطالیہ کی مشہور بندرگاہ جو روما کے سب سے نزدیک ہے۔ اعمال ۲۸ : ۱۳، ۱۴ میں لوقا بتاتا ہے کہ جب پولس رسول اور دوسرے قیدیوں کو روما لے جا رہے تھے تو وہ یہاں ایک ہفتہ ٹھہرا۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷ ح۲ ۱۸ ح۲

پٹکا :۔ دیکھئے جنگی ساز و سامان ا - ۴۔

پٹکے :۔ دیکھئے زیورات بائبل ۸

پُٹھیاں :۔ دیکھئے پہیّا

پچّی کاری :۔ نقاشی کا کام۔ رنگدار شیشہ، سنگ مرمر، اور دیگر قیمتی پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو کسی چیز کے ذریعہ جوڑ کر ایک ڈیزائن بنانا۔
اِس قسم کی نقاشی مغلیہ زمانے میں نہایت اعلیٰ معیار پر پہنچی تھی جیسے کہ بعض مغلیہ عمارتوں سے ظاہر ہے۔
پچّی کاری کے نمونے ۲۹۰۰ ق۔م سے اب تک اچھی حالت میں موجود ہیں۔ مسیحی دَور کی ابتدا میں فلسطین میں ایسے بہت سے نمونے بنائے گئے جو اُس وقت کے رسومات اور رہنے سہنے کے طریقوں پر بڑی روشنی ڈالتے ہیں۔ اسے انگریزی میں mosaic کہتے ہیں اور بعض علماء کا خیال ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شروع میں اِسے سنگِ مُوسیٰ سے تیار کرتے تھے۔

پخت موآب۔ فحت موآب :۔ (عبرانی = موآب کا گورنر)۔ یہوداہ کے ایک بڑے گھرانے کا سردار۔ اِس شخص کی کچھ اولاد زربابل کے ساتھ (عزرا ۲ : ۶؛ نحمیاہ ۷ : ۱۱) اور باقی عزرا کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آئی (عزرا ۸ : ۴)۔

پراضیم۔ فراصیم :۔ بعل پراضیم ایک پہاڑی تھی جہاں داؤد بادشاہ کو فلستیوں پر فتح حاصل ہوئی (۲۔سموئیل ۵ : ۲۰؛ ۱۔تواریخ ۱۴ : ۱۱)۔

پراگندگی :۔ تتر بتر ہونا۔ جا بجا رہنا۔ بہت سے بنی اسرائیل فلسطین چھوڑ کر غیر ملکوں میں آباد ہو گئے۔ بعض کال کی وجہ سے (روت ۱ : ۱)، بعض تجارت کی غرض سے اور دوسرے مختلف وجوہات سے ملک چھوڑ گئے۔ خصوصاً جب فلسطین پر دشمن نے حملہ کیا تو بہت سے لوگ تو ویسے ہی بھاگ گئے (یرمیاہ ۴۰ : ۱۱، ۱۲ سے ظاہر ہے کہ کچھ واپس آ گئے)۔ شاہِ بابل اور شاہِ اسور نے جب حملے کئے تو وہ لوگوں کو اسیر

کر کے مُلک سے باہر لے گئے۔ خدا نے بنی اسرائیل کو ان کی بُت پرستی کی یہ سزادی کہ سوائے ایک بقیہ کے سب لوگوں کو غیر ممالک میں پراگندہ کر دیا (حزقی ایل ۶: ۸)۔
نیز دیکھئے اسیری۔

پُرانا پھاٹک:۔ نحمیاہ کے زمانے میں یروشلیم کے شمال مغربی کونے میں ایک پھاٹک (نحمیاہ ۳: ۶؛ ۱۲: ۳۹)۔ اسی گیٹ کے قریب ایک قبر ہے جس کے بارے میں خیال ہے کہ یہی خداوند مسیح کی قبر ہے۔

پُرانے عہدنامہ کی تاریخی ترتیب:۔ تقویم عہدعتیق۔ اس کا یہ مقصد ہے کہ پُرانے عہدنامہ کے واقعات اور اشخاص کی تاریخیں تعین کر کے انہیں تاریخی ترتیب سے قلمبند کیا جائے تاکہ کلام مُقدّس کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے۔

پُرانا طریقہ

سو سال پہلے علماء پرانے عہدنامہ کی تاریخوں کو کلام مُقدّس میں مندرج نسب ناموں اور بادشاہوں کے عہدِ حکومت کے سلسلوں اور دیگر حوالوں پر مبنی معلومات کی مدد سے ترتیب دیتے تھے۔ اس طریقہ میں دو قباحتیں تھیں۔ اوّل، پرانا عہدنامہ وہ تمام مواد مہیّا نہیں کرتا جس سے ایک مکمل اور مستند تقویم تالیف کی جا سکے۔ بعض واقعات سلسلہ وار نہیں بلکہ ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں اور یوں متوازی چلتے ہیں۔ دوّم، پرانے ترجموں میں مثلاً ★ ہفتادی ترجمہ میں بعض اعداد مختلف ہیں اور بعض معاملات کی تشریح میں بھی فرق ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ کے عہدِ حکومت کو اُس وقت سے مقرر نہیں کیا جاتا جب وہ تخت نشین ہوُا بلکہ اگلے نئے سال کے شروع سے۔ ان باتوں کی وجہ سے یہ نتیجہ تسلّی بخش ثابت نہیں ہوتا۔

نیا طریقہ

آج کل کے علماء کلام مُقدّس سے اخذ کئے ہوئے مواد اور ★ اثریات سے حاصل کردہ معلومات کی وابستگی کو سامنے رکھتے ہوئے عبرانی اور اُن کی پڑوسی قوموں کی تاریخوں کو تعین کر کے انہیں ترتیب دیتے ہیں۔ بطلیموسی فہرست اور دیگر فہرستوں سے ایک کچا خاکہ تیار کیا جا سکتا ہے جو ۶۲۰ ق م کے بعد کی تاریخوں کو مقرر کرنے میں بڑا ممدّ ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بطلیموس اوّل اور دوّم (۳۲۳ ق م - ۲۴۱ ق م) بڑے علم دوست تھے۔ انہی کے زمانہ میں ہفتادی ترجمہ معرضِ وجود میں آیا تھا۔ انہوں نے ایک فہرست تیار کرائی تھی جس میں بادشاہوں کے نام اور عہدِ حکومت کی تاریخیں درج تھیں۔ جو خاکہ بطلیموسی اور دیگر فہرستوں سے تیار کیا گیا اُس میں تفصیلات درج کرنے میں ★ اثریات سے دریافت شدہ معلومات بہت مفید ثابت ہوتی ہیں اور یوں یہ تصویر مکمل ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہو سکا جب مختلف تحریرات کی تعبیر کا حل علماء نے ڈھونڈ نکالا۔ اس کے نتیجہ میں اب تقویم عہدعتیق اتنی صحیح اور قابلِ اعتماد ہو گئی ہے کہ بعض مرتبہ تو سال سے بھی کم فرق کا تاریخوں میں امکان باقی رہ گیا ہے۔

۱۸۸۴ء میں بابل کے بادشاہوں کی ایک فہرست ملی جس میں بابل کے بادشاہوں کے نام اور اُن کے عہدِ حکومت کے سال درج ہیں۔ بابل کے پہلے شاہی خاندان کے پہلے بادشاہ سموئیابم سے لے کر سقوطِ بابل تک کے تمام بادشاہوں کے نام درج ہیں۔ یہ فہرست اور بطلیموسی فہرست نبوکدنضر کے عہد سے آگے ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور ان کی تاریخوں اور واقعات میں بہت اتفاق ہے۔ ان دو فہرستوں کے تقابل سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ سموئیابم کے عہدِ حکومت کا آغاز ۲۲۲۵ ق م میں تعین کیا جائے۔ اس امر کی مزید تائید حمورابی کے عہد میں درج شدہ فلکیاتی مشاہدہ سے ہوتی ہے جو ۲۲۲۳ ق م میں کیا گیا۔

اسوری فہرست موروثِ اعلیٰ

اسوریوں کے ہاں ایک بڑا دلچسپ دستور تھا۔ وہ ہر سال کسی ایک مشہور شخص کو موروثِ اعلیٰ مقرر کرتے تھے اور اُس سال کو اُس کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اس فہرست میں متسلسل ۲۲۷ سال کے شخصوں کے نام درج ہیں۔ اس فہرست کو سال بسال محفوظ رکھا جاتا تھا اور جو کوئی اہم واقعہ کسی سال ہوتا اُسے موروثِ اعلیٰ کے نام کے تحت درج کیا جاتا۔ مثلاً کسی بادشاہ کی تخت نشینی، کوئی جنگ، کال یا زلزلہ یا کوئی فلکی عجوبہ جیسے سورج گرہن۔ مثال کے طور پر بُر سگالے کے سال کے دوران لکھا ہوُا ہے کہ ★ سیوان کے مہینے میں سورج گرہن ہوا۔ موجودہ سائنس دانوں کے حساب کے مطابق یہ ۱۵ جون ۷۶۳ ق م میں ہوُا تھا۔ یوں بطلیموسی اور اسوری فہرستوں کی صحت کا امتحان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اسوری تاریخوں کا ۸۸۹ ق م سے آگے تعین کیا جا سکتا ہے۔ کافی عرصہ تک مصری ترتیب تاریخی کے لئے مینے تھو کی فہرست پر اعتماد کرنا پڑتا تھا جو یوسیبیس اور افریقی یولیئس کی تحریروں میں درج تھیں۔ جب سے مصری ★ اشکالی خط کے پڑھنے کا حل مل گیا ہے بارھویں مصری شاہی خاندان سے آگے کی تاریخیں معلوم ہو گئی ہیں۔ ان کی مزید تائید ★ تل العمرنا کی مٹی کی تختیوں سے ہو گئی ہے۔ مثلاً ان تختیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری بادشاہ امن ہوتپ چہارم اور بابل کا برنابری آش اور اسور کا اشور ربلت سب ہمعصر تھے۔

ان سب معلومات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ذیل کا اجمالی نقشہ تیار کیا گیا ہے۔

مصر	پرانا عہدنامہ	فلسطینی اثریات	مسوپتامیہ
درمیانی سلطنت			
۲۱۳۴ - ۱۹۹۱ گیارھواں شاہی خاندان	۲۰۰۰ قبلِ مسیح سے بھی پہلے ۔ پیدائش کے پہلے گیارہ ابواب کے واقعات	۲۲۰۰ - ۱۹۵۰ متوسط عصرِ نحاسی (عہدِ کانسی)	۱۸۹۴؟ - ۱۵۹۵ بابل کا پہلا شاہی خاندان
۱۹۹۱ - ۱۷۸۶ بارھواں شاہی خاندان		۱۹۵۰ - ۱۵۵۰ درمیانی عصرِ نحاسی (عہدِ کانسی)	
۱۷۱۰؟ - ۱۵۷۰! مصر میں ★ ہیکسوس کا عہدِ حکومت	۲۰۰۰ - ۱۸۵۰ ابرہام		۱۷۹۲؟ - ۱۷۵۰ ★ حمورابی کا عہدِ حکومت
	۱۹۰۰ - ۱۷۵۰ اضحاق		
	۱۸۰۰ - ۱۷۰۰ یعقوب		
	۱۷۵۰ - ۱۶۵۰ یوسف		
نئی سلطنت (مملکت)			
۱۵۷۰ - ۱۳۰۳ (یا ۱۳۱۹) اٹھارھواں شاہی خاندان		۱۵۵۰ - ۱۴۰۰ عصرِ نحاسی کا دورِ آخر (اوّل)	
۱۴۹۰ - ۱۴۳۷ توتمس سوم (یا ۱۵۱۵ - ۱۴۶۲)			
۱۳۹۰ - ۱۳۵۳ آمینوفس سوم (یا ۱۴۰۵ - ۱۳۶۸)	بنی اسرائیل مصر میں	۱۴۰۰ - ۱۳۰۰ عصرِ نحاسی کا دورِ آخر (دوم الف)	
۱۳۶۱ - ۱۳۴۵ آمینوفس چہارم/اخناتون (یا ۱۳۷۶ - ۱۳۶۰)			
۱۳۰۳ - ۱۲۰۰؟ (یا ۱۳۱۹ - ۱۲۱۴؟) اُنیسواں شاہی خاندان		۱۳۰۰ - ۱۲۰۰ عصرِ نحاسی کا دورِ آخر (دوم ب)	
۱۳۰۳ - ۱۳۰۲ رعمیسس اوّل (یا ۱۳۱۹ - ۱۳۱۸)			
۱۳۰۲ - ۱۲۹۰ سیطوس اوّل (یا ۱۳۱۸ - ۱۳۰۴)			
۱۲۹۰ - ۱۲۲۴ رعمیسس دوم (یا ۱۳۰۴ - ۱۲۳۸)	۱۲۸۰ (تقریباً) مصر سے خروج ۱۲۴۰ (تقریباً) بنی اسرائیل یردن پار کرتے ہیں ۔		
۱۲۲۴ - ۱۲۱۵ مرنِفتاح (یا ۱۲۳۸ - ۱۲۲۹)			
۱۲۲۰ فرعون مرنِفتاح کا کھڑا کتبہ (دیکھئے ستون) (یا ۱۲۳۴)	۱۲۲۰؟ - ۱۰۵۰/۴۵؟ قاضیوں کا زمانہ		
۱۲۰۰؟ - ۱۱۹۳؟ ایامِ فترت (درمیانی وقفہ) (یا ۱۲۱۴؟ - ۱۱۹۳؟)		۱۲۰۰ - ۹۷۰ عصرِ الحدید اوّل (عہدِ آہن)	
۱۱۹۳؟ - ۱۰۸۵ بیسواں شاہی خاندان یعنی سطناخت اور رعمیسس سوم - یازدہم	۱۱۲۵؟ دبورہ اور برق ۱۱۱۵؟ - ۱۰۷۵؟ عیلی قاضی کا زمانہ ۱۰۷۵؟ - ۱۰۳۵؟ سموئیل قاضی اور نبی		

مصر	متحدہ سلطنت	ارام (فینیکے)	
بعد کا زمانہ ۱۰۸۵ - ۹۴۵ اکیسواں شاہی خاندان پسوسنیس اوّل آمینے موف سیامون پسوسنیس دوم ۹۴۵ - ۷۱۶ بائیسواں شاہی خاندان ۹۴۵-۹۲۴ شیشونق اوّل (سیساق)	۱۰۵۰/۴۵؟-۱۰۱۱/۱۰؟ ساؤل بادشاہ ۱۰۱۱/۱۰-۹۷۱/۷۰ داؤد بادشاہ ۹۷۱/۷۰ - ۹۳۱/۳۰ سلیمان بادشاہ	۹۹۰ - ۹۶۵؟ ہدد / ہدرعزر ضوباہ کا بادشاہ تقریباً ۹۸۰ توعی، حمات کا بادشاہ (۹۷۹/۷۸-۹۴۵/۴۴ حیرام اوّل صور کا بادشاہ) ۹۷۰ - ۵۸۰ عصرالحدید دوم (عصر آہن)	

منقسم سلطنت

مصر	یہوداہ	اسرائیل	دمشق (اور صور)	اسور
	۹۳۱/۳۰ - ۹۱۳ رحبعام ۹۲۵ شیشونق اوّل (سیساق) یروشلیم پر چڑھائی کرتا ہے۔	۹۳۱/۳۰-۹۱۰/۹ یربعام اوّل	۹۵۵ - ۹۲۵؟ رزون ۹۲۵ - ۹۱۵؟ حزیون	
۹۲۴ - ۸۸۹ اوسرکون اوّل			۹۱۵ - ۹۰۰؟ طابرمون	
	۹۱۳ - ۹۱۱/۱۰ ابیام ۹۱۱/۱۰ - ۸۷۰/۶۹ آسا	۹۱۰/۰۹ - ۹۰۹/۰۸ ندب ۹۰۹/۰۸ - ۸۸۶/۸۵ بعشا	۹۰۰؟ - ۸۶۰؟ بن ہدد اوّل، طابرمون کا بیٹا	
۸۸۹ - ۸۶۷ تاکلوت اوّل		۸۸۶/۸۵ - ۸۸۵/۸۴ ایلہ ۸۸۵/۸۴ زمری ۸۸۵/۸۴ - ۸۸۰ تبنی		
			۸۹۸/۹۷ - ۸۶۶/۶۵ اتبعل اوّل، صور کا بادشاہ	
۸۶۷ - ۸۳۹ اوسرکون دوم	۸۷۰/۶۹ - ۸۴۸ یہوسفط (۸۷۳/۲ سے نائبِ سلطنت)	۸۸۵/۸۴ - ۸۷۴/۷۳ عُمری ۸۷۴/۷۳ - ۸۵۳ اخی اب	دو ممکنات:- ۱- ۸۶۰ - ۸۴۳؟ بن ہدد دوم اسوری ہدد دری اخی اب کا ہمعصر یا ۲- ۹۰۰ - ۸۴۳؟ بن ہدد اوّل، طابرمون کا بیٹا، اسوری ہدد دری اخی اب کے ہمعصر ۸۴۳ - ۷۹۶ حزائیل	۸۸۳ - ۸۵۹ آشور ناصر پال دوم ۸۵۹ - ۸۲۴ سلمنسر سوم ۸۵۳ قرقر کے مقام پر لڑائی
	۸۴۸ - ۸۴۱ یہورام (۸۵۳ سے نائبِ سلطنت)	۸۵۳ - ۸۵۲ اخزیاہ ۸۵۲ - ۸۴۸ یورام		

مصر	یہوداہ	اسرائیل	دمشق (اور صُور)	اسور
	۸۴۱ - ۸۳۵ عتلیاہ	۸۴۱ - ۸۱۴/۱۳ یاہُو		
	۸۳۵ - ۷۹۶ یُوآس	۸۱۴/۱۳ - ۷۹۸ یہُوآخز		
	۷۹۶ - ۷۶۷ اِمصیاہ	۷۹۸ - ۷۸۲/۱ یہُوآس	۷۹۶ - ۷۷۰ - بن ہدد سوم / دوم	
۷۹۳ - ۷۲۷ شیشونق چہارم	۷۶۷ - ۷۴۰/۳۹ عزریاہ (عُزیاہ) (۷۹۱/۹۰ سے نائبِ سلطنت)	۷۸۲/۸۱ - ۷۵۳ یُربعام دوم (۷۹۳/۹۲ سے نائب سلطنت)	۷۷۰ ؟ - ۷۵۰ اسرائیل کے بادشاہ یُربعام دوم کا غلبہ	
		۷۵۳ - ۷۵۲ زکریاہ		
		۷۵۲ سلُوم	۷۵۰ - ۷۳۲ ؟ رضین	
		۷۵۲ - ۷۴۲/۴۱ مناحم		۷۴۵ - ۷۲۷ تگلت پلاسر سوم
		۷۴۲/۴۱ - ۷۴۰/۳۹ فقحیاہ		
	۷۴۰/۳۹ - ۷۳۲/۳۱ یوتام ۷۵۰ سے نائب سلطنت	۷۴۰/۳۹ - ۷۳۲/۳۱ فقح ۷۵۲ سے اپنی سلطنت کا آغاز گنتا ہے۔		
	۷۳۲/۳۱ - ۷۱۶/۱۵ آخز (۷۴۴/۴۳ سے نائب سلطنت ۷۳۵ سے متقدم حاکم)	۷۳۲/۳۱ - ۷۲۳/۲۲ ہوسیع	۷۳۲ - تگلت پلاسر سوم نے دمشق کو فتح کیا	
				۷۲۷ - ۷۲۲ سلمنسر پنجم
۷۲۷ ؟ - ۷۱۶ اسورکون چہارم		۷۲۲ سقُوطِ سامریہ		۷۲۲ - ۷۰۵ سرجُون دوم
۷۱۵ - ۶۶۴ پچیسواں شاہی خاندان	۷۱۶/۱۵ - ۶۸۷/۸۶ حزقیاہ (۷۲۹ سے نائبِ سلطنت)			۷۰۵ - ۶۸۱ سنحیرب
۷۱۵ - ۷۰۲ شباخو ("شباخا")				
۷۰۲ - ۶۹۰ شبتخو ("سبتخا")				
۶۹۰ - ۶۶۴ تخارکا ("ترخاکا")	۶۸۷/۸۶ - ۶۴۲/۴۱ منسّی (۶۹۶/۹۵ سے نائبِ سلطنت)			۶۸۱ - ۶۶۹ اسرحدون
۶۶۴ - ۶۵۷ تن وتمنی ("تانوتامین")				۶۶۹ - ۶۲۷ اسوربنی پال
۶۶۴ - ۵۲۵ چھبیسواں شاہی خاندان	۶۴۲/۴۱ - ۶۴۰/۳۹ امون			
۶۶۴ - ۶۱۰ پسمے تخس اوّل	۶۴۰/۳۹ - ۶۰۹ یوسیاہ			۶۱۲ سقوطِ نینوہ
۶۱۰ - ۵۹۵ نکوہ دوم	۶۰۹ یہوآخز			۶۰۹/۰۸ اسور کا خاتمہ
				بابل
	۶۰۹ - ۵۹۷ یہویقیم			۶۲۶ - ۶۰۵ نبوپلاسر
۶۰۵	۶۰۵ کرکمیس کی جنگ سے دانی ایل اور اُسکے رفقاء کو اسیر کرکے بابل لے جایا گیا۔			۶۰۵ - ۵۶۲ نبوکدرضر دوم

نوٹ: عبرانی بادشاہوں کی تاریخوں کو دو سال پر پھیلا کر دکھانے کی وجہ یہ ہے کہ شمسی اور قمری سال کے شروع ہونے میں فرق ہوتا ہے۔ عبرانی قمری سال ہمارے جنوری تا دسمبر کے شمسی سال کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس لئے آستا کی حکومت کو ۹۱۱/۱۰ تا ۸۷۰/۶۹ لکھ کر دکھایا گیا ہے۔

پربار:۔ غالباً ایک فارسی لفظ کی عبرانی شکل۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۱-تواریخ ۲۶ : ۱۸ میں دو مرتبہ آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کے لئے لفظ صحن استعمال ہوا ہے۔ اِس لفظ کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ قیاس ہے کہ غالباً اس کا مطلب صحن یا دالان یا ستونوں والا برآمدہ ہے۔ اسی لفظ کی جمع کا ترجمہ ۲-سلاطین ۲۳ : ۱۱ میں کوٹھڑی (دالان) کیا گیا ہے۔

پُرخُرُس۔ پروکورس:۔ اُن سات آدمیوں میں سے ایک جنہیں کلیسیا کی بیواؤں کی خبرگیری کے لئے مقرر کیا گیا تھا (اعمال ۶ : ۵)۔

پُرُس:۔ سوپترس کا باپ (اعمال ۲۰ : ۴)۔

پرِسُبتر:۔ یونانی لفظ پرسبتُودس presbyteros کی اُردو شکل۔ اس کا ترجمہ اُردو میں بزرگ کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں بعض جگہ کاہن۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بزرگ (نئے عہدنامہ میں)۔

پرستش:۔ دیکھئے عبادت۔ دعا۔

پرِسس۔ فرسِس:۔ رومہ میں ایک مسیحی عورت جسے پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶ : ۱۲)۔

پرسکلہ۔ پرِسکہ۔ پرستقلہ۔ پرستقہ:۔ پرسکلہ پرِسکہ کا اسمِ تصغیر ہے۔ یہ یہودی مسیحی اکوِلہ کی بیوی تھی۔ نئے عہدنامہ میں اِس کا نام ہمیشہ اپنے خاوند کے ساتھ آیا ہے۔ یہ خیمہ دوزی کا کام کرتے تھے۔ پولس رسول سے ان کی ملاقات کرنتھُس میں ہوئی تھی (اعمال ۱۸ : ۲)۔ اُنہوں نے اِفسس میں اپلوس کو خداوند کی راہ بتائی (اعمال ۱۸ : ۲۴-۲۶)۔ پولس رسول نے اُنہیں رومہ میں سلام بھیجا (رومیوں ۱۶ : ۳)۔ ۱-کرنتھیوں ۱۶ : ۱۹ میں وہ اِن کی بابت بیان کرتا ہے کہ وہ اِفسس میں ہیں جہاں اُن کی گھر کی کلیسیا ہے۔ رومیوں ۱۶ : ۳، ۴ میں وہ اُن کی خدمت اور دلیری کی تعریف کر کے کہتا ہے کہ تمام کلیسیائیں اُن کی شکر گزار ہیں۔

پُرسہ۔ پرسا:۔ دیکھئے اوزان پیمانہ جاتِ بائبل ۲۱

پرِشنداتا۔ فرشنداتا:۔ (عبرانی = تجسس کرنے والا)۔ ہامان کا سب سے بڑا بیٹا جسے یہودیوں نے قتل کر دیا (آستر ۹ : ۷)۔

پرض عُزہ۔ فارص عُزہ:۔ ایک جگہ کا نام جہاں عُزہ کو عہد کے صندوق کو ہاتھ لگانے کی غلطی کے باعث خدا نے مارا (۲-سموئیل ۶ : ۸)۔

پرعوس۔ فرعوش:۔ ایک شخص کا نام، جس کی اولاد زرُبابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲ : ۳؛ نحمیاہ ۷ : ۸)۔

پرکار:۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۵

پرگمن۔ پرغامس:۔ ایشیائے کوچک میں موسیہ کا ایک شہر۔ جن سات کلیسیاؤں کا ذکر مکاشفہ ابواب ۲ اور ۳ میں آیا ہے اُن میں سے یہ ایک ہے۔ پرگمن قیصر پرستی کا مرکز تھا۔ رومی ریاست کے سرکاری مذہب کے مطابق ہر شخص پر لازم تھا کہ اپنی وفاداری کے ثبوت میں شہنشاہ کی پرستش کرے۔ اسی لئے اس شہر کو شیطان کی تخت گاہ کہا گیا ہے (مکاشفہ ۲ : ۱۳)۔ انتپاس کی وفاداری کا امتحان لینے کے لئے رومی حاکم اُسے اس شہر میں لائے جب اُس نے قیصر کی پرستش کرنے سے انکار کیا تو اُسے شہید کر دیا گیا۔

کلیسیا پر ظلم اور ایذا رسانی کی وجہ سے بعض اشخاص جو نیکولاؤس (دیکھئے نیکلیوں) کے پیرو تھے بلعام کی طرح (استثنا ۲۳ : ۴، گنتی ۳۱ باب؛ یہوداہ ۱۱؛ ۲-پطرس ۲ : ۱۵) یہ غلط تعلیم دینے لگے کہ مسیحی آزادی کی بنا پر بتوں کی قربانی کا گوشت کھانے اور حرام کاری کی رسومات میں حصہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

پرگمن اپنے کتب خانہ کی وجہ سے، جسے یومینس دوم نے قائم کیا، بہت مشہور تھا۔ چرمی کاغذ کی ایجاد یہیں ہوئی۔

دوسرا مشہور کتب خانہ سکندریہ میں تھا۔ وہاں کے حاکم کتب خانہ کی وجہ سے پرگمن سے رقابت رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اُسے زک پہنچانے کے ارادہ سے بطلیموس پر زور دے کر، پیپرس کی تجارت پر پابندی لگوا دی۔ چونکہ پرگمن اپنے کتب خانہ کی وجہ سے کاغذ کا بڑا خریدار تھا، اِس لئے اس نے متبادل کاغذ کی تلاش میں چرمی کاغذ ایجاد کیا۔ یہ بھیڑ بکریوں کی کھال سے تیار کیا جاتا تھا اور پیپرس سے کہیں زیادہ دیرپا ہوتا تھا۔ اس کاغذ کا انگریزی نام اسی شہر کے نام سے بنا pergamena charta = parchment ۔ اِسے عربی میں رَق کہتے ہیں (۲-تیمتھیس ۴ : ۱۳)۔ شاید مکاشفہ ۲ : ۱۷ میں اسی دیرپا کاغذ کی طرف اشارہ ہے "جو غالب آئے میں اُسے ..... (تمہارے سفید چرمی کاغذ سے بھی زیادہ دیرپا) ..... ایک سفید پتھر دوں گا"۔ دیکھئے بائبل اطلس نقشہ ۱۸ د۲

نیز دیکھئے بلعام، پیپرس اور رَق۔

پرگہ۔ پرجا:۔ ایشیائے کوچک میں پمفولیہ کا ایک شہر یہ دریائے سسترس پر واقع تھا۔ پولس اور برنباس اپنے پہلے بشارتی سفر میں اس شہر سے دو مرتبہ گزرے، جاتے

ہوئے اور واپسی پر (اعمال ۱۳: ۱۳-۱۴؛ ۱۴: ۲۴-۲۵)۔ یہاں سے یوحنّا مرقس، پولس اور برنباس کو چھوڑ کر واپس یروشلیم چلا گیا (اعمال ۱۳: ۱۳)۔ یونانی عہد میں اس شہر کے قریب ارتمس دیوی کا مندر تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مسیحیت یہاں نہیں پنپ سکی۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵؛ ۳، ۱۸د ۳ ج

پرمشتا۔ فرمشتا:۔ (قدیم فارسی = سب سے پہلا)۔ ہامان کا ایک بیٹا جسے یہودیوں نے قتل کر دیا (آستر ۹: ۹)۔

پرمناس:۔ ایک شخص کا نام جسے دیگر چھ اشخاص کے ساتھ کلیسیا کے غریبوں کی روزانہ خبر گیری کے لئے چُنا گیا تھا (اعمال ۶: ۵)۔

پرندگانِ بائبل:۔

۱۔ ابابیل۔ چھوٹا سا سیاہ پرندہ، جو چھتوں میں گھونسلا بناتا ہے (زبور ۸۴: ۳)۔ ابابیل اُڑتی رہتی (امثال ۲۶: ۲) اور چیں چیں کرتی ہے (یسعیاہ ۳۸: ۱۴)۔ سیلانی نقلِ وطن کرنے والا (یرمیاہ ۸: ۷)۔ ایک

۲۔ استخوان خوار۔ (کیتھولک ترجمہ میں ہما)۔ ایک شکاری پرندہ، جو ہوا میں ہڈیاں لے جا کر توڑنے کے لئے چٹان پر گراتا ہے اور پھر گودا نکال کر کھاتا ہے۔ اس کا نام مکروہ پرندوں کی فہرست میں آتا ہے (احبار ۱۱: ۱۳؛ استثنا ۱۴: ۱۲)۔

۳۔ اُلّو۔ ایک پرندہ جو دن کی بجائے رات کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ عموماً ویرانے میں رہتا ہے (زبور ۱۰۲: ۶)۔ یہ مکروہ پرندوں کی فہرست میں درج ہے (احبار ۱۱: ۱۷؛ استثنا ۱۴: ۱۶)۔ بائبل میں مختلف قسم کے اُلّوؤں کا ذکر ہے۔ بوم، چُغد وغیرہ۔

۴۔ باز۔ (کیتھولک ترجمہ میں جُرّہ) اس کی نظر تیز ہوتی ہے (ایوب ۲۸: ۷)۔ یہ ناپاک پرندوں میں گِنا گیا ہے اور اس کے کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱: ۱۴؛ استثنا ۱۴: ۱۳)۔

۵۔ بٹیر۔ (عبرانی اور عربی میں سلویٰ)۔ زمین پر رہنے والا پرندہ جس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے (خروج ۱۶: ۱۳؛ زبور ۱۰۵: ۴۰)۔ یہ غول در غول نقلِ وطن کرتا اور ہوا کی سمت اُڑتا ہے۔ یہ زمین سے صرف دو ہاتھ اوپر رہتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ عدد ۱۱: ۳۱)۔ اس آیت کا کیتھولک ترجمہ پروٹسٹنٹ ترجمے سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔
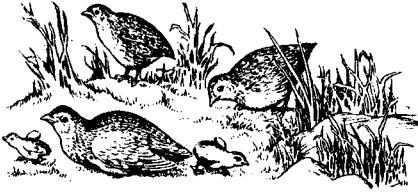
بنی اسرائیل نے چونکہ کافی عرصہ گوشت نہ کھایا تھا، اس لئے حرص سے کھائے اور بیمار ہو گئے۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام قبروت ہتاوہ یعنی حرص کی قبرگاہ رکھا گیا (گنتی ۱۱: ۳۴)۔ قرآن شریف میں بھی ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کو بیابان میں خدا نے من و سلویٰ بھیجا (سورہ البقرہ ۵۷ اور سورہ الاعراف ۱۶۰)۔

۶۔ بگلا۔ لمبی ٹانگوں والا آبی پرندہ جسے کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱: ۱۹؛ استثنا ۱۴: ۱۸)۔

۷۔ بوتیمار۔ بگلے کے لئے فارسی لفظ۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں بگلے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۸۔ بُوم۔ چھوٹے قسم کا اُلّو۔ دیکھئے اُلّو۔

۹۔ تیتر۔ (عبرانی نام کورے، مقابلہ کیجئے چکور سے، جو تیتر کی قسم کا پرندہ ہے)۔ ایک مرغی کی قسم کا پرندہ جو چالاک اور تیز اُڑنے والا ہے۔ اس لئے اس کے شکار میں خاص لُطف آتا ہے۔ ۱۔سموئیل ۲۶: ۲۰ میں داؤد ساؤل بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ بادشاہ ایک پسّو کی سی ناچیز چیز کا کیوں تیتر کی طرح شکار کر رہا ہے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ تیتر دوسروں کے انڈے چرا کر خود سیتا تھا اسی لئے بے انصافی سے دولت حاصل کرنے کو تیتر سے منسوب کیا گیا ہے (یرمیاہ ۱۷: ۱۱)۔

۱۰۔ جُرّہ۔ ایک شکاری پرندہ۔ کیتھولک ترجمہ میں فارسی کا یہ لفظ باز کے لئے استعمال کیا گیا ہے (احبار ۱۱: ۱۴ اور تثنیہ شرع ۱۴: ۱۳)۔ دیکھئے باز۔

۱۱- چڑیا - ایک مشہور عام پرندہ، جو نہایت سستا بکتا تھا۔ ایک پیسے کے دو (متی ۱۰ : ۲۹) اور دو پیسے کے پانچ (لوقا ۱۲ : ۶، ۷)۔ اسے زبور ۸۴ : ۳ اور امثال ۲۶ : ۲ میں گوریّا اور زبور ۱۰۲ : ۷ میں گورا کہا گیا ہے - یہ پرندہ اکثر غول میں رہتا ہے۔ زبور ۱۰۲ : ۷ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زبور نویس کتنا اکیلا، اُداس اور مایوس ہے۔

۱۲- چُغد - ایک قسم کا اُلّو۔ یہ ناپاک جانور قرار دیا گیا تھا (احبار ۱۱ : ۱۶؛ استثنا ۱۴ : ۱۴)۔

۱۳- چمگادڑ - ایک مشہور اُڑنے والا جانور جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا ہے۔ تاریکی اسے پسند ہے۔ دن کو اسے کم دکھائی دیتا ہے۔ چونکہ یہ اُڑتا ہے اس لئے اسے پرندوں کی فہرست میں دکھایا گیا ہے۔ اسے کھانا منع تھا (احبار ۱۱ : ۱۹؛ استثنا ۱۴ : ۱۸)۔

۱۴- چیل - ایک عام پرندہ جسے موسوی شریعت کے مطابق کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱ : ۱۴؛ استثنا ۱۴ : ۱۳)۔

۱۵- حواصل - ایک آبی پرندہ، جو مچھلی اور دیگر جانور کھاتا ہے۔ یہ مکروہ جانوروں کی فہرست میں آتا (احبار ۱۱ : ۱۸؛ استثنا ۱۴ : ۱۷) اور ویرانے میں رہتا ہے (یسعیاہ ۳۴ : ۱۱؛ صفنیاہ ۲ : ۱۴)۔

۱۶- رَخم - یہ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں پیار۔ یہ اپنے بچوں سے بہت پیار کرتا ہے اس لئے اسے اس نام سے پکارا گیا ہے۔ یہ ایک قسم کا گِدھ ہے۔ چنانچہ اسے احبار ۱۱ : ۱۸ میں گِدھ ہی کہا گیا ہے۔ استثنا ۱۴ : ۱۷ میں رَخم۔

۱۷- سارس - ایک لمبی گردن اور لمبی ٹانگوں والا آبی پرندہ جس کی آواز دُور دُور سُنائی دیتی ہے۔ حزقیاہ اپنی بیماری میں سارس کی طرح چیں چیں کرتا تھا (یسعیاہ ۳۸ : ۱۴)۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے ابابیل کہا گیا ہے۔

۱۸- شاہین - (کیتھولک ترجمہ میں شکرہ)۔ ایک شکاری پرندہ جو تیز رفتار ہے اور بڑی بلندی پر اُڑتا ہے۔ اسے ایوب ۳۹ : ۲۶ میں باز کہا گیا ہے۔ شرع کے مطابق اسے کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱ : ۱۶؛ استثنا ۱۴ : ۱۵)۔

۱۹- شُترمُرغ - پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ۔ اُس کی عادات ایوب ۳۹ : ۱۳-۱۸ میں بالکل صحیح بیان کی گئی ہیں۔

اُسے تیز رفتار اور اپنے بچوں کے بارے میں سخت دل کہا گیا ہے۔ یہ علیحدگی پسند کرتا ہے (ایوب ۳۰ : ۲۹؛ میکاہ ۱ : ۸)۔

۲۰- شِکرا - کیتھولک ترجمہ میں شاہین اور باز کو یہ نام دیا گیا ہے۔ دیکھئے شاہین اور باز۔

۲۱- عُقاب - ایک بڑا شکاری پرندہ۔ یہ بہت طاقتور ہوتا ہے۔ اس کے پروں کا پھیلاؤ تقریباً چار فٹ ہوتا ہے۔

یہوواہ بنی اسرائیل کو مصر سے گویا عقاب کے پروں پر بٹھا کے اپنے پاس لے آیا (خروج ۱۹ : ۴؛ استثنا ۳۲ : ۱۱)۔ خدا اپنے بندوں کی جان عقاب کی مانند از سرِ نو جوان کرتا ہے (زبور ۱۰۳ : ۵)۔ وہ بلند پروازی کریں گے اور نہ تھکیں گے (یسعیاہ ۴۰ : ۳۱)۔

مقدّس یوحنّا کو عقاب سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ اُس کی عارفانہ پرواز بہت بلند ہے اور وہ خدا کے رازوں کو کھولتا ہے۔ عقاب کو خداوند مسیح کے صعود اور ہمیشہ کی زندگی سے بھی مشابہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ دولت کی بے ثباتی کو عقاب کی تیز رفتاری سے تشبیہ دی گئی ہے

(امثال ۲۳ : ۵) - اسے کھانا ممنوع تھا (احبار ۱۱ : ۱۳؛ استثنا ۱۴ : ۱۲)۔

ب - بحری عُقاب - باز کا سا ایک پرندہ - یہ سانپ اور مچھلی کا شکار کرتا ہے (استثنا ۱۴ : ۱۲)۔

۲۲ - غُراب - کوّے کو عربی میں غُراب کہتے ہیں - یہ کیتھولک ترجمہ میں کوّے کے لئے استعمال ہُوا ہے (احبار ۱۱ : ۱۵؛ تثنیہ شرع ۱۴ : ۱۴) - دیکھئے کوّا۔

۲۳ - فاختہ - کبوتر کی قسم کا ایک پرندہ - دیکھئے کبوتر، کبوتری۔

۲۴ - قاز - (کیتھولک ترجمہ میں بوم شب) - ایک آبی پرندہ، راج ہنس - چونکہ اسے ناپاک جانوروں کی فہرست میں رکھا گیا ہے اس لئے اِس سے مُراد غالباً گوشت خور اُلّو ہے - راج ہنس سبزی کھاتا ہے اور مصر میں عام طور پر پایا جاتا تھا (احبار ۱۱ : ۱۸؛ استثنا ۱۴ : ۱۶)۔

۲۵ - قُمری - فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ جس کی گردن میں طوق سا ہوتا ہے - یہ فلسطین میں عام پایا جاتا تھا - وہ غریب جسے برّہ لانے کا مقدور نہ ہوتا، اُسے قُمری کا جوڑا لانے کی اجازت تھی (احبار ۱۲ : ۸)۔

مقدسہ مریم بھی اپنی رسم طہارت کے لئے قمریوں کا جوڑا لائیں (لوقا ۲ : ۲۴)۔

قمری سیلانی چڑیا ہے - یہ اپنے مُلک میں واپس آنے کا وقت جانتی ہے (یرمیاہ ۸ : ۷) پر بنی اسرائیل، خدا کے غضب کے ختم ہونے پر بھی اُس کے پاس واپس نہیں آتے کیونکہ وہ خداوند کے احکام کو نہیں پہچانتے۔

۲۶ - کبوتر، کبوتری، فاختہ - جب نوح کے زمانہ میں خدا کے غضب سے طوفان آیا تو اس کے بعد کبوتری کو تین مرتبہ کشتی سے باہر بھیجا گیا - پہلی مرتبہ اُسے پنجہ ٹیکنے کی جگہ نہ ملی اس لئے وہ کشتی میں واپس آ گئی - دوسری مرتبہ وہ اپنی چونچ میں زیتون کی ایک تازہ پتی (صلح کی علامت) لائی (پیدائش ۸ : ۸ - ۱۲)۔

کبوتر بہت اُونچی اور تیز پرواز کرتا ہے - اس لئے مزمُور نویس لکھتا ہے "کاش کہ کبوتر (فاختہ) کی طرح میرے پر ہوتے ..... تو میں دُور نکل جاتا" (زبور ۵۵ : ۶)۔

غزل الغزلات میں کبوتری کی شیریں آواز کی طرف اشارہ ہے (۲ : ۱۴) - لیکن حزقیاہ بادشاہ اپنی بیماری میں غم کرنے کو کبوتر کی طرح کُڑھنا (فاختہ کی طرح غُوں غُوں کرنا) کہتا ہے (یسعیا ۳۸ : ۱۴)۔

یسعیاہ نبی اور حزقی ایل نبی، دونوں نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کبوتر کی طرح نالاں ہوں گے (یسعیاہ ۵۹ : ۱۱؛ حزقی ایل ۷ : ۱۶)۔

افرائیم کو بیوقوف فاختہ سے تشبیہ دی گئی ہے (ہوسیع ۷ : ۱۱)۔ کبوتر ایک بھولا اور بے ضرر پرندہ ہے (متی ۱۰ : ۱۶) - خداوند مسیح کو برّے اور پاک روح کو کبوتر سے تشبیہ دی گئی ہے (متی ۳ : ۱۶)۔

زبور ۶۸ : ۱۳ میں ایک امن اور چین کی خوبصورت تصویر کو اُس کبوتر کی مانند بیان کیا گیا ہے جس کے بازو چاندی سے اور پر سونے سے منڈھے ہُوئے ہوں - اس زبور کی آیات ۱۱ - ۱۴ کچھ مشکل ہیں - ان کی تشریح یوں ہو سکتی ہے - زبور ۶۸ خدا کے عہد کے صندوق کو ہیکل میں لے جانے کے جشن میں گایا جاتا تھا۔

خدا نے حکم دیا اور بنی اسرائیل فتح مند ہُوئے - ایک بھاری تعداد میں عورتیں ظفر یابی کی خوشخبری پھیلانے لگیں - دشمن فوج کے بادشاہ بھاگ اُٹھے - خطرہ ٹل گیا یہاں تک کہ عورتیں گھر میں کسی ڈر کے بغیر لوٹ کا مال بانٹنے لگیں - مرد واپس گھر آئے - وہ آرام سے اپنی بھیڑوں کے احاطہ میں بیٹھے تھے - اُن کی حالت اُس کبوتر کی مانند تھی جو امن اور چین کی خوبصورت تصویر ہو۔

۲۷ - کُلنگ - ایک سیلانی آبی پرندہ - یہ اپنے مُلک میں واپس آنے کے مقررہ وقت کو جانتا اور پہچانتا ہے - اس سے بنی اسرائیل کی بے وفائی کا مقابلہ کیا گیا ہے (یرمیاہ ۸ : ۷)۔

۲۸ - کوّا - پہاڑی کوّا - کالے رنگ کا بسیار خور پرندہ جو مُردار تک کھا جاتا ہے - اسی وجہ سے اسے مکروہ پرندہ کہا گیا ہے (احبار ۱۱ : ۱۵؛ استثنا ۱۴ : ۱۴)۔

نوح نے اُسے سیلاب کے بعد کشتی سے باہر بھیجا لیکن وہ اِدھر اُدھر پھرتا رہا اور واپس نہ آیا کیونکہ وہ پانی میں بہتے ہُوئے مُردار کو کھا سکتا تھا (پیدائش ۸ : ۷)۔

کوّے ہی ایلیاہ نبی کو خدا کے حکم سے خوراک پہنچاتے تھے (۱ - سلاطین ۱۷ : ۴)۔

اگرچہ کوّا بے قرار شخص اور شیطان کی طرح ادھر اُدھر پھرتا رہتا ہے (ایوب ۱ : ۷) تو بھی خدا اُس کو خوراک مہیا کرتا ہے (ایوب ۳۸ : ۴۱؛ لوقا ۱۲ : ۲۴)۔

۲۹ - کوکل - (کیتھولک ترجمہ میں ٹھُکرہ) - ایک مکروہ پرندہ جس کو کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱ : ۱۶؛ استثنا ۱۴ : ۱۵)۔

۳۰ - گِدھ - ایک مُردار خور ناپاک پرندہ - یہ باز اور چیل سے اپنے چندلے پن کی وجہ سے مختلف دکھائی دیتا ہے - قدرت نے اُس کے سر کو گنجا کیا ہے تاکہ جب اپنا سر مردار میں ڈالے تو پروں پر گندگی نہ لگے (میکاہ ۱ : ۱۶) - یہ مکروہ جانور تھا (احبار ۱۱ : ۱۸؛ استثنا ۱۴ : ۱۳)۔

۳۱ گورّیا۔ دیکھئے چڑیا۔

۳۲۔ لق لق۔ ایک لمبی ٹانگوں والا آبی پرندہ۔ اس کے پر بہت مضبوط ہوتے ہیں (زکریاہ ۵ : ۹)۔ یہ اُونچے درخت پر اپنا گھونسلا بناتا ہے۔ (زبور ۱۰۴ : ۱۷)۔ یہ ایک سیلانی پرندہ ہے جو اپنے وقت پر، سردی کے اختتام پر ملک میں واپس آجاتا ہے۔ اس کی مثال دے کر یرمیاہ کہتا ہے "لق لق اپنے وقت کو جانتا ہے ..... لیکن میرے لوگ خداوند کے احکام کو نہیں پہچانتے" (یرمیاہ ۸ : ۷)۔

یہ مکروہ پرندوں کی فہرست میں دیا گیا ہے اور موسوی شریعت کے مطابق اسے کھانا حرام تھا (احبار ۱۱ : ۱۹؛ استثنا ۱۴ : ۱۸)۔

۳۳۔ لگڑ۔ (کیتھولک ترجمہ میں عقاب)۔ استثنا میں بحری عقاب۔ ایک مچھلی کھانے والا پرندہ یہ ناپاک ہے (احبار ۱۱ : ۱۳)۔

۳۴۔ ماھی گیر۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں ★ ہڑگیلا کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۳۵۔ مُرغ۔ مُرغی۔ ایک پالتو پرندہ جس کا ذکر متی ۲۶ : ۳۴، ۷۴، ۷۵؛ مرقس ۱۳ : ۳۵؛ ۱۴ : ۳۰، ۷۲؛ لوقا ۲۲ : ۳۴؛ یوحنا ۱۳ : ۳۸؛ ۱۸ : ۲۷ میں آتا ہے۔

جس طرح عقاب کا اپنے گھونسلے کو ہلا ہلا کر اپنے بچوں پر منڈلانا، اپنے بازوؤں کو پھیلانا اور اُن کو اپنے پروں پر اُٹھانا، اسرائیل اور یہوواہ کے آپس کے تعلق کو بیان کرتا ہے (استثنا ۳۲ : ۱۱) اُسی طرح مُرغی کا اپنے بچّوں کو اپنے پروں تلے لے لینا، مسیح کا اپنے بندوں کو محفوظ رکھنے کی طرف اشارہ ہے (مقابلہ کریں رُوت ۲ : ۱۲؛ زبور ۱۷ : ۸؛ ۹۱ : ۴)۔

مُرغ۔ مرغی کا نر۔ بانگ دینے کی وجہ سے اسے صبح کی علامت سمجھا جاتا ہے (مرقس ۱۳ : ۳۵)۔ مُرغ کی بانگ کی آواز نے پطرس کو یاد دلایا کہ اُس نے جیسا خداوند نے کہا تھا، اُس کا تین بار انکار کیا تھا (متی ۲۶ : ۳۴، ۷۴؛ مرقس ۱۴ : ۳۰، ۷۲؛ لوقا ۲۲ : ۳۴؛ یوحنا ۱۳ : ۳۸؛ ۱۸ : ۲۷)۔

مشنہ (دیکھئے تلمود) کے مطابق یروشلیم میں یہودیوں کو مرغیاں پالنے کی اجازت نہ تھی لیکن پطرس صبح کی خاموشی کے وقت، سردار کاہن کے محل سے جو کوہِ زیتون سے صرف آدھا میل ہے، یہ آواز صاف سُن سکتا تھا۔ یہودیوں کو تو یروشلیم میں مُرغیاں رکھنے کی اجازت نہ تھی لیکن رومی انہیں اپنی خوراک کے لئے پالتے تھے۔ متی، لوقا اور یوحنا صرف دوسری بانگ کا ذکر کرتے ہیں پہلی جو دھیمی تھی صرف مرقس ہی اس کا ذکر کرتا ہے۔ مرغی بطورِ خوراک دیکھئے نحمیاہ ۵ : ۱۸۔

۳۶۔ مور۔ ایک خوبصورت پرندہ جو سلیمان بادشاہ کے دربار کی زینت کے لئے تھا۔ سلیمان کا ترسیسی بیڑا انہیں ہر تین سال کے بعد غالباً ہندوستان اور لنکا سے لاتا تھا (۱۔ سلاطین ۱۰ : ۲۲؛ ۲۔ تواریخ ۹ : ۲۱)۔

۳۷۔ نسر۔ گدھ کے لئے عربی لفظ۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں عقاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھئے عقاب (احبار ۱۱ : ۱۳؛ تثنیہ شرع ۱۴ : ۱۳)۔

۳۸۔ ھڑگیلا۔ ایک آبی پرندہ جو تیرتا اور غوطہ مارتا ہے (عبرانی میں شالاک بمعنی غوطہ خور)۔ اِسے سدھا کر مچھلی پکڑنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مکروہ جانور ہے اور موسوی شریعت کے مطابق اسے کھانے کی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۱ : ۱۷، استثنا ۱۴ : ۱۷)۔

۳۹۔ ھُدھُد۔ تاج نما کلغی والا ایک پرندہ جو درختوں اور کوڑے کے انبار سے کیڑے مکوڑے پکڑ کر کھاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام ناپاک پرندوں کی فہرست میں ہے (احبار ۱۱ : ۱۹، استثنا ۱۴ : ۱۸)۔

اہلِ عرب اسے عقلمند پرندہ

سمجھتے ہیں۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر سورہ النمل (۲۰) سلیمان بادشاہ کے سلسلہ میں آتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے مُرغ سلیمان بھی کہتے ہیں۔

۴۰۔ ھُما۔ رومن کیتھولک ترجمہ میں یہ استخوان خوار کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ دیکھئے استخوان خوار۔

پروا آندھی: پوربی آندھی، پوربی ہوا۔ مشرقی ہوا۔ چونکہ فلسطین میں مشرقی ہوا صحرا کے اوپر سے ہو کر آتی تھی اس لئے گرم اور خشک ہوتی تھی۔ پروا آندھی مُلکِ مصر پر ٹڈیوں کو لائی (خروج ۱۰: ۱۳)۔ پوربی ہوا کے تباہ کن اثرات کا کئی جگہ ذکر ہے (پیدائش ۴۱: ۶؛ زبور ۴۸: ۷؛ حزقی ایل ۲۷: ۲۶؛ حزقی ایل ۱۷: ۱۰؛ ہوسیع ۱۳: ۱۵؛ یوناہ ۴: ۸؛ یسعیاہ ۲۷: ۸؛ یرمیاہ ۱۸: ۱۷)۔

پروائم۔ فراویم:۔ ایک جگہ جہاں سے سلیمان بادشاہ نے ہیکل کے لئے سونا منگوایا (۲۔ تواریخ ۳: ۶)۔

پروردگاری:۔ مسیحی علم الٰہی میں ایک اہم اور دلچسپ اصطلاح۔ عام اُردو میں یہ لفظ فارسی مصدر پروردن بمعنی پالنا سے بنا ہے۔ خدا کو پروردگار کہا جاتا ہے کیونکہ وہ پرورش کرنے والا ہے۔ وہ پالن ہار اور رازق ہے۔ خدا کائنات کا خالق اور مالک ہے اور اپنی حاکمیت کو پورا کرنے کے لئے اپنی مخلوق کی فکر کرتا، اُسے محفوظ رکھتا اور اُس کی پرورش کرتا ہے۔ اگرچہ یہ تصوّر پاک کلام میں شروع سے آخر تک موجود ہے تاہم لفظ پروردگاری اردو ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (نحمیاہ ۹: ۶) اور یہاں بھی اس کا پورا مفہوم جو اب اس اصطلاح میں سمو دیا گیا ہے موجود نہیں ہے۔ یہاں صرف بنانے اور زندہ رکھنے کا مفہوم ہے۔

پاک کلام کے عبرانی اور یونانی متن میں بھی کسی ایک واحد لفظ سے پروردگاری کے تصور کو ادا نہیں کیا گیا بلکہ فقروں اور جملوں کی مدد سے اس کا احاطہ کیا گیا ہے (مثلاً زبور ۱۴۵: ۹؛ متّی ۵: ۴۵-۴۹)۔ یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے یونانی لفظ پرونوئیا pronoia کو خدا کی پُرمقصد دُوراندیشی کے لئے استعمال کیا۔ ★ فیلو اور ★ یوسیفس نے بھی اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اس لفظ کے ابتدائی معنی پہلے سے دیکھنا یعنی پیش بینی ہیں۔ یہ سابقہ پرو pro بمعنی پہلے سے اور نوئیو noeo بمعنی دیکھنا، مشاہدہ کرنا سے ترکیب دیا گیا ہے [نوٹ۔ یونانی میں سابقہ pro سے ترکیب دیئے ہوئے الفاظ بہت اہم ہیں۔ ان پر بحث کے لئے دیکھئے تقدیر]۔ بعد میں اس میں دُوراندیشی کے علاوہ آنے والی چیزوں کے لئے فکر اور تدبیر کرنے کا مفہوم بھی شامل ہوگیا اور پھر یہ خدا کے لئے خاص طور پر استعمال ہونے لگا۔ ان معنوں میں یہ ★ اپاکرفا میں استعمال ہوا ہے (حکمت ۱۴: ۳؛ ۱۷: ۲۔ یہاں اردو ترجمہ پروردگاری ہی ہے)۔

نئے عہدنامہ میں اسم پرونوئیا pronoia صرف دو دفعہ آیا ہے (اعمال ۲۴: ۲۔ دوراندیشی؛ رومیوں ۱۳: ۱۴۔ تدبیر)۔ دونوں مرتبہ یہ خدا کے لئے نہیں بلکہ انسان کی عاقبت اندیشی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اسی کا فعل کا صیغہ پرونوئیو pronoeo بھی انسانی تدبیر اور خبرگیری کے معنوں میں آیا ہے (رومیوں ۱۲: ۱۷؛ ۲۔ کرنتھیوں ۸: ۲۱؛ ۱۔ تیمتھیس ۵: ۸)۔ یہ بات خاص دلچسپی کی حامل ہے کہ نئے عہدنامہ میں یہ یونانی لفظ خدا کی پروردگاری کے لئے بالکل استعمال نہیں ہوا جبکہ یہ تصوّر بڑے زور سے پاک کلام میں موجود ہے۔

عام طور پر مسیحی علم الٰہی میں پروردگاری سے خالق کا وہ دائمی عمل مراد ہے جس سے وہ اپنی مہربانی اور فیاضی کی افراط سے (زبور ۱۴۵: ۹ قب متّی ۵: ۴۵-۴۸) اپنی مخلوق کو ایک باضابطہ زندگی بسر کرنے کا موقع مہیّا کرتا ہے (اعمال ۱۷: ۲۸؛ کلسیوں ۱: ۱۷؛ عبرانیوں ۱: ۳) اور ہر حالت میں اور ہر موقع پر آدمیوں اور فرشتوں کے آزاد اعمال کی راہنمائی اور انتظام کرتا ہے (قب زبور ۱۰۷؛ ایوب ۱: ۱۲؛ ۲: ۶؛ پیدائش ۴۵: ۵-۸)۔ اور وہ اپنے جلال کی خاطر سب چیزوں کو اُن کی منزلِ مقصود پر پہنچانے کا اہتمام کرتا ہے (قب افسیوں ۱: ۹-۱۲)۔ خدا کا دنیا سے اس قسم کے رشتے کا نظریہ چند اور نظریوں سے مختلف ہے اور اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ ا۔ ہمہ اوستی یا وجودِ وحدت کا نظریہ pantheism ۔اس نظریہ کے مطابق خدا دنیا میں ہے اور دنیا خدا ہیں۔ اس نظریہ میں خدا کی پروردگاری مہمل اور بے معنی بن جاتی ہے۔ ب۔ الہیت deism ۔اس عقیدے کے مطابق خدا خالق تو ہے لیکن عالم کی تخلیق کے بعد اُس نے اس کائنات سے اپنا تعلق بالکل توڑ دیا ہے۔ اور وحی اور مکاشفہ سے بھی وہ انسان سے رشتہ نہیں رکھتا۔ ج۔ ★ ثنویت dualism کے ماننے والے عالم کے نظام کو دو مقابل قوتوں میں بٹا دیکھتے ہیں۔ اور ان دو قوتوں کی کھینچا تانی سے دنیا کا نظام چلتا دیکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظریہ میں پروردگاری بے محل اور مہمل ثابت ہوگی۔ د۔ لاجبریّت indeterminism کے مطابق انسان کے افعال خارجی یا داخلی محرّکات سے بالکل متعین نہیں ہوتے اور اس کے ضد کا نظریہ یعنی۔ ہ۔ جبریّت determinism کے مطابق انسان مجبورِ محض مانا جاتا ہے۔ وہ خارجی قوتوں کے ہاتھ میں ایک گیند ہے اور وہ جدھر چاہیں اُسے پھینک سکتی ہیں۔ اسی طرح۔ و۔ قسمت chance ہر واقعہ کو اتفاقیہ قرار دیتی ہے اور یوں خدا کی پروردگاری کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے۔ ز۔ عقیدہ تقدیر fatalism تو زیرِ بحث مسئلہ پروردگاری کا دشمن ثابت ہوتا ہے کیونکہ اُس کے مطابق دنیا کا انتظام ایک متلوّن مزاج خدا کے ہاتھ میں ہے جو ہمارے احساس اور جذبات کا قطعی لحاظ نہیں کرتا۔

پاک کلام میں پروردگاری خدا کی پُرفضل حاکمیت کی ایک تصویر ہے۔ خدا سب پر حاکم ہے اور جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے (زبور ۱۰۳: ۱۹؛ ۱۳۵: ۶؛ دانی ایل ۴: ۳۵؛ قب افسیوں ۱: ۱۱)۔ خدا کی پروردگاری پر پختہ یقین ساری کتابِ مقدس پر چھایا ہوا ہے۔ ذیل میں اس کے چند پہلو ملاحظہ ہوں۔

۱۔ خدا کی پروردگاری اور قدرتی نظام

خدا مکمل طور پر نظامِ قدرت پر قادر ہے (زبور ۱۴۷: ۸ مابعد)۔ سب جنگلی جانور اور درندے (ایوب ۳۸ تا ۴۱)، دنیا کے سب چھوٹے اور بڑے واقعات، چاہے رعد ہو یا گرج (ایوب ۳۷؛ زبور ۲۹) اور وبا سے (خروج ۷: ۳ تا ۱۱: ۱۰؛ ۱۲: ۲۹ مابعد؛ یوایل ۲: ۲۵) چڑیا کی موت تک (متی ۱۰: ۲۹) یا قرعہ کا ڈالنا (امثال ۱۶: ۳۳)، سب خدا کے حکم کے طابع ہیں۔ جسمانی زندگی خواہ انسان کی ہو یا حیوان کی، خدا ہی دیتا اور وہی واپس لیتا ہے (پیدائش ۲: ۷؛ ۱-سموئیل ۱: ۲۷؛ ۲-سموئیل ۱۲: ۱۹؛ ایوب ۱: ۲۱؛ زبور ۱۰۲: ۲۳؛ ۱۰۴: ۲۹ مابعد؛ ۱۲۷: ۳؛ حزقی ایل ۲۴: ۱۶ مابعد؛ دانی ایل ۵: ۲۳ وغیرہ)۔ اسی طرح صحت اور بیماری (استثنا ۷: ۱۵؛ ۲۸: ۲۷، ۶۰)، خوشحالی اور مصیبت وغیرہ بھی اُسی کی طرف سے آتی ہیں (عاموس ۳: ۶۔ یہاں اسے بلا کہا گیا ہے، قب یسعیاہ ۴۵: ۷)۔ چونکہ قدرت کے نظام کی باقاعدگی براہِ راست خدا کی مرضی پر موقوف ہے (قب پیدائش ۸: ۲۲) اس لئے پاک کلام میں کبھی کبھار کسی معجزانہ بے قاعدگی کا قدرت میں واقع ہونا سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں کرتا۔ خدا جو چاہے اپنی دنیا میں کر سکتا ہے۔ اُس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں (قب پیدائش ۱۸: ۱۴)۔

خدا کے تخلیق کئے ہوئے عالم میں اس کے پروردگارانہ انتظام کا اُس کی بزرگی، حکمت، قدرت، جلال اور نیکی اظہار کرتے ہیں (زبور ۸: ۱؛ ۱۹: ۱-۶؛ اعمال ۱۴: ۱۷؛ رومیوں ۱: ۱۹ مابعد)۔ وہ شخص جو اس شہادت کے باوجود خدا کا انکار کرتا ہے بے عذر ہے (رومیوں ۱: ۲۰)۔ خدا کے قدرت میں اپنے شفیق ارادوں کو متواتر پورا کرنے کو پاک کلام اُس کی تعریف کرنے کی معقول وجہ تسلیم کرتا ہے (قب زبور ۱۰۴، ۱۴۷)۔ اور یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ خدا انسانی تاریخ کا مالک اور خداوند ہے اور کہ وہ اپنے پُرفضل وعدے اپنی مملکت میں پورے کرے گا (قب یرمیاہ ۳۱: ۳۵ مابعد؛ ۳۳: ۱۹-۲۶)۔

۲۔ خدا کی پروردگاری اور تاریخِ عالم

★ ہبوطِ آدم سے خدا نجات کے اپنے ایک منصوبہ کی پیروی کر رہا ہے۔ اس منصوبہ کا مرکزی نقطہ مسیح کی پہلی آمد ہے اور اس کی تکمیل مسیح کے دوبارہ آنے پر ہوگی۔ اس منصوبہ کا مقصد ایک عالمگیر کلیسیا کی تخلیق ہے جس میں یہودی اور غیر یہودی، دونوں خدا کے فضل کو بلا امتیاز برابر حاصل کریں گے (افسیوں ۳: ۲-۱۱۔ اس منصوبہ کو یہاں بھید کہا گیا ہے جس کا مکاشفہ پولس رسول کو دیا گیا) اور اس طرح بگڑی ہوئی کائنات کو دوبارہ بحال کیا جائے گا (رومیوں ۸: ۱۹ مابعد) اور یہ مسیح کے دوبارہ آنے پر اُس کے عہدِ حکومت میں ہوگا (افسیوں ۱: ۹-۱۲؛ فلپیوں ۲: ۹ مابعد؛ کلسیوں ۱: ۲۰؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۴ مابعد)۔ مسیح کی موجودہ حکومت اور مستقبل کی فتح سے پرانے عہدنامہ کی خدا کی مسیحائی بادشاہی کے متعلق (قب یسعیاہ ۱۱: ۱-۹؛ دانی ایل ۲: ۴۴؛ ۷: ۱۳-۲۷) پیشینگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ کلامِ مقدس کا عظیم مضمون جو سب باتوں کو یکجا سمیٹ لیتا ہے وہ خدا کی خداوندی کی قدرت ہے جس سے وہ یہ بادشاہی قائم کرتا ہے۔ کوئی دشمن خدا کے ارادے کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ اُن کا مضحکہ اُڑاتا ہے جو اُس کے منصوبہ کے خلاف ہیں (زبور ۲: ۴)۔ وہ اُن کی مخالفت کو مصلحت میں تبدیل کر دیتا ہے (قب اعمال ۴: ۲۵-۲۸۔ یہ زبور ۲: ۱ مابعد کا اقتباس ہے)۔ اُن کی شکست جو خدا اور اس کی بادشاہی کے خلاف جنگ کرتے ہیں تاریخ کا نقطۂ کمال ہوگا، جیسا کہ مکاشفہ کی کتاب سے ظاہر ہے (مکاشفہ ۱۹ وغیرہ)۔

پولس رسول اس منصوبے کے مختلف مرحلوں کو یہودی اور غیر قوم، اور شریعت اور فضل کے آپس کے تعلق کی روشنی میں بیان کرتا ہے (گلتیوں ۳؛ رومیوں ۹ تا ۱۱؛ قب افسیوں ۲: ۱۱-۳: ۱۱)۔

۳۔ خدا کی پروردگاری اور انسان کی شخصی زندگی

خدا نے بنی اسرائیل کو بطور ایک قوم کے جتا دیا تھا کہ اگر وہ اُس کے وفادار رہے تو کامیابی اُن کے قدم چومے گی لیکن اگر گناہ کریں گے تو ان پر لعنت برسے گی (احبار ۲۶: ۱۴ مابعد؛ استثنا ۲۸: ۱۵ مابعد)۔ بنی اسرائیل کی بعض شخصیتوں کی زندگی پر اس اصول کی روشنی میں غور کرنے سے کچھ مشکلات پیش آتی ہیں۔ خدا شریروں کو کامیاب کیوں ہونے دیتا ہے؟ خصوصاً جب وہ نیک لوگوں کو اپنی بدسلوکی کا نشانہ بناتے ہیں؟ اور کیوں اکثر خداپرست لوگ مصیبت کا شکار ہوتے ہیں؟

پہلے سوال کا جواب ہمیشہ اس دعوے سے دیا جاتا ہے کہ شریر صرف تھوڑے عرصہ کے لئے کامیاب ہوتا ہے۔ غضبِ الٰہی جلد ہی نازل ہوگا اور شریر اپنا بدلہ پائے گا (زبور ۳۷ میں جابجا؛ ۵۰: ۱۶-۲۱؛ ۷۳: ۱۷ مابعد)، تو بھی ممکن ہے کہ خدا حال میں کچھ عرصہ کے لئے اپنا ہاتھ روکے رکھے تاکہ اُن کو توبہ کرنے کی مہلت اور موقع ملے (رومیوں ۲: ۴ مابعد؛ ۲-پطرس ۳: ۹؛ مکاشفہ ۲: ۲۱)۔ نئے عہدنامہ میں خدا کے غضب کے دن کو اور روزِ قیامت اور روزِ محشر کو ایک ہی دن تصور کیا گیا ہے (قب رومیوں ۲: ۳ مابعد؛ ۱۲: ۱۹؛ یعقوب ۵: ۱-۸)۔

دوسرے سوال کو مختلف طریقوں سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ (۱) یہ بڑے یقین سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ جب شریروں کا روزِ حساب آئے گا تو صادقوں کو انصاف سے صلہ دیا جائے گا (زبور ۳۷؛ ملاکی ۳: ۱۳-۴: ۳)۔ (۲) دریں اثنا تربیت کے لئے مصیبت بہت مفید ثابت ہوتی ہے (امثال ۳: ۱۱ مابعد؛ زبور ۱۱۹: ۶۷، ۷۱)۔ (۳) دکھ مصیبت کو وفاداری سے سہنا، گو اس کا مقصد فی الحال سمجھ میں نہ آئے، خدا کو جلال دینے کے مترادف ہے اور بالآخر برکت کا باعث ثابت ہوتی ہے (ایوب ۱، ۲، ۴۲)۔ سب سے اعلیٰ تجربہ خدا سے رفاقت ہے اور جو اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں اُن کے لئے دنیاوی چیزوں سے محرومیت کوئی اہمیت نہیں رکھتی (زبور ۷۳: ۱۴، ۲۳ مابعد؛ حبقوق ۳: ۱۷ مابعد)۔

نئے عہد نامہ میں راستباز کا دُکھ مصیبت اُٹھانا اور لوگوں کی بدسلوکی کا شکار ہونا اب کوئی مسئلہ ہی نہیں کیونکہ اب اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ مسیح کے دکھوں میں شریک ہونا ایک مسیحی کا بنیادی فرض ہے (قب متّی ۱۰: ۲۴ مابعد؛ یوحنّا ۱۵: ۱۸ مابعد؛ ۱۶: ۳۳؛ اعمال ۹: ۱۶؛ ۱۴: ۲۲؛ فلپیوں ۳: ۱۰ مابعد؛ ۱-پطرس ۴: ۱۲-۱۹)۔ اس بات کو سمجھ لینے اور پرانے عہد نامہ کے اصولوں کو ملحوظِ خاطر رکھنے کے بعد ابتدائی مسیحیوں کے لئے دکھ مصیبت کا مسئلہ کوئی مسئلہ ہی نہیں رہتا تھا۔ جب اُن کی آنکھیں زندہ اور جلالی اُمید پر ٹکی ہوئی تھیں (۱-پطرس ۱: ۳ مابعد) تو وہ مسیح کی عطا کردہ طاقت اور مستعدی کی مدد سے (۲-کرنتھیوں ۱: ۳ مابعد؛ ۱۲: ۹ مابعد) سب حالات کا سامنا کر سکتے تھے (فلپیوں ۴: ۱۱) اور وہ سب مصیبتوں میں خوش رہ سکتے تھے (رومیوں ۸: ۳۵ مابعد)۔ اُنہیں پکّا یقین تھا کہ مصیبت کے ذریعہ اُن کا محبت کرنے والا باپ اُنہیں پاکیزگی کی تربیت دے رہا ہے (عبرانیوں ۱۲: ۵-۱۱) اور اُنکے مسیحی کردار کو اُجاگر کر کے (یعقوب ۱: ۲ مابعد؛ ۱-پطرس ۵: ۱۰؛ قب رومیوں ۵: ۲ مابعد) اُن کے ایمان کی صداقت کو پرکھ رہا ہے (۱-پطرس ۱: ۷) اور یوں اُنہیں جلال کے لئے تیار کر رہا ہے (۱-پطرس ۴: ۱۳)۔ خدا اپنے لوگوں کی خاطر سب چیزوں کو اُن کی روحانی بہتری کے لئے کام میں لاتا ہے (رومیوں ۸: ۲۸) اور اُن کی زمینی زندگی میں اُنہیں وہ سب چیزیں مہیّا کرتا ہے جن کی اُنہیں ضرورت ہے (متّی ۶: ۲۵-۳۳؛ فلپیوں ۴: ۱۹)۔

کتابِ مُقدّس میں خدا ترسی کے کئی بنیادی رویّوں میں خدا کی پروردگاری کے تصوّر کا اثر نظر آتا ہے۔ یہ علم کہ خدا ترسوں کی زندگی کے تمام واقعات اور حالات میں خدا کا ہاتھ ہے اُنہیں یہ سبق سکھاتا ہے کہ وہ فروتنی اور صبر سے اُس کے انصاف اور مخلصی کا انتظار کریں (زبور ۳۷؛ ۴۰: ۱۳ مابعد؛ یعقوب ۵: ۷ مابعد؛ ۱-پطرس ۵: ۶ مابعد)۔ یہ اُنہیں نا اُمید اور بے ہمت ہونے سے روکتا ہے (زبور ۴۲، ۴۳)۔ یہ علم مصیبت میں اُن کو اُمید اور دلیری بخشتا ہے (زبور ۶۰، ۶۲) اور مدد کے لئے دعا کی خواہش اور ہر اچھی برکت کے لئے شکر گزاری کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۴-خدا کی پروردگاری اور انسانی آزادی

گو انسان کو اکثر اس بات کا گمان بھی نہیں ہوتا (قب پیدائش ۴۵: ۵-۸؛ ۵۰: ۲۰؛ یسعیاہ ۱۰: ۵ مابعد؛ ۴۴: ۲۸-۴۵: ۴؛ یوحنّا ۱۱: ۴۹ مابعد؛ اعمال ۱۳: ۲۷ مابعد) تو بھی خدا اُس کے دل اور اعمال پر قادر ہے (قب امثال ۲۱: ۱؛ عزرا ۶: ۲۲) اور اس کے سب عمل اس کے ارادے اور مقصد کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ خدا حاکمِ مطلق ہے یعنی صرف وہی کچھ ہوتا ہے جس کا خدا حکم دیتا ہے۔ پھر بھی انسان کو مکمل آزادی حاصل ہے کیونکہ فیصلے انسان کے اپنے ہوتے ہیں اور وہ اخلاقی طور پر اُن کا ذمہ دار ہوتا ہے (قب استثنا ۳۰: ۱۵ مابعد)۔ تاہم یہاں ایک فرق ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ خدا کا کسی شخص کو گناہ کرنے دینا یا اُسے اُس کے پسندیدہ گناہوں میں چھوڑ دینا (زبور ۸۱: ۱۲ مابعد؛ اعمال ۱۴: ۱۶؛ رومیوں ۱: ۲۴-۲۸) اور خدا کے اُس پُر فضل کام میں جس سے وہ لوگوں کے دلوں کو نیک کام کے لئے اُبھارتا ہے (فلپیوں ۲: ۱۳) یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر میں کلامِ مُقدّس کی انصاف کی تعلیم کے مطابق تمام تر ذمہ داری گنہگار پر عائد ہوتی ہے (قب لوقا ۲۲: ۲۲؛ اعمال ۲: ۲۳؛ ۳: ۱۳-۱۹) اور موخر الذکر میں نیک کام کرنے کے سہرے اور تعریف کا حقدار صرف خدا ہی ہے (قب ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱۰)۔

یاد رہے کہ چونکہ ہم انسان ہیں اس لئے خدا کی بہت سی باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ انسان زمان و مکان کے پنجرے میں مقید ہے۔ خدا ان قیود سے آزاد ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں یہاں اور وہاں حاضر ہوتا ہے۔ وہ بیک وقت ماضی، حال اور مستقبل میں موجود ہے۔ یہ باتیں انسانی عقل کو متناقض معلوم ہوتی ہیں اور ہم انہیں تصوّر نہیں کر سکتے۔ انسان کی مکمل آزادی اور خدا کی کلّی حاکمیت بھی اسی قسم کا ایک مسئلہ ہے۔ لیکن ہمیں اسے پاک کلام کی تعلیم کی روشنی میں تسلیم کر لینا چاہیئے۔ نیز دیکھئے تقدیر۔ برگزیدگی۔

پَرے باندھنا:۔ قطار بنانا۔ صف باندھنا۔ یہ امثال ۳۰: ۲۷ اور یرمیاہ ۵: ۷ میں استعمال ہوا ہے۔

پریتوریُن، قلعہ:۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف مرقس ۱۵: ۱۶ میں استعمال ہوا ہے۔ شروع میں اس لفظ کا مطلب فوجی سپہ سالار (یونانی = پریتر) کا خیمہ تھا۔ پھر فوجی

صدر مقام ہُوا۔ اِس کے بعد حاکم صوبہ کی قیام گاہ جو اکثر قلعہ ہوتا تھا (متی ۲۷:۲۷؛ مرقس ۱۵:۱۶؛ یوحنا ۱۸:۲۸، ۳۳؛ ۱۹:۹؛ اعمال ۲۳:۳۵)۔ اِن سب حوالوں میں یونانی لفظ پریتورین ہی ہے۔
یہ لفظ فلپیوں ۱:۱۳ میں بھی آتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شائد پولس رسول نے یہ خط رُومہ سے شہنشاہ کے محل سے لکھا یا افسس سے جہاں وہ فوجی قلعہ میں قید تھا۔

پڑوسی۔ہمسایہ:۔ دس احکام میں سے آخری پانچ کا تعلق پڑوسی یا ہمسایہ سے ہے۔ پرانے عہدنامہ میں ہمسایہ یا پڑوسی سے مُراد وہ شخص تھا جو قریب رہتا ہو (خروج ۲۰:۱۶، ۱۷)۔ نئے عہدنامہ میں پڑوسی کا تصور زیادہ وسیع ہے۔ ہر شخص جس کی خاطر مسیح نے جان دی ہمارا پڑوسی ہے یعنی تمام بنی نوع انسان (لوقا ۱۰:۲۵-۳۷)۔ دونوں عہدناموں میں ہمیں اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے (احبار ۱۹:۱۸؛ متی ۱۹:۱۹)۔

پزاوہ:۔ اسی لفظ (عبرانی ملبن قب عربی ملبن = اینٹوں کا سانچہ) آوا = بھٹہ۔ وہ جگہ جہاں اینٹیں پکتی ہیں۔ اِس کا ذکر ۲-سموئیل ۱۲:۳۱ میں ہے۔ اس آیت کی دو ممکن معنی ہو سکتے ہیں۔
۱- پروٹسٹنٹ ترجمہ کے مطابق داؤد بادشاہ نے اُن پر سخت سزاؤں کا حکم دیا۔ اُنہیں جلتے بھٹے میں چلنے کا حکم دیا۔
۲- کیتھولک ترجمہ کے مطابق داؤد بادشاہ نے اُنہیں بیگار میں لگایا اور وہ آوے میں بطور غلام کام کرتے تھے۔
عُلما دوسری تشریح کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں نحوم ۳:۱۴ میں بھی آیا ہے۔ اس جگہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "اینٹ کا سانچہ" ہے۔

پستہ:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۲

پسدیہ۔پسیدیہ:۔ ایشیائے کوچک کے جنوب مغرب میں ایک علاقہ جو نئے عہدنامہ کے زمانہ میں رومی صوبہ گلتیہ کا ایک حصہ تھا۔ اس کا ایک مشہور شہر انطاکیہ تھا (دیکھئے انطاکیہ-۲)۔ اِس علاقہ سے پولس رسول دو مرتبہ گذرا (اعمال ۱۳:۱۴-۵۰؛ ۱۴:۲۱-۲۴)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵

پسگہ۔فسجہ:۔ بحیرۂ مُردار کے شمالی کنارے پر ایک پہاڑ جہاں سے موسیٰ نے مُلکِ موعود کو دیکھا (استثنا ۳:۱۷، ۲۷؛ ۳۴:۱-۴؛ یشوع ۱۲:۲، ۳؛ ۱۳:۲۰)۔ اسکا دوسرا نام نبو ہے (استثنا ۳۲:۴۹)، اور اسی جگہ موسیٰ نے وفات پائی۔ اس کا موجودہ نام جبل نبو ہے اور اس کی چوٹی ۲۶۴۳ فٹ بلند ہے۔

پسو:۔ بائبل میں دو جگہ پسو کا ذکر ہے ۱-سموئیل ۲۴:۱۴ اور ۲۶:۲۰۔ یہ ایک نہایت چھوٹا سا نقصان دہ کیڑا ہے جس کے پر نہیں ہوتے۔ یہ ۱۳ انچ سیدھا اور تقریباً ۸ انچ اُونچا کود سکتا ہے۔ اسے پکڑنا نہایت مشکل ہے۔ پہلے حوالے میں اس کی بے اہمیتی اور تحقیر کی طرف اور دوسرے میں اُس کی پھرتی کی طرف اشارہ ہے۔

پشم کترنے والا:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۶

پشیطہ یا پشیطو:۔ (ارامی = سادہ، عوامی)۔ ★ ارامی زبان میں بائبل کے ایک ترجمہ کا نام جو غالباً فلسطین میں کیا گیا۔ پرانے عہدنامہ کا ترجمہ یہودی علماء نے کیا یا اُن یہودیوں نے جو مسیحی ہو گئے تھے۔ بابل کی اسیری کے بعد ایک ایسا وقت آیا جب عبرانی زبان صرف علماء ہی سمجھتے تھے۔ عوام ارامی بولتے تھے۔ اسی لئے جب پاک کلام کی تلاوت عبرانی میں ہوتی تھی تو اس کا ترجمہ ارامی میں کیا جاتا تھا (نحمیاہ ۸:۸)۔ پہلے پہل یہ ترجمہ زبانی کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اسے لکھ لیا گیا (دیکھئے تارگوم)۔ پشیطہ ترجمہ پر ★ تارگوم اور ★ ہفتادی ترجموں کا بہت اثر ہے۔ مسیح کی پیدائش کے بعد کی پہلی چار صدیوں میں سریانی مسیحی اس ترجمہ کو استعمال کرتے تھے۔

پطرس:۔ (یونانی۔ پتروس = پتھر)۔ 578 خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے سب سے مشہور شاگرد اور ابتدائی کلیسیا کے زمانہ کا ایک عظیم رہنما۔ اُس کا اصل نام شمعون تھا (متی ۱۰:۲) جو کہ ایک عام عبرانی نام ہے۔

پس منظر

پطرس بیت صیدا کا باشندہ تھا (یوحنا ۱:۴۴)۔ اُس کے باپ کا نام یوحنا تھا (یوحنا ۱:۴۲؛ ۲۱:۱۵-۱۷)۔ جو غالباً یوناہ (متی ۱۶:۱۷) کا مخفف تھا۔ اُس نے یہودی لڑکوں کی طرح عام ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی۔ "غیر قوموں کی گلیل" کا باشندہ ہونے کے باعث وہ یونانی میں گفتگو کر سکتا تھا جب کہ اس کی مادری زبان ارامی سے مقامی بولی کا رنگ جھلکتا تھا (متی ۲۶:۷۳)۔ پطرس اور یوحنا کے متعلق صدر عدالت کے اِس تجزیہ کا کہ وہ "ان پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں" (اعمال ۴:۱۳) صرف یہ مطلب تھا کہ انہوں نے ربیوں کے مدرسۂ الٰہیات میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اُس کا پیشہ ماہی گیری تھا، اور وہ اور اُس کا بھائی اندریاس، زبدی کے بیٹوں یعقوب اور

یوحنا کے ساتھ ساجھا کاروبار کرکے (لوقا ۵ : ۷) گلیل کی جھیل میں مچھلیاں پکڑا کرتے تھے۔ وہ شادی شدہ تھا (مرقس ۱ : ۳۰؛ ۱- کرنتھیوں ۹ : ۵) اور خداوند مسیح کی گلیلی خدمت کے دوران کفرنحوم میں رہائش پذیر تھا (مرقس ۱ : ۲۱، ۲۹)۔

انجیلی زمانہ

اس کی زندگی کے دوسرے حصے کے متعلق جو مسیح یسوع کے ساتھ پہلی ملاقات سے لے کر مسیح کے صعودِ آسمانی تک محیط ہے انجیلِ جلیل بڑی واضح منظر کشی کرتی ہے۔ شمعون نے اپنے بھائی اندریاس کی طرح یوحنا اصطباغی کی دریائے یردن کے کنارے منادی سُنی تھی اور غالباً اُس کا شاگرد بن گیا تھا۔ جب اُس کے بھائی اندریاس نے اس کا تعارف خداوند یسوع مسیح سے کرایا تو مسیح نے اپنی الٰہی بصیرت سے اُس کی زندگی میں جھانکتے ہوئے فرمایا "تو یوحنا کا بیٹا شمعون ہے۔ تو کیفا یعنی پطرس کہلائے گا" (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ انجیل نویس یوحنا نے ارامی لفظ کیفا کا ترجمہ یونانی میں پطرس کیا ہے۔ اِن دونوں الفاظ کا مطلب "پتھر" ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اصل نام نہیں بلکہ ایک لقب ہے (مقابلہ کریں "گرج کے بیٹے" مرقس ۳ : ۱۷)۔ بعدازاں اِس لقب کو نبوتی معنوں میں اور بھی زیادہ صفائی سے بیان کیا گیا ہے (متی ۱۶ : ۱۸؛ مرقس ۳ : ۱۶) اور وہ اس کا نام بن گیا (نئے عہد نامہ میں کسی اور آدمی کا نام پطرس نہیں)۔ خداوند یسوع کی یہودیہ کی خدمت میں پطرس ان کے ساتھ رہا (یوحنا ۱ : ۴۲-۴ : ۴۳) لیکن اس کے بعد وہ پھر اپنا آبائی کام کرنے لگا۔

جب مسیح نے اپنی گلیلی خدمت شروع کی تو اُنہوں نے یعقوب اور یوحنا کے ساتھ پطرس اور اندریاس کو بھی اپنا شاگرد ہونے کے لئے بلایا تاکہ وہ انہیں "آدم گیر" بنانے کے لئے تربیت دیں (مرقس ۱ : ۱۶-۲۰؛ لوقا ۵ : ۱-۱۱)۔ جب کام ترقی کرنے لگا تو مسیح نے بارہ ساتھی چُنے تاکہ وہ اُنہیں خاص تربیت دیں (مرقس ۳ : ۱۳-۱۹؛ لوقا ۶ : ۱۲-۱۶)۔ اِن بارہ چُنیدہ شاگردوں (لوقا ۶ : ۱۳) کی فہرست میں پطرس کا نام ہمیشہ پہلے آتا ہے (مرقس ۳ : ۱۶-۱۹؛ لوقا ۶ : ۱۴-۱۶؛ متی ۱۰ : ۲-۴؛ اعمال ۱ : ۱۳-۱۴)۔ شاگردوں میں اُس کی اولیت کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ پہلے چند چنیدہ شاگردوں میں سے تھا اور دوسری اُس کی جلدباز طبیعت تھی جو اُسے فطری رہنما بناتی تھی۔ لیکن دوسرے شاگرد اُسے اپنا قائد نہیں مانتے تھے جو اس بات سے ظاہر ہے کہ اُن میں بڑا ہونے کے بارے میں اکثر مباحثہ ہوتا رہتا تھا (متی ۲۰ : ۲۰-۲۸؛ مرقس ۹ : ۳۳-۳۴؛ لوقا ۲۲ : ۲۴-۲۷)۔ جب تک خداوند مسیح اُن کے درمیان رہے صرف وہی اُن کے راہنما تھے۔

شاگردوں میں، شاگردوں کا اندرونی حلقہ پہلی مرتبہ اُس وقت نظر آتا ہے جب خداوند یسوع، پطرس، یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لے کر یائیر کے گھر میں گئے (مرقس ۵ : ۳۷؛ لوقا ۸ : ۵۱)۔ اِن تینوں کو مزید یہ استحقاق بھی ملا کہ وہ مسیح کی تبدیلئ صورت (متی ۱۷ : ۱؛ مرقس ۹ : ۲؛ لوقا ۹ : ۲۸) اور گتسمنی باغ میں اُن کی جان کنی کا مشاہدہ کریں (متی ۲۶ : ۳۷؛ مرقس ۱۴ : ۳۳)۔ اس اندرونی حلقے میں بھی پطرس اوّل صف میں نظر آتا ہے لیکن چوتھی انجیل یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُس کی اولیت مخصوص نہیں تھی۔

پطرس، ان بارہ شاگردوں کا فطری قائد تھا۔ جب مسیح نے زندگی کی روٹی پر درس دیا اور اُن کے پیروکاروں نے اپنی ناگواری کا اظہار کیا اور بہتیرے اُلٹے پھر گئے تو پطرس نے اُن بارہ شاگردوں کی طرف سے مسیح کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا (یوحنا ۶ : ۶۶-۶۹)۔ پھر جب قیصریہ فلپی میں یسوع نے اُن سے اپنی بابت دریافت کیا تو پطرس نے فوراً جواب دیا "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" (متی ۱۶ : ۱۶)۔ اُس نے خداوند کے مسیح ہونے اور اُن کی اُلوہیت کا جو اقرار کیا وہ المسیح کے بارے میں مروجہ نظریہ سے جس کے مطابق المسیح محض انسان ہوگا کہیں زیادہ گہری بصیرت کا اظہار کرتا تھا (مقابلہ کریں متی ۲۲ : ۴۱-۴۶)۔ اُس کے اِس اقرار کی خداوند مسیح فوراً تعریف کرتے اور مزید یقین دلاتے ہیں کہ "تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی ۱۶ : ۱۸)۔ ایمان کے اس اقرار کے باعث پطرس زندہ پتھر کے ساتھ جو کہ مسیح ہیں اپنی مشابہت پیدا کرتا ہے (۱- کرنتھیوں ۳ : ۱۱؛ یسعیاہ ۲۸ : ۱۶؛ ۱- پطرس ۲ : ۴-۵)، اور یوں اپنے متعلق مسیح کی پیشین گوئی کو پورا کرتا ہے (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ اس طرح پطرس، "پتھر" petros بن جاتا ہے، اور "اس پتھر" petra پر جو پطرس اور باقی شاگردوں پر مشتمل ہے اور جو بذریعہ ایمان کونے کے سرے کے پتھر (افسیوں ۲ : ۲۰) مسیح میں شامل ہیں، مسیح اپنی فتح مند کلیسیا قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

اعمال کی کتاب ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح پطرس عیدِ پنتکُست پر (باب ۲)، سامریہ میں (باب ۸) اور غیر قوموں میں (باب ۱۰) مسیحی بشارت کے لئے دروازوں کو کھولنے کے لئے چابیوں کو استعمال کرتا ہے۔ "باندھنے اور کھولنے" کا اختیار صرف پطرس تک ہی محدود نہیں تھا (متی ۱۸ : ۱۸؛ یوحنا ۲۰ : ۲۳)۔ جب خداوند مسیح نے اعلان کیا کہ ضرور ہے کہ وہ بہت دُکھ اُٹھائیں اور قتل کئے جائیں تو پطرس انہیں دُکھوں کی راہ پر چلنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور یوں "ٹھوکر کھانے کا پتھر" بن جاتا ہے (متی ۱۶ : ۲۳؛ مرقس ۸ : ۳۳)۔

پطرس، انجیلی بیانات میں بھی بڑا نمایاں نظر آتا ہے۔ محصول لینے والے ہیکل کا محصول اسی سے طلب کرتے ہیں (متی ۱۷ : ۲۴-۲۷)،

وہ خود مسیح سے معافی کی وسعت کے متعلق دریافت کرتا ہے (متی ۱۸: ۲۱) اور وہ مسیح کو یاد دلاتا ہے کہ انہوں نے اُن کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا (متی ۱۹: ۲۷؛ مرقس ۱۰: ۲۸)۔ مسیح کے دُکھوں کے ہفتہ میں بھی اُس کی سرگرمیاں بڑی نمایاں ہیں۔ وہ مسیح کی توجہ انجیر کے سوکھے درخت کی طرف دلاتا ہے (مرقس ۱۱: ۲۱)، وہ تین دوسرے شاگردوں کے ساتھ مسیح سے اُن کی ہیکل کے متعلق پیشینگوئی کے بارے میں دریافت کرتا ہے (مرقس ۱۳: ۳)۔ یوحنا کے ساتھ اُسے بھی فسح تیار کرنے کو کہا گیا (لوقا ۲۲: ۸)۔ اُس نے بالاخانہ میں خداوند مسیح سے اپنے پاؤں دھلوانے پر اعتراض کیا، لیکن جب اُسے اس انکار کے نتائج سے آگاہ کیا گیا تو وہ بلا سوچے سمجھے صرف پاؤں ہی نہیں پورے بدن کو دھلوانے کی درخواست کرتا ہے (یوحنا ۱۳: ۱-۱۱)۔ وہ اشارے سے یوحنا سے غدار کے متعلق پوچھتا ہے (یوحنا ۱۳: ۲۳-۲۴) اور جب اُسے اُس کے انکار کے متعلق بتایا گیا تو وہ بڑے یقین کے ساتھ مسیح سے اختلاف کرتا ہے (متی ۲۶: ۳۳-۳۵؛ مرقس ۱۴: ۲۹-۳۱؛ لوقا ۲۲: ۳۱-۳۴؛ یوحنا ۱۳: ۳۷-۳۸)۔ جب مسیح نے اُسے اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ جاگتے رہنے کو کہا تو وہ سو گیا (متی ۲۶: ۳۷-۴۶؛ مرقس ۱۴: ۳۳-۴۲)۔ اُس نے جسمانی جوش میں مسیح کی حفاظت کرنے کی کوشش کی اور اُسے ملامت اُٹھانی پڑی (یوحنا ۱۸: ۱۰-۱۱)۔ جب مسیح کو گرفتار کیا گیا تو وہ دوسرے شاگردوں کے ساتھ فرار ہو گیا لیکن انجام دیکھنے کے لئے واپس آجاتا اور یوحنا کی وساطت سے سردار کاہن کے صحن میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں بڑی ڈھٹائی سے تین بار اپنے خداوند کا انکار کرتا ہے (متی ۲۶: ۵۸، ۶۹-۷۵؛ مرقس ۱۴: ۶۶-۷۲؛ لوقا ۲۲: ۵۴-۶۲؛ یوحنا ۱۸: ۱۵-۱۸، ۲۵-۲۷)۔ لیکن جب مسیح نے اُس کی طرف دیکھا تو اُس کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور وہ باہر جا کر زار و قطار رونے لگتا ہے (لوقا ۲۲: ۶۱-۶۲)۔ ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ پطرس مصلوبیت کے وقت وہاں موجود تھا (لیکن مقابلہ کریں ۱-پطرس ۵: ۱)۔

مسیح کے جی اُٹھنے کی صبح وہ اور یوحنا، مریم مگدلینی کی رپورٹ کی تفتیش کرنے کے لئے مسیح کی قبر پر گئے (یوحنا ۲۰: ۱-۱۰)۔ اُسی دن کسی وقت جی اُٹھے خداوند پطرس پر ظاہر ہوئے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵)۔ جب مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد گلیل کی جھیل میں سات شاگردوں پر ظاہر ہوئے تو یوحنا نے سب سے پہلے انہیں پہچانا لیکن سب سے پہلے عمل پطرس نے کیا۔ مل جل کر ناشتہ کرنے کے بعد مسیح نے پطرس کی محبت کا امتحان لیا اور بھیڑوں کو چرانے کا تین بار حکم دے کر اُسے بحال کیا (یوحنا ۲۱: ۱-۲۳)۔

ابتدائی کلیسیا

خداوند یسوع مسیح کے صعودِ آسمانی سے پطرس کی زندگی کا تیسرا دَور شروع ہوتا ہے۔ کلیسیا کے ابتدائی دنوں میں (اعمال ابواب ۱-۱۲) پطرس رسولی جماعت کا نمائندہ نظر آتا ہے لیکن ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس کے پاس وہ اختیار تھا جو دوسرے رسولوں کے پاس نہیں تھا۔ اُس نے یہوداہ اسکریوتی کی جگہ پُر کرنے کی تجویز پیش کی (اعمال ۱: ۱۵-۲۶)۔ اُس نے رُوح سے معمور ہو کر پنتکُست کے دن یہودیوں کے سامنے کلام پیش کیا (۲: ۱۴-۴۰)، اور یوحنا کے ساتھ ایک لنگڑے کو شفا دی۔ یہ پہلا رسولی معجزہ تھا جس کے باعث ایذا رسانی کا آغاز ہُوا (۳: ۱-۴: ۲۱)۔ پاک رُوح کی مدد سے اُس نے حننیاہ اور سفیرہ کے گناہ کو ظاہر کیا (۵: ۱-۱۲) اور بعد ازاں کلیسیا میں معجزاتی خدمت کے باعث لوگ اُس کی بڑائی کرتے تھے (۵: ۱۲-۱۶)۔ اُس نے صدر عدالت کے سامنے سب رسولوں کی نمائندگی کی (۵: ۲۷-۴۱)۔ رسولوں نے اُس کو یوحنا کے ساتھ سامریہ بھیجا جہاں اُن کے ہاتھ رکھنے کے باعث سامری ایمانداروں پر رُوح القدس نازل ہُوا۔ وہیں پطرس نے شمعون جادوگر کی بُری نیت کا پول کھولا (۸: ۱۴-۲۴)۔ جب پطرس منادی کرتا ہُوا لدّہ پہنچا تو اُس نے وہاں اینیاس کو شفا دی اور لدّہ کے قریبی گاؤں یافا میں تبیتا کو مُردوں میں سے زندہ کیا (۹: ۳۲-۴۳)۔ یافا ہی میں پطرس کو رویا میں قیصریہ میں کرنیلیس کو نجات کی خوشخبری پہنچانے کو کہا گیا اور یُوں نجات کے دروازے غیر یہودیوں کے لئے بھی کھُل گئے (۱۰: ۱-۱۱: ۱۸)۔ چنانچہ یروشلیم میں وہ ایماندار جو ختنہ پر ایمان رکھتے تھے انہوں نے اُس پر نکتہ چینی کی (۱۱: ۱-۱۸)۔ ۴۴ء میں جب اگرپا اول نے کلیسیا کو ستانا شروع کیا تو قید سے معجزانہ طور پر رہائی پانے کے باعث پطرس موت سے بچ گیا (۱۲: ۱-۱۹)۔

بعد کی زندگی

غیر یہودیوں پر نجات کے دروازے کھُلنے اور مسیحیت کے پھیلنے کے ساتھ پطرس پس منظر میں چلا جاتا ہے اور پولس رسول غیر قوموں کے رسول کے طور پر اُبھرتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں پطرس کا آخری بار ذکر یروشلیم کی کانفرنس کے سلسلہ میں آتا ہے جہاں اُس نے غیر یہودیوں کی آزادی کی حمایت کی (۱۵: ۶-۲۹)۔ اس کے علاوہ نئے عہد نامہ میں پطرس کے بارے میں بہت کم حوالے ملتے ہیں۔ گلتیوں ۲: ۱۱-۲۱ میں اس کا انطاکیہ جانے کا ذکر ہے جہاں پولس نے اس کی ریاکاری کے باعث اُسے ملامت کی۔ ۱-کرنتھیوں ۹:۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس نے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر یہودیوں میں منادی کرنے کے لئے (گلتیوں ۲: ۹) بہت سفر کیا۔

اس کے بعد پطرسؔ کا ذکر نہیں آتا۔ پھر اُس کے دو خطوط ہیں جو اُس نے رومہ سے لکھے۔ پہلے خط میں وہ ایشیائے کوچک کے پانچ صوبوں میں ایمانداروں کو مخاطب کرتا ہے اور مسیح کی خاطر مصیبت اُٹھانے والے ایمانداروں کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا، جبکہ دوسرے خط میں اندرونی خطرے سے محتاط رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں پطرسؔ کے بارے میں آخری حوالہ اُس کی آخری عمر کے متعلق یوحنّا ۲۱: ۱۸-۱۹ میں ملتا ہے۔ پطرسؔ کے بارے میں مسیح کی پیشین گوئی کی جو تفسیر یوحنّا کرتا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حوالہ پطرسؔ کی اذیّت ناک موت کے بارے میں ہے۔ اس کے علاوہ نیا عہدنامہ پطرسؔ کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔

روایات کے مطابق پطرسؔ رومہ گیا اور وہاں منادی کی اور شہنشاہ نیروؔ کے عہد میں اُسے اُس کی آخری عمر میں شہید کر دیا گیا۔ ایک مفروضہ کے مطابق وہ ۲۵ سال تک رومہ کا بشپ رہا لیکن یہ نئے عہدنامہ کی تمام شہادتوں کے خلاف ہے۔ غالباً وہ پولسؔ رسول کی قید سے پہلی رہائی کے بعد رومہ آیا۔

کردار

پطرسؔ رسول کے کردار کو نئے عہدنامہ میں بہت صفائی اور خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ اُس کی بشریت اُسے تمام رسولی جماعت میں سب سے زیادہ ہر دلعزیز اور دلکش بنا دیتی ہے۔ وہ پُراشتیاق، پُرجوش، متحرک، پُراعتماد اور دلیر تھا لیکن ساتھ ہی وہ بے قیام، کمزور اور بُزدل بھی تھا۔ وہ ہوش کی بجائے زیادہ تر جوش سے کام لیتا تھا اور بڑی آسانی سے ایک انتہا سے دوسری کی طرف بہہ جاتا تھا۔ وہ بنیادی طور پر عملی آدمی تھا۔ اُس کی کہانی سے نہ صرف اُس کے عیوب ظاہر ہوتے ہیں بلکہ بے بیان اچھی باتوں کی اہلیت بھی۔ وہ فطری طور پر چنچل طبیعت کا مالک تھا اور اس میں عزم اور استقلال کی بھی کمی تھی لیکن مسیح کے لئے محبّت اور اُسکی رفاقت نے اُسے خدا کیلئے مستقل مزاج، حلیم اور دلیر بنا دیا تھا۔ وہ کلیسیا کا ایک عظیم ستون تھا (گلتیوں ۲: ۹)۔

پطرسؔ کا پہلا عام خط:-

۱۔ **مُصنّف**:- ۱: ۱ میں مُصنّف اپنا نام پطرسؔ رسول بیان کرتا ہے۔ اس کی تصدیق وہ ۵: ۱ میں بھی کرتا ہے، جہاں وہ اپنے آپ کو "مسیح کے دُکھوں کا گواہ اور ظاہر ہونے والے جلال (یعنی مسیح کے صورت بدلنے کے واقعہ) میں شریک" کہتا ہے۔ اِسی آیت میں وہ خود کو "بزرگ" بھی بتاتا ہے۔ اِسی بنا پر بعض نقّاد یہ کہتے ہیں کہ اِس خط کا مُصنّف پطرسؔ نہیں ہے کیونکہ وہ رسول تو تھا مگر بزرگ نہیں۔ لیکن یہ عین قرینِ قیاس ہے کہ کلیسیا میں ایک رسول بزرگ بھی متصوّر ہوتا تھا۔ اور اس نصیحت میں پطرسؔ اپنے آپ کو دوسرے بزرگوں کے مشابہ بیان کرتا ہے۔

پطرسؔ کے مُصنِف ہونے کی تصدیق متعدد آبائے کلیسیا نے اپنی تحریرات میں ۱۔ پطرسؔ سے اقتباسات پیش کر کے یا حوالہ دے کر کی ہے۔ سب سے اہم گواہ رومہ کا کلیمینسؔ (۹۶ء)، پولی کارپ (۱۲۵ء)، ارینیئسؔ (۱۷۵ء) اور کلیسیا کا اوّلین مورّخ یوسیبیئسؔ، (۳۲۵ء) ہیں۔ آبائے کلیسیا کی شہادت کے بارے میں ایک مشکل پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ متعدد ایسے بزرگ ہیں جن سے ۱۔ پطرسؔ کا ذکر کرنے کی توقع کی جاتی ہے مگر وہ نہیں کرتے۔ اس مسئلہ کا کوئی تسلّی بخش حل نہیں ملا، البتہ ہم صرف یہ کر سکتے ہیں کہ ہم اِس کا مقابلہ اِس حقیقت سے کریں کہ اُن میں سے متعدد اس کا ذکر کرتے ہیں اور جب کُتُبِ مُقدّس کی فہرستِ مسلّمہ تیار ہوئی تو تمام دنیا نے مان لیا کہ یہ خط پطرسؔ ہی کا ہے۔

پطرسؔ کے مُصنِف ہونے کے بارے میں دیگر اعتراضات پر بھی غور کریں جن کا تعلق متن سے ہے:

۱۔ بعض نقّاد دعوےٰ کرتے ہیں کہ ۱۔ پطرس کی یونانی بڑی فصیح ہے جس کی پطرسؔ جیسے شخص سے توقع نہیں کی جا سکتی، کیونکہ نہ تو یونانی اس کی مادری زبان تھی اور نہ وہ اعلےٰ تعلیم یافتہ تھا۔ پھر اس کا طرزِ تحریر بھی ۲۔ پطرس سے بہتر ہے (گو بعض ۲۔ پطرس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا مُصنِف پطرسؔ نہیں تھا۔ ۲۔ پطرس پر مضمون ملاحظہ کیجئے)۔ غالباً اس کا جواب یہ ہے کہ پطرسؔ نے یہ خط سِلوانُسؔ سے لکھوایا (۵: ۱۲) اور اُس نے اُسے اپنے طرز سے لکھنے کی اجازت دی۔ اعمال کی کتاب میں سلوانُسؔ (سیلاس) کے بارے میں جو حوالہ مِلتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تعلیم یافتہ شخص تھا اور فصیح یونانی لکھ سکتا تھا۔

۲۔ ۱۔ پطرس میں متعدد ایسے نکات پائے جاتے ہیں جو اِفسیوں کے نام خط میں بھی مِلتے ہیں۔ نقّاد اس سے متعدد نتائج اخذ کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مُصنِف افسیوں کے خط سے اقتباس کر رہا ہے اور یہ اُس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک کہ پولُسی خطوط کی نقول کلیسیاؤں کے ہاتھوں میں نہ ہوتیں، یعنی پہلی صدی عیسوی سے پیشتر یہ ممکن نہیں تھا اور اُس وقت تک پطرسؔ جامِ شہادت نوش کر چکا تھا۔ نقّادوں کے ایک اور اعتراض کی بنیاد یہ خیال ہے کہ پولسؔ اور پطرسؔ کی تعلیم میں اختلاف تھا، اس لئے یہ ناممکن ہے کہ پطرسؔ کے خط میں پولسؔ کے خط سے علمِ الٰہی کے نکات پر اس قدر نزدیکی مماثلت پائی جائے۔ دونوں رسولوں میں مخالفت کے خیال کی بنیاد اُس ابتدائی اختلاف پر ہے جو غیر یہودیوں کے ختنہ کرانے کی ضرورت کے متعلق دونوں میں پایا جاتا تھا، اور یہ

اس لئے تھا کیونکہ پطرس یہودیوں کا رسول تھا اور پولس غیر قوموں کا (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۴؛ اعمال باب ۱۵)۔ لیکن یہی حوالجات بڑی صفائی سے بتاتے ہیں کہ یہ اختلاف جلد ہی دُور ہو گیا (اعمال ۱۵: ۷-۱۱؛ گلتیوں ۲: ۵-۱۰) گو ایک مرتبہ پطرس سماجی سوال پر یہودیوں کے خوف سے اپنے عقیدہ میں کمزور بھی پڑ گیا تھا (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۳)۔ اس کے بعد اُن دونوں میں نہ تو شخصی اور نہ علم الٰہی پر کوئی اختلاف باقی رہا۔ ۲۔ پطرس ۳: ۱۵ میں پطرس رسول پولس رسول کو "پیارا بھائی" کہتا ہے۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس اور پولس نے ۱۔ پطرس اور افسیوں کے نام خط بیک وقت روم سے لکھے (دیکھئے سیکشن ب) لہٰذا اُن کے پاس الٰہیات پر بات چیت کرنے کا کافی موقع ہوگا اور غالباً اُنہوں نے ایک دوسرے کے خط بھی پڑھے ہوں گے۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ایسی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ۱۔ پطرس کے مصنف نے پولس کے خطوط کی نقلوں سے اقتباسات پیش کئے جب کہ اُن کے نقل کئے جانے سے پیشتر پطرس کی ان تک رسائی تھی اور وہ پولس کے ساتھ مسیحی ایمان کی بنیادی باتوں اور اُس کے اخلاقی مقاصد کے بارے میں بھی متفق تھا۔

۳۔ آخری اعتراض کی بنیاد اُن قارئین کے فرضی تاریخی حالات پر ہے جو شمالی ایشیائے کوچک میں مقیم تھے۔ ان لوگوں کو "مسیح کے نام کی خاطر" دُکھ اُٹھانے کا تجربہ ہو چکا تھا یا ہونے والا تھا۔ بعض نقاد "نام کی خاطر" دُکھ اُٹھانے سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ یہ ایک قسم کی حکومت کی طرف سے ایذا رسانی تھی جس میں مسیحیوں کو محض اِس لئے سزا دی گئی کہ وہ مسیحی تھے۔ جس علاقہ میں پطرس کے قارئین سکونت پذیر تھے، وہاں کے اِس قسم کے حالات کا پہلا ریکارڈ وہ خط ہے جو بتھونیہ کے علاقہ کے گورنر پلینی نے رومی شہنشاہ تراجان کو لکھا تھا۔ اس میں پلینی نے تراجان سے دریافت کیا تھا کہ مسیحیوں کے ساتھ کیا کرے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ اُس نے انہیں مسیحی ہونے کی بنا پر سزا دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ حالات تھے جن کے پیش نظر پطرس کا پہلا عام خط لکھا گیا۔ اور چونکہ یہ واقعہ بہت عرصہ بعد کا ہے اس لئے یہ خط پطرس کا نہیں ہو سکتا۔ مزید ایک خیال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ۱۔ پطرس دو قدیم دستاویزات کی تالیف ہے۔ ان میں سے ایک وہ فرضی خط تھا جو سمرنہ کے بشپ ارسطیون Aristion نے تقریباً ۹۰ء میں آسیہ کی کلیسیاؤں کی ایذا رسانی کے موقع پر لکھا تھا اور بیس سال بعد جب بتھونیہ میں ایذا رسانی شروع ہوئی تو کسی کو اس خط کا خیال آیا اور اس میں ارسطیون کے بپتسمہ کا وعظ شامل کر کے پطرس کے نام سے شائع کر دیا۔ اس خیال کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ آبائے کلیسیا میں سے جس نے ۱۔ پطرس کا سب سے زیادہ حوالہ دیا وہ سمرنہ کا بشپ پولیکارپ تھا۔ یہ محض ایک خوش فہمی ہے، ورنہ کوئی دستاویزی شہادت موجود نہیں ہے کہ کبھی یہ فرضی خط وعظ موجود تھے۔

پطرس کے مصنف ہونے پر اعتراضات کا سب سے بنیادی جواب یہ ہے کہ مسیحی ہونے کے باعث جو بھی ایذا پہنچائی گئی وہ مسیح کے نام کی خاطر ہے خواہ یہ حکومت کی طرف سے ہو یا کسی اور کی طرف سے۔ رسولوں کو ابتدا ہی سے ایسی ایذا کا تجربہ ہو چکا تھا جو حکومت کی طرف سے نہیں تھی اور نہ اُس کا تعلق مسیحیت کے سچے یا باطل ہونے سے تھا۔ لیکن انہوں نے اِس ایذا کو بھی "مسیح کے نام کی خاطر" سمجھا (اعمال ۵: ۴۱)۔ پطرس جن دُکھوں کا تذکرہ اس خط میں کرتا ہے، اُسے خود اُس کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اور یہ وُہ دکھ ہیں جو ایک مسیحی پر مسیح کے لئے زندگی بسر کرنے کے باعث کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔ لہٰذا کوئی ایسی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ پطرس کے مصنف ہونے کے بارے میں شبہ کیا جا سکے۔

کسی رسولی تصنیف پر جب کہ متن میں رسول کا نام دیا گیا ہو، اور جیسا کہ اس مثال میں ہے اُس کا شخصی حوالہ بھی ہو، شک کرنے کے باعث اس کا الہامی اور قابل اعتبار ہونا بھی مشکوک بن جاتا ہے، کیونکہ اس سے ایک اخلاقی سوال پیدا ہوتا ہے اور اس قسم کی تصنیف جعلی مانی جائے گی۔ اِس بات کو قبول کرنا نہایت مشکل ہے کہ کلیسیا نے اس قسم کی تحریر کو الہامی قبول کر لیا۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ اُس نے اس قسم کی متعدد جعلی دستاویزات کو ردّ کر دیا ہو۔ پس اگر ایک مصنف اپنا نام ظاہر کرے اور بتائے کہ وہ رسول ہے اور کلیسیا اُسے قبول کر لے تو ہمیں بھی اُسے قبول کرنا لازمی ہے۔

ب۔ سن اور مقام تصنیف

پطرس ۵: ۱۳ میں یہ بتاتا ہے کہ وہ یہ خط "بابل" سے تحریر کر رہا ہے۔ یہ بات کہ یہاں "بابل" سے کیا مُراد ہے کافی امر متنازعہ بنا رہا ہے۔ ایسا کوئی ریکارڈ یا روایت نہیں ہے کہ پطرس کبھی مسوپتامیہ (بابل موجودہ عراق) میں گیا ہو۔ مصر میں دریائے نیل کے کنارے بھی اسی نام کی ایک رومی فوجی چوکی تھی اور یہ قرین قیاس نہیں کہ پطرس ایسی دُور افتادہ اور چھوٹی جگہ گیا ہو اور نہ کسی ریکارڈ میں اس بات کا ذکر ملتا ہے۔ اب صرف روم ہی ایک ایسا مقام ہے جو ممکن ہو سکتا ہے اور جسے مکاشفہ میں "بابل" سے تشبیہ دی گئی ہے جو عیش و عشرت اور بدی کا مرکز تھا۔ اکثر مفسرین متفق ہیں کہ یہی وہ مقام ہے جسے پطرس بابل بتاتا ہے۔

نوٹ: بابل کے متعلق اس سے ایک مختلف نظریہ بھی ہے۔ دیکھئے "ہماری کُتب [illegible]" صفحات ۵۲۳-۵۲۴۔

اس نظریہ کی تائید اِسی آیت میں (۵ : ۱۳) مرقس کے حوالہ سے بھی ہوتی ہے جو اُس وقت اُس کے ساتھ تھا۔ ہمیں کلسیوں ۴ : ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت مرقس رومہ میں تھا کیونکہ وہ پولس کی قید کے موقع پر اُس کے ساتھ تھا۔ پس اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پطرس نے اپنا پہلا خط رومہ سے لکھا جب پولس رسول وہاں قید تھا اور "قید کے خطوط" تحریر کر رہا تھا یعنی ۶۰ء اور ۶۲ء کے درمیان۔

ج ۔ خط کے مخاطبین ۔

پطرس کا پہلا خط اُن مسیحیوں کو لکھا گیا جو شمالی اور وسطی ایشیائے کوچک کے پانچ اضلاع یعنی پنطُس، گلتیہ، کپدکیہ، آسیہ اور بتھنیہ میں سکونت پذیر تھے۔ جس ترتیب سے یہ نام دیئے گئے ہیں غالباً اُس راستے کو بیان کرتے ہیں جو خط بردار نے اختیار کیا تھا۔

پطرس اپنے قارئین کو "جابجا" رہنے والے لوگ کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ یہ اصطلاح اُن یہودیوں کے لئے مستعمل تھی جو فلسطین سے باہر جابجا بکھرے diaspora ہوئے تھے۔ لیکن خط کے دیگر مقامات میں پطرس جس طور سے اُن کا ذکر کرتا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غیر قوم بُت پرستوں کی نسل سے تھے کیونکہ وہ اُن کی حالت کو ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہے جو ایک یہودی کسی دوسرے یہودی کے لئے خواہ وہ بے دین ہی کیوں نہ ہو نہیں کہہ سکتا (۱ : ۱۴ "اپنی جہالت کے زمانہ کی پرانی خواہشوں" ۲ : ۱۰ "پہلے تم کوئی اُمت نہ تھے" ۴ : ۳-۴ وہ "بُری خواہشوں" میں رہتے تھے)۔ پس "جابجا" کی اصطلاح روحانی معنوں میں استعمال کی گئی ہے نہ کہ لفظاً۔ ہر ایک مسیحی درحقیقت آسمان کا شہری ہے (فلپیوں ۳ : ۲۰) اور جب تک وہ اس زمین پر ہے اپنے حقیقی گھر سے روحانی طور پر جلاوطن۔

د ۔ پیغام

پطرس رسول نے یہ خط اُن مسیحیوں کو لکھا جو مسیح کے نام کی خاطر دُکھ اُٹھا رہے یا اُٹھانے والے تھے (۱ : ۶-۷؛ ۲ : ۱۹-۲۳؛ ۳ : ۱۳-۱۷؛ ۴ : ۱۲-۱۹)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دُکھ بڑے پیمانے پر اور حکومت کی طرف سے نہیں تھے بلکہ مقامی مخالفت تھی جو ان کی مسیحی زندگی اور گواہی کے باعث پیدا ہوئی اور خاص طور پر اِس بات سے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی غیر اخلاقی رسومات میں شریک نہیں ہوتے تھے (۴ : ۳-۴)۔ اِس قسم کی ایذارسانی کے سلسلہ میں مسیحیوں کے ردِّ عمل کے متعلق یہ خط نئے عہد نامہ میں ایک بڑا اہم بیان ہے۔

۱ ۔ دُکھ، ایمان کی آزمائش ہیں اور وہ ایمان کو مضبوط بناتے ہیں جو خدا کی نظر میں سونے سے بیش قیمت ہے۔ لہٰذا جب ہم مسیح کے نام کی خاطر دُکھ اُٹھاتے ہیں تو ہمیں خوشی منانے کے لئے کہا گیا ہے (۱ : ۶-۷)۔

۲ ۔ ہمیں اُس فضل کی اُمید رکھنی چاہیئے جو مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت ہم پر ہوگا (۱ : ۱۳)، اور ہم پاک زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں کیونکہ خدا پاک ہے (۱ : ۱۵-۱۶) اور مسیح کی موت کا مقصد ہمیں دنیا کی لاحاصل راہوں سے نجات دلانا تھا (۱ : ۱۸-۱۹)۔

۳ ۔ ہمیں یسوع مسیح کے نمونہ پر چلنا چاہیئے جنہوں نے گو ناحق دُکھ اُٹھایا تو بھی شکایت کے لئے یا گالی کے بدلے گالی دینے کے لئے اپنا منہ نہ کھولا بلکہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا جو بالآخر انصاف کرے گا (۲ : ۲۱-۲۳)۔ مسیح کا دشمنوں کے ناروا سلوک کو برداشت کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے لئے نجات اور روحانی شفا کا راستہ کھل گیا (۲ : ۲۴)۔

۴ ۔ ہمیں اِس بات میں بڑا محتاط ہونا چاہیئے کہ جب ہم دُکھ اُٹھاتے ہیں تو وہ درحقیقت "مسیح کے نام کی خاطر" ہو نہ کہ اس لئے کہ ہم نے کوئی برائی کی ہو۔ مسیح کی خاطر دُکھ اُٹھانا ہمارے لئے برکت کا باعث بنتا ہے (۳ : ۱۳-۱۷؛ ۴ : ۱۲-۱۶)۔

جب مسیحی ایک ایسی دنیا میں ہیں جو اُن کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر اُنہیں کسی وقت بھی دُکھ پہنچا سکتی ہے تو اُنہیں اپنی زندگی کے ہر پہلو سے مثالی رویّہ دکھانا چاہیئے کیونکہ وہ خدا کے کلام کے ذریعہ سے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں (۱ : ۲۳) اور اب روحانی گھر میں تعمیر ہوتے جاتے ہیں جس کے کونے کے سرے کا پتھر یسوع مسیح ہیں (۲ : ۴-۵)۔ چنانچہ لازم ہے کہ وہ غیر ایمانداروں کے سامنے نیک زندگی بسر کریں (۲ : ۱۲) اور حکومت کے فرمانبردار رہیں (۲ : ۱۳)۔ مسیحی نوکروں کو اپنے مالکوں کی خواہ وہ مہربان ہوں یا سخت، تابع فرمانی کرنی چاہیئے (۲ : ۱۸-۲۱)۔ مسیحی بیویاں اس اُمید پر اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کریں کہ ممکن ہے ان کے روحانی خوف اور باطنی خوبصورتی کو دیکھ کر ان کے خاوند مسیح کو قبول کر لیں (۳ : ۱-۶)۔ مسیحی خاوندوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ ان کی جسمانی کمزوری کے پیشِ نظر بہتر سلوک کرنا چاہیئے کیونکہ میاں اور بیوی دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں (۳ : ۷)۔

مسیحی چال چلن کا مدار یگانگت اور محبت (۳ : ۸)، پاک اور سچّی زبان (۳ : ۹-۱۲)، نشہ بازی اور حرام کاری سے اجتناب (۴ : ۱-۳)، روحانی نعمتوں کا دیانتدارانہ استعمال (۴ : ۱۰-۱۱)، فروتنی (۵ : ۶)، ضروریات کے لئے خدا پر ایمان (۵ : ۷) اور شیطان کے حملوں کو روکنے کے لئے بیداری اور ہوشیاری اور اُس کا مقابلہ کرنے (۵ : ۸-۹) پر ہے۔

کلیسیائی نظام میں بزرگوں کو خدا کے گلّہ کی نگہبانی مالی نفع یا اختیار جتانے کے لئے نہیں بلکہ خوشی اور خدمت کی رُوح میں کرنی

چاہیئے (۵: ۱-۳)۔ نوجوان ممبر بزرگوں کا اختیار مانیں (۵:۵) اور دونوں گروہوں کا ایک دوسرے کے ساتھ رویّہ فروتنی پر مبنی ہو (۵:۵)۔

۷۔ خاکہ

۱۔	۱: ۱-۲	سلام
۲۔	۱: ۳-۹	دکھوں میں خوشی اور اُمید
۳۔	۱: ۱۰-۱۲	یسوع مسیح کے دکھوں کی بابت پیشینگوئی
۴۔	۱: ۱۳-۲۵	نجات کا اخلاقی نتیجہ
۵۔	۲: ۱-۱۰	انفرادی اور مجموعی ترقی
۶۔	۲: ۱۱-۳: ۱۸	مسیحیوں کے تعلقات:
(ا)۔	۲: ۱۱-۱۲	غیر مسیحیوں کے ساتھ
(ب)۔	۲: ۱۳-۱۷	حکومتوں کے ساتھ
(ج)۔	۲: ۱۸-۲۵	مسیحی غلاموں کے مالکوں کے ساتھ
(د)۔	۳: ۱-۷	میاں اور بیوی کے آپس میں
(ک)	۳: ۸-۱۸	تمام لوگوں کے ساتھ۔
۷۔	۳: ۱۹-۲۲	قیدی روحوں میں مسیح کی منادی
۸۔	۴: ۱-۱۱	پاک زندگی بسر کرنا
۹۔	۴: ۱۲-۵: ۱۱	آزمائشوں میں مسیحی چال چلن
۱۰۔	۵: ۱۲-۱۴	آخری سلام

پطرس کا دوسرا عام خط

۱۔ مصنف

جدید علماء نے پطرس کے اِس خط پر خارجی اور داخلی اسباب کی بنا پر شک وشبہ کا اظہار کیا ہے۔ غالباً خارجی اعتراضات سب سے زیادہ سنگین ہیں۔ پطرس رسول کا دوسرا خط اُن کتب میں سے ایک ہے جنہیں سب سے آخر میں نئے عہدنامہ کی فہرستِ مسلّمہ میں شامل کیا گیا۔ اوریگن سب سے پہلا شخص تھا جس نے اسے پطرس کی تصنیف سمجھ کر اس کا اقتباس کیا۔ لیکن ساتھ ہی وہ اِس بات کا بھی اقرار کرتا ہے کہ کچھ لوگ اس کے بارے میں شک کا اظہار کرتے ہیں۔ اتھناسیئس کے زمانہ تک (۳۶۷ء) اسے ۲۷ کتب میں شامل کیا جا چکا تھا اور تمام کلیسیا نے اسے الہامی تسلیم کر لیا تھا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اِسے کیوں اتنی تاخیر والتوا کے بعد فہرستِ مسلّمہ میں شامل کیا گیا۔ شائد اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ یہ ایک مختصر ساخط ہے جو کلیسیا کے نسبتاً غیر معروف حصّہ کو بھیجا گیا اور یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ اس میں مذکور مسئلے کچھ دیر کے بعد ہی کلیسیا میں پیدا ہوئے۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ گو اوریگن نے اس کا نام لے کر سب سے پہلے ذکر کیا، تاہم اس سے پہلے کے آبائے کلیسیا کی تحریرات میں بھی اس کا دھندلا سا عکس ملتا ہے (مثلاً کلیمینس از روم (۹۵ء) رقمطراز ہے "ہم سے یہ کلام دُور ہو جہاں وہ کہتا ہے کہ دو دِلے نہایت بدبخت ہیں جو اپنے دل میں کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہم اپنے باپ دادا کے وقتوں سے سُن رہے ہیں لیکن دیکھو ہم عمر رسیدہ ہو گئے لیکن ان میں سے کوئی بھی واقع نہیں ہوئی"۔ یہ غالباً ۳: ۴ کا حوالہ ہے۔ لیکن سب سے اہم حقیقت یہ ہے کہ جب کہ وہ تحریرات جو اکثر پطرس سے منسوب کی جاتی ہیں، مثلاً پطرس کی بشارت، پطرس کے اعمال، پطرس کی انجیل اور پطرس کا مکاشفہ وغیرہ کو جعلی سمجھ کر رد کر دیا گیا تو اس خط کو قبول کر لیا گیا تھا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی کلیسیا جو ہم سے کہیں زیادہ باخبر تھی جانتی تھی کہ یہ دو خطوط جو پطرس کے نام سے کہلاتے ہیں اُسی نے تصنیف کئے تھے۔

بعض داخلی باتیں بھی معترضین کے لئے اس بات کا یقین کرنے کا باعث بنی ہیں کہ یہ خط پطرس کی تصنیف نہیں ہے۔

۱۔ نئے عہدنامہ کے دیگر خطوط کی نسبت اس میں مصنف کی زندگی کے بارے میں زیادہ حوالجات پائے جاتے ہیں۔ ۱: ۱ میں وہ اپنا پہلا نام "شمعون" استعمال کرتا ہے جو غیر معمولی بات ہے۔ ۱: ۱۴ میں وہ یسوع مسیح کی اپنی موت کی پیشینگوئی (یوحنا ۲۱: ۱۸-۱۹) کا حوالہ دیتا ہے اور ۱: ۱۶-۱۸ میں وہ کہتا ہے کہ وہ مسیح کی صورت بدلنے کے وقت ان کے ساتھ پہاڑ پر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ نامعلوم مصنف نے یہ حوالجات دیدہ دانستہ دئے کہ اپنے آپ کو پطرس جتانے کی کوشش کی ہے۔ (اس کے اخلاقی الجھاؤ کے لئے دیکھئے نوٹ)۔ تاہم اِس دلیل کو جس طرح پطرس کے خلاف استعمال کیا گیا ہے، ویسے ہی اُس کے حق میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سوانحعمری کے متعلق یہ تفصیلات اس تاثر کو کہ پطرس ہی اس کا مصنف تھا درحقیقت اور بھی زیادہ مضبوط بنا دیتی ہے۔

۲۔ پطرس کے پہلے خط کی متعدد تعلیمات کا پطرس کے دوسرے خط میں ذکر نہیں ملتا۔ یہاں خداوند یسوع مسیح کی آمدِ ثانی کے لئے جو لفظ parousia استعمال ہُوا ہے وہ پطرس کے پہلے خط کے لفظ apokalypsis سے مختلف ہے۔ لیکن پطرس اپنا دوسرا خط اپنے پہلے قارئین کو کسی دوسرے مقصد سے تحریر کر رہا ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ انہی باتوں کا پھر تذکرہ کرے۔ مزید براں دونوں خطوط کافی مختصر ہیں، اس لئے یہ اُمید نہیں کی جاسکتی کہ ایک مصنف اپنی تمام باتوں کو اُن میں بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔ نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ آمدِ ثانی کی سچائی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے وقت وہ مختلف الفاظ استعمال نہ کرے۔

۳۔ بعض تاریخی حوالجات سے بعد کی تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ ان میں سے سب سے اہم ۳: ۱۵ ہے جہاں پطرس رسول پولس کے خطوط کو "پاک نوشتے" ظاہر کرتا ہے۔ یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے (۱) کہ پولس کے خطوط کتابی صورت میں جمع ہو چکے تھے حالانکہ یہ دوسری صدی عیسوی میں جمع ہوئے۔ (۲) پولس کے خطوط کو اتنی جلد یعنی پطرس کی اپنی زندگی میں پاک نوشتوں کا درجہ نہیں مل سکتا تھا۔ اِس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں (ا) کہ یہ معلوم نہیں کہ پولس کے خطوط کتابی صورت میں کب جمع ہوئے، لیکن یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چونکہ اُن کی اہمیت اور اثر بہت تھا اس لئے جلد ہی جمع کر لئے گئے ہوں گے۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ پطرس کے حوالہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اِس قسم کی تالیف کی جا چکی تھی۔ پولس کے خطوط اِس سے پیشتر ہی کافی مشہور ہو چکے تھے۔ (ب) پولس شروع ہی سے اپنے بیانات کو الہامی قرار دیتا ہے اور کلیسیا نے بھی ان خطوط کو الہامی گردانا (گلتیوں ۱: ۸-۹، ۱۱-۱۲)۔

۴۔ پطرس کے دوسرے خط کا اندازِ تحریر اس کے پہلے خط سے قطعی مختلف ہے۔ جیروم (۴۲۰ء) نے بتایا کہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ پطرس نے اپنا پہلا خط سِلوانس کی معرفت لکھوایا اور اِس بات کو عام طور پر قبول بھی کیا جاتا ہے۔ گو مضامین کے لحاظ سے کافی فرق ہے تو بھی پطرس کے پہلے اور دوسرے خطوط میں کافی مشابہت بھی پائی جاتی ہے، یہاں تک کہ دونوں خطوط میں ایسے الفاظ ملتے ہیں جو نئے عہدنامہ میں اور کہیں نہیں پائے جاتے۔

متذکرہ بالا اعتراضات کی بنا پر ہم اُس نظریہ کو جو اُس خط کے بارے میں ابتدا سے کلیسیا کا ہے ردّ نہیں کر سکتے۔ مزید براں ایک اور دلیل ہے جو پطرس کے مصنف ہونے کے حق میں ہے کہ نہ صرف مصنف اپنا نام ہی ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اپنے متعلق دیگر مقامات پر مفصّل اشارے بھی کرتا ہے جیسا کہ ہم سطورِ بالا میں مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اگر اس کا مصنف پطرس نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی دیدہ دانستہ اپنے قارئین کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ پطرس ہے۔ اور اگر یہ امر واقع ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ کلیسیا جیسا کہ ہم پہلے مشاہدہ کر چکے ہیں جو جعلی تصنیف کے بارے میں بڑی حساس تھی، اِسے الہامی قرار دیتی۔ ایسا ہر ایک نظریہ جو نئے عہدنامہ کی کُتب کے مصنفین کے بارے میں جب متن میں مصنف کا نام بھی دیا ہوا ہو شک پیدا کرتا ہے یقیناً مشکوک ہے۔

ب۔ یہوداہ کے خط سے تعلق

نئے عہدنامہ کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ پطرس کے دوسرے خط کا مواد یہوداہ کے خط سے بے حد مشابہ ہے۔ اس کے تین جواب ہو سکتے ہیں۔ (ا) پطرس نے یہ مواد، یہوداہ کے خط سے اخذ کیا (ب) یہوداہ نے پطرس کے خط سے استفادہ کیا، (ج) یا دونوں نے کسی مشترکہ ماخذ، تحریر یا کلیسیائی روایت کو بنیاد بنایا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کونسا جواب درست ہے لہٰذا اسکا درست جواب دینے کی کوشش محض قیاس ہی ہوگا۔ ہمارے نزدیک تیسرا جواب زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

ج۔ سن اور مقامِ تصنیف

اس خط کے لکھتے وقت پطرس جیسے کہ خداوند یسوع مسیح نے پیشینگوئی کی تھی (۱: ۱۴) اپنی موت کا منتظر تھا۔ روایت ہے کہ اُسے رومہ میں شہید کیا گیا۔ ہم جانتے ہیں کہ اُس نے اپنا پہلا خط رومہ سے تحریر کیا تھا (دیکھئے ۱۔ پطرس پر مضمون)۔ لہٰذا یہ قرینِ قیاس ہے کہ اُس نے اپنا دوسرا خط بھی اپنے پہلے خط کے تھوڑے عرصے بعد یعنی ۶۵ء اور ۶۷ء کے درمیان اُسی مقام سے لکھا۔

د۔ خط کے مخاطبین

پطرس رسول اس خط کے مخاطبین کے بارے میں صرف اتنا بیان کرتا ہے کہ اُنہوں نے بھی "ہمارا سا قیمتی ایمان پایا ہے" (۱: ۱)۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُس نے اپنے پہلے خط کی طرح اسے بھی ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں کو لکھا (۱۔ پطرس ۱: ۱)۔ اگر اِس خط کو زیادہ وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا گیا تو یہ اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ پطرس نے کسی خاص جماعت کو اپنا مخاطب نہیں بنایا تھا۔

ہ۔ پیغام

پطرس اپنے قارئین کو اُن جھوٹے اُستادوں کے بارے میں آگاہ کر رہا ہے جو "دغابازی کی گھڑی ہوئی کہانیوں کی پیروی" کرتے تھے (۱: ۱۶)۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلیسیائیں ابھی تک اُن جھوٹے اُستادوں کا شکار نہیں ہوئی تھیں کیونکہ وہ ان کی آمد کو ہنوز مستقبل بیان کرتا ہے لیکن وہ ظاہر ضرور ہوں گے (۲: ۱)۔ وہ غالباً دوسرے علاقوں میں سرگرمِ عمل تھے، لیکن پطرس بڑے سخت الفاظ میں اُن کی اور اُن کی تعلیم کی مذمت کرتا ہے۔ گو ایسے اُستاد خوشخبری کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور اُنہیں گناہ سے مخلصی کا تجربہ بھی ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے خداوند کا انکار کرتے ہیں جس نے انہیں خریدا۔ وہ پھر اُسی گناہ کی طرف راغب ہوئے جس سے اُس نے اُنہیں رہائی دلائی تھی (۲: ۱، ۲۰-۲۲)۔ یہی وجہ ہے کہ پطرس انہیں کُتے سے جو اپنی قے پھر چاٹ لیتا ہے، اور سُور سے جو صاف کئے جانے کے بعد بھی کیچڑ میں لیٹتا ہے (۲:

۲۲) تشبیہ دیتا ہے۔ وہ حرام کار اور لالچی ہیں (۲: ۱۰) اور اپنی جہالت میں حکومت کو ناچیز جانتے ہیں (۲: ۱۰-۱۱)۔ وہ زناکاری سے کبھی باز نہیں رہتے (۲: ۱۴)۔ وہ آزادی کا وعدہ تو کرتے ہیں لیکن خود اپنی بدی کے غلام ہیں (۲: ۱۹)۔

وہ نہ صرف یہ کام کرتے ہیں بلکہ اِس خیال کا کہ انکی عدالت ہوگی، تمسخر بھی اڑاتے اور کہتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش کو ہزاروں سال ہو چکے ہیں اور اب تک کچھ بھی نہیں ہُوا (۳: ۳-۴)۔ وہ اس بات کو بھلا بیٹھے ہیں کہ ایک مرتبہ خدا نے طوفانِ نوحؑ سے عدالت کی تھی (۳: ۶-۷)۔

اس کے جواب میں پطرس اپنے قارئین کو نصیحت کرتا ہے کہ "اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کرو" (۱: ۱۰)۔ اور اپنے ایمان کو نیکی، معرفت، پرہیزگاری، صبر، دینداری، برادرانہ اُلفت اور محبت پر تعمیر کرو (۱: ۵-۷)۔ وہ انہیں آگاہ کرتا ہے کہ جیسے خداوند کی اُمت میں ہمیشہ ہوتا آیا ہے، ان میں بھی جھوٹے اُستاد اُٹھ کھڑے ہوں گے (۲: ۱؛ ۳: ۱)۔ آخر میں وہ انہیں یاد دلاتا ہے کہ گو خُدا کی عدالت میں دیر ہو سکتی ہے لیکن ہوگی ضرور، اور اس کی تصدیق طوفان نوحؑ کی حقیقت سے بھی ہوتی ہے (۳: ۶-۷)۔ انہیں یہ ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ خدا کا پیمانہ آدمیوں کے پیمانے جیسا نہیں ہے کیونکہ "خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر" (۳: ۸)۔ خداوند کا دن چور کی مانند آئے گا اور اس دن آسمان اور زمین بڑے شور کے ساتھ آگ سے برباد کر دیئے جائیں گے (۳: ۱۰)۔ خدا کی اس دیری کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر آدمی کو توبہ کا موقع دینا چاہتا ہے اور یہ اُس کے تحمل اور محبت کا نمونہ ہے کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو بلکہ یہ کہ ہر شخص کی نوبت توبہ تک پہنچے (۳: ۹)۔

خاکہ

۱-	۱: ۱-۲	سلام
۲-	۱: ۳-۱۵	روحانی ترقی کی تلقین
۳-	۱: ۱۶-۲۱	انجیل کی شہادت کا معتبر ہونا
۴-	۲: ۱-۲۲	جھوٹے استادوں کے بارے میں آگاہی
۵-	۳: ۱-۱۸	خداوند کے دن کی آمد کی یقین دہانی

پکھراج:- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱۱

پگ ڈنڈیاں:- بائبل کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ دو جگہ استعمال ہُوا ہے، قضاۃ ۵: ۶ اور یرمیاہ ۱۸: ۱۵ میں۔ جو لفظ قضاۃ میں عبرانی میں استعمال ہُوا ہے اُس کا مطلب ٹیڑھا یا خم دار راستہ ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں راہ ہائے خمیدہ ہے جو زیادہ موزوں ترجمہ ہے۔

پگڑی:- (حزقی ایل ۲۴: ۱۷)، سر کا لباس۔ اس کے لئے دیگر لفظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔

دستار- (یسعیاہ ۳: ۲۳)۔

عمامہ- اسے ہارون سردار کاہن اور دیگر کاہن پہنتے تھے (خروج ۲۸: ۴؛ ۲۹: ۶)۔

سہرا- (امثال ۱: ۹)، دُلہے کے سر کا لباس (یسعیاہ ۶۱: ۱۰)۔

پلّا:- دیکھئے دِکُپلس۔

پِلّا:- کُتّے کا بچّہ۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۷

پلت - فالط:- (عبرانی = تیز رفتاری)۔ روبن کے قبیلے سے اون کا باپ۔ اُس نے اوروں کے ساتھ مِل کر موسیٰ اور ہارون کے خلاف سازش کی (گنتی ۱۶: ۱)۔

پلٹن:- پیادہ فوج کا دستہ۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں ایک یونانی لفظ کا ترجمہ ہے (متّی ۲۷: ۲۷؛ مرقس ۱۵: ۱۶؛ یوحنا ۱۸: ۳؛ اعمال ۱۰: ۱؛ ۲۷: ۱)۔
نیز دیکھئے فوج۔

پلینی:- کائیس پلینیس دوم۔ یہ رومی صوبہ بتونیہ کا حاکم تھا۔ اس نے شہنشاہ تراجان کو خط لکھ کر پوچھا کہ مسیحیوں کو کیسے سزا دی جائے؟ شہنشاہ نے جواب دیا کہ کوئی ان کو قصداً نہ ڈھونڈے لیکن اگر اُن پر کوئی الزام لگائے تو اُن کو موقع دیا جائے کہ وہ شہنشاہ کے بُت کے سامنے بخور جلائیں اور اگر وہ انکار کریں تو اُن کو موت کی سزا دی جائے۔ دیکھئے "رسولوں کے نقشِ قدم پر" از ولیم جی ینگ صفحہ ۳۰۲۔

پم:- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۴

پمفولیہ:- رومی حکومت کا ایشیائے کوچک کے جنوب میں ایک چھوٹا صوبہ۔ یہ بحیرۂ روم کے ساحل کے ساتھ ۷۵ میل لمبا اور ۳۰ میل چوڑا تھا۔ عید پنتکست کے دن یہاں کے یہودی یروشلیم میں تھے (اعمال ۲: ۱۰)۔ پولس رسول اپنے پہلے بشارتی سفر میں جب وہ پرگہ میں منادی کرنے گیا تو یہاں سے گزرا تھا (اعمال ۱۳: ۱۳؛ ۱۴: ۲۴)۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کے باشندے بڑے پس ماندہ تھے۔ مسیحیت ایشیائے کوچک کے دوسرے مقامات کی نسبت یہاں اتنی پھلدار ثابت نہیں ہوئی۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵

پناہ کے شہر :- دریائے یردن کے دونوں جانب چھ شہروں کو پناہ کے شہر مقرر کیا گیا تھا۔ موسیٰ اور یشوع نے یہ شہر اُن لوگوں کی پناہ کے لئے بنائے جن سے سہواً کوئی قتل ہو جاتا (گنتی ۳۵:۱۱)۔

یردن کے مشرق میں بصر، رامات اور جولان (استثناء ۴:۴۱-۴۳) اور مغرب میں قادس، سکم اور قریت اربع کو مقرر کیا گیا (یشوع ۲۰:۷-۸)۔ یہ انتظام خونی کی مدد کے لئے کیا گیا تھا کہ یہاں پہنچنے کے لئے راستہ صاف ہے۔ یہ شہر اس حساب سے مقرر کئے گئے تھے کہ ملک کی کوئی بھی جگہ پناہ کے کسی شہر سے ایک دن کی مسافت یعنی تیس میل سے زیادہ دُور نہ ہو۔

سامی ملکوں کا یہ دستور تھا کہ اگر کوئی قتل کیا جائے تو اُس کا کوئی قریبی رشتے دار بدلہ لیتا تھا۔ یوں انصاف کا تقاضا پورا ہوتا تھا لیکن بعض مرتبہ انتقام لیتے وقت کوئی ایسا شخص مارا جاتا تھا جس سے محض اتفاقاً خون ہو گیا ہو۔ پناہ کے شہروں کا مقصد یہ تھا کہ ایسے شخص کو جب تک اُس کے مقدمے کا فیصلہ نہ ہو جائے پناہ مل جائے۔ مقدمہ ملزم کی جائے رہائش پر ہوتا تھا۔ اگر ثابت ہوتا کہ اُس نے ارادتاً قتل نہیں کیا تو اُسے پناہ کے شہر میں واپس لے جاتے۔ وہاں اُسے سردار کاہن کی وفات تک رہنا پڑتا تھا۔ لیکن اگر وہ سردار کاہن کی موت سے پہلے پناہ کے شہر کی حدود کو پار کرتا تو وہ انتقام لینے والے کی طرف سے موت کا آپ ذمہ دار ہوتا۔ یہ صرف اُن کے لئے تھا جنہوں نے سہواً خون کیا۔ جس نے ارادتاً خون کیا ہو اُسے سزائے موت ایک دم دی جاتی تھی۔ پناہ کے شہروں کے ضوابط گنتی ب ۳۵، استثنا ۱۹:۱-۱۳ اور یشوع ب ۲۰ میں درج ہیں۔ ان چھ شہروں کے علاوہ ہیکل میں بھی پناہ لی جا سکتی تھی (نحمیاہ ۶:۱۱)۔

پنتکست :- دیکھئے عیدیں ۳

پنطُس :- ایشیائے کوچک کا وہ علاقہ جو بحیرۂ اسود سے کوہ قاف تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ فارس کے علاقہ میں شامل تھا اور بعد میں رومی تسلط میں آ گیا۔ اس کا ذکر غیر ممالک میں رہنے والے یہودیوں کی جائے رہائش کے سلسلہ میں آتا ہے (اعمال ۲:۹)۔ جن لوگوں کو پطرس رسول کے پہلے خط میں مخاطب کیا گیا ہے ان میں پنطس کے رہنے والے بھی شامل ہیں (۱-پطرس ۱:۱)۔

پُنطِس پیلاطُس :- دیکھئے پیلاطس، پُنطِس۔

پنّگ کا گیہوں :- اُن اشیا میں سے ایک جن کی تجارت یہوداہ اور اسرائیل کے درمیان ہوتی تھی (حزقی ایل ۲۷:۱۷)۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۳

پوٹا :- پرندوں کے کھانے کی تھیلی جو گردن اور سینہ کے جوڑ کے نیچے لٹکی ہوتی ہے۔ اس میں خوراک پوری طرح ہضم ہونے سے پہلے اکٹھی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے بعد وہ معدے میں، جسے سنگدانی بھی کہتے ہیں جاتی ہے۔

احبار کی کتاب میں حکم تھا کہ قربانی کے وقت کاہن پوٹے کو آلائش سمیت نکال کر مذبح کی مشرقی سمت میں راکھ کی جگہ میں ڈال دے (احبار ۱:۱۶)۔

پُودِنیس۔ پُودِس :- (لاطینی اور یونانی = باحیا)۔ ایک رومی مسیحی جس نے پولس رسول کے آخری خط میں تیمتھیس کو سلام بھیجا (۲-تیمتھیس ۴:۲۱)۔

پودینہ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۴

پُور۔ فُور :- قدیم فارسی لفظ پارہ سے مشتق۔ پارہ کردن = حصہ کرنا۔ اس کے معنے آستر ۳:۷ میں بتائے گئے ہیں یعنی قرعہ ڈالنا۔ نیز دیکھئے پوریم اور قرعہ ڈالنا۔

پُورب :- (ہندی = مشرق)۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے (زبور ۱۰۳:۱۲؛ ۱۰۷:۳؛ متی ۲:۱؛ ۸:۱۱ وغیرہ) لیکن کیتھولک ترجمہ میں نہیں۔ دیکھئے مشرق۔

پورتا۔ فوراتا :- ہامان کا ایک بیٹا جو اپنے بھائیوں کے ساتھ مارا گیا (آستر ۹:۸)۔

پُوریم۔ فُوریم :- یہودیوں کا ایک تہوار جو ادار کے مہینے کی ۱۴، ۱۵ تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ اس تہوار پر آستر کی کتاب پڑھی جاتی ہے اور جب بھی ہامان کا نام آتا ہے تو لوگ اُس پر آوازے کستے ہیں۔

ہامان نے یہودیوں کے خلاف سازش کی تھی کہ اُن کو ہلاک کیا جائے۔ چونکہ وہ وہمی شخص تھا اس لئے اس نے اچھی گھڑی کا فال نکالنے کے لئے قرعہ اندازی کرائی تاکہ ٹھیک شگون نکلے۔

پُور کے معنی قرعہ ہیں، اسی لئے اس تہوار کو پوریم کا نام دیا گیا۔ دیکھئے آستر ۳:۷ اور ۹:۲۶۔

پُول۔ فُول :- ۱۔ اسور کا بادشاہ تگلت پلاسر سوم جس نے مناحم کے زمانہ میں اسرائیل پر حملہ کیا لیکن مناحم نے اُسے رشوت دی تاکہ لوٹ جائے (۲-سلاطین ۱۵:۱۹) مگر وہ اپنے ساتھ اسیروں کو لیتا گیا (۱-تواریخ ۵:۲۶)۔

۲۔ افریقہ کا ایک مقام یا قبیلہ (یسعیاہ ۶۶:۱۹)۔

پولس۔ پولوس :- (پولس لاطینی لفظ پولوس کی یونانی شکل ہے۔ معنی = چھوٹا۔ غالباً یہ اُس کا رومی عرفی نام تھا)۔ غیر قوموں کے درمیان انجیل کی منادی کرنے والا اعظم

رسول۔ پولس کی سوانح حیات کے لئے بائبل میں سب سے اہم ذریعہ رسولوں کے اعمال کی کتاب ہے۔ لیکن اُس کے خطوط اُس کی زندگی کے چند پہلوؤں پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔ لیکن اِن کے مطالعہ سے بھی یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پولس رسول کی بوقلموں اور جوشیلی زندگی کے کئی اور واقعات کا ذکر بائبل میں نہیں ہے مثلاً ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۴-۲۸ کے واقعات کی تفصیل۔

پولس کا عبرانی نام ساؤل تھا (عبرانی شاؤل = خدا سے مانگا ہوا)۔ اس سے پہلے کہ اس کا پالا الیماس جادوگر سے پڑا، وہ اعمال کی کتاب میں اسی نام سے پکارا جاتا ہے (اعمال ۱۳: ۹)۔ اس کے بعد اُسے اُس کے رومی نام پولس ہی سے یاد کیا جاتا ہے۔ اپنے خطوں میں بھی وہ یہی نام استعمال کرتا ہے۔ چونکہ وہ رومی شہری تھا اس لئے اُس نے دستور کے مطابق اوائل عمر ہی سے یہ دونوں نام استعمال کئے ہوں گے۔ جب پولس رسول نے غیر قوموں میں انجیل کی منادی کرنے کا فیصلہ کیا تو رومی نام زیادہ موزوں اور مناسب ثابت ہوا۔

خوش قسمتی سے (اور یہ محض خدا کا حسن انتظام تھا) پولس رسول کی زندگی میں اُس زمانے کے تین اہم عناصر یعنی یونانی ثقافت، رومی شہریت اور یہودی مذہب شامل تھے۔ پولس پہلی صدی عیسوی کے آغاز میں ترسُس کے معروف تجارتی شہر، جہاں رومی اور یونانی تہذیب و تمدن آپس میں ملتے تھے، پیدا ہوا۔ یہ شہر بحیرہ روم کے شمال مشرقی کونے میں جنوبی ایشیائے کوچک کے کلکیہ کے علاقے میں واقع تھا۔ یہ بکری کی پشم سے کپڑا بنانے کے لئے مشہور تھا۔ یہ کپڑا تنبوؤں میں استعمال ہوتا تھا اسی لئے یہاں خیمہ دوزی کا کام بھی عام ہوتا تھا جسے پولس نے بھی سیکھا (اعمال ۱۸: ۳)۔

پولس پیدائشی رومی شہری تھا اور اپنے شہریت کے حقوق سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کب اور کیسے اپنی رومی شہریت کو مقامی مجسٹریٹوں کی بے انصافی کے خلاف بچاؤ کے لئے ڈھال کی طرح استعمال کرے اور کس طرح مسیحی ایمان کے وقار کے اعزاز میں اس شہریت کی وجہ سے اضافہ کرے۔

پولس کے غیر یہودیوں سے تعلق بہت اچھے تھے اور وہ اس اثر و رسوخ کو یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان جو خلیج تھی اُسے پُر کرنے کے لئے موثر طریقے سے استعمال کرنا جانتا تھا۔ اس کے کردار میں سب سے اہم اور مرکزی چیز اُس کا اعلیٰ یہودی ورثہ تھا جس سے وہ ہرگز نہ شرماتا تھا (اعمال ۲۱: ۳۹؛ ۲۲: ۳)۔ وہ اپنے یہودی پس منظر پر جائز طور پر فخر کرتا تھا (۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۲)۔ اُس نے اپنے قرابتی یہودی بھائیوں سے گہری اور دائمی محبت رکھی (رومیوں ۹: ۱-۳؛ ۱۰: ۱؛ ۱۱: ۱)۔ پولس کی اپنی سوچ کے مطابق مسیحی راہ اختیار کرنے سے اُس کی قوم کی اُن مذہبی اُمیدوں میں جو پرانے عہدنامہ میں درج ہیں کوئی فرق نہیں آیا (اعمال ۲۴: ۱۴-۱۶؛ ۲۶: ۶-۷)۔ اُس کی اپنی قوم سے ہمدردی بشارت کے کام میں ایک مفید ذریعہ ثابت ہوئی، کیونکہ ہر شہر کے یہودی عبادت خانے اُس کے لئے کھلے تھے اور لوگ اُس کا کلام سننے کو تیار رہتے تھے۔ پولس خالص یہودی نسل کا تھا (فلپیوں ۳: ۵)۔ اس نے فریسی کی اولاد ہونے کے باعث (اعمال ۲۳: ۶) کٹر یہودی تعلیم و تربیت پائی تھی۔ وہ صحیح وقت پر یروشلیم بھیجا گیا تھا تاکہ اپنی تعلیم کو مشہورِ زمانہ ربّی گملی ایل کے قدموں میں مکمل کرے (اعمال ۲۲: ۳؛ ۲۶: ۴-۵)۔ چونکہ وہ ذہین اور علم کا اعلیٰ طالب علم تھا اس لئے اس نے پرانے عہدنامہ کے علاوہ ربیوں کی تلمودی اور دوسری مذہبی تعلیم کو بھی پورے طور پر حاصل کیا۔

جب ہم پہلی مرتبہ اس جوان سے ملتے ہیں (غالباً وہ تیس ۳۰ برس کا ہوگا) تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی ایک تسلیم شدہ یہودی راہنما ہے (اعمال ۷: ۵۸)۔

ستفنس کی شہادت کے بعد (اعمال ۷: ۵۸-۸: ۳؛ ۹: ۱-۲) کلیسیا پر جو ایذارسانی کا سیلاب ٹوٹ پڑا اُس میں پولس کی مسیحیوں سے عملی مخالفت نے اُسے پورے طور پر لیڈری کا رتبہ دے دیا۔ جس ایذارسانی کا ذکر اعمال ۲۶: ۱۰-۱۱ میں ہے اُس سے صاف عیاں ہے کہ اُسے یہودی مذہب سے بے حد لگاؤ تھا۔ وہ اس بات کا پوری طرح قائل تھا کہ مسیحی بدعتی اور کافر ہیں اور کہ یہوواہ کی غیرت کا یہ تقاضا ہے کہ اُن کو بالکل نیست و نابود کیا جائے (اعمال ۲۶: ۹)۔ لیکن مسیحی ہونے کے بعد وہ لکھتا ہے کہ یہ سب کچھ اُس نے بے ایمانی کی حالت میں نادانی سے کیا تھا (۱۔تیمتھیس ۱: ۱۳)۔

۱۔ تبدیلی

ایذارسانی ساؤل کی فطرت میں نہیں تھی اور اُس کے عُمدہ باطنی احساسات اس کے خلاف گواہی دیتے تھے لیکن اُس کا کٹر یہودی عقیدہ اُسے اس رویّہ کو درست تسلیم کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ دوسرے شہروں میں مسیحیت کے پھیلاؤ نے اُس کے غصّے کو اور بھڑکایا۔ چنانچہ اُس نے اپنا دائرہ کارکردگی وسیع کیا۔ جب یہ ستم گر سردار کاہن کے اختیار کے پروانے لئے دمشق شہر کی طرف گامزن تھا تو وہ اپنی زندگی کے کایا پلٹنے والے تجربہ سے دوچار ہوا۔ اس معجزانہ واقعہ میں خدا کی مداخلت صاف طور سے ظاہر ہے۔ بارہا پولس رسول اپنے خطوط میں اس تجربے کا ذکر کرتا ہے اور اسے خدا کے فضل اور قدرت کا کام تسلیم کرتا ہے۔ یہ وہ واقعہ تھا جس نے اُس کی زندگی بدل کر اُسے مسیح کا رسول بنا دیا (۱۔کرنتھیوں ۹: ۱۶-۱۷؛ ۱۵: ۱۰، گلتیوں ۱: ۱۵-۱۶؛ افسیوں ۳: ۷-۹؛ ۱۔تیمتھیس ۱: ۱۲-۱۶)۔ اعمال کی کتاب میں یہ واقعہ تین مرتبہ درج ہے اور ہر بیان

میں کچھ فرق ہے ۔ لیکن تینوں بیانوں کو اکٹھا کرکے مکمل تصویر سامنے آتی ہے ۔ لوقا کا اپنا بیان معروضی اور تاریخی ہے (ب ۹) ۔ پولس دو مرتبہ اس اہم واقعہ کو خود بیان کرتا ہے اور سامعین کی ضرورت کے مطابق اُن پہلوؤں پر زور دیتا ہے جو اُن کے لئے زیادہ ضروری ہیں (ب۲۲ اور ب۲۶) ۔

جب اُس فوق الفطرت ہستی نے جس نے ساؤل کو دمشق کی راہ پر روکا تھا خود کو اُس پر ظاہر کیا کہ "میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے" (اعمال ۹: ۵) تو ساؤل نے فوراً اپنی غلطی کو قبول کیا اور خود کو مکمل طور پر خداوند مسیح کے حوالے کیا ۔ بینائی سے معذور، تین دن کے روزے اور ریاضت کے دوران اُس نے سخت پیچ وتاب کی حالت میں اپنے دل کی جانچ پڑتال کی ۔ ان تین دنوں میں اس نے خداوند کے ساتھ اپنے آئندہ رشتے کے متعلق سوچ بچار کی اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کو سنوارا ۔ دمشق کے حننیاہ کی خدمت نے ساؤل کی اِس انقلابی تبدیلی کے تجربے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ۔ اُس پر خدا کی مرضی ظاہر کرکے اُس نے اسے دمشق کے مسیحیوں کے ساتھ رفاقت میں شامل کیا ۔ بعد میں جب ساؤل نے اپنی زندگی کے اس اہم سنگِ میل پر نظر ڈالی تو وہ جان گیا کہ خدا پہلے ہی سے اسے چن کر اپنی خدمت کے لئے تیار کر رہا تھا (گلتیوں ۱: ۱۵-۱۶) ۔

۲۔ ابتدائی خدمت

نو مرید ساؤل اپنی تبدیلی کے فوراً بعد دمشق کے عبادت خانوں میں خداوند یسوع کی الوہیت اور اُن کے المسیح ہونے کا اعلان کرنے لگا ۔ یہ وہ دو حقائق تھے جنہوں نے اُس کی رُوح کو مسحور کر لیا تھا (اعمال ۹: ۲۰-۲۲) ۔ چونکہ سب کو یہ معلوم تھا کہ ساؤل کس مقصد سے دمشق آیا تھا اس لئے اُس کی یہ منادی لوگوں کے لئے حیرت اور تعجب کا باعث بنی ۔

اپنی تبدیلی کے کچھ دن بعد ساؤل عرب جاتا ہے جس کا ذکر وہ گلتیوں کے خط میں کرتا ہے (۱: ۱۷) ۔ اعمال کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ۔ لیکن قرین قیاس ہے کہ وہ اعمال ۹: ۲۲ اور ۲۳ کے درمیان عرب گیا ہو ۔ یہ تبلیغی دورہ نہیں تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل تخلیہ میں جاکر اُس نئے مکاشفہ کی روشنی میں اپنے عقیدہ پر دوبارہ غور وخوض کرنا ضروری سمجھتا تھا ۔ یہ وثوق سے کہا نہیں جاسکتا کہ وہ کتنے عرصے کے بعد عرب سے واپس آیا ۔ لیکن یہ بات عیاں ہے کہ اُس کے عقیدے کے اہم مسائل صاف ہو کر حل ہوگئے اور اُس کا نقطۂ نظر باربط، مکمل اور مستحکم ہوگیا ۔

دمشق واپس آنے پر اُس کی پُرجوش اور نڈر تبلیغ نے یہودیوں کو اُسے قتل کرنے پر آمادہ کر دیا ۔ چنانچہ اُس کے شاگردوں کو اُس کی جان بچانے کے لئے اُسے ٹوکرے میں بٹھا کر اور دیوار سے اتار کر شہر سے باہر بھیجنا پڑا (اعمال ۹: ۲۴-۲۵؛ گلتیوں ۱: ۱۷؛ ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۳۲-۳۳) ۔ اپنے مسیحی ہونے کے تین سال بعد ساؤل یروشلیم واپس گیا تاکہ پطرس رسول سے ملاقات کرکے واقفیت پیدا کرے (گلتیوں ۱: ۱۸) ۔ یروشلیم میں کلیسیا کے بزرگ اسے شروع میں شک کی نظر سے دیکھتے رہے ۔ لیکن ★ برنباس کی نیک وساطت سے اُن کا شک وشبہ دُور ہُوا اور اُنہوں نے ساؤل کو اپنی رفاقت میں قبول کیا (اعمال ۹: ۲۶-۲۸) ۔ اُس کی یونانی مائل یہودیوں کے درمیان دلیرانہ گواہی سخت مخالفت کا باعث بنی یہاں تک کہ اُس کو پندرہ دن کے اندر یروشلیم چھوڑنا پڑا (گلتیوں ۱: ۱۸) ۔ رویا میں خداوند سے ہدایت پاکر وہ شاگردوں کے مشورے کے مطابق ترسس جانے کو تیار ہوگیا (اعمال ۲۲: ۱۷-۲۱؛ ۹: ۳۰) ۔ ترسس میں ساؤل نے کئی سال گمنامی میں گزارے ۔ غالباً وہ خدمت جس کا ذکر گلتیوں ۱: ۲۱-۲۳ میں ہے اس موقع پر کی گئی لیکن اس کی تفصیل سے ہم واقف نہیں ۔ بعض کا خیال ہے کہ ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۴-۲۶ کے کئی واقعات اسی عرصے سے تعلق رکھتے ہیں ۔

غیر یہودی (غیر قوم) کلیسیا کی ابتدا کرنیلیس کے گھر سے ہوئی تھی جب وہ اور اس کا خاندان ایمان لائے (اعمال ب۱۰) ۔ اس کے بعد سوریہ کے ★ انطاکیہ میں ایک غیر قوم مسیحی کلیسیا قائم ہوئی ۔ برنباس کو اس بیداری کی تحریک کی دیکھ بھال کے لئے بھیجا گیا تھا ۔ اُس نے اس مہم میں اور مددگاروں کی ضرورت محسوس کی ۔ اُسے یاد آیا کہ ساؤل کی تبدیلی کے وقت اُس کو غیر قوم میں منادی کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا (اعمال ۹: ۱۵)، سو وہ اُسے انطاکیہ بلا لایا ۔ شہر میں ایک سال کی پُرجوش تبلیغی مہم نے بڑا اثر کیا اور بہت سے لوگ مسیح کے پیرو ہوگئے ۔ اسی جگہ پہلے پہل شاگرد "مسیحی" کہلائے (اعمال ۱۱: ۲۰-۲۶) ۔ چند مہمان واعظین نے روح کی ہدایت سے پیشینگوئی کی کہ یہودیہ میں بڑا کال پڑنے والا ہے ۔ اِس پر انطاکیہ کی کلیسیا نے یہودیہ کے بھائیوں کے لئے چندہ جمع کیا اور برنباس اور ساؤل کے ہاتھ یروشلیم کے بزرگوں کو بھیجا (اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰) ۔ مسیحی ہونے کے بعد ساؤل اب دوسری مرتبہ یروشلیم گیا ۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ وہ سفر ہے جس کا ذکر گلتیوں ۲: ۱-۱۰ میں ہُوا ہے ۔ لیکن اعمال ابواب ۱۱ اور ۱۲ میں اب تک ختنے کے تنازع کا کوئی ذکر نہیں آتا ۔

پولس کے بشارتی سفر

غیر قوموں میں بشارت کرنے کی مہم پاک رُوح کی ہدایت سے

انطاکیہ کی کلیسیا نے شروع کی اور برنباس اور ساؤل کو اس کام کے لئے مخصوص کرکے روانہ کیا (اعمال ۱۳: ۱-۳)۔

۳۔ پولس کا پہلا بشارتی سفر

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۴۸ عیسوی میں موسم بہار میں شروع ہوا۔ اس کی ابتدا ★ کپرس کے جزیرے میں یہودی آبادی سے کی گئی۔ برنباس اسی جزیرے میں پیدا ہوا تھا (اعمال ۴: ۳۶)۔ وہ پہلے سلمیس میں اُترے اور یہودیوں کے عبادت خانوں میں کلام سُناتے ہوئے جزیرے کی دوسری طرف پافس پہنچے۔ یہاں انہوں نے پولس کے ہم نام رومی افسر سرگیس پولس کی درخواست پر مسیحی خوشخبری سُنائی لیکن ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی بریسوع عرف الیماس نے اُن کی سخت مخالفت کی۔ اس پر پولس نے الیماس کو للکارا اور اُس کی سب شیطانی چال اور مکر و فریب کا بھانڈا پھوڑا اور اُس پر لعنت بھیجی۔ چنانچہ خداوند کا غضب اُس پر نازل ہوا اور وہ اندھا ہو گیا (اعمال ۱۳: ۸-۱۲)۔ جب رومی صوبیدار نے یہ سارا واقعہ دیکھا تو سخت حیران ہوا اور ایمان لے آیا۔ یہ انجیل کے پیغام کی ایک نمایاں فتح تھی۔

پافس کے واقعات کے بعد اعمال کی کتاب میں ساؤل کو اُس کے رومی نام پولس سے ہی پکارا گیا ہے۔ اب سے وہ بشارتی جماعت کا لیڈر بن کر سامنے آتا ہے۔

پولس رسول کا پہلا سفر۔ اعمال ابواب ۱۳ تا ۱۴

کپرس سے یہ پارٹی جنوبی ★ ایشیائے کوچک کے پمفولیہ کے علاقہ میں پرگہ کے شہر میں جا پہنچی۔ وہ اُن سب جگہوں کے لئے جہاں اب تک انجیل کی منادی نہیں کی گئی ایک منصوبہ بناتی ہے۔ اس جگہ برنباس کا رشتے دار (کلسیوں ۴: ۱۰) یوحنا ★ مرقس اُنہیں چھوڑ کر یروشلیم واپس چلا جاتا ہے۔ مرقس کی یہ حرکت پولس کو ناواجب لگی اور وہ کافی ناراض ہوا۔ اس کا اثر دوسرے بشارتی سفر کی ٹیم کے چناؤ پر پڑا (آگے دیکھئے ۴۲)۔

پسدیہ کے انطاکیہ میں جو ★ گلتیہ کے علاقے میں ہے پہنچ کر اُنہوں نے مقامی عبادت خانے کو اپنے بشارتی کام کے لئے تیار پایا۔ عبادت خانے کی خدمت کی صحیح تصویر کھینچنے کے ارادے سے لوقا پولس رسول کا پیغام جو اُس نے یہودیوں اور خداترس غیر قوم لوگوں کی جماعت کے سامنے پیش کیا تفصیل سے دیتا ہے تاکہ پولس کی تقریر کا ایک نمونہ بھی ہو (اعمال ۱۳: ۱۶-۴۱)۔ یہ پیغام بہت مؤثر ثابت ہوا اور لوگوں نے درخواست کی کہ آئندہ سبت کو وہ اور پیغام سُنائے۔ اگلے سبت کو سُننے والوں کا ہجوم، جو زیادہ تر غیر یہودیوں کا تھا، اتنا بڑا تھا کہ یہودی لیڈر حسد اور رشک سے بھر کر سخت مخالفت پر تل گئے۔ اس پر پولس رسول نے اعلان کیا کہ چونکہ یہودی اس پیغام کو رد کرتے ہیں اس لئے آگے کو یہ غیر قوموں کو سنایا جائے گا۔ پسدیہ کے انطاکیہ میں قائم کی گئی کلیسیا میں زیادہ تر لوگ غیر یہودی تھے۔ وہی اس کلیسیا کی جان تھے (اعمال ۱۳: ۴۲-۵۲)۔ یہودیوں کی بھڑکائی ہوئی تحریک مخالفت نے مبشروں کو مجبور کیا کہ اکنیم جو انطاکیہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے چلے جائیں۔ یہاں انطاکیہ کے واقعات اور نتیجے دُہرائے گئے۔ یہاں بھی پیغام خوشی سے سُنا گیا اور ایک پھولتی پھلتی کلیسیا کا انعقاد ہوا۔ یہ جگہ بھی سنگسار کئے جانے کے ڈر سے اُنہیں چھوڑنی پڑی۔ اب وہ لکاؤنیہ کے علاقے میں جو گلتیہ کے صوبے میں ہے جا کر لسترہ کے شہر میں خدمت کرنے لگے۔ یہاں یہودی آبادی کم تھی اس لئے کوئی یہودی عبادتخانہ نہ تھا۔ یہاں پولس نے ایک جنم کے لنگڑے کو مسیح کے نام میں شفا دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ برنباس اور پولس کو دیوتا سمجھنے لگے۔ وہ کہنے لگے کہ برنباس ★ زیوس اور پولس ★ ہرمیس دیوتا کے انسانی رُوپ میں اوتار ہیں، سو وہ اُنہیں قربانیاں پیش کرنے لگے۔ اس پر پولس حیرت سے کانپ اُٹھتا ہے اور اپنے کپڑے پھاڑتے ہوئے سختی سے احتجاج کرتا ہے کہ وہ دیوتا نہیں بلکہ اُن کی طرح انسان ہیں۔ پولس اس واقعہ کو بڑے تدبر سے یوں استعمال کرتا ہے کہ اُن بُت پرستوں کو جو پرانے عہدنامہ کے مکاشفہ سے واقف نہ تھے عملی طریقہ سے واحد اور زندہ خدا کی پیروی کرنے کی تلقین کرتا ہے (اعمال ۱۴: ۸-۱۸)۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ ★ تیمتھیس اس موقع پر مسیح کا پیرو بنا۔ ابھی ان بت پرستوں کی توجہ اپنی غلطی پر مبذول ہی ہوئی تھی کہ انطاکیہ اور اکنیم سے آئے ہوئے متعصب یہودیوں نے

اُنہیں ان مبشّروں کے خلاف اُکسایا ۔ اِس شورش میں پولس کو سنگسار کیا گیا ۔ وہ اُسے مُردہ سمجھ کر اور گھسیٹ کر شہر کے باہر چھوڑ آئے ۔ لیکن شاگرد آ کر اُس کے اردگرد کھڑے ہوئے تو وہ ہوش میں آ گیا اور اُٹھ کر اُن کے ساتھ شہر آ گیا ۔ دوسرے دن وہ برنباس کے ساتھ دربے چلا گیا ۔ یہاں اُن کی خدمت بہت مؤثر اور پھلدار ثابت ہوئی اور اُن کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلی ۔ کچھ وقت گزرنے پر اُنہوں نے اپنا واپسی سفر شروع کیا ۔ وہ جگہ جگہ نو مریدوں کو تعلیم دیتے اور ذمہ دار شخصوں کی مدد سے ایمانداروں کو کلیسیائی شکل دیتے ہوئے تقریباً اُسی راستہ سے انطاکیہ پہنچے مگر کپرس دوبارہ نہیں گئے (اعمال ۱۴: ۲۱-۲۸) ۔

انطاکیہ پہنچ کر اُنہوں نے اُس کلیسیا کے سامنے جس نے اُنہیں اِس بشارتی مہم پر بھیجا تھا مفصّل رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ کیسے خدا نے غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ کھول دیا ہے (اعمال ۱۴: ۲۷) ۔

غالباً اس پہلی مہم کے دوران کسی وقت پولس بیمار پڑ گیا ۔ وہ اس بیماری کا حوالہ اپنے گلتیوں کے خط میں دیتا ہے ۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ اُس کو ایک مرض تھا جسے وہ "جسم کا کانٹا" کہتا تھا (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۷) ۔ بعض اسے مرگی سمجھتے تھے لیکن غالباً یہ آنکھ کا کوئی مرض تھا (دیکھئے امراضِ بائبل نمبر ۲) ۔

دوسری صدی عیسوی کی ایک غیر مستند کتاب پولس کی تصویر اس طرح کھینچتی ہے "چھوٹے قد، گنجے سر اور ٹیڑھی ٹانگوں والا ایک صحت مند شخص، جس کی بھنویں آپس میں ملتی ہیں ۔ ناک عقاب کی چونچ نما جس سے شفقت اور دوستی کا جذبہ ٹپکتا ہے ۔ وہ ایک لمحے آدمی سا لگتا ہے تو دوسرے لمحے فرشتہ" (پولس اور تھیکلہ کے اعمال) ۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ پولس رسول اس بیماری کے دوران صحت کی بحالی کے لئے گلتیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میں گیا اور کہ وہاں کے قیام کے دوران اس نے ایک کلیسیا قائم کی جسے اُس نے بعد میں خط بھی لکھا (دیکھئے گلتیہ) ۔

پہلے بشارتی سفر کے احوال میں ہم پولس رسول کے غیر قوموں میں بشارت کے مسیحی فلسفہ کی ایک جھلک دیکھتے ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ نجات اعمال سے نہیں بلکہ صرف مسیح یسوع پر ایمان لانے سے مل سکتی ہے ۔

۴ ۔ مجلسِ یروشلیم

پہلی عام چرچ کونسل (اعمال ۱۵؛ گلتیوں ۲: ۱-۱۰) ۔ اس مجلس کے انعقاد کی وجہ وہ تناؤ تھا جو غیر یہودیوں کے بھاری تعداد میں کلیسیا میں شامل ہونے سے پیدا ہوا تھا ۔ اس تحریک سے فریسی طبقہ کے مسیحیوں کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ پولس کی تعلیم کے باعث موسوی شریعت کی بالادستی ختم ہو جائے گی ۔ اس بات کی تلافی کرنے کی غرض سے یہودیہ سے بعض لوگ انطاکیہ آئے اور شاگردوں کو یہ تعلیم دینے لگے کہ اگر وہ ختنہ نہ کروائیں گے تو نجات کے حقدار نہ ہوں گے ۔ یہ پولس کے عقیدہ کے عین خلاف تھی جس کے مطابق ہم صرف ایمان سے راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں ۔ اس تنازعہ نے اتنی تلخی اور شدّت اختیار کر لی کہ پولس، برنباس اور چند دیگر اشخاص کو یروشلیم بھیجا گیا تا کہ رسولوں اور بزرگوں کا اس مسئلہ پر فیصلہ سُنیں ۔

کچھ علماء گلتیوں ۲: ۱-۱۰ اور اعمال ۱۵ کی مجلس کو دو مختلف مجالس قرار دیتے ہیں ۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ دونوں کو ایک ہی مجلس سمجھا جائے ۔ جو سطحی فرق دکھائی دیتا ہے اس کی وجہ دو مصنفین کے مختلف نقطۂ نظر ہیں ۔ لوقا کا تذکرہ تاریخی اور معروضی ہے ۔ پولس شخصی نقطۂ نظر سے لکھتا ہے ۔ اعمال ۱۵: ۵ اور ۶ کے بین السطور مطالعے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کی دو نشستیں ہوئی تھیں ۔ ایک جس میں عام لوگ تھے اور دوسری جس میں صرف رسول اور چیدہ چیدہ بزرگ حاضر تھے ۔ لوقا دونوں کا اشارتاً ذکر کرتا ہے ۔ پولس کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ صرف خلوت میں ایک نشست ہوئی (گلتیوں ۲: ۲) ۔ کافی بحث اور غور و خوض کے بعد مجلس نے یہودیت نواز اشخاص کی رائے نامنظور کی اور فیصلہ کیا کہ شریعت کی رسوم کو غیر قوم مسیحیوں پر ٹھونسا نہ جائے ۔ وہ صرف اُن رواجی اعمال سے احتراز کریں جو خاص طور سے نازیبا اور مکروہ ہیں ۔

اس فیصلہ کو ایک خط میں لکھ کر برنباس، پولس، سیلاس اور یہوداہ کے ہاتھ انطاکیہ اور سوریہ اور کلکیہ کے لوگوں کو بھیجا گیا (اعمال ۱۵: ۲۲-۲۹) ۔ جب یروشلیم کی مجلس نے پولس کے موقف کی تائید کر دی تو وہ اور برنباس پھر انطاکیہ میں اپنی خدمت میں مشغول ہو گئے ۔ غالباً اسی دوران میں وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر گلتیوں ۲: ۱۱-۲۱ میں درج ہے ۔ یہاں پولس رسول پطرس کے رویہ پر تنقید کرتا ہے ۔ یروشلیم کی مجلس نے یہودی مسیحیوں کے موسوی شریعت سے تعلق کی بابت کچھ ذکر نہیں کیا تھا ۔ یہودی مسیحیوں نے شریعت کی رسوم پر عمل جاری رکھا ۔ اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ اسے نجات کے لئے لازم سمجھتے تھے بلکہ یہ ان کی زندگی کا ایک معمول تھا جسے اُنہوں نے جاری رکھا ۔ یہ محض اُن کی ثقافت کا حصہ تھا ۔ پطرس جب انطاکیہ آیا تو وہ غیر قوم مسیحیوں کے ساتھ کھاتا پیتا تھا ۔ لیکن جب اُس کے چند یہودی مہمان یروشلیم سے آئے تو اُنہیں ناراض نہ کرنے کی خاطر غیر قوم مسیحیوں کے ساتھ کھانے کی رفاقت سے گریز کیا ۔

پولس رسول نے پطرس رسول کی اس خامی کو پکڑا اور اُسے ملامت کیا کیونکہ اس کی رائے میں یہ برتاؤ غیر یہودی مسیحیوں کے وقار کو ٹھیس لگاتا تھا۔

۵۔ دُوسرا بشارتی سفر

اس سفر کے آغاز سے پہلے برنباس اور پولس میں سخت تنازعہ ہُوا۔ برنباس یوحنا مرقس کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ پولس رسول مرقس کو لے جانے کو تیار نہ تھا کیونکہ وہ پہلے سفر کے دوران پرگہ کے شہر میں اُنہیں چھوڑ کر واپس یروشلیم چلا گیا تھا۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہُوا کہ پولس اور برنباس ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ برنباس مرقس کو لے کر کُپرس چلا گیا اور پولس سیلاس کو لے کر پہلے سفر کی قائم شدہ کلیساؤں کو تقویت دینے گلتیہ کے علاقے کی طرف روانہ ہُوا (اعمال ۱۵: ۳۶-۴۱)۔
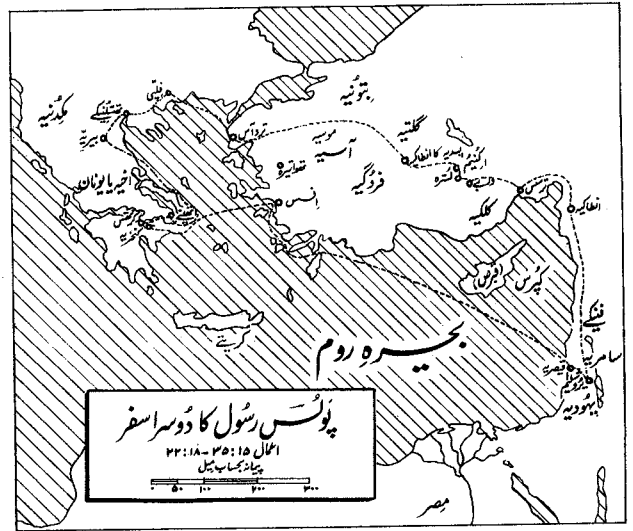
لُسترہ میں پولس نے تیمتھیس کو اپنے ساتھ شامل کر لیا اور اُس کا ختنہ کروایا تاکہ نواحی یہودیوں میں کام کرنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ رُوح القدس نے اُنہیں آسیہ اور بتونیہ میں کام کرنے سے روکا۔ لیکن ترواس میں پولس نے رویا دیکھی جس میں مکدنیہ کے ایک آدمی نے اُنہیں اپنے مُلک میں آنے کی دعوت دی (اعمال ۱۶: ۱-۹)۔ آیت ۱۰ میں ضمیر صیغہ جمع متکلم "ہم" کا استعمال ظاہر کرتا ہے کہ لُوقا (اعمال کا مصنف) بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ خدا پرست خاتون لُدیہ کا مسیحی ہونا، غیب دان رُوح والی لونڈی میں سے بد رُوح نکالنا، پولس کے دشمنوں کا اُس پر بڑی چالاکی اور عیاری سے الزام تراشنا اور پولس اور سیلاس کا قید خانے کا واقعہ اتنی عمدگی سے بیان کیا گیا ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی چشم دید گواہ نے سپُردِ قلم کیا ہے۔ اگلے دن جب حاکموں نے پولس اور سیلاس کو رہا کرنے کا حکم دیا تو پولس نے اُنہیں چیلنج کیا کہ وہ کس طرح ایک رومی شہری کو قصور ثابت کئے بغیر قید کر سکتے اور پھر چُپکے سے اُسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اس پر حاکم بہت ڈرے اور پشیمان ہُوئے۔ اُنہوں نے اُن سے منت کر کے درخواست کی کہ وہ شہر چھوڑ کر باہر چلے جائیں۔ اس واقعہ سے مبشروں کی عزت قائم ہو گئی اور نئی کلیسیا کی حیثیت اور مقام کا سرکاری تحفظ ہو گیا۔

لُوقا کو فلپی میں خیرباد کہہ کر اُنہوں نے تھسلنیکے کے یہودی عبادت خانہ میں کتاب مُقدّس کے مطالعہ کرانے کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد عبادت خانے کے دروازے اُن کے لئے بند کر دیئے گئے تو بھی اُنہوں نے ایک بڑی کامیاب خدمت جاری رکھی جس کے نتیجے میں کئی خدا پرست یونانی اور شریف عورتیں اُن کی شریک ہو گئیں۔ یہودی اس کامیابی سے جل بھُن گئے اور بدمعاشوں کی مدد سے فساد کرایا جس کی وجہ سے پولس اور سیلاس کو بھاگ کر بیریہ میں پناہ لینا پڑی۔ یہاں پولس نے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کے درمیان بڑی مؤثر تبلیغ شروع کی۔ لیکن اس جگہ بھی تھسلنیکے کے یہودی مخالفت کرنے پہنچ گئے اور اُن کی خدمت میں خلل ڈالا۔ سیلاس اور تیمتھیس تو اسی جگہ ٹکے رہے لیکن پولس کے کچھ رہبر اور محافظ اُسے اتھینے لے گئے (اعمال ۱۷: ۱۵)۔ رسول نے درخواست کی تھی کہ سیلاس اور تیمتھیس دونوں جلدی اُس سے آملیں۔

★ اتھینے شہر کی بُت پرستی نے پولس کی غیرت کو للکارا اور مجبور کیا کہ وہ اس کے خلاف آواز بلند کرے۔ وہ عبادت خانہ میں ہر سبت کو اور شہر کے چوک میں ہر روز اسی مضمون پر سبق دیتا اور بحث کرتا تھا۔ جب اتھینے کے ★ اپکوری اور ★ ستوئیکی فیلسوفوں کی توجہ پولس کی تقریروں پر مبذول ہوئی تو اُنہوں نے اُسے اپنی تعلیم کو باضابطہ طور پر کوہ مریخ پر پیش کرنے کی دعوت دی۔ ★ اریوپگس پر حاضری ایک مقدمہ نہیں بلکہ مباحثہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ پولس رسول کی قابلِ یاد تقریر، موقع شناسی، بصیرت اور اختصار کا شاہکار ہے۔ لیکن جب اُس نے قیامت کا ذکر چھیڑا تو بعض سامعین نے اُس کی تقریر میں اتنی رکاوٹ ڈالی کہ وہ انجیل کے پیغام کو پورے طور پر پیش نہ کر سکا۔ بے شک کچھ لوگ ایمان لائے لیکن پولس اس بات سے مایوس تھا کہ شہر کے تربیت یافتہ، مہذب اور عالم لوگوں کے درمیان اُس کی مہم ناکام رہی۔

اتھینے کے برعکس پولس کی کرنتھس میں تبلیغی خدمت بہت کامیاب نکلی۔ ★ کرنتھس ایک تجارتی شہر تھا جہاں انتہائی امیری

کے ساتھ ساتھ سخت غربت اور فحاشی کا دور دورہ تھا۔ یہاں پولس نے ۱۸ ماہ خدمت کی (اعمال ۱۸: ۱۱)۔ پہلے اس نے ★ اکولہ اور اس کی بیوی ★ پرسکلہ کے ساتھ مل کر اپنے پرانے پیشہ یعنی خیمہ دوزی کا کام شروع کیا۔ یہ میاں بیوی رومہ شہر سے قیصر کلودیس کے حکم سے ملک بدر کئے گئے تھے۔ کام کے ساتھ ساتھ پولس عبادت خانہ میں تعلیم بھی دیتا اور یہودیوں اور یونانیوں کو قائل کرتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اتھینے کے تجربہ نے اُس کی حوصلہ شکنی کی تھی اور وہ بہت مایوس تھا لیکن سیلاس اور تیمتھیس کی واپسی پر اُس کا جوش پھر جاگ اُٹھا اور ایک کامیاب مہم کا آغاز ثابت ہوا (اعمال ۱۸: ۵)۔

تیمتھیس تھسلنیکیوں کی خبر لایا جس کے جواب میں پولس نے اُن کی ہدایت کے لئے اُن کو پہلا خط لکھا۔ کچھ ماہ کے بعد وہاں سے کچھ اور خبریں موصول ہوئیں تو اُس نے اُنہیں دوسرا خط لکھا چونکہ وہ خود تھسلنیکے جا نہیں سکتا تھا اس لئے اُس نے یہ کمی اپنے خطوط سے پوری کی۔ بعض علماء کے خیال میں گلتیوں کو بھی خط کرنتھس ہی سے لکھا گیا۔ لیکن مفسروں میں اس بات کے بارے میں اختلاف رائے ہے کہ گلتیوں کا خط اعمال کی کتاب کے کونسے دور میں لکھا گیا (دیکھئے گلتیوں کا خط)۔ کرنتھس میں غیر یہودیوں کے درمیان کامیاب خدمت کے باعث ایک بڑی کلیسیا قائم ہوئی۔ اِن میں زیادہ تر لوگ نچلے طبقے سے تعلق رکھتے تھے (۱۔کرنتھیوں ۱: ۲۶)۔

غالباً مئی ۵۲ عیسوی میں کرنتھس میں گلیو★، اخیہ کا صوبیدار بن کر آیا۔ یہودیوں نے نئے صوبیدار کی آمد سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پولس کے خلاف الزام تراشا کہ یہ ایک غیر قانونی مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ لیکن صوبیدار نے اس مذہبی اختلاف کو اپنے دائرہ اختیار سے باہر گردانتے ہوئے فیصلہ دینے سے انکار کردیا۔ صوبیدار کے اس رویّہ سے ضمناً مسیحی مذہب کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ پولس رسول کرنتھس سے اکولہ اور پرسکلہ کو اِفسس تک اپنے ساتھ لے گیا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ واپسی پر وہ اس جوڑے کے ہمراہ اس مفید اور پھلدار خدمت کو جاری رکھے گا۔ اِفسس میں وہ عبادت خانہ میں یہودیوں سے بحث کرتا تھا۔ جب اُس نے آگے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے درخواست کی کہ وہ کچھ عرصہ اور اُن کے درمیان رہے۔ اُس نے یہ درخواست منظور نہ کی لیکن وعدہ کیا کہ واپسی پر وہ اِفسس میں کام جاری رکھے گا۔ اِفسس سے وہ براستہ سمندر قیصریہ گیا۔ وہاں سے وہ یروشلیم کی کلیسیا کے بزرگوں کو ملنے گیا اور پھر انطاکیہ آیا (اعمال ۱۸: ۱۸-۲۲)۔

۶۔ تیسرا بشارتی سفر

عام طور پر پولس کی انطاکیہ سے روانگی (اعمال ۱۸: ۲۲-۲۳) تیسرے بشارتی سفر کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ وہ گلتیہ اور فروگیہ کے علاقہ کی پرانی کلیسیاؤں کو تقویت دیتا ہوا اِفسس واپس آیا جہاں اُس نے تین سال تک ایک مفید اور پھلدار خدمت انجام دی (اعمال ۱۹: ۱-۴۱؛ ۲۰: ۳۱)۔ اِفسس اس زمانے کا ایک بہت اہم شہر تھا۔ یہاں پر تبلیغی کام کا آغاز گویا رومی اور یونانی تہذیب و تمدّن کے دل میں جگہ بنانے کے مترادف تھا۔ یہ ایک بڑا کارنامہ تھا۔ پولس نے تین ماہ تک تو عبادت خانہ میں پیغام سُنایا۔ اس کے بعد اُس نے غیر قوموں میں آزادانہ تبلیغ و اشاعت کا کام تُرنّس کے مدرسے میں کیا جہاں اُس نے دو سال تک ہر روز تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اِفسس کے پروگرام کی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی (اعمال ۲۰: ۱۸-۲۱) اور عجیب معجزے عمل میں آئے تھے (اعمال ۱۹: ۱۱-۱۲)، جادوگری پر قابو پالیا گیا (۱۹: ۱۳-۱۹) اور ارتمس دیوی کی پوجا کو تباہ کن چوٹ لگائی گئی (۱۹: ۲۳-۲۷)۔

پولس رسول کا تیسرا سفر
اعمال ۱۸: ۲۳ - ۲۱: ۴۰
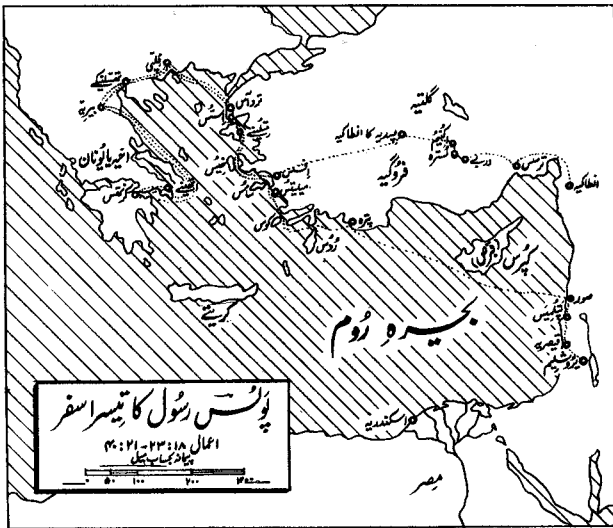
اِفسس میں لوگ جُوق درجُوق سیر و تفریح، تجارت اور زیارت کی غرض سے آتے تھے۔ جب اُنہوں نے انجیل کی منادی سُنی تو کئی لوگ مسیحی ہوگئے اور صوبے کے کونے کونے تک یہ خوشخبری پھیل گئی۔ لیکن اس کام کی مخالفت بارہا شدت سے کی جاتی تھی (اعمال ۲۰: ۱۹؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۲)۔ جب دیمتریس سُنار اور اُس کے ساتھیوں کو پولس کی تعلیم کی وجہ سے بُتوں کی فروخت میں نقصان ہونے لگا تو اُنہوں نے فساد برپا کیا اور رسول

کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا (اعمال ۱۹: ۲۳-۲۰: ۱)۔

اِفسس کے قیام کے دوران پولس رسول نے یہودیہ کے مقدسین کی امداد کے لئے غیر قوم مسیحی کلیسیاؤں میں چندہ جمع کرنے کا اہتمام کیا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱-۴)۔ اس چندے کو یروشلیم پہنچانا پولس کی اِفسس کی خدمت کا آخری کام تھا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ اس کے بعد وہ رومہ سے ہوتے ہوئے (اعمال ۱۹: ۲۱) اسفانیہ کا رُخ کرے (رومیوں ۱۵: ۲۲-۲۹)۔

اِفسس میں رہتے ہوئے پولس کو کرنتھس کی کلیسیا کی بابت کافی فکر اور تشویش تھی۔ ایک خط میں جو اب نایاب ہے وہ اُنہیں نصیحت کرتا ہے کہ حرام کاروں یعنی بُت پرستوں سے کوئی تعلق نہ رکھو (۱-کرنتھیوں ۵: ۹)۔ شائد وہ تھوڑے عرصے کے لئے کرنتھس گیا بھی ہو (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۱۴)۔ اِس وقت کرنتھس کی کلیسیا کا ایک وفد ایک خط لے کر پولس کے پاس آتا ہے۔ موجودہ ★ کرنتھیوں کا پہلا خط کرنتھس کی کلیسیا کے خط کے جواب میں لکھا گیا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۷-۱۸؛ ۷: ۱) جس میں پولس اُن کے مشکل مسائل کے متعلق اُنہیں صلاح و مشورہ دیتا ہے۔ طِطس کو کرنتھس بھیجا گیا اور ہدایت کی گئی کہ وہاں سے ترواس جائے جہاں پولس اُس کا انتظار کرے گا۔

ترواس میں پولس رسول نے محسوس کیا کہ لوگ کلام کے لئے بھوکے اور سننے کو تیار ہیں۔ لیکن طِطس کے نہ پہنچنے کی فکر نے اُسے مکدنیہ جانے پر آمادہ کر دیا۔ جب طِطس کرنتھس کی تفصیلی رپورٹ لے کر مکدنیہ پہنچا تو پولس کی فکر کچھ کم ہوئی اور اُس نے کرنتھیوں کو دوسرا خط لکھا (۲-کرنتھیوں ۲: ۱۲-۱۳؛ ۷: ۵-۱۶) جسے طِطس کے ہاتھ کرنتھس بھیجا گیا (۲-کرنتھیوں ۸: ۶، ۱۶-۱۸)۔

پولس رسول مکدنیہ کے لوگوں کو بہت نصیحت اور ہدایت کر کے یونان میں آیا اور سردی کے تین مہینے کرنتھس کی کلیسیا کے ساتھ گزارے (اعمال ۲۰: ۲-۳)۔ یہاں سے اُس نے رومیوں کو خط لکھا تاکہ وہ اس کے آنے کی تیاری کریں اور اس کے اسفانیہ کے دورے میں مدد کریں (رومیوں ۱۵: ۲۲-۲۹)۔

وہ منصوبہ جس کے تحت چندے کی رقم سیدھے یروشلیم کو لے جانی تھی ترک کرنا پڑا کیونکہ پولس رسول کو قتل کرنے کی سازش کا راز فاش ہو گیا۔ سو یروشلیم جانے کی بجائے وہ عیدِ فطیر کے بعد مکدنیہ کے راستہ فلپی کی بندرگاہ سے سوار ہو کر ترواس پہنچا (اعمال ۲۰: ۳-۶)۔ لوقا کی انجیل اور اعمال کی کتاب کا مصنف لوقا اُن کے ساتھ تھا (آیت ۶ کے صیغہ جمع متکلم "ہم" سے یہ ظاہر ہوتا ہے)۔ کلیسیا کے چُنے ہوئے لوگوں نے (اعمال ۲۰: ۴) پولس سے پہلے ترواس پہنچ کر اُس کا انتظار کیا اور اُس کے آنے پر ایک مشغول اور پُر از واقعات شام گزاری (اعمال ۲۰: ۷-۱۲)۔

ایسی جگہ رات کو پولس کے طویل وعظ کے دوران ایک نوجوان ★ یوتخس کھڑکی سے گر کر مر گیا۔ پولس نے اُسے گلے لگایا اور اوروں کو تسلی دی کہ وہ زندہ ہے (اعمال ۲۰: ۷-۱۲)۔

پولس کا خیال تھا کہ وہ پنتکُست کی عید پر یروشلیم میں ہوگا، اس لئے اُس نے اِفسس کے بزرگوں کو پیغام بھیجا کہ وہ اُسے میلیتس کے مقام پر ملیں۔ پولس کی الوداعی تقریر کا عجب انداز تھا۔ پُر محبت یادیں، سنجیدہ نصیحتیں، مستقبل کے خطرات کا انتباہ، سب اس میں شامل تھے (اعمال ۲۰: ۱۸-۳۵)۔ رسول کو یروشلیم جاتے ہوئے کئی بار خبردار کیا گیا تھا کہ اُس کے لئے وہاں مصیبت ہی مصیبت ہے (اعمال ۲۱: ۱-۱۶)۔ بعض مفسروں کی رائے میں اتنے صاف اشاروں کے بعد بھی پولس کا یروشلیم جانا ہٹ دھرمی سے کم نہ تھا جس کا اُن کی رائے میں نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے اپنی تبلیغی خدمت کے وقت میں بہت تخفیف کر دی۔ لیکن پولس یہ سمجھتا تھا کہ یہ پیش خبری اُس کے انجیل کی منادی کرنے کی مستعدی کا امتحان ہے اور یہ کہ خداوند اور اُس کی کلیسیا کی خاطر خوشی سے مصیبتوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

۷۔ پولس قید میں

یعقوب اور بزرگوں نے پولس کا یروشلیم میں بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ لیکن اُس کی وہاں موجودگی کلیسیا میں تناؤ کا باعث بنی کیونکہ لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ پولس اُن یہودیوں کو جو غیر اقوام کے درمیان بستے ہیں تلقین کرتا ہے کہ موسوی شریعت کی پیروی ترک کر دو۔ اِس خبر کو جھٹلانے اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ شریعت پر عمل کرنے کے خلاف نہیں اُنہوں نے پولس کو صلاح دی کہ وہ چار اور آدمیوں کے ساتھ جنہوں نے نذیر کی مَنّت (دیکھئے گنتی ۶: ۱-۹) مانی ہے وہ بھی مَنّت مانے تاکہ لوگ جان سکیں کہ وہ خود بھی شریعت پر عمل کرتا ہے (اعمال ۲۱: ۲۰-۲۴)۔ پولس یہ کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اس سے یہودیہ کے مسیحی بزرگوں کو تسلی ہو گئی لیکن جب ساتویں دن نذارت کی میعاد پوری ہو گئی اور وہ ہیکل میں گیا تو آسیہ کے یہودیوں نے اُسے وہاں دیکھ کر شور مچا دیا کہ وہ یونانی لوگوں کو لا کر ہیکل کو پلید کرتا ہے۔ اس پر شہر میں ہلچل مچ گئی اور یہودیوں نے پولس کو پکڑ کر قتل کرنا چاہا۔ لیکن پلٹن کے سردار کو بروقت خبر پہنچی۔ وہ اپنے آدمی بھیج کر اُسے موت کے پنجے سے بچا کر قلعہ میں لے جانے لگا۔

پولس نے اپنی قوم سے محبت اس طرح ظاہر کی کہ پلٹن کے

سردار سے درخواست کی کہ اُسے یہودیوں سے مخاطب ہونے دیا جائے۔ وہ بہت حیران ہؤا جب پولس اُس سے یونانی میں مخاطب ہؤا۔ سردار کو اب تک یہ غلط فہمی تھی کہ پولس باغیوں کا سرغنہ ہے (اعمال ۲۱: ۳۸)۔ قلعہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر رسول نے یہودیوں سے عبرانی میں خطاب کیا۔ اُنہوں نے اُس کی تقریر بڑے غور سے سُنی تاوقتیکہ اُس نے غیر قوموں کے درمیان اپنی خدمت کا ذکر نہیں کیا۔ جب غیر قوموں کا ذکر آیا تو وہ بلند آواز سے چلّا اُٹھے کہ اُسے فنا کر دو۔ اس پر پلٹن کے سردار نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ پولس کو قلعہ میں لے جاؤ اور کوڑے لگا کر معلوم کرو کہ یہودی اُس پر کیوں اتنے مشتعل ہیں۔ جب صوبیدار نے پولس کو تسموں سے باندھ کر کوڑے لگانے کے لئے تیار کیا تو رسول نے اس سے پوچھا کہ میاں، کیا تمہیں روا ہے کہ ایک رومی شہری کو قصور ثابت کئے بغیر کوڑے لگاؤ؟ اس پر وہ اُسے کوڑے لگانے سے باز آئے۔

پھر پلٹن کے سردار نے پولس کو یہودی صدر عدالت کے سامنے پیش کیا تاکہ شاید وہ معلوم کر سکے کہ قصّہ کیا ہے۔ جب سردار کاہن نے اُسے طمانچہ مارنے کا حکم دیا تو پولس نے اُس کی مذمّت کی۔ غالباً اس کی بینائی کمزور تھی اور اُس نے سردار کاہن کو نہیں پہچانا تھا (دیکھئے امراضِ بائبل ۲۰)۔ جب اُس کو اپنی غلطی کا احساس ہُوا تو اُس نے معافی چاہی۔ عدالت کی کارروائی کے دوران پولس بھانپ گیا کہ حاضرین میں بعض صدوقی ہیں اور بعض فریسی۔ چنانچہ اس نے ان کے آپس کے اختلاف کو اُچھال کر اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اس پر اُن میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ پلٹن کے سردار نے اِس ڈر سے کہ کہیں وہ پولس کو پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں اُسے زبردستی قلعہ میں بھجوا دیا (اعمال ب۲۳)۔ اُس رات رسول کو رؤیا میں خداوند دکھائی دیا اور اُسے کہا کہ جس طرح تو نے یروشلیم میں میری گواہی دی ہے اُسی طرح تو رومہ میں بھی میری گواہی دے گا۔ اِس دوران میں پلٹن کے سردار کو علم ہُوا کہ یہودی پولس کے قتل کی سازش بنا رہے ہیں۔ اس پر اُس نے اُسے بڑی حفاظت سے قیصریہ پہنچا دیا (اعمال ۲۳: ۱۷-۳۵)۔

قیصریہ میں فیلکس حاکم کے سامنے مقدمہ کی کارروائی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ پولس پر جھوٹے الزام تراشے گئے ہیں۔ لیکن فیلکس یہودیوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے فیصلہ التوا میں ڈال دیا۔ جب پولس سے کہا گیا کہ وہ فیلکس اور اُس کی یہودی بیوی دروسلہ کے سامنے مسیحی مذہب کی کیفیت بیان کرے تو اُس نے بڑی دلیری سے اُن کے ضمیر کو جھنجھوڑا اور راستبازی اور پرہیزگاری اور آنے والی عدالت کا ذکر چھیڑا۔ اس پر فیلکس نے دہشت کھا کر پولس کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔ اُس نے پولس کو برابر قید خانہ میں رکھا اور کبھی کبھی بلا کر اُس سے گفتگو کرتا تھا۔ غالباً وہ اس اُمید میں تھا کہ شاید پولس رشوت دے کر چھوٹنے کی کوشش کرے۔

دو سال تک یہی سلسلہ جاری رہا اور جب فیلکس کی جگہ فیستس حاکم مقرر ہؤا تو پولس قید خانہ ہی میں تھا۔ نئے حاکم کی آمد پر یہودیوں نے پولس کے خلاف اپنی کوششیں دوبارہ شروع کیں۔ جب رسول جان گیا کہ نئے حاکم سے بھی انصاف کی کوئی توقع نہیں تو اُس نے اپنا رومی شہریت کا حق استعمال کرتے ہوئے ★ اپیل کی کہ اُس کے مقدمے کا فیصلہ قیصر کی عدالت میں کیا جائے (اعمال ۲۵: ۱-۱۲)۔ ابھی پولس قیصریہ ہی میں تھا کہ ہیرودیس اگرپا دوم اور اُس کی بہن برنیکے فیستس سے ملاقات کے لئے آئے۔ فیستس نے اگرپا بادشاہ کو بتلایا کہ کس طرح فیلکس ایک آدمی کو قید میں چھوڑ گیا ہے جس کا معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اگرپا یہودی شرعی معاملات میں ماہر ہے اُسے پولس کے مقدمے کا احوال سُنایا۔ دوسرے دن پولس رسول کو موقع دیا گیا کہ اپنا سارا معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے سارے مقدمے کی کارروائی اس عمدگی اور جوش سے پیش کی کہ فیستس چلّا اُٹھا کہ پولس تو دیوانہ ہے۔ اس پر پولس اگرپا بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تُو تو نبیوں کے صحیفوں سے واقف ہے اور تُو اُن کا یقین بھی کرتا ہے۔ رسول کی اس دلیرانہ للکار سے جھجکتے ہوئے اگرپا نے جواب دیا کہ تُو تو تھوڑی سی نصیحت سے مجھے مسیحی کر لینا چاہتا ہے۔ اِس پر اگرپا نے مجلس برخاست کر دی اور فیستس حاکم کو صاف کہہ دیا کہ پولس بے قصور ہے۔ اگر اُس نے قیصر کے ہاں اپیل نہ کی ہوتی تو اُسے چھوڑا جا سکتا تھا (اعمال ۲۵: ۱۳-۲۶: ۳۶)۔

یُولیس پولس کو غالباً ۶۰ عیسوی کے خزاں کے موسم میں صوبیدار یولیس کی نگرانی میں رومہ روانہ کیا گیا تھا۔ لوقا اور ارسترخس بھی اُس کے ہمراہ تھے۔ اس سفر کا مفصّل، درست اور دلکش بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کسی چشم دید گواہ کی تحریر ہے۔ موسم کی خرابی سے سفر میں تاخیر ہوئی۔ مورہ کے مقام پر وہ جہاز تبدیل کر کے سکندریہ کے ایک جہاز میں جو اطالیہ جا رہا تھا بیٹھ گئے (اعمال ۲۷: ۶)۔ پندرہ دن کے شدت کے طوفان اور آندھی کی وجہ سے وہ کسی بندرگاہ میں پناہ نہ لے سکے۔ آخر کار مِلتے کے جزیرے کے قریب جہاز تباہ ہو گیا۔ مسافر تیر کر اور تختوں اور دیگر چیزوں پر بیٹھ کر ساحل پر پہنچے۔ مِلتے میں اُنہوں نے تین ماہ گزارے اور پھر ایک اور سکندریہ کے اناج کے جہاز میں سوار ہو کر رومہ کا سفر مکمل کیا۔ رومہ میں پولس کی قید نرم تھی۔ بجائے قید خانہ کے وہ اپنے کرائے کے مکان میں نظر بند تھا۔ ایک سپاہی اُس کی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ یہاں اُس کو ملنے کافی لوگ آتے تھے۔ قید

خانے کے خطوط" یعنی کلسیوں، فلیمون، افسیوں اور فلپیوں کو خط پولس نے اسی جگہ سے لکھے۔

۸۔ آخری ایام

اعمال کی کتاب پولس رسول کی رہائی کے متعلق کوئی قطعی معلومات مہیا نہیں کرتی، لیکن دیگر معتبر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے دو سال کے بعد رہا کر دیا گیا۔ حاکم کے نرم رویّہ کا ایک ثبوت یہ ہے کہ قید خانہ سے لکھے ہوئے خطوط بھی یہی تاثر دیتے ہیں کہ وہ جلد رہا ہونے والا ہے۔ "پاسبانی خطوط" سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے اور روایت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ پولس کی سرگرمیوں کے متعلق ہم اس کے پاسبانی خطوط میں دیئے ہوئے چند اشاروں سے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ططس اور تیمتھیس کا پہلا خط قیصر نیرو کی مسیحیوں کو ایذا پہنچانے کی مہم سے پہلے لکھے گئے ہیں۔

غالباً ۶۳ عیسوی کے موسم بہار میں اُسے رہا کر دیا گیا اور وہ مشرق کی طرف افسس کو چلا گیا۔ یہاں اس نے تیمتھیس کو نگہبان مقرر کیا اور وہ خود مکدنیہ روانہ ہوا (۱-تیمتھیس ۱: ۳)۔ اس نے ططس کو ★ کریتے میں چھوڑا تاکہ وہاں کا کام مکمل کرے اور اپنے خط میں ذکر کیا کہ اُس کا ارادہ ہے کہ سردی کا موسم وہ نیکپلس میں گزارے۔ نیکپلس سے شائد وہ اسفانیہ گیا ہو۔ غالباً جب وہ وہاں ۶۴ عیسوی کے خزاں میں اپنی خدمت انجام دے رہا تھا تو قیصر نیرو کی ایذا رسانی کی مہم کی ابتدا ہوئی۔

تیمتھیس کے دوسرے خط سے صاف ظاہر ہے کہ اُسے پھر رومہ میں ایک مجرم کی حیثیت سے سخت قید میں رکھا گیا (۲-تیمتھیس ۱: ۱۶-۱۷؛ ۲: ۹)۔ عدالت میں پہلی پیشی کے بعد اُس پر سزا کا حکم سُنایا نہیں گیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ تیمتھیس کو دوسرا خط لکھ رہا تھا تو اُسے رہائی کی کوئی اُمید نہ تھی (۲-تیمتھیس ۴: ۱۶-۱۸، ۶-۸)۔ ۶۶ عیسوی کے آخر میں یا ۶۷ عیسوی کے شروع میں اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ روایت ہے کہ اوستیہ کے راستے پر (یہ وہ سڑک تھی جو رومہ سے اوستیہ کی بندرگاہ کو جاتی تھی) اُس کا سر قلم کیا گیا۔

۹۔ پولس کے کارنامے اور اُس کا کردار

پولس کے کارنامے بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ وہ ایک لاثانی مُدبّر مبلغ تھا۔ یہ اُسی کی محنت اور سمجھ کا نتیجہ تھا کہ اہم مرکزی جگہوں پر کلیسیائیں قائم کی گئیں۔ مثلاً گلتیہ، آسیہ، مکدنیہ، اخیہ۔ اُس کے رومہ اور اسفانیہ میں خدمت کے منصوبے اُس کی اعلیٰ بشارتی حکمت عملی کی گواہی دیتے ہیں۔ اُس کی دُور اندیشی اور دانش مندی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس نے ایسے نوجوانوں کا انتخاب کیا اور اُن کو تربیت دی جو اس کے بعد اس بڑے کام کو سنبھالیں اور آگے بڑھائیں۔ خداوند یسوع مسیح کی انجیل کا سب سے اوّل اور اعلیٰ ترجمان ہونے کا سہرا پولس ہی کے سر ہے جس نے اپنی محنت اور خطوط کے ذریعے غیر قوم لوگوں تک اس خوشخبری کو پھیلایا۔ یہ اُسی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ مسیحیت کو قانونیت اور شرع نوازی کی قید سے نکال کر فضل کی رحمت کے سایہ میں ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت ملی۔ اُس کے خطوط مشکل مسائل کو لفظی جامہ پہنانے، اُن کی سہل تشریح کرنے اور اُن کو روزمرّہ کی زندگی میں عمل میں لانے میں بہت کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ کہنا ہرگز غلط نہ ہوگا کہ پولس کی یہ تحریرات مسیحی علم الٰہی کی جان ہیں۔ یہ علم اُس کے اُس انقلابی تجربے پر مبنی تھا جو اُسے دمشق کی راہ میں خداوند مسیح سے ملاقات کی بدولت حاصل ہوا۔

پولس نے اپنے تلخ ذاتی تجربے سے اس حقیقت کو جان لیا تھا کہ انسان اپنی کوشش سے نیک اعمال کے ذریعہ راستباز ٹھہر نہیں سکتا۔ اُس نے یہ بھی جان لیا کہ خدا نے اپنی محبت اور فضل کے وسیلے ایک راہ تیار کی ہے جس کے ذریعہ انسان نجات پا سکتا ہے اور کہ یہ خداوند یسوع مسیح پر کلی ایمان لانے سے ممکن ہے۔ اُس نے شدّت سے یہ بھی محسوس کیا کہ انجیل کا پیغام ایماندار سے اُس کی زندگی اور چال چلن میں ایک بہت بلند معیار کے اخلاق کی توقع کرتا ہے۔ پولس کے نزدیک یہ تب ہی ممکن ہے جب ایماندار اپنی زندگی خداوند یسوع مسیح سے پیوستہ کر کے اُس میں بسر کرے۔ پولس کے مطابق مسیحی زندگی کا لب لباب مسیح میں ہونا ہے۔

پولس سرگیس:- دیکھئے سرگیس پولس۔

پہاڑی ملک:- (عبرانی الفاظ جبعہ اور حر کا ترجمہ) پہلے لفظ کا مطلب اُبھار ہے۔ اُلٹی طشتری کی طرح کے علاقے کو جبعہ کہا گیا ہے جیسے ساؤل کا جبعہ (۱-سموئیل ۱۱: ۴)۔ دوسرے لفظ کے معنی پہاڑی سلسلہ یا پہاڑی علاقہ ہے۔ لیکن بعض مرتبہ ترجمہ کرنے والے تمیز نہیں کر سکے اور ہر دو کو پہاڑی ملک (لوقا ۱: ۳۹، ۶۵) یا کوہستانی ملک کہا (یشوع ۱۳: ۶)۔ نیز دیکھئے جبعہ۔

پہاڑی وعظ:- متی کی انجیل میں خداوند یسوع مسیح کے چھ خطبات میں سے پہلا۔ یہ ابواب ۵-۷ میں مرقوم ہے۔ دوسرے حسب ذیل ہیں: (۲) بارہ رسولوں کو بھیجتے وقت خطاب

(۹: ۳۵-۱۱: ۱))، (۳) جھیل کے کنارے تمثیلیں (۱۳: ۱-۵۲)، (۴) فروتنی پر خطاب (باب ۱۸)، (۵) ریاکاری کی مذمت (باب ۲۳)، (۶) آخرت پر خطاب (ابواب ۲۴ اور ۲۵)۔

اِن خطبات میں سے بعض کا ذکر مرقس اور لوقا کی انجیلوں میں بھی آیا ہے لیکن قدرے اختصار سے۔ متی کی انجیل کے ان طویل خطبات، کے تعلیمی مواد کو مرقس اور لوقا نے بھی اپنی انجیلوں میں دیا ہے لیکن متی کی ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ ٹکڑوں کی صورت میں جُدا جُدا۔

اِن حقائق کی بنا پر بائبل کے نقادوں نے متی کی انجیل میں مندرج مسیح خداوند کی تعلیمی خدمت کے ریکارڈ کی درستی پر تھوڑا بہت اعتراض کیا ہے۔ بعض قدرے اعتدال پسند علماء کا خیال ہے کہ متی نے جو خداوند مسیح کے چھ طویل خطبات دیئے ہیں وہ اُس نے منتشر مواد سے ترتیب دیئے ہیں۔

اس مختصر مضمون میں اس سوال کا تفصیل سے جواب دینا ناممکن ہے۔ بس اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہمیں متی کی انجیل میں مندرج یسوع مسیح کے طویل خطبات کی صحت اور درستی پر شک کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

چونکہ مسیح خداوند نے مختلف لوگوں سے مختلف مقامات پر خطاب کیا اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ انہوں نے ایک ہی مضمون کو مختلف حالات میں متعدد مرتبہ بیان کیا ہو۔ اور پھر اِن طویل تدریسی اوقات کے دوران سوال وجواب، کچھ خارج از بحث باتیں اور دیگر رکاوٹیں بھی پیدا ہوئی ہوں گی۔

دراصل لفظ "وعظ" قدرے غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔ متی رسول یہ نہیں کہتا کہ مسیح خداوند نے ہماری طرح پہلے کوئی وعظ تیار کیا اور پھر منبر سے سنادیا، بلکہ یہ کہ بِھیڑ معجزے دیکھنے کے لئے اُن کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی (متی ۵: ۱، لوقا ۶: ۱۷)۔ لہٰذا وہ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے تاکہ اُن کے قریبی لوگ دوسروں کی نسبت ان کے زیادہ قریب آجائیں (متی ۵: ۱)، اور پھر وہ ان کو لے کر نزدیک ہی کسی ہموار جگہ پر بیٹھ گئے (لوقا ۶: ۱۷)۔ وہاں وہ ان کو اور بالخصوص شاگردوں کو جو اُن کے زیادہ نزدیک تھے تعلیم دینے لگے۔

بلاشبہ بائبل کے مصنفین نے قوسین استعمال نہیں کیں لہٰذا قارئین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا دعوےٰ یہ نہیں ہے کہ انہوں نے مسیح کی تعلیم کو لفظ بلفظ پیش کیا ہے۔ اور نہ وہ یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ کسی ایک موقع پر جو کچھ مسیح نے کہا وہ سب کچھ انہوں نے بیان کیا ہے۔ اُن کا دعوےٰ صرف اتنا ہے کہ اُن کے الفاظ مسیح کی تعلیمات کے صحیح لبِ لباب کو پیش کرتے ہیں۔ مثلاً پہلی مبارکبادی میں مسیح خداوند فرماتے ہیں: "مبارک ہو تم جو غریب ہو"۔ ایک بے سمجھ آدمی بول اُٹھتا ہے "یہ کیسے ممکن ہے؟ ہمیں تو چیزوں کی ضرورت ہے"۔ مسیح خداوند جواب دیتے ہیں "خدا کی بادشاہی تمہاری ہے" (لوقا ۶: ۲۰) بشرطیکہ تم اُسے چاہتے ہو، لیکن اِس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ "مبارک وہ ہیں جو اپنی روحانی غربت کو محسوس کرتے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے" (متی ۵: ۳)۔

پس پہاڑی وعظ ایک طالب علم (متی رسول) کے کلاس کے لیکچر اور مباحث کی رپورٹ ہے اور اس کا مطالعہ اِسی نظریہ سے کرنا چاہیئے۔ اور لوقا کے بیان کو اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ اُس کی بنیاد ایک اور طالب علم کے نوٹس پر ہے (لوقا کی معلومات کے ماخذ کے لئے دیکھئے لوقا ۱: ۱-۴)۔ اور یہ حقیقت کہ یہ خطبہ باضابطہ خاکہ سے کچھ ہٹ کر بیان کیا گیا ہے (متی ۵: ۲۵، ۲۶، ۲۹، ۳۰ وغیرہ)، اِس بات کا ثبوت ہے کہ ریکارڈ درست ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ جب کوئی اُستاد اُس خاکہ کو جو اُس کے ذہن میں ہوتا ہے اپنی جماعت کی سمجھ کے مطابق بیان کرتا ہے تو اس سے قدرے ہٹ کر بیان کرتا ہے۔ اس طرح کی سوچ کسی طرح بھی انجیلی بیان کی درستی پر شک پیدا نہیں کرتی۔

پہاڑی وعظ میں خیال کی ترتیب اور یگانگت بڑی عیاں ہے۔ اس میں کسی ایسے تشریحی خاکہ کو بیان نہیں کیا گیا ہے جو ایک محتاط قاری از خود اخذ کر سکتا ہے۔ پہاڑی وعظ میں خداوند نے جو تعلیم دی کیا اُس کا اطلاق اِس دنیا میں لوگوں پر ہو سکتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ حلیم اس وقت زمین کے وارث نہیں ہیں (۵: ۵) اور لوگوں یا قوموں کا مقابلہ نہ کرنے کا نتیجہ غلامی کی صورت میں نکلتا ہے۔

اگر ہم خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کو لفظی نہیں بلکہ معنوی صورت میں لیں جیسا کہ اُن کا مقصد بھی تھا یعنی اُس طرح جس طرح کہ اُنہوں نے دس حکموں کی تفسیر کی (متی ۱۲: ۴، ۵، ۱۱، ۱۲ وغیرہ)، یعنی ظاہری صورت کی بجائے اُس کے اصل مقصد کو سمجھیں (متی ۵: ۲۲، ۲۸) تو پھر کوئی ایسی بات نہیں رہتی جس کی ہمیں آج ضرورت نہ ہو۔ ہمیں اپنے گال پر تھپیڑ کھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جب بے گناہوں کو دکھ دیا جارہا ہے تو ہم خاموش کھڑے دیکھتے رہیں۔ خداوند یسوع نے اس اصول کو کہ حاکم "تلوار بے فائدہ لئے ہوئے نہیں ہے" (رومیوں ۱۳: ۱-۵) کبھی ردّ نہیں کیا۔ پہاڑی وعظ، اس موجودہ جہان میں پاک زندگی بسر کرنے کے لئے ہمارے لئے مسیح خداوند کی ہدایات ہیں۔

پہر۔ رات کے پہر:۔ یہودی رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ پہلا، یا شروع کا پہر شام کے چھ بجے سے دس بجے تک (نوحہ ۲: ۱۹)۔ دوسرا، یا درمیانی پہر، دس بجے سے دو بجے تک (قضاۃ ۷: ۱۹)۔ تیسرا یا صبح کا پہر، دو بجے سے سورج طلوع ہونے تک (خروج ۱۴: ۲۴، ۱-سموئیل ۱۱: ۱۱)۔

رومیوں کے عہدِ حکومت میں رات کو چار پہروں میں تقسیم کیا گیا (متی ۱۴: ۲۵؛ اعمال ۱۲: ۴)۔ شام، آدھی رات، مرغ کے بانگ دینے کا وقت اور صبح (مرقس ۱۳: ۳۵)۔ یہ ۹ بجے، آدھی رات، تین بجے اور چھ بجے ختم ہوتے تھے۔ پہرے دار رات کو حفاظت اور نگہبانی کے لئے پھرتے رہتے تھے (غزل الغزلات ۳: ۳؛ ۵: ۷؛ زبور ۱۲۷: ۱)۔

پہرے والا، پہریدار:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل کے

پہلا پھل:۔ بنی اسرائیل زمین کی پیداوار کا پہلا پھل خدا کے حضور بطور ہدیہ اس بات کی تائید میں پیش کرتے تھے کہ زمین کی سب پیداوار خدا کی بخشش ہے۔ یہ ہدیہ خدا کی شکر گزاری ظاہر کرتا ہے۔ پہلا پھل اچھی فصل کا بیعانہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ ہدیہ قوم کی طرف سے (احبار ۲۳: ۱۰، ۱۷) اور فرد کی طرف سے (خروج ۲۳: ۱۹؛ استثنا ۲۶: ۱-۱۱) خداوند کے حضور پیش کیا جاتا تھا۔ یہ کاہنوں کے استعمال کے لئے وقف ہوتا تھا۔

نیز دیکھئے قربانی۔

پہلوان:۔ دیکھئے جبّار۔

پہلوٹھا:۔ پلوٹھا اور پہلونٹھا بھی لکھا جاتا ہے۔ پہلا بچہ

۱۔ پرانے عہدنامہ میں

(عبرانی بکور = پہلوٹھا۔ پہلی مرتبہ ماں کے رِحم کو کھولنے والا بیٹا۔ اس کا مادہ۔ ب۔ک۔ ر ہے۔

قب عربی ب۔ک۔ ر جس کے مرکبات میں بھی وہی پہل اور پہلے کے مفہوم ہیں۔ عبرانی میں ب۔ک۔ ر سے ترکیب دیئے ہوئے لفظ پہلے پھل وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن بکور صرف انسان اور حیوان کے پہلے بچّہ کے لئے۔ کئی نام اسی مادّہ سے بنائے گئے ہیں۔ دیکھئے بکر۔ پیدائش ۴۶: ۲۱؛ بکری ۲۔ سموئیل ۲۰: ۱؛ بکورت۔ ۱۔ سموئیل ۹: ۱)۔ بنی اسرائیل کے کثیر الزواجی معاشرے میں باپ کے پہلوٹھے اور ماں کے پہلوٹھے میں تمیز کی جاتی تھی۔ باپ کے پہلوٹھے کو اُس کی "قوت اور شہزوری کا پہلا پھل" کہا جاتا تھا (پیدائش ۴۹: ۳؛ استثنا ۲۱: ۱۷)۔ مہلک آفت کو موت کا پہلوٹھا کہتے تھے (ایوب ۱۸: ۱۳)۔ باپ کی غیر حاضری میں پہلوٹھا اپنے بھائیوں اور بہنوں پر اختیار رکھتا تھا (مثلاً یعقوب کے بیٹوں پر روبن کا اختیار تھا۔ پیدائش ۳۷: ۲۲)۔ پہلوٹھا ہونے کا حق ایک خاص قدر و قیمت رکھتا تھا (پیدائش ۲۵: ۲۹-۳۴؛ ۲۷ب)۔ بدچلنی یا بدفعلی کی وجہ سے پہلوٹھے پن کا حق کسی دوسرے بیٹے کو منتقل کیا جا سکتا تھا (پیدائش ۴۹: ۳، ۴؛ ۱۔ تواریخ ۵: ۱، ۲)۔ پہلوٹھے بیٹے کو دوسرے بیٹوں سے دُگنی وراثت مِلتی تھی (قب ۲۔ سلاطین ۲: ۹)۔ استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷ کے مطابق کوئی مرد جس کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اپنی محبوبہ بیوی کے بیٹے کو حقیقی پہلوٹھے بیٹے پر فوقیت نہیں دے سکتا تھا۔ تاہم یہ قانون ★ حرم یعنی مدخولہ بیوی (لونڈی) کے حق میں لاگو نہیں ہوتا تھا (پیدائش ۲۱: ۹-۱۳؛ قضاۃ ۱۱: ۱-۳)۔

شاہی خاندان میں پہلوٹھا باپ کے بعد حکومت کا حقدار ہوتا تھا (۲۔ تواریخ ۲۱: ۱-۳) لیکن اکثر رعایت اور طرفداری سے شاہی خاندان اور عام لوگوں میں خطرناک صورتِ حال پیدا ہو سکتی تھی (۱۔ سلاطین ۱ب اور ۲ب؛ ۲۔ تواریخ ۱۱: ۲۲-۲۳؛ ۱۔ تواریخ ۲۶: ۱۰)۔

حاران کے لوگوں میں دستور تھا کہ پہلے پہلوٹھی بیٹی کی شادی کراتے تھے (پیدائش ۲۹: ۲۶) اور غالباً یہی دستور بنی اسرائیل میں بھی تھا (۱۔ سموئیل ۱۸: ۱۷-۲۷)۔

پہلوٹھے کے اعلیٰ رتبہ کی وجہ سے یہ مجازی معنوں میں اکثر استعمال کیا گیا ہے۔ اسرائیل کو خدا نے اپنا بیٹا بلکہ اپنا پہلوٹھا پکارا (خروج ۴: ۲۲)۔ مسیح موعود کی پیشینگوئی کے زبور میں اُسے پہلوٹھا اور دنیا کا شہنشاہ کہا گیا ہے (زبور ۸۹: ۲۷)۔

جب بنی اسرائیل مصر سے روانہ ہونے والے تھے تو فسح کی رات کو مصریوں کے پہلوٹھے ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بخشے گئے۔ تب خدا نے حکم دیا کہ سب پہلوٹھے خدا کے لئے مُقدّس کئے گئے ہیں (خروج ۱۳: ۲، ۱۲؛ گنتی ۳: ۱۳)۔

مصر سے خروج کرنے کے بعد پہلی نسل کے سب پہلوٹھوں کے عوض لاویوں کو فدیہ قرار دیا گیا (گنتی ۳: ۴۰، ۴۱)۔ اس کے بعد یہ حکم ہوا کہ ہر پہلوٹھے بیٹے کو جب وہ ایک ماہ کا ہو تو اُس کو چھڑانے کے لئے چاندی کے پانچ مثقال فدیہ میں دیئے جائیں (گنتی ۱۸: ۱۶؛ قب ۳: ۴۲-۵۱)۔

آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کنعانی اکثر اپنے بچّوں کی قربانی دیتے تھے۔ بعض مرتبہ بنی اسرائیل بھی اُن کی تقلید کرتے تھے (حزقی ایل ۲۰: ۲۵، ۲۶؛ میکاہ ۶: ۷) لیکن یہ خروج ۲۲: ۲۹ کی غلط تشریح پر مبنی تھی۔ پاک جانوروں کے نر پہلوٹھوں کو قربان کرنے کا حکم تھا (گنتی ۱۸: ۱۷، ۱۸؛ استثنا ۱۲: ۶، ۱۷)۔ وہ فدیہ دے کر چھڑائے نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن اگر اُن میں کوئی نقص ہو تو اُن کو ذبح کر کے کھا لینے کا حکم تھا (استثنا ۱۵: ۱۹-۲۳)۔ ناپاک جانوروں کے نر پہلوٹھوں کو بھی فدیہ دے کر چھڑانا ہوتا تھا (گنتی ۱۸: ۱۵)۔

گدھے کے پہلوٹھے کا فدیہ ایک برّہ تھا۔ اور فدیہ نہ دینے کی صورت میں اُس کی گردن توڑی جاتی تھی (خروج ۱۳: ۱۳؛ ۳۴: ۲۰)۔

ب۔ نئے عہد نامہ میں

(یونانی prototokos کا ترجمہ۔ protos پہلا اور tikto پیدا کرنا)۔ خداوند مسیح اپنی ماں مریم کے پہلوٹھے تھے (متی ۱: ۲۵؛ لوقا ۲: ۷)۔ وہ ساتھ ہی اپنے آسمانی باپ کے پہلوٹھے تھے (رومیوں ۸: ۲۹؛ عبرانیوں ۱: ۶)۔

خداوند مسیح کے متعلق نئے عہد نامہ کے باقی پانچ اہم حوالے تاریخ وار بالترتیب یوں بیان کئے جا سکتے ہیں:۔

۱۔ کلسیوں ۱: ۱۵۔ اس حوالے میں مسیح کا باپ سے دوامی تعلق منظرِ عام پر آتا ہے۔ اِس آیت کے دو فقرے مسیحی علمِ الٰہی کی ایک بڑی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ (ا)۔ مسیح فی الحقیقت خدا کی صورت پر ہیں کیونکہ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہیں (عبرانیوں ۱: ۳) (ب)۔ وہ تمام مخلوقات سے پہلے موجود تھے۔ وہ خدا سے مولود یعنی اُس کے پہلوٹھے ہیں۔ وہ مخلوق نہیں بلکہ خود کائنات کے خالق (یہ آیت ۱۶ سے عیاں ہوتا ہے) ہیں۔

۲۔ کلسیوں ۱: ۱۸ اور مکاشفہ ۱: ۵۔ یہ حوالے اُن کے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا ہونے سے تعلق رکھتے ہیں۔

۳۔ رومیوں ۸: ۲۹۔ یہ حوالہ مسیح کا کلیسیا سے تعلق ظاہر کرتا ہے۔ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھے ہیں۔

۴۔ عبرانیوں ۱: ۶۔ اس حوالے میں مسیح کی دوسری آمد کی طرف اشارہ ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ بات صاف ہوتی ہے "اور جب پہلوٹھے کو دنیا میں پھر لاتا ہے"، یعنی پہلی مرتبہ اُس کی پیدائش کے وقت۔ دوسری مرتبہ "پھر" اُس کی دوسری آمد پر۔ (کیتھولک ترجمہ میں لفظ "پھر" کے پہلے آنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ "اور پھر جب پہلوٹھے کو دنیا میں داخل کرتا ہے")۔

عبرانیوں ۱۲: ۲۳ میں ایمانداروں کو پہلوٹھے اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ اور انسانوں سے زیادہ فضل کی بخششوں سے نوازے گئے ہیں۔

پہنچیاں:۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۵

پہیا:۔ پہیے کی ایجاد انسانی ترقی کی تاریخ میں ایک اہم مرحلہ تھا۔ اِس کی ایجاد سے پہلے چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بہت مشکل تھا۔ شروع میں درخت کے تنے کو گول کاٹ کر استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ بہت بھاری اور بے ڈھب ہوتا تھا لیکن جلد ہی اسے بہتر بنا لیا گیا۔

جب مصریوں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا تو خدا نے اُن کے رتھوں کے پہیئے نکال دیئے (خروج ۱۴: ۲۴، ۲۵)۔ سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں (یعنی ایک ہزار سال قبل مسیح) پہیہ بہت حد تک موجودہ پہیئے کی مانند تھا۔ یہ ۱۔سلاطین ۷: ۳۰-۳۳ سے ظاہر ہوتا ہے جہاں پہیئے کے مختلف حصّوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ اِن کا ذکر اُس حوض کے سلسلہ میں آتا ہے جو سلیمان نے ہیکل کے لئے تعمیر کیا تھا۔

آرے
نابھ یا دُھرا
پُٹھّیاں یا چوکھٹے
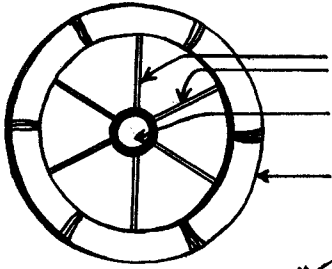
کمہار کے پہیئے کو چاک کہتے ہیں (یرمیاہ ۱۸: ۳) کنوئیں یا حوض کے پہیئے کو چرخ کہتے ہیں۔ دیکھئے چرخ۔

پہیلی:۔ بجھارت۔ چیستان۔ مُعمّا۔ دیکھئے معمّا۔

پھاٹک:۔ بڑا دروازہ۔ احاطہ (عبرانی۔ شعیر۔ اس کے مادہ میں کھولنے، سوراخ کرنے کا مفہوم ہے)۔

مشرق میں زمانہ قدیم میں شہر اکثر فصیلدار ہوتے تھے اور اُن میں داخل ہونے کے لئے پھاٹک بنائے جاتے تھے۔ پھاٹک کے اندر کچھ کھلی جگہ چھوڑی جاتی تھی جہاں خطرے کے وقت شہر کی حفاظت کے لئے جنگی مرد جمع ہو سکتے تھے۔ اسی میدان میں صلح کے زمانے میں منڈیاں لگائے تھے اور جو چیز زیادہ بکتی اُسی کے نام پر دروازہ یا پھاٹک مشہور ہو جاتا تھا۔ مثلاً بھیڑ پھاٹک (نحمیاہ ۳: ۱)، مچھلی پھاٹک (نحمیاہ ۳: ۳)، گھوڑا پھاٹک (نحمیاہ ۳: ۲۸)۔ پھاٹک پر لوگ اہم اعلان سننے کے لئے جمع ہوتے تھے (۲۔تواریخ ۳۲: ۶؛ یرمیاہ ۷: ۲؛ ۱۷: ۱۹-۲۷)۔ یہاں شہر کے معتبر اور بزرگ شخص لوگوں کے مقدمہ سنتے اور فیصلہ کرتے تھے (استثنا ۱۶: ۱۸۔ دیکھئے قاضی؛ استثنا ۲۱: ۱۸-۲۰؛ یشوع ۲۰: ۴؛ روت ۴: ۱، ۲، ۱۱)۔ خاص قومی موقعوں پر یہاں شریعت پڑھ کر سنائی جاتی تھی (نحمیاہ ۸: ۱، ۳)۔ یہاں لوگ گپ شپ مارنے، خبریں اور افواہیں سننے سنانے کے لئے بھی اکٹھے ہوتے تھے۔

پھاٹک پر بیٹھنے والوں سے قاضی، حاکم، عوام مراد ہیں جو خرید و فروخت کے لئے، مقدمہ کی سماعت کے لئے، یا خبر اور اعلان سننے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ عبرانی میں کئی محاورے پھاٹک کے حوالے سے بنے ہیں۔ مثلاً پھاٹک یا دروازے پر مسکین کو پامال کرنا اُس پر ظلم کرنے اور اُس کا انصاف نہ کرنے

کے مترادف ہے، یعنی اُس کی حق تلفی کرنا (امثال ۲۲: ۲۲- دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ کا متن ؛ عاموس ۵: ۱۲)۔

یہ پھاٹک اکثر دھات کے ہوتے تھے (زبور ۱۰۷: ۱۶)- لکڑی کے پھاٹک جن پر دھات کی چادر نہ ہو آسانی سے جلائے جاسکتے تھے (قضاۃ ۹: ۵۲ ؛ نحمیاہ ۲: ۳، ۱۷) - بعض دروازے پیتل کے ہوتے تھے جیسے ہیرودیس کی ہیکل کا خوبصورت دروازہ جو یہودی مؤرخ یوسیفس کے مطابق ۹ دروازوں سے زیادہ قیمتی تھا۔

شہر کی فصیل میں کمزور ترین جگہ پھاٹک ہی ہوتا تھا اور یہ دشمن کے حملے کا نشانہ بنتا تھا۔ اسی لئے پھاٹک کے آس پاس فصیل پر برج تعمیر کئے جاتے تھے (۲-سموئیل ۱۸: ۲۴، ۳۳؛ ۲-تواریخ ۱۴: ۷؛ ۲۶: ۹)۔ "دشمنوں کے پھاٹک کا مالک ہونے" کا مطلب یہ تھا کہ تم شہر کو فتح کر لوگے (پیدائش ۲۲: ۱۷؛ ۲۴: ۶۰) - پھاٹک رات کو بند کر دیئے جاتے تھے (یشوع ۲: ۵، ۷)۔ نیز دیکھئے دروازہ۔

پھالی :- پھال کا اسم تصغیر۔ زمین جوتنے کا آلہ جو ہل میں لگایا جاتا ہے ۔اس کا ذکر ۱-سموئیل ۱۳: ۱۹-۲۱ میں آتا ہے جہاں اِس سے مُراد ہل ہے۔
دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۸-۶

پھانسی دینا (ملنا) :- رسی کے پھندے سے گلا گھونٹ کر مارنا۔ یہ سزا بائبل کے زمانہ میں رائج نہ تھی۔ ۲-سموئیل ۱۷: ۲۳ اور متی ۲۷: ۵ کے سوا، جہاں خودکشی کا ذکر ہے، باقی جگہ پھانسی سے یہ مراد ہے کہ مجرم کو مارنے کے بعد درخت یا سُولی پر لٹکایا جاتا تھا تاکہ اُس کو ذلیل کیا جائے اور اوروں کو عبرت ہو۔ لاش کو سورج ڈوبنے سے پہلے اُتار کر دفن کیا جاتا تھا (پیدائش ۴۰: ۱۹، ۲۲؛ استثنا ۲۱: ۲۲، ۲۳؛ یشوع ۸: ۲۹)۔
صلیب دینا رومی طریقۂ سزا تھا۔ دیکھئے صلیب۔

پھٹکنا :- فصل کاٹنے اور گاہنے کے بعد اناج کو پھٹکتے ہیں تاکہ دانے بھوسے سے الگ ہو جائیں (روت ۳: ۲)۔
پہلے اناج کو کوٹتے ہیں تاکہ دانے بالوں سے الگ ہو جائیں پھر چھاج میں ڈال کر اُڑاتے ہیں۔ ہوا سے بھوسا کچھ فاصلے پر اُڑ جاتا اور دانے قریب گرتے ہیں (یسعیاہ ۳۰: ۲۴)۔ بائبل میں یہ عمل اکثر خدا کے روزِ محشر، قیامت اور عدالت کے دن کی تصویر پیش کرتا ہے (زبور ۱: ۴؛ متی ۳: ۱۲)۔

پھری :- ایک قسم کی ڈھال۔ یہ ہندی لفظ حزقی ایل ۳۹: ۹ میں جمع اور حزقی ایل ۲۳: ۲۴ میں واحد کے صیغے میں استعمال ہوا ہے (کیتھولک ترجمہ میں اس جگہ سپر ہے)۔

پھُڑیا :- دیکھئے امراضِ بائبل ۱۰

پھُسپھُسانا :- دبی آواز میں بات کرنا۔ یہ لفظ اُن جادوگروں اور جنات کے یاروں کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو مُردہ لوگوں کی رُوحوں کے ساتھ تعلق قائم کر کے اُن کا پیغام لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ پھُسپھُسا کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ واقعی مردوں سے پیغام آ رہا ہے (یسعیاہ ۸: ۱۹)۔
نیز دیکھئے الہام گاہ ۱

پھل :- جن پھلوں کا بائبل میں اکثر ذکر ہے وہ یہ ہیں۔ انگور، انار، انجیر، زیتون اور سیب (یہ اب بھی کاشت ہوتے ہیں) لیکن لیموں، نارنگی، آلو بخارا، خوبانی کا ذکر کہیں نہیں آتا۔
لفظ پھل اکثر مجازی طور پر استعمال ہوتا ہے (دیکھئے۔ تثنیہ شرع ۷: ۱۳؛ امثال ۱: ۳۱؛ یوحنا ۴: ۳۶ رُوح کے پھل سے مراد مسیحی خوبیاں ہیں (گلتیوں ۵: ۲۲، ۲۳)۔
نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل۔

پھلیاں :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۵

پھوڑا :- دیکھئے امراضِ بائبل ۱ اور ۴ اور ۱۰

پے :- عبرانی حروفِ تہجی کا سترھواں حرف۔ פ ף شاید شکل کی مشابہت کی وجہ سے اس کے معنی غالباً منہ کے ہیں۔
جب اس حرف کے مرکز میں نقطہ ہو تو پے کی آواز دیتا ہے۔ غیر منقوط حالت میں یہ فے کی آواز دیتا ہے۔ حسابِ جمل میں اس کے اعداد ۸۰ ہیں۔ زبور ۱۱۹ کا سترھواں حصہ اور اُس حصے کی ہر آیت بھی اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

پیادہ :- پیدل فوج کا سپاہی۔ قدیم زمانہ میں گھوڑوں اور رتھوں پر سوار سپاہیوں کی نسبت فوج کا بیشتر حصہ پیدل لڑتا تھا۔ پیادوں کا ذکر اکثر جگہ آتا ہے (یرمیاہ ۱۲: ۵؛ متی ۲۶: ۵۸)۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲۵

پیاز :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۶

پیالہ :- عبرانی کے چھ مختلف لفظوں کے لئے اردو ترجمہ میں لفظ پیالہ، جام اور باسن استعمال کیا گیا ہے۔ پرانے زمانے کا پیالہ چوڑا، کم گہرا اور عام طور پر مٹی کا بنا ہوتا تھا۔ دھات کے پیالوں کا بھی بائبل میں ذکر ہے (سونا = یرمیاہ ۵۱: ۷؛ چاندی = پیدائش ۴۴: ۲)۔
یہ لفظ مجازی طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً دلداری کا پیالہ (تسکین کا پیالہ) یرمیاہ ۱۶: ۷، نجات کا پیالہ زبور ۱۱۶:

۱۳، برکت کا پیالہ ۱۔ کرنتھیوں ۱۰: ۱۶، خداوند کا پیالہ ۱۔ کرنتھیوں ۱۰: ۲۱، ڈگمگانے کا جام یا پیالہ (تھرتھراہٹ کا جام) یسعیاہ ۵۱: ۱۷، ۲۲، لڑکھڑاہٹ کا پیالہ (جام کیف) زکریاہ ۱۲: ۲، ویرانی اور حیرت کا پیالہ (خوف و دہشت کا پیالہ) حزقی ایل ۲۳: ۳۳، غضب کا پیالہ (غضب کا جام) مکاشفہ ۱۴: ۱۰۔

پیپرس:۔ PAPYRUS ایک سرکنڈا نما پودا (بُردی، ناگرموتھا) جس سے قدیم زمانہ میں ایک قسم کا کاغذ تیار کیا جاتا تھا۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۶۔

پیتل:۔ ایک دھات جو آج کل تانبے اور جست کی ملاوٹ سے تیار کی جاتی ہے۔ بائبل میں جس دھات کو پیتل پکارا گیا ہے وہ عموماً تو حصے کانسی اور ایک حصہ رانگے کا مرکب تھی۔ زکریاہ ۶: ۱ میں یہ طاقت اور زور کی علامت ہے اور یسعیاہ ۴۸: ۴ میں اسے ضدی پن کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

اس سے ہیکل کے ظروف بنائے جاتے تھے (خروج ۲۷: ۳)۔ گھنٹے گھنٹیاں بھی اسی کی بنتی تھیں اس لئے پولس رسول اُس شخص کو جس میں محبت نہ ہو بلکہ جو صرف اپنی تعریف کرے ٹھنٹھناتا پیتل کہتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۳: ۱)۔ نیز دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۲د

پیتل کا سانپ:۔ جب بنی اسرائیل صحرا میں موسیٰ اور خدا کی شکایت کرنے لگے تو اُنہیں جلانے والے سانپوں نے کاٹنا شروع کیا۔ جب اُنہوں نے توبہ کی تو پھر خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ پیتل کا سانپ بنا کر بَلّی پر لٹکائے اور کہا کہ جو اُس کی طرف نگاہ کرے گا بچ جائے گا (گنتی ۲۱)۔ بعد میں بنی اسرائیل اس کی پوجا کرنے لگے چنانچہ حزقیاہ بادشاہ نے اُسے تباہ کیا (۲۔ سلاطین ۱۸: ۴)۔

یوحنا ۳: ۱۴ میں خداوند یسوع نے اپنے مصلوب ہونے کو پیتل کے سانپ سے تشبیہ دی۔ وہ بھی صلیب پر کھینچے جانے والے تھے تاکہ جو ان کی طرف ایمان سے نگاہ کرے وہ نجات پائے۔

پیچش:۔ دیکھئے امراضِ بائبل ۱۷

پیدائش:۔ تخلیقِ عالم۔ کلامِ مُقدّس کے مطابق دنیا کی تخلیق کے مسئلہ کے لئے دیکھئے تخلیق۔

پیدائش کی کتاب:۔ توریت (اسفارِ خمسہ) کی پہلی کتاب کو یہودی روزمرّہ میں **بریشیت** (= ابتدا میں) کہا جاتا ہے، جو اس کتاب کی پہلی آیت کا پہلا لفظ ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اُسے عربی ترجمہ کی طرح تکوین (عربی کُن = ہو جا) سے پکارا جاتا ہے۔

۱۔ خلاصۂ مضامین

۱۔ قبل از تاریخ: تخلیق کی کہانی (۱: ۱ تا ۲: ۳)۔

۲۔ انسان کی کہانی (۲: ۴ تا ۱۱: ۲۶)۔

انسان کی تخلیق اور گناہ (۲: ۴ تا ۳: ۲۴)، فروغ نسل (۴: ۱ تا ۶: ۸)، طوفانِ نوحؑ (۶: ۹ تا ۹: ۲۹)، قوموں کا عروج (۱۰: ۱ تا ۱۱: ۲۶)۔

۳۔ ابرہام کا منتخب ہونا (۱۱: ۲۷۔ ۲۳: ۲۰)۔

ابراہام کا وعدہ کی سرزمین میں وارد ہونا (۱۱: ۲۷ تا ۱۴: ۲۴)، عہد و پیمان (۱۵: ۱ تا ۱۸: ۱۵)، سدوم اور عمورہ (۱۸: ۱۶ تا ۱۹: ۳۸)، سارہ، اضحاق اور اسمٰعیل (۲۰: ۱ تا ۲۳: ۲۰)۔

۴۔ اضحاق کا منتخب ہونا (۲۴: ۱ تا ۲۶: ۳۵)۔

اضحاق کا ربقہ کو بیاہنا (۲۴: ۱ تا ۶۷)، اُس کے باپ کی وفات اور اُس کے ہاں اولاد کا ہونا (۲۵: ۱ تا ۳۴)، جرار میں عہد کی تجدید (۲۶: ۱ تا ۳۵)۔

۵۔ یعقوب کا منتخب ہونا (۲۷: ۱ تا ۳۶: ۴۳)۔

یعقوب کا فریب سے برکت لینا (۲۷: ۱ تا ۴۶)، اُس کا حاران کو فرار اور بیت ایل میں وعدہ کی تجدید (۲۸: ۱ تا ۲۲)، حاران میں اُس کی بود و باش اور نکاح (۲۹: ۱ تا ۳۱: ۱۶)، اُس کا وعدہ کی سرزمین میں لوٹ آنا اور بیت ایل میں وعدہ کی تجدید (۳۱: ۱۷ تا ۳۵: ۲۹)، عیسَو کی نسل (۳۶: ۱ تا ۴۳)۔

۶۔ یہوداہ کا منتخب ہونا اور یوسف کی کہانی (۳۷: ۱ تا ۵۰: ۲۶)

یوسف کا مصر میں فروخت کیا جانا (۳۷: ۱ تا ۳۶)، یہوداہ اور اُس کی بہو (۳۸: ۱ تا ۳۰)، یوسف مصر میں (۳۹: ۱ تا ۴۵: ۲۸)، یوسف کا باپ اور بھائی مصر میں (۴۶: ۱ تا ۴۷: ۳۱)، یعقوب کا افرائیم اور یہوداہ کو ترجیحی برکت دینا (۴۸: ۱ تا ۴۹: ۲۸)، یعقوب اور یوسف کی وفات (۴۹: ۲۹ تا ۵۰: ۲۶)۔

مندرجہ بالا تجزیہ کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ کس طرح خدا کا وعدہ تمام نسلِ انسانی سے شروع ہو کر بتدریج سمٹتے سمٹتے یہوداہ کی اولاد پر آ کر مرکوز ہو گیا۔ انسان کی عمومی داستان یہوداہ کی نسل کی خصوصی کہانی بن جاتی ہے۔

اس کتاب کی تقسیم ایک اور احسن اسلوب سے بھی کی

جا سکتی ہے جو غالباً مصنف کے ذہن میں موجود تھی۔ اِس کی طرف وہ "یہ ... نسب نامہ ہے" کے جملے (یا اس کے مترادف اُردو جملے) گیارہ مرتبہ اشارہ کرتے ہیں۔ عبرانی میں ایک ہی لفظ "تولید وتھ" جس کے معنی "آل" یا "شجرہ" ہے دُہرایا گیا ہے۔ یہ جملہ آسمانوں اور زمین (۲: ۴)؛ آدم (۵: ۱)؛ نوح (۶: ۹)؛ نوح کی اولاد (۱۰: ۱)؛ سم (۱۱: ۱۰)؛ تارح (۱۱: ۲۷)؛ اسمٰعیل (۲۵: ۱۲)؛ اضحاق (۲۵: ۱۹)؛ عیسو (۳۶: ۱، ۹) اور یعقوب (۳۷: ۲) کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

ب۔ مُصنّف

توریت کے مُصنّف کی بحث کیلئے دیکھئے "توریت"۔ پیدائش کی کتاب کے مُصنّف کے تعین کی بابت خاص بات یہ ہے کہ اِس کتاب میں اِس کا کوئی اشارہ موجود نہیں ہے۔ اِس ضمن میں عمومی قابلِ قبول رائے یہی ہے کہ اِس کا مُصنّف موسیٰ تھا۔

موسیٰ کو فرعون کے دربار میں جو تربیّت دی گئی تھی اِس سے وہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گیا ہو گا (خروج ۲۴: ۴؛ استثنا ۳۱: ۹ وغیرہ وغیرہ)۔ وہ ضرور اُن ملفوظات کو محفوظ کرنے کی فکر میں ہو گا جو نسل در نسل چلی آ رہی تھیں۔ اِس کا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ موسیٰ پیدائش کی کتاب کے مُصنّف سے زیادہ ایک مؤلف اور مدیر تھا۔ مختلف خاندانوں کے حالات جو تحریروں یا روایات کے ذریعے اُس تک پہنچے تھے اُس نے اُنہیں یکجا کر کے حسبِ موقع ان کی ادارت اور ترجمہ کیا۔ پیدائش کی کتاب میں تخلیق کی کہانی غالباً خدا سے براہِ راست مکاشفہ پا کر لکھی گئی، کیونکہ موسیٰ کے متعلق لکھا ہے کہ اُسے خدا کے ساتھ براہِ راست گفتگو کا شرف حاصل تھا (مثلاً خروج ۳۳: ۱۱ ؛ استثناء ۳۴: ۱۰)۔

اِن قیاسات کی روشنی میں ہم بجا طور پر پیدائش کی کتاب میں مختلف دستاویزات اور زبانی روایات کی نشاندھی کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ہم موسیٰ کا ذکر مخصوص اصطلاحات میں کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰ وہ آخری راوی تھا جس نے نہایت دیانتداری سے وہ سب کچھ من وعن صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا جو گذشتہ پشتوں سے اُس تک پہنچا تھا۔

ملوکیت تک بعض کاتبوں کی طرف سے ہمعصر قارئین کی سہولت کی خاطر چند حاشیوں کے اضافے سے قطع نظر (مثلاً ۱۲: ۶؛ ۱۳: ۷؛ ۱۴: ۱۷ اور ۳۴: ۹ تا ۴۳ کے اجزاء) کوئی ایسا مواد نظر نہیں آتا جسے موسیٰ کے وقتوں سے بعد کا شمار کرنا لازمی ہو۔ اگر خروج ۶: ۳ کی موزوں تفسیر کی جائے تو یہ پیدائش کی کتاب میں اِسمِ خاص "یاہ۔ وے" کے استعمال کو ردّ نہیں کرتی۔ اگر مُوسیٰ نے بعض مقامات پر دورِ اسلاف میں مروج عہد کے اسمِ خاص "ایل شیدائی" (خدائے قادرِ مطلق) کو اپنے ایام میں مروج عہد کے اسمِ خاص سے بدل دیا تھا تو فی الحقیقت وہ اپنے قارئین کے ذہن نشین کروانا چاہتا تھا کہ یہ وہی خدا تھا جو کوہِ سینا کا خدا ہے۔

ج۔ بائبل میں پیدائش کی کتاب کا مقام

پیدائش کی کتاب تخلیقِ موجودات کی تمہید اور مخلصی کی تدبیر کا تعارف ہے۔ پیدائش ابواب ۱-۱۱ کو اس تدبیر کی تمہید کہا جا سکتا ہے جس کا آغاز باب ۱۲ میں ابرہام کے تعارف سے ہوتا ہے اور جس کا حرفِ آخر مکاشفہ کی کتاب ہے۔

تمہیدی بیان عالمگیر اصطلاحات میں ڈھالا گیا ہے۔ خدا نے سب چیزوں کو پیدا کیا (باب ۱)۔ اُس نے خصوصاً انسان کو پیدا کیا جو باغی اور گنہگار بن گیا (باب ۲، ۳)۔ گناہ عالمگیر ہو گیا (باب ۴)۔ گناہ چونکہ خدا کے خلاف بغاوت ہے اس لئے یہ ہمیشہ خدا کے غضب کو دعوت دیتا ہے جس کی نظیر طوفانِ نوح کی کہانی میں پیش کی گئی ہے (ابواب ۶-۹)۔ گو خدا نے طوفان کے ذریعے عدالت کر کے اپنے قہر کا اظہار کیا تو بھی انسان نے سرکشی کی راہ ترک نہ کی (باب ۱۱)۔ تاہم خدا نے ہمیشہ فضل اور رحم کا اظہار کیا۔ آدم اور حوّا اگرچہ باہر ہانک دیئے گئے لیکن برباد نہ کئے گئے (باب ۳) خدا نے قائن کو آوارگی کے حوالہ کیا لیکن اُسے ایک "نشان" دیا (باب ۴)۔ نوعِ انسان کو طوفان کی نذر تو کیا لیکن یکسر صفحۂ عالم سے مٹا نہ دیا بلکہ ایک بقیہ کو بچا رکھا (ابواب ۶ تا ۹)۔ بنی نوعِ انسان کو منتشر تو کر دیا لیکن جیتا چھوڑا (باب ۱۱)۔

یہ وہ تمہید ہے جو آئندہ واقعات کے پس منظر کو پیش کرتی ہے۔ خدا انسان کی مستقل اور عالمگیر گناہ آلود حالت کا کیا حل نکالا؟ جب باب ۱۲ میں اِس اصل قصے کا آغاز ہوتا ہے تو خدا کی تجویز کے پہلے مرحلہ پر ہماری ملاقات ابرہام سے ہوتی ہے۔ خدا ایک برگزیدہ قوم کو چُننے کو تھا جس میں سے اپنے وقت پر ایک مخلصی دہندہ برپا ہونے والا تھا۔ یہ قوم بنی نوعِ انسان کو دنیا کی اطراف واکناف میں مخلصی کا پیغام دے گی۔ پیدائش کی کتاب یوسف کے ایام تک اِس کہانی کا آغاز ہی بتلاتی ہے اور مصر سے خروج اور رہائی کے عظیم الشان واقعہ کے لئے راہ ہموار کرتی ہے۔ یہ مخلصی کے اس عظیم کام کی محض ایک جھلک ہے جس کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے میں ابھی وقت درکار تھا۔

د۔ پیدائش کی کتاب کی تواریخی حیثیت

پیدائش کی کتاب کے جملہ مندرجات کی تواریخی سند کا براہِ راست حصول ہر موقع پر ممکن تو نہیں ہے۔ پیدائش ابواب ۱ تا ۱۱ کے ضمن میں تو یہ خصوصاً دشوار ہے۔ تاہم ابواب ۱۲ تا ۵۰ کے ضمن میں قدرے آسان ہے۔ یہ امر ہمیشہ مدِّنظر رہنا چاہیئے

کہ بائبل کے بیشتر مندرجات تحقیقات کے دائرے سے باہر ہیں۔ خصوصاً یہ وُہ اُمور ہیں جن کا تعلق ایمانیات یا شخصی تجربات سے ہے۔ پیدائش کی کتاب کے وہ مندرجات جن کے لئے کوئی سائنسی شہادت طلب کی جاسکتی ہے اُن کا خلاصہ ذیل میں کچھ یُوں ہے۔

۱۔ تخلیق: (دیکھئے تخلیق)۔

۲۔ انسان کی ابتدا: بائبل کا زورِ بیان اِس پر صرف ہوتا ہے کہ انسان کو خدا نے بنایا ہے اور یہ انسان کی ابتدا کے باب میں کسی اور اصل کے لئے کوئی گنجائش نہیں دیتی۔ لیکن کتاب کے مندرجات سے یہ اندازہ لگانا قطعی محال ہے کہ خدا نے کن مرحلوں میں کس طرح یہ کام انجام دیا۔ سائنسی نقطۂ نگاہ سے بھی انسان کی ابتدا اب تک ایک سربستہ راز ہے۔ نہ آثارِ قدیمہ اور نہ انسانیات، انسان کی ابتدا کے وقت، مقام یا اصل کا کوئی قطعی جواب دے سکے ہیں۔ ایک مسیحی کے لئے محفوظ طریقہ یہی ہے کہ وہ اِن موضوعات کو نہایت حزم و احتیاط سے چھُوئے۔ بہتر یہی ہے کہ پیدائش کے مندرجات کے باب میں یہ عقیدہ رکھیں کہ سب کچھ جو وقوع پذیر ہُوا اِن کا سببِ اوّل خدا ہی تھا۔ اور شتابی میں نتائج اخذ کرنے کے پیچھے بھاگنے سے بہتر ہے کہ صبر سے مزید شہادتوں کے برآمد ہونے کا انتظار کریں، دیکھئے "انسان"۔

۳۔ طُوفان: اِن مندرجات میں طوفان کے وقت، وسعت یا سبب کے متعلق کوئی قطعی شہادت نہیں ملتی۔ قدیم آبا جن علاقوں سے ہجرت کرکے آئے تھے، وہاں یقیناً وسیع پیمانے پر سیلاب آتے تھے۔ قدیم سُمیریوں کے ہاں دُنیائے قدیم میں ایک عظیم طوفان کی تفصیلی داستان پائی جاتی تھی۔ اِس ضمن میں ایک مشہور ماہرِ آثارِ قدیمہ کی رائے قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اُور کی کھُدائی کے دَوران مٹّی کی جو ایک دبیز تہہ دریافت ہوئی ہے جو سیلاب کا نتیجہ ہے، وہ سیلاب فی الحقیقت بائبل میں مذکورہ طوفان ہی تھا۔

دیکھئے "طوفانِ نوح"۔

۴۔ آبائے قدیم کے قصّے: فی زمانہ یہ ممکن ہوگیا ہے کہ ہم آبائے قدیم کے قصّوں کو ۲۰۰۰ تا ۱۵۰۰ ق۔م کی مشرقِ قریب کی قدیم سماجی، سیاسی اور ثقافتی حالت کے پس منظر میں پڑھ سکیں۔ گو پیدائش کی کتاب میں مندرج اِن واقعات کی تاریخوں کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے، یہ کہنا بجا ہوگا کہ بائبل کی یہ داستانیں اِن صدیوں کے دوران مسوپتامیہ کے کسی خطّے کی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔

۵۔ پیدائش کی کتاب اور الٰہیات

پیدائش کی کتاب کے متعلق دیگر پاک نوشتوں کی طرح شدّومد سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس کا اوّلین مقصد الٰہیاتی ہے۔ ممکن ہے کہ ہر قسم کی واقعاتی تفصیلات پر کافی وقت اور توانائی صرف کی جائے لیکن بڑے بڑے الٰہیاتی مسائل کو چھُوا تک نہ جائے۔ مثال کے طور پر طوفان کی داستان گناہ، عدالت، مخلصی اور نئی زندگی کی شہادت دیتی ہے۔ کشتی کی جسامت اور جانوروں کو کھلانے کے مسئلہ یا فضلہ کو ہٹانے کے معاملہ کی اُلجھنوں کو ضمنی مسائل کے ساتھ جگہ دینی چاہیئے۔ گو خدا کا مکاشفہ تاریخی واقعات سے مُنسلک ہے اور تاریخِ الٰہی مکاشفہ کے لئے ایک ناگزیر حیثیت کی حامل ہے تو بھی اِن واقعات کی الٰہیاتی نوعیت ہی فضیلت رکھتی ہے۔ جہاں کہیں پیدائش کی کتاب کے واقعات کی حمایت میں شہادتوں کی قلّت ہے وہاں الٰہیاتی پہلو کی نشاندہی ضرور کی جاسکتی ہے۔

پیرام - فرآم: کنعانی بادشاہ جس نے جبعون کے خلاف یروشلیم کے بادشاہ ادونی صدق سے اتحاد کر لیا۔ وہ وہاں یا تو یشوع کے ہاتھوں یا آسمان پر سے پتھروں کے برسنے سے مارا گیا (یشوع ۱۰: ۱-۱۱)۔

پیسہ: دیکھئے سکّہ جاتِ بائبل۔

پیشاب: یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہُوا۔ دیکھئے قارُورہ۔

پیشہ جاتِ بائبل: کلامِ مُقدّس میں بہت سے پیشوں کا ذکر آتا ہے۔ بعض کا بیان اسی کتاب میں دیگر جگہ کیا گیا ہے۔ یہاں اُن کی صرف نشاندہی کی جائے گی۔ باقی کا ذکر ذیل میں ہے۔

۱۔ اُستاد

اُستاد کے پیشے کا ذکر تعلیم و تربیت ۳ میں کیا گیا ہے۔ یہاں ہم صرف اُس اُستاد کے متعلق کچھ بحث کریں گے جس کا ذکر گلتیوں ۳: ۲۴، ۲۵ اور ۱۔کرنتھیوں ۴: ۱۵ میں ہے۔ یہ یونانی لفظ پائڈاگوگوس paidagogos (pais بمعنی لڑکا یا بچّہ اور ago بمعنی راہنمائی کرنا) کا ترجمہ ہے۔ اصل میں پائڈاگوگوس اُستاد نہیں بلکہ مُؤدّب تھا، یعنی تعلیم نہیں دیتا تھا بلکہ بچے کی دیکھ بھال کرتا اور اسے ادب کے قواعد و ضوابط سکھا کر اسے تربیت دیتا تھا۔ وہ بچّے کا نگہبان تھا اور اُس کی جسمانی اور اخلاقی نشوونما کی ترقی کا ضامن۔

گلتیوں ۳: ۲۴، ۲۵ میں پولس رسول نے یہ لفظ کسی خاص مقصد کے تحت استعمال کیا۔ رسول یہاں شریعت کا ذکر کر رہا ہے کہ ایمان سے راستباز ٹھہرنے کے بھید کے انکشاف تک وہ ایک مُؤدّب کا کردار ادا کر رہی تھی۔ شریعت علم نہیں بلکہ آدابِ اخلاق سکھاتی ہے "پس شریعت مسیح کی آمد تک ہمارا مؤدّب بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے

صادق ٹھہریں" (کیتھولک ترجمہ غلاطیوں ۳: ۲۴) - کیتھولک مترجمین نے اُستاد کی جگہ مُؤدّب استعمال کیا ہے جو زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے -

۲ - باغبان - کسان - کاشتکار - مالی

ان سب کا تعلق زراعت سے ہے - ہم ان سب کا ذکر یہاں کریں گے - عبرانی میں چند الفاظ ہیں جن کا ترجمہ اردو میں کسان، باغبان وغیرہ کیا گیا - ہم اِن لفظوں کے حوالے سے ان پیشوں پر غور کرینگے

ا - اکار - بنیادی معنی کھودنے والا (مادّہ آکو قب عربی اَکَرَ بمعنی کھودنا) - یہ عبرانی میں سات مرتبہ آیا ہے - چھ مرتبہ ترجمہ کسان ہے (۲-تواریخ ۲۶: ۱۰؛ یرمیاہ ۱۴: ۴؛ ۳۱: ۲۴؛ ۵۱: ۲۳؛ یوایل ۱: ۱۱؛ عاموس ۵: ۱۶) اور ایک مرتبہ ہل چلانے والا (یسعیاہ ۶۱: ۵) - نئے عہدنامہ میں ایک یونانی لفظ کا ترجمہ بھی کِسان کیا گیا ہے (۲-تیمتھیس ۲: ۶؛ یعقوب ۵: ۷) - اس کا ذکر آگے آئے گا - وثوق سے ہم کسان کے رتبے اور اُس کی ذمہ داری کے متعلق زیادہ کچھ نہیں بتا سکتے - غالباً وہ مزدوری پر لگایا جاتا تھا (دیکھئے مزدور) - کسانوں اور چرواہوں کی رقابت قائنؔ اور ہابلؔ کے زمانہ سے چلی آئی ہے (پیدائش ۴: ۲ مابعد) - مصری بھی چوپانوں سے نفرت کرتے تھے (پیدائش ۴۶: ۳۴) -

ب - یوگیب - غالباً اِس عبرانی لفظ کا مفہوم سوراخ کرنا ہے جس سے یہ تاثر مِلتا ہے کہ یہ کھیت میں بیلچہ یا کدالی سے کام کرتے تھے - یگبیم سے مراد کھیت (یرمیاہ ۳۹: ۱۰) ہے - ۲ - سلاطین ۲۵: ۱۲ اور یرمیاہ ۵۲: ۱۶ میں انہیں کھیتی کرنے والا کہا گیا -

ج - اِیش آدمہ - ایش بمعنی آدمی اور آدمہ بمعنی مٹی یا زمین - یعنی اراضی پر کام کرنے والا (پیدائش ۹: ۲۰؛ زکریاہ ۱۳: ۵) جس سے مراد کاشتکار ہے -

د - ناطر - بنیادی معنی رکھوالی کرنا - قب عربی نطر بمعنی (باغ یا کھیت یا انگور کی بیل کی) نگہداشت کرنے والا - یہ غزل الغزلات ۸: ۱۱ میں باغبان اور ۸: ۱۲؛ ۱: ۶ میں اس کا ترجمہ نگہبان کیا گیا ہے - اس سے مراد تاکستان کا باغبان ہے - ایک اور لفظ کودیمیم کا ترجمہ باغبانی (۲-سلاطین ۲۵: ۱۲؛ یرمیاہ ۵۲: ۱۶) اور مالی (۲ - تواریخ ۲۶: ۱۰) کیا گیا ہے - جیسے ظاہر ہے یہ سب پیشے زمین سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ کسانوں کے ہوں خواہ باغبانوں کے -

ہ - نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ georgos گیورگوس ہے - ge بمعنی زمین اور ergo کام کرنا - یعنی زمین پر کام کرنا - ۲ - تیمتھیس ۲: ۶ اور یعقوب ۵: ۷ کے سوا اس کا ترجمہ باغبان کیا گیا ہے (متّی ۲۱: ۳۳ وغیرہ مرقس ۱۲: ۱ وغیرہ لوقا ۲۰: ۹؛ یوحنّا ۱۵: ۱) - تیمتھیس اور یعقوب کے خطوط میں لفظ کسان مستعمل ہے - ہفتادی ترجمہ میں یہ لفظ بہت عام ہے - نئے عہدنامہ میں مسیح کو حقیقی انگور کا درخت اور خداباپ کو کلیسیا کا باغبان پیش کیا گیا ہے (یوحنّا ۱۵: ۱؛ ۱-کرنتھیوں ۳: ۹ - "تم خدا کی کھیتی . . . ہو") -

۳ - بڑھئی - ترکھان

عبرانی، خاراش - بنیادی معنی کاریگر (قب جی خراسیم ۱-تواریخ ۴: ۱۴ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ جی = وادی، خراسیم کاریگر کی جمع) - یہ عبرانی لفظ دیگر قسم کے کاریگروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، مثلاً پتھر کے کندہ کار (خروج ۲۸: ۱۱) اور مختلف قسم کے ماہر صنعت کار، گلکاری کرنے والے، جولاہے اور دوسرے دستکار جن میں بڑھئی، راج اور معمار شامل ہیں (خروج ۳۵: ۳۵) -

لکڑی کا سادہ کام دھات کے اوزاروں کی ایجاد سے بہت پہلے شروع ہوا - دھات کے اوزار فراعنۂ مصر کے دَور سے بہت پہلے مصر میں ایجاد ہوئے تھے اور یہ مصر کے زمین دوز مقبروں کی دیواروں کے نقوش میں نظر آتے ہیں - یہ تیشہ، ★ کلہاڑی، چھینی، ★ آرا اور برما ہیں - بڑھئی کا خاص کام چھت، دروازے، کھڑکیاں، ہل، جوئے وغیرہ بنانا تھا - وہ پالکیاں بھی بناتے تھے (غزل الغزلات ۳: ۹) - کچھ بڑھئی بُت بھی تراشتے تھے (یسعیاہ ۴۴: ۱۳، ۱۷) - مُقدِس بنانے کے لئے بنی اسرائیل نے خود کام کیا (خروج ۲۵ب) لیکن داؤد بادشاہ کے محل بنانے کے لئے ماہر بڑھئی اور لکڑی صور کے بادشاہ حیرامؔ کی طرف سے آئی (۲-سموئیل ۵: ۱۱) -

نئے عہدنامہ میں بڑھئی کے پیشہ کو تکتون tekton (یعنی کاریگر، خاص کر لکڑی کا) کہا گیا - یوسفؔ (متّی ۱۳: ۵۵) اور خداوند مسیح (مرقس ۶: ۳) اسی قدیمی پیشہ سے روزی کماتے تھے -

۴ - بزرگ

عمر رسیدہ تجربہ کار شخص کو ہمیشہ صلاح اور مشورہ دینے کا خاص اہل سمجھا جاتا ہے - اِس کا ذکر "بزرگ" کے تحت کیا جاچکا ہے. یہاں ہم اُن اشخاص کا ذکر کرتے ہیں جو یہودی صدر عدالت کے ممبر تھے - یونانی میں یہودی صدر عدالت کو گروسیہ gerousia کہتے تھے (اعمال ۵: ۲۱) geron بمعنی ضعیف آدمی - اس لفظ نے یونانی میں سیاسی رنگ پکڑ لیا تھا اور اس میں معزّز اور معتبر کا مفہوم آگیا تھا -

۵ - بیگار لینے والا

عبرانی ناگیس قب عربی نجش - لوگوں سے سخت محنت کرانا (یسعیاہ ۵۸: ۳) - اسی مادّہ سے بنا ہوا لفظ نوگیس کا

مطلب بیگار لینے والا ہے۔

فرعون نے اِن آدمیوں کو اسرائیلیوں پر مقرر کیا تھا کہ ان سے زبردستی کام کروائیں۔ وہ ان سے نہ صرف پورے کام کا تقاضا کرتے تھے بلکہ اُن کے کام کو مشکل بناتے اور انہیں تنگ کرنے کے لئے بھُس دینے سے بھی اِنکار کر دیتے تھے (خروج ۶:۷ مابعد)۔

اسی لفظ کا ترجمہ ایوب ۳:۱۸ میں داروغہ کیا گیا ہے یسعیاہ ۳:۱۲ میں بیگار لینے کا کام لڑکوں کے سپرد کیا گیا تھا جو اُن پر سختی کرتے تھے۔ زکریاہ ۹:۸ میں اس کام کے لئے لفظ ظالم استعمال ہوا ہے۔

۶۔ پشم کترنے والا

بھیڑ کے بال کترنے والا۔ عبرانی جازز قب عربی جزّ۔ اُون یا گھاس کترنا۔ جب بھیڑوں کی اُون لمبی ہو جاتی ہے تو اسے کاٹا جاتا ہے۔ یہ ایک خوشی کا موقع ہوتا تھا اور پڑوسیوں کو خوشی منانے کی دعوت دی جاتی تھی۔ ایسے ہی موقع پر ابی سلوم نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے امنون کو ضیافت پر بلا کر اسے اپنے نوکروں سے قتل کروایا (۲۔ سموئیل ۱۳؛ ۲۳-۲۴)۔

۷۔ پہرا دینے والا۔ پہرے دار

عبرانی صافاہ۔ قب اسم معرفہ ★ صِفی جس کے معنی ہیں نگہبانی کا بُرج (۱۔ تواریخ ۱:۳۶)۔ بعض پہرے دار شہر کی فصیل پر کھڑے ہو کر اس بات کا خیال کرتے تھے کہ باہر سے کوئی دشمن نہ آجائے (۲۔ سموئیل ۱۸:۲۴-۲۵)۔ پہرے والے شہر کی گلیوں کا چکر بھی لگاتے تھے (غزل الغزلات ۳:۳؛ ۵:۷)۔ انہیں یسعیاہ ۶۲:۶ میں نگہبان کہا گیا ہے۔

جب نحمیاہ یروشلیم کی دیوار تعمیر کروا رہا تھا تو اُس نے دن اور رات کے لئے پہرے والے بٹھائے (نحمیاہ ۴:۹) اور جب دیوار مکمل ہو گئی تو پھاٹکوں کے نزدیک پہرے دار مقرر کئے (۷:۳)۔

فصل تیار ہوتے وقت کھیت کی نگہبانی کے لئے پہرے والے مقرر کئے جاتے تھے۔ وہ اپنے لئے کھیت میں جھونپڑی یا چھپر ڈال لیتے تھے (یسعیاہ ۱:۸)۔ فصل جمع کرنے کے بعد یہ استعمال نہیں کی جاتی تھی۔

داؤد مجازی معنوں میں کہتا ہے "اے خداوند، میرے منہ پر پہرہ بٹھا" (زبور ۱۴۱:۳)۔ خداوند یسوع کی قبر کی رکھوالی کے لئے بھی پہرے والے مقرر کئے گئے تھے (متّی ۲۷:۶۵؛ ۲۸:۱۱)۔

۸۔ ٹھٹھیرا

پیتل، تانبے وغیرہ کے برتن بنانے والا۔ اس کا ذکر صرف ۲۔ تیمتھیس ۴:۱۴ میں سکندر نامی شخص کے سلسلے میں آتا ہے۔ اُس نے پولس کی تعلیم کی بہت مخالفت کی تھی۔ اُس کا پیشہ پیتل تانبے کے برتن بنانا تھا۔ پیتل کا کام سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں بھی ہوتا تھا۔ حیرام بادشاہ نے سلیمان بادشاہ کی ہیکل کے لئے جھلکتے ہوئے پیتل کے برتن بنوائے تھے (۱۔ سلاطین ۷:۴۵)۔ سلیمان نے پیتل صاف کرنے کی بھٹیاں بھی بنوائی تھیں (دیکھئے بھٹی)۔

۹۔ جادوگر

جادو کا عمل کرنے والا۔ عبرانی خرطمیم۔ مادّہ خارط (خیتھ۔ ریش۔ طیتھ) جس کے بنیادی معنی کاٹنا، کندہ کرنا ہیں۔ پھر پتھر یا لکڑی پر کندہ تحریر (یسعیاہ ۸:۱)۔ بعد میں یہ پاک نوشتوں کے پڑھنے کے ماہر کے لئے استعمال ہونے لگا۔ یہ مصری پنڈتوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو نہ صرف اپنے مذہب سے واقف تھے بلکہ جادوگری بھی کرتے تھے جو ان کے مذہب کا حصّہ تھا۔

جمع کا صیغہ خرطُمیم ہے۔ یہ ذیل کے حوالوں میں لکھا ہے:

پیدائش ۴۱:۸، ۲۴؛ خروج ۷:۱۱، ۲۲؛ ۸:۷، ۱۸، ۱۹؛ ۹:۱۱؛ دانی ایل ۱:۲۰؛ ۲:۲ میں انہیں فالگیر کہا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے جادو اور جادوگری ۳

۱۰۔ جلاہا۔ جولاہا

عبرانی میں ارگ بُننے یا گوندھنے (مثلاً بال) کو کہتے ہیں۔ دلیلہ نے سمسون کے سر کی ساتوں لٹیں تانے میں بُنیں (قضاۃ ۱۶:۱۳)۔ کپڑے کو اس طرح بُننے والے کو جلاہا کہتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بُننا۔

۱۱۔ چوپان۔ چرواہا۔ گڈریا

عبرانی روعہ قب عربی رعی۔ راعہ کے معنی ہیں (بھیڑوں کو) چرانا، نگہبانی کرنا۔ کتابِ مُقدّس میں دو قسم کے چرواہوں، چوپانوں کا ذکر ہے۔ وہ جو بھیڑوں کی رکھوالی کرتے ہیں (یسعیاہ ۱۳:۲۰؛ لوقا ۲:۸) اور وہ جو انسانوں کی نگہبانی کرتے ہیں (زبور ۲۳:۱؛ عبرانیوں ۱۳:۲۰)۔ بادشاہ بھی چوپان کا کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ اُن کے محکوم اُن کی رعایا یا رعیت ہیں۔

دونوں قسم کے چرواہوں کے لئے ایک ہی طرح کے تعریف یا تنقید کے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ چرواہے کا یونانی لفظ پوئیمین poimen ہے۔ یہ عام چرواہے کے لئے (متّی ۹:۳۶؛ ۲۵:۳۲) اور کلیسیائی پاسبان کے لئے (افسیوں ۴:۱۱) استعمال ہوا ہے۔ خداوند مسیح کو مجازی معنوں میں چرواہا کہا گیا ہے (متّی ۲۶:۳۱؛ مرقس

۱۴:۱۷؛۲؛ یوحنا ۱۰: ۱۱، ۱۴، ۱۶؛ ۱۔پطرس ۲: ۲۵۔ آخری حوالے میں لفظ گلہ بان ترجمہ کیا گیا ہے۔ مسیح کو ۱۔پطرس ۵: ۴ میں سردار گلہ بان (کیتھولک۔ پاسبانِ اعظم بھی کہا گیا ہے۔ یونانی ادخی پو ستے مین archipoimen ۔ یونان میں یہ لفظ قبیلوں کے سردار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

چرواہا نہ صرف بھیڑوں کو چراتا بلکہ اُن کی نگہبانی بھی کرتا ہے (قب اعمال ۲۰: ۲۸ مابعد؛ ۱۔پطرس ۵: ۲)۔ اسی استعارہ میں حزقی ایل ۳۴ میں گہرے معنی سمو دیئے گئے ہیں۔

بھیڑوں کے چرواہے کا کام ایک محنت طلب اور عرق ریزی کا کام ہے۔ یہ ہابل کے زمانے سے چلا آتا ہے (پیدائش ۴: ۲)۔ فلسطین جیسے خشک ملک میں اُسے اچھی چراگاہ اور پانی تلاش کرنا ہوتا تھا (زبور ۲۳: ۲)۔ اُسے اپنے گلہ کی موسم کی تلخی اور جنگلی درندوں کے حملے سے حفاظت کرنی ہوتی تھی (عاموس ۳: ۱۲)۔ اُسے کھوئی ہوئی بھیڑ کی تلاش کرنا بھی ضروری تھا (حزقی ایل ۳۴: ۸؛ متی ۱۸: ۱۲ وغیرہ)۔ جب اُس کے پاسبانی کے فرائض اُسے انسانوں کی بستی سے دور لے جاتے تھے تو وہ اپنی ضروریات کی تمام اشیا کو ایک تھیلے یا جھولی (کیتھولک توشہ دان) میں رکھتا تھا (۱۔سموئیل ۱۷: ۴۰، ۴۹)۔ وہ خیمہ میں رہتا تھا (غزل الغزلات ۱: ۸) اور وہ اپنی مدد کے لئے کبھی کبھی کتا بھی رکھتا تھا (ایوب ۳۰: ۱)۔ جب کبھی چرواہے اور گلے مستقل طور پر شہر کے قریب ڈیرے ڈالتے تو یہ خطرے اور تباہی کی علامت تھی (یرمیاہ ۶: ۳؛ ۳۳: ۱۲) کیونکہ خدا کا غضب شہر پر نازل ہونے والا تھا (صفنیاہ ۲: ۱۳-۱۵)۔ چرواہے کو اپنی پاسبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے بھیڑوں کا نقصان خود بھرنا پڑتا تھا (پیدائش ۳۱: ۳۹)۔ ہاں، اگر وہ یہ بات ثابت کر سکتا کہ یہ نقصان اُس کے بس کی بات نہ تھی تو وہ بچ سکتا تھا (خروج ۲۲: ۱۰-۱۳)۔ اچھے چرواہے کا مضبوط، تندرست، وفادار اور بے غرض ہونا ضروری تھا لیکن اس نیک پیشہ میں شہدے اور بدمعاش بھی داخل ہو جاتے تھے (قب خروج ۲: ۱۷، ۱۹)۔ بعض چرواہے اپنے فرائض پر پورے نہیں اُترتے تھے (زکریاہ ۱۱ کئی مرتبہ، ناحوم ۳: ۱۸؛ یسعیاہ ۵۶: ۱۱ وغیرہ)۔ یہ پیشہ اتنا باعزت پیشہ تھا کہ پرانے عہدنامہ میں خدا کو کئی دفعہ اسرائیل کا چوپان کہا گیا ہے (پیدائش ۴۹: ۲۴؛ زبور ۲۳: ۱؛ ۸۰: ۱) کیونکہ وہ انسان کے لئے فکرمند اور رحم دل ہے (یسعیاہ ۴۰: ۱۱)۔ خدا اپنے غصّے میں اُنہیں تتر بتر کرتا ہے لیکن پھر معاف کر کے اُنہیں جمع کرتا ہے (یرمیاہ ۳۱: ۱۰)۔ بعض مرتبہ خدا کا غضب انسانی چرواہوں اور بھیڑوں دونوں پر برستا ہے (یرمیاہ ۵۰: ۶؛ ۵۱: ۲۳؛ زکریاہ ۱۳: ۷ اور ان کا اطلاق انجیل میں مثلاً مرقس ۱۴: ۲۷)۔ ایسے چرواہوں کا خدا کے حضور خوف سے کانپنا ایک قدرتی امر ہے (یرمیاہ ۴۹: ۱۹؛ ۵۰: ۴۴)۔ جب چرواہے اپنی بھیڑوں کی رکھوالی میں کوتاہی کرتے ہیں تو خدا کو اپنی بھیڑوں پر رحم آتا ہے (گنتی ۲۷: ۱۷؛ ۱۔سلاطین ۲۲: ۱۷؛ مرقس ۶: ۳۴ وغیرہ)۔ دو چرواہوں کے لئے خاص تعریف کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پہلا موسیٰ (یسعیاہ ۶۳: ۱۱)۔ اور یہ نہایت حیران کن بات ہے کہ دوسرا ایک غیر قوم بادشاہ خورس ہے (یسعیاہ ۴۴: ۲۸) جس نے خدا کی مرضی کو پورا کیا۔

کلامِ پاک بڑے زور سے انسانی چرواہوں کو آگاہ کرتا کہ وہ اپنی پیروی کرنیوالوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔ پرانے عہدنامہ میں اس مضمون کا نہایت سنجیدہ باب حزقی ایل ۳۴ ہے (قب یرمیاہ ۲۳: ۱-۴؛ اور اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ یرمیاہ ۲۵: ۳۲-۳۸ میں ہیں)۔ ان پاسبانوں نے اپنے پیٹ کی خاطر بھیڑوں کو بھوکا رکھا ہے۔ اُنہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس لئے خدا اپنی بھیڑوں کو جمع کرے گا اور چرواہوں اور بھیڑوں کا انصاف کرے گا (حزقی ایل ۳۴: ۱۶ "میں اُن کو سیاست کا کھانا کھلاؤں گا")۔ درحقیقت وہ ان پر ایک چوپان مقرر کرے گا (آیت ۲۳)۔ مُفسّر اکثر اس کی یہ تشریح کرتے تھے کہ اس سے مُراد ★ منقسم سلطنت (یعنی جنوبی یہوداہ اور شمالی اسرائیل) کا دوبارہ اتحاد ہے۔ لیکن وسیع تر نگاہ ڈالنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اشارہ خداوند مسیح کی طرف ہے۔ نئے عہدنامہ میں خداوند مسیح کا مشن ایک چرواہے بلکہ بڑے (بزرگ) چرواہے کا تھا (عبرانیوں ۱۳: ۲۰؛ ۱۔پطرس ۵: ۴)۔ اس خیال کو یوحنا کی انجیل کے دسویں باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس کا تقابل حزقی ایل باب ۳۴ سے کرنا بہت ضروری ہے۔ اس باب کے اہم نکات یہ ہیں۔ چوری سے بھیڑ خانہ میں داخل ہونے والے پاسبانوں کی تنقید۔ دروازہ بطور اچھے چرواہے کی علامت۔ بھیڑوں کا اپنے نگہبان کی آواز پہچاننا۔ بھیڑوں کو گلے میں لانا اور ایک ہی پاسبان اور ایک ہی گلہ کا ہونا۔

۱۲۔ حوالدار

رومی فوجداری کے حاکم کے محافظ۔

یونانی میں rhabdouchos یعنی rhabdos چھڑی echo پکڑنے والا، عصا بردار۔ یہ اپنے عہدے کی علامت کے طور پر چھڑیوں کا ایک چھوٹا گٹھا جس میں ایک کلہاڑی بھی ہوتی تھی جس کا پھل باہر نکلا ہوا ہوتا تھا اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے ہوئے کندھے پر اٹھائے پھرتے تھے۔ اسے لاطینی میں fasces کہتے تھے۔

★ یاد رہے کہ یہی علامت فسطائی ڈکٹیٹر مسولینی نے اپنی پارٹی

کے لئے منتخب کی۔ یہ حاکم کی حفاظت کے علاوہ اُس کے سزا کے حکم کی تعمیل کرتے، ملزم کو کوڑے لگاتے یا اُس کا سر قلم کرتے تھے۔ ان کی تعداد حاکم (مجسٹریٹ) کے رتبہ کے مطابق ہوتی تھی۔ چونکہ فلپی ایک رومی نوآبادی تھی (اعمال ۱۶: ۱۲) اس لئے فوجداری کے حاکموں نے یہاں پولس اور سیلاس کو بینت لگوائے۔ چونکہ رومی قانون کے مطابق کسی رومی شہری کو یہ سزا دینے کا حق نہیں تھا اس لئے پولس رسول اس بات کو بڑھا سکتا تھا اور فوجداری کے حاکموں کی شامت آسکتی تھی تاہم اُس نے اُنہیں صرف اتنا کہا کہ "وہ آپ آکر ہمیں باہر لے جائیں" (اعمال ۱۶: ۳۷) اور اُنہوں نے ایسا ہی کیا (آیت ۳۹)۔

۱۳۔ حجام

عبرانی جلاب (قب عربی مادّہ جَلَفَ بمعنی کھرچنا)۔ اس پیشے کا ذکر صرف حزقی ایل ۵: ۱ میں ہے۔ غالباً یہ پیشہ اُس ضرورت کے تحت منظر عام پر آیا جس کے مطابق سر مونڈنا ★ نذیر کی منت کا ایک حصّہ تھا (قب گنتی ۶ب) البتہ ★ استرے کا ذکر کئی جگہ آیا ہے۔

۱۴۔ خادم

نئے عہد نامہ میں خادم کا لفظ خاص روحانی معنوں کا حامل ہے۔ (دیکھئے خادم)۔

یہاں ہم نوکر، ملازم اور عام خادم کا ذکر کریں گے۔ عبرانی کے تین لفظ ہیں جن کا ترجمہ نوکر، ملازم وغیرہ کیا گیا ہے۔ لیکن ان لفظوں کے اور بھی معنی ہیں۔

ا۔ **نعر**۔ بنیادی معنی نوجوان۔ کئی آیات میں اُس کے یہی معنی ہیں (مثلاً پیدائش ۱۴: ۲۴؛ ۲۲: ۳؛ قضاۃ ۹: ۵۴ وغیرہ۔ ان میں بھی اکثر نوکر کا مفہوم موجود ہے)۔ اس کا ترجمہ ملازم، نوکر بھی کیا گیا ہے (مثلاً گنتی ۲۲: ۲۲؛ قضاۃ ۷: ۱۰؛ ۱۹: ۳؛ روت ۲: ۵؛ ۱۔ سموئیل ۹: ۳ وغیرہ)۔

ب۔ **عبد**۔ بنیادی معنی غلام۔ کئی جگہ ترجمہ ★ غلام ہی ہے (مثلاً پیدائش ۹: ۲۵؛ ۱۲: ۱۶؛ ۳۹: ۱۷ وغیرہ)۔ دیگر آیات میں خادم، نوکر، بندہ، ملازم ہے (پیدائش ۱۴: ۱۵؛ ۱۸: ۳؛ ۲۰: ۸؛ ۲۶: ۱۵؛ خروج ۴: ۱۰؛ قضاۃ ۲: ۸؛ ۲۔ سموئیل ۲: ۱۳؛ ۲۔ سلاطین ۵: ۱۹ وغیرہ)۔

ج۔ **مشاریت**۔ بمعنی خدمت کرنے والا۔ اس کا ترجمہ سوائے ۲۔ سموئیل ۱۳: ۱۷ (ملازم) کے خادم ہے (خروج ۲۴: ۱۳؛ ۳۳: ۱۱؛ یشوع ۱: ۱ وغیرہ)۔

ان سب حوالوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل مقدس کے زمانے میں نوکر کے کیا فرائض تھے اور اُن کی کیا ذمہ داریاں تھیں۔ اکثر نوجوان شخص خواہ غلام ہوں یا آزاد گھر میں خدمت کرتے تھے اور اُن کا تعلق آقا سے بہت اچھا ہوتا تھا۔

۱۵۔ خزانچی

عبرانی جزبار۔ یہ لفظ غالباً فارسی سے مستعار ہے۔ جزا بمعنی واپس دینا۔ خزانچی حساب لینے دینے سے تعلق رکھتا ہے (عزرا ۱: ۸؛ ۷: ۲۱)۔ یہ ایک اعلیٰ افسر تھا جو مشرقی دربار میں ایک اہم اور ذمہ دار منصب پر فائز تھا (یسعیاہ ۲۲: ۱۵)۔ کبھی کبھی یہ کام ولی عہد کے سپرد کیا جاتا تھا (۲۔ تواریخ ۲۶: ۲۱۔ یہاں اس کے لئے لفظ مختار استعمال ہوا ہے)۔

نئے عہد نامہ میں رومیوں ۱۶: ۲۳ میں اراستُس کا ذکر ہے جو شہر کا خزانچی تھا۔ اس کا یونانی لفظ اوئے کونوموس ہے۔ اس کے لئے دیکھئے مختار ۲۔ نیز دیکھئے خزانہ۔

۱۶۔ خیمہ دوز

خیمہ بنانے والا۔ پرانے عہد نامہ کے زمانے کے بزرگ خیموں میں رہتے تھے (پیدائش ۴: ۲۰؛ ۱۸: ۱، ۶، ۹ وغیرہ) اس لئے اُنہیں اس پیشہ سے واقفیت تھی۔ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں یہودیوں کے ہاں دستور تھا کہ ہر نوجوان کوئی نہ کوئی پیشہ سیکھے۔ خداوند مسیح نے بڑھئی کا اور پولس رسول نے خیمہ دوزی کا پیشہ سیکھا تھا۔ پولس نے کچھ دیر تک کرنتھس میں اکولہ کے ساتھ خیمہ دوزی کا کام کیا (اعمال ۱۸: ۱-۳)۔

۱۷۔ دایہ

بچّے کی پرورش کرنے والی۔ دودھ پلانے والی۔ اس کے لئے عبرانی کے لفظ بہت دلچسپ اور پر معنی ہیں۔ پہلا لفظ الف۔ میم۔ نون کے مادّہ سے ہے۔ اس مادّہ سے کتابِ مُقدّس کے کئی اہم لفظ بنے ہیں (دیکھئے آمین)۔ یہ اومنت ہے۔ دیکھ بھال کرنا۔ سنبھالنا (روت ۴: ۱۶۔ دایہ بنی۔ کیتھولک انا۔ ۲۔ سموئیل ۴: ۴)۔ مجازی معنوں میں یہ موسیٰ کے لئے (گنتی ۱۱: ۱۲۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ دایہ نہیں بلکہ "گود میں اُٹھا کر" ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں دایہ ہے) اور بادشاہ کی بیویوں (شہزادیاں) کے لئے استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۴۹: ۲۳)۔ دوسرا عبرانی لفظ میَنقَت ہے جس کا مادّہ یانق (یود۔ نون۔ قوف) ہے۔ بنیادی معنی چوسنا خصوصاً ماں کی چھاتیاں۔ اس لئے یہ دودھ پلانے والی دایہ کے لئے استعمال ہوا ہے (پیدائش ۲۴: ۵۹؛ ۳۵: ۸؛ موسیٰ کی ماں کے لئے خروج ۲: ۷)۔ یوآس کی دایہ کے لئے بھی یہی لفظ آیا (۲۔ سلاطین ۱۱: ۲۔ یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ دَدا ہے؛ ۲۔ تواریخ ۲۲: ۱۱۔ کیتھولک

ترجمہ میں دونوں جگہ دائی ہے)۔
نئے عہدنامہ میں پولس دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے دایہ کی طرح ایمانداروں کی خدمت کی (۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۷۔ اُردو ترجمہ میں ماں ہے لیکن دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ یہ یونانی لفظ ترو فوس trophos بمعنی پرورش کرنے والا کا ترجمہ ہے)۔

۱۸۔ دباغ

یونانی برسیوس byrseus یہ برسا بمعنی کھال سے مشتق ہے۔ جانوروں کی کھال صاف کرکے کمانے کا فن۔ چونکہ اس پیشہ میں پانی کثرت سے استعمال ہوتا تھا اور اس جگہ تعفّن بہت ہوتا تھا اس لئے دباغ عموماً شہر سے باہر ندی کے کنارے اپنا کام کرتے تھے۔ اس کا ذکر اعمال ۹: ۴۳؛ ۱۰: ۶، ۳۲ میں آتا ہے۔ پطرس یافا میں شمعون دباغ کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔

۱۹۔ دربان

دروازے پر پہرا دینے والا۔ عبادت گاہ، شاہی محل، افسروں کی جائے رہائش اور شہروں کے پھاٹکوں پر پہرہ دینے والے مقرر کئے جاتے تھے (زبور ۸۴: ۱۰؛ یوحنا ۱۸: ۱۶، ۱۷؛ ۲۔سموئیل ۱۸: ۲۶؛ ۲۔سلاطین ۷: ۱۰)۔

۲۰۔ دھوبی دیکھئے دھوبی، دھوبیوں کا میدان۔

۲۱۔ ڈاکو

لوٹ مار کرنے والا۔ رہزن۔ مختلف عبرانی اور یونانی لفظوں کا ترجمہ ڈاکو کیا گیا ہے۔ موسوی شریعت کے مطابق لوٹ مار کرنا سخت منع تھا (احبار ۱۹: ۱۳)۔ انبیاء نے اور امثال کی کتاب کے مصنف نے اس کے خلاف آواز بلند کی (حزقی ایل ۴۵: ۹؛ ناحوم ۳: ۱؛ امثال ۲۲: ۲۲)۔ نئے عہدنامہ میں اس کا یونانی لفظ لیس تیس lestes ہے۔ وہ سب کے سامنے جبراً مال لوٹتا ہے (یوحنا ۱۰: ۱، ۸؛ ۱۸: ۴۰؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶؛ متی ۲۱: ۱۳ وغیرہ)۔ اس کے برعکس چور kleptes چوری چھپے مال سنبھالیتا ہے (متی ۶: ۱۹ وغیرہ)۔

راج۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۰

۲۲۔ ربّی

عبرانی میں ربّ کے معنی عظمت ہیں۔ یوں تعظیماً مالک اور پھر اُستاد کے لئے استعمال ہوا ہے "میرے مالک یا میرے اُستاد"۔ بعد میں یہ شرع کے عالم کے لئے بطور لقب استعمال ہونے لگا۔ پھر دینی اُستاد کے لئے۔ یہ لقب ایک مرتبہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کو (یوحنا ۳: ۲۶) اور بارہ مرتبہ خداوند یسوع کو دیا گیا۔ متی ۲۳: ۷، مابعد میں خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو متنبہ کیا کہ اپنے کو ربّی نہ کہلواؤ۔ ربّونی اس سے بھی زیادہ احترام کا لفظ ہے جو مرقس ۱۰: ۵۱ اور یوحنا ۲۰: ۱۱ میں خداوند کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۲۳۔ رنگریز

اس پیشے کا ذکر براہِ راست نہیں ہوا۔ غالباً لدیہ قرمز بیچنے والی اسی پیشہ سے تعلق رکھتی تھی (اعمال ۱۶: ۱۴)۔ دیکھئے قرمزی۔

۲۴۔ ساقی (عبرانی۔ شاقہ)۔

مشرقی بادشاہوں کے دربار میں ایک بڑا ذمہ دار افسر جو خوراک کی دیکھ بھال کرتا اور اپنی تسلّی کرتا کہ کھانے میں کہیں زہر تو نہیں ملایا گیا (پیدائش ۴۰: ۱؛ نحمیاہ ۱: ۱۱۔ کیتھولک ترجمہ جام بردار ۱۔ملوک ۱۰: ۵؛ ۲۔اخبار ۹: ۴)۔ ساقی بادشاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اکثر اس کے رازدان بھی ہوتے تھے۔

۲۵۔ سپاہی

فوجی آدمی۔ ★ لشکر کا فرد (۲۔تواریخ ۲۵: ۱۳)۔ عبرانی بن جدود ہے یعنی لشکر کا بیٹا۔ جدود کا مادہ جادد (گیمل۔ دالتھ۔ دالتھ) ہے جس کے معنی کاٹنا ہیں یعنی وہ جو دشمن کو کاٹتا ہے (قب عربی جدّ)۔ پیدائش ۴۹: ۱۹ میں جدؔ کے قبیلے کے سلسلے میں رعایت لفظی کی گئی۔ جد پر جدود (فوج) حملہ کرے گی۔

ابتدائی دور میں ہر اسرائیلی مرد کو جو بیس برس یا اس سے اُوپر کی عمر کا ہوتا فوج میں شامل ہونا لازم تھا (گنتی ۱: ۳)۔ ہر قبیلے کے ایسے شخصوں کو اکٹھا کرکے اُن کا ایک دَل بنایا جاتا تھا جس کا اپنا جھنڈا اور اپنا سردار ہوتا تھا (گنتی ۲: ۲؛ ۱۰: ۱۴)۔ داؤد بادشاہ کے زمانے تک بنی اسرائیل میں صرف پیادہ فوج تھی کیونکہ خدا نے گھوڑوں کی افزائش ممنوع قرار دی تھی (استثنا ۱۷: ۱۶)۔ بعد میں سلیمان بادشاہ نے گردونواح کے بادشاہوں کی دیکھا دیکھی رتھوں اور گھڑ سواروں کا انتظام کیا۔

پیادہ کا عبرانی لفظ رجلی ہے جس کے بنیادی معنی ہیں پیر کو حرکت دینا (قب عربی رَجُل پیدل چلنے والا آدمی)۔ یہ زیادہ تر سپاہیوں کے لئے استعمال ہوا ہے (۱۔سموئیل ۴: ۱۰؛ ۱۵: ۴؛ ۲۔سلاطین ۱۳: ۷ وغیرہ)۔ عام معنوں میں یہ گنتی ۱۱: ۲۱ وغیرہ میں آتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں تین مختلف یونانی لفظوں کا ترجمہ سپاہی اور پیادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سترتیوتیس stratiotes = سپاہی۔

(۱)۔ سپاہی کے عام معنوں میں یہ متی ۸: ۹؛ ۲۷: ۲۷؛ ۲۸: ۱۲؛ مرقس ۱۵: ۱۶؛ لوقا ۷: ۸؛ ۲۳: ۳۶ اور چھ مرتبہ یوحنا کی انجیل اور تیرہ مرتبہ اعمال کی کتاب میں آتا ہے۔

(۲)۔ مجازی معنوں میں یہ ۲۔تیمتھیس ۲: ۳ میں آتا ہے۔ اسی سے ترتیب دیا ہوا ایک اور لفظ فلپیوں ۲: ۲۵ اور فلیمون آیت ۲ میں آتا ہے۔ اس کا ترجمہ ہم سپاہ کیا گیا ہے۔

ب۔ ھیوپریتیس hyperetes اس لفظ کے مفہوم کے لئے دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۸۸۔ اس کا ترجمہ متی ۵: ۲۵ میں سپاہی (کیتھولک۔ پیادہ)۔ کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو عدالت میں منصف کی مدد کے لئے مقرر ہو، جیسے ہمارے ہاں ناظر پیادہ۔ اسی لفظ کا ترجمہ لوقا ۱: ۲؛ ۴: ۲۰؛ اعمال ۲۶: ۱۶؛ ۱۔کرنتھیوں ۴: ۱ میں خادم ہے۔ باقی جگہ ترجمہ پیادہ ہے۔ متی ۲۶: ۵۸؛ مرقس ۱۴: ۵۴، ۶۵ (ان حوالوں میں کیتھولک خادم ہے)؛ یوحنا ۷: ۳۲، ۴۵، ۴۶؛ ۱۸: ۳، ۱۲، ۱۸، ۲۲؛ ۱۹: ۶؛ اعمال ۵: ۲۲، ۲۶۔ یہ اس عملے کے لئے استعمال ہوا ہے جو ★ صدر عدالت یا ★ عبادت خانہ کی خدمت کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ یہ نظم و نسق قائم رکھتے اور دوسرے فرائض ادا کرتے تھے مثلاً عبادت خانہ کے طوماروں کی حفاظت (لوقا ۴: ۲۰)۔ جب خداوند مسیح نے پیلاطس کے سامنے کہا "اگر میری بادشاہی دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے" (یوحنا ۱۸: ۳۶) تو یہی لفظ استعمال ہوا ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

ج۔ یونانی لفظ پراکتور praktor لغوی معنی عمل کرنے یا کرانے والا۔ اس سے وہ شخص مراد ہے جو عدالت کے حکم کی تعمیل کرواتا ہے (لوقا ۱۲: ۵۸)۔ اس کا ترجمہ بھی سپاہی کیا گیا ہے۔

۲۶۔ سُنار

سونے کا کام کرنے والا۔ زیور بنانے والا۔ پرانے عہدنامہ میں اس کے لئے عبرانی لفظ صارف ہے بمعنی پگھلا کر صاف کرنا (امثال ۲۵: ۴؛ زبور ۱۲: ۶)۔ پھر یہ سُنار بنا (نحمیاہ ۳: ۸، ۳۲؛ یسعیاہ ۴۰: ۱۹؛ ۴۱: ۷؛ ۴۶: ۶؛ ملاکی ۳: ۲)۔ زیورات کے علاوہ سُنار بُت بھی بناتا تھا (ہوسیع ۱۳: ۲)۔

نئے عہدنامہ میں سُنار کا ذکر دیمیتریس کے سلسلے میں آتا ہے۔ یہ آسیہ میں ★ ارتمس دیوی کے چاندی کے مندر بنواتا تھا۔ پولس رسول کی تعلیم کے نتیجہ میں اُس کو اور اُس کے ہم پیشہ لوگوں کو خطرہ ہو گیا کہ اب اُن کی تجارت ٹھنڈی پڑ جائے گی اس لئے اُس نے پولس کی مخالفت کی۔ اس کے پیشے کو یونانی میں ارگیوروکوپوس argyrokopos یعنی چاندی پیٹنے والا کہا گیا ہے۔ اردو میں اس کو سُنار (کیتھولک صائغ بمعنی کاریگر۔ صیغ ڈھالنا) کا نام دیا گیا ہے (اعمال ۱۹: ۲۴)۔

۲۷۔ شکاری۔ صیاد

عبرانی صیاد (مادہ صادے۔ واو۔ دالتھ)۔ بنیادی معنی چھپ کر تاک میں بیٹھنا۔ شکار کرنا۔ شروع شروع میں شکار زندہ رہنے کا ایک وسیلہ تھا۔ بعد میں یہ ایک تفریحی شغل بن گیا۔ اس کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل ابتدا میں کاشتکار نہیں تھے بلکہ بھیڑ بکریاں چراتے تھے۔ اپنے ریوڑ کی جنگلی جانوروں سے حفاظت کرنے کے لئے اُنہیں اکثر درندوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا (خروج ۲۳: ۲۹؛ قضاۃ ۱۴: ۵؛ ۱۔سموئیل ۱۷: ۳۴)۔ بعض شخص شکار کرنے میں بہت مشہور تھے مثلاً نمرود (پیدائش ۱۰: ۹)؛ اسمٰعیل (پیدائش ۲۱: ۲۰)؛ عیسو (پیدائش ۲۵: ۲۷)۔

لذیذ خوراک کے لئے بھی شکار کیا جاتا تھا (پیدائش ۲۷: ۷؛ تیتر ۱۔سموئیل ۲۶: ۲۰؛ چکارہ اور ہرن (استثنا ۱۲: ۱۵))۔ سلیمان بادشاہ کے دسترخوان پر ایسے پرتکلف کھانے چنے جاتے تھے (۱۔سلاطین ۴: ۲۳)۔ کتاب مقدس میں شکار کرنے کے تین طریقوں کا ذکر ہے۔

ا۔ تیر کمان سے (پیدائش ۲۷: ۳)۔

ب۔ دام یعنی جال اور پھندے سے۔ یہ خاص کر چڑیوں کو پکڑنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ جال بچھا دیا جاتا تھا۔ جب پرندہ اُس میں پھنستا تو وہ اُچھل کر اُسے قابو کر لیتا تھا (عاموس ۳: ۵؛ یرمیاہ ۵: ۲۷)۔

ج۔ بڑے جانور مثلاً ہرن، لومڑی، شیر وغیرہ کو گڑھا کھود کر پکڑتے تھے۔ گڑھے پر جال بچھا دیتے اور گھاس پھوس سے اُسے چھپا دیتے تھے (زبور ۳۵: ۷؛ یسعیاہ ۲۴: ۱۸)۔ اگرچہ فلسطین میں شکاری کا پیشہ زیادہ عام نہ تھا تو بھی جیسے زبان کے محاوروں اور مجازی استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اس سے کافی واقف تھے (ایوب ۱۸: ۱۰؛ یرمیاہ ۵: ۲۶)۔ نئے عہدنامہ میں بھی شکار کے متعلق بعض استعارے آئے ہیں (لوقا ۱۱: ۵۴؛ رومیوں ۱۱: ۹؛ متی ۲۲: ۱۵)۔

۲۸۔ طبیب

دیکھئے طبیب۔

۲۹۔ عالمِ شرع

وہ شخص جو شریعت سے اچھی طرح واقف ہو (متی ۲۲: ۳۵؛ لوقا ۷: ۳۰؛ ۱۰: ۲۵؛ ۱۱: ۴۵ وغیرہ طِطُس ۳: ۱۳)۔ فقیہ شرع کے عالم تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیہ۔ فریسی۔

۳۰- غلام

دیکھئے غلام۔

۳۱- غیب بین

دیکھئے جادو اور جادوگری ۵

۳۲- فقیر

دیکھئے فقیر۔

۳۳- قاضی

جمع قضاۃ (عبرانی - شوفط - قاضی کے کام یعنی عدالت، انصاف، فیصلہ دینے کے لئے لفظ مشپاط استعمال ہوا ہے۔ قب اسم معرفہ ★ یہوسفط۔ کیتھولک یوشافاط جس کے دوسرے عنصر میں یہی لفظ آتا ہے۔ نام کے معنی ہیں جس کا یہوواہ انصاف کرتا ہے یعنی خدا اُس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے)۔

قاضی کا کام لوگوں کی شکایت سُن کر فیصلہ دینا ہے۔ ایک مثالی قاضی راستی سے مسکینوں کا انصاف اور عدل سے زمین کے خاکساروں کا فیصلہ کرتا اور شریر کو سزا دیتا ہے (یسعیاہ ۱۱: ۴)۔ وہ فتویٰ دینے والوں سے رہائی دلاتا ہے (زبور ۱۰۹: ۳۱)۔ بزرگانِ دین یعنی ابرہام، اضحاق وغیرہ کے زمانہ میں خاندان کے سربراہ اور قبیلے کے بزرگ منصف کا کام انجام دیتے تھے۔ موسیٰ نے اپنے خسر یترو کی صلاح پر ایسے لائق اشخاص چُنے جو خدا ترس، سچے اور رشوت کے دشمن تھے اور انہیں ہزار ہزار، سو سو، پچاس پچاس اور دس دس آدمیوں پر حاکم مقرر کیا۔ وہ مقدمہ سُنتے اور فیصلہ کرتے تھے۔ وہ صرف مشکل مقدموں کو موسیٰ کے پاس لاتے تھے (خروج ۱۸: ۱۳-۲۶؛ استثنا ۱: ۹-۱۷)۔ موسوی شریعت میں قاضیوں اور حاکموں کو مقرر کرنے کا انتظام تھا۔ "تو اپنے قبیلوں کی سب بستیوں میں .... قاضی .... مقرر کرنا" (استثنا ۱۶: ۱۸)۔ یہ آیت غور طلب ہے کیونکہ عبرانی میں لفظ ★ پھاٹک (شعیر) آتا ہے جو اردو میں نہیں۔ تاہم عربی، فارسی اور بعض انگریزی ترجموں میں آتا ہے۔ اس آیت میں پھاٹک کی اہمیت یہ ہے کہ یہاں مقدمے سنے جاتے اور فیصلے سنائے جاتے تھے (قب عاموس ۵: ۱۲؛ زکریاہ ۸: ۱۶؛ روت ۴: ۱؛ استثنا ۲۵: ۷؛ ایوب ۵: ۴ وغیرہ) تاہم صنعت مجاز مرسل کے مطابق پھاٹک سے شہر مراد ہوتا ہے اس لئے اردو ترجمہ بھی صحیح ہے۔ ان قاضیوں کے کردار کے متعلق لکھا ہے کہ وہ صداقت سے لوگوں کی عدالت کریں۔ انصاف کا خون نہ کریں، نہ کسی کی رُو رعایت کریں اور نہ رشوت لیں (استثنا ۱۶: ۱۹)۔ سموئیل نبی مقدموں کا فیصلہ خود کرتا تھا۔ اُس نے گشتی عدالت کا بھی اہتمام کیا تھا (۱-سموئیل ۷: ۱۶؛ ۸: ۱)۔ جب سلطنت قائم ہوئی تو بادشاہ خود مقدموں کا فیصلہ کرتا تھا۔ سلیمان بادشاہ نے اپنے محل کے برآمدہ میں تخت نصب کروایا جہاں بیٹھ کر وہ عدالت کرتا تھا (۱-سلاطین ۷: ۷) لیکن مقامی عدالتیں بھی قائم کی گئی تھیں (۱-تواریخ ۲۳: ۴؛ ۲۶: ۲۹)۔ ★ یہوسفط بادشاہ نے شہر بشہر قاضی مقرر کئے اور یروشلیم میں ایک عدالت عالیہ قائم کی (۲-تواریخ ۱۹: ۵-۸)۔ مقدمے کی سماعت اور فیصلے کا اعلان سرِ عام کیا جاتا تھا (خروج ۱۸: ۱۳)۔ اس کے لئے شہر کا پھاٹک چُنا جاتا تھا کیونکہ وہ سب لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ تھی۔

انبیاء نے اکثر شکایت کی ہے کہ عدالتیں بدعنوانیوں کا شکار ہیں اور رشوت اور جھوٹی گواہی کا بازار گرم ہے (یسعیاہ ۱: ۲۳؛ عاموس ۵: ۱۲؛ میکاہ ۳: ۱۱)۔

۳۴- کاتنے والا

کپڑا بُننے کے لئے دھاگہ یا سوت تیار کرنے والا۔ یہ روئی، اون یا سن کو بٹ کر سوت تیار کرتا تھا۔ یہ کام اکثر عورتیں کرتی تھیں۔ کاتنے کے لئے ★ تکلہ اور ★ اٹیرن استعمال ہوتا تھا۔ نیز دیکھئے بُننا۔ کاتنا۔

۳۵- کاشتکار

لفظی معنی بونے والا۔ یہ باغبانی کا پیشہ ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲۔ نیز دیکھئے کاشتکاری۔

۳۶- کاہن

دیکھئے کاہن۔

۳۷- کسان

دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲

۳۸- کمہار

کوزہ گر۔ مٹی کے برتن بنانے والا۔ ایک معقول روایت کے مطابق اس پیشے کی ابتدا ایک حادثہ کی وجہ سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ کسی نے ایک ٹوکری کے اندر مٹی سے استرکاری کی ہوئی تھی۔ اتفاقاً اس کو آگ لگ گئی۔ ٹوکری تو جل گئی لیکن استر آگ سے پک

کر ایک پکا مٹی کا برتن بن گیا۔

کمہار کے لئے عبرانی لفظ **یو صیر** ہے۔ یہ فعل کے صیغہ میں پیدائش ۲: ۷ میں استعمال ہؤا ہے "خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا (یصر)"۔

کمہار اکثر ایسی جگہ بستے تھے جہاں اچھی مٹی دستیاب ہو۔ مثلاً یروشلیم کا نشیبی شہر (یرمیاہ ۱۸: ۲-۴ - نیز دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۳) اور حبرون کا علاقہ جہاں غالباً بادشاہ کے لئے ظروف سازی ہوتی تھی (۱-تواریخ ۴: ۲۳)۔ کمہاروں کی بڑی مانگ تھی کیونکہ دھات کے برتن مہنگے تھے اور چمڑے کی مشکیں بعض کام کے لئے موزوں نہ تھیں۔ نیز چونکہ مٹی کے برتن جلد ٹوٹ جاتے ہیں اس لئے نئے برتن بنانے کی ضرورت جاری رہتی تھی۔ کمہار صحیح قسم کی مٹی کی تلاش میں رہتا تھا۔ وہ مٹی سے پتھر اور کنکر نکال کر اُسے صاف کرتا۔ پھر اُسے اچھی طرح گوندھ کر ★ لونڈ کو ★ چاک پر رکھ کر مختلف برتن بناتا۔ اگر کوئی برتن خراب ہو جاتا تو وہ اُسی مٹی سے کوئی اور برتن بنا دیتا (یرمیاہ ۱۸: ۲-۴)۔

★ "کمہار کے کھیت" سے غالباً وہ جگہ مراد ہے جہاں سے کمہار برتن بنانے کے لئے مٹی لیتے تھے۔ ★ کمہاروں کا پھاٹک غالباً وہ جگہ تھی جس کے قریب کمہار ٹوٹے ہوئے برتن پھینکتے تھے (یرمیاہ ۱۹: ۲)۔ پرانے عہدنامہ میں کمہار کا ذکر اکثر لغوی معنوں میں آیا ہے لیکن لکھنے والوں کو اس میں ایک پُرمعنی استعارہ ملا جس سے انہوں نے خدا کو اسرائیل اور دوسری قوموں کا کمہار کہا (زبور ۲: ۹؛ یسعیاہ ۲۹: ۱۶؛ ۴۱: ۲۵؛ ۴۵: ۹؛ یرمیاہ ۱۸: ۲، ۳، ۶)۔ یسعیاہ ۴۵: ۹ کا حوالہ خاصہ دلچسپ ہے جس میں نبی ان پر افسوس کرتا ہے جو اپنے خالق سے نجات کے انتظام کے سلسلے میں لڑتے ہیں۔ نبی فرماتا ہے کہ کیا برتن کمہار سے شکایت کر سکتا ہے کہ تو نے میرے ہاتھ کیوں نہیں بنائے (یسعیاہ ۴۵: ۹ ب)؟ پولس رسول اسی استعارے کو نئے عہدنامہ میں استعمال کرتا ہے۔ اس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ ★ یشوع بن سیراخ نے کمہار اور دوسرے کاریگروں کے کام کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا تھا۔ وہ فقہاء کی حکمت کا دوسرے کاریگروں سے مقابلہ کرتے ہوئے کمہار کے بارے میں لکھتا ہے "کمہار اپنے کام پر بیٹھا ہؤا پہیئے کو اپنے پاؤں سے گھماتا ہے۔ وہ اپنے کام میں ہمیشہ کوشش کرتا ہے اور بے شمار برتنوں کو بناتا ہے۔ وہ اپنے بازوؤں سے مٹی کو گوندھتا ہے اور اپنے پاؤں کے سامنے اپنی قوت کو جھکاتا ہے۔ اُس کا دل روغن (برتنوں پر پالش) کے عمدہ کرنے میں اور اُس کی بیداری بھٹی کی صفائی میں ہے" (یشوع بن سیراخ ۳۸: ۳۲-۳۴)۔

یہاں ضمناً ہم قاری کے شوقِ تجسس کو پورا کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ یشوع بن سیراخ کہتا ہے کہ فقہاء کو حکمت حاصل کرنے کے لئے فرصت درکار ہے اور اُنہیں دیگر کاموں سے چھٹی ملنی چاہیئے۔ کمہار اور دوسرے کاریگر اور دستکار بہت محنت کرتے ہیں اور اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ بے شک شہر تعمیر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن فقیہوں کا کام نہیں کر سکتے۔ وہ قاضی کی کرسی پر بیٹھ نہیں سکتے۔ وہ حکم اور فتویٰ کی تشریح نہیں کر سکتے (۳۸: ۲۵، ۳۶-۳۸)۔

یشوع بن سیراخ دیگر جگہ بھی کمہار کے کام کا خوبصورتی سے ذکر کرتا ہے (۲۷: ۵- "مٹی کا برتن بھٹی میں آزمایا جاتا ہے اور انسان کا اُس کی گفتگو سے امتحان کیا جاتا ہے")۔

ایک اور حوالہ ہمیں پولس رسول کی دلیل کی طرف لے جاتا ہے۔ یشوع بن سیراخ ۳۳: ۱۳، ۱۴ "جس طرح مٹی کمہار کے ہاتھ میں ہے اور اُسی کی مرضی کے مطابق ساخت ہوتی ہے اُسی طرح انسان اپنے خالق کے ہاتھ میں ہے۔ وہی اپنے فیصلے کے مطابق اُسے حصہ دیگا"۔

کمہار کے لئے یونانی لفظ **کیرامیوس keramеus** ہے۔ ہمارے ملک میں کئی چینی کی مٹی سے برتن بنانے والے اپنے نام میں اسی لفظ کی انگریزی شکل شامل کرتے ہیں (**ceramics** سرامک)۔

نئے عہدنامہ میں کمہار کا ذکر صرف دو مرتبہ آتا ہے، اُس کھیت کے سلسلے میں جو یہوداہ اسکریوتی کی اُس رقم سے خریدا گیا جو اُس نے مُقدس میں پھینکی تھی (متی ۲۷: ۳-۵؛ قب اعمال ۱: ۱۸) اور رومیوں ۹: ۲۱ میں۔ اس جگہ پولس رسول کمہار کی تمثیل کے حوالے سے کسی فرضی یا اصلی نقاد کو مدلل جواب دے رہا ہے۔ کسی نے خدا پر یہ الزام لگایا کہ اُس کے ہاں بے انصافی ہے (رومیوں ۹: ۱۴)۔ یہ جملہ خدائے پاک کی شان میں کُفر ہے۔ اسی لئے پولس بڑے زور سے کہتا ہے "ہرگز نہیں" جو ہمارے محاورے میں نعوذ باللہ کے مترادف ہے)۔ پولس خروج ۳۳: ۱۹ پر تکیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ خدا جس پر چاہے مہربان ہوتا ہے اور جس پر چاہے رحم کرتا ہے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ رحم اور مہربانی کا انحصار خواہش یا کوشش کرنے والے پر نہیں بلکہ خدائے رحیم پر ہے۔ یہاں سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا خدا نے پہلے ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ ہر شخص کا حشر کیا ہوگا؟ تو پھر کسی کو قصوروار کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ اس اعتراض کے جواب میں پولس کمہار کی تمثیل پیش کرتا ہے جو پہلے یسعیاہ نبی نے بھی اسی مضمون کے لئے استعمال کی تھی (یسعیاہ ۲۹: ۱۶؛ ۴۵: ۹)۔ جس طرح مٹی کمہار سے حجت نہیں کر سکتی اُسی طرح خدا کی مخلوق کا کوئی حق نہیں کہ اپنے خالق سے جرح کرے (رومیوں ۹: ۲۰)۔ اگلی آیت (۲۱) میں وہ یرمیاہ کی آیت کا اعادہ کرتا ہے (یرمیاہ ۱۸: ۶)۔ اس آیت کا مقابلہ حکمت ۱۵: ۷ سے کرنے سے یہ بات اور بھی صاف ہو جائیگی ("ایک کمہار نرم مٹی کو محنت سے گوندھتا ہے۔ اور اُس سے وہ سب برتن بناتا ہے جو ہمارے کام آتے ہیں تو اسی ایک مٹی میں سے وہ برتن بناتا ہے جو پاک استعمال کے لئے یا اُس کے برعکس

کے لئے کارآمد ہوں۔ لیکن اس بات کی تخصیص کہ کوئی برتن دونوں استعمالوں میں سے کس کے لائق ہے کمہار کے فیصلہ پر موقوف ہے")۔ چونکہ خدا خالق ہے اس لئے اُس کا غیر متنازعہ فیہ حق ہے کہ برتن کو عزت کے لئے یا بے عزتی کے لئے بنائے (آیت ۲۱)۔ اگلی آیات میں وہ ان دو اقسام کے ظروف کے متعلق خدا کے ارادے کے مطابق استعمال کا ذکر کرتا ہے۔ اس بحث کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو دعوت ہے کہ مسیح کی معرفت جو فضل اُن کو پیش کیا جا رہا ہے اسے قبول کر کے خدا کے رحم سے نوازے جانے کا تجربہ حاصل کریں۔

جو کچھ رومیوں ۹: ۱۹ - ۲۳ میں اشارۃً کہا گیا ہے اُس کی کلیسیا کے ایک بزرگ نے (کلیمنٹ آف روم ۹۰ تا ۱۰۰ء بشپ کے عہدہ پر روم میں تھا) یوں تشریح کی ہے۔ کمہار اگر چاہے تو برتن کو دوسری شکل دے سکتا ہے۔ لیکن یہ تب تک ممکن ہے جب تک برتن بھٹی میں پکایا نہ گیا ہو، یعنی اگر وہ ایک مرتبہ پک جائے تو پھر اُس میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اسی طرح انسانوں کو توبہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ بعد میں وہ خدا کی مرضی پوری کرنے کا موقع کھو بیٹھتے ہیں (قب یسعیاہ ۵۵: ۶)۔ کمہار کے برتن کا ذکر مکاشفہ ۲: ۲۷ میں آتا ہے۔

۳۹۔ گویّا۔ مغنّی

گانے والا (۱۔ تواریخ ۶: ۳۳)۔ گانا بجانا عبرانی سماجی زندگی کا ایک اہم حصّہ تھا۔ جنگ میں فتح کے موقع پر ساز بجانے، گیت اور نغمے گانے سے خوشی کا اظہار کیا جاتا تھا (خروج ۱۵: ۱ مابعد، قضاۃ ۵: ۱ مابعد)۔ خوشی کے دوسرے موقعوں اور جشنوں میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا (یسعیاہ ۵: ۱۲، عاموس ۶: ۵)۔ انگور کی فصل جمع کرتے وقت تو خاص کر راگ و رنگ سے خوشی اور شادمانی کی جاتی تھی (یسعیاہ ۱۶: ۱۰)۔ یہی سماں شادی بیاہ کے موقع پر ہوتا تھا (۱۔ مکابیّن ۹: ۳۷، ۳۹)۔ بادشاہ کے دربار میں اُس کے اپنے گویّے ہوتے تھے (۲۔ سموئیل ۱۹: ۳۵؛ واعظ ۲: ۸)۔ کسبیاں بھی اپنی تجارت چمکانے کے لئے گانے بجانے کا اہتمام کرتی تھیں (یسعیاہ ۲۳: ۱۶)۔

دینی زندگی میں بھی گانا بجانا ایک خاص کردار ادا کرتا تھا۔ ہیکل میں موسیقی کا خاص انتظام تھا۔ ۱۔ تواریخ ۱۵: ۱۶ - ۲۴ میں بتایا گیا ہے کہ داؤد بادشاہ نے لاویوں کو گانے اور ★ موسیقی کے ساز بجانے پر مقرر کیا۔

ان گانے والوں میں ایک شخص خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ اِسے زبور کی کتاب میں میرِ مغنّی کا نام دیا گیا ہے (دیکھئے زبور ۴، ۵، ۶، ۸، ۹ وغیرہ کی سرخیاں۔ زبوروں میں یہ کُل ۵۳ مرتبہ آیا ہے اور حبقوق باب ۳ کے آخر میں ایک مرتبہ)۔ میرِ مغنّی کون تھے اور ان کا کیا کام تھا؟ زیادہ وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ غالباً ان کا کام گانے بجانے میں قیادت کرنا تھا۔ یہ نچلے سُروں (★ شمنیت) پر ساز بجا کر آدمیوں کی گہری آواز میں قوالوں کی طرح گانے میں پیش روی کرتے تھے۔ یہ تشریح اردو ترجمہ سے صاف ظاہر نہیں ہوتی۔ جو عبرانی لفظ زبوروں کے عنوانوں میں میرِ مغنّی کے لئے استعمال ہُوا ہے وہ ناصح سے ترکیب دیا گیا ہے۔ اس کے مادّہ کا مفہوم چمکنا، خالص ہونا اور وفادار ہونا ہے (قب عربی نصح بمعنی خالص۔ مخلص) اور پھر نصیحت کرنے والا، یعنی صحیح ہدایت کرنے والا۔ ۱۔ تواریخ ۱۵: ۲۱ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اردو ترجمے یوں ہیں "شمنیت راگ پر بربط بجائیں" (پروٹسٹنٹ)؛ "بربطوں کے ساتھ نیچی سُر کے ساتھ گیت گاتے تھے" (کیتھولک)۔ اگرچہ لفظ ناصح استعمال ہُوا ہے دونوں ترجموں میں قیادت کا مفہوم مفقود ہے۔ فارسی ترجمہ یوں ہے "... با بربطہا بر ثمانی تا پیشروی نمایند"۔ ہماری رائے میں میرِ مغنّی قوال کی طرح آدمیوں کی گہری آواز (شمنیت) میں گانے والوں کی جماعت کی قیادت کرتا تھا۔ میرِ مغنّی کو عربی اور فارسی میں امام المغنّین اور سالار مغنّیان کہا گیا ہے (دیکھئے زبور ۶ کی سرخی)۔ غالباً کنانیاہ بھی ایک میرِ مغنّی تھا۔ یہ ماہر استاد تھا اور گیت گانے والوں کی جماعت کو موسیقی سکھاتا اور مشق کرواتا تھا (آیت ۲۲)۔

۴۰۔ گندھی۔ عطّار

دیکھئے حسن افروز اشیاء ۱

۴۱۔ لکھنے والا: مصنف۔ محرّر۔ کاتب۔ منشی۔ مورخ۔ فقیہ

ان سب کا ذکر ہم یہاں کریں گے۔ لفظ مصنف غالباً اردو ترجمہ میں نہیں ہے۔ باقی لفظ عبرانی اور یونانی کے مختلف الفاظ کا ترجمہ ہیں۔

ا۔ ذاکر۔ بنیادی معنی یاد کرنا (پیدائش ۹: ۱۵ قب عربی ذکر) اور پھر یاد میں لانا یعنی لکھنا تاکہ یاد رہ سکے۔ ان معنوں میں اس کا ترجمہ مورخ (۲۔ سموئیل ۸: ۱۶؛ ۲۰: ۲۴؛ ۱۔ سلاطین ۴: ۳؛ ۱۔ تواریخ ۱۸: ۱۵؛ ۲۔ تواریخ ۳۴: ۸) اور چند جگہ محرّر یعنی تحریر کرنے والا (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۸؛ یسعیاہ ۳۶: ۳، ۲۲۔ کیتھولک ترجمہ میں یہاں پر بھی مورخ ہی ہے) کیا گیا ہے۔

ب۔ سافر۔ سوفیر (سامک۔ پے۔ ریش)۔ بنیادی معنی کھرچنا۔ پتھر پر لکھنا اور پھر لکھنا۔ قب عربی سَفَرَ (کتاب) لکھنا۔ سَافِر۔ محرّر)۔

اس کا ترجمہ اکثر جگہ منشی (۲۔ سموئیل ۸: ۱۷؛ ۲۰: ۲۵؛ ۱۔ سلاطین ۴: ۳ وغیرہ) کیا گیا ہے۔ زبور ۴۵: ۱ میں کاتب اور یرمیاہ ۸: ۸ میں لکھنے والا ہے (کیتھولک ترجمہ میں کاتب زیادہ

مرتبہ استعمال ہوا ہے) - عزرا ۷ : ۶ ، نحمیاہ ۱۲ : ۳۶ میں فقیہ ہے - جیسے کہ ظاہر ہے ان سب الفاظ کا مفہوم لکھنے سے تعلق رکھتا ہے - جو شریع میں ماہر ہو گئے وہ بعد میں ★ فقیہ کہلائے - جو تاریخ لکھتے تھے مورخ کہلائے اور کتاب وغیرہ لکھنے والے کاتب -

یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شروع شروع میں لکھنا پڑھنا عام نہ تھا - کوئی کوئی لکھ پڑھ سکتا تھا - لکھنے کا پہلا حوالہ غالباً خروج ۱۷ : ۱۴ میں ہے - یشوعؔ عمالیقیوں سے لڑ رہا تھا اور موسیٰ خدا کی لاٹھی لئے پہاڑ پر ہارونؔ اور حورؔ کے ساتھ چڑھ گیا تھا - جب تک وہ اپنے ہاتھ اُٹھائے رکھتا تھا تب تک اسرائیلی غالب رہتے تھے . . . . . . جب اس کے نتیجہ میں فتح حاصل ہوئی تو خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ "اس بات کی یادگاری کے لئے کتاب میں لکھ دے" - خدا نے موسیٰ کو کئی بار لکھنے کا حکم دیا (خروج ۳۴ : ۲۷ وغیرہ) - موسیٰ کو لکھنے کا کافی کام تھا (خروج ۲۴ : ۴) لیکن خدا نے اُسے کچھ شخص چننے کا حکم دیا جنہیں وہ جانتا ہو کہ قوم کے ★ بزرگ اور سردار ہیں (گنتی ۱۱ : ۱۶) - یہ اُس کی مدد کریں گے - جس عبرانی لفظ (شوطریم) کا ترجمہ سردار کیا گیا ہے اُس کے بنیادی معنی ہیں لکھنے والے (قب عربی سطر بمعنی لکھنا) - سو یہ بزرگ نہ صرف مشہور تھے بلکہ خواندہ بھی تھے (قب استثنا ۱ : ۱۵ - دانشور) -

بائبل مقدس میں کئی لوگوں کے لکھنے کی قابلیت کی طرف صاف اشارے ملتے ہیں - یشوعؔ نے دس احکام کی نقل کی (یشوع ۸ : ۳۲) - سموئیل نبی نے اسرائیل کے پہلے بادشاہ کی سلطنت کے طرزِ حکومت کو قلمبند کر کے خداوند کے حضور رکھ دیا (۱ - سموئیل ۱۰ : ۲۵) - یہ غالباً موجودہ زمانہ کے دستور یا آئین کی قسم کی دستاویز ہو گی - ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جو عبرانی لفظ "طرز" کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی **مشفات** اُس کے معنی انصاف کرنا (مثلاً پیدائش ۱۸ : ۱۹ میں) اور دستور ہیں (۱ - سموئیل ۲ : ۱۳ میں) - یہ لفظ یہی تاثر دیتا ہے کہ یہ دستورِ حکومت یا آئین تھا -

داؤدؔ بادشاہ نے اپنے فوجی افسر یوآبؔ کو خط لکھا (۲ - سموئیل ۱۱ : ۱۴) - سلیمان بادشاہ نے صورؔ کے بادشاہ حورامؔ سے خط و کتابت کا سلسلہ قائم رکھا (۲ - تواریخ ۲ : ۱۱) - اسی طرح ۲ - تواریخ ۲۶ : ۲۲ اور یسعیاہ ۸ : ۱ میں یسعیاہ نبی کے لکھنے کا ذکر ہے -

ایک مرتبہ خداوند مسیح نے سب کے سامنے زمین پر لکھا (یوحنا ۸ : ۶) - یوحنا (۲۱ : ۲۴) ، لوقا (۱ : ۳ ؛ اعمال ۱ : ۱) اور پولس (گلتیوں ۶ : ۱۱ ؛ فلیمون ۱۹ ؛ رومیوں ۱۵ : ۱۵) مصنف تھے - پولس کبھی کبھی کاتب کو بھی استعمال کرتا تھا (رومیوں ۱۶ : ۲۲) -

۴۲ - لُہار - لوہار

لوہے کی چیزیں بنانے والا - آہن گر - لفظ لہار اردو ترجمہ میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے - یہ دو مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ ہے -

ا - خاداش بمعنی کاریگر - یہ لوہے ، پیتل ، پتھر ، لکڑی کے کسی بھی کام کرنے والے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے - یہ عبرانی میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے لیکن اردو میں اس کا ترجمہ صرف تین مرتبہ لہار کیا گیا ہے (۱ - سموئیل ۱۳ : ۱۹ ؛ یسعیاہ ۵۴ : ۱۶ ؛ ۴۴ : ۱۲ - اس آخری حوالے میں یہ خاداش بوزل کا ترجمہ ہے - بوزل = لوہا - قب اسم معرفہ ★ برزلّی یعنی لوہے کا کاریگر) - باقی جگہ خاداش کا ترجمہ کندہ کار (خروج ۲۸ : ۱۱ وغیرہ) ، بڑھئی (۲ - سموئیل ۵ : ۱۱ وغیرہ) ، کاریگر (یسعیاہ ۴۰ : ۱۹ ، ۲۰ وغیرہ) اور بنانے والا (یسعیاہ ۴۵ : ۱۶ وغیرہ) کیا گیا ہے -

ب - مسگیر - یہ ساگر کے مادہ سے ہے (اسامک گیمل دلیش) جس کا بنیادی مفہوم بند کرنا ہے ، یعنی وہ جو بند کرتا ہے ، مثلاً یہ لہار کے لئے بھی (۲ - سلاطین ۲۴ : ۱۴ ، ۱۶ ؛ یرمیاہ ۲۴ : ۱ ؛ ۲۹ : ۲) اور قید خانے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ قید خانہ بند کرنے کی جگہ ہے (زبور ۱۴۲ : ۷ ؛ یسعیاہ ۲۴ : ۲۲) -

لوہے کی دریافت سے صدیوں پہلے فلسطین کے لوگ کان سے سونا ، چاندی اور پیتل نکالنے اور پگھلا کے صاف کرنے کے طریقے سے اچھی طرح واقف تھے - سلیمان بادشاہ نے عصیون جابر میں دھات پگھلانے کے لئے بھٹیاں (دیکھئے بھٹی) قائم کی تھیں - یہ غالباً لوہے اور پیتل کی کانوں کے قریب تھیں (۲ - تواریخ ۴ : ۱۷ ؛ ۱ - سلاطین ۷ : ۴۶ ؛ ۹ : ۲۶) - اسی جگہ کے قریب چکنی مٹی میں ہیکل کے پیتل کے ظروف ڈھالے گئے تھے - چھوٹے پیمانے پر لُہار کا کام کرنے کے لئے کچی دھات کے ڈلے ، گول چکر (دیکھئے قنطار) وغیرہ لہاروں کے کارخانوں میں بھیجتے تھے جہاں وہ اسے چھوٹی بھٹیوں میں صاف کر کے پگھلاتے تھے بھٹی کی آگ تیز کرنے کے لئے ★ دھونکنی استعمال کرتے تھے - یہ دھونکنی ہمارے ہاں کے پرانے قلعی گروں کی دھونکنی کی مانند تھی - بکری کی کھال سے ایک مشک نما آلہ بناتے تھے جس کے دو منہ ہوتے تھے - ایک چھوٹا منہ نالی کے ذریعہ بھٹی سے ملایا جاتا تھا - دوسرے منہ پر لکڑی کی دو چپٹیاں ہوتی تھیں جن سے یہ کھلتا اور بند ہوتا تھا - اسے کھول کر پیچھے لایا جاتا تھا - یوں مشک میں ہوا بھر جاتی تھی - پھر اسے بند کر کے آگے دھکیل دیتے تھے اور ہوا زور سے بھٹی میں جا کر آگ کو تیز کر دیتی تھی - جب لوہا یا دھات نرم ہو جاتی تو ★ نہائی پر رکھ کر ہتھوڑے سے پیٹ کر مختلف اشیاء بنائی جاتی تھیں (یسعیاہ ۴۱ : ۷) - اسلحہ سازی میں لُہار کا کردار بہت اہم ہے - پرانے زمانہ میں جب کسی ملک یا قوم کو محکوم رکھنا مقصود ہوتا تو اکثر اُس کے لہاروں کو ملک بدر کر دیتے - نبوکدنضر نے یہی حکمتِ عملی اختیار کی تھی (۲ - سلاطین ۲۴ : ۱۴) اور یہی حکمتِ عملی فلستیوں

نے بھی اختیار کی تھی (۱-سموئیل ۱۳ : ۱۹) - یہ کاریگر بڑے ہوشیار ہوتے تھے - وہ ہل وغیرہ کو آسانی سے اسلحہ میں اور اسلحہ جات کو ہلوں میں تبدیل کر سکتے تھے (یوایل ۳ : ۱۰ ؛ یسعیاہ ۲ : ۴ ؛ میکاہ ۴ : ۳) -

۴۲ - ماہی گیر - مچھیرا - مچھلیاں پکڑنے والا

پانی کے جانوروں کے لئے عام عبرانی لفظ داج اور داجا ہیں (قب فلستیوں کے مچھلی دیوتا کا نام دجون عبرانی داجون قضاۃ ۱۶ : ۲۳) - ماہی گیر کی زندگی سخت محنت مشقت کی زندگی ہے - اسی لئے اُسے ایک مضبوط جسم درکار ہے - ایسے جفاکش لوگوں کی طرزِ گفتگو میں بھی کبھی کبھی درشتی آجاتی ہے (قب مرقس ۱۴ : ۷۱ ما بعد) - خداوند مسیح کے کم از کم چھ شاگرد ماہی گیر تھے - پطرس ، اندریاس ، یعقوب ، یوحنا ، نتن ایل ، توما (متی ۴ : ۱۸ ، ۲۱ ؛ یوحنا ۱ : ۴۴ ؛ ۲۱ : ۲) اور غالباً فلپس (یوحنا ۱ : ۴۴ - یہ بیت صیدا کا رہنے والا تھا - ★ بیت صیدا کے معنی جالوں کی جگہ ہے - قب صیاد بمعنی ★شکاری) - ان میں سے بعض مل کر کام کرتے تھے (لوقا ۵ : ۷ ، ۱۰) - کتابِ مُقدّس میں مچھلی پکڑنے کے تین مختلف طریقوں کا ذکر آیا ہے -

ا - بھالے اور ★ نرسول سے (ایوب ۴۱ : ۷) -

ب - ★ شست سے (ایوب ۴۱ : ۱ ، ۲) -

ج - ★ جال سے (متی ۴ : ۱۸) اور بڑے جال سے (متی ۱۳ : ۴۷) -

۴۳-اے - مُبَشّر دیکھئے مُبَشّر

۴۴ - محصول لینے والا دیکھئے محصول لینے والا -

۴۵ - محرّر

دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۱

۴۶ - مختار

دیکھئے مختاری -

۴۷ - مشیر

دیکھئے مشیر -

مناد

دیکھئے مبشر -

۴۸ - منصرم

اس لفظ کے معنی منتظم ہیں - یہ ۱ - سلاطین ۴ : ۶ میں استعمال ہوا ہے جہاں ذکر ہے کہ عبدا کا بیٹا ادونیرام بیگار کا منصرم تھا - کیتھولک ترجمہ میں اسے خراج گیر کہا گیا ہے - لیکن ۱ - سلاطین ۵ : ۱۳ ، ۱۴ کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادونیرام بیگاریوں کا انتظام کرتا تھا - کیتھولک ترجمہ میں یہاں اسے مزدوروں کا داروغہ کہا گیا ہے (۱ - ملوک ۵ : ۱۳ ، ۱۴) -

۴۹ - معلّم

دیکھئے تعلیم و تربیت ۳

۵۰ - معمار - راج - سنگتراش

عمارت بنانے والے کو معمار اور راج کہتے ہیں - عبرانی کے مختلف لفظوں کا ترجمہ معمار اور راج کیا گیا ہے -

ا - بانا ۂ - بنانا - اس کا ترجمہ عام طور پر معمار کیا گیا ہے (۱ - سلاطین ۵ : ۱۸ ؛ ۲ - سلاطین ۱۲ : ۱۱ ؛ ۲ - تواریخ ۳۴ : ۱۱ ؛ عزرا ۳ : ۱۰ ؛ نحمیاہ ۴ : ۵ ، ۱۸ ؛ زبور ۱۱۸ : ۲۲ ؛ حزقی ایل ۲۷ : ۴) - ۲ - سلاطین ۲۲ : ۶ میں راج ہے - اس لفظ کا ترجمہ بنانا ، مثلاً پیدائش ۴ : ۱۷ (شہر بنایا اردو ترجمہ بسایا ہے) ، مرمّت کرنا (مثلاً ۲ - تواریخ ۳۳ : ۱۶) اور جیسے ہم نے پہلے بتایا ہے معمار بھی ہوا ہے - یہ ماہر مستری اور ناتجربہ کار راج دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے (۲ - تواریخ ۳۴ : ۱۱) -

ب - جادر - قب عربی جدر (بمعنی دیوار - گھیرا) - اس کا ترجمہ راج کیا گیا ہے (۲ - سلاطین ۱۲ : ۱۲ ؛ ۲۲ : ۶) - یہ دیوار بنانے والے راج تھے (قب حزقی ایل ۲۲ : ۳۰) -

ج - خاصب - کاٹنا - تراشنا خاص کر پتھر (۱ - سلاطین ۵ : ۱۵ - درخت کاٹنے والے ؛ ۲ - سلاطین ۱۲ : ۱۲ ؛ ۱ - تواریخ ۲۲ : ۲ ؛ ۲ - تواریخ ۲۴ : ۱۲ - سنگتراش ؛ عزرا ۳ : ۷ - معمار) -

د - خاراش - بنیادی معنی کاٹنا (مثلاً کندہ کرنا قب یرمیاہ ۱۷ : ۱) - دھات (۱ - سلاطین ۷ : ۱۴) لکڑی اور پتھر سے چیزیں بنانے والا - ۲ - سموئیل ۵ : ۱۱ میں خاراش ابن قیر ہے - ابن بمعنی پتھر (قب ۱ - سموئیل ۷ : ۱۲ - ریفرنس بائبل کا حاشیہ ★ قیر بمعنی دیوار اور خاراش معمار - پتھر کی دیوار کا معمار اور اس کا ترجمہ صرف معمار کیا گیا ہے (۲ - سموئیل ۵ : ۱۱) -

اسی طرح ۱ - تواریخ ۱۴ : ۱ میں عبرانی عبارت خاراش قیر ہے لیکن ترجمہ راج ہے - دیگر جگہ خاراش کا ترجمہ راج وغیرہ (۲ - سلاطین ۱۲ : ۱۲ ؛ ۲۲ : ۶ وغیرہ) ہے -

کسی عمارت کے بنانے کا منصوبہ اور اس کی تعمیر کسی ماہر معمار کے سپرد کی جاتی تھی (قب ۱ - کرنتھیوں ۳ : ۱۰ - دانا معمار) - یونانی آرکی تکتون archo - architekton بمعنی

حکومت کرنا۔ ایک شخص کی حکومت کو monarchi کہتے ہیں ۔ اس کے معنی "پہلا" بھی ہیں، یعنی سردار، جیسے آرچ بشپ یعنی پیشواؤں کا سردار۔ tekton بمعنی کاریگر۔ معمار۔ سو یہ معماروں کا سردار ہے۔ پولس مقامی کلیسیا کی بنیاد ڈالنے کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کو دانا معمار کہتا ہے جس نے کلیسیا کی بنیاد یسوع مسیح پر رکھی ہے ۔

معمار اپنے کام کی درستی کو ★ ساہول سے پرکھتا تھا۔ ساہول کو مجازی معنوں میں صداقت پرکھنے کی علامت کہا گیا ہے (یسعیاہ ۲۸: ۱۷) ۔ تعمیر (مکان بنانے) کا استعارہ کلام مُقدّس میں کئی جگہ آیا ہے۔ خدا ایک معمار ہوتے ہوئے قوم کو بناتا ہے (زبور ۶۹: ۳۵)۔ وہ داؤد بادشاہ کے تخت کو بنائے رکھتا ہے (زبور ۸۹: ۴) اور اپنے شہر یروشلیم کو تعمیر کرتا ہے (زبور ۱۴۷: ۲) ۔

نئے عہد نامہ میں کلیسیا کو خدا کی عمارت یعنی روحانی گھر کہا گیا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۳: ۹ ؛ ۱۔ پطرس ۲: ۴ - ۶) ۔ پولس رسول یونانی لفظ اوئے کو دومیو oikodomeo (لغوی معنی گھر بنانا ۔ متی ۷: ۲۴) کو تقریباً ۲۰ مرتبہ مجازی معنوں میں استعمال کرتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۵ ۔ کلیسیا کی ترقی کے لئے دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ "تعمیر"۔ اسی طرح ۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۱۲، ۲۶؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۹؛ افسیوں ۴: ۱۲، ۱۶، ۲۹ وغیرہ) ۔ ایمانداروں کو مسیح میں تعمیر ہوتے جانا چاہیئے (کلسیوں ۲: ۷) اور اپنے کو پاک ترین ایمان پر تعمیر کرنا چاہیئے (دیکھئے حاشیہ ریفرنس بائبل یہوداہ آیت ۲۰)۔

۵۱ - ملّاح

ناؤ چلانے والا ۔ کھویّا۔ عبرانی، ملّاخ۔ غالباً اس لفظ کا تعلق ★ نمک (ملخ) اور پھر سمندر یعنی نمکین پانی کے قطعہ سے ہے ۔ سمندر پر جہاز یا کشتی چلانے والا ۔ ملاحوں کے سردار کو ناخدا (فارسی لفظ جو غالباً ناؤ خدا یعنی کشتی کا مالک، کا مخفف ہے) کہتے ہیں ۔ اس کے لئے عبرانی لفظ خوبل ہے جو ★ رسی کے عبرانی لفظ سے مشتق ہے ۔ وہ شخص جس کے ہاتھ میں جہاز کی رسّی ہے (یوناہ ۱: ۶ ؛ حزقی ایل ۲۷: ۸، ۲۷، ۲۸، ۲۹)۔

عبرانیوں کا سمندر سے کم ہی واسطہ رہا ہے ۔ اس لئے عبرانی زبان میں جہاز رانی سے متعلق کم الفاظ ملتے ہیں ۔ ملّاخ عبرانی میں چار مرتبہ استعمال ہوّا ہے (حزقی ایل ۲۷: ۹، ۲۷، ۲۹ ؛ یوناہ ۱: ۵)۔ اردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً سات دفعہ مستعمل ہے ۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عبرانی کے کچھ اور لفظوں کا ترجمہ بھی ملاح کیا گیا ہے ۔ چپو ★ (ڈانڈ) سے کشتی چلانے والوں کو بھی ملاح کہا گیا ہے۔ چونکہ عبرانی میں لفظ شوط بمعنی چپّو (یسعیاہ ۳۳: ۲۱) سے ترکیب دیئے ہوئے لفظ آتے ہیں اس لئے حزقی ایل ۲۷: ۸، ۲۶ میں ملّاح کی جگہ کھینے والے یا چپّو چلانے والے زیادہ موزوں ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ) ۔

۱۔ سلاطین ۹: ۲۷ میں ملاح اُس عبرانی عبارت کا ترجمہ ہے جس کے لفظی معنی بیڑے کے آدمی یعنی اہلِ جہاز ہیں ۔ یہی لفظ حزقی ایل ۲۷: ۲۹ میں استعمال ہوّا ہے (دیکھئے جہاز اور کشتی ۱ ے ۵ ۔ نئے عہد نامہ میں لفظ ملّاح چار مرتبہ آیا ہے اور یہ یونانی لفظ ناؤتیس nautes کا ترجمہ ہے ۔ علماء کے خیال میں یہ سنسکرت کے لفظ ناؤ سے مشتق ہے (اعمال ۲۷: ۲۷، ۳۰ ؛ مکاشفہ ۱۸: ۱۷) ۔

۵۲ - مُنشی

دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۱

موّرخ ۔

دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۱

۵۳ - ناظم

انتظام کرنے والا ۔ اکثر بادشاہ کسی لائق آدمی کو ملک کے انتظام کو چلانے کے لئے مقرر کرتے تھے مثلاً یوسف (پیدائش ۴۱: ۴۰ - مختار) اور دانی ایل کو (۶: ۳) ۔ عبرانی لفظ پاقید اس مفہوم کو ادا کرتا ہے (پیدائش ۴۱: ۳۴ - "مختار بنائے" ؛ یرمیاہ ۲۰: ۱ ؛ ۲۹: ۲۶) ۔ اس عہدہ کے لئے منصبدار (آستر ۲: ۳) اور سردار کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں (نحمیاہ ۱۲: ۴۲ ؛ ۲۔ سلاطین ۲۵: ۱۹) ۔ وہ شخص جو شادیوں میں ضیافت کا انتظام کرتا تھا ★ میرِ مجلس کہلاتا تھا۔

۵۴ - نان پُز - نانبائی - بھٹیارا

عبرانی لفظ افاہ کے بنیادی معنی ★ تنور میں (روٹی) پکانا ہیں (خروج ۱۶: ۲۳) ۔ اکثر گھر گھر میں تنور ہوتے تھے لیکن قحط سالی کے دوران کئی گھروں کی روٹی ایک ہی تنور میں پکتی تھی (احبار ۲۶: ۲۶) ۔

روٹی پکانے پکوانے کا انتظام نان پُز یا نانبائی کرتا تھا (پیدائش ۴۰: ۱ ؛ ۱۔ سموئیل ۸: ۱۳ ؛ ہوسیع ۷: ۴) ۔ شاہی محل میں نان پُز ایک حاکم کا رتبہ رکھتا تھا (پیدائش ۴۰: ۲ ۔ عبرانی سرھا اوفیم ۔ مشرقی درباروں میں بھی روٹی کے انتظام پر جو شخص فائز ہوتا تھا اُسے عزت

کا خطاب دیا جاتا تھا۔ مثلاً مغل دربار میں اُسے خانِ سامان کا لقب دیا جاتا تھا جو اب بگڑ کر خانساماں ہو گیا ہے۔

نئے عہدنامہ میں نیک سامری کی تمثیل میں ★ سرائے کے منتظم کو بھٹیارا کہا گیا ہے۔

۵۵۔ نبی

دیکھئے نبی

۵۶۔ نوکر

دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۴۱

۵۷۔ واعظ۔منادہ۔

دیکھئے مبشر۔

پیلاطس پنطیس۔ پیلاطس، پنطوس:۔ ۲۵ عیسوی سے ۳۵ عیسوی تک یہودیہ کا حاکم۔ اس کا نام سب مسیحی عقیدوں میں آتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مسیحی مذہب کی بنیاد تاریخ کے صفحوں میں ہے (لوقا ۱:۳)۔

۲۵ عیسوی میں تبریُس قیصر نے اسے یہودیہ کا پانچواں حاکم مقرر کیا۔ چونکہ رومی صدر عدالت نے اپنا پرانا فیصلہ کہ یہودیہ کا حاکم اپنی بیوی لے جا نہیں سکتا، بدل دیا تھا اس لئے پیلاطس اپنے ساتھ اپنی بیوی بھی یہودیہ لے گیا (متی ۲۷:۱۹)۔ وہ اپنے علاقے کا پورا حاکم تھا اور اس کے تحت پانچ ہزار سے زائد رسالہ اور پیادہ فوج تھی جو قیصریہ کی چھاؤنی میں مقیم تھی۔ اس فوج کا کچھ حصہ انطونیہ کے برج (قلعہ) میں یروشلیم کی دیکھ بھال کے لئے متعین تھا۔ یہودیہ کے حاکم کے اختیار بڑے وسیع تھے۔ وہ زندگی اور موت کا فیصلہ کر سکتا تھا۔ وہ یہودی صدر عدالت کا فیصلہ بدل سکتا تھا (یوحنا ۱۹:۱۰) اس لئے سب فیصلے توثیق کے لئے اُس کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ سردار کاہن کا تقرر اور ہیکل کے خزانے کے نظم و نسق میں بھی اُس کا ہاتھ تھا۔ سردار کاہن کا خاص لباس اُسی کی حفاظت میں رکھا جاتا اور صرف عیدوں پر نکالا جاتا تھا۔ عیدوں کے ایام میں حاکم خود بھی یروشلیم میں قیام کرتا تھا۔ غیر مسیحی رومی مؤرخ پیلاطس کا ذکر صرف یسوع مسیح کی سزائے موت کے سلسلے میں کرتے ہیں (دیکھئے Tacitus تستس اطالوی مؤرخ کی تواریخ ۱۵-۴۴)۔

یہودی مورخ یوسیفس اور یہودی فلسفی فیلو پیلاطس کی ایک بھیانک تصویر کھینچتے ہیں۔ اُن کے مطابق وہ ضدی، ظالم، سنگ دل اور لٹیرا حاکم تھا۔ وہ ضابطۂ عدالت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لوگوں کو سزا سُنا دیتا تھا۔ یوسیفس مختلف واقعات کے ذریعہ اُس کی اِن خرابیوں کی نشاندھی کرتا ہے۔

پیلاطس سے پہلے رومی حاکم، یہودیوں کی دل آزاری کے خیال سے یروشلیم میں قیصر کے جھنڈے نہیں لاتے تھے، کیونکہ ان جھنڈوں پر قیصر کی شبیہ ہوتی تھی جس کے سامنے سپاہی جھکتے تھے لیکن جب پیلاطس حاکم مقرر ہؤا تو اُس نے خفیہ طور پر رات کو یہ جھنڈے منگوا لئے اور جب یہودیوں نے متواتر ۵ دن تک قیصریہ میں احتجاج کیا تو ان سب کو ایک کھیل کے میدان میں جمع کروایا اور اپنے سپاہیوں کو اُن پر پل پڑنے کا حکم دیا۔ اُس نے ہیکل کے خزانے سے رقم نکلوا کر شہر کو پانی بہم پہنچانے کا منصوبہ بنوایا۔ اگرچہ یہ کام شہریوں کے مفاد میں تھا لیکن چونکہ یہ ہیکل کے خزانے کا غلط استعمال تھا اس لئے یہودیوں کی ایک بھیڑ اکٹھی ہو گئی۔ پیلاطس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عام لباس میں لوگوں میں گھل مل جائیں۔ جب اُنہیں ایک اشارہ دیا گیا تو انہوں نے قتلِ عام شروع کر دیا (لوقا ۱۳:۱)۔ ان میں اکثر لوگ گلیلی تھے جو ★ ہیرودیس بادشاہ کی رعایا تھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس سانحہ سے ہیرودیس اور پیلاطس کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی (لوقا ۲۳:۱۲)۔ اسی لئے پیلاطس نے موقع غنیمت جان کر یسوع کے پکڑوائے جانے کا فائدہ اُٹھایا اور اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجا (لوقا ۲۳:۶-۷)۔ یُوں اُن دونوں کے درمیان پھر تعلقات اُستوار ہو گئے۔

پیلاطس نے ۳۵ عیسوی میں سامریوں کے ایک مذہبی جلوس پر جو کوہ گرزیم پر اکٹھا ہو رہا تھا ہلّہ بولنے کا حکم دیا۔ بہت لوگوں کا خون بہایا گیا اور بیشتر کو قید کیا گیا۔ سامریوں نے ایک رومی حاکم اعلیٰ کے سامنے شکایت کی جس نے پیلاطس کو روم میں قیصر کے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد تاریخ میں اُس کے متعلق کوئی تصدیق شدہ بیان نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق اُس نے خودکشی کر لی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق وہ مسیحی ہو گیا تھا۔

پیل پایہ:۔ (ستون۔ تھم۔ لفظی معنی ہاتھی کا پاؤں (فیل=ہاتھی)۔ یہ لفظ صرف حزقی ایل ۴۰:۴۹ میں استعمال ہؤا ہے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے (عمود قب عربی عماد) اس کا ترجمہ باقی تقریباً ۹۰ جگہ ستون کیا گیا ہے۔ یہ لفظ ہیکل جدید کی پیمائش کے ذکر کے سلسلے میں استعمال ہؤا ہے۔

پیمانہ:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل۔

پِکنا:۔ دیکھئے اوزانِ بائبل ۷۔

پیوندکاری :- قلم لگانا۔ زراعت میں وہ طریقہ کار جس سے ایک جنگلی درخت میں اچھے درخت کی شاخ لگائی جاتی ہے تاکہ بہتر پھل لگے۔ اِس شجرکاری کے اصول سے سب لوگ اچھی طرح واقف تھے۔ پولس رسول اس عمل کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے رومہ کے یہودی اور غیر یہودی مسیحیوں کو خطاب کرتا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں اسرائیل کو "خوش میوہ ہرا زیتون" کا نام دیا گیا تھا (یرمیاہ ۱۱: ۱۶؛ ہوسیع ۱۴: ۶)۔ پولس رسول رومہ کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ سب یہودی، اسرائیل کی اولاد ہونے کی وجہ سے اسرائیلی نہیں (رومیوں ۹: ۶)۔ کچھ اسرائیلیوں کو اُن کی بے اعتقادی کی وجہ سے خارج کر دیا گیا۔ اُن شاخوں کو زیتون کے درخت سے کاٹ ڈالا اور اُن کی جگہ جنگلی زیتون کی شاخیں (یعنی غیر یہودی لوگ) اصلی زیتون میں پیوند کی گئیں (رومیوں ۱۱: ۱۷)۔ پولس رسول غیر اقوام سے آئے ہوئے مسیحیوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ تم کو زیتون کے درخت میں اس لئے پیوند کیا گیا ہے کہ تم پیوندکاری کے اصول کے مطابق بہتر درخت کی شاخ ہو۔ تمہاری طاقت تو روغن دار زیتون کی جڑ ہے نہ کہ تمہارے عمل۔ تم اس بات پر بھی نہ اتراؤ کہ کچھ شاخیں جو اچھے درخت کی تھیں کاٹی گئی ہیں۔ خدا نے جس طرح اُن کو کاٹ ڈالا وہ تمہیں بھی کاٹ کر علیحدہ کر سکتا ہے۔ یہ سب نظام خدا کے فضل کا نتیجہ ہے (رومیوں ۱۱: ۵، ۶)۔

قلمیں لگانے کا ذکر یسعیاہ ۱۷: ۱۰ میں ہے۔

نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۰

ت

تابستان:- گرمی کا موسم۔ لفظ تابستانی بائبل کے اُردو ترجمہ میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ یرمیاہ ۴۰: ۱۰، ۱۲؛ ۴۸: ۳۲؛ عاموس ۳: ۱۵؛ ۸: ۱؛ میکاہ ۷: ۱ وغیرہ۔

تابوت:- وہ صندوق جس میں لاش رکھتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ دو جگہ استعمال ہوا ہے، پیدائش ۵۰: ۲۶ اور ۲-تواریخ ۱۶: ۱۴۔ پہلا استعمال تو صحیح ہے کیونکہ مصری دستور کے مطابق لاش کو مسالوں سے مالش کر کے ایک خاص صندوق میں محفوظ رکھتے تھے۔ لیکن یہودی عام طور پر مُردے کو چارپائی پر ڈال کر قبرستان لے جاتے تھے۔ اسی لئے ۲-تواریخ ۱۶: ۱۴ میں کیتھولک ترجمہ کا پلنگ یا چارپائی زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ وہ ٹوکرا جس میں مُوسیٰ کو ڈال کر دریائے نیل میں بہایا گیا تھا، اُسے عبرانی میں تیبہ اور عربی میں تابُوت کہا گیا ہے (دیکھئے خروج ۲: ۳؛ قرآن ۲۰: ۳۹)۔
اہلِ اسلام عہد کے صندوق کو تابوتِ سکینہ کہتے ہیں (قرآن ۲: ۲۴۸)۔ دیکھئے عہد کا صندوق اور شکینہ۔

تاج:- ا۔ پرانے عہدنامے میں:۔ لفظ تاج بائبل میں کئی جگہ آتا ہے۔ یہ پرانے عہدنامے میں مختلف لفظوں کا ترجمہ ہے۔ مثلاً خیمۂ اجتماع کی میز کے اردگرد کا کنارہ خروج ۲۵: ۲۴ (کیتھولک ترجمہ میں کلس ہے)، سردار کاہن کے عہدے کا نشان خروج ۲۹: ۶ (کیتھولک ترجمہ میں لفظ طبق ہے)، بادشاہ کے عہدے کا نشان ۲-سموئیل ۱: ۱۰۔ تاج کا لفظ مجازی معنوں میں بھی کئی جگہ استعمال کیا گیا ہے (امثال ۱۲: ۴؛ ۱۶: ۳۱)۔
ب۔ نئے عہدنامہ میں:۔
یونانی میں دو لفظ ہیں جن کا اردو ترجمہ میں سہرا یا تاج کیا گیا ہے۔ stephanos اس کے لغوی معنی احاطہ کرنا، گھیرنا ہے اور اس سے مُراد وہ پتیوں سے بنا ہُوا تاج تھا جو کھیلوں میں جیتنے والوں کو دیا جاتا تھا۔ یہ عام طور پر بلوط، عشق پیچاں وغیرہ کی بیل یا زیتون کی پتیوں سے بناتے تھے۔ بعد میں اس کے معنی اور وسیع ہوگئے اور یہ فتح، خصوصی خدمت، شادی وغیرہ میں صلہ اور انعام کے لئے دیا جانے لگا۔ بعض مرتبہ پتیوں کے نمونے پر یہ سونے کا بھی بنایا جاتا تھا۔ نئے عہدنامہ میں بعض حوالوں سے اس کا کھیل سے تعلق صاف ظاہر ہے (۱-کرنتھیوں ۹: ۲۵-سہرا؛ ۲-تمیتھیس ۴: ۸؛ ۱-پطرس ۵: ۴ یہاں بھی ترجمہ سہرا ہے)۔
باقی جگہ یہ زندگی، خوشی، صلہ اور جلال کی علامت ہے (فلپیوں ۴: ۱؛ ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۹؛ یعقوب ۱: ۱۲؛ مکاشفہ ۲: ۱۰؛ ۳: ۱۱؛ ۴: ۴، ۱۰؛ ۶: ۲؛ ۹: ۷؛ ۱۲: ۱؛ ۱۴: ۱۴)۔
وہ کانٹوں کا تاج جو خداوند مسیح کو پہنایا گیا اسی قسم کا تھا۔ سپاہیوں نے مسیح کا تمسخر اُڑانے کے لئے اسے کانٹوں سے بنایا تھا (متی ۲۷: ۲۹؛ مرقس ۱۵: ۱۷؛ یوحنا ۱۹: ۲)۔
مسیحی مفسّروں کی رائے میں کانٹے گناہ کے پھل کی علامت ہیں (پیدائش ۳: ۱۸؛ گنتی ۳۳: ۵۵؛ امثال ۱۲: ۵؛ متی ۷: ۱۶؛ ۱۳: ۷؛ عبرانیوں ۶: ۸)۔
دوسرا یونانی لفظ diadema ہے جو شاہی رُعب اور اختیار کی علامت ہے۔ ان معنوں میں یہ نئے عہدنامہ میں صرف تین جگہ استعمال ہوا ہے۔ مکاشفہ ۱۲: ۳ اژدھے کے عہد کے لئے۔ مکاشفہ ۱۳: ۱ حیوان کی حکومت کے لئے۔ اور مکاشفہ ۱۹: ۱۲ مسیح کی حکومت کے لئے۔ نیز دیکھئے زیوراتِ بائبل ۶۔

تارح:- ۱۔ نحور کا بیٹا اور ابرہام کا باپ (پیدائش ۱۱: ۲۴-۳۲)۔ یہ کسدیوں (کلدانیوں) کے اُور کا ایک بت پرست باشندہ تھا (یشوع ۲۴: ۲)۔ جب خداوند نے ابرہام کو اُور سے باہر بلایا تو تارح اُس کے ساتھ حاران تک گیا جہاں اُس نے ۲۰۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔
۲۔ بنی اسرائیل کے سفر میں تحت اور منقہ کے درمیان ایک منزل (گنتی ۳۳: ۲۷، ۲۸)۔

تارگوم۔ ترجوم:- جیساکہ لفظ کی ساخت سے ظاہر ہے، اس کا مطلب "ترجمہ" ہے۔ لیکن یہودیوں نے اسے مخصوص معنوں میں استعمال کیا، یعنی عبرانی سے ارامی زبان میں ترجمہ۔
★ اسیری کے بعد ارامی زبان نے عبرانی کی جگہ لے لی۔ چنانچہ جب یہودیوں کے ★ عبادت خانوں میں پرانا عہدنامہ عبرانی میں پڑھا جاتا، تو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لہٰذا اس کام کے لئے خاص شخص مقرر کئے گئے جو ترجمہ اور تشریح کرتے تھے (نحمیاہ ۸: ۸)۔ ان لوگوں کو مترجمین یا مترجم کہتے تھے۔ اِس ترجمہ اور تشریح کا طریقہ کچھ اس طرح تھا کہ توریت سے ایک آیت عبرانی میں پڑھی جاتی اور پھر اس کا ترجمہ ارامی میں کیا جاتا۔ صحائفِ انبیاء سے تین تین آیات کے بعد ترجمہ کیا جاتا تھا۔ شروع میں ترجمہ کو

لکھ کر جماعت کے سامنے پڑھنے کی اجازت نہ تھی کیونکہ خطرہ محسوس کیا جاتا تھا کہ کہیں ترجمہ کو اصلی زبان کی عبارت سے زیادہ اہمیّت دی جائے۔ لیکن شخصی مطالعہ کے لئے یہ تراجم دستیاب تھے۔ ہم ترجوم کے ارتقا میں تین مرحلے دیکھتے ہیں۔ پہلا، زبانی ترجمہ کا زمانہ۔ دوسرا، جب کچھ حصّے سپردِ قرطاس کئے گئے۔ تیسرا، جب انہیں لکھنے اور شائع کرنے کی عام اجازت تھی۔

یہ ترجوم اس لئے اہم ہیں کہ ان کے ذریعہ ہم یہودیوں کی پرانے عہدنامہ کی روایتی تشریح کے متعلق بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ ترجوم کا استعمال نویں صدی عیسوی سے ختم کر دیا گیا۔ صرف جنوبی عرب میں ایک یہودی جماعت کچھ عرصہ پہلے تک ترجوم پڑھتی تھی۔ نیز بخارا کے ایرانی یہودیوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ترجوم، عبادت میں پڑھتے اور پھر اُس کا فارسی ترجمہ کرتے، یعنی ترجمے کا ترجمہ۔ مزید دیکھئے عبادت خانہ اور پشیطہ۔

تاریع۔ تحریع:۔ ساؤل بادشاہ کی اولاد سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۸: ۳۵)۔ ۱۔ تواریخ ۹: ۴۱ میں اس کے ہجے تحریع ہیں۔

تاریکی:۔ دیکھئے نور۔

تاک، تاکستان:۔ انگور کی بیل، انگوروں کا باغ۔ فلسطین کی آب و ہوا اور زمین انگور کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے (گنتی ۱۳: ۲۰، ۲۴)۔ یہ عرصۂ دراز سے یہاں کاشت کی جاتی رہی ہے، خصوصاً اُن پہاڑیوں پر جہاں اناج بونا مشکل ہے۔ عام طور پر تاکستان کے گرد دیوار کھڑی کی جاتی تھی تاکہ جانوروں اور چوروں سے محفوظ رہے (گنتی ۲۲: ۲۴؛ مرقس ۱۲: ۱)۔ تاکستان میں ایک برج بھی بناتے تھے جہاں سے نگہبان سارے باغ پر نظر رکھ سکتا تھا۔ اس میں انگوروں کا رس نکالنے کے لئے ایک کولہو بھی لگایا جاتا تھا (یسعیاہ ۵: ۲) اور اس کے قریب چٹان میں ایک حوض بھی کھودا جاتا تھا تاکہ اس میں رس جمع ہو جائے (متّی ۲۱: ۳۳)۔ موسوی شریعت کے مطابق انگور کی بیل سے سب پھل نہیں توڑا جاتا بلکہ کچھ غریبوں کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا (احبار ۱۹: ۱۰)۔ جو پھل گر جاتا وہ بھی غریب ہی اُٹھاتے تھے۔ نئی مے کو مشکوں (متّی ۹: ۱۷) یا پتھر کے بڑے مرتبانوں میں رکھا جاتا تھا، انگور تازہ بھی کھایا جاتا تھا اور اس کا رس بھی پیا جاتا تھا۔ انگوروں کو سکھا کر کشمش اور ان کی ٹکیاں بھی بناتے تھے (یسعیاہ ۱۶: ۷)۔

نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۹

تالاب:۔ پانی کا بڑا حوض۔ سردیوں اور بہار کے موسم میں جو پانی تالابوں میں جمع کر لیا جاتا تھا وہ موسم گرما میں ضروریات پوری کرتا تھا۔ مصنوعی تالابوں میں پانی جمع کر کے بنی اسرائیل ویران جگہ میں بھی بود و باش کر سکتے تھے۔

مصنوعی تالاب شہر کے اندر بھی کھودے جاتے تھے (واعظ ۲: ۶)۔ ان میں پانی نالیوں اور سرنگوں کے ذریعے شہر کے باہر کے چشموں سے لایا جاتا تھا تاکہ دشمن کے حملے کے وقت جب شہر کا محاصرہ ہو تو پانی مہیّا ہوتا رہے۔ اس قسم کے تالابوں کی مثالیں ذیل کے شہروں میں ہیں۔ جزر، مجدّو، جبعون (مقابلہ کریں ۲۔ سموئیل ۲: ۱۳)۔ حزقیاہ بادشاہ کی سرنگ اور شیلوخ (سلوام) کا حوض اس کی بہترین مثال ہے (یوحنّا ۹: ۷، ۱۱؛ نحمیاہ ۳: ۱۵۔ دیکھئے شیلوخ)۔

تالمود:۔ دیکھئے تلمود۔

تامح:۔ بنی تامح نتنیم تھے جو زربابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آئے (نحمیاہ ۷: ۵۵؛ عزرا ۲: ۵۳)۔

تانت:۔ یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں یسعیاہ ۳۸: ۱۲ میں استعمال ہوا ہے۔ کپڑا بُننے کے لئے دھاگے کو پہلے دو لکڑیوں پر طول میں ترتیب وار سلیقے سے کس دیتے ہیں، اسے تانا کہتے ہیں۔ پھر عرض میں ★ ڈھرکی (نال) کے ذریعہ دھاگے کو تانے کے اُوپر نیچے متبادل دھاگوں سے گزارتے ہیں۔ اسے بانا کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک تانے کا تقریباً سارا دھاگا ختم نہیں ہو جاتا۔ اب بُنے ہوئے کپڑے کو لکڑی کے شہتیر سے علیحدہ کرنے کے لئے کاٹ دیا جاتا ہے۔ یوں شہتیر پر دھاگوں کی ایک جھالر سی رہ جاتی ہے۔ بُنے ہوئے کپڑے کے کنارے پر بھی ایک جھالر سی ہوتی ہے جیسے بالوں کی چٹیا کی طرح گوندھ کر گرہ لگا دیتے ہیں۔

تانت سے کاٹ ڈالنے سے مُراد کپڑے کو تانے سے کاٹ کر علیحدہ کر دینا ہے۔ یہ کیتھولک ترجمہ سے بالکل صاف ہے۔ یہاں یہ لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے میں لفظ تانت سے جانور کا وہ پٹھا مُراد نہیں جو سکھا کر بٹا جاتا ہے اور بعض موسیقی کے سازوں میں استعمال کیا جاتا ہے نہ ہی یہ کاٹنے کا کوئی اوزار ہے۔

نیز دیکھئے بُننا۔

تانت سیلا۔ تانت شیلو:۔ (عبرانی = سیلا کا راستہ)۔ افرائیم کے قبیلے کی میراث کی شمال مشرقی حد پر ایک شہر (یشوع ۱۶: ۶)۔ یہ دس میل سکم کے مشرق اور دس میل ہی دریائے یردن کے مغرب میں تھا۔

تانیس:۔ دیکھئے ضُعن۔

تاؤ:- عبرانی حروفِ تہجی کا بائیسواں اور آخری حرف ת حسابِ جمل میں اس کے لئے ۴۰۰ کے اعداد مقرر ہیں۔ زبور ۱۱۹ کا آخری حصّہ اور اُس کی ہر آیت اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

تبدیلیٔ جوہر:- عشائے ربانی کے متعلق رومن کیتھولک عقیدہ۔ اس کے مطابق پاک عشا کی رسم کے دوران روٹی اور شیرہ میں فی الحقیقت مسیح کا بدن اور خون موجود ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے transubstantiation کہتے ہیں۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ ۱۔ قرنتیوں ۱۱: ۲۷۔ پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اِس عقیدے کی حامی نہیں۔

تَبَر:- (فارسی = کلہاڑی)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ حزقی ایل ۲۶: ۹ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اِسے جنگی اوزار کہا گیا ہے۔

تبریاس۔ طبادِیہ:- گلیل کی جھیل کے مغربی ساحل پر ایک شہر (یوحنّا ۶: ۲۳)۔ اس شہر کو ہیرودیس انتپاس نے ۲۰ عیسوی میں آباد کیا اور قیصر ★ تبریس کے اعزاز میں اس کو تبریاس کا نام دیا۔

یہودی اسے ایک ناپاک شہر تصوّر کرتے تھے کیونکہ اس کا کچھ حصّہ ایک پرانے قبرستان پر بنایا گیا تھا۔ تاہم یہ ستم ظریفی کی بات ہے کہ سقوطِ یروشلیم (۷۰ء) کے بعد یہودی اس میں بس گئے اور یہ یہودی علم و فضل کا مرکز بن گیا۔

گلیل کی جھیل کو اس شہر کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے (یوحنّا ۶: ۱؛ ۲۱: ۱)۔

تبریاس کی جھیل:- دیکھئے گلیل کی جھیل۔

تِبرِیُس قیصر۔ طبادِیُس قیصر:- پورا نام کلودیس تبریُس نیرو ہے۔ وہ ۴۲ ق م میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں نے تبریُس کے باپ کو طلاق دے کر قیصر اوگوستُس سے شادی کر لی۔ قیصر اوگوستُس نے اسے لے پالک بیٹا بنا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ اس قیصر کا ذکر متّی ۲۲: ۱۷؛ مرقس ۱۲: ۱۵ اور یوحنّا ۱۹: ۱۲ میں کیا گیا ہے۔ لوقا ۳: ۱ میں اس کا نام بھی درج ہے۔ یہ ۱۴ سے ۳۷ عیسوی تک رومی شہنشاہ رہا۔ تبریاس شہر اسی کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔

قیصر تبریُس ہی نے پیلاطُس کو روم واپس بلوایا اور معزول کر دیا کیونکہ اُس نے یہودیوں کی ایک عوامی تحریک کو کچلنے کے لئے بہت کشت و خون کیا تھا۔ نیز دیکھئے پیلاطُس۔

تبعیرہ:- (عبرانی = جلنا)۔ بیابان میں ایک جگہ جہاں خداوند کی آگ نے بڑبڑانے والے لوگوں کو بھسم کر دیا (گنتی ۱۱: ۱-۳؛ استثنا ۹: ۲۲)۔ یہ کوہِ سینا سے غالباً تین دن کی مسافت پر واقع تھی۔ اِس جگہ کی پوری نشاندہی نہیں ہو سکی۔

تبنی:- جینت کا بیٹا۔ زمری کی موت پر اُس نے عمری کی بجائے خود اسرائیل کے تخت پر قابض ہونے کی ناکام سازش کی (۱۔ سلاطین ۱۶: ۱۵-۲۱)۔

تبور۔ تابور:- ۱۔ گلیل کا ایک پہاڑ جہاں اشکار، زبولون اور نفتالی کی حدود ملتی ہیں (یشوع ۱۹: ۲۲)۔ اس پہاڑ پر برق نے دس ہزار آدمی اکٹھے کئے (قضاۃ ۴: ۶، ۱۲، ۱۴؛ ۵: ۱۸) تاکہ سیسرا اور کنعانی فوج سے مجدّو کے مقام پر جنگ لڑے۔ یہاں زبح اور ضلمنع کو شکست ہوئی (قضاۃ ۸: ۱۸، ۱۹)۔ تبور کا پہاڑ ناصرۃ کے مشرق اور گلیل کی جھیل کے جنوب مغرب میں ہے۔ قدیم روایت ہے کہ مسیح کی صورت کے تبدیل ہونے کا واقعہ یہیں ہوا۔ لیکن اِس کا وثوق سے دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ تبور کا میدان۔ اسے اردو ترجمہ میں تبور کا بلوط کہا گیا ہے (۱۔ سموئیل ۱۰: ۳)۔ سموئیل نبی نے ساؤل بادشاہ کو بتایا تھا کہ یہاں تین شخص تحفے لئے ملیں گے اور یہ خدا کی مدد کا نشان ہو گا یعنی کہ خدا ساؤل کے ساتھ ہے (۱۔ سموئیل ۹: ۵-۱۰: ۱۰)۔ یہ غالباً بنی بنیمین کے علاقے میں تھا۔

۳۔ زبولون کی میراث میں لاویوں کا ایک شہر (۱۔ تواریخ ۶: ۷۷)۔

تبیتا۔ طابیتا:- (ارامی = ہرنی، غزالہ)۔ یافا شہر کی ایک مسیحی خاتون، جو اپنے نیک کاموں کے لئے مشہور تھی۔ جب وہ مر گئی تو پطرس رسول کو بلایا گیا۔ اُس نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گئی۔ اِس معجزے کو دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان لائے (اعمال ۹: ۳۶-۴۳)۔

تپاون:- (ہندی کا لفظ جو اب پاکستان میں متروک ہے)۔ مے، پانی یا تیل کو دیوتاؤں کو چڑھانا۔ یہ رسم غیر اقوام میں عام تھی (استثنا ۳۲: ۳۸)۔ پرانے عہدنامے کی کئی قربانیوں کے ساتھ تپاون تپایا جاتا تھا (خروج ۲۹: ۴۰-۴۱؛ احبار ۲۳: ۱۳، ۱۸، ۳۷؛ گنتی ۱۵: ۴-۱۰، ۲۴؛ ۲۸: ۷-۱۰)۔

پولس رسول ۲۔ تیمتھیس ۴: ۶ اور فلپیوں ۲: ۱۷ میں موت کو تپاون سے تشبیہ دیتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ "کیونکہ میں اب تپاون کی طرح بہایا جا رہا ہوں" ۲۔ تیموتاؤس ۴: ۶)۔

تپِ دق:- دیکھئے امراضِ بائبل ۱۴۔

تترارخ:- دیکھئے چوتھائی مُلک کا حاکم۔ ہیرودیس ۳۔

تتنی۔ تتنائی:- فارس کا ایک حاکم جو یردن کے مغربی علاقہ پر حکمران تھا۔ اسے حکم دیا گیا تھا کہ ہیکل کی دوبارہ

تعمیر میں یہودیوں کی مدد کرے (عزرا ۵: ۳، ۶؛ ۶: ۶، ۱۳)۔

تثلیث فی التوحید :- مسیحی ایمان کا مرکزی عقیدہ۔

یہاں یہ بیان کرنا اشد ضروری ہے کہ مسیحی عقیدہ تثلیث نہیں بلکہ تثلیث فی التوحید ہے۔

لفظ تثلیث کتابِ مُقدّس میں موجود نہیں۔ اصطلاح تثلیث فی التوحید پہلی مرتبہ دوسری صدی عیسوی کے آخری عشرہ میں بزرگ طرطلیان نے استعمال کی اور یہ مسئلہ مسیحی علم الٰہی میں اس شکل میں چوتھی صدی عیسوی میں بیان کیا گیا۔ تاہم یہ مسیحی مذہب کا بنیادی، امتیازی اور جامع مسئلہ ہے جس کا صاف اشارہ کلام پاک کے پہلے صفحہ سے (پیدائش ۱: ۱-۳ = خدا، روح اور کلمہ) آخری صفحہ تک (مکاشفہ ۲۲: ۳، ۱۶ = خدا، برّہ، روح) کئی مرتبہ آتا ہے۔

نیز ذیل کے چند حوالے بھی ملاحظہ ہوں :- یسعیاہ ۴۸: ۱۶؛ متّی ۳: ۱۱؛ ۲۸: ۱۹؛ مرقس ۱: ۱۰-۱۱؛ یوحنّا ۱۴: ۲۶؛ اعمال ۲: ۳۲-۳۳؛ ۲: ۳۸؛ ۷: ۵۵؛ ۱-کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۶؛ ۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱۴؛ افسیوں ۱: ۵، ۱۲، ۱۳؛ ۲: ۱۸-۲۰؛ ۳: ۱۴، ۱۶، ۱۷؛ ۴: ۴-۶؛ ۵: ۱۸-۲۰؛ ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۳-۵؛ یہوداہ ۲۰، ۲۱۔

بائبل مُقدّس میں ذاتِ باری تعالےٰ کو واحد یا ایک بیان کیا گیا ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیے :

پرانا عہد نامہ	نیا عہد نامہ
خروج ۲۲: ۲۰	یوحنّا ۵: ۴۴؛ ۱۷: ۳
استثنا ۶: ۴	رومیوں ۱۶: ۲۷
زبور ۸۶: ۱۰	۱-کرنتھیوں ۸: ۶
زکریاہ ۱۴: ۹	۱-تیمتھیس ۱: ۱۷

لیکن خدا کا واحد یا ایک ہونا تعداد کے لحاظ سے نہیں۔ اُس کی یہ وحدت اُس کی ذات میں اِن معنوں میں ہے کہ وہ اپنی ذات میں بے نظیر، بے مثل اور لاشریک ہے۔

تاہم اِس ذاتِ واحدہ میں کثرت ہے اور یہ کثرت اقانیم باطنیہ کی ہے۔ اور جس طرح ذاتِ واجب نادیدہ ہے اُسی طرح یہ کثرت بھی نادیدہ ہے۔ ذاتِ خدا میں یہ کثرت ازلی، ابدی، ناقابلِ تقسیم اور دائمی ہے۔

بائبل مُقدّس میں اِس کثرت فی الذات کے بارے میں کافی حوالے ملتے ہیں۔

عہدِ عتیق میں

۱۔ اکثر خدا تعالےٰ کے لئے صیغہ واحد استعمال ہوا ہے لیکن بعض اوقات صیغہ جمع بھی آتا ہے۔ مثلاً "پھر خدا نے کہا ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں" (پیدائش ۱: ۲۶؛ مزید دیکھئے پیدائش ۳: ۲۲؛ ۱۱: ۷)۔ یہ صیغہ جمع تعظیمی نہیں کیونکہ خدا خود اپنی تعظیم نہیں کرتا بلکہ مخلوق، اور وہ بھی لفظ "تو" سے۔ پیدائش ۳: ۲۲ میں مرقوم ہے "خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا"۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ لفظ "ہم" تعظیمی نہیں۔

۲۔ استثنا ۶: ۴ "سُن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے ...."۔ یہ اہلِ یہود کا کلمہ ہے جو "شمع" کہلاتا ہے۔ عبرانی میں اِس کلمہ میں "خدا" کے لئے لفظ "الوہیم" آیا ہے۔ یہ لفظ صیغہ جمع میں ہے۔ اِس کا واحد "الوہ" ہے۔ یہودی اپنے عقیدے اور عام بول چال میں خدا کے لئے لفظ "الوہیم" ہی استعمال کرتے ہیں۔

۳۔ اِس عبرانی کلمہ "شمع" میں ایک کے لئے لفظ "اخاد" (قب عربی احد) آیا ہے۔ لیکن یہی لفظ پیدائش ۲: ۲۴ میں میاں بیوی کے ایک تن ہونے کے لئے بھی آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ لفظ وحدت فی الکثرت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے : "اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک (اخاد) تن ہوں گے"۔

ذاتِ باری تعالیٰ کی وحدت میں یہ کثرت تثلیثی ہے :

۱۔ یسعیاہ ۴۸: ۱۲-۱۶ "میں وہی ہوں۔ میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں .... اور اب خداوند خدا نے اور اُس کی رُوح نے مجھ کو بھیجا ہے"۔ اِس آیتِ مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متکلّم بیٹا ہے جو باپ اور رُوح دونوں کا ذکر کرتا ہے۔

۲۔ یسعیاہ ۶۳: ۷-۱۰ "وہ اُن کا بچانے والا ہُوا .... اور اُس کے حضور کے فرشتے نے اُن کو بچایا .... لیکن وہ باغی ہوئے اور انہوں نے اس کے روحِ قدس کو غمگین کیا"۔ اِس آیت میں "اُس کے" باپ کی طرف، "اُس کے حضور کے فرشتے" بیٹے کی طرف اور "روحِ قدس" پاک رُوح کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ پیدائش ۳۱: ۱۱-۱۳ میں مرقوم ہے : "خدا کے فرشتے نے" حضرت یعقوب سے فرمایا "میں .... خدا ہوں"۔ بعد ازاں اپنی زندگی کے آخری دنوں میں حضرت یعقوب نے فرمایا "وہ خدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی اور وہ فرشتہ جس نے مجھے سب بلاؤں سے بچایا ان لڑکوں کو برکت دے" (پیدائش ۴۸: ۱۵-۱۶)۔

پھر یہی فرشتہ حضرت ہاجرہ کو بچاتا ہے۔ اِس بات کا ذکر چار مرتبہ آیا ہے کہ "خداوند کا فرشتہ" اُن سے ہمکلام ہُوا، اور اُنہوں نے بھی اُسے "خداوند" کے نام سے مخاطب کیا۔ انہوں

نے خداوند کا نام " اَتا ایل روئی " رکھا جس کے معنی ہیں " اے خدا تو بصیر ہے " (پیدائش ۱۶ : ۷ - ۱۳) ۔ عہدِ عتیق میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ لوگوں نے " خداوند کے فرشتے " کی پرستش کی اور کبھی قصور وار نہ ٹھہرائے گئے ۔ ذیل کے لوگوں پر " خداوند کا فرشتہ " ظاہر ہُوا :

بی بی ہاجرہ پر	:	پیدائش ۱۶ : ۷ - ۱۳
حضرت ابرہام پر	:	؍ باب ۱۸
حضرت یعقوب پر	:	؍ ۳۲ : ۲۴ - ۳۰
حضرت موسیٰ پر	:	خروج ۳ : ۱ - ۱۵
تمام بنی اسرائیل پر	:	؍ ۱۴ : ۱۵ - ۲۰ ؛ ۲۳ : ۲۰ - ۲۳
حضرت یشوع پر	:	یشوع ۵ : ۱۳ - ۱۵
حضرت جدعون پر	:	قضاۃ ۶ : ۱۱ - ۲۴
حضرت سمسون کے والدین پر	:	قضاۃ ۱۳ : ۲ - ۲۳

عہدِ جدید میں

عہدِ عتیق " عکس " ہے اور عہدِ جدید " تکمیل " یعنی وہ باتیں جو عہدِ عتیق میں ایک حد تک پوشیدہ تھیں انہیں عہدِ جدید میں کھول کر بیان کیا گیا ہے ۔ بعینہٖ تثلیث فی التوحید کا عقیدہ ہے ۔ وہاں اس کا ذکر اشارۃً آتا ہے لیکن یہاں عیاں و بیاں ہے ۔

۱ ۔ خداوند یسوع کے بپتسمہ کے وقت اُن پر پاک رُوح نازل ہُوا اور باپ کی آواز آئی " یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں " (متی ۳ : ۱۶ - ۱۷) ۔

۲ ۔ خداوند مسیح حکم دیتے ہیں کہ جو ایمان لائے اُسے " باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو " (متی ۲۸ : ۱۹) ۔ یہاں ناموں میں نہیں بلکہ " نام " میں بپتسمہ دینے کو کہا گیا ہے یعنی وحدت میں کثرت ۔

۳ ۔ رسولوں کے اعمال میں بار بار تثلیث فی التوحید کی حقیقت کو پیش کیا گیا ۔ نجات کے کام میں خدائے واحد باپ ، بیٹا اور رُوح القدس کی مکمل وحدت کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے (دیکھئے اعمال ۲ : ۳۸ ، ۳۹ ؛ ۵ : ۳۰ - ۳۲ ؛ ۷ : ۵۵ - ۵۶) ۔

تثلیث فی التوحید کی تعریف

" خُدا واحد ہے ۔ اُس کی ذات میں تین اقانیم کی کثرت ہے جو بمنزلہ محل صفات ہیں جوہر ، قدرت ، ازلیت میں برابر اور ذات و صفات میں متحد بلکہ فعل میں متمائز ہیں "

نیز دیکھئے تجسم ۔ خدا کا بیٹا ۔ خدا کے نام ۔
رُوح القدس ۔ عقیدہ ، اتھاسیس کا ۔

کتابیات :- یہ مضمون مسیحی عقیدے کا بنیادی مسئلہ ہے اس لئے اس پر مزید معلومات اور بحث کے لئے ذیل کی کتابوں کے مطالعہ سے ضرور استفادہ کریں ۔

مسیحی اشاعت خانہ ۔ ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور

۱ ۔ مسیحی علم الٰہی کی تعلیم ۔ مصنف لوئیس برک ہاف صفحات ۲۸ تا ۱۱۳
۲ ۔ تثلیث فی التوحید ۔ از پیٹرسے
۳ ۔ خدائے واحد ۔ از یعسوب
۴ ۔ ایمان و عمل ۔ از ملر غلام مسیح صفحات ۵۹ - ۶۰
۵ ۔ تعلیم الٰہی ۔ از جے ۔ ای ۔ بچرج صفحات ۵۲ - ۶۲
۶ ۔ خدا کی ذات کی تشریح ۔ از اے ۔ ڈبلیو ۔ ٹوزر صفحات ۳۰ تا ۳۹
۷ ۔ تحقیقِ حق ۔ از ایم ۔ ایچ ۔ فن کے صفحات ۳۸ تا ۵۲
۸ ۔ رسولوں کے نقشِ قدم پر ۔ از ولیم ۔ جی ۔ ینگ صفحات ۲۲۶ تا ۲۳۱

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی ۔ انار کلی لاہور

۹ ۔ اثبات التثلیث فی التوحید از پادری عبدالحق صاحب
۱۰ ۔ تکشیف التثلیث از حافظ قائم الدین ۔ مسیحی منشر
۱۱ ۔ خدا کی جہاتِ ثلاثہ از پادری ڈبلیو ۔ ایچ ۔ ٹی ۔ گیرڈنر
۱۲ ۔ علامہ اقبال اور مسیحی اصطلاحات ۔ از ڈاکٹر نذیر یوسف ناشرین انسٹی ٹیوٹ آف پولیٹکل اینڈ سوشل سٹڈیز ۔ ایف ۔ سی کالج لاہور نمبر ۱۶ ۔

تثنیہ شرع :- شرع کا دوسرا بیان ۔ کیتھولک ترجمہ میں استثنا کی کتاب کا نام ۔ دیکھئے استثنا ۔

تج :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۸ ۔

تجرمہ ۔ توجرمہ :- جمر کا تیسرا بیٹا ۔ یافت کا پوتا ۔ اشکناز اور ریفت کا بھائی (پیدائش ۱۰ : ۳ ؛ ۱ ۔ تواریخ ۱ : ۶) ۔ اہلِ تجرمہ کے متعلق لکھا ہے کہ اُنہوں نے یاوان ، توبل ، مسک اور ترسیس کو گھوڑے ، جنگی گھوڑے اور خچر (حزقی ایل ۲۷ : ۱۴) اور جوج کو مسلح لشکر مہیا کیا (حزقی ایل ۳۸ : ۶) ۔

حتی تحریروں میں بھی تجرمہ کا ذکر آتا ہے لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دریائے فرات کے قریب کوئی علاقہ ہوگا ۔

تجسد :- دیکھئے تجسم المسیح ۔

تجسّم المسیح :- (کیتھولک علماء لفظ تجسّم کی بجائے تجسّد کو ترجیح دیتے ہیں) ۔ تجسّم کا مطلب تجسّم کے لغوی معنی ہیں جسم اختیار کرنا یا جسم میں ظاہر ہونا ۔ لیکن جب یہ اصطلاح مسیحی علم الٰہی میں استعمال کی جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ذاتِ الٰہی کے دوسرے اقنوم نے جسم اختیار کیا ۔ مسیح جسم نہیں بنے بلکہ انہوں نے جسم اختیار کیا ۔ یہ

تعلیم تمام بائبل میں پائی جاتی ہے لیکن اسے واضح صورت میں یوحنّا ۱ : ۱۴ جیسے حوالوں میں بیان کیا گیا ہے "اور کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا" (مقابلہ کیجئے ۱۔ تیمتھیس ۳ : ۱۶؛ رومیوں ۸ : ۳؛ ۱۔ یوحنّا ۴ : ۲؛ ۲۔ یوحنّا آیت ۷)۔

۱۔ جسم سے کیا مُراد ہے؟

بائبل میں بنیادی طور پر لفظ جسم (عبرانی = باسار basar یونانی = sarx) سے گوشت پوست کا جسم مراد ہے (مقابلہ کیجئے پیدائش ۲ : ۲۱؛ لوقا ۲۴ : ۳۹؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ : ۵۰)۔ چونکہ عبرانی لوگ جسم کے ساتھ نفسی جبلتیں بھی منسوب کرتے تھے اس لئے پرانے عہد نامہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جسم انسانی زندگی کے دونوں پہلوؤں یعنی جسم اور نفس کا احاطہ کئے ہوئے ہے (مقابلہ کیجئے جسم اور دل = زبور ۷۳ : ۲۶ اور جسم اور جان = زبور ۶۳ : ۱)۔ تاہم، اس کی اہمیت بشریت سے کہیں زیادہ ہے۔ بائبل گوشت پوست کے جسم کو اس حقیقت کی علامت سمجھتی ہے کہ انسان مخلوق ہے اور اس کا خدا پر انحصار ہے۔ اسے خدا کے برعکس جسم کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنا اظہار کر سکے۔ پس "جسم" انسان کے لئے ایک عام اصطلاح بن گئی جس کا اطلاق انسان اور حیوان دونوں پر ہوتا ہے (مقابلہ کیجئے پیدائش ۶ : ۱۲؛ ۷ : ۱۵، ۲۱ مابعد)۔ انہیں خدا نے پیدا کیا اور وہ اس زمین پر تھوڑا عرصہ رہتے ہیں جس کے دوران خدا ان کے نتھنوں میں "زندگی کا دم" پھونکتا رہتا ہے۔ پس علم الٰہی کی رُو سے جسم وہ نہیں جو انسان کے پاس ہے بلکہ جو کچھ وہ ہے۔ اس کا نشان پیدائشی طور پر کمزوری اور ناپائیداری ہے (۴۰ : ۶)۔ اور اس لحاظ سے وہ رُوح کی ضد ہے جو ابدی اور غیر متزلزل ہستی ہے اور خدا سے ہے اور خدا ہے (یسعیاہ ۳۱ : ۳ مقابلہ کیجئے ۴۰ : ۶-۳۱)۔

پس یہ کہنے کا مطلب کہ "مسیح جسم میں آئے اور مُوئے" یہ ہے کہ وہ تخلیق کردہ جسمانی اور نفسانی زندگی کی شرائط کے تحت آئے اور مُوئے۔ بالفاظ دیگر جو آیا اور مُوا وہ انسان تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیا عہد نامہ اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ جو مُوا وہ ابدی خدا تھا اور رہے گا۔ پس تجسّم سے جو فارمولا اُبھرتا ہے یہ ہے کہ کسی طور سے خدا اپنی خدائی سے دستبردار ہوئے بغیر انسان بنا۔ یوحنّا رسول بھی اپنی انجیل کے افتتاحیہ میں یہی کچھ کہتا ہے کہ کلام (جس کے وسیلہ سے خدا نے اس جہان کو تخلیق کیا) جو ابتدا میں تخلیقِ عالم سے پیشتر نہ صرف خدا کے ساتھ بلکہ خدا تھا (یوحنّا ۱ : ۱-۳) مجسّم ہوا (یوحنّا ۱ : ۱۴)۔ یہاں یونانی محاورہ ملاحظہ ہو۔ خیمہ ڈالا۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ لفظ skenoo عبرانی ★ شکینہ سے مشتق ہے)۔

۲۔ اس عقیدے کی ابتدا کیسے ہوئی؟

اگر اس عقیدے کو عہدِ عتیق کے توحید پرستی کے پس منظر میں دیکھا جائے تو کفر نظر آتا ہے اور کٹّر یہودی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا خالق خدا خود اپنی مخلوق بن گیا جو پہلی نظر میں ہی متضاد معلوم ہوتا ہے۔ پس یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یوحنّا رسول کو یہ عجیب بیان لکھنے کی تحریک کیسے ہوئی؟ ابتدائی کلیسیا کا یہ ایمان کہ ناصرت کے یسوؔع مجسّم خدا ہیں کہاں سے اُبھرا؟ کچھ لوگوں کا یہ مفروضہ تھا کہ یہ عقیدہ مسیح خداوند کے قول و فعل سے نہیں اُبھرا بلکہ بعد میں بنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کوشش کی کہ اس کی ابتدا یہودیوں کی کسی ازل سے موجود فوق البشر ہستی سے متعلق خیال آرائیوں میں یا بت پرستوں کے ایک نجات دہندہ کے بارے میں دیومالائی قصوں میں جو کہ یونانی اسراری مذہب اور غناسطی بدعتی فرقے کا خاصہ تھا، تلاش کریں۔ لیکن یہ کوشش ناکام رہی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہودی اور غیر اقوام کے خیالات اور نئے عہد نامہ کے علم المسیح میں جو سطحی مطابقت نظر آتی ہے اس کی نسبت وہ فرق جو اُن میں پایا جاتا ہے اس کی جڑیں کہیں زیادہ گہری تھیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ تاریخی یسوؔع کے فرمودات میں بلاشبہ اپنی الوہیّت کا دعوےٰ پایا جاتا تھا اور یہ دعوےٰ ابتدائی فلسطینی کلیسیا کے ایمان اور پرستش کا جُزِ اعظم اور بنیاد تھی جیسا کہ اعمال کی کتاب کے پہلے ابواب سے ظاہر ہے۔ لہٰذا اس کی صرف ایک ہی تشریح ہے جس کی وجہ سے اُن کے شاگرد اُن کے صعودِ آسمانی سے پیشتر ہی اُن کی الوہیّت کے قائل ہو گئے اور وہ ہے یسوؔع مسیح کی شخصی زندگی، اُن کی خدمت، موت اور قیامت۔ اور بلاشبہ بعینہٖ یہی وہ حقیقت ہے جسے چوتھی انجیل بیان کرتی ہے، خاص طور پر یوحنّا ۲۰ : ۲۸ مابعد میں۔ اس سے اتفاق کرتے ہوئے اعمال کی کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ ابتدائی مسیحی یسوؔع مسیح سے بطور "خداوند" دعا کرتے تھے (۷ : ۵۹)، پنتکُست کے بعد وہ لوگوں کو اُن کے نام میں بپتسمہ دیتے تھے (۲ : ۳۸؛ ۸ : ۱۶؛ ۱۹ : ۵)، وہ اُنکے نام یعنی اُن پر ایمان رکھتے تھے (۳ : ۱۶؛ ۹ : ۱۴؛ ۲۲ : ۱۶ مقابلہ کیجئے ۱۶ : ۳۱) اور وہ منادی کرتے تھے کہ وہ توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی دیتے ہیں (۵ : ۳۱)۔ اس سے ظاہر ہوتا کہ اگرچہ شروع میں مسیح کی الوہیّت کو صاف الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا تو بھی ابتدائی مسیحی اس بات پر ایمان رکھتے اور اُن سے دعا کیا کرتے تھے۔ اگرچہ "تجسّم" کی اصطلاح بعد میں اخذ کی گئی تو بھی کلیسیا اپنی ابتدا ہی سے اس پر ایمان رکھتی تھی۔

۳۔ مُتجسّد کی شخصیّت

۱۔ اُنکی انسانی ذات

انجیل مقدّس یسوؔع کو حقیقی اور مکمل انسان پیش کرتی ہے یعنی وہ فی الواقع انسان تھے۔ ان کا آغازِ زندگی اور وفات حقیقتاً اور مکمل طور پر انسانی تھے۔ وہ انسان کے طور پر پیدا ہوئے (متی ۱ : ۱۸-۲۵؛ لوقا ۱ : ۲۶-۲ : ۲۰)۔ وہ اپنے آپ کو انسان کہتے ہیں اور دوسرے لوگ

بھی اُنہیں انسان سمجھتے تھے (یوحنا ۸ : ۴۰ ؛ اعمال ۲ : ۲۲ ؛ رومیوں ۵ : ۱۵ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۲۱) ۔ ان کی ذات میں انسانیت کے اصل اعضا موجود تھے یعنی مادی جسم اور ذی عقل رُوح (متی ۲۶ : ۲۶ ، ۲۸ ، ۳۸ ؛ لوقا ۲۳ : ۴۶ ؛ ۲۴ : ۳۹ ؛ عبرانیوں ۲ : ۱۴) ۔ وہ انسانی نشوونما کے عام اصول اور انسانی ضروریات اور تکالیف کے ماتحت تھے (متی ۴ : ۲ ؛ ۹ : ۳۶ ؛ مرقس ۲ : ۱۰ ، ۱۸ ؛ ۵ : ۷ - ۸) ۔ اُنہیں خوراک، نیند اور دوستوں کی ضرورت تھی ۔ انہوں نے ہماری مانند انسانی زندگی بسر کی ۔ وہ انسانی سرگرمیوں، خوشیوں اور دُکھوں میں شریک ہوئے ۔ ان کے ذہن نے ترقی کی ۔ انہیں کشمکش اور آزمائشیں برداشت کرنی پڑیں ۔ انہوں نے دعا کی ۔ انہوں نے باپ پر ایمان اور انحصار رکھا اور اس کی مرضی پوری کرنے میں خوشی محسوس کیا کرتے تھے مثلاً دیکھئے متی ۴ : ۱ ؛ مرقس ۴ : ۳۸ ؛ ۱۱ : ۱۲ ؛ ۱۳ : ۳۲ ؛ لوقا ۲ : ۵۱ ؛ ۳ : ۲۳ ؛ ۴ : ۱ ؛ ۷ : ۱۳ ؛ ۳۴ : ۲۲ ؛ ۲۸ ، ۴۱ ؛ ۲۳ : ۴ ، ۱۴ ، ۲۲ ؛ یوحنا ۴ : ۳۴ ؛ ۱۱ : ۳۵ ؛ ۱۹ : ۵) ۔

لیکن اس کے ساتھ کہ مسیح حقیقی انسان تھے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ بے گناہ بھی تھے ۔ ان کے بے گناہ ہونے کے ثبوت کتابِ مقدس میں ملتے ہیں ۔ دیکھئے یوحنا ۸ : ۴۶ ؛ ۲۔کرنتھیوں ۵ : ۲۱ ؛ عبرانیوں ۴ : ۱۵ ؛ ۱۔پطرس ۲ : ۲۲ ؛ ۱۔یوحنا ۳ : ۵ ۔

ب ۔ ان کی الٰہی ذات

پرانے عہدنامہ میں المسیح کی آمد کے بارے میں جو پیشینگوئیاں پائی جاتی ہیں اُن میں ان کی الٰہی ذات کا ثبوت پایا جاتا ہے (یسعیاہ ۹ : ۶ ؛ میکاہ ۵ : ۲ ؛ یرمیاہ ۲۳ : ۶ ؛ ملاکی ۳ : ۱) لیکن نئے عہدنامہ میں ثبوت بڑے واضح اور صاف ہیں ۔ نیا عہدنامہ یسوع مسیح کو عہدِ عتیق کے خدائے واحد کے ساتھ نسبت دیتا ہے (مقابلہ کیجئے ۱۔کرنتھیوں ۸ : ۴ ، ۶ ؛ ۱۔تیمتھیس ۲ : ۵ کا یسعیاہ ۴۳ : ۱۰ مابعد ؛ ۴۴ : ۶ کے ساتھ) اور اُنہیں خدا کا بیٹا کہتا ہے ۔ المسیح اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے اور یہ ان کے خیالات اور تعلیمات سے عیاں ہے ۔ مسیح کو بیٹا ہونے کا احساس شائد پہلی مرتبہ اس وقت ہُوا جب وہ قریباً ۱۲ سال کے تھے (لوقا ۲ : ۴۹) ۔ ان کے بپتسمہ کے وقت پاک روح اس کی تصدیق کرتا ہے : "تو میرا پیارا بیٹا ہے" (مرقس ۱ : ۱۱ مقابلہ کیجئے متی ۳ : ۱۷ ؛ لوقا ۳ : ۲۲) ۔ جب اُن کے مقدمہ کے وقت اُن سے حلفاً پوچھا جاتا ہے کہ "تو خدا کا بیٹا ہے" ؟ تو وہ اثبات میں جواب دیتے ہیں کہ "ہاں میں ہوں" (مرقس ۱۴ : ۶۲ ؛ لوقا ۲۲ : ۷۰) ۔ "میں ہوں" ego eimi ایسے الفاظ ہیں جو کوئی یہودی اپنی نسبت کہہ نہیں سکتا کیونکہ ان الفاظ سے خدا کی پہچان ہوتی ہے (خروج ۳ : ۱۴) ۔ دیکھئے خدا کے نام ۲ ۔ مسیح نے اپنی نسبت یہ الفاظ استعمال کرکے صاف ظاہر کر دیا کہ اُن کے خدا کے بیٹے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ الٰہی ذات ہیں ۔ اسی وجہ سے اُنہیں موت کی سزا دی گئی ۔

جب بھی خداوند یسوع نے اپنے متعلق کہا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں تو اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کا خدا کے ساتھ لاثانی نزدیکی تعلق ہے ۔ اناجیلِ متوافقہ میں اس ضمن میں قدرے کم حوالے ملتے ہیں (متی ۱۱ : ۲۷ = لوقا ۱۰ : ۲۲ ، مرقس ۱۳ : ۳۲ = متی ۲۴ : ۳۶ مقابلہ کیجئے متی ۱۲ : ۱ - ۱۱) ۔ لیکن یوحنا کی انجیل میں اسے وضاحت سے بیان کیا گیا ہے ۔ یوحنا کے مطابق یسوع خدا کے "اکلوتے" "بیٹے ہیں (monogenes ۱ : ۱۴ ، ۱۸ ؛ ۳ : ۱۶) ۔ وہ ازل سے ہیں (۸ : ۵۸ مقابلہ کیجئے ۱ : ۲۱) ۔ ان کا باپ کے ساتھ کامل محبت، کامل یگانگت اور کامل شراکت میں لاتبدیل تعلق ہے (۱ : ۱۸ ؛ ۳ : ۱۶ ، ۲۹ ؛ ۱۰ : ۳۰ ؛ ۱۶ : ۳۲) ۔ بطور بیٹا وہ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے (۵ : ۱۹) ۔ وہ اپنے باپ کی مرضی پوری کرتے ہوئے (۴ : ۳۴ ؛ ۵ : ۳۰ ؛ ۸ : ۲۸ ، ۲۹) اُس کا جلال ظاہر کرتے رہے (۱۷ : ۱ ، ۴) ۔ اُنہیں باپ نے اِس دنیا میں بھیجا (اس کے ۴۲ حوالجات ہیں) اور انہیں پورا کرنے کے لئے ایک کام سونپا (۴ : ۳۴ ؛ ۱۷ : ۴ مقابلہ کیجئے ۱۹ : ۳۰) ۔ وہ اپنے باپ کے نام میں آئے (۵ : ۴۳) اور چونکہ ان کے اعمال اور اقوال باپ کے حکم کے ماتحت تھے (۷ : ۱۶ مابعد ؛ ۸ : ۲۶ مابعد ؛ ۱۲ : ۴۹ ، ۵۰ ؛ ۱۴ : ۱۰) اس لئے اس زمین پر اُنکی زندگی سے خدا کا مکمل اظہار ہوتا ہے (۱۴ : ۷ مابعد) ۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ "باپ مجھ سے بڑا ہے" (۱۴ : ۲۸ مقابلہ کیجئے ۱۰ : ۲۹) تو اس سے مسیح کی الوہیت پر زد نہیں پڑتی کیونکہ بیٹا ہوتے ہوئے یہ ان کی فطرت ہی ہے کہ ہر وقت خوشی سے بیٹے کا سا مزاج دکھائیں ۔ باپ نے بیٹے کے سپرد اپنے دو کام کئے ہیں یعنی زندگی دینا اور عدالت کرنا تاکہ "سب لوگ بیٹے کی عزت کریں" (۵ : ۱۲ مابعد) ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ سب لوگوں سے کہتا ہے کہ توما کی طرح وہ (۲۰ : ۲۸) مسیح کو ویسے ہی مخاطب کریں جیسے کہ خدا باپ کو یعنی "اے میرے خداوند! اَے میرے خدا"

نئے عہدنامہ میں مسیح کو خدا کا بیٹا بیان کیا گیا ہے جس سے اُن کی الوہیت ظاہر ہوتی ہے ۔ یہاں صرف چند حوالے جو زیادہ اہم ہیں پیش کئے جاتے ہیں : (۱) یوحنا رسول خدا کے بیٹے یسوع مسیح کو خدا کا ازلی کلمہ بیان کرتا ہے (یوحنا ۱ : ۱ - ۱۸ مقابلہ کیجئے ۱۔یوحنا ۱ : ۳ ؛ مکاشفہ ۱۹ : ۱۳ ۔ مزید دیکھئے لوگوس) ۔ (۲) پولس رسول انہیں مجسّم ہونے کے بعد اور اُن کے تجسّم سے پیشتر دونوں صورتوں میں اندیکھے خدا کی صورت کہتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۴ : ۴ ؛ کلسیوں ۱ : ۱۵ ؛ فلپیوں ۲ : ۶) ۔ (۳) عبرانیوں ۱ : ۳ میں انہیں "خدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش" کہا گیا ہے ۔

جب "کلام" مجسّم ہُوا تو نہ تو انہوں نے الوہیت کو ترک کیا

اور نہ وہ کم ہوئی اور نہ ہی وہ اپنے تجسم سے پیشتر کے سے کاموں سے دست بردار ہوئے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ "اسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں" (کلسیوں ۱: ۱۷) اور وہ "سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے" (عبرانیوں ۱: ۳) اور جب وہ زمین پر تھے تو یقیناً یہ کام جاری رہے۔ جب وہ اس دنیا میں مبعوث ہوئے تو انہوں نے اپنے آپ کو اپنے ظاہری جاہ وجلال سے خالی کیا (فلپیوں ۲: ۷؛ یوحنا ۱۷: ۵)۔ یوں وہ غریب بن گئے (۲-کرنتھیوں ۸: ۹)۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تجسم کی وجہ سے اُن کی الوہیت و قدرت ختم ہوئی۔ مجسم مسیح کے بارے میں پولس رسول رقمطراز ہے: "الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے" (کلسیوں ۲: ۹ مقابلہ کیجئے ۱: ۱۹)۔

پس خدا کے بیٹے کا تجسم ان کی الوہیت کو متاثر نہیں کرتا بلکہ انسانیت کو پہن لیتا ہے۔ جس طرح بعد ازاں پاک روح انسانوں میں سکونت کرنے کے لئے آیا، بیٹا ویسے جسم میں سکونت کرنے کے لئے نہیں آیا۔ اس کے برعکس بیٹے نے شخصی طور پر مکمل انسانی زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ انہوں نے انسانی جسم اور نفس دونوں کو اپنایا یعنی وہ انسان کے جسمانی اور نفسی دونوں تجربوں میں شامل ہوئے۔ یوں "یسوع مسیح انسان" ہیں اور اُن کی یہ انسانیت ابدی ہے (۱-تیمتھیس ۲: ۵)۔ اگرچہ اب وہ آسمان پر ہیں تو بھی اُس ایک شخص میں الٰہی اور انسانی دونوں فطرتیں قائم ہیں جو ہمیشہ یونہی رہیں گی (عبرانیوں ۷: ۲۴)۔

۴۔ تجسم کی ضرورت

ا۔ پس منظر

اس دنیا میں صرف بائبل مقدس ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے تخلیق عالم کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ بائبل میں انسان کی پیدائش کے بارے میں مرقوم ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ اور اپنی صورت پر پیدا کیا (پیدائش ۱: ۲۷)۔ اس اصطلاح "خدا کی شبیہ اور صورت" کے دو مطلب ہیں۔ ایک کو ہم اخلاقی صورت کہتے ہیں۔ اس سے وہ روحانی خاصیتیں مراد ہیں جو گناہ میں گرنے سے پہلے تخلیق کے وقت انسان میں موجود تھیں یعنی خدا کا حقیقی علم راستبازی اور پاکیزگی۔ دوسری کو ہم فطری صورت کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں روحانی ذی عقل اور غیر فانی ہستی ہے۔ مختصراً ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے انسان کو شروع شروع میں گناہ سے پاک پیدا کیا اور وہ خدا کی ذات وصفات کا نقش تھا۔ بدیں وجہ خدا جس کی بنیادی صفت ہی پاکیزگی ہے پہلے انسان کے ساتھ رفاقت و شراکت رکھتا تھا (پیدائش ۳: ۸)۔

لیکن جلد ہی یہ رفاقت گناہ کے باعث ٹوٹ گئی۔ بائبل مقدس کے مطابق گناہ ابلیس کے ذریعے پہلے ہی اس دنیا میں موجود تھا (یسعیاہ ۱۴: ۱۲-۱۵؛ حزقی ایل باب ۲۸)۔ لیکن وہ نسل انسانی میں آدم کے ذریعہ داخل ہوا۔ خدا نے آدم کو حکم دیا تھا کہ "نیک و بد کی پہچان کے درخت کا (پھل) کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اُس میں سے کھایا تو مرا" (پیدائش ۲: ۱۷)۔ چنانچہ جب اُس نے اُس پھل کو کھایا تو اُس نے خدا کی اخلاقی صورت یعنی خدا کے حقیقی علم، راستبازی اور پاکیزگی کو کھو دیا۔ اس سے انسان کی ساری طبیعت بگڑ گئی اور اس کا اثر اُس کی زندگی کے ہر ایک حصے پر ہوا اور وہ اس قابل نہ رہا کہ اب مزید خدا کے ساتھ رفاقت و شراکت رکھ سکے۔

جب انسان کی اصل حالت تبدیل ہوئی تو اُس کا اثر اُس کے احساسات پر بھی ہوا اور وہ محسوس کرنے لگا کہ وہ ناپاک ہے۔ اُس کے ضمیر نے اُسے بتایا کہ وہ گنہگار ہے لہٰذا اب وہ خدا سے ڈرنے لگا (پیدائش ۳: ۸)۔ اس کے علاوہ وہ موت کی سزا کے حکم کے ماتحت آ گیا۔ یہ موت روحانی اور جسمانی دونوں تھی لیکن یہ موت ملتوی رکھی گئی (رومیوں ۵: ۱۲؛ ۶: ۲۳؛ پیدائش ۳: ۱۹)۔ چونکہ اب گناہ کے باعث انسان خدا سے مزید رفاقت و شراکت نہیں رکھ سکتا تھا اس لئے خدا نے اُسے اپنی حضوری سے نکال دیا۔ اب خدا اور انسان کے درمیان جدائی کی دیوار حائل ہو گئی۔

آدم بنی نوع انسان کا طبعی طور پر سر ہے کیونکہ وہ نسل انسانی کا جدِ اعلےٰ ہے۔ علاوہ ازیں خدا نے عہدی تعلق بھی پیدا کیا جس کے مطابق آدم اپنی سب اولاد کا نمائندہ بن گیا۔ اور جب نسل انسانی کا باپ اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اُس نے گناہ کیا تو اُس کے گناہ کا جُرم یا قصور اُن سب پر عائد ہوا جن کی نمائندگی وہ کرتا تھا اور اس سبب سے وہ سب گناہ کی حالت اور گناہ کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ "ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی" (رومیوں ۵: ۱۲) اور نتیجتاً وہ سب خدا کے جلال سے محروم ہو گئے (رومیوں ۳: ۲۳) یعنی خدا کے ساتھ وہ رفاقت جو آدم اپنی معصومیت کے زمانہ میں رکھتا تھا گناہ کے سبب ٹوٹ گئی۔ اب کوئی شخص بھی جو آدم کے صُلب سے پیدا ہوتا بوجہ گناہ خدا سے رفاقت و شراکت نہیں رکھ سکتا کیونکہ خدا کی نظر میں تمام نسل انسانی گناہ کے ماتحت اور گنہگار ہے۔ دیکھئے ۱-سلاطین ۸: ۴۶؛ زبور ۱۴: ۱-۳؛ ۵۳: ۱-۳؛ امثال ۲۰: ۹؛ واعظ ۷: ۲۰؛ رومیوں ۳: ۱-۱۲؛ ۳: ۱۹-۲۰، ۲۳؛ یعقوب ۳: ۲؛ ۱-یوحنا ۱: ۸، ۱۰۔

ب۔ امکانِ تجسم اور اس کی ضرورت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک گنہگار انسان خدا کے ساتھ رفاقت و شراکت کیسے رکھ سکتا ہے؟ کیا وہ اپنی مساعی میں اعمال حسنہ سے اس ٹوٹی رفاقت کو بحال کر سکتا ہے؟ بائبل مقدس اس کا یہ جواب یہ دیتی ہے کہ

رفاقت کو بحال کر سکتا ہے؟ بائبل مُقدس اِس کا جواب یہ دیتی ہے کہ نہیں۔ انسان میں کوئی خوبی یا لیاقت ایسی نہیں کہ وہ خدا تک رسائی حاصل کر سکے۔ پولس رسول رقمطراز ہے "مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں۔ البتّہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے" (رومیوں ۷: ۱۸)۔ "تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے" (افسیوں ۲: ۸-۹)۔ "اُس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے۔۔۔" (طِطُس ۳: ۵)۔

پس انسان اپنی بگڑی ہوئی فطرت یا طبیعت کے باعث اِس قابل نہیں کہ وہ اپنے اعمال یا کسی اور طریقے سے حق تعالےٰ تک رسائی حاصل کر سکے۔ بالفاظِ دیگر وہ کوئی نیک کام کر ہی نہیں سکتا۔ "حبشی اپنے چمڑے کو یا چیتا اپنے داغوں کو بدل سکے تو تم بھی جو بدی کے عادی ہو نیکی کر سکوگے" (یرمیاہ ۱۳: ۲۳)۔

پس ثابت ہے کہ انسان اپنی طبیعت میں آلودگی اور بگاڑ کے باعث خدا کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتا، اس لئے لازم ہے کہ خدا خود ہی اس کی طرف دوستی کا قدم بڑھائے۔ لیکن خدا اپنی قدوسیّت کے باعث گنہگار انسان سے اُس وقت تک میل ملاپ نہیں کر سکتا جب تک کہ درمیان سے گناہ ہٹ نہیں جاتا۔ اب گناہ کو ہٹانے کے لئے ضروری تھا کہ خدا انسان کو اُس کے گناہ کی سزا دیتا جس سے انسان کی ہلاکت یقینی ہوتی یا پھر وہ خود گناہ کے تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا انتظام کرے کہ ایک طرف تو گناہ کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملے اور دوسری طرف انسان بچ بھی جائے۔ اور یہ انتظام صرف فدیہ دینے ہی سے ممکن تھا یعنی خدا خود انسان کا فدیہ ادا کرتا، اور اس نے یہی کچھ کیا۔

چونکہ گناہ انسان سے سرزد ہوا، اس لئے اُس کا فدیہ بھی صرف انسان ہی دے سکتا تھا (عبرانیوں ۱۰: ۴)۔ لیکن اس دُنیا میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں جو گناہ سے مبّرا و پاک ہو۔ ایک گنہگار انسان دوسرے گنہگار انسان کے گناہ کا فدیہ نہیں دے سکتا۔ یہاں امکانِ تجسّم پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انسان آئے جو گناہ سے منزّہ ہو اور خدا نے اسی کا انتظام کیا۔ "پس جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے" (گلتیوں ۴: ۴-۵)۔

ج۔ واقفیّت

شیطان نے انسان میں خدا کی شبیہ اور صورت کو بگاڑ دیا تھا، لہٰذا خدا نے اسی سے مشابہ طریقے سے اُس شبیہ اور صورت کو پھر بحال کیا۔ انسان کے گناہ میں گرنے کی کہانی یُوں شروع ہوتی ہے کہ شیطان نے ایک عورت سے کلام کیا اور یہی نسلِ انسانی کی ہلاکت کا باعث بنا (پیدائش ۳: ۱-۲۱)۔ بعینہٖ خدا نے بھی ایک عورت سے جو کنواری تھی کلام کیا (لوقا ۱: ۲۶-۳۸) اور وہ کلام زندگی کا باعث بنا۔ ایک شیطان کے کلام پر ایمان لانے کے باعث نہ صرف گنہگار ٹھہری بلکہ اپنی کو نسل کو بھی گناہ میں گرا دیا۔ دوسری کلام پر ایمان لاکر نہ صرف عورتوں میں مبارک شمار ہوئی بلکہ انسان کو گناہ سے نجات دلانے کا باعث بھی بنی۔

بریں بنا پولس رسول ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۱-۲۲ میں کہتا ہے "آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی۔ اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے"۔ پہلا آدم ایک ایسی نسل کا بانی ہے جو ہلاکت کی وارث ہے۔ دوسرا آدم یعنی مسیح ایک اسی نسل کے بانی ہیں جو ہمیشہ کی زندگی کی وارث ہے۔

خدا نے اپنے بیٹے (کلام = اقنومِ ثانی) کو اس لئے جسم میں بھیجا تاکہ ایک کامل انسان، گنہگار انسان کا فدیہ دے۔ "اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ تاکہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو" (رومیوں ۸: ۳-۴)۔ مسیح یسوعؔ کامل انسان اور کامل خدا ہیں۔ انہوں نے بطور انسان ایک انسان کا کفارہ دیا تاکہ گنہگار انسان خدا کے حضور راستباز ٹھہر سکے۔ "اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں" (۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱)۔ نیز دیکھئے کینوسس۔

تجلیٔ طور:۔ دیکھئے جلتی جھاڑی۔

تحت:۔ (عبرانی = نیچے تب عربی تحت)۔
۱۔ لاوی کے قبیلے اور قہات کی اولاد میں سے ابیئیر کا بیٹا اور اُوری ایل کا باپ (۱-تواریخ ۶: ۲۴، ۳۷)۔
۲۔ برد کا بیٹا اور سوتلح کا پوتا (۱-تواریخ ۷: ۲۰)۔
۳۔ بنی اسرائیل کی ایک منزل جب وہ مصر سے کوہِ سینا کی طرف جا رہے تھے (گنتی ۳۳: ۲۶، ۲۷)۔

تحتیم حدسی:۔ ایک حِتّی شہر جو داؤد بادشاہ کی مردم شماری کے مطابق شمالی حد پر تھا۔ (۲-سموئیل ۲۴: ۶)۔

تحریر:۔ دیکھئے فنِ تحریر۔ پیشہ جات بائبل ۴۱۔

تحریع:۔ ساؤل کے خاندان سے میکاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۹: ۴۱)۔ ۸: ۳۵ میں اسے تاریع پکارا گیا۔

تحفنیس ۔ تحفنحیس :۔ ۱۔ دریائے نیل کے ڈیلٹا کے مشرق میں ایک قلعدار شہر ۔ یہ مصر کی سرحد کے مشرق میں فلسطین کی شاہراہ پر واقع تھا ۔ پہلے یہاں ایک یونانی بستی بنام دفنی تھی جس کا موجودہ نام تل دفنی ہے ۔ یرمیاہ نبی کی پیشینگوئی کے مطابق یہ اتنی مضبوط تھی کہ اس نے یہوداہ کی کھوپڑی پھوڑی ۔ سقوطِ یروشلیم کے وقت یہودی یہاں بھاگ آئے (یرمیاہ ۱۶:۲ ؛ ۴۳ : ۱ - ۷) ۔ یہاں یرمیاہ نے اس کی بربادی کی پیشینگوئی کی (یرمیاہ ۴۳ : ۸ - ۱۱ ؛ ۴۴ : ۱ ؛ ۴۶ : ۱۴) اور حزقی ایل نے بھی (حزقی ایل ۳۰ : ۱۸ - اِس جگہ شہر کے نام کے ہجے تحفنحیس ہیں) ۔
اپنے زمانے میں یہ شہر تجارت ، زیورات اور مٹی کے برتن بنانے کے لئے مشہور تھا ۔ کھدائی کے دوران ایسے کھنڈرات دریافت ہوئے جو اس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔

۲ - ایک مصری ملکہ جس نے جنوبت کی پرورش کی ۔ جنوبت تحفنیس کی بہن اور بہنوئی ہدد کا بیٹا تھا ۔ یہ ادومی تھا اور داؤد اور سلیمان بادشاہوں کا دشمن تھا (۱ - سلاطین ۱۱ : ۱۴ - ۲۲ - کیتھولک ترجمہ میں ہجا تحفنیس ہی ہے) ۔

تحفہ :۔ دیکھئے ہدیہ ۔

تحکمونی ۔ حکمونی :۔ یوشیب بشیبت داؤد کے سپہ سالاروں کے سردار کا خاندان (۲ - سموئیل ۲۳ : ۸) ۔ اسی شخص کو ۱ - تواریخ ۱۱ : ۱۱ میں حکمونی کہا گیا ہے ۔

تحن :۔ ۱ - افرائیم کا بیٹا جس سے تحنیوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶ : ۳۵) ۔
۲ - اسی خاندان کا چوتھی پشت میں ایک شخص (۱ - تواریخ ۷ : ۲۵) ۔

تخت :۔ بائبل مُقدّس میں یہ لفظ تین مختلف معنوں میں استعمال ہُوا ہے (۱) عام معنوں میں یعنی بادشاہ یا کسی اور باعزّت آدمی کے بیٹھنے کی جگہ (پیدائش ۴۱ : ۴۰ ؛ ۲ - سموئیل ۳ : ۱۰ ؛ نحمیاہ ۳ : ۷ - یہاں لفظ عملداری ہے لیکن حاشیہ میں تخت ہے جو زیادہ درست ہے زبور ۱۲۲ : ۵ ؛ یرمیاہ ۱ : ۱۵ ؛ متی ۱۹ : ۲۸) ۔
۲ - خدا یا مسیح کے تخت کے سلسلے میں (یسعیاہ ۶ : ۱ ؛ عبرانیوں ۱۲ : ۲) ۔
۳ - کلسیوں ۱ : ۱۶ میں تخت کے ساتھ ریاستوں ، حکومتوں اور اختیارات کا ذکر ہے ۔ یہ آسمان یا زمین کی اندیکھی قوتوں کی طرف اشارہ ہے جو بعض حوالوں میں بُری ہیں اور بعض میں بھلی ، لیکن سب کی سب مسیح کے مطلق اختیار کے نیچے ہیں ۔

تختِ عدالت :۔ یونانی ریاستوں میں مجلسِ شوریٰ ایک چبوترہ (یونانی بیما bema) کے سامنے اکٹھی ہوتی تھی جہاں سے سرکاری کارروائی کی جاتی تھی ۔ ہیرودیس اگرپا اوّل اسی طرح کے چبوترہ (تختِ عدالت) پر بیٹھ کر صور اور صیدا کی ریاستوں کے لوگوں سے مخاطب ہُوا (اعمال ۱۲ : ۲۱) ۔ باقی جگہ نئے عہد نامہ میں یہ اصطلاح مسندِ عدالت کے لئے استعمال ہوئی ہے ۔ یہ وہ چبوترہ تھا جس پر رومی فوجداری کا حاکم اپنے مشیروں کے ساتھ بیٹھ کر فیصلے سناتا تھا ۔ عام دستور کے مطابق یہ کسی کھلی جگہ پر ہوتی تھی (ظاہر ہے کہ پیلاطس بھی ایسے ہی چبوترہ پر بیٹھا تھا ۔ یوحنّا ۱۹ : ۱۳) یا کسی سماعت خانہ یا دیوان خانہ میں منعقد ہوتی تھی (اعمال ۲۵ : ۲۳) ۔
رومی عدالت سنجیدگی اور انصاف کے لئے مشہور تھی ۔ اسی لئے پولس نے یہ اصطلاح خدا اور مسیح کے تختِ عدالت کے لئے استعمال کی (رومیوں ۱۴ : ۱۰ ؛ ۲ - کرنتھیوں ۵ : ۱۰) ۔ یہ دونوں جماعتیں یعنی رومیوں اور کرنتھیوں کی کلیسیائیں جن سے پولس مخاطب ہُوا ایسی عدالت سے واقف تھیں ۔ اس لئے پولس کی تشبیہ کو صحیح طور پر سمجھ سکتی تھیں ۔

تختی :۔ دیکھئے لوح ۔ P.862

تخس :۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۹ 246

تخص ۔ تاحش :۔ ابرہام کے بھائی کی حرم رُومہ کا بیٹا (پیدائش ۲۲ : ۲۴) ۔

تُخِکُس ۔ طُوکِکُس :۔ ترفمس کی طرح آسیہ کا ایک باشندہ اور پولُس رسول کے ہمراہ یروشلیم جانے والوں میں سے ایک (اعمال ۲۰ : ۴) ۔
پولس نے اسی کے ہاتھ اِفسیوں اور کلسیوں کے نام خط بھیجا (افسیوں ۶ : ۲۱ ببعد ، کلسیوں ۴ : ۷ ببعد) ۔ کچھ سال کے بعد اس کو یا ارتماس کو کریتے میں غالباً ططس کی جگہ بھیجنا تھا (ططس ۳ : ۱۲) ۔ لیکن اُسے کریتے کی بجائے اِفسس بھیجا گیا (۲ - تیمتھیُس ۴ : ۱۲) ۔

تخلیق :۔ کلام مُقدّس کے مطابق کائنات کی پیدائش ۔ مسئلہ تکوین ۔ عربی لفظ کُن (بمعنی ہوجا) کا اشارہ خدا کے حکم کی طرف ہے ۔ خدا نے کہا ہوجا اور ہو گیا (پیدائش ۱ : ۳ وغیرہ) ۔ عبرانی الفاظ یوں ہیں " ویومیر الوھیم " ۔ اور خدا نے کہا ۔ اس میں صیغۂ امر کا مفہوم بھی موجود ہے ۔ خدا نے حکم کیا) ۔ عربی لفظ کائنات کون (بمعنی ہونا) سے بنا ہے ۔ یوں لفظ تکوین سے مراد ہوجانا یا وجود میں آنا ہے ۔ لیکن لفظ تکوین صرف باری تعالیٰ کے فعّال ہونے کے

لئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ لفظ تخلیق انسان کی تخلیقی سرگرمیوں کے لئے بھی آیا ہے۔ عبرانی زبان میں بھی اسی قسم کی تمیز رکھی گئی ہے۔ عبرانی لفظ بارا (بمعنی "پیدا کرنا" پیدائش ۱:۱) یا "خلق کرنا" تکوین ۱:۱) پُرانے عہدنامہ میں ۴۴ مرتبہ آیا ہے اور ہر موقع پہ اس کا اطلاق خدا کے کسی تخلیقی عمل پہ ہوتا ہے۔

۱۔ مسئلہِ تخلیق

اس مضمون کا سائنس کے کسی بھی نظریہ سے جو دنیا کی ابتدا کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے قطعی کوئی تعلق نہیں۔ سائنسی تحقیقات کے برعکس پاک کلام کی تعلیم کا مقصد اخلاقی اور دینی نوعیّت کا ہے۔ تخلیقِ عالم کا ذکر محض پیدائش کے پہلے چند بابوں تک محدود نہیں بلکہ اس کے متعلق تعلیم پرانے اور نئے عہدناموں میں متعدد حوالے جابجا ملتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ذیل کے حوالے ملاحظہ ہوں: انبیاء میں یسعیاہ ۴۰:۲۶، ۲۸؛ ۴۲:۵؛ ۴۵:۱۸؛ یرمیاہ ۱۰:۱۲-۱۶؛ عاموس ۴:۱۳؛ مزامیر میں زبور ۳۳:۶، ۹؛ ۹۰:۲؛ ۱۰۲:۲۵؛ ایوب میں ۳۸:۴ مابعد؛ نحمیاہ ۹:۶؛ اور نئے عہدنامہ میں یوحنا ۱:۱ مابعد؛ اعمال ۱۷:۲۴؛ رومیوں ۱:۲۰، ۲۵؛ ۱۱:۳۶؛ کلسیّوں ۱:۱۶؛ عبرانیوں ۱:۲؛ ۱۱:۳؛ مکاشفہ ۴:۱۱؛ ۱۰:۶۔

اس مسئلہ پہ غور کرنے کے لئے عبرانیوں ۱۱:۳ ایک لازمی نقطہِ آغاز ہے۔ "ایمان ہی سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں۔" غور کیجئے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلامِ مقدس میں تخلیق کا بیان الٰہی مکاشفہ پہ مبنی ہے اور اسے صرف ایمان کی آنکھوں سے دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ سائنس اور کلامِ مُقدّس کے نظریہ میں یہی اہم اور باریک فرق ہے۔ تخلیقِ عالم کا بھید بھی نجات کے بھید کی طرح انسان سے چھپا ہوا ہے اور صرف ایمان سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

تخلیق کے کام کو ثالوثِ پاک کے تینوں اقنوم سے منسوب کیا گیا ہے۔ باپ سے، جیسے پیدائش ۱:۱؛ یسعیاہ ۴۴:۲۴؛ ۴۵:۱۲؛ زبور ۳۳:۶؛ افسیوں ۳:۹ میں۔ بیٹے سے، جیسے یوحنا ۱:۳، ۱۰؛ کلسیّوں ۱:۱۶؛ عبرانیوں ۱:۲۔ پاک روح سے، جیسے پیدائش ۱:۲؛ ایوب ۲۶:۱۳ (آخری حوالے میں اُردو ترجمہ میں دم ہے۔ عبرانی میں روح ہے۔ کیتھولک ترجمہ)۔ اس سے یہ مطلب ہرگز اخذ نہیں کرنا چاہیئے کہ کائنات کے مختلف حصے ثالوثِ پاک کے مختلف اقنوم نے تخلیق کئے بلکہ یہ کہ تخلیق کا مکمل کام خدائے ثالوثِ واحد کا ہے۔ عبرانیوں ۱۱:۳ کے دوسرے حصّے یعنی "یہ نہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے ظاہری چیزوں سے بنا ہو" اور پیدائش ۱:۱ یعنی "خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات پہلے سے موجود مادّہ سے نہیں تخلیق کی گئی بلکہ پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ سب کچھ خدا کے حکم سے (خدا نے کہا ہوجا۔ عربی کن؛ عبرانی ویومر = "اور اُس (خدا) نے کہا"۔ امر، عبرانی صیغہِ امر) معرضِ وجود میں آیا۔ یعنی خدا کے تخلیق کے حکم سے پہلے کوئی اور چیز موجود نہ تھی۔ یہ نیستی سے ہستی کو تخلیق کرنا ہے creatio ex nihilo۔ اور یہ علمِ الٰہی میں چند اہم حقیقتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مثلاً اور باتوں کے علاوہ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مادّہ لازوال اور غیر فانی نہیں ہے۔ پیدائش ۱:۱ سے ظاہر ہے کہ اس کی کبھی ابتدا ہوئی۔ مزید اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات میں ★ ثنویت کا کوئی امکان نہیں، یعنی کوئی اور ایسی مخالف طاقت موجود نہیں جس پہ خدا قادر نہ ہو۔ اسی طرح یہ بات بھی عیاں ہے کہ خدا اپنی مخلوق سے علیحدہ اور مختلف ہے اور کائنات وحدت الوجود کے فلسفہ کے دعوٰی کے مطابق خدائے مطلق کا محض خارجی یا مظہری ظہور نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بات بھی صاف سامنے آتی ہے کہ ابتدائی تخلیق یعنی نیستی سے کائنات کے وجود میں آنے کا عقیدہ اس مضمون کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرتا۔ مثلاً آدم کو نیستی سے ex nihilo پیدا نہیں کیا گیا بلکہ زمین کی مٹی سے (پیدائش ۲:۷)۔ اور "کُل دشتی جانور اور ہوا کے کل پرندے مٹی سے بنائے" (پیدائش ۲:۱۹)۔ اس عمل کو ثانوی تخلیق کا نام دیا گیا ہے کیونکہ پہلے سے تخلیق شدہ مادّہ سے مزید چیزیں تخلیق کی گئیں۔ اس ثانوی تخلیق کی اور ابتدائی تخلیق کی شہادت کلامِ مُقدّس میں ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے۔ افسیوں ۴:۶ سے ظاہر ہوتا ہے ("سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے") کہ خدا کا اپنی مخلوق سے دونوں طرح کا تعلق ہے یعنی ماورائیت کا اور حلولیت کا۔ "سب کے اوپر" (افسیوں ۴:۶؛ رومیوں ۹:۵) سے خدا کی ماورائیت ظاہر ہوتی ہے، یعنی وہ ایک ہستیِ مطلق ہے اور اپنی تخلیق سے جدا، قائم بالذات اور خود کفیل۔ یوں تخلیق کے عمل کو خدا کا ایک آزادانہ، خودمختارانہ رضائے مطلق کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ خدا کو کوئی مجبوری نہیں تھی کہ انسان کو پیدا کرے۔ اُس نے کسی چیز کا محتاج ہوکر انسان کے ہاتھوں سے خدمت لینے کے لئے اُسے پیدا نہیں کیا (اعمال ۱۷:۲۵)۔ اُس نے انسان کو اپنے ہی منشا سے پیدا کیا۔ اس حقیقت کو ملحوظِ خاطر رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ خداوند خدا، خدائے مطلق اور ماورائی خدا نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسری طرف چونکہ وہ "سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے" اس لئے وہ اپنی کائنات میں محلول ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ ہر چیز میں موجود ہے (اگرچہ جدا اور مختلف ہے) اور وہ خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔ کیونکہ "اُسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں" (کلسیّوں ۱:۱۷) اور "اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں" (اعمال ۱۷:۲۸)۔

کائنات کی تخلیق کا مقصد اور منتہا یہ الفاظ بیان کرتے ہیں "تو ہی نے سب چیزیں پیدا کیں اور وہ تیری ہی مرضی سے تھیں اور پیدا ہوئیں" (مکاشفہ ۴: ۱۱؛ قب کلسیوں ۱: ۱۶ "سب چیزیں اُسی کے وسیلے سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں")۔ خدا نے دنیا کو اس لئے بنایا کہ وہ اپنی ابدی قدرت، حکمت اور نیکی اور مہربانی کے جلال کو ظاہر کرے۔ دوسرے لفظوں میں تخلیق کا مرکز خدا ہے اور اس کا مقصد خدا کے جلال کا اظہار ہے۔

۲۔ تخلیق کا بیان

تخلیق عالم کا جو بیان پیدائش کی کتاب کے پہلے دو ابواب میں درج ہے وہ کم از کم پانچ مشکلات پیش کرتا ہے جن پر غور کرنا ضروری ہے۔

ا۔ سائنس اور کلام مقدس میں تخلیق کا بیان۔
ب۔ پیدائش باب ۱ تا باب ۲: ۳ اور باب ۲: ۴ - ۲۵ کا آپس میں تعلق۔
ج۔ مسئلۂ ارتقا۔
د۔ نظریۂ توقف یا مفروضۂ وقفہ۔
ہ۔ "دن" سے کیا مراد ہے۔

ا۔ کائنات کی تخلیق کا جو بیان کلام مقدس کے پہلے دو ابواب میں درج ہے اُس کی بابت ہماری کیا رائے ہونی چاہئے؟ کیا یہ محض ایک اساطیری قصہ کہانی ہے؟ یا یہ ایک ایسا بیان ہے جسے ہم سائنس کی معلومات سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں یا یہ ایک الہامی بیان ہے۔

اگر سائنس سے مراد ایک باقاعدہ منظم، مربوط، مرتب شدہ علم ہے تو شاید یہ بیان سائنسی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا سائنسی نہ ہونا بھی حکمت الٰہی کا بڑا ثبوت ہے کیونکہ اگر یہ بیان بیسویں صدی کے علوم کی روشنی میں لکھا گیا ہوتا تو اسے سمجھنے کے لئے قارئین کو اُس وقت کا انتظار کرنا پڑتا جب یہ علم عام ہو جاتا لیکن بدقسمتی یہ ہوتی کہ ایک اور صدی کے بعد یہ بیان متروک اور دقیانوسی سمجھا جاتا۔ خدا انسان کی عقل اور سمجھ کے مطابق اُس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس بیان کو سیاسی ڈھانچے میں نہ ڈھالنا اس کے الہامی ہونے کا ایک امتیازی نشان ہے۔ تاہم اگرچہ اس بیان میں سائنس کی اصطلاحات استعمال نہیں کی گئیں تو بھی اس کا مادہ سائنسی ہے اور اس کی سچائی کو سائنس کی کسوٹی پر پرکھا جا سکتا ہے۔ چونکہ پاک کلام کا اور طبعی دنیا دونوں کا مالک اور خالق خدا خود ہی ہے اس لئے اُس کے کلام میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ لیکن اکثر ناپختہ اور خام سائنسی علوم کے دعویداروں نے کلام پاک پر کیچڑ اچھالا لیکن مزید تحقیق و تدقیق کے بعد ان کے بہتان غلط ثابت ہوئے۔

ب۔ دنیا کی پیدائش کا بنیادی بیان پیدائش ۱: ۱ تا ۲: ۳ میں درج ہے۔ یہ ایک سنجیدہ اور اعلیٰ اور شاندار اسلوب بیان کا نمونہ ہے۔ یہ اُن بھدے اور بھونڈے عناصر سے پاک ہے جو سمیری، اکادی، مصری اور یونانی قصے کہانیوں اور کائنات سے متعلق اساطیر میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک سادہ، آنکھوں دیکھے حال کا تاثر دیتا ہے جس میں اُن باریکیوں اور گتھیوں کا ذکر نہیں جن کی تلاش میں سائنسدان رہتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر میں "تنقید عالیہ" کے بعض علماء نے یہ مفروضہ پیش کیا کہ توریت کو تین مختلف دستاویزوں سے ایک چوتھے شخص نے مرتب کیا ہے۔ پیدائش کی کتاب کے پہلے دو باب اُن کی رائے میں دو مختلف دستاویزوں سے تالیف کئے گئے ہیں اور دو متضاد بیان اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ وہ اس نتیجہ پر اس وجہ سے پہنچے کیونکہ اُن کے خیال میں دنیا کی تخلیق کے بیان کو دہرایا گیا اور ان کو اس کا ایک ثبوت یہ ملا کہ خدا کے لئے دو مختلف نام استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً باب ۱: ۱ سے باب ۲: ۳ تک خدا کے لئے عبرانی لفظ ★ الوہیم استعمال کیا گیا ہے اور باب ۲: ۴ تا ۲۵ میں لفظ ★ یہوواہ الوہیم (خداوند خدا)۔ ان مختلف دستاویزوں کو خدا کے مختلف ناموں سے منسوب کیا گیا، یعنی الوہیم والی دستاویز E ہے اور یہوواہ والی J ہے۔

اگرچہ یہ مفروضۂ دستاویزات دو صدیوں تک خاصہ مقبول عام اور مروّج رہا تاہم آج کل کے بیشتر نقادوں نے اسے ترک کر دیا ہے۔ خدا کے مختلف نام استعمال کرنے کی مصلحت پر ہم آگے غور کریں گے۔ یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں کہ کلام مقدس کے پہلے جملے میں خدا کا نام آتا ہے اور کہ یہ لفظ سارے باب پر حاوی ہے۔ تخلیق کے پہلے بیان میں (پیدائش ۱: ۱ تا ۲: ۳) عبرانی لفظ الوہیم ۳۵ مرتبہ آیا ہے (اردو ترجمہ میں صرف ۳۴ مرتبہ کیونکہ آیت ۲۸ میں اسے دو کی بجائے ایک مرتبہ استعمال کیا گیا ہے)۔

دوسرے باب میں خدا کا عبرانی نام یہوواہ الوہیم (خداوند خدا) گیارہ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ تخلیق کے ان دو بیانوں میں تضاد تلاش کرنے سے پہلے یہ دیکھنا زیادہ مفید ثابت ہوگا کہ یہ الہامی بیان کس خوبصورتی اور سادگی سے تخلیق عالم کی تصویر کو پیش کرتا ہے۔ پہلے باب میں خدا کے نقطۂ نظر کے مطابق انسان کو کائنات کی تخلیق کا مکاشفہ دیا گیا ہے۔ ایک وسیع پردہ پر کل عالم کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ پاک کلام کی پہلی آیت وقت کی وسعت اور لامتناہیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ "ابتدا میں" (پیدائش ۱: ۱)۔ عبرانی کا پہلا لفظ بریشیت ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ کے سوا باقی جتنے ترجمے ہماری نظر سے گزرے ہیں اسی لفظ سے پہلے باب کو شروع کرتے ہیں قب عربی، فارسی، پشتو وغیرہ)،

اس لفظ کے ساتھ حرفِ تعریف ھا استعمال نہیں کیا گیا اس لئے اس سے کوئی خاص زمانہ مراد نہیں۔ خدا کی ذات لاانتہا ہے۔ اُس کی ابتدا میں انجام ہے (یسعیاہ ۴۶: ۱۰)۔ وہ شروع میں اور آخر میں ہے (یسعیاہ ۴۸: ۱۲)۔ خدا کی جانب سے ابتدا کی ایک جھلک امثال ۸: ۲۲ مابعد میں بھی ملتی ہے۔ یوحنا ۱: ۱-۳ اسے اور واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ وہاں بھی ابتدا کے لئے یونانی لفظ حرفِ تعریف کے بغیر آیا ہے (arche) اور نئے عہدنامہ میں ازل کا تصور بعض جگہ بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے (مثلاً یوحنا ۱۷: ۵، ۲۴)۔ لیکن اس پہلی تصویر کی کاملیت آدمؔ، حوّا اور آسمان اور زمین اور اُن کے کل لشکر کے بنانے پر ختم ہوتی ہے، اور باری تعالیٰ اپنے سارے کام سے "فارغ ہوا" (پیدائش ۲: ۲۔ یہاں عبرانی لفظ شبت میں آرام کا مفہوم بھی موجود ہے یا شب بمعنی بیٹھنا۔ پیدائش ۲۷: ۱۹)۔

باب دوم میں ہمیں اس دنیا کی تصویر قریب سے دکھائی گئی ہے۔ اس بیان کا مرکزی کردار آدمؔ ہے جس کی کاملیت اور تسکین حوّا کی تخلیق پر ہوتی ہے۔ یہ دو متضاد بیان نہیں بلکہ ایک ہی حقیقت کو دُور سے اور قریب سے دکھایا گیا ہے۔ خدا کے دو مختلف ناموں کا استعمال ایک خاص مصلحت کے تحت کیا گیا ہے۔ **الوھیم** خدا کا وہ نام ہے جو اس کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ پہلے باب میں باری تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ اُس کے حکم سے سب چیزیں وجود میں آئیں۔

یہوواہ، خدا کا وہ نام ہے جس سے وہ اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کرتا ہے (دیکھئے خدا کے نام ۱ ہ، و اور ۲)۔ یہ خدا اور انسان کے درمیان عہدی نام ہے۔ اس باب میں دُہرا نام **یہوواہ الوھیم** (خداوند خدا) اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ دنیا کو پیدا کرنے والا خدا یعنی باری تعالیٰ، وہ خدا ہے جو انسان سے محبت کا رشتہ رکھتا ہے۔ وہ عہد و پیمان کا خدا ہے (پیدائش ۶: ۱۸؛ ۱۵: ۱۸؛ خروج ۶: ۴؛ قضاۃ ۲: ۱۔ یاد رہے کہ کلامِ مُقدّس کے دونوں حصوں کو عہدنامے کہا جاتا ہے)۔

ان دو بیانوں میں تضاد کا خیال اس وجہ سے اٹھا کہ ان میں مختلف عناصر کی تخلیق کی ترتیبِ زمانی میں فرق ہے۔ بائبل مُقدّس میں اکثر جگہ جب بعض حقیقتوں پر بحث ہوتی ہے تو ان کی اہمیّت پر زور دیا جاتا ہے اور اُنکی تاریخی ترتیب یعنی ترتیبِ زمانی زیرِ بحث نہیں آتی۔ پہلے باب میں اس حقیقت پر زور دیا گیا ہے کہ سب عالم کا خالق خدا ہے۔ عناصر کی تخلیق کی ترتیبِ زمانی زیرِ بحث نہیں ہے (کلام مقدس میں اس کی اَور کئی مثالیں آپ کو ملیں گی۔ خداوند مسیح کی آزمائشوں کا ذکر متی ۴ اور لوقا ۴ میں مختلف ترتیب سے درج ہے۔ اسی طرح زبور نویس جب بنی اسرائیل کا مصر سے رہائی پانے کا ذکر کرتا ہے تو من کی نعمت اور چٹان میں سے پانی نکالنے کے واقعہ کو (زبور ۷۸: ۱۳، ۱۵، ۲۴) خروج کی کتاب میں مندرج ترتیب سے مختلف بیان کرتا ہے (خروج ۱۳: ۲۱؛ ۱۶: ۴)۔ تاہم اگرچہ تخلیقِ عالم کا یہ بیان کُلّی طور پر ترتیبِ زمانی کے مطابق نہ بھی ہو تو بھی اس میں ایک باضابطہ سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ اس باب کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے آٹھ تخلیقی افعال کو چھ دن میں سمو دیا گیا ہے۔ ہر تخلیقی فعل" اور خدا نے کہا" (عبرانی **ویومیر الوھیم**) سے متعارف کیا گیا ہے۔ یہ افعال دو حصّوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ پیدائش ۱: ۲ میں لکھا ہے کہ" زمین ویران اور سنسان تھی"۔ یہ دو لفظ غور طلب ہیں۔ عبرانی میں" **توھو و وُھو**"۔ "**توھو**" بمعنی ویران سے مراد ہیولیٰ ہے۔ ہیولیٰ ہیئت اُولیٰ کا مخفف ہے یعنی کسی مادّہ کی پہلی شکل جس سے عالم کی چیزیں بنائی گئیں۔ خدا کے غضب کی رویا میں یسعیاہ نبی اور یرمیاہ نبی دیکھتے ہیں کہ دنیا پھر اپنی پہلی شکل میں واپس چلی جاتی ہے (یسعیاہ ۳۴: ۱۱؛ یرمیاہ ۴: ۲۳)۔ **توھو** (یعنی بے شکل) کا ترجمہ دیگر حوالوں میں ویرانہ، بیابان (استثنا ۳۲: ۱۰)، خلا (ایوب ۲۶: ۷)، ویران (یسعیاہ ۲۴: ۱۰؛ ۳۴: ۱۱)، عبث (یسعیاہ ۴۵: ۱۸)، باطل (۱-سموئیل ۱۲: ۲۱) ہے۔ اس کا ہم وزن لفظ "وُھو" صرف دو اور جگہ آیا ہے اور ہر مرتبہ توھو کے ساتھ (یسعیاہ ۳۴: ۱۱؛ یرمیاہ ۴: ۲۳)۔

خدا کا پہلا تخلیقی فعل نیست سے ہست کو خلق کرنا تھا اور اس کے لئے پیدائش ۱: ۱ میں عبرانی لفظ بارا (پیدا کرنا۔ قب عربی باری) ہے۔ افعالِ ربّانی کا دوسرا مرحلہ عدم سے جس وجود کو اُس نے پیدا کیا اسے شکل دینا تھا۔ ذیل کے نقشہ کے مطابق پہلے تین دن میں چار افعالِ تخلیقی سے اُن عناصر کو تخلیق کیا گیا جنہیں اگلے تین دن میں آراستہ یا آباد کیا گیا ہے۔

ہیولیٰ کی تشکیل			عناصر کی آراستگی		
دن	"اور خدا نے کہا" افعالِ تخلیقی	عناصر جن کی تخلیق ہوئی	دن	"اور خدا نے کہا" افعالِ تخلیقی	عناصر جن کو آباد کیا گیا
پہلا	۱- آیت ۳	روشنی اور تاریکی	چوتھا	۵- آیت ۱۴	انوار
دوسرا	۲- آیت ۶	فضا، ہوا اور پانی	پانچواں	۶- آیت ۲۰	پرندے اور مچھلیاں
تیسرا	۳- آیت ۹	خشکی	چھٹا	۷- آیت ۲۴	حیوانات
	۴- آیت ۱۱	زمین اور نباتات		۸- آیت ۲۶	انسان

اسی خیال کو ایک اَور انداز میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ خدا نے پہلے تین دن میں وہ مملکتیں قائم کیں جن میں اگلے تین دن کی مخلوق زندگی بسر کرے گی اور حکمران ہوگی۔

ج۔ مسئلہ ارتقا

اس مسئلہ پر مفصل بحث کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ تخلیقی

سرگرمیوں کے لئے عبرانی کے مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ سب سے اہم لفظ بارا ہے جس کا ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔ یہ صرف خدا کے افعالِ تخلیقی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں غالباً نیست سے ہست کی تخلیق کا مفہوم غالب ہے۔ اس کا مطلب کسی نئی چیز کی تخلیق ہے جو امرِ ربّانی (خدا کے حکم) سے پیدا ہوتی ہے اور انسان کی قوتِ تخلیقی سے بالاتر ہے۔ اس میں دونوں مفہوم موجود ہیں یعنی بغیر کسی محنت کے پیدا کرنا اور عدم سے وجود میں لانا کیونکہ جہاں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے کسی جوہر یا مادّہ کا ذکر نہیں جس سے تخلیق کی گئی ہو۔ پیدائش باب اوّل میں یہ تین آیات میں آتا ہے یعنی تمام موجودات کی تخلیق کے شروع میں (آیت ۱)؛ تمام حیوانی زندگی کی تخلیق کے شروع میں (آیت ۲۱) اور روحانی زندگی کی ابتدا میں (آیت ۲۷)۔

بارا کے علاوہ اور لفظ بھی عملِ تخلیق کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً عاسہ بمعنی بنانا یا ہوجانا اور یسیھی (جو غالباً عربی حیّ کی طرح ہیئت سے تعلق رکھتا ہے)۔ ان الفاظ میں خدا کے حکم سے ایک تسلسلِ عمل کی ابتدا ہوتی ہے اور عملِ تخلیق جاری رہتا ہے۔ مختلف جاندار خدا نے اُن کی جنس کے مطابق بنائے۔ عبرانی کے یہ الفاظ ارتقا کے نظریہ کے بعض پہلوؤں کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ نظریۂ ارتقا کے بعض پہلوؤں پر تو سائنس دان خود آپس میں اتفاق نہیں کرتے۔ اس لئے ہم اسے زیرِ بحث لانا ضروری نہیں سمجھتے۔

د۔ نظریۂ توقّف GAP THEORY

بعض علماء کے مطابق پیدائش ۱:۱ اور ۱:۲ کے درمیان ایک طویل عرصے کا وقفہ تھا۔ ان کے مطابق ابتدائی تخلیق کا ذکر پہلی آیت میں ہے۔ "ابتدا میں خلق کیا خدا نے آسمان اور زمین کو" (یہ بعینہٖ عبرانی لفظی ترتیب کے مطابق ہے)۔ اس کے بعد عرصۂ دراز تک زمین ویران اور سنسان اور تاریکی میں گھری رہی۔ بالالفاظِ دیگر یہ ہیولیٰ کی حالت میں تھی۔ ان علماء کے مطابق کائنات کی پہلی شکل کو تبدیل کرنے کا ذکر آیت تین سے شروع ہوتا ہے۔ یہ نظریہ پچھلی صدی کے اواخر میں مقبول ہوا کیونکہ یہ ارضیات کی ایک دریافت اور چھ دن میں دنیا کی تخلیق کے بظاہر تضاد کو حل کرنے میں مدد دیتا تھا۔ علمائے ارضیات نے چٹانوں میں دبی ہوئی چند اشیاء دریافت کی تھیں مثلاً حیوانی اور نباتاتی اجزا جو چٹانوں میں دبے رہنے کے بعد پتھر میں تبدیل ہو گئے تھے۔ اس عمل کے لئے ایک طویل عرصے کی ضرورت تھی۔ یہ چھ دن کی تخلیق سے ممکن نہ تھا۔ اس مفروضہ کی مدد سے سائنس کی دریافت اور کلامِ مُقدّس کے بیان کو ہم آہنگ کیا جا سکتا تھا۔

عبرانی عبارت سے یہ مطلب نکالنا بہت مشکل ہے۔ اس کے علاوہ آج کل کے بعض سائنس دانوں نے اس نظریہ کو ترک کر دیا ہے اور سنگواروں کو ★ طوفانِ نوحؔ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اس مفروضہ کو قبول کرنے سے ★ ثنویت کو تسلیم کرنے کا خدشہ بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ اگر ابتدائی تخلیق کے بعد آسمان اور زمین پہلی حالت میں واپس چلے گئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی اور طاقت بھی موجود تھی جو خدا کے خلاف کام کرنے پر قادر تھی اور اُس کے بنائے ہوئے کام کو بگاڑ سکتی تھی۔

ہ۔ "دن" سے کیا مراد ہے؟

کلامِ مُقدّس میں دن کو کئی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ سب سے عام ۲۴ گھنٹے کا دن ہے۔

یہ خدا کے روزِ حساب کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ "ربّ الافواج کا دن" (یسعیاہ ۲:۱۲ مابعد)۔

ایک غیر معینہ عرصے کو بھی دن کا نام دیا گیا ہے۔ "مسّاہ کے دن" (زبور ۹۵:۸)۔

ایک طویل عرصہ مثلاً ہزار سال کو بھی دن کہا گیا ہے (زبور ۹۰:۴۔ قب ۲۔ پطرس ۳:۸)۔

بعض شخص اصرار کرتے ہیں کہ خدا نے چوبیس گھنٹے والے چھ دن میں دنیا کو بنایا لیکن یہ بات ارضیات کی تحقیق کے مطابق صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ کچھ اور لوگ دن کو ایک طویل عرصہ گردانتے ہیں اور یوں ارضیات کی تحقیقات اور کلامِ مُقدّس کے بیان کو ہم آہنگ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ قدم بھی خطرناک ہے کیونکہ تجربہ بتاتا ہے کہ سائنس کے نظریئے اور مفروضے نئی نئی دریافتوں کی وجہ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

اگر ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ پیدائش کی کتاب کے پہلے باب کی ترتیب ادبی ہے اور اس کا مقصد ہمیں تخلیق کی تقویم مہیا کرنا نہیں ہے بلکہ اس بات پر زور دینا ہے کہ خدا نے سب کچھ بنایا تو یہ سب مشکلات کافور ہو جائیں گی۔ بعض دیگر علماء نے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ خدا نے دنیا کی پیدائش کے متعلق اس کتاب کے لکھنے والے کو چھ دن میں چھ رویائیں دکھائیں۔ ہر رویا خدا کے کام کے ایک پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔ ہر رویا کا طرز ایک ہی تھا۔ اور "خدا نے کہا" سے شروع ہوتی "اور شام ہوئی اور صبح ہوئی، سو ... دن ہوا" پر ختم ہوتی ہے۔ اُن کے کہنے کے مطابق یہ چھ تختیوں پر لکھی گئی تھیں۔ یہ نظریہ کافی دلچسپ ہے لیکن یہ بھی اُسی بات پر زور دیتا ہے کہ پیدائش کی کتاب کے پہلے باب میں اہم مواد کو فنی اور ادبی نقطۂ نظر سے مرتب کیا گیا ہے تاکہ اس بنیادی سبق کو ذہن نشین کروایا جائے کہ سب عالم کا خالق خدا ہے۔ اس میں الٰہی طریقۂ تخلیق زیرِ بحث نہیں ہے۔ ایمان کی آنکھوں سے اس بیان پر نظر ڈالنے سے اس کے الہامی ہونے کا پورا یقین ہو جاتا ہے۔

تخنہ:- (عبرانی = التجا)۔ یہوداہ کے قبیلے کے اِستون کا بیٹا اور عیر نحس کا باپ (۱۔ تواریخ ۴: ۱۲)۔

تدعال:- ایک بادشاہ جس کے متعلق پورا علم نہیں۔ اس کا ذکر صرف پیدائش ۱۴: ۱ میں ہے جہاں اسے جوئیم کا بادشاہ کہا گیا۔ رومن کیتھولک ترجمہ میں اسے قوموں کا بادشاہ کہا گیا ہے۔ اِن بادشاہوں نے پانچ بادشاہوں کے خلاف معرکہ آرائی کر کے خوب لوٹ مار کی اور ابرہام کے بھتیجے لوط اور اُس کے مال و اسباب کو لے گئے۔ ابرہام راتوں رات اُن پر حملہ کر کے لوط اور اس کے سامان کو واپس لے آیا (۱۴: ۱۵-۱۶)۔

تدمور:- اس شہر کا نام پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ۲۔ تواریخ ۸: ۴ میں آتا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں ★ مسوراتی نسخوں میں ۱۔ سلاطین ۹: ۱۸ کے متن میں تدمور ہے اور حاشیہ میں تمر (پروٹسٹنٹ ترجمہ حاشیہ کا نام اور کیتھولک ترجمہ متن کا نام استعمال کرتا ہے)۔ یہ ایک شہر کا نام ہے جسے سلیمان بادشاہ نے بنوایا (دیکھئے تمر ۵)۔

پرانے یونانی ترجموں میں اس شہر کو پلمیرا Palmyra پکارا گیا ہے جو عبرانی تمر (= کھجور) کا ترجمہ ہے۔

علماء کا خیال ہے کہ تدمور اور تمر دو مختلف شہر تھے۔ ایک ملک کے اندر اور دوسرا پلمیرا دمشق اور دریائے فرات کے درمیان واقع تھا اور ایک اہم تجارتی شاہراہ اس میں سے گزرتی تھی۔

تدّی۔ تدائی:- بارہ رسولوں میں سے ایک۔ رسولوں کی چار فہرستوں میں سے صرف دو میں اس کا نام آتا ہے (متّی ۱۰: ۳، مرقس ۳: ۱۸)۔ دوسری دو فہرستوں میں (لوقا ۶: ۱۴-۱۶؛ اعمال ۱: ۱۳) یہ نام غائب ہے اور اس کی جگہ یہوداہ ہے (یعقوب کا بیٹا یا بھائی۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ)۔ اِن دو حوالوں کے سوا تدّی کے متعلق ہمیں اور کچھ علم نہیں ہے۔ غالباً تدّی اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ ایک ہی شخص ہیں۔ یہوداہ اسکریوتی کے کردار نے اس نام پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا تھا اس لئے متّی رسول اور مرقس نے یہوداہ نام کو معیوب سمجھتے ہوئے "تدّی" کو جو اس رسول کا عرفی نام تھا ترجیح دی۔ تدّی ایک ارامی لفظ سے ترکیب دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں چھاتی، یعنی یہ شاگرد محبت سے بھرا ہوا وفادار شخص تھا۔

ترازو:- (عبرانی۔ مزنائم قب عربی میزان)۔ وزن کرنے کا آلہ۔ آج کل کے ترازو کی طرح ایک ڈنڈے کے کناروں پر پلڑے ہوتے تھے جس میں ایک طرف باٹ اور دوسری طرف وہ شے جو تولنی درکار ہوتی رکھی جاتی تھی (امثال ۱۶: ۱۱)۔ بائبل میں انصاف کی علامت (ایوب ۳۱: ۶؛ زبور ۶۲: ۹؛ امثال ۱۱: ۱)۔ سچائی اور دیانتداری اِسی کے ذریعے پرکھے جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ ٹھیک ترازو استعمال کریں (احبار ۱۹: ۳۶؛ استثنا ۲۵: ۱۳-۱۶)۔ نبیوں کی تعلیم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر تولنے میں لوگ بے ایمانی کرتے تھے (امثال ۱۱: ۱؛ ۱۶: ۱۱؛ حزقی ایل ۴۵: ۱۰؛ ہوسیع ۱۲: ۷؛ عاموس ۸: ۵؛ میکاہ ۶: ۱۱)۔

ترازو مجازی معنوں میں اکثر جگہ استعمال ہوا ہے (ایوب ۶: ۲؛ ۳۱: ۶؛ یسعیاہ ۴۰: ۱۲)۔

تراشی ہوئی مورت۔ کھودی ہوئی مورت:- تیز اوزار سے بنی ہوئی لکڑی، پتھر یا دھات کی مورت یہ ڈھلی ہوئی مورت سے مختلف تھی۔ بعض مرتبہ ڈھالنے کے بعد تیز اوزار سے اسے تراش کر شکل کو مکمل کیا جاتا تھا (یسعیاہ ۴۰: ۱۹)۔

کنعان اور بابل کے باشندے اس قسم کی تراشی ہوئی مورتیں استعمال کرتے تھے (استثنا ۷: ۵؛ یرمیاہ ۵۰: ۳۸)۔ بنی اسرائیل کو سخت حکم تھا کہ ایسا نہ کریں (خروج ۲۰: ۴)۔

ترافیم:- (عبرانی۔ اس کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ عربی لفظ ترِف (خوشحال ہونا) کا ہم مادہ ہے یعنی اِن پُتلوں کو گھر میں رکھنے سے چشم بد دُور ہوتی ہے۔ کچھ اور علماء کا خیال یہ ہے کہ اِس عبرانی لفظ کا جنات سے بھی تعلق ہے کیونکہ ترافیم کا تعلق آبائی بزرگان کی رُوح سے ہوتا تھا۔

یہ پرانے عہدنامہ میں اُن چھوٹے خاندانی بتوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو گھر میں رکھے جاتے اور فال نکالنے اور دُوسرے معاملات کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ آدمی کے پُتلے ہوتے تھے اور اُن کا ذکر پُرانے عہدنامہ کے ہر زمانہ میں آتا ہے (خط کشیدہ حوالوں میں لفظ ترافیم استعمال ہوا ہے اور باقی جگہ دوسرے الفاظ)۔

بزرگانِ اسرائیل کے زمانہ میں (پیدائش ۳۱: ۱۹)۔ قاضیوں کے عہد میں (قضاة ۱۷: ۵؛ ۱۸: ۳۰)۔

بادشاہی کے پہلے اور بعد کے دور میں (۱۔ سموئیل ۱۵: ۲۳؛ ۱۹: ۱۳-۱۶؛ ۲۔ سلاطین ۲۳: ۲۴؛ ہوسیع ۳: ۴؛ حزقی ایل ۲۱: ۲۱) اور اسیری کے بعد (زکریاہ ۱۰: ۲)۔

جب بھی ان پُتلوں کا ذکر اسرائیل کے سلسلے میں کیا گیا تو ان پر ملامت ہی کی گئی۔ بعض مرتبہ صاف الفاظ میں (۱۔ سموئیل ۱۵: ۲۳؛ ۲۔ سلاطین ۲۳: ۲۴) اور بعض دفعہ اشارتاً (قضاة ۱۷: ۶)۔

اِن کا استعمال زیادہ تر فال نکالنے کے سلسلے میں ہوتا تھا۔ مثلاً میکاہ کے بُت خانہ میں جہاں ترافیم اور ★ افود اکٹھے رکھے ہوئے تھے (قضاة ۱۷: ۵۔ الخ)۔

ترافیم کے ساتھ فال نکالنے کے لئے تیروں کے استعمال کا بھی ذکر آتا ہے اور قربانی کے جانور کے جگر کے معائنہ کا بھی (حزقی ایل ۲۱: ۲۱)۔ اِن کا تعلق جنات سے بھی تھا (۲۔ سلاطین ۲۳: ۲۴)۔

یہ کسی جگہ بھی نہیں بتایا گیا کہ فال کیسے نکالتے تھے یا ان پُتلوں کی شکل اور جسامت کیا تھی۔ پیدائش ۳۱: ۳۴-۳۵ سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ بعض اتنے چھوٹے تھے کہ اونٹ کے کجاوہ میں چھپ سکتے تھے لیکن ۱-سموئیل ۱۹: ۱۳-۱۶ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض آدمی کے قد کے برابر تھے یا کم از کم اُن کا نصف مجسمہ آدمی کے جسم کی مناسبت سے تھا۔

آخری دو حوالوں اور قضاۃ ۱۷: ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا تعلق گھر سے تھا اور لابن تو اُن کو اپنا خاندانی دیوتا ہی سمجھتا تھا۔

علمِ آثارِ قدیمہ نے یہ بات صاف کردی ہے کہ دنیادار لابن ان بُتوں کو حاصل کرنے کے لئے کیوں اتنی شدت سے آرزومند تھا۔

نوزو کے کھنڈرات سے جو نوشتے ملے ہیں، اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوزو کے قوانین کے مطابق ایسے بُتوں کو اپنے قبضے میں رکھنے سے

ترافیم یا خاندانی بُت۔ یہ نوزو کے علاقہ سے ہیں

خاوند کو اپنی بیوی کے باپ کی جائیداد کا وارث ہونے کا حق مل جاتا تھا۔ جب لابن کو یہ بُت نہ ملے تو اُس نے بڑی شتابی سے یعقوب سے ایک نیا عہد باندھا (پیدائش ۳۱: ۴۳) تاکہ اپنے بیٹوں کا حق محفوظ کرے۔

نوزو کے علاقہ سے جو خاندانی بُت ملے ہیں وہ قد و قامت میں چھوٹے ہیں۔

تراقوما:- دیکھئے امراضِ بائبل ۲۰

تراک:- ایک مملکت جو بعد میں رومی ضلع بنایا گیا۔ یہ مکدُنیہ کے مشرق میں تھا۔ اس کا نام اپاکرفا میں ۲-مکابیین ۱۲: ۳۵ میں آتا ہے۔

ترالہ:- بنیمین کے قبیلے کا ایک شہر۔ یہ اِرفیل اور ضلع کے درمیان واقع تھا (یشوع ۱۸: ۲۷)۔ موجودہ محلِ وقوع نامعلوم ہے۔

ترائی کے شہر:- عبرانی میں "ککرہا یردن" یعنی "یردن کے گرد کے شہر" (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تکوین ۱۳: ۱۲)۔ بحیرۂ مُردار کے نزدیک کے شہر جن کا ذکر پیدائش ۱۳: ۱۰-۱۲ میں ہے۔ جیسے سدوم، عمورہ، ادمہ، ضبوئیم۔ یہ شہر اپنی بدکاری کی وجہ سے تباہ ہوئے اور ان کی جگہ اب بحیرۂ مردار ہے۔ ان کی تباہی کا ذکر پیدائش ۱۹ باب میں ہے۔

ترتاق:- عوّائیوں کا ایک دیوتا۔ یہ غالباً گدھے کی شکل کا تھا (۲-سلاطین ۱۷: ۳۱)۔ عوّائی اسوری باشندے تھے جنہیں شمالی سلطنت کی شکست کے بعد سامریہ میں بسایا گیا تھا۔ نیز دیکھئے نبحاز۔

ترتان:- یہ ایک اعلیٰ اسوری افسر کا لقب ہے۔ اس کا رتبہ بادشاہ سے کچھ ہی کم ہوتا تھا۔ کتابِ مقدس میں ایسے دو افسروں کا ذکر آتا ہے۔

۱- وہ ترتان جسے شاہِ اسور سرجون نے اشدود کے محاصرہ کے لئے بھیجا (یسعیاہ ۲۰: ۱)۔

۲- وہ جسے سنحیرب نے دوسرے افسروں کے ساتھ یعنی ربشاقی اور رب سارس کے ہمراہ حزقیاہ بادشاہ کے پاس یروشلیم میں بھیجا (۲-سلاطین ۱۸: ۱۷)۔

نیز دیکھئے ربشاقی اور رب سارس۔

ترتیس:- پولس رسول کا منشی اور رومیوں کے خط کا لکھنے والا کاتب (رومیوں ۱۶: ۲۲)۔

ترجوم:- دیکھئے تارگوم۔

ترخناہ۔ ترحنہ:- معکہ کے رحم سے کالب کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۴۸)۔

ترخونیتس۔ تراکونیتس:- (یونانی "سنگلاخ پتھریلی زمین")۔ دمشق کے جنوب مشرق میں ایک آتش فشاں علاقہ۔ اس کا ذکر لوقا ۳: ۱ میں آتا ہے۔ اس علاقہ پر فلپس حکمران تھا۔ اہلِ عرب اس علاقہ کو ابھی بھی اللہ کا قلعہ پکارتے ہیں۔ یہ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کہ پتھروں میں طوفان آیا ہوا اور پتھر اُسی طرح جم گئے ہوں۔ پہلی صدی کا مشہور یہودی مورخ یوسیفس اس علاقے کے لوگوں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ بڑے ڈاکو اور چور تھے۔

ترسا:- فارسی میں مسیحیوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جو خداترس کی ترکیب میں آتا ہے۔ خداترس کا مطلب ہے خدا کا خوف رکھنے والا۔ فارسی لفظ ترساں کا مطلب ہے خوفزدہ ہونا۔ نیز دیکھئے مُرید۔

ترسُس۔ طرسوس:- ایشیائے کوچک میں دریائے کدنس کے کنارے ایک شہر، رومی صوبہ کلکیہ کا دارالخلافہ اور پولس رسول کی جائے پیدائش (اعمال ۲۱: ۳۹)۔

نئے عہد نامہ کے زمانے میں اس کی آبادی کچھ یونانی اور کچھ ایشیائی لوگوں کی تھی جن میں کئی یہودی بھی شامل تھے۔

یہ یونانی علم کا مرکز تھا۔ یہاں کے یہودی اپنے مذہب کی دیانتداری سے پیروی کرتے تھے۔ رومیوں نے اسے آزاد شہر قرار دیا تھا اور کئی لوگوں کو رومی شہری بننے کا حق عطا کیا تھا (اعمال ۲۲: ۲۵-۲۹)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳۱۶ ب

ترسول:- سہ شاخہ تیر، جو رسی میں باندھ کر بڑی مچھلی وغیرہ کو پکڑنے کے لئے پھینکا جاتا ہے (harpoon)۔ اس کا ذکر ایوب کی کتاب میں مگرمچھ پکڑنے کے سلسلہ میں آتا ہے (ایوب ۴۱: ۷)۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے مچھلی مارنے کا نیزا کہا گیا ہے (ایوب ۴۰: ۲۶)۔

ترسیس۔ ترشیش:- ۱۔ نوح کا پڑ پوتا۔ یاوان کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۴)۔

۲۔ بحیرۂ روم یا جزائر اوقیانوس میں ایک بندرگاہ جہاں یوناہ خدا کے حکم کے خلاف بھاگ گیا تھا (یوناہ ۱: ۳)۔

۳۔ ترسیسی بیڑے سے مراد بڑے جہازوں کا جتھا ہے۔ یہ تجارت کے لئے استعمال ہوتے تھے (۱۔سلاطین ۱۰: ۲۲)۔

۴۔ ایک بنیمینی شخص (۱۔تواریخ ۷: ۱۰)۔

۵۔ فارس اور مادی کا ایک امیر (آستر ۱: ۱۴)۔

ترش۔ تارش:- اخسویرس بادشاہ کا ایک خواجہ سرا جس نے اسے قتل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مردکی نے اسے پکڑوا دیا (آستر ۲: ۲۱)۔

ترضاہ۔ ترضہ۔ ترصہ:- (عبرانی = فرحت)۔ ۱۔ صلافحاد کی سب سے چھوٹی بیٹی (گنتی ۲۶: ۳۳؛ یشوع ۱۷: ۳)۔

۲۔ سامریہ کے مشرق میں چھ میل کے فاصلے پر ایک شہر جسے یشوع نے فتح کیا (یشوع ۱۲: ۲۴)۔ یہ ایک نہایت خوبصورت شہر ہوگا کیونکہ سلیمان بادشاہ اپنی محبوبہ کو اس شہر کی مانند خوبصورت کہتا ہے (غزل الغزلات ۶: ۴)۔ سلیمان کی موت کے بعد یہ شمالی بادشاہت کا دارالخلافہ بنا (۱۔سلاطین ۱۴: ۱۷)۔

بعشا اس جگہ بادشاہی کرتا تھا (۱۔سلاطین ۱۵: ۲۱-۳۳)۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ایلہ اور اس کا خادم زمری جس نے بعد میں بغاوت کی وہاں رہتے تھے (۱۶: ۶-۱۵)۔ زمری نے ترضہ کے شاہی محل کو آگ لگا دی اور خود بھی اس میں جل مرا (۱۶: ۱۸)۔ غالباً موجودہ تل الفرح اسی جگہ واقع ہے جہاں ترضہ تھا۔

ترطلس۔ ترتلس:- یہ نام ترطیس کا اسم تصغیر ہے۔ یہ یروشلیم کا ایک پیشہ ور وکیل تھا جو حننیاہ سردار کاہن کی طرف سے پولس رسول کے خلاف مقدمہ لڑنے کے لئے فیلکس حاکم کے سامنے حاضر ہوا (اعمال ۲۴: ۱-۹)۔

ترطلس ایک چالاک اور تجربہ کار مقرر تھا جو فیلکس کی خوشامد پسندی کو جانتے ہوئے بڑی چرب زبانی سے مقدمہ کی بحث کرتا ہے۔ اگرچہ اس کا نام رومی ہے تاہم مفسرین کا خیال ہے کہ وہ یہودی اور پولس کی طرح رومی شہری تھا۔ نیز دیکھئے فیلکس۔

ترعاتی:- منشیوں کے ایک خاندان کا فرد۔ یہ ریکاب کے گھرانے سے تھا اور یعبیض میں رہتا تھا (۱۔تواریخ ۲: ۵۰، ۵۵)۔

ترفمس۔ تروفمس:- (یونانی = قوت بخش)۔ ایک غیر قوم مسیحی، جو افسس کا باشندہ (اعمال ۲۱: ۲۹) اور پولس رسول کا ساتھی تھا (۲۰: ۴)۔ وہ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ یروشلیم کو گیا۔ یروشلیم میں ایک غلط فہمی کی بنا پر بلوا ہو گیا کیونکہ لوگوں نے ترفمس کو پولس کے ساتھ دیکھا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ پولس ہیکل کو پلید کرنے کے لئے ایک یونانی کو اندر لے گیا ہے۔

غیر یہودی صرف اس صحن تک جا سکتے تھے جسے غیر قوموں کا صحن کہا جاتا تھا۔ اس سے آگے لاطینی اور یونانی میں کتبے لگے تھے جو غیر اقوام کو خبردار کرتے تھے کہ اگر اس جگہ سے آگے جاؤ گے تو موت کے سزاوار ہو گے۔ پولس نے ترفمس کو روما جاتے ہوئے میلیتس میں بیمار چھوڑا (۲۔تیمتھیس ۴: ۲۰)۔

ترکھان:- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۳

ترنس۔ طورنس:- اسم معرفہ (یونانی = جابر یا ظالم)۔ اس شخص کا ذکر صرف اعمال ۱۹: ۹ میں آتا ہے۔ پولس تین مہینے تک عبادت خانہ میں تعلیم دیتا رہا لیکن جب لوگ اس کی تعلیم کو برا بھلا کہنے لگے تو وہ ترنس کے مدرسے میں آ گیا جہاں وہ روزانہ بحث کیا کرتا تھا۔ جس یونانی لفظ کا ترجمہ مدرسہ کیا گیا ہے اسے تقریر کا کمرہ یا لیکچر ہال بھی کہہ سکتے ہیں۔ ترنس یا تو سکول ماسٹر تھا یا پروفیسر۔ بعض مغربی نسخوں میں متن میں بعد دوپہر کا بھی اضافہ ہے۔ اس حالت میں ترنس مدرس تھا اور جب بعد دوپہر اس کا مدرسہ فارغ ہوتا تھا تو پولس کو بلا معاوضہ یا با معاوضہ استعمال کی اجازت تھی۔ اگر ترنس پروفیسر تھا تو غالباً یہ ایک قومی جگہ تھی جو شائد ترنس کے نام پر مشہور ہوئی۔ یونانی متن کچھ غیر واضح ہے۔

تروآس:- یہ نام ایک علاقے اور ایک شہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایشیائے کوچک کے شمال مغربی علاقے میں رومی آسیہ کا حصہ تھا۔ شہر کا پورا نام سکندریہ تروآس ہے جو قدیم شہر ٹرائے (Troy) سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر ہے۔ قیصر اوگوستس کے زمانہ میں یہ رومی نوآبادی تھی۔ یہ مکدنیہ

اور آسیہ کے درمیان ایک بندرگاہ تھی جہاں تجارتی جہاز ٹھہرتے تھے (اعمال ۱۶:۸، ۲۰:۵، ۲-کرنتھیوں ۲:۱۲)۔ یہاں کافی کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ موجودہ نام اسکستنبول ہے۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶، ۲ و۔

تُرُوفُوسہ:- دیکھئے تُرُوفینہ۔

تُرُوفینہ:- (یونانی = نازک، نفیس مزاج)۔ رومہ کی ایک مسیحی خاتون جو پولس رسول کی واقف تھی۔ پولس نے اپنے خط میں رومی مسیحیوں سے کہا کہ اسے اور اس کی قریبی رشتہ دار تُرُوفوسہ کو سلام دیں (رومیوں ۱۶:۱۲)۔ رومی شہنشاہ کے نوکروں کے قبرستان سے کچھ کتبے ملے ہیں جن پر یہ دونوں نام درج ہیں۔ اگر وہ نام انہی کے ہیں تو یہ "قیصر کے گھر والے" (فلپیوں ۴:۲۲) ہوں گے یعنی قیصر کے گھر کے نوکروں کا عملہ۔

تِرہاقہ:- ایک مصری فرعون (بادشاہ)۔ پچیسویں شاہی خاندان کا تیسرا اور آخری بادشاہ۔ یہ خاندان کوشی یعنی حبشی تھا۔ اس نے ۲۶ سال حکومت کی (قریباً ۶۹۰-۶۶۴ ق م)۔ جب سنحیرب یہوداہ کے شہروں کا محاصرہ کر رہا تھا تو اُس نے سُنا کہ ترہاقہ اس کا مقابلہ کرنے آ رہا ہے۔ کچھ عرصہ تک تو وہ اس کے مقابلے میں کامیاب رہا لیکن جب اس کے بہت سے آدمی خداوند کی طرف سے مارے گئے تو وہ واپس اسور چلا گیا (۲-سلاطین ۱۹:۹، ۳۵-۳۶ = یسعیاہ ۳۷:۳۶-۳۷)۔ نیز دیکھئے سنحیرب۔

تُرہی:- موسیقی کا ایک ساز جو سینگ سے بنتا ہے۔ بگل۔ تُرہی اور قرنا ایک ہی قسم کے ساز ہیں (تُرہی کا ذکر ۱-تواریخ ۱۳:۸؛ ایوب ۳۹:۲۴، ۲۵؛ یرمیاہ ۴۲:۱۴؛ ہوسیع ۵:۸ اور ۱-کرنتھیوں ۱۴:۸ میں آتا ہے)۔
نیز دیکھئے قرنا۔ موسیقی کے ساز ۳، ۸، ۹۔

تِسالونیکی:- دیکھئے تھسلنیکے۔

تسمہ:- چمڑے کا وہ فیتہ جس سے جوتی کو باندھتے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں چپلی نما جوتا استعمال ہوتا تھا جسے تسموں سے باندھتے تھے۔ اس کا ذکر بائبل میں مختلف جگہ آتا ہے۔ مجازی معنوں میں کسی ناچیز شے کے لئے (پیدائش ۱۴:۲۳)۔ ایک چوکس فوج کے لئے (یسعیاہ ۵:۲۷)۔ کسی حقیر خدمت کے لئے (مرقس ۱:۷؛ لوقا ۳:۱۶؛ یوحنا ۱:۲۷، اعمال ۱۳:۲۵)۔
جن چمڑے کے فیتوں سے پولس کو باندھا گیا، اُنہیں بھی تسمہ کہا گیا ہے (اعمال ۲۲:۲۵)۔

تِشبی:- ایلیاہ نبی کو کئی جگہ یہ تخصیصی نام دیا گیا ہے (۱-سلاطین ۱۷:۱؛ ۲۱:۱۷، ۲۸ وغیرہ)۔ غالباً یہ جلعاد کے علاقے میں ایک مقام تھا۔

کہتے ہیں کہ موجودہ الاستیب اُس کی جائے وقوع ہے۔

تشری:- یہودی سال کا ساتواں مہینہ جسے اسیری سے پہلے ایتانیم کہتے تھے۔ دیکھئے کیلنڈر۔

تصویری خط:- ہیروغلیفیت - HIEROGLYPHICS

یہ ایک قدیم ترین طرزِ تحریر ہے جو مصریوں نے ایجاد کی۔ پہلے پہل تصویر یا علامت کے ذریعہ خیال یا لفظ کو ظاہر کیا جاتا تھا۔ یہ تصویری تحریریں مصر کے مقبروں اور یادگار کے پتھروں پر کھدی ہوئی تھیں لیکن ان کو کوئی پڑھ نہیں سکتا تھا۔ ۱۷۹۹ عیسوی میں جب نپولین بوناپارٹ نے مصر پر حملہ کیا تو روزیٹا کے مقام پر ایک کالے سنگِ مرمر کا ٹکڑا ملا جس پر بطلیمس پنجم عرف اپی فینیس (۱۹۶ ق م) کے اعزاز میں ایک عبارت تین زبانوں میں کندہ تھی جن میں سے ایک زبان یونانی تھی۔ ایک فرانسیسی عالم شمپولیوں نے تصویری اور یونانی عبارتوں کا مقابلہ کر کے تصویری خط کی گتھی سلجھا دی۔ بعد ازاں دیگر محققین کی مدد سے اس تحریر کو پڑھنا ممکن ہو گیا۔ یوں مصر کے متعلق کئی معلومات حاصل ہوئیں جو بائبل کے فراعنۂ مصر کے واقعات پر بہت روشنی ڈالتی ہیں۔ یہ صداقتِ کلامِ مقدس کا اہم ثبوت پیش کرتی ہیں۔
نیز دیکھئے سنگِ روزیٹا۔

تطبیقِ عقائد:- عقائد میں مطابقت پیدا کرنا۔ دیکھئے توفیقیت۔

تعلیم و تربیت (عبرانی لمد۔ قب عربی تلمیذ۔ تالمود وغیرہ)۔
۱- اہلِ یہود کے ہاں بچّہ خاص اہمیت کا حامل تھا۔ یہ بات ★ تالمود اور ★ مِشنہ سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ خداوند مسیح نے بھی اپنی تعلیم میں بچوں کی اہمیت اور اُن سے اچھا سلوک کرنے پر زور دیا ہے۔ بائبل کی مختلف کتابوں اور ★ اپاکرفا میں تعلیم کے متعلق کئی مفید حوالے ملتے ہیں۔ لیکن درس و تدریس کے بارے میں براہِ راست بہت کم حوالے نظر سے گزرتے ہیں۔ یہ بات حیران کُن ہے کہ لفظ مدرسہ صرف ایک مرتبہ کلامِ مقدس میں استعمال ہوا ہے (اعمال ۱۹:۹)۔ وہ ایک لیکچر ہال تھا جسے پولس رسول نے ★ ترنُس سے عاریتاً لیا تھا۔ یہ کوئی یہودی یا مسیحی تعلیم گاہ نہ تھی۔
← شروع میں تعلیم کا واسطہ کلی طور پر مذہب سے تھا۔ اس سلسلے میں ہم تین نام دیکھتے ہیں جو درس و تدریس کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلا نام عزرا کا ہے جس نے کلامِ پاک کی تعلیم کو بنیادی اہمیت دی۔ اس کے بعد آنے والے آدمیوں نے عبادت خانہ کو تعلیم اور عبادت کا مرکز بنایا۔ دوسرا نام شمعون بن شطہ (۷۵، ق م) کا ہے جس نے ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔ اس کے ایک صدی بعد یشوع بن جمالا نے تعلیم کے مروّجہ نظام کو بہتر بنایا اور ہر صوبہ اور شہر میں

اساتذہ کا تقرر کیا۔ اِن کے علاوہ تعلیم میں مزید تبدیلیوں کی نشاندہی کرنا مشکل ہے۔ ★ عبادت خانہ کی ابتدا کے متعلق بھی ہمیں صحیح علم نہیں ہے۔ غالباً یہ عبادت خانے اسیری کے زمانہ میں معرضِ وجود میں آئے۔

۲۔ مدرسہ کی نشوونما

شروع میں تعلیم کا مرکز گھر تھا اور والدین ہی اُستاد کے فرائض ادا کرتے تھے۔ گھر کی تعلیم بائبل کے سارے زمانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی رہی۔ رفتہ رفتہ عبادت خانہ نے ترقی کی اور وہی تعلیم کا گہوارہ بنا۔ خداوند مسیح نے عبادت خانے کو اپنی تعلیم دینے کے لئے بڑے موثر طریقہ سے استعمال کیا (متی ۴: ۲۳)۔ بچوں کو عبادت خانہ یا اس کے پاس کی عمارت میں سبق پڑھایا جاتا تھا۔ ایک وقت آیا جب اُستاد طالب علموں کو اپنے گھر پر ہی پڑھاتے تھے۔ یہودی استاد جنہیں ربّی پکارتے تھے ہیکل کا برآمدہ استعمال کرتے تھے۔ خداوند مسیح بھی اکثر ہیکل کے برآمدے میں ہی (قب متی ۲۶: ۵۵) تعلیم دیا کرتے تھے۔ مشنہ کے زمانے میں پہلی صدی قبل از مسیح کے مشہور و معروف ربی ہِلل اور ربّی شمعی اعلیٰ تعلیم اپنے مدرسوں میں دیتے تھے۔ ابتدائی سکول کو "بیت ہاسِفر" (کتاب کا گھر) اور اعلیٰ تعلیم کے مقام کو "بیت مدارس" کہتے تھے۔

۳۔ پیشہ ور اُستاد

جیسے ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں پہلے پہل والدین ہی اُستاد کا کردار ادا کرتے تھے۔ لیکن شاہی گھرانے کے بچوں کے لئے خاص شخص مقرر ہوتے تھے (قب ۲۔ سلاطین ۱۰: ۱۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں انہیں پالنے والا کہا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں مُربّی کا لفظ استعمال ہوا ہے)۔ تعلیم میں والدین کی ذمّہ داری پر اکثر جگہ زور دیا گیا ہے (مثلاً استثنا ۴: ۹؛ ۶: ۷؛ ۱۱: ۱۹ وغیرہ)۔ تالمود کے زمانہ تک بھی والدین کا فرض تھا کہ اپنے بچوں کو شریعت کی تعلیم دیں، اُن کو کوئی ہُنر سکھائیں اور اُن کی شادی کریں۔

عزرا کے زمانے کے بعد ایک نیا پیشہ اُبھرا یعنی منشی (عبرانی سوفیر) جس کا کام عبادت خانہ میں تعلیم دینا تھا۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ تک ان کے کام میں تبدیلی آ گئی۔ انہیں اردو ترجمہ میں فقیہہ کہا گیا ہے (متی ۲: ۴)۔ دانش مند، دانش ور، دانا، حکیم (یعنی حکمت والا۔ عبرانی لفظ بھی اسی قسم کے لفظ سے ملتا جلتا ہے) ایک مختلف جماعت تھی اور ان کا ذکر امثال اور دوسری حکمت کی کتابوں میں ہے۔ تاہم اُن کے کام کے متعلق صحیح علم نہیں ہے۔ نئے عہدنامہ کے زمانے میں اُستاد تین درجوں میں منقسم تھے یعنی "حکام"، "سوفیر" اور "حزان"۔ سب سے اعلےٰ طبقہ میں "حکام" تھے جس کی مثال نیکمدیمس ہے۔ شرع کے مُعلّم (لوقا ۵: ۱۷) اساتذہ کے نچلے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ خادم (لوقا ۴: ۲۰) کا کام عبادت خانہ کی چیزوں کا خیال رکھنا اور روزمرّہ کا انتظام چلانا تھا۔

لفظ مُعلّم (عبرانی ملمد) نچلے درجہ کے اساتذہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ تاہم ان کے لئے بھی لفظ ربّی (ارامی = میرے استاد۔ عزت اور احترام ظاہر کرنے کے لئے) استعمال کیا جاتا تھا۔

استاد کو پڑھانے کے صلے میں اُجرت دینا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ تاہم یہ عذر پیش کر کے کہ یہ خدمت کی اُجرت نہیں بلکہ وقت صرف کرنے کا صلہ ہے اُنہیں کچھ دے دیا جاتا تھا۔ اِس سلسلہ میں پولس رسول کی ہدایت دیکھئے (گلتیوں ۶: ۶)۔ ہاتھ سے سخت کام کرنا اُستاد کی شان کے خلاف تصوّر کیا جاتا تھا (دیکھئے اپاکرفا۔ یشوع بن سیراخ ۳۸: ۲۴ ببعد)۔ حکمت اور علم حاصل کرنے کے لئے فرصت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن بعدازاں بہت سے اساتذہ نے (= ربّی) کوئی نہ کوئی پیشہ اپنا لیا۔ اس سلسلے میں پولس رسول کے نظریے ملاحظہ کیجئے (۱۔ کرنتھیوں ۹: ۳ ببعد)۔

تالمود میں استاد کی قابلیت کے بارے میں ضروری چیزوں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان میں سے کوئی بھی علمی لیاقت سے تعلق نہیں رکھتی۔ سب کی سب اخلاقی ہیں ماسوا اس کے کہ استاد مرد ہو اور شادی شدہ۔

۴۔ تعلیم کی وسعت

پہلے زمانہ میں تعلیم کا دائرہ بہت محدود تھا۔ ماں بچّے کو اخلاقی تعلیم و تربیّت دیتی تھی۔ باپ اُس کو ہُنر سکھاتا تھا۔ عام طور پہ باپ خود بھی زراعت کرتا تھا اور بچے کو بھی ساتھ ساتھ اس کے متعلق سکھاتا تھا۔ مذہبی تعلیم مختلف تہواروں اور عیدوں کے ذریعہ ذہن نشین اور معنی خیز بن جاتی تھی۔ یاد رہے کہ یہودی عیدوں میں زراعت اور مذہب کا تعلق بہت قریب ہے (قب احبار ۲۳ باب)۔ عیدیں مذہبی تاریخ کے متعلق معلومات فراہم کرتی تھیں (خروج ۱۳: ۸)۔

عبادت خانہ میں پاک کلام کو درسی کتب کا درجہ حاصل تھا اور وہ سندِ مطلق کا مقام رکھتا تھا۔ زندگی کا دوسرا نام تربیّت اور ضبط سمجھا جاتا تھا۔

تعلیم مذہب اور اخلاقیات تک محدود تھی اور اس کا اُصولِ عمل امثال ۱: ۷ پر مبنی تھا یعنی "خداوند کا خوف علم کا شروع ہے۔" (نیز دیکھئے ایوب ۲۸: ۲۸ "خداوند کا خوف ہی حکمت ہے")۔

پڑھنے کی اہلیّت پاک کلام کے مطالعہ کے لئے ضروری تھی لیکن لکھنے کی قابلیّت اتنی ضروری نہ تھی۔ تاہم لکھنے کی صلاحیّت رکھنے کا ذکر قاضیوں کے زمانے میں آتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ قضاۃ ۸: ۱۴)۔ ابتدائی حساب، نصاب کا ایک حصّہ تھا لیکن دوسری زبانوں کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔ تاہم جب ارامی زبان روزمرّہ کی زبان بن گئی

اور عبرانی زبان عام نہ رہی تو اس کا لسانی مطالعہ کیا جانے لگا۔

لڑکیوں کی تعلیم پورے طور پر ماؤں کے سپرد تھی۔ اُن کو گھریلو کام کاج اور سادہ اخلاقی تعلیم کے بارے میں سبق دئے جاتے تھے۔ اُنہیں پڑھنا بھی سکھایا جاتا تھا تاکہ شریعت سے واقف ہو جائیں۔ اُن کی تعلیم اہم سمجھی جاتی تھی اور ان کی کوئی غیر زبان سیکھنے میں حوصلہ افزائی بھی کی جاتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لموایل بادشاہ کی ماں اپنے بیٹے کے لئے اچھی اُستاد ثابت ہوئی (امثال ۳۱: ۱)۔ اسی باب میں ایک فاضلہ عورت کی تصویر ہے۔

۵۔ تعلیم کے طریقے اور مقصد

پڑھانے کا ایک عام طریقہ سبق بار بار دہرانے کا تھا۔ اس طرح سبق ازبر ہو جاتا تھا۔ عبرانی کے لفظ شنا (قب استثنا۔ ثانی) کے دونوں معنی تھے یعنی سیکھنا اور سکھانا۔ طریقہِ امدادِ حافظہ کے مختلف گُر اکثر استعمال کئے جاتے تھے۔ مثلاً ہر جملے یا مصرع کو ایک ہی حرف سے شروع کرنا یا بتدریج ہر جملے کو حروفِ ابجد سے شروع کرنا۔ اس کی کئی مثالیں ہیں۔ زبور ۱۱۹ کی ہر آٹھ آیات کا قطعہ حروفِ ابجد سے باری باری شروع ہوتا ہے۔

اگرچہ اور کتابوں کا ذکر بھی آتا ہے تو بھی اکثر کلامِ مقدس کو بطور نصابی کتاب کے استعمال کیا جاتا تھا (واعظ ۱۲: ۱۲)۔ جھڑکی اور سرزنش کے فائدوں سے وہ واقف تھے (امثال ۱۷: ۱۰)۔ بدنی سزا کی ضرورت کا بھی ذکر آتا ہے (امثال ۱۳: ۲۴)۔ اُستاد بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا (متی ۵: ۱؛ لوقا ۴: ۲۰؛ متی ۲۶: ۵۵؛ یوحنا ۸: ۲) طالب علم اُستاد کے قدموں میں بیٹھتا تھا جیسے ہمارے ہاں بھی ہوتا ہے۔ پولس رسول کی تربیت گملی ایل کے قدموں میں ہوئی (اعمال ۲۲: ۳)۔
نیز دیکھئے عبادت خانہ۔

تعلیم، یسوع مسیح کی:۔ دیکھئے یسوع مسیح کی تعلیم۔

تعناک:۔ کنعان کا ایک قلعہ دار شہر۔ اس کے بادشاہ کو یشوع نے شکست دی لیکن اسرائیلیوں نے اس پر قبضہ نہ کیا۔ بعد میں منسی نے اسے لے لیا (قضاۃ ۱: ۲۷؛ ۵: ۱۹؛ یشوع ۱۲: ۲۱؛ ۱۷: ۱۱؛ ۱۔ تواریخ ۷: ۲۹)۔
اس شہر کا ذکر تل العمارنا اور مصری تواریخ میں ہے۔
اب صرف کھنڈر باقی ہیں۔

تعوِیذ:۔ دیکھئے جادو اور جادوگری ۲ ب۔ زیوراتِ بائبل ۱۰

تفرقے:۔ دیکھئے بدعت۔

تفسح:۔ ۱۔ سلیمان بادشاہ کی مملکت کی شمالی حد پر ایک شہر (۱۔ سلاطین ۴: ۲۴)۔ یہ دریائے فرات پر ایک اہم شہر تھا۔ یہاں سے مصر اور شام کے قافلے گزر کر مشرق کو جاتے تھے۔ یونانی اور رومی مؤرخ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ایک قلعہ بند شہر تھا۔

۲۔ ایک اور شہر جو غالباً ترضہ کے قریب تھا (۲۔ سلاطین ۱۵: ۱۶)۔ مناحم بادشاہ نے یہاں کے باشندوں کو قتل کیا۔ یہ یردن دریا پر واقع تھا۔ اس کا موجودہ نام تفوعہ ہے۔

تفسیر:۔ تشریح کرنا۔ کھول کر مطلب سمجھانا۔ یہ لفظ ۲۔ سلاطین ۱۳: ۲ اور ۲۴: ۲۷ میں عبرانی لفظ **مدراش** کا ترجمہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ **مدراش** اور تفسیر میں فرق ہے۔ یہودی علما (ربی) آزادانہ تشریح کرتے تھے اور مضمون کو اپنے تخیل کے مطابق بڑھا چڑھا کر پیش کرتے تھے۔ یہ موجودہ تصور تفسیر سے کچھ مختلف تھا۔ فی زمانہ باضابطہ تنقید کو تفسیر کا نام دیا جاتا ہے جسے علمِ الٰہی میں hermeneutics کے نام سے پکارتے ہیں۔

تفوح:۔ (عبرانی = سیب، قب عربی تفاح = سیب)۔
۱۔ ایک شہر جس کے بادشاہ کو یشوع نے فتح کیا (یشوع ۱۲: ۱۷)۔ یہ یہوداہ کے نشیبی علاقہ میں تھا (یشوع ۱۵: ۳۴)۔

۲۔ افرائیم کی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۶: ۸)۔ "تفوح کی زمین تو منسی کی ہوئی پر تفوح شہر جو منسی کی سرحد پر تھا بنی افرائیم کا حصہ ٹھہرا" (یشوع ۱۷: ۸)۔ اس کا چشمہ عین تفوح منسی کی سرحد پر تھا (یشوع ۱۷: ۷)۔

۳۔ حبرون کا بیٹا یا اولاد (۱۔ تواریخ ۲: ۴۳)۔ شائد بیت تفوح اُس کی سکونت گاہ تھی (یشوع ۱۵: ۵۳)۔

تقدیر:۔ ★ قسمت۔ نصیب۔ مقدّر۔ وہ اندازہ جو حق تعالیٰ نے ازل سے ہر شے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔

۱۔ لفظ تقدیر کا مادّہ ق۔ د۔ ر ہے جس میں قادر ہونے، طاقت رکھنے، ترتیب دینے، تقسیم کرنے، اندازہ لگانے کے مفہوم موجود ہیں۔ لفظ قدر خاص معنوں میں خدا کے فرمان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یوں تقدیر سے خدا کا فرمان بھی مُراد ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ لفظ تقدیر پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے اور وہ بھی خدا کے فرمان کے معنوں میں۔ دیکھئے صفنیاہ ۲: ۲۔ یہ عبرانی **حوق** کا ترجمہ ہے جسے دیگر جگہ قانون (ایوب ۲۸: ۲۶؛ زبور ۱۴۸: ۶)، فرمان (زبور ۲: ۷)، حکم (امثال ۴: ۲۹؛ یرمیاہ ۵: ۲۲) سے ادا کیا گیا ہے۔

یہ عقیدہ بہت عام ہے کہ انسان کے تمام اعمال و افعال خدا کی طرف سے پہلے ہی مقرر ہوئے ہیں۔ نتیجۃً اس سے یہ مراد لی جاتی

ہے کہ انسان بالکل مجبور ہے کیونکہ خدا نے نیکی اور بدی، خوشحالی اور مفلسی کا پہلے سے فیصلہ کر دیا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ یہ اُس عقیدے سے ٹکراتا ہے جس کے مطابق انسان اپنے افعال و اعمال کی حد تک آزاد اور مختار ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ مسئلۂ تقدیر ایک مشکل مُعمّہ پیش کرتا ہے۔ اسے مسیحی نظریہ سے سمجھنے کے لئے خدا کی ذات کی صفات کو سامنے رکھنے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ انسان انسان ہی ہے۔ خدا کی باتیں اُس کی عقل سے باہر ہیں۔ اِن کی جھلک بفضلِ خدا صرف ایمان کے چشمے لگانے سے ملتی ہے۔

ع ذہن میں جو گھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا
جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا (اکبر الہ آبادی)

مزید براں انسان زمان و مکان کے بند حصوں میں جکڑا ہوا ہے۔ ان قیود سے نجات پانے پر بہت سی باتیں جو اُسے ناممکن معلوم ہوتی ہیں ممکن ہو جاتی ہیں۔ ایک مثال لیجئے۔ اس زمین پر ہم کششِ ثقل کی قید میں ہیں۔ ہمارا تجربہ کہتا ہے کہ اگر کسی چیز کو ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو وہ زمین پر آگرے گی۔ لیکن خلا باز بتاتے ہیں کہ جب وہ کششِ ثقل کی قید سے نکل جاتے ہیں تو کسی چیز کو جہاں بھی خلا میں چھوڑا جائے وہیں ٹکی رہتی ہے۔ ہماری محدود عقل بہت سے معاملوں میں تضاد دیکھتی ہے جہاں خدا کی نظر میں کوئی تضاد نہیں۔ انہیں ہمیں ایمان سے تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تقدیر اور انسانی فعل مختاری اسی قسم کا ایک مسئلہ ہے۔ گو یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے تاہم پاک کلام کے حوالوں سے اس پر سنجیدگی سے نظرِ غایت ڈالی جائے تو اس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اس سلسلے میں تین خیالات پر نظر دوڑانی ضروری ہے۔ اگرچہ یونانی میں ہر خیال کے لئے ایک خاص لفظ تعین کیا گیا ہے اُردو میں انہیں چند لفظوں کی مدد سے ادا کیا جاتا ہے۔ یونانی میں یہ تینوں الفاظ سابقہ پرو pro بمعنی "پہلے، پیشتر" سے ترکیب دیئے گئے ہیں۔

۱۔ پروگِنوسکو proginosko۔ فعل۔ پہلے سے جاننا۔ پیش بینی۔ اور پروگنوسِس prognosis۔ اسم۔ بطورِ فعل یہ ★ ہفتادی ترجمہ میں صرف ۳ مرتبہ اور وہ بھی اپاکرفا میں استعمال ہوا ہے (حکمت ۶: ۱۳۔ پیش قدمی، حکمت ۸: ۸۔ پہلے سے جانتی ہے؛ حکمت ۱۸: ۶۔ پہلے خبر دی گئی)۔ اور بطور اسم صرف دو دفعہ (یہودیت ۹: ۶۔ تقدیر، یہودیت ۱۱: ۱۶۔ یہ پیشینگوئی کے متعلق ہے)۔ نئے عہد نامہ میں یہ بطور فعل پانچ مرتبہ آیا ہے (رومیوں ۸: ۲۹؛ ۱۱: ۲۔ "پہلے سے جاننا"؛ اعمال ۲۶: ۵۔ "شروع سے جانتے"؛ ۱۔ پطرس ۱: ۲۰۔ "علم ... پیشتر سے"؛ ۲۔ پطرس ۳: ۱۷۔ "پہلے سے آگاہ ہو")۔ بطورِ اسم یہ دو مرتبہ آیا ہے (اعمال ۲: ۲۳۔ اور ۱۔ پطرس ۱: ۲۔ "علمِ سابق")۔ یہ حوالے زیادہ تر خدا کے مسیح اور انسان سے پہلے سے مقررہ منصوبے کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہر عمل خدا کے پہلے سے مقرر کردہ انتظام کے مطابق ہوا ہے۔ یہ کسی غیر ذاتی جبر یا پابندی مثلاً قسمت، قضا، نصیب یا تقدیر کے تحت وقوع میں نہیں آیا۔

۲۔ دوسرا لفظ پرونوئیا pronoia ہے۔ دور اندیشی (اعمال ۲۴: ۲)، تدبیر (رومیوں ۱۳: ۱۴)۔ اس لفظ پر بحث ★ پروردگاری کے مضمون میں کی گئی ہے۔ یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ اگرچہ یہ یونانی لفظ پروردگاری کے مفہوم کو خوش اسلوبی سے بیان کرتا ہے، تاہم نئے عہد نامہ میں اس کے استعمال سے احتراز کیا گیا ہے۔ جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ صرف دو مرتبہ انسانی دُور اندیشی اور تدبیر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اکثر اس خیال کو کئی لفظوں کی مدد سے ادا کیا گیا ہے۔ یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں ہے۔ یہ اس بات کی پرزور دلالت ہے کہ نئے عہد نامہ میں بعض غیر مسیحی یونانی تصورات سے گریز کرنے کی خاطر انہیں مستعمل یونانی لفظ کی جگہ دوسرے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ اس کی دو مثالیں اردو میں لفظ پروردگاری اور تقدیر میں ملتی ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ لفظ پروردگار اردو ترجمہ میں صرف ایک بار نحمیا ۹: ۶ میں آتا ہے اور وہاں بھی اس کا مفہوم کچھ مختلف ہے (دیکھئے پروردگاری)۔ لفظ تقدیر کے استعمال سے احتراز کرنے کے متعلق ہم آگے ذکر کریں گے۔

۳۔ تیسرا لفظ پروھوریزو prohorizo ہے۔ یہ سابقہ پرو pro بمعنی پہلے، پیشتر اور ھوریزو horizo بمعنی مقرر کرنا، ٹھہرانا سے ترکیب کیا گیا ہے، یعنی پہلے سے ٹھہرانا، پیشتر سے مقرر کرنا۔ اس کا معقول ترجمہ تو "تقدیر" ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ لفظ تقدیر میں غیر مسیحی رنگ بھی موجود ہے، اس لئے حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ نئے عہد نامہ میں استعمال نہیں کیا گیا۔ کیتھولک ترجمہ میں غالباً صرف ایک مرتبہ (رومیوں ۸: ۲۸) جہاں یہ ایک اور یونانی لفظ پروتھیسِس prothesis کا ترجمہ ہے)۔ یونانی نئے عہد نامہ میں پروھوریزو کا لفظ چھ مرتبہ آیا ہے اور خالصتاً خدا کے فرمان کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اعمال ۴: ۲۸؛ "پہلے سے ... ٹھہر گیا" رومیوں ۸: ۲۹، ۳۰۔ "پہلے سے مقرر ... کیا" (کیتھولک۔ "پہلے سے مقدّر کیا") ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۷؛ افسیوں ۱: ۵، ۱۱۔ "پیشتر ... مقرر کی"۔ یعنی خدا کسی شخص کے لئے کوئی موقع یا کسی صورتِ حال کے لئے کسی شخص کو پہلے سے مقرر کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے دیگر pro سابقہ سے مرکب یونانی لفظ اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

نئے عہد نامہ میں تقدیر کے اس تصوّر کو خدا کے ارادے، مرضی، پسند، چاہنے وغیرہ سے بھی ادا کیا گیا ہے (مثلاً اعمال ۲: ۲۳

"مقرّرہ انتظام"۔ صحیح ترجمہ ریفرنس بائبل کے حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ میں ہے "قائم" "ارادے"؛ افسیوں ۱: ۱۱؛ عبرانیوں ۶: ۱۷؛ رومیوں ۹: ۱۹، ۲۲ وغیرہ۔ اِن سب حوالوں میں لفظ ارادہ ہے۔ عبرانیوں ۲: ۴؛ یعقوب ۱: ۱۸ وغیرہ میں "مرضی"۔ متّی ۱۱: ۲۶ میں "پسند آیا")۔ چونکہ خدا محبت ہے (۱۔یوحنّا ۴: ۸) اس لئے مسیحی تصوّرِ تقدیر میں وہ خوف اور ڈر موجود نہیں جو عام تصوّرِ تقدیر میں پایا جاتا، جو ایک متلوّن مزاج، سنگدل، آمر خدا کی قضا وقدر ہے۔ اِسی لئے جب خدا کے ارادوں کا ذکر آتا ہے تو اکثر اُن کے ساتھ نیک یا مصلحت کا لفظ بھی آتا ہے (افسیوں ۱: ۵، ۱۱؛ اعمال ۴: ۲۸ وغیرہ)۔

پرانے عہدنامہ میں تقدیر کے تصوّر کو ادا کرنے کے لئے کوئی مجرّد لفظ یا فیلسوفی اصطلاح موجود نہیں۔ تاہم اکثر اسے خدا کا ارادہ کرنا، مقرّر کرنا، خاص چیزیں قائم کرنا یا ٹھہرانا سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً زبور ۱۳۹: ۱۶۔ "تیری آنکھوں نے میرے بے ترتیب مادّے کو دیکھا اور جو ایام میرے لئے مقرّر تھے وہ سب تیری کتاب میں لکھے تھے جبکہ ایک بھی وجود میں نہ آیا تھا" (یسعیاہ ۱۴: ۲۴-۲۷؛ ۱۹: ۱۷؛ ۴۶: ۱۰ مابعد؛ یرمیاہ ۴۹: ۲۰؛ دانی ایل ۴: ۲۴ مابعد)۔ ان میں سے دو حوالوں میں لفظ مصلحت بھی آیا ہے جو تقدیر کے قنوطی پہلو کو ہلکا کرتا ہے۔

نئے عہدنامہ میں استعمال شدہ الفاظ تقدیر کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ یہ واقعات اور انسانوں کی زندگی میں خدا کے ارادوں کی ترجمانی ہے۔ خدا کے کُل عالم سے متعلق وسیع تر ارادے اُس کی ★ پروردگاری کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ کلامِ مُقدّس کے مطابق تقدیر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کے مکمل منصوبے پر غور کیا جائے اور اس میں تقدیر کا مقام تلاش کیا جائے۔

۲۔ پُرانے عہدنامہ میں

پرانا عہدنامہ باری تعالیٰ کو ایک قدرت والی، بامقصد شخصیت پیش کرتا ہے جس کی طاقت لامحدود ہے۔ اسی لئے اُس کے سب ارادے یقینی طور پر پورے ہوتے ہیں (زبور ۳۳: ۱۰ مابعد؛ یسعیاہ ۱۴: ۲۷؛ ۴۳: ۱۳؛ ایوب ۹: ۱۲؛ ۲۳: ۱۳؛ دانی ایل ۴: ۳۵)۔ وہ ہر حال اور ہر موقع کا خداوند ہے۔ اور ہر چیز کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اسے اپنی ہدایت اور نظام کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے (امثال ۱۶: ۴)۔ ہر واقعہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، شاہی خیالات سے لے کر (امثال ۲۱: ۱) انسان کے دل کی تدبیروں اور اُس کے عملی منصوبوں (امثال ۱۶: ۱، ۹) اور بظاہر قرعہ کے اتفاقیہ گرنے تک (امثال ۱۶: ۳۳) اُسی کے انتظام کے مطابق عمل پذیر ہوتا ہے۔ جس بات کا خدا ارادہ کرے وہ اس کے لئے مشکل نہیں (پیدائش ۱۸: ۱۴؛ یرمیاہ ۳۲: ۱۷)۔ خدا کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنا ایک مضحکہ خیز بات ہے (زبور ۲: ۱-۴)۔ پرانے عہدنامہ کی دیگر کتابوں کی نسبت یسعیاہ نبی کا صحیفہ اس خیال کو زیادہ وضاحت سے پیش کرتا ہے کہ خدا کا منصوبہ تاریخ کے بہاؤ کے رُخ پر قطعی طور پر غالب ہوتا ہے۔ یسعیاہ نبی اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کے ارادے دائمی ہیں اور یہوواہ نے حال اور مستقبل کے واقعات کو "قدیم سے"، "قدیم ایام سے" مقرّر کر دیا ہے (قب یسعیاہ ۲۲: ۱۱؛ ۳۷: ۲۶؛ ۴۴: ۶-۸؛ ۴۶: ۱۰ مابعد)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف خدا ہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں جو سب واقعات کو ترتیب دیتا ہو (یسعیاہ ۴۴: ۷)۔ جن واقعات کی خدا پیشینگوئی کرتا ہے وہ ہو کر رہتے ہیں (یسعیاہ ۱۴: ۲۴-۲۷؛ ۴۴: ۲۴-۲۵: ۲۵؛ قب ۱۔سلاطین ۲۲: ۱۷-۳۸؛ زبور ۳۳: ۱۰ مابعد؛ امثال ۱۹: ۲۱؛ ۲۱: ۳۰)۔ یہوواہ کا بظاہر ناممکن واقعات کی پیشینگوئی کرنا اور ان کا واقع ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ تاریخ پر پوری طرح قادر ہے۔ اس کے برعکس بُت آئندہ کی پیشینگوئی کر نہیں سکتے جس سے ظاہر ہے کہ تاریخ اُن کے قابو سے باہر ہے (یسعیاہ ۴۴: ۶-۸؛ ۴۵: ۲۱؛ ۴۸: ۱۲-۱۴)۔

بعض مرتبہ یہوواہ کے متعلق یہ تاثر اُبھرتا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ اُسے بعض واقعات کے ہونے پر تعجب ہوتا ہے کیونکہ بظاہر اُسے پہلے سے اُن کا علم نہ تھا (مثلاً پیدائش ۶: ۵۔ "ملول ہوا"۔ کیتھولک "پچھتایا"۔ کیتھولک ترجمہ میں ذیل نوٹ غور طلب ہے۔ ضرور ملاحظہ کیجئے۔ یرمیاہ ۱۸: ۸، ۱۰۔ "باز آؤں گا"، کیتھولک "پچھتاؤں گا"؛ یرمیاہ ۲۶: ۳؛ یوایل ۲: ۱۳؛ یوناہ ۴: ۲)۔ لیکن پاک کلام کے ان حوالوں کے سیاق وسباق کا بالغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسانی طرزِ کلام ہے۔ خدا کی باتوں کو پیکرِ انسانی پہنانے کا مقصد اس بات پر زور دینا ہے کہ خدا شخصی خدا ہے۔ وہ انسانی احساس اور جذبات کو سمجھ سکتا ہے۔ اس سے خدا کی ہمہ دانی اور انسانی معاملات پر پوری قدرت رکھنے پر شک ڈالنا مقصود نہیں۔

اس حقیقت کو کہ خدا نے دنیا کی ابتدا اور اُس کے اختتام کو سامنے رکھتے ہوئے انسانی تاریخ کا بامقصد انتظام کیا ہے کلامِ مُقدّس کے پہلے ابواب میں صاف ظاہر کیا گیا ہے (عورت کی نسل سے نجات دہندہ کے وعدہ کا اشارہ خداوند مسیح کی طرف ہے جو کنواری مریم سے پیدا ہوئے۔ پیدائش ۳: ۱۵؛ اور ابرہام سے وعدہ بھی اسی نجات کے منصوبہ کی ایک اور کڑی ہے۔ پیدائش ۱۲: ۳)۔ بائبل میں یہ مضمون بتدریج آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بیابان میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ملکِ کنعان میں خوشحالی اُن کے قدم چومے گی اور حفاظت اُن کے دامن پکڑے گی (قب استثنا ۲۸: ۱-۱۴) اور اس کے بعد انبیا نے المسیح کی بادشاہی کی وہ الہامی تصاویر پیش کیں جن میں خدا

کے انصاف کے بعد جلالی زندگی کا ذکر ہے (یسعیاہ ۹: ۱ مابعد؛ ۱۱: ۱ مابعد؛ یرمیاہ ۲۳: ۵ مابعد؛ حزقی ایل ۳۴: ۲۰ مابعد؛ ۳۷: ۲۱ مابعد؛ ہوسیع ۳: ۴ مابعد وغیرہ)۔ اس کا نقطۂ کمال دانی ایل نبی کی رویا میں ہے جہاں خدا غیر قوم حکومتوں کے عروج اور زوال پر قادر ہوتے ہوئے ابن آدم کی سلطنت قائم کرتے ہوئے نظر آتا ہے (دانی ایل ب۷؛ قب ۲: ۳۱-۴۵)۔ خدا جو اپنی پیش بینی اور پیش گوئی سے تاریخ کو تشکیل دیتا ہے، اگر وہ تاریخ پر حتمی اور قطعی طور پر حاکمیت نہ رکھتا تو ایک عالمگیر نظریۂ آخرت پیش کرناممکن ہوتا۔

انسانی تاریخ کے اس نظریہ کو پسِ منظر میں رکھتے ہوئے پرانا عہدنامہ خدا کا بنی اسرائیل کے چننے اور اُن کو اپنے عہد کے لوگ قرار دینے اور انہیں اپنے نجات کے منصوبہ کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے آلۂ کار بنانے کو بیان کرتا ہے۔ اُن کا چناؤ بلا استحقاق تھا (استثنا ۷: ۶ مابعد؛ حزقی ایل ۱۶: ۱ مابعد)۔ وہ قطعی طور پر اُس کے فضل پر مبنی تھا۔ یہ چناؤ بامقصد تھا۔ خدا نے بنی اسرائیل کے لئے ایک منزل اور ایک مقصد تعین کر دیا تھا کہ وہ خود برکت پائیں اور دوسروں کے لئے برکت کا باعث بنیں (قب زبور ۶۷؛ یسعیاہ ۲۱: ۲-۴؛ ۱۱: ۹ مابعد؛ ب۶۰؛ زکریاہ ۸: ۲۰ مابعد؛ ۱۴: ۱۶ مابعد)۔ تاہم کچھ وقت کے لئے یہ چناؤ بلاشرکتِ غیرے صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ بنی اسرائیل کو چننے میں خدا نے فی الحال دیگر قوموں کو نظر انداز کیا (استثنا ۷: ۶؛ زبور ۱۴۷: ۱۹ مابعد؛ عاموس ۳: ۲؛ قب رومیوں ۹: ۴؛ افسیوں ۲: ۱۱ مابعد) اور انہیں ہزار سال سے زیادہ عرصے تک اپنے عہد سے محروم رکھا بلکہ وہ اپنے قومی گناہوں کے سبب (عاموس ۱: ۳-۲: ۱۱) اور خدا کی چُنی ہوئی قوم کو حقیر جاننے کی وجہ سے خدا کے غضب کا نشانہ بنے رہے (قب یسعیاہ ب۱۳ تا ب۱۹)۔

۳۔ نئے عہدنامہ میں

نئے عہدنامہ میں پرانے عہدنامہ کے عقیدہ کو تسلیم کیا گیا ہے کہ خدا واقعات کا خداوند ہے اور تاریخ کو اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے پورے طور پر استعمال کرتا ہے۔ نئے عہدنامے کے تمام مصنفین متفقہ طور پر اصرار کرتے ہیں کہ مسیح کی خدمت اور مسیحی کلیسیا کا نظام پرانے عہدنامہ میں صدیوں پہلے کی گئی پیشینگوئیوں کی تکمیل ہے (متی ۱: ۲۲؛ ۲: ۱۵، ۲۳؛ ۴: ۱۴؛ ۸: ۱۷؛ ۱۲: ۱۷ مابعد؛ یوحنا ۱۲: ۳۸ مابعد؛ ۱۹: ۲۴، ۲۸، ۳۶؛ اعمال ۲: ۱۷ مابعد؛ ۳: ۲۲ مابعد؛ ۴: ۲۵ مابعد؛ ۸: ۳۰ مابعد؛ ۱۰: ۴۳؛ ۱۳: ۲۷ مابعد؛ ۱۵: ۱۵ مابعد؛ گلتیوں ۳: ۸؛ عبرانیوں ۵: ۶؛ ۸: ۸ مابعد وغیرہ وغیرہ)۔ اور کہ پرانے عہدنامہ کے الہامی صحیفوں کا آخری مقصد مسیحی ایمانداروں کی تعلیم تھا (رومیوں ۱۵: ۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۱؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۵ مابعد)، اس سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ خدا واقعی تاریخ کا مالک ہے۔ اِن دونوں یقینی باتوں کی خداوند مسیح نے خود تصدیق اور تائید کی (قب لوقا ۱۸: ۳۱ مابعد؛ ۲۴: ۲۵ مابعد، ۴۴ مابعد؛ یوحنا ۵: ۳۹)۔ تاہم اب ہم ایک نئی بات اُبھرتی دیکھتے ہیں۔ اب★ برگزیدگی بنی اسرائیل قوم تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر مسیحی ایماندار شخصی طور پر اس سے نوازا جا سکتا ہے (قب زبور ۶۵: ۴) اور کہ اس کا فیصلہ زمانوں سے پہلے سے ہو چکا ہے۔ پرانے عہدنامہ کا تصوّرِ برگزیدگی اُس تاریخی بلاوے سے منسلک ہے جو پہلے ابرہام کو دیا گیا تھا (قب نحمیاہ ۹: ۷)۔ نیا عہدنامہ ان دونوں میں صاف طور سے امتیاز کرتا ہے۔ برگزیدگی خدا کا وہ پہلے سے مقرّر کیا ہوا نجات کا انتظام ہے جس کے مطابق گنہگار مسیح میں نجات پاتے ہیں (افسیوں ۱: ۴۔ "بنائے عالم سے پیشتر اس نے چُن لیا"؛ قب متی ۲۵: ۳۴؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۹)۔ اور مسیح کے وسیلے سے نجات کے انتظام کا وہ علم تو خدا کو "بنائے عالم سے پیشتر سے تھا" (۱-پطرس ۱: ۲۰)۔ نئے عہدنامہ میں اس عقیدہ پر باقاعدگی سے اتفاق ہے کہ خدا کا نجات بخشنے والا فضل جو اس زمانہ میں انسان کو دیا گیا ہے، اس کی جڑیں خدا کی برگزیدگی کے ازلی منصوبہ میں ہیں۔ نجات بخشنے والے فضل سے مراد ہے انجیلی نجات کا علم، اُسے سمجھنا، اس کو قبول کرنے کی اہلیّت، اُس میں قائم رہنا اور بالآخر جلال میں داخل ہونا۔

اعمال کی کتاب میں لوقا رسول اپنی طرزِ تحریر سے اس عقیدہ کی واضح گواہی دیتا ہے کہ نہ صرف مسیح کی موت، اُن کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور اُن کا خدا کے دہنے ہاتھ تخت پر بیٹھنا پہلے سے مقرّر تھا (اعمال ۲: ۲۳، ۳۰ مابعد؛ ۳: ۲۰؛ ۴: ۲۷ مابعد) بلکہ نجات بھی متقدم فضل کا پھل ہے (۲: ۴۷؛ ۱۱: ۱۸، ۲۱-۲۳؛ ۱۵: ۷ مابعد؛ ۱۶: ۱۴؛ ۱۸: ۲۷) جو خدا کے پہلے سے مقرر کئے ہوئے انتظام کے مطابق دیا گیا (۱۳: ۴۸؛ ۱۸: ۱۰۔ "اِس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں")۔

یوحنا رسول کی انجیل میں خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ اُنھیں خاص شخصوں کے بچانے کے لئے بھیجا گیا ہے جنہیں باپ نے اُنہیں دیا ہے (یوحنا ۶: ۳۷ مابعد؛ ۱۷: ۲، ۶، ۹، ۲۴؛ ۱۸: ۹)۔ یہ اُن کی بھیڑیں ہیں، اُن کی اپنی (۱۰: ۱۴ مابعد، ۲۶ مابعد؛ ۱۳: ۱)۔ اُن کے لئے انہوں نے خاص دعا کی (۱۷: ۲۰)۔ اُن کو وہ اپنے پاک روح سے اپنے پاس کھینچیں گے (۱۲: ۳۲ قب ۶: ۴۴؛ ۱۰: ۱۶، ۲۷؛ ۱۶: ۸ مابعد) اور اُن کو اپنی اور باپ کی رفاقت میں ہمیشہ کی زندگی بخشیں گے (۱۰: ۲۸ قب ۵: ۲۱؛ ۶: ۴۰؛ ۱۷: ۲؛ متی ۱۱: ۲۷)۔ وہ اُن کی حفاظت کریں گے اور کسی کو کھونہ دیں گے (۶: ۳۹؛ ۱۰: ۲۸ مابعد، قب ۱۷: ۱۱، ۱۵؛ ۱۸: ۹)۔ وہ اُنہیں خدا کے جلال میں لے جائیں گے (۱۴: ۲ مابعد؛ قب ۱۷: ۲۴) اور اُنہیں آخری دن پھر زندہ کریں گے

(۶ : ۳۹ مابعد؛ قب ۵ : ۲۸ مابعد)۔ یہاں یہ بات بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جو نجات سے نوازے جاتے ہیں وہ اسے خدا کے پہلے سے مقرر کردہ انتظام کی بدولت حاصل کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کی واضح تشریح پولس رسول کے خطوط میں پائی جاتی ہے۔ پولس دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے بنائے عالم سے ایک منصوبہ (یونانی پروتھیسس prothesis) تیار کیا کہ وہ لوگوں کو بچا کر کلیسیا کو قائم کرے۔ یہ حقیقت اور زمانوں میں ایک بھید رہی اور بنی آدم کو اس کا علم نہ ہوا تھا (افسیوں ۳ : ۳ - ۱۱)۔ اس منصوبہ کا مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان خدا کے ★ لے پالک بیٹے بنیں اور اُس کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کے ہم شکل ہوں (رومیوں ۸ : ۲۹) اور کلیسیا یعنی وہ سب جو اس طرح مسیح کے ہم شکل ہوئے ہیں مسیح کے قد کے پورے اندازے تک پہنچ جائیں (افسیوں ۴ : ۱۳)۔

مقدّسوں کو اس یقینی حقیقت سے خوش ہونا چاہیئے کہ خدا نے اُنہیں خود اُن سے پیشتر سے مقرر کئے ہوئے منصوبہ میں شریک کیا ہے (رومیوں ۸ : ۲۸ مابعد، افسیوں ۱ : ۳ مابعد؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳؛ ۲۔ تیمتھیس ۱ : ۹؛ قب ۱۔ پطرس ۱ : ۱ مابعد)۔ اُن کا چُنا جانا صرف فضل کی بدولت تھا (۲۔ تیمتھیس ۱ : ۹)۔ یہ اُن کے اعمال کا معاوضہ نہ تھا بلکہ بلاشبہ پہلے سے یہ جانتے ہوئے کیا گیا کہ وہ اس کے لائق نہ تھے (قب یوحنا ۱۵ : ۱۹؛ افسیوں ۲ : ۱ مابعد)۔ چونکہ خدا حاکم کل ہے اس لئے اُس کا پہلے سے چن لینا نجات کی ضمانت ہے۔ اس ضمانت کے نتیجے میں ایک موثر بلاوا آتا ہے جس کا جواب صرف ایمان سے دیا جا سکتا ہے (رومیوں ۸ : ۲۸ مابعد، قب ۹ : ۲۳ مابعد؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱ : ۲۶ مابعد؛ افسیوں ۱ : ۱۳؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۴)۔ موثر بلاوا ★ راستباز ٹھہرانا (رومیوں ۸ : ۳۰) ایمان داروں میں تاثیر کرنا (۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳) اور جلال بخشنا (رومیوں ۸ : ۳۰۔ یہاں صیغہِ ماضی کے استعمال سے اس حقیقت کا یقینی ہونا مراد ہے۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۴)۔ پولس یہ تعلیم اُن مسیحیوں کو دیتا ہے جن کو یہ بلاوہ شخصی طور پر دیا گیا تھا، تاکہ وہ اُن کو موجودہ حفاظت کا اور آخر میں نجات کا یقین دلائے اور اُن کو اس بات کا احساس دلائے کہ انہیں خدا کے فضل کا کتنا احسانمند ہونا چاہیئے۔ جن چُنے ہوئے لوگوں کا وہ اپنے خطوں میں ذکر کرتا ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو وہ مخاطب کرتا ہے۔ وہ خود بھی اپنے کو چُنے ہوؤں میں شمار کرتا ہے۔

اس بات کو بھی موضوعِ بحث لایا گیا ہے کہ خدا کے علم سابق سے تقدیر یا پہلے سے مقرّر شدہ کسی شخص کی زندگی کا نقشہ مراد نہیں۔ اور یہ کہ نئے عہد نامے میں شخصی چناؤ خدا کی اس پیش بینی پر مبنی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کون انجیل کے پیغام کو قبول کر کے خود اس کا اہل ہوگا۔ اس عقیدہ میں ذیل کی مشکلات سامنے آتی ہیں (۱) اس نظریہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بلاہٹ یا برگزیدگی اعمال اور اُس کے معاوضہ پر مبنی ہے جبکہ کلامِ مُقدّس کا صاف دعویٰ ہے کہ برگزیدگی فضل کے وسیلے سے ہے (رومیوں ۹ : ۱۱؛ ۲۔ تیمتھیس ۱ : ۹) اور فضل کا آدمی کے اعمال سے جو وہ اپنے لئے خود کرتا ہے کوئی واسطہ نہیں (رومیوں ۴ : ۴؛ ۱۱ : ۶؛ افسیوں ۲ : ۸ مابعد؛ طِطس ۳ : ۵)۔ (۲) اگر برگزیدگی ایمان کیلئے (۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳) اور نیک اعمال کیلئے ہے (افسیوں ۲ : ۱۰) تو پھر یہ اُن چیزوں کی پیش بینی پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ (۳) اس نظریہ کے مطابق پولس کو خدا کے ہمیں چُننے پر نہیں بلکہ مسیحی کے اپنے ایمان کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے تھا کہ اس کا اپنا ایمان اسے نجات کا یقین دلائے۔ (۴) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاک کلام خدا کے علمِ سابق اور اس کے پہلے سے مقرر کردہ منصوبہ کو ایک ہی سمجھتا ہے (قب اعمال ۲ : ۲۳)۔

۴۔ برگزیدگی اور نامقبولیت

یہاں نامقبولیت سے مُراد وہ ہیں جنہیں خدا نے ردّ کیا ہے۔ یوں یہ برگزیدگی کی ضد سمجھی جا سکتی ہے۔ بنی اسرائیل کو ردّ کرنے کا خیال پہلے پُرانے عہد نامہ میں دھات صاف کرنے کے استعارے کی مدد سے ادا کیا گیا ہے۔ چاندی سونے میں سے ملاوٹ دور کرنے کے لئے اُسے تیز بھٹی میں تپایا جاتا ہے۔ یوں مَیل الگ ہو جاتی ہے۔ جب بنی اسرائیل کو یوں پرکھا گیا تو چاندی کی بجائے میل ہی میل نکلی (حزقی ایل ۲۲ : ۱۸ مابعد)۔ یرمیاہ ۶ : ۳۰ میں خداوند نبی کے ذریعہ اعلان کرتا ہے کہ اسرائیل "مردود چاندی" ہے "کیونکہ خداوند نے اُن کو ردّ کر دیا ہے"۔ قب یسعیاہ ۱ : ۲۲ میں اسرائیل کو کہا گیا ہے کہ اُس کی چاندی مَیل ہو گئی ہے۔ اگر کسی چیز میں خرابی ہو اور وہ خدا کے پرکھنے پر ناقص ثابت ہو تو خدا اُسے ردّ کر دیتا ہے۔ اسرائیل کو پرکھا گیا اور وہ خدا کے معیار پر پُورا نہ اُترا اس لئے اُسے رد کر دیا گیا۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں یہاں یونانی لفظ ادوکموس adokimos استعمال کیا گیا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہی استعارہ اِسی یونانی لفظ کے حوالے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ "نامقبول" کیا گیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے نامقبولیت)۔ یہ لفظ ایک مرتبہ زمین کے لئے استعمال ہوا ہے (عبرانیوں ۶ : ۸۔ وہ زمین جو بارش کی برکت اور کاشتکاری کی محنت کے بعد بھی جھاڑیاں اور اونٹ کٹارے اُگاتی ہے نامقبول ہوتی ہے)۔ یہ ایک مرتبہ غیر قوموں کے لئے (رومیوں ۱ : ۲۸۔ یہاں ترجمہ "ناپسندیدہ" عقل ہے۔ اردو ترجمہ واضح نہیں۔ تشریح کے لئے دیکھئے نامقبولیت) اور باقی حوالوں میں یہ مسیحیوں کے لئے استعمال ہوا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۹ : ۲۷؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۳ : ۵ مابعد؛ قب ۲۔ تیمتھیس ۳ : ۸؛ طِطس ۱ : ۱۶)۔

مُقدّس اوگسطین (۳۵۴ - ۴۳۰ء) کے وقت سے مسیحی علم الٰہی میں نامقبولیت سے یہ مراد نہیں لی جاتی کہ خدا تاریخ کے دوران بعض

گنہگاروں کو ردّ کر دیتا بلکہ اُن کی رائے کے مطابق نامقبولیت بھی خدا کے اُس بڑے منصوبہ (ارادہ prothesis کا حِصّہ ہے جو اس نے بنائے عالم سے پیشتر مقرر کیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کو اپنے نجات بخش فضل سے محروم رکھتا ہے (قب ۱۔ پطرس ۲: ۸؛ یہوداہ آیت ۴) اس لئے اب اکثر خدا کے مقرر کردہ منصوبہ ("تقدیر") کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ خدا کی برگزیدگی اور نامقبولیت دونوں کا مشترکہ نام ہے۔ اب یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا نامقبولیت کو خدا کے ازلی منصوبہ میں شمار کرنا درست ہے ؟ بعض لوگ اس نظریہ کی حمایت میں ذیل کی آیات پیش کرتے ہیں: رومیوں ۹: ۱۷ مابعد، ۲۱ مابعد؛ ۱۱: ۷ مابعد۔ رومیوں ۹: ۲۲ کے پیش نظر اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ بعض" ہلاکت کے لئے تیار ہوئے" جبکہ وہ ۱۹ تا ۲۱ میں یہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا کو اختیار ہے کہ بعض کو ہلاکت کے لئے اور بعض کو نجات کے لئے بنائے۔" وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اُسے سخت کر دیتا ہے" (آیت ۱۸)۔

تاہم یہ بات غور طلب ہے کہ پولس رسول یہاں اس بات پر زور نہیں دیتا کہ خدا کا رویّہ نامقبول شخص سے سنگین ہے بلکہ وہ خدا کے تحمل، اُس کے اپنے غضب کو روکنے اور مہربانی اور صبر دکھلانے کے پہلو کو نمایاں کرتا ہے (قب ۲: ۴)۔ لیکن اِن آیات کے پورے معنی سمجھنے اور ان کی وسعت اور مقصد کو جاننا آسان نہیں ہے۔ تاہم یہ جانتے ہوئے ہمیں تسلّی اور اطمینان ملتا ہے کہ" خداوند رحیم اور کریم ہے۔ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی" (زبور ۱۰۳: ۸)۔ وہ" کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے" (۲۔ پطرس ۳: ۹)۔ ہماری تقدیر ایک شفیق باپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اُس کی آواز سُنیں اور اُس کے بیٹے کی قربانی کے باعث ہر نیک بات میں کامل ہوں تاکہ اُس کی مرضی پوری کریں اور جو کچھ اُس کے نزدیک پسندیدہ ہے یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں لائیں (عبرانیوں ۱۳: ۲۱)۔ دیکھئے برگزیدگی۔ پروردگاری۔ نامقبولیت۔

تقدیس:۔ دیکھئے پاکیزگی۔

تقرّر:۔ کسی خاص خدمت پر مقرر کرنے کی رسم ابتدائی کلیسیا کے عہد میں خادم الدین کو مقرر کرتے وقت بزرگ اُس پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے تھے (۱۔ تیمتھیس ۴: ۱۴؛ ۲۔ تیمتھیس ۱: ۶)۔ اب یہ کئی کلیسیاؤں کے دستور کا حِصّہ بن گئی ہے لیکن بائبل میں اس کے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ہے۔

تقصیر:۔ خطا۔ قصور۔ دیکھئے گناہ۔

تقوع:۔ یہوداہ کا ایک شہر جو یروشلیم کے جنوب میں ۱۲ میل اور حبرون کے شمال مشرق میں ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اسے رحبعام بادشاہ نے حفاظت کے لئے قلعہ بند کیا تھا (۲۔ تواریخ ۱۱: ۶)۔

اس شہر سے یوآب نے جو داؤد بادشاہ کا بھانجا اور اُس کی فوج کا سپہ سالار تھا ایک دانش مند عورت کو بلوایا تاکہ وہ چالاکی سے داؤد کو اپنے بیٹے ابی سلوم کو واپس بلانے میں مدد کرے (۲۔ سموئیل ب ۱۴)۔

عاموس بنی تقوع کے چرواہوں میں سے تھا (عاموس ۱: ۱)۔ تقوع کا ذکر یرمیاہ ۶: ۱ میں بھی آتا ہے۔

تقوہ:۔ ۱۔ خلدہ نبیہ کا خسر۔ اُس کے بیٹے سلوم کی شادی خلدہ سے ہوئی تھی (۲۔ سلاطین ۲۲: ۱۴)۔

۲۔ عزرا کے دورِ اصلاح میں یحزیاہ کا باپ (عزرا ۱۰: ۱۵)۔

تقویم:۔ جنتری، کیلنڈر۔ وہ کتاب جس میں ستاروں اور چاند اور سورج کی گردش سے سال بھر کی تاریخوں اور تہواروں وغیرہ کا حساب کر کے لکھا جاتا ہے۔ دیکھئے کیلنڈر۔

تقویمِ عہدِ عتیق:۔ دیکھئے پرانے عہد نامہ کی تاریخی ترتیب۔

تقیل:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۹۔

تقیل:۔ بیلشضر بادشاہ پر اُس لعنت کا ایک حِصّہ جو دیوار پر لکھی گئی تھی (دانی ایل ۵: ۲۵)۔ اس کا مطلب ہے "تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا"۔

تکبّر:۔ دیکھئے گھمنڈ۔

تکفیر:۔ دیکھئے کفر۔

تکلا:۔ یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے (امثال ۳۱: ۱۹) جہاں اٹیرن کا بھی ذکر ہے۔

ہمارے ہاں تکلا اُس لوہے کی سیخ کو کہتے ہیں جو چرخے میں گھومتی ہے اور جس پر سوت بٹ کر لپٹتا جاتا ہے۔ بائبل میں چرخے کا ذکر کہیں نہیں۔ اس لئے یہ وثوق سے کہا نہیں جا سکتا کہ یہاں تکلا سے وہی مراد ہے جو ہم سمجھتے ہیں یا یہ اٹیرن کی دوسری شکل ہے۔ نیز دیکھئے اٹیرن۔

تکمہ:۔ وہ حلقہ جس میں گھنڈی اٹکائی جاتی (خروج ۲۶: ۴ وغیرہ)۔ دیکھئے گھنڈی۔

تکوین:۔ عربی لفظ "کُن" سے جس کا مطلب ہے "پیدا ہو"۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ پیدائش کی کتاب کا نام ہے۔

دیکھئے پیدائش۔ تخلیق۔

تگلت پلاسر۔ تجلت فل آسر:۔ شاہ اسور (۷۴۵-۷۲۷ ق۔م) اسے ۲۔سلاطین ۱۵: ۱۹ میں پُول (فول) کہا گیا ہے۔ اس بادشاہ نے اپنی سرحد کے بابلی کلدیوں کو فتح کر کے اپنے ماتحت کر لیا تھا۔ شاہ مناحم نے اُسے ہزار قنطار چاندی پیش کی تاکہ وہ اُس کی مدد کر کے اُسے سلطنت کرنے دے (۲۔سلاطین ۱۵: ۱۹)۔ ۷۳۴ ق۔م میں اُس نے غزہ کو فتح کر کے فلستیوں سے چھین لیا۔ یہوداہ کے شاہ آخز نے (۷۳۳ ق۔م) تگلت پلاسر سے شاہِ ارام اور شاہ اسرائیل کے خلاف مدد مانگی (۲۔سلاطین ۱۶: ۷، ۸)۔ تگلت پلاسر نے بنی اسرائیل کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا اور اسرائیل کا شاہ فقح اُسے تاوان دینے کو تیار ہوا۔ لیکن دمشق کے شاہ رضین نے مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور قتل کیا گیا (۲۔سلاطین ۱۶: ۹)۔

تل:۔ (عبرانی، عربی تل = ٹیلہ۔ کھنڈر)۔ ایک ٹیلہ یا کھنڈرات کا ڈھیر جو پرانے شہر کی نشاندہی کرتا ہے۔ بڑا تل اکثر مختلف زمانوں کا تہ بہ تہ ملبہ اکٹھا ہونے سے وجود میں آتا ہے۔ ایک شہر کے تباہ ہونے کے بعد ایک اَور شہر انہی کھنڈرات پر اُٹھتا ہے اور اپنی زندگی پوری کر کے، جنگ یا سیلاب یا کسی اَور حادثے کا شکار ہو کر صدیوں بعد ایک اَور شہر کی بنیاد بنتا ہے۔ اس طرح بعض قدیم تاریخی شہر جو کافی اونچے ہوتے ہیں، اپنی بنیادوں میں کئی پرانے شہروں کے کھنڈرات طبقہ بہ طبقہ چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ زمانہ گزرنے پر ماہرِ آثارِ قدیمہ ان کی کھدائی کر کے ان کی گذشتہ زندگی کو بے نقاب کرتے ہیں۔ عام طور پر ایک شہر آباد کرنے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے جہاں پانی آسانی سے دستیاب ہو۔ یہ جگہ کسی تجارتی شاہراہ پر واقع ہو۔ دفاع کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے۔ اِس کے لئے اُونچی جگہ زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ اسی لئے اکثر کسی پرانے شہر کے کھنڈرات کو چُن لیا جاتا ہے جس پر نئے شہر کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ شہر بننے کے بعد اس میں کافی تغیّر و تبدّل ہوتا رہتا ہے۔ مکانات گرتے اور دوبارہ تعمیر ہوتے ہیں۔

بائبل میں اکثر کسی شہر کا برباد ہو جانا قہرِ الٰہی کی علامت ہے۔ استثنا کی کتاب میں حکم ہے کہ جو شہر حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی کرے برباد کیا جائے حتّٰی کہ وہ ایک کھنڈرات کا ڈھیر (تل) رہ جائے (استثنا ۱۳: ۱۶)۔ یشوع نے عَیْ کا یہی حشر کیا (یشوع ۸: ۲۸)۔ یرمیاہ نے بنی عمون کے ربّہ کے لئے یہی پیشگوئی کی (یرمیاہ ۴۹: ۲)۔ یرمیاہ نے تباہ شدہ شہر کے اوپر نئے شہر کی تعمیر کا بھی ذکر کیا (۳۰: ۱۸)۔

بائبل میں تل کئی زندہ شہروں کے نام کا جُز بھی تھا۔ تل ابیب (حزقی ایل ۳: ۱۵)، تل ملح، تل حرسا (عزرا ۲: ۵۹)، تلسار (یسعیاہ ۳۷: ۱۲)۔

تل ابیب:۔ بابل میں نہر کبار جو دریائے فرات سے نکلتی تھی کے کنارے پر ایک مقام، جہاں کے اسیروں کے پاس حزقی ایل نے جا کر اُن کے درمیان خدمت کی (حزقی ایل ۳: ۱۵)۔ اس کا موجودہ تل ابیب سے جو اسرائیل میں بحیرۂ روم کے ساحل پر ہے کوئی تعلق نہیں۔

تلاح۔ تالح:۔ (عبرانی = شکستگی)۔ بنی افرائیم کا ایک فرد (۱۔تواریخ ۷: ۲۵)۔

تل العمرنا:۔ یہ اُن کھنڈرات کی جگہ کا موجودہ نام ہے جہاں کسی وقت اخیتاتون شہر آباد تھا۔ جب فرعون اخناتون امون کے مصری کاہنوں سے لڑ کر الگ ہوا تو اُس نے اس شہر کو مصر کے نئے دارالخلافہ کے طور پر قائم کیا۔ مذہبی جدّت اور یہ نیا شہر فرعون کی موت کے کچھ عرصہ بعد ختم ہو گئے۔ یہ شہر دریائے نیل کے دائیں کنارے پر القاہرہ اور لکسر کے درمیان واقع تھا۔

اس جگہ کی اہمیت اُن مٹی کی تختیوں کی وجہ سے ہے جو ایک دیہاتی عورت نے ۱۸۸۷ء میں اتفاقاً یہاں پائی تھیں۔ یہ تختیاں (۳۵۰ سے زائد) ★ میخی خط میں لکھی ہوئی ہیں اور ان میں فراعنہ آمنوطپ سوم اور چہارم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہ سرکاری خط و کتابت ہے جس میں ایشیا کے بعض بادشاہ اور فرعون کے بعض ادنیٰ حکمرانوں کے خطوط محفوظ ہیں۔ ان تحریروں میں فلسطین اور شام کے ادنیٰ حاکم شکایت کرتے ہیں کہ مختلف حملہ آوروں نے اُن کو تنگ کر رکھا ہے۔ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس زمانہ میں فراعنہ مصر کا اختیار اور طاقت کو زوال آ رہا تھا۔ ایک قوم عبیرو کا بھی ذکر آتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ عبرانی یا اسرائیلی لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ یہ تختیاں بنی اسرائیل کے مصر سے اخراج اور کنعان پر حملہ کے پس منظر کے متعلق ہمیں کافی معلومات مہیا کرتی ہیں۔

فرعون آمنوطپ کا زمانہ ۱۴۰۰ ق۔م سے ۱۳۶۰ ق۔م تک ہے۔ جائے وقوع کے لئے دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۶۔ یہاں ہجا تل العمارنہ ہے۔

تلچھٹ:۔ برتن کی تہ میں بیٹھی ہوئی میل۔ دُرد۔ گاد۔ سُفل۔ مے یا کسی مائع چیز کا وہ گاڑھا حصّہ جو تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔

مے بناتے وقت انگوروں کو رَوند کر برتن میں ڈال کر رکھ دیا جاتا تھا تاکہ خمیر کے عمل سے مے تیار ہو جائے۔ چھلکے اور ٹھوس اجزا کو نچوڑ کر الگ کرنے کے بعد مے کو مٹی کے مرتبان یا مشکوں میں ڈالا جاتا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس تازہ مے میں بقایا مَیل برتن کی تہہ میں بیٹھ جاتی اور یوں وہ نتھر جاتی تھی۔ اِس مَیل کو تلچھٹ کہا گیا ہے (یسعیاہ ۲۵: ۶)۔

مے کو نتھارنے کے لئے اُسے ایک برتن سے دوسرے برتن

میں منتقل کیا جاتا تھا (۴۸: ۱۱)۔

یہ لفظ بائبل میں صرف مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔
اس سلسلے میں ذیل کے حوالجات کو دیکھئے:

۱۔ المسیح کے عہد کی برکتوں کی بابت (یسعیاہ ۲۵: ۶)۔

۲۔ موآب کے روحانی زوال اور آرام طلبی کے بارے میں (یرمیاہ ۴۸: ۱۱)۔

۳۔ بنی اسرائیل کی روحانی معاملات میں بے اعتنائی کے سلسلے میں (صفنیاہ ۱: ۱۲)۔

۴۔ خدا کے غضب اور انصاف کے متعلق جو شریروں پر نازل ہوگا (زبور ۷۵: ۸۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کے لئے لفظ دُرد استعمال ہوا ہے)۔

تل حرسا۔ تل حرشا: بابل میں ایک جگہ۔ وہ لوگ جو زربابل کے ساتھ یہاں سے واپس آئے، اُنہوں نے یہ ثابت کرنے میں دشواری محسوس کی کہ وہ واقعی اسرائیلی ہیں کیونکہ وہ اپنے آبائی خاندانوں کا نسب نامہ نہ بتا سکے (عزرا ۲: ۵۹؛ نحمیاہ ۷: ۶۱)۔

تلسار۔ تل اسّار: (عبرانی = اسور کی پہاڑی)۔ ایک مقام جس کا ذکر اسوری سپہ سالار ربشاقی نے کیا جب بتایا کہ وہاں کے باشندوں کو اُن کے دیوتا نہ بچا سکے (یسعیاہ ۳۷: ۱۲)۔

تلگات پلناصر۔ تجلت فل آسر: سلطنت اسور کا ایک مشہور بادشاہ۔

اس بادشاہ کے نام کی مختلف شکلیں بائبل میں پائی جاتی ہیں۔ ۲۔سلاطین ۱۵: ۲۹؛ ۱۶: ۷، میں تگلت پلاسر ہے جو اسوری نام کی مانند ہے۔ ۱۔تواریخ ۵: ۶؛ ۲۔تواریخ ۲۸: ۲۰ میں تلگات پلناصر ہے جو ارامی نام کے قریب ہے۔ بابلی تاریخ میں اُس کا نام پُول (فول) ہے جو بائبل میں بھی ہے (۲۔سلاطین ۱۵: ۱۹؛ ۱۔تواریخ ۵: ۲۶)۔ ۷۴۵ ق۔م میں اس بادشاہ نے اسور کے تخت پر قبضہ کر لیا اور اپنا نام تگلت پلناصر سوم رکھا (۷۴۵ تا ۷۲۷ ق۔م) اور اسور کی سلطنت میں نئی جان ڈال دی۔ اُس نے اپنی سرحدوں کو وسیع کیا اور اپنے کو بابل کے تخت پر بھی بٹھایا۔

تگلت پلناصر نے سامریہ کے بادشاہ ★ مناحم پر حملہ کیا۔ مناحم بادشاہ نے ہزار قنطار چاندی بطور خراج دے کر اپنی جان چھڑائی اور اُس سے وعدہ لیا کہ وہ مشکل میں اُس کی مدد کرے گا اور اُس کی بادشاہی کو مستحکم بنائے گا۔

۷۳۴ ق۔م میں تگلت پلناصر نے فلستیوں کے شہر غزہ پر قبضہ کر لیا۔

۷۳۳ ق۔م میں شاہ یہوداہ ★ آخز نے شاہ ارام رضین اور شاہ اسرائیل فقح کے خلاف تگلت پلناصر سے مدد مانگی (۲۔سلاطین ۱۶: ۷، ۸)۔ تگلت پلناصر نے اُن پر حملہ کیا۔ فقح نے خراج دینا منظور کیا اور رضین قتل کیا گیا (۲۔سلاطین ۱۶: ۵-۹)۔ نیز دیکھئے بابل ع۱۔

تلم۔ طیلام: ۱۔ ادوم کی سرحد پر یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۴)۔ ۲۔ ایک دربان جس نے اپنی غیر قوم بیوی کو اسیری سے واپسی پر الگ کیا (عزرا ۱۰: ۲۴)۔ اس نام کے ہجے یہاں طلم (طالم) ہیں۔

تل ملح۔ تل مالح: (عبرانی = نمک کی پہاڑی)۔ بابل کا ایک شہر۔ غالباً خلیج فارس کے شمال میں (عزرا ۲: ۵۹؛ نحمیاہ ۷: ۶۱)۔

تلمود۔ تالمود۔ طالمود: (غالباً یہ ارامی زبان کا لفظ ہے بمعنی تعلیم۔ مقابلہ کریں عربی کے لفظ تلموذ سے)۔

یہ یہودی شرعی تعلیم کا مجموعہ ہے جس میں ★ مشنہ اور ★ جمرا شامل ہیں۔

یہودی مذہبی علماء (★ ربی) روایتی قانون جو سینہ بہ سینہ پشت در پشت زبانی محفوظ رکھا جاتا تھا اور تحریری قانون یعنی ★ توریت (یعنی موسیٰ کی پانچ کتابیں یا اسفارِ خمسہ) میں خاص امتیاز کرتے تھے۔ ان یہودی اساتذہ کے مطابق دونوں کی ابتدا موسیٰ ہی سے ہوئی تھی۔ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ تحریری قانون یعنی شریعت میں اصولوں کا خلاصہ اور یہودی قوم کے لئے عام قوانین درج ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ وہ قوانین بھی چلے آتے تھے جو تحریری قوانین کی تشریح اور توضیح کر کے اُنہیں مکمل کرتے تھے۔ یہودی علماء کا یہ ایمان تھا کہ شریعت میں کوئی ایسا قانون یا حکم یا ضابطہ یا اُصول نہیں تھا جس کی تشریح اور اُس کو عمل میں لانے کی ہدایت خدا نے موسیٰ کو زبانی نہ دی ہو۔ یہ زبانی ہدایات موسیٰ نے یشوع کے سپرد کیں اور بعد ازاں یہ پشت در پشت سینہ بسینہ محفوظ رکھی گئیں۔

قانون کے اس حصہ کا نام مِشنہ (بمعنی دُہرانا۔ مقابلہ کریں عربی مثنیٰ) رکھا گیا۔ اس کے ساتھ اُن نظیری قوانین کو بھی شامل کر لیا گیا جو مختلف شرعی مقدموں کے فیصلوں سے اُبھر آئے تھے اور بعد کے فیصلوں کے لئے مثال اور نمونہ بنے۔ اسیری کے بعد کے زمانے میں انہیں معیاری درجہ دیا گیا۔ ان کی تفسیر کا نام ★ مدراش ہے۔ روایات اور اُن کی تفسیر کے مجموعہ کو جمرا کا نام دیا گیا۔

ان روایات اور روایتی تفسیروں کو یہودی اُستادوں خصوصاً ربی یہوداہ نے سنہ ۲۰۰ء کے قریب باقاعدہ ایک جگہ جمع کیا اور ان کو مشنہ کا نام دیا۔ بعد میں اس خیال سے کہ کہیں یہ زبانی روایات وغیرہ یعنی مشنہ ضائع نہ ہو جائے طبریاس کے مدرسے کے ربی یہوداہ اور دیگر اساتذہ اسے احاطۂ تحریر میں لے آئے۔

تلمود دو قسم کے ہیں۔ یہ دو مختلف یہودی مدارس میں اکٹھے کئے گئے اور سپردِ قلم ہوئے۔ فلسطین کے مدرسوں خاص کر طبریاس

کے مشہور مدرسے میں ربی یوحنا نے تیسری صدی عیسوی میں یروشلیمی تلمود شائع کیا۔ بابلی تلمود کا پہلا مولف ربی آشی تھا۔ ان تلمودوں کی آخری شکل بعد میں نمودار ہوئی۔ یروشلیمی تلمود چوتھی صدی عیسوی میں مکمل ہؤا اور بابلی چھٹی صدی عیسوی کے شروع میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

تلمی :- ۱۔ اِجبرونؔ میں عناق کا بیٹا (گنتی ۱۳: ۲۲)۔
۲۔ جسورؔ کا بادشاہ، جس کی بیٹی معکہ داؤدؔ بادشاہ کی بیویوں میں سے ایک تھی۔ ابی سلوم اس کا بیٹا تھا (۲۔ سموئیل ۳: ۳؛ ۱۳: ۳۷؛ ۱۔ تواریخ ۳: ۲)۔

تلنتن :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۲۹

تلوار :- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ا ۳

تلیتا قومی :- (ارامی = لڑکی اُٹھ)۔ یائرؔ کی بارہ سالہ بیٹی کو زندہ کرتے وقت خداوند یسوعؔ نے یہ ارامی لفظ استعمال کئے (مرقس ۵: ۴۱)۔ ان کا مطلب ہے "اے چھوٹی بیٹی اُٹھ جا"۔ لفظ قومی عربی کے لفظ قُم سے ملتا جلتا ہے۔ دیکھئے قُم۔

تماشا۔ تماشاگاہ :- نئے عہدنامہ میں ان دونوں کے لئے جو یونانی لفظ استعمال ہؤا ہے وہ وہی لفظ ہے جس سے لفظ theatre بنتا ہے۔ یونانی لفظ کے بنیادی معنی ہیں دیکھنا۔ یونانی ثقافت میں ڈرامے یا ناٹک کا ایک خاص مقام تھا۔ اس لئے تماشاگاہ ایسی وسیع بنائی جاتی تھی کہ کئی ہزار لوگ کھیل کو ایک ہی وقت میں دیکھ سکتے تھے۔ یہ جگہ عام اجتماع کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی (اعمال ۱۹: ۲۹)۔ عام طور پر یونانی تماشاگاہ بغیر چھت کے کھلی جگہ میں ہوتی تھی۔ کسی پہاڑی کی ڈھلوان

چبوترا

نشستیں

میں پتھر کاٹ کر نصف دائرہ میں قطار در قطار بتدریج اُونچی نشستیں بنائی جاتی تھیں۔ سامنے قطر پر ایک چبوترا ہوتا تھا جہاں کھیل کھیلا جاتا تھا۔ (نقشہ دیکھئے)
یہی لفظ ۱۔ کرنتھیوں ۴: ۹ اور عبرانیوں ۱۰: ۳۳ میں استعمال ہؤا ہے۔ اکثر مجرموں کو عوام کے دل بہلانے کے لئے تماشاگاہ میں نمائش کے لئے لے جایا جاتا تھا۔ غالباً اعمال ۱۲: ۲۱-۲۳ میں ہیرودیس بادشاہ نے اپنی شان و شوکت دکھانے کے لئے تماشاگاہ میں اپنا دربار لگایا تھا جس کی وجہ سے خدا کے فرشتے نے اُسے مارا۔

تماشائی :- دیکھئے کھیل ۲ و۔

تمائی :- ایک اندھے شخص برتمائی کا باپ۔ برتمائی کا مطلب ہے، تمائی کا بیٹا۔ خداوند یسوعؔ نے اُس کی آنکھیں ٹھیک کی تھیں (مرقس ۱۰: ۴۶-۵۲)۔

تمثیل۔ مجازی قصہ :-

۱۔ تمثیل اور مجازی قصے میں فرق

تمثیل کے معنی ہیں تشبیہ دینا، یا مشابہ ٹھہرانا یعنی ایک بات کو دوسرے پیرائے میں بیان کرنا۔ تمثیل ایک ایسا قصہ یا کہانی ہے جس کی مدد سے کوئی سبق سکھانا مقصود ہوتا ہے۔ تمثیلات اور مجازی قصوں کا مقصد ایک ہی ہے کہ سامع کے سامنے ایسی دلنشین مثالیں پیش کی جائیں جن میں سے وہ خود ہی اخلاقی اور دینی حقائق اخذ کر سکے۔ اس طریقِ تدریس کے دو فائدے ہیں۔ اوّل، اس سے کسی حقیقت کا سمجھنا اور قبول کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ ایک قصے میں لپٹی ہوئی حقیقت چپکے سے ذہن کے دروازوں سے گزر کر گھر بنا لیتی ہے۔ دوئم، اس طریقے میں سامع یا قاری مثال سے حقائق کو خود ہی اخذ کرتا ہے۔ خود آموزی کے اس عمل کا فائدہ یہ ہے کہ حقائق کچھ اس طرح ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں کہ آسانی سے مٹ نہیں سکتے۔ یہاں تمثیل اور مجازی قصے کے فرق کو ذہن میں رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ تمثیل parable ایک ایسا مختصر سا قصہ یا کہانی ہے جس کا مقصد کسی ایک سوال کا جواب دینا یا کبھی ایک حقیقت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ لیکن مجازی قصہ allegory ایک ایسا مفصّل قصہ یا کہانی ہے جس کی تمام تر تفصیلات میں متوازی معنی اور مطالب چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

۲۔ تمثیلات کی تشریح

خداوند یسوع مسیح کی تمثیلات کا مطالعہ کرتے وقت کچھ دقتیں پیش آتی ہیں کیونکہ اناجیل میں اور علماء کی تحریروں اور تقریروں میں مسیح

کی جملہ تعلیمات جو مثالوں میں بیان کی گئی ہیں اُن کو تمثیلات کا ہی نام دیا جاتا ہے۔ جیسے ہم عام اصطلاح میں "مثل" کہتے ہیں اس کو بھی لوقا ۴: ۲۳ میں "تمثیل" بیان کیا گیا ہے۔ متی ۱۵: ۱۵ میں جس "تمثیل" کا ذکر ہے، دراصل ایک پہیلی ہے۔ مرقس ۱۳: ۲۸ میں اس سادہ سی مثال کو کہ درختوں میں کونپلیں پھوٹنا موسم گرما کی آمد کا پیغام ہیں، "تمثیل" بنایا گیا ہے۔ خداوند نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ساتھ اور اس کے اپنے ساتھ معاصرین نے جو سلوک کیا اُس کو بچوں کے ایک مخصوص کھیل سے تشبیہ دی ہے جس کو عموماً تمثیل یا بچوں کا کھیل کہا جاتا ہے (لوقا ۷: ۳۱-۳۲)۔ اس کے برعکس بیج بونے والے اور کھیت میں کڑوے دانوں کی تمثیل کی مفصل استعاری تشریح کی گئی ہے (متی ۱۳: ۱۸-۲۳، ۳۶-۴۳) تاہم بڑے جال (متی ۱۳: ۴۷-۵۰)، ظالم باغبانوں (مرقس ۱۲: ۱-۱۲)، شادی کے جشن (متی ۲۲: ۱-۱۴) اور بڑی ضیافت (لوقا ۱۴: ۱۶-۲۴) کے تذکروں کو اصطلاحی معنوں میں "تمثیل" کہہ سکتے ہیں۔

ہر دور میں مسیحی واعظین یسوع کی تمثیلات میں پند و نصیحت کے لئے اصل مقصود سے کہیں زیادہ معنی مطالب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی تفصیلات کو تمثیلی رنگ دے کر ایسے حقائق سکھانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے جن کا اِن تمثیلوں سے اور ان کے سیاق و سباق سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یوں خواہ مخواہ تنقید کو دعوت دی گئی ہے۔ بعض علماء نے زور دیا کہ ایک تمثیل میں صرف ایک ہی حقیقت پنہاں ہوتی ہے (اگرچہ اس حقیقت کی بابت متفرق خیالات پائے جاتے ہیں کہ وہ کیا ہے ؟)۔ اُن کے خیال میں بیج بونے والے اور کڑوے دانوں کی تمثیل کو مجازی قصہ کی طرح تشریح کرنا خطرناک رجحان کی ابتدائی مثالیں ہیں جس نے مسیحی کلیسیا کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن جس طرح آپ نے اُوپر دیکھا ہے کہ یسوع کی کہانیوں کو قطعی طور پر تمثیل یا مجازی قصے کے عنوان کے تحت تقسیم کرنا ممکن نہیں ہے اور بعض تمثیلیں متعدد سبق سکھاتی ہیں، مثلاً مُسرف بیٹے کی تمثیل میں اُس خوشی کا بیان ہے جو خدا باپ کو اپنے بچوں کو معاف کرنے میں ہوتی ہے، پھر توبہ کی ماہیت اور حسد اور راستی کے غرور کے گناہوں کے گھنونے پن کو بھی دکھانا مقصود ہے (لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲)۔

بعض علماء نے اناجیل میں سے ہی یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مسیح نے جو تمثیلیں چند سادہ حقائق ذہن نشین کروانے کے لئے بیان کیں اِس سے قبل کہ وہ اناجیل کے متن میں داخل کی جاتیں ابتدائی مسیحی معلمین نے اُن پر تفصیلی معانی و مطالب کا اضافہ کر دیا لیکن یہ اساسی اور اضافی عناصر میں امتیاز کی کوشش محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اِن کی کوئی ٹھوس تحقیقی بنیاد نہیں ہے۔ تاہم ایک بات بالکل واضح ہے کہ اناجیل میں ہر ایک تمثیل کے ساتھ موقع محل اور سامع کا ذکر درج نہیں ہے۔ نیک سامری (لوقا ۱۰: ۲۵)، دو قرض خواہوں (لوقا ۷: ۴۱)، بچوں کا کھیل (لوقا ۷: ۳۱-۳۲) اور توڑوں (لوقا ۱۹: ۱۱) کی تمثیلوں میں اِن کے بیان کرنے کے موقع محل کا واضح ذکر موجود ہے جس سے اِن کی تشریح کرنے کے لئے نمایاں اشارے ملتے ہیں۔ متی ۱۳ باب میں سات تمثیلیں یکجا کر کے درج کی گئی ہیں جن کے ساتھ اِن کے موقع محل کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

تمثیلات کی تفصیلی یا سطحی ہر دو طرح کی تشریحات سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ اس طرح اناجیل کے کسی بھی حصہ کی تشریح کرتے وقت ہم اصل مقصد سے بآسانی بھٹک سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہنا سراسر گمراہ کُن ہے کہ مُسرف بیٹے کی تمثیل "اناجیل میں ایک جامع انجیل ہے" اور اس سے یہ اخذ کرنا کہ کفّارہ کی تعلیم مسیحیت کا کوئی مرکزی مسئلہ نہیں ہے، یا نیک سامری کی تمثیل سے یہ تاثر لینا کہ خدمت خلق ہی مسیحیت کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اسی طرح یہ کوشش بھی جائز نہیں کہ ہم تمثیلوں سے ایسے اخلاقی یا معاشی اُصول اخذ کریں جن کا وہاں کوئی جواز نہ ہو۔ مثال کے طور پر بے انصاف مختار (لوقا ۱۶: ۱-۹) کی تمثیل میں مستقبل کی اہمیت اور اُس کے استقبال کی تیاری کا سبق دیا گیا ہے۔ لیکن اس فرضی مختار کی کارکردگی کی اخلاقیات کا اِس تمثیل کے اصل سبق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح یہ سوال کرنا کہ جس شخص نے کھیت میں بڑا خزانہ دریافت کرنے کے بعد یہ جانتے ہوئے بھی کہ کھیت نہایت قیمتی ہے پھر بھی اُس کھیت کو معمول کی قیمت دے کر خریدا (متی ۱۳: ۴۴) اخلاقی اعتبار سے کہاں تک جائز تھا، تمثیل کے اصل مقصد سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ تمثیل کا سبق یہ ہے کہ خدا کی بادشاہی جو مثل خزانے کے ہے اپنی قدر و قیمت میں دنیا کے کسی بھی خزانے سے بڑھ کر ہے اور اس کی اچانک دریافت بڑی خوشی و مسرّت کا باعث ہے۔ پھر اسی طرح تاکستان میں مزدوروں کی تمثیل (متی ۲۰: ۱-۱۶) سے اُجرتوں کے مسئلہ پر کوئی رائے قائم کرنا فضول ہے۔ اس میں خدا کی عنایت اور بخشش کی تصویر دکھائی گئی ہے جو انسانوں سے اپنے سلوک میں اُن کے حق سے بالا بے حد جُود و سخا دکھاتا ہے۔

۳۔ تمثیلات کی خصوصیات

یوں معلوم ہوتا ہے کہ خداوند یسوع نے اپنی تمثیلوں کا بعض مواد فطرات سے لیا، بیج بونے والا (مرقس ۴: ۱-۹)، پوشیدگی میں بڑھنے والا بیج (مرقس ۴: ۲۶-۲۹)، رائی کا دانہ (مرقس ۴: ۳۰-۳۲) اور کڑوے دانے (متی ۱۳: ۲۴-۳۰) کی تمثیلیں اسکی واضح مثالیں ہیں۔ بعض کا مواد روز مرّہ کے معمولات سے لیا گیا مثلاً خمیر (متی ۱۳: ۳۳)، چراغ دان کے اوپر رکھا ہوا چراغ (مرقس ۴: ۲۱)، کھوئی ہوئی بھیڑ اور کھویا ہوا سکّہ (لوقا ۱۵: ۳-۱۰)، ضدی دوست (لوقا ۱۱: ۵-۸) اور دس کنواریاں (متی

۲۵: ۱-۱۳) کی تمثیل اس کی چند مثالیں ہیں۔ بعض کا مواد ہمعصر تاریخ کے معروف واقعات پر مبنی ہے (لوقا ۱۹: ۱۴) اور بعض کا مواد فرضی، مگر عام اور اتفاقی ممکنہ واقعات سے ماخوذ ہے۔ بے انصاف قاضی (لوقا ۱۸: ۲-۸)، بچوں کا کھیل (لوقا ۷: ۳۱-۳۵)، تاکستان میں مزدور (متی ۲۰: ۱-۱۶)، بے انصاف مختار (لوقا ۱۶: ۱-۹) اور مسرف بیٹے (لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲) کی تمثیل اس کی واضح مثالیں ہیں۔ جب کسی ایسی سچائی کو سکھانا مقصود ہوتا ہے جو سامعین کے تجربہ سے بعید ہوتی ہے تو اُس وقت متعلقہ تمثیلیں کچھ زیادہ فرضی اور تعلیمی ہو جاتی ہیں جس طرح امیر آدمی اور لعزر کی تمثیل ہے (لوقا ۱۶: ۱۹-۳۱) جہاں مسیح نے تمثیل کو ان لفظوں میں سمیٹا "اس نے اُس سے کہا کہ جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانیں گے"۔

بعض اوقات کسی تمثیل کا مقصد اس میں اتنا واضح ہوتا ہے کہ اس کو الگ بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بیوقوف دولتمند کی تمثیل میں اس کا مطلب سامع کے ذہن پر خود بخود نقش ہو جاتا ہے کہ جب دولتمند اپنی باقی ماندہ زندگی کو عیش و آرام سے بسر کرنے کے سارے انتظامات مکمل کر کے اطمینان کا سانس بھی نہ لینے پایا تھا کہ پروانۂ اجل آ گیا (لوقا ۱۲: ۱۶-۲۱)۔ تو بھی اس تمثیل کا اختتام اس مقولہ سے کیا گیا ہے "ایسا ہی وہ شخص ہے جو اپنے لئے خزانہ جمع کرتا ہے اور خدا کے نزدیک دولتمند نہیں"۔ بعض موقعوں پر یسوع خود سامعین میں سے کسی سے سوال کر کے تمثیل کا مقصد اُس کی اپنی زبان سے کہلوا لیتے تھے مثلاً "پس اُن میں سے کون اُس سے زیادہ محبت رکھے گا؟" (لوقا ۷: ۴۲)۔ یا بعض موقعوں پر نتیجہ خود ہی بیان کر دیتے تھے کبھی تمثیل کے آخر میں (مثلاً متی ۱۸: ۳۵ میں وہ معاف نہ کرنے والے نوکر کی تمثیل کا مطلب ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں "میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کرے گا اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے") یا پھر سامعین میں سے کسی کی طرف سے وضاحت طلب کرنے پر (جس طرح متی ۱۵: ۱۵ میں پطرس نے کہا کہ "یہ تمثیل ہمیں سمجھا دے" کہ "جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے")۔ اکثر و بیشتر تمثیل سنانے کے بعد مزید وضاحت نہیں کی گئی بلکہ سامعین سے توقع کی گئی ہے کہ وہ اس کے مطلب کو خود سمجھیں۔ سامعین اکثر اس کا مقصد سمجھ جاتے تھے، خواہ وہ قابلِ قبول ہوتا یا نہ ہوتا۔ اس کی ایک مثال مرقس ۱۲: ۱۲ میں ملتی ہے جہاں مذہبی راہنما جانتے ہیں کہ یسوع نے ظالم باغبانوں کی تمثیل اُنہی کے خلاف کہی ہے۔

۴۔ تمثیلات میں خدا کی بادشاہی

خداوند یسوع مسیح کی متعدد تمثیلیں خدا کی بادشاہی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان میں اُس کی نوعیت، آمد، قدر و قیمت، ترقی، تقاضوں، دائرہ کار وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ فطری امر ہے کہ مختلف مفسّروں نے خدا کی بادشاہی کی بابت ان تمثیلوں کی تشریح اپنے اپنے مخصوص نقطۂ نظر کے تابع ہو کر کی ہے۔ مثلاً وہ ماہرینِ الٰہیات جو خداوند یسوع مسیح کی دعوت اور تعلیمات کو مستقبل قریب میں روزِ محشر کے اچانک اور غیر متوقع ظہور سے تعبیر کرتے ہیں اُن کے خیال میں یسوع کے نزدیک خدا کی بادشاہی کی آمد ایک مافوق الفطرت واقعہ تھا جو مستقبل قریب میں اچانک اور غیر متوقع طور پر ظہور میں آئیگا۔ وہ بادشاہی سے متعلقہ تمثیلوں کی تشریح اسی نقطہ نظر سے کرتے ہیں۔ وہ اُن تمثیلوں سے بھی اپنے مطلوبہ معنی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں بظاہر رفتہ رفتہ بڑھنے یا ترقی کرنے کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ مثلاً وہ خمیر کے آہستہ آہستہ سرایت کرنے کی حقیقت کو نظر انداز کر کے اس کے اچانک پھیل جانے میں اس تمثیل کے مقصد کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ علماء جو یسوع مسیح کی حیات و تعلیمات میں خدا کی بادشاہی کے ظہور اور تکمیل کے نظریہ کے حامی ہیں، ان کے نزدیک بادشاہی کی تمثیلیں لامحالہ بادشاہی کے مختلف پہلوؤں کی تکمیل کی تصویر پیش کرتی ہیں۔ فصل جو گذرے عہد میں بوئی گئی تھی اب پک کر تیار ہو چکی ہے۔ رائی کا دانہ جو عرصہ پہلے بویا گیا تھا اب ایک تناور درخت بن گیا ہے جس کی شاخوں میں پرندے بسیرا کرتے ہیں۔ یہ بات بآسانی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ دونوں قسم کی انتہا پسندانہ تشریحات زیرِ نظر مواد کے معانی و مطالب کے ساتھ پورا پورا انصاف نہیں کرتی ہیں کیونکہ دونوں ہی میں ایک بڑی کمی یہ ہے کہ مواد کو ہر طرح کی پیچیدگیوں سے پاک فرض کر لیا گیا ہے۔

اگر ہم بادشاہی کی تمثیلوں کے سطحی معانی پر ہی اکتفا کرنا چاہیں تو ہمیں یہ فرض کرنا پڑے گا کہ جب یسوع خدا کی بادشاہت یا بادشاہی کو اپنے اقوال و افعال میں حاضر و موجود بتاتے تھے تو ساتھ ہی وہ ایک ایسے دَور کا ذکر بھی کرتے تھے جس کی مُدّت الوقت سے وہ لاعلم تھے (مرقس ۱۳: ۳۲)۔ اسی دَور میں یہ بادشاہی اُن کے پیروکاروں کی جماعت میں جو اُن کی عالمگیر کلیسیا کے شرکا ہیں، ظہور پذیر ہوگی اور انہوں نے یہ پیشینگوئی بھی کی کہ اُن کی آمدِ ثانی سے قبل یہ بادشاہی اپنے کمال کو نہیں پہنچے گی۔ دعوت کے ابتدائی مراحل میں عوام الناس کی قلیل دلچسپی لیکن انجام کار زرخیز نتائج کی متضاد توقعات کا اظہار بیج بونے والا، پوشیدگی میں اُگنے والا بیج اور رائی کا دانہ کی تمثیلوں میں ملتا ہے۔ جن کا تذکرہ مرقس نے یسوع کی دعوتِ انجیل کے اُس مرحلہ میں کیا ہے جب وہ اپنی دعوت کا دائرہ اُن لوگوں تک محدود کر لیتا جنہوں نے اُس کی دعوت پر لبیک کہا ہے۔ اور وہ اب تمثیلوں کے ذریعے ایسے اشاروں کنایوں میں کلام کرتا ہے جن کے مطالب و معانی سے صرف وہی آشنا ہو سکتے ہیں جن کو "خدا کی بادشاہی کا بھید دیا گیا ہے"۔

اس بھید کی حقیقت بیج بونے والے کی تمثیل میں کھولی گئی ہے": کیا تم یہ تمثیل نہیں سمجھے ؟ پھر سب تمثیلوں کو کیونکر سمجھو گے ؟" (مرقس ۴ : ۱۳) - یہ بادشاہت کی دعوت کے جواب میں عوام الناس کے طرح بہ طرح ردِّ عمل کا بھید ہے۔ مسیح کی بعثت اور آمدِ ثانی کی درمیانی مدّت میں اُن کی دعوت پر لبیک کہنے والوں سے جس طرزِ عمل کو اختیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اُس کا ذکر متعدد تمثیلوں میں ملتا ہے ۔ بعض کو تو بادشاہی کی تمثیلوں میں شمار کیا جا سکتا ہے لیکن باقیوں کو کسی خاص ضمن میں شمار کرنا مشکل ہے۔ شاگردوں کو چاہئے کہ وہ مسلسل دعا کرتے رہیں، دوسروں کو معاف کریں، پڑوسیوں کی خدمت کریں، لالچ کے قریب تک نہ پھٹکیں، بیدار اور ہوشیار رہیں، دیانتدار مختار بنیں اور یہ یاد رکھیں کہ اُن کی آخرت کا دار و مدار اُن کے موجودہ رویّے پر ہے ۔

۵ - تمثیلوں کا مقصد

بعض علماء کے نزدیک مرقس ۴ : ۱۰-۱۲ کا مفہوم بڑا پیچیدہ ہے ، کیونکہ بظاہر اِس کا مفہوم یہ ہے کہ مسیح نے تعلیم دینے کا یہ مخصوص طریقہ اس لئے اختیار نہیں کیا تھا کہ جاہلوں کی عقل روشن ہو جائے بلکہ اس کے برعکس جو بے ایمان ہیں وہ بے ایمانی میں مزید ڈھیٹ بن جائیں ۔ تاہم گمان غالب ہے کہ مرقس ۴ : ۱۲ کا جملہ جو بظاہر مقصدیت کا مفہوم رکھتا ہے درحقیقت ردِّ عمل کا مفہوم لئے ہوئے ہے (متّی ۱۳ : ۱۱) ۔ یوں بھی ہوُا کہ مسیح کی تمثیلوں کو سُن کر بے ایمان اپنی بے اعتقادی میں زیادہ مستحکم ہو گئے کیونکہ مسیح کی تمثیلیں حقیقت میں بالکل انوکھی اور بے مثل ہیں دیگر معلمینِ اخلاق اور مصلحین کی تمثیلوں کو اُن کی شخصیت سے الگ کیا جا سکتا ہے لیکن یسوؔع کی تمثیلوں کو اُن کی ذات سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے ۔ اُن کی ذات کے عرفان کے بغیر ان کی تمثیلات کے رموز کو سمجھنا قالب کو روح سے الگ کرنے کے مترادف ہے ۔ المختصر جو اُن کی ذات سے آشنا نہیں یا اُس عظیم بخشش سے بے بہرہ ہیں جس سے انہوں نے نوعِ انسانی کو نوازا ہے، یہ بادشاہی کے بھید اُن پر عیاں نہیں ہو سکتے خواہ وہ اِن کی بابت کتنی ہی تمثیلیں کیوں نہ سُن لیں ۔ "مگر اُن کے لئے جو باہر ہیں سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں" (مرقس ۴ : ۱۱) ۔ اُن کے نزدیک یسوؔع کی تمام تر خدمت ، اُن کی جملہ تعلیمات ، ان کی تمام تمثیلیں اور ان کے تمام معجزات بے معنی سی کہانیوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ وُہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے اور نہیں سمجھتے "تاکہ متّی ۱۳ : ۱۴ ، ۱۵ اور مرقس ۴ : ۱۲ میں یسعیاہ کی نبوت کے جو اقتباس شامل کئے گئے ہیں اُن کی تکمیل ہو ۔ یہ امر بھی محلِ نظر ہے کہ یسعیاہ کا یہی اقتباس یوحنّا ۱۲ : ۴۰ میں یہودیوں کی بے اعتقادی کی وضاحت کے لئے شامل کیا گیا ہے "اگرچہ اُس نے اُن کے سامنے اتنے معجزے دکھائے ۔"

۶ - انجیلِ یوحنّا میں تمثیلات

یوحنّا ۱۰ : ۶ میں اچھے اور بُرے چرواہوں کی تمثیل کو یونانی متن میں پروئے میا paroimia بیان کیا گیا ہے جس کے لغوی معنی "راہ چلتے کہی گئی بات" کے ہیں ۔ اس کا ترجمہ "تمثیل" کیا گیا ہے جو یہاں خوب جچتا ہے ۔ اور یہ ہے بھی صحیح کہ اِس انجیل میں جس میں کوئی تمثیل نہیں ہے ، یسوؔع نے اپنی ذات کو متعدد تشبیہات اور تمثیلی بیانات کی مدد سے متعارف کروایا ہے ۔ "اچھا چرواہا"، "حقیقی تاک" "دروازہ" "دنیا کا نور" "راہِ حق اور زندگی" اس کی واضح مثالیں ہیں ۔

۷ - کلامِ مُقدّس کی اہم تمثیلات کی فہرست

پرانے عہدنامہ کی تمثیلیں

تمثیل	کس نے سُنائی	حوالہ
۱ - بھیڑ کی پٹھیا	ناتن نبی نے داؤد بادشاہ کو	۲ - سموئیل ۱۲ : ۱ - ۴
۲ - دو بھائی اور خون کا انتقام	تقوؔع کی بیوہ	۲ - سموئیل ۱۴ : ۱ - ۱۱
۳ - مفرور نظر بند	انبیا زادہ نے بادشاہ اخی اؔب کو	۱ - سلاطین ۲۰ : ۳۵ - ۴۰
۴ - تاکستان اور انگور	یسعیاہ نبی نے یہوداہ اور اسرائیل کو	یسعیاہ ۵ : ۱ - ۷
۵ - عقاب اور تاک	حزقی ایل نے اسرائیل کو	حزقی ایل ۱۷ : ۳ - ۱۰
۶ - شیرنی کے بچّے	حزقی ایل نے اسرائیل کو	حزقی ایل ۱۹ : ۲ - ۹
۷ - اُبلتی دیگ	حزقی ایل نے اسرائیل کو	حزقی ایل ۲۴ : ۳ - ۵
تمثیلی حکایات		
۸ - درختوں کا بادشاہ چُننا	یوتام نے سِکمیوں کو	قضاۃ ۹ : ۷ - ۱۵
۹ - میکایاہ کا رویا		۱ - سلاطین ۲۲ : ۱۹ - ۲۳
۱۰ - اونٹ کٹارے اور دیودار	یہوآس نے امصیاہ کو	۲ - سلاطین ۱۴ : ۹ ؛ ۲ - تواریخ ۲۵ : ۱۸

خداوند یسوع کی تمثیلیں

تمثیل	متّی	مرقس	لوقا	اہم اسباق
ﺍ - ایک انجیل میں ذکر				
۱ - کڑوے دانے	۱۳ : ۲۴	-	-	زندگی میں نیکی اور بدی اور عدالت ۔
۲ - چھپا خزانہ	۱۳ : ۴۴	-	-	خوشخبری کی قدر و قیمت ۔
۳ - عمدہ موتی	۱۳ : ۴۵	-	-	متلاشی کو نجات ملتی ہے ۔
۴ - بڑا جال	۱۳ : ۴۷	-	-	دیدنی کلیسیا ، ایک ملی جُلی جماعت ۔
۵ - بے رحم نوکر	۱۸ : ۲۳	-	-	معاف کرنے کا فرض

۶- تاکستان میں مزدور	۲۰ : ۱	-	-	خدمت میں اولیت، اجر میں ترجیحی سلوک کا مستحق نہیں بناتی۔
۷- دو بیٹے	۲۱ : ۲۸	-	-	منافقت اور توبہ۔
۸- بادشاہ کے بیٹے کی شادی	۲۲ : ۲	-	-	راستبازی کے لباس کی ضرورت۔
۹- دس کنواریاں	۲۵ : ۱	-	-	ہوشیاری کے ساتھ تیاری اور تحفظ کی طرف سے لاپرواہی۔
۱۰- توڑے	۲۵ : ۱۴	-	-	مراعات کا استعمال۔
۱۱- بھیڑیں اور بکریاں	۲۵ : ۳۱	-	-	محبت، زندگی کی آزمائش۔
۱۲- بیج کا پوشیدگی میں بڑھنا	-	۴ : ۲۶	-	مذہب میں ترقی کا قانون۔
۱۳- گھر کا مالک	-	۱۳ : ۳۴	-	خبرداری۔
۱۴- دو مقروض	-	-	۷ : ۴۱	معافی کے لئے شکر گذاری۔
۱۵- نیک سامری	-	-	۱۰ : ۳۰	سرگرم خیر خواہی۔
۱۶- اصرار کرنے والا دوست	-	-	۱۱ . ۵	دعا میں ثابت قدمی۔
۱۷- بے وقوف دولتمند	-	-	۱۲ : ۱۶	دنیاوی ذہن۔
۱۸- مالک کی راہ دیکھنے والے نوکر	-	-	۱۲ : ۳۵	آمدِ ثانی کی توقع۔
۱۹- عقلمند داروغہ (مختار)	-	-	۱۲ : ۴۲	امانت میں دیانتداری۔
۲۰- بے پھل انجیر کا درخت	-	-	۱۳ : ۶	فضل کے تحت بھی بے پھل۔
۲۱- بڑی ضیافت	-	-	۱۴ : ۱۶	الٰہی بلاہٹ کی عالمگیری۔
۲۲- بُرج - بادشاہ جنگ کے لئے جاتا ہے۔	-	-	۱۴ : ۲۸	عاقبت اندیشی اور خود انکاری۔
۲۳- دِرہم	-	-	۱۵ : ۸	توبہ کرنے پر خوشی۔
۲۴- مسرف بیٹا	-	-	۱۵ : ۱۱	واپس آنیوالے گنہگار کیلئے باپ کی محبت
۲۵- بے انصاف مختار	-	-	۱۶ : ۱	امانت میں دیانتداری۔
۲۶- دولتمند اور لعزر	-	-	۱۶ : ۱۹	بے وفاؤں کا مایوس مستقبل
۲۷- غیر مفید نوکر	-	-	۱۷ : ۷	خدا ہماری تمام خدمت کا تقاضا کرتا ہے۔
۲۸- بے انصاف قاضی	-	-	۱۸ : ۲	دعا میں ثابت قدمی کا نتیجہ۔
۲۹- فریسی اور محصول لینے والا	-	-	۱۸ : ۱۰	تقویٰ فروشی اور فروتنی۔
۳۰- اشرفیاں	-	-	۱۹ : ۱۲	دل جمعی کا اجر اور سستی کی سزا۔

ب- دو انجیلوں میں ذکر

۱- چٹان پر اور ریت پر گھر	۷ : ۲۴	-	۶ : ۴۷	مستقل اور عارضی کام۔
۲- خمیر	۱۳ : ۳۳	-	۱۳ : ۲۰	مذہب کا رچا بسا اثر۔
۳- کھوئی ہوئی بھیڑ	۱۸ : ۱۲	-	۱۵ : ۴	توبہ کرنے والے پر خوشی۔

ج- تین انجیلوں میں ذکر

۱- چراغ پیمانہ کے نیچے	۵ : ۱۵	۴ : ۲۱	۸ : ۱۶، ۱۱ : ۳۳	سچائی کو چھپانا۔
۲- پرانے کپڑے پر نئے کپڑے کا پیوند	۹ : ۱۶	۲ : ۲۱	۵ : ۳۶	پرانا تعصب اور نئی تعلیم۔
۳- پرانی مشکوں میں نئی مے	۹ : ۱۷	۲ : ۲۲	۵ : ۳۷	گنہگار دل میں نئی رُوح۔
۴- بیج بونے والا	۱۳ : ۳	۴ : ۳	۸ : ۵	سامعین کا مختلف گروہوں میں بٹنا۔
۵- رائی کا دانہ	۱۳ : ۳۱	۴ : ۳۰	۱۳ : ۱۸	خوشخبری کی منادی۔
۶- بدکار باغبان	۲۱ : ۳۳	۱۲ : ۱	۲۰ : ۹	یہودیوں کا مسیح کو ردّ کرنا۔
۷- انجیر کا درخت اور باقی درخت	۲۴ : ۳۲	۱۳ : ۲۸	۲۱ : ۲۹	آمدِ ثانی کی نشانیاں۔

تمجید :- دیکھئے ستایش۔

تمر - تامار :- (عبرانی = کھجور کا درخت قب عربی تمر = کھجور)۔

۱- ★ یہوداہ کے سب سے بڑے بیٹے عیر کی بیوی۔ عیر کی موت کے بعد اُسے دوسرے بیٹے ★ اونان کو شریعت کے مطابق (استثنا ۲۵ : ۵، متی ۲۲ : ۲۴) دیور کا حق ادا کرنے کو دیا گیا۔ پر اونان نے چالاکی سے یہ حق ادا نہ کیا، جس پر خدا نے اُسے ہلاک کیا (پیدائش ۳۸ : ۹، ۱۰)۔ پھر یہوداہ تمر کو اپنا تیسرا بیٹا دینے سے کترایا، کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ کہیں وہ بھی دوسرے دو بیٹوں کی طرح ہلاک نہ ہو جائے اور بہانا یہ کیا کہ جب سیلہ بالغ ہوگا تو اُس کی شادی تمر سے ہوگی۔

جب سیلہ کے بالغ ہونے پر بھی تمر کی شادی اُس سے رچائی نہ گئی تو اُس نے ایک چال چلی اور اپنے خسر سے حاملہ ہوئی (پیدائش ۳۸ : ۱۳-۳۰)۔ اُس کے توام ہوئے جن کا نام فارص اور زارح رکھا گیا۔

تمر کا نام روت ۴ : ۱۲ اور ۱- تواریخ ۲ : ۴ میں آتا ہے۔ یہ اُن میں سے ایک عورت ہے جن کا نام خداوند یسوع کے نسب نامہ میں آتا ہے (متی ۱ : ۳)۔

۲- داؤد بادشاہ کی ایک بیٹی اور ابی سلوم کی بہن، جس سے اُس کے سوتیلے بھائی ★ امنون نے زنا بالجبر کیا (۲- سموئیل ۱۳ : ۱-۳۳)۔

۳- ابی سلوم کی خوبصورت بیٹی (۲- سموئیل ۱۴ : ۲۷)۔

۴- حزقی ایل کی رویا میں اسرائیل کی بحال شدہ پاک زمین کی جنوبی سرحد کا ایک مقام (حزقی ایل ۴۷ : ۱۸، ۱۹؛ ۴۸ : ۲۸)۔

۵- ایک فصیلدار شہر جو سلیمان نے بنوایا (۱- سلاطین ۹ : ۱۸)۔ اس کا ہجا ۲- تواریخ ۸ : ۴ میں ★ تدمور دیا گیا ہے۔

تمسخر :- دیکھئے ہنسی۔

تُمن :- ترکی زبان کا لفظ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ صرف ایک مرتبہ (متی ۲۶ : ۵۳) استعمال ہوا ہے - یہ تومان کا مخفف

ہے جس کا مطلب دس ہزار ہے۔ یہ یونانی لفظ legeon لگیون کا ترجمہ ہے جو نئے عہدنامہ میں چار مرتبہ استعمال ہؤا ہے۔ باقی جگہ اس کا ترجمہ "لشکر" کیا گیا ہے (دیکھئے لشکر)۔

لگیون رومی فوج کی سب سے بڑی اکائی تھی جس میں پیادہ اور گھڑ سوار دونوں شامل تھے۔ یہ چھ ہزار نفری پر مشتمل تھی۔ کُل لگیون کے دس برابر کے حصے تھے اور ہر حصے کو سو سو میں تقسیم کیا ہؤا تھا۔ ہر حصے پر ایک صوبیدار مقرر تھا۔ نئے عہدنامہ میں لشکر سے مُراد ایک بڑی تعداد ہے (متی ۲۶: ۵۳؛ مرقس ۵: ۹،۱۵؛ لوقا ۸: ۳۰)۔

تمناتہ۔ تمنات :۔ دان کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۳)۔

تمنت حرس :۔ ایک جگہ کا نام (قضاۃ ۲: ۹)۔ تمنت حرس اور تمنت سرح (یشوع ۱۹: ۵۰؛ ۲۴: ۳۰) ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔ دیکھئے تمنت سرح۔

تمنت سرح۔ تمنہ سارح :۔ افرائیم کے علاقے میں ایک گاؤں جسے یشوع نے میراث کے لئے مانگا تھا (یشوع ۱۹: ۵۰)۔ اُس نے اسے پھر تعمیر کیا اور وہیں اُسے دفن بھی کیا گیا (یشوع ۲۴: ۳۰)۔

تمنتی۔ تمنی :۔ تمنت کا رہنے والا (شمسون کا خسر، قضاۃ ۱۵: ۳-۶)۔

تمنع :۔ ۱۔ عیسو کے بیٹے الیفز کی حرم (پیدائش ۳۶: ۱۲)۔
۲۔ لوطان کی بہن (پیدائش ۳۶: ۲۲)۔
۳۔ عیسو کا ایک رئیس (پیدائش ۳۶: ۴۰)۔
۴۔ الیفز کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۱: ۳۶)۔

تمنہ :۔ ۱۔ یہوداہ کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۵: ۱۰)۔
۲۔ یہوداہ کے پہاڑی علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۷)۔

تمّوز :۔ بار آوری کا دیوتا جس کی پوجا مسوپتامیہ، اسور اور فلسطین میں کی جاتی تھی۔ اس کی بیوی کا نام عستارات دیوی تھا۔

ان کی پوجا کی رسومات میں گھنونے زناکاری کے عمل بھی شامل تھے۔ روایت کے مطابق تموز کو ایک جنگلی سؤر نے مار دیا تھا جب وہ اپنی بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا۔ اُس کی بیوی اُسے پاتال سے بچا کر نکال لائی۔ جب سردی کے موسم کے شروع میں درخت اور سبزہ سوکھ جاتا ہے تو خیال کیا جاتا تھا کہ یہ تموز کی موت کی علامت ہے اور جب موسم بہار میں پودے پھر ہرے بھرے ہو جاتے ہیں تو سمجھا جاتا تھا کہ تموز جی اُٹھا ہے۔ بابلی کیلنڈر اور اسیری کے بعد کے یہودی کیلنڈر کا چوتھا مہینہ اسی کے نام پر تموز رکھا گیا تھا (دیکھئے کیلنڈر)۔

تموز کا ذکر صرف حزقی ایل ۸: ۱۴ میں ہے جہاں بتایا گیا ہے کہ کیسے ہیکل کے شمالی پھاٹک کے عین سامنے عورتیں بیٹھ کر تموز پر نوحہ کرتی تھیں۔ یوں وہ سچے خدا کی غیرت کو للکارتی تھیں جو ایسی گھنونی بُت پرستی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس دیوتا کا یونانی نام ادونیس Adonis تھا جو عبرانی اور فینیکی زبان کے اُس لفظ سے نکلا جس کے معنی ہیں "خداوند"۔ نیز دیکھئے عستارات۔

تمیم :۔ دیکھئے اوریم اور تمیم۔

تنبو :۔ خیمہ کے لئے متبادل لفظ۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ۲۔ سموئیل ۱۶: ۲۲ میں استعمال ہؤا ہے۔ دیکھئے خیمہ، شامیانہ۔

تنحومت۔ تنخومت :۔ ایک نطوفاتی، سرایاہ کا باپ۔ یہ ایک عبرانی سردار تھا جو مصفاہ میں جدلیاہ کے ساتھ قتل کیا گیا (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۳؛ یرمیاہ ۴۰: ۸)۔

تنسیخ :۔ (کسی قانون یا رسم کو) اُٹھا دینا۔ رد کرنا۔ منسوخ کرنا۔ لفظ تنسیخ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا لیکن اس کا مفہوم لفظ منسوخ سے ادا کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ غالباً دو مرتبہ آتا ہے (غلاطیوں ۳: ۱۵۔ پروٹسٹنٹ باطل؛ عبرانیوں ۷: ۱۸۔ پروٹسٹنٹ منسوخ)۔

لفظ منسوخ کُل چھ مرتبہ آیا ہے، تین مرتبہ پرانے عہدنامہ میں (آستر ۸: ۵، ۸؛ زکریاہ ۱۱: ۱۰) اور تین مرتبہ نئے عہدنامہ میں (متی ۵: ۱۷۔ دو مرتبہ اور عبرانیوں ۷: ۱۸)۔ ان سب کا تعلق احکام، عہد اور شریعت سے ہے۔

خداوند مسیح پہاڑی وعظ میں فرماتے ہیں "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی ۵: ۱۷)۔

یہاں جو یونانی لفظ منسوخ کرنے کے لئے آیا ہے وہ کاتالوؤ katalyo ہے یہ دو لفظوں سے ترکیب دیا گیا ہے kata سابقہ ہے اور یہ لفظ پر زور دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور lyo بمعنی ڈھیلا کرنا۔ یہی لفظ مرقس ۱: ۷ میں بغیر سابقہ کے استعمال ہؤا ہے۔ "میں اس لائق نہیں کہ.... اُس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں (یعنی ڈھیلا کروں)"۔ اس لفظ کے اور معنی بھی ہیں مثلاً گرانا (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱)؛ ڈھانا (متی ۲۶: ۶۱)، بگاڑنا (رومیوں ۱۴: ۲۰)، ٹکنا، جا اُترنا (لوقا ۹: ۱۲؛ ۱۹: ۷)۔ اس کا "ڈھیلا کرنے" سے تعلق ہے۔ مہمان گھوڑے کو کھول لینے کے بعد میزبان کے گھر میں ٹکنے کے لئے جاتا ہے۔ اردو محاورہ کسی کے گھر اُترنا بھی اسی طرح کے عمل کی طرف اشارہ کرتا ہے)۔ اس آیت میں لفظ منسوخ سے یہ مراد ہے کہ خداوند مسیح شریعت (توریت) کو نرم (ڈھیلا) کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے کے لئے آئے۔ اگر پہاڑی وعظ کی ان آیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ خداوند مسیح شریعت کو اُن تشریحی قوانین اور رسومات سے آزاد کرنا چاہتے تھے

جو فقیہ اور فریسیوں نے اُس پر ٹھونس دی تھیں۔ مسیح لوگوں کو شریعت کے اصلی مقصد کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ دکھاتے ہیں کہ صرف قتل کرنا ہی شریعت کی خلاف ورزی نہیں بلکہ غصہ کرنا بھی گناہ ہے۔

جب خداوند مسیح نے ان ظاہری قوانین اور رسموں کو اپنی عملی زندگی میں نظرانداز کیا تو کئی لوگوں کو ایسے لگا کہ وہ شریعت کو منسوخ کر رہے ہیں۔ مثلاً سبت کو کسی نیک کام کی خاطر نظرانداز کرنا۔ طہارت کے رسمی پہلو سے بے اعتنائی دکھانا اور اصلی پاکیزگی کی طرف توجہ مبذول کرانا (متی ۱۲: ۱۰؛ ۱۵: ۲ مابعد)۔

اس کے ساتھ ہی جب پولس رسول یہ کہتا ہے کہ "مسیح شریعت کا انجام ہے" (رومیوں ۱۰: ۴) اور کہ شریعت مسیح تک پہنچانے کے لئے ہمارا استاد ہے (گلتیوں ۳: ۲۴) تو یہ تاثر کہ شریعت منسوخ ہوگئی ہے زیادہ تقویت پکڑ لیتا ہے۔ اور جب عبرانیوں کے خط کا مصنف صریحاً دعویٰ کرتا ہے کہ "پہلا حکم (یعنی شریعت)۔۔۔ منسوخ ہوگیا" (عبرانیوں ۷: ۱۸) تو اس سے یہ تاثر یقین میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

کیا شریعت واقعی منسوخ ہوگئی ہے؟ اس کا کوئی سہل اور سادہ جواب نہیں۔ کیا بارھویں جماعت کا طالب علم کہہ سکتا ہے کہ اب اُس کے لئے آٹھویں جماعت کا نصاب متروک اور منسوخ ہے؟ وہ آٹھویں کے نصاب سے پورا استفادہ کرنے کے بعد اب اگلی منزل کی طرف جا رہا ہے۔ ہمارے لئے شریعت کی منزل پوری ہوگئی ہے۔ اب ہم فضل کی منزل پر گامزن ہیں۔

اس مضمون کو پوری طرح سمجھنے کے لئے دیکھئے شریعت اور فضل۔

تنکا:۔ بھُس یا لکڑی کا پھانس۔ خداوند مسیح نے اس کا شہتیر سے مقابلہ کیا ہے۔ اُن لوگوں کو ملامت کی گئی ہے جو اوروں کی چھوٹی سی غلطی تو دیکھ سکتے لیکن اپنی بڑی غلطی کو نظرانداز کرتے ہیں (متی ۷: ۳-۵؛ لوقا ۶: ۴۱، ۴۲)۔

تنور:۔ عبرانی میں بھی اس کے لئے لفظ تنور ہی ہے۔ مٹی کا بڑا مرتبان نما برتن جس میں آگ جلا کر روٹی پکائی جاتی ہے۔ یہ اکثر زمین میں گڑھا کھود کر بھی بنایا جاتا تھا۔ یہ ہر گھر میں پایا جاتا تھا (خروج ۸: ۳)۔ صرف کال کے زمانہ میں ایک ہی تنور پر کئی گھروں کی روٹی پکتی تھی (احبار ۲۶: ۲۶)۔ اسے گرم کرنے کے لئے گھاس وغیرہ استعمال کی جاتی تھی (متی ۶: ۳۰)۔

تواریخ کی کتب:۔ تواریخ کی پہلی اور دوسری کتاب (اخبار کی پہلی اور دوسری کتاب)۔ عبرانی نام دوِبرے ہایامیم ہے جس کا ترجمہ اذکار ایام یا اخبار ایام کیا جاسکتا ہے۔ عبرانی بائبل میں یہ ایک ہی کتاب تھی ★ ہفتادی مترجمین نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اسے یونانی میں پرالیپومنن Paraleipomenon کا نام دیا۔ یعنی محذوفات کی پہلی اور دوسری کتاب، کیونکہ اُن کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی کہ جو واقعات سموئیل اور سلاطین کی کتابوں سے حذف کئے گئے تھے وہ اس میں جمع کئے گئے ہیں۔ عبرانی میں پرانے عہدنامہ کو تین حصوں میں اس ترتیب سے تقسیم کیا جاتا تھا۔ توراۃ (یعنی موسیٰ کی پانچ کتابیں)۔ نبیم (یعنی انبیاء کی آٹھ کتابیں) اور کتوبیم (یعنی صحائف جو گیارہ مختلف کتابوں کا مجموعہ تھے جن میں آخری کتاب تواریخ کی کتاب تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بائبل ۲۔

جب خداوند مسیح نے ہابل کے خون سے زکریاہ کے خون تک کا ذکر کیا (لوقا ۱۱: ۵۱) تو اُنہوں نے پرانے عہدنامہ کی پہلی سے لے کر آخری کتاب تک کا حوالہ دیا کیونکہ ہابل کے خون کا بیان پرانے عہدنامے کی پہلی یعنی پیدائش کی کتاب میں ہے اور زکریاہ کے قتل کا ذکر عبرانی بائبل کی ترتیب کی آخری کتاب میں۔

ذیل میں تواریخ کی کتاب کا ۱۔ خلاصہ مضمون ۲۔ مصنف، ۳۔ کتاب کے ماخذات اور ۴۔ مورخ کا نقطۂ نظر پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

خلاصہ مضامین

۱۔ تواریخ

ا۔ شجرہ ہائے نسب ۱: ۱ تا ۹: ۴۴۔

آدم تا نوح ۱: ۱-۴؛ نوح کے بیٹوں سے یعقوب اور عیسو تک ۱: ۵-۵۴؛ یعقوب کے بیٹے (۱) یہوداہ اور شاہی نسل ۲: ۱-۴: ۲۳ (۲) دیگر قبائل ۴: ۲۴ تا ۸: ۴۰ (۳) لاوی ۶: ۱-۸۱، اسیری سے واپس آنے والے اور ہیکل کے فرائض کی تقسیم ۹: ۱-۳۴ ساؤل ۹: ۳۵-۴۴۔

ب۔ داؤد بادشاہ کے کارھائے نمایاں ۱۰: ۱ تا ۲۹: ۳۰۔

(۱) **داؤد بادشاہ بنایا جاتا ہے؛** ساؤل کی موت ۱۰: ۱-۱۴؛ داؤد کی تاجپوشی ۱۱: ۱-۳؛ یروشلیم کا محاصرہ ۱۱: ۴-۹؛ داؤد کے خاص خاص حامی اور شہ زور ۱۱: ۱۰-۴۷؛ تاجپوشی سے پہلے ۱۲: ۱-۲۲؛ تاجپوشی کے بعد ۱۲: ۲۳-۴۰۔

(۲) **داؤد کے دینی کارھائے نمایاں؛** عہد کے صندوق کو درآمد کرنے کی لاحاصل کوشش ۱۳: ۱-۱۴؛ جنگ کے لئے راہنمائی ۱۴: ۱-۱۷؛ عہد کے صندوق کو درآمد کرنا ۱۵: ۱-۲۹؛ عہد کے صندوق کی تقدیس ۱۶: ۱-۴۳؛ داؤد کی نسل سے عہد ۱۷: ۱-۲۷۔

(۳) **بیرونی فتوحات؛** فلستی، موآب، ضوباہ، اسور، ادوم ۱۸: ۱-۱۷، عمون ۱۹: ۱ تا ۲۰: ۳؛ فلستی ۲۰: ۴-۸۔

(۴) **داخلی نظم ونسق؛** مردم شماری ۲۱: ۱-۳۰؛ ہیکل کی تعمیر کا منصوبہ ۲۲: ۱-۱۹؛ لاوی اور کاہن ۲۳: ۱ تا ۲۶: ۲۸؛ دیگر کارکنان سلطنت ۲۶: ۲۹ تا ۲۷: ۳۴۔

(۵) داؤد کا الوداعیہ : قائدین کو ۲۸ : ۱-۸، سلیمان کو ۲۸ : ۹-۲۱، ساری رعیت کو ۲۹ : ۱-۵؛ تحائف کی تقدیس ۲۹ : ۶-۲۱؛ داؤد اور سلیمان ۲۹ : ۲۲-۳۰-

۲- تواریخ

ا- سلیمان کا عہدِ حکومت ۱ : ۱ تا ۹ : ۳۱

سلطنت پر گرفت مضبوط کرنا ۱ : ۱-۱۷، ہیکل کی تعمیر ۲ : ۱ تا ۵ : ۱؛ عہد کے صندوق کا لایا جانا ۵ : ۲-۱۴؛ تقدیس اور دُعا ۶ : ۱ تا ۷ : ۲۲؛ بیرونِ سلطنت اور اندرونِ مُلک سلیمان کی جاہ و حشمت ۸ : ۱ تا ۹ : ۳۱-

ب- شاہانِ یہوداہ ۱۰ : ۱ تا ۳۶ : ۲۳-

رحبعام ۱۰ : ۱ تا ۱۲ : ۱۶؛ ابیاہ ۱۳ : ۱-۲۲؛ آسا اور اُس کی اصلاحات ۱۴ : ۱ تا ۱۶ : ۱۴؛ یہوسفط اور اُس کی اصلاحات ۱۷ : ۱ تا ۲۰ : ۳۷؛ یہورام ۲۱ : ۱-۲۰؛ اخزیاہ ۲۲ : ۱-۹؛ عتلیاہ کا تخت ہتھیا لینا ۲۲ : ۱۰-۱۲؛ یوآس اور اس کی اصلاحات ۲۳ : ۱ تا ۲۴ : ۲۷؛ اِمصیاہ ۲۵ : ۱-۲۸؛ عُزیاہ ۲۶ : ۱-۲۳؛ یوتام ۲۷ : ۱-۹؛ آخز ۲۸ : ۱-۲۷-

حزقیاہ، اس کی اصلاحات اور معجزانہ رہائی ۲۹ : ۱ تا ۳۲ : ۳۳؛ منسّی ۳۳ : ۱-۲۰؛ امون ۳۳ : ۲۱-۲۵؛ یوسیاہ اور اُس کی اصلاحات ۳۴ : ۱ تا ۳۵ : ۲۷؛ یہوآخز ۳۶ : ۱-۴؛ یہویقیم ۳۶ : ۵-۸؛ یہویاکین ۳۶ : ۹، ۱۰؛ صدقیاہ ۳۶ : ۱۱-۲۱-

ج- اختتامیہ

جلاوطنی اور واپسی ۳۶ : ۲۲، ۲۳-

۲- مُصنّف اور تاریخ تصنیف

یہودی روایات کے مطابق کُتبِ تواریخ عزرا کی تصنیف ہیں- غالباً وہ ۴۵۰ ق-م میں مکمل ہوئیں، دیکھئے عزرا-

۳- کتاب کے ماخذات

"تاریخ نویس مختلف تصنیفات کے حوالے دیتا ہے جن سے مزید تاریخی معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں- اگرچہ وہ اس امر کا ذکر تو نہیں کرتا کہ اس نے اُن سے استفادہ کیا لیکن یہ قرینِ قیاس ہے کہ اُس نے ایسا کیا- یہ دستاویزات دو گروہوں میں تقسیم کی جاتی ہیں -

ا - ایک کتاب جو" یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کی کتاب" سے موسوم کی گئی ہے (۲- تواریخ ۱۶ : ۱۱؛ ۲۵ : ۲۶؛ ۲۸ : ۲۶؛ ۳۲ : ۳۲)- "اسرائیل اور یہوداہ کے بادشاہوں کی کتاب" (۲- تواریخ ۲۷ : ۷؛ ۳۵ : ۲۷؛ ۳۶ : ۸)- "اسرائیل کے سلاطین کی کتاب" (۲- تواریخ ۳۳ : ۱۸)- اِن عنوانات کی مطابقت تقاضا کرتی ہے کہ اِن حوالوں میں تحریری دستاویزات کے ایک ہی مجموعہ کی طرف اشارہ ہے - گمان غالب ہے کہ اس کتاب کا ایک اور حوالہ اِن الفاظ میں پایا جاتا ہے "بادشاہوں کی کتاب کی تفسیر (مدراش)" (۲- تواریخ ۱۲ : ۱۵) - یہ دستاویزات غالباً بادشاہوں کی سرکاری روئداد یا سرگزشت ہیں جن کے حوالے ۱ و ۲- سلاطین میں بکثرت پائے جاتے ہیں (۱- سلاطین ۱۴ : ۱۹ وغیرہ) - غالباً" تاریخ نویس کی اِن روئدادوں تک براہِ راست رسائی تھی- اِن کے علاوہ اُس کے سامنے وہ اقتباسات بھی تھے جو پہلے سے ہی ۱ و ۲- سلاطین کے مؤلفین نے کئے تھے اور اُس نے بعض اضافی معلومات اِن ہی سے اخذ کی ہیں-

ب - وہ تحریریں جو بعض انبیاء سے منسوب کی گئی ہیں - داؤد کی سلطنت کے لئے سموئیل، ناتن اور جاد کا کلام (۱- تواریخ ۲۹ : ۲۹)، سلیمان کے لئے ناتن کا کلام، اخیاہ کی پیشینگوئی اور عیدو کی رویا (۲- تواریخ ۹ : ۲۹)، رحبعام کے لئے عیدو اور سمعیاہ کا کلام (۲- تواریخ ۱۲ : ۱۵)، ابیاہ کے لئے عیدو کی تفسیر (مدراش) (۲- تواریخ ۱۳ : ۲۲)، یہوسفط کے لئے یاہو کا کلام (۲- تواریخ ۲۰ : ۳۴)، منسّی کے لئے حوزی کا کلام (۲- تواریخ ۳۳ : ۱۹)' ہفتادی ترجمہ میں یہاں حوزیم کا ترجمہ" غیب بین" کیا گیا ہے- اِس کے علاوہ دو حوالے یسعیاہ سے متعلق ہیں- اُس سے عزیاہ کا شروع سے آخر تک کا احوال قلمبند کرنا منسوب ہے (۲- تواریخ ۲۶ : ۲۲)- اس کے علاوہ حزقیاہ کے باقی کام یسعیاہ نبی کی رویا میں اور یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کی کتابوں میں قلمبند بتائے گئے ہیں (۲- تواریخ ۳۲ : ۳۲)- یہ آخری فقرہ اُس بیان سے مربوط کیا جاسکتا ہے جو ۲- تواریخ ۲۰ : ۳۴ میں یاہو کے کلام کی نسبت پایا جاتا ہے- اِن تمام بیانات سے یہ تاثر مرتب ہوتا ہے کہ انبیاء نے بھی اپنے اپنے دَور کی یادداشتیں مرتب کیں جن میں بادشاہوں کو خدا کے آلۂ کار کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور جن میں" تاریخ کی اخلاقی اور روحانی تعبیریں کی گئیں - وہ تاریخی بیانات جو استثنا کی کتاب کی طرز پر ہیں اُنہیں بڑے وثوق سے اِن سے منسوب کیا جاسکتا ہے -

متذکرہ بالا ماخذات کے علاوہ ہم یہ مفروضہ بھی قائم کرسکتے ہیں کہ تاریخ نویس کی رسائی ہیکل کی دستاویزوں، فہرستوں اور نسب ناموں تک بھی تھی اور جو معلومات وہ کاہنوں، لاویوں اور ہیکل کی تنظیم کے متعلق بہم پہنچاتا ہے وہ من گھڑت اور فرضی نہیں ہیں بلکہ وہ ایسی دستاویزوں سے ماخوذ ہیں جو بادشاہوں کی تواریخ کی طرح نسل در نسل منتقل ہوتی چلی آرہی تھیں -

۴- مورخ کا نقطۂ نظر

مورخ کا اپنی تاریخ مرتب کرنے کا مقصد مرتب شدہ موجودہ تاریخوں کا تتمہ لکھنا ہے - اُس کی دلچسپی کے موضوع داؤد کی سلطنت کا عروج و زوال، ہیکل اور اس کی عبادات اور کاہن اور لاوی ہیں جو ہیکل کے خادم تھے - داؤد

کی عام انسانی نوعیّت کی خاندانی مشکلات کے ذکر کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ لیکن داؤد کے اُن انتظامات کا ذکر بارہا کیا گیا ہے جو اُس نے مُوسیٰ کی شریعت کی پیروی میں کاہنوں کے قوانین کے مطابق عبادتوں کے فروغ کے لئے کئے۔ ایک مذہبی تاریخ نویس فطری طور پر اُن تازہ بتازہ معلومات کو بکثرت پذیرائی بخشتا ہے جو دیگر مورخین نے مختلف نقطۂ نظر سے لکھتے ہُوئے نظرانداز کر دی ہوں۔

تواریخ، سموئیل اور سلاطین کی کُتب کے بعض متوازی بیانات قدرے مختلف ہیں۔ دیگر مقامات پر مُورّخ نے مزید معلومات مہیّا کی ہیں۔ مثلاً ۱۔ تواریخ ۲۱ : ۲۵ میں داؤد کی طرف سے ادا کی جانیوالی رقم ۲۔ سموئیل ۲۴ : ۲۴ کی رقم سے بڑی ہے۔ ہیکل کی دستاویزوں کی روشنی میں اول الذکر رقم ہیکل کی ساری جگہ کے لئے تھی جب کہ موخرالذکر رقم صرف بیلوں اور کھلیہان کے لئے ادا کی گئی تھی۔ اعداد و شمار میں بھی کافی فرق پایا جاتا ہے۔ نسخہ جات میں اعداد کا من وعن نقل کرنا نہایت مشکل کام تھا۔ اعداد کا تعیّن بھی ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ مثلاً عبرانی لفظ "الفیم" کا عام طور پر ترجمہ "ہزاروں" کیا گیا ہے لیکن بعض اوقات اس سے مختلف مقدار کی اکائیاں مراد ہیں بلکہ کئی دفعہ تو اس کا مطلب مختلف تعداد کے گروہوں کے سردار ہو سکتا ہے۔

توام :- (عربی۔ اسم نکرہ۔ جُڑواں۔ دو بچے جو ایک ساتھ پیدا ہوئے ہوں (قب ارامی توما = توام)۔

یہ لفظ ذیل کے حوالوں میں آیا ہے : پیدائش ۲۵ : ۲۴؛ ۳۸ : ۲۷؛ غزل الغزلات ۴ : ۵ اور ۷ : ۳۔ غزل الغزلات ۴ : ۵ کی عبارت اردو ترجمہ میں کچھ مبہم ہے۔ "تیری دونوں چھاتیاں دو توام آہو بچے ہیں"۔ یہی خیال ۷ : ۳ میں صاف ہے۔ "تیری دونوں چھاتیاں دو آہو بچے ہیں جو توام پیدا ہُوئے ہوں"۔

توام۔ دِیدُمُس :- اسم معرفہ۔ توما رسول کا عُرف۔ ارامی میں توما کا مطلب توام یعنی جُڑواں ہے۔

یوحنّا اپنی انجیل میں تین جگہ یونانی لفظ دیدُمُس (= توام) استعمال کرتا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس کا ترجمہ توام ہُوا ہے (یوحنّا ۱۱ : ۱۶؛ ۲۰ : ۲۴؛ ۲۱ : ۲)۔ کیتھولک ترجمہ میں سوائے پہلے حوالے کے باقی جگہ دیدُمُس ہی ہے۔ دیکھئے توما۔

تُوبل۔ تُوبال :- یافت کی اولاد میں سے ایک قوم (پیدائش ۱۰ : ۲)۔ یسعیاہ ۶۶ : ۱۹ میں اس کا ذکر یاوان کے ساتھ آیا ہے۔

توبہ۔ توبہ کرنا :-

۱۔ عہدِ عتیق میں

یہاں توبہ کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے دو عبرانی لفظ استعمال ہُوئے ہیں۔ پہلا لفظ "ناحام" naham ہے۔ اِس کا اردو ترجمہ "پچھتانا"، "توبہ کرنا"، "باز آنا" اور "رجُوع لانا" کیا گیا ہے (خروج ۳۲ : ۱۴؛ ۱۔ سلاطین ۸ : ۴۷؛ یرمیاہ ۸ : ۶)۔ اس میں بنیادی خیال کسی لائحہ عمل سے "پھر جانا" یا "باز آنا" ہے۔ یہ لفظ خدا کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے۔ مثلاً پیدائش ۶ : ۶-۷ (ملُول ہونا)، خروج ۳۲ : ۱۴ (خیال کو چھوڑنا) اور یرمیاہ ۱۸ : ۸، ۱۰ (باز آنا) وغیرہ۔

دوسرا لفظ شُوب shub ہے جس کا بنیادی مطلب "پھرنا" یا "واپس آنا" ہے یعنی گناہ کی طرف سے ہٹ کر خدا کی طرف لوٹ آنا۔ مثلاً ۲۔ سلاطین ۱۷ : ۱۳ (باز آنا)، نحمیاہ ۱ : ۹ (خدا کی طرف پھرنا)، زبور ۷۸ : ۳۴ (رجوع لانا)، یرمیاہ ۳ : ۱۲-۱۴ (واپس آنا) وغیرہ۔

پس عہدِ عتیق میں توبہ کے لئے جو خیالات پائے جاتے ہیں اُن سے مُراد ہے "اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے خداوند کی طرف لوٹ آنا"۔

۲۔ عہدِ جدید میں

یہاں جس لفظ کا توبہ کے خیال سے نزدیک ترین تعلق ہے وہ ہے اپیسٹریفین epistrephein ۔ اس کا مطلب ہے "مُڑنا" یا "لوٹ آنا" یعنی گناہ سے ہٹ کر خدا اور اس کی خدمت کی طرف رجوع کرنا۔ یہ لفظ اِن حوالجات میں پایا جاتا ہے۔ لوقا ۱ : ۱۶؛ اعمال ۹ : ۳۵؛ ۱۱ : ۲۱؛ ۱۴ : ۱۵؛ ۱۵ : ۱۹؛ ۲۶ : ۱۸ اور ا۔ تھسلنیکیوں ۱ : ۹۔ اِن تمام حوالوں میں کسی خاص وقت میں یقینی طور پر "پھرنے" یا "مُڑنے" کا خیال پایا جاتا ہے یعنی گناہ اور خودغرضی کی زندگی سے خدا کی طرف رجوع کرنا۔

ایک اور لفظ مِٹانویا metanoia ہے۔ اِس کا لفظی مطلب رویّہ یا نیّت کی تبدیلی ہے۔ یہ ایک حقیقی تبدیلی ہے۔ جو شخص توبہ کرتا ہے اُس کا رویّہ اور نیّت گناہ، خدا، راستبازی اور مسیح کے بارے میں مکمل طور پر بدل جاتے ہیں۔ پہلے وہ گناہ کی طرف راغب رہتا تھا مگر اب توبہ کی وجہ سے سمت بدل جانے کے باعث اُس کا رُخ خدا کی طرف ہو جاتا ہے۔

توبہ عارضی افسوس کا نام نہیں۔ توبہ میں "پھرنا" یا "لوٹنا" بلاشک ایک خاص وقت اور خاص فعل کے وقوع پذیر ہونے کی طرف اشارہ ہے مگر حقیقی توبہ کا نتیجہ خیالات، رویّہ، نظریہ اور سمت کی بنیادی تبدیلی ہے۔

رسولوں کے اعمال میں یہ دونوں لفظ اپیسٹریفو epistrepho اور مِٹانویا metanoia بیک وقت استعمال ہوئے ہیں (دیکھئے اعمال ۳ : ۱۹؛ ۲۶ : ۲۰)۔ اِن دونوں بیانات میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ توبہ میں ابتدائی طور پر مُڑنا یا پھرنا پایا جاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی اور شخصیّت کے مقاصد ہمیشہ کے لئے بدل جاتے ہیں۔

توبہ ایمان کا لازمی جُز ہے گویا وہ ایک ہی سکّہ کے دو رُخ ہیں۔ اگر توبہ کا مطلب مڑنا ہے تو ایمان سے مُراد یہ ہے کہ ہماری نگاہیں

مسیح پر مرکوز ہو جاتی ہیں جس کے وسیلہ سے ہم نجات پاتے ہیں ۔ یہ پوچھنا بے سُود ہے کہ پہل کس عمل کی ہے؟ کیونکہ نجات کے سلسلہ میں یہ دونوں بیک وقت مصروفِ کار ہوتے ہیں (۱۔ تھسلنیکیوں ۱: ۹۔۱۰)۔
کیا کوئی شخص جب چاہے اپنی زندگی تبدیل کرنے یعنی گناہ کی طرف سے "پھرنے" یا "لوٹنے" کے لئے آزاد ہے؟ یہ سچ ہے کہ انجیلی بلاسبٹ توبہ کی طرف مائل کرتی ہے (مرقس ۱: ۱۵؛ لوقا ۱۳: ۳؛ اعمال ۱۷: ۳۰) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ اس میں انسان کی مرضی کا عمل دخل ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بائبل اس امر کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ توبہ خدا کی طرف سے بخشش ہے ۔ جب تک وہ ایسا کرنے کے لئے اپنا فضل نہ دے انسان توبہ نہیں کر سکتا (اعمال ۵: ۳۱؛ ۱۱: ۱۸)۔ پس حقیقی توبہ انسان کی رُوح میں پاک رُوح کی شاہانہ اور پُر فضل تحریک اور کام ہے جس کا نتیجہ نئی پیدائش ہے۔

توت ۔ بلسان :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۹

توح :۔ سموئیل نبی کے اجداد میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۶: ۳۴۔ آیت ۲۶ میں نحت) ۔ ۱۔ سموئیل ۱: ۱ میں اس کے ہجے توحُو ہیں۔

توحُو :۔ سموئیل نبی کے اجداد میں سے ایک شخص (۱۔سموئیل ۱: ۱) ۔ دیکھئے نحت۔

توحید :۔ دیکھئے تثلیث فی التوحید ۔ وحدتِ الٰہی

توریت ۔ اسفارِ خمسہ :۔ (عربی توراۃ ۔ عبرانی تورہ = شریعت)۔
توریت موسیٰ نبی کی پانچ کتابوں ، پیدائش ، خروج ، احبار ، گنتی اور استثنا (رومن کیتھولک ترجمہ ـــــ تکوین ، خروج ، احبار ، عدد اور تثنیۂ شرع) پر مشتمل ہے ۔ ان کتابوں پر یہودی ، پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک علماء نے کبھی اعتراض نہیں کیا اور یہ اُن کی فہرستِ مسلّمہ میں شامل ہیں ۔ یہ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں کا پس منظر مہیا کرتی ہیں۔
توریت تخلیقِ دنیا سے لے کر حضرتِ موسیٰ کے عہد کے اختتام تک کے زمانے کا بیان کرتی ہے ۔ چونکہ یہ نہیں بتایا گیا کہ دنیا کب خلق ہوئی اس لئے اِس تمام عرصہ کی طوالت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔
پیدائش کی کتاب تخلیقِ کائنات کے بیان سے شروع ہوتی ہے لیکن جلد ہی نسلِ انسانی پر اپنی توجہ مرتکز کر دیتی ہے ۔ آدم اور حوّا کو باغِ عدن کی دیکھ بھال کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی لیکن نافرمانی اور گناہ کے باعث وہ اپنے استحقاق کو گنوا بیٹھے ۔ بعد کی نسلوں میں تمام نوعِ انسان اس قدر بدکار ہو گئے کہ خدا نے نوح اور اس کے خاندان کے سوا باقی تمام کو پانی کے طوفان سے ہلاک کر دیا ۔ اور جب نئی نسل بھی بگڑ گئی تو اس نے ابرہام کو چُنا تاکہ اس کے وسیلہ سے اپنے مخلصی کے وعدے کو پورا کرے ۔ آدم سے ابرہام تک کا زمانہ ایک طویل زمانہ ہے ۔ پیدائش ابواب ۵ اور ۱۰ میں دیئے گئے نسب ناموں سے وقت کی کوئی جدول تیار کرنا ناممکن ہی ہوگا۔
بزرگوں کا زمانہ (پیدائش ابواب ۱۲: تا ۵۰) چار نسلوں کو بیان کرتا ہے یعنی ابرہام ، اضحاق ، یعقوب اور یوسف کی نسل کو ۔ عام طور پر علماء اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ابرہام اُنیس سو یا اٹھارہ سو سال ق م میں زندہ تھا ۔ اس زمانہ کی ہم عصر تہذیب کو ہم حالیہ آثارِ قدیمہ کی دریافتوں کے باعث بہتر طور پر جانتے ہیں ۔ ۱۹۳۳ء میں ایک فرانسیسی ماہرِ آثارِ قدیمہ اینڈرے پیرٹ Andre Parrot نے دریائے فرات کے کنارے واقع ایک شہر ماری Mari کے کھنڈرات دریافت کئے ۔ یہاں اُسے بے شمار مندر ، محل ، بُت اور تقریباً بیس ہزار تختیاں ملیں جو بزرگوں کے زمانہ کی تہذیب و تمدّن کی عکاسی کرتی ہیں ۔ ۱۹۲۵ ۔ ۱۹۴۱ کے دوران نینوہ کے مشرق میں ایک شہر★ نوزو Nuzu دریافت ہوا ۔ یہاں سے بے شمار دستاویزات ملیں جن سے بزرگوں کے زمانہ کی طرزِ زندگی پر جیسی کہ پیدائش کی کتاب میں بیان ہے بہت روشنی پڑتی ہے۔
خروج کی کتاب کی ابتدائی آیات کے بعد توریت بزرگوں کا ذکر چھوڑ کر موسیٰ کے دور کے متعلق بیان کرتی ہے ۔ بدیں وجہ اس میں زیادہ تر اسرائیل کے ملک مصر سے نکلنے اور سرزمین کنعان میں داخل ہونے کی تیاری کے متعلق ذکر آیا ہے ۔ ان کتابوں کی خاص الخاص تاریخی باتوں کا خاکہ ذیل میں دیا جاتا ہے :
خروج ابواب ۱ تا ۱۹ = مصر سے کوہِ سینا تک
خروج ابواب ۱۹ تا گنتی ۱۰ = کوہِ سینا پر قیام (تقریباً ایک سال)۔
گنتی ابواب ۱۰ تا ۲۱ = بیابان میں بھٹکنا (تقریباً ۳۸ سال)۔
گنتی ابواب ۲۲ تا استثنا ۳۴ = کنعان میں داخل ہونے سے پیشتر قیام (تقریباً ایک سال)۔
موسوی شریعت کوہِ سینا پر دی گئی ۔ خدا کے عہدی لوگ ہونے کے باعث بنی اسرائیل کو نہ تو مصر کے بُت پرستانہ کاموں سے مطابقت پیدا کرنی تھی اور نہ کنعانیوں کے رسم و رواج سے جن کے ملک پر وہ قبضہ کرنے والے تھے ۔ اسرائیل کا مذہب الہامی مذہب تھا ۔ ایک سال تک اُنہیں شریعت اور عہد کی تعلیم دی جاتی رہی ۔ خدا کی پرستش کے لئے مرکزی جگہ کے طور پر ایک خیمہ کھڑا کیا گیا ۔ اور اپنے گناہوں کا کفّارہ دینے اور خدا کی شکرگزاری اور بندگی کرنے کے لئے انہیں قربانیاں چڑھانے اور ہدیئے لانے کو کہا گیا ۔ اس خیمہ

میں الٰہی پرستش کی امامت کے لئے ہارون کے خاندان کو اور اس کی مدد کے لئے لاویوں کو مقرّر کیا۔ اسی طرح اسرائیلیوں کی عیدیں اور دیگر دن مقرّر کئے گئے تاکہ وہ خدا کی برگزیدہ قوم کے طور پر اُسکی پرستش اور خدمت کریں۔ بعدازاں بنی اسرائیل کی نافرمانی اور بے اعتقادی کے باعث ان کا ملک کنعان میں داخلہ چالیس سال کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ حضرت مُوسیٰ نے آنے والی نسلوں کے لئے شریعت کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس تفصیل اور فلسطین پر قبضہ کرنے کے لئے موقع بہ موقع ہدایات کو استثنا کی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

مُطالعہ کیلئے توریت کا تجزیہ

موضوع	حوالہ
۱ - ابتداء کا زمانہ	پیدائش ۱:۱-۱۱:۳۲
ا- تخلیق کا بیان	″ ۱:۱-۲:۲۵
ب- انسان کا گناہ میں گرنا اور اُسکے نتائج	″ ۳:۱-۶:۱۰
ج- طوفان - انسان کی خدا کی طرف سے عدالت	″ ۶:۱۱-۸:۱۹
د- انسان کی نئی ابتداء	″ ۸:۲۰-۱۱:۳۲
۲ - بزرگوں کا زمانہ	″ ۱۲:۱-۵۰:۲۶
ا- ابرہام کی زندگی	″ ۱۲:۱-۲۵:۱۸
ب- اضحاق اور یعقوب	″ ۲۵:۱۹-۳۶:۴۳
ج- یوسف	″ ۳۷:۱-۵۰:۲۶
۳- اسرائیل کی رہائی	خروج ۱:۱-۱۹:۲
ا- اسرائیلی غلامی سے چھڑائے گئے	″ ۱:۱-۱۳:۱۹
ب- مصر سے کوہِ سینا تک	″ ۱۳:۲۰-۱۹:۲
۴ - اسرائیل کا مذہب	″ ۱۹:۳-احبار ۲۷:۳۴
ا- خدا کا اسرائیل کے ساتھ عہد	″ ۱۹:۳-۲۴:۸
ب- پرستش کی جگہ	″ ۲۴:۹-۴۰:۳۸
ج- پاک زندگی بسر کرنے کے لئے ہدایات	احبار ۱:۱-۲۷:۳۴
(۱) قربانیاں	″ ۱:۱-۷:۳۸
(۲) کہانت	″ ۸:۱-۱۰:۲۰
(۳) طہارت کے قوانین	″ ۱۱:۱-۱۵:۳۳
(۴) کفّارہ کا دن	″ ۱۶:۱-۳۴
(۵) بے دینوں کے رسم و رواج اختیار کرنے سے ممانعت	″ ۱۷:۱-۱۸:۳۰
(۶) پاکیزگی کے قوانین	″ ۱۹:۱-۲۲:۳۳
(۷) عیدیں اور دن	″ ۲۳:۱-۲۵:۵۵
(۸) خدا کی برکات کی شرائط	″ ۲۶:۱-۲۷:۳۴
۵ - اسرائیل کی تنظیم	گنتی ۱:۱-۱۲:۱۰
ا- اسرائیل کی گنتی	″ ۱:۱-۴:۴۹
ب- کیمپ کے اصول	″ ۵:۱-۶:۲۱
ج - اسرائیل کی مذہبی زندگی	گنتی ۶:۲۲-۹:۱۴
د - راہنمائی کی تدبیریں	″ ۹:۱۵-۱۰:۱۰
۶ - بیابان میں آوارگی	″ ۱۰:۱۱-۲۲:۱
ا- کوہِ سینا سے قادس تک	″ ۱۰:۱۱-۱۲:۱۶
ب- قادس کا بحران	″ ۱۳:۱-۱۴:۴۵
ج - آوارگی کے سال	″ ۱۵:۱-۱۹:۲۲
د - قادس سے موآب کے میدانوں تک	″ ۲۰:۱-۲۲:۱
۷ - کنعان میں داخلے کی ہدایات	″ ۲۲:۲-۳۶:۱۳
ا- خدا کے چُنے ہوئے لوگوں کی محافظت	″ ۲۲:۲-۲۵:۱۸
ب- فتح کرنے کی تیاری	″ ۲۶:۱-۳۳:۴۹
ج - قبضہ کی توقع	″ ۳۳:۵۰-۳۶:۱۳
۸ - گذشتہ اور آئندہ زمانہ پر نظر	استثنا ۱:۱-۳۴:۱۲
ا- تاریخ اور اس کی اہمیّت	″ ۱:۱-۴:۴۳
ب- شریعت اور اس کی اہمیت	″ ۴:۴۴-۲۸:۶۸
ج - آخری تیاری اور الوداع	″ ۲۹:۱-۳۴:۱۲

گذشتہ دو صدیوں سے عہدِ عتیق کے علماء میں توریت کی تالیف و تصنیف موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے۔ ۱۸۷۵ء میں ہم خیال علماء کی تنقیدی جماعت قائم ہوئی اُس کے مطابق توریت چار بڑے نسخوں پر مشتمل ہے جو درحقیقت داؔؤد اور اسیری کے درمیانی زمانہ کے تاریخی حالات کو منعکس کرتے ہیں۔ پھر ان نسخوں کو ۴۰۰ ق م سے قبل ایک ادبی مجموعہ کی شکل دی گئی ہے۔ اِس نظریہ میں جو گراف۔ ویل ہاسن نظریہ کہلاتا ہے گذشتہ دہائیوں میں قدرے ترمیم کی گئی اور کہا گیا کہ توریت بنیادی طور پر موسیٰ کی تصنیف ہے اور کہ یہ نسخے زبانی دیئے گئے تھے۔ یہ نظریہ اکثر اسرائیل کے اپنے مذہب کی عملی پیروی کو اور اس الہام اور عرفان کو جس کا خدا نے موسیٰ کی معرفت انکشاف کیا خلط ملط کر دیتا ہے۔

توریت خود اس بات کی داعی ہے کہ موسیٰ ہی اُس کا مُصنف ہے۔ باقی تمام عہدِ عتیق کے حوالے، نیز عہدِ جدید کے حوالے بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ موسیٰ ہی کی تصنیف ہے۔ توریت کی آخری چار کتابوں میں جو حالات قلمبند ہیں، موسیٰ ان سے بخوبی واقف تھا کیونکہ وہ خود بنی اسرائیل کو چھڑانے اور شریعت دینے والا تھا۔ قیاسِ غالب ہے کہ اس کے پاس بہت سے کاتب تھے جو اُن تفصیلات کو لکھ لیا کرتے تھے جن کا تعلق اسرائیلی جماعت، جغرافیہ اور تاریخ سے ہوتا تھا۔ یہ فطری بات ہے کہ اس نے اپنی وفات سے پہلے شریعت اور اسرائیل کے ساتھ اپنے لاثانی تجربہ کی تاریخ کو تحریری شکل میں چھوڑا ہو۔ یہ خاص طور پر اُس کی اُس خواہش کے عین مطابق تھا کہ بنی اسرائیل شریعت

پر عمل کرتے رہیں تاکہ خدا کی نظرِ کرم متواتر اُن پر رہے۔

پیدائش کی کتاب کے مندرجات کے بارے میں ہمیں علم نہیں کہ موسیٰ نے انہیں کہاں سے حاصل کیا۔ چونکہ ۳۰۰۰ ق م سے پہلے مشرقِ قریب میں فنِ تحریر کی موجودگی کی شہادت ملتی ہے اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ بزرگوں نے کچھ تحریری دستاویزات اپنی اولاد کے لئے چھوڑی ہوں۔ نیز زبانی روایات نے بھی ان دستاویزوں میں اضافہ کیا ہو۔ شاید کچھ بیانات، خاص طور پر تخلیقِ عالم کے متعلق خدا نے موسیٰ کو الہام کے ذریعہ دیئے ہوں۔

موسیٰ نبی توریت کو تصنیف کرنے کا اہل ضرور تھا۔ چونکہ اس کی پرورش فرعون کے محل میں ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی مادری زبان عبرانی کے علاوہ مصری اور کلدانی (بابلی) زبانیں بھی جانتا تھا۔ ممکن ہے کہ بابلی ادب، ملکی نظام اور فوجی علوم بھی اُس کے نصاب میں شامل ہوں۔ غالباً اس تعلیمی پس منظر اور تربیت، نیز الٰہی راہنمائی میں اسرائیلیوں کو مصر کی غلامی سے نکالنے اور کنعان کی سرحد تک لے جانے کے تجربے ہی کی بنا پر اس نے توریت لکھی۔ اس کے ساتھ قابلیت کی الٰہی بخشش بھی اتنی ہی اہم ہے جس کے وسیلہ سے یہ ادبی دستاویز نہ صرف یہودی قوم کے لئے عظیم شریعت بن گئی بلکہ تمام دنیا میں اسے پاک نوشتوں کی تمہید بھی مانا جاتا ہے۔

تورڈا:- ایک وزن اور ایک سکے کا نام۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ا-۱ اور نقدی اور سکہ جاتِ بائبل۔

توشہ خانہ:- وہ جگہ جہاں کپڑے اور گھر کا سامان رکھتے ہیں (۲-سلاطین ۱۰: ۲۲؛ ۲۲: ۱۴)۔ کیتھولک ترجمہ میں "کپڑوں" ہے۔ جو عبرانی لفظ یہاں استعمال کیا گیا ہے اُس کے صحیح معنی معلوم نہیں ہو سکے۔

توشیح:- علمِ بیان کی ایک صفت جس میں شعروں یا مصرعوں کا پہلا حرف یا تو حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ہوتا ہے یا کسی کے نام کے ہجے کے مطابق۔ عبرانی بائبل میں اس کی مثال زبور ۲۵، ۳۴، ۳۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۹، ۱۴۵، امثال ۳۱: ۱۰-۳۱ اور نوحہ ابواب ۱، ۲، ۴ میں ملتی ہے۔

زبور ۱۱۹ کے ۲۲ حصے ہیں اور ہر حصہ میں ۸ آیات ہیں۔ ہر آٹھ آیات ایک ہی عبرانی حرف سے شروع ہوتی ہیں۔ یوں ۲۲ حصوں میں عبرانی حروفِ تہجی مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ترجمہ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہر آٹھ آیات سے پہلے متعلقہ عبرانی حرف درج ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اِس حصے میں ہر آیت اس حرف سے شروع ہوتی ہے۔

بعض خیال کرتے ہیں کہ زبور ۱۱۰ میں ہر آیت کے پہلے حرف کو ملانے سے ایک نام بنتا ہے یعنی شمعون۔ لیکن شائد یہ ایک اتفاقیہ بات ہے۔ ذیل میں توشیح کی ایک دلچسپ مثال دیکھئے۔ یونانی جملہ "یسوع مسیح خدا کا بیٹا نجات دہندہ" کے ہر لفظ کے پہلے حرف سے یونانی لفظ "مچھلی" بنتا ہے۔ اس لئے ابتدائی کلیسیا میں مسیح کے لئے مچھلی کی علامت استعمال ہوتی تھی۔

توعو:- حمات کا بادشاہ جس نے داؤد کو ضوباہ کے بادشاہ ہدرعزر پر جو اُن کا مشترکہ دشمن تھا فتح حاصل کرنے پر تحفے بھیجے (۱-تواریخ ۱۸: ۹، ۱۰)۔ ۲-سموئیل ۸: ۹، ۱۰ میں اُس کا نام توعی بتایا گیا ہے۔

توعی:- دیکھئے توعو۔

توفت:- (عبرانی = قربان گاہ)۔ ہنوم کی وادی میں ایک مقام جہاں مولک دیوتا کو انسانی قربانی چڑھائی جاتی تھی (یرمیاہ ۷: ۳۱؛ ۲-سلاطین ۲۳: ۱۰)۔ یسعیاہ نبی نے ذکر کیا کہ خداوند نے یہ جگہ شاہ اسور کو جلانے کے لئے تیار کی ہے (یسعیاہ ۳۰: ۳۳)۔ یرمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی کہ یہ جگہ نہ توفت اور نہ وادیٔ بن ہنوم کہلائے گی بلکہ وادیٔ قتل کیونکہ یہاں بہت لوگ قتل ہوں گے (یرمیاہ ۷: ۳۲، ۳۳؛ ۱۹: ۶)۔ یوسیاہ بادشاہ نے اِس جگہ نجاست پھنکوائی تاکہ یہ بت پرستی کی گھنونی رسوم کے لئے استعمال نہ کی جاسکے (۲-سلاطین ۲۳: ۱۰)۔ اردو لفظ جہنم، اسی وادی ہنوم سے ترکیب دیا گیا ہے۔ عبرانی میں یہ "گے ہنوم" ہے، جو عربی کی معرفت اُردو میں آیا۔ نیز دیکھئے جہنم۔

توفیقیت:-

برابر اور موافق کرنا۔ تطبیقِ عقائد مختلف عقائد میں مطابقت پیدا کرنا۔ مختلف مذہبی مکاتبِ فکر کے یکساں خیالات کو اکٹھا کر کے ایک سانچے میں ڈھالنے کی کوشش۔ سطحی بھائی چارے کے لئے مختلف مذاہب کے عقیدوں کی کھچڑی۔ مسیحی تاریخ کے اوائل میں اس رجحان کا خطرہ لاحق تھا کیونکہ بعض لوگ مسیحی بنیادی تعلیم اور ★ غناسطیت وغیرہ کو اکٹھا کر کے مسیحی مذہب کی تعلیم کو ایک اور راہ پر لانا چاہتے تھے۔ مختلف عقائد اور خیالات کو تھوڑا سا بدل کر مربوط اور مخلوط کرنے کی اس جدوجہد کو بزرگانِ کلیسیا نے سختی سے روکنے کی کوشش کی۔

موجودہ زمانہ کی اقوامی تحریک کو بھی یہ خطرہ ہے کہ اس میں توفیقیت کے عنصر کی وجہ سے مسیحی ایمان کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی۔ اسی لئے ★ انجیلی مسیحی ★ اقوامیت کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اس بدعت نما عمل کا ذکر "ہماری کتبِ مقدسہ" ناشرین مسیحی اشاعت خانہ کے صفحہ ۳۹۱ پر ہے۔ وہاں اسے اتحادِ مذہب کا نام دیا گیا ہے۔

توکّل:- تکیہ۔ بھروسا۔ اعتماد۔ خدا پر بھروسا۔ یہ عبرانی لفظ با طخ کا ترجمہ ہے۔ قب عربی بطح = منہ کے بل گرانا۔ عبرانی محاورے میں اپنے کو یا اپنی فکروں کو کسی کے آگے گرانا یا ڈالنا (زبور ۲۲: ۹؛ ۲-سلاطین ۱۸: ۲۲؛ یسعیاہ ۲۶: ۴)۔ توکّل اُس حالت میں ہوتا ہے جب ہم اپنی ساری فکر خداوند پر ڈال دیتے ہیں (۱-پطرس ۵: ۷، قب زبور ۴۰: ۳، ۴، ۱۷)۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ بھروسا بھی کیا گیا ہے (استثنا ۲۸: ۵۲؛ زبور ۵۲: ۷ وغیرہ)۔

توکن:- ایک شہر جو بنی شمعون کے حصّہ میں آیا (۱-تواریخ ۴: ۳۲)۔

تولاد:- ایک شہر جس میں بنی شمعون نے سکونت کی (۱-تواریخ ۴: ۲۹)۔

تولع۔ تولاع:- ۱-اِشکار کا ایک بیٹا جو یعقوب کے ساتھ مصر کو گیا۔ وہاں اُس نے اپنا ایک قبیلہ قائم کیا (پیدائش ۴۶: ۱۳)۔

۲-اشکار کے قبیلے میں سے فوّہ کا بیٹا۔ وہ ۲۳ برس تک اسرائیلیوں کا قاضی رہا (قضاۃ ۱۰: ۱، ۲)۔

توما:- (ارامی = توام یا جُڑواں)۔

خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک (متّی ۱۰: ۳)۔ اُسے توام بھی پکارتے تھے (یوحنا ۱۱: ۱۶؛ ۲۰: ۲۴؛ ۲۱: ۲)۔ توما رسول کے متعلق سب سے زیادہ معلومات یوحنّا کی انجیل میں ملتی ہیں۔ جب لعزر کی موت پر باقی شاگردوں نے یسوع کو بیت عنیاہ جانے سے اس لئے روکا تھا کہ کہیں یہودی اُن کو سنگسار نہ کر دیں تو توما نے شاگردوں سے کہا تھا کہ آؤ ہم بھی اُس کے ساتھ چلیں تاکہ اُس کے ساتھ مریں (یوحنّا ۱۱: ۸-۱۶)۔ اپنی اذیّت سے کچھ وقت پہلے مسیح نے اپنے شاگردوں کو کہا تھا کہ "جہاں میں جاتا ہوں تم وہاں کی راہ جانتے ہو"؟ اس پر توما نے جواب دیا تھا کہ "اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے، پھر راہ کس طرح جانیں"؟ (یوحنا ۱۴: ۱-۶)۔

جب خداوند مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد شاگردوں کو دکھائی دیئے تو توما اُن کے ساتھ نہیں تھا۔ اور جب یہ اس کو بتایا گیا تو اُس نے شک کیا اور کہا کہ جب تک میں خود معائنہ نہ کر لوں یقین نہ کرونگا (یوحنّا ۲۰: ۲۵)۔ آٹھ دن کے بعد جب خداوند یسوع پھر اُن کے درمیان تھے تو توما نے دیکھ کر اپنی تسلّی کی اور پکار اُٹھا "اے میرے خداوند اے میرے خدا (یوحنّا ۲۰: ۲۶-۲۹)۔ پھر تبریاس کی جھیل کے کنارے اُس نے مسیح کو پھر دیکھا (یوحنّا ۲۱: ۱-۸)۔ مسیح کے صعود کے بعد وہ باقی شاگردوں کے ساتھ بالاخانہ میں حاضر تھا۔ روایت ہے کہ اس نے ہندوستان میں منادی کی۔

توما کی انجیل:- ★ ۱۹۴۵ء میں قاہرہ اور لکسر کے درمیان ناگ حمدی کے مقام پر پیپرس کا جو مرتبان ملا تھا اُس میں سب سے بڑا مسودہ یہی "انجیل" تھی۔ مغربی ممالک کو اس دریافت کا علم تقریباً ۱۴ سال بعد ہوا۔ ۱۹۰۳ء میں مسٹر گرین فل اور ہنٹ نے جو پیپرس دریافت کئے (دیکھئے آکسی رین خس) اُن میں انجیل توما کے متعلق چند ایک اشارے ملتے ہیں۔ ناگ حمدی کا نسخہ مسیح کے ۱۱۴ اقوال کا مجموعہ ہے۔ وہ یا تو مسیح کے علیٰحدہ علیٰحدہ اقوال ہیں یا مختصر مکالمے۔ ان میں سے بعض عام ہیں اور بعض بالکل نئے۔ اس نسخہ کو توما رسول کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض تو قابلِ غور ہی نہیں ہیں کیونکہ ان میں وہ بات نہیں پائی جاتی جو بائبل میں مرقوم مسیح کے فرمودات کی خصوصیّت ہے۔ دیگر نئے اور بڑے تیکھے ہیں اور ممکن ہے کہ اُن کا کسی نہ کسی حقیقی روایت سے تعلق ہو۔ مثلاً یسوع نے کہا "جو میرے نزدیک ہے وہ آگ کے نزدیک ہے اور جو مجھ سے دُور ہے وہ آسمان کی بادشاہی سے دُور ہے"۔ یہ الفاظ ان انتباہات سے کافی حد تک مطابقت رکھتے ہیں جو یسوع مسیح نے متوقع دُکھوں کے بارے میں اپنے شاگردوں کو کئے تھے اور کہ شاگردی ہی خدا تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔

پھر، "اُنہوں نے اُس سے کہا، ہم آج دُعا کریں اور روزہ رکھیں۔ لیکن یسوع نے جواب دیا۔ مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہُوا ہے؟ یا میں نے کونسی شکست کھائی؟" چوتھی انجیل میں مرقوم ہے "تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟"

پھر مسیح نے کہا کہ "تم راہ گیر بنو"۔ یہ الفاظ مسیح کے اس قول سے ملتے ہیں جو ایک کتبے کی صورت میں ایک مسجد میں عربی طغرا میں مرقوم ہیں کہ "زندگی ایک پُل ہے۔ تم اس پر سے گزرتے ہو لیکن رہائش کے لئے مکان نہیں بناتے"۔ مطلب یہ ہے کہ ایک نیک اور عقلمند شخص مادی اشیا میں اُلجھ نہیں جاتا۔ اس قسم کے فرمودات میں کچھ نہ کچھ صداقت کی جھلک پائی جاتی ہے۔

یہی حال ایک نئی مبارکبادی کا ہے۔ "مبارک وہ ہے جو دُکھ اُٹھاتا ہے کیونکہ زندگی پائے گا"۔ پھر فریسیوں کو جو سرزنش کی جاتی ہے "اُن پر افسوس۔ وہ اُس کُتّے کی مانند ہیں جو بیلوں کی چرنی میں سو رہا ہے اور نہ خود چارہ کھاتا اور نہ بیلوں کو کھانے دیتا ہے"۔

اس مسودہ کی تاریخ ۱۴۰ء تعیّن کی گئی ہے لہٰذا اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ بعض مشہور و معروف اقوال کا رنگ اُڑ گیا اور وہ قدرے تبدیل ہو گئے ہیں۔ مثلاً مستند اناجیل میں بیج بونے والے کی تمثیل کے ساتھ توما کی انجیل میں مرقوم تمثیل کا مقابلہ کیجئے۔ "دیکھو ایک بیج بونے والا نکلا۔ اُس نے بیج ہاتھ میں لیا اور بکھیر دیا۔ کچھ بیج راہ پر گرا۔ پرندے آئے اور اُسے چُگ لیا۔ کچھ پتھریلی زمین

میں گرا اور جڑ نہ پکڑ سکا اور نہ بالیں نکلیں۔ کچھ جھاڑیوں میں گرا ۔ جھاڑیوں نے اسے دبا لیا اور کیڑا لگ گیا۔ کچھ اچھی زمین میں گرا اور اچھا پھل لایا۔ ایک پیمانہ بیج سے ساٹھ گنا، سو گنا اور ایک سو بیس گنا پھل ملا۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک مختلف روایت ہے جو مصر کے مسیحیوں کے ایک گروہ میں رائج تھی۔ یہ مسیحی وہ بقیہ تھے جو یروشلیم کی ۷۰ء کی تباہی سے پیشتر وہاں سے فرار ہو کر ایک غیر ملک میں تنہائی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ غالباً توما ہی اُن کے اصل مسودہ کا مصنف تھا۔

تھان :- دیکھئے چرنی۔

تھسلنیکے ۔ تسالونیکی :- شمالی یونان کا ایک اہم شہر جسے مکدنیوں نے ۳۱۵ ق م میں تعمیر کیا۔ یہ دو شاہراہوں کے اتصال پر واقع تھا۔ یہاں وہ سڑک جو اطاکیہ سے آکر مشرق کو جاتی تھی اور وہ سمندری راستہ جو بحیرہ ایجئین سے آکر دریائے ڈینیوب کو جاتا تھا ملتے تھے۔ ۱۴۶ ق م میں رومیوں نے اسے مکدنیہ کا دارالخلافہ قرار دیا۔ ۴۲ ق م میں اسے آزاد شہر کا درجہ دیا گیا۔ یہاں بہت یہودی اور خدا ترس غیر قوم کے لوگ آباد تھے۔

پولس رسول کی تبلیغ سے کئی خدا ترس یونانیوں اور بہت سی شریف عورتوں نے مسیحیت قبول کی (اعمال ۱۷: ۱، ۴)۔ لیکن بعض یہودیوں نے پولس کو مجبور کیا کہ شہر چھوڑ دے (اعمال ۱۷: ۵)۔ جو کلیسیا اُس نے یہاں قائم کی وہ بڑی ترقی کرتی رہی (۱۔تھسلنیکیوں ۱: ۸)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶ ا ذ-۱۷ ہ ۲ ۱۸ ہ ۲

تھسلنیکیوں کے نام خطوط :-

ا - خاکہ

پہلا خط

۱- سلام و دُعا (۱: ۱)۔

۲- تھسلنیکی ایمانداروں کے ایمان اور ثابت قدمی کے لئے شکرگزاری (۱: ۲-۱۰)۔

۳- پولس کی اپنے حالیہ رویے کے بارے میں تشریح (۲: ۱-۱۶)۔

۴- تھسلنیکے سے رخصت ہونے کے بعد کے واقعات کے متعلق بیانات (۲: ۱۷-۳: ۱۰)۔

۵- اُن سے جلد ملاقات کے لئے دعا (۳: ۱۱-۱۳)۔

۶- پاکیزہ زندگی بسر کرنے اور برادرانہ محبت کے لئے حوصلہ افزائی (۴: ۱-۱۲)۔

۷- مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق (۴: ۱۳-۵: ۱۱)۔

۸- عام نصیحت (۵: ۱۲-۲۲)۔

۹- دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکات (۵: ۲۳-۲۸)۔

دُوسرا خط

۱- سلام و دعا (۱: ۱-۲)۔

۲- شکرگزاری اور حوصلہ افزائی (۱: ۳-۱۲)۔

۳- وہ واقعات جو خداوند کے دن سے پیشتر ضرور وقوع میں آئیں گے (۲: ۱-۱۲)۔

۴- مزید شکرگزاری اور حوصلہ افزائی (۲: ۱۳-۳: ۵)۔

۵- نظم و ضبط کی ضرورت (۳: ۶-۱۵)۔

۶- دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکات (۳: ۱۶-۱۸)۔

ب - مُصنّف

تھسلنیکیوں کے نام دونوں خطوط کے شروع میں پولس سلوانس (سیلاس) اور تیمتھیس کے نام آتے ہیں لیکن ان دونوں کا اصل مصنف پولس ہی ہے تاہم وہ اپنے اُن دو ہم خدمتوں کے نام بھی لکھتا ہے جو اُس کے ساتھ اُس وقت تھسلنیکے میں بشارتی خدمت کر رہے تھے۔ تھسلنیکیوں کے نام اپنے پہلے خط میں پولس اپنا نام لے کر اپنے لئے صیغۂ جمع متکلم (۲: ۱۸) اور تیمتھیس کے لئے صیغۂ واحد غائب استعمال کرتا ہے (۳: ۲، ۶)، جبکہ تھسلنیکیوں کے نام اپنے دوسرے خط میں وہ کہتا ہے کہ "میں پولس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں" (۳: ۱۷)۔ پس اس میں اور ۲: ۵ کے "میں" میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ دیگر خطوط کی طرح ان خطوں سے بھی خوب ظاہر ہے کہ بعض اوقات پولس رسول "ہم" کا لفظ اپنے لئے استعمال کرتا ہے۔ خاص طور پر دیکھئے ۱۔تھسلنیکیوں ۳: ۱، "اس واسطے جب ہم زیادہ برداشت نہ کر سکے تو اتھینے میں اکیلے رہ جانا منظور کیا" (مقابلہ کیجئے اعمال ۱۷: ۱۵، ۱۶)۔

پولس کو تھسلنیکیوں کے نام پہلے خط کا مصنف ثابت کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ یہ کہنا کہ پولس رسول کے کسی شاگرد نے ۷۰ء کے بعد لوگوں میں آمدِ ثانی میں دوبارہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اسے تحریر کیا، محض ایک تنقیدی اختراع ہے۔

اس کے مقابلہ میں دوسرے خط میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا طرزِ تحریر پہلے خط کے مقابلے میں پُر تکلف ہے۔ یہ نتیجہ ان محاوروں کے استعمال سے اخذ کیا جاتا ہے مثلاً "ہم پر فرض ہے" اور "یہ اس لئے مناسب ہے" (۱: ۳)، لیکن یہ اتنی اہم بات نہیں۔ اس کی اس قسم کی توجیہ پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ یہ خط کلیسیاؤں میں پڑھے جانے کے لئے لکھا گیا تھا کیونکہ یہی پہلے خط کے بارے میں بھی درست ہے (مقابلہ کریں ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۷)۔ زیادہ سنگین بحث یہ ہے کہ پہلے خط میں بیان کردہ ★ علم الآخرت دوسرے خط سے مختلف ہے۔ پہلے

خط میں زور اِس بات پر ہے کہ خداوند کا دن اچانک آئے گا جیسے "رات کو چور آتا ہے" (۵: ۲)، جب کہ دوسرے خط میں زور اِس پر ہے کہ اُس کے آنے سے پیشتر چند واقعات رونما ہوں گے (۲: ۱ بعد) اور یہ اس جگہ بیان ہوا ہے جس کا مکاشفاتی کردار اس قدر صاف اور واضح ہے کہ پولس کے کسی اور خط میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ پہلا خط تھسلنیکے کی کلیسیا کے غیر یہودی طبقہ کو لکھا گیا اور دوسرا خط کلیسیا کے یہودی مسیحیوں کو۔ لیکن یہ توجیہ نہ صرف ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۷ کے خلاف ہے جہاں سب کو بھائی کہا گیا ہے بلکہ یہ پولس کے اِس بنیادی عقیدے کی روشنی میں بھی غلط ہے کہ مسیح میں یہودی اور غیر قوم سب ایک ہیں۔ پھر یہ نظریہ اَور بھی غلط ہے کہ دونوں خطوط سلوانس نے لکھے تھے اور پولس نے دستخط کرتے وقت پہلے خط میں ۲: ۱۸ (یعنی "مجھ پولس نے") کا اضافہ کیا اور دوسرے خط میں ۳: ۱۷ کا ("اپنے ہاتھ سے")۔

موخرالذکر نظریہ، اس نظریہ کی نسبت کہ پولس ہی ان کا مُصنف ہے زیادہ مشکلات پیدا کرتا ہے۔ اگر ۲۔تھسلنیکیوں نامعلوم مُصنف نے تحریر کیا تو پھر مُصنف کا اپنے قارئین کو یہ انتباہ کرنے میں کوئی حکمت نظر نہیں آتی کہ وہ پولس کے نام سے جعلی خطوط سے خبردار رہیں (۲: ۲)۔ ۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۱۷ میں سلام اور نشان صرف اُس وقت ہی بامعنی بنتے ہیں جب پولس جعلی خطوط کے خطرے سے خبردار رہنے کے لئے کہے۔ پولس کے مُصنف ہونے سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اُن کا تسلی بخش جواب دونوں خطوط کی غرض اور آپس میں تعلق پر غور کرنے سے ہی مل سکتا ہے۔ پولس کے خطوط کے تمام دستیاب مجموعوں میں یہ دونوں خطوط شامل ہیں۔

ج۔ مقصد

پہلا خط

شہر میں متعدد لوگوں کے مسیحی ہو جانے اور کلیسیا کے قائم ہونے کے بعد، پولس اور اُس کے ساتھیوں کو ۵۰ء میں بڑی شتابی سے تھسلنیکے چھوڑنا پڑا (مقابلہ کریں اعمال ۱۷: ۱-۱۰ اور دیکھیں تھسلنیکے)۔ اُن کے شہر کو ان حالات میں چھوڑنے کا مطلب یہ تھا کہ نئے مسیحی یقیناً ایذارسانی کی برداشت کرنے کے لئے ابھی پوری طرح تیار نہ ہوئے تھے کیونکہ پولس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ انہیں مسیحیت کی بنیادی تعلیم میں پختہ کر سکے۔ پس جونہی موقع ملا اُس نے تیمتھیس کو یہ دیکھنے کے لئے کہ مسیحی کیسے چل رہے ہیں واپس تھسلنیکے بھیجا۔ جب تیمتھیس کرنتھس واپس لوٹا (مقابلہ کریں اعمال ۱۸: ۵) تو اس نے تھسلنیکی مسیحیوں کے متعلق اچھی خبر دی۔ وہ ایمان میں قائم تھے اور خوشخبری کی سرگرمی سے منادی کر رہے تھے۔ ساتھ ہی تیمتھیس نے انکی کچھ مشکلات کو بھی بیان کیا، مثلاً اخلاقی مسائل (خاص طور پر جنسی تعلقات کے متعلق) اور علم الآخرت کے بارے میں (خاص طور پر آمدِ ثانی کے متعلق کہ شاید اُس وقت وہ ایماندار جو مر گئے تھے زندہ ایمانداروں کی نسبت نقصان میں رہیں گے)۔ پولس نے اُنہیں فوراً خط لکھا اور تیمتھیس ان کے متعلق جو اچھی خبر لایا تھا اُس پر مسرّت کا اظہار کیا۔ اُس نے اُنہیں بتایا کہ اُس کا اُنہیں یکایک چھوڑ کر چلے جانا اُس کی اپنی مرضی کے مطابق نہیں تھا جیسا کہ اس کے مخالفین کہتے ہیں، اور اِس بات پر زور دیا کہ وہ اپنے روزمرّہ کے کاموں میں پاکیزگی اور محنت کا مظاہرہ کریں۔ اُس نے اُنہیں یہ یقین بھی دلایا کہ مسیح کی آمدِ ثانی سے پیشتر متوفی مسیحی نقصان میں نہیں رہیں گے بلکہ اُن کی آمد پر وہ زندہ کئے جائیں گے اور اپنے زندہ بھائیوں کے ساتھ اُڑ کر بادلوں میں اپنے خداوند کا استقبال کریں گے۔

دوسرا خط

تھوڑے عرصہ بعد پولس کو یہ خبر ملی کہ تھسلنیکیوں میں بعض غلط فہمیاں پائی جا رہی ہیں جنہیں دُور کرنا ضروری ہے۔ اُس نے محسوس کیا کہ ان غلط فہمیوں کی بنیاد یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اُس کی تعلیم کو تھسلنیکی کلیسیا کے سامنے غلط طور پر پیش کیا ہے۔ کلیسیا کے بعض ممبر خیال کرتے تھے کہ مسیح کی آمدِ ثانی اس قدر نزدیک ہے کہ کام کرنا بے معنی ہے۔ پس پولس بیان کرتا ہے کہ آمدِ ثانی سے پیشتر بعض واقعات ضرور وقوع پذیر ہوں گے، خاص طور پر دنیا میں وسیع پیمانہ پر خدا کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اس کی قیادت وہ شخص کرے گا جو مخالفت اور برگشتگی کی قوتوں کو اُبھارے گا، جسے اس وقت ایک قوّت روک رہی ہے جس کے متعلق بتانا ضروری نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی جانتے ہیں۔ غالباً پولس کی اِس قوّت سے مراد رومی حکومت تھی جو امن وامان قائم رکھنے میں بڑی مستعد تھی جس کے باعث اُس نے اپنی رسولی خدمت میں کئی مرتبہ شکر گزاری کا اظہار کیا تھا۔ جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جو کام نہیں کرنا چاہتے تھے، وہ اُن سے اپنے پہلے خط کی نسبت کہیں سختی سے مخاطب ہوتا ہے۔ وہ انہیں جتاتا ہے کہ صحت مند مسیحیوں کو دوسروں کی کمائی کی روٹی کھانا زیب نہیں دیتا۔ پولس اور اس کے ہم خدمتوں نے محنت مشقت کر کے روٹی کھانے کا نمونہ اُن کے سامنے پیش کیا تھا۔ مسیحیوں کو اپنے اِن کاہل اور مفت خور ساتھیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے کہ وہ ہوش میں آجائیں۔

تھسلنیکیوں کے نام پہلے اور دوسرے خط کے تعلق میں جو مشکلات پائی جاتی ہیں اُنہیں کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر دُور کرنے کی کوشش کی ہے کہ دوسرا خط پہلے لکھا گیا تھا۔ لیکن دوسرا

خط پولس کی پہلی خط و کتابت کی طرف اشارہ کرتا ہے (۲: ۱۵)، جبکہ ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۷-۳: ۱۰ سے یہ یقیناً ظاہر ہوتا ہے کہ پولس کے وہاں سے جبراً نکالے جانے کے بعد یہ اُس کا پہلا خط تھا۔

د۔ تعلیمات

غالباً گلتیوں کے نام خط کے علاوہ (دیکھئے گلتیوں کے نام خط) تھسلنیکیوں کے نام دونوں خطوط پولس رسول کی تحریرات میں سب سے اوّلین تھے۔ یہ مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے بیس سال بعد کے مسیحی ایمان اور زندگی کے بعض شعبوں کے نقش کی بڑی واضح تصویر پیش کرتے ہیں۔ اِن میں مسیحی ایمان کی بنیادی باتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ تھسلنیکی مسیحی جو پہلے زیادہ تر بُت پرست تھے اُنہوں نے رسولی منادی کو سُنا اور قبول کیا (۱۔تھسلنیکیوں ۱: ۹، ۱۰)؛ خداوند یسوع جن پر وہ ایمان لائے، خدا کے بیٹے ہیں۔ اُنہیں دعویٰ کے طور پر نہیں بلکہ ایسی اصطلاحات میں بیان کیا گیا جو اُنہیں فطرتاً باپ کے برابر بیان کرتی ہیں (مقابلہ کریں ۱۔تھسلنیکیوں ۱: ۱؛ ۳: ۱۱؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۱: ۱، ۲: ۱۶)؛ خوشخبری جس کے وسیلے سے انہیں نجات ملی، وہ روزمرّہ کی زندگی کے بارے میں صحت مند عملی مقاصد لئے ہوئے تھی۔ حقیقی اور زندہ خدا پاک ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے لوگ بھی پاک بنیں؛ یہ پاکیزگی صنفِ مخالف کے ساتھ تعلقات جیسی باتوں (۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۳) اور رزقِ حلال تک پھیلی ہوئی ہے (۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۱، ۱۲؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۱۰-۱۲)۔ رسولوں نے ان جیسی باتوں میں خود نمونہ کی زندگی گزاری (۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۵ بعد؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۷ بعد)۔

ان دونوں خطوط میں آخری زمانہ کے بارے میں شدید آگاہی اور اس کے باعث جو بے اعتدالی کا رجحان پیدا ہوسکتا ہے اُس کا ذکر ہے۔ پولس اِس آگاہی کی حوصلہ شکنی نہیں کرتا لیکن وہ تھسلنیکیوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ مسیح کے اچانک آنے کو اُن کے فوری آنے کے ساتھ خلط ملط نہ کریں۔ وہ مسیح کی آمدِ ثانی کے اخلاقی پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ آمدِ ثانی کے وقت وہ زندہ ہوگا کہ نہیں — البتہ اُمید رکھتا ہے کہ زندہ ہوگا۔ اُس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے وہ اُسے وفاداری سے نبھائے تاکہ خداوند مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت اُسے شرمندہ ہونا نہ پڑے۔ پس وہ آمدِ ثانی کو کمزوروں اور پریشان نو مریدوں کے لئے تسلّی اور اُمید، لاپرواہ اور سُست بھائیوں کے لئے تنبیہ اور تمام مسیحیوں کے لئے پاک زندگی بسر کرنے کے لئے محرک کے طور پر پیش کرتا ہے۔ مسیح کی آمدِ ثانی، بالآخر بدی پر غالب آنے کا سبب بنے گی اور یہ اُس فتح کو جس کی، مسیح کے مخلصی بخش کام کے باعث پہلے ہی یقین دہانی کرائی جا چکی ہے ساری دنیا پر ظاہر کرے گی۔

تھواتیرہ۔ تیاطیرہ:- رومی صوبہ آسیہ کا ایک شہر۔ آج کل یہ علاقہ ایشیائی ترکی میں ہے۔

یہ پرگمن سے لودیکیہ کی سڑک پر جو اطالیہ کو مشرق کے صوبوں سے ملاتی تھی واقع تھا۔ یہ کپڑے کی صنعت، رنگائی، مٹی کے برتن، پیتل کے کام اور مختلف تجارت کے لئے مشہور تھا۔ یہاں غالباً ایک یہودی عبادت خانہ بھی تھا جہاں لدیہ عبادت میں شریک ہوتی تھی (اعمال ۱۶: ۱۴)۔ یوحنا عارف کو حکم ہوا تھا کہ اس جگہ کی کلیسیا کو بھی ایک خط لکھے (مکاشفہ ۲: ۱۸-۲۹)۔ یہاں کی کلیسیا غالباً غیر قوم مسیحیوں پر مشتمل تھی۔ لہٰذا اسے خطرہ تھا کہ غیر اقوام کی رسومات اپنائے (مکاشفہ ۲: ۲۰)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۸ ۲ د

تھوکنا:- منہ پر تھوکنا کسی کی انتہائی توہین ظاہر کرنے کا طریقہ تھا (گنتی ۱۲: ۱۴؛ استثنا ۲۵: ۹)۔

تھوک کا داڑھی پر بہنا پاگل پن کی علامت تھی (۱۔سموئیل ۲۱: ۱۳)۔ یونانی لفظ اردو لفظ کی طرح صوتی ترکیب سے بنا ہے، یعنی تھوکنے کی آواز کی نقل سے ptyo۔ خداوند یسوع نے تھوک لگا کر بیت صیدا میں ایک اندھے کو بینائی بخشی اور کسی اور موقع پر اُنہوں نے تھوک کر زبان چھوئی اور ایک بہرے ہکلے کو شفا دی (مرقس ۸: ۲۳؛ ۷: ۳۳)۔

خداوند یسوع کے منہ پر بھی تھوک کر اُن کی بے عزتی کی گئی (متی ۲۶: ۶۷؛ مرقس ۱۴: ۶۵)۔

تھیبس:- دیکھئے آمون نو۔

تھیفلس۔ تاؤفیلس:- (یونانی = خدا کا دوست یا محبوبِ الٰہی)۔ وہ شخص جس کو لوقا رسول نے اپنی دونوں تصنیفیں انجیل اور اعمال لکھ کر پیش کیں (لوقا ۱: ۳؛ اعمال ۱: ۱)۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اِس نام سے عام پڑھنے والا مسیحی مراد ہے۔ لیکن اوروں کے نزدیک اس نام کے پیچھے کوئی مشہور رومی ہستی ہے۔ جس لقب سے لوقا اس سے مخاطب ہوتا ہے (معزز تھیفلس لوقا ۱: ۳) وہ یونانی میں ایک باوقار رومی فوجی عہدیدار یا اعلیٰ حاکم عدالت کے لئے وقف تھا۔ یہی یونانی لقب اعمال کی کتاب میں فیلکس (۲۳: ۲۶؛ ۲۴: ۳) اور فیستس حاکموں کے لئے (۲۶: ۲۵) استعمال ہوا ہے۔ بے شک اردو میں اِن حوالجات میں لفظ بہادر (عزت مآب) آیا ہے لیکن یونانی میں ہر جگہ وہی لفظ "کراتستہ" استعمال ہوا ہے جس کا لوقا ۱: ۳ میں ترجمہ "معزز" کیا گیا ہے۔

یہ اُس شخص کا اصلی نام نہ تھا بلکہ غالباً وہ نام جو اُسے بپتسمہ

کے وقت دیا گیا تھا۔ اِس لقب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رُومی حاکم تھا۔ اِس خیال کو اِس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ لوقاؔ اپنی تحریروں میں رُومی اداروں اور دستور کا قدر دانی سے ذکر کرتا ہے۔

تھیلی :۔ دیکھئے بٹوا۔

تھیوداس۔ تاوداس :۔ ایک یہودی جس نے رومی حکومت کے خلاف ۴۰۰ اشخاص سے مل کر ایک بڑی بغاوت کی۔ گملی ایل اپنی تقریر میں اس کا ذکر کرتا ہے (اعمال ۵: ۳۶)۔

تیاری کا دن :۔ (کیتھولک ترجمہ میں لفظ تہیّہ استعمال ہؤا ہے)۔ سبت یا کسی اور عید سے پہلے کے دن کو یہودی تیاری کا دن کہتے تھے (متی ۲۷: ۶۲؛ یوحنا ۱۹: ۱۴، ۳۱، ۴۲)۔

تیبض۔ تاباص :۔ ایک مضبوط شہر جس کو فتح کرنے کی کوشش میں ابی ملک مارا گیا (ایک عورت نے چکی کا پاٹ بُرج کی چھت پر سے ابی ملک کے سر پر پھینکا (قضاۃ ۹: ۵۰؛ ۲-سموئیل ۱۱: ۲۱)۔

تیتر :۔ دیکھئے پرندگان بائبل ۹۔

تیر :۔ دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۴۔

تیراس :۔ یافت کا سب سے چھوٹا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲؛ ۱-تواریخ ۱: ۵)۔

تیرانداز۔ تیر افگن :۔ شکاری یا جنگجو مرد جو تیر کمان کے استعمال میں ماہر ہو۔

بائبل میں سب سے پہلا تیرانداز اسمٰعیل ہے (پیدائش ۲۱: ۲۰)۔ یوسف کے متعلق یعقوب اپنی نبوت اور برکت کی تقریر میں اُسے تیراندازوں میں قوت والا کہا ہے (پیدائش ۴۹: ۲۳-۲۴)۔

تیراندازی نے یونتن اور داؤد کی دوستی کے تعلقات میں ایک اہم کردار ادا کیا (۱-سموئیل ۲۰: ۱۷-۴۲)۔

فوج میں تیرانداز ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ چونکہ اُن کے ہتھیار ہلکے ہوتے تھے اس لئے وہ بآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے تھے۔ نیز وہ ایک فاصلے سے دشمن پر حملہ کر سکتے تھے اور میدانِ جنگ اور شکارگاہ دونوں میں اپنے نشانے پر تیر چلا سکتے تھے۔

نیز دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۴۔

تیر کا ٹپا :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۱۵۔

تیریاہ۔ تیریا :۔ یہللئیل کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۶)۔

تیصی :۔ یوحنا کا لقب۔ دیکھئے یوحنا ۲۔

تیل :۔ روغن۔ عبرانی میں زیادہ تر دو لفظ تیل کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ شامن (قب عربی سمن بمعنی موٹا ہونا وغیرہ) اور

۲۔ یصہار (مادّہ صہر۔ قب عربی ظہر۔ بمعنی ظاہر ہونا، چمکنا)

کتابِ مقدس میں سوائے آستر ۲: ۱۲ کے، تقریباً ہر جگہ تیل سے زیتون کا تیل مراد ہے۔

زیتون کے پھل کو کبھی تو کوٹ کر (احبار ۲۴: ۲) کبھی روند کر (میکاہ ۶: ۱۵) لیکن اکثر کولہو میں ڈال کر اس سے تیل نکالا جاتا تھا۔

یہ خوراک کا اہم حصہ ہوتا تھا۔ اس میں روٹی ڈبو کر کھاتے تھے اور یہ کھانا پکانے میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ اس سے مالش بھی کی جاتی تھی اور یہ چراغ جلانے کے کام بھی آتا تھا۔ یہ صابون کا بھی ضروری حصہ تھا۔ تیل کی مالش تین مختلف مقاصد کے لئے ہوتی تھی۔

۱۔ جانور کے زخم پر ملنے سے آرام ملتا اور وہ صحتیاب ہوتا (زبور ۲۳: ۵)۔

۲۔ بدن پر تیل ملنے کا مقصد حسن افروزی تھا (زبور ۱۰۴: ۱۵)۔

۳۔ لیکن سب سے نمایاں استعمال کسی کو اعلیٰ عہدے پر تعین کرنے کا تھا۔ کاہن (خروج ۲۹: ۴۱؛ ۲۹: ۷)، نبی اور بادشاہ (۱-سلاطین ۱۹: ۱۵، ۱۶) کو مسح کیا جاتا تھا۔

مہمان کے سر پر تیل ڈالنا آدابِ مہمان نوازی کا اہم حصہ تھا (لوقا ۷: ۴۶)۔ تیل پاک روح کی علامت بھی سمجھا گیا ہے۔

یہ خوشی کی علامت بھی تھا (یسعیاہ ۶۱: ۳) اور آسودگی اور خوش حالی کا نشان (استثنا ۳۳: ۲۴؛ ایوب ۲۹: ۶؛ زبور ۴۵: ۷)۔

تیل اور مے کا چڑھاوا :۔ دیکھئے تپاون۔

تیلون :۔ سیمون کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۲۰)۔

تیما :۔ ۱۔ اسمٰعیل کا ایک بیٹا اور ایک قبیلے کا بانی (پیدائش ۲۵: ۱۲-۱۶)۔

۲۔ صحرائے عرب کے شمالی کونے میں ایک جگہ جہاں یہ قبیلہ رہتا تھا (ایوب ۶: ۱۸-۲۰؛ یسعیاہ ۲۱: ۱۴؛ یرمیاہ ۲۵: ۲۳)۔

تیمان :۔ (عبرانی = دائیں یعنی جنوب کی سمت میں)۔

۱۔ عیسو کا پوتا اور الیفز کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۱۱، ۱۵)۔

۲۔ ایک ادومی سردار (پیدائش ۳۶: ۴۲)۔

۳۔ ادوم کے شمال مشرق میں ایک شہر کسی وقت یہاں کے باشندے دانش مندی کے لئے مشہور تھے (یرمیاہ ۴۹: ۷)۔

تیمانی :۔ تیمان کا باشندہ (پیدائش ۳۶: ۳۴)۔

تیمتھیس - تیموتاؤس:- (یونانی = خدا کی عزت کرنے والا)۔

پولس کا روحانی فرزند (۱-تیمتھیس ۱: ۲؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۲)۔ بعد ازاں رسول کا ہمسفر اور نمائندہ - اگرچہ وہ فطرتاً شرمیلا تھا تو بھی اُس کے کردار میں ہر دلعزیزی اور وفاداری کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی - پولس اُسے بہت پیار کرتا تھا اور اس کی شخصیت کی خوبیوں کا مدّاح تھا- یہ معلوم کرنے کیلئے کہ رسول کی نظر میں اپنے نوجوان دوست کی کس قدر قدر و منزلت تھی فلپیوں ۲: ۱۹-۲۲ پڑھیں - پولس کے کسی ساتھی کا اُس کے ساتھ رہنے کا اور اس تواتر سے ذکر نہیں آیا جتنا کہ تیمتھیس کا آتا ہے - نیز ۲-تیمتھیس ۴: ۹، ۲۱ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ تعلق دوامی نوعیت کا تھا- پولس جانتا تھا کہ وہ تیمتھیس پر بھروسہ کر سکتا ہے - وہ اپنی نوجوانی کے باوجود بھی (وہ پولس سے بہت چھوٹا تھا ۱-تیمتھیس ۴: ۱۲، فطرتاً شرمیلا تھا ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۰؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۷ اور اکثر بیمار رہتا تھا ۱-تیمتھیس ۵: ۲۳) رسول کے ساتھ خطرناک سفر پر اور مشکل کام انجام دینے اور مسیح کے اس وفادار خادم کے ساتھ آخری وقت تک رہنے کے لئے اپنا گھر بار چھوڑنے کو تیار تھا -

عام لوگوں کے ذہن میں تیمتھیس اور طِطُس کے بارے میں فرق واضح نہیں ہے - یہ دونوں آدمی پولس کے قابلِ اعتماد ہم خدمت تھے۔ تاہم ان میں حسبِ ذیل فرق پایا جاتا تھا-

طِطُس کا رجحان قیادت کی طرف تھا جبکہ تیمتھیس زیادہ تر پیروکار تھا- طِطُس بڑا حاضر دماغ اور اچھی باتوں میں پہل کرنے والا شخص تھا - اُس میں پولس جیسا جوش اور دلیری پائی جاتی تھی (دیکھئے طِطُس)- اس کے مقابلہ میں تیمتھیس شرمیلا اور خاموش طبع انسان تھا، تاہم وہ فرمانبردار اور تعاون کرنے والا تھا - وہ ایسے حالات میں بھی تابع فرمان رہا جب اُسے اپنے فطری شرمیلے پن کے خلاف کوئی کام کرنے کو کہا گیا۔

تیمتھیس کا ذکر سب سے پہلے اعمال ۱۶: ۱ میں آیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لُسترہ کا باشندہ تھا (مقابلہ کریں اعمال ۲۰: ۴) - وہ مخلوط النسل تھا- اُس کا باپ یونانی اور اُس کی ماں یونیکے یہودی تھی (اعمال ۱۶: ۱؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۵)- اُس نے بچپن ہی سے عہدِ عتیق کے پاک نوشتوں کی تعلیم پائی تھی (۲-تیمتھیس ۳: ۱۵)- پھر پولس نے اس خدا پرست خاندان کو تعلیم دی اور بتایا کہ خداوند یسوع مسیح عہدِ عتیق کی تکمیل ہیں - سب سے پہلے اُس کی نانی لوئیس اور ماں یونیکے نے مسیح کو قبول کیا، اور پھر پولس کے ساتھ ان کے تعاون کے نتیجے کے طور پر تیمتھیس نے (۲-تیمتھیس ۱: ۵) - یہ پولس کے پہلے بشارتی سفر کے وقت ہوا تھا- پس تیمتھیس ایذا رسانی اور مشکلات سے آگاہ تھا جن کا مبشروں (پولس اور برنباس) کو اپنے پہلے بشارتی سفر میں سامنا کرنا پڑا (۲-تیمتھیس ۳: ۱۱) - وہ یہ بات اُس وقت سے جانتا تھا جب وہ خود ہنوز مبشر نہیں بنا تھا لیکن جب پولس اور سیلاس دوسرے بشارتی سفر پر دربے اور لُسترہ آئے تو وہ اُن میں شامل ہو گیا اور سرگرم مبشر بن گیا- اُس وقت پولس نے اُس کا ختنہ کیا - یاد رہے کہ اُس کی ماں یہودی تھی اس لئے اُس کا معاملہ طِطُس سے مختلف تھا- تیمتھیس کی مثال یہ بتانے کے لئے نہیں تھی کہ غیر قوم کس بنیاد پر کلیسیا میں داخل ہوں گے - غالب خیال یہ ہے کہ اسی موقع پر مقامی کلیسیا کے بزرگوں نے تیمتھیس کو اس نئے کام کے لئے باضابطہ طور پر مقرر کیا - پولس نے خود اِس تقریب میں اُس پر ہاتھ رکھ کر حصہ لیا (۱-تیمتھیس ۴: ۱۴؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۶)-

پھر تیمتھیس مبشروں کے ساتھ ہو لیا اور وہ یورپ میں داخل ہوئے اور فلپی اور تھسلنیکے پہنچ گئے - جب وہ اگلے مقام بیریہ پہنچے تو اُس نے دوسروں کی بھی مدد کی - یہاں پر اُسے اور سیلاس کو چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ نوزاد کلیسیا کی روحانی مدد کریں جبکہ پولس خود ایتھنے چلا گیا (اعمال ۱۷: ۱۰-۱۵) - اس کے تھوڑا عرصہ بعد پولس کی درخواست پر تیمتھیس نے بیریہ کو خیرباد کہا اور اُس کے پاس ایتھنے پہنچ گیا- اس کے بعد اُسے بھائیوں کو مضبوط کرنے کے لئے تھسلنیکے بھیجا گیا (۱-تھسلنیکیوں ۳: ۱، ۲)- جب پولس نے ایتھنے چھوڑا اور کرنتھس میں خدمت شروع کی تو سیلاس اور تیمتھیس دونوں اس سے جا ملے (اعمال ۱۸: ۱-۵)- کرنتھس میں تیمتھیس، پولس کے ساتھ خدمت کرتا رہا - تیسرے بشارتی سفر میں جب رسول اِفسس کے طویل سفر پر روانہ ہوا تو تیمتھیس بھی اُس کے ساتھ گیا- وہاں سے اُسے مکدنیہ اور کرنتھس بھیجا گیا (اعمال ۱۹: ۲۱، ۲۲؛ ۱-کرنتھیوں ۴: ۱۷؛ ۱۶: ۱۰)- جب پولس مکدنیہ پہنچا تو وہ بھی اُس سے آ ملا (۲-کرنتھیوں ۱: ۱) - اِس کے بعد وہ رسول کے ساتھ کرنتھس گیا (رومیوں ۱۶: ۲۱)، اور جب رسول مکدنیہ واپس گیا تو وہ بھی اُس کے ساتھ گیا (اعمال ۲۰: ۳، ۴) اور پھر تروآس میں اُس کا انتظار کرتا رہا (اعمال ۲۰: ۵)- غالباً وہ یروشلیم میں بھی پولس کے ساتھ تھا (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۳)- روما میں پولس کی پہلی قید کے دوران ان دونوں کا قریبی رابطہ قائم تھا (فلپیوں ۱: ۱؛ کلسیوں ۱: ۱؛ فلیمون ۱: ۱)- جب پولس کی یہ اُمید بندھی کہ اُسے جلد رہا کر دیا جائیگا تو اُس نے فلپیوں کو کہا کہ وہ تیمتھیس کو جلد اُن کے پاس بھیجے گا (فلپیوں ۲: ۱۹)-

اس کے بعد تیمتھیس اِفسس میں نظر آتا ہے جہاں رسول اُس سے ملا- جاتے وقت پولس نے اُسے اِسی جگہ رہنے کو کہا (۱-تیمتھیس ۱: ۳)- جب تیمتھیس وہاں تھا تو ایک دن اُسے ایک خط مِلا جسے اب ہم تیمتھیس کا پہلا خط کہتے ہیں - بعد ازاں ایک اور خط مِلا جو پولس نے رُوما کی قید سے لکھا تھا جب وہ موت کا انتظار کر رہا تھا اور اپنے دوست کو تاکید کی کہ وہ سردیوں سے پیشتر اس کے پاس آئے

(۲-تیمتھیس ۴ : ۹، ۲۱)۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ مِل سکے یا نہیں، تاہم یہ یقینی بات ہے کہ تیمتھیس نے ملنے کی کوشش ضرور کی۔

تیمتھیس اور طِطُس کے نام خطوط :-

تیمتھیس اور طِطُس کے نام خطوط کو عام طور پر "پاسبانی خطوط" کہا جاتا ہے۔ یہ پولس رسول کی آخری عمر میں لکھے گئے اور یہ اُس عظیم مُبشّر کے خیالات کے بارے میں جب وہ اپنا کام دوسروں کے سپُرد کرنے کی تیاری کر رہا تھا بڑی قیمتی معلومات مہیّا کرتے ہیں۔ یہ دونوں اُس کے قریب ترین ہم خدمتوں کو لکھے گئے اور بدیں وجہ یہ پولس کے کلیسیا کو تحریر کردہ دیگر خطوط سے مختلف ہیں۔

ا۔ خاکہ

تیمتھیس کے نام پہلا خط

۱۔ پولس اور تیمتھیس (۱ : ۱-۲۰)۔
تیمتھیس کو اِفسُس میں جھوٹی تعلیم کی تردید کرنے کی ضرورت (۱ : ۳-۱۱)؛ پولس کا خدا کے رحم کا تجربہ (۱ : ۱۲-۱۷)؛ تیمتھیس کے لئے ایک خاص کام (۱ : ۱۸-۲۰)۔

۲۔ پرستش اور کلیسیائی انتظام (۲ : ۱-۴ : ۱۶)۔
اجتماعی دُعا (۲ : ۱-۸)؛ خواتین کا مقام (۲ : ۹-۱۵)؛ نگہبان اور خادموں کی خوبیاں (۳ : ۱-۱۳)؛ کلیسیا: اُس کی خصوصیّت اور اس کے دشمن (۳ : ۱۴-۴ : ۵)؛ کلیسیا: تیمتھیس کی شخصی ذمہ داریاں (۴ : ۶-۱۶)۔

۳۔ کلیسیا میں نظم و ضبط (۵ : ۱-۲۵)۔
مختلف گروہوں اور خاص طور پر بیواؤں اور بزرگوں کے ساتھ مناسب سلوک کے متعلق بیان (۵ : ۱-۲۵)۔

۴۔ متفرق ہدایات (۶ : ۱-۱۹)۔
آقا اور نوکر کے متعلق (۶ : ۱-۲)؛ جھوٹے استادوں کے متعلق (۶ : ۳-۵)؛ دولت کے متعلق (۶ : ۶-۱۰)؛ خدا کے بندوں کے مقاصد کے متعلق (۶ : ۱۱-۱۶)؛ دولت کے متعلق مزید نصیحت (۶ : ۱۷-۱۹)۔

۵۔ تیمتھیس کو آخری نصیحت (۶ : ۲۰، ۲۱)۔

تیمتھیس کے نام دُوسرا خط

۱۔ پولس کی تیمتھیس کے لئے خاص محبّت (۱ : ۱-۱۴)۔
سلام و دُعا اور شکرگزاری (۱ : ۱-۵)؛ تیمتھیس کو نصیحت اور اُس کی حوصلہ افزائی (۱ : ۶-۱۴)۔

۲۔ پولس اور اُس کے ہم خدمت (۱ : ۱۵-۱۸)۔
آسیہ کے بے وفا لوگ اور مددگار انیسفرس (۱ : ۱۵-۱۸)۔

۳۔ تیمتھیس کو خاص ہدایات (۲ : ۱-۲۶)۔
حوصلہ افزائی اور نصیحت (۲ : ۱-۱۳)؛ جھوٹے اُستادوں سے سلوک کے متعلق نصیحت (۲ : ۱۴-۲۶)۔

۴۔ آخری دنوں کے متعلق پیشینگوئیاں (۳ : ۱-۹)۔
آنے والے زمانے میں اخلاقی تنزلی (۳ : ۱-۹)۔

۵۔ تیمتھیس کو مزید نصیحت (۳ : ۱۰-۱۷)۔
پولس کے ابتدائی دُکھ اُٹھانے کے تجربے کی یاد دہانی (۳ : ۱۰-۱۲)؛ تیمتھیس کو نصیحت کہ وہ شروع کی تعلیم میں قائم رہے (۳ : ۱۳-۱۷)۔

۶۔ پولس کا الوداعی پیغام (۴ : ۱-۲۲)۔
تیمتھیس کو آخری تاکید (۴ : ۱-۵)؛ ایمان کا اقرار (۴ : ۶-۸)؛ کچھ ذاتی درخواستیں اور تنبیہ (۴ : ۹-۱۵)؛ پولس کی پہلی جوابدہی اور اُس کی آئندہ کی اُمید (۴ : ۱۶-۱۸)؛ سلام و دُعا (۴ : ۱۹-۲۲)۔

طِطُس کے نام خط

۱۔ سلام و دُعا (۱ : ۱-۴)۔
رسول کی اپنی الٰہی بلاہٹ کے متعلق آگاہی (۱ : ۱-۴)۔

۲۔ طِطُس کو کِس قسم کے بزرگ مقرر کرنے چاہئیں (۱ : ۵-۹)۔

۳۔ جھوٹے کریتی اُستاد (۱ : ۱۰-۱۶)۔
اُن کا کردار اور انہیں تنبیہ کرنے کی ضرورت (۱ : ۱۰-۱۶)۔

۴۔ مسیحی رویّہ (۲ : ۱-۱۰)۔
عمر رسیدہ اور جوانوں اور غلاموں کے بارے میں نصیحت (۲ : ۱-۱۰)۔

۵۔ مسیحی تعلیم (۲ : ۱۱-۳ : ۷)۔
مسیحیوں کے لئے خدا کے فضل نے کیا کیا ہے (۲ : ۱۱-۱۵)؛ مسیحیوں کو سوسائٹی میں کیا کرنا چاہیئے (۳ : ۱-۲)؛ مسیحیت، بُت پرستی سے کیسے مختلف ہے (۳ : ۳-۷)۔

۶۔ طِطُس کو آخری نصیحت (۳ : ۸-۱۵)۔
نیک کاموں کے متعلق (۳ : ۸)؛ جھوٹے استادوں کے متعلق (۳ : ۹-۱۰)؛ پولس کے ہم خدمتوں اور آئندہ کے منصوبوں کے متعلق (۳ : ۱۱-۱۵)۔

ب۔ تاریخی حالات

پولس رسول کی زندگی کے اِس دَور کا خاکہ بنانا مشکل ہے کیونکہ ہمیں کوئی بیرونی شواہد حاصل نہیں جیسے کہ پہلے خطوط کے متعلق اعمال کی کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ ہم خطوط سے ہی کچھ نہ کچھ مواد حاصل کر سکتے ہیں۔ تیمتھیس کے پہلے اور طِطُس کے خط کو تحریر کرتے وقت پولس قید میں نہیں تھا، لیکن جب اُس نے تیمتھیس کے

کے نام دوسرا خط لکھا تو وہ نہ صرف قید میں تھا (۱: ۸؛ ۲: ۹) بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسے موت کی سزا کا خدشہ تھا (۴: ۶-۸)۔
۱-تیمتھیس ۱: ۳ سے صاف ظاہر ہے کہ گزشتہ دنوں میں پولس اِفسس کے علاقہ میں تھا جہاں اُس نے تیمتھیس کو ایک خاص کام یعنی کلیسیا کا نظم ونسق سنبھالنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ طِطُس کے خط سے مزید تاریخی مواد حاصل ہوتا ہے کیونکہ ۱: ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولس ابھی دنوں کریتے گیا تھا۔ اُس وقت اُس نے وہاں کلیسیاؤں کی حالت کا اندازہ لگایا ہوگا۔ چنانچہ اس نے طِطُس کو اُن میں خامیوں کو درست کرنے کے لئے خاص ہدایات دیں۔ خط کے آخر میں (۳: ۱۲) پولس رسول طِطُس پر زور دیتا ہے کہ وہ سردیوں میں اُس کے پاس نیکپُلِس آئے۔ یہ شہر اپیرُس کے علاقے میں واقع تھا۔ پولس کا اس علاقے میں جانے کے متعلق صرف یہی ایک حوالہ ہے۔ وہ طِطُس کو ہدایت کرتا ہے کہ زیناس اور اپلوس کو روانہ کرنے میں بھی مدد کرے (۳: ۱۳) لیکن اس کے اصل مقصد کو واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا۔

تیمتھیس کا دوسرا خط تاریخی معلومات کے لحاظ سے زیادہ واضح ہے۔ ۱: ۱۶ میں پولس اُنیسفرُس کا حوالہ دیتا ہے جو روما میں تھا اور جو کوشش سے تلاش کر کے اُس سے ملا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولس ابھی تک روما میں قید میں ہے۔ ۴: ۱۶ میں وہ ایک ابتدائی سماعت کا ذکر کرتا ہے جو رومی عدالت کے سامنے سماعت کی ایک قسم کی تیاری تھی۔ ۴: ۱۳ میں پولس ایک دلچسپ درخواست کرتا ہے۔ وہ اپنا چوغہ جو تروآس میں کرپُس کے ہاں چھوڑ آیا تھا منگواتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تھوڑا عرصہ پیشتر ہی وہاں گیا تھا۔ اسی بیان میں پولس ذکر کرتا ہے کہ وہ ترفمس کو میلیتُس میں بیمار چھوڑ کر آیا تھا (۴: ۲۰)، جب کہ اُس کا ایک ہم خدمت کرنتھس میں رہا۔
اس پورے تاریخی مواد کو اعمال کی تاریخ میں سمونا ناممکن ہے۔ پس یہ قیاس کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اعمال کے آخر میں مندرج واقعات کے بعد پولس کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ اُس نے مشرق میں مزید خدمت انجام دی۔ اُسے پھر گرفتار کیا گیا۔ اُس پر مقدمہ چلایا گیا اور آخر میں اُسے رومی حکام نے موت کی سزا دی۔ پاسبانی خطوط میں جو مواد ملتا ہے وہ پولس کے سفری خاکہ کو پُر کرنے کے لئے ناکافی ہے، لیکن اُس کی یونان، کریتے اور آسیہ میں سرگرمیاں یقینی ہیں۔ بعض علما رومیوں ۱۵: ۲۴، ۲۸ کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اس سفر کے دوران پولس سپین بھی گیا۔ اگر یہ مفروضہ درست ہے تو پھر یہ مغربی سفر اس کے مشرقی کلیسیاؤں میں جانے سے یقیناً پیشتر ہوگا۔ لیکن اگر کلسیوں، فلیمون اور فلپیوں کو خطوط روما میں قید کے دوران لکھے گئے تو صاف ظاہر ہے کہ قید سے رہائی کے وقت اُس کا رُخ مشرق کی طرف تھا نہ کہ مغرب کی طرف۔

ج۔ مقصد

پس اِس قیاس کا کہ یہ تینوں خطوط تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد لکھے گئے، یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان سب کا مقصد بھی ایک ہی تھا۔ ان تینوں کا مقصد یہ ہے کہ پولس کے ہم خدمتوں کی موجودہ اور آئندہ ذمہ داریوں کے بارے میں حوصلہ افزائی اور نصیحت کی جائے۔ ان میں کلیسیائی انتظام کے متعلق کافی ہدایات پائی جاتی ہیں، لیکن ہر خط کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اِس کا مقصد صرف اِسی قسم کی ہدایات دینا تھا غلط ہے۔ ان تینوں خطوط میں سے ۲-تیمتھیس کے تحریر کرنے کے مقصد کو زیادہ صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ اِس میں پولس اپنے شرمیلے قائم مقام تیمتھیس کو اپنی پوری ذمہ داری سونپ رہا ہے اور اسی دوران وہ اُس کو گزشتہ واقعات یاد دلاتا ہے (۱: ۵-۷)۔ وہ نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنی اعلےٰ بلاہٹ کے لائق چال چلے۔ اس سارے خط میں اُسے متعدد مرتبہ بڑی سنجیدگی سے نصیحت کی گئی ہے (۱: ۶، ۸، ۱۳، ۱۴؛ ۲: ۱، ۲۲؛ ۳: ۱۴؛ ۴: ۱، ۲)، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولس رسول کو کامل یقین نہیں تھا کہ وہ اتنی بھاری ذمہ داریوں کو اُٹھانے کی ہمت رکھتا ہے۔ رسول اُس سے ملاقات کے لئے بڑا بے چین ہے اور دو مرتبہ اُسے "جتنی جلد ممکن ہو" آنے کی تاکید کرتا ہے (۴: ۹، ۲۱)، حالانکہ آخری حصے سے ظاہر ہے کہ پولس جانتا تھا کہ حالات دوبارہ ملنے کا موقع نہیں دیں گے (مقابلہ کریں ۴: ۶)۔ یہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت اور آخری دنوں میں بھی بہت سے بے دین اشخاص کلیسیا میں مصیبت پیدا کریں گے (۳: ۱، ۲) اور تیمتھیس پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ اُن سے دُور رہے۔ لازم ہے کہ وہ اُن باتوں کو جو اُسے پہلے پہنچ چکی ہیں دیندار لوگوں کے سپرد کرے (۲: ۲)۔

دوسرے دونوں خطوط میں مقصد اتنا واضح نہیں کیونکہ اُن دونوں موقعوں پر پولس کا اپنے قارئین سے جدا ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور اُنہیں اس قسم کی تفصیلی ہدایات کی فوری ضرورت نہیں تھی۔ غالباً زیادہ تر نفسِ مضمون انہیں پہلے ہی زبانی طور پر دیا جا چکا تھا، کیونکہ ان دونوں خطوط میں تفصیلی ہدایات کلیسیا کے منتظمین کی لازمی خوبیوں کے بارے میں ہیں۔ تاہم یہ بات قابلِ قیاس نہیں کہ اس وقت تک اس قسم کی ہدایات تیمتھیس اور طِطُس کو نہیں دی گئی تھیں۔ قیاس یہی ہے کہ ان خطوط کا مقصد پولس کے نمائندوں کے اُن کے اپنے اپنے کاموں میں ہاتھ مضبوط کرنا تھا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تیمتھیس کو اپنی عزت کرانے میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا (۱-تیمتھیس ۴: ۱۲، ۱۳)۔ جبکہ طِطُس کا کریتے میں خاص طور پر سرکش لوگوں سے واسطہ

پڑا (طِطُس ۱: ۱۰ بعد) - ان دونوں کو صحیح تعلیم اور درست رویہ کا
خاص خیال کر کے اِسے دوسروں کو سکھانے کی ضرورت تھی (۱-تیمتھیس
۴: ۱۱؛ ۶: ۲؛ طِطُس ۲: ۱؛ ۱۵؛ ۳: ۸) -
اِن خطوط میں رسول نے اپنے نزدیکی ہم خدمتوں کو علم الٰہیات
پر درس نہیں دیا۔ اِس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ عظیم مسیحی تعلیم و عقائد
کو بیان کیا جاتا کیونکہ تیمتھیس اور طِطُس دونوں پہلے ہی اپنے استاد کے
منہ سے اکثر ان کے متعلق سنتے رہے ہوں گے۔ لیکن انہیں یہ بتانے
کی یقیناً ضرورت تھی کہ بعض گروہوں کے جھوٹے اُستادوں کے
ساتھ وقت ضائع نہ کریں جن کی تعلیمات کا انحصار قصے کہانیوں اور
لفظی تکرار پر تھا (دیکھئے ۱-تیمتھیس ۱: ۴؛ ۴: ۱؛ ۲؛ ۶: ۳؛ ۴؛ ۲۰) -
اِفسُس اور کریتے کی کلیسیاؤں میں ان بدعتوں اور اُن بدعتوں میں جن
کے خلاف پولس نے کلسیوں کے خط میں جدوجہد کی کوئی قریبی تعلق
نظر نہیں آتا، لیکن ممکن ہے کہ یہ اُس رجحان کی ہو جو بعد ازاں دوسری
صدی میں غناسطیت کی صورت میں نمودار ہوا مختلف اشکال ہوں۔

د - اِستناد

تنقیدِ جدید نے پولس کے اِن خطوط کے مصنف ہونے
پر اس قدر اعتراضات کئے ہیں کہ اِس تمام سوال کو بانظر انصاف
جانچنے کے لئے ابتدائی کلیسیا کی تصدیق بڑی اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔
نئے عہدنامہ کی بہت کم تحریرات ہیں جن کی اس قدر پُر زور تصدیق کی
گئی ہو کیونکہ یہ خطوط پولیکارپ کے زمانہ سے وسیع پیمانے پر استعمال
ہو رہے تھے اور ان کا ذکر رومہ کے کلیمنٹس اور اغناطیوس کی
تحریرات میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اِن خطوط کے مارکونی فہرست مسلمہ
(تقریباً ۱۴۰ء) میں شامل نہ ہونے کے باعث بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ
یہ اُس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ لیکن اُس کے اِس رجحان کے پیش نظر
کہ جو اُسے پسند نہیں یا جو اُس کی تعلیم سے اختلاف رکھتا ہو اُسے نکال
دیا جائے، اِس قسم کی شہادت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ ان کے
شامل نہ کئے جانے کی شہادت چیسٹر بیٹی کے نسخے ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ
وہ نامکمل ہیں اس لئے ان کی شہادت پر بھی کوئی دعویٰ قائم نہیں کیا جا
سکتا، خاص طور پر اِس حقیقت کے پیش نظر کہ اِن نسخہ جات کے زمانہ
سے کہیں پیشتر یہ خطوط مشرق میں جانے پہچانے تھے اور استعمال ہوتے
تھے۔ پس اِن خطوط کے اِستناد اور اصلیت پر اعتراضات کو محض
ایک جدت سمجھنا چاہیئے جو ابتدائی کلیسیا کی مضبوط شہادت کے
خلاف ہے۔

۱- کلیسیائی انتظام کا مسئلہ

دعوے کیا جاتا ہے کہ ان میں مندرج کلیسیائی انتظام دوسری
صدی عیسوی کے حالات کی عکاسی کرتا ہے، لیکن اِس قسم کی تنقید
ان مفروضات سے بہت زیادہ متاثر ہے کہ (۱) ان خطوط میں دوسری
صدی عیسوی کے ★ غناسطیت کے خلاف دلائل دی گئی ہیں،
(۲) اور کہ ابتدائی زمانہ میں کلیسیائی تنظیم اتنی ترقی یافتہ نہیں تھی۔
پہلے قیاس کا زور دورِ جدید کے اِس اعتراف سے بالکل ہی ختم ہو جاتا
ہے کہ غناسطیت کی جڑیں اُس سے کہیں پہلے موجود تھیں اور کہ جس
قسم کی غناسطیت کو اِن خطوط میں ردّ کیا گیا ہے وہ ترقی یافتہ
غناسطیت سے بہت مختلف ہے۔ اِسی طرح دوسرا قیاس بھی اِس
حقیقت کے پیش نظر بے وزن ہے کہ کلیسیائی تنظیم یقیناً اغناطیوس
کے زمانہ سے کہیں زیادہ قدیم ہے اور اِس سے رسولی زمانہ کی
کلیسیائی حالت کا رنگ جھلکتا ہے۔

۲- تعلیمی مسئلہ

چونکہ اِن خطوط میں پولس پہلے خطوط کی طرح تعلیم کے بارے
میں بحث نہیں کرتا اور اِن میں مسیحی عقیدے کی مخصوص اصطلاحات
پائی جاتی ہیں مثلاً "ایمان" اور "صحیح تعلیم" وغیرہ جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ
ترقی کا ایک زمانہ گزر چکا تھا جس کے دوران روایت کی صورت میں
ہی مسیحی عقیدہ مکمل ہو چکا تھا اسلئے بعض نقادوں کے ذہن میں شک پیدا ہوا ہے
کہ اِن خطوط کا مُصنف پولس نہیں ہے۔ لیکن اِن خطوط کی شخصی خصوصیّت
کو پہچان لینے اور یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ تیمتھیس اور طِطُس بنیادی
تعلیم پہلے ہی پولس سے حاصل کر چکے تھے پہلے اعتراض کے لئے کافی
جواب ہے، جبکہ دوسرا اعتراض اِس بات سے ردّ ہو جاتا ہے کہ پولس
کے کلیسیائی خطوط میں بیانات خواہ کتنے ہی تخلیقی اور تحریکی کیوں نہ
ہوں وُہ "صحیح تعلیم" کی حفاظت کی ضرورت سے غافل نہیں رہ سکتا۔
پس اس مقصد کے لئے اُس نے جو اصطلاحات استعمال کیں اُن کی
مطابقت کو ضرور قبول کرنا چاہیئے۔

۳- لسّانی مسئلہ

ان خطوط میں غیر معمولی تعداد میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے
ہیں جو نئے عہدنامہ میں کسی اور جگہ، یہاں تک کہ پولس کی دیگر تحریرات
میں بھی نہیں ہوئے۔ پھر خاص طور پر یہ کہ ان میں سابقے اور لاحقے،
ضمائر اور حروفِ جار بھی بہت کم استعمال ہوئے جو کہ پولس کی خصوصیّت
ہیں۔ اِس بنا پر دعوے کیا جاتا ہے کہ یہ خطوط پولس نے نہیں لکھے۔
لیکن اِس قسم کا لفظی شمار صرف اُس صورت میں ہی قابلِ قبول ہو سکتا
ہے جب مقابلہ کرنے کے لئے کافی اعداد و شمار موجود ہوں اور یہ
پولس کے خطوط کے سلسلہ میں ممکن نہیں جہاں کُل ذخیرۂ الفاظ دو
ہزار پانچ سو الفاظ سے متجاوز نہیں۔ اِس بات کو قبول کرنے کی
کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک ہی شخص مختلف ذخیرۂ الفاظ
اور مختلف طرزِ تحریر استعمال نہیں کر سکتا۔
جب ہم ان اعتراضات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں کلیسیا کے
اس اقرار اور قائلیت کو جسے انیس سو سال تک کبھی چیلنج نہیں کیا

گیا ردّ کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ ان خطوط کو حقیقتاً پولس نے ہی لکھا تھا۔

۵۔ قدر و قیمت

تاریخ کلیسیا میں یہ خطوط شروع سے لے کر اب تک مسیح کے خادموں کو ان کی ذمہ داریوں اور طور طریقوں کے متعلق ہدایات دینے کے لئے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ نیز یہ عملی کردار کا نمونہ پیش کرنے میں بھی بڑی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی افادیت یہیں تک محدود نہیں کیونکہ ان میں روحانی حوصلہ افزائی اور الٰہیاتی بصیرت کے موتی بھی ملتے ہیں جن سے کلیسیا کی عبادتی زندگی کو بڑی تقویت ملی ہے۔ ۱۔ تیمتھیس ۳: ۱۶ اور طِطُس ۲: ۱۲ بعد اور ۳: ۴ بعد جیسے بیانات، ایک قاری کی توجہ انجیل منوّرہ کی بعض عظیم سچائیوں کی طرف مبذول کراتے ہیں جب کہ ۲۔ تیمتھیس کے آخری باب میں عظیم رسول کا الوداعی پیغام ہے۔

تیمنی:۔ اشور کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۶)۔

تیموتاؤس:۔ دیکھئے تیمتھیس۔

تیمون۔ طیمون:۔ اُن سات اشخاص میں سے ایک جنہیں یروشلیم کی کلیسیا نے چُنا کہ کھانے پینے کا انتظام کریں (اعمال ۶: ۵)۔

تین سرائے۔ سہ سرا:۔ ایک جگہ جہاں روما سے مسیحی بھائی پولس رسول کے استقبال کو آئے (اعمال ۲۸: ۱۵)۔ یہ مشہور شاہراہ اپیّن پر روما سے ایک منزل پر تھا۔

تین عبرانی بچوں کا گیت:۔ یہ ★ اپاکرفا میں درج ہے اور دانی ایل کی کتاب میں اضافہ ہے۔ ★ ولگیٹ اور ★ ہفتادی ترجمہ میں یہ ۶۸ آیات دانی ایل ۳: ۲۲ کے بعد درج ہیں۔ کیتھولک ترجمہ کے ذیلی حاشیہ میں لکھا ہے "ذیل کی آیات عبرانی نسخہ جات میں نہیں پائی جاتی ہیں"۔

دانی ایل کی کتاب میں اپاکرفا کے ایسے تین اضافے ہیں۔ یہ اُن میں سے ایک ہے۔ یہ یونانی زبان میں تمجید کا گیت ہے لیکن اس کا تعلق اُن تین جوانوں سدرک، میسک اور عبدنجو کی تکالیف سے بالکل نہیں ہے۔

تین مقدس بچوں کا گیت:۔ دیکھئے اپاکرفا اور تین عبرانی بچوں کا گیت۔

ٹ

ٹاپو :- دیکھئے جزیرہ۔

ٹاٹ :- اُردو میں سن کے بنے ہوئے کپڑے کو ٹاٹ کہتے ہیں ۔ لیکن بائبل میں یہ عبرانی لفظ سق (بکری کے) بالوں کا موٹا کپڑا ہے۔ وہ اکثر کالے رنگ کا ہوتا ہے (مکاشفہ ۶: ۱۲ میں یونانی لفظ sakkos جو عبرانی سق سے مشتق ہے کا ترجمہ کمل، کمبل کیا گیا ہے)۔ اسی عبرانی لفظ کے معنی بورا بھی ہیں (پیدائش ۴۲: ۲۷) کیونکہ بورا اسی کپڑے کا بنا ہوتا ہے۔ کسی کی موت پر ماتم کرتے وقت ٹاٹ لپیٹتے، پہنتے یا اوڑھتے تھے (پیدائش ۳۷: ۳۴؛ ۲-سموئیل ۳: ۳۱؛ یوایل ۱: ۸؛ یہودیت ۸: ۵)۔ یہ شخصی اور قومی مصیبت کے وقت بھی ایک ماتمی لباس تھا (ایوب ۱۶: ۱۵؛ نوحہ ۲: ۱۰؛ آستر ۴: ۱؛ ۱-مکابیین ۲: ۱۴)۔ یہ گناہوں سے توبہ کرنے کے موقع پر بھی اوڑھا جاتا تھا (۱-سلاطین ۲۱: ۲۷؛ نحمیاہ ۹: ۱؛ یوناہ ۳: ۵؛ متی ۱۱: ۲۱) اور اس وقت جب مخلصی اور جان بخشی کے لئے دعائیں کی جاتی تھیں (۲-سلاطین ۱۹: ۱، ۲؛ دانی ایل ۹: ۳؛ یہودیت ۴: ۹؛ ۱-مکابیین ۳: ۴۷)۔ کبھی کبھی یہ دوسرے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا تھا اور کبھی دوسرے کپڑے اُتار کر (یوناہ ۳: ۶)۔ بعض مرتبہ ٹاٹ بچھا کر اُس پر بیٹھتے تھے (۲-سموئیل ۲۱: ۱۰؛ یسعیاہ ۵۸: ۵)۔ بعض مرتبہ مذبح کو ٹاٹ سے ڈھانپتے تھے (یہودیت ۴: ۹) اور حیوانوں کو بھی ٹاٹ پہناتے تھے (یوناہ ۳: ۸)۔ مجازی استعمال میں آسمان کو ٹاٹ اُڑھانے سے مراد ہے کہ خدا کوئی مصیبت نازل کرنے والا ہے (یسعیاہ ۵۰: ۳)۔ بعض مرتبہ ٹاٹ کو کپڑوں کے نیچے پہنا جاتا تھا تاکہ صرف خدا دیکھے کہ یہ شخص توبہ کر رہا ہے، لوگوں پر یہ ظاہر نہ ہو (۲-سلاطین ۶: ۳۰)۔ ٹاٹ ماتم اور توبہ کے لئے پہننا صرف بنی اسرائیل تک محدود نہ تھا بلکہ ارامی (۱-سلاطین ۲۰: ۳۱)، موآبی (یسعیاہ ۱۵: ۳)، عمونی (یرمیاہ ۴۹: ۳)، صور اور نینوہ کے لوگ (حزقی ایل ۲۷: ۳۱؛ یوناہ ۳: ۵) بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ٹپا :- فاصلہ۔ زد۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ تیر اور پتھر کی پھینک کے فاصلے کے لئے استعمال ہوا ہے (پیدائش ۲۱: ۱۶- کیتھولک ترجمہ میں فارسی محاورہ تیر پرتاب استعمال ہوا ہے؛ لوقا ۲۲: ۴۱)۔ نیز دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ع ۱۵

ٹڈی :- دیکھئے حشرات بائبل ع ۱۔ نیز دیکھئے نباتات بائبل ع ۳۰

ٹوکری، ٹوکرا :- پرانے عہدنامہ میں چار مختلف قسم کی ٹوکریوں کا ذکر ہے۔ لیکن ہم اُن کے ناموں سے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ اُن کی شکل یا حجم کیا تھا۔ یہ مختلف چیزوں سے بنائی جاتی تھیں مثلاً گھاس، پتے، سرکنڈے، ٹہنیاں یا رسی۔ بعض اتنی چھوٹی تھیں کہ ہاتھ میں اُٹھا کر لے جاتے تھے اور بعض کو کندھوں یا سر پر اُٹھانا پڑتا تھا یا ایک ڈنڈے میں لٹکا کر دو آدمی اُٹھاتے تھے۔

ان کا استعمال بھی مختلف تھا۔ پھل (استثنا ۲۶: ۲)، خوراک وغیرہ (پیدائش ۴۰: ۱۷؛ خروج ۲۹: ۲، ۳) لے جانے کے لئے اور اینٹیں بنانے کی مٹی ڈھونے کے لئے (زبور ۸۱: ۶)۔

نئے عہدنامہ میں دو قسم کی ٹوکریوں کا ذکر ہے۔ "کوفی نوس" جو چھوٹی ٹوکری تھی (متی ۱۴: ۲۰؛ مرقس ۶: ۴۳؛ یوحنا ۶: ۱۳)۔ پانچ ہزار کو خوراک دینے کے معجزہ میں اس قسم کی بارہ ٹوکریوں میں بچی ہوئی روٹیاں اکٹھی کی گئیں۔ دوسری قسم کا نام یونانی میں "سفوریس" ہے جو حجم میں بڑی تھیں۔ اس قسم کے ٹوکرے میں پولس رسول کو دمشق کی دیوار سے نیچے اُتارا گیا تھا (اعمال ۹: ۲۵)۔ اسی قسم کے سات ٹوکروں میں وہ خوراک جو چار ہزار کو کھانا کھلانے کے بعد بچی تھی جمع کی گئی تھی (متی ۱۶: ۹، ۱۰)۔

لفظ "ٹوکرا" جو موسیٰ کو دریا کے کنارے چھوڑنے کے لئے (خروج ۲: ۳) استعمال ہوا عبرانی میں وہی لفظ ہے جو نوح کی کشتی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے کشتی نوح کی۔

نیز دیکھئے چنگیر۔

ٹھٹھوں میں اُڑانا :- دیکھئے ہنسی۔

ٹھٹھیرا :- پیتل تانبے وغیرہ کے برتن بنانے والا۔ پولس رسول سکندر ٹھٹھیرے کی تیمتھیس سے شکایت کرتا ہے کہ اس شخص نے اُس سے بُرا سلوک کیا (۲-تیمتھیس ۴: ۱۴)۔ نیز دیکھئے سکندر ع ۴۔ پیشہ جات بائبل ع ۸۔

ٹھوکر :- ۱- جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے skandalon اُس کے ابتدائی معنی جال اور پھندے سے تعلق رکھتے ہیں۔ "ٹھوکر" پھندے کا وہ حصہ تھا جس میں شکار کو پھنسانے کے لئے چارہ لگاتے تھے۔ جب اُسے کسی جانور کا پیر لگتا تو وہ شکار کو دبوچ کر قابو کر لیتا تھا۔ اِن معنوں میں یہ رومیوں ۱۱: ۹ جو زبور

۶۹: ۲۲ سے اقتباس ہے اور مکاشفہ ۲: ۱۴ میں استعمال ہوا ہے۔ آخری حوالے میں بُتوں کی قربانی کی ضیافت میں شریک ہونا اور حرام کاری میں حِصّہ لینا وہ چارہ تھا جسے حاصل کرنے سے بنی اسرائیل گمراہ ہوتے تھے۔ اِن معنوں میں پطرسؔ رسول کے الفاظ خداوند کو ایک پھندا دکھائی دیئے (متّیؔ ۱۶: ۲۳)۔

۲۔ اکثر دیگر جگہوں میں یہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو انسان کو گرا کر گناہ میں اُلجھاتی ہیں (متّیؔ ۵: ۳۰؛ ۱۱: ۶؛ ۱۸: ۶؛ ۱-کرنتھیوں ۸: ۱۳ وغیرہ۔

ٹھیکرا۔ اسفال:۔ مٹی کے برتن کا ٹکڑا۔ ایوبؔ نبی نے اپنے بدن کو کھُجانے کے لئے اسی کو استعمال کیا (ایوب ۲: ۸)۔ ٹھیکروں کا ذکر بائبل میں کئی جگہ آتا ہے مثلاً زبُور ۲۲: ۱۵؛ امثال ۲۶: ۲۳ وغیرہ۔

زمانۂ قدیم میں لکھنے کے لئے سامان آسانی سے مہیّا نہیں ہوتا تھا۔ ★ پیپرس، چرمی کاغذ وغیرہ مہنگے تھے۔ لوگ اکثر ٹھیکروں پر پیغام یا یاد داشت کے لئے عبارت لکھتے تھے۔ آثارِ قدیمہ کی کھُدائی کے دوران ایسے ٹھیکرے مِلے ہیں۔ وہ اُس وقت کی تاریخ پر بڑی روشنی ڈالتے ہیں۔ ostrakon ٹھیکرے کے لئے یونانی لفظ ہے۔ ووٹ ڈالنے کے لئے یہی ٹھیکرے استعمال ہوتے تھے۔ اسی لئے جب کسی کا رائے عامہ سے حقہ پانی بند کیا جاتا تھا تو لفظ ostrakizo استعمال ہوتا تھا یعنی اکثریت نے ٹھیکروں پر رائے دی ہے کہ اُسے جماعت سے خارج کیا جائے۔ اسی لفظ سے انگریزی لفظ ostracise نِکلا۔ ٹھیکروں کے ذریعے آگ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاتی تھی (یسعیاہ ۳۰: ۱۴)۔ نیز دیکھئے لکیس اور تلِ العمارنا۔

ٹیک:۔ وہ چیز جس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ۱-سلاطین ۷: ۳۰، ۳۴ کے مطابق سُلیمانی ہیکل میں کُرسیوں اور حوض پر ٹیکیں لگی ہوئی تھیں۔

۱-سلاطین ۱۰: ۱۹ کے مطابق سلیمانؔ بادشاہ کے ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھنے کی جگہ دونوں طرف ہاتھوں کو سہارا دینے کے لئے ٹیکیں تھیں۔

ٹیکا:۔ ماتھے کا زیور۔ وہ نشان جو ہندُو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو خدا کا حکم تھا کہ وہ اُس کے احکام کو اپنے دِلوں پر نقش کریں اور اُنہیں اپنے بچّوں کے ذہن نشین کرائیں اور اپنے ہاتھ پر باندھیں اور اپنی پیشانی پر ٹیکوں کی طرح پہنیں (استثنا ۶: ۸؛ ۱۱: ۱۸ قب خروج ۱۳: ۱۶)۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل اِن احکام پر پوری طرح عمل کریں لیکن اُنہوں نے اس کے لفظی معنی لئے اور زیور کی طرح احکام کو تعویذ بنا کر ماتھے پر پہننے لگے۔

ث

ثالث:- تیسرا۔ منصف۔ درمیانی۔ فیصلہ کرنے والا۔ یہ لفظ ایوب ۹: ۳۳ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ اس مشرقی دستور کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں ثالث مقدمہ میں شریک طرفین کے سروں پر ہاتھ رکھتا تھا کہ ظاہر کرے کہ وہ منصف ہے اور دونوں کے لئے انصاف سے فیصلہ کرے گا۔ یہاں ایوب نبی کا یہ مطلب ہے کہ آدمیوں میں کوئی شخص نہیں جو خدا اور انسان کے درمیان فیصلہ کر سکے۔

ثریا:- دیکھئے فلکیات ۲ ت۔

ثنویت:- فلسفہ اور دینیات کی ایک اصطلاح جس کے مطابق بیک وقت دو خود مختار اور ایک دوسرے سے غیر متعلق قوتوں کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اصولِ دوئیت۔ دو خدائی طاقتیں ماننا۔ ثنویت کی اصطلاح مذہب اور فلسفہ کی تاریخ کے مختلف ادوار میں فرق فرق طریقوں سے استعمال ہوئی ہے۔ یہ کائنات کو شر و خیر، مادی اور روحانی، حواسی اور ادراکی دنیا، یا مظہری اور اصلی دنیا میں تقسیم سمجھتی ہے۔ ثنویت کے غیر مسیحی تصور کے پسِ منظر میں کتابِ مقدس کے بعض مضامین کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

۱۔ خدا اور شر کی قوتیں

یہ کہنا شاید درست نہیں ہوگا کہ پارسی مذہب کلی طور پر ثنویت کے عقیدے کا حامل ہے۔ تاہم یہ بات تو عیاں ہے کہ زرتشتی مذہب mazdaeism کے بعض ادوار میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ ایک آفرینندہ خیر یعنی نیکی کا خدا بنام یزدان اور ایک آفرینندہ شر یعنی بدی کا خدا اہرمن یا اہرمان کائنات میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہیں۔ ان دونوں "خداؤں" نے ایک دوسرے کے خلاف اپنی مخلوق کو کھڑا کر رکھا ہے۔ چونکہ یہودی فارسی حکومت کے تحت بھی زندگی بسر کر چکے تھے اس لئے وہ اس عقیدے سے واقف تھے لیکن وہ اس خیال سے بالکل اتفاق نہیں کرتے تھے کہ بدی کی قوتیں ابتدا سے موجود ہیں اور کہ وہ تخلیق کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ یہودیوں کے عقیدے کے مطابق شیطان اور اُس کی تمام قوتیں خدا تعالیٰ کے ماتحت ہیں اور خدا بالآخر اُن پر نہ صرف فتحیاب ہوگا بلکہ موجودہ ہر تحریک میں بھی وہ غالب ہے۔ یہ محض خدا کی برگشتہ مخلوق ہیں (قب خصوصاً ایوب ۱ب، ۲ب اور کلسیوں ۱: ۱۶، ۱۷)۔

۲۔ خدا اور دنیا

کئی قدیم نظریاتِ آفرینش کے مطابق، خدا یا دیوتا بے شکل مادّہ کی جو پہلے سے موجود تھا تشکیل کرتے ہیں۔ یہ مادّہ ان کی اپنی تخلیق نہیں ہے۔ مادّہ چاہے کتنا ہی تشکیل پذیر کیوں نہ ہو وہ دیوتاؤں کے کام میں رکاوٹ پیش کرتا تھا۔ یہ خیال کتابِ مقدّس کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ پاک کلام کے مطابق خدا نے کائنات کو نہ صرف شکل دی بلکہ وہ اس کے جوہر اور مادہ کے وجود کا بھی خالق ہے (عبرانیوں ۱۱: ۳؛ ۲۔ مکابیئن ۷: ۲۸)۔ نیز دیکھئے تخلیق۔

۳۔ رُوح اور مادّہ

روح اور مادّہ کی دوئیت کا ذکر زیادہ تر فلسفہ میں آتا ہے۔ رُوح اور مادّہ کو قطعی دو مختلف چیزیں تصوّر کیا جاتا ہے۔ رُوح کو بھلا اور مادّہ کو بُرا یا کم از کم رُوح کے راستہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔

اخلاقی طور پر مادّہ کو رُوح کے مقابلہ میں بُرا کہنا مسیحی نظریۂ تخلیق اور تصوّرِ گناہ کے خلاف ہے۔ کلامِ مُقدّس کی تعلیم ثنویت کے مقابلے میں سخت بھی ہے اور ایک طرح سے نرم بھی۔

ایک طرف تو مادّہ صریحاً بُرا نہیں۔ باری تعالیٰ نے دیکھا کہ جو کچھ اُس نے بنایا وہ اچھا ہے (پیدائش ۱: ۳۱)۔ دوسری طرف خدا کے خلاف بغاوت کے نتیجے میں نہ صرف مادی چیزوں پر بلکہ روحانی دنیا پر بھی اس کا اثر پڑا۔ ہماری جنگ صرف مادی چیزوں (خون اور گوشت) سے نہیں بلکہ شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے بھی ہے جو آسمانی مقاموں میں ہیں (افسیوں ۶: ۱۲) اور سب سے قبیح گناہ روحانی گناہ ہیں۔ مزید کلامِ مُقدّس روح اور مادّہ کو ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے کو علیحدہ علیحدہ تسلیم نہیں کرتا۔ عبرانی عقیدہ (عقیدہ حرکیت dynamism) کے مطابق دنیا ایک ساکن مادّہ نہیں ہے بلکہ پروردگار دونوں مادی اور روحانی قوتوں کو ان کے ایک دوسرے سے میل جول کے ساتھ اپنے منصوبہ کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ موجودہ سائنس کا وہ نظریہ جس کے مطابق توانائی اور مادّہ ایک دوسرے پر پورے طور پر اثر انداز ہیں بائبل کی تعلیم سے زیادہ متفق اور اس کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت افلاطونی فلسفے یا ثنویت کے تصور کے۔ خدا روح ہے (یوحنا ۴: ۲۴) لیکن "کلام مجسم ہوا" (یوحنا ۱: ۱۴)۔

۴۔ رُوح اور جسم

عبرانی لوگوں میں ثنویت کے عقیدے سے احتراز کی ایک نمایاں مثال کلام مُقدّس کے نظریۂ انسان میں ملتی ہے۔ یونانی سوچ کے مطابق جسم روح کے لئے پنجرے کی حیثیت رکھتا ہے اور نتیجتہً بعض ✶ یونانی مائل یہودی اور مسیحی دانشور بھی جسم کو رُوح کا پنجرہ تصوّر کرتے تھے۔ یونانی فقرہ سوما سیما soma sema "جسم قبر ہے" اُن کے عقیدے کی ترجمانی کرتا تھا۔ ہر دانا آدمی اپنی روح کو رہائی دلانے کے لئے ہر جسمانی مزاحمت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن کلامِ مُقدّس پر اعتقاد رکھنے والا رُوح اور جسم کی وحدت کا قائل ہے۔ یہ اتنی یقینی حقیقت ہے کہ اگرچہ گوشت اور خون خُدا کی بادشاہی کے وارث نہیں ہو سکتے (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۰) تو بھی قیامت میں خدا ایمان داروں کو ایک نیا جسم بھی دے گا (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۵ مابعد)۔

ثواب

ثواب :۔ دیکھئے ایصالِ ثواب۔

ج

جات۔ جت:۔ فِلستیوں کے پانچ اہم شہروں میں سے ایک جو پہلے عناقیم کے قبضے میں تھا (یشوع ۱۱: ۲۲؛ ۱۳: ۳؛ ۱۔سموئیل ۶: ۱۷)۔ جب فِلستیوں نے عہد کے صندوق کو اسرائیلیوں سے چھین لیا تو اُنہوں نے اُسے پہلے اشدُود میں رکھا جہاں اُن پر گلٹیوں کی وَبا نازل ہوئی پھر وہ اسے جاتؔ میں لائے (۱۔سموئیل ۵: ۸، ۹)۔ ساؤل بادشاہ کے خوف سے داؤد بھاگ کر جاتؔ میں آیا اور اپنے کو دیوانہ ظاہر کیا (سِڑی۔ پاگل) (۱۔سموئیل ۲۱: ۱۰۔۱۵)۔ جب داؤد دوسری مرتبہ جاتؔ میں آیا تو وہاں کے بادشاہ اکیسؔ نے اُسے صقلاجؔ میں رہنے کی اجازت دی (۱۔سموئیل ۲۷: ۲۔۶)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲، ۴۲ د ۔ ۴، ۵۶

جات رِمّون۔ جت رِمّون:۔ (عبرانی = انار یا رمّون کا کولہو)۔
۱۔ دانؔ کے علاقے میں ایک شہر جو لاویوں کو دیا گیا تھا (یشوع ۱۹: ۴۵؛ ۲۱: ۲۴؛ ۱۔تواریخ ۶: ۶۹)۔
۲۔ دریائے یردنؔ کے مغرب میں منسّی کا ایک شہر جو لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۲۵)۔ ۱۔تواریخ ۶: ۷۰ میں اِسے بِلعامؔ (بیلعامؔ) لکھا گیا ہے جو غالباً یشوع ۲۱: ۲۵ میں ہونا چاہیئے۔

جاتی۔ جتّی:۔ جاتؔ کے باشندے۔ وُہ یشوؔع کی موت تک مغلوب نہ ہوئے تھے (یشوع ۱۳: ۱۔۳)۔ عہد کا صندوق ایک جاتی شخص کے گھر میں رکھا گیا تھا (۲۔سموئیل ۶: ۸۔۱۱)۔ داؤد بادشاہ کے محافظوں میں چھ سو جاتی شامل تھے (۲۔سموئیل ۱۵: ۱۸)۔ دیوہیکل جولیتؔ بھی جاتی تھا (۲۔سموئیل ۲۱: ۱۹)۔

جاحمؔ:۔ ابرہامؔ کے بھائی نحورؔ کا بیٹا، جو اُس کی حرم رُومہؔ سے پیدا ہُوا (پیدائش ۲۲: ۲۴)۔

جادؔ:۔ (عبرانی = غیب بین)۔ داؤد کا ایک مشیر اور شروع میں اُس کا صلاح کار (۱۔تواریخ ۲: ۹؛ ۲۔تواریخ ۲۹: ۲۵؛ ۱۔سموئیل ۲۲: ۵، ۲۔سموئیل ۲۴: ۱۱ وغیرہ)۔
جادؔ کے متعلق ذکر ہے کہ اُس نے داؤد بادشاہ کے عہد کی تاریخ قلمبند کی (۱۔تواریخ ۲۹: ۲۹)۔

جادُو اور جادُوگری:۔ کتابِ مُقدّس میں جادُو اور جادُوگری کے لئے یہ لفظ استعمال کئے گئے ہیں:
افسون (۲۔تواریخ ۳۳: ۶)، شگون نکالنے والے (استثنا ۱۸: ۱۴)، سحر اور ساحر (یسعیاہ ۴۷: ۱۲؛ استثنا ۱۸: ۱۱)، منتر، منتری (زبور ۵۸: ۵؛ استثنا ۱۸: ۱۱)، فال، فالگیر (گنتی ۲۳: ۲۳؛ میکاہ ۳: ۷)، نجومی (۱۔سموئیل ۶: ۲)، غیب بین اور غیب بینی (۱۔سموئیل ۹: ۹؛ یسعیاہ ۳۰: ۱۰)، رمّال (استثنا ۱۸: ۱۱)۔
جادُو اور سحر کے عمل کا مقصد اشخاص اور واقعات پر فوق الفطرت طریقوں سے اثر ڈالنا ہوتا ہے۔ جادُو کی مختلف شاخیں ہیں۔ رمّل، غیب بینی، جفر، جوتش، نجوم وغیرہ کا مقصد غیب یا مستقبل کی باتوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔ لیکن جادو، سحر، طلسم وغیرہ میں حالات اور اشخاص کو متاثر کرنے کا عمل بھی شامل ہے۔
جادُو عالم گیر ہے۔ ہر ملک اور قوم میں اس پر اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ سیاہ علم یا کالے جادو کے ذریعہ سے لوگ جنّوں، دیوؤں اور بدرُوحوں کی مدد سے کسی پر لعنت، بیماری، موت یا کوئی اور نقصان دہ چیز نازل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سفید علم یا سفید جادو سے نیک روحوں اور فرشتوں کی مدد سے کالے جادو کا اثر زائل کرنا اور اچھے نتیجے نکالنا مقصود ہوتا ہے۔
اکثر جادوگر کسی دیوتا، جن یا بدرُوح کو استعمال کرتا ہے کہ اُس کی مدد سے کوئی کام کروائے۔ جادُو اور افسون گری محض توہمات اور جھوٹ پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس میں بہت حقیقت بھی ہے۔ بےشک بعض لوگ دھوکے سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی کرامات جادو سے کر رہے ہیں جب کہ اُن کا عمل ہاتھ کی صفائی اور چالاکی اور شعبدہ بازی پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن اصلی جادُوگر شیطانی قوّتوں کو استعمال کر کے اپنا کام کرتا ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں بہت محتاط رہنا چاہیئے اور اس کا مقابلہ خداوند یسوؔع مسیح کے نام میں اور خدا کی طاقت سے کرنا چاہیئے (قب اعمال ۱۶: ۱۸)۔

۱۔ جادُو وغیرہ کے متعلق بائبل کا فیصلہ:۔
بائبل کے بیسیوں حوالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کتابِ مُقدّس جادو کی سختی سے مذّمت کرتی ہے۔ جادُو سچے مذہب کا حریف ہے اور اس کا استعمال صرف غلط مذہبی عقائد کے ہوتے ہوئے

ہی کیا جاسکتا ہے ۔ سچّا مذہب یہ ہے کہ ہم خدائے واحد کی ذات کا تجربہ حاصل کریں اور ایک ایسی زندگی بسر کریں جو خدا کی مرضی کے مطابق ہو ۔ مومن فروتنی سے خدا کے ساتھ چلتا ہے اور اُس سے دعا میں اپنا رشتہ قائم رکھتا ہے اور زندگی کے واقعات کو جو خدا کی طرف سے مقرّر ہوئے ہیں منظور کر کے اُن کے ذریعے خدا کے نام کو جلال دیتا ہے ۔

اس کے برعکس جادوگر کمتر درجے کی فوق الفطرت چیزوں پر اعتماد کرتا ہے اور ان کے وسیلے زندگی کے واقعات کو اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل کرنا چاہتا ہے ۔ وہ خدا کی مرضی کو نظرانداز کر کے خدا کے نام کی بجائے اپنی اَنا کی پرستش کرتا ہے ۔

۲ ۔ مندرجہ ذیل کام اور عمل کتاب مقدس میں سختی سے ممنوع ہیں اور اُنہیں بُرا قرار دیا گیا ہے ۔

ا ۔ بُت پرستی ۔

بُت پرستی اور جادو کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ اسی لئے غیر قوم لوگوں کے مذہب میں جادو ایک اہم حصّہ رکھتا تھا ۔ جب بنی اسرائیل کا ان قوموں سے پالا پڑا تو کئی بُری باتیں جو اُن کے مذہب اور جادُو سے تعلق رکھتی تھیں ان کے محسوس کئے بغیر چپکے سے ان کی زندگی میں سرایت کر گئیں ۔ اِسی لئے استثنا کے اٹھارھویں باب میں بنی اسرائیل کو خبردار کیا گیا تھا کہ جو ملک خداوند خدا اُنہیں دے رہا ہے وہ وہاں کے لوگوں کے سے مکروہ کام نہ کریں ۔ پھر ان کاموں کی ایک جامع فہرست دی گئی (آیات ۱۰، ۱۱) ۔

ب ۔ تعویذ پہننا، گنڈا باندھنا ۔ یسعیاہ ۳: ۱۸-۲۳ میں عورتوں کے زیورات اور لباس کا ذکر ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آیت ۲۰ میں جس عبرانی لفظ نخش کا ترجمہ تعویذ کیا گیا ہے اس کے معنی پھنسانا ہیں، غالباً یہ ایک بالی (گنڈا) تھی جس پر منتر پھونکا گیا تھا تاکہ پہننے والے کو خطرے سے محفوظ رکھے (یاد رہے کہ عربی لفظ تعویذ کا مطلب پناہ دینا یا پناہ میں لینا ہے) ۔

کچھ اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لفظ نخش سانپ ہے اور اس بالی کی شکل سانپ کی تھی یا اس پر سپیرے نے پھونک مار کر تعویذ بنا دیا تھا ۔ دیکھئے حیوانات بائبل ۲۲ ۔

اسی حوالے میں آیت ۱۸ میں چاند کا ذکر ہے ۔ جو عبرانی لفظ یہاں استعمال ہوا ہے سحرونیم (چھوٹا چاند ۔ ہلال) وہ صرف ایک اور جگہ آیا ہے (قضاۃ ۸: ۲۱، ۲۶) اور وہاں اس کا ترجمہ چندن ہار کیا گیا ہے ۔ یہ اونٹوں کے گلے میں ہوتے تھے ۔ یہ بھی ایک قسم کے تعویذ تھے ۔ اس سے پہلے اسی حوالے میں ایک اور لفظ آتا ہے جس کا پروٹسٹنٹ ترجمہ "بالیاں" ہے ۔ یہ لفظ صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے لیکن اس قسم کا ایک لفظ ★ راس شمرہ کی تختیوں میں ہے جہاں اس کا مطلب "سورجوں" ہے جو اس جگہ بہت موزوں ہے (کیتھولک ترجمہ میں "آفتابوں" ہے) ۔

پیدائش ۳۵: ۲-۴ میں غالباً ایسے ہی تعویذوں کا ذکر ہے ۔ ان مُندروں (بالیوں) کا تعلق بُت پرستی سے تھا ۔ جب خدا نے یعقوبؔ کو حکم دیا تھا کہ بیگانہ دیوتاؤں کو اپنے درمیان سے دُور کرو تو لوگوں نے بُتوں کے علاوہ مُندروں (کیتھولک بالیاں) کو بھی دبانے کو دیا ۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی کسی قسم کے تعویذ تھے جن پر منتر پڑھا گیا تھا اور اسی لئے ان کی بُت پرستی سے مناسبت تھی ۔

۳ ۔ جادوگر، ساحر، افسون گر

پیدائش اور خروج کی کتابوں میں مصر کے جادوگروں کا ذکر ہے ۔ ۲ ۔ تیمتھیس ۳: ۸ میں دو نام درج ہیں ینیسؔ اور یمبریسؔ فرعون کے یہ جادوگر لاٹھی کو سانپ (خروج ۷: ۱۲)، پانی کو خون (۷: ۲۲) اور مینڈک بنانے میں کامیاب ہوئے ۔ لیکن جوئیں (۸: ۱۸، ۱۹) بنانے میں کامیاب نہ ہُوئے اور خود بھی پھوڑوں سے بیمار ہوئے (۹: ۱۱) ۔ خروج ۷: ۱۱ میں ان کا نام درج نہیں لیکن ایک عبرانی ★ تارگم (ایک عبرانی تفسیر) میں یہ نام درج ہیں جس کا غالباً پولس رسول نے اقتباس کیا ہوگا ۔ یہ فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ آیا یہ لوگ واقعی جادوگر تھے یا محض شعبدہ باز ۔

عینؔ دور کی جادوگرنی (= ساحرہ) کو یہ نام بائبل کے متن میں نہیں دیا گیا (۱ ۔ سموئیل ۲۸: ۴) ۔ وہ تو جنّات کی آشنا یعنی معمول یا روحوں اور انسانوں کے درمیان موردِ اسرار تھی ۔

ایزبلؔ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ جادوگری کرتی تھی ۔ ۲ ۔ سلاطین (۹: ۲۲) ۔ میکاہ ۵: ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ برائی بنی اسرائیل میں کافی عام ہو گئی تھی ۔ منسیؔ بادشاہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس قسم کی بدی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتا اور لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا (۲ ۔ سلاطین ۲۱: ۶) ۔ یسعیاہ ۳: ۳ کا آخری لفظ "ماہر جادوگروں" ہے ۔ یہ وہی لفظ نخش ہے جس کا ذکر اُوپر آ چکا ہے ۔

یسعیاہ ۲۸: ۱۵ میں جادو کے ایک اور عمل کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعہ لوگ جنّات وغیرہ کی وساطت سے موت سے عہد باندھتے تھے (مقب یسعیاہ ۸: ۱۹) تاکہ اُنہیں عمر کی درازی اور موت سے چھٹی ملے ۔ لیکن عبرانی جادوگری کا سب سے زیادہ قابل ذکر اور عجیب بیان حزقی ایل ۱۳: ۱۷-۲۳ میں پایا جاتا ہے ۔ عبرانی عورتیں جو نبیہ ہونے کا دعویٰ کرتی تھیں اور کچھ اُجرت لے کر لوگوں کی جانوں کو محفوظ رکھنے یا اُنہیں فنا کرنے کے لئے جادو کا عمل استعمال کرتی تھیں، وہ میکاہ ۳: ۵ کے نبیوں سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ گئیں تھیں جو لوگوں کے پیسہ دینے کی توفیق کے مطابق اُن کے حق میں اچھی یا بُری خبر دیتی تھیں ۔ جس جادو سے

عمل کا ذکر ان آیات میں ہے (حزقی ایل ۱۳: ۱۸-۲۰) وہ جادو کا ایک مشارکی عمل تھا۔ یعنی جو کارروائی کسی چیز یا شخص سے علامتی طور پر کی جاتی تھی اُس کا اثر اُس شخص پر ہوتا تھا جس پر جادو کرنا مطلوب تھا۔ مثلاً اگر کسی شخص کا پتلا بنایا جائے اور اُس پتلے میں سُوئیاں چبھوئی جائیں یا اُسے آگ میں ڈالا جائے تو وہ شخص جس کا یہ پتلا بنایا گیا تھا تکلیف میں مُبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ مر جائے گا۔ جب یہ عورتیں اپنے گاہکوں کی کلائی پر جادو کی پٹیاں باندھتی تھیں (اُردو ترجمہ کے "کہنی کے نیچے کی گدی" کی بجائے "کلائی کیلئے جادو کی پٹیاں" زیادہ موزوں ترجمہ ہے) تو مشارکی عمل کے مطابق اُن کے دشمن کی جان قبض ہو جاتی تھی اور بُرقع اوڑھنے سے اُن کی جان محفوظ ہو جاتی تھی۔ ان آیات سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا پٹیاں اور بُرقع گاہکوں کو باندھے اور پہنائے جاتے تھے یا جادو کا عمل کرنے والی عورتیں باندھتی اور پہنتی تھیں۔

آیات ۱۸ اور ۱۹ کا ذیل کا تشریحی ترجمہ شاید مطلب زیادہ صاف کرے ۱۸۔ "اور کہہ خداوند خدا یُوں فرماتا ہے تم عورتوں پر افسوس جو جادو کی پٹیاں بطور تعویذ سب کی کلائیوں کے لئے بناتی ہو اور ہر قد کے لوگوں کے لئے جادو کے نقاب بناتی ہو تاکہ یہ لوگ انکو استعمال کرکے اوروں کی جان پر اختیار حاصل کریں۔ تم میرے لوگوں کی جانوں کو اپنے نفع کے لئے موت اور زندگی سے دوچار کرنا چاہتی ہو۔ (۱۹) تم صرف مٹھی بھر جو اور روٹی کے چند ٹکڑوں سے مجھے میرے لوگوں کے سامنے بدنام کرتی ہو۔ تم اُن لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارتی ہو جو مرنے کے مستحق نہیں اور اُنہیں زندہ رکھتی ہو جو زندہ رہنے کے حقدار نہیں۔ اور اس طرح تم میرے لوگوں کو جھوٹ بتاتی ہو اور وہ تمہارا یقین کر لیتے ہیں۔"

آیت ۱۹ میں جو اور روٹی اُجرت نہیں بلکہ جادو کے عمل میں استعمال کرنے کی اشیاء تھیں۔

۴۔ کیا کتابِ مقدس توہمات اور جادو کو تسلیم کرکے اُس سے چشم پوشی کرتی ہے؟

اب ہم اُن حوالوں کا مطالعہ کریں گے جن سے قارئین کو یہ غلط تاثر ملنے کا امکان ہے کہ کتابِ مقدس جادو اور توہمات کو تسلیم کرکے اس سے پہلوتہی کرتی ہے۔

ا۔ مردم گیاہ کا استعمال۔ صدیوں سے مشرقی خواتین نے مردم گیاہ کو بانجھ پن کے علاج کے لئے استعمال کیا ہے (دیکھئے پیدائش ۳۰: ۱۴-۱۸۔ نیز دیکھئے نباتات بائبل ۷۹)۔ سائنس نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قدیم ادویہ میں اکثر کوئی نہ کوئی مؤثر عنصر ہوتا تھا۔ اس لئے مردم گیاہ کے استعمال کو جادو کا عمل تصوّر کرنا صحیح نہیں۔

ب۔ یعقوب اور چھپلی ہوئی چھڑیاں۔ پیدائش ۳۰: ۳۷-۴۱ کے پڑھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یعقوب پرانے خیالات کے مطابق سمجھتا تھا کہ حاملہ جانور کو کسی چیز کو بار بار دکھانے سے اُس کے پیٹ کے بچے پر ویسا ہی اثر ہوتا ہے۔ چونکہ یعقوب کی بھیڑ بکریوں کے سامنے گنڈیدار چھڑیاں تھیں اس لئے اُنکے بچے دھاریدار اور ابلق ہوتے تھے۔ لیکن آیت ۹ کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخابی جُفتی کا نتیجہ تھا اور اس میں جادو یا توہم کا کوئی دخل نہ تھا۔

ج۔ سموئیل نبی کا پانی انڈیلنا۔ بعض لوگ سموئیل نبی کے پانی انڈیلنے کو مشارکی جادو کا عمل قرار دیتے ہیں (۱-سموئیل ۷: ۶)۔ اُن کے خیال میں یہ طوفان (آیت ۱۰) لانے کا طریقہ تھا۔ لیکن سیاق و سباق کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں جادو کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ ۲-سموئیل ۱۴: ۱۴ کے مطابق پانی کو زمین پر انڈیلنا انسان کی بےبسی اور کمزوری کی علامت ہے۔ سموئیل نبی کا عمل خدا کے سامنے خاکسار ہونے اور توبہ کرنے کی ایک بصری تصویر تھی۔

د۔ سمسون کے بال۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سمسون کی طاقت اس کے بالوں میں تھی۔ اس غلط فہمی کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ مشہور عالم بشریات کے ماہر سر جیمس فریزر نے اپنی کتاب میں مختلف ملکوں کے توہمات کو جمع کیا ہے اور اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ کئی ممالک میں لوگوں کا خیال ہے کہ انسان کی جان یا روح یا طاقت بالوں میں اور بعض مرتبہ باہر کی کسی اور چیز میں ہوتی ہے۔ لیکن بائبل میں سمسون کے ذکر میں (قضاۃ ۱۶) یہ بات غور طلب ہے کہ وہ اپنی پیدائش سے پہلے ہی خدا کا نذیر مخصوص ہوا تھا اور اس کی ایک شرط یہ تھی کہ اُس کے سر پر کبھی اُسترہ نہ پھرے (قضاۃ ۱۳: ۵)۔ جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہا تو خدا کی رُوح اُس کی مدد کرتی رہی (مثلاً ۱۳: ۲۵؛ ۱۴: ۱۹)۔

۵۔ غیب بینی۔ فال کھولنا اور دوسرے طلسماتی عمل۔ غیر اقوام میں شروع سے مذہب اور جادو کا بہت نزدیکی رشتہ تھا۔ جادوگر اور غیب بین کا دیوتا سے خاص تعلق ہوتا تھا۔ چونکہ جادوگر، منتری اور ساحر عوام سے زیادہ دیوتا سے واقف ہوتے تھے اس لئے وہ دیوتا کے نزدیک جاکر بھید کی باتیں اُس سے معلوم کرسکتے تھے۔

غیب بینی یا فال نکالنا وہ عمل ہے جس کی مدد سے اُن واقعات کے متعلق علم حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے جو زمان اور مکان میں دُور ہیں اور جن کے بارے میں عام طریقوں سے معلومات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ نبی کی غیب بینی کی صلاحیت کی بھی تعریف یوں ہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ۱-سموئیل ۹: ۶-۱۰ میں نبی غیب بینی

بھی کرتا ہے (نیز دیکھئے نبی)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیب بینی کی اصطلاح کبھی کبھی اچھے معنوں میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔ یعنی ایک شخص میں غیب بینی اور نبوّت کی صلاحیتیں موجود ہو سکتی ہیں لیکن اگر کسی نبی میں غیب بینی کرنے کی اہلیت ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہر قسم کی غیب بینی کو قابلِ قبول سمجھیں۔ خدا کے لوگوں کو اس قسم کے کاموں کی سخت ممانعت تھی (احبار ۱۹: ۲۶؛ استثنا ۱۸: ۹-۱۴)۔ اس معاملہ میں نافرمانی کا ذکر ۲-سلاطین ۱۷: ۱۷ اور ۲۱: ۶ میں بیان کیا گیا ہے۔ غیر اقوام کے غیب بینوں کا ذکر ۱-سموئیل ۶: ۲؛ یسعیاہ ۴۴: ۲۵؛ حزقی ایل ۲۱: ۲۱ میں آتا ہے۔ غیب کی باتیں معلوم کرنے کے جن مختلف طریقوں کا ذکر بائبل میں آتا ہے ذیل میں درج ہیں:۔

ا۔ **طلسمِ عصا**۔ لکڑی یا تیر کو ہوا میں پھینکا جاتا تھا۔ اس کے گرنے کی سمت وغیرہ سے شگون نکالا جاتا تھا (حزقی ایل ۲۱: ۲۱)۔ شاید ہوسیع ۴: ۱۲ کے دوسرے حصّے میں بھی اسی قسم کے عمل کا ذکر ہے۔

ب۔ **طلسمِ مشاہدہ جگر**۔ جگر یا قربانی کے جانوروں کی انتڑیوں وغیرہ کا مشاہدہ کیا جاتا تھا۔ منتری اُن پر کے نشانوں یا اُن کی شکل سے شگون نکالتا تھا۔ بابل سے مٹی کے جگر کا نمونہ ملا ہے جس پر مختلف نشان بنے ہوئے تھے (دیکھئے جگر)۔

ج۔ **ترافیم**۔ ترافیم غالباً بُت تھے جن سے غیب کی باتیں پوچھنے کا کوئی طریقہ تھا۔ ذیل کے حوالوں میں ان کی طرف اشارہ ہے (زکریاہ ۱۰: ۲؛ حزقی ایل ۲۱: ۲۱۔ آخری حوالے کے لئے کیتھولک ترجمہ دیکھئے حزقیال ۲۱: ۲۶)۔ نیز دیکھئے ترافیم۔

د۔ **طلسمِ حاضرات**۔ مُردوں کی رُوحوں یا جنّات سے باتیں کرکے غیب بینی کرنا۔ ان کا ذکر ذیل کے حوالوں میں ہے استثنا ۱۸: ۱۱۔ جنّات کا آشنا؛ ۱-سموئیل ۲۸: ۸۔ یہ عورت جن کی آشنا تھی؛ ۲-سلاطین ۲۱: ۶۔ جنّات کے یار۔ کتابِ مقدس میں اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے (احبار ۱۹: ۳۱؛ ۲۰: ۶؛ ۱-تواریخ ۱۰: ۱۳؛ یسعیاہ ۸: ۱۹)۔ نئے عہدنامہ میں اسے جھاڑ پھونک (اعمال ۱۹: ۱۳) کا نام دیا گیا ہے۔

ہ۔ **علمِ نجوم**۔ سورج، چاند اور ستاروں کا آپس میں اور منطقۃ البروج سے تعلق کی بنا پر پیشگوئی کرنا۔ اگرچہ اس علم کو صریحاً ممنوع قرار نہیں دیا گیا تاہم اسے قابلِ اعتبار نہیں دکھایا گیا۔ (دیکھئے یسعیاہ ۴۷: ۱۳۔ افلاک پیما اور منجم؛ یرمیاہ ۱۰: ۲۔ آسمانی علامات)۔ نیز دیکھئے ستارے۔

و۔ **آبی تفاؤل**۔ پانی کے ذریعے شگون نکالنا۔ پانی کی پیالی میں اگر تیل کی بوند ڈالی جائے تو پانی کی سطح پر مختلف شکلیں بنتی ہیں۔ ان کو شگون نکالنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جام جمشید کی طرح پیالہ سے فال کھولنا۔ غالباً اسی قسم کے کسی عمل کی طرف پیدائش ۴۴: ۵، ۱۵ میں ایک خفیف سا اشارہ ملتا ہے۔ کیا یوسف واقعی اپنے پیالے سے فال کھولتا تھا؟ یا جیسے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یوسف نے اپنے گھر کے منتظم سے مل کر ایک منصوبہ بنایا (۵، ۶) تاکہ اپنے بھائیوں کے سامنے ایک ناٹک کھیلے اور یہ تاثر دے کہ وہ اس پیالے سے فال کھولتا ہے۔ تاہم آیت ۵ کی ایک اور تشریح بھی ہو سکتی ہے یعنی "یہ وہی پیالہ ہے جس میں میرا آقا پیتا ہے اور اُس کو علم ہو جائیگا کہ وہ چُرایا گیا ہے" (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تکوین ۴۴: ۵)۔

ز۔ **قُرعہ**۔ دیکھئے قرعہ ڈالنا۔

ح۔ **خواب**۔ بعض اوقات خواب بھی غیب کی خبر دیتے ہیں لیکن ان میں جادُو کا کوئی دخل نہیں۔ بائبل میں کسی جگہ ذکر نہیں آتا کہ کسی شخص نے ارادتاً خواب سے خود ہدایت پانے کی خواہش کی ہو، سوا اُن جھُوٹے نبیوں کے جن کا ذکر یرمیاہ ۲۳: ۲۵-۲۷ میں ہوا ہے (نیز دیکھئے خواب اور رویا)۔

نئے عہدنامہ میں جادو کا ذکر صرف اعمال ۸: ۹-۱۳ میں شمعون جادوگر کے سلسلے میں آتا ہے۔ اعمال ۱۶: ۱۶ میں ایک لڑکی غیب بینی کرتی تھی۔ لیکن وہاں صاف طور سے بیان نہیں کیا گیا کہ آیا وہ جنّ کی آشنا تھی یا استخارہ کا عمل کرتی تھی جیسے یونانی مندروں میں ہوتا تھا۔

یاد رہے کہ متی باب ۲ میں مذکور مجوسی جادوگر نہ تھے۔ ممکن ہے کہ اُن کا یونانی نام یہی تاثر دے۔ ممکن ہے کہ وہ نجومی ہوں لیکن دیکھئے مجوسی۔ نئے عہدنامہ میں باقی تین جگہ جادو کا ذکر بت پرستی وغیرہ کے سلسلے میں ضمناً آیا ہے (گلتیوں ۵: ۲۰؛ مکاشفہ ۹: ۲۱؛ ۱۸: ۲۳۔ اس آخری حوالے میں نئے بابل کی جادوگری کی طرف اشارہ ہے)۔

جادوگر:۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۹

جادی:۔ مناحم کا باپ جو سلوم کو قتل کرکے اُس کی جگہ بادشاہ ہو گیا (۲-سلاطین ۱۵: ۱۴-۲۰)۔

جاریب:۔ یروشلیم کے نزدیک ایک پہاڑی۔ یرمیاہ نبی کی پیشینگوئی کے مطابق شہر یہاں تک پھیل جائے گا (یرمیاہ ۳۱: ۳۹)۔ محلِ وقوع نامعلوم ہے۔

جازر۔ جازیز:۔ ۱- کالب کی حرم (مدخولہ) عیفہ کا بیٹا۔
۲- اسی عیفہ کا پوتا (۱-تواریخ ۲: ۴۶)۔

جاسوس:۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ "رجل" ہے جس کے معنی ہیں پیدل چلنے والا (قب عربی رَجُل)۔ لڑائی کے وقت کچھ شخصوں کو پیدل بھیجا جاتا تھا تاکہ دشمن کے متعلق

صحیح معلومات دریافت کریں۔

موسیٰ کو لوگوں نے کہا کہ ایسے جاسوس کنعان کو بھیجے جائیں (استثنا ۱: ۲۲) - خدا نے اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے موسیٰ کو حکم دیا کہ ہر قبیلے سے ایک شخص کو بھیجا جائے (گنتی ۱۳: ۱-۲)۔

یوسف نے اپنے بھائیوں پر الزام لگایا تھا کہ وہ جاسوس ہیں (پیدائش ۴۲)۔ یشوع نے یریحو میں جاسوس بھیجے (یشوع ۶: ۲۳)۔

داؤد نے جاسوس بھیجے تاکہ دیکھیں کہ اپنی فوج کے ساتھ عکلیکہ کے پہاڑ میں چھپا ہوا ہے یا نہیں (۱-سموئیل ۲۶: ۱-۴)۔

ابی سلوم نے سب قبیلوں میں جاسوس بھیجے کہ اُسکے بادشاہ بننے کا پراپیگنڈا کریں (۲-سموئیل ۱۵: ۷-۱۰)۔ فقیہوں اور سردار کاہنوں نے جاسوس بھیجے تھے کہ کسی طرح خداوند یسوع کی کوئی بات پکڑ کر اُسے گرفتار کریں (لوقا ۲۰: ۲۰)۔

جالیاں :- دیکھئے زیورات بائبل ۲

جام :- شراب پینے کا پیالہ (امثال ۲۳: ۳۱؛ یسعیاہ ۶۵: ۱۱) - نیز دیکھئے پیالہ۔

جام بردار :- کیتھولک ترجمہ میں ساقی کے لئے کئی دفعہ جام بردار استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے ساقی۔

جان :- عبرانی لفظ نفش کا ترجمہ جو پرانے عہدنامہ میں ۷۵۰ سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اُردو میں ترجمہ کو بامحاورہ بنانے کے لئے بعض مرتبہ کوئی اور لفظ استعمال کیا گیا ہے جو اردو میں مطلب صاف کرے کیتھولک ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ جان کا مفہوم ظاہر ہو (مثلاً پیدائش ۳۵: ۱۸ میں "مرتے مرتے" ہے اور تکوین ۳۵: ۱۸ میں "جان نکلنے سے پہلے"۔ پیدائش ۴۶: ۱۵ میں "شمار" اور تکوین ۴۶: ۱۵ میں "جانیں" ہے)۔

اس لفظ کے بنیادی معنی جیسا پیدائش ۲: ۷ سے ظاہر ہے زندگی کا دم ہے (عربی اور اُردو میں نفس، سانس اور پھونک کے معنی رکھتا ہے) اسی لئے لفظ جانور کی ترکیب میں "جان" آتا ہے (جاندار پیدائش ۱: ۲۰، ۲۴، ۳۰؛ ۹: ۱۲؛ حزقی ایل ۴۷: ۹) بعض مرتبہ خون اور جان کو ایک ہی سمجھا جاتا تھا کیونکہ خون کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا تھا (پیدائش ۹: ۴؛ احبار ۱۷: ۱۱؛ استثنا ۱۲: ۲۲-۲۴)۔ کئی جگہ جان کو زندگی کا بنیادی عنصر شمار کیا گیا ہے۔ یہ خصوصاً مزامیر میں ہے گو صرف انہی تک محدود نہیں۔

عبرانی لفظ نفش دماغی حالت کے مختلف پہلوؤں کو بھی بیان کرتا ہے۔ تاہم اُردو میں بعض جگہ اس کے لئے جان کی بجائے اور لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔

۱- جہاں نفش جسمانی خواہشات کا منبع ہے۔ استثنا ۲۱: ۵ "جی" (دل)؛ استثنا ۱۲: ۱۵- "دل" استثنا ۱۲: ۲۰ "جی"؛ استثنا ۲۳: ۲۴ "چاہے" (خواہش)۔

۲- جذبات کا مرکز۔ ایوب ۳۰: ۲۵؛ زبور ۸۶: ۴؛

۳- ارادہ اور اخلاقی عمل پیدائش ۴۹: ۶؛ استثنا ۴: ۲۹۔

۴- ہر شخص کے لئے بھی استعمال ہوا ہے احبار ۷: ۲۱ (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف "کوئی" ہے لیکن شخص کا مفہوم صاف ہے)۔ عام خیال کے مطابق نفش (جان) موت کے وقت بدن سے نکل جاتا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۳۵: ۱۸)۔

عبرانی سوچ میں کئی ملتی جلتی اصطلاحات میں باقاعدہ اور صحیح تمیز نہیں کی جاتی تھی۔ اس طرح ان الفاظ کے مفہوم ایک دوسرے سے خلط ملط ہو جاتے تھے۔ اسی وجہ سے نفش (جان) لیب اور لباب (دل) اور رُوخ (رُوح) کے معنی ایک دوسرے میں مِل گئے ہیں (دیکھئے دل اور رُوح)۔

نئے عہدنامہ میں نفش کا مترادف لفظ پسوخے psyche ہے۔ لیکن یہاں بھی ترجمہ میں کبھی کبھی جان کی بجائے رُوح یا دل کا لفظ استعمال ہوا ہے (متی ۱۰: ۲۸ روح۔ کیتھولک ترجمہ میں جان؛ متی ۱۲: ۱۸ دل۔ کیتھولک ترجمہ میں جان)۔

پولس رسول اس لفظ کے استعمال میں احتیاط برتتا ہے۔ وہ یہ لفظ بارہ مرتبہ استعمال کرتا ہے۔ چھ مرتبہ اس کے معنی زندگی کے ہیں (رومیوں ۱۱: ۳؛ ۱۵: ۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۵ یہاں اردو ترجمہ نفس ہے؛ ۲-کرنتھیوں ۱: ۲۳ دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ کا متن؛ فلپیوں ۲: ۳۰؛ ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۸)۔ باقی حوالوں میں یہ خواہش اور جذبات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پولس رسول مسیحی زندگی کے اعلیٰ پہلوؤں کے لئے لفظ رُوح pneuma استعمال کرتا ہے۔ دیکھئے ۱-کرنتھیوں ۲: ۱۴، ۱۵ "نفسانی آدمی ...... روحانی شخص"۔

پطرس رسول psyche (جس کا اردو میں ترجمہ دل رُوح اور جان کیا گیا ہے) سے پوری شخصیت لیتا ہے اور pneuma سے انسان کا وہ عنصر لیتا ہے جو موت کے بعد زندہ رہتا ہے (۱-پطرس ۳: ۱۹)۔ یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ یہ تمیز اُردو ترجمہ میں باقاعدگی سے قائم نہیں رکھی گئی۔ نئے عہدنامہ میں جان اور رُوح دونوں کو اُس غیر مادی شے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو موت کے بعد زندہ رہتی ہے۔

یہاں ایک مسئلہ غور طلب ہے۔ پولس رسول ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۲ میں روح اور جان اور بدن کا ذکر کرتا ہے۔ بعض مفسر کہتے ہیں کہ پولس کا جان اور رُوح سے اُس غیر فانی غیر مادی ایک ہی عنصر کے دو پہلوؤں یعنی اُس کے ادنیٰ اور اعلیٰ جہت مُراد ہے۔

عام خیال کے مطابق انسان حقیقت میں دو عناصر سے مل کر بنا ہے یعنی **۱**۔ بدن جو موت کے وقت خاک میں واپس چلا جاتا ہے اور قیامت تک وہیں رہتا ہے۔

۲۔ جان، وہ غیر مادی عنصر جو اگر نجات یافتہ ہو تو فردوس یا آسمان پر چلا جاتا ہے اور اگر غیر نجات یافتہ ہو تو گنہگاروں کی جگہ میں چلا جاتا ہے جو موت کے بعد ان کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اس خیال کو ثنوی تقسیم کا نام دیا گیا ہے۔ تاہم بہت سے لوگ ثلاثی تقسیم کے قائل بھی ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان تین عناصر سے بنا ہے۔ اُن کے نظریے کے مطابق ★ روح اور جان دو مختلف چیزیں ہیں اور بدن تیسرا عنصر ہے۔ اس کی حمایت میں وہ ذیل کے حوالے پیش کرتے ہیں: ا۔تھسلنیکیوں ۵ : ۲۳؛ ا۔کرنتھیوں 15 : ۴۵ (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نفس اور رُوح ہے۔ کیتھولک میں جان اور رُوح)؛ عبرانیوں ۴ : ۱۲ ۔

نیز دیکھئے دل اور رُوح۔

جانکنی:۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں یونانی لفظ agonia کے لئے استعمال ہُوا ہے جبکہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "سخت پریشانی میں مبتلا ہے" (لوقا ۲۲ : ۴۴)۔ یونانی لفظ کے بنیادی معنی ہیں جدّوجہد، خاص کر وہ جدّوجہد جو ایک پہلوان اکھاڑے میں داخل ہونے سے پہلے دماغی اور اعصابی طور پر محسوس کرتا ہے۔ خداوند مسیح کا شیطان سے پہلا بڑا مقابلہ بیابان میں آزمائش کے دوران ہُوا۔ پھر شیطان ہار کر "کچھ عرصہ کے لئے اُس سے جُدا ہُوا" (لوقا ۴ : ۱۳)۔ یونانی میں "خاص" عرصے کے لئے ہے۔ کیتھولک ترجمہ "مقررہ وقت تک" زیادہ موزوں ہے۔ مُختصر گتسمنی میں وہ "مقررہ وقت" آگیا تھا جب خداوند یسوع مسیح کا "تاریکی کی طاقتوں سے" "خاص" مقابلہ شروع ہُوا جس کی آخری اور فیصلہ کن جنگ کا فتحیاب اختتام کلوری پر ہُوا (یوحنا 19 : ۳۰)۔

یہ جنگ اتنی سنگین تھی کہ خداوند مسیح کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ لوقا چونکہ خود ایک حکیم تھا اس لئے اس حالت کا بیان علمِ حکمت کے مطابق کرتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں تاریخ میں پائی جاتی ہیں۔ پریشانی اور بحران کی کی حالت میں آدمی کے خون کا رنگ پسینہ میں تحلیل ہو کر جسم سے نکلتا ہے دیگر مفسروں کا خیال ہے کہ پسینہ اتنا گاڑھا تھا کہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں معلوم ہوتا تھا (لوقا ۲۲ : ۴۴)۔

نیز دیکھئے گتسمنی۔

جاننا:۔ معلوم کرنا۔ سمجھنا۔ واقف ہونا۔ عبرانی لفظ یاوع کا ترجمہ۔ عبرانی میں دیکھنے اور معلومات حاصل کرنے کا مفہوم دونوں موجود ہیں دیکھئے خروج ۲ : ۴۔ لسانیات کے ماہرین کے مطابق ہند جرمن زبانوں میں بھی اِس لفظ کا مادّہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً سنسکرت میں وِدیا اور لاطینی میں video وغیرہ۔ بائبل میں یہ لفظ بنیادی معنوں میں ۹۰۰ سے زائد مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔ عبرانی میں اس کا ایک استعمال خاص دلچسپی کا حامل ہے یعنی میاں بیوی کا جنسی تعلق جس میں دُو فرد مکمل طور پر ایک دوسرے کی شخصیت کو کئی سطحوں پر دیکھتے اور پرکھتے ہیں (دیکھئے شادی ب)۔

بعض کے نزدیک اِن معنوں میں اِس لفظ کا استعمال محض کُومل بیانی یا کنایہ ہے لیکن مسیحی نقطۂ نگاہ میں یہ اُس گہرے تعلق کی طرف ایک مدھم سا اشارہ ہے جو مسیح اور کلیسیا کے درمیان قائم ہے۔ اُردو ترجمہ میں یہ لفظ صرف ایک مرتبہ اِن معنوں میں استعمال ہُوا ہے (متی ۱ : ۲۵)۔ باقی جگہ یہ مفہوم اور الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ مثلاً پاس جانا، صحبت کرنا، واقف ہونا، ہمبستر ہونا وغیرہ (عبرانی میں یہ اِن معنوں میں ذیل کے حوالوں میں استعمال ہُوا ہے۔ پیدائش ۴ : ۱، ۱۷، ۲۵؛ 19 : ۵، ۸؛ ۲۴ : ۱۶؛ ۳۸ : ۲۶؛ گنتی ۳۱ : ۱۷، ۱۸، ۳۵؛ قضاة 19 : ۲۲، ۲۵؛ ۲۱ : ۱۲؛ ا۔سموئیل ۱ : ۱۹)۔

جبّار:۔ عبرانی لفظ نفیلیم کا ترجمہ۔ دیو قد، زبردست شخص۔ ان کا سب سے پہلے ذکر پیدائش ۶ : ۴ میں آتا ہے۔ مُوسیٰ کے بھیجے ہوئے آدمی جب کنعان میں گئے تو اُنہوں نے وہاں بنی عناق دیکھے جو جبّاروں کی نسل سے تھے (گنتی ۱۳ : ۳۳)۔ یہ اتنے قد آور تھے کہ بنی اسرائیل ان کے مقابلے میں ٹِڈے سے لگتے تھے۔ ایوب ۱۶ : ۱۴ میں عبرانی لفظ جبّور کا ترجمہ پہلوان (جنگجو) کیا گیا ہے۔ باقی جگہ عبرانی کے ہی لفظوں کو ترجمہ میں اپنایا گیا ہے۔ یعنی ایمیم، عناقیم، رفائیم، زمزمیم جنہیں پیدائش ۱۴ : ۵ میں زوزی کہا گیا ہے (اِن سب کا ذکر استثنا ۲ : ۱۰-۱۱، ۲۰ میں ہے)۔ یہ سب قد آور، جسیم اور طاقتور تھے۔ اس قوم کا آخری شخص بسن کا بادشاہ عوج تھا۔ اِس کے لوہے کے پلنگ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ نو ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا تھا (استثنا ۳ : ۱۱)۔ ان کے ملک کو رفائیم کی وادی یا ملک کہا گیا ہے (یشوع 15 : ۸؛ ۱۷ : ۱۵؛ ۱۸ : ۱۶)۔ اُن دیو ہیکل لوگوں کی اولاد کی یاد کافی عرصے تک رہی۔ داؤد کے سورماؤں نے ان کا مقابلہ کیا (۲۔سموئیل ۲۱ : ۱۵ - ۲۲)۔ داؤد نے خود ان کے سب سے مشہور پہلوان جاتی ★ جولیت کا مقابلہ کر کے اُسے قتل کیا (ا۔سموئیل ۱۷)۔ ساؤل بھی قد آور تھا (ا۔سموئیل ۱۰ : ۲۳)۔ سبا کے لوگ جن کا ذکر یسعیاہ نبی بھی کرتا ہے بڑے قد آور تھے (۴۵ : ۱۴)۔ نیز دیکھئے ستارے۔

جبّار:۔ اِس شخص کے بچّے زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲ : ۲۰)۔ شاید نحمیاہ ۷ : ۲۵ کا

جبعون بھی یہی شخص ہے۔

جبتون:- دان کے قبیلے کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۴) جو بنی قہات کے گھرانوں کو جو لاوی تھے دیا گیا (یشوع ۲۱: ۲۳)۔

یہ شہر جب فلستیوں کے قبضے میں تھا تو بعشا نے یہاں کے بادشاہ ندب کو قتل کیا (۱-سلاطین ۱۵: ۲۷) پچیس سال کے بعد بنی اسرائیل نے پھر جبتون کا محاصرہ کیا اور جب زمری نے بعشا کو مار دیا تو فوج نے عمری کو بادشاہ بنایا (۱-سلاطین ۱۶: ۱۵-۱۷)- تب اسرائیل نے جبتون کا محاصرہ چھوڑ دیا۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۵ ۸۵

جبر- جابر:- ۱-سلیمان بادشاہ کے بارہ رسد پہنچانے والے سرداروں میں سے ایک (۱-سلاطین ۴: ۱۳)۔
۲-اوری کا بیٹا (۱-سلاطین ۴: ۱۹)- بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے۔

جبرائیل فرشتہ:- (عبرانی = مردِ خدا یا خدا قادر ہے)۔ ایک مقرب فرشتہ جس کا ذکر چار مرتبہ پاک کلام میں آتا ہے۔ اِن میں سے ہر موقع پر وہ ایک عظیم پیغام لے کر آتا ہے۔

جبرائیل نے دانی ایل کو مینڈھے اور بکرے کی رویا کے معنی سمجھائے (دانی ایل ۸: ۱۶ ببعد) اور اسی طرح ستر ہفتے کی رویا کا مطلب بھی بتایا (۹: ۲۱ ببعد)۔ نئے عہد نامہ میں اس نے زکریاہ کو یوحنا کی پیدائش کی پیش خبری دی (لوقا ۱: ۱۹)- جبرائیل نے مقدسہ مریم کو بھی خداوند یسوع کی پیدائش کا پیغام دیا (لوقا ۱: ۲۶)۔
جبرائیل کی مستعدی خدا کے ہر مبشر کے لئے مثالی نمونہ ہے۔ "میں جبرائیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں۔ اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے اِن باتوں کی خوشخبری دوں" (لوقا ۱: ۱۹)- بائبل میں یہ ذکر نہیں کہ جبرائیل کا فرشتوں میں کیا مقام ہے لیکن غیر ملہم حنوک کی کتاب میں اُسے فرشتہ اعظم یا ملک الملکوت کہا گیا ہے۔ یہ یونانی archangelos آرک اینگلوس کا ترجمہ ہے۔

جبع- جابع:- ۱- بنی بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۴؛ ۲۱: ۱۷؛ ۱-سلاطین ۱۵: ۲۲) جو لاویوں کو دیا گیا (۱-تواریخ ۶: ۶۰؛ ۸: ۶)- یونتن نے فلستیوں کو جبع میں شکست دی (۱-سموئیل ۱۳: ۳)- آسا بادشاہ نے جبع کو رامہ کے پتھروں وغیرہ سے مضبوط کروایا (۱-سلاطین ۱۵: ۲۲)۔
اسیری سے جبع کے لوگ بھی واپس آئے (عزرا ۲: ۲۶؛ نحمیاہ ۷: ۳۰)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴ ۵۵

۲-کالب کا پوتا (۱-تواریخ ۲: ۴۹)۔

جبعت:- (عبرانی = بلندی، پہاڑی)- یہوداہ کے پہاڑی علاقے میں ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۸)- غالباً یہ وہی شہر ہے جسے ساؤل کا جبعہ بھی کہا گیا ہے۔ دیکھئے جبعہ۔

جبعتا:- دیکھئے گبتا۔

جبعون:- (عبرانی = پہاڑی، اونچی جگہ)- ایک شہر جو بنی بنیمین کو دیا گیا (یشوع ۱۸: ۲۵)- حویوں کے چار شہروں میں سے ایک- ان شہروں کے باشندوں نے یشوع سے چالاکی سے معاہدہ کیا تاکہ وہ یریحو اور عی شہر کی طرح برباد نہ ہو جائیں۔ جب اُن کی چالاکی ظاہر ہو گئی تو اُن کی جان تو بچ گئی لیکن اُنہیں پانی بھرنے والے اور لکڑہارے بنایا گیا (یشوع باب ۹)- کنعان کے پانچ بادشاہوں نے جبعون پر اسلئے حملہ کیا کہ اُسکے باشندے یشوع کے ساتھ مل گئے تھے۔ یہ سُن کر یشوع اُن کی مدد کے لئے آمادہ ہوا (یشوع ۱۰)۔ اس لڑائی میں یشوع نے سورج سے کہا کہ ٹھہر جائے تاکہ وہ اپنی لڑائی کے لئے مزید وقت حاصل کریں (اس کا ذکر یسعیاہ ۲۸: ۲۱ میں بھی آیا ہے)- کسی اور شہر نے بنی اسرائیل سے صلح نہ کی (یشوع ۱۱: ۱۹)۔
جبعون چار حوی شہروں میں سے سب سے مقدم شہر تھا (یشوع ۹: ۱۷)- یہاں ایک تالاب کے کنارے جس کے کھنڈرات ابھی بھی موجود ہیں اسرائیل کی طرف سے ابنیر اور داؤد کی جانب سے یوآب ملے- دونوں فریقوں میں سے بارہ بارہ شخص نکلے- ان کے آپس میں مر مٹنے کے بعد دونوں فوجوں میں خونریز لڑائی ہوئی (۲-سموئیل ۲: ۱۲-۲۸؛ ۳: ۳۰)- جبعون میں ایک بڑے پتھر کے قریب یوآب نے عماسا کو قتل کیا (۲-سموئیل ۲۰: ۸)۔
داؤد نے جبعون سے جزر تک فلستیوں کی فوج کو قتل کیا (۱-تواریخ ۱۴: ۱۶)- صدوق کاہن کو جبعون کے اونچے مقام پر خدمت کے لئے مقرر کیا گیا (۱-تواریخ ۱۶: ۳۹، ۴۰؛ ۲۱: ۲۹)- سلیمان بادشاہ نے اپنی حکومت کی ابتدا میں جبعون میں قربانی چڑھائی اور مشہور خواب دیکھا (۱-سلاطین ۳: ۴-۱۵؛ ۲-تواریخ ۱: ۲-۱۳)- سلیمان نے اس جگہ خدا سے ایک اور پیغام سُنا (۱-سلاطین ۹: ۱-۹)- ۱-تواریخ ۸: ۲۹ اور ۹: ۳۵ میں لکھا ہے کہ جبعون میں جبعون کا باپ رہتا تھا جس کی بیوی کا نام معکہ تھا۔

اسیری کے بعد جبعون کے رہنے والے واپس یروشلیم آئے اور دیوار بنانے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۷؛ ۷: ۲۵)- یرمیاہ نبی نے ہیکل میں ایک جھوٹے نبی کو جو جبعون کا تھا ڈانٹا (یرمیاہ ۲۸: ۱-۹)۔ اسوری عہد کے وقت جبعون اسرائیل کی مخلصی کا منظر پیش کرتا ہے (یرمیاہ ۴۱: ۱۱-۱۶)۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۵ د۔

جبعہ :- (عبرانی = بلندی) -
۱- یہوداہ کے پہاڑی علاقہ میں ایک شہر۔ صحیح جائے وقوع معلوم نہیں (یشوع ۱۵: ۵۷) -
۲- بنیمین کے قبیلے کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۸ جبعت) -
موجودہ نام تل الفل - یہاں ۲۳-۱۹۲۲ء میں کھدائی کی گئی جس سے ثابت ہوا کہ یہ وہی شہر ہے جس کا ذکر ساؤل بادشاہ کے سلسلے میں آتا ہے۔
قاضیوں کے زمانہ میں اس شہر کے لوگوں کی خباثت کی وجہ سے اسے تباہ کیا گیا (قضاة ۱۹، ۲۰ ب قب، سیع ۹: ۹؛ ۱۰: ۹) -
یہ ساؤل کا جبعہ اسلئے کہلاتا تھا کیونکہ یہ ساؤل کی جائے پیدائش تھا (۱-سموئیل ۱۱: ۴) -
ساؤل اپنی بادشاہی کے دوران یہیں سکونت پذیر تھا (۱-سموئیل ۱۳ ب تا ۱۵ ب) - اس کے بعد بھی جب داؤد کو بادشاہ مسح کیا گیا ساؤل یہیں رہا (۱-سموئیل ۲۲: ۶؛ ۲۳: ۱۹؛ ۲۶: ۱) - داؤد کی سلطنت کے دوران یہاں تین سال تک متواتر کال پڑا جو ساؤل اور اُس کے خاندان کی خونریزی کی وجہ سے تھا۔ جبعونیوں نے داؤد بادشاہ سے درخواست کی کہ اُنہیں ساؤل کے بیٹوں میں سے سات شخص دیئے جائیں تاکہ اُن کو قتل کیا جائے اور یوں خون کا کفارہ ہو جائے (۲-سموئیل ۲۱: ۶) - یہ درخواست داؤد نے قبول کی۔

جبل :- (عبرانی = پہاڑی علاقہ)
۱- فینیکے کی ایک بندرگاہ - یہاں کے لوگوں کا پیشہ جہاز سازی تھا (حزقی ایل ۲۷: ۹) -
۲- بحیرہ مردار اور اسُور کے درمیان ایک علاقہ (زبور ۸۳: ۶-۸) -

جبلی :- جبل یا بیلوس کے باشندے (یشوع ۱۳: ۵) - یہ اچھے پتھر تراش تھے (۱-سلاطین ۵: ۱۸) نیز دیکھئے جبل -

جُبّہ :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۵ ب

جبّی - جبّائی :- اسیری سے واپسی پر بنی بنیمین کا ایک سردار (نحمیاہ ۱۱: ۸) -

جتر - جاتر :- ارام کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۳) - ۱-تواریخ ۱: ۱۷ میں اسے بنی سم میں شمار کیا گیا ہے -

جتہ حیفر - جات حفر - جت حافر :- (عبرانی = کنوئیں کے قریب کا مے کا کولہو) - زبولون کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹: ۱۲-۱۳) - یہ یوناہ نبی کی جائے پیدائش ہے (۲-سلاطین ۱۴: ۲۵) - اب یہ جگہ المشہد کہلاتی ہے - یہ گلیل کے ناصرت سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ایک قبر ہے جسکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یوناہ نبی کی ہے -

جتیم - جتائم :- (عبرانی = مے کا کولہو ؟ یا دو کولہو) - بنیمین کا ایک شہر (نحمیاہ ۱۱: ۳۱، ۳۳) جہاں بیروتی (غالباً ساؤل کے ظلم سے بچنے کے لئے) بھاگ گئے (۲-سموئیل ۴: ۳) -

جٹاماسی - سُنبل :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۱ -

جد - جاد :- (عبرانی = قسمت) -
۱- یعقوب کا ساتواں بیٹا جو لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بطن سے پیدا ہوا (پیدائش ۳۰: ۱۱؛ ۳۵: ۲۶) - یہ اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے بنی جد کا جدِ امجد تھا - جس کی اولاد کو مصر سے خروج کے بعد میراث دی گئی (گنتی ۳۲؛ استثنا ۳: ۱۶-۲۰) - اس میں زرخیز زمین اور قیمتی جنگل شامل تھے۔ اس کا حدودِ اربعہ یوں تھا: شمال میں منسّی کا علاقہ، مغرب میں دریائے یردن، جنوب میں روبن کا علاقہ، اور مشرق میں جلعاد کے پہاڑ - انہیں غیر قوم قبیلوں سے ہمیشہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا اس لئے اُنکی حدود تبدیل ہوتی رہتی تھیں (۱-تواریخ ۵: ۱۸-۲۲) - سنہ ۷۳۴ ق-م میں تگلت پلاسر سوم انہیں اسیر کر کے لے گیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹) -
۲- ایک دیوتا - دیکھئے مُشتری -

جدالتی - جدلتی :- ہیکل کے موسیقار ہیمان کے بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۲۵: ۴، ۲۹) - وہ ہیکل کے موسیقاروں کے بائیسویں جتھے کا سردار تھا۔

جُدائی کی دیوار - عداوت کی درمیانی دیوار :-
اُس ہیکل کا ایک بیرونی صحن تھا جو ہیرودیس نے تعمیر کروائی تھی - یہ غیر قوموں کا صحن کہلاتا تھا (مکاشفہ ۱۱: ۲) - ایک پانچ فٹ اونچی دیوار اسے ہیکل کے باقی حصہ سے علیحدہ کرتی تھی - اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ستون تھے جن پر لکھا تھا کہ کوئی غیر یہودی ہیکل کی حد کے اندر نہیں آ سکتا - جو ایسا کرے گا وہ اپنی موت کا آپ ذمہ دار ہو گا - پولس رسول افسیوں ۲: ۱۴ میں بتاتا ہے کہ کیسے یسوع مسیح نے اپنی صلیبی موت سے اس دیوار کو ڈھا دیا اور اب کلیسیا میں یہودی اور غیر یہودی سب داخل ہو سکتے ہیں -

جدجودہ :- (عبرانی = شگاف) - بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر میں ایک منزل (استثنا ۱۰: ۷) -
شاید یہ ★ حور ہجداد کا دوسرا نام (گنتی ۳۳: ۳۲) ہے -

جدر - جادر :- دبیر کے پاس ایک شاہی شہر جو یشوع نے فتح کیا (یشوع ۱۲: ۱۳) -
شاید اس کا نام بیت جادر بھی تھا (۱-تواریخ ۲: ۵۱) غالباً

یہ بعل حنان کی جائے پیدائش تھی (۱-تواریخ ۲۷ : ۲۸)۔

جدعون :- (عبرانی = لکڑہارا یعنی لڑاکا)۔ منسی کے قبیلے سے یوآس کا بیٹا۔ اُسے یربعل (قضاۃ ۶ : ۳۲) اور یربست (۲-سموئیل ۱۱ : ۲۱) بھی پکارا گیا ہے۔ اِس کی وجہ کے لئے بُت کے تحت مضمون دیکھئے۔

خدا نے جدعون کو چُنا کہ اسرائیل کو مدیانیوں سے رہائی دلوائے اور خداوند کی پرستش کو بحال کرے (قضاۃ ۶ : ۱۱-۲۷)۔ وہ واقعی ایک زبردست سُورما تھا۔ جنگ میں اُس کی گھڑے، مشعل اور نرسنگے کی چال بڑی کامیاب رہی (قضاۃ ۷ : ۱۵-۲۳)۔ بنی اسرائیل اُسے اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے یہ اُس کی عقلمندی تھی کہ اُس نے اُن پر حکومت کرنے سے انکار کر دیا۔ جدعون نے بنی اسرائیل سے لُوٹ کے مال میں سے سونے چاندی کے زیورات لئے اور اُن سے ایک ★ افود بنوایا جس سے لوگ بُت پرستی میں اس کی پیروی کرنے لگے (قضاۃ ۸ : ۲۷)۔ یہ غالباً ایک بُت تھا جس کی عبادت میں زناکاری بھی ہوتی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جدعون سچے خدا اور اُس کی عبادت کرنے کے طریقے کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہا۔ چنانچہ وہ بُت پرستی کے پھندے میں پھنس گیا۔

جدعون کا ذکر نئے عہد نامہ میں عبرانیوں ۱۱ : ۳۲ میں ایمان کے بہادروں کے سلسلے میں آتا ہے۔

جدعونی :- (عبرانی = کاٹ ڈالنے والا)۔ اس کا بیٹا ابدان بنیمین کے قبیلے کا سردار تھا (گنتی ۷ : ۶۰؛ ۱۰ : ۲۴)۔

جدلیاہ - جدل یاہ :- (عبرانی = یاہ عظیم ہے)۔

۱- اخی قام کا بیٹا اور ★ سافن کا پوتا۔ بنوکدنضر دوم نے اسے ۵۸۷ ق-م یہوداہ پر حاکم مقرر کیا (۲-سلاطین ۲۵ : ۲۲) اور یرمیاہ نبی کو اُس کی حفاظت میں دیا تھا (یرمیاہ ۳۹ : ۴۰)۔ کچھ شاہزادیوں اور وہ لوگ جو بابل کی لڑائی کے بعد پیچھے رہ گئے تھے اُنہیں بھی جدلیاہ کے سپرد کیا گیا تھا (یرمیاہ ۴۱ : ۱۶؛ ۴۳ : ۶)۔ اُس نے مصفاہ کو اپنی سکونت گاہ بنایا (یرمیاہ ۴۰ : ۶) جہاں اُس نے بمشکل دو مہینے حکومت کی۔ بنی عمون کے بادشاہ بعلیس نے اُس کے خلاف ایک منصوبہ تیار کیا اور ایک مہاجر افسر اسمٰعیل کو اُسے قتل کرنے پر آمادہ کیا (۲-سلاطین ۲۵ : ۲۵؛ یرمیاہ ۴۱ : ۱-۳)۔ اس واقعہ سے لوگ بہت خوفزدہ ہو گئے اُنہیں ڈر تھا کہ کہیں بابل کا بادشاہ بطور سزا اُنہیں اسیر کر کے نہ لے جائے۔ چنانچہ وہ یرمیاہ نبی کی ہدایت کے خلاف مصر بھاگ گئے (یرمیاہ ۴۳ باب)۔ یہودی ★ کیلنڈر کے ساتویں مہینے (جسے تشری کہتے ہیں) کی تیسری تاریخ کا روزہ جدلیاہ کی موت کی یاد میں رکھا جاتا تھا (زکریاہ ۷ : ۵؛ ۸ : ۱۹)۔

۲- ایک کاہن جس نے اسیری کے دنوں میں ایک غیر قوم (اجنبی) عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰ : ۱۸)۔

۳- صفنیاہ نبی کا دادا اور حزقیاہ کا پوتا (صفنیاہ ۱ : ۱)۔

۴- یدوتون کے چھ بیٹوں میں سے ایک۔ انہیں ہیکل میں موسیقی کی خدمت پر فائز کیا گیا تھا (۱-تواریخ ۲۵ : ۳، ۹)۔

۵- فشحور کا بیٹا جس نے دیگر اُمراء کے ہمراہ یرمیاہ نبی کے خلاف شکایت کی کہ وہ اپنی نبوت سے لوگوں کی ہمت کو پست کرتا ہے (یرمیاہ ۳۸ : ۱-۶)۔

جدور :- (عبرانی = دیوار)۔

۱- یہوداہ کے کوہستانی ملک میں ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۵۸)۔ موجودہ نام خربت جدور ہے جو حبرون کے شمال میں چند میل پر واقع ہے۔

۲- یروحام کی سکونت کی جگہ۔ اس کے بیٹے صقلاج میں داؤد کے پاس آئے (۱-تواریخ ۱۲ : ۷)۔

۳- ایک بنیمینی۔ یہ اپنے باپ یعی ایل کے ساتھ جبعون میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۸ : ۳۱؛ ۹ : ۳۷)۔

۴،۵- بنی یہوداہ کے دو شخص۔ ایک فنوایل کا بیٹا (۱-تواریخ ۴ : ۴) اور دوسرا یرد کا بیٹا (۴ : ۱۸)۔

۶- ایک جگہ جہاں سے حزقیاہ نبی کے زمانہ میں بنی شمعون نے اصلی باشندوں کو نکال کر اُن کی چراگاہیں لے لیں (۱-تواریخ ۴ : ۳۹)۔

جدوم - جدعوم :- (عبرانی = تباہی)۔ بیت ایل کے مشرق میں ایک جگہ۔ شکست خوردہ بنی بنیمین کو اُن کے بھائیوں نے یہاں تک رگیدا۔ اس جگہ کا ذکر صرف قضاۃ ۲۰ : ۴۵ میں ہے۔

جدی :- منسی کے قبیلے سے ایک جاسوس جسے گیارہ اور شخصوں کے ساتھ کنعان کا حال دریافت کرنے بھیجا گیا۔ یہ سُوسی کا بیٹا تھا (گنتی ۱۳ : ۱۱)۔

جدی ایل :- زبولون کے قبیلے کا نمائندہ جسے گیارہ اور شخصوں کے ساتھ کنعان کے ملک کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ سودی کا بیٹا تھا (گنتی ۱۳ : ۱۰)۔

جدیرہ :- (عبرانی = دیوار، بھیڑوں کا باڑا)۔

۱- ایک شہر جو یہوداہ کے نشیبی علاقے میں واقع تھا (یشوع ۱۵ : ۳۶)۔ یہ شوکہ اور عزیقہ کے قریب ایلہ کی وادی میں تھا۔

۲- دو اور شہر جن کے نام اسی طرح کے ہیں اسی علاقہ میں تھے۔ جدیریتیم (۳۶- دو دیواریں) جدیروت (۴۱- دیواریں)۔

جدّیل :- ۱★ تنتیم میں سے ایک شخص جو زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۷؛ نحمیاہ ۷: ۴۹)۔
۲- جدّیل کے بیٹے۔ یہ سلیمان کے خادموں کی اولاد سے تھے (عزرا ۲: ۵۶)۔ یہ بھی اسیری سے واپس یروشلیم آئے۔

جرار۔ جوارہ :- (عبرانی = چکر، حلقہ، علاقہ)۔ غزہ کے جنوب میں ایک شہر غالباً اضحاق کی جائے پیدائش (پیدائش ۱۰: ۱۹؛ ۲۰: ۱؛ ۲۶: ۱، ۶)۔
یہاں آسا بادشاہ نے کوشیوں کو شکست دی اور اس شہر کو اور اردگرد کے شہروں کو لُوٹا (۲-تواریخ ۱۴: ۱۳، ۱۴)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲ ، ۴۴

جرجاسہ، جرجاسی :- دیکھئے گدرینی ۳

جرزی :- ایک قبیلہ جس کا نام جسوریوں اور عمالیقیوں کے درمیان آتا ہے (۱-سموئیل ۲۷: ۸)۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ شور کی راہ سے مصر کی حد تک اُس سرزمین کے قدیم باشندے تھے۔

جُرم :- دیکھئے گناہ۔

جُرم کی قربانی :- دیکھئے قربانیاں۔

جرمی :- یہ لفظ قعیلہ کے نام کے ساتھ آتا ہے لیکن اس کے معنی واضح نہیں ہیں (۱-تواریخ ۴: ۱۹)۔

جُرّہ :- (فارسی = باز)۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۰

جریانِ خون :- دیکھئے امراضِ بائبل ۲۵

جریب۔ جاریب :- قریت یعریم میں رہنے والے گھرانوں میں سے ایک اتری شخص (۱-تواریخ ۲: ۵۳)۔ وہ داؤد بادشاہ کے سُورماؤں میں سے تھا (۲-سموئیل ۲۳: ۳۸؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۴۰)۔

جڑ :- بائبل میں یہ لفظ عام طور پر مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہوداہ کی سلطنت سے وعدہ تھا کہ جو لوگ اسیری سے بچ جائیں گے وہ جڑ پکڑیں گے اور پھُولے پھلیں گے (۲-سلاطین ۱۹: ۳۰؛ یسعیاہ ۳۷: ۳۱)۔ بدکاروں کی جڑ بوسیدہ ہو گی (یسعیاہ ۵: ۲۴)۔ خداوند یسوع داؤد کے خاندان سے تھے یعنی یسّی کی جڑ سے (یسعیاہ ۱۱: ۱، ۱۰)۔ بیج بونے والے کی تمثیل میں پتھریلی زمین میں بیج جڑ نہیں پکڑتا (متی ۱۳: ۲۰)۔
انجیر کا وہ درخت جس پر خداوند یسوع نے لعنت کی تھی جڑ تک سُوکھ گیا (مرقس ۱۱: ۲۰)۔ روحانی زندگی کا منبع جڑ ہے (رومیوں ۱۱: ۱۷-۱۸)۔ زر کی دوستی ہر قسم کی بُرائی کی جڑ ہے (۱-تیمتھیس ۶: ۱۰)۔

جزام۔ جزان :- ★ تنتیم میں سے ایک شخص جس کی اولاد بابل کی اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲: ۴۸؛ نحمیاہ ۷: ۵۱)۔

جزر۔ جازر :- ایک پرانا اور اہم شہر جو نشیبی (شفیلہ) علاقہ میں فلسطین کی مغربی سرحد پر واقع تھا۔ تین ہزار سال قبل از مسیح یہاں ایک قوم رہتی تھی جو حُوریوں سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے بعد ۲۵۰۰ ق-م میں سامی قوم کے کنعانی آ بسے۔ ان کو بنی اسرائیل نے اپنے سامنے سے بھگا دیا (قضاۃ ۱: ۹)۔ داؤد بادشاہ کے وقت میں یہ شہر فلستیوں کے قبضے میں تھا (۱-تواریخ ۲۰: ۴)۔ مصر کے فرعون نے اسے فتح کیا اور اپنی بیٹی کو جس کی شادی سلیمان بادشاہ سے ہوئی تھی جہیز میں دیا (۱-سلاطین ۹: ۱۶)۔ شمعون مکابی نے اس شہر کو فتح کر کے اسے اپنے رہنے کی جگہ بنایا (۱-مکابین ۱۳: ۴۳-۵۳)۔
اس شہر کی کھدائی سے بہت سی معلومات حاصل ہوئیں جو بائبل کے احوال کی صداقت کا ثبوت دیتی ہیں۔

جزونی :- ۱-تواریخ ۱۱: ۳۴ میں بنی ہشیم کو جزونی کہا گیا ہے۔

جزیرہ :- ٹاپو۔ پرانے عہدنامہ میں جزیرے کے معنی اکثر دور کا آباد علاقہ یا بحری ممالک ہیں (یسعیاہ ۴۱: ۵؛ ۶۶: ۱۹)۔ کبھی کبھی صحیح طور پر جزیرے کا بھی ذکر ہے مثلاً کتیم (یرمیاہ ۲: ۱۰ غالباً کپرس) اور کفتور (یرمیاہ ۴۷: ۴ غالباً کریتے)۔ نئے عہدنامہ میں جب لفظ جزیرہ آتا ہے تو اُس سے جغرافیائی جزیرہ یعنی وہ خطۂ زمین جس کے چاروں طرف پانی ہو مُراد ہوتا ہے۔ مثلاً کپرس (اعمال ۴: ۳۶؛ ۱۳: ۴)، کریتے اور کودہ (اعمال ۲۷: ۱۲، ۱۳، ۱۶)؛ ملتے جسے ٹاپو کہا گیا ہے (اعمال ۲۸: ۱) اور پتمس (مکاشفہ ۱: ۹)۔

جسام۔ جیشان :- کالب کی اولاد میں سے یہدی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۴۷)۔

جسفا۔ جشفا :- نحمیاہ کے وقت ★ تنتیم کا ایک نگران (نحمیاہ ۱۱: ۲۱)۔

جسم :- بدن۔ عبرانی لفظ باسار اور یونانی سرکس sarx کا ترجمہ اُردو میں مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بدن۔ گوشت۔

جسمانی :- دیکھئے نفسانی ۳۔

جسم میں کانٹا :- پولس رسول اپنی ایک جسمانی کمزوری کا ذکر ان لفظوں میں کرتا ہے کہ اُس کے "جسم میں کانٹا چبھویا گیا" ہے تاکہ وہ مکاشفہ کی زیادتی کے باعث مغرور نہ ہو جائے (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۷)۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اس تکلیف کا تعلق پولس رسول کی نظر سے تھا کہ اُسے شاید آشوبِ چشم کا مرض تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مفروضہ کی ذیل کے حوالجات بھی تصدیق کرتے ہیں۔ پولس اپنے خط اوروں سے لکھواتا تھا لیکن دستخط اپنے ہاتھ سے کرتا تھا (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۷؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۲۱)۔ گلتیوں کے خط کا آخری حصہ اُس نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور جلی حروف میں لکھنے کی معذرت چاہی تھی (گلتیوں ۶: ۱۱ "دیکھو۔ میں نے کیسے بڑے بڑے حرفوں میں تم کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے")۔ اُس کی بیماری نہ صرف تکلیف دہ تھی بلکہ اس سے اُس کی شکل بھی بگڑ گئی تھی۔ گلتیہ کے لوگوں نے پولس رسول کو اس بیماری کی وجہ سے حقیر نہ جانا بلکہ وہ تو اپنی آنکھیں بھی نکال کر اُسے دینے کو تیار تھے (گلتیوں ۴: ۱۳-۱۵)۔ جب رسول سردار کاہن کے سامنے پیش ہوا اور اُس نے حکم دیا کہ پولس کو طمانچہ مارا جائے تو پولس اُسے پہچان نہ سکا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ بھی نظر کی کمزوری ہی ہو (اعمال ۲۳: ۵)۔ بعض دیگر علماء کا خیال ہے کہ پولس رسول کی بیماری شاید ملیریا یا مرگی تھی۔

جسور-جشور :- (عبرانی = پل)۔ ۲-سموئیل ۳: ۳ میں داؤد بادشاہ کے بیٹوں کی فہرست ہے۔ وہاں جسور کے بادشاہ تلمی کا ذکر ہے۔ جسور ملک ارام میں ایک شہر تھا (۲-سموئیل ۱۵: ۸؛ ۱-تواریخ ۲: ۲۳)۔ یہ بسن کے شمال مشرق میں تھا (یشوع ۱۲: ۵؛ ۱۳: ۲، ۱۱، ۱۳)۔

داؤد کا بیٹا ابی سلوم امنون کو قتل کرنے کے بعد اس شہر میں پناہ گزیں ہوا (۲-سموئیل ۱۳: ۳۷)۔ داؤد نے یوآب کو اسی شہر میں بھیجا تاکہ اُسے واپس لائے (۱۴: ۲۳)۔

یہ نوجوان یروشلیم تو واپس آیا لیکن صرف اس لئے کہ اپنے باپ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے (۲-سموئیل ۱۴: ۳۲؛ ۱۵: ۸)۔

جشمو-جشم-جاشم :- ایک عربی شخص جو نحمیاہ کے شہر پناہ کو بنانے کے خلاف تھا (نحمیاہ ۶: ۶؛ ۶: ۱، ۲؛ ۲: ۱۹)۔

جشن-جوشن :- (عبرانی = مٹی کا ٹیلہ)۔ ۱-دریائے نیل کے دہانے کا شمال مشرقی حصہ جسے عام طور پر جشن کا علاقہ کہتے ہیں۔ جب یوسف حاکم مصر تھا تو یعقوب کے خاندان کو یہاں آباد کیا گیا (پیدائش ۴۶: ۲۸)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳۔

۲-جنوبی فلسطین کا ایک علاقہ جو غزہ اور جبعون کے درمیان ہے (یشوع ۱۰: ۴۱)۔

۳-یہوداہ کے پہاڑی علاقے کے جنوب مغرب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۱)۔

جتام :- ایک ادومی رئیس جو عیسو کا پوتا تھا (پیدائش ۳۶: ۱۱، ۱۶؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۶)۔

جعس-جاعش :- (عبرانی = لرزنا)۔ افرائیم کے کوہستانی ملک میں ایک پہاڑی۔ اس کے شمال میں تمنت سرح کا شہر تھا (یشوع ۲۴: ۳۰؛ قضاۃ ۲: ۹)۔ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۲ اور ۲-سموئیل ۲۳: ۳۰ میں جعس کی ندیوں اور نالوں کا ذکر ہے۔

جعل :- (عبرانی = نفرت آمیز، ناپسند)۔ عبد کا بیٹا (قضاۃ ۹: ۲۶-۴۱)۔ جعل اُن لٹیروں کا سرغنہ تھا جنہوں نے اہل سکم کو ابی ملک کے خلاف اُکسایا تھا۔ جدعون کے بیٹے ابی ملک نے اپنے ایک بھائی یوتام کے سوا جو بچ نکلا اپنے باقی ستر بھائیوں کو قتل کیا (آیت ۵۶) تاکہ سکم کا بادشاہ بنے۔ کچھ عرصہ کے بعد اہل سکم ابی ملک سے بدگمان ہو گئے۔ اور جب جعل اپنے بھائیوں کے ہمراہ سکم میں آیا تو لوگوں نے اُسی پر اعتماد کیا۔ ایک مرتبہ جعل نے نشے کی حالت میں دعویٰ کیا کہ اگر اُس کے ہاتھ میں اختیار ہو تو وہ ابی ملک کو مزہ چکھا دے گا۔ زبول نے جو سکم کا منصبدار تھا یہ خبر ابی ملک تک پہنچا دی۔ جس نے آدمیوں کے چار غول اکٹھے کئے اور جعل کی گھات میں بیٹھ گیا۔ جب صبح کو جعل شہر سے باہر نکلا تو یہ غول اُس پر ٹوٹ پڑے اور وہ شہر میں واپس بھاگ گیا جہاں سے زبول نے اُسے باہر نکالا۔ ابی ملک نے حملہ کیا اور شہر کو سر کر کے قتل و غارت کے بعد اسے مسمار کیا اور اُس میں نمک چھڑکوا دیا۔

جگر :- (عبرانی کبید۔ یہ اُس مادہ سے نکلا جس کے معنی "بھاری" ہیں۔ بھاری سے مراد باعزت بھی ہے۔ قب کبود = شان و شوکت۔ جلال)۔ یہ پرانے عہدنامہ میں ۱۵ مرتبہ آیا ہے۔ ان میں سے ۱۱ مرتبہ خروج اور احبار کی کتابوں میں قربانی کے جانور کے سلسلے میں آیا ہے۔ وہاں جگر کی جھلی کا ذکر ہے جسے گردوں اور اُس کی چربی اور انتڑیوں کے اُوپر کی چربی کے ساتھ قربان گاہ پر جلایا جاتا تھا (خروج ۲۹: ۱۳؛ احبار ۳: ۴)۔ ان حوالوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جگر جلایا نہیں جاتا تھا، صرف جھلی علیحدہ کر کے جلائی

جاتی تھی۔

حزقی ایل ۲۱: ۲۱ میں جگر کا ذکر فالگیری کے سلسلے میں آتا ہے۔ غالباً جگر کے اوپر لکیروں کا معائنہ کر کے فالگیر مستقبل کی بابت بتاتے تھے۔ آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران کئی مٹی کے بنائے ہوئے جگر کی شکل کے نمونے ملے ہیں۔ ان پر لکیریں کندہ ہیں اور مختلف حلقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جگر جسم کا ایک اہم عضو سمجھا جاتا تھا۔ اس پر ضرب مہلک سمجھی جاتی تھی (امثال ۷: ۲۳) لیکن دل پر چوٹ اتنی خطرناک قرار نہیں دی جاتی تھی (۲-سموئیل ۱۸: ۱۴)۔ نئے عہد نامہ میں جگر کا مترادف ★کلیجہ فلیمون کے خط میں محاورتاً استعمال ہؤا ہے (آیت ۱۲)۔ سامی سوچ کے مطابق جگر نہ صرف جذبات کا گہوارہ تھا بلکہ زندگی کا منبع بھی۔ اپاکرفا میں طوبیاہ ۶ب میں شیاطین کو نکالنے کے لئے مچھلی کے جگر کا استعمال کافی دلچسپ ہے۔

جُگنُو:- گلے کا ایک زیور۔ یہ عام طور پر جگنی کہلاتا ہے۔ اس کا ذکر صرف خروج ۳۵: ۲۲ میں ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں کنگن ہے۔ نیز دیکھئے لباس۔ زیورات بائبل ۱۴۲

جلال:- ۱- پُرانے عہد نامہ میں

عبرانی لفظ کبود (= وزن، فضیلت، خوبی)۔ جہاں یہ انسانی دولت، جاہ و جلال اور شہرت کے لئے استعمال ہوا ہے وہاں اردو میں ترجمہ شان و شوکت (یوسف کی پیدائش ۴۵: ۱۳)، شوکت (موآب کی۔ یسعیاہ ۱۶: ۱۴)، حشمت یعقوب کی۔ قیدار کی۔ یسعیاہ ۲۱: ۱۶) وغیرہ کیا گیا ہے۔ لفظ جلال کا استعمال تقریباً سب حوالوں میں خدا کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں یہ لفظ کم از کم ۱۲۰ مرتبہ آیا ہے۔ جب یہ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو اس سے خدا کی مخفی قدرت اُس کی حقیقت اور حضوری کا روشن ظہور مراد ہوتا ہے۔ یوں خدا کی تخلیق کردہ کائنات اُس کا جلال ظاہر کرتی ہے (زبور ۱۹: ۱)۔ کوہ سینا پر خدا کا جلال بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا (خروج ۲۴: ۱۷)۔ خدا کا جلال ہیکل میں اس تاب سے ظاہر ہؤا کہ کاہن وہاں کھڑے نہیں ہو سکتے تھے (۱-سلاطین ۸: ۱۱)۔ لیکن بعد ازاں لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے وہ آدمیوں کے درمیان سے اُٹھ گیا (حزقی ایل ۱۰: ۱۸؛ ۱۱: ۲۳)۔ خدا کے جلال کی واپسی (حزقی ایل ۴۳: ۱-۵)۔ اُس کے بندوں کے لئے اُس کے فضل و کرم کی تجدید تھی۔ زبور نویس اور انبیاء اس زندہ اُمید کے برآنے کے آرزومند تھے کہ ایک دن تمام دنیا اُس کے جلال سے معمور ہو جائے گی (زبور ۷۲: ۱۹؛ ۵۷: ۵، ۱۱؛ حبقوق ۲: ۱۴)۔

۲- نئے عہد نامہ میں

عبرانی لفظ کبود کا ترجمہ ★ ہفتادی مترجمین نے یونانی میں doxa کیا۔ عام یونانی میں اس کے معنی رائے یا شہرت ہیں۔ اسی مفہوم سے یہ متی ۴: ۸ میں شان و شوکت کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ میں بھی پرانے عہد نامہ کی طرح اس کا ایک مخصوص استعمال ہے۔ پرانے عہد نامہ میں یہ خدا کی قدرت، حقیقت اور حضوری کا مظہر تھا۔ نئے عہد نامہ میں بھی وہ خدا کی قدرت، حقیقت اور حضوری کا مسیح کی ذات اور کاموں میں ظاہر ہونے کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ یوں یہ الوہیت مسیح کا ایک ثبوت بھی ہے کیونکہ وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہیں (عبرانیوں ۱: ۳)۔ وہ جلال کے خداوند ہیں (۱-کرنتھیوں ۲: ۸؛ یعقوب ۲: ۱) کیونکہ وہ انسانوں کے لئے خدا باپ کے کامل اور آخری ظہور تھے (۱-یوحنا ۱: ۲؛ یوحنا ۱: ۱۴)۔ یوحنا کی انجیل میں مسیح کے جلال کا ۲۵ سے زائد مرتبہ ذکر ہے۔ یہ جلال اُن کے معجزات (نشانوں۔ کیتھولک۔ کرشمے، کرامتیں۔ یوحنا ۲: ۱۱) میں ظاہر ہؤا۔

مسیح کی پیدائش کے وقت چرواہوں نے اُن کا جلال دیکھا (لوقا ۲: ۹) اور اُن کے شاگردوں نے اُن کی ساری زمینی متجسّم زندگی میں (یوحنا ۱: ۱۴۔ یونانی میں "ہمارے درمیان رہا" = "ہمارے درمیان خیمہ لگایا" "اسکینوسن" مسکن سے مشتق ہے) ان کا جلال دیکھا۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اگرچہ لفظ شکینہ بائبل میں نہیں آتا تو بھی جب خدا کی حضوری پاک خیمہ میں ہوتی تھی تو اُس جلال کو یہودی شکینہ کہتے تھے، یعنی خدا ان کے درمیان خیمہ میں حاضر ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے شکینہ)۔

خداوند مسیح کی تبدیلی صورت کا نظارہ (متی ۱۷: ۱-۸؛ مرقس ۹: ۲-۸؛ لوقا ۹: ۲۸-۳۶)، موسیٰ کا کوہ سینا پر چڑھ کر خدا کا جلال دیکھنے (خروج ۲۴: ۱۵، ۱۶) اور ایلیاہ نبی کا کوہ حورب کے تجربے (۱-سلاطین ۱۹ب) کی یاد تازہ کرتا ہے۔ یہاں شاگرد وہی جلال دیکھتے ہیں جو موسیٰ اور ایلیاہ نے دیکھا تھا اور اب وہ بھی یہاں حاضر ہیں۔ لیکن اب پرانے عہد نامہ کی طرح خدا کے لئے خیمہ یا ڈیرہ بنانے کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کا ظہور اب انسان کے درمیان مجسّم کلمہ ہو کر اپنا جلال ظاہر کرتا ہے (یوحنا ۱: ۱۴)۔ موسیٰ اور ایلیاہ یروشلیم میں اُس جلال کی طرف اشارہ کرتے تھے جو مسیح کے انتقال کے وقت ظاہر ہونے کو تھا (لوقا ۹: ۳۱)۔ اور جو ان کی آمدِ ثانی پر پورے کمال کے ساتھ منظر عام پر آئے گا (دیکھئے علم الآخرت ۴)۔ مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا بھی اُن کے جلال کی نشانیاں ہیں لیکن اِس جلال کی تکمیل اُن کے دوبارہ آنے پر ہی ہو گی (مرقس ۸: ۳۸؛ ۱۳: ۲۶ وغیرہ)۔

جلال - جالال:- دو لاویوں کا نام۔
۱- ۱-تواریخ ۹: ۱۵۔

۲۔ ا۔تواریخ ۹ : ۱۶؛ نحمیاہ ۱۱ : ۱۷۔

جلاوطنی:۔ دیکھئے اسیری۔

جلاہا:۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۰

جِلبوعہ۔ جلبوع:۔ وہ مقام جہاں ساؤل بادشاہ نے فلستیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج کی صف بندی کی۔ لیکن وہ دشمن فوجوں کو دیکھ کر اتنا ہراساں ہؤا کہ وہ عین دور کی ایک عورت سے رجوع ہؤا جس کا آشنا جن تھا (ا۔سموئیل ۲۸ : ۴۔۷)۔ اُس کی فوج ہار گئی، وہ زخمی ہؤا جس پر اس نے خودکشی کر لی (ا۔تواریخ ۱۰ : ۱۔۸)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳۴ ج

جلتی جھاڑی:۔ مُوسیٰ کو جلتی جھاڑی میں جو خدا کا نور دکھائی دیا اُسے اہلِ اسلام تجلّیٔ طور کہتے ہیں۔ جب مُوسیٰ اپنے خُسر یترو کی بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا تو اُس پر خداوند کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلے میں ظاہر ہؤا (خروج ۳ : ۱۔۲)۔

جِلجال:۔ (عبرانی = پتھروں کا دائرہ)۔ یردن دریا پار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا پہلا مقام جہاں وہ خیمہ زن ہوئے (یشوع ۴ : ۱۹۔۲۰)۔ مصر سے نکلنے کے بعد اُن لوگوں کا جو راستے میں پیدا ہوئے یہاں ختنہ کیا گیا (یشوع ۵ : ۲۔۹)۔ جو شہر یہاں آباد ہؤا وہ یہوداہ کی شمالی سرحد کے قریب تھا (یشوع ۱۵ : ۷)۔
یہ سموئیل کے عدالتی دورے کے شہروں میں سے ایک تھا (ا۔سموئیل ۷ : ۱۶)۔
جو پتھروں کا مذبح یادگار میں یہاں بنایا گیا تھا وہ بعد کے زمانہ میں بُت پرستی کا مقام بنا جس کے خلاف ہوسیع (۴ : ۱۵) اور عاموس (۴ : ۴) نبی نے لوگوں کو خبردار کیا۔ یوسیفس مورخ کے مطابق جلجال یردن سے دس میل اور یریحو سے دو میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ سموئیل نبی نے لوگوں کو اور ساؤل کو جلجال بھیجا تاکہ وہ اُسے وہاں بادشاہ مقرر کرے (ا۔سموئیل ۱۱ : ۱۵)۔
اسی جگہ سموئیل کے نہ آنے پر ساؤل بڑا بے صبر ہؤا اور خود ہی سوختنی قربانی گذران کر خدا کو غصہ دلایا (ا۔سموئیل ۱۳ : ۱۔۱۰)۔
بنی یہوداہ جلجال میں اکٹھے ہوئے تاکہ داؤد کو جب وہ ابی سلوم کی بغاوت کی سرکوبی کر کے آ رہا تھا ملیں (۲۔سموئیل ب ۱۹)۔
جلجال کا ذکر نئے عہدنامہ میں نہیں آتا۔ جس جگہ سے ایلیاہ کو بگولے میں آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا وہ ایک اور جلجال ہے (۲۔سلاطین ۲ : ۱)۔
نحمیاہ کے زمانے میں یروشلیم کی شہر پناہ کی تقدیس کے لئے گانے والے جلجال سے منگوائے گئے تھے (نحمیاہ ۱۲ : ۲۷۔۴۳)۔
موجودہ جلجلایہ میں ایک حوض واقع ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہی جلجال کی جائے وقوع ہے۔ لیکن بعض علماء اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۵۴ ج

جُلجتا:۔ دیکھئے گلگتا۔

جِلعاد۔ جل عید:۔ (عبرانی = شہادت کا ڈھیر)۔ اس کی حدود یہ تھیں: شمال میں گلیل کی جھیل کا جنوبی ساحل، جنوب میں بحیرۂ مُردار کا شمالی ساحل، مغرب میں دریائے یردن اور مشرق میں بیابان۔
یعقوب نے یہ نام پتھروں کے اس انبار کو دیا جو لابن اور یعقوب نے اپنے برادرانہ عہد باندھنے کے سلسلہ میں اکٹھا کیا تھا (پیدائش ۳۱ : ۴۷)۔ اس عہد کی توثیق آپس میں اس ڈھیر کے پاس اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے سے ہوئی (۳۱ : ۴۶)۔ یاد رہے کہ اس جگہ کا نام پہلے جلعاد (پتھریلی زمین) تھا۔ یعقوب نے اعراب تبدیل کر کے اسے جل عید (شہادت کا ڈھیر) پکارا۔
پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دونوں جگہ (۳۱ : ۲۵، ۴۷) لفظ جلعاد ہے۔ عبرانی میں جل عاد اور جل عید ہے جیسے رومن کیتھولک ترجمہ میں ہے۔ لابن نے ارامی یا کلدی زبان میں اسے "یجر شاہدوتھا" (شہادت کا انبار) کا نام دیا۔
جب مُلک کنعان فتح ہؤا تو جلعاد کا علاقہ بنی روبن، بنی جد اور منسّی کے آدھے قبیلے کو میراث میں ملا۔

جللی۔ جلّلائی:۔ موسیقاروں کے گروہ میں ایک شخص، جس نے عزرا کی ہدایت سے، اور سازندوں کے ساتھ مل کر یروشلیم کی دیوار کی تقدیس میں حصّہ لیا (نحمیاہ ۱۲ : ۳۶)۔

جلندر:۔ (استسقاء۔ اس مرض کے مریض کو مستسقی کہتے ہیں)۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے hydropikos اُس کا مطلب "پانی سے بھرا ہؤا" ہے۔ جلندر کی بیماری میں پیاس بہت لگتی ہے۔ یہ بیماری نہیں بلکہ کسی بیماری کی علامت ہے۔ اس کا ذکر صرف لوقا ۱۴ : ۲ میں ہے۔ دیکھئے امراضِ بائبل ۲۷

جلو:۔ ساتھی۔ ہم رکاب۔ یہ لفظ ا۔سلاطین ۱۰ : ۲ اور ۲۔سلاطین ۵ : ۱۵ میں استعمال ہؤا ہے۔

جلودار:۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس سے مراد ایک اعلےٰ افسر ہے۔ پہرے داروں کا سردار۔ یہ لقب نوطیفار (پیدائش ۳۷ : ۳۶)، نبوزرادان (یرمیاہ ۳۹ : ۹) اور

اریوک (دانی ایل ۲: ۱۴) کے لئے استعمال ہوا ہے۔

جلوس فتح :- دیکھئے فتح مندی کی گشت۔

جلوہ۔ جیلو :- یہوداہ کی جنوبی پہاڑیوں میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۱)۔ یہ اخیتفل جلونی کی جائے پیدائش تھی۔ یہ شخص داؤد اور ابی سلوم کا مشیر تھا (۲۔ سموئیل ۱۵: ۱۲؛ ۲۳: ۳۴)۔

جلیلوت۔ جلجال :- بنیمین اور یہوداہ کی سرحد پر ایک مقام، جو یروشلیم کے مشرق میں ہے۔ شائد جلجال (یشوع ۱۵: ۷) اور جلیلوت (یشوع ۱۸: ۱۷) ایک ہی جگہ ہے کیونکہ ان کے معنی یکساں ہیں (= چکر)۔ یہ وہ جلجال نہیں ہو سکتا جو یردن کی وادی میں یریحو کے پاس ہے۔

جلیم :- (عبرانی = انبار، ڈھیر)۔ ایک قصبہ جس کا ذکر عنتوت اور لیس کے ساتھ آتا ہے۔ "جلیم کی بیٹی" سے مراد جلیم کے باشندے ہیں (یسعیاہ ۱۰: ۳۰)۔ یہ لیس کے بیٹے فلطی کے رہنے کی جگہ تھی (۱۔ سموئیل ۲۵: ۴۴)۔

جماعت :- اُردو کا یہ لفظ عبرانی کے کچھ مختلف لفظوں کے لئے اکثر استعمال ہوا ہے لیکن یہ اُن کا پورا مفہوم ادا نہیں کرتا۔

۱۔ **عیدہ۔ موعد**: جس مادہ سے یہ لفظ ترکیب کئے گئے ہیں اُس کا مفہوم مقرر کرنا، مخصوص کرنا اور موسوم کرنا ہے۔ **موعد** کا مطلب مقررہ وقت، یا جگہ یا اجتماع ہے اور یہ عبرانی میں ۲۲۳ مرتبہ پرانے عہدنامہ میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پیدائش ۱۸: ۱۴؛ ۲۱: ۲ "معین وقت"، ہوسیع ۹: ۵ "مجمع مقدس"۔ اس لفظ کا سب سے زیادہ استعمال خیمۂ اجتماع کے لئے ہوا ہے۔ لیکن اردو کے لفظ میں باقاعدہ جمع ہونے کا مفہوم عیاں نہیں (دیکھئے خروج ۲۷: ۲۱۔ اجتماع سے صرف اکٹھا ہونا نہیں بلکہ معین جگہ پر اکٹھا ہونا مُراد ہے)۔

یسعیاہ ۱۴: ۱۳ میں یہ لفظ "جماعت کے پہاڑ" کے لئے استعمال ہوا ہے جو "صبح کے روشن ستارے" (= ابلیس) کے سلسلے میں آسمان پر یا یروشلیم میں خدا کے تخت کی طرف اشارہ ہے۔

لفظ **عیدہ** ۱۴۹ مرتبہ استعمال ہوا ہے (استثنا میں یہ بالکل نہیں آیا) اور اس سے وہ جماعت مراد ہے جو خدا کے حکم سے اکٹھی کی گئی ہے۔ اِن معنوں میں جماعت خدا کے چُنے ہوئے عبرانی لوگ یعنی سارے اسرائیل ہیں (۱۔ سلاطین ۸: ۶۵) جنہیں خدا نے خاص مقصد کے لئے بلایا ہے۔

۲۔ **قاہل** :- یہ لفظ جس مادّہ سے بنا ہے اُس کا بنیادی مطلب غالباً بلانا ہے (شائد اس کا تعلق عربی لفظ قول سے ہے۔ یہ ۱۲۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اس کا مفہوم بلا کر اکٹھا کرنا ہے۔ اسے بھی اردو لفظ جماعت سے ادا کیا گیا ہے۔ یہ استثنا ۵: ۲۲ میں سارے اسرائیل کا اکٹھا ہو کر خدا کے احکام سننے اور استثنا ۲۳: ۳ میں اسرائیل کا اکٹھا ہو کر جماعت سے خارج کئے جانے کے احکام کے سلسلے میں بلائے جانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ہفتادی مترجمین نے قاہل کا ترجمہ یونانی میں اکلیسیا ekklesia کیا، جس کے معنی بلائے ہوئے، یا چُنے ہوئے ہیں۔ اُردو میں نئے عہدنامہ میں جہاں مسیحی جماعت مراد ہے وہاں ترجمہ ★ کلیسیا ہے۔ باقی جگہ جماعت۔ مثلاً یعقوب ۲: ۲ میں جہاں مسیحی اور یہودی اکٹھے جمع ہوتے تھے وہاں یونانی لفظ سناگوگ ہے۔ اس کا ترجمہ اس جگہ اور مکاشفہ ۲: ۹ کے سوا باقی جگہ عبادت خانہ کیا گیا ہے۔ دیکھئے عبادت خانہ۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ لفظ سناگوگ سے جماعت اور عبادت کی جگہ دونوں مُراد ہیں۔ جب مسیحیوں نے سناگوگ میں عبادت کرنا چھوڑ دیا تو اُنہوں نے اپنے لئے کلیسیا کا لفظ چُن لیا، اس لئے کہ وہ "خداوند کے لوگ" تھے۔ انگریزی مترجمین نے اس کے لئے چرچ کا لفظ استعمال کیا جس کے معنی بھی خداوند کا گھر ہیں۔ چرچ سے دونوں، جماعت اور عبادت گاہ کا مفہوم نکلتا ہے۔ اُردو میں کلیسیا سے مراد گرجا ہے اور کلیسیا سے جماعت۔ نیز دیکھئے گرجا، کلیسیا۔

جُمرا :- دیکھئے تالمود۔

جمریاہ :- (عبرانی = یہوواہ نے پُورا کیا یا یہوواہ کا کمال)۔
۱۔ سافن منشی کا بیٹا۔ اُس نے کوشش کی کہ شاہ یہویقیم طومار کو آگ میں نہ جلائے لیکن کامیاب نہیں ہوا (یرمیاہ ۳۶: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۵)۔
۲۔ خلقیاہ کا بیٹا۔ یہ یرمیاہ نبی کے خط کو اسیروں کے پاس بابل لے گیا (یرمیاہ ۲۹: ۳)۔

جمسو۔ جمزو :- فلستیوں کے ملک کی سرحد پر ایک شہر (۲۔ تواریخ ۲۸: ۱۸)۔

جمعیت :- ایک نبوت میں پیشینگوئی کے مطابق جوج اور اُس کے لوگ اس جگہ دفن ہوں گے۔ یہ عبرانی کے لفظ ھمونا بمعنی ہجوم کا ترجمہ ہے (حزقی ایل ۳۹: ۱۶)۔

جمعیتِ جوج کی وادی :- پیشینگوئی ہے کہ جب خدا شمالی لشکر کو (جب وہ اسرائیل پر حملہ کرے گا) تباہ کرے گا تو یہ جگہ اُن کے دفن کے لئے الگ کر دی جائے گی (حزقی ایل ۳۹: ۱۱-۱۵) یعنی وادی ہموناد ہمونا کا مطلب جمعیت

یا ہجوم ہے) - دیکھئے جبتیت -

جمّلی:- (عبرانی = اُونٹ سوار یا مالک، قب عربی جمیل) - دانؔ کے قبیلہ کا ایک شخص عمّی ایل کا باپ - اُن بارہ میں سے ایک جاسوس جسے مُوسیٰ نے ملکِ کنعانؔ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا (گنتی ۱۳ : ۱۲) -

جمُول - جامُول:- ایک کاہن جس کی خدمت کی بائیسویں باری تھی (۱ - تواریخ ۲۴ : ۱۷) -

جِنّات کا آشنا:- دیکھئے جادو اور جادوگر ع ۵ د

جنتری:- وہ کتاب جس میں منجّم یا مذہبی ہادی ستاروں اور چاند کی گردش سے سال بھر کی تاریخوں اور تہواروں کو درج کرتے ہیں - دیکھئے کیلنڈر -

جِنّتو - جِنتوئ:- ایک کاہن جو زُربابل کے ساتھ یروشلیم واپس آیا (نحمیاہ ۱۲ : ۴) اور لادیوں کے عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰ : ۶) -

جَنزَرہ:- (عربی) گاڑنے یا دفن کرنے کی جگہ - انگریزی میں genizah - یہودیوں میں رواج تھا کہ کلامِ مُقدّس کے بوسیدہ یا وہ نسخے جن میں کتابت کی غلطیاں ہوں، اُنہیں عبادت خانے کے قریب احتراماً دفنا دیتے تھے تاکہ اُنکی بے حرمتی نہ ہو - تفصیل کے لئے دیکھئے مَدفن -

جنگ:- پرانے زمانہ میں جنگ کا آغاز نرسنگا پھونکنے سے ہوتا تھا (قضاۃ ۷ : ۱۸) - کاہن فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں جاتے تھے تاکہ خدا کی مرضی کو معلوم کریں (۱ - سموئیل ۱۴ : ۸ ببعد) - یہوواہ کی مدد کو حاصل کرنے کے لئے وہ عہد کے صندوق کو بھی ساتھ لے جاتے تھے - جنگ کا فن بہت سادہ تھا - فوج کو دو حصّوں میں تقسیم کرتے تھے - پچھلی طرف کے لوگ کمک پہنچانے یا اگر شکست ہو تو سربراہ کو بھاگنے کا موقع مہیا کرنے کے لئے ہوتے تھے - پہلی قطار میں نیزہ بردار، دوسری میں تیرانداز اور تیسری میں گوپیا چلانے والے ہوتے تھے - گھوڑے اور رتھ بنی اسرائیل میں بہت بعد میں استعمال ہونے لگے - زیادہ لڑائی پیادے ہی کرتے تھے - بعض مرتبہ جنگ سے پہلے دونوں طرف کے پہلوان مقابلہ کرتے تھے اور انہی کی فتح اور شکست سے جنگ کا فیصلہ کر لیا جاتا تھا (۱ - سموئیل ۱۷ : ۳ ببعد؛ ۲ - سموئیل ۲ : ۱۴ ببعد) -

جنگ کا ساز و سامان:- جنگ کے ساز و سامان کا ذکر بائبل مُقدّس میں اکثر حقیقی اور مجازی معنوں میں آتا ہے - ذیل کے مضمون میں صرف اُن ہتھیاروں کا ذکر ہے جو ہاتھ سے استعمال کئے جاتے تھے - جنگی رتھوں اور اُن بڑے آلوں کا ذکر اس جگہ نہیں کیا گیا جو لڑائی میں شہر کو سر کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے - اُن کے لئے دیکھئے دمدمہ منجنیق ...... وغیرہ

۱ - حملہ کرنے کے ہتھیار

(حربہ = آلۂ جنگ؛ عبرانی حربہ = مارنے کا آلہ) -

۱ - بھالا - نیزے، چھوٹے نیزے، برچھی اور بھالے کی چھڑ لکڑی کی ہوتی تھی اور اُن کے آگے پھل لوہے کا ہوتا تھا (۱ - سموئیل ۱۷ : ۷) - یہ وار کرنے اور دُور پھینکنے کے لئے استعمال ہوتا تھا -
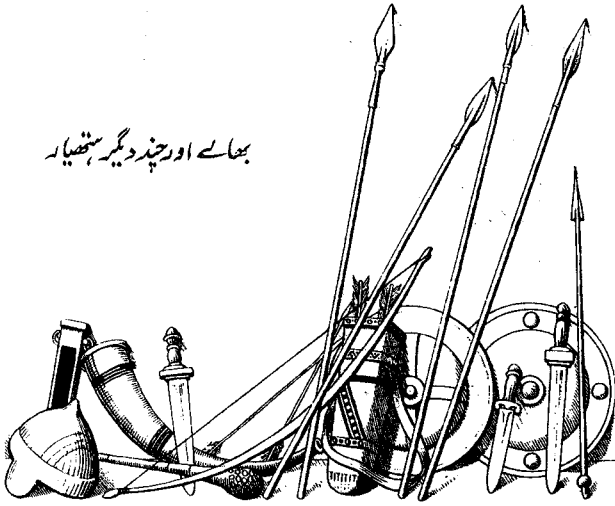
بھالے اور چند دیگر ہتھیار

نیزے کو زمین میں گاڑنا اس بات کی علامت تھی کہ بادشاہ یہاں مقیم ہے (۱ - سموئیل ۲۶ : ۷) - یہ دستور اب بھی عرب شیخوں میں رائج ہے - چھوٹے نیزے کو برچھی کہتے ہیں (گنتی ۲۵ : ۷) - مصری فوج اسی ہتھیار سے مُسلّح ہوتی تھی (یرمیاہ ۴۶ : ۴) - برچھی کو اکثر پیٹھ پر لٹکایا جاتا تھا (۱ - سموئیل ۱۷ : ۶) - کئی لفظ ہیں جن کا ترجمہ اُردو میں تیر کیا گیا ہے جو اصل میں ہاتھ سے پھینکنے کے چھوٹے ہتھیار تھے (۲ - سموئیل ۱۸ : ۱۴) -

۲ - پٹکا - کمربند جس سے تلوار لٹکائی جاتی تھی (۲ - سموئیل ۲۰ : ۸) - مزید دیکھئے لباس کے تحت کمربند -

۳ - تلوار - (عبرانی = حرب) -

بائبل میں تلوار کا ذکر سب سے پہلے آتا ہے - جب آدمؔ اور حوّاؔ کو باغِ عدنؔ سے نکالا گیا تو "خدا نے ..... کروبیوں کو اور چوگرد گھومنے والی شعلہ زن تلوار کو رکھا تاکہ وہ زندگی کے درخت کی راہ کی حفاظت کریں" (پیدائش ۳ : ۲۴) - تلوار کا ذکر بہت مرتبہ آتا ہے - اِس کا سیدھا پھل لوہے کا ہوتا تھا (۱ - سموئیل ۱۳ : ۱۹) اور بعض مرتبہ اُس کے دونوں کنارے تیز ہوتے تھے یعنی وہ دو دھاری تلوار ہوتی تھی (زبور ۱۴۹ : ۶) - یہ پٹکے سے جسم کے بائیں

طرف لٹکائی جاتی اور عام طور پر میان میں رکھی جاتی تھی (۲ سموئیل ۲۰: ۸)۔

اہود کی تلوار جس کی لمبائی ایک ہاتھ تھی اصل میں بڑا خنجر تھا (قضاۃ ۳: ۱۶)۔ چونکہ وہ بین ہتھا یعنی کھبا یا چپ دست تھا (کیتھولک ترجمہ میں دو ہتھا ہے جو غالباً درست نہیں) اِس لئے اُس نے اسے دہنی ران پر باندھ لیا تھا۔

نئے عہدنامہ میں تلوار کا ذکر متعدد جگہ آیا ہے۔ متّی ۱۰: ۳۴؛ ۲۶: ۴۷ وغیرہ۔

مجازی معنوں میں یہ جنگ اور خدا کی عدالت کی علامت ہے (استثنا ۳۲: ۲۵، ۴۱)۔ رومیوں ۱۳: ۴ میں یہ خدا کی طرف سے انسانی حکومت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

خدا کے کلام کو بھی تلوار کہا گیا ہے کیونکہ وہ جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کرتا ہے (عبرانیوں ۴: ۱۲ قب افسیوں ۶: ۱۷)۔

۴۔ تیر کمان۔ بنی اسرائیل کی زندگی میں تیر کمان ایک اہم کردار ادا کرتے تھے۔ کمان میں بعض مرتبہ دو خم اور بعض مرتبہ ایک خم ہوتا تھا۔ یہ عام طور پر تیار کی ہوئی پختہ لکڑی سے بنائی جاتی تھی۔ بعض دفعہ اس پر پیتل بھی چڑھا ہوتا تھا (زبور ۱۸: ۳۴)۔ کمان کی تانت (ڈوری) بیل کی آنت کی بنتی تھی۔ جنگی کمان بہت بڑی ہوتی تھی (زکریاہ ۹: ۱۰)۔ مصریوں کی پانچ فٹ کی ہوتی تھیں۔ کمان چلانے کے لئے ایک حصہ پر پیر رکھ کر تانت (ڈوری) کو کھینچ کر ایک کنڈی میں اٹکایا جاتا تھا۔ اردو میں اسے چلّہ چڑھانا کہا جاتا ہے۔ عبرانی محاورے میں تیر انداز کو کمان پائمال کرنے والا کہا جاتا ہے۔ تیر رکھنے کا خانہ جو اکثر پیٹھ پر ہوتا تھا ترکش کہلاتا ہے۔ تیروں کو ترکش کے بچے کہا جاتا تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ مرثیے ۳: ۱۳)۔

تیر سرکنڈے یا ہلکی لکڑی کے ہوتے تھے اور اُن کے سرے پر دھات وغیرہ لگی ہوتی تھی۔ بعض کو زہر (ایوب ۶: ۴) اور بعض کو آگ لگا کر پھینکا جاتا تھا (زبور ۱۲۰: ۴)۔

کئی قومیں فن تیر اندازی میں ماہر تھیں۔ بنی اسرائیل میں بنیمین، روبن، جدّ اور منسّی کے قبیلے اس میں خاص مہارت رکھتے تھے (۱۔ تواریخ ۵: ۱۸؛ ۱۲: ۲؛ ۲۔ تواریخ ۱۴: ۸)۔

۵۔ فلاخن۔ (عبرانی = قیلہ، قب عربی مقلاع)۔ گوپیا، گوپھن۔ چمڑے یا کپڑے یا رسی کے دو ٹکڑوں کے درمیان ایک پلّے کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔ پلّے میں پتھر رکھ کر دونوں سروں کو ملا کر زور سے سر کے اُوپر گھمایا جاتا ہے۔

پھر ایک سرے کو دفعتاً چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پتھر کو گھمانے سے اتنی زیادہ مرکز گریزی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ نہایت تیز رفتاری سے نشانے کی طرف بڑھتا ہے۔ فلاخن خصوصاً چرواہے کا حفاظتی آلہ تھا (مثلاً داؤد کا ۱۔ سموئیل ۱۷: ۴۰)۔ اس سے وہ اپنے گلّے کو جنگلی جانوروں سے بچا سکتا تھا۔ یہ مصری، بابلی اور اسوری فوج کا حربۂ جنگ بھی تھا۔ اسرائیل کی فوج کا ایک اہم حصّہ ان فلاخن اندازوں کا تھا (۲۔ سلاطین ۳: ۲۵ قب ۲۔ ملوک ۳: ۲۵)۔ بنیمین کے قبیلے کے لوگ اس کے استعمال میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ سے فلاخن چلا کر ٹھیک نشانہ باندھ سکتے تھے اور بال کے نشانے پر بغیر خطا کئے پتھر مار سکتے تھے (قضاۃ ۲۰: ۱۶؛ ۱۔ تواریخ ۱۲: ۲)۔ یرمیاہ ۱۰: ۱۸ میں فلاخن سے پتھر کو پھینکنے کے ایک پُر معنی استعارے میں استعمال کیا گیا ہے۔ عُزیاہ بادشاہ کے فلاخن بہت بڑے آلے تھے جو بڑے بڑے پتھر پھینک سکتے تھے (۲۔ تواریخ ۲۶: ۱۴، ۱۵)۔ یہ ہنرمند لوگوں کی ایجاد تھے۔ ان کے لئے لفظ ★ منجنیق زیادہ موزوں ہوگا۔

۶۔ گُرز۔ ایک خونریز ہتھیار۔ یہ لکڑی کے مگدر کی شکل کا اوزار تھا جس پہ لوہے کی کیلیں جڑی ہوتی تھیں۔ اس کا ذکر یرمیاہ ۵۱: ۲۰ میں ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ گرز امثال ۲۵: ۱۸ میں بھی

استعمال ہوا ہے لیکن وہاں عبرانی میں جو لفظ ہے اُس کا مطلب ایک قسم کا ہتھوڑا ہے۔

ب۔ بچاؤ کے ہتھیار

۱۔ بکتر۔ ایک جنگی لباس جو لوہے کی کڑیوں یا جالی سے بنا ہوتا تھا اسے لڑائی کے وقت سپاہی پہنتے تھے (نحمیاہ ۴: ۱۶؛ یسعیاہ ۵۹: ۱۷؛ یرمیاہ ۴۶: ۴؛ مکاشفہ ۹: ۹، ۱۷)۔ یہ مجازی معنوں میں افسیوں ۶: ۱۴ اور ۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۸ میں استعمال ہوا ہے۔ اِسے زِرہ بھی کہتے ہیں (خروج ۳۹: ۲۳؛ ۱۔ سموئیل ۱۷: ۵)۔ اسے ۱۔ سلاطین ۲۲: ۳۴؛ ۲۔ تواریخ ۱۸: ۳۳ میں جوشن کا نام دیا گیا ہے۔
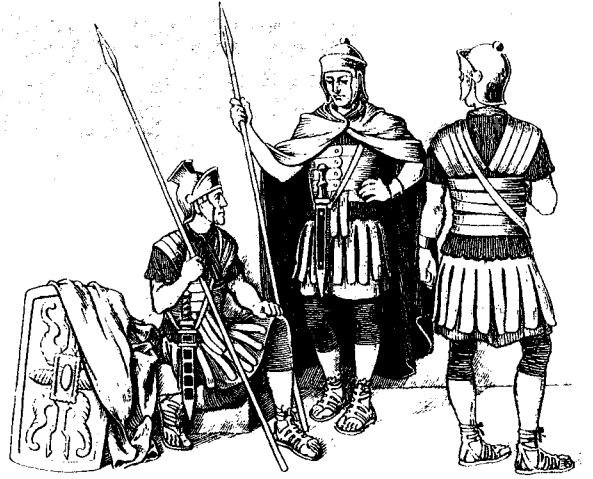
۲۔ خود۔ لوہے یا کسی اور چیز کی ٹوپی جو جنگ میں سر کی حفاظت کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ قدیم زمانے میں خود صرف بادشاہ یا اُمرا پہنتے تھے۔ اسی لئے ساؤل نے اپنا خود داؤد کو دیا (۱۔ سموئیل ۱۷: ۳۸)۔ عزیاہ بادشاہ کے زمانے میں تمام لشکر کے لئے خود مہیا کئے گئے تھے (۲۔ تواریخ ۲۶: ۱۴)۔ یہ غالباً چمڑے کے تھے۔ بعد میں یہ پیتل کے بننے لگے۔

۳۔ ڈھال۔ سپر۔ یہ ہتھیار سب قوموں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل کی ڈھالیں دو قسم کی ہوتی تھیں۔ بڑی جو بیضوی یا مستطیل ہوتی تھی سارے جسم کو محفوظ کرتی تھی۔ یہ بڑی ڈھالیں لشکر لے کر چلتا تھا (۲۔ تواریخ ۱۴: ۸)۔ جاتی جولیت کی ڈھال (سپر) ایک دوسرا شخص لے کر چلتا تھا (۱۔ سموایل ۱۷: ۷)۔ دوسری قسم کی ڈھال چھوٹی ہوتی تھی جسے تیر انداز لے کر چلتے تھے۔ بدقسمتی سے مترجمین نے عبرانی کے دو مختلف لفظوں کا بلا تمیز ترجمہ ڈھال اور سپر کر دیا ہے۔ سلیمان بادشاہ کی ڈھال اور سپر میں سونے کی مناسبت ۴: ۱ تھی۔ یعنی ڈھال میں سونے کی مقدار سپر سے چار گنا زیادہ تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سپر سے چار گنا بڑی تھی (۱۔ سلاطین ۱۰: ۱۶، ۱۷)۔ عام طور پر یہ لکڑی کی ہوتی تھیں اور اُوپر چمڑا لگایا جاتا تھا کیونکہ وہ جلائی جا سکتی تھیں (حزقی ایل ۳۹: ۹)۔ جنگ سے پہلے چمڑے کو خوب تیل لگایا جاتا تھا (یسعیاہ ۲۱: ۵)۔ یہ عمل سپر کو پائدار یا زیادہ چمکدار بنانے کیلئے کیا جاتا تھا۔ بعض مرتبہ یہ پیتل کے بھی ہوتے تھے (۱۔ سلاطین ۱۴: ۲۷)۔

۴۔ زِرہ۔ دیکھئے بکتر۔

۵۔ ساق پوش۔ ساق فارسی میں پنڈلی کو کہتے ہیں۔ ساق پوش پنڈلی کی حفاظت کے لئے پہنا جاتا تھا۔ اس کا ذکر جاتی جولیت کے سلسلے میں آتا ہے (۱۔ سموئیل ۱۷: ۶)۔ یسعیاہ ۹: ۵ میں شائد فوجی بوٹ کا ذکر ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ اشعیا ۹: ۵)۔

۶۔ لاٹھی۔ ہاتھ میں پکڑنے کی لکڑی جس کو اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے (زبور ۲۳: ۴)۔ اس کے ایک طرف لوہا بھی لگا ہوتا ہے۔ اِسے جانوروں کے گننے کے لئے بھی (احبار ۲۷: ۳۲) اور بطور ہتھیار بھی استعمال کیا جا سکتا تھا (زبور ۲: ۹۔ عصا)۔

جنگل۔ بن:۔ بائبل کے مختلف حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ کسی زمانہ میں ملکِ فلسطین میں درخت کثرت سے پائے جاتے تھے۔

اِن جنگلوں کا خاص ذکر ہے۔ حارت کا بن (۱۔ سموئیل ۲۲: ۵)، لبنان کا بن (۱۔ سلاطین ۷: ۲)، افرائیم کا بن (۲۔ سموئیل ۱۸: ۶)، زیف کا بن (۱۔ سموئیل ۲۳: ۱۵)۔

جنگلی بھیڑ:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل۔

جنگلی سُؤر :- دیکھئے حیوانات بائبل ۱۰

جنگلی لتا :- انگور کی سی بیل - دیکھئے نباتات بائبل ۳۲

جنگلی کمان :- (زکریاہ ۹ : ۱۰) دیکھئے جنگ کا ساز و سامان - ۴

جنوب :- مختلف عبرانی لفظوں کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے -
۱- سمت کا نام، شمال کا اُلٹ (واعظ ۱ : ۶) -
۲- دہنی طرف (۱- سموئیل ۲۳ : ۱۹؛ زبور ۸۹ : ۱۲) -
۳- ایک ملک جو یہوداہ کے جنوب میں ہے یعنی نجب - دیکھئے نجب -

جنوبت :- (عبرانی = چوری) - ادومی ہدد کا بیٹا - اُس کی ماں فرعون کی سالی تھی، یعنی ملکہ تحفنیس کی بہن - یہ فرعون داؤد بادشاہ کے عہد کے آخری دنوں میں مصر پر حاکم تھا (۱- سلاطین ۱۱ : ۲۰) -

جو :- دیکھئے نباتات بائبل ۳۳

جُوا :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۸

جواہراتِ بائبل :- دیکھئے معدنیات بائبل ۱

جُوب :- (عبرانی = حوض) - ایک مقام جس کا ذکر ۲- سموئیل ۲۱ : ۱۸ میں فلستیوں اور اسرائیلیوں کی لڑائی کے سلسلے میں آتا ہے - ۱- تواریخ ۲۰ : ۴ کے متوازی حوالہ میں اسے جزر کہا گیا ہے - یونانی ★ ہفتادی ترجمہ میں اسے جات کہا گیا ہے - یہاں داؤد کے چار سورماؤں اور دیوزادوں میں لڑائی ہوئی -

جوبلی :- دیکھئے یوبلی -

جوتی - جوتا :- (عبرانی نعل قب عربی نعل معنی تلا - یونانی ھوپودیما معنی نیچے باندھنا) - جیسے عبرانی اور یونانی نام سے ظاہر ہے بائبل کے زمانے میں جو پیر کا عام پہناوا تھا - وہ زیادہ تر ہماری چپل کی مانند تھا یعنی چمڑے، لکڑی وغیرہ کا تلا جس میں پیر لٹکا کر تسمے باندھ لیتے تھے (پیدائش ۱۴ : ۲۳؛ مرقس ۱ : ۷) - لیکن پورے جوتے بھی ہوتے تھے - حزقی ایل ۱۶ : ۱۰ میں عورتوں کے خوبصورت تخس کی کھال کے جوتوں کا ذکر ہے اور غزل الغزلات میں محبوبہ کی خوبصورتی جوتیوں سے دوبالا ہوتی ہے (۷ : ۱) - جن جنگی مردوں کے جوتوں کا ذکر یسعیاہ ۹ : ۵ میں ہوا ہے اُن کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ تسموں سے پیر پر کسے جاتے تھے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ اور تصاویر) -

مصری

یونانی

بابلی

رومی
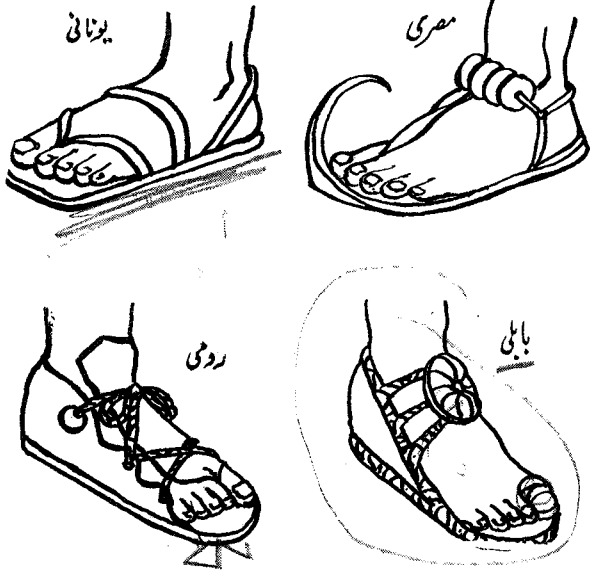
جب خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو منادی کے لئے بھیجا تو متی ۱۰ : ۱۰ میں حکم دیا "راستہ کے لئے نہ جھولی لینا نہ دو دو کرتے نہ جوتیاں"۔ مرقس ۶ : ۹ میں حکم دیا ہے "مگر جوتیاں پہنو اور دو دو کرتے نہ پہنو"۔ یہ ظاہری تضاد لوقا ۱۰ : ۴ سے صاف ظاہر ہے جہاں مطلب یہ ہے کہ جوتیاں لے جانی نہیں بلکہ صرف پہننی ہیں۔

مشرقی دستور کے مطابق پاک مقام میں بطور احترام جوتے اُتار دیئے جاتے تھے (خروج ۳ : ۵) - ماتم کرتے وقت بھی جوتے اُتار دیئے جاتے تھے (۲- سموئیل ۱۵ : ۳۰) - کھانے کے دسترخوان پر گھر میں جوتے نہیں پہنے جاتے تھے (لوقا ۷ : ۳۸؛ یوحنا ۱۳ : ۵، ۶) -

عام طور پر جب مالک باہر سے گھر واپس آتا تھا تو غلام اُس کے پیر دھونے کے لئے جوتیاں اُتارتا یعنی تسمے کھولتا (متی ۳ : ۱۰؛ لوقا ۳ : ۱۶؛ یوحنا ۱ : ۲۷؛ اعمال ۱۳ : ۲۵) - یوحنا کا یوں کہنا اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ خداوند مسیح کا غلام بننے کے لائق بھی نہ تھا - زبور ۶۰ : ۸ کا مطلب بھی یہی ہے - یعنی موآب اور ادوم داؤد کے غلام ہیں -

جوتی کا علامتی استعمال بھی بہت دلچسپ ہے - کسی چیز یا جگہ پر جوتی رکھنے سے یہ مراد تھی کہ وہ اب اُس شخص کی ملکیت ہے (مقابلہ کریں استثنا ۱۱ : ۲۴؛ یشوع ۱ : ۳) -

ایک اور قدیم رسم کے مطابق اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے بے اولاد مر جانے کے بعد اپنی بھاوج کو اپنانے اور اُس سے اپنے بھائی کے لئے اولاد پیدا کرنے سے انکار کرتا تو اُسے اُس کی بھاوج بزرگوں کے پاس لے جاتی اور اگر وہ بزرگوں کے کہنے کے باوجود انکار کرتا تو وہ عورت اُس کی جوتی اتارتی اور

اُس کے منہ پر تھوکتی - اور وہ "جوتے اُتارے گئے کا خاندان" (عربی میں "بیت مخلوع النعل") کہلاتا (استثنا ۲۵: ۷-۱۰؛ روت ۴: ۷...... الخ)۔

جوتی کا تسمہ :- دیکھئے تسمہ۔

جوج اور ماجوج - یاجوج اور ماجوج :-

حزقی ایل ۳۸: ۲ میں ہمارا جوج سے جو ماجوج کی سرزمین کا ہے تعارف کروایا گیا ہے - یہ روش اور میسک اور توبل کا فرمانروا بھی ہے۔

تل العمرنا کی تختیوں میں جگایا کا ذکر ہے جس کا تعلق وحشی لوگوں کے ساتھ تھا۔ یہ قومیں غالباً ایشیائے کوچک کے مشرقی علاقہ میں بحیرۂ اسود کے کنارے مقیم تھیں۔ بعض مفسر روش، میسک اور توبل کو موجودہ روس، ماسکو اور توبالسک سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ قیاس بالکل بے بنیاد ہے۔ مکاشفہ ۲۰: ۸ میں جوج اور ماجوج سے علامتی طور پر دنیا کی سب بے دین اور ملحد قومیں مُراد ہیں جو خدا کی بادشاہی کے خلاف آخری ناکام محاذ آرائی کریں گی۔

یاجوج اور ماجوج کا ذکر قرآن شریف میں سورہ الکہف (۱۸): ۹۵ میں آتا ہے۔

جور :- ایک چڑھائی جو ابلعام کے نزدیک ہے - یہ وہ جگہ ہے جہاں اخزیاہ کو جب وہ یاہو کے سامنے سے بھاگ رہا تھا، کاری چوٹ لگی جس سے وہ مر گیا (۲-سلاطین ۹: ۲۷)۔

جور بعل :- (عبرانی = بعل کی رہائش گاہ)۔ عربوں کی ایک چھوٹی بستی۔ خدا نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے عزیاہ کی مدد کی تھی (۲-تواریخ ۲۶: ۷)۔

جوزان :- ایک جگہ کا نام۔ جب شاہ اسور نے سامریہ کو فتح کیا تو وہ بنی اسرائیل کو اسیر کر کے یہاں لے گیا (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱۸: ۱۱؛ ۱-تواریخ ۵: ۲۶؛ اس کا ذکر ۲-سلاطین ۱۹: ۱۲ اور یسعیاہ ۳۷: ۱۲ میں بھی آتا ہے)۔

یہ شمالی مشرقی مسوپتامیہ میں دریائے خابور (ندی) پر واقع تھا۔ ۱۹۱۱ء میں تل حلاف میں (یہ جوزان کا موجودہ نام ہے) کھدائی کے دوران مٹی کے برتن پائے گئے جو ۴۰۰۰ ق م تک پرانے سمجھے جاتے ہیں۔

جوشن :- دیکھئے جنگ کا سازوسامان ب ۱۔

جوعاتہ - جوعہ :- ایک مقام جو یروشلیم کے قریب تھا (یرمیاہ ۳۱: ۳۹)۔

جولآن :- گلیل کی جھیل کے شمال مشرق میں ایک علاقہ یہاں ہیرودیس الطیپطر حکمران تھا - یہ شہر کا نام بھی ہے جو منسیوں کے بسن میں واقع تھا (استثنا ۴: ۴۳؛ یشوع ۲۰: ۸؛ ۲۱: ۲۷)۔

جولانگاہ :- دوڑنے کی جگہ race course یونانی لفظ stadion کا ترجمہ - یہ کیتھولک ترجمہ میں ۱-کرنتھیوں ۹: ۲۴ میں استعمال ہوا ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں جگہ اور عمل دونوں کے لئے "دوڑ" ہی استعمال ہوا ہے "..... دوڑ میں دوڑنے والے دوڑتے تو سب ہیں ....."
نیز دیکھئے دوڑ۔

جولیت - جلیات :- فلستی فوج کا قدآور پہلوان جو غالباً ★ جبّاروں یعنی عناقیم کی اولاد سے تھا (گنتی ۱۳: ۳۳؛ یشوع ۱۱: ۲۲) - یہ جات کا دیو تھا اور فلستیوں کی طرف سے بنی اسرائیل کو جنگ کے لئے للکارتا تھا۔ داؤد نے اُسے موت کے گھاٹ اُتارا (۱-سموئیل ۱۷)۔ فلسطین میں جو انسانی پنجر ملے ہیں اُن میں ایسے بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قد کے شخص اُس ملک میں پائے جاتے تھے - یہ ایک مذہبی جنگ تھی جس میں اسرائیل کے خدا کی غیرت کو للکارا گیا تھا (۱-سموئیل ۱۷: ۴۵)۔

۲-سموئیل ۲۱: ۱۹ کے مطابق الحنان نے جاتی جولیت کو قتل کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ الحنان داؤد کا پہلا نام تھا۔ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ شخص جاتی جولیت کا بھائی تھا جسے الحنان نے ٹھکانے لگایا اور جس کا نام لحمی بھی تھا (۱-تواریخ ۲۰: ۵)۔

جونک :- ایک خون چوسنے والا کیڑا جو جسم پر چمٹ جاتا ہے اور جب تک خون پی کر سیر نہیں ہو جاتا چمٹا رہتا ہے - امثال کی کتاب میں چار چیزوں کا ذکر ہے جن کی ہوس جونک کی طرح کبھی پوری نہیں ہوتی - پاتال، بانجھ کا رحم، زمین جو سیراب نہیں ہوتی اور آگ (امثال ۳۰: ۱۵، ۱۶)۔

جونی :- ۱- نفتالی کے قبیلے کا ایک خاندان (پیدائش ۴۶: ۲۴؛ گنتی ۲۶: ۴۸؛ ۱-تواریخ ۷: ۱۳)۔
۲- بنی جد کے ایک خاندان کا سردار (۱-تواریخ ۵: ۱۵)۔

جہاز اور کشتی :-

۱- پرانے عہد نامہ میں

عبرانی لوگ جہاز رانی اور جہازوں سے بہت کم واسطہ رکھتے تھے - جغرافیائی لحاظ سے وہ شروع میں سمندر سے دور تھے - صرف کچھ چھوٹے قبیلے مثلاً آشر اور دان ساحل کے نزدیک ہونے کے باعث

کشتیوں اور بندرگاہوں سے واقف تھے (قضاۃ ۵: ۱۷) اور اشکار اور زبولون کے علاقوں کی حدیں بحیرۂ روم تک پھیلی ہوئی تھیں (استثنا ۳۳: ۱۹)۔ تاہم بنی اسرائیل بحری سفر اور جہازوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ حزقی ایل کی کتاب میں ملاحوں کو دانشمند آدمی پکارا گیا ہے (۲۷: ۲۹)۔ زبور نویس طوفان میں جہاز کے حشر کی اتنی عمدہ اور حقیقت پسندانہ تصویر کھینچتا ہے جیسے کہ اُس کی آپ بیتی ہو (زبور ۱۰۷: ۲۳-۳۰)۔

یوناہ نبی کے صحیفہ میں بھی سمندر اور جہازرانی کا کافی بیان ہے۔ نبی یافا کی بندرگاہ سے کرایہ دے کر بڑے جہاز میں سوار ہوتا ہے۔ آندھی اور طوفان کے دوران جہاز کو تباہی سے بچانے کے لئے ملاح اجناس اور سامان سمندر کی نذر کرتے ہیں تاکہ جہاز ہلکا ہوجائے (۱: ۱-۵)۔ اس جہاز میں سونے کی جگہ بھی تھی۔ طوفان کے دوران یوناہ نبی جہاز میں سو رہا تھا (آیت ۵۔ عبرانی میں اس جگہ جہاز کو **سفینہ** کہا گیا ہے۔ اس لفظ میں چھت یا سایہ کا مفہوم ہے یعنی عرشہ دار جہاز)۔

حزقی ایل ۲۷: ۵-۹ میں ایک تجارتی جہاز کی بناوٹ کا صحیح اور دلچسپ بیان ہے۔ اس خوبصورت جہاز کے تختے ملک سنیر کے سرووں سے بنائے گئے تھے۔ اس کا مستول لبنان کے دیوداروں کو کاٹ کر بنایا گیا تھا (۵)۔

بسن کے بلوطوں سے اس کے ڈانڈ (چپّو) تراشے گئے تھے۔ عرشہ (تختہ بندی - deck) پر بیٹھنے کے لئے بینچ جزائر کتیم کی صنوبر کی لکڑی سے ہاتھی دانت کی پچی کاری کرکے بنائے گئے تھے (۶)۔ اس جہاز کے بادبان مصری منقش (یعنی ان پر کشیدہ کاری کی ہوئی تھی) کتان کے تھے اور جھنڈے یا پرچم کا کام دیتے تھے۔ اس کا شامیانہ جزائر الیسہ کے خوبصورت رنگوں کا تھا (۷)۔ اس جہاز کے کھینے والے ملاح صیدا اور ارود کے تھے اور اس کے ناخدا صور کے دانشمند لوگ تھے (۸)۔ جہاز میں جبل کے تجربہ کار مستری مرمت کے کام (رخنہ بندی، درز بندی) کے لئے موجود تھے (۹)۔

مختلف قسم کے جہاز

۱۔ جس عبرانی کے عام لفظ (ادنیاہ) کو حزقی ایل نے استعمال کیا ہے وہ ۱-سلاطین ۹: ۲۶-۲۷؛ یسعیاہ ۳۳: ۲۱ اور یوناہ ۱: ۳ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ علمِ اشتقاق کے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ لفظ غالباً ہند یورپی لفظ نیوس navis اور سنسکرت لفظ ناؤ سے مستعار ہے۔ اس کی جمع اونیوت ہے اور بیڑے کے لئے لفظ اونی استعمال ہوا ہے۔

۲۔ ترسیس کے جہاز۔ یہ بڑے بحری جہاز تھے اور بھاری سامان لے کر گہرے سمندر میں سفر کرتے تھے (حزقی ایل ۲۷: ۲۵)۔ اس قسم کے جہازوں کے بیڑے استعمال میں تھے (۱-سلاطین ۹: ۲۶)۔ ان جہازوں کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف قیاس ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ خام دھات کو صاف کرنے کے لئے لے آنے اور لے جانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ یا یہ ترسیس کی بندرگاہ تک جو کلکیہ میں تھی سفر کرسکتے تھے (قب ۲-تواریخ ۲۰: ۳۶)۔ اوروں کا خیال ہے کہ ان کا نام یونانی لفظ tarsos = چپو سے تعلق رکھتا ہے (یہ یونانی لفظ نئے عہدنامہ میں استعمال نہیں ہوا)۔ علماء کا خیال ہے کہ ایسے جہاز میں ۳۰ سے ۶۰ چپّو چلانے والے اوپر نیچے دو قطاروں میں بیٹھ کر جہاز کو جب سمندر پُرسکون ہو چلاتے تھے۔ ان جہازوں کی تصویریں سنحیرب بادشاہ کے اُن نقوش میں ملتی ہیں جو اس نے فینیکی بیڑے پر فتح حاصل کرنے کے بعد (۷۰۰ ق-م) دیواروں کے پتھروں پر کندہ کروائیں۔

۳۔ اور قسم کے بڑے جہازوں کا ذکر ہے جنہیں اُردو میں صرف جہاز کہا گیا ہے۔ ندیوں اور نہروں کے لئے (یسعیاہ ۳۳: ۲۱ - یہاں انہیں شاندار جہاز کہا گیا ہے)، سمندر پر کوش تک جانے والے جہاز (حزقی ایل ۳۰: ۹)، کتیم (کپرس) اور صور کے ساحل تک جانے والے جہاز (گنتی ۲۴: ۲۴)۔ ایسے بڑے جہازوں میں مستول نصب کئے جاسکتے تھے (یسعیاہ ۳۳: ۲۳)۔

۴۔ ایک اور بڑا جہاز (عبرانی **سفینہ**۔ قب عربی سَفِینَہ۔ اس عبرانی لفظ کا بنیادی مفہوم چھت والا ہے یعنی عرشہ دار جہاز)۔ اسی لئے یوناہ نبی کے لئے ممکن ہوا کہ جہاز کے اندر سوئے (یوناہ ۱: ۵)۔ یہ جہاز بادبان والا تھا اور اسے ملّاح چلاتے تھے (عبرانی ملاخ۔ جمع ملاخین)۔ یسعیاہ ۱۸: ۱ میں بھی غالباً اسی قسم کے جہازوں کا ذکر ہے۔ کُوش کی ندیوں کے پار واقع ملک کو "پروں کے پھڑپھڑانے کی سرزمین" کہا گیا ہے۔ یہ اشارہ جہاز کے بادبانوں کی طرف ہے جو ہوا میں ایسی حرکت کرتے ہیں۔ ان آیات کا تشریحی ترجمہ یوں ہوسکتا ہے:

"آہ دریائے نیل کے بالائی علاقے، تو جو کوش کی ندیوں کے پار ہے۔ جہاں تیری کشتیاں ہوا میں بادبان پھیلائے دریا کی سطح پر تیزی سے سفر کرتی ہیں۔ ان بردی کی تیز رفتار کشتیوں میں تیرے ایلچی سفر کرتے ہیں۔"

۵۔ ڈانڈ کی کشتی (چپو والی کشتی) کا ذکر یسعیاہ ۳۳: ۲۱ میں ہے (عبرانی ادنی شایت۔ جمع شاتیم = چپو چلانے والے حزقی ایل ۲۷: ۸)۔ یہ بڑی بھی ہوسکتی تھی (دیکھئے اوپر ۲)۔

۶۔ دریا پار کرنے کے لئے چھوٹی کشتی۔ یہ چپٹے پیندے کی تھی اور دریا عبور کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی (عبرانی عبارہ۔ ایک گھاٹ جہاں سے یردن پار کرتے تھے اسی وجہ سے ★ بیت برہ

کہلاتا تھا (قضاۃ ۷: ۲۴)۔

★ بیت عنیاہ کو بھی بعض نسخوں میں بیت برہ یا بیت عبارہ پکارا گیا ہے (یوحنا ۱: ۲۸)۔

کشتیوں کے بنانے میں بُردی (پیپرس) کا استعمال دلچسپ ہے۔ ایسی کشتیوں کا ذکر یسعیاہ ۱۸: ۲ اور کیتھولک ترجمہ میں ایوب ۹: ۲۶ میں آتا ہے۔ نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ص ۱۶۷

ب۔ نئے عہد نامہ میں

۱۔ گلیل کی جھیل میں۔

گلیل کی جھیل کی کشتیاں زیادہ تر مچھلی پکڑنے کے لئے استعمال ہوتی تھیں (مثلاً متی ۴: ۲۱؛ مرقس ۱: ۱۹؛ یوحنا ۲۱: ۳ وغیرہ)۔ یہ جھیل میں سفر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتی تھیں (متی ۸: ۲۳ بعد؛ ۹: ۱؛ ۱۴: ۱۳ بعد)۔ خداوند یسوع مسیح نے کشتی میں بیٹھ کر بھی درس دیئے۔ اِس کا یہ فائدہ تھا کہ بھیڑ کو کچھ فاصلے پر رکھا جا سکتا تھا اور لوگ پہاڑی ساحل پر تماشہ گاہ کی طرح مختلف بلندی پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پیغام کو اچھی طرح سن سکتے تھے (مرقس ۴: ۱؛ لوقا ۵: ۲ بعد)۔

یہ کشتیاں بہت بڑی نہیں تھیں۔ ایک میں یسوع اور اُن کے شاگرد سما سکتے تھے (مرقس ۸: ۱۰)، لیکن ایک جال میں مچھلیوں کا بڑا غول اتنا بھاری ہو سکتا تھا کہ دو کشتیاں ڈوبنے لگیں (لوقا ۵: ۷)۔ اگرچہ ان میں بادبان تو ہوتے تھے تو بھی احتیاطاً چپو ساتھ رکھے جاتے تھے تاکہ طوفان میں یا جب ہوا بالکل بند ہو تو اُنہیں کشتی کھینے کے لئے استعمال کیا جائے (مرقس ۶: ۴۸؛ یوحنا ۶: ۱۹)۔

۲۔ ب۔ بحیرہ روم میں۔

بحیرۂ روم کے جہاز صدیوں تک ایک ہی قسم کے رہے۔ جنگی جہاز چوڑائی کی نسبت تقریباً آٹھ گنا لمبے ہوتے تھے۔ وہ چپوؤں سے چلائے جاتے اور شاذونادر ہی ساحل سے دور جاتے تھے۔ تجارتی جہاز چوڑائی کی نسبت تین گنا لمبے ہوتے تھے۔ اِن میں بادبان ہوتے تھے لیکن اچانک ضرورت کے لئے تقریباً ۲۰ چپو ساتھ رکھتے تھے۔ یہ بھی ساحل کے قریب ہی رہتے تھے لیکن اچھے موسم میں کھلے سمندر میں سفر کرنے کی ہمت کرتے تھے۔ پولس رسول کے بشارتی سفر زیادہ تر چھوٹے ساحلی جہازوں یا کشتیوں میں کئے گئے۔ لیکن روم جاتے ہوئے اُس نے دو بڑے اناج کے جہازوں میں جو مصر سے اطالیہ جاتے تھے سفر کیا۔ اِن میں سے ایک اتنا بڑا تھا کہ اس میں ۲۷۶ مسافر اور ملاح آسانی سے سما سکتے تھے (اعمال ۲۷: ۳۷)۔ یہودی مورخ ★ یوسیفس لکھتا ہے کہ اُس نے ایک مرتبہ ایک جہاز میں سفر کیا جس میں چھ سو سواریوں کی گنجائش تھی۔

انجیل نویس لوقا نے پولس رسول کے بحری سفر کی ایک نہایت صحیح اور دلچسپ تصویر کھینچی ہے۔ اگر آپ جہاز کی تصویر اپنے سامنے رکھ کر اسے پڑھیں تو بہت لطف اندوز ہوں گے۔ جلی حروف میں لکھے ہوئے الفاظ کی تشریح قاموس میں اُنہی لفظوں کے نیچے دیکھئے۔

پولس رسول نے جس جہاز میں سفر کیا اُس میں ایک مرکزی **مستول** تھا۔ اُس پر ایک مربع شکل کا **بادبان** ایک ڈنڈے پر کسا ہوا تھا۔ یہ ڈنڈا مستول پر اُفق کے متوازی بندھا ہوا تھا۔ اس جہاز میں سامنے کی طرف جسے **گلہی** کہتے ہیں (اعمال ۲۷: ۳۰) ایک اور ترچھا مستول تھا جس پر ایک چھوٹا بادبان تھا۔ اِس بادبان کی مدد سے ہوا میں جہاز کا رُخ بدلا جا سکتا تھا یا طوفان میں بہنے سے روکا جا سکتا تھا (۲۷: ۴۰)۔ جہاز کے **پچھلے حصے** کو **دنبالہ** (دُنباسہ) کہتے ہیں (۲۷: ۴۱)۔ یہاں **پتوار** (یہ لکڑی کے چوڑے چپو نما ٹکڑے ہوتے ہیں جن سے کشتی کا رُخ بدلا جا سکتا ہے) لگا ہوتا ہے۔ جہاز کا یہ حصہ خم کھا کر اُوپر اُٹھتا ہے اور راج ہنس کی گردن نما شکل میں ختم ہوتا ہے۔ اکثر جس شہر کا جہاز ہوتا ہے وہاں کے دیوتا کی مورتی دنبالہ میں نصب ہوتی ہے۔ پتوار کے دونوں چپوؤں کو الگ الگ یا باندھ کر اکٹھا استعمال کیا جاتا ہے۔ پولس رسول کے جہاز میں طوفان کے دوران ان کو کھول دیا گیا تھا (۲۷: ۴۰)۔

مستول
ڈنڈا
مربع پال (بادبان)
راج ہنس کا سر اور گردن
ترچھا مستول
دنبالہ (دُنباسہ)
پتوار
چھوٹا پال (بادبان)
گلہی
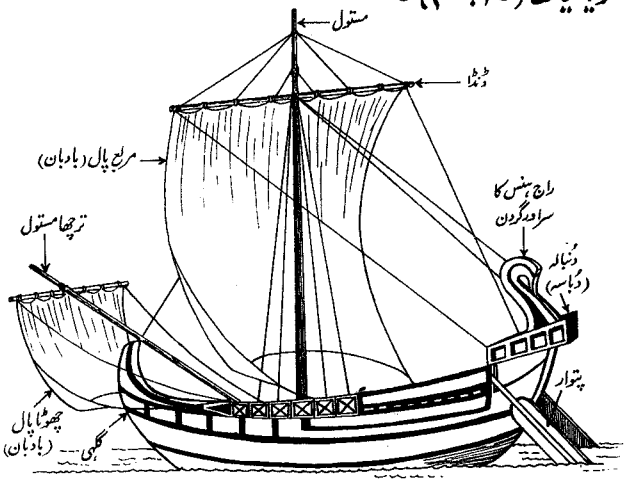
جہاز کا اگلا حصہ یعنی سرِ جہاز، دنبالہ کی طرح خم کھا کر اُوپر اُٹھا تھا۔ اس جگہ جہاز کا نام یا نشان کھدا ہوتا تھا یا رنگ سے نقش کیا ہوتا تھا۔ پولس رسول کے دوسرے جہاز کا نشان ★ دلیسکوری تھا۔ **لنگر** لکڑی کے تنے میں سیسے کے بازوؤں سے بنا ہوتا ہے۔ ہر جہاز میں تین یا اس سے زائد لنگر ہوتے ہیں۔ جب جہاز کو ساحل کے قریب کھڑا کرنا مقصود ہو تو جہاز کے گلہی سے دو تین لنگر گرا دیتے ہیں اور پچھلی طرف سے رسیوں کے ذریعہ جہاز کو ساحل سے باندھ دیتے ہیں۔ جہاز کا رُخ بدلنے کے لئے پیچھے کی

طرف لنگر ڈالتے ہیں۔ پولس رسول کا جہاز جب طوفان میں کم گہرے پانی میں جانے لگا تو ملاحوں نے یہی کام کیا (۲۷ : ۲۹)۔

گہرا پانی ناپنے کے لئے سیسے کا وزن ایک رسّی میں باندھ کر پانی میں ڈالتے ہیں۔ اس عمل کو **تھاہ لینا** کہتے ہیں (۲۷ : ۲۸)۔ پرسہ ایک ناپ ہے (دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۳۱)۔

اچھے موسم میں ایک چھوٹی کشتی **ڈونگی** (قارب) دنبالہ سے باندھ کر سمندر میں چھوڑ دی جاتی ہے اور وہ جہاز کے پیچھے پیچھے تیرتی آتی ہے۔ لیکن طوفان میں اسے کھینچ کر جہاز کے اوپر چڑھا لیا جاتا ہے (۲۷ : ۱۶-۱۷)۔ اس کشتی سے جانوروں وغیرہ کو جہاز پر چڑھانے اُتارنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ خطرے میں کچھ لوگ اسے استعمال کر سکتے تھے تاہم اس زمانے میں حفاظتی کشتیاں نہیں ہوتی تھیں۔ جہاز تباہ ہونے پر لوگ تختوں وغیرہ کو استعمال کر کے جان بچاتے تھے (قب ۲۔کرنتھیوں ۱۱ : ۲۵)۔ بحری سفر میں کافی خطرے کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو خاص کر تاجروں کے توپو بارہ ہوتے تھے (قب مکاشفہ ۱۸ : ۱۹)۔

اکثر جہاز کا مالک خود جہاز میں سفر کرتا تھا اور ناخدا کی مدد سے جہاز رانی کا انتظام کرتا تھا۔ اگر کسی جہاز کو رومی حکومت نے اپنے کام کے لئے تحویل میں لیا ہو تو اُس پر ایک صوبیدار افسر مقرر ہوتا تھا اور اس کے حکم کو اوروں کے حکم پر ترجیح دی جاتی تھی (۲۷ : ۱۱)۔

بعض تجارتی جہازوں میں تین عرشے اور کئی پُر تکلف حجرے ہوتے تھے۔ نومبر کے وسط سے فروری کے وسط تک جہازوں کو اُن کے مستول نکال کر کھڑا کر دیا جاتا تھا تاکہ سردی کے طوفانوں سے جہازوں کو نقصان نہ ہو (۲۸ : ۱۱)۔ اس عرصہ سے ایک ماہ پہلے اور ایک ماہ بعد کے وقت کو بھی خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ خطرے کی اصلی وجہ یہ تھی کہ اس موسم میں آسمان بادلوں اور دُھند سے چھپا رہتا تھا اور ستارے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اس کی وجہ سے جہاز رانی میں دقت پیش آتی تھی۔ اِسی سبب سے پولس رسول کئی جگہ جاڑے میں سفر نہ کرنے کی بابت لکھتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۶ : ۶ بعد، ۲۔تیمتھیس ۴ : ۲۱؛ ططس ۳ : ۱۲)۔ جس طوفان سے پولس رسول کا پالا پڑا اُسے ★ یُورکلون کا نام دیا گیا تھا (اعمال ۲۷ : ۱۴)۔

بحری زندگی سے بائبل میں بہت کم استعارے اور تشبیہات لی گئی ہیں۔ عبرانیوں ۶ : ۱۹ میں اُمید کو جان کا لنگر کہا گیا ہے اور یعقوب ۳ : ۴-۵ میں زبان کو پتوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جہنم :- دیکھئے علم الآخرت ۱۰ دوزخ۔

جہیز :- دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۴

جھاڑ پھونک :- بدروحیں نکالنے کے لئے کچھ پڑھ کر پھونکنے، دم کرنے یا جادو کرنے کا عمل۔ یہ لفظ اعمال ۱۹ : ۱۳ میں استعمال ہوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں حاضراتی ہے جس کے معنی ہیں جن بھوت کو بلانے والا عامل۔

نیز دیکھئے جادو اور جادوگری ۵د

جھاڑو۔ جاروب :- کوڑا کرکٹ صاف کرنے کا آلہ۔ بائبل میں دو جگہ اس کا ذکر ہے۔ پہلا مجازی معنوں، دوسرا حقیقی معنوں میں (یسعیاہ ۱۴ : ۲۳ اور لوقا ۱۵ : ۸)۔

جھاڑی :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۴

جھالر :- بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اپنے پیراہن کے کناروں پر جھالر لگائیں تاکہ اُس کو دیکھ کر اُن کو خدا کے سب احکام یاد آ جائیں اور وہ جانیں کہ اُنہیں اپنے خدا کے وفادار رہنا ہے (گنتی ۱۵ : ۳۸؛ استثنا ۲۲ : ۱۲)۔

بعد ازاں یہ یہودیوں کا خصوصی نشان بنا (قب زکریاہ ۸ : ۲۳)۔ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں یہ کافی عام تھے (متی ۹ : ۲۰؛ ۱۴ : ۳۶؛ ۱۳ : ۵)۔ نیز دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۸

جھانجھ :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۱۔ا۔

جھاؤ۔ ترمہ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۵

جھلملی :- جھری دار کواڑ، کھڑکی یا جھروکا۔ اس کا مقصد گھر کو پردہ دار، ہوادار اور خوبصورت بنانا تھا اور ساتھ ہی روشنی کو کم کرنا بھی مقصود تھا (قضاۃ ۵ : ۲۸؛ ۲۔سلاطین ۱ : ۲)۔

جھمکے :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۷

جھنجری :- سوراخ دار آہنی توا جس کو انگیٹھی میں راکھ گزارنے کے لئے لگاتے ہیں۔ اِس کا ذکر قربان گاہ کے سلسلے میں خروج ۲۷ : ۴؛ ۳۵ : ۱۶؛ ۳۸ : ۴، ۵ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ آتش دان ہے۔

جھنڈا۔ علم :۔

جھنڈا ایک مخصوص نشان تھا جو اُونچا اُٹھایا جاتا یا نصب کیا جاتا تھا تاکہ لوگ دُور ہی سے اُسے دیکھ کر اکٹھے ہو جائیں۔ یہ خاص کر فوج کے سپاہیوں کو بلانے اور اکٹھا کرنے کا طریقہ تھا (یسعیاہ ۵ : ۲۶؛ ۱۳ : ۲؛ ۱۸ : ۳)۔ پرانے زمانے کے جھنڈے ایک بلّی پر ایک نشان یا علامت لگانے سے بنتے تھے (یسعیاہ ۳۰ : ۱۷)۔ ہمیں معلوم نہیں کہ عبرانی جھنڈوں پر کیا کیا علامتیں تھیں یا وہ کس قسم کے تھے، آیا کپڑے کے تھے یا کہ لکڑی کے تختے پر کوئی شکل بنی ہوئی تھی۔
بعض کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر قبیلے نے اپنے لئے ایک جانور کا نشان چُن لیا تھا، مثلاً یہوداہ نے شیر، دانؔ نے سانپ، نفتالیؔ نے ہرن، وغیرہ کا ان کا ذکر یعقوب کا اپنے لڑکوں کو برکت دینے کے سلسلے میں آتا ہے۔ پیدائش ب ۴۹)۔
مصر اور مسوپتامیہ میں کھدائی کے دوران جو فنِ مصوّری کے نمونے ملے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے جھنڈوں پر کسی جانور کی تصویر یا دیوتا کی مورت ہوتی تھی۔

بائبل میں صرف ایک ہی جھنڈے کے متعلق کچھ تفصیل درج ہے۔ گنتی ۲۱ : ۹ میں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ بلّی کیا گیا ہے وہ اَور جگہ جھنڈا ہے (نیس = جھنڈا؛ قب یہوواہ نسی خروج ۱۷ : ۱۵ = یہوواہ میرا جھنڈا ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یہ بانس کے اوپر پیتل کا سانپ تھا۔ غالباً اور جھنڈے بھی اسی قسم کے ہوتے ہوں گے۔
کپڑے کے جھنڈے (پرچم) کا رواج بعد میں شروع ہوا۔
رومی فوجی جھنڈوں پر عقاب اور دوسری علامتیں ہوتی تھیں۔
★ پیلاطسؔ نے اپنے عہد میں ہیکل کی حدود میں رومی فوج تعینات کی۔ چونکہ اُن کے جھنڈے پر قیصر کی مورتی بنی ہوئی تھی اس لئے یہودیوں نے احتجاج کیا، کیونکہ اُن کے نزدیک یہ دوسرے حکم یعنی "تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا" کے خلاف تھا۔ پیلاطسؔ نے ان کی بات کی پرواہ نہیں کی اور وہاں بلوہ ہوگیا۔
نیز دیکھئے پیلاطسؔ، پنطیسؔ۔

جھنکاڑ۔ جھاڑی :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ع ۳۶

جھوٹ۔ جھوٹ بولنا :۔ جو کچھ سچ نہ ہو۔ غلط بیانی۔ حقیقت کے خلاف۔ دروغ، دروغ گوئی۔

عبرانی کے کئی ہم معنی الفاظ کا ترجمہ اردو میں جھوٹ، دروغ، بطلان، بہتان، دغا اور فریب وغیرہ سے کیا گیا ہے۔
مثلاً عبرانی شاقر (قب عربی شُقَر بمعنی جھوٹ)۔ ایوب ۱۳ : ۴؛ زبور ۶۳ : ۱۱؛ زبور ۱۰۱ : ۷۔ دروغ گو؛ زبور ۱۱۹ : ۶۹۔ بہتان؛ یسعیاہ ۴۴ : ۲۰۔ بطالت وغیرہ۔ کاذب (قب عربی کِذب) قضاۃ ۱۶ : ۱۰، ۱۳؛ زبور ۴۰ : ۴؛ امثال ۶ : ۱۹؛ ہوسیع ۷ : ۱۳۔ ان تین حوالوں میں دروغ ہے؛ حزقی ایل ۱۳ : ۸۔ بطلان وغیرہ۔
اکذاب۔ اوپر کے لفظ کی دوسری شکل۔ دھوکا۔ میکاہ ۱ : ۱۴۔ دغابازی۔ اس آیت میں رعایتِ لفظی ہے۔ ایک شہر ★اکزیب اور دغابازی کے لئے عبرانی لفظ اکذیب پر ضلع جگت ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ کِذب کے استعمال سے رعایتِ لفظی قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے "اور اکزیب کے گھر شاہِ اسرائیل کے لئے کِذب ہوں گے"۔ یہی لفظ یرمیاہ ۱۵ : ۱۸ میں ندی کے لئے آیا ہے۔ ندی کو دھوکے کی ندی کہا گیا ہے (کیتھولک "نہرِ کاذب")۔ مراد وہ ندی ہے جو جلد سوکھ جاتی ہے اور یوں مسافر کو دھوکا دیتی ہے۔

جھوٹ حقیقت میں وہ غلط بیانی ہے جس کا مقصد کسی کو دھوکا دینا ہو (قضاۃ ۱۶ : ۱۰، ۱۳)۔ کوئی قصّہ کہانی جس کا مدعا نصیحت کرنا یا دل بہلانا ہو اس زمرے میں شمار نہیں ہوتی۔ کلامِ مقدّس اُس جھوٹ کو سختی سے بُرا کہتا ہے جو فریب کو فروغ دینے کے لئے

بولا جائے (اعمال ۶: ۱۲، ۱۳)، وہ جھوٹ جو کسی بے قصور کو سزا دلوائے (استثنا ۱۹: ۱۵)، وہ رویا جس کا بیان جھوٹے نبی لوگوں کے سامنے کریں (یرمیاہ ۱۴: ۱۴) - جھوٹ مختلف شکلوں میں منظرِ عام پہ آتا ہے - یہ لفظوں کی صورت میں نمودار ہوتا ہے - مثلاً گواہ کی شہادت میں (امثال ۶: ۱۹)، لوگوں کے کردار میں (زبور ۱۲: ۲، ۹) غلط آرا میں (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۱) یا غلط مذہبی عقیدہ میں (رومیوں ۱: ۲۵) - انبیا جھوٹ کو بدی کا ایک نمایاں مظہر سمجھتے تھے (ہوسیع ۱۲: ۱) - جھوٹ کو بنی اسرائیل کے اخلاقی ضمیر کے لئے ایک نفرت انگیز بات قرار دیا جاتا تھا - اُن کے نزدیک غریب آدمی جھوٹے سے بہتر ہے (امثال ۱۹: ۲۲) کیونکہ جھوٹ سماج میں زہر کا سا اثر رکھتا ہے (امثال ۲۶: ۲۸) - لیکن سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ جھوٹ خدا کی ذات سے ٹکراتا ہے (گنتی ۲۳: ۱۹؛ قب ططس ۱: ۲؛ عبرانیوں ۶: ۱۸) - خداوند مسیح نے فرمایا کہ شیطان جھوٹ کا باپ ہے (یوحنا ۸: ۴۴) - مسیحی جماعتوں کو سختی سے کہا گیا کہ جھوٹ نہ بولیں (کلسیوں ۳: ۹؛ قب اعمال ۵: ۱-۱۱)۔

جھوٹ کی مختلف خصوصیات ہیں - مثلاً یہ قائن کے گول یا مذبذب جواب میں (پیدائش ۴: ۹)، یعقوب کے اپنے باپ کے سامنے عمداً غلط بیانی کرنے (پیدائش ۲۷: ۱۹)، جیحازی کے اپنے مالک کی غلط نمائندگی کرنے (۲-سلاطین ۵: ۲۱-۲۷) اور حننیاہ اور سفیرہ کے فریب (اعمال ۵: ۱-۱۰) کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

★ جھوٹ تو ★ مخالفِ مسیح کا خاص گناہ ہے (۱-یوحنا ۲: ۲۲)- دروغ گوئی کے عادی ہمیشہ کی زندگی سے محروم رہیں گے (مکاشفہ ۲۱: ۲۷) -

کیا کبھی کسی مصلحت کے تحت جھوٹ بولنے کی اجازت ہو سکتی ہے؟ یہ ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے - کلامِ مقدس میں ہمیں بہت سی مثالیں ملیں گی جہاں بعض لوگوں نے وقت کے تقاضے کی وجہ سے غلط بیانی کی - ان کا بیان پاک کلام میں اس لئے نہیں دیا گیا کہ ہم ان کے نمونہ پر چلیں بلکہ فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا گیا ہے - اس سلسلے میں ذیل کی مثالیں غور طلب ہیں - سفرہ اور فوعہ کا فرعون کے حضور غلط بیانی (خروج ۱: ۱۵ ما بعد)، راحب کا یریحو کے بادشاہ کو چکمہ دینا (یشوع ۲: ۴، ۵)، حوسی کا ابی سلوم سے وفاداری کا دم بھرنا (۲-سموئیل ۱۶: ۱۵ ما بعد) - ایسی مثالیں ہیں جہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے جھوٹ پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔

بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ۱-سموئیل ۱۶: ۲ ما بعد میں خدا نے سموئیل نبی کو جھوٹ بولنے کی صلاح دی - لیکن سیاق و سباق کے مطالعہ سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ خدا نے سموئیل کو بیت لحم جانے کی ایک درست وجہ بتائی یعنی وہ قربانی کے لئے جا رہا تھا - سموئیل کے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وقت سے پہلے خدا کے منصوبہ کو سب پر ظاہر کر دے -

جنگ ایک بُری چیز ہے لیکن انسان کی بگڑی حالت (دیکھئے ہبوطِ آدم) میں یہ ناگزیر ہے - تو بھی خدا نے حکم دیا کہ جنگ میں بے پناہ تشدد نہ کیا جائے (قب استثنا ۲۰: ۱۹ ما بعد، ۲-سلاطین ۶: ۲۲) - کہتے ہیں کہ جنگ میں سب سے پہلا سانحہ سچائی کی موت ہوتا ہے - جنگ میں طرفین جانتے ہیں کہ دشمن دھوکا دے گا اور جھوٹی خبریں پھیلائے گا - عی شہر فتح کرنے کے لئے بنی اسرائیل نے یہی حکمتِ عملی استعمال کی (یشوع ۸: ۱۵ ما بعد) - ہم اس معاملہ میں کیا رائے قائم کر سکتے ہیں؟ ایک اور معاملہ جو کافی مشکل پیش کرتا ہے وہ اس قسم کے بیان ہیں جیسے "خداوند نے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی روح ڈالی ہے" (۱-سلاطین ۲۲: ۲۳) جو یہ تاثر دیتے ہیں کہ خدا جھوٹ بلواتا ہے - اس مشکل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ بات ملحوظِ خاطر رکھیں کہ خدا قادرِ مطلق ہے - وہ عالمِ کل اور ہمہ بین ہے - وہ اپنی مخلوق کی بہتری جانتا ہے (دیکھئے پروردگاری) - خدا نے انسان کو فعل مختاری بھی عطا کی ہے - وہ شیطان اور اُس کی حواری روحوں کو اجازت بھی دیتا ہے کہ وہ انسان کو آزمائیں لیکن آخرکار اُس کا نجات کا منصوبہ جو بنائے عالم سے پیشتر اُس نے انسان کے لئے بنایا ہے پورا ہو گا - جھوٹ بولنے والی روح کو اخی اب کو بہکانے کی اجازت دینا، اخی اب کے اپنے کردار کا نتیجہ تھا - وہ سچے انبیا کو حقیر سمجھتا تھا - اسی وجہ سے میکایاہ نبی اُسے بُرا لگتا تھا (۱-سلاطین ۲۲: ۸) - اخی اب عقیدے کے معاملے میں ڈانواں ڈول رہتا تھا (۱-سلاطین ۱۸: ۲۱)- یاد رہے کہ گناہ کے معاملہ میں خدا کا رویّہ ایک غیر وابستہ تماشائی کا نہیں ہے - خدا فعال ہے - وہ واقعات کو ایسی ترتیب دیتا ہے کہ گناہ منظرِ عام پر آ کر انصاف کے کٹہرے میں کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائے - ایسے واقعات کو آگے بڑھانے کے لئے وہ شیطان کو بھی مشروط اجازت دیتا ہے (قب ایوب ۱: ۶-۱۲) - ایسی اجازت خدا کی پروردگاری کی مالا میں ایک موتی ہے -

کئی دیگر حوالوں میں جہاں جھوٹ بول کر فریب دینے کا ذکر ہے (مثلاً پیدائش ۱۲: ۱۰-۲۰ - یہاں ابرہام اپنی جان بچانے کے لئے اپنی بیوی کو بہن کہتا ہے - جو سچ بھی ہے - قب پیدائش ۲۰: ۱۳؛ اسی طرح اضحاق نے بھی کیا - پیدائش ۲۶: ۶-۱۱) وہاں کلامِ مقدس ایسی غلط بیانی کی نہ تو پردہ پوشی کرتا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کی نقل کرنے کی نصیحت کرتا ہے - نیز دیکھئے سچائی۔

جھوٹے مسیح :- ★ مقدس ہفتہ کے منگل کے دن خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو متنبہ کیا کہ جھوٹے

مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھیں گے اور نشان اور عجیب کام دکھا کر برگزیدوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے، لیکن انہیں ان سے خبردار رہنا چاہیئے (متی ۲۴: ۵، ۱۱، ۲۳، ۲۵؛ مرقس ۱۳: ۶، ۲۱-۲۳؛ لوقا ۲۱: ۸) - دیکھیئے مخالفِ مسیح -

جھوٹے نبی :- دیکھیئے نبی -

جھوجھ :- ہندی کا لفظ جو اب پاکستان میں متروک ہے۔ جھوجھ چوپایوں کا معدہ۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ اوجھ استعمال ہوا ہے۔ عام لفظ اوجھڑی ہے۔ قدیم لوگ اسے خاص پسند کرتے تھے۔ کاہنوں کا حق تھا کہ قربانی کے وقت شانے، کنپٹیاں اور جھوجھ اپنے لئے الگ کرلیں (استثنا ۱۸: ۳) -

جھونپڑا- جھونپڑی :- چھپر یا پھوس کا گھر۔ ایک سادہ عارضی پناہ گاہ جو درخت کی شاخوں سے بنائی جاتی ہے تاکہ دھوپ وغیرہ سے بچاؤ ہو۔ اس کا ذکر خاص کر ★ عیدِ خیام (خیموں کی عید احبار ۲۳: ۴۲، ۴۳) کے سلسلے میں آتا ہے۔ اس کے لئے عبرانی لفظ سکّا ہے۔ اسی لئے وہ جگہ جہاں یعقوب نے اپنے چوپایوں کے لئے جھونپڑے بنائے سکوت کہلائی (پیدائش ۳۳: ۱۷) - اردو میں اسی لفظ کے لئے سائبان (احبار ۲۳: ۴۲، ۴۳)؛ اور چھپر (یوناہ ۴: ۵) کے لفظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ نیز دیکھیئے عیدِ خیام -

جیاح - جیح :- جبعون کے قریب ایک جگہ، جہاں یوآب نے ابنیر کا پیچھا کرکے اسے جا لیا (۲- سموئیل ۲: ۲۴) -

جیبیم - جابیم :- ایک جگہ جو عنتوت اور نوب کے قریب تھی۔ اسوریوں کے حملے سے اس کے رہنے والے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے (یسعیاہ ۱۰: ۳۱) -

جیحازی - جیحزی (عبرانی = نظارے کی وادی) - الیشع نبی کا خدمتگار۔ اس کا پہلی مرتبہ ذکر اُس وقت آتا ہے جب الیشع شونیمی خاتون کو اُس کی خدمت کا صلہ دینا چاہتا ہے (۲- سلاطین ۴: ۸-۳۷)۔ جب اُس نے کوئی صلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو جیحازی نے کہا "واقعی اُس کے کوئی فرزند نہیں اور اُس کا شوہر بوڑھا ہے"۔ الیشع نبی نے وعدہ کیا کہ اس کے بیٹا ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ جب لڑکا بڑا ہوا تو وہ لُو لگنے سے مر گیا۔ وہ خاتون اپنے اِس غم کو لے کر الیشع کے پاس گئی۔ الیشع نے اپنے خادم جیحازی کو بھیجا کہ وہ اُس کا عصا اُس لڑکے کے منہ پر رکھے لیکن اِس سے "لڑکا نہیں جاگا"۔ تب الیشع خود آیا اور لڑکے کو زندہ کیا۔ پھر نبی نے جیحازی کو کہا کہ وہ لڑکے کی ماں کو بلائے تاکہ اُسے لے جائے۔

جیحازی کا ذکر دوسری مرتبہ اُس وقت آتا ہے جب نعمان کوڑھی کو شفا ملی (۲- سلاطین ۵: ۱-۲۷)۔ الیشع نے شفا کے لئے عوضانہ لینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی چلا گیا تو جیحازی نے نعمان کے پیچھے جا کر اُس سے کچھ مانگا۔ لیکن الیشع سب کچھ جان گیا۔ چنانچہ اُس نے جیحازی کو ملامت کی اور وہی کوڑھ جس سے نعمان نے شفا پائی تھی جیحازی کو لگ گیا۔

جیحازی کا آخری مرتبہ ذکر اُس وقت آتا ہے جب وہ الیشع کے بڑے بڑے کام بادشاہ کو بتا رہا تھا (۲- سلاطین ۸: ۴-۶)۔ جب وہ بادشاہ کو شونیمی عورت کے بیٹے کے جلانے کے متعلق بتا رہا تھا تو وہ عورت خود وہاں آ گئی اور بادشاہ سے درخواست کی کہ جو زمین اس نے سات سالہ قحط کے دوران الیشع نبی کی صلاح پر چھوڑ دی تھی وہ اُسے واپس دی جائے۔ بادشاہ نے اُسے وہ زمین اور اُس کا حاصل واپس کرنے کا حکم دیا۔ چونکہ جیحازی بادشاہ کے دربار میں جا سکا اس سے قیاس کیا گیا کہ اُس نے توبہ کی اور اپنے کوڑھ سے شفایاب ہو گیا تھا لیکن یہ بات ۲- سلاطین ۵: ۲۷ کے پیشِ نظر مشکوک ہے۔ وہ الیشع کے خلاف کسی قسم کے غم و غصّہ کا اظہار نہیں کرتا۔

جیحازی ایک محنتی مگر لالچی خدمت گار تھا۔ اس میں اپنے آقا کی سی اخلاقی بصیرت اور قوتِ برداشت نہیں تھی، اور نہ اُس کے الیشع کے ساتھ ایسے تعلقات ہی تھے جیسے کہ الیشع کے ایلیاہ نبی کے ساتھ۔

جیحون :- (عبرانی = ندی) -
۱- باغِ عدن کا ایک دریا (پیدائش ۲: ۱۳) -
۲- یروشلیم کے قریب ایک چشمہ جہاں سلیمان کو داؤد کی جگہ بادشاہ ہونے کے لئے مسح کیا گیا (۱- سلاطین ۱: ۳۸، ۳۹) -

جیرا - جیرا :- (عبرانی = اناج)۔ بنیمین کے قبیلہ میں یہ ایک عام نام تھا -
۱- بنیمین کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۲۱) -
۲- بالع کا بیٹا اور بنیمین کا پوتا (۱- تواریخ ۸: ۳، ۵) -
۳- اہود کا باپ (قضاۃ ۳: ۱۵) -
۴- اہود کا بیٹا (۱- تواریخ ۸: ۷) -
۵- سِمعی کا باپ (۲- سموئیل ۱۶: ۵؛ ۱۹: ۱۶؛ ۱- سلاطین ۲: ۸)-
خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض حوالے ایک ہی شخص کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ باپ سے مراد پردادا اور بیٹے سے مراد اُس کی نسل میں سے کوئی شخص بھی ہو سکتا ہے۔

جیرسوم۔ جیرشوم :۔ (عبرانی = وہاں پردیسی)۔
۱۔ موسیٰ اور صفورہ کا پہلا بیٹا
(خروج ۲: ۲۲؛ ۱۸: ۳؛ ۱۔ تواریخ ۲۳: ۱۵؛ ۲۶: ۲۴)۔
۲۔ لاوی کا بڑا بیٹا (۱۔ تواریخ ۶: ۱۶)۔
۳۔ بابل سے واپس آنے والے آبائی خاندانوں میں سے ایک کا سردار (عزرا ۸: ۲)۔
۴۔ لیس کے شہر میں ایک لاوی کا باپ جو بنی دان کا کاہن بنا (قضاۃ ۱۸: ۳۰)۔

جیرسون۔ جیرشون :۔ لاوی کا بڑا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۱)۔

جبیرہ :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ع۱۔

جینت :۔ (عبرانی = محافظ)۔ تبنی کا باپ۔ جینت نے عمری کے خلاف اسرائیل کے تخت کا دعویٰ کیا تھا لیکن ناکام رہا (۱۔ سلاطین ۱۶: ۲۱)۔

جیوایل۔ جوئیل :۔ ماکی کا بیٹا اور جد کے قبیلہ کا ایک سردار۔ اسے اوروں کے ساتھ ملکِ کنعان کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا گیا (گنتی ۱۳: ۱۵)۔

چ

چابک:- کوڑا، تازیانہ۔ جانور ہانکنے کے لئے ایک قسم کا کوڑا (امثال ۲۶: ۳؛ ناحوم ۳: ۲)۔
نیز دیکھئے کوڑا۔

چار اُنگل:- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۴

چارجامہ:- زین کی طرح کی پوشش۔ دیکھئے زین (پیدائش ۲۲: ۳؛ حزقی ایل ۲۷: ۲۰)۔

چارخانے کی جالیاں۔ چارخانے کا کُرتہ:-
یہ کام ہیکل کے ستونوں پر خوبصورتی کے لئے کیا گیا تھا۔ یہ ایک قسم کی جالیدار کھدائی تھی (۱۔سلاطین ۷: ۱۷)۔
اسی قسم کا چارخانے کا ڈیزائن کاہن کے کُرتے پر بھی ہوتا تھا (خروج ۲۸: ۴)۔

چاک:- وہ پہیا جسے گھما کر کمہار برتن بناتا ہے۔ عام طور پر یہ دو پہیئے ہوتے ہیں۔ نچلے پہیئے کو وہ پاؤں سے حرکت دیتا ہے اور اُوپر کے پہیئے پر گیلی مٹی رکھ کر برتن بناتا ہے۔
یرمیاہ ۱۸: ۳ میں جو عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے (آونیم) وہی لفظ خروج ۱: ۱۶ میں بھی استعمال ہوا ہے جہاں اُس کا ترجمہ پتھر کی بیٹھک کیا گیا ہے۔
دیکھئے پتھر کی بیٹھک، اوزارِ بائبل ۹ اور پیشہ جاتِ بائبل ۲۸

چاند:- ۱۔کھوپڑی۔ سر کے اوپر کا حصہ (ایوب ۲: ۷؛ یرمیاہ ۴۸: ۴۵)۔
۲۔زمین کا ایک سیارچہ جسے خدا نے بنایا تاکہ وہ نشانوں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے امتیاز کے لئے ہو (پیدائش ۱: ۱۴؛ زبور ۱۰۴: ۱۹)۔
عبرانی میں لفظ چاند کا مطلب مہینہ بھی ہے جس طرح ہمارے ہاں بھی ماہ کا مطلب چاند بھی ہے اور مہینہ بھی (قب انگریزی moon اور month)۔ چاند کا بڑھنا گھٹنا وقت کی پیمائش کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ قمری سال کا حساب نئے چاند اور پورے چاند سے کیا جاتا ہے۔
چاند کی مختلف شکلوں کو رویت کہتے ہیں اسی لئے وہ مجلس جو نئے چاند کے دکھائی دینے کا فیصلہ کرتی ہے رویتِ ہلال کہلاتا ہے۔ بائبل میں سورج اور چاند کا ذکر ساتھ ساتھ آتا ہے (غزل الغزلات ۶: ۱۰؛ یسعیاہ ۲۴: ۲۳؛ ۳۰: ۲۶) اور دونوں کے اثر سے زرخیزی ہوتی ہے۔ "سورج کے پکائے ہوئے بیش بہا پھل اور چاند کی اُگائی ہوئی بیش قیمت چیزیں" (استثنا ۳۳: ۱۴)۔
مہینے کا پہلا دن پاک تصوّر کیا جاتا تھا۔ اس دن خاص قربانی دی جاتی (گنتی ۲۸: ۱۱-۱۵) اور نرسنگے پھونکے جاتے تھے (گنتی ۱۰: ۱۰؛ زبور ۸۱: ۳)۔ عاموس بتاتا ہے کہ کس طرح اس کے زمانے کے تاجر اس انتظار میں رہتے تھے کہ کب نئے چاند کا دن ختم ہو تاکہ وہ پھر بددیانتی کا کاروبار شروع کریں (عاموس ۸: ۵)۔
زبور ۸۱: ۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے چاند کے وقت بھی اسی قسم کی تقریبات ہوتی تھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ چاند انسانوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ شائد زبور ۱۲۱: ۶ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔
غیر یہودی سورج چاند وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کو انتباہ کیا گیا تھا کہ ان کی عبادت ہرگز نہ کریں (استثنا ۴: ۱۹؛ ۲۔سلاطین ۲۳: ۵؛ ایوب ۳۱: ۲۶؛ یرمیاہ ۸: ۲)۔ چاند گرہن کا ذکر بھی آتا ہے (یسعیاہ ۱۳: ۱۰؛ حزقی ایل ۳۲: ۷؛ یوایل ۲: ۱۵؛ متی ۲۴: ۲۹؛ مرقس ۱۳: ۲۴)۔
۳۔ایک قسم کا زیور۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۳۔

چاندی:- دیکھئے معدنیات بائبل ۲ب

چبوترہ:- دیکھئے گبتا۔

چیتھڑے:- دھجیاں۔ پرانے کپڑے کے ٹکڑے۔
جب یرمیاہ نبی کو حوض سے نکالا جا رہا تھا تو اسے بغل میں رکھنے کے لئے پرانے چیتھڑے اور سڑے ہوئے لتّے دیئے گئے تاکہ جب وہ اُوپر کھینچا جائے تو اُسے تکلیف نہ ہو (یرمیاہ ۳۸: ۱۱، ۱۲)۔
سُست اور کاہل آدمی کے متعلق لکھا ہے کہ نیند اُس کو چیتھڑے پہنائے گی (امثال ۲۳: ۲۱)۔
ہماری اپنی راستبازی بھی چیتھڑوں کی مانند ہے لیکن

اس کے لئے یسعیاہ ۶۴ : ۶ میں لفظ "ناپاک لباس" ہے۔ دیکھئے ناپاک لباس۔

چٹان :- (عبرانی لفظ سلع اور صود ہیں جو اکثر ناموں میں آتے ہیں۔ دیکھئے سلع اور صوری، صوری شدی)۔ بائبل میں لفظ چٹان لغوی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال ہؤا ہے۔

عام معنوں میں اس سے مُراد بڑا اور چوڑا پتھر ہے۔ مثلاً حورب کی چٹان جس کو مار کر مُوسیٰ نے پانی نکالنا تھا (خروج ۱۷ : ۶)۔ صود اور قادس کی چٹان جسے مُوسیٰ نے کہنا تھا کہ پانی دے (گنتی ۲۰ : ۸۔ یہ عبرانی میں سلع ہے)۔

سلع کئی بار ایک قدرتی قلعہ ہوتا تھا جیسے ★ رمون کی چٹان (قضاۃ ۲۰ : ۴۵، ۴۷)۔ چٹان ہمیشہ مضبوطی، استحکام اور حفاظت کے مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ گھوڑے چٹانوں پر دوڑ نہیں سکتے (عاموس ۶ : ۱۲)۔ جنگلی بکرے (۱۔ سموئیل ۲۴ : ۲) اور ساقانوں کے لئے چٹان پناہ گاہ ثابت ہوتی ہے (زبور ۱۰۴ : ۱۸)۔

عقاب بھی اپنا بسیرا چٹان پر بناتا ہے (ایوب ۳۹ : ۲۷، ۲۸)۔ انسان بھی چٹانوں میں چھپتے اور پناہ لیتے ہیں (۱۔ سموئیل ۱۳ : ۶؛ ایوب ۳۰ : ۶؛ یسعیاہ ۲ : ۱۹، ۲۱)۔ چٹان کھود کر قبر بھی بنائی جاتی تھی (مرقس ۱۵ : ۴۶)۔

مجازی معنوں میں خُدا کو چٹان کہا گیا ہے (استثنا ۳۲ : ۴؛ ۲۔ سموئیل ۲۲ : ۳۲؛ زبور ۱۸ : ۲؛ ۶۱ : ۲؛ ۷۱ : ۳)۔ یسعیاہ ۳۲ : ۲ میں خدا کی حضوری کو ایک بڑی چٹان کا سایہ بیان کیا گیا ہے۔ خداوند مسیح نے چٹان کو مستحکم بنیاد قرار دیا (متی ۷ : ۲۴ بعد) انہوں نے اپنے شاگرد شمعون کو ارامی نام کیفا دیا جو یونانی میں پطرس یعنی چٹان (یا پتھر) ہے (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ پھر اسی عرفی نام پر جگت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس پتھر (یا چٹان۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ متی ۱۶ : ۱۶ - ۱۸) پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ یہ آیت تشریح طلب ہے کیونکہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ علماء اس کی مختلف تفسیر کرتے ہیں۔

۱۔ رومن کیتھولک نظریہ کے مطابق شمعون کو خداوند مسیح نے کیفا (پتھر یا چٹان) کا ارامی نام دیا (یوحنا ۱ : ۴۲)۔ متی ۱۶ : ۱۸ یوں ہے: "اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو کیفا ہے اور میں اس کیفا پر اپنی کلیسیا بناؤں گا"۔ اس آیت کی وضاحت کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ میں یوں کی گئی ہے۔ "کیفا" ایک ارامی لفظ ہے بمعنی چٹان۔ یونانی میں پطرس۔ یعنی یسوع پطرس سے کہتا ہے! تو چٹان ہے اور تجھ چٹان پر میں اپنی کلیسیا بنادوں گا۔ کلیسیا ایک عمارت ہے جس کا بانی خداوند یسوع مسیح ہے۔ پطرس اس کی بنیاد ہے اور خداوند یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو اُس پر ایسا مضبوط بنایا کہ نہ شیطان اور نہ تمام دنیا اس کو برباد کر سکے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کلیسیا جو پطرس پر بنائی گئی اور جس میں پطرس اپنے قائم مقام کی معرفت سرداری کرتا رہتا ہے بت پرستی اور بدعت میں کبھی نہیں گر سکے گی"۔

اس تشریح کے مطابق پطرس رسول دیگر رسولوں پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ رومہ کا پہلا بشپ تھا اور اس کے بعد تمام پاپائے روم اُس کے جانشین ہوئے اور پطرس کی فضیلت اور اختیار اُن کو منتقل ہوتا آیا ہے۔

۲۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا کے علماء اس کی تشریح یوں کرتے ہیں۔ بعض مُفسر یونانی لفظ پطرس (پتروس = پتھر) اور پتھر (پترا = چٹان) میں تمیز کرتے ہیں۔ petros سے وہ پتھر مُراد ہے جو پھینکا جا سکے اور یہ پطرس کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ petra کے معنی چٹان ہیں اور پروٹسٹنٹ مُفسروں کی رائے کے مطابق اس سے مُراد خود مسیح ہے۔

بعض اور مفسر چٹان سے پطرس نہیں بلکہ اُس کے چٹان کے سے پختہ ایمان کو کلیسیا کی بنیاد تصوّر کرتے ہیں لیکن ہماری رائے میں اس آیت کی سیدھی سادی تشریح یہ ہے کہ پتھر (چٹان) سے پطرس رسول ہی مراد ہے لیکن صرف وہ ہی بلا شرکت غیرے کلیسیا کی بنیاد نہیں بلکہ بارہ کے بارہ رسول (دیکھئے مکاشفہ ۲۱ : ۱۴؛ افسیوں ۲ : ۲۰)۔ اس خیال کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ وہی لفظ جو متی ۱۶ : ۱۹ میں پطرس کو کہے گئے یعنی "جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا ...." وہ متی ۱۸ : ۱۸ میں سب رسولوں کو بھی کہے گئے۔ پولس رسول خداوند مسیح کو روحانی چٹان کہتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۰ : ۴)۔ اور ۱۔ پطرس ۲ : ۴ - ۸ میں خداوند مسیح کو زندہ پتھر پکارا گیا ہے۔

چربی :- سلامتی کے ذبیحہ کی چربی خداوند کے حضور بطور راحت انگیز خوشبو جلانے کا حکم تھا۔ چربی گوشت کا بہترین حصّہ سمجھا جاتا اور یہ بہترین حصّہ خداوند کے لئے مخصوص تھا۔ ہابل بھی کچھ چربی کا ہدیہ لایا (پیدائش ۴ : ۴)۔

سلامتی کے ذبیحہ کے گوشت کی چربی اور خون کو کھانے کی مطلق اجازت نہ تھی (احبار ۳ : ۱۷)۔ اسے دائمی قانون کہا گیا ہے جو نسل در نسل رہے گا۔ چربی نہ کھانے کا حکم اور جگہ بھی ہے (احبار ۷ : ۲۳، ۲۴)۔ اس سے غالباً صرف وہ چربی مُراد ہے جو انتڑیوں، گُردوں اور کمر کے پاس ہوتی ہے (احبار ۳ : ۱۷ کی وضاحت کے لئے کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو" اس سے وہ چربی مُراد

ہے جو شریعت کے حکم سے مذبح پر خدا کے سامنے نذر گذرانی جاتی تھی۔ اور نہ وہ چربی جو گوشت میں ہوتی تھی اور جس کو ہم عموماً کھاتے ہیں")۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں جب گوشت کھانا عام ہؤا تو چربی کھانے کی ممانعت نرم کر دی گئی (استثنا ۱۲: ۱۵ قب زبور ۶۳: ۵)۔

چرخ:۔ پھرنے والا پہیا۔ وہ پہیا (چرخی) جس پر کنوئیں یا حوض میں سے پانی نکالنے والے ڈول کی رسی لپیٹی جاتی ہے (واعظ ۱۲: ۶)۔

حزقی ایل ۱۰: ۱۳ میں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ چرخ کیا گیا ہے وہ "جلجل" ہے (اس کے معنی چکر یا حلقہ ہیں۔ اِسی وجہ سے فلسطین کے ایک دائرے نما علاقے کا نام جلیل یا گلیل ہے) کیتھولک ترجمہ میں یہ لفظ جُوں کا توں استعمال ہؤا ہے (دیکھئے حزقی ایل ۱۰: ۱۳)۔

چَرَس:۔ (ہندی۔ مذکر)۔ چمڑے کا بنا ہؤا بڑا ڈول جو عموماً آبپاشی کے کام آتا ہے۔ یہ لفظ صرف گنتی ۲۴: ۷ میں جمع کے صیغہ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ڈول ہے۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ یسعیاہ ۴۰: ۱۵ میں ڈول کیا گیا ہے۔ عبرانی میں اس سے چمڑے کا ڈول ہی مُراد ہے۔

چُرگنا:۔ غالباً یہ لفظ چُرکنا ہے۔ لیکن اِملا کی غلطی سے یسعیاہ ۲۹: ۴ میں ک کی بجائے گ لکھا گیا ہے۔ اِس ہندی لفظ کے معنی ہیں دھیمی آواز سے بولنا (حقارتاً)۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ پھُسپھُسی استعمال ہؤا ہے یعنی ہلکی آواز سے بات کرنا۔

چرنی:۔ وہ ٹوکرا یا برتن وغیرہ جس میں جانوروں کو چارہ کھلاتے ہیں۔ چونکہ حضرت یوسف اور مقدسہ مریم کو سرائے میں جگہ نہ ملی تھی اس لئے جب خداوند یسوع پیدا ہوئے تو اُنہیں چرنی میں رکھا گیا (لوقا ۲: ۷، ۱۲، ۱۶)۔

صرف لوقا رسول ہی اس کا ذکر کرتا ہے کہ وہ چرنی میں رکھے گئے۔ ہفتادی ترجمہ میں جو یونانی لفظ استعمال کیا گیا اُس کے معنی تھان بھی ہیں (لوقا ۱۳: ۱۵؛ ۱۔سلاطین ۴: ۲۶؛ ۲۔تواریخ ۹: ۲۵؛ ۳۲: ۲۸)۔ جانوروں کی جگہ کے لئے بائبل میں اور لفظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً طویلہ (عاموس ۶: ۴؛ حبقوق ۳: ۱۷؛ گاؤخانہ؛ ملاکی ۴: ۳؛ اصطبل حزقی ایل ۲۵: ۵)۔

چرواہا:۔ چوپایوں (پیدائش ۱۳: ۷) بشمول سوروں کا (متی ۸: ۳۳) رکھوالا۔ مصری چرواہوں سے نفرت کرتے تھے (پیدائش ۴۶: ۳۴)۔ لیکن اسرائیل میں ان کی عزت کی جاتی تھی (پیدائش ۴۷: ۶؛ ۱۔تواریخ ۲۷: ۲۹)۔

نیز دیکھئے بھیڑ حیوانات بائبل ۶ اور چوپان۔

چڑھاوا:۔ دیکھئے قربانیاں۔ ہدیہ۔

چڑیا:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۱

چشمہ:۔ پانی کا سوتا۔ وہ جگہ جہاں زمین یا چٹان سے پانی خود بخود نکلتا ہے۔

فلسطین کی سرزمین میں بہت سی ندیاں، چشمے اور سوتے تھے (استثنا ۸: ۷)۔ صحرا کے قریب اِن چشموں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اکثر شہر ان کے قریب آباد ہوتے اور انہی چشموں سے اُن کے نام بھی منسوب ہوتے ہیں۔ مثلاً ★ عینام (دو چشموں کی جگہ۔ یشوع ۱۵: ۳۴) ★ عین جدی (جنگلی بکرے کا چشمہ۔ یشوع ۱۵: ۶۲)۔

چشموں کی بہتات اور اہمیت کی وجہ سے عبرانی میں چشمے کے لئے گیارہ سے زیادہ مختلف لفظ ہیں جن کا اردو میں ترجمہ چشمہ یا سوتا ہی کیا گیا ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ عربی اور عبرانی میں آنکھ اور چشمے کے لئے ایک ہی لفظ ہے یعنی عین (قب فارسی لفظ چشم اور چشمہ)۔ ایک مشہور عبرانی لغت نویس، جیسینیئس، کے مطابق اس کی وجہ دونوں یعنی آنکھ اور چشمے کی مشابہت ہے۔ لفظ "عان" کے بنیادی معنی بہنے کے ہیں۔ آنسو آنکھ سے اور پانی چشمے سے بہتا ہے۔

لفظ چشمہ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہؤا ہے۔ احبار ۲۰: ۱۸ میں خون کے منبع کی طرف اشارہ ہے۔ (مرقس ۵: ۲۹ کے یونانی متن میں لفظ چشمہ ہی استعمال ہؤا ہے)۔

امثال ۲۵: ۲۶ میں گدلے چشمے کی تشبیہ تشریح طلب ہے۔ جب صادق آدمی کو شریر تنگ کرتا ہے اور اُس کے اثر سے صادق سمجھوتے پر رضامند ہو جاتا ہے تو اس کا حیات کا چشمہ، جو خدا کا خوف ہے (امثال ۱۴: ۲۷) گدلا اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ جانور اور بُرے چرواہے پانی کو گدلا اور ناپاک کرتے ہیں (حزقی ایل ۳۲: ۲؛ ۳۴: ۱۸)۔ سامری عورت سے خداوند مسیح اُس پانی کا وعدہ کرتے ہیں جو اُس کی زندگی میں چشمہ بن جائے گا اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا (یوحنا ۴: ۱۴)۔

چشمے کا پھاٹک:۔ قدیم یروشلیم کی دیوار کے جنوب مشرقی کونے میں ایک پھاٹک۔ اِس کا ذکر صرف نحمیاہ میں ہے (۲: ۱۴؛ ۳: ۱۵؛ ۱۲: ۳۷)۔

چغانہ:۔ دیکھئے موسیقی۔ موسیقی کے ساز ۲۔ ۹۔

چُغد :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۲ء

چُغہ :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۵ء

چقماق :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ء ج ا

چکارا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۰ء

چکّی ۔ چکّی کا پاٹ :- دانہ پیسنے کا آلہ جس میں اوپر اور نیچے دو گول چپٹے پتھر (پاٹ) ہوتے ہیں۔ اُوپر کے پاٹ میں دانے ڈالنے کے لئے سوراخ ہوتا ہے۔ اسی پاٹ میں کنارے سے کچھ فاصلہ پر لکڑی کا دستہ لگا ہوتا ہے تاکہ اُسے گھمایا جا سکے۔ پہلے زمانے میں غالباً چپٹے پتھر پر دانے ڈال کر گول پتھر سے پیس لیتے تھے۔ پھر اُکھلی میں ڈال کر کوٹتے تھے (گنتی ۱۱:۸)۔ پھر چکّی ایجاد ہوئی۔ چھوٹی چکّی عورتیں استعمال کرتی تھیں (خروج ۱۱:۵)۔ بڑی چکّی غلام یا قیدی پیستے تھے جیسے سمسون (قضاۃ ۱۶:۲۱)۔ جانور بھی چکّی چلاتے تھے (متی ۱۸:۶) اسے ★ خراس کہتے تھے کیونکہ اسے عام طور پر گدھا گھماتا تھا۔ لفظ خراس کیتھولک ترجمہ اور پروٹسٹنٹ ترجمہ کی ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں دیا گیا ہے)۔

آٹا یا اناج ہر روز پیسا جاتا تھا۔ چونکہ یہ خوراک کے لئے ایک اہم آلہ تھا اس لئے اسے گرو رکھنے کی ممانعت تھی (استثنا ۲۴:۶)۔

چکّی کی آواز خوشحالی کی علامت تھی (یرمیاہ ۲۵:۱۰؛ مکاشفہ ۱۸:۲۲)۔ نیز دیکھئے اوزارِ بائبل ۱ء

چلپچی :- (ترکی) چلمچی کی پہلی شکل۔ ہاتھ منہ دھونے کا برتن۔ اب یہ متروک ہے۔ یہ لفظ زبور ۶۰:۸ اور ۱۰۸:۹ میں آتا ہے کیتھولک ترجمہ میں چلمچی ہے۔ اسے سلفچی بھی کہتے ہیں۔

چلغوزہ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۷ء

چلمچی :- دیکھئے چلپچی۔

چُلّو :- ہاتھ کے پنجے کو اس طرح موڑنا کہ چھوٹا سا پیالہ بن جائے جس میں کوئی مائع چیز ٹھہر سکے یا دونوں ہاتھ جوڑ کر پیالہ نما شکل بنانا۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یسعیاہ ۴۰:۱۲ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں مٹھی ہے۔

چلّہ :- کمان کی تانت۔ چلّہ چڑھانا۔ دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱ء ۔ ۴ء ۔ نیز دیکھئے رسّی ۳ء

چمٹا :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۱ء

چمچ :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۲ء

چمڑا :- بعض جانوروں کی کھالوں پر ادویات مل کر چمڑا بنایا جاتا ہے۔ یہ کمائی ہوئی کھال مختلف چیزوں کے استعمال میں آتی ہے۔ کھال تیار کرنے والوں کو ★ دباغ کہتے ہیں (اعمال ۱۰:۳۲)۔ یہ بطور پوشاک بھی استعمال ہوتا تھا (احبار ۱۳:۴۸؛ عبرانیوں ۱۱:۳۷) لیکن صرف یوحنّا بپتسمہ دینے والے (متی ۳:۴) اور ایلیاہ نبی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ چمڑے کا پٹکا یا کمربند باندھتے تھے۔ آدم اور حوّا کو خدا نے چمڑے کے کرتے بنا کر پہنائے (پیدائش ۳:۲۱)۔ یہ کفّارہ کی پہلی بصری تصویر ہے۔

چمڑا جنگ کے سامان میں ڈھال، بکتر، اور جُوتے بنانے کے کام آتا تھا۔ پانی اور دوسری مائع اشیاء کے لئے چمڑے کے ظروف بنتے تھے ★ مشک اور مشکیزہ تو عام استعمال ہوتے تھے (ایوب ۳۲:۱۹؛ متی ۹:۱۷؛ یشوع ۹:۴)۔

چمگادڑ :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۲ء

چنار :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۸ء

چندلاپن :- گنجاپن۔ ہندی کا لفظ، جو اب تقریباً متروک ہے۔ اردو میں چندراپن زیادہ مستعمل ہے۔

کیتھولک ترجمہ میں پہلے تین حوالوں میں گنجاپن ہے باقی جگہ چندلاپن ۔ احبار ۱۳:۴۱، ۴۲؛ یسعیاہ ۳:۲۴؛ یرمیاہ ۴۷:۵؛ حزقی ایل ۷:۱۸؛ عاموس ۸:۱۰؛ میکاہ ۱:۱۶۔
تفصیل کے لئے دیکھئے گنجاپن۔

چندن :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۹ء

چندن ہار :- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۳ء

چنگ :- (رباب) دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ء ۔ ۸

چنگیر :- روٹی رکھنے کی ٹوکری۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (خروج ۲۹:۳، ۲۳، ۳۲؛ احبار ۸:۲، ۲۶؛ گنتی ۶:۱۵، ۱۹؛ قضاۃ ۶:۱۹)۔

چوپان :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۱ء

چوپائے :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۸ء

چوتھائی ملک کا حاکم ۔ رئیسِ ربع :۔ یہ یونانی لفظ تترارخ tetrarch کا ترجمہ ہے (دیکھئے پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل میں لوقا ۳: ۱ کا حاشیہ)۔

کلاسیکی یونانی میں اِس کا مطلب چوتھائی ملک کا حاکم ہے اور یہ خصوصاً تھسلی کے چار خطّوں کے حاکموں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ رومیوں نے یہ لقب کسی بھی شخص کے لئے استعمال کیا جو ملک کے ایک حصّہ کا حاکم تھا۔ جب ہیرودیس اعظم جو رومی حکومت کی نظرِ عنایت سے فلسطین کا حاکم مقرر کیا گیا تھا سنہ ۴ ق۔م مر گیا تو اُس کے بیٹوں نے باپ کے وصیّت نامہ پر اعتراض کیا۔ معاملہ قیصر اوگوستس کے سامنے پیش ہوا۔ قیصر نے ہیرودیس کی مملکت کو تین حصّوں میں تقسیم کر کے اُس کے بیٹوں کے سپرد کیا۔ بائبل میں یہ لفظ صرف ہیرودیس ★ انتپاس کے لئے استعمال کیا گیا ہے (متّی ۱۴: ۱؛ لوقا ۳: ۱۹؛ ۹: ۷؛ اعمال ۱۳: ۱)۔ نیز دیکھئے ہیرودیس ۳۔

چور :۔ دوسروں کا مال لے کر اپنا بنانے والا۔ آٹھویں حکم کو توڑنے والا۔ جو چُپکے سے نقب لگا کر یا کسی اور طریقے سے مال لے لیتا ہے چور کہلاتا ہے (یوحنّا ۱۲: ۶)۔ جو طاقت اور زور سے چھینتا ہے ڈاکو اور راہزن کہلاتا ہے (لوقا ۱۰: ۳۰)۔

موسوی شریعت کے مطابق جو کوئی مال چراتے ہُوئے پکڑا جاتا اُسے دونا ادا کرنا پڑتا تھا (خروج ۲۲: ۷)۔ اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں کو غلام بنانے کے لئے چراتا تو اُس کی سزا موت تھی (استثنا ۲۴: ۷)۔ جو شخص خداوند مسیح کے ساتھ صلیب دیئے گئے اُنہیں بدکار کہا گیا ہے (لوقا ۲۳: ۳۲)۔ غالباً وہ ڈاکو تھے۔ نیز دیکھئے لوٹنا۔

چور بالو :۔ سمندر میں چھپا ہُوا ریت کا خطرناک پہاڑ (اعمال ۲۷: ۱۷)۔ دیکھئے سُورتِس۔

چوغہ :۔ دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۵۔

چوک :۔ مربع میدان۔ وہ جگہ جہاں سے چار راستے نکلتے ہوں۔ بائبل میں ان کا ذکر کئی جگہ آتا ہے، مثلاً پیدائش ۱۹: ۲؛ استثنا ۱۳: ۱۶؛ قضاۃ ۱۹: ۱۵؛ مرقس ۱۱: ۴؛ اعمال ۱۶: ۱۹ وغیرہ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بازار۔

چوکڑی بھرنا :۔ ہرن کا قلانچ لگانا۔ چاروں پاؤں سے کودنا (یسعیاہ ۳۵: ۶)۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۰۔

چوکھٹ :۔ دروازے کا فریم۔ دروازے کی چاروں لکڑیاں جن میں پٹ لگائے جاتے ہیں۔ دروازے قبضے یا کسی اور طریقے سے چوکھٹ کے دائیں اور بائیں بازو سے لگائے جاتے ہیں۔ عبرانی میں اوپر کے حصے کو مشقُوف اور بازوؤں کو مزوزہ کہتے ہیں۔ اردو میں مزوزہ کے لئے چوکھٹ (خروج ۲۱: ۶؛ استثنا ۶: ۹؛ ۱۱: ۲۰؛ ۱۔سلاطین ۷: ۵ وغیرہ)، دروازے کے بازو (خروج ۱۲: ۷، قضاۃ ۱۶: ۳؛ ۱۔سلاطین ۶: ۳۱) اور ستون (حزقی ایل ۴۱: ۲۱) کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ استثنا ۶: ۴-۵ کو حفظ کریں اور بچوں کو سنائیں اور بطور تعویذ ہاتھ اور ماتھے پر باندھیں اور گھر کی چوکھٹوں پر لکھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد یہودی یہ آیات اور استثنا ۱۱: ۱۳-۲۱ کو احتراماً ایک کاغذ پر لکھ دیتے تھے اور لپیٹ کر اس کے باہر خدا کا ایک عبرانی نام شیدائی (= قادرِ مطلق) لکھ کر چمڑے کی ایک نلکی میں ڈال دیتے اور چوکھٹ سے لٹکا دیتے تھے۔ اسے چوکھٹ کی نسبت سے مزوزہ کہتے تھے۔ یہودی اب بھی اپنے گھروں میں مزوزہ لٹکاتے ہیں۔ مصر سے خروج کے وقت فسح کے برّے کا خون چوکھٹ کے اُوپر کے حصّے پر لگایا گیا تھا (خروج ۱۲: ۲۲-۲۳)۔ نیز دیکھئے دہلیز۔

چوکی :۔ ۱۔ شہر کی فصیل میں فوجی دستے کا قلعہ (۲۔ تواریخ ۱۷: ۲)۔

ملک کو فتح کرنے کے بعد اس پر قبضہ برقرار رکھنے کے لئے فوجی دستے کا تعیّن (۱۔سموئیل ۱۰: ۵؛ ۱۳: ۳ وغیرہ)۔ داؤد نے دمشق کے ارام میں ایسی چوکیاں بٹھائیں (۲۔سموئیل ۸: ۶، ۱۴)۔

۲۔ بیٹھنے کی کرسی۔ شونیم کی دولت مند عورت نے جب الیشع کے لئے دیوار پر چھوٹی سی کوٹھری بنائی تو اُس میں اُس کے لئے باقی سامان کے ساتھ ایک چوکی بھی رکھی (۲۔سلاطین ۴: ۱۰)۔ نیز دیکھئے پتھر کی بیٹھک۔

چُومنا :۔ دیکھئے بوسہ۔

چُوہا :۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۲۔

چہرہ :۔ دیکھئے منہ۔

چھاج :۔ (عبرانی لفظ کا مطلب پنکھا ہے)۔ ایک قسم کی ٹوکری جو تین طرف سے اُونچی ہوتی ہے اور سامنے سے کھلی۔ اُوپر سے چپٹی ہوتی ہے۔ اس سے اناج کو اُوپر پھینکتے ہیں۔ ہوا سے بھوسہ اور دانے الگ ہو جاتے ہیں۔ انگریزی کی بعض لغتوں میں اسے تین شاخہ کدالی کہا گیا ہے جس سے اناج کو اُوپر ہوا میں پھینکتے ہیں (یسعیاہ ۳۰: ۲۴، ۲۸؛ یرمیاہ ۱۵: ۷؛ متّی ۳: ۱۲؛ لوقا ۳: ۱۷)۔

چھپر :۔ دیکھئے جھونپڑی۔

چھپکلی :۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۳۔

پچھچھوندر :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۴ء

چُھری :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۳ء

چھڑکنا :- خون، پانی اور تیل کا چھڑکنا قربانی کی رسوم کا ایک اہم حصّہ تھا۔ جب خداوند اور بنی اسرائیل کے درمیان عہد باندھا گیا تو قربانی کا آدھا خون مذبح پر اور باقی لوگوں پر چھڑکا گیا (خروج ۲۴ : ۶ - ۸)۔

جب ہارون اور اُس کے بیٹوں کی تقدیس ہوئی تو اُن پر اور اُن کے کپڑوں پر خون چھڑکا گیا (احبار ۸ : ۳۰)۔

یہ پاک کرنے (احبار ۱۴ : ۷، گنتی ۱۹ : ۱۸) اور کفّارہ کی علامت تھی (احبار ۱۶ : ۱۴)۔ اسی عبرانی لفظ (نزا) کا ایک اور مطلب بھی ہے یعنی خوشی سے بھر جانا یا تعجب کرنا۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یسعیاہ ۵۲ : ۱۵ میں عبرانی لفظ "چھڑکنا" کا اُردو میں ترجمہ پاک کرنا کیا گیا ہے (دیکھئے اُردو ریفرنس بائبل میں یسعیاہ ۵۲ : ۱۵ کا حاشیہ)۔

لیکن اگر عبرانی لفظ کا دوسرا مطلب لیا جائے تو یہ آیت کیتھولک ترجمہ کے مطابق ہوگی۔ یہ مشہور حوالہ مسیح کے بطور مظلوم خادم کے سلسلے میں آتا ہے۔ یوں یسعیاہ ۵۲ باب کی آیات ۱۴ اور ۱۵ اور زیادہ پر معنی ہو جاتی ہیں۔ اِن آیات کا تشریحی ترجمہ یوں ہوگا "جس طرح بہتیرے تجھ کو دیکھ کر دنگ ہو گئے (کیونکہ اُنہوں نے خدا کے خادم کو سخت اذیت میں دیکھا) یہاں تک کہ اُس کی شکل بگڑ گئی تھی۔ اُسی طرح بہت سی قومیں (اس بڑی نجات کے کام کے نتیجے میں) خوشی سے حیرت زدہ ہوں گی۔ اور بادشاہ حیرت سے خاموش ہو جائیں گے اور جو کچھ ان سے کہا نہ گیا تھا وہ سُنیں گے ....."

چھڑی :- عبرانی کے مختلف لفظوں کا ترجمہ چھڑی، لاٹھی، شاخ، عصا وغیرہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان کے متعلق کچھ ذکر کریں گے۔

۱- شاخ - ٹہنی (پیدائش ۳۰ : ۳۷ چھڑی؛ حزقی ایل ۱۹ : ۱۱ شاخ؛ یرمیاہ ۱ : ۱۱ شاخ)۔

۲- لاٹھی - وہ لکڑی جسے مسافر اپنے ساتھ رکھتا ہے - وہ اسے سہارے اور اپنی حفاظت کے لئے استعمال کرتا ہے (پیدائش ۳۲ : ۱۰؛ مرقس ۶ : ۸)۔ وہ لکڑی جس سے گڈریا اپنی بھیڑ بکریاں ہانکتا ہے (خروج ۴ : ۲؛ زبور ۲۳ : ۴)۔ وہ لکڑی جو ضعیف لوگ سہارے کے لئے استعمال کرتے ہیں (زکریاہ ۸ : ۴؛ عبرانیوں ۱۱ : ۲۱ - عصا)، اور وہ لکڑی جو عالی مرتبہ لوگ رعب اور دبدبہ کے لئے رکھتے ہیں (پیدائش ۳۸ : ۱۸ - لاٹھی - کیتھولک عصا)؛ یسعیاہ ۳ : ۱ میں یہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے - وہاں ترجمہ تکیہ ہے۔

۳- سزا اور تادیب کے لئے لکڑی - امثال کی کتاب میں کئی مرتبہ اس کا ذکر ہے (۱۰ : ۱۳ لٹھ؛ ۱۳ : ۲۴ - چھڑی؛ ۲۲ : ۱۵؛ ۲۹ : ۱۵ چھڑی وغیرہ؛ ۱- کرنتھیوں ۴ : ۲۱ - لکڑی - کیتھولک چھڑی)۔

۴- وہ لکڑی جو سپاہی رکھتے ہیں (مرقس ۱۴ : ۴۳ - لاٹھی؛ ۱- سموئیل ۱۴ : ۲۷ - عصا؛ ۲- سموئیل ۲۳ : ۲۱ - لاٹھی)؛ جب داؤد جاتی جولیت سے مقابلہ کے لئے نکلا تو اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی (۱- سموئیل ۱۷ : ۴۰ ق- زبور ۲۳ : ۴ - یہاں عصا اور لاٹھی خدا کی ہدایت اور حفاظت کی علامت ہیں)۔

۵- اختیار اور حاکمیت کی علامت - انسانی (قضاۃ ۵ : ۱۴ - سپہ سالار کا عصا - پیدائش ۴۹ : ۱۰ حکومت کا عصا؛ یرمیاہ ۴۸ : ۱۷ موٹا عصا) اور خدا کے اختیار کی علامت (خروج ۴ : ۲۰ موسیٰ کی خدا کی لاٹھی)۔ ہارون کی لاٹھی اُس کی کہانت پر مہر ثبت کرنے کے مترادف تھی (گنتی ۱۷ب؛ عبرانیوں ۹ : ۴ ہارون کا عصا)۔

۶- وہ ڈنڈا جس پر غالباً حلقہ نما روٹیاں ٹانگی جاتی تھیں - اس لکڑی کو توڑنا قحط کی نشانی تھی (احبار ۲۶ : ۲۶ - عبرانی محاورے میں روٹی کو دل کا سہارا کہا جاتا تھا - ساعد لب - پیدائش ۱۸ : ۵؛ ۱- سلاطین ۱۳ : ۷ - اُردو ترجمہ تازہ دم ہونا - زبور ۱۰۴ : ۱۵)۔ عبرانی محاورہ شاب مطہ لخم جس کے لغوی معنی ہیں "توڑے گا ٹیک روٹی کی" (زبور ۱۰۵ : ۱۶؛ حزقی ایل ۴ : ۱۶؛ ۵ : ۱۶؛ ۱۴ : ۱۳ - روٹی کا عصا)۔

۷- بھالے کی چھڑ (۱- سموئیل ۱۷ : ۷؛ ۲- سموئیل ۲۱ : ۱۹)۔

۸- وہ ڈنڈے، چوبیں جن کی مدد سے پاک سامان اُٹھایا جاتا تھا - مثلاً عہد کا صندوق (خروج ۲۵ : ۱۳؛ ۲۷ : ۶)۔

۹- جادوگر کی لٹھ یا لاٹھی (خروج ۷ : ۱۲؛ ہوسیع ۴ : ۱۲)۔

۱۰- چوکھٹا جس پر چیزیں رکھ کر لے جا سکتے ہیں - عبرانی موط - اس چوکھٹے پر موسیٰ کے بھیجے ہوئے جاسوسوں نے انگور کی ڈالی جس میں ایک ہی گچھا تھا رکھ کر واپس لائے - گنتی ۱۳ : ۲۳ - یہاں اُردو ترجمہ لاٹھی (کیتھولک چوب) ہے لیکن اسی لفظ کا ترجمہ گنتی ۴ : ۱۰، ۱۲ میں چوکھٹا ہے۔

۱۱- اناج گاہنے کی لکڑی (یسعیاہ ۲۸ : ۲۷ چھڑی) - ۲- سموئیل ۳ : ۲۹ میں بیساکھی سے (کیتھولک لکڑی) غالباً سوت کا ★ اٹیرن مراد ہے جو زنان پن کی طرف اشارہ کرتا ہے (دیکھئے بیساکھی)۔

حزقی ایل ۷ : ۱۰ میں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ عصا ہوا ہے اُس کے اعراب بدلنے سے مطلب ناانصافی بنتا ہے (بجائے ھامَطہ کے ھامُطہِ) اس صورت میں آیت یوں ہوگی "تیری ناانصافی میں کلیاں نکلیں اور غرور میں ....."

چھگ مانس :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۵ء

چھلنی :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۴ء

چھنال :- بدکار عورت - یہ امثال ۶ : ۲۶ میں استعمال ہؤا ہے - کیتھولک ترجمہ میں فاحشہ ہے - لفظ چھنالہ پیدائش ۳۸ : ۲۴ اور ہوسیع ۲ : ۵ میں حرامکاری کے لئے استعمال ہؤا ہے -

چھیپ :- دیکھئے امراضِ بائبل ۸ء

چھیج جانا :- (ہندی - مؤنث) - کم ہونا - مرجانا - یہ صرف گنتی ۱۶ : ۴۹ میں استعمال ہؤا ہے - کیتھولک ترجمہ میں "مرگئے" ہے -

چیپا :- دیکھئے گیروئی -

چیتا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۶ء

چیچک :- دیکھئے امراضِ بائبل ۳ء

چیڑ - سرو :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۵ء

چیل :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۴ء

چینا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۱ء

ح

حاجب: دربان، ایک عہدہ جو وزیر کے برابر تھا۔ یہ لفظ صرف پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اعمال ۱۲: ۲۰ میں استعمال ہُوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں خواجہ سرا ہے۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے لفظی معنی ہیں "وہ جس کی بچھونے کی ذمہ داری ہو" بادشاہ کی استراحت گاہ کا منتظم۔
نیز دیکھئے "خواجہ سرا"۔

حادید: (عبرانی = تیز)۔ ایک شہر جس کا نام لُود اور اونو کے ساتھ آتا ہے۔ بنی بنیمین نے اسیری کے بعد اس کو آباد کیا (عزرا ۲: ۳۳؛ نحمیاہ ۷: ۳۷)۔ ۱۔ مکابین ۱۲: ۳۸؛ ۱۳: ۱۳ میں غالباً یہی شہر ہے۔ یہ لُدّہ سے تین میل مشرق میں واقع تھا۔

حاران۔ ھاران: ۱۔ تارح کا سب سے چھوٹا بیٹا اور ابرہام کا بھائی۔ لوط کا باپ۔ یہ اپنے باپ سے پہلے اُور میں فوت ہوا (پیدائش ۱۱: ۲۷، ۲۸)۔
۲۔ کالب کا بیٹا جو اُس کی حرم عیفہ سے پیدا ہُوا (۱۔ تواریخ ۲: ۴۶)۔

حارت: یہوداہ کے علاقے کا ایک جنگل۔ داؤد نے یہاں پناہ لی تھی (۱۔ سموئیل ۲۲: ۵)۔

حارم: (عبرانی = تقدیس شدہ)۔
۱۔ داؤد بادشاہ کے زمانے کا ایک کاہن (۱۔ تواریخ ۲۴: ۸)۔
۲۔ ایک خاندان جو زربابل کے ہمراہ بابل سے واپس آیا (عزرا ۲: ۳۲؛ نحمیاہ ۷: ۳۵)۔
۳۔ ایک اور خاندان جو زربابل کے ہمراہ واپس آیا (عزرا ۲: ۳۹؛ نحمیاہ ۷: ۴۲؛ ۱۲: ۱۵)۔ ان میں سے بعض نے اجنبی عورتوں سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۱)۔
۴۔ ایک اور خاندان جس نے اجنبی عورتوں سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۳۱)۔
۵۔ ملکیاہ کا باپ جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۱)۔
۶۔ ایک اور شخص جس نے نحمیاہ کے ہمراہ خدا سے عہد کیا (نحمیاہ ۱۰: ۲۷)۔

حاشوم۔ حاشم: ۱۔ ایک خاندان جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۱۹؛ ۱۰: ۳۳؛ نحمیاہ ۷: ۲۲)۔ بعض جگہ ہجا حشوم بھی ہے۔
۲۔ ایک کاہن جو عزرا کے بائیں طرف کھڑا تھا جب وہ لوگوں کو توریت پڑھ کر سُنا رہا تھا (نحمیاہ ۸: ۴)۔
۳۔ اُن میں سے ایک شخص جنہوں نے عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۸)۔ ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو جس کا ذکر نمبر ۲ میں ہُوا ہے)۔

حاضراتی: جن بھوت حاضر کرنے والا شخص جسے عامل بھی کہتے ہیں۔ یہ لفظ صرف کیتھولک ترجمہ میں اعمال ۱۹: ۱۳ میں استعمال ہُوا ہے۔ دیکھئے جھاڑ پھونک۔

حام: (عبرانی = غالباً گرم۔ قب عربی حَمّ)۔
۱۔ نوح کا سب سے چھوٹا بیٹا جو طوفان سے تقریباً ۹۶ سال پہلے پیدا ہُوا۔ وہ اِن آٹھ میں سے ایک شخص تھا جو نوح کی کشتی میں بچائے گئے۔ وہ سیاہ فام یعنی کوشی، مصری، فوطی اور کنعانی قوموں کا باپ ہُوا (پیدائش ۱۰: ۶-۲۰)۔ اُس نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی پاداش میں اس کے بیٹے کنعان کو ملعون قرار دیا گیا (پیدائش ۹: ۲۰، ۲۷)۔
۲۔ حام کی اولاد (زبور ۷۸: ۵۱؛ ۱۰۵: ۲۳؛ ۱۰۶: ۲۲)۔ ان حوالوں میں لفظ حام مصر کے ملک کے لئے استعمال ہُوا ہے۔

حبایاہ۔ حُبائی یاہ: (عبرانی = یہوواہ نے چھپایا ہے)۔ زربابل کے زمانہ کے چند کاہنوں کا جدِّ امجاد (عزرا ۲: ۶۱)۔

حبر۔ حابر: (عبرانی = ساتھی)۔
۱۔ یعقوب کا ایک پڑپوتا (پیدائش ۴۶: ۱۷)۔
۲۔ ایک سردار جس کی بیوی یاعیل نے سیسرا کو قتل کیا (قضاۃ ۴: ۱۷)۔
۳۔ عزرا کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۱۶)۔ یہ وہ عزرا نہیں جس نے عزرا کی کتاب لکھی۔
۴۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۸: ۱۷)۔

حبرون: (عبرانی = متحدہ جماعت۔ اتحاد۔ اس کا پرانا نام ★ قریت اربع تھا = چار شہر)۔ فلسطین

میں بلند ترین مقام۔ یہ بحیرۂ روم سے ۳۰۴۰ فٹ / ۹۲۶ میٹر اُونچا ہے اور یروشلیم سے ۱۹ میل / ۳۱ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ گنتی کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ مصر کے شہر ضعن سے سات سال پہلے آباد ہوا (۱۳: ۲۲) یعنی یہ مصری شہر تانیس کے زمانہ میں تقریباً ۱۷۲۰ ق۔م آباد ہوا۔ ابرہام بہت عرصے تک اسکے قریب مقیم رہا (پیدائش ۱۳: ۱۸)۔ اُس وقت یہاں بنی حِت رہتے تھے جن سے اس نے خاندانی گورستان کے لئے مکفیلہ کا کھیت خریدا (پیدائش ب۲۳)۔ یہاں ابرہام اور اُس کی بیوی سارہ، اضحاق اور ربقہ، یعقوب اور لیاہ دفن ہُوئے (پیدائش ۴۹: ۳۱؛ ۵۰: ۱۳)۔ یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق یعقوب کے سب بیٹے ماسوا یوسف اس جگہ دفنائے گئے۔ روایت کے مطابق پرانے عہدنامے کے بزرگوں کا یہ گورستان اُس مقام پر ہے جسے آج کل حرام الخلیل (= یعنی "خدا کے دوست کا احاطہ"۔ ابرہام کو ★ خلیل اللہ کا نام دیا گیا تھا قب یسعیاہ ۴۱: ۸۔ خصوصاً کیتھولک ترجمہ) پکارتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے بعد بیابان کے سفر کے دوران جو بارہ آدمی کنعان کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے، اُنہوں نے حبرون کا جائزہ لیا تھا۔ اُس وقت یہاں بنی عناق مقیم تھے (گنتی ۱۳: ۲۲، ۲۸، ۳۳)۔ جب بنی اسرائیل کنعان میں داخل ہو گئے تو حبرون کے بادشاہ ★ ہوہام نے یروشلیم کے بادشاہ ادونی صدق سے مل کر جبعون کے باشندوں کے خلاف محاذ قائم کیا کیونکہ جبعونیوں نے بنی اسرائیل سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یشوع نے اُنہیں شکست دے کر ان کے پانچ بادشاہوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ (یشوع ۱۰: ۱-۲۷)۔

حبرون اور اُس کے نواحی علاقے کو ★ کالب نے عناقیم سے لے لیا۔ وہ اُسے میراث میں دیا گیا (یشوع ۱۴: ۱۲ بعد، ۱۵: ۱۳ بعد، قضاۃ ۱: ۱۰-۲۰)۔

حبرون میں داؤد کو یہوداہ کے قبیلے کی طرف سے بادشاہ مسح کیا گیا تھا (۲۔ سموئیل ۲: ۴) اور دو سال بعد اسی جگہ اُسے سارے اسرائیل کا بادشاہ مسح کیا گیا (۲۔ سموئیل ۵: ۳)۔ ساڑھے سات سال تک یہ داؤد بادشاہ کا دارالخلافہ رہا۔ بعد ازاں یروشلیم کو دارالخلافہ مقرر کیا گیا لیکن جب ابی سلوم نے اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو داؤد بادشاہ نے اپنا صدر مقام پھر سے حبرون کو بنایا تاوقتیکہ ابی سلوم مارا نہیں گیا (۲۔ سموئیل ۱۵: ۷-۱۲)۔ رحبعام نے اس شہر کی قلعہ بندی کی (۲۔ تواریخ ۱۱: ۱۰)۔ ★ اسیری سے واپس آنے والوں میں سے کچھ لوگوں کو اس جگہ آباد کیا گیا (نحمیاہ ۱۱: ۲۵۔ یہاں اس کا پرانا نام قریت اربع استعمال کیا گیا ہے)۔ بعد میں یہ شہر ادومیوں کے ہاتھ لگا جن سے یہوداہ مکابی نے جنگ کر کے اسے واپس لے لیا (۱۔ مکابیین ۵: ۶۵)۔ ۶۶-۷۰ عیسوی کی جنگ میں اسے شمعون برگلورا نے اپنے قبضے میں لے لیا لیکن رومی فوج نے اس پر دھاوا بول کر اسے نذرِ آتش کر دیا۔ اس کا موجودہ نام الخلیل ہے۔ یہ اہلِ اسلام کی ایک زیارت گاہ ہے۔

حبشی خوجہ۔ حبشی خواجہ سرا:- حبشیوں کی ملکہ کنداکے کا وزیر اور اُس کے سارے خزانے کا مختار (اعمال ۸: ۲۶-۳۹)۔ وہ رئیس تھا۔ خوجہ ہوتے ہوئے وہ یہودی جماعت کا پورا شریک نہیں ہو سکتا تھا (استثنا ۲۳: ۱)۔ وہ یروشلیم میں عبادت کرنے گیا تھا اور اب واپسی کے راستے میں یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھ رہا تھا کہ پاک رُوح نے فلپس کو اُس کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ فلپس نے یسعیاہ ۵۳ باب سے شروع کر کے اس حبشی کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے پر آمادہ کیا۔ اُس نے بپتسمہ لیا اور خوشی کرتے ہوئے اپنے ملک چلا گیا۔

حبشی روایت کے مطابق وہ ایتھوپیہ کا پہلا مبلغ تھا۔ اس ملک میں مسیحیت بہت پہلے پھیلی۔

حبصنیاہ۔ حبصن یاہ:- یرمیاہ نبی کے زمانہ میں ریکابیوں کا بزرگ۔ اس کا ذکر صرف یرمیاہ ۳۵: ۳ میں ہے۔

حبقوق:- حبقوق کی کتاب کا مصنف۔ دیکھئے حبقوق کی کتاب۔ ب۔ مصنف۔

حبقوق کی کتاب:-

ا۔ خلاصۂ مضامین

نبوت کا یہ کلام جو حبقوق نبی سے منسوب ہے چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

۱- ۱: ۱ تا ۴: نبی اپنے اردگرد کی بدی اور برگشتگی کو دیکھتے ہوئے خدا کے حضور آہ و نالہ کرتا ہے کہ تو کب تک اِس کی سزا نہ دے گا۔

۲- ۱: ۵ تا ۱۱: یوں لگتا ہے کہ جواب میں خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ کسدیوں کو اُن پر چڑھا لائے گا اور وہ اُن کی فوجوں کی ہیبت اور اُن کے منہ لگنے والوں کے ساتھ اُن کے سلوک کا ذکر کرتا ہے۔

۳- ۱: ۱۲ تا ۱۷: لیکن خدا جو پاک ہے، وہ کسدیوں کی بہیمیت اور اصنام پرستی کو کیونکر نظر انداز کرتا ہے۔ جن کے کبیرہ گناہ کے سامنے وہ بدی جس کی سزا دینے کو وہ بھیجے گئے ہیں محض پرکاہ کی مانند ہے۔

۴ - ۲ : ۱ تا ۵ : نبی اپنی دیدگاہ پر اپنے تصوّر میں خُدا سے لَو لگائے بیٹھا ہے کہ خدا اُس کی اِس اُلجھن کو سلجھائے - اِس کا جواب اِس اُصول کے بیان میں ملتا ہے کہ کسدیوں کا تکبّر اُن کے تنزّل اور راست بازوں کی وفاداری اُن کی نجات کا باعث بنے گا۔

۵ - ۲ : ۶ تا ۲۰ : یہ ایک ہجو(ماثال) ہے جو کسدیوں کے حق میں کہی گئی ہے - وہ افسوس کے پانچ کلمات کے سلسلے پر مشتمل ہے، جن میں اُن کی اُس بہیمیت کے نتائج کے متعلق پیشینگوئی کی گئی ہے جن کا وہ خمیازہ بھگتنے والے تھے -

۶ - ۳ : ۱ تا ۱۹ : اگر حبقوق کے اِس مزمور کا پچھلے ابواب کے موضوع سے کوئی تعلق ہے تو اِس میں خدا کو اپنے پُرہیبت جلال میں قوموں پر غضب اُنڈیلتے اور اپنے لوگوں کی طرف نجات کا ہاتھ بڑھاتے دکھایا گیا ہے -

ب - مُصنّف

حبقوق نبی کے متعلق معلومات اتنی محدود ہیں کہ اُس کے متعلق جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ محض داخلی شہادت یا ظن وتخمین پر مبنی ہے - اُس کا نام غالباً عبرانی حبق بمعنی "بغلگیر ہونا" یا پھر ایک اسوری بُوٹی "حمبا قو قو" سے مشتق ہے - اُس کے نام کی یونانی صورت حمبا قوم ہے - یہ روایات کہ وہ ۲ - سلاطین ۴ : ۱۶ میں مذکور شونیمی عورت یا یسعیاہ ۲۱ : ۶ میں مذکور نگہبان کا بیٹا تھا، ایسی ہی بے سروپا ہیں جیسے یہ روایت کہ حبقوق بھی دانی ایل کے ساتھ شیروں کی ماند میں تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ دانیال ۱۴ : ۳۳ - ۳۶) -

ج - سن تصنیف اور پسِ منظر

اِس کتاب کی وحدت، مصنف اور سن کے متعلق کوئی متفقہ رائے موجود نہیں ہے - ۱ : ۶ میں کسدیوں کی بابت ایک واضح تاریخی اشارہ ملتا ہے - یوں عموماً اِس کا سن ساتویں صدی ق م کا اواخر یعنی جنگِ کرکمیش کے فوراً بعد کا (۶۰۵ ق م) متعین کیا جاتا ہے - جب کسدیوں نے مصری فوجوں کو جو فرعون نکو کی سرکردگی میں فرات کے کنارے خیمہ زن تھیں کچلتے ہوئے مغرب کی جانب بڑھ کر یہویاکین شاہِ یہوداہ کو باجگذار بنا لیا تھا -

د - نبی کا پیغام

کتاب کا مجموعی جائزہ لینے سے موضوع کی وحدت عیاں ہو جاتی ہے - حبقوق اُس اخلاقی مسئلہ کو اُٹھاتا ہے جو خدا کی جانب سے یہوداہ کو سزا دینے کے لئے کسدیوں کو اُن پر چڑھا لانے سے پیدا ہوتا ہے - کسدیوں کی بہیمیت اور سفاکی خدا کی راستبازی کے منافی تھی - اِس کا جواب ۲ : ۴ میں دیا گیا ہے کہ انسان کا تکبّر اُس کی تباہی کو اپنے جلو میں چھپائے ہوتا ہے جبکہ راستباز کو خدا کی رضامندی کے نور میں جیتا رہنے کا یقین حاصل ہے - اِس حوالے کا نئے عہدنامہ میں متعدد بار اقتباس کیا گیا ہے (رومیوں ۱ : ۱۷؛ گلتیوں ۳ : ۱۱؛ عبرانیوں ۱۰ : ۳۸) - اگرچہ اِس میں پولوسی تصوّرِ ایمان پوری طرح تو نہیں پایا جاتا کیونکہ اِس کا تصوّرِ ایمان شائد ہی کسی عبرانی لفظ میں ادا ہو سکے، تو بھی نیا عہدنامہ ایمان کے لئے ہفتادی ترجمہ کے لفظ پستِس pistis اپنانے سے نبی کے خیال کو آگے بڑھاتا ہے -

بحیرۂ مُردار کے صحائف میں "حبقوق کی تفسیر" میں ۱ : ۴ تا ۲ : ۲۰ کی تشریح قمران اور اُس کے مخصوص فرقہ کے پسِ منظر میں کی گئی ہے اور اِس ثبوت کے معنوں پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی -

حِتّ :- نوحؔ کا پوتا (پیدائش ۱۰ : ۱۵) اور عظیم حتّی قوم کا جدِّ امجد (پیدائش ۲۳ : ۳؛ ۲۷ : ۴۶) - دیکھئے حتّی -

حِتّت - حَتات :- (عبرانی = ہیبت ناک) - اسرائیل کے پہلے قاضی غتنئیل کا بیٹا (۱ - تواریخ ۴ : ۱۳) -

حتلُون :- اِس جگہ کا ذکر اسرائیل کی بحالی کے وقت کی ملکی حدود کے ضمن میں ہوا ہے - یہ شمالی حد پر ایک مقام تھا - محلِ وقوع کا ٹھیک علم نہیں (حزقی ایل ۴۷ : ۱۵؛ ۴۸ : ۱) -

حجاب - حاجاب :- (عبرانی = ٹڈی) - ہیکل کے خادموں کی نسل میں سے ایک شخص جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲ : ۴۶) -

حجّام :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۳

حجّائی :- دیکھئے حجّی -

حجر :- ★ نتنیم کی اولاد میں سے ایک شخص جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس یروشلیم آیا (عزرا ۲ : ۷۴) -

حجرِ رشید :- ★ اثریات کے علمی حلقوں میں سنگِ روزیٹا کا نام - دیکھئے سنگِ روزیٹا -

حُجرَہ :- سلیمانؔ بادشاہ کی تعمیر کردہ ہیکل کے تین طرف، پاکترین اور پاک مقام کی دیوار کے ساتھ ساتھ تین منزلہ کوٹھڑیاں جن میں سامان وغیرہ رکھتے تھے - انہیں اردو ترجمہ میں حجرے کہا گیا ہے (۱ - سلاطین ۶ : ۵، ۸) -
دیکھئے ہیکل اور ہیکل کا خاکہ -

حُجلاہ - حُجلہ :- منسّی کے قبیلہ کے صلافحاد کی پانچ بیٹیوں میں سے ایک (گنتی ۲۶ : ۳۳) - چونکہ ان کے باپ کا کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے ایک شرعی قانون بنایا گیا کہ اگر کوئی بیٹا نہ ہو تو وراثت بیٹیوں کو دی جائے بشرطیکہ وہ قبیلے سے باہر شادی نہ کریں (گنتی ۲۷ : ۱ - ۱۱؛ ۳۶ : ۱ - ۱۲؛ یشوع ۱۷ : ۳ - ۴) -

حُجلۂ عروسی:۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱۳

حجّی:۔ (عبرانی = پُرمُسرت)۔

۱۔ جدؔ کا بیٹا اور یعقوبؔ کا پوتا (پیدائش ۴۶: ۱۶)۔ اس کے نام سے حجیّوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۱۵)۔

۲۔ حجّی کی کتاب کا مصنف۔ دیکھئے حجّی کی کتاب۔

حجیاہ۔ حجّیاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کا جشنِ مُسرت)۔ مراری کے خاندان کا ایک لاوی۔ اس کا ذکر صرف ۱۔ تواریخ ۶: ۳۰ میں ہے۔

حجیت:۔ (عبرانی = پُرمُسرت)۔ داؤد بادشاہ کی بیوی اور ادونیاہ کی ماں (۲۔ سموئیل ۳: ۴؛ ۱۔ سلاطین ۱: ۵۔ ۳۱)۔

حجّی کی کتاب۔ حجائی کی کتاب:۔

ا۔ خلاصۂ مضامین

یہ کتاب چار نبوّتوں پر مشتمل ہے ۱: ۱ تا ۱۱؛ ۲: ۱ تا ۹؛ ۲: ۱۰ تا ۱۹؛ ۲: ۲۰ تا ۲۳۔ ۱: ۱۲ تا ۱۵ ایک ضمنی بیان ہے۔ تمام نبوّتوں کا سن دارا اوّل کے دوسرے برس کا ہے (۵۲۰ ق۔م) جو عزرا ۴: ۲۴؛ ۵: ۱، ۲ کے سن سے مطابقت رکھتا ہے۔

ب۔ مصنف اور سن

۵۳۷ ق۔م میں اسیری سے واپسی کے بعد جن دو نبیوں کا نام پہلے آتا ہے وہ حجّی اور زکریاہ ہی ہیں۔ چونکہ ان کا ذکر ۵۲۰ ق۔م تک نہیں ملتا (عزرا ۵: ۱، ۲)، اس لئے اکثر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ اسی سن کے لگ بھگ اسیروں کے ایک نئے جتھے کے ساتھ واپس آئے، لیکن نبی خود اس کے متعلق خاموش ہیں۔ اس لئے یہ امکان بھی برابر موجود ہے کہ ۵۳۷ ق۔م میں جب اُن کے والدین اسیری سے لوٹے تو وہ ابھی بچے ہی تھے۔ یوں حجّی نے اُس دور میں بڑھتی ہوئی سرد مہری کا عملی تجربہ کیا ہوگا اور جونہی وہ بالغ نظر ہوا تو خدا کا روح اُس پر نازل ہوا اور اسے نبوّت کی نعمت ملی۔ عزرا ۵: ۱، ۲ کے علاوہ حجّی کی کتاب کے باہر اس کا نام اور کہیں نہیں ملتا۔

ج۔ چار نبوّتیں

۱۔ ۱: ۱ تا ۱۱ چھٹا مہینہ۔ پہلا دن۔ حجّی نبی زرُبابل اور یشوعؔ راہنماؤں کو مخاطب کرتا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ لکھا ہے اُس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ پیغام سرِعام سنایا گیا تاکہ ہر ایک کے کانوں تک پہنچ جائے۔ نبی گذشتہ ۱۶ برسوں کی بے اعتنائی کا ذکر کرتا ہے۔ یہ وہ برس تھے جن میں لوگوں کو ہیکل کو تعمیر کرنا چاہیے تھا (عزرا ابواب ۳، ۴)، لیکن وہ اس کے برعکس اپنے گھروں کو کشادہ کرنے اور اُن کی آراستگی میں لگے رہے (حجّی ۱: ۴)۔ اس عرصہ میں اُنہوں نے ہولناک قدرتی آفات دیکھیں، فصلیں تباہ ہوگئیں اور افلاس کا دَور دَورہ رہا۔ یہ خدا کی جانب سے اپنے لوگوں کو تنبیہ کے لئے تھا کہ وہ اوّل باتوں کو اوّل رکھیں۔ ۱: ۱۲ تا ۱۵ کا ضمنی بیان آئندہ ۲۴ دنوں میں لوگوں کے ردِّعمل کا تذکرہ ہے۔

۲۔ ۲: ۱ تا ۹۔ ساتواں مہینہ۔ اکیسواں دن۔ یہ اُن لوگوں کی دل جوئی کے لئے تھا جو موجودہ نئی ہیکل کو سلیمان کی ہیکل کے مقابلہ میں ناچیز سمجھتے تھے۔ مستقبل کی ہیکل ماضی کی نسبت فزوں تر جلال کے حامل ہونے کے لئے مقدر کر دی گئی ہے۔ حجّی اُن "مرغوب چیزوں" یعنی غیر اقوام کے تحائف کا ذکر کرتا ہے جو ہیکل کو آراستہ کرنے کی غرض سے لائے جائیں گے۔ یہ پیشینگوئی بڑے مختصر سے عرصہ میں ہی جزوی طور پہ پوری ہوگئی تھی (عزرا ۶: ۸، ۹)۔ بعد ازاں ہیرودیس ادومی نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کروایا اور اس کی شان کو دوبالا کیا۔ غیر اقوام میں سے لوگ ہیکل کے شیدائی تھے اور اُنہیں غیر قوموں کے صحن میں آکر عبادت کرنے اور نذرانے گزراننے کی اجازت تھی۔ لیکن زکریاہ ۲: ۱۱، ۱۲ کی طرح حجّی کے ان الفاظ کی بھی یہودی اور غیر یہودیوں کے مسیح کی روحانی ہیکل میں شریک ہونے سے ہی تکمیل ہوتی ہے (افسیوں ۲: ۱۴۔ ۲۲)۔

۳۔ ۲: ۱۰ تا ۱۹۔ نواں مہینہ۔ چوبیسواں دن۔ حجّی رسوماتی شریعت کے مسئلہ کو چھیڑ کر اُس سے سبق اخذ کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی پوشاک کے دامن میں نذر کا گوشت اُٹھائے ہوئے ہے تو اگر کسی شے سے اُس کی پوشاک چھو جائے تو وہ شے پاک نہیں ہو جاتی۔ لیکن اگر کسی کی پوشاک ناپاک ہو تو وہ جس شے سے بھی چھو جائے وہ ناپاک ہو جاتی ہے اور یوں ناپاکی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ ہیکل کے کھنڈرات ناپاک ہیں جو ساری قوم اور اُن کے تصرفات کو ناپاک کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہیکل کی نئی بنیادیں ڈالی جائیں تو اس کے برعکس خدا لوگوں کے ہاتھوں کے کاموں پر برکت دے گا۔ اور یہ واضح ہے کہ جونہی ہیکل کی بنیادیں نئے سرے سے رکھنے کی تقریبات شروع ہوئیں تو بیداری کا آغاز ہوا (آیت ۱۸ بحوالہ عزرا ۳: ۱۰، ۵۳۶ ق۔م میں)۔ یہ عام رواج تھا کہ ہیکل یا گھر کی بنیادیں رکھنے کی ایک سے زیادہ تقریبات منعقد کی جاتی تھیں۔ ۲: ۱۸ میں جو تاریخ درج ہے وہ سہوِ کاتب معلوم ہوتی ہے، جس نے چھٹے مہینے کی چوبیس کو (۱: ۱۵) نویں مہینے کی چوبیس کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے جب یہ نبوت کی گئی تھی (۲: ۱۰)۔

۴۔ ۲: ۲۰۔ ۲۳۔ نواں مہینہ۔ چوبیسواں دن۔ زرُبابل سے عہد کیا جاتا ہے کہ پارسی سلطنت میں افراتفری کے باوجود بھی وہ محفوظ رکھا جائے گا۔ آیت ۲۳ میں "نگین" کا حوالہ غالباً یرمیاہ ۲۲: ۲۴ میں یرمیاہ کی جانب سے زرُبابل کے دادا یہویقیم کے مقدّر کے اعلان کے الفاظ کی بازگشت ہے۔

عداشہ :- (عبرانی = نیا) - یشوع کے زمانہ میں نشیب کی زمین کے علاقہ میں یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۷)۔

حدتہ :- (عبرانی = نیا) - اُردو ترجمہ سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے حصور اور حدتہ دو مختلف شہر ہیں لیکن یشوع ۱۵: ۲۵ کے عبرانی متن سے عیاں ہے کہ حدتہ (نیا) حصور کی تعریف ہے یعنی نیا حصور۔ غالباً ایک پرانا اور ایک نیا حصور تھا - مقابلہ کیجئے کیتھولک ترجمہ یشوع ۱۵: ۲۵۔

حدد :- ۱- ابرہام کا پوتا اور اسمٰعیل کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۱۵؛ ۱- تواریخ ۱: ۳۰)۔

۲- ادوم کا ایک بادشاہ - اس کا دارالخلافہ پاؤ کا شہر تھا (۱- تواریخ ۱: ۵۰ - یہاں ہجا ہدد ہے)- پیدائش ۳۶: ۳۹ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہجا حدر دیا گیا ہے۔

۳- ادوم کا ایک بادشاہ ہدد جس نے موآب کے میدان میں مدیانیوں کو مارا (پیدائش ۳۶: ۳۵ اور ۱- تواریخ ۱: ۴۶۔ اس کا ہجا یہاں ہدد دیا گیا ہے)۔

۴- شاہی خاندان سے ایک ادومی جو سلیمان بادشاہ کا مخالف بنا - یہ بچپن میں جب داؤد نے ادوم پر حملہ کیا تھا بچ کر مصر میں فرعون کے پاس پہنچ گیا - ہدد نے فرعون کے حضور اتنا رسوخ حاصل کیا کہ اُس نے اُس کی شادی اپنی سالی یعنی ملکہ تحفینس سے کرادی - داؤد اور اُس کے لشکر کے سردار یوآب کے مرنے کے بعد ہدد ادوم واپس آیا اور سلیمان کا مخالف ہوا (۱- سلاطین ۱۱: ۱۴- ۲۵)۔

۵- ملکِ ارام (شام) کا سب سے بڑا دیوتا - اس کا نام بعض شخصوں کے نام کے ساتھ آتا ہے مثلاً ہدد عزر (۲- سموئیل ۸: ۳ وغیرہ)۔

حدر - ہدد :- قدیم ادومی بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ جو اسرائیل کی سلطنت کے قائم ہونے سے پہلے یہاں حاکم تھا - اس کا دارالخلافہ پاؤ تھا (پیدائش ۳۶: ۳۹ - کیتھولک ترجمہ میں اس کا ہجا ہدد ہے)۔

اس بادشاہ کا نام ۱- تواریخ ۱: ۵۰، ۵۱ میں ہدد دیا گیا ہے - عبرانی میں "د" اور "ر" میں آسانی سے غلطی ہو سکتی ہے - دیکھئے پروٹسٹنٹ ترجمہ ۱۹۱۱ زبور میں "دالتھ" ד (آیت ۲۵ اور "ریش" ר آیت ۱۵۳) کی شکل۔

حدراک :- ایک ملک جس کا ذکر حمات اور دمشق کے ساتھ آیا ہے - اس کا ذکر صرف زکریاہ ۹: ۱ میں ہے۔

حد کا نشان :- عبرانی گبول - اس کے مادہ گبل میں رسی کا مفہوم ہے - قب عربی حبل - غالباً وہ رسی جس سے حدیں ماپی جائیں -

ملکِ کنعان کو بنی اسرائیل کے مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا گیا تھا - ہر خاندان کے پاس ایک قطعہ زمین تھا جس پر وہ کاشت کر کے یا بھیڑ بکریاں پال کر گزارا کرتا - یہ باپ سے بیٹے کو جاتا، یا کم از کم قبیلے میں ہی رہتا تھا (گنتی ۲۷: ۱- ۱۰؛ ۳۶ ب) - اصولی طور پر یہ ایک ناقابل انتقال میراث ہوتی تھی (قب نبوت کی کہانی - ۱- سلاطین ۲۱ ب)۔

تاہم کئی لوگ قرض کے بوجھ کی وجہ سے زمین کھو بیٹھتے تھے۔ وہ زمانہ جب ہر کوئی اپنی زمین کا مالک ہوتا ایک مثالی زمانہ تصور کیا جاتا تھا (زکریاہ ۳: ۱۰) - حد کا نشان ایک پتھر ہوتا تھا جس پر زمین کا حدود اربعہ درج ہوتا تھا - اس پتھر کو سرکانا یا ہٹانا کسی کا حق مارنے کے مترادف تھا اور ایک غیر شرعی فعل تھا (استثنا ۱۹: ۱۴؛ ۲۷: ۱۷؛ امثال ۲۲: ۲۸؛ ۲۳: ۱۰) - جب لوگ ایسی حرکت شروع کر دیں تو یہ بُرے زمانہ کا نشان تھا (ایوب ۲۴: ۲؛ ہوسیع ۵: ۱۰)۔

حدود :- کائنات میں خدا کا ہر کام باقاعدہ اور منظم ہے - اسی لئے خدا چاہتا ہے کہ انسان بھی ایک باضابطہ زندگی بسر کرے جس میں پورا نظم و نسق ہو - اسی لئے خدا نے ہر کام کی حدود مقرر کر دی ہیں - کتاب مقدس میں زمین کی حد بندی کا خاص خیال رکھا گیا ہے - بنی اسرائیل کے سب قبیلوں کی میراث کی بڑی احتیاط سے حدود مقرر کر دی گئی تھیں (یشوع ابواب ۱۳ تا ۲۰) بلکہ اُن پر لعنت کی گئی تھی جو پڑوسی کی حد کے نشان کو سرکائیں (استثنا ۲۷: ۱۷؛ قب ۱۹: ۱۴) - مجازی معنوں میں ان سے قدیم قاعدوں اور دستوروں کا احترام مراد ہے۔

حرادہ :- (عبرانی = دہشت) - بنی اسرائیل کی بیابان میں ایک منزل - کوہ سافر سے کوچ کر کے وہ یہاں خیمہ زن ہوئے (گنتی ۳۳: ۲۴)۔

حراست :- دیکھئے قید اور قید خانہ۔

حرام :- یہ لفظ اردو ترجمہ میں تقریباً ۷ مرتبہ آیا ہے - یہ مختلف عبرانی اور یونانی لفظوں کا ترجمہ ہے۔

حزقی ایل ۴: ۱۴ میں یہ پگول کا ترجمہ ہے جس کے معنی ہیں سڑا ہوا، بدبودار، ناپاک، مکروہ - اسی لفظ کا ترجمہ احبار ۷: ۱۸؛ ۱۹: ۷ میں مکروہ اور یسعیاہ ۶۵: ۴ میں نفرتی کیا گیا ہے۔

اعمال ۱۰: ۱۴، ۱۵، ۲۸؛ ۱۱: ۸، ۹ میں یہ یونانی لفظ کوئنوس koinos بمعنی ★ عام کا ترجمہ ہے۔

یوحنا ۸: ۴۱ میں یہ یونانی پورنیا porneia کا ترجمہ ہے جس کے معنی زناکاری ہیں جو اُردو میں حرام کاری کے معنی رکھتا ہے - انہی معنوں میں یہ کئی جگہ استعمال ہوا ہے (عبرانیوں ۱۲: ۸؛ ۱- کرنتھیوں ۸: ۱۱ وغیرہ) - نیز دیکھئے لعنت - ضمیر۔

ناپاک یا ممنوع جانوروں کے متعلق جو حرام قرار دیئے گئے ہیں دیکھئے طہارت۔

حرام کاری:۔ دیکھئے کسبی۔

حرحور:۔ (عبرانی = بخار، قب عربی حرارۃ)۔ یہ اُس خاندان کا سربراہ تھا جو زرُبابل کے ساتھ جلاوطنی سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵۱؛ نحمیاہ ۷: ۵۳)۔

حرس۔ حاسر:۔ (عبرانی = سورج)۔ ۱۔ ایالون کے گرد ایک پہاڑی علاقہ جہاں سے اموریوں کو نکالا نہیں گیا (قضاۃ ۱: ۳۵)۔
۲۔ یردن کے مشرق میں ایک مقام۔ یہاں جدعون نے زبح اور ضلمنع کو شکست دی (قضاۃ ۸: ۱۳-۱۵)۔
۳۔ مصر کا ایک شہر جسے اردو ترجمہ میں شہر آفتاب (سورج کا شہر) کہا گیا ہے (یسعیاہ ۱۹: ۱۸)۔ غالباً یہ ہیلیوپلیس کا شہر ہی ہے۔
۴۔ ایک لاوی جو پہلے گروہ کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (۱۔تواریخ ۹: ۱۵)۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کے ہجے حارش ہیں۔

حرشا:۔ (عبرانی = گونگا۔ خاموش)۔ نتنیم کے خاندان کا سربراہ جو کہ زرُبابل کے ماتحت اسیری سے لوٹے (عزرا ۲: ۵۲؛ نحمیاہ ۷: ۵۴)۔

حرم۔ مدخولہ:۔ کتابِ مقدس میں یہ لفظ اُن عورتوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو قانونی طور پر آدمی سے ازدواجی رشتہ میں منسلک ہوں لیکن اُن کا درجہ بیوی سے کم ہو۔ پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں حرم ہونا اخلاقی طور پر بُرا نہیں سمجھا جاتا تھا اور حرم کی خوراک، پوشاک اور ازدواجی حقوق کو محفوظ رکھا گیا تھا (خروج ۲۱: ۱۰؛ استثنا ۲۱: ۱۰-۱۴)۔ عام طور پر حرمیں عبرانی یا غیر قوم غلاموں سے لی جاتی تھیں یا جنگ میں اسیر کی ہوئی عورتوں میں سے چُنی جاتی تھیں۔ آزاد عبرانی عورتیں بھی حرم بنائی جا سکتی تھیں۔ حرم کے ازدواجی تعلق کے سوا کوئی خاص حقوق نہ تھے۔ وہ گھر میں کوئی اختیار نہ رکھتی تھی۔ اُس کا خاوند اُسے اور اُس کے بچوں کو کوئی انعام دے کر الگ کر سکتا تھا (پیدائش ۲۵: ۶)۔ حرم کے بچے ولد الحلال تصور کئے جاتے تھے لیکن اصلی بیوی کے بچوں کا حق وراثت کے سلسلے میں مقدم تھا۔

عہدِ عتیق میں اسلاف کے زمانہ میں عام طور پر لونڈی کو حرم بنانے کی وجہ بیوی کا بانجھ پن ہوتا تھا۔ عموماً بیوی خود اپنے خاوند کو کہتی تھی کہ وہ اُس کی لونڈی سے اولاد پیدا کرے جو اصل بیوی کے بچے مانے جائیں (دیکھئے پیدائش باب ۱۶ اور ۳۰: ۳۔ آخری حوالے میں ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں عبرانی کا محاورہ "میرے گھٹنوں پر دیا" گیا ہے جس کا مفہوم گود میں لینا ہے) نیز دیکھئے گھٹنا۔

حُرمہ:۔ (عبرانی = مخصوص شدہ جگہ۔ مقابلہ کریں عربی حرام)۔ عزہ اور بیرسبع کے درمیان ایک جگہ جہاں نافرمان اسرائیلیوں کو عمالیقیوں اور کنعانیوں نے پسپا کیا (گنتی ۱۴: ۴۵؛ استثنا ۱: ۴۴)۔ قضاۃ ۱: ۱۷ میں ہم پڑھتے ہیں کہ یہوداہ اور شمعون نے صفت شہر کو تباہ کیا اور اُس کا نام حرمہ رکھا۔

حرنفر۔ حرنافر:۔ آشر کے قبیلے کے صوفح سوح کا ایک بیٹا (۱۔تواریخ ۷: ۳۶)۔

حرود۔ عین حرود:۔ (عبرانی = تھرتھراہٹ)۔ ایک کنواں یا چشمہ جس کے پاس جدعون اور اُس کے آدمی ٹھہرے۔ خداوند نے اس گروہ سے صرف ۳۰۰ شخص چُنے جنہوں نے مدیانیوں کو شکست دی۔ اُن اشخاص کو چُنا گیا تھا جو چپڑ چپڑ کر کے پانی پی رہے تھے (قضاۃ ۷: ۱-۸)۔

حرودی۔ حروری:۔ داؤد کے دو سورماؤں سمہ اور الیقہ کا جدی نام (۲۔سموئیل ۲۳: ۲۵)۔

حروست۔ حروشت:۔ شمالی فلسطین میں دریائے قیسون کے کنارے ایک شہر یہاں سیسرا کا گھر تھا جو کہ کنعان کے بادشاہ یابین کے لشکر کا سردار تھا (قضاۃ ۴: ۲، ۱۳، ۱۶)۔

حرُوص۔ حاروص:۔ (عبرانی = مستعد، سرگرم)۔ یہوداہ کے بادشاہ منسی کا سسر (۲۔سلاطین ۲۱: ۱۹)۔

حروفِ تہجی:۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۱۔ فنِ تحریر۔

حرُوم۔ حاروم:۔ (عبرانی = بلند کیا گیا)۔ یہوداہ کی اولاد میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۴: ۸)۔

حرومف:۔ (عبرانی = چپٹی ناک؟)۔ یدایاہ کا باپ (نحمیاہ ۳: ۱۰)۔

حرہیاہ۔ حرھایاہ:۔ یہ عزیئیل کا باپ تھا۔ وہ پیشے کے لحاظ سے سنار تھا (نحمیاہ ۳: ۸)۔

حُریم۔ حورم:۔ (عبرانی = تقدیس شدہ)۔ اردن کے نزدیک نفتالی کا ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹: ۳۸)۔

حزائیل:۔ (عبرانی = خدا دیکھتا ہے)۔ ارام کے بادشاہ بن ہدد کا ایک اعلےٰ افسر۔ جب بادشاہ بیمار تھا تو اُس نے اُسے الیشع نبی کے پاس یہ دریافت کرنے

کے لئے بھیجا کہ آیا وہ اس بیماری سے صحت یاب ہوگا یا نہیں۔ الیشع نے حزائیل کو بتایا کہ بادشاہ ضرور صحت یاب ہوگا لیکن یقیناً مر جائیگا۔ پیشتر ازیں خدا نے ایلیاہ کو کہا تھا کہ وہ حزائیل کو ارام کا بادشاہ ہونے کے لئے مسح کرے (۱-سلاطین ۱۹: ۱۵)۔ جب الیشع نے اُسے بتایا تو وہ بظاہر بڑا حیران ہؤا کہ وہ بادشاہ بنے گا۔ حزائیل واپس گیا اور ایسی تدبیر کی جس سے بن ہدد کا سانس رُک گیا اور وہ مر گیا۔ حزائیل نے تخت پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۸: ۷-۱۵)۔

اس واقعہ کی تصدیق سلمنسر سوم کے ایک کتبہ سے بھی ہوتی ہے جس میں مرقوم ہے کہ دمشق کا ہدد زر (بن ہدد) ہلاک ہو گیا اور حزائیل ولدنا معلوم نے اس کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس محاورہ "ولدنا معلوم" کا مطلب یہ ہے کہ وہ شاہی خاندان سے نہیں تھا۔

حزائیل نے ۴۴ سال (۸۴۱-۷۹۸ ق-م) حکومت کی۔ ممکن ہے کہ اُس نے چند سال اور بھی حکومت کی ہو۔ یہوداہ کے بادشاہ اخزیاہ نے صرف ایک برس حکومت کی (۲-سلاطین ۸: ۲۶)۔ وہ سال ۸۴۱ ق-م تھا۔ اُس سال اُس نے شاہِ اسرائیل یورام کے ساتھ مل کر حزائیل سے جنگ کی (۲-سلاطین ۸: ۲۸)۔ شاہِ اسور سلمنسر سوم (۸۵۸-۸۲۴) نے اپنی حکومت کے ۱۴ ویں سال (۸۴۴) میں ہددزر (بن ہدد) شاہِ دمشق کے ساتھ اپنی جنگ کا ذکر کیا ہے۔ اپنی حکومت کے ۱۸ ویں سال (۸۴۰ ق-م) میں اُس نے دمشق کے حزائیل کے خلاف جنگ لڑی۔ پس حزائیل نے ۸۴۴ اور ۸۴۱ کے درمیان تخت پر قبضہ کیا۔ اُس نے کم از کم ۷۹۸ ق-م تک حکومت کی۔ یہ وہ سال ہے جبکہ یہوآخز شاہِ اسرائیل نے وفات پائی کیونکہ اس بادشاہ کے دورِ حکومت کے تمام دنوں تک حزائیل اسرائیل کو ستاتا رہا تھا (۲-سلاطین ۱۳: ۲۲)۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد حزائیل بھی مر گیا (۲-سلاطین ۱۳: ۲۴)۔

جس طرح الیشع نبی نے پیشینگوئی کی تھی حزائیل نے اسرائیل کو سخت سزا دی (۲-سلاطین ۸: ۱۲)۔ اُس نے اخی اب کے بیٹے یورام کو رامات جلعاد کے مقام پر زخمی کیا (۲-سلاطین ۸: ۲۹)۔ یاہو کے دورِ حکومت میں حزائیل نے یردن کی وادی کا تمام مشرقی علاقہ اسرائیل سے چھین لیا (۲-سلاطین ۱۰: ۳۲)۔ جب یہوآس یہوداہ پر حکومت کرتا تھا تو حزائیل نے جات پر قبضہ کر لیا اور یروشلیم کے لئے خطرہ بن گیا لیکن یہوآس نے اُسے خراج دے کر واپس جانے پر رضامند کر لیا (۲-سلاطین ۱۲: ۱۷، ۱۸)۔ وہ یہوآخز کے دورِ حکومت میں اسرائیل پر متواتر حملے کرتا رہا (۲-سلاطین ۱۳: ۳، ۲۲)۔ سلمنسر سوم لکھتا ہے کہ اُس نے حزائیل پر دو حملے کئے جن میں وہ دعوے کرتا ہے کہ اُس نے عظیم فتوحات حاصل کیں اور ارام کے ملک کو سخت نقصان پہنچایا۔

حزایاہ:- (عبرانی = یہوواہ دیکھتا ہے)۔ یہوداہ کی نسل سے ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۵)۔

حزقی:- بنیمین کے قبیلہ کا ایک فرد (۱-تواریخ ۸: ۱۷)۔

حزقیال:- دیکھئے حزقی ایل۔

حزقیاہ-حزقی یاہ:- (عبرانی = خداوند نے مضبوط کیا)۔

۱- ایک بادشاہ جو یہوداہ پر ۲۹ سال (تقریباً ۷۲۴-۶۹۵ ق-م) تک حکومت کرتا رہا۔ اس کی کہانی ۲-سلاطین ابواب ۱۸ تا ۲۰؛ ۲-تواریخ ابواب ۲۹ تا ۳۲ اور یسعیاہ ابواب ۳۶-۳۹ میں بیان کی گئی ہے۔ وہ تاریخ انسانی کے عظیم زمانوں میں سے ایک کے دوران بادشاہی کرتا تھا۔ پہلے اولمپک کھیل جس سے یونانی اپنی تاریخ کا آغاز کرتے ہیں ۷۷۶ ق-م منعقد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ روم ۷۵۳ ق-م تعمیر ہؤا؛ اسور اگرچہ زوال پذیر تھا تو بھی ایک عظیم طاقت شمار ہوتا تھا اور مصر اگرچہ کمزور تھا تو بھی وہ اسور کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہوداہ چونکہ مصر اور اسور کے درمیان شاہراہ پر واقع تھا اس لئے اس کی حالت بڑی نازک تھی۔ جب حزقیاہ کا دادا یوتام یروشلیم پر حکومت کرتا تھا (۷۵۵-۷۳۹ ق-م) تو اُس وقت حزقیاہ بچہ تھا۔ اگرچہ وہ کئی لحاظ سے ایک اچھا بادشاہ تھا تو بھی اُس نے لوگوں کو اونچے مقاموں پر بخور جلانے اور قربانیاں چڑھانے کی اجازت دے رکھی تھی۔ چونکہ یہوداہ میں انحراف ترقی پر تھا اس لئے خدا نے اسوریوں اور شمالی حکومت کو یروشلیم پر حملہ کرنے کی اجازت دی۔ حزقیاہ کے عنفوانِ شباب کے وقت اُس کا باپ آخز ایک بدکار بادشاہ تھا۔ وہ بدکاری میں یہاں تک بڑھ گیا کہ اُس نے موآبیوں کی مکروہ رسم کی پیروی کرتے ہوئے بچوں کو آگ میں جلانا شروع کر دیا (۲-تواریخ ۲۸: ۳)، اور یہ اُس نے ہوسیع، میکاہ اور یسعیاہ نبی کی تنبیہ کے باوجود کیا۔ یہی وہ وقت تھا جب اسور اور اسرائیل دھمکی دے رہے تھے اور یہی وہ وقت تھا جب خدا نے یسعیاہ نبی کی معرفت مسیح کی "کنواری سے پیدائش" کی مشہور و معروف پیشینگوئی دی (یسعیاہ ۷: ۱۴)۔ کچھ عرصہ تک حزقیاہ اپنے باپ کے ساتھ کاروبارِ حکومت میں شامل رہا، لیکن اپنے باپ کی نااہلی کے باعث وہ جلد ہی سرگرم حاکم بن گیا۔ اُس کی بادشاہی کا آغاز اُس وقت ہؤا جب وہ ۲۵ سال کا تھا اور ہر طرف مشکلات اور خطرات سر اُٹھائے ہوئے تھے۔ بعض نے صلاح دی کہ اسور کے خلاف مصر سے معاہدہ کیا جائے جبکہ دوسروں نے اسور کی بالادستی قبول کرنے کی صلاح دی تاکہ مصر سے محفوظ رہ سکیں۔ یسعیاہ نبی نے حزقیاہ کو غیر ممالک پر انحصار اور ان کے ساتھ اتحاد کرنے سے منع کیا۔ حزقیاہ نے

سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اُس نے ہیکل کو جسے اُس کے باپ نے ناپاک کرکے بند کردیا تھا پھر کھول دیا، اُسکی صفائی کی اور اسے پاک کیا۔ جب یہ ہوچکا تو پھر عیدِ فسح منائی گئی (۲۔تواریخ باب ۳۰)۔ اس نے بُت پرستوں کے مذبحوں اور اُونچے مقاموں کو برباد کرادیا۔

حزقیاہ بادشاہ کی حکومت کے چوتھے سال سے چھٹے سال تک شمالی حکومت مصیبت میں گھری رہی۔ بالآخر سلمنسر نے سامریہ کو تباہ کردیا اور لوگوں کو اسیر کرکے اسور لے گیا۔ اسوری بیان کے مطابق سنحیرب نے یہوداہ کو فتح کرلیا (تقریباً ۷۰۱ ق م)۔ حزقیاہ بیمار پڑگیا۔ اُسے ایک پھوڑا نکل آیا جس کی وجہ سے وہ قریب المرگ تھا لیکن خدا نے اُس کی زندگی میں ۱۵ سال کی توسیع کردی (۲۔سلاطین ۲۰: ۱-۱۱)۔ اُس کے صحت یاب ہونے پر بابل کے مرودک بلدان نے اُسے مبارک باد دینے کے لئے سفارت بھیجی لیکن دراصل اُس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اُس کے ساتھ اسوری حکومت کے خلاف خفیہ معاہدہ کرے۔ جب حزقیاہ نے دیکھا کہ شاہِ بابل اُس کی کس قدر خوشامد کررہا ہے تو وہ پھولا نہ سمایا اور بابلی سفیر کو اپنے خزانے دکھائے لیکن یسعیاہ نبی نے اُسے جھڑکا (۲۔سلاطین ۲۰: ۱۲-۱۹)۔ شاہِ اسور نے حزقیاہ سے بھاری خراج کا مطالبہ کیا جس کی ادائگی کے لئے اُسے ہیکل کے ستونوں اور دروازوں پر منڈھا ہوا سونا تک اتارنا پڑا۔ تھوڑے عرصہ بعد شاہِ اسور نے یروشلیم کو تباہ و برباد کرنے کا فیصلہ کیا لیکن خدا نے شہر کو بچا لیا۔ اُس نے اسوری لشکر میں بیماری بھیجی جس سے ایک ہی رات میں ایک لاکھ پچاسی ہزار سپاہی ہلاک ہوگئے۔ حزقیاہ کی موت کے بعد اُس کا بیٹا منسّی تخت پر بیٹھا (۲۔سلاطین ۲۰: ۲۱)۔

۲۔ صفنیاہ کا پردادا (صفنیاہ ۱: ۱)۔

۳۔ ایک شخص جس نے نحمیاہ کے عہدنامہ پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۷)۔

حزقی ایل۔ حزقیال:- (عبرانی = خدا کا زور)۔ اسیری کے زمانہ کا ایک یہودی نبی۔

حزقی ایل کاہنوں کے خاندان سے تھا (۱: ۳) وہ اسیری سے پہلے یہودیہ میں پروان چڑھا اور ۵۹۷ ق م میں جب یہویکیم اسیر ہوکر بابل گیا تو وہ بھی اُس کے ساتھ تھا۔ یوں وہ اپنی ابتدائی زندگی میں یرمیاہ نبی اور دانی ایل نبی کا ہمعصر تھا۔ دانی ایل اپنے نوجوانی کے عالم میں ۶۰۵ ق م میں اسیر ہوا تھا۔ حزقی ایل دیگر یہودی اسیروں کے ساتھ نہر کبار کے کنارے رہتا تھا (۱: ۱، ۳؛ ۳: ۱۵) جو بابل کے بالائی علاقے میں دریائے فرات کو دریائے دجلہ سے ملاتی تھی۔ ہمیں حزقی ایل کے متعلق اِس سے زیادہ علم نہیں، البتہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ وہ شادی شدہ تھا (۲۴: ۱۸)۔

خدا نے حزقی ایل کو اُس کی اسیری کے پانچویں سال میں نبی ہونے کے لئے بلایا (۱: ۱، ۲) اور آخری بار خدا اُس سے اسیری کے ۲۷ ویں سال ہمکلام ہوا (۲۹: ۱۷)۔ اس طرح اُس کی خدمت کم از کم ۲۲ سال (۵۹۳-۵۷۱ ق م) جاری رہی۔

اسیری کے وقت یہودیوں کو غیر ملک میں بھیج دیا گیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بابل پہنچنے کے بعد انہیں مکمل آزادی دے دی گئی کہ وہ جہاں چاہیں آباد ہوسکتے اور اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق بسر کرسکتے ہیں۔ نِپور Nippur کے مقام پر جو نہر کبار پر واقع ہے ایک تجارتی فرم "مراشو سنز" کے بارے میں بہت سی دستاویزات ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسیروں کو ہر قسم کے مواقع حاصل تھے۔ متعدد یہودی اس نئے ملک میں ایسے رچ بس گئے تھے کہ اسیری کے خاتمہ پر انہوں نے واپس جانے سے انکار کردیا۔ اُس وقت سے لے کر اب تک یہودیوں کی اکثریت فلسطین سے باہر ہی قیام پذیر ہے۔

بابل پہنچنے کے تقریباً دس سال بعد جب یروشلیم تباہ ہوا تو حزقی ایل بھی قوم کے اِس دُکھ میں شریک تھا۔ جس دن آخری محاصرہ شروع ہوا اُسی دن حزقی ایل کی بیوی اچانک بیمار ہوکر مرگئی۔ لیکن خدا نے اُسے رواج کے مطابق ماتم کرنے سے روک دیا۔ یہ لوگوں کے لئے ایک نشان تھا کہ قوم پر ایک اس سے بھی بہت بڑی مصیبت آنے والی ہے۔

حزقی ایل نبی کی کلام کے نزول کے وقت جو حالت ہوتی تھی اس کے بارے میں موجودہ زمانے میں بڑی دلچسپی ظاہر کی جاتی ہے۔ بعض نے اُس کی اس حالت کو "سکتہ" سے تعبیر کیا ہے لیکن کلام اِس نظریہ کی تائید نہیں کرتا (۳: ۱۴، ۱۵، ۲۶، ۲۷؛ ۴: ۴؛ ۵؛ ۲۴: ۲۷)۔ اس کے برعکس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا سکوت اور اُس کا زمین پر لیٹنا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے اور اُسکے پیغام پر عمل پیرا ہونے کے لئے تھا۔

حزقی ایل ایک زبردست مبلغ تھا۔ اُس کی فطرت میں مشاہدہ نفس اور مذہب کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ وہ پیغام دیتے وقت تمثیل، منظر کشی اور تشبیہ سے خوب کام لیتا تھا۔ نبی کا اپنی الٰہی تحریک کو بیان کرنے کا سب سے پسندیدہ طریقہ یہ تھا: "خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا" (۱: ۳؛ ۳: ۱۴؛ ۲۲ اور ایضاً) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خداوند کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لئے بڑا بے تاب رہتا تھا۔ وہ اسیری میں اپنے یہودی بھائیوں کے درمیان منادی کرتا تھا۔ جس طرح لوگ یرمیاہ نبی کی مخالفت کرتے تھے اُسی طرح وہ اکثر حزقی ایل کی بھی کرتے تھے کیونکہ اُس کے پیغام میں مستقبل قریب کے لئے کوئی اُمید نہیں ہوتی تھی۔ لیکن بالآخر اُس کا پیغام قبول کرلیا جاتا تھا کیونکہ اسیری کا زمانہ تطہیرِ مذہب کا زمانہ بن گیا۔ بابل میں یہودیوں نے اپنی بُت پرستی سے مستقل چھٹکارا حاصل کرلیا۔ یہ

صرف حزقی ایل کی کاوش ہی کا نتیجہ تھا کیونکہ اُس وقت وہی اُن کا سب سے بڑا دینی راہنما تھا۔

نبی کی خدمت کا زمانہ دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ پہلے کا خاتمہ ۵۸۷ ق۔م (۲۴: ۱-۲۷) میں یروشلیم کے محاصرہ سے ہوتا ہے۔ اس عرصے کی خدمت کا پیغام یروشلیم کی آنے والی تباہی کے متعلق آگاہی اور قوم کے گناہ کی مذمت تھا۔ خدمت کے دوسرے عرصے کا آغاز دو سال بعد ہوتا ہے (۳۳: ۲۱، ۲۲)۔ اِس عرصہ میں وہ تسلّی دیتا اور خدا کی آنے والی بادشاہت کا انتظار کرنے کو کہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن درمیانی دو سالوں میں حزقی ایل نے اپنی عوامی خدمت بند کر دی تھی۔

حزقی ایل کی کتاب میں نبی کو ۸۷ مرتبہ "آدم زاد" کہا گیا ہے۔ اس اصطلاح سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ نبی کمزور ہے اور اُسے کامیابی کے لئے خدا پر انحصار کرنے کی ضرورت ہے (مقابلہ کریں زبور ۸: ۴)۔ بعد ازاں یہ اصطلاح المسیح کا لقب بھی بن گئی۔

حزقی ایل کی کتاب۔ حزقیال کی کتاب :-

ا۔ ترتیب اور مضامین

تاریخ کے وہ اشارے (۱: ۲؛ ۳: ۱۶؛ ۸: ۱؛ ۲۰: ۱؛ ۲۴: ۱ تا ۲۶: ۱؛ ۲۹: ۱، ۱۷؛ ۳۰: ۲۰؛ ۳۱: ۱؛ ۳۲: ۱، ۱۷؛ ۳۳: ۲۱؛ ۴۰: ۱) جو ابواب ۲۵ تا ۳۲ میں پائے جاتے ہیں ایک ایسے مربوط سلسلے کی صورت میں ہیں جن میں حزقی ایل کے پیغام کی نمایاں ارتقائی منازل واضح طور پر سامنے آجاتی ہیں۔ ابواب ۲۵ تا ۳۲ کے متعلق یہ نتیجہ اخذ کرنا نہایت معقول ہے کہ انہیں یسعیاہ ۱۳ تا ۲۷ کی طرز پر شامل کیا گیا تھا تاکہ حزقی ایل کی سرگرمیوں کے دو نمایاں ادوار میں خطِ فاصل کھینچ کر اُنہیں نمایاں کیا جائے۔ ابواب ۱ تا ۲۴ میں وہ ایک ہولناک انجام کی خبر دینے والا نبی ہے جو اُس بقیہ کو (نہ کہ یروشلیم کو) پیش آمدہ واقعات کی تعبیر بتاتا ہے تاکہ یہ لوگ ان حالات میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار کئے جائیں۔ ابواب ۳۳ تا ۳۹ اُس کے پیغام کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہیں جس کے ذریعے اُس نے اسیروں کو خدا کے لوگوں کی حیثیّت سے تقویّت پہنچانے کی سعی کی۔ ۳۳: ۲۱ اور ۴۰: ۱ کے درمیان طویل وقفہ (قریباً ۱۳ سال)، طرزِ بیان میں نمایاں تبدیلی اور یہ حقیقت کہ یوسیفس حزقی ایل کی دو کتابوں کا ذکر کرتا ہے، اس بات کا ثبوت ہیں کہ ابواب ۴۰ تا ۴۸ ایک علیحدہ ہم خیال نبوّتوں کے مجموعہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ب۔ مصنف اور سن

دوسری صدی ق۔م کے اوائل میں بن سیراخ نے اپنی فہرست میں اس کتاب کو ایک غیر متنازعہ حیثیّت میں درج کیا ہے (یشوع بن سیراخ ۴۹: ۱۰)۔ لیکن پہلی صدی عیسوی میں اِسے قارئین کی نظروں سے اوجھل رکھنے کا رجحان ملتا ہے۔ اس کی بھی تین وجوہ تھیں۔ بعضوں کے نزدیک باب ۱۶ کا پڑھنا عوام کو سخت ناگوار گزرتا تھا۔★ عرفانیّت کی روح میں باب اوّل اور اس کے مماثل مواد کی بڑی گمراہ کن تاویلات کی جاتی تھیں (بعض اِنہیں رازِ تخلیق کی کنجی سمجھتے تھے) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ابواب ۴۰ تا ۴۸ کی بہت سی تفصیلات شرعِ موسوی کی ضد معلوم ہوتی تھیں۔ یہ شریعت کی ایسی باتیں ہیں جنہیں پہلے اٹل سمجھ لیا گیا تھا۔ حننیاہ بن حزقیاہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ظاہرہ پیچیدگیوں کی تشریح کی اور اِسے فریسی فہرست مسلمہ میں جگہ دے کر اِسے عوام میں رائج کرنے کی راہ ہموار کی۔ اِس کتاب کی اس حیثیّت پر سوائے محدودے چند علماء کے کسی نے کبھی حرف گیری نہیں کی۔ پھر اس کی وحدت اور مستند ہونا بھی اکثر مفسّروں کے نزدیک ناقابلِ تردید ہے۔ نہ صرف اس کی لفظی بندشوں، تخیل اور اندازِ فکر میں ایک واحد دماغ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے بلکہ مواد کو ایسی بصیرت اور جامعیت کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے کہ اس کی ترتیب ایک منفرد ادبی صنف کے تابع ہو کر ایک ناقابلِ تردید حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

ج۔ متن

بہت سے ایسے الفاظ جو صرف ایک مرتبہ استعمال ہوئے تکنیکی بیانات اور رمزیہ زبان میں ابہام کے باعث کاتبین نسبتاً زیادہ سہو کا شکار ہوئے ہیں۔ عبرانی عبارت کی تفہیم کی خاطر اکثر ہفتادی ترجمہ سے رجوع کیا جاتا ہے لیکن اِس میں بھی بڑا حزم و احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔

د۔ کتاب کی دینی تعلیمات

اس کتاب کی تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ دیگر انبیاء کی تصنیفات کی طرح یہ بھی دینیات کا نصاب نہیں ہے۔ یہ اسیری میں ایک پائمال بقیہ کے لئے خدا کا کلام ہے جو ایسے حالات سے دوچار تھے جن کی ہم عصر ماہرینِ علمِ الٰہیات کو بالکل توقع نہ تھی۔ اگر حزقی ایل اپنی رمزیہ زبان میں خدا کی ماورائی ہستی پر زور دیتا ہے تو وہ یہ بھی کرتا ہے کہ خدا کی قدرت کو اُس کے لوگوں کی نافرمانی سے محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عہدِ عتیق میں بنی اسرائیل کے دین اور تاریخ کی ایک المناک تصویر ہے (ابواب ۱۶، ۲۰، ۲۳)۔ بحالی کا وعدہ اب لوگوں کے توبہ کرنے پر منحصر نہیں رہا بلکہ یہ خدا کے فضل کا کام بن گیا ہے جو لوگوں کو توبہ کی طرف مائل کرتا ہے (۳۶: ۱۶-۳۲)۔ چونکہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہے اس لئے کسی شخص کے خدا کے ساتھ تعلق کا انحصار نہ اُس کے توارُث نہ اُس کے ماضی پر ہے (باب ۱۸؛ ۳۳: ۱۰-۲۰)۔ اکثر لوگوں نے ابواب ۴۰ تا ۴۸ سے حزقی ایل کے متعلق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ ایک تنگ نظر کہانتی رسومات پرست

تھا۔ لیکن انہوں نے یہ نتیجہ اسلئے اخذ کیا ہے کہ وہ ان ابواب کے یوم آخرت سے متعلق ہونے کی حقیقت کو پہچاننے سے قاصر رہے ہیں۔ خدا کے ازلی منصوبہ اور قانون کا دامن چھوڑے بغیر اشاروں کنائیوں میں یہ دکھایا گیا ہے کہ بالآخر خدا کے لوگ خدا کے ازلی منصوبہ کے تحت کاملیت کے درجہ کو پہنچ جائیں گے۔

حزو:- (عبرانی = رویا)۔
ابرہام کے بھائی نحور کا بیٹا (پیدائش ۲۲: ۲۲)۔

حزی ایل:- (عبرانی = خدا دیکھتا ہے)۔
داؤد بادشاہ کے دنوں میں ایک جیرسونی لاوی (۱-تواریخ ۲۳: ۹)۔

حزیر:- (عبرانی = سؤر۔ قب عربی خنزیر، مادہ حزر)۔
۱- بنی ہارون کے فریق کا سترھواں کاہن (۱-تواریخ ۲۴: ۱۵)۔
۲- نحمیاہ کے ساتھ عہدنامہ پر مُہر لگانے والا ایک شخص (نحمیاہ ۱۰: ۲۰)۔

حزیون:- (عبرانی = رویا)۔
شاہ ارام بن ہدد کا دادا (۱-سلاطین ۱۵: ۱۸)۔

حسابِ جُمّل:- حروف ★ ابجد کا حساب جو اکثر تاریخیں نکالنے میں شاعر اور مصنف استعمال کرتے ہیں (اسے اردو میں صنعت تاریخ کہتے ہیں)۔ مصنف کتاب کا نام چنتے وقت تاریخ تصنیف کا لحاظ رکھتے ہوئے حروفِ ابجد سے اس کی ترکیب بناتے ہیں۔ یوں اگر کتاب کے نام کے اعداد کو حساب جُمّل کے مطابق جوڑا جائے تو تاریخ نکل آتی ہے۔ اردو کی مشہور کتاب "باغ و بہار" جو فورٹ ولیم کالج کے لئے میر امن نے لکھی اس کی ایک مثال ہے۔ میر امن لکھتا ہے

بنا کر یہ گلدستۂ روزگار
لکھی اس کی تاریخ باغ و بہار

باغ و بہار کے اعداد ۱۲۱۷ بنتے ہیں جو ہجری سال کی تاریخ ہے (۱۸۰۲ عیسوی)۔

ب (۲) ا (۱) غ (۱۰۰۰) و (۶) ب (۲) ہ (۵) ا (۱) ر (۲۰۰) = ۱۲۱۷

اردو شاعر بھی اکثر کسی کی موت پر ایک شعر کہتے تھے جس میں مرحوم کی تاریخِ وفات محفوظ کی جاتی تھی۔

بائبل چونکہ ایک مشرقی کتاب ہے اس لئے اس میں بھی حسابِ جُمّل کا استعمال ہوا ہے۔ لیکن مشرقی مُفسّرین نے اسے نظر انداز کیا ہے۔ ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱- سب سے دلچسپ مثال خدا کے نام "یاہوہ" یا "یہوواہ" کی ہے۔ یہ خدا کا نہایت متبرک نام تھا (دیکھئے یہوداہ)۔ اس کا مخفف یاہ ہے (زبور ۶۸: ۴؛ ۸۹: ۸)۔ عبرانی میں گنتی حروفِ ابجد کے حساب سے لکھی جاتی تھی۔ یوں پندرہ لکھنے کے لئے دس اور پانچ کے حروف یعنی "یود" اور "ہے" (ی = ۱۰، ہ = ۵) لکھے جانے چاہیئے تھے۔ لیکن یہ اعداد لگانے سے خدائے پاک کا نام بنتا ہے۔ سو پندرہ لکھنے کے لئے وہ ۹+۶ یعنی "طیت" اور "واؤ" استعمال کرتے تھے۔

۲- پیدائش ۱۴: ۱۴ میں لکھا ہے "جب ابرہام نے سُنا کہ اُس کا بھائی گرفتار ہوا تو اُس نے اپنے تین سو اٹھارہ مشاق خانہ زادوں کو لے کر دان تک اُن کا تعاقب کیا"۔

اگلے باب میں ابرہام کے مختار دمشقی الیعزر کا ذکر ہے۔ اگر حسابِ جُمّل سے الیعزر کے ہجے سے اعداد نکالیں تو وہ ۳۱۸ بنتے ہیں (اتفاقاً اردو میں بھی الیعزر کے ۳۱۸ ہی بنتے ہیں)۔ غالباً ۳۱۸ سے الیعزر ہی مُراد تھا۔

۳- خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ کو متی رسول چودہ چودہ کے حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ چونکہ پرانے عہدنامہ کی پیشنگوئیوں کے مطابق المسیح کو داؤد کی نسل سے ہونا تھا اس لئے متی رسول داؤد (جس کے عبرانی ہجا سے حسابِ جُمّل کے مطابق ۱۴ بنتا ہے) کے اعداد کو سامنے رکھ کر چودہ چودہ کی تقسیم کرتا ہے (متی ۱: ۱۷)۔ نیز دیکھئے نسب نامہ، خداوند یسوع مسیح کا۔

۴- نئے عہدنامہ میں مکاشفہ کی کتاب میں لکھا ہے "حکمت کا یہ موقع ہے جو سمجھ رکھتا ہے وہ اِس حیوان کا عدد گن لے کیونکہ وہ آدمی کا عدد ہے اور اُس کا عدد چھ سو چھیاسٹھ ہے" (مکاشفہ ۱۳: ۱۸)۔

مفسروں نے حسابِ جُمّل کے مطابق یونانی کے ہجا سے مختلف شخصوں کے نام تجویز کئے ہیں۔ ان میں قیصر نیرو کا نام سرفہرست ہے جو حاکم وقت تھا اور مسیحیوں پر سخت ظلم ڈھا رہا تھا۔

حسبدانہ۔ حشبدانہ:- جب عزرا نے شریعت کی کتاب میں سے پڑھا تو یہ شخص اُس کے دائیں ہاتھ کھڑا تھا (نحمیاہ ۸: ۴)۔

حسبناہ۔ حشبنہ:- اس نے نحمیاہ کے ساتھ عہدنامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۵)۔

حسبنیاہ۔ حشبنیاہ:- ۱- فصیل کی مرمت کرنے والے ایک شخص حطوش کا باپ (نحمیاہ ۳: ۱۰)۔
۲- ایک لاوی جس نے اور لاویوں کے ساتھ مل کر گناہوں کا اقرار کیا (نحمیاہ ۹: ۵)۔

حسبون - حشبون :- (عبرانی = حساب) - مشرقی فلسطین میں ایک کلیدی مقام پر ایک شہر جو اپنے چشموں کے سبب سے مشہور تھا - اِسے ہر حکمران حاصل کرنے کی خواہش رکھتا تھا - ایک وقت یہ موآبیوں کے تحت تھا - پھر اسے اموریوں کے بادشاہ سیحون نے فتح کر لیا (گنتی ۲۱: ۲۶) - بعدازاں اسرائیل نے اسے فتح کر کے بنی روبن کے سپرد کیا (گنتی ۳۲: ۳۷) جنہوں نے اسے از سرِ نو بنایا اور لاویوں کو دیا (یشوع ۲۱: ۳۹) - اس کے بعد موآبیوں نے اِسے پھر سے سر کیا (یسعیاہ ۱۵: ۴) - اس کی تباہی کی پیشینگوئی مختلف انبیائے کرام (یسعیاہ ۱۶: ۸؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۴) -

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲ ۳ب - ۳ - ۲ب

حسبون کے چشمے - حشبون کے حوض :-

ان کا ذکر صرف غزل الغزلات ۷: ۴ میں آتا ہے جہاں محبوبہ کی شفاف اور چمکتی آنکھوں کو حسبون کے چشموں سے تشبیہ دی گئی ہے -

حسبیاہ - حشب یاہ :- (عبرانی = جسے یہوواہ عزیز رکھتا ہے) -

بارہ مختلف شخصوں کے نام -

۱ - ایک شخص جو داؤد کے زمانے میں خداوند کے گھر میں گانے کی خدمت پر مقرر تھا (۱ - تواریخ ۶: ۴۵) -

۲ - ایک لاوی جو بابل سے واپس آکر (۱ - تواریخ ۹: ۱۴) یروشلیم میں رہنے لگا (نحمیاہ ۱۱: ۱۵) -

۳ - داؤد کے زمانہ میں خداوند کے گھر میں ایک موسیقار (۱ - تواریخ ۲۵: ۳) -

۴ - داؤد کے زمانہ میں ایک حاکم (۱ - تواریخ ۲۶: ۳۰) -

۵ - داؤد کے زمانہ میں ایک سردار (۱ - تواریخ ۲۷: ۱۷) -

۶ - یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں لاویوں کے قبیلے کا ایک سردار (۲ - تواریخ ۳۵: ۹) -

۷ - ایک لاوی معلم جسے عزرا اپنے ساتھ لایا (عزرا ۸: ۱۹) -

۸ - ایک سردار کاہن جو عزرا کے ساتھ تھا (عزرا ۸: ۲۴) -

۹ - قعیلاہ کے آدھے حلقہ کا سردار (نحمیاہ ۳: ۱۷) -

۱۰ - خلقیاہ کے خاندان سے ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۲۱) -

۱۱ - ایک ناظم (نحمیاہ ۱۱: ۲۲) -

۱۲ - لاویوں کا ایک سردار جس نے نحمیاہ کے ہمراہ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۲: ۲۴) -

حسدیاہ :- (عبرانی = یہوواہ مہربان ہے) -

۱ - زربابل کا بیٹا (۱ - تواریخ ۳: ۲۰) -

۲ - اپاکرفا کی کتاب باروک میں حلقیاہ کا بیٹا اور صدقیاہ کا باپ (باروک ۱: ۱) - یہ باروک کے خاندان سے تھا - یہ چھ باب کی کتاب اُسی کے نام سے منسوب ہے -

حُسن افروز اشیاء اور عطریات :- ۱ - حُسن افروز اشیاء سے ہماری مُراد وہ مرکبات اور ادویات ہیں جو پسی ہوئی معدنیات، نباتاتی تیل، مختلف پودوں کے عرق اور نچوڑ اور حیوانی چربی سے تیار کی جاتی تھیں اور جو زمانۂ قدیم سے خوبصورتی، شکل کو بہتر بنانے یا بحال کرنے کے لئے اور جسم کو معطر کرنے کے لئے مرد و زن استعمال کرتے تھے -

حفظانِ صحت کے سلسلے میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ بدن پر تیل ملنے کی ضرورت فلسطین جیسے گرم ملک میں اشد اہم تھی کیونکہ دھوپ کی شدت سے جلد خشک ہو جاتی ہے - تیل کا یہ استعمال سوائے ماتم کے وقت کے عام تھا (۲ - سموئیل ۱۲: ۲۰؛ قب متی ۶: ۱۷؛ ۲ - تواریخ ۲۸: ۱۵؛ روت ۳: ۳) - اس کی ایک نمایاں مثال ۲ - تواریخ ۲۸: ۱۵ میں ہے - آخز بادشاہ (تقریباً ۷۳۰ ق م) کے زمانہ میں اسیری سے واپس آئے ہوئے سپاہیوں کو خوراک اور پوشاک کے علاوہ تیل بھی مہیا کیا گیا - لیکن بعض عیش پسند لوگ تو ضرورت سے زیادہ تیل اور بہترین عطر استعمال کرتے تھے (عاموس ۶: ۶) اور یوں غربت کو دعوت دیتے تھے (امثال ۲۱: ۱۷) -

سموئیل نبی اُن لوگوں کو جو غیر قوموں کی طرح ایک بادشاہ کے طالب تھے خبردار کرتا ہے کہ جب بادشاہ حکومت کرے گا تو وہ اُن پر مختلف مظالم ڈھائے گا - وہ اُن کی بیٹیوں کو گندھن، باورچن اور نان پُز بنائے گا (۱ - سموئیل ۸: ۱۳) - اس آیت میں تین اہم باتوں کی طرف اشارہ ہے جن کی تائید ★ ماری میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران دریافت شدہ تختیوں سے ہوتی ہے - ا - عطریات کے شاہی کارخانے ب - کھانا پکانے اور عطر سازی کا آپس کا تعلق - ج - عبرانی اور اوگاریتی (اغاریتی) زبانوں میں عطر وغیرہ کے لئے ملتے جلتے الفاظ جو ر - ق - خ (ریش - قوف - خیتھ) سے ترکیب دیئے گئے ہیں -

ا - ماری کے محل کے قریب ایک شاہی عطر سازی کا کارخانہ بھی تھا - دریافت شدہ تختیوں میں اُسے بیت رَقی (یعنی عطر کا گھر) کہا گیا ہے - یہ وافر مقدار میں شاہی خاندان اور درباریوں کے لئے مرہم اور عطریات مہیا کرتا تھا جو روزمرہ کے استعمال کے علاوہ، خاص رسومات اور شاہی جشنوں کے موقعوں پر بھی استعمال ہوتے تھے -

ب - باورچی، نان پَز اور عطار کا ذکر ایک ساتھ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے کام مشترک تھے - گندھی (مونث گندھن) کا عطر بنانے کا طریقہ اور فنِ طباخی ایک دوسرے سے بہت ملتے جُلتے تھے - پھولوں وغیرہ کا عرق نکالنے اور اُسے محفوظ کرنے کے تین طریقوں کا ذکر آتا ہے -

پہلا - روغنِ گل کشی - پھولوں کو چربی میں ڈبو دیا جاتا تھا اور ہر روز پرانے پھول نکال کر نئے پھول ڈالے جاتے تھے - دوسرا طریقہ عملِ گداخت کہلاتا ہے - ۶۵° سنٹی گریڈ درجۂ حرارت پر چربی یا تیل میں پھول وغیرہ کو پکایا جاتا تھا - عطر تیل وغیرہ میں حل ہو جاتا تھا - یہ سب سے عام طریقہ تھا - تیسرے طریقہ میں پھولوں کو تھیلی میں ڈال کر نچوڑا جاتا تھا - باورچی اور گندھی کے کام میں ایک دوسرے سے تعلق ایک مصری اصطلاح سے بھی ظاہر ہوتا ہے - عطار کو قدیم مصری "مرہم پکانے والا" کہا کرتے تھے -

ج - خروج ۳۰: ۲۵، ۳۵ میں گندھی کے لئے جو عبرانی لفظ راقیح ہے وہ اور جگہ بھی استعمال ہوا ہے (مثلاً خروج ۳۷: ۲۹؛ ۱-تواریخ ۹: ۳۰؛ واعظ ۱۰: ۱) - آخری حوالے میں جو لفظ استعمال ہوئے ہیں یعنی شمن راقیح (لفظی ترجمہ تیل گندھی کا)، وہی لفظ اوگاریتی میں آئے ہیں - باقی سب لفظ جن کا تعلق عطار، عطر، عطر سازی وغیرہ سے ہے اسی مادہ سے ترکیب دیئے گئے ہیں - مثلاً رَقّاخ = عطار اور اس کا مونث رقاخہ (۱-سموئیل ۸: ۱۳) - رقخیم (لفظی ترجمہ - اپنے عطروں کو بڑھایا - یسعیاہ ۵۷: ۹) -

۲ - عطر - خوشبو

قدیم زمانہ سے عطر اور خوشبودار چیزوں میں دلچسپی کی شہادت ملتی ہے اور یہ بھی کہ ان اشیاء کی تجارت بھی خوب ہوتی تھی (پیدائش ۳۷: ۲۵) - لوگ مختلف عطریات اپنے بدن اور کپڑوں پر استعمال کرتے تھے (آستر ۲: ۱۲؛ غزل الغزلات ۱: ۳؛ ۳: ۶؛ ۴: ۱۰) - آسا بادشاہ کی تجہیز و تکفین کے سلسلے میں عطاروں کی حکمت کا بھی ذکر ہے (۲-تواریخ ۱۶: ۱۴) - خوشبودار چیزوں کا ذکر نئے عہد نامہ میں خداوند مسیح کے دفن کے سلسلے میں آتا ہے (مرقس ۱۶: ۱؛ لوقا ۲۳: ۵۶؛ یوحنا ۱۹: ۳۹، ۴۰) -

ہیکل کی عبادت کی رسومات میں عطریات کا خاص مقام تھا - لاویوں کی نگرانی میں یہ بہت احتیاط سے تیار کیے جاتے تھے - انہیں پاک سمجھا جاتا تھا اور ان کا عام استعمال ممنوع تھا (۱-تواریخ ۹: ۲۹؛ خروج ۳۰: ۳۴-۳۸) - اسی طرح تیل میں بھی خوشبو ملا کر مسح کا تیل تیار کیا جاتا تھا (خروج ۳۰: ۲۳، ۲۵) - اس سلسلے میں بارہ سے زیادہ مختلف مسالہ جات کا ذکر کئی جگہ آتا ہے (پیدائش ۸: ۲۱؛ خروج ۲۹: ۱۸ وغیرہ) -

۳ - سرمہ - کاجل

قدیم زمانہ سے مشرقی عورتیں آنکھوں میں سرمہ اور کاجل لگاتی تھیں - شروع شروع میں یہ غالباً سورج کی تیز روشنی سے بچنے کے لئے ہوتا تھا - لیکن بعد میں یہ ایک فیشن بن گیا کیونکہ اس سے آنکھیں بڑی اور خوبصورت معلوم ہوتی ہیں - ملکہ ایزبل (غالباً ۸۴۱ ق م کے قریب) کے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے آنکھوں میں سرمہ لگایا اور مانگ پٹی کی (۲-سلاطین ۹: ۳۰) - اس کے دو صدیوں کے بعد دو عبرانی نبیوں نے اسرائیل قوم کی بُت پرستی کی وجہ سے اُسے اُس بے وفا عورت سے تشبیہ دی جو حُسن افروز اشیاء سے اپنے کو آراستہ کر کے اپنے عاشقوں کے انتظار میں بیٹھتی ہے - یرمیاہ نبی اس کی بابت لکھتا ہے "اگرچہ تُو اپنی آنکھوں میں سُرمہ (عبرانی پوک لگائے" (۴: ۳۰) اور حزقی ایل نبی لکھتا ہے "تُو نے غسل کیا اور آنکھوں میں کاجل (عبرانی کاخل - قب عربی کحل) لگایا" (۲۳: ۴۰) - سرمہ کے لئے یہ دو عبرانی لفظ دلچسپ ہیں - ایوب نبی اپنی تیسری بیٹی کا نام سرمے کی رعایت سے "قرن ہپوک" رکھا (۴۲: ۱۴ - لفظی ترجمہ سینگ سرمے کا) - غالباً چھوٹے سینگ کو بطور سرمہ دانی استعمال کیا جاتا تھا - چونکہ سُرمہ خوبصورت بناتا تھا اس لئے اس نام سے مراد خوبصورتی کا منبع ہے -

سرمہ ایک دھات نما پتھر کا سفوف تھا - مشہور یونانی طبیب جالینوس (غالباً ۱۳۰-۲۰۰ء - یونانی نام Galenus) جو ★ پرگمن میں پیدا ہوا تھا ایک سفوف کا ذکر کرتا ہے جس کے باعث ★ لودیکیہ کا طبی ادارہ مشہور تھا - مکاشفہ ۳: ۱۸ - اس آیت کی تشریح یوں ہوگی "اے لودیکیہ تو سرمے کے لئے مشہور ہے - مجھ سے بہتر سرمہ لے تاکہ تو (روحانی طور پر) بینا ہو جائے"۔ رومی حکومت کے زمانہ میں سرمہ غالباً انٹی منی antimony دھات کے مرکبات سے تیار کیا جاتا تھا لیکن کھدائی کے دوران سرمہ کے کئی قسم کے نمونے ملے ہیں - ان کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچا سیسا تھے (galena) -

جیسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے عبرانی میں سرمے کو پوک کہتے ہیں - یہی لفظ یسعیاہ ۵۴: ۱۱ میں آتا ہے جہاں اردو ترجمہ سیاہ ریختہ ہے - ریفرنس بائبل کے حاشیہ کے مطابق یہ عبرانی سرمہ پوک، کا ترجمہ ہے - سرمہ کو پیروزہ میں ملا کر قیمتی پتھر جڑنے کے لئے استعمال کرتے تھے - اسی پتھر نما دھات کا ذکر ۱-تواریخ ۲۹: ۲ میں آتا ہے (عبرانی ابنے پوک - لفظی ترجمہ سرمے کے پتھر) لیکن اردو ترجمہ میں یہ صاف نہیں ہے -

۴ - بال بنانا اور سنوارنا

کنگھی چوٹی کرنا ہمیشہ سے انسانی خاصہ رہا ہے - مصر کے

مقابلے میں عبرانی لوگ داڑھی اور لمبے بال رکھتے تھے۔ سمسون کی سات لٹیں تھیں (قضاۃ ۱۶: ۱۳، ۱۹)۔ ایزبل کے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے سر سنوارا (۲۔سلاطین ۹: ۳۰)۔ حجام اور اُسترے کا ذکر بھی کلامِ مقدّس میں ہے (حزقی ایل ۵: ۱)۔

یسعیاہ نبی خواتین پر فتویٰ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اُن کے "گُندھے ہوئے بالوں کی جگہ چندلا پن" ہوگا (۳: ۲۴)۔

نئے عہدنامہ میں ذکر ہے کہ عورت کے لمبے بال اُس کی زینت اور پردہ ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۵)۔ پولس رسول تیمتھیس کی وساطت سے کلیسیا کی عورتوں کو نصیحت کرتا ہے کہ "شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے" (۱۔تیمتھیس ۲: ۹)۔

حسوب۔ حشوب:- ۱۔ سمعیاہ کا باپ۔ ایک لاوی جو اسیری سے واپس آیا (۱۔تواریخ ۹: ۱۴)۔ وہ یروشلیم میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۱۵)۔

۲۔ ایک آدمی جس نے یروشلیم کی فصیل تعمیر کرنے میں مدد دی (نحمیاہ ۳: ۱۱)۔

۳۔ ایک اور شخص جس نے فصیل بنانے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۲۳)۔

۴۔ ایک شخص جس نے عہد پر مُہر کی (نحمیاہ ۱۰: ۲۳)۔ ممکن ہے کہ نمبر ۲ اور نمبر ۳ ایک ہی شخص ہو۔

حسوبہ۔ حشوبہ:- (عبرانی = سوچ بچار)۔ زربابل کا ایک بیٹا (۱۔تواریخ ۳: ۲۰)۔

حسوفا۔ حسوفہ:- ایک خاندان جو زربابل کے ساتھ جلاوطنی سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۳؛ نحمیاہ ۷: ۴۶)۔

حسوفرت۔ سوفارت:- سلیمان کے خادموں کی اولاد سے ایک شخص جو اسیری کے بعد زربابل کے ساتھ یروشلیم واپس آیا (عزرا ۲: ۵۵)۔

حسیدی:- ایک عبرانی فرقہ جو شریعت کی تعمیل اور حفاظت کے لئے بڑا سرگرم تھا۔ ان کا عبرانی نام حسیدیم بمعنی "وفادار لوگ" تھا۔ اس کا ترجمہ پرانے عہدنامہ میں "مقدّسوں" ہے (۱۔سموئیل ۲: ۹؛ زبور ۳۰: ۴؛ ۳۱: ۲۳ وغیرہ)۔

حسیدی بنی اسرائیل میں صاحبِ شرف تھے۔ یہ دلیر مرد تھے اور شریعت کے پابند (۱۔مکابیین ۲: ۴۲)۔ جب یونانی ثقافت اور فلسفہ کا سیلاب یہودیوں پر ٹوٹ پڑا تو اس جماعت نے یہ نام اپنایا۔ ★ زیلوتیس اسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔

یُوں معلوم ہوتا ہے کہ سردار کاہن اونیاس ان کا ہادی تھا جسے انطاکس اپفینیس نے برطرف کر دیا تھا۔ یہ لوگ یونانیوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن جب اُنہیں یونانی تاثرات کا خطرہ معلوم ہؤا تو اُنہوں نے مکابیوں سے مل کر ایک متحدہ محاذ قائم کیا۔ جب ۱۶۳ ق۔م میں مکابی یہوداہ نے شاہ دیمتریس کو قائل کیا کہ وہ یہودیوں کو آزادی دے تو حسیدیوں نے جنگ ختم کر دی لیکن نئے سردار کاہن الکیمس اور بخدتیس نے ساٹھ حسیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا (۱۔مکابیین ۷: ۱۳-۲۰)۔ اس پر حسیدی پھر جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

حسیدی، مکابیوں (حشمونی خاندان) کے سیاسی رجحان سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ غالباً شمعون مکابی کے عہد میں یہ جماعت دو حصّوں میں بٹ گئی۔ اکثریت ★ فریسی کہلائی اور اقلیتی جماعت ★ اسینی کہلائی جس نے اپنی زندگی گوشہ نشینی میں ★ قمران کی وادی میں گزاری۔ نیز دیکھئے مکابی۔

حسین بندر:- کریتے کے جنوب میں ایک چھوٹی کھاڑی۔ پولس رسول روم جاتے ہوئے یہاں ٹھہرا (اعمال ۲۷: ۸-۱۲)۔ یہ بندرگاہ جاڑوں میں رہنے کے لئے اچھی نہ تھی اس لئے اکثر لوگوں کی صلاح ٹھہری کہ فینکس جا کر جاڑا کاٹیں۔

حُشام۔ حُشیم:- ادوم کا بادشاہ جو یوباب کی جگہ بادشاہ بنا (پیدائش ۳۶: ۳۴، ۳۵؛ ۱۔تواریخ ۱: ۴۵، ۴۶)۔

حشراتِ بائبل:-

کلامِ مُقدّس میں بہت سے کیڑے مکوڑوں کا ذکر ہے لیکن مترجمین کو انہیں شناخت کرنے اور اُردو میں صحیح نام تجویز کرنے میں کافی مشکل ہوئی۔ عبرانی میں بعض عام کیڑوں کے لئے بہت سے مختلف لفظ ہیں لیکن اُردو میں اِن کا ایک ہی خاندانی نام سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مثلاً ٹڈی کے لئے عبرانی میں نو مختلف لفظ ہیں لیکن اُردو میں مشکل سے چار لفظ ہیں۔ ذیل میں اِن کیڑوں کا مختصر بیان ہے:

۱۔ ٹڈا۔ ٹڈی

ٹڈیوں کا ذکر کتابِ مُقدّس میں اس کی تباہ کاری کی وجہ سے اکثر جگہ آتا ہے (خروج ۱۰ باب؛ ۲۔تواریخ ۷: ۱۳؛ زبور ۱۰۵: ۳۴، ۳۵ وغیرہ)۔ عبرانی میں اس کے لئے ۹ مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ اردو ترجمہ میں ذیل کے لفظ ہیں۔ قوسین میں درج نام کیتھولک ترجمہ میں آتے ہیں: ٹڈی۔ سلعام (گنجی ٹڈی)، جھینگر، ٹڈا (گھاس کا ٹڈا)۔ اِن سب کا ذکر احبار ۱۱: ۲۲ میں ہے۔

یوئیل ۱: ۴ میں ٹڈیوں کے چار غولوں کا ذکر ہے۔ لیکن عبرانی میں یہ چار قسم کی ہیں یا ٹڈی کے نشوونما کے چار مرحلے ہیں جن کے لئے مختلف لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ چار لفظ

استعمال کئے گئے ہیں - جراد، ٹڈی، ملخ، جھانجا۔

علم حیوانات میں سب قسم کی ٹڈیاں ملخ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ احبار گیارھویں باب میں دو قسم کی ٹڈیوں کا ذکر ہے - ایک وہ جو چار پاؤں پر چلتی ہے - اسے کھانا ممنوع تھا - دوسری وہ جس کی پچھلی ٹانگیں اگلی ٹانگوں سے لمبی ہوتی ہیں اور وہ کودتی پھاندتی ہے - اسے کھانے کی اجازت تھی (دیکھئے احبار ۱۱: ۲۲ کیتھولک ترجمہ میں)۔

ٹڈیوں کی کئی اور قسمیں بھی ہوتی ہیں - یہ ایک موسمی سیلانی کیڑا ہے لیکن کسی خاص موسم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نقلِ مکانی نہیں کرتا بلکہ ہوا کے رُخ پر اُڑ جاتا ہے (خروج ۱۰: ۱۳) - مادہ ٹڈی زمین میں انڈے دیتی ہے - لاروے سے پورا کیڑا بننے تک اس میں کئی تبدیلیاں آتی ہیں - یہ ہر تبدیلی کی حالت میں سخت کھاؤ ثابت ہوتا ہے اور جس ہریاول پر بیٹھتا ہے اُسے چٹ کر جاتا ہے - بالآخر اس کے پر نکلتے ہیں اور یہ غولوں میں اُڑ کر جس جگہ بھی جاتا ہے تباہی برپا کرتا ہے - لوگ اسے کھاتے بھی ہیں بلکہ یہ ایک لذیذ خوراک گنی جاتی ہے (احبار ۱۱: ۲۲؛ متی ۳: ۴) - دیکھئے تصویر۔

۲- فلوسی حشرہ

کھپڑے دار کیڑے - ان کا ذکر براہِ راست بائبل میں نہیں آتا - تاہم اِن کو سکھا کر ان سے قرمزی اور ارغوانی رنگ تیار کیا جاتا تھا - عبرانی میں اس کیڑے کو کرمل اور عربی میں قرمز کہتے ہیں - نیز دیکھئے قرمزی۔

۳- پتنگا (کپڑا کھانے والا کیڑا) -

ا- کپڑوں کے کیڑوں کے لئے عبرانی کا ایک ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن اردو ترجمہ میں تین مختلف لفظ یعنی کیڑے (ایوب ۱۳: ۲۸؛ یسعیاہ ۵۰: ۹؛ ۵۱: ۸)، پتنگے (ایوب ۴: ۱۹؛ زبور ۳۹: ۱۱) اور مکڑی (ایوب ۲۷: ۱۸) - اِن سب حوالوں کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشارہ اُن کیڑوں کی طرف ہے جو کپڑا کھا جاتے ہیں -

ب - چونکہ ریشم کا ذکر کتاب مُقدّس میں آتا ہے (حزقی ایل ۱۶: ۱۰، ۱۳؛ مکاشفہ ۱۸: ۱۲) اس لئے ریشم بنانے والوں کو ریشم کے کیڑے سے ضرور واقفیت ہوگی - تاہم ہو سکتا ہے کہ لوگ تیار شدہ ریشم کا کپڑا درآمد کرتے ہوں۔

ج - مکڑی (عبرانی - عکابیش، قب عربی عنکبوت)۔

ایک عام کیڑا جس کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں - وہ جالا تنتا ہے - وہی اس کی رہائش گاہ اور شکار گاہ ہوتی ہے - اس کی کئی قسمیں فلسطین میں پائی جاتی ہیں - اس کے جالے کا ذکر بائبل میں دو جگہ آتا ہے -

ایوب ۸: ۱۴ میں بے خدا (بے دین) شخص کے ایمان کا مقابلہ مکڑی کے جالے سے کیا گیا ہے - اُس کا ایمان اگرچہ بڑی کاریگری سے بنایا جاتا ہے تاہم وہ کمزور ہے اور جلد ٹوٹ جاتا ہے -

یسعیاہ ۵۹: ۵ میں مکڑی کے جالے کو بدکاروں کے اعمال سے تشبیہ دی گئی ہے - جالا ناپائدار ہے اور وہ پوشاک نہیں بن سکتا - اُن کے جالے سے کپڑا نہیں بنے گا اور وہ اپنے اعمال سے اپنے آپ کو نہ ڈھانپیں گے کیونکہ اُن کے اعمال بدکرداری کے اعمال ہیں (کیتھولک ترجمہ اشعیا ۵۹: ۶) -

۴ - مکھی - مچھر - ریت مکھی وغیرہ -

ا - جوئیں - جوں کی جمع - ایک کیڑا جو میل کی وجہ سے سر یا جسم میں پڑ جاتا ہے - اسکا ذکر بائبل کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ان جگہوں میں آتا ہے خروج ۸: ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۱؛ زبور ۱۰۵: ۳۱ - کیتھولک ترجمہ میں لفظ مچھر استعمال ہوا ہے، لیکن مچھر کا لاروا پانی میں پیدا ہوتا ہے۔ خروج ۸: ۱۶ میں لکھا ہے "اپنی لاٹھی بڑھا کر زمین کی گرد کو مار"، تو غالباً یہ مچھر نہیں بلکہ ریت مکھی sandfly ہوگی۔

ب - مچھر

جو عبرانی لفظ عروب خروج ۸: ۲۱ میں استعمال ہوا ہے اُس کے بنیادی معنی چوسنے کے ہیں - اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس کا اشارہ مچھر ہی کی طرف ہے -

۵ - پسو -

یہ ایک چھوٹا سا طفیلی کیڑا ہے جو انسان اور جانوروں کے بدن سے خون چوس کر اپنی پرورش کرتا ہے - یہ بڑی مشکل سے پکڑا جاتا ہے - بائبل میں اس کے متعلق دو حوالے ہیں جو اس کے غیر اہم، حقیر ہونے اور پھرتی کی طرف اشارہ کرتے ہیں (۱- سموئیل ۲۴: ۱۴؛ ۲۶: ۲۰) - اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں - ایک چوہوں کے بدن پر پلتا ہے اور اس کے کاٹنے سے طاعون کی وبا پھیلتی ہے - اس بیماری میں بخار کے ساتھ کسی جوڑ میں خصوصاً جانگھ میں گلٹی نکلتی ہے - اس بیماری کا ذکر ۱- سموئیل چھ باب میں آتا ہے - فلستی اگرچہ اس بیماری کی صحیح وجہ سے ناواقف تھے تو بھی اُن کو یہ محسوس ہوا کہ اس بیماری کا چوہوں اور گلٹیوں سے کوئی تعلق ضرور ہے (۱- سموئیل ۶: ۵) -

۶- چیونٹی، زنبور اور شہد کی مکھی :-

ا- چیونٹی- ان کا ذکر بائبل کی دو آیات میں آتا ہے۔ امثال ۶:۶؛ ۳:۲۸ - اِن میں چیونٹیوں کی محنت اور دُور اندیشی کی تعریف کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ بغیر کسی ناظم یا سردار کے وہ اپنے فرائض ادا کرتی ہیں اور اپنے لئے خوراک جمع کرتی ہیں -

ب - زنبور اور شہد کی مکھی :-

یہ دونوں ایک ہی قسم کے پردار ڈنک والے کیڑے ہیں جو اگر جھنڈ کی صورت میں لوگوں پر حملہ کر دیں تو وہ ڈر کے مارے بھاگ جاتے ہیں - زنبور کا ذکر خروج ۲۳: ۲۸؛ استثنا ۷: ۲۰ اور یشوع ۲۴: ۱۲ میں آتا ہے۔ یہ خدا کے غضب اور سزا کی علامت ہے۔ شہد کی مکھیاں بھی اسی طرح حملہ کر سکتی ہیں (استثنا ۱: ۴۴؛ زبور ۱۱۸: ۱۲)- شہد کے سلسلے میں ان کا ذکر قضاۃ ۱۴: ۸ میں آتا ہے۔ سمسون نے چھتے میں سے شہد کھایا - غالباً عبرانی لوگوں نے شہد کی مکھیاں پالنے کا ہنر نہیں سیکھا تھا -

حشمون :- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۵: ۲۷)-

حشمونہ :- اس مقام پر اسرائیلیوں نے مصر سے خروج کے موقع پر قیام کیا تھا (گنتی ۳۳: ۲۹-۳۰)- موجودہ محلِ وقوع معلوم نہیں ہے۔

حشیم :- ۱- دان کا ایک بیٹا (پیدائش ۴۶: ۲۳)-
۲- آخیر کا ایک بیٹا (۱- تواریخ ۷: ۱۲)-

حصار جدہ - حصر جدہ :- شمعون کے قبیلے کی سرحد کے نزدیک یہوداہ کے جنوب میں ایک قصبہ (یشوع ۱۵: ۲۷)-

حصار سوسہ - حصر سوسہ :- یہوداہ کا ایک گاؤں جو شمعون کو دیا گیا (یشوع ۱۹: ۵)- (عبرانی = ایک گھوڑی کا گاؤں)

حصد - حاسد :- (عبرانی = رحم)- سلیمان بادشاہ کے ایک منصبدار کا باپ (۱- سلاطین ۴: ۱۰)-

حصر :- (عبرانی = بستی)- یہ مقامات کے ناموں کے ساتھ اکثر استعمال ہوتا ہے مثلاً حصر آدار، حصر عینان، حصر سوعال وغیرہ -

حصر آدار :- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک مقام جو قادس برنیع کے مغرب میں اور عضمون کے مشرق میں ہے (گنتی ۳۴: ۴)- اُسے صرف ادار بھی کہا جاتا ہے (یشوع ۱۵: ۳)-

حصر سوعال - حصر شوعال :- یہوداہ کے جنوب میں ایک قصبہ (یشوع ۱۵: ۲۸؛ ۱۹: ۳؛ ۱- تواریخ ۴: ۲۸؛ نحمیاہ ۱۱: ۲۷)- (عبرانی = گیدڑ کا گاؤں)

حصر عینان - حصر عینون :- (عبرانی = چشموں کا گاؤں)- کنعان کا شمال مشرقی کونا اور اسرائیل کی سرحد (گنتی ۳۴: ۹، ۱۰؛ حزقی ایل ۴۷: ۱۷)-

حصر ماوت - حضر موت :- (عبرانی = موت کا گاؤں)- یقطان کا بیٹا (۱- تواریخ ۱: ۲۰)- پیدائش ۱۰: ۲۶ میں اسے حصار ماوت کہا گیا ہے -

حصرو - حصرائی :- داؤد کا ایک کرملی سورما (۲- سموئیل ۲۳: ۳۵؛ ۱- تواریخ ۱۱: ۳۷)-

حصرون :- (عبرانی = احاطہ)-
۱- یہوداہ کا ایک پوتا (پیدائش ۴۶: ۱۲)-
۲- روبن کا ایک بیٹا (پیدائش ۴۶: ۹)-
۳- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک مقام (یشوع ۱۵: ۳)-
۴- خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص جو فارص کا بیٹا تھا (متی ۱: ۳؛ لوقا ۳: ۳۳)-

حصر ہتیکون :- (عبرانی = درمیانی گاؤں)- دمشق کے نزدیک اور حوران کی سرحد پر ایک مقام (حزقی ایل ۴۷: ۱۶)-

حصور - حاصور :- (عبرانی = احاطہ بند جگہ)-
۱- ایک شہر جو میروم کی جھیل سے تقریباً ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور جس پر یابین بادشاہ سلطنت کرتا تھا (یشوع ۱۱: ۱، ۱۰)- اسے یشوع اور بعد میں برق نے فتح کیا (یشوع بٹ اور ۱- سموئیل ۱۲: ۹)- سلیمان بادشاہ نے اسے فصیلدار بنایا (۱- سلاطین ۹: ۱۵)- شاہ اسور تگلت پلاسر اس کے باشندوں کو اسیر کر کے اپنے ملک میں لے گیا (۲- سلاطین ۱۵: ۲۹)-
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲ اج - ۴ - ۲ ج - ۶
۲- بنی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۴)-
۳- یہوداہ کے جنوب میں ایک اور شہر (یشوع ۱۵: ۲۵)- غالباً اس کا پورا نام حصور حدتہ تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ یشوع ۱۵: ۲۵) اور اس سے یہ مراد ہے کہ حصور ۲ کے کچھ لوگ یہاں آ کر بس گئے اور اسے یہ نیا نام دے دیا - پروٹسٹنٹ ترجمہ یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ دو مقام تھے۔
۴- یروشلیم کے شمال میں ایک شہر (نحمیاہ ۱۱: ۳۳)- اسکا ہجا یہاں حاصور ہے۔
۵- جنوبی عرب میں ایک علاقہ (یرمیاہ ۴۹: ۲۸، ۳۳)-

حصور اور حدتہ۔ حاصور حدّتہ :- (عبرانی = نیا حصور)۔ دیکھئے حصور ۳ - یشوع ۱۵: ۲۵ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ کے مطابق یہ دو گاؤں ہیں۔ لیکن غالباً یہ نیا حصور ہے جس میں پرانے حصور (یشوع ۱۵: ۲۳) کے کچھ باشندے آکر بس گئے اور اسے یہ نام دیا۔

حصیرات۔ حصیروت :- (عبرانی = احاطے۔ گاؤں)۔ جب اسرائیلی بیابان میں سفر کر رہے تھے تو اس مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہ کوہ سینا سے ۴۰ - ۴۵ میل خلیج عقبہ کے شمال مغرب کی طرف ہے (گنتی ۱۱: ۳۵ اور باب ۱۲)۔

حصیصون تمر۔ حصصون تامار :- (عبرانی = کھجوروں کا حصیصون)۔ بحرِ مُردار کے مغربی کنارے پر ایک شہر (پیدائش ۱۴: ۷)۔ ابرہام کے زمانہ میں اموریوں نے اس پر قبضہ کیا ہوا تھا مگر مشرق کے چار بادشاہوں نے انہیں شکست دی۔

حصین شہر :- مضبوط شہر جنہیں دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے فصیل یا اور طریقوں سے محکم کیا گیا ہو۔ (یرمیاہ ۴: ۵؛ ۵: ۱۷؛ ۳۴: ۷؛ ہوسیع ۸: ۱۴ وغیرہ)۔

حطوش :- ۱- یہوداہ کے شاہی خاندان سے زربابل سے پانچویں پشت میں ایک شخص (۱-تواریخ ۳: ۲۲)۔
۲- داؤد کی نسل سے ایک شخص جو بابل سے عزرا کے ساتھ واپس آیا (عزرا ۸: ۲)۔
۳- یروشلیم کی دیوار پر کام کرنے والا ایک شخص (نحمیاہ ۳: ۱۰۔ شاید یہ اور نمبر ۲ ایک ہی شخص ہو)۔
۴- اُن میں سے ایک شخص جس نے عہد نامہ پر اپنی مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۴۔ شاید یہ اور نمبر ۲ و ۳ ایک ہی شخص ہو)۔
۵- ایک کاہن جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۲)۔

حطین کے سینگ :- حطین گاؤں کے قریب ایک پہاڑی جس کی ساخت انوکھی ہے۔ پہاڑی کی چوٹی کے قریب ایک پھیلا ہوا گڑھا ہے، جیسے آتش فشاں پہاڑوں کے اوپر ہوا کرتا ہے۔ اس کے دونوں طرف زمین ۶۰ فٹ کی اونچائی تک پہنچتی ہے (اسی وجہ سے اسے سینگ سے منسوب کیا جاتا ہے)۔ درمیان کی نشیبی زمین پر خوب گھاس ہے جہاں بیٹھا جا سکتا ہے۔ یوں یہ ایک قدرتی تقریرگاہ کا اچھا نمونہ ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی کی روایت کے مطابق یہ وہ جگہ ہے جہاں خداوند مسیح نے مشہور پہاڑی وعظ فرمایا (متی ابواب ۵ تا ۷)۔

حفاریم :- (عبرانی = دو گڑھے یا کھڈ)۔ اشکار کے علاقہ میں شونیم کے قریب ایک شہر (یشوع ۱۹: ۱۹)۔

حفر۔ حافر :- (عبرانی = گڑھا، کنواں)۔
۱- ایک خاندان کا سربراہ (گنتی ۲۶: ۳۲)۔
۲- اشور کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۵)۔
۳- داؤد کا ایک سورما (۱-تواریخ ۱۱: ۳۶)۔
۴- کنعان کا ایک شہر جس کا حاکم ایک بادشاہ تھا (یشوع ۱۲: ۱۷)۔

حفصیباہ۔ حفصی باہ :- (عبرانی = میری خوشی اُس میں ہے)۔
۱- حزقیاہ بادشاہ کی بیوی اور منسّی کی ماں (۲-سلاطین ۲۱: ۱)۔
۲- صیون کا تشبیہی نام۔ یسعیاہ ۶۲: ۴ کے انگریزی، فارسی اور عربی ترجموں میں اس لفظ کو جوں کا توں رہنے دیا گیا ہے۔ لیکن اُردو میں اس کا ترجمہ بیاری (کیتھولک ترجمہ میں "اس میں میری خوشی") کیا گیا ہے۔ اِس کے ساتھ کے دوسرے نام کے لئے دیکھئے بعُولہ۔

حفظانِ صحت کے اصول :- کتابِ مُقدّس میں حفظانِ صحت کے اصولوں کا ذکر اُس نام سے نہیں آتا۔ یہ بالواسطہ طہارت کے قوانین میں پنہاں ہیں جو احبار کی کتاب میں خصوصاً اور توریت میں عموماً مختلف مقاموں میں درج ہیں (مثلاً احبار ۵، ۱۱۔ پاک اور ناپاک جانوروں کی تمیز، بیماریوں کی ناپاکی اور طہارت کے طریقے۔ ۱۲ تا ۱۵؛ استثنا ۱۴؛ ۲۳: ۹-۱۴ وغیرہ)۔ یہودی قوم انہی قوانین پر عمل کرنے کی وجہ سے بیابان کے سفر اور دیگر تاریخی نشیب و فراز سے بسلامت گزری۔ ان قوانین کی معقولیت اور ان کا صحت سے تعلق پچھلی دو صدیوں کی سائنسی تحقیق اور تجربوں کی وجہ سے ہماری سمجھ میں آیا ہے۔ ان قوانین کا بنیادی مقصد تو شخصی اور اجتماعی رسمی (مذہبی) پاکیزگی تھا۔ لیکن خدا کے قوانین بہت دُور رس ہوتے ہیں۔ اِن میں حفظانِ صحت کا پہلو بھی موجود تھا۔ چند قوانین پر نظر ڈالنے سے یہ بات صاف ہو جائے گی کہ ان کا بیماری کی روک تھام پر کتنا اثر تھا۔ مثلاً خیمہ گاہ کی پاکیزگی کے سلسلے میں حکم تھا کہ خیمہ گاہ کے باہر حاجت رفع کرنے کے لئے کوئی مخصوص جگہ ہو۔ ہر شخص کو اپنے پاس ایک میخ (کھرپا) بھی رکھنے کا حکم تھا۔ وہ اس سے جگہ کھود کر حاجت رفع کرتا اور پھر اپنے فضلہ کو ڈھانک دیتا (استثنا ۲۳: ۱۲-۱۴)۔ کئی بار نہانا اور ہاتھ دھونا (وضو کرنا) بھی صفائی اور بیماریوں سے بچنے میں مدد دیتے تھے۔ ختنہ عہد کا نشان تھا لیکن صحت کے لئے یہ بہت مفید تھا۔ اسی طرح جنسی قوانین اُن بیماریوں کا سدِباب تھے جو آس پاس کی غیر قوموں میں اُن

کی جنسی طور پر مخلوط اور بے ترتیب زندگی میں جس کا تعلق بُت پرستی کی رسومات سے تھا کثرت سے پائی جاتی تھیں (دیکھئے امراض بائبل میں)۔

خوراک کے معاملہ میں بھی ہدایات بڑی پُر مقصد تھیں۔ وہ جانور حرام قرار دیئے گئے تھے جو گندگی پر پلتے تھے۔ خنزیر کی ممانعت بھی بڑی واجب تھی کیونکہ اس کا گوشت کھانے سے بیماری کا خطرہ ہوتا ہے (دیکھئے حیوانات بائبل میں)۔ متعدی بیماریوں کے سلسلے میں احتیاط اور پرہیز موجودہ سائنسی علم کے مطابق ہے۔ چودھویں صدی میں اطالوی حکومت نے محسوس کیا کہ دیگر قوموں کی بہ نسبت یہودی قوم بعض وباؤں سے زیادہ محفوظ رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہودی دستورِ قرنطینہ تھی (دیکھئے قرنطینہ) جس کے مطابق مریض کو چالیس دن تک دوسروں سے الگ کر دیتے تھے (احبار ۱۲: ۱-۴)۔

حُفنی: عیلی کا ایک نالائق بیٹا (۱-سموئیل ۱: ۳؛ ۲: ۳۴؛ ۴: ۴، ۱۷)۔ اس کا ذکر ہمیشہ اس کے بھائی فینحاس کے ساتھ آتا ہے۔ یہ دونوں مل کر برے کام کرتے تھے اور اس طرح اپنے پر لعنت لانے کا باعث بنے (۱-سموئیل ۲: ۳۴؛ ۳: ۱۴)۔ دونوں افیق کے مقام پر لڑائی میں قتل ہوئے اور ساتھ ہی عہد کا صندوق بھی چھن گیا۔ یہ خبر سن کر عیلی مر گیا (۱-سموئیل ۴: ۱۷-۱۸)۔

حُفیم: (عبرانی = سمندر کے کنارے بسنے والے لوگ)۔ غالباً یہ حوفام تھا، لیکن حوالوں سے اس کے حسب نسب کا کوئی پتہ نہیں چلتا (پیدائش ۴۶: ۲۱؛ ۱-تواریخ ۷: ۱۲، ۱۵)۔

حق: لفظ حق اردو میں مختلف معنی رکھتا ہے۔ اردو ترجمہ میں یہ ذیل کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱- خدا کا ایک صفاتی نام۔ حق کے لئے عبرانی کا ایک لفظ ★ آمین بھی ہے۔ پرانے عہدنامہ میں خدا کو یہ نام دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں "وفادار خدا" (استثنا ۷: ۹) "صادق القول" (یسعیاہ ۴۹: ۷) "خدائے برحق" (یسعیاہ ۶۵: ۱۶)۔ یہاں کیتھولک ترجمہ میں "خدائے امین" ہے) آیا ہے۔ خداوند مسیح نے اپنے کو بھی حق کہا (یوحنا ۱۴: ۶) اور پاک روح کو "سچائی کا روح" پکارا (یوحنا ۱۴: ۱۷؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۱۳)۔ ان سب حوالوں میں خدا، خداوند مسیح اور رُوح القدس کی الوہیت کی طرف اشارہ ہے۔

عبرانی میں کئی جگہ خدا کو "اعلیٰ ترین" کہا گیا ہے۔ اردو میں اس قسم کے فقروں کے لئے "حق تعالیٰ" استعمال ہوا ہے (گنتی ۲۴: ۱۶؛ استثنا ۳۲: ۸؛ زبور ۹: ۲ وغیرہ)۔

۲- سچ، سچائی۔ عبرانی سوچ میں یہ تصور بہت اہم ہے اور اس کے دو پہلو ہیں۔

ا- دماغی، یعنی واقعات کی صحت کا ثبوت۔ وہ چیزیں جن کے متعلق کہا جا سکے کہ یہ درست ہیں یا غلط۔ پیلاطس کا سوال اس زمرہ میں آتا ہے (یوحنا ۱۸: ۳۸)۔

ب- اخلاقی اور وجودیاتی- عبرانی سوچ میں اس پہلو پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ خدا حق ہے، یعنی اُس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، وہ وفادار ہے۔ یوسف کے بھائیوں کو قید میں رکھا گیا کہ تصدیق ہو کہ وہ سچے ہیں یا نہیں (پیدائش ۴۲: ۱۶)۔
تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے سچ اور سچائی۔

۳- معاوضہ- استثنا ۱۸: ۳؛ ایوب ۳۱: ۱۳؛ یسعیاہ ۱۰: ۲؛ رومیوں ۴: ۴)۔

۴- فرض- استثنا ۲۵: ۵؛ ۱-تیمتھیس ۵: ۴)۔
نیز دیکھئے حقوقِ زوجیت۔

حق تعالیٰ: دیکھئے خدا کے نام۔

حقوفا- حقوفہ: (عبرانی = مڑا ہوا، خمدار)۔ بعض نتنیم کا باپ۔ یہ اسیری سے زربابل کے ساتھ واپس آئے تھے (عزرا ۲: ۵۱؛ نحمیاہ ۷: ۵۳)۔

حقوق- حوقوق: ۱- آشر کے علاقے کی جنوبی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۹: ۲۵) جو جیرسونی لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۱)۔ پہلے اس کا نام خلقت تھا بعد میں یہی قصبہ حقوق کہلایا (۱-تواریخ ۶: ۷۵)۔

۲- نفتالی کا ایک سرحدی شہر (یشوع ۱۹: ۳۴)۔ اس کا موجودہ نام یقوق ہے۔

حقوقِ زوجیت: یہ الفاظ کیتھولک ترجمہ میں خروج ۲۱: ۱۰ میں بیوی کے حقوق کے سلسلے میں استعمال ہوئے ہیں۔ ۱-کرنتھیوں ۷: ۳ میں بھی ان کی طرف اشارہ ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "شادی کا فرض" ہے۔
نیز دیکھئے شادی۔

حکلیاہ- حکل یاہ: نحمیاہ کا باپ (نحمیاہ ۱: ۱؛ ۱۰: ۱)۔

حکمت:

۱- پرانے عہدنامہ میں

عبرانی لوگوں کے ہاں دوسری دماغی صلاحیتوں کی طرح حکمت محض ایک قیاسی یا علمی شے نہیں تھی بلکہ ایک عملی خوبی تھی۔ اس کے لئے عبرانی میں مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ عام طور پر اس کے لئے حُکمہ یا اسی لفظ کے مادّہ سے ترکیب دیئے ہوئے اور لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ تاہم بینہ (= حکمت، کیتھولک دانش ایوب ۳۹: ۲۶؛ امثال ۲۳: ۴)، تبونہ (دانائی- زبور ۱۳۶: ۵) اور سکل (عقلمندی- امثال ۱۲: ۸)

جیسے لفظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ اردو ترجمہ میں خکمہ کا ترجمہ ہر وقت حکمت نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے بعض مرتبہ تفسیر میں دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً خروج ۳۱: ۶ ۔ سمجھ، استثنا ۴: ۶ ۔ عقل؛ ۲۔ سموئیل ۲۰: ۲۲ ۔ دانائی؛ امثال ۱: ۷ ۔ علم؛ واعظ ۱: ۱۳ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ حکمت کسی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ باقی جگہ اردو محاورے اور سیاق و سباق کا خیال رکھتے ہوئے حکمت کے مترادف لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ حکمت کے صحیح مفہوم کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حکمت اور علم میں تمیز کی جائے۔ علم معلومات کا ذخیرہ ہے۔ حکمت اس ذخیرے کا کسی خاص مقصد کے لئے درست استعمال ہے۔

بنیادی طور پر حکمت اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا نام ہے۔ اپنی خواہش کے مطابق نتیجہ حاصل کرنے کا صحیح طریقہ کار حکمت ہے۔ اس کا منبع ★ دل ہے جو دماغی اور اخلاقی فیصلہ کرنے کا مرکز ہے (قب ۱۔ سلاطین ۳: ۹، ۱۲)۔

انسان میں یہ عملی صفت کاریگری (خروج ۲۸: ۳۔ حکمت کی روح)، جنگ میں دانشمندی (یسعیاہ ۱۰: ۱۳)، حتّٰی کہ بُرے کاموں میں ہوشیاری (۱۔ سلاطین ۲: ۶) وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے۔

لیکن حکمت اور قوت کا اصلی منبع خدا ہے اور حکمت کی ابتدا خدا کے خوف سے ہوتی ہے (زبور ۱۱۱: ۱۰؛ ایوب ۲۸: ۲۸)۔ یہی خیال امثال ۱: ۷ میں آتا ہے (یہاں عبرانی لفظ دعت استعمال ہوا ہے جس کے معنی علم یا حکمت، دونوں ہو سکتے ہیں)۔

سلیمان بادشاہ نے خدا سے حکمت کی درخواست کی (۱۔ سلاطین ۳: ۹)۔ چنانچہ خدا نے اُسے "حکمت اور سمجھ بہت ہی زیادہ اور دل کی وسعت" عطا کی (۱۔ سلاطین ۴: ۲۹)۔ عبرانی لفظ خاکم کے بنیادی معنی (عربی کی طرح) انصاف کرنا ہیں، اور اسی کے لئے سلیمان بادشاہ نے درخواست کی تھی۔ اُس کی حکمت حکومت کے معاملوں کو (۱۔ سلاطین ۱۰: ۲۳، ۲۴) اور انسانوں کو سمجھنے اور عدالت کرنے (۱۔ سلاطین ۳: ۱۶۔ ۲۵) اور تاریخ، ادب، اخلاقیات، نباتات اور حیوانات شناسی میں سب آدمیوں سے فوقیت رکھتی تھی (۱۔ سلاطین ۴: ۲۹۔ ۳۴)۔ جیسے پہلے ذکر کیا گیا ہے حکمت کا سب سے بڑا ظہور خدا کے کائنات کے نظام میں ظاہر ہوتا ہے۔ خدا میں حکمت اور علم دونوں کی دولت کیا ہی گہری ہے (دیکھئے رومیوں ۱۱: ۳۳ پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ خدا میں کامل سمجھ اور قوت ہے (ایوب ۱۲: ۱۳ بعد؛ یسعیاہ ۳۱: ۲؛ دانی ایل ۲: ۲۰۔ ۲۳)۔ خدا علیم بھی ہے (ایوب ۱۰: ۴؛ ۲۶: ۶؛ امثال ۵: ۲۱؛ ۱۵: ۳) اور حکیم بھی۔ اُس نے اپنی حکمت سے کائنات تخلیق کی (امثال ۳: ۱۹ بعد، ۸: ۲۲۔ ۳۱؛ یرمیاہ ۱۰: ۱۲) اور انسان کو بنایا (ایوب ۱۰: ۸ مابعد زبور ۱۰۴: ۲۴؛ امثال ۱۴: ۳۱؛ ۲۲: ۲)۔ قدرت کا پورا انظام (یسعیاہ ۲۸: ۲۳۔ ۲۹) اور تاریخ کے سب واقعات (یسعیاہ ۳۱: ۲) اُسی کی حکمت سے رواں دواں ہیں۔ انصاف، نیک و بد کی جزا اور سزا اُسی کی حکمت کے مرہونِ منت ہیں (زبور ۱، ۳۷، ۷۳؛ امثال ۱۰: ۳؛ ۱۱: ۴؛ ۱۲: ۲ وغیرہ)۔ یہ حکمت انسان کی سمجھ سے باہر ہے (ایوب ۲۸: ۱۲۔ ۲۱)۔ صرف خدا ہی اپنے فضل سے یہ ممکن کرتا ہے کہ انسان اسے سمجھے (ایوب ۲۸: ۲۳، ۲۸)۔

امثال کی کتاب میں حکمت کو انسانی روپ میں بیان کرنے سے ایک دلچسپ اور غور طلب مسئلہ اُٹھتا ہے۔ امثال ۱: ۲۰۔ ۳۳ میں حکمت کو ایک عورت کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جو گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں پکار کر لوگوں کو اُن کی غلط راہوں سے کنارہ کرنے اور علم اور تحفظ حاصل کرنے کی دعوت دیتی ہے (نیز دیکھئے امثال ۳: ۱۵۔ ۲۰)۔

حکمت کا یہ انسانی روپ آٹھویں باب میں بھی موجود ہے اور آیت ۲۲ اور مابعد میں معراج پر پہنچتا ہے۔ وہاں حکمت دعویٰ کرتی ہے کہ خدا نے اُسے انتظام عالم سے پہلے پیدا کیا۔ یہاں عبرانی متن کے ترجمہ میں ایک مشکل پیدا ہوتی ہے جس نے چوتھی صدی عیسوی میں ایک بدعت کے آغاز کو ہوا دینے میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ زیر بحث نکتہ یہ ہے کہ امثال ۸: ۲۲ میں عبرانی لفظ قانہ کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں اسے "تخلیق" کہا گیا۔ ★ ولگاتا میں "رکھنا"۔ سو یہ آیت ان دو ترجموں کے مطابق یوں ہے۔ "خدا نے انتظام عالم کے شروع میں اپنی قدیمی صنعتوں سے پہلے مجھے تخلیق کیا" (ہفتادہ)۔ "خدا اپنی کائنات کی تخلیق سے پہلے مجھے رکھتا تھا" (ولگاتا۔ اُردو ترجمہ ہمارا ہے اس لئے ہُوبہُو یونانی اور لاطینی کی مانند نہیں)۔ جیسے آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ پولس رسول خداوند مسیح کو خدا کی مجسّم حکمت قرار دیتا تھا اور امثال کے اس حوالے پر کافی تکیہ کرتا تھا۔ اُس کے علم المسیح میں ان آیات کی بازگشت بہت نمایاں ہے۔ ★ اریوسی بدعتیوں نے اس آیت کے ہفتادی ترجمہ کا سہارا لیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ربنا المسیح خدا کی تخلیق تھے اور اس لئے وہ ازل سے موجود نہ تھے۔ اس ترجمہ پر گرما گرم بحث ہوئی اور ان کی سب دلائل کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔ یہ لفظ بائبل میں اور بھی کئی جگہ آتا ہے۔ یہ پیدائش ۴: ۱ میں بھی استعمال ہوا ہے، جہاں قائن (= پانا، حاصل کرنا) کے نام پر جگت ہے۔ اس لفظ کے مفہوم میں پانا اور پیدا ہونا دونوں تصوّر موجود ہیں۔ اس مفہوم کی تائید اُگاریتی ادب میں بھی ملتی ہے۔ عقیدہِ اثناسیس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خداوند مسیح مخلوق نہیں بلکہ باپ سے مولود ہیں (دیکھئے عقیدہ اثناسیس شق ۲۲ اور آگے)۔

یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض مفسّر امثال کی کتاب میں حکمت کی انسانی شکل کو محض عبرانی اندازِ بیان سمجھتے ہیں۔ اُن کے مطابق یہ عبرانی سوچ کا ایک پہلو تھا کہ فلسفیانہ نظریہ میں اُلجھنے کی بجائے وہ بے جان چیزوں کو اس طرح بیان کرتے تھے جیسے اُن کی الگ شخصیت ہو۔ اس لئے

ان مُفسروں کے مطابق امثال کی کتاب کی حکمت کی تصویر کو مسیح سے منسوب کرنا ضروری نہیں۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

پرانے عہد نامہ کی طرح حکمت (یونانی = سوفیہ) کی نوعیت نئے عہد نامہ میں بھی عملی ہے۔ یہ شاذونادر ہی غیر جانبدار ہوتی ہے۔ یا تو یہ خداداد ہوتی ہے یا خدا کی مخالفت کرتی ہے۔ اگر یہ خدا کے مکاشفہ کے بغیر ہو تو بہترین حالت میں بھی یہ حکمت کمزور اور بے تاثیر (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۷؛ ۲: ۴؛ ۲-کرنتھیوں ۱: ۱۲)، بلکہ بے وقوفی ہوتی ہے اور بدترین حالت میں تو یہ بالکل ہی شیطانی ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۹ ما بعد)۔ دنیاوی حکمت انسان کے اپنے شعور اور تجربے پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا دائرہ وسیع نہیں ہوتا ہے۔ کلامِ مقدّس اُن سب کو قصوروار ٹھہراتا ہے جو اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے کہ انسانی حکمت محدود ہے۔ جو (خصوصاً یونانیوں کی طرح) روحانی معاملوں کو انسانی حکمت سے حل کرنا فخر کا باعث سمجھتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بے وقوف ہیں۔

سچّی حکمت خدا کے فضل وکرم کا نتیجہ ہوتی ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ سلیمانؔ بادشاہ (متّی ۱۲: ۴۲، لوقا ۱۱: ۳۱)، ستفنسؔ شہیدِ اوّل (اعمال ۶: ۱۰)، پولسؔ رسول (۲-پطرس ۳: ۱۵) اور یوسفؔ امیرِ مصر (اعمال ۷: ۱۰) اُسی حکمت سے فیض یاب ہوئے تھے۔

خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ بخشش ورثے میں دی کہ وہ اپنے مخالفوں کو جو اُنہیں ایذا پہنچائیں اور اُن کی آزمائش کریں اپنے امتحان کے وقت اس حکمت سے لاجواب کر دیں (لوقا ۲۱: ۱۵)۔

اسی قسم کی حکمت خدا کے بھید اور مکاشفہ کو سمجھنے کے لئے درکار ہوتی ہے (مکاشفہ ۱۳: ۱۸؛ ۱۷: ۹)۔ حکمت نہ صرف کلیسیا کے ہادیوں کے لئے ضروری ہے (اعمال ۶: ۳) بلکہ یہ سارے ایمانداروں کے لئے بہت اہم ہے تاکہ وہ نجات کے انتظام میں خدا کے ارادے کو (افسیوں ۱: ۸، ۹) سمجھیں اور اپنے چال چلن کو خدا کے لائق بنائیں (کلسّیوں ۱: ۹، یعقوب ۱: ۵؛ ۳: ۱۳-۱۷) اور غیر مسیحیوں سے ہوشیاری سے پیش آئیں (کلسّیوں ۴: ۵)۔ جس طرح پولسؔ رسول نے دانائی سے لوگوں کو تعلیم دی (کلسّیوں ۱: ۲۸) اسی طرح وہ جو روحانی حکمت میں کامل ہیں (۱-کرنتھیوں ۲: ۶-۷) دوسروں کو تعلیم دیں (کلسّیوں ۳: ۱۶)۔

خدا کی حکمت اُس انتظام سے صاف ظاہر ہوتی ہے جو اُس نے انسان کی نجات کے لئے مقرر کیا (رومیوں ۱۱: ۳۳) اور جو کلیسیا کے وسیلے سے دنیا پر ظاہر کی جاتی ہے (افسیوں ۳: ۱۰)۔

اس حکمت کا مکاشفہ کسی خفیہ عقیدے کے ذریعے سے صرف چند چیدہ چیدہ لوگوں کو پوشیدگی میں نہیں دیا جاتا۔ یہ ایک عالم گیر عمل یعنی خدا کے اُس کارِ عظیم کے ذریعے ہوا جو اُس نے صلیب پر مسیح میں کیا اور جس کی ساری دنیا میں منادی ہوتی ہے۔ اس حکمت کا جو پہلے انسان سے پوشیدہ تھی نہ فلسفہ میں نہ تاریخ میں کوئی ہمسر ہے۔ دنیا کے معاملوں کی گتھی سلجھانے کے لئے انسان کی بہترین کوشش بھی صلیب کی روشنی میں محض بے وقوفی ہے۔

جب خداوند مسیح دُنیا میں انسانی جسم میں ہمارے درمیان رہے تو وہ لڑکپن میں حکمت سے معمور ہوئے (لوقا ۲: ۴۰، ۵۲) اور بڑے ہو کر لوگوں کو اپنی حکمت سے حیران کیا (متّی ۱۳: ۵۴، مرقس ۶: ۲)۔ اُنہوں نے حکمت کا دعویٰ بھی کیا (متی ۱۲: ۴۲)۔ یہ حکمت جو سلیمانؔ کی حکمت سے بھی زیادہ تھی خدا کے بھیدوں سے عجیب واقفیت رکھتی تھی (متّی ۱۱: ۲۵ مابعد)۔ اپنی تعلیم کے دوران خداوند مسیح نے دو مرتبہ حکمت کو انسانی روپ میں یوں بیان کیا کہ امثال کی کتاب میں دی ہوئی حکمت کی تصویر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے (متّی ۱۱: ۱۹ = لوقا ۷: ۳۵؛ لوقا ۱۱: ۴۹)۔ غالباً ان دونوں حوالوں میں مسیح نے اپنی طرف ایک خفیف سا اشارہ کیا کہ وہ خود مجسم حکمت ہیں۔

پولسؔ رسول کا علم المسیح جس میں وہ اُنہیں خدا کی حکمت کہتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۴، ۳۰) غالباً دو چیزوں سے بہت متاثر تھا۔ ۱۔ اس کے متعلق مسیح کا اپنا دعویٰ۔ ۲۔ رسولوں کی وہ آگاہی جس کے مطابق مسیح خداوند خود بہ نفسِ نفیس دوسری شریعت تھے۔ رسول خداوند مسیح کو خدا کی مرضی کا مکمل مکاشفہ سمجھتے تھے جو پرانی موسوی شریعت کی جگہ خود فضل اور سچائی کی شریعت بن کر ہمارے درمیان رہے (قب یوحنّا ۱: ۱۷)۔ یہ خیالات مسیح کے ارشادات پر مبنی ہیں جو متّی رسول کی انجیل میں درج ہیں (مثلاً متّی ۵: ۱۷)۔ اور موسیٰ اور مسیح کی شریعت کا تقابل جو "لیکن میں تم سے کہتا ہوں"، کے دہرانے سے خاص اہمیّت حاصل کرتا ہے متّی ۵: ۱۸، ۲۲، ۲۷، ۳۹، ۴۴)۔

شریعت اور حکمت کو استثنا ۴: ۶ میں لازم و ملزوم قرار دیا گیا ہے جہاں شریعت کو ماننا اور اس پر عمل کرنا عقل اور دانشمندی کی علامت تصوّر کیا گیا ہے۔ عبرانی سوچ میں شریعت اور حکمت کا رشتہ بہت گہرا تھا (دیکھئے یشوع بن سیراخ ۲۴: ۲۳؛ بارک ۳: ۳۷ مابعد)۔ چونکہ رسولوں کے لئے مسیح شریعتِ نو تھے اس لئے پولسؔ رسول کو پرانے عہد نامہ کی حکمت کی تصویر (امثال ۸: ۲۲ مابعد وغیرہ) میں مسیح کو دیکھنا کوئی غیر متوقع بات نہ تھی۔ یہ کلسّیوں ۱: ۱۵-۲۹ کے مطالعہ سے بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔

پولسؔ رسول کا علم المسیح جس میں وہ خداوند مسیح کو خدا کی حکمت کہتا ہے ایک متحرّک تصوّر ہے۔ یہ مسیح کے تخلیقِ عالم (کلسّیوں ۱: ۱۵ مابعد) اور نجات کے نظام کے عمل (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۴-۳۰) کو پُر زور انداز سے منظرِ عام پر لاتا ہے۔ مؤخر الذکر آیات میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ تصلیب سے خدا نے مسیح کو ہماری حکمت

بنایا۔ ایک حکمت جو راستبازی، پاکیزگی اور مخلصی، سب کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے۔ مسیح ایک ذبح کیا ہوا برّہ ہوتے ہوئے بھی کلیسیا کے ممتاز خداوند ہیں جن کی تعریف اُن کی حکمت کی وجہ سے کی جاتی ہے (مکاشفہ ۵: ۱۲)۔ اس آیت میں لفظ "پائے"، (دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یونانی لفظ lambano کا مفہوم ادا نہیں کیا گیا) کا مطلب یہ ہے کہ یہ خوبیاں جن کی فہرست اس آیت میں دی گئی ہے مسیح میں پہلے ہی سے موجود تھیں کیونکہ اُن میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں (کلسیوں ۲: ۳)۔ نیز دیکھئے لوگوس۔

حکمت کی کتاب:۔ کیتھولک ترجمہ میں ★ اپاکرفا کی ایک کتاب جو غزل الغزلات (نشید الاناشید) کے بعد درج ہے۔ اس کا متن صرف یونانی میں تھا۔ اسے سلیمان بادشاہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا اسے الہامی نہیں مانتی۔ دیکھئے اپاکرفا۔

حکمت کی کتابیں۔ اسفارِ حکمت:۔ پرانے عہدنامہ کی ذیل کی کتابوں کو یہ نام دیا گیا ہے۔ ایوب، امثال، واعظ اور زبور کی کتاب کے ذیلی مزامیر ۱۹، ۳۷، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۴۷، ۱۴۸۔ اپاکرفا کی کتابوں میں حکمت اور یشوع بن سیراخ۔ انہیں الگ الگ کتابوں کے نام کے تحت دیکھئے۔

حکمِ عظیم:۔ یہ حکموں کا خلاصہ ہے۔ یہ متی ۲۲: ۳۷-۳۹؛ مرقس ۱۲: ۲۹-۳۱؛ لوقا ۱۰: ۲۷ میں درج ہے۔ یہ استثنا ۶: ۴، ۵ اور احبار ۱۹: ۱۸ پر مبنی ہے۔

ہر یہودی کا فرض تھا کہ وہ استثنا ۶: ۴، ۵ کو ہر روز دو بار دُہرائے۔ عبرانی میں اس آیت کو اس کے پہلے لفظ شمع (= سُن) سے موسوم کیا جاتا تھا۔ "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ۔" یہودی عالموں نے استثنا اور احبار کے ان حوالوں کو اکٹھا کر کے اسے دس حکموں کا نچوڑ بتایا۔ مسیح خداوند نے ان میں لفظ عقل کا اضافہ کر کے خدا سے پورے طور پر محبت رکھنے کے اس حکمِ عظیم کا اعادہ کیا۔

حکمونی:۔ (عبرانی = حکمت والا، عقلمند)۔ یحی ایل کا باپ (۱-تواریخ ۲۷: ۳۲؛ ۱۱: ۱۱)۔ ۲-سموئیل ۲۳: ۸ میں اسے تحکمونی کہا گیا، پر متن واضح نہیں ہے۔

حکیلہ:۔ ایک پہاڑی علاقہ جہاں داؤد ساؤل بادشاہ سے بھاگ کر چھپا تھا (۱-سموئیل ۲۳: ۱۹؛ ۲۶: ۱، ۳)۔ یہ زیفی جنگل کے علاقہ میں ہے۔

حلام۔ حیلام:۔ دریائے یردن کے مشرق میں ارام کے صحرا میں ایک مقام۔ اس جگہ داؤد نے ارام کے بادشاہ ہدرعزر کے لشکر کو شکست دی (۲-سموئیل ۱۰: ۱۶، ۱۷)۔

حلب۔ حالد:۔ داؤد بادشاہ کا ایک زبردست جنگی مرد (۲-سموئیل ۲۳: ۲۹)۔ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۰ میں نام حلد دیا گیا ہے۔

حلبون:۔ (عبرانی = زرخیز)۔ شمالی ارام کا ایک شہر (حزقی ایل ۲۷: ۱۸)۔

حلبہ:۔ (عبرانی = زرخیز خطّہ)۔ آشر کا ایک قصبہ (قضاة ۱: ۳۱)۔

حلحول:۔ یہوداہ کے کوہستان میں ایک شہر۔ یہ حبرون سے چار میل شمال میں ہے۔ اس کا موجودہ نام بھی یہی ہے اور اس میں ایک مسجد ہے جو یوناہ نبی کے نام پر وقف ہے (یشوع ۱۵: ۵۸)۔

حلد:۔ داؤد کے لشکر کا ایک زبردست سورما (۱-تواریخ ۱۱: ۳۰)۔ نیز دیکھئے حلب۔

حلف۔ حالف:۔ (عبرانی = تبدیلی)۔ نفتالی کی سرحد پر ایک قدیم گاؤں (یشوع ۱۹: ۳۳)۔

حلفئ۔ حلفائی:۔ (یونانی = سردار۔ لیڈر)۔
۱۔ لاوی کا باپ (مرقس ۲: ۱۴)۔
۲۔ یعقوب رسول کا باپ (متی ۱۰: ۳؛ مرقس ۳: ۱۸؛ لوقا ۶: ۱۵؛ اعمال ۱: ۱۳)۔ اس میں اور یوحنّا کے بھائی یعقوب میں تمیز کرنے کے لئے اس کے باپ کا نام دیا گیا ہے۔

حلقت ہصوریم۔ حِلقہ صوریم:۔ (عبرانی = تیز چھریوں کا کھیت)۔ جبعون کے تالاب کے نزدیک ایک مقام جہاں یوآب کے آدمیوں نے ابنیر کے آدمیوں سے جنگ کی (۲-سموئیل ۲: ۱۲-۱۶)۔

حِلم:۔ (عبرانی = عناو)۔ اس کے بنیادی معنی غریب، مظلوم، مصیبت زدہ ہیں۔ زبور ۹: ۱۲؛ ۱۰: ۱۲ — غریب؛ لیکن عام طور پر اس لفظ میں عاجزی، پارسائی اور سادگی کا تصور بھی موجود ہوتا ہے۔ ایسی طبیعت جو ظلم کا بدلہ لینے کی بجائے اُسے برداشت کر لیتی ہے مثلاً زبور ۲۵: ۹؛ ۳۷: ۱۱- حلیم؛ ۶۹: ۳۳- محتاج)۔
★ رُوح کے پھل کی فصل میں آٹھواں پھل (گلتیوں ۵: ۲۳)۔ یہ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم اور نمونے کا نتیجہ ہے کہ حلم کو انسانی اوصاف میں ایک نمایاں مقام دیا گیا ہے۔ غیر مسیحی ادب اور اخلاقیت میں شائد ہی کبھی حلم کو سراہا گیا ہو۔ اُن کے نزدیک خود اعتمادی زیادہ قابلِ ستائش خوبی تھی۔ اس کی ابتدا کے نقوش پرانے عہدنامہ میں ملتے ہیں۔ عبرانی کا وہ اسم صفت جس کا اکثر ترجمہ حلیم کیا گیا ہے بنیادی طور پر غریب اور مظلوم کا مفہوم رکھتا ہے (مثلاً زبور ۲۲: ۲۶؛ ۲۵: ۹۔ ان دونوں جگہ کیتھولک ترجمہ میں غریب

ہے)۔ ظلم اور مصیبت کو صبر سے برداشت کرنے سے جو روحانی خوبی پیدا ہوتی ہے اُس کے لئے حلم ایک بہت موزوں لفظ ہے۔ اِن معنوں میں یہ زبور میں اکثر استعمال ہوا ہے (۳۴: ۲؛ ۱۴۷: ۶)۔ شاہ المسیح جن کی پیشینگوئی پرانے عہدنامہ میں کی گئی اس خوبی کے حامل تھے (زبور ۴۵: ۴)۔ زبور ۳۷: ۱۱ کے مضمون کو یعنی حلیم مُلک کے وارث ہوں گے" مسیح نے مبارکبادیوں میں دُہرایا (متی ۵: ۵)۔ مُوسیٰ اپنی قوی قیادت کے باوجود حلم سے معمُور تھا۔ وہ اپنی ذات پر حملہ کو بھی برداشت کرتا تھا۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ دنیا کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا (گنتی ۱۲: ۳)۔

نئے عہدنامہ میں حلم ایک داخلی وضع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جبکہ ★ نرمی ایک خارجی عمل میں ظاہر ہوتی ہے۔ حلم اس فصل کا ایک پھل ہے جو صرف پاک رُوح کی مدد سے مسیح کے سے کردار میں نمایاں ہوتا ہے (گلتیوں ۵: ۲۳)۔ حلیم مصیبت کو بُرا نہیں سمجھتے کیونکہ وہ ہر حالت میں تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں خدا کے دانش مند اور پُرمحبت مقصد کا بھید چھُپا ہوا ہے، اس لئے وہ انسان کے ظلم کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ داؤد بادشاہ جانتا تھا کہ خدا نے ظلم کی اجازت کسی مصلحت کے تحت دی ہے جو آخرکار رُونما ہوگی (قب ۲-سموئیل ۱۶: ۱۱)۔ پولس رسول بے وفا کرنتھیوں کو مسیح کے حلم اور نرمی کا واسطہ دے کر منت کرتا ہے (۲-کرنتھیوں ۱۰: ۱)۔ وہ گمراہ بھائی کی تادیب حلیمی سے کرنے کو کہتا ہے (۲-تیمتھیس ۲: ۲۵)، اور ایک دوسرے کی برداشت بھی حلم سے کرنے کی تلقین کرتا ہے (افسیوں ۴: ۲)۔ اسی طرح پطرس رسول بھی نصیحت کرتا ہے کہ جواب طلب یا تکراری غیرقوم لوگوں کو حلم سے جواب دیا جائے (۱-پطرس ۳: ۱۵)۔ حلم کی کامل مثال خداوند یسوع مسیح کے کردار میں ملتی ہے (متی ۱۱: ۲۹؛ ۲۱: ۵)۔ اس صفت کی بہترین نمائش اُس موقعہ پر ہوتی ہے جب وہ اپنے الزام لگانے والوں کے سامنے بغیر شکایت یا ملامت کئے خاموش کھڑے ہوتے ہیں۔ نیز دیکھئے نرمی۔

حلّی:- (عبرانی = زیور)۔ آشر کے قبیلے کی جنوبی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹: ۲۵)۔

حلیمی:- بُردباری۔ برداشت۔ صبر۔
انسانی اوصاف میں جو اعلیٰ مقام حلیمی کو دیا گیا ہے، وہ خداوند مسیح کی تعلیم اور نمونہ کا مرہونِ منت ہے۔ غیرمسیحی مصنفین اس خصلت کو شاذ و نادر ہی سراہتے ہیں۔ وہ اُس شخص کی زیادہ قدر کرتے ہیں جو خوداعتمادی کا مظاہرہ کرتا ہو۔ اس صفت کی جڑیں پرانے عہدنامہ میں پائی جاتی ہیں جہاں عبرانی لفظ (عاناؔو - اسم صفت) کا ترجمہ اکثر حلیم (گنتی ۱۲: ۳؛ زبور ۲۲: ۲۶؛ ۲۵: ۹ وغیرہ) کیا گیا ہے۔ اس کا بنیادی مفہوم محتاج (ایوب ۲۴: ۴)، غریب (زبور ۹: ۱۸؛ ۱۰: ۱۲) اور مصیبت زدہ ہے۔ یہ وہ حالات ہیں جن سے وہ روحانی خصلت پیدا ہوتی ہے جو بُردباری اور صبر کا نتیجہ ہے یعنی حلم۔ موعود بادشاہ المسیح کی ایک صفت حلم ہوگی (زبور ۴۵: ۴)۔ زبور ۳۷: ۱۱ کا مضمون کہ حلیم ملک کے وارث ہوں گے" خداوند مسیح نے پہاڑی وعظ میں ★ مبارکبادیوں میں دہرایا یعنی "مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے" (متی ۵: ۵)۔

نئے عہدنامہ میں حلیمی (اسم praytes اور صفت prays) ایک داخلی رویّہ کی نشاندہی کرتی ہے، جب کہ ★ نرمی، نرم دلی ایک خارجی عمل کی طرف۔ ان الفاظ کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان کے یونانی پس منظر پر غور کرنا پڑے گا۔ یونانی میں prays اُس حیوان کے لئے استعمال ہوتا ہے جسے سدھایا گیا ہو یعنی جسے مطیع کرکے لگام چڑھادی گئی ہو۔ اس لفظ کے مفہوم کا راز یہ ہے کہ prays کی حلیمی محض بے ریڑھ کی ہڈی والے شخص کی نرمی نہیں۔ اس کے پیچھے ایک آہنی طاقت موجود ہے جو مکمل طور پر قابو میں ہے۔ اس کی مثال موسیٰ کا کردار ہے۔ وہ ایک سخت قائد تھا۔ اس کے کردار میں بے پناہ قوت تھی تو بھی وہ رُوئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا (گنتی ۱۲: ۳)۔

مشہور عالم فلسفی ارسطو نے praytes حلیمی کی تعریف یوں کی: حلیمی حد سے زیادہ بےجا غصّے اور جائز موقع پر غصّے نہ ہونے کے درمیان صفتِ اعتدال ہے۔ یاد رہے کہ یونانی فلسفی ہر چیز میں اعتدال پسند تھے۔ اور ان کے نزدیک سچائی یا خوبی یا خوبصورتی دو انتہائی حدود کے درمیان کا نقطہ تھا۔

حلم رُوح کے پھل کا ایک حصّہ ہے جو مسیح کے نمونہ پر چلنے پر ہم میں پیدا ہوتا ہے (گلتیوں ۵: ۲۳)۔ حلیم مصیبت کو صبر سے برداشت کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے خدا کی طرف سے اپنی بہتری کا باعث سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی محبت کی وجہ سے اُن پر نازل ہوتی ہے (قب ۲-سموئیل ۱۶: ۱۱)۔ پولس رسول کی اپنی حلیمی کا راز مسیح خداوند کی حلیمی اور ★ نرمی تھا ان کا واسطہ دے کر وہ بے وفا کرنتھیوں سے درخواست کرتا ہے (۲-کرنتھیوں ۱۰: ۱) کہ وہ کسی بھٹکے ہوئے بھائی کی تادیب کرنے میں حلیمی کا دامن نہ چھوڑیں (۲-تیمتھیس ۲: ۲۵)۔ وہ ان کو ایک دوسرے کی حلیمی سے برداشت کرنے کی نصیحت کرتا ہے (افسیوں ۴: ۲)۔ اسی طرح پطرس رسول بھی غیرقوموں کے سوالات کا جواب دینے کے لئے حلم کو بہت اہمیّت دیتا ہے (۱-پطرس ۳: ۱۵)۔ حلیمی کی انتہا خداوند مسیح کے کردار میں پائی جاتی ہے (متی ۱۱: ۲۹؛ ۲۱: ۵)، خصوصاً جب وہ اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑے ہو کر غلط الزام کو بھی خاموشی سے برداشت کرتے رہے (قب وہ پیشینگوئی جو یسعیاہ ۵۳: ۷-۹

ہیں درج ہے) - نیز دیکھئے نرمی - فروتنی - گھمنڈ۔

حمّات - حمّت :- (عبرانی = گرم چشمے - قب عربی حمام) -
۱- ایک فصیلدار شہر جو یشوع نے قرعہ سے بنی نفتالی کو دیا (یشوع ۱۹: ۳۵) - یہ گلیل کی جھیل کے ساحل کے نزدیک تبریاس سے صرف ایک میل جنوب میں تھا - موجودہ وقت میں بھی دو تین گرم پانی کے چشمے کھنڈرات کے قریب ہیں جہاں سے گندھک والا پانی نکلتا ہے۔
۲- ایک شخص کا نام جو ریکاب کے گھرانے کا جد تھا (۱- تواریخ ۲: ۵۵؛ یرمیاہ ۳۵: ۲-۱۸؛ عاموس ۶: ۱۴) -

حمّات دور - حمّوت دور :- (عبرانی = دور کے گرم چشمے۔ حمّات کا مقابلہ کریں عربی "حمۃ" سے) -
نفتالی کے علاقہ میں ایک شہر جسے خونی کی پناہ کے لئے مقرر کیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۲) -

حمات ضوباہ - حمات صوبہ :- تدمور کے قریب ایک شہر جو سلیمان بادشاہ نے فتح کیا (۲- تواریخ ۸: ۳)-
بعض کے خیال میں یہ حمّات ہی ہے - دوسروں کے خیال میں یہ ایک اور حمّات ہے جو ضوباہ کے علاقہ میں تھا۔

حمائل :- عربی - یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں دو جگہ استعمال کیا گیا ہے - ۱- سموئیل ۲۵: ۱۳؛ زبور ۴۵: ۳ - جو چیز لٹکائی یا اٹھا کر لے جائی جائے - اسی وجہ سے اہل اسلام چھوٹی تقطیع کے قرآن مجید کو حمایل شریف کہتے ہیں - لفظ حاملہ، یعنی اُمید سے ہونا اسی لئے استعمال ہوتا ہے کہ ماں بچے کو اپنے بطن میں اُٹھائے رکھتی ہے - یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ انگریزی لفظ amulet یعنی تعویذ عربی کے اسی لفظ سے مشتق حملانا کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

حمدان :- (عبرانی = خوش طبع) - شعیر میں ایک بزرگ حوری (پیدائش ۳۶: ۲۶) - اسی کو ۱- تواریخ ۱: ۴۱ میں حمران کہا گیا ہے۔

حمدِ عظیم :- زبور ۱۲۰ تا ۱۳۶ کا نام - دیکھئے ہلل -

حمد و ثنا :- دیکھئے ستائش۔

حمران :- دیسون کا بیٹا اور عنہ کا پوتا (۱- تواریخ ۱: ۴۱) -

حمطہ :- (عبرانی = احاطہ دار جگہ) - حبرون کے نزدیک یہوداہ کے پہاڑی علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۴) -

حموایل - حموئیل :- (عبرانی = خدا کی گرمی قب حمام = گرم) -
بنی شمعون میں سے ایک شخص - اس کا ذکر صرف ۱- تواریخ ۴: ۲۶ میں ہے۔

حمور :- (عبرانی = گدھا) - سکم کا باپ (پیدائش ۳۴: ۶) - سکم نے دینہ کی جو یعقوب اور لیاہ کی بیٹی تھی بےحرمتی کی - دینہ کے بھائی شمعون اور لاوی نے اپنی بہن کا بدلہ لیا اور سکم اور اُس کے باپ کو قتل کیا (پیدائش ۳۴) -

حمورابی :- بابل کا بادشاہ (تقریباً ۱۷۹۲ - ۱۷۵۰ ق م) - بابل کے حکمرانوں کے پہلے اموری خاندان کا چھٹا اور سب سے مشہور بادشاہ - حمورابی کا غالباً مطلب ہے "حمو عظیم ہے" (حمو ایک اموری یا کنعانی دیوتا کا نام تھا) -
جب حمورابی تخت نشین ہوا تو عیلامی خاندان کے بادشاہ لارسا کا مطیع تھا - لیکن اس نے اپنے عہد کے پہلے تیس سال میں کئی جنگوں کے نتیجے میں آس پاس کے بادشاہوں کو شکست دے کر ایک مضبوط حکومت قائم کی جو خلیج فارس سے بحیرۂ روم تک پھیلی ہوئی تھی - یہ سلطنت ۱۷۰۰ سے ۱۵۵۰ ق م تک قائم رہی - ان فتوحات نے بابل شہر کو ایسی سیاسی اور ثقافتی اہمیت دی جو اُسے پہلے کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی اور جو ایک ہزار سال تک برابر قائم رہی - حمورابی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سے مندروں کو تعمیر کروایا - اُس نے ★ مردوک کی پرستش کو بڑی اہمیت دلوائی - مردوک شہر بابل کا مقامی دیوتا تھا - حمورابی نے اسے دیوتاؤں کی مجلس میں اولین رتبہ دلوایا - اُس نے اپنی مملکت کو سیاسی اور تمدنی طور پر ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی - اُس کے عہد میں جو تہذیب اُبھری وہ سمیری اور اکادی عناصر کا لازوال امتزاج تھا - وہ علم کا سرپرست اور قدردان تھا - اس کے عہد میں مٹی کی تختیوں کا ذخیرہ جمع کیا گیا جس میں سمیری تحریروں کو اکادی زبان میں ترجمہ کر کے محفوظ رکھا گیا - اس میں ہر علم کی، مثلاً علم لسان، علم لغت، علم نجوم، ریاضی اور تخلیق کے متعلق گل گمیش کی رزمیہ کو تختیوں پر لکھوایا گیا - حمورابی کا سماجی تنظیم کو بہتر بنانے کا شوق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے قوانین اور ضوابط کو یکجا کروایا۔
حمورابی کا نام بائبل میں نہیں آتا - بعض کا خیال تھا کہ پیدائش ۱۴ باب کا امرافل اور حمورابی ایک ہی شخص ہیں - لیکن اب علماء اُس مفروضہ کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔
حمورابی نے قوانین و ضوابط کو پتھر کے کھڑے ستونوں پر کندہ کروایا - ان میں سے ایک کتبہ ۱۹۰۲ء میں ★ عیلام کے شہر ★ سوسن میں دریافت ہوا - غالباً یہ کتبہ عیلام کا بادشاہ شُطرک نخنتے (۱۲۰۷ - ۱۱۷۱ ق م) بطور یادگار فتح بابل سے اپنے شہر میں لایا۔
اس پتھر پر کندہ قوانین کا کچھ متن مٹ گیا ہے - لیکن جو حصہ

مِٹ گیا ہے وہ اور نقلوں سے جو دوسری جگہ سے دستیاب ہوئیں پورا کیا جاسکتا ہے۔ متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسی قسم کا ایک اور ستون بابل میں مردوک کے مندر میں بھی نصب تھا۔ سوسن شہر میں دریافت شدہ ستون اب پیرس کے مشہور عجائب گھر لوور میں ہے۔ اس کی اونچائی تقریباً ۸ فٹ ہے۔ اس کے اُوپر کے حصّے میں حمورابی کو شمس دیوتا کے سامنے کھڑے دکھایا گیا ہے۔ اِن اُبھرے ہوئے نقوش میں سورج دیوتا جو انصاف کا دیوتا تصوّر کیا جاتا تھا بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ وہ حمورابی کو انگوٹھی اور عصا دے رہا ہے جو اختیار اور رتبہ بادشاہی کی علامت ہیں۔ حمورابی کے قوانین کا مجموعہ مسوپتامیہ کا قدیم ترین مجموعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے کے مجموعے بہت مختصر تھے۔ حمورابی کے قوانین اور ضوابط میں مختلف عنوانات کے تحت ۲۸۲ دفعات ہیں۔

بائبل کے مطالعہ کرنے والے موسوی شریعت اور حمورابی کے ضوابط کے تقابل میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ دونوں میں کئی باتیں یکساں ہیں مثلاً جھوٹی گواہی کی وہی سزا ہے جو جھوٹی گواہی دینے والا دوسرے کو دلوانا چاہتا ہے (استثنا ۱۹:۱۹)۔ چوری اور اغوا دونوں کی سزا موت ہے۔ زنا کی سزا دونوں کے لئے موت ہے۔

حموطل:۔ یہوآخز بادشاہ (۲-سلاطین ۲۳:۳۱) اور صدقیاہ بادشاہ (۲۴:۱۸) کی ماں جو لبناہی یرمیاہ کی بیٹی تھی (یرمیاہ ۵۲:۱)۔

حمول - حاموئیل:۔ یہوداہ کا پوتا اور فارص کا بیٹا (پیدائش ۴۶:۱۲؛ ۱-تواریخ ۲:۵؛ گنتی ۲۶:۲۱)۔

حمّون:۔ (عبرانی = گرم چشمے، قب عربی حمّہ)۔
۱- آشر کے علاقہ کا ایک شہر (یشوع ۱۹:۲۸)۔
۲- نفتالی کا ایک شہر (۱-تواریخ ۶:۷۶)۔ دیکھئے حمّات جو شائد یہی جگہ ہو (یشوع ۱۹:۳۵)۔

حنّاتون:۔ (عبرانی = مہربان)۔ زبولون کے علاقے کی شمالی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۹:۱۴)۔ اس کا ذکر تل العمرنا کی تختیوں پر بھی ہے۔

حنان - حانان:۔ (عبرانی = شفیق)۔
۱- یروشلیم کا ایک بینیمنی شخص (۱-تواریخ ۸:۲۳)۔
۲- یونتن کی اولاد سے اصیل کا بیٹا (۱-تواریخ ۹:۴۴)۔
۳- داؤد بادشاہ کا ایک سُورما، معکہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۱۱:۴۳)۔
۴- ایک نتنیم یا ہیکل کا خادم (عزرا ۲:۴۶؛ نحمیاہ ۷:۴۹) جو زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا۔
۵- ایک شخص جو عزرا اور نحمیاہ کے وقت دیگر لاویوں کے ساتھ شریعت کو عوام کو سمجھاتا تھا (نحمیاہ ۸:۷)۔
۶- تین شخص جنہوں نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰:۱۰، ۲۲، ۲۶)۔
۷- یروشلیم کا ایک بارسوخ یہودی (یرمیاہ ۳۵:۴)۔

حنانی - حنانی:۔ (عبرانی = شفیق)۔
۱- داؤد بادشاہ کے غیب بین ہیمان کا بیٹا جو خدا کے حضور گیت گاتا اور ساز بجاتا تھا (۱-تواریخ ۲۵:۴، ۲۵)۔
۲- ایک غیب بین جس نے آسا بادشاہ کو ملامت کی۔ اِس کی پاداش میں اُسے قید خانہ میں ڈال دیا گیا (۲-تواریخ ۱۶:۷-۱۰)۔
۳- ایک کاہن جس نے اجنبی (غیر قوم) عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰:۲۰)۔
۴- نحمیاہ کا بھائی (نحمیاہ ۱:۲)۔
۵- نحمیاہ کے زمانے میں ایک کاہن جو باجا بجانے پر متعیّن تھا (نحمیاہ ۱۲:۳۶)۔

حنّاہ - حنّان:۔ (حننیاہ کا مخفّف = شفیق)۔
۱- سوریہ کے حاکم کورینیس نے اسے ۶ عیسوی میں سردار کاہن مقرر کیا جب اُس کی عمر ۳۷ سال تھی۔ ۱۵ عیسوی میں یہودیہ کے حاکم گراتس نے اسے اس عہدہ سے برطرف کیا۔ اُس کے پانچ بیٹے بھی سردار کاہن بنے۔ اِس کا داماد کائفا بھی سردار کاہن مقرر ہوا (یوحنّا ۱۸:۱۳)۔ اسے اور کائفا دونوں کو یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی خدمت کے آغاز میں سردار کاہن کہا گیا ہے (لوقا ۳:۲)۔ یہ شائد اس لئے کہ حنّاہ خاندان کا سربراہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک بارسُوخ تھا اور سردار کاہن کہلاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب خداوند یسوع کو گرفتار کیا گیا تو پہلے اُسے حنّاہ کے پاس لے گئے (یوحنّا ۱۸:۱۳) اور بعد میں باندھ کر سردار کاہن کائفا کے پاس بھیجا (یوحنّا ۱۸:۲۴)۔ اور شائد اسی وجہ سے حنّاہ کو اعمال ۴:۶ میں سردار کاہن کہا گیا ہے جب پطرس اور یوحنا کو گرفتار کیا گیا، حالانکہ اس وقت حقیقت میں کائفا ہی سردار کاہن تھا۔
۲- ایک معمّر خاتون جو آشر کے قبیلے سے فنوایل کی بیٹی تھی (لوقا ۲:۳۶-۳۸)۔ شادی کے سات سال بعد وہ بیوہ ہوگئی۔ وہ نبیّہ تھی۔ جب بچّے یسوع کو مخصوصیّت کے لئے ہیکل میں لایا گیا تو حنّاہ نے اُنہیں پہچان کر اعلان کیا کہ مسیح موعود یہی ہیں۔

حنداد - حناداد:۔ ایک لاوی جس کے بیٹوں اور بھائیوں نے زرُبابل اور نحمیاہ کے زمانہ میں تعمیر میں مدد دی (عزرا ۳:۹؛ نحمیاہ ۳:۱۸، ۲۴)۔

حنم ایل:۔ یرمیاہ نبی کا چچازاد بھائی۔ اس کا ذکر صرف یرمیاہ ۳۲:۷-۱۲ میں ایک کھیت کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں آتا ہے۔ شاہ یہوداہ صدقیاہ کے عہد میں شاہِ بابل نے یروشلیم کا محاصرہ کیا تھا اور یرمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی کہ لوگ اسیر کر لئے جائیں گے جس پر بادشاہ نے خفا ہو کر اُسے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس زمین کے سودے کا مطلب یہ تھا کہ

یہودی یہ جانیں کہ یہ اسیری مستقل نہ ہوگی بلکہ بحالی جلد ہو جائیگی۔

حننِ ایل :- (عبرانی = خدا شفیق ہے)۔ یروشلیم کی دیوار میں ایک برج (یرمیاہ ۳۱ : ۳۸؛ زکریاہ ۱۴ : ۱۰)۔

یہ بھیڑ پھاٹک اور مچھلی پھاٹک کے درمیان شمال میں واقع تھا (نحمیاہ ۳ : ۱؛ ۱۲ : ۳۹)۔

حننیاہ - حنن یاہ :- (عبرانی = یہوؔواہ شفیق ہے)۔ پُرانے عہدنامہ کے ناموں کیلئے دیکھئے صفحہ ۱۱۹۳۔

نئے عہدنامہ میں

۱- سفیرہ کا شوہر (اعمال ۵ : ۱-۱۱)۔ حننیاہ اور اُس کی بیوی نے اپنی جائداد بیچی اور کچھ قیمت اپنے پاس رکھ کر باقی رسولوں کو دے کر یوں ظاہر کیا کہ اُنہوں نے کل رقم کلیسیا کے کام کے لئے دیدی ہے۔ جب پطرس رسول نے ان کا دھوکا ظاہر کیا تو حننیاہ گر پڑا اور اُس کا دم نکل گیا. یہی حشر اُسکی بیوی کا ہوا جب اُس نے بھی کھیت کی قیمت غلط بتائی۔

۲- دمشق کا ایک شاگرد۔ یہ پولس رسول کے مسیحی ہونے کے بعد اُس کی بینائی کی بحالی کا وسیلہ بنا۔ اسی نے پولس کو وہاں کی کلیسیا سے بھی متعارف کروایا (اعمال ۹ : ۱۰-۱۹)۔ اعمال ۲۲ : ۱۲-۱۶ میں اس شخص کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق دین دار اور وہاں کے رہنے والے یہودیوں کے نزدیک نیک نام تھا۔

۳- ایک سردار کاہن جس کے سامنے پولس رسول کا مقدمہ پیش ہوا۔ اُس نے پولس کو طمانچہ مارنے کا حکم دیا۔ تب پولس نے اُسے سفیدی پھری ہوئی دیوار کہا۔ غالباً پولس اپنی نظر کی کمزوری کی وجہ سے اُسے پہچان نہ سکا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ تو سردار کاہن ہے تو معافی مانگی (اعمال ۲۳ : ۱-۵)۔ حننیاہ بذاتِ خود پولس پر فیلکس حاکم کے سامنے الزام لگانے کے لئے قیصریہ گیا (اعمال ۲۴ : ۱)۔

حنوط کاری :- (عبرانی اور عربی میں لفظ حناط کے معنی خوشبودار مسالے ہیں)۔ وہ عمل جس سے لاش کو خوشبودار مسالے وغیرہ لگاکر محفوظ رکھا جاتا تھا۔ اس عمل کا ذکر بائبل میں صرف یعقوب (پیدائش ۵۰ : ۲) اور یوسف (پیدائش ۵۰ : ۲۶) کے سلسلے میں آتا ہے۔ اِن دونوں لاشوں کو مصری طبیبوں نے اپنے مخصوص طریقہ سے مسالے لگاکر محفوظ رکھا۔ اس کا طریقہء کار مصر کی تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف تھا۔ عام طریقہ میں اس عمل کو چالیس سے ستّر دن لگتے تھے۔ پہلے جسم کو خشک کرکے اُس میں سے آنتیں، مغز وغیرہ نکال کر الگ محفوظ کیا جاتا تھا۔ صرف دِل اور گُردے جسم میں چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ جسم کے خالی حصّوں میں مسالوں سے تر کپڑے بھر دیئے جاتے تھے تاکہ جسم کی شکل قائم رہے۔ جسم کے اُوپر بھی مسالہ سے بھری ہوئی پٹیاں کَس کر باندھ دی جاتی تھیں۔ اس عمل کے بعد لاش صدیوں خراب نہیں ہوتی تھی۔ مصری لوگ جسم کو اس لئے محفوظ کرواتے تھے کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق رُوح کو آئندہ زمانے میں جسم استعمال کرنا درکار ہوتا تھا۔ یعقوب اور یوسف کی لاشوں کو اس لئے محفوظ کر دیا گیا تاکہ وہ اُن کے خاندانی قبرستان میں دفن کرنے کے لئے کنعان پہنچائی جا سکیں (پیدائش ۵۰ : ۵، ۱۳)۔ یوسف کی لاش تو صدیوں بعد کنعان پہنچائی گئی (خروج ۱۳ : ۱۹؛ یشوع ۲۴ : ۳۲)۔ آسا بادشاہ کو عطروں اور مسالوں سے بھرے تابوت میں دفنایا گیا تھا (۲-تواریخ ۱۶ : ۱۴)۔ خداوند یسوع نے بھی اپنے دفن کے سلسلے میں عطر کا ذکر کیا (متی ۲۶ : ۱۲؛ مرقس ۱۴ : ۸؛ یوحنا ۱۲ : ۷)۔ اُن کے دفنانے کے لئے پچاس سیر کے قریب مسالے، مُر اور عود لایا گیا اور اُنہیں سُوتی کپڑے میں لپیٹا گیا (یوحنا ۱۹ : ۳۹، ۴۰)۔ لعزر کی لاش غالباً مسالوں کے ساتھ دفنائی نہیں گئی تھی کیونکہ اُس کی بہن مرتھا نے تعفُّن کا ذکر کیا (یوحنا ۱۱ : ۳۹)۔ البتہ وہ کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا کیونکہ خداوند نے حکم دیا کہ اُسے کھول دو (یوحنا ۱۱ : ۴۴)۔

حنوک :- (عبرانی = تقدیس کیا ہوا)۔

۱- قائن کا سب سے بڑا بیٹا (پیدائش ۴ : ۱۷)۔ اس کے نام پر ایک شہر بسایا گیا۔

۲- یارد کا بیٹا اور متوسلح کا باپ (پیدائش ۵ : ۱۸، ۲۱)۔ یہ آدم کے بیٹے سیت کی اولاد سے آدم سے ساتویں پشت میں تھا۔ یہ نہایت نیک شخص تھا۔ اس کے متعلق کلامِ مُقدّس کی گواہی ہے کہ وہ "خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (پیدائش ۵ : ۲۴)۔ یہ الفاظ صرف نوح اور حنوک کے لئے استعمال ہُوئے ہیں۔ اُسے اُس کے ایمان کی وجہ سے زندہ آسمان پر اُٹھالیا گیا (عبرانیوں ۱۱ : ۵، ۶)۔ وہ ۳۶۵ سال کا تھا جب اس دنیا سے زندہ اُٹھایا گیا۔ ایلیاہ نبی بھی زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا (۲-سلاطین ۲ : ۱-۱۱)۔ چونکہ حنوک زندہ آسمان پر اُٹھالیا گیا اس لئے اُس کے نام کے ساتھ کچھ روایات منسوب ہوگئیں۔ یہ سب اُن کتابوں میں قلمبند ہیں جنہیں حنوک کا نام دیا گیا ہے۔ دیکھئے حنوک کی کتابیں۔

حنوک کی کتابیں :- غیر ملہم صحیفوں کا ایک مجموعہ جو مختلف اشخاص نے لکھا اور ترتیب دیا۔ اس میں حنوک جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا اور جو زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا تھا (پیدائش ۵ : ۲۱-۲۴) کی رویاؤں کا ذکر ہے۔ حنوک کی پہلی کتاب غالباً ۱۶۳-۶۳ ق-م لکھی گئی اور دوسری کتاب ۱-۵۰ عیسوی میں۔ ممکن ہے کہ یہوداہ کے عام خط کی آیات ۱۴ اور ۱۵ میں حنوک کی پہلی کتاب سے اقتباس پیش کیا گیا ہے (حنوک ۱ : ۹؛ ۵ : ۴؛ ۲۷ : ۲)۔

حنوکہ :- عیدِ حنوکہ۔ دیکھئے عیدیں ع ۸۔

حنون - حانون :- (عبرانی = جس پر رحم کیا گیا)۔

۱- بنی عمون کا بادشاہ نحس کا بیٹا جس نے داؤد کے خادموں کو جو خیر سگالی کے ارادے سے آئے تھے جاسوس سمجھا۔

اُس نے اُن کی آدھی داڑھی منڈوائی اور پیچھے سے اُن کی پوشاک چاک کرواکر اُن کو بےعزّت کر کے واپس بھیجا۔ اُس کی وجہ سے جنگ چھِڑ گئی اور بنی عمّون کو شکست ہوئی (۲۔سموئیل ب۱۰؛ ۱۔تواریخ ب۱۹)۔

۲۔ ایک شخص جس نے زنوآح کے باشندوں کے ساتھ وادی کے پھاٹک کی مرمّت کی اور یروشلیم کی دیوار ایک ہزار ہاتھ تک بنائی (نحمیاہ ۳: ۱۳)۔

۳۔ صلف کا چھٹا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمّت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۳۰)۔

حنّہ:۔ (عبرانی = فضل)۔ لاوی اَلقانہ کی دو بیویوں میں سے ایک۔ وہ افرائیم کے گاؤں راماتیم صوفیم میں رہتا تھا۔ عام طور پر یہ رامہ ہی کے نام سے مشہور تھا (۱۔سموئیل ۱: ۱ کا ۱: ۱۹ سے مقابلہ کیجئے)۔ القانہ کی دوسری بیوی فنِنّہ (۱۔سموئیل ۱: ۲) کے بچے تھے لیکن حنّہ بہت دیر تک بانجھ رہی۔ جیسے کثرت ازدواج میں کبھی کبھی ہوتا ہے اُس کی سوت اُسے چھیڑتی رہتی تھی (۱: ۶)۔ اس حقیقت سے کہ القانہ حنّہ سے خاص محبّت رکھتا تھا اور اُسے دُگنا حِصّہ دیا کرتا تھا (۱: ۵)۔ فنِنّہ کی جلن اور بھی بڑھ گئی۔ لیکن حنّہ دین دار خاتون تھی۔ اُس نے بیٹے کے لئے خدا سے دُعا کی اور منّت مانی کہ وہ اُسے تاعمر نذیر ہونے کیلئے خداوند کیلئے مخصوص کرے گی۔ عیلی کاہن نے حنّہ کے ہونٹوں کو دُعا میں ہلتے دیکھ کر اُسے ملامت کی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ وہ نشے میں ہے۔ اُس نے بڑی حلیمی سے جواب دیا جس پر عیلی نے معذرت چاہی۔ بعد میں حنّہ کے ہاں سموئیل پیدا ہُوا جو اسرائیل کا ایک بڑا نبی اور آخری قاضی تھا۔ حنّہ کا حمدیہ گیت (۲: ۱-۱۰) یہ دکھاتا ہے کہ وہ کتنی روحانی عورت تھی۔ اُس کا حمدیہ گیت مریم کے حمدیہ گیت کی مانند ہے (لوقا ۱: ۴۶-۵۵)۔

حنّی ایل:۔ (عبرانی = خدا کا فضل)۔
۱۔ منسّی کے قبیلے کا ایک سردار جس نے میراث تقسیم کرنے میں مدد کی (گنتی ۳۴: ۲۳)۔

۲۔ بنی آشر میں سے عُلّہ کا بیٹا (۱۔تواریخ ۷: ۳۹)۔

حِنیس۔حانیس:۔ مصر میں ایک مقام جس کا ذکر صرف یسعیاہ ۳۰: ۴ میں آیا ہے۔ اس کے ضُعن کے ساتھ تعلق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دریائے نیل کے دہانے پر واقع تھا۔

حوّا:۔ (عبرانی = زندگی، زندہ قب حیات اور حیّ)۔
پہلی عورت۔ اسے خدا نے آدم کی پسلی سے تخلیق کیا (پیدائش ۲: ۲۱-۲۲)۔ آدم نے اُسے ناری پکارا کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی تھی (پیدائش ۲: ۲۳۔ عبرانی میں آدم نے اُسے "ایشہ" پکارا کیونکہ وہ "ایش" سے نکالی گئی تھی)۔ یہ الفاظ اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ مرد اور عورت میں ایک قریبی رشتہ ہے جو آدم اور جانوروں میں نہیں تھا (پیدائش ۲: ۲۰)۔ جس طریقے سے حوّا خلق ہوئی اور جس طرح اُس کو ناری (ایشہ) کا نام دیا گیا یہ ثابت کرتا ہے کہ مرد اور عورت کا میل ملاپ اور شادی کی حالت کا تقدس اور آپس کا عدمِ انفکاک اُس رشتے سے بھی بالاتر ہے جو بچوں اور والدین میں ہوتا ہے (پیدائش ۲: ۲۴)۔ آدم نے گناہ میں گرنے کے بعد اپنی بیوی کو حوّا کا نام دیا کیونکہ وہ سب زندوں کی ماں ہے (پیدائش ۳: ۲۰)۔ شائد آدم کو اس نام میں پنہاں گہرے مفہوم کا صحیح عِلم نہ تھا کہ خدا کے وعدے کے مطابق حوّا یعنی عورت کی نسل سے ایک نجات دہندہ پیدا ہوگا جو بنی نوع انسان کو گناہ کی غلامی سے نکال کر انہیں نئی زندگی دے گا (قب پیدائش ۳: ۱۵)۔ کتابِ مقدّس انسان کو گناہ میں گِر جانے کا موردِ الزام برابر آدم کو ٹھہراتی ہے لیکن پیدائش باب ۳ میں اس المناک واقعہ میں جو حوّا کا حِصّہ تھا اسے بھی بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔

حواصل:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۵۔

حوالات:۔ دیکھئے قید اور قید خانہ۔

حوالدار:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۲۔

حوباب:۔ (عبرانی = عزیز، قب حبیب)۔
ایک شخص جس سے موسیٰ نے درخواست کی کہ وہ بیابان میں بنی اسرائیل کو راستہ دکھائے۔ گنتی ۱۰: ۲۹ میں لکھا ہے کہ یہ درخواست موسیٰ نے اپنے خُسر رعوایل کے بیٹے حوباب سے کی۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حوباب موسیٰ کی بیوی صفورہ کا بھائی اور موسیٰ کا سالا تھا۔

قضاۃ ۴: ۱۱ میں اسے سالا ہی کہا گیا ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں رشتہ دار۔ یہ مشکل اس لئے پیدا ہوئی کہ عبرانی متن میں گنتی ۱۰: ۲۹ اور قضاۃ ۴: ۱۱ میں ایک ہی عبرانی لفظ خُتن استعمال ہُوا ہے جس کا گنتی میں خُسر اور قضاۃ میں سالا یا رشتہ دار ترجمہ کیا گیا ہے۔ اگر دونوں جگہ خُسر ہی ترجمہ کیا جاتا تو حوباب اور رعوایل دونوں موسیٰ کے خُسر ہوتے۔ متن کی اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہودی علماء نے یہ تاثر دیا کہ رعوایل، حوباب اور یترو ایک ہی شخص تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں خروج ۲: ۱۸ کا حاشیہ)۔

لیکن یہ تشریح گنتی ۱۰: ۲۹ کی عبارت سے انصاف نہیں کرتی، جہاں باپ بیٹے دونوں کا ذکر ہے۔ غالباً عبرانی لفظ کے معنی صرف خُسر نہیں بلکہ یہ ایک ایسے رشتہ کے لئے استعمال کیا ہے جو دونوں کو بیان کرتا ہے۔ رعوایل یا یترو ضعیف تھا، اس لئے یہ راستہ دکھانے کا کام نوجوان حوباب بہتر کر سکتا تھا۔ حوباب نے پہلے مدد کرنے سے انکار کیا لیکن بعد میں رضامند ہو گیا (گنتی ۱۰: ۲۹؛ قضاۃ ۱: ۱۶؛ ۴: ۱۱)۔ اس کا ہجا حوباب اور حباب دونوں کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے یترو۔

حور :- (عبرانی = سفیدی)- ۱- وہ شخص جس نے ہارون کے ساتھ مل کر موسیٰ کے ہاتھ سنبھالے تھے۔ جب تک موسیٰ کے ہاتھ اُٹھے رہے بنی اسرائیل عمالیقیوں پر غالب رہے (خروج ۱۷: ۱۰، ۱۲)۔ جب موسیٰ پہاڑ پر گیا تو اُس نے مقدمہ سننے کے فرائض ہارون کے ہاتھ دیئے (خروج ۲۴: ۱۴)۔

۲- کالب کی نسل سے ایک شخص جو بضلی ایل کا دادا تھا (خروج ۳۱: ۲؛ ۳۵: ۳۰)۔

۳- افراتہ کا بیٹا اور کالب کا باپ (۱-تواریخ ۲: ۵۰؛ ۴: ۴)۔

۴- مدیان کے پانچ بادشاہوں میں سے ایک جنہیں بلعام کے ساتھ بنی اسرائیل نے قتل کیا (گنتی ۳۱: ۸؛ یشوع ۱۳: ۲۱)۔

۵- سلیمان بادشاہ کے بارہ رسد کے افسروں میں سے ایک کا باپ (۱-سلاطین ۴: ۸)۔

۶- رفایاہ کا باپ۔ اِس نے یروشلیم کی دیواروں کی مرمت کرنے میں مدد کی۔ یہ یروشلیم کے آدھے حلقے کا سردار تھا (نحمیاہ ۳: ۹)۔

حُورام :- (عبرانی = شریف زادہ)- ۱- بنیمین کے قبیلہ کا شخص (۱-تواریخ ۸: ۵) دیکھئے حوفام

۲- صور کا بادشاہ (۲-تواریخ ۲: ۳، ۱۱، ۱۲)۔ اسے اکثر حیرام کہا جاتا تھا۔

۳- ایک دستکار جسے صور کے بادشاہ نے سلیمان کے پاس بھیجا (۲-تواریخ ۲: ۱۳؛ ۴: ۱۱، ۱۶)۔

حَوران :- (عبرانی = سیاہ یا سیاہ زمین)- ایک علاقہ جس کا پہلا نام بسن تھا۔ اس کا ذکر صرف حزقی ایل ۴۷: ۱۶، ۱۸ میں ہے۔

حورب۔ حوریب :- (عبرانی = صحرا)- وہ پہاڑ جہاں خدا نے جھاڑی میں ظاہر ہو کر بنی اسرائیل کو آزاد کرانے کا کام موسیٰ کے سپرد کیا (خروج ۳: ۱)۔ اسی پہاڑ کی ایک چٹان سے موسیٰ نے خدا کے حکم سے لاٹھی مار کر پانی نکالا (خروج ۱۷: ۶)۔ اسی مقام پر بنی اسرائیل نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ گردن کش نہیں ہیں اپنے زیور اُتارے اور توبہ کی (خروج ۳۳: ۶)۔ یہ قادس برنیع سے گیارہ دن کی منزل پر تھا (استثنا ۱: ۲)۔ اس کا ذکر بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر، شریعت کے نزول اور ایک سال تک اس پہاڑ کے قریب رہنے کے سلسلے میں کئی بار آتا ہے (استثنا ۱: ۶، ۱۹؛ ۴: ۱۰، ۱۵؛ ۵: ۲؛ ۹: ۸؛ ۱۸: ۱۶؛ ۱-سلاطین ۸: ۹؛ ۲-تواریخ ۵: ۱۰؛ زبور ۱۰۶: ۱۹)۔

ایلیاہ نبی بھی یہاں بھاگ کر آیا تھا (۱-سلاطین ۱۹: ۸)۔

یہ اور کوہِ سینا جغرافیائی لحاظ سے ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں۔ نیز دیکھئے کوہِ سینا صفحہ نمبر ۱۱۹۷۔

حورونایم :- (عبرانی = دو غاریں یا ندیاں)- موآب میں ایک مقام (یسعیاہ ۱۵: ۵؛ یرمیاہ ۴۸: ۳، ۵، ۳۴)۔

حورُونی :- سنبلط کا خطاب (نحمیاہ ۲: ۱۰، ۱۹؛ ۱۳: ۲۸)۔ یہ غالباً یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بیت حورون یا حورون کا ایک موآبی شخص تھا۔

حورہجّدجاد۔ حورجدجاد :- (عبرانی = جلجاد کا شگاف)- بیابان میں بنی یعقان اور یُطباتہ کے درمیان بنی اسرائیل کے سفر کی ایک منزل (گنتی ۳۱: ۳۲)۔ استثنا ۱۰: ۷ میں اسے جدجودہ پکارا گیا ہے۔

حوری :- ۱- ایک قوم جو ابرہام کے زمانے سے بھی پہلے کوہِ شعیر میں رہتی تھی۔ کدرلاعمر نے اسے فتح کیا (پیدائش ۱۴: ۶)۔ بنی عیسو حوریوں کو ملک سے نکال کر ان کی جگہ آپ بس گئے (استثنا ۲: ۲۲)۔

۲- شمعون کے قبیلے میں سافط کا باپ (گنتی ۱۳: ۵)۔

۳- لوطان کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۲، ۲۹، ۳۰؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۹)۔

۴- شمعون کے قبیلے کا ایک شخص جس کا بیٹا سافط کنعان میں جاسوسی کے لئے گیا تھا (گنتی ۱۳: ۵)۔

۵- داؤد بادشاہ کے لشکر کا ایک سورما (۱-تواریخ ۱۱: ۳۲)۔ اسے ۲-سموئیل ۲۳: ۳۰ میں ہدّی بھی کہا گیا ہے۔

۶- جدّ کے قبیلے کے ابیخیل کا باپ (۱-تواریخ ۵: ۱۴)۔

حُوساتی سبکی۔ حُوشی سبکائی :- اس کی کنیت سبکی تھی۔ داؤد بادشاہ کے تیس سُورماؤں میں سے ایک (۲-سموئیل ۲۱: ۱۸؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۲۹؛ ۲۰: ۴؛ ۲۷: ۱۱)۔ ۲-سموئیل ۲۳: ۲۷ میں اسے حُوساتی مبونی کہا گیا ہے۔

حوسہ۔ حوصہ :- (عبرانی = پناہ)- ۱- آشر کی شمالی سرحد پر ایک شہر یشوع ۱۹: ۲۹)۔

۲- ایک لاوی دربان (۱-تواریخ ۲۶: ۱۰، ۱۱، ۱۶)۔ ۱-تواریخ ۱۶: ۳۸ میں اس کا ہجا حوساہ ہے۔

۳- بنی یہوداہ میں سے عزر کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۴)۔ کیتھولک ترجمہ کے ہجے حوشہ ہیں۔

حُوسی۔ حوشائی :- داؤد بادشاہ کا دوست جس نے اخیتفل کی مشورت کو جو وہ ابی سلوم کو دے رہا تھا باطل کر دیا (۲-سموئیل ۱۵: ۳۲، ۳۷؛ ۱۶: ۱۶-۱۸؛ ۱۷: ۵-۱۵؛ ۱-تواریخ ۲۷: ۳۳)۔ یہ ارکی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا (یشوع ۱۶: ۲، ۷)۔

حوض :- ۱- ملک فلسطین کی آب و ہوا کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ پانی جمع کرنے کے لئے تالاب اور حوض استعمال

کئے جائیں۔ اس لئے اکثر چٹان کو کاٹ کر حوض بنائے جاتے تھے۔ یہ ایک قسم کے زمین دوز پانی کے ذخیرے تھے جن میں سے پانی کو چرخ کے ذریعہ نکالا جاتا تھا (واعظ ۱۲: ۶)۔ خالی یا غیر مستعمل حوضوں کو لوگوں کو قید کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ یوسف کو (پیدائش ۳۷: ۲۴ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ "گڑھا" ہے لیکن عبرانی متن کے مطابق "حوض" زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ) اور یرمیاہ کو (یرمیاہ ۳۸: ۶۔ الخ) ایسے حوضوں میں ڈالا گیا۔

۲۔ مے ذخیرہ کرنے کا حوض۔ کولہو میں انگوروں کو روند کر ایک حوض میں مے جمع کی جاتی تھی (امثال ۳: ۱۰؛ یوایل ۳: ۱۳؛ حجی ۲: ۱۰)۔

۳۔ ڈھالا ہوا بڑا حوض جو سلیمان کی ہیکل میں تھا (کیتھولک ترجمہ میں گول بحیرہ)۔ یہ اُس پیتل کا بنا ہوا تھا جو داؤد بادشاہ جنگ میں ہدرعزر کے شہروں طبخت اور کون سے لایا تھا (۱۔ تواریخ ۱۸: ۸)۔ یہ ہیکل کے صحن میں واقع تھا۔ اس کا قطر دس ہاتھ (۱۵ فٹ) اور اونچائی پانچ ہاتھ تھی۔ اس میں تقریباً دو ہزار بت پانی آتا تھا (یعنی تقریباً ۱۲۰۰۰ گیلن۔ ۱۔ سلاطین ۷: ۲۳، ۲۶)۔ یہ بارہ پیتل کے بیلوں پر رکھا ہوا تھا جن میں سے تین کے مُنہ شمال، تین کے جنوب، تین کے مشرق اور تین کے مغرب کی طرف تھے۔ یہ حوض کاہنوں کے نہانے (وضو) کے لئے تھا (۲۔ تواریخ ۴: ۲)۔

حُوفام:۔ بنیمین کا ایک بیٹا اور حُوفامی خاندان کا جدِّ امجد (گنتی ۲۶: ۳۹)۔ غالباً یہ پیدائش ۴۶: ۲۱ اور ۱۔ تواریخ ۷: ۱۲ کا حُفیم اور ۱۔ تواریخ ۸: ۵ کا حُورام ہوگا۔

حوفامی:۔ دیکھئے حُوفام۔

حُول:۔ ارام کا بیٹا اور سم کا پوتا (پیدائش ۱۰: ۲۳)۔

حولُون:۔ ۱۔ یہوداہ کے پہاڑی علاقہ میں لاویوں کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۱)۔ ۱۔ تواریخ ۶: ۵۸ میں اس کا نام حیلان بھی بتایا گیا ہے۔

۲۔ موآبیوں کا ایک شہر (یرمیاہ ۴۸: ۲۱)۔

حوّوت یائیر:۔ (عبرانی = یائیر کے گاؤں)۔ منسّی کے بیٹے یائیر نے کئی بستیاں لے لیں (گنتی ۳۲: ۴۱)۔ عبرانی لفظ حوّا کے معنی ہیں خیموں کی بستی اور یہ نام صرف یائیر کی بستیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو تعداد میں ۳۰ تھیں (قضاۃ ۱۰: ۴؛ ۱۔ تواریخ ۲: ۲۲، ۲۳)۔

حوّی:۔ اُن سات قوموں میں سے ایک جن پر یشوع کنعان کے ملک میں غالب آیا (یشوع ۲۴: ۱۱)۔ ان قوموں کا ذکر اکثر پرانے عہدنامہ میں آتا ہے (یشوع ۱۱: ۳؛ قضاۃ ۳: ۳؛ ۲۔ سموئیل ۲۴: ۷)۔ ان کا آخری ذکر سلیمان بادشاہ کے زمانے میں آتا ہے جب اُس نے ان کے بقیہ کو بیگار پر لگایا (۲۔ تواریخ ۸: ۷)۔

حویلہ:۔ (عبرانی = ریت کا ملک)۔
۱۔ حام کی اولاد سے کوش کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۷؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۹)۔

۲۔ سم کی اولاد سے یقطان کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۹؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۲۳)۔ عام طور پر ان ناموں سے قبیلے یا قومیں مراد ہیں۔ اگر دونوں حوالے ایک ہی علاقے سے متعلق ہیں تو وہاں حامی اور سامی، دونوں قومیں رہتی تھیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جنوبی عرب سے تعلق رکھتے تھے۔

۳۔ ایک ملک جو دریائے فیسون سے گھرا ہوا تھا۔ فیسون دریا باغِ عدن سے نکلتا تھا۔ اس ملک میں سونا اور سنگِ سلیمانی پائے جاتے تھے (پیدائش ۲: ۱۱، ۱۲)۔ غالباً یہ ارارط یا مسوپتامیہ کے علاقہ میں واقع تھا۔ لیکن اس کا صحیح محلِ وقوع معلوم نہیں۔

۴۔ ایک اور ملک جس کا ذکر اسمٰعیل کی اولاد کے سلسلے میں آتا ہے۔ لکھا ہے کہ اُس کی اولاد حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اُس راستہ پر ہے جس سے اسور کو جاتے ہیں آباد تھی (پیدائش ۲۵: ۱۸)۔ شاید یہ وہی علاقہ ہے جس کا ذکر ۲ میں آیا ہے۔ اسی علاقہ میں ساؤل نے عمالیقیوں کو مغلوب کیا (۱۔ سموئیل ۱۵: ۷)۔

حیات کا درخت۔ شجرِ حیات:۔ باغِ عدن میں یہ دوسرا خاص درخت تھا (پیدائش ۲: ۹، ۲۲، ۲۵)۔ اس درخت کا ذکر پھر مکاشفہ ۲۲: ۲ میں ہوا جہاں یہ ماہ بماہ بارہ قسم کے پھل دیتا ہے اور اس کے پتّوں سے قوموں کو شفا ملتی ہے۔

یہ فقرہ "حیات کا درخت" "شجرِ حیات" امثال کی کتاب میں مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وہاں اس کا مفہوم فرحت بخش تجربہ ہے (امثال ۳: ۱۸؛ ۱۱: ۳۰؛ ۱۳: ۱۲؛ ۱۵: ۴)۔ نیز دیکھئے نیک اور بد کی پہچان کا درخت۔

حی ایل:۔ (عبرانی = خدا زندہ ہے۔ قب عربی حیّ۔ حیاۃ)۔
بیت ایل کا ایک شخص جس نے اخی اب کے زمانہ میں یریحو کو دوبارہ تعمیر کیا اور اس طرح اپنے اُوپر وہ لعنت لایا جس کی پیشین گوئی یشوع نے صدیوں پہلے کی تھی (۱۔ سلاطین ۱۶: ۳۴؛ یشوع ۶: ۲۶)۔
بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ حی ایل نے نیو ڈالتے وقت اپنے بیٹوں کی قربانی کی جیسے بعض غیر قوموں میں رواج تھا (دیکھئے رومن کیتھولک ترجمہ ۱۔ ملوک ۱۶: ۳۴ اور یوشع ۶: ۲۶)۔ نیز دیکھئے بنیاد۔

حیخسوس:۔ (مصری = حِیخ شاسو = غیر ملکی حاکم)۔
ایک مغربی سامی قوم (کنعانی اور اموری) جن کی سلطنت فلسطین اور اسور تک پھیلی ہوئی تھی۔ مصر کے مؤرخ نہیں

جو پانی بادشاہ کا نام دیتے تھے۔ ۱۷۰۰ ق۔م کے لگ بھگ انہوں نے جنگ میں ایک نئے ہتھیار کا استعمال شروع کیا یعنی وہ جنگی رتھ جس میں گھوڑے جوتے جاتے تھے۔ اس رتھ کی بدولت وہ مصر کو فتح کرنے میں کامیاب ہوگئے اور سنہ ۱۵۵۰ ق۔م تک یعنی ڈیڑھ سو سال تک مصر پر حاکم رہے۔ غالباً انہی کے عہدِ حکومت میں یوسف مصر پہنچا۔ چونکہ یہ حاکم غیر ملکی تھے اس لئے وہ غیر ملکی لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور اسی لئے یوسف کے لئے ممکن ہؤا کہ وہ وزیرِ اعظم کے رتبہ تک پہنچ جائے۔ اصل مصری شاہی خاندان اور عوام غیر ملکیوں سے (خصوصاً عبرانیوں سے کیونکہ وہ چرواہے تھے پیدائش ۴۳: ۳۲؛ ۴۶: ۳۴) نفرت کرتے تھے۔

جب یوسف اعلیٰ رتبہ پر پہنچ گیا اور اُس کے بھائی اناج لینے مصر آئے تو اُس نے وقت گزرنے پر اپنے باپ یعقوب اور تمام خاندان کو مصر میں بلا لیا اور جشن کے علاقے میں بسا دیا۔ یہ ہیکسوس بادشاہوں کے دارالخلافہ اوارس کے قریب تھا جو دریائے نیل کے دہانے پر واقع تھا۔

ہیکسوس خاندان نے اپنے گھوڑوں کے لئے مٹی کی دیواروں سے بند احاطے تعمیر کروائے اور اپنے شہروں کی مضبوط قلعہ بندی کروائی۔

سنہ ۱۶۰۰ ق۔م اور ۱۵۵۰ ق۔م کے درمیان ہیکسوس خاندان کو ایک مصری خاندان ملک سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ مصری شاہی خاندان غیر ملکیوں پر سختی کرتا تھا اور انہی کے عہدِ حکومت میں یعقوب کے بڑھتے ہوئے خاندان پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا (تب خروج ۱: ۹، ۱۰) جو خروج کے وقت تک جاری رہا۔ اس شاہی خاندان نے اپنا دارالخلافہ دوبارہ ★ آمون نو میں منتقل کر لیا۔

حیرام:۔ غالباً ابیرام کا مخفف۔ عبرانی = بھائی سرفراز کیا گیا ہے)۔ ۱۔ صور کا بادشاہ جو داؤد اور سلیمان بادشاہوں کا ہمعصر تھا۔ وہ دونوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ اس کے باپ کا نام ابی بعل تھا۔ حیرام کا نام پہلی مرتبہ داؤد بادشاہ کے عہد کے شروع میں ہماری نظر سے گزرتا ہے جب وہ اپنے ایلچیوں کو دیودار کی لکڑی، بڑھئی اور معماروں کے ہمراہ داؤد کا محل بنانے کے لئے بھیجتا ہے (۲-سموئیل ۵: ۱۱)۔ حیرام بادشاہ داؤد کا بڑا مداح اور دوست تھا۔ داؤد کی موت کی خبر سُن کر اُس نے اپنے خادموں کو سلیمان بادشاہ کے پاس بھیجا (۱-سلاطین ۵: ۱) تاکہ وہ اُس کے باپ کی دوستی کا اعادہ کرے۔ سلیمان بادشاہ نے اس موقع کا پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور حیرام بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ لبنان سے صنوبر اور دیودار کی لکڑی کٹوا کر بھیجے۔ سلیمان نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کے نوکروں کی اُجرت بھی دے گا۔ حیرام نے یہ سودا بہت پسند کیا اور سلیمان بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ اُس کے عوض اُسے رسد مہیا کرے۔ سلیمان نے اس سلسلے میں اُسے بیس ہزار کور گیہوں اور بیس کور خالص تیل دیا (۱-سلاطین ۵: ۳-۱۲)۔ آیت ۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت حیرام صیدانیوں پر بھی حاکم تھا کیونکہ اُنہیں اُس کے ملازم کہا گیا ہے۔ اس زمانے کے ایک صدی بعد صیدانیوں نے زور پکڑا اور اتبعل کو اپنا بادشاہ بنایا (۱-سلاطین ۱۶: ۳۱)۔

حیرام اور سلیمان دونوں سامی نژاد تھے اور تجارت میں بڑے معاملہ فہم۔ حیرام نے نہ صرف صنوبر اور دیودار کی لکڑی فراہم کی بلکہ ہیکل اور شاہی محل کے لئے سونا بھی دیا۔ جب سات سال کے بعد ہیکل اور تیرہ سال کے بعد محل مکمل ہوگئے تو سلیمان بادشاہ نے حیرام کو گلیل کے بیس شہر بھی دیئے۔ لیکن جب وہ ان شہروں کو دیکھنے آیا تو وہ اُسے پسند نہ آئے اور اُس نے اُن کو "کبول" (کابول) کا نام دیا (یہ لفظ غالباً فینیکی زبان کا ہے اور اس کے معنی ناپسند ہیں)۔

جب سلیمان بادشاہ نے ایلوت کے پاس بحرِ قلزم کے ساحل پر ایک بندرگاہ بنا کر جہازوں کا ایک بیڑا بنایا تو حیرام نے سلیمان کے ملازموں کے ہمراہ اپنے ملازم بھیجے کیونکہ اُس کے ملازم تجربہ کار ملاح تھے جو سمندر سے خوب واقف تھے۔ یہ بیڑا اوفیر گیا اور وہاں سے چار سو بیس قنطار سونا سلیمان بادشاہ کے پاس لایا (۱-سلاطین ۹: ۲۶-۲۸)۔ اس بیڑے کے علاوہ ایک ترسیسی بیڑا بھی تھا (دیکھئے جہاز اور کشتی) جو بحیرۂ روم میں تجارت کرتا تھا۔ یہ بیڑا تین برس میں ایک بار آتا تھا اور سونا اور چاندی اور ہاتھی دانت اور بندر اور مور لاتا تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۲۲)۔

۲۔ ایک ٹھٹھیرا جو پیتل کے سب کام میں مہارت رکھتا تھا۔ یہ نفتالی کے قبیلے کی ایک بیوہ کا لڑکا تھا۔ سلیمان بادشاہ نے اسے ہیکل کے کام کے لئے صور سے بلایا تھا۔ اس نے اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ اونچے وہ دو مشہور ستون بنائے جو ہیکل کے برآمدے میں نصب کئے ہوئے تھے اور جن کے نام ★ یاکن اور ★ بوعز رکھے گئے (۱-سلاطین ۷: ۱۳-۲۱)۔

حیرہ:۔ یہوداہ بن یعقوب کا دوست جو عدلام میں رہتا تھا (پیدائش ۳۸: ۱، ۱۲، ۲۰)۔ یہ مقام بیت لحم کے جنوب مغرب میں واقع تھا۔

حیلان۔ حیلین:۔ بنی یہوداہ کا ایک شہر جو لاویوں کو دیا گیا (۱-تواریخ ۶: ۵۸)۔ یشوع ۱۵: ۵۱ میں اس کے ہجے حولون ہیں۔

حیلون:۔ (عبرانی = شجاعت)۔ زبولون کے ایک سرکردہ شخص الیاب کا باپ (گنتی ۱: ۹)۔

حیبن :- (عبرانی = مقبول) ۔ صفنیاہ کا بیٹا (زکریاہ ۶: ۱۴)۔ متن کے غیر واضح ہونے کی وجہ سے کیتھولک ترجمہ میں نام کی بجائے صرف "صفنیاہ کا بیٹا" لکھا ہے۔

حیوان :- ۱۔ عبرانی کے مختلف الفاظ کا ترجمہ اردو میں حیوان، جانور اور چوپائے کیا گیا ہے۔ یہ بعض جگہ انسان اور حیوان میں، بعض جگہ حیوان اور رینگنے والے جانوروں میں اور بعض جگہ پالتو اور جنگلی جانوروں میں تمیز کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے (پیدائش ۶: ۷؛ ۷: ۲؛ احبار ۱۱: ۲-۷، ۲۹، ۳۰؛ خروج ۲۳: ۱۱)۔ سیاق و سباق سے ان کا فرق عیاں ہو جاتا ہے۔

۲۔ حیوان، مکاشفہ کی کتاب میں۔

ا۔ وہ حیوان جو اتھاہ گڑھے سے نکلے گا (مکاشفہ ۱۱: ۷)۔ آخری خلافِ مسیح طاقت کی مکاشفاتی علامت (مکاشفہ ۱۳: ۱ مابعد؛ ۱۷: ۳ مابعد؛ ۱۹: ۱۹ مابعد) جسے یوحنا عارف نے دانی ایل نبی کے چار حیوانات (دانی ایل ۷: ۳ مابعد) کی مخلوط تصویر سے ترتیب دیا ہے۔ اس کے دس سینگ دانی ایل نبی کے چوتھے حیوان سے لئے گئے ہیں۔ اُس کے سات سر ظاہر کرتے ہیں کہ اُس نے مکاشفہ ۱۲: ۳ کے اژدہا سے اختیار حاصل کیا ہے۔ اس کا تعلق بالآخر پرانے عہدنامہ کے لویاتان (اژدہا) سے جا ملتا ہے (قب زبور ۷۴: ۱۴؛ یسعیاہ ۲۷: ۱)۔ ایک مرتبہ یوحنا عارف انہیں روما کی سات پہاڑیوں سے تعبیر کرتا ہے (مکاشفہ ۱۷: ۹)، بصورت دیگر سات رومی شہنشاہوں سے۔ حیوان عام طور پر ایذارساں حکومت کو اور کبھی کبھی آخری شہنشاہ کو پیش کرتا ہے جس میں پہلے سات شہنشاہوں میں سے ایک کی رُوح متجسد ہو، غالباً قیصر نیرو۔ یہ حیوان خدا ہونے کا دعویٰ کرکے وہ عزت جو خدا کو دی جاتی ہے اپنے لئے حاصل کرنا چاہے گا۔ یہ مُقدسین کے خلاف جنگ کرے گا، لیکن خداوند مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت وہ تباہ کر دیا جائے گا (۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۸)۔

ب۔ وہ حیوان جو زمین سے نکلے گا (مکاشفہ ۱۳: ۱۱ مابعد)۔ اُسے جھوٹا نبی بھی پکارا گیا ہے (۱۶: ۱۳؛ ۱۹: ۲۰؛ ۲۰: ۱۰)۔ یہ حیوان لوگوں کو اتھاہ گڑھے کے حیوان کی پرستش کرنے پر قائل کرے گا۔ آخر کار اس کا بھی پہلے حیوان کا سا حشر ہوگا۔

حیواناتِ بائبل :- کتابِ مقدس میں مختلف قسم کے جانوروں کا ذکر آتا ہے۔ پستانیے یعنی دودھ پلانے والے حیوانات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ دو عنصری یعنی جل تھلیا جانور اور مچھلیوں کا بھی ذکر ہے۔ مختلف قسم کے سانپوں اور اور صدفی اور ادنیٰ جانوروں مثلاً گھونگوں اور مونگوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ان سب کو اسی حصہ میں حروفِ تہجی کے مطابق درج کر دیا گیا ہے۔

۱۔ آہو

دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۰

اژدہا

دیکھئے قاموس میں الف کے تحت۔

اسپ نیل

دریائے نیل کا گھوڑا، مراد ہپوپوٹیمس۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۹۔

۲۔ اُونٹ

مشرقِ وسطیٰ میں مشہور صحرائی جانور جو سواری (پیدائش ۲۴: ۶۱؛ ۱۔ سموئیل ۳۰: ۱۷) اور بار برداری کے لئے (۱۔ سلاطین ۱۰: ۲؛ ۲۔ سلاطین ۸: ۹) کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ بعض اونٹ ایک کوہان اور بعض دو کوہان والے ہوتے ہیں۔ فلسطین میں زیادہ تر ایک کوہان والا اونٹ پایا جاتا ہے۔ اس کا دودھ پینے اور بال موٹا کپڑا اور خیمے کا غلاف بنانے کے کام آتے ہیں (متی ۳: ۴؛ مرقس ۱: ۶)۔ اگرچہ یہ جگالی کرتا ہے تاہم وہ بنی اسرائیل کے لئے ناپاک تھا کیونکہ اس کے پاؤں چرے ہوئے نہیں ہوتے (احبار ۱۱: ۴)۔ مدیانی لشکر نے بنی اسرائیل کو لوٹ مار سے بڑا ہراساں کیا تھا جس میں اونٹ کثرت سے استعمال کئے جاتے تھے (قضاۃ ۶: ۵)۔ یہ غالباً پہلی مرتبہ تھا کہ بنی اسرائیل نے اونٹ کا فوجی استعمال دیکھا تھا۔ اونٹ کی تیز رفتاری کا ذکر ۱۔ سموئیل ۳۰: ۱۷ میں ہے۔ سب سے پہلے اُونٹ کا ذکر ابرہام اور اضحاق کے زمانے میں آتا ہے (پیدائش ۱۲: ۱۶؛ ۲۴؛ ۳۵: ۳۰؛ ۴۳: ۳۰؛ ۳۲: ۷)۔ ایوب کے پاس بھی بہت سے اُونٹ تھے (ایوب ۱: ۳، ۱۷؛ ۴۲: ۱۲)۔

قدیم بزرگوں کے بیان میں اونٹ کا سواری کے لئے استعمال صرف دو مرتبہ آتا ہے۔ پہلی مرتبہ جب ابرہام کا نوکر اضحاق کے لئے بیوی کی تلاش میں مسوپتامیہ گیا (پیدائش ۲۴: ۱۰ الخ)۔ دوسرا جب یعقوب لابن کے پاس سے بھاگا (پیدائش ۳۱: ۱۷، ۳۴)۔ یہ دونوں عام مواقع نہ تھے۔ اس زمانے میں اُونٹ کا استعمال زیادہ تر مدیانی اور اسمٰعیلی تاجر کرتے تھے (پیدائش ۳۷: ۲۵)۔ خداوند یسوع نے بھی اُونٹ کا ذکر دو موثر لفظی تصویروں میں کیا ہے (متی ۱۹: ۲۴ = لوقا ۱۸: ۲۵؛ متی ۲۳: ۲۴)۔

برّہ

دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶

۳۔ بکری

عبرانی میں بکری کے لئے سات آٹھ مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں جس سے بکری کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ پرانے زمانہ میں بکری ایک قیمتی ملکیت تھی اور کسی کی دولت کا اندازہ اس کے مویشیوں، خصوصاً بکریوں کی تعداد سے کیا جاتا تھا۔ مثلاً نابال جس کی ایک ہزار

بکریاں اور دیگر مویشی بھی تھے (۱-سموئیل ۲۵: ۲)۔

بکری ایک مفید جانور ہے کیونکہ یہ تھوڑے سے چارہ پر گزارہ کر سکتی ہے اور اس کا دودھ عام استعمال میں آتا ہے۔ اس کا گوشت، خاص کر بکری کے بچے کا گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے (قضاۃ ۱۵: ۱)۔ اس کی کھال سے لباس اور مشکیں اور بالوں سے کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ بکرے بکریوں کے گلّے کے آگے چلتے ہیں اسی لئے یہ مجازی معنوں میں پیشوا کے لئے استعمال کیا گیا ہے (امثال ۳۰: ۳۱؛ یرمیاہ ۵۰: ۸؛ زکریاہ ۱۰: ۳)۔

نیز دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶

۴- بلّی

ایک مشہور جانور جو شیر سے مشابہ ہے۔ اسی لئے اسے ہمارے ہاں شیر کی خالہ کہتے ہیں۔ مصری اسے پاک جانور مانتے تھے بلکہ بعض مصری دیوتا بلّی کی شکل کے تھے۔ یہ آج کل فلسطین کی سرزمین میں کثرت سے پائی جاتی ہے لیکن بائبل میں اس کا ذکر کم ہی ملتا ہے۔

کیتھولک ترجمہ میں اشعیا ۱۳: ۲۱ میں جنگلی بلیوں کا ذکر ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں "جنگلی درندے" ہے۔

اپاکریفا میں بھی بابل کے مندروں کے سلسلے میں بلیّوں کا ذکر آتا ہے جو بُتوں پر کودتی پھرتی تھیں (بارک ۶: ۲۲)۔

۵- بندر

یہ جانور فلسطین میں پایا نہیں جاتا تاہم اس کا ذکر اُس قیمتی سامان کے سلسلے میں آتا ہے جو ترسیسی بیڑا تین سال میں ایک مرتبہ سلیمان بادشاہ کے دربار میں لاتا تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۲۲؛ ۲-تواریخ ۹: ۲۱)۔

۶- بھیڑ

اس کا نر مینڈھا کہلاتا ہے اور بچہ برّہ۔

چرواہا لوگوں کی سب سے اہم ملکیت بھیڑ بکریاں اور گائے بیل تھے۔ یہ دُودھ، اُون، گوشت اور کھال جس سے لباس اور مشکیں بنائی جاتی تھیں، مہیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے پہلا ذکر پیدائش ۴: ۲ میں ہے۔ عبرانی لوگ اپنے حاکموں کو اون بھی بطورِ خراج دیتے تھے (۲-سلاطین ۳: ۴)۔

بھیڑ ایک صاف ستھرا پالتو جانور ہے جو بہت قدیم زمانے سے انسان کا مددگار رہا ہے۔ انسان کو اس سے بہت اُنس بھی ہو سکتا ہے (۲-سموئیل ۱۲: ۳)۔

فلسطین کی اکثر بھیڑیں چربی بھری دُم والی یعنی دُنبے کی قسم کی تھیں۔ ان کی چکّی میں پانچ کلو یا اس سے بھی زیادہ چربی ہوتی تھی۔ بچھڑے، برّے اور بکری کے بچے کو پیدا ہونے کے آٹھ دن بعد قربانی اور کھانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا تھا (احبار ۲۲: ۱۹، ۲۷)۔ گلّوں کی غیر متوقع بارآوری انسانی ترقی اور خوشحالی کی علامت سمجھی جاتی تھی (زبور ۱۴۴: ۱۳)۔

پاک کلام میں بڑے ڈرامائی انداز میں ساؤل بادشاہ کی نافرمانی بھیڑ بکریوں کے ممیانے اور گائے بیلوں کے بنبانے (ڈکارنے) سے پکڑی گئی (۱-سموئیل ۱۵: ۱۴)۔

پاک کلام میں بھیڑوں کی رعایت سے بہت استعارے اور تشبیہات استعمال ہوئے ہیں۔ بھیڑوں کے بھولے پن اور سادگی میں بیوقوفی کا عنصر بھی موجود ہے۔ یہ انسان کی طرح بھٹک اور کھو بھی جاتی ہیں (یرمیاہ ۵۰: ۶؛ متی ۱۰: ۶؛ یسعیاہ ۵۳: ۶؛ ۱-پطرس ۲: ۲۵؛ متی ۱۸: ۱۲ بعد کی تمثیل)۔ یہ بغیر گلّہ بان کے بےکس اور بےیار و مددگار اور لاوارث ہو جاتی ہے (گنتی ۲۷: ۱۷؛ متی ۹: ۳۶ وغیرہ قب یسعیاہ ۱۳: ۱۴ اور زکریاہ ۱۳: ۷)۔ خدا کے لوگوں کو اکثر اُس کی بھیڑیں پکارا گیا ہے (زبور ۱۰۰: ۳؛ حزقی ایل ۳۴: ۳۱؛ یوحنّا ۲۱: ۱۶ وغیرہ)۔ اس خیال کی بڑی پُر مغز اور خوبصورت توضیح یوحنّا کے ۱۰ باب میں کی گئی ہے۔ بھیڑ کی بےکسی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بال کترنے اور ذبح کرنے والوں کے سامنے بےزبان ہوتی ہے (یسعیاہ ۵۳: ۷ = اعمال ۸: ۳۲؛ زبور ۴۴: ۲۲ = رومیوں ۸: ۲۹)۔ جھوٹے نبی بھیڑوں کے لباس میں پھرتے ہیں کیونکہ بھیڑ معصومیت کی علامت ہے (متی ۷: ۱۵)۔ بھیڑیں بھیڑیوں کے درمیان سخت خطرے سے دوچار ہوتی ہیں لیکن مسیح کے پیرو جنہیں بھیڑیں کہا گیا ہے دنیا میں ہر خطرے سے محفوظ رہینگے (متی ۱۰: ۱۶-۱۹)۔

متی ۲۵: ۳۳ میں بھیڑوں اور بکریوں کا ذکر روزِ محشر کے سلسلے میں آتا ہے نیک لوگوں کو بھیڑیں کہا گیا ہے اور خدا اُنہیں اپنے دہنے ہاتھ پر کھڑا کریگا۔ لفظ دہنے اور بائیں کی اہمیت تو مروّجہ محاورے کے مطابق صاف عیاں ہے۔ دہنا ہاتھ خوش نصیبی اور اقبال مندی کی علامت ہے۔ لیکن تنازع یہ ہے کہ بھیڑوں اور بکریوں سے کیا مُراد ہے۔ شائد یہ کہ بکریاں اکثر کالی ہوتی ہیں اور بھیڑیں سفید اور کہ یہ رنگ نیک اور بد کے درمیان تمیز کا نشان ہیں۔ یا یہ کہ اُن کے مزاج میں بڑا فرق ہے بھیڑیں زیادہ حلیم اور سلیم الطبع ہوتی ہیں۔

غزل الغزلات میں محبوبہ کے خوبصورت دانتوں کی تعریف کرتے وقت (۴: ۲ = ۶: ۶) اُنہیں بھیڑوں کے گلّے سے تشبیہ دی گئی ہے جنہیں بال کترنے کے بعد غسل دیا گیا ہو۔ یعنی وہ چمکتے اور سفید ہیں۔ اس آیت کے اگلے جملے کی صحیح تشریح یہ نہیں کہ ہر بھیڑ کے دو بچے ہیں (پروٹسٹنٹ ترجمہ یہ تاثر دیتا ہے) بلکہ یہ کہ ہر اوپر کے دانت کے مقابلے میں نیچے اُس کا جوڑا موجود ہے اور کوئی دانت ٹوٹا ہوا نہیں (دیکھئے کیتھولک ترجمہ نشید الاناشید ۴: ۲ = ۶: ۶)۔

بھیڑ کا نر مینڈھا زیادہ تیز مزاج ہوتا ہے اور اس کے سینگ بھیڑ کے سینگ کی نسبت زیادہ لمبے اور خمدار ہوتے ہیں۔ کاہن انہیں بطورِ نرسنگا استعمال کرتے تھے (یشوع ۶: ۴)۔ ان میں تیل بھی

رکھا جاتا تھا (۱-سموئیل ۱۶:۱)۔ مینڈھوں کی کھالوں کو سرخ رنگ کرکے خیمہِ اجتماع کے بنانے میں استعمال کیا گیا تھا (خروج ۳۶ :۱۹)۔ قربانی کے لئے بھیڑوں کی نسبت مینڈھے زیادہ استعمال کئے جاتے تھے۔

۷- بھیڑ، جنگلی۔ کوھی میش

استثنا ۱۴ : ۵ میں اُن جانوروں کی فہرست ہے جن کو کھانے کی اجازت تھی۔ ان میں آخری جانور جنگلی بھیڑ ہے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں "چھلانگ لگانے والا" اس لئے یہ پہاڑی بھیڑ کے لئے زیادہ درست ہے۔ چنانچہ کیتھولک ترجمہ کوہی میش" (پہاڑی بھیڑ) زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔

۸- بھیڑیا

کُتے کے خاندان کا ایک جنگلی درندہ۔ یہ بھیڑ اور دوسرے جانوروں پر عموماً رات کو حملہ کرکے اُنہیں کھاتا ہے (یرمیاہ ۵ : ۶؛ صفنیاہ ۳ : ۳)۔ مجازی معنوں میں یہ اُن شخصوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اوروں کے مال کو کھاتے ہیں (پیدائش ۴۹ : ۲۷؛ متی ۱۰ : ۱۶ ؛ اعمال ۲۰ : ۲۹)۔
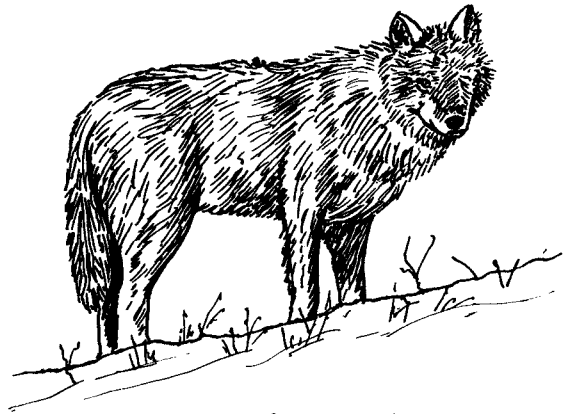
۹- تخس۔ تُخس

(یہ عبرانی لفظ سے مرکب ہے۔ اس کے معنی ہیں سُرخ رنگ) اس جانور کی کھال کا ذکر مسکن کے خیمے (خروج ۲۵ : ۵ ؛ ۲۶ : ۱۴ وغیرہ اور حزقی ایل ۱۶ : ۱۰) کے سلسلے میں آتا ہے۔ غالباً یہ ایک سمندری جانور تھا (سنگِ ماہی یا اسی قسم کا مچھلی نما جانور)۔
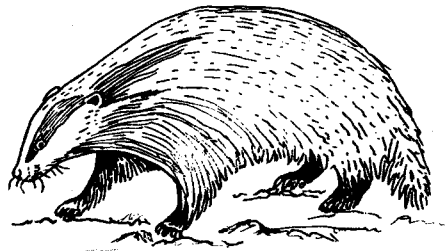
خیمہِ اجتماع پر تخس کی کھالوں کا غلاف چڑھا ہوا تھا (گنتی ۴ : ۶)۔

۱۰- جنگلی سُوَر۔ جنگلی خنزیر

اس کا ذکر صرف زبور ۸۰ : ۱۳ میں ہے جہاں بتایا گیا ہے کہ یہ جانور فصل کو کیسے تباہ کرتا ہے۔

۱۱- چمگادڑ

اگرچہ چمگادڑ اپنے بچوں کو دودھ پلاتا ہے تاہم بائبل میں اسے پرندوں میں شمار کیا گیا ہے۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۲

۱۲- چُوھا

یہ مختلف قسم کے چُوہوں جیسے جانوروں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کو انہیں کھانا منع تھا (احبار ۱۱ : ۲۹)۔ یسعیاہ ۶۶ : ۱۷ میں سُوآر اور چوہے کھانے سے کراہیّت کا اظہار کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں ایک مرتبہ فلستیوں میں چوہوں کی کثرت سے ایک وبا پھیلی (۱-سموئیل باب ۶)۔ موجودہ علم کے مطابق یہ طاعون کی وبا تھی جس میں انسان کے جوڑوں میں گلٹیاں نکلتی ہیں خاص کر بغل میں۔ یہ بیماری چُوہوں کے پسُوؤں کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ مُہلک چھُوت کی بیماری ہے۔

۱۳- چھپکلی
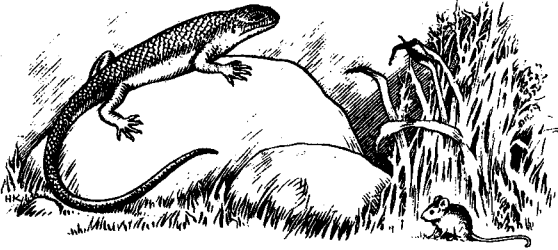
احبار ۱۱ : ۲۹، ۳۰ میں مختلف چھپکلی نما جانوروں کے لئے چھ لفظ استعمال ہُوئے۔ ان سب کو کھانا منع تھا۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- بڑی چھپکلی (گوہ) ۲- حِرذون ۳- گوہ (ورل) ۴- چھپکلی ۵- سانڈا ۶- گرگٹ، ساتواں لفظ جس کا ترجمہ چھپکلی کیا گیا ہے امثال ۳۰ : ۲۸ میں استعمال ہوا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ "چھپکلی جو اپنے ہاتھوں سے پکڑتی ہے" کی بجائے یوں زیادہ درست ہے "چھپکلی جو ہاتھ سے پکڑی جاتی ہے"۔

عربی ترجمہ میں اور انگریزی کے .A.V میں اسے مکڑی کہا گیا ہے۔

۱۴- چھچھوندر

چوہے کی قسم کا ایک جانور (یسعیاہ ۲ : ۲۰)۔

۱۵- چھگمانس

سنسکرت کے لفظ چھگ (=بکرا) اور مانس (=آدمی) سے مرکب۔ یہ عبرانی کے لفظ سَعِیر (جمع = سعریم) کا ترجمہ ہے، جس کے معنی ہیں بکرا، بالوں والا۔ اس کا ترجمہ دو جگہ چھگمانس (یسعیاہ ۱۳: ۲۱؛ ۳۴: ۱۴) اور دو جگہ "بکروں" کیا گیا ہے (احبار ۱۷: ۷؛ ۲-تواریخ ۱۱: ۱۵)۔ ۲-سلاطین ۲۳: ۸ میں جس لفظ کا ترجمہ "پھاٹکوں" کیا گیا ہے وہ سعریم سے ملتا جلتا ہے اور غالباً شعریم نہیں بلکہ سعریم ہے جس کا مطلب بکرا ہی ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ جہاں لفظ شیاطین استعمال ہوا ہے)۔ یونانی دیومالا میں چھگمانس آدھا آدمی اور آدھا بکرا دکھایا گیا۔ یہ نہایت شہوانی دیوتا تھا۔ غالباً ان حوالوں میں اسی دیوتا کی طرف اشارہ ہے۔ بنی اسرائیل پہلے اس کی پرستش کرتے تھے۔

۱۶- چیتا

ایک درندہ جو شیر سے چھوٹا ہوتا ہے لیکن زیادہ پھرتیلا اور طاقت ور۔ اس کے جسم پر کالے داغ یا چتیاں ہوتی ہیں (یرمیاہ ۱۳: ۲۳)۔ اسی وجہ سے اسے چیتا کہتے ہیں۔ یہ تیز رفتار جانور ہے (حبقوق ۱: ۸)۔ یہ اپنے شکار کے لئے گھات میں بیٹھتا ہے (یرمیاہ ۵: ۶؛ ہوسیع ۱۳: ۷)۔ بائبل میں تمام تر حوالے مجازی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور یرمیاہ ۱۳: ۲۳ تو ضرب المثل ہے۔

۱۷- خچر

ایک جانور جو گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایسے دوغلے جانوروں کی افزائش شریعت کے مطابق ممنوع تھی (احبار ۱۹: ۱۹)۔ شائد یہی وجہ ہے کہ خچروں کا ذکر داؤد بادشاہ کے عہد کے آواخر میں ہی آتا ہے (۲-سموئیل ۱۳: ۲۹)۔ یہ بوجھ اُٹھانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا (۲-سلاطین ۵: ۱۷) کیونکہ یہ بڑا ثابت قدم جانور ہے اور خاص کر پہاڑی علاقے میں بڑا کام دیتا ہے (۱-تواریخ ۱۲: ۴۰)۔ یہ شاہی سواری کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا (۲-سموئیل ۱۳: ۲۹؛ ۱-سلاطین ۱: ۳۳) اور بطور انعام بھی دیا جاتا تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۲۵؛ ۲-تواریخ ۹: ۲۴)۔

۱۸- خرگوش

بلی کے برابر لمبے کانوں والا جانور۔ چونکہ اس کے کان گدھے کی طرح لمبے ہوتے ہیں اسی لئے اسے خرگوش یعنی گدھے کے کانوں والا کہتے ہیں۔ اس کا ذکر بائبل میں صرف دو جگہ ہے (احبار ۱۱: ۶؛ استثنا ۱۴: ۷)۔ اس کے منہ کی حرکت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگالی کررہا ہے لیکن جگالی نہیں کرتا اور اس کے کھر چرے نہیں ہوتے اس لئے موسوی شریعت کے مطابق اس کو ناپاک قرار دیا گیا اور اسے کھانا منع ہے۔

نیز دیکھئے حیوانات بائبل ۲۱

۱۹- ریچھ

بائبل میں ریچھ کے متعلق چودہ ۱۴ حوالے ہیں جن میں سے ایک نئے عہدنامہ میں ہے (مکاشفہ ۱۳: ۲)۔

یہ عام طور پر سبزی اور پھل کھاتا ہے ماسوائے موسم سرما جب پھل نہ ملنے کی وجہ سے یہ بھیڑ بکریوں پر حملہ کرتا ہے۔ ریچھنی کی مامتا کا ذکر دو جگہ آتا ہے جو غالباً ضرب المثل بن گئی تھی (۲-سموئیل ۱۷: ۸؛ امثال ۱۷: ۱۲)۔

عاموس ۵: ۱۹ میں شائد ایک اور ضرب المثل کا ذکر ہے۔ شیر ببر سے زیادہ لوگ ریچھ سے ڈرتے تھے کیونکہ ریچھ زیادہ طاقتور اور خطرناک جانور تھا۔

۲۰- سابر، ظبی

جس یونانی لفظ کا ترجمہ سفقاوہ سے کیا گیا ہے اُس کے معنی ہیں "سفید کوہان والا" اسکا مطلب غالباً ایک قسم کا ہرن ہے۔ اس کا ذکر صرف استثنا ۱۴: ۵ میں اُن جانوروں کے سلسلے میں آتا ہے جن کو کھانے کی اجازت تھی۔

۲۱- سافان، وُبر (عبرانی = شافان)۔

خرگوش کی مانند ایک جانور جس کی ٹانگیں اور کان چھوٹے ہوتے ہیں اور دُم نہیں ہوتی۔ لفظ سافان عبرانی کا مورد ہے اور اُس کے معنی ہیں "چھپنے والا"۔ لفظ وُبر اسوری عربی سے ہے = لمبے بال والا۔ یہ چٹانوں میں رہتے ہیں اور پھرتیلے اور چالاک ہوتے ہیں۔ شریعت میں انہیں کھانا حرام قرار دیا گیا تھا (احبار ۱۱: ۵؛ استثنا ۱۴: ۷؛ زبور ۱۰۴: ۱۸؛ امثال ۳۰: ۲۶)۔

۲۲- سانپ

وہ رینگنے والا جانور جس کا سر، بدن اور دُم ہے لیکن کوئی اور عضو نہیں۔ یہ پیٹ کے بل چلتا ہے۔ اُس کی لہراتی زبان تیزی سے حرکت کرتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ مٹی چاٹ رہا ہے (پیدائش ۳: ۱۴۔ قب یسعیاہ ۶۵: ۲۵)۔

فلسطین میں سانپ کثرت سے پائے جاتے تھے۔ ۳۰ مختلف قسم کے سانپ گنے گئے ہیں، جن میں سے اکثر زہریلے ہیں۔ عبرانی میں پُرانے عہدنامے میں سانپ کے لئے قریباً گیارہ مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں لیکن اردو ترجمہ میں ان کو صرف چار ناموں یعنی افعی، اژدہا، ناگ اور سانپ سے پکارا گیا ہے۔

ابتدا ہی سے اساطیری تاریخ میں سانپ کو ایک نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔ انسان اس رینگنے والی مخلوق سے بہت متاثر رہا ہے۔ اس نے اس کے متعلق نفرت اور محبّت کے جذبے کا مظاہرہ کیا ہے۔ علم الاساطیر میں تین پہلو بار بار سامنے آتے ہیں جن کی طرف اشارہ پاک کلام میں بھی آتا ہے۔ ۱۔ سانپ کی چالاکی (متّی ۱۰ : ۱۶)؛ ۲۔ صحت دینے کی طاقت؛ ۳۔ سانپ بطور علامت بارآوری اور فتح مندی۔ مصر کے فرعون اکثر اپنے ماتھے یا تاج میں سانپ کی مورت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے یرمیاہ ۴۶ : ۲۲ میں ملکِ مصر کو سانپ سے تشبیہ دینا بہت موزوں ہے۔

بائبل میں بہت سی قوموں کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ وہ اسرائیل کے خدا کے سامنے شکست کھا کر رینگتی ہوئی آئیں گی (میکاہ ۷ : ۱۷)۔ مصر جب اُس پر حملہ کیا جائے گا تو وہ میدانِ جنگ سے سانپ کی طرح آواز نکالتے ہوئے بھاگے گا (یرمیاہ ۴۶ : ۲۲۔ کیتھولک ترجمہ میں "سسکارتے ہوئے سانپ کی سی" ہے) اُس سانپ کی طرح جسے لکڑہاروں نے جنگل کاٹتے ہوئے اپنی کھود سے بھاگنے پر مجبور کیا ہو۔

سانپ کے ڈسنے اور اُسکے زہر کا ذکر اکثر تشبیہات میں آتا ہے (پیدائش ۴۹ : ۱۷؛ واعظ ۱۰ : ۸، ۱۱)۔ ان تشبیہات میں بُرے آدمیوں کا اثر اور بے وفا بنی اسرائیل کی سرکشی کو اژدہاؤں اور سانپوں کے زہر کی طرح مہلک بتایا گیا ہے (استثنا ۳۲ : ۳۳؛ زبور ۵۸ : ۴؛ ۱۴۰ : ۳)۔ مے کا اثر بھی اسی طرح زہریلا ہے (امثال ۲۳ : ۳۲)۔ خداوند کا دن بھی بدکار لوگوں کے لئے ایسا ہی ہوگا (عاموس ۵ : ۱۹)۔

استعاروں میں اسے ظلم کرنے والی غیر قوموں کے لئے استعمال کیا گیا ہے (یسعیاہ ۱۴ : ۲۹)۔ جنگ اور کال کی طرح سانپوں کا ڈسنا خدا کے غضب اور سزا کو ظاہر کرتا ہے (گنتی ۲۱ : ۴-۶؛ یرمیاہ ۸ : ۱۷؛ عاموس ۹ : ۳)۔ لیکن خدا اپنے بندوں کو ان سے بچا سکتا ہے (مرقس ۱۶ : ۱۸؛ لوقا ۱۰ : ۱۹ قب اعمال ۲۸ : ۳-۶)۔ بعض سانپوں پر افسوں یعنی ★ جادو منتر کیا جا سکتا تھا (واعظ ۱۰ : ۱۱) لیکن بعض سانپوں پر افسونگر کے منتر کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا (زبور ۵۸ : ۴، ۵؛ یرمیاہ ۸ : ۱۷)۔ سانپ کے لئے ایک عام لفظ جو ان حوالوں میں اکثر استعمال ہُوا ہے **نخش** ہے۔ اس سہ حرفی مادّہ سے یعنی نون۔ خیتھ اور شین سے جو لفظ ترکیب دیئے جاتے ہیں وہ خاص دلچسپی کے حامل ہیں کیونکہ ان میں عامل کا منتر کو کھُسر پھُسر کرنے کے لہجے میں دہرانا (زبور ۵۸ : ۵)، فال کھولنا (پیدائش ۴۴ : ۵، ۱۵)، سانپ (پیدائش ۳ : ۱؛ خروج ۴ : ۳)، چمکنا اور تانبے (دانی ایل ۲ : ۳۲) کے مفہوم پائے جاتے ہیں بعض ناموں کو بھی اس مادّہ سے ترکیب دی گئی ہے۔ دیکھئے نخشان اور نخسون۔

نخش کے سوا عبرانی میں اور لفظ بھی ہیں لیکن ان کا ترجمہ باقاعدہ یکساں نہیں کیا گیا۔ مثلاً پتن کا ترجمہ استثنا ۳۲ : ۳۳ میں کالا ناگ، ایوب ۲۰ : ۱۴، ۱۶ اور یسعیاہ ۱۱ : ۸ میں افعی کیا گیا ہے۔ ایک اور عبرانی لفظ **افیع** ہمارے افعی کی مانند ہے اور اس کا ترجمہ افعی ہی کیا گیا ہے (ایوب ۲۰ : ۱۶؛ یسعیاہ ۳۰ : ۶؛ ۵۹ : ۵)۔ ایک اور لفظ **شفیفون** ہے (پیدائش ۴۹ : ۱۷۔ راہ گذر کا افعی)۔ اسکے متعلق خیال تھا کہ یہ اُڑنے والا سانپ تھا (قب عربی **السفُ والسُفّ** = اُڑنے والا سانپ)۔ دلچسپی کی بات ہے کہ عربی میں **السِفیفُ** ابلیس کا ایک نام ہے۔ عبرانی عکسوب جو بعض علما کے مطابق پھن والا سانپ ہے اُسے زبور ۱۴۰ : ۳ میں افعی کہا گیا ہے۔

بیابان میں سرکش اسرائیلیوں کی سزا کے لئے جلانے والے سانپ بھیجے گئے جن کا زہر مہلک تھا (عبرانی = **نخش سراف**۔ سراف کے لئے دیکھئے سرافیم)۔ اس سانپ کے زہر کے اثر کی وجہ سے انہیں جلانے والا سانپ کہا گیا ہے (گنتی ۲۱ : ۶)۔ یہی لفظ پھر یسعیاہ ۱۴ : ۲۹؛ ۳۰ : ۶ میں آیا ہے جہاں اس کا ترجمہ اُڑنے والا آتشی سانپ کیا گیا ہے۔ اُڑنے والا شاید اس وجہ سے کیونکہ یہ بہت پھرتی سے ڈستا تھا۔ اکثر دیگر حوالوں میں سانپ کو مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً یسعیاہ ۲۷ : ۱ میں اسے اژدہا پکارا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اژدہا اور لویاتان۔

۲۳۔ سانڈ

(عبرانی اور عربی میں ریم ہے جس کے معنی ہیں سفید ہرن)۔ اس کا ذکر ان حوالوں میں ہے۔ گنتی ۲۳ : ۲۲؛ ۲۴ : ۸؛ استثنا ۳۳ : ۱۷؛ ایوب ۳۹ : ۹، ۱۰؛ زبور ۲۲ : ۲۱؛ ۲۹ : ۶ (جنگلی بچھڑے)؛ ۹۲ : ۱۰؛ یسعیاہ ۳۴ : ۷۔ ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت طاقتور جانور تھا جو خوب خوراک کھاتا تھا اور اس کے سینگ بہت مضبوط تھے۔ اسے پال کر سدھانا ناممکن تھا۔

۲۴۔ سپنج

(کیتھولک ترجمہ میں اسفنج ہے)۔ ایک ادنیٰ درجہ کے آبی جانور کا جسم۔ یہ بحیرۂ روم میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس کی بناوٹ ایسی جوفدار ہوتی ہے کہ اس میں پانی جذب ہو جاتا اور نچوڑنے پر خارج ہو جاتا ہے۔ اس کا ذکر خداوند یسوع کی تصلیب کے سلسلے میں آتا ہے (متّی ۲۷ : ۴۸؛ مرقس ۱۵ : ۳۶؛ یوحنّا ۱۹ : ۲۹)۔

سُؤر

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بعض جگہ سُؤر کا یہ ہجا ہے۔ دیکھئے

حیواناتِ بائبل ۲۵

۲۵- سُؤر

(پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بجا بعض جگہ سُوأر دیا گیا ہے)۔
کیتھولک ترجمہ میں سُؤر کے لئے لفظ خنزیر ذیل کے حوالوں میں استعمال کیا گیا ہے احبار ۱۱: ۷؛ تثنیہ شرع ۱۴: ۸؛ اشعیاہ ۶۵: ۴؛ ۶۶: ۳، ۱۷؛ لوقا ۸: ۳۲، ۳۳۔
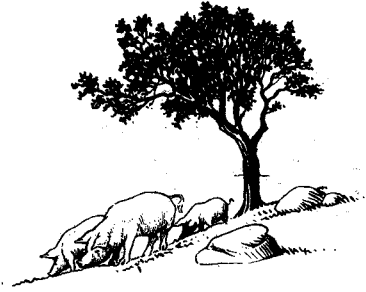
کنعان کے پرانے باشندے سُؤر پالتے تھے۔ اُن کے نزدیک یہ ایک پاک جانور تھا۔ شاید اسی وجہ سے بنی اسرائیل اسے ناپاک جانور کہتے تھے اور اس کے کھانے کی سخت ممانعت تھی (احبار ۱۱: ۷؛ استثنا ۱۴: ۸)۔ سُؤر کا خون اور گوشت بُت پرستی کی رسومات سے تعلق رکھتے تھے (یسعیاہ ۶۵: ۴؛ ۶۶: ۳، ۱۷)۔ کئی ضرب الامثال اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ سُؤر کو حقارت سے دیکھا جاتا تھا (امثال ۱۱: ۲۲؛ متی ۷: ۶؛ ۲-پطرس ۲: ۲۲)۔ مُسرف بیٹے کی تمثیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گر کر اتنا ذلیل ہو گیا تھا کہ اس کی سُؤروں کی خوراک کھانے کی نوبت آ گئی (لوقا ۱۵: ۱۵)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں فلسطین اور یردن پار کے غیر قوم لوگ سُؤر پالتے تھے (متی ۸: ۳۰؛ مرقس ۵: ۱۱؛ لوقا ۸: ۳۲)۔ یہودیوں کے نزدیک یہ تعجب کی بات نہ تھی کہ بدروحیں سُؤروں میں جانے کی درخواست کریں کیونکہ دونوں کی ذات ایک ہی تھی۔ سُؤر کے گوشت سے کئی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے توریت میں اسے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔

۲۶- شیر، شیرِ ببر

(عبرانی ادیہ - قب اریئیل - یسعیاہ ۲۹: ۱ اور اری ایل - ۲-سموئیل ۲۳: ۲۰ جن کے سابقوں میں شیر کا تصور ہے)۔
پرانے عہدنامہ میں عام عبرانی لفظ اری اور اریہ کے سوا آٹھ اور لفظ ہیں جو مختلف عمر کے شیروں اور نر اور مادہ کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ان کا ترجمہ اردو میں شیر، شیر ببر اور شیرنی کیا گیا ہے۔ عبرانی کے اس وافر ذخیرۂ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلسطین کے لوگ شیر سے اچھی طرح واقف تھے اور غالباً یہ وہاں کثرت سے پایا جاتا تھا۔ مشرقی حکمران شیروں کو ماند میں رکھتے اور مجرموں کو اُن کے آگے ڈالتے تھے (قب دانی ایل ۶: ۷، بعد)۔ اشور بنی پال دوم کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے بڑی تعداد میں شیر پال رکھے تھے۔

شیر نے اپنے رعب اور قد کی وجہ سے جنگل کے بادشاہ کا خطاب جیت لیا ہے۔ عام طور پر یہ پرامن جانور ہے اور غاروں میں پھرتا ہے۔ عام طور پر یہ انسان کو نہیں کھاتا لیکن اگر کبھی انسان کو کھائے تو اُسے انسان کے گوشت کا چسکا لگ جاتا ہے اور وہ آدم خور بن جاتا ہے۔ یہ کبھی فلسطین میں عام پایا جاتا تھا لیکن اب وہاں ختم ہو گیا ہے۔ یہ یردن کے جنگلوں میں پایا جاتا تھا (یرمیاہ ۴۹: ۱۹؛ ۵۰: ۴۴؛ زکریاہ ۱۱: ۳)۔ یہ یہوداہ اور سامریہ میں بھی ملتا تھا (۲-سلاطین ۱۷: ۲۵؛ قب غزل الغزلات ۴: ۸)۔ خداوند مسیح کو یہوداہ کے قبیلے کا ببر پکارا گیا ہے (مکاشفہ ۵: ۵)۔ شیر کی طاقت کا ذکر بائبل میں اکثر آتا ہے (۲-سموئیل ۱: ۲۳)۔ استثنا ۳۳: ۲۰، ۲۲ میں جد اور دان کو شیرنی اور شیر ببر سے تشبیہ دی گئی ہے۔

کئی جگہ اکیلے انسان کی بہادری کا ذکر ہے کہ کس طرح اس نے شیر کا مقابلہ کیا (قضاۃ ۱۴: ۵-۱۸؛ ۱-سموئیل ۱۷: ۳۶، ۳۷)۔

غزال

دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۰

۲۷- کُتّا

(عبرانی کلب، عربی کَلْب)۔ پرانے زمانے میں یہودی کُتّے کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہ جانور ناپاک اور گندی عادتوں والا تصور کیا جاتا تھا (امثال ۲۶: ۱۱ = ۲-پطرس ۲: ۲۲؛ یسعیاہ ۵۶: ۱۰-۱۱؛ زبور ۵۹: ۶، ۱۴)۔

ایوب کے گلّے کی رکھوالی کے لئے غالباً کتے استعمال ہوتے تھے (ایوب ۳۰: ۱)۔ مصر میں کتے شکار کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اور ان کی بڑی قدر تھی۔ کتوں کی نسبت بائبل میں تقریباً چالیس حوالے درج ہیں۔ نئے عہدنامہ میں سورفینیکی عورت نے جن کُتّے کا ذکر کیا ہے (متی ۱۵: ۲۶؛ مرقس ۷: ۲۷، ۲۸) وہ غالباً پالتو کُتّے کی طرف اشارہ ہے جسے گھر میں پھرنے کی اجازت تھی۔ یہ بات غور طلب اور دلچسپ ہے کہ جو یونانی لفظ یہاں انجیل میں استعمال ہوا ہے وہ اسم تصغیر ہے اور اس لئے کیتھولک ترجمے کا لفظ "پلّے" زیادہ موزوں ہے۔

کسی کو کتا یا مرا ہوا کتا پکارنا سخت گالی سمجھی جاتی تھی (۲-سموئیل ۱۶: ۹)۔

فاحشہ عورت کو (اور اُن مردوں کو جو مندر میں بدکاری کرنے کے لئے متعین تھے) کُتّا کہا جاتا تھا (استثنا ۲۳: ۱۸)۔

۲۸- گائے بیل

چوپائے (عبرانی بھیماہ - جمع بھیموت - بنیادی معنی بے زبان قب عربی ابھم = گونگا، بھیمتہ = چوپایہ)۔
یہ جگالی کرنے والے جانور ہیں اور ان کے کھُر چِرے ہوئے

ہوتے ہیں۔ انہیں کھانے کی اجازت تھی (احبار ۱۱: ۳)۔ ان کے پیٹ کے چار خانے ہوتے ہیں یوں یہ خوراک کو فرصت کے وقت خوب چبا سکتے ہیں۔ اسی عمل کو جگالی کرنا کہتے ہیں۔

گائے بیل اور دوسرے جانور ایک شخص کی دولت کی علامت تھے (پیدائش ۳۴: ۲۸-۲۹)۔ یہ جانور خوراک کے لئے بھی استعمال ہوئے تھے اور قربانی کے لئے بھی۔ پڑوسی غیر قومیں ان کی اور ان کے بتوں کی پوجا بھی کرتی تھیں۔ اسرائیل اور مدیانیوں کی جنگ میں لوٹ کے مال میں بہتّر ہزار گائے بیل بھی شامل تھے (گنتی ۳۱: ۳۲)۔ یعقوب نے اپنے بھائی عیسو کے لئے بطور نذرانہ چالیس گائیں اور دس بیل بھی پیش کئے (پیدائش ۳۲: ۱۵)۔

گائے کا بچھڑا اور پلا ہوا بیل ضیافت کے عمدہ کھانوں میں شمار ہوتے تھے (امثال ۱۵: ۱۷، لوقا ۱۵: ۲۳)۔

موسیٰ کی غیر حاضری میں ہارون نے ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا تھا۔ (خروج ۳۲: ۴)۔

۲۹۔ گدھا، گدھی

(عربی کی طرح عبرانی میں خامور اور آتون ہے)۔

بائبل میں ڈیڑھ سو سے زیادہ آیات میں گدھے کا ذکر آیا ہے۔ پالتو گدھے نے انسان کی خدمت ہزاروں سال سے کی ہے۔ جنگلی گدھے اب بھی حبشہ اور الی سینیا میں پائے جاتے ہیں۔ غالباً انہی کی نسل کو سدھا کر پالتو گدھوں کی نسل قائم کی گئی تھی۔ گدھا گھوڑے سے زیادہ ثابت قدم ہے اور پہاڑی علاقوں میں بآسانی بوجھ اٹھا کر چل سکتا ہے۔

ابرہام کے پاس گدھے تھے (پیدائش ۲۴: ۳۵)۔ سفید رنگ کے گدھے قیمتی تصور کئے جاتے تھے اور ان کی قدر بھی زیادہ تھی (قضاۃ ۵: ۱۰)۔

پرانے عہدنامہ کے زمانے میں کسی شخص کی دولت کا اندازہ اکثر اُس کے گدھوں کی تعداد سے لگایا جاتا تھا۔ کھیتی باڑی کا مشکل کام گدھوں ہی سے لیا جاتا تھا اور سواری کے لئے بھی اسے ترجیح دی جاتی تھی۔ گدھے کی سواری شاہی سواری تصوّر کی جاتی تھی (زکریاہ ۹: ۹)۔

★ ماری کی کھدائی میں جو مٹی کے مخطوطات ملے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۷۰۰ قبل از مسیح بادشاہ کے لئے گھوڑے سے بہتر گدھے کی سواری تھی۔ گھوڑے جنگ کے لئے مخصوص تھے۔

بلعام کی گدھی کو خدا نے بولنے کی اجازت دی تھی تاکہ وہ اپنے مالک کو اُس کی غلطی کی وجہ سے شرمندہ کرے (گنتی ۲۲: ۲۷-۳۱)۔

گھڑیال

دیکھئے لویاتان۔

۳۰۔ گھوڑا

پرانے عہدنامہ میں گھوڑوں کے متعلق ۱۵۰ حوالے ہیں۔ ان میں کئی مجازی ہیں۔ زیادہ حوالے انبیاء کی کتب اور نظموں میں ہیں۔

پرانے اور نئے عہدناموں میں گھوڑے کا تعلق جنگ اور طاقت سے اور گدھے کا صلح اور حلیمی سے ہے۔ کم از کم چار ہزار سال پہلے مشرق وسطیٰ میں جنگلی گھوڑوں کو سدھایا گیا تھا۔ بابل کے لوگوں نے .. ۲۰ ق م میں گھوڑے جنگی گاڑیاں کھینچنے کے لئے استعمال کئے تھے۔ گھوڑوں کے بغیر سکندر اور چنگیز خاں کی بڑی بڑی مہمات اور فتوحات ناممکن ہوتیں۔

یونان کا مشہور اور قدیم مورخ، ہیرودتس لکھتا ہے کہ ایک ہزار قبل مسیح ایران میں گھوڑوں کو ڈاک کے نظام میں استعمال کیا جاتا تھا۔

بائبل میں گھوڑوں کا سب سے پہلا حوالہ پیدائش ۴۷: ۱۷ میں ہے۔ یہاں ذکر ہے کہ جب مصر اور کنعان میں قحط پڑا اور لوگ یوسف سے اناج لینے آئے اور جب اُن کی نقدی ختم ہو گئی تو یوسف نے چوپاؤں اور گھوڑوں کے بدلے اناج دیا۔ یعقوب کی موت پر یوسف رتھ اور سواروں کا ایک بڑا انبوہ لے کر اپنے باپ کی میّت کو کنعان دفنانے کے لئے لے گیا (پیدائش ۵۰: ۹)۔

موسیٰ کے زمانہ میں مصر میں دس وباؤں میں سے ایک وبا گھوڑوں اور دوسرے چوپایوں میں مری کا پھیلنا تھا (خروج ۹: ۳)۔ بعد میں جب مصری فوج نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو گھوڑے استعمال کئے (خروج ۱۴: ۹)۔

خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ جو بادشاہ اُن پر مقرر کئے جائیں وہ گھوڑوں کی نسل نہ بڑھائیں (استثنا ۱۷: ۱۶)۔

داؤد بادشاہ نے جب ہددعزر پر حملہ کر کے اُسکے رتھ لے لئے تو اُس کے سب گھوڑوں کی کونچیں کاٹیں لیکن سَو رتھوں کے لئے گھوڑے بچا لئے اور یوں خدا کی حکم عدولی کی (۲-سموئیل ۸: ۴)۔

سلیمان بادشاہ نے بھی اس معاملے میں خدا کے حکم پر توجہ نہ دی اور سوار اور رتھوں کو بہت بڑھایا (۱-سلاطین ۴: ۲۶)۔

عموماً گھوڑے جنگ میں استعمال کئے جاتے تھے لیکن یسعیاہ نبی اُن کا ذکر کھیتی باڑی کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے (یسعیاہ ۲۸: ۲۴-۲۹)۔ گھوڑوں کو بُت پرستی کی رسومات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا (۲-سلاطین ۲۳: ۱۱)۔

۳۱۔ گھونگا

ایک کیڑا جو اکثر پانی کے قریب پایا جاتا ہے۔ اس کی پیٹھ پر ایک سیپی کا خول ہوتا ہے جس میں وہ خطرے کے وقت چھپ جاتا ہے۔ اُس کے دو یا چار سینگ نما شاخک یا محسّس ہوتے ہیں جن سے وہ آس پاس کی چیزوں کو محسوس کرتا یا ٹٹولتا ہے۔ ان کو وہ جسم میں

کھینچ سکتا ہے۔
اس کا ذکر زبور ۵۸: ۸ میں آتا ہے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ مٹی میں گھل جاتا ہے۔
اس تاثر کی وجہ شائد یہ تھی کہ گھونگا جہاں سے گزرتا ہے ایک چپچپی لیسدار لکیر چھوڑتا جاتا ہے جیسا کہ وہ گھلتا جا رہا ہے۔
پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "گل کر" ہے۔

۳۲۔ لومڑی

لومڑی اور گیدڑ، دونوں فلسطین میں پائے جاتے ہیں۔ یہ کُتّے کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لومڑی اکثر اکیلی پھرتی ہے اور گیدڑ غول میں۔ ممکن ہے کہ جس یونانی اور عبرانی لفظ کا ترجمہ لومڑی کیا گیا ہے وہ دونوں کی طرف اشارہ ہو۔
دونوں سبزی، پھل اور انگور بھی کھاتے ہیں (غزل الغزلات ۲: ۱۵)۔ قضاۃ کی کتاب میں سمسون نے غالباً ۳۰۰ گیدڑ پکڑے تھے۔ لومڑی اپنی چالاکی کے لئے مشہور ہے (حزقی ایل ۱۳: ۴؛ لوقا ۱۳: ۳۲)۔ یہ ویرانے اور غاروں (بھٹ، ماند) میں رہنا پسند کرتی ہے (متی ۸: ۲۰)۔

۳۳۔ مچھلی

(عبرانی داگ۔ مقابلہ کریں دجون سے جو فلستیوں کے مچھلی نما دیوتا کا نام تھا قضاۃ ۱۶: ۲۳۔ یونانی لفظ اِخثوس ہے)۔ مچھلیوں کے متعلق بائبل میں کئی حوالے ملتے ہیں لیکن ان کی مختلف اقسام کا ذکر نہیں ہے۔ پانی کے جانوروں میں سے اُن مچھلیوں کو کھانے کی اجازت تھی جن کے اُوپر چھلکے ہوں (احبار ۱۱: ۹-۱۲؛ استثنا ۱۴: ۹، ۱۰)۔ جس مچھلی نے یوناہ نبی کو نگلا اُسے بڑی مچھلی کہا گیا ہے (یوناہ ۱: ۱۷)۔
اپاکرفا میں طوبیاہ کی کتاب میں ذکر ہے کہ کیسے دریائے دجلہ میں ایک بڑی مچھلی ★ طوبیت کو کھانے کو لپکی (طوبیاہ ۶: ۲)۔
بڑے جال کی تمثیل میں مچھلی پکڑنے والوں نے خراب مچھلیوں کو پھینک دیا (متی ۱۳: ۴۸) یعنی وہ مچھلیاں جو بہت چھوٹی، یا بغیر چھلکے کے تھیں جن کو کھانے کی اجازت نہ تھی یا وہ جو کھانے کے لائق نہ تھیں (دیکھئے کیتھولک ترجمہ جہاں "خراب" کی بجائے "کام کی نہ ہوں" زیادہ موزوں ہے)۔
وہ مچھلی جس کے منہ سے ہیکل کے چندے کے لئے سکّہ نکالا گیا تھا، اُس کا منہ ضرور بڑا ہوگا کیونکہ مثقال یا چار درہم کا سکّہ کافی بڑا ہوتا تھا (متی ۱۷: ۲۷)۔ یہ مچھلی اب بھی گلیل کی جھیل میں پائی جاتی ہے اور اسے شمعون کی مچھلی کا نام دیا گیا ہے۔ اس جھیل میں ۲۵ مختلف قسم کی مچھلیاں ہیں۔ مصر میں مچھلیوں کی اتنی بہتات تھی کہ بنی اسرائیل انہیں مفت کھاتے تھے (گنتی ۱۱: ۵)۔ گلیل کی جھیل (لوقا ۵: ۶) اور صور کے علاقہ میں مچھلیوں کا کاروبار خوب ہوتا تھا (نحمیاہ ۱۳: ۱۶)۔
مچھیروں کی زندگی کافی جفاکشی کی زندگی تھی کیونکہ اُنہیں سخت کام کرنا پڑتا تھا (لوقا ۵: ۲)۔ اُن کی زبان بھی اوروں سے کچھ مختلف تھی (متی ۲۶: ۷۳)۔ خداوند کے شاگردوں میں کم از کم سات شاگرد ماہی گیر تھے۔ پطرس، اندریاس اور غالباً فلپس بھی بیت صیدا (= ارامی میں اس کے معنی ہیں مچھلی پکڑنے کا گھر) سے آئے تھے جو گلیل کی جھیل کے کنارے واقع ہے۔ ان کے سوا یعقوب اور یوحنّا، توما اور نتن ایل بھی مچھیرے تھے (متی ۴: ۱۹، ۲۱؛ یوحنا ۱: ۴۴؛ ۲۱: ۲)۔ ان میں سے بعض اوروں کے شریک تھے اور اکٹھا کام کرتے تھے (لوقا ۵: ۷، ۱۰)۔ مچھلی پکڑنے کے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے تھے۔
۱۔ ساحل پر یا پانی میں کھڑے ہو کر جال پھینکنا۔ یہ جال مخروطی شکل میں پانی پر گرتا اور اس کے کنارے پر بندھے ہوئے وزن اس کو ڈبوتے اور مچھلیاں اس میں پھنس جاتی تھیں۔
۲۔ جال کو کشتی کے کنارے لٹکایا جاتا تھا اور کشتی کے چلنے سے مچھلیاں اس میں آ کر پھنس جاتی تھیں۔
۳۔ ★ بنسی کے ذریعہ بھی مچھلیوں کا شکار کیا جاتا تھا (متی ۱۷: ۲۷)۔

مگر

دیکھئے لویاتان۔

۳۴۔ مونگے

ادنیٰ درجہ کے حیوانات کی ایک قسم جن کے پنجر ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہو کر مرنے کے بعد چٹانوں کی شکل میں سمندر میں پائے جاتے ہیں۔ یہ مختلف رنگ کے ہوتے ہیں۔ بحیرۂ روم کے مونگے، جنہیں مرجان بھی کہتے ہیں سرخ رنگ کے ہوتے ہیں (نوحہ ۴: ۷۔ مقابلہ کریں کیتھولک ترجمہ مرثیہ ۴: ۷)۔ ان سے زیورات وغیرہ بنائے جاتے تھے اور ان کا ذکر ایوب اور حزقی ایل کی کتاب میں آتا ہے (ایوب ۲۸: ۱۸؛ حزقی ایل ۲۷: ۱۶)۔

۳۵۔ مینڈک

یہ جل تھلیا یا دو عنصری جانور ہے یعنی یہ پانی اور خشکی دونوں میں رہ سکتا ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر صرف دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ مصر میں دوسری وبا کے سلسلے میں جب وہاں مینڈکوں کی کثرت ہو گئی (خروج ۸: ۲ الخ)۔

دوسری مرتبہ مجازی معنوں میں۔ مکاشفہ ۱۶: ۱۳ میں ناپاک روحوں کو مینڈکوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

مینڈھا

دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶

۳۶۔ نیل گائے۔ نیل گاؤ

غالباً ایک قسم کا جنگلی ہرن (استثنا ۱۴: ۵)۔ اس کا ترجمہ یسعیاہ ۵۱: ۲۰ میں ہرن کیا گیا ہے۔

۳۷۔ نیولا

چوہے کی شکل کا ایک جانور۔ اس کا ذکر صرف احبار ۱۱: ۲۹ میں اُن جانوروں کے سلسلے میں آتا ہے جنہیں کھانا منع تھا۔

۳۸۔ ہاتھی

براہِ راست ہاتھی کا ذکر بائبل میں نہیں آتا لیکن ہاتھی دانت کا ذکر کئی جگہ ہے۔ دیکھئے ہاتھی دانت۔

پرانے اور نئے عہد نامے کے درمیانی حصّہ میں جنگ میں ہاتھی کا استعمال ہوتا تھا۔ اپاکرفا میں سلوقس اور بطلیمس خاندانوں کے بادشاہوں کی جنگ میں ہاتھی استعمال کئے گئے (۱۔ مکابیّن ۳: ۳۴؛ ۶: ۳۰؛ ۸: ۶؛ ۱۱: ۵۶؛ ۲۔ مکابیّن ۱۱: ۴؛ ۱۳: ۱۵)۔

اس کا دلچسپ بیان کہ جنگ میں ہاتھی کس طرح استعمال کئے جاتے تھے ۱۔ مکابیّن ۶: ۳۴۔ ۳۸ میں درج ہے۔ اِن ہاتھیوں کے مہاوت ہندی ہوتے تھے اور ان کو طیش دلانے کے لئے انگور اور توت کا شیرہ دکھایا جاتا تھا۔

۳۹۔ ہپّوپوٹیمس

عبرانی لفظ بہیموتھ کا ترجمہ (ایوب ۴۰: ۱۵)۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے اسپِ نیل کہا گیا ہے۔ مفسّروں کا خیال ہے کہ اس سے افریقی دریائی گھوڑا ہی مُراد ہے۔ پرانے عہد نامہ میں عبرانی لفظ ۹ مرتبہ استعمال ہوا ہے (استثنا ۳۲: ۲۴؛ ایوب ۱۲: ۷؛ ۴۰: ۱۵؛ زبور ۴۹: ۱۲، ۲۰؛ ۵۰: ۱۰؛ ۷۳: ۲۲؛ یرمیاہ ۱۲: ۴؛ حبقوق ۲: ۱۷)۔ سوائے ایوب ۴۰: ۱۵ کے جہاں اردو میں یونانی لفظ ہپّوپوٹیمس یعنی دریائی گھوڑا استعمال کیا گیا باقی سب حوالوں میں اس کا ترجمہ درندے، حیوان یا جانور ہوا ہے۔
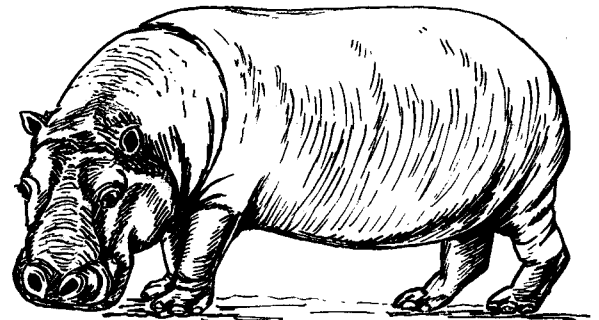
۴۰۔ ہرن

کتابِ مقدّس میں مختلف قسم کے ہرنوں کا ذکر آتا ہے مثلاً آہو (غزل الغزلات ۲: ۹؛ یسعیاہ ۱۳: ۱۴)؛ چکارا (استثنا ۱۲: ۱۵)؛ غزال (امثال ۵: ۱۹)؛ ہرن (استثنا ۱۲: ۱۵؛ غزل الغزلات ۲: ۱۷)؛ ہرنی (زبور ۴۲: ۱؛ حبقوق ۳: ۱۹)۔

ان کے لئے عبرانی لفظ ایال، ایلت، ظبی، ظبیہ، یالہ وغیرہ ہیں۔ بعض پہاڑیوں پر پائے جاتے ہیں مثلاً غزال یا آہو (غزل الغزلات ۸: ۱۴)۔ یہ ایک ثابت قدم جانور ہے (۲۔ سموئیل ۲۲: ۳۴؛ حبقوق ۳: ۱۹)۔ یہ اپنے جوڑے سے وفادار رہتا ہے (امثال ۵: ۱۹)۔ ہرن پھرتیلا جانور ہے اور اس کا چوکڑی بھرنا ضرب المثل ہے (یسعیاہ ۳۵: ۶)۔ ہرن جذبات میں جلد ہی بے تاب اور بے قرار ہو جاتا ہے (غزل الغزلات ۲: ۷؛ ۳: ۵؛ ۸: ۴)۔

زبور ۲۲ کی عبرانی سرخی میں ہرن کا ذکر عبرانی ایّلت، شحر میں ہے جس کو کیتھولک ترجمہ میں آہوئے فجر کہا گیا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ مزمور ۲۱ (۲۲)۔ یہ سرخی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ المسیح ایک ہرن کی مانند شکاریوں کے ہاتھوں زخمی کئے گئے۔ لیکن ظلم کی رات ختم ہو گئی ہے اور اُمید کی صبح قریب ہے۔ اب ہرن فلسطین میں نابود ہو گیا ہے لیکن ایک زمانہ تھا کہ وہ وہاں عام تھا۔ اسی وجہ سے ایک وادی کو بھی ہرنوں کی وادی ★ ایالون کی وادی" کا نام دیا گیا تھا (یشوع ۱۰: ۱۲)۔ اسے کھانے کی اجازت تھی (استثنا ۱۲: ۱۵، ۲۲؛ ۱۴: ۵؛ ۱۵: ۲۲)۔ سلیمان بادشاہ کی رسد میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے (۱۔ سلاطین ۴: ۲۳)۔

خ

خابور - حابور :- شمالی مسوپتامیہ میں جوزان کے علاقے میں ایک دریا۔ اسرائیل کی شمالی سلطنت کے آخری بادشاہ ہوسیع کی بغاوت کے بعد شاہِ اسور سلمنسر نے بنی اسرائیل کو اسیر کر کے یہاں بسایا (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱۸: ۱۱)۔ اسی علاقے میں تلگات پلناصر یردن کے مشرق میں آباد ڈھائی قبیلوں کو اسیر کر کے لے گیا (۱-تواریخ ۵: ۲۶)۔

خاتم :- مُہر، انگوٹھی، چھاپ۔ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی لفظ طبعات (انگوٹھی) کا صحیح ترجمہ (تکوین ۴۱: ۴۲؛ آستیر ۳: ۱۰، ۱۲؛ ۸: ۲، ۸، ۱۰۔ باقی جگہ ترجمہ حلقہ ہے)۔
تفصیل کے لئے دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۱۔

خاتون :- دیکھئے عورت۔

خادم :- عبرانی لفظ مشاریت، جس کا ہفتادی مترجمین نے یونانی میں leitourgos ترجمہ کیا ہے اور اس کے دیگر مرکبات عموماً ہیکل کی خدمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں یا اُس خدمت کی طرف جو فرشتے کرتے ہیں (زبور ۱۰۴: ۴)۔ لیکن روزمرّہ کے استعمال میں لفظ مشاریت عام خادم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسے کہ یشوع موسیٰ کا خادم تھا (خروج ۲۴: ۱۳؛ یشوع ۱: ۱)، سلیمان بادشاہ کے محل کے نوکر خادم تھے (۱-سلاطین ۱۰: ۵)۔ نئے عہدنامہ کا خصوصی لفظ دیاکونس diakonos ہے۔ پہلے یہ عام خادم کے لئے استعمال ہوا اور بعد میں یہ کلیسیا کے ایک کمتر درجہ کے پیشواؤں کا لقب بنا (فلپیوں ۱: ۱ اور ★پاسبانی خطوں میں کئی مرتبہ۔ ان سب حوالوں میں ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۱-تیمتھیس ۳: ۸، ۱۲)۔ پہلے اس کا عام مطلب محض خدمت تھا خواہ وہ عارضی ہو، خواہ مستقل، غلام کرے یا آزاد۔ لیکن اس میں دسترخوان کی خدمت کا مفہوم زیادہ نمایاں تھا۔ اس لفظ کے فعل کا صیغہ لوقا ۱۲: ۳۷؛ ۱۷: ۸ میں آتا ہے۔ مرتھا کی خدمت کا تعلق بھی میزبانی سے تھا (لوقا ۱۰: ۴۰)۔ خداوند مسیح بھی اپنے شاگردوں کے درمیان "خدمت کرنے والے" کی مانند تھے (لوقا ۲۲: ۲۷ ho diakonon)۔ انہیں مختونوں کا خادم کہا جا سکتا ہے (رومیوں ۱۵: ۸)۔ خداوند مسیح کی اس خاکسارانہ خدمت کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے سے بڑے مسیحی کو بھی اَوروں کا خادم بننا چاہیئے (متی ۲۰: ۲۶؛ مرقس ۱۰: ۴۳)۔

اسی لئے رسول اور اُن کے مددگاروں کو خدا کے خادم (۲-کرنتھیوں ۶: ۴؛ ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۲)، مسیح کے خادم (۱-کرنتھیوں ۴: ۱؛ کلسیوں ۱: ۷؛ ۱-تیمتھیس ۴: ۶)، انجیل (خوشخبری) کے خادم (افسیوں ۳: ۷؛ کلسیوں ۱: ۲۳)، نئے عہد کے خادم (۲-کرنتھیوں ۳: ۶)، کلیسیا کے خادم (کلسیوں ۱: ۲۵) یا محض خادم (۱-کرنتھیوں ۳: ۵؛ افسیوں ۶: ۲۱؛ کلسیوں ۴: ۷) کے نام سے پکارا گیا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ شیطان کے بھی (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۱۵) اور گناہ کے بھی خادم ہو سکتے ہیں (گلتیوں ۲: ۱۷)۔ یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ کے متن میں لفظ "باعث" ہے۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں خادم دیا گیا۔ کیتھولک ترجمہ میں "گناہ کا خادم" غلاطیوں ۲: ۱۷)۔ نیز خیال رہے کہ دنیوی حکومتوں کو بھی خدا کے خادم تصوّر کیا جا سکتا ہے (رومیوں ۱۳: ۴)۔ اعمال ۶ میں سات آدمیوں کو "کھانے پینے کے انتظام" پر مقرر کیا گیا (اعمال ۶: ۲ میں یونانی لفظ diakonia trapeza ہے جس کا لفظی ترجمہ "دسترخوانوں کی خدمت" کیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔ اس کا ایک اور ترجمہ "روپے پیسے کا حساب رکھنا" بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ یونانی لفظ trapeza کا مطلب صرافوں کے تختے متی ۲۱: ۱۲؛ مرقس ۱۱: ۱۵ یا ساہوکاروں کی میزیں (لوقا ۱۹: ۲۳) بھی ہے، یعنی وہ میزیں جن پر وہ بیٹھ کر حساب کتاب کرتے ہیں۔ اسکے معنی دسترخوان بھی ہیں اعمال ۱۶: ۳۴۔ اس حوالے میں اس سے مراد عام خدمت ہے۔ یہاں یہ ڈیکن کے منصب کے معنوں میں کلیسیائی اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا کیونکہ اسی لفظ کی دوسری شکل آیت ۴ میں "کلام کی خدمت" کے لئے آتی ہے (اعمال ۶: ۲، ۴)۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ستفنس اور فلپس نے ڈیکن کے کام سے زیادہ مبشّر کا کام کیا۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ ان سات آدمیوں نے کلیسیا کے لئے وہ ابتدائی نمونہ پیش کیا ہو جس سے ڈیکنوں کے فرائض اخذ کئے گئے۔ انہی کو بعد میں نگہبانوں (بشپوں) کے انتظامی مددگار مقرر کیا گیا۔ ان کا ذکر فلپیوں ۱: ۱ میں آتا ہے اور ان کے کردار کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ سنجیدہ ہوں، دوزبان، شرابی اور لالچی نہ ہوں (۱-تیمتھیس ۳: ۸)۔ ان کا اوّلین کام تعلیم دینا نہیں تھا بلکہ گھر گھر جا کر لوگوں کو ملنا، غریبوں

اور بیماروں کی مدد کرنا۔ یوں ڈیکن کلیسیا میں رفاقت قائم رکھنے کا نمایاں وسیلہ بنے۔

یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ ۱-تیمتھیس ۳: ۱۱ میں جن عورتوں کا ذکر ہے آیا وہ خود خادمائیں یعنی ڈیکنیس تھیں یا وہ خادموں کی بیویاں تھیں۔ رومیوں ۱۶: ۱ میں فیبے کو خادمہ کہا گیا ہے۔ غالباً اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ وہ کلیسیا کی خدمت میں پیش پیش تھی۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ ڈیکنس کے عہدے پر فائز تھی۔ پہلی صدی کے رومی مصنف پلینی Pliny کے شہنشاہ ٹراجان Trajan کے نام کے خط میں جن دو خادماؤں کا ذکر ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ ڈیکنسیں ہوں۔ لیکن یہ ممکن معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ڈیکنس کے عہدے کی تشکیل غالباً تیسری صدی عیسوی میں ہی ہوئی۔

یونانی میں ایک اور لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس سے مسیحی خدمت میں عاجزی اور فروتنی کا تصوّر اور زیادہ عیاں ہوتا ہے۔ یہ لفظ doulos ڈولوس بمعنی غلام یا بندہ ہے۔ عبرانی عبد قب عربی عبد بمعنی غلام۔ خداوند مسیح نے بھی اپنے کو خدائی سے خالی کر کے خادم (یونانی doulos = غلام۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ) کی صورت اختیار کی (فلپیّوں ۲: ۷)۔ خداوند مسیح کی تقلید کرتے ہوئے اُن کے رسولوں اور اُن کے ہم خدمتوں نے اپنے آپ کو خدا کے یا مسیح کے غلام یا بندے کہا (رومیوں ۱: ۱؛ گلتیوں ۱: ۱۰، کلسیّوں ۴: ۱۲؛ ططس ۱: ۱، یعقوب ۱: ۱؛ ۲-پطرس ۱: ۱۔ اُردو ترجمہ میں ہر جگہ ہندی لفظ بندہ ہے۔ فارسی ترجمہ میں غلام اور عربی ترجمہ میں عبد ہے)۔

ایک اور یونانی لفظ جس کا ترجمہ خادم کیا گیا ہے huperetes ھُوپیریتیس ہے۔ اس کے اصل معنی ہیں hupo = نیچے اور eretes = چپّو چلانے والا یعنی وہ شخص جو چپوؤں والے جہاز کی نچلی قطار میں چپو چلاتا تھا۔ لیکن یہ تصویر جلد ہی نظر سے غائب ہو گئی اور لفظ کے معنی کسی اور کے حکم کے تحت کام کرنے والا ہو گئے۔ یہ لفظ نئے عہد نامہ میں اُس خادم کے لئے استعمال ہوا ہے جو عبادتخانہ کی دیکھ بھال اور پاک کلام کے صحیفوں کے طوماروں کی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ اُسی کو تلاوت کے بعد طومار لپیٹ کر واپس کر دیا جاتا تھا (دیکھئے لوقا ۴: ۲۰۔ اس کا عبرانی لفظ خزّان ہے جو بڑا دلچسپ ہے۔ انجیل کے عبرانی ترجمہ میں جو جرمن عالم ڈیلچ Delitzch نے کیا ہے یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کے معنی رویا ہیں۔ اسی طرح کا ایک اور لفظ ہے جس کے معنی خزانہ ہیں۔ یوں ممکن ہے کہ اس لفظ میں خدا کے کلام کو جو ایک خزانہ ہے محفوظ رکھنے والے کے معنی پنہاں ہوں۔ یہی یونانی لفظ یوحنّا مرقس کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (اعمال ۱۳: ۵) جب وہ پولس رسول اور برنباس کے ساتھ اُن کے بشارتی دورے پر گیا تھا۔ یہی لفظ پولس رسول نے اپنے لئے استعمال کیا (اعمال ۲۶: ۱۶؛ ۱-کرنتھیوں ۴: ۱)۔ انجیل نویس لوقا نے اس لفظ کو کلام کے تمام خادموں کے لئے استعمال کیا (لوقا ۱: ۲)۔

یونانی کا ایک اور لفظ جسے نئے عہد نامے نے مسیحی مفہوم دے کر اپنایا ہے leitourgos بمعنی خادم ہے۔ ابتدا میں اس لفظ سے وہ رضاکارانہ خدمت مراد تھی جو ایک امیر آدمی بغیر اُجرت لئے عوام کے لئے کرتا تھا۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں اس میں مذہبی رنگ بھر دیا گیا اور یہ دین کی خدمت کے لئے مخصوص ہو گیا۔ یوں خداوند مسیح کو مقدس اور حقیقی خیمہ کا خادم کہا گیا (عبرانیوں ۸: ۲)۔ فرشتوں کی خدمت کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا (عبرانیوں ۱: ۱۴ میں اردو لفظ خدمت گزار ہے۔ یاد رہے کہ نماز کی ترتیب کو انگریزی میں لٹرجی liturgy کہتے ہیں جو اسی لفظ سے مشتق ہے۔ نماز کے عمل کو عبادت اور بندگی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ خدا کی خدمت ہے۔ اسی لفظ کے فعل کا صیغہ اعمال ۱۳: ۲ میں استعمال ہوا ہے اور وہاں ترجمہ "عبادت" کیا گیا ہے)۔ اسی طرح پولس رسول اپنے کو مسیح کا خادم leitourgos اور خوشخبری (انجیل) کی خدمت کا کاہن (رومیوں ۱۵: ۱۶) کہتا ہے۔ لیکن یہ لفظ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں ابھی مخصوص اصطلاح کے قالب میں نہیں ڈھلا تھا بلکہ وسیع تر مفہوم بھی ادا کرتا رہا۔ اسی وجہ سے یہ اپفردتس کے لئے استعمال ہوا جو پولس کی خدمت کرتا تھا (فلپیّوں ۲: ۲۵)۔ یہ اُن غیر یہودیوں کی خدمت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو وہ یہودیوں کے لئے کرتے تھے (رومیوں ۱۵: ۲۷)۔ حاکموں کو بھی خدا کے خادم کہا گیا ہے (رومیوں ۱۳: ۶)۔ مسیحی تصوّر کے مطابق خدمت چاہے سرکاری ہو چاہے نجی، خدمت کرنے والا خدا اور انسان کی عاجزی اور محبت سے خدمت کرتا ہے۔ نیز دیکھئے خدمت۔ پیشہ جات بائبل ۱۴۔

خادمہ :- یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ رومیوں ۱۶: ۱ میں کلیسیا کی ایک خاص خدمت گزار خاتون کو خادمہ کہا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ڈیکنس۔

خارج کرنا، کلیسیا یا جماعت سے :- دیکھئے کلیسیائی اخراج۔

خارش :- دیکھئے امراضِ بائبل ۵۔

خارف۔ حاریف :۔ (عبرانی = ذلت آمیز)۔
۱۔ کالب کا بیٹا اور بیت جادر کا باپ (۱۔ تواریخ ۲: ۵۱)۔
۲۔ ایک خاندان جو کہ زربابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے یہودیہ میں واپس آیا (نحمیاہ ۷: ۲۴)۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کے ہجے عاریف ہیں۔

خاریف :۔ اُن آدمیوں سے ایک جنہوں نے عہد پر مُہر لگائی تھی (نحمیاہ ۱۰: ۱۹)۔

خاک۔ گرد۔ دُھول :۔ یہ لفظ بائبل میں لغوی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔

کثرت، حجم غفیر یا انبوہ کے لئے (پیدائش ۱۳: ۱۶؛ یسعیاہ ۲۹: ۵)، باریک غبار (استثنا ۹: ۲۱؛ ۲۔ سلاطین ۱۳: ۷)، عزت (۱۔ سموئیل ۲: ۸)، پست اور حقیر ہونے (پیدائش ۱۸: ۲۷)، غم کو ظاہر کرنے کے لئے سر پر خاک، راکھ یا دُھول ڈالنا (ایوب ۲: ۱۲؛ مکاشفہ ۱۸: ۱۹)، پشیمانی ظاہر کرنے کے لئے (یشوع ۷: ۶)۔ انسان کی عاجزی اور خاکساری (اس لفظ پر غور کیجئے) اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ خاک سے بنایا گیا ہے (پیدائش ۲: ۷؛ ایوب ۴: ۱۹؛ زبور ۱۰۳: ۱۴) اور وہ خاک میں واپس جاتا ہے (پیدائش ۳: ۱۹؛ ایوب ۷: ۱۶)۔ سانپ کی سزا یہ تھی کہ وہ عمر بھر خاک چاٹے گا (پیدائش ۳: ۱۴)۔ پاؤں کی گرد جھاڑنا اس بات کی علامت ہے کہ عدالت قریب ہے اور کہ یہ گرد گواہ ہے (متی ۱۰: ۱۴، ۱۵؛ اعمال ۱۳: ۵۱)۔

خالی کرنا :۔ فلپیوں ۲: ۷۔ دیکھئے کینوسس۔

خاندان۔ گھرانا۔ کُنبہ :۔ (بائبل کے اردو ترجمے میں خاندان ۱۰۰ سے زائد مرتبہ گھرانا ۲۰۰ سے زائد مرتبہ اور کنبہ صرف ۵ مرتبہ استعمال ہوا ہے)۔

۱۔ پُرانے عہد نامہ میں

عبرانی میں ہمارے موجودہ تصوّر کے مطابق خاندان کے لئے ایسا کوئی لفظ نہیں جو اس مفہوم کو پورے طور پر ادا کرے۔ ہمارا تصوّر مغرب سے متاثر ہے جس کے مطابق ایک خاندان (انگریزی family؛ لاطینی = familia) باپ، ماں اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں عبرانیوں کی طرح زیادہ تر مشترک خاندانی طریقۂ زندگی رائج رہا ہے۔ موجودہ مفہوم کے قریب تر لفظ بیت (= گھر) ہے جو چند لوگوں کے اجتماع کو بیان کرتا تھا اور پھر غالباً اُن کی جائے رہائش کے معنوں میں تبدیل ہو گیا (۱۔ تواریخ ۱۳: ۱۴؛ گھرانا، گھر؛ ۲۔ تواریخ ۳۵: ۵، ۱۲۔ آبائی خاندان؛ زبور ۶۸: ۶ ۔ خاندان۔ عبرانی میں ان سب کے لئے لفظ بیت ہی استع[مال ہوتا] ہے)۔ بائبل میں لفظ بیت نہ صرف اُن کے لئے استعمال ہوا جو ایک چھت کے تلے رہتے ہیں (خروج ۱۲: ۴) بلکہ کسی بڑے گروہ کے لئے بھی، مثلاً یسعیاہ ۵: ۷، میں بنی اسرائیل کا گھرانا، جس میں تمام قوم شامل تھی۔ شاید موجودہ محدود خاندان کے تصوّر کے لئے بیت آب (= باپ کا گھر۔ پیدائش ۲۸: ۲۱؛ قضاۃ ۱۴: ۱۵) قریب تر ہے۔ جس لفظ کا عام طور پر ترجمہ گھرانا کیا گیا ہے وہ **مشپاخہ** ہے، جس کے معنی گھرانے کی بہ نسبت قبیلے کے زیادہ قریب ہیں، مثلاً "بنی دان کے گھرانے کے چھ سو مرد" (قضاۃ ۱۸: ۱۱)۔

یہ فرق اور زیادہ نمایاں ہو جائے گا اگر ہم ان اصطلاحات کو یشوع ۷: ۱۶۔ ۱۸ کے بیان میں پڑھیں جہاں بنی اسرائیل عی شہر کو فتح نہ کر سکے کیونکہ اُن میں سے کسی نے مخصوص چیزوں میں سے کچھ چوری کر کے اپنے لئے رکھ لیا تھا۔ تفتیش پوری قوم سے شروع ہوئی اور یہوداہ کا قبیلہ (عبرانی = شبط = عصا) پکڑا گیا۔ اس قبیلے میں سے زارح کا خاندان (عبرانی = **مشپاخہ**) پکڑا گیا۔ پھر اس خاندان میں سے زبدی کا گھرانا (عبرانی = بیت) پکڑا گیا، جس کا فرد عکن تھا۔ یاد رہے کہ عکن شادی شدہ شخص تھا اور اُس کے اپنے بچے بھی تھے (یشوع ۷: ۲۴) تو بھی وہ اپنے دادا زبدی کے گھرانے (= بیت) کا کہلاتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھرانے کی اصطلاح سے کیا مراد ہے۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے ہم ہر قبیلے کو ایک مخروط تصوّر کر سکتے ہیں جس کی چوٹی خاندان کی ابتدا کرنے والا ہے۔ اُس کے نیچے اُس کے بیٹے اور پھر بیٹوں کے بیٹے ہوتے ہیں۔ مخروط کے پیندے پر سب وہ افراد ہیں جو زندہ ہیں اور اکٹھے رہتے ہیں۔ قبیلے کے لئے عبرانی لفظ پُر معنی ہے۔ شبط سے مراد عصا ہے جو اختیار کی علامت ہے۔ قبیلے کا سردار با اختیار تھا اور اُسی سے قبیلہ نامزد ہوتا ہے۔ اس کے بعد مشپاخہ (خاندان) اور پھر بیت (گھرانا) آتا ہے۔

۱۔ شادی میں ساتھی کا چناؤ

بعض قریبی رشتے داروں میں شادی ممنوع تھی۔ ان میں قریبی خُون کے رشتے دار اور وہ جو شادی کے باعث رشتے دار بنے تھے شامل تھے (احبار ۱۸: ۶۔ ۱۸؛ استثنا ۲۷: ۲۰۔ ۲۳)۔ ان کے علاوہ رشتے داروں میں شادی کو ترجیح دی جاتی تھی۔ مثلاً اضحاق کی شادی ربقہ سے ہوئی (پیدائش ۲۴: ۴) اور یعقوب کی راخل اور لیاہ سے (پیدائش ۲۸: ۲؛ ۲۹: ۱۹)۔ سمسون کے باپ منوحہ کی بھی یہی خواہش تھی کہ اُس کا بیٹا اپنوں سے شادی کرے (قضاۃ ۱۴: ۳)۔ تاہم غیر قوم لوگوں سے بھی شادی کی جاتی تھی مثلاً حتی سے (پیدائش ۲۶: ۳۴)، مصری سے (پیدائش ۴۱: ۴۵)، مدیانی سے (خروج ۲: ۲۱)، موآبی سے (روت ۱: ۴) اور صیدانی سے (۱۔ سلاطین ۱۶: ۳۱)۔

ساتھی کے انتخاب کا ایک خصوصی طریقہ کسی کے بھائی کے بے اولاد مر جانے پر اختیار کیا جاتا تھا۔ مرحوم کے بھائی کو خواہ دیور ہو یا جیٹھ بھابی سے شادی کرنی ہوتی تھی اور پہلا بچہ بھائی کا نام قائم رکھنے کے لئے اُسی کا کہلاتا تھا (دیکھئے پیدائش ۳۸: ۸-۱۱ اور استثنا ۲۵: ۵-۱۰۔ نیز دیکھئے شادی)۔

ب - ساتھی کا انتخاب کرنے کے طریقے

ساتھی کا چناؤ اور شادی کا انتظام زیادہ تر جوڑے کے والدین کرتے تھے۔ سمسون کے معاملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ اُس نے ساتھی خود چُن لیا تھا تو بھی وہ اپنے والدین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ شادی کا انتظام کریں (قضاۃ ۱۴: ۲)۔ عام طور پر لڑکی کے لئے لڑکے والے یا لڑکا ایک رقم ادا کرتا تھا (عبرانی میں اسے موہر کہتے ہیں۔ قب عربی مہر۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۳)۔ بعض مغربی علماء نے اسے دُلہن کی قیمت کہا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ یہ رقم لڑکی کے باپ کو اُس کے اس نقصان کے بدلے دی جاتی جو وہ ایک کارندے کی کمی کی وجہ سے اُٹھاتا تھا۔ نقدی کی بجائے خدمت بھی منظور کی جاتی تھی جیسے یعقوب نے چودہ سال اپنے خُسر کی خدمت کی تاکہ اُس کی بیٹیوں سے شادی کر سکے (پیدائش ۲۹: ۱۸؛ ۲۹: ۲۷)۔ لیکن بعد میں بادشاہوں کے زمانہ میں یہ طریقہ عام نہیں تھا۔ ایک اور غیر معمولی اور غیر مسلمہ طریقہ جنگ میں اسیر کی ہوئی عورتوں سے شادی کا تھا جس کی مثال قضاۃ باب ۲۱ میں ملتی ہے (نیز دیکھئے استثنا ۲۱: ۱۰-۱۴)۔ اگر کوئی مرد کسی لڑکی کو ورغلاتا اور اُس سے ہمبستر ہوتا تو پھسلانے والے لڑکے کو لڑکی سے شادی کرنی پڑتی (خروج ۲۲: ۱۶؛ قب پیدائش ۳۴: ۱-۴)۔

ج - جائے رہائش

بنی اسرائیل میں لڑکی شادی کے بعد اپنا گھر چھوڑ کر اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی۔ آبائے قوم کے زمانہ میں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کے فرقے میں رہتی تھی یعنی اُس خاندان (مشپاخہ) یا گھرانے (بیت) میں رہائش اختیار کرتی تھی جہاں اُس کے شوہر کا باپ اور بھائی بھی رہتے تھے۔ سلطنت کے زمانہ میں غالباً لڑکا باپ کا گھر چھوڑ کر اپنا الگ بیت قائم کرتا تھا۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے جو گھر منظرِ عام پر آئے ہیں وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ چھوٹے تھے اور بڑے مشترک خاندان کے لئے ناکافی تھے۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ خانہ دامادی کا بھی سلسلہ رائج تھا، یعنی آدمی سسرال میں جا کر رہتا تھا اکثر تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ یعقوب، جدعون (قضاۃ ۸: ۳۱؛ ۹: ۱-۲) اور سمسون کے سلسلے میں کہا جاتا ہے۔ لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

یعقوب صرف اُس وقت تک لابن کے گھر (بیت) میں رہا جب تک وہ اپنی بیویوں کے "موہر" کے بدلے خدمت کر رہا تھا۔ اور لابن کی خفگی اُس کے جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس کے جانے کے طریقے کی وجہ سے تھی، یعنی کہ وہ چوری بھاگا تھا (پیدائش ۳۱: ۲۶)۔ جدعون اُس عورت کے ساتھ نہیں رہتا تھا۔ حقیقت میں وہ اُس کی بیوی نہیں بلکہ صرف ★ حرم تھی (قضاۃ ۸: ۳۱)۔ سمسون اور تمنت کی عورت کا بھی یہی حال تھا۔ سمسون وقتاً فوقتاً ہی اسکے پاس جاتا تھا۔

د - کثیر الازواجی - ساتھیوں کی تعداد

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ابتدا میں خدا چاہتا تھا کہ انسان یک زوجگی کا طریقہ اپنائے۔ لیکن بزرگان کے زمانے سے ہی ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کا رواج شروع ہو گیا۔ شروع میں ابرہام کی ایک ہی بیوی تھی یعنی سارہ لیکن جب اُس سے بچے نہ ہوئے تو اُس نے وقت کے دستور کے مطابق سارہ کی لونڈی ہاجرہ سے اولاد پیدا کی (پیدائش ۱۶: ۱-۲)۔ سارہ کی موت کے بعد اُس نے قطورہ سے شادی کی (پیدائش ۲۵: ۱)۔ اس کے بعد کے زمانے میں مردوں نے ایک سے زیادہ بیویاں کیں۔ یعقوب نے دو بیویاں اور اُن کی دو لونڈیاں رکھیں۔ موسوی شریعت میں دو بیویوں کا تصوّر پہلے ہی سے موجود معلوم ہوتا ہے (استثنا ۲۱: ۱۵)۔ اس کے بعد قاضیوں اور بادشاہوں کے زمانے میں اس میں اور ڈھیل پڑ گئی اور صرف اقتصادی مشکل اور مجبوری اس کے راستے میں حائل ہو سکتی تھی۔ یہ حقیقت کہ کثیر الازواجی خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہے اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب انبیاء بنی اسرائیل اور خدا کا رشتہ الہام سے پیش کرتے ہیں تو وہ اسرائیل کو خدا کی واحد اور اکیلی بیوی پیش کرتے ہیں (یسعیاہ ۵۰: ۱؛ ۵۴: ۶، ۷؛ ۶۲: ۴، ۵؛ یرمیاہ ۲: ۲؛ حزقی ایل ۱۶؛ ہوسیع ۲: ۴، ۵)۔

بیویوں اور اُن کی لونڈیوں کے سوا وہ لوگ جو آسودہ حال تھے ★ حرمیں بھی رکھتے تھے۔ اگر باپ چاہتا تو ان کی اولاد کو بھی وہی حق دے سکتا تھا جو اصل بیویوں کے بچّوں کا ہوتا تھا۔

ہ - میاں بیوی

عبرانی میں ایش (آدمی) ایشہ (عورت) شوہر اور بیوی کے لئے بھی استعمال ہوتے تھے۔ شوہر کو بیوی کا مالک (بعل) اور خداوند (ادون) بھی پکارا جاتا تھا، جس سے میاں بیوی کے عملی اور قانونی تعلق پر روشنی پڑتی ہے۔ شادی سے پہلے عورت اپنے باپ کے تابع ہوتی تھی۔ شادی کے بعد وہ اپنے شوہر کے حکم پر چلتی تھی اور باپ اور شوہر دونوں کے لئے وہ ایک اثاثہ تھی۔ آدمی عورت کو طلاق دے سکتا تھا۔ لیکن غالباً عورت ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اُس کی جائداد کی بھی وہ وارث نہیں بن سکتی تھی، جو اُس کے بیٹوں کو ملتی تھی۔ اُسے اپنی سوکنوں کے ساتھ رہنا بھی پڑتا تھا۔ تاہم دیکھئے

میں آیا ہے کہ ان تعلقات میں عورت کی شخصیّت اور لیاقت کے
باعث کافی تبدیلی آ سکتی تھی اور کئی عورتوں نے اپنی زندگی میں اپنے
کردار کی پختگی اور محنت کی وجہ سے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔
ان کی مثال دبورہ (قضاۃ ابواب ۴، ۵)، عتلیاہ (۲-سلاطین ۱۱)،
خلدہ (۲-سلاطین ۲۲: ۱۴ مابعد) اور آستر کی زندگی میں ملتی ہے۔

بیوی کا اوّلین فرض بچوں کی پیدائش اور پرورش تھا۔ دیگر گھر
کے کام مثلاً کھانا پکانا وغیرہ اور ضرورت کے وقت کھیت کے کام میں
ہاتھ بٹانا بھی ضروری تھا۔ وفاداری میاں بیوی دونوں کے لئے اشد
ضروری تھی۔ شریعت میں زنا کی سزا بہت سخت مقرر کی گئی تھی۔ چونکہ
عورت کا اولین فرض اور کام بچے پیدا کرنا تھا اسی لئے ★ بانجھ پن
عورت کیلئے شرمندگی کا باعث بنا۔

و۔ والدین اور بچے

چار لفظ ایسے ہیں جو تقریباً سب سامی زبانوں میں ملتے جُلتے
ہیں: آب (باپ)، ایم (ماں)، بین (بیٹا) اور بت (بیٹی
عربی بنت)۔ یہ پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں اس قدر استعمال
ہوتے تھے کہ یہ گرامر کے قواعد سے بھی مستثنیٰ ہو گئے اور ان کی گردان
بے قاعدہ ہو گئی۔ میاں بیوی کی سب سے بڑی خواہش کثرتِ اولاد
ہوتی تھی (زبور ۱۲۷: ۳-۵)۔ وہ خصوصاً یہ چاہتے تھے کہ اُن کے
بیٹے ہوں۔ ★ پہلوٹھا بیٹا ایک اہم مقام رکھتا تھا۔ باپ کی وفات
پر اسے جائداد میں اوروں کی نسبت دُگنا حصّہ ملتا تھا اور وہ خاندان
کا سربراہ بنتا تھا۔ بعض مرتبہ باپ چھوٹے بیٹے پر خاص کرم فرما ہوتا
تھا جیسے یعقوب پہلے یوسف پر اور پھر بنیمین پر ہوا۔ بیٹی کا میراث
میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا تھا۔ وہ میراث میں صرف اس صورت میں
شریک ہو سکتی تھی جب باپ کے ہاں بیٹے نہ ہوں (تاہم دیکھئے ایوب
۴۲: ۱۳-۱۵۔ نیز دیکھئے میراث)۔

نوزی نوشتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم مسوپتامیہ میں
بے اولاد جوڑے کسی بچے کو گود لے لیتے تھے جو اُن کا لے پالک بچہ
بنتا تھا (دیکھئے نوزی اور اثریات)۔ اسی دستور کے مطابق ابرہام
اپنے ایک خانہ زاد کو اپنا وارث بنانے والا تھا (پیدائش ۱۵: ۳)۔ لیکن
اس معاملے کے بارے میں پرانے عہدنامے میں خاص قوانین نظر
سے نہیں گزرتے جو مثالیں ملتی ہیں وہ غیر ملکی ہیں جیسے فرعون کی
بیٹی کا موسیٰ کو لے پالک بنانا (خروج ۲: ۱۰) یا مردکی کا اپنے چچا
کی بیٹی کو پالنا (آستر ۲: ۷، ۱۵)۔ باقی مثالیں ایسی ہیں کہ متبنیٰ شخص
پہلے ہی پالنے والے کی جائداد کا وارث اور اُسی کی نسل سے تھا
جیسے یوسف کے بیٹے یعقوب کی نسل سے تھے (پیدائش ۴۸:
۵، ۱۲) اور نعومی نے اپنی بہو روت کا بچہ پالا (روت ۴: ۱۶، ۱۷۔
نیز دیکھئے لے پالک بنانا)۔ بچپن میں سب بچوں کی نگہداشت
مائیں کرتی تھیں لیکن جب بیٹے بڑے ہوتے تھے تو وہ باپ کا ہاتھ
بٹاتے تھے۔ اس طرح باپ اُن کی تعلیم اور تربیت میں حصّہ لیتا تھا۔
ماں بیٹیوں کی تعلیم اور تربیت کی ذمہ دار ہوتی تھی (دیکھئے تعلیم و تربیت)۔
بچوں کی نگاہ میں ماں کی اتنی ہی قدر و منزلت ہوتی تھی جتنی کہ باپ کی۔ یہ
پانچویں حکم سے صاف ظاہر ہوتا ہے (خروج ۲۰: ۱۲)۔

ز۔ دیگر رشتے دار

نہ صرف ایک ہی ماں باپ کے بچے ایک دوسرے کو بھائی
(آخ) اور بہن (آخوت) پکارتے تھے بلکہ سوتیلے بھائی بہن بھی ایک
دوسرے کو بھائی بہن ہی کہتے تھے اور اُن کا آپس میں جنسی تعلق اور
شادی ممنوع تھی (احبار ۱۸: ۹، ۱۱؛ استثنا ۲۷: ۲۲)۔ چاچے، تائے
اور ماموں، چاچی، تائی اور پھوپھی کا بچوں سے خاص لگاؤ ہوتا تھا۔
خصوصاً لڑکے کے لئے ماموں اور لڑکی کے لئے پھوپھی خاص مقام
رکھتے تھے۔ عبرانی لوگ ہم سے بھی بڑھ کر ہر رشتے کے لئے مخصوص لفظ
استعمال کرتے تھے۔ مثلاً خام اور خاموت لڑکی کے خسر اور ساس
کے لئے۔ اور خوتین اور خوتنت آدمی کے خسر اور ساس کیلئے۔

ح۔ خاندان میں اتحاد اور یگانگت

بزرگوں کے زمانہ میں خاندان میں اتحاد اور یگانگت دو وجوہات
کی بنا پر مضبوط تھی۔ پہلی یہ کہ سب ایک ہی کُنبہ سے تھے۔ دوسری یہ
کہ وہ سب ایک ہی جگہ رہائش پذیر تھے اور سب ایک ہی قانون
اور دستور کو مانتے تھے۔ یہ رشتہ کنعان میں آباد ہونے کے بعد کچھ
کمزور پڑ گیا۔ تاہم پرانے عہدنامے کے سارے زمانے میں اس کی
اہمیت قائم رہی۔ مشترکہ مفاد کی وجہ سے گھرانے، خاندان اور قبیلے
اپنے سربراہوں کے تحت اتحاد اور یگانگت میں بندھے
ہوئے تھے۔ اس اتحاد کا ایک احسن نتیجہ یہ تھا کہ ہر فرد اپنی جماعت
کے تمام افراد کے لئے تحفظ اور ضروری امداد مہیا کرتا تھا۔ اس
کی ایک نمایاں مثال ★ قرابتی کا حق تھی (عبرانی۔ گوئیل۔
روت ۲: ۲۰)۔ اس کے مطابق رشتے دار کی بیوی سے شادی کرنا
(روت ۳: ۱۲؛ ۴ب) اور اُس رشتے دار کو فدیہ دے کر غلامی سے
چھڑانا جس نے قرض ادا کرنے کے لئے اپنے کو غلامی میں بیچ دیا ہو
قرابتی کا فرض بن گیا تھا۔

۲۔ نئے عہدنامہ میں

یونانی کے تین یا چار لفظوں کا ترجمہ اُردو میں خاندان، گھرانا
اور کنبہ کیا گیا ہے syngeneia کا ترجمہ ہر جگہ کنبہ کیا گیا ہے (اعمال
۷: ۳، ۱۴؛ لوقا ۱: ۶۱)۔ لفظ patria یونانی نئے عہدنامہ میں تین
مرتبہ آتا ہے اور اس کا ترجمہ ایک مرتبہ اولاد (لوقا ۲: ۴)، ایک مرتبہ
گھرانا (اعمال ۳: ۲۵) اور ایک مرتبہ خاندان (افسیوں ۳: ۱۵ -
ملاحظہ ہو پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ) ہوا۔ اعمال ۴: ۶ میں

genos کا ترجمہ گھرانا کیا گیا ہے، جبکہ باقی جگہ نسل (اعمال ۱۷: ۲۸ وغیرہ)، قوم (مرقس ۷: ۲۶؛ گلتیوں ۱: ۱۴) اور پیدائش (اعمال ۴: ۳۶؛ ۱۸: ۲، ۲۴) ہے۔

oikia اور oikos کا ترجمہ گھرانا کیا گیا ہے اور یہ سب سے عام لفظ ہے۔ یہ اُردو کے نئے عہدنامے میں ۲۵ مرتبہ آتا ہے۔ خاندان صرف تین مرتبہ (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۶؛ ۱۶: ۱۵۔ یہاں یہ oikos کا ترجمہ ہے اور افسیوں ۳: ۱۵ میں patria کا)۔

اس لفظی جائزے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام کو ترجمہ کرنے والوں کی مشکلات سے روشناس کرایا جائے۔ اعمال ۳: ۲۵ میں ترجمہ گھرانا ہے لیکن پرانے عہدنامہ میں جہاں یہ وعدہ پہلی مرتبہ کیا گیا تھا لفظ قبیلہ ہے (پیدائش ۱۲: ۳) اور جب اس وعدے کا اعادہ کیا گیا (پیدائش ۱۸: ۱۸) تو لفظ قوم استعمال ہوا۔ اس سے یہ حقیقت منظر عام پر آتی ہے کہ نئے عہدنامہ میں بھی پرانے عہدنامہ کی طرح خاندان کا تصوّر غیر واضح تھا۔ خاندان کے تصوّر کا مرکزی خیال "باپ" تھا۔ جیسے ہم نے اُوپر دیکھا ہے لفظ patria کے لئے اُردو میں تین مختلف الفاظ استعمال ہوئے۔ patria کا ماخذ باپ pater ہے۔ قبیلہ، خاندان کی بڑی اکائی ہے یعنی ایک ہی دادا پردادا کی اولاد۔ خاندان کا تصور اتنا وسیع کیا جاسکتا تھا کہ اس میں تمام عالم سمیٹا جاسکتا تھا۔ اس خیال کو مدِّنظر رکھتے ہوئے پولس رسول لکھتا ہے کہ "اس سبب سے میں اُس باپ (پتیر) کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان (پتریا) نامزد ہے" (افسیوں ۳: ۱۴)۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر خاندان، گھرانے (پتریا) کی پشت پر ایک باپ (پتیر) ہے۔ اسی طرح عالمگیر سطح پر خدا باپ دنیا کا مبداء ہے جس کے ماتحت دنیا کا سارا نظام چل رہا ہے۔ اس حوالے میں پولس رسول غیر قوموں سے مخاطب ہے۔ دیگر جگہ خاندان کا تصوّر اہلِ ایمان تک محدود ہے (افسیوں ۲: ۱۹) لیکن یہاں پولس خدا کو ربّ المومنین کی بجائے ربّ العالمین پکارتا ہے۔

لفظ گھرانا اُن حوالوں میں جہاں اس سے خاندان مُراد نہیں اُس معاشرے کی ایک جہتی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو پہلی صدی عیسوی میں رومی، یونانی اور یہودی دنیا میں ہر جگہ نظر آتی تھی۔ اس میں نہ صرف خداوند (متی ۲۵: ۱۱) یا مالک (لوقا ۱۳: ۲۵؛ متی ۱۸: ۲۵) یا خاندان کا سربراہ یعنی باپ اور بیوی بچے اور غلام شامل تھے بلکہ باقی سب لوگ بھی جو اس خاندان کے تابع تھے، مثلاً ملازم اور دوسرے اشخاص جو باہمی مفاد کی خاطر رضاکارانہ طور پر گھرانے میں شامل ہو جاتے تھے (دیکھئے قیصر کے گھر والے)۔ اناجیل اربعہ گھرانے اور اس کے متعلق بہت سی معلومات فراہم کرتی ہیں (مثلاً متی ۲۱: ۳۳ مابعد)۔

ابتدائی کلیسیا کی ترقی اور استواری میں گھر اور گھرانے کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پہلے ہی یہودیوں کے ہاں گھر مذہبی رسوم مثلاً عیدِ فسح کا کھانا، ہفتہ وار مُقدّس عشائیہ اور عبادت اور تعلیم کا مرکز تھا۔ لوقا لکھتا ہے کہ مسیحی "گھروں میں روٹی توڑ کر خوشی اور سادہ دلی سے کھانا کھایا کرتے تھے" (اعمال ۲: ۴۶۔ کیتھولک ترجمہ میں "گھر گھر روٹی توڑتے" ہے۔ کچھ پیپرس کے نوشتے دستیاب ہوئے ہیں جن میں یہ فقرہ kat oikon موجود ہے اور سیاق و سباق سے اس کا مطلب گھر گھر ہوتا ہے)۔

یونانی شہروں میں بھی کلیسیا کے قیام میں گھرانے کا کردار بہت اہم ہے۔ پہلے غیر قوم لوگ جو کلیسیا میں شامل ہوئے وہ قیصریہ میں کرنیلیس اور اُس کے رشتہ دار اور دلی دوست تھے (اعمال ۱۰: ۲۴)۔ جب پولس رسول نے یورپ میں قدم رکھا تو فلپی کے مقام پر لُدیہ اور اُس کے گھرانے نے بپتسمہ لیا (اعمال ۱۶: ۱۵)۔ اسی طرح قید خانے کا داروغہ اور اس کے پورے خاندان (۱۶: ۳۱-۳۴) نے بپتسمہ لیا۔ ستفنس کا خاندان اخیہ کا پہلا پھل تھا (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۵)۔ غالباً اس خاندان میں عبادت خانہ کا سردار کرسپس اور اُس کا گھرانا (اعمال ۱۸: ۸) اور مہمان نواز گیس (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۴-۱۶؛ رومیوں ۱۶: ۲۳) شامل تھے جن کو پولس نے بپتسمہ دیا۔

بہت سے اور گھرانوں کا بھی ذکر ہے۔ اکولہ اور پرسکہ (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۹) جو پہلے افسس میں مقیم تھے اور پھر غالباً روم میں رہائش اختیار کر لی (رومیوں ۱۶: ۵)، افسس میں انیسفرس کا گھرانا (۲-تیمتھیس ۱: ۱۶؛ ۴: ۱۹۔ آخری حوالے میں خاندان ہے)، فلیمون کے گھر کی کلیسیا جو کلسے میں تھی (فلیمون ۱: ۲) اور لودیکیہ میں نمفاس اور اُس کے گھر کی کلیسیا (کلسیوں ۴: ۱۵)۔

یروشلیم کی کلیسیا میں گھروں میں تعلیم دی جاتی تھی (اعمال ۵: ۴۲)۔ پولس رسول کا بھی یہی دستور العمل تھا (اعمال ۲۰: ۲۰) کہ وہ گھر گھر تعلیم دینے سے نہ جھجکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کے لئے ایک باقاعدہ سوال اور جواب نامہ رائج تھا جس میں ایک مسیحی گھرانے کے فرائض درج تھے۔ اس میں بیویوں، شوہروں، بچوں، والدین، غلاموں، نوکروں اور مالکوں کے لئے ہدایت تھی (دیکھئے کلسیوں ۳: ۱۸ تا ۴: ۱؛ افسیوں ۵: ۲۲ تا ۶: ۹؛ ۱-پطرس ۲: ۱۸ تا ۳: ۷)۔

اُوپر مختلف گھروں میں کلیسیا کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً اکولہ اور پرسکہ کے گھر میں کلیسیا (رومیوں ۱۶: ۵؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۹)، اسی طرح اور گھروں کا ذکر ہے۔ اس کی دو تشریحیں ممکن ہیں - ۱- اُن کا گھرانا ایک کلیسیا تصوّر کی جاتی تھی (دیکھئے کلیسیا) یا - ۲- آس پاس کے سبب

مسیحی ایک گھرانے کی مہمان نوازی کی بدولت ایک جگہ اکٹھے ہو کر عبادت کرتے تھے۔ جب گیُس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ ساری کلیسیا کا مہمان دار ہے (رومیوں ۱۶: ۲۳) تو رومہ میں دیگر گھروالی کلیسیاؤں کا وجود بھی فرض کیا جا سکتا ہے۔ خاص موقعوں پر، جیسے عشائے ربّانی کے لئے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۱۸-۲۲) شائد وہ سب بطور "ایک کلیسیا" اکٹھے ہوتے تھے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ عشائے ربّانی اور بپتسمہ کی رسمیں بعض دفعہ گھرانوں میں ہی ادا کی جاتی تھیں۔ اسی طرح بیوی اور بچوں کو تعلیم بھی (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۵، افسیوں ۶: ۴) گھر ہی میں دی جاتی تھی۔ نگہبانوں (بشپوں) اور خادموں (ڈیکنوں) کا چناؤ بھی اُنہی گھروں کے سربراہوں میں سے ہوتا تھا جو اسی معیار پر پورے اُترتے تھے جس کی ایک مسیحی خاندان سے توقع تھی (۱-تیمتھیس ۳: ۲-۷، ۱۲)۔

اس میں حیرانی کی کوئی وجہ نہیں کہ کلیسیا کو خدا کا گھرانا سمجھا جائے (افسیوں ۲: ۱۹)۔ اس آیت کے استعارے میں خاندان اور مُقدّس ریاست کا تصوّر موجود ہے۔ لفظ ہم وطن sympolites یونانی شہری ریاست سے متعلق ہے) یا "مومنوں کا گھرانا" (اردو ترجمہ میں اہلِ ایمان ہے۔ گلتیوں ۶: ۱۰)۔ ایمانداروں کو لے پالک بیٹے (رومیوں ۸: ۱۵-۱۷) یا مختار پکارنا (۱-کرنتھیوں ۹: ۱۷؛ ۱-پطرس ۴: ۱۰) اسی گھرانے کے تصوّر کی تائید ہے۔ پولس رسول اپنے آپ کو خداوند یسوع مسیح کا غلام اور خادم سمجھتا ہے، ایک مختار جسے ایک خاص خدمت پر مقرر کیا گیا ہے (رومیوں ۱: ۱- بندہ؛ ۱-کرنتھیوں ۴: ۱- خادم اور مختار)۔

اسی قسم کی ایک اور تصویر عبرانیوں کے خط کا مصنف پیش کرتا ہے۔ اُس کے مطابق موسیٰ خدا کے گھر میں ایک اچھے خادم کی طرح دیانتدار مختار ثابت ہوا۔ اب اُسی طرح مسیح بیٹے کی طرح خدا کے گھر میں مختار ہے (قب گلتیوں ۳: ۲۳ تا ۴: ۷)۔ "اس کا گھر ہم ہیں بشرطیکہ اپنی دلیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبوطی سے قائم رکھیں" (عبرانیوں ۳: ۱-۶)۔

خاوند:- شوہر۔ لفظ خاوند بائبل کے اردو ترجمہ میں صرف دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ باقی جگہ شوہر ہے (قضاۃ ۱۹: ۲۶؛ یسعیاہ ۶۲: ۴)۔ دیکھئے شوہر۔

ختنہ:- مردانہ عضوِ تناسل کی سامنے کی کھال کاٹنا۔ یہ رسم دُنیا کے مختلف خطّوں میں متعدد قوموں میں رائج تھی اور اب بھی ہے۔ قدیم زمانہ میں مغربی سامی قوموں میں یعنی عبرانیوں، عربوں، موآبیوں، عمونیوں، ادومیوں اور مصریوں میں اس کا رواج تھا، لیکن بابلیوں، اسوریوں، کنعانیوں اور فلستیوں میں نہیں۔ ختنہ کی ابتدا اور اصل اہمیّت کے متعلق مختلف خیال ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اوّل اوّل ایک مذہبی رسم تھی۔

عبرانیوں میں اس رسم کا اجرا خدا نے اپنے اور ابرہام کے درمیان بطور ایک عہد اُس کے مصر جانے کے تھوڑے عرصے بعد کیا تھا۔ خدا نے ابرہام، اُس کی اولاد، غلاموں اور ہر اُس شخص کو جو عبرانی قوم میں داخل ہو جائے ختنہ کرانے کا حکم دیا (پیدائش ۱۷: ۱۲)۔ ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ دن کا ہو جائے ختنہ کرانے کا حکم تھا۔ شروع میں ختنہ خود باپ کیا کرتا تھا لیکن بعض اوقات عورت بھی ختنہ کر سکتی تھی (خروج ۴: ۲۵)۔ بعد ازاں کسی عبرانی جرّاح کو بلایا جانے لگا۔ اس موقع پر بچّے کا نام رکھا جاتا تھا۔ آج کل یہ رسم ماں باپ کے گھر میں یا عبادت خانہ میں ادا کی جاتی ہے۔ قدیم زمانہ میں چقماق یا شیشے کے چاقو استعمال کئے جاتے تھے۔

ختنہ کے ذریعہ جو عہد باندھا گیا اس کی شرائط یہ تھیں کہ خدا ابرہام اور اُس کی اولاد کا خدا ہوگا اور وہ صرف اُس کی ہی پرستش اور تابع فرمانی کیا کریں گے۔ اس رسم کے ذریعہ ایک شخص عہدی لوگوں کی رفاقت میں شامل ہو جاتا تھا اور جو وعدے خدا نے بطور قوم اُن کے ساتھ کئے ان میں حصّے دار بن جاتا تھا۔ ختنہ، بنی اسرائیل کو خدا کے وعدے اور اُن پر جو فرائض عائد ہوتے تھے یاد دلاتا تھا۔ انبیاء انہیں اکثر یاد دلاتے رہتے تھے کہ اس خارجی رسم کی اہمیّت صرف اُس وقت ہی ہے جب کہ اِس کے ساتھ "دل کا ختنہ" بھی ہو (استثنا ۳۰: ۶؛ احبار ۲۶: ۴۱؛ حزقی ایل ۴۴: ۷؛ یرمیاہ ۹: ۲۵، ۲۶)۔ یرمیاہ نبی کہتا ہے کہ اس کے لوگ بے دینوں سے ہرگز بہتر نہیں کیونکہ ان کے دل کا ختنہ نہیں ہوا۔ پولس رسول اس ظاہری ختنہ کے لئے جو روحانی تبدیلی نہیں لاتا، لفظ کٹوانا استعمال کرتا ہے کلیسیا کی ابتدائی تاریخ میں یہودی مائل مسیحی، جب کوئی غیر یہودی مسیحیت قبول کرتا اور کلیسیا میں شامل ہوتا تو اُسے ختنہ کے لئے مجبور کرتے تھے جب کہ پولس رسول کا کہنا یہ تھا کہ مسیح تمام یہودی رسوم کا انجام ہے۔ رسولوں کی کونسل نے اس مسئلہ پر یہودی مائل مسیحیوں کے دعوے کے خلاف فیصلہ دیا (اعمال باب ۱۵)۔

خچر:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۷

خُدا:- دیکھئے خدا کے نام

خداپرستی:- دیکھئے دینداری۔

خداترس:- خدا سے ڈرنے والا۔ دیکھئے ترسا۔

خُداتعالےٰ:- دیکھئے خدا کے نام۔

خُدا کا برّہ:- یہ لقب یوحنّا بپتسمہ دینے والے نے خداوند مسیح کو دیا (یوحنّا ۱: ۲۹، ۳۶)۔ یہ ایک پُرمعنی

مسیحی اصطلاح ہے۔ یہ مختلف حقائق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

خداوند مسیح کو خدا نے دنیا کی قربانی کے لئے مہیّا کیا (پیدائش ۲۲: ۸)۔ اُنہیں خدا کے حضور پیش کیا گیا (دیکھئے برّہ)۔ وہ لوگوں کے گناہوں کے لئے ستائے گئے (یسعیاہ ۵۳: ۷)۔ وہ فسح کی قربانی کی شرط پوری کرتے ہیں کہ اُس کی کوئی ہڈی توڑی نہ جائے (خروج ۱۲: ۴۶؛ یوحنا ۱۹: ۳۶)۔ اپنی قربانی کی موت اور شیطان پر فتح سے (مکاشفہ ۵: ۶، ۱۲؛ ۱۱: ۷؛ ۱۴ وغیرہ) وہ دنیا کے گناہ اُٹھا لے جاتے ہیں (یوحنا ۱: ۲۹)۔

خُدا کا بیٹا:- پُرانے عہدنامہ میں یہ اصطلاح اُن کے لئے استعمال ہوتی ہے جن کا خدا سے خاص رشتہ ہے۔ بعض حوالوں میں اس سے فرشتے مراد ہیں مثلاً ایوب ۳۸: ۷ "خدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے"۔ ہوسیع ۱۱: ۱ میں بنی اسرائیل کو بیٹا پکارا گیا ہے (قب متّی ۲: ۱۵)۔ خداوند مسیح نے یہ نام بہت مرتبہ استعمال نہیں کیا بلکہ اس پر ایک اور نام کو جو خاص اہمیت رکھتا ہے ترجیح دی یعنی ابن آدم کے لقب کو (دیکھئے ابنِ آدم)۔ لیکن اُنہوں نے بار ہا خدا کو باپ کہہ کر پکارا اور جب لوگوں نے اصرار کرکے پوچھا کہ کیا وہ خدا کے بیٹے ہیں تو اپنے اس حق کا پُر زور تحفظ کیا (یوحنا ۱۰: ۳۴-۳۶)۔ مسیح کا خدا کو باپ پکارنا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ خدا سے ایک خاص رشتہ اور تعلق رکھتے تھے۔ یہ بات اُن حوالوں سے واضح ہو جاتی ہے جہاں وہ اپنی دعا میں خدا سے مخاطب ہوتے ہیں (مثلاً متّی ۱۱: ۲۵-۲۷)۔

لیکن شاگردوں پر اس اہم اصطلاح کا پورا مفہوم خداوند مسیح کے جی اُٹھنے پر ہی صاف عیاں ہُوا۔ پولس رسول نے مسیح پر ایمان لانے کے بعد اعلان کیا کہ مسیح واقعی خدا کے بیٹے ہیں (اعمال ۹: ۲۰)۔ ایماندار رفتہ رفتہ جاننے لگے کہ بیٹے کا باپ سے ایک ازلی، ابدی تعلق ہے۔ یہ تعلق خداوند مسیح کے بپتسمہ کے وقت جب آسمان سے آواز آئی کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے" (متّی ۳: ۱۷)۔ خاص طور سے ظاہر ہُوا۔ یوحنّا کی انجیل کے پہلے باب میں ازلی کلمہ کا ذکر ہے جس کے وسیلے سے سب چیزیں پیدا ہوئیں (۱: ۱-۳)۔ یہی کلمہ خدا کا بیٹا ہے جو خدا کی گود میں ہے (۱: ۱۸)۔

عبرانیوں کے خط میں فرشتوں اور بیٹے کے درمیان فرق دکھایا گیا ہے۔ خداوند یسوع میں خدا کی عمیق ترین حقیقت مجسّم ہوئی۔ گویا خدا نے ہمارے درمیان خیمہ ڈالا (دیکھئے یوحنا ۱: ۱۴ میں اے دو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ کوئی جھوٹا دعویٰ نہیں اعلان کیا گیا کہ وہ "مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا" (رومیوں ۱: ۴)۔ پاک کلام میں مختلف اشخاص گواہی دیتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔

قارئین کے مطالعہ کے لئے یہاں کچھ حوالے درج کئے جاتے ہیں: خدا باپ کی گواہی (متّی ۱۷: ۵)؛ خداوند یسوع کی اپنی گواہی (یوحنا ۵: ۲۶)؛ جبرائیل فرشتے کی گواہی (لوقا ۱: ۳۵)؛ یوحنّا رسول کی گواہی (یوحنا ۲۰: ۳۱)؛ پولس رسول کی گواہی (اعمال ۹: ۲۰)؛ شاگردوں کی گواہی (متّی ۱۴: ۳۳)؛ نتن ایل کی گواہی (یوحنا ۱: ۴۹)؛ صوبیدار کی گواہی (مرقس ۱۵: ۳۹)؛ شیاطین کی گواہی (مرقس ۵: ۷)۔

خُدا کا غضب:- دیکھئے خدا کا قہر۔

خُدا کا قہر۔ خدا کا غضب:- کتابِ مُقدّس کی تعلیم کے مطابق خدا پاک اور عادل ہے۔ نیز وہ ایک شخصیت ہے۔ وہ انسان میں اور اُس کے کاموں میں خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ چنانچہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو خدا ناراض ہوتا ہے اور اُس کا قہر بھڑکتا ہے (خروج ۲۲: ۲۴؛ ۲-سلاطین ۲۲: ۱۳۔ غضب: یسعیاہ ۹: ۱۹)۔

انسان کا غصّہ خودغرضی پر مبنی ہے۔ لیکن خدا کا قہر و غضب اس سے مستثنےٰ ہے۔ خدا کا قہر دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ اول گنہگار اپنے اعمال کا صِلہ خدا کے مرتب شدہ کائنات کے قدرتی قوانین کے شکنجے میں آکر اسی زندگی میں پاتا ہے۔ دوم، وہ انسان کو آنے والے غضب سے آگاہ کرتا ہے۔ وہ اُس پر اپنے کلام کے ذریعہ اُس سزا اور جزا کو آشکارہ کرتا ہے جو روزِ حشر میں اس کو ملے گی (رومیوں ۱: ۱۸، ۲۶، ۲۷؛ متّی ۳: ۷)۔ مسیح کے ذریعہ خدا انسان کو آنے والے غضب سے بچانا چاہتا ہے لیکن اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان اس کی نجات کی پیشکش کو قبول کرے (۱-تھسلنیکیوں ۱: ۱۰؛ رومیوں ۲: ۶-۸)۔

خُدا کی اُنگلی:- عبرانی محاورہ میں اس سے خدا کی قدرت مُراد ہے۔ دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل خروج ۸: ۱۹ اور لوقا ۱۱: ۲۰ کا حاشیہ۔ ان آیات میں اس کا ترجمہ خدا کا کلام اور خدا کی قدرت کیا گیا ہے۔

خُدا کی بادشاہی:- خدا کل کائنات کا بادشاہ ہے (زبور ۱۰۳: ۱۹)۔ وہی سب سلطنتوں کا خُدا ہے (یسعیاہ ۳۷: ۱۶)۔ یہودیوں کا ایمان تھا کہ زمین کا کل اختیار خدا اپنے چُنے ہوئے لوگوں کو دے دیگا (دانی ایل ۷: ۱۴، ۱۸)۔

نئے عہدنامہ میں خدا کی بادشاہی کا ذکر اناجیل متوافقہ اور دوسری کتابوں، خاص کر پولس کے خطوط اور مکاشفہ کی کتاب میں آتا ہے۔

متّی رسول کی انجیل میں آسمان کی بادشاہی کا ذکر ہے۔ چونکہ متّی رسول اپنی انجیل یہودیوں کے لئے لکھ رہا تھا اس لئے احتراماً

وہ خدا کے نام کی بجائے آسمان کا لفظ استعمال کرتا ہے ۔ بادشاہی مسیح کی منادی کا مضمون بھی تھا (مرقس ۱ : ۱۵) اور کئی تمثیلیں اسی کے متعلق ہیں (مثلاً متی ۱۳ : ۱۱، ۲۴، ۳۱) ۔ یہ بادشاہی خداوند مسیح کی ذات اور اُن کے اعمال کے طفیل معرضِ وجود میں آتی ہے ۔ وہ شخص جو خداوند مسیح کو اپنا خداوند قبول کرتا اور اُن کے احکام پر عمل کرتا ہے، وہ اس بادشاہی میں شامل ہوتا ہے (متی ۱۲ : ۲۸ ؛ مرقس ۱۰ : ۱۵ ؛ لوقا ۶ : ۲۰ ؛ ۱۷ : ۲۰ الخ) ۔ ایک اور لحاظ سے یہ بادشاہی تاحال مستقبل میں ہے ۔ اگرچہ اب بھی خدا اپنا کام کئے جا رہا ہے، تاہم ایک وقت آئے گا جب سب لوگ اس کی اطاعت کریں گے (متی ۸ : ۱۱ ؛ مرقس ۱۴ : ۲۵ ؛ لوقا ۱۸ : ۲۹، ۳۰) ۔

خدا کی حضوری :- پرانے عہد نامہ میں عبرانی میں جو لفظ حضوری کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہ ہے چہرہ، (پیدائش ۳ : ۸ ؛ ۴ : ۱۶ ؛ خروج ۳۳ : ۱۴ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ) ۔ پرانے عہد نامہ کے دور کے آخر میں یہودی جب خدا کی حضوری کا ذکر کرنا چاہتے تھے تو احتراماً خدا کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ لفظ شکینہ (دیکھئے شکینہ) استعمال کرتے تھے ۔ خدا کی حضوری خداوند کے جلال سے ظاہر ہوتی تھی، جو بادل اور آگ کے ستون سے نمودار ہوتا تھا (خروج ۱۳ : ۲۱ ؛ ۱۴ : ۱۹، ۲۰ ؛ ۴۰ : ۱۶-۳۸ وغیرہ) ۔ مسیح خداوند کی صورت بدلنے کے موقع پر بھی یہ نشان خدا کی حضوری کی علامت تھے (متی ۱۷ : ۲، ۵ ؛ مرقس ۹ : ۳، ۷) ۔

خدا کی صورت :- بائبل مُقدّس میں انسان کے متعلق دو بنیادی سچائیاں بیان کی گئی ہیں ۔ پہلی، اُسے خدا نے پیدا کیا، اور دوسری، خدا نے اُسے اپنی شبیہ یعنی اپنی صورت پر پیدا کیا ۔ خدا نے انسان کو اپنے خاص ارادہ سے پیدا کیا ہے ۔ وہ خدا کی مخلوق ہے اس لئے انسان اور خدا میں خاصیت کے لحاظ سے عظیم فرق پایا جاتا ہے ۔ لیکن جس طرح انسان خدا کی مانند پیدا کیا گیا ہے اُس طرح باقی مخلوقات پیدا نہیں کی گئی ہے ۔ وہ حوالے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا حسبِ ذیل ہیں : پیدائش ۱ : ۲۶، ۲۷ ؛ ۵ : ۱، ۳ ؛ ۹ : ۶ ؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱ : ۷ ؛ افسیوں ۴ : ۲۴ ؛ کلسیوں ۳ : ۱۰ اور یعقوب ۳ : ۹ ۔ اگرچہ زبور ۸ میں "خدا کی صورت پر" کے الفاظ تو نہیں آئے تو بھی اس زبور کو اس فہرست میں شامل کرنا چاہیئے کیونکہ اُس میں انسان کی تخلیق کا بیان شاعرانہ زبان میں کیا گیا ہے ۔ ایک اور حوالہ بھی ہے جس میں اس خیال کو براہِ راست تو نہیں بلکہ ضمناً پیش کیا گیا ہے اور وہ ہے اعمال ۱۷ : ۲۲-۳۱ ۔ پیدائش ۱ : ۲۶-۲۷ میں "شبیہ" اور "صورت" جو دو الفاظ ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں وہ بنیادی طور پر معنوی لحاظ سے مختلف نہیں، بلکہ اس خیال کو تقویت پہنچاتے ہیں کہ انسان خدا کو منعکس کرتا ہے ۔ مزید براں یہ دونوں الفاظ دیگر مقامات پر بھی انہی معنوں میں ادل بدل کر استعمال ہوئے ہیں ۔

پاک کلام میں شبیہ کی نوعیّت کو بیان نہیں کیا گیا ہے اس لئے علماء اس کی تفسیر مختلف صورتوں میں کرتے ہیں ۔ بڑے بڑے نظریات میں سے چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں :

خدا کا جسم ہے اور انسان کا بدن اُسی نمونہ پر ہے ۔ یہ صورت حیوانات پر اختیار رکھنے سے بھی انسان کی اخلاقی فطرت اور اس کے صاحبِ شخصیت ہونے سے بھی ظاہر ہوتی ہے ۔ لیکن خدا کے لئے ہماری طرح کا جسم رکھنا ممکن نہیں کیونکہ خدا رُوح ہے اس لئے اس کا اشارہ اُس کی روحانی خاصیتوں کی طرف ہی ہے ۔ چونکہ بطور حیوانِ ناطق انسان کی ذہنی اور اخلاقی صفات میں خود شعوری اور ارادہ پایا جاتا ہے اس لئے وہ اخلاقی شریعت کی تابع فرمانی کر سکتا ہے ۔ خدا نے اُسے اپنے ساتھ رفاقت رکھنے کے لئے پیدا کیا ۔ انہی تمام باتوں کے باعث یہ ممکن ہؤا کہ وہ حیوانات پر اختیار رکھے ۔ انسان میں خدا کی صورت جو گناہ کے باعث بگڑ گئی تھی اب مسیح کی مخلصی میں بحال ہو جاتی ہے (افسیوں ۴ : ۲۴ ؛ کلسیوں ۳ : ۱۰) ۔

خدا کے بیٹے (فرزند) :-

۱ - پُرانے عہد نامہ میں

۱ - دیوتاؤں کے پایہ کے اشخاص

غالباً "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح کی ابتدا غیر اسرائیلی ہے اور غیر اقوام کے اسطوریات میں پائی جاتی ہے ۔ شائد بنی اسرائیل نے اسے پرانے عہد کے دَور میں کسی حد تک اپنا لیا تھا ۔ پیدائش ۶ : ۱-۲ میں خدا کے بیٹوں (عبرانی = بنی ھاالوھیم) کا انسانوں (عبرانی = ھاآدام) یعنی آدم کی نسل سے مقابلہ کیا گیا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے یہ نظریہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ خدا کے بیٹے کی اصطلاح سیت کی نسل کے لئے استعمال کی گئی ہو (ذیل میں ۳ دیکھئے) ۔ یہ خدا کے بیٹے کون تھے؟ کیا کوئی فوق الفطرت مخلوق یا کیا یہ آدم کی نسل کے علاوہ کوئی اور انسانی نسل تھی؟ ذیل کے حوالوں میں "خدا کے بیٹے" آسمان پر یہوواہ (خداوند) کے حضور میں درباری تھے ۔ انہیں بعض جگہ خدا کے بیٹے اور بعض جگہ خدا کے فرشتے پکارا گیا ہے (ایوب ۱ : ۶ ؛ ۲ : ۱ ؛ ۳۸ : ۷ ۔ آخری حوالے میں پروٹسٹنٹ بیٹے، کیتھولک فرزند، زبور ۲۹ : ۱ ؛ ۸۹ : ۶ ۔ یہاں پروٹسٹنٹ فرشتگان، کیتھولک فرزند) ۔ اس اصطلاح کا مطلب یہوواہ کے بیٹے نہیں بلکہ "دیوتا" یا جبار (عبرانی = نفیلیم) ہے ۔ ہفتادی مترجمین نے ایوب کی کتاب میں

اس کا ترجمہ "خدا کے فرشتے" کیا ہے۔

دانی ایل ۳ : ۲۵ میں مذکور اِلہٰ زادہ کو آیت ۲۸ میں سدرک، میسک اور عبدِ نجو (یعنی یہودیوں) کے خدا کا فرشتہ کہا گیا ہے۔

ب۔ وہ لوگ جنہیں خدا نے انصاف کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

زبور ۸۲ : ۶ میں حق تعالیٰ کے فرزندوں سے (عبرانی - بنی ایلیون۔ دیکھئے خدا کے نام) غالباً بنی اسرائیل کے قاضی مراد ہیں۔ ان کو حق تعالیٰ کے فرزند اس لئے پکارا گیا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرح زندگی اور موت کا فیصلہ سناتے تھے (قب ۲۔ تواریخ ۱۹ : ۶)۔

ج۔ وہ لوگ جو یہوواہ کے ساتھ عہد کی بدولت ایک خاص رشتے میں منسلک تھے۔

خدا کا بیٹا ہونا ایک ★ عہد کا رشتہ ہے۔ ۱۔ یہ تمام اسرائیل کے لئے استعمال ہوا ہے ("اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے" خروج ۴ : ۲۲۔ قب ہوسیع ۱۱ : ۱)۔ ۲۔ پھر یہ بنی اسرائیل کے لئے عمومی طور پر آتا ہے ("تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو" استثنا ۱۴ : ۱؛ قب ہوسیع ۱ : ۱۰۔ لیکن یہودی ادب میں یہ بعد میں واحد کے صیغے میں واحد شخص کے لئے بھی استعمال ہوا مثلاً اپاکرفا میں حکمت ۲ : ۱۸)، ۳۔ نیز یہ داؤد کی نسل سے یہوواہ کے ممسوح بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو ابد تک حکومت کرے گا ("تو میرا بیٹا ہے، آج تو مجھ سے پیدا ہوا" زبور ۲ : ۷)۔ اگرچہ اس کو بیان کرنے کے لئے پیدائش، بچپن، بڑھنے اور ترقی کرنے کے استعاروں سے کبھی کبھی مدد لی گئی ہے تاہم یہ رشتہ نفسانی نہیں یعنی انسانی تولید کے وسیلے سے وجود میں نہیں آیا (ہوسیع ۱۱ : ۱؛ استثنا ۳۲ : ۶؛ یسعیاہ ۶۳ : ۸)۔ توقع کی جاتی تھی کہ عہد کا یہ بیٹا باپ کے کردار کو اپنائے گا۔ لیکن بنیادی طور پر یہ رشتہ عہد کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ استثنا ۱۴ : ۱، ۲ میں اس کی توضیح پائی جاتی ہے۔ اگرچہ شاہِ المسیح کو بنی اسرائیل کی طرح (جس سے وہ بہت ملتا جلتا ہے) "میرا پہلوٹھا" (زبور ۸۹ : ۲۷) اور "مجھ سے پیدا ہوا" (زبور ۲ : ۷) کہا گیا ہے تاہم اس کی ابنیت کا رتبہ خدا کے عہد کا مرہونِ منت ہے (زبور ۸۹ : ۲۸۔ "لاتبدیل عہد"؛ ۲۔ سموئیل ۷ : ۱۴۔ "دائمی عہد")۔ اس عہد کی شرائط ("میں اُس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا" ۲۔ سموئیل ۷ : ۱۴) اُس عہد کے بالکل موافق ہیں جو بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا ("میں اُن کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے" یرمیاہ ۳۱ : ۳۳)۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

پُرانے عہد نامہ کا یہ تین طرح کا استعمال کسی حد تک نئے عہد نامہ میں بھی پایا جاتا ہے۔

ا۔ لوقا ۲۰ : ۳۶

اس آیت میں "قیامت کے فرزند" کا محاورہ عبرانی روزمرّہ کے مطابق اُن لوگوں کے لئے استعمال ہوتا تھا جو اگلے جہاں پہنچ گئے ہوں۔ انہی کو خدا کے فرزند کہا گیا ہے کیونکہ وہ فرشتوں کی طرح خدا کی حضوری میں رہتے ہیں۔ وہ اب دنیا کے فرزند نہیں رہے کیونکہ اب اس دنیا کے قوانین اُن پر لاگو نہیں۔ اس اصطلاح کا استعمال اُس اُمید پر مبنی ہے جس کے مطابق انسان قیامت کے دن جی اُٹھے گا۔

ب۔ یوحنّا ۱۰ : ۳۴ - ۳۶۔

ان آیات میں خداوند مسیح (المسیح) ابنِ خدا ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ وہ زبور ۸۲ : ۶ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر پاک کلام میں اُن لوگوں کو جن کو خدا کا کلام ملا خدا (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اِلٰہ ہے۔ کیتھولک میں خدا۔ اس زبور میں منصفوں یعنی قاضیوں کا ذکر ہے۔ دیکھئے اوپر ۱ ب) کہا گیا ہے، تو وہ شخص جسے خدا نے مُقدّس کر کے دنیا میں بھیجا (اشارہ ان کی اپنی طرف ہے) اور جو خدا کے کام (یعنی انصاف کرنا اور زندگی بخشنا) کرتا ہے اُن سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو سکتا۔ خداوند مسیح یہاں مزید وضاحت نہیں فرماتے۔ وہ اُن کی توجہ صرف اپنے کاموں پر دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں باپ کے کام کرتا ہوں اس لئے میرا یقین کرو "تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں" (آیت ۳۸)۔ پہاڑی وعظ میں اُن لوگوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جو خدا کے کام کرتے ہیں یعنی صلح کراتے اور غیر جانبداری سے انصاف کرتے ہیں وغیرہ (متّی ۵ : ۹، ۴۵؛ لوقا ۶ : ۳۵)۔

ج۔ رومیوں ۹ : ۲ مابعد؛ عبرانیوں ۲ : ۱۰ - ۱۷

رومیوں ۹ : ۴ اور دیگر حوالوں میں اسرائیل کی اجتماعی ابنیت (لے پالک) کی طرف اُس حد تک اشارہ ہے جہاں تک مسیح میں اُس کی تکمیل ہوئی۔ متّی ۲ : ۱۵ میں ہوسیع ۱۱ : ۱ کی پیشینگوئی کو پورا ہوتے دکھایا گیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کا خدا کا بیٹا ہونا وہ محور ہے جس کے گرد اُن کی آزمائش کے واقعات گھومتے ہیں ("اگر تو خدا کا بیٹا ہے")۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس آزمائش کے بیان میں گویا بنی اسرائیل کے بیابان کی ساری زندگی کے تجربے کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ وہ آزمائشیں اور امتحان جو چالیس سال میں اُن کے تجربے سے گزرے وہ یسوع کی تین آزمائشوں میں سمو دیئے گئے۔ لوقا رسول آزمائش کا بیان کرتے وقت یہ تاثر دیتا ہے جیسے آدم کی آزمائش کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ آدم خدا کا بیٹا تھا (لوقا ۳ : ۳۸) اور خداوند یسوع بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ لوقا دیدہ دانستہ مسیح کے نسب نامہ کو اُن کے بپتسمہ اور آزمائش کے بیان کے درمیان درج کرتا ہے۔ شاہِ المسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اسرائیل بھی خدا کا بیٹا ہے۔ بپتسمہ اور آزمائش کے وقت مسیح دونوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ (نیز دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی)۔

جمع کے صیغہ میں "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح اکثر خدا کے ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جو خدا اور انسان کے مابین عہد کے وسیلے سے اُس کے

بیٹے بنتے ہیں۔ اِس وجہ سے انہیں خدا کی پاکیزگی کی عکاسی کرنی ہے۔
افسیوں ۵:۱ میں شاید پولسؔ رسول محض ایک استعارہ استعمال کر رہا ہے "عزیز فرزندوں کی طرح خدا کی مانند بنو" لیکن فلپیوں ۲:۱۵ موسیٰ کے گیت پر مبنی ہے (استثنا ۳۲:۵، ۶، ۱۸-۲۰)۔ ۲-کرنتھیوں ۶:۱۸ کا دارومدار عہد کے حوالوں پر ہے (احبار ۲۶:۱۲؛ یسعیاہ ۴۳:۶؛ ۵۲:۱۱؛ استثنا ۳۲:۱۹) اور یوحنّا ۱۱:۵۲ اُن پیشینگوئیوں کا سہارا لیتا ہے جو حزقی ایل ابواب ۳۴ اور ۳۷ میں مذکور خدا کے عہود کے لوگوں کے ملاپ اور بحالی کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات صاف نہیں کہ یوحنّا خدا کے پراگندہ فرزندوں سے صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کا تصوّر رکھتا ہے یا اس میں اَور لوگوں کو بھی شامل کر کے اسے اور وسیع معنی دیتا ہے۔

لیکن عبرانیوں ۲:۱۰-۱۷ میں خدا کے لوگوں کی ابنیت مسیح کی ابنیت سے وابستہ ہے۔ یہاں مسیح کی ابنیت شاہ المسیح کی ابنیت ہے۔ "بہت سے بیٹوں" (آیت ۱۰) سے مُراد ابرہام کی اولاد ہے جو مسیح کے مجسّم ہونے سے پہلے بھی برگزیدگی کے باعث خدا کے بیٹے ٹھہرے۔ لیکن وہ جلال میں بطور بیٹے تب ہی داخل ہوئے جب مسیح نے "لڑکوں کے (کیتھولک فرزند۔ آیت ۱۳) خون اور گوشت میں" شریک ہو کر موت گوارہ کی۔

د۔ لے پالک ہونے کا تصوّر

پولسؔ رسول نے بنی اسرائیل کے خدا کے بیٹے ہونے کے امر کو منظور تو کیا لیکن یہ غیر مشروط نہ تھا۔ "جسمانی فرزند خدا کے فرزند نہیں بلکہ وعدہ کے فرزند" اس اعزاز کے حقدار ہیں (رومیوں ۹:۸)۔ اس معیار کے مطابق غیر قوم اور یہودی دونوں خدا کے فرزند ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اُس پر ایمان لائیں (گلتیوں ۳:۲۶) کیونکہ جنہوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا اُنہوں نے مسیح کو پہن لیا ہے۔ رومیوں باب ۸ ابنیت کے مسئلہ کی وضاحت کرتا ہے۔ یہاں پولسؔ لے پالک ہونے کے تصوّر پر تکیہ کرتا ہے۔ پولسؔ رسول کے زمانہ میں قانونی طور پر کسی کو متبنیٰ بنانا ایک عام بات تھی۔ یہ اصطلاح اُس وقت کے یونانی نوشتوں اور پیپرس کے مخطوطات میں اکثر پائی جاتی ہے۔

لیکن پولسؔ رسول کے لئے اس اصطلاح کا مفہوم بنیادی طور پر خدا کے اُس بلاوے پر مبنی تھا جو اُس نے بنی اسرائیل کو دیا۔ رومیوں ۹:۴ میں وہ اس کو "لے پالک ہونے کا حق" (یونانی = hyothesia جو صرف پولسؔ استعمال کرتا ہے) کہتا ہے یعنی بیٹا ہونے کا حق جو خدا کے عہد کی بدولت بخشا گیا ہے۔ یہ وہ منفی تصوّر نہیں ہے جس سے اکثر لے پالک بچے کو صرف دوسرے درجے کا رُتبہ دیا جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی تضاد نہیں کہ ایک طرف تو بنی اسرائیل خدا کا لے پالک بیٹا ہے اور دوسری طرف وہ اُس کا پہلوٹھا بیٹا ہے۔ اس اصطلاح کے مثبت معنی اس خیال سے ادا ہوتے ہیں کہ یہ روحانی پیدائش سے ممکن ہوتا ہے۔ ایمان دار کی ابنیت مکمل طور پر مسیح کی ابنیت سے وابستہ ہے (رومیوں ۸:۱۷)۔ رُوح کی ہدایت اور گواہی سے اس کی تائید ہوتی ہے (۸:۱۴، ۱۶)۔ اس ابنیت کی آخری صورت تب ظاہر ہوگی جب خدا کے برگزیدہ اُس کے بیٹے کے پورے طور پر ہمشکل ہوں گے "تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے" (رومیوں ۸:۱۹، ۲۹)۔

یونانی میں بیٹے اور بچے کے لئے دو لفظ ہیں (hyios = بیٹا، ابن اور teknon = بچہ متّی ۲:۱۸؛ اولاد متّی ۳:۹؛ بیٹا متّی ۱۰:۲۱ اور لڑکا متّی ۱۵:۲۶) لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولسؔ ان دونوں لفظوں کو بلا تمیز استعمال کرتا ہے۔

ہ۔ خدا کے بیٹوں کے متعلق یوحنّا رسول اور پولسؔ رسول کے تصوّر میں صرف اتنا فرق ہے کہ یوحنّا ایک مختلف پہلو پر زور دیتا ہے۔ یوحنا بیٹا (= hyios) صرف مسیح کے لئے استعمال کرتا ہے اور فرزند (= teknon) اوروں کے لئے۔ اگرچہ یوحنّا رسول قدرتی پیدائش کا استعارہ کافی مرتبہ استعمال کرتا ہے تو بھی وہ پرانے عہد نامہ کے پس منظر سے ناواقف نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بنی اسرائیل خدا کے بلاوے سے ہی اُس کے فرزند بنے۔

یوحنّا ۱:۱۲ میں "خدا کے فرزند" سے شاید وہ لوگ مراد ہیں جنہیں مسیح کے تجسّم سے پہلے خدا کا کلام ملا (۱:۱۴) اور جنہوں نے اُسے قبول کیا۔ یہ ایماندار خدا سے پیدا ہوئے لیکن اُن کا فرزند ہونے کا رُتبہ ایک ایسا اعزاز بھی تھا جو اُن کو بخشا گیا ("انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا" یوحنّا ۱:۱۲)۔ ۱-یوحنّا ابواب ۳، ۴ میں ایماندار کو "خدا سے پیدا ہوا" کہا گیا ہے (دیکھئے ۳:۹؛ ۴:۷) اور اُن سے توقع ہے کہ وہ راستی اور محبت کی صورت میں خدا کی ذات کی عکاسی کریں۔ لیکن خدا کا فرزند کہلانا ایک بخشش بھی ہے جو محبت سے خدا کے بلاوے کی بدولت ہمیں دی گئی ہے (۱-یوحنّا ۳:۱)۔ اس وقت تو وہ خدا کا فرزند ہونا اپنی راستبازی اور محبت سے ظاہر کرتے ہیں (۱-یوحنّا ۳:۱۰) لیکن وہ اُس وقت کے منتظر ہیں جب مسیح ظاہر ہوں گے اور وہ بھی اُن کی مانند ہوں گے اور جس طرح بیٹا خدا کی پوری عکاسی کرتا ہے ایماندار بھی ویسے ہی اس کی عکاسی کریں گے۔

۲۔ سیت کی نسل۔ پیدائش ۶:۲ کی ایک اور تشریح۔
بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ اس میں خدا کے بیٹوں سے وہ فرد مُراد ہیں جنہوں نے نافرمانی کی وجہ سے "اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا" (یہوداہ کا خط آیت ۶)۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ "خدا کے بیٹے"

کا لقب پرانے عہدنامہ میں صرف فرشتوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ صحیح ثابت نہیں ہوتا (مثال کے طور پر دیکھئے یسعیاہ ۶:۴۳)۔ نیز فرشتوں کے متعلق تانیث و تذکیر کا ذکر نہیں ہوتا بلکہ یہ صاف بتایا گیا ہے کہ فرشتوں میں بیاہ شادی نہیں ہوتی (متی ۲۲:۳۰)۔ اکثر یہودی اور مسیحی علماء کی رائے ہے کہ پیدائش ۶:۲ میں "خدا کے بیٹوں" سے سیت کی نسل مراد ہے۔ سیت کی نسل خدا پرست اور دیندار تھی۔ اُس کی نسل "یہوواہ کا نام لے کر دعا کرنے لگی" (پیدائش ۴:۲۶)۔ اس کے برعکس قائن کی نسل نفسانیت کے باعث بے دین تھی (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تکوین ۶:۲ کا حاشیہ)۔ اس آیت میں ان دو نسلوں کے ملاپ سے نیک اور بد خلط ملط ہو گئے۔ بے دینی کے اس طرح کے پھیلاؤ کا یہی علاج ہے کہ خدا اس کی عدالت کرے (پیدائش ۶:۵-۷؛ یسعیاہ ۱:۲-۷، ۲۴، ۲۵؛ عبرانیوں ۶:۴-۸؛ ۱۰:۲۶-۳۱)۔

خدا کے نام:۔ پرانے عہدنامہ میں خدا کے مختلف اسماء، القاب اور صفات کے سلسلے میں عبرانی کے تین لفظ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ یعنی ایل، الوھیم اور یھوواہ ان لفظوں کے الگ الگ معنی سمجھنا اور ان کا آپس میں تعلق دیکھنا نہایت ضروری ہے۔

۱۔ بنیادی نام

ا۔ ایل۔ خدا یا دیوتا۔ سامی زبانوں میں ایل کے مادہ سے مشتق دیگر الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن کے معنی عام طور پر خدا یا دیوتا یا دیوتا کی مورت ہوتے ہیں (پیدائش ۳۵:۲۔ بیگانہ دیوتا۔ کیتھولک بیگانہ بُت)۔ اس کے عمومی معنوں کی وجہ سے بائبل میں اکثر اس کے ساتھ کوئی صفت یا تعریف کا لفظ جوڑا گیا ہے۔ مثلاً استثنا ۵:۹ میں لکھا ہے "میں خداوند (یھوواہ) تیرا خدا (الوھیم) غیور خدا (ایل) ہوں"۔ یا پیدائش ۳۱:۱۳۔ "میں بیت ایل کا خدا (ایل) ہوں" لیکن ★ راس شمرہ کی تختیوں پر ایل بطور اسم معرفہ لکھا ہے۔ یہ کنعانیوں کے خدا کا خاص نام تھا جس کا بیٹا بعل تھا۔ ایل کے جمع کا صیغہ الوھیم ہے۔ عام طور پر اس کا ترجمہ دیوتا کیا جاتا ہے (اس کا خاص استعمال آگے ج میں دیکھئے)۔ یہ لکڑی اور پتھر کے بُتوں کے لئے (استثنا ۴:۲۸) اور اُن خیالی ہستیوں کے لئے استعمال ہوا ہے جن کی یہ بُت شبیہ تھے (استثنا ۱۲:۲۔ دیوتا۔ معبود)۔ شائد لفظ ایل میں اوّل کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

ب۔ الیون۔ ایل الیون

ایل الیون ملک صدق کے خدا کا خطاب تھا۔ خدا تعالےٰ (پیدائش ۱۴:۱۸)۔ الیون گنتی ۲۴:۱۶ اور دیگر بہت سی جگہ آیا ہے۔ زبور ۷:۱۷ میں یہ یہوواہ کے نام کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ۔ دانی ایل ۷:۲۲، ۲۵ کے ارامی متن میں (یاد رہے کہ دانی ایل ۲:۴ سے ۷:۲۸ تک ارامی زبان میں ہے) جمع کے صیغہ میں الیونین (حق تعالیٰ) استعمال ہوا ہے۔ باقی جگہ اسی ارامی حصہ میں عبرانی الیون کی جگہ ارامی الھیا ہے۔ اس تذکرے کا مقصد یہ بات عیاں کرنا ہے کہ ہمارے الفاظ اللہ، الٰہی اور تعالیٰ (اعلیٰ) ان عبرانی لفظوں کے کتنے قریب ہیں۔

ج۔ الوھیم۔ اگرچہ یہ جمع کے صیغے میں ہے تو بھی واحد کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ جب یوں استعمال کیا جائے تو یہ خدائے برحق، اعلےٰ ترین خدا کا نام ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ خدا کیا گیا ہے۔

د۔ الوہ۔ یہ الوھیم کا واحد ہے اور اس کے وہی معنی ہیں جو اوپر (ا) ایل کے ہیں۔ یہ پرانے عہدنامہ میں زیادہ تر نظم کے حصہ میں پایا جاتا ہے (استثنا ۳۲:۱۵)۔ یہ سب سے زیادہ مرتبہ ایوب کے صحیفہ میں آیا ہے۔ اس کا بھی اردو ترجمہ خدا ہے۔

ہ۔ یھوواہ۔ کیتھولک ہجے یہوہ ہیں۔ یہ خدا کا چو حرفی متبرک نام ہے۔ اس لفظ کے عبرانی مادہ میں زندگی کا مفہوم ہے جو اُردو ہجے میں ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے عربی لفظ حیّ (جو خدا کا نام بھی ہے) میں حیات کا مفہوم پنہاں ہے اسی طرح یہوواہ میں عبرانی لفظ "حیّ" ہے جس کے معنی زندگی ہیں۔ دیکھئے ریفرنس بائبل میں پیدائش ۱۶:۱۳، ۱۴ کا حاشیہ جہاں بیرلحی روئی کے معنی درج ہیں اور حی زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اس مضمون پر اور تفصیل سے بحث آگے ۲ موسیٰ پر خدا کے نام کا انکشاف کے تحت ہو گی۔ یہوواہ کا اردو ترجمہ خداوند ہے۔ یہ لفظ خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ پہلے پہل عبرانی زبان بغیر اعراب (دیکھئے اعراب) کے لکھی جاتی تھی۔ چونکہ یہ چار حرفی لفظ خدا کا پاک نام تھا۔ اس لئے یہودی یہ نام پڑھتے نہیں تھے بلکہ اس کی جگہ احتراماً ادونائی (میرا خداوند) کہتے تھے۔ وہ یھوواہ کی جگہ متن کے حاشیہ میں ادونائی لکھ دیتے اور اس کے اعراب یھوواہ پر لگا کر متن میں درج کر دیتے۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ یھوواہ کی بجائے حاشیہ کا لفظ بولنا ہے (اس عمل کو قری کہتے ہیں۔ دیکھئے قرأت)۔ وقت گذرنے پر لوگ اس لفظ کا تلفظ بھول گئے اور بعد میں جب عام بول چال میں ارامی زبان نے عبرانی کی جگہ لے لی تو یہ بالکل ہی ایک غیر مانوس لفظ بن گیا پھر جب لوگوں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو اُن کے سامنے یہ چار حرف تھے یے۔ ہے۔ واو۔ ہے (= ی-ہ-و-ہ) اور اس پر ادونائی کے اعراب لگانے سے لفظ یہوواہ بنا جو کافی عرصے تک مستعمل رہا۔ بعد میں علماء نے عام لوگوں کو بتایا کہ یہ تلفظ صحیح نہیں بلکہ غالباً تلفظ یہوِہ (یعنی یاہوے) ہونا چاہیئے۔

اصل میں یہوواہ ہی صرف خدا کا "نام" ہے۔ یہاں لفظ نام میں ایک گہرا تصور موجود ہے جس سے ہم موجودہ زمانہ میں ناواقف ہو گئے ہیں۔ نام کسی چیز پر محض لیبل کا کام نہیں دیتا بلکہ اس میں اُس شخص کی صفات، شخصیت، ذات، سب چیزیں سموئی ہوئی ہوتی تھیں۔ یہ ایک وزنی اور پُرمعنی لفظ تھا۔ پرانے عہدنامہ میں جہاں بھی لفظ "شیم" (عبرانی = نام قب عربی اسم) خدا سے منسوب کیا گیا ہے وہاں یہوواہ نام کا ذکر ہے (پیدائش ۱۲: ۸؛ ۲۶: ۲۵)۔ پروٹسٹنٹ مترجمین نے "نام" کی گہرائی اور اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے "یہوواہ کا نام لینے" کی بجائے "خداوند سے دعا کرنا" لکھا ہے (دیکھئے پیدائش ۱۲: ۸؛ ۲۱: ۳۳؛ ۲۶: ۲۵۔ اور ریفرنس بائبل کا حاشیہ) کیونکہ ان بزرگانِ دین نے صرف خدا کا نام ہی نہیں لیا بلکہ وہ اپنے آپکو خدا کی قدرت، حشمت اور حکمت کے زیرِ اثر محسوس کرتے رہے (دیکھئے نام)۔

یہوواہ خصوصاً بزرگوں (آبائے اسرائیل) کا خدا تھا اور کلام پاک میں لکھا ہے "ابد تک میرا یہی نام ہے" (خروج ۳: ۱۵)۔ جس نام کا ذکر یہاں ہے اور جس کا ترجمہ "خداوند" کیا گیا ہے وہ "یہوواہ" ہے۔ آیت ۱۵ پھر ملاحظہ ہو" پھر خدا (الوہیم) نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند (یہوواہ) تمہارے باپ دادا کے خدا (الوہیم)، ابرہام کے خدا (الوہیم) اور اضحاق کے خدا (الوہیم) اور یعقوب کے خدا (الوہیم) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔" سو ہم یہوواہ اور الوہیم میں فرق دیکھتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الوہیم کے مقابلہ میں یہوواہ اسم معرفہ ہے یعنی ایک خاص ہستی کا نام بے شک وہ شخص انسان نہیں بلکہ خدا ہے۔ اس سے خدا کی ذات کے ایک پہلو پر روشنی پڑتی ہے یعنی خدا ایک شخصی ہستی ہے اور وہ انسانی شخصیتوں سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ خدا انسان کے قریب آکر اُس سے ایک دوست کا سا تعلق رکھ سکتا ہے۔ یہوواہ کا مخفف یاہ ہے جو کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ عام طور پر نظم میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اُردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں عبرانی کی طرح ذیل کی جگہوں میں آیا ہے۔

زبور ۶۸: ۴ "اُس کا نام یاہ ہے اور تم اُس کے حضور شادمان ہو۔"

زبور ۸۹: ۸ "اے یاہ! تجھ سا زبردست کون ہے؟"

یسعیاہ ۱۲: ۲ "یاہ یہوواہ میرا زور اور میرا سرود ہے۔" یاہ بطور لاحقہ کئی لفظوں کی ترکیب میں آیا ہے مثلاً یسعیاہ (= یاہ نجات دہندہ ہے)؛ ابیاہ (= یاہ باپ ہے)؛ ہلیلویاہ (= یاہ کی تعریف ہو)۔

و۔ یہوواہ الوہیم

پیدائش ۲: ۴ سے ۳ باب کے آخر تک یہ دونوں نام "خداوند خدا" اکٹھے استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن اماں حوا اور شیطان (سانپ) کے درمیان گفتگو میں صرف الوہیم (خدا) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ذ۔ ایل، الوہیم اور یہوواہ میں تعلق

ان تینوں لفظوں کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔ یہ فرق پیدائش ۱۴ باب کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ سالم کے بادشاہ ملک صدق کو خدا تعالےٰ (ایل الیون) کا کاہن کہا گیا ہے (آیت ۱۸)۔ خدا تعالےٰ" جو آسمان اور زمین کا مالک ہے"۔ ملک صدق ابرام کو اس نام سے برکت دیتا ہے (یاد رہے کہ ابرہام کا پہلا نام ابرام تھا۔ بعد ازاں خدا نے اسے ابرہام میں تبدیل کیا۔ دیکھئے پیدائش ۱۷: ۵)۔ سدوم کا بادشاہ ابرام کو انعام و اکرام دینا چاہتا تھا۔ لیکن ابرام نے" خداوند (یہوواہ) خدا تعالےٰ (ایل الیون) آسمان اور زمین کے مالک کی قسم کھائی" (پیدائش ۱۴: ۲۲۔ عبرانی محاورہ میں "ہاتھ اُٹھا کر کہا" یہ قسم کھانے کا طریقہ تھا اور یہی لفظ عبرانی متن میں ہیں قب کیتھولک ترجمہ) کہ وہ بادشاہ سے کچھ نہیں لے گا۔ غور طلب یہ بات ہے کہ ابرام بھی اُسی خدا کی قسم کھاتا ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے (آیت ۲۲) اور اُسے "یہوواہ" کہتا ہے۔ ملک صدق نے بھی" آسمان اور زمین کے مالک" (آیت ۱۹) کے نام سے ابرام کو برکت دی لیکن اُس کا نام "ایل الیون" لیا۔ پیدائش ۲۷: ۲۰ میں یعقوب اپنے باپ سے جھوٹ بولتا ہے اور جلدی آنے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ" خداوند (یہوواہ) تیرے خدا (الوہیم) نے میرا کام بنا دیا۔" یہاں "یہوواہ" اُس خدا (الوہیم) کا نام ہے جس کی پرستش اُس کا باپ کرتا ہے۔ یعنی یہوواہ اسم معرفہ ہے اور الوہیم اسم نکرہ۔ اگر ہم انکی جگہیں بدل دیں تو معنی فوت ہو جائیں گے۔

۲۔ موسیٰ پر خدا کے نام کا انکشاف

جلتی جھاڑی میں خدا کا عجیب و غریب ظہور کتاب مُقدّس کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ ابتدائی کلمات کے بعد خدا اپنا تعارف یوں کراتا ہے" میں تیرے باپ کا خدا .... ہوں ....." (خروج ۳: ۶)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ موسیٰ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ خدا کا نام جانتا ہے۔ لیکن جب خدا اپنا منصوبہ موسیٰ پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے لوگوں کو مصر کے ظلم سے موسیٰ کے وسیلے سے رہائی دلائے گا تو موسیٰ حیلے بہانے کرتا اور آخر کار خدا سے کہتا ہے "جب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر اُن کو کہوں کہ تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اُس کا نام کیا ہے؟ تو میں اُن کو کیا بتاؤں؟" (آیت ۱۳)۔

کسی شخص کا نام پوچھنے کے لئے عبرانی میں عام طور پر کلمہ

استفہام سے یعنی کون استعمال ہوتا ہے اگر "ما" (کیا) استعمال کیا جائے تو یہ سوال ایک زیادہ واضح جواب طلب کرتا ہے کہ جس شخص کا نام پوچھا جائے اُس کی ذات وصفات کیا ہیں۔ دوسرے لفظوں میں موسیٰ نے گویا پوچھا کہ "میں اُنہیں کیا بتاؤں کہ میرا بھیجنے والا کیسا ہے؟" اسی لئے خدا جواب میں صرف اپنا نام ہی نہیں بتاتا بلکہ اپنی ذات اور قدرت کا اظہار کرتا ہے۔ خدا کا جواب بھی غور طلب ہے۔ وہ اپنے نام یہوواہ پر رعایت لفظی کرتے ہوئے اُس کی ماہیت بیان کرتا ہے (قب عبرانی "کیا" = ما اور لفظ ماہیت قب عربی۔ ما = کیا اور ماھیتہ = اصلیت) "میں جو ہوں سو میں ہوں" (آیت ۱۴)۔ عبرانی میں عربی کی طرح یہ جملہ فعل مضارع ہے اور اس کا ترجمہ "میں جو ہوں گا سو ہوں گا" بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ خدا زمان و مکان کی قید سے بعید ہے اس لئے اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا حال اور مستقبل میں ہمیشہ حاضر اور ناظر ہے اور اپنے لوگوں بنی اسرائیل کو رہائی اور زندگی دینے میں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے گا۔

۳۔ خروج ۶: ۲۔۳ کی تشریح

بعض نقادوں کے مطابق باب ۶ میں باب ۳ کے واقعات کو دُہرایا گیا ہے لیکن اگر ہم ان آیات کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں بہت فرق ہے لہٰذا اس باب میں بات آگے بڑھ چکی ہے۔ جلتی جھاڑی اور صحرا اب اس کا پس منظر نہیں۔ موسیٰ کا رویّہ تبدیل ہو چکا ہے۔ وہ اب پہلو تہی نہیں کرتا۔ ہارون بھی اب اُس کا ساتھی بن گیا ہے۔

آیات ۲ اور ۳ زیر بحث ہیں "میں خداوند (یہوواہ) ہوں اور میں ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کو خدا ہی قادر مطلق (ایل شیدائی) کے طور پر دکھائی دیا لیکن اپنے یہوواہ نام سے اُن پر ظاہر نہ ہوا۔" **ایل شیدائی کیلئے مزید دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۹۷** ۔
جب خدا ان بزرگوں پر ظاہر ہوا تو اُس نے مستقبل کے لئے وعدہ کیا کہ وہ خدا ہی قادر ہے (پیدائش ۱۷: ۱) اور وہ عہد کرتا ہے اور اس نام خدائے قادر (ایل شیدائی) سے ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ خدا کے جلتی جھاڑی کے قریب ظہور میں خدا اپنی ذات کا ایک اَور اہم پہلو ظاہر کرتا ہے۔ وہ صرف قادر ہی نہیں بلکہ اُس کی حضوری اُس کے لوگوں کے ساتھ اب اور مستقبل میں ہمیشہ ہے (کیونکہ لفظ یہوواہ کا یہی مفہوم ہے۔ وہ صرف "ہوں" ہی نہیں بلکہ "ہوں گا" بھی ہے)۔ یہ ہے اس مقدس اور عظیم نام کی ماہیت۔ خداوند مسیح کی بابت بھی کہا گیا "یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔" (عبرانیوں ۱۳: ۸)۔

۴۔ خدا کے خصوصی نام جن میں ایل یا یہوواہ بطور سابقہ یا لاحقہ یا بطور جُزو آتے ہیں۔

ا۔ ایل عولام۔ ابدی خدا۔ خدائے قیوم (کیتھولک)۔ جب "ابرہام نے بیرسبع میں جھاؤ کا ایک درخت لگایا" تو اُس نے خداوند (یہوواہ) سے جو ابدی خدا ہے دعا کی" (پیدائش ۲۱: ۳۳)۔ یہاں یہوواہ خدا کا نام ہے اور ابدی خدا اُس کی صفت ہے۔

ب۔ ایل الٰہ اسرائیل۔ قدیر خدائے اسرائیل (کیتھولک)۔ خدا اسرائیل کا خدا (پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یعقوب نے سکم میں ایک زمین کا قطعہ خریدا اور وہاں ایک مذبح بنایا اور اُسے یہ نام دیا (پیدائش ۳۳: ۲۰)۔ اس عمل سے یعقوب نے اُس نام کو جو فرشتے نے اسے دیا یعنی "اسرائیل" (پیدائش ۳۲: ۲۸) منظور کیا۔

ج۔ یہوواہ یری۔ "خداوند مہیا کرے گا"۔ جب ابرہام اضحاق کو قربانی چڑھانے کے لئے لے گیا تو فرشتے نے اُسے خدا کا پیغام دیا کہ وہ اُس سے خوش ہے کیونکہ وہ اُس سے ڈرتا اور اُس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی اُس سے دریغ نہ کیا۔ پھر ابرہام نے پیچھے دیکھا اور ایک مینڈھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے دیکھا اور اُس نے اُس جگہ کا نام یہوواہ یری رکھا (پیدائش ۲۲: ۸۔۱۴)۔

د۔ یہوواہ نسّی۔ یہوواہ میرا جھنڈا ہے (خروج ۱۷: ۱۵۔ ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ عمالیقیوں کو شکست دینے کے بعد موسیٰ نے ایک مذبح بنایا اور اُس کو یہ نام دیا۔

ہ۔ یہوواہ سلوم۔ (یہوہ شالوم) قضاۃ ۶: ۲۴۔ خداوند سلامتی ہے (دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یہ نام اُس مذبح کو دیا گیا جو جدعون نے عُفرہ میں بنایا۔

و۔ یہوواہ صدقنو۔ خداوند ہماری صداقت (یرمیاہ ۲۳: ۶؛ ۳۳: ۱۶) یہوداہ کا آخری بادشاہ ★ صدقیاہ تھا (یرمیاہ ۳۲: ۱)۔ اُس کے نام کے معنی "یاہ صادق ہے" ہیں۔ لیکن وہ بادشاہ اس نام کے لائق نہ تھا۔ اس لئے یہ نام المسیح کو دیا جائے گا۔

ز۔ "یہوواہ شماہ" خداوند وہاں ہے"۔ حزقی ایل نبی کی رویا کے شہر کو یہ نام دیا گیا (حزقی ایل ۴۸: ۳۵)۔

ح۔ یہوواہ سباؤت۔ ربّ الافواج۔ لشکروں کا خداوند۔ یہ خدا کا ایک لقب ہے۔ یہ توریت میں نہیں آتا۔ یہ پہلی مرتبہ ۱۔سموئیل ۱: ۳ میں سیلا شہر کے سلسلے میں آیا ہے جہاں ربّ الافواج کی پرستش ہوتی تھی۔ یہ نوجوان داؤد نے جاتی جولیت کو

للکارتے وقت بھی استعمال کیا (۱-سموئیل ۱۷: ۴۵) - داؤد اپنے فتح کے مزمور کے نقطۂ عروج پر جلال کے بادشاہ خدا کو یہ لقب دیتا ہے (زبور ۲۴: ۱۰) - انبیاء کے صحائف میں یہ کثرت سے آتا ہے۔ یرمیاہ نبی تو اسے ۸۸ مرتبہ استعمال کرتا ہے - یہ نام اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا ہمیشہ اپنے لوگوں کا نجات دہندہ اور محافظ ہے (زبور ۴۶: ۷، ۱۱) - لشکروں سے اُس آسمانی فوج (فرشتگان) کی طرف اشارہ ہے جو ہر وقت اُس کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہیں۔

ط۔ **یہوواہ الوہِ اسرائیل** - خداوند اسرائیل کا خدا - یہ دبورہ کے قدیم گیت میں آیا ہے (قضاۃ ۵: ۳) اور انبیاء کی کتب میں اکثر آتا ہے (یسعیاہ ۱۷: ۶؛ صفنیاہ ۲: ۹؛ زبور ۵۹: ۵ - آخری دو حوالوں میں یہ ربّ الافواج اور لشکروں کے خدا کے ساتھ استعمال ہوُا ہے)۔

ی۔ **قدوس اسرائیل** - اسرائیل کا قدّوس - یسعیاہ نبی کو خدا کا یہ لقب بہت پسند تھا - اس نے اسے ۲۹ مرتبہ استعمال کیا ہے (۱: ۴؛ ۵: ۱۹؛ ۱۰: ۲۰ وغیرہ) - اسی طرح کے دو اَور نام "اسرائیل کا قادر" (یسعیاہ ۱: ۲۴) اور "اسرائیل کی قوت" (۱-سموئیل ۱۵: ۲۹) بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ک۔ **قدیم الایام** - ارامی = عتیق یومین - دانی ایل نبی نے خدا کو یہ نام دیا - وہ رویا میں حق تعالیٰ کو انصاف کے تخت پر بیٹھا دیکھتا ہے (دانی ایل ۷: ۹، ۱۳، ۲۲) - یہ نام حق تعالےٰ کے ساتھ بھی استعمال ہوُا ہے (۷: ۱۸، ۲۲، ۲۵، ۲۷)۔

۵۔ خدا کے صفاتی نام

ا۔ **ربّ العالمین** - میکاہ ۴: ۱۳؛ زکریاہ ۴: ۱۴؛ ۶: ۵-

ب۔ **اَتا ایل روئی** - "اے خداوند تو بصیر ہے" پیدائش ۱۶: ۱۳ کیتھولک "رویا کا خدا" عربی البصیر - یہ اسمٰعیل کی ماں ہاجرہ کے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے - جب سارہ نے ہاجرہ کو گھر سے نکال دیا تو خداوند کا فرشتہ بیابان میں ایک چشمہ کے پاس اُسے ملا اور اسے اس کی اولاد کے ساتھ خدا کے وعدے کے متعلق بتایا - ہاجرہ کے اس واقعہ سے اُس کنوئیں کا نام "بیرلحی روئی" پڑ گیا (بیر = کنواں، لحی = حیّ = زندہ، روئی = رویا - خدا کی رویا کا چشمہ یا کنواں - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

ج۔ **ربّ** - عبرانی میں یہ لفظ دانی ایل ۲: ۱۰ میں آیا ہے - اس کا ترجمہ "امیر" کیا گیا ہے - اور ربّ زبان جمع کے صیغہ میں استعمال ہوُا ہے - اردو میں ربّ زبور ۸: ۱؛ ۱۶: ۲ وغیرہ میں "ادونائی" = خداوند کا ترجمہ ہے - "یہوواہ ادونائی" = "اے خداوند ہمارے ربّ"

د۔ **شافی** - (عبرانی = یہوواہ رفے) کیتھولک = صحت دینے والا - عربی = الربّ شافی - خدا نے اپنا یہ نام بنی اسرائیل پر مارہ کے مقام پر ظاہر کیا، جب اُن سے وعدہ کیا کہ مصریوں کی کوئی بیماری اُن پر نہیں آئے گی (خروج ۱۵: ۲۶)۔

ہ۔ **غیور خدا** - خدائے غیور (کیتھولک) - یہ نام خدا دس احکام میں ظاہر کرتا ہے (خروج ۲۰: ۵)۔ ★

و۔ **حیّ القیوم** - دانی ایل ۴: ۳۴؛ ۱۲: ۷ (کیتھولک ترجمہ میں دانیال ۴: ۳۱؛ ۱۲: ۷) - خدا کا ایک نام جو اُس کی ابدیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ز۔ **یہوواہ روعی** - خداوند میرا چوپان (زبور ۲۳: ۱) - بنی اسرائیل چونکہ بھیڑ بکریاں پالنے والے لوگ تھے اس لئے وہ خدا کو اپنا چوپان تصوّر کرتے تھے - یہی لفظ اردو میں غالباً رعایا کی ترکیب میں آتا ہے۔

ح۔ **یہوواہ مقدشکم** - "خداوند تمہارا پاک کرنے والا" (خروج ۳۱: ۱۳) - خدا موسیٰ کو سبت کے احترام کی تلقین کرتے ہوئے اُس پر اپنا یہ نام ظاہر کرتا ہے۔

ط۔ **ابدی خدا** - خدائے قیوم (کیتھولک) (پیدائش ۲۱: ۳۳؛ استثنا ۳۳: ۲۷ - کیتھولک ترجمہ میں یہاں ازلی خدا ہے) یہ جُز "ز" میں مذکور لقب کی مانند ہے۔

Page 1190/1197 364

خداوند :- دیکھئے خدا کے نام ۵/ا

خداوند کا جنگ نامہ :- ایک کتاب جس کا ذکر گنتی ۲۱: ۱۴، ۱۵ میں ہے - وہاں اس کا ایک اقتباس بھی درج ہے - یہ غالباً اُن نظموں کا مجموعہ تھا جن میں اسرائیل کی فتوحات کا بیان تھا - وہ خدا کو ربّ الافواج کہتے تھے - مندرجہ ذیل حوالہ جات بھی غالباً اسی کتاب سے لئے گئے خروج ۱۵: ۱-۱۸؛ گنتی ۲۱: ۱۷، ۱۸، ۲۷-۳۰؛ یہوداہ ۵:-

خداوند کا خادم :- **خداوند کا بندہ** :- وہ لوگ جنہیں خدا نے اپنے مقصد کے لئے چُن لیا - یہ لقب بنی اسرائیل کے بزرگوں کے لئے (خروج ۳۲: ۱۳)، موسیٰ (گنتی ۱۲: ۷، ۸)، یشوع (قضاۃ ۲: ۸)، داؤد (۲-سموئیل ۷: ۵-۲۹)، انبیاء (زکریاہ ۱: ۶) اور دیگر اشخاص کے لئے استعمال ہوُا ہے - لیکن یسعیاہ ابواب ۴۰-۶۶ میں اسے خاص طور پر المسیح کے لقب کے طور پر استعمال کیا گیا ہے (خاص طور سے دیکھئے ۴۲: ۱-۹؛ ۴۹: ۱-۱۳؛ ۵۰: ۴-۱۱؛ ۵۲: ۱۳-۵۳: ۱۲) - یہ خادم وہی شخص ہے جس کا پہلے یسعیاہ ۷: ۱۴؛ ۹: ۶، ۷؛ ۱۱: ۱-۵ میں ذکر ہوُا - اسے "شاخ" بھی کہا گیا ہے (یسعیاہ ۴: ۲؛ ۱۱: ۱؛ ۵۳: ۲ کا یرمیاہ ۲۳: ۵، ۶؛ ۳۳: ۱۵؛ زکریاہ ۳: ۸؛

۱۲:۶، ۱۳ سے مقابلہ کریں) - نیا عہد نامہ خادم کے حوالجات کا خداوند مسیح پر اطلاق کرتا ہے (متی ۱۲: ۱۸-۲۱ کو یسعیاہ ۴۲: ۱-۴ کی تکمیل بیان کیا گیا ہے اور یسعیاہ ۵۲: ۱۳-۵۳: ۱۲ کا اقتباس متی ۸: ۱۷؛ لوقا ۲۲: ۳۷؛ یوحنا ۱۲: ۳۸؛ اعمال ۸: ۳۲، ۳۳؛ رومیوں ۱۰: ۱۶ میں ہوا - نیز مقابلہ کریں یوحنا ۱: ۲۹؛ رومیوں ۸: ۳۴؛ عبرانیوں ۹: ۲۸؛ ۱-پطرس ۲: ۲۱-۲۵) - "خادم" کی مشن کی تکمیل صرف مسیح میں ہوئی ؛ چنانچہ (یسعیاہ ۴۲: ۱؛ ۴۹: ۷؛ ۱-پطرس ۲: ۴، ۶)، پیدائش (یسعیاہ ۴۹: ۱؛ ۵۳: ۲؛ لوقا ۱: ۳۱-۳۵)، مسح (یسعیاہ ۴۲: ۱؛ ۴۸: ۱۶؛ ۵۹: ۲۱؛ ۶۱: ۱؛ متی ۳: ۱۶؛ لوقا ۴: ۱۸، ۱۹)، خدمت (یسعیاہ ۳۹: ۸-۱۳؛ اعمال ۱۰: ۳۶-۴۳)، رد کیا جانا (یسعیاہ ۴۹: ۴، ۷؛ ۵۳: ۱-۳؛ اعمال ۳: ۱۳-۱۸)، فرمانبرداری (یسعیاہ ۵۰: ۴-۷؛ فلپیوں ۲: ۷، ۸)، نیا عہد (یسعیاہ ۴۲: ۶؛ ۴۹: ۸؛ ۵۵: ۳؛ متی ۲۶: ۲۶-۲۹)، عوضی موت (یسعیاہ ۵۳: ۴-۱۲؛ ۱-پطرس ۲: ۲۲-۲۵)، جی اٹھنا (یسعیاہ ۵۳: ۱۰-۱۲؛ اعمال ۲: ۲۴-۳۶)، نجات کی پیشکش (یسعیاہ ۴۹: ۸؛ ۶۱: ۲؛ لوقا ۲۴: ۴۶-۴۹)، غیر قوموں کے لئے بشارت (یسعیاہ ۴۲: ۱، ۶، ۷؛ ۴۹: ۶، ۱۲؛ ۷: ۳، ۹؛ متی ۲۸: ۱۸-۲۰)، جلال اور شفاعت (یسعیاہ ۴۹: ۳؛ ۵۳: ۱۲؛ اعمال ۲: ۳۳-۳۶؛ فلپیوں ۲: ۶-۱۱؛ عبرانیوں ۷: ۲۴، ۲۵) -

خداوند کا دن :- وہ دن جو خداوند یسوع مسیح سے خاص تعلق رکھتا ہے - یہ فقرہ اردو ترجمہ میں چار مرتبہ استعمال کیا گیا ہے (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۲؛ ۲-پطرس ۳: ۱۰ اور مکاشفہ ۱: ۱۰) - پہلے تین حوالوں کا اشارہ خدا کے روزِ عظیم یعنی روزِ محشر کی طرف ہے (مکاشفہ ۶: ۱۷؛ ۱۶: ۱۴) - اس دن کا ذکر پرانے عہد نامہ میں بھی آتا ہے (یوایل ۲: ۱۱؛ صفنیاہ ۱: ۱۴) - مکاشفہ ۱: ۱۰ میں ہفتے کے پہلے دن یعنی اتوار کا ذکر ہے یعنی یوحنا عارف نے ہفتے کے پہلے دن رویا دیکھی - بعض مفسر اس کی یہ تشریح بھی کرتے ہیں کہ یوحنا کو رویا میں روزِ عظیم پہنچا دیا گیا، لیکن سیاق و سباق سے یہ معنی نہیں نکلتے -

ہفتے کے پہلے دن کو خداوند کا دن اس لئے پکارا گیا ہے کیونکہ اس دن انہوں نے موت پر فتح پائی - یوں انہوں نے مُردوں میں سے جی اُٹھ کر انسان کی نجات کا کام مکمل کیا - اسی وجہ سے مسیحی کلیسیا نے اسے ایک مقدس اور خصوصی دن کا مقام دیا -

انجیل مقدس میں ہفتے کے پہلے دن کو خاص اہمیت دی گئی ہے - اسی دن خداوند اپنے جی اُٹھنے کے بعد شاگردوں پر ظاہر ہوئے (لوقا ۲۴: ۱، ۱۳-۴۹؛ یوحنا ۲۰: ۱-۲۵) - پھر ایک ہفتے بعد اسی دن وہ اور شاگردوں پہ ظاہر ہوئے (یوحنا ۲۰: ۲۶) - نزولِ روح القدس بھی اسی دن ہوا جو عیدِ پنتکست کا دن تھا - اوائلی کلیسیا نے اس دن کو عبادت اور خیرات کا دن مخصوص کیا تھا (اعمال ۲۰: ۷؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱-۲) -

زمانۂ حال میں بعض لوگ اتوار کو مسیحی سبت کہتے ہیں لیکن یہ غلط ہے - کلیسیا نے کبھی سبت کے قوانین اور رسوم کو اتوار پر منتقل نہیں کیا -

سبت پرانی مخلوق سے تعلق رکھتا تھا (خروج ۲۰: ۸-۱۱؛ ۳۱: ۱۲-۱۷؛ عبرانیوں ۴: ۴) جبکہ خداوند کا دن مسیح میں نئے مخلوق سے تعلق رکھتا ہے - بعض یہودی مسیحی سبت اور دوسری عیدیں مناتے رہے لیکن غیر یہودی مسیحیوں پر سبت کے قانون لاگو نہیں کئے گئے (اعمال ۱۵: ۲۸، ۲۹) - ابتدائی کلیسیا کے مسیحی دنوں میں تمیز نہیں کرتے تھے (رومیوں ۱۴: ۵-۶) کیونکہ اسے شخصی آزادی کا مسئلہ قرار دیا گیا تھا - پولس رسول مسیحیوں کو محتاط کرتا ہے کہ مسیح خداوند کے طفیل سے آزادی حاصل کرنے کے بعد پھر سے غلامی کے جوئے میں نہ جُتیں کیونکہ نجات حاصل کرنے کے لئے دنوں کو ماننا بالکل ضروری نہیں (گلتیوں ۴: ۱۰؛ کلسیوں ۲: ۱۶-۱۷) -

خداوند کا صندوق :- دیکھئے عہد کا صندوق -

خداوند کا فرشتہ :- پُرانے عہد نامے میں یہ محاورہ "خداوند کا فرشتہ" اکثر استعمال ہوا ہے - اس کو تقریباً ہر جگہ الٰہی ذات پیش کیا گیا ہے، لیکن پھر بھی یہوواہ سے علیحدہ شخصیت (پیدائش ۱۶: ۷-۱۴؛ ۲۲: ۱۱-۱۸؛ ۳۱: ۱۱، ۱۳؛ خروج ۳: ۲-۵؛ گنتی ۲۲: ۲۲-۳۵؛ قضاۃ ۶: ۱۱-۲۳؛ ۱۳: ۲-۲۵؛ ۱-تواریخ ۲۱: ۱۵-۱۷؛ ۱-سلاطین ۱۹: ۵-۷) -

اس خیال کو کافی تقویت ملتی ہے کہ یہ کلمۃ اللہ کے تجسم سے پہلے خداوند مسیح کا ظہور تھا - اُن کا فرشتے یا انسانی صورت میں ظاہر ہونا اُن کے تجسم پر روشنی ڈالتا ہے -

خداوند کے بھائی بہن :- دیکھئے بھائی، خداوند یسوع کے -

خداوندِ نعمت - محسنین :- یونانی ریاستیں اکثر یہ خطاب کسی باوقار کارکن کو اُس کی خدمت کے صلے میں دیتی تھیں - لوقا ۲۲: ۲۵ میں خداوند یسوع نے اسی خطاب کی طرف اشارہ کیا - یونانی لفظ euergetes ہے -

"خداوند وہاں ہے" :- آسمانی یروشلیم کا نام جو حزقی ایل نبی نے رویا میں دیکھا - عبرانی میں یہوواہ شماہ (حزقی ایل ۴۸: ۳۵ مقابلہ کریں یسعیاہ ۶۰: ۱۴-۲۲؛ ۶۲: ۲؛ مکاشفہ ۲۱: ۲ وغیرہ) -

خدائے مجہول :- دیکھئے نامعلوم خدا۔

خدلی۔ ھدلائی :- ایک افرائیمی سردار، عماسا کا باپ۔ اس کا ذکر صرف ۲-تواریخ ۲۸: ۱۲ میں ہے۔

خدمت :- پرانے عہد نامہ میں پیشہ ورانہ یا کہانت کی خدمت کے لئے عبرانی لفظ شارت اور اُس کے مرکبات استعمال ہوئے ہیں (اس کے لئے سفتادی ترجمہ میں لفظ leitourgein ہے) جب کہ عبادت کے لئے، چاہے جماعتی ہو یا شخصی، عبرانی لفظ عابد استعمال کیا گیا ہے (یونانی latreuein)۔ عربی کی طرح عبرانی میں بھی غلام کے لئے لفظ عبد ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ عبادت اور بندگی میں خدمت اور غلامی دونوں کا مفہوم موجود ہے۔ خدا ہمارا آقا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اُسکی پرستش اور ستائش کریں۔ اسی لئے نماز کو عبادت اور بندگی کہا جاتا ہے)۔

خدمت کے لئے نئے عہدنامہ کا مختص لفظ دیاکُنیا diakonia ہے جو سفتادی ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے (آستر ۶: ۳-خدمت عبرانی = شارت) لیکن اس جگہ اس میں مذہبی خدمت کا رنگ بالکل نہیں ہے۔ عام خدمت diakonia میں مذہبی خدمت کے مفہوم کا داخل ہونا، اس بات کی دلالت ہے کہ عقیدے میں کوئی فرق آگیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ نئے عہدنامہ میں مذہبی خدمت صرف کاہنوں کا بلاشرکت غیرے حق نہیں ہے۔ اب تو سب مسیحی شاہی کاہنوں کا فرقہ ہیں (۱-پطرس ۲: ۹)۔ یہودی کاہنوں کی خدمت کے لئے یونانی متن میں لفظ leitourgia قائم رکھا گیا ہے (لوقا ۱: ۲۳؛ عبرانیوں ۹: ۲۱- اردو ترجمہ میں دو مختلف لفظ ہیں یعنی خدمت اور عبادت)۔ اسے مسیح کی "بہتر خدمت" کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے (عبرانیوں ۸: ۶)۔ کچھ اور حوالوں میں یہ مجازی معنوں میں اُس خدمت کو ظاہر کرتا ہے جو نبی اور معلّم کر رہے تھے (اعمال ۱۳: ۲- اردو میں عبادت؛ رومیوں ۱۵: ۱۶- اردو میں خدمت)۔ لیکن یہ کہنا بجا ہوگا کہ نئے عہد نامہ میں کہانت کی یہ اصطلاح صرف ایمانداروں کی پوری جماعت کے لئے ہی استعمال کی گئی ہے (فلپیوں ۲: ۱۷، ۳۰)۔ لیکن یاد رہے کہ یہ لفظی امتیاز یونانی متن میں ہے، اُردو ترجمہ میں اسے قائم نہیں رکھا گیا بلکہ لفظ خدمت اور عبادت بلاتمیز استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک ہی یونانی لفظ کا ترجمہ اعمال ۱۳: ۲ اور عبرانیوں ۱۰: ۱۱ میں عبادت اور رومیوں ۱۵: ۲۷ میں خدمت کیا گیا ہے۔ متی ۴: ۱۰، ۱۱ میں یونانی کے یہ دو لفظ یعنی latreuo اور diakoneo پاس پاس آئے ہیں اور ترجمہ بالترتیب عبادت اور خدمت کیا گیا ہے۔

۱- مسیح، خدمت کا نمونہ

مسیحی خدمت کا نمونہ خداوند مسیح کی زندگی ہے۔ وہ خدمت لینے نہیں بلکہ خدمت کرنے آئے (متی ۲۰: ۲۸؛ مرقس ۱۰: ۴۵)۔ جو یونانی فعل یہاں استعمال ہؤا ہے diakonein ہے، یہ اُس نوکر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو دسترخوان کی خدمت کرتا اور مہمانوں کے پاؤں وغیرہ دھوتا ہے۔ خداوند مسیح نے اس کا عملی نمونہ شاگردوں کے پاؤں دھوکر دیا (یوحنا ۱۳: ۴ مابعد)۔ یہ بات خاص اہمیّت کی حامل ہے کہ جن لوگوں کو پہلی مرتبہ مسیحی خدمت انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا، اُن کے متعلق کہا گیا کہ وہ کھانے پینے کا انتظام کریں گے (اعمال ۶: ۲-کیتھولک ترجمہ میں "دسترخوانوں کی خدمت" ہے)۔ لیکن آگے آیت ۴ میں یہی لفظ دعا اور کلام کی خدمت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، اسی خدمت کے لئے جو بارہ رسول اس سے پہلے ہی کرتے تھے۔ مسیح کا ★ خادم، اپنے خداوند کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خاکساری مگر محبّت سے تمام بنی نوع انسان کی اُسی رُوح میں خدمت کرتا ہے جس میں فرشتے (متی ۴: ۱۱؛ مرقس ۱: ۱۳) اور عورتیں (متی ۲۷: ۵۵؛ لوقا ۸: ۳) زمینی زندگی میں مسیح کی خدمت کرتے تھے۔ جب محتاجوں کی ایسی خدمت کی جاتی ہے تو وہ گویا مسیح کی خدمت ہے (متی ۲۵: ۴۴-۴۶)۔ یہ اکثر مقدّسوں کی (رومیوں ۱۵: ۲۵؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۵؛ ۲-کرنتھیوں ۸: ۴؛ ۹: ۱؛ عبرانیوں ۶: ۱۰)، مسیح کے بدن کی شراکت میں آپس کی (۱-پطرس ۴: ۱۰) اور جو خوشخبری کی خدمت ہوتے ہوئے (۱-پطرس ۱: ۱۲) تمام دنیا کے لئے میل ملاپ کی خدمت ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۸)۔

ایسی خدمت کرنے کی توفیق خدا کی ایک بخشش ہے (اعمال ۲۰: ۲۴؛ کلسیوں ۴: ۱۷؛ ۱-تیمتھیس ۱: ۱۲؛ ۱-پطرس ۴: ۱۱)۔ رومیوں ۱۲: ۷ میں اسے روحانی نعمتوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے اور ۱-تیمتھیس ۳: ۸ مابعد میں تو یہ ایک جانا پہچانا کلیسیائی عہدہ بن گیا ہے۔ تو بھی اس کے معنی محدود نہیں ہوئے اور یہ وسیع تر مفہوم میں استعمال ہوتا رہا۔ تیمتھیس کو بشارت کا کام انجام دے کر اپنی خدمت کو پورا کرنا تھا (۲-تیمتھیس ۴: ۵)۔ اس خدمت کا بڑا مقصد یہ ہے کہ مسیح کا بدن یعنی کلیسیا ترقی پائے (افسیوں ۴: ۱۲)۔ خداوند مسیح نے ہر قسم کی خدمت کو اعلیٰ مقام دیا، یہاں تک کہ خدمت تمام مسیحی سرگرمیوں کی بنیادی محرّک بن گئی۔

۲- پاسبانی خدمت

خداوند مسیح نہ صرف خدمت (دیاکُنیا) کا نمونہ پیش کرتے ہیں بلکہ ایک اچھا چرواہا (یوحنا ۱۰: ۱۱) ہوتے ہوئے آدمیوں

کی روحوں کے نگہبان (یونانی - episkopos یعنی ★ بشپ) بھی ہیں (۱-پطرس ۲: ۲۵)- ایک لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دو خدمتیں یعنی ڈیکن اور بشپ کی، مسیح خداوند کے اپنے نمونے سے شروع ہوتی ہیں، جبکہ ★بزرگوں (یونانی - پرسبٹروس) کی خدمت اُس خدمت کا عکس ہے جسے خداوند مسیح نے اپنے رسولوں کے درمیان قائم کیا (قب ۱-پطرس ۵: ۱- کیتھولک ترجمہ میں یہاں لفظ کاہن ہے - حاشیہ میں اس کی تشریح قابلِ غور ہے) - چنانچہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ بزرگوں کو اُن کے بادشاہ یسوع نے اس خدمت پر فائز کیا (لوقا ۲۲: ۲۹، ۳۰) جب کہ ڈیکن اور بشپ یا پاسبان) کے عہدے مسیح کے اپنے نمونے پر قائم کئے گئے ہیں - تاہم ان تینوں عہدوں میں فرق پر زور دینا غلط ہوگا کیونکہ بشپ اور پریسبٹر کی اصطلاحیں تقریباً ایک دوسرے کے مترادف ہی ہیں اور دیاکنیا (خدمت) میں مختلف قسم کی خدمتیں شامل ہیں- بھیڑوں کی گلہ بانی خدمت کے فرائض کا اعلیٰ حصہ ہے (یوحنا ۲۱: ۱۵-۱۷، اعمال ۲۰: ۲۸ نگہبان- کیتھولک اساقف؛ ۱-پطرس ۵: ۲ نگہبانی اور پہلی آیت میں بزرگ- کیتھولک کاہن) اور اس کا قریبی تعلق پاک کلام کی تعلیم دینے سے ہے (۱-کرنتھیوں ۳: ۱-۲) کیونکہ یہ کلام زندگی کی روٹی (یوحنا ۶: ۳۵) اور خالص روحانی دودھ ہے (۱-پطرس ۲: ۲) - لوقا ۱۲: ۴۱-۴۸ میں مذکور تمثیل میں اسی قسم کے خادم کا ذکر ہے جس کی خدمت کلیسیا میں خداوند مسیح کے دوبارہ آنے تک جاری رہے گی۔

۳- ساکرامنٹ ادا کرنے کی خدمت

ساکرامنٹ ادا کرنے کے فرائض کے متعلق نئے عہد نامہ میں بہت کم مواد ملتا ہے- پولس رسول بپتسمہ دینے کے عمل کو ثانوی حیثیت دیتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۷) بلکہ اس کا معمول تھا کہ بپتسمہ دینے کی خدمت کو اپنے کسی مددگار کے سپرد کرے- یہ قدرتی بات تھی کہ اگر عشائے ربانی کے وقت کوئی رسول حاضر ہوتا تو وہ ہادی کا فرض ادا کرتا (اعمال ۲۰: ۷) - لیکن عشائے ربانی تمام جماعت کا عمل ہے، تو بھی کسی نہ کسی کو ہادی بننا ہوتا تھا اور اگر کوئی رسول، مبلغ یا نبی موجود نہ ہوتا تو یہ فرض کوئی بزرگ (پرسبٹر یا ایلڈر) یا نگہبان کے ذمہ ہوتا تھا۔

۴- روحانی نعمتیں

کلیسیا کے ابتدائی دور میں مسیحی خدمت ایک نعمت یا بخشش تھی (نعمتوں یا بخششوں کے لئے یونانی لفظ charisma جمع charismata استعمال ہوا ہے- مزید دیکھئے روحانی نعمتیں)- خدمت ایک روحانی نعمت یا اعجازی بخشش تھی جس کی موجودگی اور استعمال اس بات کا شاہد تھا کہ پاک روح کلیسیا میں کام کر رہا ہے- اسی طرح جب پولس رسول نے بعض عام ایمانداروں پر بپتسمہ کے بعد ہاتھ رکھے تو وہ نبوت کرنے اور طرح طرح کی زبانیں بولنے کی نعمت سے نوازے گئے (اعمال ۱۹: ۶) - اس بیان میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ کسی قدر پنتکست کے دن کے واقعہ کا اعادہ ہے (اعمال ۲ب) -

پولس رسول کے خطوط میں ہمیں تین فہرستیں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی خدمت کیا کیا صورت اختیار کر سکتی ہے- لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ ان فہرستوں میں "روحانی خدمات" کے ساتھ ساتھ انتظامی خدمات کا بھی ذکر ہے۔

ا- رومیوں ۱۲: ۶-۸ کی فہرست: نبوت، خدمت، تعلیم، نصیحت، خیرات، پیشوائی، رحم کرنا (اس سے شاید بیماروں اور غریبوں کی دیکھ بھال مراد ہے) -

ب- ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸ کی فہرست میں رسول، نبی، اُستاد، معجزے دکھانے والے، شفا دینے والے، مددگار، منتظم اور طرح طرح کی زبانیں بولنے والے شامل ہیں-

ج- افسیوں ۴: ۱۱ کی فہرست زیادہ باضابطہ معلوم ہوتی ہے- اس میں رسولوں، نبیوں، مبشروں، چرواہوں اور اُستادوں کا ذکر ہے- ان سبھوں کی خدمت کا مقصد یہ ہے کہ مقدسین مسیحی خدمت میں کامل بنیں تاکہ اپنے سر یعنی خداوند مسیح کے ساتھ زندہ تعلق کے باعث ترقی کریں-

ان فہرستوں میں زورِ کلام کی خدمت پر ہے لیکن اس کا نتیجہ آپس کی پُرمحبت رفاقت ہے- جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ "عہدے" نہیں ہیں بلکہ خدمت کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ یہ باضابطہ علیحدہ علیحدہ شعبے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص مختلف خدمتیں بھی انجام دے سکتا ہے- لیکن انہیں انجام دینے کی قابلیت روح کی راہنمائی اور اُسی کی مدد کے باعث ہی حاصل ہوتی ہے- نہ صرف بارہ شاگردوں ہی کو رسولوں میں شمار کیا گیا بلکہ پولس اور برنباس بھی ان میں شامل سمجھے گئے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۵، ۶) - خداوند یسوع کے بھائی یعقوب کو بھی رسول کہا گیا ہے (گلتیوں ۱: ۱۹) - غالباً اندرنیکس اور یونیاس بھی رسول کہلائے (رومیوں ۱۶: ۷- اس آیت کی ایک اور تشریح بھی ممکن ہے- دیکھئے رسول) - رسول ہونے کی بنیادی شرط یہ تھی کہ وہ شخص خداوند مسیح کی زمینی زندگی کا چشم دید گواہ ہو، خصوصاً اُن کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کا (اعمال ۱: ۲۱، ۲۲) - رسول ہونے کی سند یہ تھی کہ اُسے خداوند مسیح نے خود اپنی زمینی زندگی کے دوران (متی ۱۰: ۵؛ ۲۸: ۱۹) یا اپنے جی اُٹھنے کے بعد چنا ہو (اعمال ۱: ۲۴؛ ۹: ۱۵) - رسول اور بزرگ اکٹھے مل کر حکمتِ عملی

سے کلیسیا کے لئے کوئی مشترکہ پالیسی قائم کرسکتے تھے (اعمال ١٥ : ٦ مابعد) ۔ رسولوں کو ابتدائی جماعت میں سے کسی نئی جگہ بطور مندوب بھیجا جا سکتا تھا تاکہ نئے کام کی دیکھ بھال اور انتظام کریں (اعمال ٨ : ١٤ مابعد) ۔ یہ تصوّر کہ رسولوں کی ایک مجلس مستقل طور پر یروشلیم میں بیٹھتی تھی بالکل غیر تاریخی ہے ۔ رسولوں کی عظیم خدمت انجیل کی خوشخبری کی منادی تھی اور ان کے رسول ہونے کی تصدیق معجزوں اور عجیب کاموں سے ہوتی تھی (٢۔کرنتھیوں ١٢ : ١٢) ۔ چنانچہ رسولوں کی خدمت کا دائرہ ایک ہی مقام تک محدود نہ تھا۔ البتہ خوشخبری کے پھیلانے میں حسب توفیق مختلف خدمات آپس میں بانٹی جاسکتی تھیں جیسا کہ پطرس اور پولس رسول کے درمیان ہؤا (گلتیوں ٢ : ٧، ٨) ۔

مبشّر (مُبلّغ) بھی اسی قسم کی غیر محدود خدمت انجام دیتے تھے ۔ ان کا کام بھی رسولوں کی خدمت کی مانند تھا ۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مبشّر اُس اعلےٰ امتیاز سے بے بہرہ تھے جو رسولوں کو مسیح کی زمینی رفاقت سے حاصل ہؤا تھا۔ اُن پہلے سات منتخب شدہ شخصوں میں سے فلپّس مبشّر بنا (اعمال ٢١ : ٨) اور تیمتھیس کو بھی یہی لقب دیا گیا ہے (٢۔تیمتھیس ٤ : ٥ ۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ) ۔ جیسے کہ ٢۔کرنتھیوں ١ : ١ سے ظاہر ہوتا ہے اُسے رسول کا رتبہ نہیں دیا گیا ۔

نبوّت قدرتی طور پر ایک ایسی بخشش ہے جس کا کسی مسیحی پر وقتاً فوقتاً نزول ہوتا تھا۔ لیکن بعض اشخاص کو یہ نبوت کا کلام اتنی باقاعدگی سے ملتا تھا کہ وہ نبیوں کا باقاعدہ طبقہ بن گئے یروشلیم (اعمال ١١ : ٢٧)، انطاکیہ (اعمال ١٣ : ١) اور کرنتھس میں (١۔کرنتھیوں ١٤ : ٢٩) کئی لوگ نبی کہلائے ۔ جن کے نام کا ذکر ہؤا، اُن میں یہوداہ اور سیلاس (اعمال ١٥ : ٣٢)، اگبس (اعمال ٢١ : ١٠)، حنّاہ (لوقا ٢ : ٣٦) اور نام نہاد نبیہ ایزبل (مکاشفہ ٢ : ٢٠) شامل ہیں ۔ نبوّت میں تعمیری ترقی، نصیحت اور تسلّی کی باتیں ہوتی تھیں (١۔کرنتھیوں ١٤ : ٣) ۔ اسے اگر الہامی وعظ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا ۔ نبی کسی معاملے میں خاص ہدایت دے سکتے تھے (اعمال ١٣ : ١، ٢) اور بعض وقت پیشینگوئی بھی کرتے تھے (اعمال ١١ : ٢٨) ۔ چونکہ اُن کا کلام عام فہم زبان میں ہوتا تھا اس لئے اُن کی باتوں سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکتے تھے بہ نسبت اُن کے جو بیگانہ زبانیں بولنے کی نعمت رکھتے تھے (١۔کرنتھیوں ١٤ : ٢٣ ۔ ٢٥) ۔ لیکن نبوّت کے غلط دعوے کا بھی خطرہ تھا ۔ نبیوں کی روحیں نبیوں کے تابع ہوتی تھیں (١۔کرنتھیوں ١٤ : ٣٢) ۔ ان کی تعلیم کی صداقت انجیل کے بنیادی پیغام سے ہم آہنگی اور مطابقت کی کسوٹی پر پرکھی جاتی (١۔یوحنا ٤ : ١ ۔ ٣) ۔ اگر وہ اس امتحان میں پورے نہ اترتے تو انہیں جھوٹے نبی قرار دیا جاتا جن کے آنے کے متعلق مسیح نے خود پیشینگوئی کی تھی (متّی ٧ : ١٥) ۔

بزرگ یا پرسبتر سے غالباً وہ مقامی خادم مراد تھے جنہیں شروع میں رسولوں (اعمال ١٤ : ٢٣ ۔ ریفرنس بائبل میں متن میں بزرگ اور حاشیہ میں پرسبتر ہے جبکہ کیتھولک ترجمہ میں کاہن ہے) یا رسولوں کے مددگاروں نے مقرر کیا تھا (ططس ١ : ٥) ۔ یہ شخص کسی جماعت کی خاص ضرورت کے تحت مقرر کئے جاتے تھے ۔ انہیں بلا تمیز نگہبان (بشپ ۔ ططس ١ : ٧) یا بزرگ (پرسبتر) کہا گیا ہے ۔
اُستاد، خواہ مرد ہو یا عورت، اُسے بائبل اور مسیحی فرائض ادا کرنے کے متعلق صحیح اور مستند تعلیم دینا تھا (قب ططس ٢ : ٣ ۔ ٥) ۔
منتظم (١۔کرنتھیوں ١٢ : ٢٨) سے غالباً وہ شخص مُراد ہیں جو مقامی کلیسیا کا انتظام سنبھالتے تھے جب کہ مددگار غریبوں اور بیماروں کی احتیاجیں رفع کرنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے پر مقرر تھے ۔
معجزانہ شفا بخشنا اور اجنبی زبانوں میں بولنا ابتدائی کلیسیا کی ایک خصوصی نعمت تھی ۔

٥ ۔ دینی نظام میں خدام الدین کے مراتب کی ابتدا :۔

رسولوں اور مُبشّروں کی ابتدائی آزاد خدمت، اور بعد میں مستقل پاسبانوں، اُستادوں، منتظمین اور اُن کے مددگاروں کے تقرر کے آپس کے تعلق کے موضوع پر کلیسیا میں کافی بحث ہوتی رہی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول الذکر طبقے نے موخر الذکر کو مقرر کیا ۔ لیکن اگر اعمال ب۶ میں طریقۂ تقرّر کو مثالی سمجھا جائے تو ظاہر ہے کہ چناؤ میں پوری کلیسیا کا ہاتھ تھا (آیت ٥) ۔ رومیوں ب۱۲ اور ١۔کرنتھیوں ب۱۲ یہ تاثر دیتے ہیں کہ کلیسیا روح سے معمور جماعت ہوتے ہوئے اپنے لئے خود خدمت کے وسیلے مہیا کرتی ہے ۔ لیکن دوسری طرف افسیوں ٤ : ١١ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدمت گاروں کو مسیح نے خود کلیسیا کو بخش دیا ۔ ہماری رائے میں مسیح خداوند ہر طرح کی خدمت کا نمونہ اور ہر اختیار کا منبع ہیں اور کلیسیائے جامع کے سپرد الٰہی خدمت ہوئی ۔ بہرحال نیا عہد نامہ اختیار کے انتقال اور تسلسل کے امکانات کے بارے میں خاموش ہے ۔ ابتدائی کلیسیا کے سامنے یہ مسئلہ زیادہ اہمیّت رکھتا تھا کہ پاک کلام سے خدمت کے معاملے میں صحیح اور مستند تعلیم پیش کی جائے ۔

خراج :۔ اس موضوع پر ہمیں وضاحت سے معلومات مہیّا نہیں ہوئیں ۔ اردو میں عام طور پر اس سے وہ رقم یا خدمت مُراد ہوتی ہے جسے ایک محکوم بادشاہ ایک حاکم بادشاہ یا شہنشاہ کو دیتا تھا ۔ اسرائیل اور یہوداہ پر جب اور قوموں کے

بادشاہوں نے حکمرانی کی تو وہ اُن سے سالانہ خراج لیتے تھے ۔ مثلاً فرعون نکوہ نے یہویقیم پر خراج لگایا (۲-سلاطین ۲۳: ۳۳، ۳۵)۔ اسی طرح جب بنی اسرائیل کا ادوم پر تسلّط تھا تو وہ ان سے خراج لیتے تھے جیسے یہوسفط فلستیوں سے (۲-تواریخ ۱۷: ۱۱)۔ استثنا کی کتاب میں بنی اسرائیل کو ہدایت کی گئی کہ جب کسی شہر کو فتح کریں تو وہاں کے باشندوں سے خراج لیں۔ یہ نقدی یا بیگار کی صورت میں ہوتا تھا (استثنا ۲۰: ۱۱)۔

ہیکل سے منسلک لوگوں پر خراج وغیرہ لگانا جائز نہ تھا (عزرا ۷: ۲۴)۔

بادشاہ کا لوگوں سے بغیر مزدوری دیئے خدمت لینا بھی ایک قسم کا خراج تھا (۱-سلاطین ۵: ۱۳؛ ۹: ۱۵، ۲۱)۔

رومی قیصر یہودیوں سے خراج لیتا تھا (لوقا ۲۰: ۲۲)۔

خرازین - کُورزین :- ایک جگہ کا نام جس پر خداوند یسوع نے اس میں رہنے والوں کی بے اعتقادی کے باعث ملامت کی (متی ۱۱: ۲۱؛ لوقا ۱۰: ۱۳)۔ موجودہ خربت خرازہ کے قریب کھنڈرات اسی جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ تل حوم (جہاں کفرنحوم تھا) سے دو میل شمال میں ہے۔ خداوند یسوع نے تین شہروں یعنی خرازین، کفرنحوم اور بیت صیدا پر ملامت کی۔ یہاں خداوند نے بہت معجزے کئے (لوقا ۱۰: ۱۳) لیکن ان کا ذکر انجیل میں نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند کے بہت سے معجزوں کا ذکر پاک نوشتوں میں نہیں آیا۔

خراس :- بڑی چکّی جسے گدھا (خر) یا دوسرے جانور چلاتے ہیں۔ متی ۱۸: ۶ میں یونانی لفظ کا مطلب بھی "گدھا چکّی" ہے۔ لفظ خراس کیتھولک ترجمہ میں متی ۱۸: ۶؛ لوقا ۱۷: ۲ اور مکاشفہ ۱۸: ۲۱، ۲۲ میں استعمال ہوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ کی ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں یہ لفظ متی ۱۸: ۶ میں دیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے چکّی۔

خراسیم - کاریگروں کی وادی :- (عبرانی = کاریگر)۔ جی خراسیم کا مطلب ہے "کاریگروں کی وادی"۔ اونو کے شمال میں اور لُود کے جنوب میں ایک وادی جہاں یہ کاریگر بس گئے تھے (۱-تواریخ ۴: ۱۴ اور نحمیاہ ۱۱: ۳۵)۔

خربوزہ - دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۲

خرلُوناہ - حرنوبا :- (عبرانی = گدھا ہانکنے والا)۔ دیکھئے ابگتا۔

خرخس - حرحس :- یہ سلوم کا دادا اور خلدہ نبیہ کا خاوند تھا (۲-سلاطین ۲۲: ۱۴)۔ ۲-تواریخ ۳۴: ۲۲ میں اسے خسرہ کہا گیا ہے۔

خرِستُس :- یونانی لفظ کی اُردو شکل۔ یہ عبرانی کے ماشیح (= المسیح) کا یونانی ترجمہ ہے۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یوحنا ۱: ۴۱ اور ۴: ۲۵ میں استعمال ہوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ المسیح ہے۔ دیکھئے مسیح۔ نیز دیکھئے مچھلی۔

خرگوش :- دیکھئے حیوانات بائبل ۱۸

خرموں کا شہر :- کھجوروں کا شہر۔ اس کا ذکر استثنا ۳۴: ۳ میں ہے۔ ★ یریحو کو کھجوروں کے درختوں کا شہر کہا گیا ہے (قضاۃ ۱: ۱۶؛ ۳: ۱۳؛ ۲-تواریخ ۲۸: ۱۵)۔

خرنوب :- دیکھئے نباتات بائبل ۲۵

خروب :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۵

خروج :- اس واقعہ سے اسرائیل نے قوم کی حیثیت اختیار کر لی۔ اور اس کے فوراً بعد کوہِ سینا پر عہد کے باعث وہ ایسی قوم بن گئی جس کا بادشاہ خدا خود ہو۔

۱- واقعہ

عبرانیوں نے جشن کے علاقے میں ۴۳۰ سال تک (خروج ۱۲: ۴۰-۴۱) قیام کر کے مصر کی غلامی سے جو فرعونوں کے اٹھارھویں اور انیسویں خاندانوں تک جاری رہی، رہائی پائی۔ خدا نے موسیٰ اور اس کے نائب ہارون کو حکم دیا کہ وہ عبرانی غلاموں کو جو ابرہام، اضحاق اور یعقوب کی اولاد تھے مصر سے نکال کر ملکِ موعودہ میں لے جائیں تاکہ وہ وہاں ایک قوم کی حیثیت سے رہیں (خروج ابواب ۳، ۴)۔ فرعونوں کے ظلم و تشدد اور بعد ازاں اسرائیلیوں کی بے وفائی کے باوجود وہ ملکِ موعودہ میں بسائے گئے (یشوع ۲۴)۔

کسی بڑے ملک سے رعایا کی ایک بڑی تعداد کا خروج ناممکن نہیں بلکہ زمانۂ سابقہ میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ پندرہ صدی ق م میں حتّی حکومت کے دوران ۱۴ میدانی، پہاڑی اور شہری علاقوں سے لوگ نکلے اور علیسو کے علاقے میں جا بسے۔ لیکن بعد میں طاقتور حتّی بادشاہ سپیلولیوما Suppiluliuma اُنہیں واپس لے آیا۔ فرعون نے بھی اسرائیلیوں کو پہلے روکنے اور بعد ازاں واپس لانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن خدا نے پہلے تو مصریوں پر نو آفات بھیجیں اور پھر دسویں میں انہیں مافوق الفطرت طریقے سے سزا دی۔ آخر میں جب فرعون نے اسرائیلیوں کو واپس لانے کے لئے ان کا پیچھا کیا تو خدا نے ان کی فوج اور رتھوں کو بحیرۂ قلزم میں غرق کر دیا۔ خدا کا کسی قوم کو بلا کر اس طرح نکالنا تاکہ وہ خاص طور پر اس کی خدمت کرے اور اُس کے ساتھ براہِ راست عہد میں زندگی بسر کرے،

ایک ایسا واقعہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ جو لوگ حتّی حکومت سے نکل کر عیسَو کے علاقے میں جا بسے، بے شک وہ مظلوم تھے، لیکن نہ تو خدا نے اُنہیں حکم دیا تھا اور نہ ہی اس نے انہیں کسی اعلےٰ مقصد کے لئے بلایا تھا۔

۲۔ بعد کی تاریخ میں خروج

بعد کی نسلوں کو انبیاء بار بار باپ دادا کے اسی خروج کے واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے خدا کی طرف پھرنے کی تلقین کرتے رہے۔ زبور نویس نے بھی اس بات پر بار بار زور دیا کہ خدا نے اسرائیل کو اس مقصد سے غلامی سے رہائی دی تاکہ وہ اس کی خدمت کرے اور اپنی زندگی سے اُس کی سچائیوں کا مظاہرہ کرے۔ وہ اس بات کی تلقین کرتا رہا کہ اس عظیم مخلصی کا ہمیشہ شکرگزاری اور فرمانبرداری سے جواب دینا چاہیے۔ درج ذیل حوالے دیکھئے:

تاریخی کتب: قضاۃ ۶:۸، ۹، ۱۳؛ ۱۔سموئیل ۱۲: ۶، ۸؛ ۱۔سلاطین ۸: ۵۱؛ ۲۔تواریخ ۷: ۲۲؛ نحمیاہ ۹: ۹ (مابعد)۔

زبور: ۷۷: ۱۴-۲۰۔

صحائف انبیاء: ہوسیع ۱۱: ۱؛ یرمیاہ ۷: ۲۱-۲۴؛ ۱۱: ۱-۸؛ ۳۴: ۱۳؛ دانی ایل ۹: ۱۵۔ نئے عہدنامہ میں مسیح نے آخری خروج یعنی مکمل مخلصی کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ (مقابلہ کریں عبرانیوں ۱۳: ۱۳ وغیرہ)۔

خروج کی کتاب :۔

ا۔ خلاصۂ مضامین

یہ توریت (اسفارِ خمسہ) کی پانچ کتابوں میں سے دوسری کتاب ہے۔ اس میں یوسف کی حاکمیت کے سنہرے عہد کے بعد کے دور میں بنی اسرائیل کے مقدر کا تذکرہ ہے۔ اسی میں وہ دو مقامات بھی پائے جاتے ہیں جو اسرائیل کی تاریخ کا نقطۂ عروج ہیں یعنی مصر سے رہائی اور شریعت کا عطا کیا جانا۔ اسی وجہ سے خروج کی کتاب کے واقعات خدا کا اپنے لوگوں پر اپنی ذات کو منکشف کرنے کے سلسلہ میں ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق نہ صرف عہدِ عتیق سے بلکہ عہدِ جدید سے بھی ہے جہاں فسح کا برّہ آخداوند کی قربانی کا تمثیل ہے اور عیدِ فسح کو ہماری مخلصی کی یادگار کے طور پر رائج کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا بڑا موضوع وہ واقعات ہیں جو بنی اسرائیل کے مصر سے خروج پر منتج ہوئے اور جو خروج کے بعد رونما ہوئے تھے۔ واقعات کو سن و سال کی عام اصطلاح میں ہی ترتیب دیا گیا ہے، جو عبرانی تاریخی نقطۂ نظر کے مطابق ہے جس میں تاریخ سن و سال کا سلسلہ نہیں بلکہ مسلسل واقعاتی کڑیوں کا نام ہے۔

ایک مختصر نسب نامہ کے بعد جس کا مقصد تھا کہ اس کا پیدائش کی کتاب سے تعلق ظاہر کرے کتاب کا آغاز اسرائیلیوں کے شمار میں اضافہ پر مصریوں کی تشویش سے ہوتا ہے۔ اسے ایک بڑھتا ہوا خطرہ سمجھتے ہوئے اس سے نمٹنے کے لئے دو یا شاید تین فرمان جاری کئے گئے۔ پہلے فرمان کے تحت اُنہیں بیگار کے لئے مصری خرکاروں کو تحویل میں دے دیا گیا۔ غالباً اس کے پیشِ نظر دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ کہ افرادی قوت کی وقتی ضرورت پوری ہو جائے اور ساتھ ساتھ اُن پر کڑی نظر بھی رکھی جائے۔ دوسرا فرمان اُس جُوئے کو اور زیادہ سخت بنانے کے متعلق ہے جس کا مقصد غالباً یہ تھا کہ اُن کے مشاغل میں کمی کر دی جائے اور اس طرح اُن کی طرف سے فتنہ پردازی کا امکان کم سے کم تر ہو جائے۔ اور تیسرے فرمان کا مقصد اُن کی آبادی میں اضافہ کی روک تھام کرنا تھا جس کے ذریعے تمام نرینہ نومولود قتل کر دیئے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں لڑکیوں کی بجائے لڑکوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کہ وہ مستقبل میں بغاوت کے متوقع محرک سمجھے جاتے تھے۔ یہ آخری فرمان موسیٰ کی پیدائش و پرورش کا پس منظر مہیا کرتا ہے جو مصر کے شاہی دربار میں یہودی تاریخ کی دوسری قدآور اور عظیم شخصیت تھا۔

ب۔ مصنف

یہودی نقطۂ نظر جو یشوع کے وقت سے چلا آتا ہے اور جس پر آخداوند نے مُہرِ تصدیق ثبت کی اور جسے کلیسیا نے تسلیم کیا یہ ہے کہ یہ موسیٰ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی داخلی شہادت سے بھی یہی تاثر ملتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی تردید میں کوئی معروضی لسانی شہادت فراہم نہیں کی جا سکی ہے۔ اگر فی الواقع اس میں ترمیم و اضافہ کیا گیا ہوتا تو ہمارا یہ توقع رکھنا بجا ہوتا کہ جغرافیائی ناموں کو مروج ناموں کے مطابق کیا گیا ہو۔ اور اگر محض وضاحت کی خاطر ایسا کیا گیا ہو تو اس کا دستاویزات میں وسیع تحریف کرکے اُنہیں موسوی دور کی تالیف کے طور پر پیش کرنے کے الزام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اسے موسیٰ کی تصنیف قرار دینے میں اس کی تاریخِ تصنیف پر تخمیناً تیرھویں صدی قبل از مسیح کا اطلاق ہوتا ہے۔

ج۔ متن

خروج کی کتاب کا متن غیر معمولی طور پر سہوِ کاتبین سے پاک ہے۔ کبھی کبھی بعض حروف ساقط ہو گئے ہیں۔ بعضوں کے نزدیک ہندسوں کی بڑی مقدار اُلجھنوں کا باعث ہے۔ خاص طور پر ہندسوں کو نقل کرتے وقت غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ جہاں کہیں بھی لوگوں کی بڑی تعداد کے ملوث ہونے یا اُن کی ضروریات کے مہیا کرنے کا سوال آیا ہے تو یہ بات فراموش نہ کی جائے کہ وہ کوئی مہذّب قوم نہ تھے بلکہ اُن کے طرزِ زندگی نے ہی اُنہیں اپنی بقا کی حفاظت کی عمدہ صلاحیتوں سے بہرہ ور کر دیا تھا۔ نیز دیکھئے توریت۔

خروفی:- سفطیاہ، صقلاج کے مقام پر داؤد کی فوج میں شامل ہوا - اسے خروفی کہا جاتا تھا (۱-تواریخ ۱۲: ۵)۔

خزانچی:- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۵

خزانہ، مخزن، ذخیرہ:- خزانے سے عام طور پر قیمتی چیزیں مثلاً سونا چاندی وغیرہ مراد ہوتا ہے۔

یسعیاہ ۴۵: ۳ میں "ظلمات کے خزانے" سے وہ خزانے مراد ہیں جو اندھیرے میں چھپے ہوئے ہیں یعنی دفینے، دفن کیا ہوا قیمتی مال - اور امثال ۱۰: ۲ میں "شرارت کے خزانے" سے مراد ناجائز نفع کے خزانے ہیں (میکاہ ۶: ۱۰) - متی ۲: ۱۱ میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ ڈبہ کیا گیا ہے وہ اصل میں خزانہ thesauros ہے - اکثر خزانے سے وہ جگہ بھی مراد ہوتی ہے جہاں قیمتی چیزیں رکھتے ہیں - عام طور پر اس کا تعلق عبادت گاہ کے ساتھ ہوتا ہے (یشوع ۶: ۱۹، ۲۴؛ ۱-سلاطین ۷: ۵۱؛ بت خانے کے ساتھ دانی ایل ۱: ۲) - یا بادشاہ کے محل میں قیمتی سامان کی جگہ (۲ - ملوک ۱۲: ۱۸ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "قصر" ہے؛ آستر ۳: ۹) -

عزرا ۲: ۶۹ اور نحمیاہ ۷: ۷۰ مابعد میں یہ ہیکل کی تعمیرِ نو کے فنڈ کے لئے استعمال ہوا ہے - مرقس ۱۲: ۴۱ اور لوقا ۲۱: ۱ میں یہ اُن ۱۳ دھات کے ترہی نما چندے کے ظروف کے لئے استعمال ہوا ہے جو ہیکل میں عورتوں کے صحن میں رکھے گئے تھے اور جن میں لوگ نقدی ڈالتے تھے - سکے کی آواز سے اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ کسی نے کتنا چندہ ڈالا ہے - ظاہر ہے کہ دو دمڑیوں کی آواز بہت سے سکوں سے مختلف ہو گی - اسی لئے خداوند مسیح بتا سکے کہ کنگال بیوہ اور دولتمند آدمیوں کے چندے میں کیا فرق تھا - اس جگہ کو یوحنا ۸: ۲۰ میں بیت المال پکارا گیا ہے - یہ لفظ اور کئی جگہ استعمال ہوا ہے - بعض جگہ اس کے لئے لفظ ذخیرہ ہے (خروج ۱: ۱۱، یرمیاہ ۴۱: ۸) - نحمیاہ ۱۰: ۳۸ میں بیت المال ہے اور اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ نحمیاہ ۱۲: ۴۴ میں خزانہ کیا گیا ہے -

عزرا ۵: ۱۷ میں "دولت خانہ" خاص دلچسپی کا حامل ہے - عبرانی لفظ گنزین (قب عربی جنز بمعنی چھپانا) سے مراد وہ جگہ ہے جہاں تواریخی دستاویزات محفوظ رکھی جاتی تھیں - یاد رہے کہ یہودی پاک کلام کے بوسیدہ نسخے ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ عبادت خانہ کے پاس ایک گودام میں رکھ دیتے تھے جسے گنزہ پکارتے تھے (یہی لفظ عزرا ۶: ۱ میں استعمال ہوا ہے جہاں اس کا ترجمہ خزانہ کیا گیا ہے - دیکھئے جنزہ - لفظ خزانہ اور مخزن اور ذخیرہ مجازی معنوں میں بھی کئی جگہ استعمال ہوئے ہیں - انسان کے گناہوں کا حساب خدا کے خزانے میں سربمہر ہو کر پڑا ہے (استثنا ۳۲: ۳۴) - زبور ۱۷: ۱۴ میں زبور نویس طنز سے کہتا ہے کہ اُس کے دشمنوں کے لئے خدا کے ذخیرے میں اتنی سزا موجود ہے کہ جو اُن کے بچوں کے لئے بھی کافی ہو گی (یہ تشریح اردو ترجمہ میں عیاں نہیں ہے - قب رومیوں ۲: ۵ - یونانی میں "غضب ذخیرہ کر رہا" ہے - دیکھئے اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ) - استثنا ۲۸: ۱۲ میں آسمان کو مجازی طور پر خدا کا بارش کا خزانہ کہا گیا ہے -

ایوب ۳۸: ۲۲ میں آسمان کو برف اور اولوں کا مخزن کہا گیا ہے -

پہلی تین اناجیل (اناجیلِ متفقہ) میں خداوند مسیح خزانہ کو اکثر مجازی معنوں میں استعمال کرتے ہیں "اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو" (متی ۶: ۱۹ مابعد - یونانی میں "خزانہ" ہے - مرقس ۱۰: ۲۱ اور مماثل حوالے) - دل میں بھی مجازی طور پر اچھی اور بُری باتوں کا خزانہ موجود ہوتا ہے (متی ۱۲: ۳۴، ۳۵؛ لوقا ۶: ۴۵) -

پولس رسول خدا کے جلال کی خوشخبری اور انسانی جسم کی کمزوری کا مقابلہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ خدا کا یہ بڑا خزانہ ہمیں مٹی کے برتنوں میں دیا گیا ہے تاکہ ہم اپنے پر فخر نہ کریں (۲-کرنتھیوں ۴: ۷) - حکمت اور معرفت کے خزانے صرف خداوند مسیح میں پوشیدہ ہیں (کلسیوں ۲: ۳) -

خسرہ - حسرہ:- خُلدہ نبیہ کے خاوند سلوم کا دادا - (۲ - تواریخ ۳۴: ۲۲) - ۲ - سلاطین ۲۲: ۱۴ میں اس کا نام خرخس ہے -

خشمناک:- غصے والا - صحیح اِملا خشم ناک ہے - یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں زبور ۱۰۶: ۲۹، ۳۲ میں استعمال ہوا ہے -

خطیطا - حطیطہ:- (عبرانی = تجسس) - لاوی دربانوں کے ایک خاندان کا بزرگ جس کی اولاد زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲: ۴۲؛ نحمیاہ ۷: ۴۵) -

خطیفا - حطیفہ:- نتنیم کے ایک خاندان کا سربراہ اِس کی اولاد زربابل کے ماتحت اسیری سے لوٹی (عزرا ۲: ۵۴؛ نحمیاہ ۷: ۵۶) -

خطیل - حطیل:- (عبرانی = لہرانا) - ایک خاندان جو اسیری سے لوٹا (عزرا ۲: ۵۷؛ نحمیاہ ۷: ۵۹) -

خُفاہ - حُفہ:- (عبرانی = حفاظت) - داؤد بادشاہ کے زمانہ کا ایک کاہن (۱-تواریخ ۲۴: ۱۳) -

خلح - حلح:- مادیوں کے علاقہ میں ایک جگہ جہاں اسوریوں کے بادشاہ سلمنسر اور تلگات پلناصر نے بہت سے اسرائیلی اسیروں کو لا کر بسایا (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱۸: ۱۱؛ ۱-تواریخ ۵: ۲۶) -

خَلخال:- (عربی- مذکر- پازیب- پائل- پاؤں کا زیور- اس کا ذکر یسعیاہ ۳: ۱۸ میں آتا ہے۔ نیز دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۔

خُلدہ- حُلدہ:- (عبرانی = نیولا) - یوسیاہ بادشاہ کے دورِ حکومت میں ایک نبیّہ (۲- سلاطین ۲۲: ۱۴- ۲۰؛ ۲- تواریخ ۳۴: ۲۲- ۲۸) - جب خِلقیاہ کاہن کو ہیکل میں شریعت کی کتاب ملی تو یوسیاہ نے اُس کے پاس پیغام بھیجا۔ اُس نے کتاب کی اصلیت کی تصدیق کی اور تباہی و بربادی کی نبوت کی کیونکہ شریعت سے رُوگردانی کی گئی تھی۔ اُس کے پیغام کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول کیا گیا۔ اس پیغام نے اُس اصلاح کو بہت متاثر کیا جو یوسیاہ بادشاہ عمل میں لایا۔

خلدی- حِلدائی:- ۱- داؤد بادشاہ کے ماتحت چوبیس ہزار سپاہیوں پر ایک کپتان (۱- تواریخ ۲۷: ۱۵)۔

۲- تین شریف یہودیوں میں سے ایک جو بابل سے سونا چاندی لے کر آئے تھے جسے انہیں زکریاہ کے حوالے کرنا تھا تاکہ وہ یشوع سردار کاہن کے لئے تاج بنائے (زکریاہ ۶: ۹- ۱۵)- ۶: ۱۴ میں اسے حلیم کہا گیا ہے۔

خلِص- حالِص:- ۱- یہوداہ کا ایک شخص (۱- تواریخ ۲: ۳۹)۔

۲- داؤد بادشاہ کا ایک زبردست سُورما جسے ۲- سموئیل ۲۳: ۲۶ میں فلطی اور ۱- تواریخ ۱۱: ۲۷ میں فلونی کے القاب سے پکارا گیا ہے۔

خِلعَت:- عربی- وہ کپڑا جو بادشاہ یا اُمراء اُتار کر کسی اور کو عزت افزائی کے لئے دیتے تھے- کپڑوں کا عطیہ۔ خِلعَت خلع سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں اُتارنا۔ مشرق میں یہ ایک پُرانی رسم تھی۔ مقابلہ کریں پیدائش ۴۱: ۴۲؛ ۱- سموئیل ۱۸: ۴)- بائبل کے اُردو ترجمہ میں یہ لفظ سات مرتبہ آتا ہے- آستر ۸: ۱۵ (مقابلہ کریں آستر ۶: ۸ سے "شاہانہ لباس جسے بادشاہ پہنتا ہے")، یسعیاہ ۲۲: ۲۱ (کیتھولک = پوشاک)، یسعیاہ ۶۱: ۳، ۱۰ (کیتھولک آیت ۱۰ = جُبّہ)، دانی ایل ۵: ۷، ۱۶، ۲۹- مُسرف بیٹے کی تمثیل میں بھی باپ نے غالباً اپنا اچھے سے اچھا جامہ بیٹے کو پہنایا (لوقا ۱۵: ۲۲)۔

خلق- حلاق:- (عبرانی = ہموار)۔
۱- ایک پہاڑ جو اُس علاقے کی جنوبی سرحد تھا جسے یشوع نے فتح کیا (یشوع ۱۱: ۱۷؛ ۱۲: ۷)۔
۲- منسّی کے قبیلے سے جلعاد کا دوسرا بیٹا جو ایک خاندان کا سربراہ تھا (گنتی ۲۶: ۳۰؛ یشوع ۱۷: ۲)- کیتھولک ترجمہ کے ہجے حالق ہیں۔

خِلقت- حِلقت:- (عبرانی = کھیت) - آشر کے علاقے کی جنوبی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۹: ۲۵) جسے جیرسُونی لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۱) - بعد میں یہ حقوق کہلایا (۱- تواریخ ۶: ۷۵)۔

خلقی- حِلقائی:- یویقیم کے ایام میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۵)۔

خِلقیاہ- حلقی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ کا نجرہ) - سات شخصوں کا نام جو زیادہ تر کاہن تھے۔
۱- الیاقیم کا باپ (۲- سلاطین ۱۸: ۱۸)۔
۲- ایک مراری لاوی (۱- تواریخ ۶: ۴۵)۔
۳- بنی مراری میں سے داؤد بادشاہ کا ایک دربان (۱- تواریخ ۲۶: ۱۱)۔
۴- یوسیاہ کے زمانے میں ایک سردار کاہن جسے ہیکل کی صفائی کے وقت توریت کی کتاب ملی- بعض کا خیال ہے کہ یہ استثنا کا نسخہ تھا (۲- سلاطین ابواب ۲۲، ۲۳ اور ۲- تواریخ ۳۴ ب)۔
۵- ایک کاہن جو زربابل کے ہمراہ یروشلیم واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۷)۔
۶- یرمیاہ نبی کا باپ (یرمیاہ ۱: ۱)۔
۷- جمریاہ کا باپ (یرمیاہ ۲۹: ۳)۔

خلوئے- کُلوئہ:- ایک خاتون جس کے گھر والوں نے (غالباً یہ اُس کے غلام تھے) پولس رسول کو خبر کی کہ کرنتھس کی کلیسیا میں جھگڑے ہو رہے ہیں (۱- کرنتھیوں ۱: ۱۱)۔ اس حوالے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خلوئے کرنتھس میں رہتی تھی یا وہ مسیحی تھی کہ نہیں۔

خلیل اللہ:- (عربی = خدا کا دوست) - یعقوب ۲: ۲۳ میں مرقوم ہے "ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لئے راستبازی گنا گیا اور وہ خدا کا دوست کہلایا"۔
کیتھولک ترجمہ میں اور پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں خلیل اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اہلِ اسلام بھی ابراہیم کو یہی لقب دیتے ہیں۔ نیز کیتھولک ترجمہ میں اِشعیاہ ۴۱: ۸ میں خدا ابراہیم کو "میرے خلیل" پکارتا ہے۔

خمیر:- عبرانی لوگوں کی زندگی میں خمیر ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ یہ نہ صرف روٹی تیار کرنے میں استعمال ہوتا تھا بلکہ شریعت، مذہبی رسومات اور تعلیم میں بھی اس کا بہت اہم کردار تھا۔
غالباً شروع شروع میں یہ آٹے میں انگور کا شیرہ ملا کر بنایا گیا تھا۔ بعض پودوں کے سفوف کو پانی میں گھول کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ ترش ہو جاتا اور اُس میں بلبلے اُٹھتے تھے۔ پھر اسے

آٹے میں ملاتے تھے۔ بعد میں خمیری آٹے کو عام آٹے میں ملا دیتے تھے اور کچھ عرصے کے بعد اس میں خمیر خود اُٹھ جاتا تھا۔

۱۔ پُرانے عہدنامہ میں

خمیر یہودی رسومات میں قطعی ممنوع نہیں تھا۔ خمیر سلامتی اور ہلانے کی قربانی میں استعمال ہوتا تھا (احبار ۷: ۱۳) لیکن میدے کی نذر کی قربانی میں جو آتشین قربانی تھی ممنوع تھا (۲: ۱۱؛ ۶: ۱۷)۔ عید فسح اور بے خمیری روٹی کی عید (عید فطیر) کی رسومات میں ہر یہودی پر یہ لازم تھا کہ ★ نیسان کے مہینے کی چودھویں تاریخ کو گھر سے تمام خمیر نکال پھینکے اور اس دن سے ساتویں دن تک صرف بے خمیری روٹی کھائے (خروج ۱۲: ۱۴-۲۰)۔ یہ مصر سے دفعتاً ہجرت کی یاد میں منائی جاتی تھی (خروج ۱۲: ۳۴، ۳۹)۔ اگرچہ یہ ایک مذہبی رسم تھی تو بھی یہ حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق بھی تھی۔ یہ گھروں میں جراثیم کی افزائش کے سلسلے کو توڑنے کے لئے بہت مُوثر تھی کیونکہ پرانے خمیر کو بار بار استعمال کرنے سے بیماری پیدا ہونے کا خطرہ تھا۔ یہودی عُلماء یعنی ربیّوں کی روایت کے مطابق خمیر کے مختلف مجازی معنی ہوتے تھے۔ مثلاً ربّی سکندر کے مطابق خمیر خدا کے احکام کے ماننے میں ایک رکاوٹ تھا۔ ایک اور یہودی عالم ربّی آبا نے توریت کو خمیر کہا جو انسان کو تبدیل کر کے خدا کی طرف لے جاتی ہے۔ مشہور یہودی مصنف ★ فیلو نے اس سے دو مختلف مفہوم لئے۔ ایک طرف تو یہ غرور اور تکبر کی علمدار تھی دوسری طرف مکمل روحانی غذا اور بابرکت خوشی کی۔

۲۔ نئے عہدنامہ میں

خمیر کا ذکر پہلی تین اناجیل (اناجیل متفقہ) اور پولس رسول کے خطوط میں آتا ہے۔ یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ ایک ہی علامت ادب کی مختلف اصناف سے تعلق رکھتی ہے یعنی تمثیل، استعارہ، ضرب المثل اور خاص قسم کا ادب بعض علماء کی رائے میں خمیر مجازی معنوں میں بُرے اثر کی طرف ہی اشارہ کرتا ہے جو خفیہ طور پر ایک چھوت کی بیماری کی طرح پھیلتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رائے کے برعکس ہر ایک آیت میں سیاق وسباق کے مطابق اس کا مفہوم مختلف ہے۔

ا۔ تمثیل۔ خداوند مسیح کی آسمان کی بادشاہی کی تمثیل میں خمیر کو اُس پیغام سے تشبیہ دی گئی ہے جو چھپا ہُوا ہے لیکن پھر بھی سارے ماحول کو اپنے اثر کی لپیٹ میں لیتا ہے (متی ۱۳: ۳۳؛ لوقا ۱۳: ۲۱)۔ آٹے سے غالباً سارا معاشرہ مراد ہے اور خمیر سے انجیل کا پیغام۔

ب۔ استعارہ۔ مرقس ۸: ۱۵ میں خمیر بطور استعارہ استعمال ہُوا ہے۔ فریسیوں اور ہیرودیس کے خمیر سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ متی ۱۶: ۱۱، ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریسیوں اور صدوقیوں کی تعلیم مراد ہے۔ اور لوقا ۱۲: ۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خمیر سے فریسیوں کی ریاکاری کی طرف اشارہ ہے۔ تاہم خمیر کو ہر وقت بُرے اثر کا حامل سمجھنا صحیح نہیں کیونکہ اگر فریسی توریت کے لئے خمیر کا استعارہ استعمال کر سکتے تھے تو اُسے بُرا نہیں کہا جا سکتا تھا (دیکھئے اوپر ربّی آبا کی تعلیم)۔ مرقس کی انجیل میں اس استعارہ کے معنی بیان نہیں کئے گئے۔ لیکن متی اور لوقا اس کی صحیح تشریح کرتے ہیں کیونکہ فریسیوں کا توریت پر عمل خداوند مسیح کی رائے میں (قب متی ۶: ۲ مابعد اور ۲۳: ۱۳) اب ایک زندہ ایمان نہیں تھا بلکہ محض ریاکاری کا نقاب۔

ج۔ ضرب المثل۔ ۱۔کرنتھیوں ۵: ۶ اور گلتیوں ۵: ۹ میں پولس رسول اپنے خیال کو ایک ضرب المثل کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ یہ ضرب المثل پولس کی تصنیفات کے سوا دوسرے یونانی ادب میں کہیں نظر نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے کہ کلیسیا میں یہ ضرب المثل مسیح کی تعلیم کی وجہ سے ہی معرضِ وجود میں آئی ہو۔ ۱۔کرنتھیوں ۵: ۶ میں اس ضرب المثل کا مطلب یہ ہے کہ ایک بدکار آدمی سارے سماج پر بُرا اثر ڈالتا ہے (قب ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے)۔ گلتیوں ۵: ۹ میں یہ جھوٹے اُستادوں کی تعلیم کے کلیسیا پر اثر کے متعلق ہے۔

د۔ ۱۔کرنتھیوں ۵: ۷ کی مثال یہودی ادب سے تعلق رکھتی ہے۔ جس طرح فسح کھانے کے لئے نیسان کی چودھویں تاریخ کو سب خمیر کو اسرائیل کی جماعت میں سے نکال دیا جاتا تھا اُسی طرح پولس بھی تلقین کرتا ہے کہ مسیحی جماعت بھی مسیح کی قربانی کی یاد میں نئی فسح کھانے سے پیشتر اپنے درمیان سے سب خمیر یعنی گناہ کو دُور کرے۔ یہاں پولس پرانے عہدنامہ کی رسم کی مثال دے کر نئی مسیحی زندگی بسر کرنے کے طریقے بتاتا ہے۔ ہمارا فسح کا برّہ مسیح ہیں (یوحنا ۱۹: ۱۴، ۳۱؛ ۱۔پطرس ۱: ۱۹) اس لئے فسح کھانے کے لئے پرانے خمیر کو اپنے درمیان سے نکال پھینکیں۔

خنجری:۔ دیکھئے موسیقی کے ساز ء ب

خنزیر:۔ سؤر (عبرانی میں لفظ خزیر ہے۔ عربی میں نون کا اضافہ ہے۔ خزر کے معنی سؤر کی طرح چھوٹی آنکھوں والا ہیں)۔

یہ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہُوا ہے (احبار ۱۱: ۷؛ تثنیہ شرع ۱۴: ۸؛ اشعیاہ ۶۵: ۴؛ ۶۶: ۳، ۱۷)۔

دیکھئے حیوانات بائبل ۲۵

خواب:۔ سپنا۔ نیند کی حالت میں کوئی واقعہ یا چیز دیکھنا۔ بائبل مُقدّس سے ظاہر ہے کہ جتنی دلچسپی مصری اور

بابلی لوگ خوابوں میں لیتے تھے اتنی اسرائیلی نہیں لیتے تھے۔ پرانے عہدنامے میں خوابوں کی مذہبی اہمیّت پر زور نہیں دیا گیا۔ عام طور پر خواب دن بھر کی مشغولیّت پر مبنی ہوتے ہیں (واعظ ۵ : ۳) تاہم پرانے عہدنامہ میں اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ خدا خوابوں کے ذریعہ انسانوں سے ہمکلام ہو سکتا ہے، خواہ وہ اسرائیلی ہوں (۱۔سلاطین ۳ : ۵) خواہ غیر قوم (پیدائش ۲۰ : ۳ بعد)۔

کتاب مُقدّس میں مذکور خواب دو قسم کے ہیں۔ ۱۔ وہ خواب جن میں زندگی کے عام واقعات ترتیب وار اور باربط دکھائی دیتے ہیں (پیدائش ۴۰ : ۹-۱۷؛ ۴۱ : ۱-۷)۔ ۲۔ وہ خواب جن میں خدا کی طرف سے کوئی پیغام دیا جاتا ہے (پیدائش ۲۰ : ۳-۷؛ ۱۔سلاطین ۳ : ۵-۱۵؛ متّی ۱ : ۲۰-۲۴؛ اعمال ۱۸ : ۹ بعد)۔ کبھی کبھی رویا اور پیغام ایک ساتھ ہی دیئے جاتے ہیں (اعمال ۱۶ : ۹)۔

دیگر اقوام کی طرح اسرائیلی بھی خواب کی تعبیر کے خواہاں ہوتے تھے لیکن بائبل میں خواب کی تشریح کے سلسلے میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی لوگوں کے خوابوں میں امتیاز کیا گیا ہے۔ جب غیر قوم کے لوگ خواب دیکھتے ہیں، مثلاً فرعون (پیدائش ۴۱ : ۱۵ بعد) یا اُس کے اعلیٰ حکام (پیدائش ۴۰ : ۱۲ بعد، ۱۸ بعد) تو یوسف جیسے شخص کو اس کی تعبیر کرنی ہوتی ہے۔ اسی طرح بنوکدنضر کے خواب کی تعبیر کے لئے دانی ایل کی ضرورت پڑتی ہے (دانی ایل ۲ : ۱۷ بعد)۔ بعض مرتبہ خدا خود خواب کی تشریح مہیّا کرتا ہے اور یوں انسانی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی (پیدائش ۲۰ : ۳ بعد؛ ۳۱ : ۲۴؛ متّی ۲ : ۱۲)۔

لیکن جب خدا کے اپنے لوگ خواب دیکھتے ہیں تو خواب میں ہی اس کی تشریح بھی کر دی جاتی ہے (پیدائش ۳۷ : ۵-۱۰؛ اعمال ۱۶ : ۹ بعد)۔

پرانے عہدنامہ کے نبوّت کے نظریہ کے مطابق خواب کا موضوع خاص اہمیّت کا حامل ہے۔ عبرانی لوگ خواب اور نبی کے کام میں ایک خاص تعلق دیکھتے تھے۔ اس سلسلے میں اس مضمون کا مستند حوالہ استثنا ۱۳ : ۱-۵ ہے جہاں نبی کو خواب دیکھنے والا کہا گیا ہے۔ تاہم ۱۔سموئیل ۹ : ۹ میں مرقوم ہے کہ "جس کو اب نبی کہتے ہیں اُس کو پہلے غیب بین کہتے تھے"۔ اگر غیب بین سے مُراد رویا یا خواب دیکھنے والا ہے تو پھر استثنا ۱۳ : ۱، ۳، ۵ کی پوری تائید ہوتی ہے کیونکہ وہاں نبی اور خواب دیکھنے والے کو تقریباً ہم معنی قرار دیا گیا ہے اور ان دونوں کا ذکر اکٹھا کرنے میں ناموزونیت یا ناموافقت کا احساس بالکل نہیں ہے۔ یہودی اندازِ فکر میں خواب اور نبوّت کا خاص تعلق تھا اور یہ یرمیاہ ۲۳ : ۲۵، ۳۲ سے بالکل عیاں ہے۔ یہ بات بھی صاف ظاہر ہے کہ سموئیل نبی اور ساؤل بادشاہ کے زمانے میں خدا نبیوں اور اُوریم کے سوا خوابوں میں بھی لوگوں سے ہمکلام ہوتا تھا (۱۔سموئیل ۲۸ : ۶)۔

لیکن وہ پیغام جو نبی کو براہِ راست خدا سے مِلتا تھا خواب کے پیغام سے معتبر سمجھا جاتا تھا۔ گنتی ۱۲ : ۶-۸ کا مطالعہ بھی ہمیں اسی نتیجہ کو قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یرمیاہ نبی بھی اسی قسم کے فرق سے جھوٹے نبی کے خواب کی تردید کرتا ہے (یرمیاہ ۲۳ : ۲۵، ۳۲)۔ یرمیاہ یہ نہیں کہتا کہ خدا خواب کے ذریعہ پیغام نہیں دیتا بلکہ یہ کہ براہِ راست پیغام کو خواب کے پیغام پر ترجیح دی گئی ہے۔ جو پیغام سچّے نبی کو براہِ راست دیا جاتا ہے وہ ہتھوڑے اور آگ کی مانند ہے (یرمیاہ ۲۳ : ۲۹) اور جھوٹے نبی کا خواب بھوسے کی مانند (یرمیاہ ۲۳ : ۲۸)۔ نیز دیکھئے نبی۔

خواجہ سرا:۔ زنانہ محلّات کا نگران یا ناظم۔ یہ عام طور پر ★ خوجہ یعنی ہیجڑا ہوتا تھا۔ فارس میں یہ انتظام عام تھا (آستر ۱ : ۱۰، ۱۲، ۱۵؛ ۲ : ۳، ۱۴، ۱۵، ۲۱؛ ۴ : ۴، ۵؛ ۶ : ۲، ۱۴؛ ۷ : ۹)۔

جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے یعنی سادِس اُس کے لئے اردو میں مختلف لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ سردار (یرمیاہ ۵۲ : ۲۵)، حاکم (پیدائش ۳۷ : ۳۶؛ ۳۹ : ۱)۔ لیکن زیادہ جگہ خواجہ سرا ہی استعمال ہؤا ہے۔ عبرانی کا لفظ بطور لاحقہ ۲۔سلاطین ۱۸ : ۱۷ میں استعمال ہؤا ہے ★ رب سارس یعنی خواجہ سراؤں کا سردار (یرمیاہ ۳۹ : ۳، ۱۳)۔

خوجہ:۔ خواجہ کا مخفّف۔ مخنّث۔ ایک ایسا مرد جسے ہیجڑا یا آختہ کیا گیا ہو۔ چونکہ ایسا مرد عورت سے اولاد پیدا نہیں کر سکتا تھا اس لئے اُسے محل میں زنانخانے کا داروغہ مقرر کیا جاتا تھا جو خواجہ سرا کہلاتا تھا۔ دیکھئے خواجہ سرا۔

خود:۔ دیکھئے جنگ کا سازوسامان ب۔۲

خواہش:۔ پُرانے اور نئے عہدنامے میں "خواہش" کے متعلق جو حوالجات مِلتے ہیں وہ گہری نفسیاتی بصیرت مہیّا کرتے ہیں۔ خواہش کے لئے گوناگُوں الفاظ اور اُن کے استعمال کے طریقے سے بائبل اپنے علم الانسان کا ایک اہم حصّہ بیان کرتی ہے۔

پرانے عہدنامہ میں "خواہش" کا مطلب "آرزُو"، "طلب" یا "تقاضا" سے کہیں زیادہ ہے۔ عبرانی نفسیات میں خواہش کا تعلق انسان کی پُوری شخصیت سے ہے۔ پس خواہش آسانی سے "لالچ" میں تبدیل ہو سکتی ہے جس سے "حسد" اور "جلن" وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ عبرانیوں میں "خواہش" اُس درخواست کا نام ہے جو نفش (جان یا خودی) شخصیّت سے کرتا ہے (استثنا ۱۴ : ۲۶)۔ خواہش جان کا رجحان ہے (۲۔سموئیل ۳ : ۲۱)۔ اور جب پوری جان کسی

ایسے رجحان یا خواہش کی پشت پر ہوتی ہے جو گناہ آلودہ ہے تو وہ "حرص" کہلاتی ہے (دیکھئے گنتی ۱۱: ۴، ۶)۔ ایسی حرص یا لالچ کی دسویں حکم میں ممانعت ہے (خروج ۲۰: ۱۷) کیونکہ جب اس قسم کی گناہ آلود خواہش کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہے تو تمام قوم کے لئے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے (یرمیاہ ۶: ۱۳-۱۵)۔

نئے عہدنامہ میں بتایا گیا ہے کہ گناہ آلود خواہش کو امیر بننے کی خواہش سے تقویت ملتی ہے (۱-تیمتھیس ۶: ۹)، یہاں تک کہ وہ "زر کی دوستی" میں تبدیل ہو جاتی ہے (آیت ۱۰)۔ لیکن یہ ناجائز جنسی خواہش میں بھی ظاہر ہو سکتی ہے (متی ۵: ۲۸)، یا جیسے کہ پولس بیان کرتا ہے "جسم اور عقل کے ارادے" میں بھی (افسیوں ۲: ۳)۔ نیا عہدنامہ اس انسانی تجربہ کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ جب ہم کسی گناہ آلود خواہش کو مصلوب کرنے کی بجائے بڑھنے دیتے ہیں تو وہ بھسم کرنے والی آگ بن جاتی ہے (کلسیوں ۳: ۵)۔ اس کے برعکس جب انسان کی خواہش کا محور خدا (رومیوں ۱۰: ۲) اور اُس کی نعمتیں (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۳۱) ہوتی ہیں تو اس کا بدن راستبازی کا ہتھیار بن جاتا ہے (رومیوں ۶: ۱۲، ۱۳)۔

خوبہ - حوبہ:- دمشق کے شمال میں ایک مقام۔ یہاں تک ابرہام نے اُن لٹیروں کا پیچھا کیا تھا جو لوط کو پکڑ کر لے گئے تھے (پیدائش ۱۴: ۱۵)۔

خوتام - حوتام:- ۱- آشر کے قبیلہ کا ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۳۲)۔

۲- ایک عروعیری جس کے دو بیٹے سماع اور یعی ایل داؤد بادشاہ کے لشکر کے سُورما تھے (۱-تواریخ ۱۱: ۴۴)۔

خورس - کورش:- (عبرانی۔ کورش، قدیم فارسی خرس؛ اردو ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں خسرو۔ دانی ایل ۱: ۲۱)۔

شاہ فارس جس کے متعلق یسعیاہ نبی نے پیشینگوئی کی کہ وہ یروشلیم میں ہیکل کی بحالی کا وسیلہ بنے گا (یسعیاہ ۴۴: ۲۸- جس کے متعلق خدا کہتا ہے کہ "وہ میرا چرواہا ہے") اور جو "خدا کا ممسوح ہے جو یہودیوں کو ★ بابل کی اسیری سے رہا کرے گا۔ وہ خدا کے منصوبے کا آلہ کار تھا (یسعیاہ ۴۵: ۱)۔ خورس بادشاہ نے ۵۳۹ ق م میں بابل کو فتح کیا اور اپنے عہد کے پہلے سال ہیکل کی تعمیرِ نو کا حکم صادر کیا (۲-تواریخ ۳۶: ۲۲-۲۳؛ عزرا ۱: ۲؛ ۵: ۱۳؛ ۶: ۳)۔ پھر اس نے ہیکل کے ظروف جو بنوکدنضر لے گیا تھا واپس کئے (عزرا ۱: ۷) اور ہیکل کی تعمیر کے لئے نقدی اور سامان مہیا کیا (عزرا ۳: ۷)۔

خورس کی ابتدائی تاریخ غیر واضح اور تاریک ہے۔ وہ خورس اوّل کے پوتے تیس پاسس کی آل سے تھا۔ وہ انشان (عیلام) کے بادشاہ کمبی سیس کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ انشان کا حاکم ہوا لیکن جلد ہی اُس نے فارس کو فتح کر کے اپنے ملک سے ملا دیا۔ ۵۵۰ ق م میں وہ مادیوں کا بادشاہ بن گیا۔ اُس نے لودؔ کے بادشاہ کروئے سیس کو اپنا مطیع کر لیا اور ۵۴۹ ق م میں اسور کے ملک کو فتح کیا۔ کچھ سال بعد وہ بابل کے لئے خطرے کا باعث بنا۔ لیکن اُس نے ۹ سال بعد ہی ۵۳۹ ق م میں گبارو کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اُس کی فوج نے پہلے دریا کا رُخ بدلا، کیونکہ یہ دریا شہر میں سے ہو کر گزرتا تھا (دیکھئے بابل شہر کا نقشہ بابل کے تحت)۔ پھر اس نے دریا کی خشک تہ پر ہوتے ہوئے شہر پر اچانک حملہ بول دیا۔ جب سترہ دن کے بعد بادشاہ خود شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے خوشی سے اس کا استقبال کیا۔

خورس کے مختلف کتبے جو اُس نے خود نصب کروائے پرانے عہدنامے کے اِس بیان کی تائید کرتے ہیں کہ وہ ایک ہمدرد حاکم تھا۔ وُہ بڑے فخر سے ان کتبوں میں دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے سب اسیروں کو اکٹھا کیا اور اُنہیں واپس اُن کے وطن بھیجا۔ انہی کتبوں میں وہ کہتا ہے کہ اُس نے اُن کے سب مندروں کو بحال کر کے اُن کے دیوتاؤں کو واپس کر دیا۔ چونکہ یہودیوں کے بُت نہیں تھے اس لئے اُس نے ہیکل کو بحال کرنے کے بعد اُس کا سب سامان لوٹا دیا (عزرا ۶: ۳)۔ خورس کے عہد کے پہلے تین سال کے دوران دانی ایل نبی بابل میں اقبال مند رہا (دانی ایل ۱: ۲۱؛ ۶: ۲۸؛ ۱۰: ۱)۔ لیکن یہودی مؤرخ یوسیفس کے مطابق اُسے فارس میں سوسن کے مقام (۸: ۲) لے جایا گیا۔ اس نظریہ کے لئے کہ خورس شاید دارا مادی تھا دیکھئے دارا ۲۔

۵۳۰ ق م میں اُس کا بیٹا کمبی سیس دوم خورس کا جانشین ہو کر بابل کے تخت پر بیٹھا۔

خوزہ - کُوزی:- ہیرودیس بادشاہ کا دیوان (لوقا ۸: ۳)۔ اس شخص کی بیوی یوأنہ اور دوسری عورتیں خداوند یسوع اور اُن کے شاگردوں کی خدمت کرتی تھیں۔

خُوشبو بھرنا:- (عبرانی = حناط۔ قب عربی حنوط۔ لاش کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے خاص مسالے لگانا)۔

لاش کو خوشبودار مسالوں سے بھر کر محفوظ رکھنے کا رواج اور طریقہ مصر سے شروع ہوا۔ بائبل مقدس میں اس قسم کے عمل کا ذکر یعقوب اور یوسف کے سلسلے میں آتا ہے۔ یوسف نے اپنے نوکر طبیبوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ اُس کے باپ کی لاش میں خوشبو بھریں۔ اِس عمل کو چالیس دن لگتے تھے (پیدائش ۵۰: ۲، ۳)۔ بعد میں یوسف کی لاش کو بھی اسی

طرح محفوظ کیا گیا۔ مصری لوگ لاش کو اس لئے اس طریقے سے محفوظ کراتے تھے کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ مستقبل میں یہ بدن روح کے استعمال میں آئے گا۔ عبرانی لوگوں نے یعقوبؔ اور یوسفؔ کی لاش کو خوشبو سے اس لئے بھرا تاکہ وہ اُن کی میّت کو اُن کے آبائی مُلک میں لے جا سکیں (پیدائش ۵۰ : ۱۳)۔ یوسفؔ کی لاش صدیوں بعد اپنے آبائی قبرستان میں پہنچائی گئی (خروج ۱۳ : ۱۹؛ یشوع ۲۴ : ۳۲)۔

لاش کو محفوظ رکھنے کے طریقے کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ غالباً بدن کے خالی حصّوں میں رال اور دیودار کا تیل اور مسالے بھرے جاتے تھے اور بدن کو کتان کے کپڑے میں لپیٹا جاتا تھا۔ وہ حصّے جن کی شکل بگڑنے کا ڈر تھا اُن میں کتان کے کپڑے ٹھونس دیئے جاتے تھے۔ آسا بادشاہ کی لاش کو اُس تابُوت میں رکھا گیا جس میں قسم قسم کے مسالے تھے (۲۔ تواریخ ۱۶ : ۱۴)۔ خداوند یسوؔع نے عطر کا ذکر اپنے دفن کے سلسلے میں کیا ہے (متّی ۲۶ : ۱۲؛ مرقس ۱۴ : ۸؛ یوحنّا ۱۲ : ۷)۔ انہیں پچاس سیر مُرّ اور عود ملے ہُوئے مسالے کے ساتھ دفنایا گیا (یوحنّا ۱۹ : ۳۹، ۴۰)۔ وُہ عورتیں جو مسیح کے کفن دفن کو دیکھ چکی تھیں انہوں نے ان خوشبودار مسالوں کو کافی نہ سمجھا۔ چنانچہ مزید خوشبودار چیزیں قبر پر لائیں (مرقس ۱۶ : ۱؛ ۲۴ : ۱)۔ لعزرؔ کی لاش کو خُوشبُودار چیزیں لگا کر محفوظ نہ کیا گیا تھا اِسی لئے اُس کی بہن نے کہا کہ اُس میں سے تو اب بدبُو آتی ہے (یوحنّا ۱۱ : ۳۹)۔ لعزرؔ کی لاش کو ایسے لپیٹا گیا تھا کہ اُسے کھولنے کی ضرورت پڑی (یوحنّا ۱۱ : ۴۴)۔ نائینؔ شہر کی بیوہ کے لڑکے کو بھی اُسی طرح دفن کرنے کے لئے لے جا رہے تھے (لوقا ۷ : ۱۱-۱۷)۔ حننیاؔہ اور غالباً اُس کی بیوی کو صرف کفن میں لپیٹ کر دفن کرنے لے جا رہے تھے (اعمال ۵ : ۶، ۱۰)۔

مسیحی عقیدے کی روشنی میں لاش کو محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نیز دیکھئے حنوط کاری۔

خوشخبری :۔

دیکھئے انجیل اور بشارت صفحہ نمبر ۱۱۹۸۔

خوشی :۔

(عبرانی۔ سمخہ، فعل سامیخ۔ اس کے سوا کچھ اور لفظ بھی ہیں مثلاً گل اور مسوس۔ لیکن یہ کم استعمال ہوئے ہیں۔ یونانی میں خرا chara اور فعل chairo ۔ اُردو ترجمہ میں ان کے لئے خوشی ۱۴۰ سے زائد مرتبہ، شادمانی ۵۰ سے زائد، خُرمی ۳ مرتبہ اور خوشی کی حالت کے لئے مسرور ۴۲ مرتبہ استعمال ہُوا ہے)۔

خوشی پرانے اور نئے عہدناموں میں شخصی طور پر ایماندار کا اور اجتماعی طور پر کلیسیا کا امتیازی نشان ہے۔ پاک کلام میں خوشی محض ایک جذبہ نہیں بلکہ ایک خوبی ہے جس کا دارو مدار خود خدا پر ہے جو اس کا سرچشمہ ہے (زبور ۱۶ : ۱۱؛ فلپیّوں ۴ : ۴؛ رومیوں ۱۵ : ۱۳)۔ یہ زمین پر ایک مسیحی کی خصوصیت ہے (۱۔ پطرس ۱ : ۸) اور یہ اُس خوشی کی ایک جھلک بھی ہے جو مسیح کی آمدِ ثانی پر اُس کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں ہمیشہ کی زندگی بسر کرنے پر حاصل ہوگی (قب مکاشفہ ۱۹ : ۷)۔

۱۔ پُرانے عہدنامہ میں

خوشی بنی اسرائیل کی کُلّی قومی اور مذہبی زندگی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا اظہار عیدوں، قربانیوں اور تخت نشینی کی رسومات میں گانے بجانے، ناچنے اور نعروں کے شور و غل سے ہوتا تھا (استثنا ۱۲ : ۶ مابعد؛ ۱۔ سموئیل ۱۸ : ۶؛ ۱۔ سلاطین ۱ : ۳۹ مابعد)۔ بے ساختہ خوشی زبُور کی کتاب کی ایک غالب خصوصیت ہے۔ وہاں یہ دونوں اجتماعی عبادت، جس کا مرکز ہیکل تھا (زبور ۴۲ : ۴؛ ۸۱ : ۱) اور شخصی تمجید میں نمایاں ہے (زبُور ۱۶ : ۸ مابعد؛ ۴۳ : ۴)۔ یسعیاہ نبی کا خوشی کا تصوّر مذہبی رسومات سے ہٹ کر خدا کی نجات کی کاملیت کی طرف بڑھتا ہے۔ یوں اس خوشی کا دائرہ ساری کائنات کو لپیٹ میں لے کر مستقبل کی شادمانی کی طرف اشارہ کرتا ہے (یسعیاہ ۴۹ : ۱۳؛ ۶۰ : ۱۰ مابعد)۔ اسی لئے یہودی مذہب میں خوشی آئندہ اور آخری زمانے کی خصوصیّت تھی۔

۲۔ نئے عہدنامہ میں

پہلی تین اناجیل (★ اناجیل متفقہ) میں خوشی کے اظہار کا تعلق خوشخبری کی مختلف صورتوں کی منادی کے سلسلے میں آتا ہے۔ مثلاً نجات دہندہ کی پیدائش (لوقا ۲ : ۱۰)، یروشلیم میں فاتحانہ داخلے کے وقت (مرقس ۱۱ : ۹ مابعد، لوقا ۱۹ : ۳۷) اور خداوند مسیح کے زندہ ہونے پر (متّی ۲۸ : ۸)۔ چوتھی انجیل (یعنی یوحنّا کی انجیل) میں یہ خوشی مسیح خود اپنے شاگردوں کو دیتا ہے (یوحنّا ۱۵ : ۱۱، ۱۶ : ۲۴)۔ اور اب یہ کلیسیا اور مسیح کے درمیان گہری رفاقت کا پھل بن جاتی ہے (قب ۱۶ : ۲۲)۔ اعمال کی کتاب میں یہ ابتدائی کلیسیا کا نشان ہے۔ یہ پاک روح کی بخشش کے ساتھ ہی شاگردوں کو ملتی ہے (اعمال ۱۳ : ۵۲)۔ مسیح کے نام میں معجزے (۸ : ۸)، غیر قوموں میں تبلیغ اور ان کے مسیح کی طرف رجوع کرنے (اعمال ۱۵ : ۳) اور رفاقت میں روٹی توڑنے میں یہ خوشی نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے (اعمال ۲ : ۴۶)۔

پولسؔ رسول لفظ خرا chara تین طرح استعمال کرتا ہے۔ اوّل، اُس خوشی کے لئے جو کلیسیا کے ممبران یعنی مسیح کے جسم کے اعضاء کی ایمان میں ترقی سے حاصل ہوتی ہے۔ پولسؔ کو یہ خوشی خاص کر اُن لوگوں کی روحانی ترقی سے حاصل ہوتی ہے جنہیں اُس نے خود مسیح کے لئے جیتا۔ اُن کے لئے وہ کہتا ہے کہ "ہمارا جلال اور خوشی تم ہی تو ہو" (۱۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۹، ۲۰؛ قب فلپیّوں ۲ : ۲)۔

دوم، وہ خوشی جو اُس ظاہری تضاد نما حقیقت کا نتیجہ ہے جس کے مطابق مسیح کا پیرو مسیح کی خاطر خندہ پیشانی سے دُکھ اور مُصیبت اُٹھاتا اور غم میں خوشی سے ہمکنار ہوتا ہے (کلسیوں ۱ : ۲۴؛ ۲-کرنتھیوں ۶ : ۱۰؛ قب ۱-پطرس ۴ : ۱۳؛ عبرانیوں ۱۰ : ۳۴ وغیرہ)۔ یہ خوشی ہماری اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ خدا کی بخشش ہے۔ سوم، خوشی حقیقت میں پاک روح کی بخشش ہے (گلتیوں ۵ : ۲۲)۔ اِسی لئے یہ متحرک ہے، ساکن نہیں۔ اس کے علاوہ اس کا ماخذ محبت ہے، خدا کی اور انسان، دونوں کی محبت۔ اسی لئے رُوح کے پھل کی فہرست میں یہ محبت کے ایک دم بعد آتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک بخشش ہے جو گناہ کی وجہ سے رُک سکتی ہے اس لئے ہر ایمان دار کو مسیح کی خوشی میں شریک ہونے کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔ وہ یہ دعوت قبول کر کے دن بدن مسیح کے ساتھ ساتھ چلنے سے اُس کے عرفان اور نجات میں روزمرّہ کی خوشی حاصل کرنے کا تجربہ کر سکتا ہے (۱-تھسلنیکیوں ۵ : ۱۶؛ فلپیّوں ۳ : ۱؛ ۴ : ۴؛ ۱-پطرس ۱ : ۸)۔

خوف:- اردو ترجمہ میں خوف کے مفہوم کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرنے کے لئے کئی لفظ استعمال کئے گئے ہیں مثلاً ڈر، رعب (پیدائش ۳۱ : ۴۲، ۵۳؛ استثنا ۱۱ : ۲۵-کیتھولک ترجمہ خوف)، دبدبہ (ایوب ۲۵ : ۲-کیتھولک ترجمہ مہابت ہے ہیبت سے۔ دہشت (امثال ۱ : ۲۶، ۲۷؛ یرمیاہ ۴۸ : ۴۴)، ہیبت (خروج ۲۳ : ۲۷-کیتھولک دہشت، استثنا ۳۴ : ۱۲)، ہَول (حزقی ایل ۷ : ۱۸؛ یسعیاہ ۲۱ : ۴)، خداترسی (ایوب ۴ : ۶؛ زبور ۳۴ : ۱۱)، ترسان (قضاۃ ۷ : ۳؛ حزقی ایل ۲ : ۶؛ آخری حوالے میں کیتھولک ترجمہ ڈرہے) وغیرہ۔

یہ عبرانی کے مختلف الفاظ کا ترجمہ ہیں۔ اِن میں سب سے عام لفظ یراۃ اور اس کے مرکبات ہیں (اس کے مادّہ کے بنیادی معنی کانپنے کے ہیں۔ استثنا ۵ : ۵؛ پیدائش ۳ : ۱۰)، اس میں احترام کا مفہوم بھی ہے۔ ماں باپ سے ڈرنا اُن کے احترام کی علامت ہے احبار ۱۹ : ۳؛ یشوعؔ سے ڈرنا اُس کی عزّت کرنے کے مترادف ہے یشوع ۴ : ۱۴ اور خدا سے ڈرنے کا نتیجہ اُس پر ایمان لانا ہے خروج ۱۴ : ۳۱)۔ ایک اور لفظ پَخَد ہے اور اس کے بنیادی معنی خوف اور ہیبت وغیرہ کے ہیں۔ اس میں بھی کانپنے کا عنصر موجود ہے۔ استثنا ۲۸ : ۶۶ وغیرہ۔ یونانی لفظ فوبوس phobos کے معنی خوف؛ دہشت وغیرہ کے ہیں۔ خوف کے معنی ایک وسیع حلقہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو خدا کا خوف ہے جو انسان کو نیک زندگی بسر کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ (لفظ خداترسی اس خیال کی بڑی خوبصورت ترجمانی کرتا ہے۔ خداترسی کا لفظی مطلب خدا سے ڈرنا ہے۔ لیکن ایسا شخص نیک زندگی بسر کرتا ہے، اس لئے اس لفظ کے معنی نیک اور رحمدل بھی ہوتے ہیں)۔ دوسری طرف خوف ڈر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جس کے لئے ہیبت، دہشت، ہولناک جیسے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ خوف کو چار اقسام میں بانٹا جا سکتا ہے۔

۱- نیک خوف

یہ خوف ایماندار کے دل میں اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ خدا کی حضوری کا احساس کرتا ہے۔ یہ خوف نفسانی آدمی محسوس نہیں کر سکتا کیونکہ خدا انسان کے دل میں یہ خوف ڈالتا ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرے اور اُس کی عزت کرے، اُس کے حکموں پر عمل کرے اور ہر قسم کی بُرائی سے نفرت کر کے اُس سے احتراز کرے (یرمیاہ ۳۲ : ۴۰؛ قب پیدائش ۲۲ : ۱۲؛ عبرانیوں ۵ : ۷)۔ مزید خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے (زبور ۱۱۱ : ۱۰) اور اُسی میں راستبازی کا راز پنہاں ہے (امثال ۸ : ۱۳)۔ خدا اُن لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں (زبور ۱۴۷ : ۱۱)۔ یہی انسان کا فرضِ کلّی ہے (واعظ ۱۲ : ۱۳)۔ موعودہ مسیح کی بھی یہی ایک الٰہی صفت ہے کہ اُس میں خداوند کا خوف اور خداوند کے خوف کی روح موجود ہے (یسعیاہ ۱۱ : ۲، ۳)۔

پرانے عہدنامہ میں خصوصاً شریعت کی قانونی حیثیت کی وجہ سے سچّے مذہب کو خدا کے خوف کے مترادف سمجھا گیا ہے (قب یرمیاہ ۲ : ۱۹؛ زبور ۳۴ : ۱۱)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں بھی کلیسیا کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ خداوند کے خوف . . . . بڑھتی جاتی تھی" (اعمال ۹ : ۳۱)۔ یہودیت کے غیر قوم متلاشیوں کو خداترس یعنی خدا سے ڈرنے والے کہا گیا ہے (اعمال ۱۰ : ۲؛ ۱۳ : ۲۶؛ قب فلپیّوں ۲ : ۱۲)۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ قدیم فارسی میں مسیحیوں اور آتش پرستوں کو ترسا کا نام دیا جاتا تھا، پھر بھی نئے عہدنامے میں عام طور پر زور خدا کی محبّت اور اُس کی مغفرت پر ہے۔ وہ گناہوں کی معافی دیتا ہے اور انسانوں کو مسیح کے وسیلے سے بیٹے کی رُوح بخشتا ہے (رومیوں ۸ : ۱۵۔ نیز دیکھئے لے پالک بنانا)۔ یوں وہ زندگی کے مسائل کا دلیری سے سامنا کر سکتے ہیں (۲-تیمتھیس ۱ : ۶، ۷) اور نڈر ہو کر موت کا مقابلہ کر سکتے ہیں (عبرانیوں ۲ : ۱۵)۔ تاہم وہ خوف باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے ہم خدا کا احترام کرتے ہیں۔ خدا کی حضوری کا احساس قائم رہتا ہے کیونکہ خداوند کا خوف پاکیزگی کو کمال تک پہنچاتا ہے (۲-کرنتھیوں ۷ : ۱) اور مسیحیوں کے ایک دوسرے کے تابع رہنے میں اپنی عکاسی کرتا ہے (افسیوں ۵ : ۲۱)۔

۲ - غلامی کا ڈر

یہ ڈر گناہ کا قدرتی نتیجہ ہے (پیدائش ۳: ۱۰؛ امثال ۲۸: ۱) اور یہ بطور سزا بھی ظاہر ہوسکتا ہے (استثنا ۲۸: ۲۸)۔ یہ ڈر فیلکس بادشاہ نے تب محسوس کیا جب پولس رسول نے راستبازی، پرہیزگاری اور آئندہ زندگی کا ذکر کیا اور وہ دہشت زدہ ہوگیا (اعمال ۲۴: ۲۵)۔ یہی ہول اور غضب مسیح کے ترک کرنے والے اور مخالف شدّت سے محسوس کریں گے کیونکہ خدا کی عدالت کا انتظار ایک ہولناک منظر ہے (عبرانیوں ۱۰: ۲۷، ۳۱)۔ اگرچہ بذات خود یہ ڈر اچھا نہیں تو بھی پاک روح اکثر اسے لوگوں کے دل کی تبدیلی کے لئے استعمال کرتا ہے (اعمال ۱۶: ۲۹ مابعد وغیرہ)۔

۳ - انسان کا ڈر

اس ڈر کو مختلف طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ احتراماً ڈرنا اور لوگوں کی عزّت کرنا۔ مثلاً مالکوں سے اور حاکموں سے (۱-پطرس ۲: ۱۸؛ رومیوں ۱۳: ۷)۔

ب - بلاوجہ لوگوں سے ڈرنا یا اس سے ڈرنا کہ وہ کوئی نقصان کرسکتے ہیں (گنتی ۱۴: ۹؛ یسعیاہ ۸: ۱۲)۔ انسان کا ڈر پھندا ہے (امثال ۲۹: ۲۵)۔

ج - ایک مسیحی دوسرے مسیحیوں کی زندگی کے لئے ڈر محسوس کرے کہ کہیں وہ اپنے گناہ کی وجہ سے تباہ نہ ہوجائیں (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۳)۔ اس قسم کے ڈر کا اور اس ڈر کا جس کا ذکر اوپر ۲ میں کیا گیا ہے یعنی غلامی کے ڈر کا علاج خدا کی محبت یعنی کامل محبت ہے (۱-یوحنّا ۴: ۱۸)۔

۴ - خوف کا ڈر۔ یعنی رعب والے کا ڈر۔

یہ خوف کا ایک اور پہلو ہے جس کا ذکر پیدائش ۳۱: ۴۲، ۵۳ میں ہے۔ اضحاق خدا کا رعب مان کر اس کی عبادت کرتا تھا۔

شریروں پر دہشت آپڑے گی (امثال ۱: ۲۶، ۲۷؛ ۱۰: ۲۴؛ قب یسعیاہ ۶۶: ۴)۔

جب عبرانی لوگ ملکِ موعودہ میں داخل ہوتے تو خدا نے اپنا خوف (ہیبت) اُن کے آگے آگے بھیجا جس نے کنعانیوں کو تتر بتر کیا اور اُنہیں تباہ کر دیا۔ وہ اتنے ہیبت زدہ ہوگئے کہ وہ مقابلہ کرنے کے لائق نہ رہے (خروج ۲۳: ۲۷، ۲۸)۔

اسی قسم کی ہیبت کا ذکر ایوب کی کتاب میں ہے (۹: ۳۴؛ ۱۳: ۲۱ - ڈراؤنی بات اور ہیبت)۔ "کیا تیری خدا ترسی ہی تیرا بھروسا نہیں ہے" (ایوب ۴: ۶)۔

خومر - حومر:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۱۸

خون - لہو:۔ (عبرانی = دام؛ یونانی = ہیما haima)۔ پاک کلام میں لفظ خون اور لہو چار سو سے زائد مرتبہ آیا ہے۔ یہ احبار کی کتاب میں جہاں یہودیوں کی قربانیوں اور طہارت کا ذکر ہے اسّی سے زائد مرتبہ اور حزقی ایل کے صحیفے میں جہاں خدا کے عدل اور انصاف کا ذکر ہے ۵۴ سے زائد اور عبرانیوں کے خط میں جو احبار کی کتاب کی الہامی تفسیر ہے بیس سے زائد مرتبہ آیا ہے۔ چوبیس کتابوں میں یہ لفظ بالکل نہیں آتا جس کی یہ وجہ نہیں کہ یہ مضمون اہم نہیں بلکہ یہ کہ ان کتابوں میں اس موضوع پر بحث کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

انسانی اور حیوانی زندگی کا مادہ یا جوہر خون میں ہے (پیدائش ۹: ۴؛ احبار ۱۷: ۱۱، ۱۴؛ استثنا ۱۲: ۲۳)۔ صرف خدا تمام زندگی کا مالک اور خالق ہے - وہ انسان کی ★ جان اور خون کا مالکِ مطلق ہے (حزقی ایل ۱۸: ۴)۔ اس لئے وہ بے گناہ کے خون کا بدلہ ضرور لیتا ہے (پیدائش ۹: ۵؛ قب یرمیاہ ۵۱: ۳۵)۔ حیوان کے خون کا بھی خدا مالک ہے۔ چونکہ یہ پاک ہے اس لئے خون کھانے کی سخت ممانعت ہے اور اس حکم کو توڑنے کی سزا موت ہوسکتی ہے (احبار ۳: ۱۷؛ ۷: ۲۶ مابعد؛ ۱۷: ۱۰، ۱۴؛ استثنا ۱۲: ۲۳؛ ۱-سموئیل ۱۴: ۳۲ مابعد)۔ احبار ۱۷: ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۵ میں اس بات پر تاکیداً زور ہے کہ یہ حکم صرف بنی اسرائیل پر نہیں بلکہ اُن سب پردیسیوں پر بھی لاگو ہے جو اُن کے درمیان بود و باش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے راسخ الاعتقاد یہودی عام قصائی سے گوشت نہیں خریدتے بلکہ صرف اُن دکانوں سے جہاں جانور کو شریعت کے مطابق ذبح کیا جاتا اور کسی ربّی کی نگرانی میں خون صحیح طریقے سے (عبرانی۔ کوشر) نکالا جاتا ہے۔

قربانی کے جانوروں کا خون خدا کو واپس دیا جاتا تھا۔ یہ مذبح (قربان گاہ) کے اردگرد چھڑکا جاتا تھا (خروج ۲۹: ۱۶؛ احبار ۳: ۲)۔ یہ سردار کاہن کے لباس پر (خروج ۲۹: ۲۱) اور مَقدِس کے پردے پر بھی چھڑکا جاتا تھا (احبار ۴: ۶؛ گنتی ۱۹: ۴)۔ قربانی کے خون میں کفّارہ (احبار ۱۶: ۶، ۱۵ مابعد)، پاک کرنے (احبار ب۱۴) اور مخصوص کرنے (خروج ۲۹: ۳۰ مابعد) کی قدرت تھی۔ یہ عہد باندھنے کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا تھا (خروج ۲۴: ۶ مابعد)۔ خون طہارت، خطا اور جرم کی قربانیوں میں اور خصوصاً اُس عظیم یوم کفّارہ پر گناہ کو دھو ڈالتا تھا (احبار ب۱۶)۔ خون کاہنوں، قوم اور ہیکل کو پاک کرنے اور عہد کی تجدید کا وسیلہ تھا (۲-تواریخ ۲۹: ۲۳ مابعد)۔ دروازوں کی چوکھٹ اور بازوؤں پر لگانے سے بنی اسرائیل کے پہلوٹھے موت سے بچے رہے (خروج ۱۲: ۲۲ مابعد)۔

خدا کے حکم پاک ہیں اور وہ اپنی مخلوق سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پاکیزگی کی زندگی بسر کرے۔ انسان اس حقیقت سے آشنا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے (رومیوں ۶: ۲۳) لیکن خدا نے جو محبّت اور حکمت کا سرچشمہ ہے انسان کے لئے بچنے کا ایک راستہ تجویز کیا۔ یہ سچ ہے کہ "بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" (عبرانیوں ۹: ۲۲) لیکن خدا کو یہ منظور ہوُا کہ ہماری جگہ خداوند یسوع مسیح کا خون بہایا جائے۔ اگر کوئی اُس پر ایمان لائے تو اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔ اسی لئے مسیح بھی ایک بار بہت لوگوں کے گناہ اُٹھانے کے لئے قربان ہوُا (عبرانیوں ۹: ۲۸)۔

یہ قربانی صرف ایک مرتبہ دی جا سکتی تھی۔ پرانے عہدنامہ کی قربانیاں گناہ کی معافی کے لئے نہیں تھیں بلکہ وہ اُس عظیم قربانی کی نشاندہی کرتی تھیں جو کلوری پر ساری دنیا کے لئے دی گئی۔

خون بہا:۔ وہ رقم یا معاوضہ جو قاتل مقتول کے وارثوں کو ادا کرے (خروج ۲۱: ۳۰)۔ دِیت (گنتی ۳۵: ۳۱، ۳۲)۔ دیکھئے فدیہ۔

خون کا بدلہ لینے والا:۔ (عبرانی = گوئیل ھادّام۔ دام = خون، ھا = حرفِ معرفہ جیسے عربی ال اور گوئیل = بدلہ لینے والا)۔

موت کی سزا کا اصول پیدائش ۹: ۶ پر مبنی ہے جہاں لکھا ہے "جو آدمی کا خون کرے اُس کا خون آدمی سے ہوگا"۔

بنی اسرائیل اور کئی دیگر سامی قوموں میں جب کوئی قتل کیا جاتا یا مارا جاتا تو قریبی رشتے دار اپنے آپ کو انتقام لینے کا ذمہ دار سمجھتا تھا۔ موسوی شریعت میں تسلیم کیا گیا تھا کہ بدلہ لینے والا قاتل کا پیچھا کریگا۔ اس لئے ★ پناہ کے شہروں کا اہتمام کیا گیا تھا تاکہ خونی کو ان میں پناہ لینے کا موقع ملے۔ جس سے سہواً خون ہو جاتا وہ تحفظ کا حقدار تھا۔ لیکن جس نے قصداً خون کیا ہو اسے بدلہ لینے والے کے حوالے کیا جاتا تھا (گنتی ۳۵: ۱۱-۱۹ نیز دیکھئے استثنا ۱۹: ۱۲؛ ۲- سلاطین ۱۴: ۶؛ ۲- تواریخ ۲۵: ۴)۔ بدلہ لینے والے کے لئے عبرانی لفظ گوئیل ہے اور اس کے تین مفہوم ہیں، بدلہ لینے والا، قرابتی اور فدیہ دینے والا (تفصیل کے لئے دیکھئے قرابت اور قرابتی)۔

انتقام کا یہ طریقہ داؤد بادشاہ کے عہد میں بھی تھا (۲- سموئیل ۱۴: ۷، ۸) اور یہوسفط کے عہد میں بھی (۲- تواریخ ۱۹: ۱۰)۔

خداوند یسوع مسیح ہمارے تین طرح سے گوئیل ہیں،

۱- ابن آدم ہوتے ہوئے وہ ہمارے قرابتی ہیں۔

۲- خدا کا برہ ہوتے ہوئے وہ ہمارا فدیہ دینے والے ہیں ۱- پطرس ۱: ۱۸، ۱۹)۔

۳- نیز وہ خون کا بدلہ لینے والے بھی ہیں (مکاشفہ ۱۹: ۲

مابعد یسعیاہ ۶۳: ۴)۔

خون کا جاری ہونا:۔ حیض کے خون کا جاری رہنا (لوقا ۸: ۴۳، ۴۴)۔ دیکھئے امراض بائبل ۲۵

خون کرنا:۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ سے بائبل مُقدّس میں قتل کی سزا موت مقرر ہوئی: "جو آدمی کا خون کرے اُس کا خون آدمی سے ہوگا" (پیدائش ۹: ۶)۔ تمام عہدِ عتیق میں خون کا انتقام لینے کے قدیم سامی دستور کی پیروی کی جاتی تھی۔ مقتول کے قریبی رشتہ دار کا یہ فرض تھا کہ وہ قاتل کا پیچھا کرے اور اُسے قتل کر دے (گنتی ۳۵: ۱۹)۔ چونکہ انتقام لینے کے اس طریقہ میں آدمی عمداً اور سہواً قتل میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے اس لئے انتقام کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

انتقام کے اس سلسلے کو روکنے کے لئے موسوی شریعت نے پناہ کے شہر مقرر کئے (گنتی باب ۳۵)۔ ان شہروں میں قاتل بھاگ کر جا سکتا تھا۔ وہاں اُس پر مقدمہ چلایا جاتا اور اگر وہ ایسا قاتل ثابت ہوتا جس نے قصداً خون کیا ہو تو اُسے انتقام لینے والے کے سپرد کر دیا جاتا تھا اور اگر اس سے سہواً خون ہوتا تو اُسے اس شہر میں پناہ دے دی جاتی تھی۔ سردار کاہن کی موت کے بعد ہی وہ اپنے گھر جا سکتا تھا۔ غالباً جب بادشاہت کا آغاز ہوُا تو اس دستور کو ختم کر دیا گیا کیونکہ بادشاہ خود قاتل کو موت کی سزا دیتے تھے (۱- سلاطین ۲: ۳۴) اور معاف بھی کرتے تھے (۲- سموئیل ۱۴: ۶-۸)۔

قتل کے مقدمہ میں سزا دینے کے لئے کم از کم دو گواہوں کا متفق ہونا ضروری تھا (گنتی ۳۵: ۳۰؛ استثنا ۱۷: ۶)۔ اگر کسی جانور کو مارنے کی عادت ہو تو اُسے باندھ کر رکھا جاتا۔ اور اگر وہ کسی کو ہلاک کر دیتا تو اُس جانور کو مار دیا جاتا اور اُس کا مالک بھی قتل کا ذمہ دار ٹھہرتا (خروج ۲۱: ۲۹، ۳۱)۔ جس نے عمداً قتل کیا ہو اُسے پاک مقام میں بھی پناہ نہیں مل سکتی تھی، یہاں تک کہ اُسے مذبح کے سینگوں سے بھی کھینچ لیا جاتا تھا (خروج ۲۱: ۱۴؛ ۱- سلاطین ۲: ۲۸-۳۴)۔ ایسے قاتل سے فدیہ نہیں لیا جا سکتا تھا (گنتی ۳۵: ۳۱)۔ جب کوئی قتل ہوتا اور قاتل نہ ملتا تو جس جگہ لاش ملتی اُس کے ارد گرد کے رہنے والوں میں سے قریب ترین جگہ کے لوگوں کو مجرم ٹھہرایا جاتا۔ پھر اس جرم کی معافی کے لئے اس جگہ کے بزرگ ایک بچھیا کی گردن توڑتے اور اپنے بے قصور ہونے کا اقرار کر کے اس پر اپنے ہاتھ دھوتے، تب وہ اس خون سے بری ٹھہرتے (استثنا ۲۱: ۱-۹)۔

خونی دُلہا، خون کا دُلہا:۔ جب مُوسیٰ خدا کے حکم کے مطابق اپنے خاندان کے ہمراہ مصر جا رہا تھا تو وہ راستے میں ایک منزل پر سخت بیمار ہوگیا۔ مُوسیٰ کی بیوی

صفورہ نے جو مدیان کے کاہن کی بیٹی تھی یہ بات سمجھ لی کہ خدا موسیٰ سے خفا ہے کیونکہ اُس نے اپنے دوسرے بیٹے جیرسوم کا ختنہ نہیں کیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس میں اُس کا اپنا ہی قصور تھا کیونکہ اُس نے یہ رسم ادا کرنے میں رکاوٹ ڈالی تھی۔

ختنہ کا رواج بنی اسرائیل کے سوا دیگر قوموں میں بھی تھا۔ البتہ بچپن میں اس رسم کو صرف یہودی ہی ادا کرتے تھے۔ غالباً صفورہ کا اعتراض یہ تھا کہ اُس کے بچے کا ختنہ بچپن میں کیوں کیا جائے۔ اب صفورہ نے خود ہی چقمق کے پتھر سے لڑکے کا ختنہ کر دیا اور اپنے خون آلودہ ہاتھ سے موسیٰ کے پاؤں چھوئے اور کہا کہ میرے بیٹے کے خون سے ہمارا ازدواجی رشتہ پھر سے قائم ہو گیا ہے اور تو میرا "خونی دُلہا" ہے (خروج ۴: ۲۵)۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں کسی مدیانی رسم کی طرف اشارہ ہے جس کے متعلق اب ہمیں کوئی علم نہیں۔

خیارستان:۔ کھیرے یا ککڑی کا کھیت۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں ارمیاہ ۱۰: ۵ میں آتا ہے۔ بتوں کے متعلق یرمیاہ نبی لکھتا ہے "وہ خیارستان میں پتلے کی مانند ہیں"۔ کسان پرندوں وغیرہ کو ڈرانے کیلئے کھیت میں آدمی نما پتلا بنا دیتے ہیں تاکہ وہ فصل کو خراب نہ کریں (مقابلہ کریں باروک ۶: ۶۹)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں متبادل ترجمہ ہے "وہ کھجور کی مانند مخروطی ستون ہیں"۔

خیام:۔ خیمہ کی جمع۔ تنبو۔ ڈیرا۔ یہودیوں کی ایک عید جو فصل کاٹنے کے بعد منائی جاتی عیدِ خیام کہلاتی تھی کیونکہ اس عید میں سات روز تک سب لوگوں کو سائبانوں میں رہنے کی ہدایت کی گئی تھی (احبار ۲۳: ۴۲-۴۳)۔
تفصیل کے لئے دیکھئے عید ۳

خیتھ:۔ عبرانی حروفِ تہجی کا آٹھواں حرف۔ اس کی آواز خ کی مانند ہے ח - اس کی شکل عبرانی ح کی مانند ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ بایاں بازو اوپر کے خط سے ملا ہوا ہے ח ה اس کے معنی حد یا احاطہ ہیں (قب عربی حائط)۔ قاعدہ جُمّل کے مطابق اس کے لئے ۸ کا عدد مقرر ہے۔ زبور ۱۱۹ کے آٹھویں حصّے کے شروع میں حرف خیتھ درج ہے۔ عبرانی متن میں اس حصّے کی ہر آیت حرف "خیتھ" سے شروع ہوتی ہے۔ نیز دیکھئے گنتی۔

خیرات:۔ خیر کی جمع۔ نیکیاں۔ بھلائیاں۔ دان۔ صدقہ۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔
یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں صرف ایک مرتبہ (آستر ۹: ۲۲)۔
یہ زیادہ تر یونانی eleemosyne اِلئےموسونے کا ترجمہ ہے جو eleemon اِلئےمون بمعنی رحم دل سے مشتق ہے۔ نئے عہدنامہ کے یونانی متن میں یہ ۱۳ مرتبہ آتا ہے۔ اردو میں ۱۰ مرتبہ اس کا ترجمہ خیرات ہے اور ۳ مرتبہ بھیک (اعمال ۳: ۲، ۳، ۱۰)۔ چند دیگر یونانی لفظوں کا ترجمہ بھی خیرات کیا گیا ہے۔ مثلاً خرِس charis بمعنی فضل کا ترجمہ سیاق و سباق کے مطابق خیرات کیا گیا ہے (مثلاً ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۳؛ ۲-کرنتھیوں ۸: ۴، ۶، ۷، ۱۹ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

اگرچہ لفظ خیرات توریت میں نہیں آیا تاہم اس کا مفہوم واضح طور پر موجود ہے۔ خیرات انسانی رحم اور ترس کی مظہر ہے۔ اسے اُن ادائیگیوں سے الگ تصوّر کرنا چاہیئے جو شریعت کے مطابق واجب الادا تھیں (دیکھئے دہ یکی)

پرانے عہدنامہ میں خیرات کا تصوّر استثنا ۱۵: ۱۱ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ "اپنے بھائی یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لئے اپنی مٹھی کھُلی رکھنا" (قب امثال ۱۴: ۲۱؛ ۳۱؛ ۲۱: ۲۰ وغیرہ)۔ انبیاء نے خیرات کو ایک اور جہت دی اور خیرات کو محتاجوں کا حق قرار دیا جسے طلب کرنا اُن کے لئے جائز تھا۔ خدا روزہ سے زیادہ خیرات کو اہمیت دیتا ہے (یسعیاہ ۵۸: ۷)۔ انبیاء کے صحیفوں میں خیرات دینے کی ترغیب دی گئی ہے اور مسیحی دَور سے پہلے یہ ایک اہم مذہبی فریضہ بن گیا (زبور ۱۱۲: ۹؛ امثال ۱۴: ۲۱؛ ۱۹: ۱۷؛ ۳۱: ۲۰؛ ایوب ۲۹: ۱۲ مابعد وغیرہ)۔

پرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیان کے زمانہ میں خیرات کو ایک خدا پرست، دیندار شخص کے کردار کا اہم حصّہ تصوّر کیا جانے لگا۔

★ راستبازی کے لئے عبرانی لفظ صدق ہے۔ اُس زمانہ میں راستبازی خیرات کے لئے ایک مترادف لفظ بن گیا (قب اردو لفظ صدقہ جس کے معنی خیرات بھی ہیں اور نیک کام بھی صداقت کے لفظ سے مشتق ہے)۔ نئے اور پرانے عہدنامہ کے درمیانی عرصے میں خیرات کو جو خاص اہمیت دی گئی وہ ★اپاکرفا کی کتابوں سے صاف ظاہر ہوتی ہے (یشوع بن سیراخ ۷: ۱۰؛ ۱۷: ۱۸؛ ۲۹: ۱۱؛ طوبیاہ ۴: ۷-۱۱)۔ ہوتے ہوتے یہ اہمیت اتنی زیادہ ہو گئی کہ خیرات کو گناہ کا کفارہ سمجھا جانے لگا (یشوع بن سیراخ ۳: ۳۳؛ طوبیاہ ۴: ۱۱؛ ۱۲: ۸، ۹؛ قب دانی ایل ۴: ۲۷)۔ جب ہیکل میں قربانیوں کا سلسلہ بند ہو گیا تو خیرات نے پہلا درجہ لے لیا اور وہ دعا اور روزہ سے مقدّم سمجھی جانے لگی۔

گداگری یا بھیک مانگنے کا رواج اسیری کے بعد ہی منظر عام پر آیا ہے۔ اس سے پہلے اس کا ذکر شاذ و نادر ہی آیا ہے (۱-سموئیل ۲: ۳۶؛ زبور ۱۰۹: ۱۰)۔

اسیری کے بعد خیرات جمع کرنے اور بانٹنے کا خاص انتظام کیا گیا۔ ہر شہر میں اس کام کے لئے تین شخص مقرّر کئے گئے۔ وہ دو قسم کی خیرات مستحق لوگوں میں بانٹتے تھے۔ ۱- صندوق کی خیرات۔

ہر عبادت خانہ میں ایک صندوق رکھا جاتا تھا جس میں ہر سبت کو شہر کے غریب غربا کے لئے نقدی ڈالی جاتی تھی۔ ۲۔ **رکابی کی خیرات**۔ اسی طرح ہر عبادت خانہ میں ایک بڑی رکابی ہوتی تھی جس میں ہر روز کھانے کی اشیاء اور نقدی رکھ دی جاتی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خداوند مسیح کے زمانہ میں ہیکل میں عورتوں کے صحن میں ۱۳ صندوقچے تھے جن کے قرنائی (سینگ) کی شکل کے منہ تھے۔ اُن میں محتاجوں کے لئے نقدی ڈالی جاتی تھی (مرقس ۱۲: ۴۱-۴۴)۔ عبرانی میں انہیں **شوفاروت** بمعنی قرنائیاں کہتے تھے کیونکہ ان کے منہ قرنائی کی مانند ہوتے تھے۔ خداوند مسیح نے خیرات کو دکھاوے اور خودستائی سے پاک کیا (متی ۶: ۱-۴)۔ مسیح کی تعلیم تھی کہ دینا لینے سے مبارک ہے (اعمال ۲۰: ۳۵)۔ پولس رسول نے بھی نصیحت کی کہ خدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے (۲-کرنتھیوں ۹: ۷)۔ خداوند مسیح نے خیرات کو رد نہیں کیا بلکہ اسے متی ۶: ۱ میں "راستبازی کے کام" کہا گیا ہے۔ مسیح نے اس کے دینے کے صحیح محرک کی نشاندہی کی (دیکھئے کیتھولک ترجمہ اور ریفرنس بائبل کا حاشیہ مرقس ۹: ۴۰، ۴۱)۔ آپ کے نزدیک خیرات میں ثواب کا تصور قطعی نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے اسے گناہ سے مخلصی حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا (دیکھئے رومیوں ابواب ۳-۵)۔ ابتدائی کلیسیا میں خیرات کے فریضہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھا گیا تھا (لوقا ۱۴: ۱۳؛ رومیوں ۱۵: ۲۵-۲۷؛ گلتیوں ۲: ۱۰)۔ اسے مقدسوں کی خدمت کا نام دیا گیا تھا (رومیوں ۱۵: ۲۵؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱۵؛ ۲-کرنتھیوں ۸: ۴)۔ ہدایت کی گئی تھی کہ ہر اتوار کو اپنے مقدور کے مطابق کچھ رقم الگ رکھی جائے (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۱-۴؛ اعمال ۱۱: ۲۹، ۳۰؛ ۲۰: ۳۵)۔ اس کا نمونہ خداوند مسیح اور اُن کے شاگردوں نے پیش کیا تھا (یوحنا ۱۳: ۲۸، ۲۹)۔ نیز دیکھئے غریب، غریبی۔ خیرات نقدی وغیرہ کی مقدار پر نہیں بلکہ نیت اور خود انکاری کے معیار پر جانچی جاتی ہے (مرقس ۱۲: ۴۲-۴۴)۔ سچے دل سے خیرات دینے والوں کی خیرات یادگاری کے لئے خدا کے حضور پہنچتی ہے (اعمال ۱۰: ۴)۔ کرنیلیس اور تبیتا جیسے لوگوں کے نام ایسی فہرست میں پیش پیش تھے (اعمال ۹: ۳۶؛ ۱۰: ۲)۔ خیرات ضرورت کے مطابق بانٹی جاتی تھی (اعمال ۲: ۴۵)۔ سست اور نکمے لوگ اس کے مستحق نہ تھے (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۰)۔ ابتدائی کلیسیا میں خیرات بانٹنے کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر رسیدہ بیواؤں کی ایک جماعت تھی جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا (۱-تیمتھیس ۵: ۱۰)۔ ڈیکنوں کا تقرر بھی بنیادی طور پر اسی مقصد کے لئے کیا گیا تھا (اعمال ۶: ۱-۳)۔

نیز دیکھئے غریب، غریبی۔ دہ یکی۔

خیس۔کیوس:- بحیرۂ روم میں ایک جزیرہ۔ یہ متلینے اور ساموس کے درمیان واقع ہے۔ پولس رسول اپنے روم کے سفر میں یہاں سے گذرا (اعمال ۲۰: ۱۵)۔

خیمہ:- (عبرانی الفاظ اوہل، مشکن اور سکہ (سکہ)) کا اردو میں ترجمہ خیمہ، ڈیرا اور مسکن کیا گیا ہے۔ یونانی میں سکینے skene جو عبرانی مشکن سے مشتق ہے)۔ سائبان، تنبو، ڈیرا، کپڑے یا کھالوں سے ڈھکی ہوئی رہائش گاہ۔ اسے چوبوں پر تانا جاتا اور میخیں زمین میں گاڑ کر رسیوں سے کسا جاتا ہے۔ یسعیاہ ۵۴: ۲ میں خیمے کے متعلق کافی معلومات ہیں۔ اس میں پردے، ڈوریوں (رسیوں) اور میخوں کا ذکر ہے جو زمین میں مضبوطی سے گاڑی جاتی ہیں۔ خیمہ خانہ بدوش (= وہ لوگ جن کا گھر کندھوں پر ہے) لوگوں کا سفری ڈیرا ہے۔ یہ انسان کی اولین تر رہائش گاہ تھی (پیدائش ۴: ۲۰؛ ۹: ۲۱)۔ بعض مرتبہ عورتوں کے الگ ڈیرے ہوتے تھے (پیدائش ۲۴: ۶۷؛ ۳۱: ۳۳)۔ خیمے کا کپڑا اکثر سیاہ ہوتا تھا (غزل الغزلات ۱: ۵)۔ یرمیاہ نبی کے زمانہ میں ریکابیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ خیموں میں رہیں گے (یرمیاہ ۳۵: ۷)۔

مجازی معنوں میں موت کو خیمہ کے گھر کو گرانا کہا گیا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱)۔ یونانی میں خداوند یسوع مسیح کے تجسم کو "ہمارے درمیان خیمہ ڈالا" (یوحنا ۱: ۱۴۔ اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ) کہا گیا ہے۔

پولس رسول اور اکولہ اور پرسکہ کا پیشہ خیمہ دوزی تھا۔ دیکھئے سکوت۔

خیمہ اجتماع۔ حضوری کا خیمہ:- عبرانی میں اس کے لئے دو لفظ ہیں "مشکن"، یعنی مسکن یا رہنے کی جگہ۔ دوسرا لفظ "اوہل موعید" یعنی خیمہ اجتماع۔
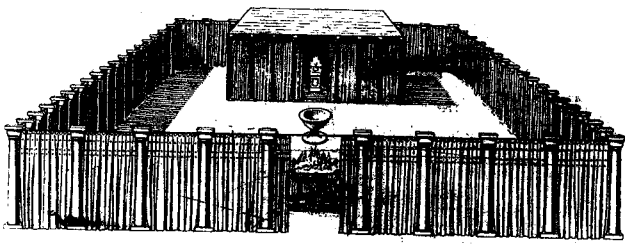
خیمہ اجتماع

یہ سفری یا نقل پذیر مقدس خیمہ تھا جو بنی اسرائیل کے بیابان میں بھٹکنے کے دوران عبادت اور قربانی وغیرہ کے سلسلے میں استعمال ہوتا تھا تاوقتیکہ سلیمان بادشاہ نے یروشلیم میں ★ ہیکل تعمیر نہ کرلی۔ یہ خیمہ خدا کا انسان کے درمیان سکونت کرنے کی علامت تھا (خروج ۲۵: ۸)۔ اسے مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ مسکن (خروج ۲۵: ۹؛ ۳۹: ۳۲)، خیمہ (خروج ۲۶: ۹)، خیمہ اجتماع (خروج

۳۳ : ۷)، بیت اللہ کا مسکن (۱-تواریخ ۶ : ۴۸)، خداوند کا گھر (۱-تواریخ ۹ : ۲۳)، شہادت کا خیمہ (۲-تواریخ ۲۴ : ۶)۔ اسے تفصیل سے خروج ۲۵ : ۱۰- ۲۷ : ۱۹ اور ابواب ۳۵ - ۳۸ میں بیان کیا گیا ہے۔ ۱۵۰ فٹ لمبے اور ۷۵ فٹ چوڑے میدان میں یہ خیمہ نصب کیا جاتا تھا۔ اس صحن کے چاروں طرف کتانی پردوں کی قناتیں تھیں جو ساٹھ پیتل کے ستونوں کے سہارے کھڑی کی جاتی تھیں (خروج ۲۷ : ۹ - ۱۸)۔ صحن کے اندر سوختنی قربانی کے لئے ایک بڑا مذبح تھا (خروج ۲۷ : ۱-۸) اور پیتل کا بڑا حوض جو کاہنوں کی رسمی طہارت کے لئے تھا (خروج ۳۰ : ۱۷ - ۲۱)۔ صحن کے مغربی جانب ایک خیمہ تھا۔ اس کے نیچے لکڑی کا ڈھانچہ تھا جو ۴۵ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا تھا۔ یہ ایک بھاری پردے سے دو حصوں میں بانٹا گیا تھا۔ اس کو اندر سے کشیدہ کاری کئے ہوئے کتانی پردوں اور باہر سے کھالوں کے دوہرے پردوں سے ڈھانپا ہوا تھا۔ پہلے حصّے کو پاک مقام کا نام دیا گیا تھا اس میں نذر کی روٹی کی میز اور سونے کا شمعدان اور بخور کی قربان گاہ تھی۔ اس کے آگے پاک ترین مقام تھا جہاں صرف ★ عہد کا صندوق تھا۔ اس لکڑی کے صندوق پر سونا چڑھا ہوا تھا۔ اوپر دو کروبی اپنے پروں سے اسے ڈھانپے ہوئے تھے۔ اس کے اندر دس احکام کی دو تختیاں، من سے بھرا ہوا سونے کا ایک مرتبان اور ہارون کا عصا تھا۔ مصر سے رہائی کے دوسرے سال میں یہ خیمہ سینا کے بیابان میں نصب کیا گیا تھا (خروج ۱۹ : ۱؛ ۴۰ : ۲، ۱۷)۔ ۲۵ سال تک یہ قادس میں رہا۔ جب بھی بنی اسرائیل سفر کرتے تھے تو اُسے آگے آگے لے کر چلتے تھے (گنتی ۱۰ : ۳۳-۳۶)۔ بعد میں یہ جلجال (یشوع ۴ : ۱۹)، سیلا (یشوع ۱۸ : ۱)، نوب (۱-سموئیل ۲۱ : ۱) اور جبعون (۱-تواریخ ۱۶ : ۳۹؛ ۲۱ : ۲۹) میں رہا۔ پھر داؤد بادشاہ اسے یروشلیم میں لے آیا۔ پرانا خیمہ آسمانی خیمہ کی نقل اور عکس تھا۔

کتابیات :- خیمہ کی تفصیل اور تشریح کے لئے دیکھئے مسیحی اشاعت خانہ کی کتاب پُرجلال خیمہ، مُصنّف الفریڈ جے فلیک۔

خیمہ دوز :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۶

خینکس :- ایک پیمانہ - دیکھئے اوزان وپیمانہ جاتِ بائبل ۳۵

د

دابرات: دیکھئے دبرت۔

داتن۔ داتان: روبن کا پڑپوتا (گنتی ۱۶: ۱)۔ اس شخص نے اپنے بھائیوں ابیرام اور قورح سے مل کر موسیٰ کے خلاف بغاوت کی (گنتی ۱۶: ۲-۱۵)۔ جب موسیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے آنے سے انکار کیا۔ سزا میں اُن کو زمین نگل گئی (گنتی ۱۶: ۳۱-۳۵؛ نیز دیکھئے گنتی ۲۶ب)۔

دارا: تین فارسی اور مادی بادشاہ جن کا ذکر پرانے عہدنامہ میں آیا ہے۔

۱۔ دارا اعظم (۵۲۱-۴۸۵ ق۔م)۔ ہستاسپس کا بیٹا۔ اس کے متعلق مشہور مورخ ہیرودوتس نے معلومات مہیا کی ہیں۔ اس کے عہد کے اوائل کے بارے میں بادشاہ نے خود بہستون کی چٹان پر تین زبانوں میں ایک کتبہ کندہ کروایا۔ بہستون بغداد اور تہران کے درمیان کاروانوں کی ایک اہم شاہراہ پر واقع تھا۔

دارا اعظم عصا لئے ایک خوبصورت تخت پر بیٹھا ہے۔ سوسا شہر میں محل کی دیوار پر ابھرا ہوا نقش۔

دارا بادشاہ نے یہودیوں کو ہیکل کی دوبارہ تعمیر کی اجازت دی تھی۔ حجی اور زکریاہ نبیوں نے اس کام میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی تھی (حجی ۲: ۱۰؛ زکریاہ ۱: ۱۷) اور جب صُور کے حاکم تتنی نے اعتراض کیا اور پوچھا کہ کس کی اجازت سے یہ کام کر رہے ہو تو اُنہوں نے جواب دیا کہ شاہ خورس کے فرمان سے (عزرا ۵: ۳، ۱۳)۔ جب اس کی خبر دارا بادشاہ کو دی گئی تو اُس نے اُس فرمان کا ریکارڈ تلاش کروایا اور اُسے دیکھ کر اجازت دی کہ کام جاری رکھا جائے۔ یہ کام اُس کے عہد کے چھٹے سال میں مکمل ہوا (عزرا ۶: ۱۵)۔

۲۔ دارا مادی (دانی ایل ۱۱: ۱)۔ مادیوں کی نسل سے شاہ اخسویرس کا بیٹا (دانی ایل ۹: ۱)۔ اس کا اصلی نام غالباً گبارو تھا جو شاید دارا کا ترجمہ ہے۔ دارا مادی کا نام دانی ایل نبی کی کتاب کے سوا دوسری تاریخی دستاویزوں میں نہیں آیا، اس لئے علماء کا خیال ہے کہ یا تو یہ گبارو تھا یا شاہ خورس۔

اگر یہ گبارو تھا تو یہ شاہ خورس کی فوج میں ایک افسر اور بابل کے شمال میں فارس کے صوبے کا حاکم تھا۔ اس کے باپ اخسویرس نے نینوہ کو فتح کر کے اپنی حکومت ہندوستان اور مشرقی یورپ تک پھیلا دی تھی۔ دانی ایل نبی کے بیان کے مطابق دارا تخت کا وارث نہ تھا تو بھی بیلشضر کی موت پر باسٹھ سال کی عمر میں وہ بابل کے تخت پر بیٹھا (دانی ایل ۵: ۳۱)۔ دارا نے حکومت کی تنظیم تبدیل کی اور دانی ایل کو ایک اعلیٰ عہدہ پر مقرر کیا (۶: ۱-۳) لیکن وزیروں اور ناظموں نے دانی ایل نبی کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا (۶: ۴-۹)۔ خدا نے دانی ایل کو شیروں کی ماند سے بچا کر اُسے بڑی عزت عطا کی (۶: ۱-۲۸)۔ یہ دارا تھوڑا عرصہ ہی حاکم رہا۔

۳۔ دارا شاہِ فارس (نحمیاہ ۱۲: ۲۲)۔ یہ فارس اور بابل کا حاکم تھا (۴۲۳-۴۰۸ ق۔م)۔ اسے شاہِ فارس اس لئے پکارا گیا ہے تاکہ دارا مادی سے تمیز کی جائے۔ غالباً یہ کدومنس تھا جو فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کا ذکر ۱۔ مکابین ۱: ۱ میں بھی ہے۔

دارچینی: دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۳

داڑھی: بنی اسرائیل اور اُن کے پڑوسی پوری داڑھی رکھتے تھے جس کی وہ خوب دیکھ بھال کرتے تھے۔ وہ اس پر تیل بھی لگاتے تھے (قب زبور ۱۳۳: ۲) مگر پڑوس کے بُت پرست

لوگ بعض مذہبی رسومات کی ادائیگی کے سلسلے میں سر کے گوشوں کے بال کاٹ کر گول بناتے، جیسے ہندو چُٹیا بناتے ہیں اور اپنی داڑھی کے کونوں کو تراشتے اور گاؤدُم بناتے۔ اسی لئے بنی اسرائیل کو حکم ہُوا کہ داڑھی نہ بگاڑیں (احبار ۱۹: ۲۷؛ ۲۱: ۵ اور یرمیاہ ۹: ۲۶؛ ۲۵: ۲۳؛ ۴۹: ۳۲)۔

سُمیری اور مصری لوگ داڑھی مُونچھ کا صفایا کرتے تھے (غالباً یُوسفؔ نے فرعون کی تعظیم کرتے ہُوئے "جیسا دیس ویسا بھیس کے مصداق" حجامت بنوائی پیدائش ۴۱: ۱۴)۔

مصری اگرچہ داڑھی مُونچھ کو صفاچٹ کرتے تھے تاہم خاص درباری رسوم کے سلسلے میں وہ مصنوعی بالوں کا ٹوپ پہنتے اور داڑھی لگاتے تھے۔ داڑھی کی شکل وشباہت اور ڈیل ڈول رُتبے کے مطابق ہوتا تھا۔

داڑھی طاقت اور عزّت کی علامت تھی۔ بزرگ کے لئے عبرانی کا لفظ اُس زبان میں داڑھی کے لفظ سے مشتق ہے۔

داڑھی منڈوانا اور نوچنا غم اور نوحہ گری کی علامت تھی (یسعیاہ ۱۵: ۲؛ یرمیاہ ۱۶: ۶؛ ۴۱: ۵؛ ۴۸: ۳۷)۔ داڑھی نچُوانا اور اُسترا پھروانا نہایت بے عزّتی کا نشان تھا (۲۔ سموئیل ۱۰: ۴؛ یسعیاہ ۵۰: ۶)۔ داڑھی کی پرواہ نہ کرنا اور گندہ رہنے دینا پاگل پن کی علامت سمجھی جاتی تھی (۱۔ سموئیل ۲۱: ۱۳-۱۴)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں رومی اور یونانی داڑھی مُونچھ مونڈواتے تھے لیکن یہودی داڑھی رکھتے تھے۔

داغ :- دیکھئے عیب۔

دال (مسُور) :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۴

دالتھ :- عبرانی حروف تہجّی کا چوتھا حرف ד - اس کا مطلب ہے دروازہ کیونکہ اس کی شکل خیمہ کے دروازے سے مشابہت رکھتی ہے۔ قاعدۂ جُمّل کے مطابق اس کے لئے ۴ کا عدد مقرّر ہے۔ اسی لئے زبُور ۱۱۹ کے چوتھے حصّہ کے شروع میں یہ حرف درج ہے۔ اس حصّے کے عبرانی متن کی ہر آیت اس حرف سے شروع ہوتی ہے۔ نیز دیکھئے گنتی۔

دام - پھندا :- چڑیا وغیرہ پکڑنے کا آلہ (عاموس ۳: ۵) یا انسان کو دھوکا دے کر تباہ کرنے کا سامان (زبُور ۱۴۰: ۵؛ ۱۴۱: ۹)۔ چھپا خطرہ (ایوب ۱۸: ۹) یا ٹھوکر اور صدمے کی علامت (یسعیاہ ۸: ۱۴)۔

دامن :- ۱۔ کسی چیز کا کنارہ۔ آنچل (خروج ۲۸: ۳۳، ۳۴؛ ۳۹: ۲۴، ۲۵، ۲۶؛ ۱۔ سموئیل ۱۵: ۲۷ وغیرہ)۔

۲۔ پہاڑ کا نچلا حِصّہ (خروج ۱۹: ۱۲؛ یشوع ۱۲: ۳؛ ۱۳: ۲۰؛ ۱۵: ۱۰ وغیرہ)۔

۳۔ عبرانی لفظ کناف کا ترجمہ (قب عربی کَنَفَ) = گھیرنا، حفاظت کرنا۔ پرندے کا بازو۔ ایک خاص عبرانی محاورہ جس کا اشارہ شادی کی طرف ہے (استثنا ۲۲: ۳۰)۔ باپ کی بیوی سے بیاہ ممنوع ہے (استثنا ۲۷: ۲۰)۔ رُوتؔ کی بوعزؔ سے شادی کی درخواست (روت ۳: ۹)۔ حفاظت میں لینا (حزقی ایل ۱۶: ۸)۔ یہ محاورہ ایک اور عبرانی اور عربی محاورے سے ملتا جُلتا ہے۔ دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۵

دامن پھیلانا :- دیکھئے شادی کے رسم ورواج ۱۱

دانؔ :- (عبرانی = منصف)۔

۱۔ یعقوبؔ کا بیٹا جو راخلؔ کی لونڈی بلہاہؔ سے پیدا ہوا (پیدائش ۳۰: ۶)۔ دان کے قبیلے کی ابتدا اور نام اسی سے ہے۔

۲۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک جو یعقوبؔ کے پانچویں بیٹے سے منسوب ہے۔ انہیں موعودہ ملک کا کچھ ایسا حِصّہ تقسیم کیا گیا تھا جو یہوداہؔ، افرائیم اور بنیامینؔ کے قبیلوں کی میراث کے درمیان تھا (یشوع ۱۹: ۴۰ ... الخ)۔

۳۔ فلسطینؔ کے انتہائی شمال میں ایک شہر جس کا پہلا نام لشمؔ تھا (یشوع ۱۹: ۴۷؛ قضاۃ ۱۸: ۲۹)۔ لیکن جب بنی دانؔ نے اسے فتح کر لیا تو انہوں نے اس کا نام تبدیل کر کے اپنے باپ کے نام پر دانؔ رکھا۔

اسی شہر میں یربعامؔ اوّل نے سونے کا بچھڑا بنا کر نصب کیا (دوسرا بچھڑا بیتؔ ایل میں نصب کیا گیا ۱۔ سلاطین ۱۲: ۲۸، ۲۹)۔ عام محاورے میں فلسطینؔ کی شمالی اور جنوبی حد بیان کرنے کے لئے "دانؔ سے بیرسبعؔ تک" (قضاۃ ۲۰: ۱؛ ۱۔ سموئیل ۳: ۲۰ ... الخ) کا فقرہ استعمال ہوتا تھا۔

دانت پیسنا :- (عبرانی = حَرَق عربی = حَرَق۔ ۱۔ پرانے عہدنامہ میں اس محاورے کے معنی ہیں غُصّے ہونا یا کسی سے سخت کُڑھنا (ایوب ۱۶: ۹؛ زبُور ۳۵: ۱۶؛ ۳۷: ۱۲؛ ۱۱۲: ۱۰)۔

نئے عہدنامہ میں اس کے معنوں میں افسوس کا عنصر زیادہ ہے (متّی ۸: ۱۲؛ ۱۳: ۴۲، ۵۰؛ ۲۲: ۱۳؛ ۲۴: ۵۱؛ ۲۵: ۳۰؛ لوقا ۱۳: ۲۸)۔

دانیالؔ :- دیکھئے دانی ایلؔ۔

دانی ایلؔ - دانیال :- (عبرانی = خدا میرا منصف ہے)۔

۱۔ داؤدؔ بادشاہ کا دوسرا بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۱)۔ ۲۔ سموئیل ۳: ۳ میں اس کا نام کِلیابؔ بتایا گیا ہے۔

۲- اسیری سے رہائی کے بعد کا ایک کاہن (عزرا ۸: ۲؛ نحمیاہ ۱۰: ۶)۔

۳- دانی ایل کی کتاب کا اسیر نبی - یہ نبی یوسیاہ کی اصلاحات کے زمانہ میں (۶۲۱ ق-م) یہوداہ کے ایک غیر معروف معزز خاندان میں پیدا ہوا، کیونکہ یہ یہودیوں کی پہلی اسیری کے وقت اُن چیدہ نوجوان اسیروں میں سے تھا جنہیں بنوکدنضر ۶۰۵ ق-م شاہِ یہویقیم کی سلطنت کے تیسرے سال (دانی ایل ۱: ۱-۲) بابل اسیر کرکے لے گیا۔ اس تاریخ اور درحقیقت تمام بیان پر ہی بڑی سخت نکتہ چینی کی جاتی رہی ہے - لیکن دانی ایل کی تاریخ اُس بابلی دستور کے مطابق ہے جس میں بادشاہ کی حکومت کے سالوں کا شمار بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد کے سال سے کیا جاتا تھا (مقابلہ کیجئے یرمیاہ ۴۶: ۲ جس میں اس تاریخ کو یہویقیم کا چوتھا سال بتایا گیا ہے)۔

دانی ایل کو تین سال تک کسدیوں کے علوم میں تعلیم دی گئی (دانی ایل ۱: ۴-۵) اور اُس کا بابلی نام "بیلطشضر" (= اُس کی زندگی کی حفاظت کر) رکھا گیا جو ایک بُت کا نام تھا (۴: ۸)۔ لیکن دانی ایل اور اُس کے دوست اپنے آباؤ اجداد کے ایمان پر قائم رہے اور بڑے ادب سے شاہی خوراک کھانے سے انکار کر دیا (۱: ۸- اس خوراک میں بُت پرستی کا عنصر شامل تھا جو احبار کی کتاب میں مندرج طہارت کی شریعت کے خلاف تھا)۔ اس کے صلہ میں خدا نے انہیں اعلیٰ ترین دانش عطا کی (۱: ۲۰) اور اُنہیں حکومت میں "حکیم" مقرر کیا (مقابلہ کریں ۲: ۱۳)۔ علاوہ ازیں دانی ایل کو رویا اور خوابوں کی تعبیر کرنے کی نعمت بھی دی گئی (۱: ۱۷)۔

دوسرے سال کے آخر میں (۶۰۲ ق-م) بنوکدنضر نے کسدی حکیموں کو بلوایا جو اپنے منصب کے باعث غیب کی باتیں بتانے والے کاہن بن گئے تھے (۲: ۲) تاکہ وہ اُس کا وہ خواب اور اُس کی تعبیر بتائیں جو اُس نے گذشتہ رات دیکھا اور جس کے باعث وہ نہایت پریشان تھا (۲: ۵، ۸) لیکن وہ بتا نہ سکے - یوں ان واحیات جادوگری اور نجوم کے فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا - لیکن جب اُن پر قتل کا حکم ہوا تو اس سزا میں دانی ایل اور اس کے ساتھیوں کو بھی شامل کر لیا گیا - لیکن آسمان کا خدا جو راز کی باتیں آشکارا کرتا ہے (۲: ۲۸ مقابلہ کریں ۲: ۱۱)" اُس نے خواب اور اُس کی تعبیر بتانے کے لئے دانی ایل کی دُعا سُنی (۲: ۱۸-۱۹) - دانی ایل نے بادشاہ کا خواب بتا دیا کہ اس نے چار حصوں پر مشتمل ایک مورت دیکھی ہے جو دنیا کی چار عظیم حکومتوں (بابلی، فارسی، یونانی اور رومی) کو ظاہر کرتی ہے اور ان کے بعد خدا کے المسیح کی ابدی بادشاہت شروع ہوگی (۲: ۴۴- دیکھئے "دانی ایل کی کتاب")۔ اس پر بنوکدنضر نے دانی ایل کو فوراً ہی اپنے حکیموں پر سردار مقرر کر دیا (۲: ۴۸ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ بُت پرست کاہن بن گیا جیسا کہ بعض لوگ دانی ایل کی تاریخ کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں) - نیز بادشاہ نے اُسے صوبے کا گورنر بھی مقرر کیا لیکن بعد میں دانی ایل نے اس منصب پر اپنے تینوں دوستوں کو مقرر کر دیا (۲: ۴۹)۔

بنوکدنضر کی بادشاہت کے آخری سالوں میں (۶۰۴-۵۶۲ ق م) دانی ایل کی جرأت مندی ظاہر ہوتی ہے (۴: ۱۹ مقابلہ کریں ۴: ۷)، جب اُس نے بادشاہ کو کٹے ہوئے درخت کے خواب کی تعبیر بتائی - اُس نے بڑی ہوشیاری سے اپنے مطلق العنان آقا کو بتایا کہ غرور کے باعث سات دوروں (= مہینے ؟ مقابلہ کریں ۴: ۳۳) کے لئے اس کی انسانی سمجھ اور یادداشت چھین لی جائے گی اور وہ حیوانوں کی مانند بن جائیگا۔ اُس نے کہا کہ "حق تعالےٰ انسان کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے" (۴: ۲۴-۲۵- مقابلہ کریں بارہ ماہ بعد اس کی تکمیل ۴: ۲۸-۳۳)۔

بادشاہ نبونیدس کے سبکدوش ہونے اور اُس کے بیٹے بیلشضر کے شاہی تخت پر بیٹھنے کے بعد، ۵۵۲ ق-م میں دانی ایل کو چار حیوانوں کی رویا ملی (دانی ایل باب ۷) جو بنوکدنضر کی مورت کے چار حصوں پر مشتمل مورت کے خواب سے ملتی جلتی تھی۔

پھر خورس بادشاہ ۵۵۰ ق-م میں مادی اور فارسی ریاستوں کے الحاق اور بابل کے بڑھتے ہوئے زوال کے وقت دانی ایل کو فارس اور یونان کے بارے میں مینڈھے اور بکرے کی رویا ملی (۸: ۲۰-۲۱) جو انطاکس چہارم تک جاتی ہے (۸: ۲۵)۔

۱۲ اکتوبر ۵۳۹ ق-م کو خورس بادشاہ کے سپہ سالار گوبریاس نے کسدیوں کی فوج کو شکست دینے کے بعد بابل کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ خاتمے سے ذرا پہلے بیلشضر کے دربار میں ناپاک عیش وعشرت کے دوران دانی ایل کو "دیوار پر نوشتہ" پڑھنے اور اس کی تعبیر کرنے کے لئے بلایا گیا - اُس نے بے دھڑک، مایوس شہزادہ کو اُسکی سزا سُنا دی (۵: ۲۲-۲۳) - اُس نے مادی - فارسی فتح کی پیشینگوئی کی (آیت ۲۸)- اُسی رات بیلشضر کے محل پر قبضہ کر لیا گیا اور اُسے قتل کر دیا گیا۔

جب دارا مادی (غالباً گوبریاس یا کوئی اسی نام کا حاکم) کو خورس نے بابل کا بادشاہ مقرر کیا (۵: ۳۱، ۹: ۱) تو اُس نے فوراً دانی ایل کو تلاش کیا اور اُسے اپنے تین وزیروں میں سے ایک مقرر کیا (۶: ۲)۔ چونکہ وہ دوسروں پر فضیلت رکھتا تھا اس لئے اُس نے اُسے تمام مُلک پر مختار مقرر کرنا چاہا (۶: ۳) - دانی ایل کے حاسد ساتھیوں نے اُس میں کوئی قصور پکڑنے میں ناکام رہنے کے بعد (۶: ۴) اُس کو معزول کرانے کے لئے بادشاہ سے فرمان جاری کرایا کہ کوئی شخص بھی تیس دن تک دارا کے سوا کسی اور ہستی سے نہ تو دُعا کر سکتا ہے اور نہ درخواست۔ جلد ہی دانی ایل اپنے خدا سے دعا کرتا ہوا پکڑا گیا اور جیسا کہ فرمان میں کہا گیا تھا دارا کو اُسے شیروں کی ماند میں ڈالنا پڑا - لیکن خدا نے اپنے وفادار

خادم کے لئے مداخلت کی (مقابلہ کریں ۶: ۱۶) اور شیروں کے منہ بند کر دیئے۔ لیکن جب اُن حاسدوں کو اُن کے سامنے پھینکا گیا تو انہوں نے اُنہیں فوراً پھاڑ کھایا۔ دارا بادشاہ کے اسی پہلے سال میں بابل کی ستر برس کی اسیری ختم ہوئی۔ اور جبرائیل فرشتے نے دانی ایل کی دُعا اور اقرار کا جواب دیا اور اُس پر ظاہر کیا کہ یروشلیم کو دوبارہ تعمیر کرنے کے فرمان سے لے کر (عزرا کے تحت ؟ ۷: ۱۸، ۲۵ مقابلہ کریں ۴: ۱۲-۱۶) المسیح کی موت اور اسرائیل کو خوشخبری دینے تک (۴۵۸ ق م تا ۳۳ء) "ستر ہفتے" ہوں گے (۴۹۰ سال، دانی ایل ۹: ۲۴-۲۷)۔ "پس یہ دانی ایل دارا کی سلطنت اور خورس فارسی کی سلطنت میں کامیاب رہا" (دانی ایل ۶: ۲۸؛ ۱: ۲۱)۔

دانی ایل کی زندگی کے بیان شدہ واقعات میں سے آخری واقعہ خورس کے تیسرے سال (۵۳۶ ق م) میں وقوع میں آیا جب اُس نے ایک دہشتناک رویا میں دیکھا کہ مقرب فرشتہ میکائیل بُت پرست دُنیا کی شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر رہا ہے (۱۰: ۱۰-۱۱: ۱) اور دُنیا کی تاریخ کا دھارا انطاکس چہارم کی ایذا رسانی (۱۱: ۲۱-۳۹) اور آخری زمانہ کے مخالفِ مسیح، مردوں کی قیامت اور آخری عدالت (۱۱: ۴۰-۱۲: ۴) کے درمیان بہہ رہا ہے۔ رویا اس یقین دہانی کے ساتھ ختم ہوتی ہے کہ جب یہ واقعات رونما ہوں گے، اگرچہ دانی ایل اس وقت زندہ نہیں ہوگا تاہم اُسے دنیا کے اختتام پر اُس کا اجر دیا جائے گا (۱۲: ۱۳)۔ یوں اُس نے ستر اسّی سال کے درمیان اپنی سوانح حیات اور الہامی دستاویز کو مکمل کیا۔

دانی ایل نبی کی مستند تاریخی داستان کی نہ صرف مسیح کے الفاظ ہی سے تصدیق ہوتی ہے (متی ۲۴: ۱۵)، بلکہ اُس کے ہمعصر نبی نے اُس کی راستبازی اور دانش کا جو حوالہ دیا اُس کی گواہی سے بھی (حزقی ایل ۱۴: ۱۴، ۲۰ "۵۹۱ ق م" اور حزقی ایل ۲۸: ۳ "۵۸۶ ق م میں")۔ جو لوگ کلام مقدس کی سچائی کے قائل ہیں وہ دانی ایل میں ناپاکی سے علیحدگی یا سمجھوتہ نہ کرنے کی ہمت، اس کی دعا میں تاثیر اور اُس کے ساتھ وفاداری دیکھتے ہیں "جس کی سلطنت ابدی اور جس کی مملکت پُشت در پُشت ہے"، (دانی ایل ۴: ۳۴)۔

دانی ایل کی کتاب۔ دانیال کی کتاب:۔

ا۔ خلاصۂ مضامین

ابواب ۱ تا ۶ کے مشمولات زیادہ تر تواریخی ہیں جن میں دانی ایل اپنا ذکر صیغۂ غائب میں کرتا ہے۔ پہلے باب میں اُس کے یہوداہ سے ملک بابل کو اسیر کر کے لے جانے اور وہاں سرفراز کئے جانے کا بیان کیا گیا ہے۔ اگلے پانچ ابواب میں وہ کئی بادشاہوں کے درباروں میں وزیر اعظم اور خوابوں کی تعبیر کرنے والے کی حیثیت سے سرگرم عمل نظر آتا ہے۔ ابواب ۲، ۴ اور ۵ کی رویتیں بابلی بادشاہوں بنوکدنضر اور بیلشضر کو دی گئی تھیں جن میں غیر قوموں کے بادشاہوں اور سلطنتوں کے مقدر کا مکاشفہ تھا۔ پانچویں باب کے آخر میں دارا مادی کے بابل کو محصور کر لینے کا ذکر ہے جس کے بعد دانی ایل کے مسلسل اثر و نفوذ اور اس کی جان لینے کے منصوبوں کا ذکر ہے۔ یہ فصل اُس کے معجزانہ طور پر بچ نکلنے کے ساتھ ہی ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے "پس یہ دانی ایل دارا کی سلطنت اور خورس فارسی کی سلطنت میں کامیاب رہا"۔ ابواب ۷ تا ۱۲ میں تاریخی پس منظر یکسر اوجھل ہو جاتا ہے۔ اب دانی ایل صیغۂ متکلم میں گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ وہ اُن رویتوں کا ذکر کرتا ہے جو اُسے ملیں جن میں غیر قوموں کے مقابلے میں اسرائیل کے مستقبل کی عظمت کی جھلک پائی جاتی ہے۔

ب۔ مصنف اور سن

تنقید جدید کے فاضل اس کتاب کی داخلی شہادتوں اور خداوند یسوع مسیح کی اس شہادت کہ "اس مکروہ چیز" کا ذکر دانی ایل نبی نے کیا ہے (متی ۲۴: ۱۵) کے باوجود بھی اس کتاب کے چھٹی صدی ق م میں دانی ایل کے ہاتھوں مرتب کئے جانے کے منکر ہونے میں متفق الرائے ہیں۔ یہ نقاد دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کتاب کو گمنام مصنف نے ۱۶۵ ق م کے قریب مرتب کیا تھا کیونکہ اس میں بابلی عہد کے بادشاہوں اور جنگوں کے مابعد کی پیشگوئیاں ہیں اور وہ یہ فرض کئے بیٹھے ہیں کہ جوں جوں سن قریب تر ہے توں توں پیشنگوئیوں کے واقعات زیادہ صحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں (۱۱: ۲ تا ۳۵)۔ اور پھر یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب اُن وفادار یہودیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے لکھی گئی تھی جو انطاکس اپفنیس سے برسرپیکار تھے (۱-مکابیوں ۲: ۵۹، ۶۰)۔ انہوں نے اسے بڑی گرمجوشی سے قبول کیا اور اسے مستند اور اصلی مان کر فوراً فہرست مسلمہ میں جگہ دے دی۔

یہ نظریہ اس لئے قابلِ تردید ہے کہ یہ مستقبل کی پیشینگوئی کے امکان کا انکار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم اسے ذیل کی وجوہ کی بنا پر بھی رد کرتے ہیں:

۱۔ اس مفروضہ کے سلسلے میں مصنف خورس کا ذکر دارا اوّل کے بعد کرتا ہے اور اخسویرس کو دارا اوّل کا باپ بتلاتا ہے (۶: ۲۸، ۹: ۱)۔ اس حقیقت سے پہلو تہی کی گئی ہے کہ دانی ایل جس دارا کا ذکر کرتا ہے وہ شاہ خورس کا ماتحت حاکم تھا جس کا باپ اتفاق سے آئندہ مادی بادشاہ کے باپ کا ہم نام تھا۔ یہ نقاد اس حقیقت کو تو مانتے ہیں کہ اس کتاب کا مصنف ایک نہایت مدبر یہودی تھا لیکن کیا دوسری صدی ق م کا کوئی ذہین یہودی ایسی فاش تاریخی غلطی کا مرتکب ہو سکتا تھا جبکہ عزرا نے (۴: ۵، ۶) خاص طور پر دانی ایل میں مذکور (۱۱: ۲) خورس کے بعد اخسویرس کو چوتھا فارسی بادشاہ لکھا ہے؟

۲۔ اگر ان نقادوں کا یہ دعویٰ ٹھیک ہوتا کہ یہ کتاب فاش تاریخی

غلطیوں سے پٹی پڑی ہے تو پھر مکابی عہد کے یہودی اسے کبھی بھی مستند شمار نہ کر سکتے تھے۔ اُس دَور کے پڑھے لکھے یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیروڈوٹس، کتیسیاس، بیروسس، میناندرا اور دیگر تاریخ نویسوں کے رشحاتِ قلم موجود تھے جو امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ناپید ہو چکے ہیں۔ وُہ خورس اور اُس کے جانشینوں سے بخوبی آگاہ تھے جو فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوتے رہے تھے۔

۳۔ دانی ایل نبی کی کتاب کے ایک نسخے کے بعض پارے وادی قمران کی غار ۱ اور ۴ سے برآمد ہوئے ہیں۔ اُن سے متن میں عبرانی پر ارامی اور ارامی پر عبرانی اثر و نفوذ کے جو آثار ملے ہیں انہوں نے مکابی عہد کے سن کو قبول کرنے کے حق میں بڑے سنجیدہ اعتراضات کھڑے کر دیئے ہیں۔

۴۔ مصنف چھٹی صدی ق م تک کے کسی بھی مُورّخ کی نسبت بابلی عہد سے قبل اور اولین اکادی فارسی تاریخ کے متعلق زیادہ درست علم رکھتا ہے۔ ایک عالم رقمطراز ہے "ہم اپنے مفروضوں کے بل بوتے پر یہ جاننے سے قاصر ہی رہیں گے کہ ہمارے مصنف کے علم میں یہ بات کیونکر آئی کہ نئے بابل کا معمار بنوکدنضر تھا (۴: ۳۰) جس کا ثبوت آثارِ قدیمہ کے انکشافات سے ملا ہے۔" دانی ایل باب ۵ میں جہاں بیلشضر کو بابلی بادشاہ بنوکدنضر کا معاون دکھایا گیا ہے، اس کی تصدیق بھی آثارِ قدیمہ کے انکشافات سے بخوبی ہوتی ہے۔ جہاں تک دانی ایل باب ۶ کا تعلق ہے عصری تحقیقات اور مطالعہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جو کچھ ہمیں دارا مادی کے بارے میں معلوم ہے یہ کافی حد تک اُس سے ملتا جلتا ہے جو کچھ زینوفن کی توزک میں اور دیگر خطِ میخی کی دستاویزات میں گبارو کے بارے میں بتایا گیا ہے جسے خورس نے "بابل کا اور دریا پار کا حاکم مقرر کیا تھا"۔ یوں اب یہ ممکن نہیں رہا ہے کہ ہم مصنف سے ایسا غلط نظریہ منسوب کریں کہ بابل کی فتح اور خورس کے عروج کے درمیانی عرصہ میں کسی خود مختار مادی سلطنت کا وجود بھی تھا۔ مصنف چھٹی صدی کے رواجوں سے بخوبی آگاہ ہے۔ وُہ یہ بتلاتا ہے کہ بنوکدنضر جس طرح چاہتا تھا بابل کے قوانین کو بدل سکتا تھا (دانی ایل ۲: ۱۲، ۱۳، ۴۶) لیکن اس کے برعکس دارا مادی، مادیوں اور فارسیوں کے قوانین بدلنے پر قادر نہ تھا (۶: ۸، ۹)۔ وہ بڑی صحت سے سزا میں تبدیلی کا ذکر بھی کرتا ہے جس میں بابلی آگ میں جلانے کی سزا دیتے تھے (دانی ایل ۳) مگر فارسی شیروں کی ماند میں پھینکا کرتے تھے (دانی ایل ۶) کیونکہ زرتشتیوں کے نزدیک آگ متبرک سمجھی جاتی تھی۔

ایک فاضل آر۔ پی۔ ڈورٹی خطِ میخی میں لکھی گئی گلی تختیوں کے مندرجات کا دانی ایل باب ۵ کے ساتھ ایک محتاط تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد رقمطراز ہے "یہ خیال نہایت بودا ہے کہ پانچواں باب مکابی عہد کی تحریر ہے"۔ لیکن یہی نتیجہ چوتھے اور چھٹے باب پر بھی صادق آتا ہے، کیونکہ وہ تمام نقاد جو متفقہ اسے مکابی عہد کی تحریر قرار دیتے ہیں وہ بڑی شد و مد کے ساتھ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ یہ کتاب ایک ہی شخص کے قلم کا شاہکار ہے۔

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ روایتی دلیل کہ یہ کتاب دوسری صدی ق م کی ہے نہایت ہی بودی ہے۔ اس کتاب کے عبرانی فہرستِ مسلمہ کے دوسرے حصے (صحفِ انبیاء) کی بجائے تیسرے حصے (نوشتوں) میں شمار کئے جانے کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ دانی ایل نبیوں کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔ اُس نے براہِ راست بنی اسرائیل میں خدمت نہیں کی بلکہ وہ یوسف کی طرح غیر قوموں کے دربار میں ایک حاکم تھا۔

پھر بن سیراخ کا جو یشوع بن سیراخ کی کتاب (۱۸۰ ق م) کا مصنف ہے، اُس کا مشہور اسلاف کی فہرست میں دانی ایل کو شمار نہ کرنے سے بھی قطعی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اُس سے واقف نہ تھا۔ جبکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ تمام کاہنوں (ماسوائے سموئیل)، آسا، یہوسفط، مردکی حتیٰ کہ عزرا تک کا ذکر نہیں کرتا ہے (یشوع بن سیراخ ۴۴ تا ۴۹)۔

آلاتِ موسیقی کے ضمن میں تین یونانی ناموں کا ذکر بھی (جن کا ترجمہ رباب، بربط، چغانہ کیا گیا ہے) اِس کے بعد کے سن کے ہونے کی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کیونکہ اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ بنوکدنضر کے عہد سے بہت پہلے یونانی تہذیب مشرقِ قریب تک اثر انداز ہو چکی تھی۔

تکنیکی اصطلاحات کے لئے فارسی سے مستعار الفاظ قدیمی سن کے حق میں جاتے ہیں۔ دانی ایل کی ارامی (۲: ۴ تا ۷: ۲۸) عزرا (۴: ۸ تا ۶: ۱۸؛ ۷: ۱۲ تا ۲۶) اور پانچویں صدی ق۔م کے الفنطینے کے نسخوں کی ارامی سے بڑی مماثلت رکھتی ہے جبکہ دانی ایل کی عبرانی یشوع بن سیراخ (۱۸۰ ق۔م) کی عبرانی کی نسبت حزقی ایل، حجی، عزرا اور تواریخ کی کتب کی عبرانی کے مماثل ہے۔

ج۔ دانی ایل کی پیشینگوئیاں

مکاشفات کی یہ اہم کتاب بنوکدنضر کے عہد سے شروع کر کے مسیح کی آمدِ ثانی تک یہودی اور غیر قوم تاریخ کی سمت متعین کرتی ہے۔ خداوند یسوع کے زیتون کے پہاڑ کے وعظ (متّی ابواب ۲۴ و ۲۵؛ لوقا ۲۱)، پولس رسول کی "گناہ کے شخص" کی تعلیم (۲۔ تھسلنیکیوں ۲) اور مکاشفہ کی کتاب کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کی نبوتوں کی تفہیم نہایت ضروری ہے۔ اس کتاب کی الٰہیاتی حیثیت بھی نہایت پائے کی ہے کیونکہ اس میں فرشتوں اور قیامت کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

وہ اصحاب جو اس کتاب کے سن اور مصنف کے ضمن میں راسخ الاعتقاد خیال کے حامی ہیں اُن کے درمیان اس کتاب کی نبوتوں کے متعلق دو مکاتبِ فکر پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف کچھ مفسرین دانی ایل کی بڑی مورت (۲: ۳۱-۴۹)، چار جانداروں (۷: ۲ تا ۲۷) اور ستر ہفتوں (۹: ۲۴-۲۷) کو مسیح کی پہلی آمد اور اس سے متعلقہ واقعات پر منطبق کرتے ہیں کیونکہ وہ کلیسیا میں جو نیا اسرائیل ہے، خدا کے

یہودیوں سے یعنی پرانے اسرائیل سے وعدوں کی تکمیل دیکھتے ہیں۔ یوں وہ پتھر جو مورت سے ٹکراتا ہے (۲: ۳۴، ۳۵) وہ مسیح کی پہلی آمد اور کلیسیا کی بتدریج ترقی ہے۔ ان کے خیال میں چوتھے جاندار کے دس سینگوں سے مراد ضروری نہیں کہ بادشاہ ہی لئے جائیں (۷: ۲۴) اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ چھوٹا سینگ (۷: ۲۵) کوئی انسان ہو اور یہ جملہ کہ "ایک دَور اور دوروں اور نیم دور تک" کی تشریح بھی تمثیلی پیرائے میں کی جاتی ہے۔ اسی طرح ۷۰ کے عدد کو بھی علاماتی سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق یہ علامتی عرصہ مسیح کے صعود کے ساتھ ختم ہوتا ہے اور مسیح کے صعود تک اس کے چھ مقاصد کی بھی تکمیل ہوتی ہے (۹: ۲۴)۔ مسیح کی موت کے باعث ہی یہودی قربانیاں اور تپاون منسوخ ہو گئے اور "اُس اجاڑنے والے" سے مراد طیطس رومی ہے جس کے ہاتھوں یروشلیم کی بربادی ہُوئی۔

تاہم دیگر مفسرین اِن نبوتوں کی تاویل کرتے ہوئے اِن کی تکمیل مسیح کی دوسری آمد کے ساتھ بتاتے ہیں، جس میں قومِ اسرائیل ایک بار پھر نسلِ انسانی کے ساتھ خدا کے سلوک میں منفرد مقام حاصل کرے گی۔ ان مفسرین کے مطابق دانی ایل باب ۲ کی بڑی مورت شیطان کے زیرِ حکومت "دنیا کی بادشاہت" کی نمائندگی کرتی ہے (مکاشفہ ۱۱: ۱۵) جو بابل، مادی فارس، یونان اور روم کی صورت میں ہے۔ اس میں روم کی بادشاہت کسی نہ کسی شکل میں زمانوں کے اخیر ہونے تک قائم رہے گی۔ اس بے دین سلطنت میں آخر دس بادشاہ بیک وقت نمودار ہوں گے (۲: ۴۱-۴۴ قب ۷: ۲۴؛ مکاشفہ ۱۷: ۱۲) جنہیں خداوند یسوع مسیح اپنی دوبارہ آمد پر تباہ کر کے (۲: ۴۵) زمین پر اپنی سلطنت قائم کریں گے (متی ۶: ۱۰؛ مکاشفہ ۲۰: ۱ تا ۶) جو ایک "بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام روئے زمین میں پھیل گیا" (۲: ۳۵)۔ دانی ایل باب ۷ میں اِن چار سلطنتوں کو چار جانداروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چوتھا (روم) دس سینگ رکھتا ہے جو مورت کے پاؤں کی انگلیوں سے مشابہ ہے (۷: ۷)۔ تاہم دوسرے باب پر اضافہ یہ بھی ہے کہ اس میں مخالفِ مسیح کو بھی شامل کیا گیا ہے جو گیارہواں سینگ ہے۔ وہ دوسروں میں سے تین کو اُکھاڑ پھینکتا ہے اور "ایک دور اور دوروں اور نیم دور تک" مقدسوں کو ایذا دیتا ہے (۷: ۲۵)۔ اس فقرے سے مُراد ساڑھے تین برس ہیں جو مکاشفہ ۱۲: ۱۴؛ ۱۲: ۶ اور ۱۳: ۵ کے ساتھ موازنہ کرنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ مخالفِ مسیح جس میں چاروں سلطنتوں اور ۱۰ بادشاہوں کی طاقت مجتمع ہو گی (مکاشفہ ۱۳: ۱، ۲؛ ۱۷: ۷ تا ۱۷ قب دانی ایل ۲: ۳۵) کی تباہی اُس کے ہاتھوں انجام پائے گی "جس کی صورت آدم زاد کی سی ہے" (دانی ایل ۷: ۱۳) اور جو "آسمان کے بادلوں میں" آتا ہے (متی ۲۴: ۱۴؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۱ مابعد)۔

دانی ایل ۸: ۹ بیعد کا "چھوٹا سینگ" ۷: ۲۴ بیعد میں مذکور سینگ نہیں ہے (جو مخالفِ مسیح ہے) کیونکہ وہ چوتھی سلطنت سے نہیں بلکہ تیسری سلطنت کے دو ٹکڑے ہو جانے سے نمودار ہوتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے دانی ایل ۸ کا چھوٹا سینگ انطاکس اپیفنیس تھا جو اسرائیل کا ایذارسان تھا (۸: ۹ تا ۱۴)۔ میری ذاتی رائے میں نبوتی اعتبار سے یہ "چھوٹا سینگ" زمانوں کے تمام ہونے سے پہلے شمال کے بادشاہ کو ظاہر کرتا ہے جو مخالفِ مسیح کا حریف ہوگا (۸: ۱۷ تا ۲۶ قب ۱۱: ۴۰ تا ۴۵)۔

۷۰ ہفتوں کی نبوت (۹: ۲۴-۲۷) بائبل میں زمانوں کے آخر ہونے کے باب میں بڑی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ میرے خیال میں یہ برس ارتخششتا اوّل کے یروشلیم کو دوبارہ تعمیر کرنے کے فرمان (۴۴۴ ق م نحمیاہ ۲: ۱ تا ۸) سے شروع ہو کر ہزار سالہ بادشاہت کے قیام پر ختم ہوتے ہیں (۹: ۲۴)۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ ۶۹ ویں ہفتہ کے اخیر اور ۷۰ ویں ہفتہ کے آغاز کے درمیان ایک طویل مدت حائل ہے (۹: ۲۶) کیونکہ خداوند نے "اُجاڑنے والی مکروہ چیز" کو زمانہ کے بالکل آخر میں رکھا ہے (متی ۲۴: ۱۵ قب دانی ایل ۹: ۲۷)۔ ایسے طویل وقفے عہدِ عتیق کی نبوتوں میں عام پائے جاتے ہیں (مثلاً یسعیاہ ۶۱: ۲ قب لوقا ۴: ۱۶-۲۱)۔ جو اصحاب ہزار سالہ بادشاہت سے قبل ایذارسانی کے قائل ہیں اُن کے نزدیک یہ عرصہ مسیح کی آمدِ ثانی کے بعد ۷ سال کا عرصہ ہے جس میں مخالفِ مسیح ساری دنیا کو محکوم کر لے گا اور مقدسین کو ایذا دے گا۔

دانی ایل ۱۱: ۲ بیعد میں چار فارسی بادشاہوں (چوتھا اخسویرس ہے)، سکندرِ اعظم اور مختلف سلوقی اور بطلیموسی بادشاہوں کے عروج کا ذکر ہے جن میں آخری انطاکس اپیفنیس تھا (۱۱: ۲۱ تا ۳۲) جس کے مظالم نے مکابیوں کی جنگ کو ہوا دی (۱۱: ۳۲ تا ۳۵)۔ آیت ۳۵ کے دوسرے حصے کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہاں سے زمانوں کے اخیر کا آغاز ہوتا ہے۔ پہلے مخالفِ مسیح نمودار ہوتا ہے (۱۱: ۳۶ تا ۳۹) اور پھر شمال کا آخری بادشاہ جس کے متعلق بعض ہزار سالہ بادشاہت سے قبل ایذارسانی کے قائل علماء کا خیال ہے کہ وہ اسرائیل کے پہاڑوں پر معجزانہ طور پر تباہ ہونے سے قبل وقتی طور پر جنوب کے بادشاہ اور مخالفِ مسیح کو کچل دے گا (۱۱: ۴۰-۴۵ قب یوایل ۲: ۲۰؛ حزقی ایل ۳۹: ۴، ۱۷)۔ اس عرصہ میں مخالفِ مسیح مہلک ضرب سے صحت یاب ہو جائے گا۔ اور دنیا پر اُس کی حکمرانی کا دَور شروع ہو گا (دانی ایل ۱۱: ۴۴ قب مکاشفہ ۱۳: ۳؛ ۱۷: ۸)۔

بڑی مصیبت جو ساڑھے تین برس تک رہے گی (دانی ایل ۷: ۲۵ قب متی ۲۴: ۲۱) وہ میکائیل فرشتہ کی شیطان کی آسمانی فوجوں پر غلبہ پانے کے بعد ہی شروع ہو جائے گی (دانی ایل ۱۲: ۱ قب مکاشفہ ۱۲: ۷ بیعد) اور یہ بڑی مصیبت اس میں کام آنے والے

مقدسوں کی قیامت پر موقوف ہوجائے گی (دانی ایل ۱۲: ۲، ۳ قب مکاشفہ ۷: ۹ تا ۱۴)۔ اگرچہ مصیبت کا یہ وقت صرف ۱۲۶۰ دنوں پر مشتمل ہوگا (مکاشفہ ۱۲: ۶) لیکن مزید ۳۰ دن بھی ہوں گے "تاکہ ہیکل کی تقدیس اور بحالی کا کام انجام دیا جاسکے (دانی ایل ۱۲: ۱۱) اور پھر مزید ۴۵ روز کے بعد ہزار سالہ بادشاہت کا بابرکت دور شروع ہوجائیگا (۱۲: ۱۲)۔

دان یعن:- ایک شہر جو داؤد بادشاہ کی مردم شماری میں شامل ہؤا (۲-سموئیل ۲۴: ۶)۔

عبرانی میں دان یعن کے معنی ہیں " دان نے بانسری بجائی ۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شہر کے نواح میں تھا - یہ غالباً عیون کے راستہ میں تھا (۱-سلاطین ۱۵: ۲۰؛ ۲-تواریخ ۱۶: ۴)۔

داؤد:- (عبرانی = پیارا)۔

اسرائیل کا عظیم ترین بادشاہ جس کا ذکر ۱-سموئیل ۱۶: ۱ تا ۱-سلاطین ۲: ۱۱ (۱-تواریخ ابواب ۱۱-۲۹) اور متعدد مزامیر میں آتا ہے۔ وہ عہدِ عتیق کی اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک تھا۔

داؤد ۱۰۴۰ ق م میں پیدا ہؤا (۲-سموئیل ۵: ۴)۔ وہ بیت لحمی یسّی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا (۱-سموئیل ۱۶: ۱۰-۱۱)۔ وہ ایک دلیر اور دلکش نوجوان تھا جو اپنے باپ کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا (۱۶: ۱۲؛ ۱۷: ۳۴-۳۶)۔ جب خدا نے ساؤل بادشاہ کو رد کردیا تو سموئیل نبی نے داؤد کو اسرائیل کا دوسرا بادشاہ ہونے کے لئے پوشیدہ طور پر مسح کیا۔ اُس دن سے آگے کو خدا کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوتی رہی (۱۶: ۱۳)۔ دریں اثنا ساؤل بادشاہ کو ایک بُری رُوح ستانے لگی۔ چونکہ داؤد ایک ماہر بربط نواز تھا اس لئے جب بُری رُوح ساؤل پر حملہ کرتی تو داؤد کو بربط بجانے کے لئے دربار میں بلوا لیا جاتا تاکہ بادشاہ کی مضطرب رُوح کو آرام ملے (۱۶: ۱۸؛ ۱۷: ۱۵)۔ ابھی داؤد بیس سال کا بھی نہیں تھا کہ اُس نے اپنے ایمان کے بل پر فلستی پہلوان جولیت پر فتح حاصل کرکے مُلک گیر شہرت حاصل کرلی (۱۷: ۴۵-۴۷)۔ چنانچہ ساؤل بادشاہ کا بیٹا یونتن اُس کا دوست بن گیا (۱۸: ۱-۳ مقابلہ کریں ۲۰: ۱۲-۱۶؛ ۲۳: ۱۶، ۱۷)۔ یہ دیکھ کر ساؤل اُس سے حسد کرنے لگا اور اُس نے چار مرتبہ داؤد کو ہلاک کرنے کی کوشش کی، لیکن اس سے اُس کی ہر دلعزیزی میں اور بھی اضافہ ہوگیا (مقابلہ کریں ۱۸: ۱۳-۱۶، ۲۷)۔ بالآخر، داؤد کی مخالفت کرتے رہنے کے بعد (مقابلہ کریں زبور ۵۹: ۱۲) ساؤل نے الاعلان داؤد کو ہلاک کرنے کی کوششیں شروع کردیں۔ اگرچہ میکل اور نوبؔ کے کاہن کے اقدامات کے باعث (۱-سموئیل ۱۹: ۱۱؛ ۲۱: ۹) ساؤل اپنے ارادے کو پورا نہ کرسکا تو بھی وہ اسے جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہؤا۔

داؤد فلستیوں کے مُلک میں جات کو بھاگ گیا لیکن وہاں کے لوگوں نے اُس پر شک کیا۔ تاہم وہ اپنے حُسنِ تدبیر اور خدا کے فضل کے وسیلہ سے (۱-سموئیل ۲۱: ۱۲؛ زبور ۵۶: ۳؛ ۳۴: ۴-۶، ۸) یہوداہ میں عدلام کے مغارے میں پہنچ گیا (زبور ۱۴۲: ۷)۔ یہاں پر ابی یاتر کاہن جو نوب میں ساؤل کے انتقامی قتلِ عام سے بچ نکلا تھا داؤد سے آملا (مقابلہ کریں زبور ۵۲: ۱)، اور دوسرے متعدد بگڑے دل اور کنگال بھی اُس کے پاس آگئے (۱-سموئیل ۲۲: ۲)۔ ساؤل نے تین مرتبہ داؤد کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ جب قعیلہ کو رہائی دلانے کے بعد داؤد دشتِ زیف میں چھپا ہؤا تھا تو وہاں کے لوگوں نے اُسے پکڑوانے کے لئے ساؤل کو خبر دی (۱-سموئیل باب ۲۳؛ زبور ۵۴: ۳)، دوسری مرتبہ بحیرۂ مردار کے نزدیک عین جدی کے غار میں، لیکن یہاں ساؤل خود ہی اپنے جال میں پھنس گیا (۱-سموئیل باب ۲۴؛ زبور ۷: ۴؛ ۵۷: ۶) اور تیسری مرتبہ جب داؤد واپس آکر دشتِ زیف میں خیمہ زن تھا۔ یہاں اُس نے اپنے تعاقب کرنے والے کی زندگی بخش دی (۱-سموئیل باب ۲۶)۔ لیکن ۱۰۱۲ ق م کے قریب (۲۷: ۷) داؤد نے مایوس ہوکر جات میں پناہ لی اور وہاں کی جھوٹ موٹ کی رعیّت بن گیا (۲۷: ۸-۱۲؛ باب ۲۸)۔

۱۰۱۰ ق م میں ساؤل بادشاہ کی کوہِ جلبوعہ پر موت اور بیت شان سے فلستیوں کے اسرائیل پر غالب آنے کے بعد داؤد نے مرثیہ لکھا اور ماتم کیا (۲-سموئیل ۱: ۱۹-۲۷)۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد داؤد کی فوج حبرون کی طرف بڑھی جہاں اُسے یہوداہ کا بادشاہ بنادیا گیا، تاہم اُس نے شمالی اور مشرقی قبیلوں سے جو اپیل کی اُس کا کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا (۲-سموئیل ۲: ۷)۔ چنانچہ پانچ سال تک بنی اسرائیل کے اکثر قبیلے فلستیوں کے ماتحت رہے۔

۱۰۰۵ ق م میں ساؤل کے لشکر کے سردار ابنیر نے ساؤل کے ایک بیٹے اشبوست کو تخت پر بٹھادیا، لیکن بعد کی لڑائی میں داؤد کی فوج غالب آئی۔ بالآخر ابنیر نے بھی داؤد کے ساتھ وفاداری کا اعلان کردیا، لیکن داؤد کے سپہ سالار یوآب نے اُسے دھوکے سے قتل کردیا (۲-سموئیل باب ۳)۔ اشبوست کی موت کے بعد (۲-سموئیل باب ۴) تمام اسرائیل نے ۱۰۰۳ ق م میں داؤد کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا (۲-سموئیل ۵: ۱-۵؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۱۰؛ ۱۲: ۳۸)۔

جب فلستیوں نے یہ دیکھا کہ اِن کے محکوم ان کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں تو انہوں نے متحدہ اسرائیل پر بھرپور حملہ کیا۔ لیکن داؤد نے عدلام کی طرف عارضی پسپائی (۲-سموئیل ۵: ۱۷؛ ۲۳: ۱۳-۱۷) کے بعد الٰہی راہنمائی میں دو حملوں میں فلستیوں کو نکال دیا (۵: ۱۸-۲۵۔ اب آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ داؤد نے دوبارہ بیت شان پر قبضہ کرلیا تھا)۔ بعد میں اُس نے یبوسیوں کے مضبوط گڑھ یروشلیم کو اُن سے چھین لیا اور اُسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ بنیمین کی سرحد پر یہ جنگی مقام نہ صرف ناقابلِ تسخیر قلعہ تھا (اس پر صرف پانی کے

نالہ کی طرف سے حملہ کیا جا سکتا تھا۔ ۲۔سموئیل ۵: ۸)۔ بلکہ یہ شمالی اور جنوبی قبیلوں کے درمیان ایک غیر جانبدار جگہ بھی تھی۔ پھر داؔؤد نے شمالی دیوار کے شگاف کو بند کرنے کے لئے وہاں " مِلّوؔ " کی قلعہ بندی کی (۹)۔ درحقیقت چونکہ عوؔفل کی پہاڑی (داؔؤد کا شہر صیوؔن) پر بعد میں مکابیوں کا قبضہ تھا اور انہوں نے اکثر عمارتوں کو ڈھا دیا اس لئے ایسے کھنڈر باقی نہیں بچے جنہیں یقینی طور پر داؔؤد سے منسوب کیا جا سکے۔ البتہ دبیؔر اور بیت شمسؔ میں قلعہ بندیوں کے ایسے کھنڈرات ملے ہیں جنہیں داؔؤد نے تعمیر کرایا تھا۔ یوآبؔ کو اس کی بہادری کے باعث سپہ سالار مقرر کر دیا گیا (۱۔تواریخ ۱۱: ۶)۔ اُس کے ماتحت فوج کی بارہ کمپنیاں کھڑی کی گئیں جن میں کریتی اور فلیتی پیشہ ور فوجی بھی شامل تھے۔ نیز منتخب دستے بھی قائم کئے گئے۔ "چھ سو" سورما (۲۔سموئیل ۱۵: ۱۸ مقابلہ کیجئے ۱۔سموئیل ۲۷: ۲)، "تیس بہادر" اور "تین سب سے بہادر سورما" (۲۔سموئیل باب ۲۳؛ ۱۔تواریخ باب ۱۱)۔

پھر داؔؤد نے صیوؔن میں ایک خیمہ میں عہد کے صندوق کو رکھا اور اس طرح یروشلیمؔ کو مذہبی مرکز بھی قرار دیا (زبور ۲۴؛ ۲۔سموئیل باب ۶ عزّہ کی موت۔ مقابلہ کیجئے گنتی ۴: ۱۵)۔ داؔؤد نے ایک حمدیہ گیت سے (۱۔تواریخ باب ۱۶۔ اس گیت کو زبور ۹۶، ۱۰۵ اور ۱۰۶ میں بھی دھرایا گیا ہے) اور آسفؔ کے تحت لاویوں میں سے گانے والے مستقل خدمت کرنے کے لئے مقرر کر کے اِسے عزت بخشی (۱۔تواریخ باب ۲۵؛ ۱۶: ۵، ۷، ۳۷، ۴۲)۔ اُس نے ہاروؔن کے خاندان کے کاہنوں کے ۲۴ فریق مقرر کئے جو باری باری خدمت کرتے تھے۔ یہ طریقہ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں بھی جاری رہا (۱۔تواریخ ۲۴: ۱۰؛ لوقا ۱: ۵)۔

۱۰۰۲ ق م سے تقریباً ۹۹۵ ق م تک داؔؤد نے اپنی مملکت کو ہر طرف سے وسیع کیا: مغرب میں فلستیہ کے خلاف۔ اُس نے اُنکے پانچ بڑے شہروں میں سے ایک یعنی جاتؔ پر قبضہ کر لیا (۲۔سموئیل ۸: ۱)، مشرق میں موآبؔ (۸: ۲)، شمال میں ارامؔ پر اُس نے دو حملے کئے (۱۰: ۱۳ اور ۱۸ مقابلہ کریں ۸: ۳) اور جنوب میں خود سر ادوؔم کے خلاف (۱۔سلاطین ۱۱: ۱۵؛ زبور ۶۰: ۱۰)۔ داؔؤد کی سیاسی تنظیم مصرؔ سے ملتی جلتی تھی (۲۔سموئیل ۸: ۱۵-۱۸)۔ اس نے مصریوں کی طرح مؤرخ اور منشی مقرر کئے۔ بہرحال خواہ قبیلوں کے سردار ہوں (۱۔تواریخ ۲۷: ۱۶-۲۴) یا شاہی افسر (۲۷: ۲۵-۳۱)، سب داؔؤد کے ماتحت تھے۔

جب ہر طرف امن و امان ہو گیا (۲۔سموئیل ۷: ۱؛ ۲۲: ۱-۵۱ = زبور ۱۸) تو داؔؤد نے یہوؔواہ کے لئے یروشلیمؔ میں ایک ہیکل تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ناتنؔ نبی نے اُس کو خدا کا گھر تعمیر کرنے سے منع کر دیا کیونکہ وہ جنگی مرد تھا اور اُس نے بہت خون بہایا تھا (۱۔تواریخ ۲۲: ۸؛ ۲۸: ۳)، تاہم اس نے داؔؤد کو بتایا کہ خدا اُس کے خاندان کو قائم رکھے گا اور اُس کا بیٹا خدا کا گھر تعمیر کرے گا (۲۔سموئیل ۷: ۱۳) اور اُس کی سلطنت قائم رہے گی جو خدا کے ابدی بیٹے کے تجسّم میں تکمیل پائے گی (۷: ۱۴)۔ یہ "داؤدی عہد" (زبور ۸۹: ۳؛ ۱۳۲: ۱۲) مسیحی نجات کی وسعت کی علامت ہے (یسعیاہ ۵۵: ۳؛ مکاشفہ ۲۲: ۱۶)۔ یہ خدا کے وعدوں کو جن کی ابتدا پیدائش ۳: ۱۵ سے ہوتی ہے اور جن کی تکمیل یسوؔع مسیح کے نئے عہد میں ہوئی، ان کو فروغ دیتا ہے۔ پھر خدا کے رُوح کی تحریک کے ذریعہ داؔؤد نے المسیح کے زبور لکھے جن میں یہوؔواہ کے ممسوح بیٹے کی الوہیّت (زبور ۲)، اس کی ابدی کہانت (زبور ۱۱۰)، اس کی کفّارہ بخش موت (زبور ۲۲) اور اُس کی قیامت، صعودِ آسمانی اور آنے والی بادشاہت کا ذکر ہے (زبور ۲، ۱۶، ۶۸)۔ داؔؤد کی بڑی بڑی کامیابیوں میں سے ایک اُس کا نظمی ادب ہے۔ بائبل کے ۱۵۰ زبوروں میں سے ۷۳ داؔؤد کے لکھے ہوئے ہیں۔ اُس نے چند بلا عنوان زبور بھی لکھے (مقابلہ کریں زبور ۶۹ اور ۱۱۰؛ اعمال ۱: ۱۶؛ ۲: ۲۵) اور آسفؔ اور اُس کے ساتھیوں کو بقیہ زبور لکھنے کی ترغیب بھی دی۔ بادشاہ نے خود زبور کی پہلی کتاب لکھی (زبور ۱: ۴۴ مقابلہ کیجئے حمدیہ اختتام زبور ۴۱: ۱۳)۔ دنیا کا محبوب ترین اور سب سے پیارا گیت داؔؤد کا زبور ۲۳ ہے: "خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی"۔

لیکن اِن تمام باتوں کے باوجود داؔؤد سے بہت سے گناہ بھی سرزد ہوئے۔ اُس نے بُت پرست جبعوؔنیوں کے ساتھ بے سوچے سمجھے کئے گئے وعدہ کے مطابق ساؤؔل بادشاہ کی اولاد میں سے سات اشخاص کو (ان میں یونتنؔ کا بیٹا مفیبوستؔ شامل نہیں تھا ۲۱: ۷) ہلاک کروا دیا (یہ فعل گنتی ۳۵: ۳۳ کے خلاف تھا)۔ اُس نے بت سبعؔ کے ساتھ زنا کیا اور اپنے جُرم کو چھپانے کے لئے اُس کے خاوند کو قتل کرا دیا (۲۔سموئیل ابواب ۱۰، ۱۱)۔ لیکن جب ناتنؔ نبی نے اُسکا گناہ ظاہر کیا تو اُس نے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے گناہ کا اقرار کیا (دیکھئے عظیم ندامتی زبور ۳۲ اور ۵۱) لیکن گناہ سے سمجھوتہ کرنے کے باعث خدا کے لوگوں کی گواہی کو سخت نقصان پہنچا۔ ناتنؔ نبی نے بادشاہ کے لئے ویسی ہی سزا کا اعلان کیا (۲۔سموئیل ۱۲: ۱۰-۱۴)۔ داؔؤد اس بات میں بھی خطاوار تھا کہ اس کا اپنے بیٹوں پر مؤثر کنٹرول نہیں تھا۔ ۹۹۰ ق م کے قریب اُس کے بیٹے امنوؔن نے اپنے باپ کی شرمناک حرکت کی پیروی کرتے ہوئے اپنی سوتیلی بہن تمرؔ سے زنا بالجبر کیا (۱۳: ۱-۱۴) اور پھر دو سال بعد تمرؔ کے بھائی ابی سلوؔم نے امنوؔن کو قتل کر کے اپنی بہن کا بدلہ لیا (۱۳: ۲۳-۲۹)۔ تقریباً ۹۸۳ تک (۱۳: ۳۸؛ ۱۴: ۲۸) ابی سلوؔم اپنے باپ سے دُور رہا اور چار سال بعد اُس نے بغاوت کر دی اور اپنے باپ کو یروشلیمؔ سے نکال دیا (مقابلہ کیجئے زبور ۳ اور ۶۳)۔ یوں جس لعنت کی پیشینگوئی ناتنؔ نبی نے کی تھی وہ خاص طور پر پوری ہوئی (۲۔سموئیل ۱۶: ۲۰-۲۲)۔

چونکہ ابی سلوم نے داؤد کا پیچھا کرنے میں دیر کر دی تھی اس لئے بعد ازاں اُسے شکست ہوئی اور یوآب نے اُسے قتل کر دیا۔ داؤد نے اپنے باغی بیٹے ابی سلوم کی موت پر بڑا ماتم کیا۔ چنانچہ یوآب نے اس بے جا ماتم پر داؤد سے گلہ کیا (۱۸ : ۳۳ - ۱۹ : ۸)۔ اگرچہ یروشلیم پر داؤد کا قبضہ بحال ہو گیا تو بھی قبیلوں کی باہمی رقابت کے باعث ایک شریر بنیمینی سبع نے کافی دنوں تک شورش بپا کئے رکھی (۲-سموئیل باب ۲۰)۔

داؤد اپنے آخری سالوں میں (۹۷۵ - ۹۷۰ ق م) فلستیوں کے ساتھ جنگ میں مصروف رہا (۲۱ : ۱۵-۲۲)۔ اس نے اپنی فوجی قوت پر گھمنڈ کرتے ہوئے فوجی مردم شماری بھی کرائی (۲۴ : ۳، ۹؛ زبور ۳۰ : ۶)۔ اِس گناہ کے باعث خدا نے اسرائیل میں وبا بھیجی لیکن جب ہلاک کرنے والا فرشتہ یروشلیم کے شمال میں کوہِ موریاہ پر ارونَاہ کے کھلیہان تک پہنچا تو خدا نے اُسے روک دیا (۲-سموئیل ۲۴ : ۱۵-۱۷)۔ اس جگہ داؤد نے قربان گاہ بنائی اور بعد میں یہاں خدا کا گھر تعمیر ہؤا (۱-تواریخ ۲۲ : ۱؛ زبور ۳۰ کا عنوان)۔ بعد ازاں داؤد نے خدا کا گھر تعمیر کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کیں (۱-تواریخ باب ۲۲)۔ خدا کے رُوح نے اُسے لکھ کر ہیکل کو تعمیر کرنے کی تفصیلات بتائیں (۲۸ : ۱۲، ۱۹)۔ چنانچہ داؤد نے سلیمان اور سرداروں کو اُس کے مطابق تعمیر کرنے کی سخت تاکید کی (۱-تواریخ ابواب ۲۲؛ ۲۸ - ۲۹)۔ اب چونکہ عمر رسیدگی کے باعث داؤد کمزور ہوتا جا رہا تھا لہٰذا اُس کے بڑے بیٹے ادونیاہ نے سلیمان سے جسے خدا نے وارث مقرر کیا تھا تخت چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن ناتن نبی نے داؤد کو کہا کہ وہ سلیمان کی تاجپوشی کا اعلان کرے (۱-سلاطین باب ۱)۔ اس طرح اپنے بیٹے سلیمان کو تخت سونپنے کے بعد داؤد نے ۹۳۰ ق م میں وفات پائی (۲ : ۲-۹)۔ اس کے آخری الفاظ داؤد کی نسل سے مستقبل کے المسیح اور اس عہد کے باعث اس کی اپنی نجات کے بارے میں پیشینگوئی تھے (۲-سموئیل ۲۳ : ۵)۔

داؤد کا شہر:- یروشلیم کی سطحِ مُرتفع کا ایک حصّہ جو سطحِ سمندر سے ۲۵۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ اس سطحِ مُرتفع کے مشرق میں قدرون کی وادی اور مغرب اور جنوب میں حنوم کی وادی ہے جس کا ڈھلوان جنوب مشرقی اتصال پر ۵۰۰ فٹ ہے۔ یہ شمال میں فلسطین کے مرکزی اُبھار سے ملا ہؤا ہے اور اِسے درمیان سے ایک چھوٹی وادی Tyropoeon تقسیم کرتی ہے۔ مغربی یروشلیم یعنی "بالائی شہر" بڑا ہے اور بلندی پر واقع ہے۔ اسے چوتھی صدی عیسوی سے غلطی سے داؤد کا شہر کہا جاتا ہے۔ مشرقی حصّے میں جس کی چوٹی عوفل یا صیون کہلاتی ہے (۱-سلاطین ۸ : ۱؛ ۲-تواریخ ۳۳ : ۱۴)، یروشلیم کا سب سے بڑا آب رسانی کا مرکز ہے (قدرون کی وادی میں جیحون کا چشمہ)، اور یہی اصلی "داؤد کا شہر" ہے (۲-تواریخ ۳۲ : ۳۰)۔

صیون پر مخلوط کنعانی بستی (حزقی ایل ۱۶ : ۳) تین ہزار سال ق م آباد ہوئی تھی۔ اُس وقت اِس کا رقبہ بہت چھوٹا تقریباً ۱۲۵۰ × ۴۰۰ فٹ تھا لیکن اس کے گرد ۲۷ فٹ چوڑی یبوسی دیوار نے ان فطری چٹانوں کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا (مقابلہ کیجئے نحمیاہ ۳ : ۱۵، ۱۶؛ ۱۲ : ۳۷ میں "سیڑھی")۔ لیکن داؤد نے ۱۰۰۳ ق م میں اس پر قبضہ کر کے اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا اور اس کا اور اِس کے اردگرد کے شہر کا نام "داؤد کا شہر" رکھا (۲-سموئیل ۵ : ۹؛ ۶ : ۱۰؛ ۱-تواریخ ۱۱ : ۷)۔ مشہور ہے کہ اُس نے اِس میں قلعہ بندیاں، محل اور حکومت کے دفاتر تعمیر کئے اور خدا کے عہد کے صندوق کے لئے ایک خیمہ بنایا (۲-سموئیل ۵ : ۱۱؛ ۱-سلاطین ۳ : ۱؛ ۹ : ۲۴؛ ۱-تواریخ ۱۱ : ۸؛ ۱۵ : ۱؛ ۲۹؛ ۲-تواریخ ۸ : ۱۱)، لیکن وہاں سے اب تک داؤد کی تعمیر کردہ عمارت کے کھنڈر نہیں ملے۔ داؤد اور اس کے جانشینوں کو اسی شہر میں دفن کیا گیا (۱-سلاطین ۲ : ۱۰؛ ۱۱ : ۴۳؛ ۱۵ : ۸؛ ۲-تواریخ ۱۶ : ۱۴؛ ۲۱ : ۲۰؛ ۲۴ : ۱۶ وغیرہ)۔

سلیمان بادشاہ نے یروشلیم کو داؤد کے شہر سے آگے شمال میں کوہ موریاہ تک بڑھایا تاکہ وہاں ہیکل اور دیگر عمارتیں تعمیر کرے (۱-سلاطین ۸ : ۱)۔ شاید اُس نے اِسے عوفل کے سامنے مغربی سطحِ مرتفع تک بھی وسعت دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی ق م میں حزقیاہ بادشاہ نے داؤد کے شہر کو جنوب کی طرف وسعت دی اور سلوآم کے نئے حوض کو اس میں شامل کیا تاکہ جیحون سے پانی کی زمین دوز نالی لا سکے (۲-تواریخ ۳۲ : ۴-۵، ۳۰؛ ۲-سلاطین ۲۰ : ۲۰؛ یسعیاہ ۲۲ : ۹ - ۱۱)۔ یوسیاہ بادشاہ کے زمانہ تک (۶۲۱ ق م) یروشلیم "مِشنہ" یعنی "دوسرے حِصّے" تک پھیل گیا (صفنیاہ ۱ : ۱۰؛ ۲-سلاطین ۲۲ : ۱۴)۔ یہ داؤد کا پُرانا شہر ہی تھا جسے یونانیوں نے مکابیوں کے ساتھ جنگ میں اپنا گڑھ یا مرکز بنانے کے لئے چُنا اور اُسے مستحکم کیا (۱-مکابین ۱ : ۳۳؛ ۷ : ۳۲)۔ شمعون نے ۱۳۹ ق م میں اس "نشیبی شہر" پر دوبارہ قبضہ کر لیا (۱-مکابین ۱۴ : ۳۶ - ۳۷)۔ اُس نے ابھار کو تھوڑا بہت ہموار کر دیا تاکہ شمال کی طرف موریاہ کے سامنے رکاوٹ نہ بنے اور ہیکل اور پرانے شہر کے درمیانی علاقے کا نام عوفل رکھا۔ ۷۰ء میں داؤد کے اصل شہر کو ترک کر دیا گیا اور اب یہ یروشلیم کی دیوار کے باہر واقع ہے۔ لوقا ۲ : ۱۱ میں ولادتِ مسیح کے وقت فرشتے داؤد کے آبائی شہر بیت لحم کو "داؤد کا شہر" کہتے ہیں۔

داؤنا۔ گاہنا:- دانے الگ کرنے کی غرض سے غلّے کو کُچلنا۔ گندم کی خشک بالوں پر بیلوں کو چلانا۔

اس کے دو طریقے ہیں۔ ۱۔ بالوں کو ڈنڈے وغیرہ سے پیٹنا۔ ۲۔ ہینگے یعنی لکڑی کے بھاری ٹکڑے کو بیلوں کی مدد سے غلّے پر پھیرنا۔

یسعیاہ ۲۸ : ۲۷ میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی چیز کو لاٹھی اور چھڑی سے کوٹتے ہیں اور کسی پر * پہینگا چلاتے ہیں - یہ لفظ مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے (یسعیاہ ۲۱ : ۱۰؛ ۴۱ : ۱۵؛ ۱-کرنتھیوں ۹ : ۱۰) -

دائرۂ دنیا - پیدائش کا دائرہ :- ایک فقرہ جو یعقوب ۳ : ۶ میں استعمال ہوا ہے -
جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ یعقوب ۱ : ۲۳ میں بھی استعمال ہوا ہے اور وہاں ترجمہ "قدرتی چہرہ" ہے -
آیت ۳ : ۶ کے معنی ہیں "تسلسلِ حیات" یا (جیسا کہ پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں دیا گیا ہے) "پیدائش کے پہیئے"۔

دائمی دوشیزگی :- رومن کیتھولک کلیسیا کا ایک عقیدہ جس کے مطابق مقدسہ مریم نہ صرف معجزانہ طور پر حاملہ ہوئی تھیں بلکہ خداوند مسیح کے پیدا ہونے کے بعد بھی اُن کی دوشیزگی قائم رہی - یہ مسئلہ پہلے پہل دوسری صدی کی ایک کتاب Protevangelium of James میں بیان کیا گیا -
اس کے بعد کلیسیا کی کئی اور نامور ہستیوں نے اس کی حمایت کی - اس مسئلہ سے مقدسہ مریم کی دوشیزگی کا احترام کرنا مقصود تھا لیکن متی ۱ : ۲۵؛ لوقا ۲ : ۵، ۲۳ (جو خروج ۱۳ : ۲، ۱۲ کا اقتباس ہے) اس مسئلہ کی راہ میں دقت پیش کرتے ہیں - * پہلوٹھے سے رحم کھولنے والا مراد تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں خروج ۱۳ : ۲ اور پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا ذیلی نوٹ) - لفظ "جاننا" جو عبرانی محاورے کے مطابق میاں بیوی کے جنسی تعلقات قائم کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے (متی ۱ : ۲۵) اس مسئلے کو مشکوک بنا دیتا ہے (لیکن کیتھولک ترجمہ میں متی ۱ : ۲۵ کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے) -
نیز دیکھئے بھائی، خداوند یسوع کے -

دائی :- (عبرانی = مِیَلّدِت، قب عربی مُوَلِّدَۃ) -
وہ عورتیں جو بچہ جنانے میں مدد کرتی ہیں - دائیوں کا یہ کام تھا کہ نوزائدہ بچے کو لے کر اُس کی نال کو ناف سے الگ کریں، بچے کو غسل دیں، اُس کے بدن پر نمک ملیں، کپڑے میں لپیٹیں (حزقی ایل ۱۶ : ۴) اور اس کے بعد باپ کو بچے کی پیدائش کی خبر دیں (یرمیاہ ۲۰ : ۱۵) -
دائی کا ذکر پہلی مرتبہ یعقوب کے زمانے میں آتا ہے - جب راخل کے وضعِ حمل کا وقت آیا تو وہ بہت تکلیف میں مبتلا تھی (پیدائش ۳۵ : ۱۷) - اس کے بعد دائی کا ذکر تمر کے سلسلے میں آتا ہے (پیدائش ۳۸ : ۲۸) -
مصر اور مسوپتامیہ میں عورتیں دو پتھروں یا اینٹوں پر جھک کر بچہ جنتی تھیں - غالباً یہ ایک خاص قسم کی کرسی تھی (دیکھئے خروج ۱ : ۱۶) -
بچہ جننے کی علامت کے لئے مصری تصویری تحریر hieroglyphics میں ایک عورت کو دو پتھروں پر جھکی ہوئی دکھایا گیا ہے - نیز دیکھئے پتھر کی بیٹھک -

دائیں :- دیکھئے کھلیان -

دایہ :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۷

دبّاست - دباشت :- زبولون کی مغربی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۱۱) -

دُبّاغ :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۸

دبرت :- زبولون کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۱۲) - اسے یشوع ۲۱ : ۲۸ اور ۱-تواریخ ۶ : ۷۲ میں اشکار کے قبیلے کا کہا گیا ہے - غالباً یہ ان دونوں قبیلوں کی سرحد پر واقع تھا - ۱-تواریخ ۶ : ۷۲ میں اس کے ہجے دابرات ہیں -

دبری - دِلبری :- دان کے قبیلے کا ایک شخص - اس کے پوتے نے کفر بکا جس کی سزا میں اُسے سنگسار کیا گیا (احبار ۲۴ : ۱۱-۱۶) -

دِبلائم :- ہوسیع نبی کا خسر (ہوسیع ۱ : ۳) -

دِبلہ - دِبلَہ :- ایک مقام جس کا ذکر حزقی ایل ۶ : ۱۴ میں ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سہوِ کاتب سے رِبلہ کی جگہ دِبلہ لکھا گیا ہے -
حزقی ایل کی کتاب میں یہ فلسطین کے اُس علاقے کی شمالی حد تھا جس پر بت پرستی کے باعث خدا کا قہر نازل ہونے کو تھا -

دبورہ :- (عبرانی = شہد کی مکھی) -
۱ - ربقہ کی پیاری دایہ (پیدائش ۲۴ : ۵۹؛ ۳۵ : ۸) جو اس کے ساتھ فلسطین گئی - وہ یعقوب کے خاندان کا فرد بن گئی اور اس نے طویل عمر میں (قریباً ۲۰۶۵ - ۱۹۰۹ ق م - مقابلہ کریں پیدائش ۲۵ : ۲۰، ۳۵ : ۸) بیت ایل کے نزدیک وفات پائی - جس درخت کے نیچے اُسے دفن کیا گیا، اُسے "الون بکوت" (ماتم کا بلوط) کا نام دیا گیا -
۲ - اسرائیل کی ایک عظیم نبیہ اور چوتھی قاضیہ - اُس کے خاوند کا نام لفیدوت تھا (قضاۃ ابواب ۴ - ۵) - وہ بنیمین اور افرائیم کی سرحد پر رہتی تھی اور غالباً افرائیمی تھی - وہ دبورہ کے کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ کر انصاف کیا کرتی تھی (قضاۃ ۴ : ۴ - ۵) - اکثر عبرانی قاضیوں کی مانند خدا نے اُسے بھی بنی اسرائیل کو چھڑانے اور حکومت کی راہنمائی کرنے کے لئے مقرر کیا تھا -

اہُود کی وفات کے بعد، خدا کے لوگ بدی میں گر گئے، لہٰذا خدا نے انہیں حصور کے کنعانی بادشاہ یابین کے ہاتھ میں کر دیا۔ اُس کا سپہ سالار سیسرا تھا جس کے پاس لوہے کے ۹۰۰ سو رتھ تھے۔ وہ ۲۰ سال سے بنی اسرائیل کو شدت سے ستا رہا تھا (قضاۃ ۴: ۲-۳)۔ شاہراہیں سونی پڑی تھیں اور اسرائیلیوں کے پاس کوئی ڈھال اور برچھی نہیں تھی (قضاۃ ۵: ۶-۸)۔

تب دبورہ "اسرائیل میں ماں ہو کر" اٹھی (قضاۃ ۵: ۷)۔ اُس نے نفتالی کے علاقے سے برق کو بلوایا اور پیشینگوئی کی کہ برق اسدرلون کی شمال مشرقی سرحد پر کوہ تبور سے حملہ کر کے سیسرا اور یابین کی فوجوں کو نیچے میدان میں تباہ کر دے گا (۴: ۶-۷)۔ برق رضامند ہو گیا بشرطیکہ دبورہ خود بھی اس کے ساتھ جائے۔ دبورہ نے پیشینگوئی کی تھی کہ سیسرا کی موت ایک عورت کے ہاتھوں ہو گی (۴: ۸-۹)۔ تب برق اور دبورہ نے قادس کے ارد گرد اسدرلون کی جاسوسی کی اور اشکار کے شہزادوں کے ساتھ (قضاۃ ۵: ۱۵) نفتالی اور زبولون کے قبیلوں سے دس ہزار جوان جمع کر لئے اور کوہ تبور پر قبضہ کر لیا (قضاۃ ۴: ۱۲)۔ دبورہ نے شمال سے بنی دان اور بنی آشر کو (اِن کا راستہ حصور روکے ہوئے تھا) اور یردن پار سے بنی روبن اور بنی جد کو بھی بلوایا مگر وہ نہ آئے (قضاۃ ۵: ۱۶-۱۷۔ یہاں بنی شمعون اور بنی یہوداہ کا ذکر نہیں کیا گیا جو انتہائی جنوب میں تھے)۔ لیکن بنی بینمین، بنی افرائیم اور بنی منسّی (مکیر) پہنچے (۵: ۱۴)۔ غالباً یہ اسدرلون کے جنوب مشرقی کونے پر جمع ہوئے۔ پس اس طرح دبورہ نے کنعان پر فتوحات کے ۱۷۵ سال بعد اب پہلی مرتبہ مشترکہ اسرائیلی کارروائی کی۔

دریں اثنا سیسرا نے حروست سے مغربی اسدرلون میں پیشقدمی کی۔ اُس نے جنوب کی طرف نہر قیسون کو پار کیا تاکہ یقیناً تعنک، مجدّو اور تعناک کے کنعانی بادشاہوں (قضاۃ ۵: ۱۹) کو اپنے ساتھ لے اور پھر وہ اس نہر کے جنوبی کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ لیکن خدا اُس سے لڑا (قضاۃ ۵: ۲۰)۔ بارش کے طوفان نے (مقابلہ کریں قضاۃ ۵: ۴) میدان کو دلدل بنا دیا اور سیسرا کے لوہے کے رتھ اُس میں پھنس کر آگے بڑھنے کے قابل نہ رہے۔ تب اسرائیلی پیادہ سپاہیوں نے تُندی سے حملہ کیا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بچے کھچے شکست خوردہ کنعانی قیسون کے گھاٹ پر جمع ہوئے اور وہاں سیلاب انہیں بہا لے گیا (۵: ۲۱)۔ جب سیسرا فرار ہو رہا تھا تو قادس کے مقام پر ایک عورت یاعیل نے اُسے قتل کر دیا (قضاۃ ۴: ۱۱، ۱۷-۲۲)۔ یابین بھی ہلاک ہوا (قضاۃ ۴: ۲۴) اور ملک میں ۴۰ سال تک امن رہا (قضاۃ ۵: ۳۱)۔ جنگ کے بعد دبورہ اور برق نے دبورہ کا فتح کا گیت گایا (۵: ۲-۳۱، مقابلہ کریں آیت ۷)۔ جب ہم اس کی قدیم زبان، صاف بیانات اور گونجتے ہوئے ایمان کو دیکھتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ گیت اُسی زمانہ میں تحریر ہوا تھا۔

دبورہ کا گیت:۔ یہ گیت قضاۃ ۵: ۲-۳۱ میں ہے۔ یہ قدیم عبرانی ادب کا شاہکار مانا جاتا ہے۔ یہ فتح کا گیت ہے جو سیسرا پر بنی اسرائیل کی فتح کی خوشی میں دبورہ اور برق نے گایا۔ اس میں اُس زمانہ کے سماجی اور معاشی حالات کی بڑے اچھے انداز میں منظر کشی کی گئی ہے۔ اس گیت میں جن واقعات کا ذکر ہے، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ یقیناً اُسی زمانہ کا ہے (۱۲۰۰ ق م)، اور اس طرح یہ ہمارے پاس عبرانی ادب کی ایک قدیم ترین مثال ہے۔

دبیر:۔ ۱۔ یہوداہ کا ایک شہر۔ یہ کبھی کنعانیوں کا ثقافتی مرکز ہوا کرتا تھا۔ غالباً اس کا نام بُت پرستوں کے مندر میں پاک مقام "جواب استخارہ" پر رکھا گیا (دیکھئے ۱۔سلاطین ۶: ۵؛ ۶: ۱۶ جہاں دبیر کا ترجمہ الہام گاہ اور پاک ترین مقام کیا گیا ہے)۔ اس کا قدیم نام قریت سِفر یا "کتابوں کا شہر" تھا (یشوع ۱۵: ۱۵)۔ اس کا مطلب "کاتبوں یا فقیہوں کا شہر" بھی ہو سکتا ہے۔ یشوع ۱۵: ۴۹ میں اِسے قریت سنّہ" کہا گیا ہے۔ یہ یروشلیم کے جنوب مغرب میں اور حبرون کے مغرب میں قریباً دس میل پر واقع تھا۔ اس پر عناقیم قابض تھے (یشوع ۱۱: ۲۱؛ ۱۵: ۱۴)۔ اس پر یشوع نے قبضہ کیا (۱۰: ۳۸، ۳۹) لیکن پھر یہ کنعانیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ دوسری مرتبہ کالب نے اس پر قبضہ کیا۔ اُس نے اس پر قبضہ کرنے والے غتنی ایل کے ساتھ بطور انعام اپنی بیٹی بیاہ دی (یشوع ۱۵: ۱۳-۱۷)۔ بعد میں اس شہر کو کاہنوں کو دے دیا گیا (یشوع ۲۱: ۱۵؛ ۱۔تواریخ ۶: ۶۸)۔

۲۔ عجلون کا ایک بادشاہ جس نے یشوع کے خلاف یروشلیم کے بادشاہ سے معاہدہ کیا۔ اُسے جبعون کے مقام پر شکست ہوئی (یشوع ۱۰: ۱-۱۱)۔

۳۔ محنایم کے قریب جد کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۳: ۲۴-۲۶)۔

۴۔ یہوداہ اور بنیمین کی سرحد پر (یشوع ۱۵: ۷) یروشلیم اور یریحو کے درمیان سڑک پر ایک شہر۔

دجلہ:۔ مسوپتامیہ کے دو عظیم دریاؤں میں سے ایک۔ دوسرا دریا فرات ہے۔ اس کا منبع آرمینیا کے پہاڑی علاقہ میں ہے۔ یہ ۱۱۴۶ میل کا فاصلہ طے کر کے دریائے فرات میں مل جاتا ہے یہ ایک تیز رَو دریا ہے جو مزید چالیس میل کا سفر طے کر کے خلیج فارس میں جا گرتا ہے۔ اس دریا کا ذکر پیدائش ۲: ۱۴ میں دریائے فرات اور دو اور ندیوں کے ساتھ باغِ عدن کو سیراب کرنے کے سلسلے میں آتا ہے۔ دانی ایل ۱۰: ۴ میں بڑے دریا (کیتھولک = دریائے کبیرا) کا ذکر ہے جسے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں توضیحاً دریائے دجلہ کہا گیا ہے۔

دجون:- (عبرانی = غالباً مچھلی)۔ فلستیوں کا سب سے بڑا دیوتا۔ فلستیوں کے کنعان پر حملے سے پہلے کنعانی اس کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ بعض مقامات کے ناموں سے ظاہر ہے۔ مثلاً آشر کی میراث میں "بیت دجون" (یشوع ۱۹: ۲۷)۔ یہ یا تو مچھلی دیوتا تھا یا زراعت کا دیوتا (داگ = مچھلی داگان = اناج)۔ بابل کے محل کی ایک دیوار پر اُسے آدھی مچھلی کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ تاہم اس کے زراعت کا دیوتا ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب فلستیوں نے عہد کے صندوق کو واپس اسرائیل بھیجا تو فلستی پروہتوں اور نجومیوں کے کہنے کے مطابق فلستی سرداروں نے اس کے ساتھ کچھ نذرانہ بھی بھیجا۔ یہ نذرانہ سونے کی پانچ چوہوں اور سونے کی پانچ گلٹیوں پر مشتمل تھا جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ دجون دیوتا نے ان کے کھیتوں کو چوہوں سے اور ان کے جسموں کو گلٹیوں سے رہائی بخشی ہے۔ فلستیوں نے ساؤل بادشاہ کا سر کاٹ کر اپنے دیوتا دجون کے مندر میں لٹکا دیا تھا (۱-تواریخ ۱۰: ۱۰)۔ سمسون نے عزہ میں دجون کے اس مندر کو تباہ و برباد کر دیا (قضاۃ ۱۶: ۳۰)۔

دَدَا:- ملازمہ جو بچوں کی پرورش کرے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ دایہ کے لئے ۲-سلاطین ۱۱: ۲ میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۷۔

ددان:- ۱- نوح کی اولاد سے رعماہ کا بیٹا اور کوش کا پوتا (پیدائش ۱۰: ۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۹)۔

۲- یقسان کا بیٹا ابرہام اور قطورہ کا پوتا (پیدائش ۲۵: ۳؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۲)۔

۳- ایک جگہ کا نام۔ وہاں کے لوگ ددانی سوداگر تھے جن کا ذکر انبیا نے اکثر کیا ہے۔ اُن کے خلاف انبیا نے پیشینگوئی کی (یسعیاہ ۲۱: ۱۳؛ یرمیاہ ۲۵: ۲۳؛ ۴۹: ۸؛ حزقی ایل ۲۵: ۱۳؛ ۲۷: ۱۵، ۲۰؛ ۳۸: ۱۳)۔ یرمیاہ اور حزقی ایل کے زمانہ میں یہ ایک ترقی یافتہ شہر تھا جہاں سے بڑے قافلے گزرتے تھے۔

دِدَخے:- یہ یونانی زبان میں کلیسیائی نظام اور مسیحی اخلاق پر ایک ہدایت نامہ ہے، جس کا پورا نام بارہ رسولوں کی معرفت "غیر اقوام کو خداوند کی تعلیم" (تعلیم الرسل)۔

یہ رسالہ پہلی مرتبہ قسطنطنیہ میں ۱۸۷۵ء میں دریافت ہوا۔ اس مسودہ میں جو ۱۰۵۶ء کا نسخہ ہے، برنباس اور کلیمنٹ کے خط شامل ہیں (یہ بہت ضروری ہے کہ برنباس کے خط اور برنباس کی انجیل میں تمیز کی جائے۔ برنباس کی انجیل ایک جعلی نسخہ تھا۔ وضاحت کے لئے دیکھئے برنباس کی انجیل اور برنباس کا خط)۔ سکندریہ کے کلیمنٹ (تقریباً ۱۵۵ء-۲۲۰ء) کو اس رسالے کا علم تھا۔ چوتھی صدی کا کلیسیائی بزرگ یوسیبیس (تقریباً ۲۶۵ء-۳۳۹ء) تو اس رسالہ کو تقریباً نئے عہد نامہ کی مسلمہ فہرست میں شامل ہونے کے لائق سمجھتا تھا۔

اس رسالہ کے پہلے چھ ابواب میں مسیحی ضابطۂ اخلاق کو بعنوان "راہِ زندگی" اور "راہِ موت" کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ پہاڑی وعظ کی طرف کچھ اشارے ہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ماخذ یہودی ہے۔

ابواب ۷ تا ۱۰ اصطباغ، روزہ اور عشائے ربانی کے بارے میں ہیں۔ عشائے ربانی کی عبادت کی ترتیب ★ علم الآخرت کے نظریہ سے بہت متاثر ہے۔ چنانچہ اس قسم کے جملے استعمال کئے گئے ہیں "کاشکہ فضل آئے اور یہ دنیا فنا ہو!" اور ارامی فقرہ ★ "مارانا تھا۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے" بھی استعمال کیا گیا ہے۔

ابواب ۱۱ تا ۱۵ خدمت کے انتظام کے بارے میں ہیں۔

آخری باب آمدِ ثانی اور آخرت کے متعلق ہے۔

درانتی:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۵

دربان:- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۹

دِربے، دربہ:- ایشیائے کوچک کے صوبہ لکاؤنیہ میں ایک شہر۔ پولس رسول اپنے پہلے بشارتی سفر کے دوران لسترہ میں پتھراؤ کے بعد یہاں آیا (اعمال ۱۴: ۲۰)۔ وہ دوسرے سفر (۱۶: ۱) اور غالباً تیسرے میں بھی یہاں آیا۔ گیس، جو پولس کے ساتھ یروشلیم گیا تھا اسی شہر کا باشندہ تھا (۲۰: ۴)۔ یہ لسترہ سے ۲۵ اور اکنیم سے ۵۹ میل جنوب میں واقع تھا۔

درجہ:- عبرانی لفظ معالہ بمعنی اُوپر چڑھنا کا ترجمہ)۔ سیڑھی سیڑھی کا ڈنڈا۔

۱- یہ لفظ ۲-سلاطین ۲۰: ۹، ۱۰، ۱۱ اور یسعیاہ ۳۸: ۸ میں استعمال ہوا ہے جہاں حزقیاہ بادشاہ نے یسعیاہ نبی سے اپنے صحت مند ہونے کا نشان طلب کیا تھا۔ اُسے یہ نشان دیا گیا کہ سایہ دس درجے پیچھے جائے گا۔ غالباً یہاں درجہ سے دھوپ گھڑی کے مختلف حصوں کی تقسیم کی طرف اشارہ ہے۔

۲- اسی لفظ کی ایک اور ترکیب یعنی "درج"، کیتھولک ترجمہ میں زبور ۱۲۰ تا ۱۳۴ کی سرخیوں میں پائی جاتی ہے یعنی نشید درج (جمع اناشیدِ درج)، پروٹسٹنٹ ترجمہ میں عبرانی لفظ معلوت استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی "ہیکل کی زیارت کا گیت" بتائے گئے ہیں۔ جب زائرین جلوس کی صورت میں ہیکل کی سیڑھیوں پر چڑھتے تھے تو یہ مزامیر گاتے تھے۔ ۱-سلاطین ۱۲: ۲۷ میں اس زیارت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ نیز دیکھئے معلوت۔

درخت:- بائبل کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم فلسطین میں کثرت سے درخت پائے جاتے تھے کیونکہ درختوں اور لکڑی کے سلسلے میں ۳۰۰ سے زائد حوالے آتے ہیں۔ قریباً ۲۵ مختلف اقسام کے درختوں کی تشخیص بھی کی گئی ہے لیکن اب بہت کم درخت باقی رہ گئے ہیں۔

وہ درخت جو کسی مقدس مقام کے قریب اُگتے تھے اُنہیں بڑھنے دیا جاتا تھا۔ غیر قوم لوگ درختوں کو پوجتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اِن میں دیوتا رہتے ہیں۔ اکثر وہ درختوں کے پاس یا ان کے نیچے قربانیاں چڑھایا کرتے تھے (استثنا ۱۲: ۲؛ ۱-سلاطین ۱۴: ۲۳ وغیرہ)۔ عبرانی لوگوں کو خدا کے مذبح کے قریب درخت لگانا منع تھا، کیونکہ غیر اقوام اکثر بُت پرستی کے سلسلے میں درختوں کے تلے بیسیرتیں بناتے تھے جہاں حرام کاری بھی ہوتی تھی (استثنا ۱۶: ۲۱)۔ درختوں سے جگہوں کی تشخیص بھی ہوتی تھی (پیدائش ۱۲: ۶؛ استثنا ۱۱: ۳۰ وغیرہ)۔ عید خیام مناتے وقت درختوں کی شاخیں استعمال کی جاتی تھیں (احبار ۲۳: ۴۰)۔ خداوند مسیح نے ایماندار کے اچھے کاموں کو درخت کے پھل سے تشبیہ دی ہے (متی ۷: ۱۶-۱۹)۔

مختلف درختوں کے لئے دیکھئے نباتاتِ بائبل۔

دردِ زِہ:- وہ تکلیف جو عورت کو بچہ جنتے وقت ہوتی ہے۔ یہ لفظ بائبل میں مجازی معنوں میں بھی استعمال ہُوا ہے۔ دیکھئے زبور ۴۸: ۶؛ ۱۴؛ میکاہ ۴: ۹، ۱۰؛ رومیوں ۸: ۲۲؛ گلتیوں ۴: ۱۹ (آخری حوالہ کیتھولک ترجمہ میں دیکھئے)۔

دردعؔ یا دارعؔ:- ایک مشہور دانش مند خاندان کا فرد۔ ۱-سلاطین ۴: ۳۱ میں اس کے باپ کا نام محولؔ بتایا گیا اور ۱-تواریخ ۲: ۶ میں زارحؔ۔ اس حوالے میں دردعؔ کے ہجے دارعؔ ہیں۔

درقونؔ:- سلیمانؔ بادشاہ کے خادموں میں سے ایک جس کی اولاد زربابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲: ۵۶)۔

درمیانی:- (یونانی - mesites - بیچ میں جانے والا) - وہ جو فریقین میں مصالحت کرواتا ہے جیسے مسیح یسوع نے انسان اور خدا کے درمیان کروائی (۱-تیمتھیس ۲: ۵)۔ لیکن چونکہ یہ انسان کی نجات کا اہم مسئلہ تھا اس لئے ضروری تھا کہ وہ خدا کی صفات اور ذات رکھے تاکہ خدا اور انسان کے درمیان صلح کروائے اور انسان کی سیرت اور خصلت بھی رکھے تاکہ انسان کا صحیح نمائندہ بھی ہو سکے۔

پرانے عہدنامہ میں خدا اور انسان کے درمیان رفاقت قائم کرنے کے تین طریقوں کا ذکر ہے۔ نئے عہدنامہ میں خداوند یسوع مسیح نے یہ طریقے اپنائے اور انہیں مکمل کیا۔

۱- سفارشی دعا - ابرہامؔ، موسیٰؔ اور سموئیلؔ نبی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں (پیدائش ۱۸: ۲۳-۳۳؛ خروج ۳۲: ۳۰-۳۴؛ ۱-سموئیل ۷: ۸-۱۲)۔ مسیح نے یہ زمین پر (یوحنا ۱۷ باب) اور آسمان پر کیا (رومیوں ۸: ۳۴؛ عبرانیوں ۷: ۲۵)۔ مسیحیوں کو بھی تلقین کی گئی ہے کہ مسیح کے نام میں جو واحد درمیانی ہے (۱-تیمتھیس ۲: ۱، ۵) اوروں کے لئے دُعا کریں۔

۲- دو فریقوں کے درمیان عہد عموماً ایک درمیانی کے ذریعہ باندھا جاتا ہے۔ خدا نے بنی اسرائیل اور اپنے بیچ میں موسیٰؔ کو درمیانی بنا کر عہد باندھا (خروج ۱۹: ۱۰-۲۵؛ گلتیوں ۳: ۱۹)۔ خدا اور انسان کے درمیان ایک "نئے" اور کامل عہد کے لئے بھی ایک درمیانی درکار تھا، جو صُلح کی کامل قربانی ہو۔ اور یہ صرف بے گناہ یسوع مسیح ہی کر سکتے تھے (عبرانیوں ۹: ۱۵؛ ۱۲: ۲۴)۔

۳- کاہن کی قربانی کے ذریعے سے۔ پرانے عہدنامہ میں خاص طور پر سردار کاہن خدا کے سامنے لوگوں کی نمائندگی کرتا اور اُن تک خدا کا پیغام پہنچاتا تھا۔ یہ اُس کے لباس میں علامتی طور پر ظاہر کیا گیا تھا (خروج ۳۹: ۱، ۶، ۷؛ استثنا ۱۰: ۸؛ ۳۳: ۸)۔ صرف خداوند مسیح اس کام کو انسان کے لئے پورے طور پر کر سکتے ہیں (عبرانیوں ۴: ۱۴؛ ۵: ۹، ۱۰ وغیرہ)۔

درو:- فارسی بمعنی فصل کاٹنا۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یرمیاہ ۵۰: ۱۶؛ امثال ۱۰: ۵؛ ۲۶: ۱؛ یسعیاہ ۱۸: ۴ میں استعمال کیا گیا ہے۔

دروازہ:- بائبل کے زمانے کے دروازے دو پٹ کے ہوتے اور دو قبضوں پر پھرتے تھے جو دروازے کے اوپر اور نیچے دیوار میں ہوتے تھے۔

نئے عہدنامہ میں دروازہ اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہُوا ہے اور خصوصاً خداوند مسیح سے منسوب ہے (یوحنا ۱۰: ۲، ۷؛ مکاشفہ ۳: ۲۰)۔ وہ خاص موقع فراہم ہونے کے لئے (متی ۲۵: ۱۰؛ اعمال ۱۴: ۲۷؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۹) اور آزادی اور قوت کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے (کلسیوں ۴: ۳)۔ نیز دیکھئے پھاٹک۔

درُوسِلّہ:- فیلکسؔ حاکم کی تیسری بیوی۔ یہ یہودی تھی اور ہیرودیسؔ اگرپاؔ اوّل کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ اِس کا ذکر اعمال ۲۴: ۲۴ میں ہے۔

دروغ:- دیکھئے جھوٹ۔

درہم:- دیکھئے سِکّہ جاتِ بائبل۔

دریائے شور:- اس کا ذکر پیدائش ۱۴: ۳ اور گنتی ۳۴: ۳، ۱۲ میں ہے۔ یہ بحیرۂ مردار کا دوسرا نام ہے۔ دیکھئے بحیرۂ مردار۔

دریائے مصر:- فلسطین کی جنوب مغربی سرحد پر ایک ندی (یا نہر) جو بحیرۂ روم میں جا گرتی ہے (پیدائش ۱۵: ۱۸؛ گنتی ۳۴: ۵)۔

دس آفات:- دیکھئے آفات، دس۔

دستار۔ عمامہ:- دیکھئے ملبوسات بائبل ۶۔

دس تارا:- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ ج

دست پناہ:- دیکھئے اوزار بائبل ۱۶۔

دسترخوان:- اُردو میں اس کے معنی میزپوش ہیں لیکن بائبل کے اُردو ترجمہ میں یہ اکثر عبرانی شُلحان بمعنی میز کے لئے آیا ہے (۱-سموئیل ۲۰: ۲۹، ۳۴؛ ۲-سموئیل ۹: ۷؛ ۱-سلاطین ۲: ۷؛ امثال ۹: ۲ وغیرہ)۔ لیکن کئی جگہ اس لفظ کا ترجمہ میز بھی ہے۔ دیکھئے میز۔

دس حکم۔ احکامِ عشرہ:- عہدِ عتیق واضح طور پر شریعت کا مذہب ہے۔ اس میں ★ یہوواہ (خدا) نے عقیدہ، پرستش وعبادت اور انتظامی امور کے متعلق احکام بڑی وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ یہودیوں کو توریت پر بڑا فخر تھا۔ یہ چُنی ہوئی قوم کو الٰہی مکاشفہ سے فضل کی نعمت کے طور پر بخشی گئی اور اس پر الٰہی اختیار اور تصدیق کی مُہر ثبت تھی (رومیوں ۹: ۴)۔ توریت کا اس لئے احترام کیا جاتا ہے کیونکہ یہ خالق کی مرضی اور حکمت کا مکاشفہ ہے۔ وہ خدا کی قطرت کا انکشاف کرتے ہوئے مخلوق سے اپنے خالق کے ساتھ اُس رفاقت کا مطالبہ کرتی ہے جس کا حق تعالیٰ کی پاکیزگی تقاضا کرتی ہے۔ توریت کی معراج اور جوہر احکامِ عشرہ ہیں جو حضرت موسیٰ کو کوہِ سینا پر دیئے گئے تھے۔ یہ عہدِ عتیق کے تمام احکامات میں بے مثل ہیں۔ اوّل اوّل خدا نے اُنہیں بڑے خوفناک حالات میں زبانی بیان کیا جس کے باعث لوگوں میں بے بیان دہشت پھیل گئی (خروج ۱۹: ۹-۲۵)، تاہم بعد میں خدا نے اُنہیں اپنی انگلی سے پتھر کی دو لوحوں پر لکھا (خروج ۳۱: ۱۸)۔ پھر اُس نے پہلی لوحوں کی جگہ جنہیں حضرت موسیٰ نے غصّے میں توڑ دیا تھا دوسری دو لوحوں پر دوبارہ لکھا (استثنا ۱۰: ۱-۴)۔ ان لوحوں کو عہد کے صندوق میں رکھا گیا (خروج ۲۵: ۲۱) اور یوں یہ اسرائیل کی عبادت و پرستش کے مرکز میں آ گئے۔ اِس کے ہر ایک حکم کو ماسوا سبت کو ماننے کے نئے عہدنامہ میں دہرایا گیا ہے۔ پس یہ دس احکام لاثانی ہیں اور درحقیقت ایک ایسا بیان ہیں جو مذہب اور اخلاق کا عرق پیش کرتے ہیں۔ گو یہ اصول بڑے سادہ الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں تو بھی وہ اس قدر جامع ہیں کہ ان کا اطلاق دنیا کی تمام اقوام پر ہوتا ہے۔ چنانچہ کوہِ سینا کا واقعہ تاریخِ انسانی میں ایک تاریخ ساز واقعہ ہے اور مذہبی نکتۂ نظر سے صرف کوہِ کلوری ہی اِس سے بڑھ کر ہے۔

اِس مجموعۂ قوانین پر غور کرنے سے پیشتر ہمیں ذیل کے سوالات کے جواب دینے چاہئیں:

۱- توریت میں اِنہیں دو مقامات پر (خروج ۲۰: ۱-۱۷ اور استثنا ۵: ۶-۲۱) ایک دوسرے سے قدرے مختلف بیان کیا گیا ہے۔ اس اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ خروج کی کتاب میں سبت کو ماننے کی بنیاد خدا کے چھ دنوں تک تخلیقی کام کرنے کے بعد ساتویں دن آرام پر ہے جبکہ استثنا کی کتاب میں مصر کی غلامی سے رہائی پر۔ مزید براں ان دونوں مقامات میں دسویں حکم پر بھی جس میں لالچ کرنے سے منع کیا گیا ہے اتفاق نہیں ہے۔ اِن مقامات میں مختلف فعل استعمال ہوئے ہیں اور جملے کی ترتیب بھی مختلف ہے۔ لیکن اِس بات کے پیشِ نظر کہ استثنا کی کتاب کا بیان موسیٰ کے خطبات کا ایک حصّہ ہے یہ معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ زبانی خطاب میں دستاویز کی سی ٹکسالی زبان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ موسیٰ رُوح کی راہنمائی کے باعث اُس میں نئے عناصر کا اضافہ اور معمولی تبدیل کرنے کے لئے بھی آزاد تھا۔

۲- دس حکموں کو کس ترتیب سے شمار کیا جائے؟ دراصل موسیٰ نے ان حکموں کی نمبر شماری نہیں کی اس لئے مختلف لوگوں نے انہیں مختلف نمبر دیئے۔ سب سے قدیم ترتیب یہودی مُورخ یوسیفس اور فیلو کی تحریرات میں ملتی ہے۔ اس ترتیب کو یونانی کلیسیا اور رفارمڈ کلیسیائیں قبول کرتی ہیں۔ عام طور پر انگریزی خواں طبقہ بھی اس کا حامی ہے۔ اس ترتیب میں ابتدائیہ کو شمار نہیں کیا گیا بلکہ پہلے حکم میں صرف جھوٹے دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا ہے اور دوسرے میں بُتوں کی پُوجا سے جبکہ لالچ سے متعلق تمام احکامِ امتناعی کو آخری حکم میں جمع کر دیا گیا ہے۔ آبائے کلیسیا میں سے صرف اوریجن نے اس ترتیب کی حمایت کی تھی۔ یہودی پہلے حکم میں صرف خروج ۲۰: ۲ کو ("خداوند تیرا خدا جو تجھے ملکِ مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں") شامل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر یہوواہ پر بطور خدا ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ اُن کے آباؤ اجداد کو غلامی سے نکال کر لایا تھا۔ پھر دس حکموں کا شمار قائم رکھنے کے لئے وہ پہلے (آیت ۳) اور دوسرے حکم (آیات ۳-۶) کو

ایک حکم بنا دیتے ہیں اور اسے درست ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ غیر معبودوں کا نہ ماننے کا حکم خدا کی وحدت کے نظریہ ہی کی توسیع ہے۔ اس کے برعکس رومن اور لوتھرن کلیسیائیں پہلے اور دوسرے حکم کو ایک حکم بنا دیتی ہیں اور دس کے شمار کو قائم رکھنے کے لئے وہ آخری حکم کو دو حکموں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔

۳۔ ان دس حکموں کو دو لوحوں پر کیسے تقسیم کیا جائے؟ رومن کیتھولک کلیسیا پہلی تختی پر تین حکم اور دوسری تختی پر سات حکم رکھتی ہے اور ریفارمڈ کلیسیا پہلی پر چار اور دوسری پر چھ۔ لیکن یوسیفس دونوں لوحوں پر پانچ پانچ کی روایتی ترتیب دیتا ہے اور اس کے کہنے کے مطابق پہلی تختی پر احکام کا تعلق خدا پرستی سے اور دوسری پر کا انسان سے راستکاری سے ہے۔

۴۔ کیا اس بات کی کوئی اہمیت ہے کہ دس حکم ایک لوح کی بجائے دو لوحوں پر لکھے گئے؟ یقیناً ہے۔ پہلی لوح کا تعلق خدا کی پرستش سے ہے جبکہ دوسری کا انسان کی خدمت سے۔ پس ہم جیسا کہ عہدِ عتیق کے خیالات سے بھی ظاہر ہے سمجھتے ہیں کہ انسان کے ساتھ درست تعلقات رکھنے کے لئے خدا کے ساتھ درست تعلق رکھنا ضروری ہے۔ بالفاظِ دیگر اخلاقیات کی بنیاد اور محرک مذہب ہے۔ خداوند مسیح نے توریت کی تفسیر کرتے ہوئے (متی ۲۲: ۳۷-۴۰) فرمایا ہے کہ خدا کے ساتھ محبت اور انسان کے ساتھ محبت دونوں کا آپس میں نہایت قریبی تعلق ہے۔ درحقیقت خدا کے ساتھ محبت ہی کو اولیت حاصل ہے کیونکہ اپنے پڑوسی سے محبت اُسی سے نکلتی اور قائم رہتی ہے۔

۵۔ کیا ان احکام میں صرف منفی پہلو ہی پایا جاتا ہے یا ان میں مثبت پہلو بھی ہے؟ بظاہر تو صرف پانچواں حکم ہی جس میں اپنے ماں باپ کی عزّت کرنے کو کہا گیا ہے مثبت صورت میں ہے۔ تاہم بقایا حکموں میں جو منفی صورت نظر آتی ہے وہ سطحی ہے۔ جب کبھی کسی برائی سے منع کیا گیا تو ساتھ ہی مفہوم کے لحاظ سے اُس کی ضد یعنی نیکی کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ پس یہاں صرف حکمِ امتناعی ہی نہیں بلکہ نیکی کرنے کا احساس بھی دلایا گیا ہے۔ لہٰذا جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جب مسیح خداوند اس ضابطہ کی تشریح اور تلخیص کرتے ہیں تو وہ اسے محبت کی خاصیت کے مثبت پہلو سے نسبت دیتے ہیں۔ پولس رسول بھی رومیوں ۱۳: ۸-۱۰ میں بعینہٖ یہی کرتا ہے۔ چنانچہ اس شریعت کی مکمل تکمیل اُس کی ظاہری باتوں پر عمل کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ یہ خدا کی دلی تابع فرمانی اور اپنے ہم جنس انسان کی پوری لگن کے ساتھ خدمت کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

۶۔ کیا یہ قوانین "غلامی کا جوا" ہیں (گلتیوں ۵: ۱) یا ایک اچھا انتظام جو خدا نے بڑی رحمت سے اپنے لوگوں کے لئے مہیّا کیا؟ بلاشبہ ربّیوں کی صدیوں پر محیط روایات کے باعث توریت کی تعلیمی صورت مسخ ہو گئی اور وہ ایک "تکلیف دہ ضابطہ پرستی" بن گئی تھی۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شریعت ایک اُستاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُس نے پہلے بھی یہی تعلیم دی اور اب بھی یہ دیتی ہے کہ انسان کو خداوند یسوع مسیح کی ضرورت ہے (رومیوں ۷: ۷؛ گلتیوں ۳: ۲۴)۔ لیکن اس کے باوجود بھی دس احکام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسرائیلی یہوواہ کے مخلصی یافتہ لوگ اور اُس کی خاص ملکیت ہوتے ہوئے اپنے نجات دہندہ کی پُرمسرت رفاقت میں داخل ہونے کے قابل ہو جائیں۔ خدا کا یہ ضابطہ اپنی برگزیدہ قوم کے ساتھ نجات بخش تعلق سے جاری ہوا۔ خدا نے اسے اپنی مرضی سے اور اسرائیل کے ساتھ عہد کے نتیجہ کے طور پر دیا۔ خروج ۲۰: ۲ اور استثناء ۴: ۳۲-۴۰ جیسے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل کا نجات دہندہ اُن کا مقنن بھی تھا۔ پس اس شریعت کا مقصد ایک ایسی پاک جماعت بنانا تھا جو خدا کی اپنی فطرت کو منعکس کرتے ہوئے اُس کے نجات بخش کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ایک ایسی جماعت جس میں وہ سکونت کر سکے اور جس کے ذریعہ سے اُس کا اظہار ہو (احبار ۱۱: ۴۴؛ ۲۰: ۸)۔ پس اُس نے ان قوانین کو جو زندگی دینے کی بجائے زندگی کی رہنمائی کرتے ہیں شریعت کے طور پر استعمال کیا (۱-تیمتھیس ۱: ۸) اور وہ خوشی اور فرحت کا ذریعہ بن گئی (زبور ۱۹: ۸-۹؛ ۱۱۹: ۵۴)۔

ان سوالات کا جواب دینے کے بعد آیئے ہم اب ان دس احکام میں سے ہر ایک کی مختصراً تشریح کریں۔ پہلے حکم (خروج ۲۰: ۳) میں خدا کی وحدت اور اُس کی کامل اور بلاشرکتِ غیرے الوہیت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اس میں صرف اُسی واحد خدا پر ایمان رکھنے کو کہا گیا ہے۔ اگرچہ یہ صاف طور پر توحید پرستی کی تعلیم نہیں دیتا تو بھی بطور نتیجہ اس میں شرک کی مذمّت ملتی ہے اور اسے بغاوت اور بے ایمانی کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ "خدا" کوئی اصطلاحی نام نہیں بلکہ اسمِ معرفہ ہے۔

دوسرے حکم (خروج ۲۰: ۴-۶) میں یہوواہ کی روحانیت کی پرستش کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہاں کسی بھی باطل ذریعے سے اُس کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اُس وقت اسرائیل کے اردگرد بسنے والی قومیں سخت بُت پرستی میں مُبتلا تھیں۔ اس سے اُن کی سرزنش کی گئی ہے۔ یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ خدا رُوح ہے (یوحنّا ۴: ۲۴) اس لئے کسی بھی ظاہری یا مادی شے سے اُس کی حقیقی اُلوہیت کو ظاہر کرنا ناممکن ہے۔ اس طرح اس نے انسان کے ذہن میں خدا کے متعلق غلط تصوّر کو جڑ پکڑنے سے روک دیا (رومیوں ۱: ۲۱-۲۳)۔

تیسرے حکم (خروج ۲۰: ۷) میں یہوواہ کے نام کی عزّت اور ادب کرنے کو کہا گیا ہے۔ چونکہ عہدِ عتیق میں نام سے مراد شخص اور اُس

کی ذات لیا جاتا ہے (مزید وضاحت کے لئے دیکھیں "نام")۔ اس لئے یہ حکم خدا کے نام کی بے حرمتی کرنے اور کفر بکنے سے منع کرتا ہے۔ یہ بد اخلاقی سے بھی منع کرتا ہے یعنی خدا کے بندوں کو ہر اُس بُرے کام کو کرنے سے جس سے اُس کی عزّت پر حرف آئے (رومیوں ۲ : ۲۴-۲۵)۔ ملاکی ۳ : ۱۶-۱۷ میں خدا کے نام کو پاک ماننے اور اُس کی اہمیّت پر کافی تعلیم ملتی ہے۔

چوتھے حکم (خروج ۲۰ : ۸-۱۱) میں یہوواہ کے دن کو ماننے کے متعلق بتایا گیا ہے۔ انسانیّت (عاموس ۸ : ۵-۶) اور مذہب (یسعیاہ ۵۸ : ۱۳-۱۴) دونوں لحاظ سے سات دنوں میں ایک دن کا آرام ایک مبارک ضرورت ہے۔ سبت خواہ وہ خدا کے چھ دن کام کرنے کے بعد ساتویں دن آرام کرنے کی وجہ سے سنیچر کو یا مسیح خداوند کے مخلصی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے باعث اتوار کو منایا جائے، انسان کی جسمانی اور روحانی صحت کے لئے مفید ہے (مرقس ۲ : ۲۷)۔

پانچویں حکم (خروج ۲۰ : ۱۲) میں خدا کے قائم مقام یعنی والدین کی عزّت کرنے کے لئے کہا گیا ہے کیونکہ اُس نے اُنہیں بچّے پیدا کرنے کی قوّت دے کر اپنے تخلیقی اختیار اور بچوں پر حکومت کرنے کے باعث اپنے حاکمانہ اختیار میں شامل کیا ہے۔ اگر کوئی قوم والدین کے اختیار اور عظمت کی عزّت کرنا ترک کر دیتی ہے تو جلد ہی اُس کی اخلاقی اور سماجی حالت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس سلسلہ میں عہدِ عتیق کے قوانین بڑے سخت ہیں (خروج ۲۱ : ۱۵؛ استثنا ۲۷ : ۱۶؛ امثال ۲۰ : ۲۰)۔

چھٹے حکم (خروج ۲۰ : ۱۳) میں قتل کرنے سے روکا گیا ہے۔ انسان کی زندگی اُس کی اپنی ہی ملکیت ہے لیکن اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان خدا کی صورت اور شبیہ پر ہے، اس لئے قتل کرنا خدا کی صورت کو برباد کرنا ہے۔ چنانچہ اس حکم کو توڑنے کی بھی سزا موت مقرر کی گئی ہے (پیدائش ۹ : ۵-۶)۔

ساتویں حکم (خروج ۲۰ : ۱۴) میں زناکاری سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تاکیدی مناہی ہے جو شادی کی پاکیزگی کی حفاظت کرتی ہے اور گھر کے تقدّس کے گرد فصیل کا کام دیتی ہے۔ فی زمانہ ہم شادی میں بے وفائی کے نتائج بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔

آٹھویں حکم (خروج ۲۰ : ۱۵) میں ہر قسم کی چوری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جائیداد، بنیادی طور پر انسان کی شخصیّت کی توسیع ہے اور یوں یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کے حق اور ان کے حاصل کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

نویں حکم (خروج ۲۰ : ۱۶) میں ہر قسم کی دروغ گوئی سے خواہ اُس کا تعلق حلف سے ہے یا تہمت سے یا بدنام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سچّائی سماج میں سیمنٹ کا کام دیتی ہے اور یہ ہر سطح پر باہمی تعلقات میں ہمیشگی کی ایک ضروری شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئے عہدنامہ کی طرح پرانا عہدنامہ بھی زبان کی پاکیزگی پر بڑا زور دیتا ہے (زبور ۵ : ۹؛ ۱۵ : ۱-۴؛ امثال ۱۸ : ۲۱؛ یرمیاہ ۹ : ۱-۵)۔

دسویں حکم (خروج ۲۰ : ۱۷) میں لالچ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یوں یہ ظاہر کرتا ہے کہ دس احکام محض ملکی یا دیوانی قوانین نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی ضابطہ بھی ہیں جو ظاہرا کاموں کی جڑ پر بھی چوٹ لگاتے ہیں (انسان کے ظاہرا کام صرف دیوانی قانون کی حد میں ہیں)، اور بتلاتے ہیں کہ بُرے کام بُری نیّت کا نتیجہ ہیں۔ یہ انسان کی پوشیدہ نیّت کا کھوج لگاتے ہیں (انسان کی نیّت، اخلاقیات اور مذہب کی حد میں آتی ہے جو خدا کی حد ہے)۔ پس یہ دسواں حکم انسان کے غلط خواہشات اور ارادوں کی مرکزی اہمیّت پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ پولُس رسول سے اتفاق کرتا ہے کہ لالچ بُت پرستی کے برابر ہے (کلسیوں ۳ : ۵) کیونکہ انسان کی بے لگام خواہش کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا دیوتا بن گئی ہے۔

دس احکام، اعلیٰ ترین اخلاقیات کو پیش کرتے ہیں اور نیا عہدنامہ احکامِ عشرہ کے انہی اصولوں کو مزید گہرے طور پر بیان کرتا اور وسعت دیتا ہے۔

دس قبیلے:- دیکھئے قبیلے، دس۔

دشتِ صین:- ایلیم اور کوہِ سینا کے درمیان ایک بیابانی علاقہ (خروج ۱۶ : ۱؛ ۱۷ : ۱؛ احبار ۳۳ : ۱۱، ۱۲)۔ اس کے محلِّ وقوع کے تعیّن کا دار و مدار کوہِ سینا کے محلِّ وقوع کے تعیّن پر ہے جس کے بارے میں عُلماء متفق الرائے نہیں۔

دعا:- (عبرانی - تفلّہ؛ یونانی proseuchomai اور کئی دوسرے لفظ)۔

۱- تمہیدی بیان

کتابِ مُقدّس میں دعا ایک عبادت ہے جس میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جو انسانی روح خدا تک رسائی کے لئے استعمال کرتی ہے۔ خدا کی تمجید کرنا ہے، اپنے گناہ کا اعتراف کرنا، خدا کی حمد کرنا، التجا کرنا، یہی ایک مسیحی کی عبادت ہے۔ خدا سے رفاقت انسان کی رُوح کا عظیم ترین ممکن عمل ہے تاہم یہ یاد رہے کہ اس عمل کا محرّک خود خدا ہے۔ انسان اس لئے دعا کرتا ہے کیونکہ پہلے خدا نے اُس کے دل کو چھُوا ہے۔ بائبل میں دُعا ایک جبلّی فعل نہیں بلکہ اس کی تحریک رُوح اور سچّائی سے ہوتی ہے (یوحنّا ۴ : ۲۴) کیونکہ جو جسم سے پیدا ہوتا ہے جسم ہے (یوحنّا ۳ : ۶) اسی لئے سب دعائیں قبول نہیں ہوتیں (یسعیاہ ۱ : ۱۵؛ ۲۹ : ۱۳)۔ دعا کے متعلق بائبل کی تعلیم خدا کی ذات پر زور دیتی

ہے اور اس پر کہ انسان خدا کے ساتھ نجات یا عہد کے رشتے میں منسلک ہو اور اس رشتے کے فرائض اور حقوق پر قائم رہے۔

۲۔ پُرانے عہدنامہ میں

پاک کلام کے ایک عالم کے مطابق پرانے عہدنامہ میں ۸۵ طبع زاد دعاؤں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ۶۰ کے قریب مکمل زبُور اور ۱۴ زبوروں کے حصے ایسے ہیں جنہیں دعا کہا جا سکتا ہے۔

ا۔ آبائے کلیسیا کا زمانہ

بزرگوں کے زمانہ میں خدا کا نام لینا دُعا تھا (پیدائش ۴: ۲۶؛ ۱۲: ۸؛ ۲۱: ۳۳)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ان حوالوں میں جہاں بھی لفظ دُعا آیا ہے وہاں عبرانی میں "نام لینا" ہے۔ (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ۔ نیز دیکھئے نام) یعنی صرف خدا کا پاک نام لینا ہی ایک دعا اور خدا سے مدد کی درخواست ہے۔ اسی وجہ سے اس زمانے کی دعا میں سادگی اور بے تکلفی پائی جاتی ہے (پیدائش ۱۵: ۲ مابعد؛ ۱۸: ۲۳ مابعد؛ ۲۴: ۱۲-۱۴؛ ۲۶ مابعد)۔ دعا کا قربانی سے بھی ایک قریبی تعلق ہے (پیدائش ۱۳: ۴؛ ۲۶: ۲۵؛ ۲۸: ۲۰-۲۲) لیکن یہ تعلق بعد کے زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ قربانی کے سلسلے میں دعا انسان اور خدا کی مرضی کی ہم آہنگی ظاہر کرتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جب انسان اپنی خودی کو چھوڑ کر خدا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔ یہ بات خاص کر یعقوب کے مَنّت ماننے کے ساتھ دعا کرنے میں ظاہر ہوتی ہے۔ منت میں جو بذاتِ خود دعا ہے یعقوب وعدہ کرتا ہے کہ اگر خدا اُس کی دُعا سنے گا تو وہ وفادار رہے گا اور اُس کی خدمت کرے گا (پیدائش ۲۸: ۲۰ مابعد)۔

ب۔ اسیری سے پہلے کا زمانہ

(۱)۔ اس زمانہ کی دعا میں سفارشی پہلو زیادہ نمایاں ہے حالانکہ یہ بزرگوں کے زمانہ میں بھی دعا کا ایک جُز تھا (پیدائش ۱۸: ۲۲ مابعد)۔ موسیٰ کی دعاؤں میں یہ شفاعتی عنصر بہت عیاں ہے (خروج ۳۲: ۱۱-۱۳، ۳۱ مابعد؛ ۳۳: ۱۲-۱۶؛ ۳۴: ۹؛ گنتی ۱۱: ۱۱-۱۵؛ ۱۴: ۱۳-۱۹؛ ۲۱: ۷؛ استثنا ۹: ۱۸-۲۱؛ ۱۰: ۱۰)۔ استثنا کے ۳۰ باب کا زیادہ حصہ سفارشی دعا ہے۔ اسی طرح ہارون (گنتی ۶: ۲۲-۲۷)، سموئیل (۱-سموئیل ۷: ۵-۱۳؛ ۱۲: ۱۹، ۲۳)، سلیمان (۱-سلاطین ۸: ۲۲-۵۳) اور حزقیاہ (۲-سلاطین ۱۹: ۱۴-۱۹) کی دعائیں بھی سفارشی دعائیں ہیں۔ ان مثالوں سے یہ تاثر ذہن میں اُبھرتا ہے کہ صرف وہ ممتاز شخصیتیں اپنے خداداد رتبے کی وجہ سے جو اُنہیں نبی، کاہن اور بادشاہ ہونے کی وجہ سے ملا تھا خدا اور انسان کے درمیانی ہونے کی استطاعت رکھتی تھیں،

لیکن خدا ہمیشہ اپنی مرضی پوری کرنے کو آزاد ہے۔ اسی لئے ہم بعض سفارشی دعاؤں کا ذکر پاتے ہیں جو قبول نہیں ہوئیں (پیدائش ۱۸: ۱۷ مابعد؛ خروج ۳۲: ۳۰-۳۵)۔ عاموس نبی کو خدا رویا میں دکھاتا ہے کہ بنی اسرائیل پر ٹڈیوں اور آگ کی آفت آنے والی ہے (عاموس ۷: ۱-۶)۔ نبی کی سفارش پر خدا ان آفتوں کو بھیجنے سے باز آتا ہے۔ لیکن اس کے فوراً بعد (۷: ۷-۸؛ ۲) اسرائیل کو اسیری میں لے جایا جاتا ہے۔ خدا یرمیاہ نبی کو بنی اسرائیل کی شفاعت کرنے سے روکتا ہے (یرمیاہ ۷: ۱۶؛ ۱۱: ۱۴؛ ۱۴: ۱۱) بخلاف اس کے لوط کی سفارش سُنی جاتی ہے (پیدائش ۱۹: ۱۷-۲۳) اور ابرہام (پیدائش ۲۰: ۱۷)، موسیٰ (خروج ۹: ۲۷-۳۳) اور ایوب (ایوب ۴۲: ۸، ۱۰) کی سفارشیں بھی کامیاب ہوتی ہیں۔ ان سفارشی دعاؤں کے پیچھے ان بزرگوں کا خدا سے پختہ شخصی تعلق تھا جو اُنہیں درمیانی ہونے کا حق بخشتا ہے۔

(۲)۔ یہ ایک حیران کن امر ہے کہ توریت کے قانونی حصہ میں دعا کے متعلق ماسوا استثنا ۲۶: ۱-۱۵ کوئی اور ذکر نہیں ہے۔ اس حوالے میں بھی زور عبادت کے طریقوں پر ہے، دُعا پر نہیں۔ آیات ۵-۱۱ میں شکرگزاری، ۱۳، ۱۴ میں گذشتہ فرمانبرداری کا اقرار اور صرف آیت ۱۵ میں منّت ہے۔ تاہم غالباً ہم اس خیال میں حق بجانب ہوں گے کہ قربانی اکثر دعا کے ساتھ پیش کی گئی ہوگی (زبور ۵۵: ۱۴)۔ اور جہاں دعا نہ کی جائے وہاں اس کے بارے میں ملامت کی گئی ہوگی (زبور ۵۰: ۷-۱۵)۔ دوسری طرف توریت میں جہاں جہاں بھی قربانی کے طریقوں کا ذکر ہے وہاں دعا کا بالکل ذکر نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی بغیر دعا کے کافی عام تھی۔

(۳)۔ دُعا نبیوں کی خدمت میں ایک ناگزیر مقام رکھتی تھی۔ خدا سے پیغام حاصل کرنے کے لئے اُس سے دعائیہ تعلق ضروری تھا۔ حقیقت میں دعا خدا سے وحی پانے کے لئے اشد ضروری تھی (یسعیاہ ۶: ۵ مابعد؛ ۳۷: ۱-۴؛ یرمیاہ ۱۱: ۲۰-۲۳؛ ۱۲: ۱-۶؛ ۴۲: ۱ مابعد)۔ دانی ایل نبی جب دعا کر رہا تھا تب جبرائیل فرشتہ اُسے پیغام دینے آیا (دانی ایل ۹: ۲۰ مابعد)۔ بعض مرتبہ خدا نبی کو بہت عرصہ تک دعا میں انتظار کرنے دیتا تھا (حبقوق ۲: ۱-۳)۔ یرمیاہ نبی کے صحیفہ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اگرچہ دعا نبی کی خدمت اور تجربہ میں ایک حقیقت اور شرط تھی لیکن یہ اُسکی رُوح کے لئے ایک ہیجانی مشق تھی (یرمیاہ ۱۸: ۱۹-۲۳؛ ۲۰: ۷-۱۸) لیکن ساتھ ساتھ خدا کے ساتھ ایک شیریں رفاقت بھی (یرمیاہ ۱: ۴ مابعد؛ ۴: ۱۰؛ ۱۰: ۲۳-۲۵؛ ۱۲: ۱-۴؛ ۱۴: ۷-۹، ۱۹-۲۲؛ ۱۵: ۱۵-۱۸؛ ۱۶: ۱۹؛ ۱۷:

ہے۔ خود ستائی خدا کے چہرے کو ہم سے چھپا دیتی ہے۔ سخت دل نوکر کی تمثیل میں (متی ۱۸: ۲۱-۳۵) مسیح ہمیں رحمدلی اور فیاضی کا سبق دیتے ہیں۔ معاف کرنے والوں کی دعا خدا سُنتا ہے۔

دعا میں سادگی کی تعلیم متی ۶: ۵ مابعد؛ ۲۳: ۱۴؛ مرقس ۱۲: ۳۸-۴۰؛ لوقا ۲۰: ۴۷ میں پائی جاتی ہے۔ دُعا ہر طرح کی ریاکاری سے پاک ہونی چاہیئے۔ خلوص دلی اور نیک نیتی دعا کا محرک ہونی چاہئیں۔ دعا سادہ الفاظ میں سادہ درخواست کی شکل میں پیش کی جائے۔ خداوند مسیح دعا میں جانفشانی کی بھی ترغیب دیتے ہیں (قب مرقس ۱۳: ۳۳؛ ۱۴: ۳۸؛ متی ۲۶: ۴۱)۔ یہاں خبرداری اور ایمان کا ذکر بیداری کے ساتھ ہے۔ دعا میں اتفاق پر بھی زور دیا گیا ہے (متی ۱۸: ۱۹ مابعد)۔ اگر ایک مسیحی جماعت جس کا مسیح جیسا مزاج ہے پاک رُوح میں دُعا کرے تو اس کی دُعا با اثر ہوگی۔ لیکن دعا یقین سے کرنا ضروری ہے (مرقس ۱۱: ۲۴)۔ تجرباتی دعا بے سود ہوتی ہے۔ لیکن وہ دعا جو اعتقاد کے دائرے میں ہو یعنی جہاں ایمان دار سب کچھ خدا کی مرضی پر چھوڑ دے بہت کچھ حاصل کرتی ہے (مرقس ۹: ۲۳)۔

(۲)۔ دعا کے مقاصد کے بارے میں مسیح نے نہایت کم بتایا۔ بلاشبہ اُنہوں نے اس پر اکتفا کیا کہ پاک رُوح اُن کے شاگردوں کی ہدایت کرے گا۔ دعا کے مقصد کے متعلق آپ ذیل کے حوالوں میں کچھ معلومات پائیں گے (مرقس ۹: ۲۸ مابعد؛ متی ۵: ۴۴؛ ۶: ۱۱؛ ۱۳؛ ۹: ۳۶ مابعد؛ لوقا ۱۱: ۱۳)۔

(۳)۔ دعا کے طریقے کے بارے میں خداوند مسیح نے دو اہم باتوں کی تعلیم دی۔ اوّل۔ اب دعا میں اُن سے مخاطب ہونا ہے جیسے شاگرد اُن کی زمینی زندگی میں کرتے تھے (مثلاً متی ۸: ۲؛ ۹: ۱۸)۔ جیسے اُس وقت اُنہوں نے اعتقاد پر زور دیا (مرقس ۹: ۲۳) اور خلوص دلی کو پرکھا (متی ۲۰: ۳۱) اور نا علمی کو بے پردہ کیا (متی ۲۰: ۲۰-۲۲) اور گناہ کی وجہ سے اُن کی بے اعتمادی (متی ۱۴: ۲۷-۳۱) کو دُور کیا اُسی طرح آج بھی جو اُن سے دعا کرتے ہیں انہیں یہی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ دوم۔ اب دُعا اُن کے نام سے کرنی ہے (یوحنا ۱۴: ۱۳؛ ۱۵: ۱۶؛ ۱۶: ۲۳ مابعد) کیونکہ اب باپ تک ہماری رسائی مسیح کے وسیلے سے ہے۔ اُن کے نام میں دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسیح کی طرح دعا کریں۔ ہم باپ سے یوں دعا کریں جیسے بیٹے نے ہمیں سکھایا اور خدا کے متعلق بتایا ہے۔ مسیح کے لئے دعا کا مرکز باپ کی مرضی تھی۔ مسیحی دعا کی بنیادی خصوصیت یہ ہے: خدا کی حضوری میں ایک نیا راستہ جو مسیح نے ہمارے لئے حاصل کیا ہے۔ مسیح کے نام میں خدا کی مرضی کے مطابق دعا۔

(۴)۔ مسیح کے دعا کرنے کے دستور کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ خلوت میں (لوقا ۵: ۱۵ مابعد؛ ۶: ۱۲)، روحانی کشمکش میں (یوحنا ۱۲: ۲۰-۲۸؛ لوقا ۲۲: ۳۹-۴۶) اور صلیب پر (متی ۲۷: ۴۶؛ لوقا ۲۳: ۴۶) دعا کرتے تھے۔ وہ اپنی دعاؤں میں شکرگزاری کرتے (لوقا ۱۰: ۲۱؛ یوحنا ۶: ۱۱؛ ۱۱: ۴۱؛ متی ۲۶: ۲۷)، ہدایت مانگتے (لوقا ۶: ۱۲ مابعد)، اوروں کی شفاعت کرتے تھے (یوحنا ۱۷، ۱۱-۱۹؛ ۲۰-۲۶؛ لوقا ۲۲: ۳۱-۳۴؛ مرقس ۱۰: ۱۶؛ لوقا ۲۳: ۳۴)۔ اُن کی مشہور اور عظیم دعا کا مضمون جو یوحنا ۱۷ باب میں درج ہے کلیسیا کی یگانگت ہے۔

(۵) دعائے ربانی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے دعائے ربّانی)۔ یہاں ہم صرف اتنا ہی بتائیں گے کہ تمہیدی مناجاتی کلموں کے بعد (متی ۶: ۹) چھ درخواستیں ہیں (آیات ۹-۱۳)۔ پہلی تین کا تعلق خدا کے نام، بادشاہی اور مرضی سے ہے اور آخری تین کا انسان کی خوراک، معافی اور فتح سے ہے۔ پھر یہ دعا کلمات حمد سے ختم ہوتی ہے جن میں خدا کی بادشاہت، قدرت اور جلال کا ذکر ہے۔ یہیں ہدایت کی گئی ہے کہ "پس تم اس طرح دعا کیا کرو" (متی ۶: ۹)۔

ب۔ اعمال کی کتاب

خطوط اور اناجیل کے درمیان اعمال کی کتاب ایک اچھا رابطہ قائم کرتی ہے، کیونکہ اس کتاب میں رسولی کلیسیا خداوند مسیح کی دعا کی تعلیم کو عملی جامہ پہناتی ہے۔ کلیسیا کی ابتدا دعا کے ماحول میں ہوئی (۱: ۴)۔ پاک رُوح کا نزول دعا کے جواب میں ہُوا (۱: ۴؛ ۲: ۴)۔ کلیسیا کی روزمرہ کی زندگی کا اہم عنصر دعا تھی (۲: ۴۲؛ ۶: ۴، ۶)۔ کلیسیا کی سوچ میں رُوح القدس کی حضوری اور قدرت اور دعا کا ایک دوسرے سے قریبی رشتہ رہا (۴: ۳۱)۔ ہر مشکل کے موقع پر کلیسیا نے دعا پر تکیہ کیا (۴: ۲۳ مابعد؛ ۱۲: ۵، ۱۲)۔ اعمال کی کتاب میں ہم کلیسیا کے راہنماؤں کو دعاگو شخص پاتے ہیں (۹: ۴۰؛ ۱۰: ۹؛ ۱۶: ۲۵؛ ۲۸: ۸) جو اور مسیحیوں کو اُن کے ساتھ دعا میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں (۲۰: ۳۶؛ ۲۱: ۵)۔

ج۔ پولس رسول کے خطوط

یہ بات خاص اہمیت رکھتی ہے کہ جب خداوند مسیح نے خود کو پولس پر دمشق کی راہ پر ظاہر کیا تو پہلی بات جو اُس کے متعلق ہم سُنتے ہیں وہ یہ ہے کہ "دیکھ وہ دعا کر رہا ہے" (اعمال ۹: ۱۱)۔ شائد پولس کے اس گہرے تجربے اور دل کی انقلابی تبدیلی کے بعد اُسے دعا کی حقیقت کا پورا احساس ہُوا۔ اُس وقت سے پولس مرد دعا بن گیا۔ دُعا ہی میں خداوند مسیح نے اس سے گفتگو کی (اعمال ۲۲: ۱۷ مابعد)۔ اُس کے لئے دعا شکرگزاری، سفارش اور خدا کی حضوری کے احساس کا ذریعہ تھی (قب ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۲ مابعد؛ افسیوں ۱: ۱۶ مابعد)۔ اُس نے یہ سیکھ لیا کہ جب وہ خدا کی مرضی جاننا

۱۲ مابعد)۔

(۴)۔ زبور۔ مزامیر میں بے ساختگی اور باقاعدگی کا نفیس امتزاج ہے۔ ہیکل کی باترتیب (مثلاً ۲۴: ۷-۱۰؛ ۱۰۰؛ ۱۵۰) دعاؤں کے ساتھ ساتھ معافی کے لئے شخصی دعائیں (۵۱)، رفاقت (۶۳)، حفاظت (۵۷)، شفا (۶)، اور رہائی (۱۰۹) کی دعاؤں کے ساتھ حمد وثنا (۱۰۳) کی دعائیں ہیں۔ قربانی اور دعا زبوروں میں ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں (۵۴: ۶؛ ۶۶: ۱۳ مابعد)۔

ج۔ اسیری کا زمانہ

مذہبی لحاظ سے اسیری کے زمانہ میں ★ عبادت خانے کا معرضِ وجود میں آنا ایک اہم امر تھا۔ یروشلیم کی ہیکل برباد پڑی تھی۔ ایک ناپاک ملک بابل میں نہ مذبح کی رسومات ادا کی جا سکتیں اور نہ ہی قربانیاں گزرانی جا سکتی تھیں۔ اب صرف معاشرے میں پیدا ہونے اور رہائش کرنے ہی سے کوئی یہودی نہیں بنتا تھا بلکہ اُسے یہودی بننے کا فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ مذہبی برادری کا مرکز عبادت خانہ تھا اور تسلیم شدہ مذہبی فرائض مثلاً ختنہ، روزہ اور سبت کے احترام میں دعا کی بھی اہم جگہ تھی۔ ایسا ہونا ناگزیر تھا کیونکہ اسیری میں ہر چھوٹی جماعت عبادت خانہ پر انحصار کرتی تھی جہاں خدا کے کلام کی تلاوت اور تشریح کی جاتی اور دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ اسیری کے بعد یروشلیم واپس آنے پر ہیکل نے عبادت خانے کی جگہ نہیں لی۔ نہ ہی کاہن نے فقیہ کی، اور نہ ہی قربانی نے زندہ کلام کی۔ اس طرح رسوم نے دعا کی جگہ نہیں لی۔ ہیکل میں اور عبادت خانے میں، کاہن کی رسومات اور فقیہ کی تفسیر میں دیندار عابد کی ایک ہی خواہش تھی کہ وہ یہوواہ کے چہرے کا جلوہ دیکھے، اُس کی شخصی حضوری (زبور ۱۰۰: ۲؛ ۶۳: ۱ مابعد) اور اُس کی برکت حاصل کرے (۸۰: ۳، ۷، ۱۹)۔

د۔ اسیری کے بعد کا زمانہ

اسیری کے بعد بے شک عبادت کا ایک ڈھانچہ مرتب کیا گیا تھا لیکن اس میں شخصی آزادی کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ اس کی مثال ہمیں عزرا اور نحمیاہ کی کتابوں میں ملتی ہے جو اگرچہ پابندیِ شریعت اور طریقِ عبادت اور رسومات اور قربانی کے آداب پر اصرار کرتے ہیں یعنی نماز کے معاشرتی پہلو پر زور دیتے ہیں لیکن تو بھی وہ عبادت کے روحانی عنصر کو نظر انداز نہیں کرتے بلکہ اس پر بھی زور دیتے ہیں (عزرا ۷: ۲۷؛ ۸: ۲۲ مابعد؛ نحمیاہ ۲: ۴؛ ۴: ۴، ۹)۔ اُن کی دعائیں بھی سبق آموز ہیں (عزرا ۹: ۶-۱۵؛ نحمیاہ ۱: ۵-۱۱؛ ۹: ۵-۳۸؛ نیز دانی ایل ۹: ۴-۱۹)۔ ہم یہاں یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ دعا کے لئے کوئی خاص جسمانی وضع مقرر نہیں کی گئی تھی (زبور ۲۸: ۲۔ ہاتھ اُٹھانا؛ ۱۔سموئیل ۱: ۲۶۔ کھڑے ہونا؛ ۱۔سلاطین ۸: ۵۴۔ گھٹنے ٹیک کر ہاتھ اُٹھانا؛ ۱۔سلاطین ۱۸: ۴۲۔ سرنگوں ہو کر سر گھٹنوں کے بیچ کرنا؛ عزرا ۹: ۵ "منہ کے بل گر کر ہاتھ پھیلانا؛ نوحہ ۳: ۴۱۔ ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھانا؛ دانی ایل ۹: ۳، ۲۰۔ راکھ پر بیٹھ کر یروشلیم کی طرف منہ کرنا۔ یہاں آیت ۲۰ کا ترجمہ یہ ہونا چاہیئے "کوہِ مُقدّس کی طرف منہ کر کے"۔ نیز دیکھئے قبلہ۔ قب دانی ایل ۶: ۱۰)۔ اسی طرح اوقاتِ دعا پر کوئی پابندی نہ تھی۔ دعا مقرّرہ وقت کے علاوہ ہر وقت قبول کی جاتی تھی (زبور ۵۵: ۱۷؛ دانی ایل ۶: ۱۰)۔

سوم اسیری کے بعد کے زمانہ میں عبادت میں ہیکل کی رسومات کی ترتیب اور باقاعدگی اور عبادت خانہ کی سادگی اور شخصی دعا کی بے ساختگی کا امتزاج پاتے ہیں۔ دُعا کی نوعیّت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ صاف ظاہر ہے کہ اسے مکمل طور پر کسی نظم و ترتیب کے سانچے میں ڈھالا نہیں جا سکتا۔ بے شک پرانے عہدنامہ میں دعا کے مختلف خاکے ہیں لیکن کوئی ایسا قانون نہیں جو ان کے مضمون یا رسوم پر لاگو ہو جیسے اناجیل کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ مکانیکی دعا، وہ بناوٹی دُعا جسے رسمی طور و طریق نے بے جان اور بے معنی بنا دیا تھا وہ نئے اور پرانے عہدناموں کے درمیان کے عرصہ کے آخر میں نمودار ہوئی۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہیکل اور عبادت خانے کے پرستار یروشلیم میں قربانیوں اور باقی جگہ منتشر یہودی اپنے اپنے عبادت خانوں میں حمد اور دعا اور تلاوت و تفسیر اور ختنہ، سبت کا احترام کرنے، دہ یکی دینے، روزہ رکھنے اور مزید نیک کام کرنے سے صرف خدا سے ثواب کمانے کے درپے تھے۔

۳۔ نئے عہدنامہ میں

نئے عہدنامہ کے مخصوص حوالوں میں دعا کی تعلیم درج ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس تعلیم کا سرچشمہ اور ماخذ خود خداوند مسیح کی تعلیم اور نمونہ ہے۔

ا۔ اناجیل

(۱)۔ دعا کے متعلق خداوند مسیح کی تعلیم زیادہ تر اُن کی بعض تمثیلوں میں پائی جاتی ہے۔ دُعا میں اصرار اور پُرزور مطالبہ کرنے کا سبق اُس آدمی کی تمثیل میں ملتا ہے جو آدھی رات کو اپنے دوست سے اپنے مہمان کے لئے تین روٹیاں مانگتا ہے (لوقا ۱۱: ۵-۸)۔ خداوند مسیح ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم یقین سے ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ خدا باپ فیاض ہے (متی ۷: ۷-۱۱)۔ بے انصاف قاضی کی تمثیل دعا میں اُستواری، یعنی تواتر اور اصرار کی تعلیم دیتی ہے (لوقا ۱۸: ۱-۸)۔ دعا کے جواب میں تاخیر کے پیچھے خدا کی بے تعلقی نہیں بلکہ اُس کی محبت ہے کہ ہمارا ایمان بڑھے اور گہرا ہو اور بالآخر پھل لائے۔ محصول لینے والے اور فریسی کی تمثیل (لوقا ۱۸: ۱۰-۱۴) میں خداوند مسیح دعا میں فروتنی اور توبہ پر زور دیتے ہیں اور ہمیں احساسِ برتری کے خلاف متنبہ کرتے ہیں۔ دعا میں انکساری خدا کو منظور

چاہتا ہے تو پاک رُوح دعا میں اُس کا مددگار ہوگا (رومیوں ۸ : ۱۴، ۲۶)۔ اُس کے تجربہ میں مسیحی کی عقل اور دعا میں ایک نزدیکی رشتہ تھا (۱۔کرنتھیوں ۱۴ : ۱۴۔۱۹)۔ دعا ایک مسیحی کے لئے نہایت ہی ضروری ہے، جس میں اُسے مشغول رہنا چاہیئے (رومیوں ۱۲ : ۱۲)۔ مسیحی کے جنگ کے ہتھیاروں میں دعا بھی شامل ہے (افسیوں ۶ : ۱۳۔۱۷) جسے پولس "بلاناغہ" استعمال کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ خود بھی اپنی اس تعلیم پر پوری طرح عمل کرتا تھا (رومیوں ۱ : ۹؛ افسیوں ۱ : ۱۶؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۱ : ۲)۔ اسی لئے جب وہ اپنے ہم ایمان بھائیوں کو خط لکھتا ہے تو اس پر زور دیتا ہے (فلپیوں ۴ : ۶؛ کلسیوں ۴ : ۲)۔ پولس اپنے خطوں میں بار بار دعا میں پھوٹ پڑتا ہے۔ اس کی اِن دعاؤں کے مضامین پر غور کرنا بڑا اسبق آموز ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ رومیوں ۱ : ۸۔۱۲ میں وہ اپنا دل شکرگزاری میں خدا کے سامنے اُنڈیل دیتا ہے (آیت ۸)۔ وہ خدا کی عبادت روح سے کرنا چاہتا ہے (آیت ۹)۔ وہ روزمرہ میں اپنے دوستوں کو بلاناغہ دعا میں یاد کرتا ہے (۹ب)۔ وہ اُنہیں رُوحانی نعمت دینے کا خواہاں (۱۰، ۱۱) اور اُن سے تسلّی پانے کی توقع کرتا ہے (۱۲)۔

۲۔ افسیوں ۱ : ۱۵۔۱۹ میں بھی وہ اُن لوگوں کے لئے خدا کا شکر کرتا ہے جنہیں اُس نے مسیح کے لئے جیتنا ہے (آیت ۱۵، ۱۶)۔ وہ ملتجی ہے کہ اُنہیں حکمت اور مکاشفہ کی روح ملے جس کے وسیلے سے وہ خدا کی پہچان حاصل کریں اور اُن کے دل کی آنکھیں روشن ہو جائیں تاکہ وہ اُس جلال کی دولت کو جانیں جس کی اُمید کے لئے خدا نے اُنہیں بلایا ہے۔ نیز وہ خدا کی اُس بڑی قدرت کو جانیں جو مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے سے ظاہر ہوئی ہے۔

۳۔ افسیوں ۳ : ۱۴۔۱۸ میں پولس رسول خدا سے پھر منت کرتا ہے کہ اُس کے ہم ایمان بھائی بتدریج خدا کی قدرت سے زورآور ہوتے جائیں (آیت ۱۶) تاکہ مسیح اُن میں رہے اور وہ محبت میں جڑ پکڑیں (آیت ۱۷)، تاکہ وہ کامل ہو کر خدا کی معموری سے معمور ہو جائیں (آیات ۱۸، ۱۹)۔ اس خط کی اِن دونوں دعاؤں کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحیوں کو علم اور قدرت ملے جس کا نتیجہ مسیح سے محبت ہو، جس کی معرفت وہ شخصی طور پر اور جماعتی طور پر کاملیّت تک پہنچیں۔

۴۔ کلسیوں ۱ : ۱۹ مابعد میں بھی پولس رسول دعا کرتا ہے کہ ایمان دار روحانی حکمت اور سمجھ کی بدولت خدا کی مرضی کو معلوم کریں (آیت ۹)، کہ اُن کے اعمال اُن کے کلام سے مطابقت رکھیں (آیت ۱۰)، کہ وہ اپنی زندگی کے لئے طاقت پائیں (آیت ۱۱) اور وہ خداوند مسیح میں عظیم حق اور حیثیت کے لئے شکرگزار ہوں (آیات ۱۲، ۱۳)۔

غالباً سب سے بڑا اسبق جو پولس نے مسیحی دعا کے سمجھنے کے سلسلے میں سکھایا وہ دعا اور پاک روح کا باہمی تعلق ہے۔ دعا پاک رُوح کی نعمت ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۴ : ۱۴۔۱۶)۔ ایماندار "رُوح میں دعا" کرتا ہے (افسیوں ۶ : ۱۸؛ یہوداہ ۲۰) اس لئے دعا خدا اور ایماندار کے درمیان ایک باہمی عمل ہے کیونکہ دعا مسیح کے نام میں باپ کو پیش کی جاتی ہے اور اس کی تحریک پاک روح کے ہمارے دلوں میں بسنے سے ہوتی ہے۔

د۔ عبرانیوں، یعقوب اور ۱۔یوحنّا کے خطوط

مسیحی دعا کو سمجھنے کے لئے عبرانیوں کا خط ہماری خاص مدد کرتا ہے۔ ۴ : ۱۴۔۱۶ سکھاتی ہے کہ دعا کیوں ممکن ہے۔ یہ اس لئے ممکن ہے کہ ہمارا ایک بڑا سردار کاہن ہے جو انسان بھی ہے اور خدا بھی، اور اب وہ آسمانی مقام میں ہے جہاں سے وہ ہماری شفاعت کر رہا ہے۔ جب ہم دعا کرتے ہیں تو ہم رحم اور فضل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خداوند کی دعائیہ زندگی کی طرف ۵ : ۷۔۱۰ میں اشارہ ہمیں اصل میں سکھاتا ہے کہ دعا کیا ہے۔ مسیح کی "دعائیں" اور "التجائیں" خدا کو گزرانی گئیں (یونانی لفظ میں قربانی کا مفہوم ہے۔ اُردو "کیں" کمزور ہے۔ نیز دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) اور اس روحانی خدمت میں انہوں نے فرمانبرداری سیکھی اور اسی وجہ سے اُن کی دعائیں قبول ہوئیں۔ ۱۰ : ۱۹۔۲۵ میں جماعتی دعا پر، یعنی ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو کر دعا پر زور دیا گیا ہے۔ ایسی دعا میں ہماری نیّت اور فرائض پر روشنی پڑتی ہے۔ دعا کا مقام ۶ : ۱۹ میں بیان کیا گیا، جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند مسیح پردے کے اندر خدا کی حضوری میں پہنچے ہیں۔

یعقوب کے خط میں تین اہم حوالے ہیں جو دعا پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ۱ : ۵۔۸ میں بتایا گیا ہے کہ اگر دعا مانگتے وقت شک کیا جائے تو دعا بے اثر ہو جاتی ہے۔ ایمان سے مانگی ہوئی دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۴ : ۱۔۳ کی دعا میں درست نیّت کی اہمیّت پر زور ڈالا گیا ہے۔ اور ۵ : ۱۳۔۱۸ میں بیماری میں دعا کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

یوحنّا رسول اپنے پہلے خط میں دعا میں دلیری کی ضرورت اور دعا کے قبول ہونے کی وجہ بتاتا ہے (۳ : ۲۱، ۲۲)۔ ۵ : ۱۴۔۱۶ میں وہ دعا اور خدا کی مرضی کا باہمی تعلق بیان کرتا ہے اور دکھاتا ہے کہ سفارشی دعا کا جو ہم دوسرے لوگوں کے لئے کرتے ہیں قبول ہونا بہت ممکن ہے تاہم بعض دفعہ اُس بھائی کے گناہ کی وجہ سے دعا سُنی نہیں جاتی۔

۴۔ نتیجہ

دعا کے موضوع پر پاک کلام کی تعلیم کا لب لباب مشہور عالم وسٹ کوٹ Westcott نے خوب بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "سچّی دعا جو ضرور قبول ہوتی ہے وہ دُعا ہے جس میں ہم شخصی

طور پر خدا کی مرضی کو جانتے اور اسے قبول کر لیتے ہیں (یوحنّا ۱۴ : ۷، تب مرقس ۱۱: ۲۴) - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کی فرمانبرداری سکھانے والی دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ جس بات کی ہم نے درخواست کی ہے وہ ہمیں مل جائے گی بلکہ اس بات کا یقین ہے کہ دُعا کا جو بھی جواب ملے گا وہ ہماری التجا کے مقصد کو پورا کرے گا - مسیح نے یہ سیکھا تھا کہ ان کی زندگی اور دکھ مصیبت کا ہر پہلو اُس کام کو پایۂ تکمیل تک لے جانے میں مدد دے رہا ہے جسے وہ پُورا کرنے دنیا میں آئے تھے - اسی لئے اُن کی دعا پوری طرح سُنی گئی - انہی معنوں میں کہا جا سکتا ہے کہ "خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سُنی گئی" (عبرانیوں ۵ : ۷)-

دُعائے ربّانی :- یہ دعا خداوند یسوعؔ مسیح نے ہر زمانے کی کلیسیا کے ایمانداروں کے لئے بطور نمونہ اپنے شاگردوں کو سکھائی - متّی ۶: ۹-۱۳ میں اِسے پہاڑی وعظ کا حصّہ ظاہر کیا گیا ہے، لیکن لوقا ۱۱: ۲ - ۴ میں اِسے خداوند نے قطعی مختلف حالات میں سکھایا - چونکہ خداوند چاہتے تھے کہ تمام ایماندار ہر زمانہ میں اِس دعا کو بطور نمونہ استعمال کریں، اس لئے انہوں نے اِسے متعدد بار مختلف موقعوں پر دُھرایا ہوگا - یہ حقیقت کہ انجیل میں اِس دعا کا صرف دو مرتبہ ذکر ہے اِس امکان کو ردّ نہیں کرتی کہ مسیح خداوند نے اِسے دیگر اوقات میں اپنے شاگردوں کو بھی سکھایا۔

متّی ۶: ۹ - ۱۳ میں مسیح خداوند اِسے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں - اس میں وہ تمام ضروری باتیں پائی جاتی ہیں جنہیں انہوں نے ایک حقیقی دعا کا لازمہ قرار دیا ہے - انہوں نے متّی ۶ : ۹ میں فرمایا "پس تم اِس طرح دعا کیا کرو"- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو دعا کرنے کا طریقہ سکھاتے رہے - یہ تنبیہ کرنے کے بعد کہ وہ ریاکاروں کی مانند دعا نہ کریں (۶ : ۵) اور نہ "دعا کرتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک کیا کریں (۶ : ۷)- مسیح نے انہیں سکھایا کہ ایسی دعا جو خدا کو قبول ہو کیسے کی جاتی ہے - لیکن لوقا ۱۱ : ۱-۴ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں یہ دعا ایک شاگرد کی درخواست پہ سکھائی گئی، جس نے مسیح خداوند کو تھوڑی دیر پہلے دعا کرتے دیکھا تھا - اس مرتبہ خداوند اِس دعا کو جو اُن کی تعلیمات سے مطابقت رکھتی ہے صرف نمونہ کے طور پر ہی نہیں سکھاتے بلکہ ایک حتمی دعا کے طور پہ جو ان کے ہر پیروکار کو ضرور مانگنی چاہیئے۔

اگرچہ لوقا ۱۱ : ۲ - ۴ کی دعا متّی ۶ : ۹ - ۱۳ میں درج دعا سے چھوٹی ہے تاہم جہاں تک نفسِ مضمون کا تعلق ہے تو یہ بنیادی طور پر ایک ہی ہے - شائد اِسے یُوں بیان کرنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مسیح نے لوقا ۱۱ : ۲-۴ میں جو دعا سکھائی وہ ہمارے دعا کے جو ہمیں مانگنی چاہیئے کم سے کم الفاظ ہیں، لیکن یہ دعا رٹی رٹائی یاد کھادے کی نہ ہو بلکہ رُوح اور سچّائی میں مانگی جائے - متّی ۶ : ۹-۱۳ میں جہاں مسیح اپنے شاگردوں کو دعا بطور نمونہ سکھاتے ہیں وہاں وہ اُسے زیادہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں - پس ہم مسیح کی زیادہ مفصّل دعا کے مضمون پر غور کریں گے - خداوند نے یہ دعا ارامی زبان میں سکھائی تھی - لیکن جب متّی اور لوقا نے اپنی انجیلیں لکھیں تو اس وقت مسیحی اِسے یونانی زبان میں بھی استعمال کرتے تھے - غالباً یہی وجہ ہے کہ متّی اور لوقا دعا میں ایک سی زبان اور دونوں ایک ہی اصطلاح اِپیوسیون (epiousion = روزکی) استعمال کرتے ہیں۔

دُعا کے ابتدائی الفاظ "اَے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے" کے ذریعہ سے ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ ہم خدا سے درست رویّہ اور صحیح رُوح میں دعا کریں - جب ہم اُسے "اَے باپ" کہتے ہیں تو ہم اس کی طرف محبت اور ایمان سے دیکھتے ہیں گویا کہ وہ کامل محبت اور فضل کے ساتھ ہمارے نزدیک ہے - "تو جو آسمان پر ہے" کے الفاظ سے ہم اُسے جو زمین اور آسمان کا حاکمِ کُل ہے پُوری عزّت دیتے ہیں - اس دعا کے ابتدائی الفاظ اس حقیقت کو بھی یاد دلاتے ہیں کہ تمام مسیحی ایماندار اُس میں ایک ہیں کیونکہ ہم سب خدا کو باپ کہہ کر دعا کرتے ہیں۔

چونکہ اس ابتدائی خطاب کے باعث ہمارا خدا کے ساتھ درست رجحان قائم ہوا اس لئے پہلی درخواستیں وہ ہیں جن کا تعلق ہمارے آسمانی باپ کے جلال اور الٰہی مقصد سے ہے - "تیرا نام پاک مانا جائے" (hagiastheto) ایک ایسی دُعا ہے جس میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ خدا ہمیں اور تمام انسانوں کو اس قابل بنائے کہ ہم اُس کو پہچانیں اور اُسے عزّت دیں اور وہ ہمارے دلوں میں کام کرے تاکہ ہم اور تمام انسان اس کی بطور پاک قادرِ مطلق آسمانی باپ خدمت اور پرستش کریں - اُس کا نام یعنی اُسے اُس کے اظہار بالذات میں پاک مانا جاتے اور سب عزّت اور جلال اُسی کا ہے جس نے اپنا اظہار اس طرح سے کیا ہے کہ وہ ہمیں پیار کرتا ہے اور ساتھ ہی پاک اور قادرِ مطلق خالق بھی ہے (دیکھئے خدا کے نام) - اس درخواست میں کہ "تیری بادشاہی آئے" ہم خدا سے مانگتے ہیں کہ اس کی الٰہی حکومت (basileia) جلالی طور پر اپنا صحیح مقام حاصل کرے تاکہ خدا کے خلاف گناہ اور سرکشی میں رہنے کی بجائے ہم سب پاک رُوح کی عظیم قوت سے اُس کی حکومت کو زیادہ سے زیادہ قبول کریں اور یوں تاریکی کی طاقتوں سے رہائی پائیں (دیکھئے خدا کی بادشاہی) - التجا ہے کہ خدا کا الٰہی اختیار "ابھی اور اسی وقت" (اس موجودہ زمانہ میں)، ہر شخص کے دل میں اور تمام دنیا میں قائم ہو - لیکن اس التجا کا آخرت سے بھی تعلق ہے - بالآخر یہ ایک ایسی التجا ہے کہ خدا کا شاہی اختیار جو مسیح کی پہلی آمد کے ذریعہ انسانوں

کی زندگی میں بڑی قدرت سے آچکا ہے اور متواتر آرہا ہے، وہ مسیح کی جو خداوندوں کا خداوند ہے دوسری آمد میں پورے جلال اور الٰہی کاملیت کے ساتھ آئے گا۔

تیسری درخواست "تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو" جو لوقا ۱۱: ۲ میں نہیں ملتی درحقیقت اس سے قبل درخواست ہی کی تکمیل ہے۔ آسمان جہاں پر سب خدا کے اختیار کو خوشی خوشی اور غیر مشروط طور پر مانتے ہیں وہاں خدا کی مرضی کی فوری اور خوشی کے ساتھ تابع فرمانی ہر وقت اور ہمیشہ کی جاتی ہے۔ پس ایمانداروں کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُسی طرح زمین پر بھی سب اُس کی مرضی کو مانیں۔ یہ درخواست بنیادی طور پر تو اسی زمانہ کے لئے ہے، لیکن اس میں آخرت کا منظر بھی نظر آتا ہے۔ جب تمام چیزیں برباد کردی جائیں گی اُس وقت ہر گھٹنا اُس بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے جھکے گا اور تاریکی کی طاقتوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا۔ اُس وقت سب کچھ خدا ہی ہوگا اور آسمان اور نئی زمین پر وہی حکومت کرے گا (۱- کرنتھیوں ۱۵: ۲۵-۲۸)۔

پہلی تین درخواستوں کا مقصد خدا کو جلال دینا ہے جبکہ اگلی تین درخواستوں کا تعلق ایمانداروں کی جسمانی اور روحانی خوشحالی سے ہے۔ چونکہ گناہ کے نتیجے اور خدا کے خلاف بغاوت کے باعث خدا کے اختیار کو تمام دنیا نہیں مانتی اور موجودہ زمانہ میں زمین پر اُس کی مرضی پر پوری طرح عمل نہیں کیا جاتا اس لئے ایمانداروں اور غیر ایمانداروں دونوں کو اپنی زندگیوں میں مادی اور روحانی ضروریات کی حاجت ہوتی ہے۔

پس ایمانداروں کو اس دنیا میں زندگی کی ہر ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے خدا کی مدد اور برکات کے لئے بڑی جانفشانی سے دعا کرنی چاہیئے۔ اِس درخواست میں کہ "ہماری روزکی روٹی آج ہمیں دے" ہم اپنے آسمانی باپ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری تمام جسمانی ضروریات پوری کرے۔ یہاں لفظ "روٹی" تشبیہً ہماری زمینی زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ ہم خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری جسمانی ضروریات اس طور پر پوری کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں اُس کے نام کو پاک جاننے، اُس کی آنے والی بادشاہت کے لئے کام کرنے اور جس طرح آسمان پر اُس کی مرضی پوری ہوتی ہے اُسی طرح زمین پر بھی اس کی مرضی کو پورا کرنے کے قابل ہوجائیں۔ جب ہم اِس طرح اپنی روزمرہ کی ضروریات کے لئے خدا پر انحصار کا اقرار کرتے اور ایمان اور محبت کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری تمام ضروریات کو پوری کرے تاکہ ہم اُس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے قابل بن جائیں تو پھر ہماری یہ دعا خودغرضانہ نہیں ہوگی۔

یونانی لفظ اپیؤسیؤن (epiousion) کا ترجمہ "روزکی" کیا گیا ہے۔ یہ لفظ صرف متی ۶: ۱۱ اور لوقا ۱۱: ۳ میں آتا ہے۔ اگرچہ اِس کے اشتقاق کا صحیح علم نہیں اور بعض نے اس کا ترجمہ "آنے والے دن" یا "جس کی ضرورت ہے" یا "جو کافی ہو" کیا ہے تو بھی "روزکی" نہایت موزوں اور مناسب ترجمہ ہے۔ متن کے مطابق اس کا مطلب وہ مسلسل بہم رسانی ہے جس کی ہمیں حقیقتاً ضرورت ہے اور جو اتنی کافی ہو کہ ہماری ہر روز کی مادی اور جسمانی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

اگلی درخواست کہ "جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر" دعا اور اقرار دونوں ہے۔ کیونکہ جب کوئی معافی کے لئے درخواست کرتا ہے تو ساتھ ہی یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ وہ گناہ کا مرتکب ہؤا ہے اور مجرم ہے۔ لوقا ۱۱: ۴ میں یہ درخواست یوں ہے: "ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے ہر قرضدار کو معاف کرتے ہیں"۔ یونانی لفظ ہمرتیاس hamartias جس کا ترجمہ یہاں "گناہ" کیا گیا ہے اُس کا بنیادی مطلب "نشان تک نہ پہنچنا" ہے اور اس طرح "غلط کام کرنا" اور "خدا کی شریعت کو توڑنا" ہؤا۔ متی ۶: ۱۲ میں اوفائلیماتا (opheilemata = قرض) استعمال ہؤا ہے اور ہمارے گناہوں کو ایسی باتیں ظاہر کرتا ہے جو ہمیں خدا کے حضور مجرم اور قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے دکھاتی ہیں مطلب یہ کہ خدا کے ساتھ حقیقی اور پدرانہ تعلق ٹوٹ گیا ہے اور ہم اپنے باپ اور خالق کے جسے ہماری زندگیوں پر مکمل اختیار حاصل ہے اخلاقی اور روحانی طور پر مقروض ہیں۔ پس اس درخواست میں ہم اپنے آسمانی باپ سے بڑی عاجزی اور فروتنی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے قرض معاف کرے، یہ جانتے ہوئے کہ ہم کبھی معافی کما نہیں سکتے۔ چونکہ مسیح نے ہمارا فدیہ دیا ہے اس لئے وہ ایمانداروں کو اس قسم کی دعا مانگنا سکھا سکتے ہیں۔

ان الفاظ کا کہ "جس طرح ہم نے (hos kai hemeis = اُسی طرح جس طرح ہم نے) اپنے قرضداروں کو معاف کیا (aorist ماضی) ہے" (متی ۶: ۱۲) اور "ہم بھی اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں (فعل حال بیانیہ)" یہ مطلب نہیں کہ ہم اس بنیاد پر معافی مانگیں کہ ہم نے دوسروں کو جو ہمارے خلاف گناہ کرتے ہیں معاف کر دیا ہے اور معاف کر رہے ہیں۔ ہمیں معافی صرف فضل ہی سے مل سکتی ہے۔ لیکن خدا سے معافی کے لئے سنجیدگی اور بغیر ریاکاری کے دعا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نفرت اور بدلہ لینے کی رُوح سے خالی ہوں۔ صرف اُسی وقت ہی جب خداوند نے ہمیں اپنے قصورواروں کو معاف کرنے کا حقیقی فضل دیا ہے، ہم معافی کے لئے حقیقی دُعا مانگ سکتے ہیں۔ اس تقاضا کو کہ جب ہم اپنے آسمانی باپ سے معافی کے لئے دُعا مانگیں تو غیر سنجیدگی اور ریاکاری سے خالی ہوں ہمارے خداوند نے اس قدر اہمیت دی کہ اُس نے اِسے متی ۶: ۱۴، ۱۵ میں

دھرایا ہے۔

لوقا ۱۱ : ۴ میں آخری درخواست یوں ہے :" اور ہمیں آزمائش میں نہ لا"۔ لیکن متی ۶ : ۱۳ میں اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں " بلکہ برائی سے بچا"۔ لیکن چونکہ متی میں اضافی الفاظ صرف تشریحی ہیں اس لئے متی اور لوقا میں درخواست بنیادی طور پر ایک ہی ہے۔ وہ لوگ جو بڑی سنجیدگی سے گناہوں کی معافی کے لئے دعا کرتے ہیں وہ اِس بات کے متمنی بھی ہوتے ہیں کہ پھر گناہ نہ کریں۔ پس اس درخواست کے بعد اِن الفاظ کا آنا نہایت موزوں اور درست ہے۔

اس درخواست کا مطلب یہ ہے کہ " تو ہمیں ایسے حالات میں نہ پڑنے دے کہ ہم پر بدی کی آزمائش حملہ آور ہو سکے "۔ خدا کسی کو کبھی بدی سے نہیں آزماتا (یعقوب ۱ : ۱۳) لیکن وہ ہماری زندگی کے حالات کو ضرور کنٹرول کرتا ہے۔ اس دعا میں ہم بڑی فروتنی سے اقرار کرتے ہیں کہ گناہ ہمیں اپنی طرف راغب کر لیتا ہے، لہٰذا ہم خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے حالات میں نہ پڑنے دے کہ ہم پر گناہ کی آزمائش آئے۔ اس کی مزید تشریح کے لئے یہ الفاظ آتے ہیں کہ " بلکہ بُرائی سے بچا۔ " برائی " کے لئے جو یونانی لفظ ہے اس کا ترجمہ " شریر " (evil one) بھی ہو سکتا ہے (دیکھئے اردو ریفرنس بائبل) یعنی ہمیں شیطان (tou ponerou) کے حملوں سے بچا، حفاظت کر (rhyesthai) ۔ اگرچہ اس آخری درخواست کا اطلاق ہماری زندگی کے ہر دن پر ہوتا ہے، تاہم یہ بڑی شدت سے آخرت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب خداوند مسیح اپنی دوسری آمد پر ہر بدی کو حتمی طور پر ختم کر دیں گے اور نئی زمین پر اپنی ابدی بادشاہی قائم کریں گے جہاں راستبازی اور پاکیزگی ابد تک راج کریں گی۔

بعض قدیم اور متعدد بعد کے نسخوں میں کلماتِ حمد دیئے گئے ہیں جو یوں ہیں : " کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں "۔ اگرچہ مستند ترین نسخوں میں یہ کلماتِ حمد شامل نہیں، تاہم کلیسیا شروع ہی سے انہیں استعمال کرتی آئی ہے اور یہ یقیناً خداوند کی دعا کا ایک مناسب اختتام ہے۔ یہ بات کہ یہ متی کے اصل متن میں شامل نہیں تھے بلکہ حاشیہ میں لکھے ہوئے تھے اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اِسے قوسین میں دیا گیا ہے۔ نیز آیات ۱۴، ۱۵ کا آیات ۱۲، ۱۳ کے ساتھ ایک فطری تسلسل بھی ہے۔

کسی نے درست کہا ہے کہ دعائے ربانی، پہاڑی وعظ کا خلاصہ ہے۔ پس لازم ہے کہ مسیحی اِس دُعا کو خدا کے حضور متواتر پیش کرتے رہیں تاکہ وہ اُس کی بادشاہی کی شریعت کی فرمانبرداری اور بھی بہتر طور سے کر سکیں جب تک کہ اُس کی الٰہی حکومت مکمل طور پر قائم نہیں ہو جاتی۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ دعا سکھاتے وقت یہ نہیں فرمایا کہ " تم ضرور اس طرح دعا کرو " بلکہ " جب تم دعا کرو "۔ دعائے ربانی، وہ دعا نہیں ہے جو خداوند نے خود کبھی کی یا کر سکتے تھے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے خدا کو کبھی " ہمارے باپ " کہہ کر دعا نہیں کی بلکہ " میرے باپ "، کیونکہ ان کی فرزندیت ایک لاثانی فرزندیت ہے۔ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ دوسری یہ کہ انہوں نے معافی کے لئے کبھی دعا نہیں کی کیونکہ وہ الٰہی بیٹے ہیں جنہوں نے ہمیشہ خدا کی مرضی کی مکمل تابع فرمانی کی اور جو اگرچہ ہمارے گناہوں کی خاطر مصلوب ہوئے لیکن انہوں نے خود کبھی گناہ نہیں کیا۔

اگرچہ دعائے ربانی کی بعض درخواستیں یہودی مذہبی ادب میں ملتی ہیں لیکن سالم دعا کہیں نہیں ملتی۔ دعائے ربانی ایک لاثانی دعا ہے جس میں سچی دعا کی تمام ضروری باتیں سموئی ہوئی ہیں۔

دعوایل۔ رعوئیل :۔ جاد کے قبیلہ سے اِلیاسف کا باپ (گنتی ۱ : ۱۴ ؛ ۷ : ۴۷ ؛ ۱۰ : ۲۰) ۔ گنتی ۲ : ۱۴ میں نام رعوئیل ہے۔

دَف :۔ دیکھئے موسیقی کے ساز ۱۲ ب

دفتر :۔ دیکھئے کتاب۔

دفقہ :۔ بیابانی سفر میں بنی اسرائیل کی ایک منزل۔ یہ بحرِ قلزم اور دشتِ صین کے درمیان تھی (گنتی ۳۳ : ۱۲) ۔

دَفن۔ دفن کرنا :۔ (عبرانی قابر قبر اردو قبر) - مردے کو مٹی میں دبانا۔

بنی اسرائیل کے دستور کے مطابق مردوں کو دفنایا جاتا تھا۔ لاش کا پڑے رہنا اور پرندوں اور درندوں کی خوراک بننا معیوب سمجھا جاتا تھا (یرمیاہ ۷ : ۳۳ ؛ ۱۴ : ۱۶ ؛ زبور ۷۹ : ۳ ؛ ۱۔سلاطین ۱۳ : ۲۲) ۔ ساؤل بادشاہ کی حرم نے اپنے بیٹوں اور دوسرے رشتہ داروں کی لاشوں کی رکھوالی کی تاکہ پرندے اور درندے اُن کو نہ کھا لیں (۲۔ سموئیل ۲۱ : ۱۰) ۔ شریعت کے مطابق پھانسی دیئے ہوئے مجرم کی لاش کو شام سے پہلے دفنا دینے کا حکم تھا (استثنا ۲۱ : ۲۲ مابعد، نیز مرقس ۱۵ : ۴۲ مابعد) ۔ شاید جسم کے اس احترام کی وجہ سے اور یہ یاد رکھتے ہوئے کہ خدا نے فرمایا تھا کہ " تو خاک ہے اور خاک میں لوٹ جائے گا " (پیدائش ۳ : ۱۹) بنی اسرائیل بعض اور قوموں کی طرح مُردوں کو جلاتے نہیں بلکہ دفناتے تھے، سوائے اُن مجرموں کے جو بعض جنسی جرائم کے مرتکب تھے (احبار ۲۰ : ۱۴ ؛ ۲۱ : ۹ ؛ پیدائش ۳۸ : ۲۴) ۔ عاموس نبی موآبیوں کو اَدومی بادشاہوں کی ہڈیوں کے جلانے کا قصوروار ٹھہراتا ہے (عاموس ۲ : ۱) ۔ یہ بات حیران کن ہے کہ یبیس جلعاد کے لوگوں نے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی لاشوں کو جلایا (۱۔ سموئیل ۳۱ : ۱۲) ۔ ۲۔ تواریخ ۲۱ :

۱۹ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لکھا ہے "اُس کے لوگوں نے اُس کے لئے آگ نہ جلائی جیسا اُس کے باپ دادا کے لئے جلاتے تھے" کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے بزرگوں کو جلاتے تھے بلکہ اس کا اشارہ اُن خوشبوؤں کی طرف ہے جو دفناتے وقت جلائی جاتی تھیں (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۲-اخبار ۱۱: ۱۹ اور قب ۲-تواریخ ۱۶: ۱۴؛ یرمیاہ ۳۴: ۵)۔ عموماً مُردوں کو زمین میں مٹی میں گاڑا جاتا تھا (پیدائش ۳۵: ۸؛ یرمیاہ ۷: ۳۲؛ حزقی ایل ۳۹: ۱۱ مابعد)۔ کبھی کبھی ایک غار پورے خاندان کا قبرستان بن جاتا تھا (مثلاً پیدائش ۲۳؛ قب ۲۵: ۹)۔ بعض مرتبہ پتھر کے مقبرے بنائے جاتے تھے (یسعیاہ ۲۲: ۱۶) جن میں لاش رکھدی جاتی تھی جب تک وہ سڑکر صرف ہڈیاں ہی رہ جاتی تھیں (۲-سلاطین ۱۳: ۲ مابعد، قب ۱-سلاطین ۱۳: ۳۱)۔ موت کے بعد لاش جلد ہی دفنا دی جاتی تھی (اعمال ۵: ۶) کیونکہ گرم ملک میں لاش جلدی خراب ہوتی اور بدبُو آنے لگتی تھی (یوحنا ۱۱: ۳۹)۔

یعقوب اور یوسف کی لاشوں کو مصری دستور کے مطابق ★حنوط کاری کے اصولوں کے مطابق خوشبو بھر کر محفوظ کیا گیا تھا۔ یہ اس لئے کیا گیا کیونکہ یوسف مصر میں ایک بڑے عہدے پر فائز تھا (پیدائش ۵۰: ۱-۳، ۲۶)۔ بنی اسرائیل ایسا نہیں کرتے تھے لیکن وہ لاش کو مختلف خوشبودار چیزیں لگاتے تھے (۲-تواریخ ۱۶: ۱۴؛ مرقس ۱۶: ۱؛ یوحنا ۱۹: ۳۹)۔ نئے عہدنامے کے زمانہ میں لاش کو کفن میں لپیٹتے بھی تھے (یوحنا ۱۱: ۴۴؛ ۱۹: ۴۰؛ ۲۰: ۷)۔ خداوند یسوع مسیح کو ایک قبر میں جو ایک چٹان میں کھودی گئی تھی دفنایا گیا اور اُس کے دروازے پر پتھر لڑھکایا گیا تھا (مرقس ۱۵: ۴۵؛ ۱۶: ۴)۔

نیز دیکھئے ماتم کرنے کی رسومات۔

دِقر۔ داقر:- سلیمان بادشاہ کے بارہ منصبداروں میں سے ایک (۱-سلاطین ۴: ۷، ۹)۔

دِقلہ:- یقطان کا بیٹا اور اُس کی اولاد جو غالباً عرب میں سکونت پذیر ہوئے (پیدائش ۱۰: ۲۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۲۱)۔

دِکپلِس۔ دیکاپولس:- (یونانی۔ دیکا = دس۔ پولس = شہر)۔ دس شہروں کا علاقہ جو اُن یونانی باشندوں نے جو سکندرِ اعظم کے ہمراہ آئے تھے بسایا۔ رومی حکومت نے اسے سن ۶۵ ق م میں فتح کیا اور ایک متحدہ نظام کی اجازت دی۔ بعد میں اور شہر بھی اس میں شامل کئے گئے اور ان کی تعداد اٹھارہ ہوگئی۔ مندروں، تماشہ گاہوں اور دوسری عمارتوں کے کھنڈرات جو اس علاقے میں دریافت ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہاں کے لوگ ایک اعلےٰ تمدن کے مالک تھے۔

خداوند یسوع نے اس علاقے میں ایک شخص سے بدروحیں نکال کر سؤروں کے غول میں بھیجیں (مرقس ۵: ۱-۲۰)۔ اس علاقے میں ان کا نام بہت مشہور ہُوا (متی ۴: ۲۴، ۲۵؛ مرقس ۷: ۳۱-۳۷)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴۔

دُکھ اور مُصیبت:- دُکھ، تکلیف، مُصیبت، رنج وغم زندگی کا ایسا حصّہ بن گئے ہیں کہ شاعر کہتا ہے

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟ (غالبؔ)

لیکن کتابِ مُقدّس کے مطابق دُکھ تکلیف خدا کی تخلیق کی ہوئی دُنیا میں مداخلت ہے۔ جب خدا نے دنیا کو بنایا تو اُس پر نظر کی اور دیکھا کہ سب کچھ بہت اچھا ہے (پیدائش ۱: ۳۱)۔ دنیا دُکھ تکلیف سے پاک تھی۔ لیکن جب شروع میں آدم کی حکم عدولی کے باعث دنیا میں گناہ داخل ہُوا تو جنگ وجدل، درد وغم، فنا، محنت مشقّت اور موت کی شکل میں دُکھ تکلیف بھی وارد ہوئے (پیدائش ۳: ۱۵ تا ۱۹ عداوت، سرکچلنا، ایڑی پر کاٹنا، درد، محکومی، محنت مشقّت، پسینے کی روٹی اور موت)۔ نئے آسمان اور نئی زمین میں آخرکار دُکھ مُصیبت کا خاتمہ ہوگا (مکاشفہ ۲۱: ۴؛ یسعیاہ ۶۵: ۱۷ مابعد)۔ مسیح خداوند کی خدمت انسان کو دُکھ مُصیبت، فنا اور موت (رومیوں ۸: ۲۱ فنا کے قبضے سے رہائی؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۶ موت کی تباہی) اور گناہ سے نجات دلانا ہے (متی ۱: ۲۱)۔ اگرچہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شیطان کو انسان کو دُکھ دینے کا اختیار ہے (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۷؛ ایوب ۱: ۱۲؛ ۲: ۶) تاہم یہ صرف خدا کی اجازت سے ہوسکتا ہے۔ خدا اس پر پُورا قابو رکھتا ہے اور مُصیبت صرف اُسی کی اجازت سے بھیجی جاتی ہے (عاموس ۳: ۶؛ یسعیاہ ۴۵: ۷؛ متی ۲۶: ۳۹؛ اعمال ۲: ۲۳)۔

دُکھ مُصیبت کا بوجھ خدا کے لوگ ہمیشہ زیادہ محسوس کرتے ہیں (پیدائش ۴۷: ۹؛ ۲-سموئیل ۱۴: ۱۴) اور یہ اُن کے لئے ایک مشکل مسئلہ بن جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ دُکھ تکلیف کو خدا کا بھیجا ہُوا اقرار دیتے ہیں (زبور ۳۹: ۵) اور دوسری طرف وہ خدا کی محبّت اور اس کے انصاف کے بھی قائل ہیں۔ ان دونوں کو ہم آہنگ کرنا مشکل ہوتا ہے (زبور ۷۳) اس لئے انسان کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ جب مُصیبت کے بادل اُسے گھیر لیں تو وہ کہاں تک ایمان پر تکیہ کرسکتا ہے اور کہاں تک اُس کے لئے اس مسئلہ کی معقول وضاحت سے احتراز کرنا ممکن ہے۔ جب تک قوم میں احساسِ اتحاد موجود ہو تو یہ مشکل اتنی شدت اختیار نہیں کرتی کیونکہ ہر فرد اپنے خاندان اور قبیلے کا ذمہ دار عضو ہوتے ہوئے یہ ماننے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ جائز غضبِ الٰہی ہے جو قوم کے قصور کی وجہ سے اُس پر نازل ہُوا ہے (یشوع ۷)۔ لیکن اس معاملے کی اہمیت میں اُس وقت فرق آجاتا ہے جب شخصی ذمہ داری پر زور دیا جاتا ہے اور اس پر کہ ہر فرد الگ الگ خدا سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے (یرمیاہ ۳۱: ۲۹؛ حزقی ایل

۱۸ : ۲-۴)۔ جب سچا ایمان اس دُکھ تکلیف کے مسئلے کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنی مُصیبت کی واجبیّت یا اس کی معقول وجہ کا فوری ثبوت خدا سے نہیں مانگتا۔ وہ اس گُتھی کے آئندہ سلجھنے کے لئے انتظار کرنے کو تیار ہوتا ہے (حبقوق ۲ : ۲-۴)۔ وہ خدا کی حضوری اور اسکی بھلائی کی حقیقت کو دُکھ تکلیف کی موجودہ عارضی مصیبت سے زیادہ فیصلہ کُن سمجھتا ہے (زبُور ۷۳ : ۲۱ تا ۲۳ خدا کی حضوری اور مدد)۔ وہ موجودہ بگڑی ہوئی حالت کے مقابلے میں خدا کی بادشاہی کے نئے نظام کو منظور کرتا ہے جس کی جھلک اُس کے تجربہ میں آچکی ہے (زبُور ۷۳ : ۲۴-۲۶؛ رومیوں ۸ : ۱۸؛ ۲- کرنتھیوں ۴ : ۱۶-۱۸)۔ لیکن صاحبِ ایمان اس معاملے کی پریشان کُن مشکل سے نہ تو ناواقف ہے اور نہ اس کے بارے میں بے حِس ہے۔ ایوب کی کتاب اُس دُکھ مُصیبت کی تصویر پیش کرتی ہے جو ایک ایماندار سہتا ہے اور جس کی تسلی بخش وجہ اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے۔ تاہم وہ اُن دلیلوں کے سامنے جھکنے سے انکار کرتا ہے جو انسانی دماغ کی اختراع ہیں اور جو خدا کی وفاداری پر شک و شبہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ وقتی طور پر اپنا توازن کھو جاتا لیکن پھر سنبھل جاتا اور بالآخر خدا کی عجیب رویا کے باعث ایمان کی پختگی تک پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ گو اُسے اپنے دُکھ تکلیف کا کوئی معقول سبب نظر نہیں آتا تو بھی وہ اُس پر غالب آجاتا ہے۔

گو اس کہانی سے ثابت ہوتا ہے کہ عام معنوں میں دُکھ مصیبت کے اسباب کو انسانی عقل پُوری طرح معلوم نہیں کر سکتی تو بھی بعض اوقات خاص خاص مصیبتوں کی معقول وجوہات بتائی جاتی ہیں (قب زبُور ۷۳)۔ اس معاملے پر مختلف زاویوں سے سوچ بچار ہو سکتی ہے اور یہ سب خیال ایک نقطہ پر آکر مِل جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ دُکھ مصیبت گناہ کا پھل ہو (ہوسیع ۸ : ۷؛ لوقا ۱۳ : ۱-۵؛ گلتیوں ۶ : ۸) جو ایک فرد کی زندگی میں (زبُور ۱) یا ایک جماعت اور قوم کی زندگی میں نمودار ہو سکتا ہے (عاموس ۱ب، ۲ب)۔ بعض وقت دُکھ تکلیف خدا کی طرف سے سزا کے طور پر نازل ہوتی ہے یا یہ بطور تادیب آتی ہے تاکہ خدا اپنے لوگوں کو راہِ راست پر لائے (امثال ۳ : ۱۲؛ قضاۃ ۲ : ۲۲؛ ۳ : ۳-۶)۔ یہ انسان کو پرکھنے اور پاک کرنے کا طریقہ بھی ہوتا ہے (زبُور ۶۶ : ۱۰؛ یعقوب ۱ : ۳، ۱۲؛ ۱-پطرس ۱ : ۷؛ رومیوں ۵ : ۳)۔ اور بعض اوقات دُکھ تکلیف انسان کو خدا کے قریب لے آتا ہے اور وہ اس کے لئے خدا کے ساتھ رفاقت اور اس پر بھروسے کے ایک نئے رشتے کا باعث بنتا ہے (زبُور ۱۱۹ : ۶۷؛ رومیوں ۸ : ۳۵-۳۷)۔ یوں دُکھ مُصیبت بھلائی کا بھی وسیلہ بن سکتا ہے (رومیوں ۸ : ۲۸-۲۹) یا اس کا اُلٹا تاثر بھی پیدا ہو سکتا ہے (متّی ۱۳ : ۲۱)۔

مسیحِ موعود کے دُکھوں کی گواہی دیتے وقت (۱- پطرس ۱ : ۱۰-۱۲) پُرانے عہد نامہ کے مصنفوں کو یہ سکھایا گیا کہ خدا مصیبتوں کو ایک نئی روشنی میں دکھاتا ہے۔ خدا نے ان لوگوں کو ان کی خدمت کے دوران سکھایا کہ اسرائیل کے نجات کے انتظام میں اُسکی مُحبّت اُسے مجبور کرتی ہے کہ جن کو وہ ڈھونڈھ کر بچا رہا ہے اُن کے دُکھ مُصیبت اور شرم میں خود بھی شریک ہو (ہوسیع ۱ب تا ۳ب؛ یرمیاہ ۹ : ۱، ۲؛ ۲۰ : ۷-۱۰؛ یسعیاہ ۶۳ : ۹)۔ اسی لئے اُس کا وہ خادم جو اُس کے نجات کے منصوبہ کو صحیح طریقے سے پایۂ تکمیل کو پہنچائے گا مردِ غمناک ہوگا یعنی دُکھ اُٹھانے والا خادم۔ یہ دُکھ مصیبت اس خدمت کو مکمل کرنے اور خدا کی وفاداری کے صرف نتیجے میں ہی نہیں آئیگی بلکہ یہی اُسکی خدمت کا مقصد اور نصب العین ہوگا جسے اُس نے پُورا کرنا ہے (یسعیاہ ۵۳)۔ ہم یہاں دُکھ مصیبت کا ایک نیا مفہوم اور مقصد اُبھرتے دیکھتے ہیں کہ کیسے ایک شخص بہتیروں کے عوض دُکھ تکلیف اُٹھا کر اُن کا کامل قائم مقام بن سکتا ہے۔ دُکھ تکلیف اُن کے لئے جو مسیح کے بدن کے شریک ہیں یعنی کلیسیا کے لئے ایک نیا مفہوم رکھتا ہے۔ یعنی وہ مسیح کے دُکھ میں شریک ہو سکتے ہیں (۲- کرنتھیوں ۱ : ۵ مابعد؛ مرقس ۱۰ : ۳۹؛ رومیوں ۸ : ۱۷) اور اپنے آپ کو اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھانے کے بلاوے میں وقف اور مخصوص کر سکتے ہیں (فلپیّوں ۱ : ۲۹؛ ۱-پطرس ۴ : ۱، ۲) کیونکہ سر کے ساتھ جسم کے اعضاء کا دُکھ اُٹھانا ضروری ہے (فلپیّوں ۳ : ۱۰؛ رومیوں ۸ : ۲۹)۔ تب ہی وہ اُس کے جلال میں شریک ہونے کے بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔ ایک مسیحی کا دُکھ خواہ کوئی شکل اختیار کرے، وہ اُسے اپنی صلیب سمجھ کر اُٹھا سکتا اور مسیح کے پیچھے پیچھے اُس کی راہِ صلیب پر چل سکتا ہے (متّی ۱۶ : ۲۴؛ رومیوں ۸ : ۲۸، ۲۹)۔

یہ دُکھ مُصیبت بلاشک وہ ناگزیر راستہ ہے جو قیامت اور جلال کی سمت لے جاتا ہے (رومیوں ۸ : ۱۸؛ عبرانیوں ۱۲ : ۱، ۲؛ متّی ۵ : ۱۰؛ ۲- کرنتھیوں ۴ : ۷ مابعد)۔ مصیبتوں ہی کے ذریعہ انسان خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتا ہے (اعمال ۱۴ : ۲۲؛ یوحنّا ۱۶ : ۲۱)۔ نئے زمانہ کے آنے سے پہلے دنیا دردِزہ میں مبتلا ہوگی جس میں کلیسیا کا دوٹوک حِصّہ ہوگا (متّی ۲۴ : ۲۱، ۲۲؛ مکاشفہ ۱۲ : ۱، ۲، ۱۳-۱۷؛ قب مثلاً دانی ایل ۱۲ : ۱؛ میکاہ ۴ : ۹، ۱۰؛ ۵ : ۲-۴)۔ لیکن چونکہ مسیح کی تکلیف اور مُصیبت تمام لوگوں کو بچانے کے لئے کلیتہً کافی اور وافی ہے (یسعیاہ ۵۳ : ۴-۶؛ عبرانیوں ۱۰ : ۱۴) اس لئے یہ محض فضل کی ایک بخشش ہے کہ اُس کے لوگ مصیبتوں میں اُس کے شریک ہو سکتے ہیں۔ مسیح خداوند اب ابھی اپنے بدن یعنی کلیسیا کے ذریعہ اذیّت اُٹھا رہے ہیں اور یہ اعزاز اُن کی کلیسیا کو دیا گیا ہے کہ وہ اِس میں شراکت اور رفاقت رکھے اور اِن معنوں میں مسیح کی مصیبتوں کی کمی کو پورا کرنے میں حِصّہ دار بنے (کلسیّوں ۱ : ۲۴)۔

دِل :- (عبرانی۔ لیب یا لباب قب عربی لُبّ = دل، سمجھ، عقل؛ یونانی kardia)۔

اگرچہ یہ لفظ بائبل میں ۹۰۰ سے زائد مرتبہ استعمال ہُوا ہے لیکن یہ شائد صرف ایک مرتبہ اُس عضو کے لئے ہے جو بدن میں خون کو گردش دیتا ہے (خروج ۲۸: ۲۹، ۳۰)۔ یہاں عدل کے سینہ بند کو ہارون کے دل کے اُوپر پہننے کی ہدایت ہے۔ بائبل میں دل کو کردار، شخصیت، رضا، سوچ وغیرہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

نئے عہد نامہ میں دل کا استعمال کافی حد تک پرانے عہد نامہ کی مانند ہے۔ بے شک اُس کی مادی ماہیّت گوشت ہے (۲-کرنتھیوں ۳: ۳) لیکن وہ ارادے (مرقس ۳: ۵)، سوچ (مرقس ۲: ۵، ۸) اور جذبات (لوقا ۲۴: ۳۲) کا مرکز ہے یعنی دل نئے عہد نامہ میں شخصیت یا کردار کے مترادف ہے۔

بائبل میں یہ تاثر بالکل نہیں پایا جاتا کہ دماغ ہی شعور، خیالات اور ارادے کا مرکز ہے بلکہ ان چیزوں کا تعلق دل سے ہے۔ اگرچہ جذبات کا ذکر دل کے ساتھ بھی کیا گیا ہے لیکن عام طور پر کم رُتبے کے اعضا کے ساتھ جذبات کو منسلک کیا گیا ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ ہماری موجودہ سوچ کے مطابق دماغ ہی شعور، خیال اور ارادے کا مرکز ہے اور دل جذبات کا۔ لیکن بائبل میں ایسا نہیں۔ دل سے مُراد شخصیّت کا ہر پہلو ہے یعنی نفسانی، دماغی اور جسمانی، یہاں تک کہ کئی جگہ دل کا ترجمہ شخصیّت کیا جا سکتا ہے۔

ایک مسیحی عالم نے سب سے بڑے حکم کا ترجمہ یوں کیا ہے "تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل یعنی اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبّت رکھ" (مرقس ۱۲: ۳۰، ۳۳)۔ لیکن انسان کا دل ایسا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ "اُس کے دل کے تصوّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں" (پیدائش ۶: ۵؛ یرمیاہ ۱۷: ۹)۔ چنانچہ یہ احساس کہ انسان کا دل بدلنا چاہیئے پرانے عہد نامے کا بلند ترین خیال ہے (یرمیاہ ۲۴: ۷؛ حزقی ایل ۱۱: ۱۹)۔ بے شک یہ بات نئے عہد نامہ میں مسیح کے ایماندار کے دل میں سکونت کرنے سے پوری ہوئی ہے (افسیوں ۳: ۱۷)۔

دل کا صحیح رویّہ تب شروع ہوتا ہے جب وہ ٹوٹتا اور شکستہ ہوتا ہے (زبُور ۵۱: ۱۷)۔ شکستہ دل فروتنی اور توبہ کی علامت ہے۔ وہ شکستہ رُوح کے مترادف ہے۔ یہ شکستگی اس لئے ضروری ہے کہ سنگین دل خدا کی مرضی کو نہیں مانتا (حزقی ایل ۱۱: ۱۹)۔ اسی خیال کو اس طرح بھی ادا کیا گیا ہے کہ جس دل پر چربی چھا گئی ہو یا جو سنگین ہو وہ خدا کی مرضی کو بجا نہیں لاتا (یسعیاہ ۶: ۱۰؛ حزقی ایل ۴۴: ۷)۔ خدا ہمارے دلوں سے واقف ہے۔ وہ بیرونی نمائش سے دھوکا نہیں کھاتا (۱-سموئیل ۱۶: ۷)۔ اس لئے ایک اچھی دعا یہ ہے "اے خدا تو مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان" (زبُور ۱۳۹: ۲۳) اور "میرے اندر پاک دل پیدا کر" (زبُور ۵۱: ۱۰)۔ بدکار کو ایک نئے دل کی خواہش کرنی چاہیئے (حزقی ایل ۱۸: ۳۱)۔ وہ دل جس پر خدا کی شریعت نقش ہو (یرمیاہ ۳۱: ۳۳)۔ اس طرح ہم اپنے دل کی حفاظت کر سکتے ہیں کیونکہ وہی زندگی کا سرچشمہ ہے (امثال ۴: ۲۳)۔

پاک دل لوگ خدا کو دیکھیں گے (متی ۵: ۸)۔ مُقدّس لوگ مسیح کی محبّت کا اندازہ تب ہی کر سکتے ہیں جب وہ ایمان سے اُن کے دل میں سکونت کرتا ہے (افسیوں ۳: ۱۷، ۱۸)۔

دِلایاہ: (عبرانی = یہوواہ نجات دیتا ہے)۔

۱- داؤد بادشاہ کی اولاد سے الیوعینی کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۲۴)۔

۲- ایک کاہن۔ خداوند کے گھر میں خدمت کے لئے اُس کا تئیسواں قرعہ نِکلا (۱-تواریخ ۲۴: ۱۸)۔

۳- یہویقیم بادشاہ کے عہد میں ایک امیر جس نے اوروں کے ساتھ بادشاہ سے درخواست کی کہ پیشینگوئیوں کا طومار جلایا نہ جائے (یرمیاہ ۳۶: ۱۲، ۲۵)۔

۴- اسیری کے بعد ایک خاندان کا سربراہ جس کا نسب نامہ کھو گیا تھا (عزرا ۲: ۶۰؛ نحمیاہ ۷: ۶۲)۔

۵- سمعیاہ کا باپ (نحمیاہ ۶: ۱۰)۔

دِلعان: یہوداہ کے نشیبی علاقے میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۸)۔

دلفون: ہامان کے دس بیٹوں میں سے ایک۔ آستر کے ملکہ بننے کے بعد یہودیوں نے اُن سب کو قتل کیا (آستر ۹: ۶-۱۳)۔

دلمتیہ۔ دلماتیہ: بحیرۂ ادریہ کے مشرقی ساحل پر ایک پہاڑی علاقہ۔ پہلے پہل طِطُس نے یہاں انجیل کی تبلیغ کی (۲-تیمتھیس ۴: ۱۰)۔ پولس رسول بھی شائد اس جگہ آئے (رومیوں ۱۵: ۱۹)۔ اُس زمانے میں یہ ★ الُرکم کا حِصّہ تھا۔

دَلمنُوتہ۔ دلمنوتا: گلیل کی جھیل کے مغربی ساحل پر مگدلہ کے قریب ایک گاؤں۔ اِس کا ذکر صرف نئے عہد نامہ میں ہے (مرقس ۸: ۱۰)۔ موجودہ مجدل (مگدل) کے پاس بہت کھنڈرات ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہی اس کا محلِ وقوع تھا۔

دُلہن۔ دُولہا: دیکھئے شادی اور شادی کے رسم و رواج۔

دِلیلہ: سُورِق کی وادی کی ایک فلستی عورت جس سے سمسون کو عشق ہو گیا تھا۔ اُس نے اپنی چالاکی سے سمسون کی شہزوری کا بھید معلوم کر لیا (قضاۃ ۱۶: ۴-۲۰)۔ دیکھئے سمسون۔

دم :- دیکھئے جان۔

دَمدَمہ :- وہ قلعہ جو لڑائی کے وقت تھیلوں میں مٹی بھر کر شہر کی فصیل کے سامنے بنا لیتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جنگ کے دوران یہ اکثر باندھے جاتے تھے۔ اِن کا ذکر بائبل میں کئی جگہ ہے (۲-سموئیل ۲۰: ۱۵؛ ۲-سلاطین ۱۹: ۳۲؛ واعظ ۹: ۱۴؛ یرمیاہ ۶: ۶ وغیرہ)۔

دَمرِس۔ دامرِیس :- ایک عورت جو پولس رسول کی منادی کے ذریعہ اریوپگس میں مسیحی ہوئی (اعمال ۱۷: ۳۴)۔

دمڑی :- دیکھئے سِکّہ جاتِ بائبل ۲ء

دِمشق :- یہ چار ہزار سال تک ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت کا دارالخلافہ رہا۔ یہ ایک ایسی اہم جگہ تھی جس کے لئے قومیں جنگ کرتی رہیں۔ یہ ایک ایسا شہر تھا جس کے بارے میں صدیوں تک یہ مثل مشہور رہی کہ "دنیا کی ابتدا دمشق سے ہوئی اور اختتام بھی دمشق پر ہوگا"۔ آج کل یہ مسیحی دُنیا اور اسلامی دُنیا کے درمیان کشمکش اور بین الاقوامی بےچینی کا مرکز ہے۔

اس کی بنیاد سِم کے پوتے عوض نے ۲,۲۰۰ سال قبل از مسیح رکھی تھی۔ یہ شام کا دارالحکومت ہے۔ اسکی ارضیاتی بناوٹ بڑی عجیب ہے۔ اس کے ایک طرف کوہِ حرمون ہے اور دوسری طرف شام کا صحرا۔ اسے دریائے ابانہ اور فرفر سیراب کرتے تھے (۲-سلاطین ۵: ۱۲)۔ ڈھائی ہزار فٹ چڑھائی پر واقع ہونے کے باعث اس کی آب و ہوا بڑی خوشگوار ہے۔ ہزاروں سال کاشتکاری کے باوجود اس کے باغ اور زیتون کے درختوں کے جھنڈ اب بھی سرسبز و شاداب ہیں۔ ابرہام کے زمانہ میں بھی یہ ایک مرکزی جگہ کے طور پر خوب جانا پہچانا تھا (پیدائش ۱۴: ۱۵)۔ مشرق، مغرب اور جنوب سے قافلوں کے راستے اس شہر سے گذرتے تھے۔ ان راہوں سے تاجر ریشم، خوشبو، قالین اور اجناس لے کر جاتے تھے۔

بائبل کی تاریخ میں دمشق اور شام نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اُور سے آتے ہوئے ابرہام نے شام سے ایک خادم بنام الیعزر ساتھ لیا جو اس کے گھر کا مختار بنا۔ جب تک اضحاق پیدا نہ ہوا وہی اُس کا وارث بھی تھا (پیدائش ۱۵: ۲، ۳)۔ اُس زمانہ سے لے کر جب ابرہام نے لوط کو آزاد کرایا (پیدائش ۱۴: ۱۳-۱۶) اُس کی اولاد نے بہت سے امن اور جنگ کے زمانے دیکھے جن میں دمشق بھی ملوث تھا۔ ابرہام اضحاق کے لیے بیوی شام سے لایا، لہٰذا اسرائیلی شامی النسل ہیں (پیدائش باب ۲۴؛ استثنا ۲۶: ۵)۔ یعقوب نے راخل کی خاطر شام میں ایک طویل عرصہ تک بھیڑیں چرائیں (پیدائش باب ۲۹)۔ کبھی دمشق ایک دولت مند شہر تھا جس کی دستکاری اور بازار دُور دُور تک مشہور تھے (حزقی ایل ۲۷: ۱۶)۔ یہودی مورّخ یوسیفس کے مطابق اِس کا پہلا بادشاہ ہدد تھا۔ داؤد بادشاہ نے کچھ عرصہ تک اس شہر پر حکومت کی (۲-سموئیل ۸: ۵، ۶؛ ۱-تواریخ ۱۸: ۳-۶)۔ رضین جو ایک بھگوڑا تھا، اُس نے بادشاہ ہددعزر کو جسے داؤد بادشاہ نے شکست دی تھی قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ اسرائیل سے نفرت کرتا تھا اور "سلیمان کی ساری عمر اسرائیل کا دشمن رہا" (۱-سلاطین ۱۱: ۲۳-۲۵)۔ سلیمان بادشاہ نے شام سے بےحد مال خریدا (۱-سلاطین ۱۰: ۲۹)۔ یہوداہ کے بادشاہ آسا نے شام کے بادشاہ رضین کے پوتے بن ہدد کو ہیکل کے خزانہ سے رشوت دی تاکہ وہ اسرائیل کے خلاف اُس کی مدد کرے (۱-سلاطین ۱۵: ۱۶-۲۱)۔ خدا نے ایلیاہ نبی کو کہا کہ وہ حزائیل کو شام کا بادشاہ اور یاہو کو اسرائیل کا بادشاہ ہونے کے لئے مسح کرے تاکہ یہوداہ کو سزا دی جائے (۱-سلاطین ۱۹: ۱۵-۱۷)۔ ایلہ اپنے باپ بعشا کی موت کے بعد اسرائیل کا بادشاہ بنا (۱-سلاطین ۱۶: ۶) اور جب وہ شراب میں متوالا تھا تو اُسے زِمری نے قتل کر دیا اور تخت نشینی کے بعد اُس نے بعشا کے خاندان کے ہر فرد کو قتل کر دیا (۱-سلاطین ۱۶: ۱۰-۱۴)۔ زمری نے خودکشی کی (۱-سلاطین ۱۶: ۱۸)، اس کی جگہ اُس کا بیٹا عمری تخت پر بیٹھا اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا اخی اب (۱-سلاطین ۱۶: ۲۹)۔ بن ہدد نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ اخی اب پر حملہ کیا لیکن جب وہ شراب نوشی کر رہا تھا تو اخی اب نے اُس پر چڑھائی کی اور غالب آیا لیکن اُس نے بےوقوفی سے اُسے اپنے ملک صحیح سلامت واپس جانے دیا (۱-سلاطین ۲۰: ۱-۳۴)۔ بعد ازاں جب بن ہدد بیمار ہوا تو اُس نے حزائیل کو الیشع کے پاس مشورے کے لئے بھیجا۔ الیشع نے بن ہدد کے خلاف پیشینگوئی کی جس کی وجہ سے حزائیل نے بن ہدد کو قتل کر دیا اور اس کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اُسے بادشاہ ہونے کے لئے پہلے ہی ایلیاہ نبی نے مسح کیا ہوا تھا (۱-سلاطین ۱۹: ۱۵؛ ۲-سلاطین ۸: ۷-۱۵)۔ حزائیل، اخزیاہ اور یورام پر غالب آیا (۲-سلاطین ۸: ۲۸) اور روبن، منسی اور اسرائیل کو تباہ کیا (۲-سلاطین ۱۰: ۳۲-۳۳؛ ۱۳: ۳)۔

اخی اب کے تحت ایک زبردست سلطنت قائم ہوئی اور سامریہ میں سوداگر آنے جانے لگے (۱-سلاطین ۲۰: ۳۴)۔ جب الیشع نبی نے یوآس کو آزمایا اور وہ ناکام رہا تو اس کے بعد شامیوں نے اُسے شکست دی (۲-سلاطین ۱۳: ۱۴-۲۲)۔ حزائیل کے بعد بن ہدد دوم تخت پر بیٹھا اور اسرائیل نے اپنے کھوئے ہوئے علاقے واپس

ے لئے (۲-سلاطین ۱۳: ۲۴-۲۵)۔ یُربعام کے زمانہ میں اسرائیل نے پھر دمشق پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۱۴: ۲۸)۔ آخز نے شاہ اسور تگلت پلاسر کے ساتھ اتحاد کر لیا تاکہ اپنی سلطنت کو شام سے بچائے۔ تگلت پلاسر نے دمشق کو تباہ کر دیا اور کئی دہاتیوں کے لئے شام کی طاقت توڑ دی (۲-سلاطین ۱۶: ۷-۹)۔ پھر ۳۳۳ ق م تک جب سکندرِ اعظم کی فوجوں نے اُس پر قبضہ کر لیا اس شہر کی خاص اہمیت نہ رہی۔ پھر دو صدیوں تک اس پر یکے بعد دیگرے عروج اور زوال آتا رہا۔ ۶۳ ق م میں شام رومی سلطنت کا صوبہ بن گیا۔

نئے عہدنامہ کے زمانہ میں دمشق ایک اہم مرکز تھا اور اس پر عرب کا بادشاہ اَرِتاس حکومت کرتا تھا (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۳۲)۔ پولس کے زمانہ میں یہاں بڑی تعداد میں مسیحی تھے۔ جب ساؤل (پولس رسول کا پہلا نام) ایمانداروں کو گرفتار کرنے کے لئے دمشق جا رہا تھا تو راستے میں خداوند مسیح اس پر ظاہر ہوئے اور وہ مسیحی بن گیا (اعمال ۹: ۱-۱۸)۔ اسی شہر میں اُس نے ایک ٹوکرے میں بیٹھ کر جسے فصیل سے نیچے لٹکا دیا گیا یہودی دشمنوں سے اپنی جان بچائی (اعمال ۹: ۲۵؛ ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۳۳)۔ رومہ کے تحت اس پر عروج و زوال آتے رہے۔ ۶۳۵ء میں اس پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور اسے اسلامی دنیا کا مرکز بنا دیا۔ ۱۹۱۸ء تک یہ اسلامی مرکز رہا اور پہلی جنگِ عظیم کے بعد اسے فرانس کی عارضی تحویل میں دے دیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں یہ ایک آزاد ملک بن گیا۔

دِمنہ۔ رِمّون:- زبولون کے علاقے کا ایک شہر جو بنی مراری کے لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۵)۔ شاید اسی جگہ کا دوسرا نام رِمّون بھی تھا (۱-تواریخ ۶: ۷۷)۔

دن:- (عبرانی۔ یوم قب عربی یوم)۔ اس کے لئے لفظ 'روز' بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ بائبل میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱- وقت کی ایک مدت (قضاۃ ۱۸: ۳۰؛ عبدیاہ ۱۲- یہاں لفظ روز ہے؛ ایوب ۱۸: ۲۰)۔

۲- عمر کا عرصہ (زبور ۹۰: ۱۲- پیدائش ۵: ۴ میں عبرانی میں "آدم کے دن سیت کی پیدائش کے بعد" ہے۔ اردو میں مفہوم بغیر "دن" کے ادا کیا گیا ہے۔ تاہم فارسی اور عربی ترجموں میں "ایام" استعمال ہوا ہے)۔

۳- سورج نکلنے سے غروب ہونے تک کا وقت (پیدائش ۱: ۵؛ زبور ۷۴: ۱۶)۔

دنوں کا تصور پیدائش کی کتاب میں دنیا کی تخلیق کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ دنوں کا حساب اور تعین اسی بیان پر مبنی ہے۔ یہودی دن جو شام سے شروع ہوتا، پیدائش کے پہلے باب سے لیا گیا ہے۔ یہاں یہ لفظ بار بار آتے ہیں "شام ہوئی اور صبح ہوئی سو ....دن ہوا" (پیدائش ۱: ۵، ۸، ۱۳، ۱۹، ۲۳، ۳۱)۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی اپنا دن شام سے شروع کرتے اور شام کو ختم کرتے تھے۔ اسی لئے سبت کا دن شام کو شروع ہوتا تھا (نحمیاہ ۱۳: ۱۹)۔ بنی اسرائیل کی گرد و نواح کی قومیں دن اور رات کا تصور علیحدہ علیحدہ کرتی تھیں۔ وہ رات کو چار ★ پہروں میں اور دن کو بارہ گھڑیوں (گھنٹے) میں تقسیم کرتی تھیں۔ گھڑی کا عرصہ موسم کے مطابق ہوتا تھا یعنی جب دن لمبا ہوتا تو گھڑیاں بھی لمبی ہوتی تھیں کیونکہ دن کے وقت کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس حساب سے چھٹی گھڑی دوپہر کو ہوگی (دیکھئے متی ۲۷: ۴۵ جہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ پہروں کے حساب سے اور کیتھولک ترجمہ گھڑیوں کے حساب سے وقت ظاہر کرتا ہے۔ یونانی متن کے مطابق چھٹی گھڑی ہونا چاہیئے کیونکہ وہاں یونانی لفظ hectos استعمال ہوا ہے۔ یہی فرق متی ۲۰: ۵ میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ترجمہ میں ہے۔ لیکن یوحنا ۴: ۶ میں چھ گھنٹے ٹھیک یونانی متن کے مطابق ہے)۔

پرانے عہدنامہ میں دن کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا (زبور ۵۵: ۱۷ قب دانی ایل ۶: ۱۰)۔ غالباً فارسی اور مادیوں کے زیر اثر یہودیوں نے بھی اسیری کے بعد دن کو بارہ حصوں میں تقسیم کرنا تسلیم کر لیا (یوحنا ۱۱: ۹)۔

دن مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ خداوند کا دن یعنی روزِ محشر۔ حساب کا دن (یسعیاہ ۲: ۱۲، یوایل ۱: ۱۵؛ عاموس ۵: ۱۸؛ رومیوں ۱۳: ۱۲)، مناسب وقت (یوحنا ۹: ۴)، ایک عرصہ (استثنا ۱۴: ۳)۔ کشفی یا مکاشفاتی معنوں میں ایک مدت جس میں ایک دن ایک سال یا کسی اور مدت کے برابر ہوتا ہے (دانی ایل ۱۲: ۱۱؛ مکاشفہ ۲: ۱۰)۔ نیز دیکھئے خداوند کا دن۔ کیلنڈر۔

دِنّاہ۔ دِنّہ:- یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۴۹)۔ یہ بیر سبع کے شمال میں دبیر کے قریب واقع تھا۔

دُنبالہ۔ دُباسہ:- کشتی یا جہاز کا پچھلا حصہ۔ اس کا ذکر اعمال ۲۷: ۴۱ میں ہے۔ نیز دیکھئے جہاز اور کشتی۔

دنگل:- دیکھئے ورزش گاہ۔

دِنہابا۔ دنہابا:- ادوم کے بادشاہ بالع کا ایک شہر (پیدائش ۳۶: ۳۲)۔

دُنیا:- ادنیٰ کا مؤنث بمعنی نزدیک، مخالف عُقبیٰ یعنی اگلا جہان۔ اس لفظ کا ماخذ ہمیں کلامِ مقدس کے مطالعہ میں مدد دے گا۔ اردو میں اس کے لئے کرۂ ارض، عالم، کائنات اور جہان

وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ عبرانی لفظ ارض کا مطلب زمین ہے۔ یہ بائبل کی پہلی آیت میں آیا ہے۔ اس کا ترجمہ بعض جگہ زمین (پیدائش ۱:۱؛ قضاۃ ۵: ۴ وغیرہ) اور بعض جگہ دنیا (پیدائش ۶: ۱۷؛ ۱۸: ۲۵؛ ۱۹: ۳۱؛ خروج ۹: ۱۴؛ زبور ۲۲: ۲۷ وغیرہ) اور بعض جگہ جہان (یشوع ۲۳: ۱۴) بھی کیا گیا ہے۔ دنیا اور جہان کے لئے عبرانی کے اور لفظ خلد، خلدہ اور تبل ہیں۔ موخر الذکر لفظ کے معنی ہیں زرخیز اور آباد دنیا۔ اس کا ترجمہ کبھی دنیا (۱-سموئیل ۲: ۸؛ ایوب ۱۸: ۱۸؛ ۳۴: ۱۳؛ ۳۷: ۱۲؛ زبور ۱۹: ۴؛ ۵۰: ۱۲ وغیرہ) اور زیادہ تر جہان کیا گیا ہے۔ ایک اور عبرانی لفظ شمش بمعنی سورج ہے۔ عبرانی الفاظ تحت شمش کو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں واعظ کی کتاب میں محاورۃً "دنیا" کہا گیا ہے (واعظ ۱: ۳، ۹، ۱۴؛ ۲: ۱۱، ۱۷، ۱۸ اور ۲۸ مرتبہ اور۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ ۱: ۱۴ اور کیتھولک ترجمہ میں جامع کی کتاب)۔

دنیا کے لئے یونانی لفظ کوسموس kosmos ہے۔
یہ پرانے عہدنامہ کے سفتاوی ترجمہ میں بالکل استعمال نہیں ہوا۔ اس لفظ کے بنیادی معنی منظم، باترتیب، آراستہ وغیرہ ہیں۔ مثلاً ۱-پطرس ۳: ۳ میں یہ سنگار کے لئے ہوا ہے۔ باقی جگہ عالم (متی ۱۳: ۳۵) اور دنیا کے لئے (یوحنا ۲۱: ۲۵؛ اعمال ۱۷: ۲۴؛ رومیوں ۱: ۲۰ وغیرہ)۔

لفظ کوسموس اُس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے ہم اپنے مشاہدہ سے دیکھتے ہیں کہ ساری کائنات میں ہم آہنگی، ترتیب اور تنظیم ہے۔ ہر شے کی حرکت زمان و مکان کے ایک منظم منصوبے کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ لفظ محدود اور وسیع، دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ محدود معنوں میں اس سے مراد ہماری زمینی دنیا ہے۔ لیکن وسیع معنوں میں یہ کل کائنات کا مفہوم ادا کرتا ہے جسے پرانے عہدنامے میں "سب چیزیں" اور "آسمان اور زمین" کہا گیا ہے (اعمال ۱۷: ۲۴)۔ انہی معنوں میں دنیا کوسموس ★ کلام کے وسیلہ سے پیدا ہوئی (یوحنا ۱: ۱۰)۔ خداوند مسیح نے اسی دنیا کے متعلق فرمایا کہ اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرلے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے (متی ۱۶: ۲۶) تو اُسے کیا فائدہ۔ لیکن چونکہ بنی نوع انسان کائنات کا اہم ترین رُکن ہے اس لئے لفظ kosmos زیادہ تر محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے یعنی دنیا کے لئے جو ایک یونانی فقرے he oikoumene ge (= آباد زمین) کے مترادف ہے (متی ۲۴: ۱۴؛ لوقا ۲: ۱؛ ۴: ۵ وغیرہ۔ اس لفظ کے ایک اور استعمال کے لئے دیکھئے اقرمانیت)۔ اس دنیا میں لوگ پیدا ہوتے، زندگی بسر کرتے اور مرتے ہیں (یوحنا ۱۶: ۲۱)۔ ابلیس نے خداوند مسیح کو آزمانے کے لئے اسی دنیا کی سب سلطنتیں اُنہیں پیش کیں (متی ۴: ۸) اور دعویٰ کیا کہ یہ دنیا اُس کے سپرد ہے اور جس کو چاہے دے سکتا ہے (لوقا ۴: ۶)۔ اسی دنیا کے گوشت پوست کے مرد اور عورتوں کی خاطر خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی (یوحنا ۳: ۱۶) کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا اور اسی دنیا میں یسوع مسیح ایک انسانی ماں سے پیدا ہوئے (یوحنا ۱۱: ۲۷)۔

لیکن کتاب مقدس کی یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ یہ دُنیا جو خدا کا شاہکار ہے اور جسے اس نے اپنے جلال کے ظہور کے لئے بنایا، یہ اب اُس سے باغی ہوگئی ہے۔ ایک شخص کی نافرمانی سے گناہ دنیا میں داخل ہوا (رومیوں ۵: ۱۸) اور اس کا زہریلا اثر ساری دنیا میں پھیل گیا۔ اس المیہ کی وجہ سے دنیا کا نظام درہم برہم ہوگیا اور ساری دنیا اُس ★ شریر (ابلیس) کے قبضے میں جا پڑی (۱-یوحنا ۵: ۱۹)۔ اس لئے نئے عہدنامہ میں کئی مرتبہ خصوصاً یوحنا رسول کی انجیل اور خطوط میں لفظ دنیا بُرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اب یہ ویسی دنیا نہیں رہی جیسی خدا چاہتا تھا بلکہ اس دنیا نے اپنے کو خدا کے خلاف کھڑا کیا ہے اور اپنی حکمت اور اپنی عقل کی روشنی کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۱) اور زندگی اور نور کے حقیقی منبع کو نہ پہچانا (یوحنا ۱: ۱۰)۔

اس دنیا کی دو بڑی خصوصیات غرور اور لالچ ہیں۔ غرور اُس وقت پیدا ہوا جب انسان نے اس حقیقت کو ماننے سے انکار کیا کہ خدا خالق ہے اور وہ مخلوق۔ بجائے اُس پر آسرا اور بھروسہ کرنے کے وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوا کہ وہی دنیا کا مالک اور خداوند ہے۔ خود کو مالک تصور کرتے ہوئے اُس نے ہر اُس چیز کا لالچ کیا جو اُس کی نفسانی فطرت کو اچھی لگتی تھی (۱-یوحنا ۲: ۱۶) اور چونکہ انسان جس چیز کا لالچ کرتا ہے اُس کی پرستش بھی کرتا ہے اسی لئے لالچ کو بُت پرستی کہا گیا ہے (کلسیوں ۳: ۵)۔ دنیاداری کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دلوں کے تخت پر خدا کی بجائے کوئی اور بیٹھا ہے، یعنی ہماری زندگی کے دنیاوی مشاغل اور شوق، خوشی اور کاروبار بذاتِ خود بُرے نہیں لیکن اگر ہم اُن میں ایسے محو ہوجائیں کہ ضروری روحانی چیزوں کو بھول جائیں تو یہ بیشک بُرے ہوجائیں گے۔

اس دنیا کی اپنی ہی رُوح ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کا پاک روح اسے ہم میں سے نکالے تاکہ دنیا کی روح ہماری عقل اور سمجھ کو اپنے قابو میں نہ رکھے (۱-کرنتھیوں ۲: ۱۲)۔ انسان دنیا کے عناصر کی قید میں ہے (کلسیوں ۲: ۲۰۔ اس کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے دیکھئے ابتدائی باتیں)، تاوقتیکہ اُسے خداوند مسیح ان سے آزاد نہ کروائیں۔ جب تک انسان خدا سے پیدا نہ ہو تب تک وہ اُن پر غالب نہیں آسکتا (۱-یوحنا ۵: ۴)۔ سچے مذہب کی جگہ قانون پرستی، ریاضت اور رسم پرستی نہیں لے سکتی۔ وہ محض ضعیف اور کمزور کرنے والی انسانی

کوششیں ہیں (گلتیوں ۴: ۹، ۱۰) ۔ صرف خدا کا صحیح عرفان جو خداوند مسیح ہم پر ظاہر کرتے ہیں انسان کو ان ابتدائی باتوں پر بھروسہ کرنے سے بچا سکتا ہے ۔ چونکہ یہودیوں نے اِن باتوں پر اعتماد کیا اس لئے وہ مسیح کو جب وہ دنیا میں آئے پہچان نہ سکے (یوحنا ۱: ۱۱) اور نہ ہی اُن کے شاگردوں کو (۱۔ یوحنا ۳: ۱) ۔ جھوٹے نبیوں کی غلط تعلیم کو دنیاوی لوگ اچھا سمجھتے ہیں ۔ اسی طرح مخالفِ مسیح جو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اخلاقیات کا اطلاق مسیحیوں پر نہیں ہوتا، ان کی اس کو دنیا کے لوگ خوشی سے سُنتے ہیں (۱۔ یوحنا ۴: ۵) ۔

خدا نے اپنے بیٹے کو دنیا کا منجی کر کے بھیجا (۱۔ یوحنا ۴: ۱۴) ۔ ان کی دنیا میں موجودگی ہی دنیا کی عدالت تھی (یوحنا ۹: ۳۹) ۔ اُنہوں نے خود اس دنیا کے سردار سے جان لیوا جنگ کر کے اُسے اُس کے چنگل سے بچایا ۔ یہ سردار دنیا میں ہمیشہ بدی کو ہَوا دیتا رہتا ہے ۔ اس دنیا کا نازک ترین وقت وہ تھا جب خداوند مسیح دنیا کے سردار کا مقابلہ کرنے کے لئے بالاخانہ سے باہر نکلے (یوحنا ۱۴: ۳۰، ۳۱) ۔ اپنی مرضی سے اپنے کو موت کے حوالے کرنے سے خداوند مسیح نے اُس ★ شریر کو جس نے انسانوں کو موت کے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا (لیکن اس کا مسیح پر کوئی اختیار نہ تھا) شکست دی (یوحنا ۱۲: ۳۱، ۳۲؛ ۱۴: ۳۰) ۔ صلیب پر دنیا کے سردار کو مجرم ٹھہرایا گیا (یوحنا ۱۶: ۱۱) ۔ ایماندار صرف خدا کے بیٹے مسیح پر ایمان لانے سے پاک ہو سکتا ہے ۔ یہ صلیب پر اُس قربانی سے ممکن ہوا جو انسان کو گناہ اور اُسکی طاقت سے پاک کر سکتی ہے ۔ یہ پاکیزگی علامتی طور پر اُس خون اور پانی سے ظاہر ہوتی ہے جو اُن کی چھیدی ہوئی پسلی سے نکلا (یوحنا ۱۹: ۳۴) ۔ اس قربانی کے باعث ایماندار کے لئے ممکن ہوا کہ وہ دنیا کو مغلوب کرے (۱۔ یوحنا ۵: ۴۔۶) اور اُس مصیبت کو اُٹھانے کی توفیق پائے جو دنیا اُس پر لاتی ہے (یوحنا ۱۶: ۳۳) ۔ یسوع مسیح ہمارے منجی اور تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ ہیں (۱۔ یوحنا ۲: ۲) ۔ اپنے نجات دہندہ خداوند مسیح کے باپ سے محبت ایک مسیحی کے اندر ایسی تحریک پیدا کرتی ہے کہ وہ اس دنیا سے دل لگانا ایک نفرت انگیز بات سمجھتا ہے کیونکہ یہ دنیا اپنے حقیقی زندگی کے منبع سے الگ ہو گئی ہے اور یہ فانی ہے اور اپنے اندر اپنی تباہی کے بیج رکھتی ہے (۱۔ یوحنا ۲: ۱۵۔۱۷) ۔ وہ شخص جس نے خدا اور اس کے بیٹے اور اپنے بھائیوں کی اعلیٰ محبت کا مزا چکھا ہے، وہ اُن سب چیزوں پر جنہیں دنیا کی رُوح نے پلید کر دیا ہے دل نہیں لگا سکتا کیونکہ دُنیا سے محبت خدا سے دشمنی کے برابر ہے (یعقوب ۴: ۴) ۔

خداوند مسیح نے بالاخانہ میں اپنی آخری دعا میں دنیا کے لئے درخواست نہیں کی بلکہ اُن کے لئے جن کو باپ نے دنیا میں سے اُن کو دیا تھا (یوحنا ۱۷: ۹) ۔ اُس "انعام" سے وہ لوگ جن کو مسیح نے اپنے لوگ کہا دنیا کی خصوصیات سے پاک ہو گئے ۔ مسیح نے دعا کی کہ وہ شریر کے سب بُرے اثرات سے بچے رہیں (یوحنا ۱۷: ۱۵ ۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ کے مطابق شریر کی بجائے " بُرائی " بھی ممکن ترجمہ ہے ۔ نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ جہاں "بدی" ہے) کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُن کے جانے کے بعد دنیا کی تمام عداوت جو اب تک اُن پر مرکوز تھی اب شاگردوں پر مرکوز ہو جائے گی ۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے بعد وہ صرف اُنہی کی شفاعت کرتے ہیں جو اُن کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں (عبرانیوں ۷: ۲۵) ۔ وہ اپنے آپکو دُنیا پر ظاہر نہیں کرتے بلکہ صرف اپنوں پر جو دنیا میں ہیں (یوحنا ۱۴: ۲۲) ۔

لیکن مسیح کے شاگرد دنیا سے علیحدگی اختیار نہیں کر سکتے اور نہ کرنی چاہیئے، کیونکہ اُنہیں "تمام دنیا" میں ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے (مرقس ۱۶: ۱۵) ۔ اُنہیں اس دنیا کا نور کہا گیا ہے (متی ۵: ۱۴) ۔ وہ کھیت جس میں کلیسیا کو اُس سچائی کی گواہی دینی ہے جو مسیح میں ہے، اتنا وسیع ہے کہ ساری دُنیا اس میں سمو ئی ہوئی ہے (متی ۱۳: ۳۸) ۔

اگرچہ یہ دنیا فی الحال ابلیس کے زیر اثر ہے تو بھی یہ اب بھی خدا کی دُنیا ہے ۔ لیکن آخر کار دنیا کی اصلی خوبصورتی بحال کی جائے گی ۔ اور سب برائی تباہ کی جائے گی، خدا کے فرزند ظاہر ہوں گے اور مخلوقات اس فنا کے قبضے سے رہائی پاکر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو گی (رومیوں ۸: ۲۱) "تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو" (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۸ ۔ یا ایک اور ترجمہ کے مطابق "خدا کلی طور پر دنیا میں ہو گا") ۔ مکاشفہ کی رویا دیکھنے والے نے اُس دن کی خوب تصویر کھینچی ہے جب آسمان کی بڑی آوازیں پکاریں گی " دنیا کی بادشاہی ہمارے خداوند اور اُس کے مسیح کی ہو گئی اور وہ ابدالآباد بادشاہی کرے گا" (مکاشفہ ۱۱: ۱۵) ۔

دوپہر :۔ (عبرانی ظہر = تیز روشنی ۔ قب عربی ظُہو ۔ ظُہور) ۔ دیکھئے وقت ۔ دن ۔

دوتین ۔ دوتائن :۔ منسّی اور اشکار کے قبیلوں کی سرحد پر ایک زرخیز علاقہ جو بڑی اچھی چراگاہ تھا ۔ اس جگہ یوسف کے بھائی اپنی بھیڑ بکریاں چرانے آئے تھے اور اسی جگہ انہوں نے پہلے یوسف کو ایک خشک گڑھے میں ڈالا (پیدائش ۳۷: ۲۴) ۔ یہ اُس شاہراہ پر واقع تھا جس پر تاجر مصر کو سامان لے جاتے تھے ۔ یوسف کے بھائیوں نے اُسے اسمٰعیلی قافلے کے ہاتھ بیچ دیا ۔ صدیوں بعد اسی جگہ الیشع نبی کا قیام تھا ۔ جب شاہِ ارام نے

شاہ اسرائیل پر حملہ کرنے کی ٹھانی تو اُس کی فوج کی نقل و حرکت کی خبر شاہ اسرائیل کو پہلے سے مل جاتی تھی۔ بالآخر شاہِ ارام کو پتہ چلا کہ الیشعؔ نبی شاہِ اسرائیل کو ساری خبر دے دیتا ہے۔ سو شاہ ارام نے ایک بڑے لشکر کو دوتین بھیجا تاکہ الیشع نبی کو پکڑ لے۔ نبی کے نوکر نے اپنے مالک کو خبر دی کہ ہم تو چاروں طرف سے ایک بڑی فوج سے گھرے ہوئے ہیں۔ الیشع نبی نے خدا سے دعا کی کہ اُس کی آنکھیں کھُل جائیں تاکہ وہ دیکھے کہ "ہمارے ساتھ والے اُن کے ساتھ والوں سے زیادہ ہیں" (۲-سلاطین ۶: ۱۶)۔ اس پر نوکر نے دیکھا کہ آتشی گھوڑوں اور رتھوں سے پہاڑ بھرا ہوا ہے۔ یہ فرشتوں کی فوج تھی جو نبی کی مدد کو آئی تھی۔

دودانی۔ رودانیم: بنی یاوان کا قبیلہ (۱-تواریخ ۱: ۷؛ پیدائش ۱۰: ۴ اور حزقی ایل ۲۷: ۱۵)۔ کیتھولک نام رودانیم کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ تاریخ میں اہل رُودس اور مغربی بحیرۂ روم کے باہمی تجارتی تعلق کا ۸۰۰ ق م تک ذکر ہے۔ ہفتادی ترجمہ، سامری توریت اور ۱-تواریخ کے عبرانی متن میں اسے رودانیم کہا گیا ہے۔

دُودا واہُو۔ دودیاہ: الیعزر کا باپ جس نے یہوسفط کے برخلاف نبوت کی (۲-تواریخ ۲۰: ۳۷)۔

دودو: ۱- اشکار کے قبیلے کا ایک شخص جو قاضی تولع کا دادا تھا (قضاۃ ۱۰: ۱)۔

۲- اخوحی کا بیٹا اور الیعزر کا باپ (۲-سموئیل ۲۳: ۹)۔

۳- بیت لحم کا ایک شخص جس کا بیٹا الحنان داؤد کا ایک سورما تھا (۲-سموئیل ۲۳: ۲۴)۔

دودھ: دودھ بزرگوں کے زمانہ سے ہی عبرانیوں کی غذا کا ایک حصّہ تھا۔ جہاں دودھ کثرت سے پایا جاتا تھا وہاں مکھن اور دہی (عبرانی = خیما) سے لطف اندوز ہو سکتے تھے (یسعیاہ ۷: ۲۲)۔ چونکہ مُلک کنعان میں چارے کی فراوانی تھی اور جانور اچھی طرح پالے جا سکتے تھے اسی لئے اُس کو ایک ایسا ملک کہتے تھے جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے (خروج ۳: ۸؛ گنتی ۱۳: ۲۷)۔ عبرانی لفظ حلاب سے گائے یا بھیڑ کا دودھ (استثنا ۳۲: ۱۴؛ یسعیاہ ۷: ۲۲)، بکری کا دودھ (امثال ۲۷: ۲۷) یا اونٹنی کا دودھ بھی مراد ہو سکتا تھا (پیدائش ۳۲: ۱۵)۔

دودھ ہر جگہ بچوں کی خوراک تصور کیا جاتا ہے (۱-پطرس ۲: ۲؛ ۱-کرنتھیوں ۳: ۲؛ عبرانیوں ۵: ۱۲)۔ دودھ کو مشکیزوں میں رکھتے تھے جہاں سے اُسے اُنڈیلنا آسان تھا (قضاۃ ۴: ۱۹؛ پیدائش ۱۸: ۸)۔ اگر ایوب ۲۱: ۲۴ کا ترجمہ درست ہے تو اسے ★ دوہنیوں میں بھی رکھتے تھے۔ دودھ کو مشکیزوں میں ڈال کر ہلانے سے مکھن الگ ہو جاتا تھا اور دہی بھی بنتا تھا۔ موسوی شریعت میں حکم تھا کہ حلوان کو اُس کی ماں کے دودھ میں نہ پکانا (استثنا ۱۴: ۲۱ وغیرہ)۔ یہ غالباً اس لئے تھا کہ کنعانی بت پرست رسومات میں ایسا کیا جاتا تھا۔

یہودیوں نے اس حکم پر یوں عمل کیا کہ گوشت کے ساتھ دودھ بھی نہیں پیتے تھے بلکہ بعض تو ان دونوں کے لئے الگ الگ برتن مخصوص کرتے تھے۔

دُودھ چھُڑانا: بچّے کو ماں کے دودھ کی بجائے دوسری خوراک دینا شروع کرنا۔ پرانے زمانے میں مشرق میں ماں بچّے کو اکثر تین سال تک اپنا دودھ پلاتی تھی (۱-سموئیل ۱: ۲۲-۲۴؛ ۲-مکابیوں ۷: ۲۷)۔ بچّے کے دُودھ چھُڑانے کے موقع پر اکثر بڑی ضیافت کی جاتی (پیدائش ۲۱: ۸) اور قربانی بھی چڑھائی جاتی تھی (۱-سموئیل ۱: ۲۴-۲۵)۔

دُودَے۔ دودَو: داؤد بادشاہ کا ایک سردار جس کے فریق میں چوبیس ہزار شخص تھے۔ اُس کی خدمت ہر سال کے دوسرے مہینے میں ختم ہوتی تھی (۱-تواریخ ۲۷: ۴)۔

دور: ایک پرانا کنعانی شہر۔ یہ قیصریہ سے آٹھ میل شمال میں واقع ہے۔ اس کے بادشاہ نے یشوع سے جنگ کی، پر ہار گیا (یشوع ۱۱: ۱-۸)۔ قضاۃ ۱: ۲۷ میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل نے اس قصبہ کے لوگوں کو نہیں نکالا۔

دُورا: مُلک بابل میں ایک میدان، جہاں بنوکدنضر نے اپنا ایک بہت بڑا سونے کا مجسمہ نصب کیا تھا تاکہ لوگ اُسے سجدہ کریں (دانی ایل ۳: ۱)۔

دُوراندیشی: دُور کی بات سوچنا۔ ایسا کرنے والا انسان عقلمند اور ہوشیار سمجھا جاتا ہے۔ اِن معنوں میں ترطلس نے یہ لفظ فیلکس بادشاہ کی خوشامد کے لئے استعمال کئے (اعمال ۲۴: ۲)۔ لفظ دوراندیش ہوسیع ۱۴: ۹ میں بھی استعمال ہوا ہے۔

دوڑ: جانوروں یا آدمیوں کے بھاگنے کا مقابلہ۔ گھوڑوں کے مقابلے کو گھڑدوڑ کہتے ہیں۔ بائبل کے حوالے زیادہ تر انسانی دوڑ کے متعلق ہیں (۱-کرنتھیوں ۹: ۲۴؛ فلپیوں ۳: ۱۴؛ عبرانیوں ۱۲: ۱؛ ۲-تمتھیس ۴: ۷)۔ ذیل کے حوالہ جات بھی غالباً اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں رومیوں ۹: ۱۶؛ گلتیوں ۵: ۷؛ فلپیوں ۲: ۱۶)۔

یونانی معاشرہ میں دوڑ ایک بڑے مقابلے کا کھیل تھا۔ اس میں چار اہم چیزیں تھیں۔

ر۔ نصب العین یعنی دوڑ کے ختم ہونے کی حد کا نشان جو دوڑ شروع ہونے والی جگہ کے عین سامنے ایک چورس پتھر سے ظاہر کیا جاتا تھا (فلپیوں ۳: ۱۴)۔

ب۔ نقیب۔ وہ شخص جو دوڑ میں حصّہ لینے والوں کے نام وغیرہ پکارتا اور جیتنے والے کے نام اور خاندان کا اعلان کرتا تھا۔

ج۔ انعام، تاج یا سہرا جو جیتنے والے کو دیا جاتا تھا (۱۔کرنتھیوں ۹: ۲۵؛ ۲۔تیمتھیس ۲: ۵)۔

د۔ منصف۔ ثالث۔ جو جیتنے والے کے متعلق فیصلہ دیتا تھا (۲۔تیمتھیس ۴: ۸)۔ اس آیت میں خدا کو عادل منصف کہا گیا ہے جو دوڑ جیتنے والے کو تاج عطا کرتا ہے۔

دوزخ:۔ جہنم کا دوسرا نام۔ لفظ دوزخ بائبل میں نہیں آتا۔ گنہگاروں اور نافرمانوں کی سزا کی جگہ۔ دیکھئے جہنم۔ موت کے بعد روحوں کی جگہ۔ دیکھئے عالمِ ارواح۔ پاتال۔ برزخ۔

دوئیت:۔ دیکھئے موہومیت۔

دولت:۔ ۱۔ ارامی لفظ ممّون کا ترجمہ (دیکھئے اُردو ریفرنس بائبل میں متّی ۶: ۲۴ کا حاشیہ)۔ یہ لفظ یونانی اناجیل اربعہ میں چار مرتبہ استعمال ہوا ہے (متّی ۶: ۲۴؛ لوقا ۱۶: ۹، ۱۱، ۱۳)۔ اس کا عبرانی مادّہ الف۔ میم۔ نون ہے جس سے وہ لفظ بنتے ہیں جن کے معنی امن۔ ایمان۔ آمین وغیرہ ہیں بعض علماء کے نزدیک یہاں ممّون سے مُراد وہ چیز ہے جو کسی کو امانت کے طور پر دی گئی ہو، کیونکہ دولت خدا کی طرف سے ایک امانت ہے۔

خداوند مسیح اپنے پہاڑی وعظ میں یہ لفظ خدا کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے سننے والوں پر یہ حقیقت ظاہر کریں کہ زردوستی خدا کی قربت سے محروم کرتی ہے (متّی ۶: ۲۴)۔

لوقا ۱۶: ۱-۱۳ میں بے ایمان مختار کی تمثیل میں یہ لفظ پھر استعمال کیا گیا ہے۔ آیت ۱۱ میں غالباً خداوند نے رعایتِ لفظی استعمال کی ہے۔ "پس جب تم ناراست دولت (ممّون) میں دیانتدار (ایماندار) نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت (امانت) کون تمہارے سپرد (امانت میں) کرے گا" (قوسین کے سب لفظ ا۔م۔ن کے مادّہ سے بنتے ہیں)۔ ناراستی کی دولت (آیت ۹) سے وہ دولت مراد ہے جو ناجائز نفع یا لالچ سے حاصل کی گئی ہو۔ اگر ہم اپنی دولت کو اوروں کی بہبودی کے لئے استعمال کرتے ہیں تو آنے والے جہان میں یہ حقیقی دولت میں تبدیل ہو جاتی ہے (آیت ۹ دوسرا حصّہ)۔

۲۔ مال و متاع۔ بائبل کے نظریہ کے مطابق دھن دولت خدا کی برکت ہے۔ ابرہام ایک خدا ترس دولت مند آدمی کی مثال ہے (پیدائش ۱۳: ۲)۔ زبور نویس متعدّد جگہ پر بیان کرتے ہیں کہ خدا راستباز کو دولت سے نوازتا ہے (زبور ۱۱۲: ۱، ۳)۔ خدا بڑا سخی ہے "جو ہمیں لطف اُٹھانے کے لئے سب چیزیں افراط سے دیتا ہے" (۱۔تیمتھیس ۶: ۱۷)۔ ضرورت مندوں کی فراخ دلی سے احتیاج رفع کرنا اُن پر فرض ہے جنہیں خدا نے دولت دی ہے (۱۔تیمتھیس ۶: ۱۸؛ ۲۔کرنتھیوں ۸ اور ۹ باب)۔ خداوند مسیح نے اپنی زندگی سے بھی ایسا ہی کیا " وہ اگرچہ دولت مند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تاکہ تم اس کی غریبی کے سبب سے دولت مند ہو جاؤ" (۲۔کرنتھیوں ۸: ۹)۔

کتابِ مُقدّس میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ دنیاوی دولت میں خطرے بھی ہیں مثلاً یہ ممکن ہے کہ انسان بھول جائے کہ دولت دینے والا خدا ہے (استثنا ۸: ۱۷، ۱۸؛ ہوسیع ۲: ۸) اور پھر دولت کے نشہ میں اپنے پر بھروسہ کرنے لگے (زبور ۵۲: ۷)۔ خداوند مسیح نے اس خطرے کو ایک پُرمعنی تشبیہ سے بیان کیا "اُونٹ کا سُوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو" (لوقا ۱۸: ۲۵)۔ مسیح کے شاگردوں نے اس بات کو پوری طرح تسلیم کیا کہ زر کی دوستی ایسا اُلجھانے والا گناہ ہے جو ہر انسان سے سرزد ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے پوچھا "پھر کون نجات پا سکتا ہے"؟ اس پر خداوند مسیح نے اُنہیں بتایا کہ بے شک یہ انسان کے بس کی بات نہیں لیکن خدا کے ہاں سب کچھ ممکن ہے (مرقس ۱۰: ۲۳، ۲۷)۔

دولت کا ایک اور روحانی خطرہ یہ ہے کہ انسان کی سوچ کو مادہ پرست بناتی ہے۔ یہ بات نادان دولتمند کی تمثیل میں بڑی اچھی طرح سمجھائی گئی ہے (لوقا ۱۲: ۱۶-۲۱)۔ یہ شخص مال کی کثرت پر مکمل تکیہ کرتا تھا۔ یہی خامی لودیکیہ کی کلیسیا میں بھی تھی (مکاشفہ ۳: ۱۷)۔ اسی آزمائش کی طرف بیج بونے والے کی تمثیل میں بھی اشارہ ہے "دولت کا فریب اُس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے" (متّی ۱۳: ۲۲)۔

لالچ یا امیر بننے کی خواہش ایک ایسی بُرائی ہے جس کے متعلق پاک کلام ہمیں بار بار خبردار کرتا ہے۔ زردوستی کو ہر قسم کی بُرائی کی جڑ کہا گیا ہے (۱۔تیمتھیس ۶: ۱۰) اس لئے دولت پر دل نہ لگانے اور جو کچھ میسّر ہو اُس پر قناعت کرنے کی تلقین کی گئی ہے (زبور ۶۲: ۱۰؛ ۱۔تیمتھیس ۶: ۸؛ عبرانیوں ۱۳: ۵)۔

چونکہ دولت کے ساتھ بہت سے خطرات وابستہ ہیں اس لئے کتابِ مُقدّس میں دولتمندوں کے خلاف اکثر فتویٰ دیا گیا ہے (لوقا ۶: ۲۴ مابعد، یعقوب ۵ ب) اور غریبوں کو مبارک کہا گیا ہے (لوقا ۶: ۲۰ مابعد)۔

دولہا۔ دلہن :- دیکھئے شادی اور شادی کے رسم و رواج۔

دوماہ۔ دُومہ :- (عبرانی = خاموشی)۔ ۱۔ اسمٰعیل کے بارہ بیٹوں میں سے ایک (پیدائش ۲۵: ۱۴)۔
۲۔ ایک نا معلوم جگہ۔ اس کا تعلق غالباً شعیر سے تھا۔ شائد یہ علامتی نام تھا اور سارے ادوم سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ ان کی بربادی قریب ہے (مقابلہ کریں عبدیاہ ۱۵: ۱۶،۱۵)۔
۳۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک گاؤں۔ اس کا تعلق حبرون سے تھا (یشوع ۱۵: ۵۲-۵۴)۔

دوہنی :- دودھ دوہنے کا برتن۔ ایوب ۲۱: ۲۴ میں یہ لفظ جمع کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ کیتھولک ترجمہ مختلف ہے "چربی اُس کی پسلیوں کو ڈھانپے رہتی ہے"۔ نیز دیکھئے دودھ۔

دوئیگ۔ دوئیج :- ایک ادومی جسے ساؤل بادشاہ نے اپنے چرواہوں پر سردار مقرر کیا۔ جب داؤد ساؤل کے پاس سے بھاگ کر نوب میں آیا تو وہ وہاں کسی وجہ سے "خداوند کے آگے رُکا ہوا تھا"۔ اُس نے اخی مَلِک کاہن کے بارے میں جس نے داؤد کی مدد کی تھی ساؤل کو اطلاع دی (۱۔سموئیل ۲۱: ۱-۹)۔ ساؤل نے بدلہ لینے کے لئے اخیملک کاہن اور اُس کے باپ کے سارے گھرانے کو بُلوا بھیجا اور دوئیگ نے ان سب کو قتل کر دیا۔ اِن مقتولوں میں ۸۵ کاہن اُن کی تمام عورتیں اور بچے شامل تھے۔ اُس نے اُن کے تمام چوپاؤں کو بھی ہلاک کر دیا (۱۔سموئیل ۲۲: ۱۱-۲۳)۔

دہلیز، آستانہ :- دروازے کا نچلا حصّہ۔ دہلیز اکثر لکڑی یا پتھر کی ہوتی ہے۔ گھر کی دہلیز کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔ اِس سے کئی توہمّات وابستہ تھے۔ جب عہد کے صندوق کو فلستیوں کے بت دجون کے مندر میں رکھا گیا تو دوسرے دن اُس کے کٹے ہوئے ہاتھ دہلیز پر پڑے تھے (۱۔سموئیل ۵: ۴، ۵)۔ نیز دیکھئے چوکھٹ۔

دہی :- جما ہوا دودھ۔ اس کا ذکر بائبل کے اُردو ترجمہ میں صرف یسعیاہ ۷: ۱۵ میں آتا ہے (کیتھولک ترجمہ میں ایوب ۱۰: ۱۰ میں)۔ لیکن اکثر جگہ جہاں مکھن کا ذکر ہے وہاں دہی مراد ہے (مثلاً یسعیاہ ۷: ۲۲)۔ دیکھئے دودھ۔

دہ یکی :- اپنی آمدنی اور پیداوار کا دسواں حصّہ جو خدا کے لئے وقف کیا جاتا ہے۔ یہ بہت پرانا دستور ہے (پیدائش ۱۴: ۲۰)۔ پرانے عہد نامہ میں اس کی دو وجوہات بتائی گئی ہیں۔ اوّل یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ساری زمین اور اُس کی پیداوار کا مالک خداوند ہے (احبار ۲۷: ۳۰) اور دوم یہ خدا کی برکتوں کے لئے شکر ادا کرنے کا نشان ہے (پیدائش ۲۸: ۲۰-۲۲)۔
پرانے عہد نامہ میں دہ یکی لاویوں کی ہیکل میں خدمت کے معاوضے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ اس کا انتظام دو طریقوں سے ہوتا تھا جو گنتی ۱۸: ۲۱-۳۲ اور استثنا ۱۴: ۲۲-۲۹ میں درج ہیں۔
خداوند مسیح نے فریسیوں کو ملامت کی کیونکہ دہ یکی کے متعلق اُن کا تصور بہت غلط تھا۔ وہ چھوٹی چیزوں کی تو دہ یکی دیتے تھے لیکن زیادہ ضروری چیزوں یعنی انصاف، رحم اور ایمان کو چھوڑ دیتے تھے (متی ۲۳: ۲۳)۔

دھات :- ۱۔ وہ اشیاء جو کانوں سے نکلتی ہیں مثلاً لوہا، سونا، چاندی۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل۔
۲۔ منی۔ نطفہ۔ انسانی تخم۔ اِن معنوں میں یہ لفظ احبار ۱۵: ۳، ۱۶، ۳۲ اور ۲۲: ۴ میں استعمال ہوا ہے۔ (یہ عبرانی لفظ زرع = بیج کا ترجمہ ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں بیج ہی استعمال ہوا ہے)۔

دُھرا :- دیکھئے پہیّا۔

دھنک :- قوس قزح۔ کمان۔ رنگین کمان جو بارش کے بعد آسمان پر دکھائی دیتی ہے۔ پرانے عہد نامہ میں اسے کمان کہا گیا۔ دیکھئے کمان ۲۔ حزقی ایل ۱: ۲۸ اور مکاشفہ ۴: ۳؛ ۱۰: ۱ میں یہ رویا میں خدا کے جلال کا اظہار ہے۔

دھنیا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۵۔

دھوبی۔ دھوبیوں کا میدان :- کپڑے دھونے اور رنگ کاٹ کر انہیں سفید کرنے والا۔ یہ پیشہ بہت پرانا ہے۔ مرد اور عورتیں دونوں یہ کام کرتے تھے۔ وہ کپڑوں کو پانی میں روندنے یا لکڑی سے کوٹنے سے صاف کرتے تھے۔ کھار اور پوٹاش اور دوسری جڑی بوٹیوں کے استعمال سے کپڑے کو صاف کر کے سفید کیا جاتا تھا۔ چونکہ اِن چیزوں میں بدبودار اشیا بھی تھیں اس لئے دھوبی گھاٹ شہر سے باہر ہوتے تھے جہاں وہ میدان میں کپڑوں کو سکھانے کے لئے پھیلا بھی سکتے تھے (۲۔سلاطین ۱۸: ۱۷؛ یسعیاہ ۷: ۳؛ ۳۶: ۲)۔

دھوبی کا صابون۔ قصار کا تیزاب :- ایک القلی جو بعض پودوں کی راکھ سے تیار کی جاتی اور کپڑے دھونے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ یہ لفظ ملاکی ۳: ۲ میں مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
(کیتھولک ترجمہ میں عربی کے لفظ قصار کے معنی دھوبی ہیں۔ لفظ تیزاب شائد درست نہیں کیونکہ راکھ کا مادہ القلی، جو تیزاب سے

مختلف ہے، ہوتا تھا۔ یہ ایک قسم کا سوڑا تھا)۔

دھوپ گھڑی:۔ یہ لفظ ۲۔سلاطین ۲۰: ۱۱ اور یسعیاہ ۳۸: ۸ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جو ۱۲۰ تا ۱۳۴ زبوروں کی سرخیوں میں استعمال ہوا ہے یعنی "معلوت" (کیتھولک ترجمہ میں دَرَج یعنی درجے۔ (دیکھئے معلوت)۔ ممکن ہے کہ آخز بادشاہ کے محل کی سیڑھیوں پر سایہ سے وقت کا اندازہ کیا جاتا تھا، یا یہ وقت ماپنے کا ایک آلہ تھا جس پر لکیریں کھنچی ہوئی تھیں جن پر سایہ پڑنے سے دھوپ گھڑی کی طرح وقت بتایا جاتا تھا۔
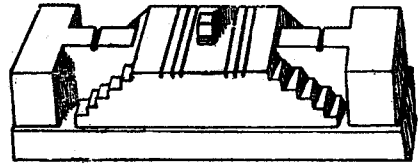
مصری دھوپ گھڑی کی تصویر۔ یہ وقت کا اندازہ، درمیان میں اُبھرے ہوئے ٹکڑے کے اُس سایہ سے کیا جاتا تھا جو وہ اوپری سطح پر لکیروں، سامنے سیڑھیوں اور پشت پر ڈھلوان سطح پر ڈالتا تھا۔

دُھول:۔ دیکھئے خاک۔

دھونا:۔ مشرقی ممالک کی گرم آب و ہوا کی وجہ سے دھونا اور غسل کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں لوگ اپنے پاؤں سے گرد دھوکر گھر میں داخل ہوتے تھے (پیدائش ۱۸: ۴؛ یوحنا ۱۳: ۱۰)۔ رسمی طہارت کے لئے غسل کرنا اور کپڑے دھونا ضروری تھا (احبار ۱۴: ۸؛ گنتی ۱۹: ۷-۸)۔

کاہن پاک مقام میں داخل ہونے سے پہلے ہاتھ اور پاؤں دھوتا تھا (خروج ۳۰: ۱۹-۲۱)۔ خداوند مسیح کے زمانہ میں یہودیوں میں رسمی طہارت کا بڑا رواج تھا (مرقس ۷: ۳، ۴)۔ نیز دیکھئے وضو۔

دھونکنی:۔ دیکھئے اوزار بائبل ۱۷

دِیا:۔ چراغ کے لئے ہندی لفظ۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (امثال ۱۳: ۹)۔ باقی جگہ چراغ ہے۔ دیکھئے چراغ۔

دِیبوّن، دیبون جدّ:۔ ۱۔ موآب کے میدان میں بحیرۂ مردار سے ۱۰ میل مشرق میں ایک مقام۔ بنی اسرائیل مصر سے کنعان جاتے ہوئے اس مقام پر ٹھہرے (گنتی ۳۳: ۴۵، ۴۶)۔ موسیٰ نے یہ مقام بنی روبن کو دیا (یشوع ۱۳: ۱۷)۔

۲۔ یہوداہ کے علاقے میں ایک شہر (نحمیاہ ۱۱: ۲۵)۔

دِیَت:۔ عربی دِیۃ کا مورد۔ یہ گنتی ۳۵: ۳۱، ۳۲ میں خون بہا کے لئے استعمال ہوا ہے۔ قاتل کا مقتول کے وارثوں کو معاوضہ یا ہرجانہ ادا کرنا۔ دیکھئے فدیہ۔

دِیُترفیس۔ دیوترافس:۔ اُس کلیسیا کا ایک فرد جس کا ذکر یوحنا کے تیسرے خط میں ہے۔ اس خط میں یوحنا رسول گیس کو خطاب کرتے ہوئے اس شخص کا ذکر کرتا ہے (آیات ۹، ۱۰)۔ یہ شخص غالباً کلیسیا میں ایک اہم عہدہ رکھتا تھا۔ وہ یوحنا رسول اور اس کے ساتھیوں کو قبول نہ کرتا تھا بلکہ کلیسیا کے دوسرے افراد کو بھی اُنہیں خوش آمدید کہنے سے روکتا تھا اور جو اُس کی بات نہ مانتے تھے اُنہیں وہ کلیسیا سے خارج کر دیتا تھا۔ اُس کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ بڑا بننا چاہتا ہے۔

دیدمس:۔ (یونانی = توام)۔ دیکھئے توام ۲

دِیذہب۔ دی ذہب:۔ دشتِ سینا میں ایک جگہ جہاں موسیٰ نے اپنی الوداعی تقریر کی (استثنا ۱: ۱)۔

دِیسان۔ دیشان:۔ شعیر حوری کا ساتواں بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۱ وغیرہ)۔

دِیُسکوری۔جوڑا:۔ (دیسکوری۔ یونانی = زیوس دیوتا کے بیٹے)۔ یہ یونانی دیومالا میں ★ زیوس اور لیڈا کے جُڑواں بچے تھے۔ بعد میں انہیں اجرام فلکی میں تیسرے آسمانی برج میں شامل کر دیا گیا۔ انہیں ملاحوں کا سرپرست سمجھا جاتا تھا۔

پولس رسول نے جس اسکندریہ کے جہاز میں ملتے سے پتیلی کا سفر کیا اُس کا نشان دیُسکوری تھا (اعمال ۲۸: ۱۱ - اُردو میں جوڑا)۔ غالباً ان دو جڑواں بھائیوں کی تصویر جہاز کے سامنے کی طرف بنی ہوگی۔

دیسون۔ دشون:۔ ۱۔ شعیر حوری کا ایک بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۱؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۸)۔

۲۔ شعیر کا پوتا اور عنہ کا ایک بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۵)۔

دیماس:۔ (یونانی = مقبول عام)۔ جب پولس رسول روما میں قید تھا تو دیماس نے اس کی بڑی وفاداری سے مدد کی (کلسیوں ۴: ۱۴)۔ پولس نے اُسے ہم خدمت پکارا (فلیمون ۲۴)۔ وہ غالباً تھسلنیکے کا باشندہ تھا۔ جب اُس نے پولس کا ساتھ چھوڑا تو وہ واپس اسی جگہ چلا گیا (۲-تیمتھیس ۴: ۱۰)۔

بعض کا خیال ہے کہ دیمتریس کو پیار سے دیماس پکارا جاتا ہے (۳-یوحنا آیت ۱۲)۔ دیکھئے دیمتریس ۱

دِیموّن۔ دیبوّن:۔ موآب کا ایک شہر (یسعیاہ ۱۵: ۹)۔ اسے اور جگہ ★ دیبوّن

کہا گیا ہے۔

دِکموُنہ:۔ بنی یہوداہ کا ایک شہر جو ادوم کی سرحد پر تھا (یشوع ۱۵: ۲۲)۔
نحمیاہ ۱۱: ۲۵ کا دیبون شاید اسی شہر کا دوسرا نام ہے۔

دیمیتریُس۔ دیمتریُس:۔ ۱۔ وہ شاگرد جس کی تعریف یوحنا نے گیُس کے نام کے خط میں کی ہے (۳۔ یوحنا آیت ۱۲)۔

۲۔ ایک سُنار جو ارتمس کے روپہلے مندر بنوا تا تھا۔ پولس رسول کی تعلیم نے اُس کے ہم پیشہ لوگوں کے کام اور روزی کو خطرے میں ڈال دیا۔ اس پر دیمیتریُس نے فساد کروا دیا تاکہ پولس کو انجیل کی بشارت سے باز رکھا جائے (اعمال ۱۹: ۲۳۔ ۲۷، ۳۸)۔
بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی شخص کا نام ہے۔
کچھ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اوپر کا نام دیماس تھا (کلسیوں ۴: ۱۴؛ فلیمون ۲۴؛ ۲۔ تیمتھیس ۴: ۱۰)۔

دینار:۔ دیکھئے سِکّہ جاتِ بائبل ۲ ج ۲

دینداری:۔ اُردو لفظ کے معنی پابند مذہب، پابندِ شرع ہیں۔ لیکن بائبل میں اس کے معنی کچھ فرق ہیں۔ یہ یونانی لفظ eusebeia کا ترجمہ ہے۔ بنیادی طور پر اس سے غیر مسیحی یونانی ادب میں دیوتاؤں اور انسانوں کا صحیح احترام اور تعظیم مُراد تھا۔ لیکن پاک کلام میں اس لفظ اور اِس سے ترکیب شدہ دیگر الفاظ (مثلاً theosebeia ۱۔ تیمتھیس ۲: ۱۰ = خدا پرستی) سے صرف خدا کے ساتھ صحیح رشتہ اور اُس کی عبودیت اور تعظیم اور اس کے نتیجہ میں جو کام کئے جاتے مُراد ہیں۔ اس کا مطلب محض ایک عقیدہ نہیں بلکہ خدا سے عابدانہ رشتہ اور اس کے نتیجے میں انسان سے محبت ہے۔ یہ انسان کے اپنے تقویٰ اور ریاضت کا نتیجہ نہیں (اعمال ۳: ۱۲) بلکہ مسیح پر ایمان کے وسیلے سے بروئے کار آتا ہے۔
محض عقیدہ جو بغیر اُس صحیح تعلق کے ہو جو خدا سے ہونا چاہئے نمائشی دینداری میں ظاہر ہوتا ہے (۲۔ تیمتھیس ۳: ۵)۔ دینداری سے وہ اچھے اعمال مُراد نہیں جو ہم فرض سمجھ کر شرع پر عمل کرنے سے کرتے ہیں بلکہ ان سے وہ نیک اور بے ساختہ اعمال مُراد ہیں جو مسیح کے ہم میں سکونت کرنے سے عمل پذیر ہوتے ہیں اور جو مسیح کو ہم میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہی ہے "دینداری کا بھید" (۱۔ تیمتھیس ۳: ۱۶) جس کا مرکز مسیح کی شخصیت ہے کیونکہ یہی مسیحی کا خدا سے لگاؤ اور انسان سے برتاؤ کا منبع اور کسوٹی ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو انسانوں کے سامنے چمکتی ہے جس کو دیکھ کر وہ خدا کی تعریف کرتے ہیں (متی ۵: ۱۶)۔

دینہ:۔ یعقوب اور لیاہ کی بیٹی (پیدائش ۳۰: ۲۱)۔ یعقوب نے سکم کے شہر کے قریب ڈیرا ڈالا تھا۔ دینہ سیر کرنے اور اُس مُلک کی لڑکیوں کو دیکھنے نکلی۔ وہاں امیر حوی حمور کے بیٹے سکم نے اُسے دیکھا اور اُس کی عصمت لوٹ لی۔ بعد میں اس نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ اُس کی شادی اُس سے کرا دے۔ جب دینہ کے بھائیوں شمعون اور لاوی کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے سکم کو یہ جھانسہ دیا کہ اگر وہ اور اس کے لوگ بنی اسرائیل کی طرح ختنہ کروا لیں تو وہ ان سے بیاہ شادی کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے رضامند ہو جائیں گے۔ جب وہ ختنہ کروانے کے بعد درد میں مبتلا تھے تو شمعون اور لاوی اور اُن کے ساتھیوں نے اُن پر حملہ کر کے اُنہیں قتل کر دیا (پیدائش ۳۴)۔

دینہ کے لوگ:۔ وہ لوگ جنہیں شاہِ اسور اسنفر نے اسور سے لا کر سامریہ کے شہروں میں بسایا (عزرا ۴: ۷۔ ۱۰ مقابلہ کریں ۲۔ سلاطین ۱۷: ۲۴)۔

دیوارکن:۔ غالباً فارسی کی ترکیب بمعنی دیوار کھودنا۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یسعیاہ ۲۵: ۴ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ ہے "کیونکہ زبردستوں کا دم سرما کے طوفان کی مانند ہے"۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ = "جس وقت ظالموں کی سانس دیوارکن طوفان کی مانند ہو"۔

دیوان:۔ یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں کئی جگہ آتا ہے (۱۔ سلاطین ۴: ۶؛ یسعیاہ ۳۶: ۳؛ لوقا ۸: ۳)۔ لیکن اس کا استعمال عزرا ۴: ۸، ۹، ۱۷ میں خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ یہ فارسی کا ایک لقب تھا جس کا مطلب منصفِ اعلیٰ ہے۔ یہ اُس افسر کو دیا جاتا تھا جو اخسویرس کی طرف سے فلسطین میں حکومت کرتا تھا۔

دیودار:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۶

دیوزادے:۔ دیکھئے جبّار۔

دِیونسیُس۔ دیونِسیس:۔ ★ اریوپگس کی عدالت کا ایک ممبر (اعمال ۱۷: ۳۴۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مستعمل لفظ "حاکم" موزوں نہیں۔ مشیر یا ممبر بہتر ہے)۔ یہ اور ایک خاتون پولس رسول کی تعلیم سے مسیح پر ایمان لے آئے (اعمال ۱۷: ۳۴)۔

ڈ

ڈاکو :- لوٹ مار کرنے والا - راہزن - بٹ مار - دیکھئے لُوٹنا - پیشہ جات بائبل ۲۱

ڈالی :- شاخ - لفظ ڈالی بائبل مُقدّس میں کئی جگہ آیا ہے - لیکن ہمارے لئے یوحنّا ۱۵ میں اس کا استعمال خاص دلچسپی کا حامل ہے - وہاں شاگردوں کو ڈالیاں کہا گیا ہے -

ڈانڈ :- چپّو - یسعیاہ ۳۳ : ۲۱ ؛ حزقی ایل ۲۷ : ۶ - کیتھولک ترجمہ چپّو ہے - نیز دیکھئے جہاز اور کشتی -

ڈایانا :- دیکھئے ارتمس (Diana)

ڈنٹھل :- دیکھئے بُھس اور کھونٹی -

ڈوری :- دیکھئے رسی -

ڈول :- چمڑے یا لوہے کا بڑا برتن جس سے کنوئیں سے پانی نکالا جاتا ہے - یسعیاہ ۴۰ : ۱۵ اور کیتھولک ترجمہ میں گنتی ۲۴ : ۷ میں بھی استعمال ہؤا ہے -

ڈونگی - قارب :- چھوٹی کشتی - (قارب عربی کا لفظ ہے - یہ اُس کشتی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بڑی کشتی یا جہاز کے پہلو میں جانوروں وغیرہ کو اُتارنے کے لئے لگاتے ہیں - یہ جہاز کے پہلو میں لٹکی ہوتی ہے) -
اس کا ذکر اعمال ۲۷ : ۱۶ ، ۳۰ ، ۳۲ میں آتا ہے -
نیز دیکھئے جہاز اور کشتی -

ڈھال :- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ب ۳

ڈھرکی ، ڈھڑکی :- وہ نال جو جلاہے کپڑا بُنتے وقت تانے کے دھاگوں میں سے گذارتے ہیں - ایوب ۷ : ۶ میں ذکر ہے کہ زندگی کے دن ڈھرکی سے بھی تیز رفتار ہیں اور بغیر اُمید کے گذر جاتے ہیں - انگریزی میں ڈھرکی کو shuttle کہتے ہیں - نیز دیکھئے بُننا -

ڈھولک :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۱ ب

ڈیرہ - ڈیرے لگانا :- بنی اسرائیل کو مصر سے کنعان جاتے ہوئے کئی جگہ ڈیرے لگانے پڑے (خروج ۱۳ : ۲۰ ؛ ۱۴ : ۲ ، ۹ ؛ ۱۵ : ۲۷ ؛ گنتی ۳۳ : ۱۰ - ۴۶ ؛ یشوع ۴ : ۱۹ ؛ ۵ : ۱۰) -
جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ڈیرہ لگانا کیا گیا اُس کا مطلب خیمہ لگانا ہے -

ڈیکن :- یونانی diakonos کی انگریزی شکل = خدمت گزار - اس کا اُردو ترجمہ خادم کیا گیا ہے - یونانی میں یہ لفظ نئے عہد نامہ میں کوئی تیس مرتبہ آتا ہے - اور یہی لفظ فعل کی شکل میں تقریباً ستّر مرتبہ - ان سَو جگہ کے استعمال میں بظاہر نہیں ہوتا کہ یہ کلیسیا کے کسی خاص عہدے کا نام تھا - تاہم ذیل کے پانچ حوالے یہ تاثر دیتے ہیں کہ ابتدائی کلیسیا میں یہ ایک خدمت کا عہدہ بن گیا تھا - دیکھئے فلپیوں ۱ : ۱ ؛ ۱ - تیمتھیس ۳ : ۸ ، ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۳ - ان جگہوں میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں خادم ہی ہے لیکن اردو ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں ڈیکن اور ڈیکن کا عہدہ دیا گیا ہے - کیتھولک ترجمہ میں شمّاس (جمع شمامسہ) استعمال کیا گیا ہے - دیکھئے کلیسیائی نظام -

ڈیکنس :- یونانی دیاکنوس کی انگریزی شکل = خدمت گار - پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل میں یہ رومیوں ۱۶ : ۱ کے حاشیہ میں خادمہ کا متبادل لفظ ہے - کیتھولک ترجمہ میں اس کے لئے عربی لفظ شماسہ استعمال کیا گیا ہے لیکن بائبل کے عربی ترجمہ میں لفظ خادمہ ہی ہے -
فیبے کنخریہ کی کلیسیا کی خادمہ تھی (رومیوں ۱۶ : ۱) - موجودہ زمانہ میں بعض کلیسیاؤں میں عورتوں کے لئے ایک مخصوص خدمت کا عہدہ ہے - انہیں یہ نام دیا جاتا ہے - لیکن مُفسّرین اِس بات پر متفق نہیں کہ آیا یہ عہدہ رسولی زمانہ میں اسی طرح موجود تھا یا نہیں -
بعض مُفسّروں کی رائے میں ۱ - تیمتھیس ۳ : ۱۱ میں شماس یا ڈیکن کی بیوی کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں لیکن بعض یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شماسہ یا ڈیکنس سے متعلق ہیں - بہرحال خواہ کلیسیا کی ابتدائی تاریخ میں یہ کوئی خاص عہدہ تھا یا نہیں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ عورتیں خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی تھیں -
کیتھولک ترجمہ کے شروع میں شماسہ کے معنی یوں بیان کئے گئے ہیں " . . . . . خدمت گزار عورت - عموماً وہ عمر رسیدہ عورت جو خیرات کے کاموں میں کلیسیا کی مدد کرتی تھی "

ڈیوڑھی:۔ مکان کا وہ حصہ جو بیرونی دروازے سے ملحق ہو۔ جس کا ترجمہ ڈیوڑھی یا ★ برآمدہ کیا گیا ہے اس سے مراد غالباً وہ چھت تھی جو ستونوں پر قائم تھی (حزقی ایل ۴۰ب؛ ۴۱: ۲۵؛ یوایل ۲: ۱۷؛ متی ۲۶: ۷۱ وغیرہ)۔ نیز دیکھئے برآمدہ۔

ذ

ذبیحہ :- قربانی کا گوشت یا قربانی کا جانور۔ دیکھئے قربانیاں۔

ذخیروں کے شہر، ذخائر کے شہر :- خوراک اور جنگی سامان کے لئے گودام کے شہر۔ ان میں سے کچھ سلیمان نے اُس علاقہ میں تعمیر کروائے جو اُس کی بیوی، فرعون کی بیٹی جہیز میں لائی تھی (۱-سلاطین ۹ : ۱۵-۱۹؛ ۲-تواریخ ۸ : ۴-۶)۔ کچھ شہر بن ہدد نے فتح کر لئے تھے (۲-تواریخ ۱۶:۴) اور پھر یہوسفط نے واپس لے لئے (۲-تواریخ ۱۷:۱۲)۔

ذِلّت :- دیکھئے شرم۔

ذوالجلال :- صاحبِ جلال۔ بزرگی اور عظمت والا (یسعیاہ ۱۵:۲۶؛ ۲۱:۳۳؛ یعقوب ۲:۱) - دیکھئے جلال۔

ذہن :- دماغ۔ سمجھ۔ دیکھئے دِل۔

ر

رات :- دیکھئے دن۔ کیلنڈر۔

راجلیم۔ روجلیم :- محنائیم کے قریب کے لوگ، جنہوں نے کھانے پینے کی چیزوں سے داؤد کی خاطر تواضع کی (۲۔سموئیل ۱۷: ۲۷، ۲۹)۔ انہوں نے داؤد کو یردن پار کروایا (۲۔سموئیل ۱۹: ۳۱)۔

راحب۔ راحاب :- (عبرانی = وسیع)۔ راحب کسبی کا ذکر یشوع ۲ میں آتا ہے۔ اس عورت کا گھر یریحو شہر کی فصیل پر واقع تھا۔ اس نے اُن جاسوسوں کو پناہ دی تھی جنہیں یشوع نے ملک کنعان کے متعلق معلومات حاصل کرنے کو بھیجا تھا۔ جب وہاں کے بادشاہ کو اس بات کی خبر ہوئی اور اُنہیں پکڑنے کے لئے آدمی بھیجے تو راحب نے اُنہیں چھپا دیا اور بادشاہ کے آدمیوں کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ بعد میں اس نے اُنہیں کھڑکی کے راستے رسی کے ذریعے نیچے اتار کر شہر کے باہر نکال دیا۔ جب بنی اسرائیل نے یریحو پر حملہ کیا تو راحب اور اس کے خاندان اور سامان کو اس مدد کے اجر میں بچا لیا گیا (یشوع ۶: ۲۲-۲۵)۔

جاسوسوں نے اُس سے کہہ دیا تھا کہ وہ اس کھڑکی پر جس سے اس نے اُنہیں اُتارا تھا سُرخ رنگ کی ڈوری بطور نشانی باندھ دے (یشوع ۲: ۱۸)۔

عبرانیوں ۱۱: ۳۱ میں اُس کے اس ایمان کی تعریف کی گئی ہے جس کے باعث وہ بچائی گئی۔

راحب کا نام خداوند یسوع کے نسب نامہ میں بھی آتا ہے (متی ۱: ۵)۔ مزید دیکھئے صفحہ نمبر ۱۲۰۲۔

راخل۔ راحیل :- (عبرانی راحیل = بھیڑ)۔ لابن کی چھوٹی بیٹی اور یعقوب کی چہیتی بیوی (پیدائش ۲۹: ۲۸-۳۰) جس سے اس نے لیاہ کے بعد شادی کی۔ لابن اور یعقوب کے جھگڑے میں دونوں بہنوں نے یعنی لیاہ اور راخل نے یعقوب کا ساتھ دیا (پیدائش ۳۱: ۱۴-۱۶)۔ جب دونوں بہنیں باپ کو چھوڑ کر اپنے خاوند یعقوب کے ساتھ بھاگیں تو راخل اپنے باپ کے بُت چُرا کر لے گئی (پیدائش ۳۱: ۳۲۔ نیز دیکھئے ترافیم)۔

راخل کے بیٹے یوسف اور بنیمین تھے۔ وہ بنیمین کو جنم دیتے ہوئے مر گئی (پیدائش ۳۵: ۱۶-۱۸)۔

راز :- بھید۔ پوشیدہ بات۔ اُردو ترجمہ میں یہ ایک عبرانی اور ایک ارامی لفظ کا ترجمہ ہے۔

ا۔ عبرانی لفظ سود بمعنی تکیہ (سامک۔ واؤ۔ دالتھ قب عربی) وَسَدَ اور وِسَادٌ بمعنی تکیہ رکھنا اور تکیہ)۔ اس عبرانی لفظ کے کم از کم چار معنی ہیں۔ پہلے تین معنوں کو اردو کے دوسرے لفظوں سے ادا کیا گیا ہے۔ ان کا ہم ضمناً ذکر کرتے ہیں۔ چوتھے معنی کا تعلق اس مضمون سے ہے۔

[۱۔ پہلے معنی تکیہ سے متعلق ہیں یعنی دوست اور احباب اکٹھے بیٹھے مشورہ اور راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں (اس کا اردو ترجمہ مجلس کیا گیا ہے۔ یرمیاہ ۱۵: ۱۷؛ زبور ۸۹: ۷ وغیرہ)

۲۔ اگلے معنوں میں ایسی مجلس کی کارروائی یعنی مشورہ کی طرف اشارہ ہے۔ (اس کا اردو ترجمہ صلاح اور مشورہ کیا گیا۔ امثال ۱۵: ۲۲؛ زبور ۸۳: ۳)۔

۳۔ اسی لفظ کے معنی باہمی گفتگو بھی ہوتے ہیں (زبور ۵۵: ۱۴۔ کیتھولک ہمنشینی، اس کا ترجمہ ہمراز بھی کیا گیا ہے ایوب ۱۹: ۱۹۔ کیتھولک محرمِ راز)]۔

۴۔ اور بالآخر راز کے معنوں میں (امثال ۱۱: ۱۳، ۲۰: ۱۹؛ ۲۵: ۹؛ عاموس ۳: ۷ میں اس کا ترجمہ بھید ہے)۔

ب۔ ارامی لفظ راز ہے جو ہمارے لفظ راز ہی کے معنی رکھتا ہے لیکن اوپر کے راز سے کچھ مختلف ہے۔ یہ دانی ایل کے صحیفہ میں ۹ مرتبہ آتا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ سات مرتبہ راز اور دو مرتبہ بھید (۲: ۲۷، ۴۷) کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کا ترجمہ سات مرتبہ راز ہی ہے، ایک مرتبہ اسرار (۲: ۲۸) اور ایک مرتبہ بھید (۲: ۲۹)۔

یہ لفظ خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ ہفتادی ترجمہ میں اس کے لئے یونانی لفظ mysterion استعمال ہوا ہے جو نئے عہد نامہ کے اسی یونانی لفظ کی طرح مخصوص معنی رکھتا ہے یعنی وہ راز جو خدا کے ارادوں کے مطابق ہو اور جسے وہ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہو (دانی ایل ۲: ۲۹)۔ اناجیل کی تمثیلوں میں خدا کی بادشاہی کا بھید بھی اسی قسم کا ہے (متی ۱۳: ۱۱؛ مرقس ۴: ۱۱)۔ پولس رسول تو غالباً اس کا استعمال ★ اسراری مذاہب کے حوالے سے

کرتا ہے۔ دیکھئے اسراری مذاہب - اس لفظ کی تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے بھید۔

راستباز ٹھہرانا :- (عبرانی = صدق ؛ یونانی نئے عہد نامہ اور ہفتادی ترجمہ dikaioo) - یہ ایک عدالتی اصطلاح ہے جس کے معنی ہیں "بری کرنا، راستباز ٹھہرانا" جو مجرم قرار دینے کا اُلٹ ہے (قب استثنا ۲۵ : ۱ = بے گناہ ٹھہرانا؛ امثال ۱۷ : ۱۵ = صادق ٹھہرانا؛ رومیوں ۸ : ۳۳ = راست ٹھہرانا)۔ راستباز ٹھہرانا منصف کا کام ہے۔ "سچا ثابت ہونے" یا "صادق ٹھہرائے جانے" کا مطلب فیصلہ سنایا جانا ہے۔

پاک کلام میں خدا کو تمام "دنیا کا انصاف کرنے والا" کہا گیا ہے (پیدائش ۱۸ : ۲۵ - کیتھولک ترجمہ میں "تمام دنیا کا حاکم")۔ خدا کا اور انسان کا تعلق بار بار عدالتی اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے۔ راستبازی (صداقت) سے یہ مراد ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ انسان اُس کے احکام کی پورے طور پر تعمیل کرے۔ اور بطور منصف خدا اپنی راستبازی کو اپنے قہر سے ظاہر کرتا ہے جو وہ اُن پر نازل کرتا ہے جو اُس کے احکام پر عمل کرنے سے قاصر ہیں (قب زبور ۷ : ۱۱؛ یسعیاہ ۵ : ۱۶؛ ۱۰ : ۲۲؛ اعمال ۱۷ : ۳۱؛ رومیوں ۲ : ۵؛ ۳ : ۵ مابعد)۔ اگر خدا کا فیصلہ کسی انسان کے خلاف دیا جائے تو اُس کے لئے اُمید کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا۔

چونکہ خدا شاہِ عالم ہے (پیدائش ۱۸ : ۲۵) اس لئے اُس کا کسی کو راستباز ٹھہرانے کا تصور اُس کے دو پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے یعنی بطور ایک حاکم کے اور بطور ایک منصف کے۔ بنی اسرائیل کے ایک مثالی منصف کی طرح وہ نہ صرف مجرم کے حق میں فیصلہ دیگا بلکہ اس پر پُورا پُورا عمل بھی کروائے گا اور مجرم کا لحاظ کرتے ہُوئے اُس کو سب کے سامنے بحال بھی کرے گا۔ خدا کا کسی کو صادق و راستباز ٹھہرانا ان دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے یعنی فیصلہ دینا یا نجات بخشنا۔

زبور ۸۲ : ۳-۴ میں ہم ایک اچھے منصف کی مثالی تصویر دیکھتے ہیں۔ غریب اور یتیم کا انصاف کرنا۔ غمزدہ اور مفلس کے ساتھ انصاف سے پیش آنا۔ غریب اور محتاج کو بچانا اور شریروں کے ہاتھ سے اُنہیں چھڑانا، یہ ہیں اچھے منصف کے کام۔ اور جب ہم خدا کی صداقت کا ذکر کرتے ہیں تو اُس میں نجات کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ یسعیاہ ابواب ۴۰-۵۵ میں اور بعض زبوروں میں اسے نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان حوالوں میں اکثر صداقت اور انصاف بطور مترادف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں مثلاً یسعیاہ ۵۱ : ۵-۶ - "میری صداقت نزدیک ہے۔ میری نجات ظاہر ہے ..... لیکن میری نجات ابد تک رہے گی اور میری صداقت موقوف نہ ہوگی"؛ زبور ۷۱ : ۱۵ "میرا منہ تیری صداقت کا اور تیری نجات کا بیان دن بھر کرے گا"۔ زبور ۹۸ : ۲ خاص دلچسپی کا حامل ہے کیونکہ یہاں رومیوں ۱ : ۱۶-۱۷ کی طرح اعلان کیا گیا ہے کہ نجات اور راستبازی سب قوموں کے لئے ہے "خداوند نے اپنی نجات ظاہر کی ہے اُس نے اپنی صداقت قوموں کے سامنے نمایاں کی ہے"۔ اگرچہ یہ پُرانے عہد نامہ کے حوالے پولس رسول سے بہت پہلے لکھے گئے تھے لیکن ان کا مرکزی خیال زندہ رہا اور ہم یہ ★ بحیرۂ مُردار کے طوماروں میں بھی پاتے ہیں۔

"خدا کی راستبازی" (رومیوں ۱ : ۱۷) کا مفہوم کیا ہے؟ اُوپر کے حوالوں میں ہم نے دیکھا کہ خدا کی صداقت اور نجات ایک ہی عمل کے دو پہلو ہیں۔ خدا کا ناراست کو راست قرار دینا اُس کی صداقت کا مظہر ہے۔ نجات کا مسئلہ یہ ہے کہ ناراست کو کس طرح راستباز بنایا جائے۔ یہ صادق خدا کے انصاف (عدل) کا عمل ہے۔ پولس رسول رومیوں ۳ : ۲۵-۲۶ میں اسے اس طرح بیان کرتا ہے کہ مسیح کے کفّارہ کے بعد جو اُس پر ایمان لاتے ہیں خدا اُن کے گزشتہ گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہے اور اُنہیں بحال کرنے سے اپنی راستبازی (صداقت) ظاہر کرتا ہے "تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسُوع پر ایمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو" (اس آیت میں یونانی میں عادل کے لئے وہی لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی راستباز بھی ہیں۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ جب پولس خدا کو عادل کہتا ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ کسی کے اچھے اور بُرے کاموں کے مطابق اس کا انصاف کر رہا ہے بلکہ خدا ناراست کو راست بنا رہا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں ہم اکثر خدا کو یہ عمل کرتے دیکھتے ہیں۔ سب سے عیاں مثال ابرہام کی ہے۔

راستباز ٹھہرائے جانے کے مسئلے کو اگر الفاظ میں اُلجھے بغیر سادگی سے بیان کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ابتدا میں خدا نے انسان کو اپنی رفاقت کے لئے اپنی صورت پر بنایا (پیدائش ۱ : ۲۶)۔ آدم نے خدا کی نافرمانی کی اور اپنا جلال کا لباس کھو دیا اور اپنے کو برہنہ پایا (پیدائش ۳ : ۷)۔ نتیجتہً وہ خدا کی حضوری (جلال) سے محروم ہوگیا۔ خدا نے آدم اور اُس کی بحالی کے لئے ایک منصوبہ بنایا۔ پہلے خدا نے آدم کی برہنگی کو چمڑے کے کرتے سے ڈھانپا جو کفّارے کی علامتی تصویر ہے یعنی ایک جانور کی قربانی سے انسان کی ناراستی کو چھپایا گیا۔ خدا کی یہ خواہش تھی کہ انسان کو پھر اپنی رفاقت میں بحال کرے۔ لیکن جب تک انسان گنہگار تھا وہ اس جلال میں شریک نہیں ہوسکتا تھا۔ خدا کے انصاف کا تقاضا تھا کہ گناہ کی سزا ضرور دی جائے۔ اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بھیجا تاکہ وہ انسان کے گناہوں کی سزا اپنے

اُٹھ پیرے۔ اُس کی قربانی سے ہمیں معافی ملی اور اُس کے جلال نے ہم گنہگاروں کو ڈھانپا اور ہمیں موقع ملا کہ نئے سرے سے ایک راستباز زندگی بسر کریں۔

نئی زندگی مسیح میں قائم ہونے سے ملتی ہے کیونکہ مسیح میں قائم ہونے سے گنہگار کا خدا سے رشتہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ راستباز ٹھہرائے جانے میں ذیل کے چار عمل ظہور پذیر ہوتے ہیں:

۱۔ استقراری عمل جس سے خدا اعلان کرتا ہے کہ گنہگار کو اُس کے جرم اور اُس کے نتائج سے بری کیا جاتا ہے (رومیوں ۴: ۶-۸؛ ۵: ۱۸-۱۹؛ ۸: ۳۳-۳۴؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۹-۲۱)۔

۲۔ عدالتی عمل جس میں گنہگار کے عوض انصاف اور نجات کا تقاضا مسیح پورا کرتا ہے (رومیوں ۳: ۲۶؛ ۸: ۳؛ گلتیوں ۳: ۱۳؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱؛ ۱-پطرس ۳: ۱۸؛ متی ۱۰: ۴۱)۔

۳۔ مغفرتی عمل جس میں خدا انسان کو اُس کے گناہ سے واقعی مغفرت دے کر معافی دیتا ہے (رومیوں ۴: ۵؛ ۶: ۷)۔

۴۔ عمل بحالی جس میں گنہگار مغفرت پا کر مسیح کی کامل راستبازی کی بدولت خدا کی شفقت میں بحال کر دیا جاتا ہے (رومیوں ۵: ۱۱؛ گلتیوں ۳: ۶؛ ۱-کرنتھیوں ۱: ۳۰)۔

اِن سب عملوں میں اِس بات پر زور ہے کہ گنہگار کا راستباز ٹھہرائے جانے کے کام میں صرف خدا کا ہاتھ ہے۔ انسان خود اپنے کاموں سے راستباز ٹھہرایا نہیں جا سکتا، بلکہ یہ صرف مسیح پر ایمان کے ذریعہ سے خدا کے فضل سے ممکن ہو سکتا ہے۔

کتابیات

اس اہم مضمون کے مزید مطالعہ کے لئے ذیل کی کتابیں مفید ثابت ہوں گی۔

۱۔ راستبازی۔ ڈاکٹر کرسٹی۔ پی۔آر۔بی۔ایس۔
۲۔ بائبل کی تفسیر جلد دہم۔ اعمال، رومیوں۔ مسیحی اشاعت خانہ۔
۳۔ خدا کی صفات کی تشریح۔ ٹوزر۔ صفحات ۱۱۷-۱۲۲۔ مسیحی اشاعت خانہ۔
۴۔ مسیحی علم الٰہی کی تعلیم۔ برکہاف صفحات ۲۴۴-۳۵۳۔

راست بازی: صداقت۔ راستبازی اور صداقت پرانے عہدنامہ کا ایک مختص مطالعہ ہے۔ انبیاء نے اس بات پر اصرار کیا کہ انسانوں کے درمیان درست عمل اور انصاف ضروری ہے "عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند جاری رکھو" (عاموس ۵: ۲۴)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا انسان سے انصاف، راستی اور صداقت چاہتا ہے (میکاہ ۶: ۸؛ زبور ۱۵: ۲)۔ خدا خصوصاً منصفوں سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ اپنے فیصلے راستی سے کریں (احبار ۱۹: ۱۵)۔ خدا افضل ترین منصف ہے اور یہ خیال ساری بائبل میں پایا جاتا ہے کہ خدا نہایت باضابطہ انصاف سے ہر ایک آدمی کے اعمال کا فیصلہ کرے گا۔ پرانے عہدنامہ میں یہ مظلوم ایمانداروں کے لئے تسلی اور تسکین کا سرچشمہ تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پرانے عہدنامے میں یہ تاثر بھی موجود ہے کہ ہماری راستبازی خدا کے معیار پر بالکل پوری نہیں اُترتی۔ اور یہ خیال پولس رسول کی تعلیم کا مرکزی نکتہ ہے۔ پولس رسول اخلاقی راستبازی اور خدا کی راستبازی میں تمیز کرتا ہے۔ اخلاقی راستبازی کو وہ شرعی راستبازی یا اپنی راستبازی کا نام دیتا ہے (فلپیوں ۳: ۹، ۶؛ رومیوں ۱۰: ۱-۶)۔ خدا کی راستبازی کا منبع خدا خود ہے (فلپیوں ۳: ۹) جو وہ اُن کو دیتا ہے جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ خدا کی بخشش ہے جو یسوع مسیح کے وسیلے ہمیں ملتی ہے (رومیوں ۵: ۱۷)۔ یہ اصل میں مسیح کی موت کی قربانی پر مبنی ہے (رومیوں ۳: ۱۹-۲۶)۔ مسیح نے یہ راستبازی خود زندگی اور موت میں اپنے باپ کی مرضی کو مکمل طور پر پورا کرنے سے مومنین کے لئے حاصل کی۔ اور انہوں نے خدا سے جدائی کی لعنت کو، جو ہماری خدا کی نافرمانی کرنے سے نازل ہوئی تھی برداشت کیا۔ ہماری نجات ایک عدالتی ادلے بدلے کا نتیجہ ہے جس میں گنہگار مسیح کی راستبازی حاصل کرتا ہے اور مسیح اُس کے گناہ کو اُٹھاتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱؛ قب ۱-کرنتھیوں ۱: ۳۰؛ ۲-پطرس ۱: ۱ جہاں لکھا ہے کہ ہم اور ایمانداروں کے ساتھ مسیح کی راستبازی میں شریک ہیں)۔

خدا مسیح کی راستبازی کی اس نعمت کو اُن سب کو عطا کرتا ہے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں (رومیوں ۳: ۲۲) اور ہمارا خدا کی طرف سے راستباز ٹھہرایا جانا اسی پر مبنی ہے (رومیوں ۵: ۱۸)۔ وہ جو مسیح کی راستبازی پہن لیتے ہیں خدا کے تخت عدالت کے سامنے بری کئے جاتے ہیں اور خدا انہیں راستباز ٹھہراتا ہے (رومیوں ۳: ۲۶)۔ یہ حقیقت کہ خدا نے اس راستبازی کا انتظام گنہگاروں کے لئے کیا ہے انجیل کی مرکزی سچائی ہے (رومیوں ۱: ۱۷)۔ اس راستبازی کا دارومدار اس پر نہیں کہ ہم شریعت پر کس حد تک عمل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں (رومیوں ۳: ۲۱) کیونکہ ہماری یہ راستبازی مسیح نے خدا کی شریعت اور اس کی مرضی کو مکمل طور پر پورا کرنے سے حاصل کی ہے۔

اگرچہ ایمان کے ذریعے مسیح میں راستبازی انجیل کا مضمون ہے تاہم یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ اس کی تصدیق اور تائید پرانے عہدنامے سے ہوتی ہے (رومیوں ۳: ۲۱)۔ پولس رسول حبقوق نبی کے صحیفہ سے آیت پیش کرتا ہے (رومیوں ۱: ۱۷) اور تفصیل سے بزرگ ابرہام کا ذکر کرتا ہے (رومیوں ۴: ۳؛ قب ۴: ۶)۔

راستبازی شریعت کی پابندی کا نام ہے بلکہ خدا کی مرضی روح اور آئین کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ یہ ہے راستبازی کی کسوٹی۔ مسیح نے اس راستبازی کو پورا کیا کیونکہ اُنہوں نے زندگی میں خدا کے احکام کے مطابق عمل کیا اور خدا کے اس تقاضے کو کہ گناہ کی سزا موت ہے اپنی صلیبی موت میں ہمارے لئے پورا کیا۔ ان کا جی اُٹھنا اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھنا اس راستبازی کا صلہ ہے (عبرانیوں ۲: ۹ قب رومیوں ۲: ۷)۔ یہودی روزمرّہ میں یہ لفظ عام نیک زندگی کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا (لوقا ۱: ۶) اور خیرات دینے کو بھی راستبازی کے کام گنا جاتا تھا۔

راستبازی کے گہرے مفہوم کو سمجھنے کے لئے دیکھئے راستباز ٹھہرانا۔

راس شمرہ:- اُس ٹیلے کا جدید نام جہاں اوگاریت کا قدیم شہر واقع تھا۔ یہ جزیرہ کپرس کے سامنے شام کے ساحل پر واقع ہے۔ شہر اور اُس کی بندرگاہ "منت البیضا" (سفید بندرگاہ) اہم تجارتی مرکز ہیں۔ یہاں سے شام اور مسوپتامیہ، مصر، کپرس اور بحیرہ ایجین کے علاقے کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ لوگوں کو یہاں پر اکثر قدیم اشیا ملتی رہتی ہیں، لیکن ۱۹۲۸ء میں یہاں ایک کسان کا ہل چلاتے ہوئے پھالا ایک مزار کی چھت میں اٹک گیا اور یوں ایک مزار دریافت ہوا۔ ۱۹۲۸ء میں فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ مسٹر سی۔ ایف۔ اے شیفر نے متعدد مقامات کی کھدائی کی جس سے اِس جگہ کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ آثار کی کھدائی کے دوران یہاں پر ملبے کی پانچ بڑی تہیں دریافت ہوئی ہیں جن میں سے آخری کا تعلق نئے پتھر کے زمانہ سے ہے۔

جب سمندری قوموں نے اس علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تو اوگاریت ۱۲۰۰ ق م میں تاریخ کے منظر سے غائب ہو گیا۔ اس شہر کا ذکر مصر کی تاریخی تحریرات میں، تل العمرنا کی تختیوں میں (اکادی) اور حتیوں کے ریکارڈ میں ملتا ہے۔ اس کے مصر کے ساتھ تعلقات بارھویں خاندان اور پھر رعمسیس دوم کے زمانہ میں بڑے قریبی تھے۔ ۱۵ ویں اور ۱۴ ویں صدی ق م میں اوگاریت کو بڑا عروج حاصل تھا لیکن ۱۴ ویں صدی ق م کے درمیانی عرصہ میں ایک زلزلہ سے تباہ ہو گیا۔ وہ اس المیہ سے بحال تو ہوا لیکن پہلے حتیوں اور پھر مصریوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ کھدائی کے دوران اگرچہ بہت سی اہم دریافتیں ہوئیں لیکن سب سے اہم بعل کے مندر کے ساتھ کاہنوں کا مدرسہ اور مٹی کی تختیوں کی لائبریری تھی جس کا تعلق تل العمرنا (اکادی) کے زمانہ سے ہے۔ اوگاریت میں مشرق قریب کی زبانیں اور رسم الخط ملے ہیں لیکن زیادہ تر تختیوں پر میخی لکھائی میں نامعلوم زبان تحریر ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اُس کے حروفِ ابجد کے ۳۰ نشان ہیں۔ اس زبان کو پڑھنے کا سہرا Bauer، Dhorme اور Virolleaud کے سر ہے۔ اسے اب اوگاریتی زبان کہا جاتا ہے۔ اس کا تعلق سامی خاندان سے ہے اور عبرانی سے بہت مشابہ ہے۔ ان کے متن میں خلاصے اور ذخیرہ الفاظ، شخصی اور سفارتی خط و کتابت، تجارتی، قانونی اور سرکاری ریکارڈ، گھوڑوں کی بیماریوں کی تشخیص اور علاج اور سب سے اہم مذہبی ادب پایا جاتا ہے۔

اوگاریت کے افسانوں اور قصّے کہانیوں سے کنعانی مذہب پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔ تمام اوگاریتی دیوتاؤں کا سر ایل تھا جسے انسان کا باپ، خالقوں کا خالق اور بیل ایل وغیرہ بھی کہا جاتا تھا۔ اُس کی بیوی یسیرت، زرخیزی کی دیوی تھی جو اسرائیل کے لئے پھندے کا سبب بن گئی۔ شاہِ اسرائیل اخی اب (۱۔ سلاطین ۱۶: ۳۳) اور ملکہ ایزبل (۱۔ سلاطین ۱۸: ۱۹) نے اس کی پرستش کو رواج دیا اور شاہِ یہوداہ منسّی نے اُس کا بُت تک ہیکل میں رکھ دیا (۲۔ سلاطین ۲۱: ۷)۔ ایل اور یسیرت کے بہت سے بیٹے بیٹیوں میں سے ایک دجون، اناج کا دیوتا تھا (قضاۃ ۱۶: ۲۳؛ ۱۔ سموئیل باب ۵) اور اُس کا بیٹا بعل تھا جو بہت مشہور ہوا۔ بارش اور طوفان کے ایک دیوتا کا نام بھی بعل تھا۔ اس کا اصل نام ہدد (گرجنے والا) تھا اور یہ بھی زرخیزی کے دیوتاؤں میں شامل تھا۔ بعل کو الیان بعل، دجون کا بیٹا، ایل کا خادم، بادلوں کا سوار اور بعلزبول بھی کہا جاتا تھا (مقابلہ کیجئے ۱۔ سلاطین باب ۱؛ متی ۱۲: ۲۴)۔ اسرائیل میں بعل کے پجاری کوہ کرمل پر خدا کے نبی کے ساتھ ایک اہم مقابلہ میں ہار گئے (۱۔ سلاطین باب ۱۸)۔ بعل کی بہن اور بیوی کنواری عنات Anat جو محبت، زرخیزی اور جنگ کی دیوی تھی، اُس کا پرانے عہدنامہ میں نام عنتاآت ہے۔ ان کے علاوہ کم اہمیت کے اور بے شمار دیوی دیوتا تھے۔ اوگاریت کے دیوی دیوتا اکثر بدکار تھے۔ ایل عام طور پر آرام طلب اور آسانی سے متاثر ہو جاتا تھا لیکن بعض اوقات تند اور بداخلاق بن جاتا جیسا کہ ہم دو عورتوں کو اغوا کرنے کے سلسلہ میں دیکھتے ہیں۔ بعل نے اپنی ہمشیرہ اور ایک بچھیا سے بھی مباشرت کی۔ عنات Anat لوگوں کو قتل کرتی اور اُن کے خون میں چلتی پھرتی۔ کنعانی مذہب کا یہی وہ پہلو تھا جس کی وجہ سے خداوند نے اسرائیل کو اس کی پرستش کرنے سے سختی سے منع کیا۔

اُن تختیوں میں رسومات اور قربانیوں کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے اور مندر کا خاکہ بھی دیا ہوا ہے۔ نیز جو اشیا وہاں سے ملی ہیں اُن سے مذہب اور تہذیب و تمدن کو بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ تختیاں اور عہدِ عتیق ایک دوسرے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اوگاریتی متن، عہدِ عتیق کے متن کی پڑتال کے سلسلہ میں بھی

استعمال ہوا اور عبرانی لغت کی تیاری میں بھی مدد کا باعث بنا ہے۔ ان دونوں میں تعلقات کی بہت سی دلچسپ مثالیں دی جا سکتی ہیں: اوگاریت کا رواج بائبل کے اس حکم پر کہ "تو حلوان کو اس کی ماں کے دودھ میں نہ پکانا" (خروج ۲۳ : ۱۹ ؛ ۳۴ : ۲۶ ؛ استثنا ۱۴ : ۲۱) روشنی ڈالتا ہے۔ جانوروں کے علاج معالجے کے مضمون میں ایک پولٹس کا حوالہ دیا گیا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ویسی ہی تھی جیسی یسعیاہ نبی نے حزقیاہ بادشاہ کے لئے تجویز کی تھی (۲-سلاطین ۲۰ : ۷ ؛ یسعیاہ ۳۸ : ۲۱)۔ ایک قصّے Aqhat میں ایک نیک اور عادل بادشاہ دان ایل کے متعلق بتایا گیا ہے جسے بعض حزقی ایل ۱۴ : ۱۴ ، ۲۰ ؛ ۱۲ : ۳ کا دانی ایل بتاتے ہیں۔ اوگاریت میں جو اوزان مروج تھے وہی اسرائیل میں تھے۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ اوگاریت سے کس قسم کی معلومات حاصل ہوئی ہیں اور ایک طویل عرصہ سے اس مردہ شہر کے باقیات کی تحقیق و تفتیش نے کس قسم کی بحث کو جنم دیا ہے۔

راعوت:۔ کیتھولک ترجمہ میں روت کی کتاب کا نام۔ دیکھئے روت کی کتاب۔

رافعہ۔ رافہ:۔ ساؤل کے خاندان کا ایک فرد (۱-تواریخ ۸ : ۳۷)۔

راقہ:۔ ایک قسم کی گالی۔ ارامی لفظ جس کا مطلب نکمّا، بیوقوف ہے۔ خداوند یسوع نے تاکید کی کہ اپنے بھائی کو احمق کہنا بھی بڑا گناہ ہے۔ لفظ راقہ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (متّی ۵ : ۲۲)۔

راکھ:۔ عبرانی میں "خاک اور راکھ" کا محاورہ رعایتِ لفظی پر مبنی ہے کیونکہ خاک کو عیفو اور راکھ کو ایفر کہتے ہیں (پیدائش ۱۸ : ۲۷)۔ یہ انسان کے ادنیٰ پن کی تصویر ہے۔ راکھ مجازی معنوں میں انسان کی بے ثباتی (یسعیاہ ۴۴ : ۲۰)، حقیر ہونے (ایوب ۳۰ : ۱۹)، غم (زبور ۱۰۲ : ۹ ؛ یرمیاہ ۶ : ۲۶)، شرمندگی (۲-سموئیل ۱۳ : ۱۹)، خاکساری (پیدائش ۱۸ : ۲۷ ؛ ایوب ۴۲ : ۶) اور توبہ (دانی ایل ۹ : ۳ ؛ متّی ۱۱ : ۲۱) کی علامت ہے۔

راکھ مذہبی رسومات میں پاک کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی (گنتی ۱۹ : ۹ ، ۱۰ ، ۱۷ ؛ عبرانیوں ۹ : ۱۳)۔ روزہ کے ساتھ راکھ ملنا یا اس پر بیٹھنا توبہ کا نشان تھا (یسعیاہ ۵۸ : ۵ ؛ یوناہ ۳ : ۶)۔

عبرانی میں ایک اور لفظ بھی ہے **دیشن** جس کے بنیادی معنی فربہی اور چکناہٹ ہیں (قضاۃ ۹ : ۹ ؛ ایوب ۳۶ : ۱۶ ؛ یسعیاہ ۵۵ : ۲)۔ جلی ہوئی چربی وغیرہ کو بھی یہی نام دیا جاتا ہے اور اس کا اردو ترجمہ راکھ کیا گیا ہے (احبار ۴ : ۱۰ ، ۱۱ ؛ ۱-سلاطین ۱۳ : ۳)۔

راکھ کا بُدھ:۔ دیکھئے ایش ونز ڈے۔

راگ:۔ دیکھئے موسیقی۔

رال:۔ ایک چپچپا آتش گیر مادّہ جو کولتار کی مانند ہے۔ یہ بحیرۂ مردار کے کنارے اور مسوپتامیہ (ارام نحرائم) کے مختلف مقاموں میں پایا جاتا تھا۔ یہ مٹی کے تیل سے بھی نکالا جاتا ہے اور مصنوعی طور پر کیمیاوی عمل سے بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔ عبرانی میں اس کے لئے تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ کُوپر (پیدائش ۶ : ۱۴ - یہ لفظ عربی کے کفّارہ سے ملتا جلتا ہے جس کے معنے ہیں ڈھانپنا۔ یہ مادّہ کسی شے پر لگانے سے پانی روکنے کا کام دیتا تھا۔ زِفت (خروج ۲ : ۳ ؛ یسعیاہ ۳۴ : ۹۔ قب عربی الزفت = رال)۔ حیمر (پیدائش ۱۱ : ۳ ؛ ۱۴ : ۱۰ ؛ خروج ۲ : ۳ قب عربی الحُمَر۔ اُردو میں گارا، چکنی مٹی اور نفت استعمال ہوا ہے)۔ یہ تینوں لفظ غالباً ایک ہی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

رال کو پانی روکنے کے لئے کشتی وغیرہ پر لگاتے تھے۔ یہ نوحؔ کی کشتی پر لگائی گئی تھی (پیدائش ۶ : ۱۴)۔ جس ٹوکرے میں چھوٹے بچے موسیٰ کو ڈال کر دریا کے کنارے چھوڑا گیا اس پر بھی یہی لگائی گئی تھی (خروج ۲ : ۳)۔ یہ مادّہ زمین سے بھی نکلتا ہے۔ سدوم اور عمورہ کے بادشاہ بھاگتے بھاگتے انہی گڑھوں میں گرے (پیدائش ۱۴ : ۱۰- اسے اُردو ترجمہ میں نفت کہا گیا ہے)۔

بابل کا بُرج بناتے وقت اینٹیں چُننے کے لئے بھی یہی استعمال کیا گیا لیکن اُردو ترجمہ میں گارا (لاسا) کا ہی لفظ ہے (پیدائش ۱۱ : ۳)۔ اسی مادّہ کا ذکر یسعیاہ ۳۴ : ۹ میں دو مرتبہ آتا ہے (کیتھولک ترجمہ میں لفظ زفت ہے جو عبرانی کے لفظ کی مانند ہے)۔

رامات۔ راموت:۔ (عبرانی = بلندی)۔ اشکار کے قبیلے کا ایک شہر (۱-تواریخ ۶ : ۷۳)۔ یشوع ۲۱ : ۲۹ میں اس کا نام یرموت ہے۔

رامات جلعاد:۔ بعض مرتبہ یہ "رامہ جو جلعاد میں ہے" کہلاتا ہے۔ سلیمان بادشاہ کے وقت یہ ایک انتظامی ضلع تھا جس پر بن جبر حاکم تھا (۱-سلاطین ۴ : ۱۳)۔ اس کے مشہور ہونے کی وجہ اخی اب بادشاہ کی آخری جنگ ہے (۱-سلاطین ۲۲ : ۱-۳۷)۔

رامت المِصفاہ۔ مِصفہ:۔ (عبرانی = بلندیاں یا مینارِ دیدبان)۔

جدّ کے قبیلے کی شمالی سرحد (یشوع ۱۳ : ۲۶)۔ یہ غالباً وہی جگہ تھی جہاں یعقوب اور لابن نے شہادت کا ستون بنایا تھا (پیدائش ۳۱ : ۴۶ - ۴۹)۔ اس کے تین نام تھے ★ یجر شاہدوتا ★ جلعاد اور مصفاہ۔ یہ آخری نام تاریخ میں بہت مشہور تھا اور رامت جلعاد

کہلاتا تھا۔

رامت لحی:۔ (عبرانی = لحی کی بلندی یا پہاڑی)۔ وہ جگہ جہاں سمسون نے فلستیوں کو شکست دے کر گدھے کے اُس جبڑے کو پھینکا جس سے اُس نے ایک ہزار آدمی مارے تھے (قضاۃ ۱۵: ۱۷)۔

رامہ:۔ (عبرانی = بلندی)۔ بائبل میں ایسے متعدد مقامات کا نام ہے جو بلند جگہوں پر آباد تھے۔

۱۔ بنیمین کے علاقے میں ایک شہر جو اسرائیل اور یہوداہ کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا (یشوع ۱۸: ۲۵)۔

۲۔ افرائیم کے کوہستانی علاقہ میں ایک شہر جہاں سموئیل نبی پیدا ہؤا اور کچھ عرصہ گذارا (۱-سموئیل ۱: ۱، ۱۹؛ ۲: ۱۱؛ ۷: ۱۷)۔

۳۔ نفتالی کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۳۶)۔

۴۔ آشر کا ایک سرحدی شہر (یشوع ۱۹: ۲۹)۔

ران:۔ ٹانگ کا گھٹنے سے اوپر کا حصّہ۔ جانور کی پچھلی ٹانگ کا اوپر کا حصّہ۔ جسم کا وہ حصّہ جسے ڈھانکنا ضروری ہے (خروج ۲۸: ۴۲؛ مقابلہ کریں یسعیاہ ۳۲: ۱۱)۔ جسم کا وہ حصّہ جس پر تلوار لٹکاتے ہیں (زبور ۴۵: ۳)۔ نیز وہ جگہ جہاں آلۂ تناسل ہوتا ہے۔ مجازی معنوں میں اس سے آل اولاد مراد ہوتی تھی۔ اُردو میں ترجمہ صُلب کیا گیا ہے (پیدائش ۴۶: ۲۶؛ ۳۵: ۱۱؛ خروج ۱: ۵)۔ ران کے نیچے ہاتھ رکھ کر قسم کھانے (پیدائش ۲۴: ۲؛ ۴۷: ۲۹) سے یہ مُراد تھی کہ یہ قسم جسم کے ایک اہم حصّے سے تعلق رکھتی ہے اور قسم کھانے والوں کی اولاد کا بھی فرض ہے کہ اسے پُورا کرنے میں حصّہ لیں۔

ران کا ذکر غیرت کی نذر کے سلسلے میں بھی آتا ہے، جس سے خاوند کاہن کے سامنے اپنی بیوی کی پاک دامنی کا امتحان کرتا تھا۔ اس کے لئے دیکھئے غیرت کی نذر کی قربانی۔

رانگا:۔ ایک دھات جسے تھوڑی مقدار میں پیتل میں ملانے سے تانبا بنتا ہے۔ رانگے کا ذکر چاندی میں ملاوٹ کے سلسلے میں آتا ہے (یسعیاہ ۱: ۲۵؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸؛ ۲۷: ۱۲)۔ نیز دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۲ و

راہ، راستہ، طریق:۔

۱۔ پُرانے عہدنامہ میں

عام لغوی استعمال کے علاوہ یہ اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہؤا ہے۔ یہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ آدمی جو راہ اختیار کرتا ہے وہ اُس کے کردار کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ اس سے اُس کا نصب العین اور مقصد نمایاں ہو جاتا ہے۔ سو اسے اخلاقی یا مذہبی معنوں میں لیا جاتا ہے۔ راہ اچھی یا بُری ہو سکتی ہے (یرمیاہ ۱۸: ۱۱)۔ یہ خدا کی مرضی اور ارادوں کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے (مثلاً خروج ۳۳: ۳؛ ایوب ۲۱: ۱۴، ۳۱؛ زبور ۶۷: ۲؛ حزقی ایل ۱۸: ۲۵۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ روش۔ کیتھولک راہ)۔ اس سے خدا کے احکام پر عمل کرنا بھی مُراد ہے (جیسے زبور ۱۱۹: ۱۴، ۲۷، ۲۹، ۳۰ اور کئی دفعہ)۔ یہ آدمی کے چال چلن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا (زبور ۱: ۱، ۶؛ امثال ۳۰: ۱۹، ۲۰)۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

پُرانے عہد نامہ کے مجازی معنوں میں یہاں اور وسعت پیدا ہوئی ہے۔ متی ۷: ۱۳، ۱۴ میں دو راستوں کا ذکر ہے جو ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ ربیوں کی کتابوں میں یہ خیال کافی عام تھا اور اسے ★ دِدخے اور ★ برنباس کے خط میں، اور اس کے بعد آبائے کلیسیا کی تصنیفات میں آگے بڑھایا گیا ہے۔

یاد رہے کہ راہ کے لئے یونانی لفظ hodos ہے۔ یوحنّا رسول خداوند مسیح کے مشہور قول "راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں" (یوحنّا ۱۴: ۶) میں یہی لفظ راہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیحی کلیسیا کا سب سے پُرانا نام "راہ" (hodos) تھا۔ اس نے غالباً یہ نام اپنے لئے خود چُن لیا تھا۔ "خداوند کی راہ" کے لوگ (اعمال ۱۸: ۲۵)۔ لیکن اُردو ترجمہ میں "راہ" کی جگہ "طریق" استعمال کرنے سے اس نام کے خداوند کے قول سے تعلق پر پردہ پڑ جاتا ہے (اعمال ۹: ۲؛ ۱۹: ۹، ۲۳؛ ۲۲: ۴؛ ۲۴: ۱۴، ۲۲)۔

عبرانیوں کی کتاب کا مصنف نئی اور زندہ راہ کا ذکر کرتا ہے جو ہمیں خدا کی حضوری میں لے جاتی ہے اور یہ زندہ راہ خداوند یسوع مسیح ہیں جن کے خون کی قربانی سے یہ ہمارے لئے ممکن ہؤا ہے (عبرانیوں ۱۰: ۱۹-۲۲)۔

راہب:۔ دیکھئے رہبت

راہ تیار کرنے والا:۔ یونانی کے ایک لفظ کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے اُردو کے تین مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ یونانی لفظ کا مطلب آگے دوڑنا ہے prodromos پیشرو (عبرانیوں ۶: ۲۰)۔ یہ لفظ خداوند یسوع مسیح کے لئے استعمال ہؤا ہے جو ہمارے آگے آگے خدا کے حضور داخل ہوئے ہیں تاکہ ہم بھی ان کے پیچھے وہاں داخل ہو سکیں۔

پرانے زمانے کے حاکم اپنے آگے قاصد یا راستہ تیار کرنے والوں کو بھیجتے تھے تاکہ اُن کی آمد کی تیاری کی جائے۔ یوحنّا بپتسمہ دینے والا شاہ المسیح کی راہ تیار کرنے والا تھا (یسعیاہ ۴۰: ۳؛

یوحنا ۴: ۳-۶)۔ مسیح نے یروشلیم جاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو سامریہ کے ایک گاؤں میں بھیجا تاکہ ان کی آمد کے لئے تیاری کریں (لوقا ۹: ۵۲)۔

راہزن :- راستہ میں لوگوں کو لوٹنے والا۔ ڈاکو۔ بٹ مار۔ دیکھئے لوٹنا۔

راہِ غمناک :- وہ روایتی راستہ جو خداوند یسوع نے پیلاطس کے قلعہ سے شہر کے باہر گلگتا تک اس وقت پیدل طے کیا جب انہیں صلیب دینے کے لئے لے گئے۔ یہ راستہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ ۷۰ اور پھر ۱۳۵ عیسوی میں یروشلیم کو تباہ کر دیا گیا تھا۔ تاہم رومی کلیسیا کے راہبوں کی روایت کے مطابق چودہ مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے جو اُس راستہ میں آتے ہیں۔ مسیحی زائرین کی مدد کے لئے موجودہ یروشلیم میں اس راستہ کے مختلف گرجوں اور نجی گھروں میں تصاویر وغیرہ کے ذریعہ ان چودہ مقامات کے متعلق معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ وہ مقامات یہ ہیں :-

۱۔ پیلاطس کا قلعہ جہاں خداوند یسوع کو صلیب کی سزا کا حکم سُنایا گیا (یوحنا ۱۹: ۱۳۔ اس تختِ عدالت کو عبرانی میں ★ گبتا کہتے تھے)۔

۲۔ خداوند یسوع کے کندھوں پر صلیب رکھی۔

۳۔ وہ صلیب کے بار سے گر جاتے ہیں۔

۴۔ وہ اپنی ماں سے ملتے ہیں۔

۵۔ شمعون کرینی کو بیگار میں صلیب اُٹھانے کا حکم ملتا ہے (متی ۲۷: ۳۲؛ مرقس ۱۵: ۲۱؛ لوقا ۲۳: ۲۶)۔

۶۔ ورونقا اپنے رومال سے خداوند کا منہ پونچھتی ہے۔ روایت کے مطابق رومال پر خداوند کی تصویر نقش ہو جاتی ہے۔

۷۔ خداوند دوبارہ گر پڑتے ہیں۔

۸۔ وہ یروشلیم کی عورتوں کو ملتے ہیں (لوقا ۲۳: ۲۸-۳۱)۔

۹۔ وہ تیسری مرتبہ گر پڑتے ہیں۔

۱۰۔ اُن کے کپڑے آتارے جاتے ہیں (دیکھئے متی ۲۷: ۳۵)۔

۱۱۔ وہ صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں۔

۱۲۔ وہ دم توڑ دیتے ہیں۔

۱۳۔ اُن کی لاش صلیب سے اُتاری جاتی ہے۔

۱۴۔ اُنہیں قبر میں رکھا جاتا ہے۔

رائی :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۷

رباب۔ سارنگی :- دیکھئے موسیقی، موسیقی کے ساز ۲ ح

ربّ الافواج :- فوجوں کا ربّ۔ خدا کا ایک نام۔ لشکروں کا خدا (زبور ۴۶: ۷)۔ لشکروں سے مراد آسمان کے سب فرشتگان ہیں جو خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد ہیں۔ نیز دیکھئے خدا کے پاک نام۔

ربّ سارِس :- (ایک اسوری لقب۔ رب = سردار یا خداوند سارس = اُمرا یا خواجہ سراؤں کا سردار)۔ اس کا ذکر دو اعلےٰ حاکموں یعنی ★ ترتان اور ★ ربشاقی کے ساتھ (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۷) آتا ہے۔

غالباً سرسکیم (یرمیاہ ۳۹: ۳) اور نبوشزبان (یرمیاہ ۳۹: ۱۳) بھی ربّ سارس تھے۔

ربشاقی :- (غالباً اس کے معنی ہیں ساقیوں کا سردار۔ ربّ = خداوند، ساقی = جام پیش کرنے والا۔ لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اسوری لفظ ساقو سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں اعلےٰ افسر)۔

جب شاہِ اسور سنخیرب لکیس شہر کا محاصرہ کر رہا تھا تو اُس نے اپنے تین اعلےٰ افسروں کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ حزقیاہ بادشاہ کے پاس یروشلیم بھیجا تاکہ اُنہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرے۔ ربشاقی نے شہریوں کو اُن کی زبان میں خطاب کیا۔ اس پر حزقیاہ بادشاہ کے نمائندے نے درخواست کی کہ وہ ارامی زبان میں بات کرے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عام لوگ اُس کی بات سمجھیں اور ہمت ہار دیں۔ لیکن ربشاقی نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ جب شہریوں نے اُس کی بات نہ مانی تو وہ شاہِ اسور کے پاس لبناہ کے شہر کو واپس چلا گیا (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۷، ۱۹، ۲۶-۲۸؛ ۱۹: ۴، ۸ اور مماثل حوالے یسعیاہ ۳۶: ۲، ۴، ۱۱-۱۳، ۲۲ اور ۳۷: ۴، ۸)۔ اس افسر کا رتبہ ★ ترتان سے کم تھا۔

ربع۔ رابع :- مدیان کے اُن پانچ بادشاہوں میں سے ایک جنہیں بنی اسرائیل نے موسیٰ کے حکم سے قتل کیا (گنتی ۳۱: ۸؛ یشوع ۱۳: ۲۱)۔

ربقہ :- (عبرانی = ایک گھیرے دار رسی جس سے بچھڑوں وغیرہ کو باندھتے تھے۔ عربی = ربوقہ = مضبوطی سے باندھنا)۔

ابرہام کے بھتیجے بتوایل کی بیٹی (پیدائش ۲۲: ۲۳) اور اضحاق کی بیوی۔ ربقہ کے انتخاب کی کہانی پیدائش باب ۲۴ میں بیان کی گئی ہے جس سے خدا کی راہنمائی اور کارسازی ظاہر ہوتی ہے۔ ابرہام نے اپنے مختار غالباً الیعزر کو اپنے بیٹے کے لئے بیوی تلاش کرنے کے لئے اپنے وطن بھیجا۔ مختار نے دعا کی اور خدا نے اس کی راہنمائی ربقہ تک کی بتوایل اور اس کے بیٹے نے تمام حالات سُنے اور شادی کے لئے رضامند

ہو گئے۔

ربقہ اپنی شادی کے بیس سال تک بانجھ رہی۔ اضحاق نے خدا سے اولاد کے لئے درخواست کی اور ربقہ حاملہ ہوئی اور اُس کے توام بیٹے عیسو اور یعقوب پیدا ہوئے۔ خدا نے ربقہ کو ان کی الگ الگ راہوں کے متعلق پہلے ہی بتادیا تھا (پیدائش ۲۵: ۲۰-۲۶)۔ اس المیہ کے آغاز کے متعلق پیدائش ۲۵: ۲۸ میں پہلے ہی بتادیا گیا جہاں ہم پڑھتے ہیں کہ اضحاق عیسو کو پیار کرتا تھا اور ربقہ یعقوب کو۔ اس طرفداری کا نتیجہ خاندانی یگانگت کی تباہی کی صورت میں نکلا۔

دوسرا حادثہ اُس وقت پیش آیا جب ربقہ اور اضحاق جرار کے ملک کو گئے۔ ربقہ نے فلستیوں کے بادشاہ ابی ملک کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ وہ اضحاق کی بہن ہے جیسا کہ ابرہام نے بھی ایسے ہی حالات کے ماتحت کیا تھا (پیدائش ۲۶: ۱-۱۱)۔ جب عیسو نے ایک غیر نسل کی عورت سے شادی کی تو اس کے والدین بڑے رنجیدہ ہوئے (پیدائش ۲۶: ۳۴)۔

جب یعقوب نے دھوکے سے اپنے باپ سے عیسو کی جگہ برکت لی تو یہ تجویز ربقہ کی ہی تھی (پیدائش ۲۷: ۵-۱۷)۔ جب یعقوب برکت لینے میں کامیاب ہو گیا تو اس ڈر سے کہ مبادا عیسو اُسے ہلاک کر دے، ربقہ نے اُس کو اس کے ماموں لابن کے پاس حاران بھیج دیا۔ اُس نے اپنے اس کام کو درست ثابت کرنے کے لئے اضحاق سے یہ کہا کہ یعقوب کو اپنے لوگوں میں سے بیوی تلاش کرنی چاہیئے (پیدائش ۲۷: ۴۲-۲۸: ۵)۔

ربقہ کے متعلق بائبل کا آخری بیان اس کی دایہ دبورہ کی وفات (پیدائش ۳۵: ۸) اور اُس کی اپنی موت اور اضحاق کے ساتھ اپنے خاندانی قبرستان مکفیلہ کی غار میں تدفین ہے (پیدائش ۴۹: ۳۱)۔

نئے عہدنامہ میں ربقہ کا حوالہ صرف رومیوں ۹: ۱۰ میں ملتا ہے۔ یہاں پولس رسول فضل کے ذریعہ چناؤ کو بیان کرنے کے لئے اُس واقعہ کا ذکر کرتا ہے جب عیسو اور یعقوب کی پیدائش سے پہلے خدا ربقہ سے ہمکلام ہوا تھا۔

ربقہ بڑی مضبوط قوتِ ارادی کی مالک تھی۔ پہلے اُس کا سارا پیار اپنے خاوند کے لئے تھا لیکن بعد میں اُس کا چھوٹا بیٹا اس کے پیار کا مرکز بن گیا جس سے خاندانی زندگی کے لئے بڑے خطرناک نتائج نکلے۔ لیکن بعد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ خدا نے اِسے بھی اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے استعمال کیا۔

رِبلہ:- ملک حمات میں ایک شہر، یہ ارام (موجودہ شام) کے ایک دریا پر واقع تھا۔ اس کے پاس سے کافی چشمے نکلتے تھے اور اس کے مشرق اور مغرب میں زمین بڑی زرخیز تھی۔ قریبی کوہ لبنان میں کافی لکڑی دستیاب تھی جس کی وجہ سے ہر بادشاہ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اِس شہر کو فتح کرے۔

جب فرعون نکوہ نے ۶۰۰ ق م میں یروشلیم کو فتح کیا تو اُس نے شاہ یہوآخز کو قید کر لیا اور یہوداہ کے ملک کو مصر کے تابع کر کے اس پر خراج لگا دیا۔ وہ بادشاہ کو مصر لے گیا جہاں وہ مرگیا (۲- سلاطین ۲۳: ۳۱-۳۴)۔ اُس کی جگہ اُس نے اُس کے بیٹے الیاقیم کو تخت پر بٹھایا۔

کچھ عرصے کے بعد کسدی صدقیاہ بادشاہ کو پکڑ کر شاہ بابل بنوکدنضر جو اُس وقت مصر سے جنگ کر رہا تھا کے پاس ربلہ میں لائے۔ وہاں اُس کے سامنے اُس کے بیٹوں کو ذبح کیا گیا اور پھر اُس کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں (۲- سلاطین ۲۵: ۶؛ یرمیاہ ۳۹: ۵، ۷؛ ۵۲: ۹، ۱۰)۔ پھر بنوکدنضر نے یروشلیم کو تباہ کر دیا اور کاہنوں اور ہیکل کے محافظوں کو ربلہ لے جا کر قتل کر دیا اور باقی یہودیوں کو اسیر کر کے لے گیا۔

ربّونی:- ربّی کی بدلی ہوئی شکل۔ اُستاد کے لئے عبرانی لفظ (یوحنا ۲۰: ۱۶)۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۲۲

ربّہ:- ۱- یہوداہ کے کوہستانی ملک میں ایک شہر اور اس سے ملحقہ گاؤں (یشوع ۱۵: ۶۰)۔ یہ اب نامعلوم ہیں۔ غالباً اسے تل العمرنا کے نوشتوں میں ربوت کہا گیا ہے۔

۲- عمون کا دارالحکومت جو یردن کے مشرق میں ۲۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اُردن کا موجودہ دارالحکومت عمان، عمون ہی کا نمائندہ ہے۔ یہاں پر بسن کے بادشاہ عوج کا لوہے کا پلنگ تھا (استثنا ۳: ۱۱)۔

داؤد بادشاہ سے پیشتر اس کا ذکر بہت کم آتا ہے۔ داؤد نے عمون کے نئے بادشاہ حنون کے والد ناحس کی وفات پر اُسے تسلّی دینے کے لئے قاصد بھیجے، لیکن اُس نے انہیں جاسوس سمجھا اور ان کی بے عزّتی کی اور ارامیوں سے مدد طلب کر کے جنگ کا اعلان کر دیا۔ داؤد نے یوآب کو دشمن کا مقابلہ کرنے کو بھیجا جو میدبا کے سامنے خیمہ زن تھا (۱- تواریخ ۱۹: ۶-۷)۔ جب یوآب نے دیکھا کہ اُس کے آگے اور پیچھے صف بندی ہے تو اُس نے اپنی فوج کو بانٹ دیا اور دشمن کو شکست دی (۲- سموئیل باب ۱۰)۔ بعد میں داؤد نے ارامیوں کو حلام میں شکست دی (۲- سموئیل ۱۰: ۱۷) اور اپنی توجہ عمون پر مرکوز کر دی۔ داؤد خود تو اپنے گھر میں رہا لیکن یوآب نے ربّہ کو جا گھیرا۔ بالآخر یوآب نے پانیوں کے شہر کو مغلوب کر دیا لیکن خاص قلعہ کو فتح نہ کیا بلکہ داؤد کے لئے چھوڑ دیا تاکہ فتح کا سہرا بادشاہ کے سر بندھے۔ فتح کے بعد وہاں کے لوگوں سے جبری مشقت لی گئی (۲- سموئیل ۱۲: ۲۶-۳۱؛ ۱- تواریخ ۲۰: ۱-۳)۔

سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد عمون آزاد ہو گیا اور اسرائیلیوں کو تکلیف دینے لگا۔ انبیاء نے ربّہ کے خلاف ہو کہ عمون کی نمائندگی کرتا تھا نبوت کی (یرمیاہ ۴۹: ۲، ۳؛ حزقی ایل ۲۱: ۲۰؛ ۲۵: ۵؛ عاموس ۱: ۱۴)۔ بطلیمس فلدلفس نے ربّہ کو دوبارہ تعمیر کیا (۲۸۵-۲۴۶ ق م) اور اُس کا نام فلدلفیہ رکھا۔ یہ ★ دکپلس کا ایک اہم شہر اور تجارتی مرکز بن گیا۔ عمان کے گرد و نواح میں اب بھی اثریات سے متعلق کھنڈرات پائے جاتے ہیں جن کا تعلق خروج سے سینکڑوں سال پہلے سے ہے۔

ربّی:- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۲۲

ربیت:- اشکار کے علاقے کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۲۰)۔

رتمہ:- ایک بوٹی جس کے پتے بہت چھوٹے اور نوکیلے ہوتے ہیں۔ یہ لبنان کی مغربی ڈھلوان پر ہوتی ہے (دیکھئے یرمیاہ ۱۷: ۶؛ ۴۸: ۶)۔

رِتمہ:- بنی اسرائیل کی سینا سے تیسری منزل (گنتی ۳۳: ۱۸)۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ "جنوب کا رامہ" ہے (یشوع ۱۹: ۸)۔

رتھ:- عبرانی ر-ک-ب (ریش-کاف-بیتھ) کے مادہ سے مختلف لفظ ترکیب دیئے گئے ہیں جن کے بنیادی معنی سواری اور رتھ کے ہیں۔ مثلاً رکب۔ سو سے زیادہ مرتبہ (= رتھ)؛ مرکاباہ۔ تقریباً چالیس بار (= رتھ)؛ رکباہ۔ ایک مرتبہ (حزقی ایل ۲۷: ۲۰۔ سواری)؛ رکوب ایک بار (زبور ۱۰۴: ۳۔ رتھ)؛ مرکاب تین دفعہ لیکن غالباً اس کے معنی گدی یا زین ہیں۔ ایک مرتبہ اس کا ترجمہ رتھ کیا گیا ہے (۱-سلاطین ۴: ۲۶) اور باقی دو جگہ زین (احبار ۱۵: ۹) اور گدی (غزل الغزلات ۳: ۱۰)۔ کیتھولک ترجمہ میں تکوین، خروج، یوشع اور قضاۃ کی کتب میں لفظ رتھ کی جگہ گاڑی ہے اور باقی جگہ رتھ۔
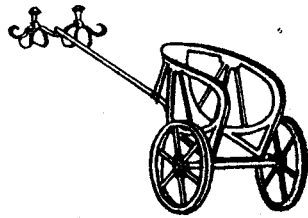
رتھ دو پہیے والی گاڑی تھی جسے دو گھوڑے کھینچتے تھے۔

مصر میں یوسف فرعون بادشاہ کے پیچھے دوسرے رتھ میں سوار تھا (پیدائش ۴۱: ۴۳)۔ یعقوب کی لاش کو رتھوں کے جلوس میں جنازے کے لئے لے جایا گیا (پیدائش ۵۰: ۹)۔ فرعون نے بنی اسرائیل کا بحرِ قلزم تک تعاقب رتھوں میں کیا (خروج ۱۴: ۷-۱۵، ۱۹)۔ کنعانیوں کے رتھ لوہے کے تھے۔ غالباً اس سے یہ مراد ہے کہ رتھوں کو لوہے کی چادروں سے مضبوط کیا گیا تھا یا ان میں تیز کیل میخ ابھرے ہوئے تھے (یشوع ۱۷: ۱۶؛ قضاۃ ۱: ۱۹)۔ لیکن یہ رتھ اُن رتھوں کی طرح لیس نہیں تھے جو مکدنیہ کے زمانے میں استعمال ہوتے تھے جن کے دُھروں میں تلوار کا پھل لگا ہوا ہوتا تھا۔ وہ دوسری گاڑی کو نقصان دیتے اور پیادہ فوج کو زخمی کرتے تھے۔ رتھوں کا نہ ہونا بنی اسرائیل کی میدانی علاقے میں ناکامی کی بڑی وجہ تھی جبکہ کوہستانی علاقہ میں باشندوں کو نکالنے میں وہ کامیاب ہوئے (قضاۃ ۱: ۱۹)۔ فلستیوں نے بنی اسرائیل پر تیس ہزار رتھوں اور ایک بڑی فوج سے حملہ کیا تھا (۱-سموئیل ۱۳: ۵)۔ جب داؤد بادشاہ کے خلاف رتھوں سے حملہ کیا گیا تو اُس نے رتھوں کے گھوڑوں کی ★ کونچیں کاٹ ڈالیں (۲-سموئیل ۸: ۴)۔ جب ادونیاہ نے اپنے باپ یعنی داؤد بادشاہ کے خلاف بغاوت کا منصوبہ بنایا (۱-سلاطین ۱: ۵) تو اُس نے اپنے لئے رتھ کا انتظام کیا۔ یاد رہے کہ رتھ صرف بادشاہ اور اُمراء ہی استعمال کرتے تھے اور یہ دنیوی عیش و عشرت، رُعب اور دبدبہ کی علامت تھے (دیکھئے ۱-سموئیل ۸: ۱۱)۔ جب سرکاری طور پر شاہی خاندان کی سواری رتھ پر شہر سے گزرتی تھی تو خادم پیدل اُس کے آگے آگے دوڑتے تھے (۲-سموئیل ۱۵: ۱؛ ۱-سلاطین ۱: ۵)۔ خدا نے بنی اسرائیل کو گھوڑوں کی افزائش سے منع کیا تھا (استثنا ۱۷: ۱۶)۔ فلسطین کے پہاڑی علاقہ میں رتھ بطور ایک جنگی آلہ کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ پہاڑی علاقے کے فتح ہونے کے بعد اسرائیل میں رتھوں کا استعمال شروع ہوا۔ اگرچہ داؤد بادشاہ نے فلستیوں کے خلاف جنگ کے بعد سو رتھوں کو اپنے لئے بچا لیا تھا (۲-سموئیل ۸: ۴ب) تاہم رتھوں کا جنگ میں باقاعدہ استعمال سلیمان بادشاہ کے عہد میں ہی شروع ہوا۔ ان سب رتھوں کو رکھنے کے لئے سلیمان نے قیام گاہیں بنوائیں (ان کے لئے لفظ شہر استعمال ہوا ہے۔ عبرانی لفظ عیر کا مطلب فصیلدار جگہ ہے ۱-سلاطین ۹: ۱۹)۔ سلیمان بادشاہ نے حصور، مجدو، جزر اور یروشلیم میں رتھوں کے لئے شہر بنائے (۱-سلاطین ۹: ۱۵-۱۹) اور اُس کے پاس ۱۴ سو رتھ تھے (۱-سلاطین ۱۰: ۲۶)۔ سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں بہترین رتھ مصر میں بنائے جاتے تھے اور بہترین نسل کے گھوڑے کلکیہ میں پائے جاتے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سلیمان بادشاہ انہیں ان ملکوں سے خرید کر حتّیوں اور ارامیوں کے سب بادشاہوں کو بیچتا اور اچھا نفع کماتا تھا۔ ایک رتھ کی قیمت چاندی کے چھ سو مثقال اور ایک گھوڑے کی قیمت ڈیڑھ سو مثقال تھی

(۱-سلاطین ۱۰ : ۲۸، ۲۹)۔

جب سلیمان بادشاہ کے عہد کے بعد بنی اسرائیل کا ملک دو حصّوں میں تقسیم ہوگیا تو زیادہ شہر جن میں رتھوں کی قیام گاہیں تھیں اسرائیل کے حصّے میں آئے۔ چونکہ یہوداہ کا علاقہ زیادہ پہاڑی تھا اس لئے وہاں رتھ اتنے کامیاب بھی نہیں تھے۔ اسور کے بادشاہ سلمنسر سوم کے ایک کتبہ سے ہمیں یہ معلومات ملی ہیں کہ اخی اب بادشاہ کے پاس ۲۰۰۰ رتھ تھے۔ لیکن یہ سب رتھ ارام کے بادشاہ سے جنگ کے دوران تباہ ہوگئے یہاں تک کہ یہوآخز بادشاہ کے پاس صرف دس رتھ رہ گئے (۲-سلاطین ۱۳ : ۷)۔

رتھ کے پہیہ کا ذکر ۱-سلاطین ۷ : ۳۳ میں آتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے پہیہ۔

اکثر رتھوں میں دو آدمی سوار ہوتے تھے۔ رتھ بان اور جنگجو سپاہی جس کے ہاتھ میں کمان ہوتی تھی (۱-سلاطین ۲۲ : ۳۴۔ یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں گاڑی چلانے والے کے لئے سنسکرت کا لفظ سارتھی استعمال کیا گیا ہے)۔ ان حوالوں میں جس لفظ کا ترجمہ سردار کیا گیا ہے (۲-سلاطین ۷ : ۲، ۱۷، ۱۹؛ ۱۰ : ۲۵؛ ۱۵ : ۲۵) وہ عبرانی میں شالش (تین میں سے ایک یا تین پر ایک) ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ان رتھوں میں تین شخص ہوتے تھے۔ اسوری رتھ مصری اور عبرانی رتھ سے بڑا ہوتا تھا اور اس میں ۳ یا ۴ شخص سوار ہوتے تھے۔ اس کی ایک روشن تصویر ناحوم ۲ : ۳، ۴ میں ملاحظہ ہو۔

نئے عہد نامہ میں رتھ کا سب سے مشہور ذکر اعمال ۸ میں حبشی خوجہ کے سلسلے میں ہے۔ مکاشفہ کی کتاب میں بھی دو مرتبہ رتھوں کا ذکر ہے (۹ : ۹؛ ۱۸ : ۱۳۔ موخرالذکر حوالے میں ترجمہ گاڑیاں ہے)۔

رتھ دوڑ:- دیکھئے کھیل ۲ ز

رجم۔ راجم:- کالب کے خاندان کے یہدی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲ : ۴۷)۔

رجم:- عبرانی اور عربی کا لفظ بمعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ پتھراؤ کرنا۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں نہیں آتا لیکن عبرانی میں استعمال ہوا ہے (احبار ۲۰ : ۲؛ استثنا ۲۱ : ۲۱ وغیرہ)۔
دیکھئے سنگسار کرنا۔

رجم ملک:- اُن میں سے ایک آدمی جنہیں زکریاہ نبی کے پاس بھیجا گیا کہ معلوم کریں کہ روزہ رکھنا چاہیئے کہ نہیں (زکریاہ ۷ : ۲)۔

رُحامہ:- (عبرانی = قابلِ رحم)۔ اسرائیل کا ایک علامتی نام (ہوسیع ۲ : ۱ قب رومیوں ۹ : ۲۵، ۲۶؛ ۱-پطرس ۲ : ۱۰)۔ یہ رعایتِ لفظی کی مثال ہے۔ ہوسیع نبی کی بیوی جُمر سے جو لڑکی پیدا ہوئی اُس کا پہلا نام لورُحامہ (= ناقابلِ رحم) رکھا گیا تھا (ہوسیع ۱ : ۶) کیونکہ خدا نے نبی پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اسرائیل کی بے وفائی کی وجہ سے اُس پر رحم نہیں کرے گا۔ لیکن بعد میں خدا نے اُسے حکم دیا کہ نام تبدیل کر کے رُحامہ رکھے کیونکہ اب خدا نے اسرائیل پر رحم کر کے اسے معاف کر دیا۔

رحبعام:- (عبرانی = لوگوں کو آزاد کرانے والا)۔ عمونی شہزادی نعمہ سے سلیمان بادشاہ کا بیٹا۔ وہ اسرائیل کے تخت پر سلیمان بادشاہ کا جانشین ہوا (۱-سلاطین ۱۴ : ۲۱)۔ وہ تقریباً ۹۷۵ ق م میں پیدا ہوا اور اکتالیس برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ وہ تاج پوشی کی رسم کے لئے سکم کے مقام پر گیا (۱-سلاطین ۱۲ : ۱)۔ سلیمان بادشاہ نے ملک کے اخراجات بہت بڑھا دیئے تھے۔ اُس کی خواہش تھی کہ اسرائیل کو اُس وقت کی سب سے ممتاز سلطنت بنائے اس لئے اس نے اپنے دارالخلافہ پر بہت رقم لگائی۔ اپنے سیاسی اقتدار کو قائم کرنے اور غیر یہودی بادشاہوں سے تعلق استوار کرنے کی غرض سے اس نے ان کی بیٹیوں کو بیاہ کر اپنے محل میں رکھ لیا تھا (۱-سلاطین ۱۱ : ۱-۳)۔ بہت سی غیر قوم عورتوں کی وجہ سے سلیمان کا دل خدا کی طرف سے پھر گیا تھا۔ ان شاہی اور تعمیراتی اخراجات کی وجہ سے بادشاہ نے لوگوں پر بھاری خراج لگا دیا تھا۔ سلیمان کی وفات کے بعد لوگوں نے اس بوجھ کے خلاف احتجاج کرنے کی ٹھانی۔ اُنہوں نے ★ یربعام کو جو سلیمان سے ڈر کر مصر چلا گیا تھا بلوایا کہ وہ رحبعام سے اُن کے لئے درخواست کرے کہ خراج کا بوجھ کم کیا جائے۔ خدا نے یربعام پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اسرائیل کے دس قبیلوں پر سلطنت کرے گا (۱-سلاطین ۱۱ : ۳۵)۔ جب بادشاہ نے لوگوں کی درخواست سُنی تو اُس نے اپنے صلاح کاروں کی رائے طلب کی۔ عمر رسیدہ صلاح کاروں نے تو نرمی کی صلاح دی، لیکن بادشاہ کے ہم عمر جوان صلاح کاروں نے اور سختی کرنے کو کہا۔ جب بادشاہ نے عوام کو مزید سختی کی دھمکی دی تو وہ باغی ہوگئے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے ادُورام کو خراج اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا تو اُنہوں نے اُسے سنگسار کر دیا۔ اس پر بادشاہ ڈر کر یروشلیم بھاگ گیا (۱-سلاطین ۱۲ : ۱۶-۱۹) اور یربعام شمال کے دس قبیلوں کا بادشاہ بن گیا۔ رحبعام نے یہوداہ اور بنیمین کے قبیلوں سے جنگی مرد اکٹھے کئے لیکن خدا کا حکم ملنے پر حملہ کرنے سے رُک گیا (۱-سلاطین ۱۲ : ۲۰-۲۴)۔ یربعام نے سکم اور فنوایل شہروں کو پھر تعمیر کر دا کے مضبوط بنوایا اور بت پرستی کی رسوم کو پھر شروع کیا۔ اس نے رحبعام سے برابر جنگ جاری رکھی

(۱-سلاطین ۱۲: ۲۵-۲۸؛ ۱۴: ۲۹-۳۰)۔
رحبعام نے بھی چھین نہ لیا بلکہ اپنی مملکت کو مضبوط بنانے کے منصوبے بنائے۔ اُس نے اُونچے مقاموں اور ہرے درختوں کے نیچے ستونوں وغیرہ بنوائیں اور لفرتی رسومات اور مکروہ کاموں کی حوصلہ افزائی کی (۱-سلاطین ۱۴: ۲۲-۲۴)۔ جب اُسے اسرائیل (شمالی سلطنت) پر حملہ کرنے سے روکا گیا تو اُس نے اپنے ملک کو محفوظ و مضبوط بنانے کے لئے شہروں کی قلعہ بندی کی اور بیت لحم، جات، لکیس، حبرون اور دوسرے شہروں کو محاصرے کے خطرے سے بچانے کے لئے رسد وغیرہ جمع کر کے سب انتظام مکمل کئے (۲-تواریخ ۱۱: ۵-۱۷)۔ اُس نے اُن لاویوں اور کاہنوں کو بھی پناہ دی جنہیں یربعام نے اسرائیل سے نکال دیا تھا۔ اسی وجہ سے تین سال تک یعنی جب تک وہ سیدھی راہ پر چلتا رہا خدا نے رحبعام کی حکومت کو مضبوط اور محفوظ رکھا۔

رحبعام کے عہد کے پانچویں سال میں شاہِ مصر سیسق نے چڑھائی کر کے جنوبی سلطنت کے کئی شہر فتح کر لئے (۱-سلاطین ۱۴: ۲۵)۔ بہت ممکن ہے کہ اس حملہ میں یربعام کا ہاتھ ہو کیونکہ جب اُس نے سلیمان بادشاہ سے بھاگ کر مصر میں پناہ لی تو مصر کا بادشاہ اُس کے ملک کے حالات سے آگاہ ہو گیا (۱-سلاطین ۱۱: ۴۰)۔ مصر میں کارنک کے مندروں میں چند نقوش ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سیسق نے ۱۸۰ شہروں کو فتح کیا تھا جن میں شمال کے اسرائیلی شہر بھی شامل تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ رحبعام نے اپنے باپ سلیمان کی طرح عیش پسند اور نمائشی زندگی بسر کرنے کا طریقہ اپنایا تھا۔ اُس نے بھی بہت بیویاں کیں اور ایک بڑا خاندان قائم کیا۔ اُس کی اٹھارہ بیویاں اور ساٹھ حرمیں تھیں۔ ان سے اُس کے اٹھائیس بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں ہوئیں (۲-تواریخ ۱۱: ۱۸-۲۴)۔ اُس نے اپنے بیٹے ابیاہ کو اپنا جانشین بنایا (۲-تواریخ ۱۲: ۱۶ اور ۱-سلاطین ۱۴: ۳۱ میں اُس کے بیٹے کا نام ابیام دیا گیا ہے لیکن متی ۱: ۷ میں ابیاہ ہے)۔

رحبیاہ۔ رحب یاہ: (عبرانی = یاہ وسیع ہے)۔
الیعزر کا بیٹا اور موسیٰ کا پوتا (۱-تواریخ ۲۳: ۱۷؛ ۲۴: ۲۱؛ ۲۶: ۲۵)۔

رحم: عبرانی لفظ اردو کے بطن اور رحم کے الفاظ سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ بدن کی اندرونی ساخت کے متعلق عبرانیوں کا علم غیر واضح تھا۔ بچے کے صورت اختیار کرنے اور پرورش پانے کی جگہ کے لئے لفظ بطن، رحم اور پیٹ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ عام طور پر زندگی کی ابتدا کے وقت یا جگہ کی طرف اشارہ کرتا ہے (ایوب ۱: ۲۱؛ یسعیاہ ۴۹: ۱)۔ بچے کا پیٹ میں نشوونما پانا ایک بھید ہے جو بائبل کے بزرگ صحیح طور پر خدا سے منسوب کرتے ہیں (ایوب ۳۱: ۱۵؛ واعظ ۱۱: ۵)۔ بچے کی پیدائش سے پہلے پیٹ میں حرکت کرنے کا ذکر لوقا ۱: ۴۱ میں آیا ہے۔ بانجھ پن خدا کی طرف سے رحم کے بند ہونے کے باعث ہوتا ہے (۱-سموئیل ۱: ۵)۔ یہ عورت کے لئے بڑی تکلیف اور کڑھنے کا سبب ہوتا تھا (دیکھئے آیت ۶)۔ پہلوٹھے بچے کو عبرانی "رحم کھولنے والا" کہتے تھے (دیکھئے خروج ۱۳: ۲ کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ)۔

رحم گاہ: کفارہ کے سرپوش کے لئے کیتھولک ترجمہ کا بہت موزوں لفظ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سرپوش۔

رحوب: (عبرانی = چوڑا)۔
۱- کنعان کی شمالی حد جہاں تک موسیٰ کے بھیجے ہوئے جاسوس گئے تاکہ ملک کا حال معلوم کریں (گنتی ۱۳: ۲۱)۔ اس کا ذکر داؤد کی ارامیوں کے ساتھ جنگ کے سلسلے میں آتا ہے (۲-سموئیل ۱۰: ۸)۔ قضاۃ ۱۸: ۲۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت رحوب اور رحوب ایک ہی جگہ کا نام ہے۔
۲- دو مختلف شہر جو آشر کے قبیلے کے تھے (یشوع ۱۹: ۲۸)۔
۳- ہددعزر کا باپ، جس کا دارالخلافہ ضوباہ تھا۔ داؤد بادشاہ نے اُس سے اور اُس کے ساتھیوں کے خلاف ایک جنگ جیتی (۲-سموئیل ۸: ۳، ۱۲)۔
۴- ایک لاوی جس نے اوروں کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۱)۔

رحوبوت: (عبرانی = وسیع جگہیں)۔
۱- اسور میں ایک شہر جسے نمرود نے بنایا (پیدائش ۱۰: ۱۱)۔ ساؤل اس جگہ کا باشندہ تھا (۱-تواریخ ۱: ۴۸)۔ یہ اسرائیل کے بادشاہوں سے بہت پہلے ادوم پر بادشاہ ہوا (پیدائش ۳۶: ۳۱-۳۷)۔
۲- ایک کنواں جو اضحاق نے جرار کی وادی میں کھودا (پیدائش ۲۶: ۲۲)۔

رحوم: (عبرانی = محبوب)۔
۱- ایک شخص جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۲)۔
۲- ارتخششتا بادشاہ کے دنوں میں ایک شخص جس نے یروشلیم کے یہودیوں کے خلاف خط لکھنے میں مدد کی (عزرا ۴: ۸)۔
۳- بانی کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۷)۔
۴- ایک شخص جس نے اسیری کے بعد عہد پر دستخط کئے

(نحمیاہ ۱۰: ۲۵)۔

۵۔ ایک کاہن جو زرُبابل کے ہمراہ فلسطین واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۳)۔

رَحم:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۶ع

رَحَم۔ رحیم:۔ (عبرانی = رحم)۔ یرقعام کا باپ۔ سمع کا بیٹا (۱۔تواریخ ۲: ۴۴)۔

رخنہ بندی کرنے والے:۔ وہ لوگ جو کشتی بناتے وقت یا بعد میں کشتی کو پن روک ناتے تھے تاکہ پانی کشتی کے اندر نہ آئے۔ کیتھولک ترجمہ میں "درز بندی کرنے والے" ہے (حزقی ایل ۲۷: ۹، ۲۷)۔

رُدُس۔ رودُس:۔ (یونانی = گلاب)۔ بحیرۂ روم میں جنوب مغربی ایشیائے کوچک کے ساحل سے کچھ فاصلے پر ایک جزیرہ جس کا رقبہ ۴۲۰ مربع میل ہے۔ اپنے وقت میں یہ یونانی ریاستوں میں بہت اہمیت رکھتا تھا کیونکہ یہ تجارتی شاہراہ پر واقع تھا اور تجارت کے جہاز مشرق سے مغرب جاتے ہوئے یہاں رُکتے تھے۔ لیکن جب پولس رسول ترواس سے قیصریہ جاتے ہوئے یہاں ٹھہرا تو اس کی شہرت بہت کم ہو چکی تھی (اعمال ۲۱: ۱)۔

رُدُس سورج دیوتا کی پوجا کا مرکز تھا۔ اسی دیوتا کا بہت بڑا دھات کا مجسّمہ بندرگاہ میں نصب کیا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگوں کے نیچے سے جہاز گزرتے تھے۔ یہ بُت کولوسس Colossus ۲۲۴ ق۔م میں زلزلے سے تباہ ہو گیا تھا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اس جزیرے کا ذکر پرانے عہد نامہ میں بھی ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ حزقیال ۲۷: ۱۵)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ددان شائد کوئی اور جگہ ہے۔ نیز دیکھئے ددان۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷، ۳ د

رَدّی۔ ردائی:۔ داؤد بادشاہ کے باپ یسّی کے سات بیٹوں میں سے پانچواں بیٹا (۱۔تواریخ ۲: ۱۴)۔ داؤد ساتواں بیٹا تھا۔

رُدی۔ رودہ:۔ (یونانی = گلاب)۔ ایک لونڈی جو کھٹکھٹانے کی آواز پر دروازے پر آئی اور پطرس رسول کی آواز سُن کر خوشی کے مارے بھاگتی ہوئی واپس گئی اور دروازہ نہ کھولا۔ یہ یوحنا مرقس کا گھر تھا (اعمال ۱۲: ۱۳)۔

رزون:۔ (عبرانی = شریف۔ ذی رُتبہ)۔ الیدع کا بیٹا۔ جب داؤد بادشاہ نے ضوباہ کے بادشاہ ہدد عزر پر حملہ کیا تو رزون اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر بھاگ گیا (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۳، ۲۴) اور دمشق پر قبضہ کر کے وہاں کا حاکم بن گیا۔ وہ سلیمان بادشاہ کے تمام عہد میں ادومی ہدد کے ساتھ مل کر اسرائیل کا دشمن بنا رہا (آیات ۱۴، ۲۵)۔ بعد میں وہ ارام پر حکومت کرتا رہا۔

یہ غالباً وہی شخص ہے جسے ۱۔سلاطین ۱۵: ۱۸ میں حزیون کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ہدد کا بیٹا تھا۔ کچھ بھی ہو اس شخص نے ایک مضبوط ارامی سلطنت کی بنیاد ڈالی جس کے مشہور بادشاہوں میں بن ہدد اوّل اور بن ہدد دوم قابلِ ذکر ہیں۔

دیکھئے بن ہدد۔

رسف۔ راشف:۔ (عبرانی = شعلہ)۔ افرائیم کی اولاد سے ایک شخص جس کے متعلق اور کچھ معلوم نہیں (۱۔تواریخ ۷: ۲۵)۔

رسن۔ راسن:۔ (عبرانی = فصیل دار جگہ)۔ ایک شہر جسے نمرود نے بسایا۔ یہ نینوہ اور کلح کے درمیان واقع تھا (پیدائش ۱۰: ۸-۱۲)۔

رسوائی:۔ دیکھئے شرم۔

رسول:۔ خدا کی طرف سے پیغام لانے والا۔ ایلچی۔ قاصد۔ نئے عہد نامہ میں یونانی لفظ apostolos کا ترجمہ۔ اُردو کی طرح یونانی لفظ بھی دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ مسیحی اصطلاح۔ خداوند مسیح کے اُن بارہ شاگردوں کے لئے جنہیں اُنہوں نے چُنا اور اپنے ساتھ رکھ کر تربیت دی اور پھر منادی کے لئے بھیجا اور اُنہیں بدروحوں کو نکالنے کا اختیار بخشا (مرقس ۳: ۱۳-۱۵) اور اُنہیں رسول کا لقب دیا (لوقا ۶: ۱۳)۔

یہوداہ اسکریوتی کی خودکشی کے بعد بارھویں جگہ پُر کرنے کے لئے پطرس نے رسول کے چناؤ کے لئے یہ معیار تجویز کیا کہ وہ خداوند یسوع کے بپتسمہ سے لے کر اُن کے آسمان پر اُٹھائے جانے تک برابر اُن کے ساتھ رہا ہو اور اُن کے جی اُٹھنے کا گواہ ہو (اعمال ۱: ۲۱-۲۶)۔

۲۔ عام وسیع تر معنوں میں ہم یہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ آیا یونانی لفظ apostolos کسی عبرانی اصطلاح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تاہم عبرانی کا ایک لفظ شلیخ (مادہ شین۔ لامد۔ خیتھ) اس قسم کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کسی کو باضابطہ نمائندہ بنا کر کوئی خاص کام اُس کے سپرد کرنا۔ شائد پولس اسی قسم کا "شلیخ" (نمائندہ) تھا جب وہ سردار کاہنوں کی طرف سے پروانے لے کر دمشق کو جا رہا تھا (اعمال ۹: ۲)۔ پرانے عہد نامہ میں اسی مادہ کا لفظ ۱۔سلاطین

۱۴: ۶ میں اخیاّہ نبی کے متعلق استعمال ہؤا ہے "کیونکہ میں تو تیرے ہی پاس سخت پیغام کے ساتھ بھیجا گیا ہوں"۔

ربّیوں کی کہاوت کے مطابق جو ★ مِشنہ میں درج ہے روایت ہے کہ "کسی شخص کا رسول (عبرانی شلیخ) اپنے بھیجنے والے کی مانند ہوتا ہے"۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو اختیار دیتے وقت یہی خیال دہرایا (متّی ۱۰: ۴۰)۔ وہ رسولوں کو بھیجتے وقت اختیار دیتے ہیں (مرقس ۲: ۱۰؛ ۳: ۱۵؛ یوحنّا ۲۰: ۲۱-۲۳)۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ رسول اور اس کی جمع پرانے عہدنامہ میں چار جگہ استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۴۲: ۱۹؛ ۴۴: ۲۶؛ ملاکی ۲: ۷؛ ۳: ۱- کیتھولک ترجمہ = بھیجے ہوئے اور پیامبر) لیکن یہ عبرانی کے اُس لفظ کا ترجمہ ہے (مادہ میم۔ لام۔ کاف) جس کے معنی فرشتہ (قب عربی مَلَک، جمع ملائک) ہیں اور یاد رہے کہ یونانی لفظ angelos کے معنی ہیں خبر دینے والا۔ اسی لئے euangelion = انجیل سے مراد "خوشخبری" ہے۔

نئے عہدنامے میں یونانی apostolos تقریباً اسّی مرتبہ استعمال ہؤا ہے۔ لوقا میں ۶ مرتبہ، اعمال میں ۲۸، پولس رسول کے خطوط میں ۲۴ مرتبہ، عبرانیوں، یہوداہ، متّی، مرقس اور یوحنّا میں ایک ایک مرتبہ اور پطرس کے خطوط میں ۳ مرتبہ۔ اِس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ پولس اور اُس کے مددگار لوقا کا یہ ایک پسندیدہ لفظ ہے۔

پولس کے مسیح کو قبول کرنے کے بعد وہ بھی رسول کے عہدے پر فائز ہؤا۔ اگرچہ کئی لوگوں نے اس پر اعتراض کیا لیکن پولس کا یہ دعویٰ تھا کہ خداوند مسیح نے اُسے خود چُنا تھا (رومیوں ۱: ۱؛ ۱-کرنتھیوں ۱: ۱؛ گلتیوں ۱: ۱-۱۵ مابعد)۔ اُس نے رسول ہونے کا اختیار دوسرے رسولوں سے حاصل نہیں کیا تھا۔ اگرچہ وہ اُن شرائط پر پورا نہیں اُترتا جن کا ذکر اُوپر کیا گیا تھا (اعمال ۱: ۲۱-۲۶) لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس کا دمشق کی راہ کا واقعہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اُس پر ظاہر ہونے کا تجربہ تھا (قب ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۸) اور وہ اس بنا پر یہ دعویٰ کر سکتا تھا کہ اُس نے مسیح کو دیکھا ہے اور کہ وہ اُن کے جی اُٹھنے کا گواہ ہے (۱-کرنتھیوں ۹: ۱)۔ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ اُس کا پس منظر دیگر رسولوں سے مختلف ہے۔ وہ تو کلیسیا کو ستانے والا تھا۔ لیکن مسیح کے فضل کے وسیلے وہ رسولوں میں شمار ہؤا اور وہ ایک ہی انجیل کے مبشّر بن گئے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۸: ۱۱)۔

لفظ رسول اُن لوگوں کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے جنہیں خدا نے اسرائیل میں منادی کے لئے بھیجا (لوقا ۱۱: ۴۹)۔ یونانی میں یہ اُن کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے جنہیں کلیسیا نے تبلیغ کے لئے بھیجا یعنی ططس اور اپفردتس کے لئے۔ چونکہ یہاں اس کا مفہوم وسیع ہے اس لئے اردو ترجمہ میں لفظ قاصد کا استعمال موزوں ہے (۲-کرنتھیوں ۸: ۲۳؛ فلپّیوں ۲: ۲۳)۔

لفظ "رسولوں" کا استعمال رومیوں ۱۶: ۷ میں اندرنیکس اور یونیاس کے سلسلے میں غور طلب اور دلچسپ ہے۔ اِس آیت کا عام تاثر یہ ہے کہ یہ دونوں بھی رسول تھے۔ لیکن بعض مفسر اِس کی یوں تشریح کرتے ہیں کہ ان بھائیوں کا نام رسولوں میں مشہور تھا۔ بعض نسخوں میں یونیاس کی بجائے یونیاہ ہے جو ایک عورت کا نام ہوتا ہے۔ اس طرح یہ تشریح درست معلوم ہوتی ہے۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں اسے وسیع اور عام معنوں میں استعمال کیا گیا ہو۔

انجیل نویس لوقا سب جگہ (سوائے لوقا ۱۱: ۴۹؛ اعمال ۱۴: ۱۴) اسے بارہ رسولوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لوقا کے مطابق صرف رسول ہی اہم فیصلے دے سکتے یا فیصلوں کی توثیق کر سکتے تھے (قب اعمال ب ۱۵)۔ رسولوں نے سات شخصوں کو خدمت کے لئے چُنا (اعمال ۶: ۶) تاہم یہ آیت تسلسل رسالت کے مسئلہ کے بارے میں بطور سند استعمال نہیں کی جا سکتی۔ پولس لکھتا ہے کہ کلیسیا کی بنیاد رسولوں اور نبیوں نے رکھی (افسیوں ۲: ۲۰)۔

پولس رسول کرنتھس کی کلیسیا میں اُن مخالفوں کو جو اُس کی تعلیم کی تردید کرتے تھے اور جو غالباً یہودیت پسند مسیحی تھے جھوٹے رسول کہتا ہے (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۱۳؛ قب مکاشفہ ۲: ۲ اور گلتیوں ۱: ۶-۹)۔

پولس رسول کن کن کو رسول تسلیم کرتا ہے؟ وہ خود رسول ہونے کا دعویٰ کر کے اس کا ذکر اپنے خطوط میں ۱۴ مرتبہ کرتا ہے۔ وہ پطرس کو بھی تسلیم کرتا ہے (گلتیوں ۱: ۱۸ مابعد) اور برنباس کو بھی (قب اعمال ۱۴: ۱۴ اور گلتیوں ۲: ۱، ۹، ۱۳)۔

بعض کا خیال ہے کہ وہ خداوند کے بھائی یعقوب کو رسولوں میں شمار نہیں کرتا تھا کیونکہ گلتیوں ۱: ۱۹ کی یونانی عبارت ذو معنی ہے اور خداوند کی زندگی کے دوران وہ اُن کا شاگرد نہ تھا (یوحنّا ۷: ۵)۔

عام طور پر رسولوں کی تعداد بارہ ہی بتائی گئی ہے۔ پولس بھی بارہ کے عدد کا ذکر کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵)۔ اس کی علامتی اہمیت تو ظاہر ہے اور کئی جگہ اس کا ذکر بھی ہے (مثلاً مکاشفہ ۲۱: ۱۴)۔ متیّاہ کے چناؤ کا مقصد بھی بارہ کی تعداد کو قائم رکھنا تھا۔

رسولوں کا عقیدہ:- دیکھئے عقیدہ، رسولوں کا۔

رسولوں کے اعمال:- دیکھئے اعمال کی کتاب۔

رَسولی :- دیکھئے امراضِ بائبل نمبر ۱۰

رسُولی زمانہ :- مسیحی کلیسیا کی تاریخ میں وہ زمانہ جب خداوند مسیح کے رسول زندہ تھے۔ یہ پنتکُست کے دن رُوحُ القُدس کے نزول سے لے کر یوحنّا رسول کی وفات یعنی پہلی صدی عیسوی کے آخر تک کا زمانہ ہے۔ اس زمانے کے متعلق زیادہ تر معلومات اعمال کی کتاب اور نئے عہد نامہ کے خطوط میں ملتی ہیں۔

رسّی، رسّا :- موٹی ڈوری۔ موٹے دھاگوں وغیرہ سے بٹی ہوئی ڈوری۔ پرانے زمانہ میں بھیڑ بکری اور اُونٹ کے بالوں کو بٹ کر ڈوری بناتے تھے اور پھر ڈوریوں کو بٹ کر رسّا۔ بعض مرتبہ کھال کی پٹیاں کاٹ کر آپس میں مروڑ یا بٹ کر رسّا بنایا جاتا تھا۔ انگور کی بیل یا شہتوت کی پتلی چھڑیوں یا درخت کی چھال سے بھی رسّی کا عارضی کام لیا جاتا تھا۔ جانوروں کی آنتوں، یعنی رُودہ کو بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

عبرانی کے کئی مختلف الفاظ اور یونانی کے ایک لفظ کا ترجمہ اردو میں رسّی، ڈوری وغیرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ **خبل** (قب عربی حَبلؑ)۔ یہ سب سے عام لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ رسّی کیا گیا ہے (یشوع ۲: ۱۵؛ میکاہ ۲: ۵۔ کیتھولک ڈوری؛ یسعیاہ ۳۳: ۲۳ وغیرہ)۔ دو حوالے خاص دلچسپی کے حامل ہیں۔ ۲۔ سموئیل ۸: ۲ میں ذکر ہے کہ داؤد نے موآب کے لوگوں کو "زمین پر لٹا کر رسّی سے ناپا۔ سو اُس نے قتل کرنے کے لئے دو رسیوں سے ناپا اور جیتا چھوڑنے کے لئے ایک پوری رسی سے۔" غالباً اس کے معنی یہ ہیں کہ بچوں کو چھوڑ دیا اور بڑوں کو قتل کیا۔ تاہم بعض اور مفسّر اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ اُس نے دو تہائی لوگوں کو قتل کروا دیا۔ دوسرا حوالہ ۱۔ سلاطین ۲۰: ۳۱، ۳۲ ہے جہاں فلسطین کے اُس دستور کی طرف اشارہ ہے کہ جنگ میں ہارے ہوئے لوگ کمروں پر ٹاٹ اور سروں پر رسّی باندھ کر معافی کی خاطر بادشاہ کے حضور جاتے تھے۔ یہ پشیمان ہونے کی علامت تھی گویا وہ کہتے تھے "ہم تو ذلیل ہیں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہمیں پھانسی دیدیں" (قب اردو محاورہ کفن سر سے باندھنا۔ یعنی بہادر لوگوں کا میدانِ جنگ میں مرنے کو تیار ہونا)۔

ذیل کے حوالوں میں خبل کا ترجمہ ڈوری کیا گیا ہے: آستر ۱: ۶؛ واعظ ۱۲: ۶ (کیتھولک۔ رسی)؛ حزقی ایل ۲۷: ۲۴؛ ہوسیع ۱۱: ۴ اور یسعیاہ ۵: ۱۸ میں طناب۔

زکریاہ ۱۱: ۷، ۱۴ میں اسی مادہ (خیتھ۔ بیتھ۔ لامد) سے ایک دلچسپ لفظ ترکیب دیا گیا ہے۔ خوبلیم جس کا ترجمہ اتحاد کیا گیا ہے۔ یہ آیات ۷ اور ۱۴ میں دوسری لاٹھی کا نام ہے۔ مُفسّر ان آیات کی یوں تشریح کرتے ہیں کہ پہلی لاٹھی سے مراد انسان کا خدا سے تعلق ہے۔ دوسری لاٹھی کا تعلق لوگوں کے آپس کے اتفاق اور رشتے سے ہے۔ اس لاٹھی کا نام رسّی (خبل) کی طرح مختلف حصوں کو آپس میں ملا کر بٹنے پر مبنی ہے۔ جب اسے کاٹ دیا جائے تو ٹکڑے بکھر جاتے اور لوگوں کا آپس کا اتحاد ٹوٹ جاتا ہے۔ زکریاہ نبی اُس سچائی کو بیان کر رہا ہے کہ جب انسان کا خدا سے فضل کا رشتہ درست ہو تو انسانوں کے درمیان صلح اور اتحاد قائم رہتا ہے۔

یاد رہے کہ خبل کے دوسرے معنی عہد بھی ہیں اور عہد رسّی کی طرح باندھا جاتا ہے۔

۲۔ **عبوت**۔ بنیادی مفہوم باندھنا، لپیٹنا، بٹنا ہے۔ ان معنوں میں یہ میکاہ ۷: ۳ میں استعمال ہوا ہے (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سازش کرنا۔ کیتھولک بندش باندھنا) باقی جگہ رسّا رسّی ہے (ایوب ۳۹: ۱۰؛ قضاۃ ۱۵: ۱۳، ۱۴؛ ۱۶: ۱۲؛ یسعیاہ ۵: ۱۸)۔ زبور ۱۱۸: ۲۷ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ "رسّی" لغوی طور پر درست ہے لیکن اس لفظ کے وسیع تر معنی بھی ہیں۔ عیدِ خیام پر دستور تھا کہ شاخوں کو بٹ کر جلوس کے لئے تیار کرتے تھے اور ان کے ساتھ مذبح تک آتے تھے۔ اس آیت میں غالباً اسی عمل کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے قربانی کے جانور کو مذبح کے سینگوں سے رسّی سے باندھنا مراد نہیں ہو سکتا۔ تاہم کیتھولک ترجمہ میں اس رسم کی صحیح جھلک پائی جاتی ہے۔

۳۔ **یتر**۔ (قب عربی وَتَرا۔ کمان کی تانت)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں قضاۃ ۱۶: ۷ میں اسے ہری ہری "بیدوں" کہا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں "رودہ" ہے جس کے معنی تانت اور شاخ دونوں ہیں۔ اسی لفظ کا ترجمہ ایوب ۳۰: ۱۱ میں چلّہ (کیتھولک رودے) کیا گیا ہے۔ زبور ۱۱: ۲ میں بھی چلّہ ہے۔ چلّہ کمان کی تانت کو کہتے ہیں۔

۴۔ **میتار**۔ خیمے کی رسّی۔ طناب۔ خروج ۳۵: ۱۸؛ گنتی ۳: ۲۶ وغیرہ میں رسّی ہے۔ یرمیاہ ۱۰: ۲۰ میں طناب۔

۵۔ **خوت**۔ اس کا ترجمہ واعظ ۴: ۱۲ میں ڈوری ہے۔ یشوع ۲: ۱۸ میں سوت۔ پیدائش ۱۴: ۲۳؛ قضاۃ ۱۶: ۱۲ میں دھاگا۔ اس آخری آیت میں دونوں لفظ عبوت اور خوت رسّی اور دھاگا آئے ہیں۔

۶۔ یونانی میں صرف سخوئینن schoinion استعمال ہوا ہے جو سخوئنوس کا اسمِ تصغیر ہے۔ اس کے معنی گھاس سے بٹی ہوئی رسّی ہیں۔ یوحنّا ۲: ۱۵ میں جو کوڑا خداوند مسیح نے استعمال کیا وہ ایسی ہی رسیوں کا تھا۔ جہاز کی رسیوں کا ذکر اعمال

۲۷ : ۳۲ میں ہے ۔

رسّی ، ڈوری ، پیمائش کی :۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۸

رشوت :۔ اس کی سخت ممانعت تھی (خروج ۲۳ : ۸) کیونکہ یہ انصاف کو بے معنی بنا دیتی ہے (۱۔ سموئیل ۸ : ۳) ۔ رشوت عقل کو تباہ کرتی ہے (واعظ ۷ : ۷) ۔

ایوب ۱۵ : ۳۴ میں رشوت کے ڈیروں کا ذکر ہے ۔ غالباً یہ عدالت گاہوں کی بددیانتی کی طرف اشارہ ہے ۔

بعض حکمران بڑے رشوت خور تھے ۔ سموئیل نبی کے لڑکے بھی اسی قسم کے تھے (۱۔ سموئیل ۸ : ۳) ۔ نیز دیکھئے ہدیہ ۔

رصف ۔ راصف :۔ (عبرانی = مضبوط جگہ، قلعہ) ۔ پُرانے زمانے میں ایک تجارتی مرکز ۔ اس کا ذکر ربشاقی کے اُس پیغام میں آتا ہے جو اُس نے یہوداہ کے بادشاہ حزقیاہ کو بھیجا ۔ اسور کے بادشاہ نے اسے تباہ و برباد کیا (۲۔ سلاطین ۱۹ : ۸ ۔ ۱۲؛ یسعیاہ ۳۷ : ۱۲) ۔

رصفاہ ۔ رِصفہ :۔ (عبرانی = گرم پتھر، سلگتا کوئلہ) ۔ ایاہ کی بیٹی اور ساؤل کی حرم (۲۔ سموئیل ۳ : ۷) ۔ ساؤل بادشاہ کی وفات پر ابنیر نے جو ساؤل کا رشتے دار تھا رصفاہ کو لے لیا ۔ اُس زمانے کے دستور کے مطابق اس سے یہ مُراد تھی کہ وہ تخت کا حق دار بننے کا دعویٰ کرتا ہے ۔ ساؤل کے بیٹے اشبوست نے اس پر اعتراض کیا اور ابنیر سے پوچھا کہ تو میرے باپ کی حرم کے پاس کیوں گیا ؟ اس پر ابنیر بہت خفا ہوا اور اشبوست کو یاد دلایا کہ وہ ہمیشہ ساؤل بادشاہ کا وفادار رہا تھا اور کہ جب اُسے موقع تھا کہ داؤد بادشاہ سے جا ملے تو اُس کے باپ کو چھوڑ کر اُس نے ایسا نہیں کیا ۔ اس پر اشبوست لاجواب ہو گیا (۲۔ سموئیل ۳ : ۸ ۔ ۱۱) ۔ رصفاہ کے ساؤل سے دو بیٹے ہوئے تھے ارمونی اور مفیبوست (۲۔ سموئیل ۲۱ : ۸) ۔ جب داؤد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ساؤل اور اُس کے گھرانے کے جبعونیوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ملک میں سخت کال پڑا تو اُس نے جبعونیوں سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں کہ اس کا کفارہ ہو ۔ اُنہوں نے درخواست کی کہ ساؤل کے سات بیٹوں کو انہیں دیا جائے تاکہ وہ اُن کو قتل کریں ۔ اس پر داؤد نے رصفاہ کے دو بیٹے اور ★ میکل (میرب) کے پانچ بیٹوں کو اُن کے حوالے کر دیا (۲۔ سموئیل ب ۲۱) اور اُنہوں نے ان کو پہاڑ پر لٹکا دیا ۔ رصفاہ کئی مہینوں تک دن رات لاشوں کی حفاظت کرتی رہی کہ پرندے اور جنگلی جانور اُن کو کھا نہ لیں ۔ رصفاہ کی اس وفاداری کے صلے میں داؤد نے ساؤل، یونتن اور ان سات آدمیوں کی لاشوں کو جائز طور پر دفنایا ۔

رضا کی قربانی، رضا کا ہدیہ :۔ پانچ صدر قربانیوں کے علاوہ ایک قربانی جو اپنی خوشی سے گزرانی جاتی تھی (احبار ۷ : ۱۶؛ ۲۲ : ۱۸؛ عزرا ۷ : ۱۶ ۔ یہاں اسے خوشی کا ہدیہ کہا گیا ہے ؛ زبور ۱۱۹ : ۸) ۔ نیز دیکھئے قربانیاں ۔

رضیاہ ۔ رِصیاہ :۔ بنی آشر میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷ : ۳۹) ۔

رضین ۔ رِصین :۔ ۱ ۔ ارام کا آخری بادشاہ جس نے دمشق پر حکومت کی ۔ وہ اکثر یہوداہ پر حملے کرتا رہتا تھا (۲۔ سلاطین ۱۵ : ۳۷) ۔ اُس نے ارامی شہروں کو واپس لے لیا (۱۶ : ۶) اور جب اُس نے اور فقح نے یروشلیم کا محاصرہ کیا تو یسعیاہ نے المسیح کی کنواری سے پیدائش کی پیشینگوئی کرکے یہوداہ کی سلطنت کے قیام کا یقین دلایا (یسعیاہ ۷ : ۴ ۔ ۱۶) ۔ رضین کے بچنے کے لئے آخز نے شاہِ اسور تگلت پلاسر سے معاہدہ کیا ۔ تگلت پلاسر نے اسرائیل پر حملہ کیا اور دمشق پر قبضہ کرکے رضین کو قتل کر دیا اور ارامیوں کو اسیر کرکے لے گیا (۲۔ سلاطین ۱۶ : ۹) ۔ تگلت پلاسر نے اپنی فتوحات کے بارے میں بہت سی دستاویزات چھوڑی ہیں جن میں سے چند ایک میں رضین کو ایک اہم حکمران دکھایا گیا ہے ۔ ایک تختی پر اُس کی موت کا حال درج ہے ۔ اس تختی کو سر ہنری رولنسن نے پڑھا تھا لیکن پھر وہ گم ہو گئی ۔ رضین کی موت کے بعد ارام اپنی عزّت کو بحال نہ کر سکا ۔

۲ ۔ نتنیم یعنی ہیکل کے خادموں کے ایک خاندان کا جد ۔ ان کا ذکر ۱۔ تواریخ ۹ : ۲؛ عزرا ۲ : ۴۳ ۔ ۴۸ میں ہے ۔

رع :۔ ایک مصری دیوتا کا نام ۔ یہ بائبل میں صرف بصورت لاحقہ اون کے پجاری فوطیفرع کے نام میں آتا ہے (پیدائش ۴۱ : ۴۵) ۔ یہ سُورج دیوتا تھا اسی لئے شہر اون کا نام بعد میں Heliopolis یعنی سورج کا شہر پڑا ۔ نویں وبا ایک طرح سے اسی دیوتا کے خلاف تھی (خروج ۱۰ : ۲۱ ۔ ۲۳) یعنی سارے مصر میں تاریکی چھا گئی ۔ مصر کے بادشاہ جن کو فرعون کا نام دیا جاتا تھا اپنے آپ کو سورج دیوتا کی اولاد سمجھتے تھے ۔ اُن کے نام میں بھی غالباً رع (فرعون) اسی کی طرف اشارہ تھا ۔ مستشرقین کی رائے میں اس کے معنی محض بادشاہ بادشاہ ہیں ۔ دیکھئے فرعون ۔

رَعد :۔ وہ آواز جو بادلوں سے پیدا ہو ۔ گرج، بجلی کی کڑک ۔ (خروج ۹ : ۲۳، ۲۹، ۳۳ ؛ ایوب ۲۸ : ۲۶؛ زبور ۷۷ : ۱۸ ؛ ۸۱ : ۷) ۔ نیز دیکھئے گرج ۔

رعلایاہ ۔ دعل یاہ :۔ ایک شخص جو زرُبابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲ : ۲ اور نحمیاہ ۷ : ۷ میں نام رحمیاہ ہے) ۔

رعماہ :- (عبرانی = تھرتھرانا)۔ کوش کا چوتھا لڑکا (۱-تواریخ ۱: ۹) اور سبا اور ددان کا باپ (پیدائش ۱۰: ۷)۔ رعماہ کے قبیلے کے متعلق ہمیں صحیح علم نہیں۔ حزقی ایل ذکر کرتا ہے کہ رعماہ اور سبا صور کے ساتھ مصالح، قیمتی پتھر اور سونے کی تجارت کرتے تھے (حزقی ایل ۲۷: ۲۲)۔

رعمسیس :- ۱- مصر کا ایک شہر۔ مصر کے فرعون نے بنی اسرائیل سے بیگار میں ذخیرے کے دو شہر بنوائے۔ ان میں سے ایک کا نام رعمسیس تھا اور دوسرا پتوم (فیتوم) (خروج ۱: ۱۱)۔

اسی شہر سے بنی اسرائیل مصر سے آزاد ہو کر بیابان کے سفر پر روانہ ہوئے (خروج ۱۲: ۳۷؛ گنتی ۳۳: ۳، ۵)۔ یہ جشن کے علاقہ میں واقع تھا۔

۲- ایک فرعون کا نام، رعمسیس دوم (تقریباً ۱۲۹۰ تا ۱۲۲۴ ق۔م)۔ غالباً اس فرعون کا محل (پی رعمسیس) اسی شہر میں تھا اور شہر کو اسی فرعون کا نام دیا گیا (خروج ۱: ۱۱)۔

رعمیاہ۔ رَعمیاہ :- (عبرانی = یہوواہ کڑکا ہے)۔ زربابل کا ایک ساتھی جو اس کے ساتھ اسیری سے واپس یروشلیم آیا (نحمیاہ ۷: ۷)۔

رعو :- (عبرانی = دوستی)۔ ۱- سم سے پانچویں پشت میں فلج کا بیٹا (پیدائش ۱۱: ۱۰-۱۹)۔

۲- مسیح کے نسب نامے میں ایک شخص کا نام (لوقا ۳: ۳۵)۔

رعوایل۔ رعوئیل :- (عبرانی = خدا دوست ہے)۔ ۱- بشامہ کے بطن سے عیسو کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۴، ۱۰)۔

۲- مدیان کا ایک کاہن۔ اس نے اپنی بیٹی کی شادی موسیٰ سے کی (خروج ۲: ۱۶-۲۲)۔ غالباً اسی کا نام یترو بھی ہے (خروج ۳: ۱)۔

۳- الیاسف کا باپ (گنتی ۱: ۱۴؛ ۲: ۱۴)۔

۴- بنی بنیمین میں سے ایک شخص (۱-تواریخ ۹: ۸)۔

رفا۔ رافا :- بنیمین کا پانچواں بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲)۔

رفائیل۔ رفائیل :- (عبرانی = خدا شفا دیتا ہے)۔ سمعیاہ کا بیٹا۔ یہ ہیکل کے دربانوں میں سے تھا (۱-تواریخ ۲۶: ۷-۱۲)۔

رفاقت، شراکت :- اردو میں لفظ رفاقت، دوستی اور محبت کے اور شراکت حصہ داری اور ساجھا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ دونوں لفظ ایک کلیدی مسیحی مفہوم کو ادا کرتے ہیں جو نئے عہد نامہ میں چند یونانی الفاظ سے ابھرتا ہے جن کی اصل ایک ہی ہے۔ ایک لفظ کوئے نونیا koinonia ہے۔ یہ خداوند مسیح کے زمانے میں مروجہ بول چال میں تین معنی رکھتا تھا۔

۱- تجارتی شراکت۔ اُس وقت کے ایک پیپرس papyrus کے خط میں کوئی اپنے بھائی کو لکھتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ کوئی "کوئے نونیا" نہیں یعنی کوئی کاروباری تعلق نہیں۔

۲- یہ خاص کر شادی کے سلسلے میں بھی استعمال ہوا ہے۔ دو شخص شادی کے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں "تاکہ زندگی کا کوئے نونیا" حاصل کریں یعنی ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ہر چیز میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔

۳- یہ اُس رشتے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو انسان کا خدا کے ساتھ ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ تقریباً ۱۸ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور جب ہم ان حوالجات کے سیاق و سباق کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ رفاقت کتنی وسیع اور دور رس ہے جو مسیحی زندگی کی خصوصیت ہے۔

(۱) مسیحی زندگی میں ایک رفاقت ہے جس کا مقصد دوسروں کے ساتھ دوستی کے بندھن میں بندھنا ہے۔ یاد رہے کہ لفظ رفیق رفاقت سے تعلق رکھتا ہے (اعمال ۲: ۴۲؛ ۲-کرنتھیوں ۶: ۱۴)۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ ہماری آپس کی رفاقت کا رشتہ ہماری خدا اور اُس کے بیٹے سے شراکت پر مبنی ہے جس میں ہم اوروں کو شریک کرنا چاہتے ہیں (۱-یوحنا ۱: ۳)۔

(۲) مسیحی زندگی کی ایک اور رفاقت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہم اپنے غریب بھائیوں کی عملی مدد کرتے ہیں۔ پولس رسول یہ لفظ تین مرتبہ چندے کے سلسلے میں استعمال کرتا ہے۔ چندے کے لئے یونانی لفظ "کوئے نونیا" ہی ہے (رومیوں ۱۵: ۲۶؛ ۲-کرنتھیوں ۸: ۴۔ یہاں اُردو میں لفظ شراکت ہے۔ ۲-کرنتھیوں ۹: ۱۳۔ یہاں لفظ سخاوت استعمال ہوا ہے۔ قب عبرانیوں ۱۳: ۱۶)۔

(۳) مسیح کے کام میں شریک ہونا (فلپیوں ۱: ۵)۔

(۴) مسیحی ایمان کی خوشخبری میں اوروں کو شریک کرنا۔

(۵) مسیحی زندگی میں پاک روح کی شراکت جو ہماری مدد اور ہدایت کرتا ہے (۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱۴؛ فلپیوں ۲: ۱)۔

(۶) مسیحی زندگی میں خداوند مسیح کے ساتھ شراکت ہے۔

یہ خاص کرعشائے ربانی میں ظاہر ہوتی ہے (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۹؛ ۱۶:۱۱)- یہ شراکت نہ صرف اُن کے خون اور بدن میں ہے بلکہ اُن کے دُکھوں میں شریک ہونے میں بھی (فلپیوں ۳: ۱۰)-

(۷) مسیحی زندگی میں خدا سے بھی شراکت ہے (۱-یوحنا ۱: ۳)- لیکن یہ شراکت صرف اس شرط پر ممکن ہے کہ ہم تاریکی میں نہ چلیں (۱-یوحنا ۱: ۶)- سو مسیحی شراکت اور رفاقت وہ بند ہیں جو مسیحیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اور خدا اور اس کے بیٹے خداوند مسیح کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔

دو مزید اہم یونانی لفظ توجہ طلب ہیں - پہلا فعل ہے koinonein جس کے یونانی روزمرّہ میں تین معنی ہیں - ۱- عمل میں شراکت - ۲- چیزوں میں شراکت - ۳- زندگی میں شراکت - اب اس لفظ کا استعمال نئے عہدنامہ میں ملاحظہ کیجئے ۱- انسانی فطرت میں شراکت - خداوند مسیح انسانوں کی فطرت میں شریک ہوئے (عبرانیوں ۲: ۹-۱۴)- ۲- مسیحی دنیاوی چیزوں میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں (رومیوں ۱۲: ۱۳- یہاں مفہوم کو" مُقدّسوں کی احتیاجیں رفع کرو" سے ادا کیا گیا ہے؛ ۱۵: ۲۷؛ گلتیوں ۶:۶)- یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ آٹھ میں سے چار مرتبہ یہ لفظ عملی تعلیم کیلئے استعمال ہُوا ہے - ۳- یہ لفظ دوسروں کے کام میں شریک ہونے کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے (۱-تیمتھیس ۵: ۲۲ اوروں کے گناہ میں شریک نہ ہونا)- ۴- یہ اوروں کے تجربے میں شریک ہونے کے معنوں میں بھی آیا ہے (۱-پطرس ۴: ۱۳)- جو ایمان کے لئے دُکھ اُٹھاتا ہے وہ مسیح کے دُکھوں میں شریک ہوتا ہے۔

ایک اور یونانی اسم koinonos ہے جس کے معنی ساتھی یا شریک ہیں - اس کا استعمال غیر مسیحی دنیا میں صرف تجارت میں ہوتا تھا - یہ نئے عہدنامہ میں ۱۰ مرتبہ استعمال ہُوا ہے - ۱- کسی عمل میں شریک ہونا - فریسیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر وہ اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو راستبازوں کے قتل میں اُن کے "شریک" نہ ہوتے (متی ۲۳: ۳۰؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۸، ۲۰)- ۲- تجارتی ساتھی - یعقوب اور یوحنا اِن معنوں میں پطرس کے ساتھی تھے (لوقا ۵: ۱۰)- پولس رسول طِطُس کو اپنا ساتھی اور ہم خدمت کہتا ہے (۲-کرنتھیوں ۸: ۲۳)- جب پولس فلیمون سے انیسمُس کی سفارش کرتا ہے تو وہ فلیمون کو اپنا "شریک" جان کر اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے (آیت ۱۷)- ایک مسیحی باقی سب مسیحیوں کو ساتھی سمجھتا ہے - ۳- یہ لفظ کسی تجربے میں شریک ہونے کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے (۲-کرنتھیوں ۱: ۷- دُکھوں میں شریک عبرانیوں ۱۰: ۳۳)- ۴- ایک مرتبہ یہ ذات الٰہی میں شریک ہونے کے لئے استعمال ہُوا ہے (۲-پطرس ۱: ۴)- انسان نہ صرف زمینی چیزوں میں شرکت رکھتا ہے بلکہ آسمانی جلال میں بھی۔

رفان - رمفام:- ایک دیوتا جس کی بنی اسرائیل نے بیابان میں پرستش کی (اعمال ۷: ۴۳)- غالباً ★ کیوان (عاموس ۵: ۲۶) یا زُحل دیوتا کا دُوسرا نام ہے - رفان مصری نام تھا اور ★ سکوت (دیکھئے کیتھولک ترجمہ عاموس ۵: ۲۶) اکادی نام - کیوان غالباً اسوری نام تھا۔

رفائیم:- دیکھئے جبار۔

رفائیم کی وادی:- (عبرانی = جباروں کی وادی)- یروشلیم کے جنوب میں بیت لحم سے تین میل کے فاصلہ پر ایک زرخیز وادی جہاں کثرت سے اناج ہوتا تھا (یسعیاہ ۱۷: ۴، ۵)- فلستیوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے کئی مرتبہ جنگ لڑی - داؤد بادشاہ نے ان کو دو مرتبہ اس وادی میں شکست دی (۱-تواریخ ۱۱: ۱۵؛ ۱۴: ۸-۱۲)-

رفایاہ:- (عبرانی = یہوواہ شفا دیتا ہے)-
۱- داؤد کی نسل سے ایک شخص (۱-تواریخ ۳: ۲۱)-
۲- یسعی کا بیٹا - اس نے اپنے بھائیوں سے مل کر عمالیقیوں کو شکست دینے میں مدد کی (۱-تواریخ ۴: ۴۲)-
۳- بنی اشکار میں سے تولع کا بیٹا جو اپنے آبائی خاندان کا ایک سردار تھا (۱-تواریخ ۷: ۲)-
۴- یونتن کی نسل سے ایک شخص (۱-تواریخ ۹: ۴۰-۴۳)-
۵- حور کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمّت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۹)-

رفح - رافح:- افرائیم کا پوتا - یہ بیت ایل کا رہنے والا تھا (۱-تواریخ ۷: ۲۳-۲۵)-

رفو - رافو:- کنعان میں بھیجے ہوئے جاسوس فلطی کا باپ (گنتی ۱۳: ۹)-

رفیدیم:- (عبرانی = میدان)- بنی اسرائیل کا بیابان میں ایک پڑاؤ - یہاں موسیٰ نے چٹان سے پانی نکالا (خروج ۱۷: ۱-۷)- اسی جگہ اُن کی عمالیقیوں سے بھی لڑائی ہوئی (خروج ۱۷: ۸-۱۶)-

آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران معلوم ہُوا کہ کبھی اس زرخیز زمین میں ایک مضبوط شہر آباد تھا۔

رَق:- (عبرانی = پتلی کھال)- چرمی کاغذ جو پیپرس کا بدل اور پیپرس سے زیادہ دیرپا ہے (۲-تیمتھیس ۴: ۱۳)- پولس نے اس کے طومار تیمتھیس سے منگوائے تھے - اُردو میں یہ لفظ عام نہیں ہے (مقابلہ کریں ورق، رقعہ وغیرہ سے)-

نیز دیکھئے پرگمن -

رقت :- نفتالی کا ایک فصیلدار (حصین) شہر- یہ گلیل کی جھیل کے قریب تھا (یشوع ۱۹: ۳۵)-

رقص :- دیکھئے ناچ -

رقم- راقم :- (عبرانی = دوستی)- ۱- مدیان کا ایک بادشاہ جسے خداوند کے حکم سے مارا گیا (گنتی ۳۱: ۸)- یشوع ۱۳: ۲۱ میں اُسے رئیس پکارا گیا ہے-

۲- بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۷)-

۳- حبرون کا بیٹا اور سمّی کا باپ (۱-تواریخ ۲: ۴۳-۴۴)-

رکل :- یہوداہ کے جنوب میں ایک مقام جہاں داؤد کے لوگ ساؤل بادشاہ سے بچتے ہوئے پھرتے رہے (۱-سموئیل ۳۰: ۲۹)- داؤد نے صقلاج سے رکل کے بزرگوں کے پاس ہدیے بھیجے- کیتھولک ترجمہ میں رکل نہیں آتا بلکہ کرمل -

رمّال :- علمِ رمل جاننے والا- دیکھئے جادو اور جادوگری-

رملیاہ- رمل یاہ :- (عبرانی = یہوواہ سجاتا ہے)- فقح بادشاہ کا باپ (۲-سلاطین ۱۵: ۲۵)-

رِمّون :- (عبرانی = انار)- ۱- ادوم کی سرحد پر ایک شہر جو بنی یہوداہ کو دیا گیا- اس کا نام اکثر عین کے ساتھ آتا ہے (یشوع ۱۵: ۳۲)- نحمیاہ اسے عین رمّون کا نام دیتا ہے (نحمیاہ ۱۱: ۲۹)-

۲- ایک چٹانی قلعہ جو جبعہ کے مقابل تھا- اسے رمّون کی چٹان بھی کہا گیا ہے (قضاۃ ۲۰: ۴۵-۴۷)-

۳- بنیمین کی نسل کے ایک بیروتی قبیلہ کا شخص- اس کے دو بیٹے تھے جنہوں نے ساؤل کے بیٹے اِشبوست کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر داؤد کے پاس لے گئے- اس پر داؤد اُن سے بہت خفا ہوا اور اُن کو مروا دیا (۲-سموئیل ۴: ۲-۱۲)-

۴- ارامیوں کے ایک دیوتا کا نام- جب نعمان نے کوڑھ سے شفا پائی تو اس نے خدا کے نبی سے اجازت چاہی کہ جب وہ اپنے آقا کے ساتھ رمّون کے مندر میں جائے اور اس کے ساتھ سرنگوں ہو، تو خداوند اُسے معاف کرے (۲-سلاطین ۵: ۱۵-۱۹)-

۵- بنی شمعون کے ورثہ کا ایک دیہات (۱-تواریخ ۴: ۳۲)-

۶- زبولون کے قبیلے کا ایک شہر جو لاویوں میں سے بنی مراری کو دیا گیا (۱-تواریخ ۶: ۷۷)-

رِمّون فارص :- (عبرانی = انار کی وادی)- کوہِ سینا سے کوچ کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا چوتھا ڈیرا (گنتی ۳۳: ۱۶-۱۹)- لفظ رِمّون کئی جگہوں کے نام کے ساتھ آتا ہے اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہاں کثرت سے انار پیدا ہوتے ہیں- فارص کے معنی درّہ ہیں- سوغالباً یہ ایک وادی میں واقع تھا جس میں پہنچنے کے لئے ایک درّہ سے گزرنا ہوتا تھا-

رمّون کی چٹان :- دیکھئے رمّون ۲

رمیاہ- رم یاہ :- (عبرانی = خدا اُونچے مقام پر ہے)- بنی پرعوس میں سے ایک شخص- اس نے اَوروں کی طرح عزرا کے کہنے پر اپنی غیر یہودی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۵)-

رِند :- فارسی- وہ شخص جو پابندِ مذہب و شرع نہ ہو- یہ ۱-تمیتھیس ۱: ۹ میں استعمال ہوا ہے-

رندا :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۱۹

رنڈاپا :- بیوگی کی حالت- دیکھئے بیوہ-

رنڈی بازی :- دیکھئے کسبی-

رنگ :- بائبل مُقدّس میں بہت کم رنگوں کا ذکر ہے اور جن رنگوں کا ذکر ہے وہ پوری وضاحت سے بیان نہیں کئے گئے ہیں- اسرائیلی لُغت میں پڑوسی ملکوں کی نسبت پھر بھی رنگوں کے لئے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ تھا-

سفید رنگ پاکیزگی کی علامت تھا (یوحنّا ۲۰: ۱۲؛ مکاشفہ ۴: ۴)- کالا رنگ سفید کی ضد ہے اس لئے وہ بُرائی اور مصیبت کا نشان ہے (یرمیاہ ۴: ۲۸؛ نوحہ ۴: ۸)- سرخ رنگ جو خون کا رنگ ہے خون خرابہ کی علامت ہے (۲-سلاطین ۳: ۲۲؛ یسعیاہ ۶۳: ۲)- ★ ارغوانی، لال اور نیلا کاہنوں کے لباس کا رنگ تھا- ارغوانی رنگ خصوصاً شاہی رنگ تھا- اسی لئے یہودیوں کے بادشاہ مسیح خداوند کو ٹھٹھوں میں اڑانے کے لئے ارغوانی پوشاک پہنائی تھی (یوحنّا ۱۹: ۲)- اسے قرمزی بھی کہتے ہیں (متّی ۲۷: ۲۸)- ذیل کے رنگوں کا بھی ذکر آتا ہے، زرد: احبار ۱۳: ۳۰، ۳۲، ۳۶؛ یرمیاہ ۳۰: ۶؛ حزقی ایل ۲۷: ۳۵؛ سبز: غزل الغزلات ۱: ۱۶؛ یوایل ۲: ۲۲؛ نیلا: خروج ۲۸: ۲۸؛ یرمیاہ ۱۰: ۹؛ سُرخ: خروج ۲۵: ۴)-

زنگریز :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۲۳

لِرنّہ :- سیمون کا بیٹا۔ اسی جگہ اسے بن حنان بھی کہا گیا ہے (۱-تواریخ ۴: ۲۰)۔

رَو :- دھارا۔ پانی کا بہاؤ۔ سیلاب۔ یہ لفظ بائبل میں صرف لوقا ۶: ۴۸ میں آیا ہے۔

روایت :- دوسرے کے الفاظ بیان کرنا۔ بائبل کے اُردو ترجمہ میں یونانی اسم paradosis (=وہ کلام جو آگے دیا، پہنچایا یا سونپا گیا ہو) اور فعل paradidomi (= آگے دینا، پہنچانا، سونپنا) کا ترجمہ۔ یہ خصوصاً اس تعلیم کے لئے استعمال ہوتا ہے جو ایک استاد اپنے شاگرد کو اس توقع کے ساتھ دیتا ہے کہ وہ اسے آگے اپنے شاگردوں کو پہنچائے گا۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ دس مرتبہ آیا ہے۔ لیکن یہی خیال لفظ "روایت" استعمال کئے بغیر اور جگہوں میں بھی موجود ہے۔ یہ لفظ متی باب ۱۵ اور مرقس باب ۷ میں آیا ہے۔ ان سب حوالوں کا تعلق یہودی روایت سے ہے جن کا ہم پہلے ذکر کریں گے۔

۱- یہودی روایات

یہ لفظ پرانے عہدنامہ میں نہیں پایا جاتا۔ پرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیانی عرصہ میں ربیوں نے توریت اور انبیاء کی کتابوں کی توضیح اور تشریح کی اور اسے اپنے شاگردوں کے سپرد کیا کہ وہ اسے آگے اپنے شاگردوں کو پہنچائیں۔ یوں تعلیم کا ایک سلسلہ چل پڑا جو آگے جا کر بڑھتا گیا۔ خداوند مسیح کے زمانے میں اس نے پاک کلام کے پہلو بہ پہلو اہم مقام حاصل کر لیا تھا۔ خداوند مسیح نے اس کے خلاف اپنی آواز بلند کی کہ تم کس طرح انسانی تفسیر و تشریح کو الٰہی مکاشفہ کے برابر کی جگہ دیتے ہو۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ایسی روایتی تعلیم خدا کے کلام کو ٹالتی، باطل کرتی اور ترک کرتی ہے (متی ۱۵: ۳، ۶؛ مرقس ۷: ۸، ۹، ۱۳)۔ یہ تعلیم انسانی احکام پر مبنی ہے (متی ۱۵: ۹؛ مرقس ۷: ۶، ۷) اور اس کا عملی نتیجہ ظاہری راستبازی اور ریاکاری میں سامنے آتا ہے (متی ۱۵: ۸، ۹؛ مرقس ۷: ۶، ۷)۔ انسان خدا کے کلام میں اضافہ کر کے اسے بگاڑنے کے سوا کیا کر سکتا ہے۔

۲- مسیحی روایت

اگرچہ لفظ روایت اناجیل میں صرف یہودی روایت کے لئے استعمال ہوا ہے، تاہم روایت کا مفہوم خداوند مسیح کی تعلیم میں موجود ہے۔ انہوں نے اپنی تعلیم کو پاک کلام کے برابر بطور ایک مستند تفسیر رکھا جسے اُنہوں نے اپنے شاگردوں کے سپرد کیا۔ ★ پہاڑی وعظ میں خداوند مسیح نے شریعت سے بار بار حوالے پیش کئے اور بار بار ان تمہیدی الفاظ "لیکن میں تم سے کہتا ہوں" (متی ۵: ۲۲، ۲۸، ۳۲، ۳۴، ۳۹، ۴۴ قب ۶: ۲۵- یہ پُرزور لفظ تھے کیونکہ "سچ" کے لئے لفظ "آمین" استعمال کیا گیا۔ دیکھئے آمین) کے بعد اپنی توضیح و تفسیر پیش کی اور دعویٰ کیا کہ وہ یوں توریت کو فریسیوں کی طرح منسوخ نہیں بلکہ پورا کر رہے ہیں (متی ۵: ۱۷-۱۹)۔ اُن کے دعویٰ کی تصدیق اُن کی اپنی ذات مبارکہ تھی۔ چونکہ خدا نے انہیں رُوح سے مسح کر کے پاک رُوح سے پوری طرح معمور کیا تھا اس لئے وہی واحد شخص تھے جو خدا کے روح کے الہام سے لکھے ہوئے کلام کی صحیح اور مستند تفسیر ہونے کے اختیار سے اُس کے برابر رکھ سکتے تھے۔

خداوند مسیح کی ذات کی یہی اہمیت خطوط میں بھی سامنے آتی ہے۔ کلسیوں ۲: ۸ میں پولس رسول پڑھنے والوں کو متنبہ کرتا ہے "خبردار، کوئی شخص تم کو اُس فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے شکار نہ کر لے جو انسانوں کی روایت اور دنیوی ابتدائی باتوں کے موافق ہیں نہ کہ مسیح کے موافق"۔ یہاں انسانوں کی روایت کو مسیح کی روایت کے مقابلے میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح گلتیوں ۱: ۱۴-۱۶ میں پولس بتاتا ہے کہ جب خدا نے اپنے بیٹے کو اُس پر ظاہر کیا تو اُس نے بزرگوں کی روایت کو چھوڑ کر مسیح کی پیروی کی۔ یسوع نہ صرف سچی روایت کو بناتے ہیں بلکہ وہ بذاتِ خود اُس روایت کے مُبدی ہیں، اسی لئے نئے عہدنامہ میں مسیحی روایت کے یہ تین عنصر ہیں۔ ۱- مسیح کی زندگی اور تعلیم کے حقائق (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۳؛ ۱۵: ۳؛ لوقا ۱: ۲۔ اس آخری حوالے میں "پہنچایا" اُس یونانی لفظ paredosan کا ترجمہ ہے جس کی اسمی شکل کا ترجمہ روایت کیا گیا ہے)۔ ۲- ان حقائق کی علم الٰہی کے مطابق توضیح اور تشریح۔ ۱-کرنتھیوں باب ۱۵ کی بحث اسی عمل کی عمدہ مثال ہے۔ ۳- وہ طرزِ زندگی جو ان حقائق کا نتیجہ ہے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۵؛ ۳: ۶، ۷)۔ یہوداہ آیت ۳ ("تم اس ایمان کے واسطے جانفشانی کرو جو مُقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا") ان تینوں عناصر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ خداوند مسیح لوگوں پر اس گواہی کی معرفت ظاہر ہوئے جو رسولوں نے دی تھی۔ اس لئے رسولوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کی گواہی مستند مانی جائے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۵؛ ۳: ۶)۔ نیز دیکھئے افسیوں ۴: ۲۰، ۲۱ جہاں یہی تعلیم اُن لوگوں کو دی گئی ہے جنہوں نے خداوند مسیح کی تعلیم اُن کی اپنی زبان سے نہیں پائی تھی بلکہ رسولوں نے اسے

ان تک پہنچایا تھا ۔ خداوند مسیح نے اپنے رسولوں کو بتایا تھا کہ چونکہ وہ شروع سے اُن کے ساتھ رہے تھے اس لئے وہ اُن کی گواہی دیں گے ۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اُن سے وعدہ کیا کہ وہ ایک مددگار بھیجیں گے جو اِن کو یہ سب باتیں یاد دلائے گا اور سچائی کی راہ دکھائے گا (یوحنا ۱۵ : ۲۶، ۲۷؛ ۱۶ : ۱۳) ۔ یہ دوہری گواہی، چشم دید گواہوں یعنی رسولوں اور روح کی ہدایت کی گواہی اس سچی اور مستند روایت کا شروع تھا جس نے پرانے عہدنامہ سے مل کر پاک کلام کو مکمل کیا ۔ ۲۔پطرس ۳ : ۱۶ میں ہم دیکھتے ہیں کہ پاک کلام اور رسولوں کی روایت کو پہلو بہ پہلو رکھا گیا ہے اور اُسے بائبل کی فہرستِ مسلمہ میں پاک کلام کا ہی رتبہ دیا گیا ہے۔ ۲۔پطرس ۱ : ۱۶، ۱۹ میں مسیحی ایمان کو رسولوں کی عینی شہادت اور "زیادہ معتبر" پاک نوشتوں کی پیشینگوئیوں پر مبنی بتایا گیا ہے ۔

رسولوں کا عہدہ صرف عینی گواہوں تک محدود تھا، کیونکہ صرف چشم دید گواہ ہی مسیح کی زندگی، موت اور دوبارہ جی اُٹھنے کی گواہی دے سکتے تھے ۔ اسی لئے صحیح روایت صرف رسولی ہو سکتی تھی۔ جب بعد میں نئے عہدنامہ کی کتابوں کی مستند فہرست تیار کی گئی تو اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ اس میں صرف وہی کتب شامل ہوں جن کا رسولوں سے تعلق ہو اور اُن کی مُہر اُن پر ثبت ہو۔ یہ روایت کچھ وقت زبانی رہی لیکن بعد میں رُوح کی ہدایت سے رسولوں کی تصنیفات نے خدا کے مسیح کی گواہی کے لئے نئے عہدنامہ کی شکل اختیار کی ۔

دوسری تعلیم خواہ وہ مفید اور نصیحت آموز اور قابل غور کیوں نہ ہو اس میں شامل نہیں کی جا سکتی تھی، کیونکہ ایسا کرنے سے اُسی غلطی کا ارتکاب ہوگا جس کی خداوند مسیح نے مذمّت کی تھی جب یہودی روایتوں کو توریت کے برابر رکھ دیا گیا تھا۔

روبنؔ ۔ راؤبین :۔ عبرانی لفظ جس میں اعراب کی تبدیلی سے تلفظ بدل جاتا ہے اور دو مختلف معنی نکلتے ہیں۔ عام عبرانی لغت میں اور پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں معنی "بیٹے کو دیکھو" دیا گیا ہے ۔ متن میں اس کا مطلب "خداوند نے میرا دُکھ دیکھ لیا" دیا گیا ہے (پیدائش ۲۹ : ۳۲) ۔ کیتھولک تلفظ متن کے دیئے ہوئے مفہوم کے مطابق ہے ۔ نام کا دوسرا حصّہ بن (= بیٹا) نہیں بلکہ بِنؔونی کے دوسرے حصّہ سے ملتا ہے (دیکھئے پیدائش ۳۵ : ۱۸ یعنی رابیونی = خدا نے دیکھا میرے غم کو) ۔

یعقوبؔ اور لیاؔہ کا پہلوٹھا بیٹا جو فدانؔ ارام میں پیدا ہوا (پیدائش ۲۹ : ۳۲) ۔ اُس کے بچپن کے متعلق صرف یہ معلوم ہے کہ اُسے کھیت میں ★ مردم گیاہ ملے جو وہ اپنی ماں کے پاس لایا جس کے عوض میں لیاہ نے اپنی بہن سے اپنے خاوند کو اُجرت پر لیا (پیدائش ۳۰ : ۱۴ وغیرہ)۔ جب اس کے باقی بھائی یوسفؔ کو مار دینا چاہتے تھے تو روبنؔ ہی نے اُس کی جان بچائی (پیدائش ۳۷ : ۱۹-۲۲؛ ۴۲ : ۲۲) ۔ بعد ازاں جب یوسفؔ کے حکم سے بنیمینؔ کو مصرؔ لے جانا تھا تو روبنؔ ہی نے اپنے بیٹوں کو بطورِ ضمانت دیا (پیدائش ۴۲ : ۳۷) ۔

اگرچہ روبنؔ یعقوبؔ کا سب سے بڑا بیٹا تھا لیکن تزویج محرّمات کی خطا سرزد ہونے یعنی اپنے باپ کی حرم بلہاہؔ سے مباشرت کرنے پر (پیدائش ۳۵ : ۲۲) اس حق کو کھو بیٹھا اور یہ یوسفؔ کو اس کے بیٹوں افرائیمؔ اور منسّیؔ کے ذریعہ علامتی طور پر دیا گیا یعقوبؔ کی وہ برکت جو اُس نے اپنے بیٹوں کو دی خاص توجہ طلب ہے (پیدائش ب ۴۹) ۔ روبنؔ کے لئے کہا گیا" تو پانی کی طرح بے ثبات ہے اس لئے تجھے فضیلت نہیں ملے گی کیونکہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا" (۴۹ : ۴) ۔ پانی کی طرح بے ثبات سے مراد ہے کہ وہ جذباتی طور پر بے لگام تھا ۔ یہ اُس کے جوانی کے گناہ کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر اُوپر آیا ہے اور اس آیت میں بھی ہے۔

شاید اسی وجہ سے کوئی شخص اس قبیلے سے کبھی قاضی یا نبی یا قومی ہیرو نہیں بنا ۔

جب داؤدؔ بادشاہ نے مدیانؔ میں مردم شماری کروائی تو بنی روبنؔ کے ۴۳۷۳۰ جنگی مرد تھے (گنتی ۲۶ : ۱-۷) ۔ جلعاد اور بسنؔ کے شہروں پر جدیوں اور روبنیوں کا مشترکہ قبضہ تھا (استثنا ۳ : ۱۲؛ ۲۹ : ۲۸) ۔ موسیٰؔ نے اُنکی ایمانداری کی تعریف کی (یشوع ۲۲ : ۱-۶) ۔ اُنہوں نے فلستیوں کے خلاف داؤدؔ کی مدد کی (۱۔تواریخ ۱۱ : ۴۲؛ ۱۲ : ۳۷) ۔ اُنہیں تگلت پلاسر اسیر کر کے بابلؔ لے گیا تھا۔

روپیہ :۔ (عبرانی ۔ کسف بمعنی چاندی ۔ اُردو لفظ کے لغوی معنی بھی چاندی ہیں) ۔ پرانے وقتوں میں خرید و فروخت میں چاندی اور سونا وغیرہ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ لفظ پرانے عہدنامہ میں استعمال ہؤا ہے ۔ پہلے پہل چاندی تول کر دیتے تھے، بعد ازاں چاندی کے برابر کے وزن کے ٹکڑے بنائے گئے اور یوں سکّوں کا رواج شروع ہؤا ۔

پرانے عہدنامہ میں یہ بہت جگہ استعمال ہؤا ہے مثلاً پیدائش ۱۷ : ۱۲ میں عبرانی عبارت "چاندی سے خریدا" ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف خریدا ہے (قبؔ کیتھولک تکوین ۱۷ : ۱۲ ۔ آیت ۱۳ میں زرِ خرید ہے) ۔ یہی لفظ لغوی معنوں میں خرید و فروخت اور تجارت کے لئے کئی جگہ استعمال ہؤا ہے مثلاً پیدائش ۳۱ : ۱۵؛ ۳۷ : ۲۸؛ ۴۷ : ۱۴؛ خروج ۲۱ : ۱۱ وغیرہ ۔ سونا چاندی اور دوسری دھاتوں کے بطور نقدی استعمال

کے لئے دیکھئے سکہ جاتِ بائبل ۔

روت ۔ راعوت :- یہ نام صرف روت کی کتاب میں آتا ہے ۔ روت ایک موآبی عورت تھی جس نے بیت لحم کے الیملک اور نعومی کے بیٹے سے شادی کی جو قحط کی وجہ سے موآب کے ملک میں چلے گئے تھے (روت ۱:۱-۴) ۔ المسیح کے شجرۂ نسب میں اس کا بھی نام آتا ہے (متی ۱:۵) ۔ الیملک کے دونوں بیٹوں نے موآبی عورتوں سے شادی کی ۔ دونوں عورتیں جلد ہی بیوہ ہوگئیں (۱:۵) ۔ جب الیملک اور اس کے دونوں بیٹے مرگئے تو نعومی واپس یہوداہ آگئی (۱:۷) ۔ روت کو اُس زمانہ کے دستور کو قبول کرنے کے باعث جس کے مطابق بیوہ اپنے مرحوم خاوند کے خاندان کا نوکر تصور ہوتی تھی دوامی شہرت حاصل ہوئی ۔ خدا اُسے بوعز کے کھیت میں لے گیا (۲:۱-۳) اور جب وہ بہت سا اناج لے کر لوٹی تو نعومی جان گئی کہ وہ اس کے قرابتیوں کی نظر میں مقبول ٹھہری ہے (۲:۲۰-۲۳) ۔ روت نے نعومی اور بوعز کے کہنے کے مطابق کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب عبرانی دستور کے مطابق نعومی کے سب سے قریبی رشتہ دار نے روت سے شادی کرنے سے انکار کیا تو بوعز نے اُس سے شادی کر لی (روت ۴:۶-۱۳) ۔ نکتہ چین ، چونکہ اُس زمانہ کے دستور سے ناواقف تھے اس لئے انہوں نے روت کے بوعز کے قدموں میں لیٹنے کا (۳:۱-۵) غلط مطلب لیا ۔ نعومی جانتی تھی کہ یہ کام بوعز سے ایک قسم کی اپیل ہے کہ وہ شریعت کے مطابق اپنا فرض ادا کرے ۔ بالفاظِ دیگر یہ شادی کی تجویز تھی ۔ چونکہ بوعز ایک شریف آدمی تھا اس لئے اُس نے یہ تجویز منظور کر لی ۔

رُوت کی کتاب ۔ راعوت کی کتاب :-

یہ کتاب عبرانی صحفِ مقدسہ میں پانچ "میگلوتھ" یا "اسفار" میں سے ایک ہے جو "نوشتوں" میں شمار ہوتی ہے جو عبرانی پرانے عہد نامے کی فہرست مسلّمہ کی تیسری کڑی ہے ۔ یہودی ہر سال عیدِ پوریم کے موقع پر اس کی تلاوت کرتے ہیں ۔ ہفتادی ، ولگاتا اور بعض جدید نسخوں میں اِسے قضاۃ کے فوراً بعد رکھا گیا ہے ۔ یوسیفس اِسے قضاۃ کا ضمیمہ شمار کرتا ہے اور فہرست مسلّمہ میں شامل کتب کا شمار کرتے ہوئے اِسے الگ شمار نہیں کرتا ۔

ا ۔ خلاصۂ مضامین

۱ ۔ نعومی بیوہ ہوجاتی ہے اور اپنے بیٹوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے وہ موآب سے اپنے آبائی شہر بیت لحم کو لوٹ آتی ہے ۔ اُس کی موآبی بہو روت اس کے ہمراہ ہے (۱:۱-۲۲) ۔

۲ ۔ روت نعومی کے ایک صاحبِ ثروت رشتہ دار بوعز کے کھیت میں بالیں چننے جاتی ہے (۲:۱تا ۲۳) ۔

۳ ۔ روت بوعز کی منت کرتی ہے کہ وہ قرابتی کا حق ادا کرے (۳:۱تا ۱۸) ۔

۴ ۔ روت بوعز سے بیاہی جاتی ہے اور اس سے عوبید پیدا ہوتا ہے (۴:۱تا ۱۷) ۔

۵ ۔ فارص سے داؤد تک کا شجرہ نسب (۴:۱۸تا ۲۲) ۔

ب ۔ مصنف ، سن اور مقصد

روت کی کتاب نقادوں کے لئے ایک معمّہ ہے کیونکہ ایوب کی طرح اس میں بھی مصنف کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ملتا ۔ روایتی طور پر اِسے سموئیل سے منسوب کیا جاتا ہے جو قاضیوں میں سے آخری قاضی اور کاہن اور نبی تھا ۔

کتاب کا ماحول قاضیوں کے زمانہ کا ہے (روت ۱:۱) لیکن تحریر بعد کے زمانہ کی معلوم ہوتی ہے ۔ اس کا اشارہ ہمیں مصنف کے گزرے وقتوں کی رسومات کی وضاحت کرنے میں ملتا ہے (روت ۴:۱تا ۱۲) ۔

اس کی تالیف کے سن کا تعین ایک وسیع عرصہ کے دائرہ میں کیا جاتا ہے جو ایامِ اسیری سے قبل کے ابتدائی دور سے ایامِ اسیری کے بعد کے آخری دور تک پھیلا ہوا ہے ۔ لیکن اس کا روایتی طرزِ بیان اور زبان قدیمی سن کے حق میں جاتے ہیں ۔ غیر اقوام میں شادیوں کے متعلق خیال بھی اِسی ضمن میں آتا ہے کیونکہ استثنا کے قوانین کے تحت ایک موآبی اسرائیلی جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا تھا ۔ (استثنا ۲۳:۳) ۔

بعد کے سن کا انحصار کتاب میں متروکات کے ذکر پر قائم کیا گیا ہے ، جو ایک مفروضہ کے تحت عزرا اور نحمیاہ کے دور سے متعلق ہیں ۔ ایک مکتب فکر روت کی کتاب میں قدیمی اور بعد کے ہر دو طرح کے مواد کا قائل ہے ۔ اور یہ فرض کرتا ہے کہ داؤد کا شجرہ نسب (روت ۴:۱۸-۲۲) اور قدیمی رسومات کی وضاحت وغیرہ کتاب کے سن کی نسبت بہت بعد کے ہیں ۔

اس کتاب کے مقصد کے باب میں مختلف النوع آراء ملتی ہیں ۔ ذیل میں اِن میں سے کچھ درج کی جاتی ہیں :-

۱ ۔ اس کتاب کا مقصد یہ تھا کہ عبرانی تاریخ کے عظیم ترین بادشاہ داؤد کا شجرہ نسب مرتب کیا جائے جو سموئیل کی کتاب میں نہیں ملتا ۔

۲ ۔ یہ ایک سیاسی اشتہار تھا جو یہودیوں کی غیر یہودیوں سے علیحدگی کے مخالف عناصر نے پھیلایا تھا جو عزرا اور نحمیاہ کی

طرف سے مخلوط شادیوں کی مخالفت کا مقابلہ کرتے تھے۔

۳ - یہ ایک اولاد سے ہاتھ دھو بیٹھنے والی بیوہ کی طرف سے انسانیت کے نام پر ایک التماس تھی کہ دوسرا قرابتی اُس کی ذمہ داری اُٹھائے۔

۴ - یہ خدا کی حاکمیت مطلقہ اور پروردگاری کی عکاسی کرنے کی غرض سے لکھی گئی۔

روٹی :- (عبرانی لخم ؛ قب عربی لحم بمعنی گوشت) -
اردو کی طرح عبرانی میں بھی روٹی سے نہ صرف اناج کو پیس کر پکائی ہوئی خوراک مُراد تھی بلکہ پُورے کھانے کو بھی روٹی کہا جاتا تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۳۱ : ۵۴ قب پیدائش ۳۱ : ۵۴ ؛ نیز پیدائش ۳ : ۱۹) - اس سے روٹی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے - مزید اُس اناج کی قیمت جس سے روٹی تیار کی جاتی تھی وقت کی اقتصادی حالت کی نشاندہی کرتی تھی - بابل کے قدیم زمانہ میں اناج کا دانہ وزن کی اکائی کے لئے استعمال ہوتا تھا - ہوسیع نبی نے اپنی بیوی کو پندرہ روپیہ اور ڈیڑھ خومر جَو دے کر مول لیا تھا (۳ : ۲) - اگرچہ ہمیں مختلف زمانوں میں اناج کی قیمتوں کے متعلق معلومات دستیاب ہیں تاہم روٹی کی قیمت کے حوالے بہت کم ملتے ہیں - ★ حمورابی کے عہدِ حکومت (اٹھارہویں صدی قبل از مسیح) میں ایک روٹی کی قیمت ★ مثقال کا بیسواں حصّہ بیان کی گئی ہے - ۲ - سلاطین ۷ : ۱ میں جَو اور میدے کی قیمت خلافِ معمول زیادہ معلوم ہوتی ہے، تاہم اس سے پہلے کے قحط کے دوران سے کم ہے - مکاشفہ ۶ : ۶ میں جو قیمت درج ہے وہ اُس زمانہ کی بُری حالت کی بڑی صفائی سے ترجمانی کرتی ہے۔

جَو کی روٹی بہت عام تھی کیونکہ جَو گھوڑوں کی خوراک بھی تھا (۱ - سلاطین ۴ : ۲۸) - اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ ایک کم قیمت یا کم قدر اناج تھا - اگرچہ گندم بھی عام تھی تو بھی اُس کی روٹی کی قدر زیادہ تھی - پمَن یا گھٹیا گیہوں بھی استعمال کیا جاتا تھا - کئی مرتبہ مختلف قسم کے اناج کو ملا کر آٹا تیار کیا جاتا تھا - حزقی ایل ۴ : ۹ میں ذکر ہے کہ اس میں مسور کی دال بھی شامل کی گئی - اناج کو داؤنے کے بعد پھٹکا جاتا تھا اور پھر یا تو ★ اُکھلی میں ڈال کر مُوسل سے کوٹتے یا چکّی میں پیستے تھے - پہلے پہل چکی کے دو پاٹ سِل بٹّے کی طرح آگے پیچھے ہلا کر آٹا پیسا جاتا تھا - بعد میں گھومنے والا اوپر کا گول پاٹ ایجاد ہؤا - مختلف قسم کا آٹا استعمال ہوتا تھا - عام طور پر آٹے کو عبرانی میں قمخ (قب عربی قمح بمعنی گیہوں) کہتے تھے - اور جب یہ بتانا مقصود ہو کہ آٹا کس اناج کا ہے تو اناج کا نام ساتھ کیا جاتا تھا مثلاً گنتی ۵ : ۱۵ جَو کا آٹا - میدے کو سولت کہتے تھے (۱ - سلاطین ۴ : ۲۲) - یہ میدہ برّے کی قربانی کے ساتھ استعمال ہوتا تھا (خروج ۲۹ : ۴۰ ؛ احبار ۲ : ۵ وغیرہ) - بُھنا ہؤا اناج بھی کھایا جاتا تھا (۱ - سموئیل ۱۷ : ۱۷) - روٹی تیار کرنے کا طریقہ بالکل ہماری طرح کا تھا - آٹے میں پانی ملا کر اسے لگن میں گوندھا جاتا تھا - یہ لگن یا پرات اتنے چھوٹے بھی ہوتے تھے کہ کپڑے میں لپیٹ کر کندھے پر رکھے جا سکتے تھے (خروج ۱۲ : ۳۴) - گُندھے ہوئے آٹے کی روٹیاں گرم پتھروں پر، تنور میں، توے پر یا کڑاہی میں پکائی جاتی تھیں - توے کی روٹی (چپاتی) کو پلٹنا ضروری تھا تاکہ دونوں طرف سے پک جائے (ہوسیع ۷ : ۸) - جس طرح ہمارے ہاں مختلف قسم کی روٹیاں ہیں اور ان کے مختلف نام ہیں ویسے ہی عبرانی لوگ بھی مختلف قسم کی روٹیاں تیار کرتے تھے۔

۱ - پتلی روٹی یعنی چپاتی کو رقیق کہتے تھے (خروج ۲۹ : ۲، ۲۳ ؛ احبار ۲ : ۴ ؛ ۷ : ۱۲ - ذیل کے حوالوں میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں رقیق کو روٹی کہا گیا ہے : گنتی ۶ : ۱۵، ۱۹ ؛ احبار ۸ : ۲۶ - کیتھولک ترجمہ میں چپاتی ہے)۔

۲ - کلچہ کو خلہ (قب عربی خلّ بمعنی سوراخ والا) کہتے تھے - غالباً وہ پکاتے وقت ان میں سوراخ کرتے تھے (خروج ۲۹ : ۲، ۲۳، احبار ۷ : ۱۲) -

۳ - اگرچہ لفظ "نان" بائبل میں استعمال نہیں ہؤا، تاہم نان بنانے والوں یعنی نان پز (پیدائش ۴۰ : ۱ ؛ ۱ - سموئیل ۸ : ۱۳) اور نان بائی (ہوسیع ۷ : ۴) کا ذکر آیا ہے۔

۴ - پُھلکے توے یا گرم پتھر پر پکائے جاتے تھے (پیدائش ۱۸ : ۶ ؛ حزقی ایل ۴ : ۱۲ - غالباً انہیں عگہ کہتے تھے - لیکن اور جگہ اس کا ترجمہ روٹی کیا گیا ہے) -

۵ - پوریاں - ان کا ذکر صرف ایک مرتبہ آیا ہے - ان کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہؤا ہے وہ خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ لبیبوت - اس لفظ کا مطلب "دل کی مانند" بھی ہو سکتا ہے اور "اندر سے خالی" بھی - یہ غالباً تیل میں تلی جاتی تھیں (۲ - سموئیل ۱۳ : ۶، ۸، ۱۰ - یہاں جو عبرانی لفظ باشل پکانے کے لئے استعمال ہؤا ہے - اُس کے معنی ہیں اُبالنا یا تلنا - نیز غور کیجئے کہ تمر نے انہیں پکانے کے بعد توے (غالباً کڑاہی) کو لیا اور اُس کے سامنے اُنڈیل دیا - آیت ۹) -

۶ - پپڑیاں (عبرانی - نقودیم - چھوٹی چھوٹی سوکھی اور خستہ روٹیاں - پاپڑ) - ان کا ذکر ۱ - سلاطین ۱۴ : ۳ میں ہے - چونکہ روٹی کی شکل گول ہوتی تھی اس لئے اکثر روٹی کو گِردا کہا گیا ہے (احبار ۲ : ۴ ؛ ۲۳ : ۱۷ ؛ قضاۃ ۸ : ۵ ؛ ۱ - سموئیل ۱۰ : ۳ - یہ کیتھولک ترجمہ میں استعمال نہیں ہؤا ہے) -

ہر عبرانی عورت روٹی بنا سکتی تھی خواہ بادشاہ کی بیٹی ہو یا

کسی بزرگ کی بیوی (۲-سموئیل ۱۳: ۸؛ پیدائش ۱۸: ۶)- اس کے علاوہ نانبائی بھی ہوتے تھے (ہوسیع ۷: ۴)- یروشلیم میں نانبائیوں کا محلّہ تھا یرمیاہ ۳۷: ۲۱)- نحمیاہ کی کتاب میں تنوروں کے برج کا ذکر ہے (۱۲: ۳۸)-

بےخمیری روٹی یعنی فطیری روٹی اکثر کھائی جاتی تھی لیکن آٹے کو گوندھ کر اُس میں پرانا خمیر شدہ آٹا ملا دیا جاتا تو کچھ عرصے کے بعد سارا آٹا خمیر ہو جاتا تھا- دھیمی گرمی سے خمیر زیادہ جلدی سے اُٹھتا ہے- اسی لئے نانبائی تنور کو گرم کر کے خمیر ملے ہوئے آٹے کو پاس رکھ دیتا ہے لیکن تنور کو بھڑکاتا نہیں اور خود سو جاتا ہے- رات کے دوران اس دھیمی گرمی میں خمیر اُٹھتا ہے- پھر صبح کو وہ تنور بھڑکا کر روٹیاں پکاتا ہے (ہوسیع ۷: ۴-۶)- غالباً ایک شخص کی خوراک تقریباً تین روٹیوں سے کم تھی- اسی لئے انجیل میں ذکر ہے کہ ایک شخص نے اپنے مہمان کے لئے اپنے دوست سے تین روٹیوں کی درخواست کی (لوقا ۱۱: ۵) مصیبت یا تنگی کی روٹی سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ مقدار میں ضرورت سے کم ہے اور پیٹ بھرنے کے لئے کافی نہیں (۱-سلاطین ۲۲: ۲۷؛ یسعیاہ ۳۰: ۲۰)-

تیل اور مے کے ساتھ، روٹی بھی بنی اسرائیل کی زراعت میں ایک اہم مقام رکھتی تھی اور یہ خدا کی بخشش گنی جاتی تھی (زبور ۱۰۴: ۱۵؛ یسعیاہ ۵۵: ۱۰)- ہوسیع نبی لوگوں کے اس غلط خیال کے خلاف احتجاج کرتا ہے کہ ★ بعل دیوتا انہیں غلّہ دیتا ہے (۲: ۸، ۹) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب خدا روٹی کا سہارا یا عصا توڑتا ہے (زبور ۱۰۵: ۱۶؛ حزقی ایل ۴: ۱۰) تو ملک میں قحط نازل ہوتا ہے- اچھے آدمی کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنی روٹی اجنبیوں کے ساتھ بانٹتا ہے (یسعیاہ ۵۸: ۷) بلکہ اپنے دشمنوں کو بھی دیتا ہے (امثال ۲۵: ۲۱ = رومیوں ۱۲: ۲۰)- خداوند مسیح ★ دعائے ربّانی میں "ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں دے" کے جملے سے اس بات کا نچوڑ پیش کرتے ہیں کہ روٹی کے لئے خدا باپ پر کلّی طور پر بھروسہ کرنا ضروری ہے (متی ۶: ۱۱ = لوقا ۱۱: ۳)- اگر انسان یہ بھول جائے کہ روٹی خدا کی نعمت ہے اور اُس کی تلاش کو اوّل جگہ دے تو روٹی خدا کی رقیب بن سکتی ہے اور پھر زندگی میں خود غرضی اور دنیاداری داخل ہو جاتی ہے (متّی ۴: ۴؛ یوحنّا ۶: ۲۶)- اس آخری حوالے میں خداوند مسیح فانی روٹی اور ہمیشہ کی زندگی کی روٹی کا مقابلہ کرتے ہیں (یوحنّا ۶: ۳۰ مابعد)- یہ ساری کلیدی گفتگو زندگی کی روٹی کے متعلق ہے- وہ حقیقی آسمانی روٹی کا ذکر کرتے ہیں اور اُن پر کھلم کھلا ظاہر کرتے ہیں کہ زندگی کی روٹی وہ خود ہیں (آیت ۳۵)- اس گفتگو میں ہم ★ عشائے ربانی کی رسم کی طرف اشارہ دیکھتے ہیں جو انہوں نے بعد میں جاری کی جب انہوں نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور شاگردوں کو دی اور کہا یہ میرا بدن ہے (مرقس ۱۴: ۲۲؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۳ مابعد)- موت کے بعد جی اُٹھنے پر وہ اپنے شاگردوں پر روٹی توڑتے وقت ظاہر ہوئے (لوقا ۲۴: ۳۰)- اُس وقت سے کلیسیا کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ جب بھی وہ مل کر روٹی توڑیں گے تو خداوند کی حضوری ہمیشہ اُن کے ساتھ ہو گی-

روٹی توڑنا :- دیکھئے عشائے ربّانی۔

روح :- (عبرانی = ریش، واو، خیتھ- رُوخ- اِس پر اعراب لگانے سے لفظ رُوَاخ بنتا ہے؛ یونانی pneuma پنوئما)-

۱- رُوَاخ پرانے عہدنامہ میں ۳۷۸ مرتبہ آیا ہے- اکثر اوقات اس کا طبیعی، نفسیاتی اور روحانی مفہوم ہے- لیکن کافی ایسے حوالے بھی ہیں جن کا تعلق فوق الفطرت باتوں سے ہے- اس لفظ کا اسم اُس فعل سے ترکیب دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ناک سے زور سے سانس باہر نکالنا- بعض دفعہ اس کا اشارہ زندگی کے مرکز کی طرف ہے- ایسے موقع پہ وہ تقریباً نفش (★ جان) کے مترادف ہوتا ہے لیکن اس کی مثالیں نسبتاً کم ملیں گی- عام طور پہ رُوَاخ سے مراد زندگی کا منبع ہے جب کہ نفش کا مطلب خود زندگی ہے-

کئی جگہ رُوَاخ کا مطلب "ہَوا" ہے جو اکثر طاقتور اور تباہ کن ہے (مثلاً خروج ۱۰: ۱۳ آندھی؛ خروج ۱۴: ۲۱ تند آندھی؛ ایوب ۲۱: ۱۸؛ زبور ۱: ۴؛ ۳۵: ۵؛ ۱۰۷: ۲۵؛ حزقی ایل ۱: ۴؛ ۱-سلاطین ۱۹: ۱۱) لیکن یہ ہمیشہ خدا کے قابو میں ہے اور اُس کی مرضی پوری کرواتی ہے (قب عاموس ۴: ۱۳ خدا ہَوا کو بناتا ہے؛ ایوب ۲۸: ۲۵ خدا اس کا وزن ٹھہراتا ہے؛ امثال ۳۰: ۴ خدا اسے مٹھی میں بند کر لیتا؛ زبور ۱۰۴: ۳ وہ فرشتوں کو ہوائیں بناتا ہے؛ زبور ۱۳۵: ۷ وہ مخزنوں سے آندھی نکالتا ہے؛ زبور ۱۴۸: ۸ طوفانی ہَوا اُس کے حکم کی تعمیل کرتی ہے)- ایک اور دلچسپ حوالہ حزقی ایل ۳۷: ۱-۱۴ ہے کیونکہ اس میں رُوَاخ کے مختلف استعمال ایک دوسرے کے قریب نظر آتے ہیں- آیت ۹ میں ہَوا مُراد ہے- آیات ۵، ۶، ۸، ۱۰ میں مطلب دم ہے (اردو ترجمہ میں آیت ۵ میں لفظ روح استعمال ہُوا ہے لیکن معنی ہَوا یا دم ہیں)- آیت ۱۴ میں روح (خدا کی اپنی روح)-

نفسیاتی اصطلاح کی صورت میں اس کے معنی غالب طبیعت یا ہیجان یا خیال ہیں (مثلاً پیدائش ۲۶: ۳۵ وبالِ جان کیتھوک

جان کی تلخی ؛ گنتی ۵ : ۱۴ پروٹسٹنٹ غیرت۔ کیتھولک عدد ۵ : ۱۴ غیرت کا خیال ؛ گنتی ۱۴ : ۲۴ طبیعت۔ کیتھولک روح ؛ ایوب ۲۰ : ۳۔ روح ؛ زبور ۳۲ : ۲ دل ؛ ۵۱ : ۱۰ روح ؛ ۲۔ سلاطین ۱۹ : ۷ روح)۔ کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں انسان کی روح کی کیفیت اُسے کسی خاص عمل کی ترغیب دیتی ہے (قب امثال ۱۶ : ۳۲ روح پر ضبط ؛ امثال ۲۵ : ۲۸ نفس پر ضبط۔ کیتھولک روح پر ضبط ؛ حجی ۱ : ۱۴ رُوح کو ترغیب۔ کیتھولک رُوح کو اُبھارا) ۔

کئی مرتبہ رُوَاخ بُری روح کے لئے استعمال ہُوا ہے (مثلاً ۱۔ سموئیل ۱۶ : ۱۶ ؛ ۱۸ : ۱۰ ؛ گنتی ۵ : ۱۴ ؛ ہوسیع ۴ : ۱۲ ؛ ۵ : ۴)۔ ۱۔ سلاطین ۲۲ : ۱۹۔ ۲۵ میں یہ ایک شخصی روح کے لئے استعمال ہُوا ہے جو مختلف لوگوں میں داخل ہوکر اُن کو جھُوٹ بولنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اور بہت سی جگہ اس سے ایک اچھا فوق الفطرت اثر مراد ہے (مثلاً خروج ۲۸ : ۳ حکمت کی روح ؛ استثنا ۳۴ : ۹ دانائی کی روح ؛ یسعیاہ ۲۸ : ۶ انصاف کی روح ؛ زکریاہ ۱۲ : ۱۰ مناجات کی روح) ۔ خدا کی کُلی محیطیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کی روح اُس کی مرضی کو ہر جگہ پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے (قب زبور ۱۰۴ ، ۱۳۹) ۔ اِن معنوں میں اس لفظ کا پہلا استعمال پیدائش ۱ : ۲ میں ہے (قب ایوب ۳۲ : ۸ ، ۳۳ : ۴) ۔ اس سلسلے میں روح کا اسرائیل کے ساتھ خدا کے عہد کا تعلق خاص توجہ کے لائق ہے (حجی ۲ : ۵ خدا کے عہد کے مطابق اُس کی رُوح اُن کے ساتھ رہتی ہے) ۔ اور کہ یہ مختلف خدمت گزاروں کو بخشی جاتی ہے (گنتی ۱۱ : ۲۵ ستر بزرگوں کو ؛ ۱۔ سموئیل ۱۱ : ۱ ساؤل کو ؛ ۱۔ سموئیل ۱۶ : ۱۳ داؤد کو ، میکاہ ۳ : ۸ میکاہ نبی کو ؛ یسعیاہ ۱۱ : ۲ ، ۳ ؛ ۶۱ : ۱ روح کی بخشش کے متعلق مسیح کے حق میں پیشینگوئی) ۔ تین حوالوں میں " پاک روح " اور " رُوحِ قدس " آیا ہے (زبور ۵۱ : ۱۱ ؛ یسعیاہ ۶۳ : ۱۰ ، ۱۱) ۔ اگرچہ خدا کی رُوح کے متعلق اکثر فقرے غیر شخصی ہیں تاہم اور جگہ عمل ، علم اور کردار جو اس روح سے منسوب کئے گئے ہیں وہ ایک ایسی شخصیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو الٰہی ہے ۔

۲۔ پنوئما pneuma ۔ یہ عبرانی کے رُوَاخ کے مقابلے کا یونانی لفظ نئے عہد نامے میں ۲۲۰ مرتبہ آیا ہے ۔ کم از کم ۹۱ مرتبہ یہ روح القدس کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ ان حوالوں میں نئے عہد نامہ کا پنوئما پرانے عہدنامے کے رُوَاخ کا ہم معنی ہے ۔ لیکن ایک فرق نمایاں ہے ۔ اب خصوصاً پولُس کے خطوط میں یہ شاذ و نادر ہی جان یا دم کے لئے استعمال ہُوا ہے بلکہ اب اس کا تعلق زیادہ اعلٰی امور سے ہے ۔

یوحنّا ۳ : ۸ میں " ہَوا " پنوئما کا صحیح ترجمہ ہے ۔ لیکن دیگر حوالوں میں ہَوا کے لئے یونانی لفظ anemos استعمال ہُوا ہے ۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲ : ۸ میں " پھونک " ۔ کیتھولک " دم " بھی موزوں ہے ۔ پنوئما کا ایک اور مطلب انسان کا غیر مادی حصّہ ہے ۔ جہاں پنوئما لفظ sarx (جسم) کے ساتھ استعمال ہوا وہاں اس سے مکمل انسانی شخصیّت مراد ہے (۲۔ کرنتھیوں ۷ : ۱ جسمانی اور روحانی ؛ کلسیّوں ۲ : ۵ جسم اور روح) ۔ مکمل شخصیّت کا یہی مفہوم لفظ پنوئما اور soma (جسم) کو ساتھ ساتھ استعمال کرنے سے ادا کیا گیا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۵ : ۳ ۔ ۵ جسم اور روح) ۔ اسی سے ملتے جلتے مفہوم میں اس سے انسان کا وہ عنصر مراد ہے جو موت کے بعد زندہ رہتا ہے (متّی ۲۷ : ۵۰ جان ۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں روح ؛ لوقا ۸ : ۵۵ ؛ ۲۳ : ۴۶ ؛ یوحنّا ۱۹ : ۳۰ جان ۔ حاشیہ روح ؛ اعمال ۷ : ۵۹ ؛ عبرانیوں ۱۲ : ۲۳ ؛ ۱۔ پطرس ۳ : ۱۸ ، ۱۹ ؛ مکاشفہ ۱۱ : ۱۱) ۔

نفسیاتی اصطلاح کے طور پر یہ ادراک ، احساس ، ارادہ ، دماغی کیفیت یا انا کے مترادف ہے (مرقس ۲ : ۸ ؛ لوقا ۱ : ۴۷ ؛ یوحنّا ۱۱ : ۳۳ ؛ ۱۳ : ۲۱ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دل ہے ۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ میں روح ؛ اعمال ۱۷ : ۱۶ جی ؛ ۱۸ : ۲۵ ؛ ۱۹ : ۲۱ جی ۔ کیتھولک دل ؛ متّی ۲۶ : ۴۱ ؛ ۱۔ کرنتھیوں ۴ : ۲۱ مزاج ۔ کیتھولک طبیعت ؛ گلتیوں ۶ : ۱ مزاج ؛ ۱۔ پطرس ۳ : ۴ مزاج ؛ رومیوں ۸ : ۱۶ ؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۶ : ۱۸ ؛ گلتیوں ۶ : ۱۸) ۔

اناجیلِ متفقہ اور اعمال کی کتاب میں کئی حوالے ہیں جہاں پنوئما بُری رُوحوں کے لئے استعمال ہُوا ہے ۔ لیکن نئے عہد نامہ میں سب سے مخصوص اور منفرد استعمال وہ ہے جہاں اس سے خدا کا روح مراد ہے ، خاص کر جب اُس کا تعلق مسیح سے ہے جو اس کا منبع ہے جہاں سے وہ آتا ہے اور جس کی وہ نمائندگی کرتا ہے (یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ لفظ روح اردو میں مونث ہے لیکن یونانی گرامر میں بے جنس یعنی نہ مونث نہ مذکر۔ اس لئے اردو ترجمہ میں یہ عام طور پر مونث ہی استعمال ہوتا ہے ۔ لیکن جہاں اس سے مراد خدا کا روح ہے ، یعنی خدائے ثالوث کا تیسرا اقنوم ، وہاں اسے مذکر استعمال کیا جاتا ہے (اسی طرح کا تذکیر و تانیث کا معاملہ شہروں کے نام کے سلسلے میں بھی ہے ۔ عبرانی میں شہر مونث ہوتے ہیں ، اردو میں مذکر ۔ اس لئے جب کسی شہر کو عبرانی میں عورت سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اردو ترجمہ میں بھی شہر کو مونث ہی استعمال کیا گیا ہے) ۔

یہ بعض جگہ خدا کے روح کے لئے استعمال ہُوا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۱۱ ، ۱۴) دیگر جگہ خداوند کے روح (اعمال ۸ : ۳۹ ۔ جہاں مراد مسیح ہے) یا مسیح کے رُوح کے لئے (اعمال ۱۶ : ۷ ؛ ۱۔ پطرس ۱ : ۱۱ ؛ فلپّیوں ۱ : ۱۹) ۔ کئی حوالوں میں یہ رُوحُ القُدس کے لئے استعمال

ہُوا ہے (متی ۱۲: ۳۲؛ مرقس ۳: ۲۹؛ لوقا ۱۲: ۱۰)۔ دو جگہ رُوح کا باپ اور بیٹے کے ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے ان کی برابری اور الوہیّت مراد ہے (متی ۲۸: ۱۹؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۴ قب ۱۔پطرس ۱: ۲)۔ نیز دیکھئے رُوحُ القُدس۔

اس مضمون کو پُوری طرح سمجھنے کے لئے دیکھئے جان۔ دل۔

رُوحُ القُدس:۔ اُردو ترجمہ میں رُوحُ القُدس کے لئے یہ لفظ بھی استعمال ہُوئے ہیں: پاک رُوح (زبور ۵۱: ۱۱؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۸)، روحِ قدس (یسعیاہ ۶۳: ۱۰، ۱۱)، روح اللہ (خروج ۳۱: ۳؛ ۳۵: ۳۱۔ کیتھولک روحِ خدا)، روحِ حق (یوحنا ۱۴: ۱۷؛ ۱۶: ۱۳۔ کیتھولک روح الحق)، خدا کی روح (پیدائش ۱: ۲)، خداوند کی روح (قضاۃ ۶: ۳۴)، یسوعؔ کا روح (اعمال ۱۶: ۷۔ کیتھولک روحِ یسوعؔ)، ازلی روح (عبرانیوں ۹: ۱۴)، مددگار (یوحنا ۱۴: ۱۶، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷۔ کیتھولک وکیل۔ یونانی parakletos معرّب = فارقلیط۔ یہی لفظ ۱۔یوحنا ۲: ۱ میں خداوند مسیح کے لئے استعمال ہُوا ہے)۔ رُوحُ القُدس کے لئے یہ علامتیں بھی استعمال ہوئی ہیں: دم، ہَوا، کبوتر (فاختہ۔ متی ۳: ۱۶ = مرقس ۱: ۱۰)، آگ (اعمال ۲: ۳)، خدا کی انگلی (لوقا ۱۱: ۲۰؛ خروج ۸: ۱۹۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)، تیل (مسح کرنا)۔ رُوحُ القُدس کی اتنی مختلف علامتیں اور اصطلاحیں ہمیں اُس کے تشخص اور کردار کے سمجھنے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ بائبل میں پاک روح کی شخصیت کو بتدریج واضح صورت میں دکھایا گیا ہے۔ قدیم زمانہ میں عبرانی لوگ خدا کی روح یا خداوند کی روح کو ایک طاقتور اور زندگی بخشنے والا ★ یہوواہ کا "دم" تصور کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خدا کے عمل کا "اثر" یا "تحریک" سمجھا جانے لگا۔ لیکن جب ہم روح کے کاموں کا کتابِ مُقدّس میں تفصیل سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ایک شخصیت اُبھرتی دکھائی دیتی ہے جو نئے عہدنامہ میں ثالوثِ پاک کا تیسرا اقنوم نظر آتا ہے۔ روح کے تصوّر میں پرانے اور نئے عہدنامہ میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں۔ اس میں کوئی ناقابلِ حل تضاد پایا نہیں جاتا بلکہ جب درجہ بدرجہ پاک روح کی شخصیت اُبھرتی ہے اور ایک صاف تصویر سامنے آتی ہے تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اس انکشاف کا ایک دلچسپ پہلو گرامر کے اُس استعمال میں تبدیلی کی ضرورت سے سامنے آتا ہے جب روح القدس کے لئے تذکیر و تانیث کا صحیح تعین کرنا درکار ہُوا۔ یونانی میں لفظ روح نہ مذکر ہے نہ مونث بلکہ بے جنس۔ ارامی میں، یعنی اُس زبان میں جو خداوند مسیح استعمال کرتے تھے روح (ارامی = روخا، عبرانی = رُوَخ) اردو کی طرح مؤنث ہے۔ اس لئے جب پاک روح کا تشخص سامنے آیا تو روح کو مذکر استعمال کیا جانے لگا۔

۱۔ پُرانے عہدنامہ میں

روح کو ہم ذیل کے مواقع پہ سرگرم عمل دیکھتے ہیں:

ا۔ کائنات کی تخلیق۔ خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی (پیدائش ۱: ۲)۔ روح کے باعث انسان زندہ نفس بنا (پیدائش ۲: ۷۔ زندگی کا "دم" پھونکا)۔ اُس کے دم سے آسمان آراستہ ہوتا ہے (ایوب ۲۶: ۱۳)۔ زندگی کو قائم رکھنا اور نیا بنانا اُسی کی رُوح کا کام ہے (زبور ۱۰۴: ۳۰)۔ خداوند کی روح انسان کے ضمیر کو روشن کرتی ہے (امثال ۲۰: ۲۷)۔

ب۔ خدا کی روح سورماؤں اور خدا کے چُنے ہوئے راہنماؤں کو طاقت اور دانش دیتی ہے (قضاۃ ۶: ۳۴؛ ۱۳: ۲۵؛ ۱۔سموئیل ۱۱: ۶)۔

ج۔ فنکاروں اور دانا لوگوں کو خدا کی روح حکمت، فہم اور ہنر عطا کرتی ہے (خروج ۳۱: ۳؛ پیدائش ۴۱: ۳۸؛ دانی ایل ۵: ۱۴)۔

د۔ وہ حاکموں اور قانون دینے والوں کی ہدایت کرتی ہے (استثنا ۳۴: ۹؛ ۱۔سموئیل ۱۶: ۱۳؛ یسعیاہ ۱۱: ۲)۔

ہ۔ وہ خصوصاً نبیوں کو الہام بخشتی ہے (گنتی ۱۱: ۲۹؛ یسعیاہ ۶۳: ۱۰، ۱۱ یہاں لفظ روحِ قدس آیا ہے؛ گنتی ۲۴: ۲؛ ۱۔سموئیل ۱۰: ۶؛ یسعیاہ ۶۱: ۱؛ حزقی ایل ۲: ۲؛ میکاہ ۳: ۸)۔

و۔ روح اعلیٰ اخلاقی معیار کی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کرتی ہے (زبور ۵۱: ۱۰؛ ۱۳۹، خصوصاً آیات ۳-۱۱، ۲۳، ۲۴)۔

ز۔ روح المسیح کے زمانے کی پیشینگوئی کرتی ہے (یسعیاہ ۱۱: ۲-۹؛ ۴۲: ۱-۴؛ ۶۱: ۱-۲ قب لوقا ۴: ۱۸)۔ روح کے کام کے متعلق پرانے عہدنامہ میں اور بھی صاف اشارے ہیں (حزقی ایل ۳۶: ۲۶، ۲۷ اور یوایل ۲: ۲۸ مابعد)۔

۲۔ نئے عہدنامہ میں

یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کے سوا نئے عہدنامہ کی ہر کتاب میں روح کا ذکر آیا ہے۔

ا۔ اناجیل متفقہ میں مسیح کے دنیا میں آنے اور اُن کی زندگی میں جو حصّہ پاک روح نے ادا کیا بیان کیا گیا ہے (متی ۱: ۱۸، ۲۰؛ لوقا ۱: ۳۵)۔ اِن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیشینگوئی بھی درج ہے کہ مسیح رُوحُ القُدس سے بپتسمہ دیں گے (مرقس ۱: ۸)۔ لوقا کی انجیل میں خاص کر اُن کاموں کا ذکر ہے جو اس زمانہ میں رُوحُ القُدس کرے گا (۱: ۱۵، ۱۷، ۴۱، ۶۷؛ ۲: ۲۵-۲۷)۔ یوحنا کی معرفت بپتسمہ پانے کے بعد پاک روح نے مسیح کو اس خاص کام کے لئے مخصوص کیا جسے وہ انسان کی خاطر کرنے کو دنیا میں آئے تھے (متی ۳: ۱۶؛ مرقس ۱: ۱۰؛ لوقا ۳: ۲۲؛ قب اعمال ۱۰: ۳۸)۔ روح

ہی نے مسیح کے کاموں میں اُن کی ہدایت کی (متی ۴ : ۱ - روح جنگل میں لے گیا ؛ ۱۲ : ۴۲ - ۳۲ ؛ لوقا ۴ : ۱۸) - اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ پاک روح اُن کی ہدایت اور راہنمائی کرے گا (مرقس ۱۳ : ۱۱ ؛ لوقا ۱۲ : ۱۲ - عدالت کے سامنے صحیح جواب دینے میں مدد کرے گا ؛ قب لوقا ۱۱ : ۱۳) ۔

ب - اعمال کی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رُوحُ القُدس سے بپتسمہ پاکر قوت حاصل کریں گے (اعمال ۱ : ۵ ، ۸) - اس کتاب میں ★ پنتکست کے دن کا واقعہ بھی درج ہے جب رُوحُ القُدس اُن پر نازل ہوا (اعمال ۲ باب) - یہ اُس دور کا شروع ہے جب وہ ہر شخص جو توبہ کرتا اور ایمان لاتا اور بپتسمہ لیتا رُوحُ القُدس انعام میں پاتا (اعمال ۲ : ۳۸) اور "روح سے معمور" برادری کا ممبر بن جاتا ہے (اعمال ۲ : ۴۴ - ۴۷) - اس برادری کے خلاف دیدہ دانستہ گناہ روح کے خلاف گناہ کے مترادف دکھایا گیا ہے (اعمال ۵ : ۳ ، ۹) - روح کا ایک اور مثبت اور زیادہ نمایاں کام مسیحی مبلغوں کو دانائی اور ہدایت بخشنا ہے جس سے وہ مؤثر کلام پیش کر سکتے ہیں (اعمال ۴ : ۸ ؛ ۶ : ۱۰) - وہ خادموں کی ہدایت کرتا ہے کہ کہاں کلام سُنائیں (اعمال ۱۳ : ۲ ؛ ۸ : ۲۹ ، ۳۹) اور کہاں نہ سُنائیں (۱۶ : ۶ مابعد) - وہ اُن کو کام کرنے اور اسے چلانے کی توفیق عنایت کرتا ہے (اعمال ۱۱ : ۲۳ مابعد ؛ ۱۵ : ۲۸) - پاک روح کلیسیا کی معرفت مبلغوں کو اُن کے کام پر مقرر کرتا ہے (اعمال ۱۳ : ۲ ، ۴) - وہ نئی جماعتوں کے لئے نگہبان بھی مقرر کرتا ہے (اعمال ۲۰ : ۲۸) - جب کلیسیا میں نئے لوگ داخل ہوتے تو وہ بعض مرتبہ مختلف زبانوں میں بولتے اور نبوت کرتے اور یوں ثابت کرتے تھے کہ اُن کو روح مِلا ہے (اعمال ۱۰ : ۴۴ - ۴۸ ؛ ۱۹ : ۶) - یہ پنتکست کا سا تجربہ تھا (اعمال ۱۱ : ۱۵) - وقت کے گزرنے پر شاگردوں نے پاک روح کو ایک شخصیت کے طور پر گفتگو کرتے اور کام کرتے پایا (اعمال ۱۳ : ۲ ؛ ۱۵ : ۲۸ ؛ ۱۶ : ۶ مابعد) ۔

ج - پولس رسول کے خطوط میں ایک مسیحی کے تجربے کی سمجھ میں مزید ترقی ہوئی - پولس رُوحُ القُدس کو خدا باپ کا بھی اور خدا بیٹے کا بھی روح بتاتا ہے (رومیوں ۸ : ۹ ، ۱۱) اور وہ باپ بیٹے اور رُوحُ القُدس کی نعمتوں کو ایک ساتھ ایک جگہ بیان کرتا ہے (۲ - کرنتھیوں ۱۳ : ۱۴ مسیح کا فضل، خدا کی محبت اور رُوحُ القُدس کی شراکت) - جن کو مسیح نے نجات بخشی ہے اُن کو روح زندگی بخشتا (رومیوں ۸ : ۲ ، ۹ ، ۱۰) اور اُنہیں مسیح کے ہم شکل بناتا ہے (۲ - کرنتھیوں ۳ : ۱۸) - پاک روح بذاتِ خود ایمانداروں کی شفاعت کرتا ہے (رومیوں ۸ : ۲۶ مابعد) - وہ اُن کو تعلیم دیتا ہے (۱ - کرنتھیوں ۲ : ۱۰ - ۱۳ ؛ ۱۲ : ۳ ؛ قب یوحنا ۱۴ : ۲۶) - وہ مسیحی زندگی بسر کرنے کے اوصاف کا منبع ہے (گلتیوں ۵ : ۲۲ مابعد) - پاک روح وہ نعمتیں عطا کرتا ہے جن کے ذریعہ خدا کلیسیا میں کام کرتا ہے (۱ - کرنتھیوں ۲ : ۴ ، ۱۲ ؛ ۱۲ : ۴ - ۱۱) - ★ نبوت کی نعمت زبانوں میں بولنے کی نعمت سے زیادہ ضروری ہے (۱ - کرنتھیوں ۱۴ باب) لیکن محبت ان سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے (۱ - کرنتھیوں ۱۳ باب) ۔

د - یوحنا کی انجیل میں ہم رُوحُ القُدس کے ایک اور پہلو کو دیکھتے ہیں - خداوند مسیح میں خدا کا روح دوسروں کی نسبت اور طرح سے موجود تھا بلکہ وہ اس روح کو اوروں کو دے سکتے تھے - یہ خاص کر اُس وقت ہوا جب مسیح کا کام دنیا میں مکمل ہو گیا (یوحنا ۱ : ۳۲ مابعد ؛ ۷ : ۳۷ - ۳۹) - روح کا تعلق مسیحی بپتسمہ سے ہے (یوحنا ۳ : ۵ پانی اور روح) اور روح کو ایک شخص پکارا گیا ہے جو باپ اور بیٹے سے ★ صادر (مشتق) ہے (یوحنا ۱۴ : ۱۶ ، ۲۶ پروٹسٹنٹ مددگار، کیتھولک وکیل، یونانی parakletos فارقلیط ؛ ۱۵ : ۲۶ ؛ ۱۶ : ۷) - پاک روح خداوند مسیح کی گواہی دیتا اور پوری سچائی ظاہر کرتا ہے (یوحنا ۱۴ : ۱۷ - رُوحُ القُدس کا ایک نام سچائی کا روح ہے ؛ ۱۶ : ۱۲ تا ۱۵ - سچائی کی راہ دکھائے گا - آئندہ کی خبریں دے گا) - وہ دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہراتا ہے (یوحنا ۱۶ : ۸ - ۱۱) - خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو پاک روح دے کر اختیار بخشا کہ انجیل کی معرفت معافی اور عدالت کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں (یوحنا ۲۰ : ۲۱ - ۲۳) - نیز دیکھئے تثلیث فی التوحید - عقیدہ اتناسیس کا ۔

روحانی آدمی :- دیکھئے نفسانی ۲

رُوحانی نعمتیں :-

۱ - نام اور نوعیت

"روحانی نعمتوں" کی اصطلاح یونانی میں charismata کے معنوں میں مستعمل ہے جو charizesthai (نوازش دکھانا، مفت دینا) سے مشتق ہے - اس کا تعلق اسم charis (فضل) سے ہے - پس charismata کا صحیح ترجمہ "فضل کی نعمتیں" ہوگا - اس کا واحد حسب ذیل حوالوں میں مستعمل ہے : رومیوں ۱ : ۱۱ ؛ ۵ : ۱۵ - ۱۶ ؛ ۶ : ۲۳ ؛ ۱ - کرنتھیوں ۱ : ۷ ؛ ۷ : ۷ ؛ ۲ - کرنتھیوں ۱ : ۱۱ ؛ ۱ - تیمتھیس ۴ : ۱۴ ؛ ۲ - تیمتھیس ۱ : ۶ ؛ ۱ - پطرس ۴ : ۱۰ ، اور جمع کی صورت میں رومیوں ۱۱ : ۲۹ ؛ ۱۲ : ۶ ؛ ۱ - کرنتھیوں ۱۲ : ۴ ، ۹ ، ۲۸ ، ۳۰ ، ۳۱ - یہ جمع کی صورت میں زیادہ تر پاک رُوح کی اُن خاص نعمتوں کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے جو مسیحیوں کو کسی خاص کام کے

لئے دی جاتی ہیں، تاہم ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جہاں یہ اُنہی تکنیکی معنوں میں واحد کی صورت میں بھی مستعمل ہے (مقابلہ کیجئے ۱۔تیمتھیس ۴: ۱۴؛ ۲۔تیمتھیس ۱: ۶؛ ۱۔پطرس ۴: ۱۰)۔

پاک روح کی نعمتوں کے عام ہونے کے متعلق جو کہ نئے عہد کا نشان ہے، یُوایل نبی نے بہت پہلے پیشینگوئی کر دی تھی (یُوایل ۲: ۲۸) اور خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ اس وعدے کی تصدیق کی (مرقس ۱۶: ۱۷، ۱۸؛ یوحنا ۱۴: ۱۲؛ اعمال ۱: ۸ مقابلہ کیجئے متی ۱۰: ۱، ۸ اور ایضاً)۔ پنتکست کے دن یہ وعدے اور پیشینگوئیاں پوری ہو گئیں (اعمال ۲: ۱-۲۱، ۴۳)۔ بعد ازاں روح کی متعدد نعمتوں کا ذکر بار بار آتا ہے۔ مثلاً لوقا اعمال ۳: ۶ مابعد؛ ۵: ۱۲-۱۶؛ ۸: ۱۳، ۱۸؛ ۹: ۳۳-۴۱؛ ۱۰: ۴۵، ۴۶ وغیرہ میں، پطرس ۱۔پطرس ۴: ۱۰ میں اور پولس رومیوں ۱۲: ۶-۸؛ ۱۔کرنتھیوں ابواب ۱۲ تا ۱۴ میں اُن کا ذکر کرتے ہیں۔ پاک روح یہ نعمتیں اپنی آزاد مرضی سے دیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۱؛ ۱۴: ۱)۔ ایک ایمان دار کو ایک سے زیادہ نعمتیں بھی مل سکتی ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۸ مابعد؛ ۱۴: ۵، ۱۳)۔

۲۔ مقصد اور مُدّت

اِن روحانی نعمتوں کا پہلا مقصد کلیسیا کی ترقی (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۴-۷؛ ۱۴: ۱۲)، اور دوسرا غیر ایمانداروں کو قائلیت اور نجات ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۲۱-۲۵ مقابلہ کیجئے اعمال ۲: ۱۲)۔ اس مقصد کو عین بہ عین بیان کرنے کی کوششوں کے باعث، روحانی نعمتوں کے ختم ہونے کے پیچیدہ سوال کے مختلف جواب تجویز کئے گئے ہیں۔ وہ لوگ جو اس نظریہ کے حامی ہیں کہ یہ نعمتیں کلیسیا کو مستقل طور پہ ملیں، رسولی زمانہ کے بعد میں اُن کے نظر نہ آنے کا سبب ایمان اور روحانیت میں کمی بتاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ بعد میں وہ بحال ہو گئیں خاص طور پہ مذہبی بیداریوں کے دوران۔ لیکن وہ لوگ جو انہیں عارضی عطیہ خیال کرتے ہیں، وہ اِن کے لے لئے جانے کے وقت اور سبب کے بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ ایک عام نظریہ یہ ہے کہ روحانی نعمتیں جو کلیسیا کی تعمیر و ترقی کے لئے دی گئی تھیں چوتھی صدی میں جب کلیسیا کافی مضبوط ہو گئی اور اُن کی مدد کی ضرورت نہ رہی واپس لے لی گئیں (وارفیلڈ) لیکن یہ بات تاریخی شواہد کے خلاف ہے۔ مسٹر وارفیلڈ خود اقرار کرتے ہیں کہ "روحانی نعمتیں رسولوں کو یہ ثابت کرنے کے لئے دی گئیں کہ وہ خدا کے پیغام بردار ہیں۔ اور رسول ہونے کا یہ ایک نشان تھا کہ اُن کے پاس یہ نعمتیں ہوں اور وہ انہیں دوسروں کو بھی دینے کا اختیار رکھتے ہوں۔ تاہم رسولوں نے جن لوگوں کو یہ نعمتیں دیں اُن کی موت سے یہ ختم ہو گئیں"۔ ایک اور مُفسّر مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ گریفتھ تھامس کے نزدیک روحانی نعمتیں یہودیوں کے لئے یسوع کے "المسیح" ہونے کی شہادت تھیں لیکن جب یہودیوں نے خوشخبری کا انکار کیا تو اعمال کی کتاب کے زمانہ کے بعد وہ واپس لے لی گئیں۔ اگر ہم اُن فوق الفطرت ظہورات میں جنہیں "نشان" (semeia) کہا گیا ہے اور جو نئے عہد کے ساتھ آئے اور جن کا رسولی حلقے اور یہودیوں اور سامریوں کو بشارت دینے کے ساتھ بڑا نزدیکی تعلق تھا (مرقس ۱۶: ۱۷، ۱۸؛ اعمال ۲: ۱۹، ۴۳؛ ۴: ۱۶، ۲۲، ۳۰؛ ۵: ۱۲؛ ۶: ۸؛ ۸: ۶، ۱۳؛ ۱۴: ۳؛ رومیوں ۱۵: ۱۹؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۲؛ عبرانیوں ۲: ۳، ۴)، اور اُن نعمتوں میں امتیاز کریں جو اُس "کامل" کے آنے تک (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۸-۱۰) موجود رہیں گی تو اِن نظریات میں مطابقت پیدا ہو سکتی ہے۔

۳۔ انفرادی نعمتیں

نئے عہدنامہ میں روحانی نعمتوں کی جو فہرستیں دی گئی ہیں (رومیوں ۱۲: ۶-۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۴-۱۱؛ ۲۸-۳۰؛ مقابلہ کریں ۴: ۷-۱۲) وہ نامکمل ہیں۔ علماء نے اِن نعمتوں کی درجہ بندی کی کوشش کی ہے۔ یہ فطری طور پر دو حصّوں میں تقسیم ہوتی ہیں: پہلا وہ جس میں یہ لوگوں کو کلام کی خدمت کا اہل بناتی ہیں اور دوسرا وہ جس میں یہ لوگوں کو عملی خدمت کے لئے تیار کرتی ہیں۔

ا۔ کلام کی خدمت کی نعمتیں

(۱) رسول (یونانی apostolos = بھیجا ہُوا، سفیر، مبشر ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۸، ۲۹ مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۱۱)۔ شروع میں لقب "رسول" صرف مسیح کے بارہ شاگردوں کے لئے استعمال ہوا (متی ۱۰: ۲؛ لوقا ۶: ۱۳؛ اعمال ۱: ۲۵، ۲۶) لیکن بعد میں پولس نے بھی رسول ہونے کا دعوےٰ کیا (رومیوں ۱: ۱؛ ۱۔کرنتھیوں ۹: ۱، ۲ وغیرہ) اور قدرے کم معنوں میں برنباس کو (اعمال ۱۴: ۴، ۱۴)، اندرُنیکس اور یونیاس کو (رومیوں ۱۶: ۷)، اور غالباً اَپلوس کو (۱۔کرنتھیوں ۴: ۶، ۹)، سلوانس اور تیمتھیس کو (۱۔تھسلنیکیوں ۱: ۱، ۲: ۶) اور خداوند کے بھائی یعقوب کو (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۷؛ گلتیوں ۱: ۱۹) بھی رسول کہا گیا۔ رسول کا خاص کام جیسا کہ اس کے معنوں سے بھی ظاہر ہے یہ تھا کہ وہ بے ایمان دنیا کے سامنے مسیح کی خوشخبری کو پیش کرے (گلتیوں ۲: ۷-۹۔ دیکھئے رسول)۔

(۲) نبوّت (یونانی propheteia، رومیوں ۱۲: ۶؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۰، ۲۸، ۲۹ مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۱۱)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں نبی کا بنیادی کام یہ تھا کہ وہ خاص حالات میں جو کچھ کلیسیا کو جاننا اور کرنا چاہیئے اُس کے متعلق عارضی نوعیت کا مکاشفہ بتائے۔ اُس کے پیغام میں کلیسیا کی ترقی، نصیحت (یونانی paraklesis)

اور تسلّی کی باتیں ہوتی تھیں (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳ مقابلہ کیجئے رومیوں ۱۲: ۸)۔ بعض اوقات اُس میں خاص معاملات کے متعلق خدا کی مرضی کا اعلان (اعمال ۱۳: ۱، ۲) اور کبھی کبھار آئندہ واقعات کے بارے میں پیشینگوئی شامل ہوتی تھی (اعمال ۱۱: ۲۸؛ ۲۱: ۱۰، ۱۲)۔ بنیادی طور پر اُس کی خدمت کا تعلق کلیسیا سے تھا (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۴، ۲۲)۔ بعض انبیاء دورہ کرتے رہتے تھے (اعمال ۱۱: ۲۷، ۲۸؛ ۲۱: ۱۰) لیکن شاید ہر کلیسیا کے ساتھ کئی انبیاء منسلک ہوتے تھے (اعمال ۱۳: ۱) جیسا کہ کرنتھس میں تھا اور جن میں سے چند ایک کے نام بھی دیئے گئے ہیں (اعمال ۱۱: ۲۸؛ ۱۳: ۱؛ ۱۵: ۳۲؛ ۲۱: ۹، ۱۰۔ مزید دیکھئے نبوّت)۔

روحوں کے امتیاز کی نعمت (یونانی diakriseis pneumatou ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۰ قب ۱۴: ۱۹) نبوّت کی نعمت سے وابستہ تھی۔ یہ نعمت سامعین کو اس قابل بنا دیتی تھی کہ وہ کسی نبوّت کے الہامی ہونے کے دعوے کو پرکھ سکیں (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۹؛ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۰ مابعد؛ ۱-یوحنّا ۴: ۱-۶) اور حقیقی نبی اور جھوٹے نبی میں امتیاز کر سکیں۔

(۳) تدریس (یونانی didaskalia رومیوں ۱۲: ۷؛ ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸ مابعد؛ مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۱۱)۔ اُستاد نبی کے برعکس تازہ مکاشفہ نہیں بتاتا تھا بلکہ مسیحی علمِ الٰہی کی تفسیر کرتا اور اُس کا اطلاق بتاتا۔ غالباً اس کی خدمت، مقامی کلیسیا تک محدود تھی (اعمال ۱۳: ۱؛ مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۱۱)۔ "علمیت کا کلام" (یونانی logos gnoseos، ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۸) سے مراد ایسی تحقیق و تدقیق ہے جس کا تعلق تدریس سے ہو، لیکن "حکمت کا کلام" یونانی logos sophias، ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۸) روحانی بصیرت کو ظاہر کرتا ہے جس کا تعلق غالباً رسول یا نبی سے ہے۔

(۴) طرح طرح کی زبانیں (یونانی gene glosson ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۰، ۲۸ مابعد اور زبانوں کا ترجمہ یونانی hermeneia glosson = ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۰، ۳۰۔ دیکھئے غیر زبانیں)۔

ب۔ عملی خدمت کی نعمتیں

(۱) قوّت کی نعمتیں۔

(ا) ایمان (یونانی pistis، ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۹)۔ یہ بچانے والا ایمان نہیں بلکہ ایک بلند و بالا ایمان ہے جس کے ذریعہ خاص اور عجیب کام انجام دیئے جاتے ہیں (متّی ۱۷: ۱۹ مابعد؛ ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۲؛ عبرانیوں ۱۱: ۳۳-۴۰)۔

(ب) شفا کی نعمتیں (یونانی charismata iamaton = ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۹، ۲۸، ۳۰) معجزاتی طور پر شفا دینے کے لئے دی گئیں (اعمال ۳: ۶؛ ۵: ۱۵ مابعد؛ ۸: ۷؛ ۱۹: ۱۲ وغیرہ)۔

(ج) معجزوں کی قدرت (یونانی energemata dynameon = ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۰، ۲۸ مابعد)۔ اس نعمت کے ذریعہ مختلف قسم کے معجزے کرنے کی قوت ملی (اعمال ۹: ۳۶ مابعد؛ ۱۳: ۱۱؛ ۲۰: ۹)۔

(۲) ہمدردی کی نعمتیں

(ا) مدد (یونانی antilepseis = ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸)۔ یہ وہ مدد ہے جو زور آور کمزوروں کی کرتے ہیں (دیکھئے ہفتادہ زبُور ۲۲: ۱۹؛ ۸۹: ۱۹) یہ بیماروں اور ضرورتمندوں کی نگہداشت کرنے کی نعمتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس میں غالباً سخاوت سے خیرات (یونانی ho metadidous = رومیوں ۱۲: ۸)، رحم کے کام (یونانی ho eleon = رومیوں ۱۲: ۸) اور خدمت (یونانی diakonia = رومیوں ۱۲: ۷ مقابلہ کیجئے اعمال ۶: ۱) جو منتظمینِ کلیسیا (ڈیکن) کرتے ہیں (فلپیوں ۱: ۱؛ ۱-تیمتھیس ۳: ۱-۱۳) بھی شامل ہے۔

(۳) نظم و نسق کی نعمتیں۔

(ا) انتظامات (یونانی kyberneseis = ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸)۔ یہ وہ نعمتیں اور اختیارات ہیں جو انتظام کرنے والے بزرگوں کے پاس ہوتی ہیں (۱-تیمتھیس ۵: ۱۷)۔ جو شخص حکومت کرتا ہے (یونانی ho proistamenos = رومیوں ۱۲: ۸) وہ بھی اس نعمت اور ذمہ داری میں شامل ہے (یہ یونانی لفظ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۲ اور ۱-تیمتھیس ۵: ۱۷ میں بھی آتا ہے)۔ دیکھئے خدمت۔

رُوح کی گواہی:۔ جب ایماندار "ابّا یعنی اے باپ" کہہ کر پکارتے ہیں تو یہ خدا کا روح ہی ہے جو اُن کی رُوح کے ساتھ مِل کر گواہی دیتا ہے کہ وہ خدا کے فرزند ہیں (رومیوں ۸: ۱۵، ۱۶)۔ آیات ۱۷-۲۷ میں ایماندار کے خدا کے ساتھ نئے قریبی اور پسری تعلق کے باعث پاک رُوح جو کام اس میں اور اس کے لئے کرتا ہے انہیں بیان کیا گیا ہے۔ مسیح کے کام میں اس گواہی کی ابتدا اور ایماندار میں اس کے سرگرمِ عمل ہونے پر ۱-یوحنّا ۵: ۶-۱۳ میں مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ رُوح کی گواہی کے مضمون کو یوحنّا ۱۴: ۱۶، ۱۷، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷-۱۵؛ رومیوں ۵: ۵؛ ۱-کرنتھیوں باب ۲ میں اور جہاں کہیں پاک روح کے کام کا ایمانداروں کی نسبت سے ذکر آیا ہے بیان کیا گیا ہے۔ روح کلام کے وسیلہ سے گواہی دیتا ہے (عبرانیوں ۱۰: ۱۵-۱۸) اور بعض اوقات صاف طور پر کسی خاص مضمون پر (۱-تیمتھیس ۴: ۱؛ اعمال ۲۰: ۲۳)۔ اگرچہ روح کی گواہی براہِ راست، فوری اور شخصی ہوتی ہے تو بھی وہ ہمیشہ خدا کے تحریری کلام سے مطابقت رکھتی ہے۔ ہمیں روحوں کو آزمانا چاہیئے کیونکہ خدا کے رُوح کے علاوہ بھی روحیں ہیں جو ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتی ہیں (۱-یوحنّا ۴: ۱-۶)۔ جانچ یہ ہے کہ خدا کا رُوح خدا کے اکلوتے بیٹے کے مجسّم ہونے پر گواہی دیتا ہے۔

پاک روح اپنے متعلق نہیں بلکہ مسیح یسوع کے بارے میں بتاتا ہے (یوحنا ۱۶: ۱۳-۱۵)۔

روداٰنیم:- کیتھولک ترجمہ میں دوداٰنی کے بجے (پیدائش ۱۰: ۴)۔ دیکھئے دوداٰنی

روزہ:- آنت۔انتڑی۔ دیکھئے رسی ۳

روزہ:- (عبرانی۔ صوم تب عربی)۔
بائبل میں لفظ روزہ بابل کی اسیری سے پہلے نہیں آتا۔ اُس سے پہلے اسے "اپنی جان کو دُکھ دینا" (نفس کُشی کرنا) کہا گیا ہے (دیکھئے احبار ۱۶: ۲۹، ۳۱؛ ۲۳: ۲۷، ۳۲؛ گنتی ۲۹: ۷؛ ۳۰: ۱۳ اور زبور ۳۵: ۱۳)۔ موسیٰ نے صرف ایک سالانہ روزہ (اپنی جان کو دُکھ دینا) کا حکم دیا یعنی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کے دن کا روزہ (احبار ۱۶: ۲۹، ۳۱ وغیرہ)۔ اُس زمانے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جب کسی خاص وجہ سے روزہ رکھا گیا، گناہ سرزد ہونے پر یا آنے والی بلا کو ٹالنے کے لئے۔ سموئیل نے ایسا روزہ رکھنے کا حکم دیا (۱-سموئیل ۷: ۶)۔ جب باروک نے خدا کا کلام پڑھا جو یرمیاہ نبی کی وساطت سے ملا تو یہویقیم نے بھی ایسا روزہ رکھنے کا حکم دیا (یرمیاہ ۳۶: ۹)۔ ایزبل نے جب نبوت کا تاکستان لینے کا غلط منصوبہ بنایا تو ریاکاری سے روزہ رکھنے کا حکم دیا (۱-سلاطین ۲۱: ۹-۱۶)۔

اسیری کے بعد چار اور سالانہ روزے مقرر کئے گئے (زکریاہ ۸: ۱۹)۔ ★ تلمود کے مطابق یہ یہودی تاریخ میں چار بڑے حادثوں کی یاد میں تھے۔ آستر ۹: ۳۱ میں ایک اور روزے کے قائم کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔ ان کے سوا بعض اور وقتی روزے بھی تھے۔ یہ بعض دفعہ شخصی (۲-سموئیل ۱۲: ۲۲) اور بعض دفعہ جماعتی ہوتے تھے (قضاۃ ۲۰: ۲۶)۔ روزہ ماتم کا اظہار بھی تھا (۱-سموئیل ۳۱: ۱۳؛ ۲-سموئیل ۱: ۱۲؛ ۳: ۳۵؛ نحمیاہ ۱: ۴؛ آستر ۴: ۳؛ زبور ۳۵: ۱۳، ۱۴)۔ یہ توبہ کا نشان بھی ہے (۱-سموئیل ۷: ۶؛ ۱-سلاطین ۲۱: ۲۷؛ نحمیاہ ۹: ۱، ۲؛ دانی ایل ۹: ۳، ۴؛ یوناہ ۳: ۵-۸) اور فروتن ہونے کی بھی علامت ہے (عزرا ۸: ۲۱؛ زبور ۶۹: ۱۰)۔ بعض مرتبہ یہ اپنے آپ کو سزا دینے کے مترادف تھا (مقابلہ کریں "اپنی جان کو دُکھ دینا" نفس کُشی۔ احبار ۱۶: ۲۹ وغیرہ)۔ خدا کی مدد اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے بھی روزہ رکھا جاتا تھا (خروج ۳۴: ۲۸؛ استثنا ۹: ۹؛ ۲-سموئیل ۱۲: ۱۶-۲۳؛ ۲-تواریخ ۲۰: ۳، ۴؛ عزرا ۸: ۲۱-۲۳)۔ روزے دوسرے لوگوں کے لئے بھی رکھے جاتے تھے (عزرا ۱۰: ۶؛ آستر ۴: ۱۵-۱۷)۔ بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ روزہ کی وجہ سے فریاد ایک دم سُنی جائے گی (یسعیاہ ۵۸: ۳، ۴)۔ اس کے برخلاف نبیوں کی تعلیم یہ تھی کہ صحیح عمل کے بغیر روزہ بے کار ہے (یسعیاہ ۵۸: ۵-۱۲؛ یرمیاہ ۱۴: ۱۱؛ زکریاہ ۷: ۵-۱۰)۔

نئے عہد نامہ میں

یہودیوں کے یوم کفارہ کا ذکر نئے عہد نامہ میں آتا ہے (اعمال ۲۷: ۹)۔ بعض کٹر فریسی ہفتہ میں دو دن، پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے (لوقا ۱۸: ۱۲)۔ دوسرے خدا پرست یہودی اس سے بھی زیادہ روزے رکھتے تھے مثلاً حنّاہ (لوقا ۲: ۳۷)۔

خداوند یسوع کے روزے رکھنے کا ذکر صرف ان کی آزمائشوں کے سلسلے میں آتا ہے۔ یہ روزہ اُن کی بڑی خدمت کی تیاری میں تھا (متی ۴: ۱-۴)۔ اسی طرح موسیٰ اور ایلیاہ نے بھی روزے رکھے (خروج ۳۴: ۲۸؛ ۱-سلاطین ۱۹: ۸)۔ خداوند یسوع نے تسلیم کیا کہ اُن کے پیروکار روزہ رکھیں گے اور یہ تعلیم دی کہ روزہ انسان کو دکھانے کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے رکھا جائے (متی ۶: ۱۶-۱۸)۔

جب اُن سے پوچھا گیا کہ اُن کے شاگرد روزہ کیوں نہیں رکھتے جبکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگرد اور فریسی روزہ رکھتے ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ کیا براتی جب تک دُلہا اُن کے ساتھ ہے روزہ رکھتے ہیں؟ لیکن وہ وقت آئے گا جب وہ روزہ رکھیں گے (متی ۹: ۱۴-۱۷؛ مرقس ۲: ۱۸-۲۲؛ لوقا ۵: ۳۳-۳۹)۔ جب اعمال کی کتاب میں کلیسیا کے ہادی برنباس اور ساؤل کو تبلیغ کی خدمت کے لئے الگ کر رہے تھے تو روزہ رکھا (اعمال ۱۳: ۲، ۳)۔ بزرگوں کو مقرر کرنے سے پہلے بھی اُنہوں نے روزہ رکھا (اعمال ۱۴: ۲۳)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولس دو دفعہ اپنے روزہ رکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے (۲-کرنتھیوں ۶: ۵؛ ۱۱: ۲۷) لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ روزے فرض تھے یا اختیاری۔

روزیٹا کا پتھر:- دیکھئے سنگ روزیٹا۔

روس۔ روش:- (عبرانی = سَر)۔ بنیمین کا ایک بیٹا جو یعقوب کے ساتھ مصر کو گیا (پیدائش ۴۶: ۲۱)۔

روش:- تین قوموں میں سے ایک جس کے سربراہ نے اسرائیل پر حملہ کرنا تھا۔ یہ شمالی قبیلے تھے (حزقی ایل ۳۸: ۲، ۸)۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سَر۔

روشنی:- (عبرانی اَور، یونانی فوس اور دیگر متعدد الفاظ)۔ اس سے مراد قدرتی روشنی ہے، نیز اسے تشبیہً بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ابتداء میں خدا نے اپنے حکم سے قدرتی روشنی کو پیدا کیا۔ "خدا نے کہا روشنی ہو جا" (پیدائش ۱: ۳)۔ یہ

نباتاتی اور حیوانی زندگی کے لئے دنیا کی تیاری کا ابتدائی قدم تھا۔ روشنی کی ابتداء اور نوعیت، خود خدا کی فطرت اور مقصد میں ظاہر ہوتی ہے (۱-یوحنا ۱ : ۵)۔ اس دنیا میں روشنی کی موجودگی خدا کا ایک عظیم عطیہ ہے۔ اس کے بغیر زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ جب روشنی کی فطرت، خاصیت اور اثرات کا سائنسی مطالعہ کیا گیا تو اس کے عجائبات پر اور بھی روشنی پڑی۔ اس کی زندگی کے لئے شدید ضرورت کے باعث ہی ابتدأ میں لوگوں نے سورج کی جو کہ روشنی اور حرارت کا عظیم منبع ہے پرستش شروع کر دی (ایوب ۳۱ : ۲۶-۲۷)۔ لیکن یہ بُت پرستی تھی جس کی کلام پاک مذمت کرتا ہے (احبار ۲۶ : ۳۰)۔

بائبل میں مصنوعی روشنی کا بھی ذکر ہے جو کہ قدرتی روشنی کا عارضی بدل ہے مثلاً خیمۂ اجتماع میں (خروج ۲۵ : ۶؛ احبار ۲۴ : ۲) یا گھروں (متی ۵ : ۱۵؛ لوقا ۱۵ : ۸) اور عبادت خانوں میں چراغ (اعمال ۲۰ : ۸)۔ کلام پاک معجزاتی روشنی کی بھی متعدد مثالیں دیتا ہے: اسرائیلی گھروں میں روشنی تھی جبکہ مصری گہری تاریکی میں تھے (خروج ۱۰ : ۲۳)؛ آگ کا ستون جس نے بنی اسرائیل کی راہنمائی کی: اس نے دن کو بادل سے ان کی راہبری کی اور رات بھر آگ کی روشنی سے (زبور ۷۸ : ۱۴؛ خروج ۱۳ : ۲۱؛ ۱۴ : ۲۰)؛ تبدیلیٔ صورت کے وقت مسیح کی پوشاک کا سورج کی مانند چمکنا (متی ۱۷ : ۲)؛ دمشق کی راہ پر ساؤل پر اس کے گرداگرد نور کا چمکنا (اعمال ۹ : ۳؛ ۲۲ : ۶؛ ۲۶ : ۱۳)۔ پاک کلام روشنی کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے مختلف روحانی حقائق بیان کرتا ہے مثلاً "خدا نور ہے" (۱-یوحنا ۱ : ۵)؛ وہ "نوروں کا باپ" ہے (یعقوب ۱ : ۱۷)؛ "وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی" (۱-تیمتھیس ۶ : ۱۶؛ زبور ۱۰۴ : ۲)۔ مسیح نے خود کو "دنیا کا نور" کہا (یوحنا ۸ : ۱۲؛ ۹ : ۵؛ ۱۲ : ۴۶)۔ زکریاہ اور شمعون نے مسیح کی پیدائش پر گیت گایا جس میں انہوں نے مسیح کو عالم بالا کا آفتاب اور قوموں کو روشنی دینے والا نور کہا (لوقا ۱ : ۷۸-۷۹؛ ۲ : ۳۲)۔ انسانوں پر خدا کو ظاہر کرنے اور انہیں روحانی روشنی دینے کے باعث وہ "آدمیوں کا نور" ہے (یوحنا ۱ : ۴، ۹)۔ پس روشنی، روحانی تجلّی کی ایک مناسب علامت ہے جسے مسیح نے دل میں سکونت کرنے والے رُوح کے وسیلہ سے دیا (۲-کرنتھیوں ۴ : ۶؛ افسیوں ۵ : ۱۴؛ ۱-پطرس ۲ : ۹؛ زبور ۳۶ : ۹)۔

چونکہ تاریکی گناہ کی علامت ہے اس لئے اُس کے مقابلہ میں نور پاکیزگی کا نشان ہے (یسعیاہ ۵ : ۲۰؛ رومیوں ۱۳ : ۱۲؛ ۱-یوحنا ۱ : ۶-۷؛ ۲ : ۹-۱۱)۔ یہ خوشی یا اقبال مندی کو بھی ظاہر کرتی ہے (آستر ۸ : ۱۶؛ ایوب ۳۰ : ۲۶)۔ پس یہ خاص طور پر روحانی خوشی کی طرف اشارہ ہے (زبور ۲۷ : ۱؛ ۹۷ : ۱۱)۔ خدا کے کلام کو روشنی سے تشبیہ دی گئی ہے (زبور ۱۱۹ : ۱۰۵؛ یسعیاہ ۸ : ۲۰)۔ عام طور پر اس کا اطلاق ایمانداروں پر کیا گیا ہے (متی ۵ : ۱۴؛ افسیوں ۵ : ۸؛ فلپیوں ۲ : ۱۵) یا کسی فرد پر مثلاً یوحنا بپتسمہ دینے والے پر (یوحنا ۵ : ۳۵)۔ آخر میں اس کا اطلاق آسمانی حالت کی مبارک حالی پر کیا گیا (یسعیاہ ۶۰ : ۱۹؛ کلسیوں ۱ : ۱۲؛ مکاشفہ ۲۱ : ۲۳-۲۴؛ ۲۲ : ۵)۔

روغنِ بلسان:۔ ایک مشہور خوشبودار مرہم جو زخموں پر لگانے کے لئے دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا (یرمیاہ ۸ : ۲۲؛ ۴۶ : ۱۱؛ ۵۱ : ۸)۔

نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل، ۱۸

رُوفُس (لاطینی = سُرخ)۔ سکندر کا بھائی اور شمعون کرینی، جس نے بیگار میں خداوند یسوع مسیح کی صلیب اُٹھائی، کا بیٹا (مرقس ۱۵ : ۲۱)۔

پولس رسول بھی ایک روفس کا ذکر کرتا ہے "روفس جو خداوند میں برگزیدہ ہے، اور اُس کی ماں جو میری بھی ماں ہے، دونوں سے سلام کہو" (رومیوں ۱۶ : ۱۳)۔ قیاس ہے کہ یہ وہی رُوفُس ہے جس کا ذکر مرقس کرتا ہے۔ غالباً شمعون کرینی کی بیوہ مسیحی ہو کر رومہ چلی گئی۔ اسی وجہ سے مرقس نے انجیل میں شمعون کے ذکر کے ساتھ اُس کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا۔

رُومال:۔ دو مختلف یونانی لفظوں کا ترجمہ اردو میں رومال کیا گیا ہے۔

۱۔ lention سے مراد کتانی کپڑا ہے۔ وہ اُس تولیہ کے لئے استعمال ہوا ہے جس سے خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے پاؤں پونچھے (یوحنا ۱۳ : ۴، ۵)۔ یہ عام طور پر نوکر گھر میں استعمال کرتے تھے۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے کتانی کپڑا کہا گیا ہے۔

۲۔ soudarion ۔ اِس یونانی لفظ کا ماخذ پسینہ ہے۔ یہ پسینہ پونچھنے کے لئے استعمال ہوا ہے (لوقا ۱۹ : ۲۰؛ اعمال ۱۹ : ۱۲)۔ تمثیل میں نوکر نے ایسے ہی کپڑے میں اشرفی کو چھپایا تھا۔ اسی قسم کے کپڑے سے مردے کے چہرے اور سر کو لپیٹتے تھے (یوحنا ۱۱ : ۴۴؛ ۲۰ : ۷)۔

رومَمتی عزر۔ رومَمتی عازر:۔ (عبرانی = بلند ترین امداد)۔ ہیمان کے بارہ بیٹوں میں سے ایک۔ یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیکل کی عبادت میں گانے بجانے کی خدمت پر مامور تھا (۱-تواریخ ۲۵ : ۴، ۳۱)۔

رومہ۔ روما۔ روم:۔ روایات کے مطابق رومہ کا شہر ۷۵۳ ق م میں سات پہاڑیوں پر

تعمیر ہوا۔ جیسا کہ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے ظاہر ہوتا ہے، شروع میں رومہ مقامی باشندوں کی قیام گاہ نہیں تھا بلکہ بیرونجات سے لوگ آ آ کر وہاں بسنے لگے۔ چونکہ قدیم رومہ آزادیٔ رائے کا حق سب کو عطا کرتا تھا لہٰذا بحیرۂ روم کے تمام نواحی علاقوں سے قسم قسم کے لوگ اور تصوّرات اس کی طرف کھنچے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی ابتداء سے ایک ہزار سال بعد اُس نے برطانیہ سے عرب تک کی مہذب قوموں کو اپنے میں مدغم کر لیا۔ رومہ ساری دنیا تھا اور ساری دنیا رومہ تھی۔ تاہم اس کی یہی وسعت اُس کی لاثانیت کو ختم کرنے کی وجہ بنی، اور اس کی جنگی اہمیت و مرکزیت دریائے ڈینیوب اور رائین میں جہاز رانی کے باعث ختم ہو گئی اور یہ زمانہ وسطیٰ میں محض اطالیہ کا ایک صوبائی شہر بن کر رہ گیا۔

نئے عہدنامہ کے زمانہ میں رومہ کی ترقی اپنے عروج پر تھی۔ یہاں کئی منزلہ عمارتوں کے سلسلے تھے جن میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے غریب لوگ لاکھوں کی تعداد میں آباد تھے۔ طبقۂ امراء جو قیاصرہ کی نوازشات کے باعث تمام سلطنت میں قائم ہو چکا تھا تینوں برِاعظموں کی آمدن کو ملکی جاگیروں اور دیہی تفریحی محلّات پر خرچ کر دیتا تھا۔ قیاصرہ نے بھی شہر کے مرکز میں عوام کے لئے عظیم الشان تماشا گاہیں تعمیر کیں جن کی مثال کسی اور دارالحکومت میں نہیں ملتی۔ دولت کے اسی ارتکاز نے عوام الناس کو فیاضی سے مالی امداد دی اور تفریحات مہیّا کیں۔ چونکہ رومہ قیصر کی راجدھانی اور سینٹ Senate کا مرکز تھا اس لئے بحیرۂ روم کے گرد و نواح کی حکومتوں کے ساتھ اس کے سفارتی تعلقات قائم تھے اور سامانِ تعیّش اور خوراک کی درآمد و برآمد نے اِن تعلقات کو اور بھی مضبوط بنا دیا تھا۔

۱۔ نئے عہدنامہ میں رومہ

کئی دفعہ کہا گیا ہے کہ اعمال کی کتاب نے یروشلیم اور رومہ کو یہودی اور غیر یہودی کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن یہاں یروشلیم کا مخالف قطب "زمین کی انتہا تک" (اعمال ۱: ۸) بتایا گیا ہے۔ بے شک اس کتاب کا اختتام رومہ پر ہوتا ہے، تو بھی اس میں ساری توجہ اُس مذہبی کشمکش پر مرکوز ہے جو پولس رسول اور اُس کے یہودی مخالفین کے درمیان جاری تھی، اور پولس کا رومہ کو سفر جہاں وہ یہودیوں کو چھوڑ کر غیر یہودیوں میں بغیر کسی روک ٹوک کے منادی کرتا ہے اس کشمکش کا انجام ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مضمون مسیح کی خوشخبری کو یہودی آغوش سے نکالنا ہے اور اس سلسلہ میں رومہ ایک واضح اور قطعی موڑ ثابت ہوتا ہے۔

مکاشفہ کی کتاب میں رومہ کو بُرے معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ "وہ بڑا شہر ہے جو زمین کے بادشاہوں پر حکومت کرتا ہے" (۱۷: ۱۸)، "وہ ساتوں سر سات پہاڑ ہیں جن پر وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے" (آیت ۹) اور "پانی" پر جو "اُمّتیں اور گروہ اور قومیں اور اہلِ زبان ہیں" (آیت ۱۵)، یہ یقیناً یہی شاہی دارالحکومت ہے۔ یوحنا رسول ایشیائے کوچک کے لوگوں کے جو قدیم زمانہ میں صنعت و حرفت کا ایک عظیم مرکز تھا احساسات کو ظاہر کرتا ہے جنہیں رومہ کے ساتھ اتحاد کے باعث دُکھ اُٹھانا پڑا۔ وہ "زمین کے بادشاہوں" پر افسوس کرتا ہے جو اس کے ساتھ اتحاد کر کے "عیاشی" کرتے تھے (مکاشفہ ۱۸: ۹)۔ وہ دنیا کے سوداگروں کے مال کی فہرست پیش کرتا ہے (آیات ۱۲، ۱۳) جو اُس کی بدولت دولت مند ہو گئے" (آیت ۳)۔ وہ بتاتا ہے کہ موسیقی کی محفلیں سونی پڑ جائیں گی اور شہر کی رونق جاتی رہے گی (آیت ۲۲)۔ ہم نہیں جانتے کہ اس قسم کی نفرت کس قدر پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں وجہ صاف ہے کہ رومہ پہلے ہی "یسوع کے شہیدوں کا خون" پی چکا تھا (مکاشفہ ۱۷: ۶)۔

۲۔ رومہ میں مسیحیت کی ابتداء

نئے عہدنامہ سے ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رومہ میں مسیحیت کیسے قائم ہوئی اور نہ یہ کہ وہاں کوئی باضابطہ کلیسیا تھی۔ بشپ اور کلیسیائی رسومات کا ذکر تو رہا ایک طرف ہمیں کلیسیا کی عبادتوں یا سرگرمیوں کے متعلق بھی کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ ہماری ان دستاویزات میں رومہ کی کلیسیا کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اب تک قائم ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اِس کلیسیا کا پولس رسول کے ساتھ جو ہمیں معلومات بہم پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کوئی تعلق نہیں تھا۔

پولس رسول کا رومہ کے ساتھ سب سے پہلا تعلق اُس وقت قائم ہوا جب اُس کی کرنتھس میں اکولہ اور پرسکلہ سے ملاقات ہوئی (اعمال ۱۸: ۲)۔ انہوں نے رومہ سے ترکِ مکانی اس لئے کی تھی کیونکہ شہنشاہ کلودیس Claudius نے وہاں سے یہودیوں کو نکال دیا تھا۔ چونکہ یہ نہیں بتایا گیا کہ آیا وہ مُلک بدر ہونے سے پہلے مسیحی ہو چکے تھے اس لئے کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ سوتونیس Suetonius کہتا ہے کہ رومہ میں یہ مصیبت کسی کرسٹس نامی شخص کے باعث پیدا ہوئی۔ چونکہ یہ نام یونانی لفظ خرستس (مسیح) کی بگڑی ہوئی شکل ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ رومہ میں مسیحیت پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ بہرحال سوتونیس مسیحیت کے متعلق جانتا تھا۔ لیکن اگر اُسے غلطی لگی بھی تو یہ مصیبت مسیحیت کی بجائے کسی یہودی تحریک سے بھی پیدا ہو سکتی تھی۔ یہ ضروری نہیں کہ تنہا مسیحیت ہی اس

کی ذمہ دار ہو۔ رومیوں کے نام خط میں ہمیں رومہ میں مسیحیوں اور یہودیوں کے مابین کسی جھگڑے کے متعلق اشارہ نہیں ملتا، اور جب پولس خود وہاں پہنچا تو یہودی راہنماؤں نے اس فرقے کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا (اعمال ۲۸: ۲۲)۔ اِس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی جھگڑا نہیں ہوا بلکہ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ وہاں کلیسیائی تنظیم کی نوعیت کیا تھی، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اُس وقت تک وہاں کافی مسیحی پائے جاتے تھے۔

اَکوِلہ اور پرسکلہ سے ملاقات کے چند سال بعد پولس نے فیصلہ کیا کہ" مجھے رومہ بھی دیکھنا ضرور ہے" (اعمال ۱۹: ۲۱)۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد جب اس نے خط لکھا تو اُس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اسفانیہ (سپین) جاتے ہوئے اس شہر میں اپنے دوستوں کو بھی ملتا جائے (رومیوں ۱۵: ۲۴)۔ ان دوستوں میں سے متعدد کے نام رومیوں باب ۱۶ میں ملتے ہیں۔ وہ اس جگہ بہت سالوں سے مقیم تھے (رومیوں ۱۵: ۲۳) اور باہر کے مسیحی حلقوں میں خوب جانے پہچانے جاتے تھے (رومیوں ۱: ۸)۔ پولس کے اس حوالے کا اشارہ کہ" دوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اُٹھاؤں" (رومیوں ۱۵: ۲۰) ضروری نہیں کہ رومہ کی حالت کی طرف ہی ہو۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ دوسرے ملکوں میں اُس کا قیام کیوں اتنا لمبا رہا (رومیوں ۱۵: ۲۲، ۲۳)۔ درحقیقت اس خط میں جو اختیار پولس کے پاس ہے اُس کے پیشِ نظر کسی اور راہنما کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اندرُونی شہادت کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ پولس اُن مسیحیوں کو لکھ رہا ہے جو کچھ عرصہ سے یہاں آباد تھے اور جو اُسے مختلف کلیسیائیں قائم کرتے وقت ملے تھے۔ اُن میں سے متعدد کو اُس کا "رشتہ دار" بتایا گیا ہے اور دیگر وہ تھے جو گذشتہ دنوں میں اُس کے ساتھ مل کر خدمت کرتے رہے تھے۔ پولس ان کو ایک نووارد سے متعارف کراتا ہے (رومیوں ۱۶: ۱)۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے نام رومی ہیں تاہم ہمیں انہیں وہ پردیسی سمجھنا چاہیئے جنہیں حال ہی میں رائے دہی کا حق ملا یا کم از کم یہ کہ ان میں سے اکثریت رومی نہیں تھی کیونکہ پولس جس محصول لینے کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کا اطلاق خاص طور پر غیر رومیوں پر ہوتا تھا (رومیوں ۱۳: ۴، ۷)۔ اگرچہ اُن میں کچھ یہودی تھے تو بھی وہ یہودیوں سے الگ تھلگ اپنی زندگی بسر کرتے تھے (رومیوں باب ۱۲)۔ اس خط میں کم از کم ۵ مرتبہ گھریلو تعلقات کا ذکر آیا ہے (رومیوں ۱۶: ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں میل جول کی بنیاد یہی تھی۔

جب کئی سالوں بعد پولس بالآخر رومہ پہنچا تو وہ راستے میں بھائیوں کو ملا (اعمال ۲۸: ۱۵)۔ ان کا ذکر پھر نہیں ملتا، نہ تو پولس کے یہودی حاکموں کے ساتھ معاملات میں اور نہ اُس کی دو سالہ قید کے دوران اُس کے مختصر ذکر میں۔ اُن سات خطوط میں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ اِس قید کے دوران لکھے گئے "بھائیوں" کی طرف سے سلام کا ذکر ملتا ہے، تاہم اس کا تعلق زیادہ تر نجی پیغامات سے تھا۔ فلپیوں ۱: ۱۵ میں حاسد منادوں کے متعلق ایک حوالہ ملتا ہے۔ سارے نئے عہدنامہ میں پولس کے علاوہ جن لوگوں نے رومی مسیحیت کی ترقی میں حصہ لیا اُن کے متعلق صرف یہی ایک شہادت ہے۔ دوسری طرف یہ قیاس کہ کلیسیا کی تنظیم پولس کے بغیر ہوئی، رومی مسیحیوں کی اُس غیر منظم صورتِ حال کا سبب ہو سکتا ہے۔

۳۔ کیا پطرس رسول کبھی رومہ گیا؟

دوسری صدی عیسوی کی روایات کے مطابق پطرس نے رومہ میں خدمت کی اور وہیں بطور شہید مرا، اور چوتھی صدی عیسوی میں یہ دعوےٰ ملتا ہے کہ وہ رومی کلیسیا کا پہلا بشپ تھا۔ قدیم زمانہ میں اِن روایات پر کبھی اعتراض نہیں کیا گیا اور نہ یہ نئے عہدنامہ کی شہادت کے خلاف ہیں۔ دوسری طرف نیا عہدنامہ ان کی مثبت طریقے سے تائید بھی نہیں کرتا۔ بائبل کے اکثر طلبا خیال کرتے ہیں کہ "بابل" (۱۔پطرس ۵: ۱۳) رومہ کا خفیہ لقب ہے۔ لیکن اگرچہ مکاشفاتی ادب میں اِس کے مترادفات پائے جاتے ہیں تو بھی اسے خط میں پوشیدہ رکھنے کا جواز نہیں ملتا جبکہ قارئین کے اتنے وسیع حلقے میں اِس کا مطلب صاف تھا۔ کلیمنٹ کا نام نہاد پہلا خط جو اُس وقت لکھا گیا جب رسولوں کی یاد رومی کلیسیا میں زندہ ممبروں کے دلوں میں ہنوز تازہ تھی پطرس اور پولس کے بارے میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ شہیدوں کی موت مرے۔ پھر ایک صدی بعد یہ اطلاع ملتی ہے کہ واٹکان کی پہاڑی Vatican Hill پر پطرس کی "یادگار" اور اوستیا Ostia کی طرف جانے والی سڑک پر پولس کی یادگار ملی ہے۔ اِس قیاس پر کہ یہ اُن کے مزار ہیں، بعد ازاں رسولوں کے نام پر ان پر گرجے تعمیر کئے گئے۔ واٹکان کی حالیہ کھدائی میں ایک ایسی یادگار ملی ہے جو دوسری صدی کی پطرس کی "یادگار" ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک قبرستان ہے جو پہلی صدی عیسوی میں مستعمل تھا۔ لیکن اب بھی ہمارے پاس کوئی ٹھوس شہادت نہیں جس سے ظاہر ہو کہ پطرس رومہ گیا تھا۔ بے شک، کھدائی روایات کو تقویت پہنچاتی ہے، اور چونکہ ہمارے پاس کوئی ٹھوس شہادت نہیں اس لئے یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ پطرس نے رومہ میں وفات پائی۔ لیکن اس بات کے بارے میں کہ پطرس نے وہاں کلیسیا قائم کی اور ایک طویل عرصہ تک راہنمائی کرتا رہا، روایات بہت کمزور ہیں، اور پھر پولس کے خطوط میں خاموشی انہیں مزید کمزور بنا دیتی ہے۔

رسولوں کی شہادت کی روایت میں ۶۴ء کے قتلِ عام کے وحشتناک واقعہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ٹیسٹس Tacitus کا

بیان اور سوتونیس کی مختصر تحریر ہمیں رومہ میں مسیحی جماعت کے بارے میں بڑی حیران کُن معلومات مہیا کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان کا خداوند یسوع سے تعلق صاف نظر آتا تھا اور وہ یہودی مذہب سے الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔ لوگ اُن سے خوفزدہ رہتے اور نفرت کرتے، لیکن اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی ماسوا اس کے کہ "وہ نسل انسانی ہیں سب سے زیادہ نفرتی تھے"۔ یوں دیوانے نیرو کی بے رحمی اُس سلوک پر جو مسیحیوں سے دنیا کے پایۂ تخت میں روا رکھا جاتا تھا محض ہلکی سی روشنی ڈالتی ہے۔

رومہ:- ابرہام کے بھائی نحور کی حرم (مدخولہ۔ پیدائش ۲۲: ۲۰-۲۴)۔

رومی سال:- لاطینی میں A.U.C. جو Ab Urbe Condita کا مخفف ہے اور جس کے معنی ہیں شہر (رومہ) کی ابتدا" یعنی وہ روایتی سال جب رومہ شہر کی بنیاد ڈالی گئی یعنی ۷۵۳ ق۔م۔ نیز دیکھئے کیلنڈر۔ اور سنہ عیسوی۔

رومی سلطنت:- یہ اصطلاح اپنے موجودہ استعمال میں نہ تو بائبل کے معنوں میں اور نہ ہی اپنے اصل معنوں کے لحاظ سے درست ہے۔ جس طریقے سے رومی اپنے مقبوضات کو کنٹرول کرتے تھے یہ اُس کی باریکی اور پیچیدگی کو پورے طور پر بیان نہیں کرتی۔ رومی عوام نے ایک خاص قانون lex curiata کے ذریعہ اپنے منتخب گورنروں کو حکومتی اختیار دیا ہوا تھا۔ یہ حکومتی اختیار imperium ہر لحاظ سے مکمل تھا یعنی اُن گورنروں کو نظامت، مذہب، فوج، عدالت، مقننہ اور انتخابات کے متعلق اختیارِ کُلی حاصل تھا لیکن وہ یہ اختیار صرف اپنے اپنے صوبوں ہی میں استعمال کر سکتے تھے۔ جُوں جُوں رومی باہر کے علاقے فتح کرتے گئے زیادہ سے زیادہ جغرافیائی صوبے وجود میں آتے گئے اور جب اُن پر حکومتی اختیار کے ساتھ جو کسی ریاست کو کنٹرول کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں گورنر مقرر کر دیئے جاتے تو وہ جغرافیائی صوبہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامی صوبہ بھی بن جاتے تھے۔ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں یہ نظام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔

۱۔ رومی شہنشاہیت کی نوعیت

جب کسی علاقے کو رومی صوبہ بنا لیا جاتا تو عام طور پر نہ تو وہاں کی حکومت کو معطل کیا جاتا اور نہ اُسے رومی ریاست میں شامل کیا جاتا تھا۔ رومی گورنر (جسے مجسٹریٹ کہا جاتا تھا) اُس علاقے کی دوست حکومتوں کے ساتھ مل کر رومی فوجوں کی حفاظت کے لئے کام کرتا اور اگر وہ جنگ میں مصروف نہ ہوتا تو اُس کا کام زیادہ تر سفارتی ہوتا۔ وہ آج کل کے گورنروں کی مانند نہیں تھا بلکہ اُس کی مثال علاقائی تنظیموں مثلاً نیٹو NATO وغیرہ کے کمانڈر کی مانند تھی جو کسی بڑی طاقت کے مفادات کی نگہبانی کرتے ہیں سلطنت کا استحکام مرکزی انتظام کی بجائے رومی فوجی قوّت کا مرہونِ منت تھا۔ رومی سلطنت کے تحت سینکڑوں طفیلی ریاستیں تھیں لیکن رومی سلطنت کے ماتحت ہونے کے باوجود وہ ایک طرح سے خود مختار تھیں۔ اگرچہ یہ رومیوں کے اختیار میں تھا کہ اُنہیں معاہدوں میں جکڑ لیتے یا اُن پر پُورا پُورا قبضہ کر لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ ان کے رجحان اور مفادات کے خلاف تھا۔ اس کے برعکس وہ اپنے بے حوصلہ اتحادیوں کو اپنی حاصل شدہ آزادیوں کو استعمال کرنے کی طرف راغب کرتے رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یکسانیت پیدا کرنے کے لئے انفرادی اور عوامی سطح پر رومی شہریت کو بھی پیش کرتے رہتے جس سے مقامی امراء و شرفاء کی وفاداریاں اپنی سرپرست طاقت کے ساتھ ہو گئیں۔

۲۔ صوبائی سسٹم کی ترقی

مذکورہ بالا نوعیت کی شہنشاہیت اُس وقت وجود میں آئی جب شروع شروع میں رومہ نے اطالیہ میں اپنے پڑوسیوں سے تعلقات قائم کئے۔ اِس کی ایک جڑ حکمران پروہتوں کی جماعت کے اُن اصولوں میں ہے جن میں اپنے پڑوسی کی سرحدوں کا احترام کرنے اور کسی اور بنیاد پر جنگ شروع نہ کرنے کو کہا گیا تھا۔ دوسری جڑ ابتدائی رومی فیاضانہ لین دین کے معاہدوں میں اور سرپرستی کے اُس رومی تصور میں ملتی ہے جس میں زیرِ سرپرستی قوموں سے اُن کی حفاظت کے عوض مکمل وفاداری کی توقع کی جاتی تھی۔ بہرحال وجوہات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں، رومہ نے جلد ہی لاطینی شہروں اور بعد ازاں متعدد دیگر ممالک کی جن پر اہل گال اور جرمن حملے کرتے رہتے تھے قیادت سنبھال لی، اور سمندر پار کی بعض طاقتوں مثلاً کارتھیجی اور یونانی بادشاہوں کے ساتھ کشمکش کے باعث وادئ پو Po Valley کی جنوبی اطالوی ریاستوں کے ساتھ معاہدے کئے۔ لیکن ان لوگوں کو ۸۹ ق م کے بعد ہی رومی شہریت کی پیشکش کی گئی اور وہ رومی قومیت میں آ گئے۔ در ایں اثنا بحیرۂ روم کے نواحی علاقوں میں بھی اِسی قسم کا سلسلہ جاری تھا۔ پہلی کارتھیجی جنگ کے اختتام پر سسلی کو ایک صوبہ قرار دیا گیا (۲۴۱ ق م)، اور کارتھیجی خطرات کے باعث سارڈینیا اور کارسیکا میں اِسی قسم کا قدم اُٹھایا گیا (۲۳۱ ق م)، اور سپین کے اردگرد کے علاقے میں بھی (۱۹۷ ق م)، اور آخر میں ۱۴۶ ق م میں کارتھیج کی تباہی کے بعد خود افریقہ میں ایک صوبہ قائم کر دیا گیا۔ پہلے پہل رومی مشرق کی یونانی ریاستوں پر مسلط ہونے سے ہچکچائے لیکن پھر متعدد مرتبہ آزادانہ گفت و شنید کی ناکامی کے بعد مکدنیہ (۱۴۸ ق م) اور اخیہ (۱۴۶ ق م)

کے صوبے قائم کر دیئے گئے۔ شروع کی کچھ مخالفت، مثلاً ۱۴۶ ق۔م میں کارتھیج اور کرنتھس کی تباہی کے باوجود دوسرے ملکوں نے رومی صوبائی سسٹم کے فوائد دیکھ کر اُسے قبول کر لیا۔ یہ اس بات سے ظاہر ہے کہ تین ملکوں نے روما سے الحاق کر لیا اور وہ آسیہ (۱۳۳ ق۔م)، بتونیہ اور کرینے (۷۴ ق۔م) کے صوبے قرار دیئے گئے۔ رومی اپنے حالات کو درست کرنے میں مصروف رہے اور جب لٹیروں نے آمد و رفت کے لئے خطرہ پیدا کیا تو نہ بونیز گال، اِلّرکم اور کلکیہ کے صوبے بنائے گئے۔ اب رومی جرنیلوں نے بھی اہم کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ پومپی نے پنطس کو بتونیہ میں شامل کر کے ایک نیا اور بڑا صوبہ بنا دیا۔ پھر اگلی دہائی میں قیصر نے تمام گال کو الگ کر کے رومی سلطنت کو ایلپس سے لے کر بحیرۂ شمالی تک بڑھا دیا۔ جب اوگوستس نے انتونی اور قلوپطرہ کو شکست (۳۱ ق۔م) دی تو آخری بڑی ریاست مصر بھی رومی صوبہ بن گئی۔ اس کے بعد وسعت دینے کی بجائے سلطنت کو مضبوط بنانے کی پالیسی اختیار کی گئی۔ اوگوستس نے دریائے ڈینوب تک سرحد کو بڑھا دیا۔ آئندہ برسوں میں متعدد علاقوں میں مقامی بادشاہوں کی جگہ رومی گورنر مقرر کئے گئے۔ گلتیہ کے بعد (۲۵ ق۔م) کپدکیہ، یہودیہ، برطانیہ، مورتنیہ اور تھریس (۴۶ ق۔م) میں گورنر مقرر کئے گئے۔

پس نئے عہد نامے کے وقت بہت سے صوبے مکمل ہو چکے تھے اور بحیرۂ روم سے ملحقہ تمام علاقوں میں پہلی مرتبہ ایک ہی حکومت قائم ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سی جگہوں میں پہلی حکومتیں اب بھی قائم تھیں لیکن ان کا مستقبل اتنا پراُمید نہیں تھا۔ رومی سلطنت میں علاقوں کو براہِ راست شامل کرنے کا عمل جاری رہا جب تک کہ کرکلا نے ۲۱۲ء میں تمام آزاد رعایا کو رومی شہریت کی پیشکش نہ کی۔ اس کے بعد سے صوبے موجودہ معنوں میں شاہی علاقے بن گئے۔

۳۔ صوبوں کا انتظام و انصرام

پہلی صدی قبل از مسیح تک صوبوں پر رومی مجسٹریٹ حکومت کرتے تھے۔ یہ دورِ حکومت ایک معیّنہ مدّت کے لئے ہوتا تھا یا پھر وہ بطور قائم مقام مجسٹریٹ چند اور سالوں تک حکومت کرتے رہتے۔ چونکہ اعلےٰ طبقے کا رومی فرض شناسی سے متّصف ہوتا اور اُسے ساری زندگی سیاست اور قانون کی تربیّت بھی ملتی رہتی تھی اس لئے وہ دارالحکومت میں مزید اعلےٰ عہدہ حاصل کرنے کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے صوبے پر حکومت کرتا۔ صوبائی گورنروں پر زیادتیوں کے الزام میں مقدمہ چلانے کے لئے پہلی مستقل عدالت روما میں قائم کی گئی۔ جب تک عہدہ حاصل کرنے کے لئے مقابلہ آزاد رہا تب تک ۳، ۵ اور ۱۰ سال کی میعاد تک حکومت کرنے کا نظام قائم کرنے سے حالت اور بھی خراب ہوتی رہی۔ یہ فوجی قوت سے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی بنیاد بن گئے۔ طفیلی ریاستوں کی حالت سدھارنے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ پس وہ متلون مزاج گورنروں سے اپنے مفادات محفوظ کرنے کے لئے سینٹ میں کسی طاقتور گروہ کی مدد حاصل کر لیتیں اور بالآخر انہیں انصاف مل ہی جاتا۔ دریائے روبیکون Rubicon عبور کرنے کے بعد (۴۹ ق۔م) بیس سالہ خانہ جنگی کے دوران وہ اپنی آزادی اور دولت کو خطرے میں ڈالتے ہوئے اس بے یقینی کشمکش میں کسی نہ کسی کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں۔ تین مرتبہ مشرق کے ذرائع کو حاصل کر کے اطالیہ پر حملہ کیا گیا لیکن ہر مرتبہ حملہ ناکام رہا۔ آخر میں اوگوستس فتح مند ہوا۔ اُس نے ۴۵ سال تک بغیر کسی مخالفت کے حکومت کی اور اِس نقصان کو پورا کیا۔ اُس نے سب سے پہلے اپنے لئے ایک صوبہ حاصل کیا جو ایسے علاقے پر مشتمل تھا جہاں اب بھی کافی فوجی قوت کی ضرورت تھی، خاص طور پر گال، سپین، سوریہ اور مصر میں۔ اس کی تجدید وقتاً فوقتاً ہوتی رہی اور بعد میں اس کے جانشینوں نے بھی اس روایت کو قائم رکھا۔ اس کے نائب علاقائی کمانڈر مقرر کرتے تھے اور یوں ناظموں کی ایک پیشہ ور جماعت وجود میں آ گئی اور پہلی مرتبہ طویل مدت کے منصوبے بنانا ممکن ہوا۔ باقی صوبے اب بھی باضابطہ مجسٹریٹوں کو دیئے جاتے لیکن اب قیصر کی بے پناہ قوّت کے پیشِ نظر اس منصب کا غلط استعمال ناممکن ہو گیا لہٰذا ہر جگہ قیصری معیارِ نظم و نسق قائم ہو گیا۔ لیکن اگر کبھی کسی صوبے کے انتظامی حالات زیادہ خراب ہو جاتے تو اُسے قیصر کے صوبہ میں مدغم کیا جا سکتا تھا جیسے کہ پلینی کے زمانہ میں بتونیہ کے معاملہ میں ہوا۔

نئے عہد نامہ میں گورنروں کی تین بنیادی ذمہ داریوں کو اچھی طرح بیان کیا گیا ہے۔ پہلی، فوجی تحفّظ اور امن و امان۔ اِسی بِنا پر یہودیوں نے رومی مداخلت کے ڈر سے خداوند یسوع کو پکڑوا دیا (یوحنّا ۱۱: ۴۸-۵۰)، اور رومیوں نے پولس کو اس خیال سے گرفتار کر لیا کہ وہ شورشی ہے (اعمال ۲۱: ۳۱-۳۸)۔ تھسلنیکے (اعمال ۱۷: ۶-۹) اور افسس (اعمال ۱۲: ۲۰) میں شہر کے حاکم رومی مداخلت کے خوف سے گھبرا گئے تھے۔ اِس کے برعکس صور اور صیدا (فونیکی شہر = اعمال ۱۲: ۲۰) اور لُسترہ (اعمال ۱۴: ۱۹) میں مظاہرے ہوئے اور وہاں رومی مداخلت کا خوف نظر نہیں آتا۔ دوسری، محصول اور ٹیکس۔ قیصر نے ٹیکس سسٹم کو درست کیا اور مردم شماری کی بنیاد پر سب پر مساوی ٹیکس لگایا (لُوقا ۲: ۱)۔ خداوند یسوع (لوقا ۲۰: ۲۲-۲۵) اور پولس رسول (رومیوں ۱۳: ۶-۷) نے اس معاملہ میں اپنے حقوق کا تحفظ کیا۔ تیسری اور سب سے مشکل ذمہ داری عدل کا نظم و نسق تھا۔ مقامی حاکموں کی طرف سے (اعمال ۱۹: ۳۸) اور ان کے خلاف اپیل کے ذریعہ (اعمال ۲۵: ۹، ۱۰) رومی محکمۂ عدالت میں دعویٰ دائر کیا جا سکتا تھا۔ اس طریقے کی پیچیدگی اور اخراجات کے باعث مقدمہ کا فیصلہ بہت دیر سے

ہوتا تھا۔ بوجہ سے دبے ہوئے گورنر کوشش کرتے تھے کہ مقدمہ کا فیصلہ مقامی سطح پر ہی کیا جائے (لوقا ۲۳: ۱۰؛ اعمال ۱۸: ۱۵)۔ تاہم مسیحی، رومی عدل کی تعریف کرتے تھے (اعمال ۲۴: ۱۰؛ رومیوں ۱۳: ۴)۔

۴۔ نئے عہد نامے میں رومی سلطنت کا اثر

نئے عہد نامہ سے ظاہر ہے کہ گورنروں، شاہی خاندان اور جمہور سلطنت کے تعلقات بڑے پیچیدہ تھے۔ پاک کلام کے مصنفین اس سے آگاہ تھے تاہم اِن تعلقات پر قیصری شاہی فضا چھائی ہوئی تھی۔ قیصر کے فرمان کے باعث ہی یوسف کو بیت لحم جانا پڑا تھا (لوقا ۲: ۴)۔ وہ خداوند یسوع مسیح کے فرمانِ عالیہ میں خدا کا مدِ مقابل نظر آتا ہے (لوقا ۲۰: ۲۵)۔ اُس کے دَور کے حسد نے مسیح کی موت کے حکم پر مُہرِ تصدیق ثبت کی (یوحنا ۱۹: ۱۲)۔ قیصر کو یہودیوں کی جھوٹی وفاداری (یوحنا ۱۹: ۱۵)، یونانیوں کی مصنوعی اطاعت (اعمال ۱۷: ۷) اور رسولوں کا پختہ اعتبار حاصل تھا (اعمال ۲۵: ۱۱)۔ وہ سب سے بڑا بادشاہ تھا جس کی اطاعت مسیحیوں پر لازم تھی (۱-پطرس ۲: ۱۳)۔ لیکن اُس کی یہی بزرگی مسیحیوں کی وفاداری کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہوئی۔ یوحنا ۱۹: ۱۲؛ اعمال ۱۷: ۷ اور ۲۵: ۸ میں مذکورہ الزامات ایک لحاظ سے حق پر مبنی تھے۔ آخر میں مسیحی اُس کا مقابلہ کریں گے۔ روزِ محشر یہ مقدسین ہی ہونگے جو دنیا کا انصاف کریں گے (۱-کرنتھیوں ۶: ۱)۔ جب قیصر نے اپنا ردِّ عمل ظاہر کیا (مکاشفہ ۱۷: ۶) تو اس کے دعوے کے بطلان نے اُس کی عاقبت کو بھی ظاہر کر دیا جو خداوندوں کے خداوند اور بادشاہوں کے بادشاہ یسوع کے ہاتھوں انجام پذیر ہوگی (مکاشفہ ۱۷: ۱۴)۔ اس طرح جب رومی شہنشاہیت نے انجیل کے لئے راستہ کھول دیا تو اُس کے ساتھ ساتھ اپنے تکبّر کے باعث اسے کاری چیلنج بھی دیا۔

رومیوں کے نام خط:۔

۱۔ خاکہ

ا۔ تعارف ۱: ۱-۱۵

پولس رسول طویل سلام کے بعد رومی کلیسیا کے پاس اپنے آنے کی خواہش کی وجوہات بیان کرتا ہے۔

ب۔ تعلیمی تشریح ۱: ۱۶-۸: ۳۹

سب سے بڑا مضمون خدا کی راستبازی ہے۔

(۱) خدا کی راستبازی کے مقابلے میں یہودی اور غیر یہودی دونوں ہی گنہگار ہیں (۱: ۱۸-۳: ۲۰)۔ اگرچہ یہودیوں کو متعدد حقوق حاصل ہیں تو بھی امرِ واقع یہی ہے کہ وہ بھی دوسروں کی طرح خدا کی نظر میں خطاکار ہیں۔

(۲) تاہم خدا نے اس حالت سے نپٹنے کا انتظام کیا۔ اُس نے مسیح میں عوضی قربانی مہیّا کی (۳: ۲۱-۲۶)۔ چونکہ اِس قربانی سے صرف ایمان کے ذریعہ ہی فیض اٹھایا جا سکتا ہے اس لئے یہ یہودیوں اور غیر یہودیوں دونوں کے لئے ہے (۳: ۲۷-۳۱)۔ ابرہام کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ راستبازی کا مدار اعمالِ حسنہ پر نہیں بلکہ ایمان پر ہے (۴: ۱-۲۵)۔ ایماندار کی راستبازی کے ہمراہ اَور بہت سی برکات ملتی ہیں (۵: ۱-۱۱)۔ جس طرح آدم کے ذریعہ گناہ تمام دنیا میں پھیل گیا، اُسی طرح زندگی مسیح کے وسیلہ سے ملتی ہے (۵: ۱۲-۲۱)۔

(۳) لازمی ہے کہ راستبازی کا اطلاق زندگی پر ہو۔ یہ مسیح کے ساتھ پیوست ہونے سے ملتی ہے کیونکہ جس طرح ایماندار مسیح میں مرتا ہے اُسی طرح اب وہ اُس میں زندہ رہتا ہے (۶: ۱-۱۴)۔ یہ نئی زندگی ایک نئی قسم کی خدمت کا تقاضا کرتی ہے، کیونکہ اگرچہ ایماندار شریعت سے آزاد ہو گیا ہے مگر اب وہ خدا کا غلام ہے (۶: ۱۵-۷: ۶)۔ پاکیزگی کے سلسلہ میں شریعت کوئی مدد نہیں کرتی کیونکہ وہ باطنی کشمکش پیدا کرتی ہے (۷: ۷-۲۵)۔ لیکن رُوح میں زندگی ایماندار کو فتح دلاتی ہے کیونکہ گناہ کی طاقت چھن جاتی ہے اور بیٹا ہونے کا نیا مرتبہ گناہ کی غلامی کی جگہ لے لیتا ہے (۸: ۱-۱۷)۔ ایماندار کی مستقبل کی اُمید بہت بڑی ہے اور اُس میں مادی دُنیا بھی شریک ہے (۸: ۱۸-۲۵)۔ رُوح کی شفاعت اور خدا کی محبّت نے جو تحفظ مہیّا کیا ہے اُس سے موجودہ زندگی کو تقویّت ملتی ہے (۸: ۲۶-۳۹)۔

ج۔ اسرائیل کا مسئلہ ۹: ۱-۱۱: ۳۶

اسرائیل کے ردّ کئے جانے اور خدا کی راستبازی میں جو بظاہر تضاد نظر آتا ہے اُس کے جواب میں اب خدا کی راستبازی پر تاریخی نکتہ نگاہ سے غور کیا جا رہا ہے۔

(۱) خدا فعل مختار ہے اور اس کے تمام کام عدل پر مبنی ہیں۔ کِسی مخلوق کو بھی خدا کے فیصلے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں (۹: ۱-۲۹)۔

(۲) اسرائیل کا ردّ کیا جانا کوئی ظالمانہ فیصلہ نہیں بلکہ یہ ان کا اپنا قصور ہے کیونکہ ان کے پاس توبہ کرنے کے بہت مواقع تھے (۹: ۳۰-۱۰: ۲۱)۔

(۳) تاہم اسرائیل بحالی کی اُمید کر سکتا ہے۔ خدا نے ہمیشہ ایک بقیہ کو محفوظ رکھا ہے (۱۱: ۱-۶)۔ اسرائیل کی نافرمانی کے سبب ہی سے غیر قوموں کو شامل کیا گیا (۱۱: ۷-۱۲)۔ غیر قوم، اسرائیل

کی بحالی کا ذریعہ بنیں گے (زیتون کے درخت کی مثال= ۱۱: ۱۳-۲۴)۔ اسرائیل کی آخری حالت، فہم وادراک سے بالا حکمت کے مالک خدا کے ہاتھوں میں ہے (۱۱: ۲۵-۳۶)۔

د- عملی نصیحت ۱۲: ۱-۱۵: ۱۳

(۱) وہ فرائض جو مخصوص شدہ زندگیوں کے شخصی اور عمومی کردار کا نتیجہ ہوتے ہیں (۱۲: ۱-۲۱)۔

(۲) وہ فرائض جو سماج پر اثرانداز ہوتے ہیں مثلاً حکام کی فرمانبرداری، پڑوسیوں سے سلوک اور نیک چال چلن (۱۳: ۱-۱۴)۔

(۳) مسیحیوں میں برداشت کی ضرورت۔ اس کا تعلق خاص طور پر کھانے پینے کے مسائل سے ہے (۱۴: ۱-۱۵: ۱۳)۔

ہ- اختتام ۱۵: ۱۴-۱۶: ۲۷

(۱) مصنف اس خط کو لکھنے کا سبب بیان کرتا ہے (۱۵: ۱۴-۲۱)۔

(۲) پھر اُس کے مستقبل کے منصوبوں کے متعلق بتایا گیا ہے (۱۵: ۲۲-۲۹)۔

(۳) وہ اپنے یروشلیم کے سفر کے لئے دعا کرنے کو کہتا ہے (۱۵: ۳۰-۳۳)۔

(۴) اُس نے متعدد مسیحیوں کا نام لے کر سلام بھیجا (۱۶: ۱-۱۶)۔

(۵) جھوٹے استادوں کے متعلق تنبیہ (۱۶: ۱۷-۱۹)۔

(۶) مزید شخصی سلام، کلمات برکات اور حمدیہ کلمات خط کو اختتام تک پہنچاتے ہیں (۱۶: ۲۰-۲۷)۔

۲- رومہ میں مسیحی کلیسیا

پولس رسول کے زمانہ میں رومہ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ رسول کی وہاں انجیل کی منادی کرنے کی شدید خواہش یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کے لئے بھی یہ شہر بڑی کشش رکھتا تھا۔ رسول سلطنت کے مرکز میں مسیحی کلیسیا کی بشارتی اہمیت سے خوب آگاہ تھا اور ممکن ہے کہ یہی بات اس خط کے خاکہ پر اثرانداز ہوئی ہو۔ اس اہم کلیسیا کی ابتدا کے متعلق ہم بہت کم جانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اسے اُن لوگوں نے شروع کیا ہو جو پنتکست کے دن اپنے نئے ایمان میں سرشار خوشی خوشی رومہ واپس آئے تھے۔ لیکن اگرچہ اعمال باب ۲ میں رومیوں کا ذکر ہے، توبھی وہاں کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ انہوں نے اُسی دن مسیحیت کو قبول کر لیا تھا۔ اُس زمانہ میں رومہ اور اُس کے دیگر صوبوں میں سفر نسبتاً آسان تھا اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ بہت سے مسیحی رومہ آتے جاتے ہوں گے۔ جو بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت پولس نے خط لکھا تو اُس وقت تک نہ صرف کلیسیا قائم ہوچکی تھی بلکہ یہ کافی بڑی بھی تھی۔ اگر شہنشاہ کلودیس کے حکم سے یہودیوں کی رومہ سے جلاوطنی کا کچھ تعلق مسیحی کلیسیا سے ہے جیساکہ سوتونیئس کی رپورٹ "کرسٹس" کے حوالے سے ظاہر ہوتا ہے تو یہ اس بات کی شہادت ہے کہ کلیسیا بہت بڑی تھی۔ پھر یہ شہنشاہ نیرو کی ایذارسانی سے بھی ظاہر ہوتا ہے جو اس خط کے لکھے جانے کے چند سال بعد وقوع میں آئی۔

جہاں تک پطرس رسول کا رومہ سے تعلق ہے اُسے مجملاً بیان نہیں کیا جاسکتا، تاہم یہ دعوےٰ کہ رومہ کی کلیسیا کا بانی پطرس تھا درست نہیں ہے۔ کلودیس کے جلاوطنی کے حکم تک پطرس یروشلیم میں ہی تھا اور رومہ کی کلیسیا یقیناً اس حکم سے پیشتر وجود میں آچکی تھی۔ مزید براں پولس رسول بھی اس خط میں پطرس کا ذکر نہیں کرتا، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ اُس وقت پطرس رومہ کی کلیسیا کا سربراہ تھا تو اُسے ثابت کرنا مشکل ہوگا، پھر یہ مفروضہ رومیوں ۱۵: ۲۰ میں رسول کے بیان کے خلاف بھی ہے۔ تاہم، مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس اور پولس دونوں ہی رومہ میں شہید کئے گئے اور ایک ابتدائی زمانہ کا گواہ کلیمینس رومی بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔

پھر اس سوال کے بارے میں بھی بحث مباحثہ ہوتا رہا ہے کہ رومی کلیسیا میں کس قسم کے لوگ شامل تھے۔ قوی امکان یہ ہے کہ اس میں یہودی اور غیر یہودی دونوں شامل تھے، تاہم یہودی اکثریت میں تھے۔ ایسے بین الاقوامی شہر میں جہاں یہودی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہوں ایسی صورت حال قرین قیاس ہے اور اس کی تصدیق خود خط کے تجزیہ سے بھی ہوتی ہے۔ اپنے خط کے بعض حصوں میں پولس یہودیوں کو مخاطب کرتا نظر آتا ہے، مثلاً وہ ابرہام کے بارے میں کہتا "ہمارے جسمانی باپ" (۴: ۱) اور باب ۲ میں یہودی معترض کو براہ راست مخاطب کرتا ہے، جب کہ دوسرے حصوں میں وہ صرف غیر قوموں سے مخاطب ہے (مقابلہ کیجئے ۱: ۵ مابعد؛ ۱۱: ۱۳؛ ۲۸-۳۱)۔ یہ ایک بڑا دلچسپ سوال ہے کہ اس کلیسیا کی مسیحی تعلیم و تنظیم کس کی رہین منت ہے۔ ہمیں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ اس کا منبع یہودی مائل مسیحی ہوں بلکہ صاف نظر آتا ہے کہ ان مسیحیوں کا رنگ ڈھنگ وہی تھا جو پولس رسول کا خود تھا۔ یہودی مسیحی اور غیر یہودی مسیحیوں میں جو کشمکش گلتیوں کے خط میں نظر آتی ہے اُس کا یہاں نشان نہیں ملتا۔

۳- تاریخ اور مقام تصنیف

اس خط کو لکھتے وقت پولس رسول کس جگہ تھا؟ اس کے بارے میں اس خط میں جو اشارے ملتے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ

رسول اپنے تیسرے بشارتی سفر کے اختتام پر یونان میں تھا (اعمال ۲۰ : ۲) ۔ اب یقیناً اس کا منہ مغرب کی طرف تھا کیونکہ وہ نہ صرف جلد ہی رومہ جانا چاہتا تھا بلکہ اسفانیہ (سپین) میں بھی انجیل کی منادی کرنا چاہتا تھا (رومیوں ۱۵ : ۲۴، ۲۸) ۔ اب اُس کے مشرقی سفر ختم ہوجاتے ہیں اور یہ اعمال باب ۲۰ کے عین مطابق بھی ہے ۔ مزید براں وہ وہاں یروشلیم جاتے ہوئے رُکا تھا کیونکہ رومیوں ۱۵ : ۲۵ میں وہ کہتا ہے کہ وہ اِس وقت وہ چندہ جو دوسری کلیسیاؤں نے یروشلیم کے غریب مسیحیوں کے لئے جمع کیا تھا یروشلیم پہنچانے جارہا ہے ۔ پس بلاشبہ پولس نے یہ خط اپنے تیسرے بشارتی سفر کے اختتام پر لکھا ۔

باب ۱۶ کے اشارات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط کرنتھس سے لکھا گیا ۔ لیکن تمام علماء اس باب سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرتے کیونکہ بعض کے نزدیک یہ خط افسُس کو بھیجا گیا تھا نہ کہ رومہ کو ۔ لیکن اس بات سے قطع نظر یہاں فیبے کی تعریف بڑی اہمیّت کی حامل ہے ۔ وہ کنخریہ کی خادمہ تھی جو کہ کرنتھس کی دو بندرگاہوں میں سے ایک ہے ۔ پھر یہاں گیُس کا ذکر آتا ہے جو اس خط کے لکھے جانے کے وقت پولس کا میزبان تھا ، اور یہ ممکن ہے کہ یہ وہی مسیحی ہو جس کا ذکر ا ۔ کرنتھیوں ۱ : ۱۴ میں آتا ہے (دیکھئے گیُس) ۔ غالباً جس اراستُس کا حوالہ رومیوں ۱۶ : ۲۳ میں ہے وہ بھی وہی ہے جس کا ذکر ۲ ۔ تیمتھیس ۴ : ۲۰ میں ہے اور جسے کرنتھس میں چھوڑ دیا گیا تھا لیکن یہ یقینی بات نہیں ہے ۔ زیادہ اہم بات تیمتھیس اور سوسپطرس کا ذکر ہے (رومیوں ۱۶ : ۲۱) ۔ یہ دونوں پولس کے ساتھ یروشلیم کو گئے تھے (اعمال ۲۰ : ۴) ۔

اگرچہ نئے عہدنامہ کی تاریخ اور خاص کر پولس کے خطوط کی تاریخ سے وابستہ مسائل ہمیں کسی خاص تاریخ کو مقرر کرنے سے روکتے ہیں تو بھی اس خط کی تاریخِ تصنیف زیادہ صحت سے بیان کی جاسکتی ہے ۔ غالباً یہ خط ۵۷ء اور ۵۹ء کے درمیان لکھا گیا تھا ۔

۴ ۔ خط کا مقصد

پولس نے یہ خط چند فوری توجہ طلب اُمور کے باعث لکھا ۔ چونکہ رسول سپین میں مزید بشارتی خدمت کرنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے رومی مسیحیوں سے اپیل کی کہ وہ اِس کام میں اس کی مدد کریں (مقابلہ کریں رومیوں ۱۵ : ۲۴) ۔ جب وہ رومی کلیسیا سے اپنی ملاقات کے متعلق سوچ رہا تھا تو اُس نے محسوس کیا کہ وہ انہیں کوئی روحانی برکت دے سکتا ہے اور یہ بھی کہ وہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی اور تسلّی کا باعث بن سکتے ہیں (رومیوں ۱ : ۱۱، ۱۲) ۔

ممکن ہے کہ رسول نے اُن مسیحیوں کے درپیش عملی مشکلات کے متعلق بھی سُنا ہو اس لئے وہ اپنے خط کے اخلاقی تعلیمی حصّے میں (خاص طور پر باب ۱۴ میں) ان غلط باتوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ ۱۶ : ۱۷ ۔ ۱۹ میں جھوٹے اُستادوں کا ذکر ہے جن سے مسیحیوں کو بچنے کے لئے کہا گیا ہے ، لیکن اسے اس خط کے لکھنے کی بنیادی وجہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کا ذکر خط کے اختتام پر ہوا ہے ۔ اس خط کے لکھنے کا بنیادی مقصد بدعات کی اصلاح نہیں تھا ۔ لیکن جن اتفاقی مقاصد پر ہم اب تک غور کرچکے ہیں ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس خط کے مرکزی حصّے میں علم الٰہیات کے ان گہرے مسئلوں پر کیوں بحث کی گئی ۔ تو پھر وہ کونسی وجہ تھی کہ رسول نے الٰہیات کے متعلق اس قدر طویل بیان دیا ؟ اِس بات کی تو قطعاً ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنے مغربی بشارتی منصوبوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اس قسم کا بیان کرتا ۔ یقیناً اس کے پسِ پشت کوئی نہ کوئی بنیادی مقصد ضرور ہوگا ۔ تعارف (۱ : ۱ ۔ ۱۵) کے بعد پہلے گیارہ ابواب خط کی نسبت مضمونی نوعیت کے زیادہ قریب ہیں ۔ اس کی وجہ پر غور کرنا بہت ضروری ہے ۔

یہ نظریہ کہ پولس رومی کلیسیا کو اپنی پوری تعلیم کا نقشہ دینا چاہتا تھا کافی حد تک قابلِ قبول نظر آتا ہے ۔ یہاں آئندہ نسلوں کے لئے مسیحیت کے چند اعلیٰ ترین تصوّرات کو بیان کیا گیا ہے جنہیں بجا طور پر مسیحی الٰہیات میں باعزّت مقام دیا گیا ہے ۔ لیکن ضروری ہے کہ ہم اُس بنیادی استعمال میں جو مسیحی اس خط کا کرتے آئے ہیں اور جس اصل مقصد کے تحت رسول نے اس خط کو لکھا تھا اُس میں امتیاز کریں ۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس طرح سے پولس اپنی وضع کردہ الٰہیات کی بنیاد ڈالنا چاہتا تھا ۔ مزید براں اس میں اس کی تعلیم کی بعض اہم باتوں کا ذکر نہیں ہوا مثلاً علم الآخرت اور تعلیم کلیسیا وغیرہ ۔ پس ہم اس خط کو پولس کی مکمل تعلیم کا بیان نہیں کہہ سکتے ۔ تاہم اس میں پولس نے اپنے چند بنیادی تصوّرات کو مُدلّل طریقے سے پیش کیا ہے ۔ شائد اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کے متعلق رومی کلیسیا کو بتائے تاکہ جب وہ اُن کے پاس جائے تو وہ اُس کی تعلیمات سے اچھی طرح مستفیض ہوسکیں ۔

غالباً اب رسول کو گہرا احساس تھا کہ اُس کی بشارتی خدمت اور زندگی کے دن تھوڑے ہیں اس لئے وہ انہی چند بڑے بڑے تصوّرات پر جو اُس کی تعلیمات کا اہم حصّہ بنے رہے سوچ بچار کرتا رہا ۔ اس خط میں ان پختہ تصوّرات کی شمولیت غالباً اتفاقی حالات کا نتیجہ ہے جس کے باعث اُس کا منہ اُس وقت رومہ کی طرف مُڑ گیا ۔ لیکن عین ممکن ہے کہ رومی سلطنت میں اس کلیسیا کی بشارتی اہمیّت نے

اس خط کے مضمون کو کافی حد تک متاثر کیا ہو۔

خط کے مقصد کے سلسلے میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس میں اسرائیل کی حیثیت پر کیوں اتنی تفصیلی بحث کی گئی (ابواب ۹-۱۱)۔ بعض پرانے نقادوں نے اِس حصّے کو اس خط کا مغز کہا ہے۔ ان کی نظر میں اس خط میں یہودیوں اور غیر یہودیوں میں مصالحت کرانے کی کوشش کی گئی لیکن اب اس نظریہ کو ترک کر دیا گیا ہے۔ یہ خیال حقائق سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے کہ یہ حصّہ اپنے پہلے حصّہ کا فطری نتیجہ ہے جو الٰہی تعلیمات کو زیادہ وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ ان ابواب کا مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی راستبازی (جو کہ پہلے ابواب کا موضوع ہے) اور اسرائیل کے ردّ کئے جانے کے باعث قدیم وعدوں کے بظاہر پورا نہ ہونے میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ یہ مضمون یقیناً تمام یہودی مسیحیوں کے دلوں میں کھٹک رہا ہوگا۔ اگر اس قسم کا خطاب کسی کلیسیا سے کیا جائے جس میں ایسے مسیحی ہیں تو یقیناً درست ہوگا۔

۵۔ خط کی صحت

اس خط کی اسناد کے بارے میں صرف چند ایک علما ہی نے اعتراض کیا ہے لیکن اُنہوں نے اپنے موّقف کی حمایت میں جو دلائل دیں اب اُنہیں قابلِ قبول نہیں سمجھا جاتا۔ تاہم اس خط کے آخری باب پر متعدد علماء نے اعتراض کئے ہیں۔ ان کا اعتراض یہ نہیں کہ اس کا مصنف پولس رسول نہیں بلکہ یہ کہ یہ باب اس خط کا حصّہ نہیں۔ اُن کے اس نظریہ کی بنیاد ان باتوں پر ہے:

(۱) اس میں ایک ایسی کلیسیا کی بہت بڑی تعداد کو پولس نے نام بنام سلام بھیجا جہاں وہ خود کبھی نہیں گیا۔

(۲) ان میں سے تین یعنی پرسکہ، اکولہ اور اپینتس کا تعلق رومہ سے نہیں بلکہ آسیہ سے تھا (ان میں سے پہلے دو پہلے پہل رومہ ہی سے آئے تھے)۔

(۳) فیبے کی سفارش ایک ایسی کلیسیا سے کرنا جس سے پولس خود واقف نہیں نامناسب بات ہے۔

(۴) آیات ۱۷-۱۹ میں جھوٹی تعلیم کی طرف غیر متوقع اشارہ۔

(۵) اور یہ کہ ۱۵:۳۳ خط کا بڑا مناسب اختتام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ اعتراضات ایسے نہیں ہیں کہ ان کا جواب نہ دیا جا سکے۔ پولس رسول جن کلیسیاؤں سے ذاتی طور پر واقف ہوتا، وہ انہیں خط لکھتے وقت اُن کے ممبروں کو الگ الگ نام لے کر سلام نہیں لکھا کرتا تھا۔ بہرحال سفری سہولتوں کے پیشِ نظر یہ ممکن تھا کہ وہ رومہ کی کلیسیا کے بعض ممبروں کو جانتا ہو یا اُن میں سے بعض سے جب وہ آسیہ میں تھے واقف ہو گیا ہو۔ چونکہ رومہ میں کافی لوگ پولس کو جانتے تھے، اس لئے اس کا فیبے کی سفارش کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جہاں تک جھوٹے اُستادوں کے بارے میں تنبیہ کا تعلق ہے ممکن ہے کہ پولس کو اُن کا علم اچانک ہؤا ہو۔ یا پھر اُس نے اس بات کو دیدہ دانستہ آخر میں رکھا تاکہ اس پر غیر ضروری زور نہ پڑے۔ شائد ۱۵:۳۳ مناسب اختتام ہو لیکن اس قسم کے اختتام کی مثال پولس رسول کے دوسرے خطوط میں نہیں ملتی۔ داخلی شہادت کے پیشِ نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ باب اس خط کا شروع شروع میں حصّہ نہیں تھا اور کہ اِسے کسی دوسرے مقام یا تو افسس یا کسی اور طرف بھیجا گیا تھا۔

اگرچہ یہاں اس خط کے اختتام کے متعلق تفصیل کے ساتھ تو بیان نہیں کیا جا سکتا، تاہم اس معاملہ میں متن کی شہادت پر ضرور غور کرنا چاہیئے۔ ایسے اشارات بھی ملتے ہیں کہ یہ خط بعض مقامات میں آخری دو ابواب کے بغیر ہی گشت کرتا رہا۔ اس کا خاص طور پر مارقیون سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ قیاس غالب یہی ہے کہ ۱ تا ۱۶ ابواب پر مشتمل خط ہی اصل ہے لیکن بدعتی مارقیون نے اِسے کم کیا تھا۔

۶۔ خط کے اہم مضامین

ا۔ خدا کی راستبازی

جہاں سے خط کا تعلیمی حصّہ شروع ہوتا ہے وہاں پولس رسول خدا کی راستبازی کی تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ اب ایمانداروں پر ظاہر کر دی گئی ہے (۱:۱۷)۔ خدا کی راستبازی کے بارے میں پولس کی تمام بحث کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ راستبازی dikaiosyne کے تصور کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ علماء نے اس خط میں خدا کی راستبازی کے اظہار کے چار مختلف پہلو بیان کئے ہیں۔ پہلا وفاداری، کیونکہ خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی الٰہی فطرت سے مطابقت رکھیں (۳:۳، ۴)۔ دوسرا غضب ہے۔ یہ راستبازی کا ایک خاص پہلو ہے جو گناہ سے کراہیت کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ یہ راستبازی کی مخالف صفت نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے (مقابلہ کیجئے ۱:۱۷، ۱۸؛ ۲:۵)۔ درحقیقت راستبازی اور غضب کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اور اگر اُس میں خدا کا غضب کام کرتا نظر نہیں آتا تو یہ خدا کی راستبازی کی غلط تفسیر ہوگی۔ تیسرا مسیح کی موت میں راستبازی کا اظہار جس کے بارے میں نہایت اعلےٰ بیان ۳:۲۵، ۲۶ میں ملتا ہے۔ اس کے متعلق بعد میں مزید بیان کیا جائے گا لیکن یہاں اتنا ہی بتانا کافی ہوگا کہ کسی نہ کسی طرح خدا کی راستبازی مسیح کی عوضی قربانی میں ظاہر ہوتی ہے۔ چوتھا پہلو راستبازی کا ایمان کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ پولس کی تعلیمِ الٰہی کی خاصیّت ہے کہ

خدا کی راستبازی کو جو ظاہر ہو چکی ہے ایمان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔
پس خدا اپنی راستبازی میں فاعل بھی ہے اور مفعول بھی اور یہ راستبازی
اپنے فاعل ہونے کے پہلو سے ان لوگوں کو راستباز ٹھہراتی ہے جو خدا
کے دشمن ہیں (دیکھئے ۵: ۱۰)۔ راستبازی کا یہی مطلب ہے۔ یہ نہیں
کہ وہ درحقیقت راستباز بنائے جاتے ہیں بلکہ راستباز ٹھہرائے جاتے
ہیں۔ درحقیقت اس سارے خط میں راستبازی ہی کی تشریح کی
گئی ہے۔

ب۔ خدا کی بھلائی

کوئی یہ نہ سمجھے کہ پولس کے تصورِ خدا پر خدا کی دوسری
صفات سے قطع نظر صرف اُس کی راستبازی کا رنگ ہی چڑھا ہوا
تھا۔ یاد رہے کہ اِس خط میں پولس نے خدا کے پُر محبت کردار کے
متعلق بھی بہت کچھ کہا ہے۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ خدا کی راستبازی
جو انسان کی نجات میں سرگرم عمل ہے پاکیزگی کے ساتھ مل کر خدا کی
محبت کے مقصد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ لیکن پولس خاص طور سے
خدا کی مہربانی، تحمل اور صبر کی طرف توجہ دلاتا ہے (۲: ۴)۔ وہ بتاتا
ہے کہ خدا کی محبت کا سب سے بڑا اظہار اس حیران کن حقیقت میں
ہوا کہ جب ہم گنہگار ہی تھے مسیح ہماری خاطر مُوا (۵: ۸)۔ اور اُس
محبت کی قائم رہنے والی صفت کے متعلق سب سے اعلےٰ بیان ۸: ۳۵
مابعد ملتا ہے جہاں رسول بتاتا کہ ہمیں کوئی شے بھی خواہ وہ مادی ہے
یا روحانی خدا کی محبت سے جُدا نہیں کر سکتی۔
جب پولس اسرائیل کے ردّ کئے جانے کے مسئلہ پر اظہارِ
خیال کرتا ہے تو وہ خدا کے رحم پر بڑا زور دیتا ہے اور خدا کے
ہاں بے انصافی کے امکان کو قطعاً ردّ کر دیتا ہے (۹: ۱۵)۔ وہ یسعیاہ
کے صحیفے سے خدا کے قول کو پیش کرتا ہے کہ "میں دن بھر ایک نافرمان
اور حجتی اُمت کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے رہا" (۱۰: ۲۱)۔ اور جب
کبھی رسول کو خدا کی سختی کے متعلق بیان کرنا پڑا تو ساتھ ساتھ اُس
نے ان لوگوں پر جو خدا میں قائم رہتے ہیں اُس کی مہربانی کو بھی یاد
دلایا (۱۱: ۲۲)۔ رحم کرنا خدا کا عظیم امتیازی حق ہے (۱۱: ۳۲)۔
یہاں تک کہ خط کے عملی حصے میں بھی پولس اکثر خدا کی رحم کی خصوصیت
کے متعلق سوچتا ہے۔ اُس کی مرضی نیک، پسندیدہ اور کامل ہے
(۱۲: ۲)۔ وہ کمزوروں اور زورآوروں دونوں کو قبول کرتا ہے
اور اِسے دوسروں پر فتویٰ نہ لگانے کی ایک وجہ بیان کرتا ہے۔
وہ اُسے صبر اور تسلی کا خدا کہتا ہے (۱۵: ۵) اور اِسے اِس نصیحت
کی بنیاد بناتا ہے کہ ہم بھی اپنے میں اِسی قسم کی صفات پیدا کریں۔ اِسی
طرح چونکہ خدا اُمید کا خدا ہے (۱۵: ۱۳) اس لئے مسیحیوں کو بھی رُوح
القدس کی قدرت سے اُمید سے بھرپور ہونا چاہیئے۔ درحقیقت پورے
خط میں اُس کے ذہن پر اُس کا تصورِ خدا چھایا ہوا ہے۔

ج۔ خدا کی حاکمیت

زیادہ تر ابواب ۹ تا ۱۱ میں ہی خدا کی حاکمیت پر روشنی ڈالی
گئی ہے۔ باب ۹ میں رسول کمہار کی مثال دے کر جسے مٹی پر پورا اختیار
حاصل ہوتا ہے خدا کی حاکمیت کو بیان کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مثال کامل
نہیں تو بھی وہ خدا کے حاکم کُل ہونے کی حیثیت سے انتخاب کی آزادی
کو خوبی بیان کرتی ہے۔ لیکن پولس بڑے احتیاط کے ساتھ دکھاتا ہے
کہ اس چناؤ کا تعلق عدل کی نسبت زیادہ تر رحم سے ہے۔ اس اہم
موضوع پر اپنے خیالات کا خلاصہ وہ خدا کی حیران کن حکمت کی تعریف
سے پیش کرتا ہے جو بے پایاں اور ادراک سے پرے ہے (۱۱: ۳۳،
۳۴)۔ الٰہیات کے عمیق ترین اور چکرا دینے والے مسائل کے پیشِ نظر
وہ اسے ہی اپنی زندگی کا لنگر پاتا ہے۔

د۔ خدا کا فضل

جب تک ہم گناہ کی ہولناکی کو پورے طور پر نہیں جانتے اُس
وقت تک خدا کے فضل کو پورے طور پر بیان نہیں کر سکتے۔ اس کی
مثال ہم اس خط میں بھی پاتے ہیں۔ پہلے تین ابواب کا مقصد یہ بیان
کرنا ہے کہ انسان خدا کی راستبازی کو حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔
پولس رسول نہ صرف غیر قوموں کے گناہ کی فہرست دیتا ہے (باب ۱)
بلکہ وہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اگرچہ اسرائیل کو متعدد
حقوق حاصل ہیں تو بھی وہ بھی سزا کا حقدار ہے۔ جوں جوں بحث
آگے بڑھتی ہے وہ انسان کی گنہگار فطرت پر زیادہ زور دیتا ہے۔
وہ اس کے لئے "جسم" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے جس سے اُس کا
مطلب اخلاقی ناپاکی ہے۔ جب وہ مسیح کے جسم کے متعلق بیان کرتا ہے
تو وہ آدمی کے جسم میں اور مسیح کے جسم میں جو صرف گنہگار جسم کی "مانند"
تھا بڑے محتاط طریقے سے فرق بیان کرتا ہے۔ یہ صاف ہے کہ انسان
کو نجات دینے کے لئے مسیح کو انسان بننا پڑا اور پولس کی "دو آدم"
کی تعلیم میں یہی بنیادی بات ہے (۵: ۱۲ مابعد)۔ جب رسول گناہ کے
ساتھ اپنی کشمکش کو بیان کرتا ہے (باب ۷) تو وہ گناہ کی قدرت سے
پوری طرح آگاہ تھا۔ یہ ایک ذاتی دشمن ہے جو روح کو برباد کرنے کی
کوشش کرتا ہے۔ یہ جسم سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ انسان کے تمام قویٰ
کو اپنی غلامی میں جکڑ لیتا ہے جسے پولس گناہ کی شریعت کہتا ہے (۷:
۲۳)۔ یہ انسان کو نہایت پست کر دیتا ہے، یہاں تک کہ صرف خدا
ہی مسیح کے وسیلے سے اُسے مخلصی دے سکتا ہے۔
اب ہم مسیح میں خدا کے مخلصی بخش کام پر غور کرتے ہیں۔ ۳:
۲۵ میں مستعمل لفظ ہلستیریون (کفارہ = hilasterion) پر

کافی بحث ہو چکی ہے (دیکھئے کفّارہ) اس لئے یہاں اس کے معنی پر بحث نہیں کریں گے۔ لیکن یاد رکھیئے کہ پولس کے بیان کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ پہل خدا نے کی۔ اس خط میں پولس رسول نے جس طریقے سے مخلصی کو بیان کیا ہے یہ اس کے عین مطابق ہے۔ خدا ایک ظاہرہ قربانی دی، اور یہ قربانی مسیح کے صلیب پر کام میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی کی بنیاد پر ہی گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔

پولس باب ۶ میں خدا کے فضل کے کام کو بیان کرتا ہے اور دکھاتا ہے کہ اُس فضل کے بے حد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اور زیادہ گناہ کریں۔ چونکہ ایماندار مسیح کے ساتھ نہایت قریبی پیوستگی رکھتا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے۔ یہ تعلیم پولس کے علمِ الٰہیات میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ وہ اس تبدیلی کی خصوصیت کو جو ایک ایماندار میں پہلے ہی واقع ہو چکی ہوتی ہے بپتسمہ سے ظاہر کرتا ہے۔ اب ہم پر گناہ کا اختیار نہیں کیونکہ ہم فضل کے ماتحت ہیں (۶: ۱۴)۔ چونکہ فضل نے ہمیں خدا کا غلام بنا دیا ہے اس لئے ایک نئی ذمہ داری نے پرانی کی جگہ لے لی ہے (۶: ۲۰ مابعد)۔

۷۔ خدا کی شریعت

پولس رسول یہودی شریعت کو بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ اِسے پاک، راست اور اچھا کہتا ہے (۷: ۱۲)۔ وہ شریعت کی افادیت کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ اُس نے گناہ کی نوعیّت کو ظاہر کر دیا ہے (۷: ۷)۔ اس کے باوجود بھی وہ اپنے تلخ تجربے سے جانتا تھا کہ شریعت نجات کے لئے قطعی غیر موثر ہے۔ اس لئے نہیں کہ اُس میں کوئی نقص ہے کیونکہ انسان دلی طور پر اُسے پسند کرتا ہے (۷: ۲۲) بلکہ اس لئے کہ انسان میں خامیاں پائی جاتی ہیں۔

لیکن پولس فوراً ہی محسوس کرتا ہے کہ یہ شریعت مسیحیوں کے لئے موسوی شریعت کے حروف سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ اِسے "رُوح کی شریعت" کہتا ہے (۸: ۲)۔ پولس نے پاک رُوح کے متعلق جو تعلیم دی، خاص طور پر تقدیس کے کام میں، اُس میں وہ پاک رُوح کا خدا کی شریعت کے ساتھ نہایت قریبی تعلق بتاتا ہے۔ نئے عہد کے تحت احکام دل پر لکھے گئے اور یہ صرف دل میں سکونت کرنے والے روح کے وسیلہ سے ہی لکھے جاسکتے ہیں۔ پولس خدا کے تقاضوں پر ایک نئے طریقے سے نظر ڈالتا ہے کیونکہ خدا کے ساتھ ہمارے قطعی نئے تعلق کے باعث یہ تقاضے اب باپ کی شریعت بن گئے ہیں۔

خدا کا رُوح جسم پر فوقیت رکھتا ہے (۸: ۴، ۵)۔ یہ موت کی جگہ زندگی دیتا ہے (۸: ۱۱)، ایک مسیحی کے خدا کے فرزند ہونے کی گواہی دیتا ہے (۸: ۱۴، ۱۵) اور خدا کی مرضی کے مطابق ایمانداروں کی شفاعت کرتا ہے (۸: ۲۶، ۲۷)۔ پس مسیحی زندگی شرع کی تابعداری نہیں بلکہ ایسی زندگی ہے جو ایک نئی شریعت کی بنیاد پر پاک روح کے کنٹرول میں ہو۔ اس زندگی کی خاصیتیں راستبازی، ایمان، خوشی، اطمینان اور محبت وغیرہ ہیں (مقابلہ ۵: ۳، ۴؛ ۱۲: ۱۱؛ ۱۵: ۱۷؛ ۱۵: ۱۳، ۳۰)۔

روہجہ۔ رُھجہ:۔ بنی آشر میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷: ۳۴)۔

روئیدگی:۔ پودوں کا اُگنا۔ نباتات کا نمو۔ اس کا ذکر یسعیاہ ۴: ۲؛ ۱۵: ۶؛ ۵۵: ۱۰؛ یرمیاہ ۱۲: ۴ اور عاموس ۷: ۱ میں ہے۔

رہب۔ راھب:۔ (لغوی معنی مغرور، شیخی باز)۔ قدیم قوموں کے دیوتاؤں کی تاریخ میں ایک خیالی اژدہا جو بائبل میں شاعرانہ طور پر دنیا کی ابتدائی شیطانی قوتوں کی علامت ہے۔ ایوب ۹: ۱۳؛ ۲۶: ۱۲؛ زبور ۸۹: ۱۰ میں اس سے یہ مراد ہے کہ خدائے قادر کا اقتدار ان سب قوتوں پر ہے۔ زبور ۸۷: ۴؛ یسعیاہ ۳۰: ۷ اور ۵۱: ۹ میں اس سے مراد مُلکِ مصر ہے۔ نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں ایوب ۹: ۱۳ کے حاشیہ کا نوٹ (صفحہ ۶۴۴)۔

رہن:۔ (عربی = گِرَو)۔ کسی کے پاس کوئی چیز بطور ضمانت رکھنا جیسے نقدی یا وعدہ کی ہوئی چیز دے کر چھڑایا جاتا ہے۔ شئے مکفولہ۔ اس کا ذکر یہوداہ کے سلسلے میں آتا ہے۔ اُس نے اپنی بہو تمر کو ایک کسبی سمجھ کر اُس کے پاس اپنی مُہر، اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی رہن رکھی (پیدائش ۳۸: ۱۶-۲۰)۔ اس حوالے کے سوا پروٹسٹنٹ ترجمہ میں گِرَو ہی استعمال ہوا۔ کیتھولک ترجمہ میں زیادہ تر رہن ہی ہے (ایوب ۲۲: ۶؛ ۲۴: ۳؛ حزقیال ۱۸: ۷، ۱۲، ۱۶؛ ۳۳: ۱۵ وغیرہ)۔ دیکھئے گِرَو۔

رئیس:۔ (عبرانی لفظ آلف کا ترجمہ۔ آلف بمعنی ہزار۔ یعنی ہزار کا سردار)۔ یہ شعیر کے حوریوں کے سرداروں کے لئے (پیدائش ۳۶: ۲۰-۳۰) اور عیسو کی اولاد کے لئے استعمال ہوا ہے (پیدائش ۳۶: ۱-۱۹)۔

یشوع ۱۳: ۲۱ کے رئیس ایک دوسرے عبرانی لفظ کا ترجمہ ہیں۔

رئیسِ ربع:۔ کیتھولک ترجمہ میں یونانی لفظ تترادرخ retrarch = "چوتھائی ملک کا حاکم" کا ترجمہ (لوقا ۳: ۱۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے چوتھائی ملک کا حاکم۔

ریایاہ۔ رآیاہ:۔ (عبرانی = خدا نے دیکھ لیا ہے)۔

۱۔ سوبل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲)۔

۲۔ روبینی، بئیرہ کا دادا (۱۔ تواریخ ۵: ۵)۔

۳ - ایک خاندان جو اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۷؛ نحمیاہ ۷: ۵۰)۔

ریبی - ریبائی :- بنیمین کے جبعہ کا ایک شخص جو اِتی کا باپ تھا (۲- سموئیل ۲۳: ۲۹) اور لشکروں میں سورما (۱- تواریخ ۱۱: ۲۶، ۳۱)۔

ریت :- پتھریلا برادہ جو موسمی اثرات اور مختلف قسم کے پتھروں کے ٹوٹنے پھوٹنے کے نتیجے کے طور پر بنتا ہے - یہ زیادہ تر ریگستانوں، سمندر اور دریا کی تہ میں ملتا ہے - بائبل کے مصنفین اس سے واقف تھے - وہ اِسے اکثر بے حساب تعداد اور وسعت، وزن اور ناپائیداری کی علامت کے طور پر پیش کرتے تھے - ابرہام کی اولاد بے شمار ہوگی (پیدائش ۲۲: ۱۷؛ یرمیاہ ۳۳: ۲۲؛ رومیوں ۹: ۲۷؛ عبرانیوں ۱۱: ۱۲)۔ یہی حال اسرائیل کے دشمنوں کا تھا (یشوع ۱۱: ۴؛ قضاۃ ۷: ۱۲؛ ۱- سموئیل ۱۳: ۵)۔ یوسف نے ریت کی مانند غلّہ جمع کیا (پیدائش ۴۱: ۴۹)۔ سلیمان بادشاہ کو خدا نے ریت کی مانند دولت اور دل کی وسعت بخشی (۱- سلاطین ۴: ۲۹)۔ زبور نویس کہتا ہے کہ خدا کے خیالات "شمار میں ریت سے بھی زیادہ ہیں" (زبور ۱۳۹: ۱۸)۔ ایوب کہتا ہے کہ اُس کی مصیبت "سمندر کی ریت سے بھی بھاری" ہے (ایوب ۶: ۳)۔ جو زندگی یسوع کی تعلیمات پر تعمیر نہیں ہوتی اُس کی مثال اُس گھر کی مانند ہے جو ریت پر بنایا گیا (متی ۷: ۲۶)۔

ریتی :- دیکھئے اوزار بائبل ۲۰

ریچھ :- دیکھئے حیوانات بائبل ۱۹

ریسا :- زرُبابل کا بیٹا سلیمان بادشاہ کے خاندان سے (لوقا ۳: ۲۷)۔

ریسہ - رِسہ :- (عبرانی = کھنڈرات)۔ بنی اسرائیل کی بیابان میں چھٹی منزل (گنتی ۳۳: ۲۱)۔

ریش :- عبرانی حروفِ تہجی کا بیسواں حرف - ר حساب جمل میں اس کے اعداد ۲۰۰ ہیں۔ عبرانی میں زبور ۱۱۹ کے بیسویں حصے کی ہر آیت اِسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

ریشم :- (عبرانی = میشی بمعنی کھینچا ہؤا - یونانی = سیریکوف بمعنی ریشمی - چین کو یونانی میں سیر کہتے ہیں)۔ ریشم کا ذکر حزقی ایل ۱۶: ۱۰، ۱۳ اور مکاشفہ ۱۸: ۱۲ میں ہے۔ یہ بات مشکوک ہے کہ پرانے عہد نامہ کے حوالے سے وہی کچھ مراد ہو جسے ہم ریشم کہتے ہیں۔ البتہ مکاشفہ کی کتاب میں مذکور ریشم موجودہ ریشم ہی ہے کیونکہ ریشم چین کی مصنوعات میں سے ہے اور یونانی زبان میں چین اور ریشم کے لئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ریعی :- (عبرانی = شفیق)۔ داؤد بادشاہ کا ایک بہادر جس نے ادونیاہ کی داؤد کے خلاف بغاوت میں حصہ نہ لیا (۱- سلاطین ۱: ۸)۔

ریفت - ریفات :- جمر کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۳؛ ۱- تواریخ ۱: ۶)۔

ریفرنس بائبل :- دیکھئے بائبل، اردو ریفرنس

ریکاب :- (عبرانی = گھڑ سوار)۔
۱- ساؤل بادشاہ کے بیٹے اِشبوست کا قاتل۔ اس نے اپنے بھائی بعنہ کے ساتھ مل کر اِشبوست کو قتل کیا اور اس کا سر حبرون میں داؤد بادشاہ کے پاس لے گیا۔ ان دونوں کا خیال تھا کہ بادشاہ اُن کے اس کام سے خوش ہوگا لیکن اس کا اُلٹ ہؤا۔ داؤد نے حکم دیا کہ اُن کو قتل کیا جائے اور ٹانگیں کاٹ کر لٹکا دیا جائے (۲- سموئیل ۴: ۵-۱۱)۔
۲- یہوناداب کا باپ (۲- سلاطین ۱۰: ۱۵؛ یرمیاہ ۳۵: ۶-۱۹)۔ اس کے نام سے ایک خاندان شروع ہؤا جس کے افراد نے نظم و ضبط کی زندگی بسر کرنے کی مثال قائم کی۔ دیکھئے ریکابی۔
۳- ملکیاہ کا باپ (نحمیاہ ۳: ۱۴)۔

ریکابی :- یہوناداب نے یاہو کی مدد سے اخی اب کے خاندان کے بیشتر لوگوں کو قتل کیا تاکہ ★ بعل کی پوجا کا قلع قمع کرے۔ اس نے بعل کے مندر کو نیست و نابود کیا (۲- سلاطین ۱۰: ۱۵ مابعد)۔ ان لوگوں کو یہوناداب کے باپ ریکاب کے نام سے پکارا جاتا ہے (یرمیاہ ۳۵: ۲، ۳، ۵، ۱۸)۔

ریکابی خداوند کی عزت کے لئے بہت غیرت مند تھے۔ یہوناداب نے اپنی اولاد کو بہت اچھی تربیت دی۔ اُنہیں تلقین کی کہ ایک سادہ زندگی بسر کریں اور خانہ بدوشوں کی طرح خیموں میں رہیں۔ اُنہیں کھیتی باڑی کرنے اور گھروں میں رہنے سے منع کیا اور مے پینے سے اُنہیں احتراز کرنے کو کہا گیا۔ یہ تعلیم اتنی پُر اثر تھی کہ یہوناداب کے زمانہ کے دو سو سال بعد بھی ریکابی اسی قسم کی ضبط و تنظیم کی زندگی بسر کرتے تھے (یرمیاہ ۳۵ ب)۔ نیز دیکھئے یاہو۔

ریکہ :- یہوداہ کے قبیلے کے علاقہ میں ایک نا معلوم جگہ (۱- تواریخ ۴: ۱۲)۔

ریگھاری :- (ہندی - یہ لفظ اب عام استعمال میں نہیں ہے)۔ شیارہ - ہلائی - وہ لکیر یا نالی جو ہل چلانے سے بن جاتی ہے - یہ لفظ بائبل میں اِن جگہوں میں استعمال ہؤا ہے: ایوب ۳۱: ۳۸؛ ۳۹: ۱۰؛ زبور ۶۵: ۱۰؛ ۱۲۹: ۳؛ ہوسیع ۱۰: ۴؛ ۱۲: ۱۱۔

ریگیم - راجیون :- (یونانی = دراز۔رخنہ)۔ ایک یونانی نوآبادی جو اطالیہ کے بالکل جنوب میں واقع تھی ۔ یہ مسانہ کی بندرگاہ جو جزیرہ سسلی میں واقع تھی کے سامنے تھی - مسانہ اور ریگیم کے درمیان آبنائے صرف چھ میل چوڑی تھی ۔ جب سمندر میں طوفان آتا تھا تو یہ ایک محفوظ بندرگاہ تھی - پولس رسول اپنے آخری سفر پہ یہاں سے گزر کر روما پہنچا (اعمال ۲۸ : ۱۳)۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۷ - ۳ ز -

ریمت - رامت :- (عبرانی = اونچائی) - بنی اشکار کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۱۷- (۲) - اسے ۱- تواریخ ۶ : ۷۳ میں راموت کہا گیا ہے اور یشوع ۲۱ : ۲۹ میں یرموت -

رینکنا :- گدھے کی آواز - گدھے کا بولنا - یہ لفظ بائبل میں ایوب کی کتاب میں دو مرتبہ آیا ہے (۶ : ۵ اور ۳۰ : ۷ - کیتھولک ترجمہ میں ریگنا ہے جو درست نہیں ہے) - گدھا بھوکا ہو تو رینکتا ہے - کمینے لوگ بھی ایسا کرتے ہیں (ایوب ۳۰ : ۷)۔

ز

زاآباد: (عبرانی = داتا - عطیہ دینے والا) -
۱ - یرحمیئیل کے خاندان سے ناتن کا بیٹا (۱-تواریخ ۲:۳۶)-
۲ - بنی افرائیم میں سے تحت کا بیٹا (۱-تواریخ ۷ : ۲۱) -
پروٹسٹنٹ ترجمے کے ہجے زبد ہیں)-
۳ - عمونی عورت سماعت کا بیٹا جس نے یوآس بادشاہ کے خلاف سازش میں حصہ لیا - لیکن امصیاہ نے اُسے قتل کیا(۲-تواریخ ۲۶:۲۴ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ کے ہجے زبد ہیں) -
۴ - داؤد کے سورماؤں میں اخلی کا بیٹا (۱-تواریخ ۱۱ : ۴۱ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ کے ہجے زبد ہیں) -
۵ - زتو کا بیٹا جس نے اسیری میں اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰ : ۲۷) -
۶ - ایک اور شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۳) -
۷ - اسی نام کا ایک تیسرا شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰ : ۴۳) -

زارح: ۱ - یہوداہ کا جُڑواں بیٹا - فارص کا بھائی - وہ عکن کا پڑدادا تھا جس نے مخصوص چیزوں کی چوری کی تھی (پیدائش ۳۸ : ۳۰؛ یشوع ۷) -
۲ - شمعون کا بیٹا اور ایک خاندان کا سربراہ (گنتی ۲۶ :۱۳)-
۳ - جیرسوم کے خاندان سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۶ :۲۱)-
۴ - ایک اور جیرسومی لاوی جو کچھ عرصے کے بعد پیدا ہوا (۱-تواریخ ۶ : ۴۱) -
۵ - رعوایل کا بیٹا - عیسو کا پوتا - یہ رئیس تھا (پیدائش ۳۶ : ۱۳، ۱۷) -
۶ - یوباب کا باپ جو بصراہ کا رہنے والا تھا (پیدائش ۳۶: ۳۳) -
۷ - کوش کا بادشاہ - اس نے آسا کے عہد میں یہوداہ پر حملہ کیا - آسا نے خدا سے دُعا کی تو زارح کی فوج پسپا ہوئی (۲-تواریخ ۱۴ :۹) -
۸ - خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص (متی ۱ : ۳) -

زارحی: یہوداہ کے قبیلے کے وہ شخص جو زارح کی نسل سے تھے (گنتی ۲۶ : ۱۳، ۲۰؛ یشوع ۷ : ۱۷؛ ۱-تواریخ ۲۷ : ۱۱، ۱۳) -

زازا: بنی یرحمئیل میں سے یونتن کا بیٹا (۱-تواریخ ۲ : ۳۳) -

زبان، زبانیں: (عبرانی لاشون قب عربی لسان یونانی گلوسا glossa) -

۱ - ا - جیبھ - قوتِ گویائی کا عضو - جدعون کے ساتھیوں نے اسے پانی پینے کے لئے استعمال کیا (قضاۃ ۷ : ۵) - اس کا ذکر زکریاہ ۱۴: ۱۲؛ مرقس ۷ : ۳۲ وغیرہ میں آتا ہے - زبور ۶۸ : ۲۳ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ اُردو محاورے کے مطابق ہے - کیتھولک ترجمہ عبرانی محاورے کے مطابق ہے جہاں لفظ جیبھیں استعمال ہوا ہے (آیت ۲۴) - زبان، منہ اور ہونٹ (لب) سخن آرائی کے اعضا ہیں (ایوب ۲۷ : ۴؛ زبور ۵۱ : ۱۴-۱۵) اور ان کا ذکر اکثر اکٹھا آتا ہے (ایوب ۳۳ : ۲، ۳) -

ب - نوک دار یا زبان کی شکل کی چیز - عبرانی میں یہ اُس سونے کے ٹکڑے کے لئے استعمال ہوا ہے جو عکن نے چوری کر کے اپنے ڈیرے میں چھپایا تھا - اسے اردو میں اینٹ کہا گیا ہے (یشوع ۷ : ۲۱) - یہی لفظ عبرانی میں خلیج یا کھاڑی کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ پانی کا یہ قطعہ زبان کی شکل کا ہوتا ہے (یشوع ۱۵ :۲) - زبان کو بُرا یا بھلا کہا گیا ہے - یہ مجازِ مرسل کی مثال ہے اور اس سے بُرا یا بھلا آدمی مُراد ہے (زبور ۱۲۰ :۲؛ امثال ۶ :۱۷؛ ۱۰ :۲۰)؛ شاگرد کی زبان ایک پُر مغز ترکیب ہے (یسعیاہ ۵۰ : ۴) - خدا کا مظلوم خادم ایک اچھے شاگرد کی طرح سبق سیکھ کر اوروں کی مدد کرتا ہے - وہ کلام سیکھ کر اوروں کو سکھاتا ہے -

زبان کو بہت سی تشبیہوں اور استعاروں میں استعمال کیا گیا ہے - اس کو کوڑا کہا گیا ہے (ایوب ۵ : ۲۱)، یہ تلوار (زبور ۶۴ :۳) اور سانپ کی زبان کی طرح تیز ہے (زبور ۱۴۰ : ۳)- اسے تیز تلوار بھی کہا گیا ہے (زبور ۵۷ : ۴) - یہ تیر کی طرح مہلک ہے (یرمیاہ ۹ : ۸) - موت اور زندگی زبان کے قابو میں ہیں (امثال ۱۸ : ۲۱) - یرمیاہ نبی کو اُس کے دشمن زبان سے مارنا چاہتے ہیں (۱۸ :۱۸)- لیکن زبان کے سب الفاظ گناہ آلودہ نہیں ہوتے - صحت بخش

زبان حیات کا درخت ہے (امثال ۱۵: ۴) لیکن مقابلتہً زبان کی بُرائیاں اُس کی اچھائیوں سے بہت زیادہ ہیں۔ "کون ہے جس نے زبان سے خطا نہیں کی" (یشوع بن سیراخ ۱۹: ۱۶)۔ انسان کی زبان اُسے ہلاک کرتی ہے (بن سیراخ ۵: ۱۵)۔ "مُبارک ہے وہ آدمی جو اپنی زبان سے لغزش نہیں کھاتا" (ابن سیراخ ۲۵: ۱)۔ زبوروں کی طرح یشوع بن سیراخ کی کتاب زبان کے خطروں سے بخوبی واقف ہے (۲۸: ۱۳-۳۰)۔ نئے عہدنامہ میں بھی زبان کو قابو میں رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہ شخص جو اپنی زبان کو لگام نہ دے باطل دینداری کا مظاہرہ کرتا ہے (یعقوب ۱: ۲۶)۔ کامل شخص کی تعریف یہ ہے کہ وہ باتوں میں خطا نہیں کرتا۔ زبان کو پتوار، آگ اور جانور سے تشبیہ دی گئی ہے جسے کوئی قابو نہیں کر سکتا (یعقوب ۳: ۲-۱۲)۔

۲۔ بولی (پیدائش ۱۰: ۵، آستر ۱: ۲۲، استثنا ۲۸: ۴۹)۔ شروع میں دنیا میں ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی (پیدائش ۱۱: ۱)۔ کلام مقدس میں درج ہے کہ کیسے بنی آدم غرور و تکبّر میں آکر اپنے کو بڑا بنانے کا خواب دیکھنے لگے۔ وہ خدا کے بغیر اپنے لئے ایک انسانی نظام تمدن قائم کرنا چاہتے تھے (یاد رہے کہ لفظ تمدن مدنیہ بمعنی شہر سے مشتق ہے۔ تمدن انسانی ترقی کا وہ مرحلہ ہے جب وہ شہری زندگی بسر کرنا شروع کرتا ہے)۔ یہ خدا کے خلاف بغاوت تھی۔ خدا اگر چاہتا تو انہیں اپنے غضب سے تباہ کر دیتا لیکن اُس نے صرف اُن کے ہونٹوں کو چھوا (اس حوالے میں زبان کے لئے عبرانی لفظ سافاہ بمعنی ہونٹ ہے تجب عربی شفتہ = ہونٹ پیدائش ۱۱: ۷) یوں زبانوں میں اختلاف پیدا ہوا۔

۳۔ لوگ۔ قومیں۔ اُردو میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے اہل لغت (یسعیاہ ۶۶: ۱۸؛ دانی ایل ۳: ۲۹ وغیرہ) اور اہل زبان (مکاشفہ ۵: ۹ وغیرہ) استعمال ہوا ہے۔

۴۔ غیر زبانوں میں بولنا۔ اس مسئلہ کا غور طلب پہلو یہ ہے کہ ذیل کے حوالوں میں زبانوں میں بولنے سے کیا مراد ہے۔

ا۔ نئی نئی زبانوں میں بولنا (مرقس ۱۶: ۱۸۔ یونانی میں یہ ۱۷ آیت ہے)۔ غیر زبانوں میں بولنا (اعمال ۲: ۴-۱۱)۔ طرح طرح کی زبانیں بولنا اعمال ۱۰: ۴۶؛ ۱۹: ۶)۔ بیگانہ زبان میں باتیں کرنا (۱۔کرنتھیوں ۱۴)۔ اِن سب حوالوں میں زبان سے مراد بولی ہے جو رُوح القدس کے نازل ہونے پر جاری ہوئی (اعمال ۱۰: ۴۶؛ ۱۹: ۶۔ جاری ہونے کے لئے یونانی میں "بہائی گئی" ہے)۔ سوائے اعمال ۲: ۴-۱۱۔ (جس کا ذکر آگے آئے گا) یہ ایسی بولی ہے جو سننے والا سمجھ نہیں سکتا۔ کرنتھس کی کلیسیا میں عبادت کے دوران بعض مسیحی بے خودی کی حالت میں ایسے وجد میں آجاتے تھے کہ اُن کے منہ سے بے ساختہ کسی غیر زبان میں خدا کی تعریف اور تمجید کے کلمے نکلتے تھے۔ یہ یا تو بے گانہ انسانی زبانیں تھیں یا فرشتوں کی زبان (قب ۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۔ "آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں")۔ بعض کلیسیاؤں میں زبانوں میں بولنا معمول بن گیا تھا۔ پولس کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اسے کنٹرول میں رکھا جائے (۱۔کرنتھیوں ۱۴) اور اسے مناسب مقام ہی ملے۔ پولس رسول اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ یہ روح کی بخشش ہے۔ ★ روح کی نعمتوں میں اس کا مقام نبوّت سے کم ہے اور محبّت سے تو بہت ہی کم۔ نبوّت کرنے والا (نبوّت سے خدا کا کلام سُنانا بھی مُراد ہے) آدمیوں سے ترقی، نصیحت اور تسلّی کی باتیں کرتا ہے جو ساری جماعت کے لئے مفید ثابت ہوتی ہیں لیکن غیر زبان میں بولنے والا صرف خدا سے مخاطب ہوتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۲)۔ اس کی افادیت صرف بولنے والے کو حاصل ہوتی ہے (آیت ۴)۔ اس کو اوروں کے لئے مفید بنانے کے لئے اس کا ترجمہ کرنا بہت ضروری ہے (۵-۱۹، ۲۷)۔ یہ ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ غیر ایمانداروں کے لئے نشان ہے (آیت ۲۲)۔

ب۔ پنتکُست کے دن غیر زبانوں میں بولنے کا معجزہ (اعمال ۲: ۴-۱۱) بیگانہ زبانوں میں بولنے سے مختلف تھا۔ کیونکہ یہاں سب لوگ جو حاضر تھے اپنی اپنی زبان میں پیغام کو سمجھتے تھے۔ اِس واقعہ کی تصدیق کئی ذرائع سے ہوئی ہے۔ بعض مُفسّرین کے مطابق اس معجزے میں سننے والوں کے کان میں معجزانہ طور پر اُنہی کی زبان میں پیغام پہنچا۔ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ بولنے والوں کو روح نے غیر زبانوں میں بولنے کی طاقت بخشی (جیسے متن میں درج ہے۔ آیت ۴)۔ بعض مُفسّر اس کی ایک علامتی تشریح بھی کرتے ہیں کہ روح رسولوں کو توفیق دیتا ہے کہ پیغام غیر قوموں کے سامنے ایسے پیش کریں کہ وہ اُن کی سمجھ میں بآسانی آجائے۔ پنتکُست کا یہ دن بعض علماء کے لئے ایک عظیم انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح پیدائش ۱۱ میں انسان کے غرور کی وجہ سے خدا نے زبان میں اختلاف ڈالا، اُسی طرح اُس کا اُلٹ خدا نے انسان کی مختلف زبانوں کو ایک زبان کر دینے کی جھلک دکھائی۔

زبانوں میں اختلاف :۔

بابل کا بُرج، ایک ایسے بھید کا جو بظاہر لاینحل نظر آتا ہے جواب مہیّا کرتا ہے۔ نیز یہ انسان کی بطالت اور نافرمانی کے خلاف خدا کے غضب کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اب لسانیات کے متعلق تحقیق و تدقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ شروع میں انسان کی زبان صرف ایک ہی تھی۔ بابل کے مقام پر زبان میں اچانک اختلافات پیدا ہونے کے بارے میں متعدد نظریئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ بیان ہی جھوٹا ہے جسے موسیٰ نے مختلف زبانوں کی توجیہ کے لئے اپنا لیا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ جب آبادی بڑھ گئی اور لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو چونکہ اُن کے پاس زبان تحریری صورت میں نہیں تھی، اس لئے رفتہ رفتہ ان کی زبان میں اختلاف پیدا ہوتا گیا اور یوں مختلف زبانیں بن گئیں۔ لیکن اُن لوگوں کے لئے جو معجزات پر یقین رکھتے ہیں پیدائش ۱۱: ۱-۹ کا بیان سمجھنا آسان ہے کیونکہ جس نے بول چال کا ذریعہ پیدا کیا وہ زبان میں فوری اختلاف بھی پیدا کرنے کا اہل ہے۔

زبانیں اور تحریریں:۔ دیکھئے فنِ تحریر۔

زبح - زابح:۔ (عبرانی = قربانی قب عربی ذبح)۔ مدیان کے دو بادشاہ تھے ایک ★ ضلمنع اور دوسرا زبح جنہیں جدعون نے شکست دی (قضاۃ ۸: ۱۰، ۱۲؛ زبور ۸۳: ۱۱)۔

زبد - زاباد:۔ (عبرانی = عطیہ دینے والا)۔ یہ زاباد کے دوسرے ہجے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں ہر جگہ زاباد ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بعض جگہ زبد ہے۔ دیکھئے زاباد ۲-۳ اور ۴۔

زبدی:۔ (عبرانی = یہوواہ کی نعمت)۔ ۱۔ ایک کھاتا پیتا گلیلی ماہی گیر جو بیت صیدا کے نزدیک رہتا تھا۔ وہ یعقوب اور یوحنا کا باپ تھا (مرقس ۱: ۱۹)۔

۲۔ سلومی کا خاوند (متی ۲۷: ۵۶)۔

۳۔ عکن، جس نے یریحو میں ممنوعہ مالِ غنیمت اپنے پاس رکھا تھا اس کا دادا (یشوع ۷: ۱، ۱۷، ۱۸)۔ اسے زمری بھی کہا گیا ہے (۱۔ تواریخ ۲: ۶)۔

۴۔ ایک بنیمینی (۱۔ تواریخ ۸: ۱۹)۔

۵۔ داؤد بادشاہ کے تاکستان کا ایک افسر (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۷)۔

۶۔ ایک لاوی (نحمیاہ ۱۱: ۱۷)۔ اسے زکری بھی کہا گیا ہے (۱۔ تواریخ ۹: ۱۵)۔

زبدیاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کی بخشش)۔

۱۔ بریعہ کے خاندان سے بنیمین کی اولاد میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۸: ۱۵)۔

۲۔ الفعل کے خاندان میں سے ایک اور بنیمینی (۱۔ تواریخ ۸: ۱۷)۔

۳۔ ایک بنیمینی جو صقلاج میں ساؤل بادشاہ کے خلاف داؤد کی مدد کرنے کے لئے آیا۔ وہ بائیں ہاتھ سے بھی ویسے پتھر مار سکتا اور تیر چلا سکتا تھا جیسے کہ دائیں ہاتھ سے۔ وہ یروحام جدوری کا بیٹا تھا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۱-۷)۔

۴۔ داؤد کے زمانہ میں ایک قورحی دربان۔ اُس کے باپ کا نام مسلمیاہ تھا (۱۔ تواریخ ۲۶: ۲)۔

۵۔ یوآب کے بھائی عساہیل کا بیٹا اور داؤد کی فوج کا ایک افسر (۱۔ تواریخ ۲۷: ۷)۔

۶۔ یہوسفط بادشاہ نے جن لاویوں کو یہوداہ کے لوگوں کو شریعت کی تعلیم دینے کو بھیجا، اُن میں سے ایک (۲۔ تواریخ ۱۷: ۸)۔

۷۔ اسمٰعیل کا بیٹا جو ان تمام معاملوں میں یہوداہ کے گھرانے کا پیشوا تھا جو یہوسفط بادشاہ سے تعلق رکھتے تھے (۲۔ تواریخ ۱۹: ۱۱)۔

۸۔ اُن ۸۰ آدمیوں میں سے ایک جو عزرا کے ساتھ بابل سے یروشلیم آئے تھے۔ وہ میکائیل کا بیٹا تھا (عزرا ۸: ۸)۔

۹۔ بابل کی اسیری سے واپس آنے والا ایک کاہن جس نے پردیسی عورت سے شادی کی تھی۔ اُسکے باپ کا نام امیر تھا (عزرا ۱۰: ۲۰)۔

زبدی ایل:۔ (عبرانی = خدا نے عنایت کیا)۔

۱۔ یسوبعام کا باپ (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲)۔

۲۔ ہیکل کا نگہبان (نحمیاہ ۱۱: ۱۴)۔

۳۔ ایک عرب جس نے سکندر کا سر کاٹ کر اُسے بطلماؤس کے پاس بھیجا (۱۔ مکابین ۱۱: ۱۷)۔

زبرجد:۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱۔ ج ۷ ۱

زبلون:۔ دیکھئے زبولون۔

زبود - زابود:۔ ناتن کا بیٹا۔ سلیمان کے منصبداروں کا داروغہ اور بادشاہ کا دوست (۱۔ سلاطین ۴: ۵)۔

زبود:۔ بگوی کا بیٹا جو بابل سے نحمیاہ کے ساتھ یروشلیم واپس آیا (عزرا ۸: ۱۴)۔

زبودہ:۔ (عبرانی = عطا کیا ہوا)۔ یوسیاہ بادشاہ کی بیوی، یہویقیم کی ماں اور فدایاہ کی بیٹی (۲۔ سلاطین ۲۳: ۳۶)۔

زبور کی کتاب۔ مزامیر کی کتاب:۔

۱۔ کتاب کی اہمیت

اس امر کا اندازہ کرنا نہایت مشکل ہے کہ یہود اور غیر یہود کے لئے یہ کتاب کتنی زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں ہمیں گناہوں پر ندامت، کامل راہ کی جستجو، ایمان کے سہارے تاریکیوں کے پار اُترنے کا حوصلہ، شرعِ الٰہی کی اطاعت، عبادتِ الٰہی کا سرور، بندگانِ خدا کی قربت، کلام اللہ کی حرمت، خدا کی تنبیہ کو حلیمی سے برداشت کرنا، ظلم کی فتح اور بدی کے غلبہ کے وقت بھی توکل کا مظاہرہ، دکھوں میں فریاد جیسے جذبات اور تاثرات کی رنگا رنگی میں مذہبی تقویٰ اور معرفت نظر آتی ہے۔

عبرانی شعراء نے ان الٰہی بصیرتوں اور روحانی تجربوں کو اپنے

گیتوں کا موضوع بنایا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ زبُور نظمیں ہیں اور نظمیں گانے کے لئے ہوتی ہیں۔ یہ تعلیمی مباحث یا وعظ نہیں ہیں۔ یہ بات زبُور کے عبرانی عنوان تحلیم بمعنی "مدح کے گیت" سے بھی واضح ہے۔ اس کے علاوہ یہ زبُور نویسوں کے ہی انفرادی مذہبی تجربات کے عکّاس نہیں ہیں بلکہ یہ بنی اسرائیل کے مذہب کی ترجمانی کرتے ہیں جو زبُور نویسوں کا ورثہ ہے۔ وہ بلاشک انسانی روح اور انسانیّت کے رُوحانی تجربات کے عکّاس ہیں۔ بالفاظِ دیگر زبُور تمام یہود اور غیر یہود ایمانداروں کا مشترکہ ورثہ ہیں۔ اور اسی میں زبُور کی قدر و قیمت پنہاں ہے۔

۲۔ زبُور کی ترتیب و تدوین

زبُور کی کتاب کو عموماً ہیکل ثانی کی گیت کی کتاب کہا جاتا ہے، اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ تاہم اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ یہ زبُور ایامِ اسیری یا اسیری کے بعد معرضِ تحریر میں آئے تو یہ عنوان گمراہ کُن بھی ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت کو نظرانداز نہ کرنا چاہیئے کہ اس قسم کا ادب عہدِ عتیق میں صرف زبُور تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ عبرانی تاریخ کے ہر دَور میں اس کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ یہ خروج کے دور کے قدیم ایام میں بھی پایا جاتا تھا (خروج ۱۵) اور اس کی ایک اور مثال اس کے فوراً بعد ہی یشوعؔ کی سرکردگی میں کنعانؔ کو فتح کرنے کے ایام میں بھی ملتی ہے (قضاۃ ۵)۔ حنّہ کا زبُور (۱۔سموئیل ۲: ۱ تا ۱۰) قاضیوں کے آخری ایام سے تعلق رکھتا ہے۔

زمانہ قبل از اسیری کے نبوّتی ادب میں بھی زبُور کی طرز کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں (مثلاً ہوسیع ۶: ۱ تا ۳؛ یسعیاہ ۲: ۲ تا ۴؛ ۳۸: ۱۰ تا ۲۰؛ یرمیاہ ۱۴: ۷ تا ۹؛ حبقوق ۳: ۱ مابعد وغیرہ وغیرہ)۔ پھر زمانہ اسیری کے بعد بھی عزرا ۹: ۵-۱۵ اور نحمیاہ ۹: ۶ تا ۳۹ جیسی تحریروں میں زبُور کی بازگشت پائی جاتی ہے۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ مزامیری ادب کوئی الگ تھلگ مخصوص تخلیق نہ تھی۔ لاریب اسی طرح کی نظمیں بابلیوں اور ★ اوگاریت شہر کے باسیوں کے ہاں بھی پائی جاتی تھیں۔

★راس شمرہ کی تختیاں اس کی گواہ ہیں۔ زبُور ایسی نظموں کا مجموعہ ہے جو ایک خاص صنفِ ادب کی حامل ہے جو یہودی اپنی ہمعصر تہذیبوں کے ساتھ کم از کم خروج سے لے کر مابعد اسیری یا ہیکل ثانی کے ایام تک استعمال کرتے چلے آئے تھے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر غیر مستند زبُوروں کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ صنفِ ادب یہود میں سنِ عیسوی میں بھی بڑی دیر تک برابر مقبول رہی۔

ا۔ مصنّفین

کم از کم ۷۳ کے قریب زبُور داؤدؔ سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ دیگر مصنّفین جن کا ذکر عنوانات میں ملتا ہے آسفؔ (۵۰، ۷۳ تا ۸۳)، بنی قورحؔ (۴۲ تا ۴۹، ۸۴، ۸۵، ۸۷)، سلیمانؔ (۷۲، ۱۲۷)، ہیمانؔ (۸۸) اور ایتانؔ (۸۹) جو دونوں ازراخی تھے اور موسیٰؔ (۹۰) ہیں جن سے ایک ایک زبُور منسوب ہے۔ متعدد زبوروں کے بارے میں شک ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ داؤدؔ کے نہیں ہوسکتے۔ اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ زبُور نویس داؤدؔ، سموئیلؔ اور سلاطین کی کُتب میں مذکور جنگجو داؤدؔ سے کوئی مماثلت نہیں رکھتا۔ لیکن ہم اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ داؤدؔ ایک موسیقار (۱۔سموئیل ۱۶: ۱۴ مابعد) اور شاعر تھا (۲۔سموئیل ۱: ۱۷ مابعد، ۳: ۳۳، ۳۴)۔ بعض علماء نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ۲۔سموئیل ۲۲: ۱ مابعد اور ۲۳: ۱ تا ۷ داؤدؔ سے منسوب نہیں کئے جاسکتے۔ نیز انہوں نے عاموسؔ ۶: ۵ میں سے "داؤدؔ کی طرح" کے الفاظ کو (جہاں داؤدؔ اُس کے سازوں اور گیتوں کا ذکر اُسکی موت کے ۳۰۰ سو برس بعد بھی کیا جاتا ہے) غیر مستند قرار دیا۔ لیکن ان کی یہ کوششیں ناکام رہیں۔ یہ روایت اُلٹا اس امر کے امکان کی طرف قوی اشارہ ہے کہ ایسے زبُور موجود ہیں جو داؤدؔ کے قلم کا شاہکار ہیں۔ ہیکل ثانی کی اِس گیتوں کی کتاب میں بڑا ہی قدیم مواد پایا جاتا ہے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ راس شمرہ کی تختیوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے کنعانؔ پر حملہ کیا تو ★ اوگاریت شہر کے باسیوں میں زبُور کی طرز کی نظمیں پہلے ہی سے بڑی مقبول ہوچکی تھیں۔ یوں خروج ۱۵ میں موسیٰؔ کا گیت اور دبورہؔ کا گیت (قضاۃ ۵)، سامی نظم کی کوئی الگ تھلگ یا غیر معروف اصناف نہیں تھیں۔ زبُوروں کے تین عنوانات میں اِن کو موسیٰؔ اور سلیمانؔ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ خیمۂ اجتماع کے قدیم مذہب میں اور ہیکلِ اوّل میں مقدّس موسیقی جزوِ عبادت تھی۔ یہ حقیقت بھی کہ بعض زبُور یہودیوں میں خاص عیدوں پر قربانیوں سے متعلق تھے (مثلاً زبُور ۳۰ ہیکل کی مخصوصیّت کے موقع کے لئے تھا۔ زبُور ۹۲ سبت کے لئے اور دیگر شکر گزاری کے نذرانوں کے لئے تھے) زبُوروں کے عہدِ عتیق کے بعض ناقابلِ فراموش واقعات سے متعلق ہونے کی واضح شہادت ہے۔ عاموسؔ (۵: ۲۱-۲۲) اور یسعیاہ (۳۰: ۲۹) کے دور کا مذہب، اسیری (زبُور ۱۳۷: مابعد) اور اسیری سے واپسی کے ایام، ہیکلِ ثانی کی تعمیر ایسے ہی گیتوں کے متقاضی تھے۔ اب ایک بار پھر علماء میں یہ خیال مقبول ہوتا جارہا ہے کہ زبُور کی کتاب میں نہ صرف ایامِ اسیری کے مابعد کے زبُور ہیں بلکہ اس میں نہایت قدیم تخلیقات بھی شامل ہیں۔

ب۔ ترتیب

زبُور کی کتاب اپنی موجودہ ہیئت میں پانچ حصّوں پر مشتمل ہے۔ یہ تقسیم کوئی ۳۰۰ ق۔م سے ہفتادی ترجمہ کے وقت سے رائج چلی آتی ہے۔ ہر حصّہ کو بآسانی شناخت کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر حصّہ حمد کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ سوائے پانچویں حصّہ کے آخر میں درج حمد کے ہر حصّہ کی

اختتامی حمد مختصر سی ہے۔ آخری حِصّہ کی اختتامی حمد ایک پُورا زبُور ہے۔
یہ پانچ حِصّے درجِ ذیل ہیں:
پہلی کتاب: زبُور ۱ تا ۴۱؛ دوسری کتاب: زبُور ۴۲ تا ۷۲؛ تیسری کتاب: زبُور ۷۳ تا ۸۹؛ چوتھی کتاب: زبُور ۹۰ تا ۱۰۶؛ پانچویں کتاب: زبُور ۱۰۷ تا ۱۵۰۔ بعض علماء اِس تقسیم میں توریت کی کُتب کی خمسی تقسیم کی تقلید دیکھتے ہیں۔

پہلی کتاب زیادہ تر داؔؤد سے منسُوب زبُوروں پر مشتمل ہے۔ پھر زبُور ۴۲ تا ۸۳ تین نمایاں شعرا بنی قورؔح، داؔؤد اور آسؔف کی تخلیقات پر مشتمل ہیں۔ پھر زبُور ۹۰ تا ۱۵۰ ایسے زبُوروں پر مشتمل ہے جن کے مصنف تقریباً سب ہی گمنام ہیں۔ اِن میں سے بیشتر غالباً ہیکل میں استعمال کے لئے لکھے گئے ہوں گے۔ مثلاً ۹۵ تا ۱۰۰؛ ۱۴۵ تا ۱۵۰۔ پھر زبُوروں کا ایک اور مختصر مجموعہ بھی ہے جنہیں "زیارت کے گیت" کہا جاتا ہے۔ اور یہ اَمر یقینی ہے کہ زبوروں کے مجموعے علیحدہ علیحدہ مرتب کئے گئے ہوں گے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ یہ مجموعے اُن مختلف منازل کو سمجھنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہوں جن منازل کو طے کر کے زبوروں کے مجموعہ نے موجودہ صورت اختیار کی ہے۔

گرؔے Gray نے اپنی تصنیف "عہدِ عتیق کا ناقدانہ تعارف" (۱۹۱۳ء) میں جن آراء کا اظہار کیا ہے اُن کی بنیاد پر یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ داؔؤد سے منسوب زبُور پہلے مجموعہ کی بنیاد بنے تھے۔ یہ واضح امکان ہے کہ داؔؤد کے ۷۲ زبُور دراصل دو الگ الگ مجموعوں میں بٹے ہوئے ہوں جس طرح اِن کے پہلے دو حصّوں میں بٹے ہونے سے ظاہر ہوتا ہے، ۳ تا ۴۱ اور ۵۱ تا ۷۲۔ اگلے دو مجموعوں کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ آسؔف سے (۵۰، ۷۳ تا ۸۳) اور بنی قورؔح سے منسوب تھے (۴۲ تا ۴۹)۔ ایک اور طرح سے بھی دو مجموعے فرض کئے جا سکتے ہیں۔ پہلا داؔؤد کے دوسرے مجموعے اور بنی قورؔح اور آسؔف کے مجموعوں پر مشتمل تھا (۴۲ تا ۸۳) اور دوسرا ۸۴ تا ۸۹ زبُور پر مشتمل تھا۔ اِن دونوں مجموعوں میں ایک قدرِ مشترک بات خدا کے لئے عبرانی لفظ ایلوھیم کا استعمال ہے۔ غالباً وہ مجموعہ جو ۹۰ تا ۱۵۰ پر مشتمل تھا اُس میں زیارت کے گیتوں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

پروفیسر رابرٹسن Robertson کا خیال ہے کہ جب ۱۵۰ زبوروں کو ایک مجموعے میں جمع کیا گیا تو وہ پہلے ہی تین حصوں پر مشتمل تھے ۱ تا ۴۱؛ ۴۲ تا ۸۹؛ ۹۰ تا ۱۵۰ اور پھر دوبارہ انہیں توریت کی طرز پر پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

۳۔ زبُوروں کے عنوانات

عبرانی میں اس کتاب کا عنوان تحلیم یعنی "حمد کے گیت" یا مدح" ہے۔ اِس کتاب کا اُردو عنوان عبرانی مزمود بمعنی نغمہ سے مشتق ہے۔ زبُوروں کے اِس مجموعے کے اِس عنوان کے علاوہ تقریباً ہر ایک زبور کو الگ الگ عنوانات دیئے گئے ہیں۔ جو قاری عبرانی سے نابلد ہو وہ اِن عنوانات کو دیکھ کر بڑے مخمصے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ایسے قاری کے لئے ایک جدید مفسّر کی ذیل کی تشریح بڑی مفید ثابت ہوگی۔

ا۔ مزمود بمعنی نغمہ جسے عموماً "مزمور" ہی لکھا گیا ہے (مثلاً ۲۴)۔ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ زبُور سازوں کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ شِیر بمعنی گیت۔ یہ وہ مذہبی گیت تھے جو عبادتوں میں گائے جاتے تھے (مثلاً ۴۶)۔ شیر معلوت زیارت کا گیت۔ یہ گیت ایک مذہبی تہوار کے موقع پر عہد کے صندوق کے جلوس کے پیچھے چلتے چلتے گایا جاتا تھا (۱۲۰ تا ۱۳۴)۔ مکتام۔ اِس اصطلاح کے معنوں کا کچھ علم نہیں ہے۔ ہفتادی ترجمہ کی رُو سے اِس کے معنی "تختیوں پر کندہ کرنا" ہوتے ہیں (جس سے مُراد مُنادی یا اعلان ہے)۔ اِس زُمرے کا ہر زبُور نوحہ ہے (۱۶، ۵۶ تا ۶۰)۔ مشکیل یعنی گیان دھیان، نصیحت اور تعلیم پر مشتمل زبُور (۴۲، ۷۸، ۷۹)۔ شگایون (۷)۔ یہ ایک اور اصطلاح ہے جس کے معنی نامعلوم ہیں تاہم اگر یہ لفظ ساگا "بمعنی آوارگی" سے مشتق ہے تو اِس سے مُراد یہ لی جا سکتی ہے کہ یہ گیت آزاد دُھن پر ترتیب دیا گیا ہے اور شاید یہ مذہبی رسومات کے ایک ایسے حصّے سے متعلق ہو جو ہماری معلومات سے باہر ہو۔ تپیلا بمعنی دعا۔ ایک منظوم شفاعتی دعا جس کا عبادت میں ورد کیا جائے (۱۴۲)۔

ب۔ بعض عنوانات زبُور کے مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تودہ بمعنی شکرگزاری سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا زبور ہے جو ہیکل میں حمد وثنا کے لئے ہے (۱۰۰)۔ لیعنوت جو ایسے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی مصیبت زدہ کے ہیں۔ یوں یہ زبُور اُس حالت کے لئے ہے جب کوئی خدا کے حضور آہ و نالہ اور فریاد کرتا ہے۔ ہزکیر بمعنی یادگار۔ یہ ایسا زبُور ہے جس میں یا تو بندہ اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے یا پھر کاہن اسے اُس کے گناہ یاد دلاتا ہے (۳۸، ۷۰)۔ یدوّتون۔ اس کا تعلق اقرار کے تصوّر سے ہے۔ یدوتون کے زبُور (۳۹، ۶۲، ۷۷) فریاد اور اقرار کے زبُور ہیں۔ لامد = تعلیم دینا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسے زبُور میں مذہبی پند و نصائح پائے جاتے ہیں (۶۰)۔

ج۔ بعض عنوانات مذہبی رسوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں (قب حبقوق ۳) معروف مِنَصّے جسے میرِ مغنی ترجمہ کیا گیا ہے اور جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ وہ ۵۵ زبُور جن کا یہ عنوان ہے کسی وقت میرِ مغنی نے ترتیب دیئے تھے۔ موونکل Mowickel کے مطابق اِس کا مادّہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی "چمکنا" کے ہیں اور اِس سے

مُراد خداوند کا ہیکل میں اپنے عابدوں پر اپنے چہرے کو جلوہ گر فرمانا یعنی اُنہیں برکت دینا ہے۔ بعضوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ اصطلاح خداوند کی فتح کے ساتھ منسلک ہے جو ایک رسم کے طور پر باقاعدہ منائی جاتی تھی۔ عنوان یونت ایلیم رخوقیم = دور بسیرا کرنے والی فاختہ کے لئے۔ اردو ترجمہ میں اس سے مُراد کوئی سُر لیا گیا ہے جس پر یہ زبُور مرتب کیا گیا (۵۶)۔ ممکن ہے کہ اس کا تعلق اُس فاختہ سے ہو جس پر عابد اپنے گناہ ڈال کر اُس کی قربانی گزرانتا ہو (احبار ۵:۶ تا ۱۰)۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایلت ہشحر = طلوع سحر بھی ایک قربانی ہی ہو جس کے ساتھ یہ زبُور گایا جاتا ہو (۲۲)۔ ایک اور عنوان شوشنیم = سوسن کے پھول (۴۵، ۶۹؛ اس کی دیگر صورتیں شوشن عیدوت ۶۰ اور شوشنیم عیدوت ۸۰ بمعنی سوسن (سوسنوں) کا ذکر بھی پایا جاتا ہے)۔ ممکن ہے کہ یہ زبُور خوشی کے کسی موقع پر پھولوں کے استعمال سے متعلق ہو۔ اگر محلت (۵۳، ۵۸) کا مادّہ "بیمار ہونا" کے مترادف لفظ سے مشتق ہے تو یہ دونوں زبُور صحت یابی کے غسل کی رسم کے موقع پر گائے جاتے تھے۔ اور بھی بہت سے عنوانات ہیں جن کے متعلق یہ خیال ہے کہ یہ مختلف مذہبی رسوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلاً زبور ۵۷ تا ۵۹، ۷۵؛ زبُور ۸، ۸۱، ۸۴ اور زبور ۶، ۱۲ کے یکساں عنوانات۔ لیکن اِن کے معنوں اور تشریحات کے متعلق بڑا تضاد اور بے یقینی پائی جاتی ہے۔ موت لبّین (۹ "بیٹے کے لئے مرنا" ؟) ان میں سے ہی ایک ہے۔

د - دو عنوانات ایسے ہیں جو موسیقی کی اصطلاحات سمجھے جاتے ہیں۔ نگینوت (۶، ۵۴، ۵۵، ۶۷) جس کے معنی ہیں "تاردار ساز"۔ اِس سے مُراد یہ لی جاسکتی ہے کہ یہ زبُور سازوں کے ساتھ گائے جائیں۔ پھر سیلاہ جو ۳۹ زبُوروں میں ۷۱ مرتبہ آیا ہے۔ یہ غالباً "آواز بلند کرنا" کے معنوں میں آتا ہے اور زبُور میں جہاں یہ استعمال ہوتا ہے وہاں اس سے مُراد یہ لی جاتی ہے کہ یہاں عابد اپنی آواز بلند کر کے کہیں "یہوواہ ابد تک مبارک ہو"، "یہوواہ ابد الاباد" کا نعرہ لگائے۔ بہت سی جگہوں میں جہاں یہ اصطلاح آئی ہے وہاں آمین یا ہلیلویاہ نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ ان سے مُراد بھی یہی ہو۔ پھر "سیلاہ" ہگایون (۹: ۱۶) کے ساتھ آتا ہے اس لئے یہ دونوں ہم معنی سمجھے جاتے ہیں۔ غالباً نحیلوت جس کے معنی معلوم نہیں (غالباً بانسریاں ہوں)، بھی اسی زُمرے میں آتا ہے۔

۴- زبُور کی نظم

زبُوروں کی تفسیر اور تفہیم کے لئے عبرانی نظم کے اصولوں اور تراکیب کی خوبیوں سے آگاہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ نئی زمانہ نظم کا جو تصوّر ہے اُسکا عبرانی نظم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ عبرانی نظم قافیہ اور ردیف سے آزاد ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہاں نظم سے مُراد قافیہ ردیف نہیں بلکہ ترنم ہے۔ یہ مصرع میں ترنم کا زیر و بم ہے اور مختلف مصرعوں کو ایک ہی ترنم میں پرو دیا گیا ہے۔ لیکن قافیہ ردیف کا کوئی ایسا نظام نہیں ہے جو ہر ایک مصرع میں صوتوں اور آوازوں کی تعداد اور شمار پر مشتمل ہو۔ زبُوروں کی نظم میں قافیہ ردیف کے نظام کو شناخت کرنے کی کوششیں بار آور ثابت نہیں ہوئیں کیونکہ عبرانی نظم مختلف بحروں کے ترنم اور وزن پر انحصار کرتی ہے نہ کہ ردیف قافیے پر۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمہ میں بھی اِس کا نکھار تازہ رہتا ہے۔

یہ آکسفورڈ کے نظم کے پروفیسر رابرٹ لووتھ (۱۷۱۰ تا ۱۷۸۷ء) تھے جنہوں نے عبرانی نظم کے بنیادی اصولوں کی طرف توجہ دلائی۔ اپنے مقالہ میں انہوں نے عبرانی نظم کے امتیازی خد و خال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اِسے متوازیت بتایا ہے یعنی ایک مصرع کا دوسرے سے مطابقت میں ہونا یا ایک ہی خیال کا مختلف الفاظ میں دُہرانا۔ عبرانی نظم کا ترجمہ کرتے وقت اس امر کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اسے نظم کی صورت میں بھی طبع کیا جائے یعنی مصرعوں کی شکل میں نہ کہ نثر کی صورت میں۔ اس طرح وہ قاری بھی جو عبرانی سے ناواقف ہے وہ مختلف بندوں اور بحروں کو شناخت کر سکے گا۔ اور وہ مختلف مصرعوں اور شعروں کے درمیان (جو عموماً دو دو ہوتے ہیں) متوازیت کو دیکھ سکے گا کہ کس طرح ایک ہی خیال جو پہلے مصرع یا بند میں پایا جاتا ہے اُسی کو مختلف الفاظ میں دوسرے مصرع یا بند میں دُہرایا گیا ہے۔ عبرانی نظم میں متوازیت کے اس اصول کی تفہیم تفسیر کرنے میں بڑی اہمیت کی مالک ہوتی ہے جب مفسّر کو الفاظ کی ساخت یا تعلق، کسی آیت کے معنوں میں ابہام یا مختلف قراتوں کے انتخاب وغیرہ جیسے سوالات سے واسطہ پڑتا ہے۔

متوازیت کی مختلف اصناف جو الگ کی گئی ہیں کچھ یوں ہیں:

ا- مترادف۔ یہ صنف زبور ۱۱۴ میں برابر پائی جاتی ہے لیکن دیگر زبوروں میں بھی عام ہے۔ اِسے صنفِ مترادف کہتے ہیں کیونکہ کسی بند کے پہلے شعر میں جو خیال پیش کیا جاتا ہے اُسی خیال کو دوسرے شعر میں بھی مختلف الفاظ میں دھرایا جاتا ہے (۵۰: ۱۱، ۱۴، ۱۹؛ ۸۰: ۱۳)۔

ب- تناقض۔ اس صنف میں بھی پہلے شعر کے خیالات کی دوسرے شعر میں تائید کی جاتی ہے لیکن اِسے دُھرا کر نہیں بلکہ اس کے تناقض بیان کے ساتھ۔ مثلاً زبُور ۱: ۶؛ ۳۰: ۵؛ ۳۷: ۲۱۔

ج- ترکیب۔ اس میں ایک شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ہی بات تو دُھرائی نہیں جاتی لیکن پہلے مصرع میں کہی گئی بات دوسرے مصرع کا پیش خیمہ بنتی ہے اور اِن میں تعلق علت و معلول

کا ہوتا ہے۔ مثلاً زبور ۱۹: ۷ تا ۱۰؛ ۶: ۲؛ ۲۲: ۴؛ ۱۱۹: ۱۲۱-

۵۔ صعود۔ اس میں شعر کا پہلا مصرع نامکمل ہوتا ہے لیکن دوسرے میں پہلے سے ہی چند الفاظ لے کر خیال کو مکمل کیا جاتا ہے۔ زبور ۲۹: ۱؛ ۱۲۱: ۱ تا ۴؛ ۲۲: ۴-

یہ سوال کہ کیا زبور ابتدا سے ہی بندوں میں ترتیب دیئے گئے تھے؟ اس کے متعلق وثوق سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بعض زبوروں میں بندوں کی ترتیب بالکل واضح ہے مثلاً بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زبور ۴۱، ۴۲، ۴۶، ۴۷، ۸۰، ۹۹، ۱۰۷ میں جو ترجیح پائی جاتی ہے وہ بندوں کی ترتیب ظاہر کرتی ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ موسیقی کی اصطلاح سیلاہ زبور کو بندوں اور شعروں میں تقسیم کرنے کے لئے ہی ہو جس طرح زبور ۳ اور ۴ میں ہے۔ دوسرے زبور بھی ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے ہی بندوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں مثلاً سرسری نظر میں ہی پتہ چل جاتا ہے کہ زبور ۲ چار بندوں پر مشتمل ہے آیات ۱-۳؛ ۴-۶؛ ۷-۹؛ ۱۰-۱۲۔ اسی طرح کا زبور ۹۲ بھی ہے۔ آیات ۱-۳؛ ۴-۸؛ ۹-۱۱؛ ۱۲-۱۵۔

کبھی کبھی زبوروں کو بندوں میں تقسیم کرنے کے لئے حروف تہجی بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کی معروف مثال زبور ۱۱۹ ہے۔

یہ امکان بھی موجود ہے کہ ضروری نہیں کہ ساری عبرانی نظم ابتدائی طور پر بندوں میں ہی ہو۔ اس وجہ سے بعض علماء کی طرف سے ان میں ترمیم و اضافہ کر کے بندوں میں ڈھالنے کی کوششیں ناکام رہی ہیں۔

عبرانی نظم کی ایک اور خصوصیت جس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے وہ صنعت موشح یا حروف تہجی کا استعمال ہے۔ زبوروں میں ۹ موشحی زبور ہیں۔ اور یہ مختلف موشحی ترتیب میں ہیں۔ مثلاً زبور ۱۱۱ اور ۱۱۲ میں ہر مصرع مختلف عبرانی حرف تہجی سے شروع ہوتا ہے لیکن زبور ۱۱۱ میں ہر بند آٹھ آٹھ مصرعوں سے مرکب ہے اور زبور ۱۱۲ میں ہر بند دو دو مثلثوں کا ہے۔ زبور ۲۵، ۳۴ اور ۱۴۵ میں ہر ایک بند ترتیب وار الگ حرف تہجی سے شروع ہوتا ہے۔ زبور ۱۱۹ میں جہاں ہر بند آٹھ آٹھ مصرعوں سے مرکب ہے وہاں ہر بند کا ہر مصرع ایک ہی حرف تہجی سے شروع ہوتا ہے۔ اس طرح اس زبور میں تمام حروف تہجی پورے ہو جاتے ہیں۔ زبور ۹، ۱۰ اور ۳۷ کی ترتیب بھی توشیحی ہے۔ ان زبوروں کے مضامین اور طرز ادا سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صنعت توشیحی شاعر کے خیالات پر کسی طرح کا بار نہیں بنتی ہے جس طرح کہ قافیہ ردیف کی بندش نے جدید شعرا کے طرز بیان کو بھی مقید اور محدود نہیں رکھا۔

۵۔ زبوروں کی تفسیر

تفسیر کے مسئلہ کا قریبی انحصار تقسیم پر ہے اور تقسیم کے سوال پر کسی زاویے سے بھی مکمل اتفاق نہیں پایا جاتا ہے۔ مختلف الخیال علماً نے مختلف اصولوں کی بنیاد پر زبوروں کو تقسیم کیا ہے۔ اگر ان زبوروں کو ہیکل کے استعمال کے نقطۂ نظر سے تقسیم کیا جائے تو یہ تقسیم کچھ یوں ہوگی: (۱) حمد و ستائش کے گیت (۲) شکرانے کی دعائیں (۳) شفاعتی دعائیں (۴) آہ و نالہ (۵) روحانیت اور حکمت کے زبور۔ جہاں تک پہلی چار اقسام کا تعلق ہے ان میں شخصی و جماعتی ہر دو قسم کے زبور شامل ہیں۔

بعض علماء زبوروں کو مضامین کے اعتبار سے بھی تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) تمجید کے زبور (۲) وہ زبور جن میں خدا کی بادشاہت کی خوشی منائی جاتی ہے (۳) شاہی زبور (۴) گیان دھیان کے زبور (۵) پرستش اور شکرگزاری کے زبور (۶) وہ زبور جن میں بنی اسرائیل کی تاریخ دہرائی گئی ہے۔ (۷) لعنت کے زبور (۸) تاسف کے زبور (۹) التجائیہ زبور۔ اگر کوئی زبوروں کو مذہبی نفسیات کے اعتبار سے تقسیم کرے تو یہ تقسیم کچھ یوں ہوگی کہ ان میں اس قسم کے جذبات نفرت، التجا، تقویٰ، حب وطن، تعجب، توکل، خود انکساری وغیرہ وغیرہ کا اظہار پایا جاتا ہے۔ زبوروں کی غالباً سب سے زیادہ قابل قبول اور معروف تقسیم ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱) وہ زبور جو دعائیہ رنگ میں ہیں جن میں زبور نویس خدا سے برکت اور محافظت کا طلب گار ہے (مثلاً ۸۶، ۱۰۲)۔

(۲) حمد و ستائش کے زبور جن میں خصوصی رحمت کے لئے شکرگزاری یا فطرت میں خدا کی جلالت و حشمت سے مرعوب ہونے یا عبادت میں حمد و ستائش پائی جاتی ہے (مثلاً ۷، ۴، ۶۸، ۱۰۴، ۱۴۵ تا ۱۵۰)۔

(۳) وہ زبور جن میں مصیبت، بیماری یا خطرہ کے وقت الٰہی مداخلت اور رہائی کے لئے التماس ہے (مثلاً ۳۸، ۸۸)۔

(۴) وہ زبور جن میں ایمان کا اقرار پایا جاتا ہے کہ خدا ہی خالق و مالک قوموں پر حاکم اور منصف اور کائنات میں حاکم مطلق ہے (مثلاً ۳۳، ۹۴، ۹۷، ۱۳۶، ۱۴۵)۔

(۵) وہ زبور جن میں گناہ پر ندامت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ سات ہیں (۶، ۳۲، ۳۸، ۵۱، ۱۰۲، ۱۳۰، ۱۴۳) لیکن ان میں سے صرف ایک ایسا ہے جس میں گناہ کا برملا اقرار کیا گیا ہے (۵۱)۔ بیشک دو ایسے ہیں جن میں گناہ کا ذکر تک نہیں ہے (۶، ۱۰۲)۔ یہاں اصل دعا اقرار نہیں بلکہ معافی پانا ہے۔

(۶) شفاعتی زبور جن میں زبور نویس بادشاہ، اپنی قوم، دیگر قوموں، داؤد کے گھرانے اور یروشلیم کے لئے شفاعت کرتا ہے مثلاً ۲۱، ۶۷، ۸۹، ۱۲۲-

(۷) لعنت کے زبور۔ ان کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا لیکن یہاں پر امر قابل غور ہے کہ یہ لعنتیں دراصل اسرائیل پر اس کے

دشمنوں کی لعنتوں کے جواب میں ہیں مثلاً ۳۵، ۵۹، ۱۰۹ -

(۸) حکمت کے زبُور یہ روحانی یا دینی پند و نصائح کی شکل میں ہیں - یہ شریر کی خوش حالی کو دیکھ کر یروشلیم کی حقیقی جاہ و عظمت پر، حقیقی بادشاہت پر، ناجائز خوشحالی پر، خدا کی حقیقی اطاعت پر، قوم کے لئے خدا کی پرشفقت پروردگاری پر، فطرت و کائنات میں خدا کی قدرت پر اور تاریخ میں اُس کی حکومت پر صبر کا درس دیتے ہیں مثلاً ۳۷، ۱۲۲، ۴۵، ۴۹، ۵۰، ۷۸، ۱۰۴، ۱۰۵ تا ۱۰۷ -

(۹) وہ زبُور جن میں قوم اسرائیل پر عجیب پروردگاری کے ساتھ خدا کی نوازشوں کا بیان ہے اور جن میں حیات بعد از ممات شریروں کی خوشحالی اور موت، کے بعد اجر کے امکانات پر خیال آرائی کی گئی ہے مثلاً ۹۴، ۴۹، ۱۶، ۱۷، ۳، ۷۳ -

(۱۰) وہ زبُور جن میں شریعت کی عظمت کو سراہا گیا ہے - پہلا زبُور بھی اُن خوشیوں اور برکتوں کے متعلق ہے جو توریت کو پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے والے کو حاصل ہوتی ہیں - زبُور ۱۹ شریعت کی حقیقت اور فرمان بردار دل پر اس کے اثرات کا بیان کرتا ہے - زبُور ۱۱۹ خدا کی اسرائیل کے لئے عظیم ترین بخشش یعنی شریعت کے لئے حمدیہ گیت ہے جس کی معرفت اس نے اپنی مرضی کو اپنی عہدی قوم پر ظاہر کر دیا ہے -

جدید مفسرین زبُوروں کی مختلف اقسام سے آگاہی کے ساتھ ساتھ دیگر اصولوں کی پیروی پر بھی اصرار کرتے ہیں - وہ مختلف زبُوروں کے پس منظر کو پیش نظر رکھنے پر زور دیتے ہیں، کہ وہ کن حالات اور ماحول میں مرتب کئے گئے - یہ مطالبہ کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ تاریخی پس منظر میں زبُوروں کی تفسیر کرنا چاہیئے - لیکن جب کوئی اس اُصول کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو ہر ایک زبُور کے سن اور تاریخی پس منظر کو ڈھونڈ نکالنا مشکل ہے - چنانچہ ان مشکلات نے ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑانے کے لئے ایک میدان کھلا چھوڑ دیا ہے - تاریخی اشارے اگر کہیں مل جائیں تو وہ یقیناً نہایت اہم ہیں لیکن اکثر وہ ایسے مبہم اور مجہول ہیں کہ اُن کے متعلق وثوق سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا -

ایک محفوظ تر امتحان زبُوروں میں پائے جانے والے مذہبی خیالات کی خصوصیات ہے - اس سے مُراد یہ ہے کہ زبُور نویس کا تصورِ خدا کیا تھا، اُس کی اُمیدیں کیا تھیں، اُس نے خدا سے کیا اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں، اس کے اندیشے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُس کی دوڑ دھوپ کیا تھی؟ تحقیق کا یہ انداز نہایت اہم ہے، کیونکہ زبُوروں کے جدید عصری مطالعہ سے زبوروں کے جو قدیم سن مقرر کئے گئے ہیں وہ پہلے ممکن نظر نہیں آتے تھے - اُن میں سے بیشتر زمانہ قبل از اسیری کے قرار پائے ہیں جبکہ ہیکل کی عبادت کے ساتھ زبوروں کے تعلق کا مفروضہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ہیکلِ ثانی کی دُعا اور گیتوں کی کتاب تھی - بالفاظِ دیگر زبوروں کا مجموعہ اُن صدیوں کے فکر کا نتیجہ ہے جب بنی اسرائیل ایسی صورت حال سے دوچار ہوئے جب اُنہیں اپنے مذہبی عقائد اور گزشتہ تاریخ کے آئینے میں قوموں میں اپنے عصری مقام اور قوم اور فرد کے امکانی مقدر کے ساتھ اس کے تعلق اور رشتہ کے مطلب و معنی کو متعین کرنا پڑا -

۶- زبُوروں کے مذہبی نظریات

یہ بات ہر موقع پر صادق نہیں آتی کہ زبُور ایک ایسا آئینہ ہے جو افراد کے شخصی مذہبی تجربات کی اتنی زیادہ عکاسی نہیں کرتا جتنی کہ اسرائیل کی بحیثیت ایک قوم کے بلکہ فرد کے تجربے کو بھی اسرائیل کی مذہبی روح کا حصہ کہا جا سکتا ہے - زبُوروں کے پیغام پر ان میں پائے جانے والے رنگا رنگ مذہبی تجربات کی بنیاد پر غور و فکر کیا گیا ہے - انسان کا فرض اولین ہے کہ وہ عبادت، دُعا، جماعتی عبادت، خدا کے احکام کی پابندی جو اُس کی مرضی کا اظہار ہیں کے ذریعے اُس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرے - اُسے چاہیئے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں خدا سے دعا کرتا رہے - وہ شریروں کے کاموں سے توبہ کرے اور راستبازوں کی محبت میں رہے - وہ وفادار، شفیق، دیانتدار اور متقی ہو- اُس کی عبادت حمد و ثنا، شکر گزاری، تمجید اور شکستہ دل کے ساتھ ہو - خدا کے بندے کے لئے خدا کا گھر، خدا کی شریعت، خدا کی خدمت اور نمازیں بھی خدا کے فضل کے ذرائع ہیں -

زبُوروں میں ہر یہودی پر جماعتی عبادتوں میں شریک ہونا مذہبی زندگی کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے - اس ضمن میں یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ ان میں ہیکل کی قربانی کی رسوم پر بہت کم زور دیا گیا ہے - زبوروں میں ان میں شریک ہونے کی تلقین تو پائی جاتی ہے (۴: ۵؛ ۶: ۲۰؛ ۳: ۵۱؛ ۱۹: ۶۶؛ ۱۳ تا ۱۵) لیکن دوسری طرف یہ تاثر دیا گیا ہے کہ ایک غیر رسوماتی مذہب کی بھی تحقیر نہ کی جائے - بے شک انسان کی مذہبی زندگی کا مؤخر پہلو ہی خدا کے نزدیک مقبول ہے (۴۰: ۶؛ ۵۰: ۹) - ضروری ہے کہ قربانیوں کی جگہ خدا کی اطاعت (۴۰: ۶ مابعد، شکر گزاری (۵۰: ۱۴، ۲۳)، شکستہ دلی (۵۱: ۱۶ مابعد)، گیان دھیان (۱۹: ۱۴)، دُعا (۱۴۱: ۲)، اخلاقیات (۱۵: ۱ مابعد) اور ایمان (۴: ۵) کا نذرانہ پیش کیا جائے - یہاں روحانی اقدار کو عبرانی مذہب میں موزوں جگہ دی گئی ہے -

توریت کے قربانیوں کے نظام سے قدرے پہلو تہی کے رجحان سے خدا کی نگاہ میں فرد کی قدر و قیمت کے بھید کو پانے میں بڑی مدد ملی ہو گی - اور زبُوروں میں جس شخصی مذہب کا عکس ہمیں نظر آتا ہے وہ فرد کا خدا پر بھروسہ، اس کی ستائش اور اُس کی خوشنودی کا آئینہ دار ہے - اس کی جڑیں خدا کی شرع کی اطاعت اور اس کی رفاقت میں پوشیدہ تھیں - اس میں شک نہیں کہ اسرائیل میں متعدد ایسے تھے جنہوں نے

ان خطوط پر اپنی زندگیوں کو استوار کرنے کی سعی کی ۔ ان کی جھلک ہم ہر مقام پر پاتے ہیں جہاں بھی مصائب اور آلام کا ذکر آتا ہے ۔ جب غیر قومیں یہود پر حکومت کرتی ہیں، امیر غریب کو دباتا ہے اور جب جھوٹے دوست، جھوٹے گواہ اور ٹھٹھا باز زندگی مشکل بنادیتے ہیں اور جب مرض الموت جو ہمیشہ پاتال کی تاریکیوں اور یاس کی یاد دلاتا ہے آلیتا ہے۔

اگر اسرائیل میں متقیوں، مصیبت زدوں، حاجتمندوں اور فروتنوں کو اپنے ایمان اور عقیدہ کو استوار رکھنا تھا اور دنیا داری سے سمجھوتہ کئے بغیر ایمان میں قائم رہنا تھا تو اُن کی واحد پناہ وہی مذہبی تجربہ ہو سکتا تھا جس کا عکس ہمیں زبوُروں میں نظر آتا ہے۔

۷ ۔ زبوُر کی الہٰیات

ا ۔ زبوُر نویسوں کی مذہبی زندگی کا روحِ رواں لاریب اُن کا تصوّرِ خدا تھا ۔ وہ فطرت میں اُس کے جاہ وجلال کے نغمے گاتے نہیں تھکتے ۔ آسمانوں، زمین، سمندروں میں اُس کے کاموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہی قادرِ مطلق، الحکیم اور حاضر و ناظر ہے ۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے ساری تاریخ کو ایسے دھارے پر ڈھال رکھا ہے جو انجام کار اس کے مقاصد کی تکمیل کرتی ہے ۔ لیکن یہ حاکم ارض، شاہِ شاہاں منصف اور شرع کا عطا کرنے والا بھی ہے ۔ اور جو ظلم اُٹھاتے ہیں اُن کا چھڑانے والا اور منجی ہے ۔ اس لئے وہ رحیم اور وفادار، عادل اور راست اور مُقدّس ہے جس کی فرشتے اور انسان سبھی تسبیح کرتے ہیں ۔ لیکن زبوُر نویسوں کا خدا ایک لاثانی رنگ میں اسرائیل کا خدا بھی ہے ۔ وہ خدا جس نے ابرہاؔم، اضحاؔق اور یعقوبؔ پر اپنے آپ کو ظاہر کیا، جس نے موسیٰؔ کے وسیلے مصؔر سے اسرائیل کو رہائی بخشی، اُن کے ساتھ عہد باندھا اور اُنہیں موعودہ سرزمین میں لایا ۔ وہ اب بھی اسرائیل کا خدا اور اپنے لوگوں کا مالک اور محافظ ہے ۔

خدا کے ایسے اعلےٰ تصوّر کی موجودگی میں یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ زبوُر نویس کے نزدیک حقیقی خوشی اور مسرت یہی ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے ۔ اِن دعاؤں میں ایسی شناسائیت اور خشوع وخضوع پایا جاتا ہے جو ہمیں قائل کرلیتا ہے کہ وہ دعا کی حقیقی رُوح سے آگاہ تھے ۔ وہ اُس کی پروردگاری پر ایمان رکھتے تھے، اُس کی حضوری پر توکّل کرتے تھے، اُس کی راستی میں خوشی کرتے تھے، اُس کی وفاداری پر مطمئن تھے اور اس کی قربت اُن کے لئے حقیقی تھی ۔ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے خدا کی حمد کرتے، التجائیں کرتے اور اُس سے گفتگو کرتے اور بیماری، افلاس، کال اور شریر سے اپنے آپ کو محفوظ پاتے اور اپنے آپ کو خدا کے قوی بازو تلے فروتن دکھاتے ۔ معاشرے میں خوشحال زندگی میں اُن کا طرۂ امتیاز خدا کا خوف، شرع کی پابندی، مظلوموں کے ساتھ مہربانی اور خدا کے لوگوں کے ساتھ خدا کی عبادت میں خوشی منانا ہے ۔

ب ۔ ایمان اور اطاعت کے اس پس منظر میں لعنت کے زبوُر (خصوصاً ۳۵ : ۱ تا ۸، ۵۹، ۶۹، ۱۰۹) ایک اخلاقی معمّہ نظر آتے ہیں ۔ اِسی طرح کی انتقام کے لئے دُعائیں یرمیاہ کی کتاب میں بھی پائی جاتی ہیں (۱۱ : ۱۸ مابعد؛ ۱۵ : ۱۵ مابعد؛ ۱۸ : ۱۹ مابعد؛ ۲۰ : ۱۱ مابعد)۔ زبوُروں میں جہاں بھی دشمنوں پر لعنت اور المناک انجام کی آرزو کی گئی ہے، اُن کے پیچھے جو خیال کارفرما ہے وہ ۱۳۹ : ۲۱، ۲۲ میں ملتا ہے ۔" اے خداوند! کیا میں تجھ سے عداوت رکھنے والوں سے عداوت نہیں رکھتا اور کیا میں تیرے مخالفوں سے بیزار نہیں ہوں ؟" یوں کہا جاسکتا ہے کہ زبور نویس اپنی ذاتی رنجشوں اور شخصی انتقام کے جذبات سے مغلوب ہوکر یہ نہیں کہتے بلکہ یہ اسرائیل کے قدُوس کی غیرت ہے جسے چاہیئے کہ وہ موجودہ اخلاقی نظام میں سزا و جزا دے ۔ ان لعنتوں کے پیچھے دنیا میں ایک اخلاقی حکومت کی کارفرمائی کا شعور پایا جاتا ہے ۔ راستی اور ناراستی خدا کے حضور بامعنی ہیں، اس لئے دُنیا کے اخلاقی نظام میں فضل کے ساتھ ساتھ عدالت بھی ظاہر ہوتی ہے ۔ اس لئے وہ لوگ جو شریعت کے ماتحت تھے، اُن کے لئے یہ فطری بات تھی کہ وہ خدا کے دشمنوں کے لئے دُعا کریں کہ خدا اُنہیں اپنے غضب میں سزا دے ۔ اگرچہ مسیحی فضل کے ماتحت ہیں اور سب لوگوں کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ وہ بچ جائیں تو بھی وہ بھی اس دنیا میں اور آئندہ دنیا میں سزا و جزا کے تصوّر کے قائل ہیں ۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح زبوُر نویس نیکوں اور بدوں میں اور خدا کے لوگوں اور خدا کے دشمنوں کے درمیان کشمکش سے آگاہ تھے وہ روزِ آخرت میں عدلِ عظیم کے تصوّر سے واقف نہیں تھے اور اُن کے ہاں نہ ہی کوئی ایسا عقیدہ تھا کہ روزِ آخرت میں خدا نیکوں کو جزا اور بدکاروں کو سزا دے گا ۔ اس لئے اُن کے نزدیک اگر نیکی کی جزا تھی تو وہ اِسی وقت ملنی چاہیئے تھی اور اگر بدی کی سزا تھی تو وہ اِسی وقت ملنی چاہیئے تھی ۔ اس لئے جب راستباز بندہ بدی کی بربادی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ شریر اور شرارت میں امتیاز روا نہیں رکھتا ۔ ایک کی بقا اور دوسرے کی فنا عبرانی متقی کے ذہن کی رسائی سے باہر تھی ۔ بدکار کی ہر شئے اُس کی بدی سے ملوّث تھی ۔ اس لئے مسیحی کو چاہیئے کہ جب وہ لعنت کے اِن زبوُروں کو پڑھے تو اِن اُمور کو ضرور مدِّ نظر رکھے ۔ وہ انہیں اِن کی امتیازی حیثیت سے محروم نہ کرے ۔ وہ کم از کم اِس اخلاقی دنیا میں عدالت کی حقیقت کو یاد دلانے کے لئے ایک موثر وسیلہ تھے ۔ اور یہ زبوُر نویسوں کی راستی کے لئے غیرت پر شہادت دیتے ہیں جو اُن کے دلوں میں شعلہ زن تھی جو گناہ کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کو تیار نہ تھے ۔

ج ۔ کیا زبوُروں میں حیات بعد از ممات کا بھی کوئی تصوّر ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے ۔ ہاں اُمید ضرور ہے لیکن مستقبل کے لئے کوئی

یقینی عقیدہ نہیں ہے۔ کوئی بھی زبُور نویس موت سے اس لئے ترساں نہیں ہے کہ یہ ایک عفریت ہے جو نگل جاتا ہے بلکہ موت اس لئے ایک ہولناک شے ہے کیونکہ یہ خدا سے جُدا کر دیتی ہے۔ چونکہ موت راست اور ناراست دونوں پر وارد ہوتی ہے اس لئے مُردے کا وجود کسی بھی اخلاقی یا مذہبی اہمیت کا حامل نہیں رہتا۔ ایک نیک بندہ جو اُمید رکھ سکتا تھا وہ یہ تھی کہ اُس کی نسل خوش بختی میں زندگی بسر کرے گی۔ زبُوروں میں قیامت کا کوئی واضح اشارہ موجود نہیں ہے۔ حیات، ابعد کے مکاشفہ یا بصیرت کی جھلک تو ہے لیکن کوئی تعلیم یا ایمانیات کا بیان اس موضوع پر نہیں ملتا۔ اِس امید کا تخم زبُور ۱۶، ۱۷، ۴۹، ۷۳ میں ملتا ہے لیکن یہ اُمید سے آگے نہیں بڑھتا۔ ایک بھی زبُور نویس کہیں بھی قیامت میں یقینِ محکم کے درجے تک نہیں پہنچا۔

د۔ مسیحائی زبُور۔ اسرائیل کی قومی بقا کا ایک اہم ترین عنصر مسیح موعود کی امید رہا ہے۔ یہ اُمید داؔؤد کے ایام کے لوٹ آنے کے گرد گھومتی رہتی ہے جس کا عہد اسرائیل کی تاریخ کا سُنہری دَور تھا۔ اور زبوروں میں مسیح کی اُمید کو اِسی پسِ منظر میں دیکھنا چاہیئے۔ مسیح کی جو تصویر زبوروں میں مِلتی ہے اُس کے دو رُخ ہیں۔

پہلے، مسیح چونکہ داؔؤد کے شاہی سلسلہ سے ہوگا وہ مسیحائی دَور کا بادشاہ ہوگا۔ زبُور میں آسمانی مسیحائی بادشاہ کو یوں پیش کیا گیا ہے کہ جس کے خلاف زمین کی قومیں ناکام شورش برپا کریں گی (زبُور ۲) مسیحائی عہد کا بیان زبُور ۲۷ میں ہے۔ جبکہ زبُور ۲ میں مسیحا کی سلطنت ایک عالمگیر سلطنت ہے جو خدا کی ملکیت ہے لیکن جس پر مسیح خدا کے تعاون سے بادشاہت کرتا ہے۔ زبُور ۱۱۰ میں مسیح بادشاہ، کاہن اور فاتح ہے جو جلال میں خداوند کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ زبور ۴۵ میں اُس کی ابدالآباد سلطنت کا ذکر ہے جب کہ زبُور ۷۲ میں مسیحا کی سلطنت کی عالمگیری پر زور دیا گیا ہے۔

لیکن دوسرے پہلو سے زبُور انسانوں کے ذہنوں کو ایک دُکھ اُٹھانے والے مسیح کے لئے بھی تیار کرتا ہے۔ یسعیاہ ۵۳ باب کی بازگشت زبُوروں ہی میں مِلتی ہے۔ یہوواہ کے ممسوح بیٹے کو، شاہی کاہن جس کا تخت ابدالآباد قائم رہے گا اور جس کی پُر امن اور راست بادشاہت سے قومیں اُس میں برکت پائیں گی اُسی کو اپنے آپ کو اذیت ناک دُکھوں کے حوالہ کرنا ہوگا (زبُور ۲۲، ۶۹ وغیرہ)۔ تاہم جب تک مسیح نے خود رسولوں کو اِن زبُوروں کے معنی نہ سمجھائے اِن زبوروں کے ساتھ مسیح کا تعلق واضح نہ ہوُا (لوقا ۲۴: ۲۷ - ۴۶)۔ جب خداوند نے شاگردوں کے ذہن کھولے تو کلیسیا زبوروں میں اِن عبارتوں کے معنی سمجھ سکی اور اِسے کلیسیا کی دعاؤں اور گیتوں کی کتاب بنالیا۔

۸۔ مسیحی اور زبُور

زبُوروں میں پنہاں مذہبی اور عارفانہ خوبیوں کے علاوہ بھی دو

عناصر ایسے ہیں جنہوں نے کلیسیا کو زبُور کو اپنی دعائیہ کتاب قرار دینے پر مجبور کر دیا ہے۔

ا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زبوروں کا مسیح کی تعلیمات اور زندگی میں وسیع عمل دخل نظر آتا ہے۔ یہ اُس کی دعاؤں کی کتاب ہوگی جسے وہ عبادت خانہ میں استعمال کرتا تھا اور ہیکل کی عیدوں کے موقع پر اُس کی گیتوں کی کتاب رہی ہوگی۔ اُس نے اِسے اپنی تعلیمات میں استعمال کیا، اِس کے وسیلے آزمائش پر غالب آیا، آخری فسح کے بعد اِس میں سے فسح کا گیت گایا، صلیب پر اس کا وِرد کیا اور لبوں سے اسی کا ورد کرتے ہوئے جان دی۔

ب۔ علاوہ ازیں ابتدا ہی سے زبُور کلیسیا کی گیتوں اور دعاؤں کی کتاب رہی ہے۔ اِس کے بعض عظیم حمدیہ گیت زبُوروں کے الفاظ میں ہیں (لوقا ۱: ۴۶ مابعد، ۲: ۲۹ مابعد)۔ زبُور رسولوں کی ایذارسانی میں ہمّت بندھاتے تھے (اعمال ۴: ۲۵، ۲۶) یہ اُن کے پیغام کا لازمی جُز تھے (اعمال ۲: ۲۵ مابعد، ۱۳: ۳۳)۔ یہ مسیح کے متعلق انتہائی اعلیٰ عقائد کی بنیاد تھے (عبرانیوں ۱: ۶، ۱۰-۱۳؛ ۲: ۶-۸؛ ۵: ۶؛ ۱۰: ۵-۷)۔ کلیسیا نے ہر دَور میں زبُوروں کو بائبل کا مرقع پایا ہے یا "بائبل میں بائبل" کو دیکھا ہے۔ گو "بائبل کا یہ مرقع" یہودی جماعت میں پروان چڑھا اور عہدِ عتیق کے ساتھ اس کا چولی دامن کا ساتھ ہے تو بھی چونکہ انجیل سے پھوٹتی ہوئی روشنی میں یہ منوّر ہوُا اس لئے مسیحی کلیسیا اِس پر حق رکھتی اور اسے خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔

زبُول:۔ ابی ملک کا عہدیدار جو سِکم کے شہر پر حاکم تھا (قضاۃ ۹: ۲۶-۴۸)۔ وہ ابی ملک کا مشیر تھا۔ اس نے دشمن کی بغاوت کو جس میں جعل نے حصہ لیا ناکام بنایا۔

زبُولُون۔ زبُلون:۔ (عبرانی = سکونت)۔

۱۔ لیاہ کے بطن سے یعقوب کا چھٹا بیٹا (پیدائش ۳۰: ۱۹-۲۰)۔ زبولون کے تین بیٹے ہوئے (پیدائش ۴۶: ۱۴)۔

۲۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک۔ جب خدا نے موسیٰ کو کوہِ سینا پر قبیلوں کی مردم شماری کا حکم دیا تو زبُولُون کے قبیلے سے ستاون ہزار چار سو جنگی مرد (۲۰ سال سے اُوپر) نکلے (گنتی ۱: ۳۱)۔ جو خطّہ زمین اُن کو دی گئی وہ گلیل کی جھیل اور بحیرۂ روم کے درمیان واقع تھی۔ مسیح نے اپنی بیشتر خدمت اسی علاقے میں کی۔ یوں یسعیاہ کی پیشینگوئی (یسعیاہ ۹: ۱-۲) پوری ہوئی (متی ۴: ۱۲-۱۶)۔

۳۔ ایک شہر جو آشر کے علاقے میں واقع تھا۔ وہ بیت دجون اور وادیٔ افتاح ایل کے درمیان آباد تھا (یشوع ۱۹: ۲۷)۔

زبّی۔ زبائی:۔ ۱۔ بنی بیّ میں سے ایک شخص جس نے عزرا کے کہنے پر اپنی غیر قوم بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۸)۔

۲۔ بارُوک کا باپ (نحمیاہ ۳: ۲۰)۔

زبینا :- نبو کی اولاد سے ایک شخص جس نے اسیری کے بعد اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۴۳)۔

زتار۔ ذاتر :- اخسویرس بادشاہ کا ایک خواجہ سرا (آستر ۱: ۱۰)۔

زتو :- (عبرانی = خوشنما)۔ ایک شخص جس کی اولاد زربابل کے ہمراہ اسیری سے یروشلیم واپس آئی (عزرا ۲: ۸؛ نحمیاہ ۷: ۱۳) اس شخص نے اوروں کے ساتھ عہد پر مہر بھی لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۴)۔ اس کے کئی بیٹوں نے اپنی اجنبی (غیر قوم) بیویوں کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۷)۔

زحلت کا پتھر۔ عابن ذوحالت :- عین راجل کے قریب ایک پتھر جہاں داؤد بادشاہ کے بیٹے ادونیاہ نے بھیڑیں اور بیل اور موٹے موٹے جانور ذبح کئے تاکہ اپنے باپ کے مرنے سے پہلے اس کے تخت پر بیٹھے۔ جب اس کی اس بغاوت کی خبر داؤد کو ملی تو اُس نے سلیمان کو مسح کروایا تاکہ یہ سازش ناکام ہو (۱-سلاطین ۱: ۹)۔

زخمی کرنا :- بعض قدیم قومیں ایک رسم کے مطابق اپنے ہاتھ، منہ اور جسم کے دیگر حصوں کو زخمی کرتی تھیں۔ اسی طرح کی ایک اور رسم کے مطابق وہ اپنے بال کاٹ دیتے اور داڑھی منڈواتے تھے۔ ان دونوں رسموں کا تعلق مُردوں کے لئے ماتم کرنے اور سوگ منانے سے تھا۔ ایک نظریہ کے مطابق ان لوگوں کا خیال تھا کہ جسم کو زخمی کرنے سے جو خون بہتا ہے وہ مُردوں اور زندوں کے رشتے کو قائم رکھنے یا بحال کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ایک دوسرے نظریہ کے مطابق یہ اُن روحوں یا دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے کیا جاتا تھا جو انسان سے خفا ہو گئے تھے اور اُس کی وجہ سے موت آئی ہے۔ یہ دونوں رسمیں بنی اسرائیل کے لئے سخت ممنوع تھیں۔ اس کے علاوہ جسم پر گدوانے کی بھی اجازت نہیں تھی (احبار ۱۹: ۲۸؛ ۲۱: ۵)۔ بنی اسرائیل جانتے تھے کہ ان لوگوں کو جن کا ایمان زندہ خداوند خدا پر ہے ایسے کام زیب نہیں دیتے۔ نیز دیکھئے ماتم کرنے کی رسوم۔

زر :- دیکھئے دولت۔

زراخیاہ۔ زِرَح یاہ :- (عبرانی = یہوواہ کھڑا ہوا ہے)۔
۱- ہارون کی اولاد سے ایک کاہن (۱-تواریخ ۶: ۶، ۵۱)۔
۲- دو سو آدمیوں کا سردار جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۴)۔

زراعت۔ کاشتکاری :- عہدِ عتیق کے یریحو کی کھدائی سے ثابت ہو گیا ہے کہ فلسطین قدیم ترین زراعتی مرکزوں میں سے ایک تھا۔ ماہرینِ ارضیات کے مطابق یہاں ۷۵۰۰ ق۔م میں کاشتکاری خوب ہوتی تھی۔ یریحو میں زراعتی آب پاشی کے ایسے نشانات ملے ہیں جو یردن کی وادی میں تاریخی زمانہ سے قبل مروج تھے لیکن یہ آب پاشی خود دریا سے نہیں کی جاتی تھی بلکہ اُن ندیوں سے جو اُس میں آکر گرتی تھیں۔ کچھ ایسے نشانات بھی ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں کوہستانی علاقے میں بھی کاشتکاری ہوتی تھی کیونکہ ایک قدیم تہذیب (Natufian culture) کے درانتی اور کدال کے پھلوں کے ٹکڑے دریافت ہوئے ہیں۔ مصر اور بابل میں آب پاشی کا قدیم فن اپنے عروج پر تھا۔ ابرہام کے زمانہ میں فلسطین میں آب پاشی کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی تھی اور اُس کی جگہ بارانی کاشتکاری لے رہی تھی جیسے کہ نجب کے علاقے ہیں۔

فلسطین کے اکثر کاشتکاروں کا انحصار بارش پر تھا۔ موسم گرما کا چھ ماہ کا سوکھا "پہلی بارش" سے ختم ہو جاتا تھا اور جونہی زمین کاشت کے قابل ہوتی (نومبر کے آخر یا دسمبر میں) بیج بکھیر کر ہل چلا دیا جاتا۔ بعض اوقات پہلے ہل چلایا جاتا اور پھر بیج بویا جاتا تھا۔ موسم سرما کی بھاری بارش فصل کو نمی پہنچانے کا بڑا ذریعہ تھی لیکن مارچ اور اپریل کی "پچھلی بارش" بالوں میں دانے پڑنے کے لئے ضروری تھی۔

فلسطین کی بڑی فصلیں گندم اور جَو تھیں۔ گندم زیادہ قیمتی تھی لیکن جَو کا فائدہ یہ تھا کہ اُس کی فصل کم عرصے میں تیار ہو جاتی اور کمزور زمین میں بھی کاشت کی جا سکتی تھی۔ دوسری فصل پھلیاں تھی مثلاً دالیں مٹر اور لوبیا وغیرہ۔ سبزیوں سے کھانے میں رنگا رنگی پیدا کی جاتی تھی جس میں پیاز اور لہسن اہم کردار ادا کرتے تھے۔ جڑی بوٹیاں، بیج اور دیگر مصالحے کھانے میں ذائقہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ نئے نئے اُگے ہوئے جنگلی پھول اور موسم بہار کے پودے سلاد کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

درانتی کی ایجاد کے بعد (یہ کسی ہڈی یا خمدار لکڑی میں دانتے جڑ کر بنائی جاتی تھی) ہل کو اور بہتر بنایا گیا۔ ہل بنانے کے لئے سب سے بہتر لکڑی بلوط کی تھی۔ غریب کسانوں کے ہلوں کی پھالی لوہے کی نہیں ہوتی تھی، تاہم داؤد بادشاہ کے زمانہ میں لوہا کافی دستیاب تھا اور لوہے کے ایک مناسب ٹکڑے کو پھالی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فصل زیادہ پیدا ہونے لگی اور ساتھ ہی اُس علاقے میں آبادی بھی بڑھ گئی۔

چونکہ کھیت عموماً پتھریلے ہوتے تھے اس لئے یک دستہ لکڑی کے ہل کا یہ فائدہ تھا کہ جب ہل چلاتے ہوئے پتھر آتے تو ہلکا ہونے کے باعث اُسے آسانی سے اُٹھایا جا سکتا تھا۔ ہموار زمین میں سے (جیسے کہ لبسن کا علاقہ) پتھروں کو چُن کر ایک جگہ جمع کر دیا جاتا تھا، لیکن کوہستانی علاقوں میں زمین کو ضائع ہونے سے روکنے کے لئے وہ قابل کاشت زمین کے چبوترے terraces بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ بڑے

بڑے پتھروں کو کھیت کا رقبہ ظاہر کرنے کے لئے لگایا جاتا تھا لیکن کھیتوں کے گرد اگرد باڑ نہیں لگائی جاتی تھی۔ یک دستہ ہل کی وجہ سے کسان کا دوسرا ہاتھ خالی رہتا تھا جس میں وہ جانوروں کو ہانکنے کے لئے پینا پکڑ لیتا تھا۔

یردن کی گرم وادی میں اناج کی فصل پہلے پک جاتی تھی۔ پھر زمین کی چڑھائی پر سے فصل کاٹی جاتی تھی، پہلے ساحل اور اسدرکون کے علاقے سے، پھر چھوٹی پہاڑیوں سے اور آخر میں پہاڑوں سے۔ اپریل اور مئی کی جَو کی فصل گندم کی فصل سے کئی ہفتے بلکہ ایک ماہ پہلے کاٹ لی جاتی تھی۔ اُس وقت اُن کھیتوں میں جو سردیوں میں خالی پڑے رہے، موسم گرما کی باجرے کی فصل بوئی جاتی تھی۔

فصل کی کٹائی کے وقت پودوں کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے درانتی سے کاٹ لیتے تھے۔ پھر اُن کے پُولے باندھتے اور گدھے یا اونٹ پر لاد کر کھلیان میں لے جاتے۔ عاموس نبی پُولے لے جانے کے لئے گاڑیوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ فصل کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے بالیں چُننے والیاں چلتی تھیں۔ پھر کھیت میں جانور چھوڑ دیئے جاتے تھے، پہلے بھیڑیں، پھر بکریاں اور آخر میں اُونٹ۔

کھلیان گاؤں کے نزدیک، ایک ایسی جگہ پر بنائے جاتے تھے جہاں اناج اُڑانے کے لئے ہوا کافی ہو۔ کھلیان کا فرش اُبھری ہوئی چٹان کا ہوتا یا پھر زمین کو لیپ کر ہموار کر لیا جاتا تھا۔ پُولوں کو فرش پر ایک فٹ کی موٹائی تک بکھیر دیا جاتا اور اناج کو بکھرنے سے روکنے کے لئے کھلیان کے چوگرد پتھر لگا دیئے جاتے تھے۔ پھر گاہنے کے لئے جانوروں کو اُس میں ایک دائرے میں ہانکتے رہتے، یہاں تک کہ دانے الگ ہو جاتے اور ڈنٹھل بھوسہ بن جاتے۔ بعض اوقات گاہنے والے جانوروں کے نعل بھی لگاتے تھے۔ تیزی سے گاہنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ لکڑی کا رہٹرو بنا کر اُس کے اندر کی طرف پتھر یا لوہے کے ٹکڑے باندھ کر کھلیان میں پھرایا جاتا۔ اناج کو بھُوسے سے الگ کرنے کے لئے لکڑی کی بیلچی سے ہوا میں اُڑایا جاتا تھا۔ پھر چھان پھٹک کر بوریوں میں بھر دیا جاتا اور بھُوسے کو جانوروں کے چارے کے لئے استعمال کیا جاتا۔ پکے ہوئے کھیت یا کھلیان میں آگ لگانا بہت بڑا جرم تھا کیونکہ اس طرح سال بھر کا اناج ضائع ہو جاتا۔ قاضی سمسون نے لومڑیوں کے ذریعہ فلستیوں کے کھڑے کھیتوں اور پُولوں کو جو آگ لگائی تھی (قضاۃ ۱۵: ۴-۵) وہ ان کے لئے ایک بہت بڑا المیہ تھا۔ فصل کی کٹائی اگست کے آخر تک اور اگر فصل زیادہ پیدا ہوئی ہو تو اس کے بعد بھی جاری رہتی تھی (مزید دیکھئے کیلنڈر)۔

زیادہ اناج پیدا کرنے والے علاقے یردن کی وادی کے تختے نما کھیت جنہیں دریائے یردن کی معاون ندیوں سے سیراب کیا جاتا تھا، فلستیہ کا میدان، اسدرکون (اگرچہ اُس وقت اس کا کچھ حصہ دلدل تھا)، لبنان اور موآب تھے۔ چونکہ مُلک کی بنیادی خوراک روٹی تھی اس لئے قابلِ کاشت، زمین کے ہر ٹکڑے کو استعمال کیا جاتا تھا۔ پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر تختے نما کھیت بنا لئے جاتے تھے اور یہ اب بھی لبنان میں پہاڑوں پر ملتے ہیں۔ نشیبی علاقوں مثلاً شفیلہ میں اناج کے علاوہ انگور اور زیتون بھی پیدا ہوتے تھے۔ بلند علاقوں میں اچھی زمین پر کاشت کی جاتی تھی اور باقی زمین کو چراگاہوں اور جنگلات کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ملک کے متعدد حصّوں میں موسم سرما کی بارش سے زمین میں جو نمی پیدا ہوتی تھی موسم گرما کی اوس اُس میں مزید اضافہ کر دیتی اور یوں انگور، کھیرے اور تربوز کی کاشت ممکن ہو جاتی۔ یہ فصلیں ہمارے خیال اور احساس سے کہیں زیادہ قیمتی تھیں، کیونکہ فلسطین میں موسم گرما میں بارش نہیں ہوتی اور اکثر ندیاں نالے سوکھ جاتے ہیں۔ اُس وقت یہ پھل اور سبزیاں انسان اور حیوان دونوں کے لئے اضافی پانی مہیّا کرنے کا وسیلہ بن جاتے تھے۔ انگوروں کی کئی قسمیں پیدا کی جاتی تھیں۔ یہ نہ صرف گرمیوں میں خوراک کا اہم جُز تھے بلکہ خشک کر کے کشمش اور منقّا کی صورت میں سردیوں میں بطور خوراک استعمال کرتے تھے۔ انگوروں سے مے بھی تیار کی جاتی تھی۔ انگور عام طور پر کوہستانی علاقے کی فصل تھی اور ان کے درمیان پھلیاں اور دالیں کاشت کی جاتی تھیں۔ یسعیاہ ۵: ۱-۶ میں تاکستان کی بہت عمدہ منظرکشی کی گئی ہے۔

خوراک میں رنگا رنگی پیدا کرنے کا ایک اور ذریعہ پھل اور گری دار میوے تھے۔ خوردنی تیل کا سب سے بڑا ذریعہ زیتون اور تل تھے کیونکہ حیوانی چربی بہت گراں تھی۔ گری دار میوہ میں اگرچہ تیل بہتات سے ہوتا ہے تاہم انہیں مصالحہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ خرنوب کی پھلیاں (دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۵) جانوروں کے لئے بہترین غذا تھیں۔ کپڑے کے لئے صرف سن کی کاشت کی جاتی تھی۔

کسانوں کا سب سے بڑا دشمن خشک سالی تھی۔ بارش کے تینوں موسموں میں بارش کا نہ ہونا بڑی خطرناک بات تھی۔ بعض اوقات خشک سالی ایک لمبے عرصے تک رہتی تھی، خاص طور پر ملک کے بعض حصّوں میں۔ کسانوں کو ٹڈیوں کے حملے، درختوں کی بیماریوں مثلاً پھپھوندی اور مشرقی گرم لُو کا بھی خدشہ لاحق رہتا تھا۔ جنگ بھی کسانوں کی دشمن تھی کیونکہ دشمن اکثر فصل کی کٹائی کے وقت حملہ کرتے تھے تاکہ ان کی فوجوں کو رسد ملتی رہے۔ فلسطین کی بڑی برآمدت گندم، زیتون کا تیل اور مے تھیں۔ یہ نہ صرف دساور بھیجی جاتی تھیں بلکہ فلسطین سے گزرنے والے قافلے بھی انہیں بڑی تعداد میں استعمال کرتے تھے۔

زربابل۔ زروبّ بابل (اکادی = بابل کی شاخ یا بیج، یعنی بابل میں پیدا ہوا)۔
یہوداہ کے بادشاہ یہویاکین کے خاندان سے ایک شخص۔ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں اس کا نام آتا ہے (متی ۱: ۱۲؛ لوقا ۳: ۲۷)۔

جب شاہِ فارس خورس نے یہودیوں کو ان کے وطن واپس جانے کی اجازت دی تو اس نے زربابل کو یہوداہ کا ناظم مقرر کیا (عزرا ۱: ۸، ۱۰؛ ۵: ۱۴)۔ یہاں نام ★ شیس بضر ہے۔ ممکن ہے کہ جس طرح دانی ایل کو بابلی نام دیا گیا تھا (دانی ایل ۱: ۷) اسی طرح زربابل کو بھی دوسرا نام ملا ہو۔ تاہم بعض کا خیال ہے کہ یہ زربابل کا ماموں تھا اور ہو سکتا ہے کہ اپنے ماموں کی موت کے بعد وہ ناظم مقرر ہوا (حجی ۱: ۱)۔

اُس نے ۵۲۲ ق۔م میں ہیکل کی دوبارہ تعمیر میں ایک اہم کردار ادا کیا (عزرا ۵: ۲؛ حجی ۱: ۱۴؛ زکریاہ ۴: ۶-۱۰)۔ زکریاہ ۳: ۸ میں اُسے شاخ کہا گیا ہے یعنی کہ وہ داؤد کی نسل سے ہے۔ یہ اُس کے نام کے مفہوم پر حجت ہے۔

سردار کاہن یشوع کو زرُبابل کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ یروشلیم پہنچنے پر زرُبابل نے سب سے پہلے سوختنی قربانی کا مذبح بنایا اور ہیکل کی بنیاد ڈالی لیکن بہت ہی جلد اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ یہودیوں کے دشمنوں نے پہلے تو ظاہری طور پر اس کام میں مدد کی پیشکش کی۔ لیکن جب زربابل اور اُس کے ساتھیوں نے اسے رد کر دیا تو انہوں نے شاہ فارس کو شکایت کا خط لکھا اور وہ کام بند کروانے میں کامیاب ہو گئے (عزرا ۴: ۶)۔ چنانچہ اخسویرس اور ارتخششتا کے عہد میں تعمیر بند رہی۔ ۵۲۰ میں یہ کام پھر شروع ہوا اور چار سال میں مکمل کیا گیا۔

نئی ہیکل کی تقدیس بڑی دھوم دھام سے کی گئی (عزرا ۶: ۱۶-۲۲)۔ ہیکل کے مکمل ہونے کے بعد اُس کے نام کا پھر ذکر نہیں آتا، غالباً وہ فوت ہو گیا تھا۔

زربفت :۔ سونے کے تار سے بُنا ہوا کپڑا۔ ایک قسم کا کپڑا جو کلابتوں سے بُنا جاتا ہے (زبور ۴۵: ۱۳)۔ بنی قورح کے عروسی زبور میں شہزادی کے لباس کے سلسلے میں اس کا ذکر آتا ہے۔

زرخیز ہلال :۔ یہ نام بائبل مُقدس میں نہیں آتا۔ یہ نام اُس قطعہ کو دیا گیا ہے جو خلیج فارس کے شمال مغرب سے شروع ہو کر مسوپتامیہ، اسور اور فلسطین سے ہوتا ہوا مصر کے دریائے نیل کے جنوب میں ختم ہوتا ہے۔ یہ ایک زرخیز علاقہ تھا جو دریائے دجلہ، فرات، یردن، نیل اور اُس کے معاونوں سے سیراب ہوتا تھا۔ اس قطعہ میں گیہوں، جَو اور پھل، مثلاً انگور، انجیر، انار وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔ یہ خطۂ زمین بائبل کی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

زرخیز ہلال

زرد۔ زارد :۔ ایک وادی جہاں بنی اسرائیل نے ڈیرے ڈالے۔ یہ اُن کے ۳۸ سالہ سفر کا اختتام تھا۔ اب پہلی پشت کے سب جنگی مرد لشکر میں مر کھپ گئے تھے (گنتی ۲۱: ۱۲؛ استثنا ۲: ۱۳)۔ یسعیاہ ۱۵: ۷ میں اسے بید کی ندی اور عاموس ۶: ۱۴ میں وادیِ عربہ کہا گیا ہے۔

زرش۔ زارش :۔ (عبرانی = سُنہرا، زرین۔ قدیم فارسی نام)۔ ہامان اجاجی کی بیوی (آستر ۵: ۱۰، ۱۴؛ ۶: ۱۳)۔ ہامان یہودیوں کا دشمن تھا۔ اُس کی بیوی کی صلاح سے پھاٹک کے باہر پچاس ہاتھ اُونچی سُولی بنائی گئی تھی۔

زرقہ :۔ (عربی = نیلا)۔ دریائے یبوق کا موجودہ نام۔ یردن دریا سے مشرقی جانب ایک وادی جس میں سے یہ دریا بہتا ہے۔ موجودہ پورا نام نہر الزرقہ ہے۔ دیکھئے یبوق۔

زِرہ :۔ دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ب ۱

زعفران :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۸

زعوان :۔ ایصر کے تین بیٹوں میں سے ایک (پیدائش ۳۶: ۲۷؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۴۲)۔

زفاف :۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱۴

زِفرون :۔ کنعان کی شمالی سرحد پر ایک مقام (گنتی ۳۴: ۹)۔ یہ صداد اور حصر عینون کے درمیان واقع تھا۔ شاید سبرایم (حزقی ایل ۴۷: ۱۶) اس کا دوسرا نام ہے۔

زکائی :۔ یریحو میں محصول لینے والوں کا سردار جو مسیح کا شاگرد بن گیا (لوقا ۱۹: ۱-۱۰)۔ غالباً وہ یریحو کا محصول جمع کرنے کا ٹھیکیدار تھا۔ اُس نے امیر بننے کے یقیناً ناجائز حربے استعمال کئے ہوں گے۔ اُس کا قد چھوٹا تھا اس لئے وہ خداوند یسوع کو دیکھنے کے لئے جو اُس راہ سے جا رہے تھے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ خداوند یسوع نے اُسے دیکھ کر کہا کہ "آج مجھے تیرے گھر رہنا ضرور ہے"۔ اُس نے اُنہیں خوش آمدید کہا۔ پھر اس نے اپنا آدھا مال غریبوں کو دینے اور جن سے اُس نے دھوکے سے روپیہ وصول کیا تھا اُنہیں چوگنا ادا کرنے

کا وعدہ کیا۔ یہ دیکھ کر مسیح خداوند نے فرمایا کہ یہ ابرہام کا حقیقی بیٹا ہے اور اعلان کیا کہ آج اِس گھر میں نجات آئی ہے۔ اس مجمع میں تقویٰ فروشوں نے یسوع کی اِس بات پر سخت نکتہ چینی کی جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آئے ہیں۔

زکر۔ ذاکر:۔ (عبرانی = یادگار)۔ یعی ایل کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۳۱؛ ۹: ۳۷- آخری حوالے میں اسے زکریاہ پکارا گیا ہے)۔

زکری:۔ (عبرانی = مشہور)۔

۱- ایک لاوی جو ہارون اور موسیٰ کا قریبی رشتے دار تھا (خروج ۶: ۲۱)۔

۲- سمعی کے خاندان سے ایک بنیمینی شخص (۱-تواریخ ۸: ۱۹)۔

۳- ایک اور بنیمینی جو بنی شاشق میں سے تھا (۱-تواریخ ۸: ۲۳)۔

۴- بنی یروحام میں سے (۱-تواریخ ۸: ۲۷) ایک بنیمینی۔

۵- ایک لاوی جو آسف کا بیٹا تھا (۱-تواریخ ۹: ۱۵- یہ اسیری سے واپس آیا- نحمیاہ ۱۱: ۱۷ میں نام زبدی دیا گیا ہے)۔

۶- یورام کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۶: ۲۵)۔

۷- الیعزر کا باپ- داؤد کے زمانے میں روبینیوں کا سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۱۶)۔

۸- عمسیاہ کا باپ- یہوسفط کے عہد میں دو لاکھ سورماؤں کا سردار (۲-تواریخ ۱۷: ۱۶)۔

۹- الیسافط کا باپ جس نے یہویدع کے ساتھ عہد کیا کہ یوآس کو تخت پر بٹھائے (۲-تواریخ ۲۳: ۱)۔

۱۰- افرائیم کا ایک پہلوان جس نے فقح کے زمانے میں کئی آدمیوں کو قتل کیا (۲-تواریخ ۲۸: ۷)۔

۱۱- یوایل کا باپ جو بنی بنیمین پر ناظم تھا (نحمیاہ ۱۱: ۹)۔

۱۲- نحمیاہ کے زمانے میں ایک خاندان کا سربراہ (نحمیاہ ۱۲: ۱۷)۔

زکریاہ:۔ بائبل مُقدّس میں اس نام کے ۲۸ آدمیوں کا ذکر ملتا ہے جن میں سے اکثر کا نام صرف ایک یا دو مرتبہ آیا ہے۔ ان میں یاہو کے خاندان کا آخری بادشاہ بھی شامل ہے (۲-سلاطین ۱۴: ۲۹؛ ۱۵: ۸-۱۱)۔ ان میں سب سے مشہور وہ نبی ہے جس کا ذکر حجی نبی کے ساتھ عزرا ۵: ۱؛ ۶: ۱۴ میں آیا ہے اور جس کی پیشینگوئیاں اُس کتاب میں جو اس کے نام سے کہلاتی ہے درج ہیں۔ ۵۲۰ ق۔م میں چونکہ یہ دونوں نبی ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کے سلسلہ میں بڑے پُرجوش تھے اس لئے ان کی ۵۳۶ ق۔م تا ۵۲۰ ق۔م خاموشی جبکہ ہیکل مسلسل نظر انداز کی جا رہی تھی بڑی توجہ طلب ہے۔ غالباً اُس کی وجہ یہ ہے کہ جب ۵۳۷ ق۔م میں ان کے والدین اسیری سے واپس آئے تو وہ چھوٹے لڑکے تھے یا پھر وہ ۵۲۰ ق۔م تک واپس ہی نہیں آئے تھے، تاہم اس صورت میں بھی وہ ۵۳۷ ق۔م میں بچے ہی تھے ورنہ اُن کی ہیکل کے لئے غیرت اور جوش انہیں ضرور واپس لے آتا۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ جب زکریاہ نے منادی شروع کی تو وہ نوجوان تھا، اور درحقیقت زکریاہ ۲: ۴ میں جس "جوان" کو پیمائش کرنے کو کہا گیا وہ زکریاہ خود ہی تھا۔ غالباً زکریاہ کی کتاب کے دوسرے حصے کا تعلق اُس کے بڑھاپے سے ہے (دیکھئے زکریا کی کتاب)

نئے عہد نامہ میں یوحنا اصطباغی کے باپ کا نام زکریاہ تھا (لوقا ۱: ۵ وغیرہ)۔ پھر برکیاہ کے بیٹے کا نام بھی زکریاہ تھا جسے یہودیوں نے مَقدِس اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا تھا (متی ۲۳: ۳۵ مقابلہ کیجئے لوقا ۱۱: ۵۱)۔ چونکہ زکریاہ نبی برکیاہ کا بیٹا تھا (زکریاہ ۱: ۱) اس لئے ممکن ہے کہ اُسے شہید کیا گیا ہو لیکن اس کے بارے میں کوئی مضبوط شہادت نہیں ملتی۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں جس شہید کا ذکر ہے وہ یہویدع کاہن کا بیٹا زکریاہ (۲-تواریخ ۲۴: ۲۰-۲۲) تھا اور باپ کے نام میں غلطی کسی سہو کا نتیجہ ہے۔ چونکہ عبرانی بائبل میں تواریخ کی کتاب آخری کتاب ہے اس لئے اِس آیت میں ہابل اور زکریاہ کے ذکر کا مطلب وہی ہے جو ہمارے نزدیک "پیدائش سے مکاشفہ تک" کا ہے۔ یسعیاہ ۸: ۲ میں ایک زکریاہ بن یبرکیاہ کا ذکر ملتا ہے جسے "شاہد" کہا گیا ہے، لیکن یہ وہ نہیں ہو سکتا جس کا حوالہ مسیح خداوند نے دیا ہے۔

زکریاہ کی کتاب:۔

۱- خلاصۂ مضامین

ا- ہیکل کی تعمیر کے دوران ۵۲۰ اور ۵۱۸ ق۔م کے درمیانی عرصہ کی نبوتیں (۱: ۱ تا ۸: ۲۳)۔

(۱) تعارف- زکریاہ سچے نبیوں کے سلسلے کا نبی (۱: ۱ تا ۶)۔

(۲) پہلی رویا- ملائکہ گھڑ سواروں کو بتایا جاتا ہے کہ خداوند یروشلیم کو بحال کرے گا (۱: ۷ تا ۱۷)۔

(۳) دوسری رویا- چار کاریگر چار ہولناک سینگوں کو برباد کرتے ہیں (۱: ۱۸ تا ۲۱)۔

(۴) تیسری رویا- نیا یروشلیم فصیل سے گھرا ہُوا نہیں ہوگا بلکہ یہود اور غیر یہود، دونوں کا مسکن ہوگا (۲: ۱ تا ۱۳)۔

(۵) چوتھی رویا- شیطان سردار کاہن یشوع پر الزام لگاتا ہے، جسے خدا سرفراز کرتا اور اپنی حضوری میں آنے کا شرف بخشتا ہے۔ یوں وہ "شاخ" مسیح کا تمثیل ہے (۳: ۱ تا ۱۰)۔

(۶) پانچویں رویا- ایک ہفت شاخہ چراغدان جسے زیتون کے دو درختوں کی دو شاخوں کے ذریعے (غالباً یشوع اور زرُبابل) تیل ملتا ہے- زرُبابل کی حوصلہ افزائی کے لئے خاص باتیں (۴: ۱ تا ۱۴)۔

(۷) چھٹی رویا - ایک اُڑتا ہوُا طومار جس میں خدا کی طرف سے بدی کی عدالت کا کلام درج ہے (۵: ۱ تا ۴) -

(۸) ساتویں رویا - ایفہ کے پیمانے میں عورت گناہ کی علامت ہے جو اسیری کے مقام یعنی بابل کی ناپاک زمین میں پھینک دی گئی (۵: ۵ تا ۱۱) -

(۹) آٹھویں رویا - چار رتھ خدا کے ہرکاروں کی حیثیت سے زمین کی سیر کو نکلتے ہیں (۶: ۱ تا ۸) -

(۱۰) یشوع کو "شاخ" مسیح کی علامت کے طور پر تاج پہنایا جاتا ہے جو ہیکل کو تعمیر کرتا اور بادشاہ اور کاہن، ہر دو کی حیثیت سے حکمرانی کرتا ہے (۶: ۹ - ۱۵) -

(۱۱) اُن روزوں کے متعلق ایک سوال جو ۵۸۷ ق م میں یروشلیم کی بربادی کی یاد میں رکھے جاتے تھے - روزے عیدوں میں بدل جائیں گے اور تمام قومیں برکت میں شریک ہوں گی (۷: ۱ تا ۸: ۲۳) -

ب - سن کے بغیر نبوتیں، جن کا زکریاہ کی خدمت کے آخری ایّام سے تعلق ہے (۹: ۱ - ۱۴: ۲۱) -

(۱) اسرائیل کے دشمنوں کی عدالت سلامتی کے شہزادے کی آمد کی روشنی میں دیکھی جاتی ہے (۹: ۱ تا ۷) -

(۲) ظالم چرواہوں کی جگہ خدا کا مقرّر کردہ سردار لے گا جو اُس کے لوگوں کو فراہم کرے گا (۱۰: ۱ تا ۱۲) -

(۳) اچھا چرواہا ظالم چرواہوں کو مارتا ہے لیکن گلہ اسے ردّ کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ایک اور ظالم اور بے رحم چرواہے کے ہاتھوں ظلم اُٹھاتا ہے (۱۱: ۱ تا ۱۷) -

(۴) یروشلیم اپنی خستہ حالی میں اُس پر نگاہ کرتا ہے جسے اُس نے چھیدا ہے اور حقیقی غم میں توبہ کرتا ہے (۱۲: ۱ تا ۱۴) -

(۵) جب اچھا چرواہا قتل کیا جاتا ہے تو نبوّت موقوف ہو جاتی ہے اور گناہوں کو دھونے والا چشمہ جاری ہو جاتا ہے (۱۳: ۱ - ۹) -

(۶) یروشلیم کی خستہ حالی کے بعد برکتوں اور خدا کی بادشاہت اور عدالت کا آغاز ہوتا ہے (۱۴: ۱ - ۲۱) -

۲ - مُصنّف اور کتاب کی وحدت

ابواب ۱ تا ۸ تک زکریاہ کو ہی مصنف قرار دیا گیا ہے اور یہ عزرا ابواب ۵ و ۶ کا دور ہے - یہ دعویٰ عموماً قابلِ قبول ہے اگرچہ کبھی کبھار نبوّتوں کے زکریاہ کو رویتوں کے زکریاہ سے علیحدہ کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں -

ابواب ۹ تا ۱۴ کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہے - متعدد علماء کا خیال ہے کہ یہ ابواب نہ تو زکریاہ سے منسوب کیئے جا سکتے ہیں اور نہ اُن میں کوئی وحدت پائی جاتی ہے - ایک میانہ خیال ہے کہ انبیائے صغیر کے آخر میں تین گمنام نبوتیں شامل کی گئی ہیں جو خداوند کی طرف سے "بارِ نبوّت" کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں - یہ تین زکریاہ ۹: ۱ تا ۱۱: ۱۷؛ ۱۲: ۱ تا ۱۴: ۲۱ اور ملاکی ۱: ۱ تا ۴: ۶ ہیں - دیگر علماء اِن ابواب میں مختلف سنین کے منتشر پارے دیکھتے ہیں -

زکریاہ کے مصنف ہونے کے خلاف چیدہ دلائل درج ذیل ہیں - (ا) ابواب ۱ تا ۸ اور ۹ تا ۱۴ کے ماحول کا فرق - پہلے میں امید اور تیقن کا دور دورہ ہے جبکہ دوسرے میں نااہل قیادت ہے اور حملے کا خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے - زمانہ قریب میں ہیکل کی تعمیرِ نو کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے - (ب) ۹: ۱۳ میں یونان کے چھا جانے کا ذکر ہے جبکہ زکریاہ کے ایام میں فارسی سلطنت کا عروج تھا - (ج) باب ۱۳ میں نبوّت کی اہانت اور باب ۱۴ کا مکاشفاتی نظارہ بعد کی تاریخوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں -

پہلی دو دلائل میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اگر زکریاہ ہی ان ابواب کا مصنف ہے تو انہیں بھی تقریباً اُنہی ایام سے متعلق ہونا چاہیئے جن میں ابواب ۱ تا ۸ معرضِ تحریر میں آئے - ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ مسلّم نہیں ہے کہ ہم جان سکیں کہ زکریاہ نے کتنے برس نبوّت کی - لیکن ایسے اشارے موجود ہیں کہ جب اُسے ۵۲۰ ق م میں نبوّت کے لیئے بُلایا گیا تو وہ ابھی جوان ہی تھا - یسعیاہ نے کوئی ۵۰ برس اور یرمیاہ نے کوئی ۴۰ برس نبوّت کی تھی - اگر یہ ابواب زکریاہ کی کہن سالی میں اس کے منہ سے ادا ہوُئے ہوں تو یہ ملاکی، عزرا، نحمیاہ اور غالباً یوایل کا زمانہ بنتا ہے جب شروع شروع کا جوش و خروش سرد مہری، مکر و ریا، نااہل قیادت اور حملوں کے خطروں میں بدل چُکا تھا -

تب یونان کا حوالہ بھی کوئی بھاری اعتراض نہیں رہتا خواہ کوئی پیشگوئیوں کو کوئی اہمیت نہ بھی دے جو اِن ابواب میں بادشاہ اور چرواہے کے حوالہ میں صریحاً موجود ہیں - یونان یا یاوان کا ذکر حزقی ایل ۲۷: ۱۳، ۱۹ اور یسعیاہ ۶۶: ۱۹ میں بھی آتا ہے، جو ایسے مقامات ہیں جہاں منادی کرنے والے جا کر خدا کے جلال کا بیان کریں - محض دلیل کے طور پر یہ قابلِ غور ہے کہ بعض مُفسّر "یسعیاہ ثلث" (یسعیاہ ۵۶ - ۶۶) کو زکریاہ کا ہمعصر بتاتے ہیں جس نے ابواب ۱ تا ۸ تحریر کیئے ہیں - یہ امکان موجود ہے کہ زکریاہ نے رویا میں رتھوں کو مغرب کے ملک کی طرف جاتے دیکھا ہو (۶: ۶) اور ۸: ۷ میں وہ قبل از وقت ہی اسیروں کو مغرب سے آتے ہوئے دیکھتا ہے - مابعد یوایل ۳: ۶ میں وہ اُن یہودیوں کا ذکر کرتا ہے جنہیں فینیکیوں نے یونانیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا -

۵۲۰ ق م کے بعد ہی ایشیائے کوچک میں یونان دارا بادشاہ کے لیئے مستقل دردِ سر بن گیا تھا اور ۵۰۰ ق م میں ایک بڑی یونانی شورش برپا ہوئی تھی - ۴۹۹ ق م میں اہلِ ایتھنز نے سردِس کا فارسی قلعہ نذرِ آتش کر دیا تھا - اور ۴۹۰ اور ۴۸۰ ق م میں فارسیوں کو یونانیوں

کے ایک منظم حملے میں مارا تھون اور سلامیس میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ زکریاہ خالصتاً انسانی مشاہدے کی بنیاد پر یونان کو ایک ایسی طاقت قرار دے سکتا تھا جو فارسی سلطنت میں اُن ریاستوں کے لئے خطرہ بن سکتی ہے جن کی مغربی سرحد سمندر کا ساحل تھی۔ بے شک اِس سے قبل بھی فلسطین کے ساحلوں پر حملے ہوتے رہتے تھے تاہم یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ باب ۹ میں یونان کے علاوہ اور بھی طاقتیں ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب ۱۳ میں نبوّت کے اہانت آمیز حوالوں کے متعلق بحث کرنے والے اس عبارت میں ہی اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔ مصنف نبوّت کی تحقیر نہیں کرتا کیونکہ وہ خود بھی نبوّت کا داعی ہے۔ سیاق و سباق کے مطابق جو خیال، یہاں پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہوا ہے کہ چھیدے جانے کا ہے جس کی موت کے ساتھ ہی گناہ کے لئے سوتا پھوٹ نکلتا ہے جو اِس نبوّت کی معراج ہے سو یہاں حقیقی نبوّت موقوف ہو جاتی ہے اور اگر کوئی نبوّت باقی رہتی ہے تو وہ جھوٹی قرار پاتی ہے۔

باب ۱۴ کی مکاشفاتی رؤیا پر اعتراض محض ایک معروضی رائے ہے۔ ہمیں اس حقیقت کو جاننا چاہیئے کہ عہدِ عتیق میں آخرت یا کشفیات سے متعلق عبارات کے سن محض ظن و تخمین پر مبنی ہوتے ہیں۔ چونکہ عہدِ جدید اور عہدِ عتیق کے درمیانی زمانہ میں بے شمار غیر مستند "کشفی" ادب پیدا ہو گیا تھا اس لئے نبیوں میں جہاں بھی ان سے ملتے جلتے خیالات پائے گئے مثلاً یسعیاہ اور زکریاہ، اُنہیں معترضین نے بے سوچے سمجھے بعد کے زمانہ کا قرار دے دیا ہے۔

اثباتی طرزِ فکر کی رُو سے ابواب ۱ تا ۸ اور ۹ تا ۱۴ میں صریح تعلق پایا جاتا ہے۔ مثلاً توبہ اور پاکیزگی کی حاجت (۱:۴؛ ۳:۳، ۴، ۹؛ ۵:۱ تا ۱۱؛ ۷:۵ تا ۹؛ ۹:۷؛ ۱۲:۱۰؛ ۱۳:۱، ۹)، یروشلیم کی سرداری (۱:۱۶، ۱۷؛ ۲:۱۱، ۱۲؛ ۱۲:۶؛ ۱۴:۹، ۱۰)، قوم کا واپس آنا (۲:۶، ۱۰؛ ۸:۷، ۸؛ ۹:۱۲؛ ۱۰:۶ تا ۱۲)، اسرائیل کے دشمنوں کا فنا ہونا (۱:۲۱؛ ۱۲:۱۴) اور اُن کا رجوع لانا (۲:۱۱؛ ۸:۲۰-۲۳؛ ۹:۷؛ ۱۴:۱۶-۱۹)۔ طرزِ بیان کی یکسانیت کے بھی چند نمونے پائے جاتے ہیں مثلاً عدد "۲" کا استعمال (۴:۳؛ ۵:۹؛ ۶:۱؛ ۱۱:۷؛ ۱۳:۸)، خطیبانہ اندازِ بیان (۲:۷، ۱۰؛ ۳:۲، ۸؛ ۴:۷؛ ۹:۹، ۱۳؛ ۱۱:۱، ۲؛ ۱۳:۷)۔ یہ فقرہ کہ "کسی نے اُس میں آمدورفت نہ کی" سوائے ۷:۱۴ اور ۹:۸ کے عہدِ عتیق میں کہیں بھی نہیں ملتا۔

کتاب کی وحدت کو ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن اِس کوشش کو فوراً ہی ترک کر دینا بھی مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ متاخر سن کے حامی اس میں مکابیوں کے دور کی کہانت کے آثار دیکھتے ہیں، یہ ضروری نہیں کہ ۹:۸، ۱۶، ۱۷ اور ۱۲:۱۰ میں ہمعصر کرداروں کی تلاش کی جائے۔ اگر ہمعصر کرداروں کی شناخت کا سوال ہی ہے تو ایک راسخ الاعتقاد مفسر یہ سوال اُٹھانے پر مجبور ہوگا کہ ہم آخر ۵۱۶ تا ۴۵۸ ق۔م کے درمیان یہودیہ کے قائدین سے کہاں تک واقف ہیں؟ اور ممکن ہے کہ ذاتی عناد اور قتل و غارت اُس وقت بھی ایسی ہی ہو جیسی مکابیوں کے دور میں تھی۔

زکور:- (عبرانی = جس کا ذکر اچھا ہو؟)۔

۱۔ روبن کے قبیلے کے جاسوس سموع کا باپ (گنتی ۱۳:۴)۔

۲۔ بنی شمعون میں سے حموایل کا بیٹا (۱-تواریخ ۴:۲۶)۔

۳۔ آسف کا ایک بیٹا جسے داؤد بادشاہ نے موسیقی کی خدمت کے لئے مخصوص کیا (۱-تواریخ ۲۵:۱-۲؛ نحمیاہ ۱۲:۳۵)۔

۴۔ بنی مراری میں سے ایک شخص (۱-تواریخ ۲۴:۲۷)۔

۵۔ امری کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳:۲)۔

۶۔ ایک شخص جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰:۱۲)۔

۷۔ نحمیاہ کے زمانے میں ہیکل کے خزانچیوں میں سے حنان کا باپ (نحمیاہ ۱۳:۱۳)۔

زکی۔ زکائی:- ایک خاندان کا سربراہ۔ اس کے خاندان کے ۷۶۰ فرد زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس یروشلیم آئے (نحمیاہ ۷:۱۴؛ عزرا ۲:۹)۔

زلزلہ:- (عبرانی۔ رعش۔ قب عربی۔ رعش = کانپنا، لرزنا)۔

کلامِ مقدس میں پانچ بڑے زلزلوں کا ذکر آتا ہے جو مختلف اوقات پر واقع ہوئے۔

۱۔ وہ جو کوہِ حورب پر ایلیاہ نبی کی خاطر آیا، جب خدا نے خود کو نبی پر زلزلہ اور آگ میں نہیں بلکہ دبی آواز میں ظاہر کیا (۱-سلاطین ۱۹:۱۱)۔

۲۔ وہ زلزلہ جو شاہِ یہوداہ عُزیاہ کے عہد میں آیا اور جس کا ذکر عاموس (۱:۱۔ پروٹسٹنٹ بھونچال) اور زکریاہ نبی (۱۴:۵) دونوں نے کیا ہے۔

۳۔ وہ زلزلہ جو خداوند مسیح کے دم چھوڑتے وقت آیا (متی ۲۷:۵۴ پروٹسٹنٹ بھونچال)۔

۴۔ وہ جو اُن کے جی اُٹھتے وقت آیا (متی ۲۸:۲۔ پروٹسٹنٹ بھونچال)۔

۵۔ وہ زلزلہ جس نے پولس اور سیلاس کو قید خانہ سے آزاد کروایا (اعمال ۱۶:۲۶۔ پروٹسٹنٹ بھونچال)۔ یسعیاہ ۲۹:۶ میں زلزلے کو خدا کے غضب اور انصاف کی علامت کہا گیا ہے۔ اگرچہ لفظ زلزلہ استعمال نہیں ہوا تو بھی کوہِ سینا پر شریعت دیئے جانے کے وقت زلزلے کا

سا سماں تھا (خروج ۱۹: ۱۸ - سارا پہاڑ ہل رہا تھا) - مکاشفہ کی کتاب میں آنے والے زلزلوں کا ذکر ہے (۸: ۵؛ ۱۱: ۱۳، ۱۹؛ ۱۶: ۱۸ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بھونچال) - غالباً قورح اور اُس کے ساتھی زلزلے کے باعث زمین پھٹنے سے اُس میں دب گئے (گنتی ۱۶: ۳۱) - ممکن ہے کہ سدوم اور عمورہ کے ساتھ بھی ایسا ہی حادثہ ہوا ہو (دیکھئے عاموس ۴: ۱۱) -

شاعری اور پیشینگوئی کی زبان میں زلزلے کی طرف اکثر اشارے ملتے ہیں - یہاں اگرچہ لفظ زلزلہ نہ بھی آیا ہو تو بھی تاثر زلزلے کا سا ہے (قضاۃ ۵: ۴؛ زبور ۱۸: ۷؛ ۹۷: ۴ - سب جگہ زمین کانپ اُٹھی؛ حزقی ایل ۳۸: ۱۹ ما بعد - زلزلہ؛ یوایل ۲: ۱۰ وغیرہ) -

زِلفہ :- لیاہ کی لونڈی جسے اُس کے باپ لابن نے اُسے دیا (پیدائش ۲۹: ۲۴) - لیاہ نے اُسے یعقوب کو دیا کہ اُس کی حرم ہو (پیدائش ۳۰: ۹) - وُہ جد اور آشر کی ماں تھی (پیدائش ۳۰: ۹ - ۱۳) -

زلیخا :- لفظ زلیخا عربی کے زلخ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں پھسلنا یا پھسلانا - روایت کے مطابق فرعون کے منصبدار فوطیفار کی بیوی کا نام، جس نے یوسف پر جھوٹا الزام لگایا (پیدائش ۳۹: ۱۴ - ۸۱) - یہ نام بائبل یا قرآن میں نہیں آتا - غالباً تلمود میں اس کا ذکر ہے - نیز دیکھئے یوسف - فوطیفار -

زمانہ :- دیکھئے وقت -

زمانے :- علم الٰہی میں نجات کے انتظام کے مختلف ادوار کو زمانوں کا نام دیا گیا ہے - ہماری رائے میں یونانی لفظ oikonomia کا پورا مفہوم اس سے ظاہر نہیں ہوتا - تفصیل کے لئے دیکھئے مختار - مختاری -

زمران :- ابرہام اور قطورہ کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۲؛ ۱ - تواریخ ۱: ۳۲) -

زمرد :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج ۱۵

زمری :- (عبرانی = شہرت یافتہ - قب عربی - زمر - بانسری بجانا - بات پھیلانا - نیز دیکھئے مزمور - خدا کی تعریف میں گیت) -

۱ - شمعون کے قبیلے کے ایک آبائی خاندان کا سردار سلو کا بیٹا - یہ ایک مدیانی عورت کو زنا کرنے کے ارادے سے لشکر گاہ میں لے آیا - اس وقت تمام بنی اسرائیل خیمۂ اجتماع کے دروازے پر جمع تھے اور موآبی عورتوں سے حرامکاری کی وجہ سے رو رو کر توبہ کر رہے تھے - فینحاس نے دونوں کا برچھی سے پیٹ چھید دیا (گنتی ۲۵: ۱۴) -

۲ - شمالی سلطنت کا پانچواں بادشاہ - یہ پہلے ایلہ بادشاہ کا خادم اور اس کے آدھے رتھوں کا داروغہ تھا (۱ - سلاطین ۱۶: ۹ - ۲۰) - زمری نے ایلہ کو جب وہ نشے میں مدہوش تھا قتل کیا اور اس کی جگہ سات دن تک حکومت کرتا رہا جب ★ عمری نے شاہی محل کا محاصرہ کیا تو زمری نے محل کو آگ لگا دی اور جل کر خودکشی کر لی -

۳ - زارح کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲: ۶) -

۴ - یہوعدہ یا یعرہ کا بیٹا اور موضا کا باپ - ان کا تعلق بنیمین کے قبیلے سے تھا (۱ - تواریخ ۸: ۳۶؛ ۹: ۴۲) -

۵ - ایک غیر معروف قبیلہ - اس کی اہمیت کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بادشاہوں کا نام عیلام اور مادی کے بادشاہوں کے ساتھ آیا ہے (یرمیاہ ۲۵: ۲۵) -

زمزمیم :- (عبرانی = قوی، زورآور) - یہ نام صرف استثنا ۲: ۲۰ میں پایا جاتا ہے - عمونی یہ لفظ رفائیم کے لئے استعمال کرتے تھے جو عناقیم کی طرح بڑے قد آور تھے (۲ - سموئیل ۵: ۱۸، ۲۲) - زوزی جن کا ذکر پیدائش ۱۴: ۵ میں ہے شاید یہی لوگ تھے - نیز دیکھئے جبار -

زمستانی گھر :- (زمستان = موسم سرما) - بادشاہ اور اُمرا موسم سرما اور گرما کے لئے مختلف جائے رہائش رکھتے تھے (عاموس ۳: ۱۵) - یہویقیم بادشاہ اپنے زمستانی محل میں انگیٹھی کے سامنے بیٹھا تھا (یرمیاہ ۳۶: ۲۲) -

زمہ :- ایک جیرسومی لاوی (۱ - تواریخ ۶: ۲۰، ۴۲؛ ۲ - تواریخ ۲۹: ۱۲) -

زمیرہ :- بنیمین کا پوتا، اور بکر کا بیٹا (۱ - تواریخ ۷: ۸) -

زمین :- ۱ - طبیعیاتی دنیا جس پر انسان رہتا ہے - دھرتی - زمین بالمقابل آسمان (مثلاً پیدائش ۱: ۱ - عبرانی ارض قب عربی ارض استثنا ۳۱: ۲۸؛ زبور ۶۸: ۸؛ دانی ایل ۶: ۲۷ - اس ★ ارامی زبان میں لکھے ہوئے حصے میں ارامی لفظ ادرع استعمال ہوا ہے) -

ارض کا لفظ ذو معنی ہے کیونکہ اس سے ایک قطعہ زمین بھی مراد ہوتا ہے اور وسیع تر رقبہ بھی جسے دنیا کہا جا سکتا ہے (دیکھئے دنیا) - پیدائش ابواب ۶ تا ۹ میں سیلاب اور ۱۱: ۱ میں زبانوں میں اختلاف پڑنے کے سلسلہ میں بعض مفسر محدود اور بعض وسیع معنی سامنے رکھ کر ان کی تشریح کرتے ہیں -

۲ - خشک زمین بالمقابل سمندر (پیدائش ۱: ۱۰ وغیرہ عبرانی ارض - دانی ایل ۲: ۱۰ روئے زمین - عبرانی یباشت یا یباشہ قب عربی یبیس بمعنی خشک) - یاد رہے کہ "زمین کے ستون" (۱ - سموئیل ۲: ۸؛ ایوب ۹: ۶) اور "زمین کی بنیاد" (زبور ۱۰۲: ۲۵؛ یسعیاہ ۴۸: ۱۳) صرف عبرانی محاورے ہیں - یہ سامی لوگوں کے تصورِ دنیا اور ان کے علم کائنات

کی عکاسی نہیں کرتے۔" زمین کے نیچے پانی" (خروج ۲۰: ۴) سے زمین دوز چشمے اور تالاب مراد ہیں۔

۳- سطح زمین، جس پر سبزیاں وغیرہ اُگتی ہیں جو زندگی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ پیدائش ۱: ۱۱، ۱۲؛ استثنا ۲۶: ۲-اس آیت میں عبرانی کے دونوں لفظ ہیں۔ ارض = ملک آدمہ = زمین؛ آدمہ کے لغوی معنی ہیں سُرخ مٹی۔ ★ آدم کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ پیدائش ۱: ۲۵ میں بھی یہ دونوں عبرانی لفظ آتے ہیں لیکن اردو ترجمہ سے یہ ظاہر نہیں کیونکہ "زمین کے جانوروں" کا ترجمہ جنگلی جانور کیا گیا ہے۔ فارسی، عربی اور سپٹواجنٹ ترجمے ملاحظہ ہوں جہاں دونوں لفظوں کے لئے زمین، ارض اور ذمکہ بالترتیب آئے ہیں)۔

مٹی عارضی مذبح کا کام دیتی تھی (خروج ۲۰: ۲۴- آدمہ- نعمان کوڑھی اسرائیل سے دو خچروں کی مٹی اپنے مُلک میں لے گیا (۲-سلاطین ۵: ۱۷ آدمہ)- زمین کے دیگر مفہوم یہ ہیں: زمین بمعنی جائداد (پیدائش ۴۷: ۱۸ مابعد ارض)، زمین کی مٹی (پیدائش ۲: ۷ ھا آدمہ)، ملک، علاقہ (پیدائش ۲۸: ۱۵ آدمہ)۔

ایوب ۲۶: ۷ میں نہایت صحت کے ساتھ زمین کے متعلق موجودہ سائنسی نقطہ نظر کی ترجمانی کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ سائنس کی دریافت سے ہزاروں سال پہلے الہام سے بیان کیا گیا۔

عبرانی کی طرح یونانی میں بھی لفظ زمین کو محدود اور وسیع دونوں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ قابل کاشت زمین (متی ۱۳: ۵، ۸، ۲۳) اور کل زمین بالمقابل آسمان (متی ۵: ۱۸، ۳۵)، آباد زمین (لوقا ۲۱: ۳۵-رُوئے زمین)؛ ملک (لوقا ۴: ۲۵- وہی یونانی لفظ جس کا اوپر ترجمہ زمین ہے ge-)

زنا- زناکاری:- مرد اور عورت کا ناجائز جنسی تعلق۔ پرانے عہدنامہ میں عام طور پر کسی مرد کا خواہ وہ شادی شدہ ہے یا مجرّد، کسی کی بیوی سے جنسی تعلق۔ احکام عشرہ میں اس کی ممانعت کی گئی ہے (خروج ۲۰: ۱۴؛ استثنا ۵: ۱۸)- عہدِ عتیق میں زناکار مرد اور عورت دونوں کی سزا موت تھی (احبار ۲۰: ۱۰؛ ۱۸: ۲۰)، غالباً سنگسار کرنے کے ذریعہ (استثنا ۲۲: ۲۲-۲۴؛ یوحنا ۸: ۳-۷)۔

عبرانی میں زنا اور اس سے متعلقہ الفاظ کا مادہ نف، ناف ہے۔ یہ فعلی یا فاعلی صورت میں امثال ۶: ۳۲؛ یرمیاہ ۵: ۷؛ ۹: ۲؛ ۲۳: ۱۴؛ ہوسیع ۴: ۲؛ ایوب ۲۴: ۱۵ میں استعمال ہوا ہے۔ جہاں جہاں اسے زور دے کر بیان کیا گیا ہے اس کے لئے دیکھئے یرمیاہ ۲۹: ۲۳؛ حزقی ایل ۱۶: ۳۲؛ یرمیاہ ۹: ۲؛ ۲۳: ۱۰؛ ہوسیع ۷: ۴؛ ملاکی ۳: ۵؛ زبور ۵۰: ۱۸- جہاں اسے عورت سے منسوب کیا گیا ہے اُس کے لئے دیکھئے احبار ۲۰: ۱۰؛ حزقی ایل ۱۶: ۳۸؛ ۲۳: ۴۵؛ ہوسیع ۴: ۱۳، ۱۴؛ ۳: ۱؛ امثال ۳۰: ۲۰؛ حزقی ایل ۱۶: ۳۲- زنا کے لئے عبرانی میں ایک اور لفظ زانا ہ قحبہ زنا = یونانی porneia آیا ہے لیکن اس کا مطلب صرف غیر شادی شدہ کا آپس میں غیر قانونی جنسی تعلق ہے۔

عہدِ عتیق میں بت پرستی کو زنا سے تشبیہ دی گئی ہے (یرمیاہ ۳: ۹؛ حزقی ایل ۲۳: ۳۷؛ یرمیاہ ۳: ۸؛ یسعیاہ ۵۷: ۳؛ حزقی ایل ۲۳: ۴۳؛ یرمیاہ ۱۳: ۲۷ اور ہوسیع ۲: ۴)۔

عہدِ عتیق میں زناکاری کی پُر زور مذمت کی گئی ہے، خواہ اس کا تعلق مرد اور عورت سے ہے یا تشبیہی طور پر بنی اسرائیل کا اپنے روحانی خاوند خدا کے ساتھ۔ یسعیاہ نبی، یرمیاہ نبی اور حزقی ایل نبی اسے تشبیہی طور پر استعمال کرتے ہیں (دیکھئے مندرجہ بالا حوالجات)۔

ہوسیع نبی اپنی بدکار بیوی کے ساتھ اپنے ذاتی تجربہ میں خدا کی اپنی بیوفا اُمت کے لئے محبت دیکھتا ہے۔ جب ازدواجی زندگی میں زناکاری ایک قابلِ ملامت فعل متصور ہوتا ہے تو یہ خدا کی محبت کے بارے میں اور بھی زیادہ بُرا ہوگا جو ہم سے ایسے ہی محبت رکھتا ہے جیسے ایک خاوند اپنی بیوی سے۔ پس اس طرح اس کا تشبیہی استعمال اس کے لفظی معنوں کو زیادہ وضاحت سے بیان کرتا ہے اور شادی کی نوعیت اور اس کے خدا کی طرف سے مقرر کئے جانے پر زور دیتا ہے۔

نئے عہد نامہ میں زناکاری کے لئے یونانی لفظ moicheia آیا ہے اور یہی لفظ سپٹواجنٹ ترجمہ میں عبرانی لفظ ناف کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بائبل مُقدس میں اس کے معنی وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے گئے ہیں۔ پہلے انبیاء نے اس کے معنی بیان کئے اور بعد از آں خداوند مسیح اور اُن کے حواریوں نے اسے اور بھی گہرے طور پر بیان کیا۔

یسوع مسیح نے زنا کے متعلق حکم کو بیان کرتے وقت (متی ۵: ۲۷-۳۰؛ ۱۹: ۱۸؛ مرقس ۱۰: ۱۹؛ لوقا ۱۸: ۲۰) اس کے اطلاق میں کسی عورت پر بُری نظر ڈالنے کو بھی شامل کیا جو دل کی زناکاری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس قسم کی برائی دل ہی سے نکلتی ہے (متی ۱۵: ۱۹؛ مرقس ۷: ۲۱)۔ طلاق کے متعلق انہوں نے تعلیم دی کہ طلاق یافتہ مرد یا عورت، اگر دوبارہ شادی کرتے ہیں، تو زنا کرتے ہیں (متی ۵: ۳۱، ۳۲؛ ۱۹: ۳-۹؛ مرقس ۱۰: ۲-۱۲؛ لوقا ۱۶: ۱۸) ماسوا بدکاری کے باعث طلاق کے (متی ۵: ۳۲؛ ۱۹: ۹)- تمثیل میں فریسی اس بات پر خوشی مناتا ہے کہ وہ زناکار نہیں (لوقا ۱۸: ۱۱)- یسوع مسیح اس اصطلاح کو اُن لوگوں کے لئے جو خدا کے وفادار نہیں تشبیہی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یوحنا ۸: ۲-۱۱ میں زنا میں پکڑی گئی عورت کے بیان میں، خداوند مرد کو بھی مساوی الزام قرار دیتے ہیں۔ زناکاری کی سنگینی کو کم کئے بغیر خداوند مسیح خدا کے معاف کرنے والے فضل کو استعمال کرتے ہوئے اُسے معاف کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اُسے

حکم دیتے ہیں کہ آئندہ اِس گناہ کا اعادہ نہ کرے۔ خداوند یسوع مسیح کے زناکاری کے بارے میں رویے کی بنیاد ان کے شادی کے متعلق نظریہ پر ہے۔ یہ وہی نظریہ ہے جو خدا کا شروع کا مقصد تھا اور جسے نئے مسیحی معاشرہ میں کارفرما ہونا چاہیئے۔

پولس رسول زنا نہ کرنے کو شریعت کی تابع فرمانی کی ایک کسوٹی بناتا ہے (رومیوں ۲: ۲۲)۔ وہ زنا نہ کرنے کے حکم کا حوالہ دیتا ہے (رومیوں ۱۳: ۹) اور اسے انسان کے خدا کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بطور تشبیہ استعمال کرتا ہے (رومیوں ۷: ۳)۔ وہ کہتا ہے کہ زناکار "خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے" (۱۔کرنتھیوں ۶: ۹) اور اسے "جسم کا کام" بتاتا ہے (گلتیوں ۵: ۱۹)۔ عبرانیوں ۱۳: ۴ میں شادی کی پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے۔ یعقوب ۲: ۱۱ میں زنا اور قتل کو بطور مثال استعمال کرتے ہوئے خدا کے تمام حکموں پر مساوی عمل کرنے کو کہا گیا ہے۔ یعقوب ۴: ۴ میں زناکاری کو خدا کے ساتھ بے وفائی بتایا گیا ہے۔ مکاشفہ ۲: ۲۰-۲۳ میں روحانی زناکاری کی مذمت کی گئی ہے۔

زناکاری کے بارے میں پرانے عہدنامہ کے تصوّر کو جس طرح نئے عہدنامہ میں بیان کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شادی ایک ہی شریکِ زندگی کے ساتھ زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ نئے عہدنامہ میں یسوع مسیح اور ان کے شاگردوں کی تعلیم ہر قسم کی جنسی ناپاکی کو خدا کے خلاف، اپنے خلاف اور دوسروں کے خلاف گناہ بیان کرتی ہے۔ روحانی زناکاری (خدا سے بے وفائی) مسیح اور اُن کے لوگوں میں تعلق کو بگاڑ دیتی ہے۔

زنبور:۔ دیکھئے حشراتِ بائبل ۶ ب

زنجیر:۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۵

زندگی:۔ دیکھئے جان۔

زندگی، ہمیشہ کی:۔ دیکھئے علم الآخرت۔

زنوح۔ زانوح:۔ (عبرانی = شکستہ۔ مسترد)۔ ۱۔ یہوداہ کے نشیبی علاقہ (شفیلہ) میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۴)۔ بابل کی اسیری کے بعد کچھ لوگ یہاں واپس آئے (نحمیاہ ۱۱: ۳۰)۔ انہوں نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۳)۔ اُس کا موجودہ نام خربت زانوح ہے۔

۲۔ یہوداہ کے کوہستانی علاقہ میں شہر (یشوع ۱۵: ۵۶)۔ یہ حبرون کے جنوب مغرب میں تقریباً ۱۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

زوحت۔ زوحیت:۔ یہوداہ کی نسل سے یشعی کا بیٹا (۱۔تواریخ ۴: ۲۰)۔

زوزی۔ زوزیم:۔ (عبرانی = قوی)۔ قدیم دیوزادوں (رفائیم) کی نسل۔ کدرلاعمر اور اس کے ساتھیوں نے ہام کے مقام پر زوزیوں کو شکست دی (پیدائش ۱۴: ۵)۔ یہ ابرہام کے زمانے کا ذکر ہے۔ نیز دیکھئے جبابرہ۔

زوفا:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۹ 1009

زہر:۔ کلامِ مقدس میں سانپ، ناگ، اژدہا، افعی وغیرہ کے زہر کا ذکر آتا ہے (استثنا ۳۲: ۲۴، ۳۳؛ ایوب ۲۰: ۱۶؛ زبور ۵۸: ۴؛ ۱۴۰: ۳؛ رومیوں ۳: ۱۳)۔ کئی حوالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ سانپ کی زبان زہر پھیلاتی ہے (یعقوب ۳: ۸ وغیرہ)۔ ایوب ۶: ۴ میں زہریلے تیروں کا ذکر ہے۔ بائبل میں زہریلے پودوں کا بھی ذکر ہے (ہوسیع ۱۰: ۴؛ ۲۔سلاطین ۴: ۳۹)۔ مرقس ۱۶: ۱۸ میں ہلاک کرنے والی چیز سے کوئی زہریلا مشروب مراد ہے۔

زہرہ۔ منات:۔ دیکھئے مشتری۔

زہم۔ زاہم:۔ سلیمان کے بیٹے رحبعام کا سب سے چھوٹا بیٹا (۲۔تواریخ ۱۱: ۱۹)۔

زئیب:۔ مدیان کے دو سرداروں میں سے ایک۔ اسے جدعون کے آدمیوں نے ایک کولہو کے پاس قتل کیا۔ اسی وجہ سے اُس کولہو کا نام زئیب کا کولہو پڑا (قضاۃ ۷: ۲۵)۔

زیتام:۔ (عبرانی = زیتون کا درخت)۔ داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ایک جیرسونی لاوی۔ اس کے باپ کا نام لعدان تھا (۱۔تواریخ ۲۳: ۸)۔

زیتان:۔ (عبرانی = زیتون کا درخت)۔ بنی بنیمین میں سے ایک شخص جس کے باپ کا نام بدیع ایل تھا (۱۔تواریخ ۷: ۱۰)۔

زیتون:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۰ 1002

زیتون کا پہاڑ:۔ دیکھئے کوہِ زیتون۔

زیرہ:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۱

زیزا:۔ (عبرانی = بہتات، فراوانی)۔ ۱۔ بنی شمعون کا ایک سردار (۱۔تواریخ ۴: ۳۷)۔

۲ - رحبعام کا بیٹا۔ اس کی ماں کا نام معکہ تھا (۲ - تواریخ ۱۱ : ۲۰) -

۳ - ایک جیرسونی لاوی سمعی کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲۳ - ۱۱ - آیت ۱۰ میں شاید سہوِ کاتب کی وجہ سے زینا لکھا گیا ہے - کیتھولک ترجمہ میں دونوں جگہ زینا ہی ہے) -

زیع :- بنی جد میں سے ایک شخص (۱ - تواریخ ۵ : ۱۳) -

زیف :- (عبرانی = صاف کرنے کی جگہ) -
۱ - یہوداہ کے جنوب مشرق کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۲۴ ؛ ۲ - تواریخ ۱۱ : ۸) -
۲ - یہوداہ میں ایک اور شہر جو کرمل اور یوطہ کے قریب واقع تھا (یشوع ۱۵ : ۵۵) - اس کا موجودہ نام بھی زیف ہی ہے -
۳ - کالب کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲ : ۴۲) -
۴ - یہللئیل کا بیٹا (۱ - تواریخ ۴ : ۱۶) -

زیفہ :- یہللئیل کا بیٹا ۱ - تواریخ ۴ : ۱۶) -

زیلوتیس - غیور :- خداوند مسیح کے دو شاگردوں کا نام شمعون تھا - ایک شمعون پطرس اور دوسرے کو شمعون زیلوتیس کہا گیا ہے - زیلوتیس یونانی لفظ کی اردو شکل ہے - اس کے معنی ہیں غیور (کیتھولک ترجمہ میں شمعون کو غیور ہی پکارا گیا ہے)۔
★ کورنیس کے عہد میں اس محبِ وطن یہودی جماعت کا آغاز ہوا تاکہ رومی جارحیت کا مقابلہ کرے - زیلوتیس پارٹی کے رکن بڑے جوشیلے تھے - انہوں نے تشدد اور قتل کا رویہ اختیار کر کے حکمران جماعت کو سخت قدم اٹھانے پر مجبور کیا جس کے نتیجہ میں جنگ ہوئی - شمعون پہلے اس جماعت سے تعلق رکھتا تھا - متی ۱۰ : ۴ اور مرقس ۳ : ۱۸ میں اسے قنانی (کیتھولک قانونی) پکارا گیا ہے - دیکھئے قنانی -

زین :- چمڑا وغیرہ جو سوار ہوتے وقت گھوڑے وغیرہ کی پیٹھ پر کستے ہیں - بائبل میں جہاں بھی زین اور چارجامے کا ذکر آیا ہے، وہاں اس کا ذکر گدھے سے ہے - گدھے پر زین نہیں کستے تھے بلکہ صرف کپڑے ڈال کر سواری کرتے تھے (دیکھئے متی ۲۱ : ۷ ؛ مرقس ۱۱ : ۷ ؛ لوقا ۱۹ : ۳۵) -
پرانے عہدنامے میں دو عبرانی لفظوں کا ترجمہ زین کیا گیا ہے -
۱ - **میرکاب** (اس کا مادہ راکب ہے - قب عربی رَکِبَ بمعنی گھوڑے وغیرہ پر سوار ہونا) - **میرکاب** کا ایک مطلب رتھ ہے (۱ - سلاطین ۴ : ۲۶) دوسرا مطلب (رتھ یا جانور پر) بیٹھنے کی گدی ہے - احبار ۱۵ : ۹ میں زین اور غزل الغزلات ۳ : ۱۰ میں اس کا ترجمہ گدی ہے -
۲ - **خابش** جس کا بنیادی مفہوم باندھنا یا لپیٹنا ہے - ان معنوں میں یہ خروج ۲۹ : ۹ میں کاہنوں کی پگڑیاں باندھنے کے سلسلے میں استعمال ہوا ہے - یوناہ ۲ : ۵ میں یہ بحری نباتات کا یوناہ نبی کے سر سے لپٹنے کے لئے اور کئی جگہ جانور پر خصوصاً گدھے پر کپڑا وغیرہ باندھنے کے لئے بطور فعل استعمال ہوا ہے - اردو میں اسے "زین رکھنا، کسنا" سے ترجمہ کیا گیا ہے (پیدائش ۲۲ : ۳ ؛ گنتی ۲۲ : ۲۱ ؛ قضاۃ ۱۹ : ۱۰ وغیرہ) - جب گدھے پر بوجھ لادا جاتا تھا تو اس پر موٹا کپڑا باندھا جاتا تھا تاکہ تکلیف کم ہو (۲ - سموئیل ۱۶ : ۱ - اگرچہ یہاں اردو میں لفظ زین بھی آیا ہے) - اونٹ پر ★ کجاوہ باندھا جاتا تھا (پیدائش ۳۱ : ۳۴) -

زین :- عبرانی حروفِ تہجی کا ساتواں حرف - ז اس کی شکل ہتھیار کی مانند ہے اور غالباً یہی اس کے معنی ہیں - قاعدۂ جمل کے مطابق اس کے لئے عدد ۷ مقرر ہے - زبور ۱۱۹ کے ساتویں حصے سے پہلے یہی حرف لکھا گیا ہے - اس حصے کی ہر آیت زین سے شروع ہوتی ہے -

زینا :- جیرسون کے خاندان کا ایک لاوی (۱ - تواریخ ۲۳ : ۱۰) - شاید صحیح ہجے زیزا ہیں جیسے آیت ۱۱ میں ہے - دیکھئے زیزا -

زیناس :- کریتے کا ایک عالمِ شرع جسے پولس رسول نے اپلوس کے ساتھ نیکپلس آنے کو کہا (طِطس ۳ : ۱۳) -

زِیو :- (عبرانی = پھولوں کا مہینہ) - پرانے عبرانی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ (۱ - سلاطین ۶ : ۱، ۳۷) نئے کیلنڈر کے مطابق ایار - دیکھئے کیلنڈر -

زیوراتِ بائبل :- آج کل کی طرح بائبل کے زمانہ میں بھی مرد اور عورت دونوں زیور اور جواہرات کی قدر کرتے اور اپنی زیبائش کے لئے پہنتے تھے (خروج ۱۱ : ۲ ؛ یسعیاہ ۳ : ۱۸ - ۲۱ ؛ یرمیاہ ۲ : ۳۲) - یہ بطور انعام بھی پیش کئے جاتے تھے (پیدائش ۲۴ : ۲۲، ۵۳) - قیمتی زیور اور جواہرات مالِ غنیمت کا ایک اہم حصہ تھے (۲ - تواریخ ۲۰ : ۲۵) - سکوں کی ایجاد سے پہلے یہ دولت کی ایک شکل تھے (۲ - تواریخ ۲۱ : ۳) اور بطور معیارِ قیمت استعمال ہوتے تھے (ایوب ۲۸ : ۱۶ ؛ امثال ۳ : ۱۵ ؛ مکاشفہ ۲۱ : ۱۱) -
پرانے عہدنامہ میں عبرانی کے دو لفظ زیور کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں - نعلی (قب عربی حَلْی بمعنی زیور) - اس لفظ کے مادہ کا مطلب چمکایا ہوا، پالش کیا ہوا ہے، اور یوں اس سے زیور مراد ہوا (امثال ۲۵ : ۱۲ ؛ غزل الغزلات ۷ : ۱) - ایک شہر کا نام بھی حلی تھا جس کے معنی زیور ہیں (یشوع ۱۹ : ۲۵ - اردو نام ★ حلی) - پیدائش ۲۴ : ۵۳ اور خروج ۳ : ۲۲ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ زیور آیا ہے جبکہ کیتھولک ترجمہ میں برتن ہے - یہ عبرانی لفظ کیلی کا ترجمہ ہے جو کہ کثیر المعنی لفظ ہے - اس سے اسباب (پیدائش ۳۱ : ۳۷ ؛ ۴۵ : ۲۰)، زیور (یسعیاہ ۶۱ : ۱۰)، کشتی (یسعیاہ ۱۸ : ۲)، باجا یا ساز (۲ - تواریخ ۳۴ : ۱۲) وغیرہ مراد ہے -
تیسرا لفظ عدی ہے جس کا بنیادی مطلب آراستہ کرنا ہے -

یرمیاہ ۴ : ۳۰ اور حزقی ایل ۱۶ : ۱۱ میں زیور کے لئے استعمال ہوا ہے (نیز ★ عدیئیل نام بمعنی خدا کا زیور)۔

زیورات کی ایک جامع فہرست یسعیاہ ۳ : ۱۸ - ۲۱ میں پائی جاتی ہے۔ یسعیاہ نبی یروشلیم پر غضب الٰہی کی پیشینگوئی کرتے ہوئے وہاں کے مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی ہدف تنقید بناتا ہے۔ وہ یروشلیم کی بیٹیوں کو ملامت کرتا ہے کہ وہ آس پاس کی سخت غربت کے ہوتے ہوئے بھی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے سے باز نہیں آتی ہیں۔ وہ اپنا فتویٰ دیتے ہوئے اُنہیں آگاہ کرتا ہے کہ حالات جلد ہی بدل جائیں گے اور اُنہیں شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ وہ اُن کے لباس اور زیورات کا تفصیل سے ذکر کرتا ہے۔ ان ۲۱ ناموں میں کم از کم ۱۳ نام زیورات کے ہیں۔ ان کے علاوہ خروج ۳۵ : ۲۲ میں چار، گنتی ۳۱ : ۵۰ میں پانچ حزقی ایل ۱۶ : ۱۱، ۱۲ میں پانچ اور اپاکرفا کی یہودیت کی کتاب میں چھ زیوروں کا ذکر ہے۔ ذیل میں ہم یسعیاہ کے حوالے کی فہرست کو بنیاد بنا کر مختلف زیورات کا بیان کریں گے اور ان میں دیگر زیورات بھی شامل کر لیں گے۔

یہ ہار راس شمرہ میں برآمد ہوا (غالباً ۱۴۰۰ ق م کا)۔ اس کے دانے سونے، چاندی اور موتیوں وغیرہ کے ہیں۔

یاد رہے کہ مترجمین کے لئے یہ ایک بہت مشکل کام تھا کہ ان زیورات کی تشخیص کر کے ان کو اپنی زبان میں صحیح نام دیں۔ اس محنت کے کام کی داد دینے کے لئے ہم نے ذیل میں ان زیورات کے عبرانی نام بھی درج کئے ہیں تاکہ ان کی شکل و شباہت اور نام تعین کرنے میں اور بھی مدد ملے۔

۱۔ خلخال، پازیب۔ پاؤں کا ایک زیور (عبرانی عاکس = پائل، پازیب، بیڑی۔ اسی لفظ کی دوسری شکل عاکیس کے معنی پائل کی جھنکار ہے۔ یسعیاہ ۳ : ۱۶ میں "گھنگھرو بجاتی جاتی ہیں" اور امثال ۷ : ۲۲ میں اسی لفظ عکس کا ترجمہ بیڑی ہے)۔ یہ زنجیر نما زیور پیر میں پہنایا جاتا تھا۔ اکثر دونوں پاؤں زنجیر سے جُڑے ہوئے ہوتے تھے۔ یسعیاہ ۳ : ۲۰ میں پھر ایسے ہی زیور کا ذکر ہے جس کا ترجمہ پازیب (کیتھولک پیکڑیاں یعنی پیر کی بیڑیاں) کیا گیا ہے۔ یہاں عبرانی لفظ صعادہ ہے (نیز عربی مصاعد بمعنی چڑھنا)۔ چونکہ خواتین کے دونوں پاؤں گھنٹیوں والی زنجیر سے آپس میں بندھے ہوتے تھے اس لئے اُنہیں چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر نزاکت سے چلنا ہوتا تھا۔ یہ چال یسعیاہ نبی نے طنز سے بڑی خوبصورتی سے یوں بیان کی ہے "صیون کی بیٹیاں متکبر ہیں اور گردن کشی اور شوخ چشمی سے خراماں ہوتی ہیں اور اپنے پاؤں سے ناز رفتاری کرتی اور گھنگھرو بجاتی جاتی ہیں" (یسعیاہ ۳ : ۱۶)۔

۲۔ جالیاں (کیتھولک آفتابوں)۔ عبرانی شبیسیم بمعنی جالی دار کپڑا۔ بعض علماء اس کا ماخذ شمس سمجھتے ہیں اور اس کا مقابلہ شمس کے اسم تصغیر شُبیسة سے کر کے اسکا ترجمہ چھوٹے سورج یا آفتاب کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ اس بات سے تقویت حاصل کرتا ہے کہ اگلا زیور چاند (یسعیاہ ۳ : ۱۸) سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلی تشریح کے مطابق یہ ایک جالیدار لباس ہے۔ دوسری کے مطابق ایک ہار نما زیور۔

۳۔ چاند (عبرانی سہرونیم۔ جمع۔ بمعنی چھوٹے چاند۔ یسعیاہ ۳ : ۱۸)۔ یہی لفظ قضاۃ ۸ : ۲۱، ۲۶ میں استعمال ہوا ہے جہاں ترجمہ چندن ہار (کیتھولک چاندی کے طوق) کیا گیا ہے۔ اردو میں چندن کا تعلق صندل کی لکڑی سے ہے۔ غالباً قضاۃ کی کتاب کے اُونٹوں کے گلے کے چاندی کے ہار ہلال کی شکل کے تعویذ تھے (دیکھئے تعویذ)۔

۴۔ آویزے، جھمکے، بالیاں، مندرے۔

بالیاں اور آویزے۔ چودھویں صدی ق م میں یہ فلسطین میں بطورِ تعویذ استعمال ہوتے تھے۔

آویزے (یسعیاہ ۳ : ۱۹)۔ اُردو میں آویزے کان کے زیور کا نام

ہے۔ لفظ آویزاں کا مطلب لٹکا ہُوا ہے۔ ایسی بالی کو لٹکن اور بُندہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں جو عبرانی لفظ استعمال ہُوا ہے وہ بڑی دلچسپی کا حامل ہے۔ **نطیفوت**۔ جمع بمعنی بالیاں خصوصاً موتیوں کی بالیاں۔ اِس لفظ کا مادّہ ناطف ہے جس کا مطلب بوند ہے (قب عربی ★ نُطفہ یعنی بوند) کیونکہ موتی پانی کی شفاف بوند کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ اسی لفظ کا ترجمہ قضاۃ ۸: ۲۶ میں جُھمکے (کیتھولک طوق) کیا گیا ہے۔ چونکہ لفظ **نطیفوت** جمع ہے اس لئے اس کے معنی موتیوں کی لڑی کا ہار بھی ہو سکتا ہے۔ کیتھولک مترجمین نے دونوں معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے یسعیاہ ۳: ۱۹ میں زنجیریاں اور آویزے دونوں درج کر دیئے ہیں (ہار کے لئے دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۵)۔

بالیاں۔ جہاں کہیں ان کا ذکر آتا ہے وہاں یہ سونے یا چاندی کی ہیں۔ پیدائش ۳۵: ۴ میں انہیں مُندرے (کیتھولک بالیاں) کہا گیا ہے۔ یہاں عبرانی لفظ **نظم** ہے جس کے معنی ہیں حلقہ یا چھلّہ (قب عربی نظم = چھیدنا، موتی پرونا)۔ یہ ناک میں بھی پہنا جاتا تھا اور کان میں بھی (حزقی ایل ۱۶: ۱۲۔ یہاں نتھ کے لئے لفظ **نظم** ہے اور بالیوں کے لئے عگیل؛ خروج ۳۲: ۲ میں اسی لفظ نظم کا ترجمہ بالی کیا گیا ہے اور پیدائش ۲۴: ۲۲، ۴۷ میں نتھ)۔

مجدّو میں کھدائی کے دوران یہ بالی برآمد ہوئی۔

پیدائش ۳۵: ۴ کے مُندرے ضرور بطور ★ تعویذ استعمال ہوتے ہوں گے یا ان کا تعلق بت پرستی کی کسی رسم سے ہوگا کیونکہ جب یعقوبؔ نے اپنے ساتھیوں سے بیگانہ دیوتاؤں کو دُور کرنے کو کہا تو انہوں نے یہ مندرے بھی جو اُنکے کانوں میں تھے یعقوبؔ کو دیدیئے۔ عبرانی لوگوں میں صرف بچّے (لڑکے لڑکیاں) بالیاں پہنتے تھے (خروج ۳۲: ۲)۔ البتہ مدیانی لوگوں کے متعلق ذکر ہے کہ اُنکے مرد بھی غالباً بالیاں پہنتے تھے (قضاۃ ۸: ۲۴ مابعد)۔

۵۔ پہنچیاں، کنگن، کڑے۔ پہنچیاں (یسعیاہ ۳: ۱۹۔ کیتھولک کنگن)۔ اردو میں پہنچی کنگن کی طرح ایک زیور کا نام ہے جو کلائی میں پہنا جاتا ہے۔ یہاں اس کے لئے عبرانی لفظ **شیروت** ہے جس سے غالباً وہ زیور مُراد ہے جو مروڑ کر بنایا گیا ہو۔ لیکن کنگن اور کڑوں کے لئے عبرانی میں بہت سے اور لفظ ہیں۔ سب سے عام لفظ **صامید** ہے جس کا بنیادی مطلب باندھنا ہے (مثلاً گنتی ۱۹: ۱۵ میں)۔ پیدائش ۲۴: ۲۲، ۳۰ میں اس کا ترجمہ کڑے کیا گیا ہے۔ گنتی ۳۱: ۵۰؛ حزقی ایل ۱۶: ۱۲ (کیتھولک کڑے) اور حزقی ایل ۲۳: ۴۲ میں کنگن کیا گیا ہے۔

کڑے کی قسم کا ایک اور زیور ہے جسے بازو بند کہا جا سکتا ہے کیونکہ وہ کلائی میں نہیں بلکہ بازو پر باندھا جاتا ہے۔ ۲۔ سموئیل ۱: ۱۰ میں بازو کا کنگن ایسا ہی تھا جو ساؤل بادشاہ کے بازو پر اُس کے شاہی رُتبے کی علامت تھا۔

پیدائش ۳۸: ۱۸، ۲۵ کا بازو بند (کیتھولک ڈوری) جو تمرؔ نے اپنے خُسر یہوداؔہ سے رہن لیا غالباً ★ مُہر کو محفوظ رکھنے کے لئے یا تو بازو کا کنگن تھا یا گلے میں لٹکانے کی ڈوری۔ معزّز لوگ اپنی مُہر (خاتم۔ جو ★ انگوٹھی میں لگی ہوئی تھی) کو گردن میں لٹکا لیتے تھے (اِس کے لئے عبرانی لفظ پاتیل ہے قب عربی فُتلة)۔

نیز دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۳

۶۔ تاج (کیتھولک افسر)۔ عبرانی لفظ پیر جسے زیور کہا گیا ہے اصل میں لباس میں شمار کرنا چاہیئے۔ یہ سر کی ایک خوبصورت تاج نما ٹوپی تھی۔ اسی لفظ کا ترجمہ اور جگہ عمامہ (حزقی ایل ۴۴: ۱۸ کیتھولک کلاہ) اور پگڑی (حزقی ایل ۲۴: ۱۷، ۲۳ کیتھولک دستار) خروج ۳۹: ۲۸ کیا گیا۔

۷۔ پازیب۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱

۸۔ پٹکے۔ عبرانی **قشوریم**۔ اس کے بنیادی معنی ہیں باندھ کر جوڑنا۔ یسعیاہ ۳: ۲۰ کے پٹکے غالباً دلہن کے لباس کا ایک حصہ تھے۔ یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ کمر بند تھے یا سر کی پٹیاں۔ پٹکوں کا ذکر اور جگہ بھی ہے (خروج ۲۸: ۸؛ ایوب ۱۲: ۱۸؛ دانی ایل ۱۰: ۵)۔ یہ مجازی معنوں میں کئی جگہ آیا ہے (یسعیاہ ۱۱: ۵؛ کلسیّوں ۳: ۱۴)۔

۹۔ عطردان۔ (عبرانی **بیت نفش** بمعنی روح کا گھر یعنی پھولوں کی روح۔ عطر کا گھر)۔ یہ ایک دلچسپ زیور ہے۔ عورتیں عطر کو چھوٹی ڈبیا میں بند کر کے پہنتی تھیں۔ یوں وہ مُعطر رہتی تھیں (یسعیاہ ۳: ۲۰)۔

۱۰۔ تعویذ۔ عبرانی **لخش** بمعنی چاٹنا یا سانپ کی طرح سسکارنا۔ قب عربی **لحس**۔ لواحس = سانپ۔ یہ خاص زیور جو بالی یا ہار یا بازو بند کی شکل میں ہوتے تھے، ان پر جادو سے منتر پھونکا جاتا تھا (یہی اس کی وجۂ تسمیہ تھی۔ یہ دفعِ بلا کی غرض سے پہنتے تھے۔ غالباً یسعیاہ ۳: ۲۰ کا تعویذ اسی قسم کی بالیاں یا کوئی اور لٹکانے کی چیز تھی۔

غزل الغزلات ۸: ۶ کا تعویذ (عبرانی **خاتم**) میں جادو کا عنصر نہیں بلکہ یہ دل کے قریب پہننے کا زیور تھا۔ اس حوالے میں دُلہن محبوب کو کہتی

ہے کہ مجھے اپنے دل کے قریب رکھ جیسے مُہر یا تعویذ کو رکھا جاتا ہے۔ متی ۲۳: ۵ کا تعویذ ان دونوں سے مختلف ہے۔ یہ یونانی phylakterion کا ترجمہ ہے۔ اس کے بنیادی معنی ہیں حفاظت کی چوکی۔ پھر ہوتے ہوتے یہ کسی قسم کی حفاظت اور آخر میں تعویذ کے لئے استعمال ہونے لگا۔ خیال رہے کہ لفظ تعویذ کے لغوی معنی بھی پناہ دینا یا پناہ میں لینا ہیں (قب عربی نعوذ۔ ہم پناہ مانگتے ہیں)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں اس سے وہ چھوٹی ڈبیا مراد تھی جس میں فریسی توریت کی چند آیات لکھ کر چمڑے کے تسموں سے ماتھے یا بازو پر دل کے سامنے باندھتے تھے تاکہ یاد رکھیں کہ خدا کی طرف سے اُن کے لئے کیا فرائض ہیں (قب خروج ۱۳: ۱۶؛ استثنا ۶: ۸؛ ۱۱: ۱۸)۔ پہننے والے یہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ تعویذ بھوت پریت کے بُرے اثرات سے بھی بچاتے ہیں۔ متی کی انجیل کے حوالے میں ذکر ہے کہ فریسی اپنے تعویذوں کو بڑا بناتے تھے تاکہ لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کروائیں۔

۱۱۔ انگوٹھی، انگشتری، خاتم۔ انگشتری۔ کیتھولک ترجمہ میں خاتم۔ (اس کا عبرانی لفظ طبعات ہے۔ مقابلہ کریں عربی طبع بمعنی چھاپنا، مُہر لگانا۔ ہندی میں ایسی انگوٹھی کو چھاپ کہتے ہیں)۔

۱۔ ایک زیور جو انگلی میں پہنا جاتا ہے (گنتی ۳۱: ۵۰؛ یسعیاہ ۳: ۲۱)۔

۲۔ پرانے زمانے میں اکثر دستخط کی بجائے حاکم یا بادشاہ فرمان یا دستاویز پر اپنی مُہر لگاتے تھے۔ یہ مُہر گلے میں ڈوری سے لٹکائی جاتی تھی (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تکوین ۳۸: ۱۸)۔ لیکن بعد میں اسے زیادہ محفوظ رکھنے کے لئے انگلی میں بطور انگوٹھی پہنتے تھے۔ کسی کو اپنی انگوٹھی اُتار کر دینے کا مطلب یہ تھا کہ اب اختیار اس شخص کو سونپا گیا ہے (پیدائش ۴۱: ۴۲، ۴۳؛ آستر ۳: ۱۲؛ لوقا ۱۵: ۲۲)۔

یہ مُہرِ خاتم یریحو میں برآمد ہوئی۔

غالباً شادی کی رسم میں انگوٹھیوں کا تبادلہ اس بات کی علامت ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا اختیار آپس میں بانٹتے ہیں۔

۱۲۔ نتھ (عبرانی نطم۔ اس لفظ کا بنیادی مطلب سوراخ کرنا ہے۔ قب عربی نظم بمعنی موتی پرونا۔ نظم بھی شعروں کو پروکر بنتی ہے)۔ نتھ پہننے کا رواج آس پاس کی غیر قوم عورتوں کی طرح عبرانی عورتوں کے ہاں بھی عام تھا۔ ربقہ کو ابرہام کے نوکر نے سونے کی نتھ پیش کی تھی (پیدائش ۲۴: ۲۲، ۴۷)۔ یروشلیم کی مغرور اور عیاش خواتین کا بھی یہ پسندیدہ زیور تھا (یسعیاہ ۳: ۲۱)۔ حزقی ایل ۱۶: ۱۲ میں بھی اسی قسم کی نتھ کا ذکر ہے۔ یہی لفظ امثال ۱۱: ۲۲ میں استعمال ہوا ہے۔

ہوسیع ۲: ۱۳ میں نظم کا ترجمہ بالیاں کیا گیا ہے لیکن عین ممکن ہے کہ یہاں بھی نتھ ہی مراد ہو۔ دیگر جگہ اس لفظ کا ترجمہ مندرے (پیدائش ۳۵: ۴) اور بالیاں (قضاۃ ۸: ۲۴، ۲۵؛ ایوب ۴۲: ۱۱؛ امثال ۲۵: ۱۲) کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے زیوراتِ بائبل ۴۔

(یسعیاہ ۳: ۲۲ سے آگے جن چیزوں کا ذکر ہے اُن کا تعلق لباس سے ہے۔ ان کے سلسلے میں دیکھئے ملبوساتِ بائبل)۔

۱۳۔ بازوبند۔ اُردو میں یہ لفظ تین جگہ بائبل میں آتا ہے: خروج ۳۵: ۲۲ (کیتھولک حمائلیں)؛ گنتی ۳۱: ۵۰ (کیتھولک زنجیریں) اور پیدائش ۳۸: ۱۸ (کیتھولک ڈوری)۔ پہلے دو حوالوں کے لئے عبرانی لفظ کوماز ہے، یعنی سونے کی چھوٹی گولی (قب عربی کَمَزَ = ہاتھ سے گول کرنا جیسے گندھے ہوئے آٹے کا پیڑا بنانا)۔ اس لفظ سے غالباً سونے کی گولیوں کا ہار مراد ہے جو بنی اسرائیل بیابان میں پہنتے تھے۔ انہیں مدیانی بھی پہنتے تھے۔ پیدائش ۳۸: ۱۸ کا بازوبند بھی گلے میں لٹکانے کی چیز تھی (دیکھئے زیوراتِ بائبل ۵)۔

۱۴۔ جگنو (کیتھولک کنگن)۔ اس کا ذکر خروج ۳۵: ۲۲ میں آیا ہے۔ اصل میں یہ اُس کنگن سے مختلف ہے جس کا ذکر ۵ میں ہوا ہے۔ اس کے لئے عبرانی لفظ خاخ ہے جس کا بنیادی مفہوم کانٹا ہے۔ یہ لفظ اُس چھلّے کے لئے استعمال ہوتا ہے جو جانوروں کی ناک میں ڈالتے ہیں۔ پھر اس میں رسّی ڈال کر جانور کو سدھاتے یا قابو میں رکھتے ہیں (۲۔ سلاطین ۱۹: ۲۸؛ یسعیاہ ۳۷: ۲۹ نکیل۔ کیتھولک کانٹا اور کُنڈلی؛ حزقی ایل ۲۹: ۴ کانٹے)۔ لیکن یہاں خروج ۳۵: ۲۲ میں اس سے وہ بکسوا نما زیور مُراد ہے جسے عورتیں اپنے لباس کو اکٹھا رکھنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ یہ وہ خوبصورت آنکڑا ہے جسے انگریزی میں بروچ brooch کہتے ہیں۔

۱۵۔ طوق بھی گلے کا ایک زیور ہے۔ جب فرعون نے یوسف کو مصر کا حاکم مقرر کیا تو اسے سونے کا طوق پہنایا (پیدائش ۴۱: ۴۲)۔ یہ مُنصف اور وزیر کا امتیازی نشان تھا (قب امثال ۱: ۹)۔ اسی قسم کا طوق دانی ایل کو بھی دیا گیا جب بیلشضر بادشاہ نے اُسے تیسرے درجے کا حاکم بنایا (دانی ایل ۵: ۷، ۱۶، ۲۹)۔

جو عبرانی کا لفظ راویڈ - مادّہ ریش۔ بیتھ۔ دالت کا مطلب جوڑنا ہے قب عربی ربط۔ یوں گلے کا پٹا بن گیا) پیدائش ۴۱: ۴۲ میں استعمال ہوا ہے، وہی حزقی ایل ۱۶: ۱۱ میں بھی آتا ہے۔ اُس طوق کے لئے جس کا ذکر امثال ۱: ۹ اور غزل الغزلات ۴: ۹ میں آیا ہے عبرانی لفظ عناق ہے (قب عربی عَنَق بمعنی لمبی گردن والا۔ غالباً ★ عناقیم (گنتی ۱۳: ۳۳) کو یہ نام اُن کی لمبی گردن کی وجہ سے ہی دیا گیا ہے۔ اُردو میں گلے لگنے یا گلے ملنے کے لئے لفظ معانقہ ہے)۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ قضاۃ ۸: ۲۶

میں زنجیریں کیا گیا ہے۔
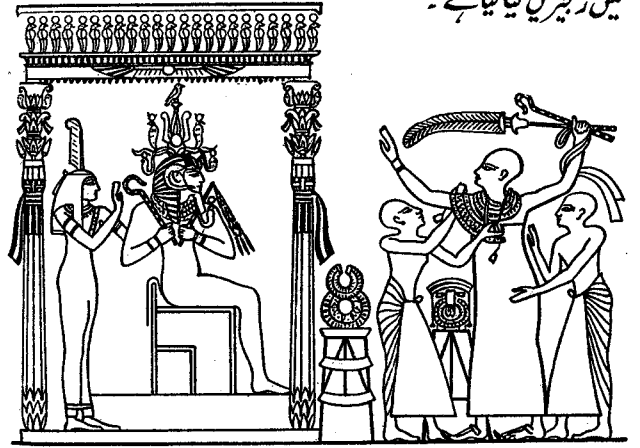
خلعت بخشی کی رسم۔ فرعون بادشاہ کے سامنے ایک وزیر کو سونے کا طوق پہنایا جا رہا ہے۔ یہ تصویر وزیر کے مقبرہ کی دیوار پر نقش تھی (غالباً ۱۳۰۰ ق۔م)۔ یوسف کو بھی ایسا ہی اعزاز ملا ہوگا (قب پیدائش ۴۱ : ۴۲)۔

۱۶۔ کیسے (کیتھولک۔ تھیلیاں یسعیاہ ۳: ۲۲)۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اس شے کو لباس میں شمار کیا جائے یا زیورات میں۔ یہ خوبصورت بٹوا نما تھیلی زیبائشی زیادہ تھی اور کارآمد کم۔ اس کے لئے عبرانی لفظ خاریط ہے (قب عربی۔ خَرِيطَة بمعنی تھیلی)۔ اسی لفظ کا ترجمہ ۲۔سلاطین ۵ : ۲۳ میں تھیلی کیا گیا ہے۔

زیُوس :- یونانی دیومالا میں سماوی اور فضائی مظاہر کا دیوتا۔ یہ دیوتاؤں میں اوّل اور اعلےٰ گنا جاتا تھا۔ یہ گرج، کڑک، بارش اور طوفان کا دیوتا مانا جاتا تھا۔ اس کے بڑے قدآور اور خوبصورت مجسمے بنائے جاتے تھے۔ اسے لاطینی دیومالا میں یوپیٹر Jupiter یعنی مشتری کا نام دیا جاتا تھا۔ انطاکس ایپفینیس نے زیُوس کو بڑی عزت دی، یہاں تک کہ اس نے یروشلیم میں یہودیوں کی ہیکل کو زیوس کے نام وقف کیا۔

★ لسترہ میں زیُوس کا مندر بھی تھا (اعمال ۱۴: ۱۳)۔ جب پولس نے وہاں ایک جنم کے لنگڑے کو شفا دی تو لوگوں نے سمجھا کہ برنباس اور پولس اُن کے دیوتاؤں کی صورت میں اُن کے درمیان اُتر آئے ہیں۔ اُنہوں نے برنباس کو اُس کے قد و قامت کے باعث زیُوس اور پولس کو اُس کی فصاحت کی وجہ سے ہرمیس Hermes (جو اور دیوتاؤں کا قاصد تھا) سمجھا (اعمال ۱۴: ۱۳) دیکھئے دانی ایل۔ نیز دیکھئے انطاکس ایپفینیس۔

س

ساتواں برس:- یہ اصطلاح زمین کے بارے میں قانون کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ احبار ۲۵: ۲ میں مرقوم ہے: "اُس کی زمین بھی خداوند کے لئے سبت کو مانے"۔ اِسے "آرام کا سبت" اور "آرام کا سال" بھی کہا گیا ہے (احبار ۲۵: ۴، ۵)۔ چھ سال تک کاشتکاری کرنے کے بعد زمین کو ایک سال کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اُس میں جو کچھ اُگتا وہ غریب لوگ جمع کر لیتے تھے۔ اس کے بعد اُسے جانوروں کے چرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا (خروج ۲۳: ۱۱)۔

اس خوف سے چھٹکارا دلانے کے لئے کہ اُس سال کیا کھائیں گے خداوند نے وعدہ کیا کہ چھٹے برس اتنی فصل ہو گی کہ تین برس کے لئے کافی ہو گی (احبار ۲۵: ۲۰ مابعد)۔

اس حکم کے بعد اسرائیل میں ہر ساتویں سال آرام کا سال منایا جاتا تھا (نحمیاہ ۱۰: ۳۱؛ ۱۔ مکابین ۶: ۴۹، ۵۳ مقابلہ کیجئے یوسیفس اینٹکس ۱۲: ۹: ۵؛ ۱۴: ۱۰: ۶)۔ احبار ۲۶: ۳۴-۴۳؛ ۲۔ تواریخ ۳۶: ۲۱؛ یرمیاہ ۳۴: ۱۴-۲۲ میں خدا اِس حکم پر عمل نہ کرنے پر اپنا غصہ ظاہر کرتا ہے۔

ساتواں سال اپنے عروج کو پچاسویں سال پہنچتا تھا اور یہ سال "یوبلی سال" کہلاتا تھا (عبرانی میں یوبل کا مطلب مینڈھا ہے = نرسنگا (مینڈھے کا سینگ) جس کے پھونکنے سے اس سال کا اعلان کیا جاتا تھا (دیکھئے احبار ۲۵: ۸ وغیرہ)۔ ہر ایک اسرائیلی پر فرض تھا کہ وہ ساتویں سال سے متعلق احکامات پر عمل کرے۔ اس کے علاوہ جائداد اصل مالک کو لوٹا دی جاتی، قرض معاف کر دیئے جاتے اور غلام آزاد کر دیئے جاتے تھے۔ یہ شکر گذاری کا وقت اور ایک ایسا موقع تھا جس میں اس ایمان کا اظہار کیا جاتا تھا کہ خدا خوراک مہیا کرے گا (احبار ۲۵: ۸ وغیرہ اور استثناء ۱۵: ۲-۱۸)۔

ہر ساتویں سال زمین کے آرام کا تعلق نہ تو ارضیات کے کیمیائی اصولوں سے تھا، اور نہ یہ کنعان کے اِس نمونہ پر ہے کہ سات سال قحط کے اور سات سال بہتات کے۔ کلام کے مطابق زمین ایک سال کے لئے غیر مزروعہ چھوڑ دی جاتی تھی۔ دراصل اِس انتظام کی بنیاد اِس بات میں تھی کہ ساتویں سال کا آرام زمین اور خداوند دونوں کے لئے سبت کا آرام تھا (احبار ۲۵: ۲، ۴)۔ یہاں اس کا سبت کے حکم کے ساتھ تعلق صاف نظر آتا ہے جس کی بنیاد خدا کی تخلیقی سرگرمیوں میں ہے (دیکھئے سبت)۔ اِس انکشاف کے ساتھ دوسرے عناصر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً انسان زمین کا واحد مالک نہیں ہے اور نہ زمین اُس کی دائمی ملکیت ہے بلکہ خدا کے تحت وہ اُس کے پاس امانت ہے (احبار ۲۵: ۲۳)۔ ایک اسرائیلی کو یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت تھی کہ موروثی حق کے طور پر اس کے پاس کچھ بھی نہیں کیونکہ وہ مصر میں غلام تھا (استثناء ۱۵: ۱۵)۔

ساحر:- دیکھئے جادو اور جادوگری ۳

سارتھی:- ہندی لفظ بمعنی رتھ چلانے والا۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۱۔ سلاطین ۲۲: ۳۴ میں آیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ گاڑی چلانے والا ہے۔ یہ عبرانی رکاب کا ترجمہ ہے۔ دیکھئے رتھ۔

سارس:- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۱۷

سارنگی:- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲

سارُوحن - شارُوحن:- یہوداہ کے علاقے میں ایک پرانا شہر جو بنی شمعون کو میراث میں دیا گیا (یشوع ۱۹: ۶)۔ غالباً سلحیم اسی جگہ کا ایک اور نام ہے (یشوع ۱۵: ۳۲)۔ اسے شعریم بھی کہا گیا ہے (۱۔ تواریخ ۴: ۳۱)۔

سارہ:- (عبرانی = شہزادی)۔
۱۔ ابرہام کی بیوی۔ اُس کا پہلی مرتبہ ذکر پیدائش ۱۱: ۲۹ میں آیا ہے۔ وہ ابرہام سے دس سال چھوٹی تھی اور اُن کی شادی کسدیوں کے اُور میں ہوئی (پیدائش ۱۱: ۲۹-۳۱)۔ پیدائش ۲۰: ۱۲ کے مطابق وہ ابرہام کی سوتیلی بہن تھی یعنی دونوں کا باپ ایک ہی تھا مگر ماں الگ الگ۔ قدیم زمانہ میں اِس قسم کی شادیوں کا رواج تھا۔ اُس کا اصل نام ساری تھا۔ جب ابرہام اُور سے حاران کی طرف روانہ ہوا تو اُس وقت سارہ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ بعد ازاں وہ ابرہام کے ساتھ مصر کو گئی۔ وہاں ابرہام نے اسے اپنی بہن بتایا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اگر مصریوں کو علم ہوا کہ وہ اُس کی بیوی ہے تو وہ اُسے ہلاک کر دیں گے۔ بعد کے سالوں میں ابرہام نے جرار کے بادشاہ ابی ملک کے دربار میں پھر یہی کہا (پیدائش ۲۰: ۱-۱۸)۔ اِن دونوں افسوسناک موقعوں پر خدا نے مداخلت کر کے حالات کو بدلا اور بت پرست بادشاہوں نے ابرہام کو اُس کے جھوٹ پر ملامت کی۔ جب سارہ ۷۵ برس کی تھی تو ابھی بے اولاد تھی، اس لئے اُس نے اپنی لونڈی ہاجرہ کو ابرہام کو دے دیا تاکہ اس

کے لئے اولاد پیدا کرے ۔ اُس زمانہ کے قانون کے مطابق اگر اس عورت سے لڑکا پیدا ہوتو اُسے بیٹے کے حقوق حاصل ہوں گے اور وہ ابرہام اور سارہ کا وارث ہوگا۔ لیکن جب ہاجرہ حاملہ ہوئی تو وہ اپنی مالکہ کو حقیر سمجھنے لگی ۔ لہٰذا سارہ اس پر سختی کرنے لگی اور وہ گھر سے بھاگ گئی ۔ تاہم خدا کی ہدایت کے مطابق ہاجرہ واپس آئی اور اپنے آپ کو اپنی مالکہ کے سپرد کر دیا اور اسمٰعیل کو جنم دیا ۔ بعد ازاں جب سارہ ۹۰ برس کی ہوئی تو خدا نے اُس سے بیٹے کا وعدہ کیا اور اُس کا نام ساری سے سارہ بدل کر رکھا ۔ ایک سال کے بعد اس کے بیٹا پیدا ہُوا (پیدائش ۱۷ : ۱۵ - ۲۷) - غالباً یہی وہ عرصہ ہے جب کہ ابرہام نے سارہ کے متعلق جرار کے بادشاہ ابی ملک سے غلط بیانی کی تھی ۔ چند سال بعد جب اضحاق کے دودھ چھڑانے کی خوشی میں ایک بہت بڑی ضیافت دی گئی تو سارہ نے دیکھا کہ اسمٰعیل اُس کے بیٹے کا مذاق اُڑا رہا ہے ۔ پس اُس نے ابرہام سے اسمٰعیل اور ہاجرہ کو فوراً گھر سے نکالنے کا مطالبہ کیا (پیدائش باب ۲۱) ۔ چونکہ خدا نے بھی ابرہام کو اِسی قسم کی ہدایت کی تھی اس لئے اُسے بادلِ نخواستہ بات ماننی پڑی ۔ سارہ نے ۱۲۷ سال کی عمر میں قریت اربع (حبرون) میں وفات پائی اور مکفیلہ کے غار میں دفن ہُوئی جسے ابرہام نے اپنے خاندانی قبرستان کے لئے خرید اتھا (پیدائش ۲۳ : ۱ - ۲)۔ اس کے بعد پُرانے عہدنامہ میں سارہ کا ذکر صرف یسعیاہ ۵۱ : ۲ میں آیا ہے جہاں اُسے برگزیدہ نسل کی ماں بیان کیا گیا ہے ۔ نئے عہدنامہ میں اُس کا ذکر رومیوں ۴ : ۱۹؛ ۹ : ۹؛ گلتیوں ۴ : ۲۱ - ۵ : ۱؛ عبرانیوں ۱۱ : ۱۱ اور ۱ - پطرس ۳ : ۶ میں ملتا ہے ۔

۲ - رعوئیل کی بیٹی اور طوبیت کی بیوی (طوبیاہ ۳ : ۷، ۱۷) ۔

ساری - شارائی :- اُس نے اسیری سے واپس آکر عزرا کے حکم پر دیگر لوگوں کے ساتھ اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰ : ۱۰، ۴۰، ۴۴)۔

سارہی :- دیکھئے سارہ ۔

ساریہ - سادید :- زبولون کی حد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۹ : ۱۰، ۱۲)، غالباً موجودہ تل شدود جو مجدو کے شمال میں ہے ۔

ساسی - شاشائی :- (عبرانی = سفید رنگ کا یا شریف)۔ بنی بانی میں سے ایک شخص ۔ اُس نے عزرا کے حکم پر اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰ : ۴۰) ۔

سافان :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۱

سافر - شافر :- (عبرانی = خوبصورت) ۔ ایک پہاڑ کا نام ۔ بیابان کے سفر میں بنی اسرائیل نے حرادہ اور مقہیلوت کے درمیان یہاں ڈیرہ ڈالا (گنتی ۳۳ : ۲۳) ۔

سافط - شافاط :- (عبرانی = وہ فیصلہ کرتا ہے)۔ ۱ - کنعان کی جاسوسی کے لئے شمعون کے قبیلے سے حوری کا بیٹا (گنتی ۱۳ : ۵) ۔

۲ - الیشع نبی کا باپ (۱ - سلاطین ۱۹ : ۱۶، ۱۹؛ ۲ - سلاطین ۳ : ۱۱؛ ۶ : ۳۱) ۔

۳ - بسن میں بنی جد کا ایک سردار (۱ - تواریخ ۵ : ۱۲) ۔

۴ - عدلی کا بیٹا - وہ داؤد بادشاہ کا ایک چرواہا تھا (۱ - تواریخ ۲۷ : ۲۹)۔

۵ - داؤد کی اولاد سے سمعیاہ کا بیٹا (۱ - تواریخ ۳ : ۲۲) ۔

سافم - شافام :- بنی جد میں سے ایک شخص جو بسن میں رہتا تھا (۱ - تواریخ ۵ : ۱۲) ۔

سافن - شافان :- (عبرانی = چٹانی خرگوش) - یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک امانت دار منشی (۲ - سلاطین ۲۲ : ۳ - ۲۰؛ ۲ - تواریخ ۳۴ : ۸ - ۲۸)- ان حوالوں میں چار باتوں کا خصوصاً ذکر ہے جن میں سافن نے دیانتداری دکھائی ۔

ساق پوش :- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ب - ۵

ساقی :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲۴

ساکرامنٹ :- یہ لفظ کلامِ مُقدّس میں نہیں آیا البتہ یہ بائبل کے قدیم لاطینی اور ★ ولگاتا ترجمہ میں یونانی لفظ mysterion (= ★ بھید) کے لئے استعمال کیا گیا ہے (مثلاً افسیوں ۵ : ۳۲؛ ۱ - تیمتھیس ۳ : ۱۶؛ مکاشفہ ۱ : ۲۰؛ ۱۷ : ۷ ؛ کلسیوں ۱ : ۲۶) - یہ ایک دینی اصطلاح ہے جو مسیحی ایمان کی چند رسوم کے لئے متعیّن کی گئی ہے ۔

عام استعمال میں اس لفظ کے دو مفہوم تھے ۔ اوّل - یہ ایک قانونی اصطلاح تھی جس کے مطابق دو شخص اپنے تنازعہ کے سلسلے میں ایک مقررشدہ رقم کسی مندر میں بطور امانت رکھ دیتے تھے اور عہد کرتے تھے کہ مقدمہ جیتنے والا اپنی رقم واپس لے لیگا اور ہارنے والے کی رقم ضبط ہوکر مندر کے خزانہ میں جمع کر دی جائے گی ۔ دوم ۔ یہ اُس حلف کی رسم کے لئے استعمال ہوتا تھا جس میں ایک رومی سپاہی اپنے کمان افسر اور قیصر سے وفادار رہنے کا عہد و پیمان کرتا تھا ۔ بعد ازاں یہ دونوں مفہوم مِل گئے اور یہ لفظ ایک مقدّس رسم کے لئے

استعمال ہونے لگا جس میں ایک عہد اور وفاداری کی قسم دونوں شامل تھے۔ وقت کے گزرنے پر پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں نے اس کو خدا کی مقرر کردہ دو خاص رسوم یعنی بپتسمہ اور عشائے ربانی پر محدود کر دیا۔ تاہم وہ وسیع تر معنوں میں بھی کئی صدیوں تک ساتھ ساتھ استعمال ہوتا رہا۔ بارہویں صدی کا ایک مسیحی ہیوگو تیس ساکرامنٹوں کا ذکر کرتا ہے اور اسی زمانہ کا ایک اور مسیحی پیٹر لامبارڈ سات ساکرامنٹ بیان کرتا ہے۔ موخرالذکر تعداد کو رومی کلیسیا نے قبول کیا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۔ بپتسمہ؛ ۲۔ استحکام؛ ۳۔ عشائے ربانی؛ ۴۔ اعتراف؛ ۵۔ آخری مسح؛ ۶۔ قسوسیت کی خدمت؛ ۷۔ شادی۔ یہ فہرست تھوماس اکوئناس نے اپنائی اور پھر ٹرینٹ کی مجلس عامہ Council of Trent نے انہیں بطور ساکرامنٹ تسلیم کیا۔

پروٹسٹنٹ مصلح دین نے نئے عہدنامہ کی ساکرامنٹوں کے سلسلے میں تین امتیازی نکتے اہم قرار دیئے۔ ۱۔ صرف وہ رسوم جن کو خداوند مسیح نے خود مقرر کیا ہو۔ ۲۔ انہیں ادا کرنے کو مسیح نے اپنے شاگردوں کو خود حکم دیا ہو۔ ۳۔ وہ خدا کے فضل کے ظاہری نشان ہوں۔ چونکہ صرف بپتسمہ اور عشائے ربانی اس معیار پر پورے اترتے ہیں اس لئے صرف انہی کو انجیلی کلیسیائیں ساکرامنٹ قرار دیتی ہیں۔ ان دو رسوم کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ان کا ذکر بائبل میں اکٹھا آتا ہے (دیکھئے اعمال ۲: ۴۱، ۴۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱-۴)۔

یہ دونوں ساکرامنٹ ایمان اور تابعداری کے ظاہری عمل ہیں۔ انہیں مسیح نے اس مقصد کے لئے مقرر کیا کہ کلیسیا کے ممبران کو پاک روح کی مدد سے اپنی موت اور جی اُٹھنے میں شریک کریں (متی ۲۸: ۱۹، ۲۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۷؛ اعمال ۲: ۳۸؛ رومیوں ۶: ۳-۵؛ کلسیوں ۲: ۱۱-۱۲)۔ یہ علامتی رسوم مسیحی ایمان کے مرکزی مسائل کی سچائی کو بعض پرمعنی عملوں سے ایمانداروں اور دوسروں پر آشکارا کرتی ہیں۔ مثلاً بپتسمہ گناہ کی معافی اور خداوند کی موت جو انہوں نے ہماری خاطر برداشت کی اور اُن کے جی اُٹھنے میں شریک ہونے کی ایک عملی اور بصری تصویر ہے۔ پانی طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ پانی میں غوطہ کھانا موت کی تصویر ہے۔ پانی میں سے نکلنا گویا دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ یوں اس جیتے جاگتے عمل سے انجیل کے مرکزی پیغام کو ہمارے ذہن نشین کیا گیا ہے۔

عشائے ربانی میں روٹی کا توڑنا، اُس کے کھانے میں شریک ہونا اور مے کا (جو خون کی علامت ہے) پینا اس بات کی تصویر ہے کہ مسیح نے مصلوب ہو کر اور اپنا خون بہا کر ایمانداروں کو اپنی قربانی کے فوائد میں شریک کر دیا۔ جیسے ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں ساکرامنٹ عہد کی رسوم ہیں۔ "یہ پیالہ میرے اُس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے" (لوقا ۲۲: ۲۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۵)۔ ہم خدائے ثالوث کے نام میں (متی ۲۸: ۱۹۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ جہاں "نام سے" کی بجائے "نام میں" ہے) بپتسمہ پاتے ہیں۔ اس نئے عہد کی ابتدا مسیح کی موت کی قربانی سے ہوتی ہے (قب خروج ۲۴: ۸؛ یرمیاہ ۳۱: ۳۱، ۳۲)۔ اس عہد کی برکتیں خدا اپنے کلام اور انجیل کے وعدوں اور ساکرامنٹوں کے ذریعہ دیتا ہے۔ رسولوں کے زمانے میں اس بات کی گواہی بڑے صاف طور پر ملتی ہے کہ کئی اشخاص نے ساکرامنٹوں میں شریک ہونے اور خدا کے پاک کلام کے سننے سے بڑی برکتیں حاصل کیں (اعمال ۲: ۲۸ مابعد)۔ جب ساکرامنٹوں میں شریک ہوتے وقت انجیل کی خوشخبری اور اس کے وعدے یاد دلائے جاتے ہیں تو وہ ان رسموں کو بامعنی اور مفید بناتے ہیں۔ جن لوگوں نے صرف یوحنا کا بپتسمہ پایا تھا اُنہیں دوبارہ "خداوند یسوع کے نام میں" بپتسمہ دیا گیا (اعمال ۱۹: ۱-۷۔ ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو)۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ساکرامنٹوں میں شریک تو ہوئے مگر اُن کے روحانی فائدہ سے محروم رہے (دیکھئے شمعون جادوگر کی مثال اعمال ۸: ۱۲، قب ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۷)۔ اس کے برعکس کرنیلیس اور اُس کے خاندان (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۸) نے بپتسمہ پانے سے پہلے ہی رُوح اُلقدس کی برکت پائی۔ لیکن یہ برکت پانے کے بعد بھی ان پاک رسوم میں شریک ہونا مفید اور لازم قرار دیا گیا۔

نئے عہدنامہ میں ساکرامنٹوں میں شرکت اور روحانی زندگی میں کسی قسم کے تضاد کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔ جب ایماندار ساکرامنٹوں میں صحیح نیت سے شریک ہو جاتے تو یہ اس کو روحانی برکتوں سے فیضیاب کرتے ہیں، لیکن ان برکتوں کا انحصار محض ساکرامنٹوں پر نہیں ہے۔ جب ان پاک رسوم کی ادائیگی سے برکتیں ملتی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی پاک کلام کے ایمان اور راستباز زندگی کے مطالبے سے کوئی ٹکراؤ ہے۔

اگر ہم ان پاک رسوم میں پاک کلام کے اصولوں کے مطابق شریک ہوں تو وہ ہمیں نجات کی بنیادی حقیقت کو بار بار یاد دلاتی ہیں، یعنی مسیح کی موت اور قیامت کو۔ وہ ہمیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ایسی زندگی بسر کریں جو اُس بلاہٹ کے لائق ہو جس کے لئے ہمیں بلایا گیا ہے۔ المختصر ساکرامنٹ بطور ایک ظاہری عمل اپنے میں کوئی افادیت نہیں رکھتے۔ یہ فضل کا ایک وسیلہ ہیں جو پاک رُوح کی وساطت سے ہر اس شخص کو مسیح کی برکتوں سے فیضیاب کرتے ہیں جو ان میں ایمان سے شریک ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے بپتسمہ اور عشائے ربانی۔

P648

ساگ پات :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۵

سالتی ایل - شالتی ایل :- (عبرانی = میں نے خدا سے مانگا)۔ زرُبّابل کا باپ (عزرا ۳: ۲، ۸؛ نحمیاہ ۱۲: ۱؛ حجّی ۱: ۱، ۱۲، ۱۴؛ ۲: ۲، ۲۳)۔ ۱-تواریخ ۳: ۱۷ اور متّی ۱: ۱۲ میں سیالتی ایل (کیتھولک شالتی ایل) ہے۔
اس فرق کا حل غالباً یہ ہے کہ سالتی ایل نے جس کی اپنی اولاد نہ تھی اپنے بھائی کے بیٹے زرُبّابل کو لے پالک بنایا۔ ۱-تواریخ ۳: ۱۷ میں فدایاہ کو زرُبّابل کا باپ کہا گیا ہے۔

سالگرہ :- بائبل میں ایسی دو سالگرہوں کا ذکر ہے جن میں جشن منایا گیا اور ضیافت دی گئی۔ یوسف کے زمانے میں فرعون کی سالگرہ (پیدائش ۴۰: ۲۰) اور نئے عہد نامے میں ہیرودیس کی (متّی ۱۴: ۶؛ مرقس ۶: ۲۱)۔ ایوب ۱: ۴ سے یہ بات صاف ظاہر نہیں کہ ایوب کے بچے کسی کی سالگرہ منا رہے تھے البتّہ ممکن ہے۔ بادشاہ اپنی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے مناتے تھے اور اس دن معافیٔ عام کا بھی اعلان کرتے تھے۔

سالم - شالیم :- (عبرانی = سلامتی)۔ اُس شہر کا نام جس کا بادشاہ مَلک صدق تھا (پیدائش ۱۴: ۱۸؛ عبرانیوں ۷: ۱، ۲)۔
یہودی مورخ یوسیفس لکھتا ہے کہ یہودی مصنف اسے یروشلیم کا مترادف سمجھتے ہیں۔ زبور ۷۶: ۲ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

سامر - شامر :- (عبرانی = محافظ)۔ ۱- ایک لاوی جو بانی کا باپ تھا (۱-تواریخ ۶: ۴۶)۔
۲- الفعل کا تیسرا بیٹا جس نے اونو اور لُد کے دیہاتوں کو آباد کیا (۱-تواریخ ۸: ۱۲)۔

سامری :- ۷۲۲ ق م میں سامریہ کے سقوط کے بعد شمالی حکومت کی تاریخ ایک نئے دَور میں داخل ہوئی۔ شاہِ اسور سرجون نے معزز شہریوں کو جلاوطن کر دیا۔ اُن کی جگہ سرجون اسرحدون اور اشور بنی پال (اسنفر) نے اسوری مملکت سے پانچ ملکوں یعنی بابل، کوتہ، عوّا، حمات اور سفروائم کے باشندوں کو لاکر باقی ماندہ یہودیوں کے درمیان بسایا (۲-سلاطین ۱۷: ۲۴)۔ ان لوگوں نے اپنی بُت پرستی یہاں شروع کر دی۔ لیکن شیروں کے حملے کی وجہ سے (دیکھئے ۲-سلاطین ۱۷: ۲۵ مابعد) اُنہوں نے بنی اسرائیل کے خدا کے طریقہ کو بھی اپنانے کی کوشش کی جس میں مقامی یہودیوں کا ہاتھ بھی تھا اور یوں ایک توفیقی یعنی مخلوط (دیکھئے توفیقیت) مذہب رونما ہوا جو سامریوں کا خصوصی مذہب بن گیا۔ اُس میں وہ بُتوں کی پرستش بھی کرتے تھے اور خداوند سے بھی ڈرتے تھے (۲-سلاطین ۱۷: ۳۳)۔ یوں بچے کھچے یہودیوں نے اپنی نئی برادری قائم کر لی اور اگرچہ مختلف فرقے پیدا ہو گئے تھے تو بھی انہوں نے یہوواہ کی پرستش کو جاری رکھا اور ۵۸۶ ق م میں یروشلیم کی شکست سے پہلے اور بعد میں یہوداہ سے قریبی تعلقات قائم رکھے (مقابلہ کیجئے ۲-تواریخ ۳۰: ۱ مابعد؛ ۲-سلاطین ۲۳: ۱۹، ۲۰؛ یرمیاہ ۴۱: ۴ مابعد)۔ جب ابتدائی فارسی زمانہ میں یہودیوں کو یروشلیم جانے کی اجازت ملی تو انہوں نے ہیکل اور شہر کی دیوار کو دوبارہ تعمیر کرنے کی کوشش کی۔ انہیں فوراً ہی سامریہ میں حاکموں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ مخالفت صرف سیاسی وجوہات کی بنا پر تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پانچویں صدی ق م کے آخر میں ★ الفنطینی کے یہودیوں نے یروشلیم اور سامریہ میں حاکموں کو اپنے عبادت خانہ کو دوبارہ تعمیر کرنے میں مدد دینے کے لئے لکھا تھا۔
عزرا اور نحمیاہ کی آمد سے کشمکش اور گہری ہو گئی۔ چونکہ سامریہ میں مخلوط النسل یہودی پائے جاتے تھے اس لئے خالص نسل کا نظریہ جو بابل کے یہودیوں کے ذریعہ پہنچا تھا زور پکڑ گیا۔ جب سردار کاہن کے پوتے نے سنبلط کی بیٹی سے شادی کی تو نحمیاہ نے اُسے برادری سے خارج کر دیا۔ یہودی مورخ یوسیفس بھی اسی قسم کے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو اُسی صدی کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔ ان دونوں کو ایک ہی واقعہ بیان کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ قطعی مختلف واقعہ ہے یا پھر یوسیفس نے تفصیلات کو غلط ملط کر دیا ہوگا۔ وہ ★ کوہ گرزیم پر سامری ہیکل کو تعمیر کرنے کو اس واقعہ کے ساتھ بیان کرتا ہے اور غالباً اس بات میں وہ حق بجانب ہے۔
تقریباً ۲۰۰ ق م میں یہودیوں اور سامریوں میں قطعی علیحدگی ہو گئی۔ اس کا اشارہ اپاکرفا کی کتاب یشوع بن سیراخ ۵۰: ۲۵-۲۸ میں ملتا ہے۔ اس حوالے میں تین قوموں کا ذکر ہے جن سے خدا کو نفرت ہے: سامری (عبرانی نسخہ میں کوہ سعیر ہے۔ یونانی میں سامریہ کا پہاڑ)، فلسطینی (فلستی) اور تیسری قوم یعنی شکم کے باشندے جو اپنی جاہلیت کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہیں۔
سامری قوم کی تاریخ اور ان کے عقیدے سے واقفیت یوحنا ۴: ۴-۴۲ میں درج سامری عورت کی خداوند مسیح کے ساتھ گفتگو کی گہرائی پر بڑی روشنی ڈالتی ہے۔ بعض مسیحی مفسروں کے مطابق اس واقعہ میں ایک اور جہت بھی ہے۔ اُن کے مطابق یہ نہ صرف سامری عورت کی اپنی گناہ آلودہ نجی زندگی کی عکاسی کرتی ہے بلکہ اس میں سامری قوم کی بھی ایک تصویر کھینچی گئی ہے۔ سامری قوم نے بھی "پانچ شوہر کئے تھے" (۲-سلاطین ۱۷: ۲۴- پرانے عہد نامہ میں خاوند اور دیوتا کے لئے ایک ہی عبرانی لفظ بعل آتا ہے)۔ چونکہ سامری لوگ "خداوند سے بھی ڈرتے تھے" (۲-سلاطین ۱۷:

۳۲) لیکن اُسے پورے طور پر اپناتے نہ تھے اس لئے وہ اُن کا شوہر نہ تھا (یوحنا ۴ : ۱۸)۔

مکابیوں کی بغاوت کے وقت سامریوں نے اطاعت قبول کر لی اور رومیوں نے کوہ گرزیم پر ان کی ہیکل کو زیوس کا مندر بنا دیا تاہم سامریہ پر حشمونیوں کا غلبہ بڑھتا گیا اور تقریباً ۱۲۸ ق م میں یوحنا ہرقان نے سکم پر قبضہ کر لیا اور کوہ گرزیم کے مندر کو ڈھا دیا۔ ۶۳ ق م میں پومپئی نے سامریہ کو الگ کر کے شام کے نئے صوبے میں شامل کر دیا۔ سامریہ، ہیرودیس اعظم کا دلپسند شہر بن گیا اور اُس نے اس کا نیا نام شہنشاہ اوگوستس کے اعزاز میں سبسطیہ رکھا۔ ۶ء میں یہودیہ اور سامریہ کو ملا کر شام کے تحت ایک تیسرے درجے کا صوبہ بنا دیا گیا جس میں گورنر کا صدر مقام قیصریہ تھا۔ اس عرصے کے دوران یہودیوں اور سامریوں کے درمیان متعدد ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے جن کے باعث اُن میں کشیدگی اور بھی بڑھ گئی۔ ۶ تا ۹ء کے درمیان کسی عیدِ فسح پر سامریوں نے یروشلیم کی ہیکل میں ہڈیاں بکھیر دیں۔ ۵۲ء میں سامریوں نے گلیلی زائرین کو عین جنیم کے مقام پر قتل کر دیا۔ اس کی وجہ سے جھگڑا بڑھ گیا اور تنازع کلودیُس کے سامنے پیش ہوا جس نے یہودیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔

یہودیوں کی طرح سامریوں کو بھی رومیوں کے ہاتھوں دُکھ اُٹھانے پڑے۔ ۳۶ء میں ایک سامری جنونی نے لوگوں کو کوہ گرزیم پر یہ کہہ کر جمع کر لیا کہ وہ چھپے ہوئے مقدس برتن دکھائے گا۔ اُن میں سے بہتوں کو پیلاطُس نے قتل کر دیا۔ اس پر انہوں نے شام کے حاکم وِتیلیس Vitellius سے احتجاج کیا اور پیلاطُس کو برطرف کرا دیا۔ ۶۶ء کی بغاوت میں سبسطیہ کو جلا کر راکھ کر دیا گیا اور غالباً ۶۷ء میں کریلس Cerealis نے سرپھروں کے ایک گروہ کو کوہ گرزیم پر ختم کر دیا۔ اُس وقت سے وہ ایک چھوٹی جماعت کی صورت میں زندہ ہیں جسے اکثر ایذا رسانی کا سامنا کرنا پڑا۔ آج کل تین سو سے کچھ ہی زیادہ سامری نابلس (سکم) میں مقیم ہیں۔ سامری چھ خاص باتوں پر ایمان رکھتے ہیں: ۱۔ خدائے واحد پر ایمان۔ ۲۔ صرف موسیٰ نبی کو ماننا۔ ۳۔ توریت (صرف موسیٰ کی پانچ کتابوں کو تسلیم کرنا)۔ ۴۔ کوہ گرزیم کو خدا کی مقرر کردہ قربان گاہ قبول کرنا۔ [یہ استثنا ۲۷ : ۴ کی سامری تفسیر پر مبنی ہے۔ جب بنی اسرائیل پہلی مرتبہ اس ملک میں داخل ہوئے تو خدا نے اُن کو کوہِ ★ عیبال پر ایک مذبح بنانے کا حکم دیا۔ اس نے کوہِ عیبال سے لعنتیں اور کوہِ ★ گرزیم سے برکتیں سنانے کو کہا۔ سامری اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ خدا کی پرستش گرزیم پر کرنی چاہیئے (یوحنا ۴ : ۲۰ میں "اس پہاڑ" سے گرزیم ہی مراد ہے] ۔ ۵۔ روزِ عدالت اور اجر پر۔ ۶۔ موسیٰ نبی کی بطور بحال کنندہ واپسی (جو ارامی لقب وہ موسیٰ کو دیتے تھے وہ تاہب تھا جس کے غالباً معنی "واپس آنا" ہیں۔ یہ یہودیوں کی المسیح کے آنے کی اُمید سے مماثلت رکھتا ہے)۔

یہودی، سامریوں کو غیر قوم کی بجائے بدعتی سمجھتے تھے لیکن اُن سے بہت سی باتوں میں متفق بھی تھے۔ اُن میں تنازعے کی اصل وجہ گرزیم کی ہیکل تھی۔

سامری توریت جس کی اگرچہ سامری لوگ تفسیر مختلف کرتے تو بھی اُس کا متن ہُوبہُو وہی ہے جو یہودی توریت یا پرانے عہدنامہ کی پہلی پانچ کتابوں کا ہے۔ اور یہ اصلی متن کی صداقت کا ایک اہم گواہ ہے۔

یوحنا رسول بیان کرتا ہے کہ مسیح یسوع دو دن سکم میں مقیم رہے اور بہت سے لوگ اُن پر ایمان لائے۔ اگرچہ اُن کا مشن اوّل اوّل اسرائیل کے لئے تھا لیکن انہوں نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کو سامریہ میں منادی کرنے کا حکم دیا۔ سامریہ میں اس مشن کو استفنس کی شہادت کے بعد خاص طور پر یونانی مائل یہودی مسیحیوں نے پورا کیا۔

سامری توریت :- اگرچہ یہودیوں اور سامریوں میں حد درجہ مخاصمت پائی جاتی تھی تاہم اُن کے پاس ایک شے تھی جس پر وہ دونوں جانیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور وہ توراۃ تھی۔ سامری صرف توریت کو مانتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ یہودیوں کی کسی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

سامریوں کے پاس جو توریت کا نسخہ تھا وہ نحمیاہ اور عزرا کے زمانہ سے بہت پہلے کا تھا۔ سامری توریت جو نابلس میں محفوظ ہے وہ قدیم عبرانی رسم الخط میں لکھی ہوئی ہے۔

غالباً جب نحمیاہ نبی نے سردار کاہن کے پوتے منسّی کو یروشلیم سے خارج کیا تو وہ توریت کا نسخہ اپنے ساتھ سامریہ لے گیا اور یہی نسخہ سامری توریت کا جدِ امجد ہوگا۔ سامری توریت کا ترجمہ دیگر زبانوں میں کیا گیا ہے۔ گیارھویں صدی میں صُور کے ابو الحسن نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا جس کی ابو سعید نے تیرھویں صدی میں نظرثانی کی۔

پس سامری توریت کا نسخہ خداوند مسیح سے صدیوں پیشتر دیگر تمام عبرانی نسخوں سے جُدا ہو گیا اور اُس کا کنعان کے تمام نسخوں سے ڈھائی ہزار سال تک قطع تعلق رہا۔ ہم سامری توریت اور یہودی توریت کے باہم مقابلہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ موجودہ توریت کے متن کے الفاظ وہی ہیں جو ڈھائی ہزار سال پہلے تھے۔ اگرچہ بعض الفاظ اور فقرات میں کہیں کہیں فرق پایا جاتا ہے (مثلاً پیدائش ۴ : ۸؛ ۱۷ : ۲۱؛ خروج ۱۲ : ۴۰ وغیرہ) تاہم یہ فرق نہایت معمولی قسم کے ہیں۔ ان اختلافات کے علاوہ ہماری موجودہ توریت قریباً لفظ بہ لفظ وہی ہے جو ابتدائی زمانہ میں موجود تھی۔

سامریہ:- شمالی اسرائیل کے دارالحکومت اور اُس کے اردگرد کے علاقے کا نام۔

ا۔ تاریخ

ترضہ میں چھ برس سلطنت کرنے کے بعد شاہِ اسرائیل عُمری نے اپنی شمالی سلطنت کے لئے ایک پہاڑی پر جو سکم سے سات میل شمال مغرب میں اُس تجارتی شاہراہ پر تھی جو اسدرلون کے میدان سے گذرتی ہے ایک نیا دارالحکومت بسایا۔ اُس نے یہ جگہ دو قنطار چاندی میں سمر سے خریدی اور اسی کے نام پر اُسے سامریہ پکارا (۱۔سلاطین ۱۶: ۲۴)۔ پیشتر ازیں اس جگہ کا ذکر بائبل میں نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ سمیر جہاں تولع رہتا تھا اِسی جگہ کا حوالہ ہو (قضاۃ ۱۰: ۱)۔ اس پہاڑی سے جو تین سو فٹ بلند تھی تمام میدان نظر آتا تھا اور اسے سوائے محاصرہ کے فتح نہیں کیا جا سکتا تھا (۲۔سلاطین ۶-۲۴)۔ اس کے نام کا تعلق شائد عبرانی لفظ شومرون سے ہے جس کا مطلب "دیدبان" ہے۔

عُمری نے اپنے نئے شہر میں دمشق کے ارامیوں کو بازار بسانے کی اجازت دی (۱۔سلاطین ۲۰: ۳۴)۔ وہ چھ برس تک سامریہ کو تعمیر کرتا رہا۔ پھر اخی اب نے اس کی تعمیر جاری رکھی اور ایک ہاتھی دانت کا گھر تعمیر کیا (۱۔سلاطین ۲۲: ۳۹)۔ اخی اب نے بعل دیوتا کے مندر میں جس کی پرستش کرنے کے لئے ملکہ ایزبل لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی تھی (۱۔سلاطین ۱۸: ۲۲) مذبح کے قریب ستون (لیسیرت) بنایا جسے یہورام نے وہاں سے ہٹا دیا (۲۔سلاطین ۳: ۲)۔ زیارت گاہیں اور عمارتیں جنہیں بُت پرست کاہن استعمال کرتے تھے یقیناً اُس وقت تک استعمال ہوتی رہی ہوں گی جب تک کہ یہورام نے اُن کو نیست و نابود نہ کر دیا (۲۔سلاطین ۱۰: ۱۹)۔ انبیاء شروع ہی سے سامریہ کو بُت پرستی کا مرکز سمجھتے تھے (یسعیاہ ۸: ۴؛ ۹: ۹؛ یرمیاہ ۲۳: ۱۳؛ حزقی ایل ۲۳: ۴؛ ہوسیع ۷: ۱؛ میکاہ ۱: ۶)۔

ارام کے بادشاہ بن ہدد دوم نے سامریہ کا محاصرہ کر لیا۔ پہلے پہل وہ ناکام رہا (۱۔سلاطین ۲۰: ۱-۲۱) لیکن بعد میں ارامیوں نے محاصرہ اس قدر سخت کر دیا کہ شہر میں سخت کال پڑ گیا (۲۔سلاطین ۶: ۲۵)۔ یہ محاصرہ صرف اُس وقت ہی ختم ہؤا جب خدا نے مداخلت کی اور ارامی بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ اِس خبر کو دو کوڑھیوں نے اہلِ شہر تک پہنچایا (۲۔سلاطین باب ۷)۔ اخی اب اِسی شہر میں دفن ہؤا۔ علاوہ ازیں اور بہت سے شاہانِ اسرائیل جو وہاں رہتے تھے وہیں دفن ہوئے (۱۔سلاطین ۱۰: ۱)۔ اُن میں اخزیاہ بھی شامل تھا جو اِس گنجان شہر میں چھپا ہؤا تھا (۲۔تواریخ ۲۲: ۳۷؛ ۲۔سلاطین ۱۳: ۹، ۱۳؛ ۱۴: ۱۶)۔ اخی اب کے بیٹوں کو بھی اسی شہر میں قتل کیا گیا (۲۔سلاطین ۲۲: ۹)۔ الیشع نبی کے زمانہ میں ایک مرتبہ پھر سامریہ کا محاصرہ کیا گیا لیکن شہر معجزانہ طور پر بچا یا گیا (۲۔سلاطین ۶: ۸ مابعد)۔

★مناحم نے سامریہ پر دس سال حکومت کی۔ اس دوران اُس نے شاہِ اسور تگلت پلاسر سوم (پُول) کو خراج دے کر پیچھا چھڑایا۔ یہ خراج اُس نے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کر کے ادا کیا (۲۔سلاطین ۱۵: ۱۷-۲۰)۔ لیکن اس کے بیٹے فقحیاہ کے یہوداہ سے مخاصمت کے باعث اسوری لشکر یہوداہ کی درخواست پر واپس آیا۔ جب فقح یہوداہ کے دو لاکھ اسیر اور لوٹ کا مال سامریہ لایا تو اس نے عودد نبی کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں واپس یہوداہ بھیج دیا (۲۔تواریخ ۲۸: ۸-۱۵)۔ اُسوری تاریخی تحریرات میں اس شہر کو سامرینا یا بیت حمری (عمری کا گھر) بتایا گیا ہے۔ اُسور کے سلمنسر پنجم نے ۷۲۵-۷۲۲ ق م میں اِس کا محاصرہ کیا (۲۔سلاطین ۱۷: ۳ مابعد) لیکن اس پر قبضہ اُس کے جانشین سرجون دوم نے کیا (دیکھئے سرجون)۔ رعایا نے ان ٹیکسوں کو جو اُن پر عائد کئے گئے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اِس سے اگلے سال (۷۲۱ ق م) سرجون نے تمام آبادی کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اُس کی تاریخی دستاویز کے مطابق وہ ۲۷۰، ۲۷ یا ۲۹۰، ۲۷ اشخاص کو قید کر کے لے گیا۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیل کی شمالی بادشاہت کے باشندوں کو مخلوط نسل بنا کر ان کی آزادی کو ختم کر دے۔ اُس نے جلاوطنوں کو ارام، اسور اور بابل بھیج دیا اور ان کی جگہ اپنی سلطنت کے دیگر مقامات سے لوگوں کو لا کر بسایا (۲۔سلاطین ۱۷: ۲۴)۔ چونکہ کافی عرصہ سے گرد و نواح کی زمین کاشت نہیں کی گئی تھی اس لئے اُسے شیروں نے اپنا مسکن بنا لیا (آیت ۲۵)۔ بعض اسرائیلی جو سامری کہلاتے تھے (آیت ۲۹) اب تک شہر کے کسی نہ کسی حصّے میں بسے ہوئے تھے اور پرستش کے لئے یروشلیم جاتے تھے (یرمیاہ ۴۱: ۵)۔ ایک میخی تحریر کے مطابق شہر اسوری گورنر کے ماتحت تھا اور اسرحدون (عزرا ۴: ۲) اشور بنی پال (اسنفر = عزرا ۴: ۹-۱۰) نے بابل اور عیلام سے مزید لوگ لا کر وہاں بسائے۔ اگرچہ اب سامریہ کی پہلے جیسی اہمیت نہیں رہی تھی تو بھی اُس میں اور یہوداہ میں جو کھنچاؤ پہلے ہی پایا جاتا تھا اب اور بھی بڑھ گیا (دیکھئے سامری)۔

۳۳۱ ق م میں اس پر سکندرِ اعظم نے قبضہ کر لیا اور یہ یونانی کالونی بن گیا۔ اس کے بعد اس کا ذکر رومی قبضہ کے بعد ہی ملتا ہے۔ پھر اس کا محاصرہ یوحنا ہرقان نے کیا (۱۱۱-۱۰۷ ق م) اور اس کے اردگرد کا علاقہ اجاڑ دیا گیا۔ پومپے Pompey اور گبینیس Gabinius نے اسے تعمیر کرنا شروع کیا۔ لیکن ہیرودیس نے اسے آراستہ کیا اور اپنے شہنشاہ کے نام پر اِس کا نام سبسطے (اوگسٹا) رکھا۔ اِس میں اُس نے چھ ہزار سورما رکھے جن میں یونانی بھی شامل تھے۔ اُس کی موت کے بعد سامریہ، ارخلاؤس کے علاقہ کا حصّہ بن گیا اور بعد ازاں سپتیمس سویرُس کے ماتحت وہ یونانی بستی بنا۔ مسیح خداوند سامریہ میں سے ہوتے

ہوئے گلیل کو گئے کیونکہ یہ راستہ چھوٹا تھا (لوقا ۱:۱۷۱)۔ وہ آرام کرنے کے لئے ایک سامری شہر سکھؔم کے نزدیک سوخارؔ میں ٹھہرے (یوحنّا ۴:۴)۔ فلپّسؔ نے سامریہ شہر میں منادی کی (اعمال ۸:۵)۔

۲- آثارِ قدیمہ

سامریہ کی پہاڑی (موجودہ سبسطیہ) دھات کے زمانہ کے شروع سے لے کر اسرائیل کی حکومت تک غیر آباد تھی۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین نے اس پر ملبے کی ۱۶ تہیں دریافت کی ہیں۔ چونکہ یہاں بار بار لوگ آباد ہوتے رہے اور عمارتیں ایک دوسرے کے ملبے کے اُوپر متواتر بنتی رہیں اس لئے یہاں کی کھدائی بہت مشکل تھی۔ کھدائی میں دریافت شدہ تہوں میں سات کا اسرائیل سے تعلق بتایا جاتا ہے (سطح ۱-۲ = عمری۔ اخی اب = ۲۸ سال)۔ فصیل کی اندرونی (۵ فٹ موٹی) اور بیرونی (۱۹½ فٹ موٹی) دیواریں موخرالذکر بادشاہ نے مکمل کیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحن میں داخل ہونے کے لئے بڑا راستہ کئی ستونوں میں سے ہو کر گذرتا تھا۔ محل جس میں بعد میں یربعام دوم نے سکونت اختیار کی، اُس میں ایک وسیع صحن تھا جس میں ایک "تالاب" (۳۳½ × ۱۷ فٹ) تھا۔ غالباً اخی اب کا خون آلودہ رتھ یہیں دھویا گیا تھا (۱-سلاطین ۲۲:۳۸)۔ اس کے نزدیک ہی ایک ذخیرہ خانہ سے ہاتھی دانت کے ۲۰۰ ٹکڑے ملے ہیں۔ ان پر فینیکی اور مصری نقش ونگار بنے ہوئے ہیں جو غالباً فرنیچر میں استعمال کرنے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ یہاں ۶۵ سفال (دیکھئے ٹھیکرا) بھی ملے ہیں جن پر قدیم عبرانی میں مے کے مٹکوں کی گنجائش، مالک کا نام اور اُن میں رکھی ہوئی شے کی تاریخ درج ہے۔ غالباً ان کا تعلق یربعام دوم کے دورِ حکومت سے ہے۔

سطح ۳ یاہو کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے جس میں اس سے پہلے کے زمانہ کی عمارتیں شامل ہیں۔ اس سے تھوڑا اوپر سطحیں ۴-۶ آتی ہیں۔ یہ یربعام تک اسرائیلی زمانہ اور آٹھویں صدی ق م کے زمانہ کو ظاہر کرتی ہیں۔ ۷۲۲ ق م میں اسُوری قبضہ میں آنے سے چند دہائیاں پیشتر اس شہر کی مرمّت کی گئی تھی۔ ساتویں سطح کی تباہی اسوری قبضے کا مظہر ہے۔ یونانی عمارتوں کے کھنڈرات اچھی حالت میں ہیں۔ یہاں ایک ستون ہے جو پتھروں کے اُنیس ردوں پر مشتمل ہے۔ ایک گڑھی، مرتبانوں کے مُہر شدہ دستے اور یونانی برتنوں کے باقیات بھی ملے ہیں۔ غالباً ان کا تعلق ۳۲۲ ق م، ۳۱۲ ق م یا ۲۹۶ ق م کے زمانہ سے ہے۔

ہیرودیس کے زمانے کا سامریہ ایک عظیم مندر کے لئے مشہور ہے جو اوگوستس کے نام سے منسوب ہے۔ یہ اسرائیلی محلوں پر بنا ہُوا ہے۔ دیگر باقیات میں باہر کی دیوار، مغربی پھاٹک جس کے تین گول ستون ہیں، ۹۰۰ گز لمبی گلی جس میں برساتیاں اور دکانیں بنی ہوئی ہیں، اسس دیوی Isis کا مندر، ایک پبلک ہال (۴۷ × ۳۵ گز)، ایک اسٹیڈیم، ایک فورم (کچہری) اور ایک نالی شامل ہیں۔ غالباً اِن موڈرن کھنڈرات کا تعلق خاص طور پر سپتیمس سویرس (۱۹۳-۲۱۱ء) کے زمانہ سے ہے۔

سامُسؔ - ساموس:- (یونانی = بلندی)۔ بحیرۂ ایجین میں ایک جزیرہ۔ یہ ایشیائے کوچک کی بندرگاہ افسس سے چند میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس کا محیط ۲۷ میل ہے۔ یہ مشہور فلسفی اور حساب دان فیثاغورث کی جائے پیدائش ہے۔ آخری مرتبہ یروشلیم جاتے ہوئے پولسؔ رسول یہاں سے گزرا (اعمال ۲۰:۱۵)۔

سامک:- عبرانی حروفِ تہجی کا پندرھواں حرف ס۔ اس کے معنی ہیں سہارا۔ حسابِ جمل میں اس کے لئے ۶۰ کا عدد مقرر ہے۔ ۱۱۹ زبُور کے پندرھویں حصّے کی ہر ایک آیت اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

سانپ:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۲ P 844

سانپ پیتل کا:- دیکھئے پیتل کا سانپ۔

سانڈ:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۳

ساننا:- (ہندی)۔ گوندھنا۔ یوحنّا ۹:۶، ۱۱، ۱۳ میں ذکر ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے تھوک سے مٹی سانی اور ایک اندھے کی آنکھوں پر لگا کر اسے بینا کر دیا۔ کیتھولک ترجمہ میں گوندھنا ہے۔

ساہوکار:- سود پر روپیہ دینے والا سوداگر۔ صراف۔ سوداگر۔ خرید وفروخت کر کے منافع کمانے والا۔
ان کا ذکر نئے عہد نامہ میں لوقا ۱۹:۴۱؛ ۱۹:۲۳ اور متّی ۲۵:۲۷ میں آتا ہے۔

ساہول - ساہل:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۱

ساؤل - شاؤل:- (عبرانی مانگا ہُوا)
۱- اسرائیل کا پہلا بادشاہ۔ وہ بنیمین کے قبیلے میں سے قیس کا بیٹا تھا۔ خوبصورت اور قدآور تھا۔ لوگ اُس کے کندھے تک آتے تھے۔ جب اسرائیلیوں نے سموئیل نبی سے بادشاہ کے لئے درخواست کی (۱-سموئیل باب ۸) تو خدا نے ساؤل کو بادشاہ بننے کے لئے چُنا۔ اُس کا تعارف ۱-سموئیل ۹ باب میں کرایا گیا ہے۔ سموئیل اور ساؤل پہلی مرتبہ

اُس وقت ملے جب ساؤل اپنے باپ کے گدھوں کو تلاش کر رہا تھا۔ نبی نے اُسے خوش آمدید کہا اور اُس نے بھی بڑی انکساری اور فروتنی کا اظہار کیا (۹: ۲۱ مقابلہ کیجئے قضاۃ ۶: ۱۵)۔ ساؤل کے وہاں سے جانے سے پہلے سموئیل نے اُسے خداوند کی ہدایت کے مطابق بادشاہ ہونے کے لئے خفیہ طور پر مسح کیا۔ پس جونہی ساؤل وہاں سے چلا، خداوند نے اُسے دوسری طرح کا دِل دیا (۱۔سموئیل ۱۰: ۹)۔ اور جب وہ اپنے گھر جا رہا تھا تو راستے میں اُسے انبیاء کی جماعت ملی اور وہ ان کے ساتھ نبوّت کرنے لگا۔

سموئیل نے مِصفاہ کے مقام پر لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا اور وہاں ساؤل کو بذریعہ قُرعہ بادشاہ چُنا گیا لیکن یہ شرمیلا جوان کہیں چُھپ گیا۔ پس لوگ اُسے پکڑ کر زبردستی سامنے لائے۔ اگرچہ وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا تو بھی بعض نے اُس کا تمسخر اُڑایا لیکن "وہ اَن سُنی کر گیا" (۱۔سموئیل ۱۰: ۲۷)۔ اُس نے نہ صرف بردباری کا بلکہ یبیس جلعاد کو عمونیوں کے ہاتھ سے چھڑا کر لوگوں کے ساتھ اپنی محبّت کا بھی مظاہرہ کیا (باب ۱۱)۔ اس نومولود بادشاہت کی غریبانہ فطرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُس کا نوجوان بادشاہ اپنی روزی کمانے کے لئے کاشتکاری کرتا تھا۔ جب ایک محصور شہر کا پیغام پہنچا تو اُس وقت وہ اپنے بیلوں کے پیچھے پیچھے اپنے کھیت سے واپس آ رہا تھا (۱۔سموئیل ۱۱: ۵)۔ بادشاہ نے ایک جوڑی بیلوں کے ٹکڑے بھیج کر تمام قبیلوں کو بلوایا اور یوں اُس نے اسرائیل کو مشترکہ قدم اُٹھانے کے لئے متحد کر دیا (۱۔سموئیل ۱۱: ۷، مقابلہ کیجئے قضاۃ ۱۹: ۲۹)۔

یبیس جلعاد کو رہائی دلانے کے بعد ساؤل نے ان لوگوں کو جنہوں نے اُس کا تمسخر اڑایا تھا معاف کر کے اپنی فراخ دِلی کا بھی ثبوت دیا۔ تاہم فلسطینیوں کے ساتھ جنگی مُہمات کے دوران اُس کے کردار کی خامیاں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ جب جنگ سے پیشتر قربانیاں گزراننے کے لئے سموئیل نبی نے آنے میں دیر کی تو اُس نے خود ہی قربانیاں گزرانیں۔ اس طرح اُس نے ظاہر کر دیا کہ اُس کی روحانیّت سطحی ہے، اور مزید یہ کہ اُس نے اپنے اس فعل کو درست ثابت کرنے کے لئے عذرِ لنگ بھی پیش کئے۔ پس خدا نے کہا کہ اُس کے اِس فعل کے باعث اُس سے حکومت لے لی جائے گی (۱۔سموئیل ۱۳: ۱۳-۱۴)۔

تاہم انسانی سطح پر ہم اِس میں حالات کے دباؤ یعنی فلسطینیوں کی تعدادی برتری (۱۔سموئیل ۱۳: ۵)، اسرائیلیوں کا رویّہ (۱۔سموئیل ۱۳: ۶-۷) اور ساز و سامان کی کمی (۱۔سموئیل ۱۳: ۱۹-۲۳) کو بھی کارفرما دیکھتے ہیں۔ دھات کی صنعت پر فلسطینیوں کی اجارہ داری تھی۔ انہوں نے لوہاروں کو اسرائیلی علاقے میں جانے سے روک دیا تھا اور جب اسرائیلی اُن کے پاس جا کر اپنے اوزار تیز کرواتے تو وہ بھاری معاوضہ لیتے۔ جنگ کے دوران ساؤل اور اس کے بیٹے یونتن کے علاوہ کسی اسرائیلی کے پاس تلوار یا نیزہ نہیں تھا۔ اگرچہ ساؤل نے اسرائیلیوں کو کھانا کھانے سے اُس وقت منع کر دیا تھا جب اُنہیں قوت کی زیادہ ضرورت تھی تو بھی اُس کے اِس احمقانہ فیصلہ کے باوجود فلسطیوں کو شکست ہوئی۔ ساؤل نے بڑی بہادری سے اسرائیل کے تمام دشمنوں کے خلاف کامیاب جنگ کی (۱۴: ۴۷-۴۸)، تاہم وہ اچھا سپاہی نہیں تھا کیونکہ وہ پوری فرمانبرداری کی ضرورت سے آگاہ نہیں تھا۔ عمالیقیوں کے معاملہ میں اگرچہ فوجی کامیابی ہوئی تو بھی یہ روحانی شکست تھی۔ لالچ، ادھوری فرمانبرداری کا باعث بنتا ہے اور ایک مرتبہ پھر ساؤل نے جھوٹ اور مذہب کی آڑ لے کر خود کو بری الذّمہ ٹھہرانے کی کوشش کی لیکن سموئیل نے پوری فرمانبرداری کی اہمیت جتا کر اُس کے بیان کو رد کر دیا (۱۔سموئیل ۱۵: ۲۲)۔ تب ساؤل اپنے گھر یعنی ساؤل کے جبعہ (موجودہ تل الفل) کو گیا۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ساؤل کا قلعہ نما محل مِلا ہے۔

سموئیل نے ساؤل کی جگہ آئندہ بادشاہ کے لئے داؤد کو مسح کیا (۱۔سموئیل باب ۱۶)۔ اسے شاہی زندگی سے متعارف کرانے کے لئے دربار میں موسیقار مقرر کیا گیا۔ جب بادشاہ کو بُری رُوح ستاتی تو وہ اُسے سکون پہنچانے کے لئے بربط بجایا کرتا۔ جب داؤد نے فلستی سورما جاتی جولیت کو ہلاک کیا تو اُسے پھر ساؤل کے سامنے پیش کیا گیا اور اسرائیل کی عورتوں نے داؤد کی تعریف میں گاتے ہوئے اُسے ساؤل سے زیادہ بہادر بتایا۔ پس ساؤل کے دل میں اُس کی طرف سے نفرت اور حسد بھر گیا اور اُس نے کئی مرتبہ بلاواسطہ اور بالواسطہ حملہ کر کے داؤد کی زندگی ختم کرنے کی کوشش کی (۱۔سموئیل ۱۸: ۱۰-۱۱؛ ۱۸: ۲۱؛ ۱۹: ۱، ۱۱)۔ لہٰذا داؤد دربار سے بھاگ گیا اور ساؤل کے تعاقب سے بچنے کے لئے اُسے دو مرتبہ فلستی علاقے میں پناہ لینی پڑی (۱۔سموئیل ۲۱: ۱۰؛ ۲۷: ۱ مابعد)۔ اس فرار کے دوران چونکہ نوب کے کاہنوں نے داؤد کی مدد کی تھی اس لئے ساؤل نے نوب کے تمام کاہنوں کو قتل کرا دیا اور شہر کو اجاڑ دیا (۲۲: ۱۷-۱۹)۔ داؤد نے دو مرتبہ ساؤل کی جان بخشی کی، ایک مرتبہ عین جدی میں (۲۴: ۱-۷) اور دوسری مرتبہ دشتِ زیف میں (۲۶: ۶-۱۳)۔ اپنی آخری لڑائی کے موقع پر ساؤل جن کی آشنا عورت سے مشورہ کرتا ہے اور سموئیل نبی اُسے اسکے انجام سے آگاہ کرتا ہے۔ دوسرے دن ساؤل اور اُس کے بیٹے کوہ جلبوعہ پر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ فلستی ساؤل کا سر کاٹ کر اور اُس کے ہتھیار اُتار کر بیت شان لے گئے۔ انہوں نے اُن کے ہتھیار عستارات کے مندر میں رکھے، اُن کی لاشوں کو بیت شان کی دیوار پر جڑ دیا (۱۔سموئیل ۳۱: ۱۰) اور ساؤل کے سر کو دجون دیوتا کے مندر میں لٹکا دیا (۱۔تواریخ ۱۰: ۱۰)۔ بیت شان (موجودہ تل الحسن) کی کھدائی کے دوران دو مندر ملے ہیں۔ شمالی مندر میں تصویری تحریر

سے معلوم ہوُا کہ یہ مندر عنتات (عنات) کا تھا۔ عنات عتارت یا عتارات ہی کی ایک شکل ہے۔ جنوبی مندر سے کوئی شناختی نشان نہیں ملا تاہم خیال ہے کہ یہ دجون کا مندر تھا۔ یبیس جلعاد کے لوگوں کو ساؤل کی نیکی یاد تھی۔ پس وہ بیت شان کی فصیل سے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی لاشیں اُتار لائے اور انہیں یبیس جلعاد میں عزت کے ساتھ دفن کیا اور اُن کی موت پر روزہ رکھ کر ماتم کیا۔ داؤد نے بھی جب ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی موت کے متعلق سُنا تو مرثیہ کے ساتھ ماتم کیا (۲-سموئیل ۱: ۱۹-۲۷)۔

۲- ملک ادوم کا بادشاہ۔ یہ رحوبوت کا رہنے والا تھا (پیدائش ۳۶: ۳۷)۔

۳- بنی شمعون میں سے ایک شخص (پیدائش ۴۶: ۱۰؛ خروج ۶: ۱۵ وغیرہ)۔

۴- پولُس رسول کا عبرانی نام (اعمال ۱۳: ۹)۔ دیکھئے پولُس۔ 119

سایہ:- پرچھائیں [عبرانی- صل = سایہ، پناہ، تاریکی۔ قب عربی ظل۔ لمک کی دوسری بیوی ★ ضِلّہ کے نام کا بھی یہی مطلب ہے (پیدائش ۴: ۱۹)؛ یونانی skia]۔ بائبل میں عبرانی اور یونانی لفظوں کے مرکبات استعمال ہوئے ہیں۔

یہ لفظ لغوی، مجازی اور دینی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوُا ہے۔

۱- لغوی معنوں میں یہ پہاڑ (قضاۃ ۹: ۳۶)، درخت (دانی ایل ۴: ۱۲؛ ہوسیع ۴: ۱۳؛ مرقس ۴: ۳۲)، چھپر (یوناہ ۴: ۵)، کدو کی بیل (یوناہ ۴: ۶) اور آدمی (اعمال ۵: ۱۵) کے سایہ کے لئے استعمال ہوُا ہے۔ اس کا ایک اور خوبصورت اور دلچسپ استعمال ایوب کی کتاب کے منظوم حصہ میں آیا ہے "سایہ کی بڑی آرزو" (ایوب ۷: ۲) ایک تھکے ماندے نوکر (عبرانی- عبد یعنی غلام) کی شام کو کام سے فراغت کی انتظاری بیان کرتی ہے (قب دن ڈھلنے پر شام کے سایہ کا بڑھنا- یرمیاہ ۶: ۴)۔

۲- مجازی معنوں میں یہ ا- **زندگی کی بے ثباتی کیلئے استعمال** ہوُا ہے۔ سایہ ہمیشہ بدلتا رہتا اور آخرکار نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے چند روزہ اور فانی زندگی کے لئے بطور تشبیہ استعمال کیا گیا ہے (۱-تواریخ ۲۹: ۱۵؛ ایوب ۸: ۹؛ ۱۴: ۲؛ ۱۷: ۷۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں پرچھائیں؛ زبور ۱۰۲: ۱۱ وغیرہ)۔

ب- پناہ کے مفہوم میں۔ چونکہ سایہ شدت کی گرمی سے بچاتا ہے اس لئے خدا کی پناہ کو سایہ پکارا گیا ہے (نوحہ ۴: ۲۰؛ حزقی ایل ۳۱: ۶؛ یسعیاہ ۲۵: ۴؛ قب غزل الغزلات ۲: ۳)۔ خدا کے پَر، بازو اور پردے انسان کو محفوظ رکھتے ہیں (زبور ۱۷: ۸؛ ۳۶: ۷؛ ۹۱: ۱)۔ اوروں کی حفاظت کو بھی سایہ کہا گیا ہے، مثلاً فرعون (یسعیاہ ۳۰: ۳)، اور حسبون (یرمیاہ ۴۸: ۴۵) کا سایہ۔

ج- المسیح کی برکات کیلئے (یسعیاہ ۴: ۶؛ ۳۲: ۲؛ ۴۹: ۲)۔

د- موت کیلئے۔ سایہ کو تاریکی اور اُداسی سے منسوب کیا جاتا ہے، اس لئے یہ موت کی تصویر بن جاتا ہے، خواہ یہ جسمانی ہو (ایوب ۱۰: ۲۱ مابعد؛ زبور ۱۰۷: ۱۰، ۱۴) خواہ روحانی (یسعیاہ ۹: ۲؛ متی ۴: ۱۶؛ لوقا ۱: ۷۹)۔ اردو اور کئی اور زبانوں میں "موت کا سایہ" ایک محاورہ بن گیا ہے۔ یہ عبرانی لفظ **صلموت قب عربی ظلمت کا ترجمہ ہے۔** لیکن بعض علماء کے مطابق ترجمہ سخت تاریکی یا اندھیرا ہونا چاہیئے (زبور ۲۳: ۴- قب کیتھولک ترجمہ زبور ۲۲ (۲۳): ۴؛ ایوب ۳: ۵؛ ۱۶: ۱۶؛ ۲۴: ۱۷ وغیرہ)۔

۳- دیگر استعمال ا- لفظ سایہ کا استعمال یعقوب ۱: ۱۷ میں بڑا غور طلب ہے۔ "ہر اچھی بخشش اور ہر کامل انعام اُوپر سے ہے اور نوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے اُس پر سایہ پڑتا ہے۔" اس کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے۔ خدا ہر اچھی چیز کا منبع ہے۔ وہ سورج، چاند اور ستاروں کا خالق (باپ) ہے۔ اُس کی تخلیقات بدلتی رہتی ہیں، وہ گردش کھاتی ہیں، اور اس وجہ سے بعض مرتبہ سایہ میں ہوتی ہیں لیکن خدا لاتبدیل ہے۔ وہ ہمیشہ یکساں ہے۔ نہ وہ بدلتا ہے اور نہ اوروں کے عمل سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ب- پرانے عہدنامہ کی شریعت کی رسومات کو عبرانیوں ۸: ۵ اور ۱۰: ۱ میں آئندہ کی اچھی چیزوں کا عکس کہا گیا ہے (عکس یونانی لفظ skia کا ترجمہ ہے- باقی جگہ اسی لفظ کا ترجمہ سایہ ہے، مثلاً متی ۴: ۱۶؛ مرقس ۴: ۳۲؛ اعمال ۵: ۱۵؛ کلسیوں ۲: ۱۷۔ کیتھولک ترجمہ میں سب جگہ سایہ ہی ہے۔ تاہم عکس بھی مفہوم کو پورے طور پر ادا کرتا ہے۔ یونانی فلسفی خصوصاً افلاطون اس فانی زندگی کی چیزوں کو غیر فانی آسمانی چیزوں کا عکس یا نمونہ کہتے تھے۔ پولُس رسول اور دیگر مسیحی مفسروں نے پرانے عہدنامہ کی شریعت اور اُس کی رسومات، قربانیوں وغیرہ کو مسیح میں آئندہ کی کامل چیزوں کا نمونہ کہا اور ان کے لئے سایہ، نقل، عکس اور مثیل کے لفظ استعمال کئے ہیں (کلسیوں ۲: ۱۷؛ عبرانیوں ۸: ۵؛ رومیوں ۵: ۱۴)۔ علم تشریح میں اس طریق تفسیر کو آگے بڑھایا گیا ہے اور اسے مثالیات کا نام دیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے ساکرامنٹ- بپتسمہ- عشائے ربانی- مثالیات۔

سبا:- ۱- کوش کے بیٹے کا نام (پیدائش ۱۰: ۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۹)۔

۲- یقطان کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۸)۔

۳- ابرہام کی بیوی قطورہ سے یقسان کا سب سے بڑا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۳)۔

۴- ایک ملک کا نام۔ یہ دریائے نیل اور اتبارا کے درمیان واقع تھا۔ اس کی لمبائی ۴۰۰ میل اور چوڑائی ۲۰۰ میل تھی اور عبرانی اُسے کوش کہتے تھے۔ یسعیاہ ۴۵: ۱۴ میں خدا اسرائیل سے کہتا ہے:

"مصر کی دولت اور کوش کی تجارت اور سبا کے قد آور لوگ تیرے پاس آئیں گے اور تیرے ہوں گے . . ."

۵ - بحیرۂ قلزم کے مشرقی کنارے پر ایک بندرگاہ۔

سباط - شباط :- عبرانی سال کا گیارھواں مہینہ (زکریاہ ۱ : ۷)، انگریزی کیلنڈر میں فروری کا مہینہ۔ دیکھئے کیلنڈر

سبا کی ملکہ :- سبا جنوبی عرب کا ایک خطہ تھا، جس کی حدود موجودہ یمن کے مطابق تھیں۔ سبا کے باشندے قد آور تھے (یسعیاہ ۴۵ : ۱۴) اور اپنے زمانہ میں بہت مشہور تھے کیونکہ وہ تجارت پر پورے طور پر چھائے ہوئے تھے۔ وہ سونا، مُر، لوبان اور دیگر مصالح جات اور قیمتی پتھروں کی تجارت کرتے تھے (زبور ۷۲ : ۱۵؛ یرمیاہ ۶ : ۲۰؛ حزقی ایل ۲۷ : ۲۲؛ ۳۸ : ۱۳)۔ سبا کی ملکہ سلیمان بادشاہ کی شہرت سن کر بہت دور کا سفر طے کر کے اُسے ملنے آئی (۱-سلاطین ۱۰ : ۱-۱۳ اور ۲-تواریخ ۹ : ۱-۱۰)۔

خداوند مسیح نے بھی "دکھن کی ملکہ" کا ذکر کیا ہے (متی ۱۲ : ۴۲ اور لوقا ۱۱ : ۳۱)۔

قرآن کے مطابق سلیمان بادشاہ کو سبا کی ملکہ کے متعلق ہُدہُد نے خبر دی (۲۷ : ۲۰-۴۵)۔ اسلامی روایت کے مطابق اس ملکہ کا نام بلقیس تھا لیکن یہ نام نہ تو بائبل میں اور نہ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔

حبشہ (ایتھوپیا) کے لوگوں میں ایک روایت چلی آتی ہے کہ سبا کی ملکہ اُن ہی کے ملک سے آئی تھی، اور کہ اُس کا شاہی خاندان سلیمان کی نسل سے ہے۔

سبت :- (عبرانی شبت = دستبردار ہونا۔ ختم کرنا۔ آرام)۔ یہودیوں کا ہفتہ وار آرام اور پرستش کا دن۔ سبت کا اجراء تخلیقِ دنیا کے وقت ہوا۔ تخلیق کی کہانی کا اختتام ساتویں دن کو پاک ٹھہرانے سے ہوتا ہے کیونکہ اُس دن خدا نے اپنا تخلیقی کام ختم کیا (پیدائش ۱ : ۱-۲ : ۳)۔ لکھا ہے: "خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا کیونکہ اُس میں خدا ساری کائنات سے جسے اُس نے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہوا" (پیدائش ۲ : ۳)۔ پیدائش کی کتاب میں کسی خاص دن کو سبت نہیں کہا گیا، لیکن طوفانِ نوح کے سلسلہ میں سات دن کے عرصے کا متعدد مرتبہ ذکر آیا ہے (پیدائش ۷ : ۴، ۱۰؛ ۸ : ۱۰، ۱۲)۔ علاوہ ازیں اس کا ذکر یعقوب کی حاران میں شادی کے سلسلہ میں بھی آتا ہے (پیدائش ۲۹ : ۲۷، ۲۸) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں لوگ سات دنوں کے ہفتہ سے واقف تھے۔

خروج ۱۶ : ۲۱-۳۰ سے پیشتر "سبت" کا خاص ذکر نہیں آتا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو بیابان میں کوہ سینا تک پہنچنے سے پیشتر کھانے کے لئے مَن دیا جو چھٹے دن مقدار سے دوگنا دیا جاتا تھا تاکہ وہ ساتویں دن آرام کریں۔ موسیٰ نے لوگوں سے کہا "خداوند کا حکم یہ ہے کہ کل خاص آرام کا دن یعنی خداوند کا مقدس سبت ہے۔ جو تم کو پکانا ہو پکا لو . . . اور وہ جو بچ رہے اُسے اپنے لئے صبح تک محفوظ رکھو" (خروج ۱۶ : ۲۳)۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد خداوند نے اُنہیں کوہ سینا پر احکام عشرہ دیئے (خروج ۲۰ : ۱-۱۷؛ ۳۴ : ۱-۵)۔ چوتھے حکم میں بنی اسرائیل کو ساتویں دن کو پاک ماننے کے لئے کہا گیا ہے۔ اُس دن نہ تو کوئی انسان کام کرے اور نہ کوئی جانور یہاں تک کہ اگر کوئی مسافر بھی اُنکے ہاں ہو تو وہ بھی کام نہ کرے بلکہ اُسے پاک مانے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خداوند نے خود ساتویں دن آرام کیا اور اُسے برکت دی اور پاک ٹھہرایا۔ خدا چاہتا تھا کہ یہ دن انسان کے لئے جسمانی اور روحانی طور پر برکت کا باعث بنے۔ لاویوں کے احکام میں سبت کا ذکر بار بار آتا ہے۔ یہ خداوند کی پرستش کے لئے مقدس مجمع کا (احبار ۲۳ : ۳) اور یہ یاد دہانی کرانے کا دن تھا کہ خدا نے اُنہیں پاک کیا ہے (خروج ۳۱ : ۱۳)۔ چالیس سال بعد موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یاد دلایا کہ خدا نے اُنہیں سبت کا دن پاک ماننے کا حکم دیا تھا اور اُسے ماننا اُن کی خاص ذمہ داری ہے کیونکہ خدا اُنہیں مصر کی غلامی سے نکال کر لایا تھا (استثنا ۵ : ۱۵)۔

پرانے عہدنامہ کے نکتہ چینیوں نے یہودی سبت کا ماخذ بابلی بیان کرنے کی متعدد بار کوشش کی ہے۔ بابلیوں میں مہینے کے ۷ ویں، ۱۴ ویں، ۱۹ ویں، ۲۱ ویں اور ۲۸ ویں دنوں میں بعض چیزوں سے پرہیز کیا جاتا تھا، لیکن ۱۹ واں دن سات دنوں کی ترتیب کو توڑ دیتا ہے۔ پھر یہودی سبت بابلی دنوں سے کہیں قدیم ہے۔ مزید براں عبرانیوں میں سبت آرام، پرستش اور الٰہی شفقت کا دن تھا نہ کہ بعض چیزوں سے ممانعت کا۔

موسیٰ کے زمانہ کے بعد بعض اوقات سبت کو نئے چاند کے تہوار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۲-سلاطین ۴ : ۲۳؛ عاموس ۸ : ۵؛ ہوسیع ۲ : ۱۱؛ یسعیاہ ۱ : ۱۳؛ حزقی ایل ۴۶ : ۳)۔ انبیاء نے ہمیشہ سبت کی حرمت کو قائم کیا اور اُس سے لاپرواہی برتنے پر بنی اسرائیل کو قصوروار گردانا۔ اُنہوں نے اسرائیل کے سبت کی بےحرمتی کرنے کے گناہ کا اقرار کیا (یسعیاہ ۵۶ : ۲، ۴؛ ۵۸ : ۱۳؛ یرمیاہ ۱۷ : ۲۱-۲۷؛ حزقی ایل ۲۰ : ۱۲-۲۴)۔

سبت کا تقدس اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبت کے روز دو برّے قربان کئے جاتے تھے جبکہ ہفتے کے دوسرے دنوں میں صرف ایک ایک برّہ (گنتی ۲۸ : ۹، ۱۹)۔ اس دن نذر کی بارہ روٹیاں بھی رکھی جاتی تھیں (احبار ۲۴ : ۵-۹؛ ۱-تواریخ ۹ : ۳۲)۔ سبت کے حکم کو دیدہ دانستہ توڑنے والے کی سزا موت تھی (گنتی ۱۵ : ۳۲-۳۶)۔ ایک اسرائیلی سبت کے دن اپنے گھر میں آگ بھی نہیں جلا سکتا تھا۔ زبور ۹۲ میں جو کہ سبت کیلئے لکھا گیا تھا، خداوند کی پرستش اور کاموں

میں خوشی ظاہر کی گئی ہے۔ فارسی دورِ حکومت میں نحمیاہ نبی نے ان لوگوں کو جو سبت کے دن کاروبار کرتے تھے سخت تنبیہ کی اور ان کے خلاف سخت اقدامات کئے (نحمیاہ ۱۰: ۳۱؛ ۱۳: ۱۵-۲۲)۔

اسیری کے زمانہ میں عبادتخانوں کے وجود میں آنے سے سبت، پرستش، شریعت کا مطالعہ کرنے اور آرام کا دن بن گیا۔ اپاکرفا (غیر مستند کتب) میں سبت کے متعلق زیادہ حوالے نہیں ملتے۔ انطاکس اپفنیس نے دیگر خاص یہودی احکامات کے ساتھ سبت کو بھی منسوخ کرنے کی کوشش کی (۱۶۸ ق م)۔ مکابیوں کی جنگ کے شروع میں یہودیوں نے یہاں تک سبت کا احترام کیا کہ وہ اپنی حفاظت میں لڑنے کی بجائے قتل ہونا منظور کرتے تھے۔ جب ایک ہزار یہودی قتل کر دیئے گئے تو پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی سبت کے دن اُن پر حملہ کرے تو وہ اپنی حفاظت کے لئے لڑیں لیکن خود کسی پر حملہ نہیں کریں گے (۱-مکابی ۲: ۳۱-۴۱)۔ انہوں نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ سبت کے دن محاصرے کے دمدمے وغیرہ ڈھائے نہ جائیں، لہٰذا پومپئی نے سبت کے دن ہی پشتے بنائے اور کلوخ انداز کھڑے کئے۔ چونکہ یہودیوں کی طرف سے مزاحمت نہیں ہوئی اس لئے وہ یروشلیم پر بے دھڑک پتھر پھینکتا رہا۔

عزرا اور مسیحی زمانہ کے درمیانی عرصہ میں فقیہوں نے شریعت کے تحت زندگی بسر کرنے کے سلسلہ میں بے شمار پابندیوں کا اضافہ کر دیا۔ تلمود میں سبت کی پابندیوں کے بارے میں تفصیلات سے دو باب بھرے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک میں سبت کے دن حسبِ ذیل ۳۹ کاموں سے منع کیا گیا ہے: ہل چلانا، بیج بونا، فصل کاٹنا، پولے باندھنا، گاہنا، ہوا میں اُڑانا، صاف کرنا، پیسنا، چھاننا، گوندھنا، پکانا، اُون کترنا، اُسے دھونا، اُسے کوٹنا، اُسے رنگنا، اُسے کاتنا، اُسے بُننا، اُس کی دو ڈوریاں بنانا، اُس کے دو دھاگے بُننا، دو دھاگوں کو الگ کرنا، گانٹھ لگانا، گانٹھ کھولنا، دو ٹانکے لگانا۔ سینے کے لئے دو ٹانکے توڑنا، ہرن پکڑنا، اُسے ذبح کرنا، اُس کی کھال اتارنا، اُسے نمک لگانا، اُس کی کھال تیار کرنا، اُس پر سے بال کھرچنا، اُسے کاٹنا، دو خط لکھنا، دو خط لکھنے کے لئے مٹانا، تعمیر کرنا، ڈھانا، بجھانا، آگ جلانا، ہتھوڑے سے کوٹنا، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی چیز کو لے کر جانا۔ پھر ان بڑی بڑی باتوں کی مزید تشریح کی گئی ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں اور باتیں نکل آئیں جنہیں شریعت کا پابند ایک یہودی سبت کے دن نہیں کر سکتا تھا۔ مثلاً گانٹھ لگانا ایک عام سی بات ہے، اس لئے یہ بتانا ضروری سمجھا گیا کہ کون سی گانٹھ لگائی جا سکتی ہے اور کونسی نہیں۔ صرف اُسی گانٹھ کو کھولنے کی اجازت تھی جو ایک ہاتھ سے کھولی جا سکتی ہے۔ عورتیں اپنے زیر جاموں، ٹوپی کے فیتوں، کمر بند، جوتی کے تسموں، مے اور تیل کی مشکوں اور گوشت کے برتن کو باندھ سکتی تھیں۔ عورتیں کنوئیں میں ڈول کو اپنے کمر بند سے باندھ کر لٹکا سکتی تھیں لیکن رسی سے نہیں۔ سبت کے دن لکھنے کے متعلق مزید تشریح کی گئی: اگر کوئی شخص اپنے دہنے یا بائیں ہاتھ سے دو خط لکھے تو خواہ وہ ایک ہی قسم کے ہوں، متفرق روشنائی سے یا مختلف زبان میں لکھے گئے ہوں، سبت کے حکم کو توڑنے کا مجرم ہے۔ سبت کے دن لکھنے کے بارے میں مزید تشریح کی گئی ہے؛ اگر وہ بھول چوک سے بھی دو خط لکھے تو مجرم ہے خواہ وہ انہیں روشنائی سے، پینٹ سے، سرخ چاک سے، نیلے تھوتھے سے یا کسی اور چیز سے جو مستقل نشان چھوڑے لکھے۔ اگر کوئی دو دیواروں پر جو زاویہ بناتی ہوں، یا اپنے بہی کھاتے کی دو تختیوں پر جو ایک ساتھ پڑھی جا سکتی ہوں لکھے تو مجرم ہے۔ اگر کوئی اپنے جسم پر لکھے تو مجرم ہے۔ لیکن اگر کوئی سیاہ سیال سے، پھلوں کے رس سے، یا سڑک پر مٹی میں، ریت میں یا کسی ایسی چیز پر جو قائم نہ رہے لکھے تو وہ مجرم نہیں ہے۔ اگر کوئی غلط ہاتھ سے، پاؤں سے، منہ سے، کہنیوں سے، یا اگر وہ کسی دوسرے کے لکھے ہوئے پر یا کسی اور تحریر پر لکھے تو مجرم نہیں۔ جب مسیح خداوند نے یہ فرمایا کہ "اے شرع کے عالمو تم پر بھی افسوس! کہ تم ایسے بوجھ جن کو اُٹھانا مشکل ہے آدمیوں پر لادتے ہو اور آپ ایک اُنگلی بھی ان بوجھوں کو نہیں لگاتے" (لوقا ۱۱: ۴۶) تو ان کے ذہن میں یہی باتیں تھیں۔

خداوند یسوع مسیح کا یہودی مذہبی راہنماؤں سے خاص طور پر دو باتوں پر اختلاف پیدا ہوا: اُن کا المسیح ہونے کا دعوےٰ اور سبت کو ماننے کے بارے میں احکامات۔ ربّی، سبت کے متعلق یہ سکھاتے تھے کہ وہی سب کچھ ہے جب کہ مسیح نے سکھایا کہ سبت آدمیوں کے فائدے کیلئے ہے اور انسان کی ضروریات کو سبت کی شریعت پر ترجیح حاصل ہے (متی ۱۲: ۱-۱۴؛ مرقس ۲: ۲۳؛ ۳: ۶؛ لوقا ۶: ۱-۱۱؛ یوحنا ۵: ۱-۱۸)۔ مسیح خداوند خود بھی بلاناغہ سبت کے دن عبادت خانہ میں جاتے تھے (لوقا ۴: ۱۶)۔

ابتدائی مسیحی جو زیادہ تر یہودی تھے ساتویں دن کو سبت مانتے تھے لیکن مسیح خداوند کے جی اُٹھنے کے دن سے جو ان کی زندگی میں مبارک ترین دن تھا، انہوں نے ہفتہ کے پہلے دن سے عبادت کے لئے جمع ہونا شروع کر دیا (اعمال ۲: ۱) اور اُسے خداوند کے دن کا نام دیا۔ پولس رسول کرنتھس کی کلیسیا کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہفتہ کے پہلے دن اپنے نذرانے اور چندہ کلیسیا میں لائیں (۱-کرنتھس ۱۶: ۱-۲)۔ جب یہودیوں اور مسیحیوں میں اختلاف اور جدائی کی خلیج زیادہ وسیع ہو گئی تو مسیحیوں نے سبت کو ماننا ترک کر دیا اور پرستش کے لئے صرف خداوند کے دن جمع ہونے لگے۔

سبت کی عید:- دیکھئے عیدیں ۱

سبت کی منزل :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۳۴

سبتہ - سبتا :- کوش کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۷ ؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۹) -

سبتی - شبتائی :- (عبرانی = سبت کو پیدا ہوا - سبت کی پیدائش) -

ایک لاوی جس نے اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی کے معاملے کے تصفیہ میں عزرا کی مدد کی (عزرا ۱۰ : ۱۵) - یہ اُن لاویوں میں سے تھا جنہوں نے عوام کو شریعت کی باتیں سمجھائیں (نحمیاہ ۸ : ۷) - سبتی ان لاویوں میں سے بھی تھا جو ہیکل کے باہر کے کام کی خدمت پر مامور تھے (نحمیاہ ۱۱ : ۱۶) -

سبتیکہ - سبتکا :- کوش کا پانچواں بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۶) -

سبریم - سبرائم :- فلسطین کی شمالی سرحد پر دمشق اور حمات کے درمیان ایک جگہ (حزقی ایل ۴۷ : ۱۶) -

سبز :- لفظ سبز بائبل کے اردو ترجمہ میں صرف تین جگہ استعمال ہوا ہے (غزل الغزلات ۱ : ۱۶ ؛ یوایل ۲ : ۲۲ اور آستر ۱ : ۶) - باقی جگہ اس رنگ کے لئے ہرا کا لفظ آتا ہے - آستر ۱ : ۶ میں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ سبز کیا گیا ہے ، عُلماء کے مطابق وہ سوتی کپڑا یا ململ ہونا چاہیئے - عبرانی لفظ کرپس ہے جو غالباً سنسکرت سے عاریتاً لیا گیا ہے اور ہمارے لفظ کپاس کا ہم شکل ہے - قدیم زمانہ سے ہندوستان میں کپاس کی کاشت ہو رہی ہے اور ملک فارس اخسویرس کے عہد میں ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا (آستر ۱ : ۱) - اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ لفظ سنسکرت سے براستہ فارس عبرانی میں آیا ہو -

سبع - شابع :- (عبرانی = قسم یا سات کا عدد) -

۱ - ایک کنواں جسے اضحاق کے نوکروں نے کھودا - اسے سبع کا نام دیا گیا کیونکہ یہاں ابی ملک سے ایک عہد باندھا گیا تھا (پیدائش ۲۶ : ۳۳) - اضحاق کے وقت سے پہلے بھی ابرہام اور ابی ملک کے درمیان ایک عہد قائم ہوا تھا - بعد میں ابی ملک کے نوکروں نے ابرہام کے لوگوں پر حملہ کر کے زبردستی یہ جگہ لے لی - جب ابی ملک کو یہ خبر ملی تو اُس نے لاعلمی ظاہر کی اور اپنے نوکروں کو روک کر سزا دی - ابرہام نے عہد کی توثیق میں ابی ملک کو بھیڑوں کے سات مادہ بچے دیئے (پیدائش ۲۱ : ۲۸ - ۳۱) - چونکہ سات کے عدد کو مُقدّس سمجھا جاتا تھا اس لئے قسموں کی توثیق سات قربانیوں سے یا سات گواہوں کے سامنے کی جاتی تھی اور قسم کو بھی سبع ہی کہا جاتا تھا - اسی وجہ سے اس جگہ کا نام بیر سبع یعنی قسم کا کنواں رکھا گیا (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) -

۲ - ایک شہر جو بنی شمعون کو دیا گیا (یشوع ۱۹ : ۲) -

۳ - ایک بنیمینی جس نے داؤد بادشاہ کے خلاف بغاوت کی (۲ - سموئیل ۲۰ باب) -

سبعہ - شابع :- بنی جد کا ایک سردار (۱ - تواریخ ۵ : ۱۳) -

سبکی - سبکائی :- داؤد بادشاہ کی فوج کا ایک سورما - اسے اکثر حوساتی پکارا گیا ہے - اس نے سف کو جو دیوزادوں میں سے تھا قتل کیا اور فلستیوں پر فتح حاصل کی (۲ - سموئیل ۲۱ : ۱۸ ؛ ۱ - تواریخ ۱۱ : ۲۹ ؛ ۲۰ : ۴ ؛ ۲۷ : ۱۱ اور ۲ - سموئیل ۲۱ : ۱۸) -

سبلت :- دیکھئے شبلت -

سبماہ - سبمہ :- یردن دریا کے مشرق میں ایک شہر جو پہلے موآب کے قبضے میں تھا - بعد ازاں اموریوں نے سیحون بادشاہ کی قیادت میں اسے فتح کر لیا (گنتی ۲۱ : ۲۶) - اس کے بعد بنی اسرائیل نے اسے فتح کر کے روبن کے قبیلے کو دے دیا (یشوع ۱۳ : ۹) - اکثر عُلماء کا خیال ہے کہ یہ شبام (گنتی ۳۲ : ۳) یا شبماہ (گنتی ۳۲ : ۳۸) کا دوسرا نام ہے - یہ جگہ اپنے بہترین تاکوں اور پھلوں کے لئے مشہور تھی (یسعیاہ ۱۶ : ۸ ؛ یرمیاہ ۴۸ : ۳۲) -

سبوایل - شبوایل :- ۱ - داؤد کے زمانہ میں ایک لاوی سردار جو موسیٰ کے بیٹے جیرسوم کی نسل سے تھا (۱ - تواریخ ۲۳ : ۱۶ ؛ ۲۶ : ۲۴) - یہ بیت المال پر مختار تھا -

۲ - داؤد کے موسیقاروں کے سردار ہیمان کا ایک بیٹا (۱ - تواریخ ۲۵ : ۴) - ہیمان کے چودہ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں جو سب گانے بجانے والے تھے -

سپاہی :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۲۵ ،

سپتواجنتا :- Septuagint دیکھئے ہفتادی ترجمہ -

سپر :- دیکھئے جنگ کا سازوسامان ب - ۳

سپنج :- دیکھئے حیوانات بائبل ۲۴

سپین :- دیکھئے اسفانیہ -

ستاتر :- دیکھئے سکہ جات بائبل ۱ ج

ستار۔ شیتار: فارس اور مادی کے سات امیروں میں سے ایک جو اخسویرس بادشاہ کے دنوں میں بادشاہ کا دیدار حاصل کرتے تھے (آستر ۱:۱۴)۔

ستار: دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ (۱

ستاروں کا علم: دیکھئے فلکیات۔ 7:9

ستاری۔ سُوا: دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۲

ستائش: حمد۔ حمد و ثنا۔ مدح سرائی وغیرہ۔ عام طور پر پرانے عہدنامہ میں ذیل کے عبرانی لفظ ستائش کے لئے استعمال ہوئے ہیں ۔ ۱۔ **ھلل** ۔ اِس کے بنیادی معنی نعرہ لگانا، خوشی سے شور کرنا ہیں (قب ★ ہَلّلُویاہ)۔ ۲۔ **یادہ**۔ شروع شروع میں اس لفظ کا تعلق اُن جسمانی حرکات اور اشاروں سے تھا جو ستائش کے دوران کئے جاتے تھے ۔ پھر اس سے ستائش مراد ہوئی (قب پیدائش ۲۹: ۳۵ - وہاں لیاہ نے اپنے چوتھے بیٹے کی پیدائش پر کہا "میں خداوند کی ستائش کروں گی" اور اسی لئے اُس نے اپنے بیٹے کا نام یہوداہ رکھا یعنی ممدوح - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) - نیز دیکھئے پیدائش ۴۹: ۸ - وہاں اسی نام پر رعایت لفظی کی گئی ہے - ۳- **زامر** - اِس کا تعلق گانے بجانے سے ہے (قب عربی زَمَر = بانسری بجانا - اور مزمور بمعنی حمد و ثنا، نغمہ) - نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ zucharistein یوخرستین استعمال ہوا ہے جو ایک دلچسپ لفظ ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مداح سرائی کرنے والا اور ممدوح دونوں کے درمیان ایک گہرا اور قریبی رشتہ ہے ۔ اس کے مقابلہ میں eulogein (= مبارک کہنا) زیادہ رسمی معنی رکھتا ہے ۔

کتابِ مُقدّس حمد و ثنا اور ستائش کے فی البدیہہ کلمات سے سجی ہوئی ہے ۔ یہ اُس بے ساختہ خوشی کا نتیجہ ہے جو خدا کے لوگوں کی زندگی کا خاصہ ہے ۔ خدا نے جب اپنے تخلیق کے کام پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ "وہ اچھا ہے" (پیدائش ۱: ۱۰، ۱۲، ۱۸، ۲۵، ۳۱؛ زبور ۱۰۴: ۳۱؛ امثال ۸: ۳۰، ۳۱) اور وہ خوش ہُوا۔ اور ساری مخلوقات مع فرشتگان یہ دیکھ کر خوش ہوئے اور خدا کی حمد کی (ایوب ۳۸: ۴ - ۷؛ مکاشفہ ۴: ۶-۱۱) - خدا نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ اُس کے کاموں سے خوش ہو (قب زبور ۹۰: ۱۴-۱۶)۔ انسان اس مقصد کو تب ہی پُورا کرتا ہے جب وہ خدا کی بخششوں کو حاصل کر کے اُس کی حمد و ستائش کرتا ہے (واعظ ۸: ۱۵؛ ۹: ۷؛ ۱۱: ۹؛ فلپیّوں ۴: ۴، ۸) -

خدا کی بادشاہی کا اس دنیا میں وارد ہونا اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے لوگوں میں خوشی اور حمد کی لہر دوبارہ بحال ہو گئی ہے اور ساری کائنات خوشی سے خدا کی ستائش کرتی ہے (یسعیاہ ۹: ۲، ۳؛ زبور ۹۶: ۱۱-۱۳؛ مکاشفہ ۵: ۹-۱۴؛ لوقا ۲: ۱۳، ۱۴) - ہیکل کی ستائش اور رسومات اس خوشی کی آئینہ دار تھیں جہاں عابد خداوند کی نجات کی خوشی میں شادمانی سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے (استثنا ۲۷: ۷؛ گنتی ۱۰: ۱۰؛ احبار ۲۳: ۴۰) - زمین پر خدا کی حمد اُس کے کاموں یعنی ہماری پیدائش و پرورش اور نجات کی وجہ سے کی جاتی ہے (زبور ۲۴ اور ۱۳۶) - یہ زمین پر اُس حمد و ثنا کی بازگشت ہے جو آسمان پر چوبیس بزرگ خداوند کے حضور کر رہے ہیں (مکاشفہ ۴: ۱۱؛ ۵: ۹، ۱۰) - چنانچہ خدا کی ستائش خدا کے لوگوں کا ایک امتیازی نشان ہے (۱- پطرس ۲: ۹؛ افسیوں ۱: ۳- ۱۴؛ فلپیّوں ۱: ۱۱) - اس کے برعکس بے دین خدا کی حمد و تعریف کرنے سے قاصر ہیں اور یہی اُن کا نشان ہے (رومیوں ۱: ۲۱؛ مکاشفہ ۹: ۱۶) - حمد و ثنا کا عمل اس بات کی شہادت ہے کہ عابد اور معبود کے درمیان ایک گہرا رشتہ قائم ہے ۔ حمد و تعریف نہ صرف عابد کی شادمانی کی عکاسی کرتی بلکہ معبود کی کاملیت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کیونکہ خدا کا اُس کی حمد کرنے کا حکم اصل میں اُس کی طرف سے ایک دعوت ہے کہ ہم خدا میں مسرور ہوں (زبور ۳۷: ۴) -

تاہم یاد رہے کہ خدا کی تعریف کرنا ہمارا فرضِ اوّلین ہے اور اسے انسان کی جذباتی کیفیت یا اُس کے ماحول کی حالت پر چھوڑا نہیں جا سکتا (قب ایوب ۱: ۲۱) - "خدا کے حضور خوشی منانا" خدا کے لوگوں کی اجتماعی عبادت کا اہم حصہ تھا (استثنا ۱۲: ۷، ۱۲؛ ۱۱:۱۴) جس میں لوگ ایک دوسرے کو خدا کی ستائش کرنے کی ترغیب دیتے اور مل کر اُس کی تعریف کرتے تھے ۔ اگرچہ بعض زبوروں میں صرف ایک شخص خدا کی حمد و تعریف کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن اِس بات کا ہمیشہ احساس رہا ہے کہ حمد و ثنا باجماعت ہونی چاہیئے (زبور ۲۲: ۲۵؛ ۳۴: ۳؛ ۳۵: ۱۸) جہاں نہ صرف خدا کی عزت اور ستائش کی جاتی ہے (زبور ۵۰: ۲۳) بلکہ یہ خدا کے لوگوں کے سامنے شہادت اور گواہی کا عمل بھی ہے (زبور ۵۱: ۱۲- ۱۵) -

لاویوں نے ہیکل میں خدا کی ستائش کا ایک خوبصورت اور منظم طریقہ تجویز کیا تھا - عبادت کے دوران اور مُقدّس جلوسوں میں لوگ زبوروں کو استعمال کرتے، خوشی کے نعرے لگاتے اور حمد کرتے ہوئے چلتے تھے (زبور ۴۲: ۴) - گانے کا طریقہ بھی بڑا دلچسپ تھا - دو جماعتیں یا ایک گویّا اور ایک جماعت باری باری جوابی آیات گاتے تھے، یا ایک قوال اور اُس کے ہمنوا بطور سوال و جواب موسیقی اور کلماتِ تعریف استعمال کرتے تھے - اس طریقے کا اشارہ زبوروں کی سرخیوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے (دیکھئے علاموت اور شمینیت)۔ ناچنا جو ہمیشہ سے خوشی اور تعریف کے اظہار کا ایک طریقہ رہا ہے

(خروج ۱۵: ۲۰؛ ۲-سموئیل ۶: ۱۴) ہیکل میں بھی خوشی کا اظہار تھا (زبور ۱۴۹: ۳؛ ۱۵۰: ۴) - زبور ۱۵۰ میں اُن سازوں کی فہرست ہے جو ستائش کی عبادت میں استعمال کئے جاتے تھے - نیز دیکھئے موسیقی کے ساز - شروع میں مسیحی ہیکل کی عبادت میں شریک ہوکر اپنی خوشی کا اظہار کرتے تھے (لوقا ۲۴: ۵۳؛ اعمال ۳: ۱) لیکن ضروری تھا کہ اُن کی مسیح میں نئی زندگی انہیں حمد و ثنا کے نئے طریقوں کو ڈھونڈنے پر مجبور کرے (مرقس ۲: ۲۲ - حمد کی نئی مے پرانی مشکوں میں بھری نہیں جا سکتی تھی) - خوشی مسیحی زندگی کا غیر مبدل خاصہ تھا - لیکن اس کے اظہار کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا ہے - غالباً یہ اس لئے ہُوا کہ اُس وقت کے لوگ اس سے بخوبی واقف تھے اور انہوں نے اِس کی ضرورت محسوس نہ کی کہ اسے تفصیل سے لکھیں - جس طرح وہ لوگ جنہیں خداوند مسیح نے شفا دی تھی بے ساختہ خدا کی تمجید کرنے لگے تھے (لوقا ۱۸: ۴۳؛ مرقس ۲: ۱۲)، بالکل اسی طرح رسولی کلیسیا بھی مسیح میں خدا کی قدرت اور بھلائی کو دیکھ کر فی البدیہہ خوشی سے حمد و ثنا میں مشغول ہو گئی - اِن کی مثالیں ہم اعمال کی کتاب اور خطوط میں دیکھتے ہیں (اعمال ۲: ۴۶، ۴۷؛ ۳: ۸؛ ۱۱: ۱۸؛ ۱۶: ۲۵؛ افسیوں ۱: ۱-۱۴) -

بے شک ابتدائی کلیسیا زبوروں کو ستائش کے لئے استعمال کرتی تھی (کلسیوں ۳: ۱۶؛ قب متی ۲۶: ۳۰) لیکن ان کے علاوہ نئے گیت بھی وضع کئے گئے (قب مکاشفہ ۵: ۸-۱۴) جن کی طرف کلسیوں ۳: ۱۶ اور ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۶ میں اشارہ کیا گیا ہے - حمد کے نئے گیتوں کی مثال مقدسہ مریم کے گیت (لوقا ۱: ۴۶ مابعد)، زکریاہ کے گیت (لوقا ۱: ۶۸ مابعد) اور شمعون کے گیت (لوقا ۲: ۲۹ مابعد) میں ملتی ہے - نئے عہد نامہ کی دیگر جگہوں میں بھی ستائش کے کلمات کی مثالیں ملتی ہیں - فلپیوں ۲: ۶-۱۱ کے بغور مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاص طور پر خداوند مسیح کی تعریف کے لئے لکھا گیا تھا اور یہ مسیحی ادب میں ایک نئی صنف کی ابتدا تھی - اس قسم کے گیتوں کے اقتباس غالباً ذیل کے حوالوں میں پائے جاتے ہیں؛ افسیوں ۵: ۱۴؛ ۱-تیمتھیس ۳: ۱۶ - مکاشفہ کی کتاب کے کلماتِ حمد (قب مکاشفہ ۱: ۴-۷؛ ۵: ۹-۱۴؛ ۱۵: ۳-۴) غالباً عبادتی جماعت میں خدا کی حمد و تعریف کے لئے استعمال کئے جاتے تھے -

ستائش اور قربانی کا قریبی تعلق غور طلب ہے - پرانے عہد نامہ کی قربانی کی رسومات میں شکر گزاری اور کفارہ کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے (احبار ۷: ۱۱-۲۱) - شکر گزاری پہلے پھل کے ہدیہ کو ہیکل میں لانے کا صحیح محرک تھی (استثنا ۲۶: ۱-۱۱) - خلوص دلی سے خدا کی حمد کرنا بھی ایک قربانی ہے جس سے خدا خوش ہوتا ہے (عبرانیوں ۱۳: ۱۵؛ ہوسیع ۱۴: ۲؛ زبور ۱۱۹: ۱۰۸) - مسیح کے اپنے آپ کو قربان کرنے میں شکر گزاری کا یہ عنصر موجود ہے (مرقس ۱۴: ۲۲، ۲۳، ۲۶؛ یوحنا ۱۷: ۱، ۲؛ متی ۱۱: ۲۵، ۲۶) - اسی لئے مسیحیوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے بدن کو شکر گزاری سے قربانی کے لئے نذر کریں (رومیوں ۱۲: ۱) کیونکہ وہ شاہی کاہن ہیں (مکاشفہ ۱: ۵، ۶؛ ۱-پطرس ۲: ۹) اور جب یہ قربانی مصیبتوں میں کی جائے تو مصیبت اور حمد مسیحی زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ مِل جاتی ہیں (فلپیوں ۲: ۱۷) - شکر گزاری نہ صرف مصیبت اور دُکھ کو مُقدّس بناتی ہے بلکہ مسیحی کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو (۱-تیمتھیس ۴: ۴، ۵؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۳۰، ۳۱؛ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۶-۱۸) - دعا میں ہماری درخواستیں چاہے کچھ بھی ہوں لیکن اس میں شکر گزاری کا ہونا لازمی ہے (فلپیوں ۴: ۶) -

ستایا جانا:- دُکھ تکلیف اُٹھانا - ایذا رسانی وغیرہ - خداوند مسیح نے کئی مرتبہ اپنے شاگردوں کو آگاہ کیا کہ میرے سبب سے لوگ تمہیں لعن طعن کریں گے، ستائیں گے اور ہر طرح کی بری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے - ان باتوں کی وجہ سے تمہیں ہمت نہیں ہارنی بلکہ خوشی کرنی اور شادمان ہونا چاہیئے (متی ۵: ۱۲؛ یوحنا ۱۵: ۱۸-۲۰) ابتدائی کلیسیا کو جلد ہی اس دُکھ تکلیف کا تجربہ کرنا پڑا - مقدس ستفنس کی شہادت یروشلیم کے مسیحیوں کے ستائے جانے کا آغاز تھی - اس کے بعد کلیسیا پر مختلف مظالم ٹوٹ پڑے اور وہ تتر بتر ہو گئے - یاد رہے کہ یونانی لفظ dioko کے اولین بنیادی معنی منتشر کرنا ہی ہے اور پھر کسی کا پیچھا کرنا - اس ایذا رسانی کا کرتا دھرتا شخص ترسس کا ساؤل تھا جو مسیحیوں کو چن چن کر ستاتا تھا - اسی مقصد سے وہ دمشق جا رہا تھا کہ وہاں بھاگے ہوئے مسیحیوں کا تعاقب کر کے اُنہیں بھی پکڑ لے - اُس راہ میں مسیحیوں کے اس دشمن کی زندگی تبدیل ہو گئی اور وہ خود خداوند مسیح کا جانباز سپاہی بن گیا - اُسی وقت قیصر کلیگلا نے ہیکل میں اپنا مجسمہ نصب کرنے کا ارادہ کیا جس سے ظالم یہودیوں کی توجہ مسیحیوں کی طرف سے ہٹ کر دوسری طرف مبذول ہو گئی اور کلیسیا کو کچھ عرصہ کے لئے چین حاصل ہُوا (اعمال ۹: ۳۱) - ایذا رسانی کی دوسری لہر ہیرودیس بادشاہ کے ہاتھوں یعقوب رسول کے قتل سے شروع ہوئی (اعمال ۱۲: ۲) - پطرس رسول کا بھی یہی حشر ہوتا لیکن اسے معجزانہ طور پر قید خانہ سے رہائی حاصل ہوئی - ہیرودیس بادشاہ کا یہودیوں میں ہر دل عزیز ہو جانے کا یہ آسان طریقہ اُس کی اپنی موت سے ختم ہو گیا - اس کے بعد مختلف شخص اپنے ایمان کی وجہ سے دُکھ اور تکلیف کا شکار ہوئے - ان میں پولس رسول کا نام سر فہرست ہے - اِن مصیبتوں کا ذکر نئے عہد نامہ کے خطوط میں جگہ بجگہ ملتا ہے لیکن ان کی تفصیل درج نہیں (۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۴؛ عبرانیوں ۱۰: ۳۲-۳۳؛ ۱-پطرس ۲: ۱۹ -

۲۵) - اس کے بعد مکاشفہ کے صحیفہ میں متعدد جگہ پر ایذارسانیوں کا ذکر آتا ہے کہ کیسے مُقدّسین دُکھ اور تکلیف اُٹھائیں گے اور شہید ہوں گے اور کس طرح ہر زمانہ میں کلیسیا کو ستایا جائے گا - لیکن وعدہ کیا گیا ہے کہ "جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا" (مکاشفہ ۲ : ۱۰) -

سُتر :- عربی کا لفظ بمعنی ڈھانپنا، چھپانا، برہنگی اور شرم - بائبل کے اردو ترجمہ میں یہ تین مرتبہ استعمال ہُوا ہے - یسعیاہ ۴۷ : ۳ (کیتھولک شرم)، ناحوم ۳ : ۵ (کیتھولک شرم) اور ہوسیع ۲ : ۹ (کیتھولک - ستر پوشی، سَتر ڈھانپتی ہے) -

یہی لفظ ایک اور شکل میں یرمیاہ کے نوحہ ۳ : ۴۴ میں استعمال ہُوا ہے - دیکھئے مستور -

ستّر شاگرد :- خداوند یسوع مسیح کے شاگرد - اِن ستّر (ان کا ذکر صرف لوقا ۱۰ : ۱ - ۲۰ میں مِلتا ہے) کا مشن غالباً اُن ذمہ داریوں کی مشق تھی جو مسیح خداوند کے صعودِ آسمانی کے بعد شاگردوں پر عائد ہونے والی تھیں - درج ذیل مماثلات کو لوقا کی انجیل اور اعمال کی کتاب میں دیکھئے :

۱ - بارہ حواریوں کے علاوہ دوسروں کا مشن (لوقا ۱۰ : ۱؛ اعمال ۸ : ۱، ۴) -

۲ - غیر قوموں کی شمولیت (لوقا ۱۰ : ۸؛ اعمال ۱۰ : ۱۷) -

۳ - خدا کی بادشاہت کا اعلان (لوقا ۱۰ : ۹، ۱۱؛ اعمال ۸ : ۱۲) -

۴ - انجیل کو قبُول کرنا (لوقا ۱۰ : ۵ - ۹؛ اعمال ۲ : ۴۱ مابعد) اور ردّ کرنا (لوقا ۱۰ : ۱۰ مابعد، اعمال ۷ : ۵۴ - ۶۰) -

۵ - شیطانی قوتوں پر غلبہ (لوقا ۱۰ : ۱۷ مابعد؛ اعمال ۱۶ : ۱۶ مابعد) -

۶ - شادگری کی خوشی (لوقا ۱۰ : ۱۷؛ اعمال ۵ : ۴۱) -

سِتری :- (عبرانی = میری حفاظت) - عزّیئیل کا بیٹا - یہ ایک لاوی تھا جو ہارون اور موسیٰ کا قریبی رشتہ دار بھی تھا (خروج ۶ : ۲۲) -

سِتفناس - استفناس :- (یونانی = تاج) - کرنتھس کی کلیسیا کا ایک شخص جس کے خاندان کے افراد اخیہ میں پولس کی بشارت کی معرفت مسیحی ہوئے (۱ - کرنتھیوں ۱۶ : ۱۵) - پولس نے انہیں نہ صرف جیتا تھا بلکہ یہ اُن چند لوگوں میں سے تھے جنہیں اُس نے خود بپتسمہ دیا (۱ - کرنتھیوں ۱ : ۱۶) - بعد ازاں اِس خاندان نے کلیسیا کی بڑی خدمت کی تھی (۱ - کرنتھیوں ۱۶ : ۱۵) - فرتوناتس اور اخیکس کے ہمراہ ستفناس خود پولس کے پاس اِفسس میں آیا (۱ - کرنتھیوں ۱۶ : ۱۷) - قیاس ہے کہ انہی اشخاص نے پولس کو وہ خط دیا جو کرنتھس کی کلیسیا نے بھیجا تھا اور جس کا جواب کرنتھیوں کا پہلا خط ہے (۱ - کرنتھیوں ۷ : ۱) -

سِتنہ - سِیتنہ :- (عبرانی = جھگڑا) - دوسرا کنواں جسے اضحاق نے کھودا (پیدائش ۲۶ : ۲۱) -

ستودہ :- (فارسی = جس کی تعریف کی جائے، جس کی حمد و ثنا کی جائے، قابلِ تعریف) - یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں امثال ۳۱ : ۳۰؛ یرمیاہ ۵۱ : ۴۱؛ صفنیاہ ۳ : ۱۹ اور مرقس ۱۴ : ۶۱ میں استعمال ہوُا ہے - کیتھولک ترجمہ میں صفنیاہ کے سوا باقی جگہ فخر، تعریف وغیرہ استعمال ہوُا ہے -

سِتُور :- (عبرانی = چھپا ہُوا - قب عربی سَتَر = ڈھانکنا - ہم اردو میں بھی پردہ دار عورتوں کو مستورات کہتے ہیں) -

آشر کے قبیلہ سے میکائیل کا بیٹا (گنتی ۱۳ : ۱۳) - یہوواہ کے حکم سے، موسیٰ نے اسے گیارہ اور لوگوں کے ساتھ جاسوسی کے لئے ملکِ کنعان میں بھیجا (گنتی ۱۳ : ۲ - ۱۶) -

ستون :- کھمبا - لاٹ - تھم - رکن وغیرہ - کتابِ مُقدّس میں مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ ستون اور دو ایک مرتبہ لاٹ کیا گیا ہے -

حزقیاہ بادشاہ کے سونے سے منڈھے ہوئے ستونوں کو اومنوت کہا گیا ہے (۲ - سلاطین ۱۸ : ۱۶ - اس لفظ کا مادّہ الف - میم - نون ہے جس سے وہ لفظ بنتے ہیں جن کا مفہوم ایمان - آمین - امن بھی ہے - بنیادی معنی مضبوطی سے کھڑا ہونا ہیں) - ان ستونوں کا سونا حزقیاہ نے اُتروا کر خداوند کے گھر کی اور شاہی خزانہ کی چاندی سمیت شاہِ اسور ★ سنحیرب کو بطور تاوان بھیجا -

ہیکل اور سلیمان کے شاہی محل کے لکڑی کے ستونوں کے لئے لفظ **مسعاد** ہے (۱ - سلاطین ۱۰ : ۱۲ - اس کے مادّہ سامک - عین - دالتھ کے معنی تھم ہے) - ایک اور لفظ جو کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے عبرانی مادّہ نون - صادے - بیتھ سے ترکیب دیا گیا ہے - اس کے بنیادی معنی سیدھا کھڑا ہونا، لگانا، گاڑھنا ہیں (قب عربی **نَصَب**) - یوسف کے خواب میں اُس کا پُولا سیدھا کھڑا ہو گیا (پیدائش ۳۷ : ۷) - یہ کئی جگہ ستون کے لئے استعمال ہوا ہے (یرمیاہ ۳۱ : ۲۱؛ قضاۃ ۹ : ۶؛ ۲ - سموئیل ۱۸ : ۱۸ - یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ لاٹ ہے - کیتھولک ستون؛ پیدائش ۳۵ : ۲۰ وغیرہ) -

۱ - اِ - ان ستونوں کا ایک مذہبی پہلو تھا - واحد خدا کے پرستار مختلف موقعوں پر خدا کے ظہور کی یادگاریں پتھروں کے ستون نصب کرتے تھے مثلاً جب یعقوب نے خواب میں ایک سیڑھی دیکھی اور خداوند اُس کے اوپر کھڑے ہو کر اُس

سے مخاطب ہوا تو اس نے یادگار کے طور پہ ایک پتھر کو کھڑا کیا۔ (پیدائش ۲۸: ۱۸-۲۲- قب ۳۱: ۱۳؛ ۳۵: ۱۴)۔

موسیٰ نے خداوند سے ملاقات کے بعد پہاڑ کے نیچے ۱۲ ستون بنائے (خروج ۲۴: ۴)۔ ستونوں کا نہ ہونا خدا کی حضوری سے دور ہونے کی علامت تھی (ہوسیع ۳: ۴؛ ۱۰: ۱، ۲)۔ ستون کا ہونا خداوند کی حضوری کے مترادف تھا (یسعیاہ ۱۹: ۱۹)۔

ب۔ دو شخصوں یا گروہوں کے درمیان کسی معاہدہ کی توثیق کے لئے خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے پتھروں کو اپنا گواہ بنایا جاتا تھا (پیدائش ۳۱: ۴۳-۵۲- نیز دیکھئے عہد باندھنا)۔ فریقین پتھروں کا ڈھیر لگا کر اس کے پاس اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

ج۔ قبروں پر بھی ستون بطور یادگار کھڑے کئے جاتے تھے۔ مثلاً راخل کے مقبرہ پر یعقوب نے ایک ستون کھڑا کیا (پیدائش ۳۵: ۲۰)۔

د۔ ابی سلوم نے اپنے جیتے جی اپنے لئے ایک یادگاری کا ستون نصب کروایا کیونکہ اُس کا نام زندہ رکھنے کے لئے کوئی بیٹا نہ تھا (۲- سموئیل ۱۸: ۱۸)۔

لوط کی بیوی نے ہدایت کے خلاف پیچھے مُڑ کر سدوم اور عمورہ کی تباہی پر نظر ڈالی اور نمک کا ستون بن گئی (پیدائش ۱۹: ۲۶)۔ ابی ملک کی تاج پوشی کی رسم ستون کے بلوط کے پاس ادا کی گئی (قضاۃ ۹: ۶)۔

۲۔ بُت پرستی کے سلسلے میں بھی پتھروں کے ستون نصب کئے جاتے تھے۔ ان کا استثنا ۱۲: ۳ میں حوالہ ہے (عبرانی مَصّباہ جمع مَصبّوت۔ یہ اکثر کسی بت کی شکل کا ہوتا تھا (مثلاً ۲- سلاطین ۳: ۲۔ عبرانی مصّباہ ھا بعل۔ اُردو: "بعل کا ستون"، قب ۲- سلاطین ۱۰: ۲۶؛ ۱۸: ۴ وغیرہ)۔ اسی طرح کے تراشے ہوئے پتھر کے بت نما ستونوں کا ذکر استثنا ۷: ۵ میں ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ)۔ ان کا ذکر کئی جگہ ہے (استثنا ۱۶: ۲۲؛ ۱- سلاطین ۱۴: ۲۳؛ ۲- سلاطین ۱۷: ۱۰؛ ۱۸: ۴؛ ۲۳: ۱۴؛ ۲- تواریخ ۱۴: ۳؛ ۳۱: ۱؛ میکاہ ۵: ۱۳)۔

ایک اور عام عبرانی لفظ عمود ہے (قب عربی عمود- عماد)۔ اس کے معنی سیدھا کھڑا کرنا ہیں۔ یہ خصوصاً بادل اور آگ کے ستون کے لئے استعمال ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب بنی اسرائیل کو خدا نے فرعون کے پنجے سے رہا کروایا تو "خداوند اُن کو دن کو راستہ دکھانے کے لئے بادل کے ستون میں اور رات کو روشنی دینے کے لئے آگ کے ستون میں ہو کر اُن کے آگے آگے چلا کرتا تھا تاکہ وہ دن اور رات دونوں میں چل سکیں (خروج ۱۳: ۲۱)۔ مسکن میں بھی ستون تھے جو کیکر کی لکڑی، پیتل اور دوسری چیزوں کے بنے ہوئے تھے (خروج ۲۶: ۳۲، ۳۷؛ ۲۷: ۱۰-۱۷؛ ۳۶: ۳۶، ۳۸؛ ۳۸: ۱۰-۱۷، ۲۸؛ ۳۹: ۳۳، ۴۰؛ ۴۰: ۱۸؛ گنتی ۳: ۳۶، ۳۷؛ ۴: ۳۱، ۳۲)۔

سلیمان بادشاہ کی بنائی ہوئی ہیکل اور محل میں بھی ستون تھے (۱- سلاطین ۷: ۲-۴۲؛ ۲- سلاطین ۲۵: ۱۳-۱۷؛ ۱- تواریخ ۱۸: ۸؛ ۲- تواریخ ۳: ۱۵-۱۷؛ ۴: ۱۲، ۱۳؛ یرمیاہ ۲۷: ۱۹؛ ۵۲: ۱۷-۲۲)۔ حزقی ایل ۴۰: ۴۹ میں نئی ہیکل کے ستونوں کا ذکر ہے۔ آستر کی کتاب میں سنگِ مرمر کے ستونوں کا ذکر ہے (۱: ۶)۔ سمسون نے غزہ میں اُن درمیانی ستونوں کو جن پر فلستیوں کے دیوتا دجون کا مندر قائم تھا اِدھر اُدھر دھکیل کر سارے مندر کی چھت کو گرا دیا (قضاۃ ۱۶: ۲۵-۲۹)۔

ستون کا مجازی معنوں میں استعمال بڑا دلچسپ ہے۔ اُس بڑی لڑائی کے بیان میں جو اسرائیلیوں اور بنی بنیمین میں ہوئی ذکر ہے کہ "دھوئیں کے ستون میں بادل سا اس شہر سے اُٹھا" (قضاۃ ۲۰: ۴۰)۔ یہاں ستون کے لئے عبرانی لفظ تمروت بمعنی کھجور کے درخت ہے یعنی یہ ستون کھجور کے درخت کی طرح اوپر سے چوڑا اور نیچے سے درخت کے تنے کی طرح پتلا تھا۔ یہ کھمب نما دھوئیں کا ستون تھا۔ جوہری بم کے گرنے کے بعد اِسی قسم کا ستون بنتا ہے۔ دھوئیں کے ستون کا ذکر دیگر جگہ بھی آیا ہے (غزل الغزلات ۳: ۶؛ یوایل ۲: ۳۰)۔

کتابِ مُقدّس میں حکمت کے سات ستونوں کا ذکر ہے (امثال ۹: ۱)۔ نئے عہد نامہ میں خدا کی کلیسیا کو حق کا ستون اور بنیاد کہا گیا ہے (۱- تیمتھیس ۳: ۱۵- یونانی سٹُولوس stylos)۔

بعض شخص کلیسیا میں ستون کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کو رکن کہا گیا ہے (گلتیوں ۲: ۹- قب یرمیاہ ۱: ۱۸)۔ فلدلفیہ کی کلیسیا کو خدا کا پیغام یہ تھا کہ جو غالب آئے گا اُسے خدا اپنے مَقدِس کا ستون بنائے گا اور اُس پر خدا کا نام اور نئے یروشلیم کا نام لکھا جائے گا (مکاشفہ ۳: ۱۲)۔

ستوئیکی :- جب یونان کے شہر ★ اتھینے میں پولس رسول کا مقابلہ ★ اپکوری اور ستوئیکی فیلسوفوں سے ہوا تو اُس وقت اس مکتبِ فکر کو قائم ہوئے تقریباً ساڑھے تین صدیاں گزر چکی تھیں۔ اس کا بانی کُپرس کا باشندہ زینو (۳۳۵ تا ۲۶۳ ق م) اتھینے شہر میں ایک رنگدار برآمدہ میں تعلیم دیتا تھا۔ یونانی زبان میں برآمدہ کو ستوآ stoa کہتے ہیں۔ یہی اس فلسفے کی وجہ تسمیہ ہے۔ ستوئیکی سوچ کا ایک مشہور مقولہ یہ تھا کہ "اپنی زندگی قدرت کے اصول کے مطابق بسر کرو"۔ قدرت کا مشاہدہ کرنے سے ہم پر یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ انسان کی زندگی اور نظامِ قدرت کے پیچھے ایک ہی

اُصول کام کرتا ہے یعنی نطق یا معقولیت۔ یہ معقولیت reason سب چیزوں کا احاطہ کرتی ہے، اور بطور ایک روحِ عظمیٰ سب چیزوں میں موجود ہے۔ ستوئیکی اس معقولیت کی روح سے ہم آہنگ ہونے میں نجات کا راستہ دیکھتے تھے (دیکھئے لوگوس)۔ انسان کی خوشی اسی بات میں ہے کہ وہ حالات کو جوں کا توں چلنے دے اور انہیں تبدیل کرنے کی جد و جہد نہ کرے۔ یہ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب انسان قدرت کے بدلتے ہوئے نظام کا صحیح مطالعہ کرے اور اسے اچھی طرح سمجھ کر اس کے آگے رضامندانہ طور پر سرِ تسلیم خم کرنے کی طبیعت پیدا کرے۔ ان کے نزدیک انسان کو عالمگیر معقولیت کے نظام کے مقصد کو، خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے دماغی سکون کی خاطر رضامندی سے اپنے پورے ہوش و حواس میں قدرت کے نظام کے ساتھ تعاون کرے۔ اُسے نظامِ قدرت میں اپنے مقام کو تلاش کرنا ہوگا اور اُس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ لیکن ضروری ہے کہ یہ عمل جذبات سے بالکل مُبرّا اور پاک ہو، ورنہ وہ ناکامی کی صورت میں مایوس ہو جائے گا۔ زندگی کا اہم ترین عمل بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔ یہ بے غرض اور بے لوث ہونی چاہیئے۔ اس میں محبت کا جذبہ قطعی نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد اس لئے کرتا ہے کہ قدرت کا اصول ہے کہ ہر شے ایک دوسرے سے مربوط اور ہم آہنگ ہے۔

یہ معقولیت کی روح ستوئیکی فلسفہ میں خدا کی جگہ رکھتی ہے۔ یہ روح سب پر حاوی اور سب میں موجود ہے یعنی ستوئیکی وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اُن کے خیال کے مطابق تمام موجودات خدا تعالیٰ کا وجود ہیں، اور ما سوا اُس کے (یعنی خدا کے علاوہ) سب وجود قیاسی ہیں۔ پولس رسول غالباً کسی ستوئیکی مُصنّف کی تحریر کی طرف اشارہ کر رہا تھا جب اس نے اپنی تقریر میں کہا "کیونکہ اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں" (اعمال ۱۷: ۲۸)۔

ستوئیکی فلسفہ کی ایک اور نمایاں خصوصیت جو اسے ابکوری فلسفہ سے مختلف اور مسیحی مذہب کے قریب لاتی تھی، اس کا بلند اخلاقی معیار تھا۔ غالباً یہ واحد فلسفہ تھا جو مسیحی مذہب کے ابتدائی دَور میں اس سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ غالباً پولس رسول کے دل میں اس موقع پر یہی خیال تھا کہ وہ کس طرح انجیل کے اس نیک اور شریف رقیب کو مسیح کے لئے جیت لے۔

مسیحیت اور ستوئیکی فلسفہ کچھ عرصہ تک ایک دوسرے کے متوازی چلتے رہے لیکن ان کا میل نہ ہو سکا۔ اور بالآخر ستوئیکی فلسفہ اخلاقیات اور الٰہیات کی کمزوری کی وجہ سے بتدریج تنزلی کی منزلیں طے کرتا ہوا صفحۂ ہستی سے مِٹ گیا۔ ستوئیکی اخلاق بڑا با ضابطہ لیکن سخت اور سرد معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اس فلسفہ نے بعض ایسی شخصیتیں پیدا کیں جن کی زندگی کا معیار بہت بلند تھا۔ ان میں رومی شہنشاہ مارکس اوریلیس بھی شامل ہے۔ ستوئیکی فلسفہ کا اخلاقیات پر یہ زور ایسے شخص پیدا کرتا تھا جو تمام دنیا کو اپنا وطن سمجھتے تھے اور صحیح معنوں میں محب العالم تھے۔ ستوئیکی فلسفہ کے ڈھانچے میں کچھ رد و بدل کر کے مسیحی مفہوم بھرنے کی گنجائش تھی۔ قدیم دنیا میں یہ فلسفہ کئی لوگوں کے لئے مسیحیت تک پہنچنے کے لئے ایک پُل ثابت ہوا۔ پولس رسول نے غالباً اس فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

سجدہ کرنا۔ جھکنا:۔ عبرانی لفظ شاخاہ (مادہ شین۔ خیتھ۔ ہے۔ اور اس سے ترکیب کئے ہوئے لفظوں) کا ترجمہ سجدہ کرنا یا سر جھکانا کسی کی عزت یا احترام کرنے کا عمل ہے۔ سجدہ کرتے وقت گھٹنے ٹیک کر ماتھے کو زمین سے لگایا جاتا ہے۔

۱۔ کسی کے سامنے احتراماً جھکنا (پیدائش ۲۳: ۷، ۱۲۔ کیتھولک سر جھکایا۔ پروٹسٹنٹ، آداب بجالایا۔ جھکا، پیدائش ۳۷: ۷، ۹، ۱۰۔ کیتھولک جھکا۔ پروٹسٹنٹ سجدہ کیا؛ پیدائش ۱۹: ۱۔ زمین تک جھکا؛ پیدائش ۴۲: ۶۔ سرزمین پر ٹیکا، پیدائش ۴۸: ۱۲۔ منہ کے بل زمین تک جھکا)۔ نہ صرف اعلیٰ طبقہ والوں مثلاً بادشاہ اور حاکم (۲۔ سموئیل ۹: ۸) کا اس طرح احترام کیا جاتا تھا بلکہ اپنے ہم رتبہ لوگوں کا بھی (پیدائش ۲۳: ۱۲)۔

۲۔ معبود کے سامنے بطورِ عبادت جھکنا (پیدائش ۲۲: ۵؛ ۱۔ سموئیل ۱: ۳)۔ دیوتا کے سامنے سرنگوں ہونا (۲۔ سلاطین ۵: ۱۸)۔

۳۔ مجازاً کسی کا مطیع ہونا (زبور ۴۵: ۱۱ پروٹسٹنٹ۔ سجدہ کر؛ کیتھولک۔ مطیع ہو ۴۴: ۱۲)۔

۴۔ احترام کرنے اور عبادت کرنے میں تمیز کرنا لازم ہے۔ دوسرے حکم میں بُتوں کے سامنے سجدہ کرنے کی سخت مخالفت کی گئی ہے (خروج ۲۰: ۵)۔ عبادت کرتے وقت بستر پر بھی سجدہ کیا جا سکتا ہے (پیدائش ۴۷: ۳۱؛ ۱۔ سلاطین ۱: ۴۷)۔

سجوب:۔ ۱۔ حی ایل کا چھوٹا بیٹا۔ جب حی ایل نے یریحو کے پھاٹک لگائے تو اُس کا چھوٹا بیٹا مر گیا۔ اس طرح یشوع کی وہ لعنت پوری ہوئی جس کے مطابق اُس نے کہا تھا کہ جو یریحو شہر کو پھر بنائے گا وہ ملعون ہوگا اور اپنے پہلوٹھے کو نیو ڈالتے وقت اور چھوٹے بیٹے کو پھاٹک لگواتے وقت کھو بیٹھے گا (یشوع ۶: ۲۶)۔

بعض کا خیال ہے کہ حی ایل نے نیو ڈالتے وقت اپنے بڑے بیٹے کو قربان کر دیا اور پھاٹک لگواتے وقت اپنے چھوٹے بیٹے کو (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۱۔ ملوک ۱۶: ۳۴)۔ لیکن اکثر مفسر اس سے متفق نہیں ہیں۔

۲۔ مکیر کی بیٹی کے بطن سے حصرون کا بیٹا۔ حصرون کی عمر

س وقت ساٹھ سال کی تھی (۱۔ تواریخ ۲: ۲۱، ۲۲۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں ہجے شجوب ہیں)۔

سجی، شورہ :- نمک کی قسم کی ایک کھار۔ یہ موجودہ شورے سے مختلف تھا اور مصر کی نمکین جھیلوں کے کنارے پایا جاتا تھا۔ یہ کھانے اور دھونے کے سوڈے کی ملاوٹ تھا جسے صاف نہیں کیا گیا تھا۔ اس پر سرکہ ڈالنے سے بلبلے اُٹھتے تھے (یرمیاہ ۲: ۲۲؛ امثال ۲۵: ۲۰)۔ امثال کی اس آیت کو واضح کرنے کے لئے نئے انگریزی ترجموں میں یوں ہے "... اور زخم پر سرکہ ڈالتا ہے۔"

سچ، سچائی :- راست۔ ٹھیک۔ درست۔ حق۔ صحیح۔ راستی۔ درستی۔ حقیقت۔ صحت۔

عبرانی اور یونانی سوچ کا ایک نمایاں اور اہم فرق غور طلب ہے۔ یونانی سوچ کا طرز فلسفیانہ اور تحلیلی تھا۔ وہ ساکن اور دائمی حقیقتوں پر سوچ بچار کرنے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ وہ زندگی کے مسائل کو الگ تھلگ کر کے اُن پر نظرِ عمیق ڈالتے تھے۔ عبرانی اس کے برعکس رواں دواں عملی زندگی پر نظر ڈالتے جس میں اخلاق اور ارادے کا غالب حِصّہ ہوتا ہے، یا دوسرے لفظوں میں یونانی علمِ مطلق پر غور کرنے کے حامی تھے جبکہ عبرانی فعال زندگی کو اُس کے سیاق و سباق میں رکھتے ہوئے اُس کا وجودی مطالعہ کرتے تھے۔

پُرانے عہد نامے میں

سچ کے متعلق بھی کلامِ مُقدّس میں اِسی قسم کے دو نظریئے پائے جاتے ہیں۔

۱۔ عقلی۔ اس میں صورتِ حال کی تحقیق کر کے اُسے پرکھا جاسکتا ہے کہ آیا وہ درست ہے یا غلط (استثنا ۱۷: ۴؛ ۱۔ سلاطین ۱۰: ۶)۔

۲۔ وجودی اور اخلاقی۔ اس میں کسی شخص کے کردار کی دیانتداری کو سچائی کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ مثلاً یوسف کے بھائیوں کو قید خانہ میں رکھا گیا تاکہ اُن کی باتوں کی تصدیق ہو کہ آیا وہ سچے ہیں یا نہیں (پیدائش ۴۲: ۱۶) یعنی دیکھنا یہ تھا کہ آیا وہ وفادار، صادق اور قابلِ اعتبار شخص ہیں کہ نہیں۔ یہ بات نہایت معنی خیز ہے کہ عبرانی کے وہ دو لفظ جن کا مفہوم سچ ہے، اُن کے پورے مفہوم کا احاطہ کرنے کے لئے اردو میں کئی مختلف لفظوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

یہ لفظ ایمت اور اموننہ ہیں۔ ایمت (مادّہ آلف۔ میم۔ نون)۔ یہ لفظ عبرانی متن میں کل ۱۲۵ مرتبہ آیا ہے۔ اس کا ترجمہ تقریباً ۷۰ مرتبہ سچ، سچّائی وغیرہ، ۱۵ مرتبہ راستی، ۱۳ مرتبہ حق اور چند مرتبہ وفاداری، صداقت اور دیانتداری کیا گیا ہے۔ اموننہ (مادّہ آلف۔ میم۔ نون۔ اسی مادّہ سے لفظ ★ آمین بھی بنتا ہے)۔ یہ تقریباً ۴۹ مرتبہ آتا ہے اور اس کا ترجمہ ۲۳ مرتبہ وفاداری، ۶ مرتبہ دیانتداری وغیرہ اور ۸ مرتبہ سچائی، صداقت، راستی وغیرہ سے کیا گیا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں سچائی کی بنیاد ایک پُراعتبار شخصیت پر ہے۔ یہ کسی حقیقت یا واقعات کی صحت کا تجزیہ نہیں ہے۔ یہ وفاداری بنیادی طور پر خدا کی ایک صفت ہے (زبور ۳۱: ۵ = سچائی کا خدا؛ یرمیاہ ۱۰: ۱۰ = سچا خدا)۔ اُس کی "سچائی افلاک کے برابر ہے" (زبور ۱۰۸: ۴)۔ وہ "سچائی کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے" (زبور ۱۴۶: ۶)۔ کتابِ مُقدّس کا خدا غیر قوموں کے متلوّن مزاج دیوتاؤں سے بالکل مختلف ہے۔ وہ صادق ہے یعنی وہ ہمیشہ یکساں اور بااُصول ہے۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ہمیشہ وفادار ہے (پیدائش ۳۲: ۹ مابعد)۔ وہ اپنی سچائی میں ہمیشہ اٹل اور قائم ہے اور وہ گناہ کا سخت دشمن ہے (زبور ۵۴: ۵)۔ سچائی اور وفاداری خدا کی صفتیں ہیں اور یہی خدا کے افعال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی لئے خدا قوموں کی عدالت صداقت اور سچائی سے کرتا ہے (زبور ۹۶: ۱۳)۔ خدا اپنی سچائی کو آسمان سے بھیجتا ہے (زبور ۵۷: ۳)۔ خدا کا کلام سچا ہے کیونکہ وہ ابد تک قائم ہے۔ جس طرح خدا سچا ہے اُسی طرح اُس کا کلام بھی سچا ہے کیونکہ "لکھا ہے کہ تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے" (زبور ۱۱۹: ۸۹)۔ خدا اپنے فرمان کے جواب میں انسان سے سچائی کی توقع کرتا ہے (زبور ۱۰۹: ۱۵۱)۔ خدا انسان کے باطن میں سچائی پسند کرتا ہے (زبور ۵۱: ۶)۔ سچّائی ہی انسانی تعلقات کی بنیاد ہے (خروج ۲۰: ۱۶؛ استثنا ۵: ۲۰)۔

نئے عہد نامہ میں

یونانی ادب میں جو لفظ سچ کے لئے آئے ہیں یعنی الے تھیا aletheia الے تھیس alethes اور الے تھی نوس alethinos وہ پرانے عہد نامہ کی طرح شخصی اور اخلاقی مفہوم نہیں رکھتے۔ اُن کے ہاں سچ، سچائی عقلی ہے۔ یہ صورتِ حال کی مکمل یا اصلی حالت ہے۔ قانونی اصطلاح میں الے تھیا سے صورتِ حال کی سچائی کو ثابت کرنا مقصود ہے اور مخالفین کے دعوؤں کو غلط ثابت کرنا ہے۔ اسی طرح مؤرخ تاریخ کے واقعات کی صحت کو اور اساطیر کی باتوں کو من گھڑت ثابت کرتا ہے۔ اور فلسفی حقیقتِ مطلق کو ظاہری شکلوں سے الگ دکھا کر سچ ثابت کرتا ہے۔

یہ یونانی الفاظ نئے عہد نامہ میں عام طور پر استعمال ہوتے ہیں اور ان میں پرانے عہد نامہ کا اور یونانی کلاسیکی ادب دونوں کا مفہوم موجود ہے۔ اس لئے بعض مرتبہ یہ تعین کرنا نہایت مشکل ہے کہ کون سا مفہوم غالب ہے۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ موٹے موٹے فرق سامنے رکھتے ہوئے انکو تین معنوں میں الگ کیا جائے۔ لیکن پھر بھی یہ لفظ ایک دوسرے کے مفہوم کے بہت قریب ہوں گے۔

۱۔ کردار کی دیانتداری، راست گوئی اور قابلِ اعتبار ہونا۔ اس

میں عبرانی مفہوم غالب ہے ۔ یہ خدا کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (رومیوں ۳: ۷؛ ۱۵: ۸ ۔ خدا کی سچائی aletheia اور انسان کے لئے بھی (۲ ۔ کرنتھیوں ۷: ۱۴؛ افسیوں ۵: ۹) ۔ لفظ "سچائی" کا استعمال ان معنوں میں عام نہیں ہے ۔ لیکن یہ خیال کہ برحق خدا پر پورا الیقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے کلام پر قائم رہے گا ، سارے نئے عہد نامہ میں مضمر ہے ۔

۲ ۔ سچائی اُس کے مطلق مفہوم میں ۔ وہی کچھ جو حقیقی اور کامل ہو ۔ اس کی اُلٹ وہی کچھ ہے جو غلط اور نامکمل ہو (مرقس ۵: ۳۳؛ افسیوں ۴: ۲۵) ۔

مسیحی ایمان خصوصاً سچائی ہے (گلتیوں ۲: ۵ ۔ انجیل کی سچائی ۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ ؛ افسیوں ۱: ۱۳ ۔ کلامِ حق) ۔ خداوند مسیح نے دعویٰ کیا کہ وہ مجسم حق ہیں (یوحنا ۱۴: ۶؛ قب افسیوں ۴: ۲۱) ۔ سچائی خداوند مسیح کی معرفت پہنچتی ہے (یوحنا ۱: ۱۷) اور روح القدس سچائی کی راہ دکھاتا ہے (یوحنا ۱۶: ۱۳؛ قب ۱۴: ۱۷؛ ۱ ۔ یوحنا ۴: ۶) ۔ اس طرح مسیح کے پیرو سچائی سے واقف ہوتے ہیں (یوحنا ۸: ۳۲؛ ۲ ۔ یوحنا ۱) ، سچائی پر عمل کرتے ہیں (یوحنا ۳: ۲۱) اور سچائی میں قائم رہتے ہیں (یوحنا ۸: ۴۴) ۔ اُن کی خدا کے فرزندوں کے طور پر نئی پیدائش اسی پر مبنی ہے (یعقوب ۱: ۱۸) ۔ یہ حقیقت محض ایک عقیدہ کے الفاظ نہیں ۔ یہ خدا کا فعال کلام ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہے (رومیوں ۲: ۸؛ گلتیوں ۵: ۷) ۔

۳ ۔ یونانی اسم صفت الے تھی نوس alethinos بعض اوقات خصوصاً حقیقت کا افلاطونی مفہوم رکھتا ہے ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ افلاطون کے فلسفہ کے مطابق اصل حقیقت آسمان پر محفوظ ہے ۔ زمین پر اس حقیقت کی ظاہری شکل کا عکس یا سایہ دکھائی دیتا ہے ۔ یہ اصل حقیقت کی محض نقل ہے ۔

یوں مسیح بھی حقیقی خیمہ کے خادم ہیں (عبرانیوں ۸: ۲ ۔ زمینی ہاتھ کا بنایا ہوا پاک مکان حقیقی پاک مکان کا نمونہ تھا عبرانیوں ۹: ۲۴) ۔ بالمقابل اُن کے لاویوں کی رسوماتی عبادت محض ایک سایہ تھی (عبرانیوں ۸: ۴ مابعد) ۔ عشائے ربانی کی طرف ایک واضح اشارہ کرتے ہوئے خداوند مسیح نے دعویٰ کیا کہ حقیقی روٹی (یوحنا ۶: ۳۲، ۳۵) ، اور انگور کا حقیقی درخت وہی ہیں (یوحنا ۱۵: ۱) ۔ بالفاظ دیگر عشائے ربانی کی مے اور روٹی محض علامتیں ہیں اور مسیح خود ابدی حقیقت ہیں ۔ انہوں نے مزید دعویٰ کیا کہ راہ اور حق اور زندگی وہی ہیں (یوحنا ۱۴: ۶ ۔ یہاں حق یونانی فلسفہ کے دائرے سے نکل کر وجودیت اور حرکت کے حلقہ میں زندگی اور راہ میں شریک ہوتا ہے) ۔

سحر :- دیکھئے جادو اور جادوگری ۔

سحریم ۔ شحرائم :- (عبرانی = دوہری فجر ۔ دوہری صبح) ۔ ایک بنیمینی جس کے تین بیویوں سے ملک موآب میں تو لڑکے پیدا ہوئے ۔ وہ آبائی خاندانوں کے سردار تھے (۱ ۔ تواریخ ۸: ۸ ۔ ۱۱) ۔

سُداب :- دیکھئے نباتات بائبل ۵۳ ۔

سدرک ۔ شدرک :- حننیاہ کا بابلی نام جو خواجہ سراؤں کے سردار نے اُسے دیا ۔ نبوکدنضر بادشاہ نے شاہی نسل اور شرفاء سے نوجوان چنے تھے کہ اُس کے حضور کھڑے ہوں ۔ ان میں سے سدرک ، میسک ، عبدنجو اور دانی ایل تھے (دانی ایل ۱: ۷) ۔

سدوم :- (عبرانی = چونے کی جگہ ۔ کھاری جگہ) ۔ ایک شہر جسے ترائی کا شہر کہا گیا ہے ۔ ترائی کے باقی شہروں کے نام یہ ہیں ۔ عمورہ ، ادمہ ، ضبیان اور ضغر ۔ سدوم بحیرہ مردار کے جنوب میں واقع تھا ۔ اس کے کھنڈرات اب غالباً زیر آب ہیں ۔ لوط یہاں سکونت کرتا تھا (پیدائش ۱۳: ۱۱ ۔ ۱۳) ۔ یہ شہر اپنی بدی کی وجہ سے تباہ کیا گیا (پیدائش ۱۹ باب) ۔ یہ بدکاری کی بھی اور غضب الٰہی کی بھی علامت سمجھا جاتا ہے (یسعیاہ ۱: ۹؛ ۳: ۹؛ یرمیاہ ۲۳: ۱۴؛ نوحہ ۴: ۶؛ حزقی ایل ۱۶: ۴۲؛ متی ۱۰: ۱۵؛ مکاشفہ ۱۱: ۸) ۔ بعض جگہ اس کے ہجے صدوم ہیں (پیدائش ۱۰: ۱۹ ۔ کیتھولک ترجمہ میں صدومہ) ۔

سدیم کی وادی :- (عبرانی = عمیق ھا سدیم) ۔ ایک جگہ جس کا ذکر پیدائش ۱۴: ۱۰ میں آتا ہے ۔ یہاں شاہ کدرلاعمر اور اس کے اتحادیوں نے سدوم کے بادشاہ اور اُس کے ساتھیوں سے جنگ لڑی ۔ ابرہام کے زمانہ میں یہ جگہ غالباً بڑی زرخیز تھی کیونکہ لوط نے اسے اسی وجہ سے چنا تھا یہاں کے لوگ بہت بدکار تھے اس لئے خدا نے انہیں سزا دی اور یہ جگہ اب بحیرۂ مردار کا حصہ بن گئی ہے ۔

سر :- (عبرانی روش ۔ قب عربی راس ۔ یونانی kephale) ۱ ۔ عبرانی لفظ روش پرانے عہدنامہ میں تقریباً ۵۹۲ مرتبہ آیا ہے ۔ لیکن اردو محاورہ میں اسے سر کے علاوہ اور لفظوں سے بھی ادا کیا گیا ہے جن میں سر کا مفہوم موجود ہے ، مثلاً چوٹی (پیدائش ۸: ۵؛ ۱۱: ۴) ، سرا (پیدائش ۲۸: ۱۲، ۱۸) ، سرہانہ (پیدائش ۴۷: ۳۱) ، سردار (گنتی ۳۱: ۲۶) وغیرہ ۔ پیدائش ۲: ۱۰ میں کیتھولک ترجمہ میں لفظ سر قائم رکھا گیا ہے جبکہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس کی جگہ ندی استعمال ہوا ہے ۔ دیگر جگہ اسی لفظ کے لئے اردو میں "شروع" کا لفظ استعمال ہوا (خروج ۱۲: ۲ ۔ لفظی معنی "یہ مہینہ مہینوں کا

سرہوگا)۔

عبرانی سوچ کے مطابق سر کو عقل کا مقام نہیں بلکہ زندگی کا منبع سمجھا جاتا تھا (۱-سموئیل ۲۸ : ۲؛ متی ۱۴ : ۸، ۱۱؛ یوحنا ۱۹ : ۳۰)- یوں سراٹھانا، سرفراز ہونا زندگی اور کامیابی حاصل کرنے کے مترادف تھا (قضاۃ ۸ : ۲۸؛ زبور ۲۷ : ۶؛ پیدائش ۴۰ : ۱۳)- سراُوپر کرنا یا اُٹھانا کسی کو خوش آمدید کہنے اور خوش ہونے کے معنی بھی رکھتا تھا (زبور ۲۴ : ۷، ۹؛ لوقا ۲۱ : ۲۸)- اپنے سر پر ہاتھ رکھنا یا سر پر راکھ ڈالنا کسی کی موت پر غم کا اظہار کرنے کی طرف اشارہ تھا (۲-سموئیل ۱۳ : ۱۹؛ نوحہ ۲ : ۱۰)- مجازی معنوں میں سرداری کا مفہوم اَوروں پر برتری اور اختیار رکھنے کے ہیں (قضاۃ ۱۱ : ۱۱؛ ۲-سموئیل ۲۲ : ۴۴)- لیکن جب خداوند مسیح کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کلیسیا کے سر (افسیوں ۵ : ۲۳؛ کلسیوں ۲ : ۱۹)، ہر مرد کے سر (۱-کرنتھیوں ۱۱ : ۳)، سب چیزوں کے سر (دیکھئے کیتھولک ترجمہ افسیوں ۱ : ۲۲- نیز دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ "سب چیزوں کے اوپر کا سر") اور ساری حکومت اور اختیار کے سر (کلسیوں ۲ : ۱۰) ہیں اور جب آدمی کو عورت کا سر پکارا جاتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۱ : ۳؛ افسیوں ۵ : ۲۳ قب پیدائش ۳ : ۱۶ مابعد) تو اس کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ وہ زندگی اور طاقت کا منبع ہے- اس لئے جب کوئی شخص مسیح کی بجائے کسی اور پر بطور درمیانی تکیہ کرتا ہے جیسے کلسے کی کلیسیا کے لوگ کرنے لگے تھے تو زندگی کی وہ شاہ رگ کٹ جاتی ہے جو کلیسیا (یعنی بدن) اور مسیح (جو بدن کے سر ہیں) کے درمیان ہے اور جو روحانی زندگی کا سرچشمہ ہے (کلسیوں ۲ : ۱۸ مابعد)-

کونے کے سرے کے پتھر سے مُراد (زبور ۱۱۸ : ۲۲)، جس کا حوالہ نئے عہدنامہ میں مسیح کے متعلق ۵ مرتبہ آتا، عام طور پر بنیاد کا پتھر جس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے لی جاتی ہے-

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کونے کے سرے کا پتھر-

۲- عبرانی لفظ روش کا ایک اَور استعمال حزقی ایل ۳۸ : ۲، ۳ اور ۳۹ : ۱ میں خاص دلچسپی کا حامل ہے- بعض مُفسّر روش کو کسی ملک کا نام سمجھتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے موجودہ روس گردانتے ہیں- اتفاقاً باقی دو نام جو اس کے ساتھ آئے ہیں روس کے دو شہروں سے بہت ملتے جُلتے ہیں یعنی میسک ماسکو سے، اور توبل توبلسک سے- لیکن دوسرے مفسّروں کے مطابق تاریخ میں اتنا پہلے ایسے دور دراز ملک کا ذکر بہت غیر متوقع ہے-

لیکن اگر روش کے معنی سردار لئے جائیں تو کیتھولک ترجمہ اسے رئیس اعظم سے بہت اچھی طرح ادا کرتا ہے یعنی ماشک اور توبل کے رئیسِ اعظم (حزقیال ۳۸ : ۱، ۲؛ ۳۹ : ۱)-

بعض دیگر مفسّر اسے اسور کے راسو سے تعبیر کرتے ہیں جو عیلام کی شمال مغربی سرحد پر واقع تھا-

سَراب:- (عبرانی-شراب- ریتلی زمین جس پر سورج کی کرنیں پڑنے سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے-

یہ بائبل میں صرف یسعیاہ ۳۵ : ۷ میں آیا ہے-

سرار-شارار:- (عبرانی = مضبوط)- ہراری اخیام کا باپ وہ داؤد کے سورماؤں میں سے ایک تھا (۲-سموئیل ۲۳ : ۳۳)- ۱-تواریخ ۱۱ : ۳۵ میں اسے سکار کہا گیا ہے- دیکھئے سکار-

سرافیم:- اعلیٰ فرشتوں کا ایک طبقہ- ان کا ذکر صرف یسعیاہ نبی کی رویا میں آیا ہے (یسعیاہ ب ۶)- یہ غالباً کروبیوں کے ساتھ خدا کے تخت کے سامنے حاضر رہتے ہیں- ان کے چھ بازو (پَر) تھے اور ان کا گونجتا ہوا تثلیثی نعرہ "قدوس، قدوس، قدوس" خدا کی پاکیزگی کو بیان کرتا تھا- لفظ سرافیم عبرانی سراف کی جمع کا صیغہ ہے (گنتی ۲۱ : ۶؛ استثنا ۸ : ۱۵ میں عبرانی میں سراف ان زہریلے سانپوں کو پکارا گیا ہے جن کے کاٹنے سے جسم میں آگ سی لگ جاتی تھی- یسعیاہ ۱۴ : ۲۹؛ ۳۰ : ۶ میں اُڑنے والے آتشی سانپ کا ذکر ہے- بعض یہودی مفسّروں نے سرافیم کے لفظ کو عبرانی کے ایک اَور مادہ سے مشتق قرار دیا ہے جس کے معنی چمکنے کے ہیں یعنی یہ فرشتے آگ کی طرح چمکتے ہیں- لیکن اس مادّہ کے صحیح معنی جلانا یا جلنا ہیں- یوں سرافیم تطہیر کرنے کا عمل کرتے تھے یعنی وہ ناپاک کو پاک کرتے تھے (قب یسعیاہ ۶ : ۷)-

بعض اور علماء نے اس لفظ کو عربی شریف کے ساتھ مقابلہ کرکے اس سے یہ تاثر لیا ہے کہ یہ فرشتوں کا ایک اعلیٰ ذی رتبہ طبقہ ہے- غالباً سرافیم بجلی کی چمک ظاہر کرتے ہیں جیسے کروبی دلدار بادل کو (کیتھولک ابرِ سیاہ، زبور ۱۸ : ۸-۱۵)-

سراہ-شارہ:- افرائیم کی بیٹی یا پوتی- وہ صاحبِ حیثیت عورت ہوگی کیونکہ اُس نے تین گاؤں تعمیر کئے یا اُنہیں فصیلدار بنایا (۱-تواریخ ۷ : ۲۴ قب ۲-تواریخ ۸ : ۵)-

سرائے:- لفظ سرائے بائبل کے اردو ترجمہ میں صرف چار جگہ آیا ہے (یرمیاہ ۴۱ : ۱۷؛ لوقا ۲ : ۷؛ ۱۰ : ۳۴ اور اعمال ۲۸ : ۱۵)- اس مفہوم کا عبرانی لفظ مالون ہے اور اس کا ترجمہ منزل (پیدائش ۴۲ : ۲۷؛ ۴۳ : ۲۱؛ خروج ۴ : ۲۴) اور مسافر خانہ (یرمیاہ ۹ : ۲) اور کیتھولک ترجمہ میں (اشعیاہ ۱۰ : ۲۹) "جائے گزر" کیا گیا ہے- اس لفظ کا مطلب غالباً صرف ٹھہرنے کی جگہ تھا- مکان کا ہونا ضروری نہیں تھا- غالباً شہر کے اندر یا باہر کسی چشمے کے قریب کوئی کھلا میدان اس مقصد کے لئے مخصوص ہوتا تھا کہ وہاں مسافر یا سوداگر رات بسر کریں- ★ ہفتادی مترجمین نے

اس کا یونانی ترجمہ katalyo اور katalyma کیا
جس کا بنیادی مفہوم جانوروں کا سامان اُتارنا ہے۔ بعدمیں katalyo
سے صرف رات گزارنے کے لئے ٹھہرنے کے معنی مراد ہوئے
(یشوع ۲:۱) کیونکہ یہ جاسوس تو غالباً پیدل سفر کررہے تھے ۔
سرائے یا ہوٹل کا موجودہ تصور بالکل نہیں تھا کیونکہ مشرقی تہذیب
میں مہمان نوازی زندگی کا ایک اہم حصہ تھی (خروج ۲: ۲۰؛ قضاۃ ۱۹: ۱۵-
۲۱؛ ۲-سلاطین ۴: ۸؛ اعمال ۲۸: ۷؛ عبرانیوں ۱۳: ۲ وغیرہ)۔
بیت لحم کی سرائے غالباً ایک سادہ سی ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ یہ کسی کا مہمان
خانہ نہ تھا (لوقا ۲: ۷) کیونکہ اسے کسی کے نام سے منسوب نہیں کیا
گیا۔ دیگر جگہوں میں جہاں یہ یونانی لفظ استعمال ہوا ہے اس سے کسی
شخص کا مہمان خانہ مراد ہے (لوقا ۱۹: ۷؛ ۲۲: ۱۱؛ قب مرقس
۱۴: ۱۴)۔
لوقا ۱۰: ۳۴ کی سرائے (یونانی pandocheion: pan
= سب docheion = خیر مقدم کرنا یعنی جہاں سب کا استقبال
کیا جائے) زیادہ منظم تھی۔ وہاں مہمانوں کی دیکھ بھال بھی کی جاتی تھی
اور سرائے کا بھٹیارا مسافروں کی خدمت کرتا تھا۔

سرایاہ:- (عبرانی = یہوواہ شہزادہ ہے)۔
۱- نبوکدنضر کے یروشلیم کو فتح کرتے وقت ایک
سردار کاہن کا نام جسے ربلہ میں قتل کیا گیا (۲-سلاطین ۲۵: ۱۸-۲۱؛ یرمیاہ
۵۲: ۲۴-۲۷)۔
۲- خواجہ سراؤں کا سردار، نیریاہ کا بیٹا۔ جب یروشلیم تسخیر
ہوا تو اُسے اسیر کرکے بابل لے گئے (یرمیاہ ۵۱: ۵۹-۶۴)۔
۳- تنحومت کا بیٹا اور نطوفہ کا باشندہ (۲-سلاطین ۲۵:
۲۳؛ یرمیاہ ۴۰: ۸)۔
۴- ایک کاہن جو بابل سے زربابل کے ساتھ اسیری کے
بعد یروشلیم واپس آیا (عزرا ۲: ۲؛ ۱۲: ۱؛ ۷: ۱ میں اسے عزریاہ
کہا گیا ہے)۔ یہ اُن میں سے بھی تھا جنہوں نے اس بات پر مہر لگائی
کہ وہ اپنی اجنبی بیویاں چھوڑ دیں گے (نحمیاہ ۱۰: ۲)۔

سربیاہ - شربیاہ:- ۱- جب عزرا اسیری سے واپس
یروشلیم آیا تو اُس نے کسفیا نام
ایک مقام سے کچھ کاہنوں کو بلوایا تا کہ ہیکل کا خزانہ اُن کے سپرد کرے۔
ان میں سے ایک سربیاہ تھا (عزرا ۸: ۱۸، ۲۴)۔ ان کا یہ کام تھا کہ
جب پاک کلام پڑھا جائے تو اس کا عبرانی سے ارامی میں ترجمہ کریں
(نحمیاہ ۸: ۷) اور بنی اسرائیل کے گناہ کا اقرار کریں (نحمیاہ ۹: ۴)۔
۲- عہد پر مہر لگانے والوں میں سے ایک (نحمیاہ ۱۰: ۱۲)۔

سرپوش:- (کیتھولک ترجمہ میں رحم گاہ ہے)۔
عہد کے صندوق کے اُوپر خالص سونے کا ٹھوس
ڈھکنا جو ڈھائی ہاتھ لمبا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا تھا۔ اُس کے دونوں سروں
پر سونے کے گھڑے ہوئے دو ★ کروبی تھے (خروج ۲۵: ۱۷-۲۲)۔

اس کے عبرانی نام کپورت۔ قب عربی کفارۃ کے بنیادی معنی ڈھانپنے
کے ہیں، اسی لئے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ سرپوش استعمال کیا گیا ہے۔
کفارہ کے دن اس پر خون چھڑکا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا زیادہ موزوں
نام رحم گاہ یا کفارہ کی جگہ ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ معنی صرف خروج
۲۵: ۱۷؛ ۱-تواریخ ۲۸: ۱۱ اور عبرانیوں ۹: ۵ میں ادا کئے گئے ہیں، باقی
جگہ صرف سرپوش ہے۔ اس لفظ کا زیادہ موزوں بیان کیتھولک ترجمہ میں
لفظ رحم گاہ سے کیا گیا ہے (خروج ۲۵: ۱۸، ۱۹، ۲۰ ..... وغیرہ؛ احبار
۱۶: ۲، ۱۳)۔

سرجون:- ۱- سرجون اول۔ سلطنت بابل کا بانی اور بادشاہ (۲۴۰۰
ق م)۔ اس کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔
۲- سرجون دوم (۷۲۲-۷۰۵ ق م)۔ یہ شاہ اسور تھا (یسعیاہ
۲۰: ۱) اور شاہ سلمنسر کا جانشین۔ اس نے سامریہ پر حملہ کرکے اُسے
لے لیا (۲-سلاطین ۱۷: ۶)۔ سرجون نے شاہ مصر سو کو شکست دی
(۲-سلاطین ۱۷: ۴) اور حتی سلطنت کو بھی تباہ کیا۔ ۷۰۵ ق م میں
وہ جنگ میں مارا گیا۔ اُس کا بیٹا سنحیرب اُس کی جگہ بادشاہ ہوا۔

سرخ رنگ:- دیکھئے رنگ۔

سرخ رنگ کی بچھیا:- گنتی ۱۹: ۱-۱۰ میں خدا نے موسیٰ
اور ہارون کو ہدایت کی کہ ایک
بے داغ اور بے عیب سرخ بچھیا کو جس پر کبھی جوا نہ رکھا گیا ہو
لشکر گاہ کے باہر ذبح کیا جائے اور بالکل جلا یا جائے۔ سرخ
رنگ غالباً خون کی علامت ہے اور کفارہ خون سے ہوتا ہے۔
اس کی راکھ کو کسی پاک جگہ رکھنا تھا تا کہ ناپاکی کی دُور کرنے کے
لئے پانی میں گھول کر استعمال کی جائے، مثلاً لاش کے چھونے
کے بعد طہارت کے لئے (گنتی ۱۹: ۱۱-۱۳)۔ خدا کے لوگوں
میں اتفاقیہ ناپاکی کو بھی رسمی طور پر پاک کرنا ضروری تھا۔
نیز دیکھئے طہارت۔

سرد - سارد :- زبولون کا بیٹا اور اپنے خاندان کا سربراہ (پیدائش ۴۶: ۱۴؛ گنتی ۲۶: ۲۶)۔

سردار کاہن :- دیکھئے کاہن۔

سردیس :- رومی صوبہ آسیہ کا ایک شہر۔ یہ لودؔ سلطنت کا دارالخلافہ اور قدیم زمانے کا ایک قلعہ بند شہر تھا۔ اس کا پرانا نام غالباً سفارادتھا (عبدیاہ ۱: ۲۰)۔ یہ دستکاری اور فنون کا مرکز تھا۔ یہاں پہلی مرتبہ سونے اور چاندی کے سکّے مضروب کئے گئے۔ اس ملک کے بادشاہ اتنے امیر تھے کہ اُن میں سے ایک کروےسُس Croesus کا نام دولت کے لئے ضرب المثل بن گیا۔ ۵۴۹ ق م میں شاہ فارس خورس نے اچانک حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ تین صدیوں کے بعد رومیوں نے بھی اسی طرح سے اسے تسخیر کر لیا۔ غالباً مکاشفہ ۳: ۴ کی تشبیہات الہٰی تواریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

مکاشفہ کی کتاب میں مذکور سات کلیسیاؤں میں سے ایک یہاں آباد تھی۔ یوحنا عارف کو حکم ہوا تھا (مکاشفہ ۱: ۱۱) کہ اس کو خط لکھے۔ یہاں کی مسیحی کلیسیا میں وہی خامیاں تھیں جو اس شہر کے باشندوں میں ہمیشہ رہی تھیں یعنی وہ اپنے ماضی پر فخر کرتے لیکن خود کچھ نہیں کرتے تھے۔ اس شہر کی مشہور صنعت اُونی کپڑے کی ساخت تھی۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۸، ۹۲

سردی کا موسم :- اسے نئے عہدنامہ میں جاڑا پکارا گیا ہے۔ (عبرانی خوریف۔ کٹائی کا موسم، قب عربی خریف۔ موسم خزاں)۔

ملکِ فلسطین میں خزاں کے بعد سردی کا موسم اور پھر برسات آتی ہے (غزل الغزلات ۲: ۱۱)۔

سردی کا موسم، گرمی کے موسم کی ضد ہے (پیدائش ۸: ۲۲؛ زبور ۷۴: ۱۷؛ زکریاہ ۱۴: ۸؛ یسعیاہ ۱۸: ۶)۔

نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ cheimon کا ترجمہ جاڑا کیا گیا ہے (متی ۲۴: ۲۰؛ مرقس ۱۳: ۱۸؛ یوحنا ۱۰: ۲۲؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۲۱)۔ یہی لفظ اعمال ۲۷: ۲۰ میں سردی کی آندھی (طوفان) کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔

سر ڈھانکنا :- اس کا ذکر صرف ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲-۱۶ میں آتا ہے جہاں پولس رسول فرماتا ہے کہ عورت کو عبادت کے وقت سر ڈھانکنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ اُس زمانے میں یونان میں صرف بازاری عورتیں ہی بغیر سر ڈھانکے پھرتی تھیں۔ پولس یہاں یہ بات واضح کرتا ہے کہ ایک مسیحی سماجی طور وطریق کو نظر انداز نہیں کر سکتا، کیونکہ یوں اُس کی گواہی پر اثر پڑتا ہے۔

سررشتہ دار :- میر منشی۔ دفتر کا سربراہ۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں یوحنا ۴: ۴۶، ۴۹ میں استعمال ہوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "بادشاہ کا ملازم" ہے جو یونانی کے basilikos کا زیادہ بہتر ترجمہ ہے۔

سرسکیم :- نبوکدرضر کے خواجہ سراؤں کا سردار، جو یروشلیم کے محاصرہ کے بعد اُس میں داخل ہوا (یرمیاہ ۳۹: ۳)۔

سرکنڈا - بردی :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۶ اور ۵۴۔ نیز دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۳ اور اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۰۱۔

سُرکوسہ :- ایک اہم اور بڑا شہر جو سسلی کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ پولس رسول روما جاتے وقت یہاں سے گزرا (اعمال ۲۸: ۱۲)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷، ۳ز

سرکہ :- ایک کھٹی مائع چیز جو مے کے خمیر اُٹھانے سے بنتی تھی۔ نذارت کی مَنّت (دیکھئے نذیر) ماننے والے کو تاکستان کی کوئی پیداوار کھانے پینے کی اجازت نہ تھی اور اس میں سرکہ بھی شامل تھا (گنتی ۶: ۳)۔ اسی لئے عاموس نبی کسی نذیر کو مے پلانے کو سخت گناہ قرار دیتا ہے (عاموس ۲: ۱۲)۔ کھیت میں کام کرنے والے مزدور اسے روٹی کے ساتھ ذائقہ کے لئے بطور چٹنی استعمال کرتے تھے (روت ۲: ۱۴)۔ سلیمان بادشاہ سرکہ کی دو خاصیتوں کا بیان کرتا ہے۔ یہ دانتوں کو کھٹا کرتا ہے (امثال ۱۰: ۲۶) اور اگر سجی (شورے) پر انڈیلا جائے تو ساں ساں کی آواز دیتا اور اُبلتا معلوم ہوتا ہے (امثال ۲۵: ۲۰)۔

خداوند مسیح کو صلیب پر پت ملی ہوئی مے پینے کو دی گئی جو زبور ۶۹: ۲۱ کی پیشینگوئی کے عین مطابق تھی۔ لیکن انہوں نے اسے پینے سے انکار کیا (متی ۲۷: ۳۴؛ مرقس ۱۵: ۲۳)۔ بعد میں کسی نے سپنج کو پانی اور سرکہ میں بھگو کر اور سرکنڈے پر لگا کر اُنہیں پینے کو دیا (متی ۲۷: ۴۸)۔ سرکہ اور پانی غریبوں کا ایک مقبولِ عام مشروب تھا اور یہ رومی سپاہیوں کی رسد میں بھی شامل تھا۔

سرگیس پولس - سرجیس پولوس :- ایک رومی صوبہ دار۔ یہ شخص صاحب تمیز تھا۔ جب پولس رسول اور برنباس اپنے پہلے بشارتی سفر پر کپرس کے دارالحکومت پافس کو گئے تو اُس نے خدا کا کلام سننے کی خواہش کی (اعمال ۱۳: ۴-۱۳)۔ جب اُس کے ایک درباری جادوگر الیماس نے مخالفت کی تو پولس رسول نے ایک معجزہ کے ذریعہ اُسے اندھا کر دیا۔ اُس وقت سرگیس پولس کی تعلیم سے حیران ہو کر ایمان لے آیا (اعمال ۱۳: ۱۲)۔

سرمہ :۔ دیکھئے حُسن افروز اشیاء ۳

سُرنگ :۔ ۱۔ زمین دوز راستہ۔ زمین میں سوراخ۔ ایوبؔ نبی سونا چاندی وغیرہ نکالنے کا طریقہ بیان کرتا ہے اور پوچھتا ہے "لیکن حکمت کہاں ملے گی" (ایوب ۲۸: ۴ اور ۱۲)۔
۲۔ سُرخ گھوڑا۔ وہ گھوڑا جس کی ایال اور دُم کے بال سُرخ ہوں (زکریاہ ۱: ۸۔ کیتھولک ترجمہ میں کمیت ہے)۔

سرد :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۵

1515

سروجؔ :۔ رعوؔ کا بیٹا اور ابرہامؔ کا پڑدادا (پیدائش ۱۱: ۲۰، ۲۲، ۲۳؛ لوقا ۳: ۳۵)۔

سرؔہ۔ سارؔح :۔ آشرؔ کی بیٹی (پیدائش ۴۶: ۱۷؛ ۱۔ تواریخ ۷: ۳۰ یہاں ہجے سرؔح ہیں)۔ گنتی ۲۶: ۴۶ میں ہجے سارہ ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں سب جگہ سارؔح ہے۔

سِریوؔن :۔ (عبرانی = زرہ بکتر)۔ صیدانی کوہِ حرمونؔ کو اس نام سے پکارتے تھے (استثنا ۳: ۹؛ زبور ۲۹: ۶)۔

سِڑی :۔ ہندی لفظ۔ دیوانہ۔ پاگل۔ یہ ۱۔ سموئیل ۲۱: ۱۴، ۱۵ داؔؤد بادشاہ کے متعلق استعمال ہوا ہے، جب اُس نے جاتؔ کے بادشاہ اکیسؔ سے بچنے کی خاطر اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کیا تھا۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ "دیوانہ" ہے۔

سزا :۔ سامی قوموں میں دو قسم کی سزاؤں کا رواج تھا۔ پہلی وہ سزائیں جن میں جرم کے بدلے جسمانی سزا دی جاتی تھی (خروج ۲۱: ۲۴ قب متی ۵: ۱۱)۔ ایسی سزاؤں کے پیچھے انتقام کا جذبہ موجود تھا (عبرانی لفظ کا مادّہ ن۔ق۔م ہے خروج ۲۱: ۲۱ ۔ اور یہی عربی لفظ انتقام کا بھی مادّہ ہے)۔ اس سزا کے پیچھے جو تصوّر کارفرما تھا وہ انصاف کے اُس تقاضے پر مبنی تھا کہ مجرم ویسا ہی نقصان اُٹھائے جیسا نقصان اُس نے جرم کے ارتکاب سے کیا ہے یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت وغیرہ۔

دوسری وہ سزائیں تھیں جن میں مجرم یا خطا کرنے والے کو جسمانی سزا نہیں دی جاتی بلکہ اُسے کچھ ہرجانہ یا عوضانہ دینا پڑتا تھا۔

ذیل کی سزاؤں کا ذکر بائبل میں آیا ہے۔ موت کی سزا۔ یہ اِن جرائم یا خطاؤں کے لئے دی جاتی تھی: والدین پر ہاتھ اُٹھانا یا اُن پر لعنت بھیجنا (خروج ۲۱: ۱۵، ۱۷)، خدا کے خلاف کفر بکنا یا لعنت کرنا (احبار ۲۴: ۱۴، ۱۶، ۲۲)، سبت کے دن کی بے حرمتی کرنا (گنتی ۱۵: ۳۲۔ ۳۶)، جادوگرنی ہونا (خروج ۲۲: ۱۸)، زنا کرنا (احبار ۲۰: ۱۰)، زنا بالجبر کا ارتکاب (استثنا ۲۲: ۲۵)، زنائے محرم کا مرتکب ہونا یعنی اُن رشتے داروں سے مباشرت کرنا جن سے نکاح کی اجازت نہیں (احبار ۲۰: ۱۱۔ ۱۴)، حیوانات سے غیر طبعی تعلق قائم کرنا (احبار ۲۰: ۱۶)، کسی کو اغوا کرنا (خروج ۲۱: ۱۶)، بُت پرستی (احبار ۲۰: ۲)۔

موت کی سزا دینے کے طریقے یہ تھے

۱۔ ★ سنگسار کرنا (عبرانی سقل۔ قب عربی ثقل = بھاری، اور رجم قب عربی رجم = پتھراؤ کرنا۔ استثنا ۲۲: ۲۴)۔
۲۔ آگ میں جلانا (احبار ۲۰: ۱۴)۔
۳۔ تلوار سے قتل کرنا (خروج ۳۲: ۲۷)۔
۴۔ ★ پھانسی پر لٹکانا۔ یہ سزا بڑی لعنتی تصوّر کی جاتی تھی (گلتیوں ۳: ۱۳؛ ۲۔ سموئیل ۲۱: ۶، ۹)۔ اسی لئے مجرم کو سورج ڈوبنے سے پہلے درخت سے اتار کر دفنایا جاتا تھا تاکہ ملک ملعون اور ناپاک نہ ہو (استثنا ۲۱: ۲۲، ۲۳)۔ گلا گھونٹ کر مارنے کا ذکر بائبل میں تو نہیں آتا لیکن یہودی ربّیوں کی تعلیم میں اس کا ذکر ہے۔

کچھ اَور سزائیں یہ ہیں۔ آرے سے چیرنا (عبرانیوں ۱۱: ۳۷)، لوہے کے ہینگوں کے نیچے کرنا (۲۔ سموئیل ۱۲: ۳۱۔ اس آیت کی متبادل تشریح کے لئے دیکھئے ارّا اور پزادہ)، پہاڑ کی چٹان پر سے نیچے دھکیل دینا (لوقا ۴: ۲۹؛ ۲۔ تواریخ ۲۵: ۱۲)، ★ کوڑے مارنا۔ صرف ۴۰ کوڑے لگانے کی اجازت تھی اس لئے احتیاطاً صرف ۳۹ کوڑے مارے جاتے تھے (استثنا ۲۵: ۲، ۳؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۱: ۲۴)۔ جرمانہ کی سزا بھی عام تھی (خروج ۲۱: ۲۳۔ ۲۵)۔ ہرجانہ بھرنا، فدیہ دینا، تاوان دینا بھی رائج تھا (خروج ۲۱: ۱۹، ۲۰)۔ کسی کی بیوی پر جھوٹا الزام لگانا، شرمناک باتیں کہنا اور بدنام کرنا اس کی سزا جرمانے اور کوڑوں، دونوں سے دی جاتی تھی۔ صلیب دینے کی سزا رومیوں کے عہد میں شروع ہوئی۔

بائبل میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ خدا گناہ کی سزا یا تو براہِ راست خود دیتا ہے (پیدائش ۴: ۱۔ ۱۶؛ نوحہ ۳: ۳۷۔ ۳۹؛ ۴: ۶؛ زکریاہ ۱۴: ۱۹) یا اَوروں کے ذریعہ سے (۱۔ پطرس ۲: ۱۴)۔

سُسکارنا :۔ سی سی کی آواز۔ بائبل کے اُردو ترجمہ میں یہ کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ اس آواز سے مراد ناپسندیدگی، حقارت کا اظہار ہے یا دہشت اور حیرانی محسوس کرنا۔ مثلاً ۲۔ تواریخ ۲۹: ۸ (کیتھولک ترجمہ میں یہاں لفظ دہشت اور حیرانی استعمال کیا گیا ہے؛ یرمیاہ ۱۸: ۱۶؛ ۱۹: ۸؛ میکاہ ۶: ۱۶؛ صفنیاہ ۲: ۱۵؛ حزقی ایل ۲۷: ۳۶ وغیرہ)۔

سِسمی۔ سِسمائی :۔ یہوداہؔ کے قبیلے سے العاسہؔ کا ایک بیٹا۔ یہ سیسانؔ کی بیٹی کی اولاد میں سے تھا (۱۔ تواریخ ۲: ۴۰)۔

سطرؔی۔ شطرؔائی :۔ ایک شارونی جسے داؤدؔ بادشاہ نے اُن گلّوں کا نگہبان مقرر کیا جو شارونؔ

میں چرتے تھے (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۹)۔

سعا :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۲

سعال۔ شوعال :۔ ایک جگہ کا نام جس پر فلستیوں کے لشکر نے حملہ کیا (۱۔ سموئیل ۱۳: ۱۷)۔

سعفہ، قرع :۔ گنج کی بیماری۔ اس کا ذکر کوڑھ کی شناخت کے سلسلے میں آتا ہے (احبار ۱۳: ۳۰)۔
نیز دیکھئے امراضِ بائبل ۷

سعلبیم۔ شعلبیم :۔ (عبرانی = گیدڑ)۔ ایک شہر جسے اموریوں نے فتح کیا۔ بعد میں بنی یوسف نے اسے مطیع کیا (قضاۃ ۱: ۳۵)۔ یہ سلیمان کا ایک مقرر کردہ علاقہ تھا جہاں سے سال میں ایک مہینہ رسد پہنچائی ہوتی تھی (۱۔ سلاطین ۴: ۹)۔ غالباً سعلبیم کے باشندوں کو سعلبونی کہتے تھے (۲۔ سموئیل ۲۳: ۳۲)۔

سعلیم۔ تنعلیم :۔ سعلیم کی سرزمین (لومڑیوں کا ملک)۔ ساؤل اپنے باپ کے گدھوں کی تلاش میں یہاں سے گذرا (۱۔ سموئیل ۹: ۴)۔

سعیرت۔ سعیرہ :۔ افرائیم کے کوہستانی علاقے میں ایک جگہ جہاں اہود نے عجلون بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد پناہ لی (قضاۃ ۳: ۲۶)۔

سغریاہ۔ شعریاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ فیصلہ کرتا ہے)۔ یونتن کی اولاد سے اصیل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۳۸؛ ۹: ۴۴)۔
غالباً پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ع پر غلطی سے نقطہ ڈالا گیا ہے۔ صحیح ہجے سعریاہ ہوں گے۔

سف۔ سفائی :۔ اُن چار دیو زادوں میں سے ایک جنہیں داؤد بادشاہ کے سورماؤں نے قتل کیا۔ سف کو حوساتی سبکی نے قتل کیا (۲۔ سموئیل ۲۱: ۱۸)۔ ۱۔ تواریخ ۲۰: ۴ میں سفی ہے۔

سفار :۔ بنی یقطان کی مشرقی حد (پیدائش ۱۰: ۳۰)۔ یہ عربی نام ظفر کی مانند ہے۔ جنوبی عرب میں اس نام کے دو شہر ہیں۔

سفاراد۔ سفارد :۔ یروشلیم کے بعض باشندوں کی اسیری کی جگہ (عبدیاہ آیت ۲۰)۔ بعض علماء کی رائے میں یہ ہسپانیہ تھا کیونکہ وہاں کے یہودیوں کو سفاردیم کہتے ہیں۔ لیکن وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

سفام۔ شفام :۔ (عبرانی = برہنہ، ننگا)۔ کنعان کے شمال مشرق میں گلیل کی جھیل کے نزدیک ایک مقام (گنتی ۳۴: ۱۰، ۱۱)۔

سفطان۔ شفطان :۔ قموایل کا باپ اور افرائیم کا ایک امیر جسے یشوع نے میراث تقسیم کرنے پر مقرر کیا تھا (گنتی ۳۴: ۲۴)۔

سفروائم :۔ ایک جگہ جہاں سے شاہِ اسور نے لوگوں کو لا کر سامریہ میں بسایا (۲۔ سلاطین ۱۷: ۲۴)۔ اس کا ذکر ربشاقی کی تقریر میں بھی آیا، جبکہ وہ بنی اسرائیل کو یروشلیم میں دھمکی دے رہا تھا (۲۔ سلاطین ۱۸: ۳۴؛ ۱۹: ۱۳)۔ خیال ہے کہ یہ حمات کے علاقہ میں وہی جگہ ہے جس کا نام حزقی ایل ۴۷: ۱۶ میں سبریم ہے۔

سفرہ۔ شفرہ :۔ (عبرانی = خوبصورتی)۔ ایک عبرانی دائی جس نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر عبرانی لڑکوں کو فرعون کے ہاتھ سے بچایا (خروج ۱: ۱۵-۲۱)۔

سفطیاہ۔ شفطیاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ منصف ہے)۔
۱۔ داؤد بادشاہ کا پانچواں بیٹا جو ابیطال سے حبرون میں پیدا ہوا (۲۔ سموئیل ۳: ۴)۔
۲۔ رعوایل کا بیٹا اور مسلام کا باپ جو اسیری کے بعد یروشلیم میں بسا (۱۔ تواریخ ۹: ۸)۔
۳۔ اُن سورماؤں میں سے ایک جو صقلاج میں داؤد سے جا ملے (۱۔ تواریخ ۱۲: ۵)۔
۴۔ معکہ کا بیٹا جو داؤد کے زمانہ میں شمعونیوں کے قبیلے کا سردار تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۱۶)۔
۵۔ شاہ یہوداہ یہوسفط کے سات بیٹوں میں سے ایک (۲۔ تواریخ ۲۱: ۲)۔
۶۔ ایک خاندان کا بانی جس کے ۳۷۲ شخص زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۴)۔
۷۔ سلیمان بادشاہ کے نوکروں میں سے ایک شخص جس کے خاندان کے لوگ زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۵۷)۔
۸۔ ایک شخص جس کی نسل میں سے زبدیاہ عزرا کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۸)۔ شاید یہ وہی شخص ہو جس کا ذکر اوپر ۶ میں آیا ہے۔
۹۔ مہلل ایل کا بیٹا جس کے خاندان سے عتایاہ اس وقت یروشلیم میں آ کر بسا جب اس کی دیوار پھر سے تعمیر ہو چکی تھی (نحمیاہ ۱۱: ۴)۔
۱۰۔ صدقیاہ بادشاہ کا ایک مشیر جس نے اسے یرمیاہ نبی کو اُس کی پیشینگوئیوں کے باعث موت کی سزا دینے کی صلاح دی (یرمیاہ ۳۸: ۱)۔

سفموت :- یہوداہ کے جنوب میں ایک مقام جہاں داؤد اکثر آیا جاتا تھا ۔ اس کا محلِ وقوع تعین نہیں ہو سکا (۱۔ سموئیل ۳۰: ۲۸)۔

سفوفان ۔ شفوفان :- بنیمین کا پوتا (۱۔ تواریخ ۸: ۵)۔ پیدائش ۴۶: ۲۱ میں اسے مُفیّم پکارا گیا اور ۱۔ تواریخ ۷: ۱۲، ۱۵ اور ۲۶: ۱۶ میں سفیّم۔

سفی ۔ سفو ۔ شفو :- ۱۔ شعیر حوری کی اولاد میں سے ایک شخص (پیدائش ۳۶: ۲۳؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۴۰)۔ پیدائش کی کتاب میں اسے سُفو پکارا گیا اور ۱۔ تواریخ میں سفی۔

۲۔ چار فلستی پہلوانوں (دیوزادے، رفائیم) میں سے ایک۔ داؤد بادشاہ کے ایک سورما نے اُسے قتل کیا (۱۔ تواریخ ۲۰: ۴)۔ ۲۔ سموئیل ۲۱: ۱۸ میں اسے سَف پکارا گیا۔

سفیر ۔ شافیر :- ایک شہر جس کا ذکر اکذیب اور شہروں کے ساتھ میکاہ ۱: ۱۰۔ ۱۵ میں آتا ہے ۔ جات، اکذیب اور مریسہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلسطین کے جنوب مغرب میں واقع تھا۔

سفیرہ :- (ارامی = خوبصورت)۔ حننیاہ کی بیوی ۔ یہ اور اس کا شوہر یکے بعد دیگرے خدا کی مار سے زمین پر گرے اور مر گئے کیونکہ اُنہوں نے خدا کے رُوح سے جھوٹ بولا تھا (اعمال ۵: ۱۔ ۱۰)۔ دیکھئے حننیاہ ۱۔

سفیم ۔ شفیم :- ۱۔ بنی بنیمین میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷: ۱۲، ۱۵)۔

۲۔ ایک اور شخص جسے حوسہ کے ساتھ ہیکل کے مغربی پھاٹک کی طرف سلکت کے پہرے کے لئے مقرر کیا گیا (۱۔ تواریخ ۲۶: ۱۶ ۔ کیتھولک ترجمہ میں شفیم کا نام اس حوالہ میں نہیں ہے)۔

سقا :- پانی بھرنے یا پلانے والا (قب ۔ ساقی)۔ ماشکی، بہشتی۔ یہ لفظ صرف ایک مرتبہ بائبل کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (استثنا ۲۹: ۱۱)، باقی جگہ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ پانی بھرنے والا کیا گیا ہے (یشوع ۹: ۲۱، ۲۳، ۲۷)۔ یہ نیچ کام تصور کیا جاتا تھا اس لئے اس کام پر پردیسیوں اور فتح کئے ہوئے لوگوں کو لگایا جاتا تھا۔

جبعون کے باشندوں نے بڑی چالاکی سے یشوع کو یہ تاثر دیا کہ وہ دور کے ملک سے سفر کر کے آئے ہیں، تاکہ بنی اسرائیل انہیں اردگرد کی قوموں کی طرح قتل نہ کر دیں۔ اسرائیلیوں نے خدا سے مشورت کئے بغیر اُن سے عہد و پیمان باندھا ۔ لیکن تین دن کے بعد اُنہیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ تو اُن کے پڑوسی ہیں جنہیں خدا نے مار دینے کے لئے کہا تھا ۔ چونکہ ان سے عہد ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے انہیں زندہ تو رہنے دیا مگر لکڑہارے اور پانی بھرنے والے بنایا۔ نیز دیکھئے جبعون۔

سُکات ۔ سکوت :- (عبرانی = خیمے یا جھونپڑے)۔ ۱۔ یردن دریا کے مشرق میں ایک جگہ جہاں یعقوب نے اپنے لئے ایک گھر اور اپنے چوپایوں کے لئے جھونپڑے کھڑے کئے (پیدائش ۳۳: ۱۷)۔

۲۔ ایک اور جگہ کا نام ۔ مصر سے نکل کر بنی اسرائیل نے رعمسیس سے آ کر یہاں پہلا ڈیرہ ڈالا (خروج ۱۲: ۳۷)۔

۳۔ بنی جد کے علاقے میں بیت نمرہ کے قریب ایک جگہ (یشوع ۱۳: ۲۷)۔ شاید یہ اور ۱ ایک ہی جگہ ہوں۔

۴۔ بنی افرائیم کے علاقہ میں ضرتان کے قریب ایک جگہ (۱۔ سلاطین ۷: ۴۶)۔

سُکات بنات ۔ سکوت بنوت :- (عبرانی = بیٹیوں کے خیمے)۔ ایک مورت کا نام جسے بابل کے اُن لوگوں نے بنایا جنہیں تقریباً ۷۲۲ ق م میں اسیر کر کے سامریہ میں بسایا گیا تھا۔

یہ نام ان دیگر دیوتاؤں کے ناموں کے ساتھ آتا ہے جنہیں مختلف قوموں کے لوگ سامریہ میں پوجتے تھے (۲۔ سلاطین ۱۷: ۳۰)۔

اس نام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ اُن خیموں کی طرف اشارہ ہے جہاں بُت پرستی کی رسومات کے مطابق زناکاری ہوتی تھی۔ یا شائد اسے یہ نام اس لئے دیا گیا کہ ان خیموں میں دیویوں کی مورتیں رکھی جاتی تھیں۔

سکار ۔ ساکار :- (عبرانی = مزدوری)۔ ۱۔ اخی آم کا باپ۔ داؤد کا ایک سورما۔ یہ ہراری تھا (۱۔ تواریخ ۱۱: ۳۵)۔ ۲۔ سموئیل ۲۳: ۳۳ میں اس کے بجے سرار (شادار) ہیں۔

۲۔ عوبید ادوم کا چوتھا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲۶: ۴)۔

سکاکہ :- بیابان میں ایک شہر جس کے ساتھ گاؤں بھی تھے (یشوع ۱۵: ۶۱)۔

سکانیاہ ۔ شکن یاہ :- (عبرانی = یاہ کے ساتھ سکونت کرنیوالا۔ قب ساکن، مسکن وغیرہ)۔

۱۔ داؤد بادشاہ کے زمانے میں ہارون کے فریقوں میں دسویں فریق کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۲۴: ۱۱)۔

۲۔ حزقیاہ کے زمانے میں ایک کاہن (۲۔ تواریخ ۳۱: ۱۵)۔

۳۔ داؤد کے خاندان سے ایک شخص جو اسیری سے واپس آیا (۱۔ تواریخ ۳: ۲۱، ۲۲)۔

۴۔ ایک شخص جس کے خاندان کے لوگ عزرا کے ساتھ ارتخششتا بادشاہ کے زمانہ میں اسیری سے واپس آئے (عزرا ۸: ۳)
۵۔ یحزی ایل کا بیٹا (عزرا ۸: ۵)۔
۶۔ یحی ایل کا بیٹا جس نے غیر قوم عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے گناہ کا اعتراف کیا (عزرا ۱۰: ۲)۔
۷۔ یروشلیم کے مشرقی دروازے کا دربان (نحمیاہ ۳: ۲۹)۔
۸۔ طوبیاہ کا خسر۔ طوبیاہ نے نحمیاہ کے خلاف منصوبے بنائے تھے (نحمیاہ ۶: ۱۸)۔
۹۔ کاہنوں کا ایک سردار جو زربابل کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۳)۔

سِکروُن۔ شکرون:۔ یہوداہ کے شمال اور یروشلیم کے مغرب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۱۱)۔

سِکم۔ شکیم:۔ (عبرانی = کندھا)۔ ۱۔ وسطی فلسطین میں ایک شہر جو کوہ گرزیم اور کوہ عیبال کے درمیان واقع ہے۔ یہاں یعقوب نے اپنا ڈیرا ڈالا تھا (پیدائش ۳۳: ۱۸؛ ۳۵: ۴) اور غالباً "یعقوب کا کنواں" بھی یہیں تھا (یوحنا ۴: ۵)۔ اوائل زمانے میں کنعانی یہاں بعل بریت (= عہد کا خداوند) کی پرستش کرتے تھے (قضاۃ ۹: ۴)۔ یشوع نے اس جگہ کو اسرائیل اور یہوواہ (خدا) کے درمیان عہد کا مقام بنایا (یشوع ۲۴ باب)۔ یہ ★ پناہ کا شہر بھی مقرر ہوا (یشوع ۲۰: ۷)۔ اس شہر کی سیاسی اہمیت بھی تھی۔ ابی ملک کچھ عرصہ کے لئے یہاں بادشاہ رہا (قضاۃ ۹: ۶)۔ رحبعام بھی بادشاہ بننے کے لئے سکم کو آیا (۱-سلاطین ۱۲: ۱)۔ یربعام نے اسے شمالی سلطنت کا دارالخلافہ بنایا (۱-سلاطین ۱۲: ۲۵)۔ اسیری کے زمانہ کے بعد اس کا ذکر کتابِ مقدس میں نہیں آتا، لیکن بعض کا خیال ہے کہ جس جگہ خداوند مسیح نے سامری عورت سے گفتگو کی، وہ اسی کے قریب تھی۔ بعض کی رائے میں سوخار کو سکم تصور کرنا چاہیئے (یوحنا ۴: ۵ مقابلہ کریں اعمال ۷: ۱۶)۔ ۷۲ء میں اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اس کا نام فلاویس نیاپلس Flavius Neapolis رکھا گیا۔ اس جگہ جو گاؤں اب آباد ہے اُس کا نام اسی سے نابلس پڑا ہے۔

سکندر:۔ (یونانی = انسان کا مددگار)۔ ۱۔ شمعون کرینی کا بیٹا۔ وہ اپنے بھائی روفس کی طرح کلیسیا میں مشہور تھا (مرقس ۱۵: ۲۱)۔
۲۔ سردار کاہن کے گھرانے کا ایک شخص۔ اس کے ہجے اسکندر ہیں (اعمال ۴: ۶)۔
۳۔ ایک یہودی جو افسس میں فساد کے دوران مجمع کے سامنے عذر پیش کرنے کے لئے آگے کیا گیا۔ اس کے ہجے اسکندر ہیں (اعمال ۱۹: ۳۳)۔
۴۔ افسس کا باشندہ جو پیتل، تانبے وغیرہ کے برتن بنانے والا تھا۔ اسی وجہ سے اُسے سکندر ٹھٹیرا کہا گیا ہے (۲-تیمتھیس ۴: ۱۴)۔

سکندرِ اعظم:۔ (یونانی نام Alexandros کا معرّب۔ غالباً شروع کے ال کو حرفِ تعریف سمجھتے ہوئے اُردو میں نام سکندر مروج ہوا۔ یونانی لفظ کے معنی ہیں محافظ انسان یا ممد انسان۔ یونانی شہری ریاست مکدنیہ کے بادشاہ فلپ اور اُس کی بیوی اولمپیاس کا بیٹا جو ۳۵۶ ق م میں پیدا ہوا۔ باپ کی وفات پر وہ تخت نشین ہوا اور سکندر سوم کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے آس پاس کی چھوٹی یونانی ریاستوں کو فتح کرکے اُنہیں متحد کیا۔ پھر اس نے ایشیائے کوچک کے یونانیوں کو آزاد کرنے کی مہم چلائی اور یکے بعد دیگرے ملک فتح کئے۔ اگرچہ اس کا نام کلامِ مقدس میں نہیں آیا تاہم اکثر مفسّروں کی رائے کے مطابق اس کا ذکر دانی ایل نبی کی پیشینگوئیوں میں تشبیہً آتا ہے۔ دانی ایل نبی کے صحیفہ میں اسے جسیم بکرا (۸: ۲۱) پکارا گیا ہے [یہاں عبرانی کے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ صفیر جس میں کودنے کا مفہوم ہے اور جس کی بکرے سے نسبت ہے۔ اور سعیو بمعنی "بالوں والا" اس میں بھی بکرے کی طرف اشارہ ہے۔ عربی لفظ ضفر زلفوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ سکندر خوبصورت گیسوؤں کا مالک تھا بلکہ بعض مرتبہ اسے ذوالقرنین یعنی دو سینگوں والا (سینگ سے یہاں مراد گیسو ہے) کا لقب بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سکندرِ اعظم کا لقب تھا یا کسی اور سکندر کا]۔

کتابِ مقدس میں جس حوالے میں اس کی طرف اشارہ ہے ملاحظہ کیجئے: "...... ایک بکرا مغرب کی طرف سے آکر تمام روی زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوا اور اُس بکرے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک عجیب سینگ تھا اور وہ اُس دو سینگ والے مینڈھے کے پاس جسے میں نے دریا کے کنارے کھڑا دیکھا آیا ...... میں نے دیکھا کہ وہ مینڈھے کے قریب پہنچا ...... اور اُس نے مینڈھے کو مارا ...... اور وہ بکرا نہایت بزرگ ہوا اور جب وہ نہایت زور آور ہوا تو اُس کا بڑا سینگ ٹوٹ گیا اور اُس کی جگہ چار عجیب سینگ ...... نکلے" (دانی ایل ۸: ۵-۸)۔

اس پیشینگوئی میں دو سینگ والے مینڈھے سے فارسی اور مادی سلطنتیں مراد ہیں۔ اور بکرے کا اشارہ یونان کے بادشاہوں کی طرف ہے۔ "دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سینگ" سے سکندرِ اعظم کا پورے یونان کی ریاستوں کو متحد کرکے مضبوط بنانا مراد ہے۔

سینگ عام طور پر طاقت اور اختیار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ فقرہ کہ "تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوا" بڑے

احسن طریقے سے سکندرِ اعظم کی مہموں کی تیز رفتاری اور فتح بیان کرتا ہے۔ اس پیشینگوئی کا اس تفصیل سے پُورا ہونا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ سکندرِ اعظم ۳۳۴ ق م یونان سے ایشیائے کوچک (موجودہ ترکی) میں داخل ہؤا۔ اس نے فارس کے بادشاہ دارا کو دریائے گرنیکس کے کنارے شکست دی (نقشہ دیکھئے)۔ اس پر اُس نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے دوبارہ شاہِ فارس کو اسُّس کے مقام پر شکست دی۔ پھر وہ جنوب کا رُخ کرکے مصر پہنچا اور بغیر جنگ کئے مصر کو اپنا مطیع کرلیا اور مشرق کا رُخ کرتے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے اربلہ کے مقام پر دارا کی فوج کو آخری اور حتمی شکست دی۔ بابل پر قبضہ کرتے ہوئے فارس کے شہر سوسا (آستر کی کتاب میں اسے سوسن کہا گیا ہے) اور فرساپلس کو تسخیر کیا۔ اپنی مقبوضات پر گرفت مضبوط کرنے کے لئے اُس نے یہ حکمتِ عملی استعمال کی کہ فارس کے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ اس نے اپنے سپاہیوں اور افسروں کو ترغیب دی کہ ایشیائی عورتوں سے شادی کریں یہاں تک کہ اس نے خود بھی دارا بادشاہ کی بیٹی برسینی سے شادی کی۔ نظم وضبط قائم کرنے کے لئے اس نے محکوم قوموں کے درمیان یونانی ثقافت کو پھیلا دیا اور یونانی نمونہ پر اپنی مشرقی مملکت میں شہری ریاستیں قائم کیں۔ اس کے بعد اس نے ہندوستان کا رُخ کیا اور درّہ خیبر سے ہوتے ہوئے دریائے سندھ پار کیا اور دریائے جہلم کے کنارے راجہ پورس سے جنگ لڑی جس میں پورس نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، لیکن شکست کھائی۔ سکندرِ اعظم سارے ہندوستان کو فتح کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا لیکن اُس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ چنانچہ اُسے سندھ کے راستے مکران کے ساحل کے ساتھ ساتھ فرساپلس واپس آنا پڑا۔ یہاں وہ ایک قسم کے بخار سے بیمار ہؤا اور دس دن میں ۳۲ سال کی عمر میں لقمۂ اجل ہوگیا۔ اس کی سلطنت اُس کے چار جرنیلوں میں تقسیم ہوئی۔ سکندرِ اعظم دنیا کا عظیم فاتح تھا۔ اُس کی عظمت اُس کی اِس کوشش پر مبنی تھی کہ اُس نے یونان کی ثقافت کو بین الاقوامی تہذیب کا عنصر اور معیار بنایا۔ اس نے یونانی تنہا پسندی اور تفریدیت کو isolation ترک کرکے ایک بین الاقوامی تعاون کی بنیاد ڈالی۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ یونانی زبان، ادب، فلسفہ، طب المختصر یونانی تمدن دنیا پر چھا گیا۔

مکابیوں کے دَور میں یہودیوں نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح یونانی اثر کو روکیں۔ لیکن یہ کام اُن کے لئے وبالِ جان بن گیا۔ سکندر کے تاریخی ڈرامے کا آخری منظر ہیرودیس خاندان کے بادشاہوں نے ادا کیا اور رومی حکومت کی ابتدا میں ہاتھ بٹایا۔

یونانی زبان اور ادب کا دنیا کے کونے کونے تک پھیلنا انجیل کی تبلیغ میں بڑا معاون ثابت ہؤا۔

نیز دیکھئے اسکندریہ۔ بغدادی ترجمہ۔ یونانی زبان۔

سکندُس:- تھسلنیکے کا ایک مسیحی۔ یہ اور اُس کے بہت سے ساتھی پولس رسول کے آگے آگے ترواس گئے (اعمال ۲۰: ۴)۔

سِکوا۔ سکاوی:- ایک یہودی سردار کاہن جو اِفسس میں مقیم تھا۔ اس کے سات بیٹے بدروحیں نکالتے تھے (اعمال ۱۹: ۱۴-۱۷)۔

سکوت:- لفظ سکوت پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں نہیں آتا۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ عاموس ۵: ۲۵ میں ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ملکوم کا خیمہ ہے۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کا اسوری قوم کے دیوتاؤں کو اپنانے کا ذکر ہے۔ عبرانی بائبل کے پرانے متن میں اعراب نہیں ہوتے تھے۔ اس جگہ یہ دو لفظ بغیر اعراب کے یوں ہیں ص ک ک ت اور م ل ک ک م۔ اعراب لگانے سے یہ سکوت اور ملکوم بن سکتے ہیں۔ سکوت کا مطلب خیمہ اور ملکوم کا مطلب مولک دیوتا کا نام ہوسکتا ہے۔ اس لئے ترجمہ ملکوم کا خیمہ ہؤا۔ لیکن سکوت ایک جنگ کے دیوتا کا نام بھی ہے۔ اور ملکوم کے معنی ہمارا بادشاہ بھی ہوسکتا ہے۔ سو ترجمہ یوں کیا جاسکتا ہے۔ سکوت ہمارا بادشاہ (دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔

کچھ علماء پہلے ترجمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کے خیال میں یہ تنوّر کے مندر تھے اور کچھ علماء آخری ترجمے کو۔

نیز دیکھئے مولک اور ملکوم۔

سکوتی۔ اسکوتی:- ایک خانہ بدوش گھڑسوار قوم جو اسور کے شمال میں رہتی تھی۔ آٹھویں صدی قبل از مسیح وہ ایران کو ہجرت کرگئے۔ لیکن سرجون دوم شاہِ اسور نے (۷۲۲-۷۰۵ ق م) انہیں مزید جنوب مغرب کی طرف پھیلنے سے روکا۔ جب مادیوں نے نینوہ کا محاصرہ کیا (تقریباً ۶۳۰ ق م) تو سکوتیوں نے شاہ اسور کی مدد کی لیکن بعد میں حاران اور فلسطین پر حملہ بول دیا۔ مصر کے فرعون سامیٹکس اوّل نے انہیں پیسے دے کر مصر پہ حملہ کرنے سے روکا۔ بعض مفسروں کا خیال ہے کہ جس گروہ کا ذکر یرمیاہ اپنی پیشینگوئی (۶: ۲۲-۲۶) میں کرتا ہے وہ سکوتی تھے۔ کلسیوں کے خط میں پولس رسول ان کا ذکر کرتا ہے (کلسیوں ۳: ۱۱)۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں وہ تجارت کرتے تھے۔

سِکّہ جات بائبل۔ نقدی:-

۱۔ پُرانے عہدنامہ میں

سکے، یعنی مضروب دھات کے ٹکڑے غالباً آٹھویں صدی قبل از مسیح میں جاری ہوتے (دیکھئے ج آگم)۔ اس سے پہلے تجارتی

خرید و فروخت ایک ترمیم شدہ مال کے بدلے مال کے نظام کے تحت ہوتی تھی۔ تمام مشرقِ وسطیٰ میں خاص خاص چیزیں، خواہ خراب ہونے والی ہوں جیسے اُون، جَو، گندم اور کھجوریں، خواہ کافی عرصے تک خراب نہ ہونے والی ہوں مثلاً دھاتیں، لکڑی، مے، شہد، مویشی بطور اشیائے تبادلہ استعمال ہوتی تھیں۔ مختلف مخطوطات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کئی بار کوشش کی گئی کہ ان اشیاء کی قیمتوں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں تعین کر دیا جائے اور یوں دولت کو ان اشیاء کی مقدار سے ماپا جائے۔ مثلاً ایوب اہلِ مشرق میں سب سے بڑا آدمی تھا کیونکہ اُس کے پاس "سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیاں اور بہت سے نوکر چاکر تھے" (ایوب ۱:۳)۔ کسی کی امیری کا اندازہ اُس کے قیمتی دھاتوں کے ذخیرہ سے بھی لگایا جاتا تھا مثلاً ابرہام کے پاس چوپائے، سونا، چاندی بکثرت تھا (پیدائش ۱۳:۲۔ کیتھولک "سونے اور چاندی سے بڑا مالدار تھا")۔

۱۔ دھات بطور جنسِ تبادلہ

چونکہ چاندی (عبرانی کسف کاف۔صادے۔پے) فلسطین (اور اسی طرح بابل اور اسور) میں سب سے عام دھات تھی، اس لئے یہ اشیاء کے تبادلے کے لئے سب سے زیادہ کام میں لائی جاتی تھی۔ عبرانی لفظ کسف (چاندی) کئی دفعہ نقدی کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن اردو میں اس کا مفہوم چاندی کے سوا اور الفاظ سے بھی ادا کیا گیا ہے۔ مثلاً عبرانی کسف کے لئے زرِ خرید (جس کے لغوی معنی سونے سے خریدا ہوا ہیں (پیدائش ۱۷:۱۳، خروج ۱۲:۴۴ وغیرہ)، مال (خروج ۲۱:۲۱)، دام (خروج ۲۱:۳۵)، نقدی (پیدائش ۴۲:۲۵) وغیرہ استعمال کیا گیا ہے۔

عام تجارتی خرید و فروخت میں چاندی کو تول کر بطور قیمت ادا کیا جاتا تھا۔ یوں سلیمان بادشاہ کو مصر سے ایک رتھ خریدنے کے لئے چاندی کی چھ سو ★ مثقال (وزن) دینی پڑتی تھیں اور ایک گھوڑے کی قیمت ڈیڑھ سو مثقال چاندی تھی (۱۔سلاطین ۱۰:۲۹)۔ سلیمان بادشاہ کا سالانہ محصول اور خراج میں آنے والے سونے کا وزن چھ سو چھیاسٹھ ★ قنطار تھا (۱۔سلاطین ۱۰:۱۴)۔ چاندی تو اتنی افراط سے یروشلیم میں تھی جیسے پتھر (۱۔سلاطین ۱۰:۲۷)۔ اسیری کے زمانہ کے بہت بعد مثقال ایک سکّے کا نام بنا۔ پہلے اس سے ہمیشہ وزن ہی مراد تھا۔

جائداد خریدنے کے لئے چاندی استعمال کی جاتی تھی جو تول کر بیچنے والے کو دی جاتی تھی مثلاً یرمیاہ نبی نے عنتوت میں واقع کھیت کو خریدنے کے لئے سترہ مثقال (وزن) چاندی تول کر دی (یرمیاہ ۳۲:۹)۔ ابرہام نے مکفیلہ کے غار کے لئے چار سو مثقال چاندی جو سوداگروں میں رائج تھی تول کر دی (پیدائش ۲۳:۱۵، ۱۶)۔ عمری بادشاہ نے سمر سے ایک پہاڑ کو دو قنطار چاندی میں خریدا اور سمر کے نام پر اس کا نام سامریہ رکھا (۱۔سلاطین ۱۶:۲۴)۔ اسی طرح داؤد بادشاہ نے ارَوناہ کا کھلیہان چاندی کی پچاس مثقال دے کر خریدا (۲۔سموئیل ۲۴:۲۴)۔ لڑکی کا ★ مہر بھی چاندی میں ادا کیا جاتا تھا (خروج ۲۲:۱۷۔ اردو ترجمہ میں نقدی ہے، عبرانی میں کسف۔ یہ پچاس مثقال چاندی ہوتی تھی استثنا ۲۲:۲۹، قب ہوسیع ۳:۲ جہاں دلہن کی قیمت پندرہ (ٹکڑے) روپیہ ہے)۔

چونکہ سونا کمیاب تھا اس لئے اکثر اُس کا ذکر چاندی کے بعد آتا ہے۔ اس کا ذکر خراج کے سلسلے میں بہت دفعہ آتا ہے۔ ۷۰۱ ق م میں حزقیاہ بادشاہ نے شاہِ اسور ★ سنحیرب کو ۳۰۰ قنطار چاندی اور ۳۰ قنطار سونا دیا (۲۔سلاطین ۱۸:۱۴)۔ ایک قنطار تقریباً ۳۰ کلو کے برابر تھا۔ یعنی ۹۰۰ کلو سونا)۔ مناحم نے ایک ہزار قنطار چاندی دے کر شاہِ اسور پول سے جان چھڑا کر بادشاہی واپس لے لی (۲۔سلاطین ۱۵:۱۹)۔ سونا بین الریاستی سرحدوں کو تبدیل کرنے کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتا تھا۔ مثلاً حیرام نے ۱۲۰ قنطار سونا دے کر سلیمان بادشاہ سے گلیل کے بیس شہر لے کر اپنے ملک میں شامل کر لئے (۱۔سلاطین ۹:۱۰۔۱۴)۔

اکثر بین الریاستی اور مقامی لین دین میں قیمتی دھاتوں کی بجائے یا اُن کے علاوہ مال بھی دیا جا سکتا تھا۔ مثلاً موآب کے بادشاہ میسا نے اسرائیل کے بادشاہ کو ایک لاکھ برّوں اور ایک لاکھ مینڈھوں کی اُون دی (۲۔سلاطین ۳:۴)۔ اسوری تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حزقیاہ بادشاہ نے سنحیرب کو چاندی سونے کے علاوہ قیمتی پتھر یعنی جواہرات بھی دیئے۔ ★ یاہو نے شاہِ اسور سلمنسر سوم کو سنگِ مرمر کے ٹکڑے، سیسا، سونے کے ظروف اور نادر پھل بطور خراج دیئے۔ ان کا ذکر کتاب مقدس میں نہیں آتا لیکن اُس سیاہ عمودی سل پر جو نمرود شہر کے مرکز میں نصب تھی اس واقعہ کی تصویر نقش ہے۔ یاہو بادشاہ سلمنسر سوم کے سامنے زمین بوس ہے اور اُس کے پیچھے اُس کے نوکر خراج کی یہ اشیاء لئے آ رہے ہیں (تصویر دیکھئے)۔

جَو (ہوسیع ۳:۲)، مصالح (۲۔سلاطین ۲۰:۱۳) یا کپڑے کے جوڑے انعام یا طے شدہ قیمت کے طور پر دیئے جا سکتے تھے (۲۔سلاطین ۵:۲۳)۔ پیتل بھی اس مقصد کے لئے استعمال ہوتا تھا (خروج ۳۵:۵) لیکن یہ سونے اور چاندی کے مقابلے میں کم قیمت تھا (یسعیاہ ۶۰:۱۷)۔

دھاتوں کو بطور نقدی استعمال کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اُن کا وزن اور کھرا پن تسلی بخش ہو۔ اسی لئے خریدار اُسے بیچنے والے کے سامنے تولتا تھا اور بیوپاری گواہوں کے سامنے اُس کی جانچ پڑتال کر کے رسید لکھ دیتا تھا (پیدائش ۲۳:۱۶؛ یرمیاہ ۳۲:۹، ۱۰)۔

وزن کے معیار کا فیصلہ مقامی تاجروں کی رضامندی سے یا کسی شہر میں رائج الوقت چاندی کے متفقہ وزن پر ہوتا تھا۔ اس معیار پر عمل کئے جانے کا ثبوت ایسے فقروں سے ملتا ہے جن میں "پوری تلی ہوئی نقدی" کے الفاظ پر زور ہوتا ہے (پیدائش ۴۳: ۲۱)۔ دھات کے خالص ہونے یا اس کی خوبی کی ضمانت اُس پر ملک یا شہر کی لگی ہوئی چھاپ سے ہوتی تھی مثلاً "اوفیر کا سونا" (۱۔سلاطین ۱۰: ۱۱) یا "پروائم کا سونا" (۲۔تواریخ ۳: ۶) جو بہت مقبول تھا۔ بعض مرتبہ سونے اور چاندی کو خالص کہا جاتا تھا۔ مثلاً خالص سونے کو کندن (امثال ۳: ۱۴؛ یسعیاہ ۱۳: ۱۲)۔

ب۔ نقدی کی شکل اور صورت

رائج الوقت دھات کو بطورِ نقدی استعمال کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی سہولت کے مدِّنظر ضروری تھا کہ اُسے یا تو زیورات کی شکل دی جائے یا دیگر مخصوص شکلوں میں تبدیل کیا جائے۔ ابرہام نے ربقہ کو نصف مثقال کی سونے کی نتھ اور دس مثقال کے سونے کے دو کڑے دیئے (پیدائش ۲۴: ۲۲)۔ سونے کو اکثر مثلث ڈلیوں کی شکل میں اِدھر اُدھر لے جاتے تھے (یہ زبان کی شکل کے ٹکڑے تھے اس لئے ان کو عبرانی میں لاشون کہتے تھے۔ قب عربی لِسان بمعنی زبان)۔ عکن نے جو سونے کی اینٹ چھپائی تھی (یشوع ۷: ۲۱) اُسے عبرانی میں زبان ہی کہا گیا ہے۔ سونے اور چاندی کو ڈلوں میں، یا برتن کی شکل میں یا ذرّوں (ایوب ۲۸: ۶) میں یا چھوٹے ٹکڑوں میں رکھا جاتا تھا جو بوقتِ ضرورت پگھلا کر استعمال کیا جاسکتا تھا۔ یوسف نے مصر کے خزانہ میں اسی طرح سے چاندی جمع کی (پیدائش ۴۷: ۱۴ ۔ پروٹسٹنٹ "روپیہ"، کیتھولک "چاندی")۔

سفر کے دوران دھات کے ان چھوٹے ٹکڑوں کو کپڑے یا چمڑے کی تھیلی میں لے جاتے تھے (پیدائش ۴۲: ۳۵؛ امثال ۷: ۲۰)۔ ظاہر ہے کہ اگر تھیلی میں سوراخ ہو تو نقصان کا اندیشہ ہوگا (حجی ۱: ۶)۔ غالباً ایک تھیلی میں ایک قنطار چاندی آسکتی تھی (۲۔سلاطین ۵: ۲۳)۔ مزید حفاظت کے لئے تھیلیوں کو بوروں میں ڈال کر رکھا جاتا تھا (پیدائش ۴۲: ۳۵)۔ چاندی کو چھوٹے چھوٹے دانوں یا منکوں میں بھی ڈھالتے تھے (۱۔سموئیل ۲: ۳۶۔ یہاں عبرانی لفظ اجورہ کا ترجمہ ٹکڑے کیا گیا ہے)۔ ہیکل میں جو نیم مثقال دی جاتی تھی وہ دس ★ جیرہ کی ہوتی تھی (خروج ۳۰: ۱۳؛ ۲۔سلاطین ۱۲: ۹-۱۶)۔ لیکن ہیکل میں ادا کرنے کے واجبات چاندی یا جنس کسی میں دیئے جاسکتے تھے (استثنا باب ۲۶)۔

پیتل کی قدر و قیمت سونے چاندی سے کم تھی اس لئے اسے گول ٹکڑوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ گول کے لئے عبرانی لفظ کِکّار ہے (یہی لفظ روٹی کے گِردہ کے لئے استعمال

شاہِ اسرائیل یاہو کے خادم شاہِ اسور سلمنسر سوم کو خراج پیش کر رہے ہیں۔ اس میں سونے چاندی کے ظروف، سیسے کے ڈلے۔ عصا اور نادر پھل وغیرہ شامل ہیں۔ مشہور "سیاہ عمودی سل" کے دو پہلوؤں کی تصویر۔

وزن کرنے کے عمل کو عبرانی میں شاقل کہتے ہیں (قب عربی ثقل)۔ اس کے بنیادی معنی لٹکانا ہیں، جیسے ترازو کو لٹکاتے ہیں۔ پھر اس کے معنی ایک مقررہ وزن ہو گئے اور آخر میں یہ ایک "سکے" کا نام بن گیا۔

ہوتا تھا خروج ۲۹ : ۲۳؛ ۱- تواریخ ۱۶ : ۳) - اور پھر یہ سب سے بھاری وزن کے گول باٹ کے لئے استعمال ہوا (دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۱ ـ)

ج - سکوں کا اجرا

سکے یعنی دھات کے مقررہ وزن کے ٹکڑے جن پر سرکاری ٹھپا لگا ہو جن سے ان کے وزن یا قیمت کی ضمانت ہو، پہلے پہل آٹھویں صدی ق م میں ایشیائے کوچک میں جاری کئے گئے۔

سنحیرب (قریباً ۷۰۰ ق م) مضروب نیم ثقل کا ذکر کرتا ہے لیکن غالباً یہ ڈھالے ہوئے پیتل کے سکے تھے کیونکہ اب تک کھدائی میں اس دور کے کوئی چاندی کے سکے اسور، ارام اور فلسطین سے دستیاب نہیں ہوئے - قدیم چاندی کے سکے یونان میں ایجینا کے مقام پر ملے ہیں - لیکن پہلے مثقال (یونانی stater ستاتر) سونے چاندی کو ملا کر (اس بھرت کو الیکٹرم electrum کہتے ہیں) لدیہ کے بادشاہ کروئے سس Croesus متوفی ۵۴۶ ق م نے مضروب کروائے - مورخ ہیرودوتس کے مطابق سکے پہلے پہل اسی بادشاہ نے جاری کئے اور یہ سونے کے سکے اسی کے نام سے کروئے سدیس کہلائے - یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب لدیہ کے خلاف فارس کے شاہ دارا اول (۵۲۱ - ۴۸۶ ق م) نے جنگ کی تو اس کے بعد اس نے فارس میں سکے جاری کئے - وہاں کا سونے کا سکہ بادشاہ کے نام سے درہم کہلایا - اس پر بادشاہ تیر کمان پکڑے گھٹنے ٹیکے ہے، یا یہ اس کے آدھے جسم کی تصویر ہے - دوسری طرف ٹھپے کا نشان ہے - کچھ علماء مسکوکات کے مطابق درہم یونانی دراخمہ کا مفرس ہے - اس سونے کے سکے سے یہودی دوران اسیری واقف ہو گئے تھے (عزرا ۲ : ۶۹؛ ۸ : ۲۷؛ نحمیاہ ۷ : ۷۰، ۷۱) اور اسیری کے بعد اسے اپنے ساتھ واپس لائے - شروع شروع میں یہ سکے فلسطین میں مقبول نہیں ہوئے کیونکہ غالباً سکے پر کی مورت اور صورت یہودیوں کو دوسرے حکم کی خلاف ورزی معلوم ہوتی تھی؛ لیکن غیر قوم حاکموں کے تحت وہ انہیں استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے - مکابیوں کے زمانہ میں انطاکس کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ سردار کاہن شمعون مکابی کو اجازت دی گئی کہ اپنے ملک میں اپنا سکہ رائج کرے (۱- مکابیین ۱۵ : ۶) - یونانی اثر کے پھیلنے سے فلسطین میں یونانی قنطارہ اور درہم عام ہو گئے (۱- مکابیین ۱۱ : ۲۸؛ ۲- مکابیین ۴ : ۱۹) -

۲ - نئے عہد نامہ میں

نئے عہد نامے کے زمانے میں فلسطین میں مختلف ممالک کے سکہ جات خرید و فروخت کے لئے استعمال ہونے لگے - اول تو شاہی رومی سرکاری ٹکسالی سکے تھے - پھر صوبوں میں چلنے والے صور اور انطاکیہ کے ٹکسالوں سے جاری شدہ سکے جو ایشیائے کوچک میں چلتے تھے اور جو زیادہ تر ابھی بھی پرانے یونانی معیار پر قائم تھے - ان کے علاوہ مقامی یہودی سکے تھے جو شاہ قیصریہ کے ٹکسال میں ڈھالے گئے تھے - رومی حاکم بعض شہروں کو اور بعض اپنے مقرر کردہ بادشاہوں کو اجازت دیتے تھے کہ اپنے کانسی کے سکے چلائیں - ظاہر ہے کہ جب ملک میں اتنے مختلف سکے گردش کر رہے تھے تو انہیں تبدیل کرنے کے لئے صرافوں کی ضرورت ہوگی - یروشلیم میں خاص کر عیدوں کے موقعوں پر یہ ضرورت بڑی اہمیت حاصل کر لیتی تھی کیونکہ یہودی ہر ملک سے آتے تھے اور ہیکل کے خزانہ میں اپنا شرعی محصول دیتے تھے - ان ایام میں صراف اپنی دکانیں ہیکل کے غیر اقوام کے صحن میں سجاتے تھے - اسی جگہ سے خداوند مسیح نے انہیں باہر نکالا تھا (یوحنا ۲ : ۱۵؛ متی ۲۱ : ۱۲؛ مرقس ۱۱ : ۱۵؛ لوقا ۱۹ : ۴۵ مابعد) -

متی ۱۰ : ۹ سے صاف ظاہر ہے کہ سکہ سازی میں تین دھاتوں کا استعمال ہوتا تھا یعنی سونا، چاندی اور تانبا یا کانسی (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں پیسہ ہے - لیکن یونانی میں خالکوس یعنی تانبا ہے - قب کیتھولک ترجمہ) - لفظ خالکوس chalkos کے بنیادی معنی تانبا تھے پھر تانبے اور رانگے کی بھرت کی دھات یعنی کانسی بھی اسی نام سے کہلایا اور بعد ازاں اس کے معنی پیسے یعنی نقدی ہو گئے (مرقس ۶ : ۸؛ ۱۲ : ۴۱) - لیکن چونکہ صرف کم قیمت کے سکے اس دھات میں ڈھالے جاتے تھے، مثلاً رومی آس as (یونانی اساریون اور یہودی لپتون) اس لئے نقدی کے لئے زیادہ عام لفظ چاندی استعمال ہوا (یونانی argyrion - دیکھئے لوقا ۹ : ۳؛ اعمال ۸ : ۲۰ - روپیہ جس کے لغوی معنی چاندی ہیں) -

نئے عہد نامہ میں ذیل کے سکوں کا ذکر آتا ہے - انہیں ہم ان کے یونانی اور رومی ناموں کے حوالے سے آگے چل کر موضوع بحث بنائیں گے -

(۱) اشرفی (کیتھولک اُمنا - لوقا ۱۹ : ۱۶ مابعد) -
(۲) پیسہ (متی ۱۰ : ۹؛ ۱۰ : ۲۹؛ لوقا ۱۲ : ۶؛ مرقس ۱۲ : ۴۱ - کیتھولک ترجمہ میں دو پیسے کے لئے لفظ ٹکا بھی استعمال ہوا ہے) -
(۳) توڑا (کیتھولک قنطار - یونانی تلنتون talanton غالباً یہ ایک وزن تھا - بعد میں قیمت کا مفہوم بھی آیا - متی ۱۸ : ۲۴؛ ۲۵ : ۱۵، ۱۶، ۲۰ مابعد) -
(۴) درہم (لوقا ۱۵ : ۸) -
(۵) دمڑی (لوقا ۱۲ : ۵۹ - کیتھولک کوڑی) -
(۶) دینار (متی ۲۰ : ۲) -
(۷) روپیہ (متی ۲۵ : ۱۸ وغیرہ) -
(۸) کوڑی (متی ۵ : ۲۶) -
(۹) مثقال (متی ۱۷ : ۲۷) -

ا۔ یہودی سکے

۱۴۱-۱۴۰ ق م میں انطاکس ہفتم نے یہودیوں کے سردار کاہن اور رئیس اعظم شمعون مکابی کو خط لکھ کر اجازت دی کہ وہ اپنے ملک میں اپنے سکے جاری کر سکتا ہے (۱۔مکابیین ۱۵: ۶)۔ اس وقت سے یہودی زیادہ تر کانسی کے سکے ٹھاپنے لگے کیونکہ چاندی کے سکے تو پہلے ہی بڑی مقدار میں آس پاس کے شہروں میں ٹھاپے جاتے تھے۔ ابتدا میں یہودی دوسرے حکم پر بڑی سختی سے کاربند رہے اور سکوں پر پھول پتیوں اور بے جان چیزوں کے سوا کچھ نہیں چھاپتے تھے۔ لیکن ہیرودیس کے خاندان کے بعض حکمرانوں نے اس حکم کو دو ایک بار توڑا۔ اور رومی حاکمِ وقت نے اپنے سر کی شبیہ سکہ پر ثبت کی۔

روم کے خلاف جب یہودیوں نے پہلی مرتبہ بغاوت کے لئے سر اُٹھایا (۶۶-۷۰ عیسوی) تو انہوں نے بڑے فخر سے چاندی کے سکے مضروب کئے۔ یہ مثقال نیم مثقال اور رُبع مثقال تھے۔ ساتھ ساتھ وہ کانسی کے سکے جاری کرتے رہے۔ بغاوت کے بعد رومی حاکموں نے ہیکل کے خزانے پر قبضہ کر لیا۔ نتیجتہً جب دوسری مرتبہ علمِ بغاوت اُٹھایا گیا (۱۳۲-۱۳۵ عیسوی) تو یہودیوں کے پاس چاندی کا کوئی ذخیرہ نہ تھا جس سے وہ اپنی آزادی کے سکے جاری کر سکتے۔ تاہم انہوں نے اپنی آزادی کے جشن منانے کے سلسلے میں غیر ملکی پرانے سکوں کے اوپر "یروشلیم کی رہائی" کی عبارت کا ٹھپا لگا دیا۔

نئے عہدنامہ میں صرف ایک یہودی سکے کا ذکر ہے۔ یہ کانسی کا لپتون تھا (یہ یونانی لفظ لپتوس leptos بمعنی چھوٹا سے مشتق ہے)۔ یہ کنگال بیوہ کا دھیلا (ٹکا) تھا (مرقس ۱۲: ۴۲؛ لوقا ۲۱: ۲؛ لوقا ۱۲: ۵۹۔ اسے دو دمڑی بھی کہا گیا ہے)۔ لپتون رومی قدرنتس کا نصف تھا اور یوں اسّاریون کا آٹھواں حصہ۔

ب۔ یونانی سکے

بنیادی یونانی سکہ چاندی کا دراخمہ drachme بمعنی مُٹھی بھر تھا (درہم اس کا مُعرّب ہے)۔ سو درہم کا ایک اُمنا اور چھ ہزار درہم کا ایک تلنتون (توڑا) ہوتا تھا۔ درہم کی قیمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ۳۰۰ ق م میں ایک بھیڑ کی قیمت ایک درہم تھی اور ایک بیل پانچ درہم کا بکتا تھا۔ یونانی سکے دراخمہ کا ذکر صرف لوقا ۱۵: ۸ مابعد میں آتا ہے۔ یہاں ترجمہ درہم ہے اور یہ لفظ پرانے عہدنامہ میں بھی اردو میں استعمال ہوا ہے (دیکھئے عزرا ۲: ۶۹)۔ یہ درہم غالباً اُس عورت کے زیور کا حصہ تھا جسے دس درہم جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ اور اُس میں سے ایک درہم گر کر کھو گیا تھا۔ یہ تقریباً ایک رومی دینار denarius کے برابر تھا (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور اگلے حصہ میں دینار)۔

دِدراخمون یا دودراخمہ کا سکہ نصف مثقال کے برابر سمجھا جاتا تھا جو ہر یہودی پر واجب تھا کہ ہیکل میں سالانہ ادا کرے (متی ۱۷: ۲۴)۔ اس دستور کی ابتدا جان کے فدیہ دینے کے سلسلے میں خروج ۳۰: ۱۱-۱۶ میں ہوئی۔ بعد میں وہ ایک مستقل سالانہ محصول بن گیا جسے ہیکل میں ہر بالغ یہودی کو ادا کرنا ضروری تھا۔ سقوطِ یروشلیم اور ہیکل کی تباہی کے بعد یہ جزیہ رومی خزانے میں جمع کروایا جاتا تھا۔ یہ سب معلومات یہودی مؤرخ یوسیفس کی کتابوں میں درج ہیں۔ غالباً ہیکل میں صور کے ٹکسال کے دوراخمے جمع کروائے جاتے تھے کیونکہ تلمودی قانون کے مطابق انطاکیہ کے ٹکسال کے سکے ہیکل کے خزانے میں قبول نہیں ہوتے تھے۔ اس کی کوئی مذہبی وجہ نہیں تھی۔ سبب یہی تھا کہ انطاکیہ کے سکوں میں چاندی کی مقدار کم ہوتی تھی۔

ستاتر stater یعنی تترادراخمون tetradrachmon (چار درہم) کے سکے کا ذکر متی ۱۷: ۲۷ میں آیا ہے۔ ایک سکہ دو شخصوں کے ہیکل کے واجبات ادا کرنے کے لئے کافی تھا۔ اسی لئے خداوند مسیح نے پطرس رسول سے کہا کہ جھیل پر جا کر بنسی ڈال اور پہلی مچھلی کے منہ سے مثقال نکال کر میرے اور اپنے لئے ہیکل میں دے۔

صور کا مثقال یعنی تترادراخم یا ستاتر۔ دو شخص کا ہیکل کا محصول اس سے ادا کیا جا سکتا تھا۔

علمائے مسکوکات کا خیال ہے کہ یہوداہ اسکریوتی کو جو تیس روپے دیئے گئے (متی ۲۶: ۱۵) وہ یہی سکے تھے۔ خروج ۲۱: ۳۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلام کی قیمت غالباً تیس مثقال تھی۔

منہ یا اُمنا کا ذکر اشرفیوں کی تمثیل میں آتا ہے (لوقا ۱۹: ۱۱-۱۷۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔ مانہ سامی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہلے وزن تھے اور پھر نقدی (سکہ) کے ہو گئے۔ اس کا ذکر پرانے عہدنامہ میں بھی آیا ہے (۱۔سلاطین ۱۰: ۱۷۔ یہاں منہ ڈیڑھ سیر کے برابر ہے)۔

اسّاریون۔ لاطینی آس as کا اسم تصغیر۔ یونانی اساریون کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے (متی ۱۰: ۲۹؛ لوقا ۱۲: ۶)۔ اس کا ترجمہ پیسہ کیا گیا ہے۔ یہ یونانی درہم کا دسواں اور رومی دینار کا سولہواں حصہ تھا۔ یوں یہ سب سے چھوٹا سکہ تھا۔

توڑا (کیتھولک قنطار)۔ غالباً یہ سکہ نہیں تھا بلکہ نقدی کا حساب کرنے کی ایک اکائی۔ اس کی قیمت ہمیشہ بہت ہوتی تھی تاہم

مختلف دھاتوں کے حساب سے مختلف ہوتی تھی ۔ رومی سونے کا توڑا ۲۴۰ سونے کی اشرفیوں aurei کے برابر تھا ۔ اس کا ذکر خداوند مسیح نے دو تمثیلوں میں کیا ہے ۔ متی ۱۸ : ۲۴ میں سخت دل خادم دس ہزار توڑوں یعنی بہت بڑی رقم کا مقروض تھا ۔ توڑوں کی تمثیل میں اس سے مراد خداداد صلاحیت ہے ۔ متی ۲۵ : ۱۵-۲۸ ۔ آیت ۱۸ میں لفظ روپیہ، یونانی میں argyrion بمعنی چاندی، سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند مسیح سونے کا نہیں بلکہ چاندی کے توڑے کا ذکر کر رہے تھے)۔

ج ۔ رومی سکے

۱ ۔ رومی سکہ قوادرانس quadrans (جیسے نام سے ظاہر ہے) پیتل کے سکے آس (as) کا چوتھا حصہ تھا ۔ اسے سب سے ادنیٰ رومی سکہ کہا گیا ہے ۔ اس کو یونانی میں کودرانتس kodrantes لکھا گیا ہے ۔ مرقس ۱۲ : ۴۲ میں لکھا ہے کہ بیوہ نے دو لپتا ڈالے جو ایک کودرانتس کے برابر ہوتے ہیں ۔ اُردو میں "دو دمڑیاں (کیتھولک دو پیسے) یعنی ایک دھیلا" (کیتھولک ٹکا) ۔ متی ۵ : ۲۶ میں کودرانتس کو سب سے چھوٹے سکے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ اُردو مترجمین نے اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے لفظ کوڑی استعمال کیا ۔ کسی زمانہ میں ایک چھوٹی قسم کے سمندری سنکھ کو برصغیر ہند و پاک میں بطور ایک ادنیٰ سکہ استعمال کیا جاتا تھا ۔ اسی مضمون کے مماثل حوالے (لوقا ۱۲ : ۵۹) میں پروٹسٹنٹ ترجمہ دمڑی کیا گیا ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں کوڑی ہی ہے ۔

سکندر یانیس کا کانسی کا سکہ ۔ غالباً یہ نئے عہد نامہ کی دمڑی تھی ۔

۲ ۔ دینار

لاطینی نام دیناریس denarius اور یونانی دیناریون denarion بنیادی معنی عشاریہ کے ہیں کیونکہ شروع شروع میں یہ دس آس (as ۔ پیتل کا سکہ) کے برابر تھا ۔ بعد میں تخفیف قیمت کی وجہ سے اس کے سولہ آس مقرر ہوئے ۔ چاندی کا دینار کتاب مقدس کا سب سے دلچسپ اور اہم سکہ ہے ۔ مسکوکات کے شائقین اور سکے جمع کرنے والے نئے عہد نامہ کے دور کے یعنی ۴ ق م سے ۱۰۰ عیسوی تک کے تمام چاندی کے دینار جو بارہ رومی قیصروں نے اپنے اپنے عہد حکومت میں جاری کئے تھے اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے قیصر اوگوستس سے لے کر قیصر ترواۓنک کے تمام چاندی کے اصلی دینار جمع کر لئے ہیں ۔ سونے کے دینار بھی ٹھاپے جاتے تھے لیکن یہ خاص خاص موقعوں کے لئے ہوتے تھے اور بہت کم

تعداد میں جاری کئے جاتے تھے ۔ یونانی اور رومی حاکموں نے زیادہ تر چاندی کے سکے جاری کئے ۔ چاندی میں اکثر دوسری دھاتیں بھی ملاتے تھے ۔ چاندی کے سکے باقاعدگی سے جاری کرنے کے لئے وہ اپنی ساری مملکت میں چاندی کی کانوں کو سرکاری تحویل میں رکھتے تھے مثلاً اناطولیہ اور افسس کی کانیں ۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب پولس رسول تیمتھیس کو لکھتا ہے کہ "زر کی دوستی ہر قسم کی بُرائی کی ایک جڑ ہے" (۱ ۔ تیمتھیس ۶ : ۱۰) تو یونانی میں لفظ فلِ ارگوریہ philargyria یعنی چاندی سے محبت کرنا استعمال کرتا ہے (نیز لوقا ۱۶ : ۱۴ ؛ ۲ ۔ تیمتھیس ۳ : ۲) ۔

دینار کی مالیت یا قدر مبادلہ کا اندازہ خداوند مسیح کی تاکستان کے مزدوروں کی تمثیل سے کیا جا سکتا ہے (متی ۲۰ : ۱-۱۶) ۔ یاد رہے کہ اُس زمانہ میں دینار ایک دن کی معقول اُجرت تھی ۔ ایک دینار ایک چھوٹے خاندان کی ایک دن کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی تھا ۔ اس لئے اُن کو جنہوں نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا کم از کم ایک دن کی ضروریات پوری کرنے کا اجر ملنا انصاف کا تقاضا تھا ۔ فوج میں سپاہی کی تنخواہ بھی ایک دینار یومیہ ہوتی تھی ۔

رومی حاکموں نے یہودیوں پر جزیہ بھی ایک دینار فی کس سالانہ لگایا تھا (متی ۲۲ : ۱۵-۲۲) ۔ خداوند مسیح کے دشمنوں نے اُن پر غداری کا الزام لگانے کے لئے جزیہ دینے کا سوال اُٹھایا تھا (متی ۲۲ : ۱۵-۲۲) ۔ پہلے اُنہوں نے خداوند کی تعریف کی "اے اُستاد ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پروا نہیں کرتا کیونکہ تو کسی آدمی کا طرفدار نہیں"۔ اس تمہید کے بعد انہوں نے پوچھا کیا قیصر کو جزیہ دینا روا ہے؟ خداوند نے اُنہیں جزیہ کا سکہ دکھانے کو کہا ۔ سو اُنہوں نے ایک چاندی کا دینار دکھایا ۔ یہ غالباً قیصر اوگوستس یا تبریس کا جاری کردہ دینار ہوگا جس پر اُس کی صورت بنی ہوئی تھی اور اُس کا نام لکھا ہوا تھا ۔ خداوند کے جواب نے اُنہیں دنگ کر دیا "جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"۔

تبریس قیصر کا دینار ۔ غالباً اسی قسم کے سکے سے فریسیوں نے خداوند مسیح کو آزمایا ۔

دینار کا ذکر یوحنا ۶ : ۷ میں پانچ ہزار کو کھانا کھلانے کے معجزے میں بھی آتا ہے ۔ یہ ذکر خداوند مسیح اور اُن کے شاگردوں کی زندگی کے ایک پہلو پر ایک دلچسپ روشنی ڈالتا ہے ۔ خداوند مسیح اور اُن کے شاگرد اپنے استعمال کے لئے اور غریب غربا کی مدد کے

لئے نقدی کی ایک مشترکہ تھیلی رکھتے تھے (یوحنا ۱۳: ۲۷، ۲۹) جسے یہوداہ اسکریوتی کے سپرد کیا گیا تھا تاکہ وہ اس کا حساب رکھے (یوحنا ۱۲: ۵)۔ جب خداوند مسیح نے فلپس کو آزمانے کے لئے پوچھا کہ ان کے کھانے کے لئے روٹیاں کہاں سے مول لیں؟ تو فلپس نے جو ایک فعال شخص تھا ایک دم تجوری پر نظر دوڑائی۔ غالباً اُسے علم تھا کہ اس وقت ان کے خزانے میں ۲۰۰ دینار ہیں لیکن یہ اس کام کے لئے ناکافی تھے۔ فلپس کا جواب اس حقیقت کی تائید کرتا ہے" دو سو دینار کی روٹیاں ان کے لئے کافی نہ ہوں گی" (یوحنا ۶: ۷)۔

جب مریم نے خداوند مسیح کے سر اور پیروں پر عطر اُنڈیلا تو خزانچی یہوداہ اسکریوتی نے جلد حساب کر کے خواہش ظاہر کی کہ اگر اس عطر کو بیچا جاتا تو بہت سے غریبوں کا بھلا ہوتا (یوحنا ۱۲: ۵)۔

دینار کا ذکر نیک سامری کی تمثیل میں بھی آتا ہے (لوقا ۱۰: ۲۵-۳۷)۔ یہاں دینار کی قیمت کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ نیک سامری نے بھٹیارے کو دو دینار دیئے۔ غالباً یہ سرائے میں ایک ہفتے کے قیام کے لئے کافی تھے۔ باقی خرچ جو اس سے زیادہ ہوگا اُس کو اپنی واپسی پر ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

کلامِ مقدس کے سکوں کا آج کل کے سکوں سے مقابلہ کرنا کچھ زیادہ مفید ثابت نہ ہوگا۔ فی زمانہ پیسے کی قیمت بڑی تیزی سے بدلتی رہتی ہے۔ ماہرینِ معاشیات بتاتے ہیں کہ یہ افراطِ زر اور پیسے کی گھٹتی ہوئی قیمت، آبادی کی بڑھتی ہوئی رفتار اور دوسرے اسباب کا نتیجہ ہے۔ اس لئے بائبل کے سکوں کا مقابلہ آج کل کے سکوں سے کرنا غلط تاثر دے گا۔ مثلاً ریفرنس بائبل میں متی ۱۸: ۲۸ کے حاشیہ میں درج ہے کہ دینار کی قیمت تخمیناً آٹھ آنے کی ہے۔ جب بائبل کا ترجمہ اردو میں ہوا اُس وقت شائد یہ درست ہو (غالباً ۱۸۹۳ء اور اس سے پہلے) لیکن اب یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے اوپر ذکر کیا تھا کہ ایک دینار مزدور کی ایک دن کی معقول اُجرت تھی۔ آجکل اگر دینار کی قیمت ڈیڑھ سو گنا زیادہ ہو تو شاید کچھ گزارہ ہو جائے۔

نیز دیکھئے صرّاف۔

کلامِ مُقدّس کے زمانہ کے چند منتخب سکّے

۱-

ٹیٹرادراخم tetradrachm افسس سے چوتھی صدی ق م میں جاری شدہ چاندی کی مثقال ★ ارتمس دیوی کا سب سے مشہور مندر افسس میں تھا۔ ہرن اور شہد کی مکھی اس کی پوجا کی علامتیں تھیں۔

انہی کے نقش اس سکے پر چھپے ہوئے ہیں۔

۲-

دینار۔ denarius قریباً ۱۸۰ ق م۔ حکومتِ روما کا چاندی کا دینار۔ سکہ پر روما کا سر ہے۔ پشت پر گھڑ سوار توامین (زیوس دیوتا اور لیدا کے جڑواں بچے) نیزے تانے حملہ کر رہے ہیں۔

۳-

ایلیہ کپی تولینا Aelia Capitolina کا کالنسی کا سکّہ۔ رومی قیصر ہدریان (پورا نام Publius Aelius Hadrianus ۷۶ء تا ۱۳۸ء) نے شہر یروشلیم کو ۱۳۶ء میں دوبارہ تعمیر کروا کر اسے یہ نام دیا اور یہ سکہ چلایا۔ اس سکہ پر ہدریان کا سر ہے۔ پشت پر بادشاہ شہر میں ہل سے پہلی ریگھاری بنا رہا ہے۔

۴-

فارس کے دارا دوم کا چاندی کا سگلوس (۴۲۴-۴۰۵ ق م)۔ بادشاہ نیزہ اور کمان ہاتھ میں پکڑے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے۔ غالباً یہ سب سے پہلا سکہ تھا جو فلسطین میں استعمال ہونے لگا۔ اگلے تین کالنسی کے سکّے سکندر یانیس (۱۰۳-۷۶ ق م) کے عہد میں مضروب ہوئے۔

۵-

اس سکّہ پر عبرانی کتبہ ہے۔ پشت پر دُہرے قرن کثرہ کے درمیان پوست کا پھول ہے۔ (قرن کثرہ کو ہندی میں سُبھ سینگ کہتے ہیں۔ یونانی اساطیر کے مطابق اس سینگ کے اندر کھانے پینے کا سامان کثرت سے ہوتا تھا۔ یہ خوشحالی کی علامت تھا۔

cornucopia

۶-

اس سکّے میں لنگر کے گرد یونانی کتبہ ہے ۔ پشت پر ایک ستارے میں جس کے گرد دُہرا چکر ہے، عبرانی عبارت ہے ۔

۷-

یہ سکّہ ۶ نمبر کی مانند ہے ۔ لیکن اس کی پُشت پر ایک پھُول کے گرد عبرانی عبارت ہے ۔

۸-

ہیرودیس اعظم (۳۷-۴ ق م) کا کانسی کا سکّہ ۔ اس کے سیدھے رُخ پر بھی لنگر کا امتیازی نشان ہے ۔ پُشت پر دُہرے قرن کثرہ کے درمیان ★ ہرمیس (دیوتاؤں کا نقیب) کی چھڑی ہے ۔

۹-

ہیرودیس ارخلاؤس (۴ ق م - ۶ عیسوی) کا کانسی کا سکّہ ۔ سامنے انگور کا خوشہ ہے ۔ پُشت پر پردار خود ۔

۱۰-

ہیرودیس اگرپا (۳۷-۴۴م) کا کانسی کا سکّہ ۔ اس سکّہ پر چھتری نما سائبان ہے ۔ پشت پر جَو کی تین بالیں ہیں ۔

۱۱-

چاندی کا ٹٹرادراخم ۔ یہ دریائے اورونتیس پر انطاکیہ کی ٹکسال میں ڈھالا گیا تھا ۔ اس پر قیصر اوگوستس کی صورت ہے ۔ خداوند مسیح کے زمانہ میں یہ سکّہ رائج تھا اور عین ممکن ہے کہ سردار کاہنوں نے یہوداہ اسکریوتی کو غدّاری کے صِلے میں یہی سِکّے دیئے ۔

۱۲-

قیصر نیرو کے عہد کا دینار جس پر اُس کی صورت اور نام ہیں (۵۴-۶۸ عیسوی) ۔

سکیاہ ۔ شکیاہ :۔ بنی بینمین میں سے سحریم کا بیٹا (۱-تواریخ ۸ : ۱۰) ۔

سِل :۔ دیکھئے امراضِ بائبل ۱۴ ۔

سِلّا :۔ (عبرانی = شاہراہ) ۔ ملو کے نیچے وادی میں ایک غیر معروف جگہ (۲-سلاطین ۱۲ : ۲۰) ۔

سلاح بردار :۔ وہ شخص جو اپنے سردار کا جنگی سامان اُٹھا کر چلتا (۲-سموئیل ۱۸ : ۱۴، ۱۵) اور ان شخصوں کو جنہیں اُس کے آقا نے زخمی کیا ہوتا ٹھکانے لگاتا تھا (۱-سموئیل ۱۴ : ۱۳) ۔

اس کا سب سے پہلے ذکر ابی ملک کے بارے میں ہے (قضاۃ ۹ : ۵۴) ۔ بعد میں ساؤل، یونتن، جاتی جو کیت اور یوآب کے سلسلے میں اس کا ذکر ہے ۔ یوآب کے تو دس سلاح بردار تھے (۲-سموئیل ۱۸ : ۱۵) ۔

سلاح خانہ :- ہتھیار رکھنے کی جگہ۔ عبرانی کے تین چار لفظوں کا ترجمہ سلاح خانہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اوصار۔ اس کے بنیادی معنی ہیں ذخیرہ (۲۔ تواریخ ۱۱:۱۱؛ ۱۔ تواریخ ۲۷:۲۷) اور خزانہ (۱۔ سلاطین ۷:۵۱؛ ۱۴:۲۶ وغیرہ)۔ اکثر جگہ اس کا یہی ترجمہ ہوا ہے۔ یرمیاہ ۵۰:۲۵ میں یہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ خدا کا قہر بابل کے خلاف بھڑکا ہے۔ وہ اور قوموں کو اپنے غضب کا آلہ کار بناتا ہے۔ آیت ۲۵ میں سلاح خانہ کھول دینے سے یہ مراد ہے کہ یہ قومیں بابل کو سزا دیں گی۔

۲۔ نشق بمعنی جنگی سامان رکھنے کی جگہ (نحمیاہ ۳:۱۹)۔ اس لفظ کا بنیادی مطلب جنگی سامان ہے۔ یہ یسعیاہ ۲۲:۸ میں استعمال ہوا ہے۔ وہاں اُس سلاح خانے کا ذکر ہے جو سلیمان بادشاہ نے لبنانی لکڑی سے تیار کروایا تھا۔ اسے دشتِ محل کہا گیا ہے (۱۔ سلاطین ۱۰:۱۷) میں اسے لبنانی بن کا گھر پکارا گیا۔

۳۔ تل پیّوت یعنی تلواروں کا ڈھیر (غزل الغزلات ۴:۴)۔ یہ محبوب کی گردن کی ایک خوبصورت تصویر ہے۔ محبوب کی گردن ایک سلاح خانہ ہے۔ جس طرح پہلوان (بہادر) فتح کے بعد شہر پناہ پر اپنی سپریں لٹکا کر اسے سجاتے ہیں (حزقی ایل ۲۷:۱۱) اُسی طرح زیور محبوبہ کی گردن کو پُرجمال بناتے ہیں (قب ۱۔ سلاطین ۱۰:۱۷)۔

سلاطین کی کُتب۔ ملوک کی کُتب :-

عبرانی عنوان مَلکیم بمعنی سلاطین ہے۔ اصل میں یہ ایک ہی کتاب ہے۔ اِسے دو کتابوں میں پہلی بار ★ ہفتادی (یونانی) ترجمہ میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہ ایک عملی ضرورت تھی کیونکہ یونانی ترجمہ جو معرّب تھا، عبرانی متن کی نسبت جو اُس وقت غیر معرّب تھا دوگنی جگہ میں سماتا تھا۔ عبرانی متن میں ۶۰۰ عیسوی تک اعراب کا رواج نہ تھا۔ کتاب کا عبرانی متن تقریباً ایک طومار میں سماجاتا تھا جبکہ یونانی ترجمہ کے لئے دو طومار درکار ہوتے تھے۔ عبرانی متن میں یہ تقسیم پہلی مرتبہ ڈینیل بوم برگ کے طبع شدہ عبرانی متن میں رائج کی گئی (وینس ۱۷-۱۵۱۶ء) یونانی اور لاطینی تراجم میں ۱-۲ سموئیل اور ۱-۲ سلاطین کو چار جلدوں میں ایک ہی مسلسل تاریخ شمار کیا جاتا ہے۔ بعض یونانی نسخوں میں سموئیل اور سلاطین کے درمیان حدِ فاصل میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ ۱۔ سلاطین ۲:۱۱ کو حدِ فاصل کہا جا سکتا ہے جہاں داؤد کی سلطنت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ۱۔ سلاطین ۲:۴۶ کو بھی حدِ فاصل سمجھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ سموئیل اور سلاطین کی کتب کے آپس کے تعلق کے متعلق کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے تاہم یہ ضرور واضح ہے کہ جس نے جس طرح چاہا انہیں تقسیم کر لیا ہے۔ موجودہ تقسیم کا مصنوعی ہونا واضح ہے، کیونکہ جس تذکرے سے ۱۔ سلاطین کا خاتمہ ہوتا ہے وہ غیر فطری طور پر منقطع ہو جاتا ہے۔ یہاں شاہ اسرائیل اخزیاہ کی سلطنت کے آغاز کا ذکر ہے لیکن اس کا اختتام ۲۔ سلاطین کے پہلے باب میں ہوتا ہے۔ ایک اور امر قابلِ غور ہے کہ ایلیاہ کی زیادہ تر خدمت اور الیشع کو جانشین مسح کرنے کے واقعات ۱۔ سلاطین میں ہیں لیکن ایلیاہ کی نبوت کے پرشکوہ انجام اور الیشع کی ساری خدمت کا بیان ۲۔ سلاطین میں ہے۔

۱۔ خلاصہ مضامین

سلاطین میں مندرج تاریخ کوئی ۴۰۰ برسوں پر محیط ہے، جو داؤد کی سلطنت کے آخری ایام سے شروع کر کے ۵۶۲ ق م میں یہویاکین کی بابل کی قید سے رہائی پر ختم ہوتی ہے۔ اس کی تین بڑی فصلیں ہیں۔

ا۔ متحدہ بادشاہت (۱۔ سلاطین ۱:۱-۱۱:۴۳)
(۱) سلیمان اور داؤد کی ہمدوش بادشاہت (۱:۱ تا ۲:۴۶)
(۲) سلیمان کا عہدِ حکومت (۳:۱ تا ۷:۵۱)
(۳) ہیکل کی مخصوصیت (۸:۱ تا ۹:۹)
(۴) سلیمان کی حکومت کا خاتمہ (۹:۱۰ تا ۱۱:۴۳)

ب۔ اسرائیل اور یہوداہ (۱۔ سلاطین ۱۲:۱ تا ۲۔ سلاطین ۱۷:۴۱)
(۱) سلطنت کا شیرازہ بکھرنا (۱۲:۱ تا ۲۴)
(۲) اسرائیل اور یہوداہ کے بادشاہ (۱۲:۲۵ تا ۱۶:۲۸)
(۳) ایلیاہ اور اخی اب (۱۶:۲۹ تا ۲۲:۴۰)
(۴) اسرائیل اور یہوداہ کے مزید بادشاہ (۲۲:۴۱ تا ۲۔ سلاطین ۱:۱۸)
(۵) الیشع کا ایلیاہ کا جانشین بننا (۲:۱ تا ۲۵)
(۶) اسرائیل اور یہوداہ کے مزید بادشاہ (۳:۱ تا ۱۶:۲۰)
(۷) شمالی سلطنت کا خاتمہ ۱۷:۱-۴۱

ج۔ یہوداہ کی سلطنت (۲۔ سلاطین ۱۸:۱-۲۵:۳۰)
(۱) یہوداہ کے بادشاہ (۱۸:۱ تا ۲۳:۳۰)
(۲) یروشلیم کی بربادی اور جلاوطنی (۲۳:۳۱ تا ۲۵:۳۰)

۲۔ مصنف، مقصد اور طرز

ا۔ مصنف

★ مِشنہ (یہودی حدیث) میں یرمیاہ کو سلاطین کی کتب کا مصنف قرار دیا گیا ہے۔ یہ رائے پرکشش ضرور ہے لیکن خارج از امکان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گمنام مصنف یرمیاہ کا ہمعصر ضرور تھا اور اُسی کی طرح کے حالات سے دوچار تھا اور نبی بھی تھا۔ عبرانی فہرست مسلمہ میں سلاطین کی کتب کو یشوع، قضاۃ اور سموئیل کی کتابوں کے ساتھ صحائفِ انبیاء میں جگہ دی گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ اسرائیلی مورخ نبوت کے عہدہ پر فائز ہوا کرتے تھے۔ یہ گمنام مورخ اس کتاب کے صرف آخری حصے میں تاریخ کے اُس دور کا بیان کرتا ہے جس

سے اُس کا براہِ راست تعلق ہے۔ گذشتہ تاریخ کے لئے وہ دیگر لکھی ہوئی یادداشتوں پر انحصار کرتا ہے اور اُن کے باقاعدہ حوالے دیتا ہے۔

ب۔ مصنف کا مقصد

مصنف اشارتاً اِس امر کا ذکر کرتا ہے کہ اُس کا مقصد ایک مفصل تاریخ بیان کرنا نہیں ہے اِس لئے جہاں ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے قارئین کو تفصیلات دیکھنے کے لئے مختلف ماخذات سے رجوع کرنے کی دعوت دیتا ہے (۱۔سلاطین ۱۱: ۴۱ وغیرہ)۔ اُس کا مدعا تعلیم دینا ہے، تو بھی وہ محض ماضی کے تجربات سے سیکھے جانے والے سبقوں پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ اُس کا اصل مدعا یہ ہے کہ قوم کی تاریخ کو الٰہی نقطۂ نظر کی اعلیٰ سطح پر پیش کرے کیونکہ اسرائیل ایک مثالی الٰہی ریاست تھی اور مصنف کا بیان اس بنیادی مقصد کے تابع ہے۔ ہر وہ بات، جو خدا کے ارتقاء پذیر مقصد پر روشنی نہیں ڈالتی اور اُن اُصولوں سے مطابقت نہیں رکھتی جن کی بنیاد پر خدا اپنے لوگوں کے ساتھ پیش آتا ہے، وہ اُن کی بابت خاموش رہتا ہے یا پھر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے گذر جاتا ہے۔ ایک عام مورخ کے نزدیک شمالی سلطنت کے بادشاہوں میں عُمری ایک اہم ترین شخصیت ہوگا لیکن یہاں اُس کا ذکر صرف ۶ آیات تک محدود ہے (۱۔سلاطین ۱۶: ۲۳-۲۸)۔ کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اُس نے یروشلیم کی بجائے سامریہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا؟ لیکن دوسری جانب ایلیاہ اور الیشع کی خدمت کے مختصر زمانہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، یہاں تک کہ کتاب کا ایک تہائی حصہ ان کے معجزانہ کاموں اور روحانی کرامات کے لئے مخصوص ہے جو خروج اور فتوحات کے دور کے بعد پہلی بار دوبارہ ظاہر ہوئے تھے۔ یوں تاریخی بیانات بیشہ طور پر عمداً ناہموار سے رکھے گئے ہیں۔

ج۔ مصنف کا طرزِ بیان

جدید مورّخ اپنی تاریخ کو ماخذات کا مطالعہ کرنے کے بعد محض مرتب کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس سلاطین کی کتب کا مصنف تحریری ماخذات میں سے مخصوص واقعات کا اقتباس کر کے اپنی ہی تاریخ مرتب کرتا ہے۔ اس لئے عبرانی مورخین کو محض مرتب یا مولف سمجھنا ایک فاش غلطی ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ اُس نے اپنے دَور کی تاریخ خود مرتب کی ہے اور وہ اپنے ماخذوں سے آزادانہ اقتباس بھی کرتا ہے لیکن اُس کی تخلیق محض اقتباسات کا مجموعہ نہیں بلکہ اُس میں ایک محتاط منصوبہ بندی پائی جاتی ہے جو مصنف کے دینی مقصد کا پتہ دیتی ہے۔ وہ منقسم بادشاہت کا ذکر کرتے ہوئے مخصوص مہارت کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ دونوں سلطنتوں کا بیان ساتھ ساتھ کرتا ہے۔ جب وہ اسرائیل پر یربعام کی سلطنت کا ذکر چھیڑتا ہے تو یہوداہ کی سلطنت میں ہمعصر واقعات کا ذکر چھیڑنے سے پہلے وہ اُس کی موت تک کے واقعات کا بیان کرتا ہے۔ اور پھر آسا کی موت تک جو یربعام کی سلطنت کے خاتمہ سے پیشتر تخت سے محروم ہو گیا تھا تذکرے کا موضوع یہوداہ کی سلطنت رہتا ہے۔ یوں اسرائیل اور یہوداہ کے باری باری تذکروں کا یہ سلسلہ آخر تک جاری رہتا ہے۔

مصنف نے غیر معمولی دلچسپ طرز پر الیشع کے متعلق ساری کہانیوں کو مرتب کیا ہے (۲۔سلاطین ۳: ۱تا ۸: ۱۵)۔ اُس نے انہیں تاریخی اعتبار سے شاہ اسرائیل یورام کے عہد میں سمویا ہے اور یوں اَب قوم دلچسپی کا موضوع نہیں رہتی، یہاں تک کہ شاہِ اسرائیل کا نام تک قصداً نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ اس سے ہم یہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مصنف یہ سمجھتا تھا کہ کوہِ کرمل پر خدا کے معجزانہ ظہور کے بعد قوم خدا کی طرف رجوع نہ لانے کے باعث رد کر دی گئی ہے (۱۔سلاطین ۱۸) اور وہ بقیہ جسے اسرائیل میں باقی چھوڑنے کے متعلق خدا نے ایلیاہ سے وعدہ کیا تھا، الیشع اُس کی تربیت میں لگ جاتا ہے (۱۔سلاطین ۱۹: ۱۸)۔ الیشع کی یہ کہانیاں ٹھوس تاریخی ترتیب میں نہیں رکھی گئی ہیں کیونکہ مصنف روحانی مقاصد کو تاریخی ترتیب پر ترجیح دیتا ہے۔

۳۔ مصنف کے مذہبی نظریات

سلاطین کی کتب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے کسی ہی بادشاہ کے عہدِ حکومت کی قدر و منزلت کی کسوٹی سیاسی کارناموں کو نہیں بنایا بلکہ اُس کی دینی پالیسیوں کو اس کا معیار قرار دیا ہے۔ وہ شمالی سلطنت کے تمام بادشاہوں (یوسیاہ کے علاوہ ۲۔سلاطین ۷: ۱-۲) کو ملعون قرار دیتا ہے کیونکہ اُن میں سے ہر ایک نے یربعام بن نباط کی راہ اختیار کی جس نے بیت ایل اور دان میں سانڈوں کے بُت نصب کئے اور ان اونچے مقاموں پر پرستش کی حوصلہ افزائی کر کے یروشلیم کی ہیکل کی اہانت کی (۱۔سلاطین ۱۲: ۲۵-۳۳)۔ اس لئے بار بار اُس کا ذکر اِن الفاظ میں آتا ہے کہ "اُس نے اسرائیل سے گناہ کروایا"۔ جب مصنف شمالی سلطنت کا ذکر ختم کر چکتا ہے تو وہ کچھ دم لیتا ہے اور سلطنت کے زوال کے اسباب پر روشنی ڈالتا ہے (۲۔سلاطین ۱۷: ۷-۲۳)۔ اگرچہ بیسیوں محرکات تھے جنہوں نے اسرائیل کے مقصد کو متاثر کیا لیکن ان سب کی تہہ میں لوگوں کا یہوواہ کی جانب باغیانہ رویہ تھا۔ اُنہوں نے اُس کے قوانین سے روگردانی کی اور بُت پرستی اختیار کی جس کے نتیجہ میں وہ اِن حالات سے دوچار ہوئے۔ مصنف کی نگاہ میں اسرائیل کی شکست اور اسیری کی وجہ خدا کی عدالت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

یہوداہ کے بادشاہوں کو اُن کی دینی سرگرمیوں کے پیشِ نظر

دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بعضوں کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ وہ "اسرائیل کے بادشاہوں کی راہ پر" چلے اور انہوں نے "خداوند کی نظر میں بدی کی" (یورام اور اخزیاہ ۲۔سلاطین ۸: ۱۶-۲۷، آخز ۲۔سلاطین ۱۶: ۱تا۴۔ منسی دامون ۲۔سلاطین ۲۱: ۱تا۲۶)۔ باقیوں کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے وہی کچھ کیا جو "خداوند کی نظر میں راست تھا"۔ تاہم بعضوں کی تعریف مشروط طور پر کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے داؤد کی راہوں کی پوری پوری پیروی نہ کی (۱۔سلاطین ۱۱: ۴، ۶؛ ۱۵: ۳؛ ۲۔سلاطین ۱۴: ۳) اور وہ اونچے مقاموں کو ختم نہ کر سکے (۱۔سلاطین ۲۲: ۴۳؛ ۲۔سلاطین ۱۵: ۳، ۴)۔ لیکن مصنف دو بادشاہوں حزقیاہ اور یوسیاہ کی برملا تعریف کرتا ہے جنہوں نے اونچے مقاموں کو ڈھایا اور پرستش اور عبادت کو یروشلیم کی ہیکل تک محدود کر دیا (۲۔سلاطین ۱۸: ۳، ۴؛ ۲۲: ۲؛ ۲۳: ۵-۸)۔

یہ واضح ہے کہ مصنف کے نزدیک ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر انتہائی عظیم دینی کارنامہ تھا۔ ہیکل کی تعمیر سے قبل اونچے مقاموں میں پرستش قابلِ عذر ہو سکتی تھی (۱۔سلاطین ۳: ۲) لیکن جب ہیکل بن گئی ہے تو اونچے مقاموں میں پرستش کا وجود مصنف کے نزدیک ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے۔ یوں سلطنت میں واحد اور جائز معبد صرف ہیکل سلیمانی تھی۔ اس ضمن میں مصنف استثنا کی کتاب میں پاک ترین مکان سے متاثر نظر آتا ہے (استثنا ۱۲: ۵-۱۴)۔ دیگر معاملات میں بھی مصنف پر استثنا کا گہرا اثر واضح ہے۔ وہ استثنا باب ۲۸ میں موسیٰ کا ہم خیال ہے کہ اسرائیل کی ترقی اور خوش حالی کا راز یہوواہ کی غیر مشروط اطاعت میں مضمر ہے جب کہ افلاس اور بربادی نافرمانی کا پھل ہے۔

۴۔ اصل ماخذات

سلیمان کی سلطنت کے تفصیلی احوال کے لئے مصنف "سلیمان کے احوال کی کتاب" کا مرہونِ احسان ہے (۱۔سلاطین ۱۱: ۴۱)۔ یہ کیسی کتاب تھی اور اس میں کیا کچھ تھا؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہ بھی فرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ سلیمان کے عہد کا کوئی درباری تذکرہ نہیں تھا بلکہ ایک جامع "تاریخ" تھی۔ یہاں معترض علماء کی طرح یہ فرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہیکل کے احوال کے متعلق ایک الگ کتاب تھی جس سے ہیکل کی تعمیر اور مخصوصیت کے واقعات اقتباس کئے گئے ہیں (۱۔سلاطین الواب ۶-۸)۔ یا پھر ۱۔سلاطین میں جہاں ہیکل کا ذکر نمایاں ہے وہاں رنگ آمیزی کی گئی ہے۔

منقسم سلطنت کی تواریخ پر دو تصنیفات موجود تھیں۔ یہ "اسرائیل کے بادشاہوں کی تواریخ کی کتاب" (۱۔سلاطین ۱۴: ۱۹ وغیرہ) اور "یہوداہ کے بادشاہوں کی تواریخ کی کتاب" (۱۔سلاطین ۱۴: ۲۹ وغیرہ) تھیں۔ "تواریخ کی کتاب" اُن درباری تذکروں اور روزنامچوں کے لئے ایک تکنیکی اصطلاح ہے جو سلطنت کے دیوان خانہ میں محفوظ رکھے جاتے تھے۔ یہ تذکرے جامع تاریخ شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ تاریخ مرتب کرنے کے لئے خام مواد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس امر پر علماء میں اتفاق پایا جاتا ہے کہ مصنف جن کتب کا بارہا حوالہ دیتا ہے، وہ محض درباری تذکرے نہ تھے بلکہ اُن پر مبنی تاریخی تصانیف تھیں۔ ممکن ہے کہ اِن تصانیف میں مختلف واقعات کا تفصیلی بیان ہو جس طرح یاہو کی اصلاحات کا (۲۔سلاطین الواب ۹-۱۰) اور یہوداہ کی ملکہ عتلیاہ کی تخت سے محرومی کا مفصل بیان (۲۔سلاطین باب ۱۱)۔

ان تین نمایاں تصنیفات کے علاوہ بھی اور کئی ماخذ ہوں گے۔ یقیناً ایلیاہ اور الیشع کی کہانیاں الگ مرتب کی گئی تھیں تاہم یہ آراء محض ظن و تخمین تک محدود ہیں۔

۵۔ سنِ تصنیف

سلاطین کی کُتب کیلئے سب سے قدیمی سن جو تجویز کیا جا سکتا ہے وہ اس میں مندرج یہویاکین کے اسیری سے لوٹنے کے آخری واقعہ پر منحصر ہے (۲۔سلاطین ۲۵: ۲۷-۳۰) جسے بڑی احتیاط سے اُس کی اسیری کا ۳۷ واں سال بیان کیا گیا ہے یعنی یروشلیم کی بربادی سے ۲۵ سال بعد ۵۶۲ ق م۔ یہ بھی واضح ہے کہ اُس کی رہائی کا یہ واقعہ ۵۶۲ ق م کے کافی بعد لکھا گیا ہو گا کیونکہ لکھا ہے کہ وہ سرفرازی کی موت مرا۔ یہ جملہ کہ "عمر بھر" دو بار اس حصّہ عبارت میں آیا ہے۔ یوں سلاطین کی کُتب یہویاکین کی موت تک مکمل نہ ہوئی تھیں۔ اگرچہ ہمیں اُس کی موت کا کوئی سن معلوم نہیں تاہم یہ فرض کیا جاتا ہے کہ سلاطین کی کُتب ۵۵۰ ق م میں مکمل ہوئیں۔

دیگر نقادوں کے ساتھ یہ دلائل بھی دیئے جا سکتے ہیں کہ یہویاکین کی رہائی کا واقعہ بعد کا اضافہ ہے اور سلاطین کی کتب پہلے ہی مکمل ہو چکی تھیں۔

عین ممکن ہے کہ سلاطین کی کتب جس شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، اسیری کے دوران لکھی گئی ہوں جب مصنف کو اتنی فرصت تھی کہ وہ کافی وقت اپنے لوگوں کی بدنصیبی کے اسباب کا سراغ لگانے میں صرف کر سکا۔ بیشتر یہویاکین کی رہائی کو محض ضمیمہ نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ عمداً اِس واقعہ کے ساتھ تاریخ کو ختم کیا گیا ہے جس میں اُمید کی ایک کرن چمکتی ہے۔ یہاں اِس امر کا ثبوت موجود ہے کہ خدا نے اپنے اسیر لوگوں اور اُن کی رہائی کے وعدے کو فراموش نہیں کیا اور داؤد کی نسل کو رد نہیں کیا ہے۔

۶۔ تاریخی ترتیب

یہ بادشاہوں کے عہدِ سلطنت کے برسوں کے شمار پر مبنی ہے۔ منقسم سلطنت کے ضمن میں مصنف یہوداہ اور اسرائیل کے بادشاہوں کے باری باری تذکروں کو ایک محتاط نظام میں مرتب کرتا ہے۔ اس کے باوجود اُس کی تاریخی ترتیب میں کئی باتیں ہمارے لئے مسئلے بنی رہی ہیں۔ ایک ہی عہد کے لئے شاہانِ اسرائیل کے برسوں کا شمار شاہانِ یہوداہ کے برسوں کے شمار سے مختلف ہو جاتا ہے۔ یوں رحبعام کی تخت نشینی سے لے کر اخزیاہ کی موت تک ۹۵ برس بنتے ہیں لیکن اس کے متوازی اسرائیلی دَور میں (یربعام کی تخت نشینی سے لے کر یورام کی موت تک) ۹۸ برس بنتے ہیں۔ ایک اور بڑی اُلجھن بعد کے عرصہ میں بھی آتی ہے۔ عتلیاہ سے شروع کر کے حزقیاہ کی سلطنت کے چھٹے برس تک برسوں کا شمار ۱۶۵ ہوتا ہے جب کہ اس کے متوازی اسرائیلی دَور میں (یاہو سے سامریہ کی شکست تک) صرف ۱۴۳ برس اور ۷ ماہ بنتے ہیں۔

اِن اُلجھنوں کا کوئی آسان حل نہیں ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ کچھ تو یہ اُلجھن مصنف کے سال کا ایک حصہ پورا پورا سال شمار کرنے کے باعث ہے اور پھر ہم دوش بادشاہوں کا بھی مسئلہ ہے جب ایک بادشاہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی تخت پر بٹھا لیتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ ایسے واقعات ان دو واقعات تک ہی محدود نہیں تھے جن کا ذکر کلامِ مقدس میں ہے (داؔؤد اور سلیماؔن ۱۔سلاطین ۱: ۳۴، ۳۵؛ عزریاہ اور یوتاؔم ۲۔سلاطین ۱۵: ۵)۔ یہ اُلجھن اور بھی پیچیدہ صورت اختیار کر جاتی ہے جب اسوری آثارِ قدیمہ کی دریافتوں کے مطابق بادشاہوں کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش کی جائے۔

سلام :- آدابِ ملاقات میں ایک دوسرے کے لئے دعائے خیر۔ سلام اسی قسم کی ایک دعا ہے۔ اس کے افعال یہ ہیں : سلام کہنا (۱۔سموئیل ۲۵: ۵؛ رومیوں ۱۶: ۵، ۶)، سلام کرنا (۱۔سموئیل ۱۳: ۱۰؛ ۲۔یوحنا ۱: ۱۰، ۱۱؛ لوقا ۱۰: ۴)، سلام پہنچانا (متی ۱۰: ۱۳؛ اعمال ۱۵: ۲۳)۔

۱۔ رسمی آداب میں چھوٹا شخص کسی بڑے مرتبے والے (مثلاً حاکم۔ بادشاہ) کے سامنے حاضر ہو کر دعائے خیر سے ملاقات شروع کرتا ہے۔ عام طور پر اُس شخص کی صحت اور عمر کی درازی کے لئے دعا کی جاتی ہے (نحمیاہ ۲ : ۳؛ دانی ایل ۲: ۴۔ قب ہمارے ہاں دام اقبالہٗ یعنی اُس کا اقبال ہمیشہ رہے اور دام برکاتہٗ)۔ ان الفاظ کے ساتھ اکثر سلام کرنے والا جھکتا ہے یا ★ کورنش بجا لاتا ہے (خروج ۱۸: ۷؛ پیدائش ۴۳: ۲۸؛ متی ۸: ۲؛ ۹: ۱۸)۔

سلام کے لفظ کے علاوہ اسی مطلب کے اور لفظ اور کلمے بھی استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً "خدا تجھ پر مہربان رہے" (پیدائش ۴۳: ۲۸، ۲۹)، "خدا تمہارے ساتھ ہو" (روت ۲: ۴)۔ ساؤل بادشاہ جب سموئیل نبی کو ملتا ہے تو اُسے تسلیمات یوں پیش کرتا ہے "تو خداوند کی طرف سے مبارک ہو" (۱۔سموئیل ۱۵: ۱۳ قب روت ۳: ۱۰)۔ یاد رہے کہ لفظ مبارک برکت سے مشتق ہے۔ سلام کرنے والا برکت کی دعا کرتا ہے۔ ایک اور جگہ ساؤل بادشاہ سموئیل نبی کے استقبال میں نکلتا ہے کہ اُسے "سلام کرے" (۱۔سموئیل ۱۳: ۱۰۔ یہاں عبرانی لفظ بارک ہے یعنی برکت دے)۔

کسی کی خیر و عافیت پوچھنا بھی ایک قسم کا سلام ہے۔ ذیل کے حوالوں میں عبرانی کا کلمہ شال لشالوم ہے (پیدائش ۴۳: ۲۷؛ خروج ۱۸: ۷؛ ۱۔سموئیل ۱۰: ۴؛ ۱۷: ۲۲؛ ۳۰: ۲۱ وغیرہ)۔

خط و کتابت میں اکثر خط کے شروع اور آخر میں روایتی کلمات استعمال ہوتے ہیں۔ پولس رسول نے بھی وقت کے دستور کے مطابق یہ آداب اور القاب استعمال کئے۔ تاہم اُس نے یہودی اور یونانی سلام کو اکٹھا کر کے ایک مسیحی کلمہ بنایا۔ اُس کا ہر خط فضل اور اطمینان کے کلمے سے شروع ہوتا ہے۔ یہودی "شالوم" اور یونانی charis دونوں لفظ گہرے اور پر مغز ہیں۔ یونانی لفظ کے مفہوم میں حسن، شفقت، خوشی سب شامل ہیں جو اردو کا لفظ فضل پورے طور پر ادا نہیں کرتا (رومیوں ۱: ۷؛ ۱۔کرنتھیوں ۱: ۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۱: ۲؛ گلتیوں ۱: ۳ وغیرہ)۔ پولس رسول اپنے خط سلام سے ختم کرتا ہے۔ جو خط لوقا نے اعمال ۱۵: ۲۳-۲۹ میں نقل کیا ہے، وہ بھی سلام سے شروع ہوتا اور والسلام سے ختم ہوتا ہے۔

آدابِ ملاقات میں رسمی کلمات کے علاوہ کچھ اشارے اور عمل بھی کئے جاتے تھے۔ مثلاً سر جھکانا (پیدائش ۴۳: ۲۸)، گلے لگانا (پیدائش ۲۹: ۱۳)، بغلگیر ہونا (پیدائش ۳۳: ۴)، چومنا (پیدائش ۴۸: ۱۰)۔

یہ رسمی تسلیمات اور آداب بعض مرتبہ اتنے ظاہری ہو جاتے تھے کہ ان کا خلوص اور اصلی معنی فوت ہو جاتے تھے۔ اسی لئے امثال کا مصنف ظاہری سلام کے خلاف لکھتا ہے "جو صبح سویرے اُٹھ کر اپنے دوست کے لئے بلند آواز سے دعائے خیر کرتا ہے، اُس کے لئے لعنت محسوب ہوگی" (امثال ۲۷: ۱۴)۔

خداوند مسیح نے فرمایا "میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں.... جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں اُس طرح نہیں دیتا" (یوحنا ۱۴: ۲۷۔ کیتھولک ترجمہ میں 'سلامتی' ہے)۔

سلامتی :- عبرانی لفظ شالوم (مادہ : شین۔ لامد۔ میم) کا ترجمہ۔ اس بیش قیمت لفظ میں مفہوم کا ایک خزانہ پنہاں ہے۔ اُردو کا کوئی بھی لفظ اس کے پورے مفہوم کا احاطہ نہیں کر سکتا اسی لئے مترجمین نے مختلف الفاظ استعمال کر کے اس

کے معنوں) کو ادا کیا ہے۔ ذیل کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ قوسین میں کیتھولک ترجمہ درج ہے۔

پیدائش ۱۵ : ۱۵ صحیح سلامت (سلامتی)؛ پیدائش ۲۹ : ۶؛ ۴۳ : ۲۸ خیریت؛ پیدائش ۴۳ : ۲۷؛ خروج ۱۸ : ۷؛ پیدائش ۳۷ : ۴ ٹھیک طور پر (صلح کی) خروج ۱۸ : ۲۳ - اطمینان (سلامتی)؛ احبار ۲۶ : ۶ - امن (سلامتی)؛ گنتی ۶ : ۲۶ - سلامتی؛ گنتی ۲۵ : ۱۲ - صلح؛ ۱ - سموئیل ۱۰ : ۴ - سلام؛ ۲ - تواریخ ۱۵ : ۵ - چین (سلامتی)؛ ۲ - سلاطین ۴ : ۲۲ - اچھا (سلامتی)؛ زبور ۴۱ : ۹ - دلی دوست (ہمدم) - یہاں عبرانی محاورہ "ایش شالومی" جس کا لفظی ترجمہ "میری سلامتی کا آدمی" ہے؛ زبور ۳۵ : ۲۷ - اقبالمندی (سلامتی)؛ ایوب ۱۵ : ۲۱ - اقبالمندی (صلح)؛ یرمیاہ ۳۸ : ۴ - خیر خواہ (سلامتی)؛ زبور ۶۹ : ۲۲ - امن (رفیق)؛ زبور ۳۸ : ۳ - آرام (سالم - آیت ۴)؛ یرمیاہ ۲۹ : ۷ - خیر (سلامتی)۔ یہ سب عبرانی لفظ شالوم کے ترجمے ہیں۔ ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ میں کاملیت، صحت، خیر، خوشحالی، صلح، سلامتی، امن اور چین کے مفہوم موجود ہیں۔

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ کیتھولک مترجمین نے سلامتی اور صلح کے الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ پروٹسٹنٹ مترجمین نے اردو محاورے کا زیادہ لحاظ رکھا ہے۔

اس عظیم لفظ کے مفہوم میں دنیاوی اقبالمندی کا تصور بھی موجود ہے (زبور ۳۷ : ۳) اور جسمانی صحت کا بھی (زبور ۴ : ۸) لیکن اس سے روحانی بہبودی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ ایسی سلامتی، صداقت اور راستبازی کی ہمجولی ہے (زبور ۸۵ : ۱۰) لیکن بدی کی نہیں۔ اس کا شریروں سے کوئی واسطہ نہیں (یسعیاہ ۴۸ : ۱۸، ۲۲؛ ۵۷ : ۱۹-۲۱)۔

چونکہ انسان کے گناہ کی وجہ سے دنیا میں ابتری پھیل گئی تھی اور صلح اور امن صرف خدا کی بخشش ہیں، اس لئے موعودہ مسیح کے عہد کے منتظر لوگ امن کے زمانے کی امید میں بیٹھے تھے (یسعیاہ ۲ : ۲-۴؛ ۱۱ : ۱-۹؛ حجی ۲ : ۷-۹) یعنی وہ سلامتی کے شہزادہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے (یسعیاہ ۹ : ۶ مابعد، قب یرمیاہ ۳۳ : ۱۵ مابعد؛ حزقی ایل ۳۴ : ۲۳ مابعد)۔ نئے عہدنامہ میں یہ امید پوری ہوتی ہے۔ مسیح کے وسیلے سے سلامتی آگئی (لوقا ۱ : ۷۹؛ ۲ : ۱۴، ۲۹ - سلامتی، امن، صلح)۔ خداوند مسیح ہی سلامتی دیتے ہیں (مرقس ۵ : ۳۴؛ لوقا ۷ : ۵۰؛ یوحنا ۲۰ : ۱۹، ۲۱، ۲۶ - آخری حوالے میں ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں لفظ اطمینان درج ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ اکثر سلامتی کے لئے استعمال ہوا ہے)۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو اس سلامتی کے پیغام کو پھیلانے کے لئے مقرر کیا (لوقا ۱۰ : ۵ مابعد؛ اعمال ۱۰ : ۳۶)۔

نئے عہدنامہ میں شالوم کے لئے یونانی لفظ eirene ہے۔ یونانی کلاسیکی ادب میں اس لفظ کے مفہوم کا زور منفی تھا، جیسے جنگ کا نہ ہونا۔ جھگڑے سے فراغت۔ لیکن ★ ہفتادی مترجمین کی بدولت اس یونانی لفظ میں پرانے عہدنامہ کے شالوم کا پورا مفہوم سمو دیا گیا ہے، اور یہ اکثر ایک روحانی پہلو کا حامل ہے۔ اس لفظ کی وسعت کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ اسے بائبل کے بعض کلیدی الفاظ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے مثلاً ★ فضل (رومیوں ۱ : ۷ فضل اور اطمینان - کیتھولک سلامتی)، زندگی (رومیوں ۸ : ۶ زندگی اور اطمینان - کیتھولک سلامتی)، ★ راستبازی (رومیوں ۱۴ : ۱۷ - راستبازی اور میل ملاپ - ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اطمینان - کیتھولک ترجمہ میں صداقت اور سلامتی)۔ اس لفظ کا برکت کے کلمات میں استعمال اس کی اہمیت کو اور نمایاں کرتا ہے (مثلاً ۱ - تھسلنیکیوں ۵ : ۲۳ اور عبرانیوں ۱۳ : ۲۰ مابعد، قب ۲ - پطرس ۳ : ۱۴)۔ گناہ آلودہ انسان کے لئے پہلا ضروری قدم خدا سے صلح اور میل ہے۔ گناہ کے باعث جو خدا سے دشمنی پیدا ہوئی ہے وہ مسیح کی قربانی سے ہٹا لی گئی ہے (رومیوں ۵ : ۱؛ کلسیوں ۱ : ۲۰)۔ اسی سبب سے ہی خدا کا اطمینان ہمارے دلوں میں آ سکتا ہے (فلپیوں ۴ : ۷)۔ اب دنیا کی فکریں اور مصیبتیں اس میں حائل نہ ہوں گی (یوحنا ۱۴ : ۲۷؛ ۱۶ : ۳۳)۔ انسان اور انسان کے درمیان صلح کروانا مسیح کی موت کا (افسیوں ب ۲) اور روح کے کام کا ایک مقصد تھا (گلتیوں ۵ : ۲۲)۔ لیکن ضروری ہے کہ آدمی بھی دل سے اس کا طالب ہو (افسیوں ۴ : ۳؛ عبرانیوں ۱۲ : ۱۴ - طالب رہے، تقلید کرے)۔ اس سے محض نااتفاقی کو دور کرنا نہیں بلکہ انسان اور انسان کے مابین حقیقی ہم آہنگی مراد ہے۔ یہی ہم آہنگی مسیح کے بدن (کلیسیا) کی خاصیت ہے (رومیوں ۱۴ : ۱۹؛ ۱ - کرنتھیوں ۱۴ : ۳۳)۔

سلامتی کا ذبیحہ :- دیکھئے قربانی ۳

سلامتی کی قربانی :- دیکھئے قربانی ۳

سلاہ :- یہ لفظ زبور میں ۷۱ مرتبہ اور حبقوق کی کتاب میں ۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کے صحیح معنی تعین نہیں ہو سکے۔ غالباً اس کا مطلب وقفہ ہے اور یہ موسیقی کی اصطلاح ہے۔ وہ مقام جہاں گانے والے خاموش ہوتے ہیں اور بجانے والے موسیقی بجاتے رہتے ہیں تاکہ ان آیات کے مضمون پر گیان دھیان ہو سکے (زبور ۳ : ۲، ۴ وغیرہ حبقوق ۳ : ۳، ۹، ۱۳)۔

سلح - شالح :- (عبرانی = عرض) - ارفکسد کا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۲۴؛ ۱۱ : ۱۳ مابعد؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۱۸، ۲۴؛ لوقا ۳ : ۳۵ - ۳۶)۔ یہ بنی سم میں سے تھا اور اس کے بیٹے کا نام عبر تھا۔

سلحی۔ شلحی :۔ یہوداہ کے بادشاہ یہوسفط کا سسر (۱۔سلاطین ۲۲: ۴۲)۔

سلحیم۔ شلحیم :۔ یشوع کے زمانے میں یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۲)۔

سلد۔ سالد :۔ یرحمئیل کے خاندان کا ایک شخص (۱۔تواریخ ۲: ۳۰)۔

سلس۔ شالش :۔ یہ ہیلم کا بیٹا تھا جو کہ آشر بن یعقوب کی پیڑھی میں سے تھا (۱۔تواریخ ۷: ۳۵)۔

سلسہ۔ شلشہ :۔ صوفخ کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک۔ وہ آشر کی نسل سے تھا (۱۔تواریخ ۷: ۳۷)۔

سلطنت یہوداہ :۔ دیکھئے یہوداہ۔

سلع۔ سالع :۔ (عبرانی = چٹان، یونانی = پیترا)۔ ادوم میں ایک مقام جسے امصیاہ بادشاہ نے فتح کیا (۲۔سلاطین ۱۴: ۷) اور اس کا نام یُقتئیل رکھا۔ اس کا ذکر ۲۔تواریخ ۲۵: ۱۲؛ یسعیاہ ۴۲: ۱۱ اور عبدیاہ ۳ میں بھی آتا ہے۔ لیکن ۲۔تواریخ اور عبدیاہ کی کتاب میں اسے چٹان کہا گیا اور یسعیاہ میں سلع۔ غالباً اسی جگہ کا نام بعد میں پیترا ہو گیا۔

سُلعام :۔ ایک قسم کی بڑی ٹڈی۔ دیکھئے حشرات بائبل ۱۔

سلع ہمخلقوت۔ صالع محلقوت :۔ (عبرانی = بچ جانے کی چٹان)۔ معون کے بیابان میں ایک چٹان۔ اسے یہ نام شاید اس لئے دیا گیا کہ داؤد یہاں ساؤل کے ہاتھ سے بچا (۱۔سموئیل ۲۳: ۲۸)۔

سلف۔ شالف :۔ یُقطان کا بیٹا۔ یہ ایک عرب قبیلہ کا سردار تھا (پیدائش ۱۰: ۲۶)۔

سلکت کا پھاٹک۔ مشلاکت کا پھاٹک :۔ سلیمان کی ہیکل کا مغربی پھاٹک۔ سُفیم اور حوسہ قرعہ کے ذریعہ اس کے دربان مقرر ہوئے (۱۔تواریخ ۲۶: ۱۶)۔

سلکہ :۔ ایک شہر جو عوج کی سلطنت میں تھا (استثنا ۳: ۱۰؛ یشوع ۱۲: ۵؛ ۱۳: ۱۱)۔ بسن کا بادشاہ عوج کسی وقت اس پر حاکم تھا۔ بعد میں یہ بنی جد کی شمالی سرحد بنا (۱۔تواریخ ۵: ۱۱)۔

سلما :۔ (عبرانی = طاقت)۔ ۱۔ کالب کے بیٹے حور کا بیٹا۔ بیت لحم کا باپ (۱۔تواریخ ۲: ۵۱، ۵۴)۔

۲۔ روت کے دوسرے شوہر بوعز کا باپ (۱۔تواریخ ۲: ۱۱)۔

دیگر جگہ اسے سلمون پکارا گیا۔ دیکھئے سلمون۔

سلمنسر۔ شلمن آسر :۔ (اسوری زبان کا لفظ = سلمان کا خدا سردار ہے)۔ اسور کے کئی بادشاہ اس نام سے مشہور تھے۔ سلمنسر سوم (۸۵۹-۸۲۴ ق م) کا ذکر پرانے عہدنامہ میں نہیں ملتا لیکن وہ اپنی تواریخ میں لکھتا ہے کہ اس نے شاہ اسرائیل اخی آب سے قرقر کے مقام پر جنگ کی (۸۵۳ ق م)۔ ایک اور اسوری یادگار میں یاہو شاہ اسرائیل کو ایک کھدی ہوئی تصویر میں سلمنسر کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

سلمنسر پنجم (۷۲۷-۷۲۲ ق م) وہ بادشاہ ہے جس نے شاہ اسرائیل ہوسیع پر حملہ کر کے اسے اپنا مطیع کر لیا تھا اور اس سے خراج وصول کیا۔ جب ہوسیع نے بغاوت کی اور خراج دینا بند کر دیا تو سلمنسر نے سامریہ کا تین سال تک محاصرہ کیا اور اسے فتح کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں کو اسیر کر کے اسور لے گیا (۲۔سلاطین ۱۷: ۳-۵)۔

سلمون :۔ (عبرانی = لباس)۔ روت کے خاوند بوعز کا باپ اور یسّی کا دادا احبس کا بیٹا داؤد تھا (روت ۴: ۲۰، ۲۱؛ متی ۱: ۴، ۵؛ لوقا ۳: ۳۲)۔ ۱۔تواریخ ۲: ۱۱ میں اسے سلما پکارا گیا ہے۔

سلمونے۔ سلمونہ :۔ کریتے کے جزیرے کے مشرق میں ایک راس (اعمال ۲۷: ۷)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷ ہ و۔

سلمیاہ۔ شالمیاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ کا دوست)۔ ۱۔ داؤد کے زمانے میں خداوند کے گھر کی مشرقی جانب کا دربان (۱۔تواریخ ۲۶: ۱۴)۔ اس سے پہلی آیتوں میں اسے مسلمیاہ کہا گیا ہے (۲۶: ۱، ۲، ۹)۔

۲۔ کوشی کا بیٹا اور یہودی کا دادا۔ شاہ یہویقیم کے امراء نے اسے یرمیاہ نبی کے منشی باروک کے پاس بھیجا (یرمیاہ ۳۶: ۱۴)۔

۳۔ ان تین میں سے ایک شخص جسے شاہ یہویقیم نے یرمیاہ اور باروک کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا (یرمیاہ ۳۶: ۲۶)۔

۴۔ یہوکل کا باپ جسے صدقیاہ بادشاہ نے یرمیاہ کے پاس بھیجا تاکہ خدا سے اس کے لئے دعا کرے (یرمیاہ ۳۷: ۳)۔

۵۔ حننیاہ کا بیٹا اور اریاہ کا باپ جو پہرے داروں کا داروغہ تھا۔ جب یرمیاہ نبی یروشلیم کو چھوڑنے کو تھا تو اس نے اس کو جھوٹے الزام پر گرفتار کر لیا (یرمیاہ ۳۷: ۱۳)۔

۶۔ بنی بانی میں سے دو اشخاص جنہوں نے اجنبی عورتوں سے شادی کی تھی۔ انہیں اسرائیل کو پاک کرنے کے لئے اپنی بیویوں کو چھوڑنا پڑا (عزرا ۱۰: ۳۹، ۴۱)۔

۷۔ اس حننیاہ کا باپ جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں

مدد کی (نحمیاہ ۳: ۳۰)۔

۸۔ نحمیاہ کے زمانہ میں ایک کاہن جو دیانتداری کی وجہ سے خزانچی مقرر ہوا (نحمیاہ ۱۳: ۱۳)۔

سلمیس ۱۔ کپرس کے درمیانی میدان کے مشرقی ساحل پر ایک شہر۔ یہ اسی جزیرے کے دارالخلافے پافس سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ پولس رسول اپنے پہلے بشارتی سفر میں یہاں گیا تھا۔ اس کی بندرگاہ نے اسے مشہور تجارتی مرکز بنا دیا تھا۔ بعد میں یہ بندرگاہ ریت سے اٹ گئی اور زلزلہ سے تباہ ہو گئی۔ اسے چوتھی صدی میں پھر سے تعمیر کیا گیا۔ پہلی صدی عیسوی میں یہاں یہودیوں کی بڑی آبادی تھی کیونکہ یہاں ایک سے زیادہ عبادت خانے تھے (اعمال ۱۳: ۵)۔ اس شہر کے کھنڈرات شہر فیمیگستہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہیں۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵ ہ ب۔ ۱۸ ہ ب۔

سلو۔ سالو ۱۔ شمعون کے قبیلے کے ایک آبائی خاندان کا سردار۔ یہ زمری کا باپ تھا جس کو فینحاس نے مارا (گنتی ۲۵: ۱۴؛ ۱۔ مکابین ۲: ۲۶)۔

سلوام کا تالاب، برج وغیرہ :۔ دیکھئے شیلوخ کا برج۔

سلوانس :۔ دیکھئے سیلاس۔

سلوکس۔ سلوکی خاندان :۔ یہ نام اُس سلسلہ سلاطین کو دیا گیا جو سلوکس اوّل (لقب نکاتر = فاتح) نے ۳۱۲ ق م میں سوریہ میں قائم کیا۔ ۶۴ ق م میں رومی حاکموں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

سلوکس اوّل، سکندر اعظم کا ایک جرنیل تھا۔ سکندر کی موت کے بعد سلوکس اور باقی جرنیلوں نے (ان میں مصر کا ★ بطلیمس بھی شامل تھا) سب یونانی مقبوضات کو آپس میں بانٹ لیا۔ سلوکس کے حصے شام اور دریائے دجلہ اور سندھ کا درمیانی علاقہ آیا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سکندر اعظم کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کیا اور پورس سے لڑائی کی۔ سلوکس نے ہندوستان پر دوبارہ حملہ کیا اور چندر گپت موریا سے شکست کھا کر صلح پر مجبور ہو گیا۔ اُسے کافی علاقے سے دست بردار ہونا پڑا۔ لیکن اُس نے سفیرانہ تعلقات قائم رکھے اور ایک مشہور شخص میگاستھنیس کو بادشاہ کے دربار میں ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس کی کتاب کے کچھ حصے ابھی تک محفوظ ہیں۔ وہ ہندوستان کے جغرافیہ اور تمدن پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔

سلوکی خاندان کے تمام بادشاہوں کے نام یا تو سلوکس تھے یا سلوکس کے بیٹے انطاکس کے نام پر انطاکس۔ اس طرح کل پانچ سلوکس ہوئے ہیں اور سات انطاکس۔ انطاکس ہفتم آخری سلوکی بادشاہ تھا جو ★ پارتھیوں کے خلاف جنگ لڑتے ہوئے مارا گیا۔

یہ خاندان مصر کے بطلیموسی خاندان کے ساتھ ہمیشہ برسرپیکار رہا (دیکھئے بطلیمس اور دانی ایل ۱۱)۔ بائبل کے طلبا کے لئے صرف انطاکس چہارم (دیکھئے انطاکس) اہم ہے جس نے اپنی سلطنت کو جو مختلف اقوام اور تہذیبوں کا مجموعہ تھی، قابو رکھنے کے لئے، اس پالیسی کی بنیاد رکھی کہ سب لوگ ایک ہی تہذیب یعنی یونانی تہذیب و تمدن میں ڈھالے جائیں۔ اسی کوشش میں اُس نے یہودیوں پر بڑے ستم ڈھائے جس کا نتیجہ مکابی بغاوت کی صورت میں نکلا۔

اس کوشش کا اثر بڑا دُور رس نکلا۔ اس کی بدولت یونانی فلسفہ اور طرز زندگی نے مشرق وسطیٰ میں قدم جما لئے اور اس کا مسیحی مذہب پر بھی کافی اثر ہوا۔ قیصر پرستی سلوکی خاندان کی حکمت عملی کا پھل تھا جسے رومی حاکموں نے اپنایا اور پہلی صدی عیسوی میں زبردستی یہودیوں اور مسیحیوں پر ٹھونسنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

سلوکیہ۔ سلوقیہ :۔ یہ شہر ★ سلوکس اوّل (لقب = نکاتر یعنی فاتح) نے ۳۰۰ ق م میں قائم کیا تاکہ سوریہ کے ★ انطاکیہ کو جو ۱۶ میل سمندر کے ساحل سے دُور تھا، بندرگاہ کی سہولت ملے۔ یہ شہر دریا کے دھانے پر تھا اور رومی عہد میں بحری جنگی بیڑے کا اڈا بنا۔ یہ پولس اور برنباس کے پہلے بشارتی سفر کا مقام روانگی تھا (اعمال ۱۳: ۴)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵ ۳ ب۔

خیال رہے کہ یہ شہر اُس سلوکیہ سے مختلف ہے جو عراق میں دریائے دجلہ پر اسی بادشاہ نے ۱۲ سال پہلے قائم کیا تھا۔

سلوم :۔ (عبرانی = عوضانہ دینے والا)۔

۱۔ نفتالی کا سب سے چھوٹا بیٹا (۱۔ تواریخ ۷: ۱۳)۔ پیدائش ۴۶: ۲۴ اور گنتی ۲۶: ۴۹ میں اس کے ہجے سلیم ہیں۔

۲۔ شمعون کا پوتا اور ساؤل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۵ مقابلہ کیجئے پیدائش ۴۶: ۱۰، خروج ۶: ۱۵؛ گنتی ۲۶: ۱۲ مابعد)۔

۳۔ سسمی کا بیٹا اور یقمیاہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۲: ۴۰ مابعد)۔

۴۔ دربانوں کا سردار اور قورے کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۹: ۱۷، ۱۹، ۳۱؛ عزرا ۲: ۴۲؛ ۱۰: ۲۴؛ نحمیاہ ۷: ۴۵ = ۱۔ تواریخ ۲۶: ۱ کا مسلمیاہ اور ۲۶: ۱۴ کا سلمیاہ)۔ لیکن بعض کے خیال میں ۱۔ تواریخ ۷: ۱۳ میں دوسرے شخص کا ذکر ہے۔

۵۔ صدوق کا بیٹا اور خلقیاہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۶: ۱۲ مابعد)، عزرا کا جدِ امجد (عزرا ۷: ۱ مابعد = ۱۔ تواریخ ۹: ۱۱ اور نحمیاہ ۱۱: ۱۱ کا مسُلّام)۔

۶۔ اسرائیل کا ایک بادشاہ جس نے زکریاہ کو قتل کیا اور اُس کی جگہ ایک ماہ بادشاہی کی۔ پھر اُسے مناحم نے قتل کر دیا (۲۔ سلاطین

۱۵:۱۰-۱۵)۔

۷۔ ایک افرائیمی سردار اور یحزقیاہ کا باپ (۲-تواریخ ۲۸: ۱۲)۔

۸۔ تقوہ کا بیٹا اور خلدہ نبیہ کا خاوند اور توشہ خانہ کا داروغہ (۲-سلاطین ۲۲: ۱۴؛ ۲-تواریخ ۳۴: ۲۲ = شاید یرمیاہ کا چچا یرمیاہ ۳۲: ۲۲)۔ شق نمبر ۱۰ دیکھئے۔

۹۔ یہوداہ کا ایک بادشاہ اور یوسیاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۱۵؛ یرمیاہ ۲۲: ۱۱)۔ اس کا نام یہوآخز بھی تھا (۲-سلاطین ۲۳: ۳۰، ۳۴؛ ۲-تواریخ ۳۶: ۱)۔

۱۰۔ یرمیاہ کا چچا (یرمیاہ ۳۲: ۷۔ اور شق ۸ دیکھئے)۔

۱۱۔ معسیاہ کا باپ (یرمیاہ ۳۵: ۴ مقابلہ کیجئے ۵۲: ۲۴)۔

۱۲۔ لاوی دربانوں میں سے ایک جسے اپنی اجنبی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا (عزرا ۱۰: ۲۴)۔

۱۳۔ بانی کا بیٹا جس نے اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۴۲)۔

۱۴۔ ہلوحیش کا بیٹا اور سردار جس نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ یروشلیم کی دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۱۲)۔

۱۵۔ کلحوزہ کا بیٹا اور مصفاہ کے حلقے کا سردار جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۵)۔

سلومی:۔ (یونانی۔ سلیمان کی تانیث)۔
۱۔ زبدی کی بیوی اور یعقوب اور یوحنا کی ماں (متی ۲۷: ۵۶ کا مرقس ۱۵: ۴۰؛ ۱۶: ۱ کے ساتھ مقابلہ کیجئے)۔ یہ اُن عورتوں میں سے ایک تھی جو گلیل میں مسیح کی خدمت کرتی تھیں (مرقس ۱۵: ۴۰، ۴۱)۔ وہ مسیح کی مصلوبیت کے وقت موجود تھی اور اُن عورتوں کے ساتھ تھی جو ایسٹر کی صبح اپنے خداوند کی لاش پر خوشبو ملنے کے لئے قبر پر گئی تھیں (مرقس ۱۶: ۱)۔

۲۔ ہیرودیاس کی بیٹی اور ہیرودیس انتپاس کی پوتی جس نے ناچ کر ہیرودیس کو خوش کیا اور بطور انعام یوحنا اصطباغی کا سر مانگا (متی ۱۴: ۳-۱۱)۔ اناجیل میں اُس کا نام نہیں آتا۔ نام کے لئے دیکھئے یوسیفس مورخ کی کتاب۔

سلومی ایل۔ شلمی ایل:۔ (عبرانی = خدا سلامتی ہے)۔
موسیٰ کے زمانہ کا شمعون کے قبیلہ کا ایک سردار جس نے مردم شماری میں حصہ لیا تھا (گنتی ۱: ۶؛ ۷: ۳۶)۔

سلومیت۔ شلومیت:۔ (عبرانی = صُلح۔ چین)۔
۱۔ موسیٰ کے زمانے میں دان کے قبیلے کے ایک شخص دبری کی بیٹی جس نے ایک مصری سے شادی کی تھی۔ اس کے بیٹے نے پاک نام پر کفر بکا تھا جس کے باعث اُسے سنگسار کیا گیا (احبار ۲۴: ۱۰-۱۲، ۲۳)۔

۲۔ ایک قہاتی لاوی اظہار کا بیٹا۔ یہ موسیٰ، مریم اور ہارون کا رشتہ دار تھا (۱-تواریخ ۲۳: ۱۸)۔

۳۔ داؤد بادشاہ کے زمانے میں سمعی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳: ۹)۔

۴۔ موسیٰ کے خاندان کے ایک شخص زکری کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۶: ۲۵)۔ اسے بیت المال پر مختار بنایا گیا۔

۵۔ یہوداہ کے بادشاہ رحبعام اور ابی سلوم کی بیٹی معکہ کا بیٹا یا بیٹی (۲-تواریخ ۱۱: ۲۰)۔

۶۔ زربابل (یہ مشہور زربابل کا رشتہ دار تھا) کی بیٹی۔ اس کے بھائی مُسلام اور حنانیاہ تھے (۱-تواریخ ۳: ۱۹)۔

۷۔ ایک شخص جس کی اولاد کے ۱۶۰ مرد اسیری سے واپس آئے (عزرا ۸: ۱۰)۔

سلّی۔ سلائی:۔ ۱۔ بنی بنیمین کا ایک شخص جو یروشلیم میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۸)۔
۲۔ کاہنوں کے ایک خاندان کا نام (نحمیاہ ۱۲: ۲۰)۔ آیت ۷ میں نام سلو (صلو) ہے۔

سلیسہ۔ شالیشہ:۔ (عبرانی = تیسرا حصّہ، مقابلہ کریں عربی ثلاثہ)۔
ایک علاقہ کا نام جہاں ساؤل بن قیس اپنے باپ کے کھوئے ہوئے گدھے ڈھونڈنے نکلا (۱-سموئیل ۹: ۴)۔ بعض کا خیال ہے کہ بعل سلیسہ (۲-سلاطین ۴: ۴۲) بھی اسی جگہ کا نام ہے۔

سلیم۔ شلیم:۔ نفتالی کا چوتھا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۲۴) اور اُس کی اولاد کا خاندانی نام (گنتی ۲۶: ۴۹)۔ ۱-تواریخ ۷: ۱۳ میں اس کا نام سلوم ہے۔

سلیمان:۔ (عبرانی شلومو = صلح اندیش)۔
متحدہ اسرائیل کا تیسرا اور آخری بادشاہ۔ اُس نے اپنی مملکت کو بہت وسعت دی اور اقتصادی لحاظ سے بڑا خوشحال بنادیا۔ اگرچہ سلیمان بڑا دانا و بینا تھا، تاہم وہ اپنی آخری عمر میں اپنے روحانی جوش کو کھو بیٹھا اور سیاسی فوائد حاصل کرنے اور شہوت پرستی کی زندگی بسر کرنے کے باعث خدا سے دور ہوگیا۔ اُس کی سخت بیگار اور عیش پرستی کی پالیسیوں نے مملکت کی بنیادیں ہلادیں۔ چنانچہ جب اُس کا بیٹا رحبعام تخت نشین ہُوا تو سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ سلیمان، داؤد اور بت سبع کا جو پہلے حِتّی اوریاہ کی بیوی تھی دوسرا بیٹا تھا۔ جب وہ پیدا ہُوا تو خداوند اُسے پیار کرتا تھا اس لئے اُس کا نام یدیدیاہ (خداوند کا پیارا) رکھا گیا (۲-سموئیل ۱۲: ۲۴-۲۵)۔ اسرائیل کی تاریخ میں سلیمان کا ذکر اُس وقت ہی آیا ہے جب وقت، داؤد کی آخری عمر میں اُسکے بیٹے ادونیاہ نے بادشاہ بننے کی سازش کی۔ ناتن نبی اور بت سبع نے فوراً داؤد کو حالات کی سنگینی کا احساس دلایا۔ پس داؤد نے سلیمان کو

بادشاہ بنانے کا اعلان کر دیا اور صدوق کاہن نے اُسے جیحون میں مسح کیا۔ اُس وقت سازشی ابھی عین راجل میں ہی تھے۔

جب داؤد کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اُس نے سلیمان کو خدا کے ساتھ وفادار رہنے، ہیکل کو تعمیر کرنے اور مملکت کو مضبوط بنانے کے لئے وصیت کی۔ سلیمان، ادونیاہ اور اُس کے پیروکاروں کے ساتھ سختی سے پیش آیا کیونکہ وہ اُسے تخت سے محروم کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ ادونیاہ اور یوآب کو موت کی سزا دی گئی اور ابی یاتر کاہن کو کہانت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ سلیمان نے بنایاہ کو لشکر کا سردار اور ابی یاتر کی جگہ صدوق کو کاہن مقرر کیا۔ داؤد نے سلیمان کو سمعی کو بھی ہلاک کرنے کو کہا تھا کیونکہ اُس نے ابی سلوم کی بغاوت کے وقت اُس پر لعنت کی تھی۔ پس سلیمان نے سمعی کو بھی قتل کرا دیا کیونکہ اُس نے نظر بندی کی پابندی توڑ دی تھی۔

اب سلیمان نے شادیوں کے ذریعہ متعدد بادشاہوں سے اتحاد کئے جو بالآخر اُس کے زوال کا باعث بنے۔ اُس نے مصر کے بادشاہ فرعون کی بیٹی سے شادی کی جس نے جزر فتح کر کے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا۔ اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں سلیمان خداوند کو پیار کرتا تھا۔ اُس نے جبعون کے اُونچے مقام میں جہاں خیمۂ اجتماع تھا ایک ہزار سوختنی قربانیاں گذارنی تھیں۔ اُسی رات جبعون میں خداوند سلیمان پر خواب میں ظاہر ہوا اور کہا کہ وہ جو چاہے مانگے۔ سلیمان نے سمجھنے والا دل مانگا۔ خدا اُس کی اِس درخواست سے بہت خوش ہوا اور نہ صرف اُسے حکمت عطا کی بلکہ دولت اور عزت بھی۔ جب سلیمان یروشلیم واپس آیا تو اُسے اِس نعمت کے اظہار کا موقع ملا۔ وہاں اُس نے دو کسبیوں کا انصاف کیا جس سے لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ اُن کے بادشاہ میں خدا کی حکمت ہے۔ وہ ایک زبردست منتظم بھی تھا۔ اس نے ہر محکمہ کے افسر مقرر کئے اور ملک کو ۱۲ اضلاع میں تقسیم کیا۔ یہ تقسیم اسرائیل کے قبائل کی تقسیم سے مختلف تھی۔ ہر ضلع سال میں ایک ماہ کے لئے شاہی خاندان کے لئے رسد مہیا کرتا تھا۔ اگرچہ اُس وقت "یہوداہ اور اسرائیل کے لوگ کثرت میں سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند تھے اور کھاتے پیتے اور خوش رہتے تھے" (۱۔سلاطین ۴: ۲۰)، تاہم بیگار، ٹیکس اور جبری بھرتی کے باعث اب اُن پر بادشاہت کی برائیاں ظاہر ہونے لگیں جن کے متعلق سموئیل نے پہلے ہی انہیں جتا دیا تھا (۱۔سموئیل ۸: ۱۱ مابعد)۔ سلیمان کی سلطنت شمال میں دریائے فرات اور جنوب مغرب میں مصر کی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی۔

سلیمان، دانشمند اور عالم فاضل شخص تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کی حکمت مشرق اور مصر کے حکیموں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ وہ علمِ نباتات اور علمِ حیوانات کا ماہر تھا۔ وہ ایک عظیم مصنف بھی تھا۔ اُس نے تین ہزار امثال اور ایک ہزار پانچ گیت لکھے۔ اُس کا سب سے عظیم گیت غزل الغزلات ہے (غزل الغزلات ۱: ۱)۔ اُس نے امثال (امثال ۱: ۱)، واعظ (واعظ ۱: ۱، ۱۲) اور دو زبور بھی تحریر کئے (مقابلہ کیجئے زبور ۷۲ اور ۱۲۷ کے عنوانات کا)۔ اُس کی شہرت چہار سُو پھیل گئی۔ لوگ دُور دُور نزدیک سے اُس کی باتیں سننے کے لئے آتے۔ اُس نے صور کے بادشاہ حیرام سے جو اُس کے باپ داؤد کا دوست تھا اتحاد کیا۔ اس دوستی سے سلیمان کو بہت فائدہ پہنچا، کیونکہ اب اُس نے تعمیرات کا ایک عظیم منصوبہ شروع کیا تھا، خاص طور پر یروشلیم میں کوہِ موریاہ پر ہیکل تعمیر کرنے کا۔ سلیمان نے حیرام سے ہیکل کے لئے دیودار اور صنوبر کی لکڑی طلب کی اور ساتھ ہی فینیکی کاریگر بھی تاکہ وہ اسرائیلی بیگاریوں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ ۱۔سلاطین ۶: ۱ میں ہیکل کی تعمیر کے سال کے متعلق یوں تحریر ہے کہ سلیمان نے اپنے دورِ سلطنت کے چوتھے سال ہیکل تعمیر کرنی شروع کی اور اُس وقت بنی اسرائیل کو مصر سے نکلے ۴۸۰ سال ہو چکے تھے۔ داؤد ہیکل کو تعمیر کرنا چاہتا تھا لیکن خدا نے یہ استحقاق سلیمان کو بخشا (۲۔سموئیل ۷: ۱۳؛ ۱۔تواریخ ۱۷: ۴-۶، ۱۲؛ ۲۲: ۶-۱۱؛ ۲۸: ۶)، تاہم اُسے اپنے باپ سے ہیکل کا مکمل نقشہ ملا تھا (۱۔تواریخ ۲۸: ۱۱-۱۹)۔ داؤد نے سامانِ تعمیر بھی کافی جمع کر دیا تھا، خاص طور پر قیمتی دھاتیں اور دوسرا قیمتی سامان اور لوگوں سے ہیکل کی تعمیر کے لئے تحفے اور نذرانے بھی جمع کئے تھے (۱۔سلاطین ۷: ۵۱؛ ۱۔تواریخ ۲۲: ۲-۵؛ ۲۹: ۱-۱۹)۔ ۱۔سلاطین ۶: ۲-۳۶ میں ہیکل کے نقشہ کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً وہاں بتایا گیا ہے کہ اس نے "اندر کے صحن کی تین صفیں تراشے ہوئے پتھر کی بنائیں اور ایک صف دیودار کے شہتیروں کی" (آیت ۳۶ مقابلہ کیجئے ۷: ۱۲)۔

ہیکل سات سال میں اور شاہی محل ۱۳ سال میں تعمیر ہوا۔ اس میں متعدد مکان اور برآمدے تھے مثلاً لبنانی بن کا گھر، ستونوں کا برآمدہ، عدالت کا برآمدہ، سلیمان کا اپنے رہنے کا محل اور اپنی بیوی فرعون کی بیٹی کا محل۔ اس محل میں ستونوں وغیرہ اور زیبائش کے لئے بیحد پیتل استعمال ہوا تھا۔ پیتل کا سب کام صور کے حیرام ٹھٹھیرے نے کیا (تفصیل کے لئے دیکھئے ۱۔سلاطین ۷: ۱۳-۵۰)۔ ان چیزوں میں جو تانبا استعمال ہوا وہ زیادہ تر اُن کانوں سے حاصل کیا گیا جہاں اسرائیلی کام کرتے تھے۔ حالیہ سالوں میں سلیمان بادشاہ کے کان کنی اور دھات پگھلانے کے آلات ملے ہیں لیکن ان کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ نجب کے علاقے میں کھدائی کے دوران معلوم ہوا کہ یہ علاقہ سلیمان کے زمانہ میں بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ یہاں بہت سے فصیلدار شہر اور تانبے کی کانیں ملی ہیں جن کے نزدیک ہی دھات صاف کی جاتی تھی۔ یہاں ایک صنعتی شہر اور اُس کے ساتھ دھات پگھلانے کی بھٹیوں کے کھنڈرات بھی ملے ہیں۔

جب ہیکل مکمل ہو گئی تو مخصوصیت کی ایک شاندار عبادت منعقد

کی گئی - کاہن صیون سے عہد کے صندوق کو لائے اور پاک ترین مقام میں رکھ دیا - سلیمان نے لوگوں کو برکت دی اور مخصوصیت کی بڑی دلپذیر دعا کی - قربانیاں پڑھائی گئیں اور آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اُس نے انہیں بھسم کر دیا - آخر میں ایک بہت بڑی ضیافت کا اہتمام کیا گیا -

جس طرح خدا جبعون میں سلیمان پر ظاہر ہوا تھا اب پھر اُس پر ظاہر ہوا - اُس نے اُس کی مناجات کو سُنا اور جس طرح داؤد کے ساتھ وعدہ کیا تھا اُس کے ساتھ بھی کیا کہ وہ اس کی اولاد کو قائم کرے گا، بشرطیکہ وہ اور اُس کی اولاد خداوند کے وفادار رہیں - مخصوصیت کی دھوم دھام ختم ہونے کے بعد سلیمان نے صور کے بادشاہ حیرام کے ساتھ حساب کتاب کیا - سلیمان نے حیرام کو ۲۰ شہر دیئے لیکن وہ اُسے پسند نہ آئے - حیرام نے سلیمان کو ۱۲۰ قنطار سونا دیا -

سلیمان بادشاہ نے بیگار کے ذریعہ تمام مملکت میں تعمیر کا کام شروع کر دیا - اُس نے جزر، حصور، مجدو، بیت حورون، اسفل بعلات اور بیابان کے تمر کو تعمیر کیا - اُس نے لبنان اور یروشلیم میں بھی بہت کچھ بنایا - اُس نے اپنی مملکت میں ذخیروں کے شہر اور اپنے رتھوں اور سواروں کے لئے شہر تعمیر کئے - اب اسرائیل کو اسلحہ کی کمی کی وجہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی - سلیمان بادشاہ کے پاس ۱۴۰۰ رتھ اور ۱۲۰۰۰ گھڑ سوار تھے (۲ - تواریخ ۱: ۱۴) - اس کے پاس گھوڑوں کے لئے ۴۰۰۰ تھان بھی تھے (۲ - تواریخ ۹: ۲۵) - مجدو میں ایک اصطبل ملا ہے جس میں کم از کم ۴۵۰ گھوڑے رکھے جا سکتے تھے - اسی قسم کے اصطبل جزر، تعنک، تل الحسی اور تل الفرح میں بھی کھدائی کے دوران ملے ہیں - سلیمان نے مصر اور حتیوں کے ساتھ رتھوں اور گھوڑوں کی منافع بخش تجارت بھی شروع کر دی - تجارت میں دلچسپی کے باعث وہ سمندر کی طرف بھی رجوع ہوا - لیکن چونکہ بحیرہ روم کے اُس علاقے میں جو اُس کے قبضے میں تھا کوئی اچھی بندرگاہ نہیں تھی اس لئے اُس نے بحیرہ قلزم میں ایلوت کے قریب عصیون جابر کو اپنی بندرگاہ بنایا - ایک مرتبہ پھر حیرام نے سلیمان کی مدد کی اور فینیکی ملاح مہیا کئے (۲ - تواریخ ۸: ۱۸) -

مشرق کے ساتھ اس تجارت میں سلیمان نے خوب دولت کمائی - اوفیر سے سونا، چندن کی لکڑی اور قیمتی پتھر آتے تھے سلیمان کے جہاز فینیکی بیڑے کے ساتھ ترسیس کو جاتے اور دوسرے ملکوں کی ہر قسم کی چیزوں سے لدے ہوئے واپس آتے - اس طرح تجارت، کان کنی، جزیہ (۱ - سلاطین ۴: ۲۱) اور مہمانوں کے تحفوں اور نذرانوں سے (۱۰: ۲۵) سلیمان نے بہت دولت حاصل کی - ان مہمانوں میں سب سے معزز سبا کی ملکہ تھی - عورتیں سلیمان کی سب سے بڑی کمزوری تھیں - اُس نے شادی کے ذریعہ نہ صرف سیاسی اتحاد کئے بلکہ وہ "بہت سی اجنبی عورتوں سے محبت کرنے لگا" (۱ - سلاطین ۱۱: ۱) - خدا نے اُسے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اُسے گمراہ کر دیں گی - سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور "اُس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا . . . اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا" (۱ - سلاطین ۱۱: ۳-۴) - اُس نے اپنی بُت پرست بیویوں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کے لئے مندر تعمیر کئے - چونکہ سلیمان خدا کے واضح احکام کی پیروی کرنے سے قاصر رہا تھا اس لئے خدا نے اعلان کیا کہ اُس کی سلطنت تقسیم ہو جائے گی - چنانچہ یہ تقسیم اُس کے بیٹے کے دورِ حکومت میں وقوع پذیر ہوئی -

سلیمان کا دورِ حکومت پُر امن تھا لیکن اندر ہی اندر مصائب کی آگ سُلگ رہی تھی - ادومی ہدد جو جب چھوٹا لڑکا ہی تھا تو داؤد کے ہاتھ سے بچ کر مصر کو بھاگ گیا تھا اب واپس آ گیا تاکہ سلیمان کو تکلیف دے - دمشق میں رضون تخت پر بیٹھا اور وہ اسرائیل کا دشمن بن گیا - اسرائیل میں ایک قابل جوان یربعام بن نباط تھا جسے اخیاہ نبی نے بتایا کہ خدا اُسے اسرائیل کے دس قبیلوں پر بادشاہ بنائے گا - سلیمان نے یربعام کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مصر کو بھاگ گیا اور سلیمان کی موت تک وہیں رہا - سلطنت کی تقسیم کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے اور جب سلیمان نے ۹۳۰ ق م میں وفات پائی اور اُس کا بیٹا رحبعام تخت پر بیٹھا تو یہ تقسیم جلد ہی حقیقت بن گئی - بائبل میں سلیمان کے زمانہ کے جس تاریخی ریکارڈ کا ذکر ہے اُس میں "سلیمان کے احوال کی کتاب" (۱ - سلاطین ۱۱: ۴۱)، "ناتن نبی کی کتاب"، "سیلانی اخیاہ کی پیشینگوئی" اور "عیدو غیب بین کی رویتوں کی کتاب" (۲ - تواریخ ۹: ۲۹) بھی شامل ہیں - سلیمان ایک زبردست، بے حد دولت مند، عالم اور تجربہ کار بادشاہ تھا - اس کی ابتدا بڑی اچھی تھی لیکن اس کی بتدریج گمراہی کے باعث اس کی انتہا نہایت مایوس کن ثابت ہوئی -

سلیمان کے تالاب: یہ تین تالاب یروشلیم سے کچھ فاصلہ پر واقع تھے - اِن میں نالیوں کے ذریعہ چشموں کا پانی جمع کیا جاتا تھا اور پھر یہ پانی زمین دوز نالیوں کے ذریعہ ہیکل تک پہنچایا جاتا تھا (واعظ ۲: ۶) - یہ ابھی بھی استعمال میں ہیں -

سلیمان کے خادم: (عبرانی = عبدی شلومہ) - اُن لوگوں کے ساتھ جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آئے سلیمان کے خادموں کی اولاد کا بھی ذکر ہے (عزرا ۲: ۵۵، ۵۸؛ نحمیاہ ۷: ۵۷، ۶۰) - یہ بعد میں یہوداہ کے شہروں میں رہے (نحمیاہ ۱۱: ۳ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں ملازم کا لفظ ہے) - ان سب حوالوں میں ان کا ذکر ★ نتینیم کے ساتھ آیا ہے - غالباً وہ ان کے ساتھ شمار ہوتے تھے - سلیمان بادشاہ نے کنعان کے پُرانے باشندوں کی اولاد کو اپنے غلام اور بیگاری بنایا تھا (۱ - سلاطین ۹: ۲۰، ۲۱ قب یشوع ۹: ۲۳) -

غالباً ان میں سے بعض کو ہیکل کی ادنیٰ خدمت پر لگایا گیا تھا۔

سلیمانی برآمدہ :- ہیکل کے مشرق میں ایک نہایت شاندار برآمدہ جسے سلیمان نے بنوایا تھا۔ خداوند یسوع اس میں عیدِ تجدید کے موقع پر ٹہل رہے تھے (یوحنا ۱۰: ۲۳)۔ رسول بھی اسے اکثر استعمال کرتے تھے (اعمال ۳: ۱۱؛ ۵: ۱۲)۔

سلیمانی پتھر = سنگِ جزع :- ایک قیمتی پتھر جو حویلہ کی زمین میں جسے فیسون کی ندی سیراب کرتی تھی پایا جاتا تھا (پیدائش ۲: ۱۲)۔ کاہن کے سینہ بند کا گیارھواں پتھر (خروج ۲۸: ۲۰) اور غالباً نئے یروشلیم کی پانچویں بنیاد کا پتھر (مکاشفہ ۲۱: ۲۰)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سلیمانی پتھر کا ذکر خروج ۲۸: ۹؛ ۳۵: ۹، ۳۵: ۲۷؛ ایوب ۲۸: ۱۶ میں ہے اور سنگِ سلیمانی کا پیدائش ۲: ۱۲؛ خروج ۲۵: ۷؛ ۲۸: ۲۰؛ ۳۹: ۱۳؛ حزقی ایل ۲۸: ۱۳ میں۔ نیز دیکھئے معدنیات بائبل ۱۹ج

سِم :- (عبرانی شِم۔ نام، شہرت)۔ نوح کا دوسرا بیٹا اور سامی نسل کا بانی۔ وہ طوفان سے ۹۸ برس پہلے پیدا ہوا (پیدائش ۱۱: ۱۰) اور چھ سو سال زندہ رہا۔ اُس نے عِبر اور ابرہام کو چھوڑ کر اپنی نو پشتیں دیکھیں۔ نوح مے کے نشے سے ہوش میں آنے کے بعد اپنی اولاد کے متعلق پیشینگوئی کرتے ہوئے کہتا ہے "خداوند سم کا خدا مبارک ہو" (پیدائش ۹: ۲۵-۲۷)۔ خدا کی وحدت کے قائل تینوں بڑے مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام سامی نسل سے ہیں۔ یافت کے متعلق نوح نے کہا کہ "وہ سم کے ڈیروں میں بسے"، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آریوں نے اپنا تہذیب و تمدن زیادہ تر سامیوں سے لیا۔ قوموں کے نسب نامہ میں (پیدائش باب ۱۰) سم کے پانچ بیٹے بتائے گئے ہیں جن میں ارفکسد کے سوا باقی چار قوموں کے بانی ہیں۔ مثلاً لُود ایشیائے کوچک میں مقیم لُودیوں کا باپ ہے۔ عیلام، عیلامیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دریائے فرات کے مشرق میں رہتے تھے۔ ارام سے مراد ارامی یا شامی ہیں جو شام اور مسوپتامیہ میں رہتے ہیں اور اسور سے اسوری نکلے۔

ایک صدی پیشتر معترضین کہتے تھے کہ اسور کا ذکر حام کی نسل میں بھی آیا ہے (پیدائش ۱۰: ۱۱) لیکن آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں جو حامی اشیاء ملی ہیں وہ اسوری شہروں کے سامی کھنڈرات کے نیچے ملی ہیں۔

سم، حام اور یافت میں غالباً عام بھائیوں کا سا فرق ہی تھا لیکن اُن کی نسل میں بڑا نمایاں فرق ہے۔

سِمّا - شِمّا :- (عبرانی = حیرت یا تباہی)۔ بنی آشر میں سے صوفح کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۷: ۳۷)۔

سُماتی - شُماتی :- (عبرانی = لہسن)۔ قریت یعریم کا ایک گھرانہ (۱-تواریخ ۲: ۵۳)۔

سماعٰ - شاماعٰ :- (عبرانی = اُس یعنی خدا نے سُنا)۔ خوتام عروعیری کا بیٹا۔ داؤد بادشاہ کا ایک سورما (۱-تواریخ ۱۱: ۴۴)۔

سماعت - شمعات :- (عبرانی = شہرت)۔ ایک عمونی عورت جس کے بیٹے زبد (۲-تواریخ ۲۴: ۲۶) یا یوسکار (۲-سلاطین ۱۲: ۲۱) نے یہوداہ کے بادشاہ یوآس کو قتل کرنے میں مدد دی۔

سماعہ - شماعہ :- (عبرانی = شہرت)۔ بنیمین کے شہر جبعہ کا ایک شخص جس کے دو بیٹوں نے صقلاج میں داؤد کی مدد کی تھی (۱-تواریخ ۱۲: ۳)۔

سماہ - شماہ :- بنی بنیمین میں سے مِلقوت کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۳۲)۔ وہ یروشلیم میں رہتا تھا۔ ۱-تواریخ ۹: ۳۸ میں اسے سمعام پکارا گیا ہے۔

سُمتراکے - ساموتراکیہ :- ترواس اور یورپ کے درمیان ایک جزیرہ مکدنیہ (یورپ میں) جاتے وقت پولس یہاں سے گزرا (اعمال ۱۶: ۱۱)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶ب

سمر - شامر :- وسطی فلسطین میں ایک پہاڑی کا مالک۔ عمری شاہِ اسرائیل نے اُس پہاڑی کو خرید لیا اور اُس پر ایک شہر بسایا۔ اُس نے اُس کا نام اُس کے پہلے مالک سمر کے نام پر سامریہ رکھا (۱-سلاطین ۱۶: ۲۴)۔

سمرات - شمرات :- سمعی کا ایک بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲۱)۔ یہ بنیمین کے قبیلہ سے تھا۔

سمرنہ - ازمیر :- رومی صوبہ آسیہ کا ایک شہر جو بحیرہ ایجین کے ساحل پر ایشیائی ترکی میں واقع ہے۔ شروع ہی سے اس کے نزدیک ایک یونانی بستی آباد تھی جسے ساتویں صدی ق م کے آخر میں لُودیوں Lydian نے بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ اس شہر کو دوبارہ لوسی ماکس Lysimachus نے تیسری صدی ق م میں تعمیر کیا اور یہ ایشیائے کوچک میں سب سے خوشحال شہر بن گیا۔ یہ اُس قدیم تجارتی راستے کے لئے جو وادی ہرمس میں سے گذرتا تھا ایک قدرتی بندرگاہ تھی اور اس سے متصل علاقہ

نہایت زرخیز تھا۔ سمرنہ کی رومہ کے ساتھ اُس کے بحیرہ روم کے مشرقی خطے میں ایک عظیم قوت بننے سے پیشتر ہی دوستی تھی۔ یہ شہر اپنی خوبصورتی اور عظیم الشان عمارتوں کے لئے مشہور تھا۔ اس کا موجودہ نام ازمیر ہے اور یہ ایشیائی ترکی کا سب سے بڑا شہر ہے۔

انجیل اپنے ابتدائی دور ہی میں غالباً براستہ افسس سمرنہ پہنچی تھی (اعمال ۱۹: ۱۰)۔ یوحنا عارف نے آسیہ کی کلیسیاؤں کو جو سات خطوط لکھے، اُن میں سے دوسرا خط "سمرنہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو" لکھا گیا (مکاشفہ ۲: ۸-۱۱)۔ جیسے دوسرے تجارتی شہروں میں ہوا یہاں بھی کلیسیا کو یہودیوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا (مکاشفہ ۲: ۹ مقابلہ کریں ۳: ۹)۔ مسیح کا اپنے آپ کو "جو مر گیا تھا اور زندہ ہوا" بیان کرنا (آیت ۸) شاید اِس شہر کی جو بڑی مدت تک گمنام رہا خوشحالی کی بحالی کی طرف اشارہ ہو۔ آیت ۱۰ میں جس "زندگی کے تاج" کی طرف اشارہ ہے اُس کی تشبیہ اُس تاج میں پائی جاتی ہے جو جیتنے والے کھلاڑی کو دیا جاتا تھا یا شاید پہاڑی کی چوٹی پر خوبصورت عمارتوں کے اُس مجموعہ میں جنہیں "سمرنہ کا تاج" کہا جاتا تھا۔ آیت ۱۰ میں وفاداری کی تلقین سے کلیسیا کو اُبھارا گیا ہے کہ وہ اس شہر کی تاریخی شہرت کو گہرے معنوں میں پورا کرے۔ اِسے بشپ پولیکارپ کی مثال میں دیکھا جا سکتا ہے جس نے مسیح کے ساتھ بے وفائی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اُسے قریباً ۱۵۵/۱۵۶ عیسوی میں شہید کر دیا گیا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۸ر۳د

سمرون۔ شمرون :- ۱۔ یعقوب کے بیٹے اشکار کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۳؛ ۱-تواریخ ۷: ۱)۔

۲۔ کنعان کے شمالی حصہ کا ایک شہر۔ یہاں کے بادشاہ نے یشوع اور اسرائیلیوں کے خلاف لڑنے کے لئے حصور کے بادشاہ یابین سے ایکا کیا (یشوع ۱۱: ۱)۔

سمرون مرون۔ شمرون :- یشوع نے کنعان کو فتح کرتے وقت جن ۳۱ شہروں پر قبضہ کیا اُن میں سے ایک (یشوع ۱۲: ۲۰)۔

سمری۔ شمری :- ۱۔ سمعیاہ کا بیٹا اور شمعون کے قبیلہ میں اپنے گھرانے کا سردار (۱-تواریخ ۴: ۳۷)۔

۲۔ داؤد بادشاہ کے دو سورماؤں کا باپ (۱-تواریخ ۱۱: ۴۵)۔

۳۔ ایک لاوی جس نے ہیکل کو پاک کرنے میں مدد دی تھی (۲-تواریخ ۲۹: ۱۳)۔

۴۔ مراری لاوی حوسہ کا ایک بیٹا۔ گو وہ اس کا پہلوٹھا نہ تھا تو بھی اس نے اسے اپنے گھرانے کے تیرہ افراد پر سردار مقرر کیا (۱-تواریخ ۲۶: ۱۰)۔ داؤد بادشاہ نے اسے خدا کے گھر کا دربان بنا دیا۔

سمریاہ۔ شمریاہ :- (عبرانی = یہوواہ رکھوالا ہے)۔ ۱۔ ایک سورما جو صقلاج کے مقام پر اوروں کے ہمراہ داؤد سے جا ملا (۱-تواریخ ۱۲: ۵)۔

۲۔ یہوداہ کے بادشاہ رحبعام اور اُس کی بیوی علات جو داؤد کی پوتی تھی کا بیٹا (۲-تواریخ ۱۱: ۱۹)۔

۳۔ بنی حارم میں سے ایک شخص۔ اسیری کے بعد عزرا نے اسے اور دوسروں کو اپنی اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑنے پر مجبور کیا (عزرا ۱۰: ۳۲)۔

۴۔ ایک اور شخص جو بانی کی اولاد میں سے تھا۔ اُسے اپنی اجنبی بیوی کو چھوڑنے کا حکم ہوا (عزرا ۱۰: ۴۱)۔

سمریت۔ شمریت :- (عبرانی = چوکس)۔ یہوزبد کی ماں جس نے یہوداہ کے بادشاہ یوآس کو قتل کرنے میں مدد دی تھی (۲-تواریخ ۲۴: ۲۶)۔ اسے شومیر کے نام سے بھی پکارا گیا ہے (۲-سلاطین ۱۲: ۲۱)۔

سمسری۔ شمشرائی :- (عبرانی = سورج کی مانند)۔ یروحام کے چھ بیٹوں میں سے پہلا۔ یہ بنیمین کے قبیلے سے تھا (۱-تواریخ ۸: ۲۶)۔

سمسون۔ شمشون :- (عبرانی = غالباً چھوٹا بیٹا)۔ اسرائیل کے قاضیوں میں سے ایک۔ وہ غالباً سموئیل سے پہلے کا قاضی تھا۔ اُس کی زندگی کے حالات قضاۃ ابواب ۱۳-۱۶ میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ دان کے قبیلے کے منوحہ کا بیٹا تھا۔ وہ صُرعہ میں پیدا ہوا جو یروشلیم اور بحیرہ روم کے ساحل کے درمیان واقع تھا۔ اس علاقے میں فلستی بستے تھے۔ خداوند کے فرشتے نے اسکی ماں کو جو کہ بانجھ تھی اُس کی پیدائش کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اُس کا بیٹا اپنی پیدائش ہی سے خدا کا نذیر ہوگا اور خداوند اُسے بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھ سے رہائی دلانے کے لئے استعمال کرے گا۔ نذیر، خدا کے حضور ایک خاص منت کے پابند ہوتے تھے کہ وہ خدا کے لئے مخصوص ہوں گے اور اپنی نفسانی خواہشات پر کنٹرول میں رکھیں گے اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کریں گے (تفصیل کے لئے دیکھئے نذیر)۔ اِس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ اگر خدا کے عہدی لوگ اُس کی برکات حاصل کرنا چاہیں تو وہ اپنی نفسانی خواہشات سے بچیں، خود پر کنٹرول کریں اور پاکیزگی کا جو عہد اُنہوں نے خدا کے ساتھ باندھا اُس پر وفاداری سے عمل کریں۔ سمسون نے اپنی زندگی میں مختلف موقعوں پر جو خلافِ فطرت قوت کا مظاہرہ کیا وہ اُس کی اپنی نہیں تھی بلکہ خداوند کے رُوح کی تھی جو اُس پر تھا تاکہ وہ عظیم کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

سمسون کی ولادت کے وقت اسرائیلی ۴۰ سال سے فلستیوں کے غلام تھے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خداوند کی نظر میں بُرے کام کئے تھے۔ اُس کی پیدائش کے بعد "لڑکا بڑھا اور خداوند نے اسے برکت دی۔ اور خداوند کی رُوح اُسے محنے دان میں جو صُرعہ اور اِستال کے درمیان ہے تحریک دینے لگی" (قضاۃ ۱۳: ۲۴-۲۵)۔

لیکن جوانی کے دنوں میں ہی اُس کی زندگی میں ایک صریح کمزوری نظر آنے لگی جس نے بالآخر اُسے تباہ کر دیا۔ وہ یہ تھی کہ وہ اپنے نفس کا غلام تھا۔ اُس نے اپنے والدین کی مخالفت کے باوجود تمنت کی ایک فلستی عورت سے شادی کرنے پر اصرار کیا۔ تمنت، صُرعہ کے نزدیک ہی تھا۔ شادی کی ضیافت میں اُس نے مہمانوں سے ایک پہیلی پوچھی اور کہا کہ اگر وہ اُسے بوجھ لیں گے تو وہ انہیں تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے کپڑے دے گا لیکن بصورت دیگر انہیں اُسے دینے پڑیں گے۔ مہمانوں نے اُس کی بیوی کو دھمکی دی کہ وہ اپنے خاوند سے اس کا جواب پُوچھ کر بتائے ورنہ وہ اُسے اور اس کے خاندان کو ہلاک کر دیں گے۔ پس اُس نے اپنے خاوند سے جواب معلوم کر کے انہیں بتا دیا۔ جب سمسون کو اس دھوکے کا علم ہؤا تو اُس نے اس کا بدلہ لینے کے لئے ۳۰ فلستیوں کو قتل کر دیا اور ان کے کپڑے انہیں دے کر اپنی شرط پوری کی۔ چند دنوں بعد جب سمسون اپنے سُسرال واپس آیا تو اُسے معلوم ہؤا کہ اُس کے سُسر نے اُس کی بیوی کو کسی اَور سے بیاہ دیا ہے اور اُس کی جگہ اُس کی بہن کی پیشکش کی۔ سمسون نے اس کا بدلہ یوں لیا کہ اُس نے ۳۰۰ لومڑیاں پکڑیں اور دو دو کی دُموں کے درمیان ایک ایک مشعل باندھی اور انہیں فلستیوں کے کھڑے کھیتوں میں ہانک دیا۔ فلستیوں نے اِس کے بدلے میں اُس کی بیوی اور سُسر کو جلا دیا۔

اِس پر سمسون نے اپنے شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا اور فلستیوں کو بڑی خونریزی سے مارا اور جا کر ایتام کی چٹان کی دراڑ میں رہنے لگا۔ فلستیوں نے یہوداہ پر حملہ کر دیا اور اپنے سب سے بڑے دشمن کو ان کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا۔ سمسون راضی ہو گیا کہ اسرائیلی اُسے فلستیوں کے حوالے کر دیں لیکن جن رسیوں سے اُسے باندھا گیا اُس نے انہیں توڑ دیا اور گدھے کے جبڑے کی ہڈی سے ایک ہزار فلستی ہلاک کر دیئے۔

اس عظیم کام سے سمسون نے ثابت کر دیا کہ وہ قاضی بننے کا اہل ہے۔ چنانچہ بائبل مُقدّس میں مرقوم ہے کہ "وہ فلستیوں کے ایّام میں بیس برس تک اسرائیلیوں کا قاضی رہا" (قضاۃ ۱۵: ۲۰)۔ "فلستیوں کے ایّام" کی اصطلاح سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل پر فلستیوں کا غلبہ ختم نہیں ہؤا تھا، تاہم سمسون کی قوّت نے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔

اِس کے بعد سمسون فلستیوں کے ایک مضبوط شہر غزّہ کو گیا اور وہاں وہ ایک کسبی کے گھر رہا۔ جب فلستیوں کو علم ہؤا کہ سمسون شہر میں ہے تو انہوں نے اُسے گھیر لیا۔ آدھی رات کو سمسون اُٹھا اور اُس نے شہر کی فصیل کے پھاٹک کو دونوں پلّوں اور بینڈوں سمیت اکھاڑ لیا اور تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر حبرون کے سامنے پہاڑی کی چوٹی پر لے گیا۔ خدا اس کے بُرے کاموں کے باوجود اُسے فوق الفطرت قوّت دیتا رہا۔

لیکن سمسون نے اپنی بُری روش کو جاری رکھا اور جلد ہی وہ ایک اَور فلستی عورت دلیلہ کے دامِ اُلفت میں پھنس گیا جس کی وجہ سے وہ اپنی روحانی قوّت بھی گنوا بیٹھا۔ فلستی راہنماؤں نے اُس عورت کو بھاری رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تاکہ وہ سمسون کو اُنکے حوالے کر دے۔ ان کی ہدایت کے مطابق اُس نے سمسون سے اُسکی شہ زوری کا راز پوچھا۔ تین مرتبہ اُس نے اسے غلط بتایا لیکن آخر کار اُسکے تقاضوں سے مجبور ہو کر اُس نے بتا دیا کہ اگر اُس کے بال کاٹ دیئے جائیں تو وہ عام آدمی کی مانند بن جائے گا۔ تب اُس نے اُسے اپنے زانوؤں پر سلایا۔ جب وہ گہری نیند سو رہا تھا تو اُس نے اُس کے بال کٹوا دیئے اور اُس کی قوّت جاتی رہی۔ پھر اُس نے اُسے جگایا اور چلّا کر کہنے لگی "اے سمسون فلستی تجھ پر چڑھ آئے۔" اُس وقت اُسے معلوم ہؤا کہ نہ صرف اُس کی قوّت ہی جاتی رہی ہے بلکہ خدا بھی اُس سے الگ ہو گیا ہے۔ اب وہ اپنے دشمنوں کے رحم و کرم پر تھا۔ انہوں نے اُسے زنجیروں سے باندھا اور اُس کی دونوں آنکھیں نکال دیں اور اُسے غزّہ میں قید میں ڈال دیا جہاں وہ چکّی پیستا رہا۔

ہمیں معلوم نہیں کہ سمسون کتنی مدّت تک اِس شرمناک حالت میں قید میں رہا۔ دجون دیوتا کی عظیم ضیافت کے موقع پر فلستیوں نے سمسون کو تماشہ کے لئے ضیافت میں بلوایا۔ اُس وقت دجون دیوتا کا مندر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہؤا تھا۔ تقریباً ۳ ہزار لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے چھت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دریں اثنا سمسون کے بال بڑھ گئے تھے اور اُس کی قوّت بھی بحال ہو رہی تھی، اس لئے وہ اپنے دشمنوں سے کم از کم اپنی آنکھوں کا بدلہ لینے کا بڑا خواہشمند تھا (قضاۃ ۱۶: ۲۸)۔ اُس نے اپنے نگران لڑکے سے کہا کہ وہ اُسے ٹیک لگانے کے لئے اُن دو ستونوں کے درمیان کھڑا کر دے جو چھت کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ پھر اُس نے اُن ستونوں کو پکڑا اور خدا سے دعا کی کہ وہ ایک مرتبہ پھر اُس کی مدد کرے۔ اُس نے ایک ستون پر دائیں اور دوسرے پر بائیں ہاتھ سے زور ڈالا اور انہیں اپنی جگہ سے اُکھیڑ دیا اور چھت مع تماشائیوں کے زمین پر آ رہی۔ چھت کے ملبے میں نہ صرف وہ خود دب گیا بلکہ بہت بڑی تعداد میں فلستی بھی مارے گئے۔ یہ تعداد جتنے اُس نے اپنی ساری زندگی میں ہلاک کئے تھے اُن سے کہیں زیادہ تھی۔

اپنی تمام ناکامیوں کے باوجود سمسون عبرانیوں ۱۱: ۳۲ میں

ایمان کے سورماؤں کی فہرست میں شامل ہے۔ خدا کی بخشش اور بلاہٹ پر ایمان رکھنے کے ذریعہ اُس نے حیران کُن کام انجام دیئے، تاہم اُسے اپنی زندگی پر کنٹرول نہیں تھا۔ وہ اکثر حیوانی خواہش سے مغلوب رہا، اور یہی وجہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو دائمی رہائی نہ دِلا سکا۔

سمع - شمع :- (عبرانی = شہرت)۔
۱۔ داؤد بادشاہ کا بھائی۔ دیکھئے سمعہ۔
۲۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۶)۔
۳۔ کالب کی اولاد میں سے حبرون کا بیٹا۔ یہ رخم کا باپ تھا (۱۔ تواریخ ۲: ۴۴)۔
۴۔ روبن کی اولاد سے یوایل کا بیٹا اور عزز کا باپ (۱۔ تواریخ ۵: ۸)۔
۵۔ وہ شخص جو اس وقت دیگر لوگوں کے ساتھ عزرا کے دہنے ہاتھ کھڑا تھا جب لوگوں کے سامنے شریعت کی کتاب پڑھی جارہی تھی (نحمیاہ ۸: ۴)۔
۶۔ استثنا ۶: ۴ کی آیت کو ★ شمع پکارا جاتا ہے، کیونکہ ہر یہودی اس آیت کو دن میں کئی مرتبہ دہراتا تھا۔ اسے ہم اہلِ یہود کا کلمہ کہہ سکتے ہیں۔ "سن اے اسرائیل، خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے ....." الخ
عربی کا لفظ سمع = سننا اور عبرانی کا لفظ شمع ایک ہی مادّہ سے ہیں۔

سمعاتی - شمعاتی :- منسیوں کے تین خاندانوں میں سے ایک جو یہوداہ میں یعبیض میں رہتے تھے (۱۔ تواریخ ۲: ۵۵)۔ یہ قینی تھے جو رکاب کی نسل سے تھے۔

سمعام - شِمآہ :- مِلقوت کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۹: ۳۸)۔ ۱۔ تواریخ ۸: ۳۲ میں اسے سِماہ پکارا گیا ہے۔

سَمعہ - شامع :- (عبرانی = شہرت)۔ ایک بنیمینی جو اپنے خاندان کا سردار تھا۔ وہ ایلون میں رہتا تھا۔ یہاں کے باشندوں نے جات کے لوگوں کو بھگایا (۱۔ تواریخ ۸: ۱۳)۔

سِمعہ - شمعہ :- داؤد کا بھائی (۲۔ سموئیل ۱۳: ۳)۔ ۱۔ سموئیل ۱۶: ۹ میں اس کے ہجے سمّہ ہیں، ۲۔ سموئیل ۱۳: ۳ میں سمعہ اور ۱۔ تواریخ ۲۰: ۷ میں سِمعی۔

سِمعا - شمعا :- ۱۔ داؤد بادشاہ کا بھائی جس کے بیٹے نے جات کے ایک زبردست سورما کو مارا تھا (۱۔ تواریخ ۲۰: ۷)۔ نیز دیکھئے سِمعہ۔
۲۔ داؤد اور بت سبع کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۵)۔
۳۔ ایک مراری لاوی (۱۔ تواریخ ۶: ۳۰)۔
۴۔ ایک جیرسونی لاوی، آسف کا دادا جسے داؤد نے ہیمان کے ساتھ کھڑے ہوکر مُقدّس گیت گانے کی خدمت کے لئے مقرّر کیا تھا۔
سمع (۱۔ تواریخ ۲: ۱۳)، سمّہ (۱۔ سموئیل ۱۶: ۹)، سِمعی (۲۔ سموئیل ۲۱: ۲۱) اور سمعہ (۲۔ سموئیل ۱۳: ۳) غالباً نمبر ۱ ہی کے دوسرے نام ہیں۔ اس نام کے عبرانی میں تین ہجّے ہیں اور انگریزی میں پانچ۔

سِمعی - شمعی :- (عبرانی = مشہور۔ قب عربی سَمْع = شہرت)۔ یہودیوں میں یہ ایک بہت عام نام تھا۔
۱۔ جیرسون کا بیٹا، اور ایک لاوی خاندان کا سردار (خروج ۶: ۱۷)۔
۲۔ داؤد کے زمانہ میں ایک جیرسونی لاوی جو خداوند کے گھر کی نگرانی پر مقرّر ہوا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۱۰)۔
۳۔ داؤد کے سورماؤں میں سے ایک جو ادونیاہ کی بغاوت کے وقت داؤد کا وفادار رہا (۱۔ سلاطین ۱: ۸)۔
۴۔ سلیمان کی رسد مہیّا کرنے والوں میں سے ایک شخص جسے بنیمین کے قبیلے پر مقرّر کیا گیا (۱۔ سلاطین ۴: ۱۸)۔
۵۔ یہویقیم یا یکونیاہ کا پوتا اور فدایاہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۱۹)۔
۶۔ بنی شمعون میں سے ایک شخص جس کے ۲۲ بچے تھے (۱۔ تواریخ ۴: ۲۶، ۲۷)۔
۷۔ بنی روبن میں سے جوج کا بیٹا اور میکاہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۵: ۴)۔
۸۔ بنی مراری میں سے ایک لاوی، لبنی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۶: ۲۹)۔
۹۔ یہوداہ کے قبیلہ کے ایک آبائی خاندان کا سردار (۱۔ تواریخ ۸: ۲۱)۔
۱۰۔ داؤد بادشاہ نے گانے بجانے والے کاہنوں کو ۲۴ فریقوں میں تقسیم کیا کہ وہ باری باری خدا کے گھر میں موسیقی کا انتظام کریں۔ دسواں فریق سمعی، اس کے بارہ بیٹوں اور بھائیوں پر مشتمل تھا (۱۔ تواریخ ۲۵: ۱۷)۔
۱۱۔ ایک رامانی شخص جسے داؤد نے انگورستان پر مقرّر کیا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۷)۔
۱۲۔ بنی ہیمان میں سے ایک شخص جس نے حزقیاہ کے عہد میں ہیکل کو پاک کرنے میں مدد کی (۲۔ تواریخ ۲۹: ۱۴)۔
۱۳۔ حزقیاہ کے عہد میں ہیکل کا نائب خزانچی جو اپنے بھائی کے ساتھ ہدیوں اور دہ یکیوں وغیرہ کا مختار تھا (۲۔ تواریخ ۳۱: ۱۲-۱۳)۔
۱۴۔ ایک لاوی جس نے عزرا کے زمانہ میں اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۳)۔
۱۵۔ بنی حاشوم کا ایک شخص جس نے اجنبی عورت جس سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۳)۔

۱۶- ایک اور شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۸)۔

۱۷- قیس کا بیٹا اور یہودی مردکی جس نے آستر کو پالا تھا کا دادا (آستر ۲: ۵)۔

۱۸- ایک بڑے خاندان کا مندوب جو اسرائیل کی آخری بحالی کے وقت جب وہ اس کو جسے انہوں نے چھیدا تھا دیکھیں گے ماتم کرے گا (زکریاہ ۱۲: ۱۳)۔

۱۹- ساؤل کے گھرانے میں سے ایک شخص جیرا کا بیٹا۔ اس نے داؤد پر جب وہ اپنے بیٹے ابی سلوم سے بھاگ رہا تھا لعنت کی اور پتھر پھینکے۔ داؤد نے ابیشے کو اجازت نہ دی کہ اُسے قتل کرے (۲-سموئیل ۱۶: ۵-۱۴)۔

جب وہ فتح حاصل کر کے واپس آ رہا تھا تو سمعی نے معافی مانگی (۲-سموئیل ۱۹: ۱۶-۲۳)۔ لیکن جب سلیمان تخت نشین ہوا تو اُسے یروشلیم میں نظر بند کر دیا اور اُس کی نافرمانی پر اُسے قتل کر دیا (۱-سلاطین ۲: ۳۶-۴۶)۔

سمعیاہ - شمع یاہ:- (عبرانی = یہوواہ نے سن لیا ہے)۔ ۱- شمعون کے قبیلے سے سمری کا باپ (۱-تواریخ ۴: ۳۷)۔

۲- روبن کی اولاد سے یوایل کا بیٹا (۱-تواریخ ۵: ۴)۔ غالباً آیت ۸ کا سمع بھی یہی شخص ہے۔

۳- داؤد بادشاہ کے زمانے میں بنی الیصفن میں سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۱۵: ۸، ۱۱)۔

۴- داؤد کے زمانے کا ایک لاوی جو منشی نتنی ایل کا بیٹا تھا (۱-تواریخ ۲۴: ۶)۔

۵- داؤد کے زمانے میں عوبید آدوم کا پہلوٹھا بیٹا۔ یہ بہت سے بہادروں کا باپ تھا جو خدا کے گھر کے دربان تھے (۱-تواریخ ۲۶: ۴، ۶، ۷)۔

۶- ایک بہادر مردِ خدا جس نے رحبعام بادشاہ کو اسرائیل کی شمالی سلطنت سے جنگ کرنے سے روکا (۱-سلاطین ۱۲: ۲۲-۲۴)۔ سمعیاہ نے بعد میں رحبعام کی سرگزشت لکھی جو اب نایاب ہے (۲-تواریخ ۱۲: ۱۵)۔

۷- داؤد کی آل میں سے ایک شخص جس کا تعلق المسیح کے نسب سے ہے (۱-تواریخ ۳: ۲۲)۔

۸- بنی مراری میں سے ایک لاوی جو نحمیاہ کے زمانہ میں یروشلیم کا باشندہ تھا (۱-تواریخ ۹: ۱۴؛ نحمیاہ ۱۲: ۱۸)۔

۹- الفانہ کے خاندان سے ایک لاوی جلال کا بیٹا۔ اسیری سے واپسی پر یہ دیہات میں بسا (۱-تواریخ ۹: ۱۶)۔ نحمیاہ ۱۱: ۱۷ میں اسے سموع کے نام سے پکارا گیا ہے۔

۱۰- ایک لاوی جسے یہوسفط بادشاہ نے یہوداہ کے شہروں میں شریعت کی تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا (۲-تواریخ ۱۷: ۸)۔

۱۱- حزقیاہ بادشاہ کے زمانے میں ایک لاوی جس نے اور لاویوں کے ساتھ ہیکل کو پاک کرنے میں مدد کی (۲-تواریخ ۲۹: ۱۴)۔

۱۲- ایک لاوی جسے حزقیاہ کے زمانے میں کاہنوں کو خوراک تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا (۲-تواریخ ۳۱: ۱۵)۔

۱۳- یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں لاویوں کا ایک سردار جس نے فسح کی قربانی میں مدد کی (۲-تواریخ ۳۵: ۹)۔

۱۴- اُن لاویوں کا سردار جو عزرا کے ہمراہ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۸: ۱۳)۔

۱۵- ایک لاوی جسے خدا کے گھر کے خدمت کرنے والوں کو بلانے کے لئے بھیجا گیا۔ شاید یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ۱۴ میں ہے (عزرا ۸: ۱۶)۔

۱۶- ایک کاہن کا بیٹا جس نے غیر قوم عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۱)۔

۱۷- ایک اور شخص جس نے غیر قوم عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۱)۔

۱۸- سکنیاہ کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۲۹)۔

۱۹- ایک شخص جس نے نحمیاہ کو ڈرانے کی کوشش کی (نحمیاہ ۶: ۱۰)۔

۲۰- ایک کاہن جس نے عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۸)۔

۲۱- ایک کاہن یا لاوی جو زرُبابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۶)۔

۲۲- نحمیاہ کے زمانہ میں ایک کاہن جو موسیقار تھا (نحمیاہ ۱۲: ۳۶)۔

۲۳- ایک کاہن جس نے یروشلیم کی دیوار کی تکمیل کے جشن میں حصہ لیا، غالباً وہی جس کا ذکر ۲۲ میں ہے (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔

۲۴- اُوریاہ نبی کا باپ (یرمیاہ ۲۶: ۲۰)۔

۲۵- ایک جھوٹا نبی جو یرمیاہ نبی کا مخالف تھا۔ خدا نے اُسے یہ سزا دی کہ اُس کے کوئی اولاد نہ ہوئی (یرمیاہ ۲۹: ۲۴-۳۲)۔

۲۶- دلایاہ کا باپ (یرمیاہ ۳۶: ۱۲)۔

سمگر نبو - نبو شزبان:- شاہ بابل کا سردار جو دو اور سرداروں کے ساتھ یروشلیم کے درمیانی پھاٹک پر بیٹھا (یرمیاہ ۳۹: ۳)۔

سمندر :- (عبرانی - یام - یونانی - تھلسہ اور پلاگس - موخرالذکر کا مطلب کھلا سمندر ہے اور یہ لفظ صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے - دیکھئے اعمال ۲۷ : ۵) -

عہدِ عتیق میں سب سے زیادہ ذکر بحیرۂ روم کا آتا ہے (دیکھئے بحیرۂ روم) - لفظ "یام" کا مطلب، مغرب، مغرب - مغرب کی طرف، مراد سمندر کی طرف ہے اور جغرافیائی لحاظ سے بحیرۂ روم فلسطین کے مغرب میں ہی ہے - بحیرۂ روم کو "بڑا سمندر" (یشوع ۱ : ۴)، "مغرب کا سمندر" (استثنا ۱۱ : ۲۴) اور "فلستیوں کا سمندر" (خروج ۲۳ : ۳۱) کہا گیا ہے -

عہدِ عتیق میں جن دوسرے سمندروں کا ذکر ملتا ہے وہ حسب ذیل ہیں - بحرِ قلزم = سرکنڈوں کا سمندر (خروج ۱۳ : ۱۸)، دریائے شور یا بحیرۂ مردار = نمک کا سمندر (پیدائش ۱۴ : ۳) اور گلیل کی جھیل = کنرت کی جھیل (گنتی ۳۴ : ۱۱) - لفظ "یام" لمبے چوڑے دریا مثلاً دریائے فرات (یرمیاہ ۵۱ : ۳۶) اور دریائے نیل (ناحوم ۳ : ۸) کے لئے بھی مستعمل تھا - یہ لفظ ہیکل کے صحن میں پیتل کے حوض کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (۱ - سلاطین ۷ : ۲۳) -

عہدِ جدید میں عہدِ عتیق کے سمندروں کے لئے لفظ تھلسہ آیا ہے -

عبرانیوں کو سمندر سے کوئی دلچسپی نہ تھی - اُن کے دلوں میں سمندر کا خوف غالباً سامیوں کے اِس قدیمی اعتقاد سے پیدا ہوا تھا کہ گہرائی اُس قوت کو ظاہر کرتی ہے جس نے ان کے دیوتا سے جنگ کی تھی - لیکن اسرائیل کا خداوند تو ان کا خالق تھا (پیدائش ۱ : ۹ مابعد) اور یوں اُن کا سنبھالنے والا اور مالک (زبور ۱۰۴ : ۷ - ۹، اعمال ۴ : ۲۴) - وہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ آدمیوں کی بھلائی کے لئے کام کریں (پیدائش ۴۹ : ۲۵، استثنا ۳۳ : ۱۳) اور اُس کی حمد کریں (زبور ۱۴۸ : ۷) یسعیاہ (۱۷ : ۱۲) اور یرمیاہ (۶ : ۲۳) کی تشبیہی زبان میں سمندر مکمل طور پر خدا کے حکم کے ماتحت ہے - خدا نے متعدد مرتبہ اپنی معجزانہ قدرت کا اظہار سمندر کے خلاف کیا (خروج ابواب ۱۴، ۱۵، زبور ۷۷ : ۱۶، یوناہ ابواب ۲،۱) - مسیح خداوند بھی سمندر پر چلے اور طوفان کو تھما دیا (متی ۱۴ : ۲۵ - ۲۳) - خدا کی آخری فتح کے موقع پر آنے والی دنیا میں سمندر بھی آسمان و زمین کے ساتھ جاتا رہے گا (مکاشفہ ۲۱ : ۱) -

سموایل - سموئیل :- بنی اشکار کے ایک خاندان کا سردار (۱ - تواریخ ۷ : ۲) - نیز دیکھئے سموئیل -

سموت - شموت :- داؤد بادشاہ کے جنگی بہادروں میں سے ایک (۱ - تواریخ ۱۱ : ۲۷) - ممکن ہے کہ ۲ - سموئیل ۲۳ : ۲۵ کا سمہ (شمہ) اور ۱ - تواریخ ۲۷ : ۸ کا سمہوت (شمہوت) ایک ہی شخص ہو -

سموع - شموع :- (عبرانی = سُنا گیا، یا مشہور) -
۱ - روبن کے قبیلے سے زکور کا بیٹا جسے موسیٰ نے گیارہ اور لوگوں کے ساتھ ملکِ کنعان کی جاسوسی کے لئے بھیجا (گنتی ۱۳ : ۴) -

۲ - بت سموع یعنی بت سبع کے بطن سے داؤد کا بیٹا (۱ - تواریخ ۱۴ : ۴ اور ۲ - سموئیل ۵ : ۱۴ میں اس کے ہجے سموعہ ہیں اور ۱ - تواریخ ۳ : ۵ میں سمعا ہے) -

۳ - ایک لاوی جو عبدا کا باپ تھا (نحمیاہ ۱۱ : ۱۷ - ۱ - تواریخ ۹ : ۱۶ میں ہجے سمعیاہ ہیں) -

۴ - ایک کاہن جو اپنے آبائی خاندان کا سردار تھا (نحمیاہ ۱۲ : ۱۸) -

سموئیل :- (عبرانی = خدا کا نام یا اُس کا نام ایل ہے) -
۱ - سموئیل نبی - اس کو اکثر آخری قاضی (مقابلہ کیجئے اسموئیل ۷ : ۶، ۱۵ - ۱۷) اور پہلا نبی کہا جاتا ہے (۱ - سموئیل ۳ : ۲۰، اعمال ۳ : ۲۴، ۱۳ : ۲۰) - وہ افرائیم کے کوہستانی ملک میں راماتیم صوفیم کے ایک شخص القانہ کا بیٹا تھا - اُس کی ماں کا نام حنّہ تھا - سموئیل کی پیدائش کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے والدین خدا پرست تھے - چونکہ حنّہ بانجھ تھی اس لئے اُس نے اپنے دلی غم کو خدا کے آگے انڈیلا - وہ خدا پر ایمان رکھتی تھی کہ وہ اس کی دعا کا جواب ضرور دے گا - لہٰذا اس نے عہد کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو خدا کو دے دیگی - جب سموئیل نبی پیدا ہوا تو حنّہ نے اپنا وعدہ پورا کیا - جب لڑکے کا دودھ چھڑایا گیا تو وہ اُسے سیلا میں خداوند کے گھر لے گئی اور سردار کاہن عیلی کے سپرد کر دیا - پھر اُس نے دعا میں خداوند کی حمد کی (عام طور پر اِسے حنّہ کا گیت کہا جاتا ہے ۲ : ۱ - ۱۰) - سموئیل نبی خداوند کے گھر میں پروان چڑھا - وہ بچپن ہی سے اُس کی خدمت کرنے لگا (۲ : ۱۱، ۳ : ۱) - ہر سال جب اُس کے والدین قربانی چڑھانے سیلا میں آتے تو اُس کی ماں اس کے لئے ایک چھوٹا سا جبّہ بنا کر لاتی - وہ زمانہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے زوال پذیر تھا - عیلی کے بیٹے کہانت کے قطعی لائق نہ تھے - اپنے لالچ کے باعث وہ قربانی کے قوانین کو بھی توڑ دیتے تھے (۲ : ۱۲ - ۱۷)، یہاں تک کہ وہ خیمۂ اجتماع کے دروازے پر خدمت کرنے والی عورتوں کی بے حرمتی کرتے تھے (۲ : ۲۲) - عیلی انہیں ملامت تو کرتا تھا لیکن سختی سے نہیں - پس خدا نے فرمایا کہ وہ اُسے بھی سزا دے گا (۲ : ۲۷ - ۳۶) -

اس زمانے کے اِن حالات میں خدا کے ساتھ اُس کے لوگوں کا رابطہ بہت کمزور پڑ چکا تھا - ایک رات خدا نے سموئیل کو بلایا اور اُس پر ظاہر کیا کہ وہ عیلی کے خاندان کے ساتھ کیا کرے گا - خداوند نے سموئیل کو برکت دی اور "اس کی باتوں میں سے کسی کو مٹی میں نہ ملنے دیا" (۳ : ۱۹) - چنانچہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہو گیا کہ سموئیل خداوند کا نبی ہے - جب عیلی نے سُنا کہ فلستیوں کے ساتھ لڑائی میں اُس کے دونوں بیٹے مارے گئے اور خداوند

کا صندوق بھی چھن گیا ہے تو وہ بھی گر کر جاں بحق ہو گیا۔ بعد میں جب عہد کا صندوق اسرائیل کو واپس ملا تو سموئیل نبی نے لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ اپنے درمیان سے اجنبی دیوتاؤں کو دُور کریں اور صرف خداوند اپنے خدا کی پرستش کریں (۷: ۳)۔ جب اسرائیلی مصفاہ میں جمع ہوئے تو فلستیوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ لیکن سموئیل نے خدا سے دعا کی اور وہ فلستیوں پر کڑک کے ساتھ گرجا اور انہیں گھبرا دیا۔ تب اسرائیلیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر سموئیل نے بطور یادگار ایک پتھر نصب کیا اور اس کا نام "ابن عزر" رکھا (مدد کا پتھر، ۷: ۱۲)۔

سموئیل نے جو قاضی اور کاہن تھا رامہ میں سکونت اختیار کی جہاں وہ لوگوں کا انصاف کیا کرتا تھا۔ وہاں اس نے ایک مذبح بھی بنایا۔ وہ سال بسال بیت ایل، جلجال اور مصفاہ میں بھی دَورہ کرتا تھا (۷: ۱۵)۔ اپنی آخری عمر میں اُس نے اپنے بیٹوں یوایل اور ابیاہ کو بیرسبع میں قاضی مقرر کیا (مقابلہ کیجیئے ۱۔ تواریخ ۶: ۲۸)، لیکن لوگوں نے احتجاج کیا کہ اُس کے بیٹے اُس کی راہ پر نہیں چلتے اور رشوت لے کر انصاف کو بدل دیتے ہیں لہٰذا انہوں نے اپنے لئے ایک بادشاہ کی درخواست کی تاکہ وہ اور قوموں کی طرح اُن کی عدالت کرے (۸: ۶)۔ سموئیل کو ان کی یہ درخواست بہت ناگوار گزری لیکن خدا نے اُسے ان کی درخواست منظور کرنے کو کہا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ ان کو جتا دے کہ بادشاہ کا حکومت کرنے کا طریقہ کیسا ہو گا۔ پھر سموئیل کی ملاقات ساؤل بن قیس سے ہوئی جو اپنے باپ کے گدھوں کو تلاش کر رہا تھا۔ جب ساؤل نے تلاش ترک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اُس کے نوکر نے اُس سے کہا "اس شہر میں ایک مردِ خدا ہے جس کی بڑی عزّت ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ سب ضرور ہی پورا ہوتا ہے" (۹: ۶)۔ ۱۔ سموئیل باب ۹ میں سموئیل کو نبی کہا بجائے "غیب بین" کہا گیا ہے کیونکہ "جس کو اب نبی کہتے ہیں اس کو پہلے غیب بین کہتے تھے" (آیت ۹)۔ خدا نے سموئیل نبی کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ساؤل اس سے ملنے آئے گا۔ ساؤل سے پہلی ملاقات پر نبی نے اسے خفیہ طور پر بادشاہ مسح کیا (۱۰: ۱) اور بطور ثبوت چند ایک ایسی باتیں بتائیں جو سچ ثابت ہوئیں (۱۰: ۱-۱۳)۔ پھر سموئیل نبی نے اسرائیلیوں کو مصفاہ کے مقام پر جمع ہونے کے لئے کہا اور وہاں قوم نے اُس کے انتخاب کی تصدیق کی۔ سموئیل نے لوگوں کو بادشاہ کے حقوق اور فرائض بتائے اور اُنہیں لکھ کر خداوند کے حضور رکھ دیا (۱۰: ۲۵)۔ ساؤل کے عمونیوں پر فتح پانے کے بعد سموئیل نے پھر لوگوں کو جلجال میں جمع ہونے کو کہا اور وہاں پھر ساؤل کے بادشاہ ہونے کی تصدیق کی۔ اب سموئیل بہت عمر رسیدہ ہو گیا تھا اس لئے وہ خود پیچھے رہ کر بادشاہ کو آگے لانے لگا۔ اپنے الوداعی پیغام میں اس نے اسرائیل کے ساتھ خداوند کے سلوک کو دھرایا اور انہیں یاد دلایا کہ خداوند کی خدمت کرنا اُن پر فرض ہے۔ اُس نے خداوند سے درخواست کی کہ وہ اپنے نبی کے الفاظ کی تصدیق کرنے کے لئے مینہ برسائے حالانکہ وہ گیہوں کاٹنے کا موسم تھا۔ خدا نے مینہ برسایا اور "سب لوگ خداوند اور سموئیل سے نہایت ڈر گئے" (۱۲: ۱۸)۔ لوگوں نے سموئیل سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے دعا کرے۔ اُس نے جواب میں فرائض اور شفاعت پر ایک بہت اہم بیان دیا۔

اس کے بعد سموئیل اُس وقت نظر آتا ہے جب کہ فلستیوں کے حملے کے خطرے کے پیشِ نظر ساؤل بادشاہ نے لوگوں کو جلجال میں جمع ہونے کے لئے کہا۔ جب سموئیل کو خدا کے حضور قربانی گزراننے کے لئے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو ساؤل نے خود ہی قربانی گزرانی۔ عین اُسی وقت نبی آ گیا اور ساؤل کو کہا کہ تُو نے بے وقوفی اور نافرمانی کی ہے اور بطور سزا تیری سلطنت قائم نہیں رہے گی۔ پھر سموئیل جبعہ کو چلا گیا اور ساؤل نے فلستیوں کو شکست دی۔ ساؤل کی اِس فتح کے بعد سموئیل نے اُسے عمالیقیوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے کہا (باب ۱۵)۔ اِس مرتبہ بھی ساؤل مکمل تابع فرمانی کرنے میں قاصر رہا۔ سموئیل نے اُسے مکمل تابع فرمانی کی ضرورت کو یاد دلایا اور بتایا کہ خدا نے اُسے ردّ کر دیا ہے۔ یہ سموئیل اور ساؤل کی آخری ملاقات تھی (۱۵: ۳۵)۔ سموئیل رامہ میں اپنے گھر واپس چلا گیا اور ساؤل کے لئے غم کھاتا رہا۔ کچھ عرصے کے بعد خدا نے سموئیل کو پھر "بادشاہ ساز" مقرر کیا اور اُسے بیت لحم کو بھیجا تاکہ وہ وہاں ایک نوجوان چرواہے داؤد کو ساؤل کا جانشین ہونے کے لئے مسح کرے (مقابلہ کیجیئے ۱۔ تواریخ ۱۱: ۳)۔ بعد ازاں جب داؤد، ساؤل کے پاس سے بھاگا تو ایک موقع پر اُس نے رامہ کے نیوت میں سموئیل کے پاس پناہ لی جہاں وہ انبیاء کی جماعت کا سربراہ تھا (۱۹: ۱۸)۔ جب ساؤل داؤد کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا تو خدا کا رُوح اُس پر بھی نازل ہوا اور وہ بھی سموئیل کے سامنے نبوّت کرنے لگا (۱۹: ۲۳-۲۴)۔ سموئیل نے خدا کی خدمت کو منظّم کرنے اور اُسے عملی جامہ پہنانے میں جو کردار ادا کیا اُس پر ۲۔ تواریخ میں مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ داؤد اور سموئیل نے خیمۂ اجتماع کے لئے دربان مقرر کئے (۱۔ تواریخ ۹: ۲۲)۔ اس نے خداوند کے گھر کے لئے نذر کو بھی مخصوص کیا (۱۔ تواریخ ۲۶: ۲۸)۔ وہ خدا کی خدمت میں بڑا سرگرم تھا اور اُس نے فسح کی عید بڑی دھوم دھام سے منائی (۲۔ تواریخ ۳۵: ۱۸)۔ سموئیل مُصنّف بھی تھا (مقابلہ کیجیئے ۱۔ سموئیل ۱۰: ۲۵)۔ ۱۔ تواریخ ۲۹: ۲۹ کے مطابق سموئیل غیب بین نے ایک تواریخ کی کتاب بھی لکھی یہودی روایات کے مطابق بائبل کی وہ کتابیں جو اُس کے نام سے کہلاتی ہیں اُسی کی تصنیف ہیں۔ جب سموئیل نے وفات پائی تو اُس وقت ہنوز ساؤل ہی بادشاہ تھا۔ رامہ کے باشندوں نے نبی کو اس کے اپنے گھر میں دفن کیا (۱۔ سموئیل ۲۵: ۱)۔

سموئیل نے بادشاہ کو آخری پیغام اُس وقت دیا جب ساؤل نے اُسے ایک جن کی آشنا عورت کی معرفت بلوایا (۱۔ سموئیل ۲۸: ۱۵-۱۹)۔

سموئیل کا ذکر عہدِ عتیق کی دیگر کتب میں بھی آیا ہے۔ وہ مردِ دعا تھا۔ زبور ۹۹: ۶ میں بتایا گیا ہے کہ وہ اُن میں سے ایک تھا جنہوں نے "خداوند سے دُعا کی"۔ یرمیاہ ۱۵: ۱ میں سموئیل کی شفاعت کا ذکر ہے۔ پطرس رسول اُسے نئے عہد کے واقعات کی پیشینگوئی کرنے والا بیان کرتا ہے (اعمال ۳: ۲۴)۔ پولس، پسدیہ کے انطاکیہ میں منادی کرتے وقت اُس کا ذکر کرتا ہے (اعمال ۱۳: ۲۰)۔ عبرانیوں باب ۱۱ میں ایمان کے سورماؤں کی جو فہرست دی گئی ہے اُس میں سموئیل کا نام بھی ہے۔

پرانے عہد نامہ میں سموئیل نبی کے سلسلہ میں جن مقامات کا ذکر آیا ہے، ان میں سے کئی ایک کی شناخت کر لی گئی ہے۔ چند ایک کو ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے کھود بھی نکالا ہے، مثلاً سیلا، مصفاہ، جبع اور بیت ایل۔

۲۔ شمعون کے قبیلے کا ایک فرد جسے خداوند نے یشوع کے ماتحت کنعان کی زمین بانٹنے کے لئے مقرر کیا (گنتی ۳۴: ۲۰)۔

سموئیل کی کُتب:-

سموئیل کی کتابوں میں اسرائیل میں حکومتِ الٰہیہ کی جگہ بادشاہت کے رواج پانے کا ذکر ہے جو ساؤل کے عہد اور داؤد کے ہنگامہ خیز دور پر مشتمل ہے۔ اجمالی طور پر سموئیل، ساؤل اور داؤد کی زندگیوں اور کارناموں کے پیشِ نظر ان کتابوں کو ۳ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتب کوئی سو برسوں پر محیط ہیں (۱۰۵۰ ق م سے ۹۵۰ ق م تک)۔ عبرانی کاتب سموئیل کی دونوں کتب کو ایک ہی کتاب شمار کرتے تھے۔

۱۔ مُصنف

مصنف یا مصنفوں کا کوئی واضح ذکر یہاں نہیں ملتا۔ ۱۔ تواریخ ۲۹: ۲۹ سے ظاہر ہے کہ اسے سموئیل، ناتن اور جاد کی مشترک تصنیف کہا جا سکتا ہے" اور داؤد بادشاہ کے کام شروع سے آخر تک سب کے سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں ... لکھے ہیں"۔ یہاں یہ واضح طور پر درج ہے کہ سموئیل نے خود تحریری یادداشتیں مرتب کی تھیں (۱۔ سموئیل ۱۰: ۲۵)۔

۲۔ سموئیل کی پہلی کتاب کے مضامین

یہ کتاب سموئیل کی پیدائش کے ذکر سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے اجداد کا ذکر جو اُس کے خاندانی پس منظر کے ضمن میں آتا ہے اُس دور کی دینی رسومات اور کیفیت پر دلچسپ روشنی ڈالتا ہے عیلی سردار کاہن کی کہانی بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔

ا۔ سموئیل کا دَور

پہلے باب میں ایک ایسے خاندان کا ذکر ہے جو گھریلو تنازعوں کے باعث تلخیوں کا گہوارہ بنا ہؤا ہے۔ اور اس تلخی کو پاک رسوم سے بھی کم نہ کیا جا سکا۔ کہانت کی ضیافتوں کی جو جھلک ہمیں یہاں نظر آتی ہے (۲: ۱۲ مابعد) اُسے بھی بخوبی شناخت کیا جا سکتا ہے۔ القانہ بذاتِ خود ایک مہربان اور مخلص شوہر تھا اور حنّہ ایک متقی عورت تھی۔ اور جب اُس کے ایمان کا ثمر اُسے ایک فرزندِ نرینہ کی شکل میں ملا تو اُس نے جس گیت میں شکرگزاری کا اظہار کیا ہے وہ عہدِ عتیق کے عظیم گیتوں میں شمار ہوتا ہے (۲: ۱ تا ۱۰)۔ خدا نے عیلی کو دو بار تنبیہ کی۔ ایک مرتبہ خدا کے ایک بندے کی زبان سے ۲: ۲۷ مابعد) اور دوسری مرتبہ سموئیل کی ایک خاص رویا کے وسیلے سے (۳: ۴ مابعد)۔ سموئیل، عیلی کے اصرار پر پیغام کھول کر بتا دیتا ہے۔ لیکن عیلی نے ماتھے پر بل ڈالے بغیر اسے قبول کر لیا۔ عیلی اپنے سرکش بیٹوں کو راہِ راست پر نہ لا سکا اور خدا نے اُس کے گھرانے کو رد کر دیا (۳: ۱۲)۔ فلستیوں کے ہاتھوں اسرائیل کی شکست اور عہد کے صندوق کے چھن جانے اور دو بیٹوں کی موت کی تاب نہ لاتے ہوئے بوڑھا عیلی بھی چل بسا (۴: ۱۷، ۱۸)۔

فلستیوں نے عہد کے صندوق کو دجون کے مندر میں جا کر رکھ دیا۔ لیکن جب خدا نے اُن پر آفت نازل کی تو انہوں نے اِسے واپس بھیج دینے کا فیصلہ کیا۔ عہد کے صندوق کو ایک ایسی گاڑی میں رکھا گیا جسے ایسی دو گائیں کھینچ رہی تھیں جن کے بچھڑے ان سے علیحدہ کئے گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ بیت شمس کو نکل گئیں۔ گلٹیوں کے ساتھ چوہوں کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ طاعون کی وبا تھی (۶: ۱۰ مابعد)۔ جب عہد کا صندوق اسرائیل میں پہنچا تو اسے ابیندآب کے گھر رکھ دیا گیا جہاں یہ اُس وقت تک رہا جب تک کہ داؤد اسے یہاں سے لے نہ گیا (۲۔ سموئیل ۶: ۴)۔

اب سموئیل نہ صرف ریاست کا امیر تھا بلکہ روحانی معاملات میں بھی اُس کی رائے حتمی سمجھی جاتی تھی، اس لئے اُس نے اپنا اولین فرض لوگوں کو دین کی طرف بلانا سمجھا۔ اُس کی غیر دینی سرگرمیوں میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ اسرائیل میں تین مرکزوں میں جا کر انصاف کیا کرے۔ جب سموئیل سن رسیدہ ہو گیا تو اُس نے قاضی کی خدمت میں اپنے دونوں بیٹوں کو بھی شریک کر لیا اور اُنہیں بیر سبع کے علاقہ میں مقرر کیا۔ لیکن اُن کی بداعمالیوں اور خیانتوں کے باعث اسرائیل کے بزرگوں نے بڑا شور و غوغا کیا اور اُنہوں نے سموئیل سے ایک بادشاہ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ خدا نے سموئیل کو اس کی اجازت تو دے دی لیکن یہ بھی جتا دیا کہ ان کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا (۸: ۹ مابعد)۔ لیکن پھر بھی لوگ اپنے مطالبے سے دستبردار نہ ہوئے اور بادشاہت بُری طرح ناکام ہوئی۔

ب۔ ساؤل کا مسح اور تخت نشینی

سموئیل جب اپنے آبائی شہر (صوف کے ملک) میں تھا تو اُس وقت وہ خدا کی ہدایت کے مطابق ایک دینی رسم ادا کرنے نکلا ہؤا تھا جس کے وسیلے ایک شخص کو اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرنا تھا۔ یہاں یہ مجمع محض اتفاقی تھا۔ لیکن سموئیل کا ساؤل کو مسح کرنا محض ایک اتفاقی غیب بینی کا نہ تھا جس طرح کہ گدھے پالنے والے نوجوان نے سمجھ رکھا تھا۔

جب سموئیل کی ساؤل سے بظاہر اتفاقیہ ملاقات ہوئی تو سموئیل نے اُسے دعوت پر مدعو کیا اور مہمان خصوصی کا رتبہ دیا۔ اگلے روز اُسے خدا کے ممسوح کے طور پر تیل سے مسح کیا۔ بعد میں اس الٰہی انتخاب کا عام مظاہرہ غالباً قُرعہ کی مدد سے کیا گیا جس کے ذریعے ساؤل کو شناخت کیا گیا (۱۰: ۲۰، ۲۱) اور اُس نے اپنے اس انتخاب کو فوراً ہی عمونیوں کو شکست دے کر ثابت کر دکھایا (۱۱: ۱۱)۔ سموئیل نے قوم کو جلجال میں جمع کیا اور انہوں نے ساؤل کو بادشاہ تسلیم کر لیا (۱۱: ۱۴)۔

سموئیل نے اپنے ریاستی فرائض سے سبکدوش ہونے سے پیشتر ایک خطاب کیا جس میں اس نے خدا کے اُن بڑے بڑے کاموں کا بیان کیا جو اُس نے اسرائیل کے لئے کئے تھے۔ لوگوں نے بھی اُس کی وفادارانہ اور دیانتدارانہ خدمات کا اعتراف کیا۔ آخر میں اُس نے اُنہیں یقین دلایا کہ وہ اُن کے لئے دعا کرتا رہے گا۔ اُس نے انہیں خدا کی خدمت کے لئے اُبھارا اور بداعمالیوں کے بھیانک نتائج سے خبردار کیا (۱۲: ۱ مابعد)۔

ساؤل اب بادشاہ تھا لیکن اس نے دینی معاملات میں مداخلت کی فاش غلطی کی۔ پہلے اُس نے کہانت کے فرائض کو اپنے ہاتھ میں لینے کی غلطی کی (۱۳: ۹)۔ سموئیل اِس نازک موقع پر آوارد ہؤا اور اس کی حماقت پر اُسے ملامت کی جس کے نتیجے میں اُس کے گھرانے کو ردّ کر دیا گیا۔

اس کی دوسری غلطی عمالیقیوں کے نابود کرنے کے الٰہی حکم کی خلاف ورزی تھی (۱۵: ۳)۔ سموئیل نے اُس کی مذمّت کی اور اُسے بتایا کہ دینی رسُوات کی ادائیگی پر فرمانبرداری کو فوقیت حاصل ہے۔ ایک راست رسم ایک راست دل کا بدل نہیں ہے۔ اُسے دوبارہ آگاہ کیا گیا کہ خدا نے اُسے ردّ کر دیا ہے۔ سموئیل نے پھر بھی اُس کی یہ درخواست مان لی کہ وہ لوگوں کے سامنے اُس کی عزّت کرے تاکہ خارجی معاملات اُس کے ہاتھ میں رہیں (۱۵: ۳۰)۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ نبی نے خود اجاج کو قتل کیا یا اُسے کسی دوسرے نے موت کے گھاٹ اتارا۔ اب سموئیل نے ساؤل سے قطع تعلقی اختیار کر لی اور کبھی اسے ملنے نہ آیا۔ سموئیل، ساؤل کے باعث غمزدہ تھا۔ اس کے جواب میں خدا نے اُسے حکم دیا کہ وہ اُس شخص کو مسح کرے جو ساؤل کا جانشین ہونے کو تھا۔ خدا اپنے خادموں کو اکثر تیاری کے طویل مرحلوں سے گزارتا ہے۔

ساؤل کو داؤد کی خبر ہو جاتی ہے (۱۶: ۱۸)۔ غالباً سموئیل کے کسی دوست نے اُسے یہ بتایا ہو۔ داؤد کو سلاح بردار بنایا گیا جو شائد ایک اعزازی مرتبہ تھا۔

ج۔ داؤد اور جاتی جولیت

فلستی اور اسرائیلی فوجیں حالتِ جنگ میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھیں۔ ساؤل کو آرام آجانے کے بعد اب غالباً داؤد کو گھر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ اُس کے دیگر فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کو جو جنگ کے منتظر بیٹھے تھے میدانِ جنگ میں خورد و نوش کا سامان پہنچائے۔ یہاں "داؤد۔ ساؤل کے پاس سے آیا جایا کرتا تھا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اکثر گھر پر ہی رہا کرتا تھا۔ "ساؤل" سے یہاں مراد "ساؤل کی فوج" ہے۔

جاتی جولیت جو ۹ فٹ سے زائد قد کا دیوہیکل انسان تھا اور ڈیڑھ من کے قریب وزنی ہتھیار پہنے تھا وہ دونوں فوجوں کے درمیان حائل وادی میں اُتر آیا اور اسرائیلیوں میں سے کسی کو مقابلے کی دعوت دی (۱۷: ۱ مابعد)۔ داؤد جو مردِ ایمان تھا دلیری پاکر آگے بڑھا اور اِس دعوت کو قبول کر لیا۔ بے شک ساؤل کو بھی اس کی اجازت دینی پڑی (۱۷: ۳۷)۔
داؤد نے اپنے فلاخن ہی پر بھروسہ کیا جس کے استعمال میں وہ تاک تھا۔ وہ غالباً آدھ آدھ سیر بھر کے پتھروں کو بآسانی فلاخن میں پھینک لیتا ہو گا۔ ایک فلاخن سے ۱۰۰۔ ۱۵۰ میل کی رفتار سے نکلا ہؤا پتھر بڑا مہلک ہوتا تھا۔ اُس کا نشانہ اہلِ جِبعہ سے کم نہ تھا جو بال پر بھی شست باندھتے تو خطا نہ ہوتی تھی (قضاة ۲۰: ۱۶)۔ اُس کا پہلا ہی پتھر جولیت کی پیشانی پر پڑا اور غالباً وہ چکرا کر گر پڑا۔ داؤد نے اپنے مدِمقابل کو اُسی کی تلوار سے ٹھکانے لگا دیا اور اُس کا سر تن سے جدا کر ڈالا۔

داؤد سب کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔ ساؤل غالباً ذہنی عارضے کے باعث یا نوجوانوں کے ہمہ وقت مجمع کے باعث اُسے شناخت نہ کر سکا اور اُن کی ملاقات کو بھی غالباً مدت بیت چکی تھی اور اب تو داؤد کا حلیہ بھی کافی بدل چکا ہو گا۔ حقیقت یہ تھی کہ داؤد اپنے جیسوں کے درمیان ایک قومی ہیرو بن گیا تھا۔ اب عوام میں بھی اُس کا چرچا ہونے لگا اور اس کی جرأت کی دھوم مچ گئی۔ پھر وہ ساؤل کا داماد بھی بن گیا۔ اب اُس کے روشن مستقبل کے پیشِ نظر شائد ہی کوئی بھانپ سکتا ہو گا کہ یہ کبھی ایک گمنام لڑکا تھا۔ داؤد کی ایک اور فتح جو جولیت کو شکست دینے سے بھی بڑھ کر تھی، وہ یونتن کی دوستی تھی (۱۸: ۱-۴)۔ یہ بادشاہ کے بیٹے کی غیر حاسدانہ طبیعت کے باعث ممکن ہُوا۔

د۔ داؤد اور ساؤل

داؤد پر عوام نے دادِ تحسین کے ڈونگرے برسائے۔ قوم کی بیٹیوں نے اپنے گیتوں میں اسے سراہا۔ جب ساؤل کو علم ہؤا کہ داؤد کے کارناموں کو اُس کے کارناموں کی نسبت بڑھا چڑھا کر بتایا جا رہا ہے تو وہ بڑا جُز بُز ہؤا اور اُس کا پرانا مرض پھر عود کر آیا۔ اس عرصہ میں درباریوں کو یہ تو پتہ چل چکا ہو گا کہ داؤد اِس سے پیشتر بھی ساؤل کے دربار میں رہ چکا ہے۔ یوں ایک بار پھر داؤد کو اُس کے حضور ساز بجانے کو کہا گیا۔ ساؤل نے دوبارہ حسد کے جنون میں داؤد پر بھالا پھینک کر اُسے ہلاک کرنا چاہا اور یہ حسد جنگ کے نتیجے کے بعد اور زیادہ بڑھ گیا ہو گا۔ یہ دَورے اُسے گاہے گاہے پڑتے ہی رہتے ہوں گے اور شائد صرف اُس کے نہایت قریبی ساتھی ہی ان سے واقف ہوں گے (۱۸: ۸ تا ۱۱)۔

ساؤل نے اپنی بیٹی میکل داؤد کے عقد میں دے دی تھی

(۱۸ ؛ ۲۷)۔ جب ساؤل نے بار بار داؤد کو قتل کرنے کی کوشش کی تو وہ بھاگ نکلا اور اپنی بیوی کی مدد سے اپنے تعاقب کرنے والوں کو جُل دے کر نکل گیا۔ میکل نے تعاقب کرنے والوں کو اُلجھانے کے لئے بہانہ بنایا کہ وہ بستر میں بیمار پڑا ہے۔ جو شے اُس نے بستر میں دھوکا دینے کے لئے رکھی تھی اُسے یہاں "ترافیم" کہا گیا ہے۔ سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی شے تھی جو آدمی کے قد کے برابر تھی لیکن ایک اور جگہ یہی لفظ بہت سے چھوٹے چھوٹے مجسموں کے لئے استعمال ہوا ہے (۱۹: ۱۲ مابعد)۔

داؤد بھاگ کر سموئیل نبی کے ہاں چلا گیا جو لوگوں کا روحانی سردار اور باپ ہونے کی وجہ سے ساؤل کی دست بُرد سے بچا ہوا تھا (۱۹: ۱۸-۲۴)۔ وہ رامہ کے ایک شہر نیوت میں مقیم تھا۔ یہاں وہ غالباً نبیوں کے ایک مکتب کا سربراہ تھا جس کا اہم فریضہ غالباً قوم کی روحانی زندگی کی فکر کرنا تھا۔ ایسے ہی مکتب قدیم سامی مشرق میں کاہنوں کے بھی ہوا کرتے تھے۔ ساؤل نے سموئیل کے خلاف طاقت استعمال کرنے سے گریز کیا اور صرف قاصدوں پر اکتفا کیا۔ تین بار قاصد روانہ کئے گئے لیکن ہر بار وہ نبوّت کی روح میں آجاتے۔ آخر جب ساؤل خود گیا تو وہ بھی نبوّت کرنے لگا۔ یہ کہاوت پھر ایک بار (۱۰: ۱۲) تماشائیوں کے ہونٹوں پر آگئی کہ "ساؤل بھی نبیوں میں ہے"۔ یہ بھی فرض کر لیا گیا ہے کہ یہ بات زبان زدِ عام تھی۔ یہاں لفظ "اُس لئے" کے استعمال سے ساؤل کی موجودہ کیفیت سے پُرانی بات کے یاد آجانے کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کہاوت کی اصل کی طرف (۱۹: ۲۴)۔

داؤد نے یونتن کی وساطت سے اُس کے باپ کے سارے ارادوں سے آگاہی حاصل کی۔ اُس نے اُسے خبر دی کہ اُس کا باپ اُس کی جان کے درپے ہے (۲۰: ۱-۴۲)۔ یونتن نے داؤد کو حقائق سے آگاہ کیا لیکن اُس کی حوصلہ افزائی کے طور پر یہ بھی کہا کہ اُسے یہ یقین ہے کہ جیت آخر اُسی کی ہوگی۔

د۔ داؤد کے ایّامِ آوارگی

داؤد کو بھگوڑا بننے پر مجبور کر دیا گیا (۲۱: ۱ مابعد) اور اُس نے نوب میں اخیملک کاہن سے ملاقات کی اور اُس سے روٹیاں اور جولیت کی تلوار حاصل کی۔ اخیملک کو اس دوستانہ تعاون کی اُسے بڑی بھاری قیمت چکانا پڑی۔ اُس کے بیٹے ابیاتر کے سوا اُس کا سارا گھرانہ ساؤل کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتارا گیا (۲۲: ۶-۲۳)۔

داؤد نے عدلّام میں ایک مغارے کو اپنی کمین گاہ بنایا جہاں اُس کے باپ کا گھرانہ اور بھگوڑوں اور ستائے ہوؤں کا ایک گروہ بھی اُس کے ساتھ آملا (۲۲: ۱-۵)۔ یہ بھانپتے ہوئے کہ معاملہ طول پکڑے گا اس نے اپنے والدین کو موآب کے بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا۔ جاد نبی کے کہنے پر داؤد خود یہوداہ میں گیا (۲۲: ۵)۔

داؤد نے اب اپنے ساتھیوں کو منظم کرنے اور تربیت دینے پر خاص توجہ دی یہاں تک کہ وہ فلستیوں سے بھی دو دو ہاتھ کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ اس نے قعیلہ کے لوگوں کو اُن کے ہاتھوں سے بچایا لیکن وہی لوگ بعد میں اُسے دغا سے ساؤل کے حوالہ کرنے لگے تھے (۲۳: ۱ تا ۱۴)۔ داؤد زیف کے جنگلوں میں جا چھپا (۲۳: ۱۴) لیکن زیف کے لوگوں نے ایک بار پھر ساؤل کو اُس کے ٹھکانے سے آگاہ کر دیا (۲۶: ۱، ۲)۔ داؤد کو پہلے ہی اُن کی دغابازی کا علم ہو گیا ہوگا اس لئے زیادہ تر زیف کے لوگ ہی اُس کے انتقام کا نشانہ بنتے رہے۔ ساؤل اور داؤد کی مڈبھیڑ کے دونوں واقعات میں مشترک بات مخبروں کی شخصیتیں ہی ہیں (۲۴: ۱-۲۳؛ ۲۶: ۱-۲۵)۔ مقامات فرق فرق ہیں۔ عین جدی (۲۴: ۱) اور حکیلہ کا پہاڑ یا پہاڑیاں جو دشتِ زیف میں ہیں (۲۶: ۱، ۲)۔ پہلے واقعہ میں داؤد ساؤل کے جُبّہ کا دامن کاٹ لاتا ہے (۲۴: ۴) اور دوسرے میں وہ نیزہ اور پانی کی صراحی اُٹھا لاتا ہے (۲۶: ۱۱)۔ پہلے واقعہ میں داؤد بڑا مؤدب (۲۴: ۸) ہے لیکن دوسرے میں گستاخ نظر آتا ہے (۲۶: ۱۴)۔ پہلے واقعہ کے نتیجے میں ساؤل سنگدلی کا مظاہرہ کرتا ہے (۲۶: ۲۲) لیکن دوسرے واقعہ کے بعد بڑا دل برداشتہ ہو جاتا ہے (۲۷: ۱)۔ داؤد جیسے شخص کے مزاج میں ایسی نمایاں تبدیلی آتے آتے بڑا وقت لگا ہوگا۔ اس لئے اِن دونوں واقعات کے درمیان غالباً کئی برسوں کا طویل وقفہ ہے۔ ایک واقعہ کا دوبارہ پیش آجانا تاریخ میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

آخر داؤد کو ناچار جات کے فلستی بادشاہ اکیس کی پناہ لینی پڑی جس نے اُسے صقلاج میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی (۲۷: ۱-۱۲)۔ لیکن یہاں سے بھی داؤد نے اپنے لوگوں کے مخالفوں کے حملوں کے مقابلہ میں اُن کی مدد کرنے کا کوئی موقع جانے نہ دیا۔ اُس نے اگرچہ اکیس کا اعتماد حاصل کر لیا تھا لیکن اُس کے فوجی سردار اُس سے مطمئن نہ تھے اور جب انہوں نے اسرائیل کے ساتھ ایک بڑے پیمانے پر حملے کا منصوبہ بنایا تو انہوں نے اُس کی شرکت پر خوب ناک بھوں چڑھائی (۲۹: ۱ تا ۱۱)۔ داؤد جو پہلے ہی اُن کا ساتھ دینے سے کترا رہا تھا جب واپس لوٹا تو صقلاج کو عمالیقیوں نے خوب لوٹا اور جلایا ہوا تھا۔ اُس کے باشندے جن میں اس کی دونوں بیویاں بھی شامل تھیں اسیر ہو چکے تھے۔ اُس نے حملہ آوروں کو جا لیا اور انہیں تہ تیغ کیا اور لوٹ کا سارا مال مع مالِ غنیمت واپس لے آیا جس کا کچھ حصّہ اُس نے یہوداہ کے بزرگوں کو بھی بھیجا (۳۰: ۱-۳۱)۔

ہ۔ ساؤل کی موت

۲۸: ۱ تا ۲۵ میں ہم دل گرفتہ ساؤل کو عین دور میں ایک جن کی آشنا

کے ہاں پاتے ہیں جہاں وہ آنجہانی سموئیل سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ وہ جو وہاں ظاہر ہوتا ہے اور اسے اسرائیل کی شکست اور اس کے بیٹوں کی موت کی خبر دیتا ہے۔ اس خبر نے کوہِ جلبوعہ پر فلستیوں کے ساتھ جنگ کے بعد حقیقت کا روپ دھار لیا (۳۱: ۱-۱۳)۔

۳۔ سموئیل کی دُوسری کتاب کے مضامین

اب داؤد مرکزی کردار بن جاتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب اُسی کی سرگزشت ہے اس لئے تذکرہ کی وحدت شاذ ہی کہیں اِدھر اُدھر کے ذکر سے متاثر ہوتی ہے۔

اس کتاب کا آغاز ایک عمالیقی کی آمد سے ہوتا ہے، جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ابھی ابھی میدانِ جنگ سے لوٹا ہے اور اس نے ساؤل کی درخواست پر اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے (۲-سموئیل ۱: ۱ تا ۱۶)۔

ساؤل اور یونتن کے لئے داؤد کا نوحہ بڑا دردناک ہے (۱: ۱۷-۲۷)۔ آیت ۱۸ غالباً ایک سرکاری یادداشت کا حوالہ ہے (یشوع ۱۰: ۱۳)۔

داؤد نے اپنی قیام گاہ صقلاج سے حبرون منتقل کر لی جہاں اہلِ یہوداہ نے اُسے یہوداہ کا بادشاہ مسح کیا (۲: ۱ تا ۴)۔ ساؤل کے سپہ سالار ابنیر نے ساؤل کے بیٹے اِشبوست کو اسرائیل کے تخت پر بٹھا دیا (۲: ۸، ۹)۔

بعد ازاں ابنیر اور داؤد کے بھانجے یوآب میں جو بعد میں سپہ سالار بنا ایک المناک جھڑپ ہوئی ہے۔ اِس خونی جھڑپ کے نتیجے میں ابنیر اپنے دفاع میں یوآب کے چھوٹے بھائی عساہیل کو قتل کر دیتا ہے (۲: ۱۲-۳۲)۔ بعد میں جب اشبوست اور ابنیر میں اَن بَن ہو جاتی ہے تو ابنیر اسرائیل کو بھی داؤد کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور جب وہ داؤد کے ساتھ اپنے مذاکرات مکمل کر کے لوٹ رہا ہوتا ہے تو یوآب اُسے دھوکے سے قتل کر ڈالتا ہے (۳: ۶-۲۹)۔ ابنیر کی موت کے بعد دو آدمی غالباً داؤد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اشبوست کو قتل کر ڈالتے ہیں لیکن جب وہ داؤد کو اپنی کارستانی سنانے آتے ہیں تو وہ انہیں سزائے موت سُنا دیتا ہے (۴: ۱ تا ۱۲)۔

اسرائیلی بھی حبرون میں آ کر داؤد کو اُن پر حکومت کرنے کی دعوت دیتے ہیں (۵: ۱-۵)۔ داؤد کا اگلا معرکہ یروشلیم کو فتح کرنا ہے (۵: ۶-۱۰)۔ اب اُس کو بڑی عظمت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ تعمیرات کی طرف راغب ہوتا ہے جس میں صور کا بادشاہ حیرام اُس کا ہاتھ بٹاتا ہے (۵: ۱۰-۱۲)۔ جب اسرائیل کے قدیم دشمن فلستی اُس پر حملہ آور ہوتے ہیں تو منہ کی کھاتے ہیں (۵: ۱۷-۲۵)۔

اب داؤد اپنی قوم کی دینی زندگی کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ ابیندآب کے گھر سے (۱-سموئیل ۷: ۱) عہد کا صندوق یروشلیم میں لاتا ہے (۶: ۱-۲۳) اور خدا کے لئے ایک گھر بنانے کا منصوبہ بناتا ہے۔ لیکن خدا ناتن نبی کی معرفت اُسے آگاہ کرتا ہے کہ یہ شرف اُس کے بیٹے کے لئے محفوظ رکھا گیا ہے (۷: ۱ تا ۲۹)۔

باب ۸: ۱ تا ۱۴ میں داؤد کے بڑے بڑے معرکوں کا ذکر ہے جن میں صوباہ کے ارامیوں کی شکست کا حال بھی درج ہے۔

داؤد نے یونتن کے ساتھ اپنے عہد کو نہ بھلایا اور اُس کے بچ رہنے والے ایک فرزند میفبوست کو ڈھونڈ نکالا۔ داؤد نے اُس کی خاندانی جائیداد اُسے لوٹا دی اور اُس سے اپنے فرزندوں کی طرح سلوک کیا (۹: ۱ تا ۱۳)۔

داؤد کی کامیابیوں نے اُسے عیش دوست اور سست بنا ڈالا، یہاں تک کہ ایک دن جب وہ محل کی چھت پر ٹہل رہا ہوتا ہے تو اُس کی نظر اپنی فوج کے ایک سردار اوریاہ کی خوبرو بیوی پر پڑ جاتی ہے۔ اُسے وہ اُس کے خاوند کی غیر موجودگی میں پاس بلوا لیتا ہے۔ اس بدی پر وہ اضافہ یہ کرتا ہے کہ اوریاہ کو جنگ میں ایسی جگہ بھیجتا ہے جہاں سے زندہ بچنا محال تھا۔ اس سارے منصوبہ میں اُس کا ظالم اور بے اصول سپہ سالار برابر کا شریک ہوتا ہے۔ وہ ایسا شخص تھا کہ ایسے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔ ناتن نبی داؤد کو ایک حکایت سُناتا ہے اور اُسے احساس دلواتا ہے کہ وہ کیسے گناہ کا مرتکب ہوا ہے (۱۱: ۱ تا ۱۲: ۱۴)۔ نتیجتاً پیدا ہونے والا ناجائز بچہ مر جاتا ہے۔ بت سبع کا دوسرا بیٹا سلیمان تھا (۱۲: ۲۴، ۲۵)۔

یوآب عمونیوں کو شکست دیتا اور داؤد کو دعوت دیتا ہے کہ ربّہ (جدید عمان) کا محاصرہ کر کے اُسے فتح کر کے نام پیدا کرے۔ وہاں کے باشندوں کو اذیت ناک مشقت میں جکڑا جاتا ہے (۱۲: ۲۶-۳۱)۔ ۱-تواریخ ۲۰: ۱ تا ۳ میں اِس واقعہ کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ "کاٹا" کیا گیا ہے وہ اصل میں اُس عبرانی لفظ کا حصّہ ہے جس کا مطلب ہے "لگایا"۔ لیکن اس کے آخری حرف کے مِٹ جانے سے اُس کا مطلب "کاٹا" میں تبدیل ہوا۔ اگر یہ مفروضہ صحیح ہے تو داؤد نے اُن لوگوں کو آروں اور لوہے کے ہینگوں اور کلہاڑوں پر لگایا ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔

داؤد کا بیٹا ابی سلوم اپنے بھائی امنون کو قتل کر کے فرار ہو جاتا ہے (۱۳: ۱-۱۹)۔ یوآب اُس کے اور اُس کے باپ کے درمیان صلح کرواتا ہے (۱۴: ۱-۲۴) لیکن بغاوت کی جو چنگاری ابی سلوم کے سینے میں سُلگ رہی تھی ٹھنڈی نہیں پڑتی اور وہ دھوکے سے داؤد کے ۲۰۰ امیروں کو حبرون میں لے جا کر علمِ بغاوت بلند کرتا ہے (۱۵: ۷-۱۲)۔ یہ دیکھ کر داؤد یروشلیم خالی کر جاتا ہے۔ تاریخ میں شاید ہی کبھی کسی پسپائی کی داستان اس تفصیل سے بیان کی گئی ہو (۱۵: ۱۳-۱۶: ۱۴)۔ داؤد کا ایک نہایت معتمد مشیر اخیتفل ابی سلوم کے ساتھ مل جاتا ہے۔

ایک اور مشیر ارکی حوسی اگرچہ ابی سلوم کے ساتھ ہی رہتا ہے وہ درپردہ داؤد کا وفادار ہے اور اخیتفل کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے (۱۶: ۱۵-۱۷: ۲۳)۔

داؤد ابی سلوم کے خلاف میدان مار لیتا اور افرائیم کے دشت کے قریب اُسے شکست دیتا ہے۔ یوآب بادشاہ کے سخت احکامات کے باوجود ابی سلوم کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اِس المناک واقعہ کے بعد داؤد کے لئے فتح کا جشن ماتم میں بدل جاتا ہے (۱۸: ۱-۳۳)۔

داؤد یروشلیم میں لوٹ آتا ہے اور اُسے آتے ہی سبع نامی بینمینی کی بغاوت کو کچلنا پڑتا ہے۔ یہ بغاوت اُس وقت فرو ہو جاتی ہے جب سبع کے اپنے ہی حواری اُس کا سر قلم کر دیتے ہیں (۲۰: ۱ تا ۲۶)۔

۲۱: ۱۵-۲۲ میں اُن واقعات کا ذکر ہے جن کا سلسلہ داؤد کے جاتی جولیت کو قتل کرنے کے بعد چل نکلا تھا۔ یہاں جن واقعات کا ذکر ہے غالباً وہ اُن چیدہ چیدہ واقعات میں سے ہیں جن میں جاتی جولیت کے ناتے داروں نے اُس کی ذلّت آمیز موت کا بدلہ لینے کی کوششیں کیں۔ اگرچہ یہ واقعات جنگ کے لگتے ہیں لیکن انتقام کا سلسلہ ہر موقع پر چلتا رہتا تھا۔

داؤد کا رہائی کا نغمہ (۲۲: ۱-۵۱) زبوروں میں بھی شامل ہے (زبور ۱۸)۔ ۲-سموئیل اور زبور کی کتابوں میں جو اختلافات ہیں وہ غالباً سہو کاتب ہے یا داؤد نے خود یہ تبدیلیاں کی ہوں گی۔

داؤد کے آخری الفاظ ۲۳: ۱ تا ۷ میں پائے جاتے ہیں۔ پھر اُس کے بہادروں اور اُن کے کارناموں کی ایک فہرست ہے۔ اُس کے سورماؤں کی جرأت اور پامردی کے بیان تذکرے اُس کی فوجی کامیابیوں کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتے ہیں (۲۳: ۸-۳۹)۔

داؤد مردم شماری کا فیصلہ کر بیٹھتا ہے۔ اُسے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ۸ لاکھ مرد اُس کے حکم کے منتظر ہیں۔ یوں وہ اپنے فانی وسائل پر اتراتا ہے لیکن جلد ہی اُسے اپنی حماقت کا احساس ہو جاتا ہے۔ اُسے تین طرح کی سزاؤں میں سے ایک کو منتخب کرنے کو کہا جاتا ہے۔ لیکن داؤد اپنے آپ کو خدا کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا ہے اور خدا ایک مختصر عرصہ کے لئے وَبا بھیجتا ہے۔ داؤد ارونا کے کھلیان میں ایک مذبح بناتا ہے جہاں فرشتہ اجل آکر رک جاتا ہے۔ یہ کھلیان کوہ موریاہ پر ہے (۲-تواریخ ۳: ۱)۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں خدا نے اضحاق کا عوضی مہیّا کیا تھا (پیدائش ۲۲: ۸)۔ اس جگہ سے وہ مقام بھی کچھ دُور نہیں جہاں مسیح مصلوب ہوئے۔

۴-خلاصہ

سموئیل کی کُتب اسرائیل کے ایک تاریخ ساز دور کا بیان کرتی ہیں۔ یہاں داؤد ایک عظیم بادشاہ اور مزمور نویس کے روپ میں ہمارے سامنے آتا ہے جسے کسی بھی تاریخ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ یہاں اُس دور کی گھٹیا قدروں کی جھلک بھی ہے لیکن اِس میں اخلاق کی معراج بھی نظر آتی ہے۔ یہاں عبادت کی ظاہری حیثیت اور اس کی رُوح اور حقیقت کے فرق پر بڑھتا ہوا زور واضح نظر آتا ہے۔

سمّہ - شَمّہ :- یسّی کا تیسرا بیٹا اور داؤد بادشاہ کا بھائی (۱-سموئیل ۱۶: ۹)۔ ۱-تواریخ ۲: ۱۳ میں اس کے ہجے سمع ہیں، ۲-سموئیل ۱۳: ۳ میں سمعہ اور ۱-تواریخ ۲۰: ۷ میں سمعی۔

سمہوت - شمہوت :- (عبرانی = بربادی)۔ ایک اِزراخی جو داؤد کی فوج میں پانچویں مہینے کے فریق کا سردار تھا۔ اس کے فریق میں چوبیس ہزار کی نفری تھی (۱-تواریخ ۲۷: ۸)۔

سمّی - شمّای :- (عبرانی - شمعیاہ کا مخفف = یہوواہ نے سُن لیا ہے)۔ یہوداہ کے قبیلے کے تین شخص۔

۱- اونام کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۲۸)۔
۲- بنی حبرون سے رقم کا بیٹا اور معون کا باپ (۱-تواریخ ۲: ۴۴)۔
۳- عزرا کی اولاد سے ایک شخص (۱-تواریخ ۴: ۱۷)۔

سمیدع - شمیداع :- منسّی کے قبیلے سے جلعاد کا بیٹا (گنتی ۲۶: ۳۲؛ یشوع ۱۷: ۲)۔

سمیر - شامیر :- (عبرانی = کانٹے دار باڑ)۔

۱- ایک شہر جو بنی یہوداہ کو دیا گیا (یشوع ۱۵: ۴۸)۔
۲- افرائیم کے کوہستانی ملک میں ایک شہر۔ یہ قاضی تولع کی جائے رہائش اور جائے دفن تھی (قضاۃ ۱۰: ۱، ۲)۔
۳- ایک لاوی جو میکاہ کا بیٹا تھا۔ وہ ہیکل میں خدمت کرتا تھا (۱-تواریخ ۲۴: ۲۴)۔

سمیراموت - شمیراموت :- ۱- داؤد بادشاہ کے وقت دوسرے فریق کا ایک موسیقار لاوی (۱-تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۰)۔
۲- ایک لاوی جسے یہوسفط بادشاہ نے شریعت کی تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا (۲-تواریخ ۱۷: ۸)۔

سن :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۶

سناآہ - سَنآہ :- اس کی اولاد اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲: ۳۵؛ نحمیاہ ۷: ۳۸)۔ انہیں اور جگہ حرفِ تخصیص لگا کر ہسناہ بھی پکارا گیا۔ انہوں نے مچھلی پھاٹک بنایا (نحمیاہ ۳: ۳)۔ شاید یہ ایک جگہ کا نام بھی ہے۔

سُنار :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲۶

سُنبُل :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۱

سنبلط :- (یہ ایک اسوری نام کی عبرانی شکل ہے۔ اس کے معنی ہیں سین دیوتا زندگی دیتا ہے)۔

یہ حورونی یعنی بیت حورون کا باشندہ تھا (نحمیاہ ۲: ۱۰)۔ یہ ایک بڑا بارسوخ سامری تھا جس نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح نحمیاہ کے یروشلیم کی دیوار بنانے میں روڑہ اٹکائے (۴ب) لیکن وہ اس میں ناکام رہا۔ بعد ازاں اُس نے نحمیاہ کو ملاقات کے بہانے اونو کے میدان میں بلایا تاکہ اُسے قتل کروا دے لیکن یہ حربہ بھی کارگر نہ ہؤا۔ پھر ڈرا دھمکا کر رعب جھاڑنا چاہا لیکن اس میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی (۶: ۵-۱۴)۔

سنبلط کی بیٹی نے سردار کاہن الیاسب کے خاندان میں شادی کی (نحمیاہ ۱۳: ۲۸)۔ یہ وہ وقت تھا جب سب بنی اسرائیل کو حکم ہؤا کہ وہ اپنی اجنبی بیویوں کو برطرف کریں۔ اس کے باوجود اُس کے خاوند نے اُسے چھوڑنے سے انکار کیا۔ وہ اُس کے ساتھ سکم چلا گیا اور وہاں وہ ایک نئی ہیکل کا سردار کاہن بن گیا جو اُس کے خُسر سنبلط نے گرزیم کی پہاڑی پر بنائی تھی۔ غالباً یہ وہی سنبلط ہے جس کا ذکر مشہور یہودی مورخ یوسیفس سامریہ کی ہیکل کے بنانے کے سلسلے میں کرتا ہے۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اُنیسویں صدی میں مصر سے چند پیپرس کے نوشتے ملے جن میں سنبلط کا ذکر ہے۔

سنتخے۔ سُنتکہ :- (یونانی = خوش قسمت)۔ فلپّی کی کلیسیا کی ایک معزز خاتون۔ اس کا اور ایک اور خاتون بنام یوُودیہ کا آپس میں کوئی اختلاف تھا۔ پولس رسول نے اپنے خط میں درخواست کی کہ ان دونوں کی صلح کرائی جائے تاکہ خوشخبری پھیلانے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو (فلپیّوں ۴: ۲، ۳)۔

سنحیرب :- (عبرانی سنحیرب۔ اسوری سینخرب۔ سن = چاند دیوتا، اخی اربا = بہت بھائی دیتا ہے)۔

سرجون کا بیٹا اور اسور کا بادشاہ (۷۰۵ - ۶۸۱ ق م)۔ ۷۰۵ ق م مرودک بلدان نے (۲۔ سلاطین ۲۰: ۱۲-۱۹) بغاوت کر کے بابل پر قبضہ کر لیا۔ اگلے سال سنحیرب نے مرودک کو شکست دے کر بابل کو واپس لے لیا۔ ۷۰۱ ق م میں وہ فینیکے اور فلسطین کی طرف بڑھا۔ ان اطراف میں کئی ملکوں نے اسے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ ان ملکوں کی پشت پناہی مصر اور پیشوائی یہوداہ کا بادشاہ حزقیاہ کرتا تھا، جس نے اسور نواز عقرون کے بادشاہ کو قید کر رکھا تھا۔ سنحیرب نے فینیکے کو مغلوب کیا اور فلسطین کے کچھ شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

موآب اور ادوم نے اسے تسلیم کر لیا لیکن باقی اتحادیوں کی کمک کے لئے مصر نے فوج بھیجی۔ سنحیرب نے انہیں الیتقیہ میں شکست دی اور یہوداہ کے ۴۶ شہر تباہ کر کے یروشلیم کا محاصرہ کر لیا۔ اُس نے حزقیاہ بادشاہ پر دباؤ ڈالا کہ عقرون کے بادشاہ کو رہا کرے اور اس سے بھاری جزیہ طلب کیا لیکن وہ یروشلیم کو سر نہ کر سکا بلکہ اُسے واپس جانا پڑا (۲۔ سلاطین ۱۹: ۳۶)۔ اُس نے اور جنگیں لڑیں، بڑی عمارتیں تعمیر کیں اور آبپاشی کے لئے نہریں کھدوائیں۔ ۶۸۱ ق م میں اُس کے دو بیٹوں نے اُسے نسروک کے مندر میں قتل کر دیا (۲۔ سلاطین ۱۹: ۳۷)۔

سنڈاس۔ جائے ضرور :- ہندی کا لفظ جس کے صحیح معنی ہیں چھت کے اوپر کا بیت الخلا جس کا بول و براز نیچے گرے اور مہتر اُسے باہر سے کمائے۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۲۔ سلاطین ۱۰: ۲۷ میں آیا ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ یاہو نے بعل کا مندر ڈھا دیا اور اُسے عوامی بیت الخلا بنا دیا۔ یہ پرانے زمانے میں سزا اور تحقیر کا عام طریقہ تھا۔ دیکھئے دانی ایل ۲: ۵ اور عزرا ۶: ۱۱۔ نیز دیکھئے مزبلہ۔

سنساہ۔ سنسنۃ :- (عبرانی = کھجور کی ڈالی)۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۱)۔ اس کا ایک اور نام حصارسوسہ بھی تھا (یشوع ۱۹: ۵)۔ ممکن ہے کہ یہ حصرسوسیم (۱۔ تواریخ ۴: ۳۱) ہی ہو۔

سنعار۔ شنعار :- وہ علاقہ جہاں بابل، ارک (قب موجودہ عراق)، اکاد اور کلنہ کے شہر واقع تھے (پیدائش ۱۰: ۱۰)۔ سوائے اکاد کے باقی شہروں کی جائے وقوع معلوم نہیں۔

اسی خطّہ میں لوگوں نے بابل کے برج کے تعمیر کا منصوبہ بنایا (پیدائش ۱۱: ۲)۔ یہ اُن علاقوں میں سے تھا جہاں بعد میں یہودی اسیر ہو کر بسے تھے (یسعیاہ ۱۱: ۱۱)۔ ابرہام کے زمانے میں سنعار کے بادشاہ امرافل نے کنعان پر حملہ کیا تھا (پیدائش ۱۴: ۱)۔ دانی ایل نبی کے زمانے میں بنوکدنضر سنعار کا حاکم تھا (دانی ایل ۱: ۲)۔

سنگ تراشی :- دیکھئے فنونِ لطیفہ۔

سنگِ روزیٹا :- ایک کالے سنگِ مرمر کا چوکا حجر رشید جو دریائے نیل کی ایک شاخ کے کنارے روزیٹا کے مقام پر ۱۷۹۹ عیسوی میں فرانسیسی فوج کے کارندوں کو اتفاقاً ملا۔ یہ بطلیمس پنجم کی یاد میں ۱۹۶ ق م نصب کیا گیا تھا۔ اس پر ایک ہی عبارت تین زبانوں یعنی مصری تصویری خط میں، مصری عوامی خط میں، اور یونانی خط میں کندہ ہے۔ ۱۸۲۲ عیسوی میں ایک فرانسیسی محقق شمپولیون Champollion نے ان تین زبانوں کا تقابلی جائزہ لے کر مصری تصویری خط کی کلید ڈھونڈ نکالی۔ بعد میں دیگر علماء نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اب اس مصری تصویری خط کو پڑھ کر مختلف مقبروں اور دیگر جگہوں سے قدیم مصر کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی گئی ہیں جو اس کا ثبوت دیتی ہیں کہ جو کچھ موسیٰ نے لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ یہ خروج کی کتاب کی صحت کی تصدیق و توثیق کرتی ہیں۔ اب یہ پتھر برطانیہ کے

عجائب گھر میں رکھا ہؤا ہے۔ نیز دیکھئے تصویری خط۔

سنگسار کرنا۔ پتھراؤ کرنا:۔ عبرانی دستور کے مطابق موت کی سزا کا ایک طریقہ (عبرانی میں لفظ رجم ہے)۔ یہ خداوند کے نام پر کفر بکنے (احبار ۲۴: ۱۶)، بُت پرستی کی طرف مائل کرنے (استثنا ۱۳: ۶-۱۰)، سبت کی بے حرمتی کرنے (گنتی ۱۵: ۳۲-۳۶)، انسانی قربانی دینے (احبار ۲۰: ۲) اور جادوگری وغیرہ کرنے (احبار ۲۰: ۲۷) کے لئے دی جاتی تھی۔ عکن کو مخصوص کی ہوئی چیز کو چرانے کے باعث سنگسار کیا گیا (یشوع ۷: ۱۶-۲۶)۔ خداوند یسوع نے یروشلیم شہر کو ملامت کی کہ اُس نے بہت سے نبیوں کو سنگسار کروایا (متی ۲۳: ۳۷؛ لوقا ۱۳: ۳۴)۔ ستفنس کو یہودیوں نے سنگسار کیا۔ اس وقت پولس اُن کے کپڑوں کی رکھوالی کر رہا تھا (اعمال ۷: ۵۸، ۵۹)۔

یہ سزا شہر سے باہر دی جاتی تھی (احبار ۲۴: ۱۴، ۱ سلاطین ۲۱: ۱۰، ۱۳؛ اعمال ۷: ۵۸)۔ پہلا پتھر گواہ مارتے تھے (استثنا ۱۷: ۷، قب یوحنا ۸: ۷)۔

سنگِ سلیمانی:۔ دیکھئے سلیمانی پتھر۔

سنگِ سُنبلی۔ فیروزہ:۔ دیکھئے معدنیات بائبل ۱ ج ۲
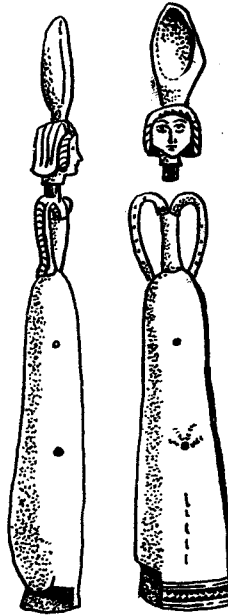
سنگِ مرمر:۔ ایک مشہور پتھر، جو مقبروں اور دیگر عمارتوں کو بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کو خوب چمکایا بھی جا سکتا ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر جٹا ماسی کے عطردان کے سلسلہ میں آیا ہے۔ (متی ۲۶: ۷؛ مرقس ۱۴: ۳؛ لوقا ۷: ۳۷؛ نیز دیکھئے آستر ۱: ۶؛ غزل الغزلات ۵: ۱۵؛ مکاشفہ ۱۸: ۱۲)۔ اس پتھر کے ڈبے اور عطردان بہت مقبول تھے کیونکہ جب عطردان سربمہر ہوتا تو عطر اُڑ نہیں سکتا تھا۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۳۰۔ نیز دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱۳ ا

سنگِ موسیٰ:۔ ایک قسم کا خوبصورت سیاہ پتھر۔ (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تثنیہ شرح ۳: ۱۱)۔

سُننا:۔ دیکھئے کان۔

سنہ۔ سانہ:۔ جنوبی نکیلی چٹان کا نام جو جبع کے قریب تھی۔ شمال کی چٹان مکماس کی طرف تھی اور بوصیص کہلاتی تھی۔ یونتن اور اُس کا سلاح بردار ان چٹانوں کے درمیان کی گھاٹی سے گزرتے ہوئے فلستیوں پر حملہ آور ہوئے (۱ سموئیل ۱۴: ۴، ۵)۔

سنہ عیسوی کا آغاز:۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ عیسوی کا آغاز خداوند مسیح کی پیدائش کی تاریخ سے ہؤا۔ مسیح کی پیدائش کی تاریخ یا سال کا صحیح علم کسی کو نہیں ہے۔ غالباً اُن کی پیدائش ۷۵۳ رومی سال میں ہوئی۔ رومی کیلنڈر شہر روما کی بنیاد کے روایتی سال سے شروع ہوتا ہے۔ اسے .A.U.C جو ab urbe condita کا مخفف ہے اور جس کا مطلب "شہر (روما) کی بنیاد سے" ہے پکارتے ہیں۔

اس رومی سال کے بارہ مہینے تھے جو ۲۹ اور ۳۰ دن کے ہوتے تھے۔ ہر سال میں کچھ دنوں کا اضافہ کیا جاتا تھا تاکہ شمسی سال اور سرکاری سال میں ہم آہنگی قائم رہے۔ لیکن بعض رومی افسروں نے جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ حساب کرکے دنوں کا اضافہ کریں لاپرواہی کی۔ یوں قیصر یولیس Julius Caesar کے عہد میں شمسی اور سرکاری سال میں دو تین ماہ کا فرق پڑ گیا۔ قیصر یولیس نے اس فرق کو دور کرنے کے لئے رومی کیلنڈر کی اصلاح کی اور کوشش کی کہ نقطۂ اعتدال لیل و نہار یعنی موسم بہار کا وہ دن جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں ۲۱ مارچ کو ہی آئے۔ اُس نے یہ اصلاح سنہ ۷۰۹ .A.U.C کو کی۔ چنانچہ اسے پہلا یولین سال پکارا گیا۔ یہ تقریباً ۴۵ ق م تھا۔ یہ رومی کیلنڈر چھٹی صدی عیسوی تک استعمال ہوتا رہا۔ ۵۲۵ عیسوی میں ایک راہب بنام ڈایونیسیس اکسیکوس Dionysius Exiquus نے خیال پیش کیا کہ بجائے رومی سال کے عیسوی سال رائج کرنا چاہیئے۔ خداوند مسیح کی پیدائش اُس کے حساب کے مطابق ۷۵۳ .A.U.C میں ہوئی تھی۔ اس طرح اُس نے سنہ عیسوی کی بنیاد ڈالی۔ رفتہ رفتہ یہ کیلنڈر مقبول ہؤا۔ لوگوں نے سالوں کا شمار اس تاریخ سے کیا اور یوں قبل از مسیح اور عیسوی سالوں کا حساب شروع ہؤا۔ لیکن راہب موصوف سے حساب میں چند سالوں کی غلطی ہوئی کیونکہ مسیح کی پیدائش ۱ عیسوی میں نہیں بلکہ ۶ تا ۴ قبل از مسیح ہوئی۔ مسیح کی پیدائش کا سال تعین کرنے کے لئے ذیل کی باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

۱۔ خداوند مسیح ہیرودیس بادشاہ کی وفات سے پہلے پیدا ہوئے (متی ۲: ۱۹)۔ ہیرودیس کی موت ۴ ق م میں ہوئی۔

۲۔ لوقا ۲: ۲ میں ذکر ہے کہ مسیح کی پیدائش سوریہ کے حاکم کورینیس کے عہد میں پہلی اسم نویسی کے دوران ہوئی۔ یہ اسم نویسی

۸ ق م میں ہونی تھی لیکن اس میں ایک دو سال کی تاخیر ہوئی۔

۳۔ لوقا ۳: ۱-۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی خدمت کا آغاز تبریئس قیصر کے عہد کے پندرھویں سال میں ہوا۔ اگر تبریئس نے ۱۱ عیسوی میں حکومت کی پوری باگ ڈور سنبھالی تو یہ ۲۶ عیسوی کا واقعہ ہے جب یوحنّا نے خدمت شروع کی۔ خداوند مسیح اس وقت تقریباً ۳۰ سال کے تھے (لوقا ۳: ۲۳)۔ سو اُن کی پیدائش ۳۰ سال پہلے ہوئی۔ ۲۶ میں ۳۰ نکالنے سے ہم ۵ ق م پر پہنچتے ہیں۔

۴۔ خداوند مسیح کی زمینی خدمت کے دوران ہیرودیس کی ہیکل ابھی زیرِ تعمیر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنّا ۲: ۲۰ کے مطابق ہیکل کو پاک کرنے کا واقعہ اُس کی تعمیر کے چھیالیسویں سال میں رُونما ہوا۔ ہیکل کو از سرِ نو ۲۰ ق م میں تعمیر کرنا شروع کیا گیا تھا۔ یوں چھیالیسواں سال ۲۶ عیسوی بنتا ہے۔ اس میں سے ۳۰ سال منفی کریں (لوقا ۳: ۲۳) تو ہم پھر ۵ ق م کی تاریخ پر آتے ہیں۔ اس شہادت کی بنا پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسیح کی پیدائش ۶-۴ ق م کے سال میں ہوئی ہوگی۔

نیز دیکھئے کیلنڈر۔ بڑا دن۔

سنہیڈرِن :- SANHEDRIN

دیکھئے صدر عدالت صفحہ نمبر ۱۲۰۰

سنی آب ۔ شِنآب :- ادمہ کا بادشاہ۔ ادمہ ایک کنعانی شہر تھا جو بعد میں سدوم کے ساتھ تباہ ہو گیا (پیدائش ۱۴: ۲)۔

سِنیر :- کوہ حرمون کا اموری نام (استثنا ۳: ۹؛ غزل الغزلات ۴: ۸)۔ یہ سرو کے درختوں کے لئے مشہور تھا (حزقی ایل ۲۷: ۵)۔ اس سے منسی کے آدھے قبیلے کی حد ملتی تھی (۱۔ تواریخ ۵: ۲۳)۔ صیدانی اِسے "سریُون" کہتے تھے (استثنا ۳: ۹)۔

سو ۔ سوئے :- شاہانِ یہوداہ آخز اور ہوسیع کے ایام میں مصر کا بادشاہ (۲۔ سلاطین ۱۷: ۴)۔ ہوسیع نے سو کے ساتھ اتحاد کر کے اسور کا غضب مول لیا (۲۔ سلاطین ۱۷: ۵)۔

سِوا ۔ شِوا :- ۱۔ داؤد بادشاہ کا منشی (۲۔ سموئیل ۲۰: ۲۵)۔ شاید اِس کا دوسرا نام شرایاہ تھا (۲۔ سموئیل ۸: ۱۷)۔
۲۔ کالب (یہ وہ مشہور جاسوس نہیں) کی حرم معکہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۴۹)۔

سوأر :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۵

سَوانا :- حد۔ کنارہ (یسعیاہ ۴۱: ۹؛ امثال ۱۵: ۲۵)۔ دیکھئے حدود۔

سُوبَاب ۔ شوباب :- ۱۔ یہوداہ کے قبیلے کے حصرون کا پوتا جو کالب کی اولاد تھا (۱۔ تواریخ ۲: ۱۸)۔
۲۔ داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۵)۔

سُوبائیل ۔ شوبائیل :- دو لاویوں کا نام (۱۔ تواریخ ۲۴: ۲۰)۔ یہ سبوائیل کے نام سے بھی پکارے گئے (۱۔ تواریخ ۲۵: ۲۰)۔

سوبک :- دیکھئے سوفک۔

سوبل ۔ شوبال :- شعیر حوری کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۰، ۲۳)۔ اسے حوریوں کے رئیسوں میں گنا گیا ہے (پیدائش ۳۶: ۲۹)۔

سوبی ۔ شوبی :- ۱۔ بنی عمون میں سے نحس کا بیٹا۔ اُس نے داؤد بادشاہ کی مہمان نوازی کی جب وہ ابی سلوم سے بھاگ رہا تھا (۲۔ سموئیل ۱۷: ۲۷)۔
۲۔ ہیکل کا ایک دربان۔ اس کی نسل کے بعض اشخاص زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۴۲؛ نحمیاہ ۷: ۴۵)۔

سوبیق ۔ شوبیق :- ۴۴ سرداروں میں سے ایک جنہوں نے یہوواہ کے عہد پر مُہر لگائی کہ اس پر عمل کریں گے (نحمیاہ ۱۰: ۲۴)۔

سُوپ :- ہندی کا لفظ۔ اناج پھٹکنے کا آلہ۔ چھاج۔ یہ پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں متی ۳: ۱۲ اور لوقا ۳: ۱۷ میں دیا گیا ہے۔ دیکھئے چھاج

سوپترس ۔ سوپطرس :- پُرس کا بیٹا۔ یہ بیریہ کی کلیسیا سے تھا۔ پولس کے کرنتھس سے یروشلیم کے آخری سفر میں یہ اُس کے ساتھ گیا (اعمال ۲۰: ۴)۔ یہ وہی شخص ہے جسے رومیوں ۱۶: ۲۱ میں سوسپطرس کا نام دیا گیا ہے۔

سَوت :- (عبرانی لفظ کے معنی دشمن یا حریف کے ہیں)۔ اگر ایک خاوند کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو وہ ایک دوسری کی سوت کہلاتی ہیں، مثلاً حنّہ اور فنِنّہ جو القانہ کی بیویاں تھیں (۱۔ سموئیل ۱: ۶)۔
باپ کی دوسری بیوی کو سوتیلی ماں کہتے ہیں (قب احبار ۲۰: ۱۱)۔

سُوتلح ۔ شُوتالح :- ۱۔ افرائیم کا ایک بیٹا جس سے سُوتلحیوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۳۵-۳۶)۔
۲۔ سوتلح کے نسب نامہ میں چھٹی پشت میں زبد کے بیٹے کا نام بھی سُوتلح ہے (۱۔ تواریخ ۷: ۲۱)۔

سوح :- آشر کے قبیلہ کا ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۳۶)۔

سُوحام - شوحام :- دان کا بیٹا جس سے سوحامیوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۴۲)۔ پیدائش ۴۶: ۲۳ میں اِسے حشیم پکارا گیا ہے۔

سُوخ - شُوح :- (عبرانی = پستی)۔ ۱- قطورہ سے ابرہام کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۲؛ ۱- تواریخ ۱: ۳۲)۔
۲- کلوب کا بھائی۔ اسے ۱-تواریخ ۴: ۱۱ میں سُوخہ (شوحہ) پکارا گیا ہے۔

سُوخار - سوکار :- سامریہ کا ایک گاؤں، جو یعقوب کے کنوئیں کے پاس تھا۔ یہاں خداوند یسوع نے ایک سامری عورت سے گفتگو کی (یوحنا ۴: ۵)۔ یہ یروشلیم سے گلیل کے راستہ میں آتا تھا۔ شاید یہ سِکم کے قریب واقع تھا۔

سوختنی قربانی :- دیکھئے قربانی ۱

سُوخی - شُوحی :- ایوب کے ایک دوست کا نام سوخی بلدد تھا (ایوب ۲: ۱۱؛ ۸: ۱؛ ۱۸: ۱؛ ۲۵: ۱؛ ۴۲: ۹)۔ یہ غالباً اُس قبیلے کا نام ہے جو ابرہام اور اُس کی بیوی قطورہ کے بیٹے سوخ سے چلا (پیدائش ۲۵: ۲)۔ دریائے فرات کے دائیں کنارے سے مینخی خط میں ایک تحریر ملی ہے جس میں ایک سوخو قبیلے کا ذکر ہے۔ بلدد غالباً اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔

سود :- جو عبرانی لفظ سُود کے لئے استعمال ہوا (نشک) اُس میں کاٹ کھانے کا مفہوم بھی پنہاں ہے، یعنی سود لینا کسی کو کاٹ کھانے کے مترادف ہے (قب عربی قرض۔ اس میں بھی کاٹنے کا مفہوم موجود ہے)۔ پرانے عہدنامہ میں شکایت یہ نہ تھی کہ سود کی شرح بہت زیادہ ہے بلکہ یہ کہ سود لیا ہی نہ جائے۔ ذیل کے تینوں حوالوں میں سود لینا منع ہے (خروج ۲۲: ۲۵؛ استثنا ۲۳: ۱۹ مابعد اور احبار ۲۵: ۳۵ مابعد)۔ اس کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کی بدقسمتی سے فائدہ اُٹھانا بُری بات ہے۔ استثنا ۲۳: ۲۰ (قب استثنا ۱۵: ۱-۸) میں پردیسی سے سود لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ ★ حمورابی کے قوانین و ضوابط میں سود لینا ایک تسلیم شدہ رواج معلوم ہوتا ہے۔

حبقوق ۲: ۶، ۷ میں عبرانی لفظ نوشکیم میں رعایت لفظی پائی جاتی ہے۔ اس لفظ کے معنی سود لینا (قرض دینا) اور کھا جانا (کوٹنا) دونوں ہیں۔ آیت ۷ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "کھا جانے" اور کیتھولک ترجمہ میں "قرض خواہ" کے معنی لئے گئے ہیں، تاہم مفہوم کی پوری گہرائی کو سمجھنے کے لئے دونوں معنوں کو یکجا کرنے سے آیت زیادہ پُر زور بنتی ہے۔

یہوداہ کے لوگوں کو کسدیوں نے لُوٹا تھا۔ "اُس پر افسوس جو اوروں کے مال سے مالدار ہوتا ہے۔ لیکن یہ کب تک؟" ایک دن یہ سب کچھ واپس کرنا ہوگا۔ یہ صرف گروی رکھا گیا ہے۔ کیا تیرے قرض خواہ (تجھے کھانے کو) نہ اُٹھیں گے؟ ایک دن لُوٹنے والا لُوٹا جائے گا۔

عبرانی میں سود کے لئے ایک اور بھی لفظ ہے تربیت یا نفع (احبار ۲۵: ۳۶؛ امثال ۲۸: ۸؛ حزقی ایل ۱۸: ۸ مابعد)۔ اس لفظ کے بنیادی معنی ہیں پیدا ہونا اور بڑھنا (قب تربوت جو ایک اور عبرانی لفظ ہے جس کے معنی نسل یا اولاد ہیں گنتی ۳۲: ۱۴)۔ لیکن یہ خطاکار کمینے لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سود خوری کی بُرائی کے لئے یہ پُر معنی اشارہ ہے)۔ سود کے لئے یونانی لفظ tokes ہے۔ اس کے معنی بھی تربیت کی طرح بڑھنے اور پیدا ہونے کے ہیں۔ جدید اقتصادی نظریات کے مطابق یہ سرمایہ یا اصل زر پر منافع ہے۔ ذیل کی دو تمثیلوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اس قسم کی سرمایہ کاری کے خلاف نہیں تھے (متی ۲۵: ۲۷؛ لوقا ۱۹: ۲۳)۔

سوداگری :- تجارت اور سوداگری نے یہودی اور مسیحی مذاہب کی تبلیغ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ ملک فلسطین قدیم دنیا کی تجارت کے چوراہے پر واقع تھا۔ گدھے، خچر اور اونٹ تجارت کا سامان اُٹھائے یہاں سے گزرتے تھے۔ کئی مرتبہ عبرانی میں لفظ "کنعانی" سوداگر کا مترادف لفظ بن گیا (مثلاً ہوسیع ۱۲: ۷؛ یسعیاہ ۲۳: ۸۔ یہاں عبرانی بائبل میں "کنعانی" ہے)۔ بعض اوقات عبرانی میں کسی بھی سوداگر کو کنعانی کے نام سے پکارا گیا ہے (ایوب ۴۱: ۶؛ امثال ۳۱: ۲۴) جیسے ★ کسدیوں کو نجومی اور فالگیر کہا جاتا تھا۔ کنعانیوں کے علاوہ ★ فینیکی لوگ بھی اپنے وقت کی دنیا میں بڑے تاجر گزرے ہیں (یسعیاہ ۲۳ب، حزقی ایل ۲۷ب)۔ سکہ جات کا فارس اور فینیکیہ سے اجرا ہونے سے پہلے تجارت مال کے بدلے مال اور سونے چاندی کے ٹکڑوں سے کی جاتی تھی (نحمیاہ ۵: ۱۵؛ ۱۳: ۱۶؛ عزرا ۲: ۶۹)۔ اسرائیلی اپنا مال تو بیچتے تھے (مثلاً امثال ۳۱: ۲۴) لیکن وہ باضابطہ "تاجر" تب تک نہ بنے جب تک سلیمان بادشاہ نے انہیں راہ نہ دکھائی (۱-سلاطین ۹: ۲۶-۱۰: ۲۹)۔

دورانِ اسیری اُنہیں تجارت کرنے کی آزادی دی گئی۔ کچھ اور یہودی خود مصر میں سوداگری کے لئے گئے۔ اور نئے عہدنامہ کے زمانہ میں تو وہ اور بھی دور دور تک پھیل گئے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بین الاقوامی تجارت کا جال پھیلانے میں بہت مدد ملی

نئے عہد نامہ کے زمانہ میں تجارت اور سوداگری نے مسیحیت کے فروغ میں خوب ہاتھ بٹایا۔ بین الاقوامی تجارت کی زبان یونانی تھی۔ پرانے عہد نامے کا یونانی ترجمہ اور نیا عہد نامہ جو شروع ہی سے یونانی میں تھا فلسطین سے باہر بہت مقبول ہوئے اور یوں اس زبان نے تبلیغ کے کام میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

خداوند مسیح اور پولس رسول نے اچھی رومی شاہراہوں کو استعمال کیا۔ پولس رسول نے اپنے بشارتی سفروں میں تجارتی جہازوں سے خوب کام لیا۔ خداوند مسیح کی تعلیم میں سوداگری اور تجارت کا کافی ذکر ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ آدمی سوداگری اور تجارت کا نفع حاصل کرنے میں پھنس کر اپنی روح کو خطرہ میں ڈال سکتا ہے (مرقس ۸: ۳۶، قب یعقوب ۴: ۱۳ مابعد)۔

سودی :- زبولون کے قبیلے سے جدی ایل کا باپ۔ جدی ایل کو دیگر گیارہ اشخاص کے ساتھ کنعان کا حال دریافت کرنے کو بھیجا گیا تھا (گنتی ۱۳: ۱۰)۔

سورتیس۔ سورطس :- (یونانی = دھسان ریت، چور بالو)۔ اردو ترجمہ میں یونانی لفظ کے معنی عبارت ہی میں دیئے گئے ہیں۔ اس کا ذکر پولس کے روم کے سفر کے سلسلہ میں آتا ہے (اعمال ۲۷)۔ افریقہ کے شمال میں، طرابلس کے ساحل کے قریب، سمندر میں ریت کے دو مقام تھے۔ ان کو سورتس اکبر اور سورتس اصغر کہتے تھے۔ یہ بڑے خطرناک تھے کیونکہ یہ اپنی جگہ تبدیل کرتے رہتے تھے۔ بعض اوقات طوفان میں جہاز بہہ کے ان میں دھنس جاتے تھے۔ اسی سے بچنے کے لئے ناخداؤں نے جہاز کا مال سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا (آیت ۱۷)۔

آثار قدیمہ کے ماہرین نے زیر سمندر کھدائی میں معلوم کیا ہے کہ یہ جگہ واقعی جہازوں کا قبرستان ہے اور اس کی یہ بدنامی بجا ہے۔

سورج :- عبرانی۔ شمش قب عربی شمس۔ یونانی helios اردو ترجمہ میں لفظ سورج تقریباً ۲۷ مرتبہ اور آفتاب ۴۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ عبرانی میں لفظ شمش تقریباً ۱۳۲ مرتبہ آیا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تعداد کی کمی کی وجہ ایک عبرانی محاورے کا استعمال ہے۔ "سورج کے نیچے" کا مطلب عبرانی میں "دنیا میں" ہے۔ یہ محاورہ واعظ کی کتاب میں کم از کم ۲۸ مرتبہ آتا ہے اور اس کا ترجمہ "دنیا میں" کیا گیا ہے (واعظ ۱: ۳، ۹، ۱۴؛ ۲: ۱۱، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ وغیرہ۔ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی محاورہ قائم رکھا گیا ہے۔ دیکھئے جامع ۱: ۳، ۹ وغیرہ)۔

پاک کلام میں سورج کا پہلی مرتبہ ذکر پیدائش ۱: ۱۵ میں آیا ہے جہاں اسے نیر اکبر پکارا گیا ہے۔ یہ وقت، دنوں اور برسوں کے امتیاز کے علاوہ زمین کی چیزوں پر بڑی قدرت رکھتا اور اپنی تپش سے ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ پھل پکاتا ہے (استثنا ۳۳: ۱۴؛ ۲-سموئیل ۲۳: ۴)؛ یہ کم جڑ والے پودوں کو جلاتا ہے (متی ۱۳: ۶)؛ سردی میں اس کی دھوپ (گرمی) انسان کو خوشی دیتی ہے (واعظ ۱۱: ۷)؛ یہ انسان کو ضرر بھی پہنچا سکتا ہے (زبور ۱۲۱: ۶؛ یسعیاہ ۴۹: ۱۰؛ یوناہ ۴: ۸؛ مکاشفہ ۷: ۱۶؛ ۱۶: ۸)؛ اس سے انسان آفتاب زدگی کا شکار بھی ہو سکتا ہے (۲-سلاطین ۴: ۱۸-۱۹۔ دیکھئے امراض بائبل ۲۹)۔

سورج کے حوالے سے زمین پر مختلف سمتوں کو مقرر کرتے ہیں۔ موجودہ جغرافیہ کے مطابق شمال کی طرف منہ کر کے مشرق مغرب وغیرہ کی سمت بیان کرتے ہیں۔ عبرانی لوگ سورج کے نکلنے کی سمت منہ کر کے کھڑے ہوتے تھے پھر بائیں ہاتھ شمال، دہنے ہاتھ جنوب اور پیچھے مغرب ہوتا تھا (ایوب ۲۳: ۸ میں جغرافیائی سمتیں بیان کی گئی ہیں۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔

وقت معلوم کرنے کے لئے سورج کے سایہ کو استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسی دھوپ گھڑی کا ذکر ۲-سلاطین ۲۰: ۹-۱۱؛ یسعیاہ ۳۸: ۸ میں ہے (دیکھئے دھوپ گھڑی)۔

سورج کی قدرت اور اثر کی وجہ سے قدیم زمانے میں ہی آفتاب پرستی کی ابتدا ہوئی۔ استثنا ۴: ۱۹ میں بنی اسرائیل کو خبردار کیا گیا کہ سورج وغیرہ کو دیکھ کر گمراہ نہ ہو جائیں اور سچے خدا کو بھول کر اس کی مخلوق کی پوجا شروع نہ کریں۔ ایسی بت پرستی کی سزا سنگسار کرنے کے باعث موت تھی (استثنا ۱۷: ۳، ۵)۔

سورج کی پوجا مصر میں بھی ہوتی تھی۔ جس شہر میں سورج دیوتا کا مندر تھا اسے بیت شمس (یعنی سورج کا گھر) کا نام دیا گیا تھا (یرمیاہ ۴۳: ۱۳۔ یونانی Heliopolis۔ عبرانی بیت شمش۔ مصری سورج دیوتا کا نام ★ رع تھا۔ اور اس کا مندر ★ اون میں تھا (حزقی ایل ۳۰: ۱۷)۔ سورج کی مورتوں کا ذکر کئی جگہ آتا ہے (احبار ۲۶: ۳۰؛ ۲-تواریخ ۱۴: ۵؛ ۳۴: ۴)۔ یہ بطور تعویذ بھی استعمال ہوتی تھیں (دیکھئے زیورات بائبل ۱۰)۔

★ بعلبک شہر کا مندر سورج دیوتا کے لئے مخصوص تھا۔

منسی بادشاہ نے یہوداہ میں سورج کی پرستش براہ راست شروع کروائی (۲-سلاطین ۲۱: ۳، ۵)۔ اس کے پوتے یوسیاہ بادشاہ نے اپنے دادا کے نفرتی کاموں کو ختم کروایا۔ اس نے اس بت پرستی کی اہم چیزوں یعنی رتھوں کو آگ سے جلوایا اور گھوڑوں کو جو سورج کے لئے مخصوص تھے اور ہیکل کی حد کے اندر تھے الگ کر دیا (۲-سلاطین ۲۳: ۵، ۱۱، ۱۲)۔

سورج کی پوجا کوٹھوں پر کی جاتی تھی (صفنیاہ ۱: ۵)۔ طلوع ہوتے ہوئے سورج کو سجدہ کیا جاتا تھا (حزقی ایل ۸: ۱۶، ۱۷)۔ صبح کے وقت سورج کے لئے مخصوص گھوڑے رتھوں میں جت کر جلوس کی شکل میں سورج کے استقبال کے لئے مشرق کی طرف دوڑتے تھے۔ ایوب ۳۱: ۲۷ میں ایک توہماتی رسم کا ذکر ہے۔ جب پجاری سورج اور چاند کو

چمکتا ہؤا دیکھتے تو اُن کے احترام میں اپنے ہاتھ کو چومتے تھے، یعنی اُنہیں سلام بھیجتے تھے۔ بنی اسرائیل کی زندگی میں بت پرستی اتنی سرایت کر گئی تھی کہ بعض دفعہ وہ لوگ بھی جو بُت پرستی سے احتراز کرتے تھے پرانی عادت کے مطابق یہ حرکت کر بیٹھتے تھے۔ یہاں ایوب اپنی صفائی پیش کرتا اور کہتا ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کرتا۔

زبُور کی کتاب میں سورج کی ثابت قدمی اور وفاداری کی طرف تین مرتبہ اشارہ کیا گیا ہے (۷۲:۵؛ ۱۷:۵؛ ۸۹:۳۶) اور ایک جگہ خدا کو سورج کہا گیا ہے (۸۴:۱۱) یعنی وہ روحانی روشنی اور خوشی کا منبع ہے۔ پہاڑ پر خداوند مسیح کی تبدیلیِ صورت کے وقت ان کا چہرہ سورج کی مانند چمکا (متی ۱۷:۲) اور یوحنّا عارف کو پتمس کے ٹاپو میں مسیح کا چہرہ ایسا چمکتا ہؤا دکھائی دیا جیسے تیزی کے وقت آفتاب (مکاشفہ ۱:۱۶)۔

خدا اور خداوند کا جلال سورج کی روشنی کو شرمندہ کر دے گا (یسعیاہ ۲۴:۲۳؛ ۶۰:۱۹؛ اعمال ۲۶:۱۳؛ مکاشفہ ۲۱:۲۳؛ ۲۲:۵)۔ ملاکی نبی کی پیشین گوئی غور طلب ہے "آفتابِ صداقت طالع ہوگا اور اس کی کرنوں میں شفا ہوگی" (ملاکی ۴:۲)۔ اس حوالے کے سیاق و سباق سے یہ صاف عیاں ہے کہ نہ صرف شریر اپنے اعمال کی سزا پائینگے بلکہ خدا کی راستبازی ظاہر ہوگی اور وہ راست ثابت ہوگا اور انسان اور اس کا ماحول پوری طرح خدا کی راستبازی کی لپیٹ میں آجائیگا۔ آبائے کلیسیا کے نزدیک "آفتابِ صداقت" خداوند مسیح کی طرف اشارہ ہے۔ اس تفسیر کی صحت پر یہ اعتراض معقول نہیں کہ چونکہ عبرانی میں آفتاب مؤنث ہے اس لئے یہاں اس سے مسیح مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ زبُور ۸۴:۱۱ میں خدا کو بھی آفتاب کہا گیا ہے۔

کلامِ مقدس میں سورج گرہن کی مثال سے ★ خداوند کے دن کی کئی بار منظر کشی کی گئی (اگرچہ لفظ سورج گرہن ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں ہؤا)۔ دیکھئے یسعیاہ ۱۳:۱۰؛ یوایل ۲:۱۰؛ ۳:۱۵؛ عاموس ۸:۹؛ متی ۲۴:۲۹؛ مکاشفہ ۶:۱۲۔

سورفینیکی - فینیقی سُریانی:- صور اور صیدا کے علاقہ کا باشندہ، موجودہ لبنانی۔
ایک یونانی بولنے والی کنعانی عورت جو اس علاقہ میں رہتی تھی اپنے ایمان اور اصرار سے خداوند یسُوع سے اپنی بیٹی کی شفا حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی (مرقس ۷:۲۶؛ متی ۱۵:۲۲)۔

سورق - سوریق:- (عبرانی = تاکستان) - ایک وادی جو یروشلیم سے شروع ہو کر یافا کے ½ ۸ میل جنوب میں بحیرہ روم تک جاتی ہے۔ اسی وادی میں سمسون اور دلیلہ ایک دوسرے سے ملے تھے (قضاۃ ۱۶:۴)۔

یہ ایک زرخیز وادی ہے جس میں انگور کے باغ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اب یہاں گندم بہتات سے پیدا ہوتی ہے۔ یہاں آج ریل کی لائن بچھی ہے وہاں پرانے زمانے میں ایک شاہراہ تھی جو یروشلیم تک جاتی تھی۔ جب عہد کا صندوق فلستیوں کے قبضے سے واپس لیا گیا تو وہ اسی راستے سے گذرا تھا (۱-سموئیل ۶:۱۰-۱۴)۔ اس وادی میں بنی اسرائیل نے فلستیوں کو شکست دی تھی (۱-سموئیل ۷:۳-۱۴)۔

سوسپطرس:- دیکھئے سوپترس۔

سوستھنیس - سوستنیس:- عبادت خانے کا ایک سردار (اعمال ۱۸:۱۷) جو غالباً کرسپُس کا جانشین تھا (اعمال ۱۸:۸)۔ جب پولس رسول کرنتھس کے عبادت خانہ میں گیا تو لوگوں نے سوستھنیس کو پکڑ کر عدالت کے سامنے مارا لیکن رومی حاکم گلیو نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ غالباً وہ بعد میں مسیحی ہوگیا۔ شاید یہ وہی سوستھنیس ہو جو اس وقت پولس رسول کے ساتھ تھا جب وہ کرنتھیوں کا پہلا خط لکھ رہا تھا۔

سوسن - (پھول):- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۷۔

سوسن:- ★ بابل کا ایک شہر جو فارس کے جنوب مغرب میں عیلام کے صوبے میں واقع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ شاید یہ تھی کہ اس جگہ کے ارد گرد سوسن کے پھول بہت اُگتے تھے۔ دارا کے عہد میں یہ فارس کی سلطنت کا ایک دار الخلافہ تھا (آستر ۱:۲؛ نحمیاہ ۱:۱؛ دانی ایل ۸:۲)۔

یہاں فارس کے بادشاہ موسمِ سرما میں قیام کرنے آتے تھے اور یہیں دانی ایل نے رویا دیکھی تھی (۸:۲)۔ یونانی اسے سوسا کہتے تھے۔

یہ اولائی دریا کے بائیں کنارے پر ایک زرخیز علاقے میں واقع تھا جہاں کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی۔ یہاں بہت سے یہودی آباد تھے۔ انہوں نے شہر کے امور میں خاص مشہوری حاصل کی تھی، جیسے کہ نحمیاہ اور عزرا کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس شہر کے بعض لوگوں نے اُن اشخاص کی جگہ لی جو سامریہ سے نکالے گئے تھے (عزرا ۴:۹)۔

اُنیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں چند فرانسیسی ماہرین نے اس جگہ کی کھدائی کی جس سے ہماری معلومات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے اخسویرس بادشاہ کا محل بھی تلاش کر لیا۔

سوسناہ - سوسن:- ۱- ایک خدمت گزار خاتون جو دیگر عورتوں کے ساتھ خداوند یسُوع اور ان کے بارہ شاگردوں کی اپنے مال سے خدمت کرتی تھی (لُوقا ۸:۱-۳)۔

۲- اپاکرفا کی ایک کتاب بنام تذکرۂ سوسن کی نمایاں شخصیت۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ دانی ایل کی کتاب کے تیرھویں باب میں درج ہے۔ دیکھئے اپاکرفا۔

سُوسی :- منسی کے قبیلے سے جدی کا باپ۔ جدی اُن بارہ جاسوسوں میں سے ایک تھا جنہیں موسیٰ نے ملکِ کنعان کا حال معلوم کرنے بھیجا (گنتی ۱۳: ۱۱)۔

سُوطی۔ سوطائی :- سلیمان بادشاہ کے خادموں کی اولاد سے ایک شخص جو زُربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵۵؛ نحمیاہ ۷: ۵۷)۔

سوع۔ شوع :- (عبرانی = اقبال مندی)۔ ۱- ایک کنعانی جس کی بیٹی یہوداہ کی بیوی بنی (پیدائش ۳۸: ۲، ۱۲)۔
۲- حبر کی بیٹی (۱-تواریخ ۷: ۳۲۔ کیتھولک ترجمہ میں ہجے شوعا ہیں)۔

سوعل۔ شوعال :- (عبرانی = لومڑی)۔ آشر کے قبیلہ کے صوفح کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۷: ۳۶)۔

سوف۔ بحیرۂ قلزم :- وہ جگہ جہاں موسیٰ نے خدا کے احکام دوبارہ سنائے (یہ ہے استثنا یا تثنیہ شرع کا مضمون - استثنا اور تثنیہ = دوبارہ - استثنا ۱: ۱)۔ گنتی ۲۱: ۱۴ میں اسے سوفہ کہا گیا ہے۔

سوفام۔ شوفام :- (عبرانی = سانپ)۔ بنیمین کا بیٹا۔ اس سے ایک خاندان کا نام چلا (گنتی ۲۶: ۳۹)۔ غالباً سفوفان (۱-تواریخ ۸: ۵) بھی اسی شخص کا نام ہے۔

سوفک۔ شوفک :- ارامیوں کا سپہ سالار۔ داؤد بادشاہ نے اُسے قتل کر کے اُس کی فوج کو مارا (۱-تواریخ ۱۹: ۱۶-۱۸؛ ۲-سموئیل ۱۰: ۱۶ میں اس کے ہجے سوبک ہیں)۔

سُوکی۔ سُکی :- وہ لوگ جنہوں نے مصر کے بادشاہ سیسق کیساتھ یروشلیم پر چڑھائی کی (۲-تواریخ ۱۲: ۳)۔

سُولی۔ پھانسی :- جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے، اس کے معنی ہیں لکڑی یا درخت۔ اُردو ترجمہ میں یہ لفظ صرف آستر کی کتاب میں آیا ہے (۵: ۱۴؛ ۶: ۴ وغیرہ)۔ استثنا ۲۱: ۲۲، ۲۳ میں لفظ درخت اور گلتیوں ۳: ۱۳ میں لکڑی ہے۔ یہ لعنتی موت گنی جاتی تھی۔ ہامان نے مردکی کے لئے پچاس ہاتھ اونچی سولی تیار کروائی تھی (آستر ۵: ۱۴)۔

سومر۔ شومیر :- (عبرانی = محافظ)۔ بنی آشر میں سے حبر کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۳۲)۔

سومیر :- ★ بابل کے دو بڑے حصوں میں سے ایک۔ دوسرے کا نام ★ اکاد تھا۔
سومیر کا نام بائبل میں نہیں آتا لیکن پیدائش کی کتاب کا تاریخی پس منظر سومیری تہذیب پر مبنی ہے۔ بائبل میں کئی لفظ سومیری زبان سے لئے گئے ہیں، مثلاً ہیکل (= محل - مندر)۔ سومیر، عراق کے جنوبی علاقے کا نام تھا۔ شمالی علاقے کو اکاد کہتے تھے۔
سومیر کے علاقے کی حدود وہی تھیں جو بائبل میں دیئے ہوئے ملک سنعار (پیدائش ۱۰: ۱۰) کی تھیں۔ اس کے خاص شہر نیپور، اداب، لغاش، عمہ (یشوع ۱۹: ۳۰)، لارسہ، ارک (پیدائش ۱۰: ۱۰)، اُور (پیدائش ۱۱: ۲۸) اور اریدُو تھے۔ یہ دریائے فرات کے قریب یا اس کے کنارے پر واقع تھے۔

سونا :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱۲

سونا :- دیکھئے نیند۔

سونف۔ انیسون :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۸

سونی۔ شونی :- جد کا بیٹا جس سے سونیوں کا خاندان چلا (پیدائش ۴۶: ۱۶؛ گنتی ۲۶: ۱۵)۔

سوہم۔ شوھم :- داؤد بادشاہ کے زمانے میں بنی مراری میں سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۲۴: ۲۷)۔

سُوَر :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۵

سوئی :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۴

سوئی کا ناکا :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۴

سوی کریتیم۔ شوی قریتائم :- (عبرانی = دو شہروں کا میدان)۔ ایک میدان جہاں کدرلاعمر نے ایمیم کو مارا (پیدائش ۱۴: ۵)۔ یہ غالباً بحیرۂ مُردار کے مشرق میں واقع تھا (قب گنتی ۳۲: ۳۷)۔

سوی کی وادی۔ شوی کی وادی :- اسے بادشاہی وادی بھی کہتے ہیں۔ سالم (یعنی یروشلیم زبور ۷۶: ۲) کے نزدیک ایک جگہ جہاں ابرہام سالم کے بادشاہ ملک صدق سے ملا (پیدائش ۱۴: ۱۷)۔ بعض کے خیال میں یہ وہی جگہ ہے جہاں ابی سلوم نے اپنے نام کی لاٹ کھڑی کروائی۔

سہاگن :- یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یسعیاہ ۶۲: ۴ میں استعمال کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں منکوحہ ہے۔ یہوواہ بنی اسرائیل کو نبی کی معرفت کہتا ہے کہ میں صیون کا خدا ہوں اور میں اُسے اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ چونکہ وہ مجھے پیاری ہے اس لئے میں اس

کا خاوند (بعل) بن کر اسے اپنی بیوی (سہاگن - عبرانی = بعولہ) بناؤں گا - پرانے عہدنامہ میں خاوند اور بیوی کے رشتے کی تشبیہ سے خدا اور اس کے لوگوں کا رشتہ اکثر بیان کیا جاتا ہے - اسی لئے خدا سے پھر کر بُت پرستی میں پڑ جانے کو زناکاری کہا گیا ہے -

سہرا :- دیکھئے پگڑی -

سیال - شاآل :- (عبرانی = مانگنا) - بانی کی اولاد میں سے ایک آدمی جس کا ذکر اُن شخصوں کی فہرست میں ہے جنہوں نے اپنی اجنبی بیویوں کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۹)-

سیالتی ایل - شالتی ایل :- (عبرانی = میں نے خدا سے مانگا) - خداوند مسیح کے نسب نامے میں ایک شخص (متی ۱: ۱۲) -

سیاہی :- روشنائی جس سے لکھا جاتا ہے - سیاہی (بمعنی روشنائی) کا ذکر بائبل میں صرف چار مرتبہ ہے - ایک مرتبہ پرانے عہدنامہ میں (یرمیاہ ۳۶: ۱۸)، اور تین مرتبہ نئے عہدنامہ میں (۲-کرنتھیوں ۳: ۳؛ ۲-یوحنا ۱۲؛ ۳-یوحنا ۱۳)-

اگرچہ لفظ سیاہی یرمیاہ کے نوحہ ۴: ۸ میں بھی آتا ہے تاہم وہاں اُس کا مطلب روشنائی نہیں بلکہ کالک (کاجل) ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ) -

سیاہی کاجل اور گوند کو ملا کر بنائی جاتی تھی - یہ پانی سے دُھل جاتی تھی (خروج ۳۲: ۳۳؛ گنتی ۵: ۲۳) - نہ مٹنے والی اعلیٰ قسم کی روشنائی ایجاد کرنے کا سہرا غالباً اہلِ مصر کے سر ہے کیونکہ بعض مصری نسخوں اور مقبروں کی دیواروں پر لکھی ہوئی تصویروں اور عبارتوں کا رنگ ابھی تک شوخ اور روشن ہے -

روشنائی سوکھی ٹکیوں کی صورت میں رکھی جاتی اور اسے گیلے برُش یا ★ قلم سے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

حزقی ایل ۹: ۲، ۳، ۱۱ میں جس چیز کو دوات کہا گیا ہے وہ غالباً ایک قسم کا قلمدان تھا جس میں مختلف خانوں میں سرخ اور سیاہ روشنائی کی ٹکیاں اور قلم رکھے جاتے - اسے کمر سے لٹکا لیا جاتا تھا -

نیز دیکھئے قلم ۲ - فنِ تحریر -

سیب :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۹

سیپ - صدف :- ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتا ہے -

اگرچہ یہ لفظ بائبل میں نہیں آتا تاہم اس کی طرف بلا واسطہ اشارہ کئی جگہ پایا جاتا ہے - مثلاً ارغوانی رنگ ایک قسم کی سیپ سے حاصل کیا جاتا تھا (حزقی ایل ۲۷: ۷) - لُدیہ قرمز بیچنے والی تھواتیرہ شہر کی اس صنعت سے تعلق رکھتی تھی (اعمال ۱۶: ۱۴) - موتیوں کا ذکر نئے عہدنامہ میں اکثر جگہ آتا ہے (متی ۷: ۶؛ ۱۳: ۴۵، ۴۶) -

سیت - شیت :- (عبرانی = عوضی) - اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہابل جو قائن کے ہاتھوں قتل ہُوا تھا کا عوضی ٹھہرایا گیا - وہ ایمان داروں کی نسل کا بانی تھا (پیدائش ۴: ۲۶؛ لوقا ۳: ۳۸) -

سیحور - شیحور :- (عبرانی = گدلا پانی وغیرہ) - اس کے متعلق تین نظریے ہیں - ۱- یہ دریائے نیل ہے - ۲- یہ کوئی ندی ہے جو مصر اور فلسطین کی حد پر ہے - ۳- یہ ایک نہر ہے جو دریائے نیل سے نکالی گئی اور مصر اور فلسطین کی حد پر بہتی ہے (یشوع ۱۳: ۳؛ ۱- تواریخ ۱۳: ۵؛ یسعیاہ ۲۳: ۳؛ یرمیاہ ۲: ۱۸) -

سیحور لبنات - شیحور لبنات :- آشر کے قبیلے کی جنوبی سرحد کے ساتھ ایک چھوٹی ندی جو بحیرۂ روم میں جا گرتی ہے (یشوع ۱۹: ۲۶) -

سیخ :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۵

سیر :- ایک وزن جس کا ذکر صرف مکاشفہ ۶: ۶ میں ہے - یونانی میں خینکس choinix ہے - دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۳۵

سیریاہ - شِریب یاہ :- ۱- ایک لاوی جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۸)-
۲- الیاسب کے دنوں میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۲۴) -

سیرہ - سِرہ :- ایک کنواں (۲-سموئیل ۳: ۲۶) - یہ وہ جگہ ہے جہاں سے یوآب کے قاصد ابنیر کو لوٹا لائے -

سیزا - شیزا :- روبن کے قبیلہ کا ایک شخص - یہ عدینہ کا باپ تھا جو کہ داؤد کا ایک سورما تھا (۱- تواریخ ۱۱: ۴۲)-

سیسا :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۲۸

سیساق - شیشاق :- مصر کا ایک فرعون (۹۴۰-۹۱۹ ق م) - اس نے مصر میں بائیسویں شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی - ممکن ہے کہ اسی فرعون کی لڑکی سے سلیمان بادشاہ کی شادی ہوئی ہو (۱-سلاطین ۳: ۱) - یربعام نے سلیمان کے سامنے سے بھاگ کر سیساق کے پاس پناہ لی (۱-سلاطین ۱۱: ۴۰) - اُس نے رحبعام کے عہد میں فلسطین پر حملہ کیا اور یروشلیم کے خزانہ کو بطور تاوان لے لیا (۱-سلاطین ۱۴: ۲۵) -

سِیسان - شیشان :- یہوداہ کی نسل کا ایک شخص جو کہ فارص، حصرون اور یرحمئیل کی اولاد سے تھا (۱-تواریخ ۲: ۳۱، ۳۴، ۳۵)۔ اس کی لڑکی نے ایک مصری سے شادی کی تھی (۱-تواریخ ۲: ۳۵-۴۱)۔

سِیسرا :- ۱- حصور کے بادشاہ یابین کے لشکر کا سردار۔ برق اور سیسرا کے درمیان جو جنگ لڑی گئی اُس کا حال قضاۃ ابواب ۴ اور ۵ میں درج ہے۔ سیسرا ۲۰ سال تک اسرائیل کے پہلو میں کانٹا بنا رہا۔ وہ اپنے لوہے کے ۹۰۰ رتھوں سے اُن پر حملے کرتا رہا (قضاۃ ۴: ۲، ۳)۔ پس دبورہ نبیہ نے جو اُس وقت اسرائیل کا انصاف کرتی تھی خدا کی ہدایت کے مطابق برق کو کہا کہ وہ سیسرا کے خلاف اپنی فوجوں کو جمع کرے۔ اُس نے یقین دلایا کہ خدا سیسرا کو اس کے ہاتھ میں کر دے گا۔ وہ اِس شرط پر مان گیا کہ دبورہ بھی اس کے ساتھ جائے۔ دبورہ اُس کے ساتھ جانے پر رضامند ہو گئی۔ دونوں فوجوں کا سامنا کوہ تبور کے دامن میں ہوا (قضاۃ ۴: ۱۴)۔ سیسرا کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ پیدل بھاگ نکلا اور حبر قینی کی بیوی یاعیل کے ڈیرے میں جا چھپا۔ یہاں جب وہ سو رہا تھا تو یاعیل نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس عظیم الشان فتح کی خوشی میں دبورہ نے اپنا مشہور گیت گایا (قضاۃ ۵ باب)۔

۲- ★ نتنیم میں سے ایک شخص (عزرا ۲: ۵۳؛ نحمیاہ ۷: ۵۵) جو زربابل کی راہنمائی میں اسیری سے واپس آیا۔ دیکھئے برق۔ دبورہ۔

سِیسہ - شِیشا :- سلیمان بادشاہ کے دو منشیوں الیحورف اور اخیاہ کا باپ (۱-سلاطین ۴: ۳)۔

سِیسی - شیشائی :- عناق کا ایک بیٹا۔ عناق کے بیٹے بڑے زور آور تھے۔ بنی اسرائیل کے جاسوس انہیں دیکھ کر ڈر گئے تھے (گنتی ۱۳: ۲۲) لیکن کالب نے انہیں مار بھگایا (یشوع ۱۵: ۱۴؛ قضاۃ ۱: ۱۰)۔

سِیعہا :- (عبرانی = اجتماع)۔ نتنیم کا ایک سردار جس کے خاندان کے لوگ زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۴۴)۔ نحمیاہ ۷: ۴۷ میں اس کے ہجے سیغا ہیں۔

سیکو :- سموئیل نبی کے قصبہ رامہ کے قریب ایک گاؤں (۱-سموئیل ۱۹: ۲۲)۔

سِیلا - شیلو :- افرائیم کے کوہستانی علاقہ میں ایک شہر جو بیت ایل سے تقریباً ۱۲ میل شمال مشرق میں واقع تھا (قضاۃ ۲۱: ۱۹)۔ یہاں ★ عہد کا صندوق یشوع کے زمانے سے سموئیل کے زمانے (تقریباً چار سو سال) تک رہا (۱-سموئیل ۴: ۳)۔ پھر مختلف مقاموں میں لے جانے کے بعد سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں اسے یروشلیم کی ہیکل میں رکھا گیا (۱-سلاطین ۸: ۳-۹)۔ اسرائیل اور بنیمین کی خانہ جنگی کے بعد (دیکھئے بنیمین کا قبیلہ) بنی اسرائیل نے بنی بنیمین کے باقی ماندہ مردوں کو اجازت دی کہ وہ سیلا کی لڑکیوں کو جب وہ عید پر ناچنے کو آئیں اپنی بیویاں بنانے کے لئے اغوا کر لیں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر اس کے متعلق کوئی شکایت ہوئی تو وہ سیلا کے لوگوں سے نپٹ لیں گے۔ یوں بنی اسرائیل کی قسم کہ وہ اپنی لڑکیاں بنی بنیمین کو نہ دیں گے بھی قائم رہے گی اور بنی بنیمین کو بیویاں بھی مل جائیں گی (قضاۃ ۲۱: ۱۵-۲۴)۔ عیلی اور سموئیل نبی بھی سیلا ہی میں رہتے تھے (۱-سموئیل ۱-۳ باب)۔

جب سے عہد کا صندوق سیلا سے لے جایا گیا اُس کی اہمیت جاتی رہی (زبور ۷۸: ۶۰)۔ ساؤل بادشاہ کے عہدِ حکومت میں خاص کر جب وہ فلستیوں سے جنگ کر رہا تھا، اُس وقت اخیاہ نبی جو عیلی کا پڑپوتا تھا، سیلا میں کاہن تھا اور افود پہنے ہوئے تھا (۱-سموئیل ۱۴: ۳)۔ سلطنت کے تقسیم ہونے کے بعد، اگرچہ عہد کا صندوق اور ہیکل یروشلیم میں تھے اور یربعام بادشاہ نے بت پرستی کی عبادت کے مرکز بیت ایل اور دان میں قائم کئے تھے اُس وقت بھی اخیاہ نبی سیلا میں رہتا تھا (۱-سلاطین ۱۴ باب)۔

یرمیاہ نبی کے زمانہ میں سیلا تباہ و برباد ہو چکا تھا (یرمیاہ ۷: ۱۲، ۱۴؛ ۲۶: ۶)۔ سیلا کا موجودہ نام سیلون ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۷، ۴، ۵، ۲۷

سیلاس :- (غالباً عبرانی نام ساؤل کی ارامی شکل = خدا سے مانگا ہوا)۔ یروشلیم کی کلیسیا کا ایک اہم فرد (اعمال ۱۵: ۲۲، ۳۲) اور رومی شہری (اعمال ۱۶: ۳۷)۔ اس نام کا ذکر صرف اعمال کی کتاب میں آتا ہے۔ یروشلیم کی کلیسیائی مجلس نے اس کے، برنباس اور پولس کے ہاتھ انطاکیہ کو اپنے فیصلے کا خط بھیجا تھا (اعمال ۱۵: ۲۲، ۲۳)۔ کچھ عرصہ انطاکیہ میں قیام کے بعد سیلاس یروشلیم واپس لوٹا۔ جب پولس اور برنباس کی آپس میں ناچاقی ہوئی تو پولس نے سیلاس کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا کیونکہ وہ انطاکیہ سے ہی اُس کی خدمت سے شخصی طور پر واقف تھا۔ لوقا سیلاس کے متعلق بہت تھوڑا لکھتا ہے۔ سیلاس پولس کے ساتھ فلپی میں تھا جہاں مار کھانے اور قید میں جانے میں وہ اُس کا شریک تھا (اعمال ۱۶: ۱۹-۲۴)۔ جب کلیسیا کے لوگوں نے پولس کو بیریہ سے سمندر کے کنارے بھیج دیا تو تیمتھیس اور سیلاس پیچھے رہ گئے (اعمال ۱۷: ۱۳-۱۴)۔ بعد میں یہ دونوں مکدنیہ سے آ کر کرنتھس میں رسول سے جا ملے (اعمال ۱۸: ۵)۔ اگرچہ سیلاس نام نئے عہد نامہ کی کسی اور کتاب میں نہیں آتا تاہم یہ بڑے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سلوانس ہی ہے جس کا ذکر دیگر حوالوں میں بھی ہوا۔ پطرس رسول نے اپنا پہلا خط سلوانس کی معرفت لکھا۔

سیلانی - شلونی :- ۱- سیلا کا ایک باشندہ۔ اس کا ذکر اکثر

سیلانی اخیاہ کے طور پر آیا ہے (۱-سلاطین ۱۱: ۲۹؛ ۲-تواریخ ۹: ۲۹)۔
۲- ایک یہودی امیر جو معسیاہ کی اولاد میں سے تھا اور نحمیاہ کے زمانہ میں یروشلیم میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۵)۔

سیلہ - شیلہ :- یہوداہ کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۳۸: ۵)۔ اس سے سیلانیوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۲۰)۔

سیماب :- پارا - یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں نہیں آتا تاہم دیکھئے معدنیات بائبل ۲ ز

سیمون - شیمون :- یہوداہ کی نسل کا ایک شخص (۱-تواریخ ۴: ۲۰)۔

سین - سینیم - سینین :- مصر کا ایک جنوبی شہر۔ اس کا نام اسوان بھی ہے (یسعیاہ ۴۹: ۱۲؛ حزقی ایل ۲۹: ۱۰؛ ۳۰: ۱۶)۔

سینا :- دیکھئے کوہِ سینا صفحہ نمبر ۱۱۹۷۔

سین کا بیابان :- ایک میدان جس میں بنی اسرائیل ایلیم سے داخل ہو کر کوہِ سینا تک گئے (خروج ۱۶: ۱؛ ۱۷: ۱؛ گنتی ۳۳: ۱۱، ۱۲)۔ آخری حوالہ میں اسے دشتِ صین کہا گیا ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳

سینگ :- (عبرانی - قرن، مقابلہ کریں عربی قرن - مثلاً ذوالقرنین - دو سینگوں والا)۔
پرانے زمانہ میں جانوروں کے سینگوں میں تیل بھر کر رکھا جاتا تھا (۱-سلاطین ۱: ۳۹) جو مسح کرنے اور دوسری رسومات کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا تھا۔
بیل اور مینڈھے کے سینگ موسیقی کے ساز کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ ان کی آواز سے لوگوں کو جنگ میں اکٹھا کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے نر جانور کا سینگ استعمال ہوتا تھا اور اسی لئے ایسے ساز کو نرسنگا پکارا جاتا تھا (یشوع ۶: ۴)۔ یہ عیدوں پر بھی استعمال ہوتے تھے اور انہیں قرنا بھی کہتے تھے (دانی ایل ۳: ۵ وغیرہ)۔
قربانگاہ یا مذبح کے چاروں کونوں پر سینگ بنے تھے جن پہ سونا منڈھا تھا (خروج ۳۰: ۳)۔ ان پر انگلی سے قربانی کے جانور کا خون لگاتے تھے (خروج ۲۹: ۱۲)۔ اگر کوئی مجرم دشمن سے جان بچانے کو بھاگتا تو وہ ان سینگوں کو ہاتھ لگاتا تھا اور یہ اس کی جائے پناہ بن جاتے تھے (۱-سلاطین ۲: ۲۸)۔
عبرانی میں سینگ طاقت کی علامت تھی (۱-سموئیل ۲: ۱؛ زبور ۱۳۲: ۱۷)۔ سینگ اونچا کرنا اقبال مندی یا گھمنڈ کا مترادف تھا (زبور ۷۵: ۴، ۵)۔
سینگ کاٹنے سے مراد شکست اور ذلت تھی (یرمیاہ ۴۸: ۲۵ مقابلہ کریں ایوب ۱۶: ۱۵)۔

سینگ :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ د

سینہ بند، عدل کا - سینہ پوش، قضا کا :- یہ سردار کاہن کے لباس کا حصہ تھا۔

اس کا ذکر خروج ۲۸: ۱۵-۳۰ اور ۳۹: ۸-۲۱ میں ہے۔ ماہر استاد اسے سونے، آسمانی، ارغوانی اور سرخ رنگ کے کپڑوں اور باریک بٹے ہوئے کتان سے بناتے تھے۔ یہ چورس، دُہرا اور تقریباً آٹھ انچ مربع تھا۔ اس پر چار قطاروں میں تین تین جواہر جڑے ہوئے تھے۔ ہر ایک قیمتی پتھر پر بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کا نام کندہ تھا۔ اس میں ایک تھیلی بھی تھی جس میں ★ اُوریم اور تمیم رکھے جاتے تھے۔ ان سے سردار کاہن خدا کی مرضی معلوم کر کے بعض معاملوں کا فیصلہ کرتا تھا۔ انہی کی وجہ سے سینہ بند کو عدل (قضا) کا سینہ بند کہتے تھے۔

سینہ پوش، قضا کا :- دیکھئے سینہ بند، عدل کا۔

سینی :- کنعان کی اولاد سے ایک قبیلہ (پیدائش ۱۰: ۱۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۱۵)۔

سینیم - سینین :- ایک دُور دراز کا ملک جہاں سے خدا کے وعدہ کے مطابق بکھرے ہوئے بنی اسرائیل سب واپس آئیں گے (یسعیاہ ۴۹: ۱۲)۔
مفسّروں کا خیال ہے کہ اس سے چین مراد ہے کیونکہ خیال کیا جاتا ہے کہ تیسری صدی ق م میں یہودی چین سے تجارت کرتے تھے۔

سیون - صیہون :- کوہ حرمون کا دوسرا نام (استثنا ۴: ۴۸)۔

سیوان :- عبرانی سال کا تیسرا مہینہ (آستر ۸: ۹)۔ کیتھولک ترجمہ میں پہلا مہینہ یعنی نیسان ہے۔ دیکھئے کیلنڈر۔

ش

شاخ۔ڈالی:- ۱۔عبرانی کے ۱۸ اور یونانی کے چار مختلف الفاظ کا اردو میں شاخ یا ڈالی ترجمہ کیا گیا ہے۔ذیل کے حوالوں میں مختلف عبرانی لفظ استعمال ہوئے ہیں لیکن ہر ایک کا ترجمہ شاخ یا ڈالی ہے۔ پیدائش ۴۰: ۱۰ (شاخ)؛ خروج ۲۵: ۳۳ (شاخ)؛ گنتی ۱۳: ۲۳ (ڈالی)؛ یسعیاہ ۱۶: ۸ (شاخ)؛ یرمیاہ ۱۱: ۱۶ (ڈالیاں)؛ زکریاہ ۴: ۱۲ (شاخیں)؛ زبور ۱۰۴: ۱۲ (ڈالیوں)؛ ایوب ۱۸: ۱۶ (ڈالی)۔

۲۔ مجازاً شاخ کا مطلب اولاد یا نسل ہے (ایوب ۱۵: ۳۲) خصوصاً شاہی نسل (دانی ایل ۱۱: ۷)۔ لفظ شاخ کا سب سے پرمعنی استعمال المسیح کے سلسلہ میں ہے جن کے متعلق پیشین گوئی تھی کہ وہ داؤد کے خاندان سے ہوں گے (یرمیاہ ۲۳: ۵؛ ۳۳: ۱۵؛ زکریاہ ۳: ۸؛ ۶: ۱۲)۔

ان پیشینگوئیوں میں اسرائیل کے ایک مثالی بادشاہ کا تصور تھا۔ اور یہ پیشینگوئی ایسے وقت کی گئی جب داؤد کا گھرانہ تنزل پذیر تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ نبی کی رویا میں درخت کا تباہ ہو جانا اس کا خاتمہ نہ تھا بلکہ "یسی کے تنے سے ایک کونپل ۔۔۔، اُس کی جڑوں سے ایک بارآور شاخ پیدا ہوگی" (یسعیاہ ۱۱: ۱)۔ جو المسیح ہونگے

شادی:- شادی گہری آشنائی کے شعور کے تحت شخصیتوں کا اختلاط ہے جو ایک مرد اور عورت کی باہمی رضامندی سے وجود میں آتا ہے۔ پھر وظیفہ جنسی کی وساطت سے یہ مسلسل پروان چڑھتا اور ایک ایسی تاحیات رفاقت میں تکمیل پذیر ہوتا ہے جو باہمی محبّت اور وفاداری پر استوار کی جاتی ہے۔ یہ ایک سماجی انتظام بھی ہے جسے الٰہی شریعت اور سماج کے اُن قوانین اور رسم و رواج کا پابند رکھا جاتا ہے جن کو ایک معاشرہ اپنی بقا اور فلاح کے تحفظ کے لئے مرتب کرتا ہے۔

۱۔ماہیّت اور مقصد

شادی تخلیق کا ایک اَمر ہے۔ خالقِ کُل نے مرد اور عورت کو اپنی صورت پر بنایا اور خدا کی یہ صورت مرد اور عورت کی وحدت میں نظر آتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے لئے بنایا گیا ہے' دونوں کی شخصیتیں ایک دوسرے کی شخصیّت کا تکملہ ہیں۔ شادی کا رشتہ اِس وحدت کا دوسرا نام ہے (پیدائش ۱۲: ۲۶، ۲۷؛ متی ۱۹: ۴-۶)۔

شادی انسانی سماج کا ایک مُقدّس وظیفہ ہے۔ شوہر اور بیوی اپنی محبت کے دائرے میں رہ کر ایک خاندان کو وجود بخشتے ہیں اور اِس کو پروان چڑھانے کے عمل میں اپنی خوشیوں کو باہم بانٹتے اور اُن کو دوام بخشتے ہیں۔ یوں شادی ایک منتہائے مقصود نہیں بلکہ یہ ایک جوڑے کے لئے کچھ اَور خارجی مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے۔ شوہر اور بیوی کا باہمی رشتہ خدا کے ارادہ خلقت میں تھا کیونکہ تاحیات رفاقت کو پروان چڑھانے کے لئے جس باہمی محبت اور التفات کی ضرورت ہے اُس کا سرچشمہ اُسی کی واحد ذات ہے۔ وہ بچوں کو جنتے ہیں اور معاشرے کی طرف سے اُن کی پرورش اور تربیّت کی جو ذمہ داری خاندان پر ڈالی جاتی ہے وہ اُس کو نبھاتے ہیں سماج کی نگاہ میں میاں بیوی جسدِ واحد کی مانند ہوتے ہیں۔ یوں شادی کے ذریعے ایک نئی سماجی اکائی وجود میں آتی ہے۔

پاک نوشتوں میں شادی کے مقصد کی زیادہ وضاحت نہیں ملتی۔ تخلیق کے اولین بیان میں اس کا مقصد باہمی اختلاط "ایک تن ہوں گے" بتایا گیا ہے لیکن بیانِ ثانی میں افزائشِ نسل، "پھلو اور بڑھو" بتایا گیا ہے۔ نئے عہدنامہ میں باہمی اختلاط اور استعاری پہلو کا ذکر ہے لیکن افزائش نسل پر زیادہ زور نہیں دیا گیا۔ عہدِ عتیق میں بھی صرف ایک مرتبہ تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے افزائشِ نسل کی تلقین کی گئی ہے۔ اور تین مرتبہ نوح اور یعقوب کو اس کا حکم ہوا ہے۔ اس سے ہم یہ اخذ نہیں کر سکتے کہ شادی کا مقصدِ اعلیٰ افزائشِ نسل ہے۔ پولس رسول اور خداوند یسوع مسیح نے پیدائش ۲: ۲۴ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے زیادہ زور باہمی اختلاط پر دیا ہے۔ پولس کے شادی کے اعلیٰ تصوّر میں یہ باہمی اختلاط مسیح اور کلیسیا کے اتحاد کے مشابہ ہے۔ اُس نے افسیوں ۵: ۲۵-۳۳ میں شادی کی بابت تفصیلی ہدایات دی ہیں تاہم ۱-کرنتھیوں ۷ باب میں وہ بطور ایک مشیر اور پاسبان کے ایک مخصوص صورتِ حال کیلئے ہدایات دیتا ہے جس میں ایک غیر موزوں ازدواجی تعلق مسیحی گواہی کیلئے خطرہ بن سکتا تھا۔ مزید براں جنسی اختلاط کا حیاتیاتی مقصد یعنی افزائش نسل ہی نہیں ہے۔ صحبتِ جنسی سے حمل کا امکان ضرور ہے لیکن یہ "ایک تن" ہونے اور باہمی اختلاط کو یقینی بنا دیتا ہے۔

مسیحی شادی کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ شوہر اور بیوی باہم خدا کے ساتھ ایک عہد باندھتے ہیں اور اپنے ہم جنسوں کے روبرو خدا کے ساتھ اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس امر کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ باہم تاحیات اُس کے مقاصد کو پورا کرتے رہیں گے (۱-کرنتھیوں ۷: ۳۹ قب

۲-کرنتھیوں ۶: ۱۴)۔ شادی کا عقد خداوند میں باندھا جاتا ہے اور ایک الٰہی ذمہ داری کے طور پر قبول کیا جاتا ہے اور اسے حلم اور شکر گزاری کی روح میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نیز دعا اور کلام سے اس کی تقدیس کی جاتی ہے (۱-تیمتھیس ۴: ۴-۵)۔

انسان کو مستقبل کی بابت سوچنے اور حال کو مستقبل یہاں تک کہ ابدیت کے ساتھ منسلک کرنے کی امتیازی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ وہ کسی نہ کسی اخلاقی نظام کے حوالے سے اور بامقصد باہمی شخصی تعلقات کے سہارے زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ واحد مخلوق ہے جو جانوروں کی طرح مخصوص ایّام میں اور جنسی تحریک کے تحت کسی کو زوج نہیں بناتے بلکہ شادی کر کے باقاعدہ ازدواجی زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ شادی کے رشتے کے لئے مستقبل کی وفاداری اور استحکام دو ضروری عناصر ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے ذریعے مرد کو اپنی تنہائی اور نامکمل ہونے کا شعور حاصل ہوتا ہے (پیدائش ۲: ۱۸) اور وہ شادی کے تکمیلی پہلو پر غور کرتا ہے۔ یوں شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی فطری محرومیوں کا مداوا کرتے ہیں۔

۲-جنسی تسکین

جنسی خواہش ایک پاک خواہش ہے کیونکہ یہ خدا کی بخشش اور تخلیق ہے۔ اس کی تسکین کا واحد ذریعہ الٰہی شریعت کے مطابق شادی ہے۔ مرد اور عورت کو جس طرح کئی باتوں میں ایک دوسرے کے تکملہ کی صورت میں خلق کیا گیا ہے اسی طرح وہ جسم میں بھی ایک دوسرے کا تکملہ ہیں اور اس طرح وہ خدا کے تخلیقی عمل میں شرکت کرتے ہیں۔ صرف انسان ہی جنسی تعلقات کو اخلاقی قید کا پابند بنا سکتا ہے۔ اور اسے بالاحیاتیاتی معنی دے کر شخصی اور روحانی اقدار کا منبع بنا سکتا ہے۔ یوں انسان وظیفۂ جنسی کو محبت اور عصمت کی مدد سے پوری شخصیّت کا وظیفہ بنا دیتا ہے۔ وظیفۂ جنسی وہ واحد عمل ہے جس کے ذریعے ایسا رشتہ قائم ہو سکتا ہے جو افزائشِ نسل کا ذریعہ ہو۔ اور جب ایک جوڑا خدا میں یک جان دو قالب ہو جاتا ہے تو اُن کو جنسی اختلاط کے ذریعے روحانی سطح پر تخلیقی رشتہ قائم کرنے کا موقع ملتا ہے۔ انسانوں میں جنسی اختلاط کے دو مقصد رفاقت اور افزائشِ نسل ہیں۔

میاں بیوی کے درمیان جنسی تعلق اُن پر ایک دوسرے سے بلاشرکتِ غیر وفاداری کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ وظیفہ جنسی میں انسان کی پوری شخصیّت شرکت کرتی ہے کیونکہ یہ شخصیتوں کے اختلاط کا عمل ہے۔ روحانی طور پر اس اختلاط کو شکر گزاری کی رُوح میں خدا کی نذر کرنا چاہیئے۔ میاں بیوی کو احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی محبّت کو پروان چڑھانے والا خدا ہی ہے۔ جنسی کشش میاں بیوی کے درمیان ایک ایسا واسطہ ہے جس کے وسیلے وہ ایک دوسرے پر اپنے باطن کی گہرائیوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ دل و روح کی گہرائیوں میں کچھ ایسے جذبات و احساسات دبے ہوتے ہیں جن کا اظہار زبان سے ممکن نہیں ہوتا۔ مزید براں شادی میں مکمل ہم آہنگی اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے ان جذبات و احساسات کا اظہار ناگزیر ہوتا ہے۔ جنسی اختلاط میں حواس ایک مافوق ذریعۂ اظہار کا کام دیتے ہیں۔ ایسا اختلاط سُرور انگیز ہے لیکن یہ سُرور صرف نفس کی تسکین کے باعث نہیں بلکہ میاں بیوی کی راحت آمیز ہم آہنگی کے اظہار کے باعث ہے۔ شخصی انحصار کا شعور جب مٹ جاتا ہے تو انفرادیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ اختلاطِ جنسی میں روئیں روئیں پر۔ خود سپردگی کا ایک عالم طاری ہو جاتا ہے۔ دونوں فریق ایک ایسا تحفہ ایک دوسرے کو نذر کرتے ہیں جو اُنہوں نے صرف ایک دوسرے کے لئے ہی سنبھال کر رکھا ہوتا ہے۔ جنسی اختلاط باوفا محبّت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اِن معنوں میں یہ نہایت ہی مُقدّس اور الٰہی نعمت ہے۔ اِس اختلاط کو صرف جسمانی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ روحانی شعور اور برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ جبلّی اور اضطراری بھی نہیں ہے کیونکہ انسان اس کا پابند نہیں ہے بلکہ جنسی خواہش الٰہی شریعت کے دائرے میں الٰہی نعمت ہے اس لئے یہ خدا کی جانب انسان کی آزاد طبیعت اور اخلاقی ذمہ داری کے تابع ہے۔ وظیفہ جنسی کی ادائیگی میں خالق کے اعلیٰ مقاصد کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اِن معنوں میں اس کی ادائیگی میاں بیوی کی ضرورت اور حق ہے (۱-کرنتھیوں ۷: ۴)۔ اِسے باہمی محبّت کے اظہار کا ذریعہ بنانا چاہیئے اور اِس بلاشرکتِ غیر اختلاط کے مقصد کو ہمیشہ مدِنظر رکھنا چاہیئے۔ یہ ایک ایسا تخلیقی رشتہ ہے جس کے وسیلے ایک جوڑا اپنی شادی کے مقاصد اور محاسن کا اظہار کرتا ہے۔

۳-محبّت اور عِفّت و عصمت

شادی انسانی رفاقت اور شراکت کی تکمیل ہے، جہاں انسانی تعلقات میں بے تکلفی، شراکت اور وفاشعاری کی معراج نظر آتی ہے۔ جنسی اختلاط اور اولاد دونوں شادی کو بھرپور بنا سکتے ہیں لیکن اِس رشتے کے استحکام کا انحصار دونوں میں سے کسی پر بھی نہیں۔ صرف محبت ہی وہ عنصر ہے جو شادی کو بامقصد بناتی اور اس کے لئے داخلی جواز فراہم کرتی ہے اور یہی اس کی سالمیت کی ضمانت ہے۔ عفّت و عصمت کی حفاظت محض ایک فرض نہیں بلکہ محبّت کا ایک تقاضا ہے اور کامیاب ازدواجی زندگی کا لازمہ۔

اس محبت کا مرکز ایک دوسری شخصیّت ہے جو اجر اور جزا سے بے نیاز محبوب کی فلاح کی جویاں ہوتی ہے۔ اس کے اظہار کا ذریعہ خدمت ہے، استحصال نہیں۔ انسانی ذات جس اعلیٰ و ارفع رفاقتِ باہمی کے حصول پر قادر ہے اُس کا اظہار اِس محبت کے ذریعے ہی ہو سکتا

ہے۔ یہ محبت اختلافات اور شکر رنجیوں سے بالاتر ہوتی ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ دونوں ایک دوسرے میں اس طرح گُم ہو جاتے ہیں کہ شخصی آنا تباہ ہو جاتی۔ یہ تباہ نہیں ہوتی بلکہ اِس کو ایک نیا روپ مِل جاتا ہے۔ اِس محبت کی شدت اور ماہیت کی مثال مسیح کے ساتھ ہماری محبت کے رشتے میں ہی مِل سکتی ہے۔ شادی میں معاف کرنے والی محبت ایک تخلیقی قوت ہے جو اپنی ماہیت کے اعتبار سے مسیح کی محبت کے تجربے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ رحم کے مترادف ہے، یہ اُس وقت بھی معاف کرنے کو تیار ہوتی ہے جب معافی کا کوئی جواز نہ ہو۔ یہ فضل کا پرتو ہے۔ یہ سُود و زیاں اور سزا و جزا سے بے پرواہ سب کچھ نچھاور کر دیتی ہے۔ یہ ایک تخلیقی محبّت ہے جو اعلیٰ روحانی مقاصد کے حصول کی خاطر سب کچھ سہہ لیتی ہے۔ ایک شادی اُس وقت روحانی اہمیّت حاصل کر لیتی ہے جب ایک جوڑا محبّت کے مذبح پر اپنی خودی کو قربان کر کے ایک دوسرے کی فلاح اور فکر میں گم ہو جاتا ہے۔

محبّت سے بالا یہ شعور بھی ہے کہ شادی الٰہی شریعت کی حدود کے اندر ہی رہے۔ عفّت و عصمت کا حقیقی تصوّر اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب محبت کا احساس کسی کی ذاتی اَنا کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وفا شعاری کے طلب گار دو ہیں، محبوب اور رضائے الٰہی۔ شادی کے بندھن کا اٹوٹ ہونا فریقین کو بلا خوف و خطر ایک دوسرے کے لئے جینے اور اعتماد کے ساتھ سب کچھ نچھاور کر دینے کی ترغیب دیتا ہے۔

پولس رسول شادی میں مرد کے فرائض کو محبّت کے زاویے سے دیکھتا ہے اور اِس کا معیار وہ محبت ہے جو مسیح نے کلیسیا سے رکھی (کلسیّوں ۳: ۱۹؛ افسیوں ۵: ۲۵، ۲۸)۔ اس میں عفت و عصمت کا تحفظ بنیادی شرط ہے (۱۔ کرنتھیوں باب ۶؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۳-۷؛ گلتیوں ۵: ۱۹؛ عبرانیوں ۱۲: ۴)۔ یوں ایک ایسا رشتہ وجود میں آتا ہے جس میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور "من و تُو" کی دُوئی مٹ جاتی ہے۔

بیوی کی مساوی حیثیت کا تعین تخلیق کے بیان میں ہی کر دیا گیا ہے جہاں اُسے "مددگار" (پیدائش ۲: ۱۸) قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس عورت کو نافرمانی کے گناہ میں پہل کرنے کے باعث مرد کے تابع ہونے کی سزا دی گئی ہے (پیدائش ۳: ۱۶؛ کرنتھیوں ۱۱: ۹)۔ نیا عہد نامہ اس تصوّر کو معمولی ترمیم کے ساتھ قائم رکھتا ہے۔ افسیوں باب ۵ اور ۱۔ کرنتھیوں ۷: ۲ میں کامل یگانگت کا سبق دیا گیا ہے اور روحانی مرتبہ مساوی بتایا گیا ہے۔ تاہم بیوی کے فرائض کو محبّت کی بجائے تابع فرمانی کے زاویہ سے دیکھا گیا ہے (افسیوں ۵: ۲۲؛ کلسیّوں ۳: ۱۸؛ ۱۔ پطرس ۳: ۱)۔ یہ تابع فرمانی مخصوص ذمہ داریوں اور خاندان میں اختیار کے تعیّن کے باعث ہے۔ یہ خوف اور جبر کے تحت نہیں۔ اِس کا منبع آزادیِ نفس ہے اور یہ خاوند کی محبّت کا جواب ہے (۱۔ یوحنا ۴: ۱۹)۔

۴۔ واحدیتِ زوج اور ناقابلِ تنسیخ عقد

شادی میں شخصیّتوں کا مکمل اختلاط جس کا تصوّر "ایک تن ہونا" کی اصطلاح میں پایا جاتا ہے، واحدیتِ زوج اور اِس عقد کے ناقابلِ تنسیخ ہونے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اِس نوعیت کا تعلق ایک وقت میں ایک سے زیادہ افراد کے ساتھ قائم کرنا ناممکن ہے۔ اگر ممکن ہو بھی تو وہ پائیدار نہیں ہوگا۔ یہ مسیح اور اُس کی کلیسیا کی یگانگت کی طرح ناقابلِ تنسیخ ہے۔ اسی میں واحدیت کا تصوّر بھی پایا جاتا ہے کیونکہ مسیح کی ایک ہی دلہن یعنی کلیسیا ہے۔ انبیاء کے صحیفوں میں واحدیتِ زوج کا تصوّر علامتی رنگ میں خدا اور اسرائیل کے اتحاد میں پایا جاتا ہے (ہوسیع ۲: ۱۹؛ یرمیاہ ۳: ۱۴؛ ۳۱: ۳۲؛ یسعیاہ ۵۴: ۵)۔ نئے عہد نامہ میں خدا مسیح میں دلہا ہے (متی ۹: ۱۵) اور دلہن وہ روحانی اسرائیل ہے جو ہر قوم کے برگزیدوں پر مشتمل ہے (۲۔ کرنتھیوں ۱۱: ۲؛ افسیوں ۵: ۲۳-۳۲؛ مکاشفہ ۱۹: ۷)۔ واحدیتِ زوج مسیح کی محبت کی تعلیم سے مطابقت رکھتی ہے کیونکہ تعددِ ازواج دوسروں کی حق تلفی ہے اور بیویوں کی تحقیر۔ انبیاء کے صحائف میں تعددِ ازواج کو بُت پرستی کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ یہ پہلے پہل بے شرع کنعانیوں کی نسل میں ظاہر ہوئی (پیدائش ۴: ۲۳)۔ داؤد اور سلیمان کے عہد میں برگشتگی اور بربادی کا سبب تعددِ ازواج کو ٹھہرایا گیا ہے (۲۔ سموئیل ۵: ۱۳؛ ۱۔ سلاطین ۱۱: ۱-۳؛ استثنا ۱۷: ۷)۔ واحدیتِ ازواج ضبطِ نفس کا عمدہ طریقہ ہے جس سے شہوانی خواہشوں کو تعمیری اور تخلیقی قوت میں بدلا جا سکتا ہے جو انسان کی روحانی اور سماجی زندگی کو فروغ دینے کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ اس کے ذریعے جنسی خواہش کو تابع کر کے انسانی وجود کے مقاصد کے نظام میں مناسب مقام دیا جا سکتا ہے۔ شادی کی تکمیل کے لئے خیالات کی ہم آہنگی، باہمی ہمدردی اور تسکین کی ضروریات اِس کے ذریعے بڑی عمدگی سے رفتہ رفتہ پروان چڑھتی ہیں۔ اِس میں خاندانی زندگی کی بقا کے لئے اعلیٰ ترین تحفظات مہیّا ہوتے ہیں جو اولاد کی عمدہ تربیت اور پرورش کے لئے ناگزیر ہیں۔

۵۔ طلاق

مسیح نے طلاق کی بابت جو تعلیم دی ہے (متی ۵: ۳۱-۳۲؛ ۱۹: ۳-۹؛ مرقس ۱۰: ۲-۱۲؛ لوقا ۱۶: ۱۸) اُس کی رُو سے مرد کو بیوی چھوڑ دینے کی صرف زنا کی بنا پر اجازت دی گئی ہے۔ اگرچہ متی کی انجیل میں یہ حق صرف مرد کے لئے بیان کیا گیا ہے لیکن مرقس کی انجیل میں یہ حق فریقین میں سے دونوں کے لئے بتایا گیا ہے۔ کتبِ مقدسہ میں گناہ کو روحانی زناکاری قرار دیا گیا ہے (ہوسیع ۲: ۲؛ یرمیاہ ۳: ۹؛ ۱۳: ۲۷)۔ اِس کا لبِ لباب خدا سے سرکشی اور بغاوت اور غیر معبودوں کی پیروی کرنا ہے (ہوسیع ۲: ۵؛ یرمیاہ ۲: ۲۰؛ حزقی ایل ۲۰: ۳۰) اور کسی

اصلاح کو قبول نہ کرنے کی صورت میں خدا الیسوں کو ترک کر دیتا ہے جو طلاق کے مشابہ ہے (ہوسیع ۲:۱، ۲؛ یرمیاہ ۲:۳۵، ۳۶)۔

عہدِ عتیق کے زمانہ میں شریعت کے مطابق ایک طلاق نامہ لکھ کر طلاق عمل میں لائی جاتی تھی (استثنا ۲۴:۱-۲)۔ دوبارہ نکاح کی اجازت تھی۔ مطلقہ بیوی کا اِس ساری کارروائی میں کوئی حِصّہ نہ ہوتا تھا۔ مسیح نے متّی ۵:۳۱-۳۲ میں جو بات کہی ہے کہ طلاق کا واحد جواز زناکاری ہے اُس کا ذکر مرقسؔ نے نہیں کیا۔ اس سے یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ جو شادی بے وفائی کے سبب برباد ہو چلی ہو اس کی بربادی کی طلاق صرف تصدیق کرتی ہے۔ یہودیوں کی ایک جماعت جو سمجھتی تھی کہ زناکاری کی مرتکب صرف عورت ہی ہوتی ہے، انہوں نے مسیح کو آزمانے کی کوشش کی لیکن مسیح نے اُن پر ثابت کر دیا کہ مرد بھی برابر زنا کا مرتکب ہوتا ہے، تاہم وہ اِس معاملے کی تہہ میں نہیں گئے۔

کتبِ مُقدّسہ میں معافی کی اعلیٰ شریعت کی تعلیم پائی جاتی ہے (ہوسیع)، جو ایک پشیمان زانی کو معاف کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ پولس رسول نے ۱-کرنتھیوں ۷:۱۰-۱۵ میں مخلوط شادی کے ایک خاص موقع کے حوالے سے جو تعلیم دی ہے کہ ایمان دار اِس کا پابند نہیں ہے، ایک متنازعہ فی مسئلہ ہے۔ بعضوں کی رائے میں یہاں پولس نے بے گناہ فریق کو دوبارہ شادی کی اجازت دی ہے۔

شادی کی ضیافت:۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج :۱

شادی کے رسم و رواج :۔

عام طور پر شادی کے دو اہم مراحل ہوتے ہیں یعنی منگنی اور نکاح شادی سے متعلقہ یہودی رسم و رواج ان ہی سے وابستہ تھے۔

۱-منگنی

رشتہ مانگنے کی رسم۔ بعض مرتبہ لڑکے اور لڑکی کے والدین بچپن ہی سے اپنے بچوں کے لئے طے کر لیتے تھے کہ ان کے جوان ہونے پر اُن کا آپس میں رشتہ کر لیا جائے گا۔ جب بچے بڑے ہو جاتے تو منگنی کی رسم ادا کی جاتی تھی جس میں مرد اور عورت کی نسبت ٹھہراتے تھے اور یوں وہ ایک دوسرے کے منگیتر ٹھہرتے تھے۔ فلسطین میں منگنی اتنی ہی پکی سمجھی جاتی تھی جتنی کہ شادی۔ بائبل میں بعض مرتبہ منگیتر کو بیوی کہا گیا ہے اور اُس پر لازم تھا کہ اپنے ہونے والے شوہر کی ایسی وفادار رہے جیسے بیوی (پیدائش ۲۹:۲۱؛ استثنا ۲۲:۲۳، ۲۴؛ متّی ۱:۱۸، ۲۲)۔ نیز منسوبہ مرد کو شوہر کہا جاتا تھا (یوایل ۱:۸؛ متّی ۱:۱۹)۔ منگنی ٹوٹنے کے متعلق بائبل میں کوئی قوانین درج نہیں ہیں۔ تاہم ★ حمورابی کے ضوابط میں لکھا ہے کہ اگر ہونے والا شوہر منگنی توڑے تو لڑکی کا باپ مہر وغیرہ رکھ سکتا ہے اور اگر لڑکی کا باپ اپنا ارادہ بدل دے تو اسے دیئے ہوئے انعام اور مہر کی رقم کا دُگنا لڑکے کو واپس دینا لازم ہے۔ یہ قرینِ قیاس ہے کہ کوئی معاہدہ اُن کے درمیان ضرور طے پاتا ہوگا۔ لیکن یہ مرد کی مرضی تھی کہ وہ اس پر کتنی سختی سے عمل کرائے۔ کتابِ مُقدّس میں منگنی کو خدا اور اس کے لوگوں کے درمیان محبّت اور وفاداری کی تصویر کے طور پر پیش کیا گیا ہے (ہوسیع ۲:۱۹- عبرانی میں نامزد کرنے کے لئے لفظ عرس ہے قب عربی عُرُوس بمعنی دُلہن۔ منگیتر)۔ اگر ہم اردو ترجمہ میں نامزد (یعنی ملک نسبت) کی بجائے منگیتر یا دلہن استعمال کریں تو مفہوم زیادہ صاف اور زوردار ہو جائے گا۔" اور تجھے اپنی ابدی منگیتر بناؤں گا۔ ہاں ... رحمت سے اپنی منگیتر بناؤں گا۔"

۲-منگنی کی رسم میں عام طور پر ذیل کے مراحل ہوتے ہیں

ا-**ساتھی کا انتخاب**۔ عام طور پر والدین یا اُن کا مقرر کردہ شخص لڑکے کے لئے بیوی چُنتے اور شادی کا انتظام کرتے تھے۔ ہاجرہ نے خود اسمٰعیل کے لئے بیوی چُنی (پیدائش ۲۱:۲۱)۔ ابرہام نے اضحاق کے لئے اپنے نوکر کو بیوی تلاش کرنے کے لئے بھیجا (پیدائش ۲۴:۱-۱۲)۔ یہوداہ نے خود اپنے بیٹے عیر کے لئے بیوی ڈھونڈی (پیدائش ۳۸:۶)۔ بعض مرتبہ بیٹا اپنے لئے بیوی چُنتا اور والدین رشتے کا انتظام کرتے تھے (پیدائش ۳۴:۴، ۸)۔ سمسون نے ایسا ہی کیا (قضاۃ ۱۴:۲)۔ شاذونادر ہی کوئی اپنے والدین کی مرضی کے خلاف شادی کرتا تھا۔ عیسو نے والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کی (پیدائش ۲۶:۳۴-۳۵)۔

بعض مرتبہ لڑکی سے اُس کی رضامندی پوچھی جاتی تھی (پیدائش ۲۴:۵۸)۔ کبھی کبھی لڑکی کے والدین بھی موزوں آدمی کا چناؤ کرتے تھے جیسے روت کی ساس نے کیا (روت ۳:۱، ۲) اور ساؤل نے اپنی بیٹی کے لئے (۱-سموئیل ۱۸:۲۳)۔ رشتہ تلاش کرتے وقت لڑکی کے والدین یا سرپرست قبیلے کی میراث کا خیال رکھتے تھے تاکہ الیسا نہ ہو کہ میراث دوسرے قبیلے میں منتقل ہو جائے (گنتی ۳۶:۱ مابعد)۔

ب-**تحائف و انعامات کا تبادلہ**۔ کتابِ مقدّس میں مہر، جہیز اور دُولہے کے دیئے ہوئے انعامات کا ذکر ہے۔

۳-مہر

عبرانی موھر-قب عربی مہر-عبرانی اور عربی استعمال کا فرق غور طلب ہے۔ عربی لفظ مہر سے وہ روپیہ یا جنس مراد ہے جو نکاح کے وقت مرد کے لئے عورت کو دینا مقرر تھا۔ عبرانی میں اُس رقم کو مہر کہا گیا ہے جو لڑکے والے لڑکی کے والدین کو پیش کرتے ہیں (پیدائش ۳۴:۱۲؛ خروج ۲۲:۱۷؛ ۱-سموئیل ۱۸:۲۵)۔ بعض علماء نے اسے لڑکی کی قیمت تصوّر کیا ہے لیکن لڑکی ایک غلام کی طرح خریدی اور بیچی نہیں جاتی تھی۔ لڑکی کے جانے سے

خاندان میں کام کرنے کے لئے ایک فرد کم ہو جاتا تھا لہٰذا مہر لڑکی کے خاندان کے مالی نقصان کی تلافی تھی ۔ یہ رقم اس بات کی بھی ضمانت تھی کہ مرد بغیر سوچے سمجھے لڑکی کو طلاق نہ دے ۔ مہر کی رقم اوسطاً پچاس مثقال تھی (استثنا ۲۲ : ۲۸، ۲۹ اور خروج ۲۲ : ۱۷) لیکن اس کے ساتھ شرط یہ تھی کہ لڑکی کنواری ہو (استثنا ۲۲ : ۲۰، ۲۱) ۔

۴ ۔ جہیز

وہ سامان جو دلہن کو والدین کی طرف سے شادی پہ دیا جاتا ہے ۔ یہ لفظ بائبل کے پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں صرف اُس موقع پہ آتا ہے جب مصر کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کو جو سلیمان بادشاہ سے بیاہی گئی تھی جزر کا شہر جہیز میں دیا (۱ ۔ سلاطین ۹ : ۱۶) ۔ اس کے لئے عبرانی لفظ شیلوخیم ہے جس کے بنیادی معنی بھیجنا یا الوداع کرنا ہے ۔ یہ لفظ خاص دلچسپی کا حامل ہے ۔ میکاہ ۱ : ۱۴ میں اردو پروٹسٹنٹ مترجمین نے اس کے لئے لفظ طلاق استعمال کیا ہے اور کیتھولک نے جہیز ۔ یہ دونوں لفظ طلاق اور جہیز بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہیں لیکن مترجمین آیت کا صحیح مفہوم ادا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ یہ آیت تشریح طلب ہے ۔ میکاہ نبی سامریہ اور یروشلیم کے خلاف خدا کے غضب کی پیشینگوئی کرتا ہے ۔ وہ بتاتا ہے کہ دشمن کس طرح ملک پر حملہ کرے گا اور مختلف شہروں کو لے لیگا ۔ وہ شہروں کے ناموں کے معنوں پر جگت کرتا ہے ۔ یاد رہے کہ عبرانی میں شہروں کے نام مونث ہوتے ہیں ۔

میکاہ نبی کا اپنا شہر مورشت تھا (۱ : ۱) ۔ مورشت جات کے معنی جات کی دلہن یا منگیتر ہیں ۔ چنانچہ آیت کی تفسیر یوں ہوگی (۱) ۔ دشمن ملک میں آپہنچا ہے ۔ اب تو اپنے شہر کو یعنی دلہن کو جہیز دے کر الوداع کردے ۔ اب تیرا اُس پر کوئی اختیار نہیں (۲) ۔ دشمن نے ملک پر حملہ کردیا ہے ۔ اب تو اپنی بیوی کو طلاق دے کیونکہ اب وہ تیرے ہاتھ سے نکل گئی ہے (یعنی تیرا شہر دشمن نے فتح کرلیا ہے) ۔ شیلوخیم کا مفہوم دونوں میں موجود ہے ۔ بیٹی کو الوداع کرنا جہیز سے تعلق رکھتا ہے ۔ بیوی کو بھیجنا طلاق کے مترادف ہے ۔

۵ ۔ دُولہے کی طرف سے دُلہن کو تحائف

اکثر دُولہا دُلہن کو زیورات اور لباس بھیجتا تھا ۔ وہ خاندان کے باقی افراد کو بھی انعام دیتا تھا (پیدائش ۲۴ : ۵۳) ۔

۶ ۔ شادی کی رسومات

ان رسومات کا اہم اور بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہر خاص و عام اس بات کو تسلیم کرلے کہ ان دو شخصوں کا ازدواجی رشتہ قائم ہو گیا ہے ۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ ہر شادی میں ذیل کی سب رسوم ادا کی جائیں یا ہر رواج پر عمل کیا جائے ۔

۷ ۔ دُولہا اور دُلہن کے ملبُوسات

دُلہن کے لباس میں سونے چاندی کی تاروں کا کام اور کپڑے پر خوبصورت کشیدہ کاری ہوتی تھی (زبور ۴۵ : ۱۳، ۱۴) ۔ وہ زیور سے آراستہ ہوتی تھی (یسعیاہ ۶۱ : ۱۰) ۔ وہ ایک خوبصورت سینہ بند پہنے ہوتی تھی (کیتھولک ترجمہ ارمیا ۲ : ۳۲) ۔ اکثر شادی کے وقت نقاب (برقع) اوڑھا جاتا تھا ۔ شاید یہی وجہ تھی کہ شادی کے وقت یعقوب نے لیاہ کو نہ پہچانا (پیدائش ۲۹ : ۲۳ ۔ ۲۵ ؛ ۲۴ : ۶۵) ۔ دولہا بھی اچھے اچھے کپڑے پہنتا اور سہرے سے آراستہ ہوتا تھا (یسعیاہ ۶۱ : ۱۰) ۔

۸ ۔ دُلہن کی سہیلیاں

زبور ۴۵ : ۱۴ میں بادشاہ کی شادی کے سلسلے میں دلہن کی کنواری سہیلیوں کا ذکر ہے ۔ شادی کے موقع پہ عام دستور کے مطابق دولہا اور دلہن کو بادشاہ اور ملکہ تصوّر کیا جاتا تھا اور شادی میں سہیلیاں بھرپور حصہ لیتی تھیں ۔ دولہا کے ہمراہ بھی اُس کے رفیقوں کی جماعت ہوتی تھی (قضاۃ ۱۴ : ۱۱) ۔ نئے عہد نامہ میں انہیں براتی کہا گیا ہے (متّی ۹ : ۱۵) ۔ ان میں سے ایک جسے دولہے کا دوست یا شہ بالا کہا گیا ہے ایک خاص کردار ادا کرتا تھا ۔ اسے قضاۃ ۱۴ : ۲۰ ؛ ۱۵ : ۲ میں رفیق (کیتھولک ترجمہ میں ★ شہ بالا) پکارا گیا ہے ۔ یوحنّا ۳ : ۲۹ میں اسے دولہے کا دوست کہا گیا ہے ۔ اُس کے ذمہ شادی کے انتظامات کی دیکھ بھال تھی ۔ شاید میر مجلس (میرِ ضیافت) سے بھی یہی شخص مراد ہو (یوحنّا ۲ : ۸، ۹) ۔

۹ ۔ برات ۔ شادی کا جلوس

شادی کے دن کی شام کو دولہا اور اُس کے ساتھی جلوس کی صورت میں دلہن کے گھر جاتے تھے ۔ وہاں کھانے کا انتظام ہوتا تھا (پیدائش ۲۹ : ۲۲ ؛ قضاۃ ۱۴) ۔ پھر براتی دولہا دلہن کو لے کر جلوس میں باجا بجاتے اور ناچتے گاتے ہوئے واپس گھر آتے تھے ۔ اکثر رات کو ان کے ہاتھ میں مشعلیں ہوتی تھیں (متّی ۲۵ : ۷) ۔

۱۰ ۔ شادی کی ضیافت

یہ اکثر دولہے کے گھر میں (متّی ۲۲ : ۱ ۔ ۱۰ ؛ یوحنّا ۲ : ۹) عموماً رات کو ہوتی تھی (متّی ۲۲ : ۱۳ ؛ ۲۵ : ۶) ۔

۱۱ ۔ دامن پھیلانا

اس رسم کے مطابق مرد عورت پہ اپنا دامن پھیلاتا تھا اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ اب سے عورت کی حفاظت اور نگرانی وہ اپنے

ذمہ لیتا ہے اور عورت پر اُس کے سوا کسی اور کا اختیار نہیں (روت ۳: ۹؛ حزقی ایل ۱۶: ۸)۔ عبرانی محاورے کے مطابق میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں (دیکھئے لباس)

۱۲۔ برکت دینے کی رسم

عقدِ نکاح اور آپس کے عہد و پیمان کے بعد والدین اور دوست نئے جوڑے کو برکت دیتے تھے۔ اگرچہ وفاداری کا عہد باندھنے کا مرکّا ذکر کہیں نہیں آتا تاہم کافی حوالوں سے اس کے متعلق اشارے ملتے ہیں (برکت = روت ۴: ۱۱؛ پیدائش ۲۴: ۶۰؛ طوبیاہ ۷: ۱۵؛ عہد و پیمان = امثال ۲: ۱۷؛ حزقی ایل ۱۶: ۸؛ ملاکی ۲: ۱۴)۔

۱۳۔ حجلۂ عروسی۔ خلوت خانہ

شادی کی رات کے لئے دُولہا اور دُلہن کے لئے ایک خاص پلنگ یا کمرہ سجایا جاتا تھا (طوبیاہ ۷: ۱۸)۔ عبرانی میں اسے حُفا کہتے ہیں اور اُردو میں اس کا ترجمہ خلوت خانہ کیا گیا ہے (زبور ۱۹: ۵؛ یوایل ۲: ۱۶)۔ آج کل بھی وہ شامیانہ یا سائبان جس کے تلے یہودیوں کی شادی کی رسم ادا کی جاتی ہے حُفا ہی کہلاتا ہے۔

۱۴۔ زفاف

دُلہن کو دُولہے کے پاس لے جانا۔ اکثر والدین دُلہن اور دُولہا کو شادی کی سجی ہوئی خواب گاہ میں لے جاتے ہیں (طوبیاہ ۷: ۱۹)۔ یوں شادی پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ لفظ زفاف بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ لیکن کیتھولک ترجمہ میں متی ۱۸:۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے)۔

۱۵۔ کنوارپن کے نشان

(عبرانی میں کنوارپن کے لئے لفظ بتولیم ہے)۔ بنی اسرائیل کے ہاں بہت سے مشرقی ملکوں کی طرح عورت کی دوشیزگی پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ عورت کا شادی کے وقت پاک دامن ہونا ضروری تھا۔ اسی لئے شادی کی پہلی رات کے بعد بعض نشانات دُلہن کی دوشیزگی کے ثبوت میں پیش کئے جاتے تھے (استثنا ۲۲: ۱۴-۱۷)۔

۱۶۔ شادی کا جشن۔ ضیافت کے دن

تقریبات کم از کم ایک ہفتے تک جاری رہتی تھیں (پیدائش ۲۹: ۲۷؛ قضاۃ ۱۴: ۱۲۔ بعض مرتبہ دو ہفتے تک طوبیاہ ۸: ۲۰)۔ اِن دنوں میں خوب رنگ رلیاں ہوتیں، گانے بجانے، ناچنے ہنسی مذاق کے جلسے ہوتے تھے اور پہیلیاں اور بجھارتیں بوجھنے میں وقت گزرتا (قضاۃ ۱۴: ۱۲-۱۸)۔ بعض علماء کے خیال میں غزل الغزلات کی کتاب اُن گیتوں کا مجموعہ ہے جو شادی کی تقریبات میں گائے جاتے تھے اور کہ یہ اُن تقریبات کی طرف اشارہ ہے جو اس سلسلے میں ہوتی تھیں۔ دولہا اور دلہن کو ان ضیافت کے دنوں میں بادشاہ اور ملکہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

شارون:- (عبرانی = میدان)۔
۱۔ یافا اور کوہِ کرمل کے درمیان ساحلی میدان جو اپنی زرخیزی اور خوبصورتی کے لئے ضرب المثل تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۹؛ غزل الغزلات ۲: ۱؛ یسعیاہ ۳۵: ۲)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ب ۵-۱۴ ۔ ڈور، لدّہ، قیصریہ، یافا، انتیپترس کے شہر اور گاؤں اسی علاقے میں واقع ہیں۔
۲۔ اس کا نواحی علاقہ جس پر بنی جد کا قبضہ تھا (۱۔ تواریخ ۵: ۱۶)۔
۳۔ لشرون کا علاقہ (لشرون کے تحت دیکھئے یشوع ۱۲: ۱۸)۔
۴۔ شارون مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
(ا) انسان کی نئی زندگی کی حالت کے لئے جس میں وہ پھلتا پھولتا ہے اور خدا کا جلال اور حشمت دیکھتا ہے (یسعیاہ ۳۵: ۲)۔
(ب) انسان کی بقا کی حالت کے لئے جس میں وہ کامل اطمینان اور چین پائے گا (یسعیاہ ۶۵: ۱۰، ۱۷)۔

شارونی:- شارون کے میدان میں داؤد بادشاہ کے گلے چرانے والے ایک شخص سطری کا لقب۔ وہ شارون کا رہنے والا تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۹)۔

شاشق۔ شاشاق:- بنیمین کے خاندان میں بریعہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۱۴)۔ اس کے گیارہ بیٹے تھے (۱۔ تواریخ ۸: ۲۲-۲۵)۔

شاعر، غیر اقوام کے:- پولس رسول نے اعلیٰ ترین عبرانی اور یونانی تعلیم پائی تھی۔ وہ اپنے تبلیغی کام میں اپنے اس علم کو پورے طور پر خدا کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اُسے یونانی زبان پر پُورا عبور حاصل تھا اور وہ یونان کے شعرا کے کلام سے خوب واقف تھا ★ اریوپگس کی تقریر میں وہ ان کے ایک شاعر ★ ارطس کی نظم Phaenomena سے اقتباس پیش کر کے ان کی توجہ پُورے طور پر انجیل کے پیغام پر مبذول کراتا ہے۔

ططس کے خط میں پولس رسول، ایک چھٹی صدی قبل از مسیح کے کریتی شاعر کے کلام کی طرف اشارہ کرتا ہے (ططس ۱: ۱۲)۔ اس کا نام اپی مینڈیز Epimenides تھا۔ ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۳۳ میں شاعر منانڈر Menander کے کلام سے اقتباس پیش کیا گیا ہے۔

شاگرد:- کسی استاد سے سیکھنے والا۔ یہ لفظ ظاہر کرتا ہے کہ ایک شخص نے استاد کے خیالات اور کاموں کو اپنے ذہن اور زندگی میں قبول کر لیا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ وسیع معنوں میں استعمال

ہؤا- وہاں اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کی تعلیم قبول کرتا ہے- مثلاً یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگرد (متی ۹: ۱۴)، فریسیوں کے شاگرد (متی ۲۲: ۱۶)، موسیٰ کے شاگرد (یوحنا ۹: ۲۸)- لیکن عام طور پر اس سے خداوند مسیح یسوع کے پیروکار مراد ہیں- بعض اوقات یہ ۱۲ رسولوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے (متی ۱۰: ۱؛ ۱۱: ۱ وغیرہ) لیکن زیادہ تر صرف مسیحیوں کی طرف (اعمال ۶: ۱، ۲، ۷؛ ۹: ۳۶)- مسیح یسوع کے پیرو اُس وقت ہی "مسیحی" کہلائے جب انطاکیہ میں کلیسیا قائم ہوئی، اس سے پیشتر نہیں (اعمال ۱۱: ۲۶)-

شاگرد، بارہ:- وہ شاگرد جنہیں مسیح خداوند نے اس لئے چُنا کہ اُن کے ساتھ رہیں اور خدا کی بادشاہت کی منادی کریں (مرقس ۳: ۱۴)- انہیں "رسول" کہا گیا ہے (متی ۱۰: ۲؛ لوقا ۶: ۱۳)- بے شک اِس گروہ کی یہ تعداد بنیادی تعلیم دینے کے لئے کافی تھی، لیکن اس کے ساتھ ہی عدد ۱۲ تشبیہی کاملیت کو بھی ظاہر کرتا تھا اور اس کی نسبت اسرائیل کے بارہ قبیلوں سے بھی تھی (متی ۱۹: ۲۸)- یہی وجہ ہے کہ جب ایک رسول کی جگہ خالی ہوئی تو اُسے پُر کرنے کے لئے ایک اور کو چُنا گیا (اعمال ۱: ۲۶)- مسیح خداوند کے صعودِ آسمانی کے بعد اُن پر یہ فرض عائد ہؤا کہ وہ مسیح خداوند کے جی اُٹھنے کی گواہی دیں (اعمال ۱: ۲۲)-

شالوم:- عبرانی کا ایک اہم اور پُرمعنی لفظ- تفصیل کے لئے دیکھئے سلامتی-

شالیم:- ایک مقام جس کا ذکر یوحنا ۳: ۲۳ میں آتا ہے- یہ عینون کے قریب تھا- یہاں یوحنا بپتسمہ دیتا تھا- یوحنا ۱: ۲۸؛ ۳: ۲۶ اور ۱۰: ۴۰ کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جگہ دریائے یردن کے مغرب میں تھی لیکن اس کا صحیح محلِ وقوع معلوم نہیں-

شام (کا ملک)- ارام:- شمالی مسوپتامیہ کے ایک صوبے کا نام- اِس علاقے کو سب سے پہلے ہیرودوتس Herodotus نے ارام کا نام دیا کیونکہ اُس پر ارامی قابض تھے لیکن یہ نام یونانی دورِ حکومت تک مقبولِ عام نہ ہؤا- عبرانی بائبل میں اسے ارامیوں کی نسبت سے ارام کا ملک کہا گیا ہے- ارامی دشتِ عرب کے خانہ بدوش تھے جنہوں نے ۱۲ویں صدی میں اسی علاقے پر قبضہ کر لیا تھا-

محلِ وقوع اور رقبہ

چونکہ اس ملک کی سرحد غیر واضح تھی اور یہ کبھی بھی سیاسی وحدت نہیں بنا تھا اس لئے اس کے رقبے کی صحیح صحیح نشاندہی نہیں کی جا سکتی- عام طور پر اس میں تاؤرس Taurus کے سلسلۂ کوہ کا جنوبی علاقہ گلیل اور بسن کا شمالی علاقہ، صحرائے عرب کا مغربی علاقہ اور بحیرۂ روم کا مشرقی علاقہ شامل تھا- یہ ملک شمال سے جنوب کی طرف ۳۰۰ میل لمبا اور مشرق سے مغرب کی طرف ۵۰ تا ۱۵۰ میل چوڑا تھا- اس کے بڑے شہر دمشق انطاکیہ، حماہ، بلوس، الیپو، کرکیمس اور پلمیرا (دیکھئے تدمور) تھے-

تاریخ

اپنی تاریخ کے ابتدائی زمانہ میں شام پر اموریوں، حتّیوں، متانیوں اور خاص طور پر مصریوں کا غلبہ تھا- لیکن جب ۱۲ویں صدی ق م میں ساحلی لوگوں نے شمال کی طرف سے حملہ کیا تو صحرا کے سامی النسل ارامی قبیلے اپنی خانہ بدوش زندگی ترک کر کے شام کے بہترین علاقوں میں آباد ہو گئے درحقیقت وہ ۱۲ویں صدی ق م سے قبل ہی شام میں داخل ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن انہیں اپنے آپ کو مستحکم کرنے کا موقع نہیں ملا تھا-

داؤد اور سلیمان بادشاہوں کے دورِ حکومت میں ارامی چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں میں بٹے ہوئے تھے- اُن میں قابلِ ذکر حسب ذیل ہیں: ارام، دمشق، ارام ضوباہ، ارام معکہ، ارام بیت رحوب اور ارام مسوپتامیہ- اِن میں سب سے مضبوط ارام ضوباہ تھی جس کے بادشاہ ہدد عزر کو جب دمشق کے ارامی اُس کی کمک کو آئے تھے داؤد بادشاہ نے شکست دی (۲- سموئیل ۸: ۳-۷)- داؤد بادشاہ نے ارام معکہ، ارام بیت رحوب اور ارام مسوپتامیہ کو بھی مغلوب کر لیا (۱- تواریخ ۱۹: ۶-۱۹؛ ۲- سموئیل ۱۰: ۶؛ ۱- تواریخ ۱۹: ۶)-

سلیمان بادشاہ داؤد کے مقبوضات پر قبضہ برقرار نہ رکھ سکا اور اسرائیل میں سیاسی اور فوجی بگاڑ کے باعث جو کمزوری پیدا ہوئی اُس نے ارامی بادشاہتوں خاص طور پر دمشق کو اپنے آپ کو مضبوط بنانے کا موقع فراہم کر دیا-

یہوداہ کے بادشاہ آسا نے (۹۱۱-۸۷۰) اسرائیل کے بادشاہ بعشا کے خلاف (۹۰۹-۸۸۶) ارامیوں سے مدد کی اپیل کی- نتیجتہً دمشق کے بادشاہ بن ہدد اوّل نے شمال کی حکومت پر حملہ کر دیا (۱- سلاطین ۱۵: ۱۶-۲۱)-

شاہِ اسرائیل عمری نے (۸۸۵-۸۷۴) ارامیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کا سامنا کرنے کے لئے اپنے بیٹے اخی اب کو صیدانیوں کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی ایزبل سے بیاہ دیا (۱- سلاطین ۱۶: ۳۱)- اخی اب کے دورِ سلطنت میں (۸۷۴-۸۵۳)- ارامیوں نے بن ہدد اوّل کے تحت اسرائیل پر دو مرتبہ حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اُنہوں نے پہلے سامریہ کے مقام پر (۱- سلاطین ۲۰: ۱-۲۱) اور اگلے سال افیق کے مقام پر شکست کھائی (۱- سلاطین ۲۰: ۲۶-۳۴)- اس کے بعد ارام سے تین سال تک صلح رہی- پھر اخی اب نے شاہِ یہوداہ یہوسفط کے ساتھ مل کر رامات جلعاد کو واپس لینے کے لئے حملہ کیا لیکن وہ میدانِ جنگ میں مارا گیا-

شاہِ اسرائیل یورام (۸۵۲-۸۴۱ ق م) نے بن ہدد کے جانشین شاہِ ارام حزائیل سے لڑنے کے لئے شاہِ یہوداہ اخزیاہ سے اتحاد کیا اور وہ رامات جلعاد میں سخت زخمی ہؤا (۲- سلاطین ۸: ۲۸-۲۹)-

یاہو کے دورِ سلطنت میں (۸۴۱-۸۱۴) حزائیل نے یردن کے مشرقی علاقے پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۱۰: ۳۲-۳۳) اور یاہو کے بیٹے یہوآخز کے دورِ حکومت میں (۸۱۴-۷۹۸) اسرائیل کو مکمل طور پر شکست دی اور اُس کے متعدد شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اِن شہروں کو یہوآس نے (۷۹۸-۷۸۲) حزائیل کے جانشین بن ہدد دوم سے واپس لے لیا جن پر انہوں نے قبضہ کر رکھا تھا، یہاں تک کہ اُس نے دمشق کی قوت کو بھی توڑ کر رکھ دیا (۲-سلاطین ۱۴: ۲۵-۲۸)۔

۷۷۳ ق م اور ۷۵۰ ق م (رضین کی تخت نشینی کے درمیانی عرصے میں ارام کا ذکر نہیں ملتا۔ اِس عرصے میں اسوری خطرہ جو پہلے ہی موجود تھا اور بھی زیادہ ٹھوس بن گیا۔ اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے دمشق کے بادشاہ رضین اور اسرائیل کے بادشاہ فقح نے (۷۴۰-۷۳۲) فوجی اتحاد کیا۔ ۷۳۵ یا ۷۳۶ ق م میں انہوں نے یروشلیم پر حملہ کیا (۲-سلاطین ۱۶: ۵؛ یسعیاہ ۷: ۱) تاکہ وہ یا تو اُسے ختم کر دیں یا وہ اُن کے اتحاد میں شامل ہو جائیں۔ یہوداہ کا بادشاہ آخز (۷۳۵-۷۱۵) ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا۔ اُس نے گھبرا کر یسعیاہ نبی کی تنبیہ کے باوجود شاہِ اسور سے مدد مانگی (یسعیاہ ۷: ۱، ۲۵)۔ لہٰذا تگلت پلاسر سوم کو ارام اور فلسطین پر حملہ کرنے کا بہانہ مِل گیا۔ اُس نے دان اور نفتالی کی میراث میں اسرائیلی شہروں پر قبضہ کر لیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹) اور وہاں کے باشندوں کو اسیر کر کے اسور لے گیا۔ پھر وہ دمشق کی طرف متوجہ ہُوا اور ۷۳۲ ق م میں اُس پر بھی قبضہ کر کے ارامی سلطنت کو ختم کر دیا جسے اس کے پیش رو ۵۰ سال تک ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔

بعد کے سالوں میں کسدی اور مصری ارام کے لئے لڑتے رہے اور جب فارسیوں کو عروج حاصل ہُوا تو یہ ان کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اِسُس کے مقام پر جنگ کے بعد (۳۳۱ ق م) ارام پر سکندرِ اعظم نے قبضہ کر لیا، اور اُس کی موت کے بعد یہ سلوکی سلطنت کا ایک اہم حصّہ بن گیا جس میں بابل سمیت مشرق کی طرف کا بہت بڑا علاقہ شامل تھا۔ دوسری صدی ق م کے اواخر تک سلوکی سلطنت میں ارام جس کا دارالحکومت انطاکیہ تھا ہی باقی رہ گیا۔ ۶۴ ق م میں رومیوں نے اِسے ایک صوبہ بنا کر اِس کی حدود کو وسیع کر دیا جس میں مصر سے لے کر سلسلہ کوہ تاؤرس اور بحیرہ روم سے لے کر دریائے فرات تک کے علاقے شامل تھے۔

کلیسیا کے ابتدائی ایام میں ارام نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ انطاکیہ ہی تھا جہاں مسیح کے پیروکار پہلی مرتبہ مسیحی کہلائے (اعمال ۱۱: ۲۶)۔ پولس رسول ارام میں دمشق کی راہ پر ہی مسیحی ہُوا تھا (اعمال ۹: ۱-۹) اور انطاکیہ کی کلیسیا نے اُسے اور برنباس کو غیر قوموں میں منادی کرنے کے لئے مقرر کیا تھا (اعمال ۱۳: ۱-۳)۔

شامیانہ :- دیکھئے خیمہ۔

شاہی باغ :- غالباً ایک باغ جو یروشلیم کی دو دیواروں کے درمیان تھا (۲-سلاطین ۲۵: ۴؛ یرمیاہ ۳۹: ۴؛ ۵۲: ۷)۔ یہ شیلوخ کے حوض کے قریب تھا (نحمیاہ ۳: ۱۵)۔

شاہی کٹائی :- دیکھئے کٹائی، شاہی۔

شاہین :- دیکھئے پرندگانِ بائبل، ۸۔ا

شبام - سبمہ :- نبی روبن کے علاقے میں ایک شہر (گنتی ۳۲: ۳)۔ اسے ۳۲: ۳۸ میں شبماہ بھی کہا گیا ہے۔ یہ غالباً بحیرۂ مردار کے مشرق میں واقع تھا (قب یسعیاہ ۱۶: ۸، ۹ جہاں سبماہ کا ذکر ہے)۔

شبان :- کیتھولک ترجمہ میں چرواہے کے لئے فارسی لفظ۔ دیکھئے چرواہا۔

شب چراغ :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج ۹

شبّر - شابر :- کالب کا بیٹا جو اُس کی حرم معکہ سے پیدا ہُوا (۱-تواریخ ۲: ۴۸)۔ یہ وہ مشہور کالب نہیں جو یفنّہ کا بیٹا اور بارہ جاسوس میں سے ایک تھا۔

شبریم - شباریم :- وہ مقام جہاں تک عَی کے لوگوں نے بنی اسرائیل کو کھدیڑ کر شکست دی (یشوع ۷: ۵)۔

شبقتنی - شبقتانی :- ارامی زبان کا لفظ۔ یہ خداوند یسوع کے سات صلیبی کلمات کا ایک لفظ ہے۔ پورا کلمہ ارامی میں متی رسول کے مطابق یوں ہے "ایلی ایلی لما شبقتنی" (متی ۲۷: ۴۶) اور مرقس کے مطابق "الوہی الوہی لما شبقتنی" (مرقس ۱۵: ۳۴)۔ اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ "اے میرے خدا، اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" یہ غالباً زبور ۲۲: ا کی ارامی ★تارگوم کا اقتباس ہے۔ اس کلمے کی تشریح مشکل ہے اور اسی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کلمہ مستند ہے۔ اس کی ادھوری تشریحات یوں ہیں:

۱- یہ خداوند مسیح کے انسانی احساس کی شدّت ظاہر کرتی ہے۔

۲- یہ خداوند مسیح کی نااُمیدی کی تصویر ہے کیونکہ اُن کے خیال میں اس موقع پر ایک نیا دور شروع ہونا تھا۔

۳- خداوند مسیح صلیب پر بطور ریاضت زبور ۲۲: ا کا وظیفہ پڑھ رہے تھے۔

یہ سب تشریحات ادھوری اور نامکمل ہیں۔ اسے پورے طور پر سمجھنے کے لئے عہد نامہ کے عقیدۂ کفارہ پر غور کرنا پڑے گا جس کے مطابق خداوند مسیح نے پورے طور پر گنہگار انسان کی جگہ لی یہاں تک کہ خدا سے جدائی تک کو بھی برداشت کیا (مقابلہ کریں فلپیوں ۲: ۸

اور ۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱) - یہ ایک بڑا بھید ہے جسے انسان سمجھنے سے قاصر ہے -

شبلت - شبولت :- (عبرانی = اناج کی بالی یا ندی) - اس لفظ کا تلفظ یردن دریا کے وار پار مختلف تھا - جب افرائیم کے لوگ جلعادیوں پر حملہ کرنے کو اکٹھے ہوئے، تو جلعادیوں نے افتاح کی راہنمائی میں یردن کے گھاٹوں کو اپنے قبضے میں کر لیا اور جو افرائیمی بھاگ کر دریا پار جانا چاہتا اُس سے جلعادی پوچھتے کہ کیا وہ افرائیمی ہے ؟ اگر وہ انکار کرتا تو اُسے لفظ شبلت بولنے کو کہتے - چونکہ افرائیمی لوگ شین کی آواز نہیں نکال سکتے، اس لئے وہ کہتے تھے "سبلت" اور یوں پکڑے جاتے تھے (قضاۃ ۱۲: ۶) -

شبماہ - سبمہ :- ایک شہر جسے روبن کے قبیلہ نے موآبیوں سے چھینا (گنتی ۳۲: ۳۸) -

شبناہ - شبنا :- ۱- حزقیاہ بادشاہ کا خزانچی (یسعیاہ ۲۲: ۱۵-۲۱) -

۲ - حزقیاہ کے زمانہ میں ایک منشی جو دوسروں کے ساتھ ربشاقی کو ملنے گیا تھا (یسعیاہ ۳۶: ۳-۳۷: ۲؛ ۲-سلاطین باب ۱۸) -

شبنم :- اوس - جیسے اردو لفظ سے ظاہر ہے رات کی تری - جب رات کو آسمان صاف ہو اور فضا میں خنکی آئے تو ہوا میں موجود بخارات بوندوں کی شکل میں زمین اور پودوں پر آ گرتے ہیں - یہ اوس زمین کی زرخیزی میں بڑی مدد کرتی ہے - ملک فلسطین میں موسم گرما اور خزاں میں عام طور پر آسمان صاف رہتا اور اسی وجہ سے خوب اوس پڑتی ہے -

شبنم عبرانی اور ارامی لفظ طل کا ترجمہ ہے (قب عربی طلّ - ہلکی بارش - اوس) - یہ عبرانی لفظ پرانے عہد نامہ میں ۳۵ مرتبہ آیا ہے - پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں اسے بعض دفعہ اوس (۱۸ مرتبہ) اور بعض دفعہ شبنم (۱۷ مرتبہ) کیا گیا ہے -

یہ بائبل میں اکثر برکت کی علامت (پیدائش ۲۷: ۲۸؛ میکاہ ۵: ۷) اور تازگی کا نشان ہے (استثنا ۳۲: ۲؛ ایوب ۲۹: ۱۹؛ زبور ۱۳۳: ۳؛ یسعیاہ ۱۸: ۴) -

شبنیاہ - شبن یاہ :- (عبرانی = یہوداہ قادر ہے) -

۱- اُن سات کاہنوں میں سے ایک جو عہد کے صندوق کے آگے جب وہ یروشلیم میں لایا جا رہا تھا نرسنگے پھونکتے تھے (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴) -

۲ - نحمیاہ کے زمانے میں ایک لاوی جو عبادت میں خداوند کی تعریف میں پیشوائی کرتا تھا - اس نے بعد ازاں اوروں کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۹: ۴، ۵؛ ۱۰: ۱۰ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہجے سبنیاہ ہیں) -

۳ - ایک اَور کاہن جس نے عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۸: ۴ - یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہجے سبنیاہ ہیں) -

۴ - یہویقیم سردار کاہن کے دنوں میں کاہنوں کے ایک آبائی خاندان کا سردار (نحمیاہ ۱۲: ۱۴) -

شبیہ :- اُردو میں ۱- تصویر، شکل - ۲ - مانند - مشابہ - کلام مقدس میں یہ لفظ پہلی مرتبہ پیدائش ۱: ۲۶ میں آتا ہے - "پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں"۔

شبیہ عبرانی لفظ دموت کا ترجمہ ہے - اُس کا مادہ دالتھ - میم - ہے - (داماہ) ہے، جس کے معنی مانند ہونا یا مانند بننا ہیں (زبور ۱۰۲: ۷ "گورے کی مانند"؛ ۱۴۴: ۴ "بطلان کی مانند"؛ غزل الغزلات ۲: ۹ "ہرن کی مانند") -

لفظ دموت پرانے عہد نامہ میں کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اُردو میں ترجمہ شبیہ (پیدائش ۵: ۱، ۳)، نقشہ (۲-سلاطین ۱۶: ۱۰)، صورت (۲-تواریخ ۴: ۳)، مانند (حزقی ایل ۲۳: ۱۵؛ دانی ایل ۱۰: ۱۶) وغیرہ کیا گیا ہے -

خدا کی شبیہ سے مراد ہے خدا کی سی دماغی اور اخلاقی صلاحیتیں رکھنا (دیکھئے صورت) جنہیں عملی زندگی میں ظاہر ہونا چاہیئے - نئے عہد نامہ کی تعلیم اس حقیقت کو دہراتی ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا لیکن گناہ کی وجہ سے یہ صورت بگڑ گئی - اور یہ پھر مسیح کے نجات کے کام کے وسیلے بحال ہو سکتی ہے - مسیح خدا کی صورت ہیں (۲-کرنتھیوں ۴: ۴؛ فلپیوں ۲: ۶) - ہمیں اُن کے ہم شکل بننا ہے (رومیوں ۸: ۲۹) - مسیحی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ مسیح ہم میں صورت پکڑ لیں (گلتیوں ۴: ۱۹) - سچے مسیحی کی صورت بتدریج بدلتی جاتی ہے (رومیوں ۱۲: ۲) اور خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے (کلسیوں ۳: ۱۰) اور جب خداوند کا جلال ہمارے چہرے سے منعکس ہوتا ہے تو ہم اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں (۲-کرنتھیوں ۳: ۱۸) -

شتربوزنی - شتر بودنائی :- ایک فارسی حاکم جس نے یہودیوں کو ہیکل بنانے سے روکا (عزرا ۵: ۳، ۶) -

شترمرغ :- دیکھئے پرندگانِ بائبل، ۱۹

شجوب - سجوب :- مکیر کی بیٹی کے بطن سے حصرون کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۲۱، ۲۲) -

شجی - شاجے :- داؤد بادشاہ کے سورما یونتن کا باپ - اس کے نام کے سامنے ہراری (یعنی پہاڑی علاقے کا آدمی) کا لقب ہے (۱-تواریخ ۱۱: ۳۴) -

شحاریاہ ۔ شِحَریاہ :- بنیمین کے قبیلہ کے ایک شخص یروحام کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۶:۸) - یہ اسیری کے بعد یروشلیم میں آباد ہونے والے پہلے گروہ میں سے تھا۔

شخیما ۔ شحصیمہ :- (عبرانی = بلندیوں کی جانب)۔ اشکار کے علاقے میں ایک شہر جو تبور اور یردن کے درمیان واقع تھا (یشوع ۲۲:۱۹) ۔

شدیور ۔ شِدےاُور :- عبرانی = روشنی پھیلانے والا) - روبن کے قبیلہ کا ایک فرد۔ یہ الیصور کا باپ تھا جو بنی روبن کا سردار تھا (گنتی ۱:۵؛ ۲:۱۰؛ ۷:۳۰؛ ۱۰:۱۸) ۔

شراب :- دیکھئے مَے ۔

شراضر ۔ سرآصر :- ۱۔ شاہِ اسور سنحیرب کا بیٹا جس نے اپنے بھائی ادر ملک سے مل کر اپنے باپ کو قتل کیا (۲-سلاطین ۱۹: ۳۷ = یسعیاہ ۳۷: ۳۸) ۔

۲ - زکریاہ نبی کا ہمعصر اور بیت ایل کے باشندوں کا یروشلیم کو بھیجا ہوا نمائندہ (زکریاہ ۷ : ۲) - کیتھولک ترجمہ کے ہجے شراصر ہیں۔

شراف ۔ ساراف :- (عبرانی = شریف) - یہوداہ کی نسل کا ایک شخص - کسی وقت یہ موآب میں حکمران تھا (۱- تواریخ ۴ : ۲۲)۔

شراکت :- دیکھئے رفاقت ۔

شرایاہ ۔ سرایاہ :- (عبرانی = یہوواہ شہزادہ ہے)۔

۱ - قنز کا بیٹا (۱- تواریخ ۴: ۱۳) ۔

۲ - داؤد کے زمانے میں ایک منشی (۲-سموئیل ۸ : ۱۷) ۔

۳ - بنی شمعون میں سے عسیئیل کا بیٹا (۱- تواریخ ۴: ۳۵) ۔

۴ - اُن میں سے ایک شخص جنہیں یرمیاہ اور بارُوک کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا (یرمیاہ ۳۶ : ۲۶) ۔

شرس ۔ شارش :- منسّی کا پوتا (۱- تواریخ ۷ : ۱۶)- یہ جلعاد میں مقیم منسّیوں کا جدِ امجد تھا۔

شرم :- لفظ شرم اور اس کے مرکّبات اور دوسرے ہم معنی الفاظ کی تعداد اردو ترجمہ میں تقریباً ۲۴۱ ہے (شرم، شرمندگی وغیرہ ۱۵۳ مرتبہ، رسوائی ۸۲ مرتبہ، حیا، لاج، ننگ، ذلت عار وغیرہ ادنا ۳ مرتبہ - یہ تقریباً دس عبرانی اور سات یونانی مادّوں اور دیگر الفاظ کا اردو ترجمہ ہے۔ عبرانی لفظ بوشت خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا) ۔

شرم کے دو خصوصی معنوں میں یوں تمیز کی جاسکتی ہے - ۱- ایک دماغی کیفیت - ۲- جسمانی حالت

۱ - دماغی کیفیت کو آگے تین زُمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔
ا - وہ حالت جب کسی شخص کو حقارت، ذلت، تضحیک کی نگاہ سے دیکھا جائے (پیدائش ۳۸: ۲۳ - یہاں عبرانی لفظ بوز ہے - اُردو ترجمے شرم کا لفظ استعمال کئے بغیر مفہوم کو "بدنام نہ ہوں، ٹھٹھا نہ کریں" سے ادا کرتے ہیں) ۔

ب - وہ داخلی کیفیت جب انسان حجاب اور لاج محسوس کرتا ہے۔ یہ عام طور پر جسمانی ننگے پن اور برہنگی کی وجہ سے ہوتا ہے (یسعیاہ ۵۴: ۴ ؛ پیدائش ۲: ۲۵ ؛ ۳ : ۷ ؛ عضوِ تناسل کو بھی کومل بیانی میں شرمگاہ کہا گیا ہے استثناہ ۲۵: ۱۱ ؛ شرم گاہ کے لئے اور جگہ عبرانی لفظ فالون استعمال کیا گیا ہے - اسے اردو میں کومل بیانی کے مختلف الفاظ سے ادا کیا گیا ہے - ناحوم ۳: ۵ ؛ امثال ۱۸: ۳) ۔

ج - وہ کیفیت جو کسی سے ڈر کر یا مرعوب ہو کر یا احتراماً خوفزدہ ہو کر ظاہر ہو (عزرا ۸ : ۲۲) ۔

۲ - عموماً جسمانی حالت کا تعلق جسم کی برہنگی، ستر اور بے پردگی سے ہے ۔

شرم کے جذبے کا ذکر بائبل مُقدّس میں پہلی مرتبہ پیدائش ۲: ۲۵ میں آتا ہے - شرم گناہ اور اس کے احساس کی وجہ سے وجود میں آتی ہے - یہ اِس بات کی دلالت ہے کہ باطنی ہم آہنگی اور اطمینان بگڑ گیا ہے - پرانے عہدنامہ کے مطابق سب سے بڑی شرم کی بات بُت پرستی ہے "جس طرح چور پکڑا جانے پر رسوا ہوتا ہے اُسی طرح اسرائیل کا گھرانا (بُت پرستی سے) رسوا ہوا ہے" (یرمیاہ ۲ : ۲۶ ؛ نیز یسعیاہ ۴۱ : ۱۱ ؛ ۴۲ : ۱۷) - یاد رہے کہ یہودی لوگ بت پرستی اور غیر اقوام کے معبودوں اور دیوتاؤں کو اتنی حقارت سے دیکھتے تھے کہ اُن کا نام لینا بھی بُرا سمجھتے تھے - اسی لئے ان دیوتاؤں کا نام لینے کی بجائے لفظ شرم (عبرانی - بوشت) استعمال کرتے تھے - مثلاً بعل دیوتا کے نام کی جگہ لفظ بوشت لگا دیتے تھے - جدعون نے جب بعل کے مذبح کو ڈھا دیا تو لوگوں نے اُسے یربعل کا لقب دیا یعنی بعل آپ جدعون سے جھگڑے (قضاۃ ۶ : ۳۲) - بعد میں اسے یربوست (عبرانی یروب بوشت نیز کیتھولک ترجمہ) پکارا گیا (۲-سموئیل ۱۱ : ۲۱) - اسی طرح اشبعل کا نام تبدیل کر کے اشبوست رکھا گیا (۱-تواریخ ۸ : ۳۳ ؛ ۲-سموئیل ۲ : ۸) ۔

بائبل میں اُن سب سے جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ کبھی شرمندہ نہ ہوں گے (زبور ۲۵ : ۳ نیز زبور ۱۱۹ : ۳۱، ۳؛ رومیوں ۵: ۵ ؛ ۹ : ۳۳ ؛ ۱۰ : ۱۱) ۔

بار بار گناہ کرنے سے شرم فوت ہو جاتی ہے (یرمیاہ ۶: ۱۵)- یرمیاہ نبی کی یہی شکایت تھی کہ بار بار گناہ کرنے سے وہ لجاتے تک نہیں (۸ : ۱۲)۔ اُن کی بے حیائی کی حد اس بات میں ہے کہ وہ اپنی "شرم" پر فخر کرتے ہیں (فلپیوں ۳ : ۱۹) - شرم باطنی جذبہ ہے - اس کا بیرونی نتیجہ رسوائی اور بے عزتی میں ظاہر ہوتا ہے (یسعیاہ ۵۰ : ۶ ؛ نیز امثال ۱۰: ۵ ؛ ۲۵: ۸) ۔

اپنے بُرے کاموں پر شرمندہ ہونا سچی توبہ کا پیش خیمہ ہے شرمندگی کا احساس سماجی قدروں پر بھی مبنی ہے۔ مثلاً غربت، کوڑھ، بیوگی کسی کے اپنے قابو میں نہیں، توبھی یہ سماج میں باعثِ شرم سمجھے جاتے ہیں (کنگال پن امثال ۱۳: ۱۸؛ کوڑھ گنتی ۱۲: ۱۴؛ بیوگی یسعیاہ ۵۴: ۴)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولسؔ رسول وقت کے سماجی آداب کے مطابق عورتوں کا بال کٹانا اور مردوں کے بال لمبے رکھنا باعثِ شرم قرار دیتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۶؛ قب ۶: ۵؛ ۱۴: ۳۵)۔ خدا کے سامنے مقبول اور نیک کام کرنے والے کے لئے شرمندہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں (۲-تیمتھیس ۲: ۱۵)۔ نئے عہدنامہ میں گناہ خاص طور پر شرم کا باعث ہے (رومیوں ۶: ۲۱، فلپیوں ۳: ۱۹؛ افسیوں ۵: ۱۲؛ یہوداہ ۱۳)۔ لیکن نیک کاموں اور ایمان کی خاطر ذلّت اُٹھانا ایک فخر کی بات ہے۔ مسیح نے صلیب کی شرمندگی کی پرواہ نہ کی (عبرانیوں ۱۲: ۲)۔ مسیحی ہونے کی وجہ سے کسی شخص کو شرمانا نہیں چاہیئے (۱-پطرس ۴: ۱۶؛ قب ۲-تیمتھیس ۱: ۸ مابعد ۱۲، ۱۶)۔ وہ جو مسیح اور اُن کی باتوں سے شرمائے گا، اُس سے وہ خود روزِ محشر شرمائیں گے (مرقس ۸: ۳۸؛ لوقا ۹: ۲۶) مسیح خداوند میں قائم رہنے والے اُن کی آمد پر دلیر ہوں گے اور شرمائیں گے نہیں (۱-یوحنا ۲: ۲۸)۔

شرمگاہ :- یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں آلۂ تناسل کے لئے استعمال ہوا ہے (استثناء ۲۵: ۱۱)۔ عبرانی اور مشرقی تہذیب میں آلۂ تناسل ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ نسل قائم رکھنے کے لئے ایک ضروری عضو ہے اور اس کو ضرر پہنچانا سخت جرم تھا جس کی سزا ہاتھ کاٹنا تھی (استثناء ۲۵: ۱۱ کیتھولک ترجمہ میں لفظ قضیب ہے)۔ کسی قسم یا عہد کو اہمیت دینے کے لئے ایک مرد دوسرے کی ران کے نیچے ہاتھ رکھتا تھا (پیدائش ۲۴: ۲، ۹؛ ۴۷: ۲۹)۔ اسی طرح ختنہ کی رسم بھی ایک اہم عہد کا نشان تھا۔ آلۂ تناسل کے اُوپر کی فالتو کھلڑی کاٹنے سے اس عہد کی تصدیق ہوتی تھی (پیدائش ۱۷: ۱۱)۔

شریعت :-

۱-کلامِ مقدّس کی اصطلاحات

عبرانی الفاظ میں سب سے زیادہ مستعمل لفظ توراہ سے مراد انسانی تعلیم (امثال ۱: ۸)، خدا کی شریعت (یسعیاہ ۱: ۱۰)، شرع (احبار ۷: ۷)، موسیٰ کی شریعت (۱-سلاطین ۲: ۳) یا طریقہ (۲-سموئیل ۷: ۱۹) ہے۔ دوسرے الفاظ جن کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے وہ دات، خوق، مصواہ اور مشپت ہیں۔ عام یونانی لفظ نومس nomos قوانین کے عام معنوں میں کبھی کبھار ہی استعمال ہوا ہے (دیکھئے رومیوں ۳: ۲۷)۔ نیز یہ اُن اصولوں کے لئے جو کسی کے کاموں کو کنٹرول کرتے ہیں (رومیوں ۷: ۲۳)، توریت کی کتاب (گلتیوں ۳: ۱۰) اور بائبل کے دیگر نوشتوں کے لئے (یوحنا ۱۰: ۳۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۱) بھی استعمال ہوا لیکن یہ زیادہ تر موسیٰ کی شریعت کے لئے ہی خاص اصطلاح ہے (اعمال ۱۵: ۵)۔

۲-اخلاقی شریعت

احکامِ عشرہ (خروج ۲۰: ۳-۱۷؛ استثناء ۵: ۷-۲۱) سے ظاہر ہے کہ نیکی کا معیار، انسانی خیال اور سماج کا ناپ نہیں ہے بلکہ خدا، اس کا فرمان اور انسان کا اس کے ساتھ تابعداری کا تعلق۔ نیکی اور بدی کا فیصلہ سماج کی آواز کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ خدا کے فرمان کے مطابق۔

★ دس حکم خدا کی اخلاقی شریعت کے بنیادی اصولوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہم اُن احکام میں سے جنہیں منفی صورت میں بیان کیا گیا ہے اپنے لئے خدا کی مرضی کے بارے میں مثبت تعلیم اور جو مثبت صورت میں بیان ہوئے اُن سے تنبیہ اور امتناعی تعلیم اخذ کر سکتے ہیں۔ یہ احکام اُس انضباطی مکاشفہ کا مرکز ہیں جو یہ دکھاتا ہے کہ کس قسم کا انسانی کردار خدا کو قابلِ قبول ہے۔

ان احکامات کی پہلی تختی (خروج ۲۰: ۳-۱۱) انسان کے خدا کے بارے میں فرائض کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری انسان کے بارے میں فرائض کو (خروج ۲۰: ۱۲-۱۷)۔ نئے عہدنامہ میں شریعت کو مختصراً بیان کرتے ہوئے اسی اصول کی پیروی کی گئی ہے کیونکہ مسیح خداوند نے فرمایا کہ یہ انسان سے خدا کے ساتھ پوری پوری محبت کا تقاضا کرتی ہے اور پھر انسان کو اپنے پڑوسی سے ویسی ہی محبت رکھنے کو کہتی ہے جیسی وہ اپنی ذات سے رکھتا ہے (متی ۲۲: ۳۵-۴۰)۔

نئے عہدنامہ میں اخلاقی شریعت کے الفاظ کی بجائے اُس کی رُوح کو برقرار رکھا گیا ہے اور اسے زیادہ گہرے معنی پہنائے گئے۔

پولسؔ رسول تصدیق کرتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے (افسیوں ۴: ۶) اور وہ بالواسطہ اور بلاواسطہ بُت پرستی سے خبردار رہنے کو کہتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۴؛ رومیوں ۱: ۲۱ مابعد)۔ اور اگرچہ نئے عہدنامہ میں سبت کے بارے میں یہودی شریعت پرستی سے فرق رویّہ ظاہر کیا گیا ہے (مرقس ۲: ۲۳-۲۸) اور اُس کی بجائے ہفتہ کے پہلے دن کو منایا جاتا ہے (اعمال ۲۰: ۷؛ ۱-کرنتھیوں ۱۶: ۲) توبھی اُس کے الٰہی تقرر کو برقرار رکھتے اور اسے مسیح کی قیامت سے منسوب کرتے ہوئے اُس کی اہمیّت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح نئے عہدنامہ میں محبت کی شریعت (رومیوں ۱۳: ۸-۱۰؛ گلتیوں ۵: ۱۴؛ یعقوب ۲: ۸) بے غرضی اور فروتنی کو مسیح کے مزاج کے طور پر پیش کیا گیا ہے (فلپیوں ۲: ۳-۸)۔ اگرچہ نئے عہدنامہ کے احکامات، تنبیہ اور ممانعت کی بجائے زیادہ تر مثبت نصیحتوں کی صورت میں ہیں توبھی ان کے بنیادی اصول وہی ہیں۔ کلام پاک اخلاقی شریعت کی کارگزاری کو صفائی سے بیان کرتا ہے۔ چونکہ یہ خدا کے کردار اور مرضی کا اظہار ہے، اس لئے یہ راستبازی کا وہی معیار پیش کرتی ہے جو خدا کو قابلِ قبول ہے۔ لیکن انسان میں اُس کامل معیار پر عمل کرنے کی قابلیّت نہیں۔ شریعت نے انسان کو اُس کی گنہگاری سے

آگاہ کیا (رومیوں ۷: ۷، ۱۳)، اُسے ناراست ہونے کے باعث مجرم ٹھہرایا (رومیوں ۷: ۹-۱۱، گلتیوں ۳: ۱۳؛ یعقوب ۲: ۹) اور اُس کی اپنی مساعی سے نجات پانے کی اُمید ختم کرتے ہوئے اُسے اُس جگہ لے آئی جہاں وہ خود کو خدا کے فضل کے سپرد کر دے تاکہ وہ صرف کفّارہ دینے والے مسیح کی راستبازی پر ہی بھروسہ کرے (گلتیوں ۳: ۲۴)۔

شریعت انسان کو مجرم ٹھہراتی ہے لیکن سچے مسیحی اِس سے آزاد ہیں (رومیوں ۸: ۲) کیونکہ مسیح خداوند نے شریعت پر پورا پورا عمل کیا اور اپنے لوگوں کی جگہ شریعت کی عدولی کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ اسی بنا پر انہیں مسیح کی راستبازی مل گئی۔ خدا اُنہیں نہ صرف راستباز ٹھہراتا ہے (رومیوں ۴: ۵، ۶) بلکہ وہ راستبازی میں نئے بنتے ہیں اور جوں جوں پاک رُوح کلام کا اطلاق اُن کی زندگیوں پر کرتا جاتا ہے، وہ عملی پاکیزگی بھی حاصل کرتے جاتے ہیں (۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱؛ گلتیوں ۵: ۱۶ مابعد، ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۳)۔ مسیحیوں کا نصب العین یہ ہے کہ جس طرح خدا کے مجسّم بیٹے نے خدا کی اخلاقی صورت کو ظاہر کیا وہ اُس کے مطابق خود کو ڈھالتے جائیں (افسیوں ۴: ۱۳)۔ پس مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ اخلاقی شریعت کی پابندی کریں (مقابلہ کیجئے متّی ۵: ۱۹ مابعد، افسیوں ۴: ۲۸؛ ۵: ۳؛ ۶: ۲؛ کلسّیوں ۳: ۹؛ ۱-پطرس ۴: ۱۵) لیکن نجات کے لئے بطور شرط نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے آسمانی باپ کے ہمشکل بنتے جائیں (رومیوں ۸: ۱-۹؛ افسیوں ۴: ۱۳) اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے نجات دہندہ سے محبت رکھتے ہیں (رومیوں ۱۳: ۸-۱۰؛ ۱-یوحنّا ۵: ۲، ۳)۔

۳- سماجی قوانین

کوہِ سینا پر شریعت دیتے وقت موسیٰ نے لوگوں کو سب سے پہلے ایک مجموعۂ قوانین یعنی دس احکام دیئے اور پھر اُن کی تشریح اور استعمال۔ اگر کسی قانون کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اُس کی جڑ احکامِ عشرہ میں پائے جانے والے بنیادی اصولوں میں موجود ہے۔ عہدِ عتیق کے عدالتی، دیوانی یا سیاسی نوعیت کے قوانین خروج ۲۰: ۲۳-۲۳: ۳۳، احبار ابواب ۱۷-۲۶ اور استثنا کی کتاب خاص طور پر ابواب ۲۱-۲۵ میں ملتے ہیں۔

چونکہ انسان کو وراثت میں گناہ آلود اور باغی فطرت ملی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اُس کی سماجی زندگی کو کنٹرول کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ عتیق کے زمانہ میں یہودی اور غیر اقوام دونوں ایک شرع کے ماتحت تھے۔ نیز عہدی لوگوں کے دیوانی قوانین بھی بے دینوں کے قوانین سے زیادہ مختلف نہیں تھے۔ ★ حمورابی کا مجموعۂ قوانین موسیٰ کی معرفت دیئے گئے قوانین سے بڑی حد تک ملتا جلتا تھا، اور اسرائیل کے سے آئین غیر یہودیوں میں بھی ملے ہیں۔ نیکی اور بدی کے بارے میں اصولات تقریباً تمام قوموں میں یکساں ہیں۔ اس سے تمام انسانوں میں پاک رُوح کی معرفت خدا کے عام فضل کے کارفرما ہونے کی جھلک ملتی ہے۔ فرق صرف یہ تھا کہ اسرائیلی حکومتِ الٰہیہ میں سماج کو کنٹرول کرنے کے لئے جو قوانین تھے وہ انبیاء کی معرفت اور الٰہی اختیار کے ساتھ دیئے گئے جب کہ دیگر اقوام کے قوانین کی پشت پر روایات یا حکومت کا ہاتھ تھا۔

خاندان جسے خدا نے ایک ابتدائی اور بنیادی وحدت کے طور پر مقرّر کیا ہے اس کے باہمی تعلقات کو کنٹرول کرنے کے لئے متعدد قوانین دیئے گئے تاکہ وہ تخریب اور بگاڑ سے محفوظ رہے۔ بذاتِ خود شادی کے متعلق بہت سی ہدایات دی گئیں (خروج ابواب ۲۱؛ ۲۲؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۱۸؛ ۲۱؛ گنتی ابواب ۵؛ ۲۵؛ ۳۰؛ استثنا ابواب ۷؛ ۲۱؛ ۲۲؛ ۲۴؛ ۲۵؛ ۲۷)۔ خاندان میں بچوں کے لئے حکم تھا کہ وہ اپنے والدین کی عزّت اور فرمانبرداری کریں (خروج ۲۰: ۱۲؛ استثنا ۵: ۱۶؛ ۲۱: ۱۸-۲۱؛ ۲۷: ۱۶)۔ اور چونکہ خاندان میں نوکر، غلام اور مسافر بھی شامل سمجھے جاتے تھے اس لئے ان کے بارے میں بھی شریعت دی گئی (خروج ابواب ۱۲؛ ۲۱؛ ۲۲؛ احبار ابواب ۱۹؛ ۲۲؛ ۲۴؛ ۲۵؛ گنتی ابواب ۹؛ ۱۵؛ ۳۵؛ استثنا ابواب ۱؛ ۱۲؛ ۱۴؛ ۱۵؛ ۱۶؛ ۲۳؛ ۲۴؛ ۲۷)۔

معاشرتی زندگی کے خلاف جرائم کے بارے میں بھی قوانین تھے مثلاً جنسی جرائم کے متعلق (خروج ابواب ۲۰-۲۲؛ احبار ابواب ۱۸-۲۰؛ گنتی ۵؛ استثنا ابواب ۵؛ ۲۲-۲۵؛ ۲۷)، افراد کے متعلق (پیدائش باب ۹، خروج ابواب ۲۰-۲۳؛ احبار ابواب ۱۹، ۲۴؛ گنتی ۳۵؛ استثنا ابواب ۵؛ ۱۹؛ ۲۱؛ ۲۲؛ ۲۴؛ ۲۷) یا ان کی جائیداد کے متعلق (خروج ابواب ۲۰؛ ۲۲؛ احبار ابواب ۶؛ ۱۹؛ استثنا ابواب ۵، ۱۹، ۲۳؛ ۲۵؛ ۲۷) یا حکومت کے خلاف جرائم کے متعلق (خروج ابواب ۲۰؛ ۲۳؛ احبار ۱۹؛ استثنا ابواب ۵؛ ۱۶؛ ۱۹؛ ۲۷)۔

املاک کے متعلق مذکورہ قوانین کے علاوہ بھی قوانین تھے جو خروج ابواب ۲۱-۲۳؛ احبار ابواب ۶؛ ۲۴؛ ۲۵؛ گنتی ابواب ۲۷؛ ۳۶ اور استثنا ابواب ۲۱؛ ۲۲؛ ۲۵ میں درج ہیں۔

عہدِ عتیق کے قوانین میں ریاست کے انتظام کے بارے میں متعدد شرائط مقرر کی گئی تھیں۔ مثلاً جرائم کی سزا اور حفظانِ صحت کے متعلق (خروج باب ۲۲، گنتی ابواب ۱؛ ۳؛ ۴؛ ۲۶؛ ۳۳؛ استثنا ابواب ۱۷؛ ۲۳)، فوج کے متعلق (گنتی ابواب ۱؛ ۲؛ ۱۰؛ ۲۶؛ ۳۱؛ استثنا ابواب ۷؛ ۱۱؛ ۲۱؛ ۲۳؛ ۲۴) اور عدلیہ کے متعلق (خروج ابواب ۱۸؛ ۲۰؛ ۲۱؛ ۲۳؛ احبار ابواب ۵؛ ۱۹؛ گنتی ۳۵؛ استثنا ابواب ۱؛ ۴؛ ۵؛ ۱۶؛ ۱۷؛ ۱۹؛ ۲۵؛ ۲۷)۔ نیز لوگوں کو شریعت سے آگاہ کرنے کا انتظام بھی کیا گیا (استثنا ابواب ۶؛ ۱۱؛ ۲۷؛ ۳۱؛ یشوع ۸)۔

بنی اسرائیل کے بہت سے قوانین رحمدلی پر مبنی تھے، یہاں تک کہ حیوانات سے سلوک کے بارے میں بھی قوانین تھے (خروج ابواب ۲۳؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۲۲؛ ۲۵؛ استثنا ابواب ۲۲؛ ۲۵)۔ محبّت کے عام قانون کو جاری کیا گیا خواہ وہ دوست کے لئے ہو یا اجنبی کے لئے (خروج باب ۲۳؛

احبار ۱۹؛ استثنا ۱۰) - غریبوں، بدقسمتوں، بے سہاروں اور ضرورتمندوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کو کہا گیا (خروج ابواب ۲۱-۲۳؛ احبار ابواب ۱۹؛ ۲۳؛ ۲۵؛ استثنا ابواب ۱۴-۱۶؛ ۲۱-۲۷) -

شریعت کے قوانین کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کے انتظام، خاندان اور انسان کے دیگر باہمی تعلقات میں امن و امان قائم رہے اور ہر شخص کی حرمت کو قائم رکھا جائے - ان میں بے غرضی اور دوسروں کا خیال رکھنے کو بہت وقعت دی گئی ہے - خدا نے اپنے بندے موسیٰ کی معرفت جو قوانین بنی اسرائیل کو دیئے ان سے اُس کی حکمت اور فضل ظاہر ہوتا ہے -

۴- دینی قوانین

عہدِ عتیق میں خدا کی پرستش کے بارے میں بھی متعدد قوانین دیئے گئے ہیں - کچھ عام نوعیت کے ہیں جن کا تعلق پرستش کی پاکیزگی سے ہے - لیکن زیادہ تر کا تعلق مَقدِس، اُس کی کہانت اور رسومات اور بنی اسرائیل اور اُن کے خدا کے درمیان عہدی تعلقات سے ہے - نیز کچھ ایسے بھی ہیں جن کا تعلق دینی تہواروں کے خاص موقعوں سے ہے -

پرستش کے بنیادی اُصول، احکامِ عشرہ کی پہلی تختی پر مرقوم ہیں (خروج ۲۰: ۳-۱۱) - پھر انہیں تفصیل کے ساتھ عملی ہدایات کی صورت میں بیان کیا گیا ہے - چونکہ یہوواہ واحد، سچّا اور پاک خدا ہے اور سب سے اعلےٰ و ارفع ہے اس لئے دیگر دیوی دیوتاؤں کی پوجا ممنوع قرار دی گئی (خروج ابواب ۲۲؛ ۲۳؛ ۳۴؛ استثنا ابواب ۵؛ ۶؛ ۸؛ ۱۱؛ ۱۷؛ ۳۰)، ارتداد گناہ ہے (استثنا ۱۳: ۱-۱۸)، بت پرستی ممنوع ہے (خروج ۲۰: ۲۳؛ باب ۳۴؛ احبار ابواب ۱۹؛ ۲۶؛ استثنا ابواب ۴؛ ۷؛ ۱۲؛ ۱۶؛ ۲۷) اور جادوگری اور غیب بینی کی ممانعت کی گئی ہے (خروج باب ۲۲؛ احبار ابواب ۱۸-۲۰؛ استثنا باب ۱۸) - نیز کفر بکنے والے کو برداشت نہ کرنے (خروج باب ۲۲؛ احبار ابواب ۱۸؛ ۱۹؛ ۲۴) اور خدا کے سبت کی خلاف ورزی سے احتراز کرنے کے بھی احکام تھے (خروج ابواب ۲۳؛ ۳۱؛ ۳۴؛ ۳۵؛ احبار ابواب ۱۹: ۲۶؛ گنتی باب ۱۵) -

چونکہ صرف یہوواہ ہی واحد و سچّا خدا ہے اسلئے اسکے لوگ نہ صرف اُس کی شریعت کا مطالعہ اور فرمانبرداری کریں (احبار ابواب ۱۸-۲۰؛ ۲۵؛ گنتی ۱۵؛ استثنا ابواب ۴-۸؛ ۱۰؛ ۱۱؛ ۲۲؛ ۲۶؛ ۲۷؛ ۳۰)، بلکہ وہ اپنے آپ کو بُت پرستوں اور اُن کی رسومات سے بھی الگ رکھیں (خروج ابواب ۲۲؛ ۲۳؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۱۸-۲۰؛ استثنا ابواب ۶؛ ۷؛ ۱۲؛ ۱۴؛ ۱۸) - وہ پاک قوم بنیں (خروج ابواب ۱۹؛ ۲۲؛ احبار ابواب ۱۹؛ ۲۶؛ استثنا ابواب ۷؛ ۱۴: ۱۸؛ ۲۶؛ ۲۸)، اپنے خدا کے وفادار رہیں، اُس کے حق کے مطابق اُس سے محبّت رکھیں، اُس کا شکر کریں اور فرمانبرداری سے اُس کی خدمت کریں (خروج ابواب ۲۳؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۱۹؛ ۲۵؛ استثنا ابواب ۴-۶؛ ۸؛ ۱۰؛ ۱۱؛ ۱۳؛ ۱۴؛ ۱۷؛ ۳۰؛ ۳۱) -

کوہِ سینا پر خدا نے موسیٰ کو عبادت گاہ کا نمونہ تفصیل سے بتایا (خروج ابواب ۲۵-۲۷) - خیمۂ اجتماع اُسی نمونہ کے مطابق بنایا گیا (خروج ابواب ۳۵-۳۸) - بعدازاں اِس کی بنیادی شکل و صورت کو ہیکل سلیمانی میں بھی برقرار رکھا گیا (۲- تواریخ ابواب ۳-۴) - عبادت گاہ (خیمہ اجتماع) خاص معنوں میں یہ ظاہر کرتی تھی کہ خدا اپنے لوگوں کے درمیان رہتا اور اُن کے ساتھ رفاقت رکھتا ہے (خروج ۲۵: ۸، ۲۲) - یہ ایسی جگہ تھی جہاں خدا لوگوں کے قریب ہوتا اور لوگ اُس کے قریب ہوتے - اِس کا مقصد لوگوں کو خداوند اُس کی شان و شوکت، اُس کے جلال، اُس کی برتری، اُس کی پاکیزگی، اُس کی موجودگی، اُس کی رحمت اور مغفرت، اُس کے آدمیوں سے تقاضے اور اس کی عہد کا سردار ہونے کی حیثیت کے بارے میں یاد دلانا تھا - اس میں اور اس کے ہر ایک حِصّے میں داخل ہونے والوں کے بارے میں قوانین کے ذریعے خدا کی پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے -

پیتل کا مذبح قربانیوں کا نشان تھا - یوں وہ پرستش اور کفّارہ کی ضرورت کو ظاہر کرتا تھا - پیتل کا حوض اس حقیقت کو ظاہر کرتا تھا کہ پاک خدا کی حضوری میں جانے سے پیشتر طہارت ضروری ہے - بخور جلانے کی قربان گاہ پرستش اور حمد و ستائش کی اہمیّت کو ظاہر کرتی ہے (یسعیاہ ۶: ۳، ۴؛ زبُور ۱۴۱: ۲) - نذر کی روٹیوں کی میز مخصوصیت کی ضرورت کو اور سونے کا شمعدان اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ پرستار اُس تجلّی کو جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور جو صرف اُسی سے منسوب ہے اپنی زندگی سے ظاہر کرے - عبادت گاہ کے صحن اور پاک مقام کی یہ چیزیں پرانے عہد کے پرستاروں کو یہ تعلیم دیتی تھیں کہ انہیں پرستش کرتے وقت خدا کے حضور میں کیسے جانا چاہیئے -

دوسری طرف پاک ترین مقام کی تشبیہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا آدمیوں تک پہنچ رہا ہے - خدا اپنے لوگوں سے عہد کے صندوق میں عہد کی تختیوں، صندوق کے سرپوش اور کروبیوں کے وسیلہ سے جو خدا کی حضوری کو ظاہر کرتے ہیں کہتا ہے "میں خدا جو روحانی ہستی ہوں یہاں تمہارے درمیان ہوں - میری شریعت تمہیں مجرم ٹھہراتی ہے - لیکن میں نے تمہارے لئے ایک "پردہ" ایک عوضی، ایک کفّارہ مہیّا کیا ہے - تمہارے گناہ کے باوجود تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ تم میری حضوری میں رہ سکو" پردہ ظاہر کرتا ہے کہ وقت ابھی نہیں آیا، لیکن تشبیہ بڑی واضح ہے -

پرستار صرف صحن تک ہی جا سکتے تھے جب کہ ایک عام کاہن پاک مقام میں داخل ہو سکتا تھا - لیکن سردار کاہن ہی پاک ترین مقام میں داخل ہو سکتا تھا اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ - تشبیہ بڑی سادہ ہے یعنی پاک خدا کی حضوری میں رسائی آسان نہیں، تاہم خدا تک پہنچنے کا راستہ تھا -

عہدِ عتیق کے قربانیوں کے نظام کے ذریعہ ایک پرستار نے یہ سیکھا کہ خدا نے قربانی کے ذریعہ گناہ کے مسئلہ کو حل کیا اور معافی دی (احبار ۴؛

۲۰)، کہ خون بہانے سے گناہ کا کفّارہ دیا جاتا ہے (احبار ۱۶: ۱۵، ۱۶)، کہ جانور پرستار کا عوضی ہے (احبار ۱۶: ۲۰-۲۲)، کہ غالباً جانوروں کی قربانی گناہ کا آخری اور مکمل علاج نہیں، کہ خدا کے مکاشفہ کی فرمانبرداری کئے بغیر قربانی کی کوئی قدر و قیمت نہیں (یسعیاہ ۱: ۱۰-۱۷) اور کہ خدا کا دُکھ اُٹھانے والا خادم خطا کی اصل قربانی ہوگا (یسعیاہ ۵۳: ۱۰)۔ موسوی شریعت میں قربانیوں کی قسموں اور جن اصولوں کے تحت وہ گذرانی جاتی تھیں، ان کے متعلق بتایا گیا تھا۔ مثلاً سوختنی قربانی (خروج باب ۲۰؛ احبار ابواب ۱، ۶؛ استثنا ۱۲: ۲۷)، گناہ کی قربانی (احبار ابواب ۴-۶؛ ۸-۱۰؛ گنتی ۱۵)، جرم کی قربانی (احبار ابواب ۵-۷؛ ۱۹؛ گنتی ۵)، سلامتی کی قربانی (احبار ابواب ۳، ۷؛ ۱۹؛ ۲۲)۔ شریعت اور بھی قربانیوں اور نذروں کے بارے میں بہت کچھ بیان کرتی ہے (خروج ابواب ۱۰، ۱۳؛ ۱۸؛ ۲۲؛ ۲۳؛ ۲۹؛ ۳۰؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۲، ۳، ۶؛ ۱۴؛ ۱۹؛ ۲۲؛ ۲۳؛ ۲۷؛ گنتی ابواب ۳، ۵؛ ۶؛ ۸؛ ۱۵؛ ۱۸؛ ۱۹؛ ۲۸-۳۰؛ ۳۱؛ استثنا ابواب ۱۲، ۱۴-۱۸؛ ۲۳؛ ۲۶)۔

کہانت کے نظام کے ذریعہ لوگ یہ سمجھ گئے کہ گنہگار انسان ایک عام طریقے سے لامحدود خدا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ ایک درمیانی کے ذریعہ جو خدا اور انسان دونوں کی نمائندگی کرتا ہو اور کہ درمیانی ضروری پاکیزگی اور کاملیت کی علامت ہو اور کہ خدا درمیانی کے کاموں کے ذریعے گناہ کا مسئلہ حل کرتا ہے۔ کہانت کے تصوّر کے باعث تمام قوم کی جگہ (خروج ۱۹: ۶) کاہنوں، لاویوں اور آخر میں سردار کاہن نے لے لی جو لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اُن کی خدا سے صلح اور میل ملاپ کرانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ کہانت کے متعلق قوانین خروج ابواب ۲۸-۳۰؛ ۳۹؛ ۴۰؛ احبار ابواب ۲؛ ۵-۸؛ ۱۰؛ ۱۶؛ ۲۱-۲۴؛ ۲۷؛ گنتی ابواب ۳-۶؛ ۱۵؛ ۱۸؛ ۳۱ میں مندرج ہیں۔ شریعت میں رسوماتی پاکیزگی کے بارے میں جو قوانین ملتے ہیں وہ نہ صرف کاہنوں سے متعلق ہیں بلکہ خوراک (خروج ابواب ۱۲؛ ۲۲؛ ۲۳؛ ۳۴؛ احبار ابواب ۳، ۷؛ ۱۱؛ ۱۷؛ ۱۹؛ ۲۰؛ ۲۲؛ استثنا ابواب ۱۲؛ ۱۴؛ ۱۵) اور طہارت سے بھی (احبار ابواب ۵؛ ۱۱-۱۵؛ ۲۲؛ گنتی ابواب ۶؛ ۹؛ ۱۹؛ ۳۱؛ استثنا ابواب ۲۱؛ ۲۴)۔

عیدوں اور تہواروں کی اپنی اہمیت تھی۔ کچھ تو تواریخی تھی، کچھ تشبیہی اور کچھ تمثیلی۔ عیدِ فسح، ملکِ مصر کی غلامی سے رہائی کی یاد دلاتی تھی (خروج ۱۲: ۱۷؛ استثنا ۱۶: ۱)۔ دینی تاریخ اور نبوّت اکثر خلط ملط تھی، لہٰذا فسح منانے کا پیغام غالباً یہ تھا: "جس طرح خدا نے انہیں چھڑایا، اُسی طرح وہ آئندہ بھی چھڑائے گا"۔ جس طرح روزمرّہ کی اور ہفتہ وار قربانیاں، اور بے خمیری روٹی اور نذر اور تہواروں کی قربانیاں خدا کے حضور پاک اور پھلدار زندگی بسر کرنے کی اہمیّت کی طرف اشارہ کرتی ہیں اُسی طرح یہ عید ایک مرکزی قربانی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ فصل کی کٹائی کی عید یعنی پنتکُست، عہد میں شامل لوگوں کی زندگی میں خوشی اور شکرگزاری کے مقام کی طرف اشارہ کرتی ہے (استثنا ۱۶: ۹-۱۰)، خاص طور پر مصر کی غلامی سے مخلصی کی روشنی میں (استثنا ۱۶: ۱۲)۔ یہودیوں کے نزدیک عیدِ خیام (خروج باب ۲۳؛ احبار ۲۳؛ گنتی ۲۹؛ استثنا ۱۶) کا مطلب خدا کی اُس محبت اور پروردگاری کی یاد دہانی سے قدرے زیادہ ہی تھا جب یہودی بیابان میں سرگرداں تھے اور ضروریاتِ زندگی کی کمی کے ذریعے آزمائے گئے تاکہ وہ خدا اور اُس کی بہم رسانی پر اعتماد کرنا سیکھیں۔ دوسری طرف، کفّارہ کا دن گناہ سے مخلصی کی ضرورت، عوضی قربانی کی کفّارہ بخش فطرت اور کفّارہ میں عوضی قربانی کے خیال پر زور دیتا ہے۔ پر ختنہ کی رسم اس بات کو ظاہر کرتی تھی کہ مختون کی نجاست دُور کی جا چکی ہے اور وہ خدا کے ساتھ درست تعلق رکھ سکتا اور فضل کے عہد میں شامل ہو سکتا ہے۔

نیا عہد نامہ ان کی اصل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس طرح پرانے عہد نامہ میں خدا کی اپنے لوگوں میں موجودگی کو باغِ عدن، خیمۂ اجتماع اور ہیکل کی تشبیہات سے ظاہر کیا گیا ہے، اسی طرح نیا عہد نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ خدا بیٹے کی صورت میں مجسّم ہو کر ہمارے درمیان رہا (یوحنّا ۱: ۱۴) اور وہ ایمانداروں میں (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹) اور کلیسیا میں (۲-کرنتھیوں ۶: ۱۶) سکونت کرتا ہے اور کہ خدا کی انسان کے ساتھ آخری اور ابدی سکونت گاہ آسمان ہوگی (عبرانیوں ۹: ۲۴، مکاشفہ ۲۱: ۳)۔

جس بات کو عیدِ فسح کی رسومات اور ختنہ کی رسم میں علامتی طور پر ظاہر کیا گیا ہے اُسے نئے عہد نامہ میں عشائے ربّانی اور بپتسمہ میں زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اب رسمی شریعت کی مثالیں اور عکس حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں۔

صلیب، پیتل کی قربانگاہ کی جگہ لے لیتی ہے۔ اب خیمۂ اجتماع کا پیتل کا حوض باقی نہیں رہتا بلکہ نئی پیدائش کا غسل (ططس ۳: ۵)۔ مُقدّسوں کی دعائیں (مکاشفہ ۵: ۸) بخور جلانے کی قربانگاہ کی جگہ لے لیتی ہیں۔ مخصوص شدہ زندگیاں (رومیوں ۱۲: ۱، ۲) نذر کی روٹیوں کی جگہ پیش کی جاتی ہیں اور نور کے فرزندوں کے نیک کام سونے کے شمعدان کو غیر ضروری بنا دیتے ہیں۔ کفّارہ گاہ کی بجائے مسیح اپنے لوگوں کے گناہوں کا کفّارہ دیتے ہیں (رومیوں ۳: ۲۵؛ ۱-یوحنّا ۲: ۲؛ ۴: ۱۰) اور مخلصی یافتہ اور خدا سے رفاقت رکھنے والے لوگ اُن علامتی کروبیوں کی نبوّتی تکمیل ہیں جو بنیادی طور پر انسانوں کی شکل میں تھے (حزقی ایل ۱: ۵؛ ۱۰: ۲۱) اور جن کا ہمیشہ خدا کی حضوری کے ساتھ تعلق دکھایا جاتا ہے (پیدائش ۳: ۲۴؛ زبور ۱۸: ۱۰؛ حزقی ایل ابواب ۱؛ ۱۰؛ ۲۸)۔ خداوند مسیح کو خدا کا فسح کا کامل برّہ دکھایا گیا ہے (۱-کرنتھیوں ۵: ۷)، جو تمام دنیا کے لئے کافی ہے (افسیوں ۵: ۲؛ عبرانیوں ۷: ۲۷؛ ۹: ۱۱-۱۴)۔ بطور سردار کاہن مسیح نے میل ملاپ کرایا (عبرانیوں ۲: ۱۷) اور اب اپنے لوگوں کی شفاعت کرنے کے لئے ہمیشہ زندہ ہیں (عبرانیوں ۷: ۲۵)۔

خداوند یسوع ایک عہدی بچہ تھے اس لئے اُن کا رسمی شریعت

سے تعلق اُن کے ختنے (لوقا ۲: ۲۱) اور ہیکل میں عیدِ فسح کے موقع پر مخصوصیّت سے (لوقا ۲: ۴۲) ظاہر ہے۔ انہوں نے کوڑھیوں کو شریعت کے تقاضوں کو پُورا کرنے کیلئے کہا (لوقا ۱۷: ۱۴)۔ انہوں نے اُن لوگوں کو جو ہیکل کو ناپاک کرتے تھے نکال دیا (متی ۲۱: ۱۲-۱۳)۔ وہ اور اُن کے شاگرد عید کے موقعوں پر یروشلیم جایا کرتے تھے (یوحنا ۷: ۳؛ ۱۳؛ ۱:۱، ۲۹)۔

مسیح خداوند نے یہودیوں کی روایات کی تو تحقیر کی لیکن رسمی شریعت کی نہیں۔ تاہم انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ وقت جلد آرہا ہے جب شریعت کی رسومات کی جگہ روحانی پرستش لے لیگی (یوحنا ۴: ۲۴)۔

مسیح کی صلیب، قیامت اور صعودِ آسمانی کے بعد ایک مختصر عرصے تک ہر ایک واقعہ کے حالات نے متعین کیا کہ شریعت کی شرائط پر عمل کرنا چاہیئے یا نہیں؟ مثلاً پولس رسول نے حالات کے تقاضے کے تحت تیمتھیس کا ختنہ کیا (اعمال ۱۶: ۳) لیکن طِطُس کا نہیں کیا (گلتیوں ۲: ۳-۴)۔ اُس نے کرنتھیوں کو یقین دلایا کہ نجات کے لئے جسمانی ختنہ ضروری نہیں (۱-کرنتھیوں ۲: ۲؛ ۷: ۱۸، ۱۹) اور گلتیوں کو خط لکھتے وقت یہودیت پرستوں کے خلاف زبردست دلائل پیش کیں (گلتیوں ۲: ۴ مابعد، ۵: ۱ مابعد) اور وہ یروشلیم کی کونسل کے فیصلے کے عین مطابق تھیں (اعمال ۱۵: ۴ مابعد)۔ عبرانیوں کے خط کی بحث یہ ہے کہ رسمی شریعت کی تمثیلیں اور عکس مسیح کی آمد سے منسوخ ہوگئے جو کامل سردار کاہن ہیں اور جنہوں نے بحیثیت خدا کے برّہ اپنے آپ کو کلوری پر قربان کیا تاکہ شریعت کے تقاضے کو پورا کریں اور اپنے لوگوں کے لئے نجات مہیّا کریں۔

رسمی شریعت کے وسیلہ سے خدا نے تصویری زبان میں اُس نجات کے متعلق بتایا جو وہ اپنے مجسّم کلمہ یعنی اپنے بیٹے کی زندگی اور موت کے وسیلہ سے مہیّا کرنے والا تھا۔ پس اس بات کے پیشِ نظر یہ نامکمل اور عارضی تھی۔ بنی اسرائیل کو جو سماجی قوانین دیئے گئے وہ ایک خاص تہذیب و تمدّن کے پیشِ نظر دیئے گئے لہٰذا وہ بھی عارضی تھے لیکن جن بنیادوں پر وہ اصول وضع کئے گئے وہ ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ہیں۔ خدا کی اخلاقی شریعت یا قوانین ابدی ہیں کیونکہ وہ خدا کی ذات کو منعکس کرتے ہیں، اسی لئے وہ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ وہ کبھی منسوخ نہیں ہوئے اور نہ درحقیقت ہو ہی سکتے ہیں۔

شریعت اور فضل:- اس موضوع کی بحث کے دوران چند مشکلات اُبھرتی ہیں۔ یہ ہمیں شریعت اور فضل کے آپس کے تعلق کو سمجھنے پر مجبور کرتی ہیں۔

تین خطرات جو ہمیں اکثر پریشان کرتے ہیں یہ ہیں:

۱- شریعت اور فضل کے درمیان تضاد دیکھنے کا خطرہ۔
۲- شریعت اور فضل کو ملانے کا خطرہ۔
۳- شریعت اور فضل کے بارے میں ہمارے ذہن میں عام اُلجھن کا خطرہ۔

آئیے ہم ان پر باری باری غور کریں۔

۱- شریعت اور فضل کے درمیان تضاد دیکھنے کا خطرہ

آئیے، اب ہم شریعت اور فضل میں تضاد دیکھنے کے بڑے خطرے اور کلامِ پاک میں اس کی اصلاح پر غور کریں۔

ہماری دانست میں یہ قدرتی امر ہے کہ جب ہم شریعت کا ذکر سُنتے ہیں تو ہمارا ذہن فوراً توریت کی طرف چلا جاتا ہے حالانکہ توریت سے نہ تو شریعت کی ابتدا ہوئی اور نہ انتہا ہوتی ہے۔ یہ اپنی غرض اور مقصد میں اس سے نہایت وسیع ہے۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ ہم اِسی نکتہ سے شروع کر سکتے ہیں۔ ہم شریعت اور فضل میں تضاد کے سوال کو کلام کے دو عظیم بیانات کی روشنی میں پرکھیں گے۔ ان میں خداوند یسوع مسیح کے عہدِ عتیق کے ساتھ تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلا بیان خود مسیح یسوع کا ہے "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" (متی ۵: ۱۷-۱۸)۔ دوسرا بیان پولس رسول کا ہے "شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا استاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں" (گلتیوں ۳: ۲۴)۔

جب خداوند نے یہ فرمایا کہ وہ شریعت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آئے ہیں تو درحقیقت ان کا کیا مطلب تھا؟ اس سوال پر غور کرتے وقت ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ موسوی شریعت کے تین بڑے جُز تھے: اخلاقی شریعت، سماجی شریعت اور رسمی شریعت۔

ا- اخلاقی شریعت اور خداوند مسیح

جب خداوند مسیح اس دنیا میں آئے تو انہوں نے اخلاقی شریعت کو تین طرح سے پُورا کیا۔

اُنہوں نے اُسے اس صورت میں پُورا کیا کہ اُسے زیادہ گہرے اور زیادہ صحیح معنی دیئے۔ مثلاً اُنہوں نے بتایا کہ قتل نہ کرنے کے حکم میں غصّیلے اور انتقامی خیالات اور زنا نہ کرنے کے حکم میں بُری نظر بھی شامل ہے۔ انہوں نے ہمیں سکھایا کہ اخلاقی شریعت کا تعلق جتنا دیدنی کاموں سے ہے اُتنا ہی باطنی حالت اور خیالات سے بھی ہے، اور مزید یہ کہ چال چلن اور اخلاقیات کے متعلق جتنے قوانین مروّج ہیں یہ اُن سے کہیں وسیع ہے۔

پھر اُنہوں نے اس پر مکمل عمل کر کے اسے پُورا کیا، یعنی اس کے ہر اصول اور اس کی رُوح کو اپنی زندگی اور چال چلن میں پیش کیا۔ مزید براں انہوں نے اِسے نہ صرف اپنی بے گناہ زندگی ہی میں پورا کیا بلکہ اپنی کفارہ بخش موت میں بھی جس میں انہوں نے دوسروں کے لئے

شریعت کی عدولی کے راست تقاضا کو پورا کیا۔ یہ سب کچھ انہوں نے بذاتِ خود لاثانی طور پر کیا۔ ہم ان کے کام کے اس پہلو پر آگے چل کر غور کریں گے۔

لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ انہوں نے اس کے تقاضا کا اپنے شاگردوں کو یعنی ہمیں بھی پابند بنا کر اسے پُورا کیا۔ انہوں نے کہا "اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے" (متّی ۵: ۲۰)۔ اور پھر رسولوں نے بھی اخلاقی شریعت پر اصرار کیا اور اسے مسیحی کلیسیا کے لئے ضروری قرار دیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمام خطوط، احکام، امورِ ممنوعہ اور نصیحت سے بھرے ہوئے ہیں۔ مزید براں، یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ دونوں عہدناموں میں ایمان داروں سے اس کا تقاضا کرتے وقت متعدد بار یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اخلاقی شریعت کی بنیاد خدا کی پاک سیرت پر ہے۔ "اپنے آپ کو مُقدّس کرنا اور پاک ہونا کیونکہ میں قُدّوس ہوں" (احبار ۱۱: ۴۴)۔ "پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (متّی ۵: ۴۸)۔

لہٰذا اخلاقی شریعت کی قدر و قیمت نہایت بڑی ہے۔ کامل اور پاک خدا کو جاننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اس شریعت کا دل لگا کر مطالعہ کرے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اس کا اطلاق اپنی زندگی اور چال چلن پر بھی کرے تاکہ یہ جان سکے کہ وہ خدا کی خوشنودی کیسے حاصل کر سکتا اور اس کے پاک تقاضے کو کیسے پورا کر سکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ہمیں پاک کلام کی کسی ایک آیت کو نکال کر اُسے بائبل کی عام تعلیم کی تردید کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ مثلاً جب پولس رسول نے یہ کہا کہ "سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں" (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۲) تو ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ سب چیزوں میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو اخلاقی شریعت کے خلاف ہیں۔

ب۔ سماجی شریعت اور اخلاقی شریعت کا تعلق اور فضل کا مقام

اس کا تعلق قتل، غلامی، جرائم، تعزیرات اور خوراک کے متعلق احکام سے ہے۔ یہ قوانین بنی اسرائیل کی دنیاوی حکومت کے لئے تھے۔ بے شک یہ قوم خدا کی برگزیدہ تھی لیکن یہ لوگ ان لوگوں کے سوا جنہیں بائبل میں "بقیہ" کہا گیا ہے (مقابلہ کریں رومیوں ۹: ۲۷؛ ۱۱: ۵) اکثر دنیاوی اور غیر روحانی تھے۔

توریت کے اسی حصّے کو موجودہ دَور میں قانون کہا جاتا ہے جو عدالتوں میں مروّج ہے۔ ★ یہ حمورابی کے ضابطۂ قوانین اور زمانۂ سابق کی دیگر سامی قوموں کے قوانین سے کسی حد تک ملتا جُلتا ہے، لیکن یہ قوانین مسیحی معیار کی بلندیوں تک نہیں پہنچتے۔ وہ اِن معنوں میں خدا کے قوانین تھے کہ خدا نے انہیں نافذ ہونے دیا تاکہ وہ ایک کمزور نظم و نسق کی دینی حکومت کے ضابطہ کے طور پر ہوں، لیکن یہ سماجی شریعت اخلاقی شریعت کے معیار سے اکثر بہت کم ہے۔ اس کی ایک مثال موسوی شریعت میں طلاق کی ہے جس کے متعلق خداوند مسیح نے فرمایا کہ "موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا" (متّی ۱۹: ۸)۔

پھر مسیح نے آکر سماجی شریعت کو پُورا کیا۔ مگر وہ کیسے؟ کیا آپ کو متّی باب ۲۱ میں تاکستان کی تمثیل اور اس کے بارے میں خداوند مسیح کا تبصرہ یاد ہے جب باغبانوں نے نہ صرف نوکروں کو مارا پیٹا بلکہ مالک کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا؟ "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اُس کے پھل لائے دے دی جائے گی" (آیت ۴۳)۔ پس اب چونکہ خدا کے لوگوں کی (بنی اسرائیل) زمین پر دینی حکومت نہیں رہی اس لئے ایسی دینی حکومت کے لئے عام قوانین کی ضرورت نہ رہی۔ اس کے برعکس اب تمام اقوامِ عالم میں نجات یافتہ لوگ پائے جاتے ہیں جن پر اخلاقی شریعت لاگو ہے۔ اس طرح سماجی شریعت اپنا فرض اور مقصد پُورا کر کے منسُوخ ہو گئی ہے۔

شریعت کے متعلق نئے عہدنامہ کا دوسرا عظیم بیان ہمیں گلتیوں ۳: ۲۴ میں مِلتا ہے۔ یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت مسیح تک لانے کو ہمارا اُستاد تھی! میرے خیال میں یہ بیان تین لحاظ سے درست ہے۔

پہلا، اخلاقی شریعت ہم سب کو گناہ یعنی احکام کی عدولی کرنے کا مُجرم ٹھہراتی ہے۔ اس طرح وہ ہمیں معافی کی ضرورت کا جو کہ ہماری واحد اُمید ہے (مقابلہ کریں گلتیوں ۳: ۱۹-۲۲) احساس دلاتی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں، خدا کے ازلی معیار پر پورا نہ اُترنا گناہ ہوتا ہے اور یہ انسان پر آدم کے گناہ میں گرنے کے وقت سے راج کرتا رہا ہے لیکن یہ صرف شریعت کی روشنی میں ہی جُرم نظر آتا ہے۔ پھر رسمی شریعت ایک حسّاس گنہگار کی توجّہ فضل کے امکان کی طرف دلاتی ہے۔ لیکن فضل اسے شریعت کے بندھنوں میں دکھائی دیتا ہے۔ کوہِ کلوری جہاں پر فضل پورے آب و تاب سے ظاہر ہوتا ہے اِن باریک بین اور جبری تقاضوں سے عجیب و غریب رہائی ہے (مقابلہ کریں گلتیوں ۴: ۴-۵)۔ لیکن قوم کی حیثیت سے بنی اسرائیل عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں میں ناکام رہے۔ اخلاقی شریعت کے تقاضوں کے پیشِ نظر رسمی شریعت کی وساطت سے فضل میں پناہ لینے کی بجائے یہودیوں نے اخلاقی اور رسمی شریعت سے تقویٰ فروشی کا جھوٹا راستہ نکال لیا۔ پس انہوں نے دونوں شریعتوں کے مقصد کو کھو دیا اور خدا کی راستبازی کے تابع ہونے سے انکار کر دیا (مقابلہ کریں رومیوں ۹: ۳۰؛ ۱۰: ۳)۔

دوسرا، اخلاقی شریعت نہ صرف انسان کی ناکامی اور جرم ہی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ انسانی دل کی اصل خطاکاری اور بغاوت کو بھی۔ اس طرح وہ ہمیں نئی پیدائش (فضل) کی طرف لاتی ہے جو کہ اس کا واحد علاج ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ہم نے شریعت پر عمل نہیں کیا، بلکہ اکثر تو ہمارے دل میں اس پر عمل کرنے کی خواہش تک نہیں بلکہ اس سے بغاوت ہی کی ہے (رومیوں ۷: ۷-۱۳)۔ پس ہمیں نہ صرف معافی کی ضرورت ہے بلکہ دل کی صفائی، نئی پیدائش اور اپنی باطنی انسانیت میں بنیادی تبدیلی کی بھی۔ بے شک اس قسم کی جھلک عہدِ عتیق میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس کی تصویر ہمیں رسمی شریعت میں خیمۂ اجتماع میں پیتل کے حوض (خروج ۳۰: ۱۸-۲۱) میں ملتی ہے اور ۵۱ زبور کی سی آیات میں اس کی ایمان سے پہچان نظر آتی ہے۔ لیکن عہدِ عتیق میں اسے زیادہ تر نئے عہد کی خاصیت بیان کیا گیا ہے (مثلاً دیکھئے یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۶)۔ اس نئے عہد میں نہ صرف دل کی صفائی ہی شامل ہے بلکہ بیرونی شریعت جو پتھروں پر کندہ تھی اور جس کی لوگ بادلِ ناخواستہ اطاعت کرتے تھے، اس کی جگہ وہ شریعت لے جو انسان کے دل و دماغ پر کندہ ہو۔ اس نئے عہد کے لوگ جن کے دل پر یہ شریعت کندہ ہے اس کے تقاضے کو اپنی نئی پیدائش کے باعث نئے ارادے، نئے پیار اور نئے رجحان کے سبب سے خوشی سے پورا کریں گے (عبرانیوں ۸: ۱۰)۔ بریں بنا پولس رسول یہ کہہ سکا کہ "باطنی انسانیت کی رُو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں" (رومیوں ۷: ۲۲)۔

تیسرا، اخلاقی شریعت، نئی پیدائش کے تجربہ کے بعد بھی ہمارے گناہ ہم پر ظاہر کرتی رہتی ہے۔ اس طرح وہ ہمیں متواتر نئی معافی اور پاک کرنے والی قدرت یعنی فضل حاصل کرنے کے لئے اکساتی رہتی ہے۔ یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ "اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں ..... اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے" (۱-یوحنا ۱: ۸-۹)۔ اور پولس رسول یہ کہنے کے بعد کہ "باطنی انسانیت کی رُو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں" یہ اضافہ کرتا ہے کہ "مگر مجھے اپنے اعضا میں ایک اور طرح کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے جو میرے اعضا میں موجود ہے" (رومیوں ۷: ۲۳)۔ نیا عہد نامہ اس قسم کی حالت کا صرف ایک علاج بتاتا ہے۔ پولس رسول اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے "کیونکہ زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔ اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا یعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ تاکہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ رُوح کے مطابق چلتے ہیں" (رومیوں ۸: ۲-۴)۔ پولس رسول ہمیں یہ اس لئے بتاتا ہے کیونکہ "جسم" (نفس پرستی کی زندگی کا اصول) ہمیشہ کے لئے اور پورے طور پر "گناہ کی شریعت کا محکوم" (رومیوں ۷: ۲۵) بنا دیا ہے اور "جسمانی نیت" متواتر خدا سے دشمنی رکھتی ہے (رومیوں ۸: ۷)۔ لیکن ایک مسیحی کو حکم دیا گیا ہے اور اُسے اس قابل بنایا گیا ہے کہ وہ "رُوح کے موافق چلے" اور یوں "جسم کی خواہش کو پورا نہ کرے" (گلتیوں ۵: ۱۶)۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں ایک قطعی مختلف بات بھی بتائی جاتی ہے کہ "محبت شریعت کی تکمیل ہے" (رومیوں ۱۳: ۱۰)۔ پس فتح کا واحد بھید خدا کی محبت ہے جو رُوح القدس کے وسیلہ سے جو ہمیں بخشا گیا ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے (رومیوں ۵: ۵)۔ صرف اسی صورت میں ہم "رُوح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پرانے طور پر خدمت" کر سکتے ہیں (رومیوں ۷: ۶)۔ صرف اسی صورت میں ہم اس بات کا تجربہ کر سکتے ہیں کہ ہم پر گناہ کا اختیار نہیں ہے کیونکہ ہم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں (رومیوں ۶: ۱۴)۔

ج۔ رسمی شریعت

اس کے متعلق یہ جاننا نہایت اہم بات ہے کہ یہ اپنی خاصیت میں راہِ فضل کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کا یہی مقصد و مدعا تھا لیکن توریت میں اس نے شریعت کی صورت اختیار کر لی۔

باغِ عدن میں انسان نے اخلاقی شریعت کو توڑا، اور اُس وقت سے لے کر وہ اپنی فطرت اور عمل دونوں کے لحاظ سے گنہگار ہے، اور گناہ کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اُسے پاک خدا سے ہمیشہ دُور رکھتا ہے۔ ایک لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ غیر شخصی اور سنگدل شریعت ہے جو خدا اور گناہ کے درمیان بنیادی اختلاف کا موجب ہے۔ لیکن اس میں ایک زیادہ شخصی عنصر بھی نظر آتا ہے یعنی محبت کرنے والے پاک خدا کا گناہ کے خلاف پاک غضب۔ یہ گناہ اُس کی خوبصورت تخلیق میں تخریب پیدا کرتا ہے۔ یہ انسان کو خدا کی زندگی اور رفاقت سے کاٹ دیتا ہے اور نہ صرف اُس کی شریعت کی مخالفت کرتا ہے بلکہ اس کی اپنی ذات کی بھی جس کی مظہر شریعت ہے۔

لیکن خدا نے ابتدا ہی سے وہ راستہ ظاہر کیا جس کے باعث انسان کو اس کی زندگی اور اس کے ساتھ رفاقت مل سکتی ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ خدا نے باغِ عدن میں بھی جانوروں کی قربانی کی بنیادی ضرورت اور غالباً اس کے مطلب سے بھی انسان کو آگاہ کیا تھا۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ہابل کے برّہ کی قربانی مقبول ہوئی لیکن قائن کی اجناس کی قربانی رد کر دی گئی پھر ہم نوح اور کشتی کے سلسلے میں دیکھتے ہیں کہ وہ شریعت کی عدالت سے فضل سے بچایا گیا (دیکھئے پیدائش ابواب ۶-۷)۔ مزید براں، نئے عہد نامہ

میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ " ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنا گیا" (رومیوں ۴ : ۳) - داؤد بھی اس بھید سے پوری طرح آگاہ تھا - وہ کہتا ہے " مبارک وہ ہیں جن کی بدکاریاں معاف ہوئیں اور جن کے گناہ ڈھانکے گئے - مبارک وہ شخص ہے جس کے گناہ خداوند محسوب نہ کرے گا" (رومیوں ۴ : ۷-۸) -

ابرہام اور داؤد کے درمیانی عرصہ میں ہی موسوی رسمی شریعت دی گئی - لیکن اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ فضل کی راہ کی تعلیم دے یعنی یہ کہ گنہگار کیسے خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے - چنانچہ خیمۂ اجتماع اور ہیکل کے مختلف صحنوں اور پردوں اور اُن کی متعدد پابندیوں کے وسیلے یہ سبق ذہن نشین کرانا تھا کہ گنہگار خدا کی حضوری میں کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے ماسوا قربانی کے نظام اور ہیکل کی رسومات کے وسیلے سے جو یہ بتانے کے لئے دی گئی تھیں کہ توبہ کرنے والے اور تابع فرمان ہونے والے کے لئے کفّارہ کے خون اور طہارت کے پانی کے وسیلے سے خدا تک رسائی کا ایک راستہ ہے - لیکن یہ سب سچائیاں تصویری زبان اور علامتوں سے سکھائی گئیں - اس کے ساتھ شریعت کے روپ میں ایک مفصّل ضابطۂ قوانین دیا گیا - ان قوانین میں متعدد انسانی امتیازات بھی شامل تھے ، مثلاً بنی اسرائیل اور غیر قوموں کے درمیان کاہن اور عام یہودی کے درمیان - پس درحقیقت رسمی شریعت نے ایک توبہ کرنے والے گنہگار اور اس کے قربانی کے برّہ میں اختصاراً فضل کا راستہ محفوظ کر دیا - لیکن اس کی ظاہری شکل شریعت تھی جسے ہیکل کی رسومات کی جزئیات میں باضابطہ بنا دیا گیا تھا -

تب مسیح آئے " وہ شریعت (رسمی) کے ماتحت پیدا ہُوا " (گلتیوں ۴ : ۴) اور انہوں نے خود اس پر عمل کیا ، لیکن ان اضافوں اور پیچیدگیوں پر نہیں جو انسان کی اختراع تھیں - لیکن اُن کی خدمت کے آغاز میں یوحنّا اصطباغی نے اُنہیں " خدا کا برّہ " کہا (یوحنّا ۱ : ۲۹) - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند یسوع کی مسیحانہ خود شعوری پر زندگی بھر اور خاص طور پر ان کے دکھوں کے دوران یسعیاہ ۵۳ باب کی نبوتی رویا حاوی رہی - (مقابلہ کریں لوقا ۲۲ : ۳۷) - یہی وہ سب سے بڑا مقصد تھا جس کے لئے وہ آئے تھے - پس عیدِ فسح پر فسح کا برّہ قربان ہُوا (مقابلہ کریں ۱ - کرنتھیوں ۵ : ۷) ، ہیکل کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو حصّے ہُوا (مرقس ۱۵ : ۳۸) اور رسمی شریعت مکمل طور پر پُوری کی گئی -

شائد اچھا ہو گا اگر اس وقت اس بات پر زور دیا جائے کہ مسیح اخلاقی شریعت اور رسمی شریعت سے فرق فرق طریقے سے نپٹے - اول الذکر کو انہوں نے اپنی زندگی اور موت میں پورا کیا لیکن ساتھ ہی اپنے شاگردوں کو اس کا پابند بھی بنا دیا - موخر الذکر کو انہوں نے نہ صرف پورا ہی کیا بلکہ ایسے کرنے سے اُسے منسوخ بھی کر دیا - اس طرح نقل اصل میں مدغم ہو گئی اور سایہ حقیقت میں تبدیل ہو گیا - عبرانیوں کے نام خط کا مُصنّف ہمیں بتاتا ہے " غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا (کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا) اور اس کی جگہ ایک بہتر امید رکھی گئی جس کے وسیلہ سے ہم خدا کے نزدیک جا سکتے ہیں" (عبرانیوں ۷ : ۱۸-۱۹) -

مسیحیوں کے لئے رسمی شریعت کا کیا فائدہ ہے ؟ بہت زیادہ فائدہ ہے ، کیونکہ اس کی شرائط و ضوابط کفّارہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور مسیح کی نجات کے عجائب کو ہم پر ظاہر کرتے ہیں - لیکن اب ہیکل کہانت اور قربانیوں کا یہ مقصد کہ وہ کلوری نجات اور نجات دہندہ کی طرف اشارہ کرے ، پورا ہو چکا ہے - اب اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی ریت و رسم یا انسانوں میں امتیاز مسیحی کلیسیا میں لانے کی کوشش کرتا ہے ، تو ایسا ہی ہے گویا کہ وہ حقیقت سے سایہ کی طرف لوٹ رہا ہے - اگر کسی کا یہ ایمان ہو کہ خدا کے زیر اہتمام آئندہ کسی وقت قربانی کی رسومات دوبارہ رائج کی جائیں گی تو یہ یقیناً مکاشفہ کی تمام ترقی سے تنزّل کے مترادف ہو گا - رسمی شریعت حتمی اور مکمل طور پر پوری کی جا چکی ہے - اس سے فضل کا سبق سکھانا مقصود تھا اور اب فضل ظاہر ہو چکا ہے -

۲ - شریعت اور فضل کو ملانے کا خطرہ

آئیے اب ہم شریعت اور فضل کو ملانے کے خطرہ پر غور کریں - اس موضوع پر ہم پہلے ہی تھوڑا بہت غور کر چکے ہیں - اگر شریعت اور فضل میں تضاد نہیں تو پھر کلامِ پاک کے مطابق نجات کا راستہ کونسا ہے ؟

یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ نجات ، شریعت اور فضل کے ملاپ سے نہیں ملتی گویا کہ فضل تنہا کافی نہیں یا اُس میں نقص پایا جاتا ہے - نئے عہد نامہ میں ہمیں بڑی صفائی سے بتایا گیا ہے کہ ہمیں صرف فضل ہی سے نجات ملتی ہے (یعنی صرف مسیح کے وسیلہ سے اور صرف ایمان سے) - یہ یقینی امر ہے کہ کوئی بھی اخلاقی شریعت سے نہیں بچ سکتا کیونکہ وہ لازماً تقاضا کرتی ہے کہ خدا تک رسائی کی بنیاد "کاملیت" ہے - یقیناً یعقوب رسول کے ان سخت الفاظ کا یہی مطلب ہے کہ " جس نے ساری شریعت پر عمل کیا اور ایک ہی بات میں خطا کی وہ سب باتوں میں قصوروار ٹھہرا" (یعقوب ۲ : ۱۰) - بالفاظِ دیگر شریعت کے ٹوٹنے کے لئے ایک ہی گناہ کافی ہے اور نتیجۃً مجرم سزا کا حق دار ہے - پس یہ ضروری ہے کہ اخلاقی شریعت ہمیں متواتر فضل کی طرف دھکیلتی رہے تاکہ ہم اس میں پائے جائیں " نہ اپنی اُس راستبازی کے ساتھ جو شریعت کی طرف سے ہے بلکہ اُس راستبازی کے ساتھ جو مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے ہے اور خدا کی طرف سے ایمان پر ملتی ہے" (فلپیوں ۳ : ۹) " مگر اب شریعت کے بغیر

خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوئی ہے جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں۔ اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ مگر اس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفّارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کرکے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے۔ بلکہ اِسی وقت اس کی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع پر ایمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو" (رومیوں ۳: ۲۱-۲۶)۔

لیکن یہ آخری آیت ہماری راہنمائی ایک اور سچائی کی طرف کرتی ہے۔ انسانی معاملات میں ہمیں بڑی باریک بینی سے شریعت اور فضل اور عدل اور رحم میں امتیاز کرنا چاہیئے۔ عدالت کے حکم سے باعزّت بری کئے جانے اور سربراہ مملکت کی طرف سے رحم کی صورت میں معاف کئے جانے میں بڑا فرق ہے۔ عدالت تین مختلف صورتوں میں مجرم کے ساتھ سلوک کرسکتی ہے۔ وہ اُسے مجرم ٹھہرا کر سزا دے سکتی ہے، وہ اُسے مجرم ثابت کرنے کے ساتھ ہی رحم کی اپیل منظور کرسکتی ہے یا وہ اُسے باعزّت بری کرسکتی ہے۔ اوّل اور مؤخر الذکر ایک دوسرے کی ضد ہیں جبکہ درمیانی کا انحصار صرف رحم کی اپیل پر ہے۔ انسانی معاملات میں یہ دونوں نہ صرف ایک دوسرے سے فرق ہیں بلکہ متضاد بھی ہیں۔ لیکن خدا میں کامل موافقت ہے۔ خدائے قدّوس ایک شخص کو قانون سے آزاد کرائے بغیر مجرم ٹھہرا کر اُس کی رحم کی اپیل منظور نہیں کرسکتا۔ لازمی امر ہے کہ اس میں راستی اور شفقت (عدل اور رحم) باہم گلے ملے ہوں (زبور ۸۵: ۱۰)۔ معاف کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اُسے راستباز بھی ٹھہرائے۔

اور یہی وہ مقام ہے جہاں صلیب کا عجیب بھید پایا جاتا ہے۔ وہ جو اخلاقی سلسلہ وترتیب کا بانی ومنبع ہے اور جس کے خلاف ہمارا گناہ یعنی وہ خالق جو نہیں چاہتا کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں، وہ منصف جس کے حضور ایک روز ہم پیش ہوں گے اور جس کی پاکیزگی "کاملیت" سے کم کوئی چیز قبول نہیں کرسکتی، اُسی خدا نے صلیب پر اپنے مجسم بیٹے کی صورت میں گنہگار کی جگہ لی۔ وہاں پر گناہ کی قیمت ادا کی گئی، قانون کو سچا ثابت کیا گیا، گناہ کی عدالت ہوئی اور گنہگار کو راستباز ٹھہرایا گیا۔ بے شک عہدِ عتیق کے بزرگوں کو اس کا تجربہ ہوا اور اُسے تھوڑا بہت سمجھا بھی (گلتیوں ۳: ۶) لیکن اس کا پورا اظہار اس وقت ہوا اور اسے پورے طور پر اُس وقت سمجھا گیا جب خداوند مسیح مُوئے اور پنتکُست کے روز پاک رُوح کا نزول ہُوا (مقابلہ کریں گلتیوں ۲: ۱۶؛ ۳: ۱۰-۱۳؛ ۱- پطرس ۲: ۲۴ وغیرہ)۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم پورے طور پر اپنے آپ کو فضل کے سپرد کرکے صرف مسیح سے جو کہ واحد نجات دہندہ ہیں لپٹے رہیں، کیونکہ جس طرح کوئی شخص اخلاقی شریعت کی وساطت سے نہیں بچ سکتا، اُسی طرح کوئی رسمی شریعت کے ذریعہ نجات نہیں پاسکتا خواہ وہ موسوی ہو، خواہ مسیحیت میں ساکرامنٹ پرستی ہو۔

لیکن دوسری طرف یہ بھی سچ ہے کہ حقیقی فضل عمل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور کہ زندہ ایمان کو ضرور ہی کاموں سے ظاہر ہونا ہے۔ عہدِ جدید کا ایمان کہ خدا واحد ہے صرف عقلی نہیں ہے، (ایسا ایمان) تو شیاطین بھی رکھتے ہیں (یعقوب ۲: ۱۹)، بلکہ اس ایمان میں ایک شخص اپنے آپ کو مسیح کے فضل کے سپرد کرتا ہے۔ یہ ایسا ایمان ہے جو سرگرم عمل ہے اور "جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے" (گلتیوں ۵: ۶)۔

۳- شریعت اور فضل کے بارے میں ہمارے ذہن میں عام اُلجھن

آخر میں میں اُس خطرہ سے مختصراً آگاہ کرنا چاہتا ہوں جسے میں نے شروع میں عام اُلجھن کہا ہے۔ یہ ایک ایسی اُلجھن ہے جو خاص طور پر ہمارے دوسرے مذاہب کے ساتھ رویّہ پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ ہم عام طور پر اس قسم کے الفاظ سنتے رہتے ہیں "ہاں، یہ ان لوگوں کے لئے تو درست ہے جو مسیحی خاندانوں میں پیدا ہوئے ہیں لیکن دوسروں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یقیناً ایک صالح مسلمان، سنجیدہ ہندو اور نیک بودھ کا ان کے معیار کے مطابق انصاف ہوگا۔ آپ کے خیال میں کیا وہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے؟ یہ تو ناقابل قبول تعلیم ہے"۔

اِس مشکل سوال کا صحیح جواب کیا ہے؟ میں متعلقہ حقائق کا اس روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں جس میں میں انہیں دیکھتا ہوں۔

آیئے ہم سب سے پہلے یہ فرض کریں کہ خدا کی اخلاقی شریعت کا سب کو علم ہے کیونکہ "اس نے اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا" (اعمال ۱۴: ۱۷)۔ خدا کسی کا طرفدار نہیں اس لئے "جو نیکوکاری میں ثابت قدم رہ کر جلال اور عزت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ کی زندگی دے گا" (رومیوں ۲: ۷)۔ رومیوں باب ایک اور دو میں یہی تعلیم دی گئی ہے۔

لیکن اِسی خط میں ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ انسان ہر جگہ اور ہمیشہ خطا کرتا رہتا ہے۔ وہ فطرتی طور پر اخلاقی شریعت کی انجام دہی میں ناکام رہتا ہے، اس لئے وہ گنہگار ہے۔ اور مزید یہ کہ وہ اُس ضابطہ کے معیار پر بھی پُورا نہیں اُترتا جسے جانتا ہے اور جس کی اُسے پیروی کرنی چاہیئے، پس وہ مجرم گنہگار ہے"۔ کچھ فرق نہیں۔ اس

لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳: ۲۲-۲۳) "شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھہرے گا" (رومیوں ۳: ۲۰) - پس کوئی شخص بھی خواہ اس کا تعلق کسی مذہب سے بھی کیوں نہ ہو اُسے نجات دہندہ کی سخت ضرورت ہے -

پھر یہ بھی صاف عیاں ہے کہ نجات دہندہ صرف ایک ہی ہے (اعمال ۴: ۱۲؛ یوحنا ۱۴: ۶) - بائبل مقدس کا تمام مکاشفہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی بھی انسانی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا ماسوا اپنے بیٹے کے تجسم میں خدا خود - اس کے علاوہ ہم بیت لحم کی چرنی اور کلوری کی صلیب کی کیا تشریح کر سکتے ہیں! پھر یہ بھی بنیادی بات ہے کہ خدا بھی گنہگار انسان کو معاف نہیں کر سکتا ماسوا کفارہ کی بنیاد پر جب اُس نے خود گناہ کی عدالت کی، اُس کی سزا اٹھائی اور گنہگار کو راستباز ٹھہرایا - اگر یہ نہیں تو پھر گتسمنی کی جانکنی (لوقا ۲۲: ۴۲) اور صلیب پر مسیح کی خدا سے جدائی کی پکار (متی ۲۷: ۴۶) بے معنی ہے -

تو پھر کیا اُن لوگوں کے لئے کوئی اُمید ہے جنہوں نے انجیل کی خوشخبری کو نہیں سُنا اور جنہیں مسیح کو قبول کرنے کا موقع ہی نہیں ملا؟ اس کا یہ مطلب نہیں ہے - یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک ہندو نیک ہندو بننے سے نہیں بچ سکتا، لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بپٹسٹ نیک بپٹسٹ یا ایک اینگلیکن نیک اینگلیکن بننے سے بھی نہیں بچ سکتا - لیکن اگر فرضاً خدا کے پاک رُوح کے کام کرنے کے باعث ایک مسلمان یا ایک ہندو یہ محسوس کرنے لگے کہ وہ گنہگار ہے اور اپنی اس ضرورت کے پیش نظر اپنی اس سمجھ کے مطابق اپنے آپ کو خدا کے رحم پر چھوڑ دے تو کیا کلام یہ نہیں کہتا کہ "کچھ فرق نہیں... جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا؟" (رومیوں ۱۰: ۱۲-۱۳) - بے شک، اس قسم کا شخص مسیح کے وسیلہ سے نجات پائے گا جو کہ واحد نجات دہندہ ہیں جس طرح عہد عتیق کے مومنین بھی صرف ان کے وسیلہ سے ہی بچے تھے - اور اگر انہیں کبھی اس خوشخبری کو سننے کا موقع ملے تو وہ یقیناً اُسے پہلی مرتبہ سنتے ہی بڑی خوشی سے قبول کر لیں گے - لیکن اگر انہیں زمین پر کبھی خوشخبری سننے کا موقع نہ ملے تو میرا خیال ہے کہ وہ قبر کی دوسری طرف یعنی اپنے جی اُٹھنے پر انہیں جان جائیں گے اور ان کی جس کے وسیلہ سے انہیں نجات ملی ہے پرستش کریں گے - کیا پطرس رسول کا یہی مطلب نہیں تھا جب اُس نے کرنیلیس کے گھر میں کہا کہ "اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے وہ اس کو پسند آتا ہے" (اعمال ۱۰: ۳۴-۳۵) لیکن کوئی شخص بھی اپنے نیک کاموں کے وسیلہ سے مقبول نہیں ہو سکتا - اس کے بارے میں کلام کی تعلیم نہایت واضح ہے - لیکن متذکرہ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ خدا سے "ڈرنے" کی بنیاد پر اور اس کے نتیجے میں اپنے آپ کو اُس کے رحم پر چھوڑنے پر قبول کئے جاتے ہیں - یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ مسیحیوں کے ایمان کا نتیجہ ضروری نیکوکارانہ زندگی کی صورت میں نکلتا ہے -

میں یہاں مزید دو نکات پر زور دینا چاہتا ہوں - پہلا متذکرہ بالا طریقۂ استدلال ہماری بشارتی ذمہ داریوں کو کم نہیں کرتا - ہمیں صرف یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری اس ایمان تک نوبت کیسے پہنچی - کیا یہ خوشخبری سنائے جانے کے باعث نہیں تھی؟ اور کیا پولس رسول نے جب یہ کہا کہ "جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا" یہ نہیں کہا کہ "مگر جس کا ذکر انہوں نے سُنا نہیں اُس پر ایمان کیونکر لائیں؟ اور بغیر منادی کرنے والے کے کیونکر سُنیں؟" (رومیوں ۱۰: ۱۳-۱۴) - اور اگر کوئی کرنیلیس کی طرح اپنے آپ کو خدا کے رحم پر چھوڑ دے، تو کیا یہ ہمارا حق اور فرض نہیں کہ یوحنا اصطباغی کی طرح خداوند کی راہ تیار کرنے کو اس کے آگے آگے جائیں تاکہ اُس کی اُمت کو نجات کا علم بخشیں جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو (لوقا ۱: ۷۶-۷۷)؟

دوسرا، اور نہ اِس سے اُن کی جنہوں نے انجیل کے پیغام کو سُنا لیکن قبول نہیں کیا، ذمہ داری کم ہوتی ہے - اس کے برعکس اس سے ان کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کیونکہ اب ان کے پاس نہ تو کوئی عذر اور نہ ہی کوئی اور صورت باقی رہتی ہے - نجات دہندہ اور کوئی نہیں اور نہ کوئی اور راستہ ہی ہے - نجات تو ہے لیکن صرف فضل کے وسیلہ سے اور جب اس نجات کا کسی کو حقیقی تجربہ ہوتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ اخلاقی شریعت کی عملی تابع فرمانی کی صورت میں ظاہر ہو -

(یہ مضمون جے - این - ڈی اینڈرسن صاحب کی کتاب شریعت اور فضل سے ماخوذ ہے) -

شست :- مچھلی پکڑنے کا کانٹا - اس کا ذکر پرانے عہدنامہ میں آتا ہے - کیتھولک ترجمہ میں کانٹا اور قلابہ استعمال ہوا ہے - ایوب ۴۱: ۱ (کانٹا ایوب ۴۰: ۲۰؛ یسعیاہ ۱۹: ۸ (قلابہ)؛ حبقوق ۱: ۱۵ (قلابے)؛ عاموس ۴: ۲ (قلابوں) -

شطیم :- ۱- یردن کے مشرق میں یریحو شہر کے سامنے بنی اسرائیل کا آخری ڈیرا (گنتی ۲۵: ۱ مابعد) - یہاں انہوں نے موآبی عورتوں کے ساتھ بیاہ شادی شروع کر دی - اسی جگہ سے یشوع نے یریحو کو جاسوس بھیجے (یشوع ۲: ۱؛ ۳: ۱) -

اس نام کا مطلب ہے کیکر کا درخت اور یہ ابیل شطیم کا مخفف ہے - یعنی کیکر کے درختوں کا مرغزار (گنتی ۳۳: ۴۹) - یہاں ہجے سطیم ہیں -

۲- یوایل کی کتاب میں وادیِ شطیم سے مراد وہ وادی ہے جو یروشلیم سے بحیرۂ مردار کو جاتی ہے (۳: ۱۸) -

شعریم۔ شعرائیم:۔ (عبرانی = دو دروازے)۔
۱۔نشیبی علاقہ میں بنی یہوداہ کا ایک شہر، (یشوع ۱۵: ۳۶؛ ۱۔سموئیل ۱۷: ۵۲)۔

۲۔ بنی شمعون کا ایک شہر (۱۔ تواریخ ۴: ۳۱۔ یشوع ۱۹: ۶ میں اس کا نام ساروحن دیا گیا ہے اور یشوع ۱۵: ۳۲ میں سلحیم)۔

شعشجز۔ شعشجاج:۔ شاہ اخسویرس کا خواجہ سرا۔ آستر ملکہ کی دیکھ بھال اس کے ذمے تھی (آستر ۲: ۱۴)۔

شعف۔ شاعف:۔ ۱۔ یہدی کے بیٹوں کی فہرست میں چھٹا نام (۱۔ تواریخ ۲: ۴۷)۔

۲۔ کالب کی حرم معکہ کی اولاد میں سے مدمناہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۲: ۴۹)۔

شعلبین:۔ (عبرانی = لومڑیوں کا بسیرا قب قضاۃ ۱۵: ۴)۔
ایک شہر جو دان کے قبیلہ کو دیا گیا (یشوع ۱۹: ۴۲)۔
دیکھئے سعلبین۔

شعلے کی سی زبانیں:۔ وہ عجیب صورت جو پنتکُست کے دن پاک رُوح کے نزول کے موقع پر وقوع پذیر ہوئی۔
"آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے" (اعمال ۲: ۳)۔ شعلے کی سی زبانیں، پاک رُوح کی علامت تھیں جو بڑی قدرت کے ساتھ کلیسیا پر نازل ہُوا۔

شعوریم۔ سعوریم:۔ بنی ہارون میں سے اُن کاہنوں میں سے ایک جن کی داؤد کے زمانے میں مَقدِس میں خدمت کی باری لگی (۱۔ تواریخ ۲۴: ۱-۸)۔

شعیر۔ سعیر:۔ ۱۔شعیر حوری کی اولاد جو اس نام کی سرزمین میں بسی تھی (پیدائش ۳۶: ۲۰؛ ۳۲: ۳)۔

۲۔ بحیرہ مردار کے جنوب میں ایک پہاڑی علاقہ۔ اس کے پہلے باشندے حوری تھے لیکن عیسو پہلے باشندوں کو نکال کر خود یہاں بس گیا (پیدائش ۳۲: ۳)۔

۳۔ ایک پہاڑی بنام کوہ شعیر جو یہوداہ اور بنیمین کی سرحد پر تھی۔ یہ یروشلیم سے دس میل مغرب میں تھی (یشوع ۱۵: ۱۰)۔ نیز دیکھئے حوری ۱۔

شفا:۔ دیکھئے صحت۔ نیز دیکھئے خدا کے نام و۔ ۴

شفعی:۔ زیدا کا باپ جو شمعون کے قبیلے کا ایک امیر تھا (۱۔ تواریخ ۴: ۳۷)۔

شفقت:۔ اُردو میں اس لفظ کے معنی رحم اور مہربانی کے ہیں اور بطور فعل محبت اور الفت کرنا۔ لیکن پاک کلام میں اسے ایک مخصوص مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی دائمی محبت اور وفاداری ظاہر کرتا ہے جو وہ انسان سے کرتا ہے۔ یہ خدا کی ایک صفت ہے۔ وہ شفقت اور وفا میں غنی ہے (خروج ۳۴: ۶؛ گنتی ۱۴: ۱۸؛ نحمیاہ ۹: ۱۷؛ زبُور ۸۶: ۵، ۱۵؛ ۱۰۳: ۱۷)۔ خدا کی شفقت کا ذکر تقریباً ۱۵۰ مرتبہ آتا ہے۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں نہیں استعمال ہُوا بلکہ اس کا مفہوم ★ فضل سے ادا کیا گیا ہے۔

شفمی:۔ یہ داؤد کے انگورستانوں کے ناظر زبدی کی کُنیت تھی (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۷)۔

شفیلہ:۔ (عبرانی ھا شفیلہ = نشیبی علاقہ)۔
یہ کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہُوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "نشیب کا میدان" (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۸)، "نشیب کی زمین" (۲۔ تواریخ ۲۶: ۱۰؛ ۲۸: ۱۸؛ استثنا ۱: ۷؛ یشوع ۱۰: ۴۰؛ ۱۱: ۱۶)، "میدان" (یرمیاہ ۱۷: ۲۶؛ عبدیاہ ۱۹؛ زکریاہ ۷: ۷) وغیرہ ہے۔
یہ عبرانی لفظ کی اردو شکل ہے جس میں سے حرفِ تعریف ھا نکالا گیا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں یہ ۱۹ مرتبہ استعمال ہُوا ہے۔

شکار کرنا۔ شکار:۔ پُرانے عہدنامہ کے زمانہ میں شکار کھیلنا عام نہیں تھا۔ یہ عموماً خاندان کے لئے خوراک مہیا کرنے یا جنگلی جانوروں سے حفاظت کے لئے کیا جاتا تھا۔ شرع کے مطابق بہت سے جانوروں اور پرندوں کے کھانے کی اجازت تھی مثلاً ہرن، نیل گائے، تیتر، بٹیر وغیرہ۔ لیکن خرگوش اور سوٗر کھانا منع تھا (استثنا ۱۴: ۵، ۷، ۱۱-۲۰)۔ جیسے کہ آثارِ قدیمہ کی تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے تفریح کے لئے شکار کا بابلی اور مصری لوگوں میں زیادہ دستُور تھا۔ تاہم بائبل میں شکار کرنے کے ہتھیاروں کا کافی ذکر ہے۔ ترکش کمان (پیدائش ۲۷: ۳)، فلاخن (ایوب ۴۱: ۲۰)، پھندے (زبور ۶۴: ۵؛ ۹۱: ۳ وغیرہ)، جانور پکڑنے کے لئے گڑھے (زبور ۹: ۱۵؛ حزقی ایل ۱۹: ۸)۔ مجازی طور پر تو کئی جگہ شکار کا ذکر ہے (امثال ۶: ۲۵؛ واعظ ۷: ۲۶)۔

شکاری:۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۲۷۔

شکرگذاری:۔ پُرانا عہد نامہ: لوگ دعائیں (دانی ایل ۶: ۱۰)، گیت گانے سے (زبُور ۳۰: ۴)، ہیکل میں جانے سے (زبُور ۱۲۲: ۴) اور قربانیاں چڑھانے سے (۲۔ تواریخ ۲۹: ۳۱) خدا کی شکرگذاری کا اظہار کرتے تھے۔

نیا عہد نامہ: خداوند یسوع مسیح نے خدا کا شکر ادا کیا (متی ۱۱: ۲۵؛ یوحنا ۱۱: ۴۱) اور شکرگزاری کرنے کی اہمیت کے بارے میں تعلیم دی (لوقا ۱۷: ۱۶، ۱۸)۔ انہوں نے کھانے پر شکر کرنے کے یہودی طریقے کو جاری رکھا اور آخری فسح پر اُسے نئے معنے پہنائے (متی ۱۴: ۲۲، ۲۳)۔ پس مسیح کے نجات بخش کام کے لئے شکر کرنا مسیحی پرستش کا مرکز ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۲۴؛ ۱۴: ۱۶)۔

شکر گذاری کا ہدیہ :- دیکھئے ہدیہ ۲ ب۔

شِکرہ :- (شاہین) دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۰۔

شکینہ :- [۱۰۹۲] (عبرانی - مادّہ: شین - کاف - نون)۔ مقابلہ کیجئے عربی سکینہ۔ مادّہ س - ک - ن - اور اس کے اشتقاق مثلاً مسکن، ساکن، سکون، سکینہ وغیرہ)۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہُوا۔ یہودی اِس بات کے بارے میں بہت محتاط تھے کہ کہیں ذاتِ الٰہی کو بیان کرتے وقت اُسے پیکرِ انسانی نہ سمجھا جائے۔ اس لئے جب خدا کی حضوری کا انسان کے درمیان ذکر ہوتا، تو اس لفظ "شکینہ" کا استعمال کیا جاتا۔ مثلاً جب عبرانی میں خروج ۲۵: ۸ پڑھا جاتا، تو مترجم اس کا یوں ترجمہ کرتے "..... تاکہ میرا شکینہ اُن کے درمیان سکونت کرے"۔

شکینہ خدا کے خیمہ کے لئے بھی لفظ "مشکن" (مسکن) استعمال کیا گیا ہے، مثلاً خروج ۲۵: ۹؛ ۲۶: ۱؛ احبار ۱۷: ۴؛ گنتی ۹: ۱۵۔

یہودی اور بعض مسیحی یہوداہ کی حضوری کو بیان کرنے کے لئے یہ لفظ اکثر استعمال کرتے تھے۔ یسعیاہ ۶۰: ۲ اور رومیوں ۹: ۴ میں لفظ "جلال" شکینہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

خدا کا شکینہ بائبل میں اِس طرح ظہور پذیر ہوتا ہے:

خروج ۱۴: ۱۹ میں بادل کے ستون کی صورت میں جو بنی اسرائیل کے لئے راہنمائی اور مصریوں کے لئے تاریکی تھا۔ مزید دیکھئے خروج ۱۳: ۲۱؛ ۱۴: ۱۹ - ۲۰۔

خروج ۲۴: ۱۵ - ۱۸ میں خداوند کا جلال گھٹا کی صورت میں کوہِ سینا پر اردگرد چھا گیا اور خدا اسی گھٹا میں موسیٰ سے مخاطب ہُوا۔

خروج ۴۰: ۳۴ - ۳۸ میں خیمۂ اجتماع ابر کی صورت میں "خداوند کے جلال سے معمور ہو گیا"۔ اس کے بعد اسی نے اسرائیل کی راہنمائی کی۔

۲ - تواریخ ۷: ۱ - ۸ سلیمان کی ہیکل یعنی مسکن "خداوند کی حضوری سے معمور ہو گیا"۔

نئے عہد نامہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کا جلال بادل کی صورت میں یسوع مسیح پر ظاہر ہُوا (متّی ۱۷: ۵؛ اعمال ۱: ۹)۔

اس سلسلے میں یوحنا ۱: ۱۴ بڑا پُر معنی ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ کلام "ہمارے درمیان رہا"۔ یہ فقرہ یونانی سکینو skenoo یعنی "مسکن یا خیمہ ڈالنا" (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) کا ترجمہ ہے۔ اِس آیت کے اگلے حصّہ میں جلال کا ذکر ہے۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب قرآن بنی اسرائیل کے عہد کے صندوق (تابوتِ سکینہ) کا ذکر کرتا ہے، تو شکینہ کا بھی ذکر کرتا ہے (۲: ۲۴۸)۔ لیکن مسلمان مفسرین عام طور پر "سَکِینَۃ" کا ترجمہ خدا کی حضوری نہیں بلکہ دلجمعی کرتے ہیں۔

شِگایُون - شِجّایون :- موسیقی کی ایک اصطلاح جو زبور ۷ کی سرخی میں استعمال ہوئی ہے۔ یہ غالباً ایک پُرجوش، جذبے سے بے قابو راگ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اس لفظ کی جمع شگایونوت (شجیونوت) ہے جو حبقوق کے مزمور کی سُرخی ہے (حبقوق ۳: ۱)۔

شگایُونوت - شجیونوت :- شگایون کی جمع - بعض علماء کا خیال ہے کہ شاید بوجہ سہوِ کاتب یہ عبرانی لفظ نگینوت کی جگہ لکھا گیا۔

لفظ نگینوت کا ترجمہ اردو میں "تاردار سازوں کے ساتھ کیا گیا ہے (دیکھئے زبور ۴، ۶، ۵۴، ۵۵، ۶۱، ۶۷، ۷۶ کی سرخیاں اور حبقوق ۳: ۱۹؛ یسعیاہ ۳۸: ۲۰)۔

شگون، شگون نکالنا :- دیکھئے جادو اور جادوگری۔

شلمن - شلمان :- ایک شخص جس کا ذکر صرف ہوسیع ۱۰: ۱۴ میں آتا ہے۔ اس شخص شلمن اور اس جگہ بیت آربیل کا اب کوئی علم نہیں۔

بعض مورخ خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ شاہِ اسور سلمنسر کے نام کا مخفف ہے (۲ - سلاطین ۱۷: ۳) یا یہ اُس موآبی بادشاہ کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر تگلت پلاسر کے کتبوں میں ہے۔

شلُومی :- (عبرانی = سلامتی کی حالت میں)۔ اخیہود کا باپ - اخیہود کو خداوند نے میراث تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا - یہ آشر کے قبیلہ کا ایک سردار تھا (گنتی ۳۴: ۲۷)۔

شمّاس :- جمع شمامسہ - یہ عربی لفظ کیتھولک ترجمہ میں یونانی لفظ دیاکنوس diakonos (انگریزی ★ ڈیکن) کا ترجمہ ہے (فلپیوں ۱: ۱؛ ۱ - تیمُتاؤس ۳)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں خادم ہے - لیکن ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں ڈیکن ہے - یہ نگہبانوں (اساقف - دیکھئے اسقف) کے نیچے کلیسیا کا ایک انتظامی عہدہ تھا۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ارامی لفظ شِمَش بمعنی خدمت کرنا دانی ایل ۷: ۱۰ کے ارامی متن میں استعمال ہوا ہے - بہت ممکن ہے کہ عربی کلیسیائی اصطلاح ارامی سے ماخوذ ہو - نیز دیکھئے خادم۔

شمّاسہ :- کیتھولک ترجمہ میں ڈیکنس deaconess کے لئے اردو لفظ - دیکھئے ڈیکنس۔

شمال :- سمت کا نام - اُتر کی جانب - اردو لفظ عربی سے لیا گیا ہے اور اس کے بنیادی معنی ہیں بائیں طرف - پرانے جغرافیہ کے مطابق اگر سورج نکلنے کی جانب منہ کیا جائے تو شمال بائیں ہاتھ پر ہوگا (دیکھئے سورج)۔ دائیں ہاتھ پر جنوب ہوگا - چنانچہ عربی میں یمن اور عبرانی میں یامین کو دائیں سمت کہتے ہیں (قب بنیمین بمعنی دہنے ہاتھ کا بیٹا)۔

عبرانی میں شمال کے لئے لفظ صافون ہے جس کے بنیادی معنی ہیں "چھپا ہوا" یا "تاریک"۔ قدیم لوگوں کے خیال کے مطابق شمال تاریک اور جنوب سورج کی روشنی سے روشن تھا۔

پرانے عہدنامہ میں شمال خاص اہمیّت کا حامل ہے۔ کنعانی اُسطوریات کے مطابق شمال اُن کے خدا کی مسند تھا۔ "شمال کا پہاڑ" اور "شمال کی جماعت" دیوتاؤں کی رہائش اور اکھٹے ہونے کی جگہ تھی۔ یسعیاہ ۱۴: ۱۳ میں اس تصوّر کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ یسعیاہ نبی بابل کے بادشاہ کی بابت طنز سے کہتا ہے کہ وہ شمال میں اپنی حکومت قائم کر کے خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی طرح زبُور ۴۸: ۲ میں بھی کوہِ صیّون کو شمال سے تعبیر کیا گیا ہے۔ صیّون واقعی خدا کا پہاڑ ہے۔

شمال تباہی کا منبع بھی ہے کیونکہ فلسطین پر حملہ آور قومیں اکثر شمال سے ہی آتی تھیں۔ چنانچہ اِن قوموں کو بھی شمال سے منسوب کیا گیا ہے۔ عام طور پر اسور اور بابل کو شمال کے ملک کہا گیا ہے (یرمیاہ ۳: ۱۸؛ ۴۶: ۶؛ حزقی ایل ۲۶: ۷؛ صفنیاہ ۲: ۱۳)۔ اگرچہ نینوہ اور بابل کے شہر یروشلیم کے مشرق میں ہیں تو بھی انہیں شمال سے منسوب کیا جاتا تھا کیونکہ ان کی فوج صحرا میں سے سیدھی آ نہیں سکتی تھی بلکہ وہ پہلے شمال میں اسور کا چکّر کاٹتے پھر جنوب کا رُخ کر کے یروشلیم پر دھاوا بولتے تھے (یسعیاہ ۱۴: ۱۳؛ یرمیاہ ۱: ۱۴؛ ۴: ۶؛ ۶: ۲۲؛ ۱۰: ۲۲؛ ۱۶: ۱۵؛ ۲۵: ۹؛ حزقی ایل ۲۶: ۷ مابعد)۔

شمال اسیری کا بھی ملک تھا جہاں سے یہوواہ اسرائیل کو اکٹھا کرے گا (یسعیاہ ۴۳: ۶؛ یرمیاہ ۳: ۱۸؛ ۳۱: ۸)۔

خدا کا ظہور بھی شمال سے ہوگا (حزقی ایل ۱: ۴)۔

شمجر:- عنات کا بیٹا جس نے بیل کے پینے سے چھ سو فلستیوں کو مار کر اسرائیل کو رہائی دلوائی (قضاۃ ۳: ۳۱؛ ۵: ۶)۔

بعض مُفسرّوں کا خیال ہے کہ یہ بیت عنات کا باشندہ تھا جو نفتالی کے قبیلے کا ایک شہر تھا (یشوع ۱۹: ۳۸؛ قضاۃ ۱: ۳۳) اور چونکہ یہ قبیلہ کنعانی بادشاہ یابین کے خلاف لڑتا رہا اس لئے بہت ممکن ہے کہ شمجر اسی قبیلے کا ایک فرد تھا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو سختی سے حکم دیا تھا کہ وہ کنعان کے باشندوں کو ملک سے نکال دیں اور انہیں نیست و نابود کریں (خروج ۲۳: ۳۱-۳۳؛ استثنا ۷: ۱-۵؛ ۲۰: ۱۶-۱۸) لیکن اسرائیل نے خدا کی حکم عدولی کی (قضاۃ ۱: ۲۷-۳۶) اس لئے یہ غیر مطیع کنعانی بنی اسرائیل کے لئے آزمائش کا پھندا اور وبالِ جان بن گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب بنی اسرائیل ان سے ڈرنے لگے اور وہ شاہراہوں کو چھوڑ کر پگڈنڈیوں پر سفر کرنے لگے (قضاۃ ۵: ۵ مابعد)۔ بنی اسرائیل کے ہتھیار اُن سے چھین لئے گئے (قب ۱-سموئیل ۱۳: ۱۹-۲۲)۔ اس ابتری کے ماحول میں شمجر نے صرف ایک بیل کے پینے کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے چھ سو فلستیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا۔

شمسی۔ شمشائی:- (عبرانی = سورج کی روشنی قب شمسی)- ایک منشی جس نے ہیکل کی دوبارہ تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی (عزرا ۴: ۸)۔

شمع:- دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۹۹

شمعدان:- (عبرانی = مِنورہ- قب عربی مَنَارَۃ)- جس عبرانی لفظ کا ترجمہ شمعدان کیا گیا ہے، وہ پرانے عہدنامہ میں ۴۶ مرتبہ آتا ہے۔ وہ ارامی لفظ جو دانی ایل ۵: ۵ میں استعمال ہوا ہے (نبراشتا- قب نبُراس) اس کے لئے جھاڑ یا فانوس زیادہ بہتر لفظ ہیں۔

جب موسیٰ کو بیابان میں پاک مسکن بنانے کا نمونہ دیا گیا تو شمعدان کے متعلق بھی تفصیل سے ہدایت کی گئی (دیکھئے خروج ۲۵: ۳۱-۴۰)۔ اس شمعدان کی سات شاخیں تھیں جن میں سونے کے سات چراغ تھے۔
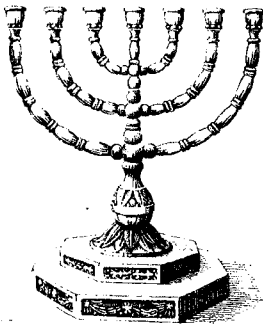
یہ کاہن کے پاک مکان میں داخل ہوتے وقت بائیں ہاتھ پڑتا تھا۔

جب سلیمان بادشاہ نے ہیکل تعمیر کی تو اس میں سونے کے دس شمعدان رکھے (۲-تواریخ ۴: ۷)۔ لیکن یہ پاک ترین مقام کے سامنے رکھے ہوئے تھے (۱-سلاطین ۷: ۴۹؛ ۲-تواریخ ۴: ۷)۔

شمعون:- (عبرانی شمع سے = سُن لینا قب عربی سمع)۔

پُرانے عہدنامہ میں

۱- یعقوب اور لیاہ کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۲۹: ۳۳)۔ لیاہ نے اُس کا نام شمعون اس لئے رکھا کہ یعقوب اُس سے نفرت کرتا تھا، اس لئے خدا نے اُس کی دُعا سُنی۔

شمعون اور اُس کے بھائی لاوی نے سکم کے مردوں کو اس لئے قتل کیا کیونکہ اُنہوں نے اُن کی بہن کی بے حرمتی کی تھی (پیدائش ۳۴: ۲۴-۳۱)۔

۲- بنی حارم میں سے ایک شخص جس نے اسیری کے دوران ایک اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۱)۔

نئے عہدنامہ میں

۱- خداوند مسیح کا ایک شاگرد اور رسول۔ یہ یوناہ یا یوحنّا کا بیٹا تھا۔ یہ اور اُس کا بھائی اندریاس ماہی گیر تھے۔ اسے خداوند مسیح نے پطرس اور کیفا کا لقب دیا۔ یونانی میں چٹان کو پطرس کہتے ہیں اور ارامی میں کیفا

کے معنی چٹان ہیں (متی ۴: ۱۸؛ ۱۶: ۱۷، ۱۸ وغیرہ)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے پطرس۔

۲- خداوند مسیح کا ایک اور شاگرد۔ اسے ★ قنانی یا ★زیلوتیس کا لقب دیا گیا تھا (متی ۱۰: ۴؛ مرقس ۳: ۱۸)۔

۳- بیت عنیاہ کا ایک کوڑھی جس کے گھر میں ایک عورت نے خداوند مسیح کے سر پر عطر ڈالا (متی ۲۶: ۶؛ مرقس ۱۴: ۳)۔

۴- خداوند مسیح کا ایک بھائی (متی ۱۳: ۵۵؛ مرقس ۶: ۳)۔ نیز دیکھئے بھائی، خداوند یسوع کے۔

۵- ایک کرینی آدمی، سکندر اور روفس کا باپ جسے سپاہیوں نے خداوند مسیح کی صلیب اُٹھانے کے لئے بیگار میں پکڑا (متی ۲۷: ۳۲؛ مرقس ۱۵: ۲۱؛ لوقا ۲۳: ۲۶)۔

۶- ایک فریسی جس کے گھر میں ایک گنہگار عورت نے آنسوؤں سے خداوند مسیح کے پیر دھوئے (لوقا ۷: ۴۰، ۴۳، ۴۴)۔

۷- یہوداہ اسکریوتی کا باپ (یوحنا ۶: ۷۱؛ ۱۲: ۴؛ ۱۳: ۲، ۲۶)۔

۸- شمعون جادوگر، ساحر۔ سامریہ کا باشندہ۔ اس نے اپنے جادو سے اپنے علاقہ میں شہرت حاصل کی تھی (اعمال ۸: ۹-۱۳)۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے لوگوں کو پاک روح ملتا تھا تو وہ اس قدرت کو خریدنے کے لئے رسولوں کے پاس روپے لایا۔ اس پر پطرس نے اُسے سخت لعنت ملامت کی (اعمال ۸: ۱۴-۲۴)۔

۹- شمعون دبّاغ۔ یافہ میں ایک مسیحی جس کا گھر سمندر کے کنارے تھا۔ اس کے ہاں پطرس کئی دن مہمان رہا (اعمال ۹: ۴۳؛ ۱۰: ۶، ۱۷)۔

۱۰- خداوند مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳: ۳۰)۔

۱۱- یروشلیم میں ایک خدا پرست شخص جسے رُوح القدس نے آگاہ کیا تھا کہ جب تک وہ المسیح کو دیکھ نہ لے گا نہیں مرے گا۔ اُس نے خداوند مسیح کو جب اُن کے والدین انہیں یروشلیم لائے، گود میں لیا اور خدا کی تعریف اور حمد کی۔ اس حمد کے گیت کو شمعون کا گیت کہا جاتا ہے (لوقا ۲: ۲۹-۳۲)۔

۱۲- شمعون عرف کالا۔ یہ انطاکیہ کی کلیسیا کا ایک معزز رُکن تھا۔ یہ اور باقی بزرگ جب روزہ رکھ کر دعا کر رہے تھے تو رُوح القدس نے اُنہیں ہدایت کی کہ پولس اور برنباس کو بشارت کے کام کے لئے مخصوص کر دیا جائے (اعمال ۱۳: ۱، ۲)۔

شمعون جادوگر، ساحر:- دیکھئے شمعون ۸

شمعون مکابی:- فلسطین میں ہشمونی خاندان کے ایک حاکم متتیاہ کاہن کا دوسرا بیٹا اور یہوداہ مکابی کا بڑا بھائی۔ اسے طسّی کا لقب دیا گیا تھا کیونکہ وہ صاحب مشورت تھا (۱-مکابین ۲: ۶۵)۔ اُس نے اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ مل کر سُریانیوں سے جنگ کی۔ اپنے خاندان کا آخری فرد ہوتے ہوئے وہ سریانیوں پر غالب آیا۔ یہودیوں نے اسے سردار کاہن اور قائد قوم تسلیم کیا اور اسے ارغوانی پوشاک پہننے کا اختیار ملا۔ ۱۳۵ ق-م میں اُس کے داماد نے اُسے قتل کیا۔

شمعی:- خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام (لوقا ۳: ۲۶)۔

شملہ، سملہ:- (عبرانی = لباس، پوشاک)۔ ادوم کا ایک بادشاہ۔ یہ مسرقہ کا باشندہ تھا اور اسرائیل میں بادشاہت قائم ہونے سے پہلے ادوم پر سلطنت کرتا تھا (پیدائش ۳۶: ۳۶؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۷، ۴۸)۔

شملی:- ★نتنیم کے ایک خاندان کا سربراہ۔ اس کی اولاد زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲: ۴۶)۔ نحمیاہ ۷: ۴۸ میں کیتھولک ترجمہ میں اس کے ہجے سلمائی ہیں۔

شمیبر:- ضبوئیم کا بادشاہ۔ بحیرۂ مردار کے نزدیک ایک شہر (پیدائش ۱۴: ۲)۔ اس نے عیلام کے بادشاہ کدرلاعمر کے خلاف بغاوت کی۔

شمینت:- شمینیت اور علاموت عبرانی میں موسیقی کی دو اصطلاحات ہیں (۱-تواریخ ۱۵: ۲۰، ۲۱ کیتھولک ترجمہ میں علاموت کو "اونچی سُر" اور شمینیت کو "نیچی سُر" کہا گیا ہے)۔

عبرانی میں لفظ شمینیت کا مطلب آٹھواں ہے (نسب عربی ثامنة = آٹھواں)۔

سرگم میں سات سُر ہوتے ہیں۔ آٹھواں سُر اُسی سُر کا اُونچا یا نیچا سُر ہوتا ہے، یعنی اگر پہلا سُر "گا" ہے تو آٹھواں سُر بھی "گا" ہوگا مثلاً
سا - رے - گا - ما - پا - دا - نی - سا - رے - گا۔
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸

۱- تواریخ ۱۵: ۲۰: ۲۱ میں ہدایت ہے کہ دو گروہ ایک ہی راگ کو اُونچے اور نیچے سُروں میں بجائیں۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں زبور ۶ اور ۱۲ کی سرخیوں میں آتا ہے۔ نیز دیکھئے **علاموت**۔

شنگرفی۔ شنجرفی:- شنگرف کے رنگ کا۔ سرخ۔ شنجرفی یا شنگرف ایک سرخ مرکب ہے جو پارے اور گندھک سے بنتا ہے۔ عیش پسند لوگ یہ شوخ رنگ اپنی دیواروں کو روغن کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے (یرمیاہ ۲۲: ۱۴)۔ کسدیوں کے کپڑوں کی شوخ تصویریں دیوار پر اسی رنگ سے کھینچی گئی تھیں (حزقی ایل ۲۳: ۱۴)۔

اسرائیلی پچی کاری اور استرکاری کے فن میں یہ رنگ استعمال کرتے تھے۔

شور :- (عبرانی = دیوار) - مصر کے مشرق اور فلسطین کے جنوب میں ایک علاقہ جب ہاجرہ ساری کے پاس سے بھاگی تو خداوند کے فرشتے نے اسے یہیں پایا تھا (پیدائش ۱۶ : ۷ - ۱۴) -

ابرہام بھی اس علاقہ میں ٹھہرا تھا (پیدائش ۲۰ : ۱) -

شوشا :- داؤد کا شاہی کاتب یا منشی (۱ - تواریخ ۱۸ : ۱۶) - اس کے نام کے ہجے مختلف جگہوں پر مختلف ہیں - ۱ - سلاطین ۴ : ۳ میں سیسہ (شیشہ) ؛ ۲ - سموئیل ۸ : ۱۷ میں شرایا (سرایہ) ؛ ۲ - سموئیل ۲۰ : ۲۵ میں سوا (شوا) ہے -

شوشنیم - سوسن :- یہ لفظ ۴۵، ۶۹ اور ۸۰ زبور کی سرخیوں میں آتا ہے - یہ شاید راگ یا سوسن نما موسیقی کے سازوں کی طرف اشارہ ہے - یہ بھی ممکن ہے کہ یہ موسم بہار کے گیتوں کا نام ہو -

شوشہ :- دیکھئے نقطہ اور شوشہ -

شوشیم عیدوت - سوسن شہادت :- زبور ۸۰ کی سرخی - یہ معلوم نہیں کہ یہ سرخی اس زبور کو کیوں دی گئی -

زبور ۶۰ کی سرخی میں سوسن عیدوت لکھا گیا ہے -

شوع :- (عبرانی = امیر) - حزقی ایل نبی نے پیشینگوئی کی کہ یہ لوگ مسوپتامیہ کے دیگر باشندوں کے ساتھ مل کر یروشلیم پر حملہ کریں گے (حزقی ایل ۲۳ : ۲۳) - تل العمرنا کے خطوط کے مطابق یہ سامی خانہ بدوش تھے جو چودھویں صدی ق م میں سوریہ کے بیابان میں رہتے تھے - بعد میں وہ بغداد کے مشرقی علاقے میں آئے - اسوری دستاویزات میں ان کا ذکر اکثر "کوتو" (حزقی ایل ۲۳ : ۲۳ میں قوع) کے ساتھ آیا ہے کہ وہ اسور سے لڑتے رہے -

شوفان :- بنی جد کے ایک شہر کے نام کا دوسرا حصہ - پورا نام عطرات شوفان ہے (گنتی ۳۲ : ۳۵) -

شوکو - سوکو :- دیکھئے شوکہ -

شوکہ - سوکو :- (عبرانی = ٹہنیاں) -
۱ - بنی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۳۵) - رحبعام بادشاہ نے شمالی علاقے کی بغاوت کے بعد اسے قلعہ بنایا (۲ - تواریخ ۱۱ : ۷ میں اس کے ہجے شوکو ہیں) - اس شہر سے سلیمان بادشاہ اپنی رسد لیتا تھا (۱ - سلاطین ۴ : ۱۰) - غالباً یہ موجودہ خربت الشویکے ہے -
۲ - حبرون کے جنوب مغرب میں ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۴۸) -

شولمیت - سلمیٰ :- اُس دوشیزہ کا نام جو غزل الغزلات کی کتاب کا مرکزی کردار ہے (۶ : ۱۳) -

مُفسّروں کا اس نام کی تشریح میں اختلاف ہے - بعض کے نزدیک یہ سلیمان کی تانیث ہے اور بعض اسے شونیم نامی قصبہ سے نسبت دیتے ہیں (یشوع ۱۹ : ۱۸) -

شومیر :- (عبرانی = چوکیدار، نگہبان) -
۱ - یہوزبد کا باپ (۲ - سلاطین ۱۲ : ۲۰، ۲۱ ؛ ۲ - تواریخ ۲۴ : ۲۵، ۲۶) -

شونیم :- (عبرانی = ناہموار) - بنی اشکار کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۱۸) - فلستیوں نے اس جگہ ڈیرہ ڈالا اور پھر جلبوعہ میں بنی اسرائیل سے لڑائی کی (۱ - سموئیل ۲۸ : ۴) - ابی شاگ، جسے داؤد بادشاہ کے بڑھاپے میں خدمت کے لئے رکھا گیا اسی جگہ کی تھی (۱ - سلاطین ۱ : ۳) - اسی جگہ وہ دولت مند عورت بھی رہتی تھی جس کے بچے کو الیشع نبی نے زندہ کیا (۲ - سلاطین ۴ : ۸ - ۳۷) - یہ ایک زرخیز جگہ تھی اور یہاں پانی کا ایک اچھا چشمہ بھی تھا -

شوہر :- دیکھئے خاندان ۱ ء ۸

شہادت :- گواہی - عربی لفظ کے بنیادی معنی ہیں آنکھوں دیکھی بات یا واقعہ کو دہرا کر بتانا -

عبرانی میں عید اور عیدہ گواہی کے لئے استعمال ہوئے ہیں - یعقوب اور لابن نے جب آپس میں ایک عہد باندھا تو پتھروں کے ڈھیر کو اپنا گواہ بنایا (پیدائش ۳۱ : ۴۴، ۴۸، ۵۲ - یہاں ناموں میں عبرانی اور ارامی الفاظ کی شکل دکھائی دیتی ہے جلعاد اور یجر شاہدو - ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ ملاحظہ ہو) -

اسی طرح عہد کے صندوق کے پاس شریعت کی کتاب کو (استثنا ۳۱ : ۲۶) اور بلوط کے درخت کے نیچے بڑے پتھر (یشوع ۲۴ : ۲۷) کو رکھ کر گواہی کے لئے استعمال کیا گیا -

نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ martys بطور اسم اور martyreo بطور فعل استعمال ہؤا۔

خداوند مسیح نے فرمایا کہ شاگرد جس جگہ قبول نہ کئے جائیں اپنے تلووں کی گرد جھاڑ دیں اور یہ گرد اُن لوگوں کے خلاف گواہی دے گی (مرقس ۶: ۱۱) یونانی میں لفظ martys صرف خدا اور انسانوں کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ چیزوں کے لئے نہیں۔ مثلاً خدا کے لئے (رومیوں ۱: ۹)؛ مسیح کے لئے (مکاشفہ ۱: ۵)۔ لیکن اس کا خاص استعمال اُن لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے اپنی موت سے مسیح کی گواہی دی۔ اردو ترجمہ میں عام طور پر لفظ گواہ ہے لیکن ذیل کے حوالوں میں شہید کا لفظ استعمال کیا گیا ہے: اعمال ۲۲: ۲۰؛ مکاشفہ ۲: ۱۳؛ ۱۷: ۶۔

مسیحی تاریخ میں سب سے پہلا شہید مُقدّس ستفنس تھا اور وہ بجا طور پر کلیسیا کی بنیاد کو پختہ کرنے میں اوّل مقام رکھتا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج ہے۔

شہادت کا صندوق :-

دیکھئے عہد کا صندوق۔

شہادت کی لوحیں :-

پتھر کی وہ لوحیں جن پر موسیٰ نبی نے دس احکام لکھے (خروج ۲۴: ۳، ۴ الف، ۱۲؛ ۳۱: ۱۸؛ استثنا ۴: ۱۳؛ ۵: ۲۲)۔ جب موسیٰ پہاڑ پر سے نیچے آیا اور بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پرستش کرتے دیکھا تو اُس نے ان لوحوں کو زمین پر پٹک دیا (خروج ۳۲: ۱۵، ۱۹؛ استثنا ۹: ۹-۱۷؛ ۱۰: ۱-۵)۔ پھر خدا کے حکم کے مطابق موسیٰ دوبارہ پہاڑ پر گیا اور دو نئی لوحوں پر پھر سے وہی کچھ لکھا (خروج ۳۴: ۱-۴، ۲۷-۲۹)۔ موسیٰ نے یہ لوحیں عہد کے صندوق میں رکھیں (استثنا ۱۰: ۵) جہاں وہ سلیمان بادشاہ کے زمانہ تک رہیں (۱-سلاطین ۸: ۹ = ۲-تواریخ ۵: ۱۰)۔ ان کا ذکر نئے عہدنامہ میں بھی آیا ہے (۲-کرنتھیوں ۳: ۳، عبرانیوں ۹: ۴)۔

شہ بالا :-

یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں قضات ۱۴: ۲۰؛ ۱۵: ۲، ۶ میں سمسون کے رفیق کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف دوست ہے۔ یہودی بیاہ شادی کی رسوم کے مطابق دولہے کا دوست ایک خاص کردار ادا کرتا تھا (یوحنا ۳: ۲۹)۔ وہ ضیافت کے انتظام میں میرِ مجلس ہوتا تھا (یوحنا ۲: ۸)۔

دولہا اور دلہن شادی سے پہلے براہِ راست گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ شہ بالا اُن کی بات چیت کا وسیلہ ہوتا تھا۔ کئی مرتبہ رشتہ جوڑنے میں اُس کا ہاتھ ہوتا تھا (قب ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۔ جہاں پولس شہ بالا کا کردار ادا کر رہا ہے)۔

شہتیر :-

تیر = سیدھی لکڑی۔ شاہ تیر = بڑی سیدھی لکڑی۔ مکان کی بڑی کڑی جس پر چھوٹی کڑیوں کے سرے رکھے جاتے ہیں (۱-سلاطین ۷: ۳)۔

خداوند یسوع نے متّی ۷: ۳ اور لوقا ۶: ۴۱ میں اس لفظ کو مجازی معنوں میں استعمال کیا تاکہ تنکے اور شہتیر کے تقابل سے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ ہم اوروں کے چھوٹے سے عیب کو تو خوب اچھی طرح دیکھتے لیکن اپنے بڑے عیب کو نظر انداز کرتے ہیں۔

شہد :-

(عبرانی دباش۔ یعار = چھتہ۔ یعرت ھادباش = شہد کا چھتہ)۔ غالباً یہ مصر میں ایک نایاب چیز تھی اسی لئے اسرائیل نے اسے یوسف کو بطورِ سوغات بھیجا (پیدائش ۴۳: ۱۱)۔ یہ چٹان کی دراڑوں میں پایا جاتا تھا (استثنا ۳۲: ۱۳؛ زبور ۸۱: ۱۶) اور چھتوں میں زمین پر بھی ملتا تھا (۱-سموئیل ۱۴: ۲۵-۴۳)۔ ایوب شہد اور مکھن کی ندیوں کا ذکر کرتا ہے (۲۰: ۱۷) جس سے یہ مراد ہے کہ شہد کی فراوانی ہے کیونکہ شہد کی مکھیوں اور چوپایوں کو پالا جاتا تھا۔ ملکِ کنعان کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہاں دودھ اور شہد بہتا ہے (خروج ۳: ۸ سے حزقی ایل ۲۰: ۱۵ تک تقریباً ۲۰ مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے)۔ اسور کو بھی شہد کا ملک پکارا گیا ہے (۲-سلاطین ۱۸: ۳۲)۔ شہد ملکِ فلسطین کی پیداوار تھا (یرمیاہ ۴۱: ۸؛ حزقی ایل ۲۷: ۱۷)۔ سمسون نے شیر کے پنجر میں سے جنگلی شہد نکال کر کھایا (قضاۃ ۱۴: ۸-۱۸)۔ شہد ایک عام خوراک تھی (۲-سموئیل ۱۷: ۲۹) اور زمانہ قحط میں بھی دستیاب تھا (یسعیاہ ۷: ۱۵، ۲۲)۔ شہد کو قربانی میں استعمال کرنے کی ممانعت تھی لیکن زمین کے پہلے پھلوں میں جو خدا کے حضور لائے جاتے تھے یہ شامل تھا (احبار ۲: ۱۱؛ ۲-تواریخ ۳۱: ۵)۔ صاف کیا ہؤا شہد مرتبان میں رکھا جاتا تھا (۱-سلاطین ۱۴: ۳)۔ اسے خوراک کا قابلِ قدر حصّہ مانا جاتا تھا تاہم اعتدال سے کھانے کی ہدایت تھی (حزقی ایل ۱۶: ۱۳، ۱۹؛ امثال ۲۴: ۱۳؛ ۲۵: ۱۶، ۲۷؛ ۲۷: ۷)۔ شہد کو اچھی اور میٹھی چیزوں کے لئے بطور معیار استعمال کیا گیا ہے (غزل الغزلات ۴: ۱۱؛ ۵: ۱؛ امثال ۱۶: ۲۴؛ حزقی ایل ۳: ۳؛ مکاشفہ ۱۰: ۹)۔ یہ بیگانہ عورت کے ہونٹوں کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے جن سے خبردار رہنا ہے (امثال ۵: ۳)۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی خوراک جنگلی شہد تھا (مرقس ۱: ۶)۔

شہر :-

قدیم زمانہ میں شہر وجود میں آنے کی وجہ صنعت و حرفت نہیں تھی بلکہ زراعت۔ جب انسان نے چرواہوں کی زندگی کو خیرباد کہا اور کاشتکاری کی طرف متوجہ ہؤا تو اُس نے خطرہ محسوس کیا کہ صحرا کے خانہ بدوش اس کے جانور اور فصل لُوٹ لیں گے، لہٰذا اُس نے اپنے مویشی اِس قسم کے دشمنوں سے بچانے کے لئے پہلے گاؤں آباد کئے اور پھر شہر۔ شہر ایسی جگہ آباد کئے جاتے جہاں کاشتکاری ہو سکتی اور پانی مِل سکتا تھا۔ یہ عام طور پر پہاڑ کی ڈھلوانوں یا چوٹیوں پر تعمیر کئے جاتے تھے اور اُن کے نام اکثر ایسے رکھے جاتے تھے جو اس جگہ کی کسی خاصیّت کو بیان کرتے تھے۔ مثلاً بیر سبع میں بیر "کنواں" اور عین جدی میں عین "چشمہ" کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسے نام مثلاً رامہ، مصفاہ اور جبعہ، یہ سب اونچائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ بعض اوقات حکمران خاندان

اپنے نام پر کوئی شہر بسانا دبیت کا مطلب ہے "گھر")۔

قدیم کاشتکار اپنی زمینوں میں باڑی (مسکن) نہیں بناتے تھے اس لئے کام ختم کرنے کے بعد وہ رات گزارنے کے لئے اپنے گاؤں یا شہر واپس آجاتے تھے۔ چھوٹے گاؤں اپنی حفاظت کیلئے اپنے نزدیک کے شہروں کے رہینِ منّت تھے۔ گنتی ۲۱: ۲۵؛ ۳۲: ۴۲؛ یشوع ابواب ۱۵ اور ۱۹ میں "شہروں ... اور اس کے آس پاس کے قصبوں" اور "شہر اور ان کے گاؤں" کا یہی مطلب ہے۔ دشمنوں سے حفاظت کرنے کے عوض وہ اُن گاؤں سے خدمت اور ان کی پیداوار لیتے۔ اگر کوئی شہر کسی قلعہ کے نزدیک ہوتا تو قلعہ کا سردار اُس شہر کی حفاظت کرتا۔ لیکن اکثر اس شہر کی حفاظت کا انحصار اُس کی فصیل کی مضبوطی اور وہاں کے باشندوں کی بہادری پر ہوتا۔

شہر اور گاؤں میں سب سے بڑا فرق یہ تھا کہ شہر کے گرداگرد فصیل ہوتی تھی (احبار ۲۵: ۲۹ مابعد)۔ یہ فصیلیں اکثر ۲۰ سے ۳۰ فٹ تک چوڑی ہوتی تھیں اور اکثر اُن کے گرد خندق کھود دیتے یا دوسری چھوٹی دیوار تعمیر کرتے جو دمدمہ کا کام دیتی (۲-سموئیل ۲۰: ۱۵)۔ فصیل میں ایک یا ایک سے زیادہ پھاٹک ہوا کرتے جو رات کو بند کر دیئے جاتے تھے (یشوع ۲: ۵، ۷) اور بعد کے زمانہ میں سبت کے دن بھی (نحمیاہ ۱۳: ۱۹)۔ پھاٹک کو مضبوط کرنے کے لئے اُس پر لوہے یا کالنسی کے بینڈے لگائے جاتے (استثنا ۳: ۵؛ قضاۃ ۱۶: ۳) اور اُس پر کمرے بھی تعمیر کئے جاتے تھے (۲-سموئیل ۱۸: ۲۴)۔ دیوار کے اوپر سے یا پھاٹک کے ساتھ دیدبان سے پہرے دار آنے والے خطرے کو دیکھتا رہتا تھا (یرمیاہ ۶: ۱۷)۔ پھاٹک تک پہنچنے کے لئے سڑکیں تنگ بنائی جاتی تھیں تاکہ آسانی سے دفاع کیا جا سکے۔ دُور سے کسی شہر کی صرف فصیل ہی نظر آ سکتی تھی یا شاید اندرونی قلعے وغیرہ۔

فصیل کے اندر اہم مقامات برج یا قلعے، اونچے مقام، پھاٹک کے سامنے کا چوک اور گلیاں تھے۔

بُرج - یہ ایک قسم کا اندرونی قلعہ تھا جس کی حفاظت فوج کی ایک کمپنی کرتی تھی۔ جب دشمن شہر کی بیرونی دیوار پر قبضہ کر لیتا تو شہری اُس میں پناہ لے سکتے تھے۔ سِکم کے لوگوں نے اِسی قسم کے برج میں سے ابی ملک کا مقابلہ کیا مگر ناکام رہے (قضاۃ ۹: ۴۹) اور بعد ازاں تیبض میں کسی عورت نے چکّی کا پاٹ پھینک کر بادشاہ کو ہلاک کر دیا (قضاۃ ۹: ۵۳)۔ جب داؔؤد بادشاہ نے صیہوؔن کے قلعہ پر قبضہ کر لیا تو سارا شہر بھی اس کے قبضہ میں آگیا (۲-سموئیل ۵: ۷)۔ بعض اوقات بُرج شہر کی اندرونی دیوار کے ساتھ بنائے جاتے تھے۔

اُونچے مقام - یہ کنعانی شہروں کا اہم حصّہ تھے اور سلیماؔن کے زمانہ تک فلسطینؔ میں یہ ایسا ہی رہا ہے (۱-سموئیل ۹: ۱۲ مابعد)۔ یہاں پر قربانیاں چڑھائی جاتیں اور ضیافتیں منعقد کی جاتی تھیں۔ اصل میں یہ مقامات بلندی پر ہوتے تھے لیکن بعد میں ایسی جگہ کو بھی "اونچا مقام" کہا جانے لگا خواہ وہ میدان میں ہی کیوں نہ ہو جس پر قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔

چوک - شہر کے اندر پھاٹک کے سامنے گلیاں خوب چوڑی اور کھلی ہوتی تھیں۔ اِس کھلی جگہ کو چوک کہا جاتا تھا لیکن یہ چوراہا نہیں تھا۔ یہاں لوگ بیٹھ کر اپنے جھگڑے چکاتے، کاروبار طے کرتے، اور گپ شپ لگاتے۔ یہ سماجی زندگی کا مرکز تھا۔ اگر اجنبیوں اور مسافروں کو ٹکنے کی جگہ نہیں ملتی تو وہ رات اِسی جگہ بسر کرتے۔ جنگ کے دنوں میں یہ جگہ دفاعی نکتۂ نظر سے اہم تھی کیونکہ شہر کی حفاظت کے لئے فوجیں یہاں جمع ہو سکتی تھیں۔

گلیاں - قدیم زمانہ میں شہر کسی منصوبہ کے مطابق نہیں بسائے جاتے تھے۔ گلیاں اکثر تنگ، ٹیڑھی میڑھی اور کچّی ہوتی تھیں۔ یروشلیم کی گلیاں ہیرودیس اگرپّا دوم کے زمانہ میں پختہ کی گئی تھیں۔ وہ شہر جو ڈھلوانوں پر ہوتے تھے، ان کی گلیاں مکانوں کی چھتوں پر سے گزرتی تھیں۔ گلیوں کی صفائی بہت کم کی جاتی تھی اور اُن میں روشنی کا انتظام بھی نہیں ہوتا تھا۔ بعض گلیاں خاص پیشوں کے لئے مخصوص تھیں، مثلاً نانبائی، پنیر بنانے والے، سُنار وغیرہ۔ اس کے متعلق بہت کم بتایا گیا ہے کہ شہر کا انتظام کیسے کیا جاتا تھا۔ استثنا ۱۶: ۱۸؛ ۱۹: ۱۲ میں قاضیوں اور حاکموں کا ذکر ہے۔ سامریہ کا ناظم (گورنر) تھا (۱-سلاطین ۲۲: ۲۶)۔ یروشلیم میں یقیناً کئی ایک اعلیٰ حاکم ہوں گے (۲-سلاطین ۲۳: ۸)۔

شہرِ پناہ :- دیکھئے پناہ کے شہر۔

شہر کا محرّر :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۱۴۱

شہریّت :- شہر کا باشندہ ہونا۔ شہری کے خاص حقوق حاصل کرنا۔

یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں کہیں نہیں آتا تاہم شہریت کے تصوّر کی طرف نئے عہد نامہ میں کئی اشارے ملتے ہیں۔

رومی حکومت نے اپنے بعض صوبوں اور نوآباد شہروں کے باشندوں کو وہ مراعات بخشی تھیں جو رومہ کے اصل شہریوں کو حاصل تھیں۔ رومی شہری ہونے کا حق خریدا جا سکتا تھا۔ وہ فوجی خدمت کے سلسلے میں بھی حاصل کیا جا سکتا تھا۔ نیز بطور انعام بھی عنایت ہوتا تھا (اعمال ۲۲: ۲۸)۔ شہریت ایک موروثی حق اور نشانِ امتیاز تھا جس سے کئی مراعات اور فائدے حاصل ہوتے تھے۔ مثلاً ایک رومی شہری کو بغیر مقدمہ کے قید نہیں کیا جا سکتا تھا (اعمال ۲۲: ۲۹)۔ اُسے کوڑے نہیں لگائے جا سکتے تھے (اعمال ۱۶: ۳۷)۔

رومی شہری کا یہ حق تھا کہ کسی صوبے کی عدالت کے فیصلے کی رومہ میں قیصر کے سامنے اپیل کرے (اعمال ۲۵: ۱۱)۔

پولس رسول نے کئی بار اپنے رومی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ پیدائشی رومی ہے (اعمال ۲۲: ۲۸)۔ شہریت کے حقوق کے ساتھ کچھ فرائض بھی تھے۔ نئے عہدنامہ کے بعض حوالوں میں آسمانی شہریت کے تصور میں مسیحی ذمہ داریوں کا بھی ذکر ہے (افسیوں ۲: ۱۹ "مقدسوں کے ہموطن")۔ اس شہریت کی طرف پولس رسول فلپیوں کے خط میں خاص اشارہ کرتا ہے۔ یاد رہے کہ فلپی ایک رومی نوآبادی تھی اس لئے اس کے باشندوں کو رومی شہریت کا حق عطا ہُوا تھا۔ پولس اپنے خط میں مسیحیوں کو آسمان کی بادشاہی کے باشندے گردانتا ہے یعنی وہ آسمان کے شہری ہیں (فلپیوں ۳: ۲۰) اس لئے اُن کی زندگی ایسے ہی شہریوں کی سی ہونی چاہیئے۔ فلپیوں ۱: ۲۷ میں جس یونانی لفظ politeuo کا ترجمہ "چال چلن" کیا گیا ہے، اُس کے لئے "شہریوں کی مانند زندگی" زیادہ موزوں ہے۔

شہنائی :۔ دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ ا

شہنشاہی پلٹن :۔ رومی فوج کا ایک معاون دستہ۔ اس پلٹن کا صوبہ دار یولیس تھا (اعمال ۲۷: ۱)۔

نیز دیکھئے فوج۔

شیار یاشوب۔ شاریاشوب :۔ (عبرانی = بقیہ واپس آئے گا)۔

یسعیاہ نبی کے بڑے بیٹے کا علامتی نام (یسعیاہ ۷: ۳؛ ۸: ۱۸)۔ یہ اسرائیل کی واپسی کی علامت ہے۔ نیز یہ المسیح کے آنے پر روحانی طور پر بنی آدم کی خداوند کی طرف واپسی کی پیشین گوئی کی تکمیل کی طرف اشارہ کرتی ہے (یسعیاہ ۱: ۹؛ ۴: ۳، ۴؛ ۱۰: ۲۰-۲۳؛ ۶۵: ۸، ۹؛ رومیوں ۱۱: ۵، ۶، ۱۶-۲۹)۔

شیاطین :۔ شیطان کی جمع - بدروحیں، آسیب۔ پرانے عہدنامہ میں شیاطین کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہُوا

ہے، وہ عربی کے لفظ سعّیر سے ملتا جلتا ہے۔ اس کا بنیادی مطلب "بالوں والا" ہے۔ اسی لئے احبار ۱۷: ۷ اور ۲۔ تواریخ ۱۱: ۱۵ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "بکرے" ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں "شیاطین"۔ ان بکرے نما شیاطین کو اور جگہ ★ چھگ مانس کہا گیا ہے (یسعیاہ ۱۳: ۲۱؛ ۳۴: ۱۴)۔ ایک اَور لفظ بھی استعمال ہُوا ہے جس کا ترجمہ جنّات (استثنا ۳۲: ۱۷) اور شیاطین (زبور ۱۰۶: ۳۷) کیا گیا ہے۔ ان حوالجات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دیوتا جن کی وقتاً فوقتاً بنی اسرائیل پوجا کرتے تھے، وہ دیوتا نہیں بلکہ شیاطین تھے (مقابلہ کریں ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۹ مابعد)۔

اس مضمون کے متعلق پرانے عہدنامہ میں بہت کم مواد ملتا ہے، لیکن نئے عہدنامہ میں خصوصاً اناجیل اربعہ میں شیاطین کی طرف کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ ان کو عام پر بدروحیں کہا گیا ہے (متّی ۸: ۱۶؛ لوقا ۱۰: ۱۷؛ متّی ۱۷: ۱۸؛ مرقس ۹: ۲۵)۔

شیخی :۔ دیکھئے گھمنڈ۔

شیر :۔ دیکھئے حیوانات بائبل ۲۶

شیس بضر۔ شیش بصّر :۔ یہوداہ کا ایک امیر جس کو شاہِ فارس خورس نے اسیری سے

واپس یروشلیم جانے کی اجازت دی تاکہ ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرے۔ اُسے حاکم بنایا گیا، ہیکل کے ظروف جو اسیری کے وقت لُوٹے گئے تھے اس کے سپرد کر دیئے گئے اور ہیکل کی بنیاد رکھنے میں اسے مدد دی گئی (عزرا ۱: ۸، ۱۱؛ ۵: ۱۴، ۱۶)۔ ہوسکتا ہے کہ یہ زرُبابل کا دوسرا نام ہو۔

شیشک ،شیشاک :۔ رمزیہ تحریر میں بابل کا نام۔ ایک عبرانی تجنیسِ لفظی کے مطابق خفیہ تحریر

کا طریقہ یوں تھا۔ حروفِ تہجی کے پہلے حرف کو آخری حرف سے لکھا جاتا تھا۔ دوسرے حرف کو آخری سے پہلے، تیسرے حرف کو آخری سے دو حروف پہلے علیٰ ہذا القیاس۔

لفظ بابل عبرانی تحریر میں تین حرفوں سے لکھا جاتا ہے یعنی ب ب ل اور اعراب لگانے سے یہ بابل بن جاتا ہے۔ ب عبرانی حروفِ تہجی میں دوسرا حرف ہے۔ اور لام بارھواں۔ اب اگر آخر سے دوسرا اور بارھواں لفظ لیں تو ش ش ک کے حروف بنیں گے۔ اب اگر اعراب لگائے جائیں تو شیشک بن جائے گا۔ سو اس تحریر میں بابل کو شیشک پکاریں گے۔

لفظ شیشک پہلے پہل یرمیاہ ۲۵: ۲۹ میں استعمال ہُوا ہے۔ یہ بنوکدنضر کا پہلا سالِ حکومت تھا اور بابل کا کھلم کھلا ذکر خطرناک تھا۔ سو یرمیاہ نے خفیہ تحریر میں اسے شیشک کا نام دے کر اپنا پیغام سنایا۔ جب یرمیاہ نے دوبارہ بابل کا حوالہ دیا (۵۱: ۴۱) تو بنی اسرائیل اسیری میں جا چکے تھے اور یروشلیم کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا تھا۔ اس لئے اس آخری حوالے میں اس کا صاف صاف ذکر کر دیا گیا اور یوں اس کا حل بھی بتایا گیا۔ لفظ لیب قامائی (جو کیتھولک ترجمہ میں ارمیاہ ۵۱: ۱ میں آتا ہے) اسی قسم کی رمزیہ تحریر میں بنایا گیا ہے۔ اگر اسے حل کریں تو لفظ کسدیم بنتا ہے جو عبرانی میں کسدیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

شیشہ :۔ دیکھئے آئینہ۔ کانچ۔ بلّور۔

شیشہ کا سمندر :۔ مکاشفہ کی کتاب میں یوحنّا عارف آسمان کی رویا میں دوبار خدا کے تخت کے سامنے

"گویا شیشہ کا سمندر بلّور کی مانند" (مکاشفہ ۴: ۶) اور پھر ۱۵: ۲ میں "شیشہ

کا سا ایک سمندر . . . . جس میں آگ ملی ہوئی تھی" دیکھتا ہے ۔ اس قسم کے شیشہ کے سمندر کی تصویر اکثر ★ مکاشفاتی ادب میں پائی جاتی ہے (مثلاً لاوی کا عہدنامہ ۲ : ۷ ; ۲ حنوک ۳ : ۳) اور پیدائش ۱ : ۷ ; زبور ۱۰۴ : ۳ ; ۱۴۸ : ۴ وغیرہ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے ۔ پرانے زمانے کا شیشہ (کانچ) صاف شفاف نہیں ہوتا تھا ۔ اسے ★ بلّور سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ خدا کے تخت کے سامنے وہ جگہ بالکل پاک اور صاف ہے ۔ آگ کا اشارہ خدا کے غضب کی طرف ہے ۔

نیز دیکھئے مکاشفاتی ادب ۔

شیطان ۔ ابلیس :۔ (عبرانی لفظ کا مادّہ سین ۔ طیتھ ۔ نون ہے ۔ یوں لفظ ساطان قب عربی شیطان اور انگریزی Satan بنا ۔ لفظی معنی مخالف اور جھگڑا کرنے والا ہیں اور اسی مفہوم سے یہ ا ۔ سلاطین ۵ : ۴ ; ۱۱ : ۱۴ ; ا ۔ سموئیل ۲۹ : ۴ وغیرہ میں استعمال ہوا ہے ۔ جب اسے عبرانی حرف تعریف ہا لگایا جاتا ہے تو یہ اسم معرفہ بن جاتا ہے اور اس سے مراد ابلیس یا شیطان ہوتا ہے مثلاً ایوب ۱ : ۶ ، ۷ ، ۸ وغیرہ ; ذکریاہ ۳ : ۱ جہاں ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں "مخالف" ہے ۔ زبور ۱۰۹ : ۶ میں مراد شیطان ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مخالف اور کیتھولک ترجمہ میں مستغیث یعنی استغاثہ کرنے والا کیا گیا ہے ۔ ۱ ۔ تواریخ ۲۱ : ۱ میں اگرچہ حرف تعریف نہیں آتا تو بھی ترجمہ شیطان ہی کیا گیا ہے ۔ اردو ترجمہ میں لفظ شیطان کل ۵۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے ۔ پرانے عہدنامہ میں صرف ۱۵ مرتبہ ۔ ان میں سے ۱۳ مرتبہ ایوب کے صحیفہ میں ۔ لفظ ابلیس اردو ترجمہ میں پرانے عہدنامہ میں بالکل استعمال نہیں کیا گیا ۔ نئے عہدنامہ میں یہ ۲۱ مرتبہ آیا ہے ۔ یہ یونانی Diabolos یعنی "الزام لگانے والا" کا ترجمہ ہے ۔ عربی لفظ ابلیس ۔ بَلَسَ سے مشتق ہے جس کے معنی مایوس یا نااُمید شخص ہیں ۔ اردو لغت میں ابلیس کی تعریف "خدا کی رحمت سے نااُمید" کی گئی ہے ۔ شیطان کے یونانی اور عبرانی نام صرف ایک مرتبہ مکاشفہ ۱۲ : ۹ میں اکٹھے آئے ہیں ۔ وہاں شیطان کے کردار کی ایک پُرمعنی تصویر کھینچی گئی ہے ۔ "وہ بڑا اژدہا یعنی وہی پرانا سانپ (انسان کو پہلی مرتبہ باغ عدن میں اس سے واسطہ پڑا ۔ پیدائش ۳ : ۱) جو ابلیس (الزام لگانے والا) اور شیطان (مخالف) کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے . . . . "

کتاب مقدس میں شیطان کے متعلق کوئی مکمل اور باضابطہ نظریہ یک جا نظر نہیں آتا بلکہ اس کے متعلق ذکر تمام بائبل میں بکھرا ہوا ہے ۔ ایوب نبی کے صحیفہ کے پہلے دو ابواب میں ذکر ہے کہ خدا کے "بیٹوں" (فرشتوں) کے ہمراہ شیطان بھی آیا (۱ : ۶) ۔ بعض مرتبہ کچھ مفسر یہ رائے پیش کرتے ہیں کہ ایسے حوالوں میں شیطان بُرا نہیں ہے بلکہ وہ آسمانی فوج کا ایک فرد ہے ۔ لیکن اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو شیطان بلاشبہ ایوب کا دشمن ہے ۔ اگرچہ پرانے عہدنامہ میں شیطان کے متعلق بہت کم حوالے پائے جاتے ہیں تو بھی یہ بات صاف طور سے ابھرتی ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف باقاعدگی سے مہم چلاتا رہا ہے ۔ مثلاً داؤد بادشاہ کو اسرائیل کی مردم شماری پر آمادہ کرنا اُسی کا کام تھا (۱ ۔ تواریخ ۲۱ : ۱) ۔ ذکریاہ نبی کے صحیفہ میں ذکر ہے کہ کس طرح جب سردار کاہن یشوع خداوند کے فرشتے کے سامنے کھڑا تھا تو شیطان اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے اُس کے دہنے ہاتھ کھڑا تھا (۳ : ۱ مابعد) ۔ زبور نویس اس امر کو ایک بڑی مصیبت سمجھتا ہے کہ شیطان کسی کے دہنے ہاتھ کھڑا رہے (زبور ۱۰۹ : ۶ ۔ اُردو ترجمہ میں یہ حوالہ پورے معنی ادا نہیں کرتا ۔ اگرچہ یہاں لفظ شیطان استعمال نہیں کیا گیا تو بھی مطلب یہی ہے) ۔

یوحنا رسول اپنے خط میں لکھتا ہے کہ ابلیس شروع ہی سے گناہ کرتا رہا ہے (۱ ۔ یوحنا ۳ : ۸) ۔ پرانے عہدنامہ کے حوالے اس بات کی پوری تائید کرتے ہیں ۔ شیطان کے متعلق معلومات ہمیں زیادہ تر نئے عہدنامہ سے حاصل ہوئی ہیں جہاں سب سے بُرے شخص کو شیطان یا ابلیس کہا گیا ہے ۔ بعض جگہ اُسے ★ بعل زبول کا نام بھی دیا گیا ہے (متی ۱۰ : ۲۵ ; ۱۲ : ۲۴ ، ۲۷) ۔ شیطان کے دیگر عُرفی نام بھی ہیں مثلاً "دُنیا کا سردار" (یوحنا ۱۴ : ۳۰) اور "ہوا کی عملداری کا حاکم" (افسیوں ۲ : ۲ ۔ کیتھولک ترجمہ میں رئیس ہے) ۔ اُسے ہمیشہ خدا کا مخالف دکھایا گیا ہے جو خدا کے مقاصد اور منصوبوں کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہے ۔

انجیل نویس متی اور لوقا بتاتے ہیں کہ کیسے خداوند مسیح کی خدمت کے آغاز میں انہیں ایک کٹھن امتحان سے گزرنا پڑا ۔ شیطان نے اُنہیں چالیس دن تک آزمایا (مرقس ۱ : ۱۳) ۔ اس نے انہیں ترغیب دی کہ وہ اپنے کام کی ابتدا غلط نیّت اور غلط طریقے سے کریں (متی ۴ ، لوقا ۴) ۔ ان تین آزمائشوں کے بعد ابلیس کچھ عرصہ کے لئے اُن سے جدا ہو گیا (لوقا ۴ : ۱۳) جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امتحان اور مقابلہ بعد میں پھر شروع ہوا ۔ اس بات کو اس امر سے بھی تقویّت ملتی ہے کہ لکھا کہ "وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا" (عبرانیوں ۴ : ۱۵) ۔

یاد رہے کہ شیطان اور خداوند مسیح کا یہ مقابلہ کوئی اتفاقیہ واقعہ نہ تھا ۔ مسیح کے دنیا میں آنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ "ابلیس کے کاموں کو مٹائے" (۱ ۔ یوحنا ۳ : ۸ قب عبرانیوں ۲ : ۱۴) ۔ سارے نئے عہدنامہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اور نیکی کی طاقتیں ایک طرف ہیں اور بدی کی طاقتیں شیطان کی قیادت میں دوسری طرف صف آرا ہیں ۔ یہ کسی ایک مصنف کا شخصی نظریہ نہیں ۔ سب کے سب اس حقیقت کے ذکر میں متفق ہیں ۔

اس روحانی جنگ کی شدّت پر بھی کوئی شک نہیں کیا جا سکتا ۔ پطرس رسول اس جنگ کی وحشیانہ نوعیت اور خونخواری کو یوں بیان کرتا ہے "تمہارا مخالف ابلیس گرجنے والے شیر ببر کی طرح ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کس کو پھاڑ کھائے" (۱ ۔ پطرس ۵ : ۸) ۔ پولس رسول شیطان

کی عیاری اور چالاکی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "شیطان بھی اپنے کو نورانی فرشتہ کا ہمشکل بنا لیتا ہے" (۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۴)۔ اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ شیطان کے چیلے دلفریب بھیس میں اپنے کو پیش کرتے ہیں۔ پولس رسول اِفسُس کی کلیسیا کو خبردار کرکے اُنہیں خدا کے سب ہتھیار باندھ لینے کی نصیحت کرتا ہے تاکہ وہ ابلیس کے منصوبوں کا مقابلہ کرکے قائم رہ سکیں (افسیوں ۶: ۱۱)۔ دیگر جگہ ابلیس کے پھندوں کا ذکر ہے (۱۔تیمتھیس ۳: ۷؛ ۲۔تیمتھیس ۲: ۲۶)۔ ان حوالوں سے اس تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ سب مسیحی (بلکہ مقرّب فرشتے بھی) اس عیار اور بے رحم دشمن سے جنگ و جدل میں اُلجھے ہوئے ہیں اور ان کے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بدی ہمیشہ صریح بدی کی شکل میں سامنے نہیں آتی بلکہ نیکی کا جامہ اوڑھ کر بھی آجاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ نیکی اور بدی میں تمیز کی جا سکتی ہے اور مستعدی اور دلیری سے ڈٹ کر ابلیس کا مقابلہ کرنے سے فتح ہمارے قدم چومے گی۔ پطرس رسول فرماتا ہے "ایمان میں مضبوط ہو کر..... اُس کا مقابلہ کرو" (۱۔پطرس ۵: ۹) اور یعقوب لکھتا ہے کہ "ابلیس کا مقابلہ کرو تو وہ تم سے بھاگ جائے گا" (یعقوب ۴: ۷)۔ پولس رسول نصیحت کرتا ہے کہ اپنے غصہ کو قابو میں رکھو ایسا نہ ہو کہ ابلیس کو اپنا بُرا کام کرنے کا موقع مل جائے (افسیوں ۴: ۲۷)۔ خدا کے سب ہتھیار باندھ لینے کا مقصد یہ ہے کہ ایماندار ابلیس کا ہر طرح مقابلہ کرسکے (افسیوں ۶: ۱۱-۱۳)۔ پولس اپنا اعتماد اس حقیقت پر رکھتا ہے کہ "خدا سچا ہے" (خدا وفادار ہے) "خدا سچا ہے۔ وہ تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ آزمائش میں نہ پڑنے دے گا بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کر دے گا تاکہ تم برداشت کرسکو" (۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۳)۔ پولس رسول شیطان کی حاضر دماغی اور حیلہ سازی سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ کیسے داؤ چلانا چاہتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۲: ۱۱)۔ شیطان انجیل کا ہمیشہ سے مخالف رہا ہے۔ یہ بات خداوند مسیح کی زندگی کے واقعات سے صاف عیاں ہے۔ شیطان مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ بھی اپنا شرانگیز کام کرتا رہا۔ مثلاً جب پطرس رسول نے مسیح کو صلیبی موت کے خیال کو رد کرنے کی صلاح دی تو انہوں نے اُسے سختی سے ڈانٹ پلائی اور کہا "اے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو" (متی ۱۶: ۲۳)۔ شیطان پطرس کے ذریعہ کچھ اور بھی منصوبے پورا کروانا چاہتا تھا لیکن مسیح نے پطرس کے ایمان کی مضبوطی کے لئے دعا کی (لوقا ۲۲: ۳۱ مابعد)۔ شیطان خداوند مسیح کے دشمنوں کو بھی اُن کے خلاف آلہ کار بناتا رہا کیونکہ حقیقت میں وہ ابلیس کے فرزند تھے (یوحنا ۸: ۴۴)۔ شیطان اور خداوند مسیح کے درمیان جنگ ان کی اذیت اور تصلیب میں نقطۂ عروج تک پہنچتی ہے۔ یہوداہ اسکریوتی کا کام بھی ابلیس ہی کا کام تھا۔ لکھا ہے کہ شیطان اُس میں سما گیا (لوقا ۲۲: ۳؛ یوحنا ۱۳: ۲۷)۔ ابلیس یہوداہ اسکریوتی کے دل میں یہ بات ڈال چکا تھا کہ وہ اپنے خداوند کو پکڑوائے (یوحنا ۱۳: ۲)۔ صلیب پر قربانی دینے کا وقت جب قریب آیا تو خداوند مسیح نے کہا کہ "دنیا کا سردار" آتا ہے (یوحنا ۱۴: ۳۰)۔

شیطان کا انسانوں کو آزمانے کا کام اب بھی جاری ہے (۱۔کرنتھیوں ۷: ۵)۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے ایک میاں بیوی جو ایمان دار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے شیطان کے پھندے میں پھنس گئے (اعمال ۵: ۳)۔ مسیحی طریقۂ حیات کے برملا دشمن الیماس کو بھی شیطان نے اپنا آلہ کار بنایا۔ "اے ابلیس کے فرزند! تو جو تمام مکاری اور شرارت سے بھرا ہوا اور ہر طرح کی نیکی کا دشمن ہے، کیا خدا کی سیدھی راہوں کو بگاڑنے سے باز نہ آئے گا؟" (اعمال ۱۳: ۱۰)۔ اس معاملے کا عام اصول ۱۔یوحنا ۳: ۸ میں درج ہے "جو شخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس سے ہے"۔ انسان اپنے آپ کو ابلیس کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کا فرزند بن جاتا ہے (۱۔یوحنا ۳: ۱۰)۔ یوں ہم "شیطان کی جماعت" (مکاشفہ ۲: ۹؛ ۳: ۹) بن جاتے ہیں۔ ایسے شخص شیطان کی تخت گاہ میں سکونت کرتے ہیں (مکاشفہ ۲: ۱۲)۔ شیطان مبلّغوں کے کام میں بھی رخنہ ڈالتا ہے (۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۸)۔ وہ انسانوں کے دلوں میں بویا ہوا کلام کا اچھا بیج اُٹھا لے جاتا ہے (مرقس ۴: ۱۵)۔ وہ دنیا کے کھیت میں شریر کے فرزندوں کو بوتا ہے (متی ۱۳: ۳۸ مابعد)۔ اُس کے عمل سے جسمانی بیماری بھی وجود میں آسکتی ہے (لوقا ۱۳: ۱۶)۔ شیطان کی جو تصویر نئے عہدنامہ میں ہمارے سامنے اُبھرتی ہے وہ ایک چالاک، فریبی، حاضر دماغ، سرگرم عمل شخص کی ہے۔ لیکن نئے عہدنامہ میں اُس کی سرگرمیوں کی حدود اور اس کی آخر میں شکست کا ذکر بھی بالکل صاف ہے۔ اُس کی طاقت اپنی نہیں بلکہ ماخوذ ہے (لوقا ۴: ۶) اور وہ اپنی قوت کو اُسی حد تک استعمال کرسکتا ہے جس حد تک خدا اُسے اجازت دے (ایوب ۱: ۱۲؛ ۲: ۶؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۳؛ مکاشفہ ۲۰: ۷)۔ بعض مرتبہ کسی شخص کے جسم کو شیطان کے حوالے کیا جاتا ہے تاکہ رُوح نجات پائے (۱۔کرنتھیوں ۵: ۵ قب ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۷)۔ خداوند مسیح نے شیطان پر ابتدائی فتح حاصل کرنے کا ذکر تب کیا جب اُن کے ستّر شاگرد تبلیغی دورے سے واپس آئے (لوقا ۱۰: ۱۸)۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ شیطان اور اُس کے فرشتوں کے لئے ہمیشہ کی آگ تیار کی گئی ہے (متی ۲۵: ۴۱)۔ یوحنا عارف نے اِس آگ کو اپنا کام کرتے دیکھا ہے (مکاشفہ ۲۰: ۱۰)۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ شیطان اور مسیح کا مقابلہ مسیح کی اذیّت اور تصلیب کے وقت کمال پر پہنچا تھا۔ اُس وقت کے بارے میں مسیح نے فرمایا تھا کہ "اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا" (یوحنا ۱۲: ۳۱) اور شیطان (دنیا کا سردار) "مجرم ٹھہرایا گیا ہے" (یوحنا ۱۶: ۱۱)۔ صاف لفظوں میں ابلیس سے جنگ کا ذکر عبرانیوں ۲: ۱۴ اور ۱۔یوحنا ۳: ۸ میں آتا ہے۔ خدا کی خوشخبری کی منادی کرنے والوں کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ "شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں" (اعمال ۲۶: ۱۸)۔ پولس رسول رومہ کی کلیسیا کو بڑے وثوق

سے کہتا ہے کہ "خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے شیطان کو تمہارے پاؤں سے جلد کچلوا دیگا" (رومیوں ۱۶: ۲۰)۔ یہاں پیدائش کی وہ پیشینگوئی جس میں انسان اور شیطان کی دشمنی کا ذکر ہے صاف دکھائی دیتی ہے (پیدائش ۳: ۱۵)۔

نئے عہدنامہ کی شہادت اس بات کو بالکل صاف کر دیتی ہے کہ شیطان ایک فرضی شخص نہیں بلکہ ایک خبیث حقیقت ہے جو ہمیشہ خدا اور اُس کے بندوں کے خلاف جنگ کرتی رہی ہے لیکن اُس کی شکست مسیح کی زندگی، موت اور جی اُٹھنے سے ہو چکی ہے اور یہ شکست زمانوں کے آخر میں سب پر مکمل طور پر ظاہر ہو جائے گی۔ نیز دیکھئے ابلیس۔

شیلوخ - سلوآم :- (عبرانی شیلوخ = بھیجنے والا)۔ قدیم یروشلیم شہر کے جنوب مشرقی کونے پر ابھی بھی ایک حوض موجود ہے جس کا نام اب برکت سلوآم ہے۔ ۲-تواریخ ۳۲: ۳۰ اور ۲-سلاطین ۲۰: ۲۰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حزقیاہ بادشاہ نے جیحون کے چشموں کے پانی پر بند باندھ کر پانی کا رُخ داؤد کے شہر (یروشلیم) کی طرف موڑ دیا اور ایک سرنگ کے ذریعہ جو عوفل کی چٹان میں سے ہو کر جاتی تھی پانی کو شیلوخ کے حوض تک پہنچایا۔ اس سرنگ کو پہلی مرتبہ ۱۸۳۸ء میں دو شخصوں نے دریافت کیا اور اسکی تحقیق کی۔ ۱۸۸۰ء میں اس تالاب کے سرے کے قریب چٹان میں کھدی ہوئی ایک عبارت ملی جس میں اس سرنگ کے کھودنے کے متعلق معلومات دی گئی تھیں۔ یہ نقوش عبرانی کی سب سے پرانی تحریر ہے۔ ۱۸۹۰ء میں کسی تہذیب سوز شخص نے سرنگ میں داخل ہو کر اس تحریر کے پتھر کو توڑ کر چُرا لیا۔ پھر یہ ٹکڑے یروشلیم میں ایک یونانی شخص کے پاس نظر آئے جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اُس نے ان کو ایک عرب سے خریدا ہے۔ اُس وقت یہاں تُرکی حکومت تھی۔ ترکی افسران نے یہ ٹکڑے یونانی باشندے سے چھین کر استنبول پہنچا دیئے جہاں وہ آج تک محفوظ ہیں۔

شیلوخ کا بُرج - سلوآم کا بُرج :- ایک بُرج جو غالباً یروشلیم شہر کی فصیل کا ایک حصّہ تھا اور شیلوخ کے حوض کے قریب تھا۔ اس کا ذکر خداوند یسوع اُن اٹھارہ آدمیوں کی موت کے سلسلے میں کرتے ہیں جو اس بُرج کے گرنے سے مر گئے (لوقا ۱۳: ۴)۔

شیلوہ :- بائبل کا ایک عبرانی لفظ جس کے صحیح معنی معلوم نہیں (پیدائش ۴۹: ۱۰)۔ عبرانی کا ایک اور لفظ بھی ہے جس کے ہجے اس لفظ سے بہت ملتے ہیں اور یہ ایک شہر کا نام ہے (یشوع ۱۸: ۱؛ ۱-سموئیل ۱: ۳ وغیرہ)۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس لفظ اور شہر کے نام کے مختلف ہجے ہیں، شیلوہ اور سیلا۔ لیکن کیتھولک ترجمہ اور عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں دونوں کو شیلوہ یا شیلو لکھا گیا ہے جو ہماری رائے میں زیادہ موزوں ہے۔ اس لفظ کی وجہ سے پیدائش ۴۹: ۱۰ کی تشریح کچھ مشکل پیش کرتی ہے۔

۱۔ بعض عُلماء کی رائے میں اس لفظ کا مفہوم سلامتی ہے۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو آیت کا مطلب یہ ہے "..... یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی جب تک سلامتی نہ آئے"۔ یعنی جب تک وہ سب قوموں کو مطیع نہ کر لے۔ بعض سلیمان کے نام کے مطلب کی وجہ سے اُسے سلیمان بادشاہ سے بھی جوڑتے ہیں (۱-تواریخ ۲۲: ۹)۔ جو لوگ اس حوالے کو مسیح موعود کی پیشینگوئی سمجھتے ہیں وہ سلامتی کا شہزادہ مراد لیتے ہیں (یسعیاہ ۹: ۶)۔

۲۔ بعض عُلماء شیلوہ کو شیلوہ شہر (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سیلا) سمجھتے ہیں اور یشوع ۱۸: ۱ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب تمام بنی اسرائیل سیلا میں جمع ہوئے اور یہوداہ کے قبیلے نے بڑی خوش اخلاقی سے اپنی برتری سے دستبردار ہونا قبول کیا۔

۳۔ کچھ اور عُلماء شیلوہ کو دو لفظوں کا مرکب تصور کرتے ہیں جس کے معنی "وہ جس کا ہے" بتاتے ہیں۔ یوں آیت کا مطلب یہ ہوگا "..... اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا جب تک وہ جس کا ہے نہ آئے"۔ یعنی وہ جو حکومت کا حقدار ہے یعنی مسیح نہ آئے۔ اس ترجمہ کو حزقی ایل ۲۱: ۲۷ سے تقویت ملتی ہے "..... اور وہ آئے گا جس کا حق ہے اور میں اُسے دوں گا"۔

یہودی ★ تارگوم، ★ سفتادی ترجمہ اور ★ پشیطہ اس تشریح کی تائید کرتے ہیں۔

نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۴۹: ۱۰ کا حاشیہ۔

شیلوہ شہر کے لئے دیکھئے سیلا۔

شین :- (عبرانی - ھاشین = دانت یا نکیلی چٹان)۔ یروشلیم کے نزدیک مغرب میں ایک نکیلی چٹان جس کے نزدیک سموئیل نے ایک پتھر نصب کیا جس کا نام اُس نے ★ "اِبن عزر" رکھا (۱-سموئیل ۷: ۱۲)۔

شین :- عبرانی حروف تہجی کا اکیسواں حرف۔ ש معنی دانت۔ عبرانی میں سین اور شین ایک ہی حرف سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اگر نقطہ دائیں بازو کے اوپر ہو تو آواز شین ہوگی שׁ۔ اور اگر نقطہ بائیں طرف ہو تو سین שׂ۔ حساب جمل میں اس کے اعداد ۳۰۰ ہیں۔

زبور ۱۱۹ کے اکیسویں حصّے کی ہر آیت کا پہلا لفظ شین سے شروع ہوتا ہے۔

شیناضر۔ شن آصّر :- یہویقیم کے بیٹے یکونیاہ کا بیٹا جو اسیری میں پیدا ہوا (۱۔ تواریخ ۳:۱۸)۔

شیؤن۔ شی آون :- اشکار کی سرحد پر ناصرۃ کے نزدیک ایک شہر (یشوع ۱۹:۱۹)۔
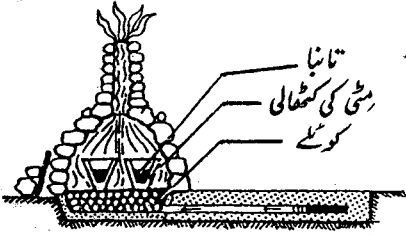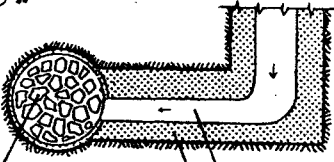
ص

صابُون :- یہ لفظ پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں دو جگہ استعمال ہوا ہے (یرمیاہ ۲: ۲۲، ملاکی ۳: ۲) لیکن اس سے وہ صابون مُراد نہیں جو آج کل استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عبرانی کے اُس لفظ کا ترجمہ ہے جس کا مطلب "صاف کرنے والا" ہے۔ لوگ بعض پودوں کی راکھ کو پانی میں حل کر کے اور تیل ملا کر اس سے کپڑے دھوتے تھے۔ پودوں میں سے ریٹھے وغیرہ کے پودے بھی استعمال ہوتے تھے۔ کیتھولک ترجمہ میں "سجی" اور "قصار کا تیزاب" استعمال ہوا ہے۔

صادر ہونا :- نکلنا۔ بھیجنا۔ منبثق ہونا۔ مسیحی عقیدہ کے مطابق رُوحُ القدُس باپ اور بیٹے سے محبت کی راہ سے صادر ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں یوحنّا ۱۵: ۲۶ کا حاشیہ۔ نیز دیکھئے رُوحُ القدُس۔

صادے :- عبرانی حروفِ تہجی کا اٹھارہواں حرف צ ۔ حسابِ جمل میں اس کے اعداد ۹۰ ہیں۔ زبور ۱۱۹ کے اٹھارہویں حصّے کے شروع میں یہی حرف لکھا ہوا ہے۔ عبرانی میں اس حصّے کی ہر آیت صادے کے حرف سے شروع ہوتی ہے۔

صارپت۔ صارفت :- صیدا کے علاقے کا ایک شہر جہاں ایلیاہ نبی ایک بیوہ کے ہاں رہا (لوقا ۴: ۲۶، ۱-سلاطین ۱۷: ۹، ۱۰)۔

صاف کرنا :- یہ لفظ دھات صاف کرنے کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ یہ عبرانی مادّہ صادے۔ ریش۔ فے (صرف) سے ترکیب دیئے ہوئے لفظوں کا ترجمہ ہے۔ عبرانی لفظ میں پگھلانے، جانچنے اور صاف کرنے کا مفہوم ہے (قب اردو صراف جس کے معنی ہیں جانچنے والا۔ سونا چاندی پرکھنے والا۔ نقدی اور زیورات کا لین دین کرنے والا) یہی الفاظ خدا کے انسان کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔

پُرانے زمانے میں عام طور پر خام دھات کو مختلف طریقوں سے دوبارہ پگھلایا جاتا تھا تاکہ سب آلائش کو دور کیا جائے اور دھات کو صاف کر کے اوزار، جنگی سامان اور بت وغیرہ ڈھال کر بنائے جاسکیں۔ دھات کو ★ کٹھالی میں ڈال کر ★ بھٹی میں تپایا جاتا تھا (امثال ۱۷: ۳؛ ۲۷: ۲۱)۔ ★ دھونکنی بھی استعمال کی جاتی تھی تاکہ ہوا سے آگ تیز تر ہو جائے (یرمیاہ ۶: ۲۹)۔ دیکھئے تصویر۔ عبرانی لفظ صور لف کا ترجمہ اکثر جگہ سنار کیا گیا ہے (نحمیاہ ۳: ۸، یسعیاہ ۴۰: ۱۹؛ ۴۶: ۶؛ نحمیاہ ۳: ۳۱)۔

تانبا
مٹی کی کٹھالی
کوئلے
0 0.5 1.0
میٹر
ہوا نالی
مٹی کی اینٹیں
پکّے پتھروں کے کھپرے

تانبا صاف کرنے کی بھٹی جو تل قصیلہ میں پائی گئی (تقریباً ۱۰۰۰ ق م)

قاضیوں کے زمانہ میں میکاہ کی ماں نے ایک چاندی کا بُت ڈھلوایا (قضاۃ ۱۷: ۴۔ یہاں ترجمہ ڈھالنے والا ہے۔ کیتھولک ترجمہ کاریگر ہے)۔ اسکے بعد کے زمانہ میں یسعیاہ نبی اور یرمیاہ نبی بڑے واضح اور خوبصورت الفاظ میں دھات اور دھات سے مڑھے ہوئے بُت بنانے کی بے سود کوشش کا بیان کرتے ہیں (یسعیاہ ۴۰: ۱۹؛ ۴۱: ۷؛ ۴۶: ۶؛ یرمیاہ ۱۰: ۸، ۹؛ ۵۱: ۱۷)۔ داؤد بادشاہ نے یروشلیم کی ہیکل کے لئے چوکھا سونا اور خالص چاندی مہیّا کی (۱-تواریخ ۲۸: ۱۸؛ ۲۹: ۴)۔ مختلف دھاتوں کے کاریگروں نے نحمیاہ کے تحت یروشلیم کی دیوار کی مرمّت میں حصّہ لیا (نحمیاہ ۳: ۸، ۳۱)۔

خدا بطور ایک کاریگر اُستاد کے خالص دھات (نیک آدمیوں) کی تلاش میں ہے۔ وہ اکثر اسی مقصد سے انسانوں کے دلوں کو جانچتا اور آزماتا ہے (قب قضاۃ ۷: ۴۔ جدعون کے لوگوں کا امتحان)۔ وہ لوگوں کے دلوں کو پرکھتا ہے (زبور ۱۷: ۳ب؛ ۲۶: ۲؛ ۶۶: ۱۰؛ ۱۰۵: ۱۹؛ یسعیاہ ۴۸: ۱۰؛ یرمیاہ ۹: ۷؛ زکریاہ ۱۳: ۹؛ ملاکی ۳: ۲، ۳)۔ نیز دیکھئے خدا کے کلام کی پاکیزگی کے متعلق خوبصورت بیان کہ یہ خالص ہے (زبور ۱۲: ۶؛ امثال ۳۰: ۵، یہی خیال ۲-سموئیل ۲۲: ۳۱ = زبور ۱۸: ۳۰؛ ۱۱۹: ۱۴۰)۔

خالص دھات سے ڈھالے ہوئے برتن بنتے تھے (قب امثال ۲۵: ۴) - خدا انسان کے گناہوں کو دھات کی میل کی طرح جدا کرتا ہے (قب یسعیاہ ۱: ۲۵) لیکن بعض مرتبہ تو دھونکنی کی مدد سے بھی شریر کو پاک کیا جا سکتا ہے (یرمیاہ ۶: ۲۹، ۳۰) - خدا انسان کو مصیبت اور آزمائش میں ڈال کر اُسے پاک کرتا ہے (دانی ایل ۱۱: ۳۵؛ ۱۲: ۱۰) - ایک مرتبہ مے صاف کرنے کا بھی ذکر ہے (یسعیاہ ۲۵: ۶- دیکھئے تلچھٹ) -

صبح کا روشن ستارہ :- یسعیاہ ۱۴: ۱۲ میں بنی شاہِ بابل کی شان و شوکت کو صبح کے ستارے سے تشبیہ دیتا ہے -

مکاشفہ ۲۲: ۱۶ میں خداوند یسوع اپنے آپ کو صبح کا چمکتا ہوا ستارہ کہتے ہیں - ۲- پطرس ۱: ۱۹ میں پطرس رسول خداوند کو صبح کے ستارے کا لقب دیتا ہے -

صَبر - صَابر :- بائبل میں صبر کا مطلب برداشت یا استقلال سے کہیں زیادہ ہے - اِس کا مطلب خدا پر یقین رکھتے ہوئے کہ وہ اپنے لوگوں اور اپنے وعدوں میں وفادار ہے آخر تک برداشت کرتے رہنا ہے (لوقا ۲۱: ۱۹) - ایوب کا صبر (یعقوب ۵: ۱۱) اُس کا وہ عزم بالجزم ہے کہ خواہ ایمان کتنا ہی سختی سے آزمایا جائے وہ خدا پر ایمان رکھنا ترک نہیں کرے گا - مسیح نے خود صبر کا نمونہ دیا (۲- تھسلنیکیوں ۳: ۵) - مسیحی اس صبر میں جو کہ خدا کی بخشش ہے (رومیوں ۱۵: ۵) شریک ہوتے ہیں جب وہ ان مشکلات کو جو اس دنیا میں بہر حال اُن پر آئیں گی برداشت کرتے ہیں - اس قسم کے صبر کا امید کے ساتھ (رومیوں ۵: ۱- ۵) بڑا نزدیکی تعلق ہے، کیونکہ مصائب و مشکلات اس بات کا نشان نہیں ہیں کہ خدا نے اپنے لوگوں کو ترک کر دیا ہے بلکہ یہ کہ وہ ان کے ذریعہ ان کی بھلائی کیلئے کام کر رہا ہے -

مصیبتیں اور دکھ، مُقدّسوں کو صبر اور ایمان کا مظاہرہ کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں (مکاشفہ ۱۳: ۱۰)، لیکن یہ عارضی ہیں: "اگر ہم دکھ سہیں گے تو اس کے ساتھ بادشاہی بھی کریں گے" (۲- تیمتھیس ۲: ۱۲) -

صبعون :- عیسو کی بیوی اُہلیبامہ کا نانا (پیدائش ۳۶: ۲، ۱۴) -

صحت :- تندرستی - صحیح ہونا - درست ہونا - پورا ہونا - کئی عبرانی اور اور یونانی لفظوں کا ترجمہ صحت، شفا اور تندرستی وغیرہ کیا گیا ہے -

یہودی سوچ کے مطابق صحت اور نیک چال چلن کا آپس میں گہرا تعلق تھا (قب یسعیاہ ۵۸: ۸؛ یرمیاہ ۸: ۱۵، ۲۲) - بیماری کو گناہ کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا (یوحنا ۹: ۲) - بیماری کو خدا یا تو براہِ راست بھیجتا تھا (خروج ۴: ۱۱؛ استثنا ۲۸: ۲۲) یا وہ دوسروں کو اجازت دیتا تھا کہ اُسے نازل کریں (قب ایوب ۲: ۶، ۷؛ مرقس ۹: ۱۷، ۲۵) - جلنا اور کُڑھنا اور رشک کرنا بھی بیماری پیدا کر سکتے تھے (ایوب ۵: ۲) - خوراک میں بے اعتدالی بیماری کا باعث بن سکتی تھی (یشوع بن سیراخ ۳۷: ۳۳) - صحت یابی خدا کی معافی کی علامت سمجھی جاتی تھی (خروج ۱۵: ۲۶؛ متّی ۹: ۲ = مرقس ۲: ۵) - چونکہ بنی اسرائیل میں کاہن ★ حفظانِ صحت کے قوانین پر چلنے کے لئے ہدایت دیتا تھا اور کوڑھ کی تشخیص کرنا اور صحت یابی کی سند مہیا کرتا تھا (احبار ۱۳ ۔ ۱۴ اور لوقا ۱۷: ۱۴) اس لئے عام لوگوں کے دل میں یہ تاثر تھا کہ کاہن اور طبیب میں خاص تعلق ہے (دیکھئے طبیب) - لفظ صحت اردو ترجمہ میں کم از کم ۱۵ مرتبہ آیا ہے - یہ مختلف عبرانی اور یونانی لفظوں کا ترجمہ ہے -

۱- **ارو کہ** - اس عبرانی لفظ کا بنیادی مطلب پٹی باندھ کر زخم کو اچھا کرنا ہے - یرمیاہ ۸: ۲۲ میں اس کا ترجمہ شفا پانا ہے - یسعیاہ ۵۸: ۸ میں صحت - یہ عبرانی لفظ مجازی معنوں میں (دیوار) مرمت کرنے کے لئے بھی آیا ہے (نحمیاہ ۴: ۱) -

۲- **مرفہ** - اس عبرانی لفظ کا مادّہ رفا بمعنی جوڑنا، مرمت کرنا ہے (قب عربی رفا بمعنی رفو کرنا) - امثال کی کتاب میں یہ لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے "دانشمند کی زبان صحت بخش ہے" (۱۲: ۱۸) - "دیانتدار ایلچی صحت بخش ہے" (۱۳: ۱۷) - امثال ۱۶: ۲۴ میں اس کا ترجمہ "شفا" کیا گیا ہے "دل پسند باتیں ..... ہڈیوں کے لئے شفا ہیں" یرمیاہ ۸: ۱۵ میں بھی اس کا ترجمہ "شفا" کیا گیا ہے -

۳- **یشوعہ** - اس دلچسپ لفظ کے بنیادی معنی بچانا، نجات دلانا ہیں جیسے اسم معرفہ ★ یشوع سے ظاہر ہے - عبرانی متن میں یہ لفظ تقریباً ۷۵ مرتبہ آتا ہے اور ہر جگہ ترجمہ "نجات" ہے (پیدائش ۴۹: ۱۸؛ خروج ۱۴: ۱۳؛ یسعیاہ ۱۲: ۲ وغیرہ) لیکن زبور ۴۲: ۱۱ اور ۴۳: ۵ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس کا ترجمہ چہرے کی "رونق" کیا گیا ہے جس سے مُراد صحت ہے - کیتھولک ترجمہ میں نجات ہی ہے -

۴- **شالوم** - اس لفظ کا ترجمہ سلامتی کے علاوہ خیریت اور صحت بھی کیا گیا ہے - تفصیل کے لئے دیکھئے سلامتی -

۵- **متوم** - اس لفظ کا مادّہ تامم ہے بمعنی پورا ہونا - کامل ہونا (قب اُردو تمام اور عربی تَمَّ) - اس کا ترجمہ زبور ۳۸: ۳، ۷ اور یسعیاہ ۱: ۶ میں صحت ہے -

یونانی کے دو لفظوں کا ترجمہ بھی صحت اور صحیح کیا گیا ہے -

۶- **سوتیریا** soteria - یہ لفظ پیپرس کے اوراق میں اکثر جسمانی صحت، خیریت، سلامتی کے لئے استعمال ہوا ہے - لیکن نئے عہد نامہ میں اس کا ترجمہ عموماً ★ نجات کیا گیا ہے - تاہم ذیل کے حوالے میں اس کا مفہوم صحت ہے اور ترجمہ بہتری (سلامتی) کیا گیا ہے (اعمال ۲۷: ۳۴) -

۷- ایک اور یونانی لفظ ھُوگیانو hygiano ہے۔ اس کے بنیادی معنی صحت مند اور تندرست ہیں۔ انہی معنوں میں یہ ۳- یوحنا ۲ میں استعمال ہوا ہے۔ باقی جگہ اسے مجازی معنوں میں صحیح یعنی صحت مند تعلیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے (۲- تیمتھیس ۱: ۱۳؛ ۴: ۳؛ طِطُس ۱: ۹؛ ۲: ۱)۔ لوقا اسے صحت مندی کیلئے استعمال کرتا ہے (لوقا ۵: ۳۱؛ ۷: ۱۰؛ ۱۵: ۲۷۔ آخری حوالے میں ترجمہ بھلا چنگا ہے)۔ نیز دیکھئے امراضِ بائبل۔

صُحر۔ صوحر:- ۱- عفرون کا باپ۔ اس سے ابرہام نے مکفیلہ کا غار خرید کر اسے اپنا گورستان بنایا۔ اسی میں اس نے اپنی بیوی سارہ کو دفن کیا (پیدائش ۲۳: ۸؛ ۲۵: ۹)۔

۲- یعقوب کے دوسرے بیٹے شمعون کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۰؛ خروج ۶: ۱۵)۔ گنتی ۲۶: ۱۳ اور ۱- تواریخ ۴: ۲۴ میں اسے زارح کہا گیا ہے۔

۳- بنی شمعون میں سے ایک شخص (۱- تواریخ ۴: ۷- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یصُوآر ہے جو غالباً درست نہیں)۔

صحن:- ۱- قلعہ- دیکھئے پریتورین۔
۲- آنگن- چار مختلف لفظوں کا ترجمہ صحن کیا گیا ہے۔

۱- عبرانی خاصر- دیوار سے احاطہ کرنا (قب عربی حصر = گھیرنا۔ اس سے حصار بھی بنتا ہے جس کے معنی گھیرا یا قلعہ بندی ہیں)۔ اسے گھر کے صحن (۲- سموئیل ۱۷: ۱۸)، محل کے صحن (۱- سلاطین ۷: ۸) اور باغ کے صحن (آستر ۱: ۵) کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ ہیکل کے مختلف احاطوں کے لئے کئی مرتبہ آیا ہے، مثلاً خروج ابواب ۲۷، ۳۵، ۳۸؛ ۱- سلاطین ۶: ۳۶؛ حزقی ایل ۱۰: ۵۔

۲- عبرانی عزارہ- یہ عام لفظ نہیں ہے۔ اس لئے اس کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ تاہم اس کا ترجمہ صحن کیا گیا ہے (۲- تواریخ ۴: ۹؛ ۶: ۱۳)۔

۳- عبرانی عیر کے معنی شہر ہیں۔ یہ ۲- سلاطین ۲۰: ۴ کے متن میں آیا ہے اور اس کا پروٹسٹنٹ ترجمہ شہر ہی کیا گیا ہے۔ لیکن بعض نسخوں کے ★ قرے کے مطابق اسے صحن ہونا چاہیئے اور کیتھولک ترجمہ نے قرے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہاں صحن استعمال کیا ہے۔

۴- یونانی اولے aule - گھر کے گرد وہ کھلی جگہ جسے دیوار سے گھیر لیا گیا ہو۔ اس لئے اس سے گھر کا صحن مراد ہے۔ پُرانے عہدنامہ کے یونانی ترجمہ میں اسے ہیکل کے مختلف صحنوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور انہی معنوں میں یہ مکاشفہ ۱۱: ۲ میں آتا ہے۔ سردار کاہن کے دیوان خانے کے باہر بھی صحن تھا جہاں پطرس بیٹھ کر آگ تاپتا تھا (متی ۲۶: ۶۹ = مرقس ۱۴: ۶۶ = لوقا ۲۲: ۵۵)۔ سابقہ pro لگانے سے اس کے معنی ڈیوڑھی ہو گئے (مرقس ۱۴: ۶۸)۔ ہیرودیس کی ہیکل کے غیر اقوام، عورتوں، بنی اسرائیل اور کاہنوں کے صحنوں کے لئے دیکھئے ہیکل۔

صداد:- فلسطین کی شمالی حد پہ ایک شہر (گنتی ۳۴: ۸؛ حزقی ایل ۴۷: ۱۵)۔

صداقت:- دیکھئے راستبازی۔

صدرِ عدالت- عدالتِ عالیہ:- دیکھئے صفحہ نمبر ۱۲۰۰

صدقہ:- دیکھئے خیرات۔

صِدقیاہ:- (عبرانی = خدا میری صداقت)۔
۱- کنعانہ کا بیٹا اور اُن چار سو نبیوں کا لیڈر جنہیں شاہِ اسرائیل اخی اب نے یہ دریافت کرنے کے لئے بلوایا کہ وہ رامات جلعاد پہ حملہ کرے یا نہ کرے۔ صدقیاہ نے جواب دیا کہ بادشاہ ارامیوں پہ فتح حاصل کرے گا۔ شاہ یہوداہ یہوسفط کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب جھوٹے نبی تھے: ’کیا اِن کو چھوڑ کر یہاں خداوند کا کوئی نبی نہیں ہے ....؟‘ (۱- سلاطین ۲۲: ۷)۔ بالآخر جب سچے نبی کو بلا کر پوچھا گیا کہ اس لڑائی کا کیا نتیجہ نکلے گا تو اُس نے سچ سچ بیان کیا جس کی وجہ سے صدقیاہ نے اُسے مارا (۱- سلاطین ۲۲: ۱۹-۲۴؛ ۲- تواریخ ۱۸: ۱۰)۔

۲- یہوداہ کا آخری بادشاہ، اور یوسیاہ اور حموطل کا بیٹا (۲- سلاطین ۲۴: ۱۸)۔ خدا نے یہوداہ کی بدکاری کی وجہ سے اُنہیں بابلیوں کی غلامی میں دے دیا۔ بنوکدنضر نے یروشلیم پر حملہ کیا اور بادشاہ یہویاکین کو اسیر کر کے بابل لے گیا اور اُس کی جگہ متنیاہ کو بادشاہ بنا دیا۔ اُس نے اُس کا نام بدل کر صِدقیاہ رکھا۔ یہوداہ کے اُمراء کو اسیر کر کے بابل لے جانے کی وجہ سے اُس نے خیال کیا کہ اب باقی یہودی سر نہیں اُٹھائیں گے (حزقی ایل ۱۷: ۱۱-۱۴)، لیکن بعد میں صِدقیاہ نے بغاوت کر دی۔ بنوکدنضر نے اُسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔ پھر اس نے اس کے بیٹوں کو اُس کے سامنے ذبح کر دیا اور اُس کی آنکھیں نکال دیں پھر وہ اُسے بابل لے گیا جہاں وہ مر گیا (۲- سلاطین ابواب ۲۴، ۲۵)۔ خدا نے صِدقیاہ کو اُس کی بدکاری کے باعث صرف ۱۱ سال حکومت کرنے کی اجازت دی۔ اُس کی بدکاریوں کی تفصیل یرمیاہ ابواب ۳۴-۳۷ میں درج ہے۔

۳- یکونیاہ کا بیٹا (۱- تواریخ ۳: ۱۶)۔

۴- معسیاہ کا بیٹا- یہ جھوٹا نبی تھا جو بابل کے اسیروں میں جھوٹی تعلیم دیتا تھا۔ یرمیاہ نبی نے اُس کی جھوٹی نبوّت کے باعث اُسے سب کے سامنے لعنت ملامت کی۔ یرمیاہ نبی نے اُس کی موت کی بھی پیش گوئی کی تھی کہ اُسے آگ پر کباب کیا جائے گا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو (یرمیاہ ۲۹: ۲۱-۲۳)۔

۵- حننیاہ کا بیٹا- یہ یہویقیم کے عہد میں امراء میں سے تھا (یرمیاہ ۳۶: ۱۲)۔

۶- ایک اعلےٰ حاکم جس نے تجدید شدہ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ

۱۰:۱) -

صدوق :- (عبرانی = راستباز)-

۱- بائبل میں اِس نام کا سب سے مشہور شخص اخیطوب کا بیٹا ہے - وہ داؔؤد بادشاہ کے زمانہ میں کاہن تھا (۲-سموئیل ۸: ۱۷) - ساؔؤل بادشاہ کی موت کے بعد وہ داؔؤد کی خدمت کرنے کے لئے حبرؔون آیا (۱-تواریخ ۱۲: ۲۳-۲۸) عُزّہؔ کی موت کے بعد داؔؤد نے صدؔوق کو بُلوایا اور لاوی ہونے کے باعث اُسے خداوند کے صندوق کو لانے میں مدد دینے کے لئے کہا تاکہ صندوق کو یروشلیم میں اُس جگہ رکھے جو اُس نے اُس کے لئے تیار کی تھی (۱-تواریخ ۱۵: ۱۱-۱۳)- وہ داؔؤد کا بڑا وفادار تھا، چنانچہ جب ابی سلوم نے بغاوت کی تو وہ بھی عہد کا صندوق لیکر داؔؤد کے ساتھ گیا اور اس کے ساتھ رہا- پھر داؔؤد نے اُسے جاسوسی کرنے کے لئے یروشلیم واپس بھیجا (۲-سموئیل ۱۵: ۲۴-۳۶؛ ۱۷: ۱۵، ۱۷-۲۱)-

وہ آخری وقت تک داؔؤد بادشاہ کا وفادار رہا- داؔؤد کے آخری ایام میں جب ادونیاہ نے بغاوت کی تو اُس نے بادشاہ کے فرمان کے مطابق سلیماؔن کو بادشاہ ہونے کے لئے جیحوؔن میں مسح کیا (۱-سلاطین ۱: ۸-۴۵)-

داؔؤد کی موت کے بعد اُس کی وفاداری کو فراموش نہیں کیا گیا- سلیماؔن بادشاہ نے ابیاتر کاہن کو سردار کاہن کے عہدہ سے معزول کر کے صدؔوق کو سردار کاہن مقرر کیا (۱-سلاطین ۲: ۲۶-۳۵)-

۲- ایک اور اخیطوب کا بیٹا- یہ سلوم کا باپ تھا (۱-تواریخ ۶: ۱۲)-

۳- یرؔوسا کا باپ (۲-سلاطین ۱۵: ۳۳؛ ۲-تواریخ ۲۷: ۱)-

۴- بعنہ کا بیٹا جس نے نحمیاؔہ کے زمانہ میں یروشلیم کی دیوار کو مرمّت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۴)- غالباً یہ اُن آدمیوں میں سے ایک تھا جنہوں نے نحمیاؔہ کے ساتھ عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۱) کیونکہ دونوں مقامات پر اس کا نام مشیزبیل کے بعد آتا ہے-

۵- اِمّیر کا بیٹا- یہ کاہن تھا اور اِس نے نحمیاہ کے تحت یروشلیم کی دیوار کو مرمّت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۲۹)-

۶- ایک شخص جسے نحمیاؔہ نے فقیہ مقرر کیا (نحمیاہ ۱۳: ۱۳)- غالباً یہ بھی یروشلیم کی دیوار تعمیر کرنے والوں میں شامل تھا-

۷- عزؔرا کے خاندانی بزرگوں میں سے ایک (عزرا ۷: ۲)-

۸- خداوند یسوؔع کے نسب نامہ میں ایک شخص (متّی ۱: ۱۴)-

صدوقی :- یہودیوں کی مذہبی جماعتوں میں سے ایک جو خداوند یسوع مسیح اور ابتدائی کلیسیا کے زمانہ میں موجود تھی- اِس جماعت کا لوگوں میں اثر بہت کم تھا لیکن اس نے بھی انجیل کی سچائی کی مخالفت کی- یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جماعت کب وجود میں آئی، تاہم اِسے یہودی تاریخ میں اُن کے وطن واپس لوٹنے (۵۳۶ ق م) اور مسیحیت کے ابتدائی زمانہ کے درمیانی عرصہ میں دیکھا جا سکتا ہے- یہودی تاریخ میں اسیری سے پیشتر اس کا وجود نہیں ملتا-

اس جماعت کے نام کے ماخذ کا علم نہیں- اِس لفظ کا اصل مطلب "راستباز ہونا" ہے اور بعض اوقات یہ اسم صفت "راستباز" کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے- لیکن چونکہ صدوقی نہ تو اتنے راستباز تھے اور نہ ہی راستباز سمجھے جاتے تھے اس لئے قیاس یہی ہے کہ اس جماعت کے نام کا اس لفظ سے کوئی تعلق نہیں- غالباً اس کا تعلق ایک شخص بنام "صدوق" سے ہے- اسرائیل کی تاریخ میں صدوق نام کا سب سے مشہور شخص داؔؤد کے عہد کا سردار کاہن تھا (۲-سموئیل ۸: ۱۷) جس کی نسل سے دیگر سردار کاہن نکلے- وہ خود ہارون کی نسل اور الیعزر کے خاندان سے تھا (۱-تواریخ ۲۴: ۳)- وہ عہد کے صندوق کو واپس یروشلیم لے کر گیا (۲-سموئیل ۱۵: ۲۴-۲۹)- حزقی ایل نبی ہیکل کی بحالی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ چونکہ اسرائیلیوں کے انحراف کے وقت صدوق کے بیٹے یہوؔواہ کے وفادار رہے تھے اس لئے وہ نئی ہیکل میں خدمت کریں گے (حزقی ایل ۴۰: ۴۶؛ ۴۴: ۱۵)-

دیگر علماء کے نزدیک اس نام کا ماخذ ایک اور شخص بنام "صدوق" تھا- یہ انطی گونس (قریباً ۲۵۰ ق م) کا شاگرد تھا جو یہ تعلیم دیتا تھا کہ خدا کی فرمانبرداری کسی اجر کی اُمید کے بغیر کرنی چاہیئے- علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نام کسی غیر معروف شخص صدوق کے نام سے لیا گیا ہو!

اِس جماعت کے متعلق جاننے کے تین بڑے ذرائع ہیں، یہودی مورخ یوسیفس، نیا عہدنامہ اور ★ تلمود- یوسیفس اُن کی امیرانہ طرزِ زندگی پر بڑا زور دیتا ہے- وہ کہتا ہے کہ "ان کا اثر رسوخ کھاتے پیتے لوگوں میں تھا اور وہ عوام سے دور رہتے تھے"- یہ مکابیوں کے زمانہ سے لے کر یہودی ریاست کی مکمل تباہی تک یہودیوں کی ایک سیاسی پارٹی تھی جو امیر کبیر کاہنوں کے طبقہ پر مشتمل تھی- صدوقی کاہن تھے لیکن سب کاہن صدوقی نہیں تھے- مثلاً یوسیفس کاہن تھا لیکن فریسی تھا- امکانِ غالب یہ ہے کہ کاہنوں کا یہ طبقہ رفتہ رفتہ صدوقی جماعت بن گیا- اسیری کے زمانہ سے عام طور پر کاہن امرائیں شمار ہوتے تھے اور یوں سردار کاہن بہت طاقتور ہستی بن گئے- یونانی دورِ حکومت میں کاہن رہنما شمار ہونے لگے- چونکہ ان کی ہمدردیاں انطاکس اپفینس کے ساتھ تھیں اس لئے انہوں نے مکابی بغاوت میں حصّہ نہ لیا- اس جدوجہد آزادی کی پشت پر زیادہ تر فریسی فرقہ تھا جو ہر اُس بات کی جو ان کی دانست میں یہودی مذہب میں بگاڑ پیدا کرتی تھی مخالفت کرتے تھے- جب قریباً ۱۴۳ ق م میں شمعوؔن کو سردار کاہن اور یہودیوں کا حاکم دونوں مقرر کیا گیا

تو تخت اور سردار کاہن کا عہدہ ایک ہی شخص کے ماتحت آ گئے ۔ سیاسی اور مذہبی طاقت کے ایک ہی ہاتھ میں آنے کے بارے میں مختلف قسم کے ردِّ عمل ظاہر ہوئے ، خاص طور پر فریسیوں کی طرف سے ۔ صدوقیوں نے بھی فریسیوں کے عملوں کے خلاف جو اوّل اوّل مذہبی عقائد سے تعلق نہیں رکھتے تھے مدافعت شروع کر دی ۔ رومی دَور میں صدوقی حکومت کی سب سے زیادہ منظورِ نظر جماعت تھی ۔ چونکہ وہ طبقۂ امرا سے تعلق رکھتے تھے اس لئے فطری طور پر قانون پسند تھے اور قوم کی مذہبی پاکیزگی کی نسبت سیاسی عہدوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے ۔ چونکہ وہ موجودہ حالات سے مطمئن تھے اس لئے وہ المسیح کی آمد کے منتظر نہیں تھے ۔ اگرچہ وہ عوام میں مقبول نہیں تھے تو بھی عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے وہ بعض اوقات فریسیوں کی پالیسی اختیار کر لیتے تھے ۔

صدوقی بہت سی باتوں میں فریسیوں کے مذہبی عقائد کے سخت مخالف تھے ۔ مثلاً

۱ ۔ وہ صرف تحریری شریعت پر ایمان رکھتے تھے اور فریسیوں کی روایات کو ردّ کرتے تھے جو سینہ بہ سینہ اُن تک ان کے آباو اجداد سے پہنچی تھیں ۔ بالفاظِ دیگر صدوقی ایمان رکھتے تھے کہ صرف خدا کا کلام ہی مذہبی عقائد و اختیارات کی واحد بنیاد ہے ۔

۲ ۔ ان کے عقیدے کا دوسرا بڑا جُز جسم کی قیامت ، حیاتِ ابدی اور جزا و سزا سے انکار تھا ۔ لیکن نئے عہد نامہ میں صدوقیوں کے صرف جسم کی قیامت سے انکار کے متعلق بتایا گیا ہے (متّی ۲۲ : ۲۳ ؛ مرقس ۱۲ : ۱۸ ؛ لوقا ۲۰ : ۲۷ ؛ اعمال ۴ : ۱ - ۲ ؛ ۲۳ : ۸) ۔ وہ ان کے حیاتِ ابدی اور جزا و سزا سے انکار کے متعلق کوئی اشارہ نہیں کرتا ۔

۳ ۔ اعمال ۲۳ : ۸ کے مطابق صدوقی فرشتوں اور روحوں کی ہستی سے انکار کرتے تھے ۔ لیکن پرانے عہد نامہ میں ارواح اور فرشتوں کا عام ذکر ملتا ہے اس لئے ان کے اس اعتقاد کی توجیہ مشکل ہے ۔ شاید اُن کے اس انکار کی وجہ مذہب سے عام اختلاف اور فریسیوں کی سخت مخالفت ہو ۔

۴ ۔ صدوقی ★ اسینیوں اور فریسیوں سے قضا و قدر اور انسان کی آزاد مرضی کے بارے میں اختلاف رکھتے تھے ۔ اسینی ایمان رکھتے تھے کہ خدا نے ہر بات پہلے ہی سے مقرّر کر رکھی ہے جبکہ فریسی قضا و قدر اور انسان کی آزاد مرضی کے بارے میں اختلاف رکھتے تھے ۔ اسینی ایمان رکھتے تھے کہ خدا نے ہر بات پہلے ہی سے مقرّر کر رکھی ہے جبکہ فریسی قضا و قدر اور انسان کی آزاد مرضی دونوں کو ملاتے تھے ۔ لیکن صدوقی کہتے تھے کہ انسان اپنی قسمت کا خود مالک ہے اور وہ نیکی اور بدی کرنے میں قطعی آزاد ہے ۔

نئے عہد نامہ میں صدوقیوں کا براہِ راست ذکر صرف ۱۴ دفعہ ہوا (متّی ۳ : ۷ ؛ ۱۶ : ۱ ، ۶ ، ۱۱ مابعد ؛ ۲۲ : ۲۳ - ۳۴ ؛ مرقس ۱۲ : ۱۸ ؛ لوقا ۲۰ : ۲۷ ؛ اعمال ۴ : ۱ ؛ ۵ : ۱۷ ؛ ۲۳ : ۶ - ۸) لیکن یاد رہے کہ جب کبھی سردار کاہنوں کا ذکر آیا ہے تو اشارہ انہی کی طرف ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل انہوں نے مسیح خداوند کو ان کی ابتدائی خدمت کے دوران نظر انداز کئے رکھا ۔ مسیح عام طور پر فریسیوں کو ہدفِ تنقید بناتے تھے لیکن ایک مرتبہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو صدوقیوں کے خمیر سے بھی ہوشیار رہنے کو کہا (متّی ۱۶ : ۶ ، ۱۱) ۔ انہوں نے فریسیوں کے ساتھ مل کر مسیح کو آسمان سے کوئی نشان دکھانے کو کہا (متّی ۱۶ : ۱) ۔ جب مسیح خداوند نے ہیکل کو پاک کیا تو انہوں نے ان کے اس اقدام کی مخالفت کی (متّی ۲۱ : ۱۲ مابعد ؛ مرقس ۱۱ : ۱۵ مابعد ؛ لوقا ۱۹ : ۴۵ مابعد) اور " ابن داؤد " کا مسیحانہ لقب قبول کرنے پر اُن سے خفا ہو گئے (متّی ۲۱ : ۱۵ مابعد) ۔ انہوں نے اُن سے ان کے اختیار (متّی ۲۱ : ۲۳) ، قیامت (متّی ۲۲ : ۲۳) اور قیصر کو خراج دینے (لوقا ۲۰ : ۲۲) کے بارے میں سوال کر کے ان کو عوام اور رومی حکومت کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی ۔ انہوں نے فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ مل کر اُنہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی (مرقس ۱۱ : ۱۸ ؛ لوقا ۱۹ : ۴۷) ۔ انہوں نے صدرِ عدالت میں بیٹھ کر مسیح خداوند کو ردّ کیا اور اس عدالت کے صدر کا تعلق ان کی اپنی جماعت سے تھا ۔ غالباً ان کی مخالفت کی سب سے بڑی وجہ ان کا یہ خوف تھا کہ المسیح کی تحریک ان کے سیاسی زوال کا باعث بنے گی (یوحنّا ۱۱ : ۴۹) ۔

پنتکُست کے بعد صدوقی نوزاد کلیسیا کے خلاف بہت سرگرم ہو گئے ۔ انہوں نے کاہنوں اور عبادت خانہ کے سردار کے ساتھ مل کر پطرس رسول اور یوحنّا رسول کو گرفتار کر کے قید میں ڈالا ۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد وہ تمام رسولوں کو گرفتار کر کے انہیں ہلاک کرنے کا مشورہ کرنے لگے (اعمال ۵ : ۱۷ ، ۳۳) ۔ اعمال کی کتاب میں ان کا تشدّد آمیز رویّہ جاری رہا ۔ انجیل جلیل میں کسی صدوقی کا مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے کا ذکر نہیں ملتا ۔ یوسیفس کے مطابق وہی خداوند کے بھائی یعقوب کی شہادت کے ذمہ دار تھے ۔ سنہ ۷۰ء میں یروشلیم کی تباہی کے بعد یہ جماعت ختم ہو گئی ۔

صدوم :۔ دیکھئے سدوم ۔

صِدّیم :۔ نفتالی کے قبیلے کا ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹ : ۳۵) ۔

صراحی :۔ لمبی گردن والا برتن ۔ لفظ صراحی اُردو ترجمہ میں تقریباً چھ مرتبہ آیا ہے ۔ یرمیاہ ۱۹ : ۱ ، ۱۰ میں یہ عبرانی لفظ بقبوق کا ترجمہ ہے (قب عربی بقبَق = یہ اُس آواز کی صوتی نقل ہے جو صراحی میں پانی ڈالنے یا اسے پانی میں ڈبونے سے پیدا ہوتی ہے) ۔ قب ★ بقبوقیاہ ایک شخص کا نام ۔ یہی عبرانی لفظ ۱ - سلاطین ۱۴ : ۳ میں بھی آیا ہے لیکن وہاں اُردو ترجمہ مرتبان کیا گیا ہے ۔

اُردو میں صراحی ۱۔سموئیل ۲۶: ۱۱، ۱۲، ۱۶ اور ۱۔سلاطین ۱۹: ۶ میں بھی آیا ہے۔ لیکن وہاں یہ عبرانی لفظ صفخت کا ترجمہ ہے۔

صرّاف:۔ سِکّوں کا لین دین کرنے والا۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یہودیہ میں رومی سکّے زرِ قانونی تھے اور یہی عام کاروبار میں رائج تھے۔ ہیکل کے کاہن اور لاویوں نے یہ تاثر دیا ہوا تھا کہ خدا کے گھر کے لئے صرف ہیکل کا سکّہ ہی پیش کرنا جائز ہے۔ اس لئے ہیکل کے مختلف واجبات مثقال اور نیم مثقال میں دیئے جاتے تھے۔ صرّاف غیر قوموں کے صحن میں اپنے تختے ڈال کر خوب کاروبار کرتے تھے۔ وہ رومی سکّے لیتے اور اُن کے بدلے میں اچھے منافع پر ہیکل کی مثقال دیتے۔ پھر وہ کاہنوں سے مثقال کو لے کر اُنہیں دوبارہ رومی سکّے میں بدل کر دیتے۔ یوں وہ دونوں فریقوں سے منافع کماتے تھے۔ خداوند یسوع نے اُنہیں اس لئے نکالا کہ وہ ہیکل کی بےحرمتی کر رہے تھے (متی ۲۱: ۱۲؛ مرقس ۱۱: ۱۵؛ یوحنا ۲: ۱۴، ۱۵)۔ نیز دیکھئے ساہوکار۔

صُرعاہ۔ صَرعہ:۔ یروشلیم سے ۱۵ میل مغرب میں ایک شہر۔ یہ دان اور یہوداہ کی سرحد پر واقع تھا (یشوع ۱۵: ۳۳؛ ۱۹: ۴۱)۔ سمسون کا باپ منوحہ یہاں کا رہنے والا تھا (قضاۃ ۱۳: ۲)۔ سمسون کو اسی شہر کے قریب دفن کیا گیا (قضاۃ ۱۶: ۳۱)۔ اسی جگہ سے دان کے قبیلہ کے لوگوں نے ملک کا حال دریافت کرنے کے لئے جاسوس بھیجے تاکہ اپنے لئے میراث تلاش کریں (قضاۃ ۱۸: ۲)۔

صُرعتی۔ صرتحی:۔ صرعاہ کے باشندے (۱۔تواریخ ۲: ۵۳)۔

صُرعی:۔ اس سے مراد غالباً صرعتی یعنی صرعاہ کے رہنے والے ہیں (۱۔تواریخ ۲: ۵۴)۔

صرور:۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص۔ یہ ساؤل کا پڑدادا تھا (۱۔سموئیل ۹: ۱)۔

صَروعہ:۔ نباط کی بیوہ اور یربعام کی ماں (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۶)۔

صریدا۔ صریدہ:۔ ایک وادی جس میں مدیانی جدعون سے ڈر کر بھاگ گئے (قضاۃ ۷: ۲۲۔ کیتھولک ترجمہ میں نام صریدہ ہے)۔

صریدہ:۔ افرائیمی یربعام کی پیدائش کی جگہ (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۶)۔ شاید اسی جگہ ہیکل کے دھات کے ظروف ڈھالے گئے۔ اس کا نام ۱۔سلاطین ۷: ۴۶ میں ★ضرتان ہے۔

صعودِ مسیح:۔ (دیکھئے اعمال ۱: ۶-۱۱؛ مرقس ۱۶: ۱۹؛ لوقا ۲۴: ۵۰-۵۲)

خداوند یسوع مسیح کا صعود اُن کی زمینی خدمت اور آسمانی خدمت کے درمیان ہوا۔ وہ انسان کو گناہوں سے نجات دینے کے لئے مرے اور اسے راستباز ٹھہرانے کے لئے جِلائے گئے (رومیوں ۴: ۲۵)۔ اس کے بعد وہ آسمان پر گئے تاکہ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھیں (اعمال ۲: ۳۲-۳۵) اور جب ہم دعا میں خدا کے پاس جائیں تو ہماری شفاعت کریں (۱تیمتھیس ۲: ۵) اور جب ہم لغزش کھائیں تو ہماری مدد کریں (۱۔یوحنا ۲: ۱)۔ مسیح خداوند کا صعودِ آسمانی ظاہری اور دیدنی تھا۔ اس کا ایک مقصد تو شاگردوں کو اس واقعہ کی حقیقت کا یقین دلانا تھا اور دوسرا اُن میں اُس کی ظاہرہ آمدِ ثانی کے بارے میں قوی اُمید پیدا کرنا تھا (اعمال ۱: ۱۱)۔

مسیح کے صعودِ آسمانی کے متعلق پرانے عہدنامہ میں پیشینگوئیاں پائی جاتی ہیں (زبور ۶۸: ۱۸ مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۸) اور مسیح نے خود بھی اس کی پیش گوئی کی (یوحنا ۲۰: ۱۷) اور پنتکُست کے بعد سے تمام مسیحیوں نے بطورِ مرکزی تعلیم قبول کر لیا۔ یہ "رسولوں کے عقیدہ" میں شامل ہے! ★"آسمان پر چڑھ گیا اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے"۔ پاک رُوح کے نازل ہونے کے لئے ضروری تھا کہ پہلے خداوند مسیح آسمان پر جائیں (یوحنا ۱۶: ۷)۔

صعودِ موسیٰ:۔ دیکھئے موسیٰ کا آسمان پر اُٹھایا جانا۔

صَعیر:۔ (عبرانی = چھوٹا، اصغر)۔ بحیرۂ مُردار کے مشرق میں ادومیہ کے علاقہ میں ایک گاؤں جہاں یورام نے ادومیوں کو مارا (۲۔سلاطین ۸: ۲۱)۔

صفاتہ۔ صفات:۔ یہوداہ کے مغرب میں مریسہ کے قریب ایک وادی جہاں آسا بادشاہ نے زارح کوشی کے خلاف صف آرائی کی۔ اس نے خدا سے دُعا کی جس کے جواب میں اُسے بڑی فتح نصیب ہوئی (۲۔تواریخ ۱۴: ۹-۱۲)۔

صفت۔ صفات:۔ (عبرانی = پہرے کا مینار)۔ بحیرۂ مُردار کے جنوب مغرب میں ۲۲ میل کے فاصلہ پر ایک کنعانی شہر جسے یہوداہ اور شمعون کے قبیلوں نے تباہ کر کے اُس کا نام حرمہ یعنی "خدا کے لئے وقف کیا ہوا" رکھا (قضاۃ ۱: ۱۷؛ گنتی ۲۱: ۳)۔

صفنات فعنیح۔ جہاں پناہ:۔ فرعون نے یوسف کو یہ لقب اس لئے دیا کہ اُس نے فرعون کے خواب کی تعبیر کی۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں عبرانی لقب ہے۔ کیتھولک میں اس کا ترجمہ ہے (پیدائش ۴۱: ۴۵)۔

صفن یاہ:۔ دیکھئے صفنیاہ۔

صفنیاہ کی کتاب ۔ صفن یاہ کی کتاب :۔

یہ کتاب انبیائے صغیر میں نویں ہے ۔ "خداوند کا دن" اِس کتاب کا موضوع ہے جس کا ذکر پہلے عاموس کی نبوتوں میں ضمناً آیا ہے (عاموس ۵: ۱۸۔۲۰)۔ بعد ازاں "خداوند کے دن" کی روئیات کو کشفی ادبیات میں ایک نمایاں مقام حاصل ہؤا۔

۱۔ خلاصۂ مضامین

ا۔ "خداوند کے دن" کی آمد آمد کی آگاہی (۱: ۱ تا ۲: ۳)
(۱) تمہید (۱: ۱)
(۲) ہر شے کی بربادی (۱: ۲، ۳)
(۳) یہوداہ اور یروشلیم پر عتابِ الٰہی (۱: ۴ تا ۱۳)
(۴) عتابِ الٰہی کا نقشہ (۱: ۱۴ تا ۱۸)
(۵) عتابِ الٰہی ٹل بھی سکتا ہے (۲: ۱ تا ۳)
ب۔ غیر اقوام پر عتابِ الٰہی (۲: ۴ تا ۱۵)
(۱) فلستیوں پر (۲: ۴ تا ۷)
(۲) موآب اور عمون پر (۲: ۸ تا ۱۱)
(۳) مصر پر (۲: ۱۲)
(۴) اسور پر (۲: ۱۳ تا ۱۵)
ج۔ یروشلیم پر عتابِ الٰہی کے بعد رحمتوں کا نزول (۳: ۱ تا ۲۰)
(۱) یروشلیم کے گناہوں کی سزا (۳: ۱ تا ۸)
(۲) یہوداہ کے بقیہ پر رحمت (۳: ۹ تا ۲۰)

۲۔ تاریخی پسِ منظر

اہلِ یہوداہ کی دینی حالت حزقیاہ کی موت کے بعد انحطاط کا شکار ہو چکی تھی ۔ بعل کے وہ مذبحے جو حزقیاہ نے مسمار کر دیئے تھے اُس کے بیٹے منسی نے اُنہیں دوبارہ تعمیر کروا دیا تھا (۲۔ تواریخ ۳۳: ۱ تا ۱۱) ۔ دین مسخ ہو کر احمقانہ ظواہر پرستی بن گیا تھا۔ عبادت میں بت پرستانہ رسوم و رواج کا عمل دخل جو آخز کے ایام میں معمول بن چکا تھا (۲۔ سلاطین ۱۶: ۳، ۴) انبیاء کی نظر میں اسرائیل کا خداوند کے ساتھ عہد و پیمان کی دھجیاں بکھیرنا تھا ۔

سکوتی لشکر نے ۶۳۲ ق م میں اسور پر حملہ کیا ۔ یوسیاہ بادشاہ یوں اسوریوں کی مداخلت کے خوف سے آزاد ہو کر اپنی اصلاحات کو عملی شکل دے سکا تھا ۔ سکوتی مغربی ایشیا میں گھس کر مصر کی سرحدوں تک در آئے تھے لیکن فرعون سموتکس اوّل نے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ۔ یوں اُن کے اسرائیل پر حملہ آور ہونے کا امکان تو نہ تھا تاہم صفنیاہ نبی اُن کے مہلک حملوں کے پس منظر میں خداوند کے عتاب کی تصویر کھینچتا ہے ۔

۳۔ کتاب کا پیغام

صفنیاہ کی نبوتیں ایک الم انگیز پیغام سے شروع ہوتی ہیں ۔ نبی یروشلیم کی بُت پرستی کی مذمت کرتا ہے جہاں حزقیاہ کے ایام کے بعد رُوحانی تازگی کے کوئی آثار نمودار نہ ہوئے ۔ صفنیاہ برملا آگاہ کرتا ہے کہ عتابِ الٰہی یہوداہ اور یروشلیم (۱: ۴۔۱۸؛ ۳: ۱ تا ۷) اور یہوداہ کے پڑوسی بُت پرستوں (۲: ۴۔۱۵) کے سروں پر پہنچ چکا ہے ۔

تاہم نبی انتہا پسندی کا شکار نہیں ہے ۔ سر پر منڈلاتی ہوئی بربادی کے انجام پردہ اچھے دنوں کا آغاز دیکھتا ہے ۔ خدا اپنے لوگوں کو مصائب و آلام کی بھٹی میں سے گزارتا ہے تاکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ابرِ رحمت ثابت ہوں ۔

کچھ قباحتیں جن کی مذمت صفنیاہ کرتا ہے یوسیاہ کی اصلاحات کے تحت ختم ہو گئی تھیں (۶۲۱ ق م)۔

صفور :۔ موآب کے بادشاہ بلق کا باپ ۔ یہ غالباً مدیانی تھا (گنتی ۲۲: ۲، ۴)۔

صِفورہ :۔ (عبرانی = چھوٹا پرندہ، چڑیا)۔ مدیان کے کاہن یترو (جس کا نام رعوایل بھی تھا) کی بیٹی اور موسیٰ کی پہلی بیوی ۔ غالباً اُس نے اپنے دوسرے بیٹے جیرسوم کا ختنہ ہونے نہیں دیا تھا ۔ لیکن جب موسیٰ خدا کے حکم کے مطابق مصر واپس جا رہا تھا تو وہ سخت بیمار ہو گیا ۔ صفورہ نے محسوس کیا کہ یہ اُن کے بیٹے کے ختنہ نہ ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے اُس نے خود ہی چقماق کے پتھر سے اُس کا ختنہ کیا اور پھر موسیٰ صحت مند ہو گیا ۔ موسیٰ نے مصر جاتے ہوئے صفورہ کو اُس کے باپ کے پاس بھیج دیا ۔ بعد میں جب بنی اسرائیل بیابان میں تھے تو یترو صفورہ اور اس کے بیٹوں کو موسیٰ کے پاس لایا (خروج ۴: ۲۰ مابعد اور ۱۸: ۲ مابعد)۔ نیز دیکھئے خونی دُولہا ۔

صفون ۔ صافون :۔ (عبرانی = شمال)۔ ۱۔ یردن کے مشرق کا وہ علاقہ جسے موسیٰ نے بنی جد کو میراث میں دیا (یشوع ۱۳: ۲۷)۔
۲۔ بنی جد میں سے ایک شخص (گنتی ۲۶: ۱۵)۔ پیدائش ۴۶: ۱۶ میں اس کے ہجے صفیان ہیں ۔

صفی :۔ (عبرانی = دیدبان، نگہبانی کا بُرج)۔ بنی عیسو میں سے الیفز کے خاندان سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۱: ۳۶)۔ پیدائش ۳۶: ۱۱، ۱۵ میں اس کے ہجے صفو ہیں ۔

صقلاج :۔ (عبرانی = موڑ)۔ فلسطین کے جنوب میں ایک شہر جسے یشوع کے زمانہ میں بنی یہوداہ کو دیا گیا تھا (یشوع ۱۵: ۳۱)۔ بعد میں بنی شمعون بھی اس میں حصہ دار بن گئے (یشوع ۱۹:

۵)۔ پھر فلستی اس پر حکمران ہوئے۔ جب داؤد اور اس کے ساتھی ساؤل سے بھاگے تو جات کے بادشاہ اکیس نے اسے داؤد کو دیا (۱۔سموئیل ۲۷: ۱-۷)۔ جب داؤد اس شہر میں تھا تو اُس نے اکیس کے ساتھ ساؤل پر حملہ کرنے کی پیشکش کی لیکن فلستیوں نے اسے قبول نہ کیا بلکہ واپس بھیج دیا۔ جب داؤد واپس پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ عمالیقیوں نے صقلاج پر حملہ کیا ہے اور عورتوں اور بچّوں کو لے گئے اور شہر کو جلا دیا ہے۔ داؤد نے عمالیقیوں کا پیچھا کیا اور سب مال متاع واپس لے لیا۔ صقلاج میں اس نے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا تاکہ ضرورت کے وقت استعمال ہوں۔ بابل کی اسیری میں جانے تک صقلاج یہوداہ کے بادشاہوں کی ملکیّت رہا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴۶

صلافحاد۔ صلفحاد :- منسّی کے قبیلہ کا ایک فرد جو بیابان میں مرا۔ اُس کی پانچ بیٹیاں تھیں، بیٹا نہیں تھا۔ اُنہوں نے زمین کی تقسیم کے وقت میراث میں سے اپنا حصّہ مانگا (گنتی ۲۷: ۱-۱۱)۔ خداوند نے ان کی درخواست قبول کی لیکن جب ان کے قبیلے نے خدشہ ظاہر کیا کہ لڑکیوں کی دوسرے قبیلوں میں شادی کے باعث ان کی میراث بھی ان قبیلوں کو مل جائے گی (گنتی ۳۶: ۱-۱۲) تو خداوند نے حکم دیا کہ لڑکیاں اپنے ہی قبیلوں میں بیاہی جائیں اور یہ لڑکیوں کی میراث کے بارے میں ایک عام قانون ٹھہرا۔

صُلح :- دیکھئے سلامتی۔ میل ملاپ۔

صلف۔ صالاف :- حنون کا باپ۔ حنون نے یروشلیم کی دیوار کی مرمّت میں نحمیاہ کی مدد کی (نحمیاہ ۳: ۳۰)۔

صلق۔ صالق :- ایک عمونی شخص یہ داؤد بادشاہ کے سورماؤں میں سے ایک تھا (۲۔سموئیل ۲۳: ۳۷؛ ۱۔تواریخ ۱۱: ۳۹)۔

صلیب :- سولی۔ دار۔ چلیپا۔ اُردو میں یہ تمام لفظ اُس لکڑی کے لئے استعمال ہوتے ہیں جس پر مجرموں کو لٹکا دیا جاتا تھا۔ لفظ صلیب نئے عہدنامہ میں تقریباً ۵۶ مرتبہ استعمال ہؤا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں لفظ صلیب نہیں بلکہ سولی، درخت وغیرہ استعمال ہؤا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں مجرموں کو زندہ صلیب پر نہیں لٹکاتے تھے (صرف آستر کی کتاب میں سولی پر چڑھانے کا ذکر آتا ہے ۵: ۱۴؛ ۶: ۴؛ ۷: ۹؛ ۹: ۱۳) بلکہ مارنے کے بعد لاش کو لوگوں کی عبرت کے لئے درخت پر لٹکا دیتے تھے (استثنا ۲۱: ۲۲، ۲۳؛ یشوع ۱۰: ۲۶)۔ اس قسم کی سزا کا سزاوار لعنتی قرار دیا جاتا تھا (گلتیوں ۳: ۱۳) اور اُسے رات سے پہلے درخت سے اُتار کر دفن کرنا ہوتا تھا (استثنا ۲۱: ۲۳؛ یوحنا ۱۹: ۳۱)۔ اس لئے نئے عہدنامے میں اکثر مسیح کی صلیب کو درخت یا لکڑی کہا گیا ہے (گلتیوں ۳: ۱۳ لکڑی۔ اعمال ۵: ۳۰ کیتھولک ترجمہ میں کاٹھ۔ اردو ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں لکڑی۔ اسی طرح اعمال ۱۰: ۳۹؛ ۱۳: ۲۹؛ ۱-پطرس ۲: ۲۴ میں یونانی میں لکڑی ہے اور پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں بھی لکڑی ہے)۔ صلیب کی سزا پہلے پہل فینیکیوں نے شروع کی۔ پھر یہ اور قوموں میں رائج ہوئی اور بالآخر رومیوں نے اسے بڑے پیمانے پر استعمال کیا۔ رومی صرف غلاموں، دیہاتیوں اور بدترین مجرموں کو یہ سزا دیتے تھے۔ یہ سزا رومی شہری کو نہیں دی جاتی تھی۔ اسی لئے روایت کے مطابق پطرس رسول کو تو صلیب دی گئی لیکن چونکہ پولس رومی شہری تھا اس لئے اُس کا سر قلم کیا گیا۔

صلیب چار مختلف شکلوں کی ہوتی تھی۔

۱۔ وہ صلیب جو عام طور پر مصوّری کے شاہکاروں میں پیش کی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہی خداوند یسوع کے لئے استعمال کی گئی۔ اس بات کو اس امر سے تقویت ملتی ہے کہ ہر انجیل میں لکھا ہے کہ صلیب کے اوپر ایک کتابہ لگایا گیا۔

۲۔ دوسری صلیب کی شکل انگریزی کے حرف (ٹی) کی مانند ہوتی تھی۔

۳۔ یونانی صلیب۔ اس کے چاروں بازو برابر ہوتے تھے۔

۴۔ صلیب کی ایک اور شکل انگریزی کے حرف (ایکس) کی مانند تھی۔ روایت کے مطابق مقدس اندریاس کو ایسی صلیب پر لٹکایا گیا۔ چونکہ صلیب پر خداوند مسیح یسوع نے اپنی بڑی قربانی دی اس لئے وقت کے گزرنے کے ساتھ صلیب جو پہلے منحوس اور لعنتی

تصوّر کی جاتی تھی ایک پاک علامت بن گئی اور اسؐ نے مسیحی علمِ الٰہی میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا۔ دنیا کی نظر میں صلیب کا پیغام تو بیوقوفی کے مترادف ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۸) لیکن نجات پانے والوں کے نزدیک یہ خدا کی قدرت ہے۔ افسیوں ۲: ۱۶؛ کلسیوں ۱: ۲۰ میں صلیب خدا اور انسان کے درمیان صلح کا نشان ہے۔ یوں یہ صلح اور مخلصی کا نشان بھی بن گیا (کلسیوں ۲: ۱۴)۔ یہ تاریخ کی ستم ظریفی ہے کہ صلیب جو یہودی اور رومی دونوں کے نزدیک لعنت کا نشان تھی (گلتیوں ۳: ۱۳) مسیحیوں کے لئے ایک مقدس نشان بلکہ ان کا امتیازی نشان بن گئی۔

صلیبی موت ایک نہایت اذیت ناک سزا تھی۔ یروشلیم کی رحم دل خواتین ایسے موقع کے لئے ایک قسم کا سرکہ پیش کرتی تھیں جس سے صلیب پر لٹکے ہوئے شخص کے درد میں افاقہ ہوتا تھا لیکن خداوند یسوع نے اس سرکہ کو پینے سے انکار کر دیا (متی ۲۷: ۳۴)۔

صلیبی کلمات:- خداوند یسوع نے صلیب سے یہ سات کلمے فرمائے۔

۱-"اے باپ، ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳: ۳۴)۔

۲-"میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (لوقا ۲۳: ۴۳)۔

۳-"اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے ..... دیکھ تیری ماں یہ ہے" (یوحنا ۱۹: ۲۶، ۲۷)۔

۴-"ایلی ایلی لما شبقتنی یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (متی ۲۷: ۴۶؛ مرقس ۱۵: ۳۴)۔

۵-"میں پیاسا ہوں" (یوحنا ۱۹: ۲۸)۔

۶-"تمام ہوا" (یوحنا ۱۹: ۳۰)۔

۷-"اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" (لوقا ۲۳: ۴۶)۔

صماری ۔ ضماری:- ایک کنعانی قبیلہ جو اسی نام کے شخص سے شروع ہوا (پیدائش ۱۰: ۱۸)۔

صمریم ۔ صماریم:- ۱- بیت ایل کے قریب بنیمین کے قبیلے کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۲)۔

۲- افرائیم کے کوہستانی علاقے میں ایک پہاڑ (۲-تواریخ ۱۳: ۴)۔

صنائع بدائع، کلامِ مقدس میں:- اس مضمون میں ہم عبرانی طرزِ تحریر کی چند خصوصیات کا ذکر بھی کریں گے۔

۱- ادب میں اکثر عجیب و غریب نکات اور باریکیاں عمداً پیدا کی جاتی ہیں یا یہ از خود ظاہر ہوتی ہیں۔ ان سے کلام میں حسن اور دلآویزی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ صنائع (صنعت کی جمع۔ کاریگری، خوبی) اور بدائع (بدیع کی جمع۔ انوکھی اور نادر چیز) نظم اور نثر میں خوبصورتی، دلکشی اور جاذبیت پیدا کرتی ہیں۔ نتیجۃً کلام میں نرمی، شائستگی، خوش بیانی اور نزاکت رونما ہوتی ہے۔

کلامِ پاک اپنی اصلی زبانوں (عبرانی اور یونانی) میں اس خوبصورتی سے آراستہ اور مزیّن ہے۔ لیکن چونکہ اکثر لوگ ان زبانوں سے ناواقف ہیں اس لئے اس حُسن اور خوبصورتی کی داد دینے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ اس مضمون میں ہم اس موضوع پر کوئی باضابطہ تفصیلی بحث نہیں کریں گے بلکہ صرف چند صنعتوں کی طرف اشارہ کریں گے اور مثالیں دے کر قارئین کو ان کی ایک جھلک دکھا کر محظوظ کریں گے تاکہ وہ کلامِ مقدس کی خوبصورتی کا کچھ اندازہ کر سکیں۔ تاہم یہاں اس بات پر زور دینا اشد ضروری ہے کہ پاک کلام کا ہماری مادری زبان میں ترجمہ نجات کے لئے بالکل کافی اور وافی ہے۔ ان صنائع بدائع سے ناواقفیت نجات کے حصول پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ مزید خدا کا نجات کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ ایسے الفاظ اور طریقہ سے تحریر کیا جائے کہ ہر قوم اور ہر قبیلہ اسے سمجھ لے (تب۔ متی ۲۸: ۱۹) اس حقیقت کی تائید اور تصدیق عیدِ پنتکست پر نزولِ روح القدس کے وقت واضح طور پر ہوگئی۔ پاک روح نے شاگردوں کو غیر زبانیں بولنے کی طاقت بخشی (اعمال ۲: ۳-۱۰)۔ اس موقع پر تین ہزار سے زیادہ لوگ مختلف ممالک سے اکٹھے تھے اور یہاں کم از کم پندرہ زبانوں کا ذکر آیا ہے۔ کلامِ مقدس کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ اس کا ترجمہ ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔ یہ اس کی سادہ بیانی اور فصاحت کا زندہ ثبوت ہے۔ تاہم وہ صنائع بدائع جو عبرانی اور یونانی میں آئی ہیں کلامِ مقدس کے گہرے معنی سمجھنے میں مدد دیتی ہیں اور ان سے واقفیت کلامِ پاک کے طرزِ تحریر کے حسن اور خوبصورتی کی قدر دانی سکھاتی ہے اور اکثر مرتبہ تشریح اور توضیح میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

۲- پاک کلام کی عبرانی اور یونانی طرزِ تحریر میں، خاص کر عبرانی میں، کچھ خصوصیات ایسی ہیں جو بعض مشرقی زبانوں سے مشترک ہیں خصوصاً عربی اور فارسی سے۔ ہم ان کا ذکر ضمناً ہی کریں گے کیونکہ قارئین ان سے پہلے ہی سے واقف ہیں۔

عبرانی اور عربی میں (اس کا اثر اردو اور فارسی پر بھی ہوا ہے) حرفِ عطف واؤ کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ خصوصیت کلامِ پاک کے پہلے باب کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے۔ ابتدائی جملے کے بعد ہی یہ لفظ آتے ہیں "اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا"۔ عبرانی میں یہ یوں ہے۔

[وَ] ہا ارض حیَ تا توہو [وَ] وھو
[وَ] خوشک عُل پنے تہوم [وَ] روأخ الوھیم
مراخیفت عُل پنے ہامائیم

پیدائش کی کتاب کے پہلے باب میں تقریباً ساٹھ جملے ہیں اور ہر جملہ "واو" (اور) سے شروع ہوتا ہے۔ اس باب کے عبرانی متن میں تقریباً کل ۹۵ "واو" حرفِ عطف کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ جب دو سے زیادہ نام ہوں یا دو سے زیادہ باتوں کا ذکر ہو تو اردو میں اکثر آخری دو الفاظ کو ہی حرفِ عطف سے جوڑ دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے مقامات پر فارسی، عربی اور عبرانی میں تمام الفاظ حرفِ عطف سے جوڑے جاتے ہیں (دیکھئے قواعدِ اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق ص۲۸۷)۔ اردو زبان پر یہ غالباً انگریزی گرامر کے اثر کا نتیجہ ہے۔ مثلاً پیدائش ۹: ۱۸ میں "نوحؔ کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سمؔ، حامؔ اور یافتؔ تھے"۔ عبرانی میں سمؔ و حامؔ و یافتؔ۔ کیتھولک ترجمہ میں حرفِ عطف برقرار رکھا گیا ہے۔ پیدائش ۱۰: ۲۲ میں عبرانی طرزِ تحریر کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ "عیلامؔ اور اسوؔر اور ارفکسدؔ اور لودؔ اور ارامؔ"۔

استثنا ۵: ۱۴ میں جن لوگوں کو سبت پر کام نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اُن سب کو عبرانی متن میں حرفِ عطف واو سے ملایا گیا ہے۔ "(اور) نہ تیرا بیٹا (اور) نہ تیری بیٹی (اور) نہ تیرا غلام (اور) نہ تیری لونڈی (اور) نہ تیرا بیل (اور) .... وغیرہ"۔ چھٹے، ساتویں، آٹھویں حکموں کو بھی واو سے شروع کیا گیا ہے "(اور) تو خون نہ کرنا (اور) تو زنا نہ کرنا (اور) تو چوری نہ کرنا ...... وغیرہ"۔ عربی اور فارسی ترجموں میں عبرانی کے مطابق حرفِ عطف موجود ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی دلچسپ اور غور طلب ہے کہ پرانے عہد نامہ کی کئی کتابیں عبرانی میں واو سے شروع ہوتی ہیں مثلاً خروج، احبار، گنتی، استثنا وغیرہ۔ بعض ایسی کتابیں بھی حرفِ عطف سے شروع ہوتی ہیں جن کا پچھلی کسی کتاب سے تعلق یا ربط نہ ہو مثلاً یشوع، قضاۃ، روت، پہلا اور دوسرا سموئیل وغیرہ۔ یہ طرزِ تحریر عربی اور فارسی ترجموں میں قائم رکھا گیا ہے۔

۳۔ بعض عام محاورے بھی بالکل مشرقی انداز کے ہیں۔ مثلاً ★ بیٹا یا ★ بیٹی کا مجازی استعمال۔ عربی کے محاوروں ابن الوقت، ابن السبیل کی طرح کے کئی محاورے عبرانی میں ملتے ہیں۔ مثلاً بڑھاپے کا بیٹا (پیدائش ۳۷: ۳۔ عبرانی بن زقونیم یعنی یوسفؔ اسرائیل (یعقوب) کے بڑھاپے میں پیدا ہوا)۔

عبرانی بن اور بنی لفظوں کے اتنے عام حصے ہیں کہ انہیں اردو میں جوں کا توں لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً بن عمی (پیدائش ۱۹: ۳۸۔ قب ہوسیع ۲: ۱۔ میرے لوگوں کے بیٹے)۔ بنوؔنی (بن اونی پیدائش ۳۵: ۱۸۔ میرے غم کا فرزند)۔ بوؔانرگس (مرقس ۳: ۱۷ گرج کے بیٹے۔ پسرانِ تُند)۔ ارامی میں "بن" تبدیل ہو کر "بر" کی شکل لے لیتا ہے۔ نئے عہد نامہ میں ایسے سات نام ملتے ہیں یعنی برتلمائی (متی ۱۰: ۳)، بریوناہ (متی ۱۶: ۱۷)، برابّا (متی ۲۷: ۱۶)، برتمائی (مرقس ۱۰: ۴۶)، برسبّا (اعمال ۱: ۲۳)، برنباس (اعمال ۴: ۳۶)، بریسوع (اعمال ۱۳: ۶)۔

عبرانی میں کچھ اور مثالیں بھی ہیں جو ترجمہ میں ظاہر نہیں ہوتیں۔ کسی کی عمر کو محاورۃً عبرانی میں سالوں کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ مثلاً نوحؔ پانچ سو سال کا بیٹا تھا (پیدائش ۵: ۳۲)۔ چنگاری کو عبرانی میں شعلے کا بیٹا (ایوب ۵: ۷۔ بن رشف) کہا گیا ہے۔ اسی طریقے سے بیٹی کے لفظ سے محاورے بنائے گئے ہیں۔ حتیٰ لڑکیوں کو حِتؔ کی بیٹیاں کہا گیا ہے (پیدائش ۲۷: ۴۶۔ یہ محاورہ کئی جگہ استعمال ہوا ہے، مثلاً پیدائش ۲۸: ۱؛ گنتی ۲۵: ۱ (پروٹسٹنٹ موآبی عورتیں۔ کیتھولک موآب کی بیٹیاں)، قضاۃ ۱۱: ۴۰ (پروٹسٹنٹ اسرائیلی عورتیں۔ کیتھولک اسرائیل کی بیٹیاں) وغیرہ۔

۴۔ صنائع دو قسم کی ہیں۔ صنعتِ معنوی اور صنعتِ لفظی۔ اکثر پاک کلام کی اصلی زبان میں حسن اور نزاکت الفاظ کے اشتقاق اور آواز سے پیدا ہوتی ہے۔ معنوی اور صوتی بازگشت کلام میں ایک خاص خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔ بعض نازک خیالیاں تو ذہنی کسرت کی مانند ہیں۔ ان میں معنی اور مفہوم اور اُن کا صوتی انداز آپس میں قلابازیاں کھا کر ایک باسمجھ حسّاس قاری کو بہت محظوظ کرتا ہے۔ اس قسم کی صنعت رعایتِ لفظی یا تلازمہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مثلاً یرمیاہ ۱: ۱۱، ۱۲ میں دو لفظوں پر ضلع جگت ہے۔ شاقید بمعنی بادام کا درخت اور شاقد بمعنی بیدار ہونا۔ آیت یوں ہے "اے یرمیاہ تو کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ بادام کے درخت (شاقید) کی ایک شاخ دیکھتا ہوں۔ اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ تو نے خوب دیکھا کیونکہ میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے بیدار (شاقد) رہتا ہوں"۔

اس قسم کی رعایتِ لفظی کئی جگہ پائی جاتی ہے۔ اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ بلعامؔ کو موآبیوں کے بادشاہ بلقؔ نے بلوایا تاکہ بنی اسرائیل پر لعنت کرے (گنتی ۲۲ب) لیکن خدا نے بلعامؔ کو ایسا کرنے سے روکا۔ جب بلقؔ نے اصرار کیا تو بلعامؔ نے اپنی رویا میں قینیوں کے متعلق اس طرح بیان دیا۔ یاد رہے کہ عبرانی میں قین کے معنی آشیانہ ہیں۔ "تیرا مسکن مضبوط ہے اور تیرا آشیانہ (قین) بھی چٹان پر بنا ہوا ہے۔ تو بھی قینؔ (آشیانہ) خانہ خراب ہوگا" (گنتی ۲۴: ۲۱، ۲۲)۔

۶۔ اس صنعت کی ایک اور قسم کسی کے نام پر تلازمہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً جب خدا اپنے اور ابرامؔ کے درمیان عہد باندھتا ہے تو اس کا نام ابرامؔ (بزرگوار) سے تبدیل کر کے ابرہامؔ

(قوموں کا باپ) کر دیتا ہے (پیدائش ۱۷: ۵۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

اس صنعت کی مثالیں نئے عہد نامہ میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً جب خداوند مسیح پطرسؔ رسول سے مخاطب ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں "تو پطرسؔ (یونانی پِٹروس petros ہے اور میں اس پتھر (یونانی پِترا petra) پر اپنی کلیسیا بناؤں گا" (متی ۱۶: ۱۸)۔

۷۔ رعایتِ لفظی کی ایک اور دلچسپ لیکن پیچیدہ مثال گلتیوں باب پانچ میں پائی جاتی ہے۔ پیچیدہ اس وجہ سے کہ اس میں صنعتِ کنایہ بھی شامل ہے جو آج کل کا قاری یونانی دیو مالا سے ناواقفیت کی وجہ سے ترجمہ میں پڑھ کر سمجھنے میں دقت محسوس کرے گا۔ پولسؔ رسول ختنہ کے متعلق بحث کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مسیح میں ہو کر ختنہ اپنی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ضروری چیز ایمان ہے جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔ گلتیہؔ کی کلیسیا کے لوگ اچھی مسیحی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حق کے راستے پر چلتے ہوئے کس نے اُن کے راستہ میں رکاوٹ ڈال دی؟ رکاوٹ کے لئے یونانی لفظ این کو پِتو enkopto ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں کسی کو روکنے کے لئے (راستہ کو) کاٹ (کھود) دینا یا راستہ میں رکاوٹ کھڑی کر دینا۔ مجازی معنی کسی کو روکنا (گلتیوں ۵: ۷۔ بعض نسخوں میں یہاں یونانی لفظ اناکو پِتو anakopto ہے)۔ کس نے تمہارے راستہ کو کاٹ دیا جس پر تم اچھی طرح سفر کر رہے تھے؟ دوسرا لفظ (اپوکو پِتو apokopto ہے۔ اس کے لغوی معنی (عضو) کاٹ ڈالنے کے ہیں (گلتیوں ۵: ۱۲۔ قب مرقس ۹: ۴۳، ۴۵؛ یوحنا ۱۸: ۱۰، ۲۶)۔ مجازی معنی اپنے کو خارج کرنے کے بھی ہیں۔ یہاں اس بات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ گلتیہ کے پڑوس میں فروگیہ کا علاقہ تھا جہاں یونانی دیوی سو بیلے Cybele کی پرستش ہوتی تھی۔ اس رچنا دیوی (جسے مادرِ اعظم بھی کہتے تھے) کے پجاری اپنی وفاداری کے ثبوت میں اپنے آپ کو آختہ کر دیتے تھے۔ پولسؔ رسول گلتیہ کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ جو لوگ تمہیں ختنہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں "کاشکہ تمہارے بے قرار کرنے والے تمہارا ختنہ کرنے کی بجائے اپنے کو آختہ کر لیتے" (apokopto)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں شائستہ بیانی سے کام لیا گیا ہے (دیکھئے گلتیوں ۵: ۱۲۔ اور ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ کیتھولک ترجمہ زیادہ بے جھجک اور یونانی لفظ کے لغوی معنی کے عین مطابق ہے۔

۸۔ تجنیسِ قلب۔ اس صنعت میں ایسے لفظ یا جملے لکھے جاتے ہیں جنہیں سیدھا یا اُلٹا پڑھنے سے کوئی پُر معنی لفظ یا عبارت بنتی ہے۔ مثلاً درد کا اُلٹ درد ہی ہے اور کان کا ناک۔

اردو میں اس کی ایک مشہور مثال امیر خسروؔ کے اس مصرع میں ملتی ہے

ع ۔ شکّر بترازوئے وزارت برکش ۔

(معنی۔ اپنے فرائض کو شیرینی سے ادا کر)۔ اس کی سیدھی سادی مثال عبرانی اور یونانی میں تو ہماری نظر سے نہیں گذری۔ تاہم عبرانی کی ایک نہایت دلچسپ صنعت ہے جو اسی قسم کے اصول پر بنائی گئی ہے۔ یہ رمزیہ تحریر میں کام آتی تھی۔ عبرانی میں اسے اتباش (آلف۔ تاؤ۔ بیتھ۔ شین) کا نام دیا گیا ہے۔ اس نام میں اس کے بنانے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ عبرانی حروفِ تہجی کے پہلے حرف آلف کی جگہ آخری حرف تاؤ لیا جاتا ہے۔ دوسرے حرف بیتھ کی جگہ آخری حرف سے پہلے کا حرف شین لیا جاتا ہے وغیرہ۔ یوں آلف، تاؤ، بیتھ اور شین سے اتباش بنا۔

یاد رہے کہ عبرانی حروفِ تہجی بائیس ہیں اور ان کی ترتیب ابجد کے عین مطابق ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم انہیں ذیل میں ترتیب وار درج کرتے ہیں۔ حرف کے نام کے بعد قوسین میں اُن کی اُلٹی ترتیب کا عدد بھی درج کر رہے ہیں۔

۱۔ آلف (۲۲) ۲۔ بیتھ (۲۱) ۳۔ گیمل (۲۰) ۴۔ دالتھ (۱۹)
۵۔ ہے (۱۸) ۶۔ واو (۱۷) ۷۔ زین (۱۶) ۸۔ خیتھ (۱۵)
۹۔ طیتھ (۱۴) ۱۰۔ یود (۱۳) ۱۱۔ کاف (۱۲) ۱۲۔ لامد (۱۱)
۱۳۔ میم (۱۰) ۱۴۔ نون (۹) ۱۵۔ سامک (۸) ۱۶۔ عین (۷)
۱۷۔ پے (۶) ۱۸۔ صادے (۵) ۱۹۔ قوف (۴) ۲۰۔ ریش (۳)
۲۱۔ شین (۲) ۲۲۔ تاؤ (۱)

اب آپ دیکھیں گے کہ ۱ اور ۲۲، ۲ اور ۲۱ کو جوڑنے سے اور اعراب لگانے سے لفظ اتباش بن گیا۔

اگر بابل (بیتھ۔ ۲، بیتھ۔ ۲، لامد۔ ۱۲) کو اس طریقے سے بدلنا ہو تو شین۔ شین۔ کاف یعنی ★ شیشک بنے گا۔ نبی نے بابل کا رمزیہ نام شیشک رکھا تھا (دیکھئے یرمیاہ ۲۵: ۲۶)۔

اس کی دوسری مثال عبرانی لفظ ★ لیب قامائی ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ارمیاہ ۵۱: ۱)۔ یہ عبرانی عبارت ہے جس کا ترجمہ "اُس کے مخالف دارالسلطنت" ہے۔ عبرانی حروفِ صحیح لامد۔ ۱۲؛ بیتھ۔ ۲؛ قوف۔ ۱۹؛ میم۔ ۱۳؛ یود۔ ۱۰ ہیں۔ اب آخر سے انہی اعداد کے حروف لیجئے۔ ۱۲۔ کاف؛ ۲۔ سین؛ ۱۹۔ دالتھ؛ ۱۳۔ یود؛ ۱۰۔ میم۔ اعراب لگا کر یہ کسدیم بن گیا جو کسدی کی جمع ہے۔ سو اُس مخالف دارالسلطنت کے رہنے والوں سے مراد کسدی ہیں جن کا ذکر آیت ۴ میں آتا ہے۔

۹۔ صنعتِ مجاز مرسل۔ اس علمِ بیان سے وہ صنعتِ بیانیہ مراد ہے جس میں سبب سے مُسبّب، کل سے جزو، لازم سے ملزوم، ذکر سے صاحبِ ذکر اور ظرف سے مظروف یا ان کے اُلٹ مُراد

لئے جائیں۔ کلامِ پاک میں اس کی کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً بیج سے مراد نسل (پیدائش ۳: ۱۵۔ عبرانی میں یہاں بیج (زرع ہے)۔ موسیٰ سے مراد موسیٰ کی وساطت سے دی گئی شریعت (لوقا ۱۶: ۳۱)۔ لکڑی سے مراد صلیب (اعمال ۵: ۳۰۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صلیب ہے۔ کیتھولک ترجمہ کاٹھ ہے۔ نیز دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ جہاں لفظ لکڑی ہے۔ گلتیوں ۳: ۱۳ میں یونانی میں کسولون xylon بمعنی لکڑی استعمال ہوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ دار اور پروٹسٹنٹ لکڑی کیا گیا ہے)۔ عصا سے مُراد قوم (گنتی ۲۴: ۱۷) ہے۔

۱۰۔ صنعتِ توشیح۔ توشیح کے لغوی معنی گلے میں ہار ڈالنا یا جڑاؤ پیٹی پہنانا ہیں یعنی کسی کو آراستہ کرنا۔ اس صنعت میں ہر شعر یا آیت کے پہلے لفظ کا پہلا حرف کسی خاص ترتیب سے آتا ہے۔ اُردو میں اکثر ان حروف کو جمع کرنے سے کسی کا نام بن جاتا ہے۔ مثلاً

اُمّید

ا : اُمید سے دُنیا قائم ہے، اُمید کا دامن تھامے رکھ
اُمّید تری موہوم نہیں، اُمید کی نسبت کیا کہیئے

م : معصوم ازل سے واسطہ رکھ، معصوم تمنا پیدا کر
معصوم سے حق خوش ہوتا ہے، معصوم کی سیرت کیا کہیئے

م : مُشتاق نگاہیں ڈھونڈتی ہیں، مُشتاق نگاہیں کہتی ہیں
جو دلِ اُمّید کا رسیا ہے، اس دل کی عقیدت کیا کہیئے

ی : یادوں کے شگفتہ پہلو میں، اُمید کا ہاتھ بھی ہوتا ہے
اُمّید سُرورِ دِل بھی ہے، یہ رمزِ حقیقت کیا کہیئے

د : دُنیائے محبت میں ناداں، اُمید کی شمع درخشاں کر
جس دل میں یہ شمع درخشاں ہے، اُس دل کی حرارت کیا کہیئے

(تاک)

اگر مذکورہ بالا ہر شعر کا پہلا حرف لیا جائے اور ان حروف کو جوڑا جائے تو اُمید کا لفظ بنتا ہے۔

کلامِ پاک میں غالباً اس کی صرف ایک مثال زبور ۱۱۰ میں ملتی ہے۔ پہلے جملے یعنی "یہوواہ نے میرے خداوند سے کہا" کے تمہیدی الفاظ کو چھوڑ کر عبرانی متن کی پہلی چار آیتوں میں شین۔ میم۔ عین۔ نون کے حروف آتے ہیں جن پر ★ اعراب لگانے سے شمعون نام بنتا ہے۔ بعض مُفسر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ★ شمعون مکابی کا حوالہ ہے۔ یاد رہے کہ اس شمعون نے یہودیوں کو سلوقیوں سے نجات دلوائی تھی۔ لیکن زیادہ علماء اس زبور کو مسیح سے منسوب کرتے ہیں۔ اُن کی رائے میں شمعون کے نام کی توشیح عمداً نہیں بنائی گئی بلکہ وہ اتفاقی ہے۔

پاک کلام میں توشیح کی تمام تر مثالیں حروفِ ابجد کی ترتیب کی ہیں، یعنی اگر پہلی آیت آلف سے شروع ہوتی ہے تو دوسری بیتھ سے ہوگی اور تیسری گیمل سے وغیرہ۔ اس کی مثالیں یہ ہیں زبور ۲۵، ۳۷، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۹، ۱۴۵؛ امثال ۳۱: ۱۰-۳۱؛ نوحہ (توشیح کے فوائد کے لئے اسی قاموس میں نوحہ کے تمہیدی نوٹ کو ملاحظہ فرمائیں)؛ ناحوم ۱: ۲-۱۰۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ۱۱۹ زبور کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ صنعتِ توشیح سے آراستہ ہے۔ ہر حصّہ کے شروع میں عبرانی حروفِ تہجی اور اُن کے نام درج ہیں (دیکھئے عبرانی زبان، ۳)۔ عبرانی حروفِ تہجی جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے تعداد میں بائیس ہیں اور ان کی ترتیب بعینہٖ ابجد کی ہے۔ یہ قرشت کے کلمہ پہ ختم ہو جاتے ہیں۔ عربی میں مزید چھ حروف ہیں جو ثخذ اور ضظغ کے کلموں سے ادا کئے جاتے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں اس صنعت کی ہر جگہ نشاندہی حروفِ ابجد لگا کر کر دی گئی ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔ خصوصاً مزمور ۱۱۸ (۱۱۹) کا ذیلی نوٹ)۔

۱۱۔ توشیح کے علاوہ زبور ۱۱۹ میں ایک اور دلچسپ صنعت پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ زبور خدا کے کلام کی تعریف میں لکھا گیا ہے اس لئے اس کی ہر آیت میں (ماسوا ۱۲۲ اور ۱۳۲ کے) میں خدا کے کلام کے لئے کوئی مترادف لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ خدا کا کلام خدا کی وفاداری کی حقیقت کا مکاشفہ ہے (آیت ۱۶۰۔ جس لفظ کا ترجمہ سچائی۔ کیتھولک "پائیداری" کیا گیا ہے، وہ عبرانی میں اُمت ہے جس کا مفہوم وفاداری بھی ہے)۔

خدا کے کلام کے خلاصہ کو سچائی کہنے سے یہ مُراد ہے کہ وہ ہمارے ایمان کی حقیقت اور اخلاقی مسائل کو ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ تورہ (شریعت۔ آیت ۱) سے محض خدا کے صادر کردہ احکام یا توریت یعنی پہلی پانچ کتابیں ہی مراد نہیں ہے۔ پاک کلام ان سب باتوں کا کلّی طور پہ احاطہ کرتا ہے جو ہم پر خدا کی ذات اور اُس کے مقاصد کو ظاہر کرتی ہیں، یعنی خدا کے انسان کے لئے کیا منصوبے ہیں (قب رومیوں ۳: ۱۹، ۲۱)۔ توریت کو بیجا ایک بوجھ تصور نہیں کیا گیا (قب اعمال ۱۵: ۱۰) بلکہ خدا کے ساتھ ایک زندہ تعلق اور اُس کے فضل اور ہدایت کا اظہار۔

خدا کے اس الہام کی خوشی میں شاعر خدا کے کلام کے لئے آٹھ مترادف الفاظ استعمال کرتا ہے جو خدا کی شریعت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس صنعت کی خوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان آٹھ الفاظ کے صحیح مفہوم کو سمجھا جائے۔ تورہ (شریعت) کے لئے یہ آٹھ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) شہادتیں (عبرانی عیدہ جمع عیدوت۔ عبرانی متن میں یہ ۱۱۹ زبور میں ۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ آیات ۲، ۱۴، ۲۲ وغیرہ)۔ اس سے مراد خدا کے عہد کی وہ شرائط ہیں جن پر ایماندار کو عمل کرنا ہے۔

(۲) قوانین (عبرانی پقودیم۔ یہ ۲۱ مرتبہ اس زبور میں آیا

ہے (آیات ۴، ۱۵، ۲۷ وغیرہ) اس سے مراد زندگی بسر کرنے کا اُصول ہے۔

(۳) احکام (عبرانی مصواہ) یہ لفظ اس زبور میں ۲۲ مرتبہ آیا ہے۔ آیات ۶، ۱۰، ۱۹ وغیرہ)۔ یہ اسرائیل کے خداوند خدا کی شخصی رضا کو ظاہر کرتے ہیں جن پر وہ عمل کرنے کے لئے زور دیتا ہے۔

(۴) آئین (عبرانی خوق۔ یہ اس زبور میں ۱۹ مرتبہ آیا ہے آیات ۵، ۸، ۱۲ وغیرہ)۔ ان سے وہ فیصلے مراد ہیں جو قلم بند کر دیئے گئے ہیں اور جن پر ہمیشہ عمل کرنا ضروری ہے۔

(۵) احکام۔ یہ (۲) سے مختلف ہیں (عبرانی مشپاط۔ یہ اس زبور کے عبرانی متن میں ۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ آیات ۷، ۱۳، ۲۰ وغیرہ)۔ خدا یعنی آسمانی قاضی کے فتوے جو زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ قضا استعمال کیا گیا ہے جو ان میں اور احکام میں تمیز کرتا ہے۔ اور قاضی کے فیصلے کا مفہوم بھی رکھتا ہے۔

(۶) کلام (عبرانی داو اد۔ یہ ۲۲ مرتبہ آیا ہے آیات ۹، ۱۶، ۱۷)۔ اس سے مراد خدا کی مرضی ہے جو اُس نے اپنے لوگوں پر ظاہر کی ہے۔

(۷) کلام۔ یہ (۶) سے مختلف ہے (عبرانی امراہ۔ یہ ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ آیات ۱۱، ۳۸، ۴۱ وغیرہ)۔ اس میں وعدے کا مفہوم موجود ہے۔ اور بعض جگہ اس کا ترجمہ وعدہ ہی کیا گیا ہے (زبور ۷۷ : ۸)۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ قول استعمال کیا گیا ہے۔ یُوں اس میں اور کلام میں تمیز کی گئی ہے۔

(۸) راہ، روش وغیرہ (عبرانی درک۔ اس زبور میں یہ ۱۳ مرتبہ آیا ہے۔ آیات ۱، ۳، ۵، ۱۴ وغیرہ)۔ اگر توریت کو بھی شامل کریں تو یہ نواں لفظ ہوگا۔ استثنا ۵ : ۳۳ میں اسے طریق کہا گیا ہے۔ یاد رہے کہ مسیحیوں کے لئے بھی پہلے لفظ "طریق" استعمال ہُوا تھا (اعمال ۹ : ۲؛ ۱۹ : ۹، ۲۳؛ ۲۴ : ۱۴، ۲۲)۔

کتابِ مُقدّس میں اور بھی صنائع اور بدائع ہیں لیکن یہ ترجمہ میں ظاہر نہیں ہوتیں۔ یہودی ربّی اپنی تفاسیر میں ان کا تفصیل سے ذکر کر کے انہیں اعجازِ کلامِ الٰہی سمجھتے تھے۔

صندل :-

دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۰

صندوق :-

چوبی بکس۔ پیٹی۔ (عبرانی ارون۔ قب عربی اُران)۔ سوائے پیدائش ۵۰ : ۲۶ کے جہاں اس کا ترجمہ ★تابوت کیا گیا ہے باقی جگہ اردو میں صندوق کا لفظ لکھا گیا۔

۱۔ متعدد جگہ یہ عہد کے صندوق کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے عہد کا صندوق۔

۲۔ یہ اُن لکڑی کے بکسوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جن کے ڈھکنوں میں سوراخ تھے اور جن میں لوگ ہدیہ ڈالتے تھے۔ یہ ہیکل کے اندر دہنی طرف رکھے ہوئے تھے (۲۔سلاطین ۱۲ : ۹، ۱۰؛ ۲۔تواریخ ۲۴ : ۸، ۱۰، ۱۱)۔

صندوقچہ، صندوقچی :-

جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ صرف ۱۔سموئیل ۶ : ۸، ۱۱، ۱۵ میں استعمال ہُوا ہے۔ غالباً یہ ایک چھوٹا ڈبا تھا جس میں فلستیوں نے جرم کی قربانی کے طور پر پانچ سونے کی گلٹیاں اور پانچ سونے کی چُہیاں بند کر کے عہد کے صندوق کے ساتھ اسرائیل کے پاس بھیجی تھیں۔

صنعت و حرفت :-

صنعت و حرفت کا ذکر کتابِ مُقدّس میں جابجا آتا ہے۔ ہاتھ سے محنت کرنا اور پسینہ کی روٹی کھانا ★ کام کے تصوّر کا ایک اہم حصّہ تھا۔ عبرانی اور یونانی نظریہ حیات میں ایک خصوصی فرق غور طلب ہے۔ اہلِ یونان ہاتھ سے کام کرنا باعثِ ذلت تصوّر کرتے تھے۔ دستی محنت ایک آزاد شہری کے شایانِ شان نہ تھی۔ ایسا کام غلام ہی کرتے تھے۔ اس کے برعکس یہودی ہاتھ سے کام کرنا باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ یہ حقیقت کئی ★ تلمودی مقولوں سے ظاہر ہوتی ہے (قب واعظ ۹ : ۱۰)۔

فلسطین کے باشندے اپنی تمام تر تاریخ کے دوران اپنی ہمسایہ قوموں کی طرح اُن ہی بنیادی پیشہ جات میں مصروف رہے جو اُن کے پڑوسیوں کے تھے۔ اُن کی زیادہ تر مصنوعات مٹی، لکڑی اور پتھر کی تھیں۔ اِن پیشوں کی پیروی ہر صحت مند مرد کر سکتا تھا جبکہ گھر میں عورتیں سُوت کاتتیں، کپڑا بُنتیں، کھانا پکاتیں اور سینے پرونے کا کام کرتی تھیں۔ تکنیکی لحاظ سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک سے اچھے تعلقات کی بنا پر وہ صنعت و حرفت کے بعض اچھے طریقے سیکھ کر اپنا لیتے تھے۔ غالباً بنی اسرائیل نے دستکاری اور دوسرے پیشوں میں بین الاقوامی سطح پر کوئی نمایاں مقام حاصل نہیں کیا تھا کیونکہ اب تک اثریات کی کھدائی کے دوران اُن کا کوئی فن پارہ دستیاب نہیں ہوا ہے۔ تاہم اُن کے درمیان ہُنر مند کاریگروں کی کوئی کمی نہ تھی۔ بضلی ایل کی ہُنر مندی کو خداداد نعمت کہا گیا ہے (خروج ۳۱ : ۳؛ ۳۵ : ۳۱)۔ خروج ۲۸ : ۳ میں "روشن ضمیری" کا لفظ (کیتھولک دانا دل) اسرائیلی دستکاروں کی حکمت اور دانش مندی کی نشاندہی کرتا ہے (عبرانی خاکام۔ خروج ۲۸ : ۳ قب پیدائش ۴۱ : ۸)۔

بنی اسرائیل نے مختلف پیشہ جات مختلف قوموں سے سیکھے۔ مثلاً لوہے کا کام اُنہوں نے فلستیوں سے سیکھا (۱۔سموئیل ۱۳ : ۱۹)۔ رنگریزی وغیرہ کو فینیکیوں سے۔ فینیکیوں نے داؤد بادشاہ کے محل اور سلیمان کی ہیکل بنانے کے لئے ماہر کاریگر بھیجے تھے جنہوں نے اپنی ہنر مندی عبرانی کاریگروں کو بھی سکھائی۔ پرانے عہدنامہ میں پیشہ وروں کو عبرانی میں خاراش کہا گیا ہے جس کے مادّہ کا مفہوم

کاٹنا تراشنا ہے (دیکھئے پیشہ جات بائبل ۳، ۴۲، ۵۰) - اُردو میں اس کا ترجمہ دستکار (۲-سلاطین ۲۴: ۱۴؛ کیتھولک پیشہ ور)، کاریگر (۱-تواریخ ۲۹: ۵، یرمیاہ ۲۴: ۱) وغیرہ کیا گیا ہے - لیکن اکثر خاداش کے ساتھ اُس چیز کی نشاندہی کردی گئی ہے جس سے وہ مصنوعات بنائی جائیں - مثلاً لکڑی (۱-تواریخ ۲۲: ۱۵) - لکڑی کے کاٹنے اور تراشنے والے - اُردو میں انہیں بڑھئی اور ترکھان کہا گیا ہے - تفصیل کے لئے دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳ -

دھات کا کام کرنے والے کو ٹھٹھیرا (دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۸)، سُنار (پیشہ جات بائبل ۲۶)، لوہار (دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۴)، پتھر کا کام کرنے والے کو معمار (دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۰)، مٹی کا کام کرنے والے کو کمہار (دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳۸)، چمڑے کا کام کرنے والے کو دباغ (دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۱۸) اور کپڑا بُننے والے کو جلاہا کہا گیا ہے -

باقی پیشوں اور ان کے اوزاروں کے متعلق معلومات کے لئے دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل - اوزارِ بائبل -

صنوبر:- (عربی = شربین) - دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۱

صوبہ دار:- حاکمِ صوبہ - پیادہ سپاہ کا ایک افسر - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تین مختلف یونانی لفظوں کو صوبہ دار سے ادا کیا گیا ہے -

۱- ھیکاتونتارخوس hekatontarchos لفظی معنی سَو کا حاکم - متی ۸: ۵، ۸ وغیرہ - یہ پچاس سے سو تک کے سپاہیوں کے جتھے کا افسر ہوتا تھا (دیکھئے لشکر) -

۲- کنتوریون kentyrion - یہ لاطینی لفظ کی یونانی شکل ہے اور یہ سو کے معنی رکھتا ہے (مرقس ۱۵: ۳۹، ۴۴، ۴۵) -

۳- انتھوپتوس anthy - anthypatos بمعنی قائم مقام اور ہیتھوس بمعنی اعلیٰ - یعنی اعلیٰ حاکم کا قائم مقام خلیفہ - کیتھولک ترجمہ میں یہ مفہوم لفظ والی سے ادا کیا گیا ہے (اعمال ۱۳: ۷، ۸، ۱۲؛ ۱۸: ۱۲؛ ۱۹: ۳۸) -

صُور:- ۱- صیدا کے جنوب اور کرمل کے شمال میں ایک فینیکی بندرگاہ - ★ فینیکیہ ایک تنگ ساحلی پٹی ہے جس کی پشت پر سلسلۂ کوہ ہے - اس کی مزید حفاظت وہ چٹانیں کرتی ہیں جو سمندر کے اندر کی طرف بڑھی ہوئی ہیں - اُن میں سے ایک "صُور کی سیڑھی" کہلاتی ہے - ہیرودوتس اس کی تاریخ تعمیر زیادہ سے زیادہ ۲۷۴۰ ق م اور یوسیفس کم سے کم ۱۲۱۷ ق م بیان کرتا ہے - یسعیاہ ۲۳: ۲، ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صُور صیدا کی نوآبادی تھی اور یہ کہ "صُوری تجارتی سامان" کا ذکر صیدا کا حوالہ دیئے بغیر کرتا ہے جس سے غالباً وہ صُور کی قدامت کی تصدیق کرنا چاہتا ہے - تل العمرنا کی تختیوں میں جو یوسیفس کی تاریخ کی نفی کرتی ہیں، اُن میں ایک اپیل بتاریخ ۱۴۳۰ ق م درج ہے جس میں حملہ آور جبریوں کے خلاف آمن ہوتپ چہارم سے مدد کی درخواست کی گئی ہے - یشوع نے اس شہر کو آشر کے قبیلہ کو دیا تھا لیکن انہوں نے اس پر قبضہ نہ کیا (یشوع ۱۹: ۲۹؛ ۲-سموئیل ۲۴: ۷) -

پھر چار سو سال تاریکی کے آتے ہیں - اس کے بارے میں جو دستاویزیں ملی ہیں اُن میں داؤد بادشاہ کے دوست حیرام کا نام ملتا ہے - اس قابل بادشاہ نے اس شہر کو دوبارہ تعمیر کیا اور اس کے گرد فصیل بنائی - اُس نے اس کی حدود میں دو نزدیکی جزیروں اور دو بندرگاہوں کو بھی شامل کیا - اُس وقت صُور کی تجارت میں کوہ لبنان کے جنگلات کی لکڑی بھی شامل تھی - یہاں سے قرمزی رنگ جو ایک صدفی مچھلی سے بنایا جاتا تھا بھی برآمد کیا جاتا تھا - صنوبر کے جنگل مشہور فینیکی تجارتی جہاز بنانے کے لئے بھی لکڑی مہیا کرتے تھے - پھر صوریوں نے سمندر کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اس قیمتی کپڑے یعنی صدفی مچھلی اور اُس دھات کو جو رنگ بنانے میں استعمال ہوتی تلاش کرنا شروع کر دیا جو اس چھوٹے ملک کے لئے دولت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھی - فینیکی جہاز کپرس کا تانبا، سپین کی چاندی اور کارنوال کی قلعی لے کر جاتے تھے - سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں جسے حیرام کے ساتھ شراکت وراثت میں ملی تھی، عبرانیوں نے صُور کی تجارت میں شرکت کی - انہوں نے خلیج عقبہ میں صوریوں کو عصیون جابر کی بندرگاہ مہیا کی اور اوفیر اور مشرق کے ساتھ تجارت میں شریک ہوئے - غالباً اس جنوبی بندرگاہ کے کھو جانے کے باعث ہی جو بحیرۂ قلزم اور مشرق کی طرف راستہ مہیا کرتی تھی، صوریوں نے افریقی ساحل کی طرف مہم جوئی کی اور بالآخر اس برّاعظم کے اوپر سے گھوم کر بحرِ ہند کا راستہ دریافت کیا - حیرام کی موت کے بعد خاندانی جھگڑے پیدا ہو گئے - اتبعل نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد تخت حاصل کر لیا - وہ اخی اب کی بُت پرست بیوی ایزبل کا باپ تھا (۱-سلاطین ۱۶: ۳۱) -

اسوری ڈیڑھ سو سال تک حملے کرتے رہے جس کے دوران صُور کو بھی مشرقِ وسطیٰ کے دوسرے ممالک کی طرح نقصان اُٹھانا پڑا، لیکن وہ اپنے محلِ وقوع اور بحری طاقت ہونے کی وجہ سے اس مصیبت کے زمانہ میں بھی کسی حد تک آزاد رہا - جب ۶۰۶ ق م میں اسوریوں کے آخری مضبوط گڑھ نینوہ کو شکست ہوئی تو وہ آزاد ہو گیا - اس عرصہ میں صوری شان و شوکت اپنے عروج پر تھی - حزقی ایل ابواب ۲۷، ۲۸ میں اگرچہ اس کے زوال کی پیشینگوئی کی گئی ہے تاہم اُس کے مضمون سے اس عظیم تجارتی بندرگاہ کی قوت اور امارت کی جھلک نظر آتی ہے - بعد میں تباہی اور بربادی آئی - بابل نے اسور پر غلبہ حاصل کر لیا - اگرچہ صُور نے بڑی کامیابی سے بنوکدنضر کے محاصرے کا مقابلہ کیا تاہم اُس کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا

جس کی وجہ سے وہ غربت کا شکار ہوگیا۔ پھر وہ تھوڑے عرصے کے لئے مصر کے ماتحت آگیا اور بعد ازاں بابل طفیلی ملک بن گیا اور یہ حالت بابل کے زوال تک قائم رہی۔ اب فارس نے بابل پر غلبہ حاصل کرلیا اور اُس کا کردار ادا کرنے لگا۔ عزرا ۳: ۷ میں شاہ خورس دوم کے صور کے نام ایک پروانے کا ذکر ہے جس میں اُسے ہیکل کی تعمیر کے لئے صنوبر کی لکڑی مہیّا کرنے کو کہا گیا ہے۔ شاہ فارس کمبوسیس نے مصر کے خلاف جبراً صوری بیڑا حاصل کیا، اور سلمیس کے مقام پر صوری جہاز فارسیوں کے ساتھ مل کر یونانیوں کے خلاف لڑے۔ ۳۳۲ ق م میں سکندرِ اعظم مشرقی ممالک کو فتح کرنے کے سلسلہ میں صور پہنچا۔ جزیرے کے لوگوں نے فوراً شہر کے پھاٹک بند کر دیئے۔ لہٰذا سکندر کو پانی میں راستہ تعمیر کرنا پڑا اور ایک طویل عرصے تک جد وجہد کرنے کے بعد ہی اُس نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ صور تباہ وبرباد ہوگیا لیکن وہ راستہ اب بھی موجود ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں حزقی ایل نبی نے پیشینگوئی کی تھی کہ وہاں مچھیرے اپنے جال سکھائیں گے (۲۶: ۵، ۱۴: ۴۷: ۱۰)۔ صور نے پھر تھوڑی سی سیاسی قوّت حاصل کرلی اور کچھ عرصہ کے لئے ایک جمہوریہ بنا رہا۔ اُس نے روم کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس کی آزادی ۲۰ ق م تک برقرار رہی۔ پھر قیصر اوگوستس نے اس کی آزادی ختم کردی۔ اس کے بعد تاریخ میں اُس کے بارے میں کوئی قابل ذکر بات نہیں ملتی۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ، ۲۱

۲۔ مدیان کے پانچ بادشاہوں میں سے ایک جسے بنی اسرائیل نے مارا (گنتی ۳۱: ۸)۔ کزبی صور کی بیٹی تھی جسے فینحاس، جو ہارون کا پوتا تھا، نے قتل کیا (گنتی ۲۵: ۸، ۱۵)۔

۳۔ بنیمین کے علاقہ میں جبعون میں رہنے والا ایک شخص۔ اس کے باپ کا نام یعی ایل تھا (۱۔ تواریخ ۹: ۳۵، ۳۶)۔

صورت:- اُردو میں اس لفظ کے معنی ۱۔ شکل۔ چہرہ۔ نقش ۲۔ مانند ۳۔ کیفیت وغیرہ ہیں۔ بائبل میں یہ لفظ خاص دلچسپی اور اہمیّت کا حامل ہے۔

۱۔ پُرانے عہد نامہ میں

پہلی مرتبہ یہ لفظ پیدائش ۱: ۲۶ میں آیا ہے۔ "پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں"۔ یہاں عبرانی لفظ صلم ہے جس کے بنیادی معنی سایہ اور تاریکی ہیں (قب عربی ظلمتہ۔ ظل الٰہی = خدا کا سایہ۔ بادشاہ کو زمین پر خدا کا سایہ کہا جاتا ہے۔ سایہ کے معنوں میں یہ زبور ۳۹: ۶ میں آتا ہے۔ سایہ کسی چیز کے مدھم یا باریک عکس کی مانند ہوتا ہے، اس لئے اس لفظ کو صورت کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے (پیدائش ۱: ۲۶، ۲۷؛ ۵: ۳؛ ۹: ۶)۔ صلم مورت اور بت کے لئے بھی آیا ہے (عربی میں تبادلِ حروف یعنی ل کے ن سے بدلنے سے یہ لفظ صنم بنا)۔ مورت (۲۔ سلاطین ۱۱: ۱۸)؛ بت (عاموس ۵: ۲۶ وغیرہ)۔

خدا کے انسان کو اپنی صورت پر بنانے سے یہ مراد ہے کہ انسان کے کردار میں خدا کی سی دماغی اور اخلاقی صلاحیتیں موجود ہیں جو اُسے حیوان سے الگ کرتی ہیں۔ وہ اُسے خدا کی طرح حکومت کرنے اور اختیار رکھنے کی صلاحیّت بخشتی ہیں (پیدائش ۱: ۲۸؛ قب زبور ۸: ۵-۸)۔ نیز خدا نے اُسے خودمختاری سے نوازا ہے۔

خدا کے انسان کو اپنی صورت پر بنانے میں ایک گہرا بھید پنہاں ہے۔ جب خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا تو اس نے یہ ممکن کر دیا کہ وقت آنے پر خدا بھی انسان کی صورت اختیار کرسکے۔ گناہ میں گرنے کے بعد انسان میں موجود خدا کی صورت بگڑ گئی۔ خدا کا وہ جلال جو اُسے گھیرے ہوئے تھا اُٹھ گیا اور وہ اپنے آپ کو ننگا محسوس کرنے لگا اور وہ رشتہ جو خدا اور انسان کے درمیان تھا ٹوٹ گیا۔ مسیح میں ہوکر خدا نے یہ رشتہ دوبارہ بحال کیا (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۹)۔ کلامِ مُقدّس کی تعلیم کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ کس طرح مسیح میں خدا کی صورت مکمل طور پر ظاہر ہوئی (عبرانیوں ۱: ۳۔ یہاں لفظ صورت نہیں بلکہ یہ ہے کہ مسیح خدا کے "جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش" ہے)۔ یہ یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ صورت سے ظاہری شکل مراد نہیں۔ بائبل بڑے زور سے اس امر کا دعویٰ کرتی ہے کہ خدا کی کوئی شکل صورت نہیں ہے۔ جب خدا نے کوہِ سینا سے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا تو انہوں نے "باتیں تو سُنیں لیکن کوئی صورت نہ دیکھی" (استثنا ۴: ۱۲)۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کی کوئی مورت بنانا سخت منع ہے (خروج ۲۰: ۴)۔ حزقی ایل نبی نے خدا کے جلال کو انسان کی سی شبیہ میں دیکھا (حزقی ایل ۱: ۲۶؛ ۸: ۲) لیکن یہ بات عیاں کردی گئی کہ یہ صرف خدا کے جلال کا اظہار تھا (حزقی ایل ۱: ۲۸) کیونکہ کوئی بشر خدا کو دیکھنے کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا (استثنا ۴: ۳۳؛ ۵: ۲۶؛ پیدائش ۳۲: ۳۰؛ خروج ۱۹: ۲۱)۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

ا۔ نئے عہد نامہ میں یونانی لفظ eidos کا ترجمہ صورت کیا گیا ہے (لوقا ۳: ۲۲؛ ۹: ۲۹؛ یوحنا ۵: ۳۷؛ اور کیتھولک ترجمہ میں ۱۔ تسالونیکیوں ۵: ۲۲)۔ اس لفظ کے بنیادی معنی ہیں "وہ جو آنکھ سے دیکھا جائے"۔ ۲۔ کرنتھیوں ۵: ۷ میں اس کا یہی ترجمہ کیا گیا ہے "آنکھوں دیکھے" (کیتھولک "عیان")۔ اس لفظ میں زور ظاہری صورت پر ہے۔ "رُوح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اُس پر نازل ہُوا" (لوقا ۳: ۲۲)۔ پہاڑ پر دعا کے وقت مسیح کی صورت بدل گئی (لوقا ۹: ۲۹)۔

ب۔ یونانی کا ایک اور لفظ morphe مورفے ہے۔ یہ صرف تین مرتبہ استعمال ہُوا ہے (مرقس ۱۶: ۱۲؛ فلپیوں ۲: ۶، ۷)۔

یہ لفظ کسی شخص کی خاص یا امتیازی صفت بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے محض ظاہری شکل مراد نہیں (کیتھولک مترجمین نے اسی لئے فلپیوں ۲: ۶، ۷ میں اس کا ترجمہ ذات کیا ہے)۔

پولس رسول اس حوالے میں دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح یسوع خدا کی صورت پر تھے اور انہوں نے انسان کی صورت اختیار کی۔ یہ دو آیات ایک پُرزور انداز سے ★ تجسّم کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مسیح نے جن میں خدا کی ذات پورے طور پر موجود تھی نہ صرف خادم کی بیرونی شکل اختیار کی بلکہ اس کی ذات، اصلیت اور ماہیّت کو اختیار کر لیا۔ یہ خدا کا مسیح میں اتفاقی یا عارضی یا نامکمل اظہار نہیں تھا بلکہ مسیح کامل خدا ہوتے ہوئے کامل انسان بنے۔ اسی تجسّم کی حقیقت کو یوحنّا رسول یوں بیان کرتا ہے "کلام (خدا) مجسّم ہؤا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا (★ خیمہ ڈالا)" (یوحنّا ۱: ۱۴)۔

خدا سے میل ملاپ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم مسیح کی مانند بنتے جاتے ہیں۔ پولس رسول گلتیوں کو کہتا ہے کہ میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا جب تک "مسیح تم میں صورت نہ پکڑ لے" (گلتیوں ۴: ۱۹۔ یہاں اس کے لئے یونانی لفظ morphe کی فعلی شکل morphoo استعمال کی گئی ہے)۔

پولس رسول فلپیوں کے خط میں آگے چل کر ذکر کرتا ہے کہ مسیح خداوند ایسی قوّت کے حامل ہیں کہ وہ سب چیزوں کو اپنے تابع کر کے خدا کی صورت پر بنائے ہوئے انسان کو جس کی صورت گناہ کی وجہ سے بگڑ گئی تھی بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیں (فلپیوں ۳: ۲۱۔ یہاں بھی اُسی لفظ کی ایک اور شکل symmorphon استعمال ہؤا ہے)۔ انسان کی نجات اور بحالی کا یہ انتظام بنائے عالم سے مقرّر ہؤا تھا تاکہ جن کو خدا نے پہلے سے چنا ہے (دیکھئے برگزیدگی)، وہ "بیٹے کی صورت کے ہمشکل" ہوں (رومیوں ۸: ۲۹۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ)۔

صورت کا بدلنا:۔ خداوند یسوع مسیح کی صورت بدلنے کا بیان اناجیلِ متوافقہ میں ملتا ہے (متّی ۱۷: ۱-۸؛ مرقس ۹: ۲-۸، لوقا ۹: ۲۸-۳۶)۔ یوحنّا کی انجیل میں اس کو بیان نہ کرنے کی وجہ عام طور پر یہ بتائی جاتی ہے کہ مسیح خداوند کی تمام زندگی ہی خدا کا جلالی اظہار تھا (یوحنّا ۱: ۱۴؛ ۲: ۱۱ وغیرہ)۔ اس کا ذکر ۲۔پطرس ۱: ۱۶-۱۸ میں بھی ملتا ہے۔

یہ واقعہ پطرس کے اس اقرار کے کہ یسوع ہی المسیح ہیں ایک ہفتہ بعد پیش آیا۔ مسیح خداوند اپنے نہایت قریبی تین شاگردوں پطرس یعقوب اور یوحنّا کو ایک پہاڑ، غالباً کوہِ حرمون پر لے گئے۔ یہاں ان کی صورت بدل گئی اور اُن کا لباس آسمانی تجلّی سے منوّر ہو گیا۔ تب موسیٰ اور ایلیاہ نبی ظاہر ہوئے اور انہوں نے خداوند سے باتیں کیں۔

پطرس نے رائے پیش کی کہ اُن تینوں کے لئے خیمے کھڑے کئے جائیں۔ تب آسمان سے ایک آواز آئی جس نے مسیح یسوع کی ابنیّتِ الٰہی اور اختیار کا اعلان کیا اور اس کے بعد رؤیا ختم ہو گئی۔

صورت کا بدلنا، یسوع کو "المسیح" اور "خدا کا بیٹا" ظاہر کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ مسیح کے بپتسمہ سے (متّی ۳: ۱۳-۱۷؛ مرقس ۱: ۹-۱۱؛ لوقا ۳: ۲۱، ۲۲) ملتا جلتا ایک تجربہ تھا۔ یہاں اُن کا جلال کاموں سے نہیں بلکہ زیادہ شخصی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ جلال بادشاہ کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ خدا کی بادشاہی اپنے آدمیوں کے درمیان ہے۔ اس کے بہت سے پہلو پرانے عہدنامہ کی باتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ موسیٰ اور ایلیاہ جو شریعت اور انبیاء کی نمائندگی کرتے ہیں، المسیح کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ شریعت اور نبوّت کو پُورا کر رہے ہیں۔ اُن دونوں نے مختلف پہاڑوں پر خدا کے جلال کا نظارہ کیا تھا، موسیٰ نے کوہِ سینا پر (خروج ۲۴: ۱۵) اور ایلیاہ نے حورب پر (۱۔سلاطین ۱۹: ۸)۔ ان دونوں کی قبر کا کوئی نشان نہیں (استثنا ۳۴: ۶؛ ۲۔سلاطین ۲: ۱۱)۔ موسیٰ کی شریعت اور ایلیاہ کی آمد دونوں کو پرانے عہدنامہ کی آخری آیات میں ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے (ملاکی ۴: ۴-۶)۔ خالی قبر پر دو آدمیوں (لوقا ۲۴: ۴؛ یوحنّا ۲۰: ۱۲)، صعودِ آسمانی کے وقت دو مردوں کو سفید پوشاک میں (اعمال ۱: ۱۰) اور مکاشفہ ۱۱: ۳ کے دو گواہوں کو بعض اوقات موسیٰ اور ایلیاہ بتایا جاتا ہے۔ آسمانی آواز کہ "یہ میرا بیٹا ہے۔ اِس کی سُنو" نہ صرف اُنہیں "المسیح" ظاہر کرتی ہے بلکہ استثناء ۱۸: ۱۵ مابعد کا نبی بھی۔ بادل، الٰہی حضوری کے چھا جانے کو ظاہر کرتے ہیں (خروج ۲۴: ۱۵-۱۸؛ زبور ۹۷: ۲)۔ صعودِ آسمانی کے موقع پر ایک بادل نے مسیح کو شاگردوں سے اوجھل کر دیا (اعمال ۱: ۹)۔ مسیح کی آمدِ ثانی بھی بادلوں کے ساتھ ہو گی (مکاشفہ ۱: ۷)۔

لوقا کی انجیل میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اُس وقت اُن کی گفتگو کا موضوع مسیح کا انجام تھا جسے وہ یروشلیم میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے تھے۔ اِس کا تعلق صرف اُن کی موت ہی سے نہیں تھا بلکہ ان کی موت اور قیامت کی عظیم حقیقت سے جو خدا کے لوگوں کی رہائی یا مخلصی کا ذریعہ ہو گی۔ اس کی مشابہت پرانے عہدنامہ میں بنی اسرائیل کے مصر سے خروج میں پائی جاتی ہے۔

پس خدا کی بادشاہی کے انکشاف میں مسیح کی صورت کا بدلنا مرکزی نکتہ ہے کیونکہ یہ پیچھے مڑ کر عہدِ عتیق کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دکھاتا ہے کہ کس طرح مسیح نے اُسے پُورا کیا اور آگے کی طرف صلیب کے عظیم واقعات، قیامت، صعودِ آسمانی اور آمدِ ثانی کے متعلق بتاتا ہے۔ پطرس رسول اس واقعہ کو مستقل تجربہ بنانے کی کوشش میں غلطی پر تھا۔ اہم بات یہی تھی کہ خداوند مسیح ان کے ساتھ رہیں اور شاگرد ان کی آواز

کی پیروی کریں۔

صوری ایل:- (عبرانی = جس کی چٹان خدا ہے)۔ بیابان میں سفر کے دوران بنی مراری کا ایک سردار، ابی خیل کا بیٹا (گنتی ۳: ۳۵)۔

صوری شدی۔ صوری شدائی:- (عبرانی = قادرِ مطلق اُس کی چٹان ہے)۔ سلومی ایل کا باپ اور بنی شمعون کا سردار (گنتی ۱: ۶؛ ۲: ۱۲؛ ۷: ۳۶، ۴۱؛ ۱۰: ۱۹)۔

صوف:- (عبرانی = شہد کا چھتہ)۔ ۱۔ سموئیل نبی کے باپ دادوں میں سے ایک۔ یہ قہاتیوں کی اولاد سے ایک لاوی تھا (۱۔ تواریخ ۶: ۳۵)۔ ۱۔ تواریخ ۶: ۲۶ میں اسے صوفی کہا گیا ہے۔

۲۔ بنیمین کی میراث میں ایک علاقہ (۱۔ سموئیل ۹: ۵)۔

صوفح:- بنی آشر میں سے ایک شخص، ہیلم کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۷: ۳۵، ۳۶)۔

صوفی۔ صوفائی:- سموئیل نبی کے آباؤاجداد میں سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۶: ۲۶۔ آیت ۳۵ میں اسے صوف کہا گیا ہے)۔

صیاد:- شکاری۔ دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل کے ۲۷۔

صیدا۔ صیدون:- فینیکے کا ایک قدیم فصیلدار شہر اور بندرگاہ۔ صیدا کی دو بندرگاہیں تھیں اور یہ دو حصوں میں تقسیم تھا ایک "بڑا صیدا" کہلاتا تھا (یشوع ۱۱: ۸) اور دوسرا "چھوٹا صیدا"۔

روایات کے مطابق سب سے پہلا فینیکی شہر جو تعمیر ہوا وہ صیدا تھا (دیکھئے فینیکے) اور یہ سب سے مضبوط کنعانی گڑھ بن گیا (پیدائش ۱۰: ۱۹؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۳)۔ کچھ صدیوں تک یہ بندرگاہ مصر کے ماتحت رہی (۱۸ویں۔ انیسویں خاندانوں تک)، لیکن جب مصر کی فوجی قوت کمزور پڑ گئی تو اُس کے بادشاہ زمری ادا نے قریباً ۱۳۹۰ ق م میں بغاوت کر دی (دیکھئے تل العمرنا)۔ ممکن ہے کہ جب دور Dor کو صیدا کے علاقے میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی تو فلستیوں کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ انہوں نے قریباً ۱۱۵۰ ق م میں اسے تاخت و تاراج کیا اور اس کے باشندے صور کو بھاگ گئے۔ لیکن یہ شہر اتنا مضبوط ضرور تھا کہ اسرائیل کا مقابلہ کر سکے (قضاۃ ۱۰: ۱۲)۔ اُس زمانہ میں جبکہ بزورِ شمشیر قبضہ کر لیا جاتا تھا انہوں نے بھی بالائی یردن میں لیس کے مقام پر بسنے کی ناکام کوشش کی (قضاۃ ۱۸: ۷، ۲۷)۔ اس فینیکی پھیلاؤ کی اسوریوں نے بھی مخالفت کی جنہوں نے قریباً ۱۱۱۰ ق م میں تگلت پلاسر اوّل کے تحت بندرگاہوں سے بشمول صیدا خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ اشور ناصر پال دوم (قریباً ۸۸۰ ق م) نے دعوےٰ کیا کہ وہ اُس کی رعیت ہیں اور ۸۴۱ ق م میں سلمنسر سوم صور، صیدا اور اسرائیل سے خراج وصول کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ جب اسوریوں کے تقاضے زیادہ بڑھ گئے تو صیدانیوں نے بغاوت کر دی۔ تگلت پلاسر سوم نے صور پر اور غالباً صیدا پر ۷۳۹-۷۳۸ ق م میں قبضہ کر لیا۔ جب سنحیرب نے حملہ کیا جس کے متعلق یسعیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی (۲۳: ۲-۱۲) تو لولی Luli بھاگ گیا اور جلاوطنی کی حالت میں مر گیا اور جب بڑے اور چھوٹے صیدا پر قبضہ کر لیا گیا تو اتبعل کو اُس کی جگہ تخت پر بٹھا دیا گیا۔

سنحیرب کی موت کے بعد صیدا نے ایک مرتبہ پھر بغاوت کی تو اسرحدون نے صیدا پر حملہ کیا اور وہاں کے حاکم عبدی ملکوتی کو قتل کر دیا، بندرگاہ کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں کے باشندوں کو اسرحدون لے گیا اور ان کی جگہ عیلام اور بابل کے قیدیوں کو لا کر بسایا۔

اسوریوں کے زوال کے بعد صیدا کو آزادی ملی لیکن تھوڑے عرصے بعد جیسے کہ یرمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی (۲۵: ۲۲؛ ۲۷: ۳؛ ۴۷: ۴) بنوکدنضر نے قریباً ۵۸۷ ق م میں اُس پر قبضہ کر لیا۔ فارسیوں کے تسلط کے دوران فارسی بیڑہ زیادہ تر صیدانی جہازوں پر مشتمل تھا (مقابلہ کیجئے زکریاہ ۹: ۲)۔ ۳۵۰ ق م کے قریب صیدا نے ارتخششتا سوم کے خلاف فینیکے اور کپرس کی بغاوت میں راہنمائی کی۔ شہر مغلوب ہوا، چالیس ہزار آدمی مارے گئے اور شہر اور بیڑے کو آگ لگا دی گئی۔ اس شہر کی فصیل پھر کبھی تعمیر نہیں ہوئی۔ سترا تو Strato II کے تحت صیدا نے بلا مزاحمت سکندرِ اعظم کی اطاعت قبول کر لی اور صور کا محاصرہ کرنے میں اس کی مدد کی۔

انطاکس سوم کے زمانہ میں صیدا بطلیمی سلطنت کا ایک خوشحال حصہ تھا۔ بعد میں یہ سلوکیوں کے قبضہ میں آیا اور پھر رومیوں کے جنہوں نے اسے خود مختاری دے دی۔

صیدا کی تمام تاریخ میں اس کا سب سے بڑا مندر اشمون (شفا کا دیوتا) تھا۔ پس یہ بات بڑی اہم ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے سورفینیکی عورت کو صیدا کے علاقے ہی میں شفا بخشی تھی (مرقس ۷: ۲۴-۳۱، مقابلہ کیجئے متی ۱۱: ۲۱) اور بہت سے صیدانیوں نے خداوند کی تعلیمات کو سُنا (مرقس ۳: ۸؛ لوقا ۶: ۱۷؛ ۱۰: ۱۳، ۱۴)۔ ہیرودیس اگرپا اوّل کو یہاں کا وفد قیصریہ کے مقام پر ملا (اعمال ۱۲: ۲۰) اور پولس روم کو جاتے ہوئے یہاں پر اپنے دوستوں سے ملا (اعمال ۲۷: ۳)۔ صیدا کے باشندے فلسفہ کے لئے مشہور تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر یونانی تھے (مقابلہ کیجئے مرقس ۷: ۲۶)۔ بندرگاہ کے علاقے میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران متعدد صیدانی بادشاہوں کے

سکّے، اشمنا حضر کی قبر کے کھدے ہوئے پتھر اور نئے عہدنامہ کے زمانہ کی عمارتیں ملی ہیں۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ا و

صیر:- گلیل کی جھیل کے شمال مغرب میں ایک فصیلدار شہر۔ یشوع کے زمانہ میں اسے نفتالی کے قبیلے کو دیا گیا تھا (یشوع ۱۹: ۳۵)۔

صیص:- (عبرانی = چمکدار)۔ ایک چٹان جس کا ذکر صرف ۲-تواریخ ۲۰: ۱۶ میں ہے۔ یہ بحیرۂ مردار کے مغرب میں عین جدی اور تقوع کے درمیان واقع ہے۔ عمونی، موآبی اور ارامیوں نے یہوسفط بادشاہ کے خلاف چڑھائی کی تھی۔ یہوسفط ڈر گیا، لیکن چونکہ وہ خدا ترس آدمی تھا اس لئے اس نے خدا سے دُعا کی۔ اس کی سُنی گئی۔ چنانچہ نبی نے اسے بتایا کہ "تم اس بڑے انبوہ کی وجہ سے نہ تو ڈرو اور نہ گھبراؤ کیونکہ یہ جنگ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی ہے" (آیت ۱۵)۔ خدا پر توکل کرتے ہوئے یہوسفط نے خداوند کے لئے گانے والے مقرر کئے جن کے گانے پر دشمن بھاگ گیا اور بنی اسرائیل نے بہت سا مالِ غنیمت جمع کیا۔

صیعور:- (عبرانی = چھوٹا مقابلہ کریں صغیر سے)۔ ایک شہر جو یشوع کے زمانے میں بنی یہوداہ کو دیا گیا (یشوع ۱۵: ۵۴)۔

صیقل کرنا:- (عربی) پالش کرنا۔ صاف کرنا۔ چمکانا (یرمیاہ ۴۶: ۴؛ ۵۱: ۱۱؛ حزقی ایل ۱: ۴؛ ۲۱: ۹، ۱۱، ۲۸۔ نیز اشعیا ۴۹: ۲)۔

صین:- دیکھئے دشتِ صین۔

صیّون۔ صیہون:- اُن پہاڑیوں میں سے ایک جن پر یروشلیم واقع ہے۔ پرانے عہدنامہ میں پہلی مرتبہ اس کا ذکر یبوسیوں کے قلعے کے طور پر کیا گیا ہے (۲-سموئیل ۵: ۶-۹)۔ داؤد بادشاہ نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا نام داؤد کا شہر رکھا۔ اُس وقت یہ قلعہ ہیکل کے جنوب کی طرف جاتی ہوئی طویل چٹان پر واقع تھا۔ لیکن سب علماء اس محل وقوع سے اتفاق نہیں کرتے۔ یہ جگہ ایک چشمہ کے نزدیک ہے اور دفاعی لحاظ سے بڑی مناسب ہے۔ اس شہر کا رقبہ دوسرے قلعہ بند شہروں کے برابر ہے۔ اثریات کے باقیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شہر داؤد کے زمانہ سے بہت پہلے آباد تھا اور بائبل کے چند ایک حوالوں (۱-سلاطین ۸: ۱؛ ۲-تواریخ ۵: ۲؛ ۳۲: ۳۰؛ ۳۳: ۱۴) سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی اصل صیّون ہے۔ داؤد بادشاہ عہد کے صندوق کو صیّون میں لایا اور اُس وقت سے یہ پہاڑی متبرک سمجھی جانے لگی (۲-سموئیل ۶: ۱۰-۱۲)۔ بعد میں جب سلیمان بادشاہ عہد کے صندوق کو نزدیک ہی کوہِ موریاہ پر ہیکل میں لے گیا تو وہ علاقہ بھی صیّون کہلانے لگا (یسعیاہ ۸: ۱۸؛ ۱۸: ۷؛ ۲۴: ۲۳؛ یوایل ۳: ۱۷؛ میکاہ ۴: ۷)۔ پھر تمام یروشلیم کو صیّون کہا جانے لگا (۲-سلاطین ۱۹: ۲۱؛ زبور ۴۸؛ ۶۹: ۳۵؛ ۱۳۳: ۳؛ یسعیاہ ۱: ۸ وغیرہ)۔ اس نام کو اکثر تمثیلی طور پر یہودی کلیسیا اور تنظیم کے لئے (زبور ۱۲۶: ۱؛ ۱۲۹: ۵؛ یسعیاہ ۳۳: ۱۴؛ ۳۴: ۸؛ ۴۹: ۱۴؛ ۵۲: ۸، اور آسمان کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے (عبرانیوں ۱۲: ۲۲ مقابلہ کیجئے مکاشفہ ۱۴: ۱)۔

ض

ضانان - صانان :- ایک مقام جس کا ذکر میکاہ ۱:۱۱ میں ہے - یہ شاید وہی جگہ ہے جس کو یشوع ۱۵ : ۳۷ میں ضنان کہا گیا ہے -

ضبائم - صبائم :- (عبرانی = ہرنیاں - غزالہ کی جمع) - وہ جگہ جہاں سلیمان کے غلام رہتے تھے - یہ بنی فوکرت کی پیدائشی جگہ تھی (عزرا ۲ : ۵۷ ؛ نحمیاہ ۷ : ۵۹) -

ضبوعیم - صبوعیم :- بنیمین کے علاقے میں مکماس کے قریب ایک وادی (۱-سموئیل ۱۳ : ۱۸ ؛ نحمیاہ ۱۱ : ۳۴) -

ضبوئیم - صبوئیم :- (عبرانی = لگڑ بگڑ) - سدیم کی وادی کے پانچ شہروں میں سے ایک - اسے خدا نے سدوم اور عمورہ کے ساتھ تباہ کیا (پیدائش ۱۴ : ۲، ۸ ؛ استثنا ۲۹ : ۲۳ ؛ ہوسیع ۱۱ : ۸) - پیدائش ۱۰ : ۱۹ میں اس کے ہجے ضبیان ہیں -

ضبیان - صبوِیم :- دیکھئے ضبوئیم -

ضبیاہ - صب یاہ :- (عبرانی = ہرنی) - بیرسبع کی ایک عورت جو یہوآس بادشاہ کی ماں تھی (۲-سلاطین ۱۲ : ۱ ؛ ۲-تواریخ ۲۴ : ۱) -

ضبیہ - صبیا :- (عبرانی = ہرنی) - بنیمین کے قبیلے میں سے ایک شخص (۱-تواریخ ۸ : ۹) -

ضرت - صارِت :- (عبرانی = عظمت، شان) - یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص، اشور کی دوسری بیوی حیلاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۴ : ۷) -

ضرتان - صرتان :- ۱- سکات کے پاس ایک مقام - اس کے اور سکات کے درمیان حیرام نے سلیمان بادشاہ کی فرمائش پر ہیکل کے تیل کے ظروف ڈھالے (۱-سلاطین ۷ : ۴۶) - اس جگہ کی چکنی مٹی اس کام کے لئے بہت موزوں تھی - ۲-تواریخ ۴ : ۱۷ میں اسے صریدا کہا گیا ہے -

۲ - ادم شہر کے قریب ایک مقام - اس کا ذکر بنی اسرائیل کے دریائے یردن پار کرنے کے سلسلے میں آتا ہے (یشوع ۳ : ۱۶) -

۳- ایک اور جگہ کا نام جس کا ذکر صرف ۱-سلاطین ۴ : ۱۲ میں ہے - یہ بیت شان کے محلِ وقوع کے بیان کے سلسلے میں آتا ہے -

ضرۃ السحر - صارت شاحر :- (عبرانی = سحر کی عظمت) - بنی روبن کے علاقہ میں ایک شہر "جو وادی کے کوہ میں ہے" (یشوع ۱۳ : ۱۹) -

ضرویاہ - صرویاہ :- داؤد بادشاہ کی سوتیلی بہن - اُس کا باپ ناحس تھا (۲-سموئیل ۱۷ : ۲۵) - اُس کے بیٹے ابی شے، یوآب اور عساہیل تھے (۱-تواریخ ۲ : ۱۶) -

ضری - صری :- داؤد بادشاہ کے زمانہ میں یدوتون کا بیٹا - یہ بربط بجانے اور گانے سے خداوند کے گھر میں خدمت کرتا تھا (۱-تواریخ ۲۵ : ۳) - شاید آیت ۱۱ کا یصری اور آیت ۳ کا ضری ایک ہی شخص ہو -

ضُعن - صوعن :- مصر کا ایک قدیم شہر جو حبرون سے سات برس بعد آباد ہوا تھا (گنتی ۱۳ : ۲۲) - یہ دریائے نیل کے دہانے کے مشرقی حصہ میں واقع ہے - بارھویں مصری شاہی خاندان کے اوّلین بادشاہوں نے اسے اپنا دار الخلافہ بنایا - ★ حیخسوس حکمرانوں نے اس کی قلعہ بندی کر کے اسے مضبوط بنایا اور اس کا نام تبدیل کر کے اوارس رکھا - جب حیخسوس خاندان کو شکست ہوئی تو یہ شہر عدم توجہ کا شکار ہوا "تاوقتیکہ مصری بادشاہ سیتھی اوّل نے اسے پھر آباد نہ کیا - یہ مصری دیوتا سیتھ کا مقام پرستش بنا - موسیٰ ایک فرعون کو ضعن کے مقام پر ملا (زبور ۷۸ : ۱۲، ۴۳) - یسعیاہ نبی اور حزقی ایل نبی اسے ایک اہم شہر کہتے ہیں (یسعیاہ ۱۹ : ۱۱، ۱۳ ؛ حزقی ایل ۳۰ : ۱۴) - کچھ عرصہ اسوری اس پر قابض رہے - یونانی اسے تانیس کا نام دیتے تھے - پورے طور پر ثابت نہیں ہو سکا کہ آیا ★ رعمسیس اور ضعن ایک ہی شہر تھا یا دو الگ الگ شہر -

ضعننیم - صعنّیم :- نفتالی کی جنوبی سرحد پر ایک مقام - اس کے قریب حبر قینی کی بیوی، یاعیل نے سیسرا کو مارا (قضاۃ ۴ : ۱۱ ؛ یشوع ۱۹ : ۳۳) -

ضُغر - صوعر :- (عبرانی = چھوٹا تب عربی صغیر) - ۱- ایک چھوٹا شہر جس کا کبھی نام بالع (پیدائش ۱۴ : ۲) ہوتا تھا - غالباً اب یہ شہر بحیرہ مردار کے جنوب مشرق میں زیرِ آب ہے - یہ شہر لوط کے زمانے میں لوط کی دُعا کی وجہ سے تباہی سے

بچ گیا (پیدائش ۱۹: ۲۰-۲۲)۔ جب موسیٰ نے کوہ نبوؔ پر پسگہ کی چوٹی سے اپنی نظر ملکِ موعود پر دوڑائی تو ضغرؔ جنوبی حد پر تھا (استثنا ۳۴: ۳)۔
یسعیاہ کی کتاب میں ذکر ہے کہ موآبی بھاگ کر ضغرؔ تک گئے (یسعیاہ ۱۵: ۵)۔
یرمیاہ کی کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے (یرمیاہ ۴۸: ۳۴)۔
۲۔ اشکارؔ کے قبیلے کے ایک بزرگ نتنی ایل کا باپ (گنتی ۱: ۸؛ ۲: ۵)۔

ضِلتی۔ صِلتائیؔ:۔ (عبرانی = یہوواہ کا سایہ)۔
۱۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۲۰)۔
۲۔ بنی منسّی میں سے ایک ہزاری سردار جو صقلاجؔ میں داؤدؔ کے پاس گیا (۱-تواریخ ۱۲: ۲۰)۔

ضلضحؔ۔ صلصح:۔ بنی بنیمینؔ کی جنوبی سرحد پر ایک شہر جہاں راخلؔ کی قبر ہے (۱-سموئیل ۱۰: ۲)۔

ضِلعؔ۔ صَیلع:۔ بنی بنیمینؔ کی میراث کے علاقے میں ایک شہر جو غالباً یروشلیم کے قریب تھا (یشوع ۱۸: ۲۸)۔ یہاں ساؤلؔ اور یونتنؔ کی ہڈیوں کو قیسؔ کی قبر میں دفن کیا گیا (۲-سموئیل ۲۱: ۱۴)۔

ضِلمُنّع۔ صلمنع:۔ (عبرانی = تاریکی سے دور۔ قب عربی ظلمت = تاریکی)۔ مدیانؔ کے دو بادشاہوں میں سے ایک۔ ان بادشاہوں کو جدعونؔ نے بڑی بہادری سے قتل کیا (قضاۃ ۸: ۴-۲۱؛ زبور ۸۳: ۱۱)۔ نیز دیکھئے زِبحؔ۔

ضلمونؔ۔ صلمون:۔ (عبرانی = تاریکی۔ مقابلہ کریں عربی ظلمت)۔
۱۔ بنیمینؔ کے قبیلے سے داؤدؔ کے بہادروں میں سے ایک (۲-سموئیل ۲۳: ۲۸)۔ اُس کو عیلیؔ بھی کہا گیا ہے (۱-تواریخ ۱۱: ۲۹)۔ دونوں جگہ اسے اخوحی کا لقب دیا گیا ہے۔
۲۔ سکمؔ کے قریب ایک جنگل (قضاۃ ۹: ۴۸)۔ یہاں سے ابی ملکؔ اور اسکی فوج نے لکڑی کاٹ کر سکمؔ کے قلعے کو آگ لگا دی۔

ضلمونہؔ۔ صلمونہ:۔ (عبرانی = تاریکی قب ظلمت)۔ بیابان کے سفر میں کوہِ ہورؔ اور فونونؔ کے درمیان بنی اسرائیل کی منزل (گنتی ۳۳: ۴۱)۔

ضِلّہؔ۔ صِلّہ:۔ (عبرانی = سایہ۔ مقابلہ کریں عربی ظل سے)۔ لمکؔ کی دوسری بیوی کا نام (پیدائش ۴: ۱۹)۔

ضمیر:۔ اردو لفظ عربی سے لیا گیا ہے اور اس کا تعلق دل سے ہے۔ قب مُضمر = دل میں چھپی بات)۔ اس سے وہ باطنی آواز مراد ہے جو آدمی کو بُرے کام سے روکتی یا بُرے کام کرنے پر ملامت کرتی ہے۔ یہ وہ خداداد قوت ہے جس سے ہمیں خدا کی مرضی کا احساس ہوتا اور اگر ہم غلط راہ پر چلیں تو ہم میں احساسِ گناہ پیدا ہوتا ہے (قب رومیوں ۲: ۱۴-۱۵)۔ پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں لفظ ضمیر صرف ایک مرتبہ استعمال کیا گیا ہے (امثال ۲۰: ۲۷۔ جہاں یہ عبرانی لفظ نشاماہ بمعنی سانس یا روح کا ترجمہ ہے)۔ لیکن کیتھولک ترجمہ میں یہ متعدد مرتبہ استعمال ہوا ہے جن میں سے کم از کم ۲۰ مرتبہ یہ نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ syneidesis کا ترجمہ ہے۔ اس لفظ کا لاطینی مترادف conscientia ہے جس کی انگریزی شکل conscience ہے۔ یہ یونانی کلمہ سابقہ syn بمعنی ایک ساتھ اور oida بمعنی جاننا سے ترکیب کیا گیا ہے یعنی ایک ساتھ جاننا۔ یہ فعل کے صیغہ میں اعمال ۵: ۲ میں استعمال ہوا ہے جہاں حننیاہؔ اور سفیرہؔ کا ذکر ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے عمل سے واقف تھے "اُس نے اپنی بیوی کے جانتے ہوئے قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑا"۔ بطورِ اسم اس سے ہماری وہ باطنی صلاحیت مراد ہے جو ہمارے خیال اور نیّت سے واقف ہے۔ جب ہم بُرائی کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ اندرونی آواز ہمیں متنبّہ کرتی اور بُرائی کرنے پر ملامت کرتی اور ہمیں مجرم ٹھہراتی ہے بعض آیات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ ہماری ہستی میں الگ ایک شخصیّت ہے جو ہمارے متعلق سب کچھ جانتی ہے۔ ضمیر کا موجودہ تصوّر غالباً یونانی سوچ کا مرہونِ منت ہے اور اسی یونانی لفظ syneidesis سے وابستہ ہے۔ ہفتادی مترجمین نے جب پرانے عہدنامہ کا ترجمہ کیا تو یہ لفظ صرف تین مرتبہ استعمال کیا اور وہ بھی صرف ان کتب میں جو آخر میں معرضِ تحریر آئیں (واعظ ۱۰: ۲۰؛ حکمت ۱۷: ۱۰؛ یشوع بن سیراخ ۴۲: ۱۸۔ ان حوالوں میں سے صرف حکمت کی کتاب میں لفظ ضمیر استعمال ہُوا ہے)۔
عبرانی سوچ کے مطابق ★ دل اور دل کا ارادہ یعنی نیت ضمیر کا کام ادا کرتے ہیں۔ پرانے عہد کے اسرائیلی اپنے متعلق اپنی رائے کو کوئی خاص اہمیّت نہیں دیتے تھے۔ اُن کے ہاں خدا سے تعلق کی نوعیت زیادہ اہم تھی۔ اپنی ذات کی کھوج لگانے کی بجائے وہ اس بات کی زیادہ فکر کرتے تھے کہ وہ خدا کے سامنے جواب دِہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پرانے عہدنامہ میں ضمیر کا تصوّر ہی نہیں بلکہ ضمیر کا کام دل، خیال، نیّت وغیرہ ادا کرتے ہیں۔ مثلاً داؤدؔ کا دل اسے ملامت کرتا ہے (۱-سموئیل ۲۴: ۵؛ ۲-سموئیل ۲۴: ۱۰)۔ اس کے دل نے اسے پشیمان ہونے اور توبہ کرنے پر آمادہ کیا (زبور ۵۱: ۱۰)۔ یہ زبور جیسا کہ اسکی سُرخی سے ظاہر ہے داؤدؔ نے اُس وقت لکھا جب بت سبعؔ کے پاس جانے کے بعد ناتنؔ نبی نے اُسے اُس کے گناہ کا احساس دلوایا (۲-سموئیل ۱۲: ۱ مابعد)۔ نیز دیکھئے آدمؔ اور حوّاؔ کا احساسِ برہنگی (پیدائش ۳: ۷) اور یوسفؔ کے بھائیوں کا احساس جرم (پیدائش ۴۲: ۲۱)۔ نئے دل کا تصوّر پرانے عہدنامہ میں کئی جگہ آتا ہے (قب حزقی ایل ۱۱: ۱۹؛ ۱۸: ۳۱؛ ۳۶: ۲۶ وغیرہ)۔ نئے عہدنامہ میں ضمیر کا تصوّر

یونانی اور عبرانی سوچ کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے ۔ غالباً عبرانی سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے پروٹسٹنٹ مترجمین نے نئے عہدنامہ میں syneidesis کا ترجمہ دل، نیت اور خیال سے کیا جبکہ کیتھولک ترجمہ میں باقاعدہ لفظ ضمیر استعمال کیا گیا ۔ ذیل میں قوسین میں درج لفظ کیتھولک ترجمہ کے ہیں ۔ یہ سب حوالے یونانی لفظ syneidesis کا ترجمہ ہیں : ۱-کرنتھیوں ۸: ۷- دل (ضمیر) ؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۲۵- دینی امتیاز (ضمیر) ؛ ۲-کرنتھیوں ۴: ۲- دل ؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۱- دل (ضمیر) ؛ ۱-تیمتھیس ۱: ۵- نیک نیتی ؛ ۱: ۱۹- نیک نیت ؛ ۳: ۹- دل (ضمیر) ؛ ۴: ۲- دل (ضمیر) ؛ ططس ۱: ۱۵- دل (ضمیر) ؛ عبرانیوں ۹: ۹ دل ؛ ۱۰: ۲ دل (ضمیر) ؛ ۱۰: ۲۲- دل (ضمیر) ؛ ۱۳: ۱۸- دل ؛ ۱-پطرس ۳: ۱۶- نیت ؛ ۲: ۱۹- خدا کا خیال (خدا کی خاطر) ؛ ۳: ۲۱- نیت (ضمیر) ۔ نئے عہدنامہ میں ضمیر کے متعلق کوئی مربوط باضابطہ تعلیم دینی مسئلہ کی صورت میں نہیں پائی جاتی ۔ تاہم بعض آیات میں خصوصاً پولس رسول کے خطوط میں اس مضمون پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے ۔ پولس رسول کے مطابق غیر قوم اور یہودی دونوں اپنے اعمال کے لئے خدا کے آگے جواب دِہ ہیں ۔ یہودی کیونکہ ان پر شریعت نازل ہوئی ، غیر قوم کیونکہ ان کی طبیعت (ضمیر) میں خدا کی شریعت رچی بسی ہوتی ہے (رومیوں ۲: ۱۴ مابعد) ۔

علماء کا خیال تھا کہ ضمیر کے لئے یونانی لفظ ایک ★ ستوئکی اصطلاح ہے ۔ لیکن حالیہ تحقیق سے علماء اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ لفظ ستوئکی کتب میں بمشکل تین مرتبہ استعمال ہوا ہے ۔ اب اُن کی رائے ہے کہ یہ کرنتھس کے لوگوں کا ایک منہ چڑھا لفظ تھا جسے وہ اپنی دینی بحث میں بہت اہمیت دیتے اور بطور دلیل استعمال کرتے تھے ۔ اُن کے ہاں ایک متنازع مسئلہ بتوں کی قربانی کا گوشت تھا ۔ یاد رہے کہ کرنتھس میں جو گوشت مندر میں بتوں کو قربان کیا جاتا تھا وہ بعد میں بازار میں قصابوں کے ہاں بکتا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۲۵) ۔ اسی طرح اکثر غیر مسیحی اپنے مسیحی دوستوں کو ضیافت کی دعوت دیتے تھے اور یہ ضیافت بت خانہ میں ہوتی تھی (۱-کرنتھیوں ۸: ۱۰) ۔ کرنتھس کے کچھ صاحب علم لوگوں کا موقف تھا کہ چونکہ بُت کوئی حقیقت نہیں رکھتے اس لئے اس گوشت کے کھانے میں کوئی قباحت نہیں ۔ یہ لوگ اسی دلیل کو آگے بڑھا کر دعویٰ کرتے تھے کہ اگر کوئی غیر مسیحی دوست انہیں مندر میں کھانے کے لئے بلائے تو اُس کی دعوت منظور کر لینے میں کوئی حرج نہیں (۱-کرنتھیوں ۸: ۱۰) ۔ پولس رسول کہتا ہے کہ بے شک اب ہم آزاد ہیں ۔ لیکن ہماری آزادی کسی دوسرے کی ٹھوکر کا باعث نہ بنے ۔ ممکن ہے کہ ایک کمزور بھائی اپنے ایک باعلم بھائی کو دیکھتے ہوئے خود بھی یہ گوشت کھائے ۔ چونکہ کمزور ایمان والے بھائی کے سامنے کوئی صاف اصول نہیں جس کے مطابق وہ تسلی بخش فیصلہ کرے بلکہ وہ تو صرف اپنے بھائی کی تقلید کرتا ہے اس لئے بعد میں اس کا ضمیر اُسے ملامت کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۸: ۷، ۱۰، ۱۲) ۔ سوال یہاں ایک حساس ضمیر کا ہے جس کی صحیح تعلیم تربیت نہیں کی گئی ۔ اس پیچیدہ گتھی کو سلجھانے کا طریقہ یہ نہیں کہ پختہ ایمان والا کہے کہ چونکہ میرا ضمیر مجھے اسے کرنے کی اجازت دیتا ہے اس لئے میں تو یہ کروں گا ۔ پولس اس خیال کو سرے سے رد کرتا ہے ۔ اوّل علم غرور پیدا کرتا اور کلیسیا کی ترقی میں رکاوٹ بن سکتا ہے ۔ اس کے برعکس محبت ترقی کا باعث ہے (۱-کرنتھیوں ۸: ۱) ۔ دُوم ۔ کسی کا ضمیر اُسے حتمی فیصلہ نہیں دے سکتا ۔ پولس اپنے بارے میں کہتا ہے " میرا دل (ضمیر) تو مجھے ملامت نہیں کرتا مگر اس سے میں راستباز نہیں ٹھہرتا بلکہ میرا پرکھنے والا خداوند ہے" (۱-کرنتھیوں ۴: ۴) ۔

پولس بعد کے ابواب میں واضح کرتا ہے کہ ضمیر میں کیا خامیاں ہو سکتی ہیں ۔ یہ ممکن ہے کہ کسی کا ضمیر غلط تعلیم کا شکار ہو" پاک لوگوں کے لئے سب چیزیں پاک ہیں ۔ مگر گناہ آلودہ اور بے ایمان لوگوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اُن کی عقل اور دل (ضمیر) دونوں گناہ آلودہ ہیں" (ططس ۱: ۱۵- قب کیتھولک ترجمہ) بعض لوگوں کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے ، جیسے اُسے گرم لوہے سے داغا گیا ہو (۱-تیمتھیس ۴: ۲) ۔

پولس رسول اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اُس کا ضمیر خدا کے فضل اور حکمت سے بہرہ ور ہے (۲-کرنتھیوں ۱: ۱۲) ۔ اسی طرح وہ امید کرتا ہے کہ اور لوگ جن کے ضمیر خدا کے سامنے بے پردہ ہیں اُس کی خدمت کی خلوص دلی کا اپنے ضمیر میں اعتراف کریں گے (۲-کرنتھیوں ۴: ۲ ؛ ۵: ۱۱) ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو نہ صرف مجرم ضمیر سے بچنا ہے بلکہ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہمارا ضمیر ایسا ہو کہ ہمارے ایمان اور زندگی کی ہم آہنگی کی تائید کرے ۔ ایسے ضمیر کا حوالہ دیتے ہوئے جو خدا کی مرضی کے تابع ہو وہ خراج دینے کی تلقین کرتا ہے (رومیوں ۱۳: ۵- قب کیتھولک ترجمہ) ۔ اسی قسم کا خیال پطرس رسول کے خط میں ملتا ہے (۱-پطرس ۲: ۱۹- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "خدا کا خیال" اور کیتھولک میں "خدا کی خاطر" ہے ۔ تاہم ملاحظہ ہو یونانی کا اصل متن اور فارسی ، انگریزی اور عربی ترجمے جہاں لفظ ضمیر ہی ہے ؛ ۱-پطرس ۳: ۱۶ میں اردو ترجمے لفظ نیک نیت استعمال کرتے ہیں لیکن فارسی ، عربی اور انگریزی ترجموں میں لفظ ضمیر ہے ۔ اسی طرح آیت ۲۱ میں) ۔

پولس رسول اعمال ۲۴: ۱۶ میں ایک ایسی بات کہتا ہے جو ایک طرح سے اصول کی حیثیت رکھتی ہے "اس لئے میں خود بھی کوشش

میں رہتا ہوں کہ خدا اور آدمیوں کے باب میں میرا دل (ضمیر) مجھے کبھی ملامت نہ کرے"۔ جب پولس رسول یہودی عدالت والوں سے مخاطب ہوا تو کہا "اے بھائیو! میں نے آج تک کمال نیک نیتی (فارسی ضمیرِ صالح) سے خدا کے واسطے عمر گذاری ہے" (اعمال ۲۳: ۱)۔

پولس اپنے پاسبانی خطوط میں نجس اور داغی ضمیر سے کنارہ کرنے اور ایمان اور نیک نیتی (فارسی ضمیرِ صالح) سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے (۱۔تیمتھیس ۱: ۱۹، قب ۱۔پطرس ۳: ۱۶)۔ وہ اپنے بارے میں کہتا ہے کہ میں خدا کی عبادت صاف دل (فارسی ضمیرِ خالص) سے ..... کرتا ہوں (۲۔تیمتھیس ۱: ۳)۔

ایک خالص اور اچھا ضمیر مسیحی کا امتیازی نشان بن جاتا ہے۔ ایک مسیحی کے ضمیر اور ایمان کے فیصلے میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ پولس رسول اپنے خط میں تیمتھیس کو یاد دلاتا ہے کہ اُس نے اُس کو نصیحت کی تھی کہ بعض شخصوں کو حکم کرے کہ وہ غلط تعلیم نہ دیں (۱۔تیمتھیس ۱: ۳)۔ وہ آگے کہتا ہے کہ میں یہ حکم پھر دیتا ہوں۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ پاک دل، نیک نیت (ضمیرِ صالح) اور بے ریا ایمان سے محبت پیدا ہو (۱۔تیمتھیس ۱: ۵)۔ فی الجملہ پاک ضمیر کو ایمان کے بھید کو محفوظ رکھنے کی جگہ کہا جا سکتا ہے (۱۔تیمتھیس ۳: ۹۔ قب کیتھولک ترجمہ "وہ ایمان کا بھید ضمیر کی پاکیزگی میں محفوظ رکھیں")۔ بپتسمہ کا اہم مقصد بھی یہی ہے کہ خدا سے درخواست کی جائے کہ وہ ہمیں ایک نیک ضمیر (پروٹسٹنٹ۔ خالص نیت) دے (۱۔پطرس ۳: ۲۱) اور اسی حوالے میں اسے مسیح کے جی اُٹھنے سے منسلک کیا گیا ہے۔

عبرانیوں کے خط کا مصنف بھی اسی تعلیم کا اعادہ کرتا ہے۔ اس کے مطابق مسیح کا خون ہمارے دلوں (کیتھولک ضمائر) کو مردہ کاموں سے پاک کرتا ہے (عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

ضناآن۔ صناآن:۔ یہوداہ کے نشیبی علاقے میں ایک جگہ (یشوع ۱۵: ۳۷)۔ میکاہ ۱: ۱۱ میں اسے ضاناآن کہا گیا ہے۔

ضوباہ۔ صوبہ:۔ ارام کے علاقے کا مرکزی حصّہ۔ اس کے حاکموں نے داؤد بادشاہ پر جب وہ عمونیوں سے جنگ میں مشغول تھا حملہ کیا (۲۔سموئیل ۸: ۱۰۔ الخ)۔ یہ حمات اور دمشق کے درمیان واقع تھا۔

ضوبیبہ۔ ھصوبیبہ:۔ یہوداہ کے قبیلے میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۴: ۸)۔

ضوفر۔ صوفر: ایوب نبی کے اُن دوستوں میں سے ایک جو اُسے اُس کی مصیبت میں تسلّی دینے کے لئے اُس کے پاس آئے (ایوب ۲: ۱۱)۔

ضوفیم:۔ (عبرانی = محافظ)۔ پسگہ کی چوٹی پر ایک میدان۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے اسم نکرہ گردانا گیا ہے اور ترجمہ یوں ہے "فسجہ کی چوٹی پر محافظ گاہ میں لے گیا" (گنتی ۲۳: ۱۴)۔

ضیافت:۔ کھانے پر دعوت۔ عام طور پر مہمانوں کی پُر تکلّف خاطر تواضع کی جاتی تھی۔

عبرانی لوگ باقی مشرقی قوموں کی طرح ضیافتوں کے بڑے شوقین تھے۔ تین بڑی مذہبی عیدوں کے موقع پر تمام مردوں کو لازم تھا کہ کسی چُنی ہوئی جگہ پر جمع ہوں (استثنا ۱۶: ۱۶)۔ بعد میں اس کے لئے یروشلیم شہر مقرر ہوا۔ اُس وقت خاندان بھی ضیافت کا اہتمام کرتے تھے۔ قربانی اور ضیافت کا آپس میں گہرا تعلق تھا۔ قربانی کے لئے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت اس کھانے پر کھایا جاتا تھا (خروج ۳۴: ۱۵، قضاۃ ۱۶: ۲۳۔۲۵)۔ نیز یاد رہے کہ قربانی کا تعلق عہد باندھنے سے بھی تھا (پیدائش ۲۶: ۲۸ مابعد، قب ۲۔سموئیل ۳: ۲۰)۔ اکٹھے مل بیٹھ کر کھانا کھانا عہد پر مہر ثبت کرنے کے مترادف تھا۔

ضیافتوں کا انتظام ذیل کے موقعوں پر کیا جاتا تھا۔ سالگرہ پر (پیدائش ۴۰: ۲۰، ایوب ۱: ۴، متّی ۱۴: ۶)، شادی پر تو یہ لازم ہی تھا کہ ضیافت ہو (پیدائش ۲۹: ۲۲، متّی ۲۲: ۲)، دستور کے مطابق موت پر بھی ضیافت دی جاتی تھی (۲۔سموئیل ۳: ۳۵، یرمیاہ ۱۶: ۷)، گھر بنانے پر (امثال ۹: ۱۔۵)، مے نکالنے کے موقع پر (قضاۃ ۹: ۲۷)، بھیڑوں کی اُون کترتے وقت (۱۔سموئیل ۲۵: ۲، ۳۶) اور کئی اور موقعوں پر۔

جیسے عبرانی لفظ کے مادّہ سے ظاہر ہے (مشتہ۔ مادّہ شتہ۔ ہے بمعنی پینا)، ضیافتوں پر کھانے کے ساتھ مے بھی استعمال ہوتی تھی۔ ضیافت کے آداب کے مطابق ضیافت تیار ہونے پر مہمانوں کو دوسرا دعوت نامہ بھیجا جاتا تھا یا نوکر مہمانوں کے گھر جا کر اُن کو بلاتا تھا (لوقا ۱۴: ۱۷، متّی ۲۲: ۲ مابعد)۔ اکثر میزبان مہمانوں کے لئے جُبّہ (لمبا جُبّہ) مہیا کرتا تھا اور اُن کا بوسہ لے کر اُنہیں خوش آمدید کہتا تھا (لوقا ۷: ۴۵)۔ اُن کے پاؤں دھوئے جاتے تھے (پیدائش ۱۸: ۴، قضاۃ ۱۹: ۲۱، لوقا ۷: ۴۴)، سر پر تیل ملا جاتا تھا (زبور ۲۳: ۵، لوقا ۷: ۴۶) اور ہار پہنائے جاتے تھے (یسعیاہ ۲۸: ۱)، مہمانوں کو اُنکے مرتبے کے مطابق بٹھایا جاتا تھا (۱۔سموئیل ۹: ۲۲، لوقا ۱۴: ۸)، ہاتھ دُھلوائے جاتے تھے (۲۔سلاطین ۳: ۱۱) اور کھانے کے لئے خدا کا شکر ادا کیا جاتا تھا (۱۔سموئیل ۹: ۱۳، متّی ۱۵: ۳۶، لوقا ۲۲: ۱۷)۔ فریسیوں نے ہاتھ دھونے اور برکت مانگنے کو ایک بھاری فرض بنا دیا تھا۔ ضیافت میں اکثر ایک ★ میرِ مجلس (میرِ ضیافت) ہوتا تھا

(یوحنّا ۲: ۸) جو مہمانوں میں سے چُنا جاتا تھا۔ وہ خوراک اور مے کو اوروں سے پہلے چکھتا تھا اور تقریب و تفریح کا انتظام کرتا تھا۔ سب سے معزز مہمان کو خوراک کا بہترین حصّہ دیا جاتا تھا (پیدائش ۴۳: ۳۴؛ ۱-سموئیل ۹: ۲۳ مابعد)۔ بعض مرتبہ ضیافت کا کھانا اوروں کو بھی بھیجا جاتا تھا (۲-سموئیل ۱۱: ۸؛ نحمیاہ ۸: ۱۰)۔ اکثر ضیافت کی رونق موسیقی، ناچ اور گانے سے دوبالا کی جاتی تھی (۲-سموئیل ۱۹: ۳۵؛ لوقا ۱۵: ۲۵)۔ ضیافت کئی دن تک جاری رہتی تھی۔ لیکن پاک کلام زیادہ کھانے اور مے پینے کے خلاف ہدایت کرتا ہے (واعظ ۱۰: ۱۶ مابعد؛ یسعیاہ ۵: ۱۱ مابعد)۔

یہودیوں میں ضیافت نے ایک خاص مذہبی اہمیت اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ اس ضیافت کے متوقع تھے جب مسیح موعود آئیں گے اور خدا سب قوموں کے لئے ایک ضیافت تیار کریگا (یسعیاہ ۲۵: ۶ قب متّی ۸: ۱۱؛ لوقا ۱۴: ۱۵ مابعد)۔ چونکہ پرانے عہد نامہ میں اکثر ضیافت اور عہد باندھنے کا قریبی تعلق تھا (دیکھئے پیدائش ۲۶: ۲۸-۳۱) اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ خداوند مسیح نے شاگردوں کو ہدایت کی کہ وہ ★ عشائے ربانی کے موقع پر عہد اور قربانی دونوں کا تصوّر اپنے سامنے رکھیں اور اس عشائے ربّانی کو اُس بڑی ضیافت کا پیش خیمہ سمجھیں جو خدا کی بادشاہی کے آنے پر اُن کو دی جائے گی (مرقس ۱۴: ۲۵ قب مکاشفہ ۳: ۲۰)۔ یہی خیال مکاشفہ ۱۹: ۹ میں پایا جاتا ہے۔ اور غالباً اسی کی طرف متّی ۲۲: ۱ مابعد میں دی ہوئی تمثیل میں اشارہ ہے (نیز دیکھئے لوقا ۱۴: ۱۵ مابعد)۔

ضیافت کے دن:- دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱۶ء

ضیافتِ محبّت:- دیکھئے اگاپے۔

ضیبا۔ صیبا:- (عبرانی = پودا) - ساؤل بادشاہ کے گھرانے کا خادم (۲-سموئیل ۹: ۲) - اس کے پندرہ بیٹے اور بیس خادم تھے (۹: ۱۰) - داؤد چاہتا تھا کہ ساؤل کے گھرانے میں سے کسی پر "خدا کی سی مہربانی" کرے۔ چنانچہ اس نے یونتن کے لنگڑے بیٹے مفیبوست کے لئے ضیبا کو مقرّر کیا تاکہ اُس کی خدمت کرے۔ نیز اس نے ساؤل کی تمام جائیداد اُسے واپس دے دی۔ جب ضیبا نے مشکل کے وقت داؤد کی مدد کی (۲-سموئیل باب ۱۶) اور یہ ظاہر کیا کہ مفیبوست داؤد سے دغا کر رہا ہے تو داؤد نے سب جائیداد ضیبا کو دے دی۔ بعد ازاں جب اُسے معلوم ہوا کہ مفیبوست بے قصور ہے تو اس نے اپنا حکم بدل دیا (۲-سموئیل ۱۹: ۲۴-۳۰)۔

ضیحا۔ صیحا:- ۱- ہیکل کے خادم یعنی نتنیم کے خاندان کا ایک سربراہ جو زرُبّابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۳؛ نحمیاہ ۷: ۴۶)۔

۲- عوفل میں بسے ہوئے نتنیم کا سردار (نحمیاہ ۱۱: ۲۱)۔

ط

طابرِمّون ۔ طبرمون :۔ (عبرانی = رِمّون اچھا ہے) ۔ حزیون کا بیٹا اور شاہِ ارام بن ہدد کا باپ (۱۔سلاطین ۱۵:۱۸) ۔

طابیل ۔ طب آبل :۔ (عبرانی = خدا بھلا ہے) ۔ اُس آدمی کا باپ جسے رضین اور فقح نے کٹھ پُتلی بنا کر آخز کی جگہ یہوداہ کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کی (یسعیاہ ۷ : ۶)۔

طاعون :۔ دیکھئے امراضِ بائبل ۱۳ء

طافت :۔ سلیمان کی بیٹی ۔ ابیندآب کے بیٹے کی بیوی (۱۔سلاطین ۴ : ۱۱) ۔

طالمود :۔ دیکھئے تلمود ۔

طبات :۔ مدیانی، جدعون کے لشکر سے بھاگتے ہوئے اس جگہ سے گذرے (قضاۃ ۷ : ۲۲) ۔

طبخ ۔ طابح :۔ ابرہام کا ایک بھتیجا ۔ یہ نحور کی حرم رومہ سے پیدا ہوا (پیدائش ۲۲ : ۲۴) ۔

طبخت ۔ طبحت :۔ ضوباہ کے علاقہ میں ایک شہر ۔ داؤد نے اسے ہدرعزر سے لڑ کر فتح کیا اور اس کا خزانہ یروشلیم بھیجا (۱ ۔ تواریخ ۱۸ : ۷-۹) ۔ ۲۔سموئیل ۸ : ۸ میں اسے بطاہ (باطح) کہا گیا ہے ۔

طبعوت ۔ طباعوت :۔ ہیکل کے خدمت گذاروں میں سے ایک خاندان جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲ : ۴۳ ؛ نحمیاہ ۷ : ۴۶) ۔

طبعی قوت :۔ یہ استثنا ۳۴ : ۷ میں آیا جہاں موسیٰ کے بڑھاپے کا ذکر ہے کہ " نہ تو اس کی آنکھ دھندلانے پائی اور نہ اُس کی طبعی قوت کم ہوئی "۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں رس سے بھرا ۔ گیلا ۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے تازگی کہا گیا ہے ۔

طبلہ :۔ دیکھئے موسیقی کے ساز ۱ء ب ۔

طبلیاہ ۔ طبل یاہ :۔ حوسہ کا بیٹا ۔ بنی مراری میں سے ایک شخص جو داؤد بادشاہ کے عہد میں ہیکل کا دربان تھا (۱ ۔تواریخ ۲۶ : ۱۱) ۔

طبیب :۔ حکیم ۔ ڈاکٹر ۔ علاج کرنے والا ۔
یہ لفظ کتابِ مقدس کے اردو ترجمہ میں تقریباً ۹ مرتبہ جمع اور واحد کے صیغے میں آیا ہے ۔ دو اور جگہ اگرچہ ترجمہ حکیم ہے "تاہم یونانی متن میں وہی لفظ استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ باقی جگہ طبیب کیا گیا ہے (لوقا ۴ : ۲۳ ؛ ۸ : ۴۳) ۔ کیتھولک ترجمہ میں ان سب جگہوں میں طبیب ہی ہے ۔

۱ ۔ پُرانے عہد نامہ میں

یہ عبرانی لفظ روفے کا ترجمہ (اس کا مادہ رافا ہے جس کے بنیادی معنی جوڑنا یا مرمت کرنا ہیں ۔ قب عربی رفا بمعنی رفو کرنا ۔ قب اردو رفاہ بمعنی آرام وغیرہ جو عربی سے ماخوذ ہے ۔ عبرانی لفظ میں زخم کے سینے یا پٹی باندھنے سے' علاج کا مطلب موجود ہے اس لئے اس کے مفہوم میں شِفا اور پٹی باندھنا دونوں ہی ہیں (یسعیاہ ۱۹ : ۲۲ اور ایوب ۵ : ۱۸) ۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ عربی لفظ طبیب کے مادہ میں بھی علاج اور (مشکیزہ میں) پیوند لگانے کا مفہوم موجود ہے ۔ مشہور مسیحی مصلحِ دین مارٹن لوتھر مذاقاً اطبّاء کے متعلق کہتا تھا کہ وہ خدا کے رفوگر ہیں ۔ نیز دیکھئے صحت ۲ء ۔

پرانے عہد نامہ میں یہ لفظ خدا کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے ۔ "میں خداوند تیرا شافی ہوں" (خروج ۱۵ : ۲۶ ۔ عبرانی یہوواہ روفے "۔ دیکھئے خدا کے نام ۵ ھ ء) ۔

طبیبوں کا ذکر پہلی مرتبہ پیدائش ۵۰ ب میں آتا ہے جب یوسف مصری طبیبوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے باپ کی لاش میں خوشبو بھریں ۔ اس عمل یعنی ★حنوط کاری میں مصر کے اطبّا ماہر تھے ۔

اس کے بعد طبیبوں کا ذکر تواریخ کی کتب میں آتا ہے (۲ ۔تواریخ ۱۶ : ۱۲) ۔ یہوداہ کے بادشاہ آسا نے ۴۱ برس اپنی رعایا پر ظلم کے ساتھ سلطنت کی ۔ اُس کے آخری دو سال میں اس کے پاؤں میں ایک مرض لگا جو بڑھتا گیا ۔ اس بیماری کے سلسلے میں بادشاہ نے طبیبوں کی تلاش کی جو اُس کا علاج کریں ۔ غالباً یہ طبیب غیر یہودی بُت پرست لوگوں میں سے تھے

اور علاج میں جادو اور بُت پرستی کی رسوم شامل کرتے تھے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ " وہ خداوند کا طالب نہیں بلکہ طبیبوں کا خواہاں ہؤا"۔ آج کل کے ڈاکٹروں کی رائے میں آسا کی بیماری ضعیفی میں پاؤں کا غانقاریہ یا فسادِ نسیج gangrene تھا اس بیماری میں جسم کے کسی حصّے کے اعصاب سڑنے لگتے ہیں)۔ یہ مرض نہایت تکلیف دہ ہے اور مریض کے پاس سے سخت بدبو آتی ہے۔ تعفّن کو ختم کرنے کے لئے خوشبوؤں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لئے جب طبیبوں نے آسا بادشاہ کو مرنے کے بعد پلنگ پر ڈالا (یہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ تابوت استعمال ہؤا ہے۔ عبرانی لفظ یہاں مشکاب ہے جس کے معنی چارپائی ہیں۔ دیکھئے "تابوت") تو طرح طرح کے عطر اور مسالے استعمال کئے اور اس کے علاوہ خوب خوشبوئیں جلائیں۔ بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ آسا کو دفنایا نہیں بلکہ جلایا گیا (دیکھئے کفن دفن)۔

اگرچہ یہ حوالہ طبیبوں کے شایان شان نہیں تاہم اگلے حوالے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ طبیب کی مدد سے شفا حاصل ہونا ممکن ہے۔ اَن کا مرہم (روغنِ بلسان) مجرّب ادویّہ میں سے ایک تھا (یرمیاہ ۸ : ۲۲)۔ طبیب اچھے اور نااہل بھی ہوتے تھے۔ ایوب اپنے بے سمجھ دوستوں کو "نکمّے طبیب" کہتا ہے (۱۳ : ۴)۔ پرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیانی دَور میں لکھی گئی ★ اپاکرفا کی ایک کتاب میں طبیب کے کام کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو یشوع بن سیراخ ۳۸ : ۱-۳ "طبیب کی اُس کی ضرورت کے باعث عزت کر۔ کیونکہ خداوند ہی نے اُسے پیدا کیا۔ کیونکہ بیماریوں کے علاج کا علم حق تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور اُس کیلئے بادشاہوں سے انعام دیئے جاتے ہیں۔ طبیب کا علم اُس کے سر کو اونچا کرتا ہے تو اس سبب سے بڑے آدمیوں میں اُس کی تعریف ہوگی"۔ یہ سارا باب مطالعہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

۲- نئے عہدنامہ میں

طبیب یونانی لفظ ایاتروس iatros کا ترجمہ ہے۔ خداوند مسیح طبیبوں کے متعلق دو کہاوتوں کا ذکر بھی کرتے ہیں (متّی ۹ : ۱۲ = مرقس ۲ : ۱۷ = لوقا ۵ : ۳۱ اور لوقا ۴ : ۲۳)۔

انجیل نویس لوقا خود بھی طبیب تھا (کلسیّوں ۴ : ۱۴)۔ پولس رسول یہاں لوقا کو "پیارا طبیب" کہتا ہے، اور شاید اسی وجہ سے اُس کی انجیل میں طبیبوں کے متعلق ۳ حوالے ہیں اور مرقس کی انجیل میں صرف دو۔ لوقا کا اُس عورت کے متعلق بیان جسے بارہ سال سے خون بہنے کی بیماری تھی (دیکھئے امراضِ بائبل ۲۵) اور جسے خداوند مسیح نے شفا بخشی، خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ اس معجزے کو دو انجیل نویسوں نے قلم بند کیا ہے۔ لوقا طبیب اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ علاج معالجہ پر خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے (لوقا ۸ : ۴۳)۔ مرقس بھی یہی بات کہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ غالباً وہ طریقۂ علاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ بیچاری عورت کے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہؤا تھا۔ ★ "تلمود" میں ہدایت کی گئی تھی کہ ایسے مریض کو تعویذ پہننا چاہئیے۔ ربّی یوحنان نے تو کچھ ادویّہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ ایک نسخے کا ذکر کرتا ہے جس میں سکندریہ کی گوند، پھٹکری اور زعفران کا پھول اور مے استعمال ہوتے تھے۔ وہ یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ سات گڑھے کھودے جائیں۔ ان میں ★ نامختون انگور کے پودے جلائے جائیں (یعنی وہ تاکیں جو چار سال سے کم عمر کی ہوں)۔ مریضہ کو باری باری ان گڑھوں پر بیٹھنا تھا اور ساتھ ساتھ دوا پینی تھی۔ اس دوران طبیب کو اُس پر منتر پڑھتے رہنا تھا۔ علاج کی طوالت اور تکلیف کے اس طریقہ علاج سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ انجیل کے اس چھوٹے سے جملے کا پس منظر کیا ہے "اور بہت طبیبوں سے بڑی تکلیف اُٹھا چکی تھی" (مرقس ۵ : ۲۶)۔

نیز دیکھئے ادویاتِ بائبل۔ امراضِ بائبل۔ صحت۔

طرفیلہ:- ایک جگہ کا نام جس کے باشندوں کو "بزرگ و شریف اسنفر" نے سامریہ کے علاقے میں بسایا (عزرا ۴ : ۹)۔

طِطُس - طیطس:- پولس رسول کا ایک دوست اور مددگار (طِطُس ۱ : ۴)۔ نئے عہدنامہ میں اس کا ذکر صرف پولس رسول کے خطوط میں ملتا ہے، خاص طور پر اُس کے کرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں۔ وہ یونانی تھا (گلتیوں ۲ : ۳)۔ مسیحیت قبول کرنے کے بعد وہ پولس کے ساتھ یروشلیم گیا۔ یہاں پولس نے یہودیت پرستوں کے اس مطالبہ کو کہ طِطُس کا ختنہ کیا جائے رَدّ کر دیا۔ یوں وہ اس اُصول کا کہ غیر قوم صرف مسیح پر ایمان لانے کی بنیاد پر کلیسیا میں شامل ہو سکتے ہیں ایک اہم نشان بن گیا۔ پولس کے تیسرے بشارتی سفر کے دوران اُسے کرنتھس میں بھیجا گیا تاکہ مشکل مسائل کو حل کرے (۱-کرنتھیوں ابواب ۱-۶؛ ۲-کرنتھیوں ۲ : ۱۳؛ ۷ : ۵-۱۶) اور وہاں کی کلیسیا کو یروشلیم کی کلیسیا کی مالی امداد کرنے پر اُبھارے (۲-کرنتھیوں باب ۸)۔ اس کے کافی عرصہ بعد پولس نے اُسے کریتے میں چھوڑا تاکہ وہ وہاں کی کلیسیاؤں کو منظم کرے (طِطُس ۱ : ۴-۵)۔ پولس نے اُس سے درخواست کی کہ وہ نیکپلس میں اُس کے پاس آنے کی کوشش کرے (طِطُس ۳ : ۱۲)۔ طِطُس ایک بلند حوصلہ اور باتدبیر شخص تھا جس نے اپنے آپ کو خداوند کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ وہ جھگڑالو کرنتھیوں، دروغ گو کریتیوں اور

مفسد دولتمندوں سے نپٹنے کی اہلیت رکھتا تھا (۲-تیمتھیس ۴: ۱۰)۔

ططس فلاویس ویسپاسیانس :- شہنشاہ ویسپیسیان کا بیٹا جو ۳۹ء میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کے نائب کے طور پر فلسطین جانے سے پیشتر ططس نے جرمنی اور برطانیہ میں خدمت انجام دی۔ ۶۹ء کی گڑبڑ کے بعد جب ویسپیسیان بطور فاتح ابھرا اور سلطنت پر قابض ہوگیا تو اُس وقت ططس یہودیوں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ یہ جنگ ۷۰ء میں ختم ہوئی جب اُس نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔ روم واپس آنے کے بعد وہ اپنے باپ کی حکومت سے منسلک ہوگیا اور یوں وہ وارث قرار پایا۔ وہ ۷۹ء میں ویسپیسیان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ وہ ایک شکیل، بیدار مغز اور سخی دل شخص تھا۔ وہ اپنی افواج میں بڑا مقبول تھا۔ اُس نے صرف دو سال حکومت کی۔ اگر وہ جلد وفات نہ پاجاتا (۸۱ء) تو ویسپیسیان کی احتیاط سے جمع کی ہوئی دولت اُس کی سخاوت کا ساتھ نہ دے سکتی تھی جس کا اس کی ہردلعزیزی میں بڑا ہاتھ تھا۔ ططس نے روم کی مشہور و معروف تماشہ گاہ تکمیل کی۔ اُس کے دورِ حکومت کے شروع میں (۲۴ اگست ۷۹ء) آتش فشاں پہاڑ وزوویس Vesuvius پھوٹ پڑا۔ ویسپیسیان کے آخری سالوں میں ططس نے برنیکے کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ برنیکے، اگرپا دوم کی بہن تھی۔ یہ وہی اگرپا ہے جس نے قیصریہ میں پولس رسول کے جواب دعوے کو سُنا تھا (اعمال ۲۵: ۱۳)۔

ططس کے نام خط :- دیکھئے تیمتھیس اور ططس کے نام خطوط

ططس یوستس :- دیکھئے یوستس ۲۔

طفسر :- یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں نحوم ۳: ۱۷ میں سردار کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ عبرانی کا لفظ ہے جو اسوریوں سے لیا گیا ہے۔ اسی لفظ کا ترجمہ یرمیاہ ۵۱: ۲۷ میں سپہ سالار کیا گیا ہے۔ اس پر بت لگا کر اُسے اسمِ معرفہ قرار دیا گیا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے غضب کے سامنے نینوہ کے امرا اور سردار ٹڈی دل کی مانند بھاگ جائیں گے۔ نیز دیکھئے منزر۔

طلاق :- دیکھئے شادی ۵

طلائم ۔ طیلام :- (عبرانی = بھیڑیں)۔ وہ مقام جہاں ساؤل نے عمالیقیوں کے خلاف اپنی فوج کو اکٹھا کیا (۱-سموئیل ۱۵: ۴)۔ شاید یشوع ۱۵: ۲۴ کا تلم (طیلام) اسی جگہ کے دوسرے ہجے ہوں۔

طلمون :- ایک لاوی دربان، جو اپنے خاندان کا سربراہ تھا اور زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا تھا (۱-تواریخ ۹: ۱۷؛ عزرا ۲: ۴۲؛ نحمیاہ ۷: ۴۵؛ ۱۱: ۱۹؛ ۱۲: ۲۵)۔

طناب :- خیمے کی رسّی - دیکھئے رسّی۔

طنبورہ :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ د۔

طواف کرنا :- چکر لگانا۔ گھومنا (زبور ۲۶: ۶؛ ۴۸: ۱۲)۔ اہلِ اسلام کعبہ شریف کے گرد گھومنے کو طواف کہتے ہیں۔

طوب :- (عبرانی = زرخیز، اچھا)۔ جلعاد سے شمال مشرق کی طرف ملک اسور میں ایک زرخیز علاقہ۔ افتاح نے جو اسرائیل کا بڑا سورما تھا یہاں پناہ لی (قضاۃ ۱۱: ۱-۳)۔ جب بنی عمون نے اسرائیل سے جنگ چھیڑی تو جلعادی بزرگوں نے اس سے درخواست کی کہ آکر فوج کی کمان سنبھالے اور بنی عمون کے خلاف جنگ لڑے (قضاۃ ۱۱: ۴-۱۱)۔ جب داؤد نے عمونیوں پر حملہ کیا تو طوب کے لوگ اجرت پر داؤد کے خلاف ارامیوں کی مدد کے لئے آئے (۲-سموئیل ۱۰: ۶، ۸)۔

طوب ادونیاہ :- (عبرانی = یہوواہ بھلا ہے)۔ ایک لاوی جسے یہوسفط نے یہوداہ کو تعلیم دینے کے لئے بھیجا (۲-تواریخ ۱۷: ۷-۹)۔

طوبیاہ ۔ طوبیّاہ :- ۱- اُن لاویوں میں سے ایک جنہیں یہوسفط نے یہوداہ میں تعلیم دینے کے لئے بھیجا (۲-تواریخ ۱۷: ۷-۹)۔

۲- ایک خاندان جو اسیری سے واپس آیا۔ وہ اپنا حسب نسب مہیّا نہ کر سکا (عزرا ۲: ۵۹، ۶۰؛ نحمیاہ ۷: ۶۱، ۶۲)۔

۳- ایک عمونی غلام جس نے سنبلّط کے ساتھ مل کر نحمیاہ کے یروشلیم کی مرمّت کرنے میں روڑا اٹکایا (نحمیاہ ۲: ۱۰، ۱۹)۔ نحمیاہ کے آنے سے پہلے طوبیاہ نے الیاسب کاہن سے مل کر ہیکل میں ایک کمرہ لے لیا جسے نحمیاہ نے خالی کروایا (نحمیاہ ۱۳: ۴)۔

۴- اسیروں میں سے ایک شخص جو بابل سے یروشلیم واپس آیا۔ اور اپنے ساتھ سونا اور چاندی لایا۔ زکریاہ کو خداوند کا حکم ہوا کہ یہ سونا چاندی لے کر سردار کاہن کا تاج بنائے (زکریاہ ۶: ۹-۱۵)۔

۵- اپاکرفا کی ایک کتاب۔ دیکھئے اپاکرفا۔

طوفانِ نوحؑ :- پانی کا وہ طوفان جسے خدا نے ماسوا چند لوگوں کے زمین پر تمام جانداروں کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا۔ اس واقعہ کا ذکر پیدائش ابواب ٦-٨ میں ملتا ہے۔ عہدِ عتیق میں اِس حادثہ کو بیان کرنے کے لئے لفظ مَبُّول mabbul استعمال ہُوا ہے لیکن اس کے مادّہ کا علم نہیں۔ چونکہ پیدائش ابواب ٦-١١ کے علاوہ یہ لفظ صرف زبُور ٢٩ : ١٠ میں استعمال ہُوا، اس لئے اس کا مطلب ضرور ہی طوفانِ عظیم سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پیدائش کی کتاب میں مرقوم ہے۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں لفظ "مَبُّول" کا ترجمہ کتاکلوسموس kataklysmos ہُوا ہے اور یہی لفظ نئے عہدنامہ میں اِسی واقعہ کو بیان کرتا ہے (متّی ٢٤ : ٣٨، ٣٩؛ لوقا ١٧ : ٢٧؛ ٢-پطرس ٢ : ٥)۔

ا- طوفان کی آمد کی وجہ

"اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصوّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں" (پیدائش ٦ : ٥)۔ پس اُس نے اُسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا (٦ : ١-٧)۔ لیکن نوحؑ مردِ راستباز تھا، اس لئے خدا نے اُسے اور اس کے خاندان کو بچایا تاکہ نسلِ انسانی کا نئے سرے سے آغاز ہو سکے۔

ب- تیاری

پیدائش ٦ : ٣ اور ١-پطرس ٣ : ٢٠ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نوحؑ کے زمانہ میں ١٢٠ سال تک تحمل کرتا رہا اور پھر طوفان بھیجا۔ اس عرصے میں خدا نے نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کے بارے میں ہدایات دیں۔ اُس نے یہ اعلان بھی کیا کہ وہ نوحؑ کے ساتھ عہد باندھیگا (پیدائش ٦ : ١٨۔ نیز "ز" کی شق بھی دیکھئے)۔

ج- کشتی کے مکین

کشتی میں کُل آٹھ انسان تھے یعنی نوحؑ اور اُس کے تین بیٹے سِمؔ، حامؔ اور یافتؔ اور ان چاروں کی بیویاں (پیدائش ٦ : ١٨؛ ٧ : ٧، ١٣؛ ٢-پطرس ٢ : ٥)۔ نیز کشتی میں تمام حیوانات مع پرندگان کا ایک ایک جوڑا بھی تھا (پیدائش ٦ : ١٩-٢٠؛ ٧ : ٨، ٩، ١٤، ١٥)۔ ان کے علاوہ چھ جوڑے پاک جانوروں کے بھی تھے (پیدائش ٧ : ٢، ٣۔ بعض مفسرین چھ کی بجائے سات جوڑے بیان کرتے ہیں۔ غالباً یہ خوراک اور قربانیوں کے لئے تھے۔ خدا نے نوحؑ کو ہر طرح کی کھانے کی چیزیں بھی جمع کرنے کو کہا جو کشتی میں قیام کے دوران ان کے کھانے کے لئے ہوتی تھیں۔ یہاں سمندری مخلوق کا ذکر نہیں۔ غالباً وہ "جانوروں کی ہر قسم" (پیدائش ٦ : ١٩) میں شامل تھے۔

د- پانی کا طوفان

جب نوحؑ اور اُس کے ساتھی کشتی میں داخل ہو گئے تو خدا نے اُس کا دروازہ باہر سے بند کر دیا (٧ : ١٦) اور پانیوں کو چھوڑ دیا۔ یہ پانی بارش کی شکل میں آئے (٧ : ٤، ١٢) اور ان کی شدت کا اندازہ بائبل کے اِس بیان سے لگایا جا سکتا ہے کہ "آسمان کی کھڑکیاں کھُل گئیں" (٧ : ١١)۔ خدا نے پانی کی سطح کو نیچے سے بھی بلند کیا۔ لکھا ہے کہ "بڑے سمندر (تہوم بمعنی موج ہسمندر) کے سب سوتے پھوٹ نکلے" (٧ : ١١)۔ لیکن شاید یہ تشبیہی بیان ہو۔ لفظ تہوم کے استعمال سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ تہوم عموماً شعر و شاعری میں استعمال ہوتا ہے اس لئے اِس میں ارضی حوالہ تلاش کرنا مفید نہیں ہوگا۔

ﮦ- طوفان کی تاریخ

نوحؑ اپنے ٦٠٠ ویں سال کے دوسرے مہینے کے ١٧ ویں دن کشتی میں داخل ہُوا (٧ : ١١) اور زمین اسکے ٦٠١ ویں سال کے دوسرے مہینے کے ٢٧ ویں دن خشک ہوئی۔ اگر ہم ایک ماہ کے ٣٠ دن شمار کریں تو طوفان ٣٧١ دن رہا۔ بارش ٤٠ روز جاری رہی (٧ : ١٢) اور پانی مزید ١١٠ دن چڑھتا رہا (٧ : ٢٤) = ١٥٠ دن۔ پھر پانی ٧٤ دن تک گھٹتا رہا (٨ : ٥) = ٢٢٤۔ اس کے ٤٠ دن بعد نوحؑ نے کوّے کو بھیجا (٨ : ٦-٧) = ٢٦٤ دن۔ سات دن کے بعد کبوتری کو بھیجا (٨ : ٨) = ٢٧١ دن۔ اور مزید سات دن کے بعد پھر کبوتری کو بھیجا (٨ : ١٠) = ٢٧٨ دن۔ سات دن ٹھہر کر تیسری مرتبہ پھر اُسی کبوتری کو بھیجا (٨ : ١٢) = ٢٨٥ دن۔ پھر نوحؑ نے ٢٩ دن کے بعد کشتی کی چھت کھولی (٨ : ١٣ مع ٧ : ١١) = ٣١٤، اور بالآخر ٥٧ دن بعد زمین بالکل خشک ہو گئی (٨ : ١٤) = ٣٧١۔

و- طوفان کی وسعت

کلامِ پاک میں صاف لکھا ہے کہ خدا اُن سب کو "جو زمین پر ہیں" (پیدائش ٦ : ١٧) جن میں انسان (٦ : ٧؛ ٧ : ٢١) اور حیوان (٦ : ٧، ١٣، ١٧؛ ٧ : ٢١-٢٢) دونوں شامل ہیں طوفان کے ذریعہ نیست و نابود کر دے گا۔ لیکن کئی مفسروں کا خیال ہے کہ مقامات کے بارے میں بیانات یعنی "زمین پر" اِرِض (٦ : ١٧؛ ٧ : ١٧، ٢٣) "آسمان کے نیچے" (شامایم ٦ : ١٧؛ ٧ : ١٩۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "دنیا" ہے لیکن دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ کیتھولک ترجمہ میں "آسمان کے نیچے" ہی ہے)، اور "زمین پر" (اداماہ ٧ : ٤، ٢٣) انسان اور حیوانوں کو محدود کر دیتے ہیں۔ اِرِض کا مطلب ملک (مثلاً پیدائش ١٠ : ١٠) اور "شامایم" کا مطلب آسمان یعنی آسمان کا وہ حِصّہ جو نظر آتا ہے ہو سکتا ہے (مثلاً ١-سلاطین ١٨ : ٤٥) اور "اداماہ" کی وسعت ان دو الفاظ سے ظاہر ہوگی۔ پس یہ ممکن ہے کہ ایک ایسا بے مثل عظیم طوفان آیا ہو جس نے ان شرائط پر پُورا اترتے ہوئے بھی تمام روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں نہ لیا ہو! اِس خیال کا کہ اِس قسم کا محدود طوفان جانوروں کو کشتی میں محفوظ کرنے کو

غیر ضروری بنا دیتا ہے جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اِس کا تعلق تمام نواحی علاقے سے تھا تو پھر حیوانات کو محفوظ کرنا ضروری تھا۔ اِس بیان کی کہ "سب اونچے پہاڑ (ہر) جو دُنیا میں ہیں چھپ گئے" (۷: ۱۹، ۲۰) اور طوفان کے بعد "پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں" (۸: ۵) تفسیر یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اُن بادلوں اور دُھند سے چھپ گئے (اور بعد ازاں نظر آئے) جو اِس عظیم طوفان سے پیدا ہوئے۔ اِس تفسیر سے ایک محدود طوفان کی حمایت ہوتی ہے۔ لیکن متن کی یہ بھی تفسیر ہو سکتی ہے کہ یہ طوفان عالمگیر تھا۔ بہر حال ہمیں ان دونوں تفسیروں کے بارے میں انتہا پسندی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بائبل کی روایتی تفسیر یہی ہے کہ اِس طوفان میں نوحؔ اور اُس کے خاندان کے علاوہ تمام انسان ہلاک ہو گئے۔

ز۔ طوفان کا خاتمہ

پھر خدا نے نوحؔ کو جو کشتی میں تھا یاد کیا اور پانیوں کو روک دیا اور پانی بتدریج کم ہونے لگا یہاں تک کہ کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی (دیکھئے اراراط)۔ یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ کشتی سے اترنے میں خطرہ تو نہیں نوحؔ نے سب سے پہلے ایک کوّے کو بھیجا جو واپس نہیں آیا۔ غالباً وہ مُردار کھاتا رہا اور کشتی کی چھت پر بسیرا کیا کرتا تھا (۸: ۷)۔ پھر اُس نے ایک کبوتری کو اڑایا جو دوسری مرتبہ نکلنے پر اپنی چونچ میں زیتون کی پتی لائی۔ غالباً اُس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ پانی پہاڑوں کے دامن تک اُتر چکا ہے جہاں زیتون کے درخت اُگتے ہیں اور جانوروں کے لئے کافی خوراک ہے (۸: ۸-۱۱)۔ نوحؔ نے تیسری مرتبہ پھر اُسی کبوتری کو بھیجا لیکن اب وہ واپس نہیں آئی (۸: ۱۲)۔ تب نوحؔ سمجھ گیا کہ زمین خشک ہو چکی ہے اور خدا نے اُسے کشتی سے اُترنے کا حکم دیا۔ نوحؔ نے کشتی سے اترنے کے بعد خدا کے حضور پاک جانوروں کی قربانی چڑھائی اور خدا نے قسم کھائی کہ وہ پھر کبھی اس قسم کا طوفان نہیں لائے گا (۸: ۲۱، ۲۲؛ یسعیاہ ۵۴: ۹)۔ خدا نے نوحؔ اور اس کے بیٹوں کو برکت دی (پیدائش ۹: ۱) اور اس کی تصدیق اُن کے ساتھ عہد باندھ کر کی (۹: ۱۱)۔ اس عہد کا نشان خدا نے آسمان میں دھنک مقرر کیا (۹: ۱۳-۱۷)۔

ح۔ میخی لکھائی میں طوفان کے مماثل بیانات

مشرقِ قریب میں آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران متعدد میخی لکھائی کے کتبے ملے ہیں جن میں طوفان کے بارے میں بیانات ملتے ہیں۔ ایک سُومیری تختی جو جنوبی بابل میں نِپّور سے ملی ہے بیان کرتی ہے کہ ضیوسودُو Ziusuddu بادشاہ کو پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا کہ دیوتا بنی نوع انسان کو طوفان سے ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس اُس نے ایک بہت بڑی کشتی بنائی جس کے باعث وہ سیلاب سے ہلاک ہونے سے بچ گیا۔ یہ تختی قریباً ۲۰۰۰ ق م کی ہے لیکن مسوپتامیہ میں طوفان کی کہانی اس سے غالباً صدیوں پیشتر مشہور تھی۔ یہ کہانی بابل اور اسور کے کئی اکادی بیانات میں ملتی ہے۔ اُن میں سے ایک اتراہاسس Atrahasis کی رزمیہ نظم ہے جس میں ایک طوفان کا ذکر ہے جو دیگر ہلاکت خیز عناصر کے ساتھ نوعِ انسان کو پاک کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن اکادی زبان میں طوفان کا سب سے مشہور بیان جو سُومیری بیان سے بہت ملتا جلتا ہے، گلگا میش Gilgamesh کی طویل رزمیہ نظم کا ایک حصہ ہے۔ یہ اس کی اسوری ترمیم ہے جو ۶۰۰ سال پیشتر نینوہ سے کھدائی کے دوران ملی ہے اور جسے ۱۸۷۲ء میں جارج سمتھ نے برٹش میوزیم میں دریافت کیا۔ اس میں بچنے والا اتا نفشتیم Uta-naphishtim گلگا میش کو بتاتا ہے کہ دیوتا عیا Ea نے اُسے آنے والے طوفان کے متعلق بتا دیا تھا۔ پس اُس نے ایک کشتی بنائی اور اس میں اپنے خاندان، ہُنرمند اشخاص، پالتو اور جنگلی، دونوں قسم کے جانور، اور سونے چاندی کا خزانہ رکھا۔ طوفان سات دن تک رہا اور پھر کشتی شمال مغربی فارس میں کوہِ نیسیر Nisir پر ٹک گئی۔ تب اُس نے پہلے ایک کبوتری کو، پھر چڑیا اور آخر میں ایک کوّے کو بھیجا، اور جب کوّا واپس نہیں آیا تو سب لوگ کشتی سے اُتر گئے۔ پھر اُس نے قربانی چڑھائی اور دیوتا اس کے گرد مکھیوں کی طرح جمع ہو گئے۔ میخی لکھائی کے یہ بیانات بائبل کے بیان سے کافی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام بیانات ایک اصل واقعہ سے اخذ شدہ ہیں۔ میخی لکھائی کے بیانات میں متعدد دبے ڈھکے عناصر سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل مُقدّس کا بیان ہی قابلِ اعتماد ہے۔

ط۔ اشریات اور طوفانِ نوحؔ

جنوبی مسوپتامیہ میں اُور، کش، درکا اور فراح کے مقامات پر کھدائی کے دوران شدید طوفان کے آثار ملے ہیں۔ پہلے دو مقامات کی کھدائی کے ذمہ دار سر لیونارڈ وُولے Sir Leonard Woolley اور ایس۔ ایچ لینگ ڈون S.H. Langdon کا خیال ہے کہ اِن شہادتوں کا تعلق بائبل کے طوفان سے ہے۔ لیکن اِس بات کا امکان بہت کم ہے کیونکہ چاروں مقامات پر طوفان سے متاثر زمین کی تہیں ایک ہی زمانہ کی نہیں ہیں۔ زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ دریا میں غیر معمولی شدید طغیانی کا نتیجہ ہیں۔ مزید براں اگر ان میں سے قدیم ترین مقام اُور میں ۴۰۰۰ ق م میں بھی طوفانِ نوحؔ آیا ہوتا تو لازماً مشرقِ قریب کی تہذیبوں کا ارتقائی تسلسل ٹوٹ جاتا جب کہ ایسا نہیں ہوا۔ اگر بائبل کے بیان سے مراد مسوپتامیہ کے میدان کا ہی شدید سیلاب لیا جائے تو پھر ان مقامات میں دوسرے سیلابوں کی مٹی کی تہوں کو بھی طوفانِ نوحؔ کی شہادت ماننا پڑے گا۔ لیکن اگر پیدائش کی کتاب میں مرقوم واقعہ نہایت شدید تھا جیسا کہ وہاں کے بیان سے ظاہر ہے تو پھر مسوپتامیہ کی گواہی پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

ی ۔ ارضیات اور طوفانِ نوحؔ

بائبل کے طوفان کے بارے میں کوئی حتمی ارضیاتی شہادت نہیں ملتی ۔ تاہم گذشتہ سالوں اور خاص طور پر انیسویں صدی میں بعض طبعی حادثات کو کسی شدید سیلاب کی شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ۔ فی زمانہ اُن میں سے زیادہ تر کے بارے میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ قدیم برفانی زمانہ Quaternary کے برفانی عمل کی علامت تھیں ۔ تاہم ممکن ہے کہ برفانی زمانہ سے تعلق رکھنے والی بعض تبدیلیاں مثلاً گلیشیر کی وجہ سے پانی جمع ہونے یا خارج ہونے کے باعث سطحِ سمندر کا گھٹنا یا بڑھنا، اور زمین کے بڑے بڑے ٹکڑوں پر برف کے بوجھ کے گھٹنے یا بڑھنے کے باعث اُن کے اُبھرنے یا دبنے نے ایسے اثرات پیدا کئے جو بائبل کے بیان سے مطابقت رکھتے ہوں ۔ قدیم برفانی زمانہ کے مطابق شاید نوحؔ اور اُس کے ہمعصر ۰۰۰،۱۰ سال ق م موجود تھے ۔ لیکن کوئی یقینی شہادت نہیں ملتی جس کی بنا پر اِسے وثوق سے درست قرار دیا جا سکے ۔ لہٰذا پیدائش کی کتاب میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کو پکّی تاریخی ترتیب دینے کی مساعی کو مفروضہ سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی ۔

طوفل ۔ توفل :۔ عبرانی = چونا) ۔ بیابان میں ایک مقام جہاں موسےٰ نے بنی اسرائیل سے خطاب کیا (استثنا ۱ : ۱) ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موجودہ الطفیلہ جو بحیرۂ مُردار کے جنوب مشرق میں ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے یہی جگہ ہے ۔

طوق :۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۱۵

طُومار :۔ پرانے زمانے میں کتاب کی شکل مختلف تھی ۔ ★ پپیرس یا چمڑے کے کمائے ہوئے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ کر تقریباً دس انچ چوڑے اور کئی فٹ لمبے ٹکڑے کو کپڑے کے تھان کی طرح ایک لکڑی پر جوڑ کر لپیٹ دیا جاتا تھا ۔ دوسرے سرے پر بھی لکڑی جوڑ دی جاتی تھی ۔ اس پر خانوں میں بترتیب عبارت لکھ دی جاتی تھی ۔ پڑھتے وقت اسے ایک طرف کی لکڑی پر لپیٹتے جاتے تھے اور دوسری طرف کی لکڑی پر سے کھولتے جاتے تھے (تصویر دیکھئے)

موجودہ شکل کی کتاب codex دوسری صدی عیسوی میں ایجاد ہوئی ۔ اس کی ایک بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس میں حوالے تلاش کرنا آسان ہے

بائبل میں طومار کا ذکر اکثر آتا ہے (عزرا ۶ : ۲؛ یرمیاہ ۳۶ : ۲، ۴ وغیرہ، حزقی ایل ۲ : ۹ ؛ ۲ ۔ تیمتھیس ۴ : ۱۳) ۔

یسعیاہ ۳۴ : ۴ میں آسمان کے لپیٹے جانے کو طومار سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ جب عبادت خانہ میں خادم نے خداوند مسیح کو یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھنے کو دیا تو وہ طومار کی شکل میں تھا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ لوقا ۴ : ۱۷، ۲۰) ۔

قمران کی غار سے جو یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا طومار ملا ہے (دیکھئے بحیرۂ مردار کے طومار) وہ چمڑے کے سولہ ٹکڑوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے ۔ یہ دس انچ چوڑا اور ۲۴ فٹ لمبا ہے ۔ اس کے متن میں ۵۴ خانے ہیں ۔ یہ عام چمڑے پر لکھا گیا ہے ۔ بعد میں چمڑے کو خاص طریقوں سے کما کر اچھے قسم کے اوراق (دیکھئے رَق) تیار کئے جاتے تھے جو دیرپا اور نفیس ہوتے تھے ۔ یہ ورق خاص کر ★ پرگمن میں بنتے تھے ۔ اس چرمی کاغذ کی بہت مشہوری اور مانگ تھی ۔

طویلہ :۔ جانوروں کا تھان ۔ دیکھئے چرنی ۔

طہارت ، پاکیزگی ۔ صفائی ۔

ا ۔ پرانے اور نئے عہدنامہ میں کئی لفظ ہیں جو پاکیزگی، ناپاکی، صفائی، نجاست کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں ۔ پاکیزگی کے لئے سب سے عام لفظ طاھور ہے (قب عربی طاہر بمعنی پاک ۔ صاف ۔ مقدّس) جس کا ترجمہ پاک (پیدائش ۷ : ۲، ۸؛ ۸ : ۲۰؛ احبار ۷ : ۱۹)، خالص (خروج ۲۵ : ۱۱، ۱۷، ۲۴، ۲۹)، صاف (احبار ۴ : ۱۲ : ۶ : ۱۱؛ ۱۰ : ۱۴) ہوا ۔ اس کا اُلٹ طامہ ہے جس کا ترجمہ ناپاک (احبار ۱۱ : ۲۵، ۱۲ : ۲؛ ۱۵ : ۵ وغیرہ) نجس (احبار ۵ : ۳ ؛ ہوسیع ۵ : ۳) آلودہ کرنا (احبار ۱۸ : ۲۴)، بے حرمت کرنا (پیدائش ۳۴ : ۵، ۱۳، ۲۷) وغیرہ ہوا ۔ اس کے علاوہ اور بہت سے لفظ ہیں جن کا اردو ترجمہ مکروہ، نفرتی، گھنونا وغیرہ کیا گیا ہے ۔

ملکِ فلسطین اور اس کے گرد و نواح میں جسمانی صفائی بڑی اہمیّت رکھتی تھی ۔ مشہور یونانی مورخ ہیرودوتس (پانچویں صدی قبل مسیح) مصری پجاریوں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ دو مرتبہ دن کو اور دو مرتبہ رات کو غسل کرتے تھے ۔ فرعون کی بیٹی کا دریائے نیل پر غسل کرنے کے لئے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ صفائی صرف مندر کے پجاریوں تک محدود نہ تھی (خروج ۲ : ۵) ۔

۲ ۔ پاکیزگی پارسائی کی ابتدا ہے ۔ خدا تک رسائی کے لئے ضروری ہے کہ انسان رسمی اور اخلاقی طور پر پاک ہو ۔ خدا نے یہ بات بنی اسرائیل پر ظاہر کر دی تھی کہ وہ ایک پاک خدا ہے اور اپنے لوگوں میں کوئی ناپاکی دیکھنا نہیں چاہتا (احبار ۱۹ : ۲؛ استثنا ۲۳ : ۱۲ - ۱۴) ۔ لیکن پاکیزگی جسمانی صفائی سے زیادہ تھی ۔ پاک ہونے سے یہ مراد

تھی کہ انسان اپنے اندر سے وہ سب چیزیں نکال دے جو اُس کی خدا کی پرستش میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ کسی شخص کی پاکیزگی کا انحصار اس بات پر تھا کہ کیا اُس نے اُن سب رسمی اور مذہبی ہدایات پر عمل کیا ہے جو پاک کلام میں پاکیزگی کے لئے دی گئی ہیں۔

پرانے عہدنامہ میں پاکیزگی اور ناپاکی کا ذکر زیادہ تر یہودی عبادت اور پرستش کے سلسلے میں آتا ہے۔ ناپاک لوگ پاک خدا کی پرستش نہیں کر سکتے (یشوع ۲۴: ۱۹) اس لئے خدا کی عبادت کرنے کے لئے پرستار کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے کو پاک کرے۔ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے قربانیوں اور طہارت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہم یہاں دیکھیں گے کہ انسان کس طرح ناپاک ہو جاتا ہے اور رسمی طہارت کا پس منظر کیا ہے۔ رسمی طہارت کے ذریعہ خدا بنی اسرائیل کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو گناہ سے بچا کر رکھیں۔

چونکہ خدا قدوس ہے (احبار ۱۱: ۴۴) اس لئے ضروری ہے کہ اس کے لوگ بھی ایک مُقدّس قوم ہوں (خروج ۱۹: ۶؛ استثنا ۷: ۶؛ قب ۱-پطرس ۲: ۵، ۹۔ قدوس لفظ میں پاکیزگی کے علاوہ علیحدگی کا مفہوم بھی موجود ہے (دیکھئے مُقدّس)۔ بنی اسرائیل کو خدا نے روئے زمین کی دیگر سب قوموں میں سے چُن لیا اور اپنی خاص ملکیت بنایا اور مُقدّس قوم ٹھہرایا (خروج ۱۹: ۵، استثنا ۷: ۶، ۲۶: ۱۸)۔ ناپاکی تب لوگوں میں آجاتی تھی جب وہ غیر قوموں کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے تھے (قب عزرا ۹: ۱-۲)۔

۳- ذیل میں اُن باتوں کا ذکر ہے جن سے لوگ ناپاک ہو جاتے تھے اور جن کی وجہ سے اپنے آپ کو طہارت کے باعث پاک کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ ناپاکی انسان کی اپنی ذات سے شروع ہوتی ہے بیماریاں خصوصاً ★ کوڑھ آدمی کو ناپاک کرتا ہے۔ کاہنوں کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ اس بیماری کی تشخیص کریں اور اگر مریض کو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا پائیں تو اُسے ناپاک قرار دیں (احبار ۱۳: ۴۴)۔ بنی اسرائیل کی سوچ کے مطابق بیماری اور گناہ میں ایک خاص تعلق تھا جس کا اشارہ یہاں ملتا ہے۔ اسی طرح مختلف جنسی عمل بھی انسان کو ناپاک کر سکتے تھے۔ مثلاً احتلام یعنی دھات یا منی کا خارج ہونا (احبار ۱۵: ۱۶)؛ حیض کا خون آنا (احبار ۱۵: ۱۹)، جریان کی بیماری (احبار ۱۵: ۲، ۲۵)؛ وظیفۂ جماع (اس کا اشارہ ۱-سموئیل ۲۱: ۵ مابعد میں ملتا ہے)؛ زنا (احبار ۱۸: ۲۰)؛ زنا بالجبر (پیدائش ۳۴: ۵)؛ اغلام یعنی مرد کا مرد سے جنسی تعلق قائم کرنا (احبار ۱۸: ۲۲- نیز دیکھئے لوطی) اور دیگر غیر فطری جنسی مکروہات (احبار ۱۸: ۶ مابعد)۔ ان ضوابط کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو اُن کے گرد و نواح کے کنعانی لوگوں کے جنسی رسم و رواج سے جو ان کی بُت پرستی کا حصّہ تھے باز رکھا جائے۔

لاش سب سے زیادہ ناپاک چیز قرار دی گئی تھی یہاں تک کہ اس کو چھونے والے کا چھونے والا بھی ناپاک قرار دیا جاتا تھا اور لاش کے قریب کے کھلے برتن بھی ناپاک ہو جاتے تھے (گنتی ۱۹: ۱۴ مابعد)۔ عام طور پر طہارت کے لئے پانی سے غسل کافی ہوتا تھا۔ لیکن مُردے کے سلسلے میں وہ خاص پانی استعمال کرنا پڑتا تھا جس میں سرخ رنگ کی بچھیا کی راکھ ملائی گئی ہو (گنتی ۱۹ ب۔ نیز دیکھئے سُرخ بچھیا)۔ اس ناپاکی سے بنی اسرائیل کو آس پاس کے لوگوں کا مُردوں کی پوجا کرنے کی غلط رسومات اور عقائد کے خلاف محتاط کرنا تھا۔

۴- احبار کے گیارہویں اور استثنا کے چودھویں باب میں پاک اور ناپاک جانوروں کی ایک فہرست درج ہے، جن کو کھانے کی اجازت یا ممانعت تھی۔ اس تمیز کے پس منظر میں حیوان پرستی کے خلاف ایک احتیاطی قدم تھا۔ شمالی سلطنت میں کبھی کبھی بُت پرستی کی یہ شکل اُبھرتی تھی (۱-سلاطین ۱۲: ۲۸ مابعد)۔ اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ بنی اسرائیل اُن جانوروں کو رد کریں جن کی پرستش غیر قوم کرتے تھے (مثلاً سؤر جس کا تعلق ادونیس اور ★ تموز کی پوجا سے تھا)۔ اس کے علاوہ خوراک کے ان قوانین کا صحتِ عامہ سے بھی تعلق تھا۔ مثلاً ★ خنزیر کھانے کی ممانعت (احبار ۱۱: ۷) اس لئے بھی تھی کیونکہ اس کا گوشت کھانے سے نزخینا کا مرض trichinosis بھی ہو سکتا تھا۔ اس بیماری سے پیٹ اور پٹھوں میں کرم پڑ جاتے ہیں۔

غیر ممالک اس لئے ناپاک تھے کیونکہ ان کی سرزمین پر بُت پرستی ہوتی تھی (عاموس ۷: ۱۷)۔ بنی اسرائیل کے اپنے شہر بھی ناپاک ہو سکتے تھے اگر اُن میں قاتل کو سزا نہ ملی ہو (استثنا ۲۱: ۱-۹) اور خصوصاً وہ شہر جہاں بت پرستی ہوتی ہو (ہوسیع ۶: ۱۰)۔ قاتل کا بے سزا چھوٹنے کا مطلب یہ تھا کہ خدا کی صورت کی بے حرمتی کی گئی ہے کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا (پیدائش ۱: ۲۷)؛ بُت پرستی کا تعلق دوسرے حکم کی نافرمانی پر مبنی تھا (خروج ۲۰: ۴)۔ اسرائیل کا اپنا ملک اور ہیکل بھی ناپاک ہو سکتے تھے جب اُن میں بُت پرستی ہو (یرمیاہ ۲: ۷؛ ۷: ۳۰)۔ ہیکل، قربان گاہ اور پاک ترین مقام یہوداہ کی جلائے سکونت تھے (دیکھئے شکینہ) اس لئے یہ پاک اور مقدّس تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کے گناہ سے یہ ناپاک ہو جاتے تھے اس لئے ان کی باقاعدہ کفارہ کے ذریعہ طہارت درکار تھی (احبار ۱۶ ب)۔

جو چیزیں خدا کے لوگوں کو ناپاک کرتی تھیں، اُن کی ممانعت کا یہ مقصد تھا کہ بنی اسرائیل اور غیر قوم لوگ ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ چونکہ جب کبھی بنی اسرائیل نے ان بُت پرستوں سے رفاقت رکھی اور سماجی طور پر ان سے ملنے جلنے لگے تو وہ گناہ میں مبتلا ہوتے تھے (قب گنتی ۲۵: ۱، ۲)۔ اسی وجہ سے اسیری سے واپسی پر ان کو اجنبی عورتوں کو چھوڑنا پڑا (عزرا ۹: ۲؛ ۱۰: ۲، ۳)۔

ان سب باتوں میں ایک مسیحی کے لئے گہرے سبق پنہاں ہیں جن

کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے ۔

۵ ۔ طہارت کی ضرورت اور طریقہ ۔

جیسے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اسرائیل کا خدا قدوس ہے ۔ اس لئے اسرائیل کو بھی پاک اور مقدس ہونا ضروری ہے (احبار ۱۱ : ۴۴، ۴۵) ۔ پاکیزگی خدا کے حضور میں آنے کی اہم ترین شرط ہے ۔ عبادت میں خدا کی قربت حاصل کرنا مقصود ہے یعنی اُس کی حضوری میں کھڑے ہونا ۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ " خداوند کے حضور " کا فقرہ احبار کی کتاب میں کم از کم ۶۰ مرتبہ آتا ہے ۔ خداوند کا مسکن (خیمہ) اُن کے درمیان تھا اور اُس کی عبادت کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے کو نجاست اور گناہ سے پاک کریں ۔ چونکہ انسان گنہگار ہے اور ہمیشہ گناہ کی طرف مائل رہتا ہے اس لئے ★ قربانی اور ★ کفارہ کی اشد ضرورت تھی ۔ اسی لئے احبار کی کتاب میں وہ سب قوانین درج کئے گئے جن سے انسان پاک ہو سکتا تھا ۔ مذہبی روزمرہ میں صاف اور پاک سے وہ آدمی مراد تھا جو رسمی طور پر نجس نہ ہو ۔ یہ اصطلاح جانوروں (پیدائش ۷ : ۲ ۔ پاک) مقامات (احبار ۴ : ۱۲ ۔ صاف) ، اشیا (یسعیاہ ۶۶ : ۲۰ ۔ پاک برتن) اور اُن اشخاص کے لئے استعمال ہوئی ہے جو رسمی طور پر ناپاک نہ ہوں (۱ سموئیل ۲۰ : ۲۶ ؛ حزقی ایل ۳۶ : ۲۵) ۔ زبور کے ان حوالوں میں اخلاقی پاکیزگی کی طرف اشارہ ملتا ہے (۱۹ : ۹ ؛ ۵۱ : ۷، ۱۰) ۔

طہارت کا عام طریقہ غسل اور کپڑوں کا دھونا تھا (احبار ۱۵ : ۸، ۱۰، ۱۱) ۔ جریان کے امراض کے سلسلے میں طہارت حاصل کرنے کا خاص طریقہ تھا (احبار ۱۵ : ۱۹) ۔ نیز بچے کی پیدائش کے بعد (احبار ۱۲ : ۲، ۸ ؛ لوقا ۲ : ۲۴) ، کوڑھ (احبار ۱۴ ب) لاش کو چھونے کے بعد (احبار ۱۹ ب) اور نذیر کے لئے (گنتی ۶ : ۹ ۔ ۱۲) طہارت کے خاص طریقے تھے ۔ تین قسم کی طہارت تھی :

(ا) جسمانی طہارت (یرمیاہ ۴ : ۱۱ ؛ متی ۸ : ۳) ۔ (ب) رسمی طہارت ، ۔ گناہ کے کفارہ کے لئے (گنتی ۳۵ : ۳۳) اور رسمی نجاست کو دور کرنے کے لئے (احبار ۱۲ : ۷ ؛ مرقس ۱ : ۴۴) ۔ خطا کی قربانی سے کفارہ دیا جاتا تھا (۲۹ : ۳۶) ۔ (ج) اخلاقی طہارت ۔ اخلاقی خامی یا تو انسان دور کرتا ہے (زبور ۱۱۹ : ۹ ؛ یعقوب ۴ : ۸) یا خدا (حزقی ایل ۲۴ : ۱۳ ؛ یوحنا ۱۵ : ۲) ۔ رسمی ناپاکی کی طہارت پانی ، آگ یا سُرخ رنگ کی بچھیا کی راکھ سے کی جاتی تھی ۔ زبور ۵۱ : ۷ ، ایک اچھی مثال ہے جس میں جسمانی طہارت ، اخلاقی یا روحانی طہارت کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ داؤد کی یہ دعا تھی " زوفے سے مجھے صاف کر تو میں پاک ہوں گا ۔ مجھے دھو اور میں برف سے زیادہ سفید ہوں گا ۔ "

۶ ۔ بزرگوں کی روایت

یہودی علماء اور فریسیوں نے احبار کی کتاب میں مندرج طہارت کی شریعت میں اپنی تشریح سے ایسی باریکیاں پیدا کیں کہ اُن پر عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا ۔ یہ شریعت کا حصہ نہیں تھیں اسی لئے انہیں بزرگوں کی روایت کہا گیا ۔ لیکن خداوند مسیح نے انہیں صحیح نام دیا " آدمیوں کی روایت " (متی ۱۵ : ۲ ؛ مرقس ۷ : ۵، ۸) ۔ اکثر ان روایتوں پر عمل کرنا خدا کے حکم کو باطل کرنے کے برابر تھا (مرقس ۷ : ۹ ۔ تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے روایت) ۔

انبیاء نے اس غلط تعلیم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی لیکن اُنہوں نے پاک اور ناپاک کے تصور کو رد نہیں کیا بلکہ اُن کی تعلیم میں ان بُرائیوں کی تنقید کرتے ہوئے ایک نیا خیال پیدا ہُوا جس کا تعلق لوگوں کے اپنے کردار کی پاکیزگی سے تھا (یرمیاہ ۲ : ۲۲ ؛ یسعیاہ ۶ : ۵) ۔ یوں ناپاکی کا تصور جسمانی اور ظاہری سطح سے ہٹ کر بدکرداری اور گناہ کے قریب تر آ گیا (یرمیاہ ۳۳ : ۸ ؛ حزقی ایل ۳۹ : ۲۴ ؛ ۲ قب زبور ۵۱) ۔

۷ ۔ نئے عہد نامہ میں پاکیزگی کا تصور

نئے عہد نامہ میں پاکیزگی کے لئے عام طور پر یونانی لفظ katharos اور اُس کے ہم شکل لفظ استعمال ہوئے ہیں ۔ خداوند مسیح نے اپنی تعلیم میں رسمی پاکیزگی کی بجائے اخلاقی پاکیزگی پر زور دیا (مرقس ۷ : ۱ ۔ ۲۳) ۔ اُنہوں نے سب سے زیادہ ہدفِ تنقید اُن شخصوں کو بنایا جو ظاہری اور رسمی طہارت کو اخلاقی اور روحانی پاکیزگی پر ترجیح دیتے تھے ۔ مسیح کے نزدیک اہم چیز رسمی ناپاکی نہیں بلکہ اخلاقی ناپاکی تھی ۔ نئے عہد نامہ کے مختلف مختصر حوالوں کے مطالعہ سے ہمارے سامنے یہودیوں کے پاکیزگی اور ناپاکی کے دستوروں کی ایک واضح تصویر اُبھرتی ہے ۔ مثلاً مرقس ۷ : ۳ میں ہاتھ دھونے کے متعلق کافی معلومات ملتی ہیں ۔ طہارت کا سب سے عام عمل کھانے پر برکت مانگنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا تھا اور دورانِ طعام بھی مختلف قسم کے کھانوں سے پہلے ہاتھ دھونا ہوتا تھا ۔ اس کے علاوہ بزرگوں کی روایت کے مطابق ہاتھوں کو ایک خاص طریقہ سے دھویا جاتا تھا ۔ مذکورہ آیت (مرقس ۷ : ۳) میں اس طریقے کی طرف اشارہ ملتا ہے لیکن چونکہ یونانی لفظ pugme کا صحیح مفہوم مترجمین کی سمجھ میں نہیں آیا اس لئے ترجمہ واضح نہیں ہے ۔ pugme کے لغوی معنی ہیں " مٹھی یا مُکّہ " ۔ یہی لفظ ہفتادی مترجمین نے خروج ۲۱ : ۱۸ اور یسعیاہ ۵۸ : ۴ میں " مُکّے " کے لئے استعمال کیا ہے ۔ انگریزی میں مکّہ باز کو pugilist کہتے ہیں ۔ یہاں یہ معنی ممکن ہیں ۱ ۔ مٹھی پر پانی ڈال کر ہاتھ دھونا ۔ ۲ ۔ کلائی تک ہاتھ دھونا ۔ ۳ ۔ ایک ہاتھ کی مٹھی سے دوسرے ہاتھ کی کہنی تک ہاتھ دھونا (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ ، یہ غالباً ایک محاورہ بن گیا تھا جس کا مطلب ہاتھ خوب دھونا (کیتھولک ۔ ہاتھ بار بار دھونا) تھا ۔ یاد رہے کہ یوحنا ۲ : ۶ کے چھ مٹکے جن میں دو دو تین تین من پانی کی گنجائش تھی طہارت کے لئے استعمال ہوتے تھے ۔ شادی میں اتنے لوگوں کے بار بار ہاتھ دھونے کے لئے یہ مقدار زیادہ نہ تھی جس وقت خداوند مسیح نے ان مٹکوں کو بھرنے کو کہا تب کافی پانی استعمال ہو چکا

ہوگا۔ ضمناً ہم یہاں عرض کر دیں کہ وہ پانی جو مے بن گیا تھا بعض مفسرین کے مطابق ان مٹکوں سے نہیں بلکہ براہِ راست کنویں سے نکالا گیا تھا۔

یہودیوں اور یوحنّا کے شاگردوں کے درمیان طہارت کی بابت بحث اس بات کی گواہی ہے کہ یہ ایک بحث طلب معاملہ تھا (یوحنّا ۳: ۲۵)۔

مرقس ۷: ۴ میں غسل اور برتنوں کو دھونے کا بیان ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بازار سے واپسی پر غسل کرنے کے دستور کا ذکر ہے۔ کیتھولک ترجمہ یہاں ایک اور پہلو پر دلچسپ روشنی ڈالتا ہے "اور بازار کی چیزیں نہیں کھاتے جب تک اُن پر پانی نہ چھڑکیں"۔

عیدِ فسح کے سلسلہ میں طہارت کی ہدایات بڑی کڑی تھیں۔ ان کی طرف یوحنّا ۱۱: ۵۵ اور ۱۸: ۲۸ میں اشارہ مِلتا ہے۔ کوڑھی کو شفا پانے پر اپنے تئیں کاہن کو دکھانا ہوتا تھا اور اپنے پاک صاف ہو جانے پر موسیٰ کی مقرر کردہ نذر گزراننی ہوتی تھی (مرقس ۱: ۴۴ قب احبار ۱۴ باب)۔

۸۔ خداوند مسیح کی طہارت کے متعلق تعلیم

خداوند مسیح نے اپنی تعلیم فقیہ اور فریسیوں کی تعلیم کو مدِّنظر رکھتے ہوئے دی۔ متی ۲۳: ۲۵ مابعد میں انہوں نے رسمی احکام کو اس لئے رد کیا کیونکہ یہ محض ظاہری تھے۔ فریسیوں کی تعلیم اس غلط مفروضہ پر مبنی تھی کہ ناپاکی باہر سے انسان میں داخل ہو کر اُسے ناپاک کرتی ہے (متی ۱۵: ۱۱، ۱۶ مابعد = مرقس ۷: ۱۵، ۱۸) جب کہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ "جو چیزیں آدمی میں سے نکلتی ہیں وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں" (مرقس ۷: ۱۵) "کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دل سے بُرے خیال نکلتے ہیں۔ حرام کاریاں۔ چوریاں۔ خونریزیاں۔ زناکاریاں۔ لالچ" وغیرہ (مرقس ۷: ۲۱-۲۳)۔ خداوند مسیح نے فریسیوں کے ہاتھ دھونے پر زور کو دل کی صفائی میں تبدیل کیا جیسا کہ چھٹی مبارکبادی میں درج ہے "مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"۔ زبور ۲۴: ۳ مابعد میں مرقوم ہے کہ ہیکل میں یعنی "اُس کے مقدس مقام پر کون کھڑا ہوگا؟ وہی جس کے ہاتھ صاف ہیں اور جس کا دل پاک ہے"۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روحانی طور پر پاک ہیں نہ کہ رسمی یا ظاہری طور پر۔

خداوند مسیح نے اپنی زندگی سے طہارت کے اصلی اصولوں کو عملی جامہ پہنایا۔ اُنہوں نے "تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھہرایا" (مرقس ۷: ۱۹ ج قب اعمال ۱۱: ۷-۹)۔ انہوں نے محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا (مرقس ۲: ۱۳-۱۷)۔ اُنہوں نے کوڑھیوں کو دھتکارا نہیں بلکہ ان کو شفا دی (لوقا ۱۷: ۱۱-۱۹)۔ انہوں نے سامریوں سے کنارہ کشی نہیں کی (لوقا ۱۷: ۱۶،۱۱؛ یوحنّا ۴: ۹) بلکہ غیر قوم لوگوں سے بھی مِلنا جُلنا بند نہیں کیا (متی ۸: ۵-۱۳؛ ۱۵: ۲۱-۲۸)۔ لیکن اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اُنہوں نے توریت کی طہارت کی شریعت کو منسوخ کر دیا (دیکھئے لوقا ۱۷: ۱۴-۱۷) بلکہ رسمی شرع کی صحیح تشریح کر کے فریسیوں کے غلط نظریہ کو سیدھا کر کے پاؤں پر کھڑا کر دیا اور دل اور کردار کی پاکیزگی پر زور دیا۔ اُنہوں نے اُن اصولوں کی نشاندہی کی جو انکے پس منظر میں ہیں۔ پولس رسول نے خداوند مسیح کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھا اور اپنایا۔ مسیحی کو بعض چیزوں سے پرہیز کرنا ہے اور بعض لوگوں کے ساتھ مِلنے میں احتیاط برتنی ہے (رومیوں ۱۴: ۱-۲۳؛ ۲-کرنتھیوں ۶: ۱۷) لیکن یہ اجتناب اوروں کی خاطر ہے تاکہ اُن کو ٹھوکر نہ لگے (رومیوں ۱۴: ۲۱)۔ اگرچہ یہ چیزیں اب ہمارے لئے حرام نہیں تو بھی اُصولاً اُن سے کنارہ کرنا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۲۱)۔ محبّت کا تقاضا ہے کہ ہم "نہ یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنیں نہ یونانیوں کے لئے نہ خدا کی کلیسیا کے لئے" (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۳۲)۔ ایک وسیع تر اُصول یہ ہے "پس تم کھاؤ یا پیو یا جو کچھ کرو سب خدا کے جلال کے لئے کرو" (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۳۱)۔ ان سب باتوں میں اوروں کا خاص خیال رکھا گیا ہے لیکن اپنا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ایک سچے مسیحی کا بدن رُوح القُدس کا مَقدِس ہے (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۲-۲۰)۔ یہ وہی اصول ہے جو بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا کہ خدا قدوس ہے اس لئے ضروری ہے کہ اُس کے لوگ بھی ایک مُقدّس قوم ہوں (احبار ۱۱: ۴۴؛ خروج ۱۹: ۶۔ دیکھئے اسی مضمون میں اوپر ۲ اور ۵)۔

طیبت۔ طیبیت:- یہودی کیلنڈر کا دسواں مہینہ (جنوری کے نئے چاند سے فروری کے نئے چاند تک) (آستر ۲: ۱۶)۔ نیز دیکھئے کیلنڈر۔

طیتھ:- عبرانی حروفِ تہجی کا نواں حرف ט ۔ قاعدۂ جُمل کے مطابق اس کے اعداد ۹ مقرر کئے گئے ہیں۔ ۱۱۹ زبور کے نویں حصّے کے شروع میں بھی یہی حرف درج ہے۔ اس حصّہ کی ہر آیت طیتھ سے شروع ہوتی ہے۔ اسے غالباً اس لئے طیتھ کہتے ہیں کہ اس کی شکل سانپ کی مانند ہے، طیتھ کا مطلب غالباً سانپ ہے۔

طیطس:- دیکھئے ططس۔

ظ

ظرف۔ ظروف:۔ اس لفظ کے عام معنی برتن یا سامان ہیں۔ ان معنوں میں یہ جمع کے صیغہ میں پرانے عہد نامہ میں کئی جگہ ہیکل کے برتنوں اور سامان کے لئے استعمال کیا گیا ہے (خروج ۲۵: ۳۹؛ ۲۷: ۳؛ گنتی ۱: ۵۰ وغیرہ)۔

صیغۂ واحد میں یہ اردو ترجمہ میں دو مرتبہ استعمال ہؤا ہے (۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۴ اور ۱۔پطرس ۳: ۷)۔ موخرالذکر حوالے میں بیوی کو نازک ظرف کہا گیا ہے۔

پہلے حوالے میں اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ بیوی یا بدن۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ ذو معنی ہے۔ اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ دونوں معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی ۱۔ اپنی بیوی حاصل کرنا۔ ۲۔ اپنے بدن کو قابو کرنا۔

پہلی تشریح کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ آیت ۳ میں حرام کاری کا ذکر ہے اور آیت ۶ میں زنا کی طرف اشارہ ہے۔

ظہورِ الٰہی:۔ خدا کا دیدنی ظہور جو عام طور پر انسانی شکل میں ہوتا تھا۔ نسلِ انسانی کی ابتدائی تاریخ میں یعنی خدا کے کلام کے تحریری صورت میں دیئے جانے، مسیح خداوند کے تجسّم اور پاک رُوح کے انسانی دلوں میں سکونت کرنے سے پیشتر بعض اوقات خدا ظاہر ہؤا اور آدمیوں سے باتیں کیں۔ آدم، گناہ میں گرنے سے پیشتر خدا کے ساتھ چلتا پھرتا اور باتیں کرتا تھا، لیکن گناہ کا مرتکب ہونے کے بعد جب اُس نے اور اُس کی بیوی نے خدا کی آواز سُنی تو چھپ گئے (پیدائش ۳: ۸)۔ خدا نے قائنؔ سے باتیں کیں (پیدائش باب ۴)، حنوکؔ اور نوحؔ خدا کے ساتھ ساتھ چلتے تھے (پیدائش ۵: ۲۴؛ ۶: ۹) اور خدا نے نوحؔ کو کشتی اور طوفان کے متعلق تفصیل سے بتایا۔ ظہورِ الٰہی کا سب سے عمدہ اور سبق آموز واقعہ پیدائش باب ۱۸ میں مِلتا ہے۔ ابرہامؔ کے بعد ظہورِ الٰہی عام طور پر اُس وقت ہوتا جب آدمی سو رہا ہوتا، مثلاً بیت ایلؔ میں یعقوبؔ پر رویا میں (پیدائش ۲۸: ۱۰-۱۷) اور دوسروں پر بھی۔ لیکن خدا نے موسیٰؔ سے "رُوبرو" باتیں کیں (خروج ۳۳: ۱۱)۔ اِس خیال کی معقول وجوہات ہیں کہ مسیح خداوند کے تجسّم سے پیشتر جو ظہوراتِ الٰہی ہوئے ان میں خدا کا بیٹا ہی ظاہر ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خداوند کے تجسّم کے بعد خدا جسمانی طور پر ظاہر نہیں ہوتا۔

ع

عار :- (عبرانی = شہر) - موآب کا ایک شہر یا علاقہ۔ اس کا ذکر گنتی ۲۱: ۱۵، ۲۸ کے ایک جنگی گیت میں آتا ہے۔ استثناء ۲: ۹، ۱۸، ۲۹ اور یسعیاہ ۱۵: ۱ میں بھی یہ نام آتا ہے۔

عازور :- خداوند مسیح کے نسب نامہ میں اسیری کے بعد کا ایک شخص (متی ۱: ۱۳، ۱۴)۔

عالم ارواح :- (یونانی - hades = نادیدنی)۔ بدکاروں کی آخری سزا سے پیشتر مُردوں کی جگہ یا حالت۔

نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ hades کا اردو میں ترجمہ دس مرتبہ "عالم ارواح" کیا گیا ہے۔

نئے عہدنامہ میں hades کا لفظ یونانی دیومالا سے لیا گیا جہاں یہ نچلے طبقوں کے دیوتا کا نام تھا۔ اگرچہ یہ لفظ بے دینوں کے افسانوں سے لیا گیا تاہم اس کا تصوّر پرانے عہدنامہ کے عبرانی لفظ شیول sheol میں ملتا ہے۔ عبرانی عہدِ عتیق میں یہ لفظ ۶۵ مرتبہ آیا ہے جہاں اس کا ترجمہ ۵۳ مرتبہ "پاتال" pit-hell اور ۱۲ مرتبہ "قبر یا گور" grave ہوا ہے۔

نئے عہدنامہ میں "عالم ارواح" پر بہت زیادہ روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ متی ۱۱: ۲۳ (مقابلہ کیجئے لوقا ۱۰: ۱۵) میں ہمارے خداوند یسوع مسیح فرماتے ہیں کہ "اے کفرنحوم تو تو عالم ارواح میں اترے گا"۔ لفظ "اترے گا" پرانے عہدنامہ کی اس تعلیم کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ sheol زمین کے اندر ہے (عاموس ۹: ۲؛ زبور ۱۳۹: ۸ وغیرہ) اور اس کے مابعد کی آیت (متی ۱۱: ۲۴) کفرنحوم اور سدوم کی عدالت کو ان کے عالم ارواح میں رہنے کے بعد بیان کرتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متی ۱۶: ۱۸ "عالم ارواح کے دروازے" شیطان کے ہیڈکوارٹرز کی طرف اشارہ ہے جو مسیحی کلیسیا کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ امیر آدمی اور لعزر کی تمثیل میں (لوقا ۱۶: ۱۹-۳۱) امیر آدمی کو عالم ارواح میں عذاب میں اور غریب آدمی کو تھوڑے فاصلے پر ابرہام کی گود میں دکھایا گیا ہے۔ وہ ابرہام سے اپنی زبان کو تر کرنے کے لئے ایک بوند پانی اور اپنے پانچ بھائیوں کو جو زمین پر ہنوز زندہ تھے پیغام بھیجنے کی درخواست کرتا ہے لیکن یہ دونوں رد کر دی جاتی ہیں۔ پہلے مسیحی پیغام میں (اعمال ۲: ۲۵-۳۱) پطرس زبور ۱۶: ۸-۱۱ سے اقتباس کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ ہمارے خداوند مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں اور عالم ارواح میں نہیں چھوڑے گئے۔ مکاشفہ میں "موت اور عالم ارواح" کو چار مرتبہ ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے (۱: ۱۸؛ ۶: ۸؛ ۲۰: ۱۳، ۱۴) گویا کہ یہ دونوں مترادف لفظ ہوں۔ موخرالذکر آیت میں موت اور عالم ارواح دونوں آگ کی جھیل میں ڈالے جائیں گے یعنی وہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیئے جائیں گے۔ مزید دیکھئے "علم الآخرت ۱۰"

"عالم ارواح میں اُتر گیا" :- رسولوں کے عقیدہ کی عبارت کا ایک جزو۔ خداوند مسیح نے " پنطس پیلاطس کے عہد میں دکھ اُٹھایا، مصلوب ہوا، مر گیا اور دفن ہوا، عالم ارواح میں اُتر گیا، تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا"۔ لیکن بعض کلیسیائیں اس فقرے کو عقیدے سے حذف کرتی ہیں۔ قدیم زمانے کی کلیسیاؤں کا ایمان تھا کہ مسیح اپنی موت کے بعد ★ عالم ارواح یا پاتال (عالم اسفل) میں اُترے اور انہوں نے وہاں اپنی فتح کا اعلان کیا۔ یاد رہے کہ عالم ارواح اور ★ دوزخ میں فرق ہے۔ دوزخ سزا کی جگہ ہے جبکہ ★ پاتال (عبرانی شیول - یونانی حادث hades) روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ نئے عہدنامہ میں اس کا ذکر محض ضمنی اور محیطی ہے۔ غالباً اس کا براہِ راست ذکر صرف ۱-پطرس ۳: ۱۹ اور ۴: ۶ میں آتا ہے۔ اشارتہً اس کا ذکر صرف دو اور آیات میں ہوا (اعمال ۲: ۲۷؛ رومیوں ۱۰: ۷)۔ وہاں یہ پرانے عہدنامہ میں زبور ۱۶: ۱۰ کی عبارت کی مسیح کے حوالے سے نئی تشریح ہے۔ کلام مقدس میں اس بات کو پورے طور پر کھولا نہیں گیا۔ مزید بحث کے لئے دیکھئے قیدی روحیں۔

عالم اسفل :- ★ پاتال۔ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی لفظ شیول کا ترجمہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ کے پاتال کی جگہ کیتھولک ترجمہ میں عالم اسفل ہے (۲-سموئیل ۲۲: ۶؛ ایوب ۱۱: ۸؛ ۱۴: ۱۳؛ غزل الغزلات ۸: ۶ وغیرہ۔ تثنیہ شرع ۳۲: ۲۲ میں اسفل السافلین ہے)۔ کہیں کہیں اس کا ترجمہ غار (زبور ۲۸: ۱) اور جہنم (عدد ۱۶: ۳۰) بھی کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے عالم ارواح۔ پاتال۔

عالم شرع :- دیکھئے فقیہ۔ پیشہ جات بائبل ۲۹

عام :- اس آسان لفظ کے معنی تشریح طلب نہیں اور یہ کلام مقدس میں کئی جگہ آیا ہے۔ تاہم احبار ۱۰: ۱۰؛ ۱-سموئیل ۲۱: ۴؛ حزقی ایل ۲۲: ۲۶؛ ۴۴: ۲۳ میں اس لفظ کا استعمال دلچسپی کا حامل ہے۔ ان حوالوں میں یہ عبرانی خول اور خالل کا ترجمہ ہے۔ احبار ۱۰: ۱۰ میں خدا ہارون اور اس کی نسل کو مقدس اور عام اور پاک اور ناپاک

میں تمیز کرنے کو کہتا ہے ۔ مُقدّس کی ضِدّ عام ہے ۔ پاک کی ناپاک ۔ لفظ ★ مُقدّس میں (خدا کے لئے) علیحدہ کرنے کا مفہوم ہے ۔ ۱۔ سموئیل ۲۱ : ۴ کی روٹیاں نذر کی مخصوص روٹیاں تھیں (دیکھئے نذر کی روٹی) جو صرف کاہن کھا سکتے تھے (احبار ۲۴ : ۹؛ قب متی ۱۲ : ۴) ۔ یہ عام لوگوں کے لئے نہیں تھیں ۔ عام سے ناپاک مراد نہیں ۔ احبار ۱۰ : ۱۰ میں ہدایت ہے کہ ان چار میں تمیز کی جائے ۔ مُقدّس ۔ عام ۔ پاک ۔ ناپاک ۔ حزقی ایل ۲۲ : ۲۶ میں کاہنوں کے خلاف یہی شکایت ہے کہ انہوں نے مُقدّس اور عام ، نجس اور طاہر میں تمیز کرنا نہیں سیکھا ۔ نیز دیکھئے مُقدّس ۔ طہارت ۔

عام خطوط :- نئے عہد نامہ کی فہرستِ کتبِ مسلمہ کی ترتیب کے وقت یعقوب ، پہلا اور دوسرا پطرس ، یوحنا کے خطوط اور یہوداہ کے خط کو یکجا رکھا گیا اور انہیں عام خطوط کا نام دیا گیا ۔ "عام" یونانی لفظ "کاتھولک" کا ترجمہ ہے جس کے معانی ہیں عالمگیر ۔ چونکہ یہ خط ماسوا یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کے ایک مقامی کلیسیا کی نسبت وسیع تر جماعت کو لکھے گئے تھے اس لئے انہیں یہ نام دیا گیا ۔

عاموس کی کتاب :-

۱۔ خلاصۂ مضامین

مجموعی طور پر عاموس کی نبوّتوں کا عبرانی متن بڑی عمدگی کے ساتھ محفوظ چلا آتا ہے ۔ اس کے علاوہ اُس کی تحریروں میں سلسلہ وار ارتقاء اتنا واضح ہے کہ کتاب کی تقسیم مصنوعی نظر نہیں آتی ۔ اس کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔

ا ۔ ۱ : ۱ تا ۲ : ۱۶ ۔ ایک سادہ تمہید (۱ : ۱ ، ۲) کے بعد جس میں عاموس اپنے حسب نسب کا ذکر کرتا اور اپنے کلام کرنے کے اختیار کا بیان بھی کرتا ہے وہ اردگرد کی اقوام (۱ : ۳ - ۲ : ۳) ، اپنے وطن یہوداہ اور سامریہ کی بھی (۲ : ۴ - ۱۶) جن کی طرف یہوداہ نے اُسے آگاہی کے لئے بھیجا ہے عدالت کا اعلان کرتا ہے ۔ وہ گناہ جن کے باعث الٰہی غضب اُن پر نازل ہونے کو ہے وہ اخلاقی نوعیت کے ہیں ۔ یہ اخلاقی اصول جن کو پامال کیا گیا ہے معاشرے کی یکجہتی اور سالمیت کی بنیاد ہیں ۔

ب ۔ ۳ : ۱ - ۶ : ۱۴ ۔ ہر فصل میں سلسلۂ خطبات کو ایک واضح قاعدہ کے تحت شروع کیا گیا ہے (۳ : ۱ ؛ ۴ : ۱ ؛ ۵ : ۱ ؛ ۶ : ۱) ۔ یہاں سامریہ کی خوشحالی پر زور دیا گیا ہے ، لیکن قوم نے اپنے گناہوں کے سبب اپنی خوشحالی کے باعث ہی خدا کا غضب کمایا ہے اور عاموس نے عدالت کی وجہ بھی اسی کو ٹھہرایا ہے ۔ عاموس جسے "خداوند کے دن" کا اعلان کرتا ہے یہ وہ دن ہے جس میں یہوداہ اسور کو عصا کی طرح اسرائیل کو مارنے کے لئے استعمال کرے گا ۔

ج ۔ ۷ : ۱ تا ۹ : ۱۰ ۔ یہ فصل عدالت کی پانچ رویات کے سلسلہ پر مشتمل ہے ۔ جن میں عدالت کو استعاروں میں بیان کیا گیا ہے ۔ یہ پانچ استعارے ٹڈیاں (۷ : ۱ تا ۳) ، آگ (۷ : ۴ - ۶) ، ایک ساہول (۷ : ۷ - ۹) تاکستانی میوہ (۸ : ۱ تا ۱۴) اور برباد مذبح (۹ : ۱ تا ۱۰) ہیں ۔ ۷ : ۱۰ تا ۱۷ میں عاموس ایک طویل آپ بیتی سناتا ہے ۔

د ۔ ۹ : ۱۱ تا ۱۵ ۔ یہ اختتامیہ بیان ہے جس میں داؤد کے تخت کی بحالی کا ذکر ہے ۔

۲۔ مُصنّف اور سن

عاموس کی تحریروں کے علاوہ اُس کے متعلق معلومات کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے ۔ وہ تقوع کا باشندہ تھا (۱ : ۱) جو یروشلیم سے جنوب کی جانب ۱۰ میل پر ہے ۔ اس کی ڈھلوانی جائے وقوع نے اِسے ایک قدرتی "شہر پناہ" بنا دیا تھا (۲ ۔ تواریخ ۱۱ : ۶) ۔ اس کے چوگرد ہری بھری عمدہ چراگاہیں تھیں ۔ گلہ بانی عاموس کی خدمت کا طرّہ تھا (۱ : ۱) ۔ اس کے علاوہ وہ گولر کا پھل بٹورنے والا "تھا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عاموس نے انبیاء کے طبقہ کے درمیان پرورش نہیں پائی تھی ۔ نہ ہی اس نے کسی انبیاء کے مکتب یا حلقہ میں تربیت پائی تھی (۷ : ۱۴ ، ۱۵) ۔

۱ : ۱ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اُس نے عزیاہ شاہ یہوداہ (۷۷۹ ، ق م تا ۷۴۰ ، ق م) اور یربعام ثانی شاہ سامریہ (۷۸۳ - ۷۴۳ ق م) کے عہد میں نبوت کی ۔ عزیاہ اور یربعام نے ساتھ ساتھ ۳۶ برس تک سلطنت کی (۷۷۹ تا ۷۴۳ ق م) ۔ چونکہ عزیاہ کے کوڑھی ہو جانے کے باعث اس کی سلطنت کے آخری ایام میں اس کے جانشین کی ضرورت تھی (۲ ۔ سلاطین ۱۵ : ۱ تا ۷) اسلئے عاموس کی خدمت کا عرصہ شاید عزیاہ اور یربعام کے ہمعصر عہد کے درمیان آتا ہے ۔ ہمارے پاس اِس امر کا اندازہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اُس کے سامریہ سے اپنے وطن یہوداہ کو لوٹ جانے پر مجبور ہونے تک اُس نے کتنا عرصہ وہاں منادی کی (۷ : ۱۰ تا ۱۳) ۔ بلاشبہ اس نے اِس کے بعد یہوداہ میں نبی کی حیثیت سے کوئی خدمت نہ کی ۔

۳۔ عمومی حالات

چونکہ ایک عبرانی نبی کی خدمت اور پیغام کا اُن لوگوں کے ماحول اور حالات سے گہرا واسطہ ہوتا تھا جن کے درمیان وہ منادی کرتا تھا اس لئے اُس کی تحریریں اُس کے ایام کا ایک صحیح صحیح عکس پیش کرتی تھیں ۔ عاموس کی کتاب اس سے مستثنےٰ نہیں ہے ۔

ا ۔ سیاسی اور سماجی حالت : ایک عام اندازہ ہے کہ عاموس نے ۷۶۰ ق م کے لگ بھگ سامریہ میں منادی شروع کی ۔ اس سے ۴۰ برس پہلے اسور نے سامریہ کے شمال کے پڑوسی ارام کو زیر کر لیا تھا ۔ اس سے یربعام ثانی کو اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کا دروازہ کھُل گیا

تھا (۲-سلاطین ۱۴: ۲۵) اور اُسے تجارت کو فروغ دینے کا بھی خوب موقع ملا جس سے قومی سطح پر تاجروں کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا۔ بدقسمتی سے جو دولت یوں سامریہ میں آتی تھی وہ منصفانہ طور پر تقسیم نہ ہوتی تھی اور یہ دولت سوداگر شہزادوں کے تصرف میں ہی رہتی تھی جو اسے اپنی عیاشیوں پر لٹاتے تھے (۳: ۱۰، ۱۲، ۱۵؛ ۶: ۴)۔ نیز زراعت پیشہ طبقہ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا تھا جو سامریہ کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی تھا۔ سامریہ میں ایک اخلاقی طور پر بیمار معاشرے کی علامات ظاہر ہو رہی تھیں۔ عاموس کے ایام میں اُمراء کے ہاتھوں غربا کی لوٹ کھسوٹ عام تھی (۲: ۶، ۷)۔ اُمراء افلاس زدہ لوگوں کی طرف سے ظالمانہ حد تک لاپروا تھے (۶: ۳ تا ۶) اور انصاف کا خون ہر نکڑ پر بہتا تھا (۲: ۶؛ ۸: ۴)۔ خشک سالی میں (۴: ۷-۹) غرباء ساہوکاروں کے رحم و کرم پر ہوتے تھے (۵: ۱۱، ۱۲؛ ۸: ۴-۶) اور اُنہیں مجبوراً اپنی زمینوں اور اپنی ذات تک کو اُن کے پاس رہن رکھنا پڑ جاتا تھا۔

ب۔ مذہبی حالت: یہ فطری امر ہے کہ سامریہ کے سماجی حالات اُن کی مذہبی روایات پر بھی اثر انداز ہوتے۔ مذہب سے لاپرواہی تو نہیں برتی جا رہی تھی البتہ اُسے مسخ ضرور کیا جا رہا تھا (۵: ۵)۔ قومی عبادت گاہوں میں مذہبی رسوم باقاعدہ ادا کی جاتی تھیں (۴: ۴، ۵)۔ لیکن ان میں اخلاقی گراوٹ اور بے دینی رچ بس گئی تھی۔ اس لئے اِن کی اصلاح کی کوئی صورت نہ تھی سوائے اس کے کہ اِن کو یکسر ختم کر دیا جائے (۳: ۱۴؛ ۷: ۹؛ ۹: ۱ تا ۴)۔ فی الحقیقت اس قسم کی عبادت یہوواہ کی پرستش کہلانے کی مستحق نہیں تھی بلکہ یہ سراسر بدی تھی (۴: ۴)۔ خدا عبادت گاہوں میں نہیں ملتا تھا (۵: ۴، ۵) کیونکہ وہ وہاں ادا کی جانے والی عبادتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا (۵: ۲۱-۲۳) کیونکہ یہ کسی اور ہی معبود کی عبادت تھی (۸: ۱۴)۔ اِس کے علاوہ یہ پُرشکوہ اور شاندار قربانیاں غریبوں کا لہو نچوڑ کر گزرانی جاتی تھیں (۲: ۸؛ ۵: ۱۱)۔

۴۔ عاموس اور توریت

عہدِ عتیق کی پہلی پانچ کتب میں سے جن واقعات کے حوالے عاموس کی کتاب میں ملتے ہیں اُن پر غور کرنا بہت ضروری ہے۔

ا۔ قدیم تاریخی حوالے۔ عاموس اپنے پیغام میں سدوم اور عمورہ کی تباہی کا ذکر کرتا ہے (۴: ۱۱)۔ وہ خروج کا حوالہ بھی دیتا ہے (۳: ۱)۔ وہ بیابان میں آوارگی (۵: ۲۵)، کنعان کی فتح (۲: ۹، ۱۰) اور اس کے ساتھ ساتھ اضحاق، یعقوب اور یوسف کا ذکر بھی کرتا ہے (۷: ۱۶؛ ۳: ۱۳؛ ۵: ۶)۔ عیسَو اور یعقوب کی دشمنی کا مبہم سا اشارہ بھی ہے (۱: ۱۱)۔ جس انداز سے وہ خطاب کرتا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عاموس کے ایام میں لوگ عبرانی تاریخ سے بڑی اچھی واقفیت رکھتے تھے۔

ب۔ شریعت کے حوالے۔ عیدوں (۵: ۲۱)، شرعی قربانیوں، دہ یکی (۴: ۴، ۵؛ ۵: ۲۲)، نئے چاند اور سبت (۸: ۵) وغیرہ کا بیان ظاہر کرتا ہے کہ مصنف شریعت کی اِن رسوم اور قوانین سے بخوبی آگاہ تھا۔ وہ اپنے ایام کی اخلاقی بے راہ روی کی جو تصویر پیش کرتا ہے اُس میں توریت کے اخلاقی اصولوں کی بازگشت سُنائی دیتی ہے (۲: ۸ بمقابلہ خروج ۲۲: ۲۶؛ ۸: ۵ بمقابلہ احبار ۱۹: ۳۵، ۳۶؛ ۲: ۴ بمقابلہ استثنا ۱۷: ۱۹ وغیرہ)۔

۵۔ نبی کا پیغام

ا۔ سامریہ کے لئے عاموس کے پیغام کو سمجھنے میں اُس کا تصورِ خدا کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ خدا کل عالم کا خالق ہے (۴: ۱۳) اور وہ نہایت سرگرمی سے اس کی پروردگاری بھی کرتا ہے۔ وہ ہی ہے جو دن اور رات اور سمندر کی لہروں کو اپنے حکم کے طابع رکھتا ہے (۵: ۸؛ ۹: ۶)۔ وہی خوشحالی (۹: ۱۳) اور خشک سالی کو دعوت دیتا ہے (۴: ۶-۱۱)۔ خداوند ہی قوموں کے مقدر کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ کسی قوم کو سزا دیتا (۱: ۵)، کسی کو عروج بخشتا (۶: ۱۴) اور کسی کو زوال کے حوالے کرتا ہے (۹: ۲)۔ وہ اپنے حکم سے اُنہیں منتشر کر دیتا ہے (۹: ۷)۔ جب وہ اس کی مقررہ اخلاقی حدود (۱: ۳-۲: ۳) سے تجاوز کرتے ہیں تو وہ ان کی عدالت کرتا ہے۔

ب۔ عاموس اپنے پیغام میں فطرتاً اسرائیل کے ساتھ خصوصی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ یہوواہ بالکل ہی خاص معنوں میں اسرائیل کا خدا ہے۔ یہ اُسی کی منشا ہے کہ اُس نے اسرائیل کو اپنے عہد میں شریک کیا ہے (۳: ۲) اور اپنے خادموں کے وسیلہ سے اُس پر اپنی مرضی کا اظہار فرمایا ہے (۲: ۱۱؛ ۳: ۷)۔ لیکن اسرائیل کو یہ شرف جو حاصل ہوا ہے اس کے باعث اُس پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اس سے روگردانی کی صورت میں وہ دوسری قوموں کی نسبت زیادہ سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ جب بنی اسرائیل برملا یہوواہ کی شریعت کو پائمال کر رہے تھے (۲: ۴) تو اس کے نتیجے میں خدا کے غضب کے بھڑکنے کا اندیشہ ہر وقت موجود رہتا تھا (۴: ۱۲)۔

ج۔ عاموس نے اِس اَمر پر بھی خصوصی زور دیا ہے کہ اگر ایک بار اُس کے قانون کو ناراستی کے باعث توڑا جائے تو اس کی تلافی محض رسومات، عیدوں اور قربانیوں سے نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ یہوواہ خود ان کو سزا دینے کے لئے مذبح پر حاضر تھا (۹: ۱ تا ۴)۔ اُن کی شاندار ترین رسوم بھی اُس کی نگاہ میں مکروہ تھیں کیونکہ جو انہیں ادا کرتے تھے وہ اس کی پاک شریعت کے اخلاقی قاعدوں کی پابندی نہ کرتے تھے۔ عیدوں، تہواروں اور رسومات کا یہ مذہب اخلاق سے قطعی بیگانہ ہو چکا تھا اور یہوواہ کی نگاہ میں قابلِ نفرین تھا (۵: ۲۱، ۲۲)۔

د۔ عاموس نے خدا کے لوگوں سے اُس کے پاک نام میں

راستبازی کا مطالبہ کیا (۵: ۲۴) ۔ عاموس کے نزدیک ذاتِ الٰہی کا خاصہ راستبازی ہے ۔ اُس کے مقررہ اخلاقی اصولوں سے روگردانی خواہ وہ غیر اقوام کریں (۱: ۳ ۔ ۲: ۳) یا بنی اسرائیل (۲: ۴ ۔ ۱۶)، یہ خدا کی ذات کے خلاف ایسا اقدام ہے جو اُس کے غضب کو دعوت دیتا ہے ۔ یہوواہ راست ہے اور وہ ناانصافی، بددیانتی اور بداخلاقی کو دیکھ نہیں سکتا بلکہ اس سے سختی سے نپٹتا ہے ۔

۷ ۔ عاموس کے کلام کا مقصد محض سامریہ کو خدا کے غضب سے آگاہ کرنا ہی نہیں ہے (۵: ۴) بلکہ وہ اپنے کلام کو ایک خوشحال مستقبل کے وعدے کے ساتھ ختم کرتا ہے (۹: ۱۱ تا ۱۵) ۔ اُس کی اصل خدمت بظاہر ناکامی سے دوچار ہوئی تو بھی کسی نے اُس کے پیغام کی مخالفت نہ کی، اور قومی ضمیر نے بھی اُس کے کلام کی صداقت اور حقانیت پر گواہی دی ۔ آخر امصیاہ کاہن نے عاموس کو مجبور کردیا کہ وہ سامریہ کو چھوڑ کر واپس یہوداہ کو چلا جائے اور وہاں منادی کرے (۷: ۱۰ مابعد) ۔

عانیر ۔ عانیر :- ۱ ۔ اموری ممرے کا بھائی ۔ وہ لڑائی میں ابرہام کا اتحادی تھا (پیدائش ۱۴: ۱۳، ۲۴) ۔

۲ ۔ منسّی کے علاقے میں لاویوں کا ایک شہر (۱ ۔ تواریخ ۶: ۷۰) ۔

عانیم ۔ عین جنّیم :- اشکار کے علاقے میں ایک شہر جو لاویوں کے لئے وقف کیا گیا تھا (۱ ۔ تواریخ ۶: ۷۳) ۔ یشوع ۲۱: ۲۹ کی متوازی فہرست میں اس کا نام عین جنّیم دیا گیا ہے ۔ یہ غالباً عانیم کا مخفف ہے ۔

عبادت :- خدا کی بندگی، پرستش، پوجا کرنا ۔ نماز ۔ دعا ۔ صلواۃ (دیکھئے سیالتی ایل نام کے معنی) ۔

عبادت کے لئے کتابِ مقدس میں کئی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ بندگی (استثنا ۱۰: ۱۲؛ یشوع ۲۲: ۵؛ ۱ ۔ تھسلنیکیوں ۱: ۹ وغیرہ)؛ پوجا ۔ یہ عام طور پر بُتوں اور غیر معبودوں کی پرستش کے لئے آیا ہے (خروج ۳۲: ۸؛ گنتی ۲۵: ۵ وغیرہ)؛ دعا (پیدائش ۴: ۲۶ ۔ باقی جگہ پر خدا سے کسی انسان کی شخصی درخواست اور التجا کے لئے ہے)؛ پرستش (خروج ۳۴: ۱۴؛ احبار ۲۶: ۳۰ وغیرہ)؛ حمد و ثنا اور تمجید وغیرہ عبادت کا حصّہ ہیں ۔ عبادت کے لئے عبرانی اور یونانی لفظ دونوں کا ابتدائی مفہوم ایک غلام کا اپنے آقا کی خدمت کرنا تھا ۔ عبرانی عابد کا مطلب ہے خدمت کرنا (قب عربی عبد) اور یونانی لفظ latreia کا بھی یہی مفہوم ہے ۔ کچھ اور عبرانی لفظ خاص دلچسپی کے حامل ہیں ۔ مثلاً سجد ۔ ساجد منہ کے بل گرنا ہے یسعیاہ ۴۴: ۱۵، ۱۷ (قب سجدہ کرنا) ۔ دانی ایل ۳: ۵ ۔ سجدہ کرنا شاخہ ۔ پیدائش ۲۲: ۵ ۔ سجدہ کرنا ۱ سموئیل ۱: ۳؛ استثنا ۱۱: ۱۶ وغیرہ ۔

پرانے عہدنامہ میں شخصی عبادت کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں (پیدائش ۲۴: ۲۶ مابعد خروج ۳۳: ۹ ۔ ۳۴: ۸) لیکن زور باجماعت عبادت پر ہے (زبور ۱۴۲: ۴؛ ۱ ۔ تواریخ ۲۹: ۲۰) ۔ ★ خیمہ اجتماع اور ★ ہیکل کی عبادت میں رسومات کا اہم حصّہ تھا ۔ صبح اور شام کی قربانی کے علاوہ عیدِ فسح اور یوم کفارہ یہودی جنتری میں سعادت کے دن تھے ۔ قربانی کا خون بہانے کی رسم، بخور جلانا، کاہن کا برکت دینا وغیرہ عبادت کے رسمی پہلو پر زور دیتے معلوم ہوتے ہیں اور عبادت کا روحانی پہلو نظر انداز ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔ یہاں تک کہ ان دونوں میں ایک کھچاؤ سا دکھائی دیتا ہے (زبور ۴۰: ۶؛ ۵۰: ۷ ۔ ۱۵؛ میکاہ ۶: ۶ ۔ ۸) ۔ تاہم بنی اسرائیل میں بہت سے لوگ خدا کی جماعتی تمجید (مثلاً زبور ۹۳، ۹۵ تا ۱۰۰) اور دعاؤں (مثلاً زبور ۶۰، ۷۹ اور ۸۰) میں حصّہ لیتے ہوئے ان کو شخصی اور روحانی عبادت کے طور پر استعمال کر سکتے تھے اور سچے دل سے خدا کی شکرگزاری اور محبت کا اظہار کر سکتے تھے (استثنا ۱۱: ۱۳) ۔

خیمہ اجتماع اور ہیکل کی عبادتوں نے ایک بڑی باضابطہ اور پُرتکلف شکل اختیار کرلی تھی ۔ یہ عبادت آبائے قدیم کی سادہ اور بیساختہ ترتیب سے بالکل مختلف تھی، جب بزرگوں کے مطابق جہاں بھی خدا اپنے آپ کو بندوں پر ظاہر کرتا وہیں سجدہ کرکے اُس کی عبادت کی جاسکتی تھی ۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہیکل کی عبادت میں ایک روحانی حقیقت تھی کیونکہ جب ہیکل تباہ ہوئی اور یہودیوں کو اسیر کرکے بابل لے جایا گیا تو عبادت کی ضرورت اس شدّت سے محسوس ہوئی کہ ★ عبادت خانوں کو قائم کیا گیا اور عبادت کی ترتیب کی تشکیل کی گئی جس کا نقشہ کچھ ایسا تھا ۔ ۱ ۔ ★ شمع، ۲ ۔ دعائیں، ۳ ۔ پاک کلام کی تلاوت اور ترجمہ، ۴ ۔ تفسیر و وعظ ۔ جب دوسری ہیکل کو تعمیر کیا گیا تو روزانہ عبادت، سبت کی عبادت اور سالانہ عیدوں اور روزوں کو پھر سے بحال کیا گیا ۔ اور زبور کی کتاب کے حمد و تمجید کے گیت کی کتاب کے طور پر استعمال سے اس بات سے پختگی دی گئی کہ عبادت یہودی قومی زندگی میں ایک جیتا جاگتا حصّہ بنی رہے ۔

نئے عہدنامہ کے زمانہ میں ہم عبادت خانہ اور ہیکل دونوں کی پرستش کا ذکر پاتے ہیں ۔ خداوند مسیح نے ان دونوں قسم کی عبادتوں میں بہ نفسِ نفیس حصّہ لیا لیکن اُنہوں نے اُس عبادت کی تلقین کی جس میں ایک محبّت بھرے دل سے اپنے آسمانی باپ کی پرستش کی جائے ۔ اُن کی تعلیم میں خدا کے حضور آنے میں رسومات اور کاہن کا درمیانی ہونا نہ صرف غیر اہم بلکہ غیر ضروری تھا ۔ اب عبادت صحیح معنوں میں عبادت ہے (دیکھئے عبرانی اور یونانی لفظوں کے بنیادی معنی جو شروع میں دیئے گئے ہیں) ۔ اب یہ واقعی خدا کی خدمت (عبادت) ہے، محض ہیکل کی عبادت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ ساتھیوں کی خدمت کرنے میں بھی (لوقا ۱۰: ۲۵ مابعد؛ متی ۵: ۲۳ مابعد؛ یوحنا ۴: ۲۰ ۔ ۲۴؛ یعقوب ۱: ۲۷) ۔ شروع میں مسیحیوں نے ہیکل کی عبادت کو نہیں چھوڑا ۔

غالباً وہ کافی عرصہ تک یہودی عبادت خانوں میں بھی پرستش کرتے رہے۔ جب آخر کار یہودیت اور مسیحیت نے مختلف راستے اپنائے تو مسیحی کلیسیا نے یہودی عبادت خانوں کو تو چھوڑ دیا لیکن اپنی عبادت کو یہودی عبادت خانہ کی ترتیب کے مطابق ڈھالا۔

جن وجوہات سے مسیحیوں کو یہودیوں کے سبب، اُن کی ہیکل کی عبادت میں شمولیت وغیرہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی، ان میں کلیسیا سے یہودیوں کی سخت دشمنی پیش پیش تھی۔ تاہم ابتدائی مسیحی عبادت کے متعلق ہماری معلومات مبہم اور غیر واضح ہیں۔ اگرچہ شروع شروع میں روزانہ عبادت کا ذکر بھی آتا ہے (اعمال ۲:۴۶) تاہم یہ بات صاف ہے کہ اب ہفتہ وار عبادت کا دن "خداوند کا دن" (اعمال ۲۰:۷، یعنی ہفتے کا پہلا دن ۱-کرنتھیوں ۱۶:۲) تھا۔ خداوند مسیح کے جی اُٹھنے (ایسٹر) اور رُوح پاک کے نازل ہونے (پینتکُست) کے دنوں کی سالانہ یادگار عبادتوں کا ذکر بھی نہیں ملتا۔ عبادت مُقدّسوں کے گھروں میں ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ اس میں کسی خاص خادم الدین کی ضرورت نہیں تھی۔ گھر کی عبادت میں سادگی ایک خاص اہمیت رکھتی تھی جس میں بیشتر حصّہ حمد و تمجید کے گیتوں پر مشتمل تھا (افسیوں ۵:۱۹؛ کلسیوں ۳:۱۶)۔ پھر دعا، پاک کلام کی تلاوت اور اُس کی تشریح۔ کرنتھس کی کلیسیا کے متعلق ہم پڑھتے ہیں کہ وہاں بیگانہ زبانوں میں لوگ بولتے تھے (۱-کرنتھیوں ۱۴)۔ ضیافتِ محبت (★ اگاپے) اور ★ عشائے ربانی (۱-کرنتھیوں ۱۱:۲۳-۲۸) بھی عبادت کے عام حصّہ تھے۔ لیکن اِن سب میں زور سچی محبت اور دلی لگن سے روح میں عبادت کرنے پر تھا۔ نیز دیکھئے دعا۔ حمد و ثنا۔

عبادت خانہ:- یہودیوں کی عبادت گاہ۔ عبرانی میں کنیشت اور یونانی میں سناگوگ۔ ان دونوں لفظوں کے بنیادی معنی ہیں جمع ہونا یا اکٹھا ہونا۔ اس کے لئے زیادہ موزوں لفظ کنیسہ ہے جو بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ غالباً یہ عبرانی لفظ کنیشت کا مفرس ہے۔ جب یہودی بابل کی اسیری میں گئے تو انہوں نے اپنی عبادت قائم رکھی اور مختلف جگہ پر عبادت خانے (کنیشت) کھولے اس طرح یہ لفظ قدیم فارسی میں شامل ہوا۔ یہودی عبادت خانوں کی ابتدا تاریخ کے تاریک صفحوں میں چھپی ہوئی ہے۔ شروع میں یہودیوں کی عبادت گاہ یعنی ہیکل صرف یروشلیم میں تھی۔ لیکن بابل کی اسیری کے دوران اور اُس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ مذہبی تعلیم کا انتظام اور عبادت کا سلسلہ ہر جگہ قائم کیا جائے۔ پہلے عبادت اور قربانی لازم اور ملزوم تصوّر کئے جاتے تھے۔ لیکن اسیری کے زمانہ میں ایک ناپاک غیر ملک میں قربانی نہیں چڑھائی جا سکتی تھی (ہوسیع ۳:۴؛ ۹:۳ ببعد) اس لئے دینی تعلیم کو برقرار رکھنے کے لئے عبادت خانوں کا انتظام کیا گیا۔ روایت کے مطابق ہر اُس گاؤں یا قصبہ میں جہاں دس یا اُس سے زیادہ بالغ یہودی پائے جاتے تھے ایک عبادت خانے کا ہونا ضروری تھا تاکہ مذہبی تعلیم دینے کا بندوبست ہو سکے اور ہر شخص کو شریعت سے واقف کرایا جائے۔

کفرنحوم کا عبادت خانہ جس کے تیسری صدی عیسوی کے کھنڈرات سے ایک آرٹسٹ نے پہلی صدی کے عبادت خانہ کی خیالی تصویر بنائی ہے عین ممکن ہے کہ خداوند مسیح نے اسی عبادت خانہ میں تعلیم دی ہو (لوقا ۴:۳۱)۔

عباریم:- (عبرانی = اُس طرف کے لوگ)۔ موآب کے شمال مغرب میں ایک پہاڑ کا نام۔ یردن پار کرنے سے پہلے بنی اسرائیل نے یہاں ڈیرا ڈالا۔ اس کی ایک چوٹی سے موسیٰ نے ملکِ موعود کو دیکھا (گنتی ۲۷:۱۲)۔

عبد۔ عابد:- (عبرانی = نوکر)۔ ۱- جعل کا باپ۔ ابی ملک کا دشمن (قضاۃ ۹:۲۶-۳۵)۔

۲- یونتن کا بیٹا۔ یہ بنی عدین کے پچاس شخصوں کے ساتھ بابل کی اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸:۶)۔

عبدا:- (عبرانی = غالباً خدا کا خادم)۔ ۱- ادونرام کا باپ (۱-سلاطین ۴:۶)۔

۲- ایک لاوی، سموع کا بیٹا (نحمیاہ ۱۱:۱۷)۔ ۱-تواریخ ۹:۱۶ میں اسے عبدیاہ بن سمعیاہ کہا گیا ہے۔

عبد ملک کوشی:- (عبرانی = بادشاہ کا غلام یا نوکر)۔ ایک حبشی خواجہ سرا، جس نے جب سنا کہ یرمیاہ کو حوض میں ڈال دیا گیا ہے تو اُس نے بادشاہ کو خبر دی اور اجازت مانگی کہ اسے کیچڑ سے نکالے تاکہ وہ اس میں مر نہ جائے۔ بادشاہ نے اُسے تیس مددگار دیئے۔ عبد ملک اور اُس کے ساتھیوں نے چیتھڑوں اور لتوں اور رسی سے یرمیاہ کو باہر نکالا (یرمیاہ ۳۸:۷-۱۳)۔

خداوند نے یرمیاہ کو پیغام دیا کہ عبد ملک کو بتا کہ شہر کی آنیوالی تباہی میں اُسے محفوظ رکھا جائے گا (یرمیاہ ۳۹:۱۵-۱۸)۔

عبدنجو۔ عبدنبو:- (عبرانی = نجو یا نبو کا غلام)۔ یہوداہ کے اُن چار شہزادوں میں سے ایک جنہیں یروشلیم سے اسیر کر کے بابل لایا گیا تھا (دانی ایل ۱:۷)۔ اُس کا اپنا نام عزریاہ تھا۔ خواجہ سراؤں کے سردار نے اسے تبدیل کر کے

عبد نجو رکھا۔

عبد نجو کو اُس کے دوسرے دو ساتھیوں سدرک اور میسک کے ساتھ آگ کی بھٹی میں ڈالا گیا کیونکہ اُنہوں نے بنوکدنضر کی سونے کی مورت کو جو دُورا کے میدان میں نصب کی گئی تھی سجدہ کرنے سے انکار کیا (دانی ایل باب ۳)۔ خدا نے اُنہیں آگ کی بھٹی سے بچایا۔

عبدون:۔ (صحیح معنی نامعلوم، غالباً خادم، خدمت یا نیچ)۔

۱۔ بنی اسرائیل کا گیارہواں قاضی۔ وہ آٹھ برس اسرائیل کا قاضی رہا (قضاۃ ۱۲: ۱۳-۱۵)۔

۲۔ بینمینی شاشق کا بیٹا جو یروشلیم میں رہتا تھا (۱۔ تواریخ ۸: ۲۳، ۲۸)۔

۳۔ جبعون کے یعی ایل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۳۰؛ ۹: ۳۵، ۳۶)۔

۴۔ یوسیاہ بادشاہ کا افسر جسے خلدہ نبیہ کے پاس بھیجا گیا (۲۔ تواریخ ۳۴: ۲۰)۔ ۲۔ سلاطین ۲۲: ۱۲ میں اسے عکبور کہا گیا ہے۔

۵۔ آشر کے علاقے میں لاویوں کا ایک شہر (یشوع ۲۱: ۳۰؛ ۱۔ تواریخ ۶: ۷۴)۔ شاید یہ وہی عبدون شہر ہے جس کا ذکر یشوع ۱۹: ۲۸ میں ہے۔

عبدی:۔ (عبرانی = غالباً یہوواہ کا غلام)۔

۱۔ ایک لاوی قیسی کا باپ اور ایتان کا دادا (۱۔ تواریخ ۶: ۴۴)۔ ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو جس کا ذکر ۲۔ تواریخ ۲۹: ۱۲ میں ہے۔

۲۔ بنی عیلام میں سے ایک شخص۔ اس نے اجنبی عورت بیاہ لی تھی (عزرا ۱۰: ۲۶)۔

عبدیاہ۔ عوبدیا:۔ (عبرانی = یہوواہ کا خادم)۔
پرانے عہدنامہ میں کئی اشخاص کا نام:

۱۔ اخی اب کے گھر کا دیوان (۱۔ سلاطین ۱۸: ۳-۱۶) جو "خداوند سے بہت ڈرتا تھا" لیکن وہ اخی اب سے اِس سے کہیں زیادہ ڈرتا تھا۔

۲۔ داؤد کی اولاد کے ایک گھرانے کا سربراہ (۱۔ تواریخ ۳: ۲۱)۔

۳۔ داؤد کے زمانہ میں اشکار کے قبیلہ کا ایک سورما (۱۔ تواریخ ۷: ۳)۔

۴۔ ایک بینمینی بنام اصیل کے چھ بیٹوں میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۸: ۳۸)۔

۵۔ ایک لاوی جو اسیری سے جلد واپس آیا (۱۔ تواریخ ۹: ۱۶)۔ نحمیاہ ۱۱: ۱۷ میں اس کا نام عبدا ہے۔

۶۔ ایک جدی سورما جو بیابان میں داؤد سے آملا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۹)۔

۷۔ اسماعیاہ کا باپ، جو داؤد کے زمانہ میں زبولون کے امراء میں سے ایک تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۱۹)۔

۸۔ یہوداہ کے اُن پانچ امراء میں سے ایک جنہیں یہوسفط بادشاہ نے یہوداہ کے لوگوں کو خداوند کی شریعت کی تعلیم دینے کو بھیجا (۲۔ تواریخ ۱۷: ۷)۔

۹۔ بنی مراری کا ایک لاوی جسے یوسیاہ نے ہیکل کی تعمیر کی نگرانی پر مقرر کیا (۲۔ تواریخ ۳۴: ۱۲)۔

۱۰۔ ایک یہودی جو عزرا کی اسیری سے واپسی کے وقت ۲۱۸ اسیروں کو ساتھ لایا (عزرا ۸: ۹)۔

۱۱۔ نحمیاہ کے ساتھ مُہر لگانے والا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۰: ۵)۔

۱۲۔ نحمیاہ کے زمانہ میں یروشلیم کا ایک دربان (نحمیاہ ۱۲: ۲۵)۔

۱۳۔ وہ نبی جس نے عبدیاہ کی کتاب لکھی۔

عبدیاہ کی کتاب ۔ عوبدیا کی کتاب:۔

عبدیاہ عبرانی نام ہے جس کے معنی ہیں "یہوداہ کا خادم" یا "یہوواہ کا عابد"۔ عبرانی بائبل میں یہ انبیائے صغیر میں چوتھی اور مقفادی ترجمہ میں پانچویں کتاب شمار ہوتی ہے۔

۱۔ مُصنّف

عبدیاہ نبی کا تعلق غالباً یہوداہ کی سلطنت سے تھا (عبدیاہ ۱۵)۔ اُس کی زندگی کے متعلق بائبل میں کوئی براہِ راست بیان نہیں ہے بعض لوگوں کے نزدیک وہ اسیری سے قبل کا تھا لیکن زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ ۵ ویں صدی ق م میں زندہ تھا۔ اگر بیان موخر صحیح ہے تو یہ شاہ اخی اب کا خدمت گار نہیں ہو سکتا اور نہ ہی شاہ عزیاہ کا سالار (۲۔ سلاطین ۱: ۱۳-۱۵) جیسے کہ جعلی ایفنیس نے "حیاتِ انبیاء" میں دعویٰ کیا ہے۔ تلمود کی یہ روایات کہ وہ ادومی تھا لیکن اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا قرین قیاس نہیں ہیں کیونکہ وہ ادوم کے خلاف سخت گیر لہجے میں تلخ باتیں کہتا ہے۔

۲۔ خلاصۂ مضامین

ا۔ ادوم کی عدالت (آیات ۱ تا ۱۴)
(۱) عنوان (آیت ۱)
(۲) ادوم کی بربادی کی خبر (آیات ۱ تا ۴)
(۳) ادوم کی بربادی کی تکمیل (آیات ۵ تا ۹)
(۴) ادوم کی عدالت کی وجوہ (آیات ۱۰ تا ۱۴)
ب۔ عالمگیر عدالت (آیات ۱۵ تا ۱۶)
ج۔ اسرائیل کی بحالی (آیات ۱۷ تا ۲۱)

۳۔ تاریخی پس منظر

ا۔ قبل از اسیری

تلمود کی یہودی روایات میں عبدیاہ کو اخی اب کے عہد (۹ ویں

صدی ق۔م) کا بتایا گیا ہے۔ اور عبرانی بائبل میں انبیائے صغیر کی ترتیب کے اعتبار سے وہ اسیری سے قبل کے انبیاء کے ساتھ شمار ہوتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک عبدیاہ کا پسِ منظر ۲۔ تواریخ ۲۱: ۱۶، ۱۷ میں مذکور یہورام کے عہد میں یہوداہ پر فلستیوں اور عربوں کا حملہ ہے یا پھر ۲۔تواریخ ۲۸: ۱۷ میں مذکور آخز کے دَور میں یہوداہ پر ادومیوں کا حملہ۔ بعضوں کے خیال میں عبدیاہ نے قبل از اسیری کی ایک قدیم کہاوت کو جو ادومیوں کے خلاف ہے آیات ۱ تا ۶ اور ۸، ۹ میں سمویا ہے۔ فلستین اور ادوم پر عربوں کے حملہ کا تذکرہ ۹ ویں اور ۷ ویں صدی ق م میں ملتا ہے (۲۔ تواریخ ۲۱: ۱۶-۱۷)۔

ب - ۵۸۷ ق۔م کے بعد

بیشتر علماء کا خیال ہے کہ عبدیاہ ۱۱ تا ۱۴ میں یروشلیم کی جس تباہی کا ذکر ہے وہ کسدیوں کے ہاتھوں ۵۸۷ ق۔م میں انجام پائی تھی۔ صرف اسی موقع پر ادومی یروشلیم کے سقوط میں ملوّث تھے (زبور ۱۳۷: ۷؛ ۱۔ ایسڈرس ۴: ۴۵)۔ یروشلیم کے سقوط کے بعد پھیلنے والی تباہی کا المیہ صریح بیان کیا گیا ہے کہ ہم اسے اسیری کے فوراً بعد کے ایام کا سمجھ سکتے ہیں۔ بیشتر کا خیال ہے کہ عبدیاہ کے بعد کے کلام میں اسیری کے بعد کے ایّام کی جھلک ملتی ہے ۷ ویں آیت میں ذکر ہے کہ ادومیوں کو اُن کی قدیمی سرزمین سے باہر نکال دیا گیا (ملاکی ۱: ۳، ۴)۔ یروشلیم کی بربادی کے بعد ادومی عربوں کے دباؤ کے تحت جنوب کی طرف جانا شروع ہو گئے تھے (۱۔ ایسڈرس ۴: ۵۰)۔ اس علاقے کو بعد میں ادوم کا نام دیا گیا۔ چھٹی صدی ق۔م تک عربوں نے اُنہیں اُن کے دارالحکومت بصرہ تک سے دھکیل باہر کیا۔ آیات ۸ تا ۱۰ میں ادومیوں کی قوم کے صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جانے کی خبر ہے' اور یہ خبر اس کے مکابیوں کے عہد میں پورا ہونے سے قبل ہی دی گئی تھی۔ وہ علاقہ جس پر یہودی قابض ہو گئے تھے یروشلیم کے اردگرد کا علاقہ ہی ہے (۱۹، ۲۰) جس طرح نحمیاہ کے ایّام میں بھی ہوا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۲۵-۲۶)۔ یوں سن کے متعلق سب سے آخری واضح اشارہ ۵ ویں صدی ق۔م کا وسط ہے جو ملاکی کے ایام سے قریب ہے۔

۴ - دیگر نبوتوں سے مطابقت

ادوم کے متعلق دیگر پیشینگوئیوں میں درجِ ذیل شامل ہیں۔
یسعیاہ ۳۴: ۵-۱۷؛ ۶۳: ۱ تا ۶؛ یرمیاہ ۴۹: ۷-۲۲؛ نوحہ ۴: ۲۱-۲۲؛ حزقی ایل ۲۴: ۱۲-۱۴؛ ۳۵؛ یوایل ۳: ۱۹؛ عاموس ۱: ۱۱-۱۲۔

عبدیاہ ۱ تا ۹ اور یرمیاہ ۴۹: ۷-۲۲ میں کئی یکساں محاورات اور جملے اِن کے درمیان ایک ادبی تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں۔ فقروں کی مختلف ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں نے کسی اور ہی قدیمی ماخذ سے اقتباس کیا ہے۔ چونکہ یرمیاہ کی کتاب میں کچھ اضافی مواد اس نبی کے مخصوص انداز کا حامل ہے اور عبدیاہ کی ترتیب زیادہ فطری ہے اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ اصل نبوّت کے زیادہ قریب ہو۔ بعضوں کے نزدیک یا تو یرمیاہ نے عبدیاہ سے یا عبدیاہ نے یرمیاہ سے اقتباس کیا ہے۔ کئی جملے عبدیاہ اور یوایل کی کتابوں میں یکساں پائے جاتے ہیں۔

عبدیاہ ۱۰ = یوایل ۳: ۱۹؛ عبدیاہ ۱۱ = یوایل ۳: ۳؛ عبدیاہ ۱۵ = یوایل ۱: ۱۵؛ ۲: ۱؛ ۳: ۴، ۷، ۱۴؛ عبدیاہ ۱۸ = یوایل ۳: ۸۔ ۲: ۳۲ میں یوایل "جیسا خداوند نے فرمایا ہے" کے الفاظ کے اضافے کے ساتھ غالباً یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ عبدیاہ ۱۷ سے اقتباس کر رہا ہے۔ اس لئے یوایل عبدیاہ کے بعد آیا اور بلاشبہ اِن میں جو جملے مشترک پائے جاتے ہیں وہ یوایل کے عبدیاہ سے متاثر ہونے کے باعث ہیں۔

۵ - طرزِ تحریر

عبدیاہ جو عہدِ عتیق کی مختصر ترین کتاب ہے اس میں اعلیٰ درجہ کی شاعری ہے۔ عام بندوں کی ترتیب مخمسّی ہے (۳+۲) لیکن تنوع کی خاطر اور تراکیب بھی استعمال ہوئی ہیں (۳+۳ اور ۳ + ۳ + ۳ وغیرہ)۔ نبوت کے بیشتر حصّے میں خدا ادوم سے براہِ راست مخاطب ہوتا ہے (آیات ۲ - ۱۵) اور کتاب کی یہ خصوصیت اِسے ایک یگانہ اور منفرد رنگ دیتی ہے۔ قطعیت کا رنگ دینے کے لئے نبوتوں میں فعل ماضی کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ خدا کی عدالت اتنی یقینی ہے کہ گویا وہ ہو چکی ہے (آیت ۲)۔ ناصحانہ رنگ میں (۱۲ تا ۱۴) لوگوں کو اُن باتوں سے منع کیا گیا ہے جن کے وہ مرتکب ہو رہے تھے۔ کئی دلکش استعارے اور تشبیہیں بھی استعمال کی گئی ہیں۔ ادوم کے پہاڑوں میں بسنے کو عقاب کی بلند پروازی سے (آیت ۴)، ادومیوں کے لٹیروں کو رات کو ڈاکے ڈالنے اور انگور توڑنے والوں سے (آیت ۵)، قوموں کی عدالت کو ایک تلخ پیالے سے جو اُنہیں پینا ہی پڑے گا (آیت ۱۶)، اسرائیل کے انتقام کو آگ سے اور ادومیوں کو پھوس سے تشبیہہ دی گئی ہے (آیت ۱۸)۔ ادوم کے جرائم کو زینہ بزینہ درج کیا گیا ہے (آیات ۱۰ تا ۱۴)۔ اسرائیل کی بحالی کے عروج کو اس کے چار مخصوص اطراف میں پھیل جانے سے بیان کیا گیا ہے (آیات ۱۹: ۲۰)۔ آیات ۱ تا ۱۶ میں گناہ اور اس کے ہولناک انجام کا آیات ۱۷ تا ۲۱ میں بحالی کے بیان سے گہرا تقابل کیا گیا ہے۔ عبدیاہ خاص سے عام کی طرف مراجعت کرتا ہے۔ ادوم کی عدالت سے شروع کر کے وہ عالمگیر عدالت کی طرف اور اسرائیل کی بحالی سے شروع کر کے تمام دنیا میں خدا کی بادشاہت کے قیام کی طرف جاتا ہے۔

۶ - ادبی تجزیہ

بعضوں کے نزدیک یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ عبدیاہ ہی پوری کتاب

کا مصنف ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اُس نے آیات ۱ تا ۶ اور ۸۔ ۹ میں قدیمی نبوّتوں کو اپنے مخصوص اندازِ فکر سے پیش کیا ہے۔ بعضوں نے اور بھی کئی اجزاء کی نشاندہی کی ہے تاہم اس کا تاریخی پسِ منظر نبوّت کی ادبی وحدت پر دال ہے۔

۷۔ نمایاں پیغامات

ا۔ الہام الٰہی: چار مرتبہ نبی اپنے الفاظ کے الٰہی الاصل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے (آیات ۱، ۴، ۸، ۱۸)۔
ب۔ الٰہی عدالت: اس نبوت کا نمایاں پیغام قوموں کی اخلاقی پستی کے پیشِ نظر اُن کی عدالت ہے۔ ادوم نے اسرائیل کے ساتھ ظلم کیا جسے ادوم کے ہاتھوں سزا ملی۔ یوں دونوں کی عدالت کی جا رہی ہے۔ آخر خداوند کے دن میں تمام قوموں کی عدالت کی جائے گی۔
ج۔ الٰہی بادشاہت۔ عبدیاہ کے نزدیک خدا کا آخری مقصد یہ ہے کہ "بادشاہی خداوند کی ہوگی" (مکاشفہ ۱۱: ۱۵)۔ وہ اپنے لوگوں کی بحالی کی اُمید میں قومیت پرستی سے بالاتر ہو کر اُن کی فتح میں خدا کی بادشاہت کا قیام دیکھتا ہے (آیت ۲۱)۔ اس بادشاہی کا طرّہ "رہائی" اور "راستبازی" ہوگا (آیت ۱۷)۔ یہ وہ خیال ہیں جنہیں عہدِ جدید میں وسیع معنوں کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

عبدی ایل۔ عبدآیل:- (عبرانی = خدا کا غلام) ۔ سلمیاہ کا باپ جسے یہویقیم بادشاہ نے یرمیاہ نبی اور اُس کے منشی بارُوک کو پکڑنے کے لئے بھیجا (یرمیاہ ۳۶: ۲۶)۔

عبدئیل۔ عبدی ایل:- (عبرانی = خدا کا غلام)۔ جد کے قبیلے کا ایک شخص جو جلعاد میں رہتا تھا۔ وہ جونی کا بیٹا تھا (۱۔ تواریخ ۵: ۱۵)۔

عبر۔ عابر:- (قب عربی عبور)۔ عبرانی میں اس لفظ کے معنی "پار کے علاقے سے" ہیں۔ اس نام سے عبرانیوں کو شاید اسی لئے پکارا گیا کیونکہ وہ دریائے فرات کے پار کے علاقے سے آئے تھے۔ عبرانی لوگوں کے لئے لفظ عبری استعمال ہوا ہے (پیدائش ۳۹: ۱۴ وغیرہ)۔ یہ ذیل کے شخصوں کا نام بھی تھا:
۱۔ سلح کا بیٹا اور سم کا پوتا (پیدائش ۱۰: ۲۴؛ ۱۱: ۱۴؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۸)۔ یہ فلج اور یُقطان کا باپ تھا (پیدائش ۱۰: ۲۵؛ ۱۱: ۱۶؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۹-۲۵)۔
۲۔ جد کے قبیلے میں ایک خاندان کا سربراہ (۱۔ تواریخ ۵: ۱۳)۔
۳۔ الفعل بنیمینی کا سب سے بڑا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۱۲)۔
۴۔ بنیمین کے قبیلے سے سمعی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۲۲)۔
۵۔ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک بزرگ (لوقا ۳: ۳۵)۔

عبرانی زبان:- عبرانی سامی زبانوں کی مغربی شاخ ہے۔ لفظ "سامی" نوح کے بڑے بیٹے سم (سام۔ پیدائش ۶: ۱۰) کے نام سے مشتق ہے۔ عبرانی قدیم ★ اوگاریت کی زبان سے بہت ملتی جلتی ہے۔ اوگاریت شام کے شمال میں بحیرۂ روم کے ساحل پر ایک چھوٹی سی ریاست کا دارالخلافہ تھا۔ اس جگہ سے جو اب ★ راس شمرہ کہلاتا ہے کھدائی کے دوران بہت سی مٹی کی تختیاں برآمد ہوئی ہیں جو عبرانی زبان پر بہت روشنی ڈالتی ہیں۔ عبرانی موآبی، فینیکی اور عربی زبانوں کی بھی قرابتی ہے۔ پرانے عہدنامہ میں اسے کنعانی زبان (یسعیاہ ۱۹: ۱۸) اور یہودیوں کی زبان (۲۔ سلاطین ۱۸: ۲۶ مالبعد قب یسعیاہ ۳۶: ۱۱ مالبعد اور نحمیاہ ۱۳: ۲۴) کہا گیا ہے۔ نئے عہدنامہ میں اسے عبرانی ہی کہا گیا ہے (یوحنا ۵: ۲؛ ۱۳: ۲۰؛ ۱۹: ۱۷؛ مکاشفہ ۹: ۱۱؛ ۱۶: ۱۶ وغیرہ)۔
سامی زبانوں کی ایک خصوصیت اُن کے الفاظ کا سہ حرفی مادّہ ہے۔ عربی کی طرح ان تین حرفوں سے مختلف الفاظ کا اشتقاق ہوتا ہے۔ چونکہ سامی زبانوں کی گرامر آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملتی ہے اور لفظوں کی بناوٹ کے طریقے بھی ایک جیسے ہیں اس لئے یہ عربی کے سمجھنے میں بہت ممدّ ثابت ہوتی ہیں۔ پرانے عہدنامہ کا یونانی ترجمہ جو تیسری صدی قبل از مسیح کیا گیا اور جو ★ ہفتادی ترجمہ کے نام سے موسوم ہے تشریح اور تفسیر میں بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔

۲۔ عبرانی حروفِ تہجی

عبرانی حروفِ تہجی میں ۲۲ حرف ہیں۔ یہ سب کے سب حروف صحیح ہیں۔ حروفِ علت اور اعراب بعد کے زمانہ کی اختراع ہیں (دیکھئے اعراب)۔ عبرانی خط اردو، فارسی، عربی وغیرہ کی طرح دائیں ہاتھ سے بائیں طرف لکھا جاتا ہے۔ حروف کی ساخت شروع میں چند چیزوں سے ملتی تھی اور ان کو یہی نام بھی دیا گیا۔ مثلاً آلف کی شکل کچھ کچھ بیل کے سر سے ملتی تھی اسی لئے اسے آلف (یعنی بیل) کا نام دیا گیا۔ قدیم فینیکی نقوش میں آلف کی شکل بیل کے سر کی مانند ہے
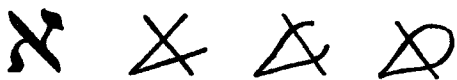
یہی حال دیگر حروف کا بھی تھا۔ ذیل کے نقشہ میں یہ بات زیادہ صاف ہو جائے گی۔

عبرانی حروفِ تہجی

نمبر شمار	حروف کی شکل: آخری	حروف کی شکل: ابتدائی اور درمیانی	حروف کا نام	حروف کے معنی	مماثل اردو حروف	حسابِ جُمل میں عددی قیمت
١		א	آلف	بَیل	ا ؟	١
٢		ב בּ	بیتھ	گھر	ب	٢
٣		ג גּ	گیمل	اُونٹ	ج گ	٣
٤		ד דּ	دالتھ	دروازہ	د	٤
٥		ה	ھے	کھڑکی	ہ	٥
٦		ו	واو	پھل	و	٦
٧		ז	زَین	اوزار	ز	٧
٨		ח	خیتھ	احاطہ	خ	٨
٩		ט	طیتھ	سانپ	ط	٩
١٠		י	یود	ہاتھ	ی	١٠
١١	ך	כ כּ	کاف	ہتھیلی	ک	٢٠
١٢		ל	لامد	پَینیا	ل	٣٠
١٣	ם	מ	میم	پانی	م	٤٠
١٤	ן	נ	نون	مچھلی	ن	٥٠
١٥		ס	سامک	ٹیک	س	٦٠
١٦		ע	عَین	آنکھ	ع	٧٠
١٧	ף	פ פּ	پے	مُنہ	پ ف	٨٠
١٨	ץ	צ	صادے		ص	٩٠
١٩		ק	قوف	کلہاڑی کا سوراخ	ق	١٠٠
٢٠		ר	ریش	سَر	ر	٢٠٠
٢١		שׁ שׂ	شین سین	سین، دانت	ش س	٣٠٠
٢٢		ת תּ	تاؤ	صلیب	ت	٤٠٠

غور کیجیے کہ ان حروف کی ترتیب بعینہٖ حروفِ ابجد ہی

ہے ۔ لیکن چونکہ عبرانی میں حروف ٢٢ ہیں اس لئے یہ قرشت کے کے پر ختم ہو جاتی ہے ۔

ابجد ہوّز حُطّی کلمن سعفص قرشت ۔

ان حروف کے متعلق چند باتیں غور طلب ہیں ۔

سین اور شین کی ایک ہی شکل ہے ۔ اگر نقطہ شروع میں ہو تو شین کی آواز ہے اور اگر آخر میں ہو تو سین کی שׁ שׂ ۔

جب ذیل کے حروف کسی لفظ کے آخر میں آتے ہیں تو اُن کی شکل قدرے بدل جاتی ہے ۔

کاف میم نون پے اور صادے ۔ صفنیاہ ٣:٨ میں عبرانی حروفِ تہجّی کے پورے ٢٢ حروف آتے ہیں ۔ اِن میں وہ پانچ حروف بھی ہیں جن کی شکل اس وقت مختلف ہوتی ہے جب وہ لفظ کے آخر میں ہوں ۔ ملاحظہ کیجیے :۔

8 לָכֵן חַכּוּ־לִי נְאֻם־יְהוָה לְיוֹם קוּמִי לְעַד
כִּי מִשְׁפָּטִי לֶאֱסֹף גּוֹיִם לְקָבְצִי מַמְלָכוֹת
לִשְׁפֹּךְ עֲלֵיהֶם זַעְמִי כֹּל חֲרוֹן אַפִּי
כִּי בְּאֵשׁ קִנְאָתִי תֵּאָכֵל כָּל־הָאָרֶץ׃

صفنیاہ ٣ : ٨

چھ حروف ایسے ہیں کہ جب ان کے سینے میں نقطہ ہو (عبرانی میں اس نقطہ کو داغیش کہتے ہیں) تو اُن کی آواز کچھ بدل جاتی ہے ۔

بیتھ	داغیش کے ساتھ	ب	داغیش کے بغیر	و یا بھ
گیمل	〃	گ	〃	غ
دالتھ	〃	د	〃	دھ
کاف	〃	ک	〃	کھ
پے	〃	پ	〃	ف
تاؤ	〃	ت	〃	تھ

اس نقطہ کو داغیشِ ملائم کہتے ہیں ۔ اسی قسم کا ایک اور نقطہ ہے جو ان کے علاوہ دیگر حروف میں بھی لگ سکتا ہے ۔ وہ تشدید کا کام دیتا ہے ۔ اسے داغیشِ جبر کا نام دیا گیا ہے ۔

یہاں دو ایک باتیں قابلِ غور ہیں ۔ عبرانی میں اکثر کتابیں اُن کے پہلے لفظ سے موسوم ہوتی ہیں ۔ اس لئے پیدائش کی کتاب کا نام برلشیت ہے ۔

عبرانی حرفِ تخصیص ھا اور عربی ال کا تعلق بھی دلچسپ ہے ۔ جب حروفِ شمسی سے پہلے ال کا لام گر جاتا ہے تو وہ تقریباً ھا کی آواز دیتا ہے ۔

جس طرح اردو میں ★ آیت کے آخر میں ۝ کا نشان ہوتا ہے اسی طرح عبرانی میں یہ نشان ہوتا ہے ♦ جسے سوف پاسوق یعنی "آیت کا آخر" کہتے ہیں ۔

ذیل میں ہم پیدائش باب اوّل کی پہلی تین آیات کا نمونہ پیش کرتے ہیں ۔عبرانی عبارت کو اردو خط میں بھی لکھ دیا گیا ہے اور تحت اللفظ ترجمہ بھی درج ہے ۔ ان تین آیات میں کم از کم ۵ لفظ ایسے ہیں جو عربی سے ملتے جلتے ہیں ۔ بادا اور باری تعالیٰ میں مناسبت غور طلب ہے۔ شامیم اور ارض، ارض و سما سے نسبت رکھتے ہیں ۔ دوریخ اور روح کا تعلق تو صاف ہے ۔مایئم عربی کے پانی سے ملتا ہے۔

בראשית

بریشیت

ابتدا میں

1 ¹בְּרֵאשִׁית בָּרָא אֱלֹהִים אֵת הַשָּׁמַיִם וְאֵת הָאָרֶץ׃ ²וְהָאָרֶץ

بریشیت بارا ایلوہیم ایتھ ہاشّامیم وایتھ ہارض ٥ وہارض

ابتدا میں پیدا کیا خدا نے آسمان اور زمین ٥ اور زمین

הָיְתָה תֹהוּ וָבֹהוּ וְחֹשֶׁךְ עַל־פְּנֵי תְהוֹם וְרוּחַ אֱלֹהִים מְרַחֶפֶת עַל־פְּנֵי

ہایتھا توہُو وادوہُو وخوشک ال پنے تہوم ورُویخ ایلوہیم مَرخیفت ال پنے

تھی ویران اور سنسان و تاریکی اوپر گہراؤ کے اور روح خدا کی جنبش کرتی اوپر

הַמָּיִם׃ ³וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יְהִי אוֹר וַיְהִי־אוֹר׃

ہامایئم ٥ وِیومیر الوہیم یہی اور ویہی اور ٥

پانی کے ٥ اور کہا خدا نے ہوجا روشنی اور ہوگئی روشنی ٥

عبرانی لوگ :۔ روایتی طور پر یہ نام ابرہام اور اُس کی اولاد کے لئے اور اس میں سے خاص طور پر یعقوب کی نسل کے لئے مخصوص ہے۔ ۱-سموئیل ۱۴ : ۲۱ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لفظ "اسرائیلی" کا مترادف ہے ۔ یہودی خود اپنے آپ کو "اسرائیلی" اور "بنی اسرائیل" (بعد ازاں یہودی) کہتے تھے ۔ یہ اصطلاحات انہیں ان کی قومی اور دینی میراث کو یاد دلاتی تھیں ۔ غیر قوم انہیں "عبرانی" کہتے تھے (خروج ۱ : ۱۶؛ ۲ : ۶) اور وہ بھی اُن کے ساتھ بات چیت میں اپنے آپ کو "عبرانی" بیان کرتے (پیدائش ۴۰ : ۱۵؛ خروج ۱۰ : ۳؛ یوناہ ۱ : ۹)، اور جب اسرائیلیوں اور غیر قوم کا مقابلہ کیا جاتا تو اس وقت بھی عبرانی کا لفظ استعمال کرتے تھے (پیدائش ۴۳ : ۳۲؛ خروج ۱ : ۱۵؛ ۲ : ۱۱؛ ۱-سموئیل ۱۳ : ۳؛ ۱۴ : ۲۱) ۔

لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ پرانے عہد نامہ کے زمانہ میں عبرانی Hebrews ہابرو Habiru عاپیرو apiru اور عپر (pr) وغیرہ جو ★ نوزی اور دیگر تختیوں پر لکھے پائے گئے ہیں ایک ہی لفظ کی مختلف شکلیں تھیں جو بغیر قومی امتیاز کے استعمال ہوتے تھے ۔ یہ الفاظ خانہ بدوش قسم کے لوگوں کے لئے استعمال ہوتے تھے جو غریب تھے اور جن کی کوئی شہریت اور سماجی مرتبہ نہ تھا۔ قدیم ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہابرو Habiru ۱۱ ق م تک مغربی ایشیا میں کئی صدیوں تک آباد رہے ۔ خانہ بدوش لوگ اکثر سامی النسل تھے ۔ بعض اوقات یہ لوٹ مار کرتے لیکن اُن میں بعض اچھے کاریگر بھی ہوتے تھے ۔ یہ اکثر کرائے کے سپاہیوں کے طور پر کام کرتے تھے لیکن بعض اوقات ان میں سے کوئی کسی اچھے عہدے پر بھی فائض ہو جاتا تھا ۔ چونکہ مصر میں اسرائیلیوں کو غلاموں کی سطح پر گرا دیا گیا تھا اور بعد ازاں وہ بیابان میں پھرتے رہے اسی لئے غالباً انہیں "عبرانی" کہا جاتا تھا ۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ جب کوئی ہابرو Habiru قسم اٹھاتا تو کہتا "ہابرو دیوتاؤں" کی قسم، جب کہ یہودیوں کے ہاں بھی اس کے مترادف الفاظ "عبرانیوں کے خدا" خروج ۳ : ۱۸؛ ۵ : ۳؛ ۷ : ۱۶ میں ملتے ہیں "عبرانی" اور ہابرو کی اصطلاحات، یہودیوں کو "اسرائیل" کا نام دیئے جانے سے پیشتر مستعمل تھیں ۔ غالباً یہ قاضیوں کے زمانہ میں متروک ہو گئیں۔

نئے عہد نامہ میں "عبرانی ۔عبرانیوں" کے بارے میں حوالے قوموں (اعمال ۶ : ۱) اور زبانوں (یوحنا ۵ : ۲؛ ۱۹ : ۱۳، ۱۷، ۲۰؛ ۲۰ : ۱۶) میں فرق دکھاتے تاکہ ایک طرف یونانی اور یونانی تہذیب اور دوسری

طرف یہودی اور یہودی روائتی زندگی اور زبان میں امتیاز کیا جاسکے۔ ممکن ہے کہ جیسے "عبرانی زبان" کہا گیا ہے اس کا اشارہ یوحنا کی انجیل میں تو "ارامی" کی طرف ہو لیکن مکاشفہ کی کتاب میں اس سے مراد خاص عبرانی زبان ہے (مکاشفہ ۹: ۱۱؛ ۱۶: ۱۶)۔ لفظ "عبرانی" کے اشتقاق پر بہت بحث ہوتی رہی ہے۔ بعض اسے "عبر" سے نسبت دیتے ہیں جو فلج اور یقطان کا باپ تھا (پیدائش ۱۰: ۲۴-۲۵؛ ۱۱: ۱۲-۱۶)۔ دیگر یہ کہتے ہیں کہ یہ اُس عبرانی لفظ کے مادّہ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے "عبور کرنا"۔ اس صورت میں اس کا اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ یہ دریا عبور کرکے آئے تھے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بابرو سے یہ مُراد ہو کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قانون کی حُدود کو عبور کرلیا ہو۔

عبرانیوں کا عبرانی:- یہ الفاظ پولس رسول نے فلپیوں ۳: ۴-۶ میں اپنی بابت استعمال کئے۔ ان سے اُس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خالص نسل کا عبرانی ہے۔ اور کہ اگرچہ وہ ایک یونانی شہر میں رہتا ہے تو بھی وہ عبرانی زبان بولتا اور اپنے باپ دادا کے رسم و رواج پر قائم ہے۔

عبرانیوں کے نام خط:-

ا۔ خاکہ

تعلیمی مضمون: مسیح کی برتری اور فوقیت ۱: ۱-۱۰: ۱۸

ا- مسیح کی شخصیت ۱: ۱-۴: ۱۳

(۱) مسیح انبیاء سے افضل ہیں (۱: ۱-۴)۔ انبیاء سے یہاں مراد عہدِ عتیق کا مکاشفہ ہے۔

(۲) مسیح فرشتوں سے افضل ہیں (۱: ۵-۲: ۱۸)۔ اسے کلامِ مُقدّس سے متعدد حوالے پیش کرکے ثابت کیا گیا ہے اور پھر مسیح کے دُکھوں کے باعث ان کا فرشتوں سے کم معلوم ہونا سمجھایا گیا ہے۔

(۳) جملہ معترضہ parenthesis (۲: ۱-۴)۔ خدا کے مکاشفہ سے غفلت کرنے والوں کو سنجیدہ تنبیہ۔

(۴) مسیح موسیٰ سے افضل ہیں (۳: ۱-۱۹)۔ چونکہ موسیٰ محض خادم تھا، اس لئے مسیح کی ابنیتِ الٰہی اُنہیں اُس عظیم شریعت دینے والے سے برتر ٹھہراتی ہے۔ یہ برتری اس سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح خداوند کی طرح وہ اپنی اُمت کو آرام میں داخل نہ کرسکا۔

(۵) مسیح خداوند یشوع سے افضل ہیں (۴: ۱-۱۳)۔ اگرچہ یشوع نے بنی اسرائیل کو ان کی میراث میں داخل کیا تو بھی خدا کی اُمت کے لئے مستقبل کا آرام ابھی باقی ہے۔

ب- مسیح کی خدمت ۴: ۱۴-۱۰: ۱۸

یہ خاص طور پر مسیح کی کہانت سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) اُنہیں خدا نے کاہن مقرر کیا ہے (۴: ۱۴-۵: ۱۰)۔ اس سیکشن میں مسیح کی بطور سردار کاہن ہمدردی پر زور دیا گیا ہے۔

(۲) وہ ملک صدق کے اسلوب کے سردار کاہن ہیں (۵: ۱۱-۷: ۲۸)۔ یہ سیکشن ایک ایسی عبارت سے شروع ہوتا ہے جو زجرو توبیخ، سنجیدہ انتباہ اور نصیحت پر مشتمل ہے (۵: ۱۱-۶: ۸)۔ اس کے بعد ملک صدق کی کہانت کے اسلوب کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کی کہانت ابدی ہے (۷: ۱-۳)۔ چونکہ یہ پہلے سے ہے اس لئے یہ لاویوں کی کہانت سے بڑی ہے (۷: ۴-۱۰)۔ یہ لاویوں کی کہانت کے نامکمل ہونے کو ظاہر کرتی ہے (۷: ۱۱-۱۹)۔ مسیح کی کہانت موت سے متاثر نہیں ہوتی اور گناہ سے دھندلاتی نہیں (۷: ۲۰-۲۸)۔

(۳) ان کی خدمت نئے عہد کی خدمت ہے (۸: ۱-۹: ۱۰)۔ پرانے عہد کے ہر ایک پہلو کا نمونہ نئے عہد میں پایا جاتا ہے۔ اس میں نئی ہیکل ہے جس میں نئے عہد کے درمیانی یعنی مسیح خدمت کرنے کے لئے داخل ہوئے۔

(۴) ان کی خدمت کا مرکز ایک کامل کفارہ ہے (۹: ۱۱-۱۰: ۱۸)۔ ہمارے سردار کاہن نے اپنے آپ کو قربان کرکے ایک لاثانی قربانی دی اور چونکہ یہ قربانی "ازلی روح" کے ذریعہ دی گئی اس لئے یہ لاویوں کی قربانی سے افضل ہے (۹: ۱۱-۱۵)۔ مسیح کی موت کی ضرورت کو وصیّت کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے (۹: ۱۶-۲۲)۔ اُن کی کامل قربانی لاویوں کی قربانیوں کے سلسلہ کے نقائص کو ظاہر کرتی ہے (۱۰: ۱-۱۰)۔ اُن کی خدمت ہارون کی خدمت کے برعکس کامل اور مؤثر ہے (۱۰: ۱۱-۱۸)۔

تعلیمی مضمون کا عملی اطلاق

ا- قائم رہنے کے لئے نصیحت ۱۰: ۱۹-۱۳: ۲۵۔

ب- جملہ معترضہ parenthesis ۱۰: ۲۶-۳۷

(۱) برگشتگی کے خلاف سنجیدہ انتباہ (۱۰: ۲۶-۳۱)۔

(۲) قارئین کے گذشتہ تجربات کی بنا پر حوصلہ افزائی (۱۰: ۳۲-۳۷)۔

ج- گذشتہ واقعات سے امثال ۱۱: ۱-۴۰

مصنف، ایمان کے سورماؤں کی مثال دیتا ہے تاکہ اپنے قارئین کو بہادری کے کام کرنے کی ترغیب دے۔

د- موجودہ دُکھوں کے بارے میں نصیحت ۱۲: ۱-۲۹

(۱) موجودہ دکھوں کو تادیب سمجھنا چاہیئے (۱۲: ۱-۱۳)۔

(۲) عیسو کی کہانی کی بنیاد پر تنبیہ (۱۲: ۱۴-۱۷)۔

(۳) پُرانے اور نئے عہد کے جلال کا موازنہ (۱۲: ۱۸-۲۹)۔

۷- مسیحیوں کے فرائض ۱۳: ۱-۲۵

(۱) مختلف نصیحتیں جو ایماندار کی شخصی اور سماجی زندگی پر اثر کرتی ہیں (۱۳: ۱-۸)۔

(۲) قارئین کو آخری تنبیہ کہ وہ خیمہ گاہ (یہودیت) سے باہر آئیں۔ چند ایک شخصی حوالجات (۱۳: ۹-۲۵)۔

۲- مُصنف اور سنِ تصنیف

آج کی نسبت کلیسیا کے ابتدائی زمانہ میں یہ سوال کہ اس خط کا مصنف کون تھا بڑی اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اسی پر اس کے مستند اور الہامی ہونے کا انحصار تھا۔ اس کے مصنف کے بارے میں دو قدیم روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس کا مصنف برنباس ہے اور دوسری کے مطابق جو زیادہ مستند مانی جاتی ہے پولس رسول۔ سکندریہ کے کلیمنٹ اور مقدس اوریگن اسی روایت کے حامی تھے۔ بزرگ کلیمنٹ کے نزدیک یہ خط عبرانی میں لکھا گیا تھا اور اس کا یونانی میں ترجمہ لوقا رسول نے کیا تھا، لیکن اوریگن یہ کہتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خیالات تو پولس رسول ہی کے ہیں لیکن اسلوب بیان کسی اور کا ہے۔ مصنف کے بارے میں اُس کا خیال یہ تھا کہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس نے لکھا۔ یہ صرف خدا ہی جانتا ہے لیکن سکندریہ کے بعد کے علماء نے اس سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اس رائے پر قائم رہے کہ اس کا مصنف پولس رسول ہی ہے۔ بعد ازاں نہ صرف مشرقی کلیسیا نے بلکہ مغربی کلیسیا نے بھی جہاں اس کی پہلے پُرزور مخالفت کی جاتی تھی اس بات کو قبول کر لیا کہ اس کا مصنف پولس رسول ہی ہے۔ لیکن یہ فیصلہ چوتھی صدی میں جیروم اور آگسٹین کے زیر اثر ہی ہوا۔ پھر اصلاح کلیسیا کے زمانہ میں ایریسمس، لوتھر اور کیلون نے پولس کے مصنف ہونے پر اعتراض اُٹھایا۔ لوتھر کے اس خیال پر کہ اس کا مصنف اپلوس ہے چند جدید علماء نے بھی صاد کیا لیکن ان کے نزدیک بھی یہ محض ایک قیاس ہی ہے۔ گروتیئس نے اس ابتدائی نظریہ کو کہ اس کا مصنف لوقا ہے پھر زندہ کیا۔ ان کے علاوہ اس کے مصنف کے بارے میں تنقیدِ جدید نے بھی کچھ خیالات پیش کئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ چند ایک جدید علماء نے پولس کے مصنف ہونے کی بھی حمایت کی ہے۔ اس اختلاف کی وجوہات وہی ہیں جو اوریگن نے بھی محسوس کی تھیں کہ اس کی زبان میں یونانیت زیادہ ہے، اس میں سلام ودعا کا پولس کا معروف طریقہ نظر نہیں آتا، اس کی طرزِ تحریر اور بناوٹ مختلف ہے، اس میں پولس کا اختیار دکھائی نہیں دیتا، اس میں تاریخی حالات بھی مختلف ہیں کیونکہ پولس ہمیشہ ہی یہ بیان کرتا ہے کہ اُسے یہ خوشخبری مکاشفہ سے ملی ہے جب کہ عبرانیوں کے خط کا مصنف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُسے یہ معلومات دوسروں سے حاصل ہوئی ہیں (۲: ۳-۴)۔ اس کا پس منظر بھی مختلف دکھائی دیتا ہے کیونکہ مصنف کے خیالات میں نہ تو کوئی روحانی بحران اور نہ پولس کا اجتماعِ ضدین کو بیان کرنے کا معروف طریقہ نظر آتا ہے۔

اس سلسلہ میں دو دلچسپ متبادل نظریئے پیش کئے جاتے ہیں۔ مسٹر ریمزے کے نظریہ کے مطابق یہ خط فلپس نے پولس رسول سے ملنے کے بعد قیصریہ سے لکھا اور یروشلیم کی کلیسیا کو بھیجا۔ دوسرا نظریہ ہارنک کا ہے۔ اُس کے خیال میں یہ خط پرسکلہ اور اکولہ نے لکھا تھا۔ لیکن یہ صرف قیاس آرائیاں ہی ہیں۔ ہمارے لئے بہتر ہی ہوگا کہ اوریگن کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مصنف کو پس منظر میں ہی رہنے دیں۔

اگرچہ اس خط کے سنِ تصنیف کے بارے میں جو معلومات حاصل ہیں وہ مبہم ہیں تاہم ان سے زمانۂ تصنیف کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ اس سے روم کے کلیمنٹ نے (تقریباً ۹۵ء) اقتباس کیا ہے اس لئے یہ یقیناً اس سے پیشتر لکھا گیا۔ غالباً یہ ۷۰ء سے پہلے لکھا گیا تھا کیونکہ اس میں ہیکل اور یروشلیم کی بربادی کا ذکر نہیں ملتا، اور پھر کلیسیائی حالات بھی یہی تقاضا کرتے ہیں (۱۳: ۷، ۱۷ جہاں کلیسیا کے ذمہ دار بھائیوں کو پیشوا کہا گیا ہے)۔ کلیسیا کی تاسیس کے کچھ عرصہ بعد ایذا رسانی شروع ہو گئی تھی۔ اگر "پہلے دنوں" کی ایذا رسانی سے مراد نیرو کے زمانہ کی مشہور ایذا رسانی ہے تو اس خط کا سنِ تحریر قریباً ۶۷-۶۸ء ہوگا۔ لیکن اگر اس کا اشارہ عام ایذا رسانی کی طرف ہے تو پھر یہ ۶۴ء سے پیشتر لکھا گیا ہوگا۔ بعض علما کے نزدیک چونکہ مصنف نے پولس رسول کے خطوط کو استعمال کیا ہے اس لئے یہ تقریباً ۸۰-۹۰ء میں لکھا گیا لیکن چونکہ اُن خطوط کی تالیف و تدوین کی تاریخ پر پردہ پڑا ہوا ہے اس لئے اس قسم کی شہادت پر عمارت کھڑی کرنا مناسب نہیں۔

۳- مکتوب الیہ اور خط کا مقصد

خط کے افتتاحیہ جملے، قارئین کے متعلق کچھ نہیں بتاتے، لیکن اس کا روایتی عنوان اسے عبرانیوں سے منسوب کرتا ہے۔ اگرچہ یہ اصل متن کا حصہ نہیں، تاہم روایت کے مستند ہونے کے باعث اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر امرِ واقع یہی ہے تو پھر یہ خط یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا نہ کہ صرف یہودیوں کو۔ فی زمانہ ایک نظریہ کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ یہ ہے کہ عنوان محض خط کے خلاصے کو پیش کرتا ہے اور کہ درحقیقت یہ خط غیر قوموں کو لکھا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں عہدِ عتیق کے اقتباسات براہِ راست عبرانی متن سے نہیں بلکہ یونانی ہفتادی ترجمہ سے پیش کئے گئے ہیں اور کہ مصنف نے یونانی پس منظر کو مدِ نظر رکھا۔ اس صورت میں یہ خط غیر قوم دنیا کے سامنے مسیحیت کی برتری پیش کرتا ہے کہ یہ تمام مذاہب اور خاص طور پر اسرائیلی مذاہب

سے افضل ہے۔ لیکن اس خط میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس کا تعلق اسراری مذاہب یا مذہب پر اعتقاد نہ رکھنے والوں سے ہو۔

اس نظریہ سے ملتا جلتا ایک اور نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ *عرفانیت کی بدعت سے پیشتر جس قسم کی بدعت کا کلسے میں سامنا کرنا پڑا تھا یہ خط اس کے جواب میں لکھا گیا۔ جن حوالجات میں مسیح کی فرشتوں پر فوقیت دکھائی گئی ہے (عبرانیوں ۱: ۴-۱۴) وہ یقیناً فرشتوں کی پرستش کرنے کے رجحان کا موثر جواب دیتے ہیں (قب کلسیوں ۲: ۱۸)۔ ٹی ڈبلیو میسن یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ خط اپلوس نے دو بڑے رجحانات یعنی درمیانیوں پر انحصار (اس کا جواب ابواب ۱-۴ میں دیا گیا) اور رسومات پر انحصار (ابواب ۵: ۱۰) کے جواب میں کلسیوں کی کلیسیا کو لکھا تھا لیکن عرفانیت کی بدعت سے پیشتر جس قسم کے حالات کلسے میں پائے جاتے تھے ویسے عبرانیوں کے خط میں نظر نہیں آتے۔

ایک زیادہ مقبول عام نظریہ یہ ہے کہ یہ خط یہودی مسیحیوں کو دوبارہ یہودیت کی طرف مائل ہونے کے بارے میں بطور تنبیہ لکھا گیا تھا۔ اس کی بنیاد ابواب ۶ اور ۱۰ میں مندرج سنجیدہ نصیحت پر ہے۔ ان میں منحرف ہونے کے خطرے کی نشاندہی کی گئی ہے جس کا نتیجہ مسیح کو دوبارہ مصلوب کرنے (۶: ۶) اور خون کے عہد کو ناپاک جاننے (۱۰: ۲۹) کی صورت میں نکلے گا۔ چونکہ مصنف ان لوگوں کو خط لکھ رہا ہے جنہوں نے آسمانی بخشش کا مزہ چکھا ہے (۶: ۴، ۵) اس لئے وہ جو پھر اپنا پرانا عقیدہ اپنانا چاہتے ہیں مسیحیت سے منحرف ہونے کے خطرے میں ہیں اور چونکہ یہ خط پرانے عہد کی رسومات پر مسیحیت کی برتری کو صاف طور سے بیان کرتا ہے اس لئے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا تھا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کن یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا؟ اس کے مختلف جواب دیئے جاتے ہیں:

(ا) یہ خط عام یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا، (ب) یہ مسیحیوں کے ایک چھوٹے گروہ کو لکھا گیا جو استاد بننے کی اہلیت رکھتے تھے (قب ۵: ۱۲) لیکن اپنی اہلیت کو استعمال نہیں کر رہے تھے، (ج) یہ اُن یہودی کاہنوں کو لکھا گیا جو مسیحیت اختیار کر چکے تھے۔ پہلا نظریہ متن میں اور خاص طور پر اختتام میں شخصی خطاب کے باعث (۱۳: ۲۲-۲۵) قابل قبول نظر نہیں آتا۔ دوسرا نظریہ اس لئے زیادہ مناسب نظر آتا ہے کیونکہ مصنف کے پیش نظر ایک خاص تاریخی حالت ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مخاطب تمام کلیسیا نہیں بلکہ ایک خاص گروہ ہے کیونکہ ۵: ۱۲ کا اطلاق تمام کلیسیا پر نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں خط کی زبان اور محمولات بھی اشارہ کرتے ہیں کہ یہ مقامی کلیسیا میں تعلیم یافتہ افراد کے گروہ کو لکھا گیا۔ جہاں تک ان یہودی مسیحیوں کے مقام کا تعلق ہے مختلف خیالات پیش کئے جاتے ہیں جن کا تھوڑا بہت انحصار مصنف کے بارے میں مختلف نظریات پر ہے۔ متعدد لوگ فلسطین اور سکندریہ کی حمایت کرتے ہیں، فلسطین کی خاص طور پر وہ لوگ جو برنباس کو اس خط کا مصنف سمجھتے ہیں۔ تاہم زیادہ تر رومہ کو فوقیت دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ ۱۳: ۲۴ ہے جہاں لکھا ہے کہ "اطالیہ والے تمہیں سلام کہتے ہیں"۔ پھر اس بات کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سب سے پہلے جس شخص نے اس خط سے اقتباس کیا وہ رومہ کا کلیمنٹ تھا۔ پھر تیسرے نظریئے کی یعنی کہ یہ خط مسیحیت قبول کرنے والے کاہنوں کی جماعت کو لکھا گیا، وہ لوگ حمایت کرتے ہیں جو دعوے کرتے ہیں کہ اس خط کی دلائل صرف ان لوگوں کو اپیل کر سکتی ہیں جنہوں نے حال ہی میں یہودی رسومات سے منہ موڑا ہے اور خاص طور پر وہ جن کا تعلق یروشلیم کی ہیکل سے تھا۔ (اعمال کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ ایسے بہت سے لوگ ستفنس کی خدمت کے ذریعہ حلقۂ مسیحیت میں داخل ہوئے تھے)۔ لیکن اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ کلیسیا کے ابتدائی زمانہ میں کوئی الگ تھلگ کاہنوں کی جماعت تھی! لیکن ممکن ہے کہ اس خط میں ایسی جماعت کے وجود کی طرف اشارہ ہو۔ بہرحال اس نظریہ کے خلاف کوئی فیصلہ کن دلیل نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے یہ بھی ایک ممکن تشریح ہے۔

ایک اور نظریہ جو کہ موخرالذکر کی اصلاح شدہ صورت ہے یہ ہے کہ اس خط میں محدود ذہن یہودی مسیحیوں کو انجیل کی عالمگیر نوعیت کو قبول کرنے کو کہا گیا ہے۔ اس کی بنیاد اس خط میں اور ستفنس کی تقریر میں ملتی جلتی باتوں پر ہے، مثلاً یہ تصور کہ مسیحیت یہودیت پر فوقیت رکھتی ہے، اور کہ قارئین کو اپنی موجودہ حالت ترک کرنے کو کہا گیا ہے۔ لیکن اس مطابقت پر بہت زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے کیونکہ ستفنس کے سامعین یہودی مسیحی نہیں تھے۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ ارتداد کا خطرہ یہ تھا کہ انجیل کی عالمگیر نوعیت کا عقیدہ ترک کیا جائے۔ یہودی مسیحیوں کا وہ گروہ جو مسیحیت کو یہودیت کی ہی ایک شاخ سمجھتا تھا یقیناً اس خط کی دلائل سے مستفیض ہوا ہو گا اور یہ ممکن نظر آتا ہے کہ یہ نظریہ اور زیادہ حمایت حاصل کرے۔

۴- مستند ہونا

اس خط کی ابتدائی تاریخ بڑی دلچسپ ہے۔ مشرقی کلیسیا کی نسبت مغربی کلیسیا اسے قبول کرنے سے ہچکچاتی تھی۔ اوریگن کے زیر اثر مشرقی کلیسیاؤں نے اسے زیادہ تر اس دلیل کے تحت قبول کر لیا کہ یہ پولس رسول کی تصنیف ہے۔ لیکن اگرچہ مغرب کے بعض آبائے کلیسیا نے اسے استعمال کیا (رومہ کے کلیمنٹ اور طرطلیان)، تاہم کافی عرصہ بعد جیروم اور اوگسٹین کے زمانہ میں اُنکے اثر سے ہی مغربی کلیسیا نے اسے پورے طور پر مستند سمجھ کر قبول کر لیا۔

۵- پس منظر

مصنف کے خیالات کو سمجھنے کے لئے اس کے ماحول کو

جاننا ضروری ہے۔ اس موضوع پر کافی خیال آرائی کی جاتی رہی ہے۔ اسے پانچ عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے:

ا۔ پُرانا عہدنامہ

چونکہ اس خط کی تمام دلائل پرانے عہدنامہ کی تاریخ اور رسومات کے گرد گھومتی ہیں اس لئے یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ مصنف پر بائبل کی تعلیم کا گہرا اثر تھا۔ دراصل اُس کے طرزِ بیان سے ظاہر ہے کہ اس کے دلائل کی بنیاد بائبل پر ہے نہ کہ یہودیت پر۔ جس احتیاط کے ساتھ وہ پاک کلام کے حوالے دیتا ہے جو اگرچہ سفتادی ترجمہ سے لئے گئے ہیں اور جس طریقے سے وہ ان حوالوں کو متعارف کراتا ہے (مثلاً باب ۱ میں وہ ہر حوالے سے پہلے الفاظ "اس نے کب کہا یا کہتا ہے" استعمال کرتا ہے) اور جس تاریخی نظر سے وہ پرانے عہدنامہ کی تاریخ کا مقابلہ ہمعصر تمثیلی رجحانات سے کرتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے دل میں پاک نوشتوں کا بہت احترام تھا۔ مصنف جو کہ پُرانے عہدنامہ کے تصورات سے پوری طرح آگاہ تھا اس بات پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے کہ جو کچھ پرانے عہدنامہ میں بیان ہوا وہ سب مسیح میں پورا ہوا۔ اس موضوع کو خط کے الٰہیات کے سیکشن میں مزید بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ مصنف نہ صرف خود کلامِ مقدس کے پورے اختیار کو قبول کرتا ہے بلکہ اپنے قارئین سے بھی یہی امید رکھتا ہے۔

ب۔ فیلو کا نظریہ

انیسویں صدی کے آخر میں ایک زبردست تحریک اُبھری جو یہ خیال کرتی تھی کہ مصنف کا ذہن فیلو کے خیالات سے بڑے گہرے طور پر متاثر تھا اس لئے اس خط کو اُس وقت تک نہیں سمجھا جاسکتا جب تک کہ اسے فیلو کی فلاسفی اور تمثیلی بیان کی روشنی میں نہ دیکھا جائے۔ اس نظریہ کا سب سے بڑا داعی ای۔ مینے گوز E.Menegoz تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مصنف کے اور پولس رسول کے علم الٰہی میں کافی فرق پایا جاتا ہے اور اُس نے جہاں بھی ہوسکا اس خط کا فیلو کے خیالات کے ساتھ تعلق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مزید برآں، بہت سے الفاظ اور محاورے ایسے بھی ہیں جو دونوں مصنفین کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں اور جو نئے عہدنامہ میں کہیں اور استعمال نہیں ہوئے۔ سی سپیتق C.Spieq تو ایسی مطابقت، طرزِ تحریر، خیالات کی بندش اور نفسیات میں بھی دیکھتا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مصنف فیلو کا پیروکار تھا۔ لیکن اس خیال پر احتیاط سے نظر ڈالنی چاہیئے کیونکہ مصنف متعدد اہم مسائل میں فیلو سے اختلاف رکھتا ہے۔ اُس کی بائبل کی تشریح و تاویل فیلو کی نسبت یہودی ربیوں سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ اس کا تاریخ کے بارے میں نظریہ فیلو کی طرح تمثیلی نہیں اور اُس کا مسیح کو سردار کاہن سمجھنا فیلو کے لوگوس (کلمہ) کے متعلق قیاسی خیال سے قطعی مطابقت نہیں رکھتا۔

ج۔ ابتدائی روایت

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس خط کو ابتدائی مسیحیت کی الٰہیات کا فطری ارتقا سمجھا جائے اور اس کا پولس اور یوحنا کے علم الٰہیات سے کوئی نزدیکی تعلق ہے یا آیا یہ مصنف کی واقعات کے مرکزی دھارے سے باہر عہدِ عتیق کو بیان کرنے کی کوشش ہے۔ لیکن اب زیادہ تر دلچسپی اس خط کی اولین بنیادوں کو تلاش کرنے میں لی جارہی ہے۔ ستفنس کی تقریر سے اس کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے۔ لیکن ابتدائی روایت سے بھی مزید باتوں کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً پرانے اور نئے عہدوں میں تواتر کا خیال، یسوع مسیح کی زمینی زندگی میں دلچسپی، یہ احساس کہ مسیح کی موت کی ضرور تفسیر کی جانی چاہیئے اور موجودہ مسائل اور آخرت کے بارے میں تنبیہ کی آمیزش، یہ سب ابتدائی مسیحی روایت کی بنیادیں ہیں۔ اس خط کے مرکزی مضمون نے کہ انسان کس طرح خدا تک رسائی حاصل کرسکتا ہے، ابتدائی کلیسیائی کی منادی اور تعلیم کو ضرور متاثر کیا ہوگا۔ مصنف اس میں متعدد نئی باتوں کو بھی متعارف کراتا ہے مثلاً مسیح کی تخت نشینی اور اُن کا آسمانی سردار کاہن ہونا۔ لیکن وہ ابتدائی روایت سے الگ کوئی بات بھی بیان نہیں کرتا۔

د۔ پولس رسول کا اثر

اس مفروضے کا کہ پولس رسول اس کا مصنف ہے یہ نتیجہ تھا کہ یہ خط اُس کی الٰہیات کا ایک پہلو سمجھا گیا۔ لیکن دوسری طرف سے پولس رسول کو اس کا مصنف ہونے کے انکار کے باعث یہ صورتِ حال پیدا ہوئی کہ اُس کے خیالات کے اثر کا مطلق انکار کیا گیا۔ اگرچہ اس موخر نظریہ کی اکثر علماء اب تائید تو نہیں کرتے، تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس خط میں بہت سی باتیں پولس سے مختلف ہیں جو اس نظریہ کی تائید کرتی ہیں کہ اس کا تعلق ایک آزاد روایت کے دھارے کے ساتھ ہے۔ مثلاً شریعت کے ساتھ مسیح کے تعلق کو مختلف صورت میں بیان کرنا، کیونکہ اس میں شریعت کے ساتھ پولس کی وہ جدوجہد نظر نہیں آتی جو اس کے تجربے سے ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس فرق کے باوجود ممکن ہے کہ مصنف پولس کے زیرِ اثر رہا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں سے بھی متاثر ہوا ہو۔ درحقیقت صرف اس صورت میں ہی وہ انجیل جلیل کے بڑے بڑے مضامین پر ابتدائی مسیحیوں کے عکس سے آزاد گواہ بن سکتا ہے۔

ہ۔ یوحنا رسول کا اثر

اس بات کا انحصار کہ آیا اس خط کا کوئی نزدیکی تعلق یوحنا رسول کی کتابوں سے ہے یا نہیں دونوں کی سنِ تحریر پر ہے۔ یہ کہا جاتا رہا ہے کہ اس خط کا تعلق اُس علم الٰہی سے ہے جو پولس اور یوحنا کے درمیانی عرصہ میں نشوونما پاتا رہا لیکن یوحنا کی تعلیم کی ابتدائی خصوصیت پر زیادہ زور دینے کے پیشِ نظر جس کی تائید بحیرۂ مردار کے طوماروں

سے بھی ہوتی ہے ، علم الٰہی کے نشو و نما پانے کے اس خیال کی نظرِ ثانی کرنی پڑے گی ۔ عبرانیوں کے خط اور یوحنا کے علم الٰہی میں تعلق کے بنیادی نکات یہ ہیں : متوازی تضاد کا عام استعمال ، مسیح کے سردار کاہن کی خدمت کے متعلق یکساں نظریہ ، مسیح کو چرواہا بیان کرنا ، مسیح کے عوضی کفارے کے متعلق اشارے اور اُنکے کام کی کاملیت کی طرف توجہ ۔

مختصراً ، اس خط کا مصنف کوئی ایسا متبحر نہیں ہے جس کی بائبل کے مکاشفہ کی تحقیقات عام مسیحیوں کے لئے خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید مفیدِ مطلب نہ ہوں بلکہ وہ ایک ایسا مصنف ہے جو ابتدائی روایت کے دیگر دھاروں کو مکمل کرتے ہوئے مسیحی تعلیم کے ایک اہم پہلو کو پیش کرتا ہے ۔

۶ - الٰہیات

جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اُس سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اس خط میں کس قسم کی الٰہیات کو بیان کیا گیا ہے ۔ مصنف کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ مسیحیت کو خدا کا کامل مکاشفہ سمجھنا چاہیئے ۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ مسیحیت نہ صرف اپنے سے پہلے مع یہودیت تمام مذاہب کو پیچھے چھوڑ دیتی ہے بلکہ اُس کے بعد بھی کوئی نہیں آ سکتا ، یعنی وہ خاتم الایمان ہے ۔ اُس کی نجات ابدی ہے (۵ : ۹) اور اسی طرح اُس کی گناہوں سے مخلصی میراث اور عہد بھی (۹ : ۱۲ ، ۱۵ ؛ ۱۳ : ۲۰) ، جب کہ مسیح کی قربانی کو " ازلی روح کے وسیلہ سے " بیان کیا گیا ہے (۹ : ۱۴) ۔ کاملیت اور مسیحیت کی دوامی خصوصیت کا تصوّر تمام خط پر چھایا ہُوا ہے اور اُس کے بڑے مضامین کو سمجھنے کی کنجی ہے ۔

ا ۔ علم المسیح

اس خط کے پہلے حصّے میں تمام درمیانیوں ، انبیاء ، فرشتوں ، موسیٰ ، یشوع اور ہارون پر مسیح کی فوقیت کو ظاہر کیا گیا ہے جبکہ پہلے باب میں مسیح کی ابنیت کو نہایت وضاحت اور مثبت طریقے سے دکھایا گیا ہے ۔ مسیح کی یہ ابنیت لاثانی ہے ، کیونکہ وہ سب چیزوں کے وارث اور تمام عالم کے خالق ہیں (آیات ۱ ، ۲) ۔ آیت ۳ میں ان کے خدا کے ساتھ اور بھی زیادہ نزدیکی تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے ۔ یہاں یہ بتایا گیا کہ " وہ اس کے جلال کا پرتَو اور اس کی ذات کا نقش ہیں ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح اور خدا کی فطرت اور شخصیت ایک ہی ہے ۔ مصنف اس بات کا قائل نظر آتا ہے کہ مسیح ازل سے ہیں ۔ اس آیت (۳) کے آخری حصّے میں یہ بتایا گیا ہے کہ بیٹا گناہوں کو دھونے کے بعد " عالمِ بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا " مسیح کے بارے میں اس افتتاحیہ بیان کو مصنف اس خط کے آخری مضمون یعنی مخلصی کے عمل کے ساتھ منسلک کرتا ہے ۔ جب مصنف بعد میں اُپنے سردار کاہن کے مضمون کی طرف آتا ہے تو وہ بڑی صفائی سے اپنے قارئین کو جنہیں اب عبادتوں کے ذریعہ اپنے گناہوں سے مخلصی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ، ممتاز و سرفراز مسیح سے متعارف کراتا ہے ۔

بیٹے کے تجسّم کا ذکر بھی متعدد بار آیا ہے ۔ وہ فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا (۲ : ۹) تاکہ ہر ایک کے لئے موت کا مزہ چکھے ۔ بطور انسان اس میں انسانی فطرت پائی جاتی تھی (۲ : ۱۴) اور وہ ہر ایک بات میں اپنے بھائیوں کی مانند بنا (۲ : ۱۷) اور چونکہ وہ ہر بات میں ہماری طرح آزمایا گیا (۴ : ۱۵) اس لئے وہ ہماری کمزوریوں میں ہماری مدد کر سکتا ہے ۔ یہ بیانات سردار کاہن کے مضمون کے لئے بطور پیش لفظ ضروری ہیں کیونکہ لازم ہے کہ اُسے ہمارا حقیقی نمائندہ دکھایا جائے (قب ۵ : ۱) ۔ مسیح کی زمینی زندگی پر نہ صرف اُن کی آزمائشوں کی وجہ ہی سے روشنی پڑتی ہے (۲ : ۱۸ ؛ ۴ : ۱۵) ، بلکہ اُن کی دعا میں جانفشانی اور جاں سوزی (۵ : ۷) ، اُن کی کامل تابع فرمانی (۵ : ۸) ، اُن کی تعلیم و تدریس کی خدمت (۲ : ۳) اور مخالفت برداشت کرنے سے بھی (۱۲ : ۳) ۔

لیکن یہ مسیح کا سردار کاہن کا منصب ہی ہے جو مصنف کے ذہن پر چھایا ہُوا ہے ۔ ہارون کا منصب اچھا تھا لیکن اُس کے کافی نہ ہونے کو مسیح کی کامل کہانت سے مقابلہ کر کے بڑے عیاں طور پر دکھایا گیا ہے ۔ یہاں مصنف لاویوں کے نظامِ کہانت کی کمزوری بیان کرنے سے پہلے ملک صدق کی مثال دیتا ہے (۵ : ۶ ، ۱۰ ؛ ۶ : ۲۰ - ۷ : ۱۹) ۔ ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ملک صدق کی مثال مصنف نے خود ہی دی یا اُسے ابتدائی روایت سے ملی کیونکہ نئے عہد نامہ میں اُس کے متعلق کسی اور جگہ بیان نہیں کیا گیا ہے ۔ لیکن زبور ۱۱۰ کا جہاں اس کا ذکر ہُوا ہے ، ابتدائی مسیحی سوچ پر بڑا گہرا اثر تھا کیونکہ مسیح خداوند نے خود اسے استعمال کیا تھا ۔ لہٰذا یہ فرض کرنا بڑا مناسب ہے کہ اس زبور نے مصنف کو ایک بہتر کہانت کا تصوّر دیا ۔ یہ درست ہے کہ فیلو نے ملک صدق کو لوگوس logos بنایا لیکن اس خط میں اس کے استعمال کے لئے ہمیں فیلو کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ۔ اگرچہ ۷ : ۱ مابعد میں طرزِ بیان تشبیہی ہے تو بھی مصنف کا ذہن بنیادی مسیحی اعتقاد کے بارے میں صاف تھا کہ مسیح کی کہانت ہارون کے سلسلۂ کہانت سے افضل ہے اور وہ اپنے اس اعتقاد کو ملک صدق کی مثال دے کر درست ثابت کرتا ہے کہ اگرچہ مسیح ہارون کے سلسلۂ کہانت سے تعلق نہیں رکھتے تھے تو بھی وہ کاہن ہیں اور نہ صرف کاہن ہی ہیں بلکہ بادشاہ بھی (دیکھئے ملک صدق) ۔

ب ۔ مسیح کا کام

ہارون کے نظامِ کہانت کی کمزوری کے پس منظر کے پیشِ نظر مصنف مسیح کے کفارہ بخش کام کی فوقیت اور برتری کو ظاہر کرتا ہے ۔ جن بڑے بڑے عناصر کا وہ ذکر کرتا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں :

(۱) مسیح کی قربانی کی قطعیت (۷ : ۲۷ ؛ ۹ : ۱۲ ، ۲۸ ؛ ۱۰ : ۱۰) ،

(۲) اس قربانی کی نوعیت کہ انہوں نے خود کو قربان کیا (۹: ۱۴)، (۳) اس قربانی کا روحانی پہلو (۹: ۱۴) اور (۴) ان کی کہانت کے دوامی نتائج جو ابدی خلاصی کی صورت میں نکلے (۹: ۱۲)۔ ہارون کا نظام کہانت جس میں ایک ہی رسم کو بار بار دہرایا جاتا ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور یہ دکھانے کے لئے کہ مسیح ایک بزرگ تر اور کامل خیمہ میں اپنا ہی خون لے کر ایک ہی بار داخل ہو گئے، مصنف خیمۂ اجتماع کے سازوسامان کو زیر بحث لاتا ہے (۹: ۱ مابعد)۔ نجات سے متعلق اس بحث کا عروج ۹: ۱۴ ہے جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح نے اپنے آپ کو ابدی رُوح کے وسیلہ سے قربان کر دیا۔ اس سے ہارون کی رسم کی قربانی اور قربان ہونے والے جانور کی بے بسی اور ہمارے سردار کاہن کی رضا کارانہ قربانی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا عملی اطلاق ۱۰: ۱۹ میں ملتا ہے جہاں قارئین کو مسیح کے سردار کاہن ہونے کی بنیاد پر بڑے اعتماد سے خدا کے پاس جانے کو کہا گیا ہے۔ یہاں سے اس خط کے عملی اختتام کا بڑا حصہ شروع ہوتا ہے۔

ج۔ علم الٰہی کے دیگر پہلو

اس خط کے عظیم الفاظ میں سے ایک "ایمان" ہے لیکن اس کا مطلب پولس رسول کے خیال سے مختلف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایمان کو خدا کے نجات کے منصوبہ کو قبول کرنے کے سلسلہ میں استعمال نہیں کیا گیا ہے (اگرچہ ۱۰: ۲۲ میں اس قسم کا اشارہ ملتا ہے اور اسے ایسے ہی سمجھنا بھی چاہیئے)۔ باب ۱۱ میں مصنف ایمان کے سورماؤں کی فہرست دیتے وقت ایمان کی تعریف بیان نہیں کرتا بلکہ اس کی چند متحرک و زندہ صفات کو۔ یہاں زیادہ تر ایمان کے عملی پہلو کو پیش کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح ہماری طرزِ زندگی کو متاثر کرتا ہے نہ کہ اس پہلو کو جس سے نجات ملتی ہے۔ مصنف مسیحی نجات کے معنوں کو مختلف طریقوں سے بیان کرتا ہے جس کی عظمت سے وہ بے حد متاثر ہے (۲: ۳)۔ وہ زبور ۸ کو استعمال کرتے ہوئے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ مسیح نے "بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل" کرنے کا حق حاصل کیا (۲: ۵-۱۰)۔ وہ نجات کو "شیطان کی قوت سے رہائی" کا نام دیتا ہے (۲: ۱۴-۱۵) اور اسے آرام کہتا ہے جس میں ایمان دار بطور میراث داخل ہوتے ہیں (۳: ۱-۴: ۱۳)۔ نجات کے عمل process کو وہ بطور پاکیزگی (۱۲: ۱۴ قب ۲: ۱۱؛ ۱۰: ۱۰، ۲۹؛ ۱۳: ۱۲) اور کاملیت (۷: ۱۱ قب ۱۱: ۴۰؛ ۱۲: ۲۳) پیش کرتا ہے۔

عبرونہ :- یُطباتہ اور عصیون جابر کے درمیان بنی اسرائیل کا ایک ڈیرا (گنتی ۳۳: ۳۴)۔

عبری :- ایک لاوی کا نام (۱-تواریخ ۲۴: ۲۷)۔

عتاک - عتاق :- صقلاج کے پاس یہوداہ کا ایک شہر۔ داؤد نے اس شہر کو لوٹ کے مال میں سے کچھ حصہ بھیجا (۱-سموئیل ۳۰: ۳۰)۔

عتالیاہ - عتل یاہ :- بینیمین یروحام کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲۶، ۲۷)۔

عتایاہ :- (عبرانی = یہوواہ مددگار ہے)۔ نحمیاہ کے زمانہ میں بنی یہوداہ میں عزیاہ کا بیٹا (نحمیاہ ۱۱: ۴)۔

عتر - عاتر :- (عبرانی = فراوانی)۔ یہوداہ کا ایک شہر جس کا نام لبناہ اور عشن کے درمیان آتا ہے (یشوع ۱۵: ۴۲)۔

عتلیاہ - عتل یاہ :- (عبرانی = یہوواہ سربلند ہے)۔
۱۔ وہ واحد عورت جس نے یہوداہ پر حکومت کی۔ اُس کا ذکر ۲-سلاطین ۸: ۱۸، ۲۵-۲۸ اور ۱۱: ۱-۲۰ میں ہے۔ زیادہ تفصیل کے ساتھ ان افسوسناک واقعات کا بیان ۲-تواریخ ۲۲: ۱-۲۴: ۷ میں ہے۔ یہ شریر عورت اسرائیل کے بادشاہ اخی اب اور بعل کی پجارن ایزبل کی بیٹی تھی (۲-سلاطین ۸: ۲۶ اور ۲-تواریخ ۲۲: ۲ میں اسے عمری کی بیٹی کہا گیا ہے لیکن مراد عمری کی پوتی ہے)۔ یہ یہوداہ کے شاہ یہورام کی بیوی تھی۔ جب اُس کے بیٹے اخزیاہ کو یاہو نے قتل کیا تو وہ چھ برس تک یہوداہ پر حکمران رہی۔ اس نے اخزیاہ کے بیٹوں یعنی یہوداہ کے گھرانے کی ساری شاہی نسل کو نابود کیا۔ لیکن اخزیاہ کی بہن یہوسبعت نے اپنے بھائی کے ایک بیٹے یوآس کو اُس کی دایہ سمیت چھ سال تک چھپائے رکھا۔ پھر یہویدع کاہن نے اُس کو ہیکل میں بادشاہ مسح کیا۔ تخت نشینی کے جشن کا شور سن کر عتلیاہ ہیکل میں داخل ہوئی اور اس کے پیچھے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر عتلیاہ کو ہیکل سے باہر جانے کی اجازت ملی تاکہ اس کے خون سے ہیکل ناپاک نہ ہو جائے۔ لیکن جیسے ہی وہ ہیکل سے نکلی اُسے قتل کر دیا گیا۔ پھر بعل کے مندر کو تباہ و برباد کر کے بعل کے پجاری متن کو قتل کر دیا گیا۔
۲۔ اسیری سے واپس آئے ہوئے لوگوں میں سے یسعیاہ کا باپ (عزرا ۸: ۷)۔

عتنی :- عتنی ایل کا مخفف۔ سمعیاہ کا بیٹا۔ یہ داؤد بادشاہ کے زمانے میں خیمۂ اجتماع کا دربان تھا (۱-تواریخ ۲۶: ۷)۔

عتہ قاضین - عت قاضین :- زبولون کی حد پر ایک مقام (یشوع ۱۹: ۱۳)۔

عتی - عتائی :- ۱۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص جس کا باپ مصری تھا (۱-تواریخ ۲: ۳۵، ۳۶)۔
۲۔ جد کے قبیلے کا ایک شخص جو داؤد کی مدد کرنے کے لئے صقلاج آیا (۱-تواریخ ۱۲: ۱۱)۔

۳ - شاہِ یہوداہ ابیاہ کا چھوٹا بھائی (۲-تواریخ ۱۱: ۲۰) ۔

عجلون :- ۱ - کنعان کا ایک شہر جو لکیس کے قریب ہے ۔ یہاں کے بادشاہ دبیر نے چار دیگر بادشاہوں کے ساتھ جبعون کے خلاف معاہدہ کیا (یشوع ۱۰: ۳) کیونکہ جبعون نے یشوع کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تھا (یشوع ۱۰: ۱، ۳، ۵، ۲۳) ۔ بعد ازاں یشوع نے اس شہر کو فتح کر کے بادشاہ کو قتل کر دیا (۱۰: ۳۶، ۳۷؛ ۱۲: ۱۲) ۔ پھر یہ شہر بنی یہوداہ کو میراث میں دے دیا گیا (۱۵: ۳۹) ۔ اس کی موجودہ جائے وقوع تل حسے کے شمال میں عجلان کا مقام ہے ۔ ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی رائے میں یہ شہر تیرہویں صدی ق م میں آگ سے تباہ کیا گیا تھا ۔ یوں یشوع کا اسے فتح کرنا ایک حقیقت ثابت ہوتا ہے۔

۲ - موآب کا بادشاہ جس نے بنی عمون اور بنی عمالیق سے مل کر بنی اسرائیل کو شکست دی اور "کھجوروں کے شہر" یریحو کو فتح کیا (قضاۃ ۳: ۱۲، ۱۳) ۔ بنی اسرائیل اٹھارہ برس تک عجلون کے مطیع رہے (۳: ۱۴) ۔ پھر خدا نے اہود کو اسرائیل کی مخلصی کے لئے تیار کیا (۳: ۲۱ مابعد)۔

عجلہ :- (عبرانی = گائے) ۔ داؤد کی بیوی اور اس کے چھٹے بیٹے اترعام کی ماں (۲-سموئیل ۳: ۵؛ ۱-تواریخ ۳: ۳) ۔

عجیب :- خداوند مسیح کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام جو یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی میں انہیں دیا گیا (یسعیاہ ۹: ۶؛ مقابلہ کریں قضاۃ ۱۳: ۱۸ سے) ۔ خدا کو خروج ۱۵: ۱۱ میں صاحبِ کرامات کہا گیا ہے (کیتھولک ترجمہ میں معجزے کرنے والا) ۔ نیز دیکھئے زبور ۱۱۸: ۲۳ جہاں لفظ عجیب کا اشارہ مسیح کی طرف ہے ۔ مزید دیکھئے القابِ مسیح۔

عدالت کا دن :- دیکھئے علم الآخرت ۔

عدالت کی کرسی :- دیکھئے تختِ عدالت ۔

عدایاہ :- (عبرانی = یہوواہ کو پسند) ۔ ۱ - بُصقت کا ایک شخص جو یوسیاہ بادشاہ کی ماں کا باپ تھا (۲-سلاطین ۲۲: ۱) ۔

۲ - جیرسوم کی اولاد سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۶: ۴۱-۴۳)۔

۳ - بنیمین کے خاندان سے سمعی کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲۱) ۔

۴ - ہارون کے خاندان سے ایک لاوی جو ایک خاندان کا سربراہ تھا ۔ وہ یروشلیم میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۹: ۱۰-۱۲) ۔

۵ - معسیاہ کا باپ ۔ معسیاہ سینکڑوں کا سردار تھا ۔ اس کی مدد سے یہویدع نے یوآس کو یہوداہ کے تخت پر بٹھایا (۲-تواریخ ۲۳: ۱) ۔

۶ - بانی کا ایک بیٹا جس نے اسیری کے زمانہ میں ایک غیر اسرائیلی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۲۹) ۔

۷ - ایک اور بانی کی اولاد کا ایک شخص ۔ اس نے بھی اجنبی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۳۹) ۔

۸ - بنی یہوداہ میں سے ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۵) ۔

۹ - ہارون کے گھرانے سے ایک لاوی ۔ غالباً نمبر ۴ میں مذکور شخص اور یہ ایک ہی ہے (نحمیاہ ۱۱: ۱۲) ۔

عدد :- کیتھولک ترجمہ میں گنتی کی کتاب کا نام ۔ دیکھئے گنتی کی کتاب ۔

عدر - عادر :- (عبرانی = گلہ) - ۱ - ایک برج جس کے قریب یعقوب نے اپنا ڈیرا ڈالا جب وہ کنعان واپس آ رہا تھا (پیدائش ۳۵: ۲۱) ۔

۲ - بنیمینی بریعہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۱۵-۲۱)۔

عدری ایل :- برزلی محولاتی کا بیٹا ۔ اس کی شادی ساؤل کی بیٹی میرب سے کرا دی گئی اگرچہ داؤد سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ اس کو دی جائے گی (۱-سموئیل ۱۸: ۱۹؛ ۲-سموئیل ۲۱: ۸) - ۲-سموئیل ۲۱: ۸ میں اسے میکل کہا گیا ہے۔

عدعدہ - عدعادہ :- یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۲) ۔

عدل :- انصاف - راستبازی - لفظ عدل کلام مقدس کے اردو ترجمہ میں تقریباً ۴۳ مرتبہ آتا ہے ۔ چند مرتبہ یہ عبرانی لفظ مشپاط کا ترجمہ ہے لیکن زیادہ دفعہ یہ صدق اور صداقاہ کے لئے استعمال ہوا ہے ۔ جب عبرانی متن میں مشپاط اور صداقاہ ایک ساتھ آتے ہیں تو ان کا ترجمہ عدل اور انصاف کیا گیا ہے (مثلاً پیدائش ۱۸: ۱۹؛ ۲-سموئیل ۸: ۱۵؛ ۱-سلاطین ۱۰: ۹) ۔ پرانے عہدنامہ میں لفظ عدل کو ★ راستبازی کا مترادف سمجھنا چاہئے ۔ یہ کبھی کبھار ہی ہمارے مروجہ عدل کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے ۔ ہمارے ہاں عدل سے مراد ایک چیز کو دوسرے کے برابر کرنا ۔ کم اور نہ زیادہ نہ کرنا ۔ انصاف کرنا ہے ۔ یہ معنی عدل کے عربی مادہ میں موجود ہیں ۔ برابر کرنا قب ۔ اعتدال ۔ معتدل وغیرہ ۔ یہی مفہوم انصاف کا بھی ہے ۔ یعنی برابر کا نصف کرنا ۔ اسی تصور کی وجہ سے عدل اور انصاف کی علامتی تصویر ترازو اور میزان ہے ۔ تاہم کلام مقدس کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ یاد رکھنا اشد ضروری ہے کہ اردو ترجمہ میں لفظ عدل میں راستبازی اور صداقت کا مفہوم غالب ہے ۔ "انصاف کرنا" کے لفظ دو جگہ اردو ترجمہ میں آتے ہیں اور دونوں مرتبہ عبرانی میں یہ صدق کے مادہ سے ترکیب دیئے گئے ہیں اور مطلب کسی کو راست قرار دینا ہے (۲-سموئیل ۱۵: ۴؛ زبور ۸۲: ۳) ۔ اردو کے نئے عہدنامہ میں لفظ عدل دو مرتبہ آیا ہے ۔ اعمال ۲۸: ۴ میں یہ یونانی دیکئے

dike بمعنی انصاف کا ترجمہ ہے۔ اسی لفظ کا یہوداہ آیت ۷ میں ترجمہ سزا کیا گیا ہے۔ کلسیوں ۴: ۱ میں یونانی لفظ دیکائوس dikaios ہے جس کا ترجمہ تقریباً ۳۰ جگہ پر راستباز اور اسی کی مختلف شکلوں سے کیا گیا ہے (مثلاً متی ۱: ۱۹؛ ۱۲: ۳۷؛ لوقا ۷: ۲۹؛ ۱۰: ۲۹؛ اعمال ۱۳: ۳۸، ۳۹۔ اس حوالے میں اگرچہ متن میں ترجمہ بری کرنا ہے تاہم حاشیہ میں راستباز ٹھہرانا ہے۔ وغیرہ)۔

ذیل میں ہم دیکھیں گے کہ کتاب مقدس میں کس طرح لفظ عدل میں مشپاط کی بجائے عبرانی الفاظ صدق اور صداقاہ کا مفہوم غالب ہے۔ ہمارا عدل کا تصور آگے ۲ میں کسی حد تک پایا جاتا ہے۔ لیکن عدل کے باقی ارتقائی مراحل میں راستبازی، صداقت اور سچائی کے مفہوم زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

بائبل میں عدل کا تصور یکے بعد دیگرے نو تواریخی ادوار میں ترقی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

۱۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صداقاہ کا مادہ اس کے ہم معنی اور قرابتی اسم یوشر کی طرح ابتدا میں "سیدھے پن" کو ظاہر کرتا تھا۔ مثلاً زبور ۲۳: ۳ میں لفظ صدق کے لفظی معنی سیدھے کے ہیں۔ قب کیتھولک ترجمہ مزامیر ۲۲ (۲۳): ۳ "سیدھی راہوں"۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "صداقت کی راہوں" ہے۔ یوشر کی مثالیں جن میں سیدھے پن کا تصور ہے امثال ۴: ۱۱ (راہِ راست)؛ ۱۔سموئیل ۶: ۱۲ (سیدھا راستہ) ہیں۔

۲۔ لیکن صداقاہ بزرگوں (ابرہام، اضحاق، یعقوب اور اس کے بیٹوں کا زمانہ) کے زمانہ میں کسی بات یا کام کے سلسلہ میں معیار سے مطابقت و موافقت رکھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ مثلاً یعقوب نے بھیڑ بکریوں کے بارے میں جو معاہدہ لابن سے کیا (پیدائش ۳۰: ۳۳)، وہ اس کی پابندی کو صداقت کہتا ہے۔ اسی طرح موسیٰ بھی درست اوزان کو صدق اوزان کہتا ہے (احبار ۱۹: ۳۶؛ استثنا ۲۵: ۱۵) اور اسرائیلی قاضیوں پر زور دیتا ہے کہ وہ "صداقت سے لوگوں کی عدالت کریں" (استثنا ۱۶: ۱۸، ۲۰۔ دیکھئے قاضی)۔ وہ بات جو درحقیقت غلط ہے، ممکن ہے پہلی نظر میں "راست" (صدیق) معلوم ہو (امثال ۱۸: ۱۷)۔ مسیحی مالکوں کو اپنے نوکروں سے "عدل و انصاف" کرنے کو کہا گیا ہے (کلسیوں ۴: ۱)۔ یہاں تک کہ بے جان چیزوں کو بھی اگر وہ مقررہ معیار پر پوری اتریں تو صدق کہا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر "صداقت کی راہوں" (زبور ۲۳: ۳) سے مراد سیدھے راستے ہیں (قب کیتھولک ترجمہ جس کا ذکر اوپر آیا ہے)۔

۳۔ چونکہ زندگی کا سب سے اعلیٰ معیار خدا کے کردار سے نکلتا ہے اس لئے موسیٰ اور اس سے آگے (مقابلہ کیجئے استثنا ۳۲: ۴) "عدل و انصاف" وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق ہے اور وہ کام جو اس کا نتیجہ ہیں۔ آسمانی مجمع اعلان کرتا تھا کہ "تیری راہیں راست اور درست ہیں" (مکاشفہ ۱۵: ۳)۔ ایوب بالآخر خدا کی مرضی کو قبول کرتے ہوئے دریافت کرتا ہے "انسان خدا کے حضور کیسے راستباز ٹھہرے؟" (ایوب ۹: ۲ مقابلہ کیجئے ۴: ۱۷؛ ۳۳: ۱۲)۔ اگرچہ خدا کسی کے سامنے جوابدہ نہیں، تو بھی "وہ انصاف ..... میں ظلم نہ کرے گا" (ایوب ۳۷: ۲۳) کیونکہ خدا جو اپنے معیار کے مطابق کام کرتا ہے اس کے کام ہمیشہ ہی کامل اور راست ہیں (صفنیاہ ۳: ۵؛ زبور ۸۹: ۱۴)۔ پس صداقاہ انسان اور حیوان دونوں کی زندگی یہوواہ کی طرف سے محفوظ رکھنے کو (زبور ۳۶: ۶) یا خدا کے انسان کے عبث کام سے دور رہنے کو ظاہر کرتا ہے (یسعیاہ ۴۵: ۱۹)۔

۴۔ پس عدل اور انصاف وہ اخلاقی معیار ہے جس سے خدا انسانی کردار کو ناپتا ہے (یسعیاہ ۲۶: ۷)۔ جب انسان خدا کے ساتھ ساتھ چلتا ہے (پیدائش ۶: ۹؛ متی ۵: ۴۸) تو اُسے بھی ضرور انصاف کرنا ہے (پیدائش ۱۸: ۱۹)، کیونکہ شریعت کے سننے والے نہیں بلکہ اُس پر عمل کرنے والے خدا کے نزدیک "راستباز" ہیں (رومیوں ۲: ۱۳)۔ انصاف کی صفت صرف ان لوگوں کے دلوں میں دیکھی جا سکتی ہے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں (لوقا ۱۸: ۲) کیونکہ بائبل کے لحاظ سے انصاف پاکیزگی سے (میکاہ ۶: ۸؛ مرقس ۶: ۲۰؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۰) اور سنجیدہ پرستش سے شروع ہوتا ہے (لوقا ۲: ۲۵؛ اعمال ۱۰: ۲۲)۔ لیکن فی الواقع جدیون کی ملکِ کنعان کو فتح کرتے ہیں جس کا حکم خدا نے دیا تھا پورے دل سے شمولیت کو "خدا کے انصاف" کو پورا کرنا کہا گیا ہے (استثنا ۳۳: ۲۱)۔ خدا کی اخلاقی مرضی سے سنجیدگی سے مطابقت رکھنے کی ضرورت کا اطلاق خاص طور پر بادشاہوں (۲۔سموئیل ۸: ۱۵؛ یرمیاہ ۲۲: ۱۵)، امرا (امثال ۸: ۱۵) اور قاضیوں پر ہوتا ہے (واعظ ۵: ۸)، لیکن تمام سچے ایمانداروں سے بھی انصاف کی اُمید رکھی جاتی ہے (زبور ۱۱۹: ۱۲۱؛ امثال ۱: ۳ کا یسعیاہ ۵۹: ۱۴ کے ساتھ مقابلہ کیجئے)۔ عدل میں وہ باتیں شامل ہیں جو گناہ کے برعکس ہیں (واعظ ۷: ۲۰) اور عدل یسوع المسیح کی امتیازی خصوصیت ہے (یسعیاہ ۹: ۷؛ زکریاہ ۹: ۹؛ متی ۲۷: ۱۹؛ اعمال ۳: ۱۴)۔ عہدِ عتیق کی نظموں میں خود کو راستباز ظاہر کرنے کی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً داؤد بادشاہ اپنے متعلق کہتا ہے: "اے خداوند! اُس صداقت اور راستی کے مطابق جو مجھ میں ہے میری عدالت کر..... پر صادق کو تو قیام بخش" (زبور ۷: ۸۔۹ مقابلہ کیجئے زبور ۱۸: ۲۰۔ نیز دیکھئے ایوب ۱: ۱؛ ۱۲: ۴)۔ لیکن جب ہم اس دعوے کو (اگلے گناہ) کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو یہ ہمیں مہمل نظر آتا ہے (مقابلہ کیجئے ایوب ۷: ۲۱؛ ۱۳: ۲۶)۔ غالباً یہاں

ان کا مطلب اپنے آپ کو ان جرائم سے جن کا الزام ان کے دشمن اُن پر لگاتے تھے بے گناہ ٹھہرانا ہے (مقابلہ کیجئے زبور ۷: ۴) یا پھر مقصد میں خلوص اور نیک نیتی اور یک سوئی سے خدا کی پرستش کرنے کا اقرار کرنا ہے (زبور ۱۷: ۱)۔ ایسے اشخاص کے متعلق حزقی ایل نبی کہتا ہے: وہ "میرے آئین پر چلا اور میرے احکام پر عمل کیا تاکہ راستی سے معاملہ کرے۔ وہ صادق ہے۔ خداوند خدا فرماتا ہے وہ یقیناً زندہ رہے گا" (حزقی ایل ۱۸: ۹)۔

۵۔ حکومتِ الٰہیہ کے سلسلہ میں اخلاقی انحراف کی سزا کو بھی خاص معنوں میں عدل کہا گیا ہے۔ جب خدا نے آسمان سے مصر پر بلائیں نازل کیں تو فرعون نے اقرار کیا "خداوند صادق ہے اور میں اور میری قوم ہم دونوں بدکار ہیں" (خروج ۹: ۲۷، مقابلہ کیجئے نحمیاہ ۹: ۳۳)۔ اور تصلیبِ مسیح کے موقع پر صلیب پر لٹکے ہوئے ایک ڈاکو نے دوسرے ڈاکو سے کہا تھا: "ہماری سزا تو واجبی ہے ..." (لوقا ۲۳: ۴۱)۔ خدا کبھی بھی بُرائی کو نظر انداز نہیں کر سکتا (حبقوق ۱: ۱۳ مقابلہ کیجئے صفنیاہ ۱: ۱۲) اور نہ وہ عدل کا خون کرتا ہے (ایوب ۸: ۳ مقابلہ کیجئے ۸: ۴؛ ۳۶: ۱۷)۔ یہاں تک کہ ملتے کے بے دین بھی کسی جرم کی پاداش میں الٰہی سزا پر ایمان رکھتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ پولس کو سانپ نے کاٹا ہے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ "یہ آدمی خونی ہے ... عدل اُسے جینے نہیں دیتا" (اعمال ۲۸: ۴)۔ خدا کی تعزیری راستی بھسم کرنے والی آگ ہے (استثنا ۳۲: ۲۲؛ عبرانیوں ۱۲: ۲۹) اور مجرم ٹھہرانا عدل ہے (رومیوں ۳: ۸)۔

۶۔ تاہم قاضیوں اور ان کے بعد اپنے بندوں پر ظلم کی سزا دینے کے لئے خدا نے جو کام کئے ان کو بھی صداقاہ کہا جانے لگا: "وہ خداوند کے صادق کاموں کا ... ذکر کریں گے" (قضاۃ ۵: ۱۱)۔ چنانچہ ابی سلوم نے سوالی کے ساتھ "انصاف کرنے" کا وعدہ کیا (۲۔ سموئیل ۱۵: ۴ مقابلہ کیجئے زبور ۸۲: ۳)، اور سلیمان کہتا ہے کہ "صادقوں کے مسکن پر اس کی برکت ہے"، (امثال ۳: ۳۳، مقابلہ کیجئے زبور ۹۴: ۱۵)۔ یسعیاہ کے ہمعصروں کی بھی یہی درخواست تھی کہ خدا اپنے راستباز بندوں کو سچا ثابت کرے "وہ مجھ سے صداقت کے احکام طلب کرتے ہیں" (یسعیاہ ۵۸: ۲، ۳)، کیونکہ اگرچہ خدا کی مداخلت میں دیر ہو سکتی ہے (واعظ ۷: ۱۵؛ ۸: ۱۴ مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۴۰: ۲۷) تو بھی نبی کہتا ہے کہ "خداوند کو اپنے ملک کے لئے غیرت آئی اور اُس نے اپنے لوگوں پر رحم کیا" (یوایل ۲: ۱۸)۔

۷۔ لیکن اس قسم کے الفاظ ایک اور پہلو سے متعارف کراتے ہیں جس میں الٰہی عدل اُس جزا و سزا کا اظہار نہیں جس کے ہم حقدار ہیں بلکہ اس کی جگہ الٰہی رحم، محبت اور فضل کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ پہلو پہلی مرتبہ ہمیں داؤد کی اُس دعا میں ملتا ہے جو اُس نے بت سبع کے ساتھ حرامکاری کے سلسلہ میں خدا سے کی تھی۔ وہ درخواست کرتا ہے: "اے خدا! اے میرے نجات بخش خدا، مجھے خون کے جرم سے چھڑا تو میری زبان تیری صداقت کا گیت گائے گی" (زبور ۵۱: ۱۴)۔ لیکن داؤد نے اُس جُرم سے بری ہونے کی درخواست نہیں کی کیونکہ وہ پہلے ہی اپنے اس گھنونے جرم کا اقرار کر چکا ہے بلکہ درحقیقت اپنے پیدائشی گناہ کا بھی (زبور ۵۱: ۵)۔ اس کے برعکس وہ ایسی معافی کی درخواست کرتا ہے جس کا وہ حق دار نہیں تھا۔ لہٰذا یہاں پر صداقاہ کا مفہوم "نجات" ہے۔ بالفاظِ دیگر صداقاہ مخلصی بخش بن گیا اور یہ خدا کی اپنی نجات کی تکمیل ہے جس کا وعدہ اس نے اپنے فضل سے کیا ہے جو آدمیوں کو ان کی کسی خوبی و لیاقت کے بغیر دی جاتی ہے (مقابلہ کیجئے زبور ۳۱: ۱؛ ۱۰۳: ۱۷؛ ۱۴۳: ۱ جہاں داؤد اسے انہی معنوں میں استعمال کرتا ہے)۔ داؤد کا مثیل ایتان بھی دو آیات میں یہی بیان کرتا ہے۔ پہلے وہ خدا کی صداقت (شق ہ کے معنوں میں) اور عدل (زبور ۸۹: ۱۴) کو بیان کرتا ہے اور پھر خوشی کی شہادت میں یہ کہ "تیری صداقت (موعودہ فضل) سے سرفراز ہوتے ہیں" (زبور ۸۹: ۱۶۔ مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۵۶: ۱ یہاں بھی صداقت کے استعمال میں اسی طرح کا فرق ہے)۔ پس جب یسعیاہ نبی صادق خدا اور نجات دہندہ خدا کا ذکر کرتا ہے (یسعیاہ ۴۵: ۲۱) تو اُس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "اگرچہ خدا صادق ہے تو بھی وہ نجات دہندہ بھی ہے" بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "چونکہ خدا صادق ہے اس لئے وہ نجات دہندہ ہے" (یسعیاہ ۴۵: ۸؛ ۴۶: ۱۳ میں راستبازی کا مقابلہ نجات سے کیجئے۔ دیکھئے راستباز ٹھہرانا)۔ اسی طرح ہم ۱۔ یوحنا ۱: ۹ میں پڑھتے ہیں کہ "اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے .... میں سچا اور عادل ہے (یونانی دیکایوس dikaios = اپنے پُرفضل وعدے پورا کرنے میں وفادار۔ اور وہ عدل کا تقاضا نہیں کرتا)۔ لیکن اس قسم کے غیر عدالتی عدل کو انہی حوالوں تک محدود رکھنا چاہیئے جہاں اُن سے یہی مراد ہے۔ اس کے برعکس رومیوں باب ۳ میں جہاں گناہ کے خلاف خدا کے غضب اور باپ کے عدل کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے مسیح کی عوضی قربانی پر زور دیا گیا ہے ہمیں دیکایوس (رومیوں ۳: ۲۶) کو اس کے روائتی معنوں میں لینا چاہیئے: "تاکہ وہ خود بھی عادل رہے (سزا دے آیت ۵) اور (اس کے ساتھ ہی) جو یسوع پر ایمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو"۔ دیکھئے راستباز ٹھہرانا۔

۸۔ کلامِ مُقدّس میں انسانی صداقاہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ وہ خدا کے معاف کرنے والے "عدل" سے اُبھرتا ہے۔ اسے خدا کی اخلاقی صفت بتایا گیا ہے (شق ہ کے معنوں میں صداقاہ) لیکن یہ اب اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو خدا کے فضل پر ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ بیان کرتا

ہے کہ ابرہام کا ایمان اس کے لئے راستبازی گنا گیا (پیدائش ۱۵ : ۶) حالانکہ اس کی اس راستبازی میں اس کی لیاقت و خوبی کا عمل دخل نہیں بلکہ یہ محض اس کے لئے "گنی" گئی - وہ ایمان کے وسیلہ سے، نہ کہ ایمان کی وجہ سے راستباز ٹھہرایا گیا۔ اسی طرح حبقوق نبی بھی اعلان کرتا ہے: "صادق اپنے ایمان سے زندہ رہے گا" (حبقوق ۲ : ۴)۔ یہاں بھی راستباز ٹھہرنا انسان کی اپنی وفاداری کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ خدا کے رحم پر انحصار کرنے کے باعث (مقابلہ کیجئے رومیوں ۱ : ۱۷؛ گلتیوں ۳ : ۱۱)۔ تاہم یہ خدا کا نبی یسعیاہ ہی تھا جس نے پہلی مرتبہ صاف طور سے یہ بتایا کہ "یہ میرے (خدا) بندوں کی میراث ہے اور ان کی راستبازی (صدا قاہ) مجھ سے ہے" (یسعیاہ ۵۴ : ۱۷)۔ اس راستبازی کے بارے میں ایک عالم کا قول ہے کہ "یہ الٰہی صفت نہیں ہے۔ یہ الٰہی اثر ہے .... جو خدا دنیا میں پیدا کرتا ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہوواہ میں ایک راستبازی ہے جو اسکے فضل کے وسیلہ سے ایمانداروں کی ملکیت بن جاتی ہے (یسعیاہ ۴۵ : ۲۴)۔ ہماری اپنی راستبازی قطعی ناکافی ہے (یسعیاہ ۶۴ : ۶) لیکن ہم یہوواہ میں راستباز (صادق) ہیں (یسعیاہ ۴۵ : ۲۵) کیونکہ ہم مسیح کی راستبازی کے ذریعہ جو ایمان کے وسیلہ ہمیں ملی ہے راستباز ہیں (فلپیوں ۳ : ۹)۔ ایک صدی بعد یرمیاہ نبی یہوواہ اور خود خدا کو "اے صداقت کے مسکن" کہتا ہے (یرمیاہ ۳۱ : ۲۳، ۵۰ : ۷) یعنی وفاداروں کے لئے راستباز ٹھہرنے کا ذریعہ (مقابلہ کیجئے ۲۳ : ۶؛ ۳۳ : ۱۶۔ خداوند ہماری صداقت)۔

۹۔ لیکن جس طرح خدا غیر مستحق لوگوں کو اپنے فضل سے راستباز ٹھہراتا ہے اُسی طرح خدا کے بندوں کو انصاف کا طالب رہنے کو کہا گیا ہے (یسعیاہ ۱ : ۱۷) یعنی وہ بیواؤں کے لئے انصاف کے طالب ہوں اور "مسکین اور محتاج کا انصاف" کریں (یرمیاہ ۲۲ : ۱۶)۔ یوں "عدل" نیکی (لوقا ۲۳ : ۵۰) اور پُر محبت فکرمندی (متّی ۱ : ۱۹) کے معنی بھی دینے لگا۔ مزید براں اسیری کے دنوں کے بعد ارامی لفظ صِدقہ بمعنی "راستبازی" سخاوت یا خیرات کو جو کہ "محتاجوں کو دینے" (زبور ۱۱۲ : ۹ مقابلہ کیجئے متّی ۶ : ۱) کے مترادف الفاظ ہیں ظاہر کرنے کا خاص لفظ بن گیا (دانی ایل ۴ : ۲۷)۔ مقابلہ کیجئے عربی صدقہ۔ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے لفظ "عدل" کے معنوں میں جیسا کہ آخری تین غیر عدالتی شقوں میں بیان ہوا ہے اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔ مثلاً شق ۷ میں صدا قاہ (عدل) اپنے پُر فضل معنوں میں انہی جرائم کو معاف کر دیتا ہے جنہیں شق ۵ میں سزا کا حقدار قرار دیتا ہے۔ بہر حال اس کا آخری حل ہمیں خداوند یسوعؔ مسیح کی شخصیت اور کام میں ملتا ہے۔ یسوعؔ مسیح کی بے گناہ زندگی سے (عبرانیوں ۴ : ۱۵) جو اخلاقی معیار ملتا ہے وہ خدا کی اخلاقی مرضی کا مظہر ہے۔ یہ فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے کہیں بڑھ کر ہے (متّی ۵ : ۲۰)۔ اس کے باوجود بھی وہ جو ہمیں ویسے کامل بننے کا حکم دیتا ہے جیسا کہ ہمارا آسمانی باپ کامل ہے (متّی ۵ : ۴۸) اس کے ساتھ ہی اپنے غیر مستحق دوستوں کے لئے اپنی جان دے کر (یوحنّا ۱۵ : ۱۳) ایسی محبّت کرتا ہے جس کی برابری نہیں ہو سکتی۔ یہاں صدا قاہ (عدل) اپنے اخلاقی معنوں میں (شق ۵)، اپنے مخلصی بخش معنوں میں (شق ۷) اور اپنے منسوبی یا نسبتی معنوں میں (شق ۸) نظر آتا ہے اور یہ سب کچھ ایک ہی شخصیّت میں مسیح خداوند اس لئے آئے کہ خدا کو عادل ٹھہرائیں اور ان کو بھی راستباز ٹھہرائیں جو ان پر ایمان لاتے ہیں (رومیوں ۳ : ۲۶) تاکہ ہم اُس میں پائے جائیں جو ہمارے لئے راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی ٹھہرا (۱۔کرنتھیوں ۱ : ۳۰)۔

عُدلّام :- (عبرانی = پناہ)۔ شفیلہ یا نشیبی ملک میں ایک شہر جو یہوداہ کے پہاڑی علاقے اور سمندر کے درمیان ۱۳ میل بیت لحم کے جنوب مغرب میں واقع تھا۔ یہ بہت پرانا شہر تھا۔ (پیدائش ۳۸ : ۱، ۱۲، ۲۰؛ یشوع ۱۵ : ۳۵)۔

۳۱ چھوٹے بادشاہوں میں سے ایک کی جاہ رہائش (یشوع ۱۲ : ۱۵)۔ اسے رحبعام نے قلعہ بند کیا (۲۔تواریخ ۱۱ : ۷)۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اسے "اسرائیل کی شوکت" کہا گیا (میکاہ ۱ : ۱۵)۔ بابل کی اسیری سے واپسی پر اسے پھر بسایا گیا (نحمیاہ ۱۱ : ۳۰)۔

جب ساؤل بادشاہ داؤد کا تعاقب کر رہا تھا تو داؤد اس شہر کے نزدیک چار سو آدمیوں کے ساتھ ایک غار میں چھپا ہوا تھا (۱۔سموئیل ۲۲ : ۱، ۲)۔

عُدلّامی :- عدلّام کا رہنے والا۔ یہوداہ کے دوست حیرہ کے متعلق کہا گیا کہ وہ عدلامی تھا (پیدائش ۳۸ : ۱، ۱۲، ۲۰)۔

عدل کا سینہ بند :- دیکھئے سینہ بند، عدل کا۔

عدلی - عدلائی :- (عبرانی = یہوواہ کا انصاف یا ٹھکان)۔ سافطؔ کا باپ۔ سافطؔ گائے بیل کے گلّوں کا نگران تھا (۱۔تواریخ ۲۷ : ۲۹)۔

عدمِ قانونیت :- ANTINOMIANISM ابتدائی کلیسیا کی ایک بدعت۔ اس فرقے کا نظریہ یہ تھا کہ چونکہ مسیحی اب فضل کے ماتحت ہیں اس لئے اُن پر یہودی شریعت کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ پولسؔ رسول نے بھی اس خطرہ سے آگاہ کیا تھا۔ "کیا گناہ کرتے رہیں کہ فضل زیادہ ہو؟" "کیا ہم اس لئے گناہ کریں کہ شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں؟" (رومیوں ۶ : ۱، ۱۵)۔

مکاشفہ ۲ باب کے نیکلیوں کا عقیدہ اور طرز زندگی کچھ اسی قسم کا تھا۔ دیکھئے نیکلی۔

عدن :- ۱- باغ عدن - ایک علاقہ جہاں خداوند خدا نے ایک باغ لگا کر آدم کو جسے اُس نے پیدا کیا تھا رکھا - اُس میں اُس نے ہر قسم کے درخت جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں لذیذ تھے اگائے - اُس میں زندگی کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی تھا - عدن سے ایک دریا بھی نکلا جو چار ندیوں میں تقسیم ہؤا - ایک کا نام فیسون تھا جو حویلہ کی سرزمین کو جہاں سونا اچھا ہوتا ہے گھیرے ہوئے تھی - دوسری کا نام جیحون تھا جو کوش کی ساری زمین کو گھیرے ہوئے تھی - تیسری کا نام دجلہ تھا جو اسور کے مشرق کو جاتی ہے اور چوتھی کا نام فرات تھا (پیدائش ۲: ۸-۱۴) - آدم اور حوا وہاں رہتے تھے لیکن جب انہوں نے ممنوعہ پھل کھایا تو وہاں سے نکال دیئے گئے (پیدائش ابواب ۲ اور ۳) - بعدازاں کلام مقدس کے مصنفین نے عدن کو بطور استعارہ خوشی اور شادمانی کی جگہ بیان کیا (یسعیاہ ۵۱: ۳؛ حزقی ایل ۲۸: ۱۳؛ ۳۱: ۹، ۱۶، ۱۸؛ ۳۶: ۳۵؛ یوایل ۲: ۳) -

باغ عدن کے محل وقوع کے بارے میں قدیم زمانہ اور موجودہ زمانہ میں بھی بہت تحقیق و تفتیش ہوتی رہی ہے - درحقیقت بائبل میں جو کچھ بیان ہؤا ہے وہ اتنا نہیں ہے کہ اس جگہ کا تعین کیا جا سکے کیونکہ دونوں ندیوں فیسون اور جیحون کے متعلق نہ تو قدیم علماء کو علم تھا اور نہ موجودہ زمانہ کے علماء کو ہی ہے - کوشش کی گئی ہے کہ اسے آرمینیہ کی پہاڑیوں میں جہاں سے دجلہ اور فرات اور دیگر بہت سے دریا نکلتے ہیں دریافت کیا جائے - لیکن ان تمام ندیوں کے منبع ایک ساتھ نہیں بلکہ پہاڑیوں کے سلسلہ نے انہیں جدا کر رکھا ہے - مسوپتامیہ جہاں دجلہ اور فرات بہتے ہیں وہ اس زرخیز ہلال میں ہے جہاں آثارِ قدیمہ نے سب سے قدیم تہذیب دریافت کی ہے - بعض علماء خیال کرتے ہیں کہ یہ علاقہ خلیج فارس کے سرے پر واقع تھا - عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دریا جو مٹی بہا کر اپنے ساتھ لاتے ہیں اُس سے ۳۰۰۰ ق م سے اب تک خلیج فارس کے سرے پر ۱۰۰ میل کے زمین کے ٹکڑے کا اضافہ ہؤا ہے - لیکن اس زمین کے حالیہ ارضیاتی امتحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں بہت کم تبدیلی ہوئی ہے - اریدو Eridu کے مقام جو ساحل کے پاس واقع ہے مٹی کی تختیاں ملی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ نزدیک ہی ایک باغ تھا جس میں پام کے مقدس درخت اگتے تھے - ندی کے اوپر کی طرف قدیم بابل سے شمال کی طرف تھوڑے فاصلے پر دجلہ اور فرات ساتھ ساتھ بہتے ہیں جنہیں نہریں ملاتی ہیں - بعض علماء کے نزدیک باغ عدن اسی جگہ تھا -

۲- اسوریوں نے بھی ایک عدن کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے جوزان، حاران اور رصف کے ساتھ فتح کیا (۲-سلاطین ۱۹: ۱۲؛ یسعیاہ ۳۷: ۱۲) - حزقی ایل ۲۷: ۲۳ میں بھی اس علاقے کا ذکر ہے - غالباً یہ اسوری تحریر میں بیت عدینی ہے جو دریائے فرات پر واقع تھا - عدن کا گھر یا بیت عدن (عاموس ۱: ۵) غالباً دمشق کے نزدیک واقع تھا کیونکہ اس کا ذکر سریانی عبارت میں ملتا ہے - لیکن علماء کے نزدیک یہ بیت عدینی ہی ہے -

۳- حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک جیرسونی لاوی کا نام جو ہیکل کے مشرقی پھاٹک کے دربان قورے کے ماتحت خدمت کرتا تھا اور ہدیئے بانٹنے پر مقرر تھا (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲؛ ۳۱: ۱۵) -

عدنا :- (عبرانی = خوشی) - ۱- بنی پخت موآب میں سے ایک شخص - اس نے اسیری کے دوران ایک اجنبی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۳۰) -

۲- یہویقیم بادشاہ کے دنوں میں ایک سردار (نحمیاہ ۱۲: ۱۲-۱۵) -

عدنہ - عدناح :- (عبرانی = خوشی) ۱- منسی کے قبیلے کا ایک شخص جو صقلاج میں داؤد کے ساتھ آ ملا (۱-تواریخ ۱۲: ۲۰) -

۲- یہوداہ کے قبیلے میں سے سورماؤں کا ایک سردار (۲-تواریخ ۱۷: ۱۴) -

عدو :- ۱- اخینداب کا باپ، جو سلیمان بادشاہ کو رسد پہنچانے کے لئے محنائم میں مقرر تھا (۱-سلاطین ۴: ۱۴) -

۲- زکریاہ نبی کا دادا (زکریاہ ۱: ۱، ۷) -

عدہ - عادہ :- (عبرانی = زیور یا صبح) - ۱- لمک کی دو بیویوں میں سے ایک - یابل اور یوبل کی ماں (پیدائش ۴: ۱۹، ۲۰-۲۳) -

۲- عیسو کی ایک بیوی - یہ حتی ایلون کی بیٹی تھی (پیدائش ۳۶: ۲، ۴، ۱۰، ۱۲، ۱۶) -

عدیتیم - عدیتائم :- (عبرانی = دوہرے زیورات) - نشیب کے علاقے میں ادوم کی سرحد پہ ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۶) -

عدین - عادین :- (عبرانی = نازک یا آرائش) - ۱- ایک شخص جس کا خاندان زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۱۵؛ نحمیاہ ۷: ۲۰) -

۲- ایک آدمی جس کی اولاد عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آئی -

۳- ایک خاندان کا نام جس نے عہد پہ مُہر کی (نحمیاہ ۱۰: ۱۶) - عام خیال یہ ہے کہ یہ سب ایک ہی خاندان کے لوگ ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عزرا کے ۲ باب کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو زربابل کے ساتھ واپس آئے اور وہ بھی جو بعد میں آئے - اس خاندان کے رئیس بھی تھے (نحمیاہ ۱۰: ۱۴) -

عدینہ ۔ عدینا :۔ (عبرانی = زیور) روبن کے قبیلے کا ایک شخص جو داؤد بادشاہ کی فوج کا ایک افسر تھا (۱۔تواریخ ۱۱: ۴۲)۔

عدئیل ۔ عدی ایل :۔ (عبرانی = خدا کی آرائش)۔
۱۔ شمعون کی اولاد میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۴: ۳۶)۔
۲۔ یحزیراہ کاہن کا بیٹا (۱۔تواریخ ۹: ۱۲)۔
۳۔ عزماوت کا باپ جو داؤد کا شاہی خزانچی تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۵)۔

عرابہ :۔ (عبرانی = میدان)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے اُس کے مفہوم کے مطابق میدان کہا گیا جبکہ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی لفظ عرابہ ہی ہے۔ یہ یردن کی وادی کی اُس پٹی کا نام ہے جو بحیرۂ مردار سے لے کر خلیج عقبہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ بنی اسرائیل خروج کے وقت اس جگہ ٹھہرے تھے۔ اور سلیمان بادشاہ نے یہاں کی کانوں سے لوہا اور تانبا لیا (استثنا ۱: ۱، ۷؛ ۱۱: ۳۰؛ یشوع ۳: ۱۶؛ ۱۔سموئیل ۲۳: ۲۴؛ یرمیاہ ۳۹: ۴)۔

عراد :۔ ۱۔ بنی بنیمین میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۸: ۱۵)۔
۲۔ ایک شہر جو حبرون کے جنوب میں ۱۷ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس شہر کے بادشاہ نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور شکست کھائی (یشوع ۱۲: ۱۴)۔ اس کا ذکر قضاۃ ۱: ۱۶ میں بھی ہے۔

عرام ۔ عیرام :۔ ادوم کا ایک رئیس (پیدائش ۳۶: ۴۳؛ ۱۔تواریخ ۱: ۵۴)۔

عرباتی :۔ بیت عربہ کا رہنے والا۔ اس کا نام ابی علبون تھا اور یہ داؤد کے سورماؤں میں سے ایک تھا (۲۔سموئیل ۲۳: ۳۱)۔ ۱۔تواریخ ۱۱: ۳۲ میں اسے ابی ایل کہا گیا ہے۔

عرفانیت :۔ غناسطیت کا دوسرا نام۔ غناسطیت یونانی لفظ gnosis کا مُعرّب ہے (مقابلہ کریں سنسکرت کے لفظ گیان سے جو اس سے ملتا جلتا ہے۔ اور ہند جرمانی زبانوں کی نسل سے ہے)۔

اس علم کی طرف نئے عہد نامہ میں کئی جگہ اشارہ ہے اور اکثر تحریروں میں اس کی غلط تعلیم سے خبردار کیا گیا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱: ۱۷ ببعد؛ ۲: ۶ ببعد؛ ۸: ۱، ۷، ۱۰؛ ۱۳: ۸؛ ۱۔تیمتھیس ۶: ۲۰؛ مکاشفہ ۲: ۲۴ وغیرہ)۔

یہ علم کب اور کیسے شروع ہؤا اور اس کی نوعیت کیا ہے، ان سب باتوں کا صحیح پتہ لگایا نہیں جا سکا۔ اس لئے یہ بہت مشکل ہے کہ معلوم کیا جائے کہ اس کا کس فلسفہ سے تعلق ہے۔ زمانۂ حاضرہ کے عُلماء کا خیال ہے کہ اس کا تعلق اُس تحریک سے ہے جسے بعد میں غناسطیت یا عرفانیت کا نام دیا گیا۔ یہ ایک مُنظّم اور مکمل فلسفہ نہ تھا۔ اس میں مختلف مکاتب فکر کو ایک نام کے تحت رکھ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان سب میں مشترک باتیں یہ تھیں۔ ان سب کا عقیدہ تھا کہ نجات ایک خاص خفیہ علم کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے تمام فرقوں کا خیال تھا کہ عرفان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی اور بدی کا وجود صرف ثنویت سے سمجھا جا سکتا ہے یعنی کائنات میں دو خدا ہیں۔ ایک نیکی کا اور دوسرا بدی کا (مقابلہ کریں فارس کے فلسفہ سے جس میں یزدان اور اہرمن دو طاقتیں موجود ہیں)۔ ان دونوں کے درمیان صدور کا ایک سلسلہ تھا جو نیکی سے بدی کی طرف بتدریج جاتا تھا۔ مادہ بدی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ خدا نیکی کا مظہر تھا اس لئے نجات حاصل کرنے کے لئے اور خدا کی قربت میں پہنچنے کے لئے ضروری تھا کہ انسان درجہ بدرجہ اس خفیہ عرفان کے ذریعہ خدا کے پاس واپس جائے۔ چونکہ مادہ بُرا ہے اس لئے یہ ممکن نہ سمجھا گیا کہ خدا کا تجسّد ہو یعنی مسیح کا انسانی جسم اختیار کرنا ناممکن قرار دیا گیا۔ اس لئے اُن کے مفروضہ کے حوالے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس جسم میں خداوند یسوع مسیح ظاہر ہوئے وہ اوروں سے مختلف تھا بلکہ وہ ایک فریب نظر یا وہمی صورت رکھتا تھا یعنی مسیح کا جسم ایک خیالی پیکر تھا۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے موہومیت۔

عُرفہ :۔ (گردن یعنی سرکش)۔ ایک موآبی عورت جس کا بیاہ الیملک اور نعومی کے بیٹے کلیون سے ہؤا۔
عُرفہ اپنی ساس کو پیار کرتی تھی تو بھی وہ موآب میں رہی۔ دوسرے بیٹے محلون کی بیوی روت ساس کے ساتھ یہوداہ کی سرزمین میں واپس آئی (روت ۱: ۴، ۱۴؛ ۴: ۹، ۱۰)۔

عرقی :۔ عرقہ کے باشندے۔ یہ شہر طرابلس کے شمال مشرق میں سمندر کے کنارے پر تھا (پیدائش ۱۰: ۱۷؛ ۱۔تواریخ ۱: ۱۵)۔

عروعیر :۔ (عبرانی = غریب۔ ننگا۔ بے بس)۔
۱۔ وادیٔ ارنون کے کنارے یبوق کے نالے پر ایک شہر جسے بنی جد نے فصیلدار بنایا (گنتی ۳۲: ۳۴؛ یشوع ۱۲: ۲)۔ یوآب کا لشکر بنی اسرائیل کی مردم شماری کے وقت یہاں پر خیمہ زن تھا (۲۔سموئیل ۲۴: ۵)۔ یسعیاہ نبی کے زمانے میں یہ ویران ہو گیا تھا (یسعیاہ ۱۷: ۲)۔
۲۔ بنی روبن کا ایک شہر جسے ارام کے بادشاہ حزائیل نے اسرائیل سے چھینا (۲۔سلاطین ۱۰: ۳۳)۔
۳ یہوداہ کے شمال میں ایک شہر (۱۔سموئیل ۳۰: ۲۸)۔

عُزّا :۔
۱ اہود کا سب سے بڑا بیٹا (۱۔تواریخ ۸: ۷)۔
۲۔ ایک شخص جس کے بچے زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۴۹؛ نحمیاہ ۷: ۵۱)۔

عزازیاہ - عزریاہ :- داؔؤد بادشاہ کے عہد میں بنی افرائیم کے ایک سردار کا باپ (۱- تواریخ ۲۷: ۲۰)۔

عزازیل :- لفظ عزازیل صرف کفّارہ کے دن کے سلسلے میں استعمال ہُوا ہے (احبار ۱۶: ۸، ۱۰، ۲۶)۔ اس دن دو بکروں کو لیا جاتا تھا اور قرعہ ڈال کر ایک کو خداوند کے لئے چُنا جاتا اور دوسرے کو عزازیل کے لئے۔ اس پر لوگوں کی سب بدکاریاں لاد کر اُسے ویرانہ میں بھیج دیا جاتا تھا۔

اس لفظ کے اصلی معنی معلوم نہیں۔ اس کی پانچ ممکن تشریحات پیش کی گئی ہیں۔

۱۔ مغرور یا چھوڑا ہُوا بکرا۔ اس تشریح کے مطابق عزازیل دو عبرانی لفظوں کا مرکب ہے، عز یعنی بکرا اور عزل (قب عربی عزل، یعنی ہٹایا جانا۔ اس سے وہ بکرا مراد ہے جسے بیابان میں بھیجا جاتا تھا۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ کے حاشیہ میں اس کا مطلب مُتّرد (یعنی ردّ کیا ہُوا) دیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ میں اسے چلاوے کا حلوان کہا گیا ہے۔

۲۔ یہ مصدر ہے جس کے معنی الگ کرنا یا دُور کرنا ہیں یعنی اس بکرے کے ذریعہ گناہوں کو دُور کیا جاتا ہے (قب زبور ۱۰۳: ۱۲)۔

۳۔ اس لفظ کے معنی ہیں بیابان (دیکھئے احبار ۱۶: ۲۲)۔ آیت ۸ میں درج ہے کہ ایک بکرا خداوند کے لئے اور دوسرا عزازیل (یعنی بیابان) کے لئے چُنا گیا۔

۴۔ کچھ اور علماء کا خیال ہے کہ اس لفظ کے معنی کھڑی چٹان ہیں۔ روایت ہے کہ یروشلیم سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک اونچی چٹان تھی اور اس بکرے کو جس پر لوگوں کی بدکاریاں لادی جاتی تھیں اس چٹان کے پاس لاکر نیچے دھکیل دیا جاتا تھا۔

۵۔ بعض عُلماء کی رائے ہے کہ یہ شیطان کا یا ایک باغی فرشتے کا نام ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ۔ حنوک کی غیر ملہم کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے) اور اس بکرے پر لوگوں کی خطاکاریاں لاد کر اسے شیطان کے پاس بھیج دیا جاتا جو بدی کا منبع ہے۔ یہودی توہمات کے مطابق بیابان میں مختلف بدروحیں رہتی تھیں (دیکھئے یسعیاہ ۱۳: ۲۱؛ ۳۴: ۱۴؛ قب متی ۱۲: ۴۳؛ مرقس ۱: ۱۳)۔ ممکن ہے کہ اس بکرے پر گناہوں کو لاد کر اسے ویرانہ میں بھیجنے کا یہ بھی مقصد ہو کہ بنی اسرائیل ان بدروحوں کی پرستش نہ کریں (دیکھئے احبار ۱۷: ۷؛ قب ۲- تواریخ ۱۱: ۱۵)۔ اس لفظ کے کچھ بھی معنی ہوں کم از کم ایک بات تو ظاہر ہے۔ اس رسم کا مقصد یہ تھا کہ بکرے پر لوگوں کے گناہوں کو لاد کر اسے بیابان میں بھیجنے سے اس بڑے بھید کی ایک بصری علامت مہیّا کی جائے کہ اُن کے گناہوں کو معاف کیا گیا ہے اور اُن کی بدی دُور پھینک دی گئی ہے۔

عُزّا کا باغ :- ایک باغ جس کا ذکر ۲- سلاطین ۲۱: ۱۸، ۲۶ میں ہے منسّی اور اُس کا بیٹا امُون یہاں دفنائے گئے تھے۔

عزّان :- (عبرانی = مضبوط)۔ مُوسیٰ کے زمانہ میں آشر کے قبیلہ کا ایک شخص، فلطی ایل کا باپ (گنتی ۳۴: ۲۶)۔

عزبوق :- نحمیاہ کا باپ- (یہ مشہور نحمیاہ کا جو اسی نام کی کتاب کا مصنف ہے باپ نہیں تھا (نحمیاہ ۳: ۱۶)۔

عزجاد - عزجد :- (عبرانی = جاد قوی ہے یا تقدیر مشکل ہے؟)۔ اسیری سے واپس آتے ہوئے ایک خاندان کا سربراہ (عزرا ۲: ۱۲؛ ۸: ۱۲؛ نحمیاہ ۷: ۱۷؛ ۱۰: ۱۵)۔

عزر - عازر :- (عبرانی = مدد- یہ ایعزر اور عیزر کی دوسری شکل ہے)۔

۱- حُوسہ کا باپ- یہ یہوداہ کے قبیلے میں حُور کے بیٹوں میں سے ایک تھا (۱- تواریخ ۴: ۴)۔

۲- ایک افرائیمی جس کو جات کے لوگوں نے مار ڈالا (۱- تواریخ ۷: ۲۱)۔

۳- جدّ کے قبیلے کا ایک سورما جو ساؤل سے الگ ہو کر صقلاج میں داؤد سے جا ملا (۱- تواریخ ۱۲: ۹)۔

۴- ایک لاوی گویّا، جس نے نحمیاہ کے وقت یروشلیم کی دیوار کی تقدیس میں حصّہ لیا (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔

عزرا :- عزرا کی کتاب کے ساتویں باب کے مطابق شاہِ فارس ارتخششتا اوّل نے عزرا کو ۴۵۸ ق م میں یروشلیم بھیجا۔ غالباً وہ فارسی حکومت میں اُس محکمہ کا سیکرٹری تھا جو یہودی مذہب کے معاملات کی دیکھ بھال کا ذمہ دار تھا۔ اُس کا کام یہ تھا کہ وہ ہر جگہ یہودی شریعت کو یکساں طور پر نافذ کرائے اور اس سلسلہ میں اُسے یہودی ریاست میں عہدے دار مقرر کرنے کا کامل اختیار حاصل تھا۔ جب وہ یروشلیم گیا تو اس کے ساتھ اسیروں کی ایک بڑی جماعت بھی گئی۔ وہ بادشاہ اور جلا وطن یہودیوں کی طرف سے ہیکل کے لئے بیش قیمت تحائف بھی لے کر گیا۔ وہاں اُسے مخلوط شادیوں کے مسئلے کو حل کرنے کو کہا گیا۔ روزے اور دعا کے بعد اُس نے اور منتخب کمیٹی نے بعض کو اپنی غیر یہودی بیویوں کو چھوڑنے پر آمادہ کر لیا (۱۰: ۱۹)۔

اس کے بعد ہم عزرا کے بارے میں کچھ نہیں سنتے جب تک کہ وہ نحمیاہ باب ۸ میں جماعت کے سامنے توریت پڑھتا نظر نہیں آتا (۴۴۴ ق م)۔ چونکہ بادشاہ نے اُسے عارضی کام کے لئے یروشلیم بھیجا تھا اسلئے غالباً وہ واپس چلا گیا اور اپنی رپورٹ پیش کی، لیکن جب شہر

کی فصیل مکمل ہوئی تو اُسے پھر اُسی قسم کے کام کے لئے بھیجا گیا۔
نحمیاہ نبی اپنی کتاب (۱۲: ۳۱ مابعد) میں بیان کرتا ہے کہ شہر پناہ کی تقدیس کے موقع پر دیوار کے گرد گھومنے میں ایک جماعت کی راہنمائی اس نے کی اور دوسری کی عزرا نے۔

بعض لوگ درج ذیل تین حوالوں کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ عزرا ارتخششتا دوم کے زمانہ میں یعنی ۳۹۸ ق م میں جب نحمیاہ کو وفات پائے کافی عرصہ ہو چکا تھا یروشلیم واپس آیا۔

ا۔ عزرا ۹: ۹ میں شہر پناہ کا ذکر ہے جب کہ یہ دیوار نحمیاہ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔ لیکن عزرا ۴: ۱۲ سے ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی قسم کی دیوار ارتخششتا اوّل کے زمانہ میں بھی زیرِ تعمیر تھی اور غالباً اُس کی تباہی کا ذکر ۴: ۲۳ اور نحمیاہ ۱: ۳ میں ملتا ہے۔

ب۔ عزرا ۱۰: ۱ یروشلیم میں ایک بہت بڑی جماعت کا ذکر کرتا ہے جبکہ نحمیاہ ۷: ۴ میں بتایا گیا ہے کہ شہر میں تھوڑے سے لوگ تھے۔ لیکن عزرا باب ۱۰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ یروشلیم کے گرد و نواح سے اُس وقت وہاں جمع ہوئے تھے مثلاً ۱۰: ۷، جبکہ نحمیاہ باب ۷ میں انہی لوگوں کا ذکر ہے جو در حقیقت یروشلیم میں رہتے تھے۔

ج۔ عزرا ۱۰: ۶ میں یہوحانان (یا یوحنان) بن الیاسب کو عزرا کا ہمعصر بتایا گیا ہے۔ نحمیاہ ۱۲: ۲۲، ۲۳ سے ہمیں علم ہے کہ وہ الیاسب کا پوتا تھا اور الفنطینی پیپرس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۴۰۸ ق م میں سردار کاہن تھا۔ لیکن یہوحانان (یا یوحنان) ایک عام نام تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کہ الیاسب نے نہ صرف اپنے بیٹے کا نام یوحنان رکھا بلکہ اُسکے دوسرے بیٹے یُویدع کے بیٹے کا نام بھی یوحنان تھا جو بعد ازاں سردار کاہن بنا۔ عزرا ۱۰: ۶ میں یہ نہیں لکھا کہ یہ یوحنان سردار کاہن تھا۔

اس نظریئے کے بارے میں کہ عزرا اور نحمیاہ کی کتاب کے مصنف نے ارتخششتا اوّل اور دوم کو خلط ملط کر دیا، یہ رہا کہ کوئی مصنف یہاں تک کہ ۳۳۰ ق م کا بھی ان دو آدمیوں کی ترتیب کو خلط ملط نہیں کر سکتا۔ اگر عزرا سچ مچ ۳۹۸ ق م میں آیا ہوتا تو اُس زمانہ کے چند ایک مصنفین ضرور اس کا ذکر کرتے اور کچھ والدین بھی اپنی اولاد کو اس کے بارے میں بتاتے جب کہ نحمیاہ کا کسی کو بھی علم نہ ہوتا۔ اس طرح مصنف اتفاقاً بھی عزرا کو نحمیاہ کے بعد نہیں رکھ سکتا تھا اور نہ کوئی اُس کے اس طرح رکھنے کی کوئی وجہ ہی بیان کر سکتا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ بائبل کے احاطۂ تحریر میں آنے کے زمانہ کے بعد عزرا یہودیوں میں بڑا مشہور ہوا۔

عزرا کی کتاب:-

۱۔ خلاصۂ مضامین

ا۔ ۱: ۱ تا ۱۱۔ خورس نے ۵۳۷ ق م میں یہودیوں کو شیشبضر کے ہمراہ اسیری سے واپس جانے کی اجازت دی۔

ب۔ ۲: ۱ تا ۷۰۔ واپس آنے والوں کی فہرست۔

ج۔ ۳: ۱ تا ۱۳۔ مذبح بنایا جانا اور ہیکل کی بنیاد رکھی جاتی ہے (۵۳۶ ق م)۔

د۔ ۴: ۱ تا ۵، ۲۴۔ دارا کے وقت تک مخالف کام میں روڑے اٹکاتے ہیں۔

ہ۔ ۴: ۶۔۲۳۔ اخسویرس (۴۸۵ تا ۴۶۵ ق م) اور ارتخششتا (۴۶۴ تا ۴۲۴ ق م) کے عہد میں تعمیر کے کام کی مخالفت بڑھ جانے کے باعث ایک فرمان کے ذریعے تعمیر کا کام روک دیا گیا۔

و۔ ۵: ۱ تا ۶: ۲۲۔ حجی اور زکریاہ کی نبوتوں سے متاثر ہو کر ہیکل کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع ہوتا ہے اور دارا کے حضور احتجاج کے باوجود کام مکمل ہو جاتا ہے (۵۲۰ تا ۵۱۶ ق م)۔

ز۔ ۷: ۱ تا ۲۸۔ عزرا کو فارس سے ایک قانون نافذ کرنے کے لئے روانہ کیا جاتا ہے (۴۵۸ ق م)۔

ح۔ ۸: ۱ تا ۳۶۔ عزرا کا سفر اور بحفاظت ورود۔

ط۔ ۹: ۱ تا ۱۰: ۴۴۔ عزرا دیگر یہودیوں کے ساتھ مخلوط شادیوں کے مسئلہ کو سلجھاتا ہے۔

اس خلاصہ میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مصنف نے مخالفت کے سب واقعات کو ۴: ۶۔۲۳ میں جمع کر دیا ہے۔ بعضوں کے خیال میں آیت ۶ کا اخسویرس کمبیسیس ہے (۵۲۹ تا ۵۲۲ ق م) اور آیت ۷ کا ارتخششتا گماتا یا جعلی سمردیس ہے جس نے ۵۲۲ تا ۵۲۱ ق م کے دوران چند ماہ حکومت کی تھی۔ لیکن آیات ۷ تا ۲۳ کا موضوع دیواروں کی تعمیر ہے نہ کہ ہیکل اور یہ ممکن ہے کہ آیت ۲۳ میں جس نقصان کا ذکر ہے وہ وہی ہو جس کا ذکر نحمیاہ ۱: ۳ میں ملتا ہے۔

۲۔ مصنف اور سن

روایت کے مطابق عزرا خود اس کا مصنف ہے۔ لیکن بعض اس کا سن ۳۳۰ ق م بتاتے ہیں۔ تاہم اگر عزرا اس کا آخری مولف نہ بھی ہو تو ابواب ۷ تا ۹ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ اُسی کے ہاتھ کی تحریر ہے کیونکہ وہ اس حصے میں صیغہ واحد متکلم میں کلام کرتا ہے۔

ابواب ۱ تا ۶ کا تذکرہ مختلف دستاویزات سے مرتب کیا گیا ہے جو فرمان (۱: ۲-۴؛ ۶: ۳-۱۲)، نسب ناموں اور ناموں کی فہرست (باب ۲) خطوط (۴: ۷-۲۲؛ ۵: ۶-۱۷) پر مشتمل ہے۔ دو حصے ایسے ہیں جن کو ارامی میں محفوظ کیا گیا ہے (۴: ۸ تا ۶: ۱۸؛ ۷: ۱۲ تا ۲۶)۔ ارامی ان ایام کی سفارتی زبان تھی اور ایک ایسے حصے کے لئے موزوں ہے جس میں فلسطین اور فارس کے درمیان فرمانوں اور خطوط کی رسل و ترسیل

کاذکر ہے۔

۳۔ قدروقیمت

وہ یادداشتیں جو عزرا کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اُن کی باہمی مطابقت اور مستشرق مورخین سے تطابق میں کوئی دقت نہیں ہے۔ ہم ذیل کے امور پر خصوصی غور کریں:

ا۔ خورس کا فرمان (باب ۱)۔ ہمعصر تحریروں میں خورس کے چہیتے بابلی معبودوں میں یہوداہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ ایک عام فرمان ہے جس کی زبان مقبولِ عام اصطلاحات سے عبارت ہے جو رسمی فرمان ۶: ۳ تا ۵ میں درج ہے وہ دیگر دستاویزات میں محفوظ ملتا ہے جس میں ہیکل کے اُس رقبہ کی زیادہ سے زیادہ حد متعین کی گئی ہے جس کی منظوری شاہ نے دی تھی۔

ب۔ شیشبضر اور زربابل ایک ہی شخص کے دو نام نہیں ہو سکتے کیونکہ ۵: ۱۴ تا ۱۶ میں شیشبضر انتقال کر چکا ہے جبکہ زربابل ہیکل کی تعمیر میں مصروف ہے۔ شیشبضر ایک سیاسی کارندہ تھا جبکہ زربابل ایک سرگرم مجاہد ہے (۵۳۶ اور ۵۲۰ ق م کے عرصہ میں)۔

ج۔ حجی ۲: ۱۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیکل کی بنیاد ۵۲۰ ق م میں رکھی گئی تھی جبکہ عزرا ۳: ۱۰ کے مطابق یہ ۵۳۶ ق م ہے۔ فی الحقیقت اس عرصہ میں اتنی سرد مہری اور لاپرواہی برتی گئی تھی کہ عین ممکن ہے کہ بیداری کے بعد نئے سرے سے بنیادیں رکھی گئی ہوں۔ دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہم عمارتوں کے کئی کئی سنگِ بنیاد رکھے جاتے تھے۔

د۔ عزرا کی آمد نحمیاہ کی کتاب کے ساتھ مشروط ہے۔

عزرایل۔ عزرائیل: (عبرانی = خدا مددگار ہے)۔ ۱۔ ایک لاوی جو صقلاج کے مقام پر داؤد کے جتھے میں جا ملا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۶)۔

۲۔ داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ہیکل کا ایک موسیقار (۱۔ تواریخ ۲۵: ۱۸)۔

۳۔ داؤد کے زمانہ میں دان کے قبیلے کا ایک سردار (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۲)۔

۴۔ ایک شخص جسے عزرا نے اپنی غیر یہودی بیوی کو علیحدہ کرنے پر رضامند کر لیا (عزرا ۱۰: ۴۱)۔

۵۔ اسیری کے بعد یروشلیم میں رہنے والا کاہن (نحمیاہ ۱۱: ۱۳)۔

۶۔ ایک موسیقار جس نے یروشلیم کی دیوار کی تکمیل کے جلوس میں حصہ لیا (نحمیاہ ۱۲: ۳۶)۔

عزری: (عبرانی = میری مدد)۔ کلوب کا بیٹا۔ یہ داؤد بادشاہ کے کاشتکاروں کا نگران تھا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۶)۔

عزریاہ: (عبرانی = یہوواہ مددگار ہے)۔ ۱۔ یہوداہ کا ایک بادشاہ جو امصیاہ کا بیٹا تھا۔ اسے عُزّیاہ بھی پکارتے ہیں (۲۔ سلاطین ۱۴: ۲۱ قب ۱۵: ۱۳) تفصیل کے لئے دیکھئے عزیاہ۔

۲۔ ایتان کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۸)۔

۳۔ یاہو کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۳۸)۔

۴۔ اخیمعص کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۶: ۹)۔

۵۔ قہاتیوں میں سے ایک لاوی (۱۔ تواریخ ۶: ۳۶)۔

۶۔ سلیمان کے عہد میں سردار کاہن صدوق کا بیٹا (۱۔ سلاطین ۴: ۲)۔

۷۔ یوحنان کا بیٹا۔ وہ سردار کاہن تھا (۱۔ تواریخ ۶: ۱۰)۔

۸۔ ناتن کا بیٹا وہ سلیمان کے عہد میں منصب داروں کا داروغہ تھا (۱۔ سلاطین ۴: ۵)۔

۹۔ آسا بادشاہ کے عہد میں ایک نبی۔ وہ عودد کا بیٹا تھا (۲۔ تواریخ ۱۵: ۱-۸)۔

۱۰۔ یہوسفط بادشاہ کے دو بیٹے۔ غالباً ان کی مائیں مختلف تھیں (۲۔ تواریخ ۲۱: ۲)۔

۱۱۔ شاہ یہورام کا بیٹا (۲۔ تواریخ ۲۲: ۶)۔ اسے اخزیاہ بھی کہا گیا ہے۔

۱۲۔ سینکڑوں کا ایک سردار (۲۔ تواریخ ۲۳: ۱)۔

۱۳۔ بنی افرائیم میں یوحنان کا بیٹا (۲۔ تواریخ ۲۸: ۱۲)۔

۱۴۔ ایک لاوی جس نے ہیکل کے پاک کرنے میں مدد کی (۲۔ تواریخ ۲۹: ۱۲)۔

۱۵۔ ایک سردار کاہن جس نے عزیاہ بادشاہ کا مقابلہ کیا جب اُس نے ہیکل میں بخور جلانے کی کوشش کی (۲۔ تواریخ ۲۶: ۱۶-۲۰)۔

۱۶۔ خلقیاہ کاہن کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۶: ۱۳، ۱۴)۔

۱۷۔ یہوداہ کا ایک شخص جس نے یرمیاہ نبی کی مخالفت کی (یرمیاہ ۴۳: ۲)۔

۱۸۔ ایک شریف خاندان کا نوجوان جسے یروشلیم سے اسیر کر کے بابل لے جایا گیا۔ اس کا نام بدل کر ★ عبدنجو رکھا گیا (دانی ایل ۱: ۷)۔

۱۹۔ معسیاہ کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۲۳)۔

۲۰۔ ایک لاوی جس نے شریعت سمجھانے کے لئے عزرا کی مدد کی (نحمیاہ ۸: ۷)۔

۲۱۔ ایک کاہن جس نے عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲)۔

۲۲۔ یہوداہ کا ایک امیر جس نے یروشلیم کی دیوار کی تکمیل کے جلوس میں حصہ لیا (نحمیاہ ۱۲: ۳۲، ۳۳)۔

عزریقام: (عبرانی = میری مدد آ گئی)۔ ۱۔ نعریاہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۲۳)۔

۲ - ساؤل بادشاہ کی اولاد سے ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۳۸؛ ۹: ۴۴) -
۳- بنی مراری میں سے ایک لاوی (۱- تواریخ ۹: ۱۴) -
۴- آخز بادشاہ کا ایک افسر (۲- تواریخ ۲۸: ۷) -

عزرئیل - عزری ایل :- (عبرانی = خدا مدد ہے) - ۱- منسی کے آدھے قبیلے کا سردار (۱- تواریخ ۵: ۲۴) -
۲- داؤد کے زمانہ میں نفتالی کے قبیلے کا ایک شخص (۱- تواریخ ۲۷: ۱۹) -
۳- یرمیاہ کے زمانہ میں شرآیاہ کا باپ (یرمیاہ ۳۶: ۲۶) -

عزز - عاذاز :- (عبرانی = مضبوط) - بنی روبن میں سے سمع کا بیٹا (۱- تواریخ ۵: ۸) -

عززیاہ :- (عبرانی = یہوواہ قوی ہے) - ۱- داؤد کے زمانہ میں ایک بربط نواز (۱- تواریخ ۱۵: ۲۱) -
۲- حزقیاہ بادشاہ کے زمانہ میں ایک لاوی جو ہیکل میں مختار تھا (۲- تواریخ ۳۱: ۱۳) -

عزماوت :- (عبرانی = موت زور آور ہے) ۱- داؤد کا ایک بہادر (۲- سموئیل ۲۳: ۳۱) -
۲- ایک بنیمینی جس کے بیٹوں میں سے ایک صقلاج میں داؤد کے ساتھ آملا (۱- تواریخ ۱۲: ۳) -
۳- ایک شخص جو داؤد کے شاہی خزانہ پر مقرر تھا (۱- تواریخ ۲۷: ۲۵) -
۴- ساؤل کے بیٹے یونتن کی اولاد سے ایک شخص (۱- تواریخ ۸: ۳۶) -
۵- عنتوت کے شمال میں ایک جگہ جہاں کچھ اسیر واپس آکر بس گئے (عزرا ۲: ۲۴؛ نحمیاہ ۱۲: ۲۹ اسے بیت عزماوت بھی کہا گیا ہے نحمیاہ ۷: ۲۸) -

عُزن سراہ - اُزین شاِرہ :- ایک شہر جو افرائیم کی بیٹی نے آباد کیا (۱- تواریخ ۷: ۲۴) -

عزوبہ :- (عبرانی = چھوڑی ہوئی) - ۱- کالب کی ایک بیوی (۱- تواریخ ۲: ۱۸، ۱۹) -
۲- یہوسفط کی ماں (۱- سلاطین ۲۲: ۴۲) -

عزور :- (عبرانی = مدد دی گئی) - ۱- جھوٹے نبی حننیاہ کا باپ (یرمیاہ ۲۸: ۱) -
۲- یازنیاہ کا باپ (حزقی ایل ۱۱: ۱) -
۳- نحمیاہ کے زمانہ میں ایک شخص جس نے عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۷) -

عُزّہ - عُزّا :- (عبرانی = طاقت) - ۱- قریت یعریم کے ابیندآب کا ایک بیٹا۔ عُزّہ اور اس کا بھائی اخیو عہد کے صندوق کو ایک نئی گاڑی پر یروشلیم لے جا رہے تھے۔ داؤد بادشاہ اور تمام اسرائیل موسیقی کے ساز بجاتے ہوئے اُس صندوق کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جب بیلوں نے ٹھوکر کھائی تو عُزّہ نے اُسے ہاتھ سے تھام لیا۔ اس پر خدا کا غضب عُزّہ پر ٹوٹ پڑا اور وہ وہیں مر گیا۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام بھی پرض عُزّہ یعنی عُزّہ کا ٹوٹنا رکھا گیا (۲- سموئیل ۶: ۳-۸؛ ۱- تواریخ ۱۳: ۶-۱۱) -
۲- سمعی کا بیٹا اور سمعا کا باپ (۱- تواریخ ۶: ۲۹) -
۳- ایک باغ کا مالی۔ اس باغ میں منسی اور اُس کا بیٹا امون دفن ہوئے (۲- تواریخ ۲۱: ۱۸، ۲۶) -

عزئیل - عُزّی ایل :- (عبرانی = خدا طاقت ہے) - ۱- ایک لاوی جو قہات کا بیٹا تھا (خروج ۶: ۱۸، ۲۲، احبار ۱۰: ۴، گنتی ۳: ۱۹، ۳۰؛ ۱- تواریخ ۶: ۲، ۱۸) -
۲- حزقیاہ بادشاہ کے زمانے میں شمعون کے قبیلے سے ایک سردار (۱- تواریخ ۴: ۴۲) -
۳- بنی بنیمین سے بالع کا بیٹا (۱- تواریخ ۷: ۷) -
۴- داؤد کا ایک موسیقار جو ہیمان کا بیٹا تھا (۱- تواریخ ۲۵: ۴) -
۵- ایک لاوی جس نے ہیکل کو پاک کرنے میں مدد کی۔ وہ یدوتون کا بیٹا تھا (۲- تواریخ ۲۹: ۱۴-۱۹) -
۶- ایک سُنار، حرہیاہ کا بیٹا، جس نے نحمیاہ کی یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۸) -

عُزّی :- (عبرانی = مضبوط) - ۱- ہارون کی اولاد سے ایک شخص۔ زراخیاہ کا باپ (۱- تواریخ ۶: ۵، ۵۱؛ عزرا ۷: ۴) -
۲- بنی اِشکار میں سے تولع کا بیٹا (۱- تواریخ ۷: ۲، ۳) -
۳- بنی بنیمین میں سے بالع کا بیٹا (۱- تواریخ ۷: ۷) -
۴- ایک اور بنیمینی جس کا بیٹا ایلا اسیری سے یروشلیم واپس آیا (۱- تواریخ ۹: ۸) -
۵- بانی کا بیٹا جو یروشلیم میں لاویوں کا ناظم تھا (نحمیاہ ۱۱: ۲۲) -
۶- یدعیاہ کے خاندان میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۹) -

عُزیّا - عُزّی یاہ :- داؤد کا ایک سورما جو عستارات سے تھا (۱- تواریخ ۱۱: ۴۴) -

عُزّیاہ ۔ عُزّی یاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ قوّت ہے)۔
۱۔ عُزّیاہ کو عزریاہ بھی کہا گیا ہے ۔ یہ امصیاہ کا بیٹا تھا اور سولہ برس کی عمر میں یہوداہ کا گیارھواں بادشاہ چُنا گیا (۲۔سلاطین ۱۴: ۲۱ ؛ ۲۔تواریخ ۲۶: ۱)۔اُس نے ۵۲ سال حکومت کی۔ وہ ایک مشکل وقت میں تخت نشین ہوا۔ اُس کا باپ فوجی ناکامی کی وجہ سے قتل ہوا تھا (۲۔سلاطین ۱۴: ۱۹) ۔سب لوگوں نے اُسے اپنا بادشاہ چنا (۲۔سلاطین ۱۴: ۲۱) ۔ اُس نے اپنے عہد کے شروع ہی میں اپنے باپ کے دشمنوں کے خلاف محاذ آرائی کی اور ادومیوں ، فلستیوں ، عربوں اور معونیوں کو مغلوب کیا (۲۔تواریخ ۲۶: ۱۔۷) ۔اس نے اپنے ملک کو مستحکم کیا اور اسے ترقی کی راہ پر ڈال دیا (۲۔تواریخ ۲۶: ۲، ۹۔۱۰) ۔
اس نے ملک کے انتظام کو بہت بہتر بنایا (۲۔تواریخ ۲۶: ۱۱۔۱۵) یہاں تک کہ اُس کی شہرت مصر تک پہنچی (۲۔تواریخ ۲۶: ۸) ۔
ان سب کامیابیوں کے باوجود وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں خداوند سے پھر گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب تک زکریاہ نبی زندہ رہا اُس کا اثر بادشاہ پر اچھا تھا اور جب تک بادشاہ خدا کے احکام پر عمل کرتا رہا خدا نے اُسے بڑی برکت دی (۲۔تواریخ ۲۶: ۵) ۔ لیکن جب وہ کامیاب اور طاقتور ہوگیا تو وہ غرور سے بھر گیا اور خود ہیکل میں قربان گاہ پر بخور جلانے کے لئے گیا جبکہ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کام صرف کاہن کر سکتا ہے ۔ عزریاہ سردار کاہن نے اسّی کاہنوں کے ساتھ عزّیاہ بادشاہ کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا اور خدا نے اُسے کوڑھی بنا دیا ۔ چنانچہ کوڑھ نے موت تک اُس کا پیچھا نہ چھوڑا (۲۔تواریخ ۲۶: ۱۶۔۲۱)۔
۲۔ قہات کی نسل سے ایک لاوی (۱۔تواریخ ۶: ۲۴) ۔
۳۔ داؤد کے عہد میں یہونتن کا باپ (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۵) ۔
۴۔ حارم کے بیٹوں میں سے ایک جو اپنی اجنبی بیوی کو علیحدہ کرنے پر رضامند ہوگیا (عزرا ۱۰: ۱۶۔۲۱) ۔
۵۔ عتایاہ کا باپ، جو اسیری کے بعد یروشلیم واپس آیا (نحمیاہ ۱۱: ۴) ۔

عزیزا :۔ (عبرانی = مضبوط)۔ عزرا کے زمانے کا ایک شخص جس نے اپنی غیر یہودی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۷) ۔

عزیقاہ ۔ عزیقہ :۔ شمال مغربی یہوداہ میں ایک شہر۔ اس کا ذکر مقیدہ شہر کے ساتھ ہوا، جب یشوع نے بادشاہوں کا تعاقب کر کے اُنہیں ان شہروں تک رگیدا (یشوع ۱۰: ۱۰، ۱۱) ۔ اس کا نام ذیل کے حوالوں میں بھی آتا ہے (یشوع ۱۵: ۳۵ ؛ ۱۔سموئیل ۱۷: ۱ ؛ ۲۔تواریخ ۱۱: ۹ ؛ یرمیاہ ۳۴: ۷ ؛ نحمیاہ ۱۱: ۳۰) ۔

عزیئیل ۔ عُزّی ایل :۔ (عبرانی = خدا میری قوّت ہے)۔ ایک لاوی جو اونچی سُر میں گانے والا تھا (۱۔تواریخ ۱۵: ۲۰ ؛ آیت ۱۸ میں یعزیئیل ہے اور ۱۶: ۵ میں یحیئیل) ۔

عساہیل :۔ ۱۔ داؤد بادشاہ کی بہن ضرویاہ کا چھوٹا بیٹا اور یوآب اور ابی شے کا بھائی۔ یہ تینوں داؤد کے سورماؤں میں سے تھے اور عساہیل ۲۴۰۰۰ آدمیوں پر سردار تھا (۱۔تواریخ ۲۷: ۷) ۔ وہ سُبک پا تھا ۔ جب اس نے ساؤل کے لشکر کے سابقہ سردار ابنیر کا پیچھا کیا تو ابنیر نے اُسے مار دیا (۲۔سموئیل ۲: ۱۸۔۲۳) ۔
۲۔ یہوسفط بادشاہ کے زمانہ میں ایک مُعلّم لاوی (۲۔تواریخ ۱۷: ۸) ۔
۳۔ حزقیاہ بادشاہ کے دورِ حکومت میں ایک لاوی جو خداوند کے ہدیوں کا پیشکار تھا (۲۔تواریخ ۳۱: ۱۳) ۔
۴۔ کسی یونتن کا باپ (عزرا ۱۰: ۱۵) ۔

عسایاہ :۔ (عبرانی = جسے یہوواہ نے بنایا) ۔
۱۔ یوسیاہ بادشاہ کا ملازم جسے اوروں کے ساتھ خداوند کے پاس بھیجا گیا تا کہ شریعت کی اُس کتاب کے متعلق پوچھے جو سافن منشی نے بادشاہ کو پڑھ کر سُنائی تھی (۲۔سلاطین ۲۲: ۱۲۔۱۴) ۔
۲۔ بنی شمعون میں سے ایک شخص (۱۔تواریخ ۴: ۳۶) ۔
۳۔ بنی مراری میں سے ایک لاوی (۱۔تواریخ ۶: ۳۰) ۔
۴۔ ایک سیلانی جو اسیری کے بعد پہلے پہل یروشلیم میں آکر بسا (۱۔تواریخ ۹: ۵) ۔
۵۔ بنی مراری میں سے ایک جو لاویوں کا سردار تھا (۱۔تواریخ ۱۵: ۶، ۱۱) ۔ شاید یہ اور ۳ ایک ہی شخص ہیں۔

عستارات ۔ عستارت :۔ ۱۔ عشق، جنگ اور بار آوری کی ماتا دیوی ۔ اس کے نام کا عبرانی تلفظ **عشتورت** تھا ۔ یاد رہے کہ یہودی بُت پرستی سے سخت نفرت کرتے تھے ۔ وہ اس دیوی کا نام لینا بھی بُرا سمجھتے تھے ۔ اس لئے وہ اس دیوی کے نام کے حروفِ صحیح پر لفظ **بوشت** (بمعنی شرم) کے اعراب لگا کر پڑھتے تھے (اس کے لئے دیکھئے یہوواہ)۔ کنعان کے باشندوں کی وجہ سے بنی اسرائیل اس سے واقف تھے۔ اس کے بُت کو جسے ★ یسیرت بھی کہتے تھے، موآبی، صیدانی اور عمونی پوجتے تھے (۱۔سلاطین ۱۱: ۵، ۳۳ ؛ ۲۔سلاطین ۲۳: ۱۳) ۔ اس کا نر ساتھی ★ بعل تھا ۔ ان دونوں کی پوجا بڑے فحش طریقے سے کی جاتی تھی (دیکھئے کسبی)۔ قضاۃ ۲: ۱۱۔۲۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل سچے خدا کو چھوڑ کر عستارات اور بعل کی پرستش کرنے لگے ۔ سموئیل بنی اسرائیل میں ایک بڑی بیداری لایا ۔ تاہم بنی اسرائیل فلستیوں سے چھٹکارا تب تک نہ پا سکے جب تک اُنہوں نے

143

عشتارات کو چھوڑ کر یہوواہ کی طرف رجوع نہ کیا (۱-سموئیل ۷: ۳، ۴)۔ اسرائیلی سموئیل، ساؤل اور داؤد کے زمانے میں اس گناہ سے بچے رہے۔ لیکن سلیمان بادشاہ نے اپنے عہد کے دوسرے حصہ میں سیاسی حکمت عملی کے تحت غیر قوم عورتوں سے شادی کی۔ انہوں نے بادشاہ کے دل کو اپنے دیوی دیوتاؤں کی طرف مرغوب کیا (۱-سلاطین ۱۱: ۴-۸)۔ بنی اسرائیل اگلی ساڑھے تین صدیوں تک اس دیوی کی پرستش کرتے رہے تاوقتیکہ ★ یوسیاہ بادشاہ نے ان کے بت توڑ کر انہیں اس لعنت سے نہ چھڑایا۔ نیز دیکھئے بعل۔
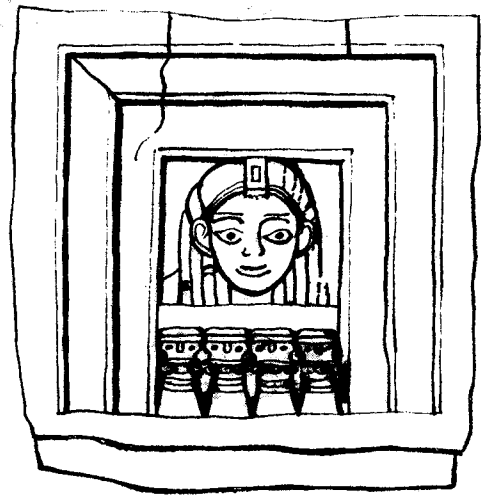
ہاتھی دانت کی چوکھٹ۔ کھڑکی سے ایک بے نقاب عورت جھانک رہی ہے۔ غالباً یہ عشتی، بارآوری اور جنگ کی ماتا دیوی عشتارات یا اس کی پجارن ہے جو ★ قدیشہ کا کردار ادا کر رہی ہے (دیکھئے کسبی)۔ یہ چوکھٹ خورس آباد میں ملی ہے۔ غالباً یہ آٹھ یا نو سو سال ق م کی ہے۔

۲- یہ جمع کے صیغہ میں بتوں کے لئے استعمال ہوا ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ واحد اور جمع میں تمیز نہیں کی گئی۔ کیتھولک ترجمہ میں جمع کے لئے عشتاروت ہے (قضاۃ ۲: ۱۳؛ ۱۰: ۶؛ ۱-سموئیل ۷: ۳، ۴؛ ۱۲: ۱۰؛ ۳۱: ۱۰)۔

۳- بسن کے علاقے میں ایک قدیم شہر جہاں عوج کا بادشاہ رہتا تھا (استثنا ۱: ۴)۔ اسے غالباً یہ نام اس وجہ سے دیا گیا کہ یہاں اس دیوی کا مندر تھا۔ اس کا پورا نام ★ عشتارات قرنیم تھا۔

عشتارات قرنیم - عشتروت قرنائم :- (عبرانی = سینگوں والی عشتارات)۔ ابرہام کے زمانے میں ایک شہر یا علاقہ۔ یہاں کدرلاعمر اور اس کے ساتھی بادشاہوں نے رفائیم کو رگید کر شکست دی (پیدائش ۱۴: ۵)۔

عِسق - آسک :- (عبرانی = جھگڑا)۔ اُس کنوئیں کا نام جو اضحاق کے چرواہوں نے وادی جرار میں کھودا۔ اضحاق نے اسے یہ نام اس لئے دیا کہ یہاں اس کے چرواہے جرار کے چرواہوں سے جھگڑے (پیدائش ۲۶: ۲۰)۔

عسن - عاشان :- (عبرانی = دھواں)۔ یہوداہ کے علاقہ میں ایک شہر جو بعد میں بنی شمعون کو ملا۔ اس کے بعد اس کو پناہ کا شہر بنا کر کاہنوں کو دیا گیا (یشوع ۱۵: ۴۲؛ ۱۹: ۷؛ ۱-تواریخ ۴: ۳۲؛ ۶: ۵۹)۔

عسوات - عشوات :- آشر کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۳۳)۔

عسیئیل - عسی ایل :- (عبرانی = خدا بنانے والا ہے)۔ شمعون کے قبیلے کا ایک شخص جس کا ذکر صرف ۱-تواریخ ۴: ۳۵ میں ہے۔ یہ اپنے گھرانے کا سردار تھا۔

عشائے ربانی :- عشائے ربانی کے معنی اُس کی ابتدا اور الٰہیاتی اہمیت کا مطالعہ کرنے سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اس کی تاریخی اہمیت اُس واقعہ سے اُبھرتی ہے کہ مسیح خداوند نے اپنے پکڑوائے جانے سے پیشتر رات کو فسح کھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو اسے منانے کا حکم دیا۔ "جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی اور برکت دے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" (متی ۲۶: ۲۶-۲۸؛ مرقس ۱۴: ۲۲-۲۴؛ لوقا ۲۲: ۱۹-۲۰)۔

اس کی الٰہیاتی اہمیت اُس تفسیر سے اُبھرتی ہے جو پولس رسول نے اس کی کی۔ وہ لکھتا ہے: "وہ برکت کا پیالہ جس پر ہم برکت چاہتے ہیں کیا مسیح کے خون کی شراکت نہیں؟ وہ روٹی جسے ہم توڑتے ہیں کیا مسیح کے بدن کی شراکت نہیں؟ چونکہ روٹی ایک ہی ہے اس لئے ہم جو بہت سے ہیں ایک بدن ہیں کیونکہ ہم سب اُسی ایک روٹی میں شریک ہوتے ہیں" (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۶-۱۷؛ ۱۱: ۲۳-۲۸)۔ اس کی تاریخی اور الٰہیاتی اہمیت مل کر اُس رفاقت کی بنیاد مہیا کرتی ہیں جس کے ذریعہ سے جمع شدہ کلیسیا مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی یاد مناتی ہے جو اس کی روحانی زندگی کا سرچشمہ ہیں۔

کلام مقدس میں خداوند کی میز کو کئی ایک نام دیئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک اس کی اہمیت کے کسی نہ کسی پہلو کو بیان کرتا ہے۔ اسے مسیح کا بدن اور خون (متی ۲۶: ۲۶-۲۸)، مسیح کے خون اور بدن کی شراکت (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۶)، خداوند کی روٹی اور پیالہ (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۷)، روٹی توڑنا (اعمال ۲: ۴۲؛ ۲۰: ۷) اور

عشائے ربّانی (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۰) کہا گیا ہے۔

اس پاک رسم کا مطلب اس سے متعلق مستعمل حسبِ ذیل اصطلاحات سے بھی بخوبی عیاں ہوتا ہے: یوخارست (شکر گذاری)، پاک شراکت، یسوع کی موت کی یادگار ضیافت، حمد و ثنا کی قربانی اور مسیح کی حضوری۔

عشائے ربّانی کی نوعیت

عشائے ربّانی کی نوعیت اور اہمیت مسیح کے "بدن" اور "خون" کے مطلب اور ایماندار کی زندگی میں اِسے منانے کی اہمیت کی تفسیر سے ظاہر ہو جائے گی۔

مسیح یسوع نے اپنے بدن اور خون کی طرف جو اشارہ کیا، اس کے مطلب کی تین طرح سے تفسیر کی گئی ہے: پہلی، کیتھولک کلیسیا کی تبدیلئ جوہر کی تفسیر۔ دوسری، لوتھرن کلیسیا کی اتحادِ جوہر کی تفسیر۔ تیسری، ریفارمڈ کلیسیا کی علامتی یادگار کی تفسیر۔

کیتھولک کلیسیا کے نزدیک اِس پاک رسم کی ادائگی کے ہر موقع پر روٹی اور انگور کا شیرہ حقیقتاً مسیح کا بدن اور خون بن جاتا ہے اور یوں عشائے ربّانی انسان کے گناہوں کی حقیقی قربانی بن جاتی ہے۔ چونکہ روٹی اور شیرہ مسیح کے حقیقی بدن اور خون میں تبدیل ہو جاتے ہیں اس لئے وہ عشائے ربّانی میں شریک ہونیوالوں کے لئے حقیقی فضل اور اجر کا باعث بنتے ہیں۔

اس کے برعکس لوتھرن کلیسیا تبدیلئ جوہر کا انکار کرتی ہے لیکن عشائے ربّانی کے اجزا میں مسیح یسوع کی موجودگی پر ایمان رکھتی ہے تاکہ وہ لوگ جو اس رسم میں حصہ لیتے ہیں اسراری طور پر مسیح کو حاصل کریں۔

علامتی یادگار کی تعلیم جس کا کیلون حامی تھا یہ سکھاتی ہے کہ بدن اور خون کی اصطلاحات کو لفظی طور پر نہیں لینا چاہیئے بلکہ علامتی طور پر۔ اور کہ اِس رسم کو مناتے وقت مسیح روحانی طور پر حاضر ہوتے ہیں۔ لہٰذا عشائے ربّانی ایک دائمی یادگار اور خدا کے عہدی فضل کی مُہر ہے جسے تقدیس اور تابع فرمانی کی تجدید کے طور پر منانا چاہیئے۔

علامتی یادگار کی تعلیم، جسے اکثر غیر لوتھرن پروٹسٹنٹ، اصلاحِ دین کے وقت سے مانتے آئے ہیں اِس کی دوہری فطرت کو ظاہر کرتی ہے یعنی ایک طرف تو یہ علامتی ہے اور دوسری طرف یادگار ضیافت۔

اس کا علامتی ہونا، اس کے مسیحی زندگی پر اطلاق سے اُبھرتا ہے۔ یہ ہمارے گناہوں کے لئے مسیح کی موت اور مسیح میں ہمارے گناہ کی طرف سے مرنے (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶؛ رومیوں ۶: ۱-۱۳)، مسیح کی موت کے وسیلہ ہمارے راستباز ٹھہرنے (۱۔کرنتھیوں ۵: ۷)، مسیح کی موت میں ہمارے شامل ہونے (۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۶)، مسیح کی موت کے ذریعہ ہماری اور مسیح کی یگانگت (رومیوں ۶: ۴) اور جب تک مسیح نہ آئیں اُن میں ہماری اُمید (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۶) کی علامت ہے۔

عشائے ربّانی کے عناصر علامتی ہیں۔ روٹی، مسیح کے بدن کی علامت بالنشان ہے۔ روٹی پر زندگی کا انحصار ہے۔ پس روٹی توڑنا اس بات کی علامت ہے کہ ہماری نجات کی خاطر مسیح کی جان ٹوٹی۔ انگور کا شیرہ جو مسیح کے خون کی علامت ہے یہ پیش کرتا ہے کہ غضبِ الٰہی کے باعث مسیح کی زندگی کو روندا اور نچوڑا گیا۔ یہ دونوں مل کر مسیح کی زندگی کی قربانی کی تشریح کرتے ہیں۔

لیکن اس کی سب سے بڑی اہمیت اس میں ہے کہ یہ یادگار ضیافت ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایمان دار نئے طور سے باطنی اور روحانی طور پر خدا کے اُس فضل سے متاثر ہوتا ہے جس کا اظہار مسیح کی موت میں ہؤا۔ جب وہ اِن علامتی عناصر کو لیتا ہے تو وہ ایک مرتبہ پھر مسیح کی موت کی برکت قبول کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایماندار کو اس کی وقتاً فوقتاً تجدید کی ضرورت ہے بلکہ یہ کہ یہ خدا کے اُس رحم کی لگاتار یادگار ہے جس کے وسیلہ سے وہ فضل کے ماتحت آگیا اور اُسے مسیح کی راستبازی مل گئی۔ چونکہ یہ مسیح کی موت کی یادگار ہے اس لئے یہ مسیح کی مرضی کی فرمانبرداری کا نئے طور سے عہد بھی ہے۔ یہ ایک مرتبہ پھر اس بات کا اقرار ہے کہ اُس کی نجات کا انحصار کلیتہً مسیح کے توڑے ہوئے بدن اور بہائے ہوئے خون پر ہے۔

عشائے ربّانی کے تقاضے

کلامِ پاک میں عشائے ربّانی میں شریک ہونے والے کے بارے میں دو تقاضے ملتے ہیں۔ پہلا، وہ نجات یافتہ ہو۔ دوسرا، وہ متواتر ایسی زندگی بسر کرتا ہو جو مسیح کی موت کی یادگار کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔

چونکہ عشائے ربّانی فضل کے باطنی تجربہ کی علامت ہے اس لئے صرف وہی جو مسیح کی فیض رساں موت میں شامل ہیں ان کی موت کی یادگار منا سکتے ہیں۔ عشائے ربّانی میں شریک ہونے والے ہر شخص کو شرکت سے پہلے اپنے ایمان کو جانچنا چاہیئے (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۷-۲۹)۔

مزید براں، شرکت کرنے والے کو وفادارانہ زندگی بسر کرنے والا ہونا چاہیئے۔ وہ دیدہ دانستہ گناہ کا مرتکب نہ ہوتا ہو اور جب وہ خداوند کی میز کے پاس آئے تو اس کے دل میں مسیح میں زیادہ قریبی رفاقت رکھنے کی خواہش ہو اور وہ مسیح کی موت کی یاد منانے کے مطلب کو بخوبی سمجھتا ہو (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۸)۔

اگرچہ اس کا کلام میں صاف طور سے ذکر تو نہیں تاہم قیاس غالب ہے کہ ابتدائی کلیسیا میں عشائے ربّانی میں صرف بپتسمہ یافتہ ایماندار شریک ہو سکتے تھے۔

خداوند کی میز کا اہتمام و انصرام

کلامِ مُقدّس میں اس رسم کو منانے کا طریقہ نہیں بتایا گیا۔ تاہم رسولی کلیسیا کے نمونہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِسے باقاعدگی سے منایا جاتا اور یہ کلیسیا کی پرستش کا مرکزی نکتہ تھی۔

اس رسم کو غیر لطورپائی کلیسیاؤں (وہ کلیسیائیں جو ریت و رسم کی زیادہ قائل نہیں) میں مسیح کے نمونہ پر منایا جاتا ہے۔ مسیح نے روٹی لی، اس پر برکت دی، توڑا اور شاگردوں کو دیا۔ یوں شرکت کرنے والا روٹی اور پیالے کو لیتا ہے۔ یہ شرکت اس بات کا نشان ہے کہ وہ مسیح میں گناہ کی طرف سے مرگیا ہے۔

شاگردوں کا مسیح کے ساتھ روٹی اور پیالہ میں شریک ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خداوند اور دیگر ایمانداروں کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں۔

اگرچہ اس پاک رسم میں نجات نہیں توبھی اس میں اِس سے متعلقہ اُمور پائے جاتے ہیں۔ یہ انسان کی خاطر مسیح کے پورے کام کو ظاہر کرتی ہے اور ایک ہی عمل میں مسیح کے اس کام کے متعلق انسان کے تمام ردِّ عمل کو ظاہر کرتی ہے۔ جب ایماندار روٹی اور شیرہ لیتا ہے تو وہ مسیح میں جتنا ایمان رکھتا ہے اُسی نسبت سے روحانی برکات حاصل کرتا ہے۔ یادگاری کا پہلو اس پاک رسم میں نہیں پایا جاتا بلکہ ایماندار کے دل میں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایمان کا ہونا ضروری ہے۔

عَصا:۔ چھڑی۔ لاٹھی۔ ڈنڈا وغیرہ۔ عبرانی کے مختلف لفظوں کا ترجمہ۔ شبط (یہ قبیلہ کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے۔ دیکھئے خاندان)۔ شربیط۔ یہ زیادہ تر فارس کے بادشاہوں کے عصا کے لئے آیا ہے (آستر ۴: ۱۱، ۵: ۲، ۸: ۴)۔ لفظ **مطہ** بھی آیا ہے۔ عصا شخصی اختیار یا شاہی حاکمیت کا نشان تھا۔ یہ عام طور پر مزیّن اور منقش ہوتا تھا اور بادشاہ یا اُس کا چوبدار اُسے اُٹھاتا تھا۔

۱۔ مزیّن عصا جو عستارویوں کے مجسّمہ کے ہاتھ میں تھا

۲۔ شاہی عصا

لیکن اکثر عام شخص بھی اپنا اختیار جتانے کے لئے عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے، مثلاً جو لاٹھی یہوداہ کے ہاتھ میں تھی وہ اُس کے اختیار کی علامت تھی (پیدائش ۳۸: ۱۸۔ کیتھولک ترجمہ عصا ہے)۔ آج کل بھی فوجی افسر ایک چھڑی ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ یہ اُن کے رُتبے کی آئینہ دار بھی ہے اور رعب وداب کا نشان بھی۔ عصا کو عبرانی میں مجازی معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے اس لئے اردو ترجمہ میں عصا کے یا تو مرادی یا مجازی معنی درج ہیں۔ مصر کا عصا زکریاہ ۱۰: ۱۱؛ بیت عدن کے فرمانروا عاموس ۱: ۵؛ اسقلون کے فرمانروا عاموس ۱: ۸؛ بابل کے بے انصاف حاکموں کا عصا یسعیاہ ۱۴: ۵؛ اسرائیل کے حاکموں کا عصا حزقی ایل ۱۹: ۱۱، ۱۴۔

پیدائش ۴۹: ۱۰ اور گنتی ۲۴: ۱۷ میں عصا سے مستقبل کے حاکم مراد ہیں۔

ان دونوں حوالوں کا تعلق مسیح موعود کی آمد سے ہے۔ یہی لفظ زبور ۴۵: ۶ میں آیا ہے جسے نئے عہدنامہ میں مسیح کے بیٹے ہونے کی پیشینگوئی اور اُن کی حکومت سے تعبیر کیا گیا ہے ".... تیری بادشاہی کا عصا راستی کا عصا ہے" (عبرانیوں ۱: ۸)۔

جو سرکنڈا خداوند مسیح کا تمسخر اڑانے کے لئے اُن کے ہاتھ میں تھمایا گیا (متّی ۲۷: ۲۹)، وہ ان کی حاکمیت کا علمبردار تھا۔

عصمت فروشی:۔ کسبی کا پیشہ۔ دیکھئے کسبی۔

عصیُون جابر:۔ خلیج عقبہ میں ایلوت کے نزدیک ایک شہر۔ قادس میں قیام سے پیشتر بنی اسرائیل کے بیابان میں سفر کے زمانہ میں یہ اُن کے رُکنے کی آخری جگہ تھی (گنتی ۳۳: ۳۵-۳۶)۔ سلیمان کے عہد میں یہ شہر اپنی خوش حالی کے عروج پر تھا۔ یہاں سے اُس کا تجارتی بیڑہ اوفیر جاتا تھا جہاں سے وہ سونا لاتا تھا (۱۔ سلاطین ۹: ۲۶ مابعد؛ ۲۔ تواریخ ۸: ۱۷، ۱۸)۔ یہوسفط نے اخزیاہ کے ساتھ مل کر اوفیر بھیجنے کے لئے اس جگہ جہاز بنائے لیکن بیڑہ بندرگاہ چھوڑنے سے پہلے ہی تباہ کر دیا گیا (۲۔ تواریخ ۲۰: ۳۵، ۳۶؛ ۱۔ سلاطین ۲۲: ۴۸، ۴۹)۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے معلوم ہوتا ہے کہ عصیون جابر، تل خلیفہ کے مقام پر تھا۔ یہ شہر مشرق میں ادوم کی پہاڑیوں اور مغرب میں فلسطین کی پہاڑیوں کے درمیان واقع تھا جہاں شمالی ہوا بڑی تیزی سے چلتی ہے اور وادی الارابہ کے وسط کی طرف بڑھتی جاتی ہے۔ چونکہ یہ شہر صنعت کا مرکز اور بندرگاہ تھا اس لئے ان ہواؤں کی وجہ سے یہ مقام چنا گیا تھا۔ کھدائی کے دوران یہاں سے زیادہ تانبہ اور لوہا پگھلانے والی بھٹیاں ملی ہیں۔ بھٹیاں اس طرز پر تعمیر کی گئی تھیں کہ شمال سے چلنے والی تیز ہوا سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ سلیمان کے زمانہ میں نزدیکی کانوں سے ان بھٹیوں کے لئے خام دھات مہیا کی جاتی تھی۔ یہ کاروبار سلیمان کی دولت بڑھانے میں بڑا ممد و

معاون ثابت ہوا۔

عضم ۔ عاصم :۔ ادوم کی سرحد پر ایک شہر جو بنی شمعون کو دیا گیا (یشوع ۱۵:۲۹؛ ۱۹:۳؛ ۱۔ تواریخ ۴:۲۹)۔

عضمون ۔ عصمون :۔ (عبرانی = مضبوط)۔ یہوداہ کے جنوبی حد پر ایک شہر (گنتی ۳۴:۴، ۵؛ یشوع ۱۵:۴)۔

عطار :۔ عطر کشید کرنے والا۔ گندھی (واعظ ۱۰:۱) دیکھئے حسن افروز اشیاء۔ پیشہ جات بائبل ۴۰

عطارات ۔ عطاروت :۔ (عبرانی = تاج ۔ جمع)۔
۱۔ موجودہ خربت الطارس ۔ یہ شہر یردن کے مشرق میں ہے ۔ اسے بنی روبن کو دیا گیا تھا لیکن بنی جد نے اسے فصیلدار بنایا (گنتی ۳۲:۳، ۳۴)۔
۲۔ افرائیم اور بنیمین کے علاقوں کے درمیان ایک جگہ (یشوع ۱۶:۲)۔ شاید یہ اور عطارات ادار ایک ہی جگہ ہیں (یشوع ۱۶:۵؛ ۱۸:۱۳)۔
۳۔ افرائیم کی مشرقی سرحد پر ایک جگہ (یشوع ۱۶:۷)۔

عطارہ :۔ یرحمئیل کی ایک بیوی ۔ اونام کی ماں (۱۔ تواریخ ۲:۲۶)۔

عطر :۔ خوشبودار چیزوں کا جوہر۔ دیکھئے حسن افروز اشیاء اور عطریات۔

عطرات ۔ عطروت :۔ غالباً پورا نام عطرات شوفان ہے۔ یردن کے مشرق میں ایک شہر جسے بنی جد نے فصیلدار بنایا (گنتی ۳۲:۳۵)۔

عطرات بیت یوآب ۔ عطروت بیت یوآب :۔
بیت لحم کے قریب ایک مقام (۱۔ تواریخ ۲:۵۴)۔

عطرات شوفان ۔ عطروت شوفان :۔ بنی جد کا بنایا ہوا ایک شہر جسے انہوں نے فصیلدار کیا۔ یہ یردن دریا کے مشرق میں واقع تھا (گنتی ۳۲:۳۵)۔

عطردان :۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۹

عطلی ۔ عتلائی :۔ عزرا کے زمانے کا ایک شخص جس نے اپنی اجنبی بیوی کو الگ کیا (عزرا ۱۰:۲۸)۔

عفر ۔ عافر :۔ (عبرانی = بچھڑا)۔
۱۔ مدیان کا بیٹا اور ابرہام کا پوتا (پیدائش ۲۵:۴؛ ۱۔ تواریخ ۱:۳۳)۔
۲۔ یہوداہ کے قبیلے کے عزرہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴:۱۷)۔

عفرون :۔ (عبرانی = غزال، ہرن کا بچہ)۔
۱۔ بنی حت میں سے صحر کا بیٹا ۔ ابرہام نے اپنی بیوی سارہ کو دفنانے کے لئے عفرون سے چار سو مثقال چاندی میں مکفیلہ کا غار خریدا (پیدائش ۲۳:۸، ۹)۔
۲۔ ایک پہاڑ جو یہوداہ کی شمالی حد پر یروشلیم کے شمال مغرب میں چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا (یشوع ۱۵:۹)۔
۳۔ ایک دیہات جسے ابیاہ نے یربعام بادشاہ سے لیا (۲۔ تواریخ ۱۳:۱۹)۔

عفرہ :۔ (عبرانی = ہرن)۔
۱۔ بنیمین کے علاقے میں ایک شہر (یشوع ۱۸:۲۳)۔ غالباً یہ وہی جگہ ہے جہاں خداوند یسوع چلے گئے جب یہودی اُن کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے (یوحنا ۱۱:۵۴)۔
۲۔ بنی منسی کے علاقہ میں ایک مقام ۔ یہاں جدعون نے اس فرشتے کو بلوط کے درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا جس نے اسے کہا کہ بنی اسرائیل کو مدیانیوں سے بچا ۔ یہاں جدعون نے خداوند کے لئے مذبح بنایا (قضاۃ ۶:۲۴)۔
۳۔ معوناتی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴:۱۴)۔ نیز دیکھئے بیت عفرہ۔

عفریتِ شب ۔ لیلیت :۔ یہ نام ادوم کی تباہی کے سلسلہ میں یسعیاہ ۳۴:۱۴ میں پایا جاتا ہے ۔ مفسروں کو اس کی تشریح کرنے میں کافی دقت پیش آئی ہے۔
بعض کا خیال ہے کہ یہ یہودیوں کے بھوت پریت سے متعلق ہے ۔ اس کی بابت عجیب کہانیاں رائج ہیں ۔ مثلاً یہ کہ رات کو یہ خوبصورت عورت کی شکل اختیار کر لیتی تھی تاکہ چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے تباہ کر دے۔ (اس کا تعلق رات سے تھا تب ہی اس کو لیلیت (عربی اللیلتہ) کا نام دیا گیا (دیکھئے کیتھولک ترجمہ) تلمود میں یہ روایت ہے کہ حوا کی تخلیق سے پہلے یہ آدم کی بیوی تھی اور اس طرح یہ جنات کی ماں تصور کی جاتی تھی) لیکن یہ بالکل من گھڑت بات ہے۔

عفنی :۔ بنیمین کے علاقے میں بیت ایل سے ۲½ میل شمال مغرب میں ایک شہر ۔ اس کا ذکر صرف یشوع ۱۸:۲۴ میں ہوا ہے۔

عقاب :۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۱

عقاب ، بحری عقاب :۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۱ ب

عقّان :- عیسو کی اولاد سے ایصر کا بیٹا (۱- تواریخ ۱ : ۴۲ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بجا یعقان ہے) - یہ ملکِ شعیر کے حوری رئیس ایصر کا بیٹا تھا (پیدائش ۳۶ : ۲۰-۲۷) - بنی اسرائیل بیروت بنی یعقان کے علاقے میں ٹھہرے - یہیں ہارون نے رحلت کی اور یہیں اسے دفنایا گیا (استثنا ۱۰ : ۶، ۷) -

عقبہ، خلیج :- بحرہ قلزم کے شمال مشرق میں ایک خلیج جو جزیرہ نما سینا اور مدیان کے درمیان ہے - اس کے سرے پر سلیمان کی بندرگاہ عصیون جابر تھی - لفظ عقبہ بائبل میں نہیں آتا (۱- سلاطین ۹ : ۲۶) -

عقربیم :- (عبرانی عقرب = بچھو کی جمع - عبرانی میں یہ لفظ ہمیشہ "معلہ" کے ساتھ آتا ہے جس کا مطلب چڑھائی ہے - مقابلہ کریں لفظ "معلوت" کا جو زبور ۱۲۰، ۱۲۱ وغیرہ کے عنوانوں میں آیا ہے یہ وہ زبور ہیں جنہیں گاتے ہوئے ہیکل کی چڑھائی پر جاتے تھے) - عقربیم کی چڑھائی بنی اسرائیل کی جنوبی سرحد تھی (گنتی ۳۴ : ۴؛ یشوع ۱۵ : ۳) -

عقرون :- فلستیوں کے پانچ شہروں میں سے شمالی ترین شہر - گو یہ یہوداہ کو میراث میں دیا گیا تھا تو بھی یشوع نے اسے فتح نہیں کیا تھا (۱- سموئیل ۴ : ۱۷؛ یشوع ۱۵ : ۴۵) - باقی چار شہر یہ ہیں : اشدود، غزہ، اسقلون، جات -

عقرون باری باری بنی دان اور فلستیوں کے قبضے میں آتا رہا (قضاۃ ۱ : ۱۸؛ ۱- سموئیل ۱۷ : ۵۲ وغیرہ) - اس سے پہلے کہ خدا کا صندوق اسرائیل کو واپس کیا جاتا فلستی اسے یہاں لے آئے (۱- سموئیل ۵ : ۱۰) - اس جگہ عقرون کے دیوتا بعل زبوب کا مندر بھی تھا (۲- سلاطین ۱ : ۲) - نبی اس کا ذکر دوسرے فلستی شہروں کے ساتھ کرتے ہیں (عاموس ۱ : ۸؛ صفنیاہ ۲ : ۴؛ زکریاہ ۹ : ۵-۷) -

عقوب :- (عبرانی = تعاقب کرنے والا) -

۱- الیوعینی کا بیٹا (۱- تواریخ ۳ : ۲۴) -

۲- ایک لاوی جس کے خاندان کے فرد ہیکل میں دربان (پھاٹک کے نگہبان) تھے (۱- تواریخ ۹ : ۱۷) -

۳- نتنیم کے خاندان کا سربراہ (عزرا ۲ : ۴۵) -

۴- ایک لاوی جس نے عزرا کے زمانہ میں شریعت کو پڑھ کر سنایا اور اس کے معنی بتائے (نحمیاہ ۸ : ۷) -

عقیدہ، اثناسیس کا - اثناسی عقیدہ - اتھناسیس کا عقیدہ :-

چونکہ یہ عقیدہ مقدس اثناسیس کے نام سے منسوب کیا گیا ہے اس لئے اس کا تعلیمی اختیار رسولوں کے عقیدے اور نقائیہ کے عقیدے کے برابر سمجھا جاتا ہے - یہ عقیدہ جنوبی فرانس میں وجود میں آیا - اسکے مصنف کا علم نہیں اس کی مکمل صورت آٹھ سو پچھتر ۸۷۵ء سے پہلے نہیں ملتی - یونانی اور روسی کلیسیائیں اسے عبادت میں استعمال تو کرتی ہیں مگر اس کو ایمان کے معیار کا درجہ نہیں دیتیں اور باقی کلیسیائیں اس کو محض عقیدہ کی حیثیت سے مانتی ہیں - اس کا مصنف اثناسیس نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا اصل متن لاطینی میں ہے اور یہ اثناسیس کی یونانی کتب میں نہیں پایا جاتا - اس کے علاوہ چوتھی صدی کے کسی بھی مصنف نے اس عقیدہ کا ذکر نہیں کیا - یہ عقیدہ کلیسیائے قدیم کی تعلیم کا خوبصورت خلاصہ پیش کرتا ہے - ہم اس میں پاک تثلیث کے بارے میں اگسطین کی تعلیم کا اثر پہچانتے ہیں - دوسری اور بیالیسویں آیات میں اس کی تعلیم کو رد کرنے کا جو ذکر ہے وہ دوسرے عقیدوں میں نہیں پایا جاتا - اپنی طوالت کے باعث یہ عقیدہ عبادتوں میں بہت کم استعمال ہوتا ہے -

یہ عقیدہ بعض اُن بدعتوں کے ردِ عمل میں رونما ہوا جو ثالوث پاک کے بارے میں غلط تعلیم دیتی تھیں مثلاً سبلیئس Sabellius کی بدعت اور ★ اریوسی بدعت قریباً ۴۲۰ء میں مغربی کلیسیا کے ایک بیان میں نقایہ کے عقیدہ کی تعلیم کی وضاحت کی گئی ہے - اگرچہ مقدس اثناسیس Athanasius نے یہ نہیں لکھا تھا لیکن اسے اس کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اثناسیس ★ اریوسی بدعت کا بڑا دشمن تھا - ذیل میں ہم اس عقیدے کا متن پیش کرتے ہیں - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بشپ ینگ کی کتاب - رسولوں کے نقشِ قدم پر صفحہ ۲۲۸ مابعد - خیال رہے کہ اس عقیدے میں کیتھولک سے مراد رومن کیتھولک نہیں بلکہ تمام عالمگیر کلیسیا ہے -

عقیدے کا متن چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا ہے -

مقدس اثناسیس کا عقیدہ

جو کوئی نجات چاہے : اُسے سب باتوں سے زیادہ ضرور ہے کہ کیتھولک ایمان پر قائم رہے -

۲- اس ایمان کو اگر کوئی بے کم و کاست اور خالص نہ رکھے : تو وہ بے شک ابدی ہلاکت میں پڑے گا -

اور کیتھولک ایمان یہ ہے : کہ ہم واحد خدا کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کریں -

۴- نہ اقانیم کو مخلوط کریں : نہ جوہر کو تقسیم -

۵- کیونکہ اقنومیت باپ کی اور ہے، بیٹے کی اور : رُوح القدس کی اور -

۶- لیکن باپ بیٹے اور رُوح القدس کی اُلوہیت ایک ہی ہے : جلال برابر عظمت یکساں ازلی -

۷- جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا : اور ویسا ہی رُوح القدس ہے -

۸- باپ غیر مخلوق، بیٹا غیر مخلوق : رُوح القدس غیر مخلوق -

٩- باپ غیر محدود، بیٹا غیر محدود: رُوح القُدس غیر محدود۔
١٠- باپ ازلی، بیٹا ازلی: رُوح القُدس ازلی۔
١١- تاہم تین ازلی نہیں: بلکہ ایک ہی ازلی ہے۔
١٢- اسی طرح نہ تین غیر محدود میں نہ تین غیر مخلوق: بلکہ ایک ہی غیر مخلوق اور ایک ہی غیر محدود ہے۔
١٣- اسی طرح باپ قادرِ مطلق، بیٹا قادرِ مطلق: رُوح القُدس قادرِ مطلق ہے۔
١٤- تو بھی تین قادرِ مطلق نہیں: بلکہ ایک ہی قادرِ مطلق ہے۔
١٥- ویسا ہی باپ خدا، بیٹا خدا: رُوح القُدس خدا ہے۔
١٦- تاہم تین خدا نہیں: بلکہ ایک ہی خدا ہے۔
١٧- اسی طرح باپ خداوند، بیٹا خداوند، رُوح القُدس خداوند ہے۔
١٨- پھر بھی تین خداوند نہیں۔ بلکہ ایک ہی خداوند ہے۔
١٩- کیونکہ جس طرح مسیحی اُصول کے سبب ہمیں ماننا پڑتا ہے: کہ ہر اقنوم جداگانہ خدا اور خداوند ہے۔
٢٠- اُسی طرح کیتھولک دین کے بموجب یہ کہنا منع ہے: کہ تین خدا یا تین خداوند ہیں۔
٢١- باپ نہ کسی سے مصنوع ہے: نہ مخلوق نہ مولود۔
٢٢- بیٹا صرف باپ ہی سے ہے: نہ مصنوع ہے نہ مخلوق بلکہ مولود۔
٢٣- رُوح القُدس باپ اور بیٹے سے ہے: نہ مصنوع نہ مخلوق نہ مولود بلکہ صادر ہے۔
٢٤- پس تین باپ نہیں، بلکہ ایک ہی باپ ہے۔ تین بیٹے نہیں بلکہ ایک ہی بیٹا۔ تین رُوح القُدس نہیں بلکہ ایک ہی رُوح القُدس ہے۔
٢٥- اور اس ثالوث میں کوئی ایک دوسرے سے پہلے یا پیچھے نہیں: نہ کوئی ایک دوسرے سے بڑا یا چھوٹا ہے۔
٢٦- بلکہ تینوں اقانیم یکساں ازلی: اور باہم برابر ہیں۔
٢٧- الغرض ہر امر میں جیسا کہ اُوپر بیان ہُوا ہے: واحد کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کرنی واجب ہے۔
٢٨- پس جو کوئی نجات چاہے: ثالوث کو یُوں ہی مانے۔
٢٩- علاوہ اس کے ابدی نجات کے لئے ضرور ہے: کہ وہ ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے تجسّم پر بھی صحیح ایمان رکھے۔
٣٠- کیونکہ صحیح ایمان یہ ہے کہ ہم اعتقاد رکھیں اور اقرار بھی کریں: کہ ہمارا خداوند یسُوع مسیح جو خدا کا بیٹا ہے، خدا بھی ہے اور انسان بھی۔
٣١- وہ خدا ہے باپ کے جوہر سے سب عالموں سے بیشتر مولود: اور انسان ہے جو اپنی ماں کے جوہر سے اس عالم میں پیدا ہُوا۔
٣٢- وہ کامل خدا اور کامل انسان ہے: نفسِ ناطقہ اور انسانی جسم سے موجود۔

٣٣- اُلوہیّت کی راہ سے باپ کے برابر: انسانیت کی راہ سے باپ سے کمتر۔
٣٤- وہ اگرچہ خدا اور انسان ہے۔ تاہم دو نہیں بلکہ ایک ہی مسیح ہے۔
٣٥- ایک ہی ہے اس طور پر نہیں کہ الوہیت کو جسمانیت سے بدل ڈالا: بلکہ اس طور پر کہ انسانیت کو اُلوہیّت میں لے لیا۔
٣٦- وہ مطلقاً ایک ہے: جوہروں کے اختلاط سے نہیں بلکہ اقنوم کی یکتائی سے۔
٣٧- کیونکہ جس طرح نفسِ ناطقہ اور جسم مل کر ایک انسان ہوتا ہے: اُسی طرح خدا اور انسان مل کر ایک مسیح ہے۔
٣٨- اُس نے ہماری نجات کے واسطے دُکھ اُٹھایا: عالم ارواح میں اُتر گیا، مُردوں میں سے جی اُٹھا۔
٣٩- آسمان پر چڑھ گیا اور خدا قادرِ مطلق باپ کے دہنے بیٹھا ہے: وہاں سے وہ زندوں اور مُردوں کی عدالت کرنے کے لئے آنیوالا ہے۔
٤٠- اُس کی آمد پر سب آدمی اپنے اپنے بدن کے ساتھ جی اُٹھیں گے: اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔
٤١- تب جنہوں نے نیکی کی ہے وہ ابدی زندگی میں: اور جنہوں نے بدی کی ہے وہ ابدی آگ میں داخل ہوں گے۔
٤٢- کیتھولک ایمان یہی ہے: اس پر اگر کوئی سچّے دل سے اعتقاد نہ رکھے تو وہ نجات کو حاصل نہ کر سکے گا۔

جلال باپ اور بیٹے: اور رُوح القُدس کا ہو۔
جیسا ابتدا میں تھا اِس وقت ہے: اور ابد تک رہے گا۔ آمین۔

عقیدۂ رسُولوں کا رسُولوں کا عقیدہ:- چونکہ اس میں رسُولوں کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ پایا جاتا ہے، اس لئے اس کو رسُولی عقیدہ کہتے ہیں۔ اس کے چند جملے تو نئے عہد نامہ سے براہِ راست اخذ کئے گئے ہیں۔ (مثلاً ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۳؛ ۱۵: ۳ و متّی ۱۶: ۱۶)۔ موجودہ مکمل شکل میں یہ سنہ ۷۵۰ء سے پہلے نہیں ملتا۔ نہ ہی یہ سنہ ۳۹۰ء سے پہلے اس نام سے کہلاتا تھا۔ ۴۰۰ عیسوی کے بعد یہ روایت چلی کہ رُوح القُدس کی ہدایت سے بارہ رسولوں میں سے ہر ایک نے اس کا ایک ایک فقرہ باری باری کہا۔ صرف مغربی کلیسیاؤں میں ہی اس کو ایمان کا معیار قرار دیا گیا اور وہیں سے یہ پاکستانی کلیسیا میں مروّج ہُوا۔

راسخ الاعتقاد مشرقی کلیسیائیں نقایہ کے عقیدہ کو اوّل درجہ دیتی ہیں۔ رسولی عقیدہ کی مختصر پرانی یونانی شکل رُومی کلیسیا میں بپتسمہ کے موقع پر استعمال ہوتی تھی اس کے تین حصے ہیں جو باپ، بیٹے اور رُوح القُدس سے منسوب ہیں۔ مختلف جگہوں میں ایسے عقائد پائے جاتے تھے۔ ابتدائی صورت میں اس کے نو جُز تھے۔ خدا باپ قادرِ

مطلق، خالقِ کُل (۳) یسوع مسیح ہمارے خداوند خدا کا بیٹا (۳) رُوح القدس، پاک کلیسیا، گناہوں کی معافی (۳)۔

★ موہومیت، ★ عرفانیت اور ★ مارقیون کی بدعتی تعلیم کے سبب چند صدیوں میں اس عقیدہ میں کچھ اضافے کئے گئے اور نتیجتہً آہستہ آہستہ اس نے موجودہ صورت اختیار کر لی۔

ذیل میں اس عقیدے کا متن ملاحظہ ہو۔ یہ چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا ہے۔

میں ایمان رکھتا ہوں خدا قادرِ مُطلق باپ پر جو آسمان اور زمین کا خالق ہے۔

اور یسوع مسیح پر جو اُس کا اکلوتا بیٹا اور ہمارا خداوند ہے۔ وہ رُوحُ القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا، کنواری مریم سے پیدا ہُوا، پنطیس پیلاطس کے عہد میں دُکھ اُٹھایا، مصلوب ہُوا، مرگیا، اور دفن ہُوا۔ عالمِ ارواح میں اُتر گیا۔ تیسرے روز مُردوں میں سے جی اُٹھا، آسمان پر چڑھ گیا، اور خدا قادرِ مطلق باپ کے دہنے بیٹھا ہے۔ وہاں سے وہ زندوں اور مُردوں کی عدالت کے لئے آنے والا ہے

میں ایمان رکھتا ہوں رُوحُ القدس پر، پاک کیتھولک کلیسیا پر، مقدسوں کی شراکت، گناہوں کی معافی، بدن کی قیامت اور ابدی زندگی پر۔ آمین۔

عقیدہ معاد :۔ دیکھئے علم الآخرت۔

عقیدہ، نقایہ کا۔ نقایہ کا عقیدہ :۔ کلیسیا کے تین مقدم عقیدوں میں سے ایک۔ دوسرے دو یہ ہیں : رسولوں کا ★ عقیدہ اور اثناسیس کا ★ عقیدہ۔ یہ ★ نقایہ کی مجلسِ عامہ میں جسے شہنشاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء میں منعقد کروایا ترتیب دیا گیا تھا۔ یہ کلیسیا کے ایمان کو ★ اریوسی بدعت سے محفوظ کر کے کلیسیا کی صحیح اور راست تعلیم کو چُنے ہوئے لفظوں میں بیان کرتا ہے۔

نقایہ کے عقیدہ کا آغاز یروشلیم کی کلیسیا کا مختصر عقیدہ تھا جو بپتسمہ کے موقع پر استعمال ہوتا تھا۔ بپتسمہ کے امیدواروں کو تین بنیادی سوالوں کا جواب دینا لازم تھا، یعنی وہ باپ، بیٹے اور رُوح القدس کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ابتدائی کلیسیا میں چند اور ایسے مقامی عقائد موجود تھے۔ جب ۳۲۵ء میں مشرقی اور مغربی کلیسیا کے ۳۱۸ اُسقف نقایہ میں اریس کی بدعتی تعلیم کے خلاف ساری کلیسیا کے لئے اقرارِ ایمان مرتب کرنے لگے تو انہوں نے مندرجہ بالا عقیدہ استعمال کیا۔ لیکن انہوں نے اپنا مقصد پُورا کرنے کے لئے اس میں چند جملوں کا اضافہ کیا، جیسے کہ خدا، باپ اور بیٹا واحد جوہر ہیں اور کہ بیٹا خدا سے حقیقی خدا ہے ۔ انہوں نے اسی کی بدعتی تعلیم کو شِدّ و مد سے رد کیا۔ قسطنطنیہ (۳۸۱) اور خلقیدون (۴۵۱) کی مجلسِ عامہ نے پھر چند اور ضروری اضافات کے بعد نقایہ کے عقیدہ کی تصدیق کر دی۔ اس کے بعد اس کا مکمل متن سب مشرقی اور مغربی کلیسیاؤں میں عقیدہ کا معیار بن گیا۔ مغربی کلیسیا نے صرف ایک اور اضافہ کیا جو مشرقی کلیسیا نے قبول نہیں کیا۔ مغربی کلیسیا کی مجلسِ عامہ نے ۵۸۹ء میں تالیدو میں رُوح القدس کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ وہ باپ کے علاوہ بیٹے سے بھی صادر ہوتا ہے۔

یہ عقیدہ بپتسمہ اور پاک شراکت اور کلیسیائی ضیافتوں کے موقع پر خاص کر پڑھا جاتا ہے۔

ذیل میں نقایہ کے عقیدے کا متن ملاحظہ فرمائیں۔ اس کا ترجمہ چرچ آف پاکستان کی دعائے عام کی کتاب سے لیا گیا۔

نقایہ کا عقیدہ

میں ایمان رکھتا ہوں ایک خدا قادرِ مطلق باپ پر جو آسمان و زمین اور سب دیکھی اور اَن دیکھی چیزوں کا خالق ہے۔

اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ کل عالموں سے پیشتر اپنے باپ سے مولُود۔ خُدا سے خُدا۔ نُور سے نُور۔ حقیقی خُدا سے حقیقی خدا۔ مصنوع نہیں بلکہ مولُود۔ اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ اُس کے وسیلے سے کُل چیزیں بنیں۔ وہ ہم آدمیوں کے لئے اور ہماری نجات کے واسطے آسمان پر سے اُتر آیا۔ اور رُوحُ القدس کی قدرت سے کنواری مریم سے مجسّم ہُوا۔ اور اِنسان بنا۔ اور پنطیس پیلاطس کے عہد میں ہمارے لئے مصلوب بھی ہُوا۔ اُس نے دُکھ اُٹھایا اور دفن ہُوا۔ اور تیسرے دن پاک نوشتوں کے بموجب جی اُٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا۔ اور باپ کے دہنے بیٹھا ہے۔ وہ جلال کے ساتھ زندوں اور مُردوں کی عدالت کے لئے پھر آئے گا۔ اُس کی سلطنت ختم نہ ہوگی۔

اور مَیں ایمان رکھتا ہوں رُوحُ القدس پر جو خداوند ہے اور زندگی بخشنے والا ہے۔ وہ باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔ اُس کی باپ اور بیٹے کے ساتھ پرستش و تعظیم ہوتی ہے۔ وہ نبیوں کی زبانی بولا۔ مَیں ایک پاک کیتھلک رسولی کلیسیا پر ایمان رکھتا ہوں۔ میں ایک بپتسمہ کا جو گناہوں کی معافی کے لئے ہے اقرار کرتا ہُوں۔ اور مُردوں کی قیامت اور آئندہ جہان کی حیات کا انتظار کرتا ہوں۔ آمین۔

نیز دیکھئے نقایہ کی مجلسِ عامہ۔ مزید معلومات کے لئے دیکھئے بشپ بنگ کی کتاب "رسولوں کے نقشِ قدم پر" صفحہ ۲۱۹ مابعد۔

عقیس۔ عقیش :۔ (عبرانی = ٹیڑھا)۔ تقوع کا ایک شخص، عیرا کا باپ۔ یہ داؤد بادشاہ کا ایک بہادر تھا (۲۔سموئیل ۲۳ : ۲۶؛ ۱۔تواریخ ۱۱ : ۲۸)۔

عقیق :۔ دیکھئے معدنیات بائبل ۱ ب (۴)

عقیم :- عربی - وہ مرد جو اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو - بانجھ عورت کو عقیمہ کہتے ہیں - لفظ عقیم پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استثنا ۷ : ۱۴ میں آیا ہے - دیکھئے بانجھ پن -

عکبور :- (عبرانی = چوہا) -
۱ - ادوم کے ایک بادشاہ کا باپ (پیدائش ۳۶ : ۳۸، ۳۹ ؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۴۹) -
۲ - یوسیاہ بادشاہ کا وہ پیغام رساں جسے اُس کتاب کی بابت جو خلقیاہ کاہن کو ملی تھی معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا (۲ - سلاطین ۲۲ : ۱۲، ۱۴) - ۲ - تواریخ ۳۴ : ۲۰ میں اسے عبدون کہا گیا ہے -
۳ - الناتن کا باپ (یرمیاہ ۲۶ : ۲۲ ؛ ۳۶ : ۱۲) -

عکر - عاکار :- (عبرانی = مصیبت) -
عکن کے نام کی دوسری صورت (۱ - تواریخ ۲ : ۷) -

عکران :- آشر کے قبیلے کا ایک سردار جو اسرائیل کی پہلی مردم شماری میں مدد کے لئے مقرر کیا گیا (گنتی ۱ : ۱۳ ؛ ۷ : ۷۲) -

عکسہ :- (عبرانی = پائل - پازیب) -
یفنّہ کے بیٹے کالب کی بیٹی - کالب نے کہا تھا کہ جو کوئی قریت سفر کو مار کر اُسے سر کرے گا، وہ اُسے اپنی بیٹی عکسہ بیاہ دے گا - کالب کے بھائی قنز کے بیٹے غتنی ایل نے اُس کو سر کر لیا چنانچہ عکسہ کی اُس سے شادی ہو گئی -
عکسہ نے اپنے خاوند کو اکسایا کہ وہ اُس کے باپ سے ایک کھیت مانگے - وہ اس کو مل گیا تاہم وہ اس سے خوش نہ تھی - ایک دن وہ اپنے باپ کو ملی اور اپنے گدھے پر سے اُتر کر باپ سے کہا کہ تو نے ہمیں زمین تو دی ہے، اب مجھے برکت دے اور پانی کے چشمے عنایت کر - سو کالب نے اُسے اُوپر اور نیچے کے چشمے عنائت کئے (یشوع ۱۵ : ۱۶ - ۱۹ ؛ قضاۃ ۱ : ۱۲ - ۱۵) -

عکن - عاکان :- ایک اسرائیلی جس کی کہانی یشوع باب ۷ میں بیان کی گئی ہے - عکن نے یریحو کے لوٹ کے مال میں سے ایک نفیس چادر، سونا اور چاندی چرائی تھی - یشوع نے تمام دھاتوں یعنی سونا، چاندی، پیتل اور لوہے وغیرہ کو خدا کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا (یشوع ۶ : ۱۷ - ۱۹) اور باقی تمام چیزوں کو برباد کرنے کا حکم تھا۔ لیکن ایک شخص کی نافرمانی سے عی میں اسرائیلیوں کو شکست ہوئی - خدا نے اس شکست کی وجہ یشوع کو بتائی - قرعہ اندازی کے ذریعہ عکن پکڑا گیا - اس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا - چنانچہ اُسے اور اس کے خاندان کو عکور کی وادی میں لے جایا گیا - یشوع ۷ : ۲۵، ۲۶ میں مرقوم ہے کہ "سب اسرائیلیوں نے اُسے سنگسار کیا .... اور انہوں نے اس کے اوپر پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر لگا دیا" یہاں اس کے خاندان اور سامان کو ہلاک و برباد کرنے کا ذکر نہیں آیا - اس سے اور اس امر سے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبرانی متن میں اسم ضمیر "اُسے" اور "اُنہیں" سہو کاتب سے غلط ملط ہو گئے - یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ یشوع ۷ : ۱۵ میں جو حکم دیا گیا اُس پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا - لیکن حالات مکمل تعمیل کا تقاضا کرتے ہیں - ۱ - تواریخ ۲ : ۷ میں عکن کو عکر کہا گیا ہے - عبرانی میں عکن کے اشتقاق کا کوئی مطلب نہیں جبکہ عکر کا مطلب مصیبت ہے - یشوع ۷ : ۲۶ میں لکھا ہے "اس لئے اس جگہ کا نام آج تک وادی عکور (دُکھ کی وادی) ہے" غالباً تواریخ کی کتب کے مصنف نے یشوع باب ۷ کے واقعہ کی مناسبت سے عکن کو عکر کہا ہے -

عکو :- ایک کنعانی شہر جسے بنی آشر کو دیا گیا (قضاۃ ۱ : ۳۱) - دیکھئے پتلمیس -

عکور :- (عبرانی = مصیبت، ماتم) -
ایک وادی (یشوع ۱۵ : ۷) جہاں ★ عکن کو سنگسار کیا گیا (یشوع ۷ : ۲۴ - ۲۶) -
اس کے متعلق یسعیاہ ۶۵ : ۱۰ اور ہوسیع ۲ : ۱۵ میں کچھ وعدے کئے گئے کہ عکور (مصیبت) کی وادی اُمید کا دروازہ بن جائے گی - یہ پہلا نام ہے جس کا ذکر وادی ★ قمران سے ملے ہوئے تانبے کے طومار پر ملتا ہے -

علاج معالجہ :- کلام مقدس میں علاج معالجہ کے مختلف طریقوں کا ذکر ہے - بیماری کو روکنے کے لئے انسدادی تدابیر کا توریت میں تفصیل سے ذکر ہے -
تفصیل کے لئے دیکھئے حفظانِ صحت کے اصول -

علامت :- (عبرانی = چھپانا) -
بکر کا بیٹا اور بنیمین کا پوتا (۱ - تواریخ ۷ : ۸) -

علاموت :- اُونچی آواز یا اُونچی سُر (عبرانی = کنواریاں، دوشیزائیں) - موسیقی کی ایک اصطلاح - یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں زبور ۴۶ کی سرخی میں استعمال ہوئی ہے - یہ لفظ ۱ - تواریخ ۱۵ : ۲۰ میں بھی ہے - اس کے صحیح معنی وثوق سے تعین نہیں کئے جا سکتے - غالباً ایک راگ کو اُونچے سُروں میں گانا یا بجانا - عورت (عبرانی علمہ = کنواری قب یسعیاہ ۷ : ۱۴) کی آواز آدمی سے اُونچی یعنی باریک ہوتی ہے - یہاں علاموت سے مراد ہے دوشیزاؤں کی گانے کی جماعت با اُونچے سُر میں راگ (دیکھئے کیتھولک ترجمہ زبور ۴۵ (۴۶) اور ۱ - اخبار ۱۵ : ۲۰) - یا یہ ہدایت کہ ساز نوجوان عورتیں بجائیں - لفظ شمینت غالباً اس کی ضد ہے - دیکھئے شمینت -

عَلَم :- جھنڈا - نشان - یہ لفظ بائبل کے اُردو ترجمہ میں صرف دو دفعہ آیا ہے (گنتی ۲ : ۲ ؛ یرمیاہ ۶ : ۱) -
تفصیل کے لئے دیکھئے جھنڈا -

علمِ آثارِ قدیمہ :- دیکھئے اثریات - علم الآخرت -

علم الآخرت۔ معادیات:۔ (یونانی = اسخاتوس eschatos بمعنی "آخری" اور لوگاس logos "موضوع" یعنی آخری زمانہ کے بارے میں تعلیم)۔

بائبل کے علم الآخرت کا تعلق نہ صرف انسان کی عاقبت سے ہے بلکہ اُس کی تاریخ سے بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائبل کے مکاشفہ کی خاصیت ہی یہی ہے۔ خدا نہ صرف مُلہم اشخاص کے ذریعہ اپنا اظہار کرتا ہے بلکہ مخلصی کی تاریخ کے واقعات Heilsgeschichte میں بھی جن میں سب سے اہم اُس کے بیٹے کی دنیا میں آمد ہے۔ مزید براں اس مکاشفہ کا مضمون صرف خدا کے کردار اور اُس کے مقاصد کے بارے میں سچائیوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس میں تاریخ میں خدا کے مخلصی کے کام اور اُس کا الہامی کلام جو ان کاموں کی تشریح کرتا ہے بھی شامل ہیں۔ چونکہ خدا تاریخ کا مالک ہے اس لئے اُس کے مخلصی کے کام کی تکمیل کا عروج بھی مخلصی کی تاریخ میں شامل ہوگا۔

۱۔ عہدِ عتیق کا منظر

تمام انبیاء مستقبل میں اُس دن کی طرف اشارہ کرتے رہے ہیں جب اسرائیل کا خدا جو پہلے بھی متعدد بار اُن کے پاس آیا اب آخری بار آئے گا تاکہ شریروں کی عدالت کرے، راستبازوں کو مخلصی دے اور زمین کو بدی سے پاک کرے۔ "خداوند کا دن" اور "اُس دن" کے محاورے اُسکی ایسی الٰہی آمد کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن یہ اُس کی آمد کے وقت کی بجائے اس "دن" کی نوعیت پر زور دیتے ہیں۔ پس "خداوند کا دن" نہ صرف تاریخ میں اُس کے ظہورات کو بیان کرتا ہے (عاموس ۵: ۱۸؛ یوایل ۱: ۱۵) بلکہ اُس کی آمد کو بھی جس کا تعلق آخری زمانہ سے ہے (یوایل ۳: ۱۴-۱۸، صفنیاہ ۳: ۱۱، ۱۶؛ زکریاہ ۱۴: ۹)۔ "آخری دنوں میں" خدا اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے آئے گا (یسعیاہ ۲: ۲-۴؛ ہوسیع ۳: ۵)۔

عہدِ عتیق کی اُمید میں مسیح موعود کے سلسلے میں متعدد شخصیتیں ظاہر ہوتی ہیں: داؤد کی نسل سے بادشاہ (یسعیاہ ۹: ۶-۷؛ ۱۱: ۱ بعد؛ یرمیاہ ۲۳: ۵-۶)، آسمانی آدمزاد (دانی ایل ۷: ۱۳-۱۴) اور دُکھ اُٹھانے والا خادم (یسعیاہ ۵۳ باب)۔ لیکن بہت سے حوالوں میں دکھایا گیا کہ یہ خدا ہی ہے جو اپنے لوگوں کو مخلصی دینے آئے گا (یسعیاہ ۲۶: ۲۱؛ یوایل ۳: ۱۶؛ زکریاہ ۱۴: ۵؛ ملاکی ۳: ۱-۲)۔

۲۔ عہدِ جدید کا منظر

نئے عہدنامہ میں پرانے عہدنامہ کی اُمید مسیح کے تجسم میں تکمیل کو پہنچتی ہے اور اُس کی آمدِ ثانی اُس اُمید کی تکمیل کا عُروج ہے۔ پرانا عہدنامہ جس بات کی ایک آمد میں توقع رکھتا ہے، نیا عہدنامہ اُسی بات کو دوہری آمد میں تکمیل کو پہنچاتا ہے۔ "تکمیل" اور "تکمیل کا عروج" مخلصی کے ایک ہی کام کے دو حصے ہیں۔ اگرچہ اس وقت ہم "تکمیل" کے متعلق بار بار سنتے ہیں (لوقا ۴: ۱۸-۲۱؛ متی ۱۱: ۴-۵؛ ۱۳: ۱۶-۱۷؛ لوقا ۱۰: ۲۳، ۲۴) تاہم تکمیل کا عروج ہنوز مستقبل ہے۔ یسوع مسیح کا تاریخی کام آخرت سے متعلق ہے اور جو برکات اُس نے دیں وہ آخری زمانے کی برکات ہیں۔

اگرچہ پیشتر ازیں اس شکل میں اس کو نہیں دیکھا گیا تھا، مسیح کی زندگی، موت اور قیامت سے آخری زمانے کے وعدوں کی تکمیل کا آغاز ہوتا ہے۔ "آخری دن" جن میں خدا کی بادشاہی قائم ہوگی (یسعیاہ ۲: ۲-۴؛ ہوسیع ۳: ۵)، وہ "اب" ہیں (عبرانیوں ۱: ۲)۔ رُوح کے نزول کا مسیحانہ وعدہ (یوایل ۲: ۲۸؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۷) ان آخری دنوں میں وقوع پذیر ہوا (اعمال ۲: ۱۶-۱۷)۔ اگرچہ کسی حد تک اس کی قوت کا تجربہ یہاں اور ابھی کیا جا سکتا ہے (عبرانیوں ۶: ۵) آنے والا زمانہ ہی خدا کی بادشاہی کی تکمیل کے عروج کا زمانہ مانا جاتا ہے (مرقس ۱۰: ۲۵، ۳۵) اور تمام نئے عہدنامہ میں یہ اُمید کا محور بنا رہتا ہے (متی ۱۲: ۳۲؛ لوقا ۲۰: ۳۵؛ یوحنا ۱۲: ۲۵؛ افسیوں ۱: ۲۱)۔ آخری زمانے کی برکات جن کا تھوڑا سا تجربہ اس وقت ہوتا ہے، ان کو پورے طور پر لانے کے لئے یوم الآخرت ضروری ہے۔ یوں مسیح کی آمدِ ثانی کے واقعات کوئی نئی شے پیش نہیں کرتے۔ جو کچھ مسیح نے اپنی موت اور قیامت سے تکمیل تک پہنچایا اس کا عروج اُس کی جلالی آمدِ ثانی سے ہوگا۔

۳۔ گذشتہ واقعات

چونکہ یہ تکمیل پرانے زمانہ یعنی مسیح کی پہلی آمد پر واقع ہوئی ہے اس لئے ہم "زمانوں کے درمیان" یعنی مسیح کی پہلی اور دوسری آمد کے درمیانی عرصے میں رہ کر کشیدگی اور تناؤ کے ماحول میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ "بادشاہی کے فرزند" (متی ۱۳: ۳۸) ابھی تک تاریکی، فنا اور ابلیس کی عملداری (افسیوں ۲: ۲-۳) کے خراب جہان (گلتیوں ۱: ۴) کے زمانہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگرچہ حاکمِ کُل خدا "ازلی بادشاہ" ہے (مکاشفہ ۱۵: ۳) تو بھی اُس نے شیطان کو اس قدر اثر ڈالنے کی اجازت دے رکھی ہے کہ وہ "اُس جہان کا خدا" کہلاتا ہے (۲-کرنتھیوں ۴: ۴)۔ اگرچہ مسیح نے اپنے مرنے اور جی اُٹھنے سے شیطان کی طاقت کو توڑ دیا ہے (یوحنا ۱۲: ۳۱؛ عبرانیوں ۲: ۱۴) پھر بھی جب تک یہ زمانہ ختم نہیں ہوتا وہ خدا کے مخلصی کے کام کی مخالفت کرتا اور خدا کے لوگوں کو ستاتا رہے گا۔ اِس زمانہ میں انسانی تاریخ کے واقعات کے پس پشت شیطانی طاقتوں اور خدا کی بادشاہی کے درمیان روحانی کشمکش جاری ہے (مکاشفہ باب ۱۲)۔ اِس زمانہ میں خدا کے لوگ معادی یعنی آخری زمانے کے لوگ ہیں کیونکہ

وہ تاریکی کے قبضہ سے نکل کر مسیح کی بادشاہی میں داخل ہوگئے ہیں (کلسیوں ۱: ۱۳)۔ اُنہیں تبدیل کرنے والی قوت کا تجربہ ہوا جس کی بنا پر وہ اِس زمانہ کے قبضہ میں نہیں (رومیوں ۱۲: ۲)۔ اب وہ متواتر تکمیل کے عروج کی اُمید پر زندگی بسر کرتے ہیں (رومیوں ۵: ۲؛ ۸: ۱۸؛ افسیوں ۴: ۴؛ کلسیوں ۱: ۵، ۲۷)۔ لیکن چونکہ وہ ابھی تک اس پرانے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے انہیں ایذارسانی (متی ۱۳: ۲۱؛ یوحنا ۱۶: ۳۳؛ اعمال ۱۴: ۲۲؛ رومیوں ۱۲: ۱۲) اور شیطان کی مخالفت کی توقع رکھنی چاہیئے (۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۴؛ ۱۲: ۷؛ افسیوں ۶: ۱۱-۱۲؛ ۱۔پطرس ۵: ۸)۔

شیطان کی، خدا کی بادشاہی کی طویل مخالفت آخری زمانہ کی شخصیت کے ظہور کے وقت اپنے عروج پر ہوگی جسے مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے مثلاً "اُجاڑنے والی مکروہ چیز" (متی ۲۴: ۱۵ مقابلہ کریں دانی ایل ۱۱: ۳۱؛ ۱۲: ۱۱)، "گناہ کا شخص" (۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۳ مقابلہ کریں مخالفِ مسیح) اور "حیوان" (مکاشفہ ۱۳: ۱)۔ وہ شیطان کی تاثیر اور قوت سے عجیب نشان دکھائے گا (۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۹؛ مکاشفہ ۱۳: ۳، ۱۳) تاکہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگائے۔ وہ سیاسی حاکم ہوگا جو مذہب کی آڑ میں خدا کی پرستش کی بجائے انسان کی پرستش پر زور دے گا (۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۴؛ مکاشفہ ۱۳: ۸، ۱۲)۔ وہ اپنی رعایا سے کامل وفاداری (مذہبی اور سیاسی) کا مطالبہ کرے گا اور اپنی بات منوانے کے لئے معاشرتی دباؤ ڈالے گا (مکاشفہ ۱۳: ۱۶-۱۷)۔

وہ لوگ جو مخالفِ مسیح کی تابع فرمانی نہیں کریں گے، وہ اُن پر سخت ظلم وستم روا رکھے گا (متی ۲۴: ۲۱؛ مکاشفہ ۱۳: ۷)۔ یہ "بڑی مصیبت" ایسی سخت ہوگی (متی ۲۴: ۲۱) کہ خدا برگزیدوں کی خاطر ان دنوں کو گھٹانے کے لئے (متی ۲۴: ۲۲) مداخلت کریگا۔ وہ لوگ جو مسیح میں اپنے ایمان پر قائم رہیں گے اور "حیوان" کی پرستش کرنے سے انکار کریں گے اپنی موت اور شہادت میں بھی حیوان پر فتح مند ہوں گے (مکاشفہ ۱۵: ۲)۔

مخالفِ مسیح کا ظہور اور مُقدسوں کی ایذارسانی، شیطان کا خدا کے لوگوں کے خلاف آخری حملہ ہے۔ مخلصی کی تاریخ میں کئی اہم مقامات پر مخالفِ مسیح کا سایہ نظر آتا ہے مثلاً انطاکس اپفنیس کی (۱۶۸ ق-م) ایذارسانی میں (دانی ایل باب ۸)، یہودی ریاست کے رومہ کے ہاتھوں تباہی میں (دانی ایل ۹: ۲۶؛ لوقا ۲۱: ۲۰-۲۴) اور پہلی کلیسیا کے ستائے جانے میں (مکاشفہ باب ۱۳)۔ مخالفِ مسیح کی رُوح آخری زمانے اور تاریخ دونوں میں نظر آتی ہے (۱۔یوحنا ۲: ۱۸، ۲۲؛ ۴: ۳)۔ معادیات اور تاریخ میں یہ کشاکشی بائبل کے علم الآخرت کا ایک اہم جُز ہے یعنی جو بدی آخری زمانے میں عروج کو پہنچے گی اس کی جھلک تمام انسانی تاریخ میں نظر آتی ہے۔

ایذارسانی کے اِس زمانہ میں شیطان اور اُس کے پیروکاروں کی الٰہی عدالت کی ابتدا ہوگی۔ مکاشفہ کی کتاب میں اسے تشبیہی اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے، مثلاً "سات نرسنگے" (ابواب ۸تا ۹)، "سات پیالے" (باب ۱۶)۔ یہ عدالت آفات اور تباہی کی صورت میں خدا کے غضب کو ظاہر کرے گی (مکاشفہ ۱۵: ۱، ۷؛ ۱۶: ۱۹) اور حیوان اور اُس کے پیروکاروں کے خلاف ہوگی (مکاشفہ ۱۴: ۹، ۱۰؛ ۱۶: ۲، ۱۰)۔ ان عدالتوں کے شروع میں خدا اپنے لوگوں پر مُہر کر دیگا (مکاشفہ ۷: ۱-۸)، وہ خدا کے غضب سے بچ جائیں گے (مکاشفہ ۹: ۴) اور شیطانی قوتوں کے ساتھ اِس ہولناک لڑائی میں، خواہ اُنہیں شہادت ہی کیوں نہ قبول کرنی پڑے ان کا ایمان محفوظ رہے گا اور وہ صحیح سلامت نکل آئیں گے (مکاشفہ ۷: ۹-۱۷)۔ متعدد علماء مکاشفہ باب ۷ میں خدا کے لوگوں کے دو گروہ دیکھتے ہیں یعنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اور کلیسیا کے بے شمار لوگ۔ لیکن چونکہ ۷: ۱-۸ میں مندرج بارہ قبیلوں کا بائبل میں کسی اور جگہ ذکر نہیں (دان کا قبیلہ مکاشفہ باب ۷ میں شامل نہیں لیکن حزقی ایل ۴۸: ۱ میں شامل ہے) اس لئے بہتر ہے کہ اِس رویا کی تشریح، کلیسیا یعنی حقیقی اسرائیل (مکاشفہ ۲: ۹) کے روحانی طور پر محفوظ رکھے جانے کی تشبیہی رویا کی صورت میں کی جائے۔

۴۔ مسیح کی آمدِ ثانی

"خداوند کا دن" مخالفِ مسیح کے مختصر دورِ حکومت کا خاتمہ کر دے گا (۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۲)۔ نئے عہدنامہ میں خداوند کے دن کی اصطلاح ایک جامع اصطلاح ہے جس میں وہ تمام واقعات شامل ہیں جن کا تعلق آخرت سے ہے۔ اِسے مختلف شکلوں میں بیان کیا گیا ہے: "خداوند کا دن" (اعمال ۲: ۲۰؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۲؛ ۲۔پطرس ۳: ۱۰)، "خداوند یسوع کا دن" (۱۔کرنتھیوں ۵: ۵؛ ۲۔کرنتھیوں ۱: ۱۴)، "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا دن" (۱۔کرنتھیوں ۱: ۸)، "یسوع مسیح کا دن" (فلپیوں ۱: ۶)، "مسیح کا دن" (فلپیوں ۱: ۱۰؛ ۲: ۱۶)، "خدا کا دن" (۲۔پطرس ۳: ۱۲) اور "اُس دن" (متی ۷: ۲۲؛ ۲۴: ۳۶؛ ۲۶: ۲۹؛ لوقا ۱۰: ۱۲؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۱: ۱۰؛ ۲۔تیمتھیس ۱: ۱۸ وغیرہ) یا "آخری دن" (یوحنا ۶: ۳۹، ۴۰، ۴۴، ۵۴؛ ۱۱: ۲۴؛ ۱۲: ۴۸)۔

خداوند یسوع مسیح کی آمد جسے "آمدِ ثانی" (عبرانیوں ۹: ۲۸) کہا جاتا ہے، اُسے بھی متعدد اہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ پروضیا parousia کا مطلب ہے "موجودگی" یا "آمد" (۱۔کرنتھیوں ۱۶: ۱۷؛ ۲۔کرنتھیوں ۷: ۷) اور اِسے یونانی میں بادشاہ کی آمد کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ وہی خداوند یسوع جو آسمان پر چڑھ گئے پھر دنیا کے آخر میں (متی ۲۴: ۳) مخالفِ مسیح اور بدی کو نیست

کرنے (۲-تھسلنیکیوں ۲:۸)، راستبازمُردوں کو زندہ کرنے (۱-کرنتھیوں ۱۵:۲۳) اور نجات یافتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے (متی ۲۴:۳۱؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲:۱ مقابلہ کریں متی ۲۴:۳۷، ۳۹؛ ۱-تھسلنیکیوں ۲:۱۹؛ ۳:۱۳؛ ۴:۱۵؛ ۵:۲۳؛ یعقوب ۵:۷، ۸؛ ۲-پطرس ۱:۱۶؛ ۱-یوحنا ۲:۲۸) قدرت اور جلال کے ساتھ (متی ۲۴:۲۷) شخصی طور پر اس زمین پر آئیں گے (اعمال ۱:۱۱)۔ اُن کی دوسری آمد اپوکلیپسِس apokalypsis بمعنی پردہ اُٹھایا جانا بھی ہوگی۔ اُس وقت ان کے سرفراز ہونے اور آسمان پر تخت نشین ہونے کے باعث (فلپیوں ۲:۹؛ افسیوں ۱:۲۰-۲۳؛ عبرانیوں ۱:۳؛ ۲:۹) اُنکی قدرت اور جلال دنیا پر ظاہر کئے جائیں گے (۱-پطرس ۴:۱۳)۔ اِس وقت خداوند مسیح خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ کر حکومت کر رہے ہیں (عبرانیوں ۱:۳؛ ۱۲:۲؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵:۲۵) اور خدا کے تخت میں شریک ہیں (مکاشفہ ۳:۲۱)، لیکن اُن کی یہ حکومت دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے، لیکن یہ اُن کی آمدِ ثانی apokalypsis کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہو جائے گی (۱-کرنتھیوں ۱:۷؛ ۲-تھسلنیکیوں ۱:۷؛ ۱-پطرس ۱:۷، ۱۳)۔ اس طرح خداوند مسیح کی آمدِ ثانی اُنکے صعُودِ آسمانی اور اُن کی آسمان پر تخت نشینی سے الگ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دنیا پر اپنے موجودہ اختیار کو ظاہر کریں گے۔

تیسرا لفظ اِپی فنیا epiphaneia جس کا مطلب ہے ظہور، جو مسیح کی دیدنی آمد کو ظاہر کرتا ہے (۲-تھسلنیکیوں ۲:۸؛ ۱-تیمتھیس ۶:۱۴؛ ۲-تیمتھیس ۴:۱، ۸؛ طِطُس ۲:۱۳)۔

۵-قیامت

مسیح کی آمدِ ثانی پر "جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے" (۱-تھسلنیکیوں ۴:۱۶)۔ عہدِ عتیق کے بعض مقامات پر مُردوں کی قیامت کا ذکر آیا ہے (یسعیاہ ۲۵:۸؛ ۲۶:۱۹؛ دانی ایل ۱۲:۲؛ حزقی ایل باب ۳۷ سے بھی قیامت پر ایمان کی جھلک نظر آتی ہے)۔ قیامت پر ایمان کی جڑ اِس اعتماد میں ہے کہ چونکہ خدا زندہ خدا ہے اس لئے وہ اپنے لوگوں کو موت کی حالت میں نہیں رہنے دے گا (متی ۲۲:۳۲)۔ جب نیا عہد نامہ اِس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ تمام لوگ جی اُٹھیں گے (یوحنا ۵:۲۸، ۲۹؛ اعمال ۲۴:۱۵؛ مکاشفہ ۲۰:۱۲، ۱۳) تو اس کا زور اس بات پر ہے کہ یہ قیامت مخلصی کا پھل ہے۔ جی اُٹھی زندگی آخری زمانہ کی برکت ہے جس سے نجات یافتہ لوگ اب بھی لطف اندوز ہو رہے ہیں (کلسیوں ۲:۱۲، ۱۳)۔ اپنی قیامت کے وسیلہ سے مسیح نے موت کو ختم کر دیا اور زندگی اور بقا کو جلا بخشی (۲-تیمتھیس ۱:۱۰)۔ قیامتِ مسیح محض یہ نہیں تھی کہ ایک مُردہ جسم کو زندگی ملی بلکہ یوم الآخرت کی قیامت کا یہ پہلا مرحلہ تھا۔ مسیح کا جی اُٹھنا، معادی یعنی آخرت کی فصل کا "پہلا پھل"، یعنی شروع تھا (۱-کرنتھیوں ۱۵:۲۳)۔ چونکہ قیامت شروع ہو چکی ہے اس لئے ایماندار مسیح کی جی اُٹھی زندگی میں شریک ہیں (افسیوں ۲:۵، ۶؛ رومیوں ۶:۴؛ فلپیوں ۳:۱۰؛ کلسیوں ۳:۱-۳)۔ پس جو مسیح میں ہیں اُن کی قیامت کی ضمانت مسیح کی قیامت ہے (۱-کرنتھیوں ۱۵:۱۲-۲۰) اور وہ آخرت کی فصل کا دوسرا مرحلہ ہوگی (۱-کرنتھیوں ۱۵:۲۳)۔ جی اُٹھے جسم کی فطرت موجودہ تجربہ سے بڑھ کر ہے (۱-کرنتھیوں ۱۵:۳۵-۳۷)۔ اس میں بنیادی خیال یہ ہے کہ یہ ایک حقیقی بدن ہوگا (آیات ۳۸-۴۲) جو "نفسانی" بدن کا ایک تسلسل یا توسیع ہوگی (آیات ۳۶-۳۷) لیکن اس کے باوجود بھی وہ اِس سے مختلف ہوگا۔ وہ "گوشت اور خون" کا جسم نہیں ہوگا (آیت ۵۰)۔ پولس رسول اُسے بقا، جلال اور قوت کا حامل جسم بیان کرتا ہے (آیات ۴۲-۴۳)۔ روحانی بدن (آیت ۴۴) کا مطلب رُوح سے بنا ہؤا جسم نہیں ہے بلکہ ایسا جسم جو مکمل طور پر زندگی کی روح سے تبدیل اور زندہ ہو گیا ہو۔ جی اُٹھا جسم مکمل طور پر زندگی کے کسی اور نظام سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ موجودہ جسم ہی ہوتا ہے جو اب مخلصی یافتہ ہے (رومیوں ۸:۲۳)۔ موت زندگی کا لقمہ بن گئی ہے (۲-کرنتھیوں ۵:۴)۔

وہ ایماندار جو مسیح کی آمدِ ثانی پر زندہ ہوں گے موت کا مزہ چکھے بغیر بدل جائیں گے (۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۱-۵۲؛ ۱-تھسلنیکیوں ۴:۱۷)۔ یہ فضائی اِستقبال rapture - لاطینی rapiemur ۱-تھسلنیکیوں ۴:۱۷)، پولس رسول کا موت کا مزہ چکھے بغیر نئے مخلصی یافتہ نظامِ زندگی میں داخل ہونے کے تجربے کو بیان کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

۶-مُردوں کی حالت

انسان کے بارے میں بائبل کا نظریہ جسم کے جی اُٹھنے کا تقاضا کرتا ہے۔ انسان مختلف اجزا یعنی جسم، جان اور رُوح کا مرکب نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاحات زندہ و متحرک فردِ واحد کے مختلف پہلوؤں کو ہی بیان کرتی ہیں۔ لہٰذا آنے والے زمانہ کی زندگی جسم کی قیامت اور مخلصی کا تقاضا کرتی ہے۔ زندگی اور موت کا تعلق پُورے انسان سے ہے۔ اِسے بقا کی تعلیم میں بیان کیا گیا ہے۔ کلامِ مُقدس میں بقا کا مطلب لامتناہی زندگی نہیں ہے بلکہ موت سے رہائی (۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۳؛ ۲-تیمتھیس ۱:۱۰)۔ صرف خدا ہی موت سے آزاد ہے (۱-تیمتھیس ۶:۱۶)، لیکن مسیح نے آدمیوں کے لئے زندگی اور بقا جیت لی ہے (۲-تیمتھیس ۱:۱۰) اور وہ قیامت کے وقت فنا کو بقا سے تبدیل کریں گے (۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۳، ۵۴)۔

بائبل مُقدّس مُردوں کی حالت کے متعلق بہت کم بیان کرتی ہے۔ تاہم پرانے عہد نامہ کی تعلیم کے مطابق بھی آدمی موت کے بعد ختم نہیں ہو جاتا بلکہ عالمِ ارواح sheol میں اُتر جاتا ہے۔ عالمِ ارواح کو "پاتال" (زبور ۸۶:۱۳؛ امثال ۱۵:۲۴؛ حزقی ایل ۲۶:

۲۰)، "گہری تاریکی کی سرزمین" (ایوب ۱۰ : ۲۲)، "فراموشی کی سرزمین" (زبور ۸۸ : ۱۲)، "عالم خاموشی" (۹۴ : ۱۷، ۱۱۵ : ۱۷) کہا گیا ہے۔ یہاں مُردے گروہ کی صورت میں جمع ہیں (حزقی ایل ۳۲ : ۱۷-۳۲) اور مرنے والوں کا استقبال کرتے ہیں (یسعیاہ ۱۴ : ۹، ۱۰)۔ عالم ارواح، مُردوں کے رہنے کی جگہ کی نسبت زیادہ تر ان کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان مرکر ختم نہیں ہوتا تو بھی پاتال میں اس کے پاس حقیقی زندگی بھی نہیں ہے کیونکہ زندگی صرف خدا کی حضوری ہی میں ہے۔ مطلب یہ کہ جہاں خدا ہے وہاں زندگی ہے اور جہاں خدا نہیں وہاں زندگی بھی نہیں (زبور ۱۶ : ۹-۱۱؛ ۴۹ : ۱۵؛ ۷۳ : ۲۴؛ ایوب ۱۹ : ۲۵-۲۶) — حنوک اور ایلیاہ عالم ارواح میں اترے بغیر خدا کی حضوری میں پہنچ گئے (پیدائش ۵ : ۲۴؛ ۲-سلاطین ۲ : ۱۱)۔

نئے عہد نامہ میں شیول sheol کا مترادف لفظ ھادس hades ہے (متی ۱۱ : ۲۳، ۱۶ : ۱۸؛ لوقا ۱۰ : ۱۵؛ ۱۶ : ۲۳؛ اعمال ۲ : ۲۷، ۳۱؛ مکاشفہ ۱ : ۱۸؛ ۶ : ۸؛ ۲۰ : ۱۳، ۱۴) — غالباً بے انصاف مختار (لوقا ۱۶ : ۱-۹) کی طرح امیر آدمی اور لعزر کی کہانی (لوقا ۱۶ : ۱۹-۳۱) بھی ایک تمثیل ہے جس میں اُس وقت کے یہودیوں کی سوچ کو استعمال کیا گیا ہے اور جس کا مقصد مُردوں کی حالت سے متعلق بیان کرنا نہیں ہے۔ پطرس رسول ناراست مُردوں کو "قیدی روحیں" بیان کرتا ہے (۱-پطرس ۳ : ۱۹) - (مزید دیکھئے دوزخ)۔

اِس مکاشفہ کو کہ موت انسانی ہستی کا اختتام نہیں ہے نئے عہد نامہ میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مُردہ حالت کو اکثر "نیند" سے تشبیہ دی گئی ہے (متی ۲۷ : ۵۲؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱ : ۳۰؛ ۱-تھسلنیکیوں ۴ : ۱۳)، اور بعض اسے تشبیہ سے قدرے زیادہ ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن چند اشارے ایسے بھی ملتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ موت کے بعد ایماندار مسیح کے پاس جاتے ہیں (لوقا ۲۳ : ۴۳؛ فلپیوں ۱ : ۲۳) اور ان کی روحیں کامل بنادی جاتی ہیں (عبرانیوں ۱۲ : ۲۳)۔ پولس رسول موت سے جھجکتا ہے کیونکہ اُس کے نزدیک یہ موت غیر بدنی حالت کا ننگا پن ہے (۲-کرنتھیوں ۵ : ۳)۔ چنانچہ وہ جی اُٹھے بدن کا آرزومند ہے (آیت ۴)۔ لیکن موت کا یہ فطری خوف اس کے اِس اعتماد سے جلد ہی ختم ہوجاتا ہے کہ جسم سے الگ ہونے کا مطلب مسیح کے پاس حاضر ہونا ہے (آیت ۸)۔ پس اگرچہ موت کے بعد رُوح کی حالت کا اُسے کوئی علم نہیں تھا تو بھی وہ یہاں زندہ رہنے کی نسبت اُس کا زیادہ آرزومند ہے۔ آخری منزل پورے انسان کی مع جسم نجات ہے۔ "روحوں کی نجات" (۱-پطرس ۱ : ۹؛ یعقوب ۱ : ۲۱) کا مطلب، جسم کے بغیر رُوح کی نجات نہیں ہے کیونکہ جیسے متی ۱۶ : ۲۵ سے ظاہر ہے کہ روح جسم کا حوالہ دیئے بغیر بھی حقیقی زندگی کو بیان کرتی ہے (مقابلہ کریں اعمال ۲۷ : ۱۰)۔

۷۔ عدالت

"آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے" (عبرانیوں ۹ : ۲۷)۔ بائبل خدا کو انسان کا حاکم، شریعت دینے والا، اور آخری مُنصِف بیان کرتی ہے (یعقوب ۴ : ۱۲)۔ بعض اوقات خدا منصف ہے (عبرانیوں ۱۲ : ۲۳) اور بعض اوقات مسیح (۲-تیمتھیس ۴ : ۸؛ اعمال ۱۰ : ۴۲)۔ "اُس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دُنیا کی عدالت اُس اُس آدمی کی معرفت کرے گا جسے اُس نے مقرر کیا ہے" (اعمال ۱۷ : ۳۱)۔ خدا کا تخت عدالت (رومیوں ۱۴ : ۱۰) اور مسیح کا تختِ عدالت (۲-کرنتھیوں ۵ : ۱۰) مترادف اور ہم معنی اصطلاحات ہیں۔

عدالتوں کی الگ الگ شناخت ناممکن ہے۔ بائبل مُقدّس صرف عدالت کی حقیقت کو پیش کرتی ہے نہ کہ عدالتوں کا جدول۔ ہمارے خداوند کی قوموں کے بارے میں پیش گوئی ایک توسیعی تشبیہ ہے جس کی بنیاد بھیڑوں کو بکریوں سے علیحدہ کرنے کے روزمرّہ کے تجربہ پر ہے۔ اُس وقت مسیح اپنے "بھائیوں" یعنی شاگردوں اور نمائندوں کو (متی ۱۲ : ۴۸-۵۰) دنیا میں منادی کرنے کے لئے بھیجنے والے تھے اور لوگوں کی عاقبت کا انحصار اس بات پر تھا کہ وہ انہیں کیسے قبول کرتے اور ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کیونکہ "جو تم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے" (متی ۱۰ : ۴۰)۔ اِس تمثیل کو نہ تو ہزار سالہ بادشاہی کا مسئلہ حل کرنے اور نہ یہ ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے کہ نجات اعمالِ حسنہ سے ہے۔

آخری عدالت کا انحصار دو باتوں پر ہوگا: اعمال اور مسیح پر ایمان (مکاشفہ ۲۰ : ۱۲-۱۵)۔ عدالت ایک شخص کے خدا کے بارے میں علم کے مطابق ہوگی۔ جن کے پاس موسوی شریعت نہیں اُن کی عدالت بغیر شریعت کے ہوگی (رومیوں ۲ : ۱۲)۔ اُن کے پاس عام مکاشفہ کی روشنی (رومیوں ۱ : ۲۰) اور دلوں پر لکھی ہوئی شریعت ہے (رومیوں ۲ : ۱۵)۔ جو نیکوکاری میں ثابت قدم رہ کر جلال اور عزّت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ کی زندگی ملے گی، مگر جو حق کے نہ ماننے والے بلکہ ناراستی کے ماننے والے ہیں اُن پر غضب اور قہر ہوگا (رومیوں ۲ : ۶-۸)۔ پھر جن کے پاس موسوی شریعت ہے ان کی عدالت شریعت کے مطابق ہوگی (رومیوں ۲ : ۱۲)۔ عدالت کا بنیادی اصول خدا کا عدل ہے (پیدائش ۱۸ : ۲۵؛ رومیوں ۳ : ۳-۴)۔

لیکن چونکہ انسان اُس روشنی کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا جو خدا نے اُسے بخشی ہے اس لئے وہ سزا کا مستحق ہے۔ غیر قوموں نے

عام مکاشفہ کی روشنی کے برخلاف کام کئے (رومیوں ۱: ۲۱ مابعد) اور یہودی شریعت پر عمل کرنے سے قاصر رہے (گلتیوں ۳: ۱۰-۱۲)۔ چونکہ خدا نے اپنے رحم میں مسیح کے مخلصی بخش کام کے ذریعہ ایک راہِ نجات مہیا کی ہے اس لئے آخری عدالت کی بنیاد مسیح کے ساتھ تعلق پر ہے یہی "کتابِ حیات" کا ایک مطلب ہے (مکاشفہ ۲۰: ۱۵ مقابلہ کریں لوقا ۱۰: ۲۰؛ فلپیوں ۴: ۳؛ مکاشفہ ۳: ۵؛ ۱۳: ۸)۔

مسیح نے یہ تعلیم دی ہے کہ لوگوں کی عاقبت کا انحصار اُن کے ساتھ رویّہ پر ہے (متی ۱۰: ۳۲-۳۳؛ ۱۱: ۲۱-۲۴؛ مرقس ۸: ۳۸)۔ یہ خوشخبری یعنی نجات کا مرکز ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے (رومیوں ۱۳: ۱۱؛ ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۸-۹) اور اس میں روزِ عدالت خدا کی سزا سے بچنا شامل ہے (یوحنا ۵: ۲۴) بشرطیکہ مسیح میں ایمان کے ذریعہ خدا کی بخشش کو قبول کر لیا جائے (اعمال ۴: ۱۲؛ ۱۶: ۳۰-۳۱) اور خود کو اُس کی حاکمیت میں دے دیا جائے (رومیوں ۱۰: ۹)۔

بائبل میں بیان کردہ علم الآخرت کا ایک پہلو اس بات میں دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ عدالت جس کا تعلق روزِ آخرت سے ہے بنیادی طور پر تاریخ میں پہلے ہو چکی ہے۔ اگرچہ سزا ابھی نہیں دی گئی ہے تو بھی ایمان نہ لانے والے پہلے ہی مجرم ٹھہرائے جا چکے ہیں (یوحنا ۳: ۱۸)۔ ایمانداروں پر سزا کا حکم نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی موت (سزا) سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے ہیں (یوحنا ۵: ۲۴)۔

راستباز ٹھہرائے جانے کے بارے میں پولس رسول کی تعلیم میں بھی اسی سچائی کو بیان کیا گیا ہے۔ راستباز ٹھہرایا جانا، ایک ایسی سچائی ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ روزِ آخر منصف گناہ کی سزا سے بری قرار دے گا (متی ۱۲: ۳۷؛ رومیوں ۸: ۳۳-۳۴)۔ لیکن مسیح کی موت کی بنیاد پر ایمانداروں کو پہلے ہی راستباز ٹھہرایا جا چکا ہے (رومیوں ۳: ۲۱-۲۶؛ ۵: ۱)۔ اس وقت راستباز ٹھہرائے جانے کے باعث ہم روزِ عدالت خدا کے غضب سے بچ جائیں گے (رومیوں ۵: ۹)۔

بہر حال عدالت کا تعلق یہاں تک کہ ایمانداروں کے لئے بھی آخرت سے ہے۔ راستبازی کی اُمید (گلتیوں ۵: ۵) آخری عدالت میں بریّت ہے۔ "مسیح کا تختِ عدالت" (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۰ مقابلہ کریں متی ۱۲: ۳۶) خدا کا تختِ عدالت بھی ہے (رومیوں ۱۴: ۱۰)۔ تاہم مسیح میں مخلصی کے وسیلے سے اُن لوگوں کے لئے جو مسیح میں ہیں عدالت کا دن اپنی ہولناکی کھو بیٹھا ہے (۱-یوحنا ۴: ۱۷)۔

۸۔ خُدا کی بادشاہی

خُدا کی بادشاہی کا پہلا مطلب خدا کی فرمانروائی ہے اور دوسرا، وہ سلطنت جس میں اس فرمانروائی سے لطف اندوز ہوا جاتا ہے۔ آخری نشان تک صرف آنے والے زمانہ ہی میں پہنچا جائے گا۔ منفی طور پر اس کا مطلب خدا کے دشمنوں یعنی شیطان گناہ اور موت کی ہلاکت (مکاشفہ ۲۰: ۱۰، ۱۴، ۱۵) اور مثبت طور پر "مخلصی یافتہ لوگوں کی خدا کے ساتھ مکمل رفاقت اور الٰہی برکات سے پورے طور پر لطف اندوز ہونا ہے (مکاشفہ ۲۱: ۳-۸) جسے مختصراً "ہمیشہ کی زندگی" کی اصطلاح میں بیان کیا گیا ہے۔ یوں بعض اوقات "ہمیشہ کی زندگی" اور "خدا کی بادشاہی" کی اصطلاحات ہم معنی بن جاتی ہیں (متی ۲۵: ۳۴، ۴۶؛ مرقس ۱۰: ۱۷، ۲۴)۔ اناجیل متوافقہ میں "خدا کی بادشاہی" اور یوحنا کی انجیل میں "ہمیشہ کی زندگی" ہم معنی تصوّر رہے۔

خدا کی بادشاہی، آخرت کے کسی ایک کام سے قائم نہیں ہوتی بلکہ ڈرامائی طور غالباً تین مرحلوں کے ذریعہ۔ اپنے تجسّم کے وسیلہ سے مسیح نے شیطان کو باندھ دیا (متی ۱۲: ۲۹) یا "تباہ" کر دیا (عبرانیوں ۲: ۱۴)۔ اُس نے "موت کو نیست" اور "زندگی اور بقا" کو روشن کر دیا (۲-تیمتھیس ۱: ۱۰)۔ شیطان اور موت پر یہ ابتدائی فتح خدا کی بادشاہی اور مسیح میں خدا کی مخلصی بخش فرمانبرداری کا کام ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خدا کی بادشاہی جو ہنوز مستقبل میں ہے (متی ۱۳: ۴۳؛ ۱-کرنتھیوں ۶: ۹؛ مکاشفہ ۱۲: ۱۰) نزدیک آ گئی ہے (متی ۴: ۱۷) یا آ چکی ہے (متی ۱۲: ۲۸) اور اپنے ساتھ برکات لائی ہے (کلسیوں ۱: ۱۳)۔ خدا کی بادشاہی خدا کے مخلصی کے کئی کاموں کے باعث آتی ہے۔

خدا کی کامل بادشاہی میں مخلصی یافتہ زمین شامل ہوگی۔ پرانے عہدنامہ میں بعض اوقات اس نئے نظام کو ایسے بیان کیا گیا ہے گویا کہ یہ موجودہ نظام کی توسیع ہے (میکاہ ۴: ۱-۵؛ یسعیاہ ۱۱: ۱-۹)، اور بعض اوقات اسے پرانے نظام پر عدالتی سزا سے اُبھرتا دکھایا گیا ہے (یسعیاہ ۱۳: ۹-۱۳، ابواب ۲۴-۲۷)۔ ایک مرتبہ اس نئے نظام کو "نیا آسمان اور نئی زمین" کہا گیا (یسعیاہ ۶۵: ۱۷؛ ۶۶: ۲۲) لیکن یہ نئی تخلیق اب بھی زمینی ہے۔ یہ اُمید نئے عہدنامہ میں بھی جاری رہتی ہے اور جی اُٹھنے کی تعلیم کے مشابہ ہے۔ اس میں نئے نظام اور پرانے نظام کے درمیان تسلسل اور عدم تسلسل دونوں پائے جاتے ہیں۔ مخلوقات انسان کی گناہ کی لعنت سے رہائی میں شریک ہوگی (رومیوں ۸: ۲۱)۔ گناہ کے باعث اس لعنتی زمین کی خدا عدالت کرے گا۔ موجودہ نظام ہلا یا جائے گا (متی ۲۴: ۲۹؛ مکاشفہ ۶: ۱۲-۱۷) اور برباد کر دیا جائے گا (۲-پطرس ۳: ۱۰)۔ خدا کی اس عدالت میں سے "نیا آسمان اور نئی زمین" اُبھریں گے جس میں راستبازی بسی رہے گی" (۲-پطرس

۳:۱۳)۔ اِس نئی مخلصی یافتہ زمین پر خدا کے لوگ جلالی جسم کے ساتھ سکونت کریں گے اور خدا کے ساتھ کامل رفاقت رکھیں گے (مکاشفہ ۲۱: ۱-۸)۔ اب آخری میل ملاپ مکمل ہو جاتا ہے (کلسیوں ۱: ۲۰؛ افسیوں ۱: ۱۰) اور اِس دعا کا جواب کہ "تیری بادشاہی آئے اور تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو" (متی ۶: ۱۰) مل جاتا ہے۔

۹- ہزار سالہ بادشاہت

مکاشفہ کی کتاب شیطان پر خدا کی بادشاہی کی فتح کو مستقبل کے دو بڑے مرحلوں میں بیان کرتی ہے۔ شیطان جیسے مسیح نے پہلے ہی "باندھ" دیا ہے (متی ۱۲: ۲۹)، اُسے اُس کی آگ کی جھیل میں ہلاکت (مکاشفہ ۲۰: ۱۰) سے پیشتر مزید دبایا جائے گا۔ مسیح کی آمدِ ثانی پر اُسے باندھا اور قید میں ڈالا جائے گا تاکہ وہ قوموں کو گمراہ نہ کر سکے (مکاشفہ ۲۰: ۱-۳)۔ مسیح اپنے جی اُٹھے مُقدّسین کے ساتھ زمین پر (مکاشفہ ۵: ۱۰ مقابلہ کریں متی ۱۹: ۲۸؛ ۲-تیمتھیس ۲: ۱۲) ایک ہزار سال تک حکومت کریں گے (مکاشفہ ۲۰: ۴)۔ اس نظریہ کو "ہزار سالہ بادشاہت کا نظریہ" millennialism کہتے ہیں۔

پس اس طرح "ہزار سالہ بادشاہت" مسیح کی موجودہ بادشاہی کی توسیع ہے۔ اِس خیال کی ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۳-۲۸ سے بھی تصدیق ہوتی ہے جہاں خدا کی بادشاہی کی فتح کے تین مرحلے بیان کیے گئے ہیں یعنی مسیح کی قیامت، اُن کی آمدِ ثانی اور آخرت۔

اس وقت مسیح، خداوند ہیں۔ وہ خدا کے دہنے ہاتھ تخت نشین ہیں۔ لیکن اُن کی فرمانروائی دنیا پر ظاہر نہیں۔ آنے والا زمانہ مسیح کی حکومت کا زمانہ نہیں ہو گا کیونکہ وہ اپنی بادشاہی باپ کے سپرد کر دیں گے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۴-۲۸)۔ اگرچہ پاک کلام کی اصطلاحات اس کی تصدیق تو نہیں کرتیں تو بھی ہم کلیسیائی زمانہ میں مسیح کی بادشاہی اور ہزار سالہ حکومت اور آئندہ زمانہ میں خدا کی بادشاہی میں تمیز کر سکتے ہیں۔ مسیح کی بادشاہی خدا کی بادشاہی ہے (کلسیوں ۱: ۱۳؛ ۴: ۱۱؛ افسیوں ۵: ۵)۔

ادواریت dispensationalism مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت سے مختلف ہے اور اُسے اس کے ساتھ غلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ ادواریت کا نظریہ یہ سکھاتا ہے کہ ہزار سالہ حکومت مسیح کے مخلصی کے کام کا مرحلہ نہیں بلکہ اسرائیل کے ساتھ حکومتِ الٰہیہ کے وعدے کا پورا ہونا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق اسرائیل کی بطور قوم اپنے ملک میں بحالی کی پیشینگوئیوں میں تخت، داؤد بادشاہ کی طرز کا بادشاہ، ہیکل اور قربانیاں اور رسومات کی بحالی شامل ہیں اور وہ حرف بہ حرف پوری ہوں گی۔

بعض مفسرین کی رائے میں ہزار سالہ بادشاہت کا خیال بائبل کے علم الآخرت میں فٹ نہیں بیٹھتا۔ اِن کے خیال میں مکاشفہ ۲۰: ۱-۴ میں شیطان کا باندھا جانا، مسیح کے تجسّم میں پورا ہوُا (متی ۱۲: ۲۸؛ ۲۹) اور "پہلی قیامت" اور "مُقدّسوں کا مسیح کے ساتھ حکومت کرنا" یا تو مسیح میں نئی زندگی ہے (افسیوں ۲: ۵؛ یوحنّا ۵: ۲۵) یا شہید مُقدّسین کی آسمان میں فتح۔ دونوں صورتوں میں ہزار سالہ حکومت کلیسیائی زمانے کا نشان ہے۔ مسیح کی آمدِ ثانی، فوراً ہی تکمیل کا عروج، آخری عدالت اور نئے آسمان اور نئی زمین کا باعث بنے گی۔ اس نظریہ کو amillennialism کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے مطابق ہزار سالہ بادشاہت نہیں ہوگی۔ ایک اور نظریہ کے مطابق آخری زمانے کے بارے میں حوالہ جات تاریخ میں خدا کی سرگرمیوں کو مجازی رنگ میں بیان کرتے ہیں اور کہ خدا کی بادشاہی اس کلیسیائی زمانہ میں کلام کی منادی سے تکمیل کو پہنچے گی۔ کلیسیا کے بشارتی کام میں سوسائٹی کو مسیحی بنانا شامل ہے۔ چونکہ یہ نظریہ اُس "سنہری زمانہ" کے بعد ہی مسیح کی آمدِ ثانی کا داعی ہے اس لئے اسے post-millennialism کہتے ہیں۔

۱۰- دوزخ

مُقدّسین کی آخری منزل نئی زمین ہے اور بدکاروں کی جہنم۔ جس لفظ کا ترجمہ "دوزخ" کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ge-hinnom ہے یعنی "ہنوم کی وادی" جو یروشلیم کے باہر واقع تھی۔ یہاں بچوں کو مولک دیوتا کے سامنے قربانی کے طور پر آگ میں جلایا جاتا تھا (۲-تواریخ ۲۸: ۳؛ ۳۳: ۶)۔ یہ عدالت کا نبوّتی نشان بن گیا (یرمیاہ ۷: ۳۱-۳۲) اور بعد ازاں آخری عدالت کا۔ خدا کو رُوح اور جسم دونوں کو دوزخ میں ڈالنے کا اختیار ہے (لوقا ۱۲: ۵؛ متی ۱۰: ۲۸ مقابلہ کریں متی ۵: ۲۹، ۳۰)۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں کی آگ نہیں بجھتی (مرقس ۹: ۴۳) یا ہمیشہ جلتی رہتی ہے (متی ۱۸: ۸)۔ مکاشفہ کی کتاب میں آخری سزا کو آگ اور گندھک کی جھیل بیان کیا گیا ہے (مکاشفہ ۲۰: ۱۰) جہاں حیوان، ابلیس اور غیر نجات یافتہ لوگ ڈالے جائیں گے (مکاشفہ ۲۰: ۱۵)۔ یہ تشبیہی زبان ہے جو اِس حقیقت سے ظاہر ہے کہ موت اور عالمِ ارواح بھی آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ "یہ دوسری موت ہے" (مکاشفہ ۲۰: ۱۴)۔ ہمارے خداوند نے آخری سزا کو آگ (متی ۱۳: ۴۲، ۵۰؛ ۲۵: ۴۱) یا اندھیرے (متی ۸: ۱۲؛ ۲۲: ۱۳؛ ۲۵: ۳۰ مقابلہ کریں ۲-پطرس ۲: ۱۷؛ یہوداہ ۱۳) کی اصطلاحات میں بیان کیا ہے۔ اگرچہ آگ اور اندھیرا دونوں تشبیہی سزا ہیں تو بھی وہ اس المناک حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ ایسے لوگ مسیح میں خدا کی برکات اور حضوری سے دُور رہیں گے (متی ۷: ۲۳؛ ۲۵: ۴۱؛ ۲-تھسلنیکیوں ۱: ۹)۔ بعض علماء کے نزدیک

نیا عہدنامہ بالآخر عالمگیر نجات کی تعلیم دیتا ہے لیکن یہ اُس وقت ہی ممکن ہے جب جہنم کے متعلق مسیح کی اور مکاشفہ کی کتاب کی تعلیم کو نظرانداز کر دیا جائے۔

علم المسیح:- نئے عہدنامہ کے مصنفین خداوند یسوع کو بڑے یقین کے ساتھ خدا کہتے ہیں (یوحنا ۱: ۱، ۱۸؛ ۲۰: ۲۸؛ کلسیوں ۲: ۹؛ ططس ۲: ۱۳؛ عبرانیوں ۱: ۸، ۱۰)۔ مسیح کی الوہیت کی حقیقت نئے عہدنامہ کی ہر قسم کی شہادت اور تعلیم میں رچی بسی ہوئی ہے۔ انہیں "خدا کا بیٹا" کہا گیا ہے۔ گو یہ لفظ اُن کے تجسم کے وسیلے بیٹا ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے (لوقا ۱: ۳۵؛ یوحنا ۱: ۳۴؛ رومیوں ۱: ۴؛ عبرانیوں ۱: ۲) تو بھی یہ صرف تجسم تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ اصطلاح انہیں مخصوص معنوں میں خدا کا "اپنا" بیٹا بیان کرتی ہے (متی ۱۱: ۲۷؛ یوحنا ۵: ۱۸)۔ یوحنا کی تصنیفات میں "باپ" اور "بیٹے" کی اصطلاحات صرف عارضی معنوں میں استعمال نہیں ہوئیں بلکہ ان کی دوامی بنیاد ہے (یوحنا ۳: ۱۳؛ ۵: ۱۷؛ ۱-یوحنا ۴: ۱۰)۔ "خدا کا بیٹا" کی اصطلاح ایک الٰہی لقب ہے اور الوہیت کی دعویدار (متی ۱۶: ۱۶؛ ۲۶: ۶۳-۶۵؛ لوقا ۲۲: ۷۰-۷۱؛ یوحنا ۱۹: ۷)۔ "اکلوتے بیٹے" کی اصطلاح کو تجسم سے پہلے مسیح کی عظمت اور استحقاق کی روشنی میں سمجھنا چاہیئے (رومیوں ۸: ۲۹؛ کلسیوں ۱: ۱۵-۱۸؛ عبرانیوں ۱: ۶)۔ خاص معنوں میں "مخلوقات سے پہلے مولود" کا مطلب یہ ہے کہ وہ باپ کی ذات سے مولود ہیں نہ کہ اس کے ارادہ سے۔ تولّد، الٰہی ذات کی ایک ازلی حقیقت ہے۔ دیگر الفاظ میں مسیح کی ابنیت ایک ازلی حقیقت ہے۔

مسیح، خدا کا کلام (لوگوس کلمہ) ہیں۔ یوحنا ۱: ۱-۱۸ میں لوگوس (کلام - کلمہ) کی تشریح نہیں کی گئی بلکہ اُس سے مسیح کی الوہیت کا اعلان کیا گیا ہے۔ "کلام خدا تھا"۔ یونانی کی اس ترکیب میں حرفِ تعریف کی عدم موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ کلام الٰہی ذات تھا (مقابلہ کیجیئے رومیوں ۹: ۵)۔ عہدِ عتیق میں مسیح سے منسوب القابات کو ہم اُس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ مسیح کو یہوواہ کی ذات میں شریک نہ جانیں (متی ۳: ۳ کا یسعیاہ ۴۰: ۳ کے ساتھ اور اعمال ۱۳: ۳۳ کا زبور ۲: ۷ کے ساتھ مقابلہ کیجیئے وغیرہ وغیرہ)۔ اُن کی بطور خدا عزت اور پرستش کی جاتی ہے (یوحنا ۲۰: ۲۸؛ فلپیوں ۲: ۱۰-۱۱؛ مکاشفہ ۵: ۱۲-۱۴ وغیرہ)۔ اُن کا نام بپتسمہ کے الفاظ میں (متی ۲۸: ۱۹) اور کلماتِ برکات میں (۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱۴) اور ابدی زندگی عطا کرنے میں (یوحنا ۵: ۲۳-۲۴) خدا اور رُوح القدس کے ساتھ مساوی حیثیت سے لیا جاتا ہے۔ بائبل کی پوری تعلیم کا انحصار اس دعوے پر ہے کہ مخلصی صرف خدا دے سکتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۹؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۵)۔ مقدس ★ اتناسیئس کی ★ ارئیس کے ساتھ عظیم بحث کا مرکزی نکتہ بھی یہی تھا کہ صرف خدا ہی مخلصی بخش سکتا اور میل ملاپ کر سکتا ہے۔

یسوع مسیح کی انسانیت کے بارے میں (جس میں اُن کی بیت لحم میں پیدائش لوقا ۱: ۳۵، ناصرۃ میں لڑکپن اور بڑھنا لوقا ۲: ۳۹-۵۲، روزہ اور آزمائش متی ۴: ۱-۱۱، تھکاوٹ یوحنا ۴: ۶ اور موت یوحنا ۱۹: ۲۸-۳۰؛ اعمال ۲: ۲۳، ۳۶ شامل ہیں)۔ نئے عہدنامہ کی شہادت بڑی پُرزور ہے۔ مخلصی کا کام کسی حد تک اُن کی انسانیت کے ساتھ مشروط اور وابستہ ہے (اعمال ۲: ۲۲؛ رومیوں ۵: ۱۵؛ فلپیوں ۲: ۷؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۵)۔ نئے عہدنامہ کے علم المسیح کا مدعا مسیح کی انسانیت کے مثالی اور معیاری کردار کو دکھانا ہے۔ مختلف صورتوں میں ان کی لاثانیت پر زور دیا گیا ہے جس میں اُن کی کنواری مریم سے پیدائش (لوقا ۱: ۳۴-۳۵)، ان کا علم اور ان کا عالم الغیب ہونا (متی ۱۱: ۲۷)، ان کی کاملیت (لوقا ۱: ۳۵؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱)، ان کی تعلیم (متی ابواب ۵-۷) اور اُن کی صورت بدلنا اور سرفرازی (۲-پطرس ۱: ۱۶-۱۸) شامل ہیں۔

بزرگوں کے زمانہ میں علم المسیح نے چوتھی صدی کی اریوسی بدعت کے دباؤ کے تحت ترقی کی۔ نقایہ (۳۲۵) اور قسطنطنیہ (۳۸۱) کے عقیدوں میں مسیح کی کامل الوہیت اور کامل انسانیت کی دوبارہ تصدیق کی گئی۔ اِن میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مسیح کوئی درمیانی ہستی نہیں بلکہ حقیقی خدا ہیں (اِس سے یونانی خیالات کے خلاف بائبل کی تخلیق کی تعلیم محفوظ ہو گئی) اور کہ علم المسیح کو مخلصی کے تجربہ کے ساتھ ضرور متفق ہونا چاہیئے کیونکہ صرف خدا ہی مخلصی دے سکتا ہے۔

خلقیدون کی مجلسِ عامہ (۴۵۱) میں مسیح کی شخصیت میں اتحادِ ذات کی تصدیق کی گئی۔ یہ تصدیق سکندریہ اور انطاکیہ کے مکتبۂ فکر کی مختلف روایات سے متاثر تھی۔ خلقیدون کا تصدیق نامہ اس بھید کی توضیح نہیں کرتا بلکہ حدود مقرر کرتا ہے جن سے باہر ایماندار مسیحی نہیں جا سکتے؛ خداوند مسیح نے انسانی ذات اختیار کی نہ کہ انسانی شخصیت، اُس میں الوہیت اور انسانیت دونوں ہیں اور دونوں کامل ہیں، یہ دونوں ذاتیں ایک شخص میں متحد ہیں اور ہم اُسے مسیح کہتے ہیں۔

مسیحی، یسوع مسیح کی شخصیت میں حقیقی اور کامل الوہیت اور حقیقی اور کامل انسانیت دونوں کے ناقابلِ تقسیم اتحاد کا اقرار کرتے ہیں۔ مسیحی بھیدوں میں سے اس سب سے بڑے بھید کے بارے میں اور کوئی تشریح کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ تجسم کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے بیٹے نے انسانیت کو اُس کی اصلی خاصیتوں کے ساتھ پورے طور پر اس طور سے اپنا لیا کہ وہ ایک ہی شخصیت

میں انسان اور خدا کا بیٹا دونوں تھے۔ مسیحی اقرار کرتے ہیں کہ وہ ان دونوں ذاتوں کی وسعت کو نہیں سمجھتے تاہم وہ اس کے بارے میں رسولوں کی شہادت کو قبول کرتے ہیں۔ یسوع مسیح میں انسان کے لئے خدا کی کاملیت ظاہر ہوئی ہے (رومیوں ۵: ۸-۲۱؛ عبرانیوں ۲: ۱۴-۱۸) جسے ایمان سے قبول کرنے کی بنا پر انسان بذریعہ پاک رُوح اُن جیسے بن سکتے ہیں۔ نیز دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی۔ یسوع مسیح کی تعلیم۔ تجسّم المسیح۔

علمت۔ علامت: (عبرانی = خفیہ)۔ ۱۔ اس کا نام علمون بھی ہے (یشوع ۲۱: ۱۸)۔ کاہنوں کا ایک شہر (۱-تواریخ ۶: ۶۰)۔
۲۔ یہوعدہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۳۶؛ ۹: ۴۲)۔

علمدار: علم بردار۔ جھنڈا اُٹھانے والا۔ یہ صرف غزل الغزلات ۶: ۴، ۱۰ میں آیا ہے۔ جس طرح وہ فوج جو جھنڈے اُٹھائے فتح مندی سے آگے بڑھتی ہے ویسے ہی دُلہا بڑی شان اور رعب داب سے آگے بڑھ رہا ہے۔

علمِ سابق: دیکھئے برگزیدگی۔ تقدیر۔ پروردگاری۔

علمون: (عبرانی = چھپا ہوا)۔ بنیمین کے علاقہ میں لاویوں کا ایک شہر (یشوع ۲۱: ۱۸)۔ اسے ۱-تواریخ ۶: ۶۰ میں علمت کا نام دیا گیا ہے۔

علمون دِبلہ تائم: (عبرانی = انجیر کی دوہری ٹکیہ کا علمون)۔ بنی اسرائیل کے مصر سے یردن کے سفر میں آخری قیام گاہوں میں سے ایک (گنتی ۳۳: ۴۶، ۴۷)۔ غالباً یہ جگہ وہی ہے جسے یرمیاہ ۴۸: ۲۲ میں ★ بیت دِبلتائم کہا گیا ہے اور جس کی بابت موآب کا شاہ میسا ★ موآبی پتھر پر فخر سے کندہ کراتا ہے کہ اُس نے اسے آباد کیا۔

علمہ: وہ عبرانی لفظ جو یسعیاہ ۷: ۱۴ میں کنواری کے لئے استعمال ہوا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کنواری۔ عمانوایل۔

علوان: (عبرانی = قدآور)۔ حوری سوبل کے بیٹوں میں سے ایک (پیدائش ۳۶: ۲۳)۔ ۱-تواریخ ۱: ۴۰ میں اسے علیان کہا گیا ہے۔

علوت۔ بعلوت: ایک شہر جس کا ذکر آشر کے ساتھ آتا ہے۔ اس شہر کا منصبدار بعنہ تھا جو سلیمان بادشاہ اور اُس کے گھرانے کے لئے رسد مہیا کرتا تھا (۱-سلاطین ۴: ۱۶)۔

علوہ: ادوم کا ایک رئیس (پیدائش ۳۶: ۴۰)۔ ۱-تواریخ ۱: ۵۱ میں اسے علیاہ کہا گیا ہے۔

عُلّہ۔ عُلا: آشر کی اولاد میں سے ایک شخص۔ وہ اپنے قبیلے کے تین رئیسوں کا باپ تھا (۱-تواریخ ۷: ۳۹)۔

علیان: (عبرانی = قدآور)۔ حوری سوبل کے بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱: ۴۰)۔ پیدائش ۳۶: ۲۳ میں اسے علوان کہا گیا ہے۔

علیاہ: ادوم کا ایک رئیس (۱-تواریخ ۱: ۵۱)۔ پیدائش ۳۶: ۴۰ میں اسے علوہ کہا گیا ہے۔

عماد۔ عمعاد: آشر کے قبیلے کا ایک قصبہ (یشوع ۱۹: ۲۶)۔

عماسا: (عبرانی = بار بردار)۔ ۱۔ داؤد بادشاہ کی بہن ابیجیل اور اِترا کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۱۷ میں اس کے نام کے ہجے یتر ہیں)۔ اسے یوآب کی جگہ داؤد کی فوج کا سربراہ بنایا گیا تھا۔ یوآب نے اُسے فریب سے قتل کیا (۲-سموئیل ۲۰: ۸-۱۰)۔
۲۔ بنی افرائیم کا ایک سردار (۲-تواریخ ۲۸: ۱۲ مابعد)۔

عماسی۔ عماسا: ۱۔ تیسوں کا ایک سردار جو بنی بنیمین اور یہوداہ کی طرف سے داؤد کے پاس صقلاج میں آیا۔ اُس پر رُوح نازل ہوئی اور اُس نے داؤد کو وفاداری کے عہد کا یقین دلایا (۱-تواریخ ۱۲: ۱۸)۔
۲۔ داؤد کے زمانہ میں خداوند کے صندوق کے سامنے جب وہ یروشلیم لایا جا رہا تھا نرسنگا پھونکنے والا ایک کاہن (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴)۔
۳۔ حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں کاہن محت کا باپ۔ محت نے دیگر لاویوں کے ساتھ اپنے کو ہیکل کی مرمّت کرنے کے لئے پاک کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲)۔ یہ بنی قہات میں سے تھا۔

عمالیق: عیسو کے بڑے بیٹے الیفز کا بیٹا جو اس کی حرم تمنع کے بطن سے پیدا ہوا (پیدائش ۳۶: ۱۲؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۶)۔ وہ ملک ادوم کا رئیس تھا (پیدائش ۳۶: ۱۶)۔

عمالیقی: ایک قدیم اور غارت گر خانہ بدوش قوم جو ابرہام اور حزقیاہ بادشاہ کے درمیانی عرصہ میں (تقریباً ۲۰۰۰ ... ۷۰۰ ق م) ★ نجب کے علاقے میں آباد تھی۔
تاریخ: ان کا پہلی مرتبہ ذکر ابرہام کے زمانہ میں ان لوگوں کے ساتھ آتا ہے جنہیں کدرلاعمر نے مارا تھا (پیدائش ۱۴: ۷)۔ موسیٰ نے اُن کی تندی کا تجربہ ان کے رفیدیم کے مقام پر بنی اسرائیل پر بلاوجہ حملے کے دوران کیا جس کے نتیجے کے طور پر خدا نے اُن سے ہمیشہ جنگ کرتے رہنے کو کہا۔ بالآخر اُن کا نام و نشان مٹ گیا (خروج ۱۷: ۸ مابعد)۔ یشوع اور جاسوسوں کا کنعان میں اُن سے آمنا سامنا ہوا۔ انہوں نے اور

کنعانیوں نے اسرائیلیوں کو حرمہ تک مارا (گنتی ۱۴: ۴۵)۔ اسرائیل کے قاضیوں کے زمانہ میں اہود کے وقت اُنہوں نے عمونیوں اور موآبیوں کے ساتھ مل کر اسرائیلیوں سے جنگ کی (قضاۃ ۳: ۱۳)۔ انہوں نے مدیانیوں اور اہلِ مشرق کے ساتھ بھی مل کر اسرائیلیوں پر حملے کئے (قضاۃ ۶: ۳، ۳۳)۔ قاضی عبدون کو "عمالیقیوں کے کوہستانی علاقہ" میں دفن کیا گیا (قضاۃ ۱۲: ۱۵)۔ خدا نے ساؤل بادشاہ کو اُنہیں بالکل ختم کرنے کا حکم دیا لیکن اس نے نافرمان ہو کر عمالیقیوں کے بادشاہ کو جیتا چھوڑ دیا (۱-سموئیل ۱۵: ۸ مابعد) اور بعد ازاں ساؤل کو بھی ایک عمالیقی نے قتل کیا (۲-سموئیل ۱: ۸ مابعد)۔ داؤد بادشاہ نے عمالیقیوں پر اور ملک کے دیگر قدیم باشندوں پر جو شور سے مصر تک آباد تھے حملہ کیا (۱-سموئیل ۲۷: ۸)۔ اس نے اُنہیں بڑی سختی سے مارا اور اپنی بیویوں اور مال مویشیوں کو جو وہ صقلاج پر حملہ کر کے اسیر کر کے لے گئے تھے چھڑا لیا (۱-سموئیل ۳۰: ۱۸)۔ عمالیقی اُن قوموں میں شامل ہیں جنہیں داؤد نے مغلوب کیا (۲-سموئیل ۸: ۱۲؛ ۱-تواریخ ۱۸: ۱۱)۔ آخر میں بنی شمعون نے حزقیاہ کے زمانہ میں اُن کو مکمل طور پر ختم کر دیا (۱-تواریخ ۴: ۴۳)۔

آبادکاری: بنیادی طور پر عمالیقی بحیرہ مُردار کے جنوب مشرق میں نجب کے علاقے میں آباد تھے، لیکن وہ صحرائے سینا میں رفیدیم (خروج ۱۷: ۸) سے مصر کی سرحد تک (۱-سموئیل ۲۷: ۸)، شمال کی طرف یزرعیل میں (قضاۃ ۶: ۳۳)، فرعاتون میں (قضاۃ ۱۲: ۱۵) اور یریحو میں یا اس کے قریب (قضاۃ ۳: ۱۳) اور مشرق کی طرف کوہِ شعیر میں بھی آباد تھے (۱-تواریخ ۴: ۴۲)۔ مزید دیکھئے گنتی ۱۳: ۲۹۔

حسب نسب: بعض لوگ یہ خیال پیش کرتے ہیں کہ چونکہ پیدائش ۱۴: ۷ کے واقعہ کے وقت تک عیسو کا پوتا عمالیق (پیدائش ۳۶: ۱۲) جس کی اولاد عمالیق کہلائی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا اس لئے کوئی اور قوم ہوگی۔ لیکن اگر اس بات کو اس نظر سے دیکھا جائے کہ پیدائش کی کتاب اُس وقت تحریر ہوئی جب کہ عمالیقی قوم وجود میں آ چکی تھی اور متذکرہ ملک میں بسی ہوئی تھی اور مصنف نے اُسے ویسے ہی بیان کیا تو پھر کوئی تضاد نہیں رہتا۔ بصورتِ دیگر اس کی اصل معلوم نہیں۔ چنانچہ "قوموں میں سے پہلی قوم" (گنتی ۲۴: ۲۰) زمانے اور بزرگی میں یا آزاد اسرائیل پر حملہ کرنے میں (رفیدیم کے مقام پر) پہلی قوم ہو سکتی ہے۔ عرب روایات کے مطابق جو اگرچہ متناقص اور متضاد ہیں عمالیقی حام کی نسل سے ہیں۔

کردار: جنگجوانہ۔ عام طور پر ان کا اتحاد کنعانیوں (گنتی ۱۴: ۴۵) یا موآبیوں (قضاۃ ۳: ۱۳) کے ساتھ تھا لیکن بعض اوقات تنہا بھی جنگ لڑی، مثلاً رفیدیم (خروج ۱۷: ۸) اور صقلاج (۱-سموئیل ۳۰: ۱) میں۔ انہوں نے تھکے ماندے اور "ان کو جو کمزور اور سب سے پیچھے تھے مارا اور ان کو خدا کا خوف نہ آیا" (استثنا ۲۵: ۱۸)۔ انہوں نے کھیتوں کو برباد کیا (قضاۃ ۶: ۴)۔ غالباً اجاج، مصر کے فرعون کی مانند شاہی لقب تھا۔

انجام: رفیدیم کے مقام پر خداوند نے فرمایا: "میں عمالیق کا نام و نشان دنیا سے بالکل مٹا دوں گا" اور بلعام کے بارے میں "اُس کا انجام ہلاکت ہوگا" (گنتی ۲۴: ۲۰)۔ ساؤل بادشاہ انہیں ختم کرنے میں ناکام رہا، لیکن داؤد نے ان کو یہاں تک گھٹا دیا کہ وہ نہ ہونے کے برابر رہ گئے اور بنی شمعون نے "ان باقی عمالیقیوں کو جو بچ رہے تھے قتل کیا" (۱-تواریخ ۴: ۴۳)۔ آثارِ قدیمہ نے ابھی تک ان کے متعلق کوئی شہادت پیش نہیں کی۔

عمامہ:
دیکھئے ملبوسات بائبل

عمانوایل۔ عمانوئیل:
یہ لفظ بائبل میں تین مرتبہ آیا ہے۔ دو مرتبہ پرانے عہد نامہ میں (یسعیاہ ۷: ۱۴؛ ۸: ۸) اور ایک مرتبہ نئے عہد نامہ میں (متی ۱: ۲۳)۔ غالباً یسعیاہ ۸: ۱۰ میں بھی یہی لفظ ہے لیکن اردو میں اس لفظ کی بجائے اس کا ترجمہ درج ہے۔ اس اہم لفظ کا پورا مفہوم سمجھنے کے لئے اس کے سیاق و سباق پر گہری نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔

ارام اور اسرائیل نے یہوداہ سے متحد ہونے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ مل کر اسور کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مقابلہ کریں۔ یہوداہ پس و پیش کرتا رہا جس کی وجہ سے دوسرے دو بادشاہ بہت خفا ہوئے اور یہوداہ کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا۔ شاہ یہوداہ آخز نے جب یہ خبر سُنی تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اس موقع پر یسعیاہ نبی کو اُس کے پاس بھیجا گیا تاکہ اُس کی دلجمعی کرے اور اُسے بتائے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ دشمن کی طاقت ٹوٹ چکی ہے اور وہ اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ یسعیاہ نے اُسے یہاں تک کہا کہ وہ خدا سے کوئی نشان طلب کرے تاکہ اس پیغامِ الٰہی کی تصدیق ہو۔ آخز نے نشان مانگنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کے جواب میں یسعیاہ نے ریاکار بادشاہ کو بتایا کہ خدا خود اپنے لوگوں کو ایک نشان دے گا۔

یسعیاہ نبی ایک رویا میں دیکھتا ہے کہ ایک کنواری (عبرانی۔ علمہ یعنی وہ عورت جس کی شادی نہ ہوئی ہو) حاملہ ہے اور اس کے بیٹا ہونے والا ہے اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی، یعنی "خدا ہمارے ساتھ"۔

اس پیشینگوئی کی کسی بھی تفسیر کے سلسلے میں تین باتوں کا خیال رکھنا اشد ضروری ہے۔

۱۔ بچّے کی پیدائش ایک نشان ہے اور یہ ضروری نہیں کہ بچّے کی پیدائش معجزانہ ہو۔ تاہم اس موقع پر جب آخز سے خدا نے فرمایا کہ "خداوند اپنے خدا سے کوئی نشان طلب کر، خواہ نیچے پاتال میں خواہ اُوپر بلندی پر" (یسعیاہ ۷: ۱۱) تو یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ نشان کوئی عام

نشان نہیں ہوگا بلکہ ایسا نشان جیسا حزقیاہ کو دیا گیا تھا جب سایہ دھوپ گھڑی پر دس درجے لوٹ گیا تھا (۲-سلاطین ۲۰: ۱۰) یعنی بچے کی پیدائش میں کوئی معجزانہ پہلو کا ہونا ضرور تھا۔ عام پیدائش کو بطور نشان کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی تھی۔

یہ پیشینگوئی ایک اور مشکل پیش کرتی ہے یعنی یہ کہ یہ اشارہ مقامی اور وقتی وقوعہ کی طرف نہیں ہوسکتا۔ حزقیاہ (دیکھئے حزقیاہ) بادشاہ نے قوم کو بُت پرستی سے اور بعد میں اسور سے نجات دلائی تھی۔ لیکن یہ پیشینگوئی اس کے لئے نہیں ہوسکتی کیونکہ اس وقت وہ پیدا ہوچکا تھا یعنی اس کا اشارہ حزقیاہ کی پیدائش کی طرف نہیں ہوسکتا۔

ب۔ بچے کی ماں کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ یسعیاہ نے اس کے لئے یہ خاص لفظ علمہ (= جوان عورت) کیوں استعمال کیا۔ بعض مرتبہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یسعیاہ کنواری سے پیدائش virgin birth کا مسئلہ پیش کرنا چاہتا تھا تو وہ اس سے زیادہ موزوں عبرانی لفظ بتولہ (= کنواری) منتخب کرسکتا تھا۔ لیکن اگر ہم "بتولہ" کے پُرانے عہدنامہ میں استعمال کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ بہت غیر تسلی بخش ہوتا کیونکہ یہ لفظ ذو معنی ہے۔ "بتولہ" سے کنواری مُراد ہوسکتی ہے لیکن اگر یہ معنی ادا کرنے ہوتے تھے تو یہ فقرہ ساتھ جوڑا جاتا تھا کہ "وہ مرد سے ناواقف تھی" (دیکھئے پیدائش ۲۴: ۱۶)۔

اس لفظ کا ایک اور استعمال بھی ہے یعنی یہ ایسی عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کی منگنی ہوچکی ہو (دیکھئے استثنا ۲۲: ۲۳ .... الخ)۔ اس آخری استعمال میں عورت کے منگیتر کو اُس کا خاوند کہا جاتا تھا اور اُسے اُس کی بیوی۔

لفظ "بتولہ" سے شادی شدہ عورت بھی مراد ہوسکتی تھی (دیکھئے کیتھولک اُردو ترجمہ میں یوئیل ۱: ۸۔ "تم ماتم کرو جس طرح کنواری ٹاٹ اوڑھ کر اپنی جوانی کے شوہر کے لئے ماتم کرتی ہے")۔ اس آخری استعمال کے حوالے سے یہودیوں میں ایک روایت چل پڑی تھی جس کی بنا پر بتولہ کا مطلب شادی شدہ عورت ہوگیا۔ اگر یسعیاہ نبی یہ لفظ استعمال کرتا تو یہ بات عیاں نہ ہوتی کہ وہ کس قسم کی عورت کی طرف اشارہ کر رہا ہے، کنواری یا شادی شدہ عورت کی طرف۔ عبرانی کا کوئی اور لفظ اس کا صحیح مفہوم ادا نہیں کرسکتا تھا۔ اگر وہ چاہتا کہ ماں کو ایک جوان عورت ظاہر کرے تو وہ ایک عام لفظ "نعارہ" (= لڑکی) (پیدائش ۲۴: ۱۴) استعمال کرسکتا تھا۔ لفظ "علمہ" چُننے سے اُس نے وہ لفظ استعمال کیا جو نہ صرف بائبل میں بلکہ تمام مشرقِ قریب کی کُتب میں اُس عورت کے لئے استعمال ہُوا ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ ایسی عورت جس کی شادی نہ ہوئی ہو بدکار ہو۔ لیکن اُس حالت میں بچے کی پیدائش کوئی خاص نشان نہیں ہوسکتا۔ ان دلائل کی رُو سے ہم ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ماں نیک عورت تھی اور اس کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں بچے کی پیدائش ایک معجزانہ نشان تھا۔ اس لفظ "علمہ" کے استعمال سے اس پیشینگوئی کو وقتی اور مقامی معنی بھی نہیں دیے جاسکتے۔

ج۔ ہم اس خاص لفظ عمانوایل کے زور پر بھی غور کریں۔ ان آیات کو اگر سرسری طور پر پڑھیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بچے کی پیدائش سے خدا کی حضوری ظاہر ہوتی ہے۔ اس تشریح کو قبول کرنے سے دورِ حاضرہ کے کئی مُصنّف انکار کرتے ہیں۔ اُن کی رائے کے مطابق خدا کی حضوری اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے یہوداہ کو اُس کے دو شمالی دشمنوں سے نجات دلوائی۔ وہ بچے کی عمر کے وقفہ کو اُس وقت کا پیمانہ بناتے ہیں جب تک دونوں دشمنوں سے چھٹکارا نہیں ملا۔ یہ وقفہ بہت قلیل ہے کیونکہ بچے کی پیدائش سے اُس وقت تک جب وہ بُرے بھلے میں تمیز کرسکے ایک بہت چھوٹا عرصہ بنتا ہے۔ ہم اس کے لئے دو سال یا اس سے بھی کم وقت تعین کرسکتے ہیں۔ اس لئے اس پیشینگوئی کے مطابق یہوداہ کو اسرائیل کی شمالی سلطنت اور ارام سے دو سال سے کم عرصہ میں کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔ دشمن کے نجات پانے میں خدا کی حضوری ظاہر ہوگی اور اس خوشی میں کوئی ماں اپنے بیٹے کا نام عمانوایل یعنی "خدا ہمارے ساتھ" ہے رکھے گی۔

لیکن یہ تشریح ہمیں بعض مسائل سے دوچار کرتی ہے۔

ا۔ کونسی ماں اس خوشی کے واقعہ سے دو سال پہلے اپنے بیٹے کا نام عمانوایل رکھے گی۔ اُسے اس کا کیا علم ہے اور لوگوں کو بھی کیسے معلوم ہوگا کہ یہ نام جو کسی ماں نے اپنے بیٹے کو دیا ہے ایک موعودہ نشان ہے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر یہ پیشینگوئی مقامی اور وقتی ہوتی تو وہ بچہ ضرور کوئی مشہور شخصیت ہوتا۔ حزقیاہ ایک ممکن بچہ ہوسکتا تھا لیکن ہم نے اس کو پہلے ہی خارج کردیا ہے۔ یہ بچہ یسعیاہ یا آخز کا کوئی اور بچہ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ لفظ "علمہ" کے استعمال سے ممکن نہیں کیونکہ ان دونوں شخصوں کی بیویاں شادی شدہ تھیں۔ اس لئے سب سے بہتر یہی ہے کہ عمانوایل اُس خاص بچے کو کہا جائے جس کی پیدائش سے خدا خود ہمارے درمیان آکر خیمہ زن ہُوا (یوحنا ۱: ۱۴ اُس نے خیمہ ڈالا۔ اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ دیکھئے)۔ یسعیاہ آگے چل کر اسی بچہ کو کہتا ہے "..... خدائے قادر" (یسعیاہ ۹: ۶)۔

اس تشریح کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ یسعیاہ لوگوں کو شاہِ اسور پر توکل کرنے سے منع کرتا اور خدا پر پورا اعتماد رکھنے کو کہتا تھا۔ اس تاریک وقت میں خدا اپنے لوگوں کے ساتھ ہے۔ ہم اُسے اُس بچے کی پیدائش میں پاتے ہیں۔

پندرھویں[15] اور سولھویں[16] آیات اس بچے کے بچپن کے عرصے کو اُس وقفے کے لئے استعمال کرتی ہیں جس کے دوران آخز اپنے دو شمالی دشمنوں سے نجات پائے گا۔ آخز اس عمانوایل کے نشان کو مسترد کردیتا

اور اسور کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہ بادشاہ اور اس کے جانشین یہوداہ کے زوال کی وجہ بنے۔ تاہم بقیہ سے عمانوایل کا وعدہ کیا گیا اور عمانوایل ہی میں وہ اپنی نجات اور اُمید کا پھل پائیں گے۔

عمرام:- (عبرانی = سرفراز کی ہوئی اُمت)۔
۱۔ قہات کا بیٹا اور ہارون، موسیٰ اور مریم کا باپ (خروج ۶: ۱۸، ۲۰؛ گنتی ۲۶: ۵۹؛ ۱۔ تواریخ ۶: ۳)۔
۲۔ بانی کا بیٹا جس نے اپنی اجنبی یعنی غیر قوم بیوی کو عزرا کے کہنے پر چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۳۴)۔

عمری:- شمالی اسرائیل کا چھٹا بادشاہ عمری شروع میں ایلہ بادشاہ کے تحت لشکر کا سردار تھا۔ جب ایلہ قتل ہوا تو سارے اسرائیل نے اُسے بادشاہ بنایا (۱۔ سلاطین ۱۶: ۱۰، ۱۶-۲۸)۔ اُس کی حکومت کے اوائل میں اُسے زمری اور تبنی سے مقابلہ کرنا پڑا لیکن بالآخر عمری کامیاب ہوا۔ اس نے ترضہ میں چھ برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس نے اپنا دارالخلافہ سامریہ میں تبدیل کیا جسے اُس نے اُس پہاڑ کے مالک سمر سے دو قنطار چاندی میں خریدا اور اُسی سے منسوب کر کے اُسے سامریہ کا نام دیا۔ عمری کے کام خداوند کو ناپسند تھے۔ اس نے اپنے بیٹے ★ اخی اب کی شادی ★ ایزبل سے کی جو ایک نہایت بُری عورت تھی۔ اس کے باعث اسرائیل میں بعل کی پوجا کو فروغ ہوا۔
۲۔ بنیمین کے قبیلے سے بکر کے خاندان کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۷: ۸)۔
۳۔ یہوداہ کے قبیلے کے فارص کے خاندان کا ایک فرد (۱۔ تواریخ ۹: ۴)۔
۴۔ داؤد بادشاہ کے زمانے میں اشکار کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۲۷: ۱۸)۔

عمسیاہ - عمسیاہ:- زکری کا بیٹا جس نے بخوشی اپنے کو یہوسفط بادشاہ کے تحت خداوند کے لئے پیش کیا (۲۔ تواریخ ۱۷: ۱۶)۔

عمل - عامال:- آشر کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷: ۳۵)۔

عمودی ستون:- دیکھئے ستون۔

عمودی ستون، سیاہ:- دیکھئے سکہ جاتِ بائبل ۱۔۱

عمورہ:- بحیرۂ مُردار کے جنوبی سرے پر سدیم یعنی دریائے شور کی وادی میں ترائی کے پانچ شہروں میں سے ایک۔ جب ابرہام اور لوط کے زمانہ میں آسمان سے آگ برسی تو اُن پانچ شہروں میں سے صرف ضغر ہی بچا تھا۔ جس علاقے میں یہ پانچ شہر تھے وہ بڑا زرخیز اور گنجان آباد تھا لیکن اب یہاں اُس آسمانی آگ کی تباہی کے ہی آثار نظر آتے ہیں۔ بحیرۂ مُردار کے ساحل پر نمک، رال، گندھک اور شورے کے بڑے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ پہلے اس شہر کا محلِ وقوع معلوم نہیں تھا لیکن ۱۹۲۴ء میں ایک ماہر آثارِ قدیمہ ڈاکٹر میلون جی کائل Dr. Melvin G. Kyle نے اسے دریافت کیا۔ وہ فرماتے ہیں:

"لسان" Lisan ایک قسم کی راس ہے جو مشرقی ساحل سے نکل کر مغربی پہاڑیوں کی طرف بڑھی ہوئی ہے اور جو سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ اپنے شمال میں سمندر کو اور اپنے جنوب میں ترائی کو جدا کرتی تھی۔ ۳۵ سال پہلے جب میں نے پہلی مرتبہ بحیرۂ مُردار کو دیکھا تو وہ موجودہ سطح سے بہت نیچے تھا اور اس کے شمالی سرے پر ایک خوبصورت جزیرہ تھا۔ جب ہم اب یریحو کی بندرگاہ کی طرف گئے تو ہمیں اُس جزیرے میں کئی فٹ پانی میں سے گزرنا پڑا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ شہر جبل اسدم Jebel Usdum کے سامنے تھے، جہاں اب وہ پانی کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ماہرین ارضیات کی تحقیق کے مطابق یہ علاقہ تیل اور معدنی رال سے جلا ہوا ہے جن کے ذخیرے یہاں پائے جاتے ہیں اور جنہیں اب کام میں لایا جا رہا ہے۔ جہاں یہ چیزیں پائی جائیں وہاں گیسوں کے ذخیرے بھی ہوتے ہیں۔ ماہرین ارضیات اعتراف کرتے ہیں کہ کسی قدیم زمانہ میں یہاں دھماکہ ہوا جس کے باعث زمین پہلے اوپر کو اٹھی اور پھر بیٹھ گئی۔ نمک اور گندھک انگاروں کی صورت میں آسمان کی طرف اُڑے اور پھر جس طرح کلام میں بیان ہوا ہے وہ ترائی کے ان شہروں پر برسے۔

عموق - عاموق:- کاہنوں کا ایک سردار جو اسیری کے بعد زربابل کے ساتھ واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۷، ۲۰)۔

عمون:- (عبرانی = اُمت)۔ لوط کا بیٹا جو اُس کی چھوٹی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا۔ وہ بنی عمی اور اُس کی اولاد بنی عمون کہلاتی تھی (پیدائش ۱۹: ۳۸)۔

عمونی:- یہ نام بن عمی یا عمون کی اولاد کو دیا گیا (پیدائش ۱۹: ۳۸)۔ عمونی اور موآبی ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے (پیدائش ۱۹: ۳۸) اور بائبل میں اکثر متحد ہو کر کام کرتے نظر آتے ہیں۔ چونکہ نسلاً وہ اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اس لئے پُرانے عہدنامہ میں اکثر انہیں بن عمی یعنی "میرے لوگوں کے بیٹے" کہا گیا۔ کنعان کی طرف سفر کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے خداوند نے کہا تھا کہ وہ عمونیوں سے جنگ نہ کریں (استثنا ۲: ۱۹)۔ لوط، سدوم اور عمورہ کی بربادی کے وقت بھاگ کر بحیرۂ مُردار کے مشرق میں کوہستانی علاقے میں جا بسا تھا۔ اس علاقے میں خدا نے زمین کا ایک ٹکڑا عمونیوں کو بھی دیا (استثنا ۲: ۱۹)۔ یہ موآب کے مشرق کی طرف تھا۔ یہ شمال میں دریائے یبوق تک

اور جنوب میں ادوم کی پہاڑیوں تک پھیلا ہوا تھا۔ کافی عرصہ بعد عمونیوں نے اپنے ملک کو مزید مغرب کی طرف بڑھانے کے لئے اسرائیلیوں سے جنگ کی۔ اگرچہ یہ علاقہ درحقیقت ان کا نہیں تھا تو بھی انہوں نے اُس کو جھگڑے کی وجہ بنا لیا (قضاۃ ۱۱ : ۱۳)۔

چونکہ عمونی مغرب کی طرف بڑھ نہ سکے اور مشرق کے بیابان میں بسنا نہیں چاہتے تھے اس لئے ایک چھوٹے سے علاقے میں محدود ہو کر رہ گئے۔ اگرچہ وہ خانہ بدوش تھے، تاہم اُن کے چند ایک شہر تھے جن میں سے ان کا دارالحکومت ربّہ عمون زیادہ مشہور تھا۔

عمونی فطرتاً تندخو، اسرائیل کے مخالف اور بُت پرست تھے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ وہ یبیس جلعاد کے تمام لوگوں کی دہنی آنکھ نکال دیں گے (۱۔سموئیل ۱۱ : ۲)۔ انہوں نے بے رحمی سے لوگوں کو قتل کیا (یرمیاہ ۴۰ : ۱۴؛ ۴۱ : ۵۔۷، عاموس ۱ : ۱۴)۔ اگرچہ وہ اسرائیل کے رشتہ دار تھے لیکن انہوں نے ان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا (استثنا ۲۳ : ۴) اور موآب کے ساتھ مل کر بلعام کو اُن پر لعنت کرنے کے لئے بلوایا (استثنا ۲۳ : ۳۔۴)۔ اسرائیل کی بعد کی تاریخ میں انہوں نے سنبلط کے ساتھ مل کر نحمیاہ کی مخالفت کی جب وہ یروشلیم کی دیوار کی مرمّت کر رہا تھا (نحمیاہ ۲ : ۱۰، ۱۹)۔ مذہبی لحاظ سے وہ بُت پرست تھے۔ ان کا سب سے بڑا بُت مولک تھا جس کے سامنے وہ انسانی قربانی گذرانتے تھے (۱۔سلاطین ۱۱ : ۷)۔

ان کے گناہوں اور خاص طور پر اسرائیل کی مخالفت کرنے کے سبب سے حزقی ایل نبی نے ان کے مکمل خاتمہ کی پیشین گوئی کی (حزقی ایل ۲۵ : ۱۔۷)۔ غالباً ان کی آخری مخالفت یہوداہ مکابی کے خلاف تھی (۱۔مکابین ۵ : ۶)۔

عُمّہ - عکّو :- یعنی آشر کا ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۳۰)۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔ چونکہ عبرانی میں میم اور کاف کے حروف کی شکل بہت ملتی جلتی ہے اس لئے شاید غلطی سے عکّو کو عُمّہ لکھ دیا گیا۔ عکّو کا ذکر قضاۃ ۱ : ۳۱ میں آتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں مصر کے بطلیمس خاندان کی وجہ سے اسے پتلیمس کہا گیا ہے (اعمال ۲۱ : ۷)۔ اس کا موجودہ نام عربی میں عکّا ہے۔ وہ اسرائیل میں حیفہ کے قریب ہے۔

عمّی :- (میرے لوگ، اُمّت)۔ بنی اسرائیل کا ایک علامتی نام (ہوسیع ۲ : ۱) جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ خدا اُن سے مصالحت کر لے گا۔ اس کے برخلاف گنہگار اسرائیلی ہوسیع کے لڑکے لوعمّی (میرے لوگ نہیں ہیں) کی مانند ہیں (ہوسیع ۱ : ۹)۔ دیکھئے رومیوں ۹ : ۲۵۔۲۶۔

عمّی ایل :- (عبرانی = میرا رشتہ دار خدا ہے)۔ ۱۔ دان کے قبیلے کے جملّی کا بیٹا جسے ۱۱ دیگر جاسوسوں کے ساتھ کنعان بھیجا گیا (گنتی ۱۳ : ۱۲)۔

۲۔ لودبار میں مکیر کا باپ (۲۔سموئیل ۹ : ۴، ۵؛ ۱۷ : ۲۷)۔

۳۔ بت سوع کا باپ۔ بت سوع داؤد بادشاہ کی ایک بیوی تھی (۱۔تواریخ ۳ : ۵)۔

۴۔ عوبید ادوم کا چھٹا بیٹا۔ یہ سب ہیکل میں خدمت کرتے تھے (۱۔تواریخ ۲۶ : ۵)۔

عمّیزباد - عمی زاباد :- (عبرانی = میرے لوگوں کو عطیہ ملا ہے)۔ بنایاہ کا بیٹا۔ داؤد کا ایک سردار (۱۔تواریخ ۲۷ : ۶)۔

عمّیشدّی - عمی شیدائی :- (عبرانی = قادرِ مطلق مددگار ہے)۔ موسیٰ کے زمانہ میں دان کے قبیلہ سے اخیعزر کا باپ (گنتی ۱ : ۱۲؛ ۲ : ۲۵؛ ۷ : ۶۶، ۷۱؛ ۱۰ : ۲۵)۔

عمیناداب - عمینا داب :- (عبرانی = میرا رشتے دار فراخ دل ہے)۔ ۱۔ ایک لاوی جو ہارون کا خسر تھا (خروج ۶ : ۲۳)۔

۲۔ یہوداہ کے آبائی خاندان کا ایک سردار (گنتی ۱ : ۷؛ ۲ : ۳؛ ۷ : ۱۲، ۱۷؛ ۱۰ : ۱۴؛ روت ۴ : ۱۹، ۲۰؛ ۱۔تواریخ ۲ : ۱۰)۔

۳۔ قہات کا بیٹا اور لاوی کا پوتا (۱۔تواریخ ۶ : ۲۲)۔ شاید نمبر ۱ اور یہ ایک ہی شخص ہوں۔

۴۔ ایک قہاتی جس نے عہد کے صندوق کو عوبید ادوم کے گھر سے لانے میں مدد کی (۱۔تواریخ ۱۵ : ۱۰، ۱۱)۔

عمّیہود - عمی ھود :- (عبرانی = میرا رشتہ دار شاندار ہے)۔ ۱۔ افرائیم کے قبیلے کے الیسمع کا باپ (گنتی ۱ : ۱۰؛ ۲ : ۱۸؛ ۷ : ۴۸، ۵۳)۔

۲۔ شمعون کے قبیلے کے سموئیل کا باپ (گنتی ۳۴ : ۲۰)۔

۳۔ بنی نفتالی میں سے سردار فداہئیل کا باپ (گنتی ۳۴ : ۲۸)۔

۴۔ جسور کا بادشاہ، تلمی کا باپ۔ ابی سلوم اپنے بھائی امنون کو قتل کرنے کے بعد تلمی کے پاس بھاگ گیا (۲۔سموئیل ۱۳ : ۳۷)۔

۵۔ عمری کا بیٹا اور عوتی کا باپ (۱۔تواریخ ۹ : ۴)۔

عناب :- (عبرانی = انگور)۔ عناقیم کا ایک شہر جسے یشوع نے فتح کیا (یشوع ۱۱ : ۲۱)۔ بنی یہوداہ نے اسے تسخیر کیا (یشوع ۱۵ : ۵۰)۔ یہ دبیر کے جنوب مشرق اور حبرون کے جنوب مغرب میں ہے۔ آج کل بھی اس کا یہی نام ہے۔

عنات :- ۱۔ شمجر کا باپ جو اسرائیل کا تیسرا قاضی تھا (قضاۃ ۳ : ۳۱؛ ۵ : ۶)۔

۲۔ ایک کنعانی ماتا دیوی۔ ★ عستارات اور اسیرت کے ساتھ بارآوری کی دیوی اور بعل دیوتا کی بیوی۔ غالباً بیت عنات (یشوع ۱۹ : ۳۸) میں اس کا مندر تھا۔

عناصر:۔ عنصر کی جمع - پچھلے زمانے میں آگ، پانی، ہوا اور مٹی کو عُنصر کہتے تھے - یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نہیں آیا - کیتھولک ترجمہ میں یہ ۲-پطرس ۳: ۱۰، ۱۲ میں استعمال ہوا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ابتدائی باتیں ۱:۱

عناق:۔ (عبرانی = لمبی گردن والا، قب عربی عُنق اور اُردو معانقہ = گلے لگنا، بغلگیر ہونا) - اربع کا بیٹا (یشوع ۱۵: ۱۳) اور عناقیم کا جد امجد (گنتی ۱۳: ۲۲، ۲۸، ۳۳)۔

عناقیم:۔ (عناق کی جمع = لمبی گردن والے) - عناق کی اولاد - یہ بڑے بڑے قد کے آدمی تھے - جن جاسوسوں کو موسیٰ نے کنعان کا حال معلوم کرنے کو بھیجا تھا، اُنہوں نے وہاں کے باشندوں کو بنی عناق اور جبار کہا (گنتی ۱۳: ۳۲، ۳۳) - یہ ایمیم اور رفائیم کی طرح بڑے قدآور تھے (استثنا ۲: ۱۱) - یہ صرف غزہ اور جات اور اشدود میں باقی رہے، باقی جگہ سے یشوع نے ان کو ختم کر دیا (یشوع ۱۱: ۲۱، ۲۲) - نیز دیکھئے جبار۔

عنامی - عنامیم:۔ حام کے بیٹے مصر کی اولاد - ان کا ذکر صرف پیدائش ۱۰: ۱۳ اور ۱-تواریخ ۱: ۱۱ میں ہے۔

عنان - عانان:۔ (عبرانی = بادل) - اسیری سے واپس آنیوالوں میں سے ایک شخص جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۶)۔

عنانی:۔ داؤد بادشاہ کے خاندان سے الیوعینی کا ایک بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۲۴)۔

عنایاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ نے جواب دیا ہے یا التجا سنی ہے)۔
۱- ایک کاہن جس نے لوگوں کے سامنے توریت پڑھنے میں نحمیاہ کی مدد کی (نحمیاہ ۸: ۴)۔
۲- ایک شخص جس نے عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۲)۔ ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شخص ہوں۔

عنتوت - عناتوت:۔ (عبرانی = غالباً عنات بمعنی دیوی کی جمع)۔
۱- بنیمین کا ایک شہر جو لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۱۸)۔ یہ شہر ابیاتر کاہن (۱-سلاطین ۲: ۲۶) اور یرمیاہ نبی (یرمیاہ ۱: ۱) کی جائے رہائش تھا۔ یہ داؤد بادشاہ کے دو مشہور بہادروں ابی عزر (۲-سموئیل ۲۳: ۲۷) اور یاہو (۱-تواریخ ۱۲: ۳) کی رہائش گاہ بھی تھی۔
۲- بنیمین کے قبیلے کے بکر کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۸)۔
۳- ایک شخص جس نے اوروں کے ساتھ نحمیاہ کے زمانے میں عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۹)۔

عنتوتی:۔ عنتوت کا باشندہ (۱-تواریخ ۱۱: ۲۸؛ ۱۲: ۳)۔ دیکھئے عنتوت۔

عنتوتیاہ:۔ بنیمینی شاشق کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۲۴، ۲۵)۔

عنملک:۔ سفروائم کا ایک دیوتا جس کی پرستش ادرملک کے ساتھ کی جاتی تھی (۲-سلاطین ۱۷: ۳۱)۔

عننیاہ - عنن یاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ محافظ ہے)۔
۱- معسیاہ کا باپ اور عزریاہ کا دادا (نحمیاہ ۳: ۲۳)۔
۲- بنی بنیمین کا ایک قصبہ (نحمیاہ ۱۱: ۳۲)۔

عنو - عُنّی:۔ (عبرانی = مسکین)۔ ایک لاوی جو اسیری کے بعد ہیکل کی خدمت پر مامور کیا گیا (نحمیاہ ۱۲: ۹)۔

عنوب - عانوب:۔ یہوداہ کے خاندان سے قوص کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۸)۔

عنہ:۔ ۱- عیسو کی بیوی اُہلیبامہ کی ماں (پیدائش ۳۶: ۲، ۱۴، ۲۵)۔
۲- شعیر حوری کا بیٹا جو ملکِ ادوم کا رئیس تھا (پیدائش ۳۶: ۲۰، ۲۹؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۸)۔
۳- صبعون کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۴؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۰، ۴۱)۔

عُنّی:۔ (عبرانی = مسکین)۔ ایک لاوی جسے اوروں کے ساتھ مقرر کیا گیا کہ عہد کے صندوق کو لاتے وقت موسیقی کے ساز بجائے (۱-تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۰)۔

عنیم - عانیم:۔ یہ جنوبی پہاڑی علاقہ میں یہوداہ کا ایک شہر ہے (یشوع ۱۵: ۵۰)۔

عوّا:۔ اسور میں ایک علاقہ جہاں سے شاہِ اسور سرجون نے لوگوں کو لاکر سامریہ میں بسایا (۲-سلاطین ۱۷: ۲۴)۔ یہاں کے لوگ نبحاز اور ترتاق دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے (۲-سلاطین ۱۷: ۳۱)۔

عواہ - عوّا:۔ ایک شہر جس کا ذکر ۲-سلاطین ۱۸: ۳۴؛ ۱۹: ۱۳؛ یسعیاہ ۳۷: ۱۳ میں سفروائم اور ہینع کے ساتھ آتا ہے۔ اسے شاہِ اسور سنحیرب نے فتح کیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ شہر کا نہیں بلکہ ایک دیوتا کا نام ہے۔

عوبدیا:۔ دیکھئے عبدیاہ۔

عوبدیا کی کتاب:۔ دیکھئے عبدیاہ کی کتاب۔

عوبل - عوبال:۔ یقطان کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲۸)۔ ۱-تواریخ ۱: ۲۲ میں اس کے ہجے عیبال ہیں۔

عوبید :- (عبرانی = عبادت کرنے والا) - پرانے عہدنامہ میں پانچ اشخاص کا یہ نام ہے۔
۱- سیسان کی اولاد سے ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۳۷، ۳۸)-
۲- داؤد بادشاہ کی فوج کا ایک سُورما (۱- تواریخ ۱۱: ۴۷)-
۳- داؤد کے زمانہ میں خیمۂ اجتماع کا ایک دربان (۱- تواریخ ۲۶: ۷)-
۴- عزریاہ کا باپ (۲- تواریخ ۲۳: ۱)-
۵- بوعز اور روت کا بیٹا اور داؤد بادشاہ کا دادا- یہ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں آتا ہے (روت ۴: ۲۱، ۲۲؛ ۱- تواریخ ۲: ۱۲؛ متّی ۱: ۵؛ لُوقا ۳: ۳۲)-

عوبید ادوم :- (عبرانی = ادوم کا غلام)-
۱- جاتی کا ایک شخص- داؤد بادشاہ نے عہد کے صندوق کو یروشلیم لے آنے سے پہلے اسے اس کے گھر میں رکھا (۲-سموئیل ۶: ۱۰-۱۲؛ ۱- تواریخ ۱۳: ۹-۱۳)- عوبید ادوم اور اس کے گھرانے نے عہد کے صندوق کو بڑے احترام سے رکھا چنانچہ خدا نے اسے برکت دی- یہ غالباً وہی عوبید ادوم ہے جس کا ذکر ۱- تواریخ ۲۶: ۴-۸ میں ہے-
۲- گانے بجانے والے لاویوں میں سے ایک شخص (۱- تواریخ ۱۵: ۱۸-۲۴)-
۳- یدوتون کا بیٹا جو خیمۂ اجتماع کا دربان تھا (۱- تواریخ ۱۶: ۳۸)-
۴- اَمصیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک شخص جو غالباً ۳ کی اولاد تھا- وہ خزانے پر مقرر تھا (۲- تواریخ ۲۵: ۲۴)-

عُوتی- عونائی :- بنی یہوداہ میں سے ایک شخص جو اسیری کے بعد یروشلیم میں بسا (۱- تواریخ ۹: ۴)-

عوج :- بسن کے علاقے کا اموری بادشاہ جو رفائیم کی نسل سے تھا اور ساٹھ فصیلدار شہروں پر حاکم (استثنا ۳: ۱-۱۳؛ ۳۱: ۴؛ یشوع ۲: ۱۰)- لوگوں کا خیال تھا کہ کوئی عوج بادشاہ کو شکست نہیں دے سکتا کیونکہ اُس کے مُلک کے لوگ قدآور اور زبردست تھے اور شہر مضبوط، فصیلدار اور اُونچے تھے (استثنا ۱: ۲۸)- تاہم جب خدا کے حکم پر عبرانیوں نے اُس پر چڑھائی کی تو اُسے بُری طرح شکست ہوئی- اس کا علاقہ جد، روبن اور منسی کے آدھے قبیلے میں تقسیم کیا گیا (گنتی ۳۲: ۳۳)- اُس کا پلنگ بنی عمون کے شہر ربّہ میں بطور ایک عجوبہ رکھا گیا کیونکہ یہ نَو ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا تھا- بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ایک مرقد تھا جو سنگِ موسیٰ کا بنا ہُوا تھا یعنی خوبصورت کالے پتھر کا مقبرہ (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تثنیہ شرع ۳: ۱۱ کا حاشیہ)- جس عبرانی لفظ عرش کا ترجمہ پلنگ کیا گیا ہے اُس کے معنی جنازہ بھی ہو سکتے ہیں-

عُود :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۱

عودِد- عودیل :- (عبرانی = اُس نے بحال کیا یا نبی)-
۱- عزریاہ نبی کا باپ (۲-تواریخ ۱۵: ۱)-
۲- یہوداہ کے بادشاہ آخز کے زمانے میں سامریہ میں ایک نبی (۲-تواریخ ۲۸: ۹-۱۵)- شمالی سلطنت کے بادشاہ فقح نے یہوداہ کے ایک لاکھ بیس ہزار مردوں کو مار کر دو لاکھ کو اسیر کر لیا تھا- لوٹ کا مال اور اسیروں کو سامریہ لایا گیا- عودِد نبی نے اس پر احتجاج کیا- سو اسیروں کو کپڑے پہنائے گئے اور انہیں کھانا کھلایا گیا- پھر وہ ان کے گھر واپس بھیجے گئے- عودِد نے خدا کے غضب پر خاص زور دیا جو یہوداہ کی تنزلی کا باعث ہو چکا تھا اور شمالی سلطنت کے زوال کا سبب بھی ہونے والا تھا-

عورت :- عبرانی ایش = آدمی (اس کا ترجمہ نر- پیدائش ۲: ۲۳، ۲۴؛ ۷: ۲؛ شوہر- پیدائش ۳: ۶، ۱۶؛ مرد- پیدائش ۴: ۱، ۲۳؛ آدمی- پیدائش ۹: ۵ وغیرہ کیا گیا ہے) کی تانیث-
پُرانے عہدنامہ میں عورت کو مرد کے مددگار کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے (پیدائش ۲: ۲۰- دیکھئے حوّا)- موسوی شریعت کے مطابق ماں کی عزّت کرنا (خروج ۲۰: ۱۲)، اُس سے ڈرنا (احبار ۱۹: ۳) اور اُس کی فرمانبرداری کرنا (استثنا ۲۱: ۱۸ مابعد) لازم تھا- بچّوں کی تعلیم و تربیت اور گھر کے انتظام میں عورت کا حصّہ نمایاں تھا (امثال ۱: ۸؛ ۶: ۲۰)- عورتیں مردوں کی طرح عبادت میں شریک ہوتی تھیں اور قربانی پیش کرتی تھیں اور اپنے آپ کو خدا کی خدمت کے لئے وقف کرنے کے ارادہ سے ★ نذیر کی مَنّت مان سکتی تھیں (گنتی ۶: ۲)- اگر عورت کو غلام کے طور پر بیچا جاتا تو وہ مرد کی طرح ساتویں سال آزاد کی جاتی تھی (استثنا ۱۵: ۱۲) اور اگر کوئی مرد جائداد کا وارث نہ ہوتا تو عورت جائداد کی وارث ہوتی تھی (گنتی ۳۶: ۲)- نوجوان اسرائیلیوں کو ہدایت تھی کہ وہ اپنے قبیلہ ہی کی عورتوں سے شادی کریں تا نہ ہو کہ غیر قوم عورتوں سے شادی کر کے وہ خدا سے بھٹک کر غیر معبودوں کی پرستش کرنے لگیں (استثنا ۷: ۳، ۴ قب نحمیاہ ۱۳: ۲۷)-
ابتدا میں یک زوجگی شادی کا مطمعِ نظر معلوم ہوتا ہے لیکن بعد میں کثیر الزواجی عام ہو گئی-
یہوواہ اور اُس کی اُمّت کے تعلق کو اکثر میاں بیوی کے رشتہ سے تشبیہ دی گئی ہے (قب ہوسیع ۳: ۱؛ خداوند مسیح اور کلیسیا کے تعلق کو بھی اسی سے تشبیہ دی گئی ہے)-
بائبل میں کئی عظیم عورتوں کا ذکر ہے مثلاً ★ مریم، ★ دبورہ ★ خُلدہ جن کا خدا سے براہِ راست تعلق تھا- لیکن اس کے برخلاف ایسی بدنام عورتوں کا بھی ذکر آتا ہے جو خدا کے لوگوں کو گمراہ کرتی تھیں- ان میں پیش پیش ★ ایزبل اور ★ معکاہ وغیرہ ہیں (۲- تواریخ ۱۱: ۲۰-۲۲)- وقت گزرنے پر ربیوں کی تعلیم کے زیرِ اثر عورتوں کا مقام

اُس معیار سے گر گیا جہاں اُنہیں مردوں کا ہم پہلو اور مددگار قرار دیا گیا تھا۔ عورتوں کے سلسلے میں خداوند مسیح کی تعلیم بہت اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے بلا امتیاز مردوں اور عورتوں کو گناہ سے معافی بخشی (لوقا ۷ : ۴۸ ؛ یوحنا ۸ : ۱۱)، اُنہیں شفا دی (لوقا ۱۳ : ۱۱)، اُنہیں تعلیم سے نوازا (یوحنا ۴ ؛ لوقا ۱۰ : ۴۱، ۴۲ ؛ یوحنا ۱۱ : ۲۰-۲۷)۔ عورتوں نے خداوند مسیح کی بڑی خدمت بھی کی (لوقا ۸ : ۳ ؛ متی ۲۶ : ۲۷ ؛ مرقس ۱۵ : ۴۱)۔ خداوند مسیح نے اپنی تعلیم میں بہت سی مثالیں عورتوں کی زندگی سے لیں (متی ۱۳ : ۳۳ ؛ لوقا ۱۵ : ۸-۱۰) اور یوں انہیں اعزاز دیکر مردوں کے برابر مقام دیا۔ انجیل میں عورتوں کو خاص عزّت دی گئی ہے۔ خداوند مسیح کی والدہ مُقدّسہ مریم کو الیشبع نے "عورتوں میں مبارک" کہا (لوقا ۱ : ۴۲)۔ یہ نبیہ حنّاہ کا اعزاز تھا کہ اُس نے مُقدّس بچہ کو جب وہ مریم کی ★ طہارت کے وقت ہیکل میں لایا گیا تو اُس نے شمعون کی طرح پہچان لیا کہ یہ بچّہ بنی اسرائیل کی نجات کے لئے آیا ہے (لوقا ۲ : ۳۴، ۳۸)۔

یوحنّا کی انجیل میں دو مرتبہ خداوند مسیح اپنی ماں کو "اے عورت" کہہ کر خطاب کرتے ہیں (یوحنا ۲ : ۴ ؛ ۱۹ : ۲۶)۔ اردو ترجمہ کے اس فقرے میں بے ادبی کی جھلک معلوم ہوتی ہے، اُس لئے یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ جس یونانی لفظ gunai کا یہ ترجمہ ہے، اس میں احترام کا جذبہ موجود ہے۔ کلاسیکی یونانی ادب میں مشہور شاعر ہومر کا شاہکار ہیرو اوڈیسیاس اپنی چہیتی بیوی پنی لوپی کو اسی کلمہ سے مخاطب کرتا ہے۔ یہی لفظ رومی شہنشاہ اوگوسٹس قیصر مصری ملکہ کلیوپطرہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ یہاں کیتھولک ترجمہ زیادہ موزوں ہے یعنی "اے خاتون"۔

کلیسیا کی تاریخ کی ابتدا ہی سے عورتوں نے مردوں کے شانہ بہ شانہ ہر کام میں پورا حصہ لیا۔ عورتیں شاگردوں کے ساتھ دُعا میں مشغول تھیں (اعمال ۱ : ۱۴)۔ مردوں کے ساتھ اُنہیں بھی پاک رُوح کی نعمت ملی (اعمال ۲ : ۱-۴، ۱۸)۔ کلیسیا کا مرکز یوحنا مرقس کی ماں کا گھر تھا (اعمال ۱۲ : ۱۲)۔ پولس رسول کا پہلا یورپی مرید ایک عورت لُدیہ تھی (اعمال ۱۶ : ۱۴)۔ پرسکلہ نے اپنے خاوند اکولہ کے ساتھ مل کر اپلوس کو انجیل کی صحیح تعلیم سے روشناس کیا (اعمال ۱۸ : ۲۶)۔ فلپس مُبشّر کی بیٹیاں نبوّت کرتی تھیں (اعمال ۲۱ : ۹)۔ اور بہت سی عورتوں نے کلیسیا کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا مثلاً فیبے (رومیوں ۱۶ : ۱)۔

جب پولس رسول عورتوں کے سلسلے میں بعض کلیسیاؤں کو نصیحت اور ہدایت کرتا ہے تو وہ اُس وقت کے مقامی دستور پر عمل کرنے کی صلاح دیتا ہے (مثلاً سر ڈھانکنے کے متعلق ۱۔کرنتھیوں ۱۱) لیکن وہ یہ اصول بھی پیش کرتا ہے کہ "خدا کسی کا طرفدار نہیں" (اعمال ۱۰ : ۳۴)، بلکہ مسیح یسوع میں سب ایک ہیں (گلتیوں ۳ : ۲۸)۔

عوریب :- دیکھئے عوریب اور زئیب۔

عوریب اور زئیب :- (عبرانی = کوّا اور بھیڑیا)۔ مدیانیوں کے دو سردار۔ انہوں نے اسرائیل پر حملہ کیا اور ان کی بابت ذکر ہے کہ وہ زبح اور ضلمنع شہزادوں سے کم تھے (قضاۃ ۷ : ۲۵ ؛ زبور ۸۳ : ۱۱)۔

اس حملہ کو جدعون نے ناکام بنایا اور بنی افرائیم نے جدعون کے کہنے پر یردن کے گھاٹوں پر قابض ہو کر، عوریب کو عوریب کی چٹان پر اور زئیب کو زئیب کے کولہو کے پاس قتل کیا۔ اگرچہ یہ واقعہ قضاۃ کی کتاب میں چند آیات میں ہی بیان کیا گیا ہے لیکن قتل و غارت بہت بڑے پیمانہ پر ہوئی۔ اس کا اندازہ اُن ضمنی حوالوں سے ہوتا ہے جو زبور ۸۳ اور یسعیاہ ۱۰ : ۲۶ میں دیئے گئے ہیں۔

عوریب کی چٹان :- دیکھئے عوریب اور زئیب (کوّا اور بھیڑیا)۔ (قضاۃ ۷ : ۲۵ ؛ زبور ۸۳ : ۱۱ ؛ یسعیاہ ۱۰ : ۲۶)۔

عُوض - عوص :- ۱۔ ملکاہ سے نحور کا بیٹا (پیدائش ۲۲ : ۲۱)۔
۲۔ ارام کا بیٹا اور سم کا پوتا (پیدائش ۱۰ : ۲۳ ؛ ۱۔تواریخ ۱ : ۱۷)۔
۳۔ دیسان کا بیٹا (پیدائش ۳۶ : ۲۸)۔
۴۔ وہ سرزمین جہاں ایوب رہتا تھا (ایوب ۱ : ۱)۔

عوضم - اوصم :- ۱۔ یسّی کا چھٹا بیٹا (۱۔تواریخ ۲ : ۱۵)۔
۲۔ یرحمئیل کا ایک بیٹا (۱۔تواریخ ۲ : ۲۵)۔

عوطی - عُوتائی :- بگوی کے بیٹوں میں سے ایک جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۸ : ۱۸)۔

عوفل - ٹیلہ :- (عبرانی = ٹیلہ)۔ یہ جگہ موجودہ یروشلیم کی دیوار کے باہر مسجد اقصیٰ کے جنوب میں واقع ہے۔

یوتام بادشاہ نے عوفل کی دیوار پر بہت کچھ تعمیر کیا (۲۔تواریخ ۲۷ : ۳) اور اُس کے پڑپوتے منسّی نے اس کو مزید بہتر بنایا (۲۔تواریخ ۳۳ : ۱۴)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ شہر کا ایک حصّہ بن گیا۔ اسیری کے بعد یہ ★نتینیم کی خاص رہائش گاہ بنا (نحمیاہ ۱۱ : ۲۱)۔ اردو ترجمہ میں کبھی تو اس کا ترجمہ کیا گیا (۲۔سلاطین ۵ : ۲۴ ؛ میکاہ ۴ : ۸) اور کبھی اسے عوفل ہی رہنے دیا گیا (۲۔تواریخ ۲۷ : ۳ ؛ ۳۳ : ۱۴ ؛ نحمیاہ ۳ : ۲۶ ؛ ۲۷ ؛ ۱۱ : ۲۱)۔

عوی - اِوّی :- مدیان کے پانچ بادشاہوں میں سے ایک۔ اُنہیں بنی اسرائیل نے موآب میں ڈیرے ڈالتے وقت قتل کیا (گنتی ۳۱ : ۸)۔ عوی کی زمین بنی روبن کو میراث میں ملی (یشوع ۱۳ : ۲۱ میں حِوّی ادّی ہیں)۔

عویت :- ایک شہر- یہ ادوم کے چوتھے بادشاہ ہدد بن بدد کا دارالخلافہ تھا (پیدائش ۳۶ : ۳۵)-

عویم - عوی :- ۱- ایک پرانی قوم جو موسیٰ کے زمانے سے پہلے عزہ کے علاقے میں رہتی تھی (استثنا ۲ : ۲۳)- یشوع کے بڑھاپے میں بھی یہ لوگ اپنے علاقے سے نکالے نہ گئے تھے (یشوع ۱۳ : ۳)-

۲- بنیمین کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۸ : ۲۳)-

عہد - عہد باندھنا :- عہد کے لئے عبرانی لفظ بریت ہے۔ عہد باندھنے کے لئے کارت بریت - یونانی لفظ دیا تھیکے diatheke ہے۔

عبرانی میں کارت کا مطلب کاٹنا اور بریت کا مطلب عہد ہے۔ سو عبرانی محاورہ میں عہد باندھنے کو عہد کاٹنا کہتے ہیں- اس کی وجہ یہ تھی کہ عہد کی توثیق کرنے کے لئے کسی جانور یا جانوروں کو لیتے اور کاٹ کر ان کے دو حصے کرتے تھے- ان دو حصّوں کو ایک دوسرے کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھ دیتے اور فریقین ان کے درمیان سے گزرتے تھے (دیکھئے پیدائش ۱۵ : ۱۸؛ یرمیاہ ۳۴ : ۸،۱۸)-

عبرانی لفظ بریت (= عہد) میں مشہور فرہنگ نویس حلبی نیس کے مطابق کاٹنے کا مفہوم پہلے ہی موجود ہے- اس کے مطابق اس لفظ کا مادّہ ب- ر- الف ہے جس کے معنی کاٹنا ہیں- کاٹ کر شکل دینا- تخلیق کرنا (قب عربی باری تعالےٰ)- اور اسی لفظ میں اکٹھے کھانا کھانے کا مفہوم بھی موجود ہے (پیدائش ۳۱ : ۵۴)- چونکہ کھانے کا اہم حصّہ نمک ہوتا ہے اس لئے عبرانی میں بھی کسی کا نمک کھانا وفاداری کے عہد کے مترادف ہے (دیکھئے نمک)-

عہد کتابِ مقدس کا ایک نہایت اہم مضمون ہے- اس کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بائبل کے دونوں حصّوں کو پرانا (عہدنامہ عتیق) اور نیا (عہدنامہ جدید) عہدنامہ کہا جاتا ہے۔

پرانے عہدنامہ میں جن عہدوں کا ذکر ہے وہ تین مختلف قسم کے قانونی تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱- ایک دوطرفہ عہد تو دو برابر کے انسانی فریق میں باہمی رضامندی کے بعد باندھا جاتے مثلاً دوستی کے لئے (۱- سموئیل ۱۸ : ۳-۴)، شادی کے سلسلے میں (ملاکی ۲ : ۱۴) یا سیاسی اتحاد کے لئے (یشوع ۹ : ۱۵)- لیکن خدا انسان کے ساتھ اس قسم کے برابری کے عہد نہیں باندھتا۔

۲- یک طرفہ عہد جس کی شرائط اعلیٰ اور زبردست فریق دوسرے فریق پر عائد کرتا ہے (حزقی ایل ۱۷ : ۱۳-۱۴)- یوں خداوند خدا انسان کے ساتھ ایک عہد کا فیصلہ کرتا ہے اور خدا کے خادم یعنی انسان کو وہ ماننا ضروری ہے (یشوع ۲۳ : ۱۶)- ابتدائی "اعمال کے عہد" میں (ہوسیع ۶ : ۷) انسان نے عہد شکنی کی اور خدا کا حکم نہ مانا- آدم کو خدا نے باغِ عدن میں اس شرط پر رکھا تھا کہ وہ اُس کے حکم کی تعمیل کرے (پیدائش ۲ : ۱۷) اور اُس کی وفاداری پر اسے زندگی بخشنے کا وعدہ کیا تھا- نسلِ انسانی اس امتحان میں پوری نہ اُتری- لیکن آدمِ ثانی (پچھلا آدم) یعنی مسیح نے ساری راستبازی پوری کی (متی ۳ : ۱۵؛ گلتیوں ۴ : ۴)- اس طرح اس نے ان سب کو جو اس کے ہیں بحال کیا-

۳- خدا کا اپنے پر خود عائد کیا ہوا عہد جس سے وہ گنہگاروں کا اپنے ساتھ میل ملاپ کرتا ہے (استثنا ۷ : ۶-۸؛ زبور ۸۹ : ۳-۴)- اُس نے ابرہام سے وعدہ کیا "اور میں اپنے اور تیرے درمیان .... اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں" (پیدائش ۱۷ : ۷)-

★ ہفتادی مترجمین نے یونانی کا عام لفظ syntheke (آپس میں عہد باندھنا) کی بجائے diatheke (عہد کو عائد کرنا) استعمال کیا- ان کا یہ خیال بالکل درست تھا کہ خدا مطلق اور انسان کے درمیان برابر کے فریق کا عہد طے نہیں ہوا- چنانچہ انہوں نے لفظ diatheke چُنا کیونکہ اس میں میراث کو وصیّت نامہ کے ذریعہ تقسیم کرنے کا بنیادی مفہوم موجود تھا- ہفتادی مترجمین نے یہی لفظ diatheke انسانوں کے درمیان طے شدہ عہدوں کے لئے بھی استعمال کیا- لیکن نئے عہدنامہ نے اس لفظ کی موزونیت پر مزید روشنی ڈالی اور اس حقیقت کی تائید کی کہ یہ لفظ خدا کی اس نجات بخش محبت کی صحیح عکاسی کرتا ہے جو اُس نے اپنے بیٹے کی موت کے ذریعہ ظاہر کی "کیونکہ جہاں وصیت ہے وہاں وصیت کرنے والے کی موت بھی ثابت ہونا ضرور ہے" (عبرانیوں ۹ : ۱۶)- وصیت ایک خاص قسم کا عہد ہے اور یہ پرانے عہدنامہ کا خدا اور انسان کے درمیان کے عہد (بریت) کو احسن اور مکمل طور پر ادا کرتا ہے- کیونکہ مسیح کی موت سے پہلے کے مقدسین کے متعلق بھی خدا نے پیش بینی کی تاکہ "وہ ہمارے بغیر کامل نہ کئے جائیں" (عبرانیوں ۱۱ : ۴۰)-

یوں عہد خدا کے خاص مکاشفہ کی مرکزی حقیقت ہے اور جب اسے قلمبند کیا گیا تو عہدنامہ کی کتاب انسان کی اُمید کا منبع اور ماخذ ثابت ہوئی (خروج ۲۴ : ۷)- ایک عالم نے اس مسئلے کو اس طرح بیان کیا ہے " بائبل کی تعلیم کا مرکزی مضمون وہ عہد ہے جو خدا نے انسان سے انسان کی نجات کے لئے باندھا" کتابِ مقدس دو عہدناموں یعنی پرانے اور نئے عہدنامہ پر مشتمل ہے- بے شک وصیت کا عہد تو صرف ایک ہی ہو سکتا ہے یعنی مسیح کی موت کا عہد ("یہ میرا وہ عہد کا خون ہے" متی ۲۶ : ۲۸)- لیکن الٰہی مکاشفہ اس عہد کی تکمیل کے لئے مسیح کے آنے کی اُمید کا ذکر پرانے عہدنامہ میں کرتا ہے (یرمیاہ ۳۱ : ۳۲؛ ۲- کرنتھیوں ۳ : ۱۴) اور نجات کی تکمیل بطور یادگار نئے عہدنامے میں محفوظ ہے (یرمیاہ ۳۱ : ۳۱؛ ۲- کرنتھیوں ۳ : ۶)-

وصیت کے عہد کا انتظام یوں ہے - وصیت کرنے والا خدا کا بیٹا ہے جو درمیانی ہے (عبرانیوں ۹: ۱۵) - وارث "بلائے ہوئے لوگ" ہیں (عبرانیوں ۹: ۱۵) - مقصد ایک فضل کی میراث ہے (۹: ۱۵، ۱۶) اور ہونے والے وارثوں کیلئے صرف یہی شرط ہے کہ وہ "اُس کی راہ" دیکھیں (عبرانیوں ۹: ۲۸) - اور میراث ابدی نجات ہے جو مسیح کے ذریعہ خدا سے میل ملاپ میں حاصل ہوتی ہے (عبرانیوں ۹: ۱۵، ۲۸) - اس عہد کے چند خصوصی پہلو ہیں -

ا- اس عہد کو صرف ایک ہی شخص یعنی خدا اپنے فضل کے وسیلے سے پورا کرتا ہے (قب پیدائش ۱۵: ۱۸؛ خروج ۱۹: ۴)؛ اس میں انسان کے اعمال کا کوئی دخل نہیں (افسیوں ۲: ۸-۹)؛

ب- وصیت کرنے والے کی موت (خروج ۲۴: ۸؛ عبرانیوں ۹: ۱۸-۲۲)-

ج- ایک وعدہ کہ" میں اُن کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے" (پیدائش ۱۷: ۷؛ مکاشفہ ۲۱: ۳) -

د- یہ ابدی میراث ہے (زبور ۱۰۵: ۸-۱۰؛ گنتی ۱۸: ۱۹)- اسی سلسلے میں ★ نمک کے دائمی عہد کا ذکر آتا ہے - اس کا مقابلہ کریں احبار ۲: ۱۳ سے - نمک کسی چیز کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے - سو خدا کا نمک کا عہد ایک دائمی عہد ہے -

ہ- عہد کی توثیق کا کوئی علامتی نشان ہوتا تھا - مثلاً نوح کے لئے ★ کمان (دھنک - قوس قزح پیدائش ۹: ۱۲-۱۳)؛ موسیٰ کے لئے مصر سے خروج (خروج ۲۰: ۲) اور ہمارے لئے مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا (رومیوں ۱: ۴) - شخصی طور پر اس عہد کو اپنانے کے بھی چند لاتبدیل خصوصی پہلو ہیں - ا- ایمان (پیدائش ۱۵: ۶؛ استثنا ۶: ۵؛ عبرانیوں ۱۱: ۶) - ب - اخلاقی (پیدائش ۱۷: ۱؛ متی ۷: ۲۴؛ افسیوں ۲: ۱۰) اور رسمی تابعداری (پیدائش ۱۷: ۱۰-۱۴؛ اعمال ۲۲: ۱۶؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۴) کیونکہ حقیقی ایمان اعمال سے ثابت ہوتا ہے (یعقوب ۲: ۱۴-۲۶) -

خدا کے عہد کا مکاشفہ تاریخ کے مختلف ادوار میں بتدریج ہوتا ہے (نوٹ کیجئے رومیوں ۹: ۴ میں عہد کی جمع عہود ہے) - پرانے عہود میں ذیل کے عہد شامل ہیں :-

ا- باغِ عدن کا عہد (پیدائش ۳: ۱۵) - نجات کے بارے میں یہ انسان سے خدا کا سب سے پہلا وعدہ تھا - لیکن یہ عورت کی نسل کی ایڑی کے زخمی ہونے سے حاصل ہوگی -

۲- نوح کے ساتھ عہد جو اُس کی نسل کو قائم رکھنے کا وعدہ تھا (پیدائش ۹: ۹)؛ ۳- ابرہام کے ساتھ عہد (پیدائش ۱۵: ۱۸) جس کے تحت اُس کی نسل کو برکت دی گئی؛ ۴- کوہ سینا کا عہد (خروج ۱۹: ۵، ۶) جس میں بنی اسرائیل کو خدا کی چنی ہوئی قوم قرار دیا گیا؛ ۵- لاویوں کیساتھ کہانت کا دائمی عہد (گنتی ۲۵: ۱۲، ۱۳) جو کفارہ کے ذریعہ انسان اور خدا میں میل ملاپ کرانے کے لئے قائم کیا گیا - اور ۶- داؤد سے عہد جس میں وعدہ کیا گیا کہ المسیح داؤد کے گھرانے سے پیدا ہوں گے (۲-سموئیل ۲۳: ۵) - ۷- موجودہ دَور میں مسیح میں نیا عہد - اس کے خصوصی پہلو یہ ہیں : ا - یہ باطنی عہد ہے ("دل پر") - ب - یہ خدا سے میل ملاپ کراتا ہے ("میں اُن کا خدا ہوں گا") - ج - یہ خدا کے ساتھ براہِ راست تعلق پیدا کرتا ہے - د - یہ ایک تکمیل شدہ کفارے پر مبنی ہے "کیونکہ میں اُن کی بدکرداری کو بخش دوں گا" (یرمیاہ ۳۱: ۳۳-۳۴؛ عبرانیوں ۸: ۶-۱۳) - لیکن اس کی رسمی یادگار وقتی لحاظ سے محدود ہے ("جب تک وہ نہ آئے" ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۶) - کیونکہ ۸- حزقی ایل نبی آئندہ کے صلح کے عہد کا ذکر کرتا ہے - اُس وقت ہماری باطنی نجات ظاہری طور پر نمودار ہوگی (حزقی ایل ۳۴: ۲۵) اور براہِ راست کی روحانی رفاقت "روبرو" دیکھنے میں تبدیل ہوگی (۲۰: ۳۵؛ ۳۷-۲۷) اور الٰہی معافی قوموں میں صلح کی صورت میں اپنے انجام تک پہنچے گی (۳۴: ۲۸) - ان سب عہود میں ایک بات یکساں ہے - ان سب میں ایک مخلصی بخش موت کی امید پائی جاتی ہے، خواہ انسانی ہو یا بذریعہ قربانی حیوانی - لیکن ان عہود میں فرق بھی ہے جو رسمی ادائیگی میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً فسح کھانے، قربانی دینے، عشائے ربانی منانے اور بپتسمہ وغیرہ لینے میں -

عہد باندھنے کی رسومات

ا- جانور کو کاٹ کر دو حصوں میں آمنے سامنے رکھنا اور اس کے درمیان سے گزرنے کا ذکر شروع میں کر چکے ہیں - جب فریقین ان جانوروں کے درمیان سے گزرتے تھے تو وہ وعدہ کرتے تھے کہ اگر وہ اس عہد پر قائم نہ رہیں تو اُن کے ساتھ وہی ہوگا جو ان جانوروں کے ساتھ ہُوا ہے - پیدائش ۱۵: ۱۷ میں جلتی مشعل کا ان ٹکڑوں کے درمیان سے گزرنا اس بات کا ثبوت تھا کہ خدا اس عہد کی توثیق کرتا ہے -

۲- خون چھڑکنا بھی عہد باندھنے کی رسم کا حصّہ تھا (دیکھئے خروج باب ۲۴ اور چھڑکنا) -

۳- عہد کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہوتا ہے، اُس میں آپس میں مل کر کھانا کھانے کا مفہوم بھی ہے (دیکھئے پیدائش ۳۱: ۱۶، ۵۴) - اکٹھے کھانا کھانے سے عہد کی توثیق ہوتی ہے - اسی طرح نمک کھانا بھی ایک قسم کی وفاداری کا عہد ہے - اور اس وفاداری سے منحرف ہونا نمک حرام ہونے کے مترادف ہے - نیز دیکھئے نمک کا عہد -

عہدِ جدید :- دیکھئے بائبل مُقدّس ع۱د - عہد - فہرستِ مسلمہ، کتاب مُقدّس کی -

عہدِ عتیق :- دیکھئے بائبل مقدس ۱ج - فہرستِ مسلمہ، کتابِ مُقدّس کی - عہد -

عہد کا صندوق:- اسے خداوند کا صندوق (یشوع ۴: ۱۱)، یہوواہ کا صندوق (۱-سلاطین ۲: ۲۶)، شہادت کا صندوق (خروج ۱۶: ۳۴) بھی کہا گیا ہے - یہ ایک مستطیل ڈبّا تھا جو کیکر کی لکڑی کا بنا ہوا تھا (خروج ۲۵: ۱۰) اور تقریباً ۴ فٹ لمبا ۲½ فٹ چوڑا اور ۲½ فٹ اونچا تھا - یہ سونے سے منڈھا ہوا تھا (خروج ۲۵: ۱۰) - چاروں کونوں پر چار سونے کے کڑے لگے ہوئے تھے جن میں کیکر کی لکڑی کی چوبیں ڈال کر اسے اُٹھایا جاتا تھا (خروج ۲۵ ب) -
سونے کے دو کروبی سرپوش کے دونوں کونوں پر گھڑ کے لگائے گئے تھے - عہد کے صندوق میں دس احکام کی تختیاں اور من سے بھرا ہوا ایک مرتبان اور ہارون کا عصا رکھا ہوا تھا (عبرانیوں ۹: ۴، ۵) - عہد کا صندوق مسکن میں اُس جگہ تھا جہاں خداوند اپنے لوگوں سے ملتا تھا اور اپنی مرضی اپنے خادموں، موسیٰ (خروج ۲۵: ۲۲؛ ۳۰: ۳۶)، ہارون (احبار ۱۶: ۲) اور یشوع (یشوع ۷: ۶) پر ظاہر کرتا تھا - اس طرح یہ الٰہی حضوری کی علامت تھی (دیکھئے شکینہ) - یہ صندوق بضلی ایل نے اُس نمونے کے مطابق بنایا تھا جو خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا (خروج ۳۵ ب) -
عہد کے صندوق نے بنی اسرائیل کے یردن پار کرنے میں (یشوع ابواب ۳-۴)، سقوطِ یریحو (یشوع ب ۶) اور کوہِ عیبال پر عہد کی دوبارہ یاددہانی کی رسم (یشوع ۸: ۳۰ ... الخ) میں اہم کردار ادا کیا تھا -
جلجال سے عہد کا صندوق بیت ایل لے جایا گیا تھا (قضاۃ ۲: ۱؛ ۲۰: ۲۷) لیکن قضاۃ کے زمانے میں یہ سیلا میں تھا (۱-سموئیل ۱: ۳؛ ۳: ۳) - اس کے بعد فلستیوں نے اسے ابن عزر کے میدانِ جنگ میں چھین لیا (۱-سموئیل ب ۴) - چونکہ عہد کے صندوق کی وجہ سے فلستیوں پر سات مہینے تک بڑی مصیبتیں آتی رہیں اس لئے اُنہوں نے اسے قریت یعریم بھیجا جہاں یہ بیس سال تک رہا (۱-سموئیل ۵: ۱-۷: ۲) -
داؤد نے اسے یروشلیم میں ایک خیمہ میں رکھا (۲-سموئیل ب ۶) اور ابی سلوم کی بغاوت کے وقت بھی اسے اس جگہ سے نہیں ہٹایا (۲-سموئیل ۱۵: ۲۴-۲۹) - سلیمان کے عہد میں اسے بڑی شان اور دھوم دھام سے ہیکل میں لایا گیا (۱-سلاطین ب ۸) اور یوسیاہ بادشاہ کے زمانہ میں اسے خداوند کے گھر میں مختلف جگہ پر رکھا گیا (۲-تواریخ ۳۵: ۳) - یرمیاہ نبی نے پیشین گوئی کی تھی کہ ایک وقت لوگ عہد کے صندوق کے بغیر ہوں گے (یرمیاہ ۳: ۱۶) -
جب یروشلیم کو ۵۸۷ ق م میں بابل کی فوجوں نے تباہ کیا تو یہ کھو گیا - دوسری ہیکل میں کوئی عہد کا صندوق نہیں تھا -

عہد نامہ:- دیکھئے عہد باندھنا -

عی:- ۱- بیت ایل کے مشرق میں وسطی فلسطین کا ایک شہر - جب ابرہام کنعان پہنچا تو اس نے عی اور بیت ایل کے درمیان ڈیرے لگائے (پیدائش ۱۲: ۸) - اس کا زیادہ نمایاں طور پر ذکر کنعان کی فتح کے بیان میں ملتا ہے - یہ دوسرا کنعانی شہر تھا جسے یشوع کی رہنمائی میں اسرائیلی فوجوں نے فتح کیا (یشوع ابواب ۷، ۸) - یریحو کی فتح کے بعد اسرائیلیوں نے یہ خیال کیا کہ چونکہ عی ایک چھوٹا شہر ہے اس لئے تھوڑی فوج سے فتح کیا جا سکتا ہے، لیکن اُس حملہ آور اسرائیلی فوج کو شکست ہوئی - تب ظاہر ہوا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ عکن نے یریحو کی خدا کے لئے مخصوص شدہ لُوٹ کی چیزوں میں سے کچھ رکھ کر گناہ کیا تھا - عکن کے اقرار اور اُسے اور اس کے خاندان کو سزا دینے کے بعد اسرائیلیوں نے دوسرا حملہ کیا اور عی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا اور وہاں کے ۱۲ ہزار باشندوں کو بھی تہِ تیغ کر دیا - میراث کی تقسیم کے وقت یہ بنیمین کو ملا لیکن یہ شہر یشوع کی کتاب کے تحریر کئے جانے کے وقت تک دوبارہ تعمیر نہیں ہوا تھا (یشوع ۸: ۲۸) - بعد میں اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا کیونکہ عی کے لوگ بھی زرِبابل کے ساتھ بابل سے واپس آئے (عزرا ۲: ۲۸؛ نحمیاہ ۷: ۳۲) -
۲- حسبون کے نزدیک بنی عمون کا ایک شہر (یرمیاہ ۴۹: ۳) -

عیّات:- عیّت:- شہر عی کی مؤنث شکل (یسعیاہ ۱۰: ۲۸) -

عیّاہ - عیّا:- شہر عی کی دوسری شکل (نحمیاہ ۱۱: ۳۱) -

عیب:- داغ - دھبا - عبرانی لفظ موم کا ترجمہ (قب عربی موم اور میم جو اکثر چیچک کے داغ کے لئے استعمال ہوتا ہے) - یہ لفظ بدن کے کسی بھی عیب کے لئے استعمال ہوتا ہے (احبار ۲۱: ۱۷ ما بعد - مثال کے طور پر دیکھئے کُبڑا - احبار ۲۲: ۲۰، ۲۱، ۲۵) - خوبصورت شخص وہ ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو (۲-سموئیل ۱۴: ۲۵؛ غزل الغزلات ۴: ۷) -
اخلاقی طور پر گناہ انسان کے کردار پر ایک دھبا اور داغ ہے (استثنا ۳۲: ۵؛ ایوب ۱۱: ۱۵؛ نئے عہد نامہ میں ۲-پطرس ۳: ۱۴؛ یہوداہ ۲۳) -

عیبال:- (عبرانی = خالی - چٹیل) -
۱- سامریہ کا ایک پہاڑ جو ۳۰۰۰ فٹ سے زیادہ بلند تھا - اس کے دامن میں یعقوب کا کنواں تھا (دیکھئے یوحنا ۴: ۲۰) سکم کا شہر اس کے قریب ہی تھا - جب بنی اسرائیل پہلی مرتبہ اس ملک میں داخل ہوئے تو موسیٰ نے اُنہیں یہاں پتھروں کا مذبح اور ایک یادگار بنانے کو کہا جس پر شریعت لکھی گئی - لوگ باری باری شریعت کی برکتیں اور لعنتیں پڑھتے تھے - برکتیں کوہِ گرزیم سے سنائی گئیں اور لعنتیں کوہِ عیبال سے (استثنا ۲۷: ۴-۲۶) - عی کو شکست دینے کے بعد یشوع نے بھی ایسا ہی کیا (یشوع ۸: ۳۰-۳۵) -
۲- سوبل کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۳؛ ۱-تواریخ ۱: ۴۰) -

۲- یقطان کے بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱: ۲۲)۔

عید :- (عبرانی = گواہی- دیکھئے جلعاد)۔ روبن، جد اور منسی کے آدھے قبیلے نے ایک بڑے مذبح کا یہ نام رکھا (یشوع باب ۲۲)۔ جب یہ ڈھائی قبیلے سیلا چھوڑ کر یردن کے مشرق میں اپنے میراثی ملک جلعاد کو لوٹ گئے تو انہوں نے دریا کے کنارے ایک بڑا مذبح بنایا (آیت ۱۰)۔ جب باقی قبیلوں نے یہ سُنا تو وہ سیلا میں اکٹھے ہوئے تاکہ ان پر حملہ کریں کیونکہ اُن کے خیال میں یہ لوگ خدا سے پھر گئے تھے۔ کچھ بھائیوں نے فنحاس کو بنی اسرائیل کے سرداروں کے ہمراہ اُن کے پاس احتجاج کرنے بھیجا (یشوع ۲۲: ۱۳، ۱۴)۔ لیکن ان کو بتایا گیا کہ مذبح قربانی کیلئے نہیں بلکہ اس بات کی گواہی کے لئے تھا کہ خداوند یہوواہ خدا ہے۔ اسی لئے اسے عبرانی میں عید یعنی گواہی کا مذبح کہا گیا۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے "شاہد" کا نام دیا گیا (دیکھئے یشوع ۲۲: ۳۴)۔

عیدِ پوریم :- دیکھئے عیدیں ۸ — نیچے 676

عیدِ تجدید :- دیکھئے عیدیں ۷ — " 676

عیدِ خیام :- دیکھئے عیدیں ۶ — " 676

عیدر :- (عبرانی = سیلاب)۔ ۱- جنوبی یہوداہ میں ادوم کے قریب ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۱)۔ شاید عدر (پیدائش ۳۵: ۲۱) بھی یہی شہر ہے۔

۲- بنی مراری میں سے موشی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳: ۲۳؛ ۲۴: ۳۰)۔

عیدو- یدو :- ۱- زکریاہ کا بیٹا اور منسی کے آدھے قبیلے کا سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۲۱)۔

۲- جیرسوم کی اولاد سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۶: ۲۱)۔

۳- ایک غیب بین اور نبی، جس کی کتاب سے یربعام اور سلیمان کے عہد کی تاریخ مرتب کی گئی (۲-تواریخ ۹: ۲۹)۔ اس کی کتاب رحبعام کی تاریخ کا بھی منبع معلومات تھی (۲-تواریخ ۱۲: ۱۵)۔ ابیاہ کے عہد کے حالات بھی عیدو کی تفسیر میں درج تھے (۲-تواریخ ۱۳: ۲۲)۔

عیدیں :- (عبرانی موعید = اجتماع، حج، ناچ یا زیارت)۔ یہودی مذہب میں عیدیں یا مقدس تہوار بڑا اہم مقام رکھتے تھے۔ یہ ایسی مذہبی عبادتیں تھیں جن کے ساتھ خوشی منائی جاتی تھی۔ احبار باب ۲۳ میں جہاں انہیں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اُنہیں "مقدس مجمع" کہا گیا ہے۔ ماسوا دو کے جو اسیری کے بعد مقرر ہوئیں، باقی تمام کا وقت خدا نے مقرر کیا تھا۔ ان کا مقصد لوگوں میں روحانی دلچسپی پیدا کرنا تھا۔ لوگ پاک رفاقت اور عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے۔ یہ مقدس اجتماعات تھے جن میں لوگ خدا کے حضور جمع ہوتے تھے۔

۱- سبت کی ہفتہ وار عید

یہ عید، تمام مقدس تہواروں کے شروع میں آتی تھی۔ سبتوں کے مُقدس اجتماعات میں صرف مقامی لوگ ہی شامل ہوتے تھے۔ خاندان اور چھوٹے چھوٹے گروپ لاویوں یا اپنے بزرگوں کی راہنمائی میں جمع ہوتے اور خدا کی پرستش کرتے۔ اس پرستش کے کوئی خاص اصول یا طریقے مقرر نہیں تھے۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ اسیری سے پیشتر لوگ کہاں یا کیسے جمع ہوتے تھے لیکن اس کے بعد وہ ★ عبادت خانوں میں جمع ہوتے اور ان کی راہنمائی شریعت کے استاد کرتے تھے۔

۲- فسح یا بے خمیری روٹی کی عید (عیدِ فطیر)

تمام سالانہ عیدوں میں یہ عید وقت اور خاصیت کے لحاظ سے پہلی تھی اور تاریخی اور مذہبی لحاظ سے سب سے اہم۔ یہ عیدِ فسح اور عیدِ فطیر دونوں کہلاتی تھی اور یوں یہ دوہرا تہوار تھی۔ یہ دینی سال کے پہلے مہینے یعنی نیسان (اپریل) کی ۱۴ویں تاریخ کو آتی تھی۔ یہ بنی اسرائیل کی مصر سے غلامی سے رہائی اور خدا کے نجات بخش کام کے ذریعہ یہودیوں کو ایک قوم بنانے کی یاد میں منائی جاتی تھی۔ بے خمیری روٹی کی عید، فسح کی عید کے دن کے بعد شروع ہوتی اور سات دن تک جاری رہتی (احبار ۲۳: ۵-۸)۔ یہ مرکب عید اُن تینوں عیدوں میں سے ایک تھی جن میں موسوی شریعت کے مطابق تمام یہودی مرد شامل ہوتے تھے بشرطیکہ وہ جسمانی لحاظ سے تندرست اور رسمی لحاظ سے پاک ہوں (خروج ۲۳: ۱۷؛ استثنا ۱۶: ۱۶)۔ دوسری دو عیدیں، عیدِ پنتکُست (کیتھولک عیدِ خمیس) اور عیدِ خیام تھیں۔ یہ تینوں زیارتی تہوار کہلاتی تھیں اور ان میں تہواروں کی خصوصیت کے مطابق مختلف خاص قربانیاں گذرانی جاتی تھیں (گنتی ۲۸: ۲۹)۔ نیز دیکھئے فسح۔ 65

۳- عیدِ پنتکُست (کیتھولک عیدِ خمیس)

پنتکُست، اُس یونانی لفظ سے مشتق ہے جو "پچاسویں دن" کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ "ہفتوں کی عید" کہلاتی تھی (خروج ۳۴: ۲۲؛ استثنا ۱۶: ۹-۱۲)۔ نیز اسے "فصل کاٹنے کی عید" (خروج ۲۳: ۱۶) اور "نئی نذر کی قربانی کی عید" (گنتی ۲۸: ۲۶) جو عیدِ فسح کے بعد پچاسویں دن آتی تھی کہا گیا ہے۔ لیکن اس کی تاریخ نکالنے کے صحیح طریقے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

یہ تہوار اُس وقت آتا تھا جب فلسطین کی آخری فصل

قدیم اسرائیل میں کیلنڈر

یعنی جَو کے پکنے پر اس کے پہلے پھل کو مقررہ رسومات کے ساتھ گذرانا جاتا تھا۔ لہٰذا یہ تہوار فلسطین میں قیام سے پہلے کا نہیں ہوسکتا۔ احبار باب ۲۳ میں اس تہوار کی پاک نوعیت کو بیان کیا گیا اور متعلقہ قربانیوں کی فہرست دی گئی ہے۔ گنتی باب ۲۸ میں جو فہرست ہے وہ غالباً اس کا تکملہ ہے۔ بعد کے زمانہ میں یہ عید موسوی شریعت کے دیئے جانے کی یادگار بن گئی۔ اس تقریب کو مزید مضبوط بنانے کیلئے ربیوں نے یہ تعلیم دی کہ شریعت خروج کے پچاسویں دن دی گئی تھی۔ لیکن اس روایت کے بارے میں نہ تو پرانے عہدنامہ میں کوئی حوالہ ملتا ہے اور نہ یہودی مورخین مثلاً فیلو اور یوسیفس اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اعمال باب ۲ میں درج واقعات اس یہودی تہوار کو مسیحی بنا دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس قدیم تہوار کے "پہلے پھلوں" اور مسیحی زمانہ کے "پہلے پھلوں" میں تمثیلی تعلق دیکھتے ہیں۔ لہٰذا عید نزول الیسٹر کے اتوار کے بعد پچاسویں دن آتی ہے۔

۴۔ نرسنگوں یا نئے چاند کی عید (کیتھولک نوروز)

یہ عید ساتویں مہینے تشری (اکتوبر) کے پہلے دن منائی جاتی تھی۔ اس ماہ سے یہودیوں کا انتظامی سال civil year شروع ہوتا تھا۔

یہ ہمارے نئے سال کے دن سے ملتا جلتا تھا اور اس دن صبح سے شام تک نرسنگے پھونکے جاتے تھے۔ اسیری کے بعد اس دن عام لوگوں کو شریعت پڑھ کر سُنائی جاتی اور خوشی منائی جاتی تھی۔

۵۔ کفّارہ کے دن کی عید (کیتھولک یومِ کفّارہ)

یہ ماہ تشری کے دسویں دن منائی جاتی تھی۔ دراصل یہ عید کی بجائے روزے کا دن زیادہ تھا کیونکہ اس دن کی خصوصیت اور مقصد یہ تھا کہ سارے سال کے مجموعی گناہ کو یاد کیا جائے تاکہ سنجیدگی سے اس پر غور کیا جائے اور اس کا کفّارہ ہو جائے۔ اس دن سردار کاہن قوم کے تمام گناہوں کا اقرار کرتا اور اُن کی جگہ میل ملاپ کے لئے قربانی کا خون لے کر پاک ترین مقام میں داخل ہوتا۔ یہ نہایت سنجیدہ بات ہوتی تھی۔ اس وقت خدا کے لوگ توبہ اور کفّارہ کے ذریعہ خدا کے رحم اور کرم کے آرام میں داخل ہوتے تاکہ وہ معافی پاکر آئندہ اُس کے حضور خوشی منائیں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔

۶۔ عیدِ خیام

اسیری سے پیشتر کے زمانہ میں یہ سال کا آخری مُقدّس تہوار تھا۔ یہ عید یومِ کفّارہ سے پانچ دن بعد شروع ہوتی (احبار ۲۳: ۳۴؛ استثنا ۱۶: ۱۳) اور آٹھ دن جاری رہتی تھی۔ یہ فصل کی کٹائی کے خاتمے کو ظاہر کرتی تھی اور تاریخی طور پر بنی اسرائیل کے بیابان میں بھٹکنے کی یاد میں منائی جاتی تھی۔ اس عید کے دوران لوگ اس بات کی یاد میں کہ ان کے آباو اجداد بیابان میں کیسے زندگی بسر کرتے تھے، یروشلیم میں جھونپڑیوں اور خیموں میں رہتے تھے۔ اس عید پر دوسرے موقعوں کی نسبت زیادہ قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ یہودیوں کا دینی سال اسی عید کے آخری دن سے اختتام پذیر ہوتا تھا۔ یہ عید مکمل طور پر خوشی کی عید تھی اور بڑی مقبول تھی۔

مندرجہ بالا عیدوں کے علاوہ جنہیں خدا نے اسیری سے پیشتر منانے کا حکم دیا تھا، یہودیوں نے اسیری کے بعد دو مزید عیدوں کا اضافہ کیا۔ اُن میں سے ایک عیدِ تجدید یا چراغوں کی عید تھی اور دوسری عیدِ پوریم۔

۷۔ عیدِ تجدید

یہ عید ماہ کِسلیو (دسمبر) کی ۲۵ تاریخ سے آٹھ دن کے لئے منائی جاتی تھی۔ اسے ۱۶۴ ق م میں یہوداہ مکابی نے منانے کا حکم دیا تھا۔ اس عید کے انعقاد کی وجہ یہ تھی کہ جب سُوریا کے بادشاہ انطاکس اپفینس نے ہیکل کو ناپاک کیا تو یہوداہ مکابی نے اسے یہوواہ کی پرستش کے لئے دوبارہ پاک اور مخصوص کیا تھا۔ ان دنوں میں اسرائیلی اپنے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں لئے ہوئے اپنے عبادت خانوں میں جمع ہوتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عبادتیں منعقد کرتے۔ ان دنوں میں بچوں کو مکابیوں کے دلیرانہ اور جوش دلانے والے کاموں کے متعلق بتایا جاتا تاکہ وہ بھی اُن جیسے کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اسے حنوکہ بھی کہتے ہیں۔

۸۔ عیدِ پوریم (کیتھولک فوریم)

یہ عید دینی سال کے آخری ماہ اَدّار کی ۱۴ ویں اور ۱۵ ویں تاریخ کو منائی جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اسے مردکی نے ہامان کی یہودیوں کے خلاف سازش کے ناکام ہونے کی یاد میں جاری کیا تھا۔ لفظ پوریم کا مطلب "قرعہ" ہے۔ ۱۳ ویں تاریخ کی شام کو عبادتخانوں میں آستر کی پوری کتاب پڑھی جاتی تھی۔ یہ خوشی کا موقع تھا۔ مزید دیکھئے کیلنڈر۔

عیر:۔ (عبرانی = چوکس)۔
۱۔ یہوداہ کا سب سے بڑا بیٹا جو اس کی کنعانی بیوی سوع سے پیدا ہوا (پیدائش ۳۸: ۳)۔ عیر کی شادی تمر سے ہوئی۔ لیکن عیر خدا کی نگاہ میں شریر تھا اس لئے خداوند نے اُسے ہلاک کیا (۳۸: ۶، ۷)۔
۲۔ سیلا بن یہوداہ کا تیسرا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۱)۔
۳۔ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳: ۲۸)۔
۴۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص (۱۔ تواریخ ۷: ۷، ۱۲)۔ اسے ساتویں آیت میں عیری کہا گیا ہے۔

عیرا:۔ ۱۔ داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ایک کاہن یا مشیر (۲۔ سموئیل ۲۰: ۲۶)۔
۲۔ داؤد کا ایک بہادر، عقیس تقوعی کا بیٹا (۲۔ سموئیل ۲۳: ۲۶؛ ۱۔ تواریخ ۱۱: ۲۸)۔
۳۔ داؤد کا ایک اور بہادر۔ اس کا اِتری خاندان سے تعلق تھا (۲۔ سموئیل ۲۳: ۳۸؛ ۱۔ تواریخ ۱۱: ۴۰)۔

عیراد:۔ حنوک کا بیٹا (پیدائش ۴: ۱۸)۔

عیران:۔ (عبرانی = پہرے دار)۔ سوتلح کا بیٹا۔ عیرانیوں کا خاندان اسی سے چلا (گنتی ۲۶: ۳۶)۔

عیرشمس:۔ (عبرانی = سورج کا شہر)۔ بنی دان کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۴۱)۔ یہ اور بیت شمس ایک ہی مقام ہے۔ دیکھئے بیت شمس۔

عیرنالح:۔ ایک شہر۔ دیکھئے نمک کا شہر۔

عیرنحس۔ عیرناحاش:۔ بنی یہوداہ کا ایک شہر۔ اس کے لئے لکھا ہے کہ تخنہ اس کا باپ تھا۔ اس سے شاید یہ مراد ہے کہ اس بستی کو تخنہ نے آباد کیا (۱۔ تواریخ ۴: ۱۲)۔

عیرو - عیر :- کالب کا بڑا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۵)۔

عیری :- ۱- جدؔ کا پانچواں بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۶)۔
۲- بنیمینؔ کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۷)۔ بارھویں آیت میں اسے عیر کہا گیا ہے۔

عیزر - عازر :- (عبرانی = مدد)۔ مصفاہؔ کے سردار یشوعؔ کا بیٹا۔ اس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمّت کرنے میں نحمیاہؔ کا ہاتھ بٹایا (نحمیاہ ۳: ۱۹)۔

عیسو :- (عبرانی = جس پر بہت بال ہوں)۔ اضحاقؔ اور ربقہؔ کے توام بیٹوں میں سے پہلا۔ دوسرے کا نام یعقوبؔ تھا (پیدائش ۲۵: ۲۴-۲۵)۔ اُن کی پیدائش سے پہلے خدا نے اُن کی والدہ کو بتا دیا تھا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا (پیدائش ۲۵: ۲۳)۔ عیسوؔ شکاری بن گیا اور جنگل میں رہتا تھا۔ پہلوٹھے ہونے کا حق ایک وقت کے کھانے کے عوض بیچ دینے سے (پیدائش ۲۵: ۳۰-۳۴) ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف پیٹ کے لئے زندہ تھا۔

چالیس سال کی عمر میں اس نے دو حِتّی عورتوں سے شادی کی (پیدائش ۲۶: ۳۴)۔ جب وہ وقت آیا کہ اضحاقؔ اپنے بیٹے کو برکت دے تو اُس نے عیسوؔ کو برکت دینا چاہی لیکن عیسوؔ کی بجائے یعقوبؔ نے چالاکی سے برکت لے لی۔ اس وجہ سے عیسوؔ سخت رنجیدہ ہوا۔ اُس نے بھی اپنے باپ سے برکت کا مطالبہ کیا لیکن جو برکت اسے دی گئی، اس میں اُسے اپنے بھائی کا خادم ٹھہرایا گیا۔ اس سے اس کے دل میں اپنے بھائی یعقوبؔ کے لئے اور بھی زیادہ نفرت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا تھا (پیدائش باب ۲۷)۔
جب عیسوؔ نے دیکھا کہ یعقوبؔ کو اس کے ننھیال میں سے بیوی لانے کو بھیجا گیا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ اُس کا باپ حِتّی عورتوں سے خوش نہیں ہے۔ پس اس نے دو بیویاں اسمٰعیلیوں میں سے کیں (پیدائش ۲۸: ۶-۹)۔

مدّت بعد جب وہ شعیرؔ میں رہتا تھا تو اُس نے سُنا کہ یعقوبؔ کنعانؔ واپس آرہا ہے (پیدائش ۳۲: ۳-۵)۔ وہ چار سو آدمی لے کر اُسے ملنے کے لئے نکلا۔ لیکن یعقوبؔ نے اپنے بھائی کو راضی کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا اس کی وجہ سے اُسے اُس کا گرمجوشی سے استقبال کرنا پڑا (پیدائش ۳۲: ۷-۳۳: ۱۵)۔ پھر وہ جلد ہی جُدا ہو گئے اور عیسوؔ شعیرؔ واپس چلا گیا (پیدائش ۳۳: ۱۶)۔
خدا کی تجویز میں عیسوؔ کا درجہ یہ تھا کہ وہ یعقوبؔ کا خادم بن کر رہے۔ عبرانیوں ۱۲: ۱۶-۱۷ میں اُسے بے دین کہا گیا ہے۔ اُس کی موت کے بہت عرصہ بعد خدا نے اعلان کیا کہ اُس نے یعقوبؔ سے محبت رکھی اور عیسوؔ سے عداوت (ملاکی ۱: ۲، ۳)۔ پولسؔ رسول نے اس بیان کا حوالہ اس لئے دیا کہ دکھائے کہ خدا اپنے مقاصد کیسے پُورے کرتا ہے (رومیوں ۹: ۱۰-۱۳)۔
بعض اوقات ادومؔ کے ملک کو بھی عیسوؔ کے نام سے پکارا گیا ہے کیونکہ اس کی اولاد وہیں بستی تھی (پیدائش ۳۶: ۸)۔

عیسیٰ :- خداوند یسوعؔ کا قرآن اور اہلِ اسلام میں مروج نام۔ غالباً یہ سامی یشوعؔ کا مُعرّب ہے۔ یا یونانی لفظ یسوس کی عربی نقلِ حرفی ہے۔ بعض مستشرقین کی رائے میں یہ نام اُن یہودیوں نے جو مسیحیوں سے برنبیت تھے اور ان سے بغض رکھتے تھے حضرت محمدؔ کو بتایا۔ اُنہوں نے عیسوؔ (پیدائش ۲۵: ۲۵) کا نام یسوعؔ کو دیا کیونکہ بقول اُن کے عیسوؔ کی روح یسوعؔ میں آگئی تھی۔
مسیحیوں کے نزدیک عیسیٰؔ کا لفظ قابلِ قبول نہیں۔ بدیں وجہ انجیل کے اردو اور عربی ترجموں میں لفظ یسوعؔ استعمال ہوا ہے۔ لیکن فارسی اور پشتو میں عیسیٰؔ ہی استعمال کیا گیا ہے۔

عیشق - عاشق :- (عبرانی = جبر، ستم)۔ ساؤلؔ بادشاہ کے بیٹے یونتنؔ کے خاندان سے اصیلؔ کا بھائی۔ اس کے پوتے زبردست سورما تھے (۱-تواریخ ۸: ۳۸-۴۰)۔

عیطام :- (عبرانی = جنگلی جانوروں کا باڑہ)۔
۱- ایک شہر اور ایک قبیلے کا نام (۱-تواریخ ۴: ۳)۔
۲- بنی شمعونؔ کے علاقہ میں عینؔ اور رمونؔ کے قریب ایک شہر (۱-تواریخ ۴: ۳۲)۔

عی عباریم - عیّے عباریم :- (عبرانی = عباریمؔ کے کھنڈرات)۔ بیابان کے سفر میں بنی اسرائیل کی ایک منزل۔ یہ جگہ ملکِ موآبؔ کی سرحد پر تھی (گنتی ۳۳: ۴۴)۔

عیفر - عافر :- منسّیؔ کے نصف قبیلے کے ایک خاندان کا سربراہ (۱-تواریخ ۵: ۲۳، ۲۴)۔

عیفی - عیفائی :- (عبرانی = تاریک)۔ ایک نطوفاتی جس کے بیٹے بابلؔ کی اسیری کے وقت یہوداہؔ میں رہ گئے (یرمیاہ ۴۰: ۸)۔ یہ جدلیاہؔ کے ماتحت تھے جسے شاہِ بابلؔ نے ملک کا حاکم مقرّر کیا تھا۔ جدلیاہؔ کو خبردار کیا گیا کہ اسمٰعیلؔ اُسے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لیکن اُس نے یقین نہ کیا (۴۰: ۱۳-۱۶)۔ تب اسمٰعیلؔ نے جدلیاہؔ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا (یرمیاہ ۴۱: ۳)۔

عیقر - عاقر :- (عبرانی = جڑ)۔ یہوداہؔ کی اولاد میں سے رامؔ کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۲۷)۔

عیلام :- ١- ایک پہاڑی علاقہ جو بابل کے مشرق اور مادی کے جنوب اور فارس کے مغرب میں تھا۔ اب یہ ایران میں ہے اور اس کا نام خوزستان ہے - یہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا - یہاں مختلف قبیلے رہتے تھے اور اس کی تہذیب بہت پرانی تھی - اس کی خاص اہمیت اس میں تھی کہ مصر، ہندوستان، فلسطین اور بابل کو یہاں سے ہوکر کاروان گزرتے تھے اِس کا دارالخلافہ ★ سوسن تھا (نحمیاہ ١:١؛ آستر ١:٢)-

بائبل کے بیان کے مطابق عیلامی جنگجو تھے اور تیراندازی میں ماہر (یرمیاہ ٤٩ : ٣٥)- غالباً عیلامی نیم مہذب لوگ تھے کیونکہ انہوں نے بابل پر حملہ کرتے وقت قیمتی مال لوٹ لیا۔ اور وہ مشہور ★ حمورابی کا پتھر جس پر قانون اور ضابطہ کندہ تھا بھی لوٹ کر لے آئے - یہ سوسن کے شہر میں آثارِ قدیمہ کی ١٩٠٢ء کھدائی میں کھنڈرات میں دریافت ہوا۔ پیدائش ١٤ : ١- ٤ میں عیلام کے بادشاہ کدرلاعمر کا ذکر ہے کہ وہ بارہ برس تک یردن اور بحیرۂ مردار کے علاقہ پر قابض رہا۔

یسعیاہ نبی عیلام کو دعوت دیتا ہے کہ بابل کو تباہ کر دے (٢١ : ٢) اور یوں ہی ہوا (مقابلہ کریں دانی ایل ٨ : ٢)- پھر اپنی باری میں عیلام بھی تباہ ہوا اور اُس کے مشہور تیرانداز مغلوب ہوئے (یرمیاہ ٢٥ : ٢٥؛ یرمیاہ ٤٩ : ٣٤- ٣٩ قب یسعیاہ ٢٢ : ٦؛ حزقی ایل ٣٢ : ٢٤)-

اعمال ٢ : ٩ میں پنتکست کے دن کی بھیڑ میں لوگ عیلام سے بھی آئے تھے۔

٢- سِم کا ایک بیٹا (پیدائش ١٠ : ٢٢؛ ١- تواریخ ١ : ١٧)-
٣- شاشق کا بیٹا (١- تواریخ ٨ : ٢٤)-
٤- مسلمیاہ کا بیٹا (١- تواریخ ٢٦ : ٣)-
٥- ١٢٥٤ بنی عیلام جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ٢ : ٧؛ نحمیاہ ٧ : ١٢)-
٦- اسی طرح کا ایک اور خاندان (عزرا ٢ : ٣١؛ نحمیاہ ٧ : ٣٤)-
٧- دو لڑکوں کا باپ جو عزرا کے ساتھ واپس آئے (عزرا ٨ : ٧)-
٨- ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ١٠ : ٢، ٢٦)-
٩- ایک شخص جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر دستخط کئے (نحمیاہ ١٠ : ١٤)-
١٠- ایک کاہن جس نے یروشلیم کی دیوار کی تقدیس میں حصہ لیا (نحمیاہ ١٢ : ٤٢)-

عیلی - عالی :- ١- ہارون کے چوتھے بیٹے اِتمر کے خاندان کا ایک فرد جو اسرائیل کا قاضی اور سردار کاہن دونوں تھا۔ وہ سیلا میں خیمۂ اجتماع کے ساتھ ہی رہائش پذیر تھا (١- سموئیل ابواب ١- ٤، ١٤ : ٣؛ ١- سلاطین ٢ : ٢٧)- اُس کی ابتدائی زندگی کے حالات معلوم نہیں البتہ اس کے آخری عمر کے حالات جب حنّہ خداوند کے گھر میں بیٹے کے لئے دعا کرنے آئی تھی بائبل میں بیان ہوئے ہیں۔ عیلی کے بیٹے حُفنی اور فینحاس جو بدکار شخص تھے اور جنہیں کاہن بنا دیا گیا تھا، اپنے باپ کے بڑھاپے میں اُس کے لئے غم کا باعث بنے - اُن کا کردار اِس قدر بُرا تھا کہ لوگ " خداوند کی قربانی سے گھن کرنے لگے "۔ عیلی نے انہیں ان کی بدفعلیوں پر سرزنش تو کی لیکن اتنی سختی سے نہیں کی جتنی کہ اُن کے بُرے کام تقاضا کرتے تھے - اُس نے بڑی نرمی سے انہیں کہا "تم ایسا کیوں کرتے ہو"؟ لیکن اُس کے بیٹوں نے اپنے باپ کی بات نہیں مانی۔ جب عیلی نِنّوے سال کا اور تقریباً اندھا تھا تو وہ خیمۂ اجتماع کے دروازے پر بیٹھا اسرائیلیوں اور فلستیوں کے درمیان جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہا تھا - جب کسی نے آکر خبر دی کہ اس کے بیٹے مارے گئے ہیں اور خداوند کا صندوق چھن گیا ہے تو عیلی اپنی کرسی پر سے گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مرگیا۔ عیلی ایک اچھا اور نیک انسان تو تھا لیکن ساتھ ساتھ ڈانواںڈول اور کمزور دل بھی تھا۔

٢- مریم کے خاوند یوسف کا باپ (لوقا ٣ : ٢٣)- کئی مفسّرں کے نزدیک وہ مسیح کی ماں مریم کا باپ تھا۔

٣- داؤد بادشاہ کا ایک سورما (١- تواریخ ١١ : ٢٩)- ٢- سموئیل ٢٣ : ٢٨ میں اسے ضلمون پکارا گیا ہے۔

عین :- عبرانی حروفِ تہجی کا سولہواں حرف ע معنی = آنکھ - اس کے دو معنی ہیں یعنی چشم اور چشمہ - یہ کئی جگہوں کے نام میں بطور سابقہ آتا ہے - مثلاً عین جدی (یشوع ١٥ : ٦٢)- عین مصفات (پیدائش ١٤ : ٧)-

حسابِ جمل میں اس حرف کے لئے ٧٠ کا عدد مقرر ہے۔ عبرانی متن میں ١١٩ زبور کا سولہواں حصّہ اور اس حصّے کی ہر آیت بھی اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

عین :- (عبرانی = آنکھ، پانی کا چشمہ؛ قب عربی عین = آنکھ، پانی کا چشمہ وغیرہ)-

١- عبرانی زبان کا سولہواں حرف -
٢- کنعان کا ایک شہر (گنتی ٣٤ : ١١)-
٣- رمّون کے قریب یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ١٥ : ٣٢؛ ١- تواریخ ٤ : ٣٢)-
٤- کئی مقامات جو چشمے یا چشموں کے نزدیک واقع تھے، اُن کے نام کا پہلا حصّہ عین ہے - مثلاً
عین تفوح (یشوع ١٧ : ٧)-
عین جدی (یشوع ١٥ : ٦٢)-

عین جنیم (یشوع ۱۵ : ۳۴)۔
عین حدّہ (یشوع ۱۹ : ۲۱)۔
عین حصور (یشوع ۱۹ : ۳۷)۔
عین دور (۱۔سموئیل ۲۸ : ۷)۔
عین راجل (یشوع ۱۵ : ۷)۔
عین رمون (نحمیاہ ۱۱ : ۲۹)۔
عین شمس (یشوع ۱۵ : ۷)۔
عین عجلیم (حزقی ایل ۴۷ : ۱۰)۔
عین مصفات (پیدائش ۱۴ : ۷)۔
عین ہقورے (قضاۃ ۱۵ : ۱۹)۔
عینیم (پیدائش ۳۸ : ۱۴)۔

عینام :۔ (عبرانی = دو چشموں کی جگہ)۔ یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۳۴)۔ پیدائش ۳۸ : ۱۴ (جہاں اس کے ہجے عینیم ہیں) کے مطابق یہ تمنت کی راہ پر واقع ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے نادانستہ زنائے محرم کیا (پیدائش ۳۸ باب)۔ نیز دیکھئے تمر ۲۔

عینان :۔ نفتالی کے قبیلہ سے اخیرع کا باپ، جس نے کوہ سینا کے بیابان میں مردم شماری میں مدد کی (گنتی ۱ : ۱۵؛ ۲ : ۲۹؛ ۷ : ۷۸، ۸۳؛ ۱۰ : ۲۷)۔

عین تفوّح :۔ (عبرانی = سیبوں کا چشمہ)۔ منسّی کی مشرقی سرحد پر ایک قصبہ (یشوع ۱۷ : ۷، ۸)۔

عین جدی ۔ عین جیدی :۔ (عبرانی = بزغالہ کا چشمہ، یا جنگلی بکرے کا چشمہ)۔
بحیرۂ مُردار کے مغرب میں یہوداہ کی میراث کے علاقہ میں ایک نخلستانی مقام (یشوع ۱۵ : ۶۲) جہاں کچھ عرصہ کے لئے داؤد چھپا رہا (۱۔سموئیل ۲۳ : ۲۹؛ ۲۴ : ۱)۔ اس جگہ موآبی اور عمونی یہوسفط بادشاہ سے لڑنے آئے (۲۔تواریخ ۲۰ : ۲)۔
اس کا دوسرا نام ★ حصاصون تمر ہے۔ یہاں چار بادشاہوں نے جن کا سردار کدرلاعمر تھا، اموریوں پر حملہ کیا اور کنعان کی سدیم کی وادی کے پانچ بادشاہوں نے جوابی معرکہ آرائی کی (پیدائش ۱۴ : ۷)۔
سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں یہ اپنے گرم چشموں کی وجہ سے سبزہ زار کے لئے مشہور تھا (غزل الغزلات ۱ : ۱۴)۔ حزقی ایل نبی اپنی رویا میں دیکھتا ہے کہ بحیرۂ مُردار کا پانی شیریں کر دیا گیا ہے اور ماہی گیر یہاں کھڑے ہو کر اپنا جال بچھا رہے ہیں (حزقی ایل ۴۷ : ۱۰)۔

عین جنیم :۔ (عبرانی عین = چشمہ، جنیم = باغات یعنی باغات کا چشمہ)۔
۱۔ نشیبی علاقہ میں یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۳۴۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ ۔ ۴۵)۔
۲۔ اشکار کے علاقے میں ایک شہر جو لاویوں میں سے جیرسون کے گھرانے کو دیا گیا (یشوع ۱۹ : ۲۱؛ ۲۱ : ۲۹)۔ آج کل اس کا نام جنین ہے اور یہ اسدرلون کی وادی کے جنوب میں سامریہ اور یروشلیم کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اب بھی یہاں چشموں سے سیراب خوبصورت باغات اور پھل دار درخت ہیں۔

عین حدّہ :۔ (عبرانی = تیز رفتار چشمہ)۔ اشکار کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۲۱)۔

عین حصور ۔ عین حاصور :۔ (عبرانی = حصور یا گاؤں کا چشمہ)۔ نفتالی کے علاقہ میں ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹ : ۳۷)۔

عین دور :۔ (عبرانی = دور کا چشمہ)۔ ناصرۃ سے سات میل جنوب مشرق میں ایک گاؤں۔
اسی جگہ وہ ساحرہ رہتی تھی جس کا آشنا ایک جنّ تھا۔ ساؤل نے فلستیوں سے اپنی آخری لڑائی لڑنے سے پہلے اس عورت کے پاس آکر سموئیل کی روح کو بلوایا تھا (۱۔سموئیل ۲۸ : ۸ - ۲۵)۔ سی جگہ سیسرا اور یابین ہلاک ہوئے تھے (زبور ۸۳ : ۹، ۱۰)۔

عین راجل :۔ (عبرانی۔ عین = چشمہ، راجل = پیروں سے روندنا؛ اسے یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہاں دھوبی کپڑے دھوتے تھے)۔
یروشلیم کے باہر پانی کا ایک چشمہ۔ یہ وادی ہنوم اور وادی قدرون کے اتصال کے دو سو گز جنوب میں تھا۔ یہ یہوداہ اور بنیمین کی سرحد پر تھا (یشوع ۱۵ : ۷؛ ۱۸ : ۱۶)۔
داؤد نے یونتن اور اخیمعض کو یہاں تعین کیا تاکہ ابی سلوم کی بغاوت کے متعلق اُسے خبر پہنچاتے رہیں (۲۔سموئیل ۱۷ : ۱۷)۔
ادونیاہ نے اپنے باپ داؤد کا تخت چھیننے کی کوشش کے وقت زحلت کے پتھر کے پاس جو عین راجل کے برابر تھا، قربانی دی (۱۔سلاطین ۱ : ۹)۔

عین رِمّون :۔ (عبرانی۔ عین = چشمہ، رمّون = انار)۔ اسیری کے بعد یہوداہ کے قبیلے کے کچھ لوگ اس جگہ آکر بسے (نحمیاہ ۱۱ : ۲۹)۔
یشوع ۱۵ : ۳۲ میں جو شہر بنی یہوداہ کو دیئے گئے، اُن میں عین اور رمون ہیں۔ اور یشوع ۱۹ : ۷ میں (نیز ۱۔تواریخ ۴ : ۳۲) جو بنی شمعون کو دیئے گئے، ان میں بھی عین اور رمون ہیں۔ غالباً ان سب جگہوں کو عین رمون کہنا چاہیئے۔ اس جگہ کی جائے وقوع موجودہ اُم الرامین ہے۔

عین شمس :- (عبرانی = سورج کا چشمہ)۔ یروشلیم کے قریب عین راجل اور اَدمیم کے درمیان یہوداہ کی سرحد پر ایک مقام (یشوع ۱۵ : ۷؛ ۱۸ : ۱۷)۔

عین عجلیم ۔ عین عجلائیم :- (عبرانی = دو بچھڑوں کا چشمہ)۔ بحیرہ مُردار کے قریب ایک جگہ۔ اس کے متعلق حزقی ایل نبی نے رویا دیکھی (حزقی ایل ۴۷ : ۱۰)۔ یہ غالباً اُسی جگہ واقع ہے جہاں موجودہ ★ عین فشکہ ہے۔

عین فشکہ :- بحیرۂ مردار کے مغرب اور خربت قمران کے جنوب میں ایک نخلستان ۔ ۱۹۵۶ء میں جو کھنڈرات یہاں دریافت ہوئے وہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ قمرانی جماعت کا ایک اور مرکز تھا جہاں یہ زمین کی کاشت کرتی تھی ۔ یہ غالباً اُسی جگہ واقع ہے جہاں عین عجلیم تھا جس کا ذکر حزقی ایل ۴۷ : ۱۰ میں ہے۔

عین کریم :- یہودیہ کے علاقے میں یروشلیم سے پانچ میل مغرب میں ایک گاؤں ۔ روایتی خیال ہے کہ یہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کے والدین زکریاہ اور الیشبع کی قیام گاہ تھی ۔ اگر یہ صحیح ہے تو مقدسہ مریم الیشبع کو ملنے کے لئے اسی شہر میں آئی ۔ بائبل میں اس کے نام کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس جگہ کو صرف "ایک شہر" کہا گیا ہے (لوقا ۱ : ۳۹)۔

عین مصفات ۔ چشمۂ مشفات :- (عبرانی = عدل کا چشمہ)۔ قادِس کا پرانا نام (پیدائش ۱۴ : ۷)۔

عینون ۔ عین نون :- (ارامی = چشمے)۔ شالیم کے قریب ایک مقام، جہاں یوحنّا بپتسمہ دینے والا بپتسمہ دیتا تھا (یوحنّا ۳ : ۲۳) جب کہ یسوع اور اُن کے شاگرد یہودیہ میں بپتسمہ دیتے تھے (۲۲)۔ اب صحیح طور پر معلوم نہیں کہ یہ کس جگہ تھا۔ یہ یردن کے کنارے نہیں ہو سکتا، کیونکہ پھر یہ لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ "وہاں پانی بہت تھا" (۲۳)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنّا، یردن کے پار بیت عنیاہ (بیت برہ) سے (یوحنّا ۱ : ۲۸) ہٹ کر اب عینون میں بپتسمہ دیتا تھا۔

عین ہقورے ۔ عین قورے :- (عبرانی = اُس کا چشمہ جس نے خداوند کو پکارا)۔ جب سمسون نے ایک ہزار فلستیوں کو گدھے کے جبڑے سے مار ڈالا، تو اُسے پیاس لگی ۔ اس نے خداوند کو پکارا تو لحی سے یہ چشمہ پھوٹا (قضاۃ ۱۵ : ۱۹؛ زبور ۳۴ : ۶)۔

عینیم ۔ عینائم :- (عبرانی = چشمے کی جگہ)۔ یہوداہ کے نشیبی (شفیلہ) علاقے میں ایک شہر (پیدائش ۳۸ : ۱۴، ۲۱)۔ نیز دیکھئے عینام۔

عیون :- (عبرانی = کھنڈر)۔ نفتالی کے علاقہ میں ایک شہر۔ آسا بادشاہ کے کہنے پر ارام کے بادشاہ بن ہدد نے اس پر چڑھائی کی (۱۔سلاطین ۱۵ : ۲۰؛ ۲۔تواریخ ۱۶ : ۴)۔
شاہِ اسور تگلت پلاسر اس شہر کے لوگوں کو فقح بادشاہ کے زمانہ میں اسیر کر کے اپنے ملک لے گیا (۲۔سلاطین ۱۵ : ۲۹)۔

عیّیم :- (عبرانی = کھنڈرات)۔
۱۔ ادوم کی سرحد پر یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۲۹)۔
۲۔ یردن کے مشرق میں ایک شہر (گنتی ۳۳ : ۴۵)۔

غ

غار :- پہاڑ کی کھوہ۔ چونکہ فلسطین پہاڑی علاقہ ہے جس میں بہت سے چونے کے پتھر پائے جاتے ہیں اس لئے وہاں بہت سی غاریں ہیں۔ انہیں رہائش کے لئے (پیدائش ۱۹:۳۰) استعمال کیا جاتا تھا۔ داؤد بھی جب ساؤل سے بھاگ کر آیا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ عدلام کے مغارے میں رہا (۱۔سموئیل ۲۲:۱)۔

دشمن سے بھاگ کر اکثر لوگ غاروں میں پناہ لیتے تھے (یشوع ۱۰:۱۶؛ قضاۃ ۶:۲؛ ۱۔سموئیل ۱۳:۶)۔

غاروں کو قبروں کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا (پیدائش ۲۳:۹؛ یوحنا ۱۱:۳۸)۔

غازی :- غزا کرنے والا۔ مذہبی جنگ لڑنے والا۔ مجاہد۔ اعمال ۲۱:۳۸ میں یہ لفظ جمع کے صیغہ میں استعمال ہوا ہے جہاں یہ لاطینی لفظ سکاریوس کا ترجمہ ہے۔ لاطینی میں خنجر کو سکا کہتے ہیں۔ اس لئے سکاریوس کا مطلب خنجر گزار ہوا (کیتھولک ترجمہ میں خنجر گزار ہی استعمال کیا گیا ہے جو غازی سے زیادہ موزوں ہے)۔

اعمال ۲۱:۳۸ میں یہ بطور اسم معرفہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں اس سے مُراد وہ کٹر یہودی فرقہ ہے جو رومی حاکم ★فیلکس کے ملک کو اُن ڈاکوؤں سے نجات دلوانے کے بعد قائم ہوا جن کا ذکر ★ یوسیفس اپنی تواریخ کی بیسویں کتاب کے نویں باب میں کرتا ہے (دیکھئے یوسیفس)۔ یہ لوگ عیدوں کے موقع پر بھیڑ میں گھل مل جاتے اور اپنے سیاسی حریفوں کو خنجر گھونپ کر قتل کر دیتے تھے۔ بعض لوگ یہوداہ اسکریوتی کے لقب کو اسی فرقے سے منسوب کرتے ہیں (دیکھئے یہوداہ ب۔۲)۔

غالب آنا :- دیکھئے فتح ۲

غُتنیئیل۔ غتنی ایل :- ★ کالب کے بھائی قنز کا بیٹا۔ کالب نے اپنی ضعیفی میں ★ دبیر (جس کا پرانا نام قریت سفر تھا) پر چڑھائی کی اور وعدہ کیا کہ جو کوئی اسے سر کرے گا اُس کو وہ اپنی بیٹی عکسہ بیاہ دے گا۔ غتنیئیل نے اُسے فتح کیا چنانچہ اُس کی شادی عکسہ سے ہوئی (یشوع ۱۵:۱۳-۱۹؛ قضاۃ ۱:۸-۱۱)۔ یشوع کی موت کے بعد پندرہ سال کے اندر اندر بنی اسرائیل خدا سے برگشتہ ہوئے۔ چنانچہ خدا نے اُن کو مسوپتامیہ کے بادشاہ کوشن رسعتیم کے مطیع کر دیا (قضاۃ ۳:۸-۱۱)۔ پھر بنی اسرائیل نے خدا سے فریاد کی اور غتنیئیل نے اُنہیں چھڑایا۔ وہ اُن سات قاضیوں میں سے پہلا تھا جنہوں نے اسرائیل کو غیر قوموں کے جوئے سے نجات دلائی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل میں چالیس برس تک چین رہا۔ اس کے بیٹے کا نام حتت تھا (۱۔تواریخ ۴:۱۳)۔

غُراب :- (عربی = کوّا)۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۲

غرور :- دیکھئے گھمنڈ۔

غریب، غریبی :- مسکین۔ عاجز۔ بیکس۔ اجنبی۔ مسافر۔ پردیسی۔ کلامِ مُقدّس کے اردو ترجمہ میں، اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

غریب اور اُس سے بنے ہوئے لفظ تقریباً ۸۱ مرتبہ آئے ہیں۔ غریب کا بنیادی مطلب مسافر اور پردیسی ہے۔ وہ شخص جو (وطن سے) دور ہو۔

محتاج تقریباً ۷۰ مرتبہ آیا ہے اور اس کے معنی حاجت مند، آرزومند اور ضرورت مند ہیں۔

مسکین مختلف صیغوں میں ۶۳ مرتبہ آیا ہے۔ یہ غالباً نئے عہد نامہ میں استعمال نہیں ہوا۔ اس کا مادہ سکن بمعنی ساکن یعنی ٹھہرنا ہے یعنی وہ شخص جو تنگ دستی اور فقیری سے بے حرکت اور بے طاقت ہو جائے۔ کنگال قریباً ۳۴ مرتبہ آیا ہے۔ یہ ہندی لفظ ہے اور غالباً اس کے معنی (انسانی) پنجر یا ڈھانچے کے ہیں۔

مفلس صرف ۹ مرتبہ آیا ہے۔ اس کے بنیادی معنی ہیں وہ شخص جس کے پاس فلوس (پیسے۔ تانبے کے سکّے) نہ ہوں۔

یہ اُردو کے الفاظ تقریباً ۵ عبرانی اور ایک یونانی لفظ کا ترجمہ ہیں۔

۱۔ ابیون یا اویون ۔ یہ عبرانی متن میں ساٹھ مرتبہ آیا ہے۔ اس کا مادّہ آبتہ ہے جس کا ایک بنیادی مطلب خواہش کرنا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ زیادہ تر "محتاج" کیا گیا ہے (استثنا ۱۵:۴؛ ۲۴:۱۴؛ ایوب ۲۴:۴، ۱۴؛ ۲۹:۱۶؛ زبور ۳۵:۱۰ وغیرہ)۔ لیکن دیگر لفظ بھی استعمال کئے گئے ہیں مثلاً کنگال (خروج ۲۳:۶)، غریب

(آستر ۹: ۲۲)، مسکین (زبور ۹: ۱۸) وغیرہ۔

۲۔ عانی۔ یہ تقریباً ۸، مرتبہ آتا ہے۔ اس کے بنیادی معنی مصیبت زدہ، خستہ حال اور مظلوم ہیں۔ چونکہ اکثر نیک شخص مصیبت اور ظلم کا شکار ہوتے ہیں اس لئے اس لفظ میں خداترسی اور دینداری کا مفہوم بھی سما گیا (مثلاً خروج ۲۲: ۲۵۔ "میرے لوگ .... محتاج" استثنا ۲۴: ۱۲۔ مسکین؛ زبور ۱۰: ۲ وغیرہ)۔

۳۔ رُوش۔ عبرانی متن میں یہ ۲۴ مرتبہ آیا ہے۔ اس کے بنیادی معنی حاجت مند ہونا، ضرورت مند ہونا ہیں (مثلاً زبور ۳۴: ۱۰)۔ اس کا ترجمہ کنگال (امثال ۱۰: ۴؛ ۱۳: ۸، ۲۳) اور دوسرے لفظوں سے کیا گیا ہے۔

۴۔ دَل۔ مادّہ دالاہ (دالتھ۔ لام۔ ہے) ہے جس کے بنیادی معنی ہیں لٹکا ہوا، لیعنی کمزور، نحیف۔ عبرانی متن میں یہ ۴۵ مرتبہ آیا ہے اور اس کا زیادہ تر ترجمہ مسکین اور غریب کیا گیا ہے۔

۵۔ مسکین (سین۔ کاف۔ ن)۔ یہ صرف ۴ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ بنیادی معنی اُردو کے مسکین کی طرح ساکن، ٹھہرا ہوا وغیرہ ہیں۔ اور یوں غریب کا اُردو ترجمہ مسکین ہے (واعظ ۴: ۱۳؛ ۹: ۱۵ وغیرہ)۔

غریب کے لئے یونانی لفظ پتوخس ptochos ہے۔ یہ اسم صفت ہے اور اس کے معنی ہیں وہ جو کسی کے پاؤں پڑتا اور جھکتا ہے۔ یہ بھیک مانگنے کی ادا کو بیان کرتا ہے۔ اس کا ترجمہ غریب کیا گیا ہے (متی ۵: ۳؛ ۱۱: ۵؛ لوقا ۷: ۲۲؛ رومیوں ۱۵: ۲۶؛ مکاشفہ ۳: ۱۷ وغیرہ)۔

پرانے عہد نامہ میں

بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ خدا راستباز کو دھن دولت سے مالامال کرتا ہے (زبور ۱۱۲: ۱-۳)۔ بیشک یہ سچ ہے کہ محنت اور کفایت شعاری کا پھل شخصی اور قومی زندگی میں نمایاں ہوتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ خدا نے اُن کو جو اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں برکت دینے کا وعدہ کیا ہے (استثنا ۲۸: ۱-۱۴) تو بھی بنی اسرائیل کی تاریخ کے ہر دَور میں اُن کے درمیان غریب موجود تھے۔ اُن کی غربت کسی قدرتی آفت کا جس سے فصل برباد ہو جاتے یا دشمن کے حملے، زورآور پڑوسی کے ظلم، یا سود خور کے جبر کا نتیجہ ہو سکتی تھی۔ غریبی کی چاہے کوئی وجہ ہو، سماج کے خوشحال افراد کا فرض تھا کہ اپنے غریب بھائی کی مدد کریں (استثنا ۱۵: ۱-۱۱)۔ غریبی کا شکار اکثر بیوہ، یتیم اور بے زمین پردیسی (عبرانی گیر۔ دیکھئے غیر قوم۔ اجنبی) ہوتے تھے۔ وہ اکثر ظلم کا نشانہ بنتے تھے (یرمیاہ ۷: ۶؛ عاموس ۲: ۶، ۷ الف)۔ لیکن یہوواہ اُن کا بچانے والا ہے (استثنا ۱۰: ۱۷-۱۹؛ زبور ۶۸: ۵، ۶)۔ توریت میں ان کی مدد کے لئے خاص ہدایات تھیں۔

۱۔ بالیں چننے کا حق

حکم تھا کہ کھیت کے کونوں سے فصل کاٹی نہ جائے اور نہ ہی سب انگور تاک پر سے اتارے جائیں اور زیتون کے درخت کو دوسری بار جھاڑا نہ جائے۔ اس طرح جو کچھ بچ جاتے وہ یتیم، بیوہ اور پردیسی جمع کر سکتے تھے۔ اگر کوئی پُولا کھیت میں رہ جاتا تو اس پر بھی انہی کا حق تھا (احبار ۱۹: ۹، ۱۰؛ استثنا ۲۴: ۱۹-۲۱؛ روت ۲: ۲)۔

۲۔ سبت کے سال کی مراعات

ہر ساتویں سال بیوہ، یتیم اور پردیسی کے لئے فصل میں خاص حصہ مخصوص کیا گیا تھا (خروج ۲۳: ۱۱؛ احبار ۲۵: ۶)۔

۳۔ یوبلی کے سال کی مراعات

غریب کو یوبلی کے سال میں اُس کے ورثے کی زمین واپس کر دی جاتی تھی۔ لیکن فصیل دار شہر میں جو مکان بیچا گیا ہو وہ واپس نہ ہوتا تھا (احبار ۲۵: ۲۵-۳۰)۔

۴۔ قرض پر سُود

کسی اسرائیلی کو قرض دے کر اُس پر سُود لینا منع تھا۔ گرو رکھے کپڑے غریب کو سورج ڈوبنے سے پہلے واپس کرنے کی ہدایت تھی (خروج ۲۲: ۲۵-۲۷؛ استثنا ۲۴: ۱۰-۱۳)۔ فراخ دلی سے قرض دینے کی ہدایت تھی۔ چونکہ یوبلی کے سال قرض معاف کئے جاتے تھے اس لئے خاص ہدایت تھی کہ یوبلی کے سال کے قریب وہ اپنا ہاتھ قرض دینے سے نہ روکیں" محتاجوں کے لئے اپنی مٹھی کھلی رکھنا" (استثنا ۱۵: ۷-۱۱)۔

۵۔ دائمی غلامی سے چھوٹ

کسی عبرانی کو عمر بھر غلام رکھنے کی اجازت نہ تھی بلکہ ساتویں سال اُسے آزاد کرنے کا حکم تھا اور ہدایت تھی کہ رخصت ہوتے وقت وہ خالی ہاتھ نہ جائے بلکہ دل کھول کر اُسے سامان دے کر وداع کیا جائے (استثنا ۱۵: ۱۲-۱۵؛ احبار ۲۵: ۳۹-۴۲؛ ۴۷: ۵۴)۔ غلام کے بچّوں کو غلام نہیں بنایا جاتا تھا۔ اگر کوئی اسرائیلی اُس غیر قوم آدمی کا جو اُن کے درمیان بستا غلام بن جائے تو بنی اسرائیل کو ہدایت تھی کہ اُسے خرید کر رہا کریں (احبار ۲۵: ۴۷، ۴۸)۔

۶۔ دہ یکی میں حصّہ

ہر تیسرے سال کی دہ یکّی میں لاویوں کے بعد غریبوں کا حق تھا (استثنا ۱۴: ۲۸، ۲۹؛ ۲۶: ۱۲، ۱۳)۔

۷۔ عیدوں میں غریبوں کی شراکت

سب عیدوں میں غریبوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنے کا حکم تھا (استثنا ۱۶: ۱۱-۱۴)۔

۸۔ مزدوری کے متعلق ہدایت

مزدوری شام ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم تھا (احبار

۱۹ : ۱۳؛ استثنا ۲۴ : ۱۵)۔

ان سب مراعات کے ہوتے ہوئے بھی خاص ہدایت کی گئی تھی کہ انصاف کرتے وقت غریب کا اس کی غربت کی وجہ سے ہرگز لحاظ نہ کیا جائے (خروج ۲۳ : ۳؛ احبار ۱۹ : ۱۵)۔

ایک مسئلہ جو بعض زبور نویسوں کے لئے باعث تشویش تھا وہ یہ تھا کہ دولت کیسے غلط آدمیوں کے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ محض دنیاوی خوشحالی حاصل کرنے کے لئے یہوواہ کی پرستش بے فائدہ ہے (زبور ۷۳ : ۱۲-۱۴) لیکن سچ تو یہ ہے کہ بدکار آخرکار تباہ ہوں گے اور نیک سب سے بڑی دولت حاصل کریں گے یعنی خدا کا عرفان اور اس کی رفاقت (زبور ۷۳ : ۱۹-۲۸)۔ چونکہ بہت مرتبہ امیر غریب پر ظلم کرتے اور اُس سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے تھے اس لئے لفظ غریب اکثر صادق، دیندار اور راستباز کا مترادف بن گیا (زبور ۱۴ : ۵، ۶)۔

نئے عہدنامہ میں

نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یہودیوں پر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے گئے تھے۔ غالباً اس کے نتیجہ میں بہت سے یہودیوں کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ لیکن بعض شخصوں نے رومیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے بہت نفع کمایا۔ اِن میں دنیادار صدوقی اور محصول لینے والے پیش پیش تھے۔ اسی وجہ سے عام طور پر وہ امیرانہ ٹھاٹ سے زندگی بسر کرتے تھے۔

خداوند یسوع مسیح ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے (لوقا ۲ : ۲۴۔ قب احبار ۱۲ : ۸)۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سخت غربت کا شکار تھے۔ خاندان میں سب سے بڑا بیٹا ہوتے ہوئے غالباً اُنہیں یوسف سے کچھ ورثہ میں ملا ہو گا۔ وہ ہیکل کا محصول بھی ادا کرتے تھے (متی ۱۷ : ۲۴)۔ اُن کے بعض شاگرد خوشحال تھے (مرقس ۱ : ۲۰) اور بعض خاصے امیر (یوحنا ۱۲ : ۳)۔ تاہم وہ اور ان کے شاگرد ایک مشترکہ نقدی کی تھیلی اپنے اخراجات اور دوسروں کی مدد کے لئے رکھتے تھے (یوحنا ۱۲ : ۶؛ ۱۳ : ۲۹)۔ لیکن وہ اپنی مرضی سے ایک سادہ زندگی بسر کرنے اور گھر کی آسائشوں سے محروم رہنے کو تیار تھے (لوقا ۹ : ۵۸)۔ اس کے باوجود وہ غریبوں کی مدد کے لئے تیار تھے۔

خداوند مسیح کی تعلیم کے مطابق دنیاوی دھن دولت بُری نہیں لیکن خطرناک ضرور ہے۔ غریب امیروں سے زیادہ خوش نظر آتے ہیں کیونکہ اُن کے لئے خدا پر توکل کرنا زیادہ آسان ہے۔ خداوند مسیح غریبوں کو خوشخبری سنانے آئے (لوقا ۴ : ۱۸؛ ۷ : ۲۲)۔ غریب ہی ہیں جو سب سے پہلے برکت پائیں گے اور آسمان کی بادشاہی کے وارث ہوں گے (لوقا ۶ : ۲۰) بشرطیکہ وہ اپنی روحانی غریبی یعنی دل کی غریبی کا احساس کریں (متی ۵ : ۳)۔ ایک غریب کے ہدیہ کی قدر ایک دولت مند کے ہدیہ سے بہت زیادہ ہے (مرقس ۱۲ : ۴۱-۴۴)۔ غریبوں کی مہمان نوازی کرنا ایک مسیحی فریضہ ہے (لوقا ۱۴ : ۱۲-۱۴)۔ غریبوں کو خیرات دینا ہر مسیحی پر لازم ہے (لوقا ۱۸ : ۲۲)۔ تاہم خیرات خدا کی پرستش کرنے کے بعد کا درجہ رکھتی ہے (یوحنا ۱۲ : ۱-۸، قب ۱۔سموئیل ۱۵ : ۲۲)۔

ابتدائی کلیسیا نے دولت میں اشتراک کا تجربہ کیا (اعمال ۲ : ۴۴، ۴۵؛ ۴ : ۳۲)۔ پہلے پہل تو اس سے غریبی کا خاتمہ ہوا کیونکہ اُن میں کوئی بھی محتاج نہ رہا (اعمال ۴ : ۳۴-۳۵)۔ لیکن اکثر علماء کا خیال ہے کہ یروشلیم کی کلیسیا کی بعد کی اقتصادی پست حالی کی وجہ مالی اشتراک کا یہ تجربہ تھا۔ پولس رسول اپنی خدمت کے دوران غیر قوم مسیحی کلیسیاؤں کے درمیان یروشلیم کے غریب مسیحیوں کی مدد کے لئے چندہ اکٹھا کرتا تھا (رومیوں ۱۵ : ۲۵-۲۹؛ گلتیوں ۲ : ۱۰)۔ اِن کلیسیاؤں کو مزید ہدایت کی گئی تھی کہ اپنے غریب غُربا کے لئے بھی مدد کا انتظام کریں (رومیوں ۱۲ : ۱۳؛ ۱۵ : ۲۵؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۶ : ۱ وغیرہ)۔ یعقوب رسول امیر اور غریب کے فرق کے خلاف خاص کر صدائے احتجاج بلند کرتا ہے (یعقوب ۲ : ۱-۷)۔ خدا نے غریبوں کو چن کر بلایا اور اُن کی نجات خدا کے جلال کی شان ہے (۱۔کرنتھیوں ۱ : ۲۶-۳۱)۔ لودیکیہ کی کلیسیا کی دنیاوی دولت مندی اس کی روحانی غربت کو نمایاں کرتی تھی (مکاشفہ ۳ : ۱۷)۔ غریبی اور امیری پر سب سے زیادہ باضابطہ تعلیم پولس رسول کے خطوط میں پائی جاتی ہے (۲۔کرنتھیوں ابواب ۸ اور ۹)۔ پولس خیرات کی بحث کے سلسلے میں خدا کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے۔ وہ خاص کر اس بات پر زور دیتا ہے کہ خداوند مسیح اگرچہ دولت مند تھے تو بھی ہماری خاطر غریب بن گئے تاکہ ہم اُن کی غریبی کے سبب دولت مند ہو جائیں (۲۔کرنتھیوں ۸ : ۹)۔ اس تعلیم کی روشنی میں دنیاوی غریبی کا خطرہ مول لینا روحانی برکت کا وسیلہ بن سکتا ہے، جیسے رسول بذاتِ خود کنگالوں کی مانند تھے مگر بہتیروں کو دولت مند کر دیتے تھے (۲۔کرنتھیوں ۶ : ۱۰)۔

غزال :- دیکھئے حیواناتِ بائبل نمبر ۴۰

غزل الغزلات کی کتاب۔ نشید الاناشید کی کتاب :-

یہ اُن پانچ اسفار میں سے پہلا ہے جو یہودی عیدوں کے موقع پر پڑھے جاتے تھے۔ یہ گیت فسح کے موقع پر گایا جاتا تھا۔ ذیل میں مضامین کا کوئی خلاصہ پیش نہیں کیا جا رہا کیونکہ اس کا تجزیہ ہر مخصوص نظریۂ تفسیر کے تحت مخصوص انداز میں کیا جاتا ہے۔

۱- الہامی حیثیت

★ مشنہ میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس کتاب کو الہامی کتب میں شمار کرنے کے معاملے میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ ربی یہوداہ نے اِس کے حق میں فتویٰ دیا جبکہ ربّی یوسی نے اس کے خلاف رائے دی۔ بعد ازاں ربّی عقیبہ نے ان پُرشکوہ لفظوں میں اس کے الہامی ہونے کی تائید کی "ساری دنیا کی قدر و قیمت اُس دن کے آگے ہیچ ہے جس میں بنی اسرائیل کو غزل الغزلات عطا ہوئی۔ تمام نوشتے مُقدّس ہیں اور غزل الغزلات قدس الاقداس ہے"۔ یہاں اِس کے متنازعہ ہونے سے صریح انکار اس کے متنازعہ ہونے کی دلیل بھی ہوسکتی ہے۔

بے شک اس نظم کا عاشقانہ انداز اِسے الہامی تسلیم کرنے کی راہ میں حائل ہُوا ہوگا۔ اس اعتراض کو زیادہ تر اِن حقائق نے دفع کیا کہ اسے روایتاً سلیمان کی تخلیق قرار دیا گیا اور کہ ربّیوں اور مسیحیوں نے اس کی تمثیلی تفسیر و تشریح کرکے اِس نظم کو عامیانہ سطح سے اُٹھا کر کہیں بلند مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔

۲- مُصنّف اور سِن

اس نظم کو روایات میں سلیمان سے منسوب کرنے کا بڑا سبب وہ حوالے ہیں جن میں اُس کا ذکر ہے (۱: ۵؛ ۳: ۷، ۹، ۱۱؛ ۸: ۱۱)، خصوصاً عنوان (۱: ۱)۔ لی سلمون کے الفاظ سے مصنف مُراد لیا جاتا ہے لیکن اس کے معنی "سلیمان کے لئے" بھی ہوسکتے ہیں۔ سلیمان کے غزل گو ہونے کی تصدیق ۱-سلاطین ۴: ۳۲ (زبور ۷۲، ۱۲۷) سے ہوتی ہے۔ بابا بتھرا کی یہ رائے کہ غزل الغزلات کو حزقیاہ کے کاتبوں نے لکھا غالباً امثال ۲۵: ۱ پر منحصر ہے۔ بعض فارسی یا یونانی مستعار الفاظ اور بہت سے ارامی طرز کے لفظوں اور محاوروں کا وجود اگر اُس کی اصل تالیف کو نہ سہی کم از کم قطعی تدوین کو سلیمان کے بعد کے عہد کا ضرور بتاتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ اس کا سنِ تالیف یونانی عہد (۳۰۰ ق م) ہو کیونکہ ایسے ثبوت موجود ہیں کہ سلیمان کے عہد میں اور اس کے بعد بھی یونان کی کنعان میں راہ و رسم موجود تھی۔ عبرانی کا ایک جیّد عالم بتاتا ہے کہ زبان دانی کی شہادت کے ساتھ ساتھ جغرافیائی بیانات (شارون ۲: ۱؛ لبنان ۳: ۹؛ ۴: ۸، ۱۱، ۱۵ وغیرہ - امانہ، سنیر اور حرمون ۴: ۸؛ ترضہ ۶: ۴؛ دمشق ۷: ۴؛ کرمل ۷: ۵) اِس کے شمالی خطّہ سے تعلق پر دلالت کرتے ہیں لیکن یہاں کوئی علاقہ پرستی نہیں ہے۔ مصنف عین جدی، بحیرۂ مردار اور کوہِ لبنان تک فلسطین اور شام کے جغرافیہ سے واقف ہے (۱: ۱۴)۔

۳- ادبی خصوصیات

غزل الغزلات میں شخصی بات چیت کے دو نمایاں انداز ہیں "مکالمہ" (مثلاً ۱: ۹ مابعد) اور "خود کلامی" (مثلاً ۲: ۸ تا ۳: ۵)۔ گفتگو کرنے والوں میں سوائے مُحب و محبوب کے اور کسی کو شناخت کرنا آسان نہیں ہے۔ یروشلیم کی بیٹیوں کا ذکر ہے (۱: ۵؛ ۲: ۷؛ ۳: ۵ وغیرہ) اور اُن کے مختصر جواب بھی ہیں (۱: ۸؛ ۵: ۹؛ ۶: ۱ وغیرہ)۔ اہلِ یروشلیم (۳: ۶ تا ۱۱) اور شولمیم (۸: ۵) سے بھی بعض بیانات منسوب ہیں۔ یہ ایک اعلیٰ پائے کی نغماتی تمثیلی نظم ہے۔ ممکن ہے کہ مرکزی کردار ہی دوسروں کے تاثرات اور ردِّ عمل کو بیان کرتے ہوں (مثلاً شولمیت اپنے بھائیوں کی باتوں کو دُہراتی ہے ۸: ۸، ۹)۔

نظم کی گہرائی اور گیرائی وفا اور الفت سے لبریز بیانات اور مُحب و محبوب کے وصال کے بیان میں تخیل کی پرواز میں پائی جاتی ہے۔ استعاروں اور تشبیہوں میں چرواہوں اور چراگاہوں کا رنگ بڑا عام ہے۔ نظم میں حیوانات و نباتات کا ذکر بھی بکثرت ہے۔

۴- تشریح و تفسیر کے مختلف نظریئے

اس نظم کی تفسیروں کا ایک انبار ہے جن میں علماء کے درمیان اِس کے اصل معانی اور مقصد پر کوئی اتفاقِ رائے نہیں پایا جاتا۔ بے حجابانہ عشقیہ گیت، مذہبی موضوعات کا فقدان، واقعہ نگاری کی بے ترتیبی ایسے اُمور ہیں جو عالموں کے لئے ایک چیلنج اور خیالات کے گھوڑے دوڑانے کے لئے ایک کھلا میدان ہیں۔

ان عشقیہ گیتوں کو الہامی فہرستِ کتب میں جگہ دینے کا مسئلہ یہودی ربّیوں اور آبائے کلیسیا نے تمثیلی اندازِ تفسیر اختیار کرکے حل کر لیا ہے۔ اس انداز کی کچھ باقیات مشنہ اور ★ تلمود میں ملتی ہیں۔ جبکہ ★ تارگوم میں اس عشقیہ داستان میں خدا اور اسرائیل کے درمیان اُس کی تاریخ میں مہر و وفا کی تصویر بتائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ جب مجازی اندازِ تفسیر کی بنا رکھ دی گئی تو ربّیوں کا اسے مزید وسعت دینے اور معنی کے نئے نئے رنگ پہنانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا سلسلہ چل نکلا۔ نظم کے مختلف حصّوں کو توڑ مروڑ کر بنی اسرائیل کی تاریخ پر منطبق کیا جاتا رہا۔ آبائے کلیسیا اور مابعد کے مسیحی مفسروں نے اسے مسیح میں "بپتسمہ" دے ڈالا اور اس میں مجازی پیرائے میں کلیسیا یا ایمان دار کے لئے مسیح کی محبت کا سراغ لگانے کی سعی شروع کر دی۔ شولمیت کے حسن اور پاکیزگی میں رومن کیتھولک علماء کو مُقدّسہ مریم کی تصویر نظر آئی۔ مسیحی مفسرین تفصیلات میں

تخیل کی تانیں اڑانے میں ربیوں سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے ہیں - زمانہ حال تک بھی پروٹسٹنٹ فکر پہ مجازی طرزِ تفسیر غالب رہا ہے اور بڑے بڑے علماء اس کے حامی چلے آرہے ہیں - ایک اور قسم کی تشریح علامتی طرزِ تفسیر ہے - یہ نظم کی معنوی حیثیت کو بھی برقرار رکھتی ہے لیکن اعلیٰ وارفع اور گہرے روحانی مطالب کی بھی نشاندہی کرتی ہے - اِس طرزِ تفسیر میں مجازی تفسیر کی طرح تفصیل میں جانے کی بجائے نظم میں وفا اور محبّت کے اہم موضوعات پر زور دیا جاتا ہے - اور اس کہانی میں مسیح اور اُس کے ہیرو کے مابین محبّت کے رشتے کی تصویر دیکھی جاتی ہے -

اس اندازِ تفسیر کی تائید عربی عشقیہ نظموں سے ہوتی ہے - اس کی متعدد مثالیں آنخداوند کے یوناہ کی کہانی کے استعمال (متّی ۱۲: ۴۰) یا بیابان میں سانپ کے اونچے پر چڑھائے جانے (یوحنّا ۳: ۱۴) اور بائبل میں روحانی شادیوں کی مثالوں مثلاً ہوسیع ابواب ۱ تا ۳؛ یرمیاہ ۲: ۲؛ ۳: ۱۴ مابعد؛ حزقی ایل ۱۶: ۶ مابعد، ۲۳ باب؛ افسیوں ۵: ۲۲ مابعد میں ملتی ہیں - موجودہ راسخ العتقاد علماء میں کافی ایسے ہیں جو اس طرزِ تفسیر کی تائید کرتے ہیں-

اگرچہ مسیحوں اور یہودیوں نے اس نظم کی مجازی اور علامتی تفسیر میں عارفانہ لطف پایا ہے لیکن تفسیر کے ان طریقوں کی بنیاد اعتراضات سے محفوظ نہیں ہے - نظم میں تفصیلات کی ایسی بھرمار ہے اور روحانی اہمیت کے اُمور کا ایسا فقدان ہے کہ یہ مجاز یا علامت کے وجود کو خود ہی مشکوک بنا دیتا ہے -

غزل الغزلات کی ڈرامائی تفسیر اورعَین اور ملٹن، دونوں نے ہی تجویز کی تھی جسے ۱۹ویں صدی میں دو مکاتیبِ فکر میں پروان چڑھایا گیا - ایف - ڈیلچ نے دو نمایاں کردار دریافت کئے ایک سلیمان اور دوسرا شولمیتی دوشیزہ - سلیمان نے اسے اُس کے آبائی گاؤں سے یروشلیم میں آجانے کی ترغیب دلاتے دلاتے اُس سے ایک رفیقۂ حیات کی حیثیت سے یوں محبت کرنا سیکھا جو ظاہری حسن کی دلفریبیوں سے بالاتر ہے - ایچ - ایوالڈ کے نزدیک اس میں تین نمایاں کردار سلیمان، شولمیت اور اُس کا چرواہا عاشق ہیں - بادشاہ کے دامِ محبت میں پھنسانے کی تمام کوششوں کے باوجود شولمیت اپنے چرواہے عاشق کی وفادار رہی - ایوالڈ کی یہ کوشش جسے کئی جدید علماء نے قبول کیا اور اسے مزید سنوارا ہے، ڈیلچ کے نقطۂ نظر میں پائی جانے والی کئی مشکلات کا حل بتاتی ہے مثلاً محب کو چرواہے کے روپ میں کیوں پیش کیا گیا ہے (۱: ۷، ۸) اور یہ نظم کیوں شمالی چرواہوں کے ماحول کے پس منظر میں ختم ہوتی ہے - اس کی بعض اپنی مشکلات بھی ہیں مثلاً ڈرامائی ہدایات کی عدم موجودگی، مکالموں کی پیچیدگی جیسے سلیمان شولمیت کے حسن کی تعریف کرتا ہے جب کہ وہ اس کا جواب چرواہے محبوب کی اطلاع میں دیتی ہے - اس ڈرامائی تشریح میں ایک دقّت اور ہے کہ ساميوں کے درمیان ڈرامائی ادب بہت کم ملتا ہے، خصوصاً عبرانیوں کے درمیان -

ایک عالم نے جب سریانی شادی بیاہ کی رسومات کا مطالعہ کیا تو اس سے اسے تحریک ملی کہ وہ اس کی تشریح اِس پیرائے میں کرے کہ یہ اُن عروسی لوک گیتوں کا مجموعہ ہے جو عروسی کی ایک ہفتے تک جاری رہنے والی محفلوں میں گائے جاتے تھے - جس میں دُلہا اور دُلہن کو ملکہ اور بادشاہ بنایا جاتا تھا - اِس نظریہ کے نقادوں نے اس خیال میں یہ نقص بتایا ہے کہ قدیم فلسطینی رسوم کی جدید سُریانی رسوم سے تعبیر کرنے میں غلط نتیجہ اخذ کرنے کا بڑا خطرہ ہے - پھر اس گیت میں کہیں بھی شولمیت کو ملکہ نہیں کہا گیا -

ٹی - جے میک کا یہ خیال ہے کہ یہ گیت تموز کی مذہبی رسومات سے اخذ کیا گیا ہے (حزقی ایل ۸: ۱۴) - لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک بُت پرستانہ دین کے مذہبی گیتوں کو جن میں حرامکاری کا نمایاں تصوّر پایا جاتا ہو اُنہیں اسرائیلی ایمان کے مطابق ڈھالے بغیر ہی کتبِ مقدّسہ میں شامل کر لیا گیا ہے - اور پھر اِس گیت میں کسی ایسی ترمیم کے آثار تک نہیں پائے جاتے - واٹرمین جس نے بنیادی طور پر میک کے نظریہ کی حمایت کی تھی، حال ہی میں اُس کے خیالات نے گیت کی تاریخی بنیادوں کی طرف پلٹا کھایا ہے - اُسے یہ کڑی ابیشاگ، داؤد کی شونیمی کنیز کی کہانی میں نظر آئی ہے (۱- سلاطین ۱: ۳) جس نے اپنے چرواہے محبوب کی خاطر سلیمان کی چاہت کو ٹھکرا دیا تھا - یہ تشریح شولمیت اور شونمیت کے مفروضہ تعلق پر مبنی ہے -

علماء کی ایک روز افزوں تعداد غزل الغزلات کو عشقیہ نظموں کا مجموعہ سمجھتی ہے - اور یہ ضروری نہیں کہ اِن کا تعلق شادی کی رسومات یا کسی خصوصی موقع سے ہو - اس گیت کو مختلف حصّوں میں مختلف مصنفوں سے منسوب کرنے کی کوشش کو متعدد علماء نے ردّ کر دیا ہے خصوصاً ایچ - ایچ رَوْلے نے کہا ہے کہ "مختلف بندشوں کا بار بار دہرایا جانا یہی تاثر دیتا ہے کہ یہ ایک ہی ہاتھ کی تحریر ہے۔"

۵ - مقصد

اگر اس گیت کو مجازی یا علامتی نہ سمجھا جائے جس میں ایک روحانی پیغام پوشیدہ ہے تو پھر کتبِ مقدسہ میں اس کا مقام

کیا ہے؟ یہ ایک حکایت یا طویل مثل ہے جس میں انسانی عشق و محبّت کی رنگینیوں اور عجائبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ ہم مسیحیوں کو نفس کشی کی تعلیمات سے بائبل میں موجود نفسانی محبت کی تعلیمات نے آزادی بخش دی ہے۔ اور اب ہم نے اس محبّت کی پاکیزگی اور حُسن کی پوری قدر کو پہچانا ہے۔ اگرچہ اس گیت میں بڑی بے باک زبان استعمال کی گئی ہے تو بھی اس میں جنسی بے اعتدالیوں اور بے راہ روی اور نفس کُشی کے زیرِ اثر جنسی محبّت کی خوبیوں سے انکار کے مابین ایک توازن برتا گیا ہے۔ ای۔ جے ینگ نے اس اس مقصد پہ کچھ اور اضافہ کیا ہے:"اس میں نہ صرف انسانی محبّت کی پاکیزگی کا بیان ہے بلکہ اس کا کتبِ مُقدّسہ کے ساتھ شامل کیا جانا ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایک ایسی محبت بھی ہے جو ہماری محبت سے پاکیزگی میں کہیں بڑھ کر ہے۔"

غزّہ:- (عبرانی = مضبوط)۔ فلسطین کا ایک اہم شہر (یشوع ۱۳: ۳) جو جنوبی سرحد پر بحیرۂ روم کے ساحل سے چند میل دور واقع ہے۔ وہ تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ شروع میں یہ ایک کنعانی شہر تھا (پیدائش ۱۰: ۱۹)۔ یشوع نے اسے یہوداہ کو دیا تھا (یشوع ۱۵: ۴۷)۔ فلستیوں نے اسے فتح کیا تھا (قضاۃ ۱۳: ۱)۔ اُن کا اس پر قبضہ حزقیاہ بادشاہ کے زمانے تک رہا (۲۔ سلاطین ۱۸: ۸)۔ سمسون کو اس شہر میں قید کیا گیا اور وہ یہیں مرا (قضاۃ ۱۶: ۱، ۲۱)۔ نئے عہدنامے میں اس کا ذکر صرف ایک مرتبہ ہوا یعنی حبشی خوجہ کے سلسلے میں (اعمال ۸: ۲۶-۴۰)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۴

غفران:- عربی لفظ۔ معنی گناہ ڈھانپنا یا معاف کرنا۔ کیتھولک کلیسیا کے عقیدہ کے مطابق کلیسیا کو اختیار ہے کہ اگر کسی شخص سے گناہِ کبیرہ سرزد ہو تو وہ اُسے سزا دے کر کلیسیا سے خارج کر دے۔ ایسے شخص کو سخت ریاضت کرنے کا حکم تھا۔ پاپائے روم کو اختیار تھا کہ اس کی ریاضت کی میعاد میں کمی کر دے اور اُسے پھر سے کلیسیا میں قبول کرے۔ اس قسم کی معافی کو غفران (انگریزی میں indulgence) کہتے ہیں۔ یہ متّی ۱۶: ۱۸، ۱۹ اور ۲۔ کرنتھیوں ۲: ۱۰ پر مبنی ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ کے ان حوالوں کے حواشی۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا اس تشریح سے اتفاق نہیں کرتی اور ایسی معافی پر اعتقاد نہیں رکھتی۔

غلاطیوں کے نام خط:- دیکھئے گلتیوں کے نام خط۔

غلام۔ غلامی:- (عبرانی = عبد قب عربی = عبد)۔ عبرانی لوگ غلاموں کو مختلف طریقوں سے حاصل کرتے تھے۔ جنگی قیدی غلام بنائے جاتے تھے (گنتی ۳۱: ۹)، غلام خریدے جاتے تھے (احبار ۲۵: ۴۴)، وہ انعام کے طور پر دیئے جاتے تھے (پیدائش ۲۹: ۲۴)، لوگ قرض کے بدلے غلام بن جاتے تھے (احبار ۲۵: ۳۹) اور غلام کی اولاد بھی غلام ہی ہوتی تھی (خروج ۲۱: ۴)۔ اگر چور چوری کا ہرجانہ بھر نہ سکتا تو وہ غلام بنا لیا جاتا تھا (خروج ۲۲: ۲، ۳)۔ کوئی اپنی مرضی سے بھی کسی کا غلام بن سکتا تھا (خروج ۲۱: ۶)۔ عبرانی لوگ غلاموں سے دیگر قوموں کی نسبت اچھا سلوک کرتے تھے کیونکہ موسوی شریعت میں ان کے متعلق ہدایات ہیں۔ غلام اپنی آزادی مختلف طریقوں سے حاصل کر سکتے تھے (خروج ۲۱: ۲-۲۷؛ احبار ۲۵: ۲۵ مابعد؛ استثنا ۱۵: ۱۲-۲۳)۔ نئے عہدنامے کے زمانہ میں بھی غلامی رائج تھی لیکن خداوند مسیح کی تعلیم کے باعث اس میں نرمی پیدا ہو گئی بلکہ بالآخر یہ ختم ہی ہو گئی (افسیوں ۶: ۵-۹؛ گلتیوں ۳: ۲۸)۔

غلامی کا گھر۔ جائے غلامی:- بائبل میں یہ نام مصر کو دیا گیا ہے (خروج ۱۳: ۳، ۱۴؛ ۲۰: ۲؛ استثنا ۶: ۱۲؛ یشوع ۲۴: ۱۷؛ میکاہ ۶: ۴ وغیرہ)۔

غلبہ، غالب آنا:- دیکھئے فتح ۴

غلّہ:- اناج۔ پرانے عہدنامہ میں مختلف اناجوں کا ترجمہ غلّہ کیا گیا ہے۔ یہ گیہوں، جو، باجرا، باقلہ، مسور، چینا وغیرہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ سب اناجوں کے لئے دیکھئے نباتاتِ بائبل۔

ایک جگہ غلّہ کا مطلب بیٹا ہے "میرے کھلیہان کے غلّہ..." (یسعیاہ ۲۱: ۱۰) کیتھولک ترجمہ میں بیٹا ہی استعمال کیا گیا ہے (دیکھئے اشعیا ۲۱: ۱۰)۔ یہ آیت بابل کے متعلق ہے۔ نبی پیشینگوئی کرتا ہے کہ بابل تباہ ہوگا۔ لیکن بابل کی تباہی کی وجہ سے یہوداہ کے لوگوں پر بھی مصیبت آئے گی لیکن اس مصیبت (گاہنے) سے خدا کے لوگوں کا بقیہ بھوسے سے الگ کیا جائے گا۔ نبی نے یہی پیغام لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ آیت کا تشریحی ترجمہ یوں ہوگا: "اے میرے غلّے (میرے بیٹے، میرے لوگ) بابل نے تمہیں گاہا ہے۔ اس سے تم بھوسے سے الگ کر دیئے گئے ہو۔"

غناسطیت:- دیکھئے عرفانیت۔

غنیم:- (عربی = دشمن)۔ یہ لفظ احبار ۲۶: ۲۵، استثنا ۲۸: ۴۸؛ ۳۳: ۲۷ میں استعمال ہوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں سب جگہ دشمن ہی ہے۔

غوغائی:- شور کرنے والا۔ بیہودہ۔ بے سوچے سمجھے باتیں کرنے والا (امثال ۷: ۱۱؛ ۹: ۱۳؛ یسعیاہ ۵: ۱۴؛ ۲۲: ۲)۔

غیب بین:- دیکھئے جادو اور جادوگری۔ نبی۔

غیب دانی۔ شگون نکالنا:- دیکھئے جادو اور جادوگری ۵۔

غیر اقوام کا صحن:- ہیکل میں وہ صحن جہاں سے آگے غیر اقوام کے لوگ نہیں جا سکتے تھے۔ دیکھئے ہیکل۔

غیرت کی نذر کی قربانی:- اگر کسی شخص کو اپنی بیوی کی وفاداری پر شک ہوتا تو توریت میں ایک طریقہ بتایا گیا تھا جس سے خاوند اپنی بیوی کی آزمائش کر سکتا تھا (گنتی ۵: ۱۱-۳۱)۔ جس خاوند کو اپنی بیوی پر حرامکاری کا شبہ ہوتا اور اس کے دل میں غیرت آتی تو وہ اپنی بیوی کو کاہن کے پاس لاتا اور اس عورت کے چڑھاوے کے لئے یادگاری کی نذر کی قربانی لاتا۔ کاہن اُس کو خداوند کے حضور کھڑی کر کے اُس کے بال کھلوا دیتا اور مُقدس پانی میں مسکن کے فرش کی گرد کو ملا کر اُس عورت کو پلاتا (اسے کڑوا پانی کہا گیا ہے)۔ اگر عورت بے قصور ہوتی تو اُسے کوئی ضرر نہ پہنچتا۔ لیکن اگر اس نے غیر مرد سے صحبت کی ہوتی تو اُس کی ران سڑ جاتی اور اُس کا پیٹ پھول جاتا۔ غالباً ران سڑنے کا مطلب یہ تھا کہ آگے کو اس عورت کی اولاد نہ ہوگی۔

بائبل میں اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں جس میں اسی طرح کسی کا امتحان کیا گیا ہو۔

غیر زبانیں بولنا:- دیکھئے زبان۔ زبانیں ۴۔

غیر قوم:- عبرانی گوئی۔ جمع گوئیم؛ یونانی اتھنوس ethnos شروع میں یہ لفظ سب قوموں کے لئے ایک عام لفظ تھا، لیکن دورانِ استعمال اس کے معنی محدود ہو گئے۔

پرانے عہد نامہ میں سب قوموں کی یکسانیت پر زور دیا گیا ہے۔ جب پیدائش ۱۰ میں نوحؔ کی نسل کا ذکر ہے تو یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے (دیکھئے آیت ۳۲۔ "...... اور طوفان کے بعد جو قومیں زمین پر جا بجا منقسم ہوئیں وہ اِن ہی میں سے تھیں")۔

جب خدا نے ابرہام سے عہد و پیمان کیا تو اُس کی نسل اور دیگر قوموں میں تمیز کی گئی۔ تاہم اس میں کسی قسم کی تنگ نظری نہ تھی اور نہ ہی انہیں خالصتاً ایک الگ قوم بنایا گیا (دیکھئے پیدائش ۱۲: ۲، ۱۸: ۱۸؛ ۲۲: ۱۸؛ ۲۶: ۴ — بار بار ذکر ہے کہ زمین کی سب قومیں اُس کی نسل کی معرفت برکت پائیں گی)۔

بنی اسرائیل کا اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کرنا خروج کے واقعات کے بعد ہونے لگا۔ چونکہ خدا نے اُنہیں چُن کر الگ رہنے کو کہا (استثنا ۲۶: ۵) اور کوہ سینا پہ اُن سے عہد کیا (خروج ۱۹: ۶) اس لئے اس کے بعد بنی اسرائیل کا خدا کے لئے اپنے کو مخصوص کرنا اُن کے دوسری قوموں سے تعلق پر اثر انداز ہوا (خروج ۳۴: ۱۰؛ احبار ۱۸: ۲۴-۲۵؛ استثنا ۱۵: ۶)۔

اس لئے اس کے بعد "قوموں" (گوئیم) سے مراد غیر یہودی اقوام ہوئی۔ یہ فرق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور زیادہ نمایاں ہوتا گیا، یہاں تک کہ اگرچہ عبرانی لفظ وہی رہا لیکن اس کے مفہوم میں بہت فرق آ گیا۔ یہ فرق ہفتادی ترجمہ میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

نئے عہد نامہ کے مصنف پرانے عہد نامے کے اقتباسات اکثر ہفتادی ترجمہ سے پیش کرتے ہیں۔ پرانے عہد نامہ کا اردو میں ترجمہ براہِ راست عبرانی سے کیا گیا ہے اور نئے عہد نامہ کا یونانی سے۔ اس لئے گوئیم کے ترجمے کا فرق پولسؔ رسول کے ہفتادی اقتباس سے صاف ظاہر ہوتا ہے زبور ۱۱۷: ۱ - "اے قومو! سب خداوند کی حمد کرو"۔ رومیوں ۱۵: ۱۱ "اے سب غیر قومو! خداوند کی حمد کرو"۔ خدا نے نجات کا پیغام سب قوموں کے لئے مقرر کیا۔ پرانے عہد نامہ میں یوناہ کی کتاب سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کو اُن کی فکر تھی۔ نئے عہد نامہ میں ★ ارشادِ اعظم میں سب قوموں کا ذکر ہے (متی ۲۸: ۱۹)۔

غیر مسلمہ کتابیں:- دیکھئے اپاکرفا۔

غیر ملہم کتابیں:- دیکھئے اپاکرفا۔

ف

فاحشہ :- دیکھئے کسبی -

فاختہ :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۳

فاران :- جزیرہ نمائے سینا میں ایک بیابان - یہ روائتی سینا سے شمال مشرق اور قادس کے جنوب مشرق میں واقع ہے - اس کے مشرق میں عربہ اور خلیج عقبہ ہیں - جب ابرہام نے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو گھر سے نکالا تو وہ اِسی بیابان میں بس گئے تھے (پیدائش ۲۱: ۲۱) - مصر سے خروج کے بعد بنی اسرائیل بھی یہاں سے گذرے (گنتی ۱۰: ۱۲؛ ۱۲: ۱۶) اور یہاں ہی سے موسیٰ نے کنعان کی جاسوسی کرنے کے لئے آدمی بھیجے (گنتی ۱۳: ۳، ۲۶) - ادومی ہدد بھی سلیمان سے بھاگ کر اسی راستے سے مصر کو گیا تھا (۱-سلاطین ۱۱: ۱۸) -

۱-سموئیل ۲۵: ۱ کے مطابق سموئیل نبی کی موت کے وقت داؤد دشتِ فاران کو گیا -

پیدائش ۱۴: ۶ میں جس ایل فاران کا ذکر ہے کہ وہ بیابان کی سرحد پر ہے، ممکن ہے کہ وہ ایلات ہو - موسیٰ کے گیت (استثنا ۳۳: ۲) اور حبقوق ۳: ۳ میں جو کوہِ فاران کا ذکر ہے ممکن ہے کہ وہ خلیج عقبہ کے مغربی کنارے پر کے سلسلۂ کوہ میں کوئی اُبھری ہوئی چوٹی ہو -

فارسی - افارسی :- سامریہ کے کچھ لوگ جنہوں نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کے خلاف شاہ دارا سے یہودیوں کی شکایت کی (عزرا ۴: ۹) -

فارص :- (عبرانی = چاک، درز) - یہوداہ اور اس کی بہو تمر کا بیٹا، زارح کا جڑواں بھائی (پیدائش ۳۸: ۲۹؛ ۱-تواریخ ۲: ۴) -

فارصی :- یہوداہ کے بیٹے فارص سے جو خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۲۰) -

فارقلیط :- دیکھئے رُوح القُدس -

فارہ :- (عبرانی = بچھیا) - بنیمین کے قبیلہ کا ایک شہر - اس کا موجودہ نام فرہ ہے اور یہ یروشلیم کے قریب اُس کے شمال مشرق میں ہے (یشوع ۱۸: ۲۳) -

فاساک - فاسک :- (عبرانی = تقسیم کرنا) - بنی آشر میں سے ایک (۱-تواریخ ۷: ۳۳) -

فاسح - فاسیح :- (عبرانی = لنگڑا) - استون کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۲) -

فاسح - فاسیح :- ایک شخص جس کے بیٹے نے یروشلیم کے ایک پھاٹک کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۶) -

فال، فال کھولنا، فالگیر :- دیکھئے جادو اور جادوگری ۵

فالال :- اُوذی کا بیٹا - یروشلیم کی دیوار تعمیر کرنے والوں میں سے ایک (نحمیاہ ۳: ۲۵) -

فالج :- دیکھئے امراضِ بائبل ۳۰

فالگیر :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳۲

فتح :- جیت - کامیابی - غلبہ - نجات - مخلصی - آزاد ہونا -

۱ - پاک کلام کا بنیادی دعویٰ یہ ہے کہ فتح خداوند کی طرف سے ہے (یوناہ ۲: ۹ - پروٹسٹنٹ ترجمہ "نجات خداوند کی طرف سے ہے" کیتھولک ترجمہ "خداوند کے پاس استخلاص ہے"؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵۴-۵۷ خدا فتح خداوند مسیح کے وسیلے سے بخشتا ہے؛ مکاشفہ ۷: ۱۰ نجات ہمارے خدا کی طرف سے ہے - یونانی "فتح خدا کو ہے" دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) - اس حقیقت کی ایک خوبصورت اجمالی شکل "جنگ خداوند کی ہے" کا نعرہ ادا کرتا ہے (۱-سموئیل ۱۷: ۴۷) یعنی فتح مکمل طور پر خدا کی ہے اور وہ جس کو چاہے یہ فتح بخش سکتا ہے -

۲ - خداوند کی فتح کی تین خصوصیات قابلِ غور ہیں، جن سے ہمیں خدا کی فتح کی اصل ماہیت کی جھلک ملتی ہے - اول کبھی کبھی خدا کی فتح اُس کے لوگوں کی ہار ہو سکتی ہے (مثلاً قضاۃ ۲: ۱۴؛ یسعیاہ ۴۲: ۲۴؛ یرمیاہ ۲۵: ۸، ۹) - خداوند کی فتح "تاریخ میں اُس کی پاک اور مقدس حاکمیت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے

دکھائی دیتی ہے ۔ اس حقیقت کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ فتح سے یہ مراد ہے کہ دنیا کی حکومت کی باگ ڈور ایک پاک خدا کے ہاتھ میں ہے جو سب انتظام لاتبدیل اخلاقی اصولوں کی روشنی میں کرتا ہے، حتیٰ کہ بعض مرتبہ اُس کی پاکیزگی اُس کے اپنے لوگوں کے خلاف فیصلہ دینے پر مجبور ہوتی ہے اور پھر یہ کام اس کے لوگوں کی نظر میں اُنہیں "عجیب" اور "انوکھا" معلوم ہوتا ہے (یسعیاہ ۲۸ : ۲۱) ۔ **دوم** ۔ دنیا کی یہ پاک حکومت روزِ آخر کو یعنی ★ خداوند کے دن بڑی فاتحانہ شان سے ظاہر ہو گی۔ فتح کی قدرت صرف واحد خدا کی پاک حکومت کو حاصل ہے، اس لئے اس جنگ کے نتیجے کے متعلق کسی کو کوئی شک و شبہ ہو ہی نہیں سکتا ۔ جس طرح دنیا کی ابتدا میں جب خدا نے دنیا کو بنایا، اُس کی مرضی کے خلاف کچھ ہونا ناممکن تھا اسی طرح نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق کے موقع پر وہ جو حکم صادر کرے گا وہ ہو جائے گا (حزقی ایل ۳۸ب، ۳۹ب ؛ مکاشفہ ۱۹) ۔ **سوم** ۔ خدا کے لوگ اُس کی فتح میں صرف ایمان کی فرمانبرداری سے شریک ہو سکتے ہیں، یعنی وہ خدا کی فتح کو اپنی زندگی میں اپنا سکتے ہیں (خروج ۱۴ : ۱۳، ۱۴ ؛ استثنا ۲۸ : ۱-۱۴ ؛ زبور ۲۰ ؛ افسیوں ۶ : ۱۶ ؛ ۱-یوحنا ۵ : ۴، ۵ - غالب آنا)، جیسے خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ صرف بیٹا ہی آزاد کر سکتا ہے (یوحنا ۸ : ۳۶) ۔ جو اُس کے کلام میں قائم رہتے ہیں وہ سچائی سے واقف ہوں گے اور سچائی اُن کو آزاد کرے گی (یوحنا ۸ : ۳۱، ۳۲) ۔

۳ - پرانے عہدنامہ میں صُلح، سلامتی، راستبازی اور نجات کا فتح سے گہرا تعلق ہے ۔ فاتح کی سلامتی (مثلاً ۱-سلاطین ۲۲ : ۲۸ ؛ یسعیاہ ۴۱ : ۳) محض صلح یعنی جنگ کا خاتمہ نہیں (کیونکہ ہارے ہوئے شخص کے لئے بھی جنگ بند ہو جاتی ہے)، بلکہ یہ فتح کے پھلوں یعنی صحت، سلامتی اور امن سے لطف اندوز ہونا ہے (لفظ سلامتی کے پورے مفہوم کو سمجھنے کے لئے دیکھئے سلامتی) ۔ نجات کا مثبت پہلو شخصی توسیع ہے یعنی جسمانی، روحانی اور دماغی ترقی - اور اس کا منفی پہلو محض چھٹکارا، آزادی ہے جو فتح کا نتیجہ ہے (۱-سموئیل ۱۴ : ۴۵ - چھٹکارا ؛ قضاۃ ۶ : ۱۴ - چھڑانا) ۔ راستبازی شخصی کردار کی ایک صفت ہے جو فتح کے حصول کی ضمانت دیتی ہے (یسعیاہ ۵۹ : ۱۶، ۱۷) ۔ صُلح، سلامتی، راستبازی، فتح اور نجات یہ سب کے سب خداوند مسیح کی صلیب (جو خدا کی عظیم ترین فتح کی انمول تصویر ہے) کے اردگرد ایک عجیب شان سے جمع دکھائی دیتے ہیں ۔ صلح (افسیوں ۲ : ۱۴ مابعد) ؛ نجات (ططس ۳ : ۴ - ۷) ؛ اور راستبازی (رومیوں ۱ : ۱۷ ؛ ۳ : ۲۱ - ۲۶) ۔

۴ - فتح سے ہمکنار ہونے کے لئے پہلا قدم دشمن پر غالب آنا ہے ۔ نئے عہدنامہ میں فتح کے لئے یونانی لفظ نیکے nike ہے (اسمِ معرفہ نیکدیمس میں یہ بطور سابقہ آتا ہے ۔ نیکے = فاتح ۔ دیمس = عوام، لوگ فاتح عوام) ۔

یوحنا رسول اپنے خط میں خدا کی مخالف طاقتوں کو لفظ kosmos دنیا (دیکھئے دنیا) میں سمیٹ لیتا ہے (قب ۱-یوحنا ۲ : ۱۶ وغیرہ) ۔ خداوند مسیح کا دنیا میں آنے کا سارا پروگرام جیسے مجسّم ہونا، مصیبت اُٹھانا، مصلوب ہونا اور جی اُٹھ کر باپ کے پاس واپس جانا دنیا پر فتح پانے کی علامت ہے ۔ خداوند مسیح نے اس فتح کو ایک کامل اور حتمی عمل بیان کیا ہے (یوحنا ۱۶ : ۳۳) "میں دنیا پر غالب آیا ہوں" جو یونانی میں صیغہ ماضی قریب ہے اور یونانی گرامر کے مطابق ایک جاری عمل ہے یعنی نہ صرف فتح مکمل ہے بلکہ فتح جاری ہے (قب مکاشفہ ۶ : ۲ "وہ فتح کرتا ہوا نکلا تاکہ اور بھی فتح کرے") ۔ ★ شریر (شیطان) (دنیا کے سردار) کی طاقت کو یسوع مسیح نے محدود کر دیا ہے کیونکہ وہ شیطان سے زیادہ طاقتور ہیں اور انہوں نے اپنے لوگوں کو اُس کے چُنگل سے چھڑا لیا ہے ۔ یوں جنگ کا فیصلہ تو ہو گیا ہے اگرچہ لڑائی ابھی جاری ہے ۔ مسیحی ایمان سے اس فتح کے پھل میں شریک ہو سکتے ہیں اور وہ دنیا پر غالب آنے کے اہل ہیں - ایمان ہی سے دنیا پر فتح حاصل ہوتی ہے (۱-یوحنا ۵ : ۴ مابعد ؛ ۲ : ۱۳ مابعد ؛ ۴ : ۴ مابعد) ۔

یہی حقیقت ہمیں مکاشفہ کی کتاب کے اُن سات خطوط میں نظر آتی ہے جو آسیہ کی اُن سات کلیسیاؤں کو جو ایذارسانی کا سامنا کر رہی تھیں بھیجے گئے ۔ ان ساتوں خطوں کے آخری جملے میں اُنہیں ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ "غالب آئیں" (مکاشفہ ۲ : ۷، ۱۱، ۱۷، ۲۶ ؛ ۳ : ۵، ۱۲، ۲۱) ۔ اس دنیا میں ہماری اور کلیسیا کی موجودہ زندگی کی کشمکش اور امتحان حتمی نہیں ہیں ۔ کلیسیا کی متوقع فتح کی بنیاد تو پہلے ہی مسیح کی اُس فتح میں موجود ہے جو وہ حاصل کر چکے ہیں ۔ اس بے بہا وراثت میں شریک ہونے کا وعدہ اُن سے ہے جو "غالب آتے ہیں" (قب مکاشفہ ۲۱ : ۷) ۔ تاہم آخرت سے پہلے ایک آخری زبردست جنگ خدا اور شیطان کی طاقتوں کے درمیان ہو گی، اور مکاشفہ کی کتاب کا یہی مضمون ہے ۔ اس جنگ میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی طاقتیں فتح حاصل کر رہی ہیں (مکاشفہ ۶ : ۲ ؛ ۱۱ : ۷ ؛ ۱۳ : ۷) لیکن اُن کی فتح چند روزہ اور عارضی ہے ۔ آخرکار فتح برّہ کی ہو گی اور وہ دائمی فتح ہو گی ۔ مسیحیوں نے اُس کی پیروی کی ہے اور اپنا خون گواہی کے لئے بہایا ہے (مکاشفہ ۱۱ : ۷ ؛ ۱۷ : ۶) ۔ ان آفتوں اور خدا کے قہر کی تصویر کے درمیان یوحنا عارف ایک مجمع کو دیکھتا ہے جو بربطیں اُٹھائے خدا کی تمجید اور تعریف کے

گیت گا رہا ہے (مکاشفہ ۱۵ : ۲ مابعد) ۔ یوں وہ فتح جو برّہ نے
حاصل کی ہے اور جیسے اس نے اپنے لوگوں کو دینے کا وعدہ کیا ہے
مکمل ہوگئی ہے اگرچہ سب شیطانی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور
لگاکر مقابلہ کیا ہے کیونکہ برّہ (خداوند مسیح) بادشاہوں کا بادشاہ
اور خداوندوں کا خداوند ہے (مکاشفہ ۱۷ : ۱۴) ۔
مسیحی فنونِ لطیفہ میں ایک برّے کا فتح کا جھنڈا اٹھائے
ہوئے چلنا، خداوند مسیح کی فتح کی علامت کی تصویر سمجھی جاتی ہے ۔
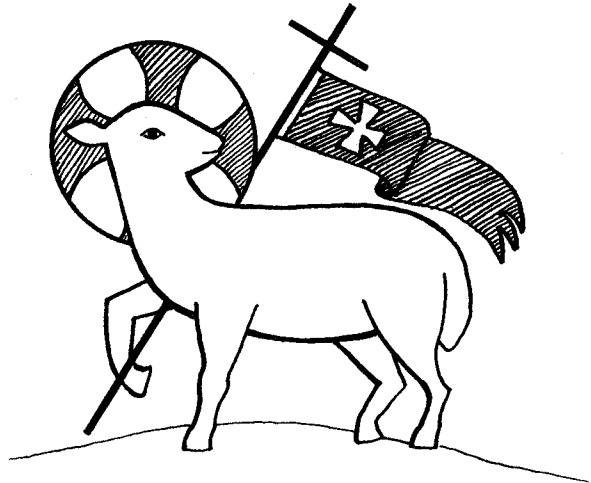
فتح مندی کی گشت :- یونانی لفظ thriambeuo کا ترجمہ جو پروٹسٹنٹ اردو ریفرنس
بائبل میں ۲۔کرنتھیوں ۲ : ۱۴ کے حاشیہ میں دیا گیا ہے ۔ اس یونانی
لفظ کی انگریزی شکل triumph ہے ۔ یہ ایک خاص جلوسِ
فتح (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۲۔قرنتیوں ۲ : ۱۴) کو ظاہر کرتا ہے ۔
رومی عہدِ حکومت میں ایک فتحیاب جرنیل کی میدانِ جنگ سے
روما واپسی پر اُس کے اعزاز میں ایک خاص جلوس کا اہتمام
کیا جاتا تھا ۔ شہر کے اعلےٰ حاکم اور ارکانِ مجلس اُسے خوش آمدید
کہنے کے لئے شہر کے باہر آتے اور اُسے رتھ پر بٹھا کر اُس کے
آگے آگے چلتے تھے ۔ موسیقار مختلف سازوں سے خوشی کی
دُھنیں بجاتے ہوئے شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے گشت کرتے
ہوئے گزرتے تھے ۔ مالِ غنیمت کی بھی نمائش ہوتی تھی جنگی قیدی
زنجیروں میں بندھے پیدل چلتے تھے ۔ مذہبی رہنما خوشبو جلاتے اور
قربانی کے جانوروں کو ہانکتے ہوئے ساتھ چلتے تھے ۔ جلوس کا
اختتام مشتری کے مندر پر ہوتا تھا جو کیپی ٹول Capitol
پہاڑی پر واقع تھا ۔ یہاں قربانی چڑھائی جاتی تھی ۔ اس کے بعد
بعض کو سزائے موت دی جاتی اور بعض رہا کر دیئے جاتے تھے ۔
اس پسِ منظر کو خیال میں رکھتے ہوئے ۲۔کرنتھیوں ۲ : ۱۴ - ۱۷ کا
مطلب صاف اور پُر معنی ہو جاتا ہے ۔

فتحیاہ - فتح یاہ :- (عبرانی = یہوواہ کھولتا ہے) ۔
۱۔ داؤد بادشاہ کے عہد میں انیسویں
باری کے کاہنوں کا سردار (۱۔تواریخ ۲۴ : ۱۶) ۔
۲۔ عزرا کے زمانہ میں ایک نافرمان لاوی جس نے اجنبی
عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰ : ۲۳) ۔ مفسّر خیال کرتے ہیں کہ یہ
وہی ہے جس کا ذکر نحمیاہ ۹ : ۵ میں ہوا ہے ۔
۳۔ مشیزبیل کا بیٹا ۔ یہ اخسویرس بادشاہ کا مشیر تھا اور
"رعیت کے سب معاملات کے لئے بادشاہ کے حضور رہتا تھا"
(نحمیاہ ۱۱ : ۲۴) ۔

فتروس :- مصر کا ایک علاقہ (پیدائش ۱۰ : ۱۴؛ ۱۔تواریخ ۱ :
۱۲) ۔ اس کے نام کا مطلب جنوبی علاقہ ہے ۔ اس
کا ذکر پانچ جگہ بقیہ کی واپسی کے سلسلے میں آتا ہے یعنی اُن یہودیوں
کے سلسلے میں جو بعض ملکوں میں بچ کر باقی رہ گئے اور پھر واپس
فلسطین میں آئیں گے (یسعیاہ ۱۱ : ۱۱؛ یرمیاہ ۴۴ : ۱ اور ۱۵ ؛
حزقی ایل ۲۹ : ۱۴؛ ۳۰ : ۱۴) ۔ وادی نیل قاہرہ سے اسوان تک
پھیلی ہوئی ہے ۔ اس کے شمالی حصّہ کو مصر، درمیانی بالائی حصّہ
کو جو جنوب میں ہے فتروس اور اس سے آگے کے علاقے کو کوش
یعنی حبش یا ابی سینیا کہتے تھے ۔

فتروسی - فتروسیم :- فتروس کے رہنے والے ۔ مصر کے
لوگ جن کے متعلق خیال ہے کہ وہ
فتروس سے آئے ۔ یہ حام کے دوسرے بیٹے مصر کی اولاد ہیں (پیدائش
۱۰ : ۶) ۔

فتوایل - فتوئیل :- یوایل نبی کا باپ (یوایل ۱ : ۱) ۔

فتور :- (عبرانی = وسعت) ۔ ایک مقام جس کا ذکر گنتی ۲۲ :
۵ اور استثنا ۲۳ : ۴ میں کرائے کے نبی بلعام کے
سلسلے میں آتا ہے ۔ یہ شمالی مسوپتامیہ میں بلعام کی جائے رہائش
تھی ۔ سلمنسر دوم کے کتبوں میں کئی بار ایک جگہ بنام فترو کا ذکر
آتا ہے جو دریائے فرات اور دریائے سجور کے سنگھم پر واقع
ہے ۔ یہ وثوق سے کہا نہیں جا سکتا کہ فترو اور فتور ایک ہی جگہ
تھی کہ نہیں لیکن اگر یہ درست ہے تو فتور کرکمیس کے مغرب میں
دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع تھا ۔

فتویٰ :- شرعی فیصلہ یا حکم ۔ یہ لفظ بائبل میں پچیس جگہ استعمال
ہوا ہے ۔ مثلاً استثنا ۱۷ : ۱۱؛ ۲۵ : ۱؛ ۲۔سلاطین
۶ : ۲۵؛ مرقس ۱۴ : ۶۴؛ اعمال ۱۳ : ۲۷ وغیرہ ہیں ۔ باقی حوالوں کو
کلید الکتاب میں دیکھئے ۔

فجر :- (عبرانی میں شحر قب عربی سحر) - پَو پھٹنا - صبح کی روشنی رات کی تاریکی کو پھاڑ کر نکلتی ہے - یہ صرف ایوب ۳۸: ۱۲ میں استعمال ہوا ہے - نئے عہدنامہ میں آفتاب کا طلوع ہونا ہے (لوقا ۱: ۷۸) اور اس کا اشارہ مسیح کی طرف ہے۔

فجعی ایل - فجی ایل :- (عبرانی = خدا سے ملاقات) - عکران کا بیٹا - آشر کے قبیلہ کا سردار (گنتی ۷: ۷۲)۔

فخر :- دیکھئے گھمنڈ۔

فدان ارام :- ارام کا میدان - یہ نام پیدائش ۲۵: ۲۰؛ ۲۸: ۲؛ ۳۱: ۱۸ وغیرہ میں دریائے خابور اور فرات کے سنگھم کے شمال میں وسطی مسوپتامیہ میں حاران کے ارد گرد کے علاقے کو دیا گیا ہے، اور پیدائش ۲۴: ۱۰؛ استثنا ۲۳: ۴؛ قضاۃ ۳: ۸ کے ارام نہرائم سے ملتا جلتا ہے (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ارام نہرائم کی جگہ یونانی لفظ مسوپتامیہ درج ہے جبکہ کیتھولک ترجمہ میں ارام نہرام ہے) - کنعان کو ہجرت کرنے سے پیشتر ابرہام یہاں رہتا تھا - اُس نے اپنے نوکر کو اپنے بیٹے اضحاق کے لئے اسی جگہ سے دلہن لانے کو کہا اور اسی جگہ یعقوب اپنے بھائی عیسو کے ڈر سے بھاگ کر گیا - پیدائش ۴۸: ۷ میں اسے صرف فدان کہا گیا ہے۔

فداہصور - فدا صور :- (عبرانی = چٹان) منسّی کے قبیلہ کا ایک سردار جملی ایل کا باپ - موسیٰ نے اسے گنتی کرنے کے کام پر تعین کیا (گنتی ۱: ۱۰؛ ۲: ۲۰)

فداہیل - فداہ ایل :- (عبرانی = خدا فدیہ دیتا ہے) - نفتالی کے قبیلہ کا ایک رئیس - موسیٰ نے اسے دوسروں کے ساتھ کنعان کی تقسیم کے لئے مقرر کیا (گنتی ۳۴: ۲۸)۔

فدایاہ :- ۱- رومَاہ کا رہنے والا - یہ زبودہ کا باپ اور یہویقیم بادشاہ کا نانا تھا - زبودہ یوسیاہ بادشاہ کی بیوی اور یہویقیم کی ماں تھی (۲-سلاطین ۲۳: ۳۶)۔

۲- یکونیاہ کا بیٹا اور زروبابل کا باپ (۱-تواریخ ۳: ۱۸)۔

۳- یوایل کا باپ اور داؤد کے زمانہ میں منسّی کے مغربی علاقے کا سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۲۰)۔

۴- پرعوس کے خاندان کا ایک شخص جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد دی (نحمیاہ ۳: ۲۵)۔

۵- ایک بنیمینی - قولایاہ کا بیٹا اور یوعید کا باپ (نحمیاہ ۱۱: ۷)۔

۶- ایک لاوی جسے نحمیاہ نے خداوند کے خزانے کا خزانچی مقرر کیا (نحمیاہ ۱۳: ۱۳)۔

فدون - فادون :- (عبرانی = فدیہ) - ایک نتنیم کا نام جو زربابل کے ہمراہ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۴؛ نحمیاہ ۷: ۴۷)۔

فدیہ :- (عبرانی = کوفر، فدیون، گال، یونانی = لوتردن، انتی لوترون)۔

کسی غلام کو چھڑانے کی قیمت (احبار ۱۹: ۲۰) - ہرجانہ (خروج ۲۲: ۱۰-۱۲) - کسی کی جان کا خون بہا (خروج ۲۱: ۳۰) - جس نے قصداً کسی کو قتل کیا ہو اُسے اپنی جان کے عوض فدیہ دینے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا (گنتی ۳۵: ۳۱) - نئے عہدنامے میں فدیہ سے مراد مخلصی کی وہ قیمت ہے جسے خداوند مسیح نے اپنے لوگوں کی نجات کے لئے صلیب پر ادا کیا ہے (مرقس ۱۰: ۴۵؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۵)۔ نیز دیکھئے مخلصی۔

فرات (دریا) :- مغربی ایشیا کا سب سے لمبا اور سب سے اہم دریا - اسی وجہ سے پُرانے عہدنامہ میں اکثر جگہ اسے عبرانی میں ھاناھار (یاد رہے کہ ھا عبرانی میں عربی کے ال کی طرح حرفِ تعریف یا تخصیص ہے) یعنی خاص دریا یا بڑا دریا کہا گیا ہے (استثنا ۱: ۷؛ یشوع ۱: ۴ اور کیتھولک ترجمہ میں تثنیہ شرع ۱۱: ۲۴) - لیکن باغ عدن کو سیراب کرنے والی ندیوں میں اسے فرات (پیدائش ۲: ۱۴) ہی کہا گیا ہے۔

زمانہ قدیم سے اس دریا کی بڑی اہمیت رہی ہے - یہ بابلی کلدانی اور اسوری تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے - دنیا کے مشہور شہر جو صفحۂ ہستی سے غائب ہو گئے تھے اور جنہیں ماہرین آثارِ قدیمہ نے کھود کر نکالا ہے اسی کے کنارے واقع تھے مثلاً ★ بابل ★ کرکمیس ★ اُور ★ ماری وغیرہ۔

یہ دریا اراراط کے پہاڑوں سے نکلتا ہے - موجودہ ترکی کی ندیاں مراد سو اور کارسو مل کر اس کا منبع بنتی ہیں - پہلے یہ شام کی سمت بحیرہ روم کی طرف بہتا ہے، پھر کئی رُخ بدل کر جنوب مشرق کی طرف بہتے بہتے خلیج فارس میں جا گرتا ہے - راستے میں کچھ اور معاون دریا اس میں آ ملتے ہیں مثلاً خابور (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱-تواریخ ۵: ۲۶) اور کبار (حزقی ایل ۱: ۱) - اس کے دہانے پر پہنچنے سے پہلے دریائے دجلہ بھی اس میں آ ملتا ہے اور دونوں مل کر شط العرب کہلاتے ہیں - لیکن زمانۂ قدیم میں یہ دونوں دریا علیحدہ علیحدہ بہتے ہوئے سمندر میں گرتے تھے۔

دجلہ اور فرات سے جو دوآبہ بنتا ہے اُسے مسوپتامیہ (یونانی لفظ = دو دریاؤں کے درمیان کی جگہ) اور عربی میں ما بین النہرین کہتے ہیں (پیدائش ۲۴: ۱۰؛ استثنا ۲۳: ۴؛ اعمال ۲:

۹) ۔ اسے ارام نخرائم کا نام بھی دیا گیا ہے ۔
موسم بہار میں پہاڑوں پر برف پگھلنے سے اس میں طغیانی آجاتی ہے ۔ نبوکدنضر بادشاہ نے آبپاشی کے لئے نہریں بنوا کر سیلاب کو قابو کرنے کا انتظام کر لیا تھا ۔
خدا نے جو عہد ابرہام سے کیا تھا کہ وہ اُس کی اولاد کو دریائے نیل سے دریائے فرات تک زمین دے گا (پیدائش ۱۵ : ۱۸ ؛ استثنا ۱ : ۷ ؛ یشوع ۱ : ۴) وہ بنی روبن کے اس دریا تک پھیلنے سے صرف کسی حد تک پورا ہُوا (۱۔تواریخ ۵ : ۹ ، ۱۰) لیکن داؤد اور سلیمان کے عہد میں حقیقی معنوں میں پورا ہُوا جب وہاں کے بادشاہوں کو مطیع کرنے کے بعد اُنہیں خراج دینے پر مجبور کیا گیا (۱۔تواریخ ۱۸ : ۳ ؛ ۲۔سموئیل ۸ : ۳-۸ ؛ ۱۔سلاطین ۴ : ۲۱ ؛ ۲۔تواریخ ۹ : ۲۶) ۔

فرتوناتس ۔ فرتناتس :۔ (لاطینی = خوش قسمت ، خوش باش) ۔ کرنتھس کا ایک مسیحی جو ستفناس اور اخیکس کے ساتھ پولس رسول کے پاس گیا ۔ وہ غالباً کرنتھیوں سے وہ خط لے کر آیا تھا جس کا جواب پولس رسول نے کرنتھیوں کے پہلے خط میں دیا ۔

فردوس :۔ یہ لفظ قدیم فارسی سے مستعار لیا گیا ہے اور اس سے مُراد وہ باغ ہے جس کے گرد دیوار ہو ۔ یہ بائبل کے اردو ترجمہ میں تین جگہ استعمال ہوا ہے (لوقا ۲۳ : ۴۳ ؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۲ : ۴ ؛ مکاشفہ ۲ : ۷) ۔ تینوں جگہوں میں اس سے مُراد آسمان ہے ۔ اسی طرح اپاکرفا کی کتاب یشوع بن سیراخ (۴۴ : ۱۶) میں حنوک کے متعلق لکھا ہے کہ "حنوک نے خدا کو خوش کیا اور فردوس میں منتقل کیا گیا" ۔ نیز دیکھئے باغ ۔

فرزی :۔ کنعان کے پرانے باشندے ۔ (پیدائش ۱۵ : ۲۰ ؛ خروج ۳ : ۸ ؛ استثنا ۷ : ۱ ؛ ۲۰ : ۱۷ ؛ یشوع ۳ : ۱۰ ؛ ۹ : ۱ ؛ قضاۃ ۳ : ۵ ؛ ۱۔سلاطین ۹ : ۲۰ ؛ ۲۔تواریخ ۸ : ۷ ؛ عزرا ۹ : ۱ ؛ نحمیاہ ۹ : ۸) ۔ ان کا ذکر اور بہت سی جگہوں میں بھی آتا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کوئی علیحدہ قوم نہیں تھی بلکہ "کھلے گاؤں" میں رہنے والے لوگ تھے ۔ عبرانی کا ایک لفظ جو کافی حد تک لفظ فرزی سے ملتا ہے اور جس کے معنی گنوار ہیں یعنی گاؤں کا رہنے والا ، اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ یہ گاؤں کے باشندے تھے ۔

فرس ۔ فارش :۔ (عبرانی = گوبھر) ۔ مکیر کی حرم معکہ ارامی کا بیٹا (۱۔تواریخ ۷ : ۱۴ ، ۱۶) ۔

فرس :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۸ ۔

فرساپلس :۔ قدیم ایران کا دارالخلافہ ۔ یہ موجودہ شیراز کے ۳۰ میل شمال مشرق میں واقع تھا ۔ اس کی بنیاد شاہ دارا اوّل نے (۵۲۱-۴۸۶ ق ۔م) رکھی ۔ سکندرِ اعظم نے اسے ۳۳۱ ق ۔م میں فتح کیا اور لوٹنے کے بعد جلا دیا ۔
اس شہر کا ذکر ★ اپاکرفا میں ہے (دیکھئے ۲۔ مکابین ۹ : ۲) ۔ انطاکس اپیفنس (۲۱۵-۱۶۳ ق ۔م) نے اسے سر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مقامی لوگوں کا مقابلہ نہ کر سکا ۔

فرسین ۔ فرس :۔ (ارامی = منقسم کرنا) ۔ اُن چار لفظوں میں سے ایک جو ایک غیبی ہاتھ نے دیوار پر لکھے اور جن کی تعبیر بیلشضر بادشاہ نے دانی ایل نبی سے کروائی (دانی ایل ۵ : ۱ - ۲۹) ۔ فرسین فریس کی جمع ہے (۵ : ۲۵) ۔ دانی ایل ۵ : ۲۸ میں اِس کی تعبیر کی گئی ہے ۔ دیکھئے منے منے تقیل و فرسین ۔

فرشتہ :۔ (یونانی ، انگیلوس angelos = پیغامبر) ۔ فوق الفطرت یا آسمانی ہستیاں جو انسان سے مرتبہ میں تھوڑا اونچے ہیں ۔ وہ مخلوق ہیں (زبور ۱۴۸ : ۲-۵ ؛ کلسیوں ۱ : ۱۶) ۔ کلامِ مقدّس میں ہمیں ان کی تخلیق کے وقت کے متعلق نہیں بتایا گیا لیکن وہ انسان سے یقیناً پہلے خلق ہوئے (ایوب ۳۸ : ۷) ۔ انہیں "روحیں" بھی کہا گیا ہے (عبرانیوں ۱ : ۱۴) ۔ اگرچہ ان کا جسم نہیں ہوتا تو بھی وہ بعض اوقات انسانی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ مسیح خداوند فرماتے ہیں کہ وہ شادی نہیں کرتے اور نہ مرتے ہیں (لوقا ۲۰ : ۳۴-۳۶) ۔ لہٰذا وہ ایسی ہستیاں ہیں جو والدین سے پیدا نہیں ہوئیں ۔ کلامِ پاک بیان کرتا ہے کہ ان کی شخصیّت ہوتی ہے ۔ وہ فوق الفطرت علم رکھتے ہیں لیکن وہ ہمہ دان نہیں ہیں (متّی ۲۴ : ۳۶ ؛ ۱۔پطرس ۱ : ۱۲) ۔ وہ انسان سے زیادہ طاقتور ہیں لیکن وہ قادرِ مطلق نہیں ہیں (زبور ۱۰۳ : ۲۰ ؛ ۲۔پطرس ۲ : ۱۱ ؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۱ : ۷) ۔ وہ سرفراز کئے ہوئے انسان نہیں ہیں بلکہ وہ قطعی مختلف نوع کے ہیں (۱۔کرنتھیوں ۶ : ۳ ؛ عبرانیوں ۱ : ۱۴) ۔ وہ کثیر التعداد ہیں ۔ یوحنّا رسول کہتا ہے کہ میں نے "بہت سے فرشتوں کی آواز سُنی جن کا شمار لاکھوں اور کروڑوں تھا" (مکاشفہ ۵ : ۱۱) ۔ ان کے مختلف درجات اور قابلیّتیں ہیں (کلسیوں ۱ : ۱۶) لیکن کلامِ مقدس میں ان میں سے صرف ایک کو (میکائیل) مُقرّب فرشتہ کہا گیا ہے (یہوداہ آیت ۹) ۔ یہ عظیم آسمانی گروہ جس میں نیک اور بد دونوں فرشتے شامل ہیں نہایت منظم ہے (رومیوں ۸ : ۳۸ ؛ افسیوں ۱ : ۲۱ ؛ ۳ : ۱۰ ؛ کلسیّوں ۱ : ۱۶ ؛ ۲ : ۱۵) ۔
خدا نے فرشتوں کو پاک پیدا کیا تھا (پیدائش ۱ : ۳۱ ؛ یہوداہ آیت ۶) لیکن اپنے آزمائشی عرصے کے دوران اُن میں سے

کچھ اپنی معصومیّت گنوا بیٹھے (۲-پطرس ۲ : ۴ ؛ یہوداہ آیت ۶)- بائبل میں ان کے گرنے کی وجہ اور وقت نہیں بتایا گیا ہے، لیکن صاف ظاہر ہے کہ یہ انسان کی تخلیق سے پہلے واقع ہُوا کیونکہ شیطان نے باغِ عدن میں حوّا کو آزمایا تھا- یہ اُن کی خدا کے خلاف دیدہ دانستہ بغاوت کی وجہ سے ہُوا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنی پاکیزگی کھو بیٹھے اور گنہگار بن گئے - ان میں سے کچھ جہنم میں ڈال دیئے گئے تاکہ عدالت کے دن تک حراست میں رہیں (۲-پطرس ۲ : ۴) جبکہ باقیوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا اور یہی ہیں وہ جو خدا کے کام کی مخالفت کرتے ہیں -

فرشتوں کے کام مختلف ہیں- نیک فرشتے خدا کی حضوری میں کھڑے رہتے اور اُس کی پرستش کرتے ہیں (متّی ۱۸ : ۱۰ ؛ مکاشفہ ۵ : ۱۱؛ عبرانیوں ۱ : ۶) - وہ خدا کے لوگوں کی حفاظت کرتے، مدد کرتے اور ان کو رہائی دلاتے ہیں (پیدائش ۱۹ : ۱۱؛ زبور ۹۱ : ۱۱ ؛ دانی ایل ۳ : ۲۸ ؛ ۶ : ۲۲ ؛ اعمال ۵ : ۱۹)- عبرانیوں کے خط کا مصنف رقمطراز ہے "کیا وہ سب خدمت گزار روحیں نہیں جو نجات کی میراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں" (۱ : ۱۴)؟ بعض اوقات وہ خدا کے فرزندوں کی راہنمائی کرتے ہیں جیسا کہ ایک نے فلپّس کو غزّہ کے نزدیک بیابان میں جانے کو کہا تھا (اعمال ۸ : ۲۶) - وہ اہلِ ایمان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جیسے کہ ایک نے پولسؔ رسول کی کرنجھس میں کی (اعمال ۲۷ : ۲۳ - ۲۴) - بعض اوقات وہ انسان پر خدا کی مرضی کو ظاہر کرتے ہیں (دانی ایل ۷ : ۱۶؛ ۱۰ : ۵، ۱۱؛ زکریاہ ۱ : ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۹) - وہ افراد اور قوموں کے بارے میں خدا کے احکامات کو بجالاتے ہیں (اعمال ۱۲ : ۲۳، پیدائش ۱۹ : ۱۲، ۱۳؛ ۲-سموئیل ۲۴ : ۱۶؛ حزقی ایل ۹ : ۲، ۵، ۷)- قوموں کے معاملات میں وہ راہنمائی کرتے ہیں (دانی ایل ۱۰ : ۱۲، ۱۳، ۲۰)- خدا انہیں اپنے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے استعمال کرتا ہے (۲-سلاطین ۱۹ : ۳۵ ؛ اعمال ۱۲ : ۲۳)-

مسیح خداوند کی زندگی اور خدمت میں فرشتوں کا بڑا حصّہ تھا- وہ ان کی پیدائش کے سلسلہ میں مریمؔ، یوسفؔ اور گڈریوں پر ظاہر ہوئے- جنگل میں آزمائش کے بعد وہ ان کی خدمت کرتے تھے (متّی ۴ : ۱۱)- گتسمنی کے باغ میں ایک فرشتہ انہیں تقویت دیتا تھا (لوقا ۲۲ : ۴۳)- ایک فرشتہ نے اُن کی قبر سے پتھر کو لڑھکایا (متّی ۲۸ : ۲ - ۷) اور اُن کے صعودِ آسمانی کے وقت فرشتے ان کے ساتھ تھے (اعمال ۱ : ۱۱) - غرضیکہ ہزاروں فرشتے (بارہ★ تمن سے زیادہ) کسی وقت بھی اُن کی خدمت کرنے کے لئے حاضر ہو سکتے تھے (متّی ۲۶ : ۵۳)-

جہاں تک بدکار فرشتوں کا تعلق ہے ان کا سب سے بڑا کام خدا کی مخالفت کرنا، اُس کے ارادے اور منصوبوں کو ناکام بنانا ہے- شیطان کا مطلب مخالفت کرنے والا ہے اور پاک کلام سے ظاہر ہے کہ وہ خدا اور انسان دونوں کی مخالفت کرتا ہے- شیطان کے دیگر نام اُس کے شرارتی کردار کو ظاہر کرتے ہیں - بدکار فرشتے، ایمانداروں کو خدا سے جُدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں (رومیوں ۸ : ۳۸)- وہ نیک فرشتوں کے کاموں کی مخالفت کرتے ہیں (دانی ایل ۱۰ : ۱۲، ۱۳)- وہ مظاہرِ قدرت پر تھوڑا سا اختیار رکھنے سے انسان کی ابدی اور عارضی بہبود میں رکاوٹ ڈالتے ہیں (ایوب ۱ : ۱۲، ۱۳، ۱۹؛ ۲ : ۷)- بعض اوقات وہ انسان پر بیماری لاتے ہیں (لوقا ۱۳ : ۱۱، ۱۶ ؛ اعمال ۱۰ : ۳۸ ؛ ۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۷)- وہ انسان کو گناہ پر اُکساتے ہیں (متّی ۴ : ۳ ؛ یوحنّا ۱۳ : ۲۷ ؛ ۱-پطرس ۵ : ۸)- وہ غلط تعلیم پھیلاتے ہیں (۱-سلاطین ۲۲ : ۲۱ - ۲۳؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲ : ۲ ؛ ۱-تیمتھیس ۴ : ۱) - لیکن وہ انسان کی اپنی مرضی کے بغیر اُس پر دباؤ نہیں ڈال سکتے اور جو بھی قدرت اُن کے پاس ہے اُسے وہ خدا کی مرضی اور اجازت کے بغیر استعمال نہیں کر سکتے -

کلامِ مُقدّس ظاہر کرتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں نیک فرشتے خدا کی خدمت کرتے رہیں گے جبکہ بدکار فرشتوں کو اجر کے طور پر آگ کی جھیل میں ڈال دیا جائے گا (متّی ۲۵ : ۴۱)-

کلامِ مُقدّس کی کچھ آیات میں فرشتوں کا ذکر ضمناً آتا ہے- ان حوالوں میں بعض جگہ فرشتوں کو تھوڑے سے شک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے - یہودی ربّیوں کی تصانیف میں بھی ایسا ہی جذبہ ملتا ہے لیکن اس کا کلامِ مُقدّس کی تعلیم سے کوئی بالواسطہ تعلق نہیں ہے-

غالباً جن فرشتوں کا ذکر رومیوں ۸ : ۳۹ میں آیا ہے، وہ باغی فرشتے ہیں جو اپنے مقام سے گر گئے اور اب انسان کے خلاف شیطان کے منصوبوں کو پورا کرنے میں اُس کی مدد کرتے ہیں - پولسؔ رسول کے مطابق یہ فرشتے بھی ہمیں خدا کی محبّت سے جدا نہیں کر سکیں گے - شاید ایسے ہی فرشتوں کا ذکر ۱-کرنتھیوں ۱۱ : ۱۰ میں بھی ہے - لیکن اس آیت کی مختلف تشریحات پیش کی گئی ہیں جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

۱- اگر اشارہ باغی فرشتوں کی طرف ہے تو اس آیت کو سمجھنے کے لئے پیدائش ۶ : ۱ اور مابعد کی آیات کا مطالعہ بھی ضروری ہے - اگر "خدا کے بیٹوں" سے فرشتے مراد ہیں (دیکھئے خدا کے بیٹے ع ا ا) تو پولسؔ رسول یہاں عورتوں کو خبردار کرتا ہے کہ ننگے سر والی عورتیں نہ صرف اپنے ہم جنس انسان کے لئے آزمائش کا باعث ہیں بلکہ ان فرشتوں کے لئے بھی - اس

لئے اُنہیں احتیاط کرنی چاہیئے مبادا پیدائش ۶: ۲ کی غلطی دوبارہ سرزد ہو۔

۲۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ غالباً اشارہ محافظ فرشتوں کی طرف ہے۔ اگر جماعت میں ننگے سر والی عورتیں آدمیوں کو ناگوار اور بُری لگتی ہیں تو وہ محافظ فرشتوں کو جو عبادت میں حاضر ہیں (قب ا-تیمتھیس ۵: ۲۱) کتنی زیادہ بُری لگیں گی۔

۳۔ فرشتے اپنے آپ کو خدا کے حضور خوب ڈھانپ کر رکھتے ہیں۔ سو کتنا زیادہ ضروری ہے کہ عورتیں بھی اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھیں (قب یسعیاہ ۶: ۱-۲)۔ غالباً گلتیوں ۱: ۸ اور ۱-کرنتھیوں ۱۳: ۱ میں فرشتوں کا حوالہ محض خطیبانہ طرزِ تحریر ہے اور اس میں کوئی علم الٰہی کا اہم نکتہ نہیں ہے۔ پولس لکھتا ہے کہ اگر میں یا کوئی فرشتہ بھی کوئی مختلف انجیل (خوشخبری) سنائے تو ملعون ہے (گلتیوں ۱: ۸) اور ۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۱ میں فرشتوں کی زبانیں بولنے سے مُراد غالباً فصاحت اور بلاغت سے تقریر کرنا ہے یعنی فرشتوں کی سی خوش بیانی کا مالک ہونا۔

کلسیوں ۲: ۱۸ میں پولس کلسے کے لوگوں کو ★ غناسطیوں کی تعلیم کے بارے میں سخت انتباہ کرتا ہے کہ وہ فرشتوں کی عبادت پسند کر کے اصلی راہ سے بھٹک کر اپنے انعام سے کہیں محروم نہ ہو جائیں۔

عبرانیوں ۱: ۴ کا حوالہ اس حقیقت پر زور دیتا ہے کہ بیٹے کا مقام فرشتوں سے بزرگ اور افضل ہے۔

یہوداہ آیت ۹ (اور یہ آیت کسی قدر ۲-پطرس ۲: ۱۰ مابعد سے مماثلت رکھتی ہے) کے بنیادی معنی یہ معلوم ہوتے ہیں کہ گرے ہوئے فرشتے ابھی بھی اپنے پہلے مقام اور رتبہ کے مالک ہیں۔ یہ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فرشتے جو باغی نہیں ہوئے تھے باغی فرشتوں پر بلا جھجک کوئی الزام نہیں لگا سکتے بلکہ وہ آخری فیصلہ خدا پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اِس حوالے میں بھی ★ مقرّب فرشتہ ★ میکائیل ابلیس کو لعن طعن نہیں کرتا۔ ان آیات میں جس واقعہ کا حوالہ ہے وہ ایک غیر ملہم کتاب بنام ★ "موسیٰ کا آسمان پر اُٹھایا جانا" میں درج ہے۔ اِس کتاب کے مطابق ابلیس موسیٰ کی لاش پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ وہ موسیٰ کو ایک مصری کو قتل کرنے پر مجرم قرار دے رہا تھا اور کہتا تھا کہ خواہ موسیٰ کی بعد کی زندگی کیسی ہی نیک اور اچھی کیوں نہ ہو، وہ قاتل ہے اور اُس کی لاش عالمِ ظلمت میں رکھی جائے۔ ایسی سخت بحث اور تکرار کے باوجود میکائیل ابلیس کو خدا پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہی اُسے ملامت کرے۔ نیز دیکھئے ابلیس۔ شیطان۔

فرعاتون :- بنی افرائیم کا ایک شہر جو عمالیقیوں کے کوہستانی علاقہ میں تھا۔ عبدون قاضی وہیں رہتا تھا اور وہیں دفن بھی ہوا۔
بنایاہ بھی اسی شہر کا باشندہ تھا (۲-سموئیل ۲۳: ۳۰؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۱؛ ۲۷: ۱۴)۔

فرعون :- جمع فراعنہ۔ مصر کی حکومت اور بالآخر اُس کے اُس حاکم کو مصری زبان میں "پیرو" (Per-o = عظیم گھر) کہا جاتا تھا جس سے فرعون کی اصطلاح نکلی۔ مصر کے ۲۶ خاندانوں کے مختلف فرعونوں کا ریکارڈ ملتا ہے جو ۳۴۰۰ ق-م، مینز Menes سے لیکر پسامتیک Psamtik سوم تک جسے ۵۲۵ ق-م میں فارسی فتوحات کے وقت معزول کر دیا گیا تھا گذرے ہیں۔ لقب "فرعون" کا ذکر ۲۲ ویں خاندان (۹۴۵ - ۷۴۵) تک ملتا ہے کیونکہ اس دوران میں مصر کے بادشاہ عام طور پر فرعون کہلاتے تھے۔ لہٰذا "فرعون نکوہ" اور "فرعون حفرع" مصری لقب کا عین بعین عبرانی ترجمہ ہیں۔
عہدِ عتیق میں مصر کے حسبِ ذیل فرعونوں کا ذکر ملتا ہے:

۱۔ پیدائش ۱۲: ۱۰-۲۰۔ ابرام (ابرہام) ۲۰۰۰ اور ۱۹۷۰ ق-م کے درمیانی عرصے میں مصر کو گیا تھا۔ مؤرخ بریسٹڈ Breasted کے مطابق امینم ہیت Amenemhet اوّل ۲۰۰۰ تا ۱۹۷۰ ق-م مصر کا فرعون تھا۔ اگرچہ یہ بظاہر معقول نظر آتا ہے کہ ابرہام اپنے ہم نسل حاکموں کی موجودگی میں وہاں گیا تاہم ہمیں کوئی ایسی مضبوط شہادت نہیں ملتی کہ اُس وقت شمالی مصر ★ ہیکسوس حملہ آوروں کے زیرِ تسلّط تھا۔ بنی حسن کے مقام پر خنم ہوتپ Khnumhotep کے مزار پر جو بیسویں صدی ق-م کا ہے ایک کتبے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کی ایک سامی جماعت مصر آئی تھی۔

۲۔ پیدائش ابواب ۳۹ تا ۵۰۔ یوسف (اور اسرائیل) ہیکسوس حملہ آوروں کے زمانہ میں مصر میں تھا۔ ان پردیسیوں نے جن میں فلسطین کے کنعانی اور سامی عناصر بھی شامل تھے، کمزور ۱۳ ویں اور ۱۴ ویں خاندانوں کو مغلوب کر لیا اور ڈیلٹا اور نشیبی مصر میں بس گئے جہاں وہ ڈیڑھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے۔ انہیں ۱۵۸۰ ق-م میں وہاں سے نکال دیا گیا۔

۳۔ خروج ابواب ۱ تا ۱۵۔ بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کے زمانہ کے فرعون کی شناخت اور عبرانیوں کے مصر سے خروج کی تاریخ کے بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ کسی حد تک ایک کا انحصار دوسرے پر ہے۔ جان گارستنگ کی ۱۹۳۰ء کے قریب یریحو کی کھدائی سے معلوم ہوتا ہے کہ عبرانیوں نے یریحو

584/14

کا محاصرہ تقریباً ۱۴ ویں صدی کے شروع میں کیا تھا۔ اِس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خروج کا واقعہ تقریباً ۱۴۴۰ ق ۔م میں ہوا اور اُس وقت غالباً تحتمس سوم مصر کا فرعون تھا جس کی بیٹی شہزادی ہیت شپ سوت Hatshepsut نے موسیٰ کو اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا۔ اس نظریہ کے مطابق تاریخیں بڑی واضح ہیں۔ ظلم و ستم کے زمانہ سے لے کر عبرانیوں کے فلسطین میں داخل ہونے تک کے واقعات ۱۵۸۰ تا ۱۳۵۰ ق۔م کی مصری تاریخ کے واقعات سے جب عظیم اٹھارہواں خاندان مصر پر حکومت کرتا تھا مطابقت رکھتے ہیں۔ اس نظریئے کے مطابق احموس اوّل Ahmose وہ فرعون تھا جو "یوسف کو نہ جانتا تھا"۔ چونکہ متنفر ہیکسوس حاکموں کو بھگانے کے بعد یہ پہلا مقامی حاکم تھا اس لئے یہ فطری بات تھی کہ وہ پرانی حکومت کے منظورِ نظر ہیرواہوں سے نفرت کرتا۔ امن ہوتپ چہارم (اخناتون) کے زمانہ میں مصر کے فلسطین پر تسلّط ختم ہونے سے عبرانیوں کو فتح حاصل کرنے میں مدد ملی اور یہ تل العمرنا کی تختیوں میں جو "حبیرو" کا حوالہ ملتا ہے اُس پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔

تاہم راسخ الاعتقاد علماء ۱۹۳۰ء کے بعد کی یریحو کی کھدائی کی روشنی میں جو کسی حد تک ان کے پرانے مؤقف کی تائید کرتی ہے، اب بھی یہ مانتے ہیں کہ ستی اوّل Seti (۱۳۱۳ - ۱۲۹۲ ق۔م) خروج ۱: ۸ کا فرعون تھا۔ اس مفروضے کے مطابق رعمیس دوم (۱۲۹۲ - ۱۲۲۵ ق۔م) جس کے دورِ حکومت میں ذخیرے کے شہر پتوم اور رعمیس مکمل ہوئے، ظلم و ستم کے زمانہ کا فرعون ہوا اور اُس کے زمانہ میں بنی اسرائیل مصر سے نکلے (خروج ۱: ۱۱؛ ۱۲: ۴۰)۔ رعمیس ایک قلعہ تھا جہاں سے عظیم جنگجو رعمیس دوم اپنی ایشیائی سلطنت کو کنٹرول کرتا تھا۔ اسی جنگی مرکز سے وہ قادس کے مقام پر حتیوں سے جنگ کرنے کو گیا۔ اس جنگ کا حال تھیبس Thebes میں ایک عجائب گھر کی شکستہ دیوار پر کندہ ہے۔ پس جو لوگ رعمیس دوم کو بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کے زمانہ میں مصر کا فرعون قرار دیتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ رعمیس کے حتیوں کے ساتھ معاہدہ کے بعد مصر کا فلسطین پر کنٹرول کمزور پڑ گیا اور اس کمزوری کے باعث ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جس کا فائدہ عبرانیوں کو فلسطین پر قبضہ کرتے وقت پہنچا۔ بعض لوگ زیادہ درستی کے ساتھ بنی اسرائیل کے خروج کو رعمیس کے بیٹے مرنپتہ Merneptah کے دورِ حکومت کا بتاتے ہیں۔ ان کے دلائل کی بنیاد اُس کتبے پر ہے جو ۱۸۹۶ء میں فلنڈرز پیٹری کو ملا تھا۔ یہ کتبہ جس پر تاریخ "مرنپتہ کا تیسرا سال" مرقوم ہے (۱۲۲۳ ق۔م) کنعان میں فرعون کی فتوحات کے متعلق بتاتا ہے۔ ایک سطر میں یوں لکھا ہے: "اسرائیل کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ اُس کا تخم نہیں (یا اُسکی فصلیں برباد کر دی گئی ہیں)"۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل فلسطین کے ایک بڑے حصے پر پہلے ہی قابض تھے۔

۴۔ ۱۔ تواریخ ۴: ۱۸ میں فرعون کی بیٹی بِتیاہ کا ذکر ہے۔ اس فرعون کی شناخت ممکن نہیں۔ غالباً اس شہزادی کا نام عبرانی میں لکھا گیا ہے۔

۵۔ ۱۔ سلاطین ۳: ۱؛ ۹: ۱۶، ۲۴؛ ۱۱: ۱۔ سلیمان بادشاہ کی حکومت کا زمانہ ۹۶۱ - ۹۲۲ ق۔م ہے اور یہ وہی زمانہ تھا جب فرعون شیشونک اوّل Sheshonk (۹۴۵ - ۹۲۴ ق۔م) مصر پر حکومت کرتا تھا۔ وہ ۲۲ ویں خاندان کا بانی تھا۔ اس فرعون کے زمانہ میں مصر کی پالیسی پھر جارحانہ انداز اختیار کر گئی۔ اور ایسے موقعوں پر مصر کا معمول تھا کہ وہ اپنے شمالی راستوں کی حفاظت کرتا تھا کیونکہ صرف انہی راستوں سے حملہ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ تحتمس سوم، رعمیس سوم، ستی اوّل اور شیشونک کی بھی یہی پالیسی تھی۔ سلیمان بادشاہ کے ساتھ خاندانی اتحاد اور اُسے جزر کا علاقہ دینا بھی اِسی مصری منصوبے کا ایک حصہ تھا" تاکہ فلسطین میں دفاعی ڈھال یا درمیان میں ایک غیر جانبدار علاقہ قائم کیا جائے۔ ایسے حاکم جو اتنی بصیرت اور پیش بینی سے کام لیتے تھے، کمزور بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ اس پالیسی کی جھلک فرعون کی ادوم کے بادشاہ بن ہدد (۱۔ سلاطین ۱۱: ۱۴ - ۲۲) کے ساتھ دوستی میں بھی نظر آتی ہے۔ بن ہدد، پختہ ارادہ سلیمان یا مخالف فلسطین کے خلاف ایک اچھا ہتھیار ثابت ہو سکتا تھا۔

۶۔ ۲۔ سلاطین ۱۸: ۲۱ اور یسعیاہ ۳۶: ۶ دونوں ہی شاہ اسور سنحیرب کے زمانہ کے فرعون کا ذکر کرتے ہیں۔ ربشاقی، یروشلیم کے لوگوں کو شاہِ مصر فرعون کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کا عصا ہے۔ اُس پر اگر کوئی ٹیک لگائے تو وہ اس کے ہاتھ میں گڑ جائے گا اور اُسے چھید دے گا۔ اس کی تاریخ ۷۰۱ ق۔م ہے۔ اُس وقت مصر سیاسی انتشار اور کمزوری میں مبتلا تھا جس کی منظر کشی یسعیاہ باب ۱۹ میں کی گئی ہے۔ وہاں کا فرعون شباکا Shabaka تھا جو کمزور ۲۵ ویں خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ اسوری خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے جو فوج جمع کی گئی وہ زیادہ تر خانہ بدوش کرائے کے سپاہیوں پر مشتمل تھی اور اس کے پاس ہتھیار بھی ناکافی تھے۔ پیشتر ازیں بھی مصری دستے اسور کے خلاف خدمت انجام دیتے رہے تھے۔ لیکن یہ پہلا

موقع تھا کہ دو بڑی سلطنتیں یعنی دجلہ اور نیل کی قوتیں ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئیں۔ سنحیرب نے اپنی فوج کی خود قیادت کی جبکہ شباکا نے اپنے بھتیجے تہارقہ Taharka کو بھیجا جو ۱۳ یا ۱۴ سال بعد ایتھیوپیا کا بادشاہ بنا۔ چنانچہ ۲۔سلاطین ۱۹: ۹ میں اُسے جو لقب دیا گیا ہے وہ واقعات کی پیش بینی سے دیا گیا ہے۔ اسوری فوج نے فوراً ہی تہارقہ کا تدارک کیا۔ وہ فلسطین پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھی اور یروشلیم کو جا گھیرا۔ اُس وقت ان پر وہ مشہور آفت نازل ہوئی (۲۔سلاطین باب ۱۹) جس کی وجہ سے اسوری پسپا ہو گئے اور فلسطین اور مصر دونوں بچ گئے۔

۷۔ ۲۔سلاطین ۲۳: ۲۰ - ۳۵ - فرعون نکوہ، آخری فرعون تھا جس نے شمالی راستوں پر دوبارہ مصر کے اختیار کو قائم کرنے کی کوشش کی۔ وہ ۶۰۹ ق م میں پسامتیک اوّل کی جگہ جو ۲۶ ویں خاندان کا بانی تھا تخت نشین ہوا۔ اُس نے ۵۹۳ ق م تک حکومت کی۔ تخت پر بیٹھتے ہی نکوہ نے نینوہ کی شکست سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شمال میں فلستیہ پر قبضہ کر لیا۔ مجدّو کے میدان میں جہاں ۹۰۰ سال پیشتر مصر نے ملک پر غلبہ حاصل کیا تھا، نکوہ نے یوسیاہ کو شکست دے کر اسے قتل کر دیا۔ وہ فرات تک بڑھتا گیا اور نینوہ نے اس کی مخالفت نہیں کی لیکن وہ اپنے آپ کو اتنا مضبوط محسوس نہیں کرتا تھا کہ اُس مضبوط گڑھ پر قبضہ کرے۔ مجدّو کی جنگ کے تین ماہ بعد فرعون نکوہ نے یہوآخز کو ربلہ میں جو دریائے اورنتیس پر ہے معزول کر دیا اور مصر بھیج دیا۔ وہاں جا کر وہ مر گیا۔ اُس نے یہوداہ پر یہویقیم کو بادشاہ مقرر کیا اور اسے خراج ادا کرنے کو کہا۔ دو سال بعد نکوہ کی اس نئی مملکت پر شاہِ بابل نے قبضہ کر لیا۔ یرمیاہ نبی اسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے (۳۷: ۷؛ ۴۶: ۲)۔

۸۔ حزقی ایل ۲۹: ۱۔ اس کی تاریخ ۵۸۷ ق م ہے جس فرعون کا یہاں ذکر ہے وہ حفرع Hophra تھا یا اپریس Apries اور یہ اس کی حکومت کا پہلا سال تھا۔ اُس نے ۵۸۸ تا ۵۶۹ ق م حکومت کی۔ یہ وہی فرعون تھا جس کی فوجیں ۵۸۶ ق م میں یروشلیم کو چھڑا نہ سکی تھیں اور جس کے نبوکدنضر کے بابل کے خلاف کمزور حملے یرمیاہ نبی کی نصیحت کو خوب درست ثابت کرتے ہیں۔ مصر اپنے چیلنج کو ہوشیاری سے تبدیل کرنے کے باعث اس المیہ سے جس سے فلسطین دوچار ہوا بچ گیا۔ صور سے جنگ میں مصروف ہونے کے باعث نبوکدنضر نے مصر سے جنگ نہیں کی اور اپریس نے آخری مرتبہ مصر کو خوشحالی بخشی۔ اس کے بعد اُس پر فارتس نے قبضہ کر لیا۔ دیکھئے مصر۔

نوٹ: مذکورہ بالا فرعون کے متعلق کتابِ مُقدّس میں لکھا ہے کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ "میں اُس (فرعون) کے دل کو سخت کروں گا" (خروج ۴: ۲۱)۔

ضروری ہے کہ ہم یہاں اس مشکل آیت کی تشریح پیش کریں۔ فرعون کے دل سخت کرنے کے مضمون پر خروج کی کتاب میں تقریباً ۲۰ حوالے ہیں۔ ایک طرف تو لکھا ہے کہ فرعون نے اپنا دل سخت کیا یا اُس کا دل سخت ہو گیا (خروج ۷: ۱۳، ۱۴، ۲۲؛ ۸: ۱۵، ۱۹، ۳۲؛ ۹: ۷، ۳۴، ۳۵) اور دوسری طرف لکھا ہے کہ خدا نے فرعون کا دل سخت کیا (خروج ۴: ۲۱؛ ۹: ۱۲؛ ۱۰: ۱، ۲۰، ۲۷؛ ۱۴: ۴، ۸)۔

خدا نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ وہ فرعون کے دل کو سخت کرے گا (خروج ۴: ۲۱؛ ۷: ۳)۔ غور طلب سوال یہ ہے کہ فرعون کے دل کو سخت کرنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ خدا پر یا خود فرعون پر؟

خدا خود اپنے لوگوں کو حکم عدولی اور بغاوت پر نہیں اُکساتا۔ لیکن اُس نے انسان کے دل کو اس طرح بنایا ہے کہ ہر مرتبہ جب وہ خدا کی آواز سُننے سے انکار کرتا ہے تو اگلی مرتبہ وہ اُسے اور کم سنائی دیتی ہے اور وہ اُس کے حکم پر اور کم توجہ دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اُس کا ضمیر بے حس اور اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے (دیکھئے ضمیر)۔ انسان اس قسم کی حرکت سے اپنا دل آپ سخت کرتا ہے۔ کلامِ مُقدّس کے محاورے کے مطابق سب واقعات خواہ طبیعاتی ہوں خواہ اخلاقی خدا کی کائنات کے نظام کے عین مطابق واقع ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ خدا کے نظام کے مطابق ہیں اس لئے اُنہیں خدا سے منسوب کیا جاتا ہے۔

اس محاورے کے علاوہ یہ بھی خیال رہے کہ جب ایک مرتبہ فرعون نے اپنا دل سخت کر لیا تو خدا اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے کیونکہ خدا نے انسان کو خود مختار بنایا ہے اور ہر مرتبہ جب وہ خدا کی مرضی کے خلاف عمل کرے اُس کی توبہ کرنے کی توفیق کم ہو جاتی ہے (قب عبرانیوں ۶: ۴-۶)۔ یہ سب کچھ خدا بطور سزا کرتا ہے اور اُس سے وہ اپنی قدرت کا مظاہرہ بھی کرتا ہے (رومیوں ۹: ۱۷، ۱۸)۔ فرعون کا زوال اور شکست، اور اسرائیل کی مصر سے رہائی اس حقیقت کی اچھی مثال ہے۔ نیز دیکھئے تقدیر۔

فرفر:- دمشق کا دریا۔ نعمان کوڑھی نے یردن کو حقیر جانتے ہوئے اپنے ملک کے دریا اَبانہ اور فرفر کا ذکر کیا تھا (۲۔سلاطین ۵: ۱۲)۔

فرقہ:- گروہ۔ جماعت۔ مختلف مکتبہ فکر۔ نئے عہدنامہ میں یہودی مذہب میں مختلف جماعتیں تھیں مثلاً

صدوقیوں کا فرقہ (اعمال ۵: ۱۷)، فریسیوں کا فرقہ (اعمال ۱۵: ۵)، ناصریوں کا فرقہ (اعمال ۲۴: ۵؛ ۲۸: ۲۲) -
نیز دیکھئے بدعت -

فرلانگ :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۳۲

فرمانبرداری :- حکم پر عمل کرنا - بات ماننا - اطاعت کرنا۔ (عبرانی - شامع بمعنی سننا - اردو محاورے کی طرح اس میں فرمانبرداری کا مفہوم موجود ہے۔ جب کوئی ہمارا حکم نہیں مانتا تو ہم شکایت کرتے کہ وہ ہماری نہیں سنتا - عبرانی اور یونانی میں یہ محاورہ اکثر استعمال ہوا ہے اور ترجمہ فرمانبرداری یا بات ماننا کیا گیا ہے لیکن بعض دفعہ سننا بمعنی حکم ماننا بھی کیا گیا ہے، مثلاً استثنا ۲۷: ۱۰؛ ۱-سموئیل ۸: ۱۹؛ یرمیاہ ۳: ۱۳؛ ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۱ وغیرہ) - یہ لفظ کتابِ مقدس میں کبھی کبھی انسانوں کے درمیان فرائض پورے کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے (مثلاً استثنا ۲۱: ۱۸؛ ۲-سموئیل ۲۲: ۴۵؛ ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۴، فلپیوں ۲: ۱۲؛ افسیوں ۶: ۱-۵؛ ۱-پطرس ۳: ۶) - لیکن زیادہ تر یہ خدا اور انسان کے تعلق کے سلسلے میں آتا ہے - انسان کا فرض ہے کہ خدا کا حکم مانے (۱-سموئیل ۱۵: ۲۲؛ یرمیاہ ۱۱: ۷؛ یوحنا ۱۴: ۱۵-۲۲) - اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا باپ ہمیں قبول کرے تو اولین اور لازم شرط یہ ہے کہ ہم اُس کا حکم مانیں - خداوند مسیح کا زمینی اصولِ عمل بھی اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے "میں آیا ہوں ..... تاکہ اے خدا! تیری مرضی پوری کروں" (عبرانیوں ۱۰: ۷) - مسیح کی تمام زندگی کا لُبِّ لُباب خدا کی فرمانبرداری ہے۔ اُن کے مشن کی تکمیل کا راز فرمانبرداری تھا - کامل تابعداری ہماری نجات کے لئے بھی اہم ترین امر ہے - مسیح نے "فرمانبرداری سیکھی اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا" (عبرانیوں ۵: ۹) - تابعداری ہمارے لئے بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ مسیح کے لئے تھی - مسیحیوں کو "فرمانبردار فرزند" کہا گیا ہے (۱-پطرس ۱: ۱۴) -

ایک مسیحی کے لئے فرمانبرداری کا مطلب اپنے چال چلن کو پاک بنانا ہے کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ "پاک ہو اس لئے کہ میں پاک ہوں" (۱-پطرس ۱: ۱۵ مابعد) - اس کے ساتھ ہی مسیح کی حلیمی اور محبت کو اپنانا ہے (یوحنا ۱۳: ۱۴ مابعد، ۳۴ مابعد؛ فلپیوں ۲: ۵ مابعد؛ افسیوں ۴: ۳۲-۵: ۲) - اس فرمانبرداری کا مقصد ثواب کمانا یا اجر حاصل کرنا نہیں ہے - یہ اُس فضل کا نتیجہ ہے جو خدا نے ہم پر کیا ہے اور ہم شکرگزاری سے بھر کر مجبور ہوتے ہیں کہ اُس کا حکم مانیں۔ اگر حکم ماننے کی وجہ ثواب کمانا ہے تو یہ سچی فرمانبرداری نہیں بلکہ اس کی اُلٹ ہے (دیکھئے رومیوں ۹: ۳۱-۱۰: ۳)۔

فرناک :- زبولون کے قبیلے سے سردار الیصفن کا باپ (گنتی ۳۴: ۲۵)-

فروتنی :- اُردو لفظ فرو بمعنی نیچے اور تن بمعنی بدن سے مرکب ہے یعنی اپنے کو نیچا کرنا - یہ عبرانی کے کئی لفظوں کا ترجمہ ہے - مثلاً **عناواہ** اور اُس کے اشتقاقات جن کا ترجمہ اردو میں غریب (زبور ۹: ۱۲؛ ۱۰: ۱۲)، حلیم (زبور ۱۰: ۱۷؛ ۳۴: ۲؛ ۶۹: ۳۲)، نیچا بننا (خروج ۱۰: ۳- کیتھولک ترجمہ عاجزی کرنا)، جان کو دکھ دینا (زبور ۳۵: ۱۳) ہے **شخ عینیم** (یعنی آنکھیں نیچے کرنا) جس کا ترجمہ حلیم کیا گیا ہے (ایوب ۲۲: ۲۹)- **شفیل** (قب شفیلہ بمعنی نشیبی علاقہ) ترجمہ فروتنی (زبور ۱۱۳: ۶) - **کانع** (قب عربی کَنَعَ فروتن ہونا) جس کا ترجمہ خاکسار کیا گیا ہے (۱-سلاطین ۲۱: ۲۹؛ ۲-تواریخ ۷: ۱۴؛ ۱۲: ۶؛ ۳۲: ۲۶ وغیرہ) - کسی ایک عبرانی لفظ کا کسی ایک مخصوص اردو لفظ سے ترجمہ نہیں کیا گیا - بلکہ یہ سب لفظ مسکین، عاجز، حلیم، غریب، خاکسار استعمال ہوتے ہیں۔

اس صفت کی اہمیت اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ یہ خدا کی ذات کی ایک صفت ہے - خداوند تعالیٰ نے باوجود اپنی بلندی اور عظمت کے اپنی پیدا کی ہوئی دنیا میں اترنے سے دریغ نہیں کیا (زبور ۱۱۳: ۵، ۶ - "خداوند ہمارے خدا کی مانند کون ہے جو عالمِ بالا پر تخت نشین ہے جو فروتنی سے آسمان و زمین پر نظر کرتا ہے - وہ مسکین کو خاک سے اور محتاج کو مزبلہ سے اُٹھا لیتا ہے")-

خدا کے بندوں کی عظمت (بزرگی) کی وجہ بھی خدا کی فروتنی ہے (زبور ۱۸: ۳۵ قب ۲-سموئیل ۲۲: ۳۶- عام طور پر خدا کی فروتنی کے لئے اُردو میں لفظ نرمی (کیتھولک میں خاطرمندی) استعمال کیا گیا اگرچہ یہ وہی لفظ ہے جس کا انسان کے لئے ترجمہ فروتنی کیا گیا ہے۔

پُرانے عہدنامہ میں جہاں کہیں اس صفت کا ذکر آیا ہے اسے سراہا گیا ہے مثلاً امثال ۱۵: ۳۳؛ ۱۸: ۱۲) اور خدا کی برکت اکثر اُنہی کو ملتی ہے جو اس خوبی کے مالک ہیں - موسیٰ کے کردار کی تعریف اسی حلیمی کی وجہ سے کی گئی (گنتی ۱۲: ۳) اور ★بیلشضر بادشاہ کی مذمت دانی ایل نبی اسی لئے کرتا ہے کہ وہ دل کی عاجزی سے محروم تھا (دانی ایل ۵: ۲۲) حالانکہ اُسے اپنے باپ نبوکدنضر کی زندگی سے حلیمی کا سبق سیکھنا چاہیئے تھا۔

کیونکہ وہ گھمنڈ اور غرور کی وجہ سے انسانوں میں سے خارج کر دیا گیا تھا (دانی ایل ۵ : ۱۸ مابعد)۔ تواریخ کی دوسری کتاب بہت سی مثالوں سے ثابت کرتی ہے کہ بادشاہ کی حکومت کی کامیابی کی کسوٹی اُس کی خدا کے سامنے خاکساری ہے (۲-تواریخ ۱۲ : ۶، ۷، ۱۲؛ ۳۰ : ۱۱؛ ۳۲ : ۲۶؛ ۳۳ : ۱۲؛ ۳۴ : ۲۷؛ ۳۶ : ۱۲ وغیرہ - ان حوالوں میں خاکساری - فروتنی - عاجزی کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں)۔

یہ لفظ دُکھ سے تعلق رکھتا ہے ۔ "جان کو دکھ دینا"۔ جو توریت میں روزہ کے لئے استعمال ہوًا ہے (دیکھئے روزہ)۔ یہ دُکھ کبھی کبھی انسان کے ساتھی اُس پر لاتے ہیں اور اکثر اسے خدا کی طرف سے سمجھا جاتا ہے لیکن اس کا مقصد انسان کو فروتن بنانا ہے ۔

نئے عہدنامہ میں یہ صفت ایک خاص مقام رکھتی ہے ۔ تجسم الٰہی کا عظیم تاریخی واقعہ اس صفت کے عملی پہلو کا آئینہ دار ہے ۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ یونانی فلسفہ انسان کو مرکزی حیثیت دیتا تھا ۔ اس آدم پر مرکوز سوچ میں فروتنی ، عاجزی، خاکساری ایک حقیر اور کمزور انسان کی عکاسی کرتی تھی۔ یہ انسان کی کم ظرفی اور سفلہ پن کی نشانی تھی ۔ مرد بننے کے لئے طاقت اور عظمت کا مظاہرہ کرنا ضروری تھا ۔ اس کے مقابلے میں پاک کلام کی تعلیم اسکے اُلٹ تھی ۔ خدا کائنات میں مرکزی مقام رکھتا ہے ۔ اور فروتنی وہ صفت ہے جو انسان کو خدا کے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ صحیح رشتہ قائم کرنے میں مدد دیتی ہے ۔

خداوند مسیح نے فروتنی (حلیمی، عاجزی وغیرہ) کو مسیحی کردار کا بنیادی پتھر بنایا (متی ۵ : ۳، ۵؛ ۱۸ : ۴؛ ۲۳ : ۱۲؛ لوقا ۱۴ : ۱۱؛ ۱۸ : ۱۴)۔ خداوند مسیح کی اپنی حلیمی اور فروتنی اوروں کو اُن کے پاس لائی (متی ۱۱ : ۲۸ - ۳۰؛ یوحنا ۱۳ : ۱ - ۲۰؛ مکاشفہ ۳ : ۲۰)۔ پولس رسول نے خداوند مسیح کی حلیمی پر زور دیا (فلپیوں ۲ : ۱ - ۱۱؛ ۲-کرنتھیوں ۸ : ۹)۔ پولس رسول نے ہدایت کی کہ ہم ایک دوسرے کو بہتر جانیں اور فروتن بنیں (فلپیوں ۲ : ۳، ۴؛ رومیوں ۱۲ : ۱۰؛ ۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۴ - ۶) اور اُس نے اپنا نمونہ پیش کیا (اعمال ۲۰ : ۱۹) پطرس رسول نے بھی فروتنی سے ایک دوسرے کی خدمت کرنے کی نصیحت کی (۱-پطرس ۵ : ۵، ۶)۔

دیگر اوصاف کی مانند فروتنی کی بھی نقل کی جاسکتی ہے اور یہ جعلی فروتنی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے ۔ اس نقلی فروتنی کا ذکر پولس رسول کلسیوں ۲ : ۱۸، ۲۳ میں کرتا ہے ، اگرچہ وہ اس کے لئے لفظ نقلی یا جعلی استعمال نہیں کرتا ۔ یہ آیات کچھ مشکل اور تشریح طلب ہیں ۔

ان آیات میں یونانی لفظ tapeinophrosyne استعمال ہوًا ہے ۔ یہ لفظ پانچ مرتبہ نئے عہدنامہ میں آیا ہے اور باقی جگہ اس کا ترجمہ فروتنی ہی ہے (اعمال ۲۰ : ۱۹؛ فلپیوں ۲ : ۳؛ ۱-پطرس ۵ : ۵)۔ ان آیات میں پروٹسٹنٹ ترجمہ خاکساری ہے (کلسیوں ۲ : ۱۸، ۲۳ لیکن کیتھولک ترجمہ میں آیت ۱۸ میں اس کا ترجمہ خود حقیری کیا گیا ہے)۔ غالباً پولس رسول ★ غناسطی تعلیم کے خلاف یہاں اپنا فتویٰ دے رہا ہے ۔ اس آیت کی تین مختلف تشریحات ممکن ہیں ۔

۱ - اگر اس آیت میں خاکساری سے مُراد روزہ لیا جائے (یاد رہے کہ توریت میں عبرانی میں روزہ کو "اپنے کو دُکھ دینا" کہا گیا ہے دیکھئے روزہ) تو پولس اُس غلط تعلیم کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے جو مسیحی کو بہت سے کھانوں کے ضابطوں، ختنہ کی ضرورت اور ریاضت کے دوسرے اعمال پر زور دیتی ہے ۔ مسیح نے ہمیں ان سے آزاد کر دیا ہے اور ہم مسیح میں ایمان سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اُن کی طرف پلٹنے سے ہم مسیح کی قربانی کو بے سُود بناتے ہیں ۔

۲ - اگر خاکساری کے معنی فروتنی لئے جائیں تو ایک اور تشریح ممکن ہے ۔ بعض لوگ خدا کو اتنا بلند اور رسائی سے باہر سمجھتے ہیں کہ وہ براہ راست اُس کے حضور جانے سے ڈرتے ہیں ۔ وہ بھُول جاتے ہیں کہ خداوند مسیح کی قربانی سے وہ پردہ جو خدا اور انسان میں حائل تھا اب ہٹ گیا ہے اور ہم دلیری سے اُس کے حضور جاسکتے ہیں (عبرانیوں ۱۰ : ۱۹)، اس لئے یہ غلط احساسِ خاکساری ہے کہ بجائے براہِ راست خدا سے رشتہ قائم کریں ہم فرشتوں کی وساطت سے خدا تک رسائی چاہتے ہیں۔

۳ - غناسطی فیلسوفوں نے مسیحیت کو ایک پُراسرار مذہب بنا دیا تھا یعنی مسیحی مذہب باقی ★ اسراری مذاہب کی طرح ایک بھید تھا اور صرف وہی اس میں داخل ہو سکتے تھے جو بعض خفیہ خاص رسوم کو ادا کرتے تھے ۔ داخل ہونے کے بعد وہ رویا بھی دیکھتے تھے اور اُس میں ہی مگن رہتے اور دل ہی دل میں اس پر فخر کرتے تھے جبکہ ظاہری طور پر خاکساری کا دم بھرتے تھے اور اُن کا مسیح سے رشتہ ٹوٹ جاتا تھا۔

فروُح - فاروح :- (عبرانی = پھلنا، پھُولنا)۔ یہوسفط کا باپ - یہ سلیمان بادشاہ کے منصبداروں میں سے ایک تھا (۱-سلاطین ۴ : ۱۷)۔

فروگیہ - فروجیہ :- بائبل کے زمانے میں جنوب مغربی ایشیائے کوچک کا ایک اندرونی صوبہ - اس کی چار ہزار فٹ بلند سطح مرتفع پر کئی ایک شہر اور گاؤں آباد تھے جو کافی بڑے بڑے اور خوشحال تھے - اکثر مورخین اتفاق کرتے ہیں کہ چونکہ مختلف زمانوں میں اس کی حدود مختلف ہوتی اور نسل بعد نسل اس کی سرحد بدلتی رہتی تھی اس لئے اس کی کوئی خاص سرحد متعین نہیں تھی - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اس میں مغربی ایشیائے کوچک کا بہت بڑا علاقہ شامل تھا - پھر اسے فروگیہ کلاں اور فروگیہ خورد میں تقسیم کر دیا گیا اور بعد ازاں رومیوں نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا - بعض بائبل کے طلبا کے نزدیک فروگیہ نئے عہدنامہ میں بڑے ڈھیلے ڈھالے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ اعمال کی کتاب میں، یہاں تک کہ اس میں پسدیہ جیسے چھوٹے صوبے بھی شامل کر دیئے گئے - اُن دنوں فروگیہ سے ایک ایسا علاقہ مُراد تھا جس میں متعدد مختلف رومی صوبے بھی شامل تھے - غالباً اعمال ۲: ۱۰ میں پنتکُست کے موقع پر جس فروگیہ سے خداپرست یہودی آئے تھے اُس سے اِسی قسم کا علاقہ مُراد ہے -

خواہ اِس صوبے کی وسعت کتنی ہی کیوں نہ ہو، اس کی مشہوری کی زیادہ تر وجہ پولس رسول کے بشارتی سفر تھے - پولس اور اُس کے ہم خدمت اس زرخیز علاقے میں جہاں مویشیوں کے لئے چراگاہیں پائی جاتی تھیں اور جہاں کی گنجان آبادی کو نجات کا پیغام سُننے کی ضرورت تھی اپنے تین بشارتی سفروں میں یہاں آئے - پہلے بشارتی سفر میں پولس اور برنباس نے یہاں مسیحیت کو متعارف کرایا (اعمال ۱۳: ۱۳؛ ۱۴: ۲۴) - اعمال ۱۶: ۶ میں پولس اور برنباس کے دوسرے بشارتی سفر کو ان الفاظ میں مختصراً بیان کیا گیا ہے: "اور وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقہ میں سے گذرے کیونکہ رُوح القدس نے انہیں آسیہ میں کلام سُنانے سے منع کیا" تیسرے بشارتی سفر میں پولس یہاں سے افسس اور کرنتھس جاتے ہوئے گذرا (اعمال ۱۸: ۲۳): "اور چند روز رہ کر وہاں سے روانہ ہوا اور ترتیب وار گلتیہ کے علاقے اور فروگیہ سے گذرتا ہوا سب شاگردوں کو مضبوط کرتا گیا" اگرچہ قدیم فروگیہ میں کافی مسیحی کام ہوا تاہم بائبل میں اس کا ذکر مختصراً ہی آیا ہے -

فریدا - فرودا :- سلیمان بادشاہ کے خادموں میں سے ایک (نحمیاہ ۷: ۵۷؛ عزرا ۲: ۵۵) -

فریس - فرس :- اُن لفظوں میں سے ایک جو ایک غیبی ہاتھ نے دیوار پر لکھے - بیلشضر بادشاہ نے اس کی تعبیر دانی ایل نبی سے کروائی (دانی ایل ۵: ۱ - ۲۹) - یہ فرسین کا واحد ہے (دانی ایل ۵: ۲۵) - دانی ایل ۵: ۲۸ میں اس کی تعبیر کی گئی ہے -

فریسی - (عبرانی = پروشون، یونانی = فریسیا ئیوئی) - خداوند مسیح کے زمانہ میں یہودیت کے تین اہم فرقوں میں سے ایک - دوسرے دو ★ صدوقی اور ★ اسینی تھے - ان فرقوں میں فریسی سب سے زیادہ بااثر تھے - یہودیوں کے اس کٹر فرقے (اعمال ۲۶: ۵) کی ابتداء کے متعلق کچھ علم نہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فرقہ مکابیوں کی بغاوت (۱۶۵ ق م) سے اُبھرا تھا - لیکن بابل کی اسیری کے زمانہ میں بھی اس سے ملتی جلتی یہودیوں کی ایک جماعت تھی -

"فریسی" نام جس کا سامی شکل میں مطلب "علیحدہ کئے گئے، علیحدہ کرنے والے" سے پہلی مرتبہ یوحنا ہرقان کے دورِ حکومت (۱۳۵ ق م) میں منظرِ عام پر آیا - عام طور پر یہ اصطلاح واحد کی بجائے جمع کے صیغہ میں استعمال ہوتی ہے - اس فرقے کو حسیدیم Chasidim بھی کہا جاتا تھا جس کا مطلب ہے "خدا کے پیارے یا خدا کے وفادار" - وہ صرف یروشلیم ہی میں نہیں بلکہ تمام فلسطین میں پائے جاتے تھے - وہ ایک خاص چوغہ یا قبا پہنتے تھے تاکہ آسانی سے پہچانے جا سکیں - یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق، اپنی مقبولیت کی معراج کے وقت ان کی تعداد چھ ہزار تھی - چونکہ فریسیوں نے مسیح خداوند اور رسولوں کی زندگیوں میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اس لئے نئے عہدنامہ کو سمجھنے کے لئے اس فرقے کے کردار اور تعلیمات کو سمجھنا بڑا اہم ہے - نئے عہدنامہ میں اور بالخصوص انجیلوں میں ان کا ذکر بہت مرتبہ آتا ہے اور اکثر انہی کا رویہ خداوند یسوع مسیح کے کام اور کلام کی بنیاد ہوتا تھا -

یہودی قوم کی تین خاصیتیں فریسیوں کی ترقی کا باعث بنیں یا اس کے برعکس ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ فریسیوں نے یہودیت میں یہ تین باتیں پیدا کیں، یہاں تک کہ بالآخر فریسی اور یہودیت مترادف نام سمجھے جانے لگے - ان تین باتوں میں سے پہلی یہودی شریعت پرستی ہے جو حقیقی معنوں میں بابل کی اسیری کے بعد شروع ہوئی - چونکہ ہیکل کی پرستش اور قربانیاں موقوف ہو چکی تھیں اس لئے یہودی شریعت اور عبادت خانے یہودیت کی سرگرمیوں کا مرکز بن گئے - فریسیوں نے شریعت کی روایتی تفسیر کا مطالعہ کیا اور اُسے یہودی ایمان میں داخل کر دیا - یہودی فقیہوں کے اُبھرنے سے

بھی جو فریسیوں سے بڑا قریبی تعلق رکھتے تھے شریعت پرستی کو بڑی تقویت ملی۔ فریسی، کلام کے اِن ماہر مفسرین کے باضابط پیروکار تھے، اور انہوں نے فقیہوں کے مذہب کو یہودی شکل دی اور اُسے یہودیت میں شامل کر دیا۔ بدیں وجہ نئے عہدنامہ میں فقیہوں اور فریسیوں کا ذکر ایک ساتھ آتا ہے۔ فریسی، آزاد خیال صدوقیوں کی مانند سیاستدان نہیں تھے بلکہ مذہبی راہنما تھے۔ فریسی فرقے میں داخلہ کی سب سے بڑی شرط شریعت کی سختی سے پابندی تھی۔ یہودی مورخ یوسیفس ان کے متعلق یوں بیان کرتا ہے: "یہودیوں کی ایک ایسی جماعت جو خود کو دوسروں سے زیادہ مذہبی ظاہر کرتی تھی اور جو شریعت کی زیادہ صحیح تشریح کرتی تھی۔" نئے عہدنامہ میں اُن کا یہ رویّہ سبت کے سلسلے میں خوب ظاہر ہے (مقابلہ کیجئے یوحنا ۹: ۱۶)۔

یہودی شریعت پرستی اور یہودی قوم پرستی کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ اس تنگ دلی کی وجہ اُن کی متواتر ایذا رسانی اور علیحدگی تھی۔ اسیری کے دوران یہودی ایک اجنبی قوم میں اقلیت تھے۔ ★ انطاکس اپفنیس کی ہولناک ایذا رسانی (۱۷۵-۱۶۴ ق م) کی وجہ سے جس نے انہیں یونانی تہذیب و تمدن میں رنگنے کی کوشش کی، یہودی اور بھی ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے فریسیوں نے لوگوں کے قومی اور مذہبی احساسات کو اُبھارا۔

فریسیت کے فروغ کا تیسرا عنصر اسیری اور بغاوت کے بعد یہودی مذہب کی تنظیم اور ترقی تھا۔ موسوی شریعت کو منظم تشکیل دینے اور اس میں بدلتے حالات کے مطابق لچک پیدا کرنے کے باعث فقیہوں اور ربیّوں نے روایتوں کا اضافہ کیا اور تقریباً ہر بات میں دیوانگی کی حد تک علیحدگی کو فروغ دیا، جس کا نتیجہ ایک ایسے مذہب کی صورت میں نکلا جو انبیاء کے اُس مذہب سے بہت مختلف تھا جو انہوں نے عہد کے وسیلے سے بہم پہنچایا تھا۔ خاص طور پر انہوں نے یونانی خیالات کی یہودیت میں ملانے کی مساعی کی سخت مخالفت کی جو سکندر اعظم کی فتوحات کے بعد یہودیوں کی زندگی میں داخل ہو گئے۔ وہ ہر آزاد خیال شخص اور خاص طور پر یہودی کو جو ایسے خیالات کا حامل ہوتا نکال دیتے اور اُس کی موت کے خواہاں ہوتے۔ چونکہ یہودی اپنے مذہب کے لئے مرنے کو تیار رہتے تھے اس لئے لوگ اور بھی زیادہ اپنی شریعت اور روایات پر فخر کرنے لگے۔ اس فخر کے باعث وہ اپنے آپ کو دوسری قوموں مثلاً سامریوں سے برتر سمجھنے لگے (یوحنا ۴: ۹)۔ وہ اپنے اس مذہبی فخر کے باعث نہ تو ان میں شادیاں کرتے اور نہ کسی قسم کا سماجی تعلق رکھتے اور یہ رحجان فریسیوں میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ فریسی ایک ایسی تنظیم بن گئے جو اپنی سوسائٹی اور ایک دوسرے کے تو بڑے وفادار تھے لیکن دوسروں یہاں تک کہ اپنے لوگوں سے بھی الگ تھلگ رہتے تھے۔ وہ روایات کی چھوٹی سے چھوٹی بات کی بھی جانفشانی سے پابندی کرتے اور رسمی طہارت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ وہ ہیکل کے ٹیکس کے علاوہ اپنی ہر شے پر دہ یکی دیتے تھے۔ وہ جانوروں کی لاش کو قطعی نہ چھوتے، یہاں تک کہ اگر کسی نے ایسی لاش کو چھوا ہوتا تو وہ اُس سے بھی دُور رہتے۔ اگر کوئی بیماری کے باعث ناپاک ہو جاتا تو وہ اُس سے کسی قسم کا میل جول نہ رکھتے۔ درحقیقت انہوں نے زندگی نہ صرف اپنے لئے مشکل بنا رکھی تھی بلکہ دوسروں کے لئے بھی۔ وہ ایسے اشخاص کو جو اُن کے مساوی نہ ہوتے حقارت کی نظر سے دیکھتے اور وہ مغرور اور گھمنڈی تھے کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ صرف وہی خدا اور اُس کے کلام کے مستند مفسر ہیں۔ چنانچہ یہ فطری بات تھی کہ ایسا مذہب دکھاوے کا مذہب بن جاتا جس کا دل سے کوئی تعلق نہ تھا اور جس میں یہ خیال کیا جاتا کہ خدا کا فضل اُس کی شریعت پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔

فریسی، قضا و قدر، رُوح کے غیر فانی ہونے اور رُوح کی حقیقت پر ایمان رکھتے تھے جس کے باعث ان کا اکثر صدوقیوں سے اختلاف رہتا تھا (اعمال ۲۳: ۶-۹)۔ اہلِ شریعت ہونے کے باعث وہ نیک کاموں کے اجر پر ایمان رکھتے تھے۔ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے تھے کہ بدوں کی روح ہمیشہ پاتال میں رہے گی جبکہ نیکوکاروں کی روحیں پھر زندہ ہوں گی اور یہاں تک کہ وہ پھر اپنے بدنوں میں داخل ہوں گی (اعمال ۲۳: ۸)۔ وہ عہدِ عتیق کے صحیفوں کو قبول کرتے تھے اور عام یہودی المسیح کی اُمید کے قائل تھے مگر انہوں نے اسے مادی اور قومی رنگ دے رکھا تھا۔

اپنے اس عقیدے اور تعلیمات کے باعث انہوں نے خداوند یسوع مسیح اور ان کی تعلیمات کی سخت مخالفت کی۔ اگر وہ ہیرودیس اور رومیوں کی تحقیر کرتے تھے تو اس کے ساتھ ہی وہ اُسی تندی سے مسیح یسوع، مساوات کی تعلیم اور المسیح کے دعووں کی بھی مخالفت کرتے تھے (یوحنا ۹: ۱۶-۲۲)۔ اس کے جواب میں خداوند یسوع مسیح ان کے علم الٰہیات اور شریعت پرستی دونوں کی مذمت کرتے تھے۔ اکثر انہی کی بنیاد پر انہوں نے فضل کے وسیلے خدا کی مفت نجات کی جو ان کی اپنی موت اور قیامت پر مبنی ہو گی تعلیم دی۔ مسیح خداوند اور فریسیوں کے درمیان اکثر سخت ٹکراؤ ہوتا رہتا تھا جیسا کہ انجیلوں سے ظاہر ہے۔ مثلاً

انہوں نے انہیں "سانپ کے بچے" کہا اور ان کے توبہ نہ کرنے کی مذمت کی (متی ۳: ۷)، ان کے راستبازی کے کاموں کو رد کیا (متی ۵: ۲۰)، ان کے دوسروں کی نسبت تکبر پر ملامت کی (متی ۹: ۱۲؛ لوقا ۱۹: ۱۰)، سبت کے دن اُن کے محبت سے خالی رویے کی تحقیر کی (متی ۱۲: ۲)، بپتسمہ نہ لینے پر اُن کو جھڑکا (لوقا ۷: ۳۰)، انہیں طلاق (متی ۱۹: ۳) اور جزیہ دینے کے بارے میں تعلیم دی (مرقس ۱۲: ۱۷)، اور ان کے لالچ کی مذمت کی (لوقا ۱۶: ۱۴)۔ اس کے جواب میں فریسیوں نے مسیح خداوند پر کفر بکنے (لوقا ۵: ۲۱)، ابلیس سے مدد حاصل کرنے (متی ۹: ۳۴)، شریعت توڑنے (متی ۱۲: ۲) کا الزام لگایا اور انہیں ہلاک کرنے کی تجویزیں بنائیں (متی ۱۲: ۱۴)۔ مسیح خداوند کی فریسیوں کی سب سے طویل مذمت اور سخت جھڑکی متی باب ۲۳ میں ملتی ہے: "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو، تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں" (متی ۲۳: ۲۷)۔

نئے عہدنامہ نے فریسیوں کی جو تصویر پیش کی ہے وہ تقریباً تمام کی تمام سیاہ ہے لیکن ہمیں علم ہونا چاہیئے کہ ہر ایک فریسی بُرا نہیں تھا۔ متعدد فریسیوں نے حقیقی پاکیزگی کو ترقی دینے کی کوشش کی۔ نئے عہدنامہ نے فریسیت کی جو تصویر پیش کی وہ کسی حد تک فریسیت کے بگاڑ کی مذمت ہے۔ مسیح خداوند نے بالخصوص اُن کی ریاکاری، خودنمائی، کاموں کے ذریعے نجات، توبہ نہ کرنے اور محبت نہ رکھنے کی مذمت کی۔ لیکن تمام فریسی ایسے نہیں تھے۔ شروع میں بہت سے فریسی مسیحی تحریک میں شامل تھے (اعمال ۶: ۷)۔ نئے عہدنامہ کے عظیم اشخاص میں سے بعض فریسی تھے، مثلاً نیکدیمس (یوحنا ۳: ۱)، گملی ایل (اعمال ۵: ۳۴) اور پولس (اعمال ۲۶: ۵؛ فلپیوں ۳: ۵)۔ پولس رسول نام "فریسی" کو بے عزتی کا باعث نہیں ٹھہراتا بلکہ عزت کا لقب گردانتا ہے کیونکہ یہودی عوام فریسیوں کی بے حد عزت اور احترام کرتے تھے۔ پولس رسول جب یہ کہتا ہے کہ میں "شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں" (فلپیوں ۳: ۵) تو وہ اپنے آپ کو ریاکار نہیں سمجھتا بلکہ دعوے کرتا ہے کہ وہ انتہائی درجے تک شریعت کا وفادار تھا۔ بعینہٖ آج کلیسیا کے راہنما بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ "ہم فریسی ہیں"! لیکن جدید علماء نے فریسیت پر بڑے ہلکے انداز میں روشنی ڈالی ہے جبکہ ہم متی باب ۲۳ میں مسیح خداوند کی فریسیت کے بارے میں مذمت پڑھتے ہیں جہاں انہوں نے فریسیت کے گناہوں کی فہرست دی ہے جس میں نہ صرف انہوں نے اس کی حقیقی تصویر پیش کی بلکہ سیاہ تصویر بھی جیسے کہ وہ اُس زمانہ میں تھے۔

فسح :- (عبرانی پیسَح = چھوڑنا۔ نظرانداز کرنا)۔ یہودیوں کی طرح مسیحی بھی عیدِ فسح، بے خمیری روٹی کی عید اور پہلوٹھوں کی مخصوصیت کو مصر سے یہودیوں کے خروج کی یادگار سمجھتے ہیں۔ ان کا اس تاریخی واقعہ کے ساتھ بڑا نزدیکی تعلق ہے۔ فسح سے دو باتیں مراد ہیں: پہلی، بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کا تاریخی واقعہ۔ دوسری، بعد ازاں اس واقعہ کی یاد میں منائی جانے والی رسم۔ اس رسم میں خمیر کی ممانعت مصر کی اُس ناقابل فراموش رات کی "جلدی" کو ظاہر کرتی ہے اور پہلوٹھوں کی مخصوصیت، خدا کی اُس عجیب رہائی کے لئے شکرگزاری کا اظہار ہے۔

۱۔ عہدِ عتیق میں

خروج باب ۱۲ میں جو کہ اس مطالعہ کا فطری آغاز ہے، حسب ذیل نکات قابلِ غور ہیں:

ا۔ عبرانی میں فسح جس فعل سے مشتق ہے اُس کا مطلب "چھوڑنا، نظرانداز کرنا" ہے (خروج ۱۲: ۱۳، ۲۷ وغیرہ)۔ یہاں اس نظریہ کو کہ خداوند واقعی اسرائیلیوں کے برّے کے خون کی چھاپ والے گھروں کو چھوڑتا گیا جبکہ مصریوں کو مارتا گیا، رد کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ فسح کی اصطلاح، رسم اور قربانی کے جانور دونوں کے لئے مستعمل ہے (اس سلسلہ میں ایک فعل ہے جس کا اشتقاقی مطلب "لنگڑانا" ہے اور جس سے دیگر نظریات نکلے ہیں)۔

ب۔ چونکہ ابیب کے مہینے میں جسے بعد میں نیسان کا نام دیا گیا، خداوند بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لایا تھا اور پہلی عیدِ فسح اسی مہینے منائی گئی اس لئے یہ یہودی کیلنڈر کا پہلا مہینہ قرار پایا (خروج ۱۲: ۲؛ استثنا ۱۶: ۱؛ مقابلہ کیجئے احبار ۲۳: ۵؛ گنتی ۹: ۱-۵؛ ۲۸: ۱۶)۔

ج۔ سب سے دلچسپ بات فسح کی قربانی کی شناخت ہے، خواہ وہ برّہ ہے جیسے کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے یا اُس کی اصل مسیح خداوند۔ استثنا ۱۶: ۲ میں جانور کا چناؤ کافی وسیع ہے لیکن خروج ۱۲: ۳-۵ میں مخصوص ہے۔ عبرانی لفظ سِہ (آیت ۳) کا مطلب ہر عمر کی بھیڑ یا بکری ہے۔ استثنا کی کتاب کے مقابلے میں یہاں دیگر تمام جانوروں کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اِسے برّہ یا میمنے تک محدود کرنے کا انحصار عبرانی لفظ بن شانا (آیت ۵) کے صحیح ترجمے پر ہے جس کا لفظی مطلب "ایک سال کا بیٹا" ہے۔ اگر اس سے مُراد (جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں) ۱۲ ماہ سے ۲۴ ماہ کے درمیان کا عرصہ ہے تو اس کا مطلب بالغ بھیڑ یا بکری ہوگا۔

لیکن روایتی تشریح جس میں ۱۲ ماہ کو نیچے کی بجائے اوپر کی حد مانا جاتا ہے، اس کی بھی بہت مفسر حمایت کرتے ہیں۔ اس نکتہ پر ربیّوں کی شہادت بڑی دلچسپ ہے لیکن اُسے حتمی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

★ تلمود (یہودیوں کی حدیث کی کتاب) فسح کے جانور کو استثنا کی بجائے خروج کی کتاب کی پیروی کرتے ہوئے بھیڑ یا بکریوں کے خاندان تک محدود کر دیتی ہے۔ اس سے آگے متضاد بیانات شروع ہو جاتے ہیں۔ برّہ یا میمنا، بھیڑ یا بکری کے بارے میں کئی مرتبہ دعویٰ کیا گیا ہے، لیکن مجموعی طور پر برّہ ہی کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قربانی کے جانوروں کی عمر کو درست طریقے سے بیان کئے بغیر یہاں ایک مزید اصول بتایا گیا ہے کہ مادہ یا دو سال سے اوپر نر بھی فسح کی قربانی کا جانور نہیں ہو سکتا جس سے در پردہ یک سالہ تشریح اور تنقید جدید کی حمایت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود بھی ایک متضاد بیان میں بتایا گیا ہے کہ فسح کی قربانی کا جانور ۸ دن کا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ برّہ کے عالمگیر استعمال کو کلام مُقدّس یا تلمود سے یقینی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا تو بھی کم از کم اس کی پشت پر مضبوط روایات ہیں۔ اور "مسیح ہمارا فسح" اور "خدا کا برّہ" جیسی علامتوں کا انحصار بھی برّے کی قربانی پر ہے۔

د۔ خروج ۱۲: ۴۶ اور گنتی ۹: ۱۲ میں مرقوم ہے کہ فسح کے برّے کی ہڈی نہ توڑی جائے۔ جب اس چھوٹی سی تفصیل کا اطلاق مسیح مصلوب پر کیا جاتا ہے تو یہ عین بہ عین پوری ہوتی نظر آتی ہے (یوحنّا ۱۹: ۳۶)۔

ہ۔ خروج باب ۱۲ میں حکم دیا گیا ہے کہ مصر میں فسح کی رات ہر اسرائیلی اپنے دروازے کے بازوؤں اور چوکھٹوں پر فسح کے برّے کا خون لگائے۔ یہ خون زوفے کے گچھے سے جو توریت اور دیگر جگہوں میں رسمی طہارت کی عام علامت ہے لگایا جائے اور خون برتن میں رکھا جائے۔ عبرانی لفظ سَف کا مطلب برتن بھی ہے اور "آستانہ" بھی ہے۔ اگر ۲۲ ویں آیت میں اس کا مطلب آستانہ ہے تو اس آیت کے مفہوم میں قدرے تبدیلی آ جاتی ہے لیکن بنیادی مطلب وہی رہے گا۔ بائبل کے اس عظیم واقعہ کی کفّارہ کی طویل کہانی میں اہم جگہ ہے جس کا اختتام عبرانیوں کے خط میں ہوتا ہے۔

و۔ خروج ۱۲: ۶ (مقابلہ کیجئے خروج ۱۶: ۱۲؛ احبار ۲۳: ۵؛ گنتی ۹: ۳، ۵، ۱۱) میں "شام" کی دو تشریحیں کی جاتی ہیں، ایک دوپہر سے غروبِ آفتاب کا درمیانی عرصہ اور دوسری غروبِ آفتاب سے اندھیرا ہونے تک کا عرصہ۔ یہ یہودیوں کے لئے اہم بات تو ہے لیکن اس لفظ کے مادہ سے اِس مسئلے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ز۔ خروج ۱۲: ۴۳-۴۹ میں غیر یہودیوں کو فسح میں حصّہ لینے سے منع کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ خدا ترس غیر یہودیوں proselytes کے لئے دروازہ کھلا رکھا گیا ہے بشرطیکہ وہ مندرج شرائط کو پُورا کریں۔

خروج باب ۱۲ کا تمام ڈرامہ اور اُس کے اندرونی مطالب کو عبرانیوں ۱۱: ۲۸ میں یونانی کے ۱۷ الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔

استثنا باب ۱۶ میں فسح کا بیان بہت سی اہم باتوں میں خروج باب ۱۲ کے بیان سے مختلف ہے۔ یہاں خون پر زور نہیں دیا گیا۔ اب یہ رسم جو گھر پر ادا کی جاتی تھی، مرکزی عبادت گاہ میں ادا کی جانے لگی اور قربانی کا جانور بھی مختلف اقسام کے جانوروں میں سے چُنا جا سکتا تھا۔ فسح اور بے خمیری روٹی کو جسے "دکھ کی روٹی" کہا گیا ہے خروج کی نسبت یہاں اور بھی زیادہ ایک وحدت میں پرو دیا گیا ہے۔ یہ ترقی ہے، تضاد نہیں۔ اب واقعہ یادگار یا رسم میں تبدیل ہو رہا ہے۔ یہ خیال کرنا ضروری نہیں کہ اِن دو حوالوں کے درمیان کافی عرصہ ہے، کیونکہ حالات میں ضروری تبدیلی بیابان میں سفر کے زمانہ میں بھی واقع ہو سکتی تھی۔ مزید بتایا گیا ہے کہ ایک دوسرا فسح ان لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا جو احبار کی کتاب میں مرقوم طہارت کے قوانین کے مطابق ناپاک تھے اور پہلے فسح میں حصّہ نہ لے سکتے تھے (گنتی ۹: ۱-۱۴)۔

فتوحات کے دوران فسح یریحو کے میدانوں میں منایا گیا (یشوع ۵: ۱۰ مابعد)۔ حزقیاہ اور یوسیاہ بادشاہوں نے عیدِ فسح یروشلیم کی ہیکل میں منائی (۲-تواریخ ۳۰: ۱-۲۷؛ ۲-تواریخ ۳۵: ۱-۱۹)۔ حزقیاہ بادشاہ نے دوسری عیدِ فسح منائی جو ایک ماہ بعد ہوتی تھی کیونکہ لوگ یروشلیم میں جمع نہ تھے اور پہلی عیدِ فسح پر کاہن احبار کی کتاب میں مرقوم طہارت کے قوانین کے مطابق پاک نہ تھے۔ حزقی ایل ۴۵: ۲۱-۲۴ میں جس ہیکل میں عیدِ فسح منانے کا ذکر ہے حزقی ایل نے وہ رویا میں دیکھی تھی۔ یہاں تین نکات دلچسپی کا باعث ہیں: پہلا ایک دنیادار یا غیر مذہبی راہنما کا عید کی رسومات کو پوری طرح ادا کرنا، دوسرا خطا کی قربانی پیش کرنا اور تیسرا اس کا خاندانی رسم سے عوامی رسم میں تبدیل ہونا۔ نیز قربانی کے جانوروں میں بیل، مینڈھے اور بکرے بھی شامل ہیں۔ استثنا کی کتاب میں عید فسح کے متعلق جو دستور العمل بیان کیا گیا ہے اُس کی نسبت یہ کافی وسیع ہے تاہم خیالات وہی ہیں۔

ہیرودیس کی ہیکل کے آخری دنوں میں جس طرح یہودی عیدِ فسح مناتے تھے اُس کا ذکر ★ مشنہ کی ایک چھوٹی کتاب پساہیم Pesahim میں ہے۔ عام لوگ ہیکل کے

صحن کے باہر کی طرف قربانی کے جانوروں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ کاہن دو قطاروں میں کھڑے ہوتے، اور ایک قطار میں ہر کاہن کے پاس سونے کا اور دوسری قطار میں ہر کاہن کے پاس چاندی کا برتن ہوتا۔ جس برتن میں ذبح شدہ جانور کا خون جمع کیا جاتا اُسے دست بدست آخری کاہن تک پہنچا دیا جاتا، جو اُسے رسم کے مطابق مذبح پر انڈیل دیتا۔ یہ تمام رسومات ہلل (زبور ۱۱۳ تا ۱۱۸) گاتے ہوئے ادا کی جاتی تھیں۔ یہ تفصیل، مصر کی سادہ رسم سے کس قدر مختلف تھی!

۲۔ نئے عہد نامہ میں

نئے عہد کے زمانہ میں فسح کا جانور ہیکل ہی میں ذبح کیا جاتا تھا، لیکن کھانا شہر کی حدود میں کسی گھر میں بھی کھایا جا سکتا تھا۔ ایسے لوگ جو ایک بندھن میں بندھے ہوئے ہوں، جیسے کہ یسوع اور اُن کے شاگرد، عیدِ فسح کو ایک خاندان کی صورت میں منا سکتے تھے۔ نئے عہد نامہ کی فہرست مُسلّمہ کے مکمل ہونے کے فوراً بعد مسیحیوں نے عشائے ربّانی کو عیدِ فسح کی جگہ دی، کیونکہ اُن کے خیال میں اس کا یہی مقصد تھا۔

سنہ ۷۰ء میں یروشلیم کی ہیکل کی بربادی کے بعد ہیکل میں رسم کے مطابق فسح کا جانور ذبح کرنا ناممکن ہو گیا۔ اس لئے یہودی عیدِ فسح پھر خاندانی تہوار بن گئی جیسے کہ شروع میں تھی۔

فسح کی عید:۔ دیکھئے عیدیں ۲ 674

فسدمیّم۔ فس دمّیم:۔ (عبرانی = خونریزی کا مقام)۔ یہوداہ کے علاقے میں ایک مقام جہاں داؤد بادشاہ کی فلستیوں سے لڑائی ہوئی (۱۔تواریخ ۱۱: ۱۳)۔ ۱۔سموئیل ۱۷: ۱ میں اس جگہ کے ہجے افسدمیّم ہیں۔

فِسفاہ۔ فِسفا:۔ بنی آشر میں سے یتر کا بیٹا (۱۔تواریخ ۷: ۳۸)۔

فسق و فجور:۔ (عربی = بدکاری)۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں حزقی ایل ۲۳: ۴۹ میں استعمال ہوئے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں بدکرداری کا لفظ ہے۔

فشحور:۔ (عبرانی = آزاد)۔
۱۔ اِمّیر کاہن کا بیٹا۔ یہ ہیکل میں سردار ناظم تھا۔ یرمیاہ نبی کی پیشینگوئیوں سے یہ اتنا خفا ہوا کہ اس نے اسے مارا اور کاٹھ میں ڈالا۔ یرمیاہ نے پھر پیشین گوئی کر کے اُسے کہا کہ تیرا نام اب فشحور نہیں بلکہ مجور مسّا بیب (= ہر طرف خوف) ہو گا۔ یرمیاہ نے یہ بھی بتایا کہ یہوداہ کو اسیر کر کے بابل لے جایا جائے گا (یرمیاہ ۲۰ب)۔

۲۔ صدقیاہ بادشاہ کے زمانے میں ملکیاہ کاہن کا بیٹا۔ جب نبوکدنضر یروشلیم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا (یرمیاہ ۲۱ب) تو بادشاہ نے اُسے یرمیاہ نبی کے پاس بھیجا تھا۔ بعد میں اور شخص اس کے ساتھ مل کر یرمیاہ کو موت کے گھاٹ اُتارنا چاہتے تھے (۱۔تواریخ ۹: ۱۲؛ عزرا ۲: ۳۸؛ نحمیاہ ۷: ۴۱ وغیرہ)۔

۳۔ جدلیاہ کا باپ (یرمیاہ ۳۸: ۱)۔

فصل، فصل کاٹنا:۔ (عبرانی قاصر = کاٹنا۔ قب عربی قصر بمعنی چھوٹا ہونا)۔

بنی اسرائیل کی معیشت کا کلی دارومدار زراعت پر تھا۔ فصل کی کٹائی کا موسم اُن کے ہاں ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ یہ سال میں تین مرتبہ آتا تھا۔ جَو کی فصل کی کٹائی (روت ۱: ۲۲) اپریل مئی میں ہوتی تھی۔ گیہوں کاٹنے کا موسم (پیدائش ۳۰: ۱۴) اس کے چھ ہفتے بعد یعنی جون جولائی میں آتا تھا اور درختوں کے پھل اور انگور کی فصل ستمبر اکتوبر میں جمع کی جاتی تھی۔

اناج کی فصل ★ ہنسوا (درانتی) سے کاٹتے تھے (استثنا ۱۶: ۹؛ ۲۳: ۲۵؛ یرمیاہ ۵۰: ۱۶)۔ کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے مرد عورتیں فصل جمع کرتے جاتے اور بالوں کو پولوں میں باندھ کر گاہنے کے لئے کھلیہان میں لے جاتے تھے۔ فصل کاٹنے کے لئے بھی شریعت میں قانون وضع کئے گئے تھے تاکہ انصاف ہو اور غریب غرباء اور پردیسیوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ کھیت کے کونوں تک فصل کاٹنا منع تھا۔ یہ غریبوں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دی جاتی تھی (احبار ۲۳: ۲۲)۔

فصل کے پہلے پھل کا ایک پولا کاہن کے پاس لے جا کر خداوند کے لئے ہدیہ کے طور پر چڑھایا جاتا تھا (احبار ۲۳: ۱۰، ۱۴)۔ خودرو فصل کو کاٹنا بھی روا نہ تھا (احبار ۲۵: ۵)۔ نئے باغ یا تاکستان کا بھی پہلے تین سال کا پھل کھانا منع تھا۔ ایسے پھل کو نامختون پھل کہا گیا ہے (دیکھئے نامختون ۴)۔ چوتھے سال کا سارا پھل خداوند کے لئے مُقدّس تھا اور وہ خداوند کے حضور پیش کیا جاتا تھا (احبار ۱۹: ۲۳، ۲۵)۔ پرانے عہد نامہ میں خداوند نے تین بڑی عیدیں مقرّر کی تھیں۔ اور یہ زراعتی معیشت کے نقشے میں سمو دی گئی تھیں۔ عیدِ فسح جَو کی کٹائی کے وقت آتی تھی (خروج ۲۳: ۱۶)۔ پنتکُست کی عید اس کے سات ہفتے بعد، گیہوں کی فصل کاٹنے کے شروع میں آتی تھی۔ یاد رہے کہ لفظ ★ پنتکُست کا مطلب "پچاسواں" ہے۔ سات ہفتے ۴۹ دن ہوتے ہیں اس لئے پچاسواں دن پنتکُست ہُوا۔ ★ عیدِ خیام پھل کاٹنے کے موسم میں ساتویں مہینے میں آتی

تھی (خروج ۳۴: ۲۲)۔ پرانے اور نئے عہدناموں میں فصل کاٹنا اکثر مجازی معنوں میں بھی استعمال ہُوا ہے۔ جس طرح فصل بونا اور فصل کاٹنا لازم و ملزوم حقیقتیں ہیں اسی طرح اخلاقی دنیا میں نیکی اور بدی کا پھل ناگزیر ہے۔ "جو بدی بوتا ہے مصیبت کاٹے گا ہے" (امثال ۲۲: ۸)۔ جو ہَوا بوتا ہے وہ گرد باد (بگولا) کاٹے گا (ہوسیع ۸: ۶، ۷۔ یہ آیات تشریح طلب ہیں۔ اِن میں بنی اسرائیل کی بُت پرستی کا حوالہ ہے۔ اُنہوں نے بجائے خدا کے جو رزق دینے والا ہے سامریہ کے بچھڑے کے بُت پر تکیہ کیا۔ اُس بُت کی پرستش گویا ہَوا بونا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ بے پھل فصل کاٹیں گے قب گلتیوں ۶: ۷)۔ اگر بنی اسرائیل صداقت کا بیج بوئیں گے تو وہ شفقت (محبّت) کی فصل کاٹیں گے (ہوسیع ۱۰: ۱۲)۔

نئے عہدنامہ میں فصل کا تیار ہونا خدا کی بادشاہی کی ترقی کی تصویر ہے۔ لیکن فصل کاٹنے کے لئے مزدور (شاگرد) درکار ہیں (متّی ۹: ۳۷ مابعد) تاہم فصل شاگرد نہیں بلکہ خداوند مسیح بوتے ہیں اور شاگرد اِسے کاٹتے ہیں (یوحنّا ۴: ۳۵-۳۸)۔ فصل کاٹنا دُنیا کے آخر اور روزِ قیامت کی بھی علامت ہے جب آدمیوں کا حساب ہوگا (متّی ۱۳: ۳۹)۔ یہ تصویر مکاشفہ ۱۴: ۱۵ مابعد کے درانتی چلانے والے فرشتے سے اور بھی روشن اور پُر معنی بن جاتی ہے۔

فصیل دار شہر :- فصیلدار شہروں اور قصبوں کے لئے تمام کے تمام چھ عبرانی لفظ ایک ہی مادّہ ب-ص-ر (بیتھ۔ صادے۔ ریش) سے مشتق ہیں۔ بصر کے مفہوم میں روکنا، کاٹ دینا، محصور کرنا، ناقابل حصول بنانا موجود ہے۔ پرانے زمانے میں عدم تحفظ کی وجہ سے شہروں اور قصبوں کے گرد حفاظتی دیوار تعمیر کی جاتی تھی۔ چھوٹے رقبہ پر گھر پاس پاس ہوتے تھے اور چاروں طرف اونچی اور مضبوط دیوار جس میں پھاٹک ہوتے تھے بنائی جاتی تھی۔ عوج کے بادشاہ کے بسن کے علاقے کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہاں کے "سب شہر فصیلدار تھے اور اُن کی اُونچی اُونچی دیواریں اور پھاٹک اور بینڈے تھے۔ (استثنا ۳: ۵)۔ ادومی شہر بُصراہ کا نام بھی اُس کے فصیلدار ہونے سے پڑا تھا۔ غالباً موجودہ عراقی شہر بصرہ کے نام کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔

یرمیاہ نبی کی خدا کی طرف سے حفاظت کے سلسلے میں مجازی طور پر یہی تصویر استعمال کی گئی۔ "میں تجھے ... پیتل کی مضبوط دیوار ٹھہراؤں گا" (یرمیاہ ۱۵: ۲۰)۔ نیز دیکھئے قلعہ بندی اور محاصرہ۔ حصین شہر۔

فَضَل :- (عبرانی حین، یونانی خَرِس)۔ اردو میں مستعمل لفظ "فضل" عربی لفظ ہے جس کے معنی "بڑھ جانا، سبقت لے جانا یا بازی لے جانا" ہیں۔ پس اُردو میں اس کے حقیقی معنی "بہتات یا حد سے زیادہ ہونا" ہیں۔ اگرچہ بہتات کا خیال "فضل" کا ایک پہلو ہے تاہم اس کا مرکزی انجیلی مطلب یہ نہیں ہے۔ "فضل" بھی "محبت" کی طرح ایک ایسا لفظ ہے جس کو مسیحیوں نے اس کے معاشرتی سیاق و سباق سے نکالا اور اُسے ایک نیا اور عمیق مطلب دیا ہے۔ دوسرے کسی مذہب میں فضل کے وہ معنی نہیں لئے جاتے جو مسیحیت میں ہیں۔

عہدِ عتیق میں فضل : پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں یہ لفظ صرف ۱۴ مرتبہ آیا ہے (پیدائش ۱۹: ۱۹؛ ۳۲: ۱۱؛ خروج ۳۴: ۷؛ عزرا ۹: ۸؛ نحمیاہ ۱: ۵-۱۱؛ امثال ۳: ۳۴؛ ۱۸: ۲۲؛ ہوسیع ۱۴: ۲؛ زکریاہ ۴: ۷ (۲ بار)؛ ۱۱: ۷، ۱۰؛ ۱۲: ۱۰۔ کیتھولک مترجمین نے اس کا ترجمہ احسان، شفقت، مہربانی، رحمت، خوشنودی، نیکوکاری، آفرین اور فضل کیا ہے)۔ اگرچہ عہدِ عتیق میں لفظ "فضل" کبھی کبھار ہی استعمال ہُوا ہے تاہم وہاں فضل کا خیال کثرت سے پایا جاتا ہے۔ خدا بنی اسرائیل کو چُننے میں پہل کرتا ہے۔ وہ اُن سے اُن کی کسی خوبی کے سبب سے محبت نہیں کرتا بلکہ اُس وعدہ کو یاد کرتا ہے جو اُس نے اُن کے آبا و اجداد یعنی ابرہام اضحاق اور یعقوب سے کیا تھا (استثنا ۴: ۳۵-۳۹؛ ۷: ۶-۹؛ ۱۰: ۱۵)۔ بے شک عہدِ عتیق میں شریعت پر زور دیا گیا لیکن گلتیوں ۳: ۱۶-۲۲ میں پولس رسول بیان کرتا ہے کہ خدا کا ابرہام کے ساتھ پُرفضل وعدہ شریعت کے نفاذ سے پہلے ہے اور شریعت خدا کے فضل کو خارج نہیں کرتی۔ شریعت بھی تو اسی عظیم مقصد کے لئے دی گئی کہ انسان کا گناہ اُس پر ظاہر کیا جائے تاکہ وہ خدا کے پاس آکر اُس کا فضل حاصل کرے (رومیوں ۳: ۲۰-۲۶)۔

اگرچہ فضل کی یہ تعلیم پرانے عہدنامہ میں زیادہ نمایاں نہیں، تاہم کچھ الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خدا اپنی ذات میں رحیم، مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ زبور کی کتاب میں بار بار خدا کی شفقت (زبور ۱۷: ۷)، رحمت (زبور ۲۳: ۶)، رحمت کی کثرت (زبور ۵۱: ۱)، اور اس کے شفقت میں غنی ہونے کا (زبور ۱۰۳: ۸) ذکر ہے۔

پرانے عہدنامہ کے انبیاء توبہ کے سلسلے میں بُت پرستی اور گناہ کو چھوڑ کر خدا کی طرف آنے کے لئے انسان کی ذمہ داری پر زیادہ زور دیتے ہیں، تاہم تصویر کے دوسرے رُخ کو فراموش نہیں کیا گیا ہے۔ صحائفِ انبیاء میں کئی ایسے حِصّے ملتے ہیں جن میں اعلان کیا گیا ہے کہ "نیا دل" خدا کی بخشش ہے، وہی معاف کرتا

اور اپنا رُوح آدمی میں ڈالتا ہے۔ اِس سلسلے میں یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴ اور حزقی ایل ۳۶: ۲۵-۲۷ دو نمایاں بیانات ہیں۔ فضل خدا کی طرف سے انسان کے لئے مفت بخشش ہے۔ اِس سلسلہ میں خدا گنہگار انسان کو بچانے اور بحال کرنے میں پہل کرتا ہے۔ عہدِ عتیق خدا کے فضل کی درست بنیاد رکھتا ہے جس کی تکمیل عہدِ جدید میں ہوتی ہے۔

عہدِ جدید میں فضل: جب ہم عہدِ عتیق سے عہدِ جدید کا مقابلہ کرتے ہیں تو بلا شبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم فضل کے دَور میں ہیں۔ یہاں جس خوشخبری کا اعلان کیا گیا ہے وہ خدا کے فضل کی خوشخبری ہے (اعمال ۲۰: ۲۴)۔ فضل، زندہ کلام یعنی یسوع مسیح کے وسیلے سے انسان تک پہنچا۔ ایمانداروں کو خدا کے فضل کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ عہدِ جدید میں فضل کے لئے یونانی زبان کا عظیم لفظ خرس charis استعمال ہوا ہے جس کے معنی "خیر خواہی" کے ہو سکتے ہیں۔ اس فضل کا منبع خدا ہے۔ وہ ہر طرح کے فضل کا سرچشمہ کہلاتا ہے (۱-پطرس ۵: ۱۰)۔ فضل انسان کو خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ انسان اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں ایسی کوئی خوبی نہیں پائی جاتی جو اُسے اِس کا مستحق بنا دے۔ نتیجتہً جس شخص پر خدا کا فضل ہوتا ہے وہ اِس امر سے بخوبی واقف ہے کہ خدا اس کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے اُس کی طرف بڑھا ہے۔ عہدِ جدید میں فضل کے تصوّر کو مندرجہ ذیل بیانات میں مختصر طور پر پیش کیا جاتا ہے:

۱-خدا کا فضل یسوع مسیح میں زمین پر آ کر آدمیوں کے درمیان رہا۔

وہ واقعہ جب خدا کا کلام مجسّم ہوا تاریخ کا عظیم ترین واقعہ ہے۔ ہم اس کے متعلق یوحنّا ۱: ۱-۱۸ میں پڑھتے ہیں: "کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا" (آیت ۱۴)۔ فضل کے زمین پر آنے اور شریعت کے نافذ ہونے کا آپس کا مقابلہ کرتے ہوئے یوحنّا رسول لکھتا ہے: "شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی" (آیت ۱۷)۔ فضل گنہگار انسان پاتا ہے۔ اس کے بارے میں یوحنّا رسول گواہی دیتا ہے "اُس کی معموری میں سے ہم سب نے پایا یعنی فضل پر فضل"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے جو فضل دیا گیا ہے وہ ایسا خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ جب یسوع مسیح کے فضل کے باعث ہماری زندگی کی کوئی ضرورت پوری کی جاتی ہے تو دوسری ضرورت کے لئے اور بھی فضل موجود ہوتا ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم اُس سے "فضل" مانگیں۔

"پس آؤ فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے" (عبرانیوں ۴: ۱۶)۔

۲-خداوند یسوع مسیح کی انجیل خدا کے فضل کی خوشخبری ہے (اعمال ۲۰: ۲۴)۔

خداوند یسوع مسیح اور اُن کے رسولوں کی منادی "فضل کا کلام" تھی (اعمال ۱۴: ۳)۔ اُن کا تجسّم، تابع فرمان زندگی، موت اور قیامت ہمارے لئے فضل کے ظہور کے وسائل ہیں (۲-کرنتھیوں ۸: ۹؛ ۱-تیمتھیس ۱: ۱۴-۱۵)۔ انجیل مُقدّس بنیادی طور پر کتاب نہیں بلکہ یہ پیغام ہے کہ خدا کا فضل آ چکا ہے اور یہ فضل ہر ایک کے لئے دستیاب ہے بشرطیکہ وہ مسیح کو جن کی معرفت یہ فضل ہم تک پہنچا قبول کرے۔

۳-نجات صرف فضل کے وسیلے سے ہے (افسیوں ۲: ۸-۱۰)۔

وہ سب کچھ جو انجیلی نجات میں شامل ہے یعنی گناہوں کی معافی، راستباز ٹھہرنا، خدا کے ساتھ میل ملاپ، مخلصی اور فرزندیت کا حق وغیرہ خدا کے فضل سے ہے۔ ابتدائی کلیسیا سے لے کر اب تک ہر زمانہ میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں جن کا خیال تھا کہ نجات "شریعت کے اعمال" سے ہے۔ لیکن عہدِ جدید کی تعلیم یہ ہے کہ نجات صرف خدا کے فضل سے ہے: "اُس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلے سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" (رومیوں ۳: ۲۴)۔ "اُس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلے سے" (ططس ۳: ۵)۔ یہ نئی پیدائش خداوند یسوع مسیح اور رُوح القدس کے وسیلے سے ہے۔ یہ سب کچھ خدا کے فضل کی کثرت سے ہے (ططس ۳: ۷)۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم متواتر اُس کے عجیب و غریب فضل کی خوشی میں اپنی زندگی گزاریں۔

۴-ایک سچا مسیحی فضل کے ماتحت رہتا ہے

فضل کے ماتحت رہنے کا مطلب ہے کہ ہم خدا کی اُس بخشش کے لئے اس کی شکرگزاری اور تعریف کرنے کا گہرا احساس رکھیں اور فرمانبردار بیٹوں کی ذمہ داری کو قبول کریں اور اُس کی پاکیزگی کی پیروی کریں (رومیوں ۶: ۱، ۲، ۱۴، ۱۵)۔ جسے فضل ہی سے نجات ملی ہے وہ فضل کی بیش بہا بخشش فضل کے روح اور صلیب پر بہائے ہوئے خون کی قدر کرے گا (عبرانیوں ۱۰: ۲۹)۔ یہ نیا رُخ اُسے اس امر کے لئے تیار کرے گا کہ وہ دوسروں کو بھی معاف

کرنے کو تیار ہوگا، بالکل اُسی طرح جس طرح خدا نے مسیح کے وسیلے سے اُس کو معاف کیا (افسیوں ۴: ۳۰-۳۲؛ کلسیوں ۳: ۱۳)۔ کلسے کے مسیحیوں نے خدا کے فضل کو سچے طور سے پہچانا (کلسیوں ۱: ۶)۔ جب ایسا ہوتا ہے تو مسیحیوں کا ذہن، دل اور کلام فضل سے معمور ہو جاتا ہے اور دوسروں کی برکت اور راہنمائی کا وسیلہ بن جاتا ہے (افسیوں ۴: ۲۹، کلسیوں ۴: ۶)۔ فضل کے تحت رہنے سے مراد ہے کہ ہم فضل سے تربیت پاکر حلیم اور فروتن شاگرد بنیں (ططس ۲: ۱۱-۱۳)۔ فضل ہمیں عملی پاکیزگی، ہوشیار و بیدار رہنا اور پُر اُمید زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے۔

۵۔ مسیحی خدمت اور روحانی نعمتیں فضل ہی کی بدولت ہیں۔

ا۔ مسیحی خدمت "فضل کی خدمت" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہ تو انسان نے ایجاد کی اور نہ اسے اپنی مرضی سے اختیار کیا جاتا ہے بلکہ یہ خدا کی طرف سے اس کے سپرد ہوئی ہے۔ پولس رسول گواہی دیتا ہے کہ رسولی خدمت خدا کے فضل کی خدمت ہے (افسیوں ۳: ۷-۸؛ گلتیوں ۲: ۹)۔ صرف یسوع کے رسول ہی نہیں بلکہ دیگر خادموں کو بھی اُس کے فضل ہی سے خدمت سپرد ہوئی ہے۔ پولس رسول نے تیمتھیس کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا "پس اے میرے فرزند! تو اس فضل سے جو مسیح یسوع میں ہے مضبوط بن" (۲-تیمتھیس ۲: ۱)۔ اُس نے مقدسین کو، نگہبانوں کو اور فلپی کے خادموں کو یہ کہا "تم سب میرے ساتھ فضل میں شریک ہو" (فلپیوں ۱: ۷)۔ فضل مسیح کے سچے خادموں کے وسیلے سے اور اُن میں کام کرتا ہے اور وہ محتاج لوگوں تک اس عجیب و غریب فضل کو پہنچاتے ہیں (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱۰)۔

ب۔ روحانی نعمتیں فضل کی نعمتیں ہیں: عہدِ جدید میں روحانی نعمتوں کے لئے لفظ خرس متا charismata استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ خرس یعنی فضل سے مشتق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو نعمتیں ایک مسیحی کو بخشی گئی ہیں وہ نہ تو قدرتی استعداد ہیں اور نہ انسانی مساعی کے کارہائے نمایاں بلکہ وہ خدا کی جانب سے مفت نعمتیں ہیں۔

یہ نعمتیں خدا کے لوگوں کو اس لئے بخشی گئی ہیں تاکہ مسیح کے بدن کی زندگی قائم رہے اور ترقی پائے (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۴-۷)۔ نعمتیں طرح طرح کی ہیں اور ہر مسیحی کے پاس ایک جیسی نعمتیں نہیں ہوتیں (رومیوں ۱۲: ۶)۔ ہر ایک ایماندار کو پہچاننا چاہیئے کہ خدا نے اُسے کون کونسی نعمتیں دی ہیں اور اُسے انہیں مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کے مفاد کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔

درحقیقت ہر ایک مسیحی "خرس متک" ہے۔ اس کے بارے میں پاک کلام کی تعلیم صاف ہے: "ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۳) اور "ہر شخص میں رُوح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۷)۔ اِس میں شک نہیں کہ بنیادی طور پر ہر ایک مسیحی کو ہر اُس نعمت کو جو اُس کے اندر ہے چمکاتے رہنا ہے (۲-تیمتھیس ۱: ۶)، اور یہ بھی کہ وہ رُوح سے متواتر معمور ہوتا رہے (افسیوں ۵: ۱۸)۔ ایسا ہونے پر خدا کا فضل جاری رہتا ہے اور ایک عضو سے لے کر دوسرے عضو تک مسیح کے تمام بدن میں پھیلتا جاتا ہے اور یہ فضل چھلک چھلک کر کناروں سے باہر نکل جاتا ہے جس سے باہر کے لوگ بھی استفادہ کرتے ہیں۔

لہٰذا اپنے لوگوں کے لئے خدا کا عظیم مقصد فضل پر مبنی ہے۔ ابتدائی طور پر وہ خداوند یسوع مسیح میں فضل ہی سے ہمیں بچانے کے لئے آتا ہے۔ پھر یہ فضل خدا کے لوگوں میں اور ان کے وسیلے سے متواتر مصروفِ کار رہتا ہے۔

فضیض۔ ہفی صیص:- ایک لاوی سردار جس کی ہیکل میں خدمت کی اٹھارھویں باری تھی (۱-تواریخ ۲۴: ۱۵)۔

فطیر:- (عربی)- تازہ گندھا ہوا آٹا جس میں خمیر نہ ہو۔ اس کا ذکر کتابِ مقدس میں عید فسح کے سلسلے میں آتا ہے۔ دیکھئے عیدِ فطیر۔

فعری۔ فعرائی:- داؤد بادشاہ کے بہادروں میں سے ایک۔ اسے اربی کا لقب دیا گیا ہے (۲-سموئیل ۲۳: ۳۵)۔ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۷ میں اسے نعرئی بن ازبی کہا گیا ہے۔

فعلتی۔ فعلتائی:- (عبرانی = یہوواہ اجر ہے)۔ داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ایک لاوی دربان۔ یہ عوبید ادوم کا آٹھواں بیٹا تھا (۱-تواریخ ۲۶: ۵)۔

فغور۔ فعور:- (عبرانی = شگاف)۔ ۱۔ موآب کا ایک پہاڑ جس کی چوٹی پر بلق بلعام کو لے گیا تاکہ وہ بنی اسرائیل پر لعنت بھیجے (گنتی ۲۳: ۲۸)۔

۲۔ ایک دیوتا کے نام کا مخفف۔ پورا نام بعل فغور ہے۔ بنی اسرائیل کو موآبی عورتوں نے بعل فغور کی عبادت کرنے کے گناہ میں پھنسایا (گنتی ۲۵: ۳)۔ یہ مخفف اِن حوالوں میں آتا ہے گنتی ۲۵: ۱۸؛ ۳۱: ۱۶؛ یشوع ۲۲: ۱۷۔

فقح۔ فاقح:- (عبرانی = کھولنا)۔ رملیاہ کا بیٹا۔ فقحیاہ کا جانشین جسے اُس

نے جلعادیوں کی مدد سے سامریہ میں قتل کیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۵)۔ یوں اُس نے اسرائیل کا تخت چھین کر تقریباً ۷۴۰ سے ۷۳۲ ق م تک حکومت کی۔ اُس کی سلطنت کی ابتدا شاہِ یہوداہ عزریاہ کے باونویں برس میں ہوئی (آیت ۲۷)۔ اُس کے عہد کے دوسرے برس میں شاہ عزیاہ کا بیٹا یوتام سلطنت کرنے لگا (آیت ۳۲)۔ فقح نے اسور کے خلاف محاذ قائم کیا جس میں شاہِ ارام رضین کو بھی شامل کیا تاکہ یہوداہ کے بادشاہ یوتام پر چڑھائی کرکے اُسے بھی اسور کے خلاف لڑنے پر مائل کرے (آیت ۳۷)۔ یسعیاہ نے اُسے اور اُس کے جانشین آخز کو مشورہ دیا کہ وہ غیر جانبدار رہیں (یسعیاہ ۷ باب)۔ فقح نے یروشلیم پر چڑھائی کی لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا (۲-سلاطین ۱۶: ۵)۔ لیکن اُس کے ساتھی رضین نے ایلات کو فتح کر لیا۔ دریں اثنا فقح نے یہوداہ سے لڑائی کی اور بہت لوگوں کو قتل کیا اور بہتوں کو اسیر کرکے یرنجو سے سامریہ لے آیا (۲-تواریخ ۲۸: ۶-۸)۔ لیکن عودد نبی کے کہنے پر انہیں بعد میں آزاد کر دیا گیا (آیات ۸-۱۳)۔ اس حملے کے پیشِ نظر آخز نے اسور کے بادشاہ ★ تگلت پلاسر سوم سے مدد کی درخواست کی۔ ۷۳۲ ق م میں اسوریوں نے دمشق اور شمالی اسرائیل پر دھاوا بولا۔ جن شہروں پر حملہ کیا اُن کے نام ۲-سلاطین ۱۵: ۲۵-۲۹ میں درج ہیں اور اس کی تائید تگلت پلاسر کی اپنی تاریخ سے بھی ہوتی ہے۔ اسوریوں کے اس حملے کے نتیجے میں اسرائیل کا آدھے سے زیادہ علاقہ اسور کے قبضے میں آ گیا۔ ہوسیع بن ایلہ نے فقح کے خلاف سازش کی اور اُسے قتل کرکے اُس کی جگہ خود لے لی۔ تگلت پلاسر کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی رضامندی سے کیا گیا۔

فقح بدکار یربعام کے نقشِ قدم پر چلا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۸)۔

فقحیاہ - فقح یاہ: (عبرانی = یہوواہ نے کھولا ہے)۔ اسرائیل کا ستارہواں بادشاہ مناحم کا بیٹا۔ یہ ایک بدکار بادشاہ تھا کیونکہ اس نے یربعام کی بت پرست رسومات کی پیروی کی (۲-سلاطین ۱۵: ۲۴)۔ اس نے بمشکل دو سال حکومت کی ہوگی۔ اُسے ★ فقح نے قتل کر دیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۲-۲۶)۔ اس کا باپ مناحم اور یہ بنی اسرائیل میں اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے شاہِ اسور سے معاہدہ کیا اور اس کے مطیع ہو گئے (۲-سلاطین ۱۵: ۲۰ وغیرہ)۔

فقود: (عبرانی = عذاب الٰہی)۔ ایک ارامی قبیلہ جو دریائے دجلہ کے دہانے کے پاس مشرق میں آباد تھا۔ یہ حزقی ایل کے زمانے میں کسدی مملکت کا حصہ تھا (یرمیاہ ۵۰: ۲۱؛ حزقی ایل ۲۳: ۲۳)۔

فقیر، بھکاری: بھیک مانگنے والا۔ موسیٰ کے زمانہ میں بھیک مانگنا ابھی پیشہ نہیں بنا تھا۔ موسوی شریعت میں غریبوں کی مدد کا اچھا انتظام تھا۔ اسیری کے بعد جب شہر آباد ہوئے اور آبادی بڑھی تو بھیک مانگنا بھی ایک پیشہ بن گیا۔ اگرچہ نئے عہدنامہ میں لفظ فقیر شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے تو بھی بھیک مانگنے والوں کا بار بار ذکر ہوا۔ عام طور پر یہ معذور شخص ہوتے تھے۔ اندھے (متی ۹: ۲۷؛ ۲۰: ۳۰؛ مرقس ۱۰: ۴۶-۵۲؛ لوقا ۱۸: ۳۵؛ یوحنا ۹: ۸، ۹)، لنگڑے (اعمال ۳: ۱-۱۷) وغیرہ۔ شاید سب سے مشہور مانگنے والا لعزر تھا جو دولت مند کے دروازے پر ڈالا جاتا تھا (لوقا ۱۶: ۱۹-۳۱)۔

فقیہ: یہودی علما کی ایک جماعت جو بطور پیشہ شریعت کا باقاعدہ مطالعہ اور اُس کی تفسیر و تشریح کیا کرتی تھی۔ نئے عہدنامہ میں انہیں عام طور پر "فقیہ" کہا گیا ہے جو عبرانی لفظ سوفریم کا ہم معنی لفظ ہے۔ انہیں "عالم شرع" (متی ۲۲: ۳۵؛ لوقا ۷: ۳۰؛ ۱۰: ۲۵؛ ۱۱: ۴۵؛ ۱۴: ۳) اور "شرع کے معلم" (لوقا ۵: ۱۷؛ اعمال ۵: ۳۴) بھی کہا گیا ہے۔ انہیں نئے عہدنامہ میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے اور ان کا ذکر اکثر فریسیوں کے ساتھ آتا ہے (متی ۵: ۲۰؛ ۱۲: ۳۸؛ ۱۵: ۱؛ ۲۳: ۲، ۱۳ وغیرہ؛ مرقس ۷: ۵؛ لوقا ۵: ۲۱، ۳۰؛ ۶: ۷؛ ۱۱: ۵۳؛ ۱۵: ۲؛ یوحنا ۸: ۳)۔ لیکن ان کا ذکر علیحدہ بھی آیا ہے۔ وہ سب فریسی نہیں تھے (متی ۹: ۳؛ مرقس ۲: ۶؛ ۳: ۲۲؛ ۹: ۱۴؛ لوقا ۲۰: ۳۹)۔ فریسی ایک مذہبی جماعت تھی جبکہ فقیہ عہدیدار تھے۔ فقیہوں کی اکثریت فریسی جماعت ہی سے تعلق رکھتی تھی اور فریسی اُن کی تفسیروں کو قبول کرتے تھے۔ بعض بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ صدوقیوں کے اپنے فقیہ تھے (مرقس ۲: ۱۶؛ لوقا ۵: ۳۰؛ اعمال ۲۳: ۹)۔

نئے عہدنامہ میں فقیہوں کی مضبوط پوزیشن ایک طویل نشوونما کا نتیجہ تھی۔ اسیری سے پیشتر کے دنوں میں فقیہ عام محرر، حکومت کے سیکرٹری اور شریعت اور دیگر دستاویزات کے نقل نویس تھے (۲-سموئیل ۸: ۱۷؛ ۲۰: ۲۵؛ ۱-سلاطین ۴: ۳؛ ۲-سلاطین ۱۲: ۱۰؛ یرمیاہ ۸: ۸؛ ۳۶: ۱۸؛ امثال ۲۵: ۱)۔ فقیہوں کے منصب کی خصوصی نوعیت سب سے پہلے عزرا کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے جب اُس نے اسیری سے واپس آنے والوں کو شریعت کی تعلیم دینی شروع کی (عزرا ۷: ۶، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۱)۔ شروع شروع میں یہ ذمہ داری قدرتی طور پر کاہنوں کی تھی (نحمیاہ باب ۸)۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک پیشہ ور جماعت وجود میں آ گئی جس نے اپنے آپ کو شریعت کی حفاظت کرنے، نقل کرنے اور اُس کی تشریح و تفسیر کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ جب یونانی دور میں کاہنوں

کا اونچا طبقہ زیادہ تر بُت پرستی میں ملوّث ہوگیا تو فقیہ شریعت کے محافظ اور عوام کے حقیقی اُستاد بن گئے۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ تک وہ شریعت کے مُصدّقہ مُفسّر اور یہودیت کے باوقار نمائندے بن گئے۔ لوگ ان کی بڑی عزّت کرتے تھے اور وہ انہیں "ربّی" کہہ کر مخاطب کرتے تھے جس کا مطلب ہے "میرے آقا یا اُستاد"۔ وہ بڑے فخر و تمکنت کے ساتھ ہمیشہ پہلی صفوں میں بیٹھتے اور امرا کی طرح لمبے لمبے چوغے پہنتے تھے (متّی ۲۲: ۵-۷؛ مرقس ۱۲: ۳۸-۳۹؛ لوقا ۱۱: ۴۳؛ ۲۰: ۴۶)۔ وہ اپنے شاگردوں سے والدین سے بھی بڑھ کر عزّت کرانے کا تقاضا کرتے تھے۔

آپس میں بحث و مباحث اور تبادلۂ خیالات میں آسانی کے لئے فقیہ ایک برادری کی صورت میں رہتے تھے اور ان کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز یروشلیم تھا (متّی ۱۵: ۱؛ مرقس ۳: ۲۲)، لیکن وہ گلیل کے علاقہ میں (لوقا ۵: ۱۷) اور یہاں تک کہ وہ دوسرے ممالک کے یہودیوں میں بھی پائے جاتے تھے۔

شریعت کو ضابطۂ حیات قبول کرنے کے باعث اُن کا بنیادی کام شریعت کا مطالعہ کرنا اور اُس کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے روزمرّہ کی زندگی کے لئے اصول بیان کرنا تھا۔ شریعت میں تفصیلات کی کمی کو وہ اپنے خود ساختہ اور پیچیدہ سلسلہ تعلیمات کے ذریعے پورا کرتے تھے تاکہ شریعت کی قدوسیّت برقرار رہے۔ وہ شریعت کے گرد باڑھ باندھنے کے باعث، شریعت کے اصل تقاضوں سے کہیں زیادہ بوجھ آدمیوں پر لاد دیتے تھے جن کا اُٹھانا مشکل تھا (لوقا ۱۱: ۴۶؛ متّی ۲۳: ۴)۔ چونکہ وہ بڑی تحقیق و تفتیش سے عہدِعتیق کے پوشیدہ معنی دریافت کرتے تھے اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ وہ ابدی زندگی کے مستحق ہیں (یوحنّا ۵: ۳۹)۔ فقیہوں کی اس وسیع اور پیچیدہ تعلیمات کے مجموعہ کو "بزرگوں کی روایات" کہا جاتا تھا (متّی ۱۵: ۲-۶؛ مرقس ۷: ۱-۱۳)۔ یہ سینہ بہ سینہ پہنچائی جاتی تھیں اور ان کا ماہر بننے کے لئے طویل مطالعہ کی ضرورت تھی۔ عوام شریعت کو جاننے کی خواہش کے باعث ان اُستادوں سے رجوع کرتے تھے۔ وہ عبادت خانوں میں تعلیم دیتے اور اپنے شاگردوں کو اپنے فقیہی مدرسوں میں تربیّت دیتے تھے۔ اُس زمانہ میں تمام اعلےٰ تعلیم ان کے ہاتھوں میں تھی۔ چونکہ وہ قانون کا علم رکھتے تھے اس لئے اکثر انہیں یہودی عدالتوں میں منصف مقرر کیا جاتا تھا۔ اُن کی صدرِ عدالت میں تعداد کافی تھی (متّی ۲۶: ۵۷؛ مرقس ۱۴: ۴۳؛ ۱۵: ۱؛ لوقا ۲۲: ۶۶؛ اعمال ۴: ۵)۔ چونکہ فقیہ بطور جج کام کرتے تھے اور شریعت ججوں کو تحفے اور رشوت لینے سے منع کرتی تھی (خروج ۲۳: ۸؛ استثنا ۱۶: ۱۹) اس لئے انہیں گذر اوقات کے لئے دیگر کام کرنے پڑتے تھے۔ اگرچہ ان کا بنیادی کام فقہ ہی تھا تو بھی ان کی اکثریت پولس کی مانند (اعمال ۱۸: ۳) کوئی نہ کوئی ہُنر ضرور جانتی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصول صرف اُن کی عدالتی سرگرمیوں تک ہی محدود تھا۔ اس کا تعلق ان کے تدریسی کاموں سے قطعاً نہیں تھا۔ مسیح خداوند نے ان کے لالچ کی جو مذمّت کی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ تعلیم و تدریس مفت مہیّا کرتے تھے تو بھی اُنہوں نے معاوضہ وصول کرنے کے دیگر طریقے اختیار کر رکھے تھے (مرقس ۱۲: ۴۰؛ لوقا ۲۰: ۴۷)۔

چونکہ خداوند مسیح نے فقیہوں کی شریعت میں حاشیہ آرائی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا (یوحنّا ۵: ۱۰-۱۸؛ مرقس ۷: ۱-۱۳) اس لئے فقیہ اُن کی زبردست مخالفت کرنے لگے۔ مسیح خداوند کی تمام خدمت کے دوران وہی اُن کے سب سے بڑے مخالف رہے (مرقس ۲: ۱۶؛ لوقا ۵: ۳۰؛ ۱۵: ۲)۔ بدیں وجہ مسیح خداوند نے ان کی ریاکاری اور سخت نفرت کی مذمّت کی (دیکھئے متّی باب ۲۳)۔ انہوں نے مسیح کی موت (متّی ۲۶: ۵۷؛ ۲۷: ۴۱؛ مرقس ۱۵: ۱، ۳۱؛ لوقا ۲۲: ۶۶؛ ۲۳: ۱۰) اور ابتدائی کلیسیا کو ستانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا (اعمال ۴: ۵؛ ۶: ۱۲)۔ لیکن تمام فقیہ بُرے نہیں تھے کیونکہ نیکدیمس اور گملی ایل بھی انہی میں سے تھے۔ مجموعی طور پر وہ روحانیت سے عاری تھے اور اُن میں فریسیت کی رُوح سمائی ہوئی تھی۔ نیز دیکھئے یہ بات: بائبل ۴۱

فلاخُن :- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۵

فلایاہ :- (عبرانی = یہوواہ کمال ہے)۔

۱۔ شاہی خاندان سے الیوعینی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۳: ۲۴)۔

۲۔ یہی نام اُس لاوی کا بھی تھا جس نے دوسروں کے ساتھ عزرا کی مدد کی کہ عوام کو خدا کی شریعت سمجھائے (نحمیاہ ۸: ۷)۔ بعد ازاں اُس نے عہد پہ مُہر بھی لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۰)۔

فِلپّس - فیلبوس :- (یونانی = گھوڑوں کا شائق۔ چونکہ عربی میں پ کی آواز نہیں ہوتی اس لئے اسے فیلبوس کہتے ہیں۔ یہی ہجے کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوئے ہیں)۔ نئے عہدنامہ میں اس نام کے چار شخصوں کا ذکر ہوا۔

۱۔ ہیرودیس اعظم اور شمعون سردار کاہن کی بیٹی مریمنے کا بیٹا۔ کچھ عرصہ تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ انطیپطر کا جانشین ہوگا لیکن یہ انتظام بعد کے تبدیل شدہ وصیت ناموں سے رد کر دیا

گیا اور وہ ایک عام شہری ہو کر زندگی بسر کرتا رہا۔ مؤرّخ کہتے ہیں کہ اس کا اصل نام فلپّس نہیں بلکہ ہیرودیس تھا۔ لیکن چونکہ ہیرودیس نام کے بہت سے بادشاہ گزرے ہیں اس لئے اسے اوروں سے تمیز کرنے کے لئے فلپّس کا اضافی نام دیا گیا تھا۔ اس کی بیوی ★ ہیرودیاس جو سلومی کی ماں تھی، اسے چھوڑ کر اس کے سوتیلے بھائی ★ انتپاس کے ساتھ رہنے لگی، جس کی وجہ سے یوحنّا بپتسمہ دینے والے نے ان کو ملامت کی (لوقا ۳ : ۱۹؛ متّی ۱۴ : ۳؛ مرقس ۶ : ۱۷)۔ نیز دیکھئے ہیرودیس۔

۲۔ ہیرودیس اعظم اور اُس کی پانچویں بیوی کلیوپترا کا بیٹا۔ یہودی مؤرّخ ★ یوسیفس کے مطابق اُس کی پرورش روم میں ہوئی۔ ہیرودیس کے وصیّت نامہ کے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے قیصر ★ اوگوستس نے اسے اتوریہ، ترخونی تس اور کچھ دیگر علاقوں کا حاکم مقرر کیا (لوقا ۳ : ۱)۔ وہ ۳۷ سال حکومت کرنے کے بعد ۳۳/۳۴ء کے موسمِ سرما میں وفات پا گیا۔ اپنے باقی رشتہ داروں سے وہ مختلف تھا۔ وہ انصاف اور اعتدال پسندی سے سلطنت کرتا رہا۔ اس کی موت پر اس کا علاقہ سوریہ میں ضم کیا گیا۔ ۳۷ء میں قیصر گیس کلیگلہ نے اس علاقہ کو اگرپا کے ماتحت کر دیا (اعمال ۱۲ : ۱؛ ۱۲ : ۱۰ - ۲۳ میں اسے ہیرودیس کہا گیا ہے)۔ اگرپا ہیرودیس اعظم اور مرینمے کا پوتا اور ارستبولس کا بیٹا تھا۔

فلپّس نے پنیاس کا شہر دوبارہ تعمیر کروا کر اسے قیصریہ فلپّی کا نام دیا (متّی ۱۶ : ۱۳؛ مرقس ۸ : ۲۷)۔ شہر کے نئے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رومی حکومت کا کتنا ہمدرد تھا۔ یہ پہلا یہودی بادشاہ تھا جس نے رومی شہنشاہوں کی صورت اپنے سکوں پر مضروب کروائی۔ اُس نے ہیرودیس کی بیٹی سلومی سے شادی کی۔ اُس کے کوئی اولاد نہ تھی۔

۳۔ فلپّس رسول: رسولوں کی فہرست میں پانچواں نام فلپّس کا ہے (متّی ۱۰ : ۳)۔ شمعون اور اندریاس کے بلاوے کے اگلے دن خداوند مسیح نے اسے بلایا۔ اور فلپّس، نتن ایل کو مسیح کے پاس لایا (یوحنّا ۱ : ۴۵ - ۴۹)۔ فلپّس کا گھر اس کے قریب تر رفقاء شمعون اور اندریاس کی طرح گلیل کے بیت صیدا میں تھا (یوحنّا ۱ : ۴۴)۔ ممکن ہے کہ وہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کا شاگرد تھا۔ خداوند مسیح نے اس سے پوچھا تھا کہ پانچ ہزار کی بھیڑ کے لئے کھانے کا کیسے انتظام کیا جائے (یوحنّا ۶ : ۵)۔ فلپّس نے سیدھا جواب دینے کی بجائے حساب لگا کر بتایا کہ دوسو دینار کی رقم اس کے لئے درکار ہوگی۔ فلپّس کے پاس کچھ یونانی غالباً اس کے یونانی نام کی وجہ سے آئے تاکہ وہ یسوع سے اُن کا تعارف کروائے (یوحنّا ۱۲ : ۲۱ مابعد)۔ یہ فلپّس ہی تھا جس نے خداوند مسیح سے درخواست کی تھی کہ باپ کو ہمیں دکھا (یوحنّا ۱۴ : ۸)۔

۴۔ فلپّس مُبشّر: یہ اُن سات میں سے ایک تھا جنہیں کلیسیا نے کھانے پینے (دسترخوانوں) کے انتظام کے لئے چُنا تھا (اعمال ۶ : ۲ - ۵ نیز دیکھئے ڈیکن)۔

★ ستفنس کی شہادت کے بعد فلپّس سامریہ میں منادی کے لئے گیا۔ وہاں اس کی خدمت بہت موثر ثابت ہوئی (اعمال ۸ : ۵ - ۱۳)۔ اس کے بعد اُسے جنوب میں یروشلیم اور غزّہ کو جانے والی سڑک پر بھیجا گیا تاکہ ملکہ کنداکے کے وزیر حبشی خوجہ کو مسیح کی خوشخبری سنائے (اعمال ۸ : ۲۶ - ۳۸)۔ اُس کے بعد رُوح اُسے اُٹھا لے گیا اور وہ اشدود میں آ نکلا۔ منادی کرتے کرتے وہ قیصریہ پہنچا (اعمال ۸ : ۳۹ - ۴۰)۔ اس نے غالباً وہیں سکونت اختیار کی (اعمال ۲۱ : ۸)۔ اس حوالے میں اُسے مُبشّر کہا گیا ہے تاکہ فلپّس رسول سے تمیز کی جائے۔ اُس کی چار کنواری بیٹیاں تھیں جو نبوت کرتی تھیں (اعمال ۲۱ : ۹)۔

فلپّی۔ فیلپّی:- مشرقی مکدنیہ کا ایک اہم شہر۔ اسے سکندرِ اعظم کے والد فلپّس دوم نے ۳۵۸ - ۳۵۷ ق م میں جنگی نکتۂ نگاہ سے تعمیر کیا تھا۔ چونکہ یہ شمالی یونان کی اہم سڑکوں کے قریب واقع تھا اس لئے وہ ۴۲ ق م میں جنگ کا مرکز بن گیا جس میں انطونی نے بروٹس اور کاسیئس کو شکست دی۔ ایکٹیم کے بعد (۳۱ ق م) اوکتادیان (مستقبل کا اوگوستس) نے اسے رومی بستی قرار دیا اور انطونی کے حامیوں کو یہاں لا کر بسایا کیونکہ اطالیہ میں ان کی موجودگی خطرے کا سبب بن سکتی تھی۔

فلپّی میں ایک طبی دارالعلوم تھا جس کا تعلق حکیموں کی اُس جماعت سے تھا جو کہ ابتدائی طبِ یونانی کے پیروکار تھے اور تمام یونانی سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ لُوقا کا تعلق فلپّی سے تھا۔ لُوقا نے فلپّی کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس میں فخر کی جھلک نظر آتی ہے: "مکدُنیہ کا شہر اور اُس قسمت کا صدر" (اعمال ۱۶ : ۱۲)۔ درحقیقت امفپلس صدر مقام تھا۔ ڈبلیو۔ ایم۔ ریمزے فرماتے ہیں:

"بعد ازاں فلپّی اپنے مدِمقابل پر غالب آ گیا، لیکن یہ اُس وقت اور اُس حالت میں ہوا جبکہ عام رائے کے مطابق امفپلس پہلا تھا اور خود اپنی رائے کے مطابق فلپّی پہلا تھا۔ یونانی تاریخ کے طالبعلم جانتے ہیں کہ دو یا تین شہروں میں صدر مقام ہونے کیلئے رقابت ایک عام بات تھی۔"

فلپّی پہلا یورپی شہر ہے جس میں مسیحی مُبشّروں نے انجیل سُنائی۔ پولس کا اِس علاقے کو چُننا، اس کے بشارتی طریقۂ کار پر روشنی ڈالتا ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۶ از

فلپیوں کا خط- فلپیوں کا خط :-

نوٹ :- مزید سوالات پر بحث کے لئے دیکھئے قید خانے کے خطوط -

فلپیؔ شمالی مکدنیہ کا ایک شہر تھا- اس کا نام سکندر اعظم کے والد فلپس کے نام پر رکھا گیا تھا جس کی سلطنت پنجاب میں ٹیکسلا تک پھیلی ہوئی تھی - نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یہ رومی بستی (کالونی) تھی - رومی کالونیاں وہ شہر تھے جن میں اوّل اوّل تجربہ کار سپاہی بس گئے تھے - رومی قانون کے مطابق شہر کا کاروبار لاطینی زبان میں انجام دیا جاتا تھا اس لئے شہر کے باشندوں کو اپنی رومی شہریت کا بڑا زبردست احساس تھا- یہ حقیقت اُس مثال کو جو پولس رسول نے ۳: ۲۰ میں دی، زیادہ پُر زور بنا دیتی ہے -

فلپیؔ پہلا یورپی شہر تھا جہاں پولس رسول نے منادی کی- یہ منادی اُس رویا کے جواب میں کی گئی جو پولس رسول نے تروآس میں دیکھی کہ "ایک مکدُنی آدمی کھڑا ہؤا اُس کی منّت کر کے کہتا ہے کہ پار اتر کر مکدُنیہ میں آ اور ہماری مدد کر" (اعمال ۱۶: ۹-۱۰)- یہاں کے پہلے یورپی نو مرید لُدیہ اور فلپیؔ کا داروغہ جیل تھے جن کی تبدیلی کا حال اعمال ۱۶: ۱۱-۳۴ میں درج ہے - فلپیؔ میں خوشخبری کی منادی بڑی معنی خیز تھی کیونکہ یہ مغرب کی طرف پیش قدمی کا پہلا قدم تھا- گو مشرق میں بھی مسیحی ایمان پھیلا، لیکن اُسے یورپ میں بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی-

۱- لکھنے وقت کے حالات

پولس رسول نے اس خط کو رومہ میں اپنی قید کے دوران میں ۶۱-۶۲ء کے درمیان لکھا (۱: ۱۳، ۱۷؛ ۴: ۲۲؛ اعمال باب ۲۸)- اُس کی قید، مخالف مُبشّروں کے باعث جو مقابلہ کی رُوح میں منادی کیا کرتے تھے زیادہ بوجھ کا باعث بن گئی تھی (۱: ۱۵-۱۸)- پولس رسول نے یہ خط فلپیوں کو اِپفردِتُس کے ہاتھ بھیجا تاکہ کلیسیا کو یقین دلائے کہ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکا ہے اور ان کی تشویش کم ہو جائے (۲: ۲۵-۳۰)-

۲- لکھنے کا مقصد

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت فلپیؔ کی کلیسیا کسی خاص مسئلے سے دوچار نہیں تھی جسے پولس رسول نے درست کرنے کی ضرورت محسوس کی ہو- جماعت میں دو عورتیں تھیں جو ایک دوسرے کی مخالف تھیں- گو پولس کلیسیا کو خوشخبری کے لئے مل جُل کر کوشش کرتے کی نصیحت کرتا ہے تو بھی یہ افتراق کسی بڑے مسئلہ کی نشاندہی نہیں کرتا- وہ انہیں یہودیت کا پرچار کرتے والے اُستادوں سے خبردار رہنے کی تلقین کرتا ہے جو نجات کے لئے ختنہ کو لازمی قرار دیتے تھے اور اپنے مرتبہ کو مالی فائدہ کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتے تھے (۳: ۱۷-۱۹)- لیکن یہ فلپیؔ میں درحقیقت کوئی متنازع فیہ مسئلہ نہ تھا- لیکن اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ اُن دنوں میں یہ تعلیم ہر جگہ کلیسیا کے لئے خطرے کا باعث بنی ہوئی تھی- اس کے پیشِ نظر مسیحیوں کو برابر ہوشیار و بیدار رہنے کی ضرورت تھی-

پولس رسول کا اس خط کو لکھنے کا خاص مقصد، فلپیوں کی اپنے ساتھ خوشخبری میں رفاقت رکھنے کے لئے شکریہ ادا کرنا تھا جس کا اظہار انہوں نے اُسے امداد بھیج کر کیا تھا (۴: ۱۰-۲۰)- اُنہیں یہ یقین دلانا تھا کہ وہ اپنی قید کے سبب سے دل برداشتہ نہیں ہے بلکہ خوش ہے کیونکہ اس کے سبب انجیل کو مزید ترقی ہوئی ہے اور قیصری سپاہیوں (۱: ۱۲-۱۳) اور حکومت کے منتظمین کے درمیان (۴: ۲۲) خوشخبری کو پھیلانے کا موقع ملا ہے - اس کے سبب سے رومہ میں دیگر بھائیوں کی گواہی دینے میں بھی حوصلہ افزائی ہوئی ہے (۱: ۱۴)-

۳- خط کا مضمون

ا- تمام کا تمام خط پولس رسول کے بشارتی جذبہ کی عکاسی کرتا ہے - اُس کی تمام تر خواہش یہ تھی کہ مسیح کی منادی کی جائے - اُس کی نظر میں زندہ رہنا یا مرنا کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا بشرطیکہ اُس کی یہ خواہش پوری ہوتی رہے (۱: ۲۰-۲۴)- ایک اور خصوصیت جو بڑی نمایاں ہے وہ پولس اور اس کلیسیا کے درمیان محبت کے تعلقات، خوشی اور ایک دوسرے پر بھروسہ ہے - لفظ "خوشخبری" نو مرتبہ اور واحد متکلم اسم ضمیر تقریباً سَو مرتبہ استعمال ہؤا ہے -

ب- اس خط کا کلیدی لفظ "خوشی" ہے - الفاظ "خوشی" اور "خوشی منانا" پندرہ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں - پولس رسول تمام حالات میں خوشی مناتا ہے اور وہ اپنے قارئین کو بھی یہی نصیحت کرتا ہے کہ اپنی تمام فکریں خدا پر ڈال دو، اُسے تمہاری فکر ہے (۴: ۴-۷)-

ج- اس خط میں علم الٰہی کی دو مشہور عبارتیں پائی جاتی ہیں- یہ بات بڑی اہم اور قابلِ غور ہے کہ پولس رسول انہیں علم الٰہیات کے مسئلے کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ اس صورت میں کہ یہ گہری سطح پر مسیحی زندگی بسر کرنے کے لئے بنیاد ہیں -

(۱) ۲: ۵-۱۱- اس میں خداوند یسوع مسیح کا اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر خالی کرنے کا بیان ملتا ہے - انہوں نے یہاں تک پستی اختیار کی اور یہاں تک فرمانبردار رہے کہ صلیبی موت گوارا کی - اس سلسلہ میں وہ تمام

مسیحیوں کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں ایک نمونہ ہیں کہ وہ بھی ویسا ہی مزاج رکھیں جیسے یسوع مسیح کا تھا۔ لفظ خالی کرنے (یونانی = kenosis) پر کافی بحث و تمحیص ہوئی ہے کہ جب خداوند یسوع مسیح انسان بنے تو انہوں نے اپنے آپ کو اپنے الٰہی اختیار سے کہاں تک خالی کر دیا تھا؟ یہ ضروری نہیں کہ ہم اس بات کو قبول کریں کہ ان کے خالی ہونے نے یہ امکان پیدا کر دیا تھا کہ اُن سے غلطی سرزد ہو سکتی تھی۔

(۲) ۳: ۲-۱۶۔ اس بیان میں پولس کی راستبازی کے بارے میں گواہی پائی جاتی ہے کہ یہ شریعت کے کاموں سے نہیں بلکہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کمل راستبازی کے پیش نظر وہ اُس راستبازی کو جو اُس نے مسیح کو قبول کرنے سے پیشتر اپنے زعم میں اپنے کاموں سے کمائی تھی کوڑے کی مثل رد کر دیتا ہے۔ تاہم یہ مفت راستبازی اُس کی مساعی کو کم نہیں کرتی بلکہ بڑھاتی ہے۔ وہ آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہے تاکہ اس انعام کو حاصل کرے جس کے لئے خدا نے اُسے مسیح یسوع میں اوپر بلایا ہے۔ اس مساعی کا مقصد نجات کمانا نہیں تھا بلکہ یہ حقیقت تھی کہ مسیح نے اُسے اپنا بنا لیا ہے۔

۴۔ خاکہ

۱۔	۱: ۱-۲	سلام
۲۔	۱: ۳-۱۱	شکرگزاری اور دعا
۳۔	۱: ۱۲-۲۶	پولس کے موجودہ حالات اور اُس کا اُن کے بارے میں رویّہ
۴۔	۱: ۲۷-۲: ۱۸	مسیح کی سی خداپرستی اور فروتنی کے لئے نصیحت۔
۵۔	۲: ۱۹-۳۰	تیمتھیس اور اپفردتس کو بھیجنے کی تجویز
۶۔	۳: ۱-۲۱	پولس کی راستبازی کے بارے میں گواہی کہ یہ ایمان سے ملتی ہے اور جو اس کے خلاف تعلیم دیتے ہیں ان کے خلاف تنبیہ۔
۷۔	۴: ۱-۹	خوشی منانے اور اُن باتوں پر سوچ بچار کرنے کے لئے نصیحت جو ترقی کا باعث ہیں۔
۸۔	۴: ۱۰-۲۰	فلپیوں کی کلیسیا کی مدد کے لئے شکرگزاری۔
۹۔	۴: ۲۱-۲۳	سلام اور کلماتِ برکت۔

فلت - فالَت:- اونان کی اولاد سے ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۳۳)۔

فلطی - فَلطی:- (عبرانی = مخلصی دی گئی)۔ اُن بارہ جاسوسوں میں سے ایک جنہیں ملک کنعان کی خبر لانے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ بنیمین کے قبیلے کا تھا (گنتی ۱۳: ۹)۔

فلطی ایل - فطلی ایل:- (عبرانی = خدا مخلصی دیتا ہے)۔ ۱- بنی اشکار کا ایک سردار، عزّان کا بیٹا (گنتی ۳۴: ۲۶)۔

۲- وہ شخص جسے ساؤل نے اپنی بیٹی میکل کو دیا۔ اسے ۱-سموئیل ۲۵: ۴۴ میں فلطی کہا گیا ہے۔

فلج - فالج:- (عبرانی = تقسیم)۔ ۱- عبر کا بیٹا، یقطان کا بھائی اور رعو کا باپ (پیدائش ۱۰: ۲۵؛ ۱۱: ۱۶-۱۹؛ ۱-تواریخ ۱: ۲۵)۔ اس کے نام کی وجہ شاید یہ الفاظ ہیں "زمین اُس کے ایام میں بٹی" (پیدائش ۱۰: ۲۵)۔ یہ زبان میں اختلاف پڑنے کی طرف اشارہ ہے جس کی وجہ سے نوح کے خاندان کے لوگ روئے زمین پر پراگندہ ہوئے (پیدائش ۱۱: ۱-۹)۔

۲- مسیح کے نسب نامے میں ایک شخص (لوقا ۳: ۳۵)۔

فلحا:- اُن شخصوں میں سے ایک جنہوں نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۴)۔

فلداس - فلداش:- ابرہام کے بھائی نحور کا چھٹا بیٹا (پیدائش ۲۲: ۲۲)۔

فلدلفیہ - فیلدلفیہ:- (یونانی = بھائی کی محبت)۔ ایشیائے کوچک کا ایک شہر جس کی بنیاد اطالس دوم عرف فلادلفس (عہدِ حکومت ۱۵۹-۱۳۸ ق م) نے ڈالی۔ بادشاہ اپنے بھائی یومینس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اُسے فلادلفس کا نام دیا گیا تھا اور یہ شہر اسی نام سے مشہور ہوا۔ یہ شہر اناطولیہ کے علاقے میں یونانی تہذیب کی بیرونی چوکی تصور کیا جاتا تھا۔ یہ پہاڑی علاقہ میں کوہ تمولس کے دامن میں اُس شاہراہ پر واقع تھا جو ★ سردیس اور ★ پرگمن کے شہروں کو مشرق سے ملاتی تھی۔ یوں یہ اس راستے کا دروازہ تھا۔

یہ زلزلوں کا علاقہ تھا۔ چنانچہ ۱۷ء کے زلزلہ سے یہ شہر مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ اگلے بیس سال تک متواتر زلزلے آتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسر مکاشفہ ۳: ۱۲ میں "ستون" اور "پھر کبھی باہر نہ نکلے گا" کا حوالہ زلزلے سے منسوب کرتے ہیں۔

فلدلفیہ کی کلیسیا کے فرشتے کو جو خط لکھا گیا ہے (مکاشفہ ۳: ۷-۱۳)، اُس میں اس شہر کی اکثر خصوصیات کی طرف اشارہ ہے۔ "نیا نام" (۳: ۱۲) کا ذکر اس وجہ سے ہوا کہ اس شہر کو

دو مرتبہ نئے نام دیئے گئے۔ ایک زلزلے کے بعد قیصر تبرئیس نے بڑی فراخ دلی سے شہر کی مدد کی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے شکریہ کا اظہار اس طرح کیا کہ شہر کا نیا نام "نیا قیصریہ" رکھا۔ یہ سنہ ۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۷۰-۷۹ء میں اسے فلاویا کا نام دیا گیا۔ جس طرح یہ شہر تجارتی دروازہ تھا، ویسے ہی کلیسیا کے لئے یہ خدمت اور تبلیغ کا کھلا دروازہ تھا (آیت ۸۔ قب ۲۔کرنتھیوں ۲: ۱۲)۔

اس علاقہ میں انگور کی بڑی فصل ہوتی تھی، چنانچہ یہاں عمدہ مے تیار کی جاتی تھی۔ لوگ مے کے دیوتا ڈیونی سیاس کی پرستش کرتے تھے۔ شہر میں بہت سے مندر تھے۔ بہت سے مذہبی تہوار اور رسوم روزمرّہ کی زندگی کا حصّہ تھیں۔ "تاج" اور "مقدس" کا اشارہ انہی باتوں کی طرف ہے۔ یہاں یہودیوں کی ایک جماعت بھی تھی جنہیں یہودی مسیحیوں کے سخت دشمن ہونے کی وجہ سے "شیطان کی جماعت" (۳: ۹) کہا گیا ہے۔ زلزلوں کے خطرے کی وجہ سے لوگ باہر میدان میں زندگی بسر کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ لیکن مسیح کا اپنے لوگوں سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں خدا کے مقدس میں ایک ستون بنائیں گے اور پھر وہ کبھی باہر نہ نکلیں گے (۳:۱۲)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۸۔

فلستی۔ فلسطینی:۔ یہ نام عہدِ عتیق کے زمانہ میں اُن لوگوں کو دیا گیا جو مُلکِ فلسطین میں فلستیہ کے میدان میں آباد تھے۔ فلستیوں کے پانچ شہر اشدود، غزّہ، اسقلون، جات اور عقرون تھے (یشوع ۱۳: ۳؛ ۱۔سموئیل ۶: ۱۷)۔ جات کے علاوہ باقی شہر جنوبی فلسطین کے ساحلی میدان میں واقع تھے۔ جات غالباً شفیلہ Shephelah یا کوہستانی علاقے میں تھا۔ لفظ فلسطین، فلستین سے مشتق ہے۔

ان کی ابتدا

فلستیوں کی ابتدا کے متعلق ہمیں پورا پورا علم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کفتور سے آئے (یرمیاہ ۴۷: ۴؛ عاموس ۹: ۷) جو غالباً کریتے یا بحیرۂ ایجین کے جزیروں کا نام ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ انہوں نے کسی وقت کنعان کی طرف ہجرت کی اور عبرانی اس ہجرت سے بخوبی آگاہ تھے۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ فلستیوں کی آمد ۱۳ویں صدی ق م کے آخر اور ۱۲ویں صدی ق م کے آغاز میں ہوئی۔ اس وقت سمندر کے کنارے اور جزیروں میں رہنے والے پانچ قبیلے اپنا وطن چھوڑ کر جنوبی علاقے کی طرف ہجرت کر گئے۔ انہوں نے اوگاریت کو تباہ و برباد کرکے (یہ موجودہ شام کے علاقے میں ایک آزاد شہر تھا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ھ) مصر پر حملہ کیا۔ رعمسیس سوم نے انہیں ۱۱۹۱ ق م میں ایک زبردست بحری اور برّی جنگ میں شکست دے کر پسپا کر دیا۔ رعمسیس نے اپنے کتبوں پر انہیں "یورپین" ظاہر کیا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ان کے جو ظروف ملے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یونانی جزیروں اور خاص طور پر کریتے سے آئے تھے۔ فلستی انہی گروہوں میں سے ایک ہیں اور دوسرے تھیکلی Thekels تھے۔ مصر سے پسپائی کے بعد انہوں نے کنعان پر حملہ کیا۔ فلستی اُس میدان میں بس گئے جو اب فلستیہ کا میدان کہلاتا ہے جبکہ تھیکلی مزید شمال کی طرف شارون کے میدان میں جا بسے۔

ان قبیلوں کی اپنے ایجین وطن کو چھوڑنے اور کنعان آنے کی کیا وجہ تھی؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت یورپ سے مہاجرین کا ایک زبردست سیلاب بہہ نکلا جس نے ایجین کے علاقے اور اناطولیہ اور شمالی شام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس نے حتّی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا اور نتیجتہً مشرقی بحیرۂ روم کے علاقے کی نسلی شکل و صورت کو بدل کر رکھ دیا۔

تہذیب و تمدّن

فلستیوں کی سیاسی تنظیم لاثانی تھی۔ ان کے پانچ شہر تھے جن پر پانچ فلستی سردار حکومت کرتے تھے (یشوع ۱۳: ۳؛ قضاۃ ۱۶: ۵)۔ یہ شہر یقیناً ایک اتحاد میں منسلک تھے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ فلستی اپنے عبرانی پڑوسیوں سے زیادہ دولت مند اور صنعت و حرفت میں ان سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ۱۔سموئیل ۱۳: ۱۹-۲۲ کے مطابق انہیں دھات کا علم تھا جبکہ عبرانی اس سے نابلد تھے۔ فلستی اس علم کو صرف اپنے تک محدود رکھتے تھے جس کی وجہ سے عبرانیوں کو یہاں تک کہ اپنے زرعی آلات کی مرمّت کے لئے بھی ان کے پاس جانا پڑتا تھا جس کی وہ بھاری اُجرت وصول کرتے تھے (آیت ۲۱)۔ اس حالت کی تصدیق آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے بھی ہوتی ہے کہ جب فلستی کنعان کے ملک میں آئے تو وہ لوہے کے زمانہ میں داخل ہو چکے تھے جبکہ اسرائیلی اس دور میں داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ہی داخل ہوئے۔ فلستی اپنی صنعت و حرفت کے ترقی کے باعث ہی (ان کے پاس رتھ تک تھے ۱۔سموئیل ۱۳: ۵) قاضیوں کے آخری زمانہ اور ساؤل بادشاہ کے عہد میں عبرانیوں پر فوجی برتری رکھتے تھے۔

فلستیوں نے عبرانیوں کو صنعت و حرفت سے آگاہ کیا اور عبرانیوں نے بھی اپنے فلستی ہمسایوں کو دوسری باتوں میں متاثر کیا۔ کنعان ہجرت کرنے کے فوراً بعد فلستیوں نے کنعانی زبان اختیار کی اور سامی نام رکھنے شروع کر دیئے۔ فلستی، سامی دیوتاؤں دجون (قضاۃ ۱۶: ۲۳؛ ۱۔سموئیل ۵: ۱-۷)، عستارات (۱۔سموئیل ۳۱: ۱۰) اور بعل زبوب (۲۔سلاطین ۱: ۲، ۶، ۱۶) کی پرستش

کرتے تھے۔ دوسری طرف بائبل میں اکثر انہیں غیر سامی ہونے کی بنا پر نامختون کہا گیا (قضاۃ ۱۴: ۳)۔

تاریخ

قضاۃ کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین پر قبضہ کرنے کے لئے عبرانیوں کے سب سے بڑے حریف فلستی ہی تھے۔ چونکہ یہوداہ، شمعون اور دان کے قبیلے فلستیوں کے ملک کی سرحد کے ساتھ ساتھ آباد تھے، اس لئے سب سے زیادہ دباؤ بلاشبہ انہیں ہی برداشت کرنا پڑا۔ قاضی شمجر نے انہیں شکست دی (قضاۃ ۳: ۳۱)۔ فلستیوں کے بنی اسرائیل پر مختصر غلبے کا ذکر قضاۃ ۱۰: ۶-۷ میں ملتا ہے۔ آخری قاضی سمسون جس کا ذکر قضاۃ کی کتاب میں ہے، اُسے فلستیوں کے خلاف سخت جدوجہد کرنی پڑی (۱۳: ۱۶ مزید دیکھئے ۱۴: ۴؛ ۱۵: ۱۱)۔ سمسون جو کہ بہت طاقتور تھا لیکن جس میں ضبطِ نفس نہیں تھا ایک جاسوس عورت دلیلہ کے پھندے میں پھنس گیا (۱۶: ۴-۲۱)۔ قضاۃ باب ۱۸ میں بنی دان کی جس ہجرت کا ذکر ہے، بلاشبہ وہ فلستیوں کے دباؤ کے باعث ہی تھی۔ چونکہ وہ اُن کو ان کی میراث پر قابض نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے انہیں مجبوراً اپنے لئے کوئی دوسرا علاقہ تلاش کرنا پڑا۔ جس فلستی غلبہ کے مضمون کے ساتھ قضاۃ کی کتاب ختم ہوتی ہے، اُسی سے سموئیل کی پہلی کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ عیلی کاہن کے زمانہ میں فلستی غلبہ کی جھلک نظر آتی ہے (۱-سموئیل ابواب ۴-۶)۔ سموئیل نبی کو کسی حد تک فلستیوں پر فتح نصیب ہوئی جب اُس نے مصفاہ کے مقام پر شکست دی اور اُن اسرائیلی شہروں کو جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لے لیا (۱-سموئیل ۷: ۷-۱۴)۔ ساؤل بادشاہ کے دورِ حکومت کا آغاز اگرچہ اچھا ہُوا تھا تاہم اُس کا خاتمہ عبرانیوں کے لئے مکمل شکست کی صورت میں نکلا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دان کے مغرب میں فلسطین کے تمام علاقے پر انہوں نے قبضہ کر لیا، یہاں تک کہ وہ بیت شان پر بھی قابض ہو گئے جو یزرعیل کی وادی کے مشرقی سرے پر ہے (۱-سموئیل ۱۳: ۵؛ ۱۴: ۱-۵۲؛ ۱۷: ۱-۵۸؛ ۳۱: ۱-۱۳)۔

ساؤل کی بادشاہت کے آخری دنوں میں تخت کے دعویدار داؤد کو اپنی جان بچانے کے لئے فلستیوں کے علاقے میں پناہ لینی پڑی (۱-سموئیل ۲۱: ۱۰-۱۵؛ ۲۷: ۱-۲۸: ۲؛ ۲۹: ۱-۱۱)۔ انہوں نے یہ سوچتے ہوئے کہ اس طرح وہ عبرانیوں کو مزید کمزور کر دیں گے اُس کی خوشی خوشی حفاظت کی۔ بلاشبہ داؤد نے فلستیوں سے بہت سی باتیں سیکھیں جن سے اُس نے بادشاہ بننے کے بعد فائدہ اٹھایا۔ غالباً اس میں لوہے کے کام کی تکنیک بھی شامل تھی۔

غالباً داؤد حبرون میں اپنی ساڑھے سات سال کی حکومت کے دوران فلستی رعیّت بنا رہا (۲-سموئیل ۲: ۱-۴)۔ پھر جب اُس نے آزادی سے حکومت شروع کی اور سب اسرائیل کو اپنے جھنڈے تلے متحد کر لیا تو انہوں نے فوراً اُس کی مخالفت کی، لیکن دو جنگوں میں اُس نے انہیں فیصلہ کن شکست دی (۲-سموئیل ۵: ۱۷-۲۵)۔ اس کے بعد فلستی تسلط ختم ہو گیا۔ بعد کی لڑائیوں میں (۲-سموئیل ۲۱: ۱۵-۲۲؛ ۲۳: ۹-۱۷) داؤد انہیں متواتر پریشان کرتا رہا۔ اس کے بعد فلستی اپنے علاقے میں محدود ہو کر رہ گئے اور مزید خطرے کا باعث نہ بنے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ داؤد کے فلستیوں کے ساتھ تعلقات پُرامن بھی رہے کیونکہ اس کے محافظ دستے میں کریتی اور فلیتی بھی شامل تھے (۲-سموئیل ۸: ۱۸؛ ۱۵: ۱۸)۔

سلیمان کی موت اور اسرائیلی سلطنت کی تقسیم کے بعد فلستیوں نے اُس آزادی کو پھر حاصل کر لیا جو وہ داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں کھو چکے تھے۔ ان کے شہر پھر تجارت کرنے لگے کیونکہ ان کا محلِ وقوع تجارت کے لئے بڑا موزوں تھا (یوایل ۳: ۴-۸؛ عاموس ۱: ۶-۸)۔ اُن میں سے چند یہوسفط کو خراج دیتے تھے لیکن اُس کی موت کے بعد انہوں نے یہوداہ پر حملہ کیا (۲-تواریخ ۱۷: ۱۱؛ ۲۱: ۱۶-۱۷)۔ بعد ازاں جب اسوریوں نے مصر کو جانے والی سڑک کو اپنے قبضے میں لیا تو انہوں نے اپنی تحریرات میں اسرائیل اور مغربی علاقے کے دیگر ممالک کے ساتھ اکثر فلستیوں کا بھی ذکر کیا۔ سرجون (۷۲۲-۷۰۵ ق م) نے فلستی شہروں پر قبضہ کر لیا اور کچھ لوگوں کو جلاوطن کر دیا اور مفتوحہ شہروں میں اسوری گورنر مقرر کئے۔ حزقیاہ بادشاہ کے زمانہ میں فلستیوں نے سنحیرب کے خلاف بغاوت میں زبردست حصّہ لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یروشلیم میں دو سیاسی پارٹیاں تھیں۔ ایک دنیا کے فاتح کی اطاعت کی سفارش کرتی تھی جبکہ دوسری اپنے پڑوسی یہوداہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر سخت مزاحمت کرنے کو کہتی تھی۔

اسرحدون اور اسربنی پال نے یہوداہ کے بادشاہ منسّی کے ساتھ فلستی باجگذاروں کے نام بھی دیئے ہیں۔ اسور اور مصر کے درمیان بعد کی لڑائیاں فلستی شہروں کے لئے بڑی مصیبت کا باعث بنیں یہاں تک کہ اس کے باعث فلستی تاریخ کا خاتمہ ہو گیا۔ شہر بہر حال قائم رہے اور اُن میں زیادہ تر غیر یہودی آباد رہے اور وہ یونانی دورِ حکومت میں یونانی شہر بن گئے۔

بائبل میں قاضیوں سے پیشتر فلستیوں کا ذکر

بعض فلستیوں کا ذکر پیدائش کی کتاب میں آیا ہے ۔ پیدائش ۲۱: ۳۲، ۳۴ میں فلستیوں کے ملک کا ذکر ہے ۔ جرار کے بادشاہ ابی ملک کو فلستیوں کا بادشاہ کہا گیا ہے (پیدائش ۲۶: ۱، مقابلہ کیجئے ۲۶: ۱۴-۱۵) - ان حوالوں کو اکثر تاریخ کی غلطی سمجھا جاتا ہے کیونکہ فلستی قاضیوں کے زمانہ میں ہی کنعان میں آئے تھے ۔ لیکن اس کی ایک زیادہ بہتر تشریح بھی ہے ۔ یہ ممکن ہے کہ جب عبرانیوں کی حکومت قائم ہوئی تو اُس زمانہ میں متن کی نظرثانی کرتے وقت ان علاقوں کو زیادہ بامعنی بنانے کے لئے اسمِ معرفہ کو موجودہ ناموں سے تبدیل کر دیا ہوا اور یوں پیدائش میں فلستیوں کی اصطلاح رواج پاگئی (مقابلہ کیجئے خروج ۱۳: ۱۷؛ ۲۳: ۳۱؛ یشوع ۱۳: ۲، ۳) ۔

دوسری طرف، جدید تحقیق کے مطابق اس مسئلے کا ایک اور حل پیش کیا جاتا ہے ۔ ممکن ہے کہ فلستیوں کی عظیم ہجرت جو قاضیوں کے زمانہ میں ہوئی اُس کا چھوٹی سطح پر آغاز بزرگوں کے زمانہ میں ہُوا ہو ۔ رعمسیس سوم کی فوج جس نے ۱۱۹۱ ق م میں فلستیوں کو پسپا کیا اُس میں خود بھی فلستی سپاہی شامل تھے ۔ ظاہر ہے کہ یہ کرائے کے سپاہی اس سے پیشتر ہی مصری فوج میں شامل ہوئے تھے ۔ مزید براں فلسطین کی کھدائی میں جو فلستی ظروف ملے ہیں، وہ قاضیوں کے زمانہ کے فلستی ظروف کی تہ سے نیچے کی تہ سے ملے ہیں ۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ جن فلستیوں نے مصر پر حملہ کیا وہ بحری اور برّی، دونوں راستوں سے آئے تھے ۔ رعمسیس سوم بیان کرتا ہے کہ "فلستی Peleset اپنے شہروں میں ٹھہرے ہُوئے ہیں ۔"

پس یہ ممکن ہے کہ اضحاق کے زمانہ میں کچھ فلستی جرار میں بس گئے ہوں ۔ اُس وقت وہ دشمن نہیں تھے کیونکہ وہ تھوڑی تعداد میں تھے اور ان کے عبرانی بزرگوں کے ساتھ تھوڑے بہت دوستانہ تعلقات بھی تھے ۔

فلسطین :-

۱- نام

فلسطین کی اصطلاح بائبل میں چار مرتبہ استعمال ہوئی ہے (خروج ۱۵: ۱۴؛ یسعیاہ ۱۴: ۲۹، ۳۱؛ یوایل ۳: ۴) - ان چاروں حوالجات میں اس سے مُراد فلستیہ ہے ۔ فلستیہ بحیرۂ روم کی اُس جنوب مشرقی ساحلی پٹّی کا نام تھا جس میں فلستی آباد تھے ۔ یہ لوگ ہند- یورپی نسل سے تھے اور کریتے سے آئے تھے ۔ فلستیہ، اِس علاقے کے عبرانی اصطلاح ارضِ فلستیم (فلستیوں کا ملک) سے نکلی ہے، اور " فلسطین" مقامی اصطلاح تھی جس کے ماخذ اور مطلب کے متعلق کچھ علم نہیں ۔ یہودی مورخ یوسیفس بھی فلسطین کو انہی محدود جغرافیائی معنوں میں استعمال کرتا ہے ۔ سب سے پہلے پانچویں صدی عیسوی میں یونانی مورخ ہیرودوتس نے اِس نام کو زیادہ بڑے علاقے کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا ۔ اُسے " فلسطین" کا علم مصر سے ہُوا تھا ۔ مصری، اپنے نام رکھنے کے اصول کے مطابق اپنے شمال میں غیر واضح علاقے کو " عزّہ کی پٹّی" میں آباد لوگوں کے نام سے پکارتے تھے ۔ ابرہام کے زمانہ میں بھی فلستیوں کی بستی تھی (پیدائش ۲۶: ۱) - اس کا قدیم سامی نام کنعان تھا لیکن اس کے ماخذ کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ۔ فلسطین کے جغرافیہ کے ایک ماہر سر جارج- اے- سمتھ کے مطابق کنعان کا مطلب " نشیبی زمین" ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ بلند علاقے کے مقابلہ میں ساحلی پٹّی کو کنعان کہا جانے لگا اور بعد ازاں تمام علاقہ اسی نام سے نامزد ہُوا ۔

۲- محلِ وقوع اور علاقہ

قدیم زمانہ میں فلسطین کی کوئی خاص سرحد مقرّر نہیں تھی، البتہ دوسری صدی عیسوی میں رومی صوبہ کی صورت میں اس کی سرحدوں کا تعیّن کیا جاسکتا ہے ۔ شمال میں دریائے لیطانی کو عام طور پر منطقی سرحد اور وادی العریش کو مصر کے ساتھ فطری سرحد سمجھا جاتا ہے ۔ قدیم زمانہ اور موجودہ زمانہ میں بھی سیاسی سرحدیں اس فطری سرحد کے مطابق کبھی بھی مقرّر نہیں ہوئیں ۔ یہاں تک کہ وہ حد جس کا ذکر شاعرانہ انداز میں اس طرح کیا گیا کہ " دان سے بیرسبع تک" (قضاۃ ۲۰: ۱)، وہ بھی اس سے مطابقت نہیں رکھتی ۔ دان، لیَس تھا جو صور کے مشرق میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے یردن کے منبع پر واقع تھا ۔ بیرسبع جنوب کی سیدھ میں ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر جہاں فلسطین صحرائے نجف سے ملتا ہے واقع تھا ۔ یشوع ۱: ۴ کے " موعودہ ملک" میں اس سے کہیں زیادہ علاقہ شامل تھا ۔ مغرب کی طرف سرحد سمندر کا ساحل تھا ۔ قدیم زمانے سے موجودہ زمانے تک، سب دشمن قوتیں ساحل کی پشت پر زرخیز نشیبی علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں ۔ مشرق میں دریائے یردن کی وادی جہاں سے مشرق کی طرف بڑھتا ہُوا ریگستان شروع ہوتا تھا سرحد تھی ۔ اس کا کُل رقبہ چھ ہزار مربع میل تھا ۔ لیکن اگر یردن کے مشرقی علاقے کو بھی جو وقتاً فوقتاً فلسطین میں شامل رہا، اس میں شامل کر لیا جائے تو اس کا رقبہ دس ہزار مربع میل ہوگا ۔ دان سے بیرسبع تک کا فاصلہ ۱۵۰ میل ہے مشرق سے مغرب کی طرف فاصلہ اس سے کم ہے ۔ شمال میں عکّو سے گلیل

کی جھیل تک فاصلہ ۲۸ میل ہے اور جنوب میں غزہ سے بحیرۂ مردار تک فاصلہ ۵۴ میل ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس۔

۳۔ آب وہوا

اگرچہ فلسطین کا رقبہ کم ہے تو بھی اس کے ملک کی آب ہوا مختلف مقامات پر مختلف ہے۔ سمندر کے نزدیک ہونے کے باعث ساحلی علاقے کی جو ۳۱ اور ۳۳ عرض بلد کے درمیان واقع ہے آب و ہوا معتدل ہے۔ یافہ کا سالانہ درجۂ حرارت اوسطاً ۵۷° (۱۴ سنٹی گریڈ) ہے۔ ۳۴ میل اندرونِ ملک یروشلیم کا جو کہ سطحِ سمندر سے ۲،۶۰۰ فٹ بلندی پر واقع ہے سالانہ درجۂ حرارت اوسطاً ۶۳° (۱۷ سنٹی گریڈ) ہے۔ اس سے ۱۵ میل آگے یریحو ہے جو یروشلیم سے ۳،۳۰۰ فٹ اور سطحِ سمندر سے ۷۰۰ فٹ نیچے ہے۔ یہاں گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ اِسی قسم کا فرق گلیل کی جھیل کے معتدل علاقے اور بحیرۂ مُردار کے گرم علاقے میں پایا جاتا ہے۔ عام طور پر ہوائیں مغرب یا جنوب مغرب سے چلتی ہیں اور اکتوبر تا اپریل موسم برسات میں مغربی کوہستانی علاقے کی ڈھلوانوں پر مینہ برساتی ہیں لیکن بعض اوقات مشرق کے عظیم صحرا سے جھلسانے والی پوربی ہوا بھی چلتی ہے (ایوب ۱:۱۹؛ یرمیاہ ۱۸:۱۷؛ حزقی ایل ۱۷:۱۰؛ ۲۷:۲۶)۔ بیرسبع کے جنوب میں خشک بیابان ہے یہاں اب کاشت کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں کی آب وہوا کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ اوس خوب پڑتی تھی۔ بائبل کی اصطلاح میں "پہلی برسات" (یوایل ۲:۲۳)، موسم برسات کا شروع کا حصہ تھا۔ اِس عرصہ کے بعد کبھی تو خوب بارش ہوتی اور کبھی مطلع صاف ہوجاتا۔ یہ سلسلہ مارچ یا اپریل تک چلتا یہاں تک کہ "پچھلی برسات" آجاتی جس سے پکتی ہوئی فصل کو بہت فائدہ پہنچتا۔ پھر خشک موسم میں فصل پورے طور پر پک جاتی ہے۔

۴۔ جغرافیہ

۱۔ ساحل: فلسطین کا ساحل، مغرب کی طرف ایک خمیدہ خط کی صورت میں ٹوٹے یا مُڑے بغیر جنوب کی طرف بڑھا ہوا ہے۔ کوہ کرمل کے شمال میں فینیکے ہے جہاں ایک زبردست بحری قوم آباد تھی جس نے سمندر کو اپنے قابو میں کیا ہوا تھا۔ یہاں کا ساحل کٹا پھٹا ہے اور جہازوں کے لئے نہایت محفوظ ہے۔ وہ لوگ جو فلسطین کے ہموار ساحل کے پیچھے رہتے تھے اُن کے لئے سمندر سرحد (یشوع ۱:۴) اور شور اور ہنگامہ کی تصویر تھا (یسعیاہ ۱۷:۱۲-۱۳)۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ملاح ہونے کی بجائے کاشتکار تھے۔ کوہ کرمل سے جنوب کی طرف نیل کے ڈیلٹا تک ساحلی پٹی ریت کے تودوں اور نیچی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ اس میں نہ تو کوئی جزیرہ ہے اور نہ کوئی دریا گرتا ہے جس سے سمندر سے پناہ مل سکے۔ یہ ایک سڑک کی صورت میں ہے۔ لہریں، ساحل کے ساتھ ساتھ اُٹھتی ہیں اور دریائے نیل کی مٹی اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ تیز ہوائیں ہر وقت ساحل سے ٹکراتی اور مسلسل جھاگ پیدا کرتی رہتی ہیں۔ شاید ماسوا فلستیوں کے کوئی حملہ آور کبھی اس ساحل پر نہیں اُترا۔ فلسطین پر حملہ آور فوجیں ہمیشہ ہی شمال سے جنوب کی طرف میدانوں اور وادیوں میں سے گذرتی ہوئی سڑک کو استعمال کرتی رہی ہیں۔ اسی وجہ سے قدیم زمانہ میں جو مصنوعی بندرگاہیں یہاں تعمیر کی گئیں، ان کا استعمال مشکل رہا، یہاں تک کہ ہیرودیس کی تعمیر کردہ عمدہ بندرگاہ قیصریہ کو بھی بحال رکھنا مشکل تھا۔ جونہی انسان سست پڑتا، سمندر اُن پر غالب آجاتا۔ ساحل کے عالیہ سروے کے مطابق، یہ گمشدہ بندرگاہیں اثریات کی دریافت کے سلسلہ میں مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ بحیرۂ روم کے اس ساحل پر گمشدہ بندرگاہیں حسبِ ذیل تھیں:

دور: اگرچہ اِسے بندرگاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا مگر دراصل یہ ایک ساحلی شہر تھا اور اسرائیلیوں کو اس پر کبھی بھی موثر کنٹرول حاصل نہیں ہوا۔

یافہ: یہ قدرے بہتر بندرگاہ تھی۔ یہاں پر ساحل سے آگے سمندر میں پہاڑیاں تھیں جو بحیرۂ روم کی لہروں کا زور توڑ دیتی تھیں جس کے باعث یہاں کا موسم اچھا رہتا تھا۔ سب سے پہلے اس پر فلستیوں کا قبضہ تھا، پھر یہ اسوریوں کے قبضہ میں چلی گئی اور بعد ازاں شمعون مکابی کی فتوحات کے وقت اس پر ۱۴۸ ق م میں اسرائیلی قابض ہوگئے۔ اس سلسلہ میں ۱۔ مکابیین ۱۴:۵ میں مرقوم ہے "اُس نے یافا کو اپنی بندرگاہ بنالیا اور سمندر کے جزائر کا رستہ کھول دیا۔" اس بندرگاہ میں شمعون کو کافی تعداد میں یونانی ملے جنہوں نے اُس پر قبضہ کرنے اور اُس کی قلعہ بندی کرنے میں شمعون کی کافی مخالفت کی۔ ۸۵ سال کے عرصہ میں سوریانیوں Syrians نے اس بندرگاہ پر دو مرتبہ قبضہ کیا۔ پومپی نے اسے اپنی مشرقی مملکت میں شامل کرکے سیریہ Syria کو دے دیا (۶۳ ق م)۔ ۴۷ ق م میں قیصر نے اسے یہودیوں کو واپس کردیا اور قیصر اوگوستس نے اِسے ہیرودیس اعظم کی مملکت میں شامل کردیا۔ یہ تاریخی ہیر پھیر اس ساحل کے جغرافیائی نقصانات کو ظاہر کرتا ہے۔

اسقلون: فلستیوں کا صرف یہی ایک شہر تھا جو ساحل پر واقع تھا۔ تل العمرنا کی تختیوں میں اس کا ذکر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کافی قدیم تھا۔ یہ بندرگاہ کا کام بھی دیتا تھا اور ممکن ہے کہ ماہرین اثریات اس کے بندرگاہ ہونے کے نشانات کی

کھوج لگالیں۔

قیصریہ: یہ موجودہ حیفہ کے جنوب میں ۲۰ میل کے فاصلہ پر مصروف بندرگاہ تھی۔ ہیرودیس نے ۱۲ سال میں نہ صرف بندرگاہ ہی تعمیر کی بلکہ ایک شاندار شہر بھی۔ اُس نے ۱۲ سال میں لاتعداد پتھروں سے ۱۲۰ فٹ کی گہرائی میں ۲۰۰ فٹ چوڑا پُشتہ تعمیر کیا اور اس ساحل پر اُسے ایک حقیقی بندرگاہ بنا دیا۔ چونکہ بندرگاہ ہونے کی وجہ سے یہاں بحری جہازوں کا سازو سامان ملتا اور شاندار عمارتیں پائی جاتی تھیں اس لئے رومی حکومت نے اِسے فلسطین میں اپنا مرکز بنایا۔

ب۔ ساحلی میدان: اس ساحلی میدان کی شکل خنجر کے پھل کی مانند ہے جس کی نوک کوہِ کرمل کے مقام پر سمندر میں گھُسی ہوئی ہے اور جو فلسطین کے مغربی جغرافیہ میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ کرمل کے شمال میں عکّو کا چھوٹا میدان ہے۔ کرمل کے جنوب میں ۸ تا ۱۲ میل چوڑا اور ۴۴ میل لمبا شارون کا میدان ہے۔ یہاں کبھی شاہ بلوط کے جنگلات تھے۔ یہ میدان بڑا سرسبز و شاداب تھا اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس کے مزید جنوب میں مشہور و معروف فلستیہ کا میدان تھا جس کے نام پر تمام ملک فلسطین کہلاتا ہے۔ یہ ۴۰ میل لمبا تھا۔ یہ مصر کی سرحد تک پھیلا ہوا تھا۔ فلستیہ کے میدان کے آخری جنوبی سرے پر دلدلیں تھیں۔ یہ نمک کی دلدلیں تھیں جنہوں نے فلسطین کی تاریخ میں بیماریاں پھیلانے میں بڑا حصّہ لیا تھا۔ انہی کے قریب سنحیرب کی فوج شاید کسی بیماری کی وجہ سے جسے کلام میں خداوند کا فرشتہ کہا گیا ہے تباہ و برباد کی گئی۔ تاریخی ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین کے زمانہ تک جو لوگ اس علاقے سے گزرتے رہے اُن پر اسی قسم کی وبائیں حملہ آور ہوتی رہیں۔ لیکن اس دلدلی پٹی کے مضرِ صحت ہونے کے باوجود بھی یہ ساحلی میدان ہمیشہ ہی تجارت یا حملہ آور فوجوں کی گذرگاہ بنا رہا۔ اسی گزرگاہ سے مصری فاتحین تھوتمس سوم، رعمسیس دوم اور سیتی اوّل اپنے شمالی دشمن حتّیوں کی گوشمالی کے لئے گزرتے رہے۔ اسی راستے سے گزر کر اسدرلون کے میدان میں داخل ہونے کے لئے کمبوسیس Cambyses، سکندرِ اعظم، پومپئی، صلاح الدین، نپولین اور جنرل ایلنبی گزرے۔ یہ میدان زرخیز ہلال کا مغربی حصّہ اور افریقہ، ایشیا اور یورپ کے درمیان ایک عظیم شاہراہ ہے۔

ج۔ کوہستانی علاقہ

یہ کوہستانی ملک جو اس علاقے کی ریڑھ کی ہڈی ہے فلسطین کے شمال میں لبنان کے سلسلۂ کوہ کا ایک حصّہ ہے جو جنوب کے صحرا میں جاکر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی صورت میں بٹ جاتا ہے۔ اس کے تین حصّے ہیں: گلیل، سامریہ اور یہوداہ۔ گلیل ناہموار ہے، خاص طور پر شمال میں جہاں میرُوم کے نزدیک اس کی بلندی سطحِ سمندر سے ۴ ہزار فٹ ہے۔ جنوبی حصّہ کم پہاڑی ہے۔ یہ قابلِ زراعت اور زرخیز ہے۔ یہاں کی آب و ہوا معتدل ہے۔ گلیل کے جنوب میں یزرعیل کی وادی یا اسدرلون کا میدان اِس سلسلۂ کوہ کو کاٹ دیتا ہے۔ یہاں پر قدیم اہم شہر واقع تھے اور شمال کی طرف ایک سڑک بھی جاتی تھی۔ مجدّو کا شہر، شارون کے میدان کے مدخل پر واقع درّے کو کنٹرول کرتا تھا۔ چونکہ ساحلی شاہراہ کوہِ کرمل سے گزرتی تھی اس لئے مجدّو کی جنگی اہمیّت بہت زیادہ تھی۔ چونکہ اس کے اردگرد صدیوں سے کشمکش جاری تھی اس لئے ہرمجدّون یا کوہِ مجدّو" قوموں کی کشمکش کی علامت بن گیا (مکاشفہ ۱۶:۱۶)۔ اسدرلون سے دو وادیاں یردن تک پہنچتی تھیں۔ ایک تبور اور مورہ اور دوسری مورہ اور جلبوعہ کے درمیان سے گزرتی تھی۔ یہاں پر ہی اس ملک کا بہترین علاقہ تھا جو مشرق مغرب کی طرف ترچھا واقع تھا۔ سامریہ کا کوہستانی علاقہ فلسطین کا ارضیاتی دل تھا۔ شمال میں کوہِ جلبوعہ ہیں اس کی بلندی ۱۶۴۰ فٹ ہے۔ اس کی دو مشہور چوٹیاں عیبال (سطحِ سمندر سے ۳۰۷۷ فٹ) اور گرزیم ہیں، لیکن یہ کم بلند ہے۔ زرخیز وادیاں ان بلند مقامات کے درمیان واقع ہیں، اور چونکہ وادیوں کی زمین خود بھی کافی بلندی پر ہے اس لئے ان کو وہ اہمیّت حاصل نہیں جو بظاہر سطحِ سمندر سے بلند اعداد ظاہر کرتے ہیں۔ کوہستانی علاقے کا تیسرا حصّہ یہوداہ کا علاقہ ہے۔ یہاں کی چوٹیاں سامریہ سے کم بلند ہیں۔ وہ یروشلیم ہیں ۲۶۰۰ فٹ اور حبرون کے نزدیک زیادہ سے زیادہ ۳۳۷۰ فٹ بلند ہیں۔ یہاں پانی کے قدرتی ذخیرے پائے جاتے ہیں جو بحیرۂ روم کی ہواؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ مشرقی ڈھلوان بتدریج بنجر بنتی جاتی ہے جو بالآخر "یہوداہ کے بیابان" کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اس میں گہرے لیکن خشک برساتی نالے پائے جاتے ہیں جو آخر میں بحیرۂ مُردار میں گرجاتے ہیں۔ داؤد نے اپنی جلاوطنی کے زمانہ میں اسی بیابان میں پناہ لی تھی۔ مغرب میں ساحلی میدان اور یہودیہ کی پہاڑیوں کے درمیان جو ڈھلوان اور وادی زبان کی صورت میں ہے اور "شفیلہ" کہلاتی ہے، اس میں زیادہ تر شتکاری کی جاتی تھی۔ پہاڑیوں کے درمیان زراعت نے خوب ترقی کی۔ شفیلہ بڑا متنازع علاقہ تھا۔ جب کوہستانی علاقے کے عبرانی طاقت پکڑتے تو وہ اس پر قابض ہوجاتے اور جب اُن کی طاقت کمزور پڑجاتی تو ساحلی علاقے کے فلستی اُس پر قبضہ کرلیتے۔ شفیلہ مغرب اور مشرق اور صحرا کے سامی النسل دعویداروں کے درمیان جھگڑے کا باعث

بنارہا۔ یہاں لکیس، دبیر، لبناہ، عزیقاہ اور بیت شان کے قلعے تھے۔ جنوب میں یہوداہ نجف کے خشک بیابان سے جا ملتا تھا۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں ایسے شواہد ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحیت کے ابتدائی زمانہ میں یہاں پر کافی آبادی تھی کیونکہ لوگ آبپاشی اور پانی کو محفوظ کرنے کے طریقوں سے واقف تھے۔

د۔ یردن کی وادی

دریائے یردن اور اُس کے معاون ندی نالے، اُس عظیم ارضیاتی شگاف کا حصہ ہیں جو ایک پٹی کی صورت میں شمال میں اُس وادی تک جو لبنان کے پہاڑوں کے دو سلسلوں کے درمیان ہے اور جنوب میں بحیرۂ مُردار کے جنوب میں عربہ کے خشک میدان اور خلیج عقبہ تک پھیلا ہوا ہے۔ دریائے یردن، حرمون کی مغربی ڈھلوان سے کئی منبعوں سے نکلتا ہے اور میروم کی جھیل (یشوع ۱۱: ۵) سے چند میل شمال میں ایک واضح ندی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کنعانیوں کا گڑھ حصور اس کے جنوب مغرب میں ہے۔ اپنے منبعوں سے میروم تک ۱۲ میل کے فاصلے میں یردن ایک ہزار فٹ نیچے اُترتا ہے اور سطح سمندر سے ۷ فٹ بلند ایک چھوٹی سی جھیل میں گر جاتا ہے۔ پھر گلیل کی جھیل تک ۱۱ میل کے فاصلے میں سطح سمندر سے ۶۸۲ فٹ اور گلیل کی جھیل سے بحیرۂ مردار تک مزید ۶۰۰ فٹ نیچے اُتر جاتا ہے۔ پُرانے عہدنامہ میں گلیل کی جھیل کو کنرت کی جھیل کہا گیا ہے (گنتی ۳۴: ۱۱؛ یشوع ۱۲: ۳)۔ اس کا نئے عہدنامہ میں نام "گنیسرت" ہے۔ یوحنا رسول غیر قوموں کو لکھتے وقت اسے "تبریاس کی جھیل" کہتا ہے۔ یہ نام اُس شہر کا ہے جسے ہیرودیس انتپاس نے اس کے ساحل پر آباد کیا تھا۔ اس جھیل کے اردگرد کی زمین فلسطین کی زرخیز ترین زمینوں میں سے تھی اور یہ جھیل ماہی گیری کا ایک زبردست مرکز تھی۔ کفرنحوم، بیت صیدا اور غالباً خرازین اس کے ساحلی شہر تھے۔ اسی طرح تبریاس اور Tarichea (شاید اس کا نام مگدلہ تھا؟) بھی تھے لیکن ان کا ذکر انجیل میں نہیں ہے۔ بیت صیدا کا مطلب ہے "مچھلیوں کی جگہ" اور Tarichea ایک یونانی لفظ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے "محفوظ کی گئی مچھلی"۔ پس یہ دونوں نام ماہی گیری کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ مسیح خداوند کے پہلے شاگرد گلیل کے کاروباری اور خوشحال طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ گلیل کے جنوب میں ایک چوڑی وادی میں سے بہتے اور چکر کھاتے ہوئے یردن ۲۰۰ میل کا راستہ طے کرتا ہے جسے اگر سیدھا ناپا جائے تو ۶۵ میل ہوگا۔ اس وادی کی زمین بڑی زرخیز ہے۔ وہ اکثر سیلاب کے پانی سے سیراب ہوتی رہتی تھی۔ یہاں بہت سے گھاٹ ہیں۔

دریائے یردن، یریحو کے نزدیک بحیرۂ مُردار میں داخل ہوتا ہے۔ بحیرۂ مُردار کا نکاس نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں ۲۵٪ نمک ہے۔ اس کے مشرقی ساحل پر جنوب میں دو تہائی فاصلے پر ایک جزیرہ نما "زبان" کی شکل میں واقع ہے۔ اس جزیرہ نما کے جنوب میں پانی ایک خلیج کی شکل میں ہے جسے قدیم زمانہ میں "سدیم یعنی شور کی وادی" کہا گیا ہے (پیدائش ۱۴: ۳) چند ہی فٹ گہرا ہے۔ غالباً یہاں پر ہی "میدان کے شہر" یعنی سدوم، عمورہ، ادمہ، ضبوئیم اور ضُغر واقع تھے۔ تقریباً ۲۰۰۰ سال ق م اس علاقے میں ایک بڑا حادثہ ہوا جس کے باعث زمین سطح سے نیچے دھنس گئی۔ زیرِ آب آثارِ قدیمہ کی کھدائی نے ثابت کر دیا کہ سدوم اور اُس کے ساتھ کے شہر اس حادثہ میں تباہ و برباد ہو گئے تھے۔

ہ۔ یردن پار کی سطح مرتفع

یہ موجودہ فلسطین کا حصہ نہیں ہے اور قدیم تاریخ میں بھی زیادہ تر علیحدہ علاقہ ہی متصور ہوتی تھی لیکن بائبل کی تاریخ کے ساتھ اس کا بڑا نزدیکی تعلق ہے۔ گلیل کی جھیل کے جنوب میں اور یردن کے معاون دریا یرموک کے شمال میں بسن کا علاقہ ہے۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں اس علاقے میں وفاق کے دس مشرقی شہر واقع تھے جو "دکپلس" کہلاتے تھے۔ اس کے مشرقی حصے میں یونانیوں کا ترخونی تس تھا (لوقا ۳: ۱)۔ یہاں قدیم آتش فشاں پہاڑ کے پتھروں کے بے ترتیب ڈھیر پڑے ہوئے تھے جو قدرتی دفاع کا کام دیتے تھے۔ یہ بسن کے بادشاہ عوج کی سلطنت کا ایک حصہ تھا (استثنا ۳: ۴)۔ بسن کے جنوب میں اور دریا تک پھیلا ہوا جلعاد تھا۔ یبوق جس کے کنارے یعقوب نے کشتی لڑی (پیدائش ۳۲ باب) ربہ عمون (دکپلس کا فلدلفیہ) کے نزدیک شروع ہو کر کافی علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ یہودی قبیلوں کو میراث تقسیم کرتے وقت (دیکھئے گنتی باب ۳۲ اور یشوع باب ۱۲) شمال میں بسن کا سارا علاقہ منسی کو، جنوب میں موآبیوں کا کوہستان روبن کو اور جلعاد کا وسطی علاقہ جد کو دیا گیا۔ چنانچہ قضاۃ ۵: ۱۷ میں جد کو جلعاد ہی کہا گیا ہے۔ جلعاد میں وہ کریت کا نالہ تھا جہاں ایلیاہ نبی نے پناہ لی تھی اور یہاں ہی محنائم تھا جہاں داؤد پناہ گزین ہوا تھا۔ یہ علاقہ خوب سرسبز و شاداب تھا۔ یبوق دریا کے جنوب میں ارنون دریا کی طرف جو بحیرۂ مُردار میں جا گرتا ہے، سطح مرتفع اور بھی زیادہ خشک اور اجاڑ ہوتی جاتی ہے۔ اسی علاقے میں نبو (یعنی قدیم عمون کی سرزمین) کی مرتفع ہے۔

ارنونؔ کے جنوب میں موآبؔ کی بلند سطح مرتفع ہے - اس پر بنی اسرائیل کا بہت کم کنٹرول رہا - اس کے مزید جنوب میں ادومؔ کا علاقہ ہے - اس علاقے میں معدنیات کے ذخیرے ہیں - اس پر پہلی مرتبہ داؔؤد اور سلیمانؔ نے کنٹرول حاصل کیا اور انہیں نکالنے کی کوشش کی - غالباً وہ ادومؔ کا لوہا تھا جسے خلیج عقبہ کے شمال کے صنعتی علاقے میں پگھلا کر صاف کیا جاتا اور جس کی مدد سے اسرائیلی کانسی کے زمانہ سے نکل کر فلستیوں کی مانند لوہے کے زمانہ میں داخل ہو گئے - پترا (سیلعؔ) بیابان کی تجارتی شاہراہ پر ایک عجیب چٹان تھی جو اوّل اوّل ایک مضبوط ادومی قلعہ تھا -

۵ - حیوانی زندگی

فلسطین میں قدیم مشرقِ وسطیٰ کے عام گھریلو جانوروں گائے بیل، بھیڑ بکریوں، اونٹوں، گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے علاوہ دیگر جانور بالخصوص شیر، چیتے، بھیڑیئے، گیدڑ اور لومڑیاں بھی پائے جاتے تھے - یہاں خرگوش، جنگلی سؤر اور ہرن بھی ملتے تھے - کتے کو جنگلی جانور سمجھا جاتا تھا اور اُس سے ناپاکی، دغابازی اور حقارت کی اصطلاحات منسوب تھیں - فلسطین کا کتا حقیر اور کمتر سمجھا جاتا تھا اور اُسے شکار یا بھیڑوں کی رکھوالی کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا تھا - ایوب ۳۰ : ۱ میں گلّوں کی رکھوالی کے لئے کتوں کا حوالہ ملتا ہے لیکن یہ جملہ مشکوک ہے - استثنا ۲۳ : ۱۸ کا پُراسرار حوالہ غالباً اغلام بازی کی طرف اشارہ ہے (دیکھئے حیواناتِ بائبل) - یہاں مغنی پرندے بہت کم ہوتے ہیں لیکن اُلّو، چیل، گدھ، باز اور شاہین وغیرہ ملتے ہیں - دیگر پرندوں میں بگلا، بحری عقاب، تیتر، مور، فاختہ، کبوتر، بٹیر، کوّے اور چڑیاں عام ملتی ہیں اور ان کے حوالے دونوں عہدناموں میں پائے جاتے ہیں (دیکھئے پرندگانِ بائبل) مچھلی خاص طور پر گلیلؔ کے علاقے میں بہتات سے ملتی تھی - حشرات الارض میں شہد کی مکھیاں، ٹڈے اور ٹڈیاں (ملخ) شامل ہیں (دیکھئے حشراتِ بائبل) - فلسطین ایک ایسی پٹّی میں واقع ہے جہاں اکثر ٹڈیاں حملہ کرتی رہتی ہیں - یوایلؔ کی کتاب میں ٹڈی دل کے حملوں کا کافی ذکر ملتا ہے -

۶ - نباتاتی زندگی

موسمِ بہار میں پھول کثرت سے ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی بہار تھوڑے عرصے کے لئے ہی دکھاتے ہیں، اسی لئے پھول کو زندگی کے چند روزہ ہونے کا نشان بتایا گیا ہے (ایوب ۱۴ : ۲؛ زبور ۱۰۳ : ۱۵) - غالباً "جنگلی سوسن" (متّی ۶ : ۲۸) کی اصطلاح میں دیگر قسم کے پھول بھی شامل تھے - فلسطین میں درخت مناسب کاشتکاری کے تحت بہتات سے پیدا ہوتے تھے لیکن جنگلات کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا - بس اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ فلسطین میں موجودہ زمانہ کی نسبت قدیم زمانہ میں جنگلات بہت زیادہ تھے - بیرونی حملوں اور درختوں پر ترکی حکومت کے ٹیکسوں نے فلسطین کے درختوں کے سلسلوں کو ختم کر کے رکھ دیا - لیکن اس کے باوجود بھی فلسطین بڑے بڑے جنگلات کے لئے موزوں نہیں تھا -

درختوں کی بڑی بڑی اقسام یہ تھیں : شاہ بلوط، سدابہار، گلِ خطمی، بُطم (تارپین کا درخت)، خرنوب اور شمشاد جو بیس فٹ بلند ہوتے، صنوبر، سرو اور پانی کے کنارے چنار - غالباً یہ وہ درخت ہے جو زبور ۱ میں "پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے" یوسیفس اسے اخروٹ اور عاموس (۷ : ۱۴)، یسعیاہ (۹ : ۹-۱۰) اور لوقا (۱۹ : ۴) گولر کہتے ہیں - یہاں چھوٹے قد کے بلوط، جنگلی زیتون، جنگلی انگور، دیودار اور جھاڑیاں بھی ملتی تھیں - ایسے چھوٹے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ اکثر اس بات کا نشان تھے کہ یہاں کاشتکاری مدت سے ترک کر دی گئی ہے -

قدیم فلسطین کے بڑے بڑے پھلدار درخت زیتون، انگور، انجیر اور کھجور تھے اور یریحوؔ کے قریب بلسان کے جھنڈ پائے جاتے تھے -

اناج میں جَو، گندم اور باجرہ پیدا ہوتا تھا - گندم سرحدی وادیوں اور میدانوں میں کاشت ہوتی تھی - گندم کا بہترین علاقہ فلستیہ اور اسدرلونؔ تھا - جَو، جو کہ قدرے کم وقعت رکھتے تھے اونچی ڈھلوانوں پر پیدا ہوتے تھے - یہ بڑی معنی خیز بات ہے کہ خوف زدہ مدیانی سپاہی نے خواب میں اسرائیل کو "جَو کی روٹی"، کی صورت میں دیکھا جو پہاڑ سے لڑھک کر انہیں تباہ و برباد کر رہی ہے (قضاۃ ۷ : ۱۳) - سبزیوں میں پھلیاں اور دالیں زیادہ پیدا ہوتی تھیں - غالباً یعقوبؔ نے جو "لال لال" دال پکائی تھی (پیدائش ۲۵ : ۳۰) وہ مختلف لال پھلیوں یا دالوں کا آمیزہ تھا - فلسطین میں گھاس اور چراگاہیں بہت کم تھیں، لہٰذا زندگی کے چند روزہ ہونے کو گھاس سے تشبیہ دی گئی ہے (زبور ۹۰ : ۵-۷؛ ۱۰۳ : ۱۵؛ یسعیاہ ۴۰ : ۶) - مزید دیکھئے نباتاتِ بائبل - دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴

فلطؔ - فالطؔ :- (عبرانی = نجات، مخلصی) -

۱ - یہدیؔ کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲ : ۴۷) -

۲ - عزموتؔ کا بیٹا - یہ صقلاجؔ میں داؔؤد کا شریک ہوا تاکہ اُسے مدد دے - داؔؤد، ساؔؤل بادشاہ سے بھاگ کر یہاں چھپا ہوا تھا (۱ - تواریخ ۱۲ : ۳) -

فلطیؔ :- (عبرانی = مخلصی دی گئی) -

۱ - وہ شخص جسے ساؔؤل بادشاہ نے اپنی بیٹی میکلؔ کو

دیا جو پہلے داؔؤد کی بیوی تھی (۱۔سموئیل ۲۵: ۴۴)۔

۲۔یہویقیم سردار کاہن کے زمانے میں ایک کاہن جو موعدیاؔہ کے گھر کا سردار تھا (نحمیاہ ۱۲: ۱۷)۔

فلطیاہ۔فِلطیاہ:- ۱۔داؔؤد کے خاندان میں سیالتی ایل کی اولاد سے حننیاہ کا بیٹا (۱۔تواریخ ۳: ۲۱)۔وہ زرؔبابل کا پوتا تھا۔

۲۔حزقیاہ کے زمانہ میں یسعی کا بیٹا۔وہ بنی شمعوؔن کے ایک گروہ کا سردار تھا۔اُس نے عمالیقیوں کو اُس علاقے سے ختم کر دیا (۱۔تواریخ ۴: ۴۲)۔

۳۔اُن لوگوں میں سے ایک جنہوں نے نحمیاؔہ کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۲)۔

۴۔یہوداہ کا ایک امیر، بنایاہ کا بیٹا (حزقی ایل ۱۱: ۱)۔اس نے دوسروں کے ساتھ مل کر یروشلیم میں بدکاری کی تدبیر کی اور بُری مشورت دی (حزقی ایل ۱۱: ۲)۔خدا نے حزقی ایل کو ان کے خلاف نبوّت کرنے کو کہا۔جب وہ نبوّت کر رہا تھا تو فلطیاہ منہ کے بل گر کر مر گیا (حزقی ایل ۱۱: ۱۳)۔

فلک:- آسمان۔یہ عربی لفظ گولائی کا مفہوم رکھتا ہے۔آسمان کو اُس کی بظاہر گولائی کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔عبرانی لفظ راقیع ہے۔جو الفاظ مادّہ ر۔ق۔ع سے بنتے ہیں، ان کا مطلب "کوٹ کر پتلا کرنا"، "پیٹ پیٹ کر پتر بنانا" ہے (گنتی ۱۶: ۳۸؛ خروج ۳۹: ۳)۔فلک کے متعلق حوالوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ خدا نے آسمان کو پردے یا سائبان کی مانند زمین پر تانا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۲۲؛ زبور ۱۰۴: ۲)۔یہ ڈھلے ہوئے آئینہ کی مانند زمین پر پھیلا ہوا ہے (ایوب ۳۷: ۱۸)۔یہ آئینہ نیلم کی مانند شفاف ہے (خروج ۲۴: ۱۰ قب دانی ایل ۱۲: ۳)۔یہ آسمان ستونوں پر قائم ہے (ایوب ۲۶: ۱۱) اور اس میں برف اور پانی کا ذخیرہ ہے جو اُس کی کھڑکیوں اور دروازوں کے کھلنے سے زمین پر برستا ہے (پیدائش ۷: ۱۱؛ یسعیاہ ۲۴: ۱۸؛ زبور ۷۸: ۲۳)۔اس فلک میں وہ فضا بھی شامل ہے جو زمین کے گرد ہے اور جس میں چڑیاں اُڑتیں، بادل گھومتے اور سورج، چاند اور ستارے دکھائی دیتے ہیں (پیدائش ۱: ۶، ۷، ۱۴، ۲۰)۔یہ اس وقت کی عوامی سوچ کے مطابق شاعرانہ طرزِ بیان ہے۔

فلکُ الافلاک:- ایک عبرانی فقرے کا اردو ترجمہ جو زبور ۶۸: ۳۳ میں پایا جاتا ہے۔مفسّروں کو اس کے صحیح معنی معلوم نہ ہو سکے، لیکن مقابلہ کیجئے استثنا ۱۰: ۱۴۔

فلکیات:- سورج، چاند، ستاروں اور سیّاروں کا علم۔اصل میں اس نام سے صرف وہ علم مراد ہے جو سائنسی اصولوں پر مبنی ہو۔لیکن ایک وقت تھا جب انسان سائنسی اور غیر سائنسی علوم میں واضح تمیز نہیں کرتا تھا۔اکثر اُس نے معقولیت کی حدود کی پرواہ کئے بغیر ایسے علم تشکیل کئے جو اُس کے خیال میں ماضی اور مستقبل کی خبریں اُسے دے سکتے تھے۔جادو، علم نجوم، فالگیری وغیرہ اسی زمرہ میں آتے ہیں۔ان نقلی علوم کی کتابِ مقدس میں کافی مذمت کی گئی ہے (قب استثنا ۱۸: ۱۰؛ یرمیاہ ۱۰: ۲؛ یسعیاہ ۴۷: ۱۳، ۱۴)۔اگر ہم اُن سب حوالوں کا بغور مطالعہ کریں جہاں ان جھوٹے علوم کا ذکر ہے تو یہ بات صاف ظاہر ہو جائے گی کہ جوتش اور ★ جادوگری اور اسی قسم کے دوسرے علوم اور عمل شیطان کی سرپرستی میں ترقی کرتے ہیں۔بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ "خداوند کا خوف علم کا شروع ہے" (امثال ۱: ۷ = ایوب ۲۸: ۲۸؛ قب استثنا ۴: ۶)۔خدا کی بھید کی باتیں خدا اپنے بندوں پر خود ہی ظاہر کرتا ہے۔دانی ایل نبی نے بنوکدنضر بادشاہ کو صحیح صحیح بتایا تھا کہ "وہ بھید جو بادشاہ نے پوچھا حکماء اور نجومی اور جادوگر اور فالگیر بادشاہ کو نہیں بتا سکتے، لیکن آسمان پر ایک خدا ہے جو راز کی باتیں آشکارا کرتا ہے" (دانی ایل ۲: ۲۷، ۲۸)۔

یاد رہے کہ شیطان اور اُس کے پیرو فرشتے انسان کو چند صحیح باتوں کی خبر دے کر اُن کا اعتماد جیت کر پھر اُنہیں گمراہ کرتے ہیں۔یہی طریقہ اُس نے باغ عدن میں استعمال کیا اور یہی طریقہ وہ اب بھی بڑی چالاکی سے جادو وغیرہ کے سلسلے میں بروئے کار لاتا ہے۔

خدا نے بنی اسرائیل کو صاف ہدایت کی تھی کہ وہ ان مکروہ کاموں سے احتراز کریں (استثنا ۱۸: ۱۰-۱۲) تو بھی بعض اسرائیلی اس سے باز نہ آئے۔ان تاریک علوم کی بعض اصطلاحات اور ان سے متعلق محاورے اکثر بائبل میں آتے ہیں کیونکہ یہ زبان کا حصّہ بن گئے تھے۔تاہم ہمیں محتاط رہنا چاہیئے کہ ہم انہیں پڑھتے وقت یہ تاثر نہ لیں کہ کتابِ مُقدّس انہیں صحیح تصوّر کرتی اور ان کی حمایت کرتی ہے۔چونکہ آج کل کا عام قاری ان علوم سے واقفیّت نہیں رکھتا اس لئے ہمیں بعض جگہ ان کا پس منظر تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔لیکن اس سے بھی یہ تاثر ہرگز نہیں لینا چاہیئے کہ ہم ان علوم کے حامی اور معتقد ہیں۔

ذیل کے مضمون میں فلکیات اور علم نجوم کا ذکر پہلو بہ پہلو کیا گیا ہے اور جہاں ہم نے ضرورت محسوس کی ہے وہاں ایک بار پھر پڑھنے والے کو متنبّہ کیا ہے۔

۱۔سُورج اور چاند (نیّرِاکبر اور نیّرِ اصغر) اور ستاروں کو خدا نے بنایا (پیدائش ۱: ۱۶؛ عاموس ۵: ۸) اور وہ اُن کے نام

اور تعداد جانتا ہے (زبور ۱۴۷: ۴)۔ زبور ۱۹ کا پہلا حصہ اجرام فلکی پر ایک خوبصورت نظم ہے۔ آسمان، آفتاب اور ستارے اور ساری فضا بے آواز سُر سے خدا کے جلال کی تعریف کرتے ہیں۔ بائبل مُقدّس میں سورج، چاند، ستاروں اور سیّاروں کے متعلق بے شمار اشارے موجود ہیں۔ ان کے پڑھنے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے لوگ فلکیات میں ہم سے کہیں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ جب خدا نے ابرہام پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ اُس کی اولاد لاتعداد ہوگی تو وہ اُس کو باہر لے گیا اور ان گنت ستاروں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "تیری اولاد بھی ایسی ہی ہوگی" (پیدائش ۱۵:۵)۔ بعد میں اس وعدہ کو دہراتے ہوئے کہا کہ "تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کر دوں گا" (پیدائش ۲۲: ۱۷)۔ بہت عرصے تک کلام مُقدّس کے پڑھنے والوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آسمان کے تاروں کے شمار اور سمندر کے کنارے کی ریت کے ذرّوں میں کیا مناسبت ہے۔ فلکی دُوربین کی ایجاد سے پہلے یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی تھی لیکن اب سائنس دان مانتے ہیں کہ یہ مقابلہ بہت موزوں تھا۔ بائبل ستاروں کے فاصلوں کا بیان بھی بڑے مؤثر انداز میں کرتی ہے "کیا آسمان کی بلندی میں خدا نہیں؟ اور تاروں کی بلندی کو دیکھ۔ وہ کیسے اونچے ہیں!" (ایوب ۲۲: ۱۲) — ستاروں کے فاصلوں کا صحیح اندازہ ۱۸۳۸ء تک معلوم نہ تھا۔ اُس سال ایک سائنس دان نے پہلی مرتبہ اس فاصلے کا حساب لگایا۔ اس سے پہلے تو یہ بات خیال میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ یہ فاصلہ کیا ہوگا۔ ہمارا نظامِ شمسی، یعنی سورج اور اُس کے گرد گردش کرنے والے ستارے اور سیّارے، ایسے ہی ہزاروں نظاموں میں سے ایک ہے۔ سائنس دانوں کی رائے میں دُور کے ستاروں کا فاصلہ ہمارے نظامِ شمسی کی چوڑائی (یا قطر) سے لاکھوں گنا زیادہ ہے۔ یہ فاصلے اتنے زیادہ ہیں کہ میلوں اور کلومیٹروں میں انہیں ادا نہیں کیا جا سکتا اس لئے انہیں بیان کرنے کے لئے روشنی کی رفتار سے ایک اکائی مقرر کی گئی ہے۔ اس فاصلے کی اکائی کو نوری سال کہتے ہیں۔ روشنی ایک سیکنڈ میں ۱۸۶۰۰۰ (ایک سو چھیاسی ہزار) میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ جو فاصلہ روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اُس فاصلہ کو نوری سال کہتے ہیں۔ ان بعید از تصور فاصلوں کو بائبل بڑی خوبصورتی سے بیان کرتی ہے۔ یسعیاہ ۱۴: ۱۳ میں شیطان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ "میں اپنے تخت کو خدا کے ستاروں سے بھی اُونچا کروں گا"۔ یہ ایک بہت عظیم فاصلے کی طرف اشارہ ہے۔ جب انسان ان فاصلوں اور ستاروں کی گردش وغیرہ پر سوچتا ہے تو اُس کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اُس کا وہی احساس ہوتا ہے جو داؤد نبی کا تھا "جب میں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جن کو تو نے مقرر کیا غور کرتا ہوں تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے" (زبور ۸: ۳)۔ بائبل کے مصنفین پاک روح کی ہدایت سے جانتے تھے کہ ستارے ستارے میں فرق ہے۔ پولس رسول کرنتھس کی کلیسیا کو لکھتے ہوئے کہتا ہے "آفتاب کا جلال اور ہے مہتاب کا جلال اور۔ ستاروں کا جلال اور کیونکہ ستارے ستارے کے جلال میں فرق ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۱)۔ ماہرِ فلکیات اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں۔ اُن کے مطابق اجرامِ فلک نہ صرف مختلف رنگوں کے ہیں بلکہ حجم، وزن، حرارت اور چمک میں بھی ان میں بڑا فرق ہے۔ ہمارا سورج جس کے گرد زمین گردش کرتی ہے درمیانی سائز کا ستارہ ہے۔ یہ زمین سے تقریباً دس لاکھ گنا بڑا ہے۔ لیکن ایسے بھی ستارے ہیں جو سورج سے بھی دس لاکھ گنا بڑے ہیں۔ جب خدا انسان سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے زمانے کے علم کے مطابق ہم کلام ہوتا ہے۔ اسی لئے بعض حوالوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گویا زمین چپٹی ہے اور سورج اس کے گرد گھومتا ہے۔ تاہم ایسے حوالے بھی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہوا میں مُعلّق ہیں۔ وہ (خدا) "زمین کو خلا میں لٹکاتا ہے" (ایوب ۲۶: ۷)۔

۲۔ بنی اسرائیل کے بہت سے گناہوں میں سے ایک گناہ بُت پرستی تھا۔ اگرچہ اُنہیں استثنا ۴: ۱۹ میں بڑے واضح الفاظ میں خبردار کیا گیا تھا تو بھی وہ سُورج، چاند، ستاروں کی بھی پرستش کرتے تھے۔ باوجود ایسے انتباہ کے انہوں نے کئی بار سُورج کی پرستش کی۔ یہوداہ کے بادشاہ آسا اور یوسیاہ کو اس بُرائی کو دُور کرنے کے لئے مختلف قدم اُٹھانے پڑے (۲-تواریخ ۱۴: ۵؛ ۲-سلاطین ۲۳: ۵، ۱۱)۔

پرانے عہدنامہ میں بعض مخصوص ستاروں اور ستاروں کے جھُرمٹ (مجمع النجوم) کا ذکر اُن کے ناموں سے آتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

۱۔ جبّار۔ عبرانی کسیل جس کے بنیادی معنی بیوقوف (زبور ۴۹: ۱۰)، احمق (امثال ۱: ۳۲؛ ۱۰: ۱؛ ۱۸: ۱) ہیں۔ لیکن یہ نام ایک ستارے یا ستاروں کے جھرمٹ کو بھی دیا گیا ہے (ایوب ۹: ۹؛ ۳۸: ۳۱؛ عاموس ۵: ۸)۔

آسمان پر اس جھُرمٹ پر نگاہ کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی بڑے قد آور شخص کو باندھا ہوا ہو۔ اسی مشاہدہ کی بنا پر یونانی اسطوریات میں اسے ایک احمق دیو (جبار) کا نام دیا

گیا اور ایک کہانی گھڑ کر اس کے متعلق مشہور کر دی گئی ہے۔ خدا جب ایوب سے مخاطب ہوتا ہے (ایوب ۳۸: ۳۱) تو وہ ایوب کے وقت کے محاورے کے مطابق اُس سے پوچھتا ہے کہ کیا تُو " جبار کے بندھن کو کھول سکتا ہے؟" اس حوالے میں ایوب کی بے بسی کی طرف اشارہ ہے جبکہ خدا قادرِ مطلق ہے (اس کا ذکر باب کے پہلے حصّے میں آتا ہے)۔

اس عبرانی لفظ کسیل کے جمع کا صیغہ کسیلیم یسعیاہ ۱۳: ۱۰ میں آیا ہے۔ وہاں اُس کا ترجمہ کواکب (کوکب بمعنی ستارہ کی جمع) کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ★ برج ہے۔

ب۔ بنات النعش۔ شمال میں سات روشن ستاروں کا ایک جھُرمٹ (ایوب ۹: ۹؛ ۳۸: ۳۲۔ دوسرے حوالے میں کیتھولک ترجمہ دُبّ ہے۔ دُبّ عربی میں ریچھ کو کہتے ہیں)۔ اس کے لئے عبرانی لفظ عیش اور عاش ہیں۔ غالباً یہ عربی عس اور عاس کے ہم جد لفظ ہیں جس کے معنی رات کا چوکیدار ہیں۔ یہ نام ان ستاروں کو اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ ساری رات غروب نہیں ہوتے بلکہ ایک ستارے (قطبی ستارہ) کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کچھ دیگر علماء کا خیال ہے کہ عبرانی لفظ عیش اور عاش عربی کے نعش کا بدل ہیں۔ عربی لفظ کا بنیادی مفہوم "اُٹھانا" ہے۔ پھر یہ مُردہ کو اُٹھانے کے لئے استعمال ہوا اور ہوتے ہوتے نعش یعنی لاش کے معنی اختیار کر گیا ان سات ستاروں کا مجموعہ یوں ہے۔ پہلے چار ستارے چارپائی کی مستطیل شکل کے ہیں۔ پیچھے کے تین ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے جنازے کے پیچھے لوگ چل رہے ہوں۔ تب ہی اس جھُرمٹ کا نام جنازہ کی بیٹیاں (بنات النعش) پڑ گیا ہے۔ لیکن عبرانی میں "بیٹے" (= مافیہا) ہے۔ بعض لوگوں کو ان سات ستاروں کا جھرمٹ ریچھ معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کا نام دُبّ بھی رکھا گیا ہے۔

ج۔ ثریّا۔ اس عربی لفظ کے معنی افراط اور کثرت ہیں۔ یہ عبرانی لفظ کیماہ کا ترجمہ ہے۔ اس لفظ کے معنی انبار، ڈھیر، بھیڑ وغیرہ ہیں۔ یہ بھی ستاروں کا جھرمٹ ہے (ایوب ۹: ۹؛ ۳۸: ۳۱ اور عاموس ۵: ۸)۔ چونکہ یہ ستارے پاس پاس بکھرے پڑے ہیں اس لئے خدا ایوب نبی سے پوچھتا ہے کہ "کیا تو عقدِ ثریا کو باندھ سکتا ہے؟" (کیتھولک: "کیا تو ثریا کے خوشے باندھ سکتا ہے؟" ایوب ۳۸: ۳۱)۔

د۔ منطقۃ البُروج۔ عبرانی مزاروت (ایوب ۳۸: ۳۲)۔ اس کے معنی غالباً برجوں کا کمربند ہیں، یعنی وہ دائرہ جس پر بارہ آسمانی برج واقع ہیں۔ ہندی جوتشی اسے راس منڈل یا راس چکر کہتے ہیں۔ علم النجوم کے مطابق سورج، چاند، ستارے اور سیّارے سال کے دوران میں بارہ منزلوں سے گذرتے ہیں۔

منطقۃ البُروج

ہر منزل پر ٹھہرنے کے مقام کو بُرج کہتے ہیں۔ ہر بُرج کو اُس کے آس پاس کے ستاروں، سیّاروں اور اقمار کی مشابہت سے کسی زمینی یا فرضی شکل کا نام دیا جاتا تھا۔ ان کے خیال کے مطابق ان کا سال کے بارہ مہینوں سے بھی گہرا تعلق ہے اور یہ موسم اور زمین کے واقعات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چونکہ اس علم کے مطابق آسمان کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا گیا تو اس تقسیم کے حوالے سے ان نجومیوں کو بائبل میں افلاک پیما (یسعیاہ ۴۷: ۱۳۔ کیتھولک آسمان کو ناپنے والے) کہا گیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ منطقۃ البروج کے مطالعہ سے وہ ہونے والے واقعات کی خبر دے سکتے ہیں۔ یہ علم بہت پرانا ہے (غالباً ۳۰۰۰ ق م۔ کیونکہ اس زمانے کے بعض پتھر دستیاب ہوئے ہیں جن پر مختلف برجوں کی شکلیں کندہ ہیں)۔ اس علم کو عبرانی لوگوں نے بابل اور اکاد سے حاصل کیا۔ اگرچہ بائبل میں اسے صریحاً ممنوع قرار نہیں دیا گیا تاہم اسے قابلِ اعتبار علم نہیں دکھایا گیا (دیکھئے جادو اور جادوگری ۵۔۸)۔ تو بھی یہ ایمان سے برگشتہ لوگوں کا خاصہ ہے کہ وہ علمِ نجوم، جوتش اور رمّل وغیرہ سے مستقبل کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب مقدس میں کئی حوالے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم ایمان اسرائیلی یہ قبول کرتے تھے کہ ستاروں اور اجرامِ فلکی کا اثر انسانی زندگی پر ہوتا ہے۔ مثلاً دبورہ کے گیت میں ستاروں اور منزلوں کا ذکر ہے۔ گویا سیسرا کی شکست پر اجرامِ فلکی بھی اثر انداز تھے:

"آسمان کی طرف سے بھی لڑائی ہوئی بلکہ ستارے بھی اپنی اپنی منزل میں سیسرا سے لڑے" (قضاۃ ۵: ۲۰)۔ تاہم اکثر دیگر مفسّر اس حوالے کو محض ایک شاعرانہ اندازِ بیان تصوّر کرتے ہیں۔ یہ مفسّر پیدائش ۱: ۱۴ میں بھی علم النجوم کی طرف کوئی اشارہ نہیں دیکھتے۔

تاہم ان برُجوں کا ذکر کئی حوالوں میں آتا ہے اور اُس زمانے کے لوگ ان سے اچھی طرح واقف تھے (دیکھئے ایوب ۹: ۹؛ ۳۸: ۳۲؛ حبقوق ۳: ۱۱؛ ۲-سلاطین ۲۳: ۵۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں لفظ "سیاروں" ہے لیکن غالباً منطقۃ البروج زیادہ موزوں ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔ ان کے سوا بعض اور حوالے ہیں جن میں منطقۃ البروج کا براہِ راست ذکر تو نہیں آتا تاہم بعض مفسر اور علماء سمجھتے ہیں کہ ان کا پس منظر بھی اسی علم سے بہت متاثر ہے، مثلاً پیدائش ۴۹ باب میں یعقوب کی اپنے بیٹوں کے مستقبل میں وقوع میں آنے والی باتوں کی پیشینگوئی اور برکتیں جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے اور سردار کاہن کے سینہ بند کے ۱۲ قیمتی پتھر اور مکاشفہ باب ۲۱ کے جواہرات (دیکھئے معدنیاتِ بائبل)۔ چونکہ اکثر قارئین اس علم سے ناواقف ہوں گے اس لئے ہم بڑے اختصار سے یہاں منطقۃ البروج کے متعلق کچھ معلومات مہیا کر دیتے ہیں تاکہ بعد کی بعض تشریحات آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

فضائے بسیط میں پھیلے ہوئے ان گنت اجرام فلکی ہیں۔ سورج سال کے دوران ان میں سے گزرتا ہے۔ اس فرضی راستہ کو "طریق شمس" کہتے ہیں۔ اس راستے میں بارہ منزلیں تعیّن کی گئی ہیں۔ انہیں برج (جمع بروج) کہتے ہیں۔ ہر برج کی شکل کو زمین کی کسی چیز یا فرضی شکل سے مشابہت دی گئی ہے اور اسی نسبت سے اُن کو نام دیئے گئے ہیں۔ ہر ایک برُج کی ایک خصوصیت ہے اور یہ پُرانی سوچ کے مطابق عناصر اربع میں سے ایک ★ عنصر کے زیرِ اثر ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دنیا چار عناصر سے بنی ہے: پانی، آگ، ہَوا اور مٹی۔ ہر برُج کا ایک رنگ بھی ہے اور ایک قیمتی پتھر بھی ہر ایک برج سے ملحق کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان بروج کے نام، معنی اور انگریزی مترادف پیش کرتے ہیں۔ نقشہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

۱- حمل - برّہ یا بینڈھا - Aries
۲- ثور - بیل - Taurus
۳- جوزا - جُڑواں - Gemini
۴- سرطان - کیکڑا - Cancer
۵- اسد - شیر - Leo
۶- سنبلہ - گیہوں یا جَو کا خوشہ (اس کی علامت میں ایک دوشیزہ خوشہ پکڑے کھڑی ہے۔ Virgo
۷- میزان - ترازو - Libra
۸- عقرب - بچھو - Scorpio
۹- قوس - کمان - Sagittarius
۱۰- جدی - سمندری بکرا - Capricorn
۱۱- دلو - ڈول - Aquarius
۱۲- حُوت - مچھلی - دو مچھلیاں - Pisces

عناصر کے مطابق ان کی تقسیم یوں ہے:

بروج آبی: سرطان - عقرب - حُوت
بروج آتشی: حمل - اسد - قوس
بروج بادی: جوزا - میزان - دلو
بروج خاکی: ثور - سنبلہ - جدی

آیئے ہم منطقۃ البروج کے متعلق ان سب معلومات کو سامنے رکھتے ہوئے ایوب ۳۸: ۳۱ تا ۳۳ کی تشریح ملاحظہ کریں۔

ان آیات میں خداوند تعالیٰ ایوب سے بگولے میں مخاطب ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کیا تو ستاروں پر کوئی اختیار رکھتا ہے؟ کیا تو ثریا کے بکھرے ہوئے جھُرمٹ کو باندھ سکتا ہے؟ یا بندھے ہوئے جبار کو کھول سکتا ہے؟ کیا تو راس منڈل کے برجوں کو حکم دے سکتا ہے کہ کب کون سا سامنے آئے اور اپنے اثر سے موسم تبدیل کرے؟ کیا تو شمالی سات ستاروں کے جھُرمٹ کو حکم دے سکتا ہے کہ کیسے گردش کریں؟ المختصر کیا تو کائنات کے قوانین سے واقف ہے؟ کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کی موجودات کے زمین پر کیا اثرات ہیں؟ بعض مفسر، جیسے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، پیدائش باب ۴۹ کی علم النجوم کے حوالے سے تشریح کرتے ہیں۔ بقول اُن کے یعقوب کا اپنے بیٹوں کو بلا کر جمع کرنا اور انہیں یہ بتانا کہ آخری دنوں میں کیا کیا ہوگا منطقۃ البروج سے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر بیٹے کا تعلق کسی ایک نہ ایک برج سے ہے۔ اور اُسی برُج کا اثر پیشینگوئی میں ظاہر ہوتا ہے۔ اُن کے کہنے کے مطابق یہ مماثلت اتفاقیہ امر نہیں ہو سکتی۔ ہماری رائے میں یہ علم النجوم کے حامی کھینچ تان کر اپنا نظریہ ان آیات پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں اور ذیل میں یعقوب کے بیٹوں کے نام اور اُن کا کسی برُج سے تعلق ان مفسروں کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔

برج کا نام — اثر یا خصوصیت

۱- روبن - دَلو (ڈول) "پانی کی طرح بے ثبات" آیت ۴
۲ اور ۳- شمعون اور لاوی - جوزا (بھائی بھائی) آیت ۵
۴- یہوداہ - اسد (شیر ببر) آیت ۹
۵- زبولون - سرطان - ایک آبی برج "جہازوں کیلئے بندر" آیت ۱۳
۶- اشکار - ثور ("مضبوط گدھا" آیت ۱۴ - گدھے اور بیل دونوں زراعت میں استعمال ہوتے تھے)
۷- دان - عقرب اور میزان - "راستے کا سانپ" اور "انصاف"

آیت ۱۶، ۱۷

۸- جدؔ - حُوت - جد کا اُلٹ دج ہے جو عبرانی میں مچھلی کو کہتے ہیں۔ ★ جد قسمت کا دیوتا ★ مشتری ہے جس کا نشان حُوت ہے۔

۹- آشؔر۔ سُنبلہ - "نفیس اناج" آیت ۲۰

۱۰- نفتالی - حمل - مینڈھا - عبرانی میں "تالی" کے معنی برّہ ہیں، لیکن ہجے تاؤ (ت) سے نہیں طیتھ (ط) سے ہیں طالہ (۱-سموئیل ۷: ۹ - برّہ) جمع کا صیغہ طالی ہے۔

۱۱- یوسفؔ - قوس - "اُس کی کمان مضبوط" آیت ۲۴

۱۲- بنیمینؔ - جدی - سمندری بکرا۔ "پھاڑنے والا بھیڑیا" آیت ۲۷

سردار کاہن کے سینہ بند پر بارہ قیمتی پتھر ہر قبیلہ کے مطابق جڑے ہوئے تھے۔ اس کے متعلق جواہرات بائبل سے رجوع کریں۔ مکاشفہ باب ۲۱ میں شہرِ پناہ کی بنیادیں بارہ جواہرات سے بنی ہیں۔ ان کا ذکر بھی جواہرات بائبل میں ملاحظہ ہو۔

آگے چلنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم دوبارہ اس بات پر زور دیں کہ بنی اسرائیل کو سختی سے ہدایت تھی کہ وہ دیگر قوموں کی طرح آسمانی علامات سے خائف نہ ہوں (یرمیاہ ۱۰: ۲) کیونکہ خداوند فرماتا ہے "میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں ..... ہاں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کا بیان کریں .... میں جھوٹوں کے نشانوں کو باطل کرتا اور فالگیروں کو دیوانہ بناتا ہوں" (یسعیاہ ۴۴: ۶، ۷، ۲۵)۔ نجومیوں کے خلاف صاف الفاظ میں یسعیاہ ۴۷: ۱۲، ۱۳، ۱۴ میں فتویٰ دیا گیا ہے "وہ بھوسے کی مانند ہوں گے، آگ اُن کو جلائے گی"۔

ک - جنوب کا برج (ایوب ۹: ۹)۔ غالباً یہ اُس جھرمٹ کی طرف اشارہ ہے جو عرب میں تجارتی راستہ پر سفر کرتے ہوئے جنوب میں اُفق کے قریب دکھائی دیتا ہے۔

و - "شریروں" اور "بلند بازو" (کیتھولک "بڑھایا ہوا بازو")۔ ایوب ۳۸: ۱۵۔ شریروں سے غالباً وہ دو ستارے مراد ہیں جنہیں کلبِ اصغر اور کلب اکبر کہا گیا ہے (انگریزی میں Canis Minor اور Canis Major) اور بلند بازو وہ تین ستارے ہیں جنہیں شعریٰ شامی یا شعریٰ اور کلب الجبّار اور روشن ستارے کہتے ہیں۔

۳- نئے عہد نامہ میں نجوم یا جوتش کا ذکر -

صاف صاف اور براہِ راست نئے عہد نامہ میں نجوم کا ذکر ہماری نظر سے نہیں گزرتا۔ بے شک مجوسیوں کا ذکر آیا ہے جنہیں ایک ستارے کی مدد سے مسیح کی پیدائش کا علم ہُوا (متی ۲: ۱-۲، ۹-۱۰) تاہم کچھ اور حوالے بھی ہیں جن کے مطالعہ سے کنایتہً یوں معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کے زمانے میں اکثر غیر قوم لوگ اور یہودی اس فرضی علم سے واقف تھے اور اسے روا رکھتے تھے اور مسیحی ہونے کے بعد بھی اس کی طرف مائل ہونے کے خطرہ سے محفوظ نہ تھے۔ لیکن چونکہ ہم ان آیات کے پس منظر سے پوری طرح واقف نہیں اس لئے انہیں سمجھنے کے لئے کچھ دقّت پیش آتی ہے۔ مزید بعض آزاد خیال غیر ★ انجیلی مسیحی مُفسّر سائنس سے متاثر ہو کر شیطان کی شخصیت کے قائل نہیں۔ وہ اُسے ایک قیاسی کردار قرار دیتے ہیں اور شیطان کے بہت سے کارناموں کو توہماتی کہہ کر ایک طرف کر دیتے ہیں۔ شیطان کی حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اُس کی طاقت کا اندازہ مسیح کی آزمائش کے بیان میں دیکھا جا سکتا ہے۔ خداوند مسیح ان آزمائشوں میں کامیاب ہوئے لیکن شیطان نے ہار نہ مانی۔ "جب ابلیس تمام آزمائش کر چکا تو کچھ عرصہ کے لئے اُس سے جُدا ہُوا" (لوقا ۴: ۱۳)۔ اگرچہ خداوند مسیح نے صلیب پر شیطان پر پوری فتح حاصل کی اور اپنے لوگوں کو اُس کے چُنگل سے بچا لیا تاہم ابلیس کا اثر باقی لوگوں پر جاری رہا اور شیطان کی حتمی ہار مسیح کے دوبارہ آنے پر ہی ہوگی (مکاشفہ ۱۲: ۹)۔ اس عرصے میں ابلیس اپنے چیلوں کی مدد سے جادو اور دیگر طریقوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا پھرتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کو بھی پھر سے اپنے قابو میں لانا چاہتا ہے جن کو خداوند مسیح نے آزاد کر دیا ہے۔ اسی لئے مسیح کے خادموں کو کلیسیا کو شیطان کے حیلوں سے محتاط کرنا ضروری ہے۔ پولسؔ رسول اکثر اپنے خطوط میں نومسیحیوں کو خبردار کرتا ہے کہ وہ شیطان کے پنجوں میں پھر سے نہ پھنس جائیں۔ مثلاً وہ گلتیہؔ کی کلیسیا کو لکھتا ہے کہ "اب جو تم نے خدا کو پہچانا ... تو اُن ضعیف اور نکمّی ابتدائی باتوں کی طرف کس طرح پھر رجوع ہوتے ہو جن کی دوبارہ غلامی کرنا چاہتے ہو؟ تم دنوں اور مہینوں اور مقرّرہ وقتوں اور برسوں کو مانتے ہو" (گلتیوں ۴: ۹-۱۰)۔ اکثر مُفسّر دسویں آیت کو یہودی سبت اور عیدوں اور یوبلی کے سالوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض علماء کی رائے میں ★ توفیقیت کے زیرِ اثر اس میں نجوم کا عنصر بھی شامل ہو گیا تھا۔ ہماری رائے میں اس حوالے کا تعلق نجوم سے براہِ راست ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ ★ ابتدائی باتیں (قب کلسیوں ۲: ۸) نجوم کی ایک اصطلاح ہے اور اس کا اشارہ غالباً بروج کی طرف ہے۔ جوتش اور نجوم سے لوگ اکثر اچھے دن کی مہورت نکلواتے یعنی ستاروں کی گردش سے کسی کام کے کرنے کے لئے سعید دن یا شبھ گھڑی معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ غالباً گلتیہ کے لوگ دوبارہ پرانے معبودوں کی غلامی کے جُوئے

میں پھنس رہے تھے ۔ نجومیوں کا عقیدہ تھا کہ ہر سیارے پر ایک سرپرست دیوتا حاکم ہوتا ہے اور اس دیوتا کو خوش کرنے سے ان کے قدم کامیابی چومتی ہے ۔ یہ دیوتا کون تھے؟ ایک تشریح کے مطابق یہ وہ نافرمان فرشتے تھے جو ابلیس کے ساتھ آسمان سے نکالے گئے تھے (یسعیاہ ۱۴: ۱۲ مابعد) ۔ ابلیس نے اپنے ساتھی فرشتوں کے ساتھ ایک منظم فوج کی تشکیل کی ۔ انہیں مختلف درجے دیئے تھے مثلاً تخت، ریاست، حکومت، اختیار (کلسیوں ۱: ۱۶؛ ۲: ۱۵؛ افسیوں ۶: ۱۲؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۴-۲۶) اور انہیں مختلف آسمانی مقاموں" میں تعین کیا اور خدا کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا ۔ اس روحانی جنگ میں خداوند مسیح نے ان حکومتوں اور اختیار والوں کو صلیب پر بُری طرح شکست دی (کلسیوں ۲: ۱۵) ۔ مسیح اُن کو جو اُن پر ایمان لاتے ہیں ان شیاطین کے اثر سے آزاد کرتا ہے ۔ لیکن ابھی جنگ جاری ہے اور مسیحی کلیسیا کو ان "حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں" جنگ کرنا ہے (افسیوں ۶: ۱۲) ۔ اس آیت میں جو یونانی لفظ kosmokratores (دنیا کے حاکم) استعمال ہوا ہے وہ بھی نجوم کی ایک اصطلاح ہے جو زیوس دیوتا کے ادبیی نغموں اور نوکدنضر کے علماء کی تصانیف میں اُن سیاروں کے دیوتاؤں کے لئے آتی ہے جو منطقۃ البروج سے تعلق رکھتے تھے اور انسانی زندگی پر اثر انداز متصوّر کئے جاتے تھے ۔

آپ کو یاد ہوگا کہ افسُس کے لوگ جادو کے (جس میں نجوم بھی ضرور شامل ہوگا) بڑے قائل تھے اور یہ اُن کی زندگی کا ایک اہم حصّہ تھا ۔ لیکن جب انہوں نے مسیح کے نام کی بزرگی کو قبول کیا اور اُن پر ایمان لائے تو اُنہوں نے ان کاموں کو ترک کیا اور جادو کی قیمتی کتابوں کو نذرِ آتش کیا (اعمال ۱۹: ۱۷-۲۰) ۔ جب پولس رسول افسس کے مسیحیوں کو خط لکھتا ہے تو انہیں یاد دلاتا ہے کہ وہ پہلے "ہوا کی عملداری کے حاکم یعنی اس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے" (افسیوں ۲: ۲) ۔ ہوا کی عملداری کے حاکم سے ابلیس مُراد ہے کیونکہ وہ ابھی بھی زمین اور آسمان کے درمیانی حصہ میں حاکم ہے ۔ چنانچہ اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ افسُس کے لوگ پہلے شیطان کے شاگرد تھے ۔ اب وہ مسیح پر ایمان لانے سے اُس کے دائرہِ اثر سے نکل گئے ہیں ۔ اب شیطان صرف اُن پر حکومت کر سکتا ہے جو نافرمانی کے فرزند ہیں ۔ المختصر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پولس رسول کے خطوط میں نجوم کا ذکر ضمناً آتا ہے ۔ پولس رسول کو اسے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی کیونکہ جن لوگوں سے وہ مخاطب تھا وہ اس سے اچھی طرح واقف تھے ۔

یہ انسانی خاصہ ہے کہ وہ اچھی چیزوں کو چھوڑ کر بُری اور ممنوع چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ صحیح تعلیم اُسے بھاری معلوم ہوتی ہے ۔ جادو نجوم وغیرہ اُسے بھاتا ہے ۔ پولس انسان کی اس کمزوری سے خوب واقف تھا اور وہ تیمتھیس کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ صحیح تعلیم پر زور دے "کیونکہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ صحیح تعلیم کی برداشت نہ کریں گے بلکہ کانوں کی کھجلی کے باعث اپنی اپنی خواہشوں کے موافق بہت سے اُستاد بنا لیں گے اور اپنے کانوں کو حق کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر متوجہ ہوں گے" (۲-تیمتھیس ۴: ۳-۴) ۔ جو لفظ "کہانیوں" کے لئے یونانی متن میں استعمال ہُوا ہے mythos (موتھوس) وہ غناسطی بدعتوں اور یہودی غلط تعلیم اور نسب ناموں کے لئے اور جگہ بھی استعمال ہُوا ہے (۱-تیمتھیس ۱: ۴؛ ۴: ۷؛ ططس ۱: ۱۴؛ ۲-پطرس ۱: ۱۶) ۔ منطقۃ البروج سے متعلق اساطیر (دیکھئے اسطورہ) بھی اسی قسم کی کہانیاں تھیں ۔

۴ - بیت لحم کا ستارہ ۔ مجوسیوں کا ستارہ (متی ۲: ۲) ۔ خداوند مسیح کی پیدائش کے وقت جو ستارہ مجوسیوں کو دکھائی دیا اور جس نے اُنہیں بیت لحم کا راستہ دکھایا علماء کے درمیان بہت قیاس آرائی کا موجب بنا ہے ۔ بعض تو اسے ایک معجزہ مانتے ہیں ۔ دیگر دعویٰ کرتے ہیں کہ فلکیات کی تاریخ میں یہ ایک تسلیم شدہ واقعہ تھا ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہیلی کے دُم دار ستارے Halley's Comet کی مانند یہ بھی کوئی دُم دار ستارہ تھا جو خداوند مسیح کی پیدائش کے وقت ظہور میں آیا ۔ لوگوں کا خیال ہے کہ دُمدار ستارے کا ظہور اکثر کسی بڑے تاریخی واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے ۔

کئی دیگر علماء کے مطابق یہ ستاروں کا سنجوگ، قِران یا اجتماع تھا ۔ علمِ نجوم کی رُو سے جب دو یا تین بڑے ستارے ایک ہی وقت میں کسی بُرج میں داخل ہوتے ہیں تو کوئی اہم واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے ۔ ان علمِ نجوم کے ماہروں کے مطابق سنہ ۶ ق م میں مشتری اور زہرہ اکٹھے ایک بُرج میں داخل ہوئے ۔ سنہ ۷ ق م میں مشتری اور زحل (ہندی نام شنیچر) کا سنجوگ ہُوا ۔ خداوند مسیح کی پیدائش بھی انہی سالوں میں ہوئی (دیکھئے مسیح کی پیدائش کی تاریخ) ۔

کچھ اور لوگ اسے نجم جدید یا ستارۂ نَو کے واقعہ سے تعبیر کرتے ہیں ۔ علمِ فلکیات کے مطابق بعض مرتبہ اُفق پر ایک نیا ستارہ نمودار ہوتا ہے اور وہ شروع میں بہت چمکتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد مدھم پڑ جاتا ہے ۔ ان لوگوں کے مطابق کوئی ایسا ہی نیا تارہ مسیح کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوا ۔

فلگون - فلاغون :- (یونانی = جلنا) - رومہ کا ایک مسیحی جس کو پولس رسول نے اپنے خط میں سلام لکھا (رومیوں ۱۶ : ۱۴) -

فُللگس - فیلولوغس :- (یونانی = علم کا دلدادہ) - رومہ کا ایک مسیحی جس کو پولس رسول نے سلام لکھا (رومیوں ۱۶ : ۱۵) -

فللیاہ - فِلل یاہ :- (عبرانی = یہوواہ نے فیصلہ کیا ہے) - ایک کاہن جو امقتی کا بیٹا اور بیرِدعام کا باپ تھا - وہ نحمیاہ کے زمانہ میں ہیکل میں خدمت کرتا تھا (نحمیاہ ۱۱ : ۱۲) -

فلّو :- (عبرانی = غیر معمولی، ممیز) - روبن کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۴۶ : ۹ - نیز دیکھئے خروج ۶ : ۱۴؛ گنتی ۲۶ : ۵ ، ۸ ؛ ۱ - تواریخ ۵ : ۳) -

فلونی :- داؤد بادشاہ کے دو سورماؤں کا لقب - ان کے نام خلس اور اخیاہ تھے (۱ - تواریخ ۱۱ : ۲۷ ، ۳۶) -

فلپیوں کا خط :- دیکھئے فلپیوں کا خط -

فلیتس :- (یونانی = محبت کے لائق) - پہلی صدی کا ایک بدعتی شخص جس کا ذکر پولس رسول اپنے خط میں (۲ - تمتھیس ۲ : ۱۷) کرتا ہے - یہ اور ہمنیس یہ تعلیم دیتے تھے کہ قیامت ہو چکی ہے - اُن کے نزدیک بپتسمہ سے ایک شخص گناہ سے پاکیزگی میں زندہ ہو جاتا ہے - لیکن آگے مردوں کی کوئی قیامت نہیں - یہ بدعت غناسطیت کا ایک جُز تھا - دیکھئے غناسطیت - ہمنیس -

فلیتی :- دیکھئے کریتی -

فلیمون کے نام پولس کا خط :-

نوٹ :- مزید سوالات پر بحث کے لئے دیکھئے قید خانہ کے خطوط -

۱ - سن اور مقام تحریر

پولس رسول نے اس خط کو ۶۱-۶۲ء کے درمیان رومہ میں اپنی قید کے دوران لکھا (آیات ۱/ ۸ ؛ اعمال باب ۲۸) - اُس نے یہ خط تخکس کے ہاتھ فلیمون کو بھیجا جو کلسے کی جماعت کا ممبر تھا (آیت ۲ کا مقابلہ کلسیوں ۴ : ۱۷ سے کیجئے) - اُسی کے ہاتھ اس نے افسس اور کلسے کی کلیسیاؤں کے لئے بھی عام خطوط بھیجے (افسیوں ۶ : ۲۱؛ کلسیوں ۴ : ۷) -

۲ - خط لکھنے کا مقصد

فلیمون کا ایک غلام انیسمس رومہ فرار ہو گیا تھا - وہ وہاں پر پولس رسول کی منادی کے وسیلہ سے مسیحی ہو گیا (آیت ۱۰) - پولس اُسے اس کے مالک کے پاس واپس بھیجنا چاہتا تھا - وہ اس خط کے ذریعہ سے اس کے مالک سے سفارش کرتا ہے کہ اُسے مسیح کی خاطر معاف کر دے اور بھائی کے طور پر قبول کرلے - انیسمس کے نام کا مطلب ہے "فائدہ مند" - پولس اُسے انیسمس کے فرار ہونے کے باعث جو مالی نقصان ہوا اُس کا ہرجانہ بھرنے کی پیشکش بھی کرتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ فلیمون کو یاد دلاتا ہے کہ تُو میرا روحانی طور پر قرضدار ہے -

اس خط کو سمجھنے کے لئے ہمیں غلاموں کی گھٹیا حیثیت کو ضرور جاننا چاہیئے - اس وقت رُومی حکومت میں تقریباً چھ کروڑ غلام تھے - اُن کے کوئی حقوق نہیں تھے - اُن کی حیثیت حیوانوں جیسی تھی اور ان کے آقا جیسا سلوک چاہتے اُن کے ساتھ کر سکتے تھے - فرار ہونے کی پاداش میں اگر مالک چاہے تو موت کی سزا بھی دے سکتا تھا - گو نئے عہدنامہ کے مصنفین براہ راست غلامی کے رواج پر حملہ تو نہیں کرتے لیکن اس خط اور دیگر بیانات (مثلاً افسیوں ۶ : ۹ ؛ کلسیوں ۴ : ۱) سے ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل جلیل یہ سکھاتی ہے کہ مالک اپنے غلاموں سے انسانوں جیسا سلوک کریں - غلاموں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کرنے کے اس نئے رویّہ کے باعث لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ طریقہ عدل و انصاف پر مبنی نہیں - اس بنا پر اُن میں اسے ختم کرنے کا احساس پیدا ہو گیا -

۳ - خط کا مضمون

اس خط کا مضمون مسیحی معافی ہے - ڈاکٹر میرل سی - ٹینی نے اس پر بڑی عمدہ خیال آرائی کی ہے - آپ لکھتے ہیں :

"اس خط میں معافی کے تمام عناصر پائے جاتے ہیں - جُرم (آیات ۱۱ ، ۱۸) ، رحم (آیت ۱۰) ، سفارش (آیات ۱۰ ، ۱۸ ، ۱۹) ، عوضانہ (آیات ۱۸ ، ۱۹) ، قبولیت اور بحالی (آیت ۱۵) ، اور نئے تعلقات کا آغاز و سرفرازی (آیت ۱۶) - جس معافی کی پولس رسول نے انیسمس کے لئے درخواست کی ، اس میں الٰہی معافی کے تمام عناصر پائے جاتے ہیں - دعائے ربانی میں جو درخواست کی جاتی ہے کہ جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر ، یہ اُس کا عملی سبق ہے "

۴ - خاکہ

۱ -	آیات	۱ - ۳	سلام
۲ -	"	۴ - ۷	فلیمون کی محبت ، ایمان اور رفاقت

کے لئے شکر گزاری۔

۳۔ آیات ۸ - ۲۰ انیسمس کے لئے سفارش
۴۔ " ۲۱ - ۲۲ مہمان نوازی کی درخواست
۵۔ " ۲۳ - ۲۵ سلام اور کلماتِ برکت

فنِ تحریر:- ایک صدی پیشتر کئی علماء کتبِ مقدسہ میں مذکور قوموں اور زبانوں کے تاریخی وجود کو مشکوک قرار دے چکے تھے۔ تاہم جدید ★ اثریات کی ترقی اور قدیم کتابت کو پڑھنے کا طریقہ دریافت ہوجانے سے کتبِ مقدسہ کی تاریخی صحت کی بحث میں ایک نیا باب کھل گیا ہے۔

۱۔ قدیم تحریروں کو پڑھنے کی کلیدیں۔
ا۔ سنگِ روزیٹا
ب۔ حجرِ بہستون
ج۔ اوگاریتی تختیاں

۲۔ اہم زبانیں
ا۔ سومیری
ب۔ اکادی
ج۔ بابلی اور اسوری
د۔ عبلائی اور اموری
ہ۔ اوگاریتی
و۔ عبرانی
ز۔ ارامی
ح۔ سریانی
ط۔ یونانی
ی۔ لاطینی

۱۔ قدیم تحریروں کو پڑھنے کی کلیدیں

ہمیں اِن تازہ ترین معلومات تک رسائی تین قدیم ماخذات یعنی ★ سنگِ روزیٹا، حجرِ بہستون اور اوگاریتی تختیوں کی تحریریں کو پڑھنے کی اہلیت کی بدولت حاصل ہوئی ہے۔

ا۔ سنگِ روزیٹا

نپولین بوناپارٹ نے ۱۷۹۸ء میں جب مصر پر چڑھائی کی تو اُس نے اپنی فوجوں کے ہمراہ محققوں اور مصوروں پر مشتمل مختلف جماعتیں بھی روانہ کیں۔ اُنہوں نے سطحِ زمین پر مصرِ قدیم کی باقیات کا سروے کیا۔ روزیٹا کے شہر کے نواح میں ایک خندق کی کھدائی کے دوران نپولین کے سپاہیوں کو ایک ایسی لوح ملی جس پر تین زبانوں میں ایک عبارت کندہ تھی۔ یہ لوح سنگِ روزیٹا کہلائی۔ یہ عجوبہ روزگار دریافت ۲۷ مارچ ۱۹۶ ق م میں یونانی بادشاہ بطلیموس اپفینیس کے تختِ مصر پر بیٹھنے کی یادگار کے لئے نصب کی گئی تھی۔ اس کتبے کا مضمون تین مختلف زبانوں میں تین الگ الگ رسم الخط میں کندہ ہے۔ پہلی عبارت ★ تصویری خط میں قدیم مصری بولی میں ہے، دوسری کمتر درجہ کی بعد کے زمانہ کی مصری بولی میں ہے اور تیسری عام یونانی رسم الخط میں ٹکسالی یونانی میں ہے۔ اس لوح کو یورپ میں لایا گیا تو یونانی رسم الخط کو تو با آسانی پڑھ لیا گیا لیکن تصویری خط ایک معمہ بنا رہا۔ بعض علماء نے یہ رائے قائم کی کہ یہ تحریریں کسی قسم کے خفیہ اشارات یا علامات پر مبنی ہیں اور ان کا زبان سے کوئی تعلق نہیں۔ متعدد علماء نے اِن کو اشارات اور علامات سمجھ کر ان کے مطالب حل کرنے کی کوشش کی لیکن آخر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پھر ایک نوجوان محقق Jean Francois Champollion نے اِن تینوں تحریروں کا موازنہ کرنا شروع کیا تو اُس پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ تصویری خط محض تصاویر اور علامات نہیں ہیں بلکہ صوتی اکائیاں ہیں۔ وہ درحقیقت مصر کے مشہور فرعونوں میں سے ٹوتمس اور عمسیس کے نام تصویری خط میں پڑھنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ اس کے بعد نصف صدی میں ہی محققین وسطی سلطنت کے بیشتر تصویری مخطوطات کے ترجمے شائع کر چکے تھے۔

ب۔ حجرِ بہستون

ابتداء میں سومیریوں کا ایجاد کردہ ★ میخی خط مصریوں کے تصویری خط سے کہیں پیچیدہ معمہ ثابت ہوا۔ یورپی سیاح سترھویں صدی میں پہلی بار میخی خط کے کتبے مشرقِ وسطیٰ سے یورپ میں لائے۔ اُس وقت کسی کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ دنیائے قدیم کی بیشتر زبانیں اِسی رسم الخط میں لکھی جاتی تھیں۔

میخی رسم الخط کی زبانوں میں سے فارسی نسبتاً کم قدیم زبان تھی۔ اٹھارھویں صدی کے محققین جانتے تھے کہ یہ زبان اب بھی ایک زندہ زبان ہے لیکن اب مختلف رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اُنہوں نے بعض فارسی الفاظ اور القابات کے معنی کا سراغ لگانے کے لئے پارسی مذہب کے مقدس صحیفے اوستا سے رجوع کیا۔ بالآخر ایک جرمن سکول ٹیچر Georg Friedrich Grotefend دارا اور خورس کے عہد کے کئی قدیم مخطوطات کو پڑھنے میں کامیاب ہوگیا۔ اُس نے اپنی اس دریافت کو ۱۸۰۲ء میں شائع کیا۔

۱۸۳۵ء میں برطانوی فوج کے ایک افسر Rawlinson نے جو حکومتِ ایران کا مشیر تھا، بہستون کی بلند چوٹی پر دارا کے عہد کا ایک طول طویل کتبہ دریافت کیا۔ اس نے بڑی عرق ریزی سے اس طویل کتبہ کا مطالعہ کیا اور جلد ہی اِس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریر ہندوستان کی قدیم ادبی زبان سنسکرت سے قریبی مماثلت رکھتی ہے۔

بہستون کا یہ کتبہ بھی سنگِ روزیٹا کی طرح تین زبانوں میں

ہے ۔ پہلا پارہ ایک ایسے رسم الخط میں ہے جو دریائے دجلہ اور فرات کے کناروں سے دریافت شدہ قدیم کتبوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے ۔ ایک فرانسیسی کو خورس آباد کے محل کے کھنڈرات سے جہاں سرگون شاہِ اسور کی حکومت تھی ، اسی سے ملتے جلتے کتبات ملے ۔ ایک انگریز نے بھی نینوہ کے آثار سے مزید متعدد کتبات برآمد کیے ۔

بہستون کے کتبہ کا دوسرا پارہ قدیم فارسی میں ہے اور تیسرا پارہ ایک نسبتاً کم قدیم عیلامی بولی میں ہے ۔ لیکن پہلا پارہ خصوصی اہمیت کا حامل تھا ۔ یہ میخی خط کو پڑھنے کی کلید ثابت ہوا ۔

۱۸۴۰ء تک میخی خط کے پہلے پارہ کو پڑھنے میں محققین کی پیش رفت خاصی سست تھی ۔ ۱۸۴۵ء میں سویڈن کے ایک محقق کے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ یہ زبان سامی الاصل ہے اور غالباً عبرانی ، عربی اور سریانی سے منسلک ہے جو کہ جانی پہچانی زبانیں تھیں ۔

۱۸۵۰ء میں آئرلینڈ کے ایک محقق ایڈورڈ ہینکس نے دعویٰ کیا کہ یہ علامات دراصل صوتیے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مصری تصویری خط اور بابلی میخی خط یکساں بناوٹ کے حامل ہیں ۔ دونوں صوتیوں کا مربوط نظام ہیں جو تین اقسام کی علامات پر مشتمل ہیں :

سادہ علامتِ خیال ، جس میں ایک علامت ایک لفظ کی ترجمانی کرتی تھی ۔

صوتی علامات ، اس میں ایک علامت ایک صوتیے یا مختلف اصوات مِل کر ایک صوتیے کو ترتیب دیتے تھے ۔

مخصوصات ، اس میں ایک علامت اشیاء کے ایک گروہ کی ترجمانی کرتی تھی ۔ یہ کسی معبود کا نام ، ملک کا نام ، کسی چوبی شے کا نام یا اسی نوع کی اشیاء ہو سکتی تھیں ۔

جب اِن کڑیوں کا سراغ مل گیا تو میخی خط یعنی خطِ پیکانی کو پڑھنے کا کام سرعت سے آگے بڑھنے لگا ۔ ہینکس کی دریافت کے بعد موجودہ صدی میں میخی خط کے کتبے دنیائے قدیم کی بابت ہماری معلومات کا سب سے بڑا ماخذ بن گئے ہیں ۔ اِن سے کُتُبِ مُقدّسہ کے عبرانی متن کی تفہیم کے لئے مزید تعارفی مواد فراہم ہوا ہے ۔ اور ہمیں مشرقِ قریب کی سلطنتوں کے عروج و زوال کو سمجھنے کے لئے ایک واضح تاریخی خاکہ دستیاب ہو گیا ہے ۔

ج ۔ اوگاریتی کی تختیاں

قدیم زبانوں کو سمجھنے کی کوششوں میں آخری اور اہم ترین پیش رفت بیسویں صدی میں ہوئی ۔ پہلی جنگِ عظیم کے کئی سال بعد کا واقعہ ہے کہ فرانسیسی ماہرینِ اثریات کی ایک جماعت نے شمالی لبنان میں بحیرہ روم کے قریب ایک قدیم شہر کے آثار کھود نکالے ۔ وہاں انہیں کنعان کے پایہ تخت اوگاریت میں سے مٹی کی تختیوں پر مشتمل ایک عظیم کتب خانہ مِلا ۔ اِن تختیوں کا متن نہایت سادہ میخی خط میں لکھا تھا جو صرف ۳۰ حروف پر مشتمل تھا جبکہ سومیری یا بابلی عبارتیں ۱۰۰ سے زائد حروف پر مشتمل تھیں ۔ اپریل ۱۹۳۰ء میں ایک جرمن محقق Hans Bauer نے اِن تختیوں کی زبان کو سامی الاصل قرار دیا ۔ متعدد فرانسیسی محققین نے اس رسم الخط کو پڑھنے میں کامیابی حاصل کی ۔ یوں ماضی کے مزاروں سے اوگاریت کی قدیم مغربی سامی زبان کو نئی زندگی نصیب ہوئی ۔ اوگاریت کی تختیوں کے مطالعہ سے کُتُبِ مُقدّسہ کے علوم کو بڑا فروغ مِلا ہے ۔ پرانے عہد نامے کے سینکڑوں عبرانی الفاظ اور درجنوں محاورات اوگاریت کی تختیوں میں بھی مندرج تھے ۔

۲ ۔ اہم زبانیں

نوشتوں کی تفسیر میں متعدد قدیم زبانوں کا بھی کافی عمل دخل ہے ۔ یہ زبانیں وہ بنیادی احاطہ مہیا کرتی ہیں جس کے اندر رہ کر نوشتوں کے مصنفین تحریر و تقریر میں مصروف رہے ۔

ا ۔ سومیری

وہ علماء جنہوں نے اکادی ، بابلی اور اسوری زبانوں کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خطِ پیکانی یعنی میخی خط اِن کے علاوہ کسی اور ہی زبان کے لئے ایجاد کیا گیا تھا ۔ یہ خط اِن سامی زبانوں کے لئے اتنا موزوں نہیں لگتا اور اس میں بیشتر تصویری علامات ایسی ہیں جو غیر سامی ہیں ۔ ہینری رولنسن نے اس گمنام زبان کے لئے "سکوتی" کا نام تجویز کیا ۔ پھر جب ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے سومیر اور لیبس آوپرٹ کے مقامات سے اس زبان کی تختیاں برآمد کیں تو ایک فرانسیسی محقق نے اس زبان کا نام "سومیری" تجویز کر دیا ۔

سومیری زبان تمام قدیم اور جدید زبانوں سے منفرد تھی ۔ اس میں مشابہ الفاظ کو مختلف لہجوں سے ادا کرنے سے مختلف معنی پیدا کئے جاتے تھے ۔ سومیریوں نے اپنے مشاہدے میں آنے والی ہر بات کی طویل فہرستیں مرتب کر کے ان تختیوں پر لکھی تھیں ۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے طویل عبارتوں میں جو متعدد تختیوں پر پھیلی ہوئی ہیں پودوں ، جانوروں ، مچھلیوں اور گرامر کی ترکیبوں تک کو سپردِ تحریر کیا ہے ۔ اِن لوگوں نے کئی زبانوں کی لغات بھی مرتب کی تھیں ۔ ان میں سومیری الفاظ کے مقابل اُن کے اکادی ، حوری اور حتی الفاظ درج کئے گئے تھے ۔

پچھلے کئی برسوں میں ماہرینِ اثریات کو شمالی شام میں عبلا کے مقام سے ایسی متعدد تختیاں ملی ہیں ۔ اِن میں سومیری الفاظ کے عبلائی مترادفات درج ہیں (جو کبھی ایک گمنام مغربی سامی

زبان سمجھی جاتی تھی) ۔

ب ۔ اکادی

قدیم ترین مشرقی سامی زبان اکادی کہلاتی ہے ۔ اِس زبان کے اولین آثار مسوپٹامیہ میں اکاد کے کھنڈروں میں ملے تھے ۔ ۲۱۰۰ ق م کے قریب کی اکادی عبارتوں میں سومیری الفاظ اور تراکیب بڑی تعداد میں ملتی ہیں ۔ اکادی، اکاد کے سرحوں، پیدائش باب ۱۰ کے نمرود کی سرکاری زبان تھی ۔ مشرقی سامی زبانوں میں اکادی واحد زبان ہے جس میں بڑی جامع نحوی یعنی گرامر کی تراکیب اور بڑا اکمل صوتی نظام استعمال ہوا ہے ۔ اکادی زبان کے مطالعہ سے علمائے بائبل کو دیگر سامی زبانوں کے بنیادی قالب اور ان میں ہونے والی تاریخی تبدیلیوں کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی ہے ۔

ج ۔ بابلی اور اسوری

یہ دونوں اکادی زبان کی علاقائی بولیاں تھیں جو آسان ترسیم الخط میں لکھی جاتی تھیں ۔ یہ وسیع تر تاریخی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ عہد نامہ عتیق میں مذکور متعدد بادشاہوں کی تواریخ انہی زبانوں میں لکھی گئی تھی ۔ ان قدیم تہذیبوں کے فلسفہ، مذہب اور تاریخ سے متعلق تحریریں بھی محفوظ رہ گئی ہیں ۔ علماء صدیوں سے بائبل کی زبان کے مشرقی سامی عناصر کی اصل کی بابت بحث کرتے چلے آرہے ہیں ۔ بہتوں کا خیال تھا کہ یہ ارامی الاصل ہیں ۔ لیکن اب اس امر کی مضبوط شہادت موجود ہے کہ یہ غیر عبرانی عنصر (حزقی ایل کی نبوت میں) بابلی یا اسوری الاصل ہے ۔

د ۔ عبلائی اور اُموری

سرِدست محققین اِن زبانوں کی بابت کچھ نہیں جانتے اگرچہ یہ بائبل کی عبرانی کے پس پشت زبانوں کی صف میں شمار ہوتی ہیں ۔ تاہم ماہرینِ اثریات نے اِس زبان کی تحریروں پر مشتمل ہزاروں تختیاں کھود نکالی ہیں ۔ اِن تختیوں کے مطالعہ اور تجزیہ کے لئے ابھی کئی سال درکار ہیں ۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق پیدائش کی کتاب میں مندرج کئی مقامات کے نام کا اِن تختیوں پر بھی ذکر ہے ۔ یہ میخی خط میں لکھی ہوئی ہیں ۔

ہ ۔ اوگاریتی

یہ مغربی سامی زبان کنعانیوں میں رائج تھی ۔ اس کا رسم الخط مجرّد حروف سے ملتا جلتا ہے ۔ اس میں ۱۸۰۰ تا ۱۴۰۰ ق م کے دور کے قصّے اور مذہبی ادب کو قلم بند کیا گیا ہے ۔ متعدد اوگاریتی الفاظ اور کچھ جملے عبرانی بائبل کے ابتدائی حصّوں سے مشابہت رکھتے ہیں ۔

و ۔ عبرانی

عبرانی زبان حروفِ صحیحہ میں دائیں سے بائیں کو لکھی جاتی تھی ۔ یہ کسی بھی یورپی زبان سے کسی طرح کی بھی مماثلت نہیں رکھتی ۔ تاہم یہ ۱۵۰۰ ق م سے مسلسل تحریر میں آرہی ہے اور اپنی ترمیم شدہ شکل میں آج بھی لکھی اور بولی جاتی ہے ۔

زبانوں کے سامی گروہ میں عبرانی ایک اہم حیثیت رکھتی تھی ۔ یہ قدیم سامی زبانوں میں ارامی، اکادی اور اوگاریتی اور جدید زبانوں میں عربی اور امہاری سے براہِ راست تعلق رکھتی ہے ۔ عبرانی سامی زبانوں کی تمام مشترکہ خصوصیات کی حامل ہے ۔ مثلاً حلقی حروف کی ہائیہ آوازیں جو کبھی کبھار جدید جرمن اور روسی میں سُنی جاتی ہیں ۔

عربی کی طرح عبرانی کے اکثر الفاظ تین حروفِ صحیحہ پر مشتمل ہیں ۔ حروف علت، حروفِ صحیحہ کے آگے پیچھے یا درمیان میں لکھے جاتے ہیں ۔ ایک ہی مادّہ سے مختلف قاعدوں کے تحت بے شمار مشتقات بنائے جاسکتے ہیں ۔ اس عمل سے بے شمار ہم آواز لفظ وجود میں آگئے ہیں ۔ اس بات کو اردو زبان میں مستعمل عربی الفاظ سے واضح کرنا مفید ہوگا ۔ مثلاً عربی مادہ ع ۔ ل ۔ م کے ساتھ حروفِ علّت لگانے سے ذیل کے الفاظ بنتے ہیں : علم، علوم، معلوم، عالم معلّم، تعلیم وغیرہ ۔ یہ تمام الفاظ ع ۔ ل ۔ م کے مادہ سے مشتق ہیں ۔ یہی عبرانی زبان کی بھی خاصیت ہے ۔ عبرانی تحریر کا مقصد محض یادداشت کو تازہ کرنا ہوتا تھا ۔ قاری کو پہلے سے تفصیلات سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہوتی تھی ۔ ان کے بغیر مختصر فعلیہ تراکیب کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا ۔

عبرانی زبان بغیر حروفِ علّت کے ۲۲ حروفِ صحیحہ کی مدد سے لکھی جاتی تھی (حروفِ علّت صدیوں بعد کی ایجاد ہے) ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض الفاظ کا مفہوم وثوق سے متعین کرنا ناممکن نظر آتا ہے ۔ اس کی ایک مثال یوسف کے قصّے میں ملتی ہے ۔ عبرانی میں لکھا ہے کیتو نیت پاسیم ۔ پہلے لفظ کا مطلب تو واضح طور پر "قبا" ہے ۔ لیکن دوسرا لفظ عہد نامہ عتیق میں اور کہیں نہیں پایا جاتا ۔ مترجمین نے اس لفظ کے معنی بیان کرنے کے لئے محض ظن و تخمین سے کام لیا ہے ۔ یوں مختلف تراجم وجود میں آئے ہیں ۔ "بوقلمون قبا"، "منقش قبا"، "دراز آستینوں والی قبا" یہاں تک کہ "منتخب اُون کی قبا" بھی ترجمہ کیا گیا ہے ۔ سادہ حقیقت یہ ہے کہ اس لفظ کے قطعی معنوں کا سراغ لگانے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے ۔

صدیوں کے دوران عبرانی کی مختلف علاقائی بولیاں وجود میں آئیں اور انہوں نے عبرانی کے متن کی نقول تیار کرتے وقت نقول کو بھی متاثر کیا ہوگا ۔ مثال کے طور پر پیدائش کی کتاب میں کئی مصری اور چند ایک ابتدائی اکادی زبانوں کے کلمات پائے جاتے ہیں ۔

گنتی، یشوع اور رُوت کی کتابوں میں ابتدائی کنعانی زبان

کے الفاظ اور محاورات کے ساتھ ساتھ عہدِ عتیق کی قدیم ترین عبرانی کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قضاۃ باب ۹ میں "دبورہ کا گیت"۔ انبیائے قدیم (۱سموئیل تا ۲۔سلاطین) میں بادشاہوں کے دور کی عبرانی ہے۔ انبیائے اکبر و اصغر (یسعیاہ سے ملاکی) کی لغت منفرد ہے۔ اس میں ارامی اور بابلی زبانوں کے اثر کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ پارسی دور کی کتابیں (عزرا تا دانی ایل) ارامی سے خاصی متاثر نظر آتی ہیں۔ علاوہ ازیں بعض کتابوں کا لسانی طرزِ عام ڈگر سے قطعی مختلف ہے۔ اس کی مثال ایوب اور غزل الغزلات کی کتب ہیں۔

ز۔ ارامی

ارامی زبان کی اصل کی بابت عرصہ سے بحث چل رہی ہے۔ ارامی الفاظ اور محاورات عہدِ عتیق میں بکثرت نظر آتے ہیں۔ بعض عبارات ارامی میں ہیں (دانی ایل ابواب ۲-۷؛ عزرا ابواب ۴-۷؛ یرمیاہ ۱۰:۱۱)۔ بائبل سے باہر ارامی کی قدیم ترین تحریریں نسبتاً زمانہ قریب کی ہیں (۸۲۰ ق م اور مابعد)۔ تمام معلومہ سامی زبانوں میں ارامی، عبرانی سے قریبی مماثلت رکھتی ہے۔

یہودی علماء ارامی کو عبرانی پر فوقیت دیتے رہے ہیں۔ اس کی ایک عام وجہ یہ ہے کہ یہودی روایات کے ابتدائی مجموعے (★ تلمود اور اس کے بعد کے مجموعے) ارامی کی ایک علاقائی بولی میں لکھے گئے تھے۔ بے شک فارسی سلطنت میں ارامی، سامی زبانوں میں سرِ فہرست تھی اور اسیری کے بعد یہ یہودیوں کی عام بول چال کی زبان بن گئی تھی۔ اس کے بعد یہودیوں نے عہدِ عتیق کے صحائف کو ارامی میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ یہ ارامی تراجم ★ "تارگوم" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ خیال بڑا مقبول رہا ہے کہ اِن ترجموں نے یونانی اور رومی دور کی یہودیت اور ابتدائی مسیحی کلیسیا کو بھی متاثر کیا ہوگا۔ لیکن ★ بحیرۂ مُردار کے طوماروں کی دریافت نے اس خیال کو مشکوک بنا دیا ہے کیونکہ اِن صحائف کا بیشتر حصہ عبرانی میں ہے۔

عہدِ جدید میں واضح اشارے موجود ہیں کہ خداوند یسوع اور اس کے شاگرد ارامی بولا کرتے تھے۔ اُس کے بہت سے ارامی کلمات، یونانی لبادے میں نظر آتے ہیں۔ ایک عام کلمہ "آمین، آمین" ہے جس کا ترجمہ "سچ، سچ" کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ "تلیتا قومی" (مرقس ۵:۴۱)، "اِفتح" (مرقس ۷:۳۴) اور صلیب سے یسوع کی صدا "ایلی ایلی لما شبقتنی" (مرقس ۱۵:۳۴؛ متی ۲۷:۴۶) ہیں۔

عہدِ جدید کے خطوط میں بھی کچھ ارامی الفاظ ملتے ہیں، جیسے اَبّا (رومیوں ۸:۱۵؛ گلتیوں ۴:۶) اور مارن اتھا جس کا ترجمہ "ملعون" کیا گیا (۱-کرنتھیوں ۱۶:۲۲)۔ بعض علمائے بائبل کا دعویٰ ہے کہ ہم ارامی اور اس کی بعد کی بولی سریانی کے مطالعہ سے خداوند یسوع اور اناجیل کا پیغام بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اس نظریے کی کوئی تاریخی بنیاد نہیں ہے۔ اگر عبرانی نے ارامی سے کچھ استفادہ حاصل کیا ہے تو وہ ارامی کا رسم الخط ہے۔ ۲۰۰ ق م سے عبرانی ارامی کے مربع شکل کے رسم الخط میں لکھی جانے لگی تھی۔

ح۔ سُریانی

سریانی، ارامی کی بعد کی بولیوں میں سے ہے۔ یہ کئی شکستہ خطوں میں لکھی جاتی تھی۔ یہ بہت سی مشرقی کلیسیاؤں میں استعمال ہونے والے بائبل کے ایک ترجمہ کی زبان تھی۔ یہ ترجمہ ★ پشیتا کہلاتا تھا (لغوی معنی "سادہ" یا "ابتدائی" ترجمہ)۔ یہ ترجمہ چوتھی صدی عیسوی میں تیار کیا گیا تھا۔

سُریانی، ایدیسہ سے پرے مشرق میں پھیلی ہوئی، تیسری صدی سے تیرھویں صدی تک کی مسیحی کلیسیا کی ادبی زبان تھی۔ یہ الفاظ اور گرامر کے اصولوں کے اعتبار سے ارامی سے مماثل تھی۔ لیکن اس میں عربی کی آمیزش بھی تھی۔ ایک وقت ایسا بھی تھا جب عربی نے سریانی کو پوری طرح اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ سریانی ترجمہ میں اناجیل کی چند عبارات ایسی ہیں جو غالباً خداوند یسوع کے کلمات سے بہت قریب ہیں۔ لیکن عمومی طور پر یہ یونانی سے ترجمہ شدہ ہے۔

ط۔ یونانی

یونانی زبان تقریباً ۳۵۰۰ برس سے مختلف محاوروں dialects میں لکھی جا رہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اِس سے کہیں پہلے سے وہ بولی جا رہی ہوگی۔ پہلی تحریری یونانی قدیم ماسینیوں کی بولی میں تھی۔ اُنہوں نے تحریر کا طریقہ حتیوں کے قدیم تصویری خط سے سیکھا تھا۔ لیکن ۱۰۰۰ ق م تک یونانیوں نے اپنی زبان کو مغربی سامیوں کے رسم الخط میں لکھنا شروع کر دیا تھا اور اس میں تمام ضروری حروفِ علت کا اضافہ کیا جو اُس وقت تک کسی بھی سامی رسم الخط میں نہیں پائے جاتے تھے۔ یوں یونانیوں نے ہی پہلے پہل حروفِ تہجی کا ایک جامع نظام رائج کیا۔ اس کو سیکھنا نسبتاً آسان تھا۔ اس وجہ سے یونانی کا استعمال تجارت اور مالیات میں فروغ پاتا گیا۔ درحقیقت ہوا یوں تھا کہ جن تہذیبوں میں اُن کی اپنی زبان لکھنے میں مشکل تھی اُنہوں نے تحریری اظہارِ خیال کے لئے یونانی کا سہارا لیا۔

یونانی کو پڑھنا آسان تھا، یوں مغربی تہذیب کے بعض عظیم ترین فن پارے یونانی میں ہی تخلیق کئے گئے۔ اِن میں ہومر کی شاعری، ہیرودوٹس کی تاریخ، ہپوکراتیس کی طب، ارخمیدس کی ریاضی، صوفوکلیس اور ایسخولس کا ڈراما اور افلاطون اور ارسطو کا فلسفہ قابلِ ذکر ہیں۔

یونانیوں نے ۱۰۵۰ ق۔م سے ۷۰۰ ق۔م تک ہومر کا ٹکسالی محاورہ استعمال کیا۔ ہومر کے دور کے خاتمہ سے لے کر رُومی دور کے آغاز تک یونانی، ایونی (یا مشرقی یونانی) اور اٹکی (ایتھنز کا محاورہ) محاوروں کے مطابق بولی جاتی تھی۔ ان دونوں محاوروں کے امتزاج سے یونانی کی ایک ایسی سادہ شکل تشکیل پائی جو چوتھی صدی ق۔م میں سکندرِ اعظم کی فتوحات کے ہمراہ دُور دُور تک پھیل گئی۔ یہ نیا محاورہ کوئنے (ٹکسالی) کہلاتا تھا۔ یہ عہدِ عتیق کے یونانی ترجمہ (ہفتادی ترجمہ) اور عہدِ جدید کی زبان تھی۔

ٹکسالی یونانی ہندیورپی زبانوں سے ملتی جلتی تھی لیکن مختلف الفاظ کے اشتقاقات کے اعتبار سے اس جیسی وسعت کسی کو نصیب نہیں۔ یونانی لغت کی وسعت اور جامع نظامِ صرف و نحو کی خوبیوں کے باعث یہ فلسفہ کی بنیادی زبان قرار پائی۔ اس اعتبار سے یہ انگریزی، فرانسیسی یا ہسپانوی کی نسبت رُوسی اور جرمن سے زیادہ قریب ہے۔ یونانی کے صوتی نظام نے اس کو شاعری کے لئے نہایت موزوں بنا دیا تھا۔ ہومر، سوفوکلیز اور پنڈار جیسے عظیم المرتبت شعراء کے کلام کا کسی بھی دوسری زبان میں فن کی تمام باریکیوں کے ساتھ ترجمہ کرنا ناممکن ہے۔ حتیٰ کہ عہدِ جدید کی ٹکسالی بھی ایسی فصیح ہے کہ ترجمہ کے احاطہ میں نہیں آتی۔

عہدِ جدید میں مسیحی الٰہیات کی جزیات اور تفصیلات یونانی زبان میں معنوں کے تنوع اور بلاغت کی مرہونِ منت ہے۔ اس کی ایک عمدہ مثال گلتیوں ۶: ۲، ۵ میں ملتی ہے۔ یہ دونوں آیات ایک دوسرے سے متصادم نظر آتی ہیں۔ آیت ۲ کہتی ہے "ایک دوسرے کا بار اُٹھاؤ" جبکہ آیت ۵ کہتی ہے "ہر شخص اپنا ہی بوجھ اُٹھائیگا"۔ آیت ۲ میں لفظ بارُوس baros ہے جس کو یونانی فلسفی آزمائش کے بوجھ سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ آیت ۵ میں لفظ فورتیون phortion ہے جس کے معنی قانونی ذمہ داری کے ہیں (متی ۲۳: ۴؛ لوقا ۱۱: ۴۶) اس لئے آیت ۲ کا مفہوم یوں ہے کہ "آزمائش میں ایک دوسرے کا ساتھ دو" جب کہ آیت ۵ کا مطلب ہے "قانون نے جو ذمہ داری تم پر ڈالی ہے اُس سے روگردانی نہ کرو"۔ یونانی عہدِ جدید کی سینکڑوں عبارتوں کا جامع مفہوم صرف یونانی متن کے حوالے سے ہی اخذ کیا جا سکتا ہے۔

یونان میں عہدِ جدید کے لکھے جانے کے بعد یونانی زبان میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ پہلے پہل یہ زبان لاطینی کے دباؤ میں رہی۔ بعد ازاں جب ترکوں نے یونان اور اس کے نواح کو فتح کر لیا تو اُنہوں نے زبان میں مزید تبدیلیاں کیں۔ قرونِ وسطیٰ کی یا بزنطی یونانی مشرقی راسخ کلیسیا کی زبان بن گئی جس نے بعض روایتی الٰہیاتی اصطلاحات کو جاری رکھا۔ جدید یونانی نئے عہدنامہ کی یونانی سے بہت مختلف ہے۔ اگرچہ کوئی بڑی روانی سے جدید یونانی بول سکتا ہو تو بھی وہ اِس قدیم متن کو سمجھنے میں بڑی دقت محسوس کرے گا۔

ی۔ لاطینی

لاطینی وسطی اطالیہ کی ہندیورپی زبانوں میں سے ایک تھی۔ جب رومہ دنیائے قدیم کا مرکز بن گیا تو لاطینی کو ایسا فروغ حاصل ہؤا کہ اس نے یورپ کی کئی نسلوں کو متاثر کیا۔ ۵۰ ق۔م تک انگلستان کے بحرالکاہل کے ساحل سے لے کر بحیرۂ بالٹک کے کناروں تک یہ زبان بولی اور لکھی جاتی تھی۔ اس نے وسطی اور جدید دونوں ادوار کی یورپی زبانوں کو متاثر کیا۔ ایک اندازے کے مطابق تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی انگریزی زبان کی ۸۰ فیصد لُغت لاطینی سے ماخوذ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روایتی لاطینی کے ہزاروں الفاظ اپنی اصل ہیئت، ہجا اور معنی کے ساتھ براہِ راست انگریزی زبان میں داخل ہیں۔

جن دنوں پوپ مغربی کلیسیاؤں کا والی تھا تو اُس نے کلیسیا کو جیروم کے لاطینی ترجمے ★ ولگاتا کے استعمال کا پابند کر دیا۔ یوں ۴۰۰ء سے ۱۸۰۰ء تک لاطینی کلیسیائے مغرب کی زبان بنی رہی۔ سولہویں صدی کے مصلحین اور اُن کے تابعین کے لئے لاطینی بین الاقوامی سطح پر ابلاغ کا ذریعہ بنی۔ ہس، لوتھر، وکلف اور کیلون کی تصانیف لاطینی میں تھیں۔ مصلحین نے بائبل کی تفاسیر بھی لاطینی میں ہی لکھیں۔

جیروم کے کُتبِ مُقدسہ کے لاطینی ترجمہ نے کلیسیائے جامع کی فکر پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ تمام جدید مترجمین نے اس سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

فنِ تعمیر:۔ ۱۔ عبرانی قوم میں دسویں صدی قبل از مسیح تک عمارتیں بنانے کے فن میں کوئی مختص طرزِ تعمیر نظر نہیں آتی۔ ان کی ابتدائی تاریخ کا زیادہ حصہ خانہ بدوشی میں گزرا۔ اور جب وہ آخر کار کنعان میں آ بسے تو انہوں نے پہلے پہل رہائشی، مذہبی اور گورستانی تعمیری نمونوں میں پڑوس کے ملکوں کی تقلید کرنے پر اکتفا کی۔ داؤد بادشاہ کا محل جو اُس نے اپنے دارالخلافہ یروشلیم میں بنانے کا حکم دیا فنِ تعمیر کا شاندار منصوبہ تھا جس میں نئے عمارتی نمونہ کی نمائش کا موقع تھا۔ لیکن اس کی تعمیر کے لئے کاریگر، نقشہ جات اور سامانِ زیبائش سب کے سب فینیکی تھے (قب ۲۔ سموئیل ۵: ۱۱؛ دیکھئے فینیکیہ)۔ سلیمان بادشاہ کا محل اور اُس کی بنوائی ہوئی ہیکل کے لئے بھی کاریگر صُور کے بادشاہ حیرام نے مہیا کئے (۱۔ سلاطین ۵: ۶ مابعد۔ اس کے نمونہ کے لئے دیکھئے ہیکل)۔ ★ متحدہ سلطنت کے دوران بعض متموّل اُمراء نے اپنی رہائش گاہوں کے نقشے بھی غالباً انہی معماروں سے بنوائے۔ ★ یہوسفط کی وادی میں مصری طرز کے مقبرے اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ مصری طرزِ تعمیر کا اثر

اسرائیلی فنِ تعمیر پر چھا گیا تھا۔ تیسری صدی قبل از مسیح کے ابتدائی دور میں یونانی اثر غالب ہوتا دکھائی دیتا ہے (قب ۱۔مکابیین ۱: ۱۳؛ ۲۔ مکابیین ۴: ۱۲)۔ کھیل کے اکھاڑے یا ★ ورزش گاہیں (نیز دیکھئے کھیل ۱۔ الف)، ★ ہیرودیس اعظم (پہلی صدی ق م) کی عظیم الشان عمارات اور اُن کے خوبصورت ستون اور دروازے رومی اور یونانی طرزِ تعمیر کے مرہونِ منت ہیں۔

۲۔ شہری دفاع

اسرائیل میں کئی ★ فصیلدار شہر تھے (احبار ۲۵: ۲۹؛ یشوع ۱۹: ۳۵ وغیرہ)۔ شہر کے اندر ایک قلعہ یا بُرج بھی ہوتا تھا جہاں خطرے کے وقت اردگرد کے دیہاتوں کے لوگ پناہ لے سکتے تھے (قب امثال ۱۸: ۱۰)۔ شہر عموماً پانی کے چشمہ کے قریب کسی اُونچی جگہ بنائے جاتے تھے۔ اکثر نیا شہر پرانے شہر کے کھنڈرات پر کھڑا کیا جاتا تھا اور یوں یہ مقام اونچا ہوتا چلا جاتا تھا (قب یشوع ۱۱: ۱۳)۔ شہر کے اندر بلند مقام پر محل یا قلعہ تعمیر کیا جاتا تھا۔ فصیل کے بعد یہ شہر کا دوسرا محفوظ مقام ہوتا تھا۔ یروشلیم میں ہیکل بھی ایسے ہی مقام پر تھی۔

۳۔ رہائشی مکان

عبرانی لوگ تراشے ہوئے پتھروں سے کسی مضبوط جگہ پر گھر کی بنیاد رکھتے تھے (قب متی ۷: ۲۴)۔ بنیاد پتھر کی تین یا چار قطاروں سے شروع ہوتی تھی (۱۔سلاطین ۷: ۱۲)۔ ان کے اوپر دھوپ میں سکھائی ہوئی اینٹوں کی تین فٹ یا اس سے زیادہ چوڑی دیوار اُٹھائی جاتی تھی۔ دیوار کو موسم کے اثرات سے بچانے کے لئے اس پر پلستر کیا جاتا تھا (قب احبار ۱۴: ۴۱)۔ گھر کے اندر دیوار پر لکڑی کے تختے بھی لگائے جاتے تھے۔ یہ عام طور پر گولر کی لکڑی کے ہوتے تھے لیکن امیر لوگ دیودار کے تختے لگاتے تھے (یسعیاہ ۹: ۱۰)۔ مزید دیکھئے گھر۔

فِننَّہ:- (عبرانی = مونگا)۔ القانہ کی بیوی جس کی اولاد تھی۔ وہ القانہ کی دوسری بیوی حنّہ کو چھیڑتی تھی کیونکہ اُس کے اولاد نہ تھی (۱۔سموئیل ۱: ۲-۷)۔

فنوایل:- (عبرانی = خدا کی شکل)۔ حنّا نبیّہ کا باپ (لوقا ۲: ۳۶)۔

فُنُونِ لطیفہ:- اس اصطلاح سے وہ تمام انسانی افعال و اعمال مراد ہیں جو تخلیقِ حسن کے لئے وقف ہیں چنانچہ اس میں مصوّری، سنگ تراشی، موسیقی، شعر و ادب اور ناچ وغیرہ شامل ہیں۔ اس مضمون میں ہم صرف مصوّری، چوبی اور دوسری کندہ کاری اور سنگ تراشی کا ذکر کریں گے۔

پُرانے عہد نامہ میں

۱۔ عبرانی زندگی میں فن کا مقام

پیدائش ۴: ۲۱-۲۲ میں فنون اور ★ صنعت و حرفت کے آغاز کی طرف ایک اشارہ ملتا ہے۔ یوبل بین اور بانسلی بجانے والوں کا باپ تھا اور توبلقائن پیتل اور لوہے کے سب ہتھیاروں کا بنانے والا تھا۔

عبرانی فنون کے متعلق نہ تو پرانے عہد نامہ میں اور نہ ہی آثاریات کی کھدائی کی برآمدات میں ہمیں کوئی ٹھوس شہادت ملتی ہے۔ اپنی طویل تاریخ میں فلسطین مختلف قوموں اور ان کی تہذیب اور ثقافت کے زیر اثر رہا۔ اس لئے یہ آسان نہیں کہ عبرانی فن کی تمیز کر کے اسے مصر، فینیکے، اسور یا مسوپتامیہ کے فنون سے علیحدہ کیا جائے۔ اُس زمانہ کے بعد بھی یونانی اور رومی اثرات عبرانی زندگی پر اتنے حاوی تھے کہ ان کے اپنے فنون کا تشخص معلوم کرنا بہت مشکل تھا۔

نیز دوسرے حکم کا بھی اس پر اثر ہوگا کہ "تُو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے" (خروج ۲۰: ۴)۔ تاہم یہ حکم فنونِ لطیفہ کے خلاف فتویٰ نہیں ہے بلکہ بُت پرستی کے خلاف ہے جس کی جانب یہ فنون لے جا سکتے ہیں۔ "تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا" (آیت ۵)۔ اس سے یہ مراد لی گئی کہ انسان کی تصویر یا مجسمہ بنانا ممنوع ہے۔ لیکن متحدہ سلطنت کے زمانہ میں (دیکھئے اسرائیل ۴۔ب) انسان کو چھوڑ کر باقی قدرتی اشیا کی تصویریں بنانا یا چیزوں کو رواجی علامات سے ظاہر کرنا ممنوع نہیں سمجھا گیا۔

اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ اسرائیلی فنونِ لطیفہ کے قدردان نہ تھے۔ اُن کے فنی ذوق کا ثبوت یہ ہے کہ وہ خوبصورت مصری زیورات کے انعام شوق سے قبول کرتے تھے (خروج ۱۲: ۳۵) اور سونے اور چاندی کے مجسمے بنانے میں کافی مہارت رکھتے تھے (خروج ۳۲: ۲-۴)۔ اُنہوں نے اپنے خوبصورت فن پارے ہیکل کی زیبائش کے لئے مخصوص کئے۔ بضلی ایل ایک ماہر کاریگر تھا جو لکڑی، دھات اور کپڑے کے نمونوں کی تخلیق کرتا تھا۔ وہ فنی خاکے بنا کر دلکش چیزیں بنا سکتا تھا (خروج ۳۵: ۳۰-۳۳)۔

داؤد بادشاہ کے محل اور سلیمان بادشاہ کی بنائی ہوئی ہیکل کے عظیم کام کے لئے ماہر کاریگروں کی ضرورت تھی۔ اس میں شک نہیں کہ فینیکی کاریگری کا اس میں بڑا حصّہ تھا۔ لیکن کام کی تکمیل کے لئے اسرائیلی ہنرمندوں کی بھی ضرورت تھی۔ اور تعمیر سے پہلے

اسرائیلی بادشاہوں نے نقشوں کا جائزہ لے کر انہیں پاس کیا ہوگا۔
بنی اسرائیل کی کٹھن زندگی اُنہیں فنون نمائشی میں تجربے کرنے کا موقع مہیا نہیں کرتی تھی۔ اور جب متموّل شہری یا امیر بادشاہ اپنے گھر یا محل کی زیبائش کے لئے ماہر کاریگروں کو لگاتے (اسلاطین ۲۲: ۳۹) تو وہ ہدفِ تنقید بنتے تھے کہ وہ ناجائز عیش وعشرت کو مُقدّم جان کر خدا کے گھر اور اُس کے احکام کو نظر انداز کرتے ہیں (عاموس ۳: ۱۵؛ زبور ۴۵: ۸؛ حجّی ۱: ۴)۔ تاہم یہ بات بھولنی نہیں چاہیئے کہ عبرانی قوم نے مذہبی موسیقی، ادب اور فن تحریر کی اتنی سرپرستی اور ہمت افزائی کی کہ انہوں نے تمام دنیا میں جمالیاتی فن اظہار کا اونچا معیار قائم کیا ہے۔ ادبی اور فنی دنیا میں اُن کا سِکّہ مانا جاتا ہے۔

۲۔ نقش و نگار

کھدائی کے دوران جو قدیم ترین زمانہ کی کوزہ گری کی اشیا کے نمونے برآمد ہوئے ہیں اور جو تصاویر دیواروں کی استرکاری پر نقش کی گئی ہیں وہ مختلف رنگوں میں ہیں اور اُن پر پرندوں اور حیوانات اور اژدھوں کی رواجی تصویریں کھینچی ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نمونے بھی پائے جاتے ہیں جن میں متوازی اور جالیدار لکیروں سے خوبصورت رنگین نقوش پیدا کئے گئے ہیں۔ بعض برتن شکل میں نہایت دیدہ زیب اور خوش نما ہیں۔ ان کی سطح پر اُبھری ہوئی کیاریوں سے مزیّن حسین نمونے بنائے گئے ہیں۔ ان نمونوں کو غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ کنعان کی تخلیقی تحریک صرف بیرونی اثرات سے متاثر نہیں تھی بلکہ ان کے اپنے فنّی محرکات کا بھی ان میں حصّہ تھا۔

متحدہ سلطنت کے دوران کے مقامی نمونوں کا ایک ذخیرہ ملتا ہے لیکن اس دیسی فن اور اسوری اور فینیکی فن میں آسانی سے تمیز نہیں کی جاسکتی۔ انسانی سر والے شیر (قِب کروبیم) پر دار حیوان، کھجور کے درخت، پھول پتیاں، ان سب کے نمونے ہیکل کی زیبائش میں پائے جاتے تھے (۱۔ سلاطین ۶: ۱۸، ۲۹)۔

۳۔ مصوّری

چونکہ مصری اور اموری دیواروں کی استرکاری پر تصویریں کھینچتے تھے (اس قسم کی اشیاء کے نمونے ★ ماری میں ملے ہیں) اس لئے غالباً عبرانی بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے گو ابھی تک اس کا کوئی نمونہ برآمد نہیں ہؤا۔ کھدائی کے دوران چند قسم کے رنگ ملے ہیں اور ★ شنگرف جو دیواروں اور لکڑی پر مصوّری کے لئے استعمال ہوتا تھا (یرمیاہ ۲۲: ۱۴؛ حزقی ایل ۲۳: ۱۴)۔
★ "اہولیبہ" نے چھٹی صدی قبل از مسیح میں کسدیوں کی شنگرف سے بنائی ہوئی تصویریں دیوار پر دیکھیں (حزقی ایل ۲۳: ۱۴)۔

۴۔ چوبی کندہ کاری

بضلی ایل اور اُس کے مددگار اہلیاب نے لکڑی کا کام کیا (خروج ۳۶: ۳۸؛ ۳۵: ۳۳)۔ سلیمان بادشاہ کی ہیکل کی چھت صنوبر کے تختوں کی بنی تھی اور اُس پر کھجور کے درخت اور زنجیروں کے نقوش تھے (۲۔ تواریخ ۳: ۵)۔ اس کے اندر دیواروں پر دیودار کے تختے تھے (۱۔ سلاطین ۶: ۱۵، ۱۶)۔ ان پر لٹو اور کھلے ہوئے پھول (آیت ۱۸) اور کروبیوں اور کھجور کے درختوں کی تصویریں کندہ تھیں (آیت ۲۹)۔ صنوبر کی لکڑی کے دروازوں پر بھی اسی قسم کے نقوش تھے (آیات ۳۲-۳۵) اور اُن پر سونا منڈھا ہؤا تھا۔ چونکہ سخت اور پائدار لکڑی مثلاً صندل یا آبنوس کو دساور سے درآمد کرنا ہوتا تھا (۱۔ سلاطین ۱۰: ۱۱) اور ماہر کندہ کاروں کی کمی تھی اس لئے دیواروں میں تختے لگانا اور کندہ کی ہوئی کھڑکیوں کا استعمال اور ★ مسقّف گھر بنانا دولت کی بے جا نمائش سمجھا جاتا تھا (یرمیاہ ۲۲: ۱۴؛ حجی ۱: ۴)۔ جس ہیکل کا نقشہ حزقی ایل نبی پیش کرتا ہے اُس میں لکڑی کے دیواری تختوں پر کروبی اور کھجور کے درخت بنے تھے۔ ایک کھجور کا درخت دو کروبیوں کے درمیان تھا۔ کروبیوں کے دو چہرے تھے ایک انسان کا اور دوسرا شیر ببر کا (حزقی ایل ۴۱: ۱۶-۲۶)۔

۵۔ ہاتھی دانت کا کام

کھدائی کے دوران ۱۴ اور ۱۳ قبل از مسیح کے زمانے کی ہاتھی دانت اور ہڈیوں کی بنائی ہوئی خوبصورت اور نفیس قیمتی چیزیں ملی ہیں۔ ان میں چھوٹے مجسمے اور اسباب خانہ داری بھی ہیں۔ ہاتھی دانت پر کھدائی کی جاتی تھی یا سوراخ کر کے اسے جالی دار بنایا جاتا تھا۔ یا اُبھرے ہوئے نقوش کاٹے جاتے تھے۔ کنعان سے جو اشیاء برآمد ہوئی ہیں اُن میں عورت کی شکل کا عطردان ہے جس کا ڈاٹ ہاتھ کی مانند ہے ملا ہے (لکیس کے مقام سے۔ غالباً تیرھویں صدی ق م کا)۔ ایک اور عطردان ملا ہے جس کا ڈاٹ ہاتھور دیوی کے سر کی مانند ہے (ہاتھور ایک مصری دیوی تھی جس کا سر گائے کی مانند تھا۔ یہ مصور کے مقام سے ملا۔ غالباً تیرھویں صدی قبل از مسیح کا)۔ کچھ خوبصورت کندہ کئے ہوئے ہاتھی دانت کے تختے بھی ملے ہیں۔ ان پر مختلف نظارے کھودے ہوئے ہیں۔ ایک تختی پر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے اور درباری اُس کی خدمت کر رہے ہیں۔

ہاتھی دانت کے کام کی بعض دیگر اشیاء بھی کھدائی کے دوران ہاتھ لگی ہیں جن میں قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں۔ بعض میں سونے اور قیمتی پتھروں کی پچی کاری کی ہوئی ہے۔ جو نقوش بار بار نظر سے گزرتے ہیں وہ کنول کے پھولوں، شاخوں اور پتوں اور کروبیوں کے

مجدّو سے برآمد شدہ تختی (غالباً بارھویں صدی ق م)۔ سلیمان بادشاہ کے تخت کے نمونہ کا (۱-سلاطین ۱۰: ۱۸-۲۰) تخت جس پر بادشاہ بیٹھا ہے۔ ایک عورت خدمت کر رہی ہے اور دوسری بربط بجا رہی ہے۔ ایک سامی سپاہی قیدیوں کو بادشاہ کے حضور پیش کر رہا ہے۔ قیدی تصویر میں نہیں دکھائے گئے۔ اس تصویر کا مقابلہ ۲-تواریخ ۹: ۱۷، ۱۸ سے بھی کیجئے۔

ہیں۔ ان کروبیوں کا ذکر اوپر چوبی کندہ کاری میں آ چکا ہے (دیکھئے ۲؎)۔ کھڑکی سے جھانکتی ہوئی عورت کے مجسمے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ غالباً یہ جنگ، عشق اور بارآوری کی دیوی ★ عستارات کی تصویر ہے (تصویر کو عستارات کے تحت دیکھئے)۔

۔ سنگ تراشی

فلسطین کے قدیم کنعانی زمانہ کے پتھر کے چند مجسمے اور سنگ تراشی کی اشیاء ملی ہیں۔ ان میں ★ بعل دیوتا کا سنگِ سیاہ میں مجسمہ قابلِ دید ہے۔ بیت مرسیم سے ایک عمودی ستون ملا
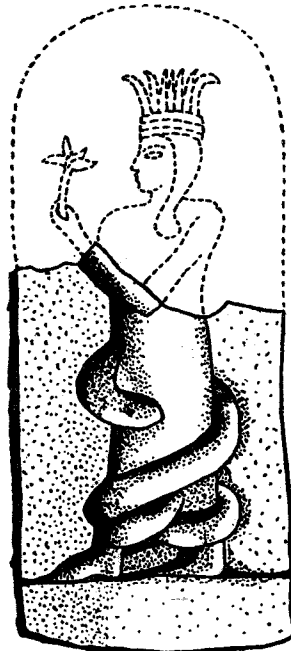
ایک عمودی ستون جو دبیر کے مقام سے برآمد ہوا۔ یہ غالباً ناگن دیوی کی تصویر ہے۔ ٹوٹے ہوئے حصے کو قیاسی شکل دی گئی ہے۔

ہے جس پر ایک دیوی کے گرد سانپ نے کنڈلی ماری ہوئی ہے۔ اوپر سے ٹوٹا ہؤا ہے۔

ان سب اشیاء سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ملک میں سنگ تراشی کے ماہر کاریگر موجود تھے۔ لیکن ان کا کوئی بڑا فن پارہ ہمارے زمانے تک نہیں پہنچا۔ مکابیوں کے زمانہ میں ★ یونانی مائل یہودی پتھروں پر بیل بوٹے اور پھل وغیرہ تراشتے تھے۔ یہ علامتیں سکّوں پر بھی کندہ کی گئی تھیں (دیکھئے سکہ جاتِ بائبل)۔

یروشلیم میں سنگتراشوں کی ایک انجمن تھی۔ یہ لوگ پتھر کے خوبصورت ★ تابوت بناتے تھے جن میں مُردوں کی ہڈیاں رکھی جاتی تھیں۔ ان کے بنائے ہوئے کئی تابوت ابھی تک محفوظ ہیں۔ ان پر چھ کونے والے ستارے، نقشِ گلاب، پھول پتیاں اور دیگر خوبصورت نقوش کھُدے ہوتے ہیں۔

پتھر کا تابوت۔ اس میں مُردوں کی ہڈیاں رکھتے تھے۔ سنگتراش بڑی محنت سے اس پر نقوش تراشتے تھے۔ یہ تصویر پہلی صدی ق م کے ایک صندوق کی ہے۔ یہ ہندسی اشکال سے مزین ہے۔

فنی ایل - فنوئیل:- (عبرانی = خدا کا چہرہ، خدا کا دیدار)۔ ۱- وہ مقام جہاں یعقوب نے خدا کے فرشتے سے کُشتی لڑی (پیدائش ۳۲: ۲۴-۳۲)۔
۲- جدور کا باپ (۱-تواریخ ۴: ۴)۔
۳- شاشق کے بیٹوں میں سے ایک (۱-تواریخ ۸: ۲۵)۔

فُوتی:- (عبرانی = سادہ)۔ کالب کی اولاد کا ایک خاندان جو قریت یعریم میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۲: ۵۳)۔

فوج:- دیکھئے لشکر۔

فوراہ - فُرہ:- (عبرانی = شاخ)۔ جدعون کا نوکر، جو اُس کے ساتھ مدیانی لشکرگاہ میں اُترا (قضاۃ ۷: ۱۰، ۱۱)۔

فوراً:- دیکھئے فی الفور صفحہ نمبر ۱۲۰۲

فُوط:- ۱- حام کے تیسرے بیٹے کا نام (پیدائش ۱۰: ۶؛ ۱-تواریخ ۱: ۸)۔

۲- ایک قوم جو غالباً فوط کی اولاد سے تھی - نبیوں نے اکثر ان کو مصر کے حمایتی کہا ہے (یرمیاہ ۴۶: ۹؛ حزقی ایل ۲۷: ۱۰؛ ۳۰: ۵؛ ۳۸: ۵؛ ناحوم ۳: ۹) - یہ وثوق سے تعین نہ ہو سکا کہ ان کے ملک کا محلِ وقوع کیا تھا - ذیل میں ان کے متعلق چند نظریے پیشِ خدمت ہیں: (۱)- یہ غالباً بحرِ قلزم کے ساحل کے لوگ تھے - مصری اپنی فوج کے لئے یہاں سے آدمی بھرتی کرتے تھے (۲)- یہ موجودہ لبیا کے علاقے کے تھے (ناحوم ۳: ۹ میں انہیں لوبیم کہا گیا ہے) جنہیں مصری فائیط کہتے تھے - یاد رہے کہ نبیوں کے زمانے میں مصر کی فوج کی ریڑھ کی ہڈی ایسے نیم شہری لوگوں سے بنتی تھی (۳)- یہ تیر انداز تھے کیونکہ مصری زبان میں تیر انداز کے لئے جو لفظ ہے وہ ان کے نام سے ملتا جلتا ہے - (۴)- چونکہ ان کا ذکر اکثر لود کے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے (حزقی ایل ۲۷: ۱۰؛ ۳۰: ۵؛ یسعیاہ ۶۶: ۱۹ - اس آخری حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں پول ہے جو کچھ دقت پیش کرتا ہے) اس لئے انہیں ایشیائے کوچک کے لدیہ کے لوگ سمجھا گیا ہے -

فوطیفار - پوطیفرع :- (عبرانی = جسے "رع" دیوتا نے بخشا ہے)-
فرعون کا ایک حاکم جس کا ذکر یوسف کے مصر میں آنے کے سلسلہ میں کیا گیا ہے - یوسف کو فوطیفار نے اسمٰعیلیوں سے خرید کر اُسے اپنے گھر کا منتظم بنایا - اُس کی بیوی نے یوسف پر جھوٹا الزام لگایا چنانچہ وہ قید میں ڈالا گیا - اردو ادب میں فوطیفار کی بیوی کو زلیخا کہا گیا ہے - لیکن یہ لفظ نہ تو بائبل میں ہے اور نہ قرآن میں - اس لفظ کا مادہ زلخ ہے جس کا مطلب پھسلنا ہے -

فوطیفرع :- (عبرانی = سورج دیوتا "رع" کا دیا ہوا)- مصری دیوتا اون کا پجاری جس کی بیٹی ★ آسناتھ سے یوسف کی شادی ہوئی (پیدائش ۴۱: ۴۵، ۵۰؛ ۴۶: ۲۰)-

فوطیل - فوطی ایل :- ہارون کے بیٹے الیعزر کا خسر (خروج ۶: ۲۵)-

فوعہ :- ایک عبرانی دائی جس نے فرعون کا یہ حکم نہ مانا کہ عبرانی عورتوں کے لڑکوں کو مار ڈالیں (خروج ۱: ۱۵)-

فوکرت - فوکارت :- سلیمان بادشاہ کا ایک نوکر جس کے خاندان کے لوگ زرّبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۵۷؛ نحمیاہ ۷: ۵۹)-

فوگلس - فوغلس :- پولس رسول اپنے دوسرے خط میں جو اس نے تیمتھیس کو لکھا (۱: ۱۵) فوگلس اور ہرمگنیس کا ذکر کرتا ہے کہ آسیہ کے یہ لوگ اُس سے پھر گئے تھے - متن کے سیاق و سباق (۲- تیمتھیس ۱: ۱۳: ۱۴) سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پولس کی تعلیم سے منحرف ہوئے - اگر ۲ تیمتھیس ۴: ۱۶ میں "میری پہلی جواب دہی کے وقت کسی نے میرا ساتھ نہ دیا" انہی کی طرف اشارہ ہے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ بڑے نازک وقت پر عدالت میں اُنہوں نے پولس کا ساتھ چھوڑ دیا -
بعض مفسرین کے نزدیک فوگلس اُس جماعت کے پیشواؤں میں سے تھا جن کا ذکر فلپیوں ۱: ۱۵-۱۶ میں ہے -

فونون :- بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر میں ایک ڈیرا (گنتی ۳۳: ۴۲، ۴۳)-

فووہ - فوّاہ :- بزرگ یعقوب کے بیٹے اشکار کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۳؛ گنتی ۲۶: ۲۳؛ ۱- تواریخ ۷: ۱)-

فوّہ :- ۱- اشکار کے قبیلے سے تولعیوں کے خاندان کا ایک فرد (گنتی ۲۶: ۲۳)-
۲- اشکار کے قبیلے کے تولع کا باپ جو ابی ملک کے مرنے کے بعد قاضی رہا (قضاۃ ۱۰: ۱)-

فہرستِ مسلمہ کتابِ مقدس کی :-

۱- عملِ استناد

کتابِ مقدس کی فہرستِ مسلمہ کے معرضِ وجود میں آنے کے عمل کو عملِ استناد کا نام دیا گیا ہے - یونانی لفظ kanon کے لغوی مفہوم کو سمجھنا اور اس کے معنوں کے ارتقا کے مختلف مراحل کو جاننا ہمیں اس عمل کے سمجھنے میں بڑی مدد دیتا ہے - kanon کے لغوی معنی سرکنڈا ہیں (حزقی ایل ۴۰: ۳ قب عبرانی قانے)- یہ پیمائش کے لئے استعمال ہوتا تھا - چونکہ اس سے لکیریں بھی کھینچی جاتی تھیں اس لئے رفتہ رفتہ اس کا مطلب مسطر یعنی سطریں کھینچنے کا آلہ ہوا - اس کے بعد اس سے وہ کاغذ مراد ہوا جس پر سطریں کھینچی گئی ہوں - بالآخر اُس فہرست کو جو اِن سطروں کے درمیان درج کی گئی ہو kanon کہا گیا - اس کے بعد اِس فہرست کو صحیح اور مستند سمجھنے کے تصور کو اس کے پہلے مفہوم میں داخل کیا گیا - اور اس طرح محض ایک فہرست کے ساتھ ساتھ باقاعدگی اور درستی کا مفہوم اس میں سمو گیا (قب گلتیوں ۶: ۱۶ جہاں یونانی لفظ kanon کا ترجمہ قاعدہ ہے)-
پہلے پہل اس لفظ سے صرف ایک فہرست مراد تھی - چونکہ یہ فہرست وقت کے گزرنے سے سب نے تسلیم کر لی تو اس لفظ میں اُس کا دوسرا مطلب داخل ہو گیا یعنی وہ فہرست جو قاعدہ کے مطابق سند یافتہ ہو اور kanon کا پورا مطلب فہرستِ مسلمہ

ہوگیا۔ چنانچہ اب اس فہرستِ مسلمہ سے وہ کتابیں مراد ہیں جو کلیسیا علانیہ طور پر عبادت میں استعمال کرتی ہے اور جنہیں وہ الہامی اور مستند گردانتی ہے۔

آگے چلنے سے پہلے ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ پہلے زمانہ میں نئے اور پرانے عہدنامہ کے مختلف صحیفے ایک ہی کتاب میں اکٹھے مجلّد نہ تھے بلکہ ہر صحیفہ یا چند مختصر صحیفے الگ الگ طوماروں میں ہوتے تھے اور یہ سب طومار★ عبادت خانہ میں باحفاظت صندوق میں رکھے جاتے تھے۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ ہر عبادت خانہ میں تمام کے تمام صحیفے موجود ہوں تاہم لوگ پوری فہرست سے آگاہ تھے۔ یہ فہرست کیسے ترتیب دی گئی ہاں یہ ہمارے سامنے ایک مشکل مسئلہ پیش کرتی ہے۔

۲۔ پُرانے عہدنامہ کی فہرست مسلمہ کیسے وجود میں آئی؟

یہ صحیح طور پر معلوم کرنا کہ پرانے عہدنامہ کے مختلف صحیفے کب اور کس طرح یکجا ہوئے ایک مشکل بات ہے تاہم ہمیں یہ معلوم ہے کہ خداوند مسیح کی پیدائش سے پہلے کون سی کتابیں پرانے عہدنامہ میں شمار کی جاتی تھیں اور کونسی کتابیں خداوند مسیح اور اُن کے شاگرد کتابِ مقدّس (متّی ۲۱: ۴۲) یا نوشتے (لوقا ۲۴: ۲۷) مانتے تھے۔

یہودیوں کی ایک روایت کے مطابق ان سب کتابوں کو اکٹھا کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا سہرا عزرا فقیہ کے سر پر ہے۔ لیکن عزرا کے زمانے سے پہلے یعنی اسیری سے پہلے توریت بعض نبیوں کے صحیفے، زبُور اور امثال کی کتاب موجود تھیں۔

ابتدائی مسیحی کلیسیا نے پرانے عہدنامہ کے یونانی ترجمہ (★ ہفتادی) کو اپنالیا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ اُنہوں نے ★ اپاکرفا کو بھی الہامی مانا تھا یا نہیں۔ یہ بات دلچسپی کی حامل ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے ایک بشپ میلیٹو نے سردیس سے ایک پیامبر یروشلیم بھیجا کہ وہ عبرانی بائبل کی فہرستِ مسلمہ معلوم کرے تاکہ وہ اُس کا یونانی ترجمہ کی فہرستِ مسلمہ سے موازنہ کرے کیونکہ اُس کی رائے میں صرف عبرانی بائبل کی فہرستِ مسلمہ ہی مسیحیوں کو تسلیم کرنی چاہیئے۔

یہودیوں نے اپنی کتابوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہُوا تھا۔ توراۃ (موسیٰ کی کتب)، نبیم (نبیوں کی کتب) کتبیم (نوشتے) (تفصیل کے لئے دیکھئے بائبل، ۲) ۔ یہ سب ہمارے آج کے پرانے عہدنامہ کی طرح ۳۹ کتابیں تھیں۔ البتہ یونانی ترجمہ میں (دیکھئے ہفتادی ترجمہ) کچھ اضافی کتابیں بھی تھیں جنہیں پروٹسٹنٹ کلیسیا ★ اپاکرفا کہتی ہے۔

۳۔ نئے عہدنامہ کی فہرستِ مسلمہ کسطرح معرضِ وجود میں آئی

اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ اس فہرست کو کسی کلیسیائی مجلسِ عامہ نے ترتیب نہیں دیا بلکہ یہ ایک الہامی تحریک سے ارتقا کی منزلیں طے کرتے ہوئے معرضِ وجود میں آئی۔ نئے عہد نامہ کی زیادہ تر کتابیں ۵۰ء اور ۱۰۰ء کے درمیان قلمبند ہوئیں۔ ان کتابوں کے مصنف خداوند مسیح کے رسول یا اُن کے مُمد رُفقا تھے جنہیں خدا نے اس کام کے لئے مخصوص کیا اور اس کی اہلیّت اور صلاحیّت عطا کی تاکہ وہ خدا کے اُس نجات کے پیغام کو جو خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم سے بنی نوع انسان کو دیا گیا تھا آنے والی نسلوں کے لئے تحریر میں محفوظ کریں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے بعض نوشتے وقتی ضرورت کے تحت لکھے گئے تھے اور اُنہیں محفوظ رکھنا درکار نہ تھا۔ یوں پولس رسول کا ایک خط جو اُس نے کرنتھس کی کلیسیا کو لکھا اب نایاب ہے (۱۔کرنتھیوں ۵: ۹)۔

خداوند مسیح اور ان کے شاگردوں کی تمام کی تمام خدمت کو بھی قلم بند کرنا ضروری نہ تھا۔ یوحنّا رسول واقعات کے انتخاب کے اصول کو بڑے واضح طور پر بیان کرتا ہے (یوحنّا ۲۰: ۳۰ مابعد) ۔" یہ اس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لاکر اُس کے نام سے زندگی پاؤ" اگر سب واقعات لکھے جاتے تو اُن سب کتابوں کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی (یوحنّا ۲۱: ۲۵) ۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موجودہ نیا عہدنامہ مستند رسولی پیغام ہے جو تمام آنے والی نسلوں کے لئے ایمان اور عمل اور نجات کے حاصل کرنے کے لئے کافی اور مکمل ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ بعض احادیثی اور غیر مستند کتابوں میں بھی چند ایسی باتیں ہوں جو مسیح اور اُن کے رسولوں سے تعلق رکھتی ہیں اور صحیح اور سچّی ہیں۔ تاہم فہرست مسلمہ میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو ہمیں نجات اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے درکار ہیں۔

۴۔ کلامِ مُقدّس کا پہلا مجموعہ

نئے عہدنامے کے صحیفے پہلے پہل یونانی میں مرقوم ہوئے۔ یاد رہے کہ اُس زمانے میں چھاپہ خانہ ایجاد نہ ہُوا تھا، اس لئے ہر کتاب ہاتھ سے لکھی جاتی اور اس کی نقل بھی بڑی محنت سے ہاتھ سے کی جاتی تھی۔

شروع شروع میں مسیحی، یہودی عبادت خانوں میں عبادت کرتے تھے۔ بعدازاں یہودیوں سے ناچاقی کی وجہ سے وہ گھروں میں اکٹھے ہونے شروع ہوئے۔ تاہم اُن کی عبادت کا طریقہ وہی رہا جو یہودیوں کا ہوتا تھا، یعنی وہ پُرانے عہدنامے کے کسی صحیفے سے تلاوت کرتے، پھر وعظ ہوتا اور دعا، حمد و ثنا سے عبادت تکمیل کو پہنچتی تھی۔ چونکہ اُن کی عبادت کا مدعا اور پرستش کا مرکز

خداوند مسیح تھے اس لئے عبادت میں پہلے پہل کوئی رسول اور رسول کی غیر حاضری میں کوئی عینی گواہ خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم کے متعلق بتاتا تھا۔ رفتہ رفتہ جب کلیسیاؤں کی تعداد بڑھی اور عینی گواہ بوڑھے ہو کر رحلت کرنے لگے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان باتوں کو لکھ کر محفوظ کر دیا جائے۔ اس طرح متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی انجیلیں معرضِ وجود میں آئیں۔ اور یہ ابتدائی کلیسیا کی زندگی میں ایک بہت اہم مقام رکھتی تھیں۔

رسولوں اور دیگر کلیسیائی ہادیان نے مختلف جماعتوں اور شخصوں کو اُن کے ایمان اور عمل کے متعلق خط بھی لکھے۔ ان خطوط کی اہمیت کلیسیا نے جلد ہی پہچان لی۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو نقلیں بھیجنی شروع کیں (کلسیوں ۴: ۱۶) اور ان کو اپنے پاس باحفاظت رکھا۔

اعمال کی کتاب کو اس لئے تسلیم کیا گیا کیونکہ اس میں لوقا کی انجیل کے واقعات کو آگے بڑھایا گیا تھا اور یہ مسیحی کلیسیا کی مکمل اور مستند تواریخ تھی۔ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ ۲۰۰ء میں کلیسیا باضابطہ طور پر صرف چار اناجیل استعمال کر رہی تھی۔ ماسوا ان کے کوئی اور انجیل استعمال نہیں ہوتی تھی اگرچہ کئی بناوٹی اور جھوٹے قصے مسیح اور ان کے رسولوں کے متعلق رائج تھے۔ تاہم اصلی راسخ الاعتقاد کلیسیا صرف ان چار اناجیل کو مسیح کی زندگی اور تعلیم کے سلسلے میں معتبر اور مستند تسلیم کرتی تھی۔ ان کے ساتھ پولس رسول کے خطوط کو بھی یہی اہمیت حاصل تھی۔

فی الفور :۔ دیکھئے صفحہ نمبر ۱۲۰۲

فی بست۔ فی باست :۔ (نشیبی مصر میں اون (ہیلیوپلیس) کے قریب نیل کے دہانہ پر ایک شہر (حزقی ایل ۳۰: ۱۷)۔
اس جگہ کے کھنڈرات پر رعمسیس دوم اور شیشک کے نام کندہ ہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے رحبعام کو شکست دی تھی۔ یہاں بست دیوی کا لال پتھر سے بنا ہوا مندر دریافت ہوا ہے اور یہاں ایک عجیب قبرستان ملا ہے جس میں بلیاں دفن ہیں جو بست دیوی کے نزدیک مقدس تھیں۔ فی بست چوتھے شاہی خاندان میں آباد ہوا اور رومی حکومت کی ابتدا تک قائم رہا۔

فیبے۔ فیبہ :۔ ایک مسیحی خاتون جس کا ذکر صرف رومیوں ۱۶: ۱، ۲ میں ہوا ہے۔ یہ مسیحی کلیسیا کی غالباً پہلی خادمہ (دیکھئے ڈیکنس) تھی۔ پولس رسول نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ وہ اُس کی سفارش کرتا ہے کہ مقدسین اُس کی مدد کریں۔
فیبے کرنتھس شہر کی بندرگاہ کنخریہ میں خدمت کرتی تھی۔ پولس نے رومیوں کے نام کا خط اس بہن کے ہاتھ بھیجا۔

فیتون :۔ ساؤل بادشاہ کی اولاد سے میکاہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۳۵؛ ۹: ۴۱)۔

فیروزہ :۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج ۶

فیستس، پرکیس۔ فستس، پرکیوس :۔ (اسم معرفہ۔ یونانی = بامسرت)۔ رومی حاکم جسے قیصر نیرو نے یہودیہ میں ★ فیلکس کا جانشین مقرر کیا (اعمال ۲۴: ۲۷)۔
فیستس کی حاکم بننے سے پہلے کی زندگی کے متعلق بہت کم معلوم ہے۔ اس کا ذکر اعمال ۲۴: ۲۷ تا ۲۶: ۳۲ میں آتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فیستس، فیلکس سے بہت بہتر منتظم تھا۔ اس نے پولس رسول کے مقدمے پر جو دو سال سے التوا میں پڑا تھا فوری توجہ دی (۲۵: ۶، ۱۷) لیکن ایسا لگتا ہے کہ وہ یہودیوں کے دباؤ کی وجہ سے پولس کا مقدمہ یروشلیم بھیجنے کو تیار تھا۔ اسی وجہ سے پولس نے ★ اپیل کی کہ اُس کا مقدمہ قیصر کے سامنے پیش ہو (۲۵: ۱۱، ۱۲)۔ جب بادشاہ ★ اگرپا دوم اپنی بہن کے ساتھ اپنے دوست فیستس سے ملاقات کرنے کے لئے آیا تو فیستس نے اسے پولس کی کہانی سنائی اور اس سے مشورہ لیا کہ پولس کو رومہ بھیجتے وقت اس کے ساتھ کیا رپورٹ لکھے۔ پھر جب اگرپا اور ★ برنیکے بڑی شان و شوکت سے دیوانخانے میں بیٹھے تو فیستس نے پولس کو اُن کے سامنے حاضر کیا۔ وہاں پولس نے ایک بڑی موثر اور جوشیلی تقریر کی جس پر فیستس بول اُٹھا "اے پولس تو دیوانہ ہے۔ بہت علم نے تجھے دیوانہ کر دیا ہے"۔
پولس رسول اگرپا بادشاہ سے بھی بڑی دلیری کے ساتھ مخاطب ہوا (۲۶: ۲۷، ۲۸، ۲۹)۔ اگرپا نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہ آدمی قیصر کے ہاں اپیل نہ کرتا تو چھوٹ سکتا تھا (۲۶: ۳۲)۔

فسلیس :۔ ایک نوآبادی جو ساتویں صدی قبل از مسیح قائم ہوئی۔ انہیں اہل رومہ نے یہودیوں کے متعلق ایک خط بھیجا جس کا ذکر ۱۔ مکابین ۱۵: ۲۳ میں ہے۔

فیسون :۔ (اسوری زبان میں اس کا مطلب "پانی کا راستہ" ہے)۔ باغ عدن کی چار ندیوں (دریاؤں) میں سے پہلی جو حویلہ کی ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے (پیدائش ۲: ۱۱)۔

فیض :۔ اس لفظ کے معنی فائدہ، سخاوت، نیکی ہیں۔ لیکن اس عربی لفظ کے اشتقاقی معنی بہت (پانی) بہنا یا فراوانی ہے۔ اسی لئے بہت سخاوت کرنے والے کو فیاض کہتے

ہیں - بائبل میں یہ بنیادی معنوں میں استثنا ۳۳ : ۱۹ میں آیا ہے۔ "وہ سمندروں کے فیض اور ریت کے چھپے ہوئے خزانوں سے بہرہ ور ہوں گے"۔ یہاں عبرانی لفظ "شفع" (= فراوانی) استعمال ہوا ہے - بزرگ موسیٰ بنی اسرائیل کے قبیلوں کو برکت دے رہے ہیں۔ اس آیت میں زبولون اور اشکار کے قبیلوں کا ذکر ہے - زبولون کا علاقہ سمندر کے ساحل کے پاس تھا اور اشکار کا سمندر سے کچھ دور تھا - زبولون سمندر میں تجارت سے فائدہ اُٹھا سکے گا اور اشکار ریت سے شیشہ تیار کرکے اس کی تجارت سے امیر بنے گا - دیکھئے کانچ -

فیکل - فیکول :- ابی ملک کی فوج کا سردار - ابی ملک فلستیوں کا بادشاہ تھا - وہ جرار میں رہتا تھا (پیدائش ۲۱ : ۲۲، ۳۲ ؛ ۲۶ : ۲۶) -

فیلبوس :- کیتھولک ترجمہ میں فلپس کا نام - یہ یونانی نام کا معرّب ہے - دیکھئے فلپس -

فیلپی :- دیکھئے فلپی

فیلسوفی :- یہ لفظ بائبل میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے (کلسیوں ۲ : ۸) -

اُردو میں اس لفظ کے معنی عیاری، چالاکی ہے - یہ لفظ فیلسوف سے بنا ہے جس کے معنی عالم، دانش مند، ماہر فلسفہ، مکّار اور فریبی ہیں - یونانی میں فلسفہ کے بنیادی معنی "علم سے محبت" ہیں۔

اگر فلسفہ صرف انسانی سوچ پر مبنی ہو اور خدا کے علم اور خوف کے بغیر ہو تو وہ باطل ہے (امثال ۱ : ۷) - پولس رسول ایسے فلسفہ کے متعلق کہتا ہے کہ ایسے علم کو علم کہنا ہی غلط ہے (۱-تیمتھیس ۶ : ۲۰) - اس کو اتھینے میں ★ اریوپگس پر ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا (اعمال ۱۷ : ۱۶-۲۲) - کلسیوں کے خط میں فیلسوفی سے مراد غلط اور باطل فلسفہ ہے -

فیلکس :- اسم معرفہ (یونانی = خوش باش) - پیدائشی نام انطونیس، کلودیس تھا - یہ یونانی رعایا کا ایک عام فرد تھا جسے شہنشاہ کلودیس (۴۱ تا ۵۴ء) نے آزادی دی اور فیلکس کا لقب بطور عزت افزائی دیا - یہ اور اس کا بھائی پالاس، کلودیس اور اس کے بعد نیرو (۵۴ تا ۶۸ء) کے منظورِ نظر تھے - اسی وجہ سے فیلکس سمجھتا تھا کہ وہ اپنی من مانی کر سکتا ہے - رومی مؤرخ تستس اُس کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ ظلم اور ہوس کا پتلہ تھا اور بادشاہ کا اختیار ایک غلام کی ذہنیت سے استعمال کرتا تھا -

اس کے عہدے کا نام (وزیرِ خزانہ Procurator) ظاہر کرتا ہے کہ اُس کا فرض منصبی روم کے لئے مالی ذرائع مہیّا کرنا تھا جو وہ ظلم کے ذریعہ اکٹھا کرتا تھا -

وہ پہلے یہودیہ کا حاکم مقرر ہوا - اور یہ اُس نے ★ اگرپا دوم کی بہن ★ دُرُوسلہ جو شاہ امیسہ کی بیوی تھی کو ورغلا کے اور شادی کرنے سے کیا - چونکہ دُرُوسلہ خاندان کی ایک جانب سے یہودی تھی اس لئے فیلکس کو یہودی رسم و رواج سے کافی واقفیت ہوگئی - فیلکس کا ذکر صرف اعمال ۲۳ : ۲۴ - ۲۵ : ۱۴ میں آتا ہے - وہ خوشامد پسند حاکم تھا جیسے کہ ★ ترطلس وکیل کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے (۲۴ : ۲، ۳) - پولس رسول کی گفتگو نے اُسے گناہ سے بھی قائل کیا (۲۴ : ۲۵) تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اُس کا احساس گناہ بھی مدھم پڑتا گیا اور معاملہ التوا میں ڈالنے سے اُس پر کوئی اثر یا تبدیلی نہ ہوئی - پولس کو دو سال تک قید میں رکھا گیا (۵۸ تا ۶۰ء) - فیلکس کو اس دوران میں اُمید تھی کہ پولس اپنی آزادی رشوت دے کر خرید لے گا - جب ایسا نہ ہوا تو فیستُس پرکیُس کے آنے پر یہودیوں کو خوش کرنے کے ارادے سے پولس کو قید ہی میں چھوڑ کر چلا گیا - فیلکس نے تین شادیاں کیں اور وہ بھی ہر بار کسی شاہی خاندان کی بارسوخ شہزادی سے -

فیلو، یودیس :- Philo Judaeus

یہودی فیلو - اسکندریہ کا فیلو - ایک یہودی مصنف جو ۲۰ ق م تا ۵۰ عیسوی میں زندگی بسر کر رہا تھا - اس نے پرانے عہد نامہ کی وحدتِ الٰہی اور یونانی فلسفہ کا امتزاج کرنے کی کوشش کی - چالیس عیسوی میں وہ غالباً ادھیڑ عمر کا تھا جب اُسے ایک احتجاجی گروہ میں مندوب کی حیثیت سے شہنشاہ روم کے پاس جانا پڑا کیونکہ سکندریہ میں یہودیوں کے خلاف بلوہ ہوا اور بہت سے یہودی مارے گئے اور یہودیوں کے جائز حقوق بھی قیصر کلیگلا Caligula نے جو پاگل ہوگیا تھا غصب کر لئے -

فیلو کی تصانیف میں یہودیت کی مدافعت، توراۃ کی تفسیر اور یہودی رہبانی فرقوں (مثلاً ★ اسینی کا بیان ہے - اُس کا نظریہ اُس وقت کے مطابق افلاطون اور ستوئیکی Stoics کا ملاپ تھا -

اُس نے پرانے عہدنامہ کی تفسیر میں تمثیلی allegorical طریقہ اپنایا دیکھئے مثالیات - اُس کا مقصد اور مدعا یہ تھا کہ یونانی دنیا کے سامنے ثابت کرے کہ یہودی کتبِ مقدسہ اُن کے فلسفہ کی پیش روی کرتی ہیں - پولس رسول کی طرح وہ دو دنیاؤں کا باشندہ تھا وہ چاہتا تھا کہ یہودی اور یونانی فلسفہ اور روایت کو ہم آہنگ کرے - اُس کا خدا کے متعلق نظریہ اس ہم آہنگی کو ثابت کرنے کی کوشش کو صاف ظاہر کرتا ہے -

اُس کے نظریہ کلمہ (کلام - لوگوس) کے لئے دیکھئے کلمہ - فیلو کے مطابق کلمہ بیک وقت کلمہِ تخلیق ہے جو کائنات کو منظم کرتا ہے اور ایک قسم کا درمیانی ہے جو انسان کو خدا سے متعارف کرتا ہے - یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی چودہ آیات اس بات کی دلالت کرتی ہیں کہ یوحنا رسول کے دماغ کے پس منظر میں فیلو کا نظریہ ضرور موجود تھا لیکن یوحنا نے کلمہ کی منفرد اور مخصوص تشریح کی ہے -

بہت سے اور مسیحی مفکروں نے بھی فیلو کا طریقہ تفسیر اپنایا ہے - نیز دیکھئے علم تشریح -

فینحاس - فینحاص :- ۱- الیعزر کا بیٹا اور ہارون کا پوتا (خروج ۶: ۲۵؛ ۱- تواریخ ۶: ۴، ۵۰؛ ۹: ۲۰؛ عزرا ۷: ۵؛ ۸: ۲) جس نے خداوند کے حکم سے زمری اور کزبی کو قتل کیا (گنتی ۲۵: ۶-۱۳؛ زبور ۱۰۶: ۳۰)۔ اُسے ملک جلعاد میں بنی روبن، بنی جد اور منسی کے آدھے قبیلے کے پاس بھیجا گیا جنہوں نے اپنے لئے ایک مذبح بنا لیا تھا اور اُس نے کامیاب وکالت کی (یشوع ۲۲: ۱۳-۳۴) - یہ باتیں اس کی بڑی غیرت اور وفادارانہ خدمت کو ظاہر کرتی ہیں -

۲ - عیلی کا ایک بیٹا جو اپنے کہانت کے فرائض پر پورا نہ اترا (۱- سموئیل ۱: ۳؛ ۲: ۱۲-۱۷، ۲۲-۲۵، ۲۷-۳۶؛ ۴: ۱۱-۱۴)- وہ اور اس کا بھائی حُفنی عہد کے صندوق کو اس اُمید پر اسرائیل کے کیمپ میں لائے کہ اس کی موجودگی اُنہیں فلستیوں کے خلاف جنگ میں فتح دلا دے گی لیکن فلستیوں نے عہد کا صندوق چھین لیا اور حفنی اور فینحاس قتل کر دیئے گئے (۱- سموئیل باب ۴)-

۳ - الیعزر کا باپ - جب لوگ بابل کی اسیری سے واپس آئے تو وہ قیمتی اشیاء یروشلیم لائے - یہ اشیاء فینحاس اور دیگر کاہنوں کی تحویل میں دے دی گئیں (عزرا ۸: ۳۲-۳۴) -

فینکس :- کریتے کے جزیرہ کا ایک شہر اور بندرگاہ - پولس رسول کی صلاح کے خلاف صوبہ دار نے ناخدا اور جہاز کے مالک کی بات مانی - چنانچہ وہ فینکس کی طرف روانہ ہوگئے - راستہ میں اُنہیں طوفان نے آگھیرا (اعمال ۲۷: ۱۲) -

فینون :- عیسو کے رئیسوں میں سے ایک (پیدائش ۳۶: ۴۰، ۴۱؛ ۱- تواریخ ۱: ۵۲) -

فینیکے :- مشرقی بحیرہ روم کی ایک ساحلی پٹی جو اب موجودہ لبنان کا حِصّہ ہے - پرانے عہد نامہ میں یہ ملکِ کنعان کا حِصّہ تھا - اس کے باشندے سامی قوم سے تعلق رکھتے تھے اور غالباً شروع میں بابل یا خلیج فارس کے نواحی علاقہ سے آتے تھے - چونکہ اس علاقہ میں درخت بہت تھے (لفظ فونیکی کے معنی غالباً کھجوروں کے درختوں کا ملک ہے) اور یہ ساحلی پٹی کم چوڑی تھی اس لئے یہاں کے باشندوں نے اپنی مشکل کا یہ حل نکالا کہ ملاحی اور سوداگری کا پیشہ اختیار کیا (۱- سلاطین ۵: ۶؛ حزقی ایل ۲۷: ۹) - یہ لوگ دوسری قوموں کے لئے جہازوں کا بیڑا بھی تیار کرتے تھے - اس ملک کے دو مشہور شہر ★ صیدا اور ★ صور تھے - صیدانیوں کو قوموں کے تاجر کہا گیا ہے (یسعیاہ ۲۳: ۳) - یہ علاقہ کبھی بھی ایک منظم خود اختیار علاقہ نہیں رہا - اکثر دوسرے شہروں کے بادشاہ اس پر حکومت کرتے تھے - اس ملک کا مذہب اور مذہبی رسومات کا بنی اسرائیل پر بہت بُرا اثر پڑا تھا - ایزبل اسرائیل کے بادشاہ اخی اب (۸۶۹ تا ۸۵۰ ق-م) کی بیوی اور صیدانیوں کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی تھی (۱- سلاطین ۱۶: ۳۱) - اسی ملکہ نے بعل کے نبیوں کی حوصلہ افزائی اور پشت پناہی کی تھی (۱- سلاطین ۱۸: ۱۹)- نئے عہد نامہ میں اس ملک کا ذکر متی ۱۵: ۲۱ مابعد اور مرقس ۷: ۲۴-۳۱ میں خداوند مسیح کی خدمت کے سلسلے میں آتا ہے - یہاں انہوں نے ایک سورفینیکی عورت کی لڑکی میں سے بدروح نکالی تھی - ★ ستفنس کی شہادت کے بعد مسیحیوں نے بشمول پولس رسول یہاں انجیل کی بشارت دی (اعمال ۱۱: ۱۹)- دیکھئے بائبل نقشہ ۵

فی ہخیروت - فی حیروت :- شمال مشرقی مصر میں آخری جگہ جہاں بنی اسرائیل نے بحیرۂ قلزم عبور کرنے سے پہلے ڈیرا ڈالا - یہاں مصریوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں آلیا (خروج ۱۴: ۲، ۹؛ گنتی ۳۳: ۷) -

ق

قادرِ مطلق :- دیکھئے خدا کے نام ۳

قادس :- عبرانی میں دو مختلف نام ہیں جن کے حرفِ صحیح تو ایک جیسے ہیں (قوف - دالتھ - شین) لیکن اعراب لگانے سے ناموں کے تلفظ میں فرق پیدا ہوتا ہے - پروٹسٹنٹ مترجمین نے دونوں کے ہجے ایک ہی رکھے ہیں جبکہ کیتھولک ترجمہ میں قادش اور قادیش لکھ کر امتیاز کو قائم رکھا گیا -

۱ - قادس، قادش (عبرانی قدیش = پاک جگہ) -

ا - زمانۂ سابق میں ایک کنعانی شاہی شہر (یشوع ۱۲ : ۲۲) جو نفتالی کے قبیلے کا ایک اہم شہر بن گیا (یشوع ۱۹ : ۳۷) - اسے بعض مرتبہ قادس نفتالی بھی کہا گیا ہے (قضاۃ ۴ : ۶) تاکہ اس میں اور قادس ۲ (نیچے دیکھئے) میں امتیاز کیا جائے - یہ شہر لاویوں کو ملا (یشوع ۲۱ : ۳۲) اور اسے ★ پناہ کا شہر مقرر کیا گیا (یشوع ۲۰ : ۷) - یہ گلیل کے علاقہ میں واقع تھا (یشوع ۲۰ : ۷؛ ا - تواریخ ۶ - ۷۶ - پہلے حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں جلیل ہے - کیتھولک ترجمہ میں دونوں جگہ جلیل ہے) - غالبًا ★ برق کی سکونت گاہ یہی شہر تھا جہاں سے اُس نے نفتالی اور زبولون کے قبیلوں کو اکٹھا کر کے ★ سیسرا سے جنگ کی (قضاۃ ۴ : ۹ - ۱۱) - جب شاہِ اسور ★ تگلت پلاسر نے ۷۳۴ - ۷۳۲ ق - م میں شمالی اسرائیل پر حملہ کیا تو قادس کا شہر اُس کے راستے میں تھا اور اُس نے اسے فتح کر لیا (۲ - سلاطین ۱۵ : ۲۹) - اسی جگہ مکابیوں اور دیمتریس کے درمیان جنگ ہوئی (۱ - مکابین ۱۱ : ۶۳) - اس کا موجودہ نام تل قادیس ہے -

ب - اشکار کے قبیلے کا ایک قصبہ جسے جیرسومی لاویوں کو دیا گیا (۱ - تواریخ ۶ : ۷۲) - یشوع ۲۱ : ۲۸ کی فہرست میں اس کی جگہ قسیون کا ذکر ہے - غالبًا موجودہ تل آبو قدیس اس کی جگہ واقع ہے -

ج - ادوم کی سرحد پر یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۲۳) - شاید یہ قادس برنیع ہے (دیکھئے قادس ۲) -

۲ - قادس - قادیش - (عبرانی = قدوش سے بمعنی پاک ہونا) -

ا - قادِس برنیع، قادیش برنیع - یہ غالبًا ایک علاقہ ہے جو جزیرہ نما کوہِ سینا کے شمال مشرق میں ہے - اس سے مراد ایک کنواں، ایک آبادی اور ایک بیابان تھا (زبور ۲۹ : ۸) - جب عیلام کا بادشاہ کدرلاعمر اور اُس کے ساتھی جنوب کی طرف آئے تو وہ کوہِ شعیر میں حوریوں کو مارتے مارتے ایل فاران تک پہنچے اور پھر شمال مغرب کی طرف رُخ کر کے عین مصفات یعنی قادس تک آئے - انہوں نے عمالیقیوں کو شکست دی اور شمال مشرق کی طرف مُڑ کر میدان کے شہروں (یہ میدان بعد میں بحیرہ مردار بن گیا) کے بادشاہوں کو اپنے آگے سے بھگایا (پیدائش ۱۴ : ۵ - ۹) - ابرہام کی بیوی ساری (جس کا نام بعد میں سارہ ہوا) کی لونڈی ہاجرہ جب اپنی بی بی سے بھاگ آئی تھی تو اُسے خداوند کا فرشتہ ★ بیرلحی روئی میں ملا جو قادس اور برد کے درمیان شور کی راہ پر ہے (پیدائش ۱۶ : ۷، ۱۴) - پیدائش ۲۰ : ۱ میں بھی ذکر ہے کہ قادس شور کی راہ سے تعلق رکھتا ہے - بنی اسرائیل بیابان میں سفر کے دوران قادس کے علاقے میں جو دشتِ فاران اور دشت صین کے درمیان ہے ایک سے زیادہ مرتبہ ٹھہرے (گنتی ۱۳ : ۲۶؛ ۲۰ : ۱؛ استثنا ۱ : ۱۹، ۴۶) - اسی جگہ سے موسیٰ نے اپنے ★ جاسوس کنعان بھیجے - حورب یا کوہِ سینا سے براستہ کوہِ شعیر قادس برنیع گیارہ دن کی منزل پر ہے (استثنا ۱ : ۲) - یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ موجودہ زمانے کا ایک سیاح اخارونی کوہِ سینا سے خلیج عقبہ کے ساحل کے شہر دیذہب سے ہوتے ہوئے قادس (موجودہ قدیرت) گیا اور اُسے گیارہ دن ہی لگے اور یوں بائبل کے بیان کی تصدیق ہوئی (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳) - قادس ہی میں بنی اسرائیل نے خدا کے وعدوں پر کہ وہ اُنہیں ملکِ کنعان دے گا شک کیا جس کی پاداش میں اُس نے اُنہیں یہ سزا دی کہ وہ چالیس سال تک بیابان میں آوارہ پھریں تاوقتیکہ اُن کی موجودہ پشت نابود نہ ہو جائے (گنتی ۱۴ : ۳۲ - ۳۵؛ قب استثنا ۲ : ۱۴) - اس کے کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل پھر قادس میں آئے (گنتی ۳۳ : ۳۶، ۳۷) - موسیٰ کی بہن مریم یہیں دفن ہوئی (گنتی ۲۰ : ۱) - اسی جگہ مریم کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل کو پانی کی کمی ہوئی - جب وہ بُڑبڑائے تو خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ "چٹان سے کہو کہ وہ اپنا پانی دے" (گنتی ۲۰ : ۸) لیکن موسیٰ نے غصّے میں کچھ

بے جا لفظ کہے اور چٹان کو حکم دینے کی بجائے اس پر دو بار مارا اور خدا کی تعریف نہ کی (آیات ۱۰ تا ۱۳؛ گنتی ۲۷: ۱۴؛ قب زبور ۱۰۶: ۳۲، ۳۳) - اسی وجہ سے موسیٰ کو بنی اسرائیل کو ملکِ موعود میں پہنچانے کے شرف سے محروم کیا گیا (گنتی ۲۰: ۱۲؛ استثنا ۳۲: ۵۱-۵۲) - اسی جگہ سے موسیٰ نے ادوم کے بادشاہ کے پاس ایلچی بھیجے تاکہ وہ اُنہیں اپنے ملک سے گزرنے کی اجازت دے، لیکن بادشاہ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا (گنتی ۲۰: ۱۴-۲۱؛ قضاۃ ۱۱: ۱۶، ۱۷) - قادس کو ★ یہوداہ (منقسم سلطنت کا جنوبی حصّہ) کی جنوب مغربی حد مقرر کیا گیا - یہ سرحد مغرب کی طرف "مصر کے نالے" کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوئی بحیرۂ روم تک جاتی تھی (گنتی ۳۴: ۴؛ یشوع ۱۵: ۳) - حزقی ایل نبی نے بھی اس کا حد کے طور پر ذکر کیا ہے (حزقی ایل ۴۷: ۱۹؛ ۴۸: ۲۸) - جنوبی کنعان میں یشوع کی جنگی مہم کی جنوب مشرقی حد قادس برنیع اور جنوب مغربی حد غزہ تھی (یشوع ۱۰: ۴۱) -

اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ عین قدیس جو بحیرۂ مردار سے تقریباً ۶۶ میل جنوب مغرب میں واقع ہے یا ★بیرسبع کے جنوب مغرب میں ۴۹ میل پر ہے قادس برنیع ہی ہے - لیکن عین قدیرت جو اسی جگہ سے ۵ میل شمال مغرب میں واقع ہے قادس برنیع ہونے کا زیادہ حقدار معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں پانی بھی کافی ہے اور سبزہ زار بھی -

ب - ایک اور قادس کا ذکر یشوع ۱۵: ۲۳ میں آتا ہے جو یہوداہ کے انتہائی جنوبی علاقہ میں واقع تھا - غالباً یہ ایک غیر معروف قادس ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے قادس برنیع ہی مراد ہو (قب یشوع ۱۵: ۳) -

قادس برنیع :- دیکھئے قادس ۱-۲

قادس نفتالی :- دیکھئے قادس ۱-ا

قارورہ :- بول - پیشاب - یہ لفظ یروشلیم کے محاصرے کے سلسلے میں یسعیاہ ۳۶: ۱۲ اور ۲-سلاطین ۱۸: ۲۷ میں استعمال ہُوا ہے جہاں ذکر ہے کہ محاصرہ اتنا شدید ہو گا کہ لوگوں کو اپنی نجاست کو بھی خوراک کا حصّہ بنانا پڑے گا -

کیتھولک ترجمہ میں لفظ بول استعمال ہُوا ہے - عبرانی محاورے کے مطابق آدمی یا لڑکے کو حقارتاً دیوار پر پیشاب کرنے والا کہتے تھے - مندرجہ ذیل حوالوں میں یہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے - کیتھولک ترجمہ میں عبرانی محاورہ قائم رکھا گیا ہے جبکہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس کے معنی درج کئے گئے ہیں (۱-سموئیل ۲۵: ۲۲، ۳۴؛ ۱-سلاطین ۱۴: ۱۰؛ ۱۶: ۱۱؛ ۲۱: ۲۱؛ ۲-سلاطین ۹: ۸) -

قاز :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۴

قاضی :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳۳

قافلہ :- کارواں - مسافروں کا گروہ جو حفاظت کی غرض سے اکٹھے سفر کرتے ہیں - صحرا اور غیر ملک میں اکثر مختلف خطرات ہوتے تھے اس لئے تاجر یا دیگر مسافر ایک ساتھ سفر کرتے تھے - خداوند مسیح کو بھی اپنے بچپن میں یروشلیم سے واپسی پر ایک قافلے میں سفر کرنا تھا (لوقا ۲: ۴۴) - قافلوں اور کاروانوں کا ذکر ان حوالوں میں ہے: قافلہ (پیدائش ۳۷: ۲۵ اسمٰعیلیوں کا قافلہ؛ ایوب ۶: ۱۸، ۱۹)؛ کارواں (ایوب ۶: ۱۹؛ حزقی ایل ۲۷: ۲۵) -

قامون :- جلعاد میں ایک شہر - قضاۃ ۱۰: ۵ میں درج ہے کہ قاضی یائیر یہاں مرا اور دفن ہُوا -

قاناہ - قانہ :- ۱- ایک نالہ جو بحیرۂ روم کی طرف بہتا ہے اور منسّی اور افرائیم کے قبیلوں کے درمیان میراث کی حدبندی کرتا ہے (یشوع ۱۶: ۸؛ ۱۷: ۹) -
۲- آشر کے قبیلے کی حد کے قریب ایک شہر (یشوع ۱۹: ۲۸) -

قانایِ گلیل - قانائے جلیل :- (قانا کا لفظ غالباً عبرانی کے اُس لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی سرکنڈا ہیں، یعنی سرکنڈوں کی جگہ) -

یہ گلیل کا ایک گاؤں تھا جس کا ذکر صرف یوحنّا کی انجیل میں ہے - خداوند مسیح کا پہلا معجزہ (نشان) اسی جگہ کیا گیا (یوحنّا ۲: ۱، ۱۱) - اسی جگہ بادشاہ کے ایک ملازم کے لڑکے کو جو کافی فاصلہ پر کفر نحوم میں بیمار تھا باپ کے ایمان کی وجہ سے دور ہی سے صحت بخشی گئی (۴: ۴۶-۵۰) - نتن ایل بھی اسی جگہ کا رہنے والا تھا (۲۱: ۲) - اس کا صحیح محلِ وقوع تعیّن نہیں کیا جا سکا - بعض کے خیال میں یہ وہاں واقع تھا جہاں اب کفر قنا ہے جو ناصرۃ سے شمال مشرق میں چار میل کے فاصلے پر تبریاس کے راستے پر واقع ہے - چشموں کی کثرت اور اچھے انجیر کے درخت وہی تاثر دیتے ہیں جو یوحنّا ۲: ۱۱ میں ملتا ہے - گھنے انجیر کے درخت کا حوالہ یوحنّا ۱: ۴۸ میں ہے - لیکن دیگر علماء سمجھتے ہیں کہ اس کی اصلی جگہ خربت قانا ہے جو کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے اور ناصرۃ سے ۹ میل شمال میں ہے - مقامی عرب لوگ اسے ابھی بھی قانائے گلیل کہتے ہیں -

قائن - قائین :- (عبرانی = حاصل کرنا) - آدم اور حوّا کا پہلوٹھا بیٹا (پیدائش ۴:

۱) - اُس کی پیدائش پر حوّا نے کہا "مجھے خداوند سے ایک مرد ملا" یا "مجھے خداوند کی مدد سے ایک بیٹا حاصل ہوا"۔

قائنؔ کسان تھا اور اُس کا بھائی ہابلؔ چرواہا ۔ قائنؔ اپنے کھیت کا ہدیہ لایا اور ہابلؔ بھیڑ بکریوں کا ۔ خدا نے ہابلؔ اور اُس کے ہدیئے کو منظور کیا اور قائن اور اُس کے ہدیہ کو منظور نہ کیا ۔ عبرانیوں ۱۱:۴ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی وجہ قائنؔ کی بدنیتی تھی۔ قائنؔ نے خفا ہو کر ہابلؔ کو قتل کر دیا اور اپنے گناہ کا اقرار کرنے کی بجائے جھوٹ بولا اور کہا کہ کیا میں اپنے بھائی کا محافظ ہوں (۴:۹) ۔ خدا نے اُسے یہ سزا دی کہ وہ دربدر پھرے گا ۔ وہ نوؔد کے علاقے میں جا بسا ۔ وہاں اُس نے ایک شہر بھی بسایا ۔ اُس کے بیٹے کا نام حنوکؔ تھا ۔

قب :- دیکھئے اوزانِ و پیمانہ جاتِ بائبل ۲۴

قبا :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۔

قبالہ :- عربی - وہ کاغذ جس سے کسی کی جاگیر ثابت ہو ۔ یہ لفظ یرمیاہ کے ۳۲ باب میں چھ مرتبہ آتا ہے ۔

قبر :- دیکھئے دفن ، دفن کرنا ۔

قبروت ہتّاوہ - قبروت تاوہ :- (عبرانی = حرص کی قبریں) ۔ دشتِ سینا چھوڑنے کے بعد پہلی منزل جہاں بنی اسرائیل نے ڈیرا ڈالا ۔ یہاں انہوں نے گوشت کھانے کی خواہش کی اور بٹیرے ہوکے سے کھائے اور اُن میں وبا پھیلی اور وہ مر گئے (گنتی ۱۱:۳۴، ۳۵؛ ۳۳:۱۶، ۱۷؛ استثنا ۹:۲۰) ۔

قبضی ایل - قبصی ایل :- (عبرانی = جسے خدا اکٹھا کرتا ہے) ۔ یہوداہ کے جنوب میں ادوم کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۵:۲۱) ۔ یہاں بنایاہ جو داؤد کا ایک سورما تھا ، رہتا تھا (۲-سموئیل ۲۳:۲۰) ۔
نحمیاہ ۱۱:۲۵ میں اسے یقبضی ایل (یقبصی ایل) کہا گیا ہے ۔

قبضیم - قبصائم :- افرائیم کے علاقہ میں ایک شہر جو قہاتؔ کے گھرانے کے لاویوں کو ملا (یشوع ۲۱:۲۲) ۔ ۱-تواریخ ۶:۶۸ میں اسے یقمعام کہا گیا ہے ۔

قبلہ :- وہ جگہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں ۔ یہودی بھی کبھی یروشلیم کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے تھے (دیکھئے ۱-سلاطین ۸:۲۹، ۳۰، ۴۴؛ ۲-تواریخ ۶:۲۱؛ اور دانی ایل ۶:۱۰) ۔ پہلے پہل مسلمان بھی یروشلیم کو قبلہ مانتے تھے لیکن روایت کے مطابق ۲ ہجری سے مکّہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا (دیکھئے قرآن ۲ [البقرہ] : ۱۴۲ تا بعد) ۔ یہ لفظ بائبل میں استعمال نہیں ہوا ۔

قبیلے ، اسرائیل کے بارہ :- ★ یعقوب کے بارہ بیٹوں کی اولاد کو پہلی مرتبہ پیدائش ۴۹:۱۶، ۲۸ میں "اسرائیل (یہ یعقوب کا وہ نام تھا جو اُسے خداوند کے فرشتے سے کشتی کرنے پر ملا تھا پیدائش ۳۲:۲۴-۳۲) کے قبیلے" کہا گیا ہے ۔ جب عبرانی لوگ مصر میں تھے تو انہیں آبائی خاندان کے نام سے موسوم کرتے تھے (خروج ۶:۱۴) ۔ جب انہوں نے مصر کو خیرباد کہا تو سب خاندانوں کو اسرائیل کے بارہ خاندان سمجھا گیا (خروج ۲۴:۴) ۔

یعقوب کے بارہ بیٹے چار ماؤں سے تھے یعنی لیاہ اور راخل جو اُس کی بیاہتا بیویاں تھیں اور اُن کی دو لونڈیاں بلہاہ اور زلفہ ۔

لیاہ کے بیٹے روبن ، شمعون ، لاوی ، یہوداہ ، اشکار اور زبولون تھے ۔ اُس کی لونڈی زلفہ سے جد اور آشر پیدا ہوئے ۔ راخل کے بیٹے یوسف اور بنیمین تھے اور اس کی لونڈی بلہاہ سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے (پیدائش ۳۵:۲۳-۲۶) ۔ بعد کے زمانہ میں ان قبیلوں کے سربراہوں کو سردار (خروج ۳۴:۳۱) اور رئیس (گنتی ۱:۱۶) کا خطاب دیا جاتا تھا ۔

سردار کاہن کے ★ عدل کے سینہ بند پر چار قطاروں پر تین تین جواہر پر یعقوب یعنی اسرائیل کے بارہ بیٹوں کے نام کندہ تھے (خروج ۲۸:۲۱، ۲۹؛ ۳۹:۱۴) ۔

مصر سے نکلنے کے دوسرے برس بنی اسرائیل کی مردم شماری کی گئی تاکہ بیس برس اور اُس سے اُوپر کی عمر کے مرد جو جنگ کے قابل ہوں اُن کی تعداد معلوم ہو جائے ۔ اس گنتی میں لاویوں کو شامل نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ شہادت کے مسکن اور اُس کے سامان کا خیال رکھیں اور اُسے اُٹھانے اور لے جانے کا انتظام کریں (گنتی ۱:۴۸ تا بعد) ۔ کنعان میں داخل ہونے سے پہلے یردن کے مشرق کی طرف بنی جدؔ ، بنی روبن اور بنی منسّی کے آدھے قبیلہ کو میراث دی گئی (گنتی ۳۲:۳۳) اور کنعان کو فتح کرنے کے بعد یردن کے مغرب کی طرف کا علاقہ ان باقی ساڑھے نو قبیلوں میں تقسیم کر دیا گیا (یشوع ابواب ۱۵ تا ۱۹) ۔ قضاۃ کے زمانہ میں ہر قبیلہ الگ الگ انتظامی حلقہ میں تھا ۔ جب داؤد بادشاہ بنا تو یہ بارہ قبیلے متحد ہوئے ۔ اب یروشلیم کو فتح کر کے اُسے مُلک کا دارالخلافہ بنایا گیا ۔ یہاں سلیمان بادشاہ نے ہیکل تعمیر کی ۔ داؤد بادشاہ نے ہر قبیلے پر سردار مقرر کئے تھے (۱-تواریخ ۲۷:۱۶-۲۲) اور اُس نے

مردم شماری بھی کروائی (۲-سموئیل ۲۴: ۲)۔

ان قبیلوں میں دو فرقوں میں بٹنے کا رجحان موجود تھا۔ ساؤل بادشاہ کی موت کے بعد داؤد بادشاہ نے پہلے پہل صرف ایک قبیلے یعنی یہوداہ پر سلطنت کی (۲-سموئیل ۲: ۴)۔ باقی قبیلوں پر وہ بعد میں ہی حکمران ہوا (۲-سموئیل ۵: ۳)۔ سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد پھر یہی تقسیم ہوئی۔ یہوداہ اور بنیمین یہوداہ کی سلطنت بنے اور شمال کے علاقے کے باقی سب قبیلوں نے اسرائیل کے نام سے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی (۱-سلاطین ۱۲: ۲۰)۔ یہ سلطنتیں اسی طرح منقسم رہیں جب تک دونوں کو الگ الگ اسیری میں نہ لے جایا گیا۔ اسرائیل کو ۷۲۲ ق م میں اسور کو اور یہوداہ کو ۵۸۶ ق م میں بابل کو لے جایا گیا۔ اس المیہ کی وجہ سے قبیلوں کا فرق مٹ گیا۔

خداوند مسیح نے فرمایا کہ جب وہ اپنی دوسری آمد پر اپنے جلالی تخت پر بیٹھیں گے تو اُن کے شاگرد بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے (متی ۱۹: ۲۸؛ لوقا ۲۲: ۳۰)۔

قبیلے، دس:- اسرائیل کی بادشاہت کی تقسیم کے وقت (تقریباً ۹۳۰ ق م) بارہ میں سے دس قبیلوں نے رحبعام بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور یربعام کی قیادت میں شمالی سلطنت قائم کی (۱-سلاطین ۱۱: ۳۱؛ ۱۲: ۱۶، ۲۰)۔ صرف یہوداہ اور بنیمین کے قبیلے داؤد کے گھرانے کے پیرو رہے (۱-سلاطین ۱۲: ۲۰، ۲۱)۔ شاہِ اسور نے شمالی سلطنت کو ۷۲۲ ق م میں فتح کر کے ان دس قبیلوں کو اپنی سلطنت کے دوسرے حصوں میں منتقل کر دیا (دیکھئے اسیری۔ ۲-سلاطین ۱۷: ۶)۔

علماء کا خیال ہے کہ زیادہ تر بارسوخ اور کلیدی اشخاص کو اسیر کیا گیا۔ عام لوگوں میں سے بہت سے اپنے وطن میں ہی رہے۔ بعد میں یہی لوگ غیر یہودیوں کے ساتھ خلط ملط ہو کر سامری کہلائے۔

قحبہ خانہ:- (فاحشہ کا گھر)۔ بدکار عورت کا گھر۔ یہ یرمیاہ ۵: ۷ میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے کسبی

قحط:- دیکھئے کال۔

قدرون:- ایک برساتی نالہ۔ یہ یروشلیم کے شمال سے شروع ہو کر ہیکل کی پہاڑی اور کوہِ زیتون سے ہوتا ہوا یہودیہ کے بیابان سے گزر کر ★ بحیرہ مردار میں جا گرتا ہے (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۳)۔ اس کے موجودہ نام وادی النار کا مطلب آگ کی وادی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زیادہ تر خشک رہتی ہے اور سورج کی چلچلاتی گرمی یہاں برستی ہے۔ صرف برسات میں اس میں پانی ہوتا ہے۔

قدرون کے مغرب میں ایک چشمہ ہے جسے ★ جیحون (= پھوٹنا) کا چشمہ کہتے ہیں۔ حزقیاہ بادشاہ نے اس کے پانی کا رُخ یروشلیم شہر کی طرف موڑ لیا تھا تاکہ ★ شیلوخ کے حوض میں پانی جمع کیا جائے۔ جیسے نام جیحون سے ظاہر ہے اس کا پانی وقتاً فوقتاً پھوٹتا اور بہہ نکلتا تھا۔ ۱۸۸۰ عیسوی میں یہاں چٹان پر کندہ ایک عبارت دریافت ہوئی جس میں اُس سرنگ کی کھدائی کے متعلق معلومات فراہم کی گئیں جس سے اسے شیلوخ کے حوض سے ملایا گیا تھا۔

داؤد بادشاہ اپنے بیٹے ★ ابی سلوم کی بغاوت کے وقت قدرون کے نالے کو پار کر کے بھاگا تھا (۲-سموئیل ۱۵: ۲۳)۔

سلیمان بادشاہ نے ★ سمعی کو معاف تو کیا لیکن ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ یروشلیم شہر کو نہ چھوڑے اور اس سلسلے میں قدرون کو یروشلیم کی حد قرار دیا (۱-سلاطین ۲: ۳۷)۔ یہی تاثر یرمیاہ ۳۱: ۴۰ سے ملتا ہے)۔ آسا بادشاہ نے اپنی ماں ★ معکہ کا یسیرت کا بت وادیِ قدرون میں جلایا (۱-سلاطین ۱۵: ۱۳؛ ۲-تواریخ ۱۵: ۱۶)۔ اسی طرح یوسیاہ بادشاہ نے قدرون کے کھیت میں بت جلائے (۲-سلاطین ۲۳: ۴، ۶، ۱۲)۔ حزقیاہ بادشاہ نے بھی قدرون کے نالے میں بت وغیرہ پھینک دیئے (۲-تواریخ ۲۹: ۱۶؛ ۳۰: ۱۴)۔ اسے ۲-تواریخ ۳۲: ۴ میں محض ندی کہا گیا ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ حزقیاہ بادشاہ نے اسوریوں کو اس کے پانی سے محروم کرنے کے لئے بند لگا دیا۔ نحمیاہ نے اسی وادی سے جا کر یروشلیم کی فصیل کا معائنہ کیا (نحمیاہ ۲: ۱۵)۔ یرمیاہ نبی یروشلیم کی تعمیرِ نو کے سلسلے میں پیشینگوئی کرتے وقت اس کا ذکر کرتا ہے (یرمیاہ ۳۱: ۳۸-۴۰)۔ آخری فسح کے بعد خداوند مسیح نے گتسمنی باغ میں جانے کے لئے اسے عبور کیا (یوحنا ۱۸: ۱)۔ خداوند مسیح نے کوہِ زیتون سے کئی بار اس کے پار نظر ڈالی ہوگی (مثلاً متی ۲۴: ۳؛ مرقس ۱۳: ۳)۔

قُدسی:- دیکھئے مُقدّس۔

قدم:- پیمانہ طول۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل نمبر ۱۶

قدمونی:- (عبرانی = عیالِ مشرق)۔ ایک بہت پرانا قبیلہ۔ اُن دس میں سے ایک جن کی زمین خدا نے ابرہام کو دینے کا وعدہ کیا۔ یہ مصر اور دریائے فرات کے درمیان کہیں رہتے تھے (پیدائش ۱۵: ۱۸-۲۱)۔

قدمہ :- (عبرانی = مشرق کی جانب)۔ اسمٰعیل کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۱۵)۔

قدمی ایل :- (عبرانی = خدا میرے آگے ہے)۔ لاویوں کے ایک گھرانے کا سربراہ جو زرُبابل کے ہمراہ واپس آیا (عزرا ۲: ۴۰؛ نحمیاہ ۷: ۴۳)۔ اُس نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے میں مدد دی (عزرا ۳: ۹)۔ اُس کے خاندان کے ایک فرد نے عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۹)۔

قدوس، قدوسیت :- دیکھئے مُقدّس

قدیشہ :- عبرانی میں مذہبی کسبی کو یہ نام دیا گیا ہے۔ دیکھئے کسبی۔

قدیمات - قدیموت :- (عبرانی = مشرقی حصے)۔ بنی روبن کی میراث میں ایک مقام (یشوع ۱۳: ۱۸)۔ بعد میں یہ لاویوں کا ایک شہر بن گیا (گنتی ۲۱: ۳۷ = ۱-تواریخ ۶: ۷۹)۔ دشتِ قدیمات سے موسیٰ نے سیحون بادشاہ کے پاس ایلچی بھیجے (استثنا ۲: ۲۶)۔

قدیم الایّام :- (دانی ایل ۷: ۹، ۱۳، ۲۲)۔ خدا کا ایک نام۔ دیکھئے خدا کے نام ہوک

قرابت، قرابتی :- رشتہ داری، رشتہ دار۔ یہ کئی جگہ عبرانی لفظ گوئیل کا ترجمہ ہے۔ عبرانی لفظ کا بنیادی مطلب فدیہ دینے والا، چھڑانے والا، پھر سے خریدنے والا اور انتقام لینے والا ہے۔ یہ اکثر خدا کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس نے مصر سے رہائی دی (خروج ۶: ۶)؛ ایوب خدا کو اپنا فدیہ دینے والا کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا گوئیل زندہ ہے" (۱۹: ۲۵)۔

ایک قرابتی کے فرائض یہ تھے۔ ۱۔ چھینی ہوئی زمین کو چھڑائے (احبار ۲۵: ۲۵) ۲۔ رشتہ دار کی بے اولاد بیوی کو بیاہے (استثنا ۲۵: ۵)۔ ۳۔ رشتہ دار کے قتل کا انتقام لے (گنتی ۳۵: ۱۹ یہاں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ عبرانی میں لفظ گوئیل استعمال کیا گیا۔ اس لئے ترجمہ "انتقام لینے والا" ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ قریبی رشتہ دار کا فرض بھی تھا اس لئے کیتھولک ترجمہ نے لفظ وَلی کے استعمال سے یہ مفہوم بھی ترجمہ میں سمو دیا ہے (دیکھئے عدد ۳۵: ۱۹)۔ چونکہ اِن تین فرائض کو قریبی رشتہ دار نے ادا کرنا تھا اس لئے گوئیل کا ترجمہ رشتہ دار، نزدیک کا قرابتی یا قرابت کا حق ادا کرنے والا بھی کیا گیا ہے (احبار ۲۵: ۲۵؛ روت ۲: ۲۰؛ ۳: ۹؛ گنتی ۵: ۸ کیتھولک ترجمہ میں وَلی ہے راعوت ۲: ۲۰؛ ۳: ۹؛ احبار ۲۵: ۲۵؛ عدد ۵: ۸؛ ۳۵: ۱۹)۔

قرأت :- ۱۔ علم تجوید۔ حروف کو اُن کے صحیح مخارج سے ادا کرنا۔ پڑھنا۔ تلاوت۔ پاک کلام کو درست طریقے سے پڑھنا۔ اگرچہ یہ لفظ اردو ترجمہ میں نہیں آیا تاہم عبرانی متن میں اسی کے مادہ سے ترکیب دیئے ہوئے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً قاداٗ (خروج ۲۴: ۷؛ استثنا ۳۱: ۱۱؛ یشوع ۸: ۳۴ وغیرہ — پڑھ کر سنائیں)، قراٗ (عزرا ۴: ۱۸ — صاف پڑھا گیا)؛ ھقراٗ (نحمیاہ ۸: ۸ — صاف آواز سے پڑھا)۔ ★ اسیری کے بعد عبرانی زبان کی جگہ ★ ارامی زبان نے لے لی تھی۔ اس لئے جب کلام پاک پڑھا جاتا تو پہلے قاری اسے صاف صاف بلند آواز میں جماعت کے سامنے پڑھتا۔ پھر اُس کے معنی بتائے جاتے اور عبارت سمجھا دی جاتی (نحمیاہ ۸: ۸)۔ یہ دستور ★ عبادت خانوں میں بھی جاری رہا۔ خداوند مسیح نے بھی یسعیاہ نبی کے صحیفہ کی اسی طرح قرأت کی (لوقا ۴: ۱۶ ما بعد)۔

اس کا یونانی لفظ anagnosis اناگنوسیس ہے جس کے لغوی معنی "پھر سے جاننا" یا "اچھی طرح جاننا" ہیں۔ پڑھنے والے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ جو کچھ وہ پڑھے اُسے اچھی طرح سمجھے۔ تب ہی وہ اُسے صحیح طور سے پڑھ سکتا تھا۔ نئے عہد میں یہ لفظ پاک کلام کو جماعت کے سامنے پڑھنے کے لئے استعمال ہوا ہے (اعمال ۱۳: ۱۵؛ ۲-کرنتھیوں ۳: ۱۴؛ ۱-تیمتھیس ۴: ۱۳)۔ اسی قسم کا یونانی کا ایک اور لفظ بھی ہے anaginosko اناگنوسکو جس کے بنیادی معنی جاننا تھے اور عام معنی پڑھنا۔ نئے عہدنامہ کے خطوط کا شروع سے عبادت کے دوران پڑھنے کا دستور تھا (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۷)۔ اور یہ خط صرف ایک ہی کلیسیا تک محدود نہ تھے بلکہ دیگر جماعتوں میں بھی پڑھے جاتے تھے (کلسیوں ۴: ۱۶)۔ ان حوالوں میں یہی یونانی لفظ اناگنوسکو استعمال ہوا ہے۔

۲۔ ★ مسوراتی علما نے بڑی محنت سے کتاب مُقدّس کے مختلف نسخہ جات کا مطالعہ کیا اور اُن کا مقابلہ کر کے جہاں کہیں بھی کتابت کی غلطیاں دیکھیں درست کر دیں اور جہاں کہیں بھی الفاظ کا ادل بدل پایا، یا غیر معمولی الفاظ کو دیکھا تو اُن کو قلم بند کیا لیکن یاد رہے کہ یہ سب تبدیلی حاشیہ میں کی گئی۔ اصلی عبرانی متن میں انہوں نے کسی دوسری قرأت کو جگہ نہ دی۔ لیکن جس قرأت کو وہ درست یا بہتر سمجھتے تھے اُسے حاشیہ میں لکھ دیا۔ اس حاشیہ کی قرأت کو وہ ★ "قری" (یعنی پڑھا جائے) کہتے تھے اور متن کی قرأت کو "کتب" (یعنی لکھی ہوئی) کہتے تھے۔ پڑھتے وقت وہ حاشیہ کی قرأت پڑھتے تھے لیکن نسخہ نقل کرتے وقت متن میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے تھے۔

قربانی :- وہ ہدیہ جو اس غرض سے پیش کیا جائے کہ ہدیہ دینے والا اور لینے والا ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں

یا باہمی رفاقت حاصل کریں (قربانی۔ تقرب، قربت، قریب جو اس کے مشتقات ہیں)۔ اس سلسلہ میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ انگریزی لفظ atonement بنیادی طور پر قربانی کا ہم معنی ہے کیونکہ اس کا مفہوم ایک ہونا ہے at-one لیکن اردو ترجمہ میں اس کے لئے لفظ کفارہ استعمال ہوا ہے جو عربی اور عبرانی دونوں میں لفظ کفر (ڈھانپنا) سے مشتق ہے۔ لفظ قربانی پُرانے عہدنامے کے عبرانی متن میں کئی جگہ پایا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اردو ترجمہ میں کئی مرتبہ آتا ہے لیکن نئے عہدنامہ میں یونانی متن میں صرف ایک مرتبہ (مرقس ۷: ۱۱)۔ باقی جگہ یونانی کا ایک اور لفظ استعمال ہوا ہے۔

قربانیوں کی کئی قسمیں تھیں مگر اہم قربانیاں پانچ ہی تھیں۔ خیمۂ اجتماع کی رسوم کا بڑا حصہ ان میں سے کسی ایک قربانی یا ان کے اشتراک پر مشتمل ہوتا تھا۔ ان کا ترتیب وار ذکر احبار کی کتاب میں پایا جاتا ہے (ابواب ۱ تا ۷)۔ جو یوں ہے سوختنی قربانی، نذر کی قربانی، سلامتی کا ذبیحہ، خطا کی قربانی اور جرم کی قربانی۔ خدا نے گویا اپنے آپ کو ان سے گھیر لیا اور انہیں اپنے تک رسائی کا وسیلہ ٹھہرایا۔ ذیل کے نقشہ میں ان کو اسی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔

خدا
سوختنی قربانی
نذر کی قربانی
سلامتی کا ذبیحہ
خطا کی قربانی
جرم کی قربانی
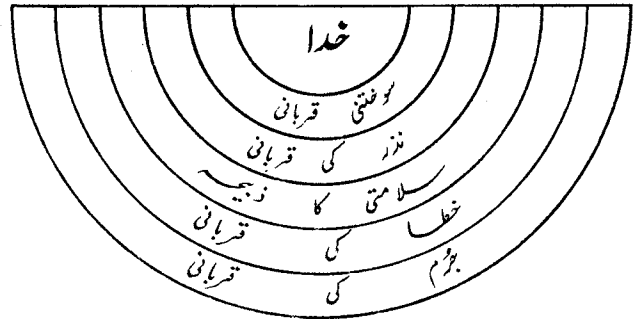
پہلے اس نقشہ کو احبار کی کتاب کی ترتیب کے مطابق پڑھتے ہوئے مرکز سے باہر کو جائیں گے اور پھر باہر سے مرکز کی طرف آئیں گے۔ ان قربانیوں میں ہم پہلے مسیح کو دیکھیں گے اور پھر نجات کی راہ کو۔ مرکز سے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے ہم ان قربانیوں میں مسیح کو دیکھتے ہیں جو خدا کی طرف سے آدمیوں کی نجات کے لئے آئے۔ اگر باہر سے مرکز کی جانب آئیں تو ہم انسان کو اُس راہ سے خدا تک رسائی حاصل کرتے دیکھتے ہیں جو مسیح نے اپنی موت کے وسیلے تیار کی ہے جس کا عکس ان قربانیوں میں ملتا ہے۔ ذیل میں ہم پہلی ترتیب کے مطابق ان پر غور کریں گے۔

۱۔ سوختنی قربانی

یہ مکمل طور پر جلا دی جاتی تھی۔ یہ مسیح کے کامل طور پر خدا باپ کے نذر کئے جانے کو پیش کرتی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو باپ کو دے دیا تاکہ اُسی کی مرضی کو پورا کریں (زبور ۴۰: ۶-۸؛ فلپیوں ۲: ۶-۸)۔ خداوند مسیح کی زندگی کا اولین مقصد باپ کی مرضی کو پُورا کرنا تھا۔ انہوں نے بار بار اس کا اظہار بھی کیا۔

۲۔ نذر کی قربانی

نذر کی قربانی مسیح کے جسم میں ظاہر ہونے کے باعث کامل اطاعت کا اظہار ہے (یوحنا ۱۲: ۲۴)۔ یہ خدمت کی قربانی ہے۔ اس میں پاک کلام کی منادی کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ یہ قربانی تیل سے مسح کی جاتی تھی جو رُوحُ القدس کی علامت ہے۔ اس کے مسح کئے جانے کے باعث مسیح یعنی "مسح شدہ" کا نام نکلا۔ اس کے ساتھ لوبان بھی جلایا جاتا تھا جو فضل وکرم کی علامت ہے۔ اس میں نمک بھی ہوتا تھا جو بے عیبی، تلخ کامی اور وفاداری کی علامت ہے۔ یہ خمیر سے جو بدی کی علامت ہے پاک ہوا کرتی تھی اور نہ ہی اس کے ساتھ شہد ہوتا تھا جو دنیاوی لذتوں کی علامت ہے (امثال ۲۵: ۲۷)۔ اس کا تھوڑا سا حصہ مذبح کے اُوپر جلایا جاتا تھا اور جو باقی رہ جاتا تھا اُسے سردار کاہن ہارون اور اُن کے بیٹے کھاتے تھے۔ مسیح کا کلام آدمیوں کے لئے غذا ہی تو ہے۔ نیز دیکھئے نذر کی قربانی

۳۔ سلامتی کا ذبیحہ

اس کا ایک حصہ تو مذبح کے اوپر جلا دیا جاتا تھا لیکن باقی کو قربانی گزراننے والا اور کاہن کھاتے تھے۔ یہ مسیح کے انسان کی شراکت اور مشابہت اختیار کرنے کو ظاہر کرتی ہے (عبرانیوں ۴: ۱۵)۔ اسی کے باعث وہ ہمارے درمیانی ٹھہرے۔ چونکہ وہ خدا اور انسان ہر دو ذاتوں میں شریک ہوئے اس لئے وہ خدا اور انسان دونوں کی نمائندگی کے اہل ٹھہرے۔

۴۔ خطا کی قربانی۔

یہ لشکرگاہ کی حدود سے باہر ہی جلادی جاتی تھی۔ یہ وہی کچھ پیش کرتی ہے جو کچھ صلیب پر ہوا۔ کوہ کلوری بھی تو شہر کے پھاٹکوں سے باہر واقع تھا۔ مسیح صلیب پر" ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا گیا (۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱)۔

احبار کی کتاب میں ★ کفارہ کا لفظ نہایت معنی خیز ہے۔ یہ پچاس مرتبہ آیا ہے۔ یومِ کفارہ پر خطا کی قربانی کی پرشکوہ تقریب منعقد ہوتی تھی۔ اور یہی وہ قربانی ہے جو عبرانیوں کی کتاب کے مصنف کے ذہن میں تھی۔ اس قربانی کا خون مسیح کے خون کی علامت ہے جو انہوں نے لے کر ہمارے لئے آسمانوں میں سے گزر کر خدا باپ کے سامنے پیش کیا۔

اس قربانی میں پنہاں معنوں کے گرد کئی خیال گھومتے ہیں۔

۱۔ عوضی بننا۔ قربانی گزراننے والا اپنے عوض جانور

دیا کرتا تھا۔ وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اُس کا شریک بنتا تھا۔ اس سے وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں اور یہ جانور ایک ہیں۔

ب۔ منسوب کرنا۔ قربانی گزراننے والے کی خطا یا راستی قربانی کے جانور سے منسوب کی جاتی تھی۔ اور قربانی گزراننے والے پر جس کسی گناہ کا الزام ہوتا وہ قربانی کے جانور سے منسوب ہوتا۔

ج۔ تلافی کرنا۔ مجرم جس سزا کا حقدار ہوتا وہ معتوب پہ آتی تھی، اور یہ موت تھی۔ پس جانور کو ذبح کر دیا جاتا تھا۔ خدائے پاک کے خلاف گناہ کی سزا موت ہے اور بہایا ہوا خون اس کا ثبوت تھا۔ یہ جان کے بدلے جان کا اصول تھا۔ جان خون میں ہوتی ہے سو خون بہانا جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا تھا۔

د۔ تقاضا پورا کرنا۔ معتوب نے موت کی شکل میں جب سزا اپنے اُوپر لے لی تو اس سے عدل کا تقاضا پُورا ہو گیا۔

ہ۔ فدیہ دینا۔ جب عدل کا تقاضا پُورا ہؤا تو فدیہ ادا کر دیا گیا۔ اب مجرم کے خلاف کوئی دعویٰ باقی نہ رہا۔ یہی لفظ عہد کے صندوق کے سرپوش کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے۔ یہ بھی فدیہ کی ایک شکل ہے کیونکہ وہاں ان دعوؤں کا تقاضا پورا کیا جاتا تھا جس کے باعث رحمت کا نزول رُک جاتا تھا۔ اب گنہگار پر خدا کی کرم نوازی اس طرح نازل ہو سکتی ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

و۔ کفارہ۔ قربانی کے نتیجے میں گنہگار خدا کے قریب ہو گیا ہے۔ اب خدا سے مصالحت ہو گئی ہے اور گنہگار منظورِ نظر بن گیا ہے۔

یہ اس قربانی کے بنیادی تصورات اور مسیح کی پیش کردہ مخلصی کے اُصول ہیں۔ نئے عہد نامہ میں مسیح اور ان کے رسولوں نے بھی ان سب اُصولوں کا اطلاق مسیح کی قربانی پر کیا۔ ہمارے نزدیک مسیح کی جو حیثیت ہے اور صلیب کے جو معنی ہیں اسرائیلیوں کے نزدیک بھی قربانیوں کی وہی حیثیت اور معنی تھے۔ یہ فرض کرنا محال ہے کہ ہر قربانی گزراننے والا ان روحانی معنوں سے بھی واقف ہوتا تھا۔ بعض واقف بھی ہوتے تھے لیکن ان کے ناواقف ہونے کے باعث ان سے جو سبق مقصود تھا اُس کی اہمیت پر پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔

۵۔ جُرم کی قربانی

یہ ضرورت پڑنے پر گزرانی جاتی تھی۔ یہ مسیح کی جو ہمارے مستقل وکیل ہیں، ان کی روزانہ شفاعت کو پیش کرتی ہے (۱۔یوحنا ۲:۱؛ رومیوں ۸:۳۴)۔

ان میں سے پہلی تین "راحت انگیز خوشبو" کی قربانیاں کہلاتی ہیں جبکہ باقی دو اس زمرے میں نہیں آتیں۔ پہلی تین میں مسیح ذاتی طور پر خدا باپ سے منسلک نظر آتے ہیں لیکن آخری دو میں جو خطا اور جرم کی قربانیاں ہیں وہ گنہگار کے گناہ سے آلودہ ہو کر ہمارے گناہ اُٹھا لیتے ہیں۔ گناہ اور گناہ آلودہ سے کوئی راحت انگیز خوشبو نہیں اُٹھتی۔ یہاں مسیح ہمارے واسطے گناہ ٹھہرائے گئے۔ انہوں نے ہمارا الزام اور ہماری ذلت اپنے اوپر لے لی۔

ان قربانیوں کا مرکز مسیح ہیں۔ یہ سب مل ملا کر ہمارے حق میں مسیح کے کامل کام کو پیش کرتی ہیں۔ اب ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اُن ایام میں کوئی کس طرح داؤد کی طرح دن رات شریعت پر دھیان کر سکتا تھا کیونکہ اس میں اُسے اس موعودہ مسیح کی جھلک نظر آتی تھی۔

اب ہم اِن قربانیوں کو باہر سے مرکز کی جانب بڑھتا دیکھیں۔ ہمیں ان کے ساتھ ساتھ اس راستے کو دیکھنا اور پہچاننا چاہیئے جو ہمیں خدا تک لے جاتا ہے۔ ہم بالکل باہر سے شروع کریں۔ ہم پہلے قائلیت کی روح میں اپنے گناہ پر سوچیں تو ہمیں مسیح کی معافی کی ضرورت کا احساس ہو گا۔ آگے بڑھ کر ہم پہچانیں گے کہ گناہ بُرے کاموں تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے رگ و ریشے میں رچا بسا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم پاک صاف ہونے کی ضرورت کو پہچانیں گے۔ ہم نہ صرف اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں بلکہ اپنے آپ کو راست بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے ہماری رہنمائی مسیح تک ہوتی ہے جو ہماری خطا کی قربانی ٹھہرے۔ تب مسیح کے وسیلے ہم خدا کی شراکت میں آ جاتے ہیں۔ سلامتی کے ذبیحہ میں مسیح ہی کچھ ہیں (رومیوں ۵:۱)۔ اب ہم اُنکی خدمت کر سکتے ہیں اور ہم اُنہیں نذر کی قربانی کی طرح "کھا سکتے" ہیں۔ سب سے بڑی بات سوختنی قربانی کی تقدیس ہے۔ بعض تو ایک ہی جست میں اس مرتبہ کو پا لیتے ہیں لیکن یہ وہ مقام ہے جہاں ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا کی نذر کرتے ہیں (رومیوں ۱۲:۱)۔

قربانیوں کے کئی درجے بھی ہیں۔ بیل شاہی قربانی تھی بھیڑ اور بکری عام قربانی تھی۔ فاختہ یا جوان کبوتر غریب آدمی کی قربانی تھی اور جو کی روٹی مفلس کی قربانی تھی۔ یہ مسیح کے عرفان کے مختلف درجوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ بعض مسیح کو شہزادے کی حیثیت میں سبھی رتبوں کا مالک دیکھتے ہیں۔ اُن کی نظر اُن کے شاہانہ اختیار و اقتدار پر ہوتی ہے۔ دوسرے مسیح کو عام انجیلی نظریئے سے ایک منجی کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ بعضوں کو صرف مسیح کے کاموں کا ایک دھندلا سا تصور ملا ہے لیکن اُن کا ایمان سچا ہے۔ اور کچھ تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ مسیح نجات دے سکتے ہیں۔ لیکن کس طرح اور کیوں؟ وہ اس سے بے خبر ہیں، تاہم وہ ایمان رکھتے ہیں۔ مزید دیکھئے ہلانے اور اٹھانے کی قربانی۔

1082

قربانی کا گوشت، بتوں کی: ۔ دیکھئے بُت پرستی ۲

قرتان ۔ قریتائم: ۔ نفتالی کا ایک شہر جو یشوع کے وقت میں بنی جیرسون کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۲) ۔ اسے ۱۔ تواریخ ۶: ۷۶ میں قریتائم کہا گیا ہے جس کے معنی وہی ہیں۔

قرتاہ ۔ قرتہ: ۔ ایک شہر جو یشوع کے دنوں میں بنی مراری کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۴)۔

قرض، قرضدار: ۔ ۱۔ اسرائیل میں قرض کوئی تجارتی مسئلہ نہ تھا بلکہ یہ کسی ضرورت مند زمیندار کو مشکل کے وقت مدد دینا تھا ۔ تجارت کو فروغ دینے یا نیا کاروبار شروع کرنے کے لئے قرض نہیں دیا جاتا تھا ۔ چونکہ بادشاہت کے آخری دور تک اسرائیل کا ذریعۂ معاش زراعت ہی رہا اس لئے وہ تجارتی قرضے کا انتظام جو بابل میں ۲۰۰۰ ق م سے پہلے سے عام تھا یہاں کا دستور نہ بنا۔ اسی لئے اسرائیل کے قرضوں کے قوانین کا تعلق تجارتی قرضوں سے نہیں ہے بلکہ وہ اُن شخصی قرضوں کے لئے ہدایات ہیں جو کسی پڑوسی کی مدد کے لئے دیئے جائیں ۔ اسی قسم کی نصیحت ہم یشوع بن سیراخ کے زمانے تک پاتے ہیں (دیکھئے یشوع بن سیراخ ۲۵ب) ۔ لیکن نئے عہدنامہ کے زمانے میں پس منظر تبدیل ہو جاتا ہے ۔ بددیانت مختار کی تمثیل میں (لوقا ۱۶: ۱ - ۸)، قرض دار یا تو مزارع تھے جو بٹائی پر غلّہ دیتے تھے یا تاجر جو مال اُدھار لے کر تجارت کرتے تھے ۔ گناہوں کو قرض کہنا ایک یہودی روزمرّہ تھا ۔ لیکن اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود نہیں تھا کہ انسان اور خدا کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک قرض دار کا قرض خواہ سے، بلکہ یہ یہودی رواج کے مطابق فضل اور کرم کا آئینہ دار تھا ۔ جس طرح بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ اپنے بھائیوں پر رحم کریں اور اُنہیں قرض دیں اُسی طرح خدا بھی رحم کرتا اور ہمارے گناہ معاف کر دیتا ہے (لوقا ۷: ۴۱ مابعد، متّی ۱۸: ۲۱ - ۲۷)۔

۲ - **سُود، بیاج، منافع** - بائبل میں لفظ سود میں زیادہ مقدار میں بیاج لینے کا مفہوم غالب نہیں ہے ۔ پرانے عہدنامہ میں شکایت یہ نہیں تھی کہ سود کی شرح حد سے زیادہ ہے بلکہ یہ کہ سود لیا ہی کیوں جاتا ۔ ذیل کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی قوم سے سود لینا ممنوع تھا (خروج ۲۲: ۲۵ - میرے لوگ؛ استثنا ۲۳: ۱۹ - اپنے بھائی؛ احبار ۲۵: ۳۵ مابعد کوئی بھائی) ۔ استثنا ۲۳: ۲۰ (قب ۱۵: ۱ - ۸) سے ظاہر ہوتا ہے کہ پردیسی کو سود پر قرض دیا جا سکتا تھا ★ حمورابی کے قوانین میں سود لینے کو ایک باضابطہ دستور بنایا گیا تھا ۔ سود کے لئے عبرانی لفظ نشک کافی دلچسپی کا حامل ہے ۔ اس لفظ کے بنیادی معنی کاٹنا، ڈسنا وغیرہ ہیں ۔ اور یہی ترجمہ واعظ ۱۰: ۱۱ اور امثال ۲۳: ۳۲ میں کیا گیا ہے (یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ عربی لفظ قرض میں بھی کُترنے کا مفہوم موجود ہے ۔ کپڑے کے کترن کو عربی میں قراضة کہتے ہیں) ۔ غالباً یہ قرضخواہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قرض دار کو گویا ڈستا ہے ۔ حبقوق ۲: ۶، ۷ میں لفظ نو شکیم پر رعایتِ لفظی ہے، یعنی دونوں معنی موجود ہیں ۔ سود خور اور کھا جانے والا ۔

سود کا ایک اور مترادف لفظ تربیت ہے جس کے معنی نفع ہیں (احبار ۲۵: ۳۶ - جہاں ترجمہ سود یا نفع ہے؛ حزقی ایل ۱۸: ۸، ۱۲، ۱۷؛ ۲۲: ۱۲ - جہاں ترجمہ بیاج اور سود ہے) ۔ یونانی لفظ tokos بمعنی اولاد ہے ۔ یہ سود کے نئے تصوّر کی عکاسی کرتا ہے یعنی اصل رقم کا بڑھنا ۔ پیسے سے مزید پیسہ پیدا ہونا ۔ اقتصادی پس منظر کی تبدیلی کو سامنے رکھتے ہوئے خداوند مسیح نے آمدنی یا نفع کے لئے روپیہ لگانے کو بُرا نہیں قرار دیا (متّی ۲۵: ۲۷؛ لوقا ۱۹: ۲۳) لیکن موسوی شریعت کے مطابق شخصی قرضے پر سود لینے کو غلط قرار دیا (لوقا ۶: ۳۱ مابعد)۔

۳ - **ضمانت، ضامن** - قرض لیتے وقت کسی چیز کو بطورِ ضمانت قرض دینے والے کے پاس رکھ دیا جاتا تھا اِسے گروہ کہتے ہیں (استثنا ۲۴: ۱۰؛ ایوب ۲۴: ۳) ۔ زمین، مکان یا باغ کو بھی قرضہ لینے کے لئے گروہ رکھا جا سکتا تھا (نحمیاہ ۵) یا کوئی شخص ضامن بن جاتا تھا (امثال ۱۶: ۱ - ۵؛ یشوع بن سیراخ ۸: ۱۶؛ ۲۹: ۱۹ - ۲۴)۔ جہاں کوئی ضامن نہ ہو وہاں قرض خواہ عدم وصولی کے وقت مقروض کو غلامی میں بیچ کر اپنی رقم وصول کر سکتا تھا (۲ - سلاطین ۴: ۱؛ عاموس ۲: ۶؛ ۸: ۶ وغیرہ) ۔ ایسے قانون بھی بنائے گئے تھے کہ اگر کوئی قرض میں زیادہ اُلجھ جائے تو اس کے لئے کوئی نکلنے کی راہ یا کوئی سہولت مہیّا کی جائے ۔ اسی لئے گروہ کے بارے میں خاص ہدایات تھیں (استثنا ۲۱: ۱ مابعد) ۔ نیز قرض کے لئے ایک میعاد بھی مقرر کر دی گئی تھی یعنی سال ★ یوبلی میں تمام قرض معاف کرنے تھے (استثنا ۱۵: ۱ - یوبلی کے سال میں قرض معاف کرنے کا ذکر صرف استثنا کی کتاب میں آیا ہے) ۔ قرض ادا کرنے کا ایک طریقہ خدمت کرنے کا تھا، یعنی بطور غلام ۔ اس کے متعلق احبار ۲۵: ۳۹ - ۵۵ میں ذکر ہے کہ سالِ یوبلی میں ایسے شخصوں کو آزاد کر دیا جائے ۔ غالباً ان قوانین پر عمل درآمد نہیں ہوتا تھا ۔ الیشع نبی بیوہ کے لڑکوں کو قانون کے اس حوالے سے رہا نہیں کرواتا بلکہ ایک معجزے کے ذریعہ اُن کی مدد کرتا ہے (۲ - سلاطین ۴: ۱ - ۷) ۔ نحمیاہ کی کتاب کے پانچویں باب میں اس قانون

سے مدد لینے کی التجا نہیں کی گئی (تاہم دیکھئے نحمیاہ ۱۰: ۳۱ اور یرمیاہ ۳۴: ۱۳ مابعد) - ربی ہلیل (تقریباً ۱۱۰ ق م تا ۱۰ عیسوی) نے اپنی تشریحات میں (ہلیکہ = یہودی روایات کا وہ حصہ جو ★ تلمود میں اکٹھا کیا گیا تھا) استثنا ۱۵ب کے قوانین سے مستثنیٰ ہونے کا طریقہ ایجاد کیا - اس کا مقصد شریعت کی دفعات کو توڑنا نہیں بلکہ قرضے کو تجارتی معیشت کی سہولت کے لئے مہیا کرنا تھا۔

قَرَعَ :- دیکھئے امراضِ بائبل ۷ے

قُرعہ ڈالنا :- ۱- پرانے عہد نامہ میں قُرعہ ڈال کر مشکوک اور مشتبہ باتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا - یہ بات بہت پرانی ہے - کئی غیر یہودی قومیں بھی اسے استعمال کرتی تھیں۔ ملکہ آستر کے زمانہ میں فارس کی مملکت میں ہامان نے قرعہ کے ذریعہ اُس دن کا فال نکالا جو یہودیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اچھا ہو (آستر ۳: ۷) - قدیم فارسی میں قرعہ کو ★ پُور کہتے تھے۔ اسی لئے یہودیوں نے اس دن کی یاد میں پُوریم کی عید مقرر کی (آستر ۹: ۲۴، ۲۶) - جب یوناہ نبی ترسیس کو بھاگا جا رہا تھا اور اُس کے جہاز کو طوفان نے آگھیرا تو ملاحوں نے قرعہ ڈال کر معلوم کیا کہ طوفان یوناہ کی وجہ سے آیا تھا (یوناہ ۱: ۷)۔ رومی سپاہیوں نے قرعہ ڈال کر خداوند مسیح کے کپڑے بانٹے تھے (متی ۲۷: ۳۵)- نیز دیکھئے یوایل ۳: ۳؛ ناحوم ۳: ۱۰؛ عبدیاہ ۱۱-

قرعہ اندازی کا بیان یہودی مذہبی رسوم کے سلسلے میں بھی آتا ہے - خطا کی قربانی کے لئے دو بکرے لائے جاتے تھے - قُرعہ سے فیصلہ کیا جاتا تھا کہ کونسا بکرا قربان کیا جائے اور کونسا ★ عزازیل کے لئے بیابان میں چھوڑا جائے (احبار ۱۶: ۸ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں لفظ چھٹی استعمال کیا گیا ہے) - جب فلسطین کی زمین مختلف قبیلوں میں تقسیم کی گئی تو اس وقت بھی یہ طریقہ استعمال کیا گیا (گنتی ۲۶: ۵۵؛ ۳۳: ۵۴؛ ۳۴: ۱۳؛ یشوع ۱۴: ۲؛ ۲۱: ۴) - مہم پر لڑنے کے لئے سپاہیوں کا چناؤ بھی قُرعہ سے کیا جاتا تھا (قضاۃ ۱: ۱-۳؛ ۲۰: ۹) - قصوروار کو پکڑنے کے لئے بھی قُرعہ ڈالا جاتا تھا - غالباً عکن اسی طرح پکڑا گیا (یشوع ۷ب) - اِسی طرح یونتن بھی پکڑا گیا (۱-سموئیل ۱۴: ۴۰-۴۲) - اسرائیل کے پہلے بادشاہ کا چناؤ اسی طریقے سے کیا گیا (۱-سموئیل ۱۰: ۲۰-۲۱)- اسیری سے واپسی پر کاہنوں کو ہیکل کی خدمت کے لئے قُرعہ ہی سے چُنا گیا (۱-تواریخ ۲۴: ۳-۹) - خداوند کے مَقدِس میں جاکر خوشبو جلانے کی باری کا چناؤ بھی قُرعہ سے کیا جاتا تھا (لوقا ۱: ۵-۹) - اِن سب حوالوں میں یہ نہیں بتایا گیا کہ قُرعہ کس طرح ڈالا جاتا تھا - یہودی اسے بڑے احترام سے دیکھتے تھے (امثال ۱۶: ۳۳) اور اکثر قُرعہ ڈالتے وقت دُعا کرتے تھے (قضاۃ ۱: ۱-۳؛ اعمال ۱: ۲۴-۲۶) - کئی علماء کا خیال ہے کہ ★ اوریم اور تمیّم (خروج ۲۸: ۳۰) بھی قُرعہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے - نئے عہد نامہ میں قرعہ اندازی کا ذکر صرف ایک مرتبہ ہے جب یہوداہ اسکریوتی کے جانشین کا چناؤ کرنا درکار تھا (اعمال ۱: ۲۶) - یہ یہودی طریقہ شاید اس موقعہ پر موزوں تھا - لیکن پاک روح کے عید پنتکُست پر نازل ہونے کے بعد اس کی چنداں ضرورت نہ رہی -

۲- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ایک مرتبہ لفظ قُرعہ موروثی بخرے کے لئے بھی استعمال ہُوا ہے (استثنا ۳۲: ۹)-

قرقع :- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک مقام (یشوع ۱۵: ۳)-

قرقور- قرقر :- وہ مقام جہاں باقی ماندہ لشکر کے ساتھ زبح اور ضلمنع آرام کر رہے تھے اور جہاں جدعون نے اُن کا پیچھا کر کے اُن کو تباہ کر دیا (قضاۃ ۸: ۱۰)-

قرمزی :- لال، سرخ - ایک رنگ - جو ایک کیڑے سے جو فلسطین میں بلوط کے درخت پر پایا جاتا بنایا جاتا ہے - عربی میں اس کیڑے کو قرمز کہتے ہیں - یہ رنگ ایک سیپی کے کیڑے سے بھی بنایا جاتا ہے - چونکہ یہ بہت مہنگا رنگ تھا - اس لئے وہ کپڑے جو اس سے رنگے جاتے تھے امیری اور شاہی رتبہ کی علامت تھے۔ یہ ذیل کی چیزوں کے سلسلے میں استعمال ہُوا ہے۔

۱- مسکن کے پردوں کا رنگ (خروج ۲۶: ۱) -
۲- محبوب کے ہونٹوں کا رنگ (غزل الغزلات ۴: ۳)-
۳- گناہ کا رنگ (یسعیاہ ۱: ۱۸) -
۴- جنگی مردوں کی وردی کا رنگ (ناحوم ۲: ۳)-
نیز دیکھئے رنگ -

قرنا :- (عبرانی- شوفر، قرن قب عربی قرن بمعنی سینگ)- پرانے عہد نامہ میں تین قسم کے سازوں کا ذکر ہے: تاردار ساز، مثلاً ستار اور بربط، ضربی ساز، مثلاً طبلہ اور ڈھولک اور ہوائی ساز مثلاً نر سنگا۔

قرنا اور تُرہی ہوائی ساز ہیں جو پھونک مارنے سے بجائے جاتے ہیں - یہ ایک خمدار سینگ ہوتا تھا جس سے ایک ہی سُر نِکلتا تھا (۱-تواریخ ۱۵: ۲۸؛ ۲-تواریخ ۱۵: ۱۴؛ زبُور ۹۸: ۶؛ دانی ایل ۳: ۵، ۱۰، ۱۵ اور ہوسیع ۵: ۸) - نیز دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ہ ۵۔

قرنتیوں کے خطوط :- دیکھئے کرنتھیوں کے خطوط -

قرنطینہ :- اطالوی اصطلاح quarantina کا مُعرّب۔ لفظ کے معنی چالیس ہیں۔ متعدّی بیماری کے مریض

کو دوسرے لوگوں سے اکثر چالیس دن تک الگ رکھا جاتا تھا تاکہ چھوت سے بیماری اوروں کو نہ لگ جائے۔ یہ دستور العمل غالباً یہودیوں سے لیا گیا۔ چودھویں صدی عیسوی میں اطالوی حکومت نے اسے اپنایا کیونکہ مشاہدے میں آیا کہ یہودی دیگر قوموں کی نسبت متعدی وباؤں سے زیادہ محفوظ رہتے تھے۔ عدد چالیس غالباً احبار ۱۲: ۱-۴ سے لیا گیا ہے جہاں یہ ذکر ہے کہ اگر کسی عورت کا لڑکا پیدا ہو تو وہ چالیس دن تک ناپاک رہتی تھی (سات جمع تینتیس دن) اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسّی دن تک۔

موسوی شریعت میں مختلف بیماریوں کے مریضوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے دنوں کی تعداد مختلف مقرر تھی۔

قرن ہپوک۔ قرن فوک:۔ (عبرانی = سرمے کا سینگ یعنی خوبصورتی کا منبع)۔ ایوب نبی کی ان تین بیٹیوں میں سب سے چھوٹی جو اس کی مصیبت کے بعد پیدا ہوئیں (ایوب ۴۲: ۱۴، ۱۵)۔

قروس:۔ ایک نتنیم (ہیکل کا خدمت گار) جس کا خاندان زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۴۴؛ نحمیاہ ۷: ۴۷)۔

قرے:۔ (عبرانی - پڑھنا - قب قرأت)۔ عبرانی بائبل کے مسوراتی نسخوں میں حاشیہ کی ہدایت۔ بجائے متن کے حاشیہ کے لفظ یا کلمے کو پڑھنے کی ہدایت۔ متن کو کتیب (یعنی لکھا ہوا) کہتے تھے۔ اور حاشیہ کے متبادل لفظ یا عبارت کو قرے۔ اگر کسی نسخہ میں کتابت کی غلطی ہو تو پاک متن سے احترام کی وجہ سے اُس کو نقل کرتے وقت جوں کا توں لکھ دیا جاتا تھا اور حاشیہ میں صحیح عبارت اور ہدایت کی جاتی تھی کہ متن کی بجائے حاشیہ کی عبارت پڑھی جائے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال کے لئے دیکھئے یہوواہ۔ نیز دیکھئے مسوراتی علماء۔

۱۔ قریت:۔ (عبرانی = شہر)۔ اس شکل میں یہ صرف یشوع ۱۸: ۲۸ میں آتا ہے جہاں شاید پورا نام قریت یعریم ہوگا جیسے کہ ہفتادی ترجمہ میں ہے۔

یہ لفظوں اور ناموں کا حصّہ بھی ہے جیسے قریت عریم (عزرا ۲: ۲۵)، قریت بعل جو قریت یعریم کا دوسرا نام ہے (یشوع ۱۵: ۶۰؛ ۱۸: ۱۴)، قریت اربع (پیدائش ۲۳: ۲ وغیرہ) جسے حبرون بھی کہتے ہیں (دیکھئے حبرون)، قریت سنہ جسے دبیر بھی کہتے ہیں (یشوع ۱۵: ۴۹)، قریت سفر جو دبیر کا پرانا نام ہے (یشوع ۱۵: ۱۵)، قریت حصات (گنتی ۲۲: ۳۹)۔

۲۔ قریت۔ قریوت:۔ عبرانی میں اس کے ہجے مندرجہ بالا قریت سے مختلف ہیں اور کیتھولک ترجمہ کے ہجے "قریوت" بہتر ہیں۔

ا۔ قریت حصرون (قریوت حصرون)۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۵)۔

ب۔ قریوت۔ موآب کا ایک شہر (عاموس ۲: ۲؛ یرمیاہ ۴۸: ۲۴)۔ یہ غالباً موآب کا دارالخلافہ تھا۔ یہ شہر موجودہ جبل دروز میں واقع تھا جو دمشق کے جنوب میں ہے۔

قریت آربع:۔ (پیدائش ۲۳: ۲) دیکھئے قریت۔

قریتائم:۔ (عبرانی = دوہرا شہر)۔

۱۔ موآب کے پہاڑی علاقہ میں ایک شہر جو بنی روبن کو دیا گیا اس نے اسے دوسرا نام دیا اور فصیلدار بنایا (گنتی ۳۲: ۳۷؛ یشوع ۱۳: ۱۹)۔ بعد ازاں یہ شہر پھر موآب کے قبضہ میں آگیا (یرمیاہ ۴۸: ۱، ۲۳؛ حزقی ایل ۲۵: ۹)۔

۲۔ نفتالی کے علاقہ میں جیرسومی لاویوں کا ایک شہر (۱۔ تواریخ ۶: ۷۶؛ یشوع ۲۱: ۳۲ میں اسے قرتان کہا گیا ہے)۔

قریت بعل:۔ (یشوع ۱۵: ۶۰)۔ دیکھئے قریت۔

قریت حصات:۔ (گنتی ۲۲: ۳۹)۔ دیکھئے قریت۔

قریت سفر:۔ (یشوع ۱۵: ۱۵)۔ دیکھئے قریت۔

قریت سنہ:۔ (یشوع ۱۵: ۴۹)۔ دیکھئے قریت۔

قریت عریم:۔ (عزرا ۲: ۲۵) دیکھئے قریت۔

قریت یعریم۔ قریت یعاریم:۔ (عبرانی = جنگل کا شہر)۔ جبعونیوں کے چار شہروں میں سے ایک۔ باقی کفیرہ، بیروت، اور جبعون تھے (یشوع ۹: ۱۷)۔ اس کا نام بعلہ (یشوع ۱۵: ۹) اور قریت بعل بھی تھا (یشوع ۱۵: ۶۰)۔ غالباً اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک کنعانی اونچا مقام تھا جہاں بعل کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ شہر بنی یہوداہ کو میراث میں ملا تھا اور اس کی حد بنی بنیمین کے علاقے سے جا ملتی تھی۔ بعد میں یہ انہی کو دے دیا گیا (یشوع ۱۸: ۲۸)۔

جب فلستیوں نے عہد کا صندوق واپس کیا تو بیت شمس کے لوگوں نے اسے اسی شہر میں ابینداب کے گھر میں رکھا اور الیعزر کو اس کی نگہبانی کے لئے مخصوص کیا (۱۔ سموئیل ۷: ۱)۔ یہ بیس سال تک یہیں رہا تاوقتیکہ داؤد اسے یروشلیم نہ لے گیا (۱۔ تواریخ ۱۳: ۵، ۶؛ ۲۔ تواریخ ۱: ۴)۔ اسے ۲۔ سموئیل ۶: ۲ میں بعلہ یہوداہ

کہا گیا ہے۔

اوریاہ نبی کا گھر قریت یعریم میں تھا (یرمیاہ ۲۶: ۲۰)۔ یہ شہر غالباً اونچی جگہ واقع تھا اور اس کے قریب جنگل تھے جن میں بُت پرستی کے اڈے تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ موجودہ قریت العناب جس کا دوسرا نام ابوغوش بھی ہے جو یروشلیم سے ۹ میل مغرب میں یافا کی سڑک پر واقع ہے اسی شہر کی پرانی جگہ ہے۔

قریح۔ قاریح :- (عبرانی = گنجا) - یونتن اور یوحنان کا باپ (۲-سلاطین ۲۵: ۲۳؛ یرمیاہ ۴۰: ۸-۴۳: ۵)۔

قزاق :- ترکی لفظ بمعنی ڈاکو - یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دانی ایل ۱۱: ۱۴ میں استعمال ہوا ہے - کیتھولک ترجمہ میں ملحد ہے جو اتنا موزوں نہیں ہے - دیکھئے ڈاکو اور لوٹنا۔

قسطنطین اعظم :- (تقریباً ۲۷۴-۳۳۷ء) - شہنشاہ قسطانطیس اوّل کا بیٹا جسے اُس کے والد نے برطانیہ کا نائب شہنشاہ بنا کر بھیجا - ۳۰۶ عیسوی میں اس کے والد کی موت پر اُس کے جرنیلوں نے اُسے قیصر مقرر کیا - دو سال کے بعد سلطنتِ روما میں دو شہنشاہ تھے جن میں سے ایک قسطنطین تھا۔

مورخ یوسیبیئس کے مطابق ۳۱۲ء میں ایک فیصلہ کن جنگ سے پہلے قسطنطین نے رات کو آسمان پر ایک روشن صلیب کو دیکھا اور اُس کے اوپر لاطینی عبارت بھی لکھی ہوئی تھی "اس نشان سے فتح حاصل کر"۔ IN HOC SIGNO VINCES

جب قسطنطین نے فتح حاصل کر لی تو ایک اعلان جاری کیا جس کی رُو سے مسیحیوں کے ساتھ رواداری کا سلوک کرنے کا حکم ہوا۔ ۳۲۳ء میں وہ رومی سلطنت کا واحد شہنشاہ بن گیا - وہ خود بھی مسیحی ہو گیا اور مسیحیت کو سرکاری مذہب قرار دیا۔ قسطنطین اعظم کے دیگر کارنامے یہ ہیں - اس نے اتوار کو تعطیل عام قرار دیا، نقایہ کی مجلس عامہ کا اہتمام کیا جس میں اریوسی بدعت کی بیخ کنی کے علاوہ نقایہ کا عقیدہ مرتب کیا گیا اور ایسٹر کی تاریخ کا حتمی فیصلہ ہوا۔ قسطنطین نے اپنے خاندانی نام پر شہر قسطنطنیہ کو بھی قائم کیا۔

مزید معلومات کے لئے دیکھئے بشپ نیل صاحب کی کتاب "رسولوں کے نقشِ قدم پر"۔

قسم، قسم کھانا :- سوگند - کوئی مُقدّس نام لے کر کسی کام کو کرنے کا وعدہ کرنا - دعویٰ کرنا کہ جو کہا جا رہا ہے وہ سچ ہے (پیدائش ۲۱: ۲۳؛ ۳۱: ۵۳؛ عبرانیوں ۶: ۱۶)۔ قسم کے لئے عبرانی کے دو لفظ ہیں آلاہ اور شبوعہ اور یونانی کا ہورکوس horkos -

شبوعہ اُس عبرانی لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی سات ہیں (قب سبت) - سات ایک مقدس ہندسہ تصور کیا جاتا تھا اور اس کا تعلق قسم کی بعض رسومات سے تھا - سات (ایک کامل عدد) چیزوں کے زیرِ اثر کوئی وعدہ کرنا (قب بیر سبع) - آلاہ اُس قسم سے تعلق رکھتا ہے جس کے ساتھ لعنت وابستہ ہو - پرانے عہد نامہ میں دو قسم کی قسموں کا ذکر آتا ہے - ایک سادہ قسم اور ایک زیادہ سنجیدہ قسم جس کا ذکر اہم معاملات کے سلسلے میں آتا ہے۔

قسم نہ صرف سماجی اور قانونی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتی تھی بلکہ روزمرّہ کی زندگی میں بھی اس کا بڑا مقام تھا۔ قسم کھانے کے لئے چند باضابطہ جملے استعمال کئے جاتے تھے مثلاً "خداوند ابد تک میرے اور تیرے درمیان رہے" (۱-سموئیل ۲۰: ۲۳)؛ "خداوند کی حیات کی قسم" (۱-سموئیل ۱۴: ۳۹)۔

قسم کھانے کے سلسلے میں چند رسومات بھی ادا کی جاتی تھیں۔ عام قسم میں آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا جاتا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ قسم کھانے والا خدا کو حاضر و ناظر جان کر وعدہ کر رہا ہے۔ ایسے موقع پر ہاتھ اُٹھانا ہی قسم کھانے کے مترادف تھا اور پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس رسم کا حوالہ ذیل کی آیات میں پایا جاتا ہے: استثنا ۳۲: ۴۰؛ دانی ایل ۱۲: ۷؛ مکاشفہ ۱۰: ۵، ۶؛ اگرچہ دیگر آیات میں عبرانی متن میں ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے تاہم پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "قسم کھائی" وغیرہ لکھا گیا ہے - کیتھولک مترجمین نے عبرانی محاورہ قائم رکھا ہے - دیکھئے عدد ۱۴: ۳۰؛ حزقیال ۲۰: ۵، ۶، ۱۵، ۲۳، ۲۸ وغیرہ)۔

بعض خاص موقعوں پر ہاتھ کو قسم کھانے والے کی ران کے نیچے رکھا جاتا تھا (پیدائش ۲۴: ۲، ۹؛ ۴۷: ۲۹ - نیز دیکھئے شرمگاہ۔ ران) - غالباً یہ ایک علامتی عمل تھا چونکہ ران کے پیچھے آلۂ تناسل ہوتا ہے اس لئے اس سے یہ مُراد تھی کہ قسم کھانے والا اپنے آل اولاد کی زندگی کی قسم کھا رہا ہے - ہمارے ہاں بھی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا اپنے بچے کی جان کی قسم کھانا ہے - بعض مرتبہ قسم کو اتنا سنجیدہ اور پکّا بنانا مقصود ہوتا تھا کہ یہ ایک ★ عہد بن جاتی تھی - ایسے موقع پر قسم کھانے والا ایک جانور کو ذبح کر کے اُس کے دو حصّے کرتا اور اُس کے درمیان سے خود بھی گزرتا اور ساتھی کو بھی گزارتا تھا (پیدائش ۱۵: ۸-۱۸ - دیکھئے عہد باندھنا)۔

قسم مختلف شخصوں یا چیزوں کی کھائی جاتی تھی - مخاطب شخص کی زندگی کی قسم کھائی جاتی تھی (۱-سموئیل ۱: ۲۶)، بادشاہ کی جان کی قسم (۱-سموئیل ۱۷: ۵۵)، اپنے سر کی (متی ۵: ۳۶)، یروشلیم شہر کی (متی ۵: ۳۵) اور مقدس کی قسم (متی ۲۳: ۱۶) بھی کھائی جاتی تھی۔

پاک کلام میں دیوتاؤں یعنی جھوٹے معبودوں کی قسم کھانا ممنوع تھا (یشوع ۲۳: ۷)۔ شریعت کے مطابق خدا کا نام لے کر جھوٹی قسم کھانا سختی سے منع تھا (احبار ۱۹: ۱۲)۔ زیادہ اور ہر وقت قسم کھانے کے خلاف **یشوع بن سیراخ کی کتاب** (۲۳: ۹-۱۲) میں نصیحت کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسم کھانا اُس زمانے میں ایک عام عادت بن گئی تھی۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ وہ قسم کھانے سے احتراز کریں بلکہ اُنہیں سچائی کا اتنا پابند ہونا چاہیئے کہ لوگ جانیں کہ اُن کی "ہاں" یا "نہیں" بالکل قابلِ اعتماد ہے (متّی ۵: ۳۳-۳۷)۔ خداوند مسیح کی یہی ہدایت یعقوب رسول اپنے خط میں دہراتا ہے (۵: ۱۲)۔ شاید پہاڑی وعظ میں قسم نہ کھانے کی ہدایت کا یہی اصل مطلب ہے۔ لیکن یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ پولس رسول کئی بار قسم کھا کر اپنے الفاظ کی سچائی کا دعویٰ کرتا ہے (رومیوں ۱: ۹؛ ۲-کرنتھیوں ۱: ۲۳؛ ۱۱: ۳۱؛ گلتیوں ۱: ۲۰)۔ متّی ۲۶: ۶۳ میں سردار کاہن خداوند مسیح کو زندہ خدا کی قسم دلا کر سوال کرتا ہے اور خداوند مسیح جواب دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ خداوند مسیح نے خود کبھی قسم نہیں کھائی۔ جب اُنہیں کسی بات پر زور دینا ہوتا تھا تو وہ اس کے ساتھ "آمین آمین" یعنی "سچ سچ" کے الفاظ لگاتے تھے (دیکھئے یوحنّا ۵: ۱۹، ۲۴، ۲۵؛ ۶: ۲۶ اور یہ تقریباً مزید ۱۵ مرتبہ آتا ہے)۔ نیز دیکھئے آمین۔

قسمت:۔ عبرانی گاد، (قب عربی جَدّ بمعنی بانصیب ہونا۔ قسمت کے بنیادی معنی ہیں وہ جو تقسیم کے بعد کسی کے حصّے میں آئے۔ نصیب۔ بھاگ۔ یہ اردو ترجمہ میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ پیدائش ۳۰: ۱۱ میں جب ★ لیاہ کے ہاں اُس کی لونڈی ★ زلفہ کی معرفت بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اپنے کو خوش نصیب سمجھ کر لڑکے کا نام جدؔ رکھا۔

۲۔ اعمال ۱۶: ۱۲ میں مکدنیہ کے ایک علاقہ کو قسمت کہا گیا یعنی ملک کی تقسیم میں چند ضلعوں کی جمع۔

قسمت کے دیوتا کو جَدؔ کہتے تھے (دیکھئے مشتری)۔

قسیطہ:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۲۔

قسیون۔ قشیون:۔ بنی اشکار کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۹: ۲۰؛ ۲۱: ۲۸)۔ ۱۔ تواریخ ۶: ۷۲ میں اسے قادس (قادش) کہا گیا ہے۔

قصابوں کی دکان:۔ اس کا ذکر صرف ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۲۵ میں آتا ہے۔ پولس رسول مسیحیوں کو ہدایت کرتا ہے کہ جو کچھ بازار میں بکتا ہے بغیر سوال کئے خریدو اور کھاؤ۔ دینی امتیاز اور ضمیر کا سوال اُٹھانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی یہ ظاہر کرے کہ یہ گوشت بُتوں کی قربانی کے لئے ذبح ہوا تھا تو اُس شخص کی ضمیر کو ٹھوکر نہ دینے کی غرض سے کھانے سے احتراز کرو۔

قصبہ:۔ (یہ عربی لفظ قصب بمعنی کاٹنا سے مشتق ہے۔ غالباً شہر سے کٹی ہوئی آبادی۔ نواحِ شہر)۔

بائبل کے اُردو ترجمہ میں ★ گاؤں اور قصبہ میں خاص تمیز قائم نہیں رکھی گئی۔ عبرانی کے جن تین چار لفظوں کا ترجمہ قصبہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ بت، جو بانوت بمعنی بیٹیاں (قب عربی بنات جو بنت۔ بیٹی۔ کی جمع ہے) کی واحد شکل ہے گنتی ۲۱: ۲۵، ۳۲ (گاؤں)؛ ۳۲: ۴۲ (یہاں ترجمہ دیہات ہے)؛ یشوع ۱۷: ۱۱؛ قضاۃ ۱۱: ۲۶)۔ یہ شہر کی نواحی بستیاں تھیں اور یہاں کے لوگ خطرے کے وقت اس قریبی فصیلدار شہر میں پناہ لیتے تھے۔ غالباً اسی لئے اُنہیں شہر کی بیٹیاں کہا گیا ہے (قب نحمیاہ ۱۱: ۲۵ وغیرہ)۔ باقی جگہ اسی لفظ کا ترجمہ شہر اور گاؤں بھی کیا گیا ہے۔

۲۔ **خوّوت**۔ لغوی معنی خیموں کا شہر۔ یہ بھی فصیلدار شہر کے باہر عارضی بستیاں تھیں اور خطرے کے وقت شہر میں پناہ لیتی تھیں (گنتی ۳۲: ۴۱؛ یشوع ۱۳: ۳۰؛ ۱۔ تواریخ ۲: ۲۳؛ قضاۃ ۱۰: ۴)۔

۳۔ **پرزوت**۔ کھُلے علاقہ میں بستی (حبقوق ۳: ۱۴)۔

نیز دیکھئے گاؤں۔ شہر۔

قصر:۔ دیکھئے محل۔

قصیاہ۔ قصیعہ:۔ ایوب نبی کی دوسری بیٹی۔ یہ ایوب کی ان تین بیٹیوں میں سے ایک تھی جو اُس کی مصیبت کے بعد پیدا ہوئیں (ایوب ۴۲: ۱۴)۔

قصیص:۔ بنی بنیمین کے علاقہ میں بیت حجلہ کے قریب وادی میں ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۱)۔ اس کا پورا نام عمیق قصیص (عامق قصیص) ہے۔ لفظ عمیق کا مطلب عبرانی میں وادی ہے (مقابلہ کریں عربی عمیق = گہرا)۔

قضا:۔ خدا کا حکم۔ الٰہی فیصلہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ غالباً صرف ایک مرتبہ آیا ہے (یسعیاہ ۳۰: ۳۲۔ خدا کی سزا کی لاٹھی کو قضا کا لٹھ کہا گیا ہے)۔ قاضی کے فیصلہ کو قضا کہا جا سکتا ہے۔ عبرانی میں قاضی کو شافط کہتے ہیں اور فیصلہ یا انصاف کو مشپاط۔ زبور ۱۱۹ میں لفظ مشپاط ۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ۲۲ مرتبہ ترجمہ قضا ہے۔ صرف ایک مرتبہ فتویٰ (آیت ۸۴)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ماسوا آیت ۸۴ کے باقی جگہ ترجمہ احکام ہے۔

نیز دیکھئے صنائع بدائع ۱۰۔

قضاۃ کی کتاب - قضاۃ کی کتاب :-

قضاۃ عہدِ عتیق میں ساتویں کتاب ہے اور تاریخی ترتیب کے اعتبار سے توریت اور یشوع کے بعد آتی ہے - اس میں یشوع کی وفات سے لے کر سموئیل نبی کے عروج تک کی بنی اسرائیل کی تاریخ محفوظ ہے - اسے اس لئے قضاۃ کی کتاب کہتے ہیں کیونکہ اس کے اہم کردار اسرائیل کے قاضی تھے (۲: ۱۶) - یہ قاضی محض منصف ہی نہیں تھے بلکہ "رہائی دینے والے" بھی (۳: ۹) - انہیں بنی اسرائیل میں بادشاہت کے قیام تک خدا کی جانب سے رُوحُ القُدس کے وسیلے قوت دی گئی تھی کہ وہ اسرائیل کی رہائی اور دفاع کا فریضہ انجام دیں (۶: ۳۴) - یہوواہ خود قاضی القضاۃ ہے (۱۱: ۲۷) -

۱- خلاصۂ مضامین

و- یشوع کی وفات کے بعد کے واقعات (۱: ۱ تا ۲: ۵) -
کچھ عرصہ تک یہوداہ اور شمعون کے قبیلے بڑے انہماک سے جنوب کی جانب بزق، یروشلیم (جو فتح نہ ہوا ۱: ۲۱)، حبرون، دبیر (یشوع ۱۰: ۳۶، ۳۹ کی بربادی کے بعد اسے دوبارہ تسخیر کیا گیا)، حُرمہ اور تین مزید فلستی بستیوں (جو فتح نہ ہوئیں ۱: ۹) پر حملے کرتے ہوئے بڑھتے چلے گئے -

اسی طرح یوسف کے قبیلے نے بیت ایل پر قبضہ کر لیا (۱: ۲۲ تا ۲۶) جس نے بعد ازاں بغاوت کا علم بلند کر دیا (یشوع ۸: ۱۷؛ ۱۲: ۹) -

لیکن پھر ناکامیوں نے منہ دکھانا شروع کر دیا - اسرائیلیوں نے کنعانیوں کو نیست و نابود کرنے کی مہم ترک کر دی اور فتوحات رُک گئیں (۱: ۲۷ تا ۳۶) - یہاں تک کہ دان کے قبیلے کو اپنے مقبوضات کو چھوڑ کر اپنی جانیں بچا کر بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا (۱: ۳۴) - بدی کی طرف سے یوں آنکھیں بند کر لینے کے نتیجہ میں ضرور تھا کہ غضبِ الٰہی کی مدت اُن پر طویل ہو جاتی، اور یہی کچھ ہوا بھی (۲: ۱ تا ۵) -

ب- قاضیوں کے دور میں بنی اسرائیل کا احوال (۲: ۶ تا ۱۶: ۳۱) -

(۱) مصنف کا تاریخ کے متعلق نبوتی نقطۂ نظر (۲: ۶ تا ۳: ۶) -
اُس کا بنیادی اصول مکافات ہے کہ خدا اپنی پروردگاری میں اپنی قوم کو وفاداری کے عوضانے میں خیر و برکت سے نوازتا ہے - بنی اسرائیل جو اپنے کنعانی پڑوسیوں کے اعلیٰ فن کاشتکاری اور تہذیبی اقدار کو اپنانے کے ساتھ ساتھ ان کی زرخیزی اور بارآوری کی دیوی کی پوجا کی رسومات کو اپنانے کی آزمائش کا بھی مسلسل شکار رہتے تھے - بے شک یہوواہ ہی بیابان میں اسرائیل کا راہبر و راہنما رہا تھا لیکن یوں لگتا تھا کہ بعل فصلوں کو اُگانے پر زیادہ قادر ہے ! قضاۃ کی کتاب میں یکے بعد دیگرے بعل پرستی کی بدعت، بیرونی حملہ دشمنوں کی اطاعت، خدائے رحیم و رحمان سے حضور رہائی کے لئے منت سماجت اور خدا کے بھیجے ہوئے قاضیوں کے وسیلے نجات کے دَور نظر آتے ہیں -

(۲) ستم رانی کے چھ دَور اور نجات دہندہ قاضیوں کے کارنامے (۳: ۷ تا ۱۶: ۳۱) -

(ا) کوشن رسعتیم کے حملے (۳: ۷ تا ۱۱) -
تقریباً ۱۳۸۲ ق م سے شروع کر کے ۸ برس تک کوشن رسعتیم نے بنی اسرائیل کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنائے رکھا - یہ حملہ آور مسوپتامیہ میں حتیّوں کے مقبوضہ علاقے سے وارد ہوئے تھے (۳: ۸) - اس کا اصل سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل نے خدا کے مخلصی کے عہد کے اخلاقی تقاضوں کو پسِ پشت ڈال دیا تھا (۳: ۷) - تو بھی" جب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے بنی اسرائیل کے لئے ایک رہائی دینے والے کو برپا کیا اور کالب کے چھوٹے بھائی قنز کے بیٹے غتنی ایل نے ان کو چھڑایا" (۳: ۹) -

امن و امان کے ۴۰ برس کا عرصہ اُس دور کے متوازی چلتا ہے جس میں حتیّوں کی بالادستی قائم تھی اور یہ عرصہ ۱۳۴۵ ق م میں شُبی لو لیوما کی موت کے بعد کے چند برسوں تک پہنچتا ہے -

(ب) عجلون کی ستم رانی (۳: ۱۲ تا ۳۱) -
عالمگیر افراتفری کے ایام سے کچھ پہلے جو مصر کے ۱۹ ویں توسیع پسند شاہی سلسلے کے عروج کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے" بنی اسرائیل نے پھر خداوند کے آگے بدی کی - تب خداوند نے موآب کے بادشاہ عجلون کو اسرائیلیوں کے خلاف زور بخشا اس لئے کہ اُنہوں نے خداوند کے آگے بدی کی تھی" (۳: ۱۲) " لیکن جب بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے بنیمینی جیرا کے بیٹے اہود کو جو بینہتھا تھا اُن کا چھڑانے والا مقرر کیا" (۳: ۱۵) اور اُن کو امن و سلامتی کے ۸۰ برس عطا کئے - ان کا آغاز ۱۳۱۵ ق م میں سیتی اور مُرسل کے درمیان معاہدے سے ہوا جس کی تجدید ۱۲۷۹ ق م میں رعمسیس دوم نے کی. اگرچہ حتی اور مصری اپنے اُس کردار سے قطعی بے خبر تھے تو بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی الٰہی پروردگاری کے تحت ان دونوں میں سے کوئی فلسطین میں امن و امان قائم رکھنے میں کامیاب ہوا تو وہ وہی دَور ثابت ہوتا جس میں خدا نے اپنی قوم کو "سلامتی" سے نوازا - بعد ازاں باوجود اس کے کہ فلستی اس سے بہتر طور پر مسلح تھے شمجر نے ان پر محدود سا غلبہ پایا (۳: ۳۱) -

(ج) - دبورہ کی معرفت رہائی (۴: ۱ تا ۵: ۳۱)
اُن ایام میں جب سلطنتیں رو بہ زوال تھیں اور مقامی کنعانیوں

نے یابینؔ دوم والئی حصورؔ کے تحت اسرائیلیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا تھا (۴: ۲-۳) تو خداوند نے چوتھے قاضی دبورؔہ نامی ایک خاتون کو اُٹھایا۔ اُس کا سپہ سالار برقؔ وسط شمالی کے قبائل کو جمع کرکے اسقلونؔ کی وادی میں یابینؔ کی فوجوں کے مقابل صف آرا ہوا جن کی کمان سیسراؔ کر رہا تھا۔ لیکن "ستارے بھی اپنی اپنی منزل میں سیسرا سے لڑے" (۵: ۲۰-۲۱)۔ الٰہی پروردگاری کا کرشمہ دیکھئے کہ ایسا بادل برسا کر کنعانیوں کا رتھوں کا ناقابلِ تسخیر دستہ ناکارہ ہو کر رہ گیا اور سیسرا بھاگتے ہوئے راہ میں ایک قینی عورت کے ہاتھوں مارا گیا۔ دبورؔہ کی اس فتح کے بعد امن وچین کے ۴۰ برس کا عرصہ (۱۲۱۶-۱۱۷۶ ق م) مصر میں رعمسیس سوئم آخری فرعونِ اعظم کی مستحکم حکومت کے دور کے متوازی چلتا ہے۔

(د) جدعونؔ کے ہاتھوں رہائی (۶: ۱ تا ۸: ۳۲)۔

بعد ازاں مشرقی صحرا سے مدیانی اور عمالیقی خدا سے سرکش اسرائیلیوں کو روندتے ہوئے اُٹھے (۶: ۲-۶ قب روت ۱: ۱)۔ تاہم ۱۱۶۹ ق م کے لگ بھگ "یہوواہ کی اور جدعونؔ کی تلوار" نے اِن صحرانشین حملہ آوروں سے اسرائیل کو امان بخشی (۷: ۱۹ تا ۲۵؛ ۸: ۱۰ تا ۱۲۔ مقابلہ کریں بیس برس بعد روت ۲ تا ۴ ابواب کے پُرامن پس منظر سے۔

(ہ) ابی ملکؔ کا عروج وزوال (۸: ۳۳ تا ۱۰: ۵)۔

یہ بدامنی اور انتشار جو جدعونؔ کے بیٹے ابی ملکؔ کے بنی اسرائیل پر اپنی حکمرانی ٹھونسنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی (۹ باب) چھٹے اور ساتویں قاضی تولعؔ اور یائرؔ نے اِس کا سدِّباب کیا (۱۰: ۱ تا ۵)۔

(و) بنی عمونؔ اور فلستیوں کی ستم رانیاں (۱۰: ۶ تا ۱۶: ۳۱)۔

۱۱۰۳ ق م میں اِن قاضیوں کی وفات کے بعد بنی اسرائیل جب دوبارہ برگشتگی کا شکار ہو گئے تو خداوند نے اس سرزمین کو مغرب میں فلستیوں اور مشرق میں عمونیوں کے ہاتھوں میں دے دیا کہ وہ انہیں تختۂ مشقِ ستم بنائیں (۱۰: ۷)۔ ۱۸ برس کے بعد مشرقی اسرائیل آٹھویں قاضی افتاحؔ کے ہاتھوں رہائی کا منہ دیکھ پایا (باب ۱۱)۔ افتاحؔ تین چھوٹے قاضیوں کے بعد اس منصب پر فائز ہوا تھا۔ تاہم مغربی اسرائیل سمسونؔ کی غارت گریوں کے باوجود فلستیوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کے زیرِ نگین رہا۔ سمسونؔ قضاۃ کی کتاب میں بارھواں اور آخری قاضی تھا (۱۳ تا ۱۶ باب؛ ۱۰۶۵ ق م کے لگ بھگ)۔

ج۔ ضمیمہ (۱۷: ۱ تا ۲۱: ۲۵)۔

یہ حصہ بنی اسرائیل کی برگشتگی کے اولین دور کے دو واقعات کی تفصیلات مہیا کرتا ہے۔ (۱۳۷۴ ق م سے قبل۔ قب ۲۰: ۲۸ میں فینحاسؔ کا برپا ہونا اور ۲۸ باب میں یشوع ۱۹: ۴۷ کے واقعات کا بیان، مصنف فتح کا آنکھوں دیکھا حال بتاتا ہے۔ یشوع ۵: ۱؛ ۶: ۲۵)۔ اس ضمیمہ کا مقصد اسرائیل کے گناہ کے گھناؤنے پن کو دکھانا ہے جس کے ارتکاب میں انہوں نے احکامِ عشرہ کی تمام اقدار کو پائمال کر کے رکھ دیا۔ مثلاً جس حصہ میں میکاؔہ اور بنی داؔن کا ذکر ہے (۱۷ تا ۱۸) وہاں بتایا گیا ہے کہ کس طرح میکاہ نے اپنی ماں کے مال پر ہاتھ صاف کیا اور اُس مال سے اپنے بُت خانہ کے لئے بُت بنایا (۱۷: ۵)۔ پھر کس طرح اُس نے خداوند کے ایک بے سہارا اور بے ٹھکانا لاوی کو اُجرت پر پاس رکھ لیا۔ لیکن لاوی نے پھر بھی موقع پاتے ہی اپنے محسن سے آنکھیں پھیر لیں اور بنی داؔن کے حریص بُت پرست اور رخونی قبیلہ کی کہانت کی پیشکش قبول کر لی (۱۸: ۲۵)۔ یونتن نامی یہ لاوی براہِ راست موسٰیؔ کی اولاد سے تھا (۱۸: ۳۰)۔ اگرچہ یہاں کہیں ساتویں حکم (عصمت وعفت) کی بابت کوئی مُسلّمہ بیان تو نہیں ملتا لیکن بعد کے ابواب (۱۹ تا ۲۱ "بنی بنیمین کی سرکشی") صرف خانہ جنگی اور مجرموں کی پشت پناہی کی ہی نہیں بلکہ ایک کاہن کی حرم کی عصمت دری اور ازدواجی بدعہدی کا بیان بھی کرتے ہیں (۱۹: ۲)۔ ہم جنسی، جبر اور زنا (۱۹: ۲۲-۲۴) اور وسیع پیمانے پر منظم اغوا کی وارادات (۲۱: ۲۳)، یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کیونکہ "ہر ایک شخص جو کچھ اُس کی نظر میں اچھا معلوم ہوتا تھا وہی کرتا تھا۔"

۲۔ مصنف اور سِن

قضاۃ کی کتاب میں اِس کے سنِ تصنیف کی بابت براہِ راست کوئی بیان نہیں پایا جاتا۔ دبورؔہ کے گیت (آیات ۵: ۲ تا ۳۱) میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ ایک ہمعصر تحریر ہے (۵: ۱؛ ۱۲۱۵ ق م) اور اِس کو عموماً مستند سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک کتاب کا تعلق ہے یہ مزید دو صدیوں تک صفحۂ قرطاس پر منتقل نہیں ہوئی تھی۔ اِس میں سیلاؔ کی بربادی اور اسیری کا ذکر ہے (۱۸: ۳۰-۳۱) جو سموئیل نبی کے ایامِ جوانی میں پیش آئے (۱-سموئیل ۴ باب۔ ۱۰۸۰ ق م)۔ آخری واقعہ جو اس میں مندرج ہے وہ سمسونؔ کی موت کا ہے (قضاۃ ۱۶: ۳۰-۳۱) اور یہ واقعہ سموئیل کے قاضی کے منصب پر فائز ہونے سے چند برس پیشتر پیش آیا تھا (۱۰۶۳ ق م)۔ مزید برآں یہ جملہ جو بار بار ہمارے سامنے آتا ہے کہ "اور اُن دنوں اسرائیل میں کوئی بادشاہ نہ تھا" (۱۷: ۶؛ ۱۸: ۱؛ ۲۱: ۲۵) سے یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ یہ کتاب ۱۰۴۳ ق م میں جب ساؤل تخت نشین ہوا تھا اُس کے بعد ہی لکھی گئی ہو گی۔ تاہم بادشاہت کی تازہ تازہ مقبولیت کی جھلک صاف نظر آتی ہے اور گمان غالب ہے کہ یہ کتاب ۹۷۰ ق م میں جزرؔ کی تسخیر (۱-سلاطین ۹: ۱۶ قب قضاۃ ۱: ۲۹) یا ۱۰۰۳ ق م میں داؤدؔ کے یروشلیم کا محاصرہ

کرنے سے پہلے مرتب کی گئی ہو (۲-سموئیل ۵: ۶-۷ قب قضاۃ ۱: ۲۱)۔ قضاۃ کا مصنف ایسا شخص معلوم ہوتا ہے جو ساؤل کی بادشاہت کے ابتدائی ایام میں بڑا سرگرم تھا (۱۰۲۰ ق م سے قبل)۔ وہ یقیناً نبی بھی تھا کیونکہ قضاۃ کی کتاب کو فہرستِ مسلّمہ میں صحفِ انبیاء کے ساتھ شمار کیا گیا ہے (انبیائے قدیم: یشوع، قضاۃ، سموئیل، سلاطین)۔ نیز ۲: ۱۰ تا ۱۴؛ ۳: ۷ تا ۸ کی عبارتوں کا واعظانہ رنگ بھی اس خیال کی مزید تائید کرتا ہے۔

قرینِ قیاس ہے کہ ایسا شخص سموئیل نبی ہی ہو سکتا ہے جسے یہودی ★ تلمود کی ایک روایت کی رُو سے بھی قضاۃ کا مصنف تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن یہی روایت روت اور ۱-۲ سموئیل کی کُتب کو بھی سموئیل کی ہی تصنیف قرار دیتی ہے جو ناممکن امر ہے۔ اس لئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اس کتاب کا مصنف یقیناً سموئیل نبی کے حلقہ میں سے کوئی نبی ہو گا۔

۳- کتاب کے ماخذات

قضاۃ کے مصنف نے ایسے تحریری ماخذات پر انحصار کیا ہو گا جو اب مرورِ زمانہ کے ہاتھوں معدوم ہو چکی ہیں۔ مثلاً مشاہیر کے قصے جس طرح "یاشر کی کتاب" (یشوع ۱۰: ۱۳)۔

قضاۃ کا عبرانی متن کئی دیگر انبیائے قدیم کے صحائف کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں محفوظ کیا گیا ہے اور سہوِ کاتبین سے بڑی حد تک محفوظ ہے۔

۴- تاریخی پسِ منظر

قاضیوں کے دور کے پسِ منظر میں زیادہ تر مقامی کنعانی ہی نظر آتے ہیں۔ عبرانی فتوحات سے پیشتر ہی موسیٰ نے انہیں بالکل "نابود" کرنے کا حکم دیا تھا (استثنا ۷؛ ۲۰ قب یشوع ۶: ۱۷)۔ اس کا سبب اوّل تو اُن کی ناقابلِ اصلاح اخلاقی بے راہ روی تھی (استثنا ۹: ۵ قب پیدائش ۹: ۲۲، ۲۵؛ ۱۵: ۱۶)، پھر یہ بھی خطرہ تھا کہ خدا کے لوگ اُن کی بے دین روش سے متاثر ہوں گے (استثنا ۷: ۴) کیونکہ کنعانی بے شمار "اونچے مقاموں" پر زرخیزی اور بارآوری کے مقامی دیوتاؤں بعلیم کی پرستش کیا کرتے تھے جس میں عصمت فروشی اور بچّوں کی قربانیاں تک شامل تھیں (۱۱: ۳۱)۔ اس لئے یشوع نے سارے کنعان کو اپنی مُٹھی میں کر لیا تھا (یشوع ۱۱: ۱۶ قب ۲۱: ۴۳) لیکن مقامی باشندوں میں اب بھی مقابلے کی کچھ نہ کچھ طاقت باقی تھی۔ موسیٰ کا بھی اندازہ یہی تھا کہ موعودہ سرزمین کو رفتہ رفتہ ہی قبضہ میں کیا جا سکے گا (خروج ۲۳: ۲۸-۳۰؛ استثنا ۷: ۲۲)۔ یوں کئی علاقوں پر قبضہ جمانا ابھی باقی تھا (یشوع ۱۳:

۱)۔ بین الاقوامی منظر میں متعلقہ حقائق کا خاکہ کچھ یوں تھا:

ا- یشوع کی وفات کے بعد ۱۴۰۰ ق م کے لگ بھگ مصر کے ۱۸ ویں شاہی سلسلہ کی گرفت فلسطین پر ڈھیلی پڑ رہی تھی۔ آمن حوتپ سوم اپنی روبہ زوال عیش و نشاط میں ہی مست تھا۔ پھر اس کے جانشین آمن حوتپ چہارم (اخناتون ۱۳۷۷ تا ۱۳۶۲ ق م) نے بھی اپنی خصوصی توجہ کو موحدانہ مذہبی اصلاحات کے لئے ہی وقف رکھا۔ اُس وقت کے جو تل العمرنا سے کتبے برآمد ہوئے ہیں ان میں کنعانی ریاستوں کی طرف سے "حبیروؤں" کی غارت گری اور حملوں کے خلاف مدد کے لئے بے سود درخواستیں کی گئی ہیں۔ یہ اشارہ بائبل میں مذکور عبرانیوں کی طرف ہی ہو گا اگرچہ یہی نام شمال کے حوریں حملہ آوروں کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا (عبر کی نسل، پیدائش ۱۰: ۲۱، ۲۵) کیونکہ یہ علاقہ جو شام کی دوسری طرف ہے حتی قوم کی دست اندازیوں کا بھی نشانہ بنتا رہا تھا۔ حتّی شاہِ اعظم شبلولیوما (۱۳۸۵ تا ۱۳۴۵ ق م) نے اوّل تو جنوب بعید میں خود مختار ریاستوں کی حوصلہ افزائی کی لیکن بعد ازاں اپنے لئے اور اپنے بیٹے مُرسل دوم کے لئے اِن کی عملداری خود سنبھال لی۔

ب- لیکن مصر میں ۱۹ ویں شاہی سلسلہ کے تحت (۱۳۲۱-۱۲۰۵ ق م) ایک انقلاب برپا ہوا۔ سیتی اوّل نے ۱۳۱۸ ق م میں گلیل اور فینیکے پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اُس نے مسلسل تین برس تک حتیوں کو شکستیں دیں حتّٰی کہ مرسل ان کے ساتھ معاہدہ کرنے پر مجبور ہو گیا جس کے تحت شام کا علاقہ تو حتیوں کے تصرّف میں رہا لیکن فلسطین اور فینیکے کے علاقے مصر کے قبضہ میں رہے۔ اگرچہ بعد ازاں جواں سال رعمسیس دوم (۱۳۰۰ تا ۱۲۳۴) نے معاہدہ توڑ دیا اور حتّی مقبوضات پر چڑھ آیا لیکن برسوں کی سر توڑ جدوجہد اور خونریزی کے بعد ۱۲۷۹ کے معاہدے پر عمل درآمد کرنے پر مجبور ہونا پڑا اور مقبوضات کی سابقہ تقسیم کو مان لیا گیا۔ اسی صدی کے اواخر تک وحشیوں کے تابڑ توڑ حملوں سے حتّی سلطنت کے زوال تک امن و امان کا دور دورہ رہا۔

ج- ۱۲۰۰ ق م میں جب وحشیوں نے کریتے پر قبضہ کر لیا تو شکست خوردہ فلستی کفتور کے جزیرہ کے "باقی" باشندے (یرمیاہ ۴۷: ۴) مشرق کی جانب فلسطین کے ساحلوں کی طرف اپنی قدیمی بستیوں کی طرف بھاگ نکلے (پیدائش ۲۱: ۳۲؛ استثنا ۲: ۲۳)۔ ۱۱۹۶ ق م میں ۲۰ ویں شاہی سلسلہ کے رعمسیس سوم نے انہیں مصری مقبوضات سے دھکیل باہر کیا تو وہ دوبارہ کنعان میں قدم جمانے کے لئے بڑھتے چلے گئے اور صدی کے اواخر میں وہ اس قابل ہو گئے تھے کہ انہوں نے اسرائیل کے خلاف وسیع پیمانے پر محاذ آرائی کی۔ اور اس واقعہ کے ساتھ ہی قضاۃ کی کتاب کی

تاریخ ختم ہو جاتی ہے۔

۵- تاریخی ترتیب

قضاۃ کی کتاب کے واقعات کے سن وسال کی ترتیب افتتاح کے اس بیان سے متعین کی جاسکتی ہے کہ اس دور کے خاتمہ سے پہلے بنی اسرائیل کوئی ۳۰۰ برس سے فلستیوں کی سرزمین پر قابض چلے آرہے تھے (قضاۃ ۱۱: ۲۶ یہی اعداد و شمار ۱-سلاطین ۶: ۱ سے بھی اخذ کئے جاسکتے ہیں) تاہم تفصیلی سن وسال کا تعین دو دیگر اہم حقائق پر منحصر ہے جو بائبل کے اندراجات میں بھی پائے جاتے ہیں۔

اوّل: یہاں ۱۴۰۰ ق م میں مزید فتوحات کو ترک کرنے اور پہلی ستم رانی (مسوپتامیہ کی) شروع ہونے تک کے درمیانی عرصہ کا کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ ۱۰۶۳ ق م میں سموئیل کی جانشینی کے سن سے پیچھے کو شمار کر کے سن نکالے جائیں۔ سلطنت کی تقسیم کا مصدقہ سن ۹۳۰ ق م ہے۔ اس سن میں ہم سلیمان، داؤد (متحدہ سلطنت) اور ساؤل کے کل ۱۱۳ برس (۱-سلاطین ۱۱: ۴۲؛ ۲: ۱۱؛ اعمال ۱۳: ۲۱) اور سموئیل کے دور کے ۲۰ برس جمع کریں گے (۱-سموئیل ۷: ۲)۔

دوم: بعض قاضیوں کے جانشین اُن کی حینِ حیات میں ہی قاضی بن جاتے تھے مثلاً اہود اور شمجر (قضاۃ ۳: ۳۰ - ۴: ۱) وغیرہ۔ اس لئے یہاں سن وسال کا تعین قاضیوں کی تقرری کے سن وسال کی ترتیب کی بجائے ستم رانیوں اور ان سے رہائی کے سنین سے ہی کرنا ہوگا۔ یہ حقیقت خصوصی توجہ کی حامل ہے کہ جنوبی فلسطین میں فلستیوں کی ۴۰ سالہ ستم رانی کا دور جاری تھا (۱۳: ۱) کہ تولع اور یائیر وفات پاگئے (۱۰: ۷) اور یہ دور افتاح اور تین اور معاون قاضیوں عیلی اور سمسون سے لے کر سموئیل کی فاتحانہ آمد تک جاری رہا۔ اِن تمام اُمور کی روشنی میں ذیل کا خاکہ مرتب کیا جاسکتا ہے۔

ستم رانی کے دور

حوالہ	نام	مدت	سن
قضاۃ ۱۳: ۱	فلستی	۴۰ برس	۱۱۰۳ تا ۱۰۶۳ ق م
۹: ۲۲	ابی ملک	۳ ″	۱۱۲۹ تا ۱۱۲۶
۶: ۱	مدیانی	۷ ″	۱۱۷۶ تا ۱۱۶۹
۴: ۳	کنعانی	۲۰ ″	۱۲۳۶ تا ۱۲۱۶
۳: ۱۴	عجلون، موآب	۱۸ برس	۱۳۳۴ تا ۱۳۱۶ ق م
۳: ۸	مسوپتامیہ	۸ ″	۱۳۸۲ تا ۱۳۷۴
	رہائی		
۱۰: ۳	تولع-یائیر (یائیر کی سرکردگی میں الگ رہائی نہیں ہوئی)	۲۳ ″	۱۱۲۶ تا ۱۱۰۳
قضاۃ ۸: ۲۸	جدعون	۴۰ ″	۱۱۶۹ تا ۱۱۲۹
۵: ۳۱	دبورہ	۴۰ ″	۱۲۱۶ تا ۱۱۷۶
۳: ۳۰	اہود	۸۰ ″	۱۳۱۶ تا ۱۲۳۶
۳: ۱۱	غتنی ایل	۴۰ ″	۱۳۷۴ تا ۱۳۳۴

یوں پہلی ستم رانی سے سموئیل کے تقرر تک ۳۱۹ برس بنتے ہیں۔

۶- تعلیمات

قضاۃ ۲: ۶ تا ۳: ۶ میں چند اُصول بیان کئے گئے ہیں اور باقی ماندہ کتاب میں ان کی تصدیق میں واضح اور ٹھوس تاریخی حقائق پیش کئے گئے ہیں۔ اس طرح جو سبق یہاں دیئے گئے ہیں اُن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

ا۔ گناہ اور غضبِ الٰہی: (۲: ۱۱، ۱۴)۔ اسرائیل کی بقا کا انحصار قبائل کے مابین اتحاد پر تھا اور اس کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنا صرف اور صرف اُسی وقت ممکن تھا کہ وہ باہم خدا کی اطاعت کرتے رہیں (دیکھئے ۵: ۸-۹، ۱۶-۱۸)۔ خدا سے منہ موڑنا اُن کے وجود کے لئے خطرہ بن جاتا تھا۔

ب۔ تائب گنہگار اور الٰہی رحمت: (۲: ۱۶)۔ خدا کی رحمت کے بھی کیا کیا رنگ ہیں۔ بنی اسرائیل پر غیر قوموں کے ظلم وستم بھی اُن کی اصلاح اور فلاح کے لئے فضل الٰہی کا وسیلہ بنے (۳: ۱ تا ۱۴)۔

ج۔ انسان کی زبوں حالی: بنی اسرائیل کی ہر رہائی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد "جب وہ قاضی مرجاتا تو وہ برگشتہ ہو کر اور معبودوں کی پیروی میں اپنے باپ دادا سے بھی زیادہ بگڑ جاتے" (۲: ۱۹)۔ ایسا معاشرہ جس میں افراد کو اپنی اپنی من مانی کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے وہاں وہ اپنی جبلّی کجروی کا مظاہرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ انسان کے من کی موج بالآخر اُسے گمراہی کے بھنور میں جا پھنساتی ہے (۱۷: ۶)۔ اسرائیل کو ایک بادشاہ کی ضرورت تھی، ایک ایسے بادشاہ کی جس کے نزدیک خدا کی مرضی کو بجالانا ہر بات پر مقدم ہو (۸: ۲۳؛ ۹: ۶، ۵۶)۔

یوں قضاۃ کا مصنّف مہذّب اقوام کے اولین حقیقی مورخین میں سے تھا۔ وہ محض واقعات کو ہی قلمبند کرنے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ تاریخ کے ایک مسلّمہ فلسفے کی روشنی میں اُن کی تشریح بھی کرتا ہے۔

مصنف مکافاتِ عمل یعنی ہر کام کی سزا و جزا کے فلسفے کا قائل ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن ابتدائی ایام میں جبکہ الٰہی مکاشفہ محدود تھا، خدا کی کارسازی کا تماشہ ہر آنکھ کے

لئے عام تھا۔ لیکن اِس کے پس پردہ جو اُصول کارفرما ہیں وہ ہر دور میں یکساں ہیں۔ جو بھی قوم بدی کا راستہ پسند کرتی ہے وہ غضب الٰہی کو دعوت دیتی ہے اور پھر جب وہ تائب ہو کر رجوع لاتی ہے تو رہائی پاتی ہے۔ وہ تمام نظام ہائے حیات جن کا مرکز انسان ہے انجام کار ناکام ہو جائیں گے۔ تاریخ کی واحد اُمید یں شاہِ شاہاں المسیح کی آمدِ ثانی سے وابستہ ہیں!

قضا کا سینہ پوش:۔ دیکھئے سینہ بند، عدل کا۔

قطات:۔ گلیل کا ایک شہر جو بنی زبولون کو دیا گیا (یشوع ۱۹: ۱۵)۔ شاید وہی شہر جسے قطرون بھی کہا گیا ہے (قضاۃ ۱: ۳۰)۔

قطرون:۔ زبولون کے علاقے میں ایک شہر جس کے باشندوں کو بنی اسرائیل نے باہر نہیں نکالا (قضاۃ ۱: ۳۰)۔

قطورہ:۔ ابرہام کی دوسری بیوی، جو اُس نے اضحاق کی شادی اور سارہ کی موت کے بعد کی (پیدائش ۲۵: ۱؛ ۲۴: ۶۷)۔ ۱۔ تواریخ ۱: ۳۲ میں اسے ابرہام کی حرم کہا گیا ہے (مقابلہ کریں پیدائش ۲۵: ۶)۔ اس کے چھ بیٹے تھے جو عربی قبائل کے بانی بنے (پیدائش ۲۵: ۲-۶؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۳۳)۔

قعیلہ:۔ ۱۔ شفیلہ یعنی نشیب کی زمین میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۴۴)۔ فلستیوں نے اس پر دھاوا بول لنے کی کوشش کی لیکن داؤد نے اسے بچایا (۱۔ سموئیل ۲۳: ۱-۱۳)۔ ابی یاتر کاہن اس جگہ پر داؤد سے آملا۔ قعیلہ کے لوگ بڑے احسان فراموش نکلے یہاں تک کہ داؤد کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔

۲۔ کالب کی اولاد سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۴: ۱۹)۔

قفل:۔ دیکھئے کنجی۔

قلایاہ:۔ عزرا ۱۰: ۲۳۔ یہ قلیطاہ بھی کہلاتا ہے۔ دیکھئے قلیطاہ۔

قلعہ:۔ وہ مضبوط اور محفوظ عمارت جس میں بادشاہ، حاکم یا فوج رہے۔ عبرانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ قلعہ کیا گیا ہے۔ داؤد بادشاہ نے یروشلیم میں یبوسیوں کا قلعہ لے لیا اور اسے اپنی رہائش گاہ بنایا (۱۔ تواریخ ۱۱: ۵، ۷)۔

یہوداہ کے شہروں میں یہوسفط بادشاہ نے قلعے قائم کئے (۲۔ تواریخ ۱۷: ۱۲) اور یوتام نے جنگلوں میں قلعے بنائے (۲۔ تواریخ ۲۷: ۴)۔ یہ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے (زبور ۱۸: ۲؛ ۲۸: ۸؛ یوایل ۳: ۱۶ وغیرہ)۔

ایک اور عبرانی لفظ طیرہ ہے جس کو کیتھولک ترجمہ میں دو جگہ قلعہ کہا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ عبرانی لفظ کا مفہوم "چھاؤنی" سے ادا کرتا ہے (پیدائش ۲۵: ۱۶؛ گنتی ۳۱: ۱۰؛ ۱۔ تواریخ ۶: ۵۴)۔ نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ پریتورین کا ترجمہ متی ۲۷: ۲۷ میں قلعہ ہے جبکہ مرقس ۱۵: ۱۶ میں یونانی ہی لفظ لکھا گیا ہے (دیکھئے پریتورین)۔

ایک اور یونانی لفظ کا ترجمہ قلعہ ہے۔ یہ وہ قلعہ تھا جہاں پولس رسول کو بند کیا گیا تھا۔ یہ ہیرودیس نے یروشلیم میں بنوایا تھا (اعمال ۲۱: ۳۴، ۳۷؛ ۲۲: ۲۴ وغیرہ)۔

قُلف کی پہاڑی:۔ دیکھئے کھلڑی کی پہاڑی۔

قلفہ دار:۔ نامختون۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۱۷: ۱۴ میں آتا ہے۔ بغیر ختنہ کئے ہوئے عضوِ تناسل کے سرے کو قلفہ کہتے ہیں۔ اس لفظ کی مختلف صورتیں (اقلف۔ اہلِ قلف) کیتھولک ترجمہ میں نامختون حالت کے لئے استعمال ہوئی ہیں۔ دیکھئے نامختون۔

قلم:۔ ۱۔ پودے کی شاخ جسے زمین میں لگایا جاتا ہے۔ یہ عمل بعض پودوں کی شجرکاری کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر بائبل میں صرف یسعیاہ ۱۷: ۱۰ میں آیا ہے۔ نیز دیکھئے پیوندکاری۔

۲۔ لکھنے کا آلہ۔ خامہ۔ قدیم زمانہ سے پتھر، دھات، ہاتھی دانت اور گیلی مٹی پر لکھنے کے لئے مختلف اوزار استعمال ہوتے آئے ہیں۔ پتھر پر لکھنے کے لئے ہیرے کی نوک والا لوہے کا قلم استعمال ہوتا تھا (یرمیاہ ۱۷: ۱) اور اس لکھائی کو دیرپا بنانے کے لئے کھودی ہوئی جگہ کو سیسے سے بھر دیا جاتا تھا (ایوب ۱۹: ۲۴)۔

پیپرس papyrus اور چرمی کاغذ parchment کی نرم سطح پر لکھنے کے لئے سرکنڈوں کا قلم استعمال کرتے تھے۔ یونانی میں سرکنڈے کو قلاموس کہتے ہیں اور غالباً ہمارا لفظ قلم اِسی سے مستعار ہے۔ جس طرح بچے کبھی تختی پر لکھنے کے لئے کلک استعمال کرتے تھے ویسے ہی یہ قلم استعمال ہوتا تھا۔ سرکنڈے کے ایک سرے کو تراشا جاتا، اس کی نوک میں قط لگاتے اور پھر اس میں شگاف ڈالتے تاکہ یہ بآسانی روشنائی اُٹھائے اور کاغذ کی سطح پر روانی سے چلے (قب زبور ۴۵: ۱)۔

قلم کا ذکر ذیل کے حوالوں میں آتا ہے: ایوب ۱۹: ۲۴؛ زبور ۴۵: ۱؛ یرمیاہ ۸: ۸؛ ۱۷: ۱ اور ۳۔ یوحنا ۱۳۔ یسعیاہ ۸: ۱ میں بھی قلم کا ذکر ہے لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تشریحاً عبرانی کے فقرے "انسانی قلم سے" یا "آدمی کے قلم سے" کو "صاف صاف لکھ" کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ عبرانی عبارت "آدمی کے قلم سے" کا مطلب

یہ ہے کہ عام آدمی (عبرانی = انوش) کی طرح جلی خط میں صاف اور واضح لکھو (دیکھئے پروٹسٹنٹ اُردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ کا متن)۔

سرکنڈے کا قلم جلد گھس کر ناکارہ ہو جاتا تھا اس لئے کاتب اکثر ایک قلم تراش ساتھ رکھتا تھا (یرمیاہ ۳۶ : ۲۳)۔ سرکنڈے کے علاوہ بعض پرندوں کے پر بھی قلم کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ انگریزی کے لفظ pen کے بنیادی معنی پر ہی ہیں۔ نیز دیکھئے سیاہی۔ فنِ تحریر۔ وغیرہ

قلمتراش:۔ عبرانی لفظ کا مطلب ہے کاتب کا چاقو۔ چونکہ قلم سرکنڈے یا پر کا ہوتا تھا اس لئے وہ کچھ عرصے کے بعد خراب ہو جاتا تھا۔ اسے تراش کر دوبارہ ٹھیک کرنے کے لئے کاتب یا مُنشی (یعنی انشا پرداز) چاقو استعمال کرتا تھا۔ یہ اُس کے سامان کا ضروری حصّہ ہوتا تھا (یرمیاہ ۳۶ : ۲۳)۔ نیز دیکھئے فنِ تحریر۔ اوزارِ بائبل ۲۶

قلم لگانا:۔ دیکھئے پیوندکاری۔

قلّی۔ قلائی:۔ (عبرانی = تیز)۔ یویقیم کے زمانہ میں ایک سردار کاہن (نحمیاہ ۱۲ : ۲۰)۔

قلیتاہ۔ قلیطا:۔ عزرا کے زمانے میں ایک لاوی جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی اور اسیری کے بعد اُسے چھوڑ دیا (عزرا ۱۰ : ۲۳)۔ اس کا ذکر اُن شخصوں کے ساتھ بھی آتا ہے جو لوگوں کو شریعت کو سمجھاتے تھے (نحمیاہ ۸ : ۷) اور جنہوں نے عہدنامہ پر دستخط کئے تھے (نحمیاہ ۱۰ : ۱۰)۔ اسے فلایاہ بھی کہا گیا ہے۔

قُم:۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ عربی اور عبرانی میں یہ لفظ ملتا جلتا ہے۔ اہلِ اسلام اسے خداوند مسیح کے مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزوں کے سلسلے میں استعمال کرتے ہیں۔ دیکھئے تلیتا قومی۔

قمران:۔ بحیرۂ مُردار کے شمال مغرب میں ایک وادی جس کے نزدیک پرانے کھنڈرات ملے ہیں۔ اگرچہ بعض سیّاحوں نے اُس کے نام کا ذکر پہلے بھی کیا ہے تاہم اُس کی شہرت ۱۹۴۷ء کے بعد ہی ہوئی۔ یہاں سے بڑے قیمتی نسخے دستیاب ہوئے ہیں (دیکھئے بحیرۂ مُردار کے طومار)۔

۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۵ء کے درمیان خربتِ قمران (= قمران کے کھنڈرات) میں کھدائی کے دوران یہ بات ظاہر ہوئی کہ یہ کھنڈرات اُس راہبانہ جماعت کا صدر مقام ہوں گے جس کے طومار یہاں سے ملے ہیں اور جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہ اسینی جماعت تھی جس کا ذکر یوسیفس، پلینی اور فیلو کرتے ہیں۔ دیکھئے اسینی۔

قُمری:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۵

قموایل۔ قموئیل:۔ ۱۔ نحور کا بیٹا اور بیتوایل کا بھائی۔ یوں قموایل ربقہ اور لابن کا تایا ہُوا (پیدائش ۲۲ : ۲۱)۔

۲۔ افرائیم کے قبیلے کا ایک سردار (گنتی ۳۴ : ۲۴)۔ موسیٰ نے اسے دوسروں کے ساتھ بنی اسرائیل کو میراث بانٹنے کے لئے مقرر کیا (گنتی ۳۴ : ۱۶)۔

۳۔ حسبیاہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۲۷ : ۱۷)۔

قمیض:۔ دیکھئے ملبوساتِ بائبل۔

قنات:۔ (عبرانی = ملکیت)۔ اموریوں کا ایک شہر جو بسن کے بادشاہ عوج کی مملکت تھا۔ اسے نوبح نے فتح کیا اور اسے اور اس کے ساتھ کے دیہاتوں کو اپنا نام دیا (گنتی ۳۲ : ۴۲)۔

بعد ازاں جسور اور ارام کی مملکتوں نے قنات کو اُس کے قصبوں یعنی ساٹھ شہروں سمیت لے لیا (۱۔ تواریخ ۲ : ۲۲، ۲۳)۔

قنانی۔ قانوی:۔ (عبرانی = غیرت مند)۔ ایک دینی فرقے کا نام جو یونانی میں زیلوتیس کہلاتا تھا (متی ۱۰ : ۴؛ مرقس ۳ : ۱۸)۔

خداوند یسوع کے دو شاگردوں کا نام شمعون تھا۔ ان دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کو شمعون پطرس اور دوسرے کو شمعون قنانی کہا گیا۔ دیکھئے زیلوتیس۔

قنز۔ قناز:۔ (عبرانی = شکار کرنا)۔

۱۔ الیفز کا بیٹا اور عیسو کا پوتا۔ اس کو رئیس کہا گیا ہے (پیدائش ۳۶ : ۱۱، ۱۵)۔

۲۔ غتنی ایل کا باپ اور کالب کا بھائی (یشوع ۱۵ : ۱۷؛ قضاۃ ۱ : ۱۳؛ ۳ : ۹۔ ۱۱)۔

۳۔ غالباً کالب کا پوتا۔ لیکن عبرانی متن صاف نہیں ہے (۱۔ تواریخ ۴ : ۱۵۔ کیتھولک ترجمہ ایلہ کا بیٹا قناز)۔

قنطار:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱

قنیزی:۔ ابرہام کے زمانے میں ایک قبیلے کا نام (پیدائش ۱۵ : ۱۹)۔ یہ صحیح معلوم نہیں ہو سکا کہ اس قبیلے کا قنز سے کیا تعلق تھا۔

قُوبا :- دیکھئے امراضِ بائبل ۱۲

قُورح :- (عبرانی = گنجا، گنجاپن)- ۱- اُہلیبامہ سے عیسو کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۵، ۱۴، ۱۸ اور ۱- تواریخ ۱: ۳۵)-
۲- عیسو کا پوتا- قورح کا بھتیجا (پیدائش ۳۶: ۱۶)-
۳- کالب کی اولاد سے ایک شخص (۱- تواریخ ۲: ۴۳)-
۴- ایک لاوی جس سے بنی قورح کی نسل چلی جو خیمۂ اجتماع اور ہیکل میں دربان اور گانے کی خدمت پر مقرر ہوئے (خروج ۶: ۲۴؛ ۱- تواریخ ۶: ۲۲)-
۵- اضہار کا بیٹا اور قہات کا پوتا (خروج ۶: ۲۱، ۲۴؛ ۱- تواریخ ۶: ۳۷؛ ۹: ۱۹)- اس نے دوسروں کے ساتھ مل کر موسیٰ کے خلاف بغاوت کی (گنتی باب ۱۶؛ ۲۶: ۹-۱۱؛ ۲۷: ۳؛ یہوداہ آیت ۱۱)- قورح اور اس کے دو ساتھیوں نے موسیٰ کی حکم عدولی کی اور جب ان کو موسیٰ کے پاس بلایا گیا تو انہوں نے آنے سے انکار کیا- سو قورح، داتن اور ابیرام اور اُن کے ساتھیوں کو زمین نے نگل لیا اور ۲۵۰ لاویوں کو آگ نے جو خدا کی طرف سے آئی بھسم کیا- لیکن قورح کے بیٹے نہ مرے (گنتی ۲۶: ۱۱)-

قورے- قوری :- ۱- ایک قورحی جس کا بیٹا سلوم خیمہ کے پھاٹک کا نگہبان تھا (۱- تواریخ ۹: ۱۹؛ ۲۶: ۱، ۱۹)-
۲- یمنہ لاوی کا بیٹا جو رضا کی قربانیوں پر مقرر تھا (۲- تواریخ ۳۱: ۱۴)-

قوسام :- خداوند مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام (لوقا ۳: ۲۸)-

قوسِ قزح :- دیکھئے کمان ۱

قوسیاہ- قوسایاہ :- بنی مراری میں سے ایک لاوی (۱- تواریخ ۱۵: ۱۷)- ۱- تواریخ ۶: ۴۴ میں اسے قیسی (قیشی) کہا گیا ہے-

قُوض- قوص :- یہوداہ کے قبیلہ کا ایک شخص (۱- تواریخ ۴: ۸)-

قوع :- دریائے دجلہ کے مشرق کے لوگ- ان کا ذکر اہلِ بابل، کسدیوں اور اسوریوں کے ساتھ ہوا ہے کہ وہ یہوداہ پر حملہ کرنے والے ہیں (حزقی ایل ۲۳: ۲۳)-

قوف :- عبرانی حروف تہجی کا اُنیسواں حرف- ק قاعدۂ جمل کے مطابق اس کے اعداد ۱۰۰ ہیں- زبور ۱۱۹ کے انیسویں حصّے کی ہر آیت اسی حرف سے شروع ہوتی ہے-

قولایاہ :- (عبرانی = یہوواہ کی آواز)- ۱- ایک بنیمینی جو اسیری کے بعد یروشلیم میں بسا (نحمیاہ ۱۱: ۷)-
۲- جھوٹی نبوت کرنے والے اخی اب کا باپ (یرمیاہ ۲۹: ۲۱)-

قہات :- موسیٰ کے آبا و اجداد میں سے لاوی کا دوسرا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۱؛ خروج ۶: ۱۶-۲۰؛ گنتی ۳: ۱۷، ۱۹؛ ۱- تواریخ ۶: ۱-۳)-
قہاتیوں کے خاندان کی تعداد آٹھ ہزار چھ سو تھی اور انہوں نے خیمۂ اجتماع کی جنوبی سمت میں ڈیرے ڈالے- اُن کے ذمّے عہد کے صندوق اندر کی روٹیوں کی میز، شمعدان، دونوں مذبحے، مُقدس کے ظروف اور پردوں کی دیکھ بھال تھی (گنتی ۳)- اُن کو کوئی گاڑی نہیں دی گئی تھی بلکہ وہ خیمہ کے سامان کو کندھوں پر اُٹھاتے تھے (گنتی ۷: ۸، ۹)- یشوع نے اُنہیں ۲۳ شہر دیئے (یشوع ۲۱: ۴، ۵)- داؤد بادشاہ کے انتظام کے مطابق اُنہیں ہیکل کے مختلف کاموں میں خدمت کا موقع دیا گیا- اُس میں موسیقی بھی شامل تھی (۱- تواریخ ۶: ۳۱-۳۸)- قہاتیوں کا ذکر یہوسفط، حزقیاہ اور یوسیاہ بادشاہوں کے عہد میں بھی آتا ہے (۲- تواریخ ۲۰: ۱۹؛ ۲۹: ۱۲؛ ۳۴: ۱۲)- اسیری کے بعد بھی ان کا ذکر آیا (عزرا ۲: ۴۲ کا مقابلہ کریں ۱- تواریخ ۹: ۱۹ سے- یاد رہے کہ سلوم قورح کا بیٹا تھا اور قورح اور قہات ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہیں-

قہار :- عربی- بڑا قہر کرنے والا- خدا تعالےٰ کا ایک صفاتی نام- جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں قہر کا مالک- یہ لفظ نحوم ۱: ۲ میں آتا ہے-

قہیلاتہ :- (عبرانی = اکٹھے ہونا)- رِسّہ اور کوہِ سافر کے درمیان ایک منزل جہاں بنی اسرائیل نے مصر سے نکلتے ہوئے ڈیرہ ڈالا (گنتی ۳۳: ۲۲، ۲۳)-

قیامت :- دیکھئے علم الآخرت ۵

قید- قید خانہ :- قید میں رکھنے کے لئے بائبل کے اردو ترجمہ میں مختلف لفظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً حراست میں رکھنا (پیدائش ۴۰: ۳)؛ حوالات میں رکھنا یعنی جب تک ملزم کی تفتیش کی جا رہی ہے اُسے نگرانی میں رکھنا (احبار ۲۴: ۱۲؛ گنتی ۱۵: ۳۴؛ اعمال ۴: ۳؛ ۵: ۱۸)؛ نظر بند کرنا یعنی کسی کی کڑی نگرانی کرنا لیکن اسے کسی کمرے وغیرہ میں بند نہ کرنا (پیدائش ۴۰: ۳، ۵، ۷؛ ۴۱: ۱۰؛ ۴۲: ۱۷)- اِن سب کے لئے عبرانی لفظ مشمار

ہے جس کا مادہ شین - میم - ریش ہے - شامر کا مطلب نگہبانی کرنا ہے جیسے پیدائش ۲: ۱۵ میں - سو مشمار وہ جگہ ہے جہاں قیدی کی نگہبانی کی جاتی ہے -

۱- پرانے عہد نامہ میں

پہلی مرتبہ قید خانے کا ذکر یوسف کے سلسلے میں آتا ہے - جب اُس پر ★ فوطیفار کی بیوی نے جھوٹا الزام لگایا اور اُس کے آقا نے اُسے قید خانہ میں جہاں بادشاہ کے قیدی بند تھے ڈالا (پیدائش ۳۹: ۲۰) - اس کے لئے عبرانی لفظ بیت سوھر ہے - سوھر کے معنی گول ہے، یعنی گول گھر - غالباً یہ قلعہ کی گول شکل کی طرف اشارہ ہے - فرعون کے ساقی اور نان پز کو اسی جگہ نظر بند کیا گیا تھا - مشمار جس کا ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں نرم سزا کی جگہ تھی - جب تک مقدمہ کی سماعت نہ ہو جاتی ملزم کو یہاں ٹھہرایا جاتا - یوسف کے بھائیوں کو بھی تین دن تک نظر بند رکھا گیا تھا (پیدائش ۴۲: ۱۷) - غزہ شہر میں جس جگہ فلستیوں نے سمسون کو قید کر رکھا تھا اُس کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے اُس کے معنی "قیدیوں کا گھر" ہیں - ایک ایسا ہی لفظ واعظ ۴: ۱۴ میں آیا ہے - یہوداہ میں یرمیاہ نبی کو عارضی طور پر شاہی پہرہ داروں کے کمرے میں بند کیا گیا تھا (یرمیاہ ۳۲: ۲، ۸، ۱۲؛ ۳۳: ۱؛ ۳۷: ۲۱؛ ۳۸: ۲۸؛ قب نحمیاہ ۳: ۲۵؛ ۱۲: ۳۹) - ایسے کمروں کے نیچے اور کبھی نجی رہائش گاہوں میں زمین دوز حوض ہوتے تھے جن میں قیدیوں کو رکھا جا سکتا تھا - یرمیاہ نبی کو ایسے ہی حوض میں ڈالا گیا تھا جس میں تاریکی کے علاوہ دلدل بھی تھی (یسعیاہ ۴۲: ۷؛ یرمیاہ ۳۷: ۱۶، ۲۱؛ ۳۸: ۶، ۱۳) - اسے یرمیاہ کے نوحہ میں چاہِ زندان کہا گیا ہے (۳: ۵۳) - نہ صرف یرمیاہ بلکہ کئی اور انبیاء کو خدا کا کلام سُنانے پر قید خانے کی ہوا کھانی پڑی - مثلاً یہوداہ کے بادشاہ آسا نے حنانی غیب بین کو قید کر رکھا (۲-تواریخ ۱۶: ۱۰) - اخی اب بادشاہ نے میکایاہ نبی کو ★ مصیبت کی روٹی اور مصیبت کے پانی پر رکھا یعنی بہت کم مقدار میں کھانا اور پانی دے کر قید رکھا (۱-سلاطین ۲۲: ۲۷؛ ۲-تواریخ ۱۸: ۲۶) - بعض فاتح بادشاہ مغلوب بادشاہ کو قید خانے میں ڈال دیتے تھے مثلاً شاہ اسرائیل ہوسیع کو شاہ اسور نے قید خانے میں ڈال دیا بلکہ اُسے بیڑیاں پہنا دیں (۲-سلاطین ۱۷: ۴) - شاہِ بابل نبوکدنضر نے یہوداہ کے بادشاہ یہویاکین کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا (قب ۲-تواریخ ۳۶: ۶) - یہی سلوک شاہِ یہوداہ صدقیاہ کے ساتھ ہوا - بابل میں یہویاکین کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ خاص دلچسپی کا حامل ہے - یہ معلومات اُن تختیوں سے حاصل ہوئی ہیں جو کھدائی کے دوران بابل میں ملیں - یہویاکین اُن اعلےٰ خاندان کے قیدیوں میں سے تھا جنہیں شاہی محل اور اُس کے آس پاس نظر بند کیا گیا تھا - یہاں کچھ تختیاں ملی ہیں جن پر یہویاکین اور اُس کے پانچ بیٹوں کے لئے خوراک کے راشن کا حساب درج ہے - وقت گزرنے پر شاہِ بابل ★ اویل مردوک نے اُسے اور زیادہ آزادی اور سہولتیں مہیا کیں (۲-سلاطین ۲۵: ۲۷، ۲۹؛ یرمیاہ ۵۲: ۳۱، ۳۳) - حزقی ایل نبی یہویاکین کی وہ تصویر پیش کرتا ہے جب اُسے زنجیروں سے جکڑ کر ایک پنجرے میں ڈال کر شاہِ بابل کے پاس لے جا رہے تھے (حزقی ایل ۱۹: ۹) -

۲- نئے عہد نامہ میں

یونانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ قید خانہ کیا گیا ہے -

ا- desmoterion دیسموتیریون یعنی بند کرنے کی جگہ - یہ desmos بمعنی باندھنا سے ترکیب دیا گیا ہے (متی ۱۱: ۲؛ اعمال ۵: ۲۱، ۲۳؛ ۱۶: ۲۶) -

ب- phulake فولاکے - اس لفظ کے بنیادی معنی نگہبانی کرنا ہیں اور انہی معنوں میں یہ لوقا ۲: ۸ میں آیا ہے (چرواہے.... گلّہ کی نگہبانی کر رہے تھے") - یہ سب سے زیادہ مرتبہ قید خانے کے لئے آیا ہے کیونکہ قید خانہ وہ جگہ ہے جہاں قیدیوں پر خوب نگاہ رکھی جاتی ہے -

ج- وہ جگہ جہاں سردار کاہنوں نے رسولوں کو قید رکھا (اعمال ۵: ۱۸) - اُسے teresis demosia یعنی لوگوں کی نگہداشت کی جگہ کہتے تھے - اس کا اردو ترجمہ "عام حوالات" کیا گیا ہے (قب اعمال ۴: ۳) -

★ ہیرودیس بادشاہ نے پطرس رسول کو غالباً ★ انطونیہ کے قلعہ میں قید رکھا تھا (اعمال ۱۲: ۴) جہاں بعد میں پولس رسول کو بھی رکھا گیا (اعمال ۲۱: ۳۴؛ ۲۳: ۳۰) - اسے اعمال ۱۲: ۷ میں oikema یعنی گھر (اردو ترجمہ کوٹھری) کہا گیا ہے - یہاں پطرس رسول کی نگہبانی متواتر چار پہرے دار کر رہے تھے - دو تو پطرس کے ساتھ زنجیر سے بندھے ہوئے تھے اور دو دروازے پر پہرا دے رہے تھے (اعمال ۱۲: ۳-۶) - غالباً اس کے سوا لوہے کے پھاٹک پر ایک اور پہرے دار بھی تھا (اعمال ۱۲: ۱۰) - مکدنیہ کے شہر فلپی میں پولس رسول کو شہر کے قید خانے میں جس کی دیکھ بھال ایک داروغہ کرتا تھا ڈال دیا گیا - یہاں غالباً ایک تہ خانہ تھا جس میں ★ کاٹھ رکھا ہوا تھا - یہ ایک لکڑی تھی جس میں سوراخ تھے - اس میں قیدی کی ٹانگوں کو جکڑ دیتے تھے (اعمال ۱۶: ۲۴) "تاکہ وہ بھاگ نہ سکے اور اُسے اذیت بھی پہنچے" ★ قیصریہ میں پولس رسول کو ہیرودیس کے قلعہ میں قید رکھا گیا (اعمال ۲۳: ۳۵) - لیکن جب

وہ روؔمہ میں قید تھا تو اُسے اپنا مکان کرایہ پر لے کر رہنے کی اجازت ہوئی ۔ لیکن اُس کے ساتھ ہمیشہ ایک سپاہی ہوتا تھا جو ایک زنجیر کے ذریعہ پولسؔ سے ہر وقت بندھا رہتا تھا (اعمال ۲۸: ۱۶، ۳۰)۔

قیداؔر:- (عبرانی = طاقتور)۔ ۱۔ ابرہاؔم کے بیٹے اسمٰعیلؔ کے بارہ بیٹوں میں سے ایک (پیدائش ۲۵: ۱۳)۔ اہلِ عرب ان کی اولاد ہیں۔

۲۔ وہ قبیلہ جو اس شخص کے نام پر چلا (زبور ۱۲۰: ۵؛ غزل الغزلات ۱: ۵)۔ یہ لوگ عام طور پر خانہ بدوش (بدو) تھے اور سیاہ خیموں میں رہتے تھے۔ یہ بکریاں چراتے (یسعیاہ ۶۰: ۷) لیکن کبھی کبھی گاؤں آباد کرتے تھے (یسعیاہ ۴۲: ۱۱)۔ حزقی ایل نبی ان کا ذکر اہلِ عرب کے ساتھ کرتا ہے (حزقی ایل ۲۷: ۲۱)۔

قیدخانہ کے خطوط:- "قیدخانہ کے خطوط" سے وہ چار خط مُراد ہیں جو پولسؔ رسول نے اپنی اسیری کے ایام میں تحریر کئے۔ یہ افسیوں، فلپیوں، کلسیوں اور فلیموؔن کے نام لکھے گئے۔ ان میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ان کو تحریر کرتے وقت پولسؔ رسول قید میں تھا (افسیوں ۳: ۱؛ ۴: ۱؛ ۶: ۲۰؛ فلپیوں ۱: ۱۳، ۱۸؛ کلسیوں ۱: ۲۴؛ فلیمون ۱)۔ نئے عہدنامہ میں فلیموؔن کے نام خط کو تیمتھیسؔ اور ططسؔ کے نام خطوط کے بعد جگہ دی گئی ہے کیونکہ یہ بھی ان کی طرح پاسبانی خط ہے جو کسی فرد کو لکھا گیا۔ لیکن اپنے تحریر کئے جانے کے وقت اور مقام کے لحاظ سے یہ قیدخانہ کے خطوط میں شامل ہے۔

۱۔ سن اور مقامِ تحریر

یہ سوال اُٹھایا گیا ہے کہ اس وقت پولسؔ رسول کہاں پر قید تھا؟ رسولوں کے اعمال کے مطابق وہ دو سال تک (۵۸-۶۰ء) قیصریہ میں قید رہا (اعمال ابواب ۲۴-۲۶) اور پھر ۶۱-۶۲ء تک روؔمہ میں (اعمال باب ۲۸)۔ دورِ حاضرہ کے بعض علماء کی رائے میں ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۳۲ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ افسسؔ میں بھی قید رہا ہو اور اُس نے "قیدخانہ کے خطوط" وہاں سے تحریر کئے ہوں۔ تاہم عام اتفاق اس بات پر ہے کہ پولسؔ رسول نے یہ خطوط روؔمہ سے قید کی حالت میں لکھے تھے۔ یہ ایک روایاتی نظریہ ہے اور ہنوز ایسے مضبوط اثبات منصۂ شہود پر نہیں آئے جو اس نظریہ کی تردید کرتے ہوں۔ اس نظریہ کو پولسؔ رسول کے اِس حوالہ سے کہ "سب مقدّس خصوصاً قیصر کے گھر والے ..." (فلپیوں ۴: ۲۲) اور "قیصری سپاہیوں کی ساری پلٹن ..." (فلپیوں ۱: ۱۳) بہت تقویت ملتی ہے۔ بے شک یہ رومی گورنر کے صوبائی مرکز سے بھی منسوب کئے جاسکتے ہیں تاہم فطری طور پر یہ روؔمہ ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ روؔمہ کے حق میں ایک اور دلیل یہ ہے کہ پولسؔ رسول کے دوست و احباب زیادہ تر روؔمہ کی طرف آتے جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بات سفر کے مرکز کی طرف اشارہ کرتی ہے جیسے کہ روؔمہ اُن دنوں میں تھا بھی۔ قیصرؔیہ یا افسسؔ کے سلسلہ میں ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی۔

ان تمام خطوط میں پولسؔ رسول کو مصنف بیان کیا گیا ہے اور اس بات کو آج تک تمام دنیا میں تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن حال ہی میں چند علماء نے اِن چاروں خطوط میں سے افسیوں اور کلسیوں کے خط کے مصنف کے بارے میں شک کا اظہار کیا ہے۔ وہ عام طور پر اس بات پر تو اتفاق کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک پولسؔ رسول نے لکھا لیکن بعض اُن نتائج سے جو طرزِ تحریر اور متن سے اخذ کئے جاتے ہیں، ان میں سے ایک کو کسی نقّال کی تحریر بتاتے ہیں جسے اُس نے بعد میں لکھا۔ معترضین میں عام رائے یہ ہے کہ پولسؔ رسول کلسیوں کے خط کا مصنف ہے لیکن پہلی صدی عیسوی کے آخر میں اُس کے متن کی مدد سے کسی نے افسیوں کے نام خط لکھا۔ اُس نے اِسے پولسؔ رسول کے نام سے شائع کیا کیونکہ اس کے خیال میں اگر پولسؔ رسول لکھتا تو یہی تعلیم دیتا۔

اس نظریہ کی بنیاد خالص داخلی سوچ بچار پر ہے۔ مثلاً جو الفاظ افسیوں کے نام خط میں ملتے ہیں وہ پولسؔ رسول کے کسی دوسرے خط میں نہیں ملتے۔ یہ حقیقت کہ افسیوں اور کلسیوں کے خطوط کے مضامین بڑی حد تک ملتے جلتے ہیں اور یہ مفروضہ کہ افسیوں کے خط میں کلیسیائی تنظیم کی ترقی یافتہ حالت کو بیان کیا گیا ہے جو پہلی صدی عیسوی کے آخری سالوں سے پیشتر موجود نہیں تھی۔ چونکہ اس ضمن میں کوئی خارجی ثبوت اور شہادت نہیں ملتی اس لئے اِسے ان لوگوں کی جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں ذاتی رائے تصوّر کرنا چاہیئے اس نظریہ کے خلاف فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرنا ناممکن ہے کہ کوئی نقّال (ہم اُسے جعل ساز بھی کہہ سکتے ہیں) افسیوں کے خط جیسے عظیم الشان روحانی شاہکار پیش کرسکتا۔ اِس رائے کو بے بنیاد سمجھ کر ردّ کردینا چاہیئے۔ اس عالمگیر روایت پر شک کرنے کے لئے کہ قیدخانہ کے خطوط کا مصنف پولسؔ رسول ہے کوئی معقول اور مضبوط دلیل نہیں ملتی۔ افسیوں اور کلسیوں کے خطوط کے مضامین میں یکسانیت و موافقت کی وجہ یہ ہے کہ پولسؔ رسول نے انہیں ایک ہی وقت میں اُن کلیسیاؤں کو لکھا جن کا ماحول اور روحانی مسائل ایک جیسے تھے۔

فلپیوں کے خط کا طرزِ تحریر و تخاطب، افسیوں اور کلسیوں کے خطوط سے مختلف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایشیائے کوچک کی کلیسیائیں مشرقی تصوّف کے مذہبی ماحول میں رچی بسی تھیں جبکہ

فلپیؔ یورپین شہر تھا جس پر یونانی اور رومی مغربی تہذیب کا اثر تھا۔ پولسؔ رسول ہر کلیسیا کو اُس کی اپنی ضرورت کے مطابق مخاطب کرتا ہے اور اُس کے مطابق اُس کا طرزِ تحریر ذخیرۂ الفاظ اور خطوط کا مضمون مختلف ہو جاتا ہے۔

۲۔ خطوط بھیجے جانے کی تفصیل

پولسؔ رسول نے افسیوںؔ، کُلسّیوں اور فلیمونؔ کے خطوط کو ایشیائے کوچک (موجودہ ترکی) میں اُن کے مقامات پر تخکسؔ کے ہاتھ بھیجا (افسیوں ۶: ۲۱؛ کلسیوں ۴: ۷)۔ فلیمونؔ کلسّے کی کلیسیا کا رکن تھا۔ چنانچہ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پولسؔ نے نہ صرف شخصی خط لکھا بلکہ تمام کلیسیا کو بھی۔ یہ ممکن ہے کہ اس نے اس خط کی نقلیں اُس علاقہ میں دوسری کلیسیاؤں کو بھی بھیجی ہوں، کیونکہ افسیوں کے خط کے مضمون کی نوعیّت عمومی ہے (افسیوں پر مضمون دیکھئے)۔ فلپیوں کا خط اپفرُدتسؔ کے ذریعہ الگ مکدنیہ میں ایک شہر کو بھیجا گیا (فلپیوں ۲: ۲۵) مگر یہ معلوم نہیں کہ یہ خط دیگر خطوط سے پہلے یا بعد میں بھیجا گیا۔

قید خانہ کے خطوط، پولسؔ رسول کے اُن خطوط میں سے ہیں جو اُس نے آخر میں لکھے تھے (صرف پاسبانی خطوط اِن سے بعد میں لکھے گئے تھے)۔ ان میں پولسؔ رسول کی طویل پھل دار خدمت سے حاصل شدہ حکمت اور کلیسیاؤں کی پختگی کی، جنہیں قائم ہوئے ایک پشت گزر چکی تھی اور جو اب مسیح اور مسیحی زندگی کے بارے میں گہری تعلیم حاصل کرنے کے قابل تھیں، جھلک نظر آتی ہے۔ ان خطوط میں بالغ مومنین کے لئے کافی مواد ملتا ہے۔

قیدی رُوحیں: الفاظ کی یہ ترکیب صرف ۱-پطرس ۳: ۱۸-۲۰ میں آئی ہے اور یہی خیال ۱-پطرس ۴: ۶ میں نمودار ہوتا ہے۔

ان مشکل آیات کی تشریح کرنے کے لئے ذیل کے دو سوالوں کو سامنے رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۔ خداوند مسیح نے کب قیدی رُوحوں میں منادی کی؟
۲۔ یہ قیدی رُوحیں کون تھیں؟

اب تین ممکن تشریحات ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ پہلے سوال کے جواب میں اکثر مفسّر یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ یہ خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے درمیان کا واقعہ ہے۔ اس کی تائید اعمال ۲: ۳۱ اور افسیوں ۴: ۹ کے اشاروں سے ہوتی ہے۔ ان ہی آیات کو سند سمجھ کر کلیسیا نے رسولوں کے عقیدے میں یہ فقرہ شامل کیا "..... مرگیا اور دفن ہوا۔ عالمِ ارواح میں اُتر گیا اور تیسرے روز مُردوں میں سے جی اُٹھا ....."
یہ مُفسّر دوسرے سوال کے جواب میں یہ تشریح پیش کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو مسیح کے وقت سے پہلے مرچکے تھے اور جن کو اب موقع دیا جا رہا تھا کہ توبہ کریں۔ غالباً ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو نوحؔ کے زمانہ میں نافرمان تھے۔ خداوند مسیح نے عالمِ ارواح میں جا کر ان کے درمیان منادی کی۔

۲۔ لیکن دیگر مفسّر اس تشریح سے اتفاق نہیں کرتے۔ اُن کی سمجھ کے مطابق یہ واقعہ مسیح کی زمینی زندگی کا نہیں ہے۔ بلکہ یا تو

ا۔ یہ مسیح کے تجسّم سے بہت پہلے ہُوا۔ اُن کے خیال میں اس کا اشارہ نوحؔ کے زمانے کی طرف ہے جب خداوند مسیح نے نوحؔ کے ذریعہ سے اُس کے ہم عصر لوگوں میں منادی کی۔

یا ب۔ یہ پنتکُست کے بعد کا واقعہ ہے جب خداوند مسیح کے رُوح نے رسولوں کی وساطت سے یہودی اور غیر اقوام میں منادی کی (یاد رہے کہ پاک رُوح کو "یسوع کا رُوح" بھی کہا گیا ہے (اعمال ۱۶: ۷)۔ لیکن یہ تشریح تسلّی بخش نہیں۔ اس تفسیر سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہم سیدھے سادے لفظوں کے اصلی معنوں سے ہٹ کر اپنی پسند کی تشریح ٹھونسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۳۔ اگر ہم پہلی تشریح کی پیروی کریں یعنی یہ کہ خداوند مسیح واقعی عالمِ ارواح میں اُترے اور وہاں جا کر قیدی رُوحوں میں منادی کی تو یہاں یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ جو یونانی لفظ kerusso یہاں استعمال ہوا ہے اُس کے معنی اُردو لفظ "منادی" کے عین مطابق ہیں۔ یعنی ڈھنڈورا پیٹ کر اعلان کرنا۔ موجودہ استعمال میں ہم اکثر منادی سے تبلیغ کا مفہوم لیتے ہیں۔ یہاں غالباً یہ مطلب نہیں کہ خداوند مسیح نے قیدی رُوحوں میں انجیل کی خوشخبری سُنائی (کیتھولک ترجمہ میں لفظ وعظ استعمال ہوا ہے) بلکہ اُنہوں نے اپنی فتح کا اعلان کیا۔ وہ جنگ جو شیطان اور اُس کے فرشتوں کے خلاف مسیح نے صلیب پر لڑی، اُس کی فتح کا اعلان اس مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ۲-پطرس ۲: ۴-۱۰؛ یہوداہ ۶ اور پیدائش ۶: ۱-۸ کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قیدی رُوحوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو نافرمانی کی وجہ سے اپنے مقام سے گر گئے تھے۔ اس تشریح کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ یونانی میں جہاں لفظ pneumata (رُوحیں) بغیر حرفِ صفت کے استعمال ہُوا ہے وہاں اس سے فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں (مقابلہ عبرانیوں ۱: ۱۴)۔ غالباً ۱-پطرس ۳: ۱۹ کی یہ تشریح سب سے زیادہ معقول ہے۔ اسی باب کی آیت ۲۲ میں اسی خیال کو مکمل کیا جاتا ہے جس کے مطابق فرشتے اور اختیارات اور قدرتیں (یہ فرشتوں کے مختلف درجے ہیں) مسیح کے تابع کئے گئے جب وہ

آسمان پر جاکر خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھے۔ نیز دیکھئے فرشتے۔

قیر:۔ (عبرانی = احاطہ، دیوار)۔ شاہ اسور نے دمشق پر حملہ کیا اور اُس کے باشندوں کو اسیر کرکے قیر لے گیا (۲-سلاطین ۱۶: ۹؛ عاموس ۱: ۵)۔ یہاں سے خدا انہیں ان کے ملک میں واپس لایا (عاموس ۹: ۷)۔

یسعیاہ ۲۲: ۶ میں قیر اور عیلام کے سپاہیوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہے۔ سو قیر غالباً عیلام کے نزدیک تھا۔ عبرانی میں قیر کا مطلب احاطہ یا دیوار ہے۔ سو غالباً یہ ایک شہر کا نام تھا یا ایسے احاطے کا جس میں جنگی قیدی رکھے جاتے تھے۔

قیر حراست۔ قیر خراشت:۔ بحیرۂ مردار کے جنوبی حصے کے مشرق میں ایک فصیلدار شہر جس کا موجودہ نام الکرک ہے۔ اس کا نام بائبل میں مختلف شکل میں آتا ہے۔ قیر موآب (یسعیاہ ۱۵: ۱)، قیر حراست (یسعیاہ ۱۶: ۷؛ ۲-سلاطین ۳: ۲۵)، قیر حارس (یسعیاہ ۱۶: ۱۱؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۱)۔ اس شہر کا شاہ اسرائیل، شاہ یہوداہ اور شاہ ادوم نے محاصرہ کیا (۲-سلاطین ۳: ۹) لیکن اُسے لے نہ سکے۔ جب محاصرہ کے دوران موآب کے بادشاہ میسا نے اپنے پہلوٹھے بیٹے کو دیوار پر اپنے دیوتا کے لئے سوختنی قربانی کے طور پر گذرانا تو محاصرہ ختم ہوا (۲-سلاطین ۳: ۲۵-۲۷)۔ اس کی بعد کی تباہی نوحہ خوانی کا سبب بنی (یسعیاہ ۱۵: ۱؛ ۱۶: ۷، ۱۱؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۱-۳۶)۔

قیس۔ قیش:۔ ۱- بنیمین کے قبیلہ کا ایک شخص جس کا باپ ابی ایل تھا (۱-تواریخ ۹: ۳۵ میں یعی ایل ہے)۔ یہ اسرائیل کے پہلے بادشاہ ★ ساؤل کا باپ تھا (۱-سموئیل ۹: ۱، ۳؛ ۱۰: ۱۱، ۲۱)۔

۲- جبعون کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۳۰؛ ۹: ۳۶)۔

۳- داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ایک لاوی، محلی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳: ۲۱، ۲۲؛ ۲۴: ۲۹)۔

۴- بنی مراری میں سے ایک لاوی جس نے حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں خداوند کے گھر کو پاک کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲)۔

۵- ایک بنیمینی جو مردکی کے آباواجداد میں سے تھا (آستر ۲: ۵)۔

قیسون۔ قیشون:۔ (عبرانی = خمدار)۔ ایک برساتی ندی جو کوہ تبور اور کوہ جلبوعہ سے نکل کر یزرعیل کی وادی سے گزرتی ہوئی کوہ کرمل کے شمال میں بحیرۂ روم کی ایک خلیج میں جاگرتی ہے۔ موسم سرما میں اس میں طغیانی آتی ہے۔ جو پانی طغیانی کے بعد ندی کی گہری جگہوں میں کھڑا رہ جاتا ہے اُسے جلد ہی آبپاشی میں استعمال کرکے خشک کر دیا جاتا ہے، سوائے آخری چند میل کے جہاں کوہ کرمل سے پانی اس میں داخل ہوتا ہے۔ یہ ندی سوائے مخصوص پایابوں کے عبور کرنے میں سخت خطرناک ہے۔ شاید یہ وہی ندی ہے جو یقنعام کے آگے تھی (یشوع ۱۹: ۱۱)۔ اس ندی کے کنارے دبورہ نبیہ اور برق نے کنعان کے بادشاہ یابین کی فوج کے سردار سیسرا کو شکست دی تھی (قضاۃ ابواب ۴ اور ۵)۔ جن کو بنی اسرائیل قتل نہ کر سکے اُنہیں قیسون کی ندی بہا لے گئی (قضاۃ ۵: ۲۱؛ زبور ۸۳: ۹)۔

کوہ کرمل پر بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کے بعد ایلیاہ نبی نے بعل کے نبیوں کو اس ندی کے کنارے لاکر قتل کیا (۱-سلاطین ۱۸: ۴۰)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴ ۳ د

قیسی۔ قیشی:۔ بنی مراری میں سے ایک لاوی (۱-تواریخ ۶: ۴۴)۔ اسے ۱-تواریخ ۱۵: ۱۷ میں قوسیاہ (قوسایاہ) کہا گیا ہے۔

قیصر:۔ ۱- یہ رومی حاکم گائیس یولیسس کا لقب تھا۔ اس نے ملک کی مجلس مدبران Senate کی طاقت کو کمزور کرکے خود کو روما کا حاکم مطلق بنا لیا (۱۰۰ تا ۴۴ قبل مسیح)۔ یہ اس خاندان کا سب سے ممتاز اور مشہور شخص گزرا ہے۔

۲- خداوند مسیح کی زمینی زندگی کے دوران یہ لقب مختلف رومی شہنشاہوں نے اپنایا مثلاً قیصر اوگوستس جو مسیح کی پیدائش کے وقت حاکم تھا (لوقا ۲: ۱)۔

۳- تبریئس قیصر جو ۱۴ سے ۳۷ عیسوی تک حاکم تھا (لوقا ۳: ۱)۔

۴- قیصر کلودیئس (۴۱-۵۴ عیسوی)۔ اس کا ذکر اعمال ۱۱: ۲۸؛ ۱۸: ۲ میں ہے۔

۵- قیصر ★ نیرو۔ اس کا نام نئے عہدنامہ میں نہیں آتا۔ غالباً احتیاطاً اس ظالم قیصر کا نام نہیں لیا گیا۔ پطرس رسول اور پولس رسول اسی کے عہد میں شہید ہوئے۔ یہ ۵۴-۶۸ عیسوی میں حاکم تھا (فلپیوں ۴: ۲۲)۔

۶- قیصر دومطیان Domitian (۸۱-۹۶ء)۔ اسی کے عہد میں یوحنا عارف کو پتمس کے ٹاپو میں قید کیا گیا تھا۔ خداوند مسیح نے قیصر تبریئس کے متعلق ذکر کیا ہے۔ لیکن اکثر جہاں نئے عہدنامہ میں قیصر کا لفظ آتا ہے اس سے مُراد حاکم یا شہنشاہ ہے (متی ۲۲: ۱۷، ۲۱؛ مرقس ۱۲: ۱۴، ۱۶، ۱۷؛ لوقا ۲۰: ۲۲، ۲۴، ۲۵)۔

قیصر کے گھر والے:۔ فلپیوں کے خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ قیصر کے گھر والے تمہیں سلام کہتے ہیں۔ پولس روما سے یہ خط لکھتے ہوئے اُن لوگوں کی طرف

اشارہ کرتا ہے جو قیصر کے محل میں خدمت کرتے تھے۔ شاید وہ پہلے غلام تھے اور اب اپنی لیاقت کی وجہ سے اس مرتبہ پر فائز ہوئے تھے (فلپیوں ۴: ۲۲)۔ یہ غالباً قیصر نیرو کے محل میں کام کرتے تھے۔

قیصریہ فلپی۔ قیصریہ فیلپی:۔ کوہ حرمون کے دامن میں ایک خوبصورت مقام جہاں سے دریائے یردن کا بیشتر پانی آتا ہے۔ یہ وہ مشہور جگہ ہے جہاں پطرس رسول نے خداوند مسیح کا اقرار کیا اور اُن کی الوہیت کی گواہی دی (متی ۱۶: ۱۳ مابعد)۔ یہ غالباً وہی جگہ ہے جسے پُرانے عہدنامہ میں بعل جد کہا گیا ہے (یشوع ۱۱: ۱۷)۔ اس جگہ بعل دیوتا کی پوجا کی جاتی تھی۔ بعد میں یونانی لوگوں نے اپنے بَن دیوتا پان Pan کو بعل کی جگہ دی اور شہر کا نام دیوتا کے نام سے پانیاس رکھا اور یہاں کے مندر کو پانین کہا۔ جب ★ سلوقی حاکم انطاکس سوم نے فلسطین کو بطلیموسی حاکموں سے چھین لیا تو پانیاس ایک نتیجہ خیز معرکہ کا میدان جنگ ثابت ہوا (تقریباً ۲۰۰ ق م)۔

قیصر اوگوستس نے یہ شہر ★ ہیرودیس اعظم کو انعام میں دیا اور ہیرودیس نے یہاں اپنے محسن کے نام پر سنگ مرمر کا ایک مندر بنوایا۔ پھر فلپس ★ تترارخ نے اسی حاکم کی حکومت کے دوران شہر کی خوبصورتی کو مزید دوبالا کیا اور اسے بادشاہ کے اعزاز میں قیصریہ کا نام دیا۔ فلپی کے لفظ کو نام کے ساتھ ملانے کا مقصد تھا کہ اس میں اور ساحلی قیصریہ میں امتیاز ہو سکے (قب اعمال ۸: ۴۰)۔

اگرپا دوم نے قیصر ★ نیرو کے عہد میں اسے دوبارہ تعمیر کیا اور قیصر نیرو کے نام کی نسبت سے اسے نیرونیاس کا نام دیا لیکن یہ نام جلد ہی بھلا یا گیا۔ صلیبی جنگوں میں اس شہر نے تاریخی اہمیت حاصل کی۔ اس کا پرانا نام عربی میں ابھی بھی رائج ہے۔ بنیاس (پنیاس کا معرب)۔ یہاں ایک مسلمان بزرگ الخذر کا مزار ہے جسے مسلمانوں میں وہی عزت حاصل ہے جو سینٹ جارج کو مسیحیوں میں۔

قین:۔ (عبرانی = لہار، بنانے والا، آشیانہ)۔
۱۔ یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۷)۔
۲۔ ایک قبیلے کا نام (گنتی ۲۴: ۲۲)۔ گنتی ۲۴ باب میں رعایت لفظی ہے۔ دیکھئے آشیانہ۔

قینان:۔ ۱۔ مسیح کے نسب نامہ میں آدم سے چوتھی پشت میں ایک شخص (لوقا ۳: ۳۷؛ پیدائش ۵: ۱۲-۱۴؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۲)۔
۲۔ ارفکسد کا بیٹا (لوقا ۳: ۳۶)۔ یہ نام پیدائش ۱۰: ۲۴ اور ۱۱: ۱۲ میں نہیں ہے لیکن یہ ہفتادی ترجمہ میں پایا جاتا ہے جس کا لوقا رسول اقتباس کرتا ہے۔

قینہ:۔ ادوم کی سرحد پر بنی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۱، ۲۲)۔

قینی:۔ ۱۔ ابرہام کے زمانہ میں کنعان کے دس قبیلوں میں سے ایک (پیدائش ۱۵: ۱۹)۔ غالباً یہ وہی قینی ہیں جن کی بربادی کی بلعام نے پیشینگوئی کی تھی (گنتی ۲۴: ۲۱-۲۲)۔
۲۔ حباب کی نسل کا ایک شخص اور موسیٰ کا سالا (قضاۃ ۴: ۱۱)۔ جب بنی اسرائیل سینا سے چلے تو موسیٰ نے اُس کو ساتھ چلنے کی دعوت دی تاکہ وہ انہیں راستہ بتائے (گنتی ۱۰: ۲۹-۳۲)۔ وہ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گیا۔ اُس کی اولاد کے بنی اسرائیل کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ یریحو سے بنی یہوداہ کے ساتھ گئے (قضاۃ ۱: ۱۶) اور بالآخر یہوداہ کے قبیلے میں مدغم ہو گئے۔ بعد ازاں حِبر قینی (قضاۃ ۴: ۱۱) دوسروں سے الگ ہو کر شمال کی طرف گلیل کی جھیل کے نزدیک قادِس کو چلا گیا اور حصور کے بادشاہ یابین سے صلح کر لی۔ حِبر کی بیوی یاعیل نے کنعانی سپہ سالار سیسرا کو قتل کر دیا اور یوں دبورہ کی وہ بات جو اُس نے برق سے کہی تھی کہ اس فتح کا سہرا ایک عورت کے سر ہو گا پُوری ہوئی (قضاۃ باب ۴ پڑھیں)۔ بعد ازاں جب ساؤل عمالیقیوں کو تباہ کرنے کے لئے بڑھا تو اُس نے قینیوں کو دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اُن میں سے نکل جائیں (۱۔ سموئیل ۱۵: ۶) کیونکہ وہ ۵۰۰ سال پہلے بنی اسرائیل کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے تھے۔ داؤد نے جات کے بادشاہ اکیس کو بتایا کہ اُس نے قینیوں پر حملہ کیا لیکن یہ اُس نے اکیس کو دھوکا دینے کے لئے کہا تھا۔

ک

کابک :- کبوتروں کا ڈربا - کبوتروں کو رکھنے کے لئے خانے دار جگہ - بائبل میں اس کا ذکر صرف یسعیاہ ۶۰: ۸ میں آیا ہے -

کاتنا :- کپڑا بُننے کا پہلا مرحلہ دھاگہ یا سُوت تیار کرنا ہے - یہ روئی، اُون وغیرہ بٹ کر بناتے ہیں - یہ عام طور پر عورتیں ★ اٹیرن یا ★ تکلے پر تیار کرتی ہیں (امثال ۳۱: ۱۹) -
لفظ کاتنا مختلف صورتوں میں بائبل میں صرف چار جگہ استعمال ہوا ہے (خروج ۳۵: ۲۵ کات کات کر، خروج ۳۵: ۲۶ کاتی، متی ۶: ۲۸ اور لوقا ۱۲: ۲۷ کاتتے) -
نیز دیکھئے بُننا - اٹیرن - تکلا وغیرہ -

کاتنے والا :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۳۴

کاٹھ :- ۱ - لکڑی کا لٹھ - جب بنی اسرائیل خدا سے برگشتہ ہوتے تو وہ لکڑی کے بُت پوجنے لگتے - ان کاٹھ کے بتوں کا ذکر ہوسیع ۴: ۱۲ میں آتا ہے - نیز دیکھئے کُندہ -
۲ - سزا دینے کا ایک آلہ جو غالباً مصر کی ایجاد تھا - لکڑی کے لٹھ میں عام طور پر پانچ سوراخ کر دیئے جاتے تھے جن میں گردن، ہاتھ اور پاؤں کس دیئے جاتے تھے - ایک قسم میں صرف پاؤں ہی ٹھونکے جاتے تھے (یرمیاہ ۲۰: ۲، ۳) -

یہ اُن پاگل آدمیوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا جو نبوّت کا دعویٰ کرتے تھے (یرمیاہ ۲۹: ۲۶) - اس کا ذکر ایوب ۱۳: ۲۷ اور ۳۳: ۱۱ میں بھی آتا ہے -
پولس رسول اور سیلاس کے پاؤں بھی کاٹھ میں ٹھونک دیئے گئے تھے (اعمال ۱۶: ۲۴) - اگرچہ لفظ کاٹھ استعمال نہیں ہوا تو بھی غالباً امثال ۷: ۲۲ اور زبور ۱۰۵: ۱۸ میں اسی کی طرف اشارہ ہے -
قید خانوں میں ایک کمرہ ہوا کرتا تھا جس میں یہ آلہ رکھا اور استعمال کیا جاتا تھا - عبرانی میں ۲ - تواریخ ۱۶: ۱۰ میں جو لفظ استعمال ہوا ہے اُس کا مطلب اِسی قسم کا کمرہ ہے -

کاجل :- دیکھئے حسن افروز اشیاء ۳

کارشینا - کرشنا :- فارس اور مادی کے سات امیروں میں سے ایک، جنہوں نے شاہ اخسویرس کو صلاح دی تھی کہ ملکہ وشتی کو بادشاہ کی نافرمانی کرنے کی سزا دی جائے (آستر ۱: ۱۴) -

کارواں :- دیکھئے قافلہ -

کاریگر :- دیکھئے پیشہ جات بائبل - ۳، ۴۲، ۵۰

کاشتکار :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۳۵

کاشتکاری :- کھیتی باڑی کا کام - زمین جوتنا دنیا کے شروع سے انسان کا کام تھا (پیدائش ۲: ۵) اور یہ کام ہبوطِ انسانی کے بعد لعنت کی وجہ سے بامشقت بن گیا (پیدائش ۳: ۱۷) -
ملکِ کنعان میں داخل ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ایک سادہ زراعتی زندگی اختیار کر لی - کھیتی باڑی کے لئے اچھی زمین دریائے یردن کے مشرق میں، مغربی نشیبی علاقوں (★ شفیلہ)، وادیوں اور پہاڑوں کے مغربی نشیبوں میں پائی جاتی تھی جہاں اکثر زور کی بارش ہوتی تھی -
ملک کی خصوصی پیداوار اناج، انگور اور زیتون کا تیل تھی (استثنا ۷: ۱۳؛ نحمیاہ ۵: ۱۱؛ ہوسیع ۲: ۸) - کاشتکاری کے لئے زمین کو تیار کرنا کافی کٹھن کام تھا - اس کی ایک دلچسپ تصویر "تاکستان کے گیت" میں نظر آتی ہے (یسعیاہ ۵: ۱-۷) - زمین کی سطح پر چار انچ کی گہرائی تک ہل چلایا جاتا تھا - زمین کا پتھریلا پن کام کو مشکل بنا دیتا تھا - بیج ہاتھ سے بویا جاتا تھا (مرقس ۴: ۳ مابعد؛ ۴: ۲۶) اور ★ درانتی کی مدد سے فصل کاٹی جاتی تھی - گاہنے کے لئے بیل استعمال کئے جاتے تھے (استثنا ۲۵: ۴) - دوسرے غلے مثلاً باجرا اور مختلف قسم کے پھل اور سبزیاں (مثلاً کھیرے وغیرہ) اور جڑی بوٹیاں مثلاً پودینہ، سونف، زیرہ وغیرہ بھی بوتے تھے - زمین کو سات سال میں ایک برس بغیر جوتے اور بوئے چھوڑ دیا جاتا تھا (احبار ۲۵: ۴) - ہمیں کھاد کے استعمال یا آبپاشی کے طریقوں کے متعلق کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں ہیں - فلسطین میں کاشتکاری کا مکمل انحصار بارش

پر تھا۔ بارش کا موسم اکتوبر سے شروع ہو کر اپریل تک جاتا تھا۔ یہودیوں کی تینوں عیدیں یعنی عیدِ فسح، عیدِ پنتکست اور عیدِ خیام شروع شروع میں فصل کی شکر گذاری کی عیدیں تھیں۔ نیز دیکھئے زراعت۔

کاغذ:۔ دیکھئے ناگر موتھا۔

کاف:۔ عبرانی حروفِ تہجی کا گیارھواں حرف۔ כ ۔ بمعنی خالی ہاتھ (قب عربی، اردو کف = ہتھیلی)۔
۱۔سموئیل ۲۵ : ۲۹ میں فلاخن کے درمیانی حصہ کے لئے عبرانی میں لفظ کاف ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ جہاں اس کے لئے لفظ پلہ استعمال ہوا ہے)۔
قاعدۂ جمل میں اس کے لئے ۲۰ کا عدد مقرر ہے۔ دیکھئے گنتی ۲۔
عبرانی متن میں زبور ۱۱۹ کے گیارہویں حصّے کی ہر آیت کاف کے حرف سے شروع ہوتی ہے۔

کافر:۔ دیکھئے کفر۔

کال:۔ قحط۔ گرانی۔ چیزوں، خصوصاً خوراک کی نایابی۔
پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ قحط تقریباً ۱۴ مرتبہ اور کال تقریباً ۶۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ زمانۂ قدیم میں مصر اور فلسطین اکثر کال اور قحط کی زد میں آتے رہتے تھے۔ اس کی وجوہات وقت پر بارش کا نہ برسنا، بے موسم طوفان اور ژالہ باری، کیڑے اور ٹڈی دَل کے حملے دشمن کے محاصرے کے باعث شہر کی ناکا بندی اور خوراک کی قلت ہو سکتی تھیں۔ قحط کے بعد وبا کا پھیلنا ایک ناگزیر عمل تھا جس سے لوگوں کی مصیبت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

ابرہام کے زمانہ میں ایسے قحطوں کا ذکر ہے جو قدرتی وجوہات سے رونما ہوئے۔ ابرہام کو ملکِ کنعان کو چھوڑ کر اسی وجہ سے مصر جانا پڑا (پیدائش ۱۲ : ۱۰)۔ اس کے بعد یوسف کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر کال پڑا (پیدائش ۴۱ : ۵۶)۔ قاضیوں کے زمانہ میں بھی فلسطین میں کال پڑا۔ اسی وجہ سے الیملک اور اُس کی بیوی نعومی اپنے بیٹوں کے ساتھ موآب کے ملک میں جابسے۔ نعومی اور الیملک روت کے ساس اور خسر تھے (روت ۱ : ۱)۔ داؔؤد بادشاہ کے زمانہ میں تین سال پے درپے کال پڑا (۲۔سموئیل ۲۱ : ۱)۔ اسی طرح ایلیاہ نبی کے وقت اخی اب بادشاہ کے عہد میں (۱۔سلاطین ۱۷ : ۱-۸) اور الیشع نبی کے وقت میں بھی (۲۔سلاطین ۴ : ۳۸)۔
دشمن کے شہر کا محاصرہ کرنے سے جو کال پڑا اُس کا ذکر بھی بائبل میں آتا ہے (۲۔سلاطین ۶ : ۲۵)۔
نئے عہد نامہ میں کلودیس کے عہد میں تمام دنیا میں بڑا کال پڑا (اعمال ۱۱ : ۲۸)۔ زیتون کے پہاڑ پر تعلیم دیتے ہوئے خداوند مسیح نے جگہ جگہ کال پڑنے کی پیشین گوئی کی (متی ۲۴ : ۷)۔

اُوپر ہم نے کالوں کا بطور تواریخی واقعات اور ان کے متعلق پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن کئی حوالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس قسم کے المیہ کا تعلق انسان کے کردار اور اعمال سے ہے۔ کال پڑنا محض قدرتی سانحہ نہیں ہے۔ انسان کے بُرے فعلوں کے نتیجے میں بھی یہ حادثے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔

انسان کی زندگی کے ہر واقعہ کا تعلق خدا کی پروردگاری سے ہے۔ بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ یہوواہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ وہی رازق ہے (قب زبور ۱۰۴)۔ جب خدا اور انسان کا آپس کا رشتہ استوار اور کامل ہو تو انسان کے لئے زمین اپنی پیداوار کثرت سے مہیا کرتی ہے۔ حتّٰی کہ المسیح کے آنے والے مثالی زمانے میں زمین کثرت سے پھل لائے گی (یسعیاہ ۴ : ۲؛ ۴۱ : ۱۹؛ ہوسیع ۲ : ۲۱، ۲۳؛ عاموس ۹ : ۱۳)۔ لیکن فی الحال انسان کی نافرمانی کی وجہ سے قدرت کے پھل رُک گئے جاتے ہیں کیونکہ خدا اور انسان کا درست تعلق ٹوٹ گیا ہے۔

یاد رہے کہ آدم کی نافرمانی کا پہلا نتیجہ زمین کا ملعون ہونا تھا (پیدائش ۳ : ۱۷، ۱۸)۔ ہم بنی اسرائیل کی تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ خدا نے بار بار اُنہیں قحط کے ذریعے خبردار کر کے توبہ کرنے کو کہا مثلاً ۱۔سلاطین ۱۷ : ۱؛ ۱۸ : ۱۷، ۱۸؛ حجی ۱ : ۶، ۹-۱۱؛ ۲ : ۱۶-۱۷)۔ فرمانبرداری اور فراوانی (زبور ۱ : ۱-۳؛ امثال ۳ : ۷-۱۰؛ یسعیاہ ۱ : ۱۹) اور نافرمانی اور کال (احبار ۲۶ : ۱۴-۱۶) کا کلام مُقدّس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

کالا:۔ شمعون کا عرف۔ یہ وہ شمعون تھا جس کا ذکر اعمال ۱۳ : ۱ میں انطاکیہ کی کلیسیا کے پانچ "نبی اور معلم" کے سلسلے میں آیا ہے۔ اُنہوں نے پولس اور برنباس کو پہلے بشارتی سفر پر روانہ کیا۔ غالباً یہ شمالی افریقہ کا یہودی مسیحی تھا۔

کالب:۔ ۱۔ یہوداہ کے قبیلے کے ایک رئیس یفنّہ کا بیٹا۔ اُس نے اُن بارہ میں اپنے قبیلے کی نمائندگی کی جنہیں موسیٰ نے بیابان سے کنعان میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا (گنتی ۱۳ : ۶)۔ اکثر جاسوسوں نے بڑی حوصلہ شکن رپورٹ دی۔ اب اُن کے نام بھی کوئی یاد نہیں کرتا، لیکن ایمان کے دو سورماؤں کالب اور یشوع کے نام جنہوں نے اُس ملک پر قبضہ کرنے کے لئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی اب بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ چونکہ بنی اسرائیل نے اپنی بزدلی کے باعث اکثریت کی رپورٹ قبول کی اس لئے خدا نے انہیں چالیس سال تک بیابان میں بھٹکنے دیا جب تک کہ وہ نسل ختم نہ ہو گئی۔ جب موسیٰ نے جاسوسوں کو بھیجا تو اُس وقت کالب کی عمر چالیس سال تھی (یشوع ۱۴ : ۷)۔ کنعان میں میراث کی تقسیم کے وقت وہ ۸۵ سال کا تھا۔ اُس نے حبرون اور اُس کے اردگرد کا پہاڑی علاقہ مانگا جہاں جبّار عناقیم بستے تھے جنہوں نے بقیہ دس جاسوسوں کو

دہشت زدہ کر دیا تھا۔ یشوؔع نے وہ علاقہ اُسے دے دیا۔ وہ پہلے قاضی غتنی ایل کا سُسر تھا۔ اُس نے اپنی بیٹی عکسہ اُس سے بیاہ دی تھی (قضاۃ ۱: ۱۲-۱۵، ۲۰)۔

۲۔ یہوداہ کے بیٹے حصروؔن کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۱۸، ۱۹، ۴۲)۔ غالباً ۱-تواریخ ۲: ۹ کا کلوبی بھی تھا۔

کالب اِفراتہ:- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ایک جگہ کا نام جہاں حصروؔن مرا (۱-تواریخ ۲: ۲۴)۔ اس آیت کا ★ ہفتادی ترجمہ عبرانی متن سے مختلف ہے۔ ہفتادہ کے مطابق ترجمہ یوں ہے "اور حصروؔن کی موت کے بعد کالبؔ نے افراتہ سے جو اُس کے باپ کی بیوی تھی خلوت کی"۔

اُس زمانہ کے دستوُر کے مطابق جب کوئی بیٹا اپنے باپ کی دوسری بیوی سے شادی کرتا تو اس سے یہ مراد تھی کہ وہ اپنے باپ کی ملکیت پر اپنا حق جتاتا ہے۔

زیادہ تر عُلماء ہفتادی ترجمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

کام:- افعال۔ اعمال۔ صنعت۔ دستکاری وغیرہ۔ اس کے لئے عبرانی اور یونانی کے اہم الفاظ یہ ہیں۔

معسیہ۔ یہ تقریباً ۱۸۱ مرتبہ استعمال ہؤا ہے مثلاً پیدائش ۵: ۲۹- ہاتھوں کی محنت؛ خروج ۵: ۴- کام؛ یشوع ۲۴: ۳۱ (خداوند کے سب) کاموں؛ یسعیاہ ۲: ۸ ہاتھوں کی صنعت؛ اور خصوصاً زبُوروں میں خدا کے کاموں کے لئے زبُور ۸: ۳، ۶- دستکاری؛ ۱۹: ۱- دستکاری وغیرہ (قب اسم معرفہ ★ معسیاہ ۱-تواریخ ۱۵: ۱۸ وغیرہ)۔

ملاکہ۔ اس کے مادّہ سے وہ لفظ بھی بنتا ہے جس کے معنی فرشتے ہیں (قب عربی ملائک)۔ بنیادی معنی پیغام دینا۔ کام کرنا۔ یہ تقریباً ۱۷۰ مرتبہ استعمال ہؤا ہے مثلاً پیدائش ۲: ۲، ۳- کام، کائنات (عبرانی = اس کے کام)؛ خروج ۲۰: ۹- کام کاج کرنا۔

پوعل۔ (قب عربی فعل)۔ یہ ۳۰ مرتبہ استعمال ہؤا ہے مثلاً استثنا ۳۲: ۴- صنعت؛ ۳۳: ۱۱- ہاتھوں کی خدمت (= کام)۔

یونانی لفظ **ارگون** ergon تقریباً ۱۴۲ مرتبہ استعمال ہؤا ہے اور یہ اکثر یوحنّا کی انجیل، عبرانیوں کے خط، یعقوب کے خط اور مکاشفہ کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کا ترجمہ کام (یوحنّا ۴: ۳۴)؛ کاریگری (عبرانیوں ۱: ۱۰)؛ عمل (یعقوب ۲: ۱۴) وغیرہ کیا گیا ہے۔

۱- عام معنی

عبرانی اور یونانی الفاظ کے مطالعہ سے یہ بات اُبھرتی ہے کہ یہ لفظ خدا کے اور انسان، دونوں کے کاموں کے لئے بلا امتیاز استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام خدا کا مقرر کردہ عمل ہے۔ ابتدا سے ہی خدا کا مقصد تھا کہ انسان کام کرے (زبُور ۱۰۴: ۱۹-۲۴) اور یہ پُورا نظام خدا کی حکمت کی عکاسی کرتا ہے۔ ساری کائنات کام میں مشغول ہے (قب امثال ۶: ۶-۱۱)۔ چوتھے حکم سے ضمناً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام کرنا خدا کے سارے نظام کا ایک مسلّم حصّہ ہے (خروج ۲۰: ۸-۱۱- "...... چھ دن تک تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا...")۔ جب سے گناہ دنیا میں داخل ہؤا ہے کام میں سے خوشی جاتی رہی ہے اور اب وہ ایک محنت مشقّت کا امر رہ گیا ہے (قب پیدائش ۳: ۱۶-۱۹)۔ یوں کام بجائے برکت کے ایک بوجھ بن گیا ہے ("پسینہ کی روٹی") اور اگرچہ کام اپنے آپ میں بُرا نہیں لیکن اب وہ اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھا ہے۔ کام اب گناہ کا موقع بھی بن گیا ہے۔ اگر کام کو محض کام تصوّر کیا جائے اور یہیں تک محدود کیا جائے، تو یہ بُت پرستی بن سکتا ہے (مثلاً واعظ ۲: ۴-۱۱، ۲۰-۲۳؛ لوقا ۱۲: ۱۶-۲۲)۔ کچھ لوگوں نے کام کو اوروں پر ظلم اور استحصال کرنے کا وسیلہ بنا لیا ہے (قب خروج ۱: ۱۱-۱۴؛ ۲: ۲۳؛ یعقوب ۵: ۴) لیکن نجات کے پورا ہونے سے پھر کام باعثِ برکت بن گیا ہے۔ چاہے بیکاری کو مذہب کی آڑ میں عزّت کا لبادہ کیوں نہ پہنا دیا گیا ہو مسیحیت نے شروع ہی سے اس کے خلاف آواز اُٹھائی (قب ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۱؛ افسیوں ۴: ۲۸؛ ۱-تھمتھیس ۵: ۱۳)۔

خداوند مسیح نے ایک بڑھئی کا پیشہ اختیار کر کے (مرقس ۶: ۳) عام محنت کو مُقدّس ٹھہرایا۔ اور پولسؔ نے خیمہ دوزی کا کام کر کے دیانتداری کی محنت کی مثال قائم کی (اعمال ۱۸: ۳)۔ پولسؔ نے تو حقیقت میں سماجی اقتصادیات کا ایک اصول قائم کر دیا۔ اُس نے حکم دیا کہ "جسے محنت کرنا منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے" (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۰)۔ اس کے مقابلے میں خداوند مسیح نے جو اُصول بیان کیا وہ وہ سماج کا سنگِ بنیاد ہے یعنی "مزدُور اپنی مزدُوری کا حقدار ہے" (لُوقا ۱۰: ۷)۔

انسانی کام، فضل کے تجربہ کے حوالے سے ایک نئی قدر و قیمت پاتے ہیں اور پُر معنی اور کارآمد بن جاتے ہیں۔ اب وہ خدا کے نام کی خاطر کئے جاتے ہیں اور ان کو پُورا کرنے میں تین گُنا برکت ملتی ہے۔ کام کرنے والا خود برکت پاتا ہے، کیونکہ اُسے خدا کا فضل ملتا ہے تاکہ اُس کی محنت خدا کے جلال کے لئے صرف ہو اور جن لوگوں کے لئے یہ کام کیا جاتا ہے وہ اس نئے جوش اور خلوص اور جذبہ کی وجہ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور اس عمل سے خداوند کی خود بھی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔ ایسے کام خداوند میں اور خداوند کے واسطے کئے جاتے ہیں (قب رومیوں ۱۴: ۷-۸؛ افسیوں ۶: ۵-۹؛ کلسیوں ۳: ۲۳، ۲۴)۔ اس طرح انسان

خدا کے خزانے کا مختار بن جاتا ہے (۱-کرنتھیوں ۴: ۱، ۲؛ قب متی ۲۵: ۱۴-۳۰) اور اپنے پڑوسی کا خادم (متی ۲۵: ۴۰؛ گلتیوں ۵: ۱۳؛ ۱-پطرس ۴: ۱۰)۔ انسان کے ایمان کے کھرے پن کی کسوٹی اُس کے کام کی خوبیاں ہیں (قب متی ۱۶: ۲۷ — عملی زندگی)۔ تاہم آخرکار کام کرنے والے کی مقبولیت الٰہی فضل کی مرہونِ منت ہے (۱-کرنتھیوں ۲: ۸-۱۵ خاص کر آیت ۱۰ ج ہاں یونانی لفظ خارس charis = "فضل" ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں توفیق ہے۔ کیتھولک ترجمہ کا "فضل" زیادہ موزوں ہے۔ دیکھئے فضل)۔

۲- کام کا روحانی اور اخلاقی پہلو۔

لفظ 'کام' کو خدا کے عملِ تخلیق اور اُس کی پروردگاری کی رعایت سے کتابِ مُقدّس میں استعمال کیا گیا ہے۔ زبوروں میں خصوصاً اس پر زور دیا گیا ہے۔ وہاں یہ بات بہت عیاں ہے۔ خدا کے کام عظیم اور بے شمار ہیں (قب زبور ۹۲: ۵؛ ۱۰۴: ۲۴؛ ۱۱۱: ۲ وغیرہ)۔ خدا کے کام خدا کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں (مثلاً ۱۴۵: ۴، ۹، ۱۰)۔ وہ اُس کی صداقت بیان کرتے ہیں (۱۴۵: ۱۷) اور اُسے شادمان کرتے ہیں (۱۰۴: ۳۱)۔ نئے عہدنامہ میں بھی یہی کیفیت ہے (قب عبرانیوں ۴: ۱۰؛ یوحنّا ۱: ۳؛ اعمال ۱۳: ۴۱؛ مکاشفہ ۱۵: ۳)۔ یہی لفظ نجات کے انتظام کے لئے استعمال ہوا ہے۔ وہ کام جو باپ نے بیٹے کے سپرد کیا ہے (قب یوحنّا ۴: ۳۴؛ ۵: ۳۶؛ ۹: ۴؛ ۱۰: ۲۵، ۳۷ وغیرہ)۔ یہ کام بیٹے نے مکمل کر لیا ہے (یوحنّا ۱۵: ۲۴؛ ۱۷: ۴)۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نجات کے نظام کو پورا کرنے کے لئے اب کسی اور 'کام' کی مزید ضرورت نہیں جو اسے مکمل کرے، کیونکہ یہ کام ایک ہی دفعہ اور پورے طور پر کیا جا چکا ہے۔ نجات نیک کاموں کے ثواب سے نہیں بلکہ فضل سے ملتی ہے (دیکھئے فضل، نجات وغیرہ) لیکن نجات یافتہ شخص کام کر کے خدمت کرے گا اور اپنی محنت سے خداوند کو خوش کر کے مقبول ہوگا۔ اُس کے نیک کام پھل دار ہوں گے (کلسیّوں ۱: ۱۰، قب گلتیوں ۶: ۴؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۷؛ ۲-تیمتھیس ۲: ۲۱ وغیرہ)۔ وہ لوگ جو خدا کی خاطر خاص کاموں کی ذمہ داری لیتے ہیں، وہ اپنے کام کی وجہ سے عزّت حاصل کرتے ہیں (قب ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۳؛ فلپیّوں ۲: ۲۹) لیکن یاد رہے کہ ہم خدا کے لئے کوئی کام نہیں کر سکتے جب تک اُس کا فضل ہمیں اس کے لئے تیار اور آمادہ نہ کرے (افسیوں ۲: ۱۰؛ ۳: ۲۰؛ فلپیّوں ۲: ۱۳؛ کلسیّوں ۱: ۲۹)۔ "ایمان کا کام" اور "محبت کی محنت" ایسی ہی ہے (۱-تھسلنیکیوں ۱: ۳؛ قب ۲-تھسلنیکیوں ۱: ۱۱)۔

۳- خُداوند مسیح کے کام اور اُن کی اُلوہیّت

یوحنّا بپتسمہ دینے والے کے سوال کے جواب میں خداوند یسوع نے اپنے کاموں سے ظاہر کیا کہ وہ المسیح اور خدا کے بیٹے ہیں (متی ۱۱: ۲-۵)۔ انجیل نویس یوحنّا کا خداوند یسوع کے کاموں کو قلمبند کرنے کا مدعا یہی تھا کہ لوگ ایمان لائیں "کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے" (یوحنّا ۲۰: ۳۰، ۳۱)۔ اکثر خداوند مسیح نے اپنے کاموں کی طرف اشارہ کر کے ثابت کیا کہ اُنہیں باپ نے بھیجا ہے (یوحنّا ۵: ۳۶؛ ۱۰: ۳۷، ۳۸) کیونکہ یہ خدا ہی کے کام تھے (یوحنّا ۹: ۳، ۴)۔ ہمارے ایمان کے لئے یہ کافی ہے کہ ہم یسوع کے کاموں میں اُن کا اور باپ کا ایک خصوصی تعلق دیکھیں (یوحنّا ۱۰: ۳۸؛ ۱۴: ۱۰، ۱۱)۔ اُن پر کُفر کا الزام اسی وجہ سے لگایا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے کاموں کو خدا کے کاموں کے برابر کہا اور یوں اپنے کو خدا ثابت کیا (یوحنّا ۵: ۱۷-۲۳)۔ ان کی موت نے ان کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا (یوحنّا ۱۷: ۴؛ ۱۹: ۳۰)۔

۴- ایماندار کی زندگی میں کام کا مقام

ایماندار اپنے کاموں (اعمال) سے ثابت کرتا ہے کہ خدا اُس میں کام کر رہا ہے (متی ۵: ۱۶؛ یوحنّا ۶: ۲۸؛ ۱۴: ۱۲)۔ اُس کے برعکس وہ شخص جس میں ایمان نہیں اپنے بُرے کاموں سے ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا سے منحرف ہے (یوحنّا ۳: ۱۹؛ کلسیّوں ۱: ۲۱، ۲۲؛ افسیوں ۵: ۱۱؛ ۲-پطرس ۲: ۸ وغیرہ)۔ نیک اعمال زندہ ایمان کی شہادت ہیں۔ یعقوب رسول اُن لوگوں کو بڑی تاکید سے جواب دیتا ہے جو اعمال کے بغیر ایمان سے نجات کے دعویدار ہیں (یعقوب ۲: ۱۴-۲۶)۔ یعقوب پولس رسول کا ہم خیال ہے۔ پولس بار بار کاموں (اعمال) کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ یعنی صرف ایمان سے مسیح میں نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد ہمارے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ ہم ایسے کام کریں جو اس نئی زندگی کے شایانِ شان ہوں (افسیوں ۲: ۸-۱۰؛ ۱-کرنتھیوں ۶: ۹-۱۱؛ گلتیوں ۵: ۱۶-۲۶ وغیرہ)۔ پولس رسول اُن کاموں کو رد کرتا ہے جو اس ارادہ سے کئے جائیں کہ وہ ثواب کمائیں گے اور گناہ کے جُرم سے خلاصی دلوائیں گے (رومیوں ۴: ۱-۵؛ افسیوں ۲: ۸، ۹؛ ططس ۳: ۵) کیونکہ نجات فضل سے ہے اور چاہے کسی کے کتنے نیک کام کیوں نہ ہوں وہ نجات نہیں دلا سکتے۔ غیر قوموں کے نیک کام بے سُود ہیں کیونکہ یہ جسمانی کوشش پر بھروسہ کرتے ہیں نہ کہ خدا کے فضل پر (رومیوں ۸: ۷، ۸)۔

کامل۔ کاملیّت:- بائبل میں کاملیّت سے مُراد وہ حالت ہے جسے ہر لحاظ سے سالمیّت کہا جا سکتا

ہے۔ یہ ایسی حالت ہے جس میں سے ہر قسم کی کمزوری، کمی اور نقص دُور کر دیا گیا ہو۔

عہدِ عتیق میں اس خیال کو دو عبرانی مصدر "ش ل م" (اس سے اردو لفظ سالم بنا) اور "ت م م" (اس سے اردو لفظ تمام بنا) ظاہر کرتے ہیں (اسم صفت شالیم salem) کے اِس اصل مطلب کے لئے دیکھئے استثنا ۲۵: ۱۵؛ ۲۷: ۶ اور تامیم tamim کے لئے احبار ۳: ۹؛ ۲۳: ۱۵)۔ نئے عہد نامہ میں اسم صفت تلیوس teleios ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ اس کے اسم تلیوتیس teleiotes کے لئے دیکھئے کلسیوں ۳: ۱۴؛ عبرانیوں ۶: ۱۔ یہ لفظ تلوس telos سے مشتق ہے جس کے معنی کسی مناسب یا مقررہ منزل یا مقصد تک پہنچنا ہیں۔ اس کے مترادف فعل تلیوو teleioo (یہ اِن معنوں میں ۱۶ مرتبہ استعمال ہوا ہے) کا مطلب اِسی قسم کی حالت میں لانا ہے۔ عام یونانی میں تلیوس (teleios) کا مطلب (۱) بالغ اور بچہ کے مقابلہ میں بالغ اور پوری طرح جوان، اور (۲) اسراری مذہب میں یہ اس شخص کے سلسلے میں استعمال ہوتا رہا جو پورا ممبر بنا ہو۔ اوّل الذکر معنوں پر ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۲۰؛ افسیوں ۴: ۱۳؛ عبرانیوں ۵: ۱۴ (مقابلہ کیجئے ۶: ۱) میں کافی روشنی پڑتی ہے جب کہ موخر الذکر پر ۱۔کرنتھیوں ۲: ۶ اور غالباً فلپیوں ۳: ۱۵؛ کلسیوں ۱: ۲۸ ہیں۔ انہی معنوں کے دو مزید اسم صفت ہیں: پہلا ارتیوس artios (۲۔تیمتھیس ۳: ۱۷) جو ایک شخص پر عائد ذمہ داریوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت اور آمادگی کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرا ہولوکلیروس holokleros ہے (یعقوب ۱: ۴؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۳) جس کے معنی کل، مکمل، جسے نقصان نہ پہنچا ہو، سالم اور بے الزام ہیں۔ نئے عہد نامہ میں فعل کاترتضو katartizo سات مرتبہ استعمال ہوا جس کے معنی مکمل یا تربیت یا نقص دُور کرنے کے وسیلے سے درست کرنا یا صحیح حالت میں لانا ہیں۔

کاملیت، نسبتی اصطلاح ہے جس کا مطلب مقررہ ہدف تک پہنچنا یا کسی معیاری حالت سے لطف اندوز ہونا ہے۔ لیکن یہ ہدف یا حالت مختلف معاملات میں مختلف ہوتی ہے۔ بائبل مُقدّس کاملیت کو تین مختلف صورتوں میں پیش کرتی ہے:

۱۔ خُدا کی کاملیت

کلامِ مُقدّس میں خدا (متّی ۵: ۴۸)، اُس کے کاموں (استثنا ۳۲: ۸)، اُس کی راہوں (۲۔سموئیل ۲۲: ۳۱ = زبور ۱۸: ۳۰) اور اُس کی شریعت کو (زبور ۱۹: ۷؛ یعقوب ۱: ۲۵) کامل بیان کیا گیا ہے۔ اِن تمام حوالوں میں اُس کے اخلاقی جلال کا اظہار پیشِ نظر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا اپنے قول و فعل میں نقائص سے قطعاً مبرّا و پاک ہے اور تمام حمد و ستائش کا سزاوار ہے۔ متّی ۵: ۴۸ میں مسیح خداوند آسمانی باپ کی اِس کاملیت کو نمونہ ٹھہراتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو اُس پر چلنے کی تاکید کرتے ہیں۔

۲۔ مسیح کی کاملیت

عبرانیوں کے خط کا مُصنف مسیح خداوند کی کاملیت کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خدا نے اُسے "دُکھوں کے ذریعہ سے کامل" کیا (عبرانیوں ۲: ۱۰)۔ اس حوالہ میں خدا کے مجسّم بیٹے مسیح کے کسی آزمائشی دور کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کا کہ آزمائش کے زور اور فرمانبرداری کی بھاری قیمت کو تجربہ سے جان لینے سے وہ سردار کاہن کے عہدے کے اہل ٹھہرے (عبرانیوں ۵: ۷-۱۰ مقابلہ کیجئے ۷: ۲۸)۔ بطور سردار کاہن وہ "گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گذران کر" (عبرانیوں ۱۰: ۱۲) "اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث" ہوتے (عبرانیوں ۵: ۹)۔ اب ایماندار مسیح کی شفاعت کے باعث ہر وقت خدا کے حضور جا سکتے (عبرانیوں ۷: ۲۵؛ ۱۰: ۱۹ مابعد) اور مسیح انہیں ان کی آزمائشوں میں تسلّی اور مدد دے سکتے ہیں (عبرانیوں ۴: ۱۴ مابعد)۔ یہ آزمائش کا ذاتی تجربہ ہی تھا جس نے اُنہیں اِس بعد کی خدمت کو انجام دینے کے قابل بنا دیا (عبرانیوں ۲: ۱۷-۱۸؛ ۵: ۲، ۷ مابعد)۔

۳۔ انسان کی کاملیت

اس کاملیت کا ذکر (ا) انسان کے ساتھ خدا کے عہدی تعلق اور (ب) اُس کے انسان میں فضل کے کام کے سلسلے میں ہوا۔

ا۔ انسان کے ساتھ خدا کا عہدی تعلق

بائبل مُقدّس انسان کی خدا کے ساتھ عہدی تعلق میں کاملیت کو بیان کرتی ہے۔ یہ وہ کاملیت ہے جس کی پرانا عہد نامہ خدا کی اُمّت سے تقاضا کرتا ہے (پیدائش ۱۷: ۱؛ استثنا ۱۸: ۱۳)۔ یہی کاملیت اس ایمان دار سے منسوب ہوتی ہے جو اپنے پُر فضل خدا کی مرضی پر کامل وفاداری، سنجیدگی اور پورے دل سے چلتا ہے (نوح پیدائش ۶: ۹؛ آسا ۱۔سلاطین ۱۵: ۱۴؛ ایوب، ایوب ۱: ۱)۔ یہ سرگرم عمل ایمان ہے جو سنجیدہ پرستش اور خدمت کے ذریعہ خدا کے ساتھ درست تعلق کو قائم رکھتا ہے۔ اس کاملیت کا تعلق بنیادی طور پر دل سے ہے (۱۔سلاطین ۸: ۶۱؛ ۲۔سلاطین ۲۰: ۳؛ ۱۔تواریخ ۲۹: ۹)۔ اگر دل کامل نہیں تو خدا کے حکم کی ظاہرا فرمانبرداری کافی نہیں (۲۔تواریخ ۲۵: ۲)۔ کاملیت کا راستبازی کے ساتھ جو اس کا فطری ظاہری اظہار ہے تعلق بار بار دکھایا گیا ہے (ایوب ۱: ۱، ۸؛ ۲: ۳؛ زبور ۳۷: ۳۷؛ امثال ۲: ۲۱)۔ متّی ۱۹: ۲۱ میں تلیوس

teleios اگرچہ منفی صورت (یعنی "کسی بات کی کمی نہیں") کو پیش کرتا ہے تو بھی اپنے میں مثبت یعنی سچے طور پر خدا کے عہد میں قائم ہونے کے معنی لئے ہوئے ہے۔

بائبل مُقدّس یہ بھی بیان کرتی ہے کہ خدا نے انسان کے ساتھ اپنے عہدی تعلق کو بھی کامل کیا ہے۔ عبرانیوں کے خط کا مُصنف جس کامل کرنے کو بیان کر رہا ہے وہ انسان کی مسیح کے وسیلہ سے کاملیت ہے۔ ایک عالم عبرانیوں کے خط کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انسانوں کا کامل کیا جانا ان کی عہدی حالت سے متعلق ہے.... کامل کرنے کا مطلب لوگوں کو خداوند کے پرستاروں کے صحیح عہدی رشتے اور اس کی پوری رفاقت میں لانا ہے"۔ خدا نے یہ اس طرح کیا کہ اُس نے پرانے عہد، کہانت، خیمۂ اجتماع اور قربانیوں کی جگہ ایک بہتر چیز مہیا کی۔ عبرانیوں کے خط میں پرانے عہد کا مطلب، موسوی طریقے سے خدا اور اسکے لوگوں کے درمیان زندہ رفاقت قائم کرنا ہے۔ لیکن مصنّف کہتا ہے کہ یہ طریقہ انہیں کامل نہیں بنا سکتا، کیونکہ وہ تمام گناہوں کے معاف کئے جانے کی پوری پوری یقین دہانی نہیں کرا سکتا (عبرانیوں ۷: ۱۱، ۱۸؛ ۹: ۹؛ ۱۰: ۱-۴)۔ لیکن نئے عہد میں خداوند مسیح کے خود کو ایک ہی بار قربان کرنے کی بنیاد پر ایمان داروں کو خدا یقین دلاتا ہے کہ وہ ان کے گناہ پھر یاد نہ کریگا (عبرانیوں ۱۰: ۱۱-۱۸)۔ یوں وہ ہمیشہ کے لئے کامل کئے گئے ہیں (آیت ۱۴)۔ خدا کے ساتھ رفاقت کی اِس قسم کی کاملیت سے عہدِ عتیق کے مُقدّسین واقف نہیں تھے (۱۱: ۴۰)، گو وہ اب مسیح کے وسیلہ سے اِس رفاقت سے آسمان پر نئے یروشلیم میں لُطف اندوز ہو رہے ہیں (۱۲: ۲۳-۲۴)۔

ب۔ انسان میں خدا کے فضل کے کام

بائبل مُقدّس بیان کرتی ہے کہ خدا ایمان داروں کو مسیح کا ہم شکل بنا کر کامل کرتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ وہ لوگ جو اُس کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں روحانی طفلیت سے نکل کر روحانی بلوغت (کاملیت) کی طرف ترقی کریں جس میں وہ مسیح کے جس کی صورت پر وہ نئے بنتے جاتے ہیں (کلسیوں ۳: ۱۰) پورے قد کو پہنچ جائیں گے۔ انہیں اُس وقت تک ترقی کرتے رہنا ہے جب تک وہ اِن معنوں میں کامل نہیں بن جاتے (مقابلہ کیجئے ۱-پطرس ۲: ۲؛ عبرانیوں ۵: ۱۴؛ ۶: ۱؛ گلتیوں ۳: ۱۴؛ افسیوں ۴: ۱۳؛ کلسیوں ۴: ۱۲)۔ اس خیال کا تعلق جماعت اور فرد دونوں سے ہے۔ کلیسیا کو اجتماعی صورت میں "کامل انسان" بننا ہے (افسیوں ۴: ۱۳ مقابلہ کیجئے ۲: ۱۵؛ گلتیوں ۳: ۲۸) اور ہر ایک مسیحی بھی فرداً فرداً "کامل انسان" بنایا جائے گا (فلپیوں ۳: ۱۲)۔ اِن دونوں صورتوں میں اس خیال کا تعلق مسیح اور آخرت دونوں سے ہے۔ ایمان دار مسیح میں کامل کئے جاتے ہیں (کلسیوں ۱: ۲۸)۔ مسیح کے ساتھ رفاقت میں کامل ہونا اور مسیح کی کامل صورت میں بدلنا ایک الٰہی بخشش ہے جو اُس وقت ہی ملے گی جب مسیح خداوند دوبارہ آئیں گے، کلیسیا مکمل کی جائے گی اور ایمان دار زندہ کئے جائیں گے (مقابلہ کیجئے افسیوں ۴: ۱۲-۱۶؛ فلپیوں ۳: ۱۰-۱۴؛ کلسیوں ۳: ۴؛ ۱-یوحنا ۳: ۲)۔ لیکن دریں اثنا پختہ اور پُرجوش مسیحیوں کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے روحانی بصیرت میں کسی قدر کاملیت حاصل کر لی ہے (فلپیوں ۳: ۱۵ مقابلہ کیجئے آیت ۱۲)، ان کا مسیحی کردار پختہ بن گیا ہے (یعقوب ۱: ۴) اور وہ خدا اور آدمیوں دونوں سے محبت رکھتے ہیں (۱-یوحنا ۴: ۱۲، ۱۷-۱۸)۔

بائبل مُقدّس کہیں بھی کاملیت کا تعلق براہِ راست شریعت سے نہیں جوڑتی اور نہ اُسے "بے گناہی" سے منسوب کرتی ہے۔ قطعی بے گناہی ایک ایسا معیار ہے جس تک مسیحیوں کو پہنچنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے (مقابلہ کیجئے متی ۵: ۴۸؛ ۲-کرنتھیوں ۷: ۱؛ رومیوں ۶: ۱۹)، لیکن جس تک وہ اِس دنیا میں نہیں پہنچ سکتے (یعقوب ۳: ۲؛ ۱-یوحنا ۱: ۸-۲: ۲)۔ بلاشبہ، جب مسیحی جلال میں کامل کئے جائیں گے تو وہ گناہ سے قطعی مبرّا ہوں گے۔ لیکن بائبل کے کاملیت کے خیال کو "بے گناہی" کے مترادف قرار دینا اور یہ کہنا کہ چونکہ بائبل بعض کو کامل بیان کرتی ہے، اس لئے زمین پر کاملیت حاصل کی جا سکتی ہے تعلیم کو توڑ موڑ کر پیش کرنا ہے۔ موجودہ کاملیت، جو بائبل کے مطابق بعض مسیحی حاصل کرتے ہیں وہ بے گناہی نہیں بلکہ پختہ ایمان، خوشی سے معمور صبر اور چھلکتی ہوئی محبت ہے (دیکھئے تقدیس)۔

کان: سُننے کا عضو (عبرانی - اذن قب عربی اُذن)۔

کان روحانی زندگی میں ایک خاص کردار ادا کرتے ہیں۔ کان خدا نے دیئے ہیں (زبور ۹۴: ۹- عبرانی محاورے کے مطابق کان لگائے گئے ہیں جیسے پودا لگاتے ہیں)۔ خدا کان کھولتا ہے (زبور ۴۰: ۶- عبرانی محاورے میں کھودتا ہے)۔ کان کو خدا کی آواز سُننے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے تاکہ اُس کے حکم پر عمل کیا جائے۔ ایسے کانوں کو سُننے کے کان کہا گیا ہے (یسعیاہ ۶: ۱۰؛ متی ۱۱: ۱۵؛ مکاشفہ ۲: ۷)۔ اس لئے کان کھولنے (عبرانی محاورے میں ننگا کرنا۔ قب ایوب ۳۳: ۱۶؛ ۳۶: ۱۰ وغیرہ) سے مراد ہے خدا کا اپنا پیغام ظاہر کرنا (۱-سموئیل ۹: ۱۵۔ یہاں کیتھولک ترجمہ وحی نازل ہونا کیا گیا ہے)۔

نامختون کان وہ ہیں جو خدا کا کلام سن نہیں سکتے اور اُسے حقیر جانتے ہیں (یرمیاہ ۶: ۱۰۔ نیز دیکھئے نامختون ۵)۔

کان بھاری ہونے سے مراد ہے سُن نہ سکنا (یسعیاہ ۶: ۱۰؛ ۵۹: ۱)۔

پرانے عہدنامہ کی ڈور رسوم کافی دلچسپی کی حامل ہیں ۱۔ عبرانی غلام کو ساتویں سال آزاد کر دیا جاتا تھا۔ لیکن اگر وہ آزاد ہونا نہ چاہتا تو اُسے دروازے یا دروازے کی چوکھٹ پر لاکر اُس کے کان سُتاری سے چھید دیتے تھے (خروج ۲۱: ۱-۶)۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ اب وہ ہمیشہ کے لئے غلام رہے گا۔ غالباً اُس کے کان کے چھید میں کُنڈل ڈال دیا جاتا ہوگا۔ اُردو میں غلام کو حلقہ بگوش بھی کہتے ہیں۔

۲۔ دوسری رسم میں قربانی کے خون کو کاہن کے دہنے کان کی لو پر اور دہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور دہنے پاؤں کے انگوٹھے پر لگایا جاتا تھا۔ غالباً اس سے یہ مُراد تھی کہ اب کاہن کا سُننا، کام کرنا اور چلنا خدا کے لئے مخصوص ہوگیا ہے (احبار ۸: ۲۲، ۲۳)۔

کانٹا:۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۷

کانٹوں کا تاج:۔ دیکھئے تاج۔

کانٹے:۔ دیکھئے نباتات بائبل ۳۶

کانچ:۔ (کیتھولک ترجمہ میں شیشہ)۔ یہ لفظ بائبل میں صرف ایک جگہ استعمال ہوا ہے (ایوب ۲۸: ۱۷)۔ یہ شیشے کی ایک قسم ہے اور پرانے زمانے میں سونے کی طرح قیمتی تصور کیا جاتا تھا۔ شیشے کا ذکر کتابِ مُقدّس میں بہت کم ہوا ہے (لفظ شیشہ صرف مکاشفہ ۴: ۶؛ ۱۵: ۲ اور ۲۱: ۱۸ میں ہے)۔ اگرچہ اس کی ایجاد صدیوں پہلے ہو چکی تھی تو بھی رومی عہد تک یہ عام استعمال میں نہیں تھا۔ اسے صرف امیر لوگ بطور سامانِ آرائش استعمال کرتے تھے۔

شیشہ غالباً فینیکی لوگوں کی ایجاد تھی۔ استثنا ۳۳: ۱۹ میں لکھا ہے کہ زبولون اور اشکار کے قبیلے ریت کے چھپے ہوئے خزانوں سے بہرہ ور ہوں گے۔ شیشہ ریت سے تیار ہوتا ہے اور یہ دو قبیلے فینیکیوں کے قریب رہتے تھے۔ اس لئے شائد یہ شیشے کی صنعت کی طرف اشارہ ہے۔

ایک روایت کے مطابق سلیمان بادشاہ کے محل میں ایک فرش شیشے کا تھا جس کو ملکہ صبا بلقیس نے پانی سمجھا تھا (قرآن النمل ۲۷: ۴۴)۔ نیز دیکھئے آئینہ۔ بلّور۔

کانیں۔ کان کنی:۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل۔

کاہن۔ کہانت:۔ انگریزی لفظ "پریسٹ" priest جس کا ترجمہ کاہن ہے یونانی لفظ پریسبٹروس presbyteros سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب بزرگ ہے اور کاہن کے مشورہ دینے کے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ کاہن کے لئے نئے عہدنامہ میں لفظ ھیئرِوس hiereus آیا ہے۔ اس کا تعلق ھیئروس hieros سے ہے جس کا مطلب "پاک" ہے۔ اس سے مراد وہ مخصوص شدہ شخص ہے جو پاک کاموں میں مصروف ہو۔

ہمیں عبرانی لفظ کوھین kohen = کاہن) کے اشتقاق کا علم نہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں اس کا مطلب "غیب بین" اور ایسا شخص تھا جس کا تعلق الٰہی باتوں سے ہو۔ لیکن جن معنوں میں یہ لفظ بائبل میں مستعمل ہے، اِس کا مصدر اُس پر زیادہ روشنی نہیں ڈالتا۔ بائبل کے عملی مطالعہ کے لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ "کاہن" بائبل کے مذہب کا (متی ۸: ۴؛ ۱-پطرس ۲: ۵، ۹) یا کسی اور مذہب کا خادم ہے (پیدائش ۴۱: ۴۵؛ اعمال ۱۴: ۱۳)۔

اسرائیل میں باضابطہ کہانت کا آغاز خروج کے وقت شروع ہوا۔ بزرگوں کے زمانہ میں خاندان کا سربراہ ہی قربانیاں گذرانتا، شفاعتی دعائیں کرتا اور دیگر مذہبی فرائض ادا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصریوں (پیدائش ۴۷: ۲۲، ۲۶) اور ملک صدق کی مانند (پیدائش ۱۴: ۱۸-۲۰) اسرائیل میں کہانت کا کوئی خاص اور علیحدہ منصب نہیں تھا۔ خروج ابواب ۲۸، ۲۹ اور احبار باب ۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاہنوں کے سلسلے کا آغاز ہارون اور اس کے خاندان سے ہوا، اور گنتی باب ۳ کے مطابق لاوی کے قبیلہ کو کاہنوں کے قبیلے کے طور پر چُنا گیا (مزید دیکھئے خروج ۳۲: ۲۶-۲۹؛ گنتی ۸: ۱۶ مابعد)۔

کاہن اور لاوی

اس موضوع پر غور و فکر کرتے وقت ضروری ہے کہ ہم بائبل میں پیش کردہ کاہن اور کہانت کے بارے میں خیال کے الٰہیاتی، عبادتی اور اخلاقی مقاصد کو پیشِ نظر رکھیں۔

مسیح کی کہانت

عبرانیوں کے خط کا بڑا مضمون مسیح کی کہانت ہے۔ "ہمارا نجات دہندہ اپنی پستی اور سرفرازی دونوں میں نبی، کاہن اور بادشاہ کے فرائض انجام دیتا ہے" (ویسٹ منسٹر مختصر کاٹی کزم)۔ ان فرائض اور بالخصوص کہانت کے کام میں ہمیں سختی سے امتیاز نہیں کرنا چاہیئے، تاہم ان تینوں کاموں میں جو فرق ہے وہ بائبل کے سمجھنے میں بڑا مفید اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

مسیح خداوند ان تینوں عہدوں پر فائز ہیں اور یہ ایک بہت اہم بات ہے۔ ہارونی سلسلۂ کہانت کے مقرر کئے جانے کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی شخص بھی باضابطہ کہانت کے لئے مخصوص ہوئے بغیر مقررہ رسمی قربانیوں کو نہیں گذران سکتا تھا۔ قورح نے بغاوت کی اور کہانت کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا (گنتی ۱۶: ۸-۹) لیکن خدا نے اُسے سزا دی حالانکہ وہ لاوی کے قبیلہ سے تھا۔ ساؤل بادشاہ کو بھی اسی قسم کی مداخلت کی وجہ سے تنبیہ کی گئی (۱-سموئیل ۱۳: ۸ مابعد) اور خدا نے عزیاہ بادشاہ کو اسی جرم میں کوڑھ سے مارا (۲-تواریخ ۲۶: ۱۶ مابعد)۔

کاہن اور نبی کا منصب ایک ہی شخص کو مل سکتا تھا (یوحنا ۱۱: ۴۹-۵۲)۔ یرمیاہ نبی کاہنوں کے خاندان سے تھا (یرمیاہ ۱:۱)۔ اسی طرح بادشاہ اور نبی کا منصب بھی ایک ہو سکتا تھا (اعمال ۲: ۲۹-۳۱)، لیکن داؤد کی شاہی نسل یہوداہ کے قبیلے سے تھی، اس لئے لاویوں کے قانون کے مطابق داؤد کی نسل سے کوئی بھی کاہن نہیں ہو سکتا تھا۔

نیا عہد نامہ بڑی صفائی سے بیان کرتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح "داؤد کے گھرانے اور اولاد" سے تھے (لوقا ۲: ۴-۵ مقابلہ کیجئے مرقس ۱۱: ۱۰؛ متی ۲۱: ۹)۔ پس وہ کس طرح کاہن ہو سکتے ہیں؟ عبرانیوں کے خط کا مصنف اس کا کتاب مقدس میں سے جواب ملک صدق کے طریقہ کی کہانت میں دیکھتا ہے (عبرانیوں ۶: ۲۰؛ ۷: ۱-۱۷) جو ابرہام سے بزرگ اور بادشاہ اور کاہن دونوں تھا۔ اس سے زکریاہ نبی کی پیشینگوئی پر بھی روشنی پڑتی ہے (۶: ۱۳) کہ "شاخ" (مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۴: ۲؛ یرمیاہ ۲۳: ۵-۶) ہی وہ کاہن ہے جو تخت نشین ہوگا۔

مسیح کا کفارہ

خداوند یسوع مسیح کا کفارہ ان کی موت سے پہلے ویسے ہی مؤثر تھا جیسے کہ بعد میں۔ مسیح کا سردار کاہن کا عہدہ اُن کے تجسم سے شروع نہیں ہوتا۔ داؤد اس حقیقت سے آگاہ تھا کہ مسیح اختیارِ کل رکھنے کے علاوہ (زبور ۱۱۰: ۱) سردار کاہن بھی ہونگے (۱۱۰: ۴)۔ خدا نے گناہ میں گری ہوئی انسانیت کے سلسلے میں اُن کی کہانت کو شروع ہی سے قائم کیا ہوا تھا اور خدا کے برگزیدہ لوگ ہر زمانہ میں اس سے فیضیاب ہوتے رہے۔ بائبل مقدس مسیح کے نبی، کاہن اور بادشاہ ہونے کو اس طور سے پیش کرتی ہے کہ وہ ساری کائنات پر پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے ہمارے نجات دہندہ کے طور پر کام کا نہ شروع ہے نہ آخر۔

مسیح کی کاہن کی خدمت

یسوع مسیح کی کہانت کا عبرانیوں ۱: ۳ میں ان الفاظ میں تعارف کرایا گیا ہے: "وہ گناہوں کو دھو کر ..." بلاشبہ یہ اُن کی صلیبی موت کی طرف اشارہ ہے اور ان کی کفارہ بخش قربانی پر روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن قربانی کا یہ عمل ہارونی قربانیوں کی طرح محض نشان ہی نہیں تھا بلکہ فی الحقیقت لامحدود قدر و قیمت کا حامل تھا۔ "جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے" (۲: ۹)۔

مسیح کی کہانت کسی لحاظ سے بھی ہارونی کہانت کے سلسلہ کے خلاف نہیں تھی۔ اُس نے اُس کے نجات کے تمام تقاضوں کو پورا کیا۔ لیکن مسیح کی کہانت نے اس چیز کی اصل پیش کی جس کا ہارونی کہانت محض سایہ (کلسیوں ۲: ۱۷؛ عبرانیوں ۸: ۵) اور علامت ہے۔

جن باتوں کے باعث مسیح کی کہانت کامل اور یہ ہارونی کہانت سے بڑھ کر ہے (عبرانیوں ابواب ۵-۱۰)، ان کی تفصیل یہاں بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ ہم یہاں صرف اُن نکات کو بیان کرتے ہیں جو غلط فہمی کا باعث بنتے ہیں۔

خیمۂ اجتماع

جس خیمۂ اجتماع کے مسیح سردار کاہن ہیں وہ خدا کے برگزیدوں کی نجات کے تمام کائناتی منظر کو پیش کرتا ہے۔ یہ خدا کی نجات کی تجویز کا وہ نمونہ تھا جو موسیٰ نے دیکھا تھا (عبرانیوں ۸: ۵)۔ اس میں آسمان اور زمین کا تمام روحانی اور عارضی ساز و سامان شامل ہے۔ مسیح کی صلیب وہ مذبح ہے جس پر انہوں نے خود کو قربان کر دیا۔ جب مسیح نے اپنی جان صلیب پر دی تو کفارہ ہمیشہ کے لئے (عبرانیوں ۷: ۲۷؛ ۹: ۲۶) مکمل (یوحنا ۱۹: ۳۰) ہو گیا اور اُس میں کوئی بات ایسی نہیں رہ گئی جس کا خدا یا انسان اضافہ کر سکے۔ رومیوں ۴: ۲۵ کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ مسیح کی قیامت نے ہمیں راستباز ٹھہرانے کے لئے کچھ اضافہ کیا بلکہ یہ کہ ہمارے گناہوں کی خاطر مرنے سے انہوں نے جس راستبازی کو مکمل طور پر پورا کیا اُس کے باعث انہیں مُردوں میں سے جلایا گیا۔ اُن کی قیامت کفّارہ میں کچھ اضافہ نہیں کرتی بلکہ یہ ثابت کرتی ہے کہ اُن کی موت فتح تھی۔

کفّارہ کے دن (احبار باب ۱۶) سردار کاہن کو بار بار اس پردے میں سے ہو کر اندر اور باہر آنا جانا پڑتا تھا جو پاک مقام کو پاک ترین مقام سے جدا کرتا تھا۔ اس سے پاک رُوح یہ ظاہر کرتا ہے (عبرانیوں ۹: ۸-۹) کہ اب تک خدا کی حضوری میں پہنچنے کا راستہ صاف نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن جب مسیح کا بدن صلیب پر توڑا گیا تو یہ پردہ پھٹ گیا (عبرانیوں ۱۰: ۱۹-۲۲) اور خدا کی حضوری میں جانے کا راستہ صاف ہو جاتا ہے (متّی ۲۷: ۵۱؛ مرقس ۱۵: ۳۸؛ لوقا ۲۳: ۴۵)۔

یہ خیال کہ مسیح خدا کا کفّارہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہُوا جب تک کہ انہوں نے آسمانی مَقدِس میں اپنا خون پیش نہ کیا، کلام کے قطعی خلاف ہے۔ کفّارہ خدا باپ کی عین حضوری میں ہی صلیب پر پُورا ہُوا۔ اب مَقدِس میں جانے کا راستہ پورے طور پر کھل گیا ہے۔ پردہ اوپر سے لے کر نیچے تک پھٹ چکا ہے اور اب وہ "رحم گاہ" کو چھپائے ہوئے نہیں ہے۔

بے شک یہ درست ہے کہ ایک مرتبہ پردہ کے متعلق ایسے بتایا گیا ہے (عبرانیوں ۶: ۱۸-۲۰؛ مزید دیکھئے ۴: ۱۴) گویا کہ وہ ہمارے راستے میں اب بھی حائل ہے، لیکن یہ ایک دوسری تشبیہ ہے۔ عبرانیوں ۶: ۱۸-۲۰ میں یہ "رحم گاہ" نہیں ہے جو چھپی ہوئی ہے بلکہ وہ اُمید جو ہمارے سامنے ہے یعنی "وہ بادشاہی جو ہلنے کی نہیں" (عبرانیوں ۱۲: ۲۶-۲۹)۔

مسیح کی شفاعت

عبرانیوں ۷: ۲۵ اور رومیوں ۸: ۳۸ (مقابلہ کیجئے رومیوں ۸: ۲۶، ۲۷ میں پاک رُوح کی شفاعت کے ساتھ) میں مسیح کی موجودہ شفاعت کے متعلق بتایا گیا ہے۔ لیکن کلام پاک میں اس بات کا کہیں اشارہ نہیں ملتا کہ مسیح کا کفّارہ نامکمل ہے یا ابھی تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ ۱-یوحنّا ۲: ۱ میں لفظ "مددگار" کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارا معاملہ مکمل طور پر طے نہیں ہُوا۔ "خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کرے گا؟" (رومیوں ۸: ۳۳)۔ شیطان الزام تو لگاتا ہے لیکن عدالت میں اِس کا کوئی موقف نہیں۔ معاملہ طے ہو چکا ہے اور فیصلہ دیا جا چکا ہے اور ہم مسیح میں راستباز ٹھہرائے جا چکے ہیں۔ اب ہمارا "مددگار" اور سردار کاہن ہمیں مشورہ دیتا اور ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

عبرانیوں کے خط میں جو مختلف کہانتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے وہ عہدِ عتیق کے مذہب اور موجودہ مسیحیت میں نہیں ہے۔ یہ مقابلہ یہودیت کی ظاہری شکل اور مسیح میں حقیقت کے ساتھ ہے۔ اگر مسیح کلیسیا کا مرکز نہیں ہے تو وہی بات جو یہودیت پر صادق آتی ہے کلیسیا کی ظاہری شکل پر بھی صادق آئے گی۔

ایمانداروں کی کہانت

ایمانداروں کی کہانت کو ہم مختصر بیان کرتے ہیں۔ ہماری کلیسیائی رسومات پرانے عہدنامہ کی رسومات سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اگر مسیح کے کفّارہ پر حقیقی ایمان رکھتے ہوئے انہیں ادا نہ کیا جائے تو وہ سایہ کی مانند بے وقعت ہیں اور اُن سے صرف ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ "بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے" (عبرانیوں ۹: ۱۳)۔ کوئی شخص بھی کسی زمانہ میں مسیح کے کفّارہ سے زیادہ نہیں کر سکتا۔ "ان میں سے کوئی کسی طرح اپنے بھائی کا فدیہ نہیں دے سکتا۔ نہ خدا کو اس کا معاوضہ دے سکتا ہے" (زبور ۴۹: ۷)۔ تمام ایماندار تمام زمانوں میں جب تک فانی انسان موجود رہے گا "شاہی کاہنوں کا فرقہ" رہیں گے (خروج ۱۹: ۶؛ ۱-پطرس ۲: ۵، ۹؛ مکاشفہ ۲۰: ۶)۔ پولس رومیوں ۱۵: ۱۶؛ فلپیوں ۲: ۱۷؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۶ میں کاہنوں کی رسموں کے نشانات کو اپنی خدمت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہم اس وقت مسیح کے ساتھ بادشاہی نہیں کرتے یعنی ہم بادشاہ نہیں ہیں، جب تک کہ مسیح بادشاہی کرنے کے لئے واپس نہیں آتے (متّی ۱۹: ۲۸؛ لوقا ۲۲: ۱۸، ۲۸-۳۰ مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۴: ۸) لیکن ہم کاہن ہیں کیونکہ خدا کا کلام لوگوں کے پاس لے کر جاتے اور انہیں مسیح کے پاس لاتے ہیں۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ ایمانداروں کا کہانت کا کام مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں بھی جاری رہے گا (مکاشفہ ۲۰: ۶) لیکن جب نئی زمین اور نیا آسمان ظہور پذیر ہوگا (مکاشفہ ۲۱: ۱، ۴؛ ۲۲: ۵) اور تمام فانی اشیاء ختم ہو جائیں گی اور گناہ مکمل طور پر مٹ جائے گا تو یہ کام بھی نہ رہے گا۔ سفید تختِ عدالت کے بعد ایمانداروں کی کہانت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ "آج نجات کا دن ہے" (عبرانیوں ۳: ۱۳)۔

کائفا۔ قیافا:۔ انطاکس اپفنیس کے ہیکل کو ناپاک کرنے سے (۱۶۸ ق۔م) ۶۶ ق۔م تک جب رومیوں نے عنانِ حکومت سنبھالی، سردار کاہن کا عہدہ ایک سیاسی عہدہ بن گیا تھا۔ اگرچہ اس عہدہ پر مقرر کئے گئے

شخص ہارون کی اولاد تو تھے لیکن اُن کو دینوی نکتۂ نظر کے تحت مقرر کیا جاتا تھا۔ سن ۶۶ ق م سے رومی حاکموں نے نہ صرف سرکاری افسروں کو خود مقرر کیا بلکہ سردار کاہن کو بھی خود چنا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اس عہدہ کی روحانیت زائل ہوگئی۔ کائفا کا سسر حنّا (یوحنّا ۱۸ : ۱۳) جو ۷ عیسوی سے ۱۴ عیسوی تک سردار کاہن رہا، اسے بھی رومی حاکم نے مقرر کیا (لوقا ۳ : ۲)۔ اُس کے تین بیٹے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے سردار کاہن رہے لیکن کائفا اس عہدہ پر ۱۸ سے ۳۶ عیسوی تک فائز رہا۔ اس کے دوران حنّا اعزازی طور پر سردار کاہن کہلاتا رہا۔ جب خداوند یسوع نے لعزر کو مُردوں میں سے جلایا (یوحنّا ۱۱) تو بہت سے یہودی اُن پر ایمان لائے (یوحنّا ۱۱ : ۴۵، ۴۶) لیکن بعض نے حسد کی وجہ سے اس بات کو فریسیوں تک پہنچایا اور انہوں نے سردار کاہنوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ صلاح کر کے فیصلہ کیا کہ یسوع کے اس قسم کے کاموں کی وجہ سے اُن کی آزادی خطرے میں پڑ جائے گی اور رومی ساری یہودی قوم کو تباہ کر دینگے۔ اس پر کائفا نے اُنہیں مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ قوم کے لئے ایک شخص مارا جائے بہ نسبت اس کے کہ پوری قوم ہلاک ہو (یوحنّا ۱۱ : ۴۱-۵۳)۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد جب خداوند یسوع کو گرفتار کیا گیا تو انہیں پہلے حنّا کے پاس لے گئے جہاں مقدمہ کا کھیل کھیلا گیا (یوحنّا ۱۸ : ۱۲-۲۳) اور پھر انہیں باندھ کر کائفا کے پاس بھیجا جہاں مقدمہ جاری رہا (یوحنّا ۱۸ : ۲۴-۲۷)۔ اس کے بعد یسوع کو پیلاطس کے سامنے پیش کیا گیا کیونکہ قانونی طور پر یہودی سزائے موت نہیں دے سکتے تھے۔

کبار :- ایک دریا یا نہر جس کے کنارے حزقی ایل نے رویا دیکھی (حزقی ایل ۱ : ۱، ۳؛ ۳ : ۲۳؛ ۱۰ : ۱۵، ۲۰، ۲۲؛ ۴۳ : ۳)۔ یہ کسدیوں (کلدانیوں) کے ملک میں (حزقی ایل ۱ : ۳) تل ابیب میں (حزقی ایل ۳ : ۱۵) تھا۔

کُبڑا :- وہ شخص جس کی کمر جھکی ہو۔ اس کے لئے عبرانی لفظ گبن ہے۔ اس کے مادہ میں خم دار کا مفہوم ہے۔ احبار ۲۱ : ۲۰ کے مطابق کُبڑا پن اُن بارہ عیبوں میں سے ایک ہے جن کے باعث کوئی ہارون کی اولاد ہوتے ہوئے بھی خدا کے حضور قربانی نہیں گزران سکتا تھا۔ لیکن وہ نہایت مقدس اور پاک دونوں طرح کی روٹی کھا سکتا تھا (احبار ۲۱ : ۲۲)۔

کبوتر :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۶

کبوتر کی بیٹ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۳

کبول - کابول :- (عبرانی = نکما، ناکارہ)۔ ۱- زبولون کی حد پر آشر کا ایک شہر۔ یہ اب بھی آباد ہے (یشوع ۱۹ : ۲۷)۔
۲- شمالی گلیل میں ایک علاقہ۔ سلیمان نے یہاں کے شہر صور کے بادشاہ حیرام کو دیئے پر اُسے یہ پسند نہ آئے اس لئے اس نے اُن کو یہ نام دیا (۱- سلاطین ۹ : ۱۳)۔ ۲- تواریخ ۸ : ۲ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیرام (حورام) نے انہیں سلیمان کو واپس کر دیا اور سلیمان نے انہیں دوبارہ تعمیر کر کے ان میں اسرائیلیوں کو بسایا۔

کبّون :- یہوداہ کا ایک شہر عجلون کے قریب (یشوع ۱۵ : ۴۰)۔

کپاس :- لفظ کپاس بائبل میں نہیں آتا۔ لیکن آستر ۱ : ۶ میں عبرانی میں لفظ کرپاس آتا ہے جس کا ترجمہ سبز کیا گیا۔ اب علماء کا خیال ہے کہ یہ اصل میں کپاس یعنی "روئی کا کپڑا" ہے اور کہ عبرانی لفظ سنسکرت سے لیا گیا ہے۔ سنسکرت میں لفظ کرپاس ہی ہے جس کا مُترادف کپاس ہے۔ دیکھئے سبز

کپدکیہ - کپادوکیہ :- ★ ایشیائے کوچک کے وسط میں مشرق کی طرف ایک علاقہ جو اپنی اچھی چراگاہوں اور عمدہ اناج کے لئے مشہور تھا۔ اس کا اہم شہر قیصریہ تھا۔ پنتکُست کے دن کپدکیہ کے لوگ بھی یروشلیم میں حاضر تھے (اعمال ۲ : ۹)۔ پولس رسول نے اس جگہ کا دورہ نہیں کیا تھا۔ پطرس رسول کے پہلے خط کے پڑھنے والوں میں کپدکیہ کے مسیحی بھی تھے (۱- پطرس ۱ : ۱)۔

کُپرس - قبرس :- (یونانی = تانبا)۔ بحیرۂ روم کے مشرقی حصہ میں ایک جزیرہ جو شام کے بالمقابل ہے۔ یہ ۱۴۸ میل لمبا اور تقریباً ۴۰ میل چوڑا ہے۔ اس میں تانبے کا کافی ذخیرہ ہے اور یہی اس کی وجۂ تسمیہ ہے۔ قبل از مسیح یہاں یہودیوں کی بستی تھی جو بعد میں ایک مسیحی کلیسیا کا مرکز بنی جس میں پولس اور اُس کے ساتھیوں نے خدمت کی اور تعلیم دی (اعمال ۱۳ : ۱۲)۔
برنباس کی پیدائش اسی جزیرے کی تھی (اعمال ۴ : ۳۶)۔ اس جزیرے کے شہر پافس میں الیماس جادوگر نے منادی کے کام میں رکاوٹ ڈالی جس کے نتیجہ میں وہ اندھا ہو گیا (اعمال ۱۳ : ۱۱-۱۲)۔ پولس رسول سے علیحدہ ہو جانے کے بعد برنباس اور مرقس کپرس واپس آئے تاکہ یہاں انجیل کی خوشخبری سُنائیں (اعمال ۱۵ : ۳۶-۳۹)۔

کپڑے :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل۔

کپڑے کا کیڑا :- دیکھئے حشراتِ بائبل ۳۱

کُپّی :- تیل کا چھوٹا برتن۔ ساؤل کو مسح کرنے کے لئے تیل کی کُپّی استعمال کی گئی تھی (۱۔سموئیل ۱:۱۰؛ ۲۔سلاطین ۹:۱۔ کیتھولک ترجمہ میں شیشی ہے متّی ۲۵:۴)۔

کُتّا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۷

کتاب :- (عبرانی سِفر قب عربی سفر) کتاب سے کون نہیں واقف۔ یہاں ہمارا مقصد صرف کتاب کی موجودہ شکل کے ارتقا کی کہانی بیان کرنا ہے۔

پہلے پہل کتاب تختی کی صورت میں ہوتی تھی۔ خدا نے موسیٰ کو دس احکام پتھر کی لوحوں پر دیئے۔ لاطینی میں تختی کو codex کہتے ہیں۔ آثارِ قدیمہ کی کُھدائی کے دوران مسوپتامیہ سے بابلی اور اسوری تختیاں دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ ★ میخی خط میں مٹی کی تختیاں ہیں جنہیں آگ میں پکا کر پختہ اور دیرپا بنا دیا گیا ہے۔ ان تختیوں کے استعمال میں یہ دقّت تھی کہ ان کا وزن اور جسامت زیادہ تھی۔ اس سے اگلے مرحلے میں جب ★ پیپرس کا کاغذ ایجاد ہوا تو کتابوں نے طومار کی شکل اختیار کی (دیکھئے طومار)۔

ان طوماروں کی ایک خوبی یہ تھی کہ زیادہ قلمی مواد تھوڑی جگہ میں سمویا جا سکتا تھا۔ اور یہ مُجلّہ (قب عبرانی مُگلہ لفظ گلیل سے مشتق ہے اور معنی ہیں گول) کپڑے کے تھان کی طرح لپیٹا جا سکتا تھا۔ لیکن اس کی ایک مشکل یہ تھی کہ کوئی حوالہ تلاش کرنے کے لئے بہت سا کھولنا اور لپیٹنا پڑتا تھا۔ پہلی صدی عیسوی میں کتاب کی موجودہ شکل بنی۔ اس کے استعمال میں کافی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

اُردو ترجمہ میں دو مرتبہ لفظ کتاب کے لئے دفتر آیا ہے عزقی ایل ۱۳:۹ (عبرانی کتاب) ملاکی ۳:۱۶ (عبرانی سفر)۔

کتابِ حیات :- ابدی زندگی حاصل کرنے والوں کے بارے میں خدا کے ریکارڈ کا تصویری اظہار (فلپیوں ۴:۳؛ مکاشفہ ۳:۵؛ ۲۱:۲۷)۔ انسانی نکتۂ نظر کے مطابق کسی شخص کا نام اس میں سے مٹایا جا سکتا ہے (زبور ۶۹:۲۸)، لیکن خدا کے مطابق الٰہی برگزیدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جو کاٹے نہیں جائیں گے (مکاشفہ ۳:۵؛ ۱۳:۸؛ ۱۷:۸؛ ۲۰:۱۵)۔

کتابِ مقدّس :- دیکھئے بائبل۔

کتان :- پٹ سَن کے ریشے سے تیار کردہ کپڑا۔ مصر بہترین کتان کے لئے مشہور تھا، لیکن کتان مسوپتامیہ اور ہندوستان کی مصنوعات میں بھی تھا۔ یہ کاہن کے لباس اور ہیکل کے پردوں کے لئے خاص طور پر استعمال ہوتا تھا (خروج ۲۸:۶، ۱۵، ۳۹، ۴۲؛ حزقی ایل ۴۴:۱۷۔۔۔ الخ؛ خروج ۲۶:۱)۔ عمدہ مہین کتان اُمراء اور بادشاہ پہنتے تھے (پیدائش ۴۱:۴۲؛ آستر ۸:۱۵؛ لوقا ۱۶:۱۹)۔ عورتوں کے لباس کے سلسلے میں یسعیاہ نبی نے مہین کتانی لباس کو اور چیزوں کے ساتھ ہدفِ تنقید بنایا (یسعیاہ ۳:۲۳)۔ مسیح کے زمانے میں لاش کو کتانی مہین پٹیوں میں لپیٹ کر دفناتے تھے (متّی ۲۷:۵۹؛ مرقس ۱۵:۴۶)۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ وہ یونانی لفظ جس کا ترجمہ مرقس ۱۴:۵۱، ۵۲ میں مہین چادر اور چادر کیا گیا sindon سِندون ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ اسے یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہ کپڑا سندھ سے برآمد کیا جاتا تھا۔ یہی لفظ ہفتادی ترجمہ میں امثال ۳۱:۲۴ میں آتا ہے۔ متّی ۲۷:۵۹ اور مرقس ۱۵:۴۶ میں بھی یہی لفظ ہے۔ نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۶

کتبات، قدیم :- دیکھئے فنِ تحریر۔

کُتب خانہ :- وہ جگہ جہاں قلمی دستاویز، طومار اور کتب رکھی جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے۔ ہم بائبل میں ان کا ذکر اسیری کے بعد کے زمانے میں پاتے ہیں۔ دارا بادشاہ کے زمانہ میں بابل میں ایک تواریخی کتب خانہ تھا (عزرا ۶:۱)۔ ۲۔مکابیّن ۲:۱۳ میں ایک کتب خانہ کے قیام کا ذکر ہے۔

یاد رہے کہ چھاپہ خانہ کی ایجاد سے پہلے کتابیں کمیاب اور مہنگی ہوتی تھیں۔ قدیم دنیا کا مشہور ترین کتب خانہ مصر کے شہر ★ سکندریہ میں تھا جسے پہلے دو ★ بطلیموسی بادشاہوں

نے قائم کیا تھا۔ اس عظیم الشان کتب خانہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق کم از کم پانچ لاکھ کتب اکٹھی کی گئی تھیں۔ جب اس کے ناظم کسی مشہور کتاب کے بارے میں سُنتے تو وہ اُس کا یونانی میں ترجمہ کروا کر اُسے کتب خانے میں رکھتے۔ پرانے عہدنامہ کا مشہور ★ ہفتادی ترجمہ اسی طرح معرضِ وجود میں آیا۔

ایک اور مشہور کتب خانہ پرگمن میں تھا۔ یہ سکندریہ کے کتب خانہ سے چھوٹا تھا۔ ان دونوں کی باہمی رقابت کی وجہ سے چرمی کاغذ ایجاد ہؤا (دیکھئے پرگمن)۔

★ بحیرۂ مردار کے طومار بھی قمران کی ایک غار میں محفوظ رکھے گئے تھے۔ یہ بھی ایک کتب خانہ تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

کتبہ یا کتابۂ صلیب :-

وہ کتابہ یا نوشتہ جو خداوند مسیح کی صلیب پر لگایا گیا تھا (متّی ۲۷ : ۳۷؛ مرقس ۱۵ : ۲۶؛ لوقا ۲۳ : ۳۸؛ یوحنّا ۱۹ : ۱۹)۔

یہ تین زبانوں یعنی عبرانی، یونانی اور لاطینی میں لکھا گیا تھا۔ مصوّر اکثر لاطینی نوشتے کا مخفف صلیب پر لکھتے ہیں (دیکھئے آئی۔ این۔ آر۔ آئی)۔

جب رومی حاکم کسی کو صلیب کی سزا دیتے تو اُسے شہر کی شاہراہوں سے گشت کراتے ہوئے مقامِ سزا پر لے جاتے تھے۔ ایک شخص ایک تختی جس پر ملزم کا جُرم لکھا ہوتا تھا اُس کے آگے آگے لے کر چلتا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔ ★ صلیب کی مختلف شکلیں تھیں۔ انجیل کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی صلیب اس شکل کی تھی۔ باقی شکلوں کے لئے دیکھئے صلیب۔

کتلیس۔ کتلیش :-

یہوداہ کے نشیبی علاقہ میں ایک قصبہ (یشوع ۱۵ : ۴۰)۔

کتّی۔ کتیم :-

یاوان کے بیٹے کتّی کی اولاد (پیدائش ۱۰ : ۴؛ ۱۔ تواریخ ۱ : ۷)۔ کُپرس اور اس کے باشندے۔ بلعام نے پیشینگوئی کی تھی کہ کتیم کے ساحل سے جہاز آئیں گے (گنتی ۲۴ : ۲۴) اور اسور کو دُکھ دیں گے۔ اس کا ذکر یسعیاہ ۲۳ : ۱، ۱۲؛ یرمیاہ ۲ : ۱۰؛ حزقی ایل ۲۷ : ۶ میں بھی ہے۔ اکثر کتیم سے کُپرس اور اُس کے آس پاس کے جزائر مراد تھے۔

کتیم :-

یاوان کے بیٹے کتّی کی اولاد (پیدائش ۱۰ : ۴؛ ۱۔ تواریخ ۱ : ۷)۔ وہ بعد میں کُپرس میں بسے۔ وہ تجارت کرتے تھے (گنتی ۲۴ : ۲۴) اور ان کے نام سے کُپرس مشہور ہو گیا (یسعیاہ ۲۳ : ۱، ۱۲)۔ بعد میں بحیرۂ روم کے جزیرے اور ساحل بھی اسی نام سے کہلائے۔

کٹائی، شاہی۔ بادشاہ کی زراعت :-

فصل کی کٹائی کے وقت مزارع کھیت سے اناج کاٹ کر اُٹھا نہیں سکتے تھے جب تک بادشاہ کے ملازم خراجِ زمین (لگان) وصول نہیں کر لیتے تھے۔ یہ عام طور پر فصل کا کچھ حصّہ ہوتا تھا (عاموس ۷ : ۱)۔

کٹوانے والے :-

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ الفاظ فلپیّوں ۳ : ۲ میں آتے ہیں۔ پولس رسول ختنہ کے متعلق تعلیم دے رہا ہے۔ یہاں مُراد یہ ہے کہ وہ ختنہ جو محض رسمی ہو صرف جسم کی کٹائی ہے (مقابلہ کریں کیتھولک ترجمہ سے)۔ جسم کو غیر قومیں بت پرستی کی رسوم ادا کرتے وقت زخمی کرتی تھیں اور بنی اسرائیل کو یہ کرنا سختی سے منع تھا (احبار ۲۱ : ۵؛ ۱۔ سلاطین ۱۸ : ۲۸)۔ مسیحی صحیح معنوں میں مختون ہیں کیونکہ وہ خدا کے رُوح کی ہدایت سے عبادت کرتے ہیں (فلپیّوں ۳ : ۳)۔ نیز دیکھئے ختنہ۔

کٹورہ :-

دیکھئے ظروفِ بائبل۔

کُٹھالی :-

وہ پیالی جسے سونا چاندی پگھلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کا ذکر امثال ۱۷ : ۳؛ ۲۷ : ۲۱؛ یسعیاہ ۴۸ : ۱۰ میں ہؤا ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر صرف چاندی صاف کرنے کے سلسلے میں آتا ہے۔

کٹھوتی :-

لکڑی کا برتن۔ یہ لفظ استثنا ۲۸ : ۵، ۱۷ میں آیا ہے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے (مشیرت = آٹا گوندھنے کا برتن) اُس کا ترجمہ خروج ۸ : ۳؛ ۱۲ : ۳۴ میں لگن کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں چاروں جگہ لگن ہے۔ نیز دیکھئے لگن (۲)۔

کثیر الازدواجی :-

دیکھئے حرم۔

کجاوہ :-

اُونٹ کی کاٹھی جس کے دونوں حصّے پہلوؤں کی طرف لٹکتے ہیں۔ اِس کا ذکر صرف پیدائش ۳۱ : ۳۴ میں ہے جہاں راخل خاندانی بُتوں کو کجاوے میں رکھ کر اُن پر بیٹھ گئی۔ نیز دیکھئے راخل۔ ترافیم۔

کچومر کر ڈالنا :-

اِن الفاظ کا استعمال صرف قضاۃ ۱۵ : ۸ میں ہؤا ہے۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ سمسون نے فلستیوں کو بڑی خونریزی سے مارا۔

کدال، کدالی :-

دیکھئے اوزارِ بائبل ۲۸۔

کدرلاعمر :- عیلام کا بادشاہ۔ اس بادشاہ نے اپنے مطیع بادشاہوں کے ساتھ (یعنی سنعار کے بادشاہ امرافل، الاسر کے بادشاہ اریوک اور جوئیم کے بادشاہ تدعال) سدوم کے بادشاہ برع، عمورہ کے بادشاہ برشع اور ادمہ کے بادشاہ سنیاب اور ضبوئیم کے بادشاہ شمیبر اور ضغر کے بادشاہ بالع سے جنگ کی، جنہوں نے ۱۲ سال تک کدرلاعمر کے مطیع رہنے کے بعد بغاوت کی۔

پیدائش ۱۴ باب میں بتایا گیا ہے کہ ابرہام نے کیسے بالآخر ان سب پر رات کے وقت حملہ کرکے اپنے بھتیجے لوط اور تمام لوٹ کے مال کو واپس لیا۔

کدو۔ ارنڈ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۴ء

کُر۔ کور :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۹ء

کِران :- دیسون کا بیٹا۔ دیسون شعیر حوری کا بیٹا تھا (پیدائش ۳۶: ۲۶؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۴۱)۔

کرپس :- ترواس کا باشندہ۔ پولس رسول غالباً اس کا مہمان تھا (۲۔ تیمتھیس ۴: ۱۳)۔ وہ اپنا ضروری سامان اس کے پاس چھوڑ آیا تھا جس میں اس کے قیمتی طومار بھی تھے۔

کُرتہ :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل ۳ء ۸۔

کرِسپس :- (یونانی = گھونگھریا)۔ یہ پہلے کرنتھس میں عبادتخانہ کا سردار تھا، پھر پولس رسول کی منادی سے وہ مسیحی ہؤا۔ اس نے پولس سے بپتسمہ پایا (اعمال ۱۸: ۷، ۸؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱: ۱۴)۔

کرسمس :- دیکھئے بڑا دن۔

کُرسی :- ۱۔ کسی چیز کی ٹیک کے لئے پایہ۔ خیمۂ اجتماع میں دھونے کے لئے پیتل کے حوض کے پایہ کو کُرسی کہا گیا ہے (خروج ۳۰: ۱۸۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ چوکی استعمال کیا گیا ہے)۔

۲۔ بیٹھک۔ تخت (قضاۃ ۳: ۲۰؛ ۱۔ سموئیل ۱: ۹؛ ۴: ۱۳؛ آستر ۳: ۱ وغیرہ)۔

کرکس :- اخسویرس بادشاہ کا ایک خواجہ سرا۔ دیکھئے ابگتا۔

کرکمیس۔ کرکمش :- حتیوں کا ایک قدیم شہر، جو دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع تھا۔ یہ فوجی اور تجارتی لحاظ سے اہم مقام تھا۔

کئی سال تک یہ شہر اسور کے بادشاہوں کو خراج دیتا رہا۔ جب سرجون نے اسے ۷۱۷ ق م میں فتح کیا تو حتی سلطنت ختم ہو گئی (یسعیاہ ۱۰: ۹)۔ اسی مقام پر نبوکدنضر نے ۶۰۵ ق م میں فرعون نکوہ پر فتح حاصل کی (یرمیاہ ۴۶: ۲؛ ۲۔ تواریخ ۳۵: ۲۰)۔

کرمل :- ۱۔ حیفہ کے جدید شہر کے جنوب میں اور گلیل کی جھیل کے سیدھے مغرب میں بحیرۂ روم میں بڑھی ہوئی ایک کوہستانی راس۔ فلسطین کے سیدھے ساحل میں یہ ایک اہم نوک ہے جو یہاں واقع شاندار خلیج کی جنوبی دیوار بناتی ہے۔ یہ بیروت کے جنوب میں سب سے بہترین قدرتی بندرگاہ ہے۔ یہاں پر ہی کوہ کرمل ہے۔ بائبل میں اس علاقے کو ایک خوبصورت اور پھلدار جگہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے (یسعیاہ ۳۵: ۲، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا مقابلہ ۳۳: ۹ سے بھی کیجئے جس میں خدا کی عدالت کی منظر کشی کی گئی ہے۔

کرمل کے جنوب میں شارون کا سرسبز و شاداب میدان ہے اور اس کے شمال مشرق میں اسدرلون کے میدان میں دریائے قیسون بہتا ہے (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۴ ۳ د)۔ کوہ کرمل پر ایلیاہ نبی نے بعل کے ۴۵۰ پجاریوں کا مقابلہ کرکے انہیں شکست دی (۱۔ سلاطین باب ۱۸)۔ یہاں الیشع نبی بھی گیا تھا (۲۔ سلاطین ۲: ۲۵؛ ۴: ۲۵)۔

۲۔ حبرون کے جنوب میں ۷ میل کے قریب یہوداہ کا ایک قدیم شہر۔ اس کا پہلی مرتبہ ذکر یشوع ۱۵: ۵۵ میں آیا ہے۔ یہاں ہی خبیث نابال کا جس نے داؤد کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے سے انکار کر دیا تھا گھر تھا (۱۔ سموئیل ۲۵: ۲۔ ۴۰)۔ نابال کی خوبصورت بیوی ابیجیل نے بڑے عمدہ طریقے سے اپنے خاوند کی جان بچائی۔ بعد میں اس کی موت کے بعد وہ داؤد کی بیوی بنی۔

کرملی :- یہوداہ کے کرمل کا رہنے والا۔ داؤد کی بیوی ابیجیل کو کرملی کہا گیا ہے (۱۔ سموئیل ۲۷: ۳ وغیرہ)۔ داؤد کے لشکر کے ایک سورما حصرو کو بھی کرملی کہا گیا ہے (۱۔ تواریخ ۱۱: ۳۷)۔

کرمی :- ۱۔ یعقوب کے پہلوٹھے بیٹے روبن کا چوتھا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۹؛ گنتی ۲۶: ۶)۔ اس نام سے ایک آبائی خاندان چلا۔

۲۔ یہوداہ کے قبیلہ کا ایک شخص۔ یہ عکن کا باپ تھا (یشوع ۷: ۱)۔

کرنتھس۔ قرنتس :- (یونانی = زیور)۔ اس تنگ خاکنائے پر یونان کا ایک شہر جو پلوپونیسس اور اصل ملک کے درمیان واقع ہے۔

رومیوں کے دور میں بھی ایتھنئے یونان کا تعلیمی مرکز تھا لیکن رومی صوبے کا جو اُس وقت اخیہ کہلاتا تھا دارالحکومت کرنتھس تھا۔ یہ شہر ملک کا سب سے اہم شہر تھا۔ اخیہ کے شمال اور جنوب کے درمیان برّی راستے اِسی شہر سے گذرتے تھے اور روم اور مشرق کے درمیان تجارت کا زیادہ تر مال اسی شہر کی بندرگاہ پر لایا جاتا تھا۔

کرنتھس کی جغرافیائی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ یہ خاکنائے کے آخری جنوبی سرے پر بلند (۲۰۰۰ فٹ) اور ناقابل تسخیر کرنتھس کے قلعے کے شمالی دامن میں واقع تھا۔ یہاں سے مشرق میں خلیج سارونک اور مغرب میں خلیج کرنتھس اور ساتھ ہی وسطی یونان اور پلوپونیسس نظر آتے تھے۔ جس دن مطلع صاف ہو یہاں سے ایتھنئے کا قلعہ جو چالیس میل دُور تھا دیکھا جا سکتا تھا۔ کرنتھس کی تین بندرگاہیں تھیں، ڈیڑھ میل مغرب کی طرف لخےاَم Lechaeum ساڑھے آٹھ میل مشرق کی طرف کنخریہ Cenchreae اور سکوئینس Schoenus۔ لخےاَم، کرنتھس کے ساتھ دوہری دیوار کے ذریعہ ملی ہوئی تھی۔ چونکہ اس کی تجارتی اہمیت اتنی زیادہ تھی اس لئے اسے قدیم زمانے میں "دو سمندروں کا کرنتھس" کہتے تھے۔

قدیم ملّاح پلوپونیسس کی جنوبی راسوں کا چکر کاٹنے سے ڈرتے تھے، اور مزید یہ کہ اس طرف سے گزرنے سے وقت بھی زیادہ صرف ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے چھوٹے جہازوں کو سامان سمیت اُس تنگ خاکنائے کے اُوپر سے لے جاتے تھے۔

بعض اوقات بڑے جہازوں کا سامان بندرگاہ پر اتار لیا جاتا اور خاکنائے کے دوسری طرف لے جایا جاتا اور پھر وہاں دوسرے جہاز پر لاد دیا جاتا تھا۔ قدیم زمانہ میں اس خاکنائے میں جہازرانی کے لئے نہر کاٹنے کی متعدد بار کوشش کی گئی، خاص طور پر قیصر نیرو کے زمانہ میں (۶۶ء) لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۸۹۳ء میں ہی ایک نہر کھودی گئی اور اب وہ زیر استعمال ہے۔

کرنتھس کی تاریخ بڑی دلچسپ اور قدیم ہے۔ شروع شروع میں یہاں فینیکی آباد کار آئے تھے۔ انہوں نے یہاں کئی مفید صنعتیں قائم کیں اور ساتھ ہی فینیکی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کو بھی رواج دیا، لیکن بعد میں یونان کی دیوی اتّیکا Attica سب پر سبقت لے گئی۔ غالباً انہوں نے ہی اس شہر کا نام تبدیل کر کے کرنتھس رکھا اور سمندر کے دیوتا پوسائیدن Poscidon (رومی نیپچون) کے اعزاز میں کھیل منعقد کئے۔ ۱۰۷۴ ق۔م کے قریب اس پر دوریوں Dorians نے قبضہ کر لیا۔ سہ طبقہ چپّوؤں کے جہاز کی ایجاد کے بعد (قریباً ۵۸۵ ق۔م) متعدد بستیاں بسائی گئیں اور کرنتھس ایک زبردست بحری قوّت بن گیا۔ فارسی جنگوں میں اس شہر نے گرمجوشی کا اظہار نہ کیا اور پلوپونیسس کی جنگ میں اس نے ایتھنئے کی مخالفت کی۔ تھوڑے عرصے کے علاوہ ۳۳۵ تا ۱۹۷ ق۔م اِس شہر پر مکدنیوں کا قبضہ رہا۔ ۱۹۶ ق۔م میں رومیوں نے اس شہر اور یونان کو آزاد قرار دیا لیکن ۱۴۶ ق۔م میں بغاوت کی وجہ سے رومی کونسل ممیوس Mummius نے اسے تباہ و برباد کر دیا اور اس کا فنونِ لطیفہ کا مشہور خزانہ لُوٹ کر روما لے گیا۔ قیصر یولیس نے اسے بطور رومی بستی دوبارہ تعمیر کیا اور ۴۶ ق۔م میں اسے اخیہ کا دارالحکومت قرار دیا۔ اس کے بعد اس نے بہت جلد پھر اہمیّت اختیار کر لی۔ گوتھوں نے اس پر تیسری اور چوتھی صدی میں حملہ کیا، نارمنوں نے اس پر ۱۱۴۷ء میں قبضہ کر لیا اور وینیشینز Venetians اور ترک وسطی زمانہ میں اس پر قابض رہے۔ یہ ۱۵۷۱ء سے ۱۸۲۲ء تک ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ ۱۸۵۸ء میں ایک شدید زلزلہ کے باعث یہ شہر تباہ ہو گیا، اور قدیم جگہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک نیا شہر بسایا گیا۔ موجودہ کرنتھس کی آبادی قریباً نو ہزار ہے۔ موجودہ زمانہ میں ایک ماہر آثارِ قدیمہ نے اس شہر کی کھدائی شروع کی لیکن دوری مندر Doric کے سات ستونوں کے علاوہ کوئی قابلِ ذکر شے نہیں ملی۔

رومیوں کے زمانہ میں کرنتھس دولت، عیش و عشرت اور بداخلاقی کا گڑھ تھا۔ بدی کے لحاظ سے کوئی شہر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ کرنتھیوں کی مانند زندگی بسر کرنے کا مطلب عیاشی اور شہوت پرستی کی زندگی بسر کرنا تھا۔ ڈرامے میں اداکاری کرتے ہوئے ایک کرنتھی کے لئے شراب پی کر اسٹیج پر آنا ایک عام سی بات تھی۔ چونکہ لوگ سمندر سے دولت حاصل کرتے تھے اس لئے سمندر کے دیوتا پوسائدن Poseidon کی پرستش کی طرف مائل ہونا ایک فطری بات تھی، تاہم وہ محبت کی دیوی افرودیتے Aphrodite کی پرستش زیادہ کرتے تھے۔ اُس کا مندر کرنتھس کی چٹان پر تھا اور وہاں ایک ہزار سے زیادہ دیوداسیاں hierodouloi رہتی تھیں جو یونان کے کسی اور مندر میں نہیں پائی جاتی تھیں، اس لئے قدیم دنیا کے ہر علاقے سے لوگ اس کی پرستش کے لئے وہاں کھنچے چلے آتے تھے۔ سمندر سے مالگذاری کے علاوہ کرنتھس میں بہت سی اہم صنعتیں تھیں۔ اُس کے مٹی کے ظروف اور پیتل خاص طور پر تمام دنیا میں مشہور تھے۔ چونکہ خاکنائے میں ہر دو سال بعد کھیل منعقد ہوتے تھے اس لئے کرنتھس یونانی زندگی کا عظیم مرکز بن گیا۔

اپنی انتہائی ترقی کے زمانہ میں کرنتھس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ آزاد

باشندوں اور تقریباً ۵ لاکھ غلاموں پر مشتمل تھی۔ اس کے باشندوں کا تعلق اُن رومی آباد کاروں کی اولاد سے تھا جو وہاں ۴۶ ق۔م میں آئے تھے۔ بہت سے رومی تجارت کی غرض سے آئے تھے، اور ایک بڑی تعداد یونانیوں کی اور دیگر اقوام کی بھی تھی جو کسی نہ کسی وجہ سے یہاں آ گئے تھے۔ آخر میں جو لوگ یہاں آئے وہ یہودی تھے اور ان کے ساتھ کچھ یہودی مائل غیر قوم بھی تھے جو یہودیوں کے "خدائے واحد" کے عقیدے اور بلند اخلاقی اصولوں کے باعث ان کی طرف راغب ہو گئے تھے۔

پولس رسول اپنے دوسرے بشارتی دورے کے وقت پہلی مرتبہ آیا تھا (اعمال باب ۱۸)۔ وہ اتھینے سے کرنتھس آیا تھا کیونکہ وہاں اُسے خوش آمدید نہیں کہا گیا تھا۔ یہاں اُس نے کمزوری، خوف اور تھرتھرانے کی حالت میں خدمت شروع کی (۱۔کرنتھیوں ۲: ۳)۔ خداوند نے ایک بڑی رویا کے ذریعہ اس کے تھسلنیکے واپس جانے کے منصوبے کو تبدیل کر دیا (اعمال ۱۸: ۹-۱۰؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۷-۱۸) اور اُسے تاکید کی کہ وہ آزادی اور دلیری کے ساتھ شہر میں خداوند کا کلام سُنائے۔ یہاں اس کی پہلی آمد پر اُس کی ملاقات ایک مسیحی جوڑے اکولہ اور پرسکلہ سے ہوئی جو اُس کی طرح خیمہ دوز تھے۔ وہ ڈیڑھ سال تک ان کے گھر رہا۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے محنت کی تاکہ اس کی خدمت پر حرف نہ آئے۔ اُس کے وہاں پہنچنے کے تھوڑے عرصے بعد سیلاس اور تیمتھیس بھی اُس سے آ ملے۔ تیمتھیس اس کے لئے تھسلنیکے کی کلیسیا کی طرف سے خوشخبری لایا تھا (۱۔تھسلنیکیوں ۳: ۶)۔

پولس ہر سبت کو عبادت خانہ میں منادی کرتا تھا، لیکن جلد ہی اُسے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، اس لئے وہ کرنتھس میں اپنے باقی عرصہ قیام کے دوران غیر قوموں کو خوشخبری سُناتا رہا (اعمال ۱۸: ۶)۔ اُس وقت اُسے طِطُس یوستُس کا گھر استعمال کرنے کی پیشکش ہوئی۔ یہ خداترس غیر یہودی تھا جو عبادت خانہ کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ پولس کی غیر یہودیوں میں منادی کے نتیجے کے طور پر بہت سے لوگ ایمان لائے جن میں عبادت خانہ کا سردار کرسپُس اور اُس کا خاندان بھی شامل تھا۔ کرنتھس میں پولس نے خود کسی کو بپتسمہ نہیں دیا ماسوا کرسپُس اور گیُس کے جو اُس کی دوسری آمد پر اُس کا میزبان بھی تھا (رومیوں ۱۶: ۲۳)۔ نیز اُس نے ستفناس اور اس کے خاندان کو بھی بپتسمہ دیا جو اخیہ میں پولس کے پہلے پھل تھے (۱۔کرنتھیوں ۱۶: ۱۵)۔

پولس کے کرنتھس میں قیام کے دوران رومی فلاسفر سنیکا Seneca کا بڑا بھائی گلیو اخیہ کا گورنر بن کر آیا۔ وہ ۵۱ء میں گورنر مقرر ہؤا۔ یہ ایک کتبے سے جو ڈلفی کے مقام پر ۱۹۰۸ء میں ملا ظاہر ہے۔ یہودیوں نے گلیو کے سامنے پولس پر الزام لگایا کہ وہ ایک ایسے مذہب کی منادی کرتا ہے جو رومی قانون کے خلاف ہے۔ لیکن گلیو نے اس الزام کی سماعت سے انکار کر دیا اور مقدمہ خارج کر دیا۔ ظاہر ہے کہ وہ مسیحیت کو یہودی مذہب کی ایک شاخ سمجھتا تھا جو یہودی شریعت کی مختلف تفسیر کرنے سے پیدا ہوئی۔ گلیو کے فیصلہ کے فوراً بعد وہاں موجود یونانیوں نے اپنے غم و غصّہ کا اظہار عبادت خانہ کے سردار سوستھنیس کو مارنے پیٹنے سے کیا اور گلیو نے اُس کا قطعی نوٹس نہ لیا۔ گلیو کا فیصلہ بڑی اہمیّت رکھتا تھا کیونکہ اِس کا مطلب یہ تھا کہ پولس کی منادی رومی قانون کے خلاف نہیں ہے اور اس سے پولس کو ایک نئی سمجھ ملی کہ وہ انجیل کا مبشّر ہوتے ہوئے رومی قانون کے ذریعے کس طرح سے اپنا تحفّظ کر سکتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد پولس کرنتھس سے یروشلیم اور انطاکیہ کے لئے روانہ ہؤا اور راستے میں تھوڑے دنوں کے لئے افسُس میں ٹھہرا۔

لوقا، اس کے بعد کی کرنتھس کی تاریخ کے بارے میں بہت کم بیان کرتا ہے۔ اکولہ اور پرسکلہ کے ایک نو مرید اپلوس کو افسُس سے کرنتھس کو سفارشی خط دے کر بھیجا گیا اور اُس نے وہاں بڑی مؤثر خدمت انجام دی (اعمال ۱۸: ۲۷، ۲۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۱: ۱۲)۔ ایسے شواہد ملتے ہیں کہ اپنے تیسرے دَورے میں جب پولس تھوڑے عرصے کے لئے افسُس میں ٹھہرا تو وہ کرنتھس بھی گیا (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۴؛ ۱۳: ۱)، لیکن بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ بعد میں مکدنیہ سے گیا تھا۔ افسُس سے اُس نے کرنتھیوں کو ایک خط بھی لکھا جسے محفوظ نہیں رکھا گیا (۱۔کرنتھیوں ۵: ۹)۔ اس خط کے جواب میں پولس کو بتایا گیا کہ کلیسیا میں کمزوری پائی جاتی ہے اور بعض اہم مسائل پر اُس سے مشورہ مانگا گیا جس کے جواب میں اُس نے کرنتھیوں کے نام پہلا خط لکھا۔ غالباً یہ خط طِطُس کے ہاتھ بھیجا گیا یا کم از کم وہ اس موقع پر ضرور کرنتھس گیا (۲۔کرنتھیوں ۷: ۱۳)۔ تیمتھیس کو بھی کسی کام سے کرنتھس بھیجا گیا تھا (۱۔کرنتھیوں ۴: ۱۷)۔ افسُس میں سناروں کے بلوے کے بعد پولس ترواس کو گیا۔ اُسے اُمید تھی کہ وہاں اُس کی ملاقات طِطُس سے ہو گی جو کرنتھس سے کوئی خبر لایا ہو گا لیکن اُسے مایوسی ہوئی اور وہ مکدنیہ چلا گیا جہاں اُس کی ملاقات طِطُس سے ہوئی۔ جب پولس کو اچھی خبر ملی تو اُس نے کرنتھیوں کے نام دوسرا خط لکھا جسے اس نے غالباً طِطُس ہی کے ذریعہ بھیجا۔ مکدنیہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد پولس یونان چلا گیا اور تین ماہ وہاں رہا (اعمال ۲۰: ۲، ۳) لیکن زیادہ تر وہ کرنتھس میں ہی رہا۔

اپنے تیسرے بشارتی سفر میں پولس زیادہ تر اُن کلیسیاؤں سے جو اس نے قائم کی تھیں یروشلیم کے غریب مسیحیوں کے لئے چندہ جمع کرنے میں مصروف رہا۔ کرنتھس کی کلیسیا نے بڑی فراخدلی سے اس کی درخواست قبول کی (۲۔کرنتھیوں ۹: ۲-۵)۔ کرنتھس کے اس دَورے میں ہی پولس نے رومیوں کے نام خط لکھا (رومیوں ۱۶: ۲۳)۔ یہ علم نہیں کہ اس کے بعد پھر وہ کبھی اس شہر میں آیا کہ نہیں۔

۹۷ء میں کلیمینس نے بھی کرنتھس کی کلیسیا کے نام خط لکھا۔ اِس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں مسیحیوں میں اب بھی تفرقے پائے جاتے تھے۔

کرنتھیوں کے نام خطوط۔قرنتیوں کے خطوط :-

۱۔ خاکہ

کرنتھیوں کے نام پہلا خط

ا۔ سلام و آداب اور تمہید (۱: ۱-۹)۔
ب۔ تفرقے۔ پولس کی تعلیم کا اپلوس کے ساتھ مقابلہ (۱: ۱۰-۴: ۲۱)۔
ج۔ حرام کاری کا ایک واقعہ (۵: ۱-۱۳)۔
د۔ غیرقوموں کے پاس عدالت کے لئے جانے سے ممانعت۔ ناپاکی کے بارے مزید تنبیہ (۶: ۱-۲۰)۔
ہ۔ شادی سے متعلق بیان (۷: ۱-۴۰)۔
و۔ بتوں کی قربانی کے گوشت کا مسئلہ۔ پولس کی اپنی رسالت کے بارے میں تشریح (۸: ۱-۱۱: ۱)۔
ز۔ عبادتوں میں بے ضابطگی کی اصلاح۔ عورتوں کا سر ڈھانکنا محبّت کی ضیافتیں۔ عشائے ربّانی (۱۱: ۲-۳۴)۔
ح۔ روحانی نعمتیں (۱۲: ۱-۳۱؛ ۱۴: ۱-۴۰)۔
ط۔ حقیقی معیار: مسیحی محبّت (۱۳: ۱-۱۳)۔
ی۔ مُردوں کی قیامت کے متعلق درست تعلیم (۱۵: ۱-۵۸)۔
ک۔ یروشلیم کے لئے چندہ جمع کرنے کے متعلق ہدایات۔ متفرق بیانات اور الوداعی سلام و آداب (۱۶: ۱-۲۴)۔

کرنتھیوں کے نام دوسرا خط

ا۔ ططس کی آمد سے پیشتر مشکلات اور دُکھ (۱: ۱-۱۴)۔
ب۔ کرنتھس جانے کا پہلا منصوبہ۔ آمد میں تاخیر کی وجہ (۱: ۱۵-۲: ۱)۔
ج۔ منصوبہ تبدیل کرنے پر اظہارِ اطمینان۔ حرام کاری کے مجرم کے لئے توبہ کا وقت۔ ہمدردی اور معافی کی اب ضرورت (۲: ۲-۱۱)۔
د۔ ططس سے ملاقات کا ذکر اُس خاص خوشی کی گھڑی کی یاد تازہ کر دیتا ہے، اس لئے پولس کو اپنے مضمون کی اہمیت کا احساس ہوجاتا ہے (۲: ۱۲-۱۷)۔
ہ۔ موثر منادی کے اثبات۔ نیا عہد جس کی وہ منادی کرتا ہے۔ یہودیت پرستوں پر تنقید کرتے ہوئے پرانے اور نئے عہد کا موازنہ (۳: ۱-۱۸)۔
و۔ پولس کی بھاری ذمّہ داری۔ اُس کا اہل اور نا اہل ہونا۔ اُس کا مسیح پر انحصار (۴: ۱-۱۸)۔
ز۔ موت کے بعد کی زندگی جب رُوح جسم سے آزاد ہوجائے گی (۵: ۱-۹)۔
ح۔ پولس عدالت کے ڈر کا احساس دلاتا ہے تاکہ آدمی میل ملاپ کے پیغام کی ضرورت اور تقاضے کا اندازہ لگا سکیں (۵: ۱۰-۲۱)۔
ط۔ سامعین سے درخواست کہ اپنے دلوں میں مسیح کو اوّل جگہ دیں (۶: ۱-۱۸)۔
ی۔ اُن لوگوں کی جنہوں نے ناپاکی کا مقابلہ کیا تعریف (۷: ۱-۱۶)۔
ک۔ یروشلیم کے غریب مسیحیوں کے لئے خیرات جمع کرنے کے انتظامات (۸: ۱-۹: ۱۵)۔
ل۔ اپنے رسولی اختیار کو آخری مرتبہ جتانا (۱۰: ۱-۱۸)۔
م۔ یہودیت پرستوں کا الزام اور اُس کے خلاف اپنا دفاع (۱۱: ۱-۲۹)۔
ن۔ پولس کی کمزوریاں بھی اُس کے اعتماد اور قوت کا باعث تھیں (۱۱: ۳۰-۱۲: ۸)۔
س۔ آئندہ آکر مجرموں کو سزا دینے کے امکان کا اظہار لیکن ساتھ ہی یہ اُمید ظاہر کرنا کہ وہ اِس سخت قدم کے اُٹھائے بغیر ہی بحال ہوجائیں گے۔ اختتامی سلام و کلماتِ برکات (۱۲: ۱۹-۱۳: ۱۴)۔

۲۔ کرنتھس میں کلیسیا

ا۔ کلیسیا کی ابتدا اور بنیاد

کرنتھس کی کلیسیا کی ابتدائی تاریخ کا خاکہ اعمال باب ۱۸ میں دیا ہوا ہے۔ تقریباً ۵۰ء میں پولس مکدنیہ سے روانہ ہوا اور ایتھنے کی پتھریلی زمین سے ہوتا ہوا کرنتھس کی فرحت بخش ہواؤں میں داخل ہوا۔ وہ وہاں ایک یہودی جوڑے پرسکلہ اور اکولہ کے گھر ٹھہرا۔ یہ جوڑا اب مسیحی تھا۔ تھوڑا عرصہ پیشتر اُنہیں روم سے جلا وطن کیا گیا تھا۔ یوں کرنتھس میں پہلی کلیسیا اکولہ کے گھر

میں قائم ہوئی۔ لیکن جیسا کہ پولس کا دستور تھا وہ یہودیوں کو خداوند یسوع مسیح کے المسیح ہونے کے بارے میں قائل اور غیر قوموں کو مسیحیت کی طرف راغب کرنے کے لئے یہودی عبادتخانوں میں بلا ناغہ منادی کیا کرتا تھا۔ سیلاس اور تیمتھیس کے مکدنیہ سے خوشخبری لے کر آنے سے (مقابلہ کیجئے ۱-تھسلنیکیوں ۳: ۶) مسیحی جماعت کو بہت تقویت ملی اور پولس کی منادی میں ایک نیا جوش پیدا ہوگیا۔ اس سے یہودی سخت مشتعل ہوئے اور پولس کا یہودی عبادت خانوں میں منادی کا سلسلہ تقریباً بند ہوگیا۔ لہٰذا اب وہ زیادہ تر غیر یہودیوں میں منادی کرنے لگا اور اس کی منادی کا پہلا مرکز ایک غیر قوم خدا ترس طِطُس یوستُس کا گھر تھا جو یہودی عبادت خانہ کے پڑوس میں تھا۔ جس طرح دوسرے مقامات پر غالباً اُسی طرح یہاں بھی خدا ترس پورے دل سے انجیل کے پیغام کو قبول کرتے تھے لیکن بعض پیدائشی یہودی بھی اُسے قبول کرتے تھے جن میں عبادتخانہ کا سردار کرسپُس بھی شامل تھا (مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۱: ۱۴)، اور شاید اُس کے ساتھی یا جانشین سوستھنیس نے بھی اُس کی پیروی کی۔ اب متعدد شہری خداوند پر ایمان لائے اور انہیں بپتسمہ دیا گیا لیکن پولس نے خود نہیں دیا (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۴)۔

یقیناً حالات نہ صرف خطرناک بلکہ مشکل بھی تھے۔ کرنتھس میں منادی شروع کرتے وقت پولس کی جو ذہنی حالت تھی اُسے پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ ایک مرتبہ اکوِلہ اور پرسکلہ نے پولس کی خاطر اپنی زندگیوں کو بھی داؤ پر لگا دیا تھا (رومیوں ۱۶: ۳)، غالباً اُس وقت جب وہ کرنتھس میں اُن کا مہمان تھا۔ اعمال ۱۸: ۹ مابعد میں جو رویا پولس نے دیکھی وہ کسی بڑی مصیبت کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں اُسے الٰہی حفاظت اور کرنتھس میں بڑی تعداد میں لوگوں کے ایمان لانے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ حالات اُس وقت انتہا کو پہنچے جب یہودی پولس کو پکڑ کر صوبہ دار گلیو کی عدالت میں لے گئے لیکن اُس نے یہ کہہ کر سماعت کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ اُس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اس سے تھوڑے عرصے کے لئے خطرہ دب گیا کیونکہ یہودی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے تھے۔

پولس نے کرنتھس میں ۱۸ ماہ قیام کیا (اعمال ۱۸: ۱۱)، اور جب وہ وہاں سے روانہ ہوا تو اکوِلہ اور پرسکلہ کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ افسس میں یہ جوڑا ایک مسیحی ربی اپلوس کے لئے بڑی روحانی برکات کا باعث بنا۔ اپلوس وہاں سے کرنتھس چلا گیا اور لوگوں پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ اعمال ۱۸: ۲۸ کے مطابق بہت سے یہودی اُس کی معرفت مسیح پر ایمان لے آئے۔ ممکن ہے کہ ۱-کرنتھیوں ۳: ۶ میں پولس کے الفاظ اپلوس کی گہری تعلیم و تربیت کی طرف اشارہ کرتے ہوں۔ اپلوس کے بعد دیگر اُستاد بھی کرنتھس آئے۔ کرنتھس میں کیفا کی جماعت تھی (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۲)۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پطرس رسول خود وہاں آیا تھا۔ اِمکان یہ ہے کہ دوسری کلیسیاؤں کے یہودی اُستادوں نے یہ جماعت بنائی ہوگی۔ یقیناً جھوٹے رسول جن کی ۲-کرنتھیوں باب ۱۱ میں سخت مذمت کی گئی ہے یہودی تھے (آیت ۲۲)۔ کرنتھس میں "مسیح میں اُستادوں" کی کمی نہیں تھی (۱-کرنتھیوں ۴: ۱۵)۔

ب۔ کلیسیا کس قسم کے لوگوں پر مشتمل تھی؟

پس ظاہر ہے کہ کرنتھس کی کلیسیا بہت بڑی تھی (اعمال ۱۸: ۸، ۱۰) اور اُسے ایذا رسانی کا فوری خطرہ نہیں تھا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کرنتھیوں کو رسول سے بھی زیادہ تحفظ حاصل تھا (۱-کرنتھیوں ۴: ۹ مابعد)۔ اِس کلیسیا میں کچھ یہودی بھی شامل تھے لیکن بنیادی طور پر یہ بلاشبہ غیر یہودیوں، سابقہ بے دینوں اور سابقہ بدکردار لوگوں پر مشتمل تھی (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۱)۔ یہودیت پرستی کے رجحانات جو اُن کلیسیاؤں کے لئے جن کے ممبروں کا پس منظر یہودی ہو زہر قاتل کا درجہ رکھتے تھے، کرنتھس کی کلیسیا کے لئے اتنے خطرناک نہیں تھے۔ بلاشبہ یہ وہاں موجود تو تھے (مثلاً ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۸) لیکن عارضی تھے۔ کرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں مذکور یہودیت کے جھوٹے رسولوں کا مقصد و مدّعا توریت کی تعلیمات سے مطابقت پیدا کرنے کی بجائے پولس رسول کے کردار کو مسخ کرنا تھا۔ دوسری طرف بُت پرستانہ رسومات (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۵)، بُت خانے (۱-کرنتھیوں ۸: ۱۰) اور بُت پرستوں کے گھروں میں کھانا کھانا (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۲۷ مابعد) جو نومریدوں اور خدا پرستوں دونوں کے لئے ابتدائی باتیں تھیں انہیں خوب اچھالا گیا۔

سماجی طور پر کلیسیا کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ مثلاً ایک طرف تو شہر کا امیر و کبیر خزانچی اراستس تھا تو دوسری طرف مہاجر خیمہ دوز اکوِلہ اور نوکر چاکر اور غلام تھے۔ تاہم رفاقتی کھانے کی میز پر امیر اور غریب میں امتیاز روا رکھا جاتا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۱-۲۲)۔ اگرچہ اکثریت اعلیٰ یا تعلیم یافتہ خاندانوں سے تعلق نہیں رکھتی تھی (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۶) تاہم کلیسیا میں اکثر لوگ اپنے آپ کو ایسا ہی ظاہر کرتے تھے۔ وہ سطحی اور ادنیٰ علمی بحث میں خوش ہوتے (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۰ مابعد؛ ۲: ۱ مابعد)، اپنے اُستادوں کا غلط بنیادوں پر مقابلہ کرتے (۱-کرنتھیوں ۳: ۴ مابعد)، اپنے آپ کو زیادہ عزت دار سمجھتے (۱-کرنتھیوں ۴: ۱۰ مابعد) اور اپنے ہمعصر تعلیمیافتہ لوگوں کے نزدیک قابلِ قبول بنانے کے لئے

پولس رسول کی بعض بنیادی تعلیم کو بدل دیتے تھے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱۲)۔ کرنتھیوں میں لڑائی جھگڑے اور تفرقے (مثلاً ۱-کرنتھیوں ۳: ۳؛ ۱۱: ۱۸، ۱۹؛ ۲-کرنتھیوں ۱۲: ۲۰) کی غالباً وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مختلف استادوں کے نام پر اپنے اپنے گروپ بنائے ہوئے تھے (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۲)۔ بے دینوں کی عدالت میں بھی ممبروں کے درمیان ایک مقدمہ چل رہا تھا (۱-کرنتھیوں ۶: ۱، ۶)۔ متضاد باتوں کی حمایت ہو رہی تھی۔ مثلاً کچھ لوگ کسی کے اپنے باپ کی دوسری بیوی کے ساتھ مباشرت میں کوئی خاص برائی نہیں دیکھتے تھے (۱-کرنتھیوں ۵: ۱) جبکہ کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ میاں بیوی میں جنسی تعلق ناپاکی کا باعث ہے (۱-کرنتھیوں باب ۷)۔ اب کہا نہیں جا سکتا کہ یہ تفرقے ان کی پہلی سماجی اور مذہبی رقابتوں اور دشمنیوں کی کہاں تک نمائندگی کرتے تھے جنہیں وہ مسیحی رنگ دے کر کلیسیا میں جو انہیں متحد کرتی تھی لے آئے تھے۔ پولس رسول نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ان تفرقوں کا تعلق مرکزی تعلیم سے ہے بلکہ یہ کہ وہ دنیاوی آدمیوں کی طرح روایتی کھینچاؤ، حسد اور نفرت کا شکار ہیں (۱-کرنتھیوں ۳: ۳)۔

ج۔ کلیسیا کے خیالات کی دنیا

پولس رسول کرنتھیوں کو روحانی نعمتوں میں سے ایک اہم بخشش کے متعلق بتاتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۵، ۶)۔ لیکن وہ ظاہرا طور پر متاثر کرنے والی نعمت یعنی غیر زبانیں بولنے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے تھے اور اس میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے (۱-کرنتھیوں باب ۱۲: ۱۳: ۱، ۸؛ ۱۴: ۲ مابعد)۔ اس سے ان کی فتنہ انگیزی، خود بینی اور خودسری کو تقویت ملی اور ایک افراتفری کی صورت پیدا ہو گئی جو ایمانداروں کے لئے بے فائدہ اور باہر والوں کے لئے پریشانی کا باعث بنی (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۹ مابعد، ۱۶، ۲۳ مابعد)۔ وجد، غیر مسیحی یونانی مشرقی مذہب کا حصہ تھا اور غالباً کرنتھی اسے جاری رکھنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ ایک شخص حالت وجد میں کفر آمیز اور مسیح کی بے عزتی کرنے والے الفاظ بول سکتا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲-۳)۔ عورتیں جو مردوں کی نسبت ایسے غیر معمولی جسمانی تجربات کا زیادہ شکار ہو جاتی ہیں اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۴ مابعد)۔ اس بات کا بڑا امکان تھا کہ اگر روکا نہ گیا تو کرنتھیوں کی مسیحیت میں اور زیادہ نامعقول یونانی عناصر داخل ہو جائیں گے جو اسے بعد کی ★غناسطی بدعت کی کسی نہ کسی شکل میں ڈھال دیں گے۔ نجات حکمت میں یعنی دنیا کے بھید کو حاصل کرنے میں دیکھی جاتی تھی (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۹ مابعد؛ ۲: ۱ مابعد)۔ وہاں کے مسیحیوں کا کلیدی لفظ "علم" تھا (۱-کرنتھیوں ۸: ۱)۔ یوں انجیل کا مرکز مسیح کی صلیب اور قیامت کے تاریخی واقعہ سے ہٹ گیا اور اس کا دیگر انسانی مذاہب سے فرق ہونا کمزور پڑ گیا۔

چونکہ اس کلیسیا کے ممبر یونانیوں اور بت پرستوں میں سے مسیحی ہوئے تھے اس لئے وہ اس خیال کے زیر اثر تھے کہ مادی چیزیں بذات خود بری ہیں۔ لہٰذا اس سے نہ کہ پولس کے اس عملی خیال سے (دیکھئے ۱-کرنتھیوں ۷: ۳۲-۳۳) یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا مقدسین کے لئے شادی کرنا درست ہے جبکہ اس کا جسمانی پہلو خاص طور پر مشکوک ہے (۱-کرنتھیوں ۷: ۵، ۲۷)۔ شاید وہ لوگ جو عام شہوت پرستی کرتے تھے (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۶) اپنے دوسری صدی کے جانشینوں کی طرح یہ کہہ کر اپنے آپ کو بری الذمہ ٹھہراتے ہوں کہ انجیل نے انہیں جسم کی بدی کی قوت سے آزاد کر دیا ہے۔ اب وہ آزاد ہیں اس لئے انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ شاید اسی اصول کے تحت بعض کرنتھیوں نے بھی جی اٹھنے کی امید کو بدل دیا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲)۔ یونانی خیالات میں صرف روح ہی غیر فانی تھی اور ان کے نزدیک جسم کے جی اٹھنے کا عبرانی نظریہ بہت زیادہ مادہ پرستانہ تھا۔ پس خطرہ تھا کہ کہیں کرنتھی بھی اس نظریہ میں رد و بدل نہ کر دیں۔

غالباً بت پرستوں کی قربانیوں اور بت خانوں کے متعلق کچھ کرنتھیوں کا رویہ بھی یونانی عقلیت پسندی سے متاثر تھا۔ ان میں سے بعض فلسفۂ تشکک کو قبول کرتے تھے اور انہیں اس مسیحی ایمان سے کہ بت کوئی چیز نہیں (۱-کرنتھیوں ۸: ۴) اور بھی تقویت ملی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی سماجی عزت اور اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ بت پرستوں کی قربانی اور طرز عبادت کو بھی قائم رکھتے تھے (۱-کرنتھیوں ۸: ۱۰)۔ کلیسیا میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو توہم پرستی میں مبتلا اور کمزور ایمان تھے۔ گو ان کا ایمان مسیح پر حقیقی تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ بد روحوں کو بھی حقیقی جانتے تھے (۱-کرنتھیوں ۸: ۸ مابعد)۔ کرنتھیوں کے مسیحیوں کے خیالات کے مختلف تجزیے کئے گئے ہیں۔ ان میں سے قابل غور یہ ہے کہ پولس جس بگاڑ کی مذمت کرتا ہے وہ زیادہ تر اس پارٹی کے غلط رویے کا نتیجہ ہے جو اپنے آپ کو "مسیح کی پارٹی" کہتی تھی (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۲؛ ۲-کرنتھیوں ۱۰: ۷) اور جو ۲-کرنتھیوں کے جھوٹے یہودی رسولوں سے قائم کی گئی تھی، جو یوحنا رسول کی چند باتوں کو مثلاً ۱-یوحنا ۳: ۹ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور ۱-یوحنا ۱: ۵، ۶ جیسی آیات کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ لیکن ہمارے پاس یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مختلف پارٹیوں کا اس بگاڑ سے کیا تعلق تھا کافی

شہادت نہیں ہے۔ مسیحی ایمان کی خصوصیات اظہارِ پرستش اور اخلاق، مختلف تہذیب و تمدن اور ماحول کے عناصر اُس دباؤ کو ظاہر کرتے ہیں جو یونانی اور مشرقی لوگوں پر مشتمل اس خوشحال بُت پرست شہر اور اُس کلیسیا میں کارفرما تھے جس میں مختلف قوموں اور مذاہب اور مسیحی ایمان کے مختلف معیاروں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ حالات میں پیچیدگی اس لئے پیدا ہوئی کیونکہ مسیحی تعلیمات کو پورے طور پر نہ سمجھا گیا، مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا اور اس قسم کی اصطلاحات مثلاً حکمت (۱-کرنتھیوں ۸: ۱) اور آزادی (۱-کرنتھیوں ۸: ۹) کو بلا سوچے سمجھے استعمال کیا جاتا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ دنیا، نفس اور شیطان بھی اپنے اپنے طریقے سے کام کر رہے تھے۔

لیکن ان باتوں کے باوجود بھی کرنتھی مسیحی پولس کے لئے کافی حوصلہ افزائی کا باعث بنے۔ اپنے تعلقات کے نہایت اہم زمانہ میں وہ ططس کو فخر سے کہہ سکا کہ وہ یقیناً اُس کے ساتھ درست طریقے سے پیش آئیں گے اور ان دونوں کا اعتماد درست ثابت ہُوا (۲-کرنتھیوں ۷: ۱۴-۱۶)۔ اُن کے قیامت کے بارے میں خطرناک بیان کے باوجود اُن کا ایمان جیسے کہ رسولوں نے تعلیم دی تھی مصلوب اور جی اُٹھے مسیح پر اب بھی قائم تھا (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱-۲)۔ وہ ابھی تک اتنے "یونانی اور مُہذب" نہیں تھے کہ مسیح کی آمدِ ثانی کو رَدّ کر دیتے (۱-کرنتھیوں ۱: ۷)۔ کرنتھیوں کے نام خط میں پولس رسول کو صرف خطرناک رجحانات سے ہی نبرد آزما ہونا پڑا۔ یہ بیماری گلتیہ میں "دوسری خوشخبری" کی بیماری کی طرح اتنی گہری نہیں تھی۔ کرنتھیوں کے نام دوسرے خط میں یہ خطرہ نظر آتا ہے کہ کرنتھی کسی "افضل رسول" سے "دوسری خوشخبری" قبول کرنے والے ہیں (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۴-۵)، لیکن اِسی خط میں اِن کی وفاداری پر بے حد اعتماد بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

۳- پولس رسول کے کرنتھیوں کیساتھ تعلقات

اگرچہ کرنتھس میں پولس کی جگہ دوسرے استاد آ گئے تھے تو بھی پولس کے اُس کلیسیا کے ساتھ خاص تعلقات قائم تھے (مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۳: ۱۰؛ ۴: ۱۵)۔ کرنتھیوں کے نام اس کے دوسرے خط کے ہر صفحہ سے اُس کی شدید محبت کا اظہار ہوتا ہے، اور جب اُسے ان کے ردِّ عمل کا علم نہیں ہوتا تو سخت پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے (مثلاً ۲-کرنتھیوں ۷: ۳-۵؛ ۱۲: ۱۵)۔ اُس نے اُنہیں جو سخت سرزنش کی اُس کی وجہ یہی شدید محبت تھی (مثلاً ۲-کرنتھیوں ۷: ۸ مابعد؛ ۱۱: ۲)۔ کرنتھی اُس کے رسولی کام کا ثبوت تھے (۱-کرنتھیوں ۹: ۲) اور اس کے خطوط مسیح کی طرف سے اسناد (۲-کرنتھیوں ۳: ۱ مابعد)۔

چونکہ پولس کے کرنتھیوں کے ساتھ تعلقات کو خطوط اور بشارتی دورے پُوری صفائی سے بیان نہیں کرتے اور اس کے بارے میں مختلف خیالات بھی پائے جاتے ہیں، اس لئے بہتر ہوگا کہ بنیادی معلومات کو یکجا کیا جائے۔

ا- اعمال کی کتاب سے معلومات

پولس، اکولہ اور پرسکلہ کے ساتھ غالباً ۵۲ء میں کرنتھس سے رُخصت ہوتا ہے (اعمال ۱۸: ۱۸ مابعد)۔ اگلے دو سالوں میں وہ زیادہ تر افسس میں رہا لیکن جب اکولہ (؟) نے کرنتھیوں کو اپلوس کے بارے میں سفارشی خط لکھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہاں نہیں تھا (اعمال ۱۸: ۲۷)۔ افسس میں اُس نے یروشلیم جانے کا فیصلہ کیا لیکن واپسی میں وہ مکدنیہ اور اخیہ (کرنتھس اسی صوبہ میں تھا) سے ہو کر آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے پہلے قدم کے طور پر تیمتھیس اور اراستس کو اُس طرف بھیجا (اعمال ۱۹: ۲۱، ۲۲)۔ کچھ عرصہ بعد جب ہُلڑ موقوف ہو گیا تو وہ بھی گیا اور تین ماہ اخیہ میں رہا (اعمال ۲۰: ۲، ۳)۔ یہاں یہ بتانا مفید ہوگا کہ لوقا حالات قلمبند کرتے وقت بہت سی باتوں کو نظر انداز کر دیتا تھا (مقابلہ کیجئے ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۴ مابعد)۔

ب- کرنتھیوں کے پہلے خط سے معلومات

پولس کی کرنتھس میں پہلی آمد کے علاوہ اور کسی آمد کا حوالہ نہیں ملتا، لیکن اس نے ایک پاسبانی خط لکھا جس میں اخلاقی تنزلی سے بچنے کے متعلق تنبیہ کی تھی (۵: ۹)۔ اُسے خلوئے کے گھر والوں سے معلوم ہُوا کہ اُن میں جھگڑے ہو رہے ہیں (۱: ۱۱)، اور وہ ستفناس اور دوسروں کے آنے سے خوش ہُوا (۱۶: ۱۷، ۱۸)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلیسیا کی طرف سے اُس کے نام خط لائے تھے۔ بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ ۱-کرنتھیوں کا خط جزوی طور پر ایک خط کا جواب ہے۔ پولس، اپلوس کو اس بات کے لئے قائل کرنے میں کہ وہ فوراً کرنتھس آئے ناکام رہا (۱۶: ۱۲)، لیکن تیمتھیس دوسرے بھائیوں سمیت کرنتھس جانے کے لئے چل پڑا تھا (۱۶: ۱۰-۱۱)۔ کرنتھی یروشلیم کی کلیسیا کے لئے ہمیشہ خیرات بھیجا کرتے تھے مگر اس مرتبہ یہ ابھی تک جمع نہیں کی گئی تھی (۱۶: ۱ مابعد)۔ پولس جلد کرنتھس جانے والا تھا (۴: ۱۹) اور اُس نے مکدنیہ جانے کا خیال ترک کر دیا۔ اُسے اُمید تھی کہ وہ کچھ وقت غالباً ایک جاڑا ان کے ساتھ گذارے گا اور پھر ان کے نمائندوں کے ساتھ یروشلیم جائے گا لیکن در ایں اثنا کام کی زیادتی کے باعث اُسے پنتکُست (ماہ مئی) تک افسس میں رُکنا پڑا۔

ج ۔ کرنتھیوں کے دوسرے خط سے معلومات

پولس رسول تیمتھیس کے ساتھ (۱:۱) مکدنیہ میں تھا ۔ یہاں اُس کے ۱-کرنتھیوں ۱۶:۱۰ میں مذکور مشن کا ذکر نہیں ہے (مقابلہ کیجئے اعمال ۱۹:۲۲) ۔ غالباً پولس یہاں وعدہ خلافی کے الزام کی صفائی پیش کر رہا ہے یعنی وہ وعدہ کے مطابق مکدنیہ جاتے اور آتے ہوئے کرنتھس نہ گیا تھا (مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۱۶:۷) اور یوں اُسے دو مرتبہ اپنا منصوبہ تبدیل کرنا پڑا (۲-کرنتھیوں ۱:۱۵ مابعد) ۔ تاہم وہ یقین دلاتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان کے پاس غمگین حالت میں نہیں آنا چاہتا تھا (۲:۱) ۔ اُس نے انہیں بڑا سخت خط لکھا تھا جس کی وجہ سے وہ بڑا بے چین تھا (۲:۳ مابعد)، اور یہاں تک کہ وہ اُس خط کو بھیجنے سے پچھتایا بھی (۷:۸) ۔ لیکن اس کا نتیجہ وہاں کے مسیحیوں اور اس مجرم بھائی کے لئے ایسے افسوس کی صورت میں نکلا جو خدا کی طرف راغب کرتا ہے (۷:۹-۱۲) ۔ اگرچہ وہ مجرم سخت سزا کا حقدار تھا تو بھی پولس سزا میں اعتدال چاہتا ہے (۲:۵-۱۱) ۔ ططس یہ خوشخبری لاتا ہے (۷:۶) لیکن پولس اُس کا انتظار کرتے ہوئے اپنے خط کا نتیجہ سننے کے لئے اس قدر بے چین تھا کہ وہ ترواس میں خوشخبری سُنانے کے لئے کھلے میدان کو چھوڑ کر (۲:۱۲، ۱۳) مکدنیہ اس اُمید پر روانہ ہو گیا کہ وہاں ططس سے ملاقات ہو جائے گی ۔ لیکن وہاں پہنچ کر اُسے اطمینان نہیں ملا ۔ بیرونی مشکلات کے علاوہ اسے کرنتھیوں کے بارے میں فکر بھی ستا رہی تھی (۷:۵) ۔ آخر ططس ان کے بارے میں تسلی بخش خبر لے کر آ ہی گیا ۔ چندہ ابھی تک جمع نہیں کیا گیا تھا (ابواب ۸ اور ۹) لیکن لوگ پچھلے سال ہی سے تیار تھے (۹:۲) ۔ ططس اِس خیرات کو جمع کرنے والا تھا (۸:۶) اور دیگر قابلِ اعتماد بھائی اُس کی مدد کریں گے (۸:۱۶-۲۳ مقابلہ کیجئے ۱۲:۱۸) ۔ پولس بذاتہ تیسری مرتبہ وہاں آ رہا ہے (۱۲:۱۴؛ ۱۳:۱) اور اگر کرنتھیوں نے اب بھی سرکشی اختیار کئے رکھی تو اس نے اپنی دوسری آمد کے وقت جو سخت تنبیہ کی تھی (۱۳:۲)، اُسے اُس پر عمل کرنا پڑیگا ۔

کرنتھیوں کے نام پہلا خط بھیجے جانے کے وقت تک واقعات کی ترتیب نہایت صاف ہے ۔ لیکن اس کے بعد بعض واقعات کے متعلق پورے وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

د ۔ پولس نے کتنے خطوط بھیجے ؟

اکثر کہا جاتا ہے کہ ۲-کرنتھیوں ابواب ۲ اور ۷ میں جس خط کا ذکر ہے وہ کرنتھیوں کے نام پہلا خط ہے ۔ مجرم شخص، ۱-کرنتھیوں باب ۵ کا بدکاری کا مرتکب شخص ہے اور "جس پر بے انصافی ہوئی" (۲-کرنتھیوں ۷:۱۲) وہ اُس کا باپ ہے ۔ لیکن یہاں یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ جس دُکھ کا ذکر ۲-کرنتھیوں ۲:۴؛ ۷:۸ میں ہے اور ۲-کرنتھیوں ۲:۹ میں جو غرض کا ذکر ہے وہ ۱-کرنتھیوں کے عام لہجے اور مضمون کے عین مطابق ہے، اور ۲-کرنتھیوں باب ۲ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شائد مذکورہ جُرم خود پولس کے خلاف سمجھا جا سکتا ہے ۔ پس یہ امکان ہے کہ ۲-کرنتھیوں میں جس سخت خط کا ذکر ہے وہ فوری توجہ طلب مسئلہ کے پیش نظر کرنتھیوں کے پہلے خط کے بعد بھیجا گیا ۔ اُس کو لے جانے والا یقیناً ططس ہی تھا جو واپسی میں اُس کے قبول کئے جانے کی خبر لایا ۔

ہ ۔ پولس کتنی مرتبہ کرنتھس گیا ؟

۲-کرنتھیوں ۱۲:۱۴؛ ۱۳:۱ سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ "میں تیسری بار تمہارے پاس آنے کو تیار ہوں" ۔ اس کا مطلب یہ ہؤا کہ اُس نے جانے کا ارادہ کیا اور پھر ترک کر دیا، لیکن ۲-کرنتھیوں ۱۳:۲ سے ظاہر ہے کہ وہ دو مرتبہ جا چکا تھا ۔ اعمال کی کتاب میں صرف ایک آمد کا ذکر ہے اور ۱-کرنتھیوں سے پولس کے اس خط کے لکھے جانے سے پیشتر دوسری مرتبہ جانے کا اشارہ نہیں ملتا ۔ مزید یہ کہ جیسا کہ ہم ۲-کرنتھیوں ۲:۱ میں دیکھ چکے ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کرنتھیوں کو ایک اور تکلیف دہ دورے سے بچانا چاہتا ہے ۔ اعمال باب ۱۸ میں مذکور دَورہ تکلیف دہ نہیں تھا اس لئے وہ یقیناً ایک اور بار وہاں گیا ہوگا ۔

و ۔ تکلیف دہ دَورہ اور سخت خط

پس امکانِ غالب یہی ہے کہ پولس پہلے خط کے تحریر کئے جانے کے بعد کسی وقت افسس سے کرنتھس کو گیا کیونکہ شاید اس خط سے حالات زیادہ درست نہیں ہوئے تھے ۔ پولس کا وہاں جانا نہ تو ملتوی ہؤا، نہ خوشگوار تھا اور نہ اُس کے نتائج اس کے لئے تسلی بخش تھے ۔ وہ دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے وہاں سے واپس آ گیا (۲-کرنتھیوں ۱:۱۶) ۔ لیکن مزید تکلیف دہ منظر سے بچنے (۲-کرنتھیوں ۱:۲۳؛ ۲:۳؛ ۱۳:۲) اور کرنتھیوں کو فرمانبرداری کرنے کے لئے ایک اور موقع دینے کی خاطر (۲-کرنتھیوں ۲:۹) اُس نے اِسے ملتوی کر دیا اور آسیہ چلا گیا (جہاں اُسے زندگی کا خطرہ تھا (۲-کرنتھیوں ۱:۸ مابعد) اور وہاں سے اُنہیں ہوش میں لانے کے لئے ایک سخت خط لکھا ۔ جب اُس نے کرنتھیوں کے نام موجودہ دوسرا خط لکھا تو حالات درست ہو چکے تھے اور اب مجوزہ تیسرا دورہ تھوڑی بہت مخالفت (۲-کرنتھیوں ۱۰:۶-۱۱؛ ۱۳:۱-۲) کے باوجود خوشی سے قبول کیا جائے گا، اور وہ خیرات

جو وہ اپنے اِس سے پیشتر کے دَورے میں جمع کرنا چاہتا تھا(۱-کرنتھیوں ۱۶: ۳-۴) اب جمع کرلی جائے گی۔

یہ درمیانی دَورہ کس لحاظ سے تکلیف دہ تھا، اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اکثر یہ خیال پیش کیا جاتا ہے کہ پولس کو اپنے مخالفین کی مخالفت کے باعث جو اس کے اختیار کو چیلنج کرتے تھے اور بالخصوص ایک شخص کی اشتعال انگیز طعن و تشنیع (۲-کرنتھیوں ۱۰:۱، ۱۰؛ ۱۱: ۶) کے باعث تکلیف دہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ لیکن اگر یہ بات ہوتی تو تیسرے دورے کو ملتوی کرنے کی یہ وجہ یقیناً قابلِ قبول ہوتی اور ططُس کے سامنے فخر کرنے کی کوئی بنیاد نہ ہوتی۔ لیکن ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دَورہ نہ صرف پولس کے لئے تکلیف دہ تھا بلکہ کرنتھی مسیحیوں کے لئے بھی۔ شاید وہاں کچھ خوفناک باتیں پائی جاتی تھیں جن کا تھوڑا بہت اشارہ ۱-کرنتھیوں ۵: ۴-۵ اور ۱۱: ۳۰ میں ملتا ہے۔ تاہم اس کے بعد بھی کرنتھی گردن کش رہے اور غالباً پولس اِس خیال ہی سے ٹھٹھکتا تھا کہ اگر وہ وہاں گیا تو اُسے ان سے سختی سے پیش آنا پڑے گا۔

ز- مسئلہ کا اختتام

متذکرہ بالا بیان سے کرنتھیوں کے دوسرے خط کی وحدت قائم رہتی ہے؛ تاہم معمولی سی تبدیلی کی ضرورت ہوگی اور وہ یہ کہ ہمیں ۲-کرنتھیوں ابواب ۱۰-۱۳ کو اُس "سخت خط" کا حِصّہ سمجھنا چاہیئے۔ اسی بنیاد پر ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ "سخت خط" کے بعد اگرچہ لوگوں نے توبہ کی تو بھی کرنتھس کے کسی نہ کسی حِصّے میں پولس کی مخالفت قائم رہی۔ "افضل رسول" خطرناک حد تک اثر رکھتے تھے اور ممکن تھا کہ وہ جھلسانے والی دوسری خوشخبری کچھ قدم جما لیتی (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۴)۔ لیکن وہ دورہ جو کرنتھیوں کے دوسرے خط کا موضوع ہے بالآخر تکمیل کو پہنچا (اعمال ۲۰: ۲ مابعد) اور خیرات جمع کی گئی (رومیوں ۱۵: ۲۶)۔ رومیوں کا خط جو اس تیسرے دورے میں لکھا گیا خوشگوار اختتام کی نشاندہی کرتا ہے۔ ایک طویل ناکامی اور انتظار کے بعد بالآخر پولس اپنی اُس اُمید کی تکمیل دیکھ سکتا ہے یعنی رومہ اور اُس سے آگے انجیل کی منادی کرنا (رومیوں ۱: ۱۰، ۱۳، ۱۵؛ ۱۵: ۲۸)۔ یہاں کرنتھیوں کا مسئلہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔

۴- کرنتھیوں کیساتھ خط و کتابت

اب ہم پولس رسول اور کرنتھیوں کے درمیان خط و کتابت میں حسبِ ذیل باتوں کو تلاش کر سکتے ہیں:

ا- پولس کا پہلا خط

اس میں حرام کاروں سے صحبت نہ رکھنے کے بارے میں ہدایات تھیں (۱-کرنتھیوں ۵: ۹-۱۰) جنہیں کرنتھس میں پورے طور پر نہ سمجھا گیا۔ بعض کے خیال میں اس کا کچھ حصّہ ۲-کرنتھیوں ۶: ۱۴-۷: ۱ میں ملتا ہے جو اپنی موجودہ صورت میں زبان کی روانی اور سلاسل میں ایک طویل جملۂ معترضہ کی صورت میں ہے۔

ب- کرنتھیوں کا پولس کے نام خط

اس خط کے مضمون کا تھوڑا بہت اندازہ ہم پولس کے ۱-کرنتھیوں میں اشاروں سے لگا سکتے ہیں اور اگر ہمیں یہ یقینی طور پر علم ہو جائے کہ کرنتھیوں کے سوالات کیا تھے تو پھر خط کے بہت سے نکات صاف ہو سکتے ہیں۔

ایک سوال شادی کے جائز ہونے یا شادی کی مسیحی عظمت کے بارے میں تھا (۱-کرنتھیوں ۷: ۱) اور اس کے سوالوں میں حسبِ ذیل بھی شامل تھے؛ دوبارہ شادی (۷: ۸)، مخلوط شادیاں (۷: ۱۲) اور کنواریاں۔ آیا اس میں سنِ بلوغت کو پہنچی ہوئی بیٹیاں بھی شامل تھیں یا نہیں اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے (۷: ۲۵)۔ ایک اور سوال بُت پرستوں کی قربانیوں کے بارے میں تھا اور اس میں یہ بیان بھی شامل تھا کہ "ہم سب علم رکھتے ہیں" (یعنی ہم جانتے ہیں کہ بُت بے وجود ہیں- ۸: ۱)۔ ایک موقع پر کرنتھیوں نے کہا کہ وہ پولس کو یاد رکھتے ہیں اور جو کچھ اُس نے سکھایا اُس پر عمل کرتے ہیں (۱۱: ۲)۔ اُس بیان کے پیشِ نظر پولس انہیں کہتا ہے کہ تو پھر وہ کیوں عورتوں کو نامناسب درجہ دیتے ہیں (۱۱: ۳) اور کیوں نامناسب اجتماع سے اپنی پرستش اور عبادت کو دُھندلاتے ہیں (۱۱: ۱۷)۔ باقی رسومات کے بارے میں غیر اہم سوال وہ خود آکر حل کرے گا (۱۱: ۳۴)۔ کرنتھیوں نے یقیناً روحانی نعمتوں کے متعلق دریافت کیا تھا تاکہ وہ وجدانی بولوں کو پرکھ سکیں (۱۲: ۱)۔ غالباً انہوں نے قیامت کی نئی تفسیر کے متعلق کچھ نہیں پوچھا تھا (۱۵: ۱۲) لیکن انہوں نے چندہ جمع کرنے کے متعلق ضرور دریافت کیا (۱۶: ۱)۔

ج- کرنتھیوں کے نام پہلا خط

کرنتھیوں کے نام پہلے خط کی یگانگی کے متعلق حقیقتاً کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اس خط کو دو یا زیادہ حِصّوں میں تقسیم کرنے کی بنیاد اُن فرضی سفری انتظامات کے فرق اور بُت پرستوں کی قربانیوں کی تعلیم پر ہے۔ اس خط کے سنِ تصنیف کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن ۱۶: ۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موسم بہار یا موسم سرما کے آخر میں لکھا گیا۔ چونکہ پولس ۵۰ء - ۶۰ء کے درمیانی عرصہ

میں اِفسُس میں تھا اس لئے غالباً اُس نے اس خط کو وہاں سے ۵۶ء میں لکھا۔

د۔ سخت خط

کہا جاتا ہے کہ یہ خط یا اس خط کا کچھ حصّہ ۲۔کرنتھیوں ابواب ۱۰-۱۳ میں ملتا ہے۔ اس کے حق میں حسب ذیل دلائل دیئے جاتے ہیں: (۱) جب ۲۔کرنتھیوں کے ابتدائی ابواب میں تسلی، شکرگذاری اور درخواست پائی جاتی ہے تو پھر پولس کیوں یکایک، سخت مذمت پر اُتر آیا ہے؟ ۲۔کرنتھیوں ابواب ۱۰: ۱۳ میں مداخلت کرنے والوں پر حملہ کیا گیا ہے جو ابواب ۱تا ۹ میں نظر نہیں آتے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس وقت وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔ (۲) ابواب ۱۰-۱۳ میں بعض بیانات (مثلاً ۱۰: ۶؛ ۱۳: ۲، ۱۰) مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب کہ ابواب ۱تا ۹ (۱: ۲۳؛ ۲: ۳، ۹) میں یہی ماضی کا حوالہ دیتے ہیں۔

اس سے مُراد یہ ہے کہ آخری چار ابواب پہلے ابواب سے پیشتر لکھے گئے تھے۔ اگرچہ یہ نظریہ بڑا معقول نظر آتا ہے تاہم اس کے خلاف بہت کچھ کہا جا سکتا ہے: مثلاً (۱) مسودے کی تقسیم کا کوئی جواز نہیں ہے (۲) پولس کا کرنتھیوں پر عام اعتماد اور ان کی حالیہ تصدیق پر اُس کا اظہارِ اطمینان، اُس کی اُس سخت زبان کے خلاف نہیں ہے جو اُس نے ایک زہریلی اقلیت کے لئے استعمال کی جس کا اثر رسوخ کلیسیا کی بربادی کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ اس اقلیت کا نشان پہلے ابواب میں بھی ملتا ہے اور ان کے طعن وتشنیع کو ۱: ۱۷ مابعد؛ ۲: ۱۷؛ ۳: ۱؛ ۴: ۲، ۵؛ ۵: ۱۲ میں مابعد دیکھا جا سکتا ہے۔ (۳) ابواب ۱، ۲ اور ۹-۱۳ کی زبان میں مندرجہ بالا بیان کردہ فرق کا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ سخت خط اُس ناخوشگوار دَورے سے بچنے کے لئے بھیجا گیا۔ اگر امرِ واقع یہی تھا تو پھر اس خط میں یہ بتانا بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ پولس تیسرا دورہ ضرور کرے گا (۱۲: ۱۴؛ ۱۳: ۱-۲)۔ (۴) ۱۲: ۱۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرنتھُس کے مسیحی طِطُس سے پہلے ہی واقف تھے جو اگر وہ سخت خط لے کر ان کے پاس گیا تھا تو ایک فطری بات ہے۔ لیکن طِطُس کے اِسی مشن اور اُس بھائی کا ذکر اس سے پہلے کے ابواب میں بھی ملتا ہے (۸: ۱۶ مابعد)۔ (۵) پولس کے سخت خط اور اُس کی کمزور حالت موجودگی (۱۰: ۹ مابعد) میں فرق پر اُس کے مخالفین نے جو تمسخر اڑایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پولس کے سخت خط کے کلیسیا پر اچھے اثرات کے باعث جو شکست انہیں ہوئی اس کا نتیجہ تھا اور طِطُس نے اُسے ضرور سُنا ہوگا۔ یہ وہ پھبتیاں نہیں تھیں جو سخت خط بھیجنے سے پیشتر اور اُس کے تکلیف دہ دَورے کے درمیان کرنتھُس میں اُس پر کسی گئی تھیں۔

اگر ۲۔کرنتھیوں کو ایک وحدت کی صورت میں پڑھا جائے تو زیادہ بامطلب بن جاتا ہے اور ابواب ۱۰-۱۳ کو ابواب ۱-۹ سے پیشتر رکھنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

ھ۔ کرنتھیوں کے نام دوسرا خط

یہ خط مکدُنیہ سے پولس نے لکھا جہاں وہ طِطُس سے ملا تھا (۲: ۱۳)۔ چونکہ مکدُنیہ کے لوگوں کو بتایا گیا کہ کرنتھی یروشلیم کو خیرات بھیجنے کے لئے پچھلے سال ہی سے تیار ہیں (۸: ۱۰؛ ۹: ۲) اور چونکہ اخیہ میں تین ماہ قیام کرنے کے بعد پولس تقریباً اپریل میں مکدُنیہ سے روانہ ہُوا (مقابلہ کیجئے اعمال ۲۰: ۳، ۶) اس لئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ خط کرنتھیوں کے نام پہلا خط لکھے جانے کے ایک سال بعد موسم خزاں میں لکھا گیا۔

و۔ اِسناد

خواہ کرنتھیوں کے نام دوسرے خط کی وحدت کے بارے میں کتنے ہی نظریات کیوں نہ ہوں، اِن خطوط کی صحت کے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں۔ جتنی گرمجوشی سے یہ دوسرا خط لکھا گیا، کبھی کوئی اور خط نہیں لکھا گیا۔ جہاں تک پہلے خط کا تعلق ہے یہ مُقدس اغناطِیُس کو تقریباً زبانی یاد تھا۔

کُرنیلیُس۔ قرنیلیس:۔ (یونانی = سینگ یا سورج کی کرن)۔

قدیم اور معزز رومیوں کا ایک نام۔

کرنیلیس، قیصریہ میں اُس رومی پلٹن کا صوبیدار تھا جو اطالیانی کہلاتی تھی۔ اُسے ایک رویا میں ہدایت ملی کہ وہ پطرس کو جو یافا میں ٹھہرا ہُوا تھا بلوائے تاکہ وہ اُس سے خدا کا پیغام سُنے اور وہ اور اُس کا خاندان نجات پائیں (اعمال ۱۱: ۱۴)۔

جہاں تک اس کے اخلاقی کردار کا تعلق ہے اُسے "نیک اور خدا سے ڈرنے والا" بتایا گیا ہے۔ پطرس سے ملاقات سے پیشتر اس کے مذہب کے متعلق واضح معلومات نہیں، لیکن امکانِ غالب یہ ہے کہ وہ ایک نیک و پارسا آدمی تھا جو کثرت پرستی سے بیزار اور فلسفہ سے مایوس تھا۔ اسی لئے وہ یہودیت کی روحانیت کی طرف مائل ہو گیا اور اب وہ "نامختون نومرید" تھا (اعمال ۱۱: ۲)۔ اگر کوئی شک تھا کہ پطرس رسول اپنے پہلے غیر قوم متلاشی کو خدا کے کلام میں شریک کرکے غلطی کر رہا ہے تو وہ پطرس کو قائل کرنے کے لئے جو رویا ملی (اعمال ۱۰: ۹-۱۶) اُس پر غور کرنے اور کرنیلیس کے گھرانے پر پاک رُوح کے نزول سے (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۷) دُور ہو جاتا ہے۔ انہی بنیادوں پر پطرس رسول یروشلیم میں اپنی مخالفت کرنے والوں کو جواب

دیتا ہے۔

کروب :- بابل میں ایک مقام جس کے متعلق صحیح علم نہیں۔ وہاں سے یہوداہ کے اسیر واپس آئے (نحمیاہ ۷: ۶۱؛ عزرا ۲: ۵۹)۔

کروبی :- (عبرانی کروب۔ جمع کروبیم۔ علماء اس بات پر متفق نہیں کہ یہ کس لفظ سے مشتق ہے۔ بعض کی رائے میں یہ فینیکی سامی جد سے ہے اور اس کا مادّہ ک۔ ر۔ ب حرفوں کی تبدیلی سے۔ ر۔ ک۔ ب سے مشتق ہے۔ رکوب " بمعنی سوار ہو کر"۔ یعنی یہ ربانی سواری ہے (زبور ۱۸: ۱۰)۔ اوروں کا خیال ہے کہ کرب اور قرب، ایک ہیں اور یوں یہ وہ فرشتے ہیں جو خدا کے قریب ہیں)

کلام مقدس کے مطابق ایک عظیم آسمانی ہستی جس کی شکل بیان کرنے کے لئے انسان، بیل، شیر اور عقاب کی صورتوں سے مرکب شبیہ پیش کی گئی ہے (حزقی ایل ۱: ۱۰؛ ۱۰: ۱۴)۔ انسان اور یہ تین جانور عقل اور طاقت کی علامت ہیں (ضمناً ہم یہاں ذکر کر دیں کہ اناجیل اربع کے لئے ابتدائی کلیسیا نے بھی یہی چار علامتیں چُنیں۔ متی کو شیر سے، مرقس کو بیل سے، لُوقا کو انسان سے اور یوحنا کو عقاب سے تشبیہ دی گئی۔ گویا اناجیل اربع اور کروبی میں مماثلت ہے)۔

کروبیوں کا پہلی مرتبہ ذکر پیدائش ۳: ۲۴ میں آتا ہے جہاں اُنہیں زندگی کے درخت کی حفاظت کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ پھر ان کا ذکر خدا کا تخت ہوا میں لے کر اُڑنے کے سلسلے میں آتا ہے (۲۔ سموئیل ۲۲: ۱۱ قب زبور ۱۸: ۱۰)۔ عہد کے صندوق کے ★ سرپوش (رحم گاہ) پر دو سونے کے کروبی نصب کئے ہوئے تھے۔ یہاں بھی وہ خدا کے تخت کی حفاظت کی علامت ہیں (خروج ۲۵: ۱۸۔ ۲۲؛ قب عبرانیوں ۹: ۵)۔ وہ اُن چیزوں کی جو عہد کے صندوق میں تھیں حفاظت کرتے تھے اور یہوواہ کے اندیکھے تخت پر اپنے پروں سے سائبان کا کام دیتے تھے (قب ۱۔ سموئیل ۴: ۴؛ ۲۔ سموئیل ۶: ۲؛ ۲۔ سلاطین ۱۹: ۱۵؛ زبور ۸۰: ۱؛ ۹۹: ۱)۔ حزقی ایل باب ۱۰ میں یہ تخت کروبی اُٹھا کر اُڑتے ہیں۔

سلیمان بادشاہ کی بنائی ہوئی ہیکل میں کروبی ایک امتیازی نشان کی حیثیت رکھتے تھے اور اُنہیں پردوں پر کاڑھا اور دیواروں پر کندہ کیا گیا تھا (خروج ۲۶: ۳۱؛ ۲۔ تواریخ ۳: ۷)۔ ہیکل کے پاک ترین حصہ میں دس دس ہاتھ اونچے کروبی تھے جو زیتون کی لکڑی پر سونا منڈھ کر بنائے گئے تھے اور سارے ماحول پر چھائے ہوئے تھے (۱۔ سلاطین ۶: ۲۶ مابعد)۔ ہیکل کی اندرونی دیوار کے آرائشی حاشیہ پر بھی کروبیوں کی تصویریں تھیں اور پیتل کے حوض کے حاشیہ پر شیروں اور کھجور کے درختوں کے ساتھ کروبیوں کی تصویریں تھیں (۱۔ سلاطین ۷: ۳۶)۔ فلسطین میں کھدائی کے دوران بہت سے مختلف شکلوں کے کروبیوں کی تصویریں منظرِ عام پر آئی ہیں۔ بعض انسانی شکل، جانور کا بدن اور چار ٹانگوں اور دو مرصع اور خوبصورت پروں والے ہیں۔ پرانی دیومالا میں ایسے پردار مخلوق بہت عام تھے اور یہ مختلف جانوروں اور انسان کے جسم کے حصّوں سے مرکب تھے۔ مثلاً یونانی اسطوریات میں گرفن griffin ایک خیالی جانور جس کا سر اور پر عقاب کے اور بدن شیر کا سا تھا۔

نیز دیکھئے سرافیم۔ فرشتے۔

کریت :- وہ نالہ جو یردن کے سامنے تھا اور جہاں ایلیاہ نبی چھپا (۱۔ سلاطین ۱۷: ۱۔ ۵)۔

کریتی اور فلیتی :- کریتی غالباً ایک فلستی قبیلہ تھا جو فلسطین کے جنوب میں آباد تھا (۱۔ سموئیل ۳۰: ۱۴؛ حزقی ایل ۲۵: ۱۶؛ صفنیاہ ۲: ۵)۔ داؤد بادشاہ نے اپنے محافظ انہی میں سے چُنے۔ اُن کا سردار ★ بنایاہ تھا (۲۔ سموئیل ۸: ۱۸؛ ۱۵: ۱۸؛ ۲۰: ۷، ۲۳؛ ۱۔ سلاطین ۱: ۳۸، ۴۴)۔ کریتی کے عبرانی مادّہ کا غالباً مطلب کاٹنا ہے۔ یہ نام شاید ان محافظوں کو اُن کے تلوار چلانے یا جلّاد کا کام کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ سفتادی ترجمہ دو جگہ یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ لوگ ★ کریتے کے جزیرہ سے آئے تھے (حزقی ایل ۲۵: ۱۶؛ صفنیاہ ۲: ۵)۔ فلستی تو کریتے سے آئے ہی تھے۔

داؤد بادشاہ غالباً سمندر پار کے کرائے کے سپاہیوں کو اپنا محافظ رکھنے میں اپنی بہتری سمجھتا تھا۔

کریتے :- بحیرۂ روم میں ایک بڑا جزیرہ جو زیادہ تر پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ یہ یورپ، ایشیا اور افریقہ سے تقریباً یکساں فاصلے پر ہے تو بھی اسے یورپ ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ۱۵۲ میل / ۲۴۸ کلومیٹر لمبا ہے اور اس کی چوڑائی ۳۵ میل / ۵۶ کلومیٹر سے ۷ میل / ۱۱ کلومیٹر تک ہے۔ پُرانے عہدنامہ میں غالباً ★ کریتی لوگ جنہیں داؤد بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے رکھا تھا اسی جزیرے سے آئے تھے۔ اُس زمانے میں غالباً وہ ★ کفتور کے نام سے مشہور تھا (یرمیاہ ۴۷: ۴؛ عاموس ۹: ۷)۔ نئے عہدنامہ میں یہاں کے باشندوں کا نام اُن لوگوں کے ساتھ آتا ہے جو عید پنتکست کے دن یروشلیم میں موجود تھے (اعمال ۲: ۱۰)۔ بعد ازاں اس جزیرے کا نام پولس رسول کے رومہ کے سفر کے سلسلے میں آتا ہے (اعمال ۲۷: ۷۔ ۱۳، ۲۱)۔

اُن کا جہاز سلمونے کے سامنے سے ہو کر کریتے کی آڑ میں سے گزرا۔ اور لسیہ شہر کے قریب حسین بندر پر پہنچا۔ پولس نے ملاحوں کو صلاح دی کہ وہ جاڑے کا موسم یہاں ہی گزاریں۔ لیکن انہوں نے پولس کی بات نہ مانی بلکہ فینکس میں جاڑا کاٹنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن طوفان کی وجہ سے وہ یہ نہ کر سکے اور کودہ نام جزیرے کی آڑ میں بہتے بہتے بالآخر ★ ملتے پہنچے (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۷)۔
غالباً پولس رسول اس جزیرہ میں اپنی روما کی قید کے بعد پھر آیا۔ اور ★ طِطُس کو اپنی خدمت کے کام کو پورا کرنے کے لئے پیچھے چھوڑا (طِطُس ۱: ۵)۔ اسی خط میں پولس نے اس جزیرے کے ایک مصنف کا اقتباس پیش کرتے ہوئے اس جزیرے کے لوگوں کے کردار کی تنقید کی کہ وہ ہمیشہ جھوٹے، موذی جانور اور ★ احدی کھاؤ ہوتے ہیں۔ (آیت ۱۲)۔ یہ مشہور کریتی مصنف اپی منی دیز کا ایک قول تھا۔ اعمال ۱۷: ۲۸ کے پہلے حصّہ میں بھی اسی شاعر کے کلام سے اقتباس درج ہے۔

کریسکینس۔ کوِسکاس :- (یونانی = ترقی پذیر)۔ روما میں پولس رسول کا ساتھی، جو گلتیہ کو چلا گیا تھا (۲۔ تیمتھیس ۴: ۱۰)۔

کرینے :- شمالی افریقہ میں مصر کے مغرب میں لبیا کا ایک شہر جہاں سے لبیا کے صحرا کا ایک حصّہ اُسے مصر سے جدا کرتا تھا۔ یہ بحیرۂ روم سے دس میل کے فاصلے پر سطح سمندر سے ۲ ہزار فٹ بلندی پر واقع تھا اور ساحل سمندر اسے فطری طور پر صحارا کے بیابان کی گرم ہوا سے محفوظ رکھتا تھا۔ اس کی حفاظت ڈھلوانوں کے سلسلہ پر بنے ہوئے وہ تختے کرتے تھے جو جنوب کی طرف ۸۰ میل تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس شہر کی آب و ہوا فرحت بخش اور زمین زرخیز تھی۔ یہ ایک رومی بستی تھی جسے ۶۰۳ ق م میں باطس Battus نے تعمیر کیا تھا۔ یہ شہر اُس علاقے میں "صحرا میں نخلستان" کی مانند تھا جس کی طرف تجار اور مسافر کھنچے چلے آتے تھے۔ اس شہر کے معززین میں اتھینے میں نئی اکادمی کا بانی کارنیکلز Carneacles اور ارسطو کا دوست اور اپکوری فلاسفر ارسٹیپس Aristippus شامل تھے۔ ۲۳۱ ق م میں بطلیمس اوّل نے اسے مصر کا حصّہ قرار دیا اور آخری بطلیمس خاندان کے آخری بادشاہ کی وصیت کے مطابق یہ رومیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔
کرینے کا نام پرانے عہدنامہ میں نہیں آتا لیکن نئے عہدنامہ میں یہ بڑا اہم بن گیا۔ اس شہر کے ایک باشندے شمعون سے رومی سپاہیوں نے خداوند یسوع کی صلیب اٹھوائی (لوقا ۲۳: ۲۶) اور یوں شمعون نے اس شہر کو لافانی شہرت بخشی۔ پنتکست کے دن اس شہر کے نمائندے یروشلیم میں موجود تھے (اعمال ۲: ۱۰)۔ یہاں یہودیوں کا عبادت خانہ تھا (اعمال ۶: ۹)۔ لوکیس کرینی کا نام اعمال ۱۳: ۱ میں آیا ہے۔ آثار قدیمہ کی کھدائی سے معلوم ہوا ہے کہ یونانی اسے "افریقہ میں اتھینے" بنانا چاہتے تھے۔ اس شہر کے سب سے دلچسپ باقیات وہ مقبرے ہیں جنہیں سخت چٹانوں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ ان مقبروں میں نقش و نگار اور تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۸ ۵ ک)۔

کڑاہی :- لوہے کا برتن جس میں کوئی چیز تلتے یا پکاتے ہیں۔ اس کا ذکر صرف احبار ۲: ۷ اور ۷: ۹ میں آیا ہے۔

کڑوا پانی :- وہ پانی جس میں خیمۂ اجتماع کے فرش کی گرد ملی ہوتی تھی۔ کاہن اسے شادی شدہ عورت کو پلا کر اس کی پاکدامنی کی آزمائش کرتے تھے (گنتی ۵: ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۴)۔ چونکہ یہ پانی لعنت کا باعث بھی ہو سکتا تھا اس لئے اسے کڑوا پانی کہا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے غیرت کی نذر کی قربانی۔

کڑوا ساگ پات :- دیکھئے نباتات بائبل ۶۵

کڑوے دانے :- دیکھئے نباتات بائبل ۶۶

کڑے :- دیکھئے زیورات بائبل ۵

کزبی :- مدیان کے سردار کی بیٹی۔ اسے فینحاس نے قتل کیا۔ جب اسرائیلی شطیم میں رہتے تھے تو انہوں نے ★ بعل فغور کو پوجنا شروع کیا اور اُن میں وبا آئی۔ کزبی کے مارے جانے کے بعد اسرائیل سے وبا چلی گئی (گنتی ۲۵: ۱۶-۱۸)۔

کزیب :- ایک جگہ (شہر) جہاں یہوداہ اور سوع کا بیٹا سیلہ پیدا ہوا (پیدائش ۳۸: ۵)۔ شاید اکزیب اور یہ ایک ہی جگہ ہو۔

کسان :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۳۷

کسبی :- وہ عورت جو مردوں کی جنسی خواہش پورا کرنے کے لئے اپنے بدن کو اُجرت پر دیتی ہے۔ اس کے لئے بائبل کے اردو ترجمہ میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سب سے عام لفظ کسبی ہے (یہ اور اس کی جمع تقریباً ۳۲ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ کیتھولک مترجمین

نے فاحشہ کو ترجیح دی ہے)۔ یہ لفظ عربی سے لیا گیا ہے اور اس کا بنیادی مطلب 'کمانا' ہے جس کا اشارہ جسم فروشی کی طرف ہے۔ نئے عہدنامہ میں جو یونانی لفظ کسبی کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی پورنے porne اُس کے معنی بھی (جسم) بیچنا ہیں (متی ۲۱:۳۱،۳۲؛ لوقا ۱۵:۳۰ وغیرہ) - عربی لفظ فاحشہ کا بنیادی مطلب (بدکاری میں) حد سے بڑھ جانا' ہے - یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً ۱۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے - کسبی کے پیشے کے لئے رنڈی بازی کا لفظ صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (احبار ۱۹:۲۹ - رنڈی ہندی کا لفظ ہے اور اس کا بنیادی مطلب بیوہ ہے - چونکہ ہندو مت میں بیوہ کی شادی نہیں ہوتی تھی اور جب ستی کی رسم جس کے مطابق خاوند کی موت پر بیوی کو اس کے خاوند کی چتا پر جلا دیا جاتا تھا ختم کی گئی تو اکثر نوجوان بیوہ عورتیں سماج اور خاندان کی بدسلوکی کی وجہ سے کسبی کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی تھیں - اسی وجہ سے رنڈی بازی کا مطلب عصمت فروشی ہو گیا) -

لفظ قحبہ (کیتھولک ترجمہ تکوین ۳۴:۳۱) اور قحبہ خانہ (پروٹسٹنٹ ترجمہ یرمیاہ ۵:۷ میں) صرف ایک مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لفظ کے بنیادی معنی کھانسنا ہیں - غالباً ایسی عورت کھانس کر اپنے گاہک پر ظاہر کرتی تھی کہ وہ کسبی ہے - کسبیوں کے مکان اکثر دوسری منزل (کوٹھے) پر ہوتے ہیں اس لئے بول چال میں کسبیوں کو کوٹھے والی بھی کہتے ہیں (قب حزقی ایل ۱۶:۳۱) - بائبل میں اس بدکاری کا کافی ذکر ہے - چونکہ یہ ایک مکروہ اور نفرتی فعل ہے اس لئے اس کے خلاف صریحاً حکم جاری کئے گئے ہیں - اسے اکثر حرامکاری کہا گیا ہے (گنتی ۲۵:۱؛ یرمیاہ ۱۳:۲۷ اور نئے عہدنامہ میں بہت مرتبہ) -

اس مضمون کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا پس منظر بائبل کی تاریخ میں دیکھا جائے اور بنی اسرائیل کی آس پاس کی قوموں کے مذہبی رسم و رواج کو سمجھا جائے - ان ممالک میں اس بدکاری کو مذہبی رنگ دے کر جائز اور باعزت مقام دے دیا گیا تھا - اس خطرے کو جانتے ہوئے خدا نے بنی اسرائیل کو پہلے ہی سے خبردار کر دیا تھا کہ تم اس پھندے میں پھنس نہ جانا کہ اُن لوگوں کی پیروی کرو اور اُن کے دیوتاؤں کے بارے میں یہ دریافت کرو کہ وہ کس طرح اُن کی پوجا کرتے ہیں (استثنا ۱۲:۳۰) - اس انتباہ کے باوجود بنی اسرائیل اِن آزمائشوں میں گرتے رہے (قب گنتی ۲۵:۱-۳) - اُن کی پڑوسی قوموں (کنعان، مسوپتامیہ) کے مذہب اور روزمرہ کی زندگی میں ایک گہرا تعلق تھا - ★ راس شمرہ کی تختیاں ان کے مذہب کے رسم و رواج پر بہت روشنی ڈالتی ہیں - ان لوگوں کے مذہب کی رسوم کا تعلق مختلف موسموں کے ہر سال دوبارہ آنے سے تھا - چونکہ یہ کاشتکار لوگ تھے اس لئے زور زرخیزی اور بار آوری پر تھا اور یہ لوگ دیوتا ★ بعل اور اُس کی دیویوں ★ عنات ★ یسیرت اور ★ عستارات کی پوجا کرتے تھے کیونکہ انہیں بار آوری کے دیوتا تصور کیا جاتا تھا - مندروں کے ساتھ قحبہ خانے ہوتے تھے جہاں "تقدیس شدہ" عورتیں (عبرانی قدیشہ) اپنے کو مردوں کو پیش کرتی تھیں - یہ عورتیں مندر کی دیوی کی نمائندگی کرتی تھیں - اپنے مذہب کے مطابق ان لوگوں کا خیال تھا کہ ان عورتوں سے جنسی تعلق قائم کرنے سے بار آوری کی دیوی سے رفاقت قائم ہوتی ہے جس سے بعل دیوتا خوش ہوتا ہے اور ملک میں پیداوار بڑھتی ہے - اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہوسیع بنی اسرائیل کو ملامت کر کے کہتا ہے "کیونکہ اُس نے نہ جانا کہ میں ہی نے اُسے غلہ و مے اور روغن دیا اور سونے چاندی کی فراوانی بخشی جس کو اُنہوں نے بعل پر خرچ کیا" (ہوسیع ۲:۸) -

ان عورتوں کے لئے جیسے ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے عبرانی لفظ قدیشہ یعنی "پاک عورتیں" استعمال ہوا ہے - عام کسبیوں کے لئے عبرانی لفظ زوناہ تھا (قب اردو زناکار) - پیدائش باب ۳۸ میں یہوداہ اور اُس کی بہو تمر کا ذکر ہے - چونکہ تمر نے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اس لئے یہوداہ نے اُسے قدیشہ (مذہبی کسبی) سمجھا (آیات ۲۱، ۲۲) اور اُس سے بدکاری کی - لیکن بعد میں جب اُسے بتایا گیا کہ اُس کی بہو کو حمل ہے تو اُس نے اُس کے لئے وہی سزا تجویز کی جو بنی اسرائیل میں ایک عام کسبی (عبرانی زوناہ) کو دی جاتی تھی (آیت ۲۴ - یہ فرق عبرانی متن میں ہے - اردو ترجموں میں یہ ظاہر نہیں) -

ان مندروں میں آدمی بھی اسی کام پر بٹھائے گئے تھے - انہیں عبرانی میں قادیش کہتے تھے - استثنا ۲۳:۱۷، ۱۸ میں بنی اسرائیل کو سختی سے حکم تھا کہ نہ تو اُن کی لڑکیاں فاحشہ (مذہبی کسبی - یہاں عبرانی لفظ قدیشہ ہے) بنیں اور نہ اُن کے لڑکے لوطی (یہاں عبرانی میں قادیش ہے) بلکہ اُن کی کمائی بھی کسی بھی منت کے لئے خدا کے گھر میں نہ لائی جائے - یہ کمائی اتنی مکروہ سمجھی جاتی تھی کہ اسے "کتے کی اُجرت" کہا گیا ہے -

موسوی شریعت میں بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو کسبی بنا کر ناپاک نہ ہونے دیں - مبادا ملک میں رنڈی بازی پھیل جائے (احبار ۱۹:۲۹) - کاہنوں کو فاحشہ سے شادی کرنا ممنوع تھا (احبار ۲۱:۷) یہ حکم خاص طور پر سردار کاہن پر لاگو تھا (احبار ۲۱:۱۴) - عام کسبی کو سزا کے طور پر سنگسار

کرتا تھا (استثنا ۲۲: ۲۱؛ قب یوحنا ۸: ۵) - کاہن کی بیٹی اگر فاحشہ ہوتو اسے آگ میں جلاتا تھا (احبار ۲۱: ۹) - کنعانیوں کی تباہی کی وجہ یہی حرام کاری کا گناہ تھا (احبار ۲۰: ۲۳) - جب بنی اسرائیل ملک کنعان میں پہنچے تو یہ بدکاری نہ صرف مندروں تک محدود تھی بلکہ تمام اونچے اونچے پہاڑوں اور ٹیلوں پر اور ہر ایک ہرے درخت کے نیچے ہوتی تھی (استثنا ۱۲: ۲) - پرانے عہدنامہ میں انبیاء بار بار بنی اسرائیل کو اس لعنت سے الگ رہنے کی نصیحت کرتے ہیں (یرمیاہ ۵: ۷؛ ہوسیع ۴: ۱۴؛ عاموس ۲: ۷ وغیرہ)- لیکن اس کے باوجود بھی یہ ملک میں بار بار پھیلی - مختلف بادشاہوں نے اس پر قابو پانے کی کوشش کی - یہوداہ کے بادشاہ آسا نے اپنے عہد میں لوطیوں کو (مُغلموں - دیکھئے لوطی) ملک سے نکالا (۱- سلاطین ۱۵: ۱۲) - اسی طرح اُس کے بیٹے یہوسفط نے باقی لوطیوں کو بھی ملک سے خارج کیا (۱- سلاطین ۲۲: ۴۶) - اگرچہ ان حوالوں میں لفظ ملک استعمال ہوا ہے لیکن غالباً اس سے مراد ہیکل ہے کیونکہ یہ گناہ ہیکل تک پہنچ گیا تھا، جیسے کہ یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں ذکر ہے (۲- سلاطین ۲۳: ۷) -

اسرائیل کی خدا سے برگشتگی اور بے وفائی کو اکثر اسی بدکاری سے تشبیہ دی گئی ہے - خدا اور اس کے لوگوں کا رشتہ میاں بیوی کے رشتے کے موافق ہے - اگر اُس کے لوگ اور دیوتاؤں کے پیچھے جائیں تو وہ حرام کاری کرتے ہیں (یسعیاہ ۱: ۲۱ - دیکھئے کیتھولک ترجمہ؛ ۵۷: ۷ - ۱۳؛ یرمیاہ ۲: ۲۰؛ ۳: ۱ - ۱۰؛ حزقی ایل ۱۶ و ۲۳؛ ہوسیع ابواب ۱ تا ۳) - یہی تشبیہ تواریخی کتب میں استعمال ہوئی ہے (خروج ۳۴: ۱۶؛ احبار ۱۷: ۷؛ ۲۰: ۵؛ گنتی ۱۴: ۳۳؛ استثنا ۳۱: ۱۶؛ قضاۃ ۲: ۱۷؛ ۸: ۲۷) -

نئے عہدنامہ میں

اناجیل کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بدکاری نئے عہدنامہ کے زمانہ میں بھی عام تھی (متی ۲۱: ۳۱ مابعد، لوقا ۱۵: ۳۰؛ ۷: ۳۹) - یونانی دنیا کے مقابلے میں یہودی اس بُرائی کو زیادہ قابلِ مذمّت سمجھتے تھے - رومی یونانی تہذیب میں عصمت فروشی بہت عام ہو گئی تھی - کنعان اور مسوپتامیہ میں اس بدکاری کو کم ازکم مذہب کی آڑ میں کیا جاتا تھا لیکن نئے عہدنامہ کے رومی یونانی معاشرہ نے تو اسے کھُلی چھُٹی دے دی تھی - جنسی تعلق کو قدرتی طور پر ایک صحت مند اور توازن قائم رکھنے کے لئے جائز عمل سمجھا جاتا تھا، اور کسبیوں کو سماج میں اتنی ہی عزّت کا مقام دیا جاتا تھا جتنا کہ ایک نانبائی یا قصاب کو - اسی وجہ سے نئے عہدنامہ کے خطوط میں اس بدکاری کے بارے میں بارہا خبردار کیا گیا ہے (رومیوں ۱: ۲۴ مابعد؛ ۱- کرنتھیوں ۶: ۹؛ ۵: ۹ - ۱۲؛ ۶: ۱۵ - ۲۰؛ ۲- کرنتھیوں ۱۲: ۲۱؛ گلتیوں ۵: ۱۹ مابعد؛ افسیوں ۵: ۳، ۵؛ ۱- تھسلنیکیوں ۴: ۳ مابعد) - کرنتھیوں کی کتب کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنتھس شہر کس قدر اس برائی میں مبتلا تھا -

بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال کی کتاب میں (۱۵: ۲۰، ۲۹؛ ۲۱: ۲۵) لفظ حرام کاری اس بدکاری کے لئے استعمال نہیں ہوا بلکہ اس سے اُن قریبی رشتہ داروں سے شادی کرنا مُراد ہے جن سے احبار ۱۸: ۶ - ۱۸ میں رشتہ ناتا کرنے کی ممانعت تھی -

اس بدکاری سے خبردار کرتے ہوئے پولس رسول مسیحی زندگی کے دو اہم خیالات کی تشریح پیش کرتا ہے ۱- ہمارا بدن مسیح کے اعضا ہیں پس کیا میں مسیح کے اعضا لے کر کسبی کے اعضا بناؤں (۱- کرنتھیوں ۶: ۱۵) - ۲- ہمارا بدن رُوح القدس کا مَقدِس ہے - جو کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ایک تن ہوتا ہے - پھر اس کے لئے کیسے ممکن ہے کہ رُوح القدس کو بدن میں جگہ دے (۱- کرنتھیوں ۶: ۱۶) - مکاشفہ ۲: ۱۴، ۲۱ کی حرام کاری مذہبی حرام کاری سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ مشرقی رومی سلطنت میں اُس وقت تک اس قسم کی حرام کاری رائج تھی -

بابل (رومہ) کو کسبیوں اور زمین کی مکروہات کی ماں کہنے سے یوحنا اپنی تنقید میں پرانے عہدنامہ کے نبی ناحوم کی نینوہ کے خلاف آواز کی بازگشت پیش کرتا ہے -

کسد - کاسد :- نحور کا چوتھا بیٹا اور ابرہام کا بھتیجا (پیدائش ۲۲: ۲۲) -

کسدستان - کلدآن :- وہ ملک جس کا دارالخلافہ بابل تھا - ان لوگوں نے یہوداہ کو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کو اسیر کر کے اپنے ملک لے گئے (یرمیاہ ۵۰: ۱۰؛ ۵۱: ۲۴، ۳۵؛ حزقی ایل ۱۱: ۲۴؛ ۱۶: ۲۹؛ ۲۳: ۱۵، ۱۶) -

اسے کسدیوں کا ملک بھی کہا گیا ہے (پیدائش ۱۱: ۲۸) - ان لوگوں کے لئے عبرانی لفظ کسدیم اور یونانی لفظ کلدی استعمال ہوا ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں عبرانی اور کیتھولک ترجمہ میں یونانی کا لفظ اپنایا گیا ہے (یرمیاہ ۵۰: ۱۰؛ ۵۱: ۲۴؛ حزقی ایل ۱۱: ۲۴ وغیرہ)- دانی ایل کی کتاب میں لفظ کسدی نجومیوں اور فالگیروں کے لئے استعمال ہوا ہے -

کسدی :- کسدستان کے باشندے۔ کلدانی۔ دیکھئے کسدستان۔

کسدیوں کا اُور۔ کلدانیوں کا اُوَر :- ابرہام کا اوّلین وطن۔ اس کا ذکر پیدائش ۱۱: ۲۸، ۳۱؛ ۱۵: ۷؛ ۱۔تواریخ ۱۱: ۳۵؛ نحمیاہ ۹: ۷ میں آیا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ یہ شہر قدیم بابل کے جنوب مشرق میں ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر جنوبی مسوپتامیہ میں واقع تھا۔

اُور میں تعلیم کافی ترقی پر تھی کیونکہ وہاں ایک سکول میں مٹی کی تختیوں کی قطاریں ملی ہیں۔ طلبا، لکھنا، پڑھنا اور علمِ ریاضی کی مختلف اقسام سیکھا کرتے تھے۔ مزید مطالعہ و مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے کہ تجارت کو خوب فروغ حاصل تھا اور کہ خلیج فارس سے جہاز سامانِ تجارت لاتے تھے جن میں سیلکھڑی، تانبا، ہاتھی دانت، سونا اور سخت لکڑی وغیرہ شامل تھی۔

ابرہام کے زمانہ میں وہاں کی مذہبی زندگی پر بہت روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہاں چاند دیوتا "نانا" کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس بُت کے مندر، زگورات ziggurat اور دوسری عمارتیں ملی ہیں۔ گھروں کی دیواروں کے طاقچوں میں جو بُت ملے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھروں میں پرستش کی جاتی تھی۔ بُت پرستی کے اس شہر سے خدا نے ابرہام کو بلایا اور اس کے ساتھ عہد کر کے اسے کنعان کے ملک کو بھیجا۔

کسلوت تبور۔ کسلوت تابور :- ایک شہر (یشوع ۱۹: ۱۲) - یہ وہی کسلوت ہے جس کا ذکر آیت ۱۸ میں ہے۔

کسلوحی۔ کسلحیم :- سات قبیلوں میں سے ایک جن کا ذکر پیدائش ۱۰: ۱۳، ۱۴ اور ۱۔تواریخ ۱: ۱۱، ۱۲ میں ہے۔ یہ سب مصر کی اولاد تھے۔ کہتے ہیں کہ فلستی اسی قبیلے کے لوگ تھے۔

کسلون :- اس جگہ کا دوسرا نام کوہ یعریم بھی تھا (یشوع ۱۵: ۱۰) - یہ یہوداہ کی شمالی سرحد پر یروشلیم کے مغرب میں واقع تھا۔ موجودہ نام کسلہ ہے۔

کسلون :- الیداد کا باپ۔ بنیمین کے قبیلہ کا ایک سردار جس نے موسیٰ کے زمانہ میں ملک کی تقسیم میں مدد کی (گنتی ۳۴: ۲۱) -

کسلیو :- عبرانی رسوماتی سال کا نواں مہینہ (نحمیاہ ۱: ۱؛ زکریاہ ۷: ۱) -

کسولوت۔ کسلوت :- بنی اشکار کے علاقہ میں ایک مقام (یشوع ۱۹: ۱۸) -

کسیفیا۔ کاسفیا :- ایک جگہ جو دریائے فرات کے معاون اہاوا کے قریب تھی۔ اس کا ذکر عزرا ۸: ۱۷ میں دو مرتبہ آیا ہے۔ اسیری کے بعد یہاں لاوی مقیم ہوئے۔

کسیل :- ادوم کی سرحد کی طرف جنوب میں بنی یہوداہ کا ایک شہر۔ یہ صقلاج اور حُرمہ کے قریب تھا (یشوع ۱۵: ۳۰) -

کشتی :- دیکھئے جہاز اور کشتی۔

کُشتی :- عبرانی کے لفظ فتل کا مطلب ہے موڑ توڑ کرنا، جیسے رسی کو بل دیتے یا بٹتے ہیں [قب عربی فَتَّلَ (رسی) کا بٹنا] - جب راخل کے یعقوب سے اولاد نہ ہوئی تو وہ اپنی بہن لیاہ سے رشک کرنے لگی - چنانچہ اُس نے اپنی لونڈی بلہاہ کو یعقوب کو دیا تاکہ اُس کی اولاد راخل کی اولاد کہلائے۔ یوں اُس کے بلہاہ سے دو لڑکے ہوئے جبکہ لیاہ کا ایک ہی لڑکا تھا۔ تب راخل نے کہا کہ "میں نے اپنی بہن کے ساتھ نہایت زور مار مار کر کشتی لڑی اور میں نے فتح پائی" اور اُس نے بلہاہ کے دوسرے لڑکے کا نام نفتالی (یعنی لفظ فتل سے نفتالی بمعنی میری کُشتی) رکھا (پیدائش ۳۰: ۸) - جو کُشتی یعقوب نے فرشتے سے لڑی تھی اُس کے لئے عبرانی کا ایک اور لفظ استعمال ہوا ہے (پیدائش ۳۲: ۲۴-۲۶) -

کشتی، نوح کی :- (عبرانی = تیباہ؛ قب عربی = تابوت) -

خدا نے نوح کو کشتی بنانے کی ہدایت کی (پیدائش ۶: ۱۴-۱۶) - اس نے اسے یہ بھی بتایا کہ اس میں کس کس کو لے جائے (۶: ۱۸-۲۱) - نوح نے خدا کے حکم کے مطابق کیا (۶: ۲۲...الخ)۔ سیلاب کے بعد کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی (۸: ۵) -

نئے عہدنامہ میں بھی نوح کی کشتی کا ذکر ہے (متی ۲۴: ۳۸؛ لوقا ۱۷: ۲۷؛ عبرانیوں ۱۱: ۷ اور ۱۔پطرس ۳: ۲۰) -

عبرانی میں اُس ٹوکرے کے لئے بھی جس میں موسیٰ کو دریا میں ڈالا گیا تھا یہی لفظ استعمال ہوا ہے (خروج ۲: ۳) -

کشمش :- خشک انگور - ان کی ٹکیاں بنا کر بھی رکھتے تھے (یسعیاہ ۱۶: ۷) - دیکھئے تاک۔

کَشیدہ کاری :- کشیدہ کاری اور زردوزی کو عبرانی اور اُن کے پڑوسی بڑی وقعت کی نگاہ

سے دیکھتے تھے (قضاۃ ۵: ۳۰؛ یشوع ۷: ۲۰) - ہیکل کے پردوں اور کاہنوں کے جُبّوں پر کشیدہ کاری کی جاتی تھی (خروج ۲۷: ۱۶؛ ۲۸: ۳۳، ۳۹؛ ۳۹: ۲۹) - اُمرا بیل بوٹوں سے کڑھے ہوئے لباس پہنا کرتے تھے (قضاۃ ۵: ۳۰؛ زبور ۴۵: ۱۴) -

کفّارہ :- اردو لفظ "کفّارہ" عربی لفظ کفر سے مشتق ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مطلب "ڈھانکنا" تھا - موجودہ اصطلاحات کی رُو سے لفظ کفّارہ کا مطلب ہے وہ جو گناہ کو ڈھانک کر اس کو جس کے برخلاف گناہ کیا گیا ہے رضامند اور مطمئن کر دیتا ہے۔ انگریزی کے جو الفاظ اِس سلسلہ میں استعمال ہوتے ہیں حسبِ ذیل ہیں:

۱- atonement

اس سے مُراد ہے عوضانہ دے کر مطمئن کرنا۔ کفّارہ دینے سے مراد نقصان بھرنا ہے اور اس کا نتیجہ گناہ کے باعث متاثرہ شخص یا اشخاص کے ساتھ صلح یا اُن کے ساتھ بذریعہ فدیہ یا تلافی از سرِ نو ایک ہو جانا ہے۔

۲- expiation اور propitiation

ان الفاظ کا مطلب تقریباً وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم ان سے مراد قربانی دے کر غضب کو ٹھنڈا کرنا اور غضبناک شخص کو راضی کرنا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کیا "کفّارہ" ایک انجیلی لفظ ہے؟ کیا بائبل درحقیقت یہ سکھاتی ہے کہ انسان کے گناہوں کی وجہ سے کسی کو فدیہ دینے کی ضرورت ہے؟ کیا خدا غضبناک خدا ہے کہ کسی ایسی قربانی کے پیش کرنے کی ضرورت ہے جس کے باعث اُس کا غضب ٹل جائے؟ شاید اس طرح سوال کرنے سے یہ تاثر پیدا ہو کہ کفّارہ کا خیال غیر معقول بلکہ اخلاقی اقدار کے خلاف ہے۔ لہٰذا ہمیں کتابِ مُقدّس میں سے اس کا کھوج لگانے کی ضرورت پڑے گی اور کفّارہ کے متعلق بائبل مُقدّس کی تعلیم کی تحقیق کرنی ہوگی۔

کفّارہ کی ضرورت اس حقیقت سے پیدا ہوتی ہے کہ بائبل کی تعلیم کے مطابق گناہ ایک ہیبتناک حقیقت ہے۔ جب تک کوئی گناہ کی سنگینی کا احساس نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گناہ ایک حقیقت ہے جو شخصی، روحانی اور جسمانی طور پر انسانیت کے لئے تباہی کا باعث ہے تب تک وہ کفّارے کی ضرورت کو ہرگز نہیں سمجھ سکے گا۔ علاوہ ازیں جب تک گناہ کو اِس صورت میں میں نہ دیکھا جائے کہ یہ قادرِ مطلق خدا کی اہانت ہے اور خدائے قدّوس کی پاکیزگی کے بالکل برخلاف ہے تب تک خدا کے واجبی غضب کو تسلیم کرنا محال ہوگا اور نہ ہی گناہ کے لئے کامل اور بیگناہ قربانی کی ضرورت کی پہچان ہو سکے گی۔

بائبل مُقدّس اس کے بارے میں بڑی سنجیدہ تعلیم پیش کرتی ہے:

۱- سب نے گناہ کیا۔ بائبل مُقدّس میں ایک یا دو بار نہیں بلکہ متعدد بار یہ شہادت ملتی ہے کہ گناہ عالمگیر ہے۔ "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳: ۲۳)۔ واعظ ۷: ۲۰ کے مطابق "زمین پر کوئی ایسا راستباز انسان نہیں کہ نیکی ہی کرے اور خطا نہ کرے"۔ اس کے علاوہ اور بہت سے حوالجات دیئے جا سکتے ہیں۔

۲- گناہ ایک سنگین حقیقت ہے کیونکہ اِس سے انسان اور خدا کے درمیان جدائی پیدا ہوتی ہے۔ "تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے" (یسعیاہ ۵۹: ۲) اور "خداوند شریروں سے دُور ہے" (امثال ۱۵: ۲۹)۔ خدا نہ گناہ کو قبول کر سکتا ہے اور نہ ہی اُس پر نظر کر سکتا ہے (حبقوق ۱: ۱۳)، لہٰذا وہ گنہگار جو اپنے گناہ سے پھرنا نہیں چاہتا خدا کی ہولناک اور غضبناک آتش کا سزاوار ہوگا (عبرانیوں ۱۰: ۲۷)۔ اکثر اوقات کفّارے کی تعلیم کو قبول نہ کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ ایسا کرنے والے گناہ کو ہلکا خیال کرتے ہیں۔ اگر انسان پیدائش ہی سے نیک ہو اور اگر گناہ کو صرف غلطی سمجھا جائے جس پر انسان اپنی مساعی اور نیک تربیّت ہی سے غالب آ سکتا ہے، پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کی تلافی خود کر سکتا ہے اور کفّارے کے لئے الٰہی انتظام کی ضرورت نہیں۔ لیکن کتابِ مُقدّس کہتی ہے کہ،

۳- گنہگار انسان گناہ کے مسئلے کو خود حل نہیں کر سکتا۔ وہ انسان جو انجیل کی روشنی سے منوّر نہیں ہوا اِس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اُسے گناہ کا احساس نہیں ہے۔ لیکن صلیب ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ گناہ اتنا سنگین مسئلہ ہے کہ خدا کے قدّوس کو گنہگاروں کو مخلصی دینے کے لئے اپنا خون بہانا پڑا، لہٰذا انسان گناہ کے مسئلے کو خود حل نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے گناہ کو چھپا نہیں سکتا (گنتی ۳۲: ۲۳)۔ وہ اپنے آپ کو گناہ سے پاک نہیں کر سکتا (امثال ۲۰: ۹)۔ وہ اپنی دولت سے اپنے بھائی کی پلیدگی کا فدیہ نہیں دے سکتا (زبور ۴۹: ۶-۸) اور اپنے نیک اعمال سے گناہوں کا کفّارہ نہیں دے سکتا (رومیوں ۳: ۲۰؛ ططس ۳: ۵)۔ اگر کوئی انسان اپنے آپ پر اور اپنے نیک اعمال پر بھروسہ کرے تو وہ ہرگز نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل مُقدّس صرف اُسی کفّارہ کا اعلان کرتی ہے جو خدا ہی کی طرف سے ہے۔ آیئے ہم کفّارہ کے متعلق بائبل مقدس کی تعلیم پر غور کریں۔

عہدِ عتیق میں

عہدِ عتیق میں کفّارے کی مکمل اور واضح تعلیم نہیں ملتی تاہم وہ کفّارہ کی بہت سی توضیحات اور کئی قسم کی مثالیں پیش کرتا ہے اور یوں حیرت انگیز طور پر کفّارہ اُس خوشخبری کی راہ تیار کرتا ہے جو یسوعؔ مسیح دینے آئے ۔ مندرجہ ذیل اہم بیانات میں کفّارے کی قبل از وقت نشاندہی کی گئی ہے ۔ احبار ابواب ۱۶-۱۷- ان ابواب میں "یوم کفّارہ" کی قدیم رسومات کا بیان کیا گیا ہے ۔ اُس روز ہارونؔ سردار کاہن ایک جانی قربانی دے کر اُس کا خون خیمۂ اجتماع کے پاک ترین مقام پر لے جا کر کفّارہ گاہ پر چھڑک دیتا تھا ۔ احبار ۱۶:۱۶-۱۷ کے مطابق خون کے چھڑکے جانے کا بیان یوں ہے :

"بنی اسرائیل کی ساری نجاستوں اور گناہوں اور خطاؤں کے سبب سے پاک ترین مقام کے لئے کفّارہ دے اور ایسا ہی وہ خیمۂ اجتماع کے لئے بھی کرے، جو اُن کے ساتھ اُن کی نجاستوں کے درمیان رہتا ہے ۔ اور جب وہ کفّارہ دینے کو پاک ترین مقام کے اندر جائے تو جب تک وہ اپنے اور اپنے گھرانے اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے لئے کفّارہ دے کر باہر نہ آ جائے اُس وقت تک کوئی آدمی خیمۂ اجتماع کے اندر نہ رہے ۔" احبار ۱۷:۱۱ کے مطابق خون کے چھڑکاؤ اور کفّارہ کے درمیان گہرے تعلق کا یوں ذکر کیا گیا ہے : "جسم کی جان خون میں ہے اور میں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے کفّارے کے لئے اُسے تم کو دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کے لئے کفّارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفّارہ دیتا ہے ۔"

یہاں اور دیگر بیانات میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ خون کا مطلب ہے "زندگی انڈیل دی گئی" یا "زندگی قربان کر دی گئی"۔ زندگی قربان کرنے سے کفّارہ دیا جاتا ہے ۔ یوں ایک اصول قائم کیا گیا ہے جو تمام الٰہی مکاشفہ کی بنیاد ہے ۔" خون ہی سے کفّارہ دیا جاتا ہے"۔ موسوی شریعت کے مطابق جانوروں کی قربانیاں دی جاتی تھیں اور جانوروں کا خون مذبح پر انڈیلا جاتا تھا ۔ یہ ایک عبوری انتظام تھا ۔ جانوروں کا خون گنہگار انسان کا کفّارہ دینے کے لئے موثر نہیں ہے ۔ ان قربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو آنے والی عظیم قربانی کے لئے تیار کیا جائے یعنی صلیب پر خداوند یسوعؔ کی اپنی قربانی کے لئے ۔ یہی وہ ابدی اور موثر قربانی ہے جس کو خدا باپ نے ازل ہی سے مقرر و قائم کیا تھا ۔ یہ قربانی تمام بنی نوع انسان کے لئے کافی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی "یسوعؔ کے خون" کی انتہائی تعظیم کرتے ہیں ۔ گناہ کے ڈھانکے جانے اور کفّارہ کے باعث خدا کے قہر و غضب کے ٹل جانے کے بارے میں عہدِ عتیق میں دیگر متعدد بیان پائے جاتے ہیں، بالخصوص حسبِ ذیل بیانات قابلِ غور ہیں : (خروج ۳۰ : ۱۱-۱۶ ؛ ۳۲ : ۳۰-۳۲ ؛ گنتی ۱۵ : ۲۵، ۲۸ ؛ ۱۶ : ۴۱-۵۰ ؛ ۲۵ : ۱۱-۱۳ ؛ ۳۵ : ۳۳) ۔ تو بھی کفّارے کے متعلق عہدِ جدید کی واضح تعلیم اِن بیانات میں نہیں پائی جاتی اور ان میں اُس حقیقت کا پورا انجیلی مکاشفہ نہیں ملتا ۔ لیکن عہدِ عتیق کے قدیمی بیانات میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ گنہگار انسان خدا کے واجب غضب کے نیچے ہے اور کوئی کفّارہ بخش قربانی ضرور درکار ہے جس سے انسان کا خدا کے ساتھ تعلق درست اور راست ہو جائے ۔

عہدِ جدید میں

عہدِ جدید میں عبرانیوں کے خط کا مُصنّف عبرانی مسیحیوں کے آباؤ اجداد کے طریقۂ عبادت کے بارے میں یاد دلاتا ہے (عبرانیوں ۹ : ۱-۱۰) ۔ پاک مقام میں عہد کا صندوق رکھا تھا ۔ وہ خیمۂ اجتماع میں موجود پاک ترین مقام اور خیمۂ اجتماع کے بارے میں بیان کرتا ہے ۔ وہ عہد کے صندوق کے بارے میں بیان کرتا ہے (۶ آیت) جس کے اُوپر کفّارہ گاہ تھی (۵ آیت) ۔ یہ وہی مقام تھا جس کے بارے میں احبار کے سولہویں باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ سردار کاہن وہاں پر کفّارے کے دن خون چھڑکے ۔ ابتدا میں جب خدا نے موسیٰؔ کو خیمۂ اجتماع کی تعمیر کے لئے ہدایات جاری کیں تو اسی کفّارہ گاہ کے متعلق خدا نے کہا تھا "وہاں میں تجھ سے ملا کروں گا" (خروج ۲۵ : ۲۱-۲۲) ۔ عبرانیوں کے خط کا مُصنّف اِس مقصد کے تحت ان باتوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ اُن کو صرف یہ دکھائے کہ پُرانا خیمۂ اجتماع، اُس کا آرائشی سامان اور پرانی قربانیاں اُن تمام حقائق کا عکس یا مثالیں تھیں جن کو وہ اب پیش کرنا چاہتا ہے (عبرانیوں ۹ : ۹-۱۰) ۔ ان پرانی رسومات میں ہرگز کوئی طاقت نہ تھی جس سے عابدوں کے گناہ مٹائے جائیں یا انہیں خدا کے سامنے راستباز ٹھہرایا جائے ۔ یہ باتیں صرف اُس حتمی، کامل اور مؤثر کفّارہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں جسے خداوند یسوعؔ مسیح پیش کرنے کو تھے ۔ عبرانیوں ۹ : ۵ میں کفّارہ گاہ کے لئے یونانی لفظ ہلستیریون hilasterion ہے ۔ یہ لفظ رومیوں ۳ : ۲۵ میں بھی استعمال ہوا ہے، جہاں اِس کا اشارہ صلیب پر مسیح کی موت کی طرف ہے ۔" اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفّارہ (ہلستیریون) ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمّل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے ۔"

مسیح پر ایمان لانے والوں کے لئے اُس کا مطلب ہے

کہ مسیح کی صلیب ہماری کفّارہ گاہ ہے۔ یہاں پر کامل قربانی دی گئی۔ یہاں خون بہایا گیا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے مؤثر ہے۔ اُس پر ایمان لانے سے مَیں بھروسہ کرسکتا ہوں کہ میرے گناہ مکمل طور پر ہمیشہ کے لئے مٹا دیئے گئے، معاف ہوئے اور دُور پھینک دیئے گئے کیونکہ مسیح یسوع نے کامل کفارہ دیا ہے۔

ایک اور بات پر زور دینا لازم ہے۔ بعض لوگ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ گناہ کے باعث خدا انسان سے غضبناک ہے لیکن وہ اس حقیقت کو نظرانداز کرتے ہیں کہ وہی خدا معاف کرنے کو بھی تیار ہے۔ پھر اس نظریۂ کے مطابق مسیح، خدا اور انسان کے درمیان آئے۔ اُنہوں نے اپنی قربانی دی اور یوں اس غضبناک خدا کا غصّہ ٹھنڈا کیا جو پہلے انسان کی تباہی پر کمربستہ تھا۔ لیکن بائبل بالکل مختلف تصوّر پیش کرتی ہے۔ رومیوں ۳: ۲۵ کے مطابق جس کا بیان اُوپر ہوچکا ہے یہ کہا گیا ہے کہ "اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو"۔ اس سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ کفّارہ کے سلسلے میں خُدا ہی نے پہل کی اور جو کچھ انسان کبھی نہیں دے سکتا تھا اُسے خدا نے مہیا کیا۔ خُدا خود مسیح میں آیا اور گنہگاروں کو بچانے کے لئے کامل کفّارہ دیا (یوحنّا ۳: ۱۶)۔

یہی وہ حقیقت تھی جس کا اظہار کفّارے کے دن کی رسم کے ذریعے خدا نے موسیٰ پر کیا۔ احبار ۱۷: ۱۱ کے مطابق خدا نے کہا "جسم کی جان خون میں ہے اور میں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے لئے کفّارہ کے لئے اُسے تم کو دے دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کے لئے کفّارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفّارہ دیتا ہے۔ یہ خدا کی بخشش ہے جو اُس نے فضل اور محبّت سے دی۔" میں نے اُسے تم کو دے دیا تھا"۔ ہم نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا، نہ کرسکتے ہیں جو ہمارے گناہوں کے کفّارے کے لئے کافی ہو یا جس سے خدا کے واجبی غضب سے ہماری خلاصی ہوسکے۔ لیکن اُس نے اپنے بیٹے کو کفّارہ ہونے کے لئے بھیجا۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کا خدا نے ابرہام پر انکشاف کیا جب وہ قربانی کے مقام پر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے لے جا رہا تھا۔ جب اضحاق نے دیکھا کہ قربان ہونے والے کے علاوہ سب کچھ قربانی کے لئے تیار ہوچکا ہے تو اُس نے پوچھا "سوختنی قربانی کے لئے برّہ کہاں ہے"؟ ابرہام کے جواب میں اُس کا ایمان اور روحانی بصیرت صاف طور پر نظر آتی ہے "اے میرے بیٹے خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ مہیّا کر لیگا" (پیدائش ۲۲: ۷-۸)۔ "خدا مہیّا کرے گا"۔ یہاں پر انجیلی وعدہ ہے۔ خدا نے جہان کے گناہوں کے لئے اپنے بیٹے کو کفّارہ ٹھہرایا۔ یہاں انجیل کی تکمیل ہے۔ کفّارے سے مراد یہ ہے کہ اگر خُدا غضبناک بھی ہو تو بھی وہ پُرمحبّت ہے۔ خدا کے واجبی غضب سے مُراد ہے کہ خدا اپنی پاکیزگی میں گناہ کے بالکل خلاف ہے اور اس سے یہ مُراد بھی ہے کہ خدا نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ گناہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا (رومیوں ۱: ۱۸)۔ اگر ہمارے لئے کفّارہ مہیّا نہ کیا جاتا جو ہمیں خدا کے واجبی غضب سے بچاتا ہے تو یہ غضب ہمیں ہمیشہ کے لئے برباد کردیتا۔ اس نے خود ہمارے لئے کفّارے کا انتظام کیا ہے۔ اُس نے خود ہمارے گناہوں کی سزا اپنے اُوپر اُٹھالی۔ اُس نے وہ کفّارہ مہیا کیا ہے جس میں ہم اُس کی عظیم محبّت کو دیکھتے ہیں۔ یوحنّا رسول نے کفّارے اور خدا کی محبت کے درمیان اُس تعلق کو بڑی صفائی کے ساتھ دیکھا ہے "محبّت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفّارے ہلاسمس hilasmos کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" (۱-یوحنّا ۴: ۱۰)۔ یسوع مسیح کی قربانی عہدِ عتیق کی قربانیوں کی تکمیل ہے۔ اُن پرانی قربانیوں میں کاہن اور قربان ہونے والا جانور جداگانہ حیثیت رکھتے تھے اس لئے قربان ہونے والے کی رضامندی مفقود تھی۔ لیکن اس حقیقی اور ازلی قربانی میں کاہن اور قربانی ایک ہوجاتے ہیں۔ وہ نہ صرف سردار کاہن ہیں بلکہ وہ خود کامل اور بے داغ قربانی ہیں۔ وہ رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو قربان کرتے ہیں، اور یوں وہ ایک حقیقی، کامل اور ازلی کفارہ بخش قربانی بن جاتے ہیں جس کے بعد کسی قربانی کی ضرورت نہیں رہتی (یوحنّا ۱۰: ۱۷-۱۸؛ عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

جس طرح زبُور نویس خداوند یسوع مسیح کے آنے سے کافی دیر پہلے جانتا تھا اُسی طرح ہم بھی بڑی خوشی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ "مبارک ہے وہ جس کی خطا بخشی گئی اور جس کا گناہ ڈھانکا گیا" (زبُور ۳۲: ۱)۔ ہر ایک شخص کو جو خداوند یسوع پر بھروسہ کرتا ہے اسے یہی خوشی اور مبارک حالی نصیب ہوتی ہے۔ ۱-یوحنّا ۲: ۲ ملاحظہ فرمائیں "وہی ہمارے گناہوں کا کفّارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی"۔

کفّارہ کا دن:- (عبرانی = یوم ھاکپوریم)۔ ساتویں مہینے (تسری، ستمبر/اکتوبر) کا دسواں دن۔ یہ یہودیوں کا بڑا متبرک دن تھا۔ اس دن کام کرنے سے منع کیا گیا تھا اور سب لوگ روزہ رکھتے تھے۔

۱- مقصد

کفّارہ کا دن یہ یاد دلاتا تھا کہ روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ

قربانیاں جو سوختنی قربانی کے مذبح پر گذرانی جاتی ہیں، وہ گناہ کا کفّارہ دینے کے لئے کافی نہیں۔ سوختنی قربانی کے مذبح پر پرستار مذبح سے دُور کھڑا ہوتا تھا اور وہ خدا کی پاک حضوری میں جو پاک ترین مقام میں کرّوبیوں کے درمیان سکونت کرتا تھا جا نہیں سکتا تھا۔ سال میں صرف اِسی ایک دن سردار کاہن اُمّت کا نمائندہ بن کر کفّارہ کا خون پاک ترین مقام میں لے کر جاتا تھا۔

سردار کاہن "بنی اسرائیل کی ساری نجاستوں اور گناہوں اور خطاؤں" کے لئے کفّارہ دیتا تھا۔ سب سے پہلے کاہنوں کے لئے کفّارہ دیا جاتا تھا کیونکہ ضروری تھا کہ خدا اور اُس کی اُمّت کا درمیانی رسمی طور پر پاک ہو۔ مُقدس کو بھی پاک کیا جاتا تھا کیونکہ وہ بھی گنہگار آدمی کی موجودگی اور خدمت کے سبب سے رسمی طور پر ناپاک ہو جاتا تھا۔

۲۔ قدیم رسم

قربانی گذراننے کی تیاری کے سلسلہ میں سب سے پہلے سردار کاہن اپنا منصبی چوغہ اُتار کر سادہ سفید لباس پہنتا۔ پھر وہ خطا کی قربانی کے طور پر اپنے اور اپنی کہانت کے لئے ایک بچھڑا گذرانتا۔ اس کے بعد وہ اپنے بخوردان کو مذبح پر کی آگ کے انگاروں سے بھرتا اور پاک ترین مقام میں داخل ہوتا اور وہاں اُن انگاروں پر بخور ڈالتا۔ بخور کے جلنے سے جو دُھواں اُٹھتا وہ رحم گاہ کو چھپا لیتا اور یوں وہ عہد کے صندوق کو بطور پوشش ڈھانک لیتا۔ سردار کاہن اپنے ساتھ بچھڑے کا تھوڑا سا خون بھی لے جاتا اور اُسے رحم گاہ اور عہد کے صندوق کے سامنے زمین پر چھڑکتا۔ اس طریقے سے کہانت کے لئے کفّارہ دیا جاتا۔

اس کے بعد سردار کاہن لوگوں کی خطا کی قربانی کے طور پر بکرا ذبح کرتا۔ پھر وہ بکرے کا خون پاک ترین مقام میں لے کر جاتا اور جو کچھ اُس نے کاہنوں کی خطا کی قربانی کے لئے بچھڑے کے خون سے کیا وہی کچھ اُس کے ساتھ بھی کرتا (احبار ۱۶: ۱۱-۱۵)۔

پاک ترین مقام اور سوختنی قربانی کے مذبح کو بچھڑے اور بکرے کے ملے ہوئے خون سے مُقدّس کرنے کے بعد (احبار ۱۶: ۱۸، ۱۹) سردار کاہن دوسرے بکرے کو لیتا، اُس کے سر پر اپنے ہاتھ رکھتا اور اُس کے اُوپر اسرائیل کے گناہوں کا اقرار کرتا۔ اس بکرے کو جسے عام طور پر ★ عزازیل کا بکرا کہا جاتا تھا بیابان میں چھوڑ دیا جاتا جہاں وہ علامتی طور پر لوگوں کے گناہوں کو لے جاتا۔ (دیکھئے عزازیل)۔

دونوں سوختنی قربانیوں یعنی بچھڑے اور بکرے کو شہر کے باہر لے جا کر جلا دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد مزید قربانیاں چڑھائی جاتیں اور یوں دن تمام ہو جاتا۔

۳۔ اہمیّت

عبرانیوں کے نام خط میں کفّارہ کے دن کی رسم کو مسیح کے کفّارہ بخش کام سے تشبیہ دی گئی ہے (عبرانیوں ابواب ۹، ۱۰)۔ یسوع کو خود "ہمارا سردار کاہن" کہا گیا ہے اور جو خون وہ کلوری پر بہایا گیا اس کا عکس بچھڑوں اور بکروں کے خون میں دیکھا جاتا ہے۔ عہدِ عتیق کے کاہنوں کے برعکس بے گناہ مسیح کو اپنے کسی گناہ کی قربانی نہیں دینی پڑی۔

جس طرح عہدِ عتیق کا سردار کاہن پاک ترین مقام میں اپنی قربانیوں کا خون لے کر داخل ہوتا تھا، اسی طرح مسیح یسوع بھی آسمان میں داخل ہوئے تاکہ اپنے لوگوں کے عوض باپ کے حضور حاضر ہوں (عبرانیوں ۹: ۱۱-۱۲)۔

سردار کاہن کو ہر سال اپنے اور اپنی اُمّت کے گناہوں کے لئے قربانی چڑھانی پڑتی تھی۔ قربانیوں کا بار بار گذراننا یہ یاد دلاتا تھا کہ ابھی تکمیل کفّارہ مہیّا نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن مسیح نے اپنے ہی خون کے وسیلہ سے اپنے لوگوں کے لئے ابدی کفّارہ دیا (عبرانیوں ۹: ۱۲)۔

عبرانیوں کے نام کا خط ہمیں یہ بتاتا ہے کہ عہدِ عتیق کی قربانیوں سے صرف "ظاہری پاکیزگی" حاصل ہوتی تھی۔ وہ رسمی طور پر گنہگار کو پاک تو کرتی تھیں لیکن باطنی تبدیلی جو خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کی اوّلین شرط ہے نہیں لا سکتی تھیں۔ قربانیاں یسوع مسیح کا جو اپنی بہتر قربانی کے وسیلہ سے ہمارے دلوں کو مردہ کاموں سے پاک کرتے ہیں محض عکس تھیں (عبرانیوں ۹: ۱۳-۱۴)۔

عہدِ عتیق کا خیمۂ اجتماع بنی اسرائیل کو یہ سکھانے کے لئے کہ گناہ خدا تک جانے سے روکتا ہے تین حصّوں پر مشتمل تھا۔ صرف سردار کاہن ہی سال میں ایک مرتبہ پاک ترین مقام میں جا سکتا تھا اور وہ بھی صرف گناہوں کے کفّارہ کے لئے بہائے ہوئے خون کے ساتھ (عبرانیوں ۹: ۷)۔ لیکن یسوع ایک "نئی اور زندہ راہ" کے ذریعہ آسمان یعنی حقیقی پاک ترین مقام میں داخل ہوئے جہاں وہ اپنے لوگوں کی شفاعت کرنے کے لئے ہمیشہ زندہ ہیں۔ اب ایمانداروں کو قدیم اسرائیلیوں کی طرح دور کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ مسیح خداوند کے وسیلہ سے عین خدا کے فضل کے تخت کے سامنے جا سکتے ہیں۔

عبرانیوں ۱۳: ۱۱، ۱۲ میں ہمیں یاد دلایا گیا ہے کہ کفّارہ کے دن خطا کی قربانیوں کا گوشت اسرائیلی خیمہ گاہ سے باہر جلایا جاتا تھا۔ مسیح خداوند نے بھی یروشلیم کے پھاٹکوں کے باہر دُکھ اُٹھایا تاکہ

وہ اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیں ۔

۴ ۔ موجودہ زمانہ میں کفارہ کے دن کا منانا

موجودہ زمانہ میں یہودی کفّارہ کا دن (یوم کپور) استغفار کے دس دنوں کے آخری دن یعنی یہودی نئے سال کے پہلے دن rosh hashanah سے شروع ہوتا ہے ۔ دس دنوں کا یہ عرصہ روحانی تیاری کی غرض سے استغفار، دُعا اور روزے کے لئے مخصوص ہے تاکہ سال کے سب سے متبرک دن یوم کپُور کے لئے تیاری کی جائے ۔ اگرچہ ہیکل کی تباہی کے بعد سے کفّارہ کے دن کا قربانیوں کا سلسلہ بند ہوچکا ہے، تاہم یہودی اب بھی اُس دن روزہ رکھتے اور کوئی کام نہیں کرتے ۔ یوم کپُور کے موقع پر نرسنگا پھونک کر لوگوں کو عبادت خانہ میں پرستش کے لئے بلایا جاتا ہے ۔ اس موقع پر وہ مشہور اور دل نشین منظوم عبادت کی جاتی ہے جسے کُل نید رے kol nidre کہا جاتا ہے ۔ جماعت توبہ کی حالت میں خدا سے اُن قسموں کو جنہیں وہ پورا نہ کرسکے توڑنے کے لئے معافی مانگتی ہے ۔

دوسرے دن صبح سے لے کر شام تک عبادتیں منعقد کی جاتی ہیں ۔ غروب آفتاب کے وقت کفّارہ کے دن کے اختتام کا اعلان نرسنگا پھونک کر کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں ۔

کفارہ کی عید :۔ دیکھئے عیدیں، ۵

کفّارہ گاہ :۔ ★ ۱ ۔ تواریخ ۲۸ : ۱۱ اور عبرانیوں ۹ : ۵ میں یہ الفاظ عہد کے صندوق کے سرپوش کے لئے استعمال ہوئے ہیں ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے سرپوش ۔

کفتُور :۔ پہلے پہل فلستی یہاں سے آئے (عاموس ۹ : ۷) ۔ یرمیاہ ۴۷ : ۴ میں اسے جزیرہ کہا گیا ہے ۔ غالباً کفتوری یہاں سے آئے (استثنا ۲ : ۲۳) ۔ علماء کے مطابق یہ جزیرہ غالباً کریتے تھا ۔ فلستیوں اور کریتیوں میں ضرور کوئی نہ کوئی تعلق تھا (دیکھئے حزقی ایل ۲۵ : ۱۶ ؛ صفنیاہ ۲ : ۵) ۔

کُفر :۔ تکفیر، توہین، ملامت وغیرہ کرنا ۔ اسم فاعل کافر ۔ اُردو لفظ عربی سے لیا گیا ہے ۔ عربی میں اس کے بنیادی معنی ڈھانپنا، مٹانا وغیرہ ہیں (قب ۔ کفّارہ) اگرچہ عبرانی میں اسی سہ حرفی مادّہ کے معنی ڈھانپنا ہیں لیکن کفر کے لئے اس مادہ سے کوئی لفظ وضع نہیں کیا گیا ۔ عربی میں کُفر کے مجازی معنی احسان چھپانا یعنی ناشکری ہیں ۔ وہ شخص جو خدا کے احسان کو چھپائے کافر ہے ۔ وہ بے دین اور خدا کا مُنکر ہے ۔ عبرانی میں کُفر اور کافر وغیرہ کے لئے ذیل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔

ا ۔ گادف ۔ معنی کاٹنا ۔ قب عربی جدف اور تجدیف (کلمہ کفر) ۔ مجازی معنی دشنام آمیز الفاظ سے کاٹ ڈالنا ۔ اس عبرانی لفظ کی مختلف صورتوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو ۔

تکفیر کی ۔ ۲ ۔ سلاطین ۱۹ : ۶، ۲۲ (کیتھولک کفر کہا) ؛ یسعیاہ ۳۷ : ۶ (کیتھولک کفر گوئی کی) ؛ حزقی ایل ۲۰ : ۲۷ ۔

فاعل کے صیغہ میں ۔ کفر بکنے والے ۔ زبُور ۴۴ : ۱۶ (کیتھولک کافر) ؛ اہانت کرنا ۔ گنتی ۱۵ : ۳۰ (کیتھولک بغاوت کرنا) ۔

ب ۔ ناقب ۔ معنی سوراخ کرنا (قب عربی نقب) ۔ لغوی معنوں میں یہ ۲ ۔ سلاطین ۱۲ : ۹ (سوراخ کئے)، ایوب ۴۰ : ۲۴ (چھیدا) میں استعمال ہوا ہے ۔ مجازی معنی لعنت کرنا، خصوصاً خدا کے نام کی تکفیر کرنا ہیں ۔ احبار ۲۴ : ۱۱، ۱۶ پاک نام پر کفر بکا ۔ گنتی ۲۳ : ۸، ۲۵ لعنت کرنا، نیز ایوب ۳ : ۸ ؛ ۵ : ۳ ؛ امثال ۱۱ : ۲۶ ۔ ان آخری حوالوں میں لعنت انسان کے لئے ہے ۔

ج ۔ بارک ۔ اس کے صحیح معنی برکت یا برکت دینا ہیں (دیکھئے برکت) ۔ اس کا ایک عبرانی استعمال نہایت دلچسپ ہے ۔ ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے کہ نقل کُفر، کُفر نباشد یعنی اگر کسی کے کہے ہوئے کُفر کو دُہرایا جائے تو وہ کُفر تصوّر نہیں ہوتا ۔ لیکن عبرانی لوگ کچھ زیادہ ہی حسّاس تھے ۔ وہ خدا کے خلاف کُفر دُہرانے کو بھی کُفر سمجھتے تھے ۔ اس لئے وہ ایسے موقع پر کومل بیانی سے کام لیتے ہوئے کُفر کی جگہ اُس کا اُلٹ لفظ یعنی برکت استعمال کرتے تھے ۔ سیاق وسباق سے ظاہر ہوتا تھا کہ جو مطلب ادا کرنا مقصُود ہے وہ کُفر ہی ہے ۔ اس کی مثالیں عبرانی متن میں ذیل کے حوالوں میں ملیں گی لیکن اُردو ترجمہ میں مطلوب معنی درج ہیں ۔ ۱ ۔ سلاطین ۲۱ : ۱۰، ۱۳ لعنت کی ؛ ایُوب ۱ : ۵، ۱۱ ؛ ۲ : ۵، ۹ تکفیر کی ۔

اس مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرانے عہدنامہ میں کُفر، تکفیر وغیرہ ایک عملِ توہین ہے جس سے خدا کی عزّت پر دھبّہ آتا ہے ۔ اس فعل کا زور خدا کے نام پر ہے جس کا احترام نہایت ضروری ہے ۔ عبرانی لوگ خدا کے نام کا اتنا احترام کرتے تھے کہ اسے زبان پر بھی نہیں لاتے تھے (تفصیل کے لئے دیکھئے یہوواہ) ۔

کُفر کی سزا سنگسار کیا جانا تھا (احبار ۲۴ : ۱۰ ۔ ۲۳ ؛ ۱ سلاطین ۲۱ : ۹ مابعد، قب اعمال ۶ : ۱۱ ؛ ۷ : ۵۸) ۔

اس گناہ کا ارتکاب عموماً غیر یہودی ہی کرتے تھے ۔ احبار ۲۴ باب میں ایک دوغلے شخص یعنی ایک نیم اسرائیلی نے جس کا باپ مصری تھا یہ گناہ کیا ۔ دیگر مثالیں یہ ہیں ۲ ۔ سلاطین ۱۹ : ۶، ۲۲ ؛ یسعیاہ ۳۷ : ۶، ۲۳ ؛ زبُور ۴۴ : ۱۶ ؛ یسعیاہ ۵۲ : ۵ ؛ زبُور ۷۴ : ۱۰، ۱۸) ۔ بعض مرتبہ یہ خدا کے لوگوں کے بُرے نمونے کا نتیجہ ہوتا تھا (۲ ۔ سموئیل ۱۲ : ۱۴) ۔

جب خدا کے لوگ بُت پرستی کا شکار ہوتے ہیں تو وہ گویا غیر قوم کے کفر میں شریک ہو کر خداوند کی تکفیر و توہین کرتے ہیں (حزقی ایل ۲۰: ۲۷ مابعد؛ یسعیاہ ۶۵: ۷)۔ یہوواہ کے متبرک اور مُقدّس نام کا احترام بنی اسرائیل کا اولین فرض تھا لیکن اُس کے بے وفا اور نافرمان لوگ اور معبودوں کو مان کر اُس کے نام کی تکفیر کرتے ہیں۔

کُفر کے لئے نئے عہدنامہ کا یونانی لفظ "بلاس فے میا" blasphemia اور اس کی دوسری شکلیں استعمال ہوئی ہیں blas غالباً blapto سے مشتق ہے جس کے معنی مجروح کرنا ہیں۔ phemia- کا مطلب تقریر یا کلام ہے۔ یعنی لفظوں سے مجروح کرنا۔

نئے عہدنامہ میں کُفر کا مفہوم تو وہی ہے جو پرانے عہدنامہ میں ہے لیکن یہاں اس میں کچھ وسعت پیدا ہوئی ہے۔ نہ صرف خدا کے خلاف کُفر کا گناہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اُس کے خادموں کے خلاف بھی توہین آمیز الفاظ کا استعمال کُفر ہے۔ مثلاً موسیٰ کے خلاف (اعمال ۶: ۱۱)۔ پولُس رسول کے خلاف (رومیوں ۳: ۸؛ ۱-کرنتھیوں ۴: ۱۲؛ ۱۰: ۳۰) اور خصوصاً خداوند مسیح کے خلاف جنہیں گناہ معاف کرنے کا اختیار تھا لیکن لوگوں نے اُن پر کُفر کا الزام لگایا (مرقس ۲: ۷ اور مماثل حوالے)۔ جب سردار کاہن کے سامنے اُن کی پیشی ہوئی، تب بھی اُن پر کُفر کا فتویٰ دیا گیا (مرقس ۱۴: ۶۱-۶۴۔ دیکھئے یسوع کا مقدمہ)۔ پھر کلوری پر جب وہ مصلوب ہوئے تو لوگوں نے اُن کے خلاف کُفر بکا (متی ۲۷: ۳۹ لعن طعن کرتے، لوقا ۲۳: ۳۹ طعنہ دینے لگا۔ یاد رہے کہ یہاں وہی یونانی لفظ استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ دیگر جگہ کُفر ہے۔ یعنی یہ لوگ کُفر کے مرتکب ہوئے)۔ چونکہ موسیٰ، پولُس اور خداوند مسیح خدا کے نمائندے تھے اس لئے اُن کے خلاف توہین آمیز الفاظ خدا کے خلاف کُفر کے مترادف تھے۔ اور ان میں خداوند مسیح کا تو ایک بے مثال کردار تھا کیونکہ وہ نہ صرف نمائندے تھے بلکہ خود مجسم سچائی تھے (یوحنا ۱: ۱۴؛ ۱۴: ۶) اس لئے ان کے اور اُن کی تعلیم کے خلاف آواز اُٹھانا گویا خدا کی بے عزتی کرنے کے برابر تھا (قب متی ۱۰: ۴۰، لوقا ۱۰: ۱۶)۔ ساؤل ترسی (پولُس رسول) مسیح کے شاگردوں سے زبردستی کُفر کہلواتا تھا (اعمال ۲۶: ۱۱)۔ یوں وہ اُنہیں اُس عہد و پیمان سے منحرف کرواتا تھا جو انہوں نے اپنے بپتسمہ کے وقت کیا کہ یسوع خداوند ہیں (قب ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۳؛ یعقوب ۲: ۷)۔ پولُس کا غلط جذبہ اور جوش صرف کلیسیا کے خلاف ہی نہ تھا، وہ خداوند کے خلاف تھا (۱-تیمتھیس ۱: ۱۳؛ قب اعمال ۹: ۴)۔ یہ یونانی لفظ بعض مرتبہ اتنی شدت اور ترشی کا حامل نہیں ہوتا جتنا کہ اردو لفظ کفر ہے۔ اس لئے بائبل کے اردو مترجمین نے اپنی سمجھ کے مطابق ایسے حوالوں میں یونانی لفظ کا ترجمہ "بدگوئی" (مرقس ۷: ۲۲؛ افسیوں ۴: ۳۱؛ کلسیوں ۳: ۸؛ اعمال ۱۹: ۳۷؛ ۱-تیمتھیس ۱: ۱۳؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۲) اور "بدنام" (۱-تیمتھیس ۶: ۱؛ ططس ۲: ۵) کیا ہے۔

متی ۱۲: ۳۱ اور مرقس ۳: ۲۹ میں جو رُوح کے حق میں کفر بکنے کا ذکر ہے اور جو غضبناک سزا اس کے لئے مقرر کی گئی ہے کچھ مشکل پیش کرتی ہے۔ اسے ابدی گناہ کہا گیا ہے اور اس کے مجرم کو ابد تک معافی نہ پانے کا فیصلہ سُنایا گیا ہے۔ ان مشکل آیات کی مختلف طریقوں سے تشریح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں سے یہیں ذیل کی تشریح زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے۔ ان کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دو باتوں کا خاص خیال رکھیں۔ یعنی یہ کہ یہ لفظ کب کہے گئے اور کن کو مخاطب کر کے کہے گئے۔ یہ الفاظ خداوند مسیح نے فقیہ اور فریسیوں کو تب کہے جب اُنہوں نے دعویٰ کیا کہ خداوند مسیح بدروحوں کو بدرُوحوں کے سردار بعلزبول کی مدد سے نکالتے ہیں اور کہ ان میں ناپاک رُوح ہے (مرقس ۳: ۳۰)۔ یہ مذہبی رہنما اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود خدا کی قدرت کا اعتراف نہیں کرتے تھے۔ رُوح القدس خدا کی سچائی لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ یہی نبیوں کو خدا کا پیغام پہنچاتا تھا۔ یہی خدا کی سچائی کو پہچاننے کی اہلیت بخشتا ہے۔ قدرت کا ایک اصول ہے کہ اگر خداداد صلاحیت کا استعمال نہ کیا جائے تو ایک وقت آئے گا کہ یہ صلاحیت مُردہ ہو جائے گی۔ فقیہ فریسیوں نے بھی پاک رُوح کی بخشی ہوئی اس قابلیت کا استعمال چھوڑ دیا تھا اور اب وہ سچائی کو دیکھ کر اُسے پہچان نہیں سکتے تھے۔ اُن میں اچھائی اور بُرائی کی تمیز ختم ہو گئی تھی۔ معافی حاصل کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ کا احساس کرے۔ جب ان لوگوں میں گناہ کو پہچاننے کی اہلیت ہی نہ رہی تو وہ توبہ بھی نہیں کر سکتے تھے اور اسی لئے ابد تک معافی نہیں پا سکتے تھے (مرقس ۳: ۲۹، متی ۱۲: ۳۲)۔ ان مُردہ ★ ضمیر مذہبی لوگوں کے لئے نجات کی کوئی اُمید نہ تھی کیونکہ اُنہوں نے رُوح القدس کا احترام نہیں کیا۔

ایک بزرگ نے اُن لوگوں کے لئے ایک بڑی اچھی نصیحت کی ہے جو اس فکر میں رہتے ہیں کہ شاید انہوں نے رُوح القدس کے خلاف گناہ کیا ہے۔ اُن کا یہ محسوس کرنا کہ شاید وہ اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ رُوح القدس اُن کے دل میں کام کر رہا ہے کیونکہ رُوح القدس ہی ہمیں ہمارے گناہوں کے بارے میں قائل کرتا ہے۔ لیکن یہ جذبہ مر جائے تو ہم واقعی اس سزا کے مستحق ہیں۔

کفر العمّونی۔ کفر عمون:۔ بنیمین کے علاقہ میں ایک عمونی شہر (یشوع ۱۸: ۲۴)۔

کفرنحوم:۔ گلیل کی جھیل کے شمال مغربی ساحل پر ایک شہر۔ یہ مسیح خداوند کی گلیلی خدمت کا مرکز تھا (متی ۴: ۱۳؛ مرقس ۱: ۲۱)۔ بائبل میں اس کا نام صرف اناجیل میں ملتا ہے۔ غالباً یہ شہر

اسیری کے زمانہ میں بنا تھا۔ مسیح خداوند کے زمانہ میں یہ شہر کافی بڑا تھا کیونکہ یہاں محصول کی چوکی تھی (مرقس ۲: ۱۴) اور بادشاہ (ہیرودیس انتپاس) کا ایک اعلیٰ افسر یہاں رہتا تھا جس نے یہودیوں کے لئے ایک عبادت خانہ بھی بنوایا تھا (متی ۸: ۵-۱۳؛ لوقا ۷: ۱-۱۰)۔ یسوع مسیح نے یہاں چند ایک بڑے بڑے معجزے کئے مثلاً صوبے دار کے فالج زدہ نوکر کو شفا دینا (متی ۸: ۵-۱۳)، ایک مفلوج کو جسے چار آدمی اٹھا کر لائے تھے شفا بخشنا (مرقس ۲: ۱-۱۳) اور بادشاہ کے ملازم کے بیٹے کو اچھا کرنا (یوحنا ۴: ۴۶-۵۴)۔ اسی شہر میں مسیح یسوع نے متی کو جب وہ محصول کی چوکی پر بیٹھا ہوا تھا اپنا شاگرد بننے کے بلایا تھا (متی ۹: ۹-۱۳)۔ زندگی کی روٹی پر درس جس کے بعد مسیح نے پانچ ہزار کو کھانا کھلایا اور دیگر متعدد درس یہاں پر ہی دیئے گئے (مرقس ۹: ۳۳-۵۰)۔ مسیح یسوع کے نمایاں کام اور تعلیمات کے باوجود اس شہر کے لوگوں نے توبہ نہ کی۔ چنانچہ مسیح نے پیشینگوئی کی کہ یہ جگہ مکمل طور پر برباد کر دی جائے گی (متی ۱۱: ۲۳-۲۴؛ لوقا ۱۰: ۱۵)۔ اُن کی یہ پیشینگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی اور یہ شہر مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ اب جن دو مقامات کی نشان دہی کی جاتی ہے وہ محض قیاسی ہیں۔ ایک تل حم ہے جو یردن کے منبع کے جنوب مغرب میں ۲½ میل کے فاصلے پر ہے اور دوسرا خان منیاہ ہے جو تل حم کے جنوب مغرب میں ہے۔ آج کل تل حم کو زیادہ قرین قیاس سمجھا جاتا ہے۔

کفن:۔ وہ کپڑا جس میں مُردے کو لپیٹتے ہیں۔ دفنانے سے پہلے لاش کو نہلاتے اور اکثر خوشبودار مسالے لگا کر چارپائی پر رکھتے ہیں۔ پھر کفن سے ہاتھ پاؤں باندھتے اور چہرے اور سر کو رومال سے لپیٹ دیتے ہیں (یوحنا ۱۱: ۴۴؛ ۱۹: ۴۰؛ ۲۰: ۷)۔

بعض کا خیال ہے کہ جس سوتی کپڑے میں خداوند یسوع کو کفنایا گیا تھا وہ ہندوستان سے برآمد ہوا تھا۔ نیز دیکھئے دفن، دفن کرنا۔

کفن دفن:۔ دیکھئے دفن، دفن کرنا۔

کفیرہ:۔ حویوں کا ایک شہر، جو جبعون اور دو اور شہروں کے ساتھ اسرائیل کو دھوکا دے کر اس کے حملے سے بچا (یشوع ۹: ۱۷؛ ۱۸: ۲۶)۔
اسیری کے بعد ان میں بنیمینیوں کو آباد کیا گیا (عزرا ۲: ۲۵؛ نحمیاہ ۷: ۲۹)۔

کُکرے:۔ دیکھئے امراض بائبل نمبر ۲۰

ککڑی:۔ دیکھئے نباتات بائبل نمبر ۴۹ کھیرے۔

کِلال:۔ ایک شخص جس نے اپنی غیر یہودی بیوی کو چھوڑا (عزرا ۱۰: ۳۰)۔

کلام۔ کلمہ:۔ بات۔ سخن۔ ملفوظ۔ منہ سے نکلے ہوئے الفاظ۔ بامعنی الفاظ کا مجموعہ۔

لفظ کلمہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ لیکن کیتھولک ترجمہ میں متعدد بار آیا ہے۔ یہ زیادہ تر خدا کے کلام کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً اشعیا ۲: ۳؛ ۴۰: ۸؛ ارمیا میں یہ کئی بار آیا ہے ۲: ۴، ۳۱؛ ۶: ۱۰؛ ۷: ۲ وغیرہ حزقیال ۳: ۱۶؛ ۶: ۱؛ ۷: ۱ وغیرہ، ہوشیع ۱: ۱؛ یوئیل ۱: ۱؛ عاموس ۸: ۱۱، ۱۲؛ یونس ۱: ۱؛ میکا ۱: ۱؛ صفنیاہ ۱: ۱؛ حجائی ۱: ۱؛ زکریاہ ۱: ۱ اور نئے عہد نامہ میں یوحنا ۱: ۱، ۱۴؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۳۔

جن عبرانی اور یونانی الفاظ کا ترجمہ کلام، کلمہ، بات، سخن اور کہنا وغیرہ کیا گیا، وہ غور طلب ہیں۔ عبرانی آمر بمعنی کہنا اور اس کی مختلف شکلیں مثلاً پیدائش ۱: ۳ ("ویومیر الوھیم" اور کہا خدا نے) ۹، ۱۱، ۱۴، ۰۰۰ وغیرہ۔ یہ لاتعداد مرتبہ آیا ہے۔ امر بمعنی بات۔ مثلاً پیدائش ۴۹: ۲۱؛ استثنا ۳۲: ۱؛ یشوع ۲۴: ۲۷؛ امثال ۱: ۲۔ امراہ بمعنی کلام مثلاً استثنا ۳۳: ۹؛ زبور ۱۲: ۶؛ ۱۸: ۳۰ وغیرہ؛ امثال ۳۰: ۵۔ سخن، یسعیاہ ۵: ۲۴۔ کلام۔ دابر بمعنی کہنا۔ مثلاً خروج ۶: ۲۹؛ گنتی ۳۶: ۵ وغیرہ۔

لیکن سب سے اہم لفظ جو تقریباً ۴۰۰ مرتبہ خدا کے کلام کے سلسلے میں استعمال ہوا ہے دابار ہے۔ یہ عبرانی د۔ ب۔ ر (دالتھ۔ بیتھ۔ ریش) کے مادّہ سے بنا ہے۔ اس اصل سے مشتق کئی لفظ بنے ہیں جو بطور فعل دوسری سامی زبانوں خصوصاً عربی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے بنیادی معنی ۱۔ ترتیب دینا۔ قرینے سے لگانا ہیں۔ اس سے ۲۔ پیشوائی اور قیادت کے معنی نکلے ہیں، خصوصاً بھیڑوں کے گلّے کی قیادت کرنا۔ اسوری اور کلدی زبانوں میں اس کا یہی مفہوم ہے۔ قب عربی دَبر اور اس کی دوسری شکلیں۔ چونکہ چوپان بھیڑوں کے پیچھے چل کر انہیں اپنے آگے چلاتا ہے اس لئے اس کے معنی پیچھے کے بھی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ وہ کلام کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے خاص کر جب یہ فعلی صورت میں ہو (ان دو معنوں، یعنی پیچھے اور کلام کرنے کے خلط ملط ہونے کی مثال کے لئے دیکھئے الہام گاہ)۔

دابار بنیادی طور پر لفظوں کو ترتیب دینا ہے۔ لیکن اس لفظ نے اپنے میں اتنی وسعت اور گہرائی سمولی ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگ سکتا ہے کہ ترجمہ میں اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے مختلف الفاظ کا سہارا لینا پڑا ہے۔ ملاحظہ ہو پیدائش ۱۱: ۱ بولی (کیتھولک لسان)؛ ۱۵: ۱، ۴۔ کلام؛ ۱۸: ۱۴۔ کوئی بات؛ ۱۹: ۸۔ کہنا (یہ حوالہ خاصہ دلچسپ ہے۔ دابار میں محض بات کرنے کا مفہوم ہی نہیں ہے بلکہ اس میں عمل کا بھی حصّہ ہے۔ لوط اپنے شہر کے بدکار لوگوں سے مخاطب ہو کر اپنے مہمان فرشتوں کے

بارے میں اُن سے درخواست کرتا ہے کہ" ان مردوں کو کچھ نہ کہنا"۔ سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ تم ان سے (بدی) نہ کرنا۔ کیتھولک ترجمہ میں یہاں" ان مردوں سے کچھ نہ کرو"ہے (ہمارا اردو محاورہ بھی اسی قسم کا ہے)۔ پیدائش ۲۰ : ۸ - باتیں، یرمیاہ ۲ : ۳۱ - کلام؛ ۳۸ : ۲۱ - فرمان؛ زبور ۱۰۳ : ۲۰ - کلام - اس جائزے سے ظاہر ہے کہ 'کلام' (دابار) میں حکم، عمل، فرمان، نبوت وغیرہ کا مفہوم بھی موجود ہے۔

نئے عہد نامہ کا یونانی لفظ logos لوگوس بہت اہم ہے۔ اس کے معنی کلام ہیں - خیال کو لفظوں کا جامہ پہنانا۔ لوقا ۷ : ۷ - شفا دینے کا حکم "زبان سے کہہ دے"؛ ۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۹ - زبان سے واضح بات کہنا، ۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۱۹ - باتیں عقل سے کہنا۔ لوگوس یونانی فلسفہ کی ایک اصطلاح بھی تھی جسے ★ فیلو اور دوسرے علماء نے رواج دیا۔

یونانی لفظ کا ایک اور لفظ ریما rhema بمعنی بات ہے (متی ۱۲ : ۳۶؛ ۲۷ : ۱۴ - بات)۔ لوگوس کا مفہوم ریما سے زیادہ وسیع ہے۔ لوگوس خاص کر خدا کے کلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ خدا کے بیٹے خداوند یسوع کا لقب بھی ہے کیونکہ مسیح انسانی جسم میں خدا کے مکاشفہ کا مکمل اظہار ہیں (یوحنا ۱ : ۱۴)۔ لوگوس کے مقابلے میں ریما وہ بات ہے جو کہی گئی ہو۔ اِن دونوں لفظوں کا فرق افسیوں ۶ : ۱۷ کے حوالے سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ "رُوح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو"۔ یہاں کلام کے لئے لفظ ریما استعمال ہوا ہے۔ یہاں خدا کے کلام سے پوری بائبل مراد نہیں بالکل وہ حصے جو روح ایمان دار کو یاد دلاتا ہے تاکہ وہ شیطان کا مقابلہ کرے۔ خداوند مسیح نے بھی شیطان کا مقابلہ کلامِ مُقدّس کی موزوں آیات سے کیا متی ۴ : ۴ "ہر بات ریما سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے"۔ لوگوس مکمل کلامِ خدا ہے۔

۱- پُرانے عہد نامہ میں

عبرانی لوگ اہلِ مشرق کی دیگر قوموں کی طرح کلام کی تاثیر کے قائل تھے۔ کلام کا اپنا وجودِ مطلق تھا۔ اور اس کی اپنی فعال ہستی تھی۔ اکثر یہ عقیدہ بگڑ کر جادوگری کے توہماتی عملوں کا حامی بن جاتا تھا۔ عوام سمجھتے تھے کہ جادوگر کے منتروں میں قدرت ہے۔ اور صحیح منتر پڑھنے سے جادوگر اپنے کرتب اور کرشمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ یاد رہے کہ منتر بنیادی طور پر ہندو ویدوں کے حصے تھے۔ لفظ منتر اُس لفظ کا ہم جنس ہے جو باقی ہند جرمانی زبانوں میں میٹر بمعنی بحر یا وزن ہے۔ لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ان آسمانی (خدائی) آیات کو دہرانے سے جادو اپنا اثر کرتا ہے۔ یہی خیال بعض لوگ قرآن شریف اور بائبل مُقدّس کی آیات کے بارے میں بھی رکھتے ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ کلامِ پاک کے صحیح مطلب کا غلط استعمال ہے۔ کلام کی اہمیت اور قدرت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ محض کسی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ نہیں بلکہ ان کی اپنی حقیقت اور قدرت اور زندگی ہے (قب یوحنا ۱ : ۴) اور کلام کرنے والے کی ذات کلام سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ یہ خاص کر اُن سنجیدہ الفاظ میں دیکھا جاتا ہے جو عہد و پیمان کے لئے، یا شادی کے قول و قرار کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اُس کلام سے بھی خاص تعلق رکھتے ہیں جو مستقبل کے لئے ★ برکت اور ★ لعنت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ★ قسم، برکت، لعنت کے کلمے بے اثر الفاظ نہیں ہوتے بلکہ ایک دفعہ منہ سے نکلنے کے بعد وہ اپنا کام پورا کرتے ہیں اور اُن کو واپس بلانا ناممکن ہوتا ہے۔ اِسی لئے جب اضحاق نے دھوکا کھا کر یعقوب کو برکت دی تو وہ عیسو کے آنے پر یہ برکت واپس نہیں لے سکا، بلکہ اس نے عیسو کو ایک دوسری کمتر برکت دی (پیدائش ب۲۷)۔ اسی طرح جب میکاہ کی ماں کے چاندی کے سکّے چوری ہو گئے تو اُس نے چور پر لعنت بھیجی۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے بیٹے ہی نے انہیں لیا ہے تو وہ لعنت کو کالعدم قرار نہ دے سکی بلکہ اس نے لعنت کو زائل کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو برکت دی (قضاۃ ۱۷ : ۱-۲)۔

کلام کی قدرت کی ایک اور مثال گنتی ۵ : ۱۲-۳۱ میں ملتی ہے اُس عورت کو جس پر اُس کے شوہر کو بے وفائی کا شُبہ ہو، کاہن کے پاس حاضر کیا جاتا تھا اور وہ اُسے کچھ لعنتیں دہرانے کو کہتا تھا۔ پھر ان لعنتوں کو کسی کتاب پر لکھ کر کڑوے پانی میں دھو ڈالتے تھے۔ یوں روشنائی پانی میں حل ہو جاتی۔ پھر یہ پانی عورت کو پینا ہوتا تھا۔ یوں یہ لعنتیں اُس کے جسم میں سرایت کر جاتی تھیں۔ پرانے عہد نامہ میں کلام زیادہ مرتبہ انبیاء کی نبوّت کے سلسلے میں استعمال ہوا ہے۔ خدا کا کلام نبی کو ایک روحانی نعمت کے طور پر ملتا تھا (دیکھئے روحانی نعمتیں)۔ یہ خدا کے فضل کا نتیجہ تھا۔ جس طرح کاہن کو شریعت اور مشیر کو مشورت (یرمیاہ ۱۸ : ۱۸) ملتی تھی اسی طرح نبی کو خدا کا کلام ایک زندہ فعالی ہستی کے روپ میں ملتا تھا۔ اس کی اپنی شخصیت ہوتی تھی۔ یہ خداوند کی ذات کا زندہ پرتو تھا اور اُس کی قدرت اس میں پورے طور پر موجود ہوتی تھی۔ خداوند اپنا کلام یرمیاہ نبی کے منہ میں ڈالتا ہے (یرمیاہ ۱ : ۹)۔ سچے اور جھوٹے نبی کے کلام میں فرق یہی ہے کہ جھوٹا نبی اپنے دل کا الہام بیان کرتا ہے اور سچّا نبی خداوند کے منہ کی باتوں کا (یرمیاہ ۲۳ : ۱۶-۲۸)۔ کلام سے نبی رویا کی تعبیر اور تشریح کرتا ہے (۱-سلاطین ۲۲ : ۱۷-۲۳؛ یسعیاہ ۶ : ۱ البعد؛ حزقی ایل ۱ : ۱-۲۸)۔ دو اور مثالیں لیجئے۔ عاموس نبی کو خداوند رویا میں تابستانی میووں کی ٹوکری دکھاتا ہے (۸ : ۱-۳)۔ خداوند اپنے

کلام سے (خداوند نے فرمایا آیت ۲) اس کی تشریح کرتا ہے۔ یہاں اردو ترجمہ میں معنی صاف نہیں کیونکہ عبرانی میں رعایتِ لفظی استعمال ہوئی ہے۔ ایک لفظ قیص (گرمی کا موسم) ہے۔ دوسرا قص (آخر کا وقت)۔ آزاد ترجمہ یوں ہوگا" اے نبی، تو کیا دیکھتا ہے ؟ اے خداوند، میں موسم گرما کے پکّے ہوئے پھلوں کو ٹوکری میں جمع دیکھتا ہوں۔ خداوند فرماتا ہے کہ میری قوم اسرائیل بھی (اپنے حشر کے لئے) پک کر تیار ہے۔ پھل کی فصل کاٹنے کی خوشی کے نغمے اب نوحہ زاری میں تبدیل ہو جائیں گے" (آیت ۳)۔

دوسری مثال یرمیاہ نبی کی بادام کے درخت کی شاخ کی رویا ہے (یرمیاہ ۱: ۱۱-۱۲)۔ یہاں بھی عبرانی الفاظ شقید (= بادام) اور شوقید (= بیدار) پر رعایتِ لفظی ہے۔ خداوند کا کلام یرمیاہ نبی پر نازل ہوتا ہے اور اُس سے پوچھتا ہے کہ تو کیا دیکھتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میرے سامنے ایک شقید (بادام کے درخت کی شاخ) ہے۔ خداوند جواب دیتا کہ تو ٹھیک دیکھتا ہے کیونکہ میں بھی شوقید (بیدار) ہوں کہ اپنے کلام کو پورا کروں۔ یہ محض لفظوں کا ہیر پھیر نہیں۔ خدا کا قدرت بھرا کلام حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے۔ خدا کا کلام بطور رویا نبی پر نازل ہوتا ہے اور پھر کلام رویا کو لفظوں میں تبدیل کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی توفیق نبی کو دیتا ہے۔

جس طرح یرمیاہ کے منہ میں خداوند کا کلام دیا گیا (یرمیاہ ۱: ۹) اُسی طرح حزقی ایل نبی نے خداوند کا کلام سُنا اور اُسے اُس طومار کو جس پر خداوند کا کلام لکھا ہوا تھا کھانا پڑا (حزقی ایل ۲: ۹-۳: ۳)۔ یرمیاہ کے اندر خداوند کا کلام جلتی آگ کی مانند تھا (۲۰: ۷-۹) جو اُس کی ہڈیوں میں پوشیدہ تھی جسے وہ ضبط نہ کر سکتا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی کا خدا کے کلام کا تجربہ محض ایک سماعی عمل نہیں بلکہ یہ ایک انقلابی امر ہے۔ خداوند کی ذات نبی کی شخصیت پر پورے طور پر حاوی ہو جاتی ہے۔

خدا کا کلام انسان کو حکم، نبوّت، تنبیہ اور حوصلہ افزائی کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے عام جملہ یہ ہے کہ خداوند کا کلام فلاں پر نازل ہوُا (پیدائش ۱۵: ۱؛ ۲۔سموئیل ۲۴: ۱۱؛ ۱۔سلاطین ۶: ۱۱؛ ۲۱: ۱۷؛ اور انبیاء کے صحیفوں میں لاتعداد مرتبہ)۔ اس کے لئے "پہنچا" کا لفظ بھی استعمال ہوُا ہے۔ خداوند کا کلام فلاں کو پہنچا (۲۔سموئیل ۷: ۴؛ ۲۔تواریخ ۱۱: ۲)۔ بعض مرتبہ خدا کا کلام رویا میں نازل ہوتا ہے (یسعیاہ ۲: ۱؛ عاموس ۱: ۱؛ عبدیاہ ۱: ۱؛ میکاہ ۱: ۱ وغیرہ)۔

خدا کا کلام قدرت والا ہے۔ جب خدا نے یرمیاہ کے منہ میں اپنا کلام ڈالا تو اُسے قوموں اور سلطنتوں کو اُکھاڑنے، ڈھانے، ہلاک کرنے، گرانے اور تعمیر کرنے کی طاقت دی (یرمیاہ ۱: ۹-۱۰)۔ خدا کا کلام آگ کی مانند ہے اور ہتھوڑے کی مانند جو چٹان کو چکنا چور کرتا ہے (یرمیاہ ۲۳: ۲۹)۔ خداوند کا کلام نبیوں کے وسیلے قوموں کو کاٹ ڈالتا اور قتل کرتا ہے (ہوسیع ۶: ۵)۔ ان حوالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند کا کلام صرف پیشین گوئی نہیں بلکہ فعال کلمہ ہے جو اپنا کام پورا کرتا ہے۔ خداوند کا کلام بارش اور برف کی مانند بے انجام واپس نہیں آتا (یسعیاہ ۵۵: ۱۱)۔ خدا کا کلام ابدی ہے اور وہ تمام کائنات کی تاریخ پر حاوی ہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق جب خدا کا کلام پہلی مرتبہ اُس کے منہ سے نکلا سے تو کائنات کی تخلیق ہوئی۔ "ویو میر الوھیم" (پیدائش ۱: ۳) "اور خدا نے کہا" اور ہو گیا۔ خداوند کا کلام ایک تخلیقی فعال ہستی ہے (پیدائش ۱: ۳، ۶، ۹، ۱۱، ۱۴، ۲۰، ۲۴، ۲۶ وغیرہ؛ زبور ۳۳: ۶، ۹؛ ۱۴۷: ۱۵-۱۸؛ یسعیاہ ۴۰: ۲۶)۔ کائنات خدا کا کلام ہے (اگرچہ یہ نہ بولتی اور نہ آواز نکالتی ہے) کیونکہ خدا کے "کہنے" سے یہ وجود میں آئی (زبور ۱۹: ۲-۵)۔ لکھی ہوئی شریعت کی صورت میں خدا کے کلام کا تصوّر استثنا کی کتاب سے شروع ہوُا۔ شریعت (جو خدا کا کلام ہے، دیکھئے زبور ۱۱۹ وغیرہ) بنی اسرائیل کی زندگانی ہے (استثنا ۳۲: ۴۷)۔ "انسان صرف روٹی ہی سے جیتا نہیں رہتا بلکہ ہر بات سے جو خداوند کے منہ سے نکلتی ہے" (استثنا ۸: ۳ مقابلہ متّی ۴: ۴)۔ یہی وجہ ہے کہ مُقدّس کتابوں کو کلامِ مُقدّس کہتے ہیں اور ان کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

ا۔ متّی اور مرقس کی اناجیل میں یہ لفظ دوسری اناجیل کی نسبت کم استعمال ہوُا ہے۔ یہ اُس خوشخبری (★ انجیل) کے لئے استعمال ہوُا ہے جس کا اعلان خداوند یسوع مسیح نے کیا (مرقس ۲: ۲؛ ۴: ۳۳؛ ۸: ۳۲۔ آخری حوالے میں اسے 'بات' کہا گیا ہے)۔ بیج بونے والے کی تمثیل میں کلام اپنا وجود آپ رکھتا ہے (متّی ۱۳: ۱۸-۲۳؛ مرقس ۴: ۱۳-۲۰؛ لوقا ۸: ۱۱-۱۵)۔ کلام کو اس طرح استعمال کرنا اُس تصوّر کو ظاہر کرتا ہے جو باقی جگہ نئے عہد نامہ میں بھی موجود ہے اور پرانے عہد نامہ میں کلام کے تصوّر کے مطابق ہے۔ لیکن اب انجیل پرانے عہد نامہ کی نبوت کی جگہ لیتی ہے اور اس پر عمل اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ پرانے عہد نامہ کے کلام پر تھا۔ صرف ایک جگہ متّی کی انجیل میں کلام ایک پُرزور با اختیار ہستی کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو بدروحوں کو نکالتا ہے (متّی ۸: ۱۶۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ "زبان ہی سے کہہ کر" کیتھولک "بات ہی سے"۔ یونانی میں لوگوس ہے)۔

ب۔ لوقا اور اعمال کی کتابوں میں مسیح کی انجیل کے لئے اکثر لفظ کلام استعمال ہوُا ہے۔ لوقا رسول متّی اور مرقس سے اس بات میں مختلف ہے کہ وہ اکثر اسے "خدا کا کلام" کہتا ہے (۵: ۱؛ ۸:

۱۱/۲۱ ; ۱۱ : ۲۸) - اعمال کی کتاب میں کلام وہ خوشخبری (انجیل) ہے جس کی منادی رسول کرتے ہیں - یہ بہت مرتبہ استعمال ہؤا ہے (اعمال ۴:۴، ۲۹-۳۱ ; ۶:۴ ; ۸:۴ ; ۱۰:۳۶، ۴۴ ; ۱۱:۱، ۱۹ ; ۱۳:۲۶، ۴۴، ۴۸، ۴۹ ; ۱۶:۶ ; ۱۷:۱۱ ; ۱۸:۵ ; ۱۹:۲۰ ; ۲۰:۳۲) - اسے زیادہ مرتبہ خدا کا کلام کہا گیا ہے (اعمال ۴: ۲۹-۳۱ ; ۶:۲، ۷ ; ۱۰:۳۶ ; ۱۱:۱ ; ۱۳:۴۴ ; ۱۶:۳۲) یا خداوند کا کلام (اعمال ۱۲:۲۴ ; ۱۳:۴۸ اردو ترجمہ میں خدا ہے - یونانی میں خداوند) - خدا کا کلام جو نبیوں کی معرفت لوگوں تک پہنچایا جاتا تھا اُسے پرانے عہدنامے میں "خداوند کا کلام" کہا گیا ہے اور یہی اصطلاح انجیل کے لئے بھی استعمال ہوئی ہے - اسے ایک مرتبہ انجیل کا کلام کہا گیا ہے (اعمال ۱۵: ۷ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ - کیتھولک ترجمہ "انجیل کی بات" ہے) - اسے اعمال ۱۹: ۲۰ میں تشخص دیا گیا ہے - یہ "زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا" ہے (اعمال ۱۲: ۲۴ ; ۱۳: ۴۸) - یہ دیا اور بھیجا جاتا ہے (اعمال ۱۰: ۳۶) - اسے قبول (اعمال ۱۷: ۱۱ مابعد) کیا اور سنا جاتا ہے - رسولوں کا کام کلام کی خدمت ہے (اعمال ۶: ۴) - یہ نجات کا کلام ہے (اعمال ۱۳: ۲۶) اور فضل کا کلام بھی (اعمال ۲۰: ۳۲) - یہ زندگی کا کلام ہے (اعمال ۵: ۲۰ میں "زندگی کی سب باتیں" ہیں - یونانی rhema ہے) -

ج - پولس رسول کی تصنیفات میں یہ زیادہ تر انجیل کے لئے استعمال ہؤا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۶ ; ۲-کرنتھیوں ۲: ۱۷ ; ۴: ۲ ; گلتیوں ۶: ۶ ; افسیوں ۱: ۱۳ ; فلپیوں ۱: ۱۴ ; کلسیوں ۱: ۵ - کلام حق ; کلسیوں ۴: ۳ - کلام ; ۱-تھسلنیکیوں ۱: ۶، ۸ ; ۲: ۱۳ ; ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱ ; ۲-تیمتھیس ۲: ۹، ۱۵ - حق کا کلام ; ۴: ۲ ; ططس ۱: ۳) - اسے خدا کا کلام کہا گیا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۶ ; ۲-کرنتھیوں ۲: ۱۷ ; ۴: ۲ ; افسیوں ۶: ۱۷ ; فلپیوں ۱: ۱۴ ; کلسیوں ۱: ۲۵ ; ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳) - خداوند کا کلام (۱-تھسلنیکیوں ۱: ۸ ; ۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱) - ایک مرتبہ اسے مسیح کا کلام کہا گیا ہے (رومیوں ۱۰: ۱۷) -

پولس کے خطوط میں اکثر اشارے ملتے ہیں جن سے اس تصور کو تقویت ملتی ہے کہ کلام ایک شخصیت کا مالک ہے جس کا وجود مطلق ہے اور جو اپنے میں قدرت، اختیار اور تاثیر رکھتا ہے - کلام ایمان لانے والوں میں تاثیر کرتا ہے (۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳) - کلام پھیلتا اور جلال پاتا ہے (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱) - یاد رہے کہ یہاں کلام کو خدا سے نسبت دی گئی ہے کیونکہ ★ جلال صرف خدا کے لئے مخصوص ہے - کلام کسی کی طرف سے آتا ہے اور کسی کے پاس جاتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۶) - اُس کی منادی کرنے والے قید ہو بھی جائیں لیکن خدا کا کلام قید نہیں ہو سکتا (۲-تیمتھیس ۲: ۹) - خدا کے کلام کی تجارت نہیں ہو سکتی (۲-کرنتھیوں ۲: ۱۷ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "آمیزش" ہے - کیتھولک "تجارت" - یہ آیت تشریح طلب ہے - جس یونانی لفظ کا ترجمہ آمیزش کیا گیا ہے وہ kapeleuo ہے - بنیادی طور پر اس سے مراد خردہ فروش ہے یعنی وہ دکان دار جو پرچون کا مال بیچتا ہے - یہ چھوٹے دکاندار منافع کے لئے مال میں آمیزش کرتے تھے - سو اس آیت کی تشریح یوں ہوئی کہ پولس دعوٰی کرتا ہے کہ ہم کلام میں آمیزش کر کے اُس کی تجارت نہیں کرتے) - اور نہ ہی خدا کے کلام میں آمیزش ہو سکتی ہے (۲-کرنتھیوں ۴: ۲ - یہاں یونانی لفظ doloo ہے جس کے معنی دھوکا دینا، یعنی ملاوٹ کرنا ہیں) - کلام میں نجات بخش خصوصیات ہیں - یہ خدا اور انسان کا ملاپ کرواتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۹) - یہ کلام حق ہے (۲-کرنتھیوں ۶: ۷ ; افسیوں ۱: ۱۳ ; کلسیوں ۱: ۵ ; ۲-تیمتھیس ۲: ۱۵) - کلسیوں ۱: ۲۵ ; افسیوں ۳: ۹ اور رومیوں ۱۶: ۲۵، ۲۶ میں کلام کو اُس بھید سے نسبت دی گئی ہے جو پولس رسول کی منادی کا مضمون ہے اور یہ بھید حقیقت میں مسیح ہیں یعنی الکلمہ (یوحنا ۱: ۱ - تفصیل کے لئے آگے دیکھئے ہ) -

د - کلام کا ذکر باقی خطوط میں یہاں بھی کلام سے انجیل مراد ہے (عبرانیوں ۱۳: ۷ ; یعقوب ۱: ۱۸، ۲۱ ; ۱-پطرس ۲: ۸ ; ۳: ۱) - یہ دل میں بویا جاتا ہے اور نجات کا وسیلہ ہے (یعقوب ۱: ۲۱) - خدا کا زندہ اور ابدی کلام ایک غیر فانی بیج ہے جو نئی پیدائش بخشتا ہے (۱-پطرس ۱: ۲۳) -

لیکن عبرانیوں ۴: ۱۲ مابعد کی دو دھاری تلوار اور افسیوں ۶: ۷ کی روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے انجیل اور اس کی منادی سے زیادہ وسیع معنی رکھتی ہیں - عبرانیوں ۴: ۱۲ کی "تلوار" تو خدا کی عدالت کا مکاشفہ ہے - وہ دلوں پر سے پردہ اُٹھا کر سننے والوں کو مجبور کرتی ہے کہ اپنے کو پرکھیں - افسیوں ۶: ۷ کی روح کی تلوار میں یہ موضوع صاف نہیں - لیکن یہ تلوار اور مکاشفہ کی کتاب کی تلوار (۱۹: ۱۱ مابعد - اس پر بحث آگے ہوگی) اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کلام کو پرانے عہدنامہ کے تصور کے مطابق ایک فعال ہستی کا کردار دیا گیا ہے - خدا کا کلام ہی ہے جو بدی کے حملوں سے نجات دلاتا ہے -

ہ - یوحنا کی تصنیفات میں کلام

یوحنا کی انجیل، یوحنا کے خطوط اور مکاشفہ کی کتاب میں ہم ایک مختلف سوچ اور خیال پر زور دیکھتے ہیں - یوحنا رسول کے مطابق کلام انجیل (خوشخبری) نہیں بلکہ یسوع کے اپنے قول ہیں - لیکن وہ اس بات پر بڑا زور دیتا ہے کہ یہ خدا باپ کا کلام ہے جو خداوند یسوع پیش کرتے ہیں - یوں جب خداوند یسوع کہتے ہیں "میرا کلام" (یوحنا ۵: ۲۴ ; ۸: ۴۳،

۵۱ ؛ ۱۴: ۲۳ ؛ یا "میری باتیں" ۱۲: ۴۷، ۵۰ ؛ ۱۵: ۲۰) تو یہ اُن کا نہیں بلکہ خدا باپ کا کلام ہے (یوحنّا ۸: ۵۵ ؛ ۱۴: ۲۴ ؛ ۱۷: ۶، ۱۱، ۱۷) - یہ کلام خدا نے اُنہیں دیا ہے (یوحنّا ۱۷: ۸) - باپ ہی انہیں بتاتا ہے کہ کیا کہیں اور کیا بولیں (یوحنّا ۱۲: ۴۷ - ۵۰) - وہ یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہتے (یوحنّا ۱۴: ۱۰) - یوں جب کلام کو خدا کا کلام (خدا کی باتیں) کہا جاتا ہے (یوحنّا ۳: ۳۴ ؛ ۸: ۴۷) تو اس فقرے کے مفہوم میں ایک اور باریک پہلو شامل ہو جاتا ہے - یوحنّا کی انجیل کی تعلیم اس بات پر زور دیتی ہے کہ خداوند یسوع اور باپ ایک ہی ہیں (یوحنّا ۱۰: ۳۰) کلام اور کام میں یسوع اور باپ کی یہ وحدت پرانے عہدنامہ کے اُس رشتے سے مختلف ہے جو نبی کا خدا سے اُس کے کلام کے ذریعہ ہوتا تھا جو وہ لوگوں تک پہنچاتا تھا - یہ وحدت زیادہ گہری اور شخصی ہے - یہ اُس خیال کی عکاسی ہے جو یوحنّا کی انجیل کے دیباچہ میں درج ہے (اس کا ذکر آگے آئے گا) - باپ کا کلام سچّا ہے (یوحنّا ۱۷: ۱۷) اور وہ جو یسوع کا کلام سُنتا ہے اور اُن کے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے (یوحنّا ۵: ۲۴) - یوحنّا رسول جس خاص خیال کو پیش کرتا ہے وہ "کلام کا کسی میں قائم رہنا" ہے - یہ کلام پر عمل کرنے کے لئے صرف ایک محاورہ ہی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جو کلام کو تشخّص دینے سے ممکن ہو سکتی ہے (یوحنّا ۵: ۳۸ ؛ ۱۵: ۷ ؛ ۱ - یوحنّا ۲: ۱۴) - شاگرد کو کلام میں قائم رہنا ہے (یوحنّا ۸: ۳۱ - مسیح ہم میں رہتا ہے اور ہم مسیح میں رہتے ہیں) - یہاں کلام کو ایک شخصیت دی گئی ہے جو ایک دائمی حقیقت ہے -

مکاشفہ کی کتاب میں سفید گھوڑے پر سوار شخص کو کلام خدا (کیتھولک خدا کا کلمہ، مکاشفہ ۱۹: ۱۱-۱۶) کہا گیا ہے - جو تیز تلوار اُس کے منہ سے نکلتی ہے، وہ بھی ایک فعال نبوّت کا کلام ہے جو قوموں کی عدالت کر کے اُنہیں تباہ کرتا ہے - اگرچہ اس تلوار کو صریحاً کلام نہیں کہا گیا ہے تاہم یہ وہی کردار ادا کرتی ہے جو رُوح کی تلوار کا ہے - اس سوار کو "بادشاہوں کا بادشاہ" اور "خداوندوں کا خداوند" کہنے سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ خداوند یسوع کے سوا یہ کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا -

یوحنّا کے پہلے خط کی تمہید میں رسول اُس مکمل تجربے کا ذکر کرتا ہے جو اُنہوں نے خداوند یسوع کے ساتھ رہ کر حاصل کیا - زندگی کا وہ کلام جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چُھوا (۱ - یوحنّا ۱: ۱) - براہِ راست تجربے کا بار بار ذکر اس بات پر زور دیتا ہے کہ یہ محض ایک کلام کے سُننے کا تجربہ نہیں تھا - یوحنّا کلام کو اتنی وسعت دیتا ہے کہ یہ زندگی کے ہر پہلو کو جس کا تجربہ رسولوں نے خداوند کی زندگی میں کیا اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے - یہاں صاف طور پر یہ بیان نہیں کیا گیا کہ یسوع بذاتِ خود کلام ہیں - یہ بات یوحنّا کی انجیل کے دیباچہ میں بالکل صاف ہے - لیکن یہاں یوحنّا اسی قسم کے خیالات کے محور کے گرد گردش کرتا ہے، خاص کر اس خیال کے کہ کلام زندگی بخشنے والی قوّت ہے -

یوحنّا کی انجیل کا دیباچہ خداوند یسوع اور کلام کو تطابق دے کر ایک قرار دیتا ہے اور اس انجیل کے تمام اہم موضوعات کو یکجا کر دیتا ہے - خداوند یسوع اور باپ کا ایک ہونا (۱: ۱) ؛ خداوند یسوع اور باپ کا تشخّص - یسوع، آدمیوں کی زندگی ہیں (۱: ۴، ۱۳) ؛ یسوع نُور ہیں جو زندگی لاتے ہیں (۱: ۴ - ۹) - ان آیات میں کلام کو عملِ تخلیق کا ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے - یہ امتیازی خیال نئے عہدنامہ میں اور جگہ اتنا واضح نہیں ہے (۱: ۳، ۱۰) ؛ کلام کو یہاں ایک فعال تشخّص دے کر یوحنّا تکمیل پر پہنچتا ہے ؛ خداوند یسوع نے خود وہ سب کچھ جو خدا کے کلام نے پُرانے عہدنامہ میں پورا کرنا تھا پورا کیا اور کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان اپنا خیمہ ڈالا (۱: ۱۴ ؛ قب یوحنّا ۱۹: ۲۸ - ۳۰ - "۔۔۔۔ یسوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پُورا ہو۔۔۔۔ کہا کہ تمام ہُوا۔۔۔۔") - خداوند یسوع جنہوں نے باپ کا جلال ظاہر کیا وہ کلام بھی ہیں جو باپ کے جلال کی مانند ہے (۱: ۱۴) - یہ کلام خدا کے اپنی ذات کے اظہار کا نقطۂ عروج ہے (۱: ۱۸) اور وہی نجات کے انتظام کو مکمل کرنے کا وسیلہ ہے -

اگرچہ کلام کو ایک فعال تشخّص دینا یوحنّا رسول کا اپنا نیا خیال ہے تاہم جن عناصر سے یہ ترکیب دیا گیا ہے وہ نئے عہدنامہ کی عام تعلیم ہیں - یسوع مسیح کی ازلیّت ذیل کے حوالوں میں صاف یا اشارۃً پائی جاتی ہے ؛ رومیوں ۱: ۴ ؛ ۸: ۳ ؛ ۱ - کرنتھیوں ۱۰: ۳ مابعد ؛ ۲ - کرنتھیوں ۸: ۹ ؛ گلتیوں ۴: ۴ ؛ فلپیّوں ۲: ۶ مابعد ؛ کلسیّوں ۱: ۱۶ ؛ مسیح ذریعۂ تخلیق کلسیّوں ۱: ۱۵ مابعد ؛ عبرانیوں ۱: ۲ مابعد -

چونکہ کلام کو یونانی میں لوگوس کہتے ہیں اس لئے علمِ الٰہی میں ★ لوگوس کے مسئلہ کو بہت اہمیّت حاصل ہے - جیسے اُوپر بتایا گیا ہے کلام کا مجسم ہونا اور ہمارے درمیان رہنا اور صلیب پر مصلوب ہو کر خدا اور انسان کا ملاپ کرانا مسیحی عقیدہ کی بنیادی سچائیاں ہیں - تاہم یہ ضروری نہیں کہ ان مسائل کو سمجھنے کے لئے ★ فیلو یا دوسرے ستوئیکی فلسفیوں کی تعلیم میں ان کی بنیادیں تلاش کی جائیں - نئے اور پرانے عہدنامہ میں وہ سب خیالات موجود ہیں جو ان مسائل کی سچائی اور اہمیّت پر روشنی ڈالتے ہیں -

کلح - کالح :- (عبرانی = مضبوط) - ایک شہر جسے یہودی روایت کے مطابق ★ نمرود نے بسایا (پیدائش ۱۰: ۶ - ۱۴) - یہ نہایت قدیم شہر دجلہ دریا کے بالائی حصّے میں واقع تھا -

اسوری شہر کلحو (موجودہ نام نمرود) نینوہ کے جنوب میں ۲۴ میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے -

اس جگہ کی کھدائی جو ۱۸۴۵ - ۴۸ عیسوی میں سر ہنری لے ارڈ

کے زیرِ نگرانی ہوئی اور جو کھدائی برٹش سکول آف آرکیولوجی نے عراق میں سن ۱۹۴۹-۶۳ عیسوی میں کی، اس نے اِس شہر کی تواریخ کو ابتدا سے یونانی عہد تک معلوم کیا ہے۔ جو چیزیں یہاں سے دستیاب ہوئی ہیں وہ بڑے واضح طور پر بائبل کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

کلحوزہ:- (عبرانی = سب کچھ دیکھنے والا)۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص۔ اس کے بیٹے سلوم نے یروشلیم کے چشمہ پھاٹک کی مرمّت کی (نحمیاہ ۳: ۱۵؛ ۱۱: ۵)۔

کلدانی:- دیکھئے کسدی۔

کُلسّے:- فروگیہ کا ایک قدیم شہر۔ یہ دریائے لوکس کے جنوبی کنارے پر آباد تھا۔ یہ لودیکیہ سے ۱۱میل اور ہیراپلس سے ۱۳ میل دُور تھا۔ یہ افسس سے فرات کی طرف جاتی ہوئی سب سے اہم تجارتی شاہراہ پر واقع تھا اور قدیم زمانہ ہی سے اس کی اہمیت بہت تھی۔ ۴۸۱ ق م میں اخسویرس اور ۴۰۱ ق م میں خورس کا بیٹا یہاں آئے تھے۔ یہ ایک خاص قسم کی ارغوانی رنگ کی اُون کے لئے مشہور تھا۔ پولس کے افسس میں تین سالہ قیام کے دوران اس کے تیسرے بشارتی سفر کے وقت یہاں کلیسیا قائم ہوئی۔ لیکن یہ کلیسیا پولس نے خود قائم نہیں کی (کلسیّوں ۲: ۱) بلکہ اِپفراس نے (کلسیّوں ۱: ۷، ۱۲، ۱۳)۔ ارخپس نے بھی یہاں بڑی پھلدار خدمت انجام دی (کلسیّوں ۴: ۷؛ فلیمون آیت ۲)۔ فلیمون اس کلیسیا کا بڑا سرگرم رُکن تھا اور اُنیسمس بھی (کلسیوں ۴: ۹)۔ پہلی قید کے موقع پر اپفراس کلسّے کی کلیسیا کے مذہبی خیالات اور کاموں کی رپورٹ لے کر پولس کے پاس گیا۔ اسی رپورٹ کی بنیاد پر پولس نے کلسیّوں کو خط لکھ کر انہیں تنبیہ کی۔ سڑکوں کے نظام کی تبدیلی کے باعث اس شہر کی اہمیت ختم ہوگئی اور اس کی بجائے لودیکیہ ایک عظیم شہر بن گیا۔ ۱۲ ویں صدی میں ترکوں نے اس شہر کو تباہ کر دیا۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں یہاں ایک قدیم گرجا ملا ہے۔

کلسیّوں کا خط:- نوٹ: مزید سوالات پر بحث کے لئے دیکھئے قید خانہ کے خطوط۔

۱- خط لکھتے وقت کے حالات

پولس رسول نے کلسیّوں کے نام یہ خط رومہ میں اپنی قید کے دوران ۶۰-۶۲ء میں تحریر کیا (۱: ۲۴؛ اعمال باب ۲۸)۔ یہ کلسیّوں کی کلیسیا کو تخکس کے ہاتھ فلیمون کے پاس بھیجا گیا جو کلسّے کی کلیسیا کا ممبر تھا۔ ساتھ ہی اُس کے ہاتھ افسیوں کی کلیسیا کو بھی خط بھیجا گیا (۴: ۷؛ افسیوں ۶: ۲۱)۔ کلسّے، ایشیائے کوچک میں افسس کے مشرق میں تھوڑے فاصلہ پر اور لودیکیہ اور ہیراپلس کے قریب واقع تھا۔ پولس رسول اِس علاقہ کی کلیسیاؤں سے بذاتِ خود نہیں ملا تھا (۱: ۴؛ ۲: ۱)۔

۲- لکھنے کا مقصد

پولس رسول نے یہ خط جھوٹی تعلیم کا مقابلہ کرنے کے لئے لکھا جو کلیسیا میں داخل ہوگئی تھی یا جس کے داخل ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ اس جھوٹی تعلیم کا انکشاف باب ۲ میں کیا گیا ہے۔ یہ تعلیم فیلسوفی اور لاحاصل فریب اور انسانوں کی روایت اور دنیاوی ابتدائی باتوں کے موافق تھی نہ کہ مسیح کے موافق (آیت ۸)۔ غالباً یہ اصطلاحات نجات حاصل کرنے کے اُس طریقہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس کی بنیاد خاص علم حاصل کرنے اور شریعت پرستی پر تھی۔ اِسے زیادہ تفصیل کے ساتھ ۲: ۱۶-۲۳ میں بیان کیا گیا ہے، جہاں پولس کھانے پینے پر پابندی، خاص دنوں کو ماننے، خاکساری کے رنگ میں نفس کُشی، فرشتوں کی بطور درمیانی پرستش اور رویاؤں پر زور دینے کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ یہ اِن کے ماننے والوں میں تکبّر کی رُوح پیدا کرتی ہیں لیکن "جسمانی خواہشوں کے روکنے میں اِن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا" (آیت ۲۳)۔ اس تعلیم کی شناخت مشکل ہے، لیکن غالباً فلسفۂ مذہب میں یہ وہ عناصر ہیں جو بعد ازاں ترقی کر کے عرفانیّت کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ ایک مرتبہ چند علمائے نے یہ خیال ظاہر کیا کہ کلسیّوں کی بدعت عرفانیّت تھی اور چونکہ عرفانیت منظم صورت میں دوسری صدی میں ظاہر ہوئی، اس لئے کلسیّوں کا خط نئے عہد نامہ کے زمانہ کے بعد کسی اور نے تحریر کیا لیکن اب عام طور پر یہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ یہ خیالات نئے عہد نامہ کے زمانہ میں کسی خاص مذہبی طریق کی بجائے یہودی اور مسیحی بدعت کی صورت میں موجود تھے۔ اور کلسیّوں کی کلیسیا کو زیرِ اثر لانے کی کوششیں ہو رہی تھیں تاکہ عارفانہ خیالات کو مسیحی ایمان میں داخل کیا جاسکے۔

اِس بدعت کا بنیادی مقصد خداوند یسوع مسیح کی شخصیّت پر حملہ کرنا تھا۔ عارفانہ خیالات میں مادّہ کو بُرا اور رُوح کو نیک سمجھا جاتا تھا۔ اس کے مطابق خدا نے چونکہ وہ رُوح ہے مادی عالم کو تخلیق نہیں کیا بلکہ یہ اُس کے سب سے ادنٰے صدور کا مرہونِ منت ہے (دیکھئے عرفانیّت)۔ خداوند یسوع مسیح خدا نہیں کیونکہ یہ خیال و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ خدا مادّی بدن اختیار کر سکتا ہے۔ اِس طرح تمام مسیحی ایمان کو رد کر دیا گیا۔ بدن سے فرار نجات قرار پائی جو تصوّف، شریعت پرستی اور خفیہ علم (عرفان) سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس علم تک ایک عمل کے وسیلہ سے صرف ایک منتخب گروہ ہی کو رسائی حاصل ہے۔ اس طرح نجات صرف چند لوگوں تک محدود کر دی گئی۔

۳- کلسیّوں کے خط کا مضمون

عرفانیّت، مسیح کی تعلیم اور راہِ نجات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ پولس رسول اُن نکات کو بیان کرتے ہوئے یسوع مسیح کی فضیلت و فوقیت کی تصدیق کرتا ہے (۱: ۱۸)۔

ا- ۱: ۱۵-۲۳ میں، جو مسیح کی شخصیّت پر مستند حوالہ ہے،

پولسؔ اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ خداوند یسوؔع خدا کا پرتو، خالق اور سب چیزوں کو قائم کرنے والے ہیں۔ خدا کی تمام معموری اُن میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے (۲: ۹) اور "اُس نے اب اُس کے جسمانی بدن میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی میل کر لیا" (۱: ۲۱)۔ مسیحی ایمان میں مادّہ اور رُوح میں مخالفت نہیں اور پولسؔ رسول کے مندرجہ بالا بیان سے اِس نکتہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

ب۔ ۲: ۸-۱۵ میں پولسؔ رسول یہ دکھاتا ہے کہ آدمی کی خدا کی معموری کی تلاش مسیح میں پوری ہوتی ہے جن میں خدا کی پوری معموری سکونت کرتی ہے (آیت ۹)۔ ایمان کے وسیلہ سے (یہ ایک ایسی شے ہے جسے سب حاصل کر سکتے ہیں) ہمیں اُس کی معموری حاصل ہوتی ہے۔ ہم ان کے ساتھ دفن اور زندہ ہوتے ہیں اور ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (آیات ۱۰-۱۳)۔ اپنی موت کے ذریعہ سے انہوں نے شریعت کو نجات کے وسیلہ کے طور پر منسوخ کر دیا اور تاریکی کی طاقتوں کو ہم پر الزام لگانے کے موقع سے محروم کر دیا (آیات ۱۴-۱۵)۔ خدا کی معموری کو حاصل کرنے کے لئے شخصی ریاضت کے وسیلہ سے شریعت پر عمل کرنے کی تمام جدوجہد اُس بات کے منافی ہے جس سے ہمیں مخلصی دلانے کے لئے مسیح نے اپنی جان دی۔

ج۔ ابواب ۳ اور ۴ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسیحی طریقۂ نجات سے کسی کو غیر اخلاقی زندگی بسر کرنے کا لائسنس نہیں مل جاتا، بلکہ اس سے پاک زندگی بسر کرنے کے لئے دل میں ایک نئی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا کہ ہم مسیح کے ساتھ زندہ کئے گئے اور خدا کے حضور مسیح کے ساتھ تخت نشین ہیں یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی زمینی زندگی آسمانی معیار کے مطابق بسر کریں۔ ہم اپنی پرانی فطرت کے کاموں کو دفن کرتے ہوئے اُس نئی طبیعت کے مطابق چلیں جو خدا نے ہم میں ودیعت کی ہے۔

ایک لحاظ سے کلسیوں کے خط میں اُس عالمگیر رجحان کو بیان کیا گیا ہے جو تمام غیر مسیحی مذہبی طریق کی تہ میں پایا جاتا ہے (عرفانیت کے خیالات خاص طور پر ہندومت اور اہلِ تصوّف میں پائے جاتے ہیں)۔ اس قسم کا رجحان آدمی کی خدا کو جاننے کی خواہش اور اس کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ اس قسم کا علم اپنی مساعی سے حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے بارے میں پولسؔ رسول یہ بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ مسیح یسوؔع میں موجود ہے اور اُسے ایمان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔

۴۔ خاکہ

۱-	۱: ۱-۲	سلام
۲-	۱: ۳-۱۴	شکرگزاری اور دُعا
۳-	۱: ۱۵-۲۳	مسیح کی فوقیت اور فضیلت
۴-	۱: ۲۴-۲: ۷	پولسؔ رسول کی خدمت
۵-	۲: ۸-۲۳	کلسّے کی بدعت کا جواب
۶-	۳: ۱-۴: ۶	نجات دہندہ مسیح کافی ہے۔ مسیح کے ساتھ نئے تعلقات میں مسیحی چال چلن۔
اَ-	۳: ۱-۴	آسمانی چیزوں کو تلاش کرنا
ب-	۳: ۵-۱۷	دنیاوی باتوں کو دفن کرنا اور نئی طبیعت کی باتوں کو اختیار کرنا۔
ج-	۳: ۱۸-۴: ۱	مسیحی خاندان کے تعلقات
د-	۴: ۲-۶	دُعا اور گواہی
۷-	۴: ۷-۱۸	آخری سلام

کل کوؔل:۔ محوؔل کا بیٹا یا اُس کی نسل کا کوئی شخص (۱-سلاطین ۴: ۳۱)۔ سلیماؔن اس سے اور اس کے بھائیوں سے زیادہ دانشمند تھا۔

کلکیہ۔کیلیکیہ:۔ ایشیائے کوچک کے جنوب مشرق میں ایک علاقہ (اعمال ۶: ۹؛ ۲۳: ۳۴)۔ اس کا مشہور شہر ترسُسؔ تھا جہاں پولسؔ رسول پیدا ہوًا تھا (اعمال ۲۲: ۳)۔ ۱۰۰ ق م میں کلکیہ رومی صوبہ بنا دیا گیا۔ انجیل کی خوشخبری بہت پہلے یہاں پہنچی (اعمال ۱۵: ۲۳)، غالباً پولسؔ کے ذریعہ (اعمال ۹: ۳۰ اور گلتیوں ۱: ۲۱)۔ اسی نے یہاں کے ایمانداروں کو مضبوط کرنے میں بھی ایک اچھا کردار ادا کیا (اعمال ۱۵: ۴۱)۔

کلمد:۔ ایک مقام جو صوؔر سے تجارت کرتا تھا (حزقی ایل ۲۷: ۲۳)۔

کُلنگ:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۷

کلنو:۔ ایک شہر جس کا ذکر یسعیاہ ۱۰: ۹ میں اسوؔر کی فتح کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔ یہ غالباً کلنہ ہی ہے، جسے آگے دیکھئے۔

کلنہ۔کلنے:۔ اُن چار شہروں میں سے ایک جنہیں نمرودؔ نے طوفانِ نوؔح کے بعد تیسری پشت میں آباد کیا (پیدائش ۱۰: ۱۰)۔ باقی تین شہر یہ تھے بابلؔ، ارکؔ (جو بعد میں عراق ہوا) اور اکادؔ۔

کلوب:۔ ۱۔ یہوداہ کے قبیلے سے سوخہ کا بھائی (۱-تواریخ ۴: ۱۱)۔
۲۔ عزریؔ کا باپ یہ داؔؤد بادشاہ کے زمانہ میں کاشتکاری کے کام کا انتظام کرنے کے لئے مقرر ہوًا (۱-تواریخ ۲۷: ۲۶)۔

کلُوبی۔کلوبائی:۔ حصروؔن کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۹)۔ کالبؔ اسی نام کی دوسری شکل ہے۔ دیکھئے ۱-تواریخ ۲: ۱۸، ۴۲۔

کلوپاس:۔ یہ اُس مریمؔ کا خاوند تھا جسے یوحنا ۱۹: ۲۵ میں خداوند یسوؔع کی ماں کی "بہن" کہا گیا ہے۔ وہ بھی صلیب

کے پاس کھڑی تھی۔

کلودیس :- چوتھا رومی شہنشاہ (۴۱-۵۴ء) - وہ دوسرے رومی شہنشاہ تبریس کا بھانجا/ بھتیجا تھا۔ وہ متلوّن مزاج اور کمزور شخص تھا اور خوشامدیوں اور اپنی بیوی مسلینا Messalina کے زیرِ اثر تھا۔ اُس کی دوسری بیوی اگرپینا Agrippina نے اُسے ۵۴ء میں زہر دے دیا۔ ہیرودیس اگرپا اوّل نے جو کہ ہیرودیس اعظم کا پوتا تھا، تخت حاصل کرنے میں اُس کی بہت مدد کی تھی، چنانچہ اُس نے اُسے پورا فلسطین دے دیا۔ کلودیس نے اپنی تمام سلطنت میں یہودیوں کو پوری مذہبی آزادی دے رکھی تھی لیکن بعد میں اُس نے تمام یہودیوں کو رومہ سے نکال دیا (اعمال ۱۸: ۲)۔ اگبس نے جس کال کی پیشینگوئی کی تھی (اعمال ۱۱: ۲۸)، وہ اسی شہنشاہ کے دورِ حکومت میں پڑا۔ قدیم مورخین کے مطابق اس کا زمانہ بحیرۂ روم کے تمام نواحی علاقے کے لئے مصیبت کا باعث بنا رہا۔

کلودیس لوسیاس :- کلودیس لوسیاس اس پلٹن کا سردار جس نے پولس رسول کو یروشلیم میں یہودی فسادیوں سے بچایا (اعمال ۲۱: ۳۱؛ ۲۴: ۲۲)۔ وہ ہزار سپاہیوں پر افسر تھا اور اُس رومی پلٹن کا قائد تھا جو انطونیہ کے قلعہ میں جو ہیکل کے پاس تھا متعین تھی۔ جب پولس نے اُسے بتایا کہ وہ رومی شہری ہے لہٰذا اُسے بغیر قصور ثابت کئے کوڑے نہیں لگائے جاسکتے تو وہ حیران ہوا کیونکہ لوسیاس نے یہ شہریت بڑی قیمت دے کر خریدی تھی۔ پولس کی حفاظت کی خاطر اُس نے اُسے رومی حاکم فیلکس کے پاس قیصریہ میں بھیجا۔

کلودیہ :- رومہ میں مسیحی کلیسیا کی ایک خاتون۔ تیمتھیس کے خط کے آخر میں اس خاتون نے بھی تیمتھیس کو سلام بھیجا (۲-تیمتھیس ۴: ۲۱)۔

کلوری :- (لاطینی = کھوپڑی) - یروشلیم کی فصیل کے قریب ایک مقام جہاں خداوند مسیح کو صلیب دی گئی اور جس کے نزدیک اُنہیں دفن کیا گیا (لوقا ۲۳: ۳۳)۔ لاطینی کلواریا calvaria یونانی کرانیون kranion کا ترجمہ ہے جو خود عبرانی گلگولیت Gulgoleth اور ارامی گلگلتا Gulgulta کا ترجمہ ہے۔ اس نام کی عام وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُس پہاڑی کی شکل کھوپڑی کی مانند ہے۔

کلوری کے صحیح محلِ وقوع کے بارے میں اختلاف ہے۔ دو مقام بیان کئے جاتے ہیں، "ایک چرچ آف ہولی سپلکر" جو جدید شہر کی دیوار کے اندر ہے اور دوسرا "گرین ہِل یا گارڈن کلوری" جو دمشق کے پھاٹک سے چند سو فٹ شمال مشرق کی طرف ہے۔ اوّل الذکر کی حمایت قدیم روایات کرتی ہیں جب کہ موخرالذکر کو پہلی مرتبہ ۱۸۴۹ء میں تجویز کیا گیا، اسکی حمایت میں بھی بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔

کلوہ - کلوھو :- بانی کے بیٹوں میں سے ایک - اس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۵)۔

کلہاڑا :- دیکھئے اوزارِ بائبل، ۲۹

کلیاب - کل آب :- داؤد کا دوسرا بیٹا جو حبرون میں پیدا ہوا۔ ابیجیل کے بطن سے یہ اس کا پہلا بیٹا تھا۔ ۱-تواریخ ۳: ۱ میں اسے دانی ایل کہا گیا ہے۔

کلیپاس - کلاؤپا :- اُن دو آدمیوں میں سے ایک جو یروشلیم سے اماؤس کو جا رہے تھے۔ خداوند یسوع اُن کے ساتھ ہو لئے لیکن اُنہوں نے انہیں راستہ میں نہ پہچانا۔ گھر میں روٹی توڑتے وقت ہی اُن کی آنکھیں کھل گئیں (لوقا ۲۴: ۱۸)۔

کلید الکتاب :- لفظی معنی کتاب کی چابی۔ انگریزی کے لفظ concordance کا ترجمہ ایک لغت نما کتاب جس میں کسی مصنف کی تصنیفات یا کسی مشہور کتاب کے تمام اہم الفاظ حروفِ ابجد کی ترتیب سے درج ہوتے ہیں۔ بائبل کی کلید الکتاب میں کلامِ مُقدّس کے تمام اہم الفاظ کے حوالے درج ہوتے جن سے کسی بھی آیت کو تلاش کرنے میں بآسانی مدد ملتی ہے۔ پرانے عہد نامہ کی سب سے پہلی عبرانی کلید الکتاب ۱۵۲۳ء میں ربی اضحاق ناتن نے شائع کی۔ انگریزی کی پہلی کلید الکتاب سولہویں صدی عیسوی میں چھاپی گئی۔

بائبل کے اردو ترجمہ کی کلید الکتاب پہلی مرتبہ ۱۹۶۰ء میں مسیحی اشاعت خانہ نے بورڈ آف کرسچن لٹریچر ویسٹ پاکستان کرسچن کونسل کے لئے چھاپی۔

کلید الکتاب کا استعمال

۱- عام استعمال - کسی آیت کے حوالے کو تلاش کرنا۔

مثال ۱: معلوم کرنا ہے کہ ذیل کی آیت کہاں پائی جاتی ہے۔

"مَیں اس پر توکل کروں گا اور نہ ڈروں گا"

طریقہ - اس آیت کے اہم الفاظ چُنیئے: "توکل" اور "ڈروں گا"۔ اب ان دونوں لفظوں کو کلید الکتاب میں دیکھئے۔ سرسری نظر سے معلوم ہوگا کہ "توکل" (صفحہ ۴۲۵) کے حوالے دو خانوں میں درج ہیں اور "ڈروں گا" (صفحہ ۹۹) کے صرف دو حوالے ہیں۔ کم حوالے والے لفظ کے تحت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یسعیاہ ۱۲: ۲ کا حوالہ ہے۔

مثال ۲: "انسان ظاہری صورت کو دیکھتا ہے پر خداوند دل پر نظر کرتا ہے"۔

اہم الفاظ "انسان"، "ظاہری"، "صورت"۔ "انسان" (صفحہ ۱۰۷) ۹ خانے۔ "ظاہری" (صفحہ ۱۰۳۱) چھ حوالے۔ "صورت" (صفحہ ۱۰۱۸) ۲ خانے۔ پہلے "ظاہری" کے تحت تلاش کریں۔ پہلا حوالہ ۱-سموئیل ۱۶: ۷ ہے جو مطلوبہ آیت ہے۔ اگر "صورت" کے تحت تلاش کیا جاتا تو بھی آیت مل جاتی لیکن زیادہ اندراج دیکھنے پڑتے۔ اسی طرح "انسان" کے تحت بھی زیادہ حوالے دیکھنے پڑتے۔

مثال ۳۔ "میں تیری خطاؤں کو یاد نہیں رکھوں گا"۔
"یاد"، چھ خانے۔"خطاؤں"، ایک خانہ۔"خطاؤں" کے تحت یسعیاہ ۴۳: ۲۵ میں یہ آیت پائی جاتی ہے۔

نوٹ۔ اگر آیت ایک لفظ کے نیچے نہ ملے تو دوسرے لفظ کے تحت تلاش کرنا چاہیئے۔

۲۔ کلید الکتاب کو کسی آیت کی وضاحت میں مدد کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اعمال ۱: ۸ "تم ۔۔۔ میرے گواہ ٹھہرو گے"۔ کلید الکتاب میں "گواہ" کے تحت بہت سے حوالے درج ہیں۔ ان حوالوں میں بعض اس آیت کی وضاحت کرتے ہیں جیسے یسعیاہ ۴۳: ۱۰، ۱۲؛ ۴۴: ۸۔

۳۔ کسی لفظ کے مطالعہ کے لئے بھی کلید الکتاب استعمال کی جا سکتی ہے۔

مثال۔ "فضل" (صفحہ ۱۱۰۰)۔ اس لفظ کے حوالے چار خانوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ لفظ کم از کم ۱۲۹ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں ۱۴ مرتبہ، نئے عہد نامہ میں ۱۱۵ مرتبہ۔ اس کا سب سے زیادہ استعمال پولس رسول نے کیا ہے۔

۴۔ کسی لفظ کا مفہوم اُس کے لغوی معنوں سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ کلید الکتاب اس قسم کے لفظی مطالعہ میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

مثال ۱۔ ہمیں اُمید کے موضوع پر کچھ مطالعہ کرنا ہے۔ اگر آپ لفظ "اُمید" کے تحت کلید الکتاب دیکھیں تو آپ کو صفحہ ۹۶ پر تقریباً چھ خانوں میں اس کے حوالے ملیں گے جو اُمید کے مختلف پہلوؤں کا ذکر، اس کا مقصد، اور اہمیت وغیرہ بیان کریں گے۔ اگر آپ اس مواد کو کسی طریقے سے ترتیب دے کر منظم کریں تو اچھا خاصا جواب مضمون تیار ہو جائے گا۔ اس قسم کے مطالعہ کو اور زیادہ گہرائی دینے کے لئے اسی لفظ کے مترادفات کو بھی دیکھئے۔ مثلاً اُمید کے ساتھ آس، توکل وغیرہ کے حوالے بھی نکالئے۔

اب اگر آپ قاموسِ بائبل میں امید کا موضوع پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ مضمون اسی طرح تیار کیا گیا ہے۔

مثال ۲۔ یہی طریقہ بعض اہم مسائل کے مطالعہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آپ رحمت کے حوالوں کا مطالعہ کرنے سے دیکھیں گے کہ اس کے مفہوم میں کتنا خزانہ پنہاں ہے۔ اور اس خزانے میں کئی گنا اضافہ ہو گا جب اس کے ساتھ ہی آپ لفظ فضل دیکھیں گے۔ اور ان دونوں میں بائبل کی آیات کی مدد سے تمیز کر سکیں گے۔

کلیسیا۔ غیر مسیحی حلقے لفظ کلیسیا کے بارے میں کافی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اردو کی بعض لغات اسے "عیسائیوں کی ایک جماعت جو حضرت مریم کے بت کو پوجتی ہے"، کہتی ہیں (فیروز اللغات اور فرہنگِ کاروان)۔ نیز اکثر لغات کلیسا اور کلیسیا میں تمیز نہیں کرتیں بلکہ دونوں کو مسیحیوں کی عبادت گاہ یعنی ★ گرجا سمجھتی ہیں۔ غالباً ایک اور فارسی لفظ کنیسہ اور کلیسا میں فرق نہیں کرتیں کنیسہ غالباً وہ عبرانی کنشت کا مفرس ہے (ارامی کنش بمعنی جمع کرنا دانی ایل ۳: ۲ قب عبرانی کنص بمعنی جوڑنا، جمع کرنا۔ وعظ ۲: ۸؛ ۳: ۵ زبور ۳۳: ۷)۔ غالباً اس معنوی گڑبڑ میں انگریزی لفظ چرچ کا بھی کچھ حصہ ہے کیونکہ یہ لفظ عبادت گاہ اور جماعت دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ہمیں اسکے صحیح معنی تعین کرنے کیلئے یونانی کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔

کلیسیا، یونانی لفظ اکلیسیا ekklesia سے مشتق ہے جس کا مطلب مجلس ہے۔ یہ اعمال ۱۹: ۳۲ میں اپنے عام معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن ★ ہفتادی ترجمہ میں یہ عہدِ عتیق کی جماعت کے لئے بطور مترادف لفظ آیا ہے۔ نئے عہد نامہ میں ستفنس نے اپنی تقریر میں اس یکسانیت کو برقرار رکھا (اعمال ۷: ۳۸) اور بعد ازاں اسے انہی معنوں میں خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے نئے اجتماع یا جماعت کو بیان کرنے کے لئے اختیار کیا گیا۔

اناجیل اربعہ میں یہ اصطلاح صرف متی ۱۶: ۱۸ اور ۱۸: ۱۷ میں ملتی ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں آیات ایک ایسی حالت کو بیان کر رہی ہیں جو ہنوز مستقبل میں ہے۔ صرف خداوند یسوع مسیح کے نجات بخش کام کے موثر ہونے کے بعد ہی عہدِ عتیق کی کلیسیا کو نئی صورت ملی۔ تاہم ان آیات سے ظاہر ہے کہ مسیح خداوند کے پیشِ نظر یہ نئی صورت تھی اور کہ اس طرح جو کلیسیا تشکیل پانے والی تھی اس کی بنیاد رسولوں کا اقرار (متی ۱۶: ۱۶) ہو گی اور وہ میل ملاپ کی خدمت انجام دے گی۔

جب ہم اعمال کی کتاب سے رجوع کرتے ہیں تو حالت بدل جاتی ہے۔ اب مسیح یسوع کا نجات بخش کام تکمیل پا چکا ہے اور نئے عہد نامہ کی کلیسیا اپنی نئی صورت میں پنتکُست کے دن پیدا ہو گئی ہے۔ اب یہ اصطلاح ایمانداروں کی مقامی جماعتوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، لہٰذا ہم اعمال ۵: ۱۱ میں یروشلیم، ۱۳: ۱ میں انطاکیہ اور ۱۸: ۲۲ میں قیصریہ کی کلیسیا کا ذکر پڑھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لفظ ان تمام ایمانداروں کے لئے بھی جو عالمگیر رفاقت میں ہیں استعمال ہوا ہے، اور غالباً ۹: ۳۱ میں اس کا یہی مطلب ہے۔ اپنی ابتدا ہی سے کلیسیا مقامی اور عالمگیر اہمیت رکھتی ہے یعنی یہ مقامی جماعت اور عالمگیر برادری دونوں ہے۔

کلیسیا کا یہ دُو رخی پہلو، پولس رسول کی تحریرات میں بھی نظر آتا ہے۔ وہ خاص کلیسیاؤں مثلاً کرنتھس (۱۔کرنتھیوں ۱: ۲) یا تھسلنیکے (۱۔تھسلنیکیوں ۱: ۱) کو خط لکھتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات وہ مقامی برادری میں کسی خاص گروپ کو بھی کلیسیا کہتا ہے اور انہیں سلام بھیجتا ہے (مقابلہ کیجئے رومیوں ۱۶: ۵)۔ تاہم وہ عالمگیر کلیسیا کے تصوّر کو بھی جس میں سب مقامی کلیسیائیں شامل ہیں پورے طور پر پیش کرتا ہے، مثلاً ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۳۲ اور ۱۔تیمتھیس ۳: ۱۵ میں، اور اس

سے کہیں زیادہ زور سے کلسیوں ۱: ۱۸ اور خاص طور پر افسیوں کے نام خط میں۔ نئے عہد نامہ کی دیگر کتب اسے زیادہ تر مقامی کلیسیا کے معنوں میں استعمال کرتی ہیں جیسے کہ ۳-یوحنا آیت ۹ اور مکاشفہ ۱: ۴؛ ۲: ۱ وغیرہ میں۔

یہاں جس نکتہ پر زیادہ زور دینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ مقامی اور عالمگیر معنوں میں کوئی تضاد یا کھینچاؤ نہیں ہے۔ ہر کلیسیا یا جماعت اپنی جگہ کلیسیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کلیسیا عالمگیر کلیسیا کا مظہر یا نمائندہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہؤا کہ اپنی خاص اور نوع بہ نوع ضروریات کے مطابق اس کے تنظیمی ڈھانچے میں تبدیلیوں کی گنجائش ہے۔ اس میں قومی، صوبائی یا بلدیاتی سطح پر اتحاد کا امکان بھی ہے، لیکن بنیادی وحدت ہمیشہ مقامی کلیسیا ہی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سمجھتی ہے کہ وہ عالمگیر کلیسیا کا ایک حصہ ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا بنیادی طور پر انسانی تنظیم مثلاً سیاسی، سماجی یا اقتصادی تنظیم نہیں ہے۔ یہ بنیادی طور پر مسیح کی کلیسیا (اپنی کلیسیا۔ متی ۱۶: ۱۸)، یا زندہ خدا کی کلیسیا ہے (۱-تیمتھیس ۳: ۱۵)۔ بائبل مقدس کے مختلف بیانات اس کی تائید کرتے ہیں۔ یہ ایسی عمارت ہے جس کے سرے کا پتھر یا بنیاد مسیح ہیں۔ یہ "پاک مقدس" اور "خدا کا مسکن" ہے (افسیوں ۲: ۲۰-۲۲)۔ یہ مقدسوں یا خدا کے لوگوں کی رفاقت ہے (مقابلہ کیجئے ۱-پطرس ۲: ۹)۔ یہ خداوند مسیح کی دلہن ہے جسے انہوں نے اپنے لئے پاک وصاف کیا ہے (افسیوں ۵: ۲۵-۲۶)۔ یہ حقیقتاً مسیح کا بدن ہے۔ وہ اس کا سر اور مسیحی اعضا ہیں (رومیوں ۱۲: ۵؛ ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۲-۱۳؛ افسیوں ۴: ۴، ۱۲، ۱۶-۱۷)، اور یہ کلیسیا بطور بدن اُسکی معموری سے جو ہر طرح سے سب کو معمور کرنے والا ہے معمور ہے (افسیوں ۱: ۲۳)۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ بائبل کلیسیا کو مسیح کے مقدس، دلہن یا بدن کے طور پر اُس کا آدرش یا نادیدنی حقیقت نہیں کہتی۔ اگرچہ ان اصطلاحات میں تصوراتی عنصر پایا جاتا ہے تو بھی بطور ایک جماعت جو مسیح پر ایمان رکھتی ہے یہی اُس کی اصل حقیقت ہے اور یوں وہ اُس میں جو اُس کا نجات دہندہ ہے مرگئی، دفن ہوئی اور جی اُٹھی۔ بے شک یہ حقیقت اس زمینی دیدنی تنظیم میں نظر نہیں آتی۔ اس بُرے زمانہ میں مختلف مقامی جماعتیں اپنی نئی اور اصل حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتیں جس طرح کہ ایماندار بھی جو مسیح میں ہیں نہیں رکھتے۔ لیکن اپنی حقیقی زندگی میں کلیسیا صرف اپنے ایمان سے پہچانی جاتی ہے اور یوں وہ پوشیدہ یا نادیدنی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ اُس کی دیدنی زندگی جسے اُس کی اصل حقیقت سے مطابقت رکھنی چاہیئے اُس سے کمتر ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ دیدنی تنظیم کی ممبر شپ اُس حقیقی کلیسیا کی ممبر شپ سے پوری پوری مطابقت رکھ ہی نہیں سکتی۔ لیکن اس کے باوجود بھی نادیدنی کلیسیا محض تصور نہیں بلکہ مسیح میں کلیسیا کی ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے جس طرح نیا مردِ ایمان، ایماندار کی اصل حقیقت ہے۔ پس اسے دنیا کی ہم شکل بننا نہیں چاہیئے بلکہ نئے ہو جانے سے مسیح کی صورت میں بدلتی جائے جو اس کی اصل زندگی کا سرچشمہ ہیں (مقابلہ کیجئے رومیوں ۱۲: ۲)۔

کلیسیا کے بارے میں بائبل میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک ھے (افسیوں ۴: ۴)، کیونکہ یسوع مسیح کا مقدس، دلہن اور بدن ایک ہے اور اُن کے ساتھ مرنے اور جی اُٹھنے اور رُوح القدس کے دیئے جانے میں تمام امتیازات اور تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ پس دیدنی کلیسیا کو اپنی مختلف اشکال کے باوجود بھی اس حقیقت سے مطابقت رکھنے والی وحدت کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔ وہ پاک ہے کیونکہ مسیح نے اُسے الگ کیا اور اس کی تقدیس کی (گلتیوں ۱: ۴؛ افسیوں ۵: ۲۶)۔ یہاں تک کہ اس دنیا میں اپنے مسافرت کے زمانہ میں بھی اُسے اپنی طرزِ زندگی اور اپنی خدمت کی نوعیت سے اپنی تقدیس کی تصدیق کرنی چاہیئے (مقابلہ کیجئے ۱-پطرس ۱: ۱۵)۔ وہ "عام" ہے کیونکہ وہ تمام قوموں، ملکوں اور زمانوں کے لوگوں پر مشتمل ہے (افسیوں ۲: ۴؛ کلسیوں ۱: ۶؛ ۳: ۱۱؛ مکاشفہ ۵: ۹)۔ اگرچہ اس کی شکل اور ممبر شپ مختلف ہے، اُسے دنیا میں آگے بڑھنے، اپنے تشخص اور اپنی وضع کو ہر زمانہ اور ہر جگہ یونہی قائم رکھنا ہے۔ یہ رسولی ھے کیونکہ اس کی تعمیر رسولوں اور انبیاء کی نیو پر ہے (افسیوں ۲: ۲۰)۔ رسول پہلے مستند گواہ تھے (اعمال ۱: ۸) جن کی گواہی اولین گواہی تھی اور جن کی تعلیمات سے کلیسیا فیض یاب ہوتی اور راہنمائی حاصل کرتی ہے۔ پس اُسے اپنی تمام سرگرمیوں میں رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں مشغول و مصروف رہنا چاہیئے (اعمال ۲: ۴۲)۔ وہ صرف اپنی ظاہری شکل میں ہی رسولی نظر نہ آئے بلکہ رسولوں کی تعلیم اور کاموں سے بھی مطابقت رکھے۔

کلیسیا اپنی زندگی پاک رُوح کی معرفت خداوند یسوع مسیح سے حاصل کرتی ہے، لیکن یہ اُسے پاک کلام کے ذریعہ جس سے وہ پیدا ہوئی (یعقوب ۱: ۱۸) اور جس سے وہ تقویت پاتی اور پاک ہوتی ہے ملتی ہے (افسیوں ۵: ۲۶؛ ۱-پطرس ۲: ۲)۔ کلام مقدس کے ذریعہ زندگی پانے سے اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسی کلام کو دوسروں تک بھی پہنچائے تاکہ وہ بھی زندگی پائیں اور پاک بنیں۔ اس کا کام انجیل کی منادی کرنا (مرقس ۱۶: ۱۵)، میل ملاپ کی خدمت انجام دینا (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۹) اور خدا کے بھیدوں کو بیان کرنا ہے (۱-کرنتھیوں ۴: ۱)۔

اس سلسلہ میں کلیسیا کی خدمت یوں شروع ہوتی ہے۔ سب سے پہلے رسول مقرر کئے گئے اور پھر انہوں نے دوسروں کو مقرر کیا، تاہم نئے عہد نامہ میں اس خدمت کو کوئی بے لچک شکل نہیں دی گئی۔ اس کی بجائے ہمیں بزرگوں، ڈیکنوں اور نگہبانوں کے کام، کلام اور اصولوں سے نمونہ ملتا ہے۔ لیکن بائبل کہیں نہیں بتاتی کہ صرف باضابطہ مقرر شدہ خادم ہی

کلیسیائی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ بس اتنا ہی ہو کہ خدمت بے غرض ہو۔ یہ خود پرستی اور تکبر سے نہیں بلکہ اس کے نمونے پر چلتے ہوئے جو ہمارے درمیان خادم بن کر رہا، حلیمی، فرمانبرداری اور خود انکاری کی روح میں کی جائے (مقابلہ کیجئے متی ۲۳: ۱۱-۱۲؛ فلپیوں ۲: ۵-۶؛ ۱-پطرس ۵: ۱-۲)۔

آخری بات۔ کلیسیا کی خدمت کا مقصد صرف انسانوں کی نجات نہیں ہے بلکہ اس کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ اس کے باعث خدا کے جلال کی حمد و ثنا ہو (افسیوں ۱: ۶؛ ۲: ۷)۔ پس کلیسیا کی زمینی خدمت انجام پانے کے ساتھ نہ تو وہ خود اور نہ اُس کا کام ختم ہوتا ہے۔ لہٰذا فتح مند کلیسیا اور مجاہد کلیسیا کے درمیان قدیم امتیاز کا امکان موجود رہتا ہے۔ اگرچہ اپنی حقیقی اصلیت میں تمام کلیسیا فتح مند ہے، تاہم جنگ میں مصروف اور مسافر کلیسیا اب بھی پرانی اور نئی حقیقت کے درمیان جنگ میں مشغول ہے۔ لیکن بالآخر وہ تمام مومنین کے ساتھ پورے طور پر اپنے خداوند جیسی ہوگی (۱-یوحنا ۳: ۲)۔ اگرچہ اس منزل کی طرف وہ جھجکتے ہوئے بڑھ رہی ہے لیکن وہ اپنے آئندہ جلال کے بارے میں پُرامید اور پُراعتماد ہے جب وہ پورے طور پر فتح مند کلیسیا ہوگی جیسا کہ مکاشفہ ۷: ۹ مابعد میں توضیحاً بیان ہوا ہے۔ اُس وقت وہ خداوند کی دُلہن اور بدن ہونے کی حیثیت سے اپنی حقیقی اصلیت سے لطف اندوز ہوگی۔

کلیسیائی اخراج، کلیسیا سے خارج کرنا: کلیسیا کے کسی فرد کے خلاف جس نے کوئی سنگین اخلاقی گناہ کیا ہو یا جو غلط تعلیم کو پھیلا رہا ہو تادیبی کارروائی۔ اس میں کسی شخص کو عارضی یا مستقل طور پر جماعت کی رفاقت کی مراعات سے محروم کیا جا سکتا تھا۔ بعض مرتبہ اُسے عشائے ربانی میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور بعض مرتبہ باقی جماعت اُس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا، پینا بند کر دیتی تھی۔

اسے لاطینی میں aquae et ignis interdictio کہتے تھے یعنی پانی اور آگ بند کرنا جو ہمارے اردو محاورے حقہ پانی بند کرنے کے بہت قریب ہے۔

یہودیوں میں جماعت سے خارج کرنے کی بتدریج تین صورتیں تھیں۔ ان کا ذکر خداوند مسیح نے لوقا ۶: ۲۲ میں کیا ہے: "جب ابنِ آدم کے سبب سے لوگ تم سے عداوت رکھیں گے اور تمہیں (۱) خارج کر دینگے اور (۲) لعن طعن کریں گے اور (۳) تمہارا نام بُرا جان کر کاٹ دینگے ..."

۱- خارج کرنے کے لئے ربّی ندوئی کی اصطلاح استعمال کرتے تھے۔ یہ عبرانی لفظ نادادہ بمعنی خارج کرنا (یسعیاہ ۶۶: ۵) سے مشتق ہے۔ یہ اکثر تیس دن کی سزا ہوتی تھی۔ عبادت خانہ سے خارج کرنے کے لئے یونانی میں لفظ اپوسناگوگوس aposynagogos استعمال ہوا ہے۔ یہ اسم صفت ہے اور اس کے معنی عبادت خانے سے نکالے جانے کے ہیں (یوحنا ۹: ۲۲ میں یہ اُس اندھے کے سلسلے میں آتا ہے جسے خداوند مسیح نے بینائی بخشی۔ چونکہ وہ شخص خداوند یسوع کے مسیح ہونے کا اقرار کرتا تھا اس لئے یہودی اُسے جماعت سے خارج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یوحنا ۱۲: ۴۲ میں یہ اُن سرداروں کے لئے آتا ہے جو ڈرتے تھے کہ اگر وہ سرعام مسیح کا اقرار کریں تو فریسی اُنہیں عبادت خانہ سے خارج کر دیں گے۔ یہی لفظ یوحنا ۱۶: ۲ میں خداوند مسیح استعمال کرتے ہیں جب وہ پیشینگوئی کرتے ہیں کہ لوگ مسیح کے شاگردوں کو عبادتخانوں سے خارج کر دیں گے)۔

یہ یہودی دستور غالباً عزرا ۱۰: ۸ کی مثال پر مبنی تھا۔ اُن شخصوں کو جنہوں نے اسیری میں بُت پرست عورتوں سے شادی کی تھی اور جو انہیں اپنے ساتھ واپس لائے تھے، اُنہیں حکم دیا گیا کہ ان ★ اجنبی عورتوں سے الگ ہو جائیں۔ جن لوگوں نے تین دن کے اندر اس حکم کی تعمیل نہ کی اُن کی جائداد ضبط کی گئی اور اُنہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا۔

۲- لعن طعن کرنے کا مطلب ★ لعنت بھیجنا، ★ ملعون کہنا ہے۔ اس کے لئے عبرانی لفظ خیوحر استعمال ہوا ہے (قب استثنا ۷: ۲۶- ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یہ سزا غالباً ۹۰ دن کی تھی۔ کسی شخص کو جماعت کے سامنے حاضر کیا جاتا تھا اور اُس پر لعنت بھیجی جاتی تھی اور مقررہ وقت کے لئے اُس سے معاشرتی تعلق توڑ دیا جاتا تھا (قب قضاۃ ۵: ۲۳)۔ عبرانی لفظ خادھر کے لغوی معنی "مخصوص" ہیں اور اس کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ تباہی کے لئے مخصوص (یعنی ملعون) یا خدا کے لئے مخصوص (یعنی پاک)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے لعنت۔

۳- **شامطہ**۔ غالباً اس عبرانی لفظ کے معنی باہر نکال پھینکنے کے ہیں (قب ۲-سلاطین ۹: ۳۳)۔ یہ سزا مستقل اخراج کے مترادف تھی لیکن ہمیں پاک کلام میں اس کے ثبوت میں کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

اس موضوع پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے متی ۱۸: ۱۵-۱۷ ایک اہم حوالہ ہے۔ اس میں اس تادیبی کارروائی کے لئے تین مراحل تجویز کئے گئے ہیں۔

(۱) جس کے خلاف یہ تادیبی کارروائی کرنا مقصود ہو اُسے پہلے تنہائی میں سمجھانا چاہیئے۔ اگر وہ سُننے کو تیار نہ ہو تو (۲) دو تین گواہوں کے سامنے تنبیہ کرنا چاہیئے (قب ططس ۳: ۱۰) اور اگر یہ بھی موثر نہ ہو تو (۳) ساری کلیسیا کی موجودگی میں اُسے سمجھانا چاہیئے اور اگر پھر بھی توبہ نہ کرے اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو اسے کلیسیا سے خارج کر دیا جائے۔ یہاں خارج کرنے کے لئے "اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں (کیتھولک ترجمہ میں غیر قوم والوں کے لئے لفظ مشرک استعمال ہوا ہے جس کا مروّجہ اسلامی رنگ اسے یہاں ناموزوں بناتا ہے)۔

خداوند مسیح کے اس حکم کی عملی مثال اکثر پولس رسول کے خطوط میں ملتی ہے۔ مثلاً وہ اکثر ہدایت کرتا ہے کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ

(۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۴؛ قب ۱-تیمتھیس ۵: ۲۰)۔ جو خارج ہونے کے مستحق ہیں یعنی حرام کار، لالچی، بت پرست، گالی دینے والے، شرابی اور ظالم، ان سے صحبت رکھنے کو وہ منع کرتا ہے اور ایسوں کے ساتھ کھانا کھانے کو بھی ممنوع قرار دیتا ہے (۱-کرنتھیوں ۵: ۱۱)۔ وہ ان سے بھی صحبت نہ رکھنے کا حکم دیتا ہے جو اس کے خط کی ہدایات پر عمل نہیں کرتے (۲-تھسلنیکیوں ۳: ۱۴؛ قب رومیوں ۱۶: ۱۷)۔

پولس رسول کے خطوط میں کلیسیا سے خارج کرنے کی سزا کی غالباً دو مثالیں ملیں گی۔ پہلی اُس شخص کے متعلق ہے جو زنائے محرم کا مرتکب تھا (۱-کرنتھیوں ۵ب۔ زنائے محرم ایسے شخص سے جنسی تعلق کو کہتے ہیں جس سے شادی حرام ہو۔ اس شخص نے اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی کو رکھا ہوا تھا آیت ۱۔ قب احبار ۱۸: ۸)۔ اس شخص کی سزا سنانے کی وہ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ پوری کلیسیا جمع ہو۔ اور وہ خود بھی رُوح میں اُن کے ساتھ ہوگا اور وہ خداوند یسوع کی قدرت سے اور اُسی کے نام میں یہ فیصلہ کریں کہ وہ شخص جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالے کیا جائے (یعنی مسیحی جماعت سے خارج اور شیطان کی جماعت میں شامل)۔ اس سزا کا مقصد آخرکار اس کی رُوح کی نجات ہے۔

"شیطان کے حوالہ کرنا" ایک حیران کن لیکن دلچسپ فقرہ ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے دیکھئے ۱-تیمتھیس ۱: ۲۰ الف... جنہیں میں نے شیطان کے حوالہ کیا تاکہ کفر سے باز رہنا سیکھیں"؛ ۱-کرنتھیوں ۵: ۵ "جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالہ کیا جائے تاکہ اُس کی روح خداوند یسوع کے دن نجات پائے۔" اور اس کا مقابلہ ۲-کرنتھیوں ۲: ۱۱ سے کریں جہاں ایسی سزا کی معافی کا ذکر ہے "تاکہ شیطان کا ہم پر داؤ نہ چلے"۔ زبور ۸۳: ۱۶" اے خداوند! اُن کے چہروں پر رسوائی طاری کر تاکہ وہ تیرے نام کے طالب ہوں۔" ان سب حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے نجات کا دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ انہیں شیطان کے اختیار میں دیا گیا کہ وہ اُنہیں پھٹکے، اُن کی آزمائش کرے۔ شیطان اُن کے جسم کو تکلیف دے سکتا تھا لیکن اُن کی جان محفوظ تھی۔ یہ ممکن تھا کہ یہ لوگ اس امتحان میں پورے اُتریں اور کلیسیا میں دوبارہ شامل ہو سکیں۔ اگر ۲-کرنتھیوں ۲: ۶-۱۱ اُسی شخص کے متعلق ہے جس کا ذکر ۱-کرنتھیوں ۵ب میں ہوا ہے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی سزا دائمی نہ تھی بلکہ اس سزا کے نتیجے میں اُس نے توبہ کی اور وہ کلیسیا میں بحال ہوا۔

پولس کے کرنتھس کی کلیسیا کے خطوط سے ہمارے سامنے کسی منظم افسروں کی تنظیم اُبھرتی دکھائی نہیں دیتی جو تادیبی کارروائی کی ذمہ دار ہو۔ بعض مرتبہ پولس اور بعض مرتبہ کلیسیا یہ قدم اُٹھاتی تھی۔ اس کے لئے کوئی مخصوص طریق عمل بھی نہ تھا۔ اس کا عام اصول ۱-کرنتھیوں ۵: ۹-۱۲ میں درج ہے اور اسے موقع محل کے مطابق عمل میں لایا گیا۔

پاسبانی خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو تین گواہوں کی ضرورت اور سب کے سامنے ملامت کرنے پر زور دیا گیا ہے (۱-تیمتھیس ۵: ۱۹، ۲۰)۔ کلیسیا سے اخراج نہ صرف سنگین اخلاقی گناہ پر کیا جاتا تھا بلکہ جو بدعتی ہوں اور غلط تعلیم پھیلاتے ہوں اُن سے بھی کنارہ کرنے کا حکم تھا (ططس ۳: ۱۰، قب ۱-تیمتھیس ۶: ۳؛ قب ۲-یوحنا آیت ۱۰)۔

ابتدائی کلیسیا میں بعض جماعتیں اور ان کے سربراہ لوگوں کو خارج کرنے کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لیتے تھے (۳-یوحنا آیات ۹، ۱۰)۔ یہ کلیسیا کے فرقوں میں بٹنے کی بڑی وجہ تھی۔

کلیسیائی نظام:- نیا عہدنامہ کلیسیائی نظام کے متعلق تفصیلی قوانین پیش نہیں کرتا اور غالباً اس قسم کا ضابطہ انجیلی زمانہ کی آزادی کے خلاف بھی ہوتا۔ لیکن مسیح خداوند نے رسولوں کی صورت میں راہنماؤں کی ایک جماعت اپنے پیچھے چھوڑی جنہیں انہوں نے خود چُنا تھا اور انہیں مختار ہونے کی خدمت سرانجام دینے کے لئے چند عام اصول بھی دیئے۔

۱- بارہ شاگرد

مسیح خداوند نے بارہ اشخاص کو چُنا تاکہ وہ اُن کے ساتھ رہیں (مرقس ۳: ۱۴)، اور اُن کی یہ شخصی رفاقت و سنگت ہی اُنہیں مسیح کا گواہ بنا دیتی ہے (اعمال ۱: ۸)۔ ان اشخاص کو شروع ہی سے ناپاک روحوں کو نکالنے اور بیماروں کو شفا دینے کا اختیار ملا (متی ۱۰: ۱) اور جب باپ کا وعدہ (لوقا ۲۴: ۴۹) پاک رُوح کی بخشش کی صورت میں اُن پر نازل ہوا (اعمال ۱: ۸) تو ان کی اس قدرت کی تجدید ہوئی اور اُس میں مزید ترقی ہوئی۔ مسیح خداوند نے اُنہیں انجیل کی منادی کرنے کے لئے مقرر کیا اور بھیجا (مرقس ۳: ۱۴) اور اپنے عظیم حکم میں تمام قوموں میں منادی کرنے کی ہدایت کی (متی ۲۸: ۱۹)۔ یوں بالآخر انہیں انجیل کی منادی کرنے کے لئے مسیح کا اختیار مل گیا۔

لیکن اس کے ساتھ اُن سے ایک خاص کام کا وعدہ بھی کیا گیا یعنی وہ خدا کے لوگوں کے منصف اور حاکم بھی ہوں گے (متی ۱۹: ۲۸؛ لوقا ۲۲: ۲۹، ۳۰)۔ نیز اُنہیں باندھنے اور کھولنے (متی ۱۸: ۱۸)، گناہ معاف کرنے اور قائم رکھنے (یوحنا ۲۰: ۲۳) کا اختیار بھی دیا گیا۔

اس قسم کے بیانات سے "کنجیوں" کا تصور پیدا ہوا جسے روایتی طور پر وسطی زمانہ کی الٰہیات اور ریفارمڈ علم الٰہی میں یوں بیان کیا گیا: (ا) تعلیم کی کنجی یعنی یہ سکھانا کہ کس بات کی اجازت ہے اور کس کی نہیں (یہودی قانونی اصطلاحات میں باندھنے اور کھولنے کا یہی مطلب ہے)۔ (ب) ڈسپلن کی کنجی یعنی مجرموں کا کلیسیا سے اخراج اور توبہ کرنے والوں کی مسیح میں گناہ کے دھوئے جانے کے باعث معافی کے ذریعہ بحالی۔

یہ اختیار سب سے پہلے پطرس کو ملا (متی ۱۶: ۱۸، ۱۹)، مگر اس کے ساتھ ہی اُسے مسیح کے گلہ کو چرانے کی پاسبانی خدمت بھی ملی (یوحنا ۲۱: ۱۵)۔ لیکن یہ اُسے انفرادی حیثیت کی بجائے نمائندہ ہونے کی صورت

میں ملی کیونکہ جب اس کا اعادہ متی ۱۸: ۱۸ میں کیا گیا تو یہ اختیار تمام رسولوں کو مجموعی طور پر دیا گیا۔ پس کسی فرد کی بجائے یہ وہ وفادار جماعت ہے جو مسیح کے نام میں ایمانداروں کے لئے بادشاہت کے دروازے کو کھولتی اور بے ایمانوں کے لئے بند کرتی ہے۔ تاہم اس اختیار کو بنیادی طور پر کلام کے منادی استعمال کرتے ہیں، اور ہم چھانتے اور پھٹکنے اور قبول کرنے اور رد کرنے کے طریقے کو پطرس رسول کے پہلے وعظ اور اُس کے بعد مصروفِ عمل دیکھتے ہیں (اعمال ۲: ۳۷-۴۱)۔ جب پطرس نے مسیح کا اقرار کیا تو اُس کا ایمان اُس چٹانی بنیاد پر تھا جس پر کلیسیا تعمیر ہوئی ہے (متی ۱۶: ۱۸)، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آسمانی یروشلیم کی بنیادیں بارہ رسولوں کے نام پر ہیں (مکاشفہ ۲۱: ۱۴)۔ یہ رسول کلیسیا کے ابتدائی دنوں میں ایک جماعت کی صورت میں کام کرتے تھے، اس لئے یہ خیال رد ہو جاتا ہے کہ پطرس کو اُن پر فوقیت حاصل تھی۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ یروشلیم کی کونسل کا سربراہ یعقوب تھا (اعمال ۱۵: ۱۳، ۱۹) اور دوسرا یہ کہ پولس نے پطرس کے روبرو اس کی مخالفت کی (گلتیوں ۲: ۱۱)۔ رسولوں نے ابتدائی کلیسیا کی راہنمائی مشترکہ طور پر کی اور یہ راہنمائی رحم (اعمال ۲: ۴۲) اور عدالت کرنے (اعمال ۵: ۱-۱۱) دونوں میں کارفرما تھی۔ وہ تمام جماعتوں پر عام اختیار رکھتے تھے جس کے تحت انہوں نے دو رسولوں کو نئے کام کی نگہبانی کے لئے سامریہ بھیجا (اعمال ۸: ۱۴)، اور پھر غیر قوموں کے کلیسیا میں قبول کئے جانے کے بارے میں بزرگوں کے ساتھ مل کر یکساں پالیسی بنائی (اعمال باب ۱۵)۔ پولس رسول بھی تمام کلیسیاؤں کی فکر کرتا تھا (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۸) اور یہ اُس کے بشارتی سفروں اور خط و کتابت سے خوب ظاہر ہے۔

۲- مسیح کے صعودِ آسمانی کے بعد

مسیح کے صعودِ آسمانی کے بعد رسولوں نے جو سب سے پہلا قدم اُٹھایا وہ یہ تھا کہ یہوداہ کی غداری کے باعث جو جگہ خالی ہوئی اُسے پُر کیا۔ اس کے لئے انہوں نے براہ راست خدا سے درخواست کی (اعمال ۱: ۲۴-۲۶)۔ بعد ازاں دوسرے بھی رسولوں میں شمار ہوئے (رومیوں ۱۶: ۷؛ ۱-کرنتھیوں ۹: ۵، ۶، گلتیوں ۱: ۱۹)، لیکن یہ شرائط کہ وہ مسیح کے جی اُٹھنے کا چشم دید گواہ ہو (اعمال ۱: ۲۲) اور کسی نہ کسی صورت میں مسیح نے خود اُسے مقرر کیا ہو (رومیوں ۱: ۱، ۵)، ان سے وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ دستبردار ہونا پڑا۔ جب کام کا دباؤ بڑھ گیا تو رسولوں نے سات مددگار مقرر کئے (اعمال ۶: ۱-۶) جنہیں کلیسیا نے چُنا اور رسولوں نے اُنہیں مقرر کیا کہ وہ کلیسیا کے خیرات کے کام کا انتظام کریں۔ ایرینیئس کے زمانہ سے اُن سات کو ★ ڈیکن کہا جانے لگا، لیکن اُن میں سے فلپس جس کی تاریخ سے ہم بخوبی آگاہ ہیں مبشر بن گیا (اعمال ۲۱: ۸)۔ مبشر کسی کلیسیا کا پابند نہیں ہوتا۔ وہ ہر جگہ جا کر کلام کی منادی کرتا ہے۔ کلیسیا کے عہدیداروں کا خاص نام کے ساتھ ذکر پہلی مرتبہ یروشلیم کے بزرگوں کے ساتھ جنہیں نعمتیں ملی تھیں (اعمال ۱۱: ۳۰) اور جنہوں نے کونسل میں حصہ لیا (اعمال ۱۵: ۶) آیا ہے۔ غالباً یہ عہدہ (دیکھئے پرسبٹر) یہودی عبادت خانہ کے ایلڈرشپ eldership کی نقل تھا۔ یعقوب ۲: ۲ میں یونانی میں مسیحی کلیسیا کو بھی "عبادت خانہ" synagogue کہا گیا ہے اور یہودی بزرگ جنہیں سر پر ہاتھ رکھ کر مقرر کیا جاتا تھا نظم و ضبط قائم رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ وہ شریعت کے توڑنے والے کو عبادتخانہ سے خارج کر سکتے تھے۔ لیکن مسیحی ایلڈرشپ انجیلی خدمت تھی جس میں پاسبانی (یعقوب ۵: ۱۴؛ ۱-پطرس ۵: ۱-۳) اور منادی کرنے کے (۱-تیمتھیس ۵: ۱۷) فرائض شامل تھے۔ پولس اور برنباس نے آسیہ کی تمام کلیسیاؤں کے لئے بُزرگ مقرر کئے (اعمال ۱۴: ۲۳) جب کہ کریتے میں ططس کو بزرگ مقرر کرنے کے لئے کہا گیا (ططس ۱: ۵)۔ اگرچہ کرنتھس کی گڑبڑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کی کلیسیا میں جمہوری نظام رائج تھا (مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۶)، تاہم رسولی زمانہ میں کلیسیائی نظام کو عام طور پر بزرگوں یا پاسبانوں کی انتظامیہ چلاتی تھی اور غالباً اُنکے ساتھ نبی اور اُستاد بھی ہوتے تھے۔ ہر ایک مقامی کلیسیا کی اپنی انتظامیہ ہوتی تھی جو اسے چلاتی۔ خادم (شماس = deacon) نظم و نسق میں مدد کرتے اور رسول اور مُبشر تمام کلیسیا کی عام دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ اس نظام کا موجودہ اُسقفیہ نظام سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ مقامی جماعتی افسروں کی انتظامیہ نگہبانوں (فلپیوں ۱: ۱) پر مشتمل ہوتی تھی اور تیمتھیس اور ططس، پولس کے بشارتی کام میں شخصی مددگار کی حیثیت سے تھے۔ قیاس غالب ہے کہ اس "کلیسیائی بورڈ" میں سے ایک بزرگ کو مستقل صدر مقرر کر دیا جاتا تھا اور اُسے بطورِ خاص نگہبان bishop کا لقب دیا جاتا، لیکن اِغناطیئس کے خطوط میں خود مختار بشپوں کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب بھی صرف ایک کلیسیا کے نگہبان تھے۔ نئے عہدنامہ کی اصطلاحات میں بہت لچک پائی جاتی ہے۔ اس کا کلیسیائی حکومت hierarchy سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس کے لئے لفظ "پیشوا" آیا ہے (دیکھئے رومیوں ۱۲: ۸؛ تھسلنیکیوں ۵: ۱۲؛ عبرانیوں ۱۳: ۷، ۱۷، ۲۴)۔ مکاشفہ ابواب ۲ اور ۳ کے فرشتے جنہیں بعض اوقات "بشپ" سمجھا جاتا ہے، غالباً اپنی اپنی جماعتوں کے فرد تھے۔ وہ لوگ جو ذمہ دار عہدوں پر ہیں اُن کی عزت کرنا (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۲، ۱۳) اور ان کی احتیاجیں رفع کرنا (۱-کرنتھیوں ۹: ۱۴) لازم ہے اور اُن پر الزام تراشی نہیں کرنی چاہیئے (۱-تیمتھیس ۵: ۱۹)۔

۳- عام اُصول

کلیسیائی نظام کے بارے میں نئے عہدنامہ کی تعلیم سے ۵ اُصول اخذ کئے جا سکتے ہیں: (ا) اختیارات کا منبع مسیح ہیں اور انہیں انہی کے نام اور رُوح میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (ب) مسیح کی فردِ تنی مسیحی خدمت

کے لئے نمونہ ہے (متی ۲۰: ۲۶-۲۸) - (ج) اُس کا نظام انفرادی حکومت نہیں بلکہ اجتماعی ہے (متی ۱۸: ۱۹؛ ۲۳: ۸؛ اعمال ۱۵: ۱۸) - (د) تعلیم دینے اور پیشوائی کرنے کا آپس میں بڑا قریبی تعلق ہے (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۲) - (ہ) کلام سُنانے والوں کی مدد کے لئے انتظامی مددگاروں کی ضرورت ہے (اعمال ۶: ۱-۳)۔

کلیگلا: شاہنشاہِ روم (۱۲ء-۴۱ء)۔ اصلی نام گیس تھا۔ اُس نے بچپن میں کافی وقت رومی فوج کے ساتھ گزارا - وہ سپاہیوں کی طرح چھوٹے فوجی بوٹ جنہیں لاطینی میں کلیگو کہتے ہیں پہنتا تھا - اسی وجہ سے اُس کا نام کلیگلا پڑ گیا۔ وہ سنہ ۳۷ عیسوی میں تبریئس قیصر کا جانشین ہوا۔ شروع میں وہ ایک مقبولِ عام قیصر تھا۔ لیکن تخت نشینی کے آٹھ ماہ بعد اُسے ایک مرض لگا جس سے اُس کے دماغ پر بُرا اثر ہوا اور وہ نہایت فضول خرچ بن گیا اور قتل اور عیش و نشاط کی زندگی بسر کرنے لگا۔ وہ اپنے آپ کو دیوتا تصور کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اپنے لئے ایک مندر بھی تعمیر کرایا جہاں لوگ اُس کی پرستش کرتے۔ اُس نے اپنا مجسمہ ہیکل کے پاک ترین مقام میں استادہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس حکم کی تعمیل سے پہلے اُسے اُس کی بیوی اور بیٹی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ نیز دیکھئے اجاڑنے والی مکروہ چیز۔

کلیم اللہ: (عربی، اسم = خدا سے کلام کرنے والا)۔ اہلِ اسلام حضرت موسیٰ کو یہ لقب دیتے ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ "بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کیں نہیں اُٹھا" (استثنا ۳۴: ۱۰)۔ اردو شاعری میں اکثر موسیٰ کے معجزوں کا ذکر ہے۔ مشہور لفظی ترکیب "ضربِ کلیم" علامہ اقبال کے ایک دیوان کا بھی نام ہے۔ اُن کی شاعری میں جابجا موسیٰ کی لاٹھی کا پانی پر مارنا، اُسے دو حصوں میں تقسیم کرنا اور چٹان کو مار کر پانی نکالنا جیسے معجزوں کی طرف اشارہ ہے (خروج ۱۷: ۵، ۶ وغیرہ)۔

کلیمینس، کلیمنس: ایک مسیحی جس نے پولس رسول کے ساتھ مل کر فلپی میں خدمت کی (فلپیوں ۴: ۳)۔ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ جب پولس نے خط لکھا تو وہ فلپی ہی میں تھا۔ اوریجن یوحنا ۱: ۲۹ کی اپنی تفسیر میں بیان کرتا ہے کہ وہ آبائے کلیسیا میں سے ایک تھا اور کہ وہ بعد میں روما کا بشپ بنا۔ لیکن اگر یہ درست ہے تو پھر وہ یقیناً بہت عمر رسیدہ ہو گیا ہو گا۔

کلینتھس: اسوس کے فینیئس کا بیٹا۔ یہ ستوئیکی مکتبِ فکر کا ۲۶۳ ق۔م سے ۲۳۲ ق۔م تک سربراہ رہا۔ اس فلسفی کی تعلیم کا نچوڑ یہ تھا کہ کائنات ایک زندہ ہستی ہے اور خدا اس کی رُوحِ رواں ہے۔ کلینتھس کی ایک نظم کا اقتباس پولس اتھینے کے لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے پیش کرتا ہے (اعمال ۱۷: ۲۸)۔ لیکن اب علماء اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اصلی اقتباس اِپی منی دیز سے ہے جس کی لمبی نظم Phenomena میں یہ شعر آتے ہیں۔ تاہم یہی خیال کلینتھس کی تحریروں میں بھی موجود ہیں۔

کلیون: الیملک اور نعومی کے دو بیٹوں میں سے ایک۔ اس کی شادی موآب میں عُرفہ سے ہوئی۔ یہ موآب میں ہی مر گیا (روت ۱: ۲-۵؛ ۴: ۹-۱۰)۔

کماریم: یہ عبرانی لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف صفنیاہ ۱: ۴ میں ہے۔ لیکن یہی لفظ عبرانی میں ۲-سلاطین ۲۳: ۵ اور ہوسیع ۱۰: ۵ میں ہے، جہاں اس کا ترجمہ بُت پرست کاہن اور کاہن کیا گیا ہے۔ غالباً اس لفظ کے بنیادی معنی یا تو کالی پوشاک والے یا سجدہ کرنے والے ہیں۔

کمان: ۱- دھنک، قوس قزح۔ عبرانی میں دھنک کے لئے کوئی خاص لفظ نہیں ہے۔ اس کے لئے اور جنگی کمان (قشیت۔ تب عربی قوس) کے لئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے (پیدائش ۹: ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷؛ حزقی ایل ۱: ۲۸)۔ نئے عہدنامہ میں بائبل کے اردو ترجمہ میں لفظ دھنک استعمال ہوا ہے (مکاشفہ ۴: ۳؛ ۱۰: ۱)۔ دیکھئے دھنک۔

پیدائش ۹ میں بارش کے طوفان کے بعد خدا انسان سے عہد باندھتا ہے۔ وہ اپنی (جنگی) کمان کو بادل میں رکھ دیتا ہے۔ تیر کمان جنگی ہتھیار ہے اور بدلہ لینے کی علامت۔ اب خدا انسان سے صلح کرتا ہے اور اپنی کمان بادل میں رکھ کر اپنے رحم کے عہد کا نشان مقرر کرتا ہے۔

۲- ایک جنگی ہتھیار۔ دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-۴۔

کمر: ٹانگوں اور پیٹ کے درمیان کا حصہ۔ اس کے اوپر پٹکا باندھتے ہیں جو کپڑے یا چمڑے وغیرہ کا ہو سکتا ہے (خروج ۱۲: ۱۱؛ ۲-سلاطین ۱: ۸؛ یرمیاہ ۱۳: ۱؛ متی ۳: ۴)۔ تلوار کو اکثر کمر پر لٹکاتے ہیں (۲-سموئیل ۲۰: ۸)۔ کمر میں سوزش، کمر کا بھاری ہونا، کمر کا نپنا، مرد کو زچہ کی طرح کمر میں درد، یہ سب خوف کی علامتیں ہیں (زبور ۳۸: ۷؛ ۶۶: ۱۱؛ ۶۹: ۲۳؛ یرمیاہ ۳۰: ۶)۔ کمر پر ٹاٹ باندھنا ماتم کا نشان ہے (۱-سلاطین ۲۰: ۳۲؛ یسعیاہ ۳۲: ۱۱؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۷)۔ کمر اور پیٹھ کا تعلق آلۂ تناسل سے ہے، اس لئے اولاد کو اکثر صلب (کمر) سے پیدا ہوا کہتے ہیں (پیدائش ۳۵: ۱۱؛ ۱-سلاطین ۸: ۱۹؛ اعمال ۲: ۳۰؛ عبرانیوں ۷: ۵)۔ کمر کسنا، باندھنا اور کمر بستہ ہونا اردو محاورے کی طرح آمادہ ہونے اور تیار ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے (خروج ۱۲: ۱۱؛ ۱-سلاطین ۱۸: ۴۶؛ ایوب ۳۸: ۳؛ امثال ۳۱: ۱۷؛ لوقا ۱۲: ۳۵؛ ۱-پطرس ۱: ۱۳)۔ سچائی سے کمر کسنے سے مراد ہے سچائی پر قائم رہنا (افسیوں ۶: ۱۴؛ یسعیاہ ۱۱: ۵)۔

کمربند :- عبرانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ اردو میں کمربند اور پٹکا کیا گیا ہے۔ سب سے پرانا لباس لنگوٹ تھا جو ایک کپڑے یا چمڑے کا چھوٹا ٹکڑا ہوتا تھا جسے کمر پر باندھتے تھے۔ یہ سادہ زندگی بسر کرنے کی علامت بھی تھی۔ اسی لئے ایلیاہ نبی کے لباس کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ چمڑے کا کمربند اپنی کمر پر کسے ہوئے تھا (۲-سلاطین ۱: ۸)۔ یہی لباس یوحنا بپتسمہ دینے والا پہنتا تھا (متی ۳: ۴؛ مرقس ۱: ۶)۔
اسی قسم کا ٹاٹ کا کمربند یسعیاہ نبی نے ایک مرتبہ پہنا تھا (یسعیاہ ۲۰: ۲) اور یرمیاہ نبی نے ایک مرتبہ کتان کا کمربند پہنا تھا (یرمیاہ ۱۳: ۱)۔ اس لباس کے مجازی معنی اس بات سے ظاہر ہوتے ہیں کہ کمربند نیچے کے کپڑے کے اوپر پہنا جاتا تھا۔ اور نیچے کے کپڑے کو قابو کرنے سے آدمی چست اور چالاک ہو جاتا تھا اسی لئے کمر باندھنے کے معنی تیار رہنے کے ہیں (اعمال ۱۲: ۸؛ ۱-پطرس ۱: ۱۳)۔

کمل، کمبل :- دیکھئے ٹاٹ

کموس - کموش :- موآبی قوم کا ایک دیوتا (گنتی ۲۱: ۲۹؛ یرمیاہ ۴۸: ۴۶)۔ اُس کی پرستش کا ایک حصہ بچوں کی سوختنی قربانی بھی تھی (۲-سلاطین ۳: ۲۷)۔
سلیمان بادشاہ نے یروشلیم کے سامنے کموس کے لئے ایک پہاڑ پر بلند مقام بنایا تھا (۱-سلاطین ۱۱: ۷) جسے یوسیاہ نے تباہ کیا (۲-سلاطین ۲۳: ۱۳)۔ نیز دیکھئے موآب۔ موآبی پتھر۔

کمون :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۱

کمہار :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳۸

کمہار کا کھیت :- ارامی زبان میں اس کا نام ھقل دما (حقل دما) بمعنی خون کا کھیت پڑا (اعمال ۱: ۱۹)۔
یہوداہ اسکریوتی نے خداوند یسوع کو پکڑوانے کے لئے جو رقم لی تھی اُسے اُس نے واپس کرنے کی ناکام کوشش کے بعد مقدس میں پھینک دیا (متی ۲۷: ۳-۵)۔ سردار کاہنوں نے اسے ہیکل کے خزانے میں ڈالنا روا نہ سمجھا اور اس سے ایک اراضی خریدی جسے کمہار کا کھیت شاید اس وجہ سے کہتے تھے کہ کمہار اپنے برتنوں کے لئے یہاں سے مٹی لیتے تھے۔ سردار کاہنوں نے یہ زمین پردیسیوں کو دفن کرنے کے لئے وقف کی۔ اعمال ۱: ۱۸ کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہوداہ نے ہی یہ زمین خریدی ہو۔ مفسرین اس کی مختلف طریقوں سے وضاحت کرتے ہیں۔
۱- زمین سردار کاہنوں نے خریدی لیکن چونکہ یہ نقدی قانونی طور پر یہوداہ کی تھی اس لئے قانون کی نظر میں اُسے یہوداہ ہی نے خریدا۔
۲- یہوداہ نے ایک زمین کا قطعہ خریدنے کا ارادہ کیا تھا لیکن قیمت ابھی ادا نہ کی تھی۔ سردار کاہنوں نے صرف اس سودے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ نیز دیکھئے یہوداہ اسکریوتی۔

کمہاروں کا پھاٹک - ٹھیکروں کا پھاٹک :-
یروشلیم کی دیوار میں ایک دروازہ (یرمیاہ ۱۹: ۲)۔ شاید یہ وہ دروازہ ہے جو وادئ ہنوم کی طرف کھلتا تھا۔ یا شاید یہ ★ کوڑے کے پھاٹک (نحمیاہ ۳: ۱۴) کا دوسرا نام ہے۔

کمہام :- غالباً برزلی جلعادی کا بیٹا۔ برزلی جو بہت عمر رسیدہ تھا، اس نے داؤد بادشاہ سے یہ درخواست کی کہ اُس کی جگہ وہ اُس کے بیٹے کمہام کو یروشلیم لے جائے (۲-سموئیل ۱۹: ۳۷-۴۰)۔ سرائے کمہام کی صورت میں اس شخص کا نام اس کے زمانہ کے صدیوں بعد تک قائم رہا (یرمیاہ ۴۱: ۱۷)۔

کمیت :- سیاہی مائل گھوڑا۔ یہاں غالباً چتکبرہ مُراد ہے (زکریاہ ۱: ۸)۔

کنارہ :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل۔

کنانیاہ - کننیاہ :- ۱- ایک سردار کاہن جو عوبید ادوم کے گھر سے عہد کا صندوق لاتے وقت داؤد کے ہمراہ تھا (۱-تواریخ ۱۵: ۲۲، ۲۷)۔
۲- اسرائیلیوں پر حاکم اور قاضی (۱-تواریخ ۲۶: ۲۹)۔ بعض کے خیال میں یہ ایک ہی شخص تھا۔

کنبہ :- دیکھئے خاندان۔

کنجی :- (عبرانی - مفتیح، عربی - مفتح، یونانی - کلیس، فارسی - کلید)۔ پرانی وضع کا قفل اور کنجی ابھی بھی بعض مشرقی ممالک میں مستعمل ہے۔
قفل لکڑی کے دو ٹکڑے ہوتے تھے جو ایک دوسرے میں حرکت کر سکتے تھے۔ عمودی ٹکڑا دروازے میں جڑا ہوتا تھا (خاکہ دیکھئے ج)۔ دوسرا ٹکڑا اِدھر سے اُدھر ہوتا ہوا دیوار یا ایک اور لکڑی میں داخل ہو سکتا تھا (دیکھئے د)۔ اس میں سوراخ ہوتے تھے اور کنجی ڈالنے کی جگہ لکڑی (دیکھئے ج) میں کھونٹیاں ہوتی تھیں جو لکڑی (دیکھئے د) کے بیچ گر جاتی تھیں۔ قفل کھولنے کے لئے کنجی کو مخصوص جگہ ڈال کر ان کھونٹیوں کو اُٹھایا جاتا اور لکڑی (دیکھئے د) کو باہر کھینچ لیا جاتا۔
کنجی لکڑی کا ایک چپٹا ٹکڑا ہوتا تھا جس میں لکڑی کی کھونٹیاں یوں لگی ہوتی تھیں کہ قفل میں ڈالنے سے قفل کی کھونٹیوں کے عین مقابل ہوتیں، اور اُنہیں اُٹھانے میں مدد دیتیں۔ کنجی (چابی) کا ذکر قضاۃ ۳: ۲۵ میں ہے۔ باقی جگہ لفظ کنجی مجازاً استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۲۲: ۲۲؛ متی ۱۶: ۱۹؛ لوقا ۱۱: ۵۲؛ مکاشفہ ۱: ۱۸؛ ۳: ۷؛ ۹: ۱؛ ۲۰: ۱)۔

قدیم مصری تالہ اور کنجی

الف۔ کنجی تالے میں۔ ب۔ مکمل قفل۔ ج اور د قفل کے دو حصے الگ الگ۔ ہ۔ کنجی

پرانی وضع کی کنجی خاصی بڑی ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہ عام طور پر کمر بند یا کندھے پر لٹکائی جاتی تھی۔ تب ہی لکھا ہے "اور میں داؤد کے گھر کی کنجی اُس کے کندھے پر رکھوں گا" (یسعیاہ ۲۲:۲۲)۔

کِنخریہ۔کنکریہ:۔ کرنتھس کی مشرقی بندرگاہ اور ایک چھوٹا شہر۔ یہاں سے پولس رسول سوریہ کو روانہ ہوا (اعمال ۱۸:۱۸)۔ شاید پولس نے اپنے دوسرے بشارتی سفر میں یہاں ایک کلیسیا قائم کی تھی۔ اُس نے اس کلیسیا کی خادمہ فیبے کی سفارش (تعریف) کی تھی (رومیوں ۱:۱۶)۔

کنداکے۔کنداکہ:۔ حبشیوں کی ملکہ جس کا ذکر صرف اعمال ۸:۲۷ میں آتا ہے۔ یہ نام فرعون کی طرح ایتھوپیا کی ملکہ کا خطاب تھا۔ اس ملکہ کا وزیر جو سارے خزانے کا مختار تھا فلپس کے ذریعہ مسیح پر ایمان لایا۔

کِنُدس۔کینڈس:۔ جنوب مغربی ایشیائے کوچک میں ایک شہر جس کے پاس سے ہوتے ہوئے پولس رسول جہاز میں روم کی طرف جا رہا تھا (اعمال ۲۷:۷)۔ یہ ایک لمبے جزیرہ نما کے آخر پر واقع تھا جو روڈس اور کوس کے جزیروں کے درمیان تھا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۷۔ اس جگہ یہودی دوسری صدی قبل از مسیح سے آباد تھے (۱۔مکابین ۱۵:۲۳)۔ اس کو ایک آزاد شہر کا درجہ دیا گیا تھا اور یہاں ایک عشق کی دیوی زہرہ کا مشہور مندر بھی تھا اور اس میں اسی دیوی کا ایک بُت بھی تھا جسے کسی مشہور مجسمہ ساز نے بنایا تھا۔ اب وہاں صرف کھنڈرات ہی باقی ہیں۔

کُنڈہ۔تنا:۔ لکڑی کا ٹکڑا۔ اس کا ذکر اسرائیل کی خدا سے برگشتگی اور بُتوں کے پوجنے کے سلسلہ میں آتا ہے۔ یسعیاہ نبی کہتا ہے کہ انسان کتنا اندھا اور کوتاہ اندیش ہے کہ ایک ہی درخت کی لکڑی سے اپنے لئے روٹی پکاتا اور باقی سے اپنے لئے بُت بھی بناتا ہے (یسعیاہ ۴۴:۱۹)۔

کُنڈے:۔ ان کا ذکر خیمہ اجتماع (مسکن) کے سلسلے میں خروج ابواب ۲۶، ۲۷ اور ۳۸ میں آیا ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اس کا عبرانی لفظ واؤ ہے۔ عبرانی میں واؤ کی شکل کُنڈے کی مانند ہے۔ ٦ ۔ یہ کنڈے ایک خانے میں اٹکائے جاتے تھے (خروج ۳۶:۳۸)۔ ان کے استعمال کے لئے دیکھئے خیمہ اجتماع۔

کنرت۔کنّارت:۔ (عبرانی = چکر یا تمر۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کنور = بربط سے مشتق ہے)۔

۱۔ گلیل کی جھیل کے شمال مغرب میں ایک فصیلدار شہر (یشوع ۱۹:۳۵)۔

۲۔ گلیل کی جھیل کے ساحل پر ایک تکون شکل کا میدان (۱۔سلاطین ۱۵:۲۰)۔

۳۔ ایک جھیل جس کا بعد میں نام گنیسرت پڑا (لوقا ۵:۱)۔ اس جھیل کی شکل بربط سے ملتی تھی اور اسی وجہ سے اسے کنرت (عبرانی کنور = بربط) کا نام دیا گیا۔ اس کا دوسرا نام گلیل کی جھیل ہے۔

کنعان۔کنعانی:۔ ۱۔ حام کا بیٹا (پیدائش ۱۰:۶-۲۰)۔ اس کی اولاد نے کنعان پر قبضہ کر لیا۔ وہ اُسی ملک کے نام سے کہلائے (پیدائش ۹:۱۸، ۲۲؛ ۱۰:۶)۔

۲۔ کنعان، فلسطین کے قدیم ناموں میں سے ایک تھا۔ اس ملک پر اسرائیلیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس نام کے اشتقاق اور تاریخ کے متعلق علم نہیں، لیکن ایک قریباً ۱۸۰۰ ق م کی مصری تحریر میں یہ نام مصر اور ایشیائے کوچک کے درمیان ساحلی علاقے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ قریباً ۱۴۰۰ ق م کے تل العمرنا کے خطوط میں یہ نام فینیکے کے ساحل کے لئے استعمال ہوا۔ قضاۃ ۱:۹-۱۰ کے مطابق کنعانی تمام ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ پیدائش ۱۲:۶؛ ۲۴:۳، ۳۷ اور یشوع ۳:۱۰ میں اس ملک پر بنی اسرائیل کے قبضہ سے پہلے کی تمام آبادی یہاں تک کہ یردن کے مشرقی علاقے کے لوگ بھی کنعانی کہلاتے تھے۔ کنعانی زبان (یسعیاہ ۱۹:۱۸) کا اشارہ مغربی سامی زبانوں کے اُس مجموعہ کی طرف ہے جس میں عبرانی، فینیکی اور موآبی بولیاں شامل تھیں۔ کنعانی، سامی النسل تھے اور اُن سامی مہاجرین (فینیکی، عموری، کنعانی) کا حصہ تھے جو شمال مشرقی عرب سے قریباً ۳۰۰۰ ق۔م کے دوران ہجرت کر کے آئے تھے

اور جن پر قریباً ۱۵۰۰ ق م میں مصر نے تسلط جمالی ۔ اسرائیلی کنعانیوں کو کبھی بھی پورے طور پر ختم نہ کرسکے ، لیکن اُن میں بہت سے اپنے فاتحین میں مدغم ہو گئے ۔ ان کی متواتر موجودگی کے باعث بنی اسرائیل کے لئے متعدد سنگین مسائل پیدا ہو گئے ۔

کنعانہ ۔ کِنَعنَہ :۔ چھوٹا نبی صدقیاہ جس نے میکایاہ کے گال پر طمانچہ مارا ، اس کا باپ (۱۔سلاطین ۲۲: ۱۱، ۲۴؛ ۲۔تواریخ ۱۸: ۱۰، ۲۳)۔

کنعانی ۔ کنانی :۔ ایک لاوی جس نے اسیروں کو گناہ کا اقرار کرنے اور خدا کی صحیح پرستش کرنے کی ترغیب دی (نحمیاہ ۹: ۴)۔

کننیاہ ۔ کُنَن یاہ :۔ (عبرانی = خداوند نے بنیاد ڈالی)۔ ۱۔ ایک لاوی جو حزقیاہ بادشاہ کے زمانے میں ہدیوں اور دہ یکیوں پر مختار تھا (۲۔تواریخ ۳۱: ۱۲، ۱۳)۔
۲۔ یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک لاوی (۲۔تواریخ ۳۵: ۹)۔

کنگال :۔ دیکھئے غریب ، غربی ۔

کنگرہ :۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے pterygion اُس کے معنی "چھوٹا پنکھ" ہیں (متی ۴: ۵؛ لوقا ۴: ۹)۔ یہ ہیکل کے اوپر کی وہ جگہ ہے جہاں خداوند مسیح کو اُن کی آزمائش کے دوران ابلیس لے گیا ۔ اگرچہ اس کا صحیح محلِ وقوع معلوم نہیں تاہم دو باتیں غور طلب ہیں :
۱۔ یونانی میں کنگرے سے پہلے حرفِ تعریف آتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک خاص جگہ تھی ۔ ۲۔ سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یہ ایسی جگہ تھی جس کے نیچے بہت گہرائی تھی ۔ یہ ہیکل کے جنوب مشرقی کونے ہی میں ہو سکتا تھا جہاں سے قدرون کی وادی نظر آتی تھی ۔

کنگن :۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۵

کنوارپن :۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱۵

کنوارپن کے نشان :۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱۵

کنواری :۔ عبرانی کے دو لفظوں کا اردو میں کنواری ترجمہ کیا گیا ہے ۔ بتولہ اور علمہ ۔
بتولہ کے مادہ کا مطلب علیحدہ کرنا ہے اور یہ اُس عورت کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا مرد سے جنسی تعلق کبھی نہ رہا ہو (یونانی = پارتھی نوس ۔ مجازی معنوں میں یہ قوموں اور شہروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے ۔ مثلاً اسرائیل کی کنواری (یرمیاہ ۱۸: ۱۳؛ ۳۱: ۴؛ عاموس ۵: ۲)۔ کنواری دخترِ صیحون (یسعیاہ ۳۷: ۲۲ کیتھولک ترجمہ میں باکرہ) ۔ یہوداہ کی کنواری بیٹی (نوحہ ۱: ۱۵) ۔ کنواری دخترِ بابل (یسعیاہ ۴۷: ۱ کیتھولک ترجمہ میں باکرہ)۔
دوسرے لفظ علمہ کے مادہ کا مطلب وہ عورت ہے جو جنسی طور پر بالغ ہو ۔ یہ اُن عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو شادی کی عمر کی ہوں لیکن جن کا بچہ نہ ہو ، خواہ اُن کی شادی کیوں نہ ہوئی ہو ۔ یہ لفظ بائبل میں سات جگہ آتا ہے اور اس کا ترجمہ اکثر کنواری کیا گیا ہے ۔ غزل الغزلات ۱: ۳؛ ۶: ۸؛ یسعیاہ ۷: ۱۴)۔ ذیل کی جگہوں پر ترجمہ لڑکی یا جوان عورت کیا گیا ہے (پیدائش ۲۴: ۴۳ کیتھولک ترجمہ کنواری ، خروج ۲: ۸ کیتھولک ترجمہ کنواری امثال ۳۰: ۱۹ کیتھولک ترجمہ کنواری ؛ زبور ۶۸: ۲۵ کیتھولک ترجمہ کنواریاں)۔
ان الفاظ کے لئے یونانی لفظ نیانس neanis ہے یعنی جوان عورت لیکن پیدائش ۲۴: ۴۳ اور یسعیاہ ۷: ۱۴ میں لفظ پارتھی نوس استعمال کیا گیا ہے ۔ نیز دیکھئے عمانوایل ۔

کنواری سے پیدائش :۔ دیکھئے عمانوایل ۔

کنواں :۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کنواں ۔ (عبرانی = بیر ۔ یہ مختلف ناموں کی ترکیب میں آتا ہے مثلاً بیروت = کنوئیں یا کنوؤں کا شہر ۔ بیر سبع = ساتواں کنوؤں یا قسم کا کنواں) ۔ زمین میں گڑھا کھود کر یا سوراخ نکال کر اُس سطح تک جاتے ہیں جہاں پانی پایا جائے ۔ حفاظت کے لئے اُس کے گرد اینٹوں یا تراشے ہوئے پتھروں سے دیوار چنتے ہیں ۔ یہ دیوار کنوئیں کو ٹوٹنے سے بھی بچاتی ہے ۔ ایک خشک ملک میں پانی کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور کنوئیں کی ملکیت پر لوگ جھگڑتے بھی ہیں (پیدائش ۲۱: ۲۵) ۔ کامیابی سے کنواں کھودنے پر لوگ خوشی مناتے ہیں (پیدائش ۲۶: ۳۳) ۔ بائبل میں اس موقع کے لئے ایک گیت کا بھی ذکر ہے (گنتی ۲۱: ۱۷ مابعد)۔

حوض ، چشمہ اور کنوئیں میں فرق تو صاف ہے ۔ چٹان کاٹ کر یا زمین

کھود کر پانی جمع کرنے کے لئے ★ حوض ہوتا ہے۔ چشمہ قدرتی ہوتا ہے۔ اس میں سے پانی خود بخود نکلتا ہے۔ بعض مرتبہ چشمہ زمین کھودنے سے ملتا ہے۔ اس حالت میں کنواں اور چشمہ ایک ہی جگہ ہوتے ہیں۔ اس قسم کے کنویں کا ذکر پیدائش ۲۶:۲۴ میں ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ایسے کنویں کو ★ باؤلی کہا گیا ہے۔ ایسے کنویں میں سیڑھیوں کے ذریعے چشمے تک پہنچا جاتا ہے۔

جنگ کے دوران کنوؤں کو بھر بھی دیا جاتا تھا (پیدائش ۲۶:۱۵)۔
مجازی معنوں میں بیوی کو کنواں کہا گیا۔ اور نصیحت کی گئی ہے کہ تو اپنی ازدواجی زندگی مستحکم کر اور زنا سے پرہیز کر (امثال ۵:۱۵ دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔

کنول:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۷

کنہ۔ کنے:۔ اس کا ذکر صرف حزقی ایل ۲۷:۲۳ میں اُن شہروں کے سلسلہ میں آتا ہے جو صور سے تجارت کرتے تھے۔

کنیسہ:۔ مسیحی یا یہودی عبادت خانہ کے لئے فارسی لفظ جو غالباً عبرانی سے لیا گیا تھا۔ دیکھئے عبادت خانہ۔

کوّا:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۸

کوارتس:۔ کرنتھس کا ایک مسیحی۔ پولس رسول اس کا سلام، گیس اور اراستس کے ساتھ روما کی کلیسیا کو بھیجتا ہے (رومیوں ۱۶:۲۳)۔ وہ غالباً پولس کا دوست اور مددگار اور کرنتھیوں کی کلیسیا کا ایک ذمہ دار ممبر تھا۔
ایک روایت کے مطابق وہ اُن ستر میں سے ایک شاگرد تھا جن کو خداوند یسوع نے فلسطین میں منادی کے لئے بھیجا (لوقا ۱۰:۱)۔

کواکب:۔ کوکب کی جمع۔ معنی ستارے۔ یہ یسعیاہ ۱۳:۱۰ میں آتا ہے۔ عبرانی میں کیسل ہے جس کا ترجمہ ایوب ۹:۹ اور ۳۸:۳۱ اور عاموس ۵:۸ میں جبّار کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں بُرج ہے۔ دیکھئے فلکیات۔

کوُاں:۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کنوُاں کے ہجے۔ یہ املا اردو لغت کے مطابق غلط ہے۔ دیکھئے کنوُاں۔

کوُب:۔ ایک ملک جس کا ذکر کوش اور فوط اور لود کے ساتھ حزقی ایل ۳۰:۵ میں آیا ہے۔

کوُتہ۔ کوُت:۔ شاہ اسور سرجون نے سامریہ کو ۷۲۰ ق م میں تباہ کیا اور یہاں کے باشندوں کو اسیر کرکے بابل لے گیا۔ بعد ازاں اس علاقے کو پھر سے آباد کرنے کے منصوبہ کے تحت پانچ مختلف جگہوں کے لوگوں کو سامریہ میں لایا گیا جن میں سے ایک کوُتہ تھا (۲۔ سلاطین ۱۷:۲۴)۔ یہ نئے آباد کار پرانے بقیہ باشندوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ چونکہ کوُتی تعداد میں زیادہ تھے اس لئے سامریوں کو کوُتی بھی کہا گیا۔ کچھ مدت کے بعد پُرانے اور نئے باشندے آپس میں خلط ملط ہو گئے اور اُن کے مذہب میں آمیزش آ گئی۔ چونکہ یہودی سمجھتے تھے کہ سامریوں کا مذہب خالص نہیں ہے اس لئے وہ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن سے کوئی برتاؤ نہیں رکھتے تھے (یوحنا ۴:۹)۔ پُرانے جغرافیہ دانوں کے مطابق کوُتہ بابل کے قریب تھا۔ یہ اُن کتبوں سے ثابت ہوتا ہے جو تل ابراہیم کے قریب ملے ہیں۔ یہاں ایک عظیم مندر کے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں جو نیرگل دیوتا (۲۔ سلاطین ۱۷:۳۰) کے نام پر تھا۔

کوٹھری:۔ (یونانی tameion تمیون = گودام۔ مال خانہ)۔ یہ یونانی لفظ نئے عہدنامہ میں چار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ تین مرتبہ ترجمہ کوٹھری (متی ۶:۶؛ ۲۴:۲۶؛ لوقا ۱۲:۳۔ کیتھولک کوٹھری) ہے اور لوقا ۱۲:۲۴ میں کوٹھی۔ عبرانی گھروں میں دن کو بستروں کو اکٹھا کر کے ایک چھوٹے کمرے میں رکھ دیتے تھے۔ ضرورت کے وقت یہ کمرہ سونے کے لئے بھی استعمال ہو سکتا تھا۔ خداوند مسیح دُعا کے سلسلے میں مشورہ دیتے ہیں کہ کوٹھری میں پوشیدگی میں خدا سے دعا کرنا اُس دعا سے بہتر ہے جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے کی جائے (متی ۶:۶)۔

کودہ۔ کلودہ:۔ ایک چھوٹا جزیرہ جو کریتے کے جنوب میں قریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ پولس اور اس کے ساتھی تباہ ہوتے ہوتے بچے (اعمال ۲۷:۱۶)۔
اس کا موجودہ نام گودہ ہے اور یہاں تقریباً ۷۰ خاندان آباد ہیں۔

کورعاسان۔ کورعاشان:۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک مقام جہاں داؤد نے لوٹ کے مال کا کچھ حصہ بھیجا (۱۔ سموئیل ۳۰:۳۰)۔

کورنش بجالانا:۔ سجدہ کرنا۔ آداب بجالانا (خروج ۱۸:۷)۔ جس عبرانی لفظ شاخہ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں زمین تک جھکنا، سجدہ کرنا (پیدائش ۱۹:۱)، سر زمین تک ٹیکنا پیدائش ۴۲:۶)۔ اس لفظ کا اور جگہ ترجمہ جُھکنا (پیدائش ۲۳:۱۲)، سجدہ کرنا (پیدائش ۳۷:۷، ۹، ۱۰)، زمین پر گرنا اور سجدہ کرنا (۲۔سموئیل ۱:۲)، جھک کر سجدہ کرنا (۱۔ سلاطین ۱:۱۶) کیا گیا ہے۔

کورنیس۔ کیرینیس:۔ اس کا ذکر لوقا ۲:۲ میں مسیح کی پیدائش کے سلسلے میں آتا ہے۔ اُس وقت وہ سوریہ کا حاکم تھا۔ ایک رومی نوشتہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کورنیس دو بار سوریہ پر حاکم مقرر ہوا تھا۔ اُس کے دوسرے مرتبہ مقرر ہونے اور ۶ عیسوی کی اسم نویسی کا انتظام کرنے کا ذکر اعمال ۵:۳۷ میں پایا جاتا ہے اور یہودی مورخ ★ یوسیفس اپنی کتاب یہودیوں کی زمانہ سلف کی تواریخ میں

بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔

خداوند مسیح اس سے ۱۲ سال پہلے کی اسم نویسی کے وقت پیدا ہوئے تھے۔ علماء کا خیال ہے کہ لوقا ۲: ۲ کا مطلب یہ ہے کہ کورینیُس کے عہد میں یہ پہلی اسم نویسی تھی اور دوسری وہ جس کا ذکر اعمال ۵: ۳۷ میں ہے۔ کیتھولک ترجمہ اس تشریح کو تقویت دیتا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ یہ پہلی اسم نویسی تھی۔ کیتھولک ترجمہ سے یہ کہ کورینیُس کے عہد میں یہ پہلی اسم نویسی تھی۔

کوڑا۔ کوڑے لگانا:۔ پچھلے زمانہ میں کوڑے لگاکر سزا دینا ایک عام دستور تھا۔ موسوی شریعت میں بعض شرارتوں کے لئے کوڑے مارنے کی اجازت تھی (استثنا ۲۵: ۲-۳) - یہودیوں کے کوڑے کی تین شاخیں ہوتی تھیں۔ مجرم کو لٹاکر چالیس کوڑوں تک لگانے کی اجازت تھی، لیکن یہودی ۳۹ پر رُک جاتے تھے تاکہ کہیں غلطی سے ۴۰ سے زیادہ نہ ہو جائیں (استثنا ۲۵: ۳) - جب عبادت خانے میں کوڑے لگائے جاتے تھے تو اس کا سردار یہ کام انجام دیتا تھا۔ پر یہودی عدالت بھی کوڑے لگا سکتی تھی (اعمال ۵: ۴۰)۔
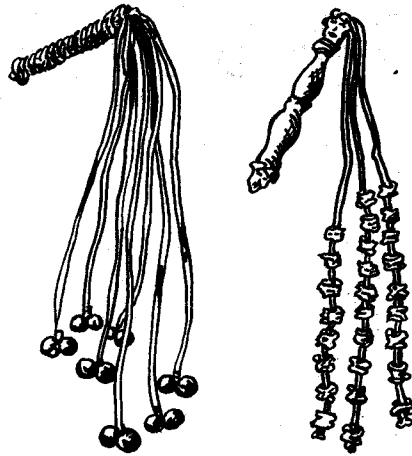
رومی کوڑے میں لوہے یا ہڈی کے ٹکڑے بھی لگائے جاتے تھے جو ملزم کی کھال تک نوچ دیتے تھے۔ شاید اسی قسم کے کوڑوں کو ۱-سلاطین ۱۲: ۱۴ اور ۲-تواریخ ۱۰: ۱۱ میں بچھو کہا گیا ہے۔

کوڑھ، برص:۔ ایک گھنونا مرض۔ اس مرض کی تشخیص کا ذکر تفصیل سے احبار ۱۳ باب میں درج ہے۔ جب کوئی شخص کوڑھ کا شکار ہوتا تھا تو اُسے لشکرگاہ یعنی آبادی سے باہر رہنے کو بھیج دیا جاتا تھا۔ کوڑھی ہونا زندہ درگور ہونے کے مترادف تھا۔ اُس کو وہ سب باتیں کرنی ہوتی تھیں جو ایک ماتم کرنے والا شخص کرتا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے، سر کے بال بکھرے اور اُوپر کے ہونٹ ڈھکے ہوتے تھے۔ جب کوئی اُس کے نزدیک آتا تو اُسے چلّا کر کہنا ہوتا تھا کہ ناپاک، ناپاک (احبار ۱۳: ۴۵ مقابلہ کیجئے ۲-سموئیل ۳: ۳۱؛ حزقی ایل ۲۴ باب)۔ نیز دیکھئے امراضِ بائبل ۱۔

کوڑھی:۔ دیکھئے کوڑھ۔

کوڑی:۔ دیکھئے سکہ جاتِ بائبل ۲۔

کوڑے کا پھاٹک:۔ نحمیاہ کے زمانے میں یروشلیم کے گیارہ پھاٹکوں میں سے ایک (نحمیاہ ۳: ۱۴) - یہ جنوب مغرب میں واقع تھا اور یہاں سے شہر کا گند باہر لایا جاتا تھا۔ یہ وادیٔ ★ حنوم کی طرف جاتا تھا۔ شاید یہ وہی پھاٹک تھا جسے یرمیاہ ۱۹: ۲ میں کمہاروں کا پھاٹک کہا گیا ہے۔

کوزیبا:۔ یہوداہ کا ایک شہر (۱-تواریخ ۴: ۲۲)۔ اس کا دوسرا نام شاید ★ اکزیب تھا۔

کوس:۔ ایشیائے کوچک کے ساحل کے قریب ایک جزیرہ۔ اس کا علاقہ، خصوصاً جنوبی حصّہ پہاڑی ہے۔ بابائے طب، یونانی حکمت کا بانی مبانی بقراط اور بطلیمس فلادلفس (بطلیمس دوم) کی جائے پیدائش۔ اس کا ذکر پولس رسول کے تیسرے سفر کے سلسلہ میں آتا ہے (اعمال ۲۱: ۱)۔

کُوش:۔ ۱- نوح کے تین بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے حام کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۶-۸؛ ۱-تواریخ ۱: ۸-۱۰)- اس کی اولاد میں سبا، حویلہ، سبتہ، رعماہ اور سبتکہ شامل تھے۔ یہ زیادہ تر عرب میں آباد تھے۔ کہا جاتا ہے کہ نمرود بھی کُوش کا بیٹا تھا لیکن یہاں بیٹے کا مطلب غالباً "اولاد" ہے۔

۲- بنیمینی کُوش۔ یہ نام زبور ۷ کے عنوان میں ملتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساؤل بادشاہ کی طرف اشارہ ہے جو بنیمین کے قبیلہ سے تھا۔ چونکہ کُوش اور قیس ہم آواز لفظ ہیں اس لئے دونوں کو ایک ہی نام سمجھ لیا گیا۔ قیس ساؤل بادشاہ کے باپ کا نام تھا۔

۳- ایک ملک۔ کُوش اُس علاقے کا نام ہے جس میں سے جیحون کی ندی بہتی ہے (پیدائش ۲: ۱۳)- بعض اس کا ترجمہ ایتھوپیا کرتے ہیں لیکن بحیرہ قلزم سے ایتھوپیا کے فاصلے کے پیش نظر غالباً یہ جنوب مشرقی بابل یا کلدیہ میں تھا۔ موسیٰ کی بیوی کو "کوشی" کہا گیا ہے جسے مریم اور ہارون نے نکتہ چینی کا نشانہ بنایا (گنتی ۱۲: ۱)- اگر یہ موسیٰ کی بیوی "صفورہ" تھی تو اُس کا ملک تو مدیان تھا۔ پہلے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کُوش افریقہ میں تھا لیکن بعد کے حوالے سے یہ کہ وہ ایشیا میں تھا۔ پس ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ عورت اور ملک کونسے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔

کوشن رسعتیم۔ کوشان رشعاتائم:۔ مسوپتامیہ کا بادشاہ جس نے بنی اسرائیل کو آٹھ سال تک اپنا غلام رکھا۔ کالب کے چھوٹے بھائی غتنی ایل نے اُنہیں اس بادشاہ سے رہائی دلوائی (قضاۃ ۳: ۵-۱۱)۔

کُوشی :- ۱- وہ شخص جسے یوآب نے داؤد کے پاس بھیجا کہ اُسے بتائے کہ ابی سلوم کی بغاوت ناکام ہو گئی ہے اور بادشاہ کے اپنے تخت پر واپس آنے کا وقت آ گیا ہے (۲-سموئیل ۱۸: ۲۱-۳۲)۔

۲- یرمیاہ کا ہمعصر، یہودی کا پڑدادا (یرمیاہ ۳۶: ۱۴)۔
۳- صفنیاہ نبی کا باپ (صفنیاہ ۱: ۱)۔

کوکل :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۹

کولھو :- مَے اور تیل نکالنے کا آلہ - یہ مختلف قسم کے ہوتے تھے۔ بعض چکی نما تھے، یعنی دو پاٹ والے - اوپر والا پاٹ گھوڑے یا بیل چلاتے تھے - اس میں پھل وغیرہ ڈالتے تھے اور رس سے مَے بنائی جاتی تھی - اسی طرح تیل بھی نکالا جاتا تھا۔
ایک اور قسم میں دو حوض مختلف اونچائی پر چٹان میں تراشے ہوتے تھے اور اونچے حوض سے نیچے کے حوض میں ایک نالی آتی تھی۔

اونچے حوض میں انگور وغیرہ ڈال کر پیر سے پائمال کرتے تھے اور رس نچلے حوض میں بہ جاتا تھا (یسعیاہ ۵: ۲)۔ کولھو کا عبرانی لفظ جات ہے جو ایک مشہور شہر کا نام بھی ہے - کئی دیگر شہروں کے نام کے ساتھ بھی یہ لفظ آتا ہے - دیکھئے جات رمّون، جات حفر۔

کومل بیانی :- ایک طرزِ تحریر جس میں سخت یا ناشائستہ باتوں کے لئے نرم اور خوشگوار لفظ استعمال کئے جاتے ہیں - مثلاً یہ کہنے کی بجائے کہ کوئی مر گیا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ سو گیا (مثلاً ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۳)۔ خاوند بیوی کے جنسی تعلق کے لئے "پاس جانا" (پیدائش ۴: ۱، وغیرہ)، "ہم بستر ہونا" (پیدائش ۳۹: ۷) استعمال کیا گیا ہے - اس کے لئے عبرانی میں لفظ یادع بمعنی ★ جاننا بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے (پیدائش ۴: ۱؛ ۱۹: ۵ - اردو صحبت کریں، ۱-سموئیل ۱: ۱۹ - اردو مباشرت کی)۔ پولس بھی اسی قسم کی کومل بیانی سے کام لیتا ہے جب وہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جنسی حق تلفی نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۷: ۵ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔
زنا اور زنا بالجبر کے لئے بھی نرم زبانی کی مثالیں ملتی ہیں (مثلاً پیدائش ۴۹: ۴ - بستر پر چڑھا - روبن نے اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے زنا کیا تھا - پیدائش ۳۵: ۲۲)۔

کُون :- ایک ارامی شہر جسے داؤد بادشاہ نے فتح کیا (۱-تواریخ ۱۸: ۸) - ۲-سموئیل ۸: ۸ میں نام بیروتی دیا گیا ہے۔

کُونچیں کاٹنا :- (عبرانی - عقور، قب عربی عقر، جس کا مطلب عبرانی کے لفظ کی طرح، جڑ سے اُکھاڑنا (واعظ ۳: ۲)، بیخ کنی کرنا (صفنیاہ ۲: ۴) اور جانور کی کُونچ کاٹنا (۲-سموئیل ۸: ۴) ہے - کُونچ اُس پٹھے کو کہتے ہیں جو انسان اور چوپاؤں کی ایڑی کے اُوپر ہوتا ہے۔
اس کو کاٹنے سے انسان اور چوپائے بیکار ہو جاتے ہیں - جنگ میں دشمن کے گھوڑوں وغیرہ کو ناکارہ بنانے لئے ان کی کُونچیں کاٹی جاتی تھیں (۲-سموئیل ۸: ۴؛ ۱-تواریخ ۱۸: ۴؛ پیدائش ۴۹: ۶؛ یشوع ۱۱: ۶)۔
نوٹ: کُونچیں اور کھونچیں دونوں صحیح ہیں - یہ ہندی کے لفظ ہیں - محاورہ کونچیں کاٹنا یا مارنا ہے۔
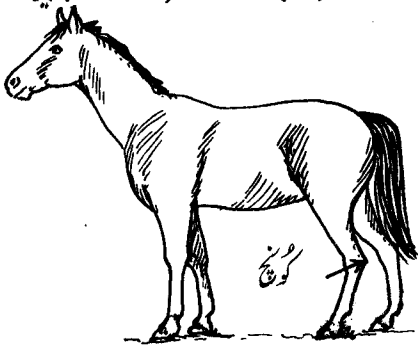
کونیاہ - کُن یاہ :- (عبرانی = یہوواہ پیدا کر رہا ہے - قب عربی کن = تخلیق کرنا) - دیکھئے یہویاکین۔

کونے کے سرے کا پتھر :- ایک پتھر جو عمارت کی دیواروں کو باہم جوڑتا ہے خواہ نیچے بنیاد میں ہو (یسعیاہ ۲۸: ۱۶) یا چوٹی پر (زکریاہ ۴: ۷) - یہ اصلی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے - اصلی معنوں میں = یرمیاہ ۵۱: ۲۶ اور مجازی معنوں میں دنیا کی تخلیق کی بنیاد کے سلسلے میں = ایوب ۳۸: ۶ - زکریاہ ۱۰: ۴ میں یہ مجازی معنوں میں حاکم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔
کنعانی لوگ بنیاد کے پتھر کے نصب کرنے کو خاص اہمیت دیتے تھے بلکہ اس تقریب پر انسانی قربانی بھی دیا کرتے تھے - کھدائی کے دوران بعض عمارتوں کی بنیاد میں سے انسانی پنجر خصوصاً بچوں کے ملے ہیں۔
یہودی مفسروں نے اکثر کونے کے سرے کے پتھر کو مسیح موعود سے نسبت دی ہے۔
اس سلسلہ میں دو آیتیں خاص تشریح طلب ہیں۔
۱- زبور ۱۱۸: ۲۲ "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے

سرے کا پتھر ہو گیا" اس مزمور میں زبور نویس اپنی فتح پر خدا کا شکر کرتا ہے۔ وہ اس بات سے خوش ہے کہ خدا نے اسے اُس کے دشمنوں کے سامنے عزت اور نصرت دی۔

لیکن جب یہ زبور عیدِ خیام کے موقع پر ہیکل کی عبادت میں استعمال ہوتا تھا تو اس میں شخصی فتح کی بجائے قومی فتح سموئی جاتی تھی۔ یہودی علماء (ربی) اس کی تشریح مسیح موعود کے حوالے سے کرتے تھے۔

خداوند مسیح نے بھی اس حوالے کا اطلاق اپنے پر کیا (متی ۲۱: ۴۲؛ مرقس ۱۲: ۱۰؛ لوقا ۲۰: ۱۷)۔ پطرس رسول نے بھی اسے خداوند مسیح سے نسبت دی (اعمال ۴: ۱۱؛ ۱-پطرس ۲: ۷) اور تشریحاً بتایا کہ یہودیوں نے اُسے رد کیا اور وہ خدا کا منظورِ نظر ہوا۔

یہی خیال پولس رسول افسیوں ۲: ۲۰ میں پیش کرتا ہے۔ مسیح خداوند کونے کے سرے کا پتھر ہیں جو کلیسیا کی عمارت کو اپنے میں قائم رکھتے ہیں۔

۲۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۶ غالباً ہیکل کی عظیم الشان پتھروں کی عمارت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ یہوواہ کی ابدی حضوری کی علامت ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے درمیان سکونت کرتا ہے۔ یہ آیت اور یسعیاہ ۸: ۱۴ نئے عہد نامہ میں رومیوں ۹: ۳۳ اور ۱-پطرس ۲: ۶ میں مسیح موعود کے سلسلے میں خداوند مسیح سے منسوب کیا گیا اور تشریحاً بیان کیا گیا ہے کہ ایمان نہ لانے والوں کے لئے مسیح ٹھوکر کا باعث ہیں اور ایمان لانے والوں کے لئے وہ ایمانداروں کو متحد کرنے کا وسیلہ ہیں۔

کوہِ زیتون :-

۱- جغرافیہ

یہ چار چوٹیوں والا ایک پہاڑ ہے۔ اس کو کوہِ زیتون اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ قدیم زمانہ میں یہ زیتون کے گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ یہ کھریا مٹی اور چونے کے پتھر کا ہے اور ایک میل سے قدرے زیادہ طویل ہے۔ یہ یروشلیم کے مشرق میں سب سے بلند سلسلۂ کوہ ہے (حزقی ایل ۱۱: ۲۳؛ زکریاہ ۱۴: ۴)۔ یہ ہیکل کے پہاڑ سے ۲۵۰ فٹ اور سطحِ سمندر سے ۲۶۰۰ فٹ بلند ہے۔ لہٰذا کوہِ زیتون کی جنگی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہی بات ۷۰ءمیں یروشلیم کے رومی محاصرہ کے وقت بخوبی ظاہر ہو گئی تھی۔ غالباً بریں بنا رومیوں نے اس کی ڈھلوان کی شمالی توسیع کو ماؤنٹ سکوپس (نگرانی کرنے والا پہاڑ) کہا۔ یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق "یہاں سے ہیکل کا منظر صاف نظر آتا ہے.... شہر کے مقابل اس کے مشرقی حصے کی طرف رومی فوجوں کا بہت بڑا کیمپ تھا اور ان کے درمیان بہت گہری وادی تھی"۔ یہ وادی یہوسفط کی وادی کہلاتی ہے جس میں سے قدرون کا نالہ بہتا ہے۔ یہ نالہ مشرق کی طرف شہر کا احاطہ کرتے ہوئے جنوب مشرق کی طرف مڑ کر ایک طویل وادی میں سے گذرتا ہوا بحیرۂ مُردار میں جا گرتا ہے۔

کوہِ زیتون کے دامن میں مغربی ڈھلوان پر قدرون سے اوپر گتسمنی کا باغ ہے۔ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں یہ تمام جگہ ہی اُن لوگوں کے لئے جو شہر کی گنجان گلیوں کی تپش سے پناہ چاہتے تھے ایک قسم کی آرام گاہ تھی۔ شروع شروع میں یہاں یقیناً بہت گھنا جنگل ہوگا، کیونکہ ۴۴۵ ق م میں جب عیدِ خیام بحال کی گئی تو نحمیاہ نبی نے لوگوں کو حکم دیا کہ "پہاڑ پر جا کر زیتون کی ڈالیاں اور جنگلی زیتون کی ڈالیاں اور مہندی کی ڈالیاں اور کھجور کی شاخیں اور گھنے درختوں کی ڈالیاں جھونپڑیوں کے بنانے کو لاؤ" (نحمیاہ ۸: ۱۵)۔ کھجور کے اتوار کے لئے کھجور کی شاخیں بھی یہاں سے جمع کی جاتی تھیں۔ اس کی چاروں چوٹیوں کے نام حسبِ ذیل ہیں ماؤنٹ سکوپس Scopus ماؤنٹ وِری گلائی Viri Galilaei (یہ اعمال ۱: ۱۱ "اے گلیلی مردو" کا لاطینی طرز ہے)، ماؤنٹ اسنشن Ascension یہاں سے مسیح خداوند نے صعود فرمایا) اور ماؤنٹ آف اوفنس Offence یہ چوٹی باقی پہاڑ سے ایک گہری گھاٹی کے باعث الگ تھلگ ہے۔ یہ یروشلیم کی دوسری وادی یعنی وادیٔ ہنوم کے ساتھ ساتھ مغرب کے مقابل ہے۔ روایت کے مطابق اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سلیمان بادشاہ نے "موآبیوں کے نفرتی کموس" اور "بنی عمون کے نفرتی مولک کے لئے" مذبحے بنائے (۱-سلاطین ۱۱: ۷)۔ ساڑھے چار سو سال کے بعد یوسیاہ نے اس جگہ کو اس بت پرستی سے پاک کیا (۲-سلاطین ۲۳: ۱۳)۔

۲- تاریخ

مندرجہ بالا بیان میں کچھ تاریخی حوالے بھی آئے ہیں جنہیں مقامات کے بیان سے الگ نہیں کیا جا سکتا تھا اور درج ذیل بیان کو بھی اُن میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ یہ ڈھلوان نہ صرف جنگ کے دوران جنگی نقطہ نگاہ سے اہم تھی بلکہ زمانۂ امن میں یروشلیم پہنچنے کے لئے شاہراہ کا کام بھی دیتی تھی۔ ابی سلوم کی بغاوت کے موقع پر داؤد اسی راہ سے فرار ہوا تھا (۲-سموئیل ۱۵: ۳۰؛ ۱۶: ۱-۱۳)، اور کھجور کے اتوار مسیح خداوند کے یروشلیم میں فتحمند داخلے کا راستہ بھی یہی شاہراہ تھی۔ نعرے لگاتا ہوا مجمع انہیں اسی جگہ ملا تھا۔ علاوہ ازیں کوہِ زیتون کا ذکر صرف ۱۴: ۴ میں مسیح خداوند کی آمدِ ثانی کے سلسلہ میں آتا ہے۔

تاریخی طور پر کوہِ زیتون کا ذکر زیادہ تر نئے عہد نامہ میں آیا ہے یہاں اس کا یسوع مسیح کی یروشلیم میں خدمت کے ساتھ بہت نزدیکی تعلق ہے۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمیں اس کے متعلق قصے کہانیوں اور روایات کو لازماً درست تاریخ سے الگ کرنا چاہیئے۔

خداوند یسوع مسیح نے شہر کو پہلی مرتبہ کوہِ زیتون کی چوٹی ہی سے دیکھا تھا (لوقا ۱۹: ۴۱) اور جب وہ مرتھا اور مریم کے گھر

جاتے تو اکثر اسی راستے سے گذرتے (لوقا ۲۱: ۳۷)۔ انجیر کے درخت کا سوکھنے کا واقعہ غالباً اسی کی ڈھلوان پر ظہور پذیر ہؤا (متی ۲۱: ۱۹) یہ ایک عملی سبق تھا جو انہوں نے بے پھل زندگی کے بارے میں سکھایا تھا۔ اسی پہاڑ پر سے یسوع مسیح نے آخری زمانہ میں یروشلیم کی حالت کے متعلق پیشینگوئی کی تھی (متی ابواب ۲۴، ۲۵) اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے گتسمنی کا باغ بھی اسی کے دامن میں تھا۔

اس کے متعلق باقی باتوں کا تعلق مذہبی روایات سے ہے۔ ان روایات میں جن مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے اُن میں یقیناً تبدیلی ہوئی ہے جیسا کہ زائرین کی تحریرات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان خود ساختہ مقامات میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

مُقدّسہ مریم کا مقبرہ، گتسمنی میں مسیح کی جان کنی کا مقام، صعودِ آسمانی کے گرجے میں "مسیح کے نقشِ قدم"، نبیہ خلدہ کا مقبرہ، مسیح کے یروشلیم پر رونے کا مقام، وہ مقام جہاں مسیح نے اپنے شاگردوں کو دعائے ربّانی سکھائی، اور جہاں رسولوں کا عقیدہ مکمل کیا گیا۔ تاہم زیادہ معتبر چند ایک قدیم باقیات یہودیوں اور مسیحیوں کے مقبرے اور ایک زمین دوز قبرستان ہے جسے "انبیاء کے مقبرے" کہا جاتا ہے۔

کوہستانی ملک:- دیکھئے پہاڑی ملک۔

کوہِ سینا:- دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۹۷۔

کوہِ شعیر:- دیکھئے شعیر ۳

کوہِ مورہ - جبعہ مورہ:- وہ جگہ جہاں مدیانیوں کا لشکر تھا جس پر جدعون نے حملہ کیا۔

اس کا ذکر صرف قضاۃ ۷: ۱ میں ہے۔

کوئلہ:- بائبل کے اُردو ترجمہ میں کوئلے کا ذکر قریباً دس مرتبہ آتا ہے۔ یہ کانی کوئلہ جسے ہم پتھر کا کوئلہ کہتے ہیں نہیں تھا بلکہ لکڑی سے بنایا جاتا تھا۔ لکڑیوں کو بڑی ترتیب سے چن کر اور گھاس پھوس بھی ساتھ رکھ کر مٹی سے تقریباً ڈھانپ دیا جاتا تھا۔ صرف چند ہی جگہوں سے ہوا اندر جا سکتی تھی۔ پھر اسے آگ لگا دی جاتی تھی۔ لکڑیاں آہستہ آہستہ جلتیں لیکن راکھ نہیں ہوتی تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد اسے کھولا جاتا اور کوئلہ تیار ہوتا تھا۔ یہ کوئلہ سردیوں میں آگ تاپنے (یوحنا ۱۸: ۱۸؛ قب یسعیاہ ۴۷: ۱۴)، کھانا پکانے (یوحنا ۲۱: ۹؛ قب یسعیاہ ۴۴: ۱۹) لوہار کے بھٹی میں ہتھیار بنانے کے لئے استعمال ہوتا تھا (یسعیاہ ۵۴: ۱۶)۔

دہکتے کوئلوں کو انگارے کہتے ہیں ان کا ذکر کلامِ مُقدّس میں کئی جگہ آتا ہے۔

کہانی:- جو بات کہی جائے۔ قِصّہ۔ احوال۔ بُرے معنوں میں فضول اور لغویات۔

لفظ کہانی اردو ترجمہ میں چھ مرتبہ آیا ہے۔ واحد میں یہ لوقا ۲۴: ۱۱ میں آتا ہے اور یونانی leros لیروس کا ترجمہ ہے جس کے لغوی معنی بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں مہمل ہے۔

جمع کے صیغہ میں یہ mythos کا ترجمہ ہے۔ اس کے لئے اردو لفظ ★ اسطورہ موزوں ہے۔ پاک کلام کے مطابق یہ نہ صرف جھوٹی کہانیاں بلکہ ورغلانے والی کہانیاں ہیں کیونکہ انہیں جھوٹے استادوں نے الہامی سچائی سے گمراہ کرنے کے لئے گھڑا ہے۔ جن کہانیوں کا ذکر ۱-تیمتھیس ۱: ۴ میں ہے وہ غالباً پرانے عہدنامہ کے واقعات کو بگاڑ کر بنائی گئی تھیں کیونکہ انہیں ططس ۱: ۱۴ میں یہودی کہانیاں کہا گیا ہے۔ ان کہانیوں کا ۱-تیمتھیس ۴: ۷ میں مضحکہ اڑایا گیا ہے اور انہیں بے ہودہ اور بوڑھیوں کی سی کہانیاں کہا گیا ہے۔ ۲-پطرس ۱: ۱۶ میں پطرس رسول انہیں، دغابازی کی گھڑی ہوئی کہانیاں کہتا ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس کا انجیل کا پیغام ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔ اُس نے اپنی آنکھوں سے مسیح کو جلالی شکل میں دیکھا اور اپنے کانوں سے آسمان سے آواز سُنی (متی ۱۷: ۱-۸؛ مرقس ۹: ۲-۸؛ لوقا ۹: ۲۸-۳۶)۔ پطرس ان غناسطی استادوں کی طرح اساطیر پر تکیہ نہیں کرتا تھا بلکہ ایک حقیقی تجربہ کو جو پاک کلام کی پیشینگوئیوں پر مبنی ہے اپنے پیغام کا موضوع بناتا ہے۔

کُہر:- ۱- وہ بخارات جو ہوا میں دُھندسی پیدا کرتے ہیں اور پھر نمی کی صورت میں زمین پر گر کر اُسے سیراب کرتے ہیں (پیدائش ۲: ۶۔ کیتھولک ترجمہ میں رطوبت ہے)۔

۲- اندھاپن یا آنکھوں کا دھندلانا جیسے موتیا بند سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا یونانی لفظ اخلوص achlus ہے۔ یہ ایک طبی لفظ ہے اور "پیارے طبیب لوقا" نے اسے بڑی موزونیت سے الیماس جادوگر کے عارضی اندھاپن کے لئے استعمال کیا (اعمال ۱۳: ۱۱)۔ کیتھولک دُھندلاپن)۔

۳- پطرس رسول جُھوٹے استادوں کے متعلق بتاتا ہے کہ وہ "اندھے کنوئیں ہیں اور ایسے کُہر جسے آندھی اُڑاتی ہے" (۲-پطرس ۲: ۱۷)۔ یہ یونانی لفظ زوفوس zophos کا ترجمہ ہے جس کے بنیادی معنی ہیں تاریکی۔ یہ نئے عہدنامہ میں چار مرتبہ استعمال ہؤا ہے۔ ۲-پطرس ۲: ۴ میں "تاریک" ہے۔ ۲-پطرس ۲: ۱۷ میں "کُہر"۔ یہوداہ آیت ۶ میں "تاریکی" اور آیت ۱۳ میں "بے حد تاریکی" ہے۔

کہگل:- مٹی کے گارے کے لئے ہندی کا لفظ جو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں حزقی ایل نبی کی کتاب میں استعمال ہؤا ہے (۱۳: ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۵؛ ۲۲: ۲۸)۔ رومن کیتھولک ترجمہ میں گارا ہے۔ اُردو میں یہ لفظ متروک۔

ہو چکا ہے۔

کھاڑی:- خلیج۔ پانی کا وہ حصّہ جو دور تک خشکی میں پہلا جائے ۔ پولس رسول کے سفر کے دوران ★ ملتے کے جزیرے میں ایک مقام جہاں اُنہوں نے ٹھہرنے کی صلاح کی (اعمال ۲۷ : ۳۹۔ اس کا یونانی لفظ kolpos ہے جو انگریزی gulf سے بہت مِلتا جُلتا ہے ۔کیتھولک ترجمہ ساحل دار خلیج) ۔

کھانا:- خوراک ۔ غذا۔ خورش۔ طعام ۔ کھانے کے لئے عبرانی لفظ آکل ہے جو عربی اَکل کی مانند ہے ۔ یہ ہمارے اُردو مرکبات مثلاً اکل و شرب (کھانا پینا) میں آتا ہے ۔ یونانی الفاظ کا ذکر آگے ۳ میں آئے گا۔

۱۔ پرانے عہد نامہ میں مختلف اوقات کے کھانوں کے مخصوص نام نہیں دیئے گئے ، اس لئے ناشتہ، ظہرانہ یا عشائیہ کا ذکر نہیں بلکہ صرف کھانا کھانے کا ذکر آتا ہے ۔ امثال ۱۵ : ۱۷ میں کسی وقت کے کھانے کا ذکر نہیں بلکہ صرف دو پروسوں کا ذکر ہے ۔ ایک ساگ پات کی قاب اور دوسرا پلے ہوئے بیل کے گوشت کی پلیٹ ۔ اس کے لئے عبرانی لفظ اروخاہ ہے جس کے معنی پروسا یعنی (کھانے کا) حصّہ ہے ۔ اسی لفظ کا ترجمہ دیگر آیات میں رسد کیا گیا ہے (۲۔سلاطین ۲۵ : ۳۰ ؛ یرمیاہ ۴۰ : ۵) ۔ پیدائش ۴۳ : ۱۶ کا کھانا دوپہر کو کھایا گیا ۔ اسی طرح پیدائش ۱۹ : ۱ مابعد اور قضاۃ ۱۹ : ۱۶-۲۱ کے کھانے شام کے وقت کھائے گئے ۔ پرانے عہد نامہ میں ضیافتوں (پیدائش ۱۹ : ۳ ؛ آستر ۱ - ۵ ، دیکھئے ضیافت) اور جشنوں کا (یسعیاہ ۵ : ۱۲ ؛ آستر ۵ : ۴) ذکر کئی مرتبہ آتا ہے ۔ مثلاً آستر کی کتاب میں پانچ سے زیادہ مرتبہ ایسی ضیافتوں کا ذکر آتا ہے جو بڑی دھوم دھام سے منائی گئیں ۔ پہلی کا ذکر ۱ : ۳ مابعد میں ہے ۔ یہ ۱۸۰ دن تک منائی گئی ؛ دوسری - ۱ : ۵ مابعد ۔ یہ سات دن کی ضیافت تھی ؛ تیسری ۱ : ۹ - یہ عورتوں کے لئے خاص ضیافت تھی ؛ چوتھی ۔ ملکہ آستر کی شادی کی ضیافت ۲ : ۱۶-۱۸ ؛ پانچویں - ۵ : ۴ - یہ ضیافت ملکہ آستر نے دی ۔ چھٹی ۔ ★ پوریم کی ضیافت جو یہودیوں کی ★ ہامان کی سازش سے رہائی کی یاد میں منائی جاتی تھی ۔

عبرانیوں کے شاہی کھانے اور ضیافتیں فارس کی ضیافتوں کے سامنے بالکل ماند پڑ جاتے ہیں ۔ ساؤل بادشاہ ہر نئے چاند پر ضیافت دیتا تھا جس میں خاص خاص شخصوں کو دعوت دی جاتی تھی ۔ بادشاہ کے دعوت نامہ کو منظور نہ کرنا بادشاہ کی توہین کے مترادف تھا (۱۔سموئیل ۲۰ : ۶) ۔ اکثر بادشاہ کے دسترخوان پر کئی لوگوں کو ہمیشہ کے لئے کھانا کھانے کی دعوت تھی (۲۔سموئیل ۹ : ۷) ۔ نحمیاہ کے دسترخوان پر مہمانوں کے علاوہ ۱۵۰ آدمی حاضر ہوتے تھے اور اُن کے سامنے پُر تکلف کھانے چُنے جاتے تھے (نحمیاہ ۵ : ۱۷-۱۹) ۔

۲ - کھانا تیار کرنے کا طریقہ ۔ کھانا عام طور پر گھر کی خواتین تیار کرتی تھیں (سارہ پیدائش ۱۸ : ۶ ؛ مرتھا - لوقا ۱۰ : ۴۰ ؛ یوحنا ۱۲ : ۲) ۔ شاہی محل میں اور امیروں کے گھروں میں کھانا پکانے کے لئے الگ جگہ ہوتی تھی جہاں باورچی (۱۔سموئیل ۹ : ۲۳) اور عورتیں (۱۔سموئیل ۸ : ۱۳) کھانا تیار کرتے تھے ۔ غالباً عبادت گاہ کے پاس بھی پکانے کا کوئی انتظام ہوگا کیونکہ کئی قربانیوں کا گوشت پکایا جاتا تھا (۱۔سموئیل ۲ : ۱۳ مابعد) ۔ حزقی ایل نبی کی کتاب میں گوشت اُبالنے کی جگہ اور ریچھ تنہوں کا ذکر ہے (۴۶ : ۲۳-۲۴) ۔ اُبالنے کے علاوہ گوشت مچھلی اور روٹی کو کوئلوں پر بھی پکایا جاتا تھا (۱۔سلاطین ۱۹ : ۶ ؛ خروج ۱۲ : ۹ - " آگ پر بھون کر " ؛ یوحنا ۲۱ : ۹) ۔ گوشت کو پانی میں اُبال کر پکانے کے بعد اکثر شوربا اور گوشت الگ کر کے کھایا جاتا تھا (قضاۃ ۶ : ۱۹) ۔

۳ - کھانے کے اوقات ۔ جیسے اوپر ہم نے ذکر کیا پرانے عہد نامہ میں کھانوں کے اوقات کا ذکر نہیں ۔ تاہم مختلف حوالوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عام طور پر دو مرتبہ کھانا کھایا جاتا تھا ۔ مزدور لوگ علی الصبح کام پر روانہ ہو جاتے تھے ۔ ناشتہ کی بجائے وہ کچھ کھانے کی چیزیں اپنے ہمراہ لے جاتے تھے ۔ یہ روٹی ، پھل ، پنیر وغیرہ پر مشتمل ہوتا تھا جو وہ راستہ میں یا کھیت میں کھاتے تھے ۔ مصری لوگ غالباً دن کا بڑا کھانا دوپہر کو کھاتے تھے (پیدائش ۴۳ : ۱۶) لیکن اسرائیلی دوپہر کو ہلکا کھانا کھاتے اور پھر قیلولہ کرتے تھے (روت ۲ : ۱۴) ۔ دوپہر کے کھانے سے احتراز کرنا روزہ رکھنے کے مترادف سمجھا جاتا تھا (قضاۃ ۲۰ : ۲۶ ؛ ۱۔سموئیل ۱۴ : ۲۴) ۔ بڑا کھانا کام کے ختم ہونے پر شام کے ٹھنڈے وقت کھایا جاتا تھا (روت ۳ : ۷) ۔ جب کھانا تیار ہو جاتا تھا تو خاندان کے سب افراد مع مہمانوں کے دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھتے تھے ۔ خاص خوشی کے موقعوں پر کھانے کی رونق بجھارتیں بوجھنے (قضاۃ ۱۴ : ۱۲) ، موسیقی (یسعیاہ ۵ : ۱۲) اور ناچنے (متی ۱۴ : ۶ ؛ لوقا ۱۵ : ۲۵) سے دوبالا کی جاتی تھی ۔ بزرگوں کے زمانے میں غالباً لوگ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا کھاتے تھے (پیدائش ۲۷ : ۱۹ ؛ ۱۔سلاطین ۱۳ : ۲۰ ؛ ۱۔سموئیل ۲۰ : ۲۴ وغیرہ) ۔ بعد میں وہ پلنگ کے گوشے میں دراز ہو کر بائیں ہاتھ

پر ٹیک لگا کر کھانا کھاتے تھے (قب عاموس ۳ : ۱۲ ؛ ۶ : ۴ ؛ حزقی ایل ۲۳ : ۴۱) - میز کے تین طرف دیوان لگے ہوتے تھے جن پر کھانے والے دراز ہوتے تھے - تین یا چار شخص ایک طرف دراز ہوتے تھے - ہر ایک شخص کو ایک چھوٹا تکیہ دیا جاتا تھا جس پر وہ اپنی بائیں کہنی ٹیکتا تھا - اس طرح بیٹھنے سے ہر کوئی اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کی چھاتی پر سر رکھ سکتا تھا (یوحنّا ۱۳ : ۲۳ ؛ قب لوقا ۱۶ : ۲۳ - غالباً آخری حوالے سے یہ مراد ہے کہ لعزر ابرہام کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے) - اس طرح میز پہ بیٹھنے سے اپنے پاس کے شخص سے خفیہ بات بھی کی جا سکتی تھی -

نئے عہد نامہ میں کھانے سے متعلق دو یونانی لفظ خاص طور سے غور طلب ہیں - ارستون ariston - اس کے لغوی معنی بہترین یا پہلا ہیں - یہ لفظ اور اس کے فعل کے صیغہ کو ناشتہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے (یوحنّا ۲۱ : ۱۲، ۱۵ - پروٹسٹنٹ ترجمہ "کھانا کھا لو" کیتھولک "آؤ ناشتہ کر لو") - وہ کھانا جس پر کسی فریسی نے خداوند مسیح کو دعوت دی تھی غالباً دن کا پہلا بڑا کھانا تھا (لوقا ۱۱ : ۳۷ - ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اسے "دن کا کھانا" کہا گیا ہے - کیتھولک ترجمہ میں اسے "چاشت" یعنی صبح کا کھانا کہا گیا ہے) - متی ۲۲ : ۴ کی شادی کی ضیافت بھی یونانی میں ارستون ہے اور معنی بہترین کھانے کے ہیں (یہی لوقا ۱۲ : ۳۷ ؛ ۱۴ : ۱۲ میں آیا ہے - لیکن آخری حوالے میں یونانی کا دوسرا لفظ بھی آتا ہے یعنی دائپ نیو deipneo جو فعل کا صیغہ ہے اور دائپ نون deipnon جو اسم ہے - یہ لفظ شام کے کھانے کے لئے مخصوص ہے (لوقا ۱۷ : ۸ ؛ ۲۲ : ۲۰ - ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں شام کا کھانا ہے - کیتھولک ترجمہ میں پہلے حوالے میں عشا، دوسرے میں صرف کھانا - ۱ - کرنتھیوں ۱۱ : ۲۵ میں ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں عشا ہے اور کیتھولک میں صرف کھانا) -

۴ - خاندان کا روزمرّہ کا عام کھانا ایک ہی پروسا پر مشتمل ہوتا تھا، یعنی صرف ایک ہی ترکاری پکائی جاتی تھی - جب خداوند مسیح نے مرتھا کو پیار سے ڈانٹا (لوقا ۱۰ : ۴۱، ۴۲) تو اُن کا مطلب شاید یہ تھا کہ "مرتھا تو تو بہت سی چیزوں (کے پکانے) کی فکر اور تردّد میں ہے - لیکن (صرف) ایک چیز ضرور ہے" کھانے کی خاص دعوت شادی، سالگرہ اور خاص مہمان کی آمد پر دی جاتی تھی - ایسے موقعوں پر کھانا زیادہ پُر تکلف اور لذیذ ہوتا تھا اور آدابِ مہمان نوازی پورے طور پر ادا کئے جاتے تھے - مہمان کو بوسہ دے کر خوش آمدید کہا جاتا تھا (لوقا ۷ : ۴۵)، اُس کے پاؤں دھوئے یا دھلوائے جاتے تھے (۷ : ۴۴)، بعض موقعوں پر خاص لباس بھی مہیّا کیا جاتا تھا (متی ۲۲ : ۱۱)، ہار پہنائے جاتے تھے (یسعیاہ ۲۸ : ۱)، سر، داڑھی اور بعض مرتبہ کپڑوں کو مُعطّر کیا جاتا تھا (زبور ۲۳ : ۵ ؛ عاموس ۶ : ۶ ؛ لوقا ۷ : ۳۸ ؛ یوحنّا ۱۲ : ۳) - کھانے کے سارے انتظام کو میرِ مجلس کے سپرد کیا جاتا تھا جو خوراک کو چکھتا اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرتا تھا - مہمانوں کو اُن کے مرتبے کے مطابق بٹھایا جاتا تھا (۱ - سموئیل ۹ : ۲۲، لوقا ۱۴ : ۸) - مہمانوں کو خوراک بانٹی جاتی تھی اور مہمان خصوصی کو خاص حصّہ چن کر دیا جاتا تھا (پیدائش ۴۳ : ۳۴ ؛ ۱ - سموئیل ۹ : ۲۳ مابعد) - بعض مرتبہ خاص کھانا لوگوں کے گھر پہنچایا جاتا تھا (۲ - سموئیل ۱۱ : ۸ ؛ نحمیاہ ۸ : ۱۰) - کھانے سے پہلے برکت کی دعا کا ذکر غالباً پرانے عہد نامہ میں صرف ایک جگہ ہے (۱ - سموئیل ۹ : ۱۳) - نئے عہد نامہ میں کئی حوالے ہیں جن میں ذکر ہے کہ خداوند مسیح نے کھانے پر برکت چاہی (متی ۱۵ : ۳۶ ؛ لوقا ۹ : ۱۶ ؛ یوحنّا ۶ : ۱۱) -

کھپرا - پٹری :- (عبرانی - لبیناہ ؛ عربی - لبنتہ = کچی اینٹ) یہ لفظ حزقی ایل ۴ : ۱ میں استعمال ہوا ہے - نبی کو حکم ہوا کہ ایک اینٹ لے کر اُس پر یروشلیم کا نقشہ بنائے - غالباً اس کا مطلب تھا کہ وہ ایک گیلی اینٹ لے کر اُس پر نقشہ کندہ کرے - اگر ایسی اینٹ کو دیرپا بنانا مطلوب ہوتا تو اُسے دھوپ میں سکھایا یا آگ میں پکایا جاتا تھا - یوں نقش پختہ ہو جاتا - آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں ایسے کئی کھپرے ملے ہیں جن پر نقشے کندہ تھے - نیز دیکھئے تل العمرنا -

کھپریل - کھپڑا :- چپٹی اینٹیں (یونانی - کیراموس - قب سرامک - ہمارے ہاں اب چینی کے برتن بنانے کے کئی کارخانے ہیں - ان میں سے اکثر اپنے نام میں لفظ "سرامک" کا جز رکھتے ہیں - سرامک یونانی لفظ کی انگریزی شکل ہے) -

کھپریل کا نام سن کر جو تصویر ہمارے ذہن میں اُبھرتی ہے وہ اُس نشیبی چھتوں کی ہے جو زیادہ تر پہاڑوں میں پائی جاتی ہیں - مفسّرین کا خیال ہے کہ لوقا ۵ : ۱۹ اور مرقس ۲ : ۴ میں جس چھت کا ذکر ہے وہ ایسی نہیں بلکہ ہموار تھی -

کھجلی :- دیکھئے امراضِ بائبل ۵

کھجور :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۸

1012

کھجور کا اتوار Palm Sunday :- بعض کلیساؤں میں دستور ہے کہ ایسٹر سے پہلے کے اتوار کو خداوند یسوع کے یروشلیم میں شاہانہ داخلے کی یاد میں گرجا گھر میں کھجور کی ڈالیاں لے کر جلوس کی صورت میں داخل ہوتے ہیں (متی ۲۱ : ۱ - ۱۱ ؛ مرقس ۱۱ : ۱ - ۱۱ ؛ یوحنّا ۱۲ : ۱۳) - شاید کھجور کی ڈالیوں کا رواج صلیبی جنگوں کے زمانے سے ہوا - صلیبی جنگ کے مجاہدین اپنی واپسی پر اس بات کے ثبوت میں کہ وہ واقعی یروشلیم سے ہو کر آئے ہیں اپنے ساتھ کھجور کی ڈالیاں

لاتے تھے اور ان کو ہلاتے ہوئے گرجا گھر میں داخل ہوتے تھے۔

کھدیڑنا:- تعاقب کرنا - پیچھا کرنا (احبار ۲۶: ۸، ۳۶، ۳۷؛ ایوب ۱۸: ۱۸؛ یسعیاہ ۸: ۲۲؛ ۱۳: ۱۴)۔

کھرپی:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۰

کھڑکی:- دیکھئے مکان۔

کھکیڑ اٹھانا:- ہندی کا لفظ - اب پاکستان میں تقریباً متروک ہے - مصیبت سہنا - یہ عبرانیوں ۱۰: ۳۲ میں آتا ہے - کیتھولک ترجمہ میں "لڑائی کی برداشت" ہے۔

کھلڑی:- کھال کا اسم تصغیر - بائبل کے اردو ترجمہ میں یہ اس کھال (عربی = قلف) کے لئے استعمال ہوا ہے جو ختنہ کے وقت عضوِ تناسل کے سامنے سے کاٹی جاتی ہے (پیدائش ۱۷: ۱۱؛ خروج ۴: ۲۵)۔

جب بنی اسرائیل نے ۴۰ سال بیابان میں پھرنے کے بعد یردن پار کیا تو اُن میں سے بیشتر شخص غیر مختون تھے - یشوع نے ایک پہاڑ پر ان کا ختنہ کیا - بعد میں یہ کھلڑیوں کی پہاڑی (قلف کی پہاڑی) کہلائی (یشوع ۵: ۳)۔

لڑائی کے دوران بنی اسرائیل غیر قوم لوگوں کی کھلڑیاں اس بات کو ثابت کرنے کیلئے جمع کرتے تھے کہ اُنہوں نے کتنے شخصوں پر فتح پائی ہے - داؤد نے ساؤل بادشاہ کا داماد بننے کے لئے دو سو فلستیوں کی کھلڑیاں پیش کیں (۱-سموئیل ۱۸: ۲۵)۔

کھلڑیوں کی پہاڑی - قلف کی پہاڑی:- دیکھئے کھلڑی۔

کھلیان:- اناج گاہنے کی جگہ - عام طور پر زمین کو لیپ پوت کر ہموار اور سخت بنا لیا جاتا تھا - پھر اس جگہ اناج کے پولے بکھیر دیئے جاتے اور ان کو بیلوں کے پیچھے سہاگا یا لکڑی کا پٹڑا باندھ کر گاہا جاتا (استثنا ۲۵: ۴؛ یسعیاہ ۲۸: ۲۷؛ ۱-کرنتھیوں ۹: ۹)۔ پھر اناج کو بیلچے اور چھاج سے ہوا میں اڑا کر پھٹکا جاتا (یسعیاہ ۳۰: ۲۴)۔ چونکہ اناج گاہنے کے موسم میں چوری کا ڈر رہتا تھا اس لئے مزدور کھلیان پر ہی سوتے تھے (روت ۳: ۴-۷)۔ اکثر کھلیان پہاڑیوں پر بنائے جاتے تھے جہاں ہوا بھوسے کو آسانی سے اُڑا سکتی تھی۔

کھمبا:- دیکھئے لیسیرت۔

کھوپڑی:- دیکھئے گلگتا۔

کھونٹی:- دیکھئے بھُس اور کھونٹی

کھونچیں کاٹنا:- دیکھئے کونچیں کاٹنا۔

کھیت آنا:- اردو محاورہ - معنی کام آنا - مارا جانا - قتل ہو جانا، شہید ہونا۔ یہ پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں ۲-سموئیل ۱: ۱۹، ۲۵، ۲۷ اور خروج ۳۲: ۲۸ میں استعمال ہوا ہے - کیتھولک ترجمہ میں لفظ "شکست" اور "مارے گئے" استعمال کیا گیا ہے۔

کھیتی باڑی:- دیکھئے کاشتکاری۔

کھیرے:- دیکھئے نباتات بائبل ۶۹

کھیل:-

۱- پرانے عہد نامہ میں

ا- کسرتی کھیل - ورزش

قدیم مشرقِ وسطیٰ میں روز مرّہ کی زندگی میں اتنی محنت و مشقت کی ضرورت تھی کہ دن کے آخر میں لوگوں کے پاس نہ تو کھیلنے کودنے کی فرصت تھی اور نہ ہی خواہش - اس کے علاوہ عبرانی لوگ طبیعت کے بھی سنجیدہ واقع ہوئے تھے اور دل بہلانے کے لئے مختلف مشاغل پر کوئی خاص توجہ نہ دیتے تھے - بجائے عوامی کھیلوں کے مذہبی رسومات جو سالانہ عیدوں اور دیگر مواقع پر ادا کی جاتی تھیں اس کمی کو پورا کرنے میں مدد دیتی تھیں - ان رسومات میں ناچ کا ذکر اکثر آتا ہے (زبور ۳۰: ۱۱؛ یرمیاہ ۳۱: ۱۳) مثلاً افتاح کی بیٹی کا اپنے باپ کی فتح کے بعد استقبال کرتے وقت ناچ (قضاۃ ۱۱: ۳۴) - لیکن اس رقص و سرود میں مذہبی رنگ زیادہ غالب تھا - مثلاً موسیٰ کی بہن اور اُس کے ساتھ دیگر عورتوں کا ناچ بنی اسرائیل کا فرعون پر فتح حاصل کرنے کے بعد خداوند کی حمد و ثنا کا گیت اور ناچ تھا (خروج ۱۵: ۲۰) - کوہِ سینا کے دامن میں بنی اسرائیل کا سونے کے بچھڑے کے سامنے ناچنا بھی ایک بُت پرست مذہبی تقریب کا حصہ تھا (خروج ۳۲: ۱۹) - داؤد بادشاہ کا عہد کے صندوق کے لانے کی خوشی میں ناچتے ہوئے جلوس میں آنا بھی مذہبی اہمیت کا حامل تھا (۲-سموئیل ۶: ۱۴، ۱۶؛ قب زبور ۱۴۹: ۳؛ ۱۵۰: ۴) - اگرچہ ہمیں ایسے حوالے نہیں ملتے جن میں واضح طور پر کھیلوں کا ذکر ہو تاہم یہ بعید القیاس نہیں کہ عبرانی لوگ کشتی لڑتے (قب پیدائش ۳۲: ۲۴)، **وزن اُٹھاتے** (زکریاہ ۱۲: ۳)، **شکار** وغیرہ کھیلنے، تیر کمان اور فلاخن کا استعمال کرتے (ایوب ۱۶: ۱۲، نوحہ ۳: ۱۲)، **چاند**

مادی کرنے (۱-سموئیل ۲۰:۲۰)، دوڑنے اور جماعتی (ٹیم) مقابلوں (۲-سموئیل ۲:۱۴) میں حصّہ لیتے تھے۔

جب مکابیوں کے زمانے میں (دیکھئے مکابی) یونانی مائل یہودیوں نے ★ انطاکس ملقب بہ اپِفنیس کے عہد میں فلسطین میں یونانی کھیل رائج کئے تو دیندار یہودیوں نے انہیں بہت بُرا تصوّر کیا۔ فریسی تو اس کے بہت خلاف تھے۔ لیکن ستم ظریفی کا یہ عالم تھا کہ یروشلیم میں یونانی کھیلوں کا آغاز پہلی مرتبہ سردار کاہن ★ یاسون نے کروایا۔ روایت ہے کہ یاسون نے انطاکس چہارم کو تحفے تحائف دے کر (جو ایک قسم کی رشوت تھی) ایک **ورزش گاہ** اور ایک **دنگل** تعمیر کروایا۔ اُس نے اپنی کوشش سے یروشلیم کے شہریوں کو "انطاکیہ کی شہریت" کا اعزاز دلوایا۔ ورزش گاہ کے لئے یونانی لفظ gymnasion ہے جس کے بنیادی معنوں میں ننگے پن کا مفہوم ہے۔ ورزش اور کسرت وغیرہ کرتے وقت یونانی دستور کے مطابق کھلاڑی تقریباً سب کپڑے اتار دیتے تھے کیونکہ یہ جسم کی حرکات اور دوڑنے میں رکاوٹ پیش کرتے تھے (قب مرقس ۱۰: ۵۰؛ اردو محاورہ کمر کسنا، یا کمربستہ ہونا بھی اسی رکاوٹ کو کم کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے)۔ ان ورزش گاہوں کے قائم ہونے سے عبرانیوں میں آہستہ آہستہ یونانی تہذیب اپنا زہریلا اثر چھوڑنے لگی۔ یہ کھیل اکثر کسی دیوتا کی پوجا کا حِصّہ ہوتے تھے، مثلاً اولمپک کے کھیل زیوس کے اعزاز میں کھیلے جاتے تھے۔ کھلاڑی ایک خاص قسم کی ٹوپی پہنتے تھے جو مذہبی یہودیوں کو ناگوار گذرتی تھی کیونکہ اس سے اُن کی رائے میں یہودی تشخص مفقود ہو جاتا تھا۔ چونکہ ورزش گاہ میں نوجوان ننگے ہوتے تھے اس لئے یہودی اور غیر یہودی کی تمیز بالکل صاف تھی۔ غالباً اسی لئے انطاکس چہارم نے ختنہ کے خلاف حکم جاری کئے اور ہر مہینے گھروں کی تلاشی کا حکم صادر کیا تاکہ معلوم کیا جائے کہ کسی بچے کا ختنہ تو نہیں کیا گیا (دیکھئے انطاکس چہارم)۔

ہیرودیس بادشاہ نے بھی یروشلیم اور قیصریہ میں ایک تماشاگاہ اور ایک بیضوی اکھاڑہ (دنگل) بنوایا (تصویر کے لئے دیکھئے تماشا اور تماشاگاہ) جہاں ہر پانچویں سال دوڑیں اور موسیقی کے مقابلے ہوتے تھے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان کھیلوں میں عورتیں نہ تو شریک ہو سکتی تھیں اور نہ ہی بطور ناظرین حاضر ہو سکتی تھیں۔

ب۔ قسمت آزمائی کے کھیل

وہ کھیل جن میں اتفاق کا عنصر غالب ہو۔ ان میں وہ کھیل شامل ہیں جن میں پانسا یا کعبتین پھینکنے سے چال چلنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے (کعبتین۔ کعبتہ کی جمع ہے اور مکعب سے مشتق ہے۔ یہ ایک شش پہلو مُہرہ ہوتا ہے)۔ کھدائی کے دوران مشرقِ وسطیٰ سے ایسے مہرے اور کھیل کے تختے دستیاب ہوئے ہیں جن سے چوسر اور یکیسی وغیرہ کی طرح کے کھیل کھیلے جاتے تھے۔ اسرائیلی ان کھیلوں میں بھی مذہبی پہلو دیکھتے تھے (دیکھئے پور۔ پوریم جو ایک قسم کا قرعہ تھا۔ ★ اوریم اور تمیم کا استعمال بھی مذہبی تھا۔ سردار کاہن اسے یہوواہ کی مرضی معلوم کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا)۔

لفظ قرعہ میں پھینکنے کا مفہوم ہے۔ خداوند مسیح کی تصلیب کے وقت سپاہیوں نے اُن کے بن سلے کُرتے پر قرعہ ڈالا (متّی ۲۷: ۳۵؛ مرقس ۱۵: ۲۴؛ لوقا ۲۳: ۳۴؛ یوحنّا ۱۹: ۲۴)۔

کھیل کا تختہ اور مُہرے۔ یہ اُور میں شاہی مقبرہ کی کھدائی کے دوران دستیاب ہوئے۔ کھیلنے کے طریقے کے متعلق کچھ علم نہیں۔

ج۔ بچّوں کے کھیل

ہر قوم کے بچّوں کی طرح یہ قدرتی بات ہے کہ اسرائیلی بچّے بھی کھیل کود میں وقت گزارتے ہوں گے۔ ان کا ذکر بھی کہیں کہیں کتابِ مقدس میں ملتا ہے۔ زکریاہ نبی فرماتا ہے، "شہر کے کوچے کھیلنے والے لڑکے لڑکیوں سے معمور ہوں گے" (۸: ۵)۔ یسعیاہ نبی اہلِ یروشلیم کو خبردار کرتا ہے کہ" وہ بے شک تجھ کو **گیند** کی مانند گھما گھما کر وسیع ملک میں اُچھالے گا" (۲۲: ۱۸)۔

نئے عہد نامہ میں بچّوں کے کھیلوں میں بڑوں کی نقل میں جھوٹ موٹ کی شادی اور موت کا ذکر ہے (متّی ۱۱: ۱۶، ۱۷؛ لوقا ۷: ۳۲)۔

د۔ تفریحی کھیل اور دیگر مشاغل

ہر عمر کے عبرانی فرد کے لئے شادی کی ضیافت اور فصل کاٹنے کے بعد کی شکرگذاری خوشی کا موقع ہوتا تھا جس کا وہ پورا فائدہ اُٹھاتا تھا (قضاۃ ۱۴: ۱۰؛ ۹: ۲۷؛ ۲۱: ۲۱)۔ یہ خوشیاں بادشاہ کی تاجپوشی (۱-سلاطین ۱: ۳۹، ۴۰) یا فتح کے موقع پر بھی (خروج ۱۵: ۲۰؛ قضاۃ ۱۱: ۳۴؛ ۱-سموئیل ۱۸: ۶) منائی جاتی تھیں۔

ایسے موقعوں پر قصہ گوئی اور پہیلیاں بوجھنا بھی بہت مقبول عام مشغلے تھے (قضاۃ ۱۴: ۱۲؛ حزقی ایل ۱۷: ۲؛ ۱-سلاطین ۱۰: ۱)۔

۲ - نئے عہد نامہ میں

پہلی صدی عیسوی کے مسیحی اور غیر مسیحی، یونان اور روما کے مقابلوں کے کھیلوں سے اچھی طرح واقف تھے۔
مکابیوں کے زمانہ سے لے کر پولس رسول کے وقت تک یونانی کھیلوں کے بارے میں عبرانی لوگوں کی رائے کافی تبدیل ہو چکی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یونانی سوچ اور تمدن یہودیوں کے نظریہ حیات پر کافی اثر انداز ہو چکا تھا یہاں تک کہ ان کھیلوں سے تشبیہات اور استعارے اور مثالیں لینا اب معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ ابتدائی دور میں کھیل اور مقابلے مذہبی رنگ میں رنگے ہوئے تھے تاہم ان کی افادیت سے کسی کو انکار نہ تھا کیونکہ یہ صحت اور حسنِ تنظیم پیدا کرنے میں مدد کرتے، باقاعدگی سے کھیلنے کے اخلاق کو تقویت دیتے اور نفس کشی اور ریاضت کی عادات کی افزائش کرتے تھے۔ مزید یہ بین الاقوامی خیرسگالی کو فروغ دینے میں بہت ممد تھے۔

ا - ثالث - منصف - امپائر

نئے عہد نامہ کے خطوط میں، ان میں سے کئی کھیلوں اور مقابلوں کے متعلق استعارے، تشبیہات اور مثالیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ کھیل کی بعض اصطلاحات بھی استعمال ہوئی ہیں جو کبھی کبھی ترجمہ میں صاف ظاہر نہیں ہوتیں۔ مثلاً کھیل میں ایک ثالث umpire (امپائر) بھی ہوتا ہے جو فیصلہ دیتا ہے کہ کیا کھیل شرائط و قواعد کے مطابق کھیلے جا رہے ہیں یا نہیں اور کہ کون انعام کا مستحق ہے۔ ایسے شخص کو عربی میں حکم کہتے ہیں۔ اس کا یونانی لفظ brabeus ہے۔ اس سے ترکیب دیا ہُوا لفظ کلسیوں ۳: ۱۵ میں ہے۔ اردو ترجمہ میں معنی صاف نہیں (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) "مسیح کا اطمینان تمہارے دلوں میں ثالث رہے"۔ کھیل کی اصطلاح کی روشنی میں تشریحی ترجمہ یوں ہوگا "تم سب ایک ٹیم (یعنی ایک بدن) ہو جس کے لئے تمہارے دلوں میں مسیح کے اطمینان کو امپائر کے طور پر رکھا گیا ہے تاکہ تم آپس میں مل جُل کر صلح صفائی سے زندگی کا کھیل کھیلو"۔

اسی یونانی لفظ کی ایک منفی ترکیب کلسیوں ۲: ۱۸ میں استعمال ہوئی ہے katabrabeuo معنی امپائر کا منفی فیصلہ دینا)۔ اردو میں "انعام سے محروم رکھنا" ہے۔
یاد رہے کہ سب سے مشہور کھیلوں کے مقابلے اولمپس کے میدان میں زیوس دیوتا کے اعزاز میں منعقد ہوتے تھے۔ کوہ اولمپس پر اس دیوتا کا مندر تھا۔ اس مندر سے کھیلوں کے شروع ہونے کے لئے ایک مشعل روشن کر کے لائی جاتی تھی۔ پھر کھیلوں کا افتتاح ہوتا تھا۔ اولمپک کے بعد دوسرے درجہ پر خاکنائے کرنتھس کے کھیل مشہور تھے (دیکھئے نقشہ)۔ یہ ہر تیسرے سال منعقد ہوتے تھے۔ ان میں شریک ہونے والے کھلاڑی دس ماہ کی سخت تربیّت حاصل کرتے تھے۔ اُنہیں بڑی جانفشانی سے اپنے اپنے کھیلوں کی مشق کرنی ہوتی تھی۔

یونان کا نقشہ
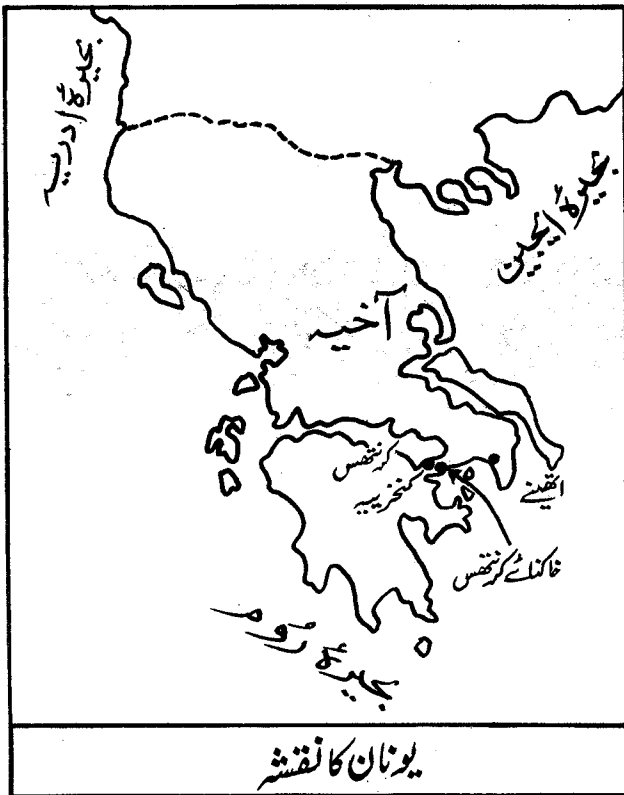
ب - کھیل کیلئے تربیّت اور تیاری

جب پولس رسول کرنتھیوں کو اپنا پہلا خط لکھتا ہے تو وہ ایک مسیحی کی تربیّت کے لئے کھیلوں کی وہ مثال دیتا ہے جس سے کرنتھس کے لوگ بخوبی واقف تھے۔ ۱-کرنتھیوں ۹: ۲۴-۲۷ میں وہ ★دوڑ میں دوڑنے والوں کی تربیّت کا ذکر کرتا ہے۔ اُردو ترجمہ میں لفظ پہلوان (آیت ۲۵) استعمال ہُوا ہے۔ غالباً یہاں اس لفظ سے کشتی میں اوّل آنے کی خواہش رکھنے والا شخص مراد ہے۔ یونانی متن میں "ہر کوئی جانفشانی کرنے والا" ہے۔ جانفشانی کے لئے لفظ agonizomai اگونی زومائی کی ترکیب استعمال ہوئی ہے جس کے بنیادی معنی جان جوکھوں والی محنت کرنا، خون پسینہ ایک کرنا وغیرہ ہیں (یہی لفظ لوقا ۱۳: ۲۴؛ کلسیوں ۱: ۲۹؛ ۴: ۱۲ میں استعمال ہُوا ہے اور ترجمہ "جانفشانی" کیا گیا ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ مقابلہ میں اوّل آنے کی خواہش رکھنے والا ورزش کار اپنی تربیت کے دس ماہ کے دوران سخت محنت اور ریاضت سے تیاری کرتا ہے۔ اس کی محنت کا محرّک وہ علامتی پتیوں کا ★ تاج تھا جو کامیابی پر اُسے انعام میں ملتا تھا۔ یاد رہے کہ

پتیوں کا تاج محض علامت تھی۔ کھیلوں کے مقابلے میں جیتنے والے کو یونانی عوام زندہ جاوید بنا دیتے تھے۔ جب وہ واپس اپنے شہر آتا تو اس کا ایک فاتح جرنیل کی طرح استقبال کیا جاتا۔ شہر کی کسی نمایاں جگہ اُس کا مجسمہ نصب کیا جاتا۔ وقت کا کوئی مشہور شاعر اُس کی تعریف میں نظم لکھتا۔ ہر تماشے اور کھیل میں اُسے اگلی نشست دی جاتی۔ اکثر اُسے ٹیکس بھی معاف کئے جاتے۔ لیکن یہ سب اسی زندگی کی آنی جانی چیزیں تھیں۔ پولس کرنتھس کے مسیحیوں کو کہتا ہے کہ جب یہ لوگ اتنی جانفشانی اور ہر طرح کا پرہیز کرتے ہیں اور وہ بھی صرف اِن آنی جانی چیزوں کے لئے تو ہمیں اُس لافانی اجر کے لئے جو لازوال ہے کتنی زیادہ محنت کرنی چاہیئے (آیت ۲۵ قب ۲-تیمتھیس ۲: ۵؛ ۴: ۸؛ ۱-پطرس ۱: ۴؛ ۵: ۴)۔ اگلی آیت (۲۶) میں پولس پیدل دوڑ کی تربیت کی تصویر پیدا کر

ج۔ مُکّہ بازی کی مشق کی تصویر پیش کرتا ہے کہ کیسے ایک مُکّہ باز اپنے بدن کو قابو میں رکھتا ہے۔ اس مثال سے وہ ریاضت کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

د۔ ۱-کرنتھیوں ۹: ۲۷ میں غالباً کھیل کے ایک اور اہم شخص کی طرف اشارہ ہے یعنی نقیب کی طرف۔ یونانی لفظ kerusso کے معنی منادی کرنا یا اعلان کرنا ہیں۔ کھیل کے میدان میں نقیب کے ذیل کے فرائض تھے۔ وہ کھلاڑیوں کے نام پکارتا تھا۔ وہ کھیل کے قواعد اور ضوابط کا اعلان کرتا تھا اور جیتنے والے کے نام کا ڈھنڈورا پیٹتا تھا۔ آیت ۲۷ میں پولس کہتا ہے کہ میں اپنے بدن کو قابو میں رکھتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میں یہ سب قواعد اور ضوابط کا اعلان کرنے کے بعد خود ہی نااہل ٹھہرایا جاؤں اور انعام سے محروم رہوں۔

۷۔ پیدل دوڑ

۱-کرنتھیوں ۹: ۲۴ کے علاوہ پیدل دوڑ کا ذکر گلتیوں ۲: ۲؛ ۵: ۷؛ فلپیوں ۲: ۱۶ اور عبرانیوں ۱۲: ۱، ۲ میں بھی آتا ہے (گلتیوں ۲: ۲ اور فلپیوں ۲: ۱۶ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ دوڑ دھوپ کے محاورہ کے استعمال سے پیدل دوڑ کے مفہوم کو کمزور کر دیتا ہے کیونکہ اس کے معنی کوشش، محنت ہیں۔ یہاں اس سے مراد حقیقی دوڑ ہے۔ قب کیتھولک ترجمہ)۔ عبرانیوں ۱۲: ۱، ۲ میں پیدل دوڑ کے مقابلے کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں دوڑ کے میدان (★ جولانگاہ) کی طرف اشارہ ہے۔ دوڑ کے میدان کے لئے یونانی لفظ stadion ستادیون استعمال ہوا ہے جس سے انگریزی لفظ سٹیڈیم نکلا ہے (نیز دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۳۲)۔ یہ اکثر بیضوی شکل کی جگہ ہوتی تھی جس کی ایک طرف (بعد میں چاروں طرف) سیڑھیوں کی طرح قطار در قطار تماشائیوں کے لئے نشستیں ہوتی تھیں۔

بعض دوڑوں کا فاصلہ اتنا ہوتا تھا کہ جولانگاہ کے ایک چکر میں ہی پورا ہو جاتا تھا۔ ایسی حالت میں دوڑنے والا جہاں سے دوڑ شروع کرتا تھا وہیں اُسے ختم کرتا تھا۔ دوڑ شروع ہوتے وقت کھلاڑیوں کی نظر اُس شخص پر لگی ہوتی تھی جو دوڑنے کا اشارہ کرتا تھا۔ دوڑ کے اختتام کی جگہ پر بھی ایک شخص موجود ہوتا تھا جو دوڑ مکمل ہونے کا اعلان کرتا تھا۔ غالباً عبرانیوں کے خط کا لکھنے والا ایسی ہی جولانگاہ کا ذکر کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خداوند مسیح کی طرف تکتے رہو کیونکہ وہی ہمارے ایمان کی دوڑ شروع کرواتے ہیں اور وہی دوڑ کے مکمل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے نمونہ بھی ہیں کیونکہ وہ خود بھی ایسی دوڑ کامیابی سے مکمل کر چکے ہیں۔

و۔ تماشائی

"گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۱)۔ دوڑ کے دیکھنے والوں کا ہجوم جو جولانگاہ کی نشستوں پر بیٹھے ہوتے دوڑنے والے کو بادلوں کی طرح گھیرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ وہ دوڑنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ یہ ناظرین وہ لوگ ہیں جو خود بھی ایمان کی دوڑ میں کامیاب رہے تھے (ان کا ذکر عبرانیوں کے گیارہویں باب میں آیا ہے)۔ یہاں لفظ گواہ غور طلب ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے شہادت)۔

اس آیت میں دوڑ کی تربیّت کے متعلق ضمناً ایک اور دلچسپ بات کا ذکر ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اوپر ہم نے ذکر کیا ہے کہ کھلاڑی اپنی دس ماہ کی ریاضت میں بڑی جانفشانی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ اس آیت میں ہر ایک بوجھ کو دُور کرنے سے غالباً یہ مراد ہے کہ وہ پرہیز کر کے اپنے بدن سے فالتو گوشت کو کم کرتا اور اپنے جسم کے وزن کو صحیح رکھتا تھا۔ اُلجھانے والے گناہ کا اشارہ اُن فالتو کپڑوں اور ایسی نفس پرستی کی عیاشی کی عادتوں کی طرف ہے جو دوڑ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔

ز۔ رتھ دوڑ

فلپیوں ۳: ۱۳، ۱۴ میں پولس غالباً اس دوڑ کی تصویر پیش کرتا ہے۔ رتھ دوڑ بہت پرانی اور مقبول عام دوڑ تھی جو کھیل کے جشنوں

رتھ دوڑ

کی رونق کو دوبالا کرتی تھی۔ اس کا ذکر مشہور یونانی کلاسیکی مصنفوں مثلاً ہومر اور سوفوکلیز نے بھی کیا ہے۔ رومی تو اس کے بڑے دلدادہ تھے۔ فلپی ایک رومی نوآبادی تھی اس لئے یہاں کے لوگ تو اس دوڑ سے اچھی طرح واقف ہوں گے۔ اس حوالہ میں پولس تصور کرتا ہے کہ وہ رتھ میں سوار ہے۔ اُس کے گھٹنے رتھ کے آگے کے جنگلے سے ٹکے ہوئے ہیں۔ گھوڑے کی باگ ڈور اُس کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی ہے اور وہ آگے کو جھکا ہؤا ہے۔ ایسی حالت میں جب کوئی مقابلے کی تیزی میں نشان کی طرف سرپٹ دوڑے جا رہا ہو تو پیچھے دیکھنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

ح۔ جنگلی جانوروں کے آگے ڈالنا

عوام کی تفریح کے لئے ایک اور کھیل تھا جس میں مجرموں کو لوگوں کے سامنے اکھاڑے میں جنگلی جانوروں کے آگے پھینک دیا جاتا تھا۔ قیصر نیرو کے عہد میں کافی مسیحی اس طرح شہید کئے گئے۔ جب مجرم نہیں ہوتے تھے تو باقاعدہ تربیت یافتہ غلام gladiators درندوں سے لڑتے تھے۔

۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۲ میں پولس رسول اس قسم کے کھیل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اعمال ۱۹: ۲۴ مابعد میں افسس میں سخت فساد کا بیان ہے۔ کرنتھیوں کو پولس بتاتا ہے کہ افسس میں وہ درندوں سے لڑا۔ لیکن یہاں اس سے حقیقی درندے مراد نہیں بلکہ حیوان خصلت انسان جن میں دیمیتریس اور اُس کے ہم پیشہ لوگ پیش پیش تھے۔ چونکہ پولس رومی شہری تھا اس لئے وہ اس سزا سے مستثنیٰ تھا۔

جنگ میں فتح کے بعد جب ایک رومی جرنیل اپنے ملک واپس آتا تھا تو وہ اپنی فوج کے جلوس کی قیادت کرتا تھا۔ اس فاتحانہ جلوس کے آخری حصہ میں جنگی قیدی ہوتے تھے۔ انہیں بعد میں اکھاڑے میں جنگلی جانوروں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا اور لوگ ان کا تماشا دیکھتے تھے۔ اس قسم کے جلوس کی تصویر پولس ۲۔کرنتھیوں ۲: ۱۴-۱۶ میں کھینچتا ہے (تفصیل اور تشریح کے لئے دیکھئے فتح مندی کی گشت)۔

۱۔کرنتھیوں ۴: ۹ میں بھی اسی قسم کے جلوس کے آخر میں چلنے والوں کا ذکر ہے۔ پولس رسول کرنتھیوں کی شیخی پر تنقید کر رہا ہے۔ کرنتھس کی کلیسیا میں پارٹی بازی شروع ہوگئی تھی۔ کوئی پولس کو کوئی پطرس کو اور کوئی اپلوس کو اپنا ہادی مان کر اُس پر فخر کرتا تھا۔ پولس اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا مسیح بٹ گیا؟ (۱۔کرنتھیوں ۱: ۱۲، ۱۳)۔ وہ آگے چل کر کہتا ہے کہ رسول تو صرف پیغام لانے والے ہیں۔ اُن میں سے کسی کی پیروی کرنے میں شیخی کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے اسی لئے رسولوں کو جلوس کے آخری حصہ میں رکھا ہے جہاں وہ لوگ ہیں جن پر (جنگلی جانوروں کے سامنے ڈالے جانے کے لئے) قتل کا حکم ہو چکا ہے (آیت ۹) اور اب وہ دنیا، فرشتوں اور آدمیوں کے سامنے (اکھاڑے میں) تماشا بن رہے ہیں (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ ادنیٰ استعمال ہؤا ہے۔ زیادہ موزوں اور درست لفظ "پیچھے" ہے دیکھئے اردو ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ)۔

ط۔ کھیلوں میں قواعد اور ضوابط کی پابندی

کھیلوں کا ایک قابلِ تعریف پہلو وہ اخلاق تھا جو قواعد اور ضوابط کی صحیح پابندی سے پیدا ہوتا تھا۔ یونانی کھیلوں میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ یہ قواعد نہ صرف کھیل کے وقت بروئے کار لائے جاتے تھے بلکہ مقابلے سے پہلے ہر کھلاڑی کو ایک حلفیہ بیان دینا پڑتا تھا کہ اُس نے پچھلے دس ماہ میں پوری تیاری کی ہے۔ اُس نے صحیح تربیت حاصل کی ہے۔ اُس نے خوراک میں اعتدال، ورزش میں باقاعدگی، ہر بُری عادت سے احتراز، اور پوری جسمانی ریاضت کی ہے۔ وہ یہ وعدہ بھی کرتا تھا کہ جس کھیل میں وہ شریک ہوگا وہ اس کے قوانین کا احترام کرے گا اور ثالث کے فیصلے اور نقیب اور دیگر افسران کا حکم مانے گا۔ یہ تمام خیال پولس کے اس جملے کے پس منظر میں ہیں جو وہ تیمتھیس کو لکھتا ہے "دنگل میں مقابلہ کرنے والا بھی اگر اُس نے باقاعدہ مقابلہ نہ کیا ہو تو سہرا نہیں پاتا" (۲۔تیمتھیس ۲: ۵ قب ۱۔کرنتھیوں ۹: ۲۵؛ عبرانیوں ۱۲: ۱)۔ ایک مسیحی کو بھی دینداری کے لئے جو کھیل کے لئے جسمانی ریاضت سے زیادہ مفید ہے باقاعدگی اور ریاضت کی ضرورت ہے (۱۔تیمتھیس ۴: ۷، ۸)۔

کیتھولک:- ۱۔ یہ یونانی لفظ نئے عہدنامہ میں استعمال نہیں ہؤا۔ لیکن اس کا مفہوم انجیل میں کلیسیا کے تصوّر میں موجود ہے۔ اس کے معنی "عام" یا "عالمگیر" ہیں۔ کلیسیا سب لوگوں (عوام) کے لئے ہے اور سب قوموں میں پھیلی (عالمگیر) ہے (متی ۲۸: ۱۹)۔

بعد میں اس لفظ کو اُن کلیسیاؤں نے اپنا لیا جو اپنے کو صحیح عقیدہ کے پیرو سمجھتی تھیں۔ ان کے لئے بہتر لفظ "رسولی" تھا کیونکہ یہ رسولوں کی تعلیم پر قائم تھیں۔ لیکن اس لفظ کا وسیع تر مفہوم یعنی "عالم گیر" فراموش نہیں کیا گیا بلکہ دوسرے معنوں میں ضم ہوگیا۔ ۳۴۸ء میں یروشلیم کے ایک شخص سرل نے لفظ کیتھولک کے استعمال کے لئے ایک بڑا معقول بیان دیا۔ "کلیسیا کو اس لئے کیتھولک کہا جاتا ہے کہ یہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی تعلیم جامع اور مکمل ہے۔ یہ ہر شخص کی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور یہ روحانی فضل اور قوت سے بھرپور ہے۔" اصلاحِ کلیسیا کے بعد، باقی کلیسیاؤں سے امتیاز کرنے کے لئے، پروٹسٹنٹ فرقوں نے رومی کلیسیا کو رومن کیتھولک کہا اور اپنے کو کیتھولک۔

۲۔ یہ لفظ اُن خطوط کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جو کسی شخص یا کلیسیا کو لکھے نہیں گئے ہیں بلکہ تمام کلیسیاؤں کے لئے تمام مضمون لکھے گئے ہیں۔ یہ تعداد میں سات ہیں۔ اور یہ لکھنے والوں

کے نام سے مشہور ہیں۔ باقی خطوط اُن ناموں سے مشہور ہیں جن کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ان میں عام تعلیم، عالم گیر کلیسیا کے لئے دی گئی ہے۔ یہ یعقوب کا عام خط، پطرس کے دو خط، یوحنا کے تین خط (اگرچہ ان میں سے دو خاص شخصوں کو لکھے گئے ہیں) اور یہوداہ کا عام خط ہیں۔

کیدون :- کیدون کے کھلیان پر عُزّا نے عہد کے صندوق کو ہاتھ لگایا تو وہ خدا کے قہر سے مارا گیا (۱- تواریخ ۱۳: ۹)۔ اس جگہ کو ۲- سموئیل ۶: ۶ میں نکون کا نام دیا گیا ہے۔

کیڑے مکوڑے، بائبل کے :- دیکھئے حشرات بائبل۔

کیسے :- دیکھئے زیورات بائبل ۱۶

کیفا :- ارامی لفظ جس کے معنی ہیں پتھر یا چٹان۔ یہ نام خداوند یسوع نے پطرس رسول کو دیا تھا (یوحنا ۱: ۴۲)۔ دیکھئے پطرس۔

کیکر :- دیکھئے نباتات بائبل ۱۶۹ اور ۱۴ ببول۔

کیکر کی لکڑی - سنط کی لکڑی :- یہ لکڑی کیکر کے درخت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا ذکر بائبل میں خیمۂ اجتماع کے سلسلے میں ۲۶ مرتبہ آیا ہے (خروج ۲۵: ۲۸)۔ یہ لکڑی سخت، معمولی کھردری اور ہلکے زردی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے مگر پرانی ہو کر سیاہ پڑ جاتی ہے۔
نیز دیکھئے نباتات بائبل ۱۴ ببول۔

کیلنڈر :- تقویم۔ جنتری۔
دن، سال وغیرہ کا صحیح حساب رکھنے کا نظام۔ کیلنڈر اس مقصد سے تیار کئے جاتے ہیں کہ صحیح تاریخ لکھنے کے لئے مناسب انتظام کیا جائے جس کے مطابق مختلف تہوار وغیرہ مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

یہودی کیلنڈر قمری ماہ پر مبنی تھا۔ تقویم اور جنتری کیلنڈر کا دوسرا نام ہے اور ان میں منجم روزانہ حالات اور تاریخیں اور چاند ستاروں کے متعلق مشاہدات درج کرتے ہیں۔

ابتدائی کیلنڈر کا تعلق کسان کے کاشتکاری اور فصل تیار ہونے کے سلسلے سے تھا۔ بعد میں ان ایام کو مذہبی عبادتوں اور عیدوں سے ملایا گیا۔ اس تعلق اور مضمون کی پیچیدگی کی وجہ سے مذہبی ہادی اور کاہن اس مضمون کے ماہر بن گئے تھے اور وہی کیلنڈر کا اہتمام کرتے تھے۔ صحیح تاریخ کا تعین کرنا حکومت اور تجارت کے لئے نہایت ضروری تھا اس لئے مسوپتامیہ، مصر اور دوسری تہذیبوں نے کیلنڈر کے مختلف سلسلے اختراع کئے۔ ہمیں یہودیوں کے پرانے کیلنڈر کے متعلق کچھ صحیح علم نہیں، ماسوا اُن ہدایات کے جو مختلف عیدوں کو منانے کے لئے بائبل میں درج ہیں۔ لیکن ★ مشنہ میں (یہ یہودی قوانین کا مجموعہ ہے جو دوسری صدی عیسوی میں تیار کیا گیا) اسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کیلنڈر بابل کی تہذیب سے بہت متاثر ہے۔ یہ اور وہ رومی کیلنڈر جس کی قیصر یولیس نے اصلاح کی تھی ابھی تک استعمال ہو رہے ہیں۔

بنیادی طور پر سب کیلنڈر سورج، چاند اور ستاروں کی گردش پر مبنی ہوتے ہیں۔ سورج ہمیں دن کی اکائی دیتا اور سال کے موسموں کو تعیّن کرنے میں مدد دیتا ہے۔ چاند کا بڑھنا اور گھٹنا جسے ۲۹ سے ۳۰ دن لگتے ہیں ہمیں مہینے کا تصوّر دیتا ہے۔ لفظ مہینہ جو ماہ (چاند) سے مشتق ہے اس کی دلیل ہے۔ بڑی عیدیں نئے چاند یا پورے چاند پر منائی جاتی تھیں۔ فلسطین میں چونکہ آسمان عام طور پر صاف ہوتا ہے اس لئے نئے چاند سے ۱۴ دن کا وقت مقرر کرنا آسان ہوتا تھا۔ قدیم زمانے سے انسان نے دیکھا ہے کہ رات کو آسمان میں تاروں کا نقشہ موسم کے مطابق بدلتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ موسم سے ہم آہنگی رکھتا ہے۔ چرواہے موسم کے متعلق آسمان کے تاروں سے صحیح معلومات حاصل کر سکتے تھے۔ سب سے اہم اور مشکل معاملہ حساب کی صحت کا تھا۔ قمری سال کے بارہ مہینے شمسی سال سے تقریباً گیارہ دن کم ہوتے ہیں۔ اہل بابل اور اہل یونان نے حساب کیا کہ ۱۹ شمسی سال ۲۳۵ قمری مہینوں کے برابر ہیں۔ یہ حساب موجودہ علم الفلکیات بھی صحیح قرار دیتا ہے۔ سو مسئلہ یہ تھا کہ فالتو مہینوں کو کس طرح شمسی سال میں جذب کریں۔ بنی اسرائیل نے اس کا حل بہت پہلے سوچ لیا ہوگا کیونکہ مہینوں کے نام دیئے گئے تھے اور ساتھ ہی ان کے اعداد بھی مقرر تھے اور عیدیں مقرّرہ مہینوں میں منائی جاتی تھیں۔ جب بارہ مہینے کے بعد نیا چاند نقطۂ اعتدال لیل و نہار (یعنی سال کا وہ دن جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں) سے ۱۴ دن پہلے آتا تھا تو ایک فالتو مہینہ سال میں درج کر دیا جاتا تھا جسے ادار ثانی کہتے تھے۔ یوں شمسی اور قمری سال کا فرق درست ہو جاتا تھا اور وہ عیدیں جن کا تعلق گندم اور پھلوں کی فصلوں کے تیار ہونے کے ساتھ تھا درست ہو جاتا تھا۔

شمسی اور قمری سال میں تقریباً ۱۱ دن کا فرق ہے۔ ان کو ہم آہنگ کرنے کیلئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے تھے۔ یہودی قمری سال میں بارہ مہینے ہوتے تھے۔ رویت ہلال سے مہینہ شروع ہوتا تھا۔ یوں کل ۳۵۴ دن بنتے تھے۔ زمین سورج کے گرد ¼ ۳۶۵ دن میں اپنی گردش مکمل کرتی ہے یوں قمری سال اور شمسی سال میں ¼ ۱۱ دن کا فرق ہر سال پڑتا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے یہودی اپنے کیلنڈر میں ۱۹ سال میں ۷ مرتبہ ایک فالتو مہینہ یعنی ادرِ ثانی بڑھا دیتے تھے۔

رومی کیلنڈر کے جس کی اصلاح کا سہرا قیصر یولیس کے سر ہے، سال میں بارہ مہینے ہیں۔ بعض مہینے ۳۰/۳۱ دن کے اور فروری ۲۸ دن کا ہوتا ہے۔ یوں کل ۳۶۵ دن بنتے ہیں لیکن شمسی سال ۳۶۵ دن ۴۸

منٹ اور ۴۶ سیکنڈ (یعنی ۳۱ ۲۶ء۵ ۶ ۳ دِن) کا ہوتا ہے ۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ شمسی سال کیلنڈر کے سال سے ۴۸ منٹ اور ۴۶ سیکنڈ آگے ہوتا ہے ۔ چار سال میں یہ فرق ۲۳ گھنٹے ۱۵ منٹ اور ۴ سیکنڈ کا ہو جاتا ہے یعنی کیلنڈر کا سال چوتھے سال میں تقریباً ایک دن پیچھے رہ جاتا ہے ۔ اس لئے شمسی سال کو پکڑنے کے لئے اُسے ایک دن کی چھلانگ leap مارنی پڑتی ہے ۔ اس وجہ سے ہر چوتھے سال ماہ فروری میں ایک دن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے ۔ اس لئے اسے انگریزی میں لیپ ایر کہتے ہیں اور اردو میں کبیسہ یا لوند کا سال (کبیسہ عربی ہے بمعنی بھرنا یا پورا کرنا اور لوند ہندی ہے اور تقریباً یہی معنی رکھتا ہے) ۔

لیکن اگر آپ غور کریں تو شمسی سال اور کیلنڈری سال کی ہم آہنگی کا مسئلہ مکمل طور پر ابھی بھی حل نہیں ہوا ۔ چار سال کے عرصہ میں پورے ۲۴ گھنٹے کا فرق نہیں پڑتا بلکہ صرف ۲۳ گھنٹے ۱۵ منٹ اور ۴ سیکنڈ کا یعنی ہر چار سال کے بعد ۴۴ منٹ اور ۵۶ سیکنڈ کا فرق رہ گیا ۔ یہ فرق سو سال میں پھر تقریباً ایک دن کا ہو جاتا ہے ۔ لیکن اب شمسی سال پیچھے رہ گیا ۔ اس لئے ہر سو سال بعد فروری میں ایک دن کا اضافہ نہیں کیا جاتا ۔ یوں اگرچہ ۱۹۰۰ چار پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اسی لئے توقع یہ ہوتی کہ یہ لیپ ایر ہوگا تاہم اُس فالتو دن کو پورا کرنے کے لئے ہر پوری صدی کے سال کو لیپ ایر نہیں بنایا جاتا ۔ تاہم یاد رہے کہ اس طرح بھی پوری ہم آہنگی نہیں ہوتی ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر چوتھی صدی کو لیپ ایر ہی رکھا جائے ۔ سو ۲۰۰۰ء لیپ ایر ہوگا ۔ اسیری سے پہلے یہودی عام طور پر مہینوں کو عددی شمار کا نام دیتے تھے مثلاً "دوسرا مہینہ" خروج ۱۶: ۱ ۔ "ساتواں مہینہ" احبار ۲۳: ۲۴ ۔ لیکن بعض مہینوں کو نام بھی دیئے گئے ۔ مثلاً ابیب★ کیونکہ اس ماہ میں گیہوں کی فصل میں نئی نئی بالیں نکلتی تھیں ۔ یاد رہے کہ رومی کیلنڈر اور اسلامی کیلنڈر دونوں کے مہینوں کے عددی نام ہوتے تھے ۔ رومی کیلنڈر میں تو ابھی بھی چار مہینوں کے عددی نام ہیں یعنی ستمبر (ساتواں)، اکتوبر (آٹھواں)، نومبر (نواں) اور دسمبر (دسواں) ۔

اسیری سے پہلے بائبل میں صرف چار مہینوں کے ناموں کا ذکر آیا ہے اور اسیری کے بعد آٹھ مہینوں کے ناموں کا ۔ یہودی مہینوں کے نام ذیل میں درج ہیں :-

اسیری سے پہلے	اسیری کے بعد	وہ عیدیں جو اس مہینے میں آتی ہیں
۱ - ابیب (خروج ۱۲: ۲؛ ۱۳: ۴؛ استثنا ۱۶: ۱)	نیسان (نحمیاہ ۲: ۱)	۱۴ر تاریخ کو عیدِ فسح (خروج ۱۲: ۶، ۱۸) ۱۵ر سے ۲۱ر تاریخ عیدِ فطیر یعنی بے خمیری روٹی کھانے کی عید (احبار ۲۳: ۶) ۱۶ر تاریخ پہلے پھلوں کا ہدیہ (احبار ۲۳: ۱۰)
۲ - زیو (۱ - سلاطین ۶: ۱، ۳۷)	ایّار	۱۴ر تاریخ دوسری عیدِ فسح اُن کے لئے جو پہلی عید کے وقت سفر میں تھے یا کسی وجہ سے ناپاک تھے (گنتی ۹: ۱۰، ۱۱)
۳ - تیسرا مہینہ	سیوان (آستر ۸: ۹)	۶ر تاریخ عیدِ پنتکُست جو عیدِ فسح کے پچاس دن بعد آتی تھی (احبار ۲۳: ۱۶) ۔
۴ - چوتھا مہینہ	تمّوز (حزقی ایل ۸: ۱۴)	
۵ - پانچواں مہینہ	آب	
۶ - چھٹا مہینہ	الُول (نحمیاہ ۶: ۱۵)	
۷ - ایتانیم (۱ - سلاطین ۸: ۲)	تشری	۱ر تاریخ نرسنگے پھونکنے کا دن (گنتی ۲۹: ۱) ۔ ۱۰ر تاریخ یومِ کفارہ احبار ۱۶: ۲۹، ۳۰؛ ۲۳: ۲۷) ۔ ۱۵ر تا ۲۱ر تاریخ عیدِ خیام (احبار ۲۳: ۳۴ الخ) ۔
۸ - بُول (۱ سلاطین ۶: ۳۸)	مرحشوان	
۹ - نواں مہینہ	کِسلیو (نحمیاہ ۱: ۱)	۲۵ر تاریخ عیدِ تجدید (۱ - مکابیّن ۴: ۵۲؛ یوحنّا ۱۰: ۲۲)
۱۰ - دسواں مہینہ	طیبت (آستر ۲: ۱۶)	
۱۱ - گیارھواں مہینہ	سباط (زکریاہ ۱: ۷)	

۱۲- بارھواں مہینہ	ادار (عزرا ۶: ۱۵)۔	۱۴ تاریخ عیدِ پوریم

۱۳- ادارِثانی - یہ مہینہ ۱۹سال میں سات مرتبہ بڑھایا جاتا تھا تاکہ شمسی سال سے مطابقت قائم رہے۔

نیز دیکھئے سنہ عیسوی کا آغاز- عیدوں اور فصلوں کے خاکہ کے لئے دیکھئے عیدیں۔

کینوسس :- یہ یونانی اصطلاح kenosis ہے۔ یہ یونانی فعل ھیا وتون اکینو سن سے بنائی گئی ہے۔" اپنے آپ کو خالی کر دیا" (فلپیوں ۲: ۷) علم المسیح میں یہ اصطلاح ایک خاص مفہوم کی حامل ہے- یہ ظاہر کرتی ہے کہ تثلیث کا دوسرا اقنوم یعنی خداوند مسیح انسانی زندگی میں ایسے داخل ہؤا کہ واقعی انسانی تجربہ میں بھرپور حصّہ لیا جس کا بیان اناجیلِ اربعہ میں ہے۔

پچھلی صدی کے وسط میں ایک جرمن عالمِ دین نے اس آیت کی ایک بدعتی تشریح پیش کی- اُس کے نظریہ کے مطابق جب کلام (logos - کلام الٰہی- ★ لوگوس) مجسم ہؤا تو اس نے بعض خدائی صفات مثلاً ہمہ دانی، ہمہ جائی، قدرتِ مطلقہ کو خیرباد کہا اور انسانی روپ دھارا۔ یہ تعلیم کینوسس کی غلط تشریح پر مبنی ہے اور پولس رسول کی اپنی تعلیم کے خلاف ہے۔ راسخ العقیدہ مسیحی تعلیم کے مطابق خداوند مسیح کامل انسان اور کامل خدا تھے۔

اس گتھی کو سلجھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم فلپیوں ۲: ۶-۸ کا بغور مطالعہ کریں اور خصوصاً لفظ کینو سس کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں- فعل کینون kenoun کے عام معنی خالی کرنا ہیں- ★ ہفتادی ترجمہ میں یہ انہی لغوی معنوں میں استعمال ہؤا ہے- مثلاً ربقہ نے گھڑے کو حوض میں "خالی" کیا (پیدائش ۲۴: ۲۰ - یہاں فعل exekenosen ہے)- یہی لفظ مجازی معنوں میں یرمیاہ ۱۴: ۲؛ ۱۵: ۹ میں آیا ہے جہاں اس کا مفہوم ہے "جان دینے کی حد تک پہنچا"۔ علماء کی رائے میں فلپیوں ۲: ۶-۸ میں کینون kenoun کا استعمال بطورِ فعلِ معروف یعنی اپنے آپ کے لئے استعمال ہؤا ہے- مسیح نے "اپنے آپ کو خالی کر دیا"۔ یہ استعمال نہ تو پولس کی طرزِ تحریر کے مطابق ہے اور نہ ہی یونانی گرامر کے مطابق- غالباً یہ کسی عبرانی محاورے کا لفظی ترجمہ ہے- اور اسی وجہ سے یونانی عبارت کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے- اکثر جب ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی محاورے کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو اسی قسم کی صورت پیدا ہو جاتی ہے- علماء کی بڑی کوشش کے بعد انہیں ایسا ایک محاورہ یسعیاہ ۵۳: ۱۲ میں نظر آیا ہے "اُس نے اپنی جان موت کے لئے اُنڈیل دی"۔ اگر فلپیوں ۲: ۷ کی اصطلاح کے یہ معنی لئے جائیں تو مفہوم کا تعلق مسیح کے تجسم سے نہیں بلکہ اُن کے اپنے آپ کو اپنی مرضی سے موت کے حوالے کر دینے سے ہوگا- اگرچہ یہ تشریح یہ تاثر دیتی ہے کہ مفہوم کو زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی گئی، تاہم یاد رہے کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہاں پولس رسول کلیسیا کے کسی عقیدے کا اقتباس پیش کر رہا ہے جو پہلے ہی ایمانداروں میں رائج تھا اور جو غالباً ارامی زبان میں تھا- ہوسکتا ہے کہ اس کا یونانی زبان میں لفظی ترجمہ کرنے سے یہ اُلجھن پیدا ہوئی ہو۔

اب آیئے اس مسئلہ پر ایک اور پہلو سے نظر ڈالیں- اگر ہم یونانی لفظ کینوسس سے عام "خالی کرنے" کے معنی لیں تو جب خداوند مسیح نے انسانی جسم اختیار کیا تو انہوں نے اپنے آپ کو کس چیز سے خالی کر دیا؟ کیا مسیح نے تجسم کے وقت الوہیت کی کوئی صفت چھوڑ دی؟ پولس رسول کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کلسیوں کو لکھتا ہے- "الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے" (۲: ۹- قب ۱: ۱۹)- اگر الوہیت کی ساری معموری تجسم کے وقت مسیح میں سکونت کرتی تھی تو وہ کیا تھا جس سے انہوں نے اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی- اس کا اشارہ یوحنا ۱۷: ۵ میں ملتا ہے- یہ وہ جلال تھا جو مسیح دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے ساتھ رکھتے تھے اور جسے انہوں نے اپنی مرضی سے چھوڑ دیا- وہ خدا کی صورت پر تھے (فلپیوں ۲: ۶) یعنی جلالی تھے لیکن انہوں نے خادم کی صورت اختیار کی یعنی اپنے کو جلال سے خالی کیا اور یہاں تک فرمانبردار رہے کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی- اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ خدا نے انہیں بہت سربلند کیا (فلپیوں ۲: ۹)- مسیح وہ کام جسے کرنے کے لئے خدا باپ نے انہیں بھیجا تھا پورا کر کے پھر اپنے جلال میں داخل ہوگئے (قب یوحنا ۱۷: ۴ اور ۵ ب)- اسی لئے مسیح کو وہ جلالی نام بخشا گیا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے (فلپیوں ۲: ۹ مابعد)-

نیز دیکھئے تجسم المسیح-

کیوان :- ایک دیوتا جس کا ذکر عاموس ۵: ۲۶ میں ہے- نیز دیکھئے رفان-

گ

گارا:- گیلی مٹی جو مکان بنانے اور چھت اور دیوار کی لپائی کے کام آتی ہے (پیدائش ۱۱: ۳؛ احبار ۱۴: ۴۲؛ یسعیاہ ۴۱: ۲۵؛ حزقی ایل ۱۳: ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵۔ آخری حوالے میں اسے کہگل کہا گیا ہے۔

گاڑی:- عبرانی عکالاہ گھومنا۔ اس کا تعلق غالباً گلیل سے بھی ہے جس کا مطلب دائرہ وغیرہ ہے۔ یہ پہیہ کی طرف اشارہ ہے۔ گاڑیاں بابل، مصر اور فلسطین کے میدانی علاقوں میں استعمال ہوتی تھیں (پیدائش ۴۵: ۱۹۔ ۲۱؛ ۴۶: ۵)۔ پہاڑ پر وہ غالباً صرف سیدھے راستوں پر استعمال ہو سکتی تھیں (۱۔ سموئیل ۶: ۱۲)۔ یہ لکڑی کی بنی ہوئی تھیں (۱۔ سموئیل ۶: ۷، ۱۴)۔ انہیں دو بیل کھینچتے تھے (گنتی ۷: ۶، ۷؛ ۱۔ سموئیل ۶: ۱۰)۔ یہ فصل لادنے کے لئے بھی استعمال ہوتی تھیں (عاموس ۲: ۱۳)۔

یسعیاہ ۵: ۱۸ میں گاڑی کے رسّوں سے کیا مراد ہے؟ اس کے صحیح معنی متعین نہیں ہو سکے۔ غالباً بت پرستی کی رسوم میں پجاری بُت کو گاڑی پر رکھ کر اُسے رسوں سے کھینچتے تھے۔ اسی طرح گناہ گار بھی گناہوں کو کھینچتا چلا جاتا ہے یا جس طرح گاڑی کو بیل رسیوں سے کھینچتے ہیں ویسے ہی گنہگار گناہوں سے بندھا ہؤا اُنہیں کھینچتا ہے۔

گانا:- دیکھئے گیت۔

گاؤں:- دیہہ۔ بستی۔ فلسطین میں عموماً گاؤں کسی فصیلدار شہر کے گرد آباد ہوتے تھے تاکہ جنگ یا اور خطرے کے وقت شہر میں پناہ لی جا سکے۔ قریباً آٹھ مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ گاؤں یا دیہات کیا گیا ہے۔

مثلاً بنت (جو بانوت بمعنی بیٹیاں قب عربی بنات کا واحد ہے)۔ اس کا ترجمہ قصبہ بھی کیا گیا ہے۔ دیکھئے قصبہ۔ ایک اور لفظ خاضر ہے بمعنی صحن یا احاطہ (قب عربی حصار)۔ اس کا ترجمہ سیاق و سباق کے مطابق صحن (خروج ۲۷: ۹، ۱۲ وغیرہ؛ ۳۵: ۱۷، ۱۸؛ احبار ۶: ۱۶ وغیرہ) اور گاؤں (یشوع ۱۳: ۲۳، ۲۸؛ ۱۵: ۳۲۔ پیدائش ۲۵: ۱۶ میں ترجمہ بستی) کیا گیا ہے۔ یہ غالباً شہر کا نواحی علاقہ تھا اس لئے اِسے صحن کہا گیا۔ یہ کئی ناموں کی ترکیب میں آتا ہے مثلاً حصر آدار (گنتی ۳۴: ۴)، حصار جدہ (یشوع ۱۵: ۲۷)، حصار سوسہ (یشوع ۱۹: ۵) اور اس کی حصیرات شائد کئی گاؤں کا مجمع ہو (گنتی ۱۱: ۳۵)۔

ایک اور عبرانی لفظ کفر اور اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس کے بنیادی معنی ہیں محفوظ یا ڈھانکا ہؤا (قب کفارہ اور عربی کفر)۔ اس کا مطلب بھی گاؤں ہے (۱۔ تواریخ ۲۷: ۲۵؛ غزل الغزلات ۷: ۱۱؛ نحمیاہ ۶: ۲)۔ اس کا ترجمہ ۱۔ سموئیل ۶: ۱۸ میں دیہات کیا گیا ہے۔ یہ بھی بعض ناموں کی ترکیب میں آتا ہے۔ مثلاً کفرالعمونی (عمونیوں کا گاؤں۔ یشوع ۱۸: ۲۴)۔ کفر نحوم (نحوم کا گاؤں)۔

نئے عہدنامہ میں صرف ایک ہی یونانی لفظ ہے kome کومے جس کا ترجمہ گاؤں ہے (متی ۱۰: ۱۱؛ ۲۱: ۲؛ مرقس ۶: ۶؛ لوقا ۵: ۱۷ وغیرہ)۔ نیز دیکھئے قصبہ۔ شہر۔

گائے:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۸

گائے بیل:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۸

گبّتا۔ جبّتا:- (ارامی لفظ جس کے معنی غالباً چبوترہ یا تھڑا ہیں)۔ یروشلیم میں پیلاطس کا تختِ عدالت جہاں اس نے قلعہ سے باہر آکر اور بیٹھ کر خداوند یسوع کو صلیب دینے کا فیصلہ کیا (یوحنا ۱۹: ۱۳)۔

یہاں کا فرش مکلّف تھا۔ یروشلیم میں بڑے بڑے پتھروں کا ایک چبوترہ ابھی بھی دکھایا جاتا ہے جس کے بارے میں خیال ہے کہ وہی جگہ ہے جہاں پیلاطس عدالت کے لئے بیٹھا تھا۔

گتسمنی:- (غالباً ارامی = کولہو)۔ خداوند یسوع مسیح کی جان کنی اور گرفتاری کا مقام (متی ۲۶: ۳۶۔ ۵۶؛ مرقس ۱۴: ۳۲۔ ۵۲؛ لوقا ۲۲: ۳۹۔ ۵۴؛ یوحنا ۱۸: ۱۔ ۱۲۔ یوحنا صرف گرفتاری کو بیان کرتا ہے)۔ متی ۲۶: ۳۶ اور مرقس ۱۴: ۳۲ میں اسے "ایک جگہ" کہا گیا ہے۔ لوقا اس جگہ کا نام نہیں دیتا۔ صرف اتنا کہتا ہے کہ "وہ نکل کر اپنے دستور کے موافق زیتون کے پہاڑ کو گیا" (لوقا ۲۲: ۳۹)۔ یوحنا بھی اس جگہ کا نام نہیں دیتا۔ وہ یہ بتاتا ہے کہ یسوع یروشلیم سے "قدرون کے نالے کے پار گیا۔ وہاں ایک باغ تھا" (یوحنا ۱۸: ۱)۔ وہ روایتی جگہ جس کی نگہبانی فرانسیسکن راہب کرتے ہیں قدرون کے نالے کے پُل کے نزدیک سڑک سے تھوڑی دور ہے۔ اُس میں زیتون کے آٹھ بڑے درخت ہیں۔ ۷۰ ق م میں رومی جرنیل طِطس نے یروشلیم کے محاصرہ کے وقت تمام درخت کاٹ دیئے اور یوسیفس کے مطابق یہ درخت مسیح کے زمانہ کے نہیں ہو سکتے، تاہم وہ کافی پرانے ہیں۔ آرمینی،

یونانی اور روسی کلیسیائیں نزدیک ہی زیتون کے درختوں کے دوسرے جھنڈ کو اصل جگہ بیان کرتی ہیں۔ بہر حال یہ جگہ یقیناً انہی اطراف میں ہے۔ مسیح خداوند کے دکھ جن کی منظر کشی متی، مرقس اور لوقا نے کی اور گرفتاری کی ذلت جسے چاروں انجیل نویسوں نے بیان کیا، ایمانداروں کے خیالات اور احساسات پر اس طور پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ گتسمنی نام ان کے دلوں میں اپنے نجات دہندہ کے لئے محبت اور پرستش کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔

گتیت۔ جتوت :- ایک لفظ جو زبور ۸، ۸۱ اور ۸۴ کی سرخی میں ہے۔ اس کے صحیح معنی معلوم نہیں ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کسی موسیقی کے ساز کی نشاندہی کرتا ہے جو جات میں بنایا جاتا تھا۔ کچھ اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ راگ کا نام ہے جو جات کے لوگوں نے وضع کیا ہے (۲-سموئیل ۶: ۲)۔ بعض دیگر لوگ لفظ "جات" سے مراد انگور کا رس نکالنے کا آلہ لیتے ہیں۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ خوشی کے موقع کے زبور تھے۔ اور یہ شائد اس پیشینگوئی کی طرف اشارہ ہے جس میں مسیح اپنے سخت غضب کی مے کے عوض میں انگور روندیں گے (یسعیاہ ۶۳: ۳؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۵)۔

گدرہ۔ گدرینی :- دیکھئے گدرینی ۱۔

گدرینی۔ گراسینی۔ جرجاسی :- وہ علاقے جو گدرہ، گراسہ اور جرجاسہ شہروں سے منسوب ہیں۔ لفظ گدرینی صرف متی ۸: ۲۸ میں اور گراسینی مرقس ۵: ۱ اور لوقا ۸: ۲۶ میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں تینوں جگہ جرجاسی ہے۔
اس علاقے میں خداوند مسیح نے ایک آدمی میں سے بدروحیں نکال کر انہیں سوٴروں کے غول میں بھیج دیا اور سارا غول جھیل میں کود کر ڈوب مرا۔ اس علاقے کا نام مختلف نسخوں میں مختلف ہے۔ لیکن اس سے کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی۔ چونکہ گراسہ مشہور شہر ہے اس لئے اس علاقے کے باشندوں کو گراسینی کہا گیا ہے۔ لیکن انہی لوگوں کو قریبی شہر گدرہ کی رعایت سے گدرینی بھی کہا گیا ہے اور غالباً جرجاسی جائے وقوعہ سے منسوب ہے۔ ان مقاموں کے متعلق چند معلومات ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ گدرہ :- (عبرانی = دیوار قب عربی جَدْر)۔
★ دکپلس کا ایک شہر جو ★ گلیل کی جھیل سے چھ میل ۹½ کیلومیٹر کے فاصلہ پر مشرق میں دریائے یرموق کی گھاٹی میں واقع تھا (دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴ و ب)۔ اس شہر کے کھنڈرات موجودہ ام قیس کے قریب دریافت ہوئے۔ وہاں چٹانوں میں بڑی قبریں ہیں اور ان کے کناروں پر لحدیں کھدی ہوئی ہیں۔ لوگ ابھی بھی ان لحدوں میں رہتے ہیں۔ پاس کے میدان میں پتھروں کے تابوت اور ان کے ڈھکنے ملے ہیں۔ گدرہ، جیسے اس نام سے ظاہر ہے، ایک فصیل دار رومی شہر تھا۔

۲۔ گراسہ :- ایک قدیم شہر جو اہمیت میں پلمیرا (دیکھئے تدمور) اور پترا سے کم نہیں تھا۔ یہ گلیل کی جھیل اور بحیرہ مردار کے درمیان دریائے یردن سے ۲۰ میل / ۳۲ کیلومیٹر مشرق میں واقع تھا۔ اگرچہ یہ جھیل سے کافی فاصلے پر تھا لیکن اس کی شہرت کی وجہ سے سارے علاقے کو اس کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔

۳۔ جرجاسہ :- یہ ایک غیر معروف قصبہ تھا جو گلیل کی جھیل کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔ موجودہ نام کرسا ہے۔ علماء کی رائے میں خداوند مسیح کے معجزے کی صحیح جائے وقوعہ یہی تھی۔
خیال رہے کہ متی رسول دو آدمیوں کا ذکر کرتا ہے (۸: ۲۸) مرقس اور لوقا صرف ایک کا۔ غالباً متی رسول مرقس ۱: ۲۳-۲۵ اور ۵: ۱ کے معجزوں کو اکٹھا کرکے بیان کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مرقس اور لوقا صرف اس آدمی کا ذکر کرتے ہیں جو گفتگو اور عمل میں پیش پیش رہتا ہے۔

گدوانا۔ گودنا :- جسم کو سوئی وغیرہ سے کھود کر اس میں نیل یا سرمہ بھرنا۔ بنی اسرائیل کو ایسا کرنا اور کروانا منع تھا (احبار ۱۹: ۲۸)۔

گدھ :- دیکھئے پرندگانِ بائبل نمبر ۳۰

گدھا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۲۹

گدیرا۔ جدیرہ :- (عبرانی = ہاگدیرہ بمعنی دیوار قب عربی جدیر)۔ بنی یہوداہ کا ایک شہر جو نشیب کی زمین میں واقع تھا (یشوع ۱۵: ۳۶، ۴۱)۔ اس کا نام اسی مفہوم کے دو اور شہروں یعنی جدیرتیم (دو دیواریں) اور جدیرت (دیواریں) کے ساتھ آتا ہے۔

گڈریا :- دیکھئے چرواہا اور چوپان۔

گراسہ، گراسینی :- دیکھئے گدرینی ۲۔

گرج :- فلسطین میں بادل کی گرج موسم برسات کے شروع اور آخر میں بارش کے ساتھ سنائی دیتی ہے۔ پرانے عہد نامہ میں یہ خدا کی حضوری اور اس کے کام سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خدا نے دنیا کو بنایا تو یہ اس کی آواز تھی (زبور ۱۰۴: ۷)۔ یہ مصر کی سزا اور شریعت کے دیئے جانے اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کی شکست سے تعلق رکھتی ہے (خروج ۹: ۲۳؛ ۱۹: ۱۶؛ ۱-سموئیل ۷: ۱۰)۔ نئے عہد نامہ میں جب خدا نے خداوند یسوع سے بات کی تو سننے والوں کو گرج سی معلوم ہوتی تھی (یوحنا ۱۲: ۲۹)۔ یوحنا کی رویا میں گرج کی آواز خدا کے تخت سے خدا

کی آواز میں مل کر آتی ہے (مکاشفہ ۴: ۵؛ ۱۰: ۴ وغیرہ)۔

گرج کے بیٹے:۔ خداوند مسیح نے یعقوب اور یوحنّا کو یہ لقب دیا (مرقس ۳: ۱۷)، غالباً اس لئے کہ وہ بے دھڑک اور جلد باز واقع ہوئے تھے (لوقا ۹: ۵۴؛ متّی ۲۰: ۲۰-۲۳)۔

گرد:۔ دیکھئے خاک۔

گردن:۔ گلا۔ عبرانی میں اُردو کی طرح گردن اور گلے کے متعلق کئی محاورے ہیں۔ مثلاً گردن پر جُوا رکھنے سے مراد غلامی تھی (استثنا ۲۸: ۴۸ وغیرہ)۔ گردن پر سے جُوا اُتارنا آزاد ہونے کے لئے استعمال کیا گیا ہے (پیدائش ۲۷: ۴۰؛ یرمیاہ ۳۰: ۸)۔ گردن کش سے مراد وہ شخص تھا جس کی ہدایت کرنا مشکل ہو (استثنا ۳۱: ۲۷ وغیرہ)۔ کسی کی گردن پر پاؤں رکھنے کا یہ مطلب تھا کہ اُس کو مغلوب کر لیا گیا ہے (یشوع ۱۰: ۲۴)۔ گردن جھکانے سے یہ مُراد تھی کہ کسی کے حکم کو مان کر اُس پر عمل کرنا (نحمیاہ ۳: ۵)۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تقوعیوں کے امیروں نے اپنے مالک کے حکم پر عمل نہ کیا۔

گُردہ:۔ عبرانی میں یہ ہمیشہ جمع کے صیغہ میں آیا ہے۔ کلا یوت۔ انسان کے پہلوؤں کے اندر ایک عضو۔ یہ لفظ بائبل میں کئی مرتبہ قربانی کے سلسلے میں آیا ہے۔ چونکہ گُردے چربی سے گھِرے ہوتے ہیں اس لئے انہیں قربانی کے وقت جب تمام جانور کو جلانا درکار نہیں ہوتا تھا جلایا جاتا تھا (خروج ۲۹: ۱۳، ۲۲؛ احبار ۳: ۴، ۱۰، ۱۵؛ ۴: ۹؛ ۷: ۴؛ ۸: ۱۶، ۲۵؛ ۹: ۱۰، ۱۹)۔

عبرانی سوچ کے مطابق گردے اور دیگر اندرونی اعضاء پر انسانی زندگی کا دارو مدار تھا۔ گُردوں کو بہترین حصّہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ چربی سے گھِرے ہوئے ہیں۔ اسی لئے عبرانی محاورے میں کسی چیز کے بہترین حصّے کو اُس کے گُردے کہتے تھے۔ چنانچہ خالص گیہوں کے آٹے کو عبرانی میں گیہوں کے گُردوں کی چربی کہا گیا ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل میں استثنا ۳۲: ۱۴ کا حاشیہ)۔ بعض عمل جنہیں ہم دل و دماغ سے منسوب کرتے ہیں عبرانی محاورے میں گردوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے سوائے چند جگہوں کے اردو میں گردوں کا ترجمہ لفظ دل، دماغ اور جگر سے کیا گیا ہے۔ ذیل کے سب حوالوں میں عبرانی میں گُردے ہیں۔ دل (زبور ۱۶: ۷؛ ۲۶: ۲؛ ۱۳۹: ۱۳؛ امثال ۲۳: ۱۶۔ ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں سب کے لئے گُردے دیا گیا ہے۔ یرمیاہ ۱۲: ۲)۔

دماغ (یرمیاہ ۱۱: ۲۰؛ ۲۰: ۱۲)۔ جگر (زبور ۷۳: ۲۱)۔ زبور ۱۶: ۷ میں گُردوں کی تربیت کا ذکر ★ راس شمرہ کے مخطوطات کی ایک عبارت کے ہم معنی ہے۔ یعنی راس شمرہ کے لوگوں کا خیال گُردوں کے متعلق وہی تھا جو یہودیوں کا تھا۔ نیز دیکھئے دل۔

گُرز:۔ دیکھئے جنگ کا سازوسامان ۱ع۶

گرزیم - جرزیم:۔ سامریہ (جبل الطُّور) کا ۲۸۴۹ فٹ بلند ایک پہاڑ۔ یہ کوہِ عیبال کے جنوب مغرب میں ہے۔ اِس کی وادی میں سے فلسطین کی شمالاً جنوباً ایک شاہراہ گذرتی ہے اس لئے یہ درّہ بڑی فوجی اہمیّت کا حامل ہے۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جب وہ ملکِ موعود میں پہنچیں تو شریعت کی پابندی کرنے کے لئے برکت کو کوہِ گرزیم سے سُنایا جائے اور لعنت کو کوہِ عیبال سے ★ (استثنا ۱۱: ۲۹؛ ۲۷: ۴-۲۶)۔ اُس وقت چھ چھ قبیلے دونوں پہاڑوں پر کھڑے ہوں۔ غالباً کوہِ گرزیم سے برکت اور کوہِ عیبال سے لعنت کا اعلان کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا تو کوہِ گرزیم اس کے داہنے یا خوش قسمتی کے ہاتھ کی طرف ہوتا۔ یوتام نے کوہِ گرزیم کی چوٹی سے درختوں کی مثل وادی میں سکم کے لوگوں سے کہی اور جو کچھ اس کے باپ جدعون نے اُن کے لئے کیا تھا اُنہیں یاد دلایا (قضاۃ ۹: ۷-۲۱)۔ جب اسرائیلی اسیری سے واپس آئے تو انہوں نے مخلوط النسل سامریوں کی یروشلیم کو دوبارہ تعمیر کرنے میں مدد لینے سے انکار کر دیا (عزرا ۴: ۱-۴؛ نحمیاہ ۲: ۱۹، ۲۰؛ ۱۳: ۲۸)۔ سامریوں نے اپنے لئے ہیکل کوہِ گرزیم پر تعمیر کی۔ یوحنّا ۴: ۲۰-۲۱ میں "اس پہاڑ" کا اشارہ کوہِ گرزیم کی طرف ہے جہاں سامری کھُلے میدان میں پرستش کرتے تھے کیونکہ ان کی ہیکل مکابیوں نے تباہ کر دی تھی۔ نابلس میں سامریوں کی چھوٹی سی جماعت اب بھی کوہِ گرزیم پر عیدِ فسح مناتی ہے۔ سامری روایات کے مطابق ابرہام اِسی پہاڑ پر اضحاق کو قربان کرنے کے لئے لایا تھا (پیدائش ۲۲: ۱-۱۹)، اِس کے نزدیک سالم میں اُس نے ملک صدق سے ملاقات کی تھی (پیدائش ۱۴: ۱۷-۲۰) اور یعقوب نے کوہِ گرزیم پر لوز (بیت ایل) کے مقام پر خواب دیکھا (پیدائش ۲۸: ۱۰-۱۷)۔ شہنشاہ یوسطنیان نے ۵۳۳ ق م میں جو قلعہ یہاں تعمیر کیا تھا اس کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں۔ ایک پیالہ نما پتھر جو دیوتاؤں کو شراب چڑھانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا تھا، سامری روایت کے مطابق وہ سامری ہیکل کا مذبح ہے۔ نابلس کے سامریوں کے پاس توریت شریف کا ایک اہم نسخہ بھی ہے۔

گرگٹ:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۱۳

گِرَو:۔ رہن۔ گِرَو رکھنا۔ کوئی چیز نقدی کے عوض ضمانت کے طور پر رکھنا (خروج ۲۲: ۲۶؛ استثنا ۲۴: ۶، ۱۰، ۱۱، ۱۷؛ نحمیاہ ۵: ۳)۔ حبقوق ۲: ۶ میں اسے ★ سود کے لئے استعمال کیا گیا ہے (قب کیتھولک ترجمہ) نیز دیکھئے قرض۔

گریبان:۔ دیکھئے ملبوساتِ بائبل۔

گڑھا:۔ عبرانی کے مختلف لفظوں کا ترجمہ گڑھا کیا گیا ہے۔
۱۔ بور۔ گہرا گڑھا۔ یوسف کو اُس کے بھائیوں نے ایسی

جگہ ڈالا تھا(پیدائش ۳۷: ۲۰، ۲۲، ۲۴ وغیرہ) ۔ یہ چھپنے کی جگہ بھی ہوتی تھی (۱۔سموئیل ۱۳: ۶)۔ شیر کے رہنے اور چھپنے کی جگہ (۱۔تواریخ ۱۱: ۲۲۔اسے ۲۔سموئیل ۲۳: ۲۰ میں غار کہا گیا ہے) ۔ وہ جگہ جہاں قیدیوں کو ڈالتے تھے (یسعیاہ ۲۴: ۲۲۔ زکریاہ ۹: ۱۱ میں اسے اندھا کنواں کہا گیا ہے۔ یرمیاہ ۳۸: ۶ میں اسے حوض کہا گیا ہے اور یہی لفظ یرمیاہ ۴۱: ۷، ۹ میں استعمال ہوا ہے ۔

بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جو گڑھا وہ کھودیں اُس کا منہ ڈھانپیں ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی جانور اُس میں گر جائے (خروج ۲۱: ۳۳، ۳۴) - مجازی معنوں میں وہ جگہ جہاں مُردوں کی روحیں جاتی ہیں۔اُردو میں اسے پاتال کہا گیا ہے (زبور ۳۰: ۳؛ ۸۸: ۴-گور؛ ۲۸: ۱ پاتال)۔

۲- بیر۔ لغوی معنی کنواں۔لیکن پیدائش ۱۴: ۱۰ میں نفت کے گڑھے ۔ مجازی معنی زبور ۵۵: ۲۳- ہلاکت کے گڑھے ۔ فاحشہ کو امثال ۲۳: ۲۷ میں تنگ گڑھا (کیتھولک کنواں) کہا گیا ہے ۔

۳- پخت ۔ جانوروں کو پکڑنے کے لئے گڑھا۔ ۲ ۔ سموئیل ۱۷: ۹ کیتھولک ترجمہ میں گڑھا۔ پروٹسٹنٹ غار ہے ۔ ۱۸: ۱۷؛ یسعیاہ ۲۴: ۱۷؛ یرمیاہ ۴۸: ۴۳، ۴۴)۔

۴ - شُوحاہ ۔گڑھا (یرمیاہ ۲: ۶) ۔ وہ جگہ جہاں یرمیاہ نبی کے دشمنوں نے اُسے ڈالا (یرمیاہ ۱۸: ۲۰، ۲۲) ۔بیگانہ عورت کے مُنہ کو بھی گڑھا کہا گیا ہے (امثال ۲۲: ۱۴) ۔ نیز دیکھئے پاتال ۔

گلا :- گردن ۔
عبرانی میں اُردو کی طرح کئی محاورے گلے سے تعلق رکھتے ہیں ۔مثلاً گلے لگنا ۔گلے لگانا وغیرہ (پیدائش ۳۳: ۴؛ ۲۹: ۱۳؛ لُوقا ۱۵: ۲۰) ۔

طوق اور زیور بھی گلے میں لٹکائے یا پہنے جاتے ہیں (امثال ۱: ۹؛ حزقی ایل ۱۶: ۱۱) ۔

گلاب :- اس پھول کا ذکر اُردو ترجمہ میں صرف اپاکرفا کی کتاب یشوع بن سیراخ میں ہے (۲۴: ۱۸؛ ۳۹: ۱۷؛ ۵۰: ۸)۔ انگریزی میں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں کوئی پیاز نما جڑ رکھنے والا پودا مقصود ہے ۔ اسی لئے اُردو میں سوسن وغیرہ استعمال ہوا ہے ۔

گلتیوں کے نام خط ۔ غلاطیوں کے نام خط ۔

۱ ۔ خاکہ

چونکہ یہ خط فوری ضرورت کے پیشِ نظر لکھا گیا تھا اس لئے اِس کے ڈھانچے میں ترتیب اتنی واضح نہیں ہے ۔ اِسے حسبِ ذیل عنوانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

ا ۔ سلام و دعا (۱: ۱ - ۵)
ب ۔ یہ نئی خوشخبری ، خوشخبری نہیں (۱: ۶ - ۱۰)
ج ۔ پولس رسول کو رسالت براہِ راست مسیح سے ملی ۔ (۱: ۱۱ - ۱۷)
د ۔ تبدیلی کے بعد پولس کا پہلی مرتبہ یروشلیم جانا (۱: ۱۸ - ۲۴)
ہ ۔ پولس کا دوسری مرتبہ یروشلیم جانا (۲: ۱ - ۱۰)
و ۔ پولس نے انطاکیہ میں پطرس کی مخالفت کیوں کی (۲: ۱۱ - ۲۱)
ز ۔ اُن کے اپنے تجربے سے اپیل (۳: ۱ - ۱۴)
ح ۔ شریعت اور وعدہ (۳: ۱۵ - ۲۲)
ط ۔ مسیحی خدا کے بالغ فرزند ہیں (۳: ۲۳ - ۲۹)
ی ۔ بچپن کی طرف دوبارہ رجحان (۴: ۱ - ۷)
ک ۔ غلامی کی طرف رُخ (۴: ۸ - ۱۱)
ل ۔ ایک مزید ذاتی اپیل (۴: ۱۲ - ۲۰)
م ۔ غلامی نہیں بلکہ آزادی (۴: ۲۱ - ۵: ۱)
ن ۔ شریعت نہیں بلکہ فضل (۵: ۲ - ۱۲)
س ۔ آزادی ، لیکن گُناہ کیلئے کُھلی چھُٹی نہیں (۵: ۱۳ - ۲۶)
ع ۔ امدادِ باہمی کے لئے تاکید (۶: ۱ - ۵)
ف ۔ بونا اور کاٹنا (۶: ۶ - ۱۰)
ص ۔ پولس کا اپنے ہاتھ سے لکھنا (۶: ۱۱)
ق ۔ سچّا اور جھُوٹا فخر (۶: ۱۲ - ۱۶)
ر ۔ مسیح کے خادم کا حقیقی نشان (۶: ۱۷)
ش ۔ برکات (۶: ۱۸)

۲ ۔ مُصنِف اور سنِ تصنیف

اس خط کا مصنف پولس رسول ہے اور آج تک مشکل سے ہی نئے عہد نامہ کے کسی بھی نقاد نے اس بات پر شک و شبہ کا اظہار کیا ۔ یہ خط ان چار "بڑے خطوط" میں سے ایک ہے جو پولس نے کلیسیاؤں کو لکھے (باقی تین رومیوں کے نام اور پہلا اور دوسرا کرنتھیوں کے نام ہیں) ۔ درحقیقت اِس خط کو ایک معیار تصوّر کیا جاتا ہے جس سے دوسرے خطوط کے بارے میں پولس کے مصنف ہونے کو جانچا جا سکتا ہے ۔ اس نظریہ کے مطابق کہ اس خط کی منزل "شمالی گلتیہ" تھی (دیکھئے سیکشن ۴) یہ خط ۴۹/۵۰ء سے پیشتر جب پولس کا دوسرا بشارتی سفر شروع ہوا (اعمال ۱۶: ۶) نہیں لکھا جا سکتا تھا ۔ لیکن غالباً یہ ۵۲ء میں لکھا گیا جب پولس کا دوسرا بشارتی سفر شروع ہوا اور جب وہ دوسری مرتبہ گلتیہ گیا (اعمال ۱۸: ۲۳) ، کیونکہ یہ حوالہ کہ "پہلی دفعہ" خوشخبری سُنائی (گلتیوں ۴: ۱۳) جس کا یونانی میں لفظی مطلب "پہلے وقت" ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُن کے پاس دو مرتبہ گیا ۔ اس نظریہ کے مطابق کہ یہ خط "جنوبی گلتیہ" کو لکھا گیا اس سے پیشتر بھی لکھا جا سکتا ہے ۔ الفاظ "اس قدر جلد"

(گلتیوں ۱: ۶) سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی اُس کے پہلے بشارتی سفر (۴۷-۴۸ء) کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ اور "پہلی دفعہ" (گلتیوں ۴: ۱۳) کو بھی اس حقیقت کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے کہ پہلے سفر کے وقت پولس اور برنباس، پسدیہ انطاکیہ سے دربے اور وہاں سے واپس پسدیہ انطاکیہ آتے ہوئے دو مرتبہ گلتیہ گئے (اعمال ۱۴: ۲۱)۔

اِس خط کی تاریخِ تصنیف کو تعین کرنے کا انحصار اس خط میں مذکور پولس رسول کے یروشلیم جانے کے سفروں کی تفسیر پر ہے۔ اس بات پر بحث کرتے ہوئے کہ اپنی تبدیلی کے بعد اُسے موقع نہیں ملا کہ یروشلیم کے رسول اُسے اُس کی بشارتی خدمت کے لئے مقرر کرتے، وہ ان موقعوں کا ذکر کرتا ہے جب وہ ان سے ملا اور بتاتا ہے کہ اُس وقت کیا وقوع پذیر ہُوا۔ یہاں اس کے دو مرتبہ یروشلیم جانے کا ذکر ملتا ہے: اپنی تبدیلی کے تیسرے یا تین سال بعد (گلتیوں ۱: ۱۸) اور پھر ۱۴ سال بعد (گلتیوں ۲: ۱)۔ اِن میں سے پہلا یقیناً وہی ہے جس کا ذکر اعمال ۹: ۲۶ مابعد میں ہُوا۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ دوسرے کا ذکر اعمال ۱۵: ۲ مابعد میں ہے۔ اس وقت یروشلیم کی کونسل کا انعقاد ہُوا (دیکھئے یروشلیم کی مجلس)۔ لیکن (۱) اگر گلتیوں ۲: ۱-۱۰ اور اعمال ۱۵: ۲-۲۹ ایک ہی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو ان میں سے ایک ضرور ہی واقعات کو توڑ مروڑ کر بیان کرتا ہے؛ (۲) یہ فرض کرنا تسلّی بخش نہیں کہ گلتیوں ۲: ۱-۱۰ کونسل کے انعقاد سے پیشتر پولس اور برنباس کی یعقوب، یوحنّا اور پطرس کے ساتھ نجی نوعیّت کی ملاقات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس صورت میں پولس کے کونسل کے فیصلے کو بیان نہ کرنا حیرت انگیز بات ہو گی کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق براہِ راست گلتیوں سے تھا؛ (۳) اس امر کی کہ پولس نے اس خط میں کونسل کے فیصلے کا ذکر کیوں نہیں کیا سب سے بہترین تفسیر یہ ہے کہ جب پولس نے یہ خط لکھا تو اُس وقت تک کونسل کا اجلاس منعقد ہی نہیں ہُوا تھا؛ (۴) اگر گلتیوں ۲: ۱ کا سفر وہی ہے جس کا ذکر اعمال باب ۱۵ میں ہے تو پولس کے نکتہ چیں فوراً بتا دیتے کہ اس نے پیشتر ازیں یروشلیم جانے کا ذکر نہیں کیا جس کا ذکر اعمال ۱۱: ۳۰ اور ۱۲: ۲۵ میں ملتا ہے (یہ نظریہ کہ اعمال ۱۱: ۳۰ اور ۱۲: ۲۵ میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ وہی ہے جو اعمال باب ۱۵ میں درج ہے ناقابلِ قبول ہے، اور اعمال کے بیان کی صحت کو جو کہ موجودہ بحث کی بنیاد مہیا کرتا ہے، دیگر قوی دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے)۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ گلتیوں ۲: ۱ اور اعمال ۱۱: ۳۰ ایک ہی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور کہ یہ خط یروشلیم کی کونسل کے اجلاس کے انعقاد سے (قریباً ۴۸-۴۹ء) تھوڑا عرصہ پیشتر لکھا گیا کافی مضبوط وجوہات پائی جاتی ہیں۔ غالباً گلتیوں ۲: ۲ا کے واقعہ کا تعلق اعمال ۱۵: ۱ سے ہے۔

۳- لکھنے کی وجہ

پولس نے یہ خط گلتیہ میں اپنے نو مریدوں کو لکھا تھا کیونکہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں وہ مسیحی آزادی کی خوشخبری کو جس کی تعلیم اُس نے انہیں دی تھی، یہودی شریعت پرستی سے خلط ملط نہ کر دیں۔ اُس وقت اُن کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ "ختنہ" تھا۔ نیز یہ بھی کہ وہ یہودی کیلنڈر کی (گلتیوں ۴: ۱۰) اور کھانے پینے کے متعلق یہودی شریعت کی پابندی کریں یا نہ کریں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلتیہ کی کلیسیا میں یہودیت پرستی کے حامی آئے تھے اور انہوں نے نہ صرف پولس کی رسالت پر شک ڈالا بلکہ اس بات پر بھی زور دیا کہ نجات حاصل کرنے کیلئے مسیح پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ختنہ اور یہودی شریعت کی پابندی بھی ضروری ہے۔ جونہی یہ خبر پولس کو پہنچی اُس نے اس تعلیم کی تردید میں جس میں فضل اور شریعت کو خلط ملط کر دیا گیا تھا خط لکھا۔ وہ اُسے "کوئی اور خوشخبری" قرار دیتا ہے جو اُس نے اُنہیں نہیں سکھائی تھی۔ دراصل یہ کوئی خوشخبری تھی ہی نہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس نئی حاصل شدہ آزادی کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جُتیں۔

۴- خط کی منزل

پولس نے یہ خط گلتیہ کی کلیسیاؤں (۱: ۲) کو لکھا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ ایک غیر واضح بیان ہے کیونکہ پہلی صدی عیسوی میں "گلتیہ" دو خاص معنوں میں مستعمل تھا: ایک نسبتاً چھوٹا علاقہ بنام گلتیہ جو وسطی ایشیائے کوچک میں واقع تھا اور جس میں گال قوم کے باشندے رہتے تھے اور دوسرا اس سے بہت بڑا رومی صوبہ (دیکھئے گلتیہ)۔ اگر یہ خط اول الذکر گلتیہ کو بھیجا گیا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ وہ علاقہ ہے جس کا ذکر اعمال ۱۶: ۶ اور ۱۸: ۲۳ میں (یا کم از کم اِن دونوں میں سے ایک میں) ملتا ہے۔ لیکن شائد ہمیں اِن دونوں حوالوں کی تفسیر مختلف طریقے سے کرنی چاہیئے (دیکھئے گلتیہ)۔ درحقیقت ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ پولس کبھی اس گلتیہ میں گیا تھا جب کہ ایسی متعدد شہادتیں ہیں کہ وہ گلتیہ کے رومی صوبہ کے جنوبی علاقوں میں گیا اور وہاں کلیسیائیں قائم کیں۔ اس نظریہ کو کہ یہ خط اصل گلتیہ کو لکھا گیا تھا جس میں گال رہتے تھے عام طور پر "نظریہ شمالی گلتیہ" کہا جاتا ہے، جبکہ "نظریہ جنوبی گلتیہ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط گلتیہ کے رومی صوبہ کے جنوبی علاقے میں پسدیہ انطاکیہ، اکنیم، لسترہ اور دربے میں کلیسیاؤں کو بھیجا گیا۔ یہ سب کلیسیائیں پولس اور برنباس نے اپنے پہلے بشارتی سفر میں قائم کی تھیں (اعمال ۱۳: ۱۴-۱۴: ۲۳)۔

"نظریہ جنوبی گلتیہ" کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ اگر پولس کے قارئین درحقیقت نسلی طور پر گال نہیں تھے تو اس کے لئے اُنہیں "گلتیو" (گلتیوں ۳: ۱) کہنا نامناسب تھا۔ لیکن اگر وہ مختلف نسلوں (فروگی اور لکاؤنی) سے تھے تو بھی کیا وہ سیاسی لحاظ سے گلتی نہیں کہلا سکتے تھے؟ مثلاً اگر کوئی پاکستانیوں کی مخلوط جماعت کو "اے پاکستانیو" کہہ کر خطاب کرتا ہے تو اگرچہ ان میں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان ہیں تو بھی وہ اپنے سیاسی

نام سے پاکستانی ہی کہلائیں گے۔

۵ - بنیادی نکات

اگر ہم خط کا منطقی تجزیہ وثوق سے نہیں کر سکتے تو بھی پولس رسول نے حقیقی خوشخبری کی حمایت میں جو کچھ بیان کیا ہے، کم از کم اُس کی خاص خاص باتوں کو تو قبول کر ہی سکتے ہیں۔ ہم ان میں سے آٹھ کو یہاں مختصراً بیان کرتے ہیں:

۱ - پولس نے جس خوشخبری کی منادی کی وہ اسے براہِ راست مسیح سے ملی تھی۔ وہ اُس کے سامعین کو مسیح کے اختیار سے پہنچی نہ کہ پولس کے (۱: ۱۱ مابعد)۔

۲ - اگر خدا ہمیں ختنہ اور یہودی شریعت کی پابندی کی بنا پر قبول کر سکتا ہے تو مسیح کی موت بے فائدہ اور عبث ہے (۲: ۲۱)۔

۳ - مسیحی زندگی جیسے کہ گلتیہ کے مسیحی اپنے تجربے سے جانتے تھے خدا کی رُوح کی ایک بخشش ہے۔ جب انہیں یہ زندگی ملی تو ساتھ ہی انہیں اپنے درمیان روح کی موجودگی اور قدرت کا بھی ناقابلِ تردید ثبوت ملا۔ اگر انہوں نے اپنی مسیحی زندگی کا آغاز اُس اعلےٰ سطح پر کیا تو یہ کیسے مناسب ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کو شریعت کے کاموں کی ادنےٰ سطح پر جاری رکھتے (۳: ۲ مابعد)۔

۴ - یہودیت پرست، ختنہ پر زور دینے کو ابرہام کی مثال دے کر درست ثابت کرتے تھے۔ چونکہ ختنہ اُس کے ساتھ خدا کے عہد کا نشان تھا، اس لئے وہ کہتے تھے کہ کوئی نامختون اُس عہد اور اُس عہد کی برکات میں شامل نہیں ہو سکتا۔ لیکن ابرہام کے حقیقی فرزند وہی ہیں جو ابرہام کی طرح ایمان سے راستباز ٹھہرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ابرہام سے وعدہ کی گئی برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ خدا کا ابرہام کے ساتھ وعدہ مسیح میں ہوتا ہے نہ کہ شریعت میں، اس لئے وعدہ کی برکات کو صرف مسیح میں ایمان ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے نہ کہ شریعت کی پابندی کرنے کے وسیلہ سے۔ شریعت اُس وعدہ سے بہت بعد میں دی گئی اس لئے اُس کی شرائط اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں (۳: ۶-۹، ۱۵-۲۲)۔

۵ - شریعت ان لوگوں کو جو اُس کی چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں لعنتی ٹھہرتی ہے۔ پس جو لوگ شریعت پر تکیہ کرتے ہیں وہ اُس لعنت کے خطرے میں ہیں۔ لیکن مسیح نے اپنی صلیبی موت کے ذریعہ اُس الٰہی لعنت کو اپنے لوگوں کی جگہ اپنے اوپر لے لیا اور اس لعنت سے جس کا اعلان شریعت کرتی ہے چھڑایا۔ پس مناسب نہیں کہ اُس کے لوگ واپس جائیں اور اپنے آپ کو پھر اُس لعنت کے ماتحت کر دیں (۳: ۱۰-۱۴)۔

۶ - شریعت کی پابندی کے اصول کا تعلق روحانی ناپختگی کے زمانہ سے ہے۔ اب جب کہ مسیح آچکے ہیں تو وہ جو اُن پر ایمان لاتے ہیں وہ خدا کے فرزند ہوتے ہوئے روحانی بلوغت کو حاصل کر چکے ہیں۔ یہودیت پرستوں کے دلائل کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پھر بچپن کی طرف مُڑ جائیں (۳: ۲۳-۴: ۷)۔

۷ - شریعت، گردن پر غلامی کا جُوا رکھ دیتی ہے جب کہ مسیح آزادی دلاتے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں مسیح نے مخلصی دی ہے، اگر وہ اپنی آزادی کو ترک کر کے پھر شریعت کی ابتدائی اور نکمی باتوں کو اختیار کر لیتے ہیں تو در حقیقت بے وقوف ہیں (۴: ۸-۱۱؛ ۵: ۱؛ ۳: ۱۹)۔

۸ - فضل کی خوشخبری جس آزادی کا اعلان کرتی ہے، وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ہر کام کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ مسیح پر ایمان وہ ایمان ہے جو محبت کے ذریعہ کام کرتا ہے اور یوں مسیح کی شریعت کی تکمیل ہے (۵: ۶؛ ۵: ۱۳-۶: ۱۰)۔

ان باتوں کو رومیوں کے خط میں جو اس کے آٹھ یا نو سال بعد تحریر ہوا زیادہ ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پولس خوشخبری کی بنیادی باتوں کو جن کو اس خط میں بیان کیا گیا ہے اپنی تبدیلی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی پوری طرح سمجھ چکا تھا۔ لیکن اس خط میں انہیں جس طریقے سے بیان کیا گیا ہے وہ اُس خاص حالت کا نتیجہ ہیں جن کے تحت اُسے ان سے ہمکلام ہونا پڑا۔ لیکن شاید گلتیوں کے خط کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کے باعث مسیحی آج تک آزادی کی عظیم خوشخبری کو تھامے ہوئے ہیں۔

گلتیہ - غلاطیہ :-

۱ - گال نسل کے لوگوں کی سکونت گاہ۔ ایشیائے کوچک کا وہ علاقہ جہاں گال Gaul نسل کے لوگ آکر آباد ہوئے تھے۔ گال یا کلٹک Celtic وہ قدیم لوگ تھے جو تقریباً اُسی علاقے میں آباد تھے جو موجودہ فرانس ہے۔ تیسری صدی قبل از مسیح میں یورپ کی بڑھتی آبادی کی وجہ سے گال قوم کے لوگوں نے ایشیائے کوچک کی طرف رُخ کیا اور وسطی سطح مرتفع کے شمال میں آکر بس گئے جس میں دریائے ہیلس کی وادی کا بڑا حصّہ بھی شامل تھا۔ اگرچہ یہ لوگ مقامی فروگیہ اور کپدکیہ کے قبیلوں کی تعداد سے کم تھے تو بھی وہ اُن پر حاوی ہو کر حکومت کرنے لگے۔ آخر کار گال لوگ تین قبیلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر ایک نے ایک مختلف علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ایک قبیلہ مشرقی علاقے میں آباد ہوا جو کپدکیہ اور پنطس کی سرحد سے ملتا تھا۔ اُنہوں نے ٹاویم شہر کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ ایک اور قبیلہ مغرب میں بس گیا۔ اُس کی سرحد پر فروگیہ اور بتونیہ کے علاقے تھے۔ اُن کا بڑا شہر پیسی نس تھا۔ تیسرا قبیلہ وسطی علاقہ میں آباد ہوا اور ان کا اہم شہر انقرہ Ancyra تھا جو بعد میں انگورہ کہلایا اور جس کا موجودہ نام انقرہ ہے۔

۲ - رومی سیاسی اور انتظامی صوبہ

سنہ ۲۵ ق م میں گلتیہ سلطنتِ روما کے تحت آگیا اور اُس کے

آخری بادشاہ امن تاس Amyntas کی موت کے بعد ۲۵ ق م میں اسے باضابطہ طور پر ایک رومی صوبے کا درجہ دے دیا گیا۔ گلتیہ کا یہ نیا صوبہ گال قوم کے جغرافیائی علاقے پر محدود نہ تھا بلکہ اس میں پنطس، فروگیہ، لکاؤنیہ، پسدیہ، پفلاگونیہ اور اساآوریہ کے علاقے بھی شامل کر دیئے گئے۔ گلتیہ کے اس صوبہ میں وہ تمام شہر واقع تھے جہاں جہاں پولس رسول نے بشارتی کام کیا یعنی لسترہ اور دربے جو رومی نوآبادیاں تھیں اور انطاکیہ اور اکنیم جنہیں قیصر کلودیس نے رومی بنا دیا تھا (اعمال ۱۳ب اور ۱۴ب)۔ ان شہروں میں بھاری تعداد میں یہودی، رومی اور یونانی آکر بس گئے تھے کیونکہ یہ جغرافیائی لحاظ سے بہت اہم علاقے تھے۔

گلتیہ کا نقشہ

۳- مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گلتیہ سے دو مختلف علاقے مراد تھے۔ ا- وہ علاقہ جہاں گال قوم کے لوگ آکر آباد ہوئے تھے۔ ب- وہ رومی علاقہ جسے انتظامی مصلحت کے تحت ایک صوبہ قرار دیا گیا تھا اور جس میں گال قوم کے مختلف اضلاع مثلاً فروگیہ، لکاؤنیہ وغیرہ شامل تھے۔ یہ ایک وسیع صوبہ تھا۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ گلتیوں کے نام پولس رسول کا خط کس کو لکھا گیا۔ کیا یہ اُس جغرافیائی علاقے کے لوگوں کو لکھا گیا جو گال قوم سے تعلق رکھتے تھے اور شمال میں آباد تھے یا یہ جنوب کے لوگوں کو لکھا گیا جو اب گلتیہ کے نئے صوبے میں شمار کئے جانے لگے تھے؟

ماضی میں نئے عہدنامہ کے علماء کی رائے برابر بٹی ہوئی تھی۔ نصف کی رائے میں یہ خط شمالی علاقے کے لوگوں کو بھیجا گیا تھا۔ باقی مفسر جنوبی علاقے کے حامی تھے۔ لیکن آج کل جنوبی گلتیہ کی حمایت میں زیادہ لوگ ہیں تاہم ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔

۴- شمالی گلتیہ کے نظریہ کی حمایت میں دلائل۔

ا- ابتدائی کلیسیا کی یہی رائے تھی۔ غالباً یہ کسی روایت پر مبنی ہوگی جو ہم تک نہیں پہنچی۔ اسے آسانی سے بلا ٹھوس وجہ کے ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

ب- پولس رسول اپنے خط میں گلتیوں کی کلیسیاؤں سے مخاطب ہوتا ہے (گلتیوں ۱:۲)۔ یہ شمالی لوگ نسل اور زبان کے لحاظ سے گال سے تعلق رکھتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ گلتیہ کے جغرافیائی علاقے میں رہتے تھے۔ لوقا انجیل نویس جب بھی جنوبی علاقوں کے شہروں کا ذکر کرتا ہے تو اُن کی تخصیص اُن کے ضلع کے ذریعہ کرتا ہے مثلاً پسدیہ کا انطاکیہ (اعمال ۱۳: ۱۴)، لکاؤنیہ کے شہر لسترہ اور دربے (اعمال ۱۴: ۶)۔ یاد رہے کہ گلتیہ کے وسیع انتظامی صوبے کا باضابطہ نام گلتیہ اور پسدیہ اور فروگیہ .... وغیرہ تھا۔

ج- اس خط میں بین السطور جو تاثر گلتیوں کے کردار کا ملتا ہے وہ گال یا کلٹک قوم کے کردار کے عین مطابق ہے۔ روایتی طور پر قیصر یولیس کے زمانہ میں عام رائے یہ تھی کہ گال نسل کے لوگ متلوّن مزاج، شیخی باز، فسادی، بد اخلاق، عاشق مزاج اور غصہ دلانے والے شخص تھے۔

د- پولس رسول اس خط میں اُن مواقع کا ذکر کرتا ہے جب وہ پہلی مرتبہ اُن کے درمیان انجیل کا پیغام سُنانے گیا۔ یہ بیان اعمال ۱۴ب کے مطابق نہیں ہیں جس کا تعلق جنوبی علاقے سے ہے۔ سو ظاہر ہے کہ یہ اشارے کسی اور علاقے کی نسبت ہیں۔ مثلاً وہ ذکر کرتا ہے کہ اُس نے بیماری کی حالت میں اُن کے درمیان منادی کی (گلتیوں ۴: ۱۳)۔

ہ- گو اس سفر اور منادی کا ذکر اعمال کی کتاب میں نہیں آتا تو بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پولس رسول اس جگہ کبھی نہیں گیا۔

و- پولس کے اس خط سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس کے پڑھنے والے زیادہ تر غیر یہودی تھے۔ جنوبی علاقے میں یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ یہ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہاں یہودی عبادت خانے زیادہ تھے۔ شمال میں اس کے مقابلے میں یہودیوں کی کم آبادی تھی چنانچہ اس نظریہ کے حامیوں کے نزدیک ظاہر ہے کہ وہ شمالی علاقے کے لوگوں ہی سے مخاطب تھا۔

۵- جنوبی گلتیہ کے نظریہ کی حمایت میں دلائل۔

ا- نئے عہدنامہ میں اور باقی تاریخی ذرائع سے کسی شمالی کلیسیا کا نشان نہیں ملتا۔ بعد میں مسیحی تاریخ میں ایک کلیسیا کا ذکر تو آتا ہے لیکن وہ کوئی مشہور اور اہم کلیسیا نہ تھی اور نہ ہی اس کلیسیا نے کبھی دعویٰ کیا کہ کسی رسول نے اُس کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے برخلاف جنوبی کلیسیاؤں کا ذکر تفصیل سے اعمال کی کتاب میں آتا ہے۔

ب- پولس رسول جنوب کی مختلف کلیسیاؤں سے مخاطب تھا جن میں پسدیہ، لکاؤنیہ، فروگیہ وغیرہ کی کلیسیائیں شامل تھیں۔ پولس کی مشکل یہ تھی کہ وہ کون سا نام استعمال کرے جس میں یہ سب کلیسیائیں

شامل ہوں ۔ظاہر ہے کہ گلتیہ ہی ایسا نام تھا جس میں جنوب کے یہ سب علاقے سمیٹے جا سکتے تھے ۔

ج ۔یہودی مائل مسیحی لوگوں کا جنوب میں ہونا زیادہ ممکن تھا کیونکہ یہاں یہودی زیادہ تھے اور اُن کے کئی عبادت خانے بھی تھے ۔ شریعت کی پابندی کی تحریک یہودی مسیحیوں میں زور پکڑ سکتی تھی ۔ اسی وجہ سے غیر قوم سے آئے ہوئے مسیحی نو مریدوں پر یہودی مسیحی زیادہ دباؤ ڈال سکتے تھے ۔چونکہ شمال میں یہودی کم تھے اس لئے یہ مسئلہ کوئی خاص اہمیت کا حامل نہ تھا ۔

د ۔ اس خط میں بعض ایسی باتوں کا ذکر ہے جن کا تعلق صرف جنوب سے ہو سکتا ہے ۔شمال کے لئے ان کا ذکر بے محل اور بے معنی ہوتا مثلاً برنباس شمال میں کبھی نہیں گیا تھا ۔اور اُس کا ذکر شمال کے لوگوں کے لئے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا (گلتیوں ۲ : ۱، ۹، ۱۳)۔

ہ ۔ گلتیہ کی کلیسیاؤں سے پولس نے درخواست کی تھی کہ وہ یروشلیم کے مقدسوں کے لئے چندہ جمع کر کے بھیجیں (۱۔کرنتھیوں ۱۶ : ۱) ۔ لیکن اُس وفد میں جو یہ چندہ لے کر یروشلیم گیا کسی شمالی شخص کا ذکر نہیں لیکن کم از کم دو شخص جنوبی علاقے سے تعلق رکھتے تھے (اعمال ۲۰ : ۴)۔ اگرچہ یہ دلیل کمزور معلوم ہوتی ہے لیکن اور دلائل سے مل کر کچھ وزن رکھتی ہے ۔

و ۔ پولس رسول کے تبلیغ کے طریقۂ کار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر وہ ایک گنجان آباد علاقے کو چنتا جس میں یونانی مائل لوگ رہتے ہوں اور جہاں یہودی عبادت خانے بھی ہوں اور غیر قوم نو مرید وہاں آتے ہوں اور آمد و رفت کے ذرائع آسان ہوں ۔ اس دلیل کی بڑی خامی یہ ہے کہ ہم وثوق سے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ پولس رسول شمالی علاقے میں نہیں گیا ۔لوگ اکثر بیماری کے بعد صحت کی بحالی کے لئے شمالی پہاڑی علاقے کو جاتے تھے ۔ پولس اپنے خط میں بیماری کا ذکر کرتا ہے ۔ اور اگر وہ اس مقصد سے شمالی گلتیہ کو گیا (۴ : ۱۳) تو یہ بہت ممکن ہے کہ اس نے وہاں اپنی صحت یابی کے دوران ایک بشارتی مہم چلائی ہو اور ایک کلیسیا کی داغ بیل رکھی ہو ۔ اور دلائل بھی پیش کی جاتی ہیں تاہم کوئی قطعی فیصلہ کرنا ناممکن ہے ۔

نئے عہد نامہ میں گلتیہ کا نام چھ مرتبہ آیا ہے ۔ اعمال ۱۶ : ۶ ؛ ۱۸ : ۲۳ اور گلتیوں ۱ : ۲ کا ذکر اوپر کے مضمون میں ہو چکا ہے ۔۲۔تیمتھیس ۴ : ۱۰ (بعض قدیم نسخوں میں یہاں گال ہے) اور ۱۔پطرس ۱ : ۱ رومی صوبے کے متعلق ہیں ۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۶ : ۱ کے فیصلے کا دار و مدار اوپر کی بحث کے نتیجے پر ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد گلتیہ کا نسلی علاقہ ہو یا رومی انتظامی صوبہ ۔

گلٹیاں :۔ جب فلستیوں نے بنی اسرائیل سے عہد کا صندوق چھین کر اسے اشدود میں رکھا تو اُن میں گلٹیوں کی وبا پھیلی (۱۔سموئیل ۵ : ۶) ۔ عبرانی کے جس لفظ کا ترجمہ گلٹی کیا گیا ہے عوفلیم اُس کا مطلب بواسیر کے مسّے بھی ہو سکتا ہے ۔ اسی لئے کیتھولک ترجمہ میں بواسیر ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۱۔سموئیل ۵ : ۶) ۔ لیکن بواسیر چھوت کی بیماری نہیں ہے ۔عبرانی لفظ عوفل کا مطلب ٹیلہ بھی ہے ۔یروشلیم کے باہر ایک ٹیلے کو یہ نام دیا گیا تھا (۲۔تواریخ ۲۷ : ۳) ۔ اس وبا کی ایک علامت غدودوں کا خصوصاً جانگھ کے غدود کا سوجنا ہے عوفلیم کی وبا کا ۱۔سموئیل ابواب ۵ اور ۶ میں بیان غدودی طاعون یا گلٹی دار طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ موجودہ تحقیق کے مطابق طاعون کی یہ بیماری ایک طفیلی پسّو سے پھیلتی ہے جو چوہوں کے جسم پر پلتا ہے ۔ اشدود میں چوہوں کی کثرت اس بات کو اور تقویت دیتی ہے کہ یہ غدودی طاعون Bubonic Plague ہی تھی ۔

گلگتا ۔ جلجتا :۔ ارامی لفظ جس کے معنی کھوپڑی ہیں ۔ یہ نام اُس مقام کو دیا گیا ہے جہاں خداوند مسیح کو صلیب دیا گیا تھا (متی ۲۷ : ۳۳ ؛ مرقس ۱۵ : ۲۲ ؛ یوحنا ۱۹ : ۱۷، ۱۸) ۔ یہ جگہ شہر کے نزدیک تھی (یوحنا ۱۹ : ۲۰) لیکن شہر سے باہر ۔ وہ دُور سے دکھائی دیتی تھی (مرقس ۱۵ : ۴۰ ؛ لوقا ۲۳ : ۴۹) وہ شاہراہ پر واقع تھی کیونکہ رومی حاکم اوروں کی عبرت کے لئے ایسی جگہ چنتے تھے ۔ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف آرا ہیں ۔بعض کے خیال میں اس ٹیلہ کی شکل کھوپڑی سے ملتی جلتی تھی ۔ اوروں کا خیال ہے کہ چونکہ یہ صلیب دینے کی جگہ تھی اسی وجہ سے یہاں انسانی کھوپڑیاں پڑی رہتی تھیں ۔

گلگیر :۔ (عبرانی ۔ ملقاخیم ۔ قب عربی ملقط بمعنی چمٹا) ۔ شمع یا چراغ کی بتی کترنے کی قینچی ۔ اس کا ذکر خروج ۲۵ : ۳۸ ؛ گنتی ۴ : ۹ میں ہے ۔حکم تھا کہ گلگیر اور اس کی رقابی سونے کی بنی ہو ۔ اس کی رقابی کو گلدان کہا گیا ہے ۔ نیز دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۱

گلمیخ :۔ گل میخ ایک قسم کی کیل ہے جس کا سرا چوڑا ہوتا ہے ۔ ایوب ۱۵ : ۲۶ میں ایسی ڈھالوں کا ذکر ہے جن میں موٹی موٹی گل میخیں لگی ہوتی تھیں ۔ڈھال کو مضبوط بنانے کے لئے اس کے کچھ حصے اُبھرے ہوئے ہوتے تھے ۔ کیتھولک ترجمہ میں مَنبتّی سپر ہے ۔ مَنبّت اُبھرے ہوئے نقش کو کہتے ہیں ۔ ایسی ڈھال کو مَنبتّی سپر کہتے ہیں ۔

گلہی :۔ جہاز کا اگلا حصّہ ۔اس کا ذکر اعمال ۲۷ : ۳۰، ۴۱ میں آتا ہے ۔ نیز دیکھئے جہاز اور کشتی ۔

گلیل ۔ جلیل :۔ (عبرانی = حلقہ، چکر، دائرہ) ۔ پرانے عہد نامہ کے زمانہ میں وہ علاقہ جو فلسطین کے شمال میں اور یردن دریا کے مغرب میں واقع تھا ۔ یہ اشکار، زبولون، نفتالی اور آشر کے قبیلوں میں تقسیم کیا گیا تھا ۔اس کا ذکر پرانے عہد نامہ

میں ان حوالوں میں ہے: یشوع ۲۰: ۷؛ ۲۱: ۳۲ (یہاں اسے جلیل کہا گیا ہے)؛ ۱-سلاطین ۹: ۱۱؛ ۲-سلاطین ۱۵: ۲۹؛ ۱-تواریخ ۶: ۷۶؛ یسعیاہ ۹: ۱۔

خداوند مسیح کے زمانے میں رومیوں نے فلسطین کو چار صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ گلیل ان میں سے ایک تھا۔ اس پر ہیرودیس انتپاس ۴ ق م سے ۳۹ عیسوی تک حاکم رہا۔ لوقا ۳: ۱ میں اس کا ذکر ہے۔ وہاں یونانی لفظ tetrarch تترارخ کا ترجمہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف حاکم اور کیتھولک ترجمہ میں رئیس ربع ہے (دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

یہ ایک زرخیز علاقہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ مصر اور سوریہ کی اہم تجارتی شاہراہ پر واقع تھا۔ اسی وجہ سے یہاں مختلف قوموں کے لوگ آباد تھے۔ خداوند مسیح کی خدمت کا بیشتر حصہ اسی علاقہ میں ہوا۔ اسی لئے انہیں گلیلی بھی کہا گیا ہے (متی ۲۶: ۶۹)۔ اسی علاقہ سے انہوں نے اپنے شاگرد چنے (متی ۴: ۱۳-۲۳؛ لوقا ۴: ۱۴؛ یوحنا ۷: ۱)۔

یروشلیم کے کٹر یہودی گلیل کو حقارت سے دیکھتے تھے کیوں یہاں مختلف قومیں آباد تھیں۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے یسعیاہ ۹: ۱ میں "قوموں کا گلیل" اور کیتھولک میں "قوموں کا جلیل" کہا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اعمال ۲: ۷ میں رسولوں کو تحقیر سے گلیلی کہا گیا ہو۔

نیز دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ نمبر ۱۴۔

گلیل کی جھیل۔ جلیل کی جھیل:۔ شمالی فلسطین میں دل کی شکل کی ایک میٹھے پانی کی جھیل جو ۱۲½ میل لمبی اور ۴ سے ۷ میل چوڑی ہے۔ اس کا تعلق یردن دریا کے ساتھ ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۶۸۰ فٹ نیچے ہے۔ بائبل میں اسے مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ گلیل کی جھیل (متی ۴: ۱۸)۔ تبریاس کی جھیل (یوحنا ۶: ۱)۔ گنیسرت کی جھیل (لوقا ۵: ۱)۔ جھیل (یوحنا ۶: ۱۶، ۱۷)۔ پرانے عہدنامہ میں اسے کنرت کی جھیل (گنتی ۳۴: ۱۱) یا بحر کنرت (یشوع ۱۲: ۳) کہا گیا ہے۔ مسیح یسوع کے زمانہ میں اس کے کنارے بہت سے شہر آباد تھے۔ کئی جہاز مچھلیوں کو پکڑنے اور سامان لے جانے کے لئے اس کے پانیوں میں تھے۔ اس میں مچھلیوں کی خاص بہتات تھی۔ عام طور پر یہ پرسکون ہوتی تھی لیکن کبھی کبھی دفعتاً جنوب مشرق سے طوفان آجاتے تھے (مرقس ۴: ۳۵-۴۱)۔

گلیو۔ جلیون:۔ مشہور ستوئیکی فلسفی سینکا Seneca کا بھائی۔ اسے غالباً ۵۱ یا ۵۲ عیسوی میں اخیہ کا صوبیدار مقرر کیا گیا تھا (اعمال ۱۸: ۱۲)۔ اُس وقت پولس رسول پہلی مرتبہ کرنتھس میں مقیم تھا۔ وہاں کے یہودیوں نے گلیو کے سامنے اُس پر یہ الزام لگایا کہ وہ لوگوں کو شریعت کے برخلاف خدا کی پرستش کرنے پر راغب کرتا ہے۔ گلیو نے یہودیوں کے الزام کی پرواہ نہ کی اور اُسے رہا کر دیا (اعمال ۱۸: ۱۳-۱۶)۔ گلیو کو قیصر نیرو کے حکم سے ۶۵ عیسوی میں قتل کیا گیا۔

گملی ایل۔ جملی ایل:۔ (عبرانی = خدا اجر دیتا ہے)۔ ۱- بنی منسی کا ایک سردار جس نے بیابان میں مردم شماری میں مدد کی۔ فداہصور کا بیٹا (گنتی ۱: ۱۰؛ ۲: ۲۰؛ ۱۰: ۲۳۔ اس کے ہجے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بھی جملی ایل ہیں)۔

۲- ایک فریسی اور شرع کا عالم۔ مشہور عالم ہلیل کا پوتا۔ اُن سات ربّی عالموں میں سے پہلا جسے "ربّان" یعنی "ہمارا اُستاد" کا لقب دیا گیا تھا۔ پولس اس کا شاگرد تھا (اعمال ۲۲: ۳)۔ جب یہودیوں کی صدر عدالت رسولوں کی مسیح کے لئے دلیرانہ گواہی سے خفا ہوئی اور چاہتی تھی کہ رسولوں کو قتل کیا جائے تو گملی ایل نے انہیں عاقلانہ مشورہ دیا کہ اگر اُن کی تعلیم غلط ہے تو وقت کے گزرنے پر تباہ ہو جائے گی اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو وہ اسے تباہ نہ ہونے دے گا (اعمال ۵: ۳۴-۳۹)۔ یہ اپنے وقت کا بڑا عالم تھا اور بردباری اور تحمل کی تعلیم دیتا تھا۔ خداوند مسیح کی خدمت کے سالوں کے دوران وہ صدر عدالت یعنی سنہیڈرن کا صدر تھا۔

گناہ:۔ پاک کلام میں گناہ کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ گناہ پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالی گئی ہے اور اس کے مطابق لفظ چنے گئے ہیں۔

۱- خطّات (قب عربی خطاء = غیرارادی گناہ) = نشانہ سے چوک جانا۔ اس کا عام طور پر اردو ترجمہ گناہ یا کبھی کبھی خطا اور جرم کیا گیا ہے (پیدائش ۴: ۷؛ ۵۰: ۱۷؛ خروج ۱۰: ۱۷؛ جرم = پیدائش ۱۸: ۲۰؛ ۳۱: ۳۶ وغیرہ؛ خطا = خروج ۲۹: ۱۴، ۳۶؛ ۳۰: ۱۰ وغیرہ)۔ رِشاع۔ بنیادی معنی ہیں شور یا فساد کرنا۔ اس کا ترجمہ سب جگہ شرارت کیا گیا ہے (استثنا ۹: ۴، ۵؛ ۲۵: ۲؛ امثال ۱۱: ۵؛ ۱۳: ۶؛ یسعیاہ ۹: ۱۸؛ حزقی ایل ۵: ۶ وغیرہ)۔ عاون۔ بنیادی معنی بگاڑ (قب عربی غوی۔ گمراہ ہونا)۔ اس کا ترجمہ گناہ، بدی اور قصور کیا گیا ہے (پیدائش ۴: ۱۳۔ کیتھولک قصور؛ ۱۵: ۱۶۔ گناہ؛ ۱۹: ۱۵؛ ۴۴: ۱۶؛ ۲۸: ۳۸۔ بدی؛ خروج ۲۰: ۵۔ بدکاری؛ احبار ۵: ۱؛ ۷: ۱۸۔ گناہ وغیرہ)۔ راعاع۔ مادّہ رئش عین عین۔ شور مچانا۔ (مختلف شکلوں میں۔ ایوب ۲۰: ۱۲ = شرارت؛ زبور ۹۷: ۱۰ = بدی؛ ہوسیع ۱۰: ۱۵ = شرارت وغیرہ)۔

۲- یونانی لفظ همرتیا hamartia نئے عہدنامہ میں گناہ کے لئے سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔ پولس رسول کے خطوط میں ہی یہ ساٹھ مرتبہ آتا ہے۔ قدیم کلاسیکی یونانی میں اس کے معنوں میں اتنی شدت نہیں تھی جو نئے عہدنامہ میں ہے۔ اس کا مطلب صرف نشانہ سے چوک جانا تھا۔ لیکن نئے عہدنامہ میں یہ گناہ کا پورا مفہوم رکھتا ہے۔ پرابا سیس parabasis کے بنیادی معنی بھٹکنے کے

ہیں - رومیوں ۵: ۱۴؛ گلتیوں ۴: ۱۹ = نافرمانی؛ ۱-تیمتھیس ۲: ۱۴ = گناہ؛ رومیوں ۲: ۲۳؛ ۴: ۱۵ = عدول وغیرہ)؛ ادِکیا adikia سابقہ A لگانے سے دِکیا کا اُلٹ یعنی ناراستی (لُوقا ۱۳: ۱۶ - بے ایمان. اسی لفظ کا مختلف طریقوں سے ترجمہ ہُوا - آیت ۹ میں ناراستی اور لوقا ۱۸: ۶ میں بے انصاف؛ یوحنّا ۷: ۱۸ = ناراستی؛ اعمال ۱: ۱۸ = بدکاری؛ اعمال ۸: ۲۳ = ناراستی وغیرہ)- اسیبیا asebeia بے دینی - یہ یوسیبیا = دینداری کا اُلٹ ہے (رومیوں ۱: ۱۸؛ ۱۱: ۲۶؛ ۲-تیمتھیس ۲: ۱۶؛ ططس ۲: ۱۲ وغیرہ)-

انومیا anomia یہ سابقہ A لگاکر نومیا کا اُلٹ ہے. نوموس کے معنی قانون یا شریعت ہیں- انومیا کا مطلب ہے شریعت کی اہانت اور عدولی - اس کا ترجمہ بدکاری اور بے دینی کیا گیا ہے (متّی ۷: ۲۳؛ ۲۳: ۲۸؛ رومیوں ۴: ۷؛ ۶: ۱۹ وغیرہ) - پونیریا poneria نقص، بگاڑ (متّی ۲۲: ۱۸ = شرارت؛ لوقا ۱۱: ۳۹؛ اعمال ۳: ۲۶؛ ۱-کرنتھیوں ۵: ۸ = بدی) -

اِپی تھومیا epithymia بنیادی معنی کسی چیز کی شدّت سے خواہش - یہ صرف لوقا ۲۲: ۱۵؛ فلپیّوں ۱: ۲۳ اور ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۷ میں اچھے معنوں میں استعمال ہُوا ہے - باقی جگہ یہ بُری خواہشوں کے لئے آتا ہے - مثلاً رومیوں ۱۳: ۱۴؛ گلتیوں ۵: ۱۶ وغیرہ-

بائبل کے مطابق، اس دنیا میں پہلا گناہ آزاد مرضی کا ایک ایسا عمل تھا جس میں مخلوق نے دیدہ دانستہ، اپنی ذمہ داری پر اور حالات کو جانتے بوجھتے ہوئے اُس پاک کردار کو جو خدا نے اوّل اوّل اپنی مخلوق کو عطا کیا تھا بگاڑ دیا۔

بائبل میں صاف اشارہ ملتا ہے کہ صرف نسلِ انسانی ہی ایسی مخلوق نہیں تھی جو گناہ میں ملوّث ہوگئی - ہم یہوداہ کے خط کی آیت ۶ میں پڑھتے ہیں کہ بعض" فرشتوں نے اپنی حکومت (ارخے arche) کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا"۔ اور ۲-پطرس ۲: ۴ میں بیان ہُوا کہ" خدا نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا"۔

بائبل کے مصنفین کے مطابق اِن گناہ کے مرتکب فرشتوں کا سردار شیطان ہے - ۱-یوحنّا ۳: ۸ میں ہم پڑھتے ہیں کہ" ابلیس شروع ہی سے گناہ کرتا رہا ہے"۔ ۱-تیمتھیس ۳: ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے گناہ کی بنیاد یا جڑ" تکبّر" تھا - اس سلسلہ میں مسیح خداوند کے الفاظ بڑے صاف ہیں" وہ (شیطان) شروع ہی سے خونی ہے اور سچّائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اُس میں سچّائی ہے نہیں - جب وہ جھُوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھُوٹ کا باپ ہے" (یوحنّا ۸: ۴۴)-

بائبل کے بعض مفسّرین کے مطابق شیطان کے اصل مرتبے اور اُس سے گرنے کے بارے میں اشارے، بابل کو مجرم ٹھہرانے کے متعلق نبوّت (یسعیاہ ابواب ۱۳، ۱۴ اور خاص طور پر ۱۴: ۱۲-۱۴) اور صُور کے بادشاہ کے بارے میں نبوت (حزقی ایل ۲۸: ۱-۱۹ خاص طور پر آیات ۱۲-۱۹) میں ملتے ہیں- بے شک ہمیں شکیہ تفسیروں اور مطالب کو رد کرنا چاہیئے، تاہم یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان نبوتوں کے بعض جملوں میں ایسی مشابہت پائی جاتی ہے جو ممکن ہے کہ شیطان کے اصل مرتبے اور اُس سے گرنے پر روشنی ڈالتی ہوں-

اگرچہ بائبل میں اِس موضوع پر زیادہ بیانات تو نہیں ملتے تو بھی جو کچھ وہاں بیان ہُوا ہے اُس سے گناہ کی قدیم ترین ابتدا پر روشنی پڑتی ہے- گناہ سب سے پہلے ایک ایسے سلسلۂ شخصیات میں رونما ہُوا جو نسل نہیں ہے (متّی ۲۲: ۳۰؛ مرقس ۱۲: ۲۵؛ لوقا ۲۰: ۳۵-۳۶)- اُن میں نسلی استحکام یا نسلی نمائندگی کی ذمہ داریاں نہیں ہیں - اِس سلسلہ شخصیات کو جو خدا کی پاک ذات کو اور اُس پاک کردار کو جو اُس نے اپنی مخلوقات میں ودیعت کیا ہُوا ہے بخوبی سمجھتا ہے، خدا نے اخلاقی چناؤ کی قوّت بخشی ہے -اِن شخصیات میں سے بعض نے جن کا سردار ابلیس ہے خدا کے عطا کردہ پاک کردار کو دیدہ دانستہ بگاڑا اور مزید یہ رویّہ اختیار کیا کہ جہاں تک ممکن ہو وہ اپنی اس بدی کو خدا کی مخلوقات میں بھی پھیلائیں -چونکہ اُن کا گناہ مجموعی حیثیت سے تھا اس لیے اُن پر نمائندگی کے اصول کا اطلاق نہیں ہوتا -ہمارے خیال میں اُن کا گناہ دیدہ دانستہ عمل تھا کیونکہ وہ کافی روحانی بصیرت رکھنے کے باعث جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں -پس یہ ایک شعوری اور ذمہ دارانہ کام کے مترادف تھا جو انہوں نے رُوح القدس کی اس قائلیت کے باوجود بھی کہ یہ گناہ ہے کیا - مسیح خداوند نے اِس قسم کے رَوَیّہ کے بارے میں مرقس ۳: ۲۹ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ گنہگار" ابدی گناہ" کے مرتکب ہوتے ہیں یعنی اس گناہ کا کوئی علاج نہیں -

انسان کے پہلے گناہ کے متعلق بڑی صفائی کے ساتھ پیدائش باب ۳ میں اور نسلِ انسانی پر اس کے اطلاق کو رومیوں ۵: ۱۲-۲۱ میں بیان کیا گیا ہے - خدا نے انسان کو اپنی رفاقت کے لئے پاک اور نیک طبیعت کے ساتھ پیدا کیا - اُس نے اُسے ایسے ماحول میں رکھا جو" بہت اچھا" تھا - پھر شیطان نے اُسے آزمایا اور انسان نے اپنی مرضی سے اپنی تباہی اور خدا کے ساتھ دشمنی کا راستہ چُنا -

فرشتوں کے برعکس نسلِ انسانی افراد کا مجموعۂ کُل نہیں ہے. انسان نسل ہے جس میں جماعتی استحکام اور نمائندگی کی ذمہ داری پائی جاتی ہے - بدیں وجہ نمائندگی کا اصول تمام انسانی زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہے - مثلاً ایک پاکستانی یہ کہہ سکتا ہے کہ اُس نے ۱۹۴۰ء میں قراردادِ پاکستان پر دستخط کئے تھے - بعینہٖ نسلِ آدم میں سے ہر ایک شخص کو کہنا چاہیئے کہ" میں باغِ عدن میں گنہگار بن گیا اور میں نے مسیح کو کلوری پر صلیب دیا - چونکہ یہ میرے نمائندے نے کیا تھا اس لئے میں نے ہی کیا"

گناہ کی فطرت، کائنات میں گناہ کے آغاز کی فطرت اور نسلِ انسانی میں گناہ کے داخلے کی فطرت سے ظاہر ہوتی ہے ۔گناہ خدا کی شریعت سے کم ہونا یا اُس کی مخالفت ہی ہے (مقابلہ کیجئے ۱-یوحنا ۳:۴)۔

لیکن گناہ کے بارے میں بائبل کے نظریہ کا کُل انحصار شریعت کے نظریہ پر نہیں ہے کیونکہ بائبل کے مصنفین خدا کی پاک ذات ہی کو شریعت کی بنیاد بتاتے ہیں ۔ "تم پاک رہو کیونکہ میں جو خداوند تمہارا خدا ہوں پاک ہوں" (احبار ۱۹ : ۲) ۔ یہ خدا کی پاک ذات کا اظہار ہی تھا جس کے باعث یسعیاہ نبی کو اپنی گنہگاری کا احساس ہوُا (یسعیاہ ۶ : ۱-۶) ۔ پس اس طرح گناہ نہ صرف شریعت کو جو خدا کی مرضی کو ظاہر کرتی ہے توڑنا ہی ہے بلکہ زیادہ بنیادی طور پر یہ خدا کی پاک ذات کے اظہار کے برعکس کام کرنا ہے ۔گناہ خدا کی اُس نیکی اور بھلائی کے بگاڑ کا نام ہے جو اس نے پہلے پہل اپنی مخلوق میں ودیعت کی تھی، اور بالخصوص اُس دینداری کا جو خدا نے انسان کو اپنی شکل اور صورت پر پیدا کرتے وقت اُس میں رکھی تھی۔

پس ہم گناہ کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ مخلوق کی کوئی بات بھی جو خدا کی پاک ذات سے مطابقت نہیں رکھتی یا اُس کے خلاف ہے گناہ ہے۔ لہٰذا گناہ صرف وہی نہیں جو ہم کرتے ہیں بلکہ جو کچھ ہم خود ہیں ۔گناہ ہماری نسل اور فطرت میں بسا ہوُا ہے۔

بائبل کے نظریہ کے مطابق گناہ کے علاج (رومیوں ۵ : ۱۲ مابعد) کی بنیاد بھی "نمائندگی کے اصول" پر ہے ۔ پس جب کوئی گنہگار اپنی گنہگاری کا اقرار کرتے ہوئے مسیح خداوند کو جو اُس کے گناہوں کی خاطر مؤئے قبول کرتا ہے تو وہ مسیح میں اپنے گناہوں کی طرف سے مر جاتا ہے ۔ اب اُس کی اُمید مسیح کا عوضی کفّارہ ہے کیونکہ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں" (۱-پطرس ۲ : ۲۴) ۔ مزید دیکھئے ہبوطِ آدم) ۔

گناہ کی قربانی :۔ دیکھئے قربانی

گناہ میں گرنا آدم کا :۔ دیکھئے ہبوطِ آدم

گِنتی :۔ شمار کرنا ۔گِننا۔

۱۔ بنی اسرائیل اور ان کے پڑوسی حساب میں اکائی، دہائی سینکڑہ وغیرہ یعنی عشاریہ نظام استعمال کرتے تھے ۔جو اعداد پُرانے عہدنامہ کے عبرانی متن میں درج ہیں وہ الفاظ میں لکھے گئے ہیں ۔ نئے عہد نامہ کے یونانی متن میں بھی اعداد زیادہ تر لفظوں ہی سے لکھے ہیں ۔ اسی طرح ★ موآبی پتھر اور ★ شیلوخ کی چٹان پر بھی عدد لفظوں میں لکھے ہوُئے ہیں۔

عبرانی میں عدد بطور اسمِ صفت بھی استعمال ہوتا ہے ۔ ۱ سے دس تک کے اعداد کو اسماء سے ادا کیا جاتا ہے ۔ ان اسماء کو جوڑنے سے گیارہ سے اُنیس تک کے اعداد بنتے ہیں ۔ مثلاً گیارہ "ایک اور دس سے = اخاد عاسر (قب عربی اَحَدَ عَشَرَ)، چودہ ،چار اور دس سے = اربع عاسر (قب عربی اَرْبَعَہ عَشَرَ) ۔ بیس کے بعد کی دہائیوں کو تین ،چار وغیرہ کی جمع سے بنایا جاتا ہے مثلاً شلوش (= تین) کی جمع شلوشیم (= تیس) ۔ اربع (= چار) کی جمع اربعایم (= چالیس) وغیرہ ۔ سَو کے لئے لفظ میاہ ہے اور اس کا صیغہ تثنیہ ماتیم دو سَو ہوُا ۔ تین سَو سے نو سَو تک کے اعداد پھر عدد اور سَو کو جوڑ کر بنائے جاتے ہیں مثلاً تین سَو = شلوش ماوت وغیرہ۔ سب سے بڑا عدد جو ایک لفظ سے ادا کیا گیا ہے وہ بیس ہزار ہے ۔وہ دس ہزار (= ربابَاہ) کا صیغہِ تثنیہ (= ربوتیم) ہے۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں پیدائش ۲۴ : ۶۰ میں "لاکھوں کی ماں" عبرانی متن کے عین مطابق نہیں ۔ لفظی ترجمہ "ہزاروں کی دس ہزار کی ماں" ہوگا اور اس سے مُراد یہ ہے کہ اُس کی نسل لاتعداد ہوگی ۔ اسی طرح دانی ایل ۷ : ۱۰ اور مکاشفہ ۵ : ۱۱ میں فرشتوں کا شمار لاتعداد ہے جنہیں "لاکھوں لاکھ" اور "لاکھوں اور کروڑوں" سے ادا کیا گیا ہے ۔ ان سے کوئی متعین تعداد مراد نہیں بلکہ یہ لامتناہی infinity کا تصوّر دیتے ہیں (قب پیدائش ۱۳ : ۱۶) ۔

سب سے بڑا صحیح عدد جس کا ذکر بائبل میں ہے وہ داؤد بادشاہ کی اسم نویسی کے سلسلے میں آتا ہے ۔ ۱-تواریخ ۲۱ : ۵ کے مطابق سب اسرائیلی گیارہ لاکھ اور یہوداہ چار لاکھ اور ستّر ہزار تھے ۔ ۲-سموئیل ۲۴ : ۹ کے مطابق اسرائیل کی تعداد آٹھ لاکھ اور یہوداہ پانچ لاکھ ہے ،یعنی پہلے بیان کے مطابق پندرہ لاکھ ستّر ہزار اور دوسرے بیان کے مطابق تیرہ لاکھ ۔بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ یہ تضاد محض ظاہری ہے اور اس کا حل بالکل سہل ہے ۔ ۱-تواریخ ۲۱ : ۵ کے مطابق کُل تعداد پندرہ لاکھ ستّر ہزار ہے ۔ اس میں اگر ۲-سموئیل ۶ : ۱ کے تیس ہزار جمع کریں تو تعداد سولہ لاکھ ہوگی۔

۲-سموئیل ۲۴ : ۹ کے مطابق تعداد تیرہ لاکھ ہے ۔ لیکن اس میں وہ مرد شامل نہیں جو ماہ بماہ بادشاہ کی خدمت کرتے ہیں (دیکھئے ۱-تواریخ ۲۷ب) ۔ وہ ہر ماہ ۲۴۰۰۰ پر مشتمل تھے ۔ سو بارہ مہینے میں ۲۸۸۰۰۰ ۔ اور وہ مرد بھی شامل نہیں جو بارہ سرداروں کی خدمت کرتے تھے یعنی ۱۲۰۰۰ ۔ تو کُل تعداد ۱۳۰۰۰۰۰ + ۲۸۸۰۰۰ + ۱۲۰۰۰ = ۱۶۰۰۰۰۰ یعنی سولہ لاکھ ۔

۲ - گنتی کی علامتیں :۔

پرانے عہد نامہ کے متن میں اور نئے عہد نامہ کے متن کے بیشتر حصّہ میں تعداد الفاظ میں بیان کی گئی ہے ۔ یہی طریقہ دڑ بہت پرانے

کتبوں یعنی ★ موآبی پتھر، جو اخی اَب بادشاہ کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے اور شیلوخ کی سرنگ کی چٹان پر کھُدی ہوئی عبارت (دیکھئے شیلوخ) میں استعمال ہؤا ہے۔ اسوری، مصری اور فینیکی لوگ گنتی کے لئے الفاظ اور علامتیں دونوں استعمال کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ اسرائیلی بھی علامتیں استعمال کرتے ہوں لیکن اب تک اس کی کوئی شہادت نہیں ملی ہے۔

اِن علامتوں کو ہندسے بھی کہتے ہیں کیونکہ غالباً یہ علامتیں ہندوستان کی ایجاد تھیں۔

پہلے یہودی ہندسوں کے لئے حروفِ تہجی کو استعمال کرنے لگے۔ یہ بعینہٖ حروفِ ابجد کے مطابق تھا۔ یعنی پہلے ۹ حروف اکائیوں کے لئے اگلے ۹ دہائیوں کے لئے وغیرہ۔ چونکہ عبرانی حروفِ تہجی میں صرف بائیس حروف ہیں سو آخری حرف "تاؤ" چارسو کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ آلف = ۱؛ بیتھ = ۲؛ گیمل = ۳؛ دالتھ = ۴؛ ہے = ۵؛ واؤ = ۶؛ زین = ۷؛ خیتھ = ۸؛ تیتھ = ۹؛ یود = ۱۰؛ کاف = ۲۰؛ لامد = ۳۰؛ میم = ۴۰؛ نون = ۵۰؛ سامک = ۶۰؛ عین = ۷۰؛ پے = ۸۰؛ صادے = ۹۰؛ قوف = ۱۰۰؛ ریش = ۲۰۰؛ شین = ۳۰۰؛ تاؤ = ۴۰۰؛ باقی گنتی کو انہی حروف کو مختلف طریقوں سے جوڑنے سے لکھا جاتا تھا۔ مثلاً گیارہ یود اور آلف سے (۱۰+۱) وغیرہ۔

ایک مثال بڑی دلچسپ ہے۔ پندرہ اور سولہ کو لکھنے کے لئے ہمارے دل میں ایک دم یہ خیال آئے گا کہ اسے ۱۰ + ۵ اور ۱۰+۶ سے لکھا جانا چاہیئے یعنی یود اور ہے = ۱۵؛ یود اور واؤ = ۱۶۔ لیکن خدا کا ایک نام جو یہودیوں کے نزدیک بہت مقدس تھا اور جسے وہ زبان پر بھی لانے سے کتراتے تھے، وہ اس کی جگہ ہمیشہ ادونائی (= خداوند) بولتے تھے وہ یہوہ تھا یعنی یود - ہے - واؤ - ہے۔ ۱۵ لکھنے کے لئے اگر یود اور ہے استعمال کیا جاتا تو وہ خدا کے پاک نام کا حصہ ہوتا اس لئے احتراماً وہ ۱۵ اور ۱۶ کو ۹ + ۶ اور ۹ + ۷ یعنی تیتھ اور واؤ؛ تیتھ اور زین سے ادا کرتے تھے۔

چونکہ عبرانی کا آخری حرف تاؤ (۴۰۰) ہے اس لئے پانچ سو سے نو سو تک تاؤ اور قوف = ۵۰۰؛ تاؤ اور ریش = ۶۰۰؛ تاؤ اور شین = ۷۰۰؛ تاؤ اور تاؤ = ۸۰۰ اور تاؤ اور تاؤ اور قوف = ۹۰۰ لکھتے تھے۔ اس کے بعد اکائیوں کے حرف پر دو نقطے ڈالنے سے ہزار ادا کرتے تھے۔ یعنی آلف پر دو نقطے ڈالنے سے ہزار؛ بیتھ پر دو نقطے ڈالنے سے دو ہزار وغیرہ۔

گنتی کو اس طرح لکھنے میں ایک قباحت یہ تھی کہ بعض عبرانی حروفِ تہجی ایک دوسرے سے بہت ملتے جُلتے ہیں اور کتابت میں غلط املا بہت ممکن ہے۔ مثلاً بیتھ اور کاف؛ گیمل اور نون؛ دالتھ اور ریش وغیرہ بڑی آسانی سے غلط پڑھے جا سکتے ہیں۔ (دیکھئے عبرانی حروفِ تہجی)۔

یہی طریقہ عبرانی بائبل کے ابواب اور آیات کے لئے ابھی بھی استعمال ہوتا ہے۔

۳- عددِ تام

دیگر زبانوں کی طرح عبرانی میں بھی عددِ تام کا تصوّر موجود ہے یعنی بجائے کسی تعداد کو اکائی تک درست بیان کرنے کے دس، سو، ہزار تک کے قریب کے عدد سے بیان کرنا۔ مثلاً ۴۷ کو پچاس کہنا اور ۴۷۷۱ کو پانچ ہزار کہنا۔

غالباً یہوسفط کی فوج کی تعداد اسی طرح عددِ تام میں دی گئی ہے (۲-تواریخ ۱۷: ۱۶)۔ احبار ۲۶: ۸ میں "پانچ آدمی سو کو رگید دیں گے" سے مراد کچھ آدمی بہت سے آدمیوں کو شکست دیں گے۔

عبرانی محاورے میں اردو کی طرح چھوٹی غیر معین تعداد اُس وقت مراد ہوتی ہے جب یہ عدد ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں (یسعیاہ ۱۷: ۶)۔ ایک اور عبرانی محاورے کے مطابق جب دو عدد دیئے جائیں تو مراد بعد کے بڑے عدد سے ہوتی ہے (امثال ۳۰: ۲۱)۔

اکثر چالیس بطور عددِ تام استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ۲-سموئیل ۵: ۴ میں لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ نے چالیس برس سلطنت کی۔ اس سے اگلی آیت میں تفصیل بیان کی گئی ہے یعنی سات سال چھ مہینے یہوداہ پر اور تینتیس سال سب اسرائیل اور یہوداہ پر یعنی کُل ½۴۰ سال۔

اعداد و شمار اور گنتی کے سلسلے میں یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ ان کی نقل میں کتابت کی آسانی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ اگر تعداد ہندسوں میں ہو تو غلطی ہو سکتی ہے اور اگر حروف کو علامتی طور پر استعمال کیا جائے تو غلطی کی گنجائش اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر آیت کا سیاق و سباق صحیح عدد تعین کرنے میں کوئی مدد نہیں دیتا۔ یاد رہے کہ بعض متن چار ہزار سال سے نسل در نسل نقل کرنے کے بعد ہم تک پہنچے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود، پاک کلام کے متن کو بہت احتیاط سے غلطیوں سے پاک رکھا گیا ہے۔ اور اگر کوئی غلطی ہو بھی گئی ہو تو وہ بنیادی مذہبی مسائل کو متاثر نہیں کرتی۔

اس نتیجے پر پہنچنے سے پہلے کہ متن میں غلطی موجود ہے بہتر یہ ہے کہ پاک کلام کے اُس حصّے کا بغور مطالعہ کیا جائے اور غلطی کے ممکن ہونے کی وجہ تلاش کی جائے۔

ایک مثال اور لیجئے۔ گنتی ۳ باب میں ایک بڑا دلچسپ حساب کیا گیا ہے۔ اس کا پس منظر یوں ہے:

خدا نے فیصلہ کیا کہ لاوی کے قبیلے کے لوگ ہارون کی خیمۂ اجتماع اور مسکن کے کام میں مدد کریں (۳: ۵-۷)۔ یوں تو خدا نے حکم دیا تھا کہ سب پہلوٹھے اُس کے ہیں (خروج ۱۳: ۲) اور یہ انتظام بھی تھا کہ اگر کوئی اپنا پہلوٹھا چھڑانا چاہے تو اُس کے بدلے پانچ مثقال

نقدی ہارون اور اُس کے بیٹوں کے لئے مُقدس ہیں دے۔
اس باب میں خدا فیصلہ کرتا ہے کہ چونکہ سب لاوی مُقدس کی خدمت کریں گے اس لئے لاویوں کی تعداد کے برابر بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں کے بدلے کچھ نہ لیا جائے۔ جتنے پہلوٹھے شمار میں لاویوں سے زیادہ ہیں اُن کے لئے فی شخص ۵ مثقال مُقدس میں جمع کرائی جائیں
جب پہلوٹھوں کا شمار کیا گیا تو ان کی تعداد بائیس ہزار دو سو تہتر تھی ۲۲۲۷۳ (گنتی ۳: ۴۳)۔ لاویوں کی تعداد بائیس ہزار ۲۲۰۰۰ تھی یعنی فرق ۲۷۳ کا ہوا۔ ان کے بدلے میں ایک ہزار تین سو پینسٹھ مثقال وصول کی گئیں ۱۳۶۵/۵ = ۲۷۳ یہاں تک حساب صاف ہے۔ مشکل پیش تب آتی ہے جب ہم جیرسونیوں (آیت ۲۲)، قہاتیوں (آیت ۲۸) اور مراریوں (آیت ۳۳-۳۴) کی دی ہوئی تعداد کو جمع کریں۔ یعنی ۷۵۰۰ + ۸۶۰۰ + ۶۲۰۰ = ۲۲۳۰۰۔ سرسری نظر میں ۲۲۰۰۰ (آیت ۳۹) کو عددِ تام سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حساب کرنے سے ثابت ہؤا کہ یہ صحیح عدد تھا۔
تو اس غلطی کی کیا ممکن وجہ ہوسکتی ہے؟ علماء کا خیال ہے کہ غلطی اُن تین رقموں میں ہے جو لاویوں کے مختلف فرقوں نے دیں۔ غالباً کہیں کاتب نے سہواً ایک حرف حذف کر دیا جس سے یہ غلطی ہوگئی۔ بجائے شلش (تین) سو لکھنے کے اُس نے ششش (چھ) سو لکھ دیا ہوگا۔ کیتھولک مترجمین نے ★ سفتادی ترجمہ کی پیروی کی جس کے مطابق قہاتیوں کا شمار ۸۶۰۰ کی بجائے ۸۳۰۰ تھا۔

۴۔ پسندیدہ اور متبرک ہندسے

بعض اعداد اور اُن کے مُرکب یا ضعف کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔ جیسے ۳، ۴، ۷، ۱۰، ۱۲، ۴۰، ۷۰ وغیرہ۔ مثلاً ۳ کسی بات کو زوردار کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ حزقی ایل ۲۱: ۲۷ " میں ہی اُسے اُلٹ اُلٹ اُلٹ دُوں گا"۔ سامی قوم کے لئے ابتدا ہی سے سات ایک مُقدس عدد تھا (پیدائش ۲: ۲؛ ۴: ۲۴؛ ۲۱: ۲۸؛ احبار ۴: ۶؛ متی ۱۸: ۲۲؛ مکاشفہ ۱: ۲۰)۔ دس ایک کامل عدد سمجھا جاتا تھا۔ چالیس عددِ تام (اوپر دیکھئے ۳) تصوّر کیا جاتا تھا (خروج ۲۴: ۱۸؛ ۱-سلاطین ۱۹: ۸؛ یوناہ ۳: ۴)۔
یہودی علمأ نے عددوں کا ایک خاص علم تشکیل کیا تھا جس کے ذریعہ وہ اِن عددوں میں خاص معنی تلاش کرتے تھے اور ان کی تشریح کرتے تھے۔ اسی علم کی بدولت مکاشفہ ۱۳: ۱۸ کے ۶۶۶ یا ۶۱۶ کو مختلف شخصیتوں سے نسبت دیتے تھے جن میں کلیگلا، قیصر نیرو وغیرہ کے نام اکثر آتے ہیں۔

گنتی کی کتاب۔ عدد کی کتاب:-

یہودی عبادت خانوں میں اِس کتاب کو اِس کے پہلے لفظ یا پہلے چند الفاظ کے بعد کسی لفظ سے موسوم کیا جاتا تھا "اُس نے فرمایا" یا "بیاباں میں")۔ یونانی مترجمین نے اسے arithmoi یعنی 'اعداد' کا نام دیا۔ جہاں تک توریت کی دیگر کتب کا تعلق ہے یورپی زبانوں میں زیادہ تر اُن کے یونانی نام ہی مستعمل ہیں۔ لیکن بعض زبانوں میں اس کتاب کے یونانی نام کا ترجمہ کر لیا گیا ہے مثلاً اردو میں " گنتی "، (پروٹسٹنٹ) اور " عدد " (کیتھولک) وغیرہ۔ بعض زبانوں میں یونانی کے لاطینی ترجمہ numeri کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اس کتاب پر یہ عنوان جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پہلے چند ابواب (اور ۲۶ باب) کئی قسم کے اعداد و شمار، خصوصاً مردم شماری کے اعداد و شمار پر مشتمل ہیں۔

۱۔ خلاصۂ مضامین

ا۔۱۔ بنی اسرائیل کا شمار اور قبیلوں کے ڈیروں کی ترتیب کا بیان (۱: ۱ تا ۴: ۴۹)
ب۔۲۔ بدچلنی کے شبہ کو رفع کرنے کے مسائل۔ نذیروں کے لئے شرع اور دیگر قوانین کا بیان (۵: ۱ تا ۶: ۲۷)
ج۔۳۔ خیمۂ اجتماع کی مخصوصیت کے لئے نذرانوں اور قربانیوں کا بیان (۷: ۱ تا ۸۹)
د۔۴۔ شمعدان، لاویوں کی تقرری اور ان کی خدمت کے اوقات کا بیان (۸: ۱ تا ۲۶)
ہ۔۵۔ دوسری عید فسح، بادل اور دو نقرئی نرسنگوں کا بیان (۹: ۱ تا ۱۰: ۱۰)
و۔۶۔ سینا سے کوچ کا بیان (۱۰: ۱۱ تا ۳۶)
ز۔۷۔ تبعیرہ۔ بٹیروں اور ستر بزرگوں کا بیان (۱۱: ۱ تا ۳۵)
ح۔۸۔ مریم اور ہارون کا موسیٰ کی مخالفت کرنا (۱۲: ۱ تا ۱۶)
ط۔۹۔ ۱۲ جاسوسوں کا بیان (۱۳: ۱ تا ۱۴: ۴۵)
ی۔۱۰۔ اجنبیوں سے تعلقات جانوروں کی قربانیوں اور تاوان، سہواً خطا سرزد ہونے کو قربانیوں کے لئے قوانین اور رسبت توڑنے کے متعلق احکام (۱۵: ۱ تا ۴۱)
ک۔۱۱۔ قورح، ابیرام اور داتن۔ ہارون کا پھولا پھلا عصا (۱۶: ۱ تا ۱۷: ۱۳)
ل۔۱۲۔ کاہنوں اور لاویوں کا مقام (۱۸: ۱ تا ۳۲)
م۔۱۳۔ ناپاکی دُور کرنے کے پانی کا بیان (۱۹: ۱ تا ۲۲)
ن۔۱۴۔ مریم کی وفات۔ مریبہ کا واقعہ (۲۰: ۱ تا ۱۳)
س۔۱۵۔ ادومی اسرائیلیوں کو اپنے ملک سے گزرنے نہیں دیتے۔ ہارون کی وفات (۲۰: ۱۴-۲۹)
ع۔۱۶۔ حرمہ میں کشمکش۔ پیتل کا سانپ۔ موآب کے میدانوں کو کوچ کرنا۔ سیحون اور عوج کے خلاف جنگیں (۲۱: ۱ تا ۳۵)

ف۔۱۷۔ بلعام (۲۲: ۱ تا ۲۴: ۲۵)

ص۔۱۸۔ لعبل فغور (۲۵: ۱ تا ۱۸)

ق۔۱۹۔ بنی اسرائیل کی دوسری مردم شماری (۲۶: ۱ تا ۶۵)

ر۔۲۰۔ بیٹیوں کی وراثت کے حقوق۔ موسیٰ کا جانشین (۲۷: ۱ تا ۲۳)

ش۔۲۱۔ نذرانوں کی بابت احکامات۔ عورتوں کی منتّوں کا بیان (۲۸: ۱ تا ۳۰: ۱۶)

ت۔۲۲۔ مدیانیوں سے انتقام لینے کا واقعہ (۳۱: ۱ تا ۵۴)

ث۔۲۳۔ یردن کے مشرق میں زمین کی تقسیم (۳۲: ۱ تا ۴۲)

خ۔۲۴۔ اُن مقامات کا بیان جہاں بنی اسرائیل نے بیابان کے سفر کے دوران ڈیرے ڈالے تھے (۳۳: ۱ تا ۴۹)

ذ۔۲۵۔ کنعان پر قبضہ کرنے کے متعلق ہدایات۔ کنعان کی سرحدیں، ملک کی تقسیم کی بابت قواعد، لاویوں کے شہر، پناہ کے شہر (۳۳: ۵۰ تا ۳۵: ۳۴)

ض۔۲۶۔ وراثت کی مالکہ بیٹیوں کے بیاہے جانے کے بیان میں (۳۶: ۱ تا ۱۳)

۲۔ مصنف اور سن

فی زمانہ کئی علماء اِس روایت کی صحت کی بابت متردّد ہیں کہ موسیٰ ہی اس ساری کتاب کا مصنف ہے۔ وہ درج ذیل اُمور کو اس ضمن میں پیش کرتے ہیں: صرف ۳۳ ویں باب میں موسیٰ کا تحریریں مرتّب کرنے کا بیان ملتا ہے (آیت ۲ بحوالہ ۵: ۲۳؛ ۱۱: ۲۶)۔ کتاب کے کسی اور حوالے میں اس کا ذکر نہیں اور یہ صورت دیگر کتُب میں اس کے برعکس ہے مثلاً استثنا ۳۱: ۹۔ مختلف مندرجات موسیٰ سے بعد کے ایّام کے معلوم ہوتے ہیں جو موسیٰ کے علاوہ کسی اور مصنف کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً ۱۲: ۳؛ ۱۵: ۲۲ (یہاں موسیٰ کا بیان صیغہ غائب میں کیا گیا ہے)؛ ۱۵: ۳۲؛ ۲۱: ۱۴ ("یہوواہ کا جنگ نامہ" غالباً موسیٰ کے بعد کی تصنیف ہے)؛ ۳۲: ۳۴۔ اِن سب امور کے باوجود کتاب تسلسل کے ساتھ یہ گواہی دیتی ہے کہ یہ قوانین اور قواعد موسیٰ (اور ہارون) کی وساطت سے دیئے گئے ۱: ۱ وغیرہ۔ یہ واضح تاثر بھی ملتا ہے کہ ان قوانین و ضوابط کا نفاذ بیابان کی آوارگی کے دوران ہی عمل میں آیا (۵: ۱۷؛ ۱۵: ۳۲ وغیرہ)۔

ان اُمور کے پیشِ نظر یہ ممکن ہے کہ یہ قوانین و ضوابط ارتقاء کے عمل سے گزرے ہوں اور بدلتے ہوئے حالات سے انہیں ہم آہنگ کرنے کے لئے گاہے بگاہے ان میں ترامیم بھی کی گئی ہوں۔ بعض اوقات اس ارتقائی عمل کے واضح آثار ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گنتی ۱۵: ۲۲ تا ۳۱ اور ۴ باب میں فرق ہے۔ علاوہ ازیں اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ گنتی ۱۵: ۲۲ میں موسیٰ کا بیان صیغہ غائب میں آتا ہے یہ ناممکن الامر نہیں کہ گنتی ۱۵: ۲۲ تا ۳۱ احبار ۴ باب کے بعد کا مسوّدہ ہو۔

یہ قرینِ قیاس ہے کہ قوانین کے نفاذ کا سلسلہ موسیٰ کے ایّام ہی میں شروع ہؤا۔ یہ مفروضہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے کہ ان قوانین اور قصّوں کو قلمبند کرنے کا آغاز موسیٰ کے ایّام میں ہی ہو چکا تھا۔ ہم اُس دور کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہیں جس میں اِس کتاب نے موجودہ شکل اختیار کی۔ میری ناقص رائے میں اِس کتاب کے اہم نکات پہلے سے ہی تحریری شکل میں موجود تھے یعنی بادشاہت کے ابتدائی ایام میں۔ یہ نکتے کی بات ہے کہ کتاب میں موسیٰ کے بعد کا کوئی ایسا مواد نہیں ملتا جسے اِس تصنیف کو موسیٰ کے بعد کی ثابت کرنے کے لئے ناقابلِ تردید شہادت سمجھا جائے۔

۳۔ کتاب کے مضامین کا سرسری جائزہ

ا۔ توریت کو ابتداء ہی سے اسفارِ خمسہ میں تقسیم نہیں کیا گیا تھا، تو بھی یہ بات خالی از معنی نہیں کہ گنتی ۱: ۱ کے ساتھ ایک نئی کتاب کا آغاز ہوتا ہے (جس کے پہلے چار ابواب سینا سے کوچ کی تیاری کے لئے تمہید کا کام دیتے ہیں)۔ تو بھی یہ کتاب اُس سے پیشتر کی کتُب کے ساتھ ایک وحدت میں منسلک ہے۔ اِسی سلسلہ میں کہا جا سکتا ہے کہ استثنا کی کتاب گنتی کی کتاب کا تسلسل ہے۔ لیکن گنتی اور استثنا کا الگ الگ ہونا گنتی اور احبار کی کتابوں کے الگ ہونے کی نسبت زیادہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

ب۔ گنتی کی کتاب میں مندرج تاریخ ۳۸ برسوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ عرصہ خروج کے بعد دوسرے برس سے چالیسویں برس پر محیط ہے۔ ذیل کی آیات میں مختلف سن و سال کا بیان پڑھیں ۱: ۱؛ ۷: ۱؛ ۹: ۱؛ ۱۰: ۱۱؛ ۳۳: ۳۸ بحوالہ خروج ۴۰: ۲؛ استثنا ۱: ۳)۔

کتاب کے پہلے حصّہ میں بنی اسرائیل ابھی تک سینا میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں (خروج ۱۹: ۱ میں سینا میں اُن کی آمد کا بیان ملتا ہے)۔ گنتی ۱۰: ۱۱ تا ۱۲: ۱۶ میں سینا سے کوچ کرنے اور قادس کے سفر کا بیان پایا جاتا ہے (۱۳: ۲۶)۔ خروج کے دوسرے برس ہی بنی اسرائیل قادس پہنچ چکے تھے (استثنا ۲: ۱۴)۔ چونکہ بنی اسرائیل نے جاسوسوں کی حوصلہ شکن اطلاعات کا یقین کر لیا تھا اس لئے اُن پر بیابان کی طویل آوارگی مسلّط کر دی گئی تھی (۱۳ اور ۱۴ باب)۔ اِن ۳۸ برسوں کے دوران اِس آوارگی میں بنی اسرائیل پر کیا بیتی، اس کے متعلق ہم وثوق سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے (۱۵: ۱ تا ۲۰: ۱۳)۔ قرینِ قیاس ہے کہ قادس ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کا مرکز رہا تھا جب کہ اسرائیلیوں کے مختلف گروہ دشتِ سینا میں اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرے۔ اِن ۳۸ برسوں کے بعد بنی اسرائیل

قادِس سے کنعان کو روانہ ہوئے اور ادوم کا چکر کاٹ کر موآب کے میدانوں میں اُترے اور سیحون اور عوج کو شکست دی (۲۰: ۱۴تا ۲۱: ۳۵)۔ کتاب کے آخری حصّہ میں بلعام کی سرگرمیوں، بعل فغور میں بنی اسرائیل کی بُت پرستی اور مدیانیوں کی سزا کا ذکر ہے۔

ج۔ تاریخی بیانات کے علاوہ اِس کتاب میں ہر نوعیت کے قواعد و ضوابط اور قوانین پائے جاتے ہیں۔ قوانین اور تاریخی پس منظر کا تعلق، نیز ایک قانون کا دوسرے سے تعلق بعض اوقات واضح نہیں ہوتا تو بھی بیشتر مقامات پر مصنف نے تعلق واضح کیا ہے۔ اس کا ایک سادہ سا حل یہ ہے کہ ان میں ایک تاریخی ترتیب پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات بے ربط مواد میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً دیکھئے ۵: ۱تا ۴ اور ۱۸ باب کس عمدگی سے سابقہ بیانات کے ساتھ مربوط ہیں اور ۱۰: ۱تا ۱۰ بعد کے بیانات سے منسلک ہے جب بیابان کے سفر کا جائزہ پیش کر دیا جاتا ہے (۳۳: ۱تا ۴۹) تو یہ تذکرہ جاری رہتا ہے (۳۳: ۵۰ تا ۳۵: ۳۴) جس میں کنعان کو مفتوح بنانے کے ضوابط اور اُن قوانین کا بیان ہے جو وہاں بسیرا کرنے کے بعد لاگو ہوں گے۔

متعدد قوانین (سبھی نہیں) رسمی معاملات سے متعلق ہیں۔ بنی اسرائیل مذہبی، اخلاقی، عدالتی اور معاشرتی قوانین میں وہ تفریق روا نہ رکھتے تھے جس کے ہم عادی ہیں۔ تمام قوانین اور قواعد و ضوابط کا ایک ہی مقصد تھا کہ بنی اسرائیل خداوند خدا کی نظر میں ایک آزاد اور سلجھی ہوئی قوم کی حیثیت سے ملکِ کنعان میں بسنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

د۔ گنتی کی کتاب میں ایک بار پھر موسیٰ غالب شخصیت نظر آتا ہے۔ وہ اپنی بھرپور عظمت اور خامیوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ ہر معاملہ میں رہبرِ قوم ہے۔ اس کی عبادت اور ریاضت کے نتیجہ میں خدا اسرائیل کو مختلف قواعد و ضوابط اور قوانین عطا کرتا ہے۔ وہ اپنے خادم کے ساتھ "روبرو" (۱۲: ۶-۸) باتیں کرتا ہے۔ بار بار موسیٰ اپنی اُمّت کی شفاعت کرتا نظر آتا ہے (۱۱: ۲؛ ۱۲: ۱۳؛ ۱۴: ۱۳؛ ۱۶: ۲۲؛ ۲۱: ۷)۔ وہ "روئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا" (۱۲: ۳ بحوالہ ۱۴: ۵؛ ۱۶: ۴ مابعد) تو بھی وہ انسانی کمزوریوں سے مبرّا نہ تھا۔ خدا کے حُکم کے باوجود اُس نے چٹان کو مارا (۲۰: ۱۰ مابعد) اور کبھی کبھی وہ بڑے غصّے سے شکایت کرتا ہے (۱۱: ۱۰ مابعد بحوالہ ۱۶: ۱۵)۔ موسیٰ کے بعد نمایاں ہستی ہارون کی نظر آتی ہے (۱: ۳، ۱۷، ۴۴؛ ۲: ۱ وغیرہ۔ خصوصاً ۱۲، ۱۶، ۱۷ باب)۔

۴۔ کتاب کا پیغام

گنتی کی کتاب میں بھی ساری بائبل کی طرح قادرِ مطلق اور عہد کا وفادار خدا اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ یہی وہ مکاشفہ ہے جس میں گنتی کے مختلف حصص آپس میں ایک وحدت بن جاتے ہیں۔ قوانین و ضوابط میں جو خدا اپنے لوگوں پر لاگو کرتا ہے وہ اپنے لوگوں کے لئے فکرمندی کا اظہار کرتا ہے۔ بنی اسرائیل بار بار گردن کشی کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں غضبِ الٰہی بھڑکتا ہے۔ وہ گناہ سے پہلوتہی نہیں برتتا اور سزا دیتا ہے (۱۱: ۱تا ۳، ۳۳، ۳۴؛ ۱۲: ۱۰ مابعد؛ ۱۴ وغیرہ)۔ موسیٰ اور ہارون کو کنعان میں داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے (۲۰: ۱۲، ۱۳)۔ لیکن خدا اپنے لوگوں کو دھتکار نہیں دیتا۔ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کا ہاتھ تھام کر اُنہیں صحرا کی آوارگی سے نکال کر ان کو سرزمینِ کنعان میں پہنچا دیتا ہے جس کا وعدہ اُس نے اُن کے باپ دادا سے کیا تھا۔ اور اس فعل سے نہ تو اسرائیل کی بے وفائی اور نہ ہی قوموں کی زور آزمائی اُسے باز رکھ سکی جو بارہا اسرائیل کے خلاف چڑھ دوڑیں۔

گنتی کی کتاب میں خدا کے مکاشفہ کے بعض پہلو خصوصی توجّہ کے مستحق ہیں۔

ا۔ خداوند کی وفاداری شک و شبہ سے بالاتر اور اٹل ہے (۲۳: ۱۹)، لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ بے حِس ہے (۱۴: ۱۱ مابعد کی پُرتاثیر کہانی پڑھیئے)۔ اس سلسلہ میں ہمیں خدا سے انسانوں کی طرح کے احساسات منسوب کرنے کے مقامات پر غور کرنا چاہیئے (دیکھئے ۱۰: ۳۵، ۳۶؛ ۱۵: ۳ خداوند کے حضور — راحت انگیز خوشبو۔ ۲۸: ۲ "میری وہ غذا" وغیرہ)۔ یہ اصطلاحات جنہیں ہم لفظی معنوں میں تو نہیں لے سکتے لیکن ساتھ ہی اِن سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کس طرح بنی اسرائیل کے جذبات و احساسات میں شریک ہے۔

ب۔ خدا کی قدوسیت پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف قصّوں میں (دیکھئے ۲۰: ۱۲، ۱۳) ایک مختلف رنگ میں قوانین و ضوابط میں بھی یہی زور پایا جاتا ہے۔ جب بھی کوئی خداوند کی حضوری میں آنا چاہتا ہے اُسے تمام قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور چاہیئے کہ وہ ہر طرح کی ناپاکی سے مبرّا ہو (۱: ۵۰ مابعد وغیرہ)۔

ج۔ اس کتاب میں مختلف معاملات کے ہر پہلو کو احاطہ کیا گیا ہے، گویا کہ خدا ہر ایک معاملے کی معمولی سے معمولی تفصیل میں بھی حاکمِ مطلق کا کردار ادا کرتا ہے۔

د۔ جونہی فرزندانِ اسرائیل ملکِ موعود کی سرحدوں پر وارد ہوئے وہ اِس نئی سرزمین کے معبودوں کی پیروی کی آزمائش کے پھندے میں جا پڑے۔ لیکن خداوند خدا محض بیابان کا خدا ہی نہیں ہے۔ وہ ایک بت پرست جوتشی کو استعمال کرتا ہے (۲۲تا ۲۴) اور بنی اسرائیل کو بت پرستی کی سزا دیتا ہے (۲۵) اور اُن لوگوں کو بھی نہیں چھوڑتا جنہوں نے اُس کے لوگوں کو بہکایا تھا (۳۱)۔

مذکورہ بالا بیانات میں جو کچھ بھی کہا گیا ہے اس کتاب کا "مسیحانہ" کردار نمایاں طور پر اُبھرتا ہے۔ گنتی کی کتاب میں بھی جس طرح ہر کہیں ہے، خدا ایک عہد کے وفادار خدا کے روپ میں جلوہ فرما ہے۔ دوسرے

لفظوں میں یہاں ہم مسیح کی جھلک دیکھتے ہیں - اس کے علاوہ اس کتاب میں بہت سا مواد ایسا ہے جو علامتی معنوں کا حامل ہے: شخصیتوں میں (خصوصاً موسیٰ اور ہارون) واقعات میں اور قوانین میں مسیح موعود کا دھندلا سا عکس نظر آتا ہے (یوحنا ۳: ۱۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱ مابعد؛ عبرانیوں ۱۳، ۷ مابعد؛ ۹: ۱۲)-

گنجاپن :- ★ چندلاپن - بائبل میں سر کے مختلف حصوں کے گنجے پن کا ذکر ہے - سامنے پیشانی سے اوپر (اس کا ذکر صرف احبار ۱۳: ۴۲، ۴۳ میں ہے)- سر کے اوپر اور پیچھے عبرانی لفظ قورح اور قریح ہیں جو شخصی نام بھی ہیں - دیکھئے قورح - قریح)۔

دو قسم کے گنجے پن کا ذکر ہے - قدرتی اور بناوٹی - قدرتی گنجے پن کا ذکر شاذ و نادر ہی آتا ہے - خیال کیا جاتا تھا کہ یہ زیادہ محنت کرنے (حزقی ایل ۲۹: ۱۸) یا کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا تھا (یسعیاہ ۳: ۱۷، ۲۴)- شاید یہی وجہ تھی کہ گنجا تحقیر کا مدفسہ بنتا تھا (۲-سلاطین ۲: ۲۳)-

گنجاپن بذاتِ خود نجاست کا نشان نہ تھا- لیکن بعض مرتبہ گنجاپن جلد کی کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا تھا اور چونکہ یہ ایک متعدی مرض تھا اس لئے مریض کو لشکر گاہ سے باہر رہنے کا حکم تھا (احبار ۱۳: ۴۰ مابعد) -

بناوٹی گنجاپن کا ذکر، جو بال منڈوانے یا اُسترہ پھروانے سے ہو، اکثر آتا ہے - پرانے زمانے کے لوگوں کا خیال تھا کہ آدمی کی طاقت اور زور اُس کے بالوں میں ہوتا ہے اور بال کاٹنے سے اُس کی طاقت زائل ہو جاتی ہے (قب قضاۃ ۱۶: ۱۷)-

اوہام پرست قومیں اپنے دیوتا یا فوت ہوئے عزیز کے لئے اپنے بالوں کی قربانی کر کے بال کٹواتے تھے - اس طرح سوگ منانے یا ماتم کرنے کی رسم کی ابتدا ہوئی جو بنی اسرائیل کو سخت منع تھی (استثنا ۱۴: ۱؛ احبار ۲۱: ۵)- تاہم اسیری سے پہلے سوگ منانے کے سلسلے میں بال کاٹ دینا کافی عام تھا (یسعیاہ ۲۲: ۱۲؛ عاموس ۸: ۱۰ وغیرہ قب ایوب ۱: ۲۰)- اسی لئے گنجاپن (سر منڈوانا) سوگ منانے کی علامت بن گیا (یرمیاہ ۴۸: ۳۷؛ حزقی ایل ۷: ۱۸ وغیرہ) - دیکھئے ماتم کی رسومات - پڑوسی قوموں کے ہاں ایک رسم تھی جس میں سارے سر کو، سوائے سر کے اوپر ایک چٹیا کے منڈوا دیا جاتا تھا (قب ہندو چوٹی رکھنے کی رسم - یرمیاہ ۹: ۲۶؛ ۲۵: ۲۳) - یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ترجمے صاف نہیں - پروٹسٹنٹ گاؤدم داڑھی کا ذکر کرتا ہے اور کیتھولک ترجمہ کنپٹی کے بال مونڈنے کا- بہر حال مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل بالوں کو اس طرح نہ تراشیں کیونکہ غیر قوم یہ سب کچھ بُت پرستی کی رسومات کے سلسلے میں کرتے تھے (احبار ۱۹: ۲۷؛ ۲۱: ۵)-

جدید تحقیق کے مطابق یرمیاہ ۹: ۲۶؛ ۲۵: ۲۳ کا ترجمہ یوں ہے- "وہ سب جو بیابان کے گوشوں میں رہتے ہیں ......"

گندنا :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷

گندھک :- (عبرانی گوپریت gopri t یونانی تھیون) ایک زرد رنگ کا شفاف ٹھوس مائع جس میں شفا بخش اور مہکنے والے عناصر پائے جاتے ہیں - یہ قدرتی صورت میں آتش فشانی علاقوں مثلاً بحیرۂ مردار کی وادی (مقابلہ کیجئے پیدائش ۱۹: ۲۴) میں ملتا ہے- یہ عنصر ہوا میں بہت جلد سلگنے لگتا ہے، اسی لئے اسے بائبل میں اکثر آگ (مثلاً پیدائش ۱۹: ۲۴؛ زبور ۱۱: ۶؛ حزقی ایل ۳۸: ۲۲؛ لوقا ۱۷: ۲۹؛ مکاشفہ ۹: ۱۷، ۱۸؛ ۱۴: ۱۰؛ ۱۹: ۲۰؛ ۲۰: ۱۰؛ ۲۱: ۸) اور خدا کے سخت غضب سے تشبیہ دی گئی ہے (یسعیاہ ۳۰: ۳۳؛ ۳۴: ۹؛ مکاشفہ ۱۴: ۱۰) - جن علاقوں میں یہ قدرتی صورت میں ملتا ہے اُنکے ماحول کی نسبت سے لفظ گندھک کو زمین کے بنجر پن کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے (استثنا ۲۹: ۲۳؛ ایوب ۱۸: ۱۵) - قدیم زمانہ کے لوگ بھی اس سے واقف تھے - یہ اس بات سے ظاہر ہے کہ اکادی، ارامی اور عربی میں گوپریت gopri t کے مترادف الفاظ استعمال ہوئے ہیں - تھیون theion ہومر کی تحریرات میں آتا ہے اور ★ ہفتادی ترجمہ میں گوپریت کا ترجمہ ہمیشہ تھیون ہوا-
نیز دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۳ ب۱

گندھی :- عطر پھلیل بیچنے والا- عطار-
دیکھئے حسن افزا اشیاء اور عطریات-

گنیسرت - جناسرت :- (عبرانی : شہزادے کا باغ)- گنیسرت کی جھیل کے لئے دیکھئے گلیل کی جھیل - گنیسرت کے علاقہ کے لئے دیکھئے کنرت -

گواہی کے لئے دیکھئے شہادت -

گواہ، گواہی :- وہ جو کسی واقعہ کا ثبوت بہم پہنچائے - عبرانی لفظ عید اور اُس کی مختلف شکلیں اور ارامی لفظ شہد (قب عربی شہد آنکھوں دیکھی چیز کی گواہی دینا) - ان دونوں کو اردو میں پیدائش ۳۱: ۴۷ میں ملاحظہ کریں - جلعاد (کیتھولک - جل عید) اور یجر شاہدوتا (کیتھولک یجر ساہدوتا) - کسی شخص کے علاوہ کوئی چیز بھی گواہ ہو سکتی ہے مثلاً پتھروں کا ڈھیر (پیدائش ۳۱: ۴۴-۵۲) جو اس بات کا نشان تھا کہ خدا نے لابن اور یعقوب کے عہد کو دیکھا ہے؛ ایک گیت (استثنا ۳۱: ۱۹-۲۱)؛ شریعت کی کتاب (استثنا ۳۱: ۲۶)؛ ایک مذبح (یشوع ۲۲: ۲۷-۳۴)؛ مصر کی سرحد پر ایک مذبح اور ستون (یسعیاہ ۱۹: ۲۰)

جھوٹے گواہ کی کتاب مقدس میں مذمت کی گئی ہے (امثال ۱۴: ۵)- نواں حکم جھوٹی گواہی کے خلاف ہے (خروج ۲۰: ۱۶) قانونی چارہ جوئی میں دو یا تین گواہ درکار ہوتے تھے (استثنا ۱۹: ۱۵؛ متی ۱۸: ۱۶؛ ۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱؛ ۱-تیمتھیس ۵: ۱۹؛ عبرانیوں ۱۰: ۲۸)-

سنجیدہ موقعوں پر لوگ اپنے آپ کو بطور گواہ پیش کرتے تھے (یشوع ۲۴: ۲۲؛ روت ۴: ۹۔۱۱)۔ خدا اپنے برگزیدہ لوگوں کو اپنا گواہ بناتا ہے (یسعیاہ ۴۳: ۱۰، ۱۲؛ ۴۴: ۸؛ لوقا ۲۴: ۴۸؛ اعمال ۱: ۸)۔ رسول اپنے آپ کو خدا کے گواہ سمجھتے تھے (اعمال ۲: ۳۲؛ ۳: ۱۵؛ ۵: ۳۲؛ ۱۰: ۳۹، ۴۱؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۰)۔ پطرس نے رسولوں کو صلاح دی کہ یہوداہ اسکریوتی کی جگہ مسیح کی زندگی، موت اور جی اُٹھنے کا کوئی اور گواہ رسول ہونے کے لئے چنا جائے (اعمال ۱: ۲۲)۔ پولس رسول یہ محسوس کرتا تھا کہ اُسے ایک خاص گواہ کے طور پر چُنا گیا ہے (اعمال ۲۲: ۱۵؛ ۲۶: ۱۶)۔ وہ تیمتھیس کو یاد دلاتا ہے کہ اُس نے بہت سے گواہوں کے سامنے اچھا اقرار کیا تھا (۱۔تیمتھیس ۶: ۱۲؛ ۲۔تیمتھیس ۲: ۲)۔ پطرس اپنے آپ کو مسیح کے دکھوں اور ظاہر ہونے والے جلال کا گواہ پیش کرتے ہوئے اوروں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ پورے دل سے گلّہ کی گلہبانی اور نگہبانی کریں (۱۔پطرس ۵: ۱، ۲)۔ یوحنّا عارف نے خداوند مسیح کو سچّا اور برحق گواہ کہا ہے (مکاشفہ ۱: ۵؛ ۳: ۱۴)۔ "گواہوں کا ایسا بڑا دل" (عبرانیوں ۱۲: ۱) سے مراد لاتعداد گواہ ہیں جو ★ کھیل کے میدان میں بے شمار تماشیوں کی مانند نشست گاہوں پر بیٹھے مقابلے دیکھ رہے ہیں۔ نیز دیکھئے شہادت کی لوحیں۔ عہد کا صندوق۔

گواہی :- دیکھئے شہادت۔

گوبر :- چوپایوں کا فضلہ۔ کئی قربانیوں کے سلسلے میں کاہن کو ہدایت تھی کہ کھال اور گوبر کو خیمہ گاہ کے باہر جلائے (خروج ۲۹: ۱۴؛ احبار ۸: ۱۷)۔ سب سے توہین آمیز سلوک یہ تھا کہ انسان کی لاش کو گوبر کی مانند کھیت میں پھینک دیا جائے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۲۔ملوک ۹: ۳۷)۔ گوبر جلانے کے لئے بطور ایندھن استعمال کیا جاتا تھا (حزقی ایل ۴: ۱۵)۔

گوپھر کی لکڑی :- وہ لکڑی جس سے نوحؔ کی کشتی بنائی گئی تھی (پیدائش ۶: ۱۴)۔ اس کا بائبل میں کہیں اور ذکر نہیں ہے۔ غالباً یہ دیار یا چیل کی سی لکڑی ہوگی۔

گوپیا :- فلاخن۔ وہ رسی کا آلہ جس میں چھوٹا سا پتھر رکھ کر پھینکتے ہیں۔ لفظ گوپیا پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۲۔سلاطین ۳: ۲۵ میں استعمال کیا گیا ہے۔ باقی جگہ فلاخن ہے۔ دیکھئے جنگ کا سازوسامان ۵۔

گُودا :- ہڈی کے اندر کا نرم مادہ (ایوب ۲۱: ۲۴؛ عبرانیوں ۴: ۱۲)۔ مجازی معنوں میں یہ اچھی، پُرمغز اور تازگی بخش چیزوں کے لئے استعمال ہوا ہے (زبور ۶۳: ۵)۔

گورّیا :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۲۱۔

گوشت :- لحم۔ ماس۔ پرانے عہد نامہ کا ایک اہم عبرانی لفظ باسار ہے (قب عربی بشر)۔ یہ ۲۶۹ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ تقریباً سو مرتبہ گوشت کیا گیا ہے۔ عبرانی میں باسار سے بدن کا اہم ترین جز یعنی گوشت مُراد ہے، خواہ انسان کا ہو (پیدائش ۴۰: ۱۹) خواہ حیوان کا (احبار ۶: ۲۷)۔ حیوانی گوشت سے خوراک اور قربانی دونوں قسم کا گوشت، مُراد ہے چاہے کھایا جائے چاہے نہ۔ انسانی گوشت سے پورا جسم مراد ہے (امثال ۱۴: ۳۰۔ اردو میں باسار کا ترجمہ جسم کیا گیا ہے)۔ مفہوم بڑھا کر اس سے مکمل انسان کا مطلب بھی کیا جاتا ہے (دیکھئے زبور ۱۶: ۹۔ یہاں جسم سے پورا انسان مراد ہے)۔ اس سے ایک شخص کا دوسرے کے ساتھ ملاپ یعنی گوشت کا گوشت سے ملنا بھی مُراد ہے۔ اسی لئے میاں بیوی کے لئے لکھا ہے کہ وہ ایک تن ہوں گے (پیدائش ۲: ۲۴۔ لفظی ترجمہ = وہ ہوں گے ایک گوشت)۔ انسان اپنے رشتے داروں کے بارے میں کہہ سکتا ہے کہ وہ میرا گوشت ہیں (قضاۃ ۹: ۲۔ "یاد رکھو کہ میں تمہاری ہی ہڈی اور تمہارا ہی گوشت ہوں")۔ اسی خیال کو آگے بڑھائیں تو باسار سے مراد تمام انسان ہوئے یہاں تک کہ بعض دفعہ حیوانوں کو بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے۔ اسے اردو میں بشر کہتے ہیں (پیدائش ۶: ۱۲، ۱۷، ۱۹؛ ۷: ۱۵)۔

باسار کا ترجمہ باقی جگہ اُردو محاورے کے مطابق جسم (مثلاً خروج ۴: ۷؛ زبور ۱۶: ۹؛ امثال ۱۴: ۳۰ وغیرہ)، بدن (پیدائش ۱۷: ۱۱ وغیرہ)، تن (پیدائش ۲: ۲۴؛ ۴۰: ۱۹ وغیرہ) ہوا۔ ایک دلچسپ ترجمہ فرعون کی موٹی گایوں کا ہے (پیدائش ۴۱: ۳)۔ اُردو = "موٹی موٹی گائیں"، عبرانی = "موٹے گوشت کی گائیں"۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

جو یونانی لفظ گوشت کے لئے زیادہ استعمال ہوا ہے وہ سرکس sarx ہے (متّی ۱۶: ۱۷؛ لوقا ۲۴: ۳۹؛ یوحنّا ۶: ۵۱ وغیرہ)۔ لیکن پُرانے عہد نامہ کے لفظ باسار کی طرح اس میں بھی جسم (متّی ۱۹: ۵؛ مرقس ۱۴: ۳۸ وغیرہ) اور بشر (متّی ۲۴: ۲۲؛ مرقس ۱۳: ۲۰ وغیرہ) کا مفہوم موجود ہے۔ جسم اور رُوح کا تناؤ پولس رسول خاص کر اپنے خطوط میں بیان کرتا ہے (رومیوں ۷: ۱۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۳: ۱، ۳؛ کلسیوں ۲: ۱۸۔ نیز دیکھئے ۱۔یوحنّا ۲: ۱۶)۔

گُولر :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۷۔

گوندھنا :- ۱۔ آٹے میں پانی ڈال کر ملنا۔ ان معنوں میں یہ لفظ یرمیاہ ۷: ۱۸؛ پیدائش ۱۸: ۶ وغیرہ میں استعمال ہوا ہے۔

۲۔ سر کے بالوں کو باہم بُننا۔ سر کے بالوں کی مینڈھیاں کرنا۔ پولس رسول عورتوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ حیادار لباس پہنیں۔ اور

اپنے سنوارنے میں بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک کی طرف تمام توجہ نہ دیں بلکہ نیک کاموں سے اپنے کو آراستہ کریں (۱-تیمتھیس ۲ : ۹) - پطرس رسول بھی عورتوں کو اسی طرح کی نصیحت کرتا ہے (۱-پطرس ۳ : ۳) -

گونگا۔گونگاپن :- دیکھئے امراضِ بائبل ۲۸

گوہرِ شب چراغ :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۷)

گویّا :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۳۹

گہراؤ :- دیکھئے اتھاہ گڑھا۔

گھاٹ :- وہ جگہ جہاں سے ندی یا دریا کو کشتی پر یا پیدل چل کر پار کیا جائے ۔یہ عبرانی لفظ معبار کا ترجمہ ہے (قب اردو عبور - پار اُترنا یا پانی میں سے گزرنا) - یبوق کا گھاٹ غالباً ایسی ہی جگہ تھی (پیدائش ۳۲ : ۲۲) - ارنون کے گھاٹوں کا بھی ذکر آتا ہے ۔

دریائے ★ یردن ایک تیز رو دریا ہے - اس میں گھاٹ کم اور دُور دُور ہیں - جب یشوع نے شطیم سے اپنے جاسوس یریحو شہر کو بھیجے تو انہوں نے ایسے گھاٹ پر دریا پار کیا جہاں وہ پیدل پانی میں سے گزر سکتے تھے اسی لئے اردو میں اسے پایاب کہا گیا ہے (یشوع ۲ : ۷) - اہود نے بھی ایسے ہی گھاٹ پر ٹھہر کر موآبیوں کو قتل کیا ہوگا (قضاۃ ۳ : ۲۸ - کیتھولک ترجمہ میں اُنہیں پایاب گھاٹ کہا گیا ہے) -

ایک اور مشہور گھاٹ وہ تھا جہاں افتاح نے افرائیمی بھگوڑوں کو قتل کیا - اس گھاٹ پر سے گزرنے والوں کو ★ شبولت کا لفظ بولنے کو کہتے تھے - چونکہ افرائیمی شین نہیں بول سکتے تھے اس لئے وہ سبولت کہتے تھے اور یوں پکڑے جاتے تھے (قضاۃ ۱۲ : ۵، ۶) -

نئے عہد نامہ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں گنیسرت میں گلیل کی جھیل پر اُس جگہ کو جہاں شاگردوں نے کشتی کا لنگر ڈالا گھاٹ کہا گیا ہے (مرقس ۶ : ۵۳) -

گھٹنا، گھٹنا ٹیکنا :- زانو- گوڈا- ٹانگ اور ران کا درمیانی جوڑ - گھٹنے کے لئے عبرانی لفظ بائبل میں پہلی مرتبہ پیدائش ۳۰ : ۳ میں ایک محاورے میں آتا ہے - لیکن اردو ترجمہ میں لفظ گھٹنا استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس محاورے کے معنی ادا کئے گئے ہیں - یعقوب کی بیوی راخل کے اولاد نہیں ہوتی تھی - اس لئے اُس نے اپنے خاوند سے کہا کہ وہ اُس کی لونڈی بلہاہ سے اولاد پیدا کرے اور وہ لونڈی کے بچے کو لے پالک کرے گی یعنی متبنیٰ بنالے گی - عبرانی محاورہ کچھ یوں ہے "اُس کے پاس جا تاکہ میرے گھٹنوں پر اُس سے اولاد ہو" (دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ) - اردو ترجمے یوں ہیں :- "میرے لئے اُس سے اولاد ہو" (پروٹسٹنٹ) "اُس کی اولاد میری گود میں رکھی جائے" (کیتھولک) - یہ محاورہ ہمارے اُردو کے محاورے "گود لینا" سے بہت ملتا ہے (نیز دیکھئے لے پالک) -

گھٹنے وہ جگہ ہیں جہاں دایہ یا والدین بچّوں کو رکھتے ہیں (پیدائش ۴۸ : ۱۲؛ ۵۰ : ۲۳؛ ایوب ۳ : ۱۲) اور جہاں بچوں سے لاڈ کیا جاتا ہے (یسعیاہ ۶۶ : ۱۲) گھٹنے اور گود تقریباً مترادف الفاظ ہیں (قضاۃ ۱۶ : ۱۹ - پروٹسٹنٹ ترجمہ زانو - کیتھولک گھٹنے - ایوب ۳ : ۱۲ : ۲ - سلاطین ۴ : ۲۰) - گھٹنوں کی طاقت انسان کی صحت سے تعلق رکھتی ہے (زبور ۱۰۹ : ۲۴؛ عبرانیوں ۱۲ : ۱۲) - گھٹنوں کی بیماری اُن لعنتوں میں شامل ہے جو خدا سے بے وفائی کرنے والوں پر نازل ہوتی ہیں (استثنا ۲۸ : ۳۵) - گھٹنوں کا آپس میں ٹکرانا خوف کی علامت ہے (ناحوم ۲ : ۱۰؛ دانی ایل ۵ : ۶) -

کسی کے سامنے گھٹنا جھکانا یا ٹیکنا اُس کی پرستش کرنے کے برابر تھا، یعنی سجدہ کرنا (خروج ۲۰ : ۵؛ ۱ - سلاطین ۱۹ : ۱۸؛ رومیوں ۱۱ : ۴) - کسی شخص کی تعظیم اور عزّت کے لئے بھی اُس کے سامنے گھٹنے ٹیکے جاتے تھے مثلاً ایلیاہ نبی کے سامنے (۲ - سلاطین ۱ : ۱۳)، خداوند یسوع مسیح کے سامنے (متی ۱۷ : ۱۴؛ مرقس ۱ : ۴۰؛ ۱۰ : ۱۷)، خدا کے حضور (۱ - سلاطین ۸ : ۵۴؛ ۲ - تواریخ ۶ : ۱۳؛ عزرا ۹ : ۵ - یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان سب حوالوں میں ہاتھ پھیلانے کا بھی ذکر ہے جو دعا کے طریقے کا ایک حصّہ بن گیا ہے) -

خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا (یسعیاہ ۴۵ : ۲۳؛ رومیوں ۱۴ : ۱۱) - خداوند یسوع کی الوہیت اس بات سے ظاہر کی جاتی ہے کہ "یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹِکے .... اور ... ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے" (فلپیوں ۲ : ۱۰؛ قب رومیوں ۱۴ : ۱۰ ببعد اور ۱ - کرنتھیوں ۱۵ : ۲۵) -

گھر :- مکان - رہائش گاہ - وطن - مسکن - یہ اکثر عبرانی اور ارامی بیت کا ترجمہ ہے (پیدائش ۱۲ : ۱۵؛ یشوع ۲ : ۱ وغیرہ) - کبھی کبھی خیمے یا ڈیرے کو بھی گھر کہا گیا ہے (پیدائش ۲۷ : ۱۵ - عبرانی بیت لیکن مراد خیمہ ہے قب پیدائش ۲۵ : ۲۷؛ عبرانیوں ۱۱ : ۹) - یہ رہائش گاہیں عام طور پر پختہ ہوتی تھیں (خروج ۱۲ : ۷) -

۱- غالباً پہلے پہل لوگ ★ جھونپڑوں میں رہتے تھے (پیدائش ۳۳ : ۱۷ - ریفرنس بائبل کا ذیلی حاشیہ دیکھئے) - غاروں میں رہنے کا ذکر بھی آیا ہے (پیدائش ۱۹ : ۳۰) - قومی خطرے کے وقت رہائش کے لئے غار ہی ایک محفوظ مقام تھا (قضاۃ ۶ : ۲؛ ۱ - سموئیل ۱۳ : ۶) - مذہبی ایذارسانی کے وقت بھی لوگ غاروں میں پناہ لیتے تھے (۲ - مکابیین ۶ : ۱۱؛ عبرانیوں ۱۱ : ۳۸) - ★ ریکابی تو اُس زمانہ میں بھی جب باقی لوگ پکّے گھروں میں سکونت کرتے تھے خیموں ہی میں زندگی بسر کرتے رہے (یرمیاہ

۳۵ : ۷،۱۰)۔
اس جگہ ہم خیموں اور غاروں کا ذکر نہیں بلکہ مٹی، پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے گھروں کو موضوعِ بحث بنائیں گے۔

۲۔ محلِ وقوع

عام طور پر گھر ایک محفوظ مقام پر شہر کے اندر ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے، جب ملک میں امن تھا لوگوں نے گھر کھلی جگہ پر تعمیر کئے (مثلاً آٹھویں صدی ق م)۔ لیکن تب بھی یہ خطرے سے خالی نہ تھے۔ زمیندار کی رہائش اکثر شہر میں ہوتی تھی۔ وہ صرف فصل کی کٹائی کے موقع پر اپنے کھیت کے قریب ڈیرا لگاتا یا کسی قریبی غار میں عارضی طور پر رہتا۔ ★ کھلیہان ہمیشہ شہر کے قریب ہوتے تھے۔ شہر اور قلعہ تقریباً ہم معنی لفظ تھے کیونکہ شہر عام طور پر فصیلدار ہوتے تھے۔ شہر کا رقبہ اُس کی حفاظت کے انتظام کی آسانی یا مشکل پر مبنی تھا۔ عام شہر تقریباً چھ ایکڑ زمین پر پھیلے ہوتے تھے۔ گھر کا کوئی معیاری نقشہ نہ تھا۔ وہ اکثر بے ترتیب ہوتے تھے اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ گھر کے سارے رقبے کا پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔ شہری منصوبہ بندی یونانی حکومت کے وقت ہی رائج ہوئی۔

۳۔ گھر کی عام خصوصیات

گھر عام طور پر دو منزلہ ہوتے تھے۔ بعض اس سے بھی اونچے ہوتے تھے۔ غلاموں یعنی نوکروں کی رہائش گاہ صرف یک منزلہ کٹیا ہوتی تھی۔ نچلی منزل کی دیواریں ناتراشیدہ پتھروں سے چُنی جاتی تھیں، اسی وجہ سے وہ بہت چوڑی ہوتی تھیں۔ اوپر کی منزل کی دیوار بھی چوڑی ہوتی تھی لیکن یہ دھوپ میں سُکھائی ہوئی اینٹوں سے بنائی جاتی تھی۔ جہاں پتھر دستیاب نہیں تھے وہاں بعض دفعہ تمام گھر مٹی کی اینٹوں سے بنایا جاتا تھا (قب ایوب ۴ : ۱۹)۔ ایسی حالت میں پتھر کی مضبوط بنیاد کا ہونا نہایت ضروری تھا، اور اسے سطحِ زمین سے کچھ اوپر لایا جاتا تھا تاکہ گلی کا کھڑا پانی دیوار پر اثر نہ کرے۔ مٹی کی اینٹوں پر کلسی مٹی (یہ چونے کی مانند تھی) کا پلستر کیا جاتا تھا تاکہ بارش وغیرہ کے اثر سے محفوظ رہیں۔ اچھی بنیاد کی ایک اور وجہ بھی تھی۔ فلسطین زلزلہ سے متاثر ہونے والا علاقہ تھا، اور اکثر دفعتہً مینہ اور طوفان کے آنے کا خطرہ بھی تھا (متی ۷ : ۲۴ مابعد)۔ کنعانی لوگ بعض مرتبہ بنیاد رکھتے وقت بچے کی قربانی دیتے اور اُس کا خون وغیرہ نیو میں ڈالتے تھے (۱۔سلاطین ۱۶ : ۳۴۔ اس کا مقابلہ کیتھولک ترجمہ ۱۔ملوک ۱۶ : ۳۴ سے کیجئے۔ نیز اس کی تشریح اور تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بنیاد)۔

پتھر کی دیوار بناتے وقت مسالہ کم ہی استعمال ہوتا تھا۔ لیکن دیوار کی اندرونی سطح پر پلستر کیا جاتا تھا۔ موجودہ زمانے کی نسبت کمرے نہایت چھوٹے ہوتے تھے سوائے امیروں کے گھروں کے۔ اونچائی صرف چھ فٹ کے قریب ہوتی تھی۔ فرش مرمر کی مٹی کا بنایا جاتا تھا کیونکہ یہ ننگے پاؤں چلنے سے جلد خراب نہیں ہوتا تھا۔ مصر میں دیہاتوں کے مدرسوں کے آج کل بھی اسی قسم کے فرش ہوتے ہیں۔ زیادہ امیر گھروں کے صحن اور کمروں کے فرش پتھر کی سِلوں سے بنتے تھے۔ چھت پر مرمر کی مٹی کی موٹی تہ لگائی جاتی تھی۔ بالوں پر پہلے ٹہنیوں کی لکڑیاں رکھتے تھے۔ پھر اس پر سرکنڈوں کی چٹائی بچھاتے تھے جس پر مرمر کی مٹی کی موٹی تہ جماتے تھے۔ برسات کے موسموں کے درمیان دھوپ سے مٹی کی تہ میں درزیں آجاتی تھیں۔ اِن درزوں کو بند کرنے کے لئے چھت پر ایک دو فٹ چوڑا بیلن نُما پتھر ہوتا تھا جسے چھت پر پھیر کر اسے پن روک بنایا جاتا تھا۔ ★ کھپریل کی چھتیں نئے عہدنامہ کے زمانہ سے کچھ ہی پہلے بننے لگیں۔ اِن چھتوں میں کچھ ڈھلوان رکھنا ضروری تھا۔ پتھر کی بنی ہوئی چھتیں جو آج کل فلسطین میں رائج ہیں بائبل کے زمانہ میں بنائی نہیں جاتی تھیں۔

گھر کی چھت رہائش کے لئے مزید جگہ مہیّا کرتی تھی۔ خاص کر گرمیوں کے موسم میں رات کو سونے کے لئے یہ ایک ہوادار اور ٹھنڈی جگہ ہوتی تھی۔ دن کو اس پر سائبان لگا کر اسے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ اکثر دعا بندگی کے لئے چھت ایک موزوں جگہ ہوتی تھی۔ پھلوں کو چھت پر بچھا دیا جاتا تھا تاکہ دھوپ میں سوکھ جائیں۔ چھت سے گرنے کا خطرہ تھا اس لئے بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ حفاظت کی خاطر چھت پر ★ منڈیر بنائیں (استثنا ۲۲ : ۸)۔

یرمیاہ نبی کے زمانہ میں برگشتہ اور منحرف اسرائیلیوں نے چھت کا ایک شرمناک استعمال کیا۔ وہ آس پاس کی قوموں کی طرح چھت پر ★ بعل اور ★ اجرامِ فلک کی پرستش کرنے لگے (یرمیاہ ۱۹ : ۱۳؛ ۳۲ : ۲۹)۔ سچی عبادت بھی چھت پر ہوسکتی ہے (اعمال ۱۰ : ۹)۔ پتھر یا اینٹوں کی سیڑھیاں جن سے چھت پر چڑھا جاتا تھا عموماً گھر کے باہر ہوتی تھیں۔ مرقس ۱۳ : ۱۵ کے الفاظ غور طلب ہیں کیونکہ وہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ غریب گھروں میں غالبًا لکڑی کی سیڑھی ہوتی تھی۔ گھر کا دروازہ چھوٹا ہوتا تھا۔ دروازے کا

چُول سردل اور دہلیز پر گھومتا تھا۔ دہلیز اونچی ہوتی تھی تاکہ موسمِ سرما کی بارش کا پانی گھر میں نہ گھُس آئے۔ امیروں کے گھروں میں ★ دربان بھی ہوتے تھے جو نہ صرف چوکیدار تھے بلکہ اندر آنے والوں کی شناخت بھی کر سکتے تھے۔ نچلی منزل میں کھڑکیاں بہت کم ہوتی تھیں۔ کھُلا دروازہ گھر میں کافی روشنی آنے دیتا تھا۔ کم کھڑکیاں رکھنے کی ایک اور بھی وجہ تھی۔ اس سے گھر گرمی میں ٹھنڈا رہتا تھا اور سردیوں میں قدرے گرم۔ دوسری منزل کی کھڑکیاں اندر صحن کی طرف کھلتی تھیں۔ اگر کھڑکیاں باہر کی طرف ہوں تو وہ جالی دار ہوتی تھیں۔ کھڑکیوں میں شیشے نہیں ہوتے تھے۔ شیشہ بعد کی ایجاد ہے۔ لکڑی آگ کے خطرے کی وجہ سے کم استعمال کی جاتی تھی۔ تاہم امیر لوگوں کے گھروں میں دیوار اور چھت کی زیبائش کے لئے اچھی لکڑی خوب استعمال ہوتی تھی (قب ۱۔سلاطین ۵:۶؛ ۶:۱۵، ۱۸؛ ۷:۷ وغیرہ)۔
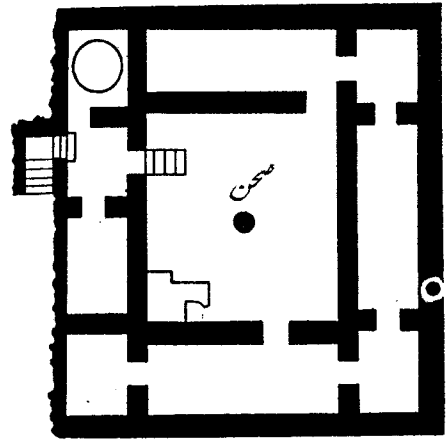
گھر کا صحن درمیان میں ہوتا تھا۔ اس کے چاروں طرف کمرے ہوتے تھے۔ نقشہ دیکھئے۔ صحن میں تنور بھی لگا ہوتا تھا۔ بعض دفعہ تو کنواں بھی ہوتا تھا۔ صحن میں عورتیں بیٹھ کر اپنا کام کرتی تھیں۔ اچھا پن روک پلستر ایجاد ہونے کے بعد چھت کے بارش کے پانی کو ایک حوض میں جمع کر لیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے ہر خاندان گھر کے استعمال کے لئے نزدیک کے چشمے سے پانی لاتا تھا۔

۴۔ گھر کا سامان

گھر کا سامان رہنے والوں کی معاشی اور اقتصادی حالت کے مطابق ہوتا تھا۔ غریب کھانا پکانے اور بستر وغیرہ ہی رکھنے کے قابل تھے۔ جو مہمان کمرہ اُس دولت مند خاتون سے خاص طور پر الیشع نبی کے لئے بنوایا گیا اس میں ذیل کا سامان تھا: پلنگ، میز، چوکی اور شمعدان۔ یہ ایک اوسط درجے کے خاندان کے سامان کے مطابق تھا۔ امیر پُرتکلف پلنگ رکھتے تھے جو زیادہ اونچے ہوتے تھے۔ عام لوگ کاٹھ کی چارپائی پر سوتے اور غریب فرش پر چٹائی بچھا کر لیٹتے تھے۔ سردی میں کافی بستر درکار ہوتا تھا کیونکہ فلسطین میں موسمِ سرما میں کافی سردی پڑتی ہے۔

اکثر باپ اور بیٹے، ماں اور بیٹیاں ایک ہی بستر میں سوتے تھے۔ شاید اسی لئے باپ مہمان کے لئے روٹی مانگنے والے سوالی کو کہہ سکتا تھا کہ اب دروازہ بند ہے اور میں بچّوں کے ساتھ لیٹا ہُوا ہوں۔ دروازہ کھولنے اور بستر سے اُٹھنے سے سردی لگے گی (لوقا ۱۱:۵ مابعد)۔ بستر اور کپڑے رکھنے کے لئے ہمارے ہاں کی طرح بڑے بڑے صندوق ہوتے تھے۔ امیروں کے گھروں کا فرنیچر بڑا پُرتکلف ہوتا تھا۔ ہاتھی دانت کا کام اور قیمتی پتھروں سے جڑی ہوئی میزیں اور پلنگ وغیرہ اُن کے کمروں کو آراستہ کرتے تھے۔

گھرانا:۔ دیکھئے خاندان۔

گھڑا۔ مٹکا:۔ مٹی کا برتن جس میں چشمے یا کنوئیں سے پانی لاتے تھے یا اس میں پانی پینے یا طہارت کے لئے رکھتے تھے۔ بڑے گھڑے کو مٹکا کہتے ہیں (یوحنّا ۴:۲۸؛ ۲:۶ ببعد؛ لوقا ۲۲:۱۰؛ پیدائش ۲۴:۱۴)۔

گھُڑکونگا۔ دھمکی دونگا:۔ یہ لفظ یسعیاہ ۵۴:۹ میں استعمال ہُوا ہے۔ اردو میں عام طور پر لفظ گھُرکی مستعمل ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں املا گھڑکی ہے جو پراکرت (ہندی) کے ہجے ہیں۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ دیگر جگہ ڈانٹنا (پیدائش ۳۷:۱۰؛ یسعیاہ ۱۷:۱۳؛ ناحوم ۱:۴ اور ملاکی ۳:۱۱)، جھڑکنا (روت ۲:۱۶؛ زبُور ۹:۵؛ ۱۱۹:۲۱)، دھمکانا (زبُور ۶۸:۳۰) اور ملامت کرنا (زکریاہ ۳:۲) ہے۔

گھڑیال:۔ دیکھئے لویاتان۔

گھُمنڈ:۔ بائبل کے اردو ترجمہ میں گھُمنڈ کے لئے (جو تقریباً ۳۶ مرتبہ استعمال ہُوا ہے) ذیل کے دیگر مترادفات استعمال ہوئے ہیں: غرُور (تقریباً ۲۹ مرتبہ)، تکبُّر (۲۳)، شیخی (۱۴)۔ اس کا قریبی لفظ فخر (تقریباً ۱۰۰ مرتبہ) کبھی کبھی شیخی اور گھمنڈ کا مفہوم رکھتا ہے (مثلاً زبور ۱۰:۳) لیکن یہ اتنا سخت لفظ نہیں ہے۔ یہ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہُوا ہے۔ ذیل کا مضمون زیادہ تر شیخی، تکبّر اور گھمنڈ سے تعلق رکھتا ہے۔

انسان کو وقتاً فوقتاً اپنے اردگرد نظر ڈال کر اپنے صحیح مقام کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اس طرح وہ اس دنیا میں اپنی سماجی اور روحانی زندگی کو متوازن اور صحت مند بنا سکتا اور اپنے پڑوسی اور اپنے خالق سے صحیح رشتہ قائم کر سکتا ہے (قب زبُور ۸:۳-۵)۔ لیکن کئی مرتبہ وہ اپنی وقعت اور حیثیت کا درست اندازہ نہیں لگاتا بلکہ ارادتاً اپنے آپ کو حقیقت سے زیادہ اہمیّت دیتا ہے اور یوں اس برائی میں مبتلا ہوتا

ہے جسے ہم گھمنڈ، تکبّر اور غرُور کا نام دیتے ہیں۔ کتابِ مقدس میں ★ حلیمی اور غرُور کے مضمون کو کافی اہمیّت دی گئی ہے۔ یہ کسی دوسرے مذہب یا اخلاقی نظام میں نہیں ملتی۔ باغیانہ تکبّر جو خدا پر آسرا رکھنے اور اُس کی اطاعت کرنے سے انکار کرتا ہے اور خدا کی عزّت و تعظیم کرنے کی بجائے اپنی خودی کو یہ مقام دیتا ہے، وہ گناہ کا اصل ماخذ اور منبع ثابت ہوتا ہے۔

غرُور نے سب سے پہلے تب سر اُٹھایا جب "صبح کے روشن ستارے" (یعنی ابلیس) نے اپنا تخت خدا کے ستاروں سے بھی اُونچا رکھنے کا ارادہ کیا (یسعیاہ ۱۴: ۱۲-۱۴)۔ آسمان سے گرنے کے بعد (لوقا ۱۰: ۱۸) شیطان نے آدمؔ اور حوّا میں بھی تکبّر کا یہ جذبہ ڈالنے کی کوشش کی اور اُنہیں کہا کہ ممنوعہ پھل کھانے سے وہ بھی خدا کی مانند بن جائیں گے (پیدائش ۳: ۵)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب انسان گناہ میں گر گیا تو اُس کی تمام سرشت میں غرور نے اپنا زہر پھیلا دیا (قب رومیوں ۱: ۲۱-۲۳)۔ اسی لئے پرانے عہدنامہ میں انسانی تکبّر کی زبُور اور حکمت کی کتابوں میں برابر مذمّت کی گئی ہے۔ امثال ۸: ۱۳ میں لکھا ہے کہ خدا کو غرُور اور گھمنڈ (کیتھولک شیخی) سے نفرت ہے (جو عبرانی کے دو لفظ یہاں استعمال ہوئے ہیں اُن کے بنیادی معنی اپنے کو اُونچا کرنا اور اپنے آپ کو بڑا بنانا ہیں۔ تکبّر کا مطلب بھی اپنے آپ کو بڑا یعنی اکبر بنانا ہے)۔ یہ برائی قومی فخر کے بھیس میں مختلف ملکوں میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور انبیاء نے خاص طور پر اس پر لعنت بھیجی ہے۔ موآبؔ (یسعیاہ ۱۶: ۶۔ "تکبّر اور گھمنڈ")، یہوداہ (یرمیاہ ۱۳: ۹۔ "یہوداہ کے گھمنڈ اور یروشلیم کے غرور کو نیست کروں گا") اور اسرائیل (ہوسیع ۵: ۵۔ "فخرِ اسرائیل اُس کے منہ پر گواہی دیتا ہے ....." اُس کا شکار ہوئے۔ ہلاکت اور زوال کی پیش روی تکبّر (مغروری) اور خود بینی (شیخی) کرتے ہیں (امثال ۱۶: ۱۸) اور ان دونوں کی نسبت حلیمی اور فروتنی کو ردّ کیا گیا ہے۔ تکبّر انسان کو منکرِ خدا اور ناشک عقیدے کی طرف مائل کرتا ہے (زبُور ۱۰: ۴)۔ غرور ہی نبوکدنضر بادشاہ کے زوال کا سبب تھا (دانی ایل ۴: ۳۰، ۳۷)۔ نوجوان اور پُرجوش داؤدؔ جب اپنی بھیڑوں کو چھوڑ کر میدانِ جنگ کی طرف آتا ہے تو اُس کا بڑا بھائی اُس پر گھمنڈ (مغروری) کا الزام لگاتا ہے (۱-سموئیل ۱۷: ۲۸)۔ یہاں جو عبرانی لفظ زادون استعمال ہوا ہے وہ گھمنڈ سے کچھ نرم ہے۔ اس کے بنیادی معنی پھولنا ہیں، لیکن عبدیاہ آیت ۲ میں اس قدرے ہلکی بڑائی کو بھی دھوکا کہا گیا ہے۔ غرُور کے خلاف مزید انتباہ بعد کی حکمت کی کتابوں میں آیا ہے، مثلاً یشوع بن سیراخ ۱۰: ۶-۲۶۔

مسیح سے پہلے کی چار صدیوں میں یونانی تعلیم یہودی تعلیم سے اس معاملے میں مختلف تھی۔ یونانی سوچ کے مطابق غرور ایک خوبی تھی اور حلیمی اور خاکساری ایک قابلِ تحقیر کمزوری۔ ارسطو کا "بلند فطرت انسان" اپنے اوصاف کے متعلق اعلیٰ رائے رکھتا تھا۔ ان اوصاف کا صحیح اندازہ نہ کرنا اور کسرِ نفسی میں مبتلا ہونا ایک نیچ شخصیّت کی علامت تھی۔ اسی طرح ستوئیکی حکماء اپنے کو اخلاقی طور پر آزاد اور سب سے بڑے دیوتا زیوسؔ کے ہم پلّہ سمجھتے تھے۔ مسیحی اخلاقیات نے پرانے عہدنامے کی سوچ کو قبول کر کے یونانی سوچ کو بالکل ردّ کر دیا۔ حلیمی کو اوصاف میں سب سے اعلیٰ رتبہ تب ملا جب خداوند مسیح نے فرمایا کہ "میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن" (متی ۱۱: ۲۹)۔ انہوں نے اس کے مقابلے میں شیخی کو برائیوں کی اُس فہرست میں شامل کیا جو آدمی کے دل سے نکلتی ہیں (مرقس ۷: ۲۲)۔ مقدسہ مریمؔ کے گیت میں لکھا ہے کہ خدا نے "جو اپنے تئیں بڑا سمجھتے تھے ان کو پراگندہ کیا . . . . اور پست حالوں کو بلند کیا" (لوقا ۱: ۵۱، ۵۲)۔ یعقوب ۴: ۶ اور ۱-پطرس ۵: ۵ دونوں امثال ۳: ۳۴ کے حوالے کے مفہوم کی بازگشت ہیں۔ خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے اور فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے (امثال کی کتاب میں ٹھٹھا بازوں کا ذکر ہے۔ اوروں کا مضحکہ اُڑانا غرُور کی عملی شکل ہے)۔ پولسؔ رسول رومہؔ کے غیر قوم معاشرہ کی تصویر کھینچتے وقت دکھاتا ہے کہ اوروں کو بے عزت کرنے والے، مغرور اور شیخی باز سب ایک ہی تھیلی کے چٹّے بٹّے ہیں (رومیوں ۱: ۳۰ قب ۲-تیمتھیس ۳: ۲)۔ شیخی بگھارنے اور دنیادی مال پر فخر کرنے کو یعقوب ۴: ۱۶ اور ۱-یوحنا ۲: ۱۶ میں بُرا کہا گیا ہے۔

۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴ میں بتایا گیا ہے کہ محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔ تاہم یہی دو چیزیں ہیں جو بدعتی اساتذہ میں پائی جاتی ہیں (۱-تیمتھیس ۶: ۴)۔

پولسؔ رسول کی رائے میں شریعت سے واقفیت، اور اپنے اعمال سے راستبازی کا دعویٰ کرنا اہلِ یہود کی ایک نمایاں خصوصیّت تھی جس پر وہ فخر کرتے تھے اور اصل میں یہی یہودیوں کی "بے ایمانی" کی وجہ تھی کیونکہ انجیل کے پیغام میں زور "ایمان کی شریعت" پر ہے نہ کہ "اعمال کی شریعت" پر (رومیوں ۳: ۲۷) اور اسی لئے فخر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ انجیل کی تعلیم کے مطابق تمام انسان گنہگار ہیں اس لئے انسان کی اپنی راستبازی بے معنی ہے۔ انسان کو راستبازی کے لئے مسیح کی طرف رجوع کرنا ہے اور مسیح میں ایمان سے اسے بخشش کے طور پر قبول کرنا ہے۔ نجات اعمال کی نہیں بلکہ قطعی طور پر فضل کی مرہونِ منّت ہے مبادا کوئی شخص فخر کرے۔ اس لئے کوئی شخص حتّٰی کہ ابرہامؔ جو ایمانداروں کا باپ کہلاتا ہے، وہ بھی اعمال سے راست باز نہیں ٹھہرایا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو اُس کو فخر کی گنجائش ہوتی (رومیوں ۴: ۱، ۲؛ افسیوں ۲: ۹؛ ۱-کرنتھیوں ۱: ۲۶-۳۱)۔ مسیح پر ایمان کے ذریعہ راستبازی کا پیغام مذہب میں اپنی راستبازی کے تصوّر کو باطل قرار دیتا ہے۔ اپنے اعمال پر فخر کرنے والے یہودیوں کے لئے یہ پیغام ٹھوکر کا باعث تھا (رومیوں ۹: ۳۰-۱۰: ۴)۔

۱- دن کا بارھواں حصّہ (یوحنّا ۱۱: ۹)۔

گھنٹہ :- ۲- بڑا گھنٹہ - آج کل یہ گرجے کے مینار میں نصب ہوتا ہے اور لوگوں کو عبادت کے لئے اکٹھا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - بائبل میں اس کا ذکر نہیں ہے - غالباً اس کی ابتدا چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں بشپ پولینس Paulinus نے کی - یہودی عبادت کے لئے نرسنگا پھونکتے تھے (گنتی ۱۰: ۷)۔

گھنٹی - گھنٹیاں :- سردار کاہن کے افود کے دامن کے چاروں طرف رنگ برنگے اناروں کے درمیان گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں - ان کا مقصد یہ تھا کہ جب سردار کاہن پاک ترین مقام کے اندر خداوند کے حضور جائے تو اُس کے ادھر اُدھر چلنے کی آواز سنائی دے (خروج ۲۸: ۳۳، ۳۴)- نیز دیکھئے موسیقی - موسیقی کے ساز ۱- ج

گھنڈی :- کپڑے یا تاگے کا بٹن - ان کا ذکر خیمۂ اجتماع (مسکن) کے پردوں کے سلسلے میں آتا ہے (خروج ۲۶: ۶؛ ۳۶: ۱۳)- چونکہ یہ پیتل اور سونے کے تھے اس لئے کیتھولک ترجمہ "چھلے" زیادہ موزوں ہے - پچاس سونے کے چھلے کتان کے پردوں کے لئے اور پچاس پیتل کے چھلے بکری کے بالوں کے پردوں کیلئے استعمال کئے گئے تھے - جس میں یہ گھنڈی اٹکائی جاتی ہے اُسے تکمہ کہتے ہیں (خروج ۲۶: ۴)۔

گھنگرو :- ایک بجنے والا زیور - اس کا ذکر بائبل میں صیہون کی بیٹیوں کے سلسلے میں آتا ہے کہ وہ گھنگھرو بجاتے ہوئے متکبرانہ انداز سے چلتی ہیں (یسعیاہ ۳: ۱۶)- کیتھولک ترجمہ "پاؤں کی پازیبوں سے چھنکارتی ہیں" (اشعیا ۳: ۱۶)۔

گھورا :- ہندی لفظ (= گوبر کا ڈھیر - کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ)- یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۱- سموئیل ۲: ۸ میں استعمال ہوا ہے۔

گھوڑا :- دیکھئے حیوانات بائبل ۳۰

گھوڑا پھاٹک :- یروشلیم کا ایک پھاٹک جو بھیڑ پھاٹک اور پانی پھاٹک کے درمیان واقع تھا - غالباً یہ شہر کے جنوب مشرقی کونے پر تھا (نحمیاہ ۳: ۲۸ - ۳۲؛ یرمیاہ ۳۱: ۳۸ - ۴۰)۔

گھونسلا :- دیکھئے آشیانہ۔

گھونگا :- ایک سمندری کیڑا - دیکھئے حیوانات بائبل ۳۱

گیانیت :- عرفانیت، غناسطیت کا سنسکرت سے ترکیب دیا ہوا دوسرا نام - دیکھئے عرفانیت۔

گیت :- راگ - بھجن - سرود - اردو ترجمہ میں راگ (خروج ۱۵: ۲)، نغمہ (زبور ۸۱: ۲)، سرود (یسعیاہ ۱۲: ۲) وغیرہ استعمال کئے گئے ہیں۔

پولس رسول کے خطوط میں دو جگہ مزامیر اور گیت اور روحانی غزلوں کا ذکر آتا ہے (افسیوں ۵: ۱۹؛ کلسیوں ۳: ۱۶) لیکن اِن تینوں کا فرق بہت واضح نہیں ہے۔

۱- مزامیر :- مزمور کی جمع - یہ پرانے عہدنامہ کے زبوروں کے لئے استعمال کیا گیا ہے (اعمال ۱۳: ۳۳)- خصوصاً داؤد بادشاہ کے زبوروں کو اُن کی سرخی میں مزمور کہا گیا ہے - دیکھئے زبور ۳، ۴، ۵ ... ... وغیرہ)۔

نئے عہدنامہ میں یہ psalmos کا ترجمہ ہے جو عبرانی زامر - زمیر - زمراہ کے لئے استعمال ہوا ہے - عبرانی لفظ کے بنیادی معنی غالباً تال سے گانے کے ہیں (اور عربی میں بانسری کے ساتھ گانا) اور اس کا اردو ترجمہ مزمور (زبور ۹۵: ۲)، نغمہ (مثلاً ۲- سموئیل ۲۳: ۱؛ زبور ۸۱: ۲) اور گیت (مثلاً زبور ۶۶: ۲؛ ۱۱۸: ۱۴؛ ۱۱۹: ۵۴ وغیرہ) کیا گیا ہے۔

۲- گیت :- یہ بہت عام لفظ ہے - پرانے عہدنامہ میں یہ مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ ہے - نئے عہدنامہ میں گیت یونانی لفظ ھمنوس hymnos کا ترجمہ ہے - ھمنوس میں شروع ہی سے مذہبی رنگ نمایاں تھا - یہ اُن نغموں کے لئے استعمال ہوتا تھا جو سورماؤں، دیوتاؤں اور خدا کی تعریف میں گائے جاتے تھے - یہ افسیوں ۵: ۱۹؛ کلسیوں ۳: ۱۶ کے سوا صیغہ فعل میں متی ۲۶: ۳۰ = مرقس ۱۴: ۲۶؛ اعمال ۱۶: ۲۵؛ عبرانیوں ۲: ۱۲ میں آیا ہے - لیکن لفظ گیت پرانے عہدنامہ میں صرف اِن مخصوص نغموں کے لئے نہیں آیا بلکہ کئی اور عبرانی لفظوں کا ترجمہ بھی گیت کیا گیا ہے - سب سے عام عبرانی لفظ شیر اور شیراہ ہیں جن کے بنیادی معنی گانے کے ہیں - یہ متعدد جگہ آئے ہیں (قضاۃ ۵: ۱، ۱۲؛ ۱- تواریخ ۹: ۳۳؛ خروج ۱۵: ۱؛ گنتی ۲۱: ۱۷؛ ... وغیرہ)۔

ایک اور لفظ نگیناہ (جمع نگینوت) ہے - (اس کا مادّہ نون - گیمل - نون ہے اور اس کے معنی ہیں تاروں کو چھیڑنا یعنی تار دار ساز بجانا (۱- سموئیل ۱۶: ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۳؛ ۲- سلاطین ۳: ۱۵)- اس لفظ کا ترجمہ بھی گیت کیا گیا ہے - لیکن اس میں طنز کا مفہوم زیادہ ہے (زبور ۶۹: ۱۲؛ ایوب ۳۰: ۹)- نوحہ کی کتاب میں اسی لفظ کو مضحکہ اور راگ کے لفظوں کو ملانے سے ادا کیا گیا ہے (۳: ۱۴)- زامر - زمیر - زمراہ جن کا اوپر ذکر آیا ہے، اُن کا بھی ترجمہ پرانے عہدنامہ میں اکثر گیت ہی کیا گیا ہے (زبور ۶۶: ۲، ۴؛ ۱۰۱: ۱؛ ۱۱۹: ۲؛ ۱۴۲: ۱؛ ۱۳۷: ۳ - وغیرہ)۔

۳- رُوحانی غزلیں :- لفظ غزل اور غزلیں پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں صرف چار مرتبہ استعمال ہوئے - ایک مرتبہ سلیمان بادشاہ کی غزل الغزلات کی کتاب کے نام میں اور یسعیاہ ۲۳: ۱۶ میں - باقی دو مرتبہ یہ نئے عہدنامہ میں یونانی لفظ اودے ode کا ترجمہ ہے۔

یونانی میں اوڈے ode دنیوی نظم کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ یہ نئے عہدنامہ کے یونانی متن میں چھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اُردو ترجمہ دو جگہ غزل (افسیوں ۵ :۱۹؛ کلسیوں ۳ :۱۶) اور باقی جگہ گیت کیا گیا ہے (مکاشفہ ۵ :۹؛ ۱۴ :۳؛ اور دو مرتبہ ۱۵ :۳ میں)۔ چونکہ لفظ ode دنیوی گیت تھا اس لئے اس میں اور مسیحی گیت میں تمیز کرنے کی غرض سے موخرالذکر کو "روحانی غزل" اور مکاشفہ کی کتاب میں "نیا گیت" "یا موسیٰ اور برّے کا گیت" کہا گیا ہے۔

گیت گا کر خدا کی تعریف اور تمجید کرنا یہودی اور مسیحی عبادت کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں یہ گیت موسیقی کے مختلف سازوں کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ ان میں چند سازوں کا ذکر زبور ۱۴۹ اور ۱۵۰ میں ہے (نیز دیکھئے موسیقی)۔

اسیری کے بعد یہودی قوم نے زبوروں کو گیت کی کتاب کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ ان میں سے بعض زبور عبادت خانہ میں نماز کے دوران گائے جاتے تھے۔ چند زبور ہیکل کی سالانہ زیارت کے موقع پر جب زائرین جلوس کی شکل میں ہیکل کی طرف بڑھتے تھے گائے جاتے تھے۔ انہیں ★ معلوت یا نشید درج کا نام دیا گیا تھا (دیکھئے زبور ۱۲۰ تا ۱۳۴ کی سرخیاں)۔

عبادت میں موسیقی کے بھرپور استعمال کا سہرا داؤد بادشاہ کے سر ہے۔ اس نے نہ صرف خدا کی تعریف میں زبور لکھے بلکہ وہ ساز بھی ایجاد کئے جن کی مدد سے یہ مزامیر گائے جاتے تھے۔ ۲۔تواریخ ۷ :۶ میں لکھا ہے "...... اور لاوی بھی خداوند کے لئے موسیقی کے ساز لئے ہوئے تھے جن کو داؤد بادشاہ نے خداوند کا شکر بجا لانے کو بنایا تھا جب اُس نے اُنکے ذریعہ سے اُس کی ستائش کی تھی" اور ۱۔تواریخ ۲۳ :۵ کے مطابق "چار ہزار دربان تھے اور چار ہزار اُن سازوں سے خداوند کی تعریف کرتے تھے جن کو میں نے یعنی داؤد نے مدح سرائی کے لئے بنایا تھا"۔

داؤد بادشاہ نے لاویوں میں سے موسیقار چُنے اور گویّوں کو مقرر کیا۔ وہ ہیکل میں خاص لباس پہن کر لوگوں کی گانے میں پیشوائی کرتے تھے۔

گیت اور زبور گانے کے طریقے ہمارے لئے خاص دلچسپی کے حامل ہیں کیونکہ ابھی بھی بعض ہندو پاکستانی کلیسیاؤں میں زبور اور گیت اسی طریقے سے گائے جاتے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ تھا کہ ہادی پہلی آیت کا آدھا حصہ گاتا تھا اور جماعت اسے دہراتی تھی۔ پھر ہادی اگلا مصرع گاتا تھا لیکن جماعت پہلی آیت کا آدھا حصہ ہی دہراتی رہتی تھی۔ اس طرح وہ ایک قسم کا کورس بن جاتا تھا۔ غالباً زبور ۱۳۶ اس طریقے سے گایا جاتا تھا۔ دوسرے طریقے کے مطابق ہادی ایک مصرع گاتا تھا اور جماعت اسے دہراتی تھی۔ یوں وہ سارے زبور یا غزل یا گیت کو گاتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ اکثر پڑھ نہیں سکتے تھے۔ اور کتابیں بھی کافی تعداد میں میسّر نہیں تھیں۔ تیسرا طریقہ سوال و جواب کا تھا۔ ہادی ایک مصرع گاتا تھا اور جماعت دوسرا مصرع۔ شروع شروع میں جوابی کورس صرف ایک لفظ کا ہوتا تھا مثلاً آمین ہللویاہ یا ہوشعنا۔

گیروئی، چیپا:- (یہ عبرانی لفظ یرقون بمعنی زردی، پیلاپن کا ترجمہ ہے۔ مقابلہ کریں عربی کے یرَقان سے، ایک بیماری جس میں بدن زرد پڑ جاتا ہے)۔

گیروئی پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے اور غالباً لفظ گیرو سے مشتق ہے۔ سرخ مٹی کا رنگ جس سے جوگی کپڑے رنگتے ہیں۔ یہ پھپھوندی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک نباتاتی وبا ہے جو نمی کی وجہ سے فصل پر پیدا ہوتی اور اسے تباہ کر دیتی ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر خدا کے غضب کے سلسلہ میں آتا ہے۔ یہ نافرمان انسان پر خدا کی سزا کی علامت ہے۔ اس کا ذکر ہمیشہ بادِ سموم کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد آفتیں ہیں۔ گیروئی گرمی اور نمی سے پیدا ہوتی ہے۔ بادِ سموم گرم اور خشک زہریلی ہوا ہے (استثنا ۲۸ :۲۲؛ ۱۔سلاطین ۸ :۳۷؛ ۲۔تواریخ ۶ :۲۸؛ عاموس ۴ :۹؛ حجی ۲ :۱۷)۔

گیُس۔ غائیس:- ۱۔ مکدنیہ کا باشندہ جو پولس رسول کے ساتھ سفر کر رہا تھا جب افسس میں فساد ہوا تو اُسے پکڑ کر تماشاگاہ میں لے گئے (اعمال ۱۹ :۲۹)۔

۲۔ دربے کا ایک شخص جو پولس کے ساتھ مکدنیہ سے آسیہ جا رہا تھا (اعمال ۲۰ :۴)۔

۳۔ کرنتھس کا ایک شخص جسے پولس نے بپتسمہ دیا (۱۔کرنتھیوں ۱ :۱۴)۔ چونکہ پولس نے رومیوں کا خط کرنتھس سے لکھا تھا اس لئے غالباً رومیوں ۱۶ :۲۳ کا گیُس بھی یہی شخص تھا جو ساری کلیسیا کا مہمان نواز تھا، یعنی کلیسیا اُس کے گھر میں عبادت کے لئے جمع ہوتی تھی یا وہ رہنے کو جگہ دیتا تھا۔

۴۔ یوحنا کے تیسرے خط کا مکتوب اِلیہ۔ وہ یوحنا کے وسیلے سے مسیحی ہوا تھا۔ وہ اُس سے محبت رکھتا تھا (۳۔یوحنا ۱)۔ وہ بہت مہمان نواز تھا (آیات ۵۔۸)۔

گیمل:- ג عبرانی حروف تہجی کا تیسرا حرف۔ معنی اُونٹ کیونکہ یہ اونٹ کے سر اور گردن سے مشابہت رکھتا ہے۔ عبرانی قاعدۂ جمل کے مطابق اس کے لئے تین کا عدد مقرر ہے۔ اسی لئے زبور ۱۱۹ کے تیسرے حصّے کے شروع میں یہ حرف لکھا ہوتا ہے۔ عبرانی زبان میں اس حصہ کی ہر آیت اسی حرف سے شروع ہوتی ہے۔

گیند :- گیند کا ذکر صرف یسعیاہ ۲۲ : ۱۸ میں آتا ہے۔
دیکھئے کھیل ۱ ج

گیہوں :- دیکھئے نباتات بائبل ۲۷

صفحہ 1013

ل

لاآیل - لائیل :- جیرسونی الیاسف کا باپ (گنتی ۳: ۲۴)۔

لابن :- (عبرانی = سفید)۔
۱۔ ابرہام کا بھتیجا جو حاران میں دریائے فرات کی معاون ندی پر مسوپتامیہ میں رہتا تھا۔ وہ تارح (ابرہام کے باپ) کے خاندان کی ایک شاخ سے تعلق رکھتا تھا جو ابرہام کے بھائی نحور اور اُس کی بھانجی ملکاہ سے نکلی تھی (پیدائش ۲۲: ۲۰-۲۴)۔ لابن کا ذکر سب سے پہلے اُس وقت آیا جب اُسے ربقہ کا بھائی بتایا گیا ہے (پیدائش ۲۴: ۲۹)۔ قدیم سامی رواج کے مطابق بھائی اپنی بہن کا سرپرست مانا جاتا تھا اور یوں ربقہ کی کہانی میں جب وہ اضحاق کی دُلہن بننے کے لئے کنعان روانہ ہوئی اُسے نمایاں مقام ملا۔ اُسکی لالچی فطرت کا اشارہ پیدائش ۲۴: ۳۰-۳۱ میں ہے، جہاں جب اُس نے ابرہام کے آدمیوں کے قیمتی سازوسامان کو دیکھا تو اُس نے اُنہیں اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی۔

لابن کی بعد کی تاریخ یعقوب کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب یعقوب اپنے بھائی عیسو سے ڈر کر بھاگا تو وہ بیس سال تک اپنے ماموں لابن کے ہاں حاران میں ٹھہرا تھا۔ لابن اور اُس کے بھانجے کے تعلقات بڑے دلچسپ ہیں۔ دونوں ہی حاضر دماغ اور اکثر لالچی نظر آتے ہیں اور ہر معاملہ میں دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے ہیں، یہاں تک کہ لابن کی بیٹیوں راخل اور لیاہ کی شادیوں میں بھی یہ مقابلہ ظاہر ہے (پیدائش باب ۲۹)۔ اپنی بیویوں کے لئے ۱۴ سال خدمت کرنے کے بعد یعقوب ۶ سال مزید حاران میں رہتا ہے جس کے دوران بقول یعقوب لابن نے اُس کی مزدوری دس مرتبہ بدلی (۳۱: ۴۱)۔ غالباً وہ مشہور معاہدہ جو چتلی اور ابلق بھیڑ بکریوں کے بارے میں ان کے درمیان تھا انہی دس واقعات میں سے ایک تھا (پیدائش ۳۰: ۳۱-۳۴)۔

بیس سال کے بعد یعقوب اپنے لمبے چوڑے خاندان اور مال و متاع کو لے کر لابن کو بتائے بغیر کنعان کو چل دیا (پیدائش باب ۳۱)۔ لابن نے اُس کا تعاقب کر کے اُسے جلعاد میں جا لیا۔ ایک دوسرے سے احتجاج کرنے اور بُرا بھلا کہنے کے بعد ماموں بھانجا جدا ہوئے اور اپنے درمیان گواہ کے طور پر پتھروں کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ یہ ایک طرح سے اُن کے درمیان سرحد تھی۔ یہاں لابن کو ارامی کہا گیا ہے (پیدائش ۳۱: ۲۴) اور اُس نے پتھروں کے اُس ڈھیر کو ارامی نام (یجر شاہدوتھا) دیا اور یعقوب نے اس کا مترادف عبرانی نام جلعاد رکھا (پیدائش ۳۱: ۴۷)۔ ان دونوں کا مطلب ہے "شہادت کا ڈھیر"۔

بزرگوں کی اصل کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے یہ ارامی حوالے نہایت دلچسپ راہنمائی کرتے ہیں۔ ایک قدیم اقرار جو عبرانیوں کو سکھایا جاتا تھا یوں تھا: "میرا باپ ارامی تھا" (استثنا ۲۶: ۵)۔ غالباً عبرانی بزرگوں کے آباؤ اجداد شمالی مسوپتامیہ کی مخلوط سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے جن میں ارامی نمایاں تھے۔

۲۔ موآب کے میدان یا شائد جزیرہ نمائے سینا میں ایک بے شناخت مقام کا نام بھی لابن تھا (استثنا ۱: ۱)۔

لاتبدیل :- خدا اپنی ذات، صفات، رضا، شعور، ارادے اور وعدوں میں لاتبدیل ہے۔ یہ خدا کی کاملیت کا ثبوت ہے۔ خدا میں کوئی تبدیلی آ ہی نہیں سکتی کیونکہ تبدیلی بہتری یا بدتری کے رُخ میں ہوتی ہے لیکن خدا تو پہلے ہی کُلی طور پر کامل ہے اور اس میں کسی داخلی یا خارجی تبدیلی کی وجہ موجود نہیں۔ خدا کی لاتبدیلی کے متعلق کتاب مُقدّس میں کئی حوالے ہیں۔ ذیل کے چند حوالوں کو ملاحظہ کیجئے "میں خداوند لاتبدیل ہوں" (ملاکی ۳: ۶)؛ وہ نوروں کا باپ ہے "جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے اُس پر سایہ پڑتا ہے" (یعقوب ۱: ۱۷)؛ "پر تُو لاتبدیل ہے" (زبور ۱۰۲: ۲۷)۔ خدا کی لاتبدیلی سے ہرگز یہ مُراد نہیں کہ وہ بےحس و حرکت ہے۔ وہ خلق کرتا، معجزے دکھاتا اور کائنات کو قائم رکھتا ہے۔

جب پاک کلام میں خدا کے باز آنے (یوناہ ۳: ۱۰) یا ملول ہونے (پیدائش ۶: ۶، ۷) یا پچھتانے (کیتھولک ترجمہ تکوین ۶: ۶) کا ذکر آتا ہے تو یہ محض انسانی طرزِ بیان ہے۔ خدا انسان کی طرح پچھتاتا نہیں (۱-سموئیل ۱۵: ۲۹؛ گنتی ۲۳: ۱۹) بلکہ وہ انسان کے بدلتے ہوئے رویّہ کے مطابق اُس سے سلوک کرتا ہے۔ جب نیک لوگ بدی کی طرف مائل ہوتے ہیں تو خدا کی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ وہ انہیں اُن کے اعمال کے مطابق سزا دے۔

کیتھولک ترجمہ میں تکوین ۶: ۶ کا حاشیہ دیکھئے "خدا جو لاتبدیل ہے پچھتانے اور غمگین ہونے سے مبرّا ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کا یہ منشا ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی خرابی اور کثرت سے اپنے خالق کی نظر میں ایسے قابلِ نفرت ہوئے کہ اُس کی مرضی اُن کے ہلاک کر دینے

کی ہوئی ہے"

لاٹک :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۰

لاٹھی :- دیکھئے جنگ کا سازوسامان ۶

لاش :- مرے ہوئے انسان یا جانور کا جسم - عبرانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ لاش کیا گیا ہے - ایک مرتبہ پنجر (قضاۃ ۱۴: ۸) اور ایک مرتبہ ٹکڑے (پیدائش ۱۵: ۱۱ - کیتھولک ترجمہ میں لاش ہی ہے) -

یونانی کے دو لفظوں کا ترجمہ لاش (عبرانیوں ۳ : ۱۷) اور مردار (متی ۲۴ : ۲۸ - کیتھولک لاش) کیا گیا ہے - موسیٰ کی شریعت میں جانور کی لاش کو غالباً حفظانِ صحت کے اصولوں کے تحت مکروہ قرار دیا گیا ہے (احبار ۱۱ : ۸ - ۴۰) -

لاطینی :- رومیوں کی زبان - جب رومی حکمران فلسطین پر قابض تھے تو عدالت کی سرکاری زبان لاطینی تھی - تجارت کے لئے یونانی استعمال ہوتی تھی اور عام لوگوں میں ارامی زبان بولی جاتی تھی - اسی لئے خداوند یسوع کی صلیب پر جو کتبہ لگایا گیا تھا وہ عبرانی، یونانی اور لاطینی میں لکھا ہوا تھا (یوحنا ۱۹ : ۲۰) -

نئے عہدنامہ میں یونانی شکل کے ۲۵ لاطینی لفظ ہیں - یہ زیادہ تر انتظامی، قانونی یا فوجی لفظ ہیں یا رومی سکوں کے نام -

یہودی عام طور پر یونانی نام کو اپنا لیتے مثلاً فلپس - پولس رسول نے رومی نام غالباً اس لئے رکھا تھا کہ وہ اپنے رومی شہری ہونے پر بڑا فخر کرتا تھا -

لالچ - لالچ کرنا :- حرص - طمع - کسی چیز کی حد سے زیادہ خواہش - عبرانی سوچ کے مطابق انسانی نفس قوی خواہشات کا مجموعہ ہے - یہ خواہشات اُسے مجبور کرتی ہیں کہ دیگر لوگوں اور چیزوں پر اپنا اثر ڈالے - کم از کم تین قسم کی خواہشات کا ذکر آیا ہے جو انسان کو لالچ کے گناہ میں مبتلا کرتی ہیں - عبرانی لفظ خامد - وہ خواہش جو پڑوسی کی چیزوں کا لالچ کرتی ہے (استثنا ۵ : ۲۱؛ میکاہ ۲ : ۲)؛ بصع - ناجائز نفع کی خواہش (امثال ۲۸ : ۱۶؛ یرمیاہ ۶ : ۱۳)؛ اواہ (قب عربی ھَوِیَ بمعنی چاہنا، محبت کرنا) - خودغرض تمنا (امثال ۲۱ : ۲۶ - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف تمنا ہے - کیتھولک ترجمہ حرص اور لالچ کے الفاظ سے مفہوم ادا کرتا ہے) - عکن کو اسی گناہ کی وجہ سے سنگسار کیا گیا (یشوع ۷ : ۱۶ - ۲۶) -

نئے عہدنامہ میں یونانی epithymia سے شدت کی خواہش مراد ہے جس کا غلط استعمال زر دوستی اور لالچ پیدا کرتا ہے (اعمال ۲۰ : ۳۳؛ ۱ - تیمتھیس ۶ : ۹؛ رومیوں ۷ : ۷) -

ایک اور لفظ pleonexia ہے - لغوی معنی = اور زیادہ کی خواہش - اس کا ہمیشہ نتیجہ برا ہوتا ہے (لوقا ۱۲ : ۱۵) - یہ نفس پرستی کی علامت بلکہ یہ نفس پرستی کے مترادف ہے (افسیوں ۵ : ۵؛ کلسیوں ۳ : ۵) -

لامد :- عبرانی حروفِ تہجی کا بارھواں حرف - ל اس کے معنی ہیں سزا دینا یا تادیب کرنا (عبرانی میں لامد = تلمید تلمود - قب عربی تلمیذ) -

حساب جمل میں اس کے لئے ۳۰ کا عدد مقرر ہے - زبور ۱۱۹ کے بارھویں حصے کے شروع میں یہ حرف لکھا ہوا ہے - عبرانی متن میں اس حصے کی ہر آیت لامد سے شروع ہوتی ہے -

لاوی :- ۱ - لیاہ سے یعقوب کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۲۹ : ۳۴؛ ۳۵ : ۲۳) - لاوی حاران میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ کنعان آیا - اُس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر یوسف کے خلاف برا منصوبہ بنایا (پیدائش ۳۷ : ۴، ۲۸) اور بعدازاں اُن کے ساتھ ہی یوسف کو سجدہ کیا (پیدائش ۴۲ : ۶) - ایک قحط کے باعث جس کی پیشینگوئی پہلے ہی کر دی گئی تھی، یعقوب کا تمام خاندان مصر کو ہجرت کر گیا، جہاں لاوی نے ۱۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی (خروج ۶ : ۱۶) - اُس کے تین بیٹے جیرسون، قہات اور مراری بعد میں لاویوں کے تین بڑے خاندانوں کے سربراہ بنے (پیدائش ۴۶ : ۱۱) -

یہاں تین باتیں قابلِ غور ہیں :- (۱) اُس کا نام - اُس کی والدہ نے اس کی پیدائش پر اُس کا نام لاوی اس اُمید پر رکھا کہ اب کا خاوند اُس کی طرف راغب رہے گا (پیدائش ۲۹ : ۳۴) -

(۲) اس کی فطرت - اُس نے اپنی بہن کی عصمت دری کا بدلہ لینے کے لئے سکم کے لوگوں کا جو قتلِ عام کیا اُس سے اُس کی دوہری فطرت ظاہر ہوتی ہے یعنی دوغلہ پن اور راست باز طیش (پیدائش ۳۴ : ۲۵ - ۳۱)

(۳) اسکی امکانی بزرگی - یعقوب نے اپنی وصیت میں سکم کے لوگوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کے باعث لاوی اور اسکے بھائی شمعون پر لعنت کی (مقابلہ کیجئے پیدائش ۳۴ : ۲۵ - ۳۱ کا پیدائش ۴۵ : ۵ - ۷) کیساتھ) لیکن پاک جوش اور جذبہ کے باعث جس کا اظہار کوہِ سینا پر (خروج ۳۲ : ۲۵ - ۲۹) ہوا اور فینحاس نے کیا (گنتی ۲۵ : ۶ - ۱۳)، لاوی کی لعنت، اُس کی اولاد کے لئے برکت بن گئی (استثنا ۳۳ : ۸ - ۱۱) -

۲ - مسیح خداوند کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳ : ۲۴) -

۳ - مسیح کے نسب نامہ میں ایک اور شخص (لوقا ۳ : ۲۹) -

۴ - دیکھئے متی -

لاویوں کا قبیلہ :- ۱ - اُن کی ابتداء : لاوی، یعقوب کا تیسرا بیٹا تھا جو لیاہ سے پیدا ہوا (پیدائش ۲۹ : ۳۴؛ ۳۵ : ۲۲ - ۲۶) - لاوی کے قبیلہ کو جو عظمت بعد میں حاصل ہوئی، اُس کے بارے میں پیدائش کی کتاب میں کوئی خاص اشارہ نہیں ملتا - یہ خاموشی

اس حقیقت کی براہِ راست گواہ ہے کہ پیدائش کی کتاب مخالفانہ نظریات کے برعکس، کوہِ سینا کے واقعہ (خروج ۳۲ : ۲۵ - ۲۹) سے جس کے ذریعہ لاوی کی اولاد کو اسرائیل میں ایک خاص منصب عطا ہوا پہلے تحریر ہوئی۔ مزید براں اگر پیدائش کی کتاب کوہ سینا کے واقعہ کے بعد لکھی جاتی جیسے کہ جدت پسند علماء دعوئے کرتے ہیں تو یہ سمجھنا نہایت مشکل ہے کہ لاوی کے سکم میں برے فعل کو (پیدائش ۳۴ : ۲۵ - ۳۱) کیوں اتنی صفائی کے ساتھ بیان کیا گیا جب کہ جدت پسند علماء کا دعوٰی ہے کہ ابتدائی تاریخ اسرائیل کی عظمت کو ظاہر کرنے کے نظریہ سے لکھی گئی۔ نیز ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ پیدائش کی کتاب کا اختتام سکم میں جرم میں حصہ لینے کے باعث لاوی پر لعنت کی صورت میں ہوتا ہے (پیدائش ۴۹ : ۵ - ۷)۔ یہ لعنت جو یعقوب نے اپنی موت کے وقت کی تھی، اس نکتہ چینی کے نظریہ سے قطعی مطابقت نہیں رکھتی کہ پیدائش کی کتاب کو متعدد اشخاص نے اسرائیل کی تاریخ کے آخری دور میں تحریر کیا اور کہ وہ بعد کے زمانہ کے قومی وقار کی عکاسی کرتی ہے۔ راسخ الاعتقاد نظریہ جو بائبل کے ریکارڈ کو تاریخی واقعات کا صحیح صحیح بیان قبول کرتا ہے اس قسم کے مسائل سے آزاد ہے۔

۲- اُن کا تقرر : اسرائیلی مذہب میں لاوی کی اولاد کو جو خاص منصب عطا ہوا اُس میں بلاشبہ کئی عناصر کارفرما تھے۔ (۱) موسیٰ اور ہارون جو لاوی کے بیٹوں میں سے قہات کی اولاد تھے، اُن کے الٰہی انتخاب کے باعث (خروج ۲ : ۱ - ۱۰؛ ۶ : ۱۴ - ۲۷؛ گنتی ۲۶ : ۵۹) لاوی کے قبیلے کو خاص عزت ملی۔ دوسرے قبیلے بھی اس کو تسلیم کرتے تھے۔ (۲) لیکن جو عنصر سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے وہ کوہِ سینا کا واقعہ ہے (پیدائش ۳۲ : ۲۵ - ۲۹) جس کے باعث لاویوں کو بطورِ قبیلہ خدا کے انتظام میں اہم ذمہ داریاں تفویض ہوئیں۔ اس واقعہ کی وجہ سے جو لعنت یعقوب کی پیشنگوئی کے باعث اُن پر تھی (پیدائش ۴۹ : ۵ - ۷) اب موسیٰ کی پیشینگوئی کے باعث (استثنا ۳۳ : ۸ - ۱۱) خدا کی برکت میں بدل گئی۔ (۳) مزید براں اِس انتخاب کی تصدیق بلاشبہ ایک ایسے ہی واقعہ سے ہوتی ہے جس میں فینحاس نامی ایک لاوی نے خداوند کے قہرِ شدید کو ٹال دیا جو اسرائیلی قوم پر نازل ہوا چاہتا تھا (گنتی ۲۵ : ۱ - ۱۳)۔ یوں تاریخ کے سچے اور درست ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح خداوند نے اپنی بڑی رحمت سے لاوی کی لعنت کو اُس کی اولاد کے لئے برکت میں تبدیل کر دیا۔

اِس الٰہی انتظام میں لاویوں کے انتخاب کے بارے میں کہ وہ قدیم لوگوں کے درمیان خدا کی پرستش کے سلسلہ میں خاص خدمت انجام دیں، جو مقاصد کارفرما تھے ان پر غور کرنا بے جا نہ ہوگا۔ (۱) جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اُن کا انتخاب اور تقرر، اخلاقی تنزلی کے زمانہ میں (خروج ۳۲ : ۲۵ - ۲۹) خداوند کے وفادار رہنے کا انعام تھا۔ (۲) اس قبیلہ کے انتخاب کے ذریعہ "عوضی" کی تعلیم کو ظاہر کیا گیا، کیونکہ اگرچہ مصریوں کے پہلوٹھے بیٹوں کی موت (خروج ۱۳ : ۱۱ - ۱۶) پر اسرائیل کے تمام قبیلوں کے پہلوٹھے بیٹے خداوند کے تھے، خدا نے بڑی رحمت سے لاوی کے قبیلے کو باقی تمام قبیلوں کا "عوضی" ٹھہرایا (گنتی ۳ : ۹، ۱۱ - ۱۳، ۴۰ - ۴۱، ۴۵ - ۵۱؛ ۸ : ۱۴ - ۱۹)۔ (۳) ایک قبیلہ کے انتخاب کے باعث خدمت میں یقیناً سادگی اُبھری، کیونکہ خونی رشتے اور اپنے قبیلے کی عزت کی خاطر اُن میں مختلف قبیلوں سے لئے گئے لوگوں کی نسبت زیادہ یگانگت اور یک دلی ہوگی۔ (۴) دہ یکی کے قانون کے باعث بھی لاویوں کا انتخاب ہوا کیونکہ ایک لحاظ سے یہ قبیلہ باقی تمام قبیلوں کی دہ یکی تھا اور یہی وہ قبیلہ تھا جسے دہ یکی ادا کی جاتی تھی (گنتی ۱۸ : ۲۱ - ۳۰؛ استثنا ۱۸ : ۱ - ۸؛ نحمیاہ ۱۰ : ۳۷ - ۳۹؛ عبرانیوں ۷ : ۵، ۹)۔ (۵) اسرائیل کے دیگر قوموں سے علیحدہ کئے جانے کی ضرورت کو دیگر قبیلوں سے ایک کا انتخاب کر کے اُن کو خداوند کے لئے علیحدہ اور پاک کرنے کے باعث (گنتی ۸ : ۵ - ۲۲) اور بھی تقویت ملی ہے۔ (۶) یہاں بغیر میراث کے مسافرت کی زندگی کو ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ اسرائیل میں لاویوں کی کوئی میراث نہیں تھی۔ صرف خدا ہی ان کی میراث تھا (گنتی ۱۸ : ۲۰ - ۲۴؛ ۲۶ : ۶۲؛ استثنا ۱۰ : ۹؛ ۱۲ : ۱۲؛ ۱۴ : ۲۷)۔

۳- اُن کی تنظیم : لاویوں کے تین درجے تھے (۱) پہلا درجہ ہارون اور اُس کے بیٹوں کا تھا اور ایک لحاظ سے صرف یہی کاہن تھے۔ کاہن، قہات کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ (۲) درمیانی درجے میں وہ سب قہاتی شامل تھے جو ہارون کے خاندان سے نہیں تھے۔ انہیں یہ استحقاق دیا گیا کہ وہ خیمۂ اجتماع کے سب سے پاک حصے کی نگہبانی کریں (گنتی ۳ : ۲۷ - ۳۲؛ ۴ : ۴ - ۱۵؛ ۷ : ۹)۔ (۳) تیسرا درجہ جیرسونیوں اور مراریوں پر مشتمل تھا۔ ان کے ذمہ کم اہمیت کے فرائض تھے (گنتی ۳ : ۲۱ - ۲۶، ۳۳ - ۳۷)۔

۴- کاہن اور لاوی : موسوی شریعت میں کاہنوں اور عام لاویوں میں امتیاز کیا گیا ہے۔ (۱) کاہنوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہارون کے خاندان سے ہوں جب کہ لاوی کے قبیلہ کے سب لوگ ہی لاوی کہلاتے تھے۔ ہر ایک کاہن لاوی ہوتا تھا، لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ ہر ایک لاوی کاہن ہو۔ (۲) کاہن، خدا کے لئے مخصوص کئے جاتے تھے (خروج ۲۹ : ۱ - ۳۷؛ احبار باب ۸) جب کہ لاوی پاک کئے جاتے تھے (گنتی ۸ : ۵ - ۲۲)۔ (۳) لاوی، ہارون اور اُس کے بیٹوں کے خدمت گار سمجھے جاتے تھے (گنتی ۳ : ۵ - ۱۳؛ ۸ : ۱۹؛ ۱۸ : ۱ - ۷)۔ (۴) بنیادی فرق یہ تھا کہ صرف کاہن ہی کو مذبح پر خدمت کرنے اور پاک ترین مقام میں داخل ہونے کا حق تھا (خروج ۲۸ : ۱؛ ۲۹ : ۹؛ گنتی ۳ : ۱۰، ۳۸؛ ۴ : ۱۵، ۱۹ - ۲۰؛ ۱۸ : ۱ - ۷؛ ۲۵ : ۱۰ - ۱۳)۔ ہارون کی کہانت کے خلاف قورح قہاتی (گنتی ۱۶ : ۱) کی بغاوت کو جس طرح ختم کیا گیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی ضروری شرائط پوری کئے بغیر کہانت کا

کام اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا (گنتی باب ۱۶) - ہارون کے انتخاب کی مزید تصدیق اُس کی لاٹھی میں کلیاں نکلنے سے ہوئی (گنتی ۱۷ : ۱ - ۱۱؛ عبرانیوں ۹ : ۴)-

۵ - موسیٰ کے زمانہ کے بعد کی تبدیلیاں: نئے عہدنامہ کی مثالیات (مقابلہ کیجئے عبرانیوں ابواب ۸ - ۱۰) کے نزدیک سینائی قوانین ایک معیار ہیں - موسیٰ کے بعد کی لاویوں کی سرگرمیوں کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے :

(۱)- کنعان میں بسنے کے بعد لاویوں کو یقیناً اُن کے بہت سے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا - اب خیمۂ اجتماع کو اُٹھا کر لے جانے کی ضرورت نہیں تھی - غالباً لاویوں نے اُن ۴۸ شہروں پر جو اُن کو دیئے گئے تھے کبھی بھی پُورے طور پر قبضہ نہیں کیا تھا - نکتہ چین مُفسّروں کے دعوے کے برخلاف قضاۃ ۱۷ : ۷ - ۱۳ میں مرقوم داستان کہانت کے بارے میں اوّلین معلومات مہیا نہیں کرتی -

(۲)- داؤد کے زمانہ میں گنتی ۷ : ۱ - ۹ میں مندرج قانون کو نظرانداز کرنے کے باعث ایک لاوی کو موت کا سامنا کرنا پڑا (۱-تواریخ ۱۳ : ۷ - ۱۰؛ ۱۵ : ۱۲ - ۱۵) - داؤد نے لاویوں کی عمر اور خدمت کے لئے نیا دستور بنایا (۱-تواریخ ابواب ۲۳ - ۲۶) - اس نے بعض لاوی اور خاص طور پر آسف کو موسیقار مقرر کیا جس نے غالباً چند ایک زبُور بھی لکھے (۱-تواریخ ۶ : ۳۹؛ ۴۳؛ ۱۵ : ۱۶ مابعد؛ ۱۶ : ۴ مابعد؛ ۲۵ : ۱ - ۹؛ زبُور ۵۰؛ ۷۳ - ۸۳) -

(۳) - متحدہ حکومت میں انتشار کے وقت متعدد لاویوں نے شمالی حکومت سے بھاگ کر یہوداہ میں سیاسی اور مذہبی پناہ حاصل کی (۲-تواریخ ۱۱ : ۱۳ - ۱۶؛ ۱۳ : ۹ - ۱۲؛ ۱۵ : ۹)، لیکن بعض لاوی یقیناً شمالی حکومت کو خدا سے منحرف کرنے میں شامل تھے (حزقی ایل ۴۴ : ۱۰ - ۱۵) - اس زمانہ میں بھی لاویوں کو اُستاد تصوّر کیا جاتا تھا (۲-تواریخ ۱۷ : ۸ مابعد؛ ۱۹ : ۸ مقابلہ کیجئے استثنا ۳۳ : ۱۰) -

(۴)- اسیری کے زمانہ میں حزقی ایل نبی نے رویا میں ہیکل کا جو نمونہ دیکھا، اُس میں حقیقی لاوی یعنی صدوق کے بیٹوں کو خدمت کرتے دکھایا گیا ہے (حزقی ایل ۴۳ : ۱۹؛ ۴۴ : ۱۰ - ۱۶؛ ۴۸ : ۱۱ - ۱۲) -

(۵)- اسیری کے بعد نسبتاً کم لاوی بابل سے واپس آئے تھے (عزرا ۲ : ۳۶ - ۴۲؛ نحمیاہ ۷ : ۳۹ - ۴۵) لہذا بعد میں لاویوں کو واپس لانے کے لئے خاص کوشش کرنی پڑی (عزرا ۸ : ۱۵ - ۱۹) - اُنہیں اب بھی اُستاد (عزرا ۸ : ۱۵ مابعد) اور موسیقار تصوّر کیا جاتا تھا (عزرا ۲ : ۴۰ - ۴۱؛ ۳ : ۱۰؛ نحمیاہ ۷ : ۴۳، ۴۴) -

(۶) - نئے عہدنامہ میں لاویوں کے متعلق صرف چند حوالے ملتے ہیں (لُوقا ۱۰ : ۳۲؛ یوحنّا ۱ : ۱۹؛ اعمال ۴ : ۳۶؛ عبرانیوں ۷ : ۱۱) - آخر میں دو قابلِ غور نکات کو پیش کیا جاتا ہے : پہلا، لاوی، ابرہام کے صلب میں ہوتے ہوئے ملک صدق کو دہ یکی دیتا ہے (پیدائش ۱۴ : ۱۷ - ۲۰) اور یوں ملک صدق (یعنی مسیح) کی کہانت کی ہارون کی کہانت پر فوقیّت کو ظاہر کرتا ہے (عبرانیوں ۷ : ۴ - ۱۰) - دوسرا چونکہ لاویوں کی کہانت کسی کو کامل نہیں بنا سکتی تھی اس لئے ضرورت تھی کہ کوئی اور کاہن کسی دوسرے قبیلہ سے اور دوسرے طریقہ کا پیدا ہو (عبرانیوں ۷ : ۱۱ - ۱۷ مقابلہ کیجئے پیدائش ۴۹ : ۱۰؛ زبُور ۱۱۰) - نیز دیکھئے لاویوں کے شہر -

لاویوں کے شہر :- گنتی ۳۵ : ۱ - ۸ میں مندرج منصوبہ کے مطابق (جس کی تکمیل یشوع باب ۲۱ میں ہوئی) لاویوں کو ۴۸ شہر ملے - اس منصوبے کے تین مقاصد تھے :
(۱) اِن شہروں کی وجہ سے لاوی تمام اسرائیل میں بکھر گئے اور یوں یعقوب نے مرتے وقت جو پیشینگوئی کی تھی وہ پوری ہوئی (پیدائش ۴۹ : ۷) - (۲) پراگندہ ہونے کے باعث وہ اپنی تدریسی خدمت کو بہتر طور پر انجام دے سکتے تھے (استثنا ۳۳ : ۱۰) - (۳) چونکہ ان کے چھ شہر ”پناہ کے شہر“ تھے (گنتی ۳۵ : ۶) اور یہ ملک کے طول و عرض میں بکھرے تھے اس لئے پناہ گزینوں کو وہاں جانے میں کوئی دشواری نہ ہوتی تھی (استثنا ۱۹ : ۱ - ۳، ۷ - ۱۰، ۱۷ مابعد) - نیز دیکھئے پناہ کے شہر -

لاہد :- بنی یہوداہ کے ایک خاندان کا نام (۱-تواریخ ۴ : ۲) -

لبادہ :- دیکھئے ملبوساتِ بائبل

لباس :- عبرانی محاورے میں لباس کو بیوی سے نسبت دی گئی ہے. بیوی کو لباس بھی کہا گیا ہے - دیکھئے ملاکی ۲ : ۱۶ - کیتھولک ترجمہ : ”جو اپنے لباس کو ظلم سے ڈھانکتا ہے“ پروٹسٹنٹ ترجمہ : ”جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے“ اُردو ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں بتایا گیا ہے کہ عبرانی میں لفظ لباس استعمال ہوا ہے - (قرآن میں بھی میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے ۲ - البقرہ ۱۸۷) -
جب روت، بوعز سے کہتی ہے کہ میرے ساتھ شادی کر تو وہ یہی محاورہ استعمال کرتی ہے ”سو تو اپنی لونڈی پر اپنا دامن پھیلا دے“ (روت ۳ : ۹) - یہی محاورہ استثنا ۲۲ : ۳۰ میں استعمال ہوا ہے جہاں حکم ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کی بیوی سے شادی نہ کرے اور ”اپنے باپ کے دامن کو نہ کھولے“ - نیز دیکھئے دامن ۳ اور ملبوساتِ بائبل -

لُبان - لوبان :- عبرانی - لبوناہ - اس کے بنیادی معنی ہیں سفید - غالباً یہ نام اس خوشبودار گوند کو اس لئے دیا گیا کیونکہ خالص لُبان صاف اور سفید ہوتا ہے - جب بعض درختوں کی چھال میں تیز آلہ سے چیرا لگایا جائے تو یہ گوند کی صورت میں رِس کر ٹپکتا ہے - پرانے زمانے میں اس کی خاصی کامیاب تجارت ہوتی تھی اور یہ جنوبی عرب سے دمشق اور غزہ کی شاہراہ پر سفر کرنے والے تاجروں کے لئے باعثِ نفع تھا - اگرچہ اس کے ذائقہ میں کچھ تلخی تھی تاہم اس کی خوشبو تیز تھی اور وہ بہت پسند

کی جاتی تھی۔ یہ پاک بخور کا ایک جز تھا (خروج ۳۰: ۳۴) اور اسے دیگر مصالحوں کے ساتھ ایک راحت انگیز خوشبو کے طور پر خداوند کے آگے جلایا جاتا تھا (احبار ۶: ۱۵)۔ یہ ہیکل میں نذر کی روٹیوں پر رکھا جاتا تھا (احبار ۲۴: ۷)۔ اس کی خوشبو حواس کو خوش کرتی ہے (غزل الغزلات ۳: ۶؛ ۴: ۶، ۱۴) بلکہ وہ مذہبی جوش کی علامت بھی ہے۔ مجوسیوں کا مسیح کو اُن کی پیدائش پر لُبان پیش کرنا شاید اس عقیدت کی تصویر تھا کہ المسیح کہانت کے عہدہ پر فائز ہیں (متی ۲: ۱۱)۔ نیز دیکھئے نباتات بائبل ۲۳۔

لباؤت :- (عبرانی = شیرنیاں)۔ یہوداہ کے جنوب میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۲)۔ اس کو بیت لباؤت بھی کہتے ہیں (یشوع ۱۹: ۶) اور غالباً بیت برائی بھی (۱۔ تواریخ ۴: ۳۱)۔

لبرتین - احرار :- غالباً وہ یہودی جنہیں قیصر پومپی ۶۳ ق۔م میں قید کر کے روم لے گیا۔ بعد میں انہیں آزاد کر دیا گیا اور وہ واپس فلسطین آئے جہاں انہوں نے ایک عبادت خانہ بنایا جو سو سال بعد بھی استعمال ہو رہا تھا (اعمال ۶: ۹)۔ جب یہ آزاد کر دیئے گئے تو انہیں غالباً رومی شہریت کا حق بھی ملا اس لئے ان کو "آزاد" کہتے تھے (اس حوالے میں کیتھولک ترجمہ "احرار" کا لفظ اس مفہوم کو اچھی طرح ادا کرتا ہے)۔

لبنان :- (عبرانی = سفید)۔ ایک ملک کا نام۔ یہ برف پوش پہاڑیوں کے ایک ایسے سلسلے پر مشتمل ہے جو شام کے ساحل کے ساتھ ساتھ صور سے اور دور تک شمال مشرق کی طرف سو میل پھیلا ہوا ہے۔ یہ نام سفیدی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس ملک کا یہ نام غالباً اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہاں چونے کے پتھر کی چٹانیں پائی جاتی ہیں یا پھر اس لئے کہ اس سلسلہ کوہ کی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ یہ علاقہ بحیرۂ روم کے ساحل سے یک دم بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے (یشوع ۹: ۱) اس لئے لبنان کی سطح سمندر سے اوسطاً چھ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے اور اس کی چوٹیاں دس ہزار دو سو فٹ بلند ہیں، لیکن پھر اس کی بلندی دریائے اورنٹیس کی وادی کے پار دس میل تک دو ہزار تین سو فٹ تک گر جاتی ہے۔ اس "وادی" (یشوع ۱۱: ۱۷؛ ۱۲: ۷) کے مشرق میں ایک اور پہاڑی سلسلہ ہے جس کا انتہائی جنوبی حصہ کوہ حرمون کی چوٹی (۹۳۸۳ فٹ بلند) ہے۔ وہ جنوب میں بیر تجو تک نظر آتی ہے۔ کلام مقدس میں لبنان اور سریون کا ذکر ملتا ہے (زبور ۲۹: ۶؛ استثنا ۳: ۹ گو بعض اوقات اس میں حرمون کے پہاڑ کو الگ بیان کیا گیا ہے۔ ۱۔ تواریخ ۵: ۲۳؛ غزل الغزلات ۴: ۸)۔ لیکن لبنان کے لفظ میں دونوں سلسلہ ہائے کوہ شامل ہو سکتے ہیں (استثنا ۱: ۷؛ ۳: ۲۵؛ ۱۱: ۲۴؛ یشوع ۱: ۴؛ ۹: ۱؛ یشوع ۱۳: ۵)۔ ان پہاڑوں سے پگھلتی ہوئی برف کا پانی (یرمیاہ ۱۸: ۱۴؛ غزل الغزلات ۴: ۱۵) دریائے اورنٹیس کو جو شمال کی طرف بہتا ہے، دریائے ابانہ کو جو مشرق کی طرف دمشق کو سیراب کرتا ہے، مغرب کی طرف دریائے لیطانی کو اور جنوب کی طرف ارض فلسطین میں سے چکر کھاتے اور بحیرہ مُردار میں گرتے ہوئے دریائے یردن کو پانی مہیا کرتا ہے۔ تاہم اس کی چوٹیاں مغرب کی نم آلودہ ہواؤں کو روک دیتی ہیں اور یوں مشرق کی طرف ریگستان بنانے کا سبب بنتی ہیں۔

لبنان کی جنوبی ڈھلوان گلیل کی پہاڑیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور دریائے لیطانی کی گھاٹیاں اسرائیل کے لئے قدرتی سرحد کا کام دیتی تھیں (استثنا ۱۱: ۲۴؛ ۲۔ سلاطین ۱۹: ۲۳)۔ اگرچہ لبنان خدا کے وعدے میں شامل ہے تو بھی اسرائیل نے اس پر پورے طور پر کبھی قبضہ نہیں کیا (یشوع ۱۳: ۵ مقابلہ کیجئے اُس کی آخری زمانہ کے قبضہ سے حزقی ایل ۴۷: ۱۵، ۱۶)۔ تاہم اس کے غیر آباد ٹیلے دیدبانوں (غزل الغزلات ۷: ۴) اور پناہ گاہوں (یرمیاہ ۲۲: ۲۰، ۲۳) کا کام دیتے تھے اور انہیں شاہ یہوداہ کے گھرانے کے بلند مرتبے سے تشبیہ دی جاتی تھی (یرمیاہ ۲۲: ۶؛ حزقی ایل ۱۷: ۳)۔

قدیم لبنان بڑا سرسبز و شاداب اور گھنے جنگلوں سے اٹا پڑا تھا جس میں قسم قسم کے درخت پائے جاتے تھے (یسعیاہ ۲۹: ۱۷؛ نحمیاہ ۱: ۴)۔ اس میں فینیکی جھاؤ کے درخت جو صنوبر سے مشابہ تھے (۱۔ سلاطین ۵: ۸؛ ۲۔ سلاطین ۱۹: ۲۳) اور سروؤں کی مانند دیگر بلند و بالا درخت (حزقی ایل ۲۷: ۵)۔ لیکن وہاں زیادہ تر لبنان کے بڑے دیودار ملتے تھے (۱۔ سلاطین ۴: ۳۳)۔ بائبل کی شاعری اور نظم میں ان درختوں کی ہری بھری شاخوں (زبور ۷۲: ۱۶)، ان کی لکڑی کی خوشبو (غزل الغزلات ۳: ۶-۹ مقابلہ کیجئے ۴: ۱۱ اور ہوسیع ۱۴: ۶ جہاں لبنان سے مراد درخت ہیں، یسعیاہ ۱۰: ۳۴؛ ۴۰: ۱۶)، ان کی بلندی جو عظمت اور فخر کا نشان تھی (غزل الغزلات ۵: ۱۵؛ یسعیاہ ۲: ۱۳) اور ان کے بڑھنے اور کیڑا لگنے کے خلاف قوت مدافعت کو بیان کیا گیا ہے۔ زبور نویس کو یہ دیکھ کر اپنے خالق کی عظمت سے بڑی تسلی ملتی ہے کہ اُس نے اتنے بلند قامت دیودار کے درخت اُگائے ہیں (زبور ۱۰۴: ۱۶) اور وہ انہیں اپنی آواز ہی سے توڑ ڈالتا ہے (زبور ۲۹: ۵)۔ لبنان اعلیٰ قسم کی مے (ہوسیع ۱۴: ۷)، خاردار پودوں اور درندوں مثلاً شیر اور چیتوں (۲۔ سلاطین ۱۴: ۹؛ یسعیاہ ۴۰: ۱۶؛ غزل الغزلات ۴: ۸) کے لئے مشہور تھا۔ یسعیاہ نبی کے نبوتی بیان کا عروج "لبنان کا جلال" ہے (۳۵: ۲؛ ۶۰: ۱۳)۔

شروع میں لبنان کے ساحلی علاقے میں فینیکی آباد تھے (یشوع ۱۳: ۵-۶)۔ وہ دیودار کے درختوں کو شہری اور بحری کاموں میں استعمال کرنے کے بڑے ماہر تھے (حزقی ایل ۲۷: ۴-۵)۔ لیکن اندرون ملک حوّی بستے تھے (قضاۃ ۳: ۳؛ حرمون یشوع ۱۱: ۳)۔ بائبل میں پہلی مرتبہ لبنان کا نام موسیٰ کے زمانہ (۱۴۰۶ ق م) میں استعمال ہوا (استثنا ۱: ۷) لیکن اوگاریتی، حتّی، مصری اور بابلی بھی اس نام سے آگاہ تھے۔ اس کا ذکر سکم کے لوگوں کے خلاف یوتام کے بیان میں (قریباً ۱۳۰۰ ق۔م۔

قضاۃ ۹ : ۱۵) اور تین صدیاں بعد یہوآس کے اِمصیاہ کے خلاف بیان میں آیا ہے (۲-سلاطین ۱۴ : ۹؛ ۲-تواریخ ۲۵ : ۱۸) - یروشلیم کی ہیکل میں لبناؔن کے دیودار استعمال کرنے کے لئے سلیماؔن بادشاہ نے صوؔر کے بادشاہ حیراؔم سے رابطہ قائم کیا (۱-سلاطین ۵ : ۶ - ۱۸، تقریباً ۹۶۶ - ۹۵۹ ق م - مقابلہ کیجئے عزرا ۳ : ۷ دوسری ہیکل کے لئے بھی) - ہر ماہ دس ہزار مزدور درخت کاٹتے اور اُن کے گٹھے بنا کر بحیرہ روؔم کے ساحل کے ساتھ ساتھ بہا کر لائے جاتے - سلیماؔن بادشاہ نے اپنے دارالحکومت میں اُن سے سرکاری عمارتیں اور محل بنائے - ان عمارتوں میں ایک ہال اور اسلحہ خانہ بھی شامل تھا جو "لبنانی بن کا محل" کہلاتا تھا (۱-سلاطین ۷ : ۲ - ۷؛ ۱۰ : ۱۷، ۲۱ مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۲۲ : ۸) - اپنے لبنانی عمارتی منصوبوں کی وجہ سے (مقابلہ کیجئے ۱-سلاطین ۱۰ : ۲۷) سلیماؔن بادشاہ نے خود لبناؔن میں بھی عمارتیں بنائیں (۱-سلاطین ۹ : ۱۹؛ غزل الغزلات ۴ : ۸) - لیکن بعد میں دیگر قوموں کی فتوحات کے دوران لبناؔن کے جنگلات کو بُری طرح تباہ کیا گیا (یسعیاہ ۳۳ : ۹) - مصری، اسوری، اور یونانی اپنی تباہ کاریوں کے نشان نہر الکلب کے دہانے پر چھوڑ گئے اور حزقی ایل نبی اسوؔر کے بادشاہ کی تباہ کاریوں کو لبناؔن کے دیوداروں کے گرنے سے تشبیہ دیتا ہے (حزقی ایل ۳۱ : ۳، ۱۵ - ۱۶ مقابلہ کیجئے زکریاہ ۱۱ : ۱) - بابل نے جو لبناؔن کے جنگلات، کاٹنے سے ظلم و ستم کیا تھا اُس پر حبقوق نبی بھی واویلا کرتا ہے (حبقوق ۲ : ۱۷ مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۱۴ : ۸) - یُوسطنیان کے زمانہ میں (۵۲۷-۵۶۵ء) لبناؔن کے جنگلات کو جو کبھی بہت گھنے ہوا کرتے تھے بہت نقصان پہنچا اور باقی جو بچے ان میں اکثر کو بیروؔت اور دمشق کے درمیان ریلوے کو ایندھن مہیا کرنے کے لئے کاٹ دیا گیا - اب پھر جنگلات لگانے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے -

لبناہ - لبنہ :- ۱- دشت سینا چھوڑنے کے بعد بنی اسرائیل کی ایک منزل (گنتی ۳۳ : ۲۰، ۲۱) -

۲- کنعاؔن کا ایک شہر جو لکیس کے قریب تھا - یشوع نے اس شہر کو فتح کیا اور یہاں کے بادشاہ اور رعایا کو تہ تیغ کیا (یشوع ۱۰ : ۲۹ - ۳۲؛ ۱۲ : ۱۵) -

لبنی :- (عبرانی = سفید) -

۱- جیرسوؔن کا بیٹا جس کے نام سے ایک خاندان بھی چلا (خروج ۶ : ۱۷، گنتی ۳ : ۱۷؛ ۱-تواریخ ۶ : ۱۷، ۲۰) - ۱-تواریخ ۲۳ : ۷، اور ۲۶ : ۲۱ میں اسے لعداؔن کہا گیا ہے -

۲- بنی مراری میں سے ایک - محلی کا بیٹا (۱-تواریخ ۶ : ۲۹) -

لبونہ :- (عبرانی = لوبان) - ایک شہر جس کا ذکر صرف قضاۃ ۲۱ : ۱۹ میں ہے - یہ بیت ایل کے شمال میں اُس شاہراہ پر واقع تھا جو سکم سے بیت ایل کو جاتی ہے - اس کا موجودہ نام لُبن ہے -

لبیا :- دیکھئے لوبی -

لپتون :- دیکھئے سکہ جاتِ بائبل ۲ و ۱

لحماؔم :- یہوداہ کے نشیبی علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۴۰) -

لحمی :- ۱-تواریخ ۲۰ : ۵ کے مطابق جاتی جولیت کا بھائی - اسے الحناؔن نے قتل کیا -

لحی :- (عبرانی = جبڑا) - یہوداہ میں ایک مقام جو ایتاؔم کی چٹان کے قریب ہے - یہاں سمسوؔن نے گدھے کے جبڑے کی ہڈی سے ایک ہزار فلستیوں کو مارا - یہی اُس کی وجہِ تسمیہ ہے (قضاۃ ۱۵ : ۱۷) -

لحی روئی :- دیکھئے بیر لحی روئی -

لُد :- بنی بنیمین کا ایک شہر - اسے سامر (شامد) نے آباد کیا (۱-تواریخ ۸ : ۱۲) - یہ یافہ کے قریب تھا اور یروشلیم سے قیصریہ جانے والی سڑک پر واقع تھا -

اسے نئے عہد نامہ میں لُدّہ کہا گیا ہے (اعمال ۹ : ۳۲ - ۳۵) - پُرانے عہد نامہ میں اسے لود بھی کہا گیا ہے (عزرا ۲ : ۳۳؛ نحمیاہ ۱۱ : ۳۵) -

لُدّہ :- لود - ایک شہر جو یروشلیم کے شمال مغرب میں تقریباً ۳۰ میل کے فاصلے پر وادیِ ایالوؔن کے شروع میں واقع ہے - یہاں سے ایک اور وادی یافا کی طرف جاتی ہے اور ایک شاہراہ اس میں سے گزرتی ہے جسے پرانے واقعات کی یاد میں لُہاروں کی وادی کہتے تھے کیونکہ جب فلستی یہاں حکمران تھے تو ان کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ اسرائیلیوں کے پاس کوئی لُہار نہ رہے - لہٰذا اُنہیں اپنے اوزار تیز کروانے کے لئے فلستیوں کے پاس آنا پڑتا تھا (۱-سموئیل ۱۳ : ۱۹، ۲۰) - سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے یہ تجارت کے لئے بڑی اہمیت رکھتا تھا - اسیری کے بعد کچھ لوگ یہاں آکر آباد ہوئے (عزرا ۲ : ۳۳؛ نحمیاہ ۷ : ۳۷) -

لُدیہ - لُودیہ :- (غالباً لُود کی رہنے والی) - تھواتیرہ کی ایک عورت جو لُود سے تعلق رکھتی اور قرمز بیچتی تھی - وہ فلپی میں رہتی تھی - وہ "خدا ترس" عورت تھی یعنی یہودی مذہب کی نومرید (اعمال ۱۶ : ۱۲ - ۱۵) - پولس رسول کی معرفت انجیل کا پیغام سُن کر وہ اپنے سارے خاندان سمیت مسیحی ہو گئی - اُس نے پولس اور سیلاس کی مہمان نوازی کی -

لِسانیاس - لیسانیوس :- ابلینے کا رئیس ربعہ (یعنی چوتھائی ملک کا حاکم) - لوقا ۳ : ۱ میں اس کا ذکر تبریس قیصر کی حکومت کے پندرھویں برس کے سلسلے میں ہوا - بعض نقادوں

کا خیال تھا کہ لوقاؔ سے یہاں تاریخی غلطی سرزد ہوئی ہے کیونکہ مشہور یہودی مؤرخ یوسیفسؔ کے مطابق لسانیاؔس کو انتونیؔ اور کلیوپتراؔ نے ۳۴ ق۔م میں پھانسی کی سزا دی تھی۔ لیکن وہ کتبات جو ★ بعلبک کے کھنڈرات میں دستیاب ہوئے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ لسانیاؔس اوّل کے بعد اُس کا بیٹا ابیلؔہ کا حاکم ہوا۔ نیز دیکھئے ابیلنےؔ۔

لُسترہ :- ایک رومی نوآبادی جو قیصر اوگوستسؔ نے ۶ ق۔م میں قائم کی۔ یہ اِکنیمؔ کے جنوب میں ۲۰ میل کے فاصلہ پر، گلتیہؔ کے صوبہ میں ایک غیر معروف قصبہ تھا۔ اس کے پھاٹک کے باہر ★ زیوسؔ دیوتا کا مندر تھا (اعمال ۱۴: ۱۳)۔ اب اس قصبہ کے صرف کھنڈرات باقی ہیں جو موجودہ خطئین سرائے کے قریب ہیں۔ پولسؔ اور برنباسؔ کے یہاں آنے اور جنم کے لنگڑے کو شفا دینے سے یہ مقام ہمارے لئے باعث دلچسپی بنا ہے۔ یہ تیمتھیسؔ کی جائے رہائش بھی تھی (اعمال ۱۶: ۱)۔ یہاں کچھ تو اعلےٰ طبقہ کے رومی اور یونانی آزاد شہری رہتے تھے (اعمال ۱۴: ۱) اور باقی عوام تھے جو اپنی مقامی زبان (لُکاؤنیہ کی بولی) بولتے تھے (اعمال ۱۴: ۱۱)۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۵

لاطینی شاعر اوِڈ Ovid (۴۳ ق۔م تا ۱۷ سنہ) لُسترہؔ کے مقامی رسم و رواج اور تاریخ کے متعلق ایک دلچسپ روایت بیان کرتا ہے جس سے زیوسؔ اور ★ ہرمیسؔ (ایک اور یونانی دیوتا) کے آپس کے رابطہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زیوسؔ اور ہرمیسؔ لُسترہؔ میں مسافروں کے بھیس میں آئے اور ایک غریب خاوند اور بیوی فلیموؔن اور باؤکسؔ نے بے خبری میں اُن کی خاطر مدارت کی، جب کہ باقی شہریوں نے اُنہیں دھتکار کر راہ لگنے کو کہہ دیا تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے سمجھا کہ شاید پولسؔ اور برنباسؔ وہی دو دیوتا ہیں جو پھر اُن کے درمیان آئے ہیں۔

پولسؔ اس جگہ چار مرتبہ آیا (اعمال ۱۴: ۶، ۲۱؛ ۱۶: ۱؛ ۱۸: ۲۲)۔

لسعؔ۔ لاشع :- سدوؔم اور عمورؔہ کے قریب ایک جگہ۔ یہ کنعانؔ کی سرحد پر تھی (پیدائش ۱۰: ۱۹)۔

لسیؔہ۔ لاسیہ :- کریتےؔ کے جنوبی ساحل پر ایک چھوٹی بندرگاہ۔ اس کا ذکر پولسؔ کے رومہؔ کے سفر میں آتا ہے (اعمال ۲۷: ۸)۔

لشروؔن۔ لشاروؔن :- ایک شہر جس کے بادشاہ کو یشوؔع نے مارا (یشوع ۱۲: ۱۸)۔

لشکر :- فوج۔ سپاہ۔ عبرانی کے تقریباً پانچ مختلف الفاظ کا ترجمہ۔ اُردو میں لشکر (۱۵۰ سے زائد مرتبہ)، فوج (تقریباً ۵۰ مرتبہ)، سپاہ (ایک مرتبہ خروج ۱۴: ۱۷)، دَل (کوئی ۱۵ مرتبہ) اور جتھے سے کیا گیا ہے۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ بعض دفعہ ایک ہی عبرانی لفظ کا ترجمہ فوج، لشکر، جتھا کیا گیا، مثلاً عبرانی **خیل** بمعنی طاقت کا ترجمہ فوج (خروج ۱۴: ۹)، لشکر (۱-سلاطین ۲۰: ۱۹)، جتھا (۲-سلاطین ۲۵: ۲۳) کیا گیا ہے۔

عبرانی کے دوسرے دلچسپ لفظ یہ ہیں **جدُود** یا **گدُود**۔ اس کے بنیادی معنی کاٹنا ہیں۔ انہی معنوں میں یہ یرمیاہ ۴۸: ۳۷ میں استعمال ہوا ہے (زخم)۔ مجازی معنوں میں فوج (پیدائش ۴۹: ۱۹۔ اس آیت کی عبرانی میں تجنیس حرفی ملاحظہ ہو۔ اس میں تین لفظ ہیں جو جد کی مختلف شکلیں ہیں۔ جدؔ = قبیلے کا نام، جدود = فوج۔ یجُو دانو = حملہ کرے گی) ۱-سموئیل ۳۰: ۸؛ ایوب ۲۵: ۳ وغیرہ۔

معراکاہ۔ لغوی معنی = سجانا، ترتیب سے رکھنا۔ اِن معنوں میں یہ پیدائش ۲۲: ۹ اور خروج ۳۹: ۳۷ میں استعمال ہوا ہے۔ چونکہ فوج کی میدانِ جنگ میں ترتیب سے صف آرائی کی جاتی ہے اس لئے یہ فوج کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (۱-سموئیل ۴: ۲، ۱۶ = فوج؛ ۱-سموئیل ۱۷: ۲۲ = لشکر وغیرہ)۔

صابا۔ بنیادی معنی طاقت اور پھر لشکر۔ یہ عبرانی ترکیب **یھوواہ صباؤت** (= رب الافواج) کافی مرتبہ استعمال ہوئی ہے مثلاً ۱-سموئیل ۱۵: ۲؛ ۲-سموئیل ۷: ۸؛ یرمیاہ ۶: ۹؛ حجی ۱: ۵ وغیرہ۔

مخناہ۔ اس کا مادّہ خانہ ہے بمعنی جُھکنا یا خیمہ نصب کرنا۔ چونکہ فوج میدانِ جنگ میں خیمہ ڈالتی ہے اس لئے یہ فوج کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے (۱-سموئیل ۱۷: ۱؛ ۲۸: ۱ = فوج، غزل الغزلات ۶: ۱۳ = لشکر)۔ یونانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ فوج، لشکر، سپاہی وغیرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ پرانے عہدنامہ میں غیر اسرائیلی افواج کا اکثر ذکر آتا ہے، مثلاً اموریوں کی فوج (یشوع ۱۰: ۵)، اسوری (۲-سلاطین ۱۸: ۱۷)، بابلی (۲-سلاطین ۲۵: ۱) وغیرہ لیکن اسرائیل کی شروع میں اپنی کوئی منظم مستقل فوج نہ تھی۔ بوقتِ ضرورت لوگوں کو بلا لیا جاتا تھا۔ سب بالغ اسرائیلی مرد یعنی وہ جو بیس برس اور اُس کے اوپر کے تھے (گنتی ۱: ۳؛ ۲-تواریخ ۲۵: ۵) لڑائی کے لئے بلائے جا سکتے تھے (۱-سموئیل ۱۱: ۷؛ ۲-سموئیل ۲۰: ۴)۔ استثنا ۲۰: ۱-۹ کے مطابق ذیل کے مرد اس فرض سے مستثنیٰ تھے۔ وہ جو ڈرپوک ہو (قب قضاۃ ۷: ۳)، جس نے نیا گھر بنایا ہو اور اُسے مخصوص نہ کیا ہو، تاکستان لگایا ہو اور اُس کا پھل نہ کھایا ہو، جس کی منگنی ہو گئی ہو پر دُلہن کو گھر نہ لایا ہو۔ ایسی قومی فوج کا جو قبیلوں میں سے فراہم کی جاتی تھی موسیٰؔ، یشوعؔ اور قاضیوں کے زمانہ میں رواج رہا۔

قبیلوں میں سے فوج کی بروقت فراہمی فلستیوں کے خلاف کامیاب نہ ہو سکی (۱-سموئیل ابواب ۴ تا ۶) کیونکہ فلستیوں کی پیشہ ور یعنی باقاعدہ فوج تھی (قب ۱-سموئیل ۱۷: ۳۳)۔ فلستیوں کو بنی اسرائیل پر ایک اور برتری بھی حاصل تھی۔ غالباً لوہے کے نئے ہتھیار ایجاد ہوئے تھے اور فلستی ان کو استعمال کرتے تھے۔ اُنہوں نے ان ہتھیاروں کو اسرائیلیوں کے ہاتھ میں نہ آنے کا یہ انتظام کیا تھا کہ اُن میں کوئی لوہار نہ رہنے دیا فلستی ہی اُن کے زراعت کے اوزار تیز کر دیتے تھے اور یوں لڑائی کے ہتھیار

اُن کے قابُو سے باہر رہتے (غالباً ۱-سموئیل ۱۲: ۱۹-۲۲ کا یہی مطلب ہے۔ نیز دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۰)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل پہلا بادشاہ تھا جس نے پیشہ ور فوج کی اسرائیلیوں میں ابتدا کی (۱-سموئیل ۱۴: ۵۲)۔ لیکن آخرکار وہ بھی فلستیوں سے ہار گیا۔ اس کام میں داؔؤد بادشاہ زیادہ کامیاب رہا۔ وہ جنگی مرد جنہیں اُس نے عدلاؔم کے مغارے میں اکٹھا کیا (۱-سموئیل ۲۲: ۱ مابعد)، وہ بالآخر ایک پیشہ ور فوج کی ابتدا ثابت ہوئی (۲-سموئیل ۲۳: ۸)۔ فلستیوں کو شکست دینے کے بعد داؔؤد بادشاہ نے دشمنوں کی فوج کے بعض آدمیوں کو اپنی فوج میں بطور کرایہ کے سپاہی بھرتی کر لیا۔ ★ کریتی اور فلیتی ایسے ہی سپاہی تھے (۲-سموئیل ۸: ۱۸) جن پر اسرائیلی سردار مقرر تھے۔ اس طرح اب اسرائیل کی دو فوجیں تھیں۔ ایک مستقل پیشہ ور فوج اور دوسرا ملکی لشکر جو قبیلوں سے ضرورت کے وقت بلایا جا سکتا تھا۔ یہ دوہرا انتظام بادشاہوں کے زمانے کے دوران قائم رہا۔ البتہ ممکن ہے کہ پیشہ ور فوج کو ★ سنحیرؔب کے یہوداؔہ پر حملہ اور غارت گری (۷۰۱ ق۔م) کے کئی سال بعد تک توڑ دیا گیا ہو۔ فوج کو پچاس پچاس، سو سو اور ہزار ہزار کے جتھوں میں تقسیم کیا جاتا تھا اور ہر ایک کا اپنا سردار ہوتا تھا (گنتی ۳۱: ۱۴؛ ۲-سلاطین ۱: ۹)۔

پرانے عہدنامہ کے اوائلی زمانے میں اسرائیلی لڑائی کے لئے پیادہ فوج استعمال کرتے تھے لیکن اُن کے دشمنوں کے پاس رتھیں تھیں جن میں گھوڑے جوتے جاتے تھے (مثلاً قضاۃ ۴: ۱۳)۔ داؔؤد بادشاہ نے بھی کچھ گھوڑے اور رتھیں استعمال کیں جو اُس نے دشمن سے چھینی تھیں (۲-سموئیل ۸: ۴)۔ لیکن سلیماؔن بادشاہ کے زمانے سے (۱-سلاطین ۴: ۲۶) رتھیں اور رسالہ اسرائیلی فوج کا اہم حصہ بن گئیں۔ بابل اور اسوؔر کی فوجیں محاصرہ کرنے کے لئے خاص سامان استعمال کرتی تھیں، مثلاً منجنیق اور دوسری کلیں جن سے تیر اور پتھر پھینکتے تھے (حزقی ایل ۴: ۲؛ ۲-تواریخ ۲۶: ۱۵) لیکن اسرائیلی مہموں کے سلسلے میں ایسے سامان کے استعمال کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔

جب بنی اسرائیل یہوواؔہ کے حکم کے مطابق جنگ پر جاتے تو وہ "زندہ خدا کی فوجیں" (یشوع ۵: ۱۵) کہلاتے تھے اور خدا "ربّ الافواج" کہلاتا تھا۔ بنی اسرائیل فرشتوں کی فوجوں کا تصوّر بھی رکھتے تھے جو خدا کی طرف سے اُن کی مدد کو بھیجی جا سکتی تھیں (۲-سلاطین ۶: ۱۷؛ قب ۲: ۱۱؛ زبور ۳۴: ۷؛ ۶۸: ۱۷؛ یشوع ۵: ۱۳-۱۵)۔

نئے عہدنامہ میں رومی فوج کا اکثر ذکر آتا ہے۔ یہ رومی حاکمیت کی فوجی علامت تھی۔ اس فوج کا فلسطین میں صدر مقام ساحل پر ★ قیصرؔیہ شہر تھا۔ تاہم یروشلیم میں فوج کا ایک دستہ ہمیشہ تعین کیا جاتا تھا۔ رومی، یہودی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی نہیں کرتے تھے۔ رومیوں کی رائے میں محکوم غیرت مند یہودیوں کو فوج میں رکھنا مصلحت کے منافی تھا۔ نیز یہودیوں کا سبت کا احترام کرنا اور اس دن مکمل طور پر کام سے چھٹی کرنا نظم و ضبط میں مشکلات پیدا کرتا تھا۔

فلسطین میں اطالوی فوج بھی تھی جس کے رومی افسر تھے۔ اور دوسری قوموں میں سے بھرتی کئے ہوئے سپاہی بھی تھے مثلاً سورؔیہ سے۔ ان کے اوپر یا تو رومی افسر تھے یا اُنہی میں سے کوئی سپاہی ترقی کر کے افسر بن جاتا تھا۔ رومی فوج کی سب سے بڑی اکائی ★ تمن تھی (یونانی لگیون legion متّی ۲۶: ۵۳۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) جس میں ۶۰۰۰ سپاہی ہوتے تھے۔ ان کو دس پلٹنوں میں تقسیم کیا جاتا تھا اور پھر سو سو، پچاس پچاس اور دس دس کے دستوں میں۔ پلٹن کا ذکر ان حوالوں میں ہے:

متّی ۲۷: ۲۷؛ مرقس ۱۵: ۱۶؛ یوحنّا ۱۸: ۳ (یونانی میں آیت ۱۲ میں بھی پلٹن ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)؛ اعمال ۱۰: ۱؛ ۲۷: ۱ (آخری دو حوالوں میں پلٹنوں کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ پہلی اطالیانی پلٹن تھی۔ دوسری قیصر اوگوستس کے نام سے منسوب تھی لیکن اُردو ترجمہ میں اسے شاہنشاہی پلٹن کہا گیا ہے۔

سو سپاہیوں پر جو افسر مقرر تھا اُسے اردو میں صوبہ دار کہا گیا ہے۔ یونانی hekatontarchos ہے یعنی سو کا حاکم۔ بعد میں اگرچہ نام سے سو کا تاثر ملتا تھا لیکن گنتی میں ۵۰ سے ۱۰۰ تک کی نفری ہو سکتی تھی۔ دنیا کے آخر میں جب خیر اور شر کی حتمی جنگ ہو گی تو خداوند مسیح آسمان کی فوجوں کی قیادت کریں گے (مکاشفہ ۱۹: ۱۴) اور حیوان اور زمین کے بادشاہوں کی فوجوں کو شکستِ فاش دیں گے (مکاشفہ ۱۹: ۱۹)۔

لشم۔ لاشم:- (عبرانی = گوہر، قیمتی پتھر)۔ داؔن کا پہلا نام (یشوع ۱۹: ۴۷)۔ اسے قضاۃ ۱۸: ۲۹ میں لیسؔ (لائیش) کہا گیا ہے۔

لشم:- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۶)

لطوسی۔ لموشیم:- ابرہاؔم اور قطورؔہ کی اولاد سے ددان کا بیٹا۔ یہ بعد میں عربوں کا ایک قبیلہ بنا (پیدائش ۲۵: ۳)۔

لعدان:- ۱۔ بنی افرائیم میں سے ایک شخص (۱-تواریخ ۷: ۲۶)۔
۲۔ ایک جیرسونی لاوی (۱-تواریخ ۲۳: ۷-۹؛ ۲۶: ۲۱)۔ ۱-تواریخ ۶: ۱۷ میں اسے لبنی کہا گیا ہے۔

لعدہ:- یہوداؔہ کا ایک شخص سیلہ کے خاندان سے (۱-تواریخ ۴: ۲۱)۔

لعزر:- عبرانی نام الیعزر کی یونانی شکل۔ (معنی = خداوند نے مدد کی)۔

۱۔ مریم اور مرتھا کا بھائی۔ یہ بیت عنیاہ میں جو یروشلیم سے دو میل کے فاصلے پر ہے اپنی بہنوں کے ساتھ رہتا تھا۔ جب کبھی خداوند

یسوع یروشلیم آتے تو اکثر ان کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ ایک مرتبہ یسوع مسیح کی غیر حاضری میں لعزر بیمار ہو کر مر گیا۔ اُسے دفنا دیا گیا۔ چار دن کے بعد جب خداوند مسیح اُن کے گھر پہنچے تو انہوں نے لعزر کو دوبارہ زندگی بخشی۔ اس معجزہ کی وجہ سے خداوند یسوع کی شہرت بہت بڑھ گئی (یوحنّا ۱۱: ۴۵)۔ لیکن مذہبی رہنما اور فقیہ اور فریسی انہیں مارنے کے منصوبے بنانے لگے (یوحنّا ۱۱: ۵۳)۔

۲۔ خداوند مسیح کی ایک تمثیل میں ایک غریب ناسوروں سے بھرے آدمی کا نام۔ اپنی تمام تمثیلوں میں انہوں نے صرف اِس تمثیل میں کسی شخص کو نام دیا ہے۔ امیر آدمی کا نام نہیں دیا گیا۔ انگریزی میں امیر آدمی کے لئے لاطینی ★ ولگاتا کا لفظ (= Dives) استعمال کیا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ میں غنی (= عربی امیر) استعمال ہوا ہے (لوقا ۱۶: ۱۹-۳۱)۔

لعل :۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۲۔ ج (۱۶)

لعنت :۔ ★ برکت کا اُلٹ۔ پھٹکار۔ خدا کی رحمت سے دوری۔ پرانے عہد نامہ میں کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں لوگ اپنے دشمنوں پر (اور اپنے خدا پر بھی۔ یسعیاہ ۸: ۲۱) لعنت بھیجتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے ہی لعنت کو زبان پر لایا جائے تو اُس کا جادو اثر کام کرنے لگتا ہے۔ بلعام نبی کو اسی لئے بلق بادشاہ نے بلوایا تھا کہ وہ اسرائیل پر لعنت بھیجے (گنتی ۲۲: ۶)۔ لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان پر لعنت اُس کے گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور اس کا نتیجہ مادی اور جسمانی نقصان ہے۔ باغ عدن میں سانپ کو حوّا کو بہکانے کی وجہ سے ملعون ٹھہرایا گیا اور آدم کے گناہ کی وجہ سے زمین بھی ملعون ہوئی۔

استثنا کے ۲۷ باب میں اُن کاموں کی فہرست ہے جن کی وجہ سے انسان پر لعنت برستی ہے۔

لعنت برکت کی ضد ہے۔ جب انسان پر توکّل لعنت کا باعث بن سکتا ہے تو خدا پر توکّل برکت کا وسیلہ بنتا ہے (یرمیاہ ۱۷: ۵، ۷)۔ انسان کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ خدا کے حکم مانے اور برکت حاصل کرے یا نافرمانی کے بدلے خدا سے لعنت حاصل کرے (استثنا ۱۱: ۲۶-۲۸؛ قب ۳۰: ۱، ۱۵)۔

خداوند مسیح کا انجیر کے درخت پر لعنت بھیجنا (مرقس ۱۱: ۱۲ مابعد) یہ سبق سکھاتا ہے کہ پھل کے ظاہری آثار (پتّے) دکھا کر پھل نہ لانا دھوکا ہے اور اس کی سزا لعنت ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۔ انجیر)۔ گناہ کی لعنت اور اُس کی سزا کو دور کرنے کے لئے خداوند مسیح نے انسانی صورت اختیار کر لی۔ اگرچہ وہ گناہ سے واقف نہ تھے (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۲۱) تو بھی وہ ہمارے واسطے لعنتی بنے تاکہ اپنی موت کی قربانی سے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑالیں (گلتیوں ۳: ۱۳)۔

مسیحیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جو اُن پر لعنت بھیجیں اُنہیں وُہ برکت دیں (لوقا ۶: ۲۸؛ رومیوں ۱۲: ۱۴)۔

یہاں عبرانی لفظ خادم پر کچھ کہنا مناسب ہوگا۔ عبرانی خادم کے معنی ہیں جماعت سے الگ رکھنا۔ پرانے عہد نامہ کے استعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اُن چیزوں کے لئے آیا ہے جو انسان استعمال تو کر سکتا ہے لیکن چونکہ یہ خدا کے لئے مخصوص کی گئی ہیں اس لئے انسان کے لئے ممنوع ہیں اور خدا کے لئے پاک۔ ایسی مخصوص چیز جانور یا شخص کو فدیہ دے کر بھی چھڑایا نہیں جا سکتا تھا (احبار ۲۷: ۲۹)۔ حزقی ایل ۴۴: ۲۹؛ گنتی ۱۸: ۱۴ میں نذر کی چیزوں کو عبرانی میں خرام کہا گیا ہے۔ یہ مخصوص چیزیں صرف مذہبی استعمال میں آ سکتی تھیں۔ احبار ۲۷: ۲۱ مابعد میں مخصوص چیزوں کے لئے لفظ مقدّس (عبرانی قودیش بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جو چیز خدا کے لئے مخصوص ہوا اور وہ اُسے قبول کرے تو وہ پاک ہے اور انسان اُسے فدیہ دے کر چھڑا نہیں سکتا۔ لیکن اس لفظ کا ایک اور بھی مطلب ہوتا ہے، یعنی بالکل تباہ کر دینا۔ خدا جب کسی چیز سے ناخوش ہوتا ہے اور اُس کی لعنت اُس پر ہوتی ہے تو اُس کا یہی حشر ہوتا ہے (یسعیاہ ۳۴: ۵)۔ زیادہ مرتبہ اس سے وہ نقصان دہ چیزیں مراد ہوتی ہیں جو بنی اسرائیل کے لئے خطرہ کا باعث بنتی ہیں (استثنا ۷: ۲۶۔ ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یہاں عبرانی لفظ خرم استعمال ہوا ہے؛ استثنا ۲۰: ۱۷۔ مکروہ چیز)۔ اس لئے اُنہیں نیست کرنا ضروری ہے۔ یوں اس لفظ میں مخصوص، پاک، ممنوع، ناپاک، پلید، سب معنی موجود ہیں (قب اردو اور عربی لفظ حرام اور حرم جو ایک ہی مادّہ سے بنتے ہیں اور ناپاک اور پاک کا مفہوم رکھتے ہیں)۔

لعن طعن کرنا :۔ لعنت بھیجنا۔ ملامت کرنا۔ بنی اسرائیل کو سختی سے حکم تھا کہ اپنے والدین پر لعنت نہ کریں۔ ایسا کرنے کی سزا موت تھی (خروج ۲۱: ۱۷)۔ موآب اور بنی عمون نے اسرائیل پر ملامت اور لعن طعن کی تھی (صفنیاہ ۲: ۸)۔ مسیح نے صلیب پر لعن طعن سہی (مرقس ۱۵: ۳۱)۔ لعن طعن کرنے والے خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہوں گے (۱۔ کرنتھیوں ۶: ۱۰ - پروٹسٹنٹ ترجمہ گالی دینے والے۔ کیتھولک = طعنہ زن)۔

نیز دیکھئے لعنت۔

لفیدوت :۔ (عبرانی = مشعل یا بجلی کی چمک)۔ دبورہ نبیہ کا خاوند (قضاۃ ۴: ۴)۔

لقحی :۔ بنی منسّی میں سے سمیدع کا تیسرا بیٹا (۱۔ تواریخ ۷: ۱۹)۔

لق لق :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۲

لقّوم :- نفتالی کا ایک شہر (یشوع ۱۹: ۳۳)۔

لُکاؤنیہ :- ایشیائے کوچک کا ایک صوبہ۔ اس کے مشہور شہر لُسترہ، دربے اور اِکُنیم تھے۔ یہاں کے لوگ اپنی ہی بولی بولتے تھے جو یونانی سے مختلف تھی۔ پولس اور برنباس اپنے پہلے تبلیغی سفر میں اس علاقے سے گذرے (اعمال ۱۴: ۶، ۱۱)۔

لُکٹی :- ہندی۔ ادھ جلی لکڑی۔ جو آگ کریدنے کے کام بھی آتی ہے۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ذیل کے حوالوں میں استعمال ہوا ہے (عاموس ۴: ۱۱؛ زکریاہ ۳: ۲ اور یسعیاہ ۷: ۴۔ کیتھولک ترجمہ میں "جھلسی ہوئی لکڑی" ہے)۔

لکہ۔ لیکہ :- عیر کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۱)۔ غالباً یہ ایک جگہ کا نام بھی تھا۔

لکھائی :- دیکھئے فنِ تحریر۔

لکھنے والا :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۱

لکیس۔ لاکیش :- (عبرانی = غالباً ناہموار، کیونکہ یہ شہر پہاڑی علاقہ میں واقع تھا)۔

ایک کنعانی شاہی شہر جو یروشلیم کے جنوب مغرب میں تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہ یہوداہ کی سرحد پر ایک قلعہ بند شہر تھا۔ اس کا ذکر ★ تل العمرنا کی تختیوں میں کئی مرتبہ آتا ہے۔

بائبل مُقدّس میں اس کا ذکر پہلی مرتبہ اُس اتحاد کے سلسلے میں آتا ہے جو چند بادشاہوں نے یروشلیم کے بادشاہ کی قیادت میں جبعون کے خلاف کیا (یشوع ۱۰: ۳)۔ جبعون کے لوگوں نے یشوع سے مدد کی درخواست کی (آیت ۶)۔ یشوع ناگہانی طور پر اُن پر ٹوٹ پڑا اور اُنہیں شکست دی (آیت ۱۰)۔ بعد میں یشوع نے لکیس کو فتح کر لیا (آیت ۳۱) حالانکہ جزر کا بادشاہ لکیس کی کمک کے لئے آیا تھا (آیت ۳۳)۔

اس شہر کو یہوداہ کے شہروں میں شمار کیا گیا تھا (یشوع ۱۵: ۳۹)۔

★ رحبعام بادشاہ نے لکیس کو دیگر شہروں کی طرح قلعہ بند کیا (۲۔ تواریخ ۱۱: ۹)۔ غالباً اُس نے گھوڑوں اور رتھوں کا بھی انتظام کیا جن کا اشارہ میکاہ ۱: ۱۳ میں ہے۔ جب شاہ یہوداہ امصیاہ کے خلاف سازش ہوئی تو وہ بھاگ کر اُس شہر میں آیا لیکن وہاں قتل کیا گیا (۲۔ سلاطین ۱۴: ۱۹)۔

★ حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ★ سنحیرب نے لکیس اور دوسرے فصیلدار شہر فتح کر لئے۔ جب سنحیرب لکیس کے شہر میں مقیم تھا تو حزقیاہ نے اُس سے صلح کے عہد و پیمان کی درخواست کی (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۳۔ ۱۷)۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران شہر نینوہ سے ایک تراشی ہوئی چیز ملی ہے جو اب لندن کے عجائب گھر میں ہے۔ یہ سنحیرب کی لکیس کی مہم کی یادگار میں بنائی گئی تھی۔

شاہِ بابل نے جب فلسطین پر حملہ کیا تو آخری دو حصین شہر جو فتح کرنے باقی رہ گئے تھے، وہ لکیس اور عزیقہ تھے (یرمیاہ ۳۴: ۷)۔ اسیری کے بعد یہوداہ کے قبیلے کے لوگ یہاں بسائے گئے (نحمیاہ ۱۱: ۳۰)۔ میکاہ نبی نے لکیس کے خلاف آواز بلند کی تھی کیونکہ یہ شہر جو سرحد پر واقع تھا صیون کے گناہ کا آغاز تھا (میکاہ ۱: ۱۳)۔

غالباً یہ گناہ وہ بُت پرستی تھی جس کا آغاز ★ یربعام بادشاہ نے کیا۔ چونکہ لکیس سرحد پر تھا اس لئے جب بُت پرستی یہاں آئی تو یہاں سے وہ یروشلیم پہنچی۔ عبرانی متن میں اس آیت میں رعایتِ لفظی ہے "اے لکیس (عبرانی = لاکیش) کی رہنے والی، تیز پا گھوڑوں (عبرانی = راکیش) کو رتھ میں جوت۔ تُو بنتِ صیون (یعنی صیون کی بیٹی اس سے مُراد یروشلیم شہر ہے) کے گناہ کا شروع تھا۔ اب بُت پرستی اور خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے اُس پر مُصیبت آئے گی اور لکیس کے باشندوں کو بھاگ جانا چاہیئے۔ اس آیت میں غالباً اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسرائیل اور یہوداہ کے حاکم خدا کے حکم کیخلاف اپنی حفاظت کیلئے مصر سے گھوڑے اور رتھیں خریدتے تھے (استثنا ۱۷: ۱۶) اور خداوند کے وعدہ پر بھروسہ نہیں کرتے تھے (استثنا ۲۰: ۱)۔ یہ ایک غلط قسم کی حکمتِ عملی تھی کیونکہ لکیس کے ناہموار علاقہ میں گھوڑوں اور رتھوں کا استعمال مشکل تھا۔

لگام۔ باگ :- اس سے گھوڑے کو قابو کرتے ہیں۔ یہ گھوڑے یا دیگر سواری کے جانور کے ساز و سامان کا حصّہ ہے۔ یہ اُس کے سر اور منہ پر کسا جاتا ہے (۲۔ سلاطین ۱۹: ۲۸؛ یعقوب ۱: ۲۶ وغیرہ)۔

لگڑ :- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۳

لگن :- ۱۔ تعلق۔ خواہش۔ عشق۔ یہ لفظ پیدائش ۲۹: ۳۴ میں آتا ہے۔ جب ★ لیاہ سے یعقوب نفرت کرنے لگا تو خدا نے اُس کا رحم کھولا اور اُس کے تین بیٹے ہوئے۔ تیسرے بیٹے کی پیدائش پر لیاہ نے کہا کہ "میرے شوہر کو مجھ سے لگن ہوگی"، اور اس لئے اُس بچے کا نام لاوی رکھا جس کے معنی ہیں مل جانا یا لگن۔

۲۔ آٹا گوندھنے کا برتن (خروج ۸: ۳؛ ۱۲: ۳۴)۔ استثنا ۲۸: ۵، ۱۷ میں بھی یہی عبرانی لفظ (مشیرت = آٹا گوندھنے کا برتن)

استعمال ہوا ہے لیکن ترجمہ کھوٹی کیا گیا ہے۔
یرمیاہ ۵۲ : ۱۸ میں لفظ لگن ایک اور عبرانی لفظ (مزراق = چھڑکنے کا برتن) کا ترجمہ ہے۔

لمک - لامک :- ۱- قائن کی اولاد میں سے ایک شخص (پیدائش ۴ : ۱۸)۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے دو بیویاں کی تھیں، ایک کا نام عدہ اور دوسری کا ضلہ تھا۔ اُس کے ایک بیٹے کا نام توبلقائن تھا جس نے سب سے پہلے پیتل اور لوہے کے ہتھیار بنائے (پیدائش ۴ : ۲۲)۔ بائبل کے مطابق لمک سب سے پہلا شاعر ہے۔ اُس نے ایک گیت لکھا (پیدائش ۴ : ۲۳-۲۴) جس میں وہ اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے ایک مرد کو قتل کرنے پر فخر کرتا ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ اس کے پاس اُس کے بیٹے کے ایجاد کردہ اعلےٰ ہتھیار ہیں جن سے وہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے اس لئے اُسے خدا کی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک ظالم شخص نظر آتا ہے۔
۲- سیت کی نسل سے نوح کا باپ (پیدائش ۵ : ۲۵-۳۱؛ ۱-تواریخ ۱ : ۳)۔

لموایل - لموئیل :- ایک بادشاہ جس کی ماں نے امثال ۳۱ : ۲-۹ کے قول اُسے سکھائے (امثال ۳۱ : ۱)۔ یہ غالباً سلیمان کی طرف اشارہ ہے۔

لنگر :- جہاز کو ٹھہرانے کا آلہ۔ وہ پنجے نما آنکڑا جو زنجیر یا رسّے کے آخر میں ہوتا ہے۔ اسے جہاز سے سمندر میں پھینکا جاتا ہے تاکہ جہاز لہروں میں بھی مضبوطی سے ایک جگہ کھڑا رہے۔ جس جہاز میں پولس رسول سفر کر رہا تھا اُس کے پیچھے اور آگے لنگر تھے (اعمال ۲۷ : ۲۹، ۳۰، ۴۰)۔ لفظ لنگر عبرانیوں ۶ : ۱۹ میں مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اسی وجہ سے مسیحی ادب میں لنگر اُمید کی علامت ہے۔
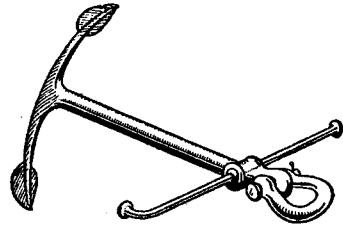
لُنگی :- تہ بند۔ آدم اور حوّا نے پھل کھانے کے بعد جب اپنے ننگے پن کا احساس کیا تو پتوں کی لُنگیاں بنا کر پہنیں (پیدائش ۳ : ۷)۔ نیز دیکھئے ملبوسات بائبل ۱۱

لوبئے کی پھلیاں :- دیکھئے نباتات بائبل ۱۳

لوبی - لوبیم :- ایک قوم جس کا ذکر ہمیشہ مصر اور ایتھوپیا کے باشندوں کے ساتھ آتا ہے (۲-تواریخ ۱۲ : ۳؛ ۱۶ : ۸؛ ناحوم ۳ : ۹۔ مصر-کوش-لوبی)۔ خیال ہے کہ یہ مصر کے مغرب کے ملک لبیا کا حوالہ ہے جہاں کے باشندے لوبی کہلاتے۔ لہابی ان ہی کا دوسرا نام ہے (پیدائش ۱۰ : ۱۳)۔ نئے عہدنامہ میں انہیں لبوآ (لوبیہ) کا نام دیا گیا ہے (اعمال ۲ : ۱۰)۔ پرانے عہدنامہ میں انہیں فوط کہا گیا ہے (حزقی ایل ۳۰ : ۵؛ ۳۸ : ۵)۔

لوٹ، لوٹنا :- کسی کا مال زبردستی چھیننا۔ بنی اسرائیل کی ابتدائی تاریخ سے کسی کو لوٹنا شرعاً منع تھا (احبار ۱۹ : ۱۳)۔ قاضیوں کے زمانے میں شاہراہیں محفوظ نہیں تھیں کیونکہ مسافروں کو لوٹنے کے کئی واقعات ہوتے تھے (قضاۃ ۵ : ۶؛ ۹ : ۲۵)۔ گھروں کی تعمیر کے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ وہ ڈاکوؤں سے محفوظ رہے۔ ڈاکو یتیموں اور بیواؤں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے تھے (یسعیاہ ۱۰ : ۲)۔ ڈاکو ڈاکو کا بھی لحاظ نہیں کرتا تھا (حزقی ایل ۳۹ : ۱۰)۔ ہوسیع نبی کے ایام تک تو حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو گئی تھی کہ کاہنوں نے بھی لوٹ مار مچا دی تھی (ہوسیع ۶ : ۹)۔ داؤد بادشاہ نے بھی خبردار کیا تھا کہ لوٹ مار سے مال بڑھا کر اس پر نہ پھولو (زبور ۶۲ : ۱۰)۔ اسرائیل کا ایک نمایاں گناہ جس کا ذکر حزقی ایل نبی نے کیا غریب اور محتاجوں کی لوٹ مار تھا (۲۲ : ۲۹)۔ ناحوم نبی نے نینوہ شہر کو لوٹ کا مرکز قرار دیا (۳ : ۱)۔ وہ جو خدا کو دہ یکی اور ہدیئے دینے سے گریز کرتے ہیں گویا خدا کو لوٹتے ہیں (ملاکی ۳ : ۸۔ یہاں لفظ ٹھگی استعمال ہوا ہے)۔
نیک سامری کی تمثیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں بھی لوٹ اور ڈاکے پڑتے تھے (لوقا ۱۰ : ۳۰-۳۷)۔ خداوند مسیح کی تعلیم میں بھی اس کا ذکر ہے (یوحنا ۱۰ : ۱؛ متی ۶ : ۱۹، ۲۰)۔ پولس تجربہ سے اس سے واقف تھا (۲-کرنتھیوں ۱۱ : ۲۶)۔ خداوند مسیح نے خدا کے برابر ہونے کو لوٹ کا مال نہ سمجھا (فلپیوں ۲ : ۶۔ یہاں یونانی لفظ کے معنی مالِ غنیمت ہیں۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

لُوٹ کا مال :- اس سے وہ مال مُراد ہے جو جنگ میں دشمن سے لوٹا گیا ہو، یعنی مالِ غنیمت (یشوع ۲۲ : ۸)۔ اس مال کو جنگی مردوں اور جماعت میں برابر برابر بانٹا جاتا تھا (گنتی ۳۱ : ۲۷؛ یشوع ۲۲ : ۸؛ ۱-سموئیل ۳۰ : ۲۴)۔ کچھ حصہ خداوند کے لئے مخصوص تھا اور کچھ کاہنوں کے لئے (گنتی ۳۱ : ۲۸-۳۰)۔ جب بنی اسرائیل میں بادشاہ حکومت کرنے لگے تو لوٹ کا کچھ حصہ اُن کے لئے وقف ہوا (۲-سلاطین ۱۴ : ۱۴؛ ۱-تواریخ ۱۸ : ۷، ۱۱)۔

لوج :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۷

لوح :- لکھنے کی تختی۔ عبرانی لواخ۔ یہ لکڑی یا ہاتھی دانت کی بنی ہوتی تھیں اور ان کی سطح پر موم کی پتلی تہہ ہوتی تھی جس پر نوکدار قلم سے لکھا جاتا تھا۔ یہ غالباً آٹھویں صدی قبل از مسیح رائج ہو گئی تھیں۔ وہ تختیاں جو خدا نے موسیٰ کو دیں پتھر کی تھیں۔ انہیں لوحیں ہی کہا گیا ہے (خروج ۲۴ : ۱۲؛ ۳۲ : ۱۵؛ استثنا ۱۰ : ۴؛ ۲-تواریخ ۵ : ۱۰)۔

اسی لفظ کا دوسری جگہ ترجمہ تختی کیا گیا ہے (امثال ۳: ۳؛ یسعیاہ ۳۰: ۸؛ یرمیاہ ۱:۱۷؛ حبقوق ۲: ۲)۔

لُوحیت:- موآب کا ایک شہر (یسعیاہ ۱۵: ۵؛ یرمیاہ ۴۸: ۵)۔

لُود۔ لُودی۔ لودیم:- زمانۂ قدیم کی ایک یا دو قومیں۔ لُود، سِم کا بیٹا تھا (پیدائش ۱۰: ۲۲؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۷)۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لُود ایشیائے کوچک کی ایک سلطنت تھی جس کا نام لُدیہ تھا۔ لُودی مصر کا بیٹا تھا (پیدائش ۱۰: ۱۳؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۱)۔ اس حوالے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک افریقی ملک تھا۔
دیگر حوالے یوں ہیں۔ یسعیاہ ۶۶: ۱۹: "... ترسیس اور پُول اور لُود کو جو تیر انداز ہیں اور توبل اور یاوان کو دُور کے جزیروں کو ...."۔ اس حوالے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے لُود بحیرۂ روم کا ساحلی ملک تھا۔ یرمیاہ ۴۶: ۹: ".... کوش (ایتھوپیا) و فوط کے بہادر جو سپر بردار ہیں اور لُودی جو کمان کشی اور تیر اندازی میں ماہر ہیں"۔ اس حوالے کا اشارہ افریقہ کے برِاعظم کی طرف ہے۔ حزقی ایل ۲۷: ۱۰: " فارس اور لُود اور فوط کے لوگ تیرے لشکر کے جنگی بہادر تھے"۔ اس حوالے سے ایسا لگتا ہے کہ لُود افریقہ یا ایشیا میں تھا۔ حزقی ایل ۳۰: ۵ میں کُوش، لُود اور فوط کا ذکر اکٹھا آتا ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ افریقی تھا۔ لیکن وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ افریقی یا ایشیائی لوگ تھے۔ بعض علماء لُود اور لُودی کو کہیں کہیں لُوبی بھی پڑھتے ہیں۔ دیکھئے لُوبی۔

لُودبار:- (عبرانی = بغیر چارہ کے)۔ یردن کے مشرق میں جلعاد میں ایک شہر جہاں ساؤل کا پوتا مفیبوست مکیر کے گھر میں رہتا تھا (۲۔ سموئیل ۹: ۴)۔ داؤد نے مفیبوست کو اپنے پاس بُلا لیا تھا۔ جب داؤد ابی سلوم کے سامنے سے بھاگ رہا تھا تو مکیر نے جو لُودبار کا باشندہ تھا مدد کی (۲۔ سموئیل ۱۷: ۲۷)۔

لُودیکیہ۔ لاذقیہ:- ایشیائے کوچک میں رومی سلطنت کا ایک دولت مند شہر جس کی بنیاد انطاکس دوم (عہدِ حکومت ۲۶۱-۲۴۶ ق م) نے ڈالی۔ یہ شہر ایک اہم تجارتی شاہراہ پر واقع تھا جس کی وجہ سے یہ بہت امیر ہو گیا تھا۔ یہ بنکاری کا مرکز تھا۔ جب سنہ ۶۰ عیسوی میں زلزلے نے اسے تباہ کر دیا تو رومی حکومت نے شہر کی بحالی کے لئے ایک کثیر رقم پیش کی لیکن خود دار اور متکبر شہریوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ مکاشفہ کی کتاب میں خداوند مسیح نے یوحنا عارف کی معرفت سات کلیسیاؤں کو خط بھیجے۔ اُن میں سے لودیکیہ کے خط میں اس شہر کی خصوصیات کی طرف کئی اشارے ملتے ہیں۔ شہر کی روحانی غربت اور دنیاوی دولت مندی کا ذکر بھی ہے (مکاشفہ ۳: ۱۷)۔
اس شہر میں ایک مشہور طبی مدرسہ بھی تھا جہاں کا تیار کردہ سُرمہ آنکھوں کے علاج کے لئے مشہور تھا، تاہم یہاں کے لوگ روحانی طور پر اندھے تھے (۳: ۱۸)۔
لودیکیہ کے قریب کی وادی میں ایک سیاہ چمکیلی اُون تیار کی جاتی تھی جو چوغوں اور قالینوں کی صنعت میں استعمال ہوتی تھی۔ مکاشفہ ۳: ۱۸ میں اس کی طرف بھی اشارہ ہے۔
لودیکیہ کی امیری اور خود داری نے اُسے دنیادار، سمجھوتا پسند اور ضعیف المذہب بنا دیا تھا۔

لودیکیہ کا خط۔ لاذقیہ کا خط:- ۱۔ وہ خط جس کا ذکر کلسیوں ۴: ۱۶ میں ہوا ہے۔ اس آیت کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولس رسول کے بعض خط گشتی تھے۔ یعنی وہ گشت کر کے کئی کلیساؤں میں پڑھے جاتے تھے۔ کلسیوں کے خط میں پولس ہدایت کرتا ہے کہ یہ خط لودیکیہ میں بھی پڑھا جائے اور وہ خط جو اب لودیکیہ کے پاس ہے کلسے میں پڑھا جائے۔ اس خط کے متعلق مختلف مفروضے ہیں۔
ا۔ پولس رسول کے خطوں کے چھٹی اور پندرھویں صدی کے درمیان کے چند لاطینی نسخوں میں ایک جعلی خط۔ اس خط کی بیس آیتیں فلپیوں اور گلتیوں کے خطوط کے مختلف جملوں کو اکٹھا کر کے مرتب کی گئی ہیں اور انہیں "لودیکیوں کے نام کا خط" کہا گیا ہے۔ یہ خط بالکل نقلی ہے تاہم اس جعلی خط کے لکھنے والوں نے کسی بدعت کو فروغ نہیں دیا ہے۔
ب۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غالباً افسیوں کا خط تھا جسے لودیکیوں کو بھی بھیجا گیا اور ہدایت کی گئی کہ پڑھنے کے بعد اسے کلسے بھیجا جائے۔
ج۔ ممکن ہے کہ یہ خط پولس نے لودیکیوں کو ہی لکھا لیکن اب وہ نایاب ہے۔ زیادہ علماء اس مفروضے کے حق میں نہیں ہیں۔
۲۔ وہ خط جو لودیکیہ کے فرشتے کو لکھا گیا (مکاشفہ ۳: ۱۴-۲۲)۔ دیکھئے لودیکیہ۔

لورحامہ:- (عبرانی = رحم نہ کروں گا)۔ ہوسیع نبی کی بیٹی کا علامتی نام (۱: ۶، ۸)۔ اُس کے بیٹے کا نام لوعمی (یعنی میرے لوگ نہیں) تھا۔ یہ بات صاف نہیں کہ آیا یہ واقعی اُن کے نام تھے یا نبی انہیں صرف تمثیلی طور پر استعمال کرتا ہے۔ نیز دیکھئے ہوسیع ۵

لُوز:- (عبرانی = ایک طرف پھرنا)۔
۱۔ بنیمین کے قبیلے کے علاقے کی شمالی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۶: ۲؛ ۱۸: ۱۳)۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یعقوب اپنے بھائی عیسو سے بھاگتا ہوا آیا۔ وہ یہاں سویا اور یہیں اُس نے خواب میں خدا کو دیکھا، اس لئے اس نے اس شہر کا نام تبدیل کر کے بیت ایل (یعنی خانۂ خدا) رکھا (پیدائش ۲۸: ۱۹)۔
۲۔ حتیوں کے ملک میں ایک شہر جسے کنعان کے لوز سے ایک شخص نے آ کر بسایا اور اُس کا نام بھی لوز رکھا (قضاۃ ۱: ۲۳-۲۶)۔

لوسیاس :- رومی پلٹن کا سردار (یونانی chiliarchos یعنی ہزار سپاہیوں کا افسر)۔ جیسے کہ نام سے ظاہر ہے یہ یونانی تھا۔ اُس نے بڑی رقم دے کر رومی (اعمال ۲۳: ۲۶) شہریت حاصل کی تھی۔ پھر اس نے رومی نام کلودیس اپنا لیا تھا۔ جب یہودیوں نے پولس کو قتل کرنے کی سازش کی تب یہ ★ انطونیہ کے قلعہ کا کمان افسر تھا۔ اُس نے پولس کو یہودیوں کے پنجے سے نکال کر فیلکس حاکم کے سامنے پیش کیا۔ اس کے ساتھ جو خط اُس نے بھیجا وہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ کس چالاکی سے لوسیاس نے حقیقت کو پیش کیا تاکہ فیلکس کی نظر میں اُس کی قدر بڑھ جائے (اعمال ۲۳: ۲۶-۳۰)۔

لُوط :- (عبرانی = ملفوف یعنی لپٹا ہوا)۔ حاران کا بیٹا اور ابرہام کا بھتیجا (پیدائش ۱۱: ۳۱؛ ۱۲: ۵)۔ اُس کی زندگی کو حسب ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے :

۱۔ روانگی اور ابرہام پر انحصار :

لوط کا باپ مر کر اس کے لئے کافی جائیداد چھوڑ گیا تھا۔ اب لُوط ابرہام کے ساتھ مسوپتامیہ سے کنعان، وہاں سے مصر اور مصر سے پھر واپس کنعان جانے کو تیار تھا (پیدائش ۱۱: ۲۷-۳۲؛ ۱۲: ۵، ۱۰؛ ۱۳: ۱)۔ اس عرصہ کے دوران چچا اور بھتیجے میں یگانگت اور رفاقت قائم رہی۔

۲۔ فیصلہ اور علیحدگی :

چرواہوں میں جھگڑے کے باعث ابرہام نے اپنے بھتیجے لُوط کو کہا کہ وہ اپنے لئے کوئی اور جگہ چن لے۔ لُوط نے خود غرضی سے سدوم کے سرسبز و شاداب گرد و نواح کو چُنا۔ یہ شہر اپنی بدی کے باعث بڑا بدنام تھا (پیدائش ۱۳: ۵-۱۳)۔ اس تباہ کن انتخاب سے اُس کی قسمت پر مُہر لگ گئی، جب کہ ابرہام نے بلند روحانی کردار کا اظہار کیا (پیدائش ۱۳: ۱۴-۱۸)۔

۳۔ تباہی اور اسیری :

جب کدرلاعمر اور اُس کے اتحادی بادشاہوں نے سدوم اور اُس کے چار اتحادی بادشاہوں کو شکست دی تو وہ لوط کو جو اُس وقت سدوم میں تھا قید کر کے لے گئے (پیدائش ۱۴: ۱-۱۲)۔ ابرہام نے جو خدا کا وفادار تھا، دشمنوں کا تعاقب کر کے اپنے بھتیجے کو رہائی دلائی (پیدائش ۱۴: ۱۳-۱۶)۔

۴۔ محرومی اور ابتری :

تب فرشتے سدوم آئے اور لُوط کو وہاں سے فوراً نکلنے کو کہا کیونکہ اُس بدکار شہر کا برباد کیا جانا مقرر ہو چکا تھا۔ اگرچہ لُوط وہاں مسافر تھا (پیدائش ۱۹: ۹) لیکن وہ اُن میں گھل مل گیا تھا اور ان کی تمام خصوصیات کو اپنا چکا تھا۔ ذرا دیکھئے کہ وہ کس آسانی سے اپنی بیٹیوں کی عزت و حرمت قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے (پیدائش ۱۹: ۸)۔ وہ اپنے دامادوں پر اثر انداز ہونے میں قطعی ناکام رہا (پیدائش ۱۹: ۱۴)، وہ تباہ ہونے والے شہر سے نکلنے میں پس و پیش کرتا ہے (پیدائش ۱۹: ۱۵، ۱۶) اور وہ شہر کے آرام و آسائش کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا (پیدائش ۱۹: ۱۷-۲۲)۔

ان تمام کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود جیسا کہ نئے عہدنامہ میں صفائی سے بتایا گیا ہے وہ "راستباز آدمی" تھا (۲-پطرس ۲: ۷، ۸)، اور مزید براں اُس کی راستباز رُوح ان بے دینوں کے ناپاک چال چلن کو دیکھ کر کڑھتی رہتی تھی (۲-پطرس ۲: ۸)۔ بدیں وجہ اُسے بے دینوں کے مقابلہ میں "دیندار" کہا گیا ہے (آیت ۹)۔

۵۔ انجام اور بے عزتی :

لُوط خوف زدہ ہو کر ضُغر سے نکلا اور اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ ایک غار میں رہنے لگا (پیدائش ۱۹: ۳۰)۔ اُس کی بیوی بے اعتقادی کے باعث "نمک کا ستون" بن چکی تھی (پیدائش ۱۹: ۲۶، ۱۷؛ لوقا ۱۷: ۲۹)۔ اس غار میں ایک نہایت افسوسناک بات واقع ہوئی (پیدائش ۱۹: ۳۱-۳۸)۔ لُوط کی بیٹیاں اپنے باپ کو مے پلا کر اس کے ساتھ ہم بستر ہوئیں۔ اس کے نتیجے میں لُوط موآب اور بن عمّی جو موآبیوں اور عمونیوں کے بانی ہیں باپ بن گیا (استثنا ۲: ۹، ۱۹؛ زبور ۸۳: ۸)۔ اس خیال میں کہ غار کی یہ کہانی اسرائیل کے مقابلہ میں موآبیوں اور عمونیوں کو کم درجہ دینے کے لئے گھڑی گئی ہے کوئی صداقت نہیں۔ لُوط کا قریباً مُردہ ایمان موآبی رُوت میں پھر جاگ اُٹھتا ہے۔ رُوت داؤد کی پڑدادی تھی۔ یوں وہ المسیح کے نسب نامہ میں شامل ہے (رُوت ۱: ۱۶-۱۸؛ ۴: ۱۳-۲۱)۔

لُوط کی زندگی متعدد روحانی سچائیوں کی نشاندہی کرتی ہے : (۱) خود غرضی کا تخریبی اثر (پیدائش ۱۳: ۱۱-۱۲)۔ (۲) بُرے ماحول کا خاندان پر اثر (پیدائش باب ۱۹)۔ (۳) بچوں کو والدین کے گناہوں کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے (پیدائش ۱۹: ۸، ۳۱ مابعد)۔ (۴) صرف خدا ہی انسان کی حقیقی حالت کا مُنصف ہے (۲-پطرس ۲: ۷ مابعد)۔

لوطان :- ایک رئیس جو شعیر کا بیٹا اور حوری اور ہیمان کا باپ تھا (پیدائش ۳۶: ۲۰، ۲۲، ۲۹؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۸، ۳۹)۔

لوطی :- یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (استثنا ۲۳: ۱۷؛ ۱-سلاطین ۱۴: ۲۴)۔ یہ اُس مرد کیلئے استعمال کیا گیا ہے جو خلاف فطرت دوسرے مرد سے جنسی تعلق قائم کرتا ہے (احبار ۱۸: ۲۲)۔ نئے عہدنامہ میں اس کے لئے لفظ لونڈے باز استعمال ہوا ہے (۱-کرنتھیوں ۶: ۹؛ ۱-تیمتھیس ۱: ۱۰)۔

کیتھولک ترجمہ میں لفظ مُغلم ہے (یہ غلام اور اغلام سے مشتق ہے۔ غلام عربی میں لڑکے کو کہتے ہیں۔ جیسے ہم غلام کہتے ہیں، اُس کے لئے عربی میں لفظ عبد ہے۔ عبرانی میں بھی ایسا ہی لفظ ہے۔ دیکھئے عبد مَلِک)۔ لفظ مُغلم کو لوطی پر ترجیح دینی چاہیئے۔

لفظ لوطی کی تشریح ایک اردو لغت کے مطابق یہ ہے : "لوط، حضرت ابرہام کا بھتیجا۔ ان کی قوم میں لواطت عام تھی، اس لئے ایسے فعل کرنے والے کو لوطی کہتے ہیں"۔

یہ لفظ ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ بائبل مقدس کے مطابق یہ بدفعلی کرنے والے لوط کی اولاد سے نہ تھے بلکہ سدوم کے باشندے تھے (پیدائش ۱۳:۱۳؛ ۱۹:۹) اس لئے انہیں لوطی کہنا غلط ہے۔ کنعانی مذہب میں مندروں میں عورتوں کی طرح مرد بھی بدفعلی کے لئے رکھے جاتے تھے۔ انہیں عبرانی میں قادیش کہتے تھے یعنی پاک شخص۔ اس بدکاری کے پس منظر کے لئے دیکھئے کسبی۔

لوعمّی :- (عبرانی = میرے لوگ نہیں)۔ ہوسیع نبی کے بیٹے کا علامتی نام۔ نبی یہ نام غالباً اسرائیل کے متعلق تمثیلی بیان میں استعمال کرتا ہے۔ دیکھئے ہوسیع ۱: ۹

لوقا :- ★ نئے عہدنامہ کی کتب کی قدیم ترین فہرست کے مطابق جسے مُراتوری فہرست کہا جاتا ہے (تقریباً ۱۵۰ - ۲۰۰) تیسری انجیل اور اعمال کی کتاب کا مصنف لوقا ہے۔ موخرالذکر کتاب سے ظاہر ہے کہ لوقا، پولس رسول کا جلیس اور ہم خدمت تھا۔ اعمال کی کتاب کے چار حوالوں (۱۶: ۱۰-۱۷؛ ۲۰: ۵-۱۵؛ ۲۱: ۱-۱۸؛ ۲۷: ۱ - ۲۸: ۱۶) میں مصنف صیغہ جمع متکلم "ہم" استعمال کرتا ہے جس سے لوقا کی سوانح حیات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ لوقا کا ذکر نئے عہدنامہ میں مزید تین مرتبہ آتا ہے (کلسیوں ۴: ۱۴؛ فلیمون آیت ۲۴؛ ۲-تیمتھیس ۴: ۱۱)۔ پہلے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوقا طبیب تھا اور آخری حوالے سے یہ کہ وہ تھوڑا عرصہ منظر سے غائب رہنے کے بعد اعمال الرسل کے آخر میں پھر پولس رسول کے ساتھ تھا۔ کلسیوں کا حوالہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ لوقا غیر یہودی نومرید تھا۔

لوقا کی اپنی تحریرات سے ظاہر ہے کہ وہ ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ اور مہذب شخص تھا۔ وہ اپنی انجیل کو پہلے یونانی مورخوں کی علمی روایت کے پیچیدہ طرز تحریر کے مطابق شروع کرتا ہے لیکن بعد ازاں عام زبان استعمال کرتا ہے۔ وہ ایک مستند اور نہایت قابل مورخ ہے جس نے نئے عہدنامہ میں نہایت پُرزور بیانیہ تحریرات رقم کی ہیں۔ اُس کی تحریرات سے اُس کا طبی علم اور جہازرانی میں دلچسپی خوب ظاہر ہے۔

لوقا، اعمال ۱۳: ۱ کا لوکیس کرینی نہیں ہے۔ اس قیاس کا کہ لوقا ان ستر آدمیوں میں سے (لوقا ۱۰: ۱) یا یوحنا ۱۲: ۲۰ کے یونانیوں میں سے یا اماؤس کی راہ پر کے دو آدمیوں (لوقا ۲۴: ۱۳) میں سے ایک تھا کوئی پختہ ثبوت نہیں ملتا۔ زیادہ یقینی شہادتیں دیگر قیاسات اور روایات کی زیادہ تائید کرتی ہیں۔ مثلاً وہ مقدسہ مریم کو جانتا تھا۔ یہ اُس کی انجیل کے ابتدائیہ ابواب سے بخوبی عیاں ہے اور ممکن ہے کہ شناسائی کا زمانہ وہ وقت ہو جب پولس قیصریہ میں قید تھا۔ یوسیبیس اور جیروم کہتے ہیں کہ لوقا انطاکیہ کا شامی تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسے انطاکیہ کی کلیسیا کا بڑا قریبی علم تھا۔ دوسری طرف پولس کی فلپی جانے کی داستان کے بعض واقعات سے ایسا لگتا ہے کہ وہ اس شہر کو بخوبی جانتا تھا اور وہ اُس کا وفادار تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی وہ دو موقعوں پر پولس کی جماعت میں شامل ہوا۔ اس سے کئی لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لوقا مکدنیہ کا باشندہ تھا۔ ان دو خیالوں میں مطابقت ہوسکتی ہے بشرطیکہ یہ مان لیا جائے کہ لوقا مکدنی الاصل انطاکیہ کا رہنے والا تھا جس نے فلپی میں علم طب کا مطالعہ کیا اور کافی عرصہ تک مکدنیہ میں رہا۔ جب رسول نے اُسے "پیارا" کہا (کلسیوں ۴: ۱۴) تو ظاہر ہے کہ وہ بڑے دلکش کردار کا مالک ہوگا۔ وہ یقیناً ایک وفادار شخص، محقق اور اعلےٰ قابلیت رکھتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق اُسے یونان میں شہید کیا گیا تھا۔

لوقا کی انجیل :-

۱- خاکہ

(مزید دیکھئے سیکشن نمبر ۹)

ا- دیباچہ	۱: ۱ - ۴
ب- یسوع کی پیدائش اور بچپن	۱: ۵ - ۲: ۵۲
ج- یسوع کا بپتسمہ، نسب نامہ اور آزمائش	۳: ۱ - ۴: ۱۳
د- گلیل میں خدمت	۴: ۱۴ - ۹: ۵۰
ھ- یروشلیم کے سفر کے دوران تعلیم اور شفا دینا	۹: ۵۱ - ۱۹: ۲۸
و- یروشلیم میں داخلہ اور خدمت	۱۹: ۲۹ - ۲۱: ۳۸
ز- مقدمہ، تصلیب اور قیامت کے بعد ظہورات	۲۲: ۱ - ۲۴: ۵۳

۲- مُصنف اور سنِ تصنیف

مُصنف کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھئے لوقا۔

اِس حقیقت کے پیشِ نظر کہ اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے تھوڑے عرصے بعد لکھی گئی (مقابلہ کیجئے اعمال ۱: ۱-۳)، اس انجیل کے سن تصنیف کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ ہم اعمال کی کتاب کے لئے کونسا سنِ تصنیف قبول کرتے ہیں (دیکھئے اعمال کی کتاب)۔ یہاں صرف اتنا ہی بتانا کافی ہوگا کہ اس انجیل میں کوئی بات ایسی نہیں ملتی جو اِسے سنہ ۷۰ء کے بعد کی تصنیف قرار دے۔ یہ حقیقت کہ یروشلیم اور اس کے گردونواح کے مسیحی خداوند کے نبوّتی الفاظ کو سمجھتے ہوئے شہر پر حملے کے وقت سچ مچ پیلا (موجودہ خربت الفحل) کو بھاگ گئے یہ ثابت نہیں کرتی کہ لوقا ۱۹: ۴۲-۴۴ اور ۲۱: ۲۰-۲۴، سنہ ۷۰ء کے بعد لکھے گئے۔ تمام دستیاب شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ انجیل سنہ ۶۰ء کے قریب لکھی گئی۔ چونکہ لوقا نے مرقس کی انجیل کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے اس

لئے یہ یقیناً مرقسؔ کی انجیل کے بعد تحریر ہوئی (دیکھئے مرقس کی انجیل)۔ تاہم ایسی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ یہ انجیل مرقس کی انجیل کے بہت عرصہ بعد لکھی گئی۔ لوقاؔ کا مرقسؔ کے ساتھ بڑا قریبی رابطہ قائم تھا (مقابلہ کیجئے کلسیّوں ۴: ۱۰، ۱۴، فلیمون آیت ۲۴) - نیز اعمال ۱۲: ۱۲، ۲۵؛ ۱۳: ۱۳؛ ۱۵: ۳۷-۴۱ میں لوقاؔ کے مرقسؔ کے بارے میں قریبی علم اور خاص طور پر ۲-تیمتھیس ۴: ۱۱-۱۳ میں پولسؔ رسول کے الفاظ پر بھی غور کریں۔ یوں یہ ممکن بن جاتا ہے کہ جونہی مرقسؔ نے اپنی انجیل لکھی، لوقاؔ نے اُسے پڑھا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب مرقسؔ اپنی انجیل لکھ رہا تھا تو اُس نے لوقاؔ کو اپنا مسودہ دکھایا ہو اور اُس سے صلاح مشورہ کیا ہو۔

۳- ماخذ

لوقاؔ اپنے دیباچہ (۱: ۱-۴) میں اعلان کرتا ہے کہ اُس نے خوشخبری کی تاریخ کی خوب تحقیق اور مطالعہ کیا ہے تاکہ معتبر بیان لکھ سکے۔ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ حقیقت اور سچائی معلوم کرنے کے لئے اُس کے پاس بڑے اچھے مواقع تھے۔ اُس کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہے کہ اُس نے نہ صرف ان سے مشورہ کیا جو خوشخبری کے بارے میں سچائی سے ذاتی طور پر آگاہ تھے بلکہ متعدد معتبر دستاویزات سے بھی رجوع کیا جو چشم دید گواہوں نے تحریر کی تھیں (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۲)۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اُن دستاویزات میں سے ایک مرقسؔ کی انجیل بھی تھی۔ اس وقت کوئی بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ لوقاؔ نے مرقسؔ کی انجیل کے علاوہ اور کون کونسے ماخذ استعمال کئے، اور نہ کوئی یہ بیقین سے بتا سکتا ہے کہ لوقاؔ کی انجیل اور متیؔ کی انجیل میں کیا رشتہ ہے۔ تاہم اُس کے دیباچہ (۱: ۱-۴) سے جانتے ہیں کہ لوقاؔ نے خوشخبری کی تاریخ کے بارے میں اُن تمام مفید ماخذوں کو استعمال کیا جو اُس کی دسترس میں تھے۔

لوقاؔ کی انجیل کے متن پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوقاؔ کو معلومات کے نہایت قابلِ اعتماد اور قریبی ماخذوں تک رسائی حاصل تھی۔ اُن میں نہ صرف یوحنّا اصطباغی کے والدین شامل تھے بلکہ وہ لوگ بھی جن کا نجات دہندہ کی معجزانہ پیدائش کے واقعہ سے نہایت قریبی تعلق تھا۔ اعمال ۲۱: ۱۸ سے ظاہر ہے کہ لوقاؔ کے بھائی یعقوبؔ سے ذاتی طور پر ملا تھا، اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ یروشلیم میں اپنے طویل قیام کے دوران (قب اعمال ۲۱: ۱۷-۲۷: ۱) وہ اُن واقعات کے چشم دید گواہوں سے بھی ملا جن کا ذکر اُس نے اپنی انجیل میں کیا ہے۔ جب لوقاؔ پولسؔ رسول کا ساتھی بنا تو اُس وقت ایسے متعدد لوگ ابھی زندہ تھے جنہوں نے خداوند یسوعؔ مسیح کو دیکھا اور اُن کی باتیں سنی تھیں اور خود اُن کے نہایت قریبی شاگرد تھے (مقابلہ کیجئے ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۶)۔ پس لوقاؔ اُن سے خداوند یسوع مسیح کے بارے میں ہر قسم کی صحیح معلومات حاصل کر سکتا تھا تاکہ وہ مسیحیوں کے لئے ایک ایسی انجیل لکھ سکے جس سے وہ جان جائیں کہ جو واقعات ان کے ایمان کی بنیاد ہیں وہ صحت پر مبنی ہیں (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۳-۴)۔

۴- مقامِ تحریر اور حالات

غالباً جب سے لوقاؔ نے پولسؔ رسول کے ساتھ بشارتی سفروں پر جانا شروع کیا تو اُس کے فوراً بعد ہی اُس نے خداوند یسوعؔ مسیح اور اُن کی تعلیم کے بارے میں حقائق جمع کرنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں جب پولسؔ رسول فلسطین میں قید میں تھا تو لوقاؔ یسوعؔ مسیح کے بہت سے سامعین اور چشم دید گواہوں سے ملا (مقابلہ کیجئے اعمال ۲۱: ۳۳-۲۷: ۱) اور اُس نے اعمال کی کتاب اور لوقاؔ کی انجیل کے لئے بہت سا ابتدائی کام مکمل کر لیا ہو گا (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۱-۴)، اور جب وہ پولسؔ رسول کے ساتھ روؔمہ میں تھا تو اس کے پاس اپنے کام کو جاری رکھنے کا کافی موقع اور وقت تھا۔ یہ فطری بات ہے کہ اُس وقت پولسؔ نے ضرور لوقاؔ کی حوصلہ افزائی اور مدد کی ہو گی اور اُسے اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا ہو گا (مقابلہ کیجئے ۲-تیمتھیس ۴: ۱۱-۱۳)۔ لوقاؔ اور پولسؔ رسول کے تعلقات اس قدر قریبی تھے کہ ابتدائی مسیحی مصنفین میں سے چند ایک نے غلطی سے لوقاؔ کی انجیل کو پولسؔ کی انجیل بیان کیا، مثلاً طرطلیانؔ اور بالخصوص ایرینیئسؔ نے۔

ہمیں اُس مقام کا صحیح علم نہیں جہاں لوقاؔ نے اپنی انجیل کو مکمل کیا۔ لیکن چونکہ لوقاؔ کی انجیل شروع ہی سے وسیع پیمانے پر استعمال ہونے لگی تھی اور مسیحی روایات بھی متفقہ طور پر بیان کرتی تھیں کہ اس کا مصنف لوقاؔ ہے، اس لئے قیاسِ غالب یہی ہے کہ اس کی نقلیں تھیُفلسؔ جیسے لوگوں کی مدد سے (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۳ اور اعمال ۱: ۱) جلد ہی مختلف ممالک میں پہنچ گئیں۔ غالباً یہ آخری بیان ہی وہ ممکن وجہ ہے کہ کیوں روایات نے متفقہ طور پر اُس مقام کی جہاں سے یہ انجیل شائع ہوئی نشاندہی نہیں کی۔

۵- تاریخی صحت

چونکہ لوقاؔ اعلےٰ تعلیمیافتہ شخص (اُس کے دیباچہ کا طرز دیکھئے) اور سائنسی ذہن کا مالک تھا (مقابلہ کیجئے ۱: ۳-۴)، اور چونکہ اُسے چشم دید گواہوں سے معلومات حاصل کرنے کے مواقع حاصل تھے اس لئے ہم اُمید رکھ سکتے ہیں کہ اُس کی تحریرات تاریخی لحاظ سے درست اور قابلِ اعتماد ہیں۔ لوقا ۱: ۳-۴ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسیحیوں کی اس اشد ضرورت سے آگاہ تھا کہ اُن کا ایمان پختہ بنیاد پر استوار ہو۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ ایمان قصے کہانیوں یا جھوٹ اور سچ کی ملاوٹ پر قائم نہیں کیا جا سکتا، اس لئے اُس نے حقائق کو دریافت کرنے (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۳) اور انہیں درستی کے ساتھ ترتیب وار لکھنے کے لئے سخت جاں سوزی کی۔ پہلی صدی کے اواخر میں بعض لوگوں نے اس انجیل کی تاریخی صحت پر انگلیاں اُٹھائیں لیکن آج کل اکثر علماء متفق ہیں کہ اس انجیل کی تاریخی صحت پر شک وشبہ کا اظہار نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے نہایت درستی سے بیان کیا گیا ہے۔

لوقاؔ شروع ہی سے اُس پر جو" کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور

نجات دینے آیا ہے" (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ نظریں جمائے ہوئے ہے۔ اُس کی انجیل اعلان کرتی ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے اور اُسے گنہگاروں کو بچانے کا اختیار حاصل ہے۔ اِس انجیل کا بنیادی مضمون یہ ہے کہ مسیح نے خود کو دنیا کا نجات دہندہ اور خدا کا عظیم بیٹا ظاہر کیا ہے۔ لوقا اپنی انجیل کے پہلے باب میں اِس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اُس فرشتے نے جس نے مُقدّسہ مریم کو نجات دہندہ کی خوشخبری سُنائی انہیں حکم دیا کہ وہ اُس کا نام یسوع (نجات دہندہ) رکھیں اور کہا "وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا" (لوقا ۱: ۳۱-۳۲)۔ اور اس سے اگلے باب میں جب چرواہوں کو مسیح کی پیدائش کی خوشخبری سُنائی گئی تو پھر انہیں "مُنجّی" کہا گیا (لوقا ۲: ۱۱)۔ نیز جب لوقا، یوحنّا اصطباغی کی تاریخ بیان کرتا ہے تو دراصل وہ اُس وقت مسیح یسوع کو نجات دہندہ اور خداوند بیان کر رہا ہوتا ہے۔ یوحنّا کا کام آنے والے کے لئے جس کے بارے میں خدا نے آسمان سے اعلان کیا کہ "وہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" (لوقا ۳: ۲۲) راہ تیار کرنا تھا (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۱۷ اور ۳: ۱۶)۔ باب ۴ سے آگے لوقا یہ دکھاتا ہے کہ کس طرح یسوع نے قطعی اور لاثانی معنوں میں خود کو خدا کا بیٹا اور وہ جو گنہگاروں کو بلانے اور نجات دینے آیا ہے ظاہر کرنا شروع کر دیا (مقابلہ کیجئے لوقا ۴: ۱۸، ۲۱-۲۳، ۴۳؛ ۵: ۸-۱۰، ۳۱، ۳۲؛ ۷: ۴۷-۵۰؛ ۸: ۲۸؛ ۹: ۱، ۱۸-۲۰؛ ۲۱: ۲۷، ۳۳؛ ۲۲: ۶۹، ۷۰؛ ۲۳: ۴۳، ۴۶؛ ۲۴: ۵، ۶، ۱۵، ۳۶-۳۸، ۴۵-۵۳)۔

۶۔ بنیادی مضمون

لوقا کا مقصد ایک عام تاریخی بیان یا سوانح حیات لکھنا نہیں تھا۔ چونکہ وہ ایک عظیم مبّشر پولس کا وفادار ساتھی تھا اس لئے اُس کے نزدیک ایمان زندگی یا موت کا سوال تھا۔ لہٰذا اُس کی انجیل نہ تو عام تاریخی بیان ہے اور نہ فلسفیانہ تصوّرات یا غیر ذاتی مطالعہ کا نتیجہ۔ وہ ایمان رکھتا تھا کہ یسوع مسیح دنیا کے نجات دہندہ اور خدا کے بیٹے ہیں۔ اُس نے انجیل کی تاریخ کے تمام بنیادی حقائق کے بارے میں بڑی دیانتداری، سنجیدگی اور صحت سے تحقیق و تفتیش کی اور اُس نے جو مُستند معلومات جمع کی تھیں اُن میں سے ایسی باتوں کو چُنا جن کے ذریعہ وہ اپنے نجات دہندہ کے بارے میں خوشخبری اس طرح پیش کرے کہ ایماندار جان جائیں کہ جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۴) وہ درست اور مستند ہے۔

۷۔ خصوصیات

لُوقا کی انجیل دیگر تینوں انجیلوں کی نسبت درج ذیل باتوں میں کسی نہ کسی حد تک زیادہ ممتاز نظر آتی ہے:

ا۔ لُوقا اِس حقیقت پر زیادہ زور دیتا ہے کہ خداوند یسوع کُل دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ وہ تمام لوگوں کو اُن کی نسل، جنس یا خوبیوں سے قطع نظر مفت گناہوں کی معافی اور نجات پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے نجات سامریوں کو (لوقا ۹: ۵۲-۵۶؛ ۱۰: ۳۰-۳۷؛ ۱۷: ۱۱-۱۹)، بے دینوں کو (۲-۳۲؛ ۳: ۶-۸؛ ۴: ۲۵-۲۷؛ ۷: ۹؛ ۱۰: ۱؛ ۲۴: ۴۷)، یہودیوں کو (۱: ۳۳؛ ۲: ۱۰ وغیرہ)، مَردوں اور عورتوں کو (متعدد مثالیں ملتی ہیں)، محصول لینے والوں اور گنہگاروں کو (۳: ۱۲؛ ۵: ۲۷-۳۲؛ ۷: ۳۷-۵۰؛ ۱۹: ۲-۱۰؛ ۲۳: ۴۳)، معزّز لوگوں کو (۷: ۳۶؛ ۱۱: ۳۷؛ ۱۴: ۱)، غریبوں کو (۱: ۵۳؛ ۲: ۷؛ ۶: ۲۰؛ ۷: ۲۲) اور امیروں کو (۱۹: ۲؛ ۲۳: ۵۰) پیش کی۔

ب۔ لُوقا اس بات پر زور دیتا ہے کہ یسوع کے پاس رُوح اور بدن دونوں کو شفا دینے کی الٰہی قوّت ہے۔ اُن کی نجات ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے یعنی اُس میں وقت اور ابدیت سب کچھ شامل ہے۔

ج۔ یسوع نے طبقۂ نسواں میں نجات دینے اور انہیں اُوپر اٹھانے کے لئے جو کام کئے، لوقا ان کے بارے میں زیادہ صفائی سے بتاتا ہے۔ یسوع نے خواتین کے لئے جس دلی درد کا اظہار کیا اُس پر وہ خاص طور پر زور دیتا ہے۔ یاد رہے کہ اُس زمانہ میں یہودی اور غیر قوم دونوں ہی خواتین کے ساتھ غیر ہمدردانہ بلکہ ظالمانہ سلوک کرتے تھے۔

د۔ لوقا، یسوع کی اُن تمثیلوں کو جن میں خدا کی نجات بخش محبت کو ظاہر کیا گیا ہے بڑی نمایاں جگہ دیتا ہے (مقابلہ کیجئے ۱۵: ۱-۳۲)۔

ہ۔ لوقا کی انجیل کے علاوہ اور کسی انجیل میں یسوع مسیح کی اتنی جامع تاریخ پیش نہیں کی گئی ہے۔ لوقا اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اُس نے "سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت" کیا اور پھر ترتیب وار انجیل لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس انجیل کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے نہایت اعلےٰ ترتیب اور جامع شکل میں لکھا گیا ہے۔ لوقا اسے یوحنّا اصطباغی کے جو کہ یسوع مسیح کا پیش رو تھا والدین کی تاریخ سے شروع کرنے کے ذریعہ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید میں قریبی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ پھر وہ یوحنّا اصطباغی اور یسوع مسیح کی پیدائش کی تفصیل اور یسوع جو کہ کامل انسان اور کامل خدا ہیں ان کے بچپن اور جوانی کی ضروری باتوں کے متعلق بیان کرتا ہے (مقابلہ کیجئے ۲: ۴۰، ۴۲، ۵۲)۔ یوحنّا کے تیاری کے کام کے بارے میں بتانے کے بعد (۳: ۱-۲۰) وہ یسوع کے بپتسمہ کے متعلق بیان کرتا ہے اور پھر اُن کا نسب نامہ جسے وہ آدم سے خدا تک لے جاتا ہے (۳: ۳۸) درج کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ یسوع کی آزمائش کو بیان کرتا ہے کہ کس طرح انہوں نے ابلیس کے حملوں کا مقابلہ کیا (۴: ۱-۱۳)۔ ۴: ۱۴ سے آگے لوقا یہ دکھاتا ہے کہ کس طرح یسوع نے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا کا بیٹا اور فادرِ مطلق نجات دہندہ ظاہر کیا۔ یسوع مسیح کے دکھوں، موت اور قیامت کی تاریخ بیان کرنے کے بعد لوقا اپنی انجیل کا اختتام کرتا ہے۔ اختتامیہ میں ذیل کی باتیں ہیں: شاگردوں کے ذہن کھولنے کا واقعہ تاکہ وہ کلامِ مُقدّس کو سمجھ سکیں

(۲۴: ۴۴-۴۷)، یہ یقین دہانی کہ وہ باپ کے وعدہ کے مطابق رُوحُ القدس بھیجیں گے اور یہ حکم کہ جب تک اُنہیں عالمِ بالا سے قوّت کا لباس نہ ملے اِسی شہر میں ٹھہرے رہیں (۲۴: ۴۹) - آخر میں وہ یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح فتح مند یسوؔع اپنے شاگردوں کو جو اب اُنہیں اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول کرتے ہُوئے اُن کی پرستش کرتے ہیں انہیں برکت دیتے ہوئے آسمان پر اُٹھا لئے گئے (۲۴: ۵۰، ۵۱) - پس اِس انجیل کا اختتام شاندار فتح اور خوشی اور ایک ایسے ماحول میں ہوتا ہے جہاں خدا کی جس نے مسیح میں مکمل نجات بخشی حقیقی پرستش کی جاتی ہے -

۸ - طرزِ تحریر اور زبان

عام طور پر یہ بات سب ہی قبول کرتے ہیں کہ سارے نئے عہد نامہ میں لوقاؔ کا طرزِ تحریر سب سے زیادہ ادبی ہے - اُس کا دیباچہ ثابت کرتا ہے کہ وہ خالص ادبی یونانی میں لکھ سکتا تھا - تاہم اُس کے طرزِ تحریر میں یک رنگی نہیں - جب کبھی وہ تاریخ بیان کرتا ہے جس میں عبرانی فضا غالب ہے تو وہ عبرانی طرز اختیار کر لیتا ہے (مقابلہ کیجئے ۱: ۵؛ ۲: ۳۹) - چونکہ وہ عہدِ عتیق کے یونانی ترجمے (★ ہفتادی ترجمہ) سے بخوبی آگاہ تھا اس لئے اُسے اِس سے انجیل کی عبرانی خصوصیّت کو برقرار رکھنے میں بلاشبہ بڑی مدد ملی -

لوقاؔ حقیقتاً الفاظ کا مصوّر تھا - اُس کی لوگوں اور حالات کی لفظی تصویر نے مصوّروں کے ذہن اور تصوّر پر بڑا گہرا اثر کیا ہے - اس کے طرزِ تحریر میں نُدرت، سادگی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے اور اُس کی تمام انجیل سے سنجیدہ اور عقیدت مندانہ رُوح کی خصوصیت عیاں ہے -

۹ - لُوقاؔ کے خاص مضامین

اپنی تحقیق و تفتیش (مقابلہ کیجئے ۱: ۱-۴) کی بنا پر اور معلومات جمع کرنے کے جو شاندار مواقع اُسے حاصل تھے ان کے نتیجے کے طور پر لوقاؔ نے بہت سے ایسے الفاظ اور خاص طور پر مسیح خداوند کی تمثیلیں محفوظ کر لیں جو اگر نہ کی جاتیں تو تاریکی میں گم ہو جاتیں - یسوؔع مسیح کے بارے میں بعض نہایت خوبصورت اور اہم بیان صرف لوقاؔ کی انجیل میں ہی ملتے ہیں - اُن میں سے درجِ ذیل سب سے اہم ہیں :

یوحنّا اصطباغی کی پیدائش کا وعدہ (۱: ۵-۲۵) - بشارت یعنی مسیح کی پیدائش کا اعلان (۱: ۲۶-۳۸) - مریمؔ کی الیشبعؔ سے ملاقات (۱: ۳۹-۵۶) - یوحنّا اصطباغی کی پیدائش (۱: ۵۷-۸۰) - مسیح کی پیدائش اور چرواہوں کی کہانی (۲: ۱-۲۰) - مسیح یسوؔع کا ختنہ، ہیکل میں خدا کے حضور پیش کیا جانا اور شمعوؔن اور حنّہ کا اظہارِ مسرّت (۲: ۲۱-۴۰) - یسوؔع کی ۱۲ برس کی عمر میں یروشلیم اور ہیکل میں حاضری (۲: ۴۱-۵۲) - بپتسمہ لینے کے لئے آنے والوں کو یوحنّا اصطباغی کے جواب (۳: ۱۰-۱۴) - یوحنّا اصطباغی کی قید (۳: ۱۹-۲۰) - ناصرۃ میں یسوؔع مسیح کی منادی اور ردّ کیا جانا (۴: ۱۶-۳۰) - معجزانہ طور پر مچھلیوں کا ایک بڑا غول گھیر لانا (۵: ۱-۱۱) - افسوس (۶: ۲۴-۲۶) - نائینؔ شہر کی بیوہ کا بیٹا (۷: ۱۱-۱۷) - بدچلن عورت جسے یسوؔع نے نجات دی (۷: ۳۶-۵۰) - عورتیں جو اپنے مال سے یسوؔع کی خدمت کرتی تھیں (۸: ۱-۳) - سامری گاؤں جس کے رہنے والوں نے یسوؔع کو قبول کرنے سے انکار کر دیا (۹: ۵۱-۵۶) - نیک سامری کی تمثیل (۱۰: ۳۰-۳۷) - مرتھاؔ اور مریمؔ (۱۰: ۳۸-۴۲) - وہ آدمی جو آدھی رات کو اپنے دوست کے پاس آیا (۱۱: ۵-۸) - ان لوگوں کی جو خدا کے کلام کی پیروی کرتے ہیں مبارک حالی (۱۱: ۲۷-۲۸) - بے وقوف دولت مند کی تمثیل (۱۲: ۱۳-۲۱) - بہت یا کم مار (۱۲: ۴۷-۴۸) - توبہ کی بلاہٹ (۱۳: ۱-۹) - ایک اور عورت کو شفا (۱۳: ۱۰-۱۷) - گلیلؔ سے روانگی (۱۳: ۳۱-۳۳) - ایک آدمی کو جلندر سے شفا دینا (۱۴: ۱-۶) - فروتنی کی تعلیم (۱۴: ۷-۱۴) - مسرف بیٹے کی تمثیل (۱۵: ۱۱-۳۲) - بے انصاف مختار کی تمثیل (۱۶: ۱-۱۳) - فریسیوں کی ریاکاری (۱۶: ۱۴-۱۵) - لعزرؔ اور امیر آدمی کی تمثیل (۱۶: ۱۹-۳۱) - نوکر کا فرض (۱۷: ۷-۱۰) - دس کوڑھیوں کو شفا دینا (۱۷: ۱۱-۱۹) - خدا کی بادشاہت پر تعلیم (۱۷: ۲۰-۲۱) - بے انصاف قاضی کی تمثیل (۱۸: ۱-۸) - محصول لینے والے اور فریسی کی تمثیل (۱۸: ۹-۱۴) - زکائیؔ (۱۹: ۱-۱۰) - دو تلواریں (۲۲: ۳۵-۳۸) - یسوع ہیرودیس کے سامنے (۲۳: ۶-۱۶) - یسوؔع اور روتی پیٹتی عورتیں (۲۳: ۲۷-۳۱) - تائب ڈاکو اور مصلوب نجات دہندہ (۲۳: ۴۰-۴۳) - گلیلؔ کی عورتیں اور مسیح کا دفن (۲۳: ۵۵-۵۶) - اِماؤسؔ کی راہ پر آدمی اور جی اُٹھے خداوند (۲۴: ۱۳-۳۵) - جی اُٹھے مسیح کا یروشلیم میں ظہور (۲۴: ۳۶-۴۹) - صعودِ آسمانی (۲۴: ۵۰-۵۳) -

۱۰ - لُوقاؔ کی انجیل اور اعمال کی کتاب

لوقاؔ کی انجیل کے دیباچہ اور اعمال کی کتاب کے تعارفی الفاظ اور دونوں کے مضامین سے ظاہر ہے کہ لوقاؔ کے اِن دونوں رسالوں میں بڑا قریبی تعلق ہے، یہاں تک کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی کتاب ہیں جسے دو جلدوں میں لکھا گیا ہے - جس طریقے سے لوقاؔ نے اپنی انجیل کے آخری باب میں یسوؔع مسیح کے صعودِ آسمانی کو مختصراً بیان کیا اور پھر اُسے اعمال کی کتاب میں زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اُس نے اپنی انجیل لکھی تو اِس کے ساتھ ہی وہ اپنے دوسرے رسالہ کا خاکہ بھی بنا چکا تھا اور ممکن ہے کہ اُس نے اعمال کی کتاب کے لئے کافی سے زیادہ مواد بھی تیار کر لیا ہو -

اعمال ۱: ۱-۲ میں یہ کہنے سے کہ "میں نے پہلا رسالہ (لوقاؔ کی انجیل) اُن سب

باتوں کے بیان میں تصنیف کیا جو یسوع شروع میں کرتا اور سکھاتا رہا۔ اُس دن تک جس میں وہ اُن رسولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا رُوح القدس کے وسیلہ سے حکم دے کر اوپر اُٹھایا گیا" لوقا یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ اُس کی لوقا کی انجیل میں مرقوم تاریخ اور اس رسالہ کی تاریخ میں کہ کس طرح جی اُٹھے خداوند نے اپنے نجات کے کام کو اپنے شاگردوں کے ذریعہ سے جاری رکھا جنہیں اُس نے پاک رُوح سے مسح کیا تھا بڑا قریبی اور گہرا تعلق ہے۔ یوں لُوقا کی انجیل اور اعمال کی کتاب ایک ہی عظیم اعلان کرتی ہیں کہ یسوع خداوند عظیم نجات دہندہ اور خدا کے بیٹے اور آدم زاد ہیں۔ یہ مرکزی مضمون اُس کے اس دوہرے کام کو ناقابلِ تقسیم بنا دیتا ہے۔

لُوکیس۔ لوقیئس :- ۱۔ کرینے کا ایک مسیحی جو انطاکیہ کی کلیسیا میں خدمت کرتا تھا (اعمال ۱۳: ۱)۔
۲۔ پولس کا ایک رشتے دار، جو غالباً کرنتھس میں اُس کے ساتھ تھا جب اُس نے رومیوں کو خط لکھا (رومیوں ۱۶: ۲۱)۔

لُوکیہ۔ لوقیہ :- مغربی ایشیائے کوچک میں ایک ضلع۔ جب پولس رسول رومہ جا رہا تھا تو اُس نے لُوکیہ کی بندرگاہ مُورہ میں ادرمُتیّم کا جہاز تبدیل کر کے باقی سفر اسکندریہ کے جہاز میں جو اطالیہ جا رہا تھا طے کیا (اعمال ۲۷: ۱-۵)۔
دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۷

لوگوس :- دیکھئے کلام ۲ ٥

لومڑی :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۲

لومی۔ لیئومیم :- (عبرانی = لوگ، قب ہوسیع ۱: ۹)- اس کا ذکر صرف پیدائش ۲۵: ۳ میں ہے۔ ددان کا تیسرا بیٹا۔ ددان ابرہام اور قطورہ کا پوتا تھا۔ یہ نام صیغۂ جمع میں ہے اور غالباً کسی قبیلہ کا نام ہے جو عرب میں بس گیا تھا۔ اب ان کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

لَون :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۶

لَوند :- گُندھی ہوئی مٹی کی وہ مقدار جو دونوں ہاتھوں میں اُٹھائی جا سکے۔ اس کا ذکر کمہار کے سلسلے میں آتا ہے (رومیوں ۹: ۲۱)۔ یہ یونانی phurama فوراما کا ترجمہ ہے۔ یونانی میں اس کے معنی گوندھا ہوا یا ملا ہوا ہے۔ یہ لفظ آٹے کے پیڑے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (رومیوں ۱۱: ۱۶؛ قب گنتی ۱۵: ۲۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۵: ۶، ۷؛ گلتیوں ۵: ۹)۔

لونڈی :- خادمہ۔ جب کوئی عورت اپنے آپ کو لونڈی کہے تو وہ انکساری اور فروتنی کا اظہار کرتی ہے۔ بوعز کے سوال کے جواب میں ★ روت اپنے آپ کو لونڈی کہتی ہے (روت ۳: ۹)۔
★ حنّہ خداوند سے دعا کرتے وقت اپنے آپ کو اُس کی لونڈی کہتی ہے (۱۔سموئیل ۱: ۱۱) اور پھر ★ عیلی سے مخاطب ہوتے ہوئے بھی وہ یہی لفظ استعمال کرتی ہے (۱۔سموئیل ۱: ۱۶)۔ مُقدّسہ مریم جبرائیل فرشتے سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بندی کہتی ہے (لوقا ۱: ۳۸) اور یہی لفظ وہ اپنے گیت میں بھی استعمال کرتی ہے (لوقا ۱: ۴۸)۔

لونڈے بازی :- دیکھئے لوطی۔

لونیا۔ لونئے کا ساگ :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۵

لوہا :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۲ ج

لوہار :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۲

لوئِس۔ لوئِیدَ :- تیمتھیس کی نانی۔ پولس رسول نے اُس کے بے ریا ایمان کی تعریف کی۔ تیمتھیس کی ماں یونیکے اور نانی نے مل کر اُس کو اچھی تربیت دی (۲۔تیمتھیس ۱: ۵)۔

لِویاتان :- یہ عبرانی لفظ کی اردو شکل ہے۔ عبرانی اور عربی کے اس لفظ کے مادے ملتے جلتے ہیں۔ "لَوی" کے معنی ہیں مروڑنا، کنڈلی مارنا وغیرہ۔
یہ لفظ عبرانی بائبل میں پانچ مرتبہ آتا ہے، لیکن اُردو ترجمہ میں صرف ۲ (۳) مرتبہ، باقی جگہ اژدہا، گھڑیال (نہنگ)، مگر (مگرمچھ) استعمال ہوا ہے۔
زبور ۷۴: ۱۴ اور ۱۰۴: ۲۶ میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک ترجموں میں لفظ لِویاتان ہی ہے۔
یسعیاہ ۲۷: ۱ اور ایوب ۳: ۸ میں کیتھولک ترجمہ میں لِویاتان ہے، لیکن پروٹسٹنٹ میں اژدہا۔ مگر حاشیہ میں لِویاتان درج ہے۔
ایوب ۴۱: ۱ (کیتھولک ترجمہ میں ۴۰: ۲۰) میں مگر (مگرمچھ)۔ حزقی ایل ۲۹: ۳-۵ میں گھڑیال (نہنگ) استعمال کیا گیا۔
مفسّروں کا خیال ہے کہ زبور ۱۰۴: ۲۶ میں اس سے وہیل مچھلی یا ڈلفن مُراد ہے۔
یسعیاہ ۲۷: ۱ میں یہ مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ دریائے دجلہ چونکہ تیز رفتار ہے اس لئے اُسے تیز رو سانپ کہا گیا ہے اور اس سے اسور کا ملک مراد ہے۔ اسی طرح دریائے فرات چونکہ بل کھا کر بہتا ہے اسے پیچیدہ سانپ کہا گیا ہے اور اس سے ملک بابل جہاں یہ بہتا ہے، مُراد ہے۔ دریائی اژدہا ملکِ مصر کی طرف اشارہ ہے۔
حزقی ایل ۲۹: ۳-۵ کا حوالہ فرعون اور مصریوں سے تعلق رکھتا ہے۔
ایوب ۳: ۸ شاید اُس فرضی اژدہا کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ذکر بابل کی قدیم عمومی دیومالا میں آتا ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ سُورج کے

گرد کُنڈل مار کر گرہن لگا دیتا تھا۔

لوِیاتان کا سب سے طویل ذکر ایوب ۴۱ : ۱-۳۴ میں ہے اور اکثر عُلماء کی رائے میں یہ مگرمچھ کا بیان ہے۔ لیکن بعض اعتراض کرتے ہیں کہ مگرمچھ کو ناقابلِ گرفت کہنا خلافِ تجربہ ہے اور دوسرا یہ کہ بائبل مگرمچھ کا ذکر ملکِ فلسطین کے سلسلے میں نہیں کرتی۔ غالباً مصنف کے ذہن میں مصر کا مگرمچھ تھا اور اُس کا قابو نہ آنا صرف ایک خطیبانہ انداز تھا۔ اس کی متبادل تفسیر یہ ہوگی کہ لوِیاتان ایک قیاسی عفریت ہے اور غالباً اس کا اشارہ بابل کے ابتری کے اژدہا کی طرف ہے جسے "طیامت" کا نام دیا جاتا تھا۔ اوگاریتی زبان میں اس کے لئے ایک مِلتا جُلتا لفظ "لوتان" ہے جس کا مطلب ایک سات سروالی عفریت ہے اور اس میں یسعیاہ ۲۷ : ۱ کے تیز رو اور پیچیدہ سانپ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

لہابی۔ لہابیم :- مصر کا تیسرا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۱۳؛ ۱-تواریخ ۱ : ۱۱)۔ عام طور پر اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لہابی اور لوبی (لہابیم اور لوبی ۲-تواریخ ۱۲ : ۳؛ ۱۶ : ۸؛ ناحوم ۳ : ۹ لوبیم) اور لبُوآ کُبیہ اعمال ۲ : ۱۰) کے لوگ سب ایک ہی قوم سے تھے۔ حام کی اولاد نے افریقہ کا شمالی ساحل جو مصر کے مشرق میں ہے آباد کیا۔

لہسن :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۷

لیاہ :- (عبرانی = غیر یقینی)۔ لابن کی بیٹی۔ وہ یعقوب کی پہلی لیکن غیر مقبول بیوی تھی (پیدائش ۲۹ : ۲۱-۳۰)۔ وہ روبن، شمعون، لاوی، یہوداہ، اشکار، زبولون اور ایک بیٹی دینہ کی ماں تھی (پیدائش ۲۹ : ۳۱-۳۵؛ ۳۰ : ۱۷-۲۱)۔ وہ یعقوب کی وفادار تھی (پیدائش ۳۱ : ۱۴-۱۶) اور اُس کے ساتھ کنعان کو گئی جہاں وہ اپنی موت کے بعد مکفیلہ میں دفن ہوئی (پیدائش ۴۹ : ۳۱)۔ اُس کے دو بیٹے (لاوی اور یہوداہ) اسرائیل کے دو مشہور قبیلوں کے جدِامجد بنے اور یہوداہ کی نسل سے تو خداوند یسوع مسیح پیدا ہوئے (پیدائش ۴۹ : ۱۰؛ میکاہ ۵ : ۲؛ متی ۲ : ۶؛ عبرانیوں ۷ : ۱۴؛ مکاشفہ ۵ : ۵ مقابلہ کیجئے روت ۴ : ۱۱)۔

لیب قامائی :- ایک لفظ جو کیتھولک ترجمہ میں ارمیا ۵۱ : ۱ میں آتا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "اُس کے مخالف دارالسلطنت" ہے۔ یہ غالباً رمزی تحریر میں کسدیوں (کلدانیوں) کا نام تھا۔ دیکھئے شیشک۔

لے پالک :- گود لیا ہوا۔ لے کر پالا ہوا۔ متبنیٰ۔ لے پالک بنانا۔ گود لینا۔ تبنیت۔ فرزندی میں لینا۔ لفظ لے پالک نئے عہدنامہ میں پولس رسول کے خطوط میں پانچ مرتبہ آتا ہے۔ یہ یونانی ھویوتھیسیا hyiothesia کا ترجمہ ہے۔ ھویوس hyios بمعنی بیٹا اور تھیسس بمعنی رکھنا۔

گود لینے کے رواج کی مثالیں ہمیں پرانے عہدنامہ میں ملتی ہیں۔ فرعون کی بیٹی نے موسیٰ کو اپنا بیٹا بنایا (خروج ۲ : ۱۰)۔ ادومی ہدد کا بیٹا ★ جنوبت فرعون کے بیٹوں کے ساتھ محل میں پلا، لیکن یہ معلوم نہیں کہ آیا وہ باضابطہ طور پر لے پالک کیا گیا تھا یا نہیں (۱-سلاطین ۱۱ : ۲۰)۔ آستر کو اُس کے چچا نے اپنی بیٹی کر کے پالا تھا (آستر ۲ : ۷، ۱۵)۔ یہ مثالیں فلسطین سے باہر کے ممالک کی ہیں۔ کیا عبرانی لوگوں میں یہ دستور مروّج تھا؟ اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک وقت ابرہام نے اپنے خانہ زاد نوکر کو اپنا وارث قرار دیا تھا (پیدائش ۱۵ : ۲-۴)۔ ابرہام کی بیوی سارہ نے اپنی مصری لونڈی ہاجرہ کو اپنے خاوند کے سپرد کر دیا تھا تاکہ اُس کے بچّے کو گود لے (پیدائش ۱۶ : ۱-۳)۔ راخل (پیدائش ۳۰ : ۳) اور لیاہ (پیدائش ۳۰ : ۹-۱۲) نے اپنی لونڈیوں بلہاہ اور زلفہ کو یعقوب کو دیا تاکہ جو اولاد اُن سے ہو وہ اپنی قرار دیں۔ یاد رہے کہ ان تین مثالوں میں ماؤں نے لونڈی کے بچّوں کو لے پالک بنایا یا گود لیا۔ ان بچّوں کے باپ تو حقیقی باپ ہی تھے۔ اس سلسلے میں پیدائش ۳۰ : ۳ کا عبرانی محاورہ قابلِ غور ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ۔ عبرانی فقرہ عال برکیم ہے۔ عال = اوپر، برک = گھٹنا (دیکھئے برکت ۱) یعنی گھٹنوں پر۔ بچّہ پیدا ہونے پر والدین یا دائی بچّے کو گھٹنوں پر لیتی ہے (قب پیدائش ۵۰ : ۲۳؛ ایوب ۳ : ۱۲؛ گھٹنوں پر بچوں سے لاڈ بھی کیا جاتا ہے۔ یسعیاہ ۶۶ : ۱۲۔ نیز دیکھئے گھٹنا)۔ ان عورتوں نے بچے کو پیدا ہونے پر گھٹنے پر لینے سے لے پالک بنانے کو عملی شکل دی۔ متبنیٰ کرنے یعنی لے پالک بنانے کا دستور مسوپتامیہ میں کافی عام تھا بلکہ اس کے لئے باضابطہ قوانین تھے۔ ★ نوزو میں دریافت شدہ دستاویزوں میں لے پالک بنانے کے عہدنامے بھی ملے ہیں۔ یہوواہ کے اسرائیل سے عہد (خروج ۴ : ۲۲ "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے") اور داؤد سے خدا کے عہد (زبور ۲ : ۷۔ "تو میرا بیٹا ہے") میں ان دستاویزوں کے الفاظ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

نوزو میں دستور تھا کہ اگر کوئی جوڑا بے اولاد ہو تو وہ ایک بیٹا لے پالک کر لیتے تھے جو اُن کی زندگی میں اُن کی خدمت کرتا تھا اور اُن کے مرنے پر اُن کے کفن دفن کا انتظام کرتا تھا۔ اس کے معاوضہ میں وہ اُن کی جائداد کا وارث ہوتا تھا۔ لیکن اگر لے پالک بنانے کے بعد اُن کا اپنا بیٹا پیدا ہو تو اصلی بیٹا جائداد کا وارث بن جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ پیدائش ۴۸ : ۵ کے پس منظر میں کوئی ایسی ہی قانونی کاروائی ہو جب یعقوب نے اپنے پوتوں افرائیم اور منسی کو اپنے بیٹے بنانا چاہا۔

اگرچہ یہ لفظ استعمال نہیں ہوئے تو بھی لے پالک بنانے کی اصطلاح کا مفہوم پرانے عہدنامہ میں کئی جگہ ملتا ہے۔ خدا کا اسرائیل کو اپنا بیٹا بنانا اس امر کی گواہی ہے (دیکھئے خروج ۴ : ۲۲؛ یسعیاہ ۱ : ۲ مابعد؛ یرمیاہ ۳ : ۱۹؛ ہوسیع ۱۱ : ۱)۔ اسی لئے پولس رسول دعویٰ سے کہتا ہے " وہ

اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُن ہی کے ہیں" (رومیوں ۹ : ۴) ۔

غالباً پولُس رسول کا لے پالک ہونے کے محاورے کو استعمال کرنا نوزی رسم و رواج سے اتنا متاثر نہیں تھا جتنا کہ رومی اور یونانی دستور سے ۔ رومی قانون میں بیٹے کی حیثیت غلام سے کچھ ہی بہتر تھی ۔ تاہم عملی زندگی میں باپ اور بیٹے کا تعلق باپ کے مزاج پر منحصر تھا ۔ بیٹا باپ کی ملکیّت تھا اور وہ اُس کی آمدنی کا حق دار تھا ۔ وہ بیٹے کو کسی اور کو جو اُسے متبنیٰ کرنا چاہتا دے سکتا تھا یا قانوناً اُسے فروخت بھی کر سکتا تھا اور بعض حالات میں موت کے گھاٹ بھی اُتار سکتا تھا ۔ لے پالک بیٹا بالکل حقیقی بیٹے کی مانند تصور کیا جاتا تھا ۔ وہ اپنے لے پالک ہونے کے بعد اپنے حقیقی باپ کی میراث یا جائداد میں حصّہ دار نہیں بن سکتا تھا ۔ وہ اپنے تمام قرضوں کا جو اُس نے لے پالک ہونے سے پہلے لئے تھے اب ذمہ دار نہیں رہتا تھا ۔ وہ اپنے پرانے خاندان کے لئے گویا مر چکا تھا ۔ ابتدا میں رومی قوم سخت مزاج ، قانون پسند اور غیر جذباتی تھی ۔ لڑکوں کی تعلیم ایک سرپرست کے سپرد ہوتی تھی جو اُن پر کڑی نظر رکھتا تھا ۔ ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ گلتیوں ۴ : ۱-۳ میں پولُس رسول رومی قانون کے تحت بیٹے کی کیفیّت کی کتنی صحیح تصویر کھینچتا ہے ۔ آگے چل کر آیت ۴ میں وہ لکھتا ہے کہ "جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا ۔" اور اس سے اگلی آیت میں وہ بیان کرتا ہے کہ خدا نے ایسے کیوں کیا اور اس کا مقصد کیا تھا "تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھُڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے ۔" ہم نہ صرف بچے تھے جنہیں بڑھنا تھا بلکہ ہم تو گناہ کے غلام بن گئے تھے اور ضروری تھا کہ ہمارا ★ فدیہ دیا جائے اور ہمیں خرید کر آزاد کیا جائے تاکہ ہم اُس نئے خاندان میں جو مسیح نے اپنے مرنے اور جی اُٹھنے سے قائم کیا تھا داخل ہوں ۔ یہاں لے پالک ہونے میں دونوں خیال موجود ہیں ۔ آزادی اور محبت اور بھروسے کا نیا رشتہ ۔ چونکہ ہم بیٹے ہیں" اس لئے خدا نے اپنے بیٹے کا روح ہمارے دلوں میں بھیجا جو "ابّا یعنی اے باپ کہہ کر پکارتا ہے" (آیت ۶) ۔ لے پالک ہونے سے ہم غلامی کی قید سے نکل کر بیٹا بننے اور وارث ہونے کے حق دار ہوئے (آیت ۷) ۔

یہی خیال رومیوں ۸ : ۱۵ میں اُبھرتا ہے ۔ اس باب کی پہلی چودہ آیات یہ ثابت کرتی ہیں کہ تبنیت (یعنی لے پالک ہونا) محض ایک رُتبہ یا مقام نہیں ۔ جب خدا نے ہمیں لے پالک بنایا تو اس نے اپنا رُوح ہم میں ڈال دیا اور ہم اُس کے کنٹرول میں آ گئے یعنی اب وہ ہماری تادیب اور تنبیہ کرتا ہے (عبرانیوں ۲ : ۵-۱۱) اور ہمیں میراث میں شامل کرتا ہے (رومیوں ۸ : ۱۶-۱۸) ۔

رومیوں ۸ : ۲۳ میں لے پالک ہونے کی تکمیل مستقبل میں ہے ۔ یعنی اس کا پورا نتیجہ تب ہی ظاہر ہو گا جب ہمیں ہمارے فانی بدن سے مخلصی ملے گی ۔ یہ "مخلصی" گلتیوں ۴ : ۵ کے "چھڑا لینے" سے مختلف ہے ۔ چھڑا لینا خرید کر آزاد کرنا ہے لیکن جو یونانی لفظ (اپولُوترو سیس apolytrosis) یہاں مخلصی کے لئے استعمال ہوا ہے اُس میں زور فانی بدن کی قیود سے آزاد ہونے پر ہے ۔ ہمارا فانی بدن ہم پر بعض بندشیں لگا دیتا ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی کائنات کے فرد ہیں جو فنا کے قبضے سے چھوٹنے کے لئے کراہتی ہے (آیت ۲۲) ۔ پولُس رسول اُس غیر فانی روحانی جسم کا جو قیامت پر ہمیں ملے گا منتظر ہے جس کی زندہ تصویر اُس نے ۱-کرنتھیوں ۱۵ : ۳۵-۵۷ میں کھینچی ہے (فلپیوں ۳ : ۲۱؛ ۲-کرنتھیوں ۵ : ۱-۸) ۔ خدا کا ہمیں ابھی لے پالک بیٹا بنانے کا زمانۂ حال میں نتیجہ انتہائی خوشی میں ملتا ہے لیکن یہ خوشی تو محض ایک ★ بیعانہ ہے (۲-کرنتھیوں ۱ : ۲۲؛ ۵ : ۵؛ افسیوں ۱ : ۱۳، ۱۴) جو اُس کامل خوشی کی جو ہمیں آسمان پر لے پالک ہونے پر وراثت میں ملے گی ایک خفیف سی جھلک ہے ۔

رومیوں ۹ : ۴ میں پولُس رسول اُن مراعات اور حقوق کی فہرست پیش کرنے لگتا ہے جو بنی اسرائیل کو لے پالک ہونے سے ملیں ۔ خدا نے کہا "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے" (خروج ۴ : ۲۲) اور "جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا میں نے اُس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا" (ہوسیع ۱۱ : ۱) ۔ اور موسیٰ نے اس رشتہ کو یوں بیان کیا "تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو" (استثنا ۱۴ : ۱) ۔ تو بھی اسرائیل کی فرزندیت تخلیق کا قدرتی رشتہ نہ تھا بلکہ ایک مخصوص رشتہ تھا ۔ وہ وعدہ کے عہد سے قائم ہوا ۔ یہ ایمان کا ایک روحانی رشتہ تھا جو خدا کے فضلِ مطلق کے تحت ظہور پذیر ہوا ۔ اس کی تشریح پولُس رومیوں ابواب ۹ تا ۱۱ میں کرتا ہے ۔ یوں وہ اُن کی جو قدرتی طور پر اُس کی نسل سے ہیں (اعمال ۱۷ : ۲۸) اور وہ جو لے پالک ہونے سے خدا کے بیٹے بنتے ہیں اور ایمان کی تابعداری سے اُس میں قائم ہیں تمیز کرتا ہے ۔ افسیوں ۱ : ۴، ۵ میں پولُس رسول کمال اختصار سے خدا کے اُس بڑے عمل کا ذکر کرتا ہے جس سے اُس نے ہمیں اپنا لے پالک بیٹا بنا لیا اور اس عمل کے نتیجے کو آیات ۶ تا ۱۲ میں بیان کرتا ہے ۔ اس عجیب کام کی ابتدا خدا کے ہمیں چُننے سے ہوئی (دیکھئے برگزیدگی) ۔ "چنانچہ اُس (خدا) نے ہم کو بنائے عالم سے پیشتر اُس میں (مسیح میں) چن لیا" یعنی لے پالک بنانے میں خداوند مسیح وسیلہ بنا اور خدا ہمارا باپ ۔ خدا کی پوری حاکمیت پانچویں آیت کے اس جملے سے ظاہر ہوتی ہے "اُس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرّر کیا ۔" خدا نے اپنی مرضی سے ہمیں چُنا ہے اور برگزیدگی کے مقصد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محض ایک رشتہ یا منصب نہیں ہے بلکہ ایک ذمہ داری جس کا آیت چار کے دوسرے حصّہ میں ذکر ہے "تاکہ ہم اُس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں ۔"

کسی بھی قانون کے تحت لے پالک بننا ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔ مجازی معنوں میں یہ روحانی حقائق بیان کرتا ہے۔ لے پالک ہونے کی تعلیم واضح کرتی ہے کہ (۱) ہماری نجات کا انتظام خدا کا ہی پُرفضل کام ہے (۲) ہمارا لے پالک بننا ہم پر چند بھاری فرائض ڈالتا ہے (۳) اس کے باعث ایک نیا خاندانی رشتہ قائم ہوا جس میں محبت اور بھروسہ ایک خاص مقام رکھتے ہیں (۴) وہ بے بہا وراثت کی دولت کی علامت ہے جو مستقبل ہی ہم پر پوری طرح ظاہر کرے گا۔

لَیس۔ لائیش:۔ ۱۔ یردن کی وادی میں ایک شہر جسے بنی دان نے فتح کر کے اُس کا نام دان رکھا (قضاۃ ۱۸: ۷، ۱۴، ۲۷، ۲۹)۔ اس کا نام یشوع ۱۹: ۴۷ میں لَشم (لاشم) ہے۔

۲۔ فلطی کا باپ۔ ساؤل نے اپنی بیٹی میکل کو، جو داؤد کی بیوی تھی فلطی کو دی تھی (۱۔سموئیل ۲۵: ۴۴؛ ۲۔سموئیل ۳: ۱۵)۔

لبطرہ:۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۲۸

لیلیت:۔ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی لفظ جو یسعیاہ ۳۴: ۱۴ میں استعمال ہوا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ عفریت ہے۔ دیکھئے عفریت۔

لینُس:۔ روما میں ایک مسیحی جس نے تیمتھیس کے نام پولس رسول کے خط میں تیمتھیس کو سلام بھیجا (۲۔تیمتھیس ۴: ۲۱)۔ ایرینیئس اور یوسیبئیس کے مطابق وہ روما کا پہلا بشپ مقرر ہوا تھا۔

م

ماتم کرنے کی رسُومات:- اسرائیل میں ماتم کے اظہار اور سوگ منانے کے مختلف طریقے رائج تھے۔ کسی کی موت کی خبر سُننے پر وہ پیراہن چاک کرنے یا کپڑے پھاڑتے (۲-سموئیل ۱: ۲، ۱۱)، ٹاٹ اوڑھتے (۲-سموئیل ۳: ۳۱)، سر پر راکھ یا مٹی ڈالتے (۲-سموئیل ۱۵: ۳۲)، بال اور داڑھی منڈواتے (احبار ۱۹: ۲۷؛ استثنا ۱۴: ۱، ۲)۔ اگرچہ ماتم کرتے وقت اپنے آپ کو زخمی کرنے کی دو حوالوں میں سختی سے ممانعت کی گئی تھی تو بھی لوگ اپنے جسم کو زخمی کرتے تھے (استثنا ۱۴: ۱؛ احبار ۱۹: ۲۸؛ یرمیاہ ۱۶: ۶)۔ روزہ رکھنا بھی غم اور ماتم کی علامت تھا (۲-سموئیل ۱: ۱۲)۔ ماتم کرنے کا عرصہ مختلف ہوتا تھا۔ ساؤل بادشاہ کے لئے سات دن سوگ منایا گیا (۱-سموئیل ۳۱: ۱۳)۔ موسیٰ اور ہارون کے لئے لوگوں نے ۳۰ دن ماتم کیا (گنتی ۲۰: ۲۹)۔ یعقوب کے لئے ستّر دن تک نوحہ کیا گیا (پیدائش ۵۰: ۳)۔
بعض مرتبہ ماتم کرنے کے لئے کرائے پر ماتم کرنے والے بُلائے جاتے تھے (۲-تواریخ ۳۵: ۲۵؛ متّی ۹: ۲۳؛ عاموس ۵: ۱۶؛ یرمیاہ ۹: ۱۷-۲۲)۔

نئے عہدنامہ میں جی اُٹھنے کی پکّی اُمید کی وجہ سے ماتم کرنے کو غیر ضروری سمجھا گیا۔ پولس رسول مسیحیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ ان کی طرح غم اور ماتم نہ کریں جن کے پاس کوئی اُمید نہیں (۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۳)۔

ماجوج:- (ما = سرزمین؛ ماجوج = جوج کی سرزمین)۔
۱- یافت کا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۲؛ ۱-تواریخ ۱: ۵)۔
۲- یوسیفس اور دوسرے یونانی مصنف اس سے سکوتی مُراد لیتے ہیں۔ مسیحی مُفسّر انہیں رُوس اور جنوبی یورپ کے تاتاری سمجھتے ہیں (حزقی ایل ۳۸: ۸)۔
مکاشفہ ۲۰: ۸ میں "اُن قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہونگی" جوج اور ماجوج کہا گیا ہے۔ نیز دیکھئے جوج اور ماجوج۔

مادی:- (ملک اور لوگ)۔ شمال مغربی ایران کا قدیم نام جو بحیرۂ کیسپین کے مغرب اور زگروس Zagros کی پہاڑیوں کے جنوب میں واقع تھا۔ اس طرح یہ علاقہ موجودہ آذربائیجان کے صوبے اور فارسی کردستان کے کچھ حصّے پر مشتمل تھا۔ یہاں کے باشندے مادی کہلاتے تھے۔ وہ یافت کی نسل سے تھے (پیدائش ۱۰: ۲)۔ اُن کی آریائی ہونے کی تصدیق ہیرودوتس اور اسٹرابو کرتے ہیں۔ یہ اُن کی زبان کی بچی کھچی نشانیوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دشت کے رہنے والے لوگ تھے۔ ان کا سب سے پہلے ذکر سلمنسر سوم نے کیا جب اُس نے ۸۸۶ ق م میں ان کے علاقے پر عمدہ نسل کے گھوڑے حاصل کرنے کے لئے جن کے لئے وہ مشہور تھے حملہ کیا۔ بعد ازاں اسُور کے بادشاہ بھی اپنے مشرقی دّروں کو تجارت کے لئے کھُلا رکھنے کے لئے اُن پر حملے کرتے رہے۔ اداد نیراری Adad Nirari سوم (۸۱۰-۷۸۱ ق م) نے بھی تگلت پلاسر سوم (۷۴۳ ق م) اور سرجون دوم (۷۱۶ ق م) کی طرح مادی اور فارسی ملکوں کو فتح کرنے کا دعوےٰ کیا۔ سرجون نے دایاکو Dayaukku کے جسے اُس نے کچھ عرصہ کے لئے حمات میں جلاوطن بھی کر دیا تھا، کچھ علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد اسرائیلیوں کو مادی میں لے جا کر بسایا (۲-سلاطین ۱۷: ۶؛ ۱۸: ۱۱)۔
اسرحدون نے اپنی مادی رعایا کے ساتھ معاہدہ کیا لیکن اُنہوں نے جلد ہی بغاوت کر دی اور وہ ۶۳۱ ق م کے بعد اسُور کی گرتی ہوئی طاقت کے خلاف سکوتیوں اور سُمیریوں سے مل گئے۔ اب فراورتیس Phraortes کی سرکردگی میں کھُلے کھُلے حملے شروع ہو گئے اور نتیجتہً کیوا کسارِیس Kyaxares اور اُس کے بابلی اتحادیوں نے نینوہ (۶۱۲ ق م) اور حاران (۶۱۰ ق م) پر قبضہ کر لیا۔ اب اسُور کے شمال کا تمام علاقہ مادیوں کے قبضہ میں آگیا اور لُودَ کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ تاہم ۵۸۵ ق م میں معاہدۂ امن طے پا گیا۔
۵۵۰ ق م میں اینشان Anshan کے خورس نے (دیکھئے عیلام) استیاگیس Astyages کو شکست دی اور دارالحکومت اکبتانہ Ekbatana پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ تمام مادی پر حکومت کرنے لگا اور اپنے القابات میں ایک اور لقب "شاہِ مادی" کا اضافہ کر لیا۔ اُس نے مادیوں کو بڑے بڑے عہدے دیئے اور مادی رسم و رواج اور قوانین کو فارسیوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا (دانی ایل ۶: ۸، ۱۵)۔ مادی بعض اوقات فارس کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا لیکن زیادہ تر وہ اِس نئے اتحاد میں ایک بڑے حصّے کے طور پر شامل تھا (دانی ایل ۸: ۲۰؛ آستر ۱: ۱۹)۔ مادیوں نے، جیسا کہ یسعیاہ (۱۳: ۱۷) اور یرمیاہ نبی نے (یرمیاہ ۵۱: ۱۱، ۲۸) دیکھا تھا، بابل پر قبضہ کرنے میں حصّہ لیا (دانی ایل ۶: ۲۸)۔ بابل کا نیا بادشاہ دارا، مادی کہلاتا تھا (دانی ایل ۱۱: ۱) کیونکہ وہ اخسویرس کا بیٹا تھا جو مادیوں کی نسل سے تھا (دانی ایل ۹: ۱)۔ دیکھئے دارا۔ خورس۔
بعد ازاں مادیوں نے دارا اوّل اور دوم (۴۰۹ ق م) کے ماتحت بغاوت کی۔ مادی میں یہودیوں کی تاریخ آستر کی کتاب میں درج ہے (۱: ۳، ۱۴، ۱۸، ۱۹) اور سلوکیوں (شامیوں) اور پارتھیوں کا ذکر ا-مکابین

۵: ۴۶؛ ۱۴: ۱-۳ میں آیا ہے۔ مادی کو ۱۱ ویں اور ۱۸ ویں صوبے کے طور پر منظم کیا گیا۔ مادیوں کا ذکر اعمال ۲: ۹ میں عیلامیوں اور پارتھیوں کے ساتھ آیا ہے۔ ساسانیوں کے بعد مادی صرف ایک جغرافیائی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

مادی۔ مادائی:- یافت کی نسل سے ایک قوم (پیدائش ۱۰: ۲؛ ۱-تواریخ ۱: ۵)۔ یہ لوگ اس علاقہ میں بستے تھے جہاں آج کل کا ایران ہے۔

ماران اتا:- "ہمارا خداوند آنے والا ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۶: ۲۲۔ قب ۱-کرنتھیوں ۱۱: ۲۶)۔

ارامی زبان کا ایک فقرہ جو اوائلی کلیسیا کا کلمہِ امتیاز تھا۔ کیتھولک ترجمہ میں ارامی لفظ دیئے گئے ہیں جب کہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ان کا ترجمہ ہے۔

پہلی صدی کے مسیحی خداوند کی آمدِ ثانی کے بہت منتظر تھے، اور اُمید کرتے تھے کہ وہ جلد آئیں گے۔ وہ اس کلمہ کو ایک دوسرے سے ملتے وقت اکثر استعمال کرتے تھے (مقابلہ کیجئے فلپیوں ۴: ۵؛ مکاشفہ ۲۲: ۲۰)۔

پہلی صدی کی ایک کلیسیائی تعلیم کی کتاب، ★ دِ دَ خے (تعلیم الرسل) میں عشائے ربانی کی عبادت کی ترتیب میں یہ فقرہ نماز کا ایک حصّہ تھا۔

مارتول:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۲۔

ماروت:- یروشلیم کے مغرب کے میدان میں ایک شہر (میکاہ ۱: ۱۲)۔

مارہ:- (عبرانی = تلخ، کڑوا)۔

۱- بحیرۂ قلزم سے تین دن کی مسافت پر ایک مقام جہاں بنی اسرائیل کو کڑوا پانی ملا۔ خدا نے موسیٰ کو ایک درخت دکھایا جسے پانی میں ڈالنے سے وہ میٹھا ہو گیا (خروج ۱۵: ۲۳-۲۶)۔

۲- جب نعومی کا خاوند اور اس کے دو بیٹے مر گئے تو اُس نے یہ نام اپنایا۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے نعومی (= خوشگوار) نہ کہو بلکہ مارہ (= تلخ) کہو (روت ۱: ۲۰)۔

ماری:- وادیِ فرات کا ایک قدیم شہر۔ یہ ۱۹۳۳ء میں دریافت ہوا۔ جب گورکن قبریں کھود رہے تھے تو انہیں ایک بہت بڑی مورت ملی۔ بعد کی کھدائی کے دوران یہاں سے بے شمار اشیا ملیں جن میں ۲۰ ہزار میخی لکھائی کی تختیاں بھی شامل تھیں۔ ان تختیوں سے قدیم شامی تہذیب و تمدن پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ ماری حکومت، بابل کے حمورابی کی سلطنت اور کنعان کے اموری قبیلوں کی ہمعصر تھی۔ یہ لوگ عشتار دیوی کی پرستش کرتے تھے جس کی مورتیاں افسس کی ارتمس دیوی (اعمال ۱۹: ۲۱-۲۹) کی مانند بے شمار تھیں۔ دجون (ملک کا بادشاہ) سب سے بڑا دیوتا تھا۔ ایک محل جو چھ ایکڑ سے زیادہ رقبے میں ہے اُس کا تھوڑا سا حصّہ صدیوں پرانی مٹی کی تہوں میں سے کھود کر نکالا گیا ہے۔ یہ اینٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے لیکن اتنی عمدگی سے تعمیر ہوا کہ بعض ۱۵ فٹ بلند دیواریں ابھی تک صحیح حالت میں ہیں۔ اس کی نالیاں اب بھی قابلِ استعمال ہیں۔ اس میں حمام بھی بنے ہوئے ہیں۔ بعض تختیوں کی میخی لکھائی کا ابرہام کے زمانہ کے کسدیوں کے اُور سے بہت نزدیکی تعلق نظر آتا ہے۔ ان میں سے کچھ تختیوں میں حمورابی کے ساتھ خط و کتابت محفوظ ہے۔ ابھی تک سارے مواد کا ترجمہ نہیں ہو سکا، لیکن جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو اُمید کی جاتی ہے کہ اموریوں کے حالات پر بہت روشنی پڑے گی۔ حمورابی نے اپنی حکومت کے ۳۲ ویں سال میں اس شہر کو تباہ کر دیا۔

ماعت۔ مات:- خداوند یسوع کے اسلاف میں سے ایک (لوقا ۳: ۲۶)۔

ماعونی:- اسرائیل کے ان دشمنوں کے بارے میں ہم زیادہ نہیں جانتے۔ ان کا اسرائیل کے دیگر دشمنوں کے ساتھ ذکر ہوا جنہیں خدا نے شکست دی (قضاۃ ۱۰: ۱۱، ۱۲)۔ انہیں معونیم بھی کہا گیا ہے۔ شاید وہ عرب سے آئے تھے۔ عزرا کے زمانے میں ان کی نسل کے لوگ ہیکل کے خدمت گاروں میں سے تھے (عزرا ۲: ۵۰)۔

ماعی۔ ماعائی:- ایک کاہن کا بیٹا جس نے یروشلیم کی شہر پناہ کی تقدیس کے وقت نرسنگا بجایا (نحمیاہ ۱۲: ۳۶)۔

ماکی:- جد کے قبیلے کا ایک شخص، جیوائیل کا باپ۔ یہ اُن جاسوسوں میں سے تھا جنہیں موسیٰ نے ملک کنعان کا حال دریافت کرنے کو بھیجا تھا (گنتی ۱۳: ۱۵)۔

ماں:- (عبرانی ایم۔ عربی اُم)۔

پرانے اور نئے عہدنامہ میں ماں کا عظیم رتبہ تھا۔ ماں ہونا خوشی اور امتیاز کا مقام ہے (پیدائش ۳: ۲۰، یوحنّا ۱۶: ۲۱)۔ پہلے چند سالوں میں بچے کی تربیت کی ذمہ دار ماں ہوتی تھی (امثال ۳۱: ۱)۔ بچّوں کا فرض تھا کہ ماں کی بھی اُتنی ہی عزت کریں جتنی وہ باپ کی کرتے تھے (خروج ۲۰: ۱۲؛ ۲۱: ۱۵؛ امثال ۱: ۸)۔ وہ خاتون جو قوم کی ہدایت کرتی تھی ماں کہلاتی تھی (قضاۃ ۵: ۷)۔ یہ نام شہروں کو بھی دیا جاتا تھا (۲-سموئیل ۲۰: ۱۹)۔ خاص کر یروشلیم کو تو قوم کی ماں کہا جاتا تھا (یسعیاہ ۶۶: ۷-۱۳)۔ اسی طرح نئے یروشلیم کو بھی ماں کہا گیا ہے (گلتیوں ۴: ۲۶)۔ نیز دیکھئے خاندان ۱ و۔

مانحت:- (عبرانی = آرام گاہ)۔

بنی سوبل میں سے ایک (۱-تواریخ ۱: ۴۰؛ پیدائش ۳۶: ۲۳)۔

مانہ۔ منا:- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۔

ماہ:- دیکھئے کیلنڈر۔

ماہتاب :- دیکھئے چاند ۲

ماہی گیر۔ ہڑگیلا :- ایک پرندہ جسے کیتھولک ترجمہ میں ماہی گیر اور پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ہڑگیلا کہا گیا ہے۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۸

ماہی گیری۔ ماہی گیر :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۳

مُبارک :- جسے برکت دی گئی۔ خوش قسمت۔ خوش نصیب۔ یہ ★ برکت کی مفعولی ترکیب ہے۔ عبرانی لفظ بارُوک پرانے عہدنامے میں کثرت سے آتا ہے اور اس کا ترجمہ مبارک ہے (پیدائش ۹: ۲۶؛ خروج ۱۸: ۱۰ وغیرہ۔ عبرانی لفظ بطور اسم معرفہ بھی آتا ہے مثلاً ★بارُوک یرمیاہ ۳۲: ۱۲، ۱۶؛ نحمیاہ ۳: ۲۰؛ ۱۱: ۵)۔ جب یہ لفظ خدا کے لئے آئے تو اس کے معنی خدا کی تعریف ہیں (پیدائش ۹: ۲۶؛ ۱۔سلاطین ۱: ۴۸؛ زبُور ۲۸: ۶ وغیرہ) اور جب آدمیوں کے لئے استعمال ہو تو اس سے خوشی کی حالت یا خوش نصیبی مراد ہے (۱۔سموئیل ۲۶: ۲۵؛ ۱۔سلاطین ۲: ۴۵)۔ پرانے عہدنامہ میں عبرانی لفظ آشرِ بھی استعمال ہُوا ہے جو صرف جمع کے صیغہ میں بطور حرفِ استجابیہ آشرے کی شکل میں استعمال ہُوا ہے اور اس کا مطلب "وہ کتنا خوش (نصیب) ہے" (بطور اسم معرفہ آشر پیدائش ۳۰: ۱۳ میں آتا ہے معنی کے لئے دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ یہ لفظ ہمیشہ آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے (زبُور ۱: ۱)۔ اس کا یونانی مترادف مکاریوس makarios ہے۔ یہ یونانی لفظ غیر مسیحی ادبی حلقوں میں اُس خوشی کی حالت کو بیان کرتا ہے جو دیوتاؤں کو نصیب ہے۔ نئے عہدنامہ میں اس لفظ میں گہرے روحانی معنی سمو دیئے گئے ہیں جیساکہ مبارکبادیوں سے ظاہر ہے (متّی ۵: ۳-۱۱)۔ دوسرے حوالوں میں بھی یہی تاثر ملتا ہے (لوقا ۱: ۴۵؛ یوحنّا ۲۰: ۲۹؛ اعمال ۲۰: ۳۵؛ یعقوب ۱: ۱۲)۔

مبارکبادیاں :- مبارکبادیوں کا مطلب "آسمانی خوشی" ہے یا "مُبارک حالی کا اعلان" خاص طور پر جیساکہ مسیح نے کیا۔ پرانے عہدنامہ میں بھی اکثر مبارک بادیاں ملتی ہیں (زبُور ۳۲: ۱-۲؛ ۴۱: ۱؛ ۶۵: ۴ وغیرہ)۔ انجیلوں میں کہیں کہیں مسیح خداوند کی مبارکبادیاں آئی ہیں (متّی ۱۱: ۶؛ ۱۳: ۱۶؛ ۱۶: ۱۷؛ ۲۴: ۴۶۔ ان کی طرح کی لوقا کی انجیل میں بھی ملتی ہیں، یوحنّا ۱۳: ۱۷؛ ۲۰: ۲۹)۔ لیکن عام طور پر یہ لفظ مسیح خداوند کے متّی ۵: ۳-۱۱ اور لوقا ۶: ۲۰-۲۲ میں مرقوم بیانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ ان عبادتوں میں شامل ہیں جنہیں "پہاڑی وعظ" اور "میدانی وعظ" کہا جاتا ہے۔ علماء میں اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ خداوند مسیح کے دو وعظ ہیں یا ایک ہی وعظ کو دو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے۔

مبارکبادیاں، مسیحی کردار کی مختلف حالتوں کو بیان نہیں کرتیں بلکہ اُن صفات اور تجربات کو پیش کرتی ہیں جو مسیح کے مثالی کردار میں مجتمع تھے۔ متّی کی انجیل میں آٹھ مبارکبادیاں ہیں اور ان کے ساتھ افسوس کا ذکر نہیں جبکہ لوقا کی انجیل میں چار مبارکبادیوں کے ساتھ چار افسوس بھی ملتے ہیں۔ متّی میں ماسوا آخری، صیغہ غائب میں ہیں جب کہ لوقا میں صیغہ مخاطب ہیں۔ متّی میں ماسوا آخری کا تعلق روحانی صفات سے ہے لیکن لوقا میں ظاہری غربت اور دُکھوں سے ہے۔ متّی میں عام اعلانات کا تعلق روحانی شرطوں سے ہے لیکن لوقا میں ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ خاص طور پر شاگردوں کو مخاطب کرکے کہے گئے تھے۔ لوقا، متّی کی انجیل میں مرقوم تیسری، پانچویں، چھٹی اور ساتویں مبارکبادیوں کا ذکر نہیں کرتا۔ بعض علماء مبارکبادیوں کی ترتیب میں درجہ بندی دیکھتے ہیں اور اُن درجہ بندیوں پر بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن عام طور پر کسی درجہ بندی کو قبول نہیں کیا جاتا۔ نیز دیکھئے مبارک۔

مبحار۔ مبحار :- داؤد کے لشکر کا ایک سورما، ہاجری کا بیٹا (۱۔تواریخ ۱۱: ۳۸)۔

مبروص :- برص کا مریض۔ کوڑھی۔ یہ لفظ صرف کیتھولک ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے کوڑھ اور کوڑھی۔

مِبسام :- (عبرانی = خوشبو)۔

۱۔ اسمٰعیل کے بارہ بیٹوں میں سے ایک۔ یہ سب اپنے قبیلوں کے سردار تھے (پیدائش ۲۵: ۱۳)۔

۲۔ بنی شمعون میں سے سلوم کا بیٹا (۱۔تواریخ ۴: ۲۵)۔

مُبشّر :- بشارت دینے والا۔ خوشخبری سنانے والا۔ جس یونانی لفظ کا ترجمہ مُبشّر کیا گیا ہے وہ یونانی فعل euangelizo کا اسم ہے۔ euangelion کے معنی خوشخبری ہیں (دیکھئے انجیل)۔ یہ لفظ فعل کے صیغہ میں نئے عہدنامہ میں بہت عام ہے۔ مثلاً گلتیوں ۳: ۸ میں خدا ابرہام کو خوشخبری سناتا ہے (یہاں یونانی سابقہ pro استعمال ہوا ہے)۔ یہ مسیح کے (لوقا ۲۰: ۱) اور رسولوں کے خوشخبری کے پیغام کو سنانے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (اعمال ۸: ۲۵ وغیرہ)۔ بطور اسم یہ لفظ نئے عہدنامہ میں تین مرتبہ آتا ہے۔ پولس رسول تیمتھیس کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ "بشارت کا کام انجام دے" (۲۔تیمتھیس ۴: ۵۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں لفظ مُبشّر استعمال نہیں ہُوا۔ تاہم ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یونانی میں یہ مُبشّر ہے)۔ تیمتھیس، پولس رسول کے ہمراہ تھا جب وہ اپنے بشارتی سفروں پر گیا۔ لیکن یہ دو خط پولس نے تیمتھیس کو تب لکھے جب وہ مقامی پاسبانی کا کام کر رہا تھا۔ ایسے شخص کو بشارت کرنے کی ترغیب دینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مُبشّر پاسبان اور اُستاد ہوتے ہوئے بھی یہ کام کر سکتا ہے۔

اعمال ۲۱: ۸ میں فلپس کو مُبشّر کا خطاب دیا گیا ہے۔ فلپس اُن سات میں سے تھا جنہیں کھانے پینے کے انتظام پر مامُور کیا گیا تھا۔ ستفنس کی شہادت کے بعد فلپس نے منادی کے کام میں نمایاں حصّہ لیا (اعمال ۸: ۵، ۱۲، ۳۵، ۴۰)۔ اگرچہ وہ مُبشّر تھا تاہم اُسے رسولوں میں

شریک نہیں کیا گیا (اعمال ۸: ۱۴) - اسی قسم کا فرق تمیتھیس اور رسولوں کے درمیان بھی کیا گیا ہے (دیکھئے ۲-کرنتھیوں ۱: ۱، کلسیوں ۱: ۱) - ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ رسول مُبشر تھے تاہم ہر مُبشر رسول نہ تھا - یہ فرق افسیوں ۴: ۱۱ سے اور بھی واضح ہو جاتا ہے - وہاں مُبشر کے عہدے کا ذکر رسول اور نبی کے بعد اور چرواہے اور اُستاد سے پہلے آتا ہے - اس حوالے سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ مُبشر ہونے کی نعمت دیگر نعمتوں سے مختلف تھی - اگرچہ سب مسیحی موقع کے مطابق بشارت کا کام کرتے تھے تاہم بعض کو اس کام کے لئے خصوصی طور پر بلایا جاتا تھا اور اس خدمت کے لئے پاک رُوح بخشا جاتا تھا -

مبصار :- (عبرانی = قلعہ) - عیسو کی اولاد سے گیارہ رئیسوں میں سے ایک (پیدائش ۳۶: ۴۲) -

مبونی - سبکی :- داؤد کا ایک بہادر جس نے فلستی دیوزادہ کو قتل کیا (۲-سموئیل ۲۳: ۲۷ اور ۲۱: ۱۸) - کتابت کی غلطی سے اس نام کے ہجے مختلف حوالوں میں مختلف ہیں -

متات :- (یونانی = خدا کی بخشش) - خداوند یسوع کے نسب نامہ میں اس نام کے دو شخص (لوقا ۳: ۲۴، ۲۹) -

متّان :- (عبرانی = عطیہ) -
۱ - یروشلیم میں بعل کے مندر کا پجاری جسے یہویدع نے ملکہ عتلیاہ کے ساتھ قتل کروایا (۲-سلاطین ۱۱: ۱۸؛ ۲-تواریخ ۲۳: ۱۷) -
۲ - یرمیاہ نبی کے زمانے میں ایک شخص جس کے بیٹے سفطیاہ نے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر یرمیاہ کے خلاف بادشاہ سے شکایت کی کہ وہ اپنی پیشین گوئیوں سے لوگوں کی ہمت پست کرتا ہے - اس لئے یرمیاہ کو قید خانہ کے صحن کے حوض میں ڈال دیا گیا جہاں سے وہ بعد میں صدقیاہ بادشاہ کے حکم سے نکالا گیا (یرمیاہ ۳۸: ۱-۲۸) -
۳ - مقدسہ مریم کے خاوند یوسف کا دادا (متی ۱: ۱۵) -

متّناہ - متّتہ :- (عبرانی = یہوواہ کا عطیہ) - حاشوم کا ایک بیٹا جس نے اپنی اجنبی بیوی کو الگ کیا (عزرا ۱۰: ۳۳) -

متّتیاہ - متّت یاہ :- (عبرانی = یہوواہ کا عطیہ) -
۱ - بنی نبو میں سے ایک - اس نے اپنی اجنبی بیوی کو اسیری کے بعد الگ کر دیا (عزرا ۱۰: ۴۳) -
۲ - قورحی سلوم کا پہلوٹھا جو ہیکل میں توے پر پکائی ہوئی چیزوں پر مقرر تھا (۱-تواریخ ۹: ۳۱) -
۳ - یدوتون لاوی کا چھٹا بیٹا - وہ ہیکل میں سازوں سے خدا کی خدمت کرتا تھا (۱-تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۱؛ ۱۶: ۵؛ ۲۵: ۳، ۲۱) - بعض ۱-تواریخ ۱۶: ۵ کے متّتیاہ کو مختلف شخص سمجھتے ہیں - لیکن یہ درست نہیں -
۴ - ایک شخص جو عزرا کے دائیں طرف کھڑا تھا جب وہ شریعت

پڑھ کر لوگوں کو سُنا رہا تھا (نحمیاہ ۸: ۴) - شائد یہ وہی ہو جس کا ذکر ۱-تواریخ ۹: ۳۱ میں ہوا ہے -
۵ - خداوند یسوع کے نسب نامہ میں دو شخصوں کے نام (لوقا ۳: ۲۵، ۲۶) -
۶ - ایک کاہن جس نے مکابی خاندان کی بنیاد رکھی (۱-مکابیین ۲) -
۷ - یونان کی فوج کا سپہ سالار (۱-مکابیین ۱۱: ۷۰) -
۸ - شمعون سردار کاہن کا بیٹا (۱-مکابیین ۱۶: ۱۴-۱۶) -
۹ - ایک سفیر جسے نیقانور نے یہوداہ کے پاس بھیجا (۲-مکابیین ۱۴: ۱۹) -

متحدہ سلطنت، اسرائیل کی :- دیکھئے اسرائیل ۴

متراس :- ملک فارس کا سورج دیوتا - یہ نام بائبل میں صرف چند شخصی ناموں کی ترکیبوں میں آتا ہے - دیکھئے متردات -

متردات :- (قدیم فارسی = متراس یعنی سورج دیوتا کا دیا ہوا) -
۱ - شاہ فارس خورس کا خزانچی (عزرا ۱: ۸) -
۲ - خورس کے بیٹے ارتخششتا کے عہد میں یہودیوں کا ایک دشمن - اس نے دوسروں کے ساتھ یروشلیم کے یہودی باشندوں کے خلاف شکایت کر کے کچھ عرصہ کے لئے اُن کا کام رکوایا (عزرا ۴: ۷) -

مُتّقی :- لغوی معنی = پرہیزگار - خدا کا خوف رکھنے والا - پارسا - لیکن جہاں یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے (۱-تیمتھیس ۳: ۲؛ ططس ۱: ۸؛ ۲: ۲؛ ۲: ۵؛ ۲: ۶) وہاں جس یونانی لفظ اسوفرون جو سوفوس sophos سے جو فلسفی کا حصّہ ہے ترکیب دیا گیا ہے) کا ترجمہ کیا گیا ہے اُس کے معنی ہیں عاقل (دیکھئے کیتھولک ترجمہ جو زیادہ موزوں ترجمہ ہے) -

متلینے - مُطولینی :- لیسبوس کے جزیرے کا خاص شہر - تیسرے بشارتی سفر کی واپسی پر پولس مکدُنیہ سے یروشلیم جاتے ہوئے یہاں ٹھہرا (اعمال ۲۰: ۱۴) - یہ یونانی ثقافت کا مرکز اور یونان کی مشہور شاعرہ سیفو کی جائے رہائش تھی - یہ دوہری بندرگاہ تھی -

متنہ - متّانہ :- (عبرانی = بخشش) - کنعان کے راستہ میں بنی اسرائیل کا ایک پڑاؤ - غالباً یہاں ایک اچھا کنواں تھا (گنتی ۲۱: ۱۸) -

متنی :- یُوسفط کا خاندانی لقب - یُوسفط داؤد بادشاہ کا ایک سورما تھا (۱-تواریخ ۱۱: ۴۳) -

متنّی - متنائی :- ۱ - ایک کاہن جو اپنے آبائی خاندان کا سردار تھا (نحمیاہ ۱۲: ۱۹) -
۲ - اُن آدمیوں میں سے ایک جنہوں نے اپنی غیر یہودی بیویوں کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۳۳) -

متنیاہ - متن یاہ :- (عبرانی = یہوواہ کی بخشش) - یہ نام یہودیوں میں بہت عام تھا - پرانے عہدنامہ میں گیارہ آدمی اس نام سے موسوم ہیں -

۱ - صدقیاہ بادشاہ کا پہلا نام - یہ یہویقیم بادشاہ کے باپ کا بھائی تھا - جب نبوکدنضر نے یہویقیم کو تخت سے الگ کیا تو اس نے متنیاہ کا نام صدقیاہ رکھ کر اُسے تخت پر بٹھایا (۲ - سلاطین ۲۴ : ۱۷) -

۲ - آسف کے خاندان سے ایک شخص جو دعا کے وقت شکر گذاری کرنے میں پیشوا تھا (نحمیاہ ۱۱ : ۱۷؛ ۱۲ : ۸) - یہ خزانے کا دربان بھی تھا (نحمیاہ ۱۲ : ۲۵) -

۳ - ایک لاوی جس کے خاندان کے لوگ یروشلیم میں رہتے تھے (۲ - تواریخ ۲۰ : ۱۴) -

۴ - عیلام کا بیٹا (عزرا ۱۰ : ۲۶) -

۵ - زتو کا بیٹا (عزرا ۱۰ : ۲۷) -

۶ - پخت موآب کا بیٹا (عزرا ۱۰ : ۳۰) -

۷ - بانی کا بیٹا (عزرا ۱۰ : ۳۷) -

۸ - حنان کا دادا (نحمیاہ ۱۳ : ۱۳) -

۹ - ہیمان کا بیٹا - یہ اُن میں سے تھا جنہیں داؤد بادشاہ نے بربط اور ستار سے نبوت کرنے کی خدمت پر مقرر کیا (۱ - تواریخ ۲۵ : ۴، ۱۶) -

۱۰ - بنی آسف میں سے ایک - اسے خداوند کے گھر کو پاک کرنے کے لئے مقرر کیا گیا (۲ - تواریخ ۲۹ : ۱۳) -

۱۱ - اُن آدمیوں میں سے ایک جنہوں نے اپنی غیر یہودی بیویوں کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰ : ۳۷) -

متوسائیل - متوشائیل :- لمک کا باپ (پیدائش ۴ : ۱۸) -

متوسلح - متوشالح :- (عبرانی = غالباً نیزہ انداز) - حنوک کا بیٹا اور نوح کا دادا - وہ ۹۶۹ برس کی عمر میں ہی مرا (پیدائش ۵ : ۲۱ - ۲۷) -

متّی :- (یونانی = خدا کی بخشش) - حلفئی کا بیٹا جو لاوی بھی کہلاتا تھا (مرقس ۲ : ۱۴؛ لوقا ۵ : ۲۷) - وہ محصول لینے والا تھا - خداوند یسوع اِسے محصول کی چوکی پر ملے اور اُسے اپنا شاگرد بننے کی دعوت دی (متّی ۹ : ۹؛ مرقس ۲ : ۱۴؛ لوقا ۵ : ۲۷) - چونکہ یہودیوں میں دو نام رکھنے کا دستور تھا (مثلاً شمعون پطرس کہلایا، توما توام، غالباً برتلمائی نتن ایل اور ساؤل پولس) اس لئے بلاشبہ متّی اور لاوی ایک ہی شخص کے دو نام تھے - غالباً جب لاوی مسیح کا شاگرد بنا تو اُس نے اپنا نام تبدیل کر کے متّی (خداوند کی بخشش یا بعد کی شکل امیتائی = Amittai بمعنی سچ) رکھ لیا -

جس شتابی سے متّی نے مسیح خداوند کی دعوت کو قبول کیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غالباً پہلے بھی اُن سے مِل چکا تھا اور اُس نے اُن کو اور ان کی تعلیمات کو قبول کرنے کا فیصلہ پہلے ہی کر رکھا تھا - یہ بات کہ مسیح نے ایک یہودی محصول لینے والے کو چُنا جو کہ رومی حکومت کا کارندہ تھا بڑی اہمیّت رکھتی ہے (دیکھئے محصول لینے والا) - محصول لینے والوں سے ان کے ہموطن سخت نفرت کرتے بلکہ انہیں غدّار سمجھتے تھے - لیکن مسیح خداوند کے لئے اُس کا پس منظر اور قابلیتیں بڑی بیش قیمت تھیں - محصول لینے والا ہونے کے باعث وہ لکھنے اور ریکارڈ رکھنے میں بڑی مہارت رکھتا تھا - علاوہ ازیں وہ یقیناً گہری روحانی قابلیت بھی رکھتا ہوگا - یہ اُس کے اپنے سابقہ ساتھیوں کو اپنے گھر میں ضیافت میں (لوقا ۵ : ۲۹ - ۳۲) مدعو کرنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے جہاں خداوند مسیح صدر مہمان تھے - بلاشبہ متّی کا اُنہیں وہاں بلانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ انہیں مسیح کے لئے جیت لے - نئے عہدنامہ میں ماسوا رسولوں کی فہرست کے (متّی ۱۰ : ۳؛ مرقس ۳ : ۱۸؛ اعمال ۱ : ۱۳) متّی کے متعلق اور کہیں کوئی قابلِ ذکر بیان نہیں ملتا -

متیاہ - متیاس :- (عبرانی = یہوّواہ کی بخشش) - وہ شخص جو قرعہ کے ذریعہ یہوداہ اسکریوتی کی جگہ چُنا گیا (اعمال ۱ : ۱۵ - ۲۶) - بعض کے خیال میں وہ "ستّر" میں سے ایک تھا (لوقا ۱۰ : ۱، ۱۷) - اس کے متعلق اور کوئی معلومات نہیں ہیں -

متّی کی انجیل :-

۱ - خاکہ

ا - یسوع المسیح کی پیدائش سے متعلق واقعات (۱ : ۱ - ۲ : ۲۳) -

ب - یسوع کا بپتسمہ، آزمائش اور گلیلی خدمت کا آغاز (۳ : ۱ - ۴ : ۲۵) -

ج - المسیح خدا کی بادشاہی کے اخلاقیات کو حکموں اور تمثیلوں سے سکھاتے ہیں (۵ : ۱ - ۷ : ۲۹) -

د - المسیح بیماریوں، شیاطین اور فطرت پر اپنی قدرت ظاہر کرتے ہیں (۸ : ۱ - ۹ : ۳۴) -

ہ - المسیح بارہ اشخاص کو مقرر کر کے منادی کے لئے بھیجتے ہیں (۹ : ۳۵ - ۱۰ : ۴۲) -

و - المسیح یوحنّا اصطباغی کی تعریف کرتے، بوجھ سے دبے ہوئے لوگوں کو دعوت دیتے، سبت کا مالک ہونے کا دعوےٰ کرتے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بعلزبول نہیں ہیں اور اپنے نئے خاندان میں شامل ہونے کی شرائط بیان کرتے ہیں (۱۱ : ۱ - ۱۲ : ۵۰) -

ز - المسیح آسمان کی بادشاہی کے بارے میں سات تمثیلیں بیان کرتے ہیں (۱۳ : ۱ - ۵۲) -

ح - ناصرت کے لوگوں کا خداوند یسوع کو رد کرنا اور یوحنّا اصطباغی کا شہید ہونا (۱۳ : ۵۳ - ۱۴ : ۱۲) -

ط - یسوع کے دیگر معجزات، پطرس کا اقرار کہ یسوع المسیح ہیں تین

شاگردوں کے سامنے تبدیلِ صورت اور اپنی موت اور قیامت کی پیشینگوئی (۱۴: ۱۳-۱۷: ۲۷)۔

ی - خداوند یسوع اپنے شاگردوں کو حلیم بننے، چال چلن میں محتاط ہونے اور معاف کرنے کی تعلیم دیتے ہیں (۱۸: ۱-۳۵)۔

ک - خداوند یسوع یروشلیم کی طرف سفر کرتے ہیں۔ وہ راستے میں طلاق، بچّوں کی حالت، دولت کے پھندے اور خدا کے لوگوں کی بدکرداری کے بارے میں تعلیم دیتے اور یریحو میں دو اندھوں کو شفا بخشتے ہیں (۱۹: ۱-۲۰-۳۴)۔

ل - یروشلیم میں فتحمند لیکن فروتنی سے داخل ہونے کے بعد یسوع ہیکل کو پاک کرنے، انجیر کے درخت کو سکھانے اور سردار کاہن اور فریسیوں سے سوال وجواب کرنے کے ذریعہ سے اپنی قدرت اور اختیار کو دکھاتے ہیں (۲۱: ۱-۲۳: ۳۵)۔

م - خداوند یسوع یروشلیم کی بربادی اور اپنی جلالی آمدِ ثانی کے بارے میں پیشینگوئی کرتے ہیں (۲۴: ۱-۵۱)۔

ن - یسوع عدالت کے متعلق تین تمثیلیں دیتے ہیں (۲۵: ۱-۴۶)۔

س - یسوع سے غدّاری، اُن کی عدالت، اُن کا انکار کرنا اور تمسخر اڑانا، انہیں صلیب دینا اور دفن کرنا (۲۶: ۱-۲۷: ۶۶)۔

ع - یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور شاگردوں کو دکھائی دینا (۲۸: ۱-۱۰)۔

ف - یسوع کا آسمان پر جانے سے پیشتر آخری حکم (۲۸: ۱۱-۲۰)۔

۲ - خصوصیات اور مُصنف

نئے عہدنامہ کی دیگر کتب کی نسبت اس انجیل میں خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے اُن واقعات کو جن کا تعلق "نجات کی خوشخبری" سے ہے، اُن کی اخلاقی تعلیمات کے ساتھ زیادہ وضاحت کے ساتھ ملاکر بیان کیا گیا ہے۔ یہ اپنی اِسی خوبی اور اپنے مضامین کی ترتیب کے باعث ابتدائی زمانہ میں باقی انجیلوں کی نسبت کہیں زیادہ پڑھی جاتی اور مقبول تھی۔ جدت پسند علماء اس روایت کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں کہ اس انجیل کا مُصنف متّی رسول تھا کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متّی رسول نے ایک ایسے رسالے (مرقس کی انجیل) کو بطور ماخذ استعمال کیا جس کا مُصنف رسول نہیں تھا۔

۳ - مرقس کی انجیل کا اثرورسوخ

صاف ظاہر ہے کہ متّی نے مرقس کی انجیل کو تقریباً تمام کی تمام اپنی انجیل میں شامل کیا ہے لیکن اُس نے مرقس کے معجزوں کے بارے میں بیانات کو مختصراً لکھا تاکہ دیگر بیانات کو بھی اپنی انجیل میں جگہ دے سکے (دیکھئے مرقس کی انجیل)۔ مرقس کی انجیل کے علاوہ متّی نے مسیح خداوند کے بے شمار اقوال کو بھی شامل کیا۔ یہ اُسی ماخذ سے لئے گئے جسے لوقا نے بھی استعمال کیا تھا، لیکن ساتھ ہی اُس نے اُن اقوال کو بھی شامل کیا جو باقی انجیلوں میں نہیں ملتے۔ یہ انجیل پانچ تعلیمی حصّوں میں تقسیم ہے: ابواب ۵-۷؛ باب ۱۰؛ ۱۳؛ ۱۸ اور ابواب ۲۴-۲۵۔ ان میں سے ہر ایک حصّے کا اختتام اس قسم کے الفاظ سے ہوتا ہے "جب یسوع نے یہ باتیں ختم کیں"۔ اس انجیل کے مضمون کو ایسے متعدد بیانات سے مکمل کیا گیا ہے جو دوسری انجیلوں میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بیانات وہ روایات ہیں جو مسیحی اپنے ایمان کے دفاع اور وضاحت کے لئے یہودی بہتان کے خلاف استعمال کرتے تھے۔ طرزِ تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خاص بیانات سب سے پہلے خود متّی رسول ہی نے لکھے تھے۔

۴ - متّی اور مرقس کی انجیلوں میں فرق

ابتدائی منادی کے مختلف عناصر پہ زور اور مسیح کی تعلیم کی طرزِ ادائیگی کا سبب یہ ہے کہ یہ انجیل یونانی بولنے والے یہودی مسیحیوں کے لئے لکھی گئی۔ اس انجیل میں مرقس کی انجیل کی نسبت پیشینگوئیوں کے پورا ہونے پر زیادہ زور دیا گیا۔ مصنف اس حقیقت کو بڑے زور سے پیش کرتا ہے کہ یسوع مسیح کی زمینی زندگی اپنے آغاز میں، اپنے مقصد میں اور جس طریقے سے اُس کا اظہار ہوُا، خود خدا کا کام ہے جو اپنے اُن الفاظ کو جو انبیاء کی معرفت کہے گئے پورا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی انجیل نئے اور پرانے عہدناموں میں اس قدر قریبی تعلق قائم نہیں کرتی، اور نہ ہی نئے عہدنامہ میں کوئی اور کتاب یسوع مسیح کی شخصیت، اُن کی زندگی اور تعلیمات کے متعلق اتنی صفائی سے یہ بیان کرتی ہے کہ وہ "شریعت اور انبیاء" کی تکمیل ہیں۔ مُصنف نہ صرف مرقس کے اقتباسات کے ساتھ عہدِ عتیق کے حوالجات کا اضافہ کرتا ہے مثلاً ۲۷: ۳۴ اور ۴۳ بلکہ اپنے بیان کے مختلف مقامات پر وہ عہدِ عتیق سے خاص گیارہ اقتباسات پیش کرتے ہوئے ان الفاظ کا بھی اضافہ کرتا ہے کہ جو "نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوُا"۔ اس سے پیشینگوئی کی تکمیل کی اور بھی پختہ یقین دہانی ہو جاتی ہے (دیکھئے ۱: ۲۳؛ ۲: ۱۸؛ ۲: ۲۳؛ ۴: ۱۵-۱۶؛ ۸: ۱۷؛ ۱۲: ۱۸ مابعد؛ ۱۳: ۳۵؛ ۲۱: ۵ اور ۲۷: ۹-۱۰)۔ مُصنف نے واقعات کو اُسی ترتیب سے لکھا جس طرح وہ وقوع میں آئے تھے کیونکہ خدا ایسا ہی چاہتا تھا۔ یہاں واقعات الٹ پلٹ یا گڈمڈ نہیں ہیں۔ وہ پاک نوشتوں کے مطابق وقوع پذیر ہوئے جن میں خدا کی مرضی کو ظاہر کیا گیا ہے۔

۵ - یسوع مسیح کے حالاتِ زندگی

متّی کی انجیل میں خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور موت کے متعلق جو واقعات درج ہیں اور جو نجات کی خوشخبری کے لئے خاص اہمیّت رکھتے ہیں اُن کا زیادہ تر انحصار مرقس کی انجیل پر ہے۔ متّی، ابواب ۸ اور

۹ میں تین تین کے تین گروپوں کو بنا کر مرقس کے معجزوں کے متعلق بیانات کو جمع کرتا ہے، اور ابواب ۱۱ اور ۱۲ میں وہ یسوع مسیح کے اپنے زمانہ کے مشہور لوگوں مثلاً یوحنا اصطباغی اور فریسیوں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں مرقس اور دیگر ماخذوں سے اخذ شدہ بیانات کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ وہ ان واقعات کو تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس قسم کا تسلسل صرف یسوع مسیح کے دکھوں کے بیان میں ملتا ہے کیونکہ وہ نجات کی خوشخبری کا مرکز ہے اور غالباً اُسے شروع ہی سے تاریخی ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاتا تھا۔ تاہم متّی رسول یسوع مسیح کی زندگی کے متعلق مرقس کے بیان کو نسب نامہ اور مسیح کے بچپن کے حالات اور آخر میں جی اُٹھے مسیح کے دو ظہورات کو بیان کرنے سے زیادہ مکمل طور پر بیان کرتا ہے۔ بچپن کے بارے میں متّی رسول کے بیان میں یسوع مسیح کی پیدائش کا واقعہ شامل نہیں۔ ۲: ۱ میں اُس کا صرف سرسری طور پر ذکر آیا ہے۔ غالباً نسب نامہ سے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ اگرچہ یسوع مسیح بن باپ ایک کنواری سے پیدا ہوئے تو بھی وہ شرعی طور پر ابرہام کی نسل اور داؤد کے شاہی خاندان سے تھے، اور ۱: ۱۸- ۲۵ سے یہ کہ وہ مریم کی ناجائز اولاد نہ تھے اور کہ یوسف کا فیصلہ درست تھا۔ مصر کو فرار کا بیان اُس یہودی اعتراض کا جواب ہے کہ اگر یسوع واقعی بیت لحم میں پیدا ہوا تو پھر اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ کیوں ناصرت میں گزارا۔

ممکن ہے کہ متّی رسول نے قیامت المسیح کے دو ظہورات کا ذکر اس لئے کیا ہے تاکہ اس بیان کو زیادہ مکمل طور پر اختتام تک پہنچایا جائے (متّی ۲۸: ۹، ۱۰، ۱۶- ۲۰)۔ مرقس اپنی انجیل کو یک لخت ختم کر دیتا ہے لیکن متّی رسول عورتوں کا ذکر کرتا کہ جب فرشتے نے انہیں کہا کہ وہ خداوند کے بھائیوں کو جا کر بتائیں کہ وہ گلیل میں اُن سے ملیں تو جب وہ جا رہی تھیں راستے میں جی اُٹھے یسوع اُن سے ملے۔ متّی کی انجیل کا اختتام یسوع مسیح کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ موت پر غالب آنے کے باعث زمین و آسمان کا کُل اختیار اُنہیں ملا ہے اور اپنے شاگردوں کو یہ حکم دینے سے کہ وہ ساری دنیا میں جا کر انجیل کی منادی کریں اور اس یقین دہانی سے کہ وہ ہمیشہ اُن کے ساتھ رہیں گے۔

متّی رسول، یسوع مسیح کے بچپن کے اور ان کے جی اُٹھنے کے بعد کے حالات بیان کرنے سے یقیناً مرقس کے مسیح کے حالاتِ زندگی کے بیان میں اضافہ کرتا ہے۔ متّی جہاں کہیں بھی مرقس کی کہانی میں اضافہ کرتا ہے تو وہ عام طور پر اُس مواد کو شامل کرتا ہے جس سے اُس زمانہ کی مسیحی کلیسیا زیادہ دلچسپی رکھتی تھی۔ مثلاً پطرس کا پانی پر چلنا (۱۴: ۲۸- ۳۱) اور پطرس کے بارے میں خداوند مسیح کا وہ مشہور بیان (۱۶: ۱۸- ۱۹) جو وقت کے لحاظ سے اہم تھے کیونکہ اُس وقت پطرس رسول کلیسیا میں اہم کردار ادا کر رہا تھا۔ پھر اُس زمانہ میں اور بالخصوص ۷۰ء میں ہیکل کی بربادی کے بعد ٹیکس کا جو مسئلہ پیدا ہوا یعنی پہلے ہیکل کی دیکھ بھال کے لئے جو ٹیکس لیا جاتا تھا اب وہ رومیوں جوپیٹر کے مندر کے لئے بھیجا جانے لگا، اُس پر بھی یسوع مسیح کے ۱۷: ۲۴- ۲۷ میں مندرج بیان سے روشنی پڑتی ہے۔ مزید براں جوں جوں وقت گذرتا گیا اور سوانح عمری میں تجسس بڑھنے لگا تو مسیح کی کہانی میں ثانوی کرداروں پر زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ یوں متّی کا یہوداہ اسکریوتی کے انجام (۲۷: ۳- ۱۰) اور پیلاطس کی بیوی کے واقعہ کے بارے میں بیان (۲۷: ۱۹)، ان پریشان کُن سوالوں کے جواب دینے میں مدد کا باعث بنتا ہے کہ یہوداہ نے اپنے آقا سے بے وفائی کیوں کی؟ اور پیلاطس نے مسیح کو سزا کیوں دی؟

متّی، تصلیب اور قیامت سے پیشتر تک مرقس کے بیان کی پیروی کرتا رہا، لیکن اس موقع پر وہ اس میں چار خاص باتوں کا اضافہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مسیح کی موت کے موقع پر بھونچال آیا اور بہت سے مقدسین جی اُٹھے (۲۷: ۵۱- ۵۳)۔ باقی تین باتیں، مسیح کی قبر پر مُہر اور اُس کی رکھوالی کرنا (۲۷: ۶۲- ۶۶)، ان انتظامات کا ناکام رہنا جس کی ایک وجہ تو دوسرے بھونچال کے بعد سپاہیوں کا خوفزدہ ہونا تھی اور دوسری فرشتے کا قبر پر سے پتھر ہٹانا تھی (۲۸: ۲- ۴) اور سپاہیوں کو یہ خبر پھیلانے کے لئے رشوت دینا کہ شاگرد رات کو یسوع کی لاش چرا کر لے گئے (۲۸: ۱۱- ۱۵)۔ یہ سب باتیں توضیحی نوعیت کی ہیں۔ ان باتوں کا مقصد اس امکان کی نفی کرنا تھا کہ یسوع کی لاش قبر سے چرائی جا سکتی تھی۔ یہ بتانا تھا کہ یہ صرف فوق الفطرت طریقے ہی سے ممکن تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ متّی کی انجیل متعدد لحاظ سے ابتدائی مسیحیوں کے ایمان کی ایک دفاعی تحریر تھی۔

۶- نیا اسرائیل

متّی کی انجیل میں المسیح کی موت اور قیامت کا سب سے بڑا نتیجہ ایک نئے اسرائیل یعنی خدا کی عالمگیر کلیسیا کا وجود میں آنا ہے جس میں غیر قوم اور یہودی دونوں کے لئے جگہ ہے۔ اس انجیل کی ابتداء اس پیشینگوئی سے ہوتی ہے کہ یسوع عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ ہیں (۱: ۲۳) اور اختتام اس وعدے سے ہوتا ہے کہ یہی یسوع جو اب جی اُٹھے ہیں دنیا کے آخر تک اپنے شاگردوں کے ساتھ جو ہر نسل اور قوم سے ہوں گے رہیں گے۔ اس کی عالمگیری کی صدا یسوع کی پیدائش کے وقت مجوسیوں کے واقعہ میں سنائی دی اور اب پھر اُس حکم میں جس سے اس انجیل کا اختتام ہوتا ہے کہ "سب قوموں کو شاگرد بناؤ" سنائی دیتی ہے۔ متّی اس حقیقت کو بڑی اہمیت دیتا ہے کہ یسوع مسیح نے کچھ عرصہ تک "غیر قوموں کی گلیل" میں خدمت کی (۴: ۱۵) اور وہ انہیں خدا کا وہ خادم بتاتا ہے جو غیر قوموں کا انصاف کرے گا ...... اور اس کے نام سے غیر قومیں امید رکھیں گی" (۱۲: ۱۸، ۲۱)۔ لیکن مسیحی کلیسیا اپنی ممبر شپ کے لحاظ سے نئی کلیسیا نہیں ہے۔ یہ وہی پرانا اسرائیل ہے جسے تبدیل کیا گیا اور وسعت دی گئی ہے۔ چونکہ اسرائیل کی اکثریت نے یسوع کو رد کر دیا تھا اس لئے اس نئے اسرائیل کے لئے غیر قوموں کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ یہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیں ہی تھیں جن کے پاس اوّل

اوّل یسوؔع مسیح بھیجے گئے تھے (۱۵ : ۲۴)، اور انہی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس مسیح نے اپنے شاگردوں کو بادشاہی کی آمد کی خبر دینے کے لئے بھیجا تھا (۱۰ : ۶)۔ لیکن اسرائیل کی نسبت بڑا ایمان ایک رومی صوبے دار میں دیکھنے میں آیا (۸ : ۱۰) اور نتیجۃً المسیح کی ضیافت میں وہ جگہ جو یہودیوں کی عدم شرکت کے باعث خالی رہے گی پورب اور پچھّم کے لوگوں سے پُر کر دی جائے گی جبکہ" بادشاہی کے بیٹے" باہر رہیں گے (۸ : ۱۱، ۱۲)۔ چونکہ یسوؔع کا المسیح ہونا یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث تھا اس لئے ان سے بادشاہی لے لی جائے گی اور "اُس قوم کو جو اُس کے پھل لائے دے دی جائے گی" (۲۱ : ۴۲، ۴۳)۔ نئے اسرائیل کے بزرگ یعنی رسول، المسیح کی آخری فتح میں شریک ہوں گے اور قوموں کا انصاف کرنے میں اُن کا ہاتھ بٹائیں گے۔ یسوؔع مسیح اس بات کو بڑی صفائی سے بیان کرتے ہیں (متّی ۱۹ : ۲۸) اور متّی رسول بھی مرقسؔ کے بیان میں الفاظ "تمہارے ساتھ" کا اضافہ کر کے اِس پر بڑا زور دیتا ہے (۲۶ : ۲۹)۔

۷۔ یسوؔع بطورِ مُنصف

خداوند یسوؔع مسیح کے مُردوں اور زندوں کے منصف بن کر آنے کے پیشِ نظر ابتدائی منادی میں جو تھا عنصر "توبہ" تھا۔ اس بات کو متّی کی انجیل میں قدرے زیادہ بلند آواز میں سنایا گیا ہے۔ اس انجیل میں یوحنّا اصطباغی اسرائیل کو یسوؔع مسیح کے الفاظ میں ہی توبہ کرنے کے لئے کہتا ہے کیوں کہ وہ المسیح کی خدمت کی دہلیز پر کھڑا تھا (۳ : ۲)، اور یسوؔع مسیح کی تعلیم کے اختتام پر ہم عظیم عدالت کی تمثیل پڑھتے ہیں جو صرف اسی انجیل میں ملتی ہے (۲۵ : ۳۱-۴۶)۔ اس تمثیل کے آخر میں چند اقوال دیئے گئے ہیں جو صرف مسیح کی بطور منصف آمد سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب یہ انجیل ۸۱ء کے لگ بھگ تحریر ہوئی تو یروشلیم کی تباہی کی صورت میں اسرائیل کی عدالت جزوی طور پر ہو چکی تھی اور ۲۱ : ۴۱ اور ۲۲ : ۷ کے الفاظ پورے ہو چکے تھے۔

متعدد تمثیلیں جو صرف متّی کی انجیل میں بیان ہوئی ہیں مثلاً کھیت میں کڑوے دانے، معاف نہ کرنے والا نوکر، شادی کے لباس کے بغیر مہمان اور دس کنواریاں الٰہی عدالت کے یقیناً وقوع میں آنے اور اُس کی سنگین نوعیّت پر زور دیتی ہیں۔ ہم انہی تمثیلوں میں اس قسم کے سنجیدہ الفاظ جو صرف اسی انجیل کا خاصہ ہیں سنتے ہیں: "باہر اندھیرے میں"، "تب خاتمہ ہوگا" اور "رونا اور دانتوں کا پیسنا"۔ اس انجیل کے اس منظر میں مسیح کی آمدِ ثانی اگرچہ یقینی ہے تو بھی اُسے فوری نہیں دکھایا گیا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جی اُٹھے مسیح کے اختتامی اعلان کا اطلاق ایک غیر معیّنہ مدّت پر ہوتا ہے جس میں وہ بطورِ منصف آنے سے پیشتر موجود ہوں گے اور کلیسیا میں حکومت کریں گے۔ پس ہمیں انجیل کی عام تعلیم کی روشنی میں ۱۰ : ۲۳ اور ۱۶ : ۲۸ کے مشکل اقوال کی یوں تفسیر کرنی چاہیئے کہ یہ جی اُٹھنے کی عظیم فتح کے بعد مسیح کے خدا کے دہنے ہاتھ سرفراز ہونے کا حوالہ دیتے ہیں جب وہ اپنے پیروکاروں کے دلوں میں زیادہ وسیع پیمانے پر حکومت کرنے لگے۔

۸۔ اخلاقی تعلیم

جس طریقے اور وسعت سے یسوؔع مسیح کی اخلاقی تعلیم کو متّی کی انجیل میں پیش کیا گیا ہے اُس لحاظ سے بھی یہ انجیل امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ مصُنف کے نزدیک "مسیح کی شریعت" تھی جیسے کہ عام طور پر یہودی مسیحی اور پولسؔ رسول بھی سمجھتے تھے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ مصُنف اپنی انجیل کے پانچ تعلیمی حصّوں کو توریت کی پانچ کتابوں کے مترادف سمجھتا تھا۔ خواہ یہ درست ہے یا نہیں، یہ صاف نظر آتا ہے کہ مصنف مسیح کو ایک عظیم اُستاد کی صورت میں پیش کرتا ہے جس نے پہاڑ پر سے (۵ : ۱) نئے اسرائیل کو ایک اصلاح شدہ شریعت دی جیسے کہ موسیٰؔ نے بھی الٰہی شریعت دی جو اُسے کوہِ سیناؔ پر دی گئی تھی۔ المسیح نئے اسرائیل کو نہ صرف توبہ کرنے بلکہ نیک کام کرنے کی بھی تلقین کرتے ہیں، اور جو لوگ ایسے کام کرنے کی خواہش رکھنے اور ان کی خاطر دُکھ اُٹھانے کو بھی تیار رہتے ہیں اُنہیں مبارک کہتے ہیں (۵ : ۶، ۱۰)۔ ضرور ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کی راستبازی فریسیوں کی راستبازی سے بڑھ کر ہو (۵ : ۲۰)۔ یہ درست ہے کہ فریسیوں نے روایات اور چند خاص خاص آیات کا غلام بننے اور شریعت کے وسیع اطلاق کو سمجھنے میں ناکام رہنے سے اُس کی شکل بگاڑ دی تھی، تاہم شریعت الٰہی مکاشفہ کا ہمیشہ اٹوٹ انگ رہی ہے۔ اور یہی وہ شریعت ہے جسے المسیح منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے اُس تمام کمی کو جو اُس میں یہودی استادوں کی غلط تفسیر کے باعث آ گئی تھی پورا کیا (۵ : ۱۷)۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح خداوند نے اپنے پہاڑی وعظ میں احکامِ عشرہ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اخلاقی معیار مہیّا کیا جس کی روشنی میں ان کے پیروکاروں کی عدالت ہوگی۔

اس انجیل کی بڑی مشکلات میں سے ایک یہ ہے کہ اِس میں یسوؔع مسیح موسوی شریعت کو درست قرار دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ بعض اوقات اس کے خلاف کام کرتے بھی نظر آتے ہیں اور یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ اسے پورا کر رہے ہیں یہ بات کہ مسیح خداوند کے نزدیک پرانا عہد نامہ خدا کا کلام ہونے کے باعث ابدی ہے ۵ : ۱۷-۱۹ سے بھی ظاہر ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کے ارشادات کے اختیار پر اس قدر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ بعض اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ شریعت کی ابدی نوعیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ لیکن شریعت کی درستی کے بارے میں بالتفصیل بیان کی روشنی میں مصُنف کا مقصد یہ تاثر دینا نہیں ہو سکتا کہ مسیح خداوند کے ارشادات اور شریعت میں تضاد ہے۔ اپنے پہاڑی وعظ میں مسیح چھ مرتبہ جو کچھ پہلے کہا گیا تھا اُس کے خلاف بیان کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک مثال میں وہ موسوی شریعت سے اقتباس بھی پیش کرتے ہیں۔

کسی نے درست کہا ہے کہ باب ۵ میں "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا" یا "کہا گیا تھا" کے الفاظ میں اور "لکھا ہے" کے الفاظ میں امتیاز کرتا ہے۔ موخر الذکر الفاظ کو مسیح خدا وند شریعت کے اختیار کو بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اور اوّل الذکر الفاظ سے وہ اپنے سامعین کی توجہ شریعت کی اُس تفسیر کی طرف دلا رہے ہیں جو یہودی اُستاد کیا کرتے تھے۔ یہودیت میں شریعت کو مرکزی حیثیت حاصل تھی لیکن مسیحیت میں وہ مرکزی حیثیت خود مسیح خداوند کو حاصل ہے۔ متّی کی انجیل میں جو کہ یہودی مسیحیوں کے لئے لکھی گئی مسیح کا غالب اختیار قائم و برقرار ہے۔ یہ بات نہایت اہم ہے کہ صرف اسی انجیل میں ہم مسیح خداوند کی پُر فضل لیکن حاکمانہ دعوت کے متعلق پڑھتے ہیں: "اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو، سب میرے پاس آؤ، میں تم کو آرام دوں گا۔ میرا جُوا اپنے اُوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔ کیونکہ میرا جُوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا" (متّی ۱۱: ۲۸-۳۰)۔

مٹکا:- بڑا گھڑا (۱-سلاطین ۱۸: ۳۳) جس میں پانی کا ذخیرہ کرتے یا جس میں طہارت کے لئے پانی رکھتے تھے (یوحنّا ۲: ۶)۔ دیکھئے گھڑا۔

مٹی:- دیکھئے خاک۔

مثالیات:- TYPOLOGY علم تفسیر میں تشریح کا ایک طریقہ۔ اس کے مطابق پرانے عہدنامہ کی بعض شخصیتیں، واقعات اور رسوم بطور عکس یا "مثال" دیکھی جاتی ہیں جو بعد کی عظیم اور اہم تر شخصیتوں، واقعات اور رسوم کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ یہ علم پرانے عہدنامہ کی مسیحی تفسیر میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے مطابق اُن بیانوں کو جو شروع میں کسی تواریخی واقعہ سے تعلق رکھتے تھے خداوند مسیح اور کلیسیا سے منسوب کر کے ان سے گہرا روحانی مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ مثالیات میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ پرانے عہدنامہ اور نئے عہدنامہ میں مماثلت ہے کیونکہ دونوں ایک ہی خدا اور اس کے اپنے لوگوں سے عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ نئے عہدنامہ میں پولس رسول آدم کو مسیح کا مثیل کہتا ہے (رومیوں ۵: ۱۴) اور بنی اسرائیل کے بیابان کے تجربے کو کلیسیا کے لئے نمونہ ٹھہراتا ہے (قب ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۶۔ کیتھولک ترجمہ میں نمونہ ہے)۔ عیدِ فسح اور خروج کے واقعات اس قسم کی تشریح کی بہت سی مثالیں مہیّا کرتے ہیں (دیکھئے یوحنّا ۳: ۱۴؛ ۶: ۳۱-۳۵؛ ۱-کرنتھیوں ۵: ۷؛ ۱۰: ۱-۵)۔ نوح، ملک صدق اور یوناہ کی شخصیتیں بھی اچھی مثالیں ہیں۔ اگرچہ پولس اسے تمثیل کہتا ہے تو بھی گلتیوں ۴: ۲۲-۳۱ بھی مثالیات کا ایک نمونہ ہے (گلتیوں ۴: ۲۴)۔ اس علم کی ابتدا پرانے عہدنامہ ہی سے ہوگئی تھی۔ دیکھئے یسعیاہ نبی کا خروج کے واقعات کی طرف اشارہ (یسعیاہ ۴۳: ۱۶ مابعد اور ۵۱: ۱۰ مابعد)۔

مثقال:- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ع۳۔ نیز دیکھئے سکّہ جات بائبل ع۲ ۱۔

مجبّس۔ مجبیش:- ایک شخص کا نام جو اپنے خاندان کا سربراہ تھا۔ وہ ۱۵۶ اشخاص کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۳۰)۔

مجدال۔ مجدوّل:- ۱۔ خلیج سوئز کے شمالی کونے کے قریب ایک مقام۔ بحرِ قلزم کا مغربی بازو (خروج ۱۴: ۲؛ گنتی ۳۳: ۷)۔ اسی مقام کے قریب بنی اسرائیل نے مصر میں آخری ڈیرا لگایا۔ فرعون نے سمجھا کہ اب وہ اُس کے پھندے میں آ گئے ہیں۔

۲۔ مصر کے شمال میں ایک جگہ جہاں یرمیاہ نبی کے زمانے میں بہت سے یہودی جا بسے۔ اگرچہ انہیں اس کے خلاف نبوت کے ذریعہ خبردار کیا گیا تاہم انہوں نے بُت پرستی ترک نہ کی (یرمیاہ ۴۴: ۱-۱۴؛ ۴۶: ۱۴)۔

مجدال ایل۔ مجدل ایل:- (عبرانی = خُدا کا بُرج)۔ بنی نفتالی کے علاقہ میں ۱۹ فصیلدار شہروں میں سے ایک۔

بعض کے خیال میں یہ نئے عہدنامہ کا "مگدلہ" ہے جہاں سے مریم مگدلینی آئی تھی۔

مجدایل۔ مجدی ایل:- ادوم کا ایک رئیس (پیدائش ۳۶: ۴۳؛ ۱-تواریخ ۱: ۵۴)۔ کیتھولک ترجمہ میں پیدائش ۳۶: ۴۳ میں ہجے مندی ایل ہیں۔

مجدل جد:- (عبرانی = جد کا بُرج)۔ اُس زمانے میں جب یشوع نے زمین تقسیم کی بنی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۷)۔

مجدّو:- دیکھئے مجدّون۔

مجدّون۔ مجدّو:- یہ شہر اس عظیم شاہراہ پر واقع تھا جو ساحلی میدان اور اسدرلون کے میدان سے گزرتے ہوئے غزّہ کو دمشق سے ملاتی تھی اور یوں یہ کرمل کے سلسلۂ کوہ میں بڑے درّے کو کنٹرول کرتی تھی۔ یہ سڑک نہ صرف تجارت کا ایک ذریعہ تھی بلکہ قدیم زمانہ میں فوجیں بھی اسے استعمال کرتی تھیں۔ ایک دلچسپ جنگ کا جو اس مقام پر لڑی گئی ذکر ملتا ہے جس میں شاہ مصر تُوتمس سوم نے ایشیائی اتحاد کو جس کا سربراہ قادش کا بادشاہ تھا شکست دی۔ اس شہر کی اہمیت کا اندازہ مصر کے بادشاہ کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے کہ "مجدّون پر قبضہ کرنا ایک ہزار شہروں پر قبضہ کرنے کے برابر ہے"۔ فوجوں کے استعمال کے لئے مجدّون کے درّے کا متواتر مفید ہونا ۱۹۱۸ء

میں جنرل ایلنبی کے اسے موثر طور پر استعمال کرنے میں دیکھا جا سکتا ہے جب اس کے رسالہ نے ترکوں کو اچانک جا لیا تھا۔ بائبل میں پہلی مرتبہ مجدّون کا ذکر بادشاہوں کی اُس فہرست میں ملتا ہے جنہیں یشوع نے یردن کے مغرب میں شکست دی تھی (یشوع ۱۲: ۲۱)۔ یہ شہر منسّی کے قبیلے کو ملا تھا مگر وہ اِسے اور دیگر قلعہ بند شہروں کو جو اسدرلون اور یزرعیل کے میدانوں کے گرد واقع تھے فتح نہ کر سکے (یشوع ۱۷: ۱۱؛ قضاۃ ۱: ۲۷)۔

قاضیوں کے زمانہ میں اسرائیلی فوجوں نے دبورہ اور برق کی راہنمائی میں سیسرا کی فوج کو "مجدّو کے چشموں کے پاس" (قضاۃ ۵: ۱۹) جو قیسون کے نالے کے منابع ہیں شکست دی۔ اگرچہ بائبل کے بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اسرائیلیوں نے اس شہر کو کن حالات میں لیا تو بھی سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں اس کی عظمت کے نشان ملتے ہیں۔ مجدّون کا ذکر اُن شہروں میں آتا ہے جو بعنہ کے سپرد تھے۔ بعنہ اُن بارہ سرداروں میں سے ایک تھا جو ہر ماہ سلیمان بادشاہ کو رسد پہنچایا کرتے تھے (۱-سلاطین ۴: ۱۲)۔ یہ اُن شہروں میں سے ایک تھا جہاں سے سلیمان بادشاہ نے ذخیرہ کے شہر، رتھوں کے شہر اور سواروں کے شہر تعمیر کرنے کے لئے بیگاری لئے تھے (۱-سلاطین ۹: ۱۵، ۱۹ مقابلہ کیجئے ۲-تواریخ ۱: ۱۴)۔ شاہِ اسرائیل یورام کے خلاف بغاوت میں یاہو نے شاہ اسرائیل کو ایسا تیر مارا کہ وہ مرگیا اور اُس نے اُس کے ساتھی شاہِ یہوداہ اخزیاہ کو بھی مارنے کا حکم دیا جب وہ فرار ہو رہا تھا۔ اخزیاہ سخت زخمی ہوا اور مجدّو پہنچ کر مرگیا (۲-سلاطین ۹: ۲۷)۔ ۶۰۹ ق م میں مصر کے بادشاہ نکوہ نے شمال کی طرف پیش قدمی کی تاکہ کرکمیس میں ارامیوں کی مدد کرے لیکن راستے میں شاہِ یہوداہ یوسیاہ اُس کا سامنا کرنے کو نکلا۔ مجدّو میں مختصر سی لڑائی میں مصری تیر اندازوں نے اُسے مارا اور وہ جلد ہی مرگیا (۲-سلاطین ۲۳: ۲۹-۳۰؛ ۲-تواریخ ۳۵: ۲۰-۲۷ خاص طور پر آیت ۲۲)۔

عہدِ عتیق کی نبوّتی کُتب میں مجدّون کا صرف ایک ہی حوالہ ملتا ہے۔ زکریاہ اسدرلون کے میدان میں بُت پرستوں کے ماتم کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: "اُس روز یروشلیم میں بڑا ماتم ہوگا۔ ہددرمّون کے ماتم کی مانند جو مجدّون کی وادی میں ہُوا" (زکریاہ ۱۲: ۱۱)۔ نئے عہدنامہ میں اِس شہر کے بارے میں واحد حوالہ مکاشفہ ۱۶: ۱۶ ہے جہاں اِسے عبرانی کی مناسبت سے "ہرمجدّون" یعنی مجدّون کی پہاڑی کہا گیا ہے جہاں "قادرِ مطلق خدا کے روزِ عظیم کی لڑائی" (۱۶: ۱۴) لڑی جائے گی۔ مجدّون کی کھدائی سے ایسے شواہد ملے ہیں جو اُس کی تاریخ اور تہذیب اور بائبل مقدّس کے متن پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ اس کا موجودہ نام تل المتسلم ہے۔

۱۹۲۵ء کی کھدائی میں جو ۱۹۳۹ء تک جاری رہی ۲۰ تہوں کا انکشاف ہُوا جن میں سے ۵ تہوں کو کھودا گیا۔ زیادہ اہم دریافتیں حسبِ ذیل ہیں: شہر کا پھاٹک اور دیوار، گورنر ہاؤس، چوتھی تہہ کے اصطبل، آب رسانی کا سسٹم، مندر اور پہلی تہوں کے محلّات اور ہاتھی دانت۔ اگرچہ چوتھی تہہ کے زمانہ کے بارے میں کچھ شک کا اظہار کیا جاتا ہے تاہم اِسے عام طور پر سلیمان بادشاہ کے زمانے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ۱-سلاطین ۹: ۱۵-۱۹ اور ۲-تواریخ ۱: ۱۴ کم از کم ۴۵۰ گھوڑوں کے اصطبل کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی قسم کے ڈھانچوں کی شہادت تل الحسی، تعنک، جزر اور تل الفرح سے بھی ملی ہیں (مجدّو اور جزر اُن شہروں میں سے ہیں جہاں سلیمان بادشاہ نے عمارتی سرگرمی کی تھی ۱-سلاطین ۹: ۱۵، ۱۷)۔ چوتھی تہہ کی دلچسپ بات یہ ہے کہ گھڑے ہوئے پتھروں اور صنوبر کے شہتیروں کو ویسے ہی استعمال کیا گیا ہے جیسے کہ سلیمان نے یروشلیم میں تعمیر کرتے وقت کیا تھا (۱-سلاطین ۷: ۱۲)۔ پہلی تہوں کے مندر اور مقبرے اور مختلف زمانوں کے پرستش کے دیگر سامان اس شہر کی مذہبی زندگی پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ تحریری سامان میں کچھ مصری لوحیں اور دستاویزات مثلاً شیشک کے کتبے کے ٹکڑے وغیرہ ہیں۔ یہاں عبرانی میں لکھی ہوئی دو مہریں بھی ملی ہیں جن میں سے ایک پر لکھا ہے "یہ شیمّا یربعام کے خادم کی ہے"۔ یہاں بے شمار چھوٹی اشیاء بھی ملی ہیں جو فنونِ لطیفہ، روزمرّہ کی زندگی اور مجدّون کے تجارتی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہیں۔

مجرُون:- (عبرانی = کھڑی چٹان)۔ جبعہ کے قریب ایک جگہ۔ یہاں ساؤل بادشاہ انار کے درخت کے نیچے مقیم تھا۔ اس جگہ کو اس نے چھ سو مردوں کی فوج کا صدر مقام بنایا تھا (۱-سموئیل ۱۴: ۲)۔

یسعیاہ نبی اسور کو اس مقام سے گذرتے دیکھتا ہے جب وہ یروشلیم پر حملہ کرتا ہے (یسعیاہ ۱۰: ۲۸)۔

مجلسِ یروشلیم:- یہ پہلی اہم کلیسیائی مجلس یروشلیم میں تب منعقد ہوئی جب کلیسیا کے اندر یہودی مسیحیوں اور غیر قوم مسیحیوں کے درمیان چند مسائل کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔

غیر یہودیوں میں مسیحی انجیل کی منادی کی وجہ سے غیر قوم مسیحیوں کی تعداد یہودی مسیحیوں کی نسبت بہت بڑھ گئی۔ یہودی انتہا پسند جماعت نے محسوس کیا کہ اگر وہ اس وقت کوئی ٹھوس قدم نہ اُٹھائیں تو یہودی ثقافت اور یہودی مذہبی رسم و رواج ختم ہو جائیں گے۔ سو انہوں نے ★ انطاکیہ میں جو غیر قوم مسیحیوں کا گڑھ تھا ایک مہم جاری کی جس کے مطابق نجات حاصل کرنے اور یہودی مسیحیوں سے رفاقت قائم رکھنے کے لئے مسیحی پر لازم تھا کہ وہ یہودی شریعت پر بھی عمل کرے۔

جو کچھ انطاکیہ میں واقع ہُوا وہ پولس رسول نے گلتیوں کے خط میں بیان کیا ہے (۲: ۱۱ مابعد)۔ یہودیت پسند جماعت نے اپنا موقف اتنے پرزور انداز میں پیش کیا تھا کہ پطرس رسول نے جو اُس وقت انطاکیہ میں حاضر تھا اور اس مسئلہ کے اچھے اور بُرے پہلو سے اچھی طرح واقف تھا اس جماعت کے پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر بقول پولس ★ ریاکاری کا مظاہرہ کیا۔ اُس نے غیر قوم مسیحیوں کے ساتھ کھانا کھانا چھوڑ دیا جن کے

ساتھ وہ پہلے کھاتا تھا۔ پطرس رسول کی یہ حرکت جو وقتی مصلحت کے تحت درست قرار دی جا سکتی تھی کلیسیا کے لئے تباہ کن بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ برنباس جیسے سمجھ دار شخص نے بھی پطرس کی تقلید کی۔ پولس نے اس معاملے کو آڑے ہاتھوں لیا اور پطرس رسول پر برملا ★ ریاکاری کا الزام لگایا۔ پولس کے اس اقدام کا نتیجہ بہت صحت مند ثابت ہوا۔ اور جب یہ معاملہ یروشلیم میں رسولوں اور بزرگوں کے سامنے پیش کیا گیا تو پطرس نے پولس کے دلائل کی پورے طور پر بلاحیل و حجت تائید کی۔ چونکہ مسئلہ سنگین تھا اور اس کا قطعی فیصلہ ضروری تھا تاکہ یہ تفریق کا روڑا راستہ سے ہٹایا جائے ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کلیسیا کی ابتدا ہی سے وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جائے، یعنی یہودی مسیحی جماعت میں اور غیر قوم مسیحی جماعت میں، اس لئے انطاکیہ کی کلیسیا نے ایک وفد یروشلیم بھیجا تاکہ رسول اور بزرگ اس معاملہ پر اپنا حتمی فیصلہ صادر کریں۔

مجلس کے انعقاد پر یہودیت پسند فریسیوں کی جماعت کے دلائل کے باوجود پطرس نے اپنا پورا اختیار استعمال کیا اور پولس اور برنباس کے بیان نے، جس میں اُنہوں نے بتایا کہ خدا نے کیسے ان غیر قوم مسیحیوں کو برکت دی ہے مجلس پر بڑا اثر ڈالا۔ آخر میں یعقوب کے مجلس کی روداد کا دانشمندانہ مختصر اعادہ نے تو اُن کی سوچ کا رُخ ہی بدل دیا اور مجلس نے بلاتعصب ایک آزاد پسند فیصلہ دیا۔ اس فیصلہ کا اعلان کلیسیا میں بذریعہ خط کیا گیا جس کا متن اعمال ۱۵: ۲۳-۲۹ میں درج ہے۔ مجلس سے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھئے پولس ۷۔

مجلسِ یہود :- دیکھئے صدر عدالت

مجور مسابیب - ماجور مسابیب :- (عبرانی = ہر طرف دہشت)۔
وہ علامتی نام جو یرمیاہ نے امیر کے بیٹے فشحور کو دیا۔ فشحور نے یرمیاہ کو پیٹ کر کاٹھ میں ڈالا تھا اور دوسرے دن اُسے کاٹھ سے نکالا (یرمیاہ ۲۰: ۳)۔

مجوسی :- ۱۔ یونانی لفظ magos ماگوس غالباً قدیم فارسی کا لفظ ہے۔ ابتدا میں مجوسی، مادیوں میں ایک مذہبی فرقہ یا ذات تھی۔ وہ اپنے مذہب کے رسوم و علوم سے اچھی طرح واقف تھے اور نجوم، فالگیری اور خوابوں کی تعبیر میں خاص دسترس رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہیں دانشمند تصور کیا جاتا تھا۔ جب شاہ فارس نے مادیوں کو اپنے مطیع کیا تو مجوسیوں نے پارسی مذہب اپنا لیا اور توافقیت کے عمل سے اپنے پرانے مذہب کی کئی باتوں کو اپنے نئے مذہب میں شامل کر لیا مثلاً علم نجوم، خوابوں کی تعبیر۔ انہوں نے جادو کو ترک نہ کیا بلکہ نئے مذہب کا حصّہ بنا دیا۔ جب شاہ بابل نے یروشلیم کا محاصرہ کیا تو وہ مجوسیوں کے سردار کو بھی اپنے ہمراہ لایا تھا (عبرانی رب ماج - یرمیاہ ۳۹: ۳، ۱۳)۔

دانی ایل نبی کے مجوسیوں سے تعلق کا ذکر دانی ایل ۵: ۱۱ میں آتا ہے جہاں جب بیلشضر بادشاہ دیوار پر کے نوشتے سے گھبرا جاتا ہے تو اُس کی ماں اُسے یاد دلاتی ہے کہ اُس کے باپ نے ایک شخص دانی ایل کو مجوسیوں کا سردار مقرر کیا تھا۔ جو چار لفظ یہاں ان لوگوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں یعنی ساحر، نجومی، کسدی اور فالگیر، وہ عبرانی میں مجوسیوں کے کردار پر بڑی روشنی ڈالتے ہیں۔ ساحر۔ عبرانی خرتوم جمع خرتمیم۔ خوت اُس اوزار کو کہتے ہیں جس سے کندہ کاری کرتے ہیں۔ خروج ۳۲: ۴ میں اسے چھینی کہا گیا ہے۔ پھر یہ لفظ اُن مصری پنڈتوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو مصری مذہبی نوشتوں (★ ہیروغلیفی) کے عالم تھے۔ انہیں اردو ترجمہ میں "جادوگر" کہا گیا ہے (پیدائش ۴۱: ۸)۔ نجومی۔ عبرانی اشاف بمعنی جادوگر۔ کسدی۔ یہ بابلی پنڈت تھے۔ اور فالگیر۔ عبرانی جزد بمعنی کاٹنا، تقسیم کرنا۔ یعنی قسمت بتانا (قب تقسیم اور قسمت)۔ یاد رہے کہ ازمنہ قدیم میں جادوگری، علم نجوم اور دانشوری وغیرہ کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ تھا۔

غیر مذہبی یونانی میں ماگوس magos کم از کم چار مختلف معنی رکھتا تھا۔ (۱) فارس کی ایک مذہبی جماعت کا ایک فرد۔ غالباً یہ جیسا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں مادی لوگ تھے جنہوں نے ظاہری طور پر پارسی مذہب اپنا لیا تھا لیکن اپنے قدیم رسم و رواج کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ (۲) وہ لوگ جو بحیرۂ روم کے مختلف اسراری مذاہب کے پیروکار تھے اور کشف و کرامات کے عمل میں حصّہ لیتے تھے (ان کے لئے دانی ایل کی کتاب میں عبرانی لفظ اشف استعمال کیا گیا ہے (۲: ۲ نیز دیکھئے خروج ۷: ۱۱؛ ملاکی ۳: ۵۔ ان کو اردو ترجمہ میں ساحر اور جادوگر کہا گیا ہے)۔ (۳) جادوگر۔ یہ اعمال ۱۳: ۶، ۸ میں بریسوع کے لئے استعمال ہوا ہے (یونانی میں یہاں مجوسی ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ اسے الیماس بھی کہا گیا ہے جو غالباً عربی علیم سے مشتق ہے جس کے معنی بہت علم والا ہیں۔ نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ جہاں اس لقب کے ہجے معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے علیما کئے گئے ہیں)۔ (۴) دھوکا باز، نوسرباز اور نیم حکیم۔ یہاں یہ لفظ اپنے کمترین مقام پر پہنچتا ہے۔ اعمال ۸: ۹ میں یہ شمعون کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اُس کے جادوگری کے عمل کو یونانی میں mageuo کہا گیا ہے جو ماگوس سے مشتق ہے۔ بریسوع جادوگر کو بھی جھوٹا نبی کہا گیا ہے (اعمال ۱۳: ۶)۔

۲۔ وہ مجوسی جن کا ذکر متی ۲ب میں ہے غالباً وقت کے ارباب دانش تھے جو فلسفہ، حکمت اور علم نجوم کے ماہر تھے۔ انہیں مسیح موعود کی آمد کے متعلق یہودی پیشینگوئیوں سے واقفیت تھی اور وہ اپنے ملک سے اُن کی زیارت کے لئے فلسطین آئے۔ تاہم ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ اور تعداد میں کتنے تھے؟ متی ۲: ۱ میں لفظ "کئی" اردو ترجمہ میں آتا ہے۔ لیکن اس کے لئے یونانی میں جو جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کوئی جواز نہیں۔ ایک نظریہ کے مطابق وہ جنوبی عرب

سے آئے تھے۔ یہاں علمِ نجوم عام تھا اور ملکہ سبا کے وقت سے المسیح کی آمد کی اُمید زندہ تھی۔ قدیم روایت کے مطابق یہ علاقہ سلیمان بادشاہ کی سلطنت سے تعلق رکھتا تھا۔ غالباً یہ لوگ بلعام کی پیشینگوئی سے بھی واقف تھے (گنتی ۲۴: ۱۷؛ دانی ایل ۹: ۲۴ وغیرہ)۔ علاوہ ازیں اُس وقت کے دانشوروں کے مطابق دنیا ایک بڑی ہستی کی متوقع تھی۔ رومی مورخین بھی اس بات کا ذکر کرتے ہیں۔ تستوس اور سوتونیوس نے اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

علمِ نجوم کے مطابق کسی بڑی ہستی کی پیدائش کا اعلان ستارے کرتے تھے۔ جب دو یا دو سے زیادہ ستارے ایک ہی بُرج میں اکٹھے ہوتے تھے تو یہ قِران کسی بڑے آدمی کی پیدائش کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ سنہ ۷ ق م میں زُحل اور مُشتری کا ایک روشن اجتماع ہوُا۔ انہی سالوں میں مصری مہینے میسوری کی پہلی تاریخ کو کلب الجبار ستارہ صبح کے وقت طلوع ہوُا اور غیر معمولی آب و تاب سے چمکا۔ یاد رہے کہ میسوری کے معنی شہزادہ کی پیدائش ہیں اور اُس وقت کے نجومیوں کے لئے یہ ایک بڑے بادشاہ کی پیدائش کا پیغام تھا۔ ان سب باتوں کی بابت ہم وثوق سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتے تاہم دیکھئے فلکیات ۴۔

یہ حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ یہودیوں کے نوزاد بادشاہ کی تلاش کی خبر ہیرودیس بادشاہ کے کان تک پہنچی۔ ★ ہیرودیس کو جو نیم یہودی تھا رومی حاکموں نے فلسطین پر ٹھونسا تھا۔ اُس نے رومیوں کے ساتھ مِل کر حصمونی خاندان کی جگہ غصب کر لی تھی۔ وہ ابن الوقت اور چالاک آمر تھا۔ وہ اپنی کسی قسم کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ جس پر بھی وہ شک کرتا کہ وہ اس کی حاکمیت کے راستہ میں حائل ہے اُسے وہ مروا ڈالتا تھا، یہاں تک کہ اُس نے اپنی چہیتی بیوی مریمنہ کو بھی نہ چھوڑا۔ ایسے شخص کا گھبرا جانا (متّی ۲: ۳) کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ اہلِ یروشلیم بادشاہ کے مزاج سے واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایک رقیب شہزادہ کی پیدائش کی خبر بادشاہ کے غصّے کو کیسے بھڑکائے گی اور نہ جانے کون کون اُس کی زد میں آئے گا۔ دو سال اور اس سے کم عمر کے بچوں کا قتل ہیرودیس بادشاہ کے کردار کے عین مطابق تھا۔ ایسے شکی مزاج اور ظالم شخص سے اور کیا توقع کی جا سکتی تھی۔ یہ لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ کچھ عرصہ پہلے جب یہودی صدر عدالت پوری طرح اُس کے قابو میں نہ تھی تو اُس نے بعض سرکردہ فریسیوں کو ٹھکانے لگا کر مجلس کو اپنے ہاتھ میں کر لیا۔ اب وہ اسی بچی کھچی جماعت کے افراد کو بلا کر بچے کی جائے پیدائش کی معلومات حاصل کرتا ہے (متّی ۲: ۴)۔ جب اُسے جگہ کا علم ہو گیا تو پھر اُس نے مجوسیوں سے کھوج کھوج کر ستارے کے طلوع ہونے کا وقت دریافت کیا (متّی ۲: ۷، ۱۶) اور ایک محدود علاقے کے تمام بچوں کو جو دو سال اور اس سے چھوٹے تھے قتل کروا دیا۔

روایت میں مجوسیوں کی تعداد مختلف بیان کی جاتی ہے۔ بعض تین نذروں کی وجہ سے ان کی تعداد بھی تین ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ محض ایک قیاس ہے۔

بعض مجوسیوں کو یونانی لفظ ماگوس کے پہلے معنی کے مطابق دانشور سمجھتے تھے۔ انگریزی ترجمہ میں مجوسی کا ترجمہ دانشور wise men کیا گیا ہے۔ کتابِ مُقدّس یہ بھی نہیں بتاتی کہ وہ بادشاہ تھے۔ یہ قیاس پرانے عہد نامے کی کچھ پیشینگوئیوں پر مبنی ہے۔ مثلاً زبُور ۷۲: ۱۰، ۱۱، ۱۵ پر جہاں لکھا ہے کہ ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گذرانینگے۔ سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیہ لائیں گے بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنگوں ہوں گے ..... اور سبا کا سونا اُس کو دیا جائے گا" یسعیاہ ۴۹: ۷، ۶۰: ۳)۔ جو تحائف خداوند مسیح کو دیئے گئے وہ ایک بادشاہ کی شان کے شایاں تھے (یسعیاہ ۶۰: ۶ - سونا اور لوبان۔ زبُور ۴۵: ۸ - مُر)۔

سونا، مُر اور لوبان علامتی مفہوم بھی رکھتے ہیں۔ سونے سے مسیح کا بادشاہ ہونا مراد ہے۔ لوبان مسیح کے سردار کاہن ہونے کی طرف اشارہ ہے اور مُر اُن کی موت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان نذروں سے ان دانشوروں نے مسیح کے بچپن ہی سے اعلان کر دیا کہ وہ ایک حقیقی بادشاہ اور ایک کامل سردار کاہن ہیں جو اپنی موت کی قربانی سے سارے جہان کے منجّی ہوں گے۔

ایک اور دلچسپ تشریح کے مطابق یہ مجوسی واقعی جادوگر تھے۔ اور سونا، مُر، لبان اُن کے جادُو کے عملوں میں استعمال ہوتے تھے اور یہ ہدیے پیش کرنے سے وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اب جادو کا دَور ختم ہو گیا ہے اور وہ اپنی جادو کی چیزیں مسیح کو پیش کر کے اس کے خاتمے کا اعلان کرتے ہیں۔

مجوسیوں کا ستارہ:- دیکھئے فلکیات ۴۔

مچھّر:- دیکھئے حشرات بائبل ۴

مچھلی:- بائبل میں مچھلی کا ذکر کئی جگہ آتا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں یہ انسان کی بےبسی کی طرف اشارہ کرتی ہے (واعظ ۹: ۱۲؛ حبقوق ۱: ۱۴)۔ متّی کی انجیل میں مختلف اقسام کی مچھلیوں کو اکٹھا جال میں پکڑے جانے کو آسمان کی بادشاہی سے تشبیہ دی گئی ہے (۱۳: ۴۷ ... الخ)۔ تاہم بائبل میں مچھلی ایک علامتی نشان نہیں۔ لیکن ابتدائی مسیحی فن اور ادب میں مچھلی مسیح کے لئے ایک علامت بن گئی تھی کیونکہ ذیل کے جملے کی یونانی عبارت کے ہر لفظ کے پہلے حرف کو لینے سے یونانی لفظ اِختھوس ichthys بنتا ہے جس کے معنی مچھلی ہیں۔

اِ خ تھ و س
اِیسوس خرستس تھیو ویوس سوطیر
یسوّع مسیح خدا کا بیٹا نجات دہندہ

تاہم یہ معلوم نہیں کہ مچھلی کا نشان پہلے استعمال ہوا یا یونانی جملے کی ★ توشیح سے یہ علامت وضع ہوئی۔

یہ نشان تو مریدوں اور عشائے ربانی کے لئے بھی استعمال ہؤا۔ مسیحی زمین دوز قبرستانوں میں یہ نشان غاروں کی دیواروں پر کئی جگہ ملا ہے۔ مزید دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۳۔

مچھلی پھاٹک:۔ یروشلیم کی دیوار کی مشرقی جانب ایک پھاٹک جو جیحون کے مغرب میں تھا۔ وہاں نحمیاہ کے زمانے میں صور کے لوگ سبت کے دن مچھلی اور دوسرا سامان بیچنے کو لاتے تھے (۲-تواریخ ۳۳:۱۴؛ نحمیاہ ۱۳:۱۶)۔ غالباً یرمیاہ ۳۹:۳ کا "درمیانی پھاٹک" یہی تھا۔

یہ ★ مشنہ کے محلے کے قریب تھا (صفنیاہ ۱:۱۰)۔

مچھیاں لینا:۔ چومنا، بوسے لینا۔ یہ غزل الغزلات ۸:۱ میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے بوسہ لینا۔

محازیوت۔ محزی اوت:۔ ہیمان کا ایک بیٹا۔ یہ موسیقی کے سازوں سے خدا کی تعریف کرتا تھا۔ قرعہ کے مطابق اس کی تئیسویں باری آئی (۱-تواریخ ۲۵:۴، ۳۰)۔

محافظ سپاہی:۔ یہ دو عبرانی لفظوں کا ترجمہ ہے جن کا دیگر جگہ پہرے والے اور ہرکارے اور جلودار ترجمہ کیا گیا ہے (۲-سموئیل ۲۳:۲۳؛ ۱-سلاطین ۱۴:۲۷؛ ۱-تواریخ ۱۱:۲۵؛ ۲-تواریخ ۱۲:۱۰ وغیرہ)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے پہرا - ہرکارہ - جلودار۔

محالات۔ محلت:۔ رحبعام کی پہلی بیوی۔ یہ داؤد بادشاہ کی پوتی تھی (۲-تواریخ ۱۱:۱۸)۔

محاوی۔ محاویمی:۔ (عبرانی میں محاویم ہے)۔ داؤد بادشاہ کے سورماؤں میں سے الی ایل کا خاندانی لقب (۱-تواریخ ۱۱:۴۶)۔

محبّت:۔ پُرانے عہدنامہ میں

۱- محبّت کے لئے عبرانی کے سب سے عام لفظ آحب اور احبّاہ ہیں (قب عربی حبّ۔ محبت کرنا۔ پسند کرنا)۔ اردو میں اس مفہوم کو مختلف الفاظ سے ادا کیا گیا ہے، مثلاً اُلفت (امثال ۲۹:۳)، پیار (پیدائش ۲۲:۲)، عشق (پیدائش ۳۴:۳)، فریفتہ ہونا (پیدائش ۲۹:۱۸)، چاہنا (پیدائش ۲۹:۳۰)، جان دینا (پیدائش ۴۴:۲۰)، پسند کرنا (پیدائش ۲۷:۴)، عزیز رکھنا (۲-سموئیل ۱:۲۳) وغیرہ۔

عبرانی کا ایک اور لفظ دُود ہے اور اس کے مرکبات۔ اس لفظ میں شدّت کی محبت کا مفہوم اکثر پایا جاتا ہے، مثلاً امثال ۷:۱۸ عشق؛ غزل الغزلات ۱:۲، ۴، ۴:۱۰؛ حزقی ایل ۱۶:۸ عشق۔ یہی لفظ محبوب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ غزل الغزلات میں ۲۸ سے زائد مرتبہ آیا ہے (۱:۱۳، ۱۴، ۱۶ وغیرہ)۔ اسم معرفہ داؤد بھی اسی سے مشتق ہے اور یوں اس کے معنی محبوب ہیں۔

ایک اور عبرانی لفظ رعیاہ بھی یہی معنی رکھتا ہے اور اس کا ترجمہ پیاری (غزل الغزلات ۱:۹، ۱۵) اور محبوبہ (۲:۲) وغیرہ کیا گیا ہے۔

۲- پرانے عہدنامہ میں محبت خواہ وہ انسان کی ہو یا خدا کی، شخصیّت کی گہرائی اور شخصی تعلقات کی قربت کا اظہار کرتی ہے۔ غیر مذہبی معنوں میں آحب عام طور پر مرد اور عورت کی آپس کی رغبت کے لئے جس میں کوئی مزاحمت یا ناپاکی موجود نہ ہو استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی عظیم ترمثال غزل الغزلات پیش کرتی ہے۔ یہی لفظ بہت سے شخصی تعلقات کے لئے بھی استعمال ہوا ہے مثلاً پیدائش ۲۲:۲؛ ۳۷:۳، ۴، بیٹے کا پیار)۔ یہ غیر شخصی تعلقات کے لئے بھی استعمال ہؤا ہے (امثال ۱۸:۲۱) اور ان تعلقات میں جنسی عنصر قطعی موجود نہیں۔ بنیادی طور پر یہ محبت ایک اندرونی قوت ہے (استثنا ۶:۵، طاقت) جو ہمیں اُس عمل کو کرنے پر آمادہ کرتی ہے جس سے خوشی حاصل ہو اور اُسے حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہو (پیدائش ۲۷:۴) یا شخصی معاملات میں، محبوب کی بہتری کے لئے ہر قسم کی شخصی قربانی دینے کے لئے تیار ہونا (احبار ۱۹:۱۸، ۳۴) اور مکمل اور اٹل وفاداری کا جذبہ (۱-سموئیل ۲۰:۱۷-۴۲) دکھانا۔

۳- خدا کی انسان سے محبت

ا- یہ محبت کس کے لئے ہے؟ بنیادی طور پر خدا کی محبت کا رخ ایک جماعت کی طرف ہوتا ہے (استثنا ۴:۳۷ "تیرے باپ دادا سے"؛ امثال ۸:۱۷ "وہ جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں")۔ اس سے لازماً یہ مراد ہے کہ گروہ کا ہر فرد بھی خدا کی محبت سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن پاک کلام میں صرف تین جگہ صریحاً یہ لکھا ہے کہ خدا نے کسی ایک فرد سے محبّت کی۔ ان میں سے ہر مثال ایک بادشاہ کی ہے (۲-سموئیل ۱۲:۲۴؛ نحمیاہ ۱۳:۲۶۔ دونوں حوالے سلیمان بادشاہ کے متعلق ہیں؛ یسعیاہ ۴۸:۱۴۔ یہ غالباً خورس بادشاہ کے لئے ہے قب یسعیاہ ۴۴:۲۸)۔ غالباً اس خاص تعلق کی وجہ یہ ہے کہ اسرائیل کے بادشاہ کو خدا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا (قب ۲-سموئیل ۷:۱۴؛ زبور ۲:۷؛ ۸۹:۲۶ مابعد) جب کہ خورس ایک نمائندہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

ب- اس محبت کی شخصی حیثیت

چونکہ اس محبّت کی جڑ خدا کی شخصی ذات میں ہے اس لئے یہ ماں کی اپنے بچوں سے محبّت سے کہیں زیادہ گہری ہے (یسعیاہ ۴۹:۱۵؛ ۶۶:۱۳)۔ محبت کا یہ مفہوم ہوسیع نبی کے صحیفہ میں بالکل صاف ہے (ابواب ۱ تا ۳)۔ نبی اور اُس کی بے وفا بدکار بیوی کا رشتہ خدا اور انسان کی محبت کی عکاسی کرتا ہے۔ انسان کے ساتھ خدا کا عہد ایک قانونی رشتہ سے بہت زیادہ گہرا ہے۔ یہ وہ محبت کا رشتہ ہے جو تکلیف

اُٹھانے کے لئے بھی تیار ہو۔ خدا کی محبت اُس کی ذات کا حصّہ ہے جسے محض جذبات یا نافرمانی برطرف نہیں کرسکتی (ہوسیع ۱۱: ۱-۴، ۷-۹ - پرانے عہدنامہ میں یہ آیات اس حقیقت کا واضح ترین بیان ہیں کہ خدا محبّت ہے)۔ بنی اسرائیل کی بے وفائی سے خدا کی محبّت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ "میں نے تجھ سے ابدی محبّت رکھی" (یرمیاہ ۳۱: ۳)۔ اُن سے محبّت نہ رکھنے (ہوسیع ۹: ۱۵) کی دھمکی سے غالباً یہ مراد ہے کہ وہ اب اُن کا خدا نہ ہوگا۔

ج - خدا اپنے برگزیدوں کا چناؤ کیسے کرتا ھے

خاص طور پر استثنا کی کتاب خدا اور اسرائیل کے عہد کے تعلق کو اُس کے بنی اسرائیل سے پہلے سے محبت کرنے پر مبنی دکھاتی ہے۔ اسرائیل کا خدا دیگر قوموں کے دیوتاؤں کی مانند نہیں ہے۔ اُن کے دیوتا قدرتی اور جغرافیائی وجوہات سے اُن کے معبود بن گئے تھے۔ یہوواہ نے پہل کی اور اسرائیل کو چُنا کیونکہ وہ اُن سے محبّت رکھتا تھا (استثنا ۴: ۳۷؛ ۷: ۶ مابعد؛ ۱۰: ۱۵؛ یسعیاہ ۴۳: ۴)۔ یہ محبّت فی البدیہہ ہے اور انسان کی کسی خوبی پر مبنی نہیں بلکہ خدا اُس میں خوبی پیدا کرتا ہے (استثنا ۷: ۷)۔ نتیجتاً اس کے یہ معنی ہوئے کہ خدا جن سے محبّت نہیں رکھتا اُن سے وہ عداوت رکھتا ہے (ملاکی ۱: ۲ مابعد)۔ تاہم مختلف حوالوں میں خصوصاً یوناہ اور یسعیاہ کے صحیفوں کی اُن جگہوں میں جہاں خادم کے گیت درج ہیں، خدا کی عالمگیر محبّت کا اصول اُبھرتا ہے لیکن اس کی کوئی ٹھوس مثال نہیں دی جاسکتی۔

۴ - محبّت بطورِ مذہبی فریضہ

ا - خدا کی جانب۔ خدا کا مطالبہ ہے کہ انسان اُس سے اپنی پوری شخصیت سے محبّت رکھے (استثنا ۶: ۵) لیکن اسے یُوں نہیں سمجھنا چاہیئے کہ خدا انسان سے ایک رسمی غیرذاتی اطاعت کا خواہاں ہے بلکہ یہ ایک دعوت ہے کہ انسان خدا سے ایک شخصی عبادت اور رفاقت کا سلسلہ قائم کرے جو اُس کے دل میں خدا کے اثر سے پیدا ہوا اور قائم رہے (استثنا ۳۰: ۶)۔

یہ خوشی کا وہ سادہ تجربہ ہے جو خدا کی رفاقت سے پیدا ہوتا ہے (یرمیاہ ۲: ۲؛ زبُور ۱۸: ۱؛ ۱۱۶: ۱) جو روز بروز اُس کے احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے (استثنا ۱۰: ۱۲- "اُس کی سب راہوں پر چلے اور اُس سے محبّت رکھے"؛ یشوع ۲۲: ۵ - "خداوند اپنے خدا سے محبّت رکھو اور اُس کی سب راہوں پر چلو")۔ یہ فرمانبرداری خدا کی محبّت کے لئے زیادہ بنیادی ہے بہ نسبت کسی قسم کے احساسات کے۔ ہماری خلوص دلی کا فیصلہ صرف خدا ہی کرسکتا ہے۔ ہمارے جذبات اُس کی صحیح عکاسی نہیں کرتے (استثنا [illegible])۔

ب - ہم جنس انسانوں کی جانب

خدا نے محبت کو انسانی تعلقات میں ایک مثالی اور اعلیٰ رشتہ مقرّر کیا ہے اور اسے ایک الٰہی حکم کی حیثیّت دی ہے (احبار ۱۹: ۱۸)۔ لیکن اس کے مماثل امتناعی حکم میں کہ اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا (احبار ۱۹: ۱۷) دل کی طرف اشارہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ محض ایک شرعی تعلق نہیں بلکہ یہ شخصیّت کی گہرائی میں دل تک جاتا ہے۔ دشمن کو پیار کرنے کا کوئی حکم نہیں لیکن اُس کی مدد کرنے کی تلقین ضرور کی گئی ہے (خروج ۲۳: ۴ مابعد) البتہ یہ قدرے خود غرضی پر مبنی معلوم ہوتا ہے (امثال ۲۵: ۲۱ مابعد - خود غرضی یوں کہ دشمن کی مدد کرتے ہوئے اُس کے سر پر انگاروں کا ڈھیر لگانا اپنی اَنا کو خوش کرتا ہے)۔

نئے عہد نامہ میں

۵ - نئے عہدنامہ میں محبّت کے مختلف مفہوم ادا کرنے کے لئے سب سے عام یونانی لفظ اگاپے agape (اسم) اور اگاپاؤ agapao (فعل) ہیں۔ کلاسیکی یونانی میں یہ لفظ عام نہیں۔ جن چند جگہوں میں یہ استعمال ہُوا ہے وہاں یہ محبّت کے عظیم ترین پہلو کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہاں یہ محبّت اپنے محبوب کو اعلٰے ترین اقدار کا حامل سمجھتی ہے۔ لیکن نئے عہدنامہ میں یہ لفظ کلاسیکی یونانی استعمال کا اتنا مرہونِ منت نہیں جتنا کہ ★ ہفتادی ترجمہ کا۔ ہفتادی مترجمین نے اِسے ۹۵ فی صد مرتبہ عبرانی کے محبّت کے مفہوم کو پیش کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس لفظ کی قدر و قیمت کا یہی راز ہے کہ یہ پُرانے عہدنامہ میں محبّت کے مکاشفہ کو پیش کرنے میں استعمال ہُوا ہے محبت کے سلسلے میں پرانے عہدنامہ کے زیادہ تر خیالات اور تصوّرات اسی لفظ میں سمو دیئے گئے ہیں۔

ایک اور یونانی لفظ جو تقریباً اگاپاؤ کا مترادف ہے فِلیو phileo ہے۔ یہ زیادہ تر محبت کے قریبی اور گہرے جذبے کی ترجمانی کرتا ہے (یوحنّا ۱۱: ۳، ۳۶؛ مکاشفہ ۳: ۱۹ - عزیز رکھنا)۔ اگرچہ یہ دونوں لفظ معنوی لحاظ سے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں تو بھی بعض مفسّروں نے یوحنّا ۲۱: ۱۵-۲۱ میں یہ نکتہ نکالا ہے کہ پطرس رسول خداوند مسیح کے سوال کا جواب دیتے وقت agapao (میں محبت رکھتا ہوں) کہنے سے کتراتا ہے لیکن philo (عزیز رکھتا ہوں) کہنے کو تیار ہے۔ یہ مُفسّر دوسرے مُفسّروں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ اِن الفاظ کے معنوں میں کچھ فرق نہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ یوحنّا جیسا سادہ یونانی لکھنے والا ایک ہی جگہ دو مختلف الفاظ استعمال کرکے اس اہم گفتگو کی ایک باریکی کو بیان کرنا چاہتا ہے، ورنہ وہ ایک ہی لفظ استعمال کرتا۔

۶ - نئے عہدنامہ میں پرانے عہدنامہ کی طرح محبت کو خدا کی حقیقی ذات کا مظہر کہا گیا ہے (۱-یوحنّا ۴: ۸، ۱۶) اور اسی وجہ سے مسیحی اوصاف میں محبت کو عظیم ترین وصف کہا گیا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۳: ۱۳)۔ کلامِ مُقدّس میں محبت کی تعریف اُس کی خوبیوں کو بیان کرنے

سے کی گئی ہے (۱-کرنتھیوں ۱۳: ۴-۷)۔ لیکن محبت کو اگر مسیحی مذہب کا دل کہا جائے تو یہ کوئی مبالغہ نہ ہوگا کیونکہ یہ اُس کا مرکزی نقطہ ہے کیونکہ یہ خدا اور انسان کے تعلق کے لئے نہایت ضروری ہے (متی ۲۲: ۳۷-۳۹؛ مرقس ۱۲: ۲۸-۳۱؛ یوحنا ۱۳: ۳۴-۳۵)۔ مسیح کی تعلیم کے مطابق تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا اسی پر مدار ہے (متی ۲۲: ۴۰)۔ شریعت محبت ہی سے پوری ہوتی ہے کیونکہ جن سے ہم محبت رکھتے ہیں اُن کی بہتری کے لئے ہم شریعت پر عمل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں (رومیوں ۱۳: ۸-۱۰)۔ ★ کلوری محبت کی بہترین عملی مثال ہے جہاں مسیح نے اپنے کو بنی نوع انسان کے لئے قربان کر دیا (۱-یوحنا ۴: ۱۰)۔ کتابِ مقدس یہ بے نظیر انکشاف کرتی ہے کہ خدا اصل میں اپنی ذات میں محبت ہے (۱-یوحنا ۴: ۸، ۱۶)۔ مسیحیت ہی ایک واحد مذہب ہے جو عظیم ترین ہستی یعنی خدا کو محبت کہتا ہے۔ خدا نہ صرف محبت کرتا ہے بلکہ وہ خود بہ نفسِ نفیس محبت ہے۔ اس عظیم ترین وصف میں باقی سب اوصاف ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

خدا کا اپنا بیٹا یعنی خداوند یسوع مسیح بنائے عالم سے پہلے ہی اس ابدی محبت کا مرکز تھا (یوحنا ۱۷: ۲۴؛ متی ۳: ۱۷؛ ۱۷: ۵؛ یسعیاہ ۴۲: ۱)۔ خدا پورے جہان سے محبت رکھتا ہے (یوحنا ۳: ۱۶) اور اُس میں ہر فرد سے الگ الگ بھی (گلتیوں ۲: ۲۰)۔ اور باوجودیکہ انسان گنہگار اور بگڑا ہوا ہے خدا پھر بھی اُس سے محبت رکھتا ہے (رومیوں ۵: ۸-۱۰؛ افسیوں ۲: ۴-۵)۔ اپنی مخلوق سے خدا کی محبت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اُن کی سب ضروریات مہیا کرتا ہے (اعمال ۱۴: ۱۷)، لیکن اس سے بھی زیادہ اس حقیقت سے کہ اس نے اُن کی نجات کا انتظام بھی کیا ہے (رومیوں ۵: ۸؛ ۱-یوحنا ۴: ۹-۱۰)۔ مسیح پر ایمان رکھنے والے اس محبت سے خصوصاً نوازے جاتے (یوحنا ۱۶: ۲۷؛ ۱۷: ۲۳) اور اُس کی تنبیہ کے حقدار بنتے ہیں (عبرانیوں ۱۲: ۶-۱۱)۔ اُن کو پختہ یقین دلایا جاتا ہے کہ کوئی چیز بھی اُنہیں خدا کی محبت سے جدا نہیں کر سکتی (رومیوں ۸: ۳۱-۳۹)۔ تمام انسانی محبت کا، خواہ وہ خدا کے لئے ہو یا انسان کے لئے منبع خدا ہے۔ محبت کی سچی اصلیت اور قدرت صرف کلوری کی روشنی میں دیکھی جا سکتی ہے (۱-یوحنا ۴: ۷-۱۰)۔ یہ محبت ایماندار کے دل میں پاک روح کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے (رومیوں ۵: ۵؛ گلتیوں ۵: ۲۲) جو اُسے خدا اور انسان سے محبت کرنے کی ترغیب دیتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۴-۱۵؛ ۱-یوحنا ۴: ۲۰-۲۱)۔ محبت ایک دوسرے کی خدمت کرنے سے ظاہر ہوتی ہے (گلتیوں ۵: ۱۳) اور یہ محبت مسیح کے سچے شاگرد ہونے کی کسوٹی ہے (یوحنا ۱۳: ۳۳؛ لوقا ۱۴: ۲۶؛ ۱-یوحنا ۳: ۱۴)۔ محبت کا ایمان کے ساتھ ایک زندہ تعلق ہے۔ بیشک ایمان ایک بنیادی چیز ہے (عبرانیوں ۱۱: ۶؛ یوحنا ۶: ۲۹) تاہم وہ ایمان جو خدا اور انسان کے درمیان محبت سے ظاہر نہیں ہوتا وہ مردہ اور بے فائدہ ہے (یعقوب ۲: ۱۷-۲۶؛ گلتیوں ۵: ۶، ۱۳)۔ ایک مسیحی کو خدا سے پورے طور پر محبت رکھنی ہے اور اپنے پڑوسی سے بھی اپنی مانند (متی ۲۲: ۳۷-۳۹)۔ اُسے اپنے دشمن سے اور اپنے بھائی، دونوں سے محبت رکھنی ہے (متی ۵: ۴۳-۴۸؛ رومیوں ۱۲: ۱۹-۲۰؛ ۱-یوحنا ۳: ۱۴)۔ محبت کا بے ریا ہونا ضروری ہے (رومیوں ۱۲: ۹)۔ اسے عملی اور سچا ہونا ہے (۱-یوحنا ۳: ۱۸ "کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعہ سے بھی محبت کریں")۔ محبت وہ عُقدہ ہے جس میں سب مسیحی اوصاف بندھ کر ایک ہو جاتے ہیں (کلسیوں ۳: ۱۴)۔

محبت کی ضیافت :- دیکھئے اگاپے۔

مُحَت :- (عبرانی = چھیننا)۔
۱- ہیمان گریتی کی نسل سے ایک قہاتی (۱-تواریخ ۶: ۳۵)۔
۲- ایک لاوی جس نے حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ہیکل کو پاک صاف کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲)۔ وہ دیگر لوگوں کے ساتھ ہیکل کی پاک چیزوں پر مختار مقرر کیا گیا (۲-تواریخ ۳۱: ۱۳)۔

محتاج :- دیکھئے غریب، غریبی۔

مُحَرِّر :- دیکھئے پیشہ جات بائبل کے ۴۵

مُحسنین :- مُحسن کی جمع۔ احسان کرنے والا۔ یہ لفظ کیتھولک ترجمہ میں لوقا ۲۲: ۲۵ میں استعمال ہوا ہے۔
یونانی ریاستیں یہ خطاب کسی باوقار قومی رکن کو اُس کی خدمت کے صلے میں دیتی تھیں۔ خداوند مسیح اس خطاب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے خداوند نعمت کہا گیا ہے۔ یونانی لفظ euergetes ہے۔

محصول کی چوکی :- متی کو محصول کی چوکی سے بلایا گیا (متی ۹: ۹)۔ اسیری کے بعد محصول عام طور پر سڑک پر مال گذرتے وقت چنگیوں پر لیا جاتا تھا۔ چونکہ محصول لینے والے ایک غیر قوم حکومت کے نوکر تھے اس لئے وہ حقارت سے دیکھے جاتے تھے۔ اور چونکہ یہ بے ایمانی کے لئے مشہور تھے اس لئے عام لوگ اُن سے ملنے سے گریز کرتے تھے۔

محصول لینے والا :- اناجیل متوافقہ میں یونانی لفظ ٹلونس telones کا مطلب ہے محصول لینے والے یا ایسے لوگ جنہیں ٹیکس ٹھیکیدار رومی حکومت کے لئے ٹیکس جمع کرنے کے لئے مقرر کرتا تھا۔ ۲۱۲ ق م سے ہی رومی سلطنت میں ایسے لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو حکومت سے مختلف ٹیکسوں کو جمع کرنے کا ٹھیکہ لیا کرتی تھی اور بعد میں وہ تمام صوبوں میں سرگرم عمل ہو گئی۔ یہ جماعت مختلف قسم کی وہ چنگیاں اور بلاواسطہ ٹیکس جمع کیا کرتی تھی۔ اس سسٹم میں بددیانتی

کا بڑا موقع تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محصول لینے والے زیادہ طلبی اور بدعنوانی کے شروع ہی سے مرتکب ہوتے آ رہے تھے، یہاں تک کہ حکومت کو سنگین قسم کی بدعنوانیوں کو روکنا پڑتا اور بعض اوقات معاملہ عدالت تک بھی لے جانا پڑتا تھا۔ وہ لوگ شروع سے بدنام تھے۔ سیسرو اس قسم کے پیشوں، مثلاً محصول جمع کرنے والوں کے پیشے کو کمین اور ادنےٰ خیال کرتا تھا۔ صوبوں میں اکثر مرکزی ٹھیکیدار باہر کے لوگ ہوتے تھے اگرچہ مقامی لوگ بھی ہو سکتے تھے اور وہ اپنے ماتحت چھوٹے ٹھیکیدار رکھ سکتے تھے۔ لوقا ۱۹: ۲ میں "محصول لینے والوں کا سردار" (ارخی تِلونیس = architelones) کی اصطلاح یہ ظاہر کرتی ہے کہ زکائی کے پاس تمام یریحو کے ٹیکس کا ٹھیکہ تھا اور اُس کے ماتحت دیگر محصول جمع کرنے والے بھی تھے)۔ لیکن محصول جمع کرنے والے عام طور پر مقامی لوگ ہوتے تھے اور ان کی بدعنوانیوں کے باعث (مقابلہ کیجئے لوقا ۱۹: ۸، یوحنا اصطباغی کی نصیحت لوقا ۳: ۱۳) لوگ ان سے سخت نفرت کرتے اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ متی ۵: ۴۶ میں مسیح خداوند نے بھی ان کے اس خودغرضانہ رویّہ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن کٹر یہودیوں نے نفرت کے اس فطری رویّہ کو کہیں زیادہ سنگین سمجھا۔ جب انہوں نے اسے مذہب کی آنکھ سے دیکھا تو وہ انہیں ناپاک نظر آئے کیونکہ وہ غیر قوموں کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ یہ ناپاکی اور ربّیوں کی اپنے شاگردوں کو یہ تعلیم دینا کہ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھائیں، اُس رویّہ کی وجوہات ہیں جو ان اصطلاحات: "محصول لینے والے اور گنہگار" (متی ۹: ۱۰-۱۱؛ ۱۱: ۱۹؛ مرقس ۲: ۱۵، ۱۶؛ لوقا ۵: ۳۰؛ ۷: ۳۴؛ ۱۵: ۱) اور "محصول لینے والے اور کسبیاں" (متی ۲۱: ۳۱)' اور متی ۹: ۱۰، ۱۱؛ ۱۱: ۱۹؛ مرقس ۲: ۱۵، ۱۶؛ لوقا ۵: ۲۹، ۳۰ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ متی ۱۸: ۱۷ میں مرقوم حکم کی غرض و غایت بھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ متی ۲۱: ۳۱ میں سردار کاہن اور بزرگوں کی مذمت، متی ۱۱: ۱۹، لوقا ۷: ۳۴ کے بیان اور لوقا ۱۸: ۱۰ مابعد میں فریسی اور محصول لینے والے کی کہانی کے منفی اور مثبت پہلوؤں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۴

محلاہ ۔ مَحلہ:- (عبرانی = بیماری)۔
۱۔ منسّی کے قبیلے سے صلافحاد کی سب سے بڑی بیٹی۔ صلافحاد کی سات بیٹیاں تھیں اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ ان بیٹیوں نے موسیٰ سے درخواست کی کہ جیسے بیٹوں کو دی جاتی ہے ویسے اُن کو اُن کے باپ کی میراث دی جائے۔ سو خدا نے اُنہیں اجازت دی کہ ایسا ہی ہو بشرطیکہ وہ اپنے ہی قبیلہ میں شادی کریں (گنتی ۲۶: ۳۳؛ ۲۷: ۱ ببعد؛ باب ۳۶؛ یشوع ۱۷: ۳ مابعد)۔
۲۔ مکیر کی بہن ہمولکت کی بیٹی (۱۔ تواریخ ۷: ۱۸)۔

محلل ایل ۔ محللی ایل:- (عبرانی = خدا کی تعریف و تمجید)۔
قینان کا بیٹا۔ اس کی عمر ۸۹۵ برس ہوئی اور وہ یارد کا باپ تھا (پیدائش ۵: ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۲؛ لوقا ۳: ۳۷)۔

محلون:- (عبرانی = بیمار)۔ الیملک اور نعومی کا بیٹا۔ کلیون کا بھائی (روت ۱: ۲، ۵؛ ۴: ۹، ۱۰)۔ اس نے موآب میں روت سے شادی کی۔ وہ دس سال موآب میں رہ کر مرگیا۔

محلہ:- (عبرانی = بیماری)۔ غالباً مکیر بن منسّی کی بہن ہمولکت کا بیٹا یا بیٹی (۱۔ تواریخ ۷: ۱۸)۔

محلی:- (عبرانی = بیمار)۔
۱۔ لاویوں کے گھرانے سے مراری کا بیٹا (خروج ۶: ۱۹)۔
۲۔ موشی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۶: ۴۷؛ ۲۳: ۲۳؛ ۲۴: ۳۰)۔

محنایم:- جب یعقوب فدان آرام سے کنعان کو آ رہا تھا تو جس جگہ اُس کی ملاقات فرشتوں سے ہوئی اُس نے اُس جگہ کا نام محنایم رکھا (پیدائش ۳۲: ۲)۔ اِس شہر کو "پناہ کا شہر" مقرر کیا گیا اور میراث میں لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۸؛ ۱۔ تواریخ ۶: ۸۰)۔ یہ جد اور منسّی کی سرحد پر یردن کے مشرق میں جلعاد میں واقع تھا (یشوع ۱۳: ۲۶، ۳۰)۔ ساؤل کی موت کے بعد یہ تھوڑے عرصے کے لئے اسرائیل کا دارالحکومت بھی رہا (۲۔ سموئیل ۲: ۸)۔
داؤد بادشاہ اپنے بیٹے ابی سلوم سے فرار ہو کر اس جگہ آیا (۲۔ سموئیل ۱۹: ۳۲)۔ سلیمان بادشاہ کا ایک سردار اخیند آب اس شہر میں رہتا تھا (۱۔ سلاطین ۴: ۱۴)۔
قدیم مصری تحریرات میں محنایم کا ذکر ان شہروں میں آتا ہے جنہیں شیسونک اوّل Shesonk (بائبل میں شیشک) نے فتح کیا تھا۔ یہ اُس حملہ میں فتح ہوا جس کا ذکر ۱۔ سلاطین ۱۴: ۲۵، ۲۶؛ ۲۔ تواریخ ۱۲: ۲-۳ میں آیا ہے۔ محنایم کے صحیح محلِ وقوع کے متعلق علم نہیں۔

محنت:- کتابِ مُقدّس میں محنت کو ایک باعزت عمل قرار دیا گیا ہے (زبور ۱۲۸: ۲؛ امثال ۲۱: ۲۵؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۱)۔ محنت کشوں کے حقوق کے لئے شریعت میں حفاظتی قانون ہیں (استثنا ۲۴: ۱۴-۱۵)۔ بامشقت محنت گناہ کی لعنت کا نتیجہ ہے (پیدائش ۳: ۱۷-۱۹)۔ نیز دیکھئے کام۔

محنے دان:- (عبرانی = دان کا ڈیرا)۔
۱۔ وہ جگہ جہاں خداوند کی روح نے سمسون کو تحریک دی۔ یہ صرعہ اور اِستال کے درمیان ہے (قضاة ۱۳: ۲۵)۔
۲۔ وہ جگہ جہاں دان کے قبیلے کے چھ سو مرد جنگ کا سامان باندھے ہوئے صرعہ اور اِستال سے روانہ ہو کر قریت یعریم میں خیمہ زن ہوئے (قضاة ۱۸: ۱۲)۔ اسی وجہ سے اس جگہ کو دان کا ڈیرا کہتے ہیں۔
گو چہ ۱ اور ۲ میں مذکور جگہیں ایک دوسرے سے کافی فاصلہ

پرلگتی ہیں تو بھی غالباً یہ ایک ہی جگہ تھی۔

محول - ماحول:- (عبرانی = ناچ، رقص)۔ کل کول اور دردع کا باپ ۔ محول کے یہ بیٹے بڑے دانش مند تھے لیکن سلیمان بادشاہ ان سے بھی زیادہ دانشمند تھا (۱۔سلاطین ۴: ۳۱)۔

محولاتی:- عدری ایل کا غیر یہودی لقب ۔ساؤل بادشاہ نے اپنی بیٹی میرب کی شادی بجائے داؤد کے عدری ایل محولاتی سے کی (۱۔سموئیل ۱۸: ۱۹)۔ابیل محولہ ایک جگہ کا نام ہے جو یردن کی وادی میں واقع ہے (۱۔سلاطین ۱۹: ۱۶)۔

محویاایل - قائن اور حنوک کی اولاد سے عیراد کا بیٹا اور متوساایل کا باپ (پیدائش ۴: ۱۸)۔

محیدا - محیدہ:- (عبرانی = مشہور)۔
★ نتنیم (ہیکل کے خادم) کی اولاد سے ایک خاندان جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵۲، نحمیاہ ۷: ۵۴)۔

محیر:- (عبرانی = قیمت، مزدوری)۔یہوداہ کے قبیلے سے کلوب کا بیٹا (۱۔تواریخ ۴: ۱۱)۔

مخالفِ مسیح:- بائبل میں مخالفِ مسیح کی اصطلاح صرف یوحنا کے خطوط میں ملتی ہے (۱۔یوحنا ۲: ۱۸، ۲۲؛ ۴: ۳؛ ۲۔یوحنا آیت ۷)۔یہاں "مخالف" سے مراد جھوٹا مسیح نہیں بلکہ وہ جو مسیح کی مخالفت کرتا ہے۔اگر یہ درست ہے تو ہمیں دانی ایل ۷: ۷، ۸، ۲۱، ۲۲ اور ۲۔تھسلنیکیوں باب ۲ اور مکاشفہ کی کتاب میں پائے جانے والے بیانات کو بھی مخالفِ مسیح کی صف میں شامل کرنا چاہیئے جہاں اُس شدید مخالفت کے متعلق بتایا گیا ہے جو شیطانی طاقتیں آخری زمانہ میں مسیح کی کریں گی۔

اس تصوّر کو جو پہلے ہی مشہور تھا (تم نے سُنا ہے کہ مخالفِ مسیح آنے والا ہے ۱۔یوحنا ۲: ۱۸) یوحنا کے خط میں متعارف کرایا گیا ہے۔ لیکن اگرچہ یوحنا اس حقیقت کا انکار تو نہیں کرتا کہ آخری زمانہ میں بدی کی ایک طاقت جسے "مخالفِ مسیح" کہا جاتا ہے ظاہر ہوگی تاہم وہ زور دیتا ہے کہ مخالفِ مسیح کی خصوصیت کا حامل ایک مزاج، ایک رویّہ ہے اور وہ پہلے ہی موجود ہے۔درحقیقت وہ یہ کہتا ہے کہ اس دُنیا میں پہلے ہی بہت سے مخالفِ مسیح پائے جاتے ہیں (۱۔یوحنا ۲: ۱۸)۔ اور جب وہ یہ کہتا ہے کہ "مخالفِ مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے" (۲: ۲۲) تو وہ مخالفِ مسیح کی نوعیّت کی تعریف بیان کر رہا ہوتا ہے۔اِس پر مزید روشنی اُس وقت پڑتی ہے جب کہ رسول یہ بیان کرتا ہے کہ مخالفِ مسیح وہ ہے جو مسیح کے مجسم ہو کر آنے کا انکار کرتا ہے (۱۔یوحنا ۴: ۳؛ ۲۔یوحنا آیت ۷)۔کیونکہ یوحنا کے نزدیک بنیادی بات یہ ہے کہ خدا مسیح میں ہو کر انسان کی نجات کے لئے کام کرتا ہے (۱۔یوحنا ۴: ۹-۱۰) اور جب کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو نہ صرف وہ تعلیمی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ وہ مسیحی ایمان کی جڑ کو کاٹ رہا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے کاموں کی مخالفت کرنے سے شیطان کا کام کرتا ہے۔ زمانہ کے اختتام پر بھی مخالفت بدی کے مجسمے کے کام کی خصوصیت ہوگی اور اس وقت جو اسے چھوٹے پیمانے پر کرتے ہیں وہ یہ دکھا رہے ہیں کہ وہ اُس کے حاشیہ بردار ہیں۔

پولس رسول مخالفِ مسیح کی اصطلاح استعمال نہیں کرتا بلکہ ۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۳ مابعد میں اسے "گناہ کا شخص" کہتا ہے۔اس شخص کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ "مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے" (آیت ۴)۔وہ خدا ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے (آیت ۴)۔وہ خود تو شیطان نہیں لیکن اُس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہے (آیت ۹)۔ پولس رسول شیطان کی عظیم مساعی کو زمانہ ماضی سے منسلک نہیں کرتا بلکہ مستقبل سے۔ اور نہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ دُنیا بتدریج کاملیّت کی طرف قدم بڑھا رہی ہے بلکہ بدی کی طرف جو آخر تک جاری رہے گی۔تب بدی نیکی کے سامنے سب سے بڑا چیلنج پیش کرے گی۔ اس چیلنج کی قیادت وہ پُراسرار ہستی کرے گی جس کی قوت شیطان کی رہینِ منت ہوگی۔ وہ شیطان کے خدا کے کاموں کو تباہ کرنے کے چیلنج کو بروئے کار لانے کا ذریعہ بنے گی۔ پولس کو اِس کے نتائج کا کامل یقین ہے یعنی خداوند مسیح گناہ کے شخص کو "اپنے منہ کی پھونک" سے ہلاک کر دیں گے (آیت ۸)۔شیطان کا آخری عظیم چیلنج بھی شکست کا منہ دیکھے گا۔

مکاشفہ کی کتاب کی بعض رویاؤں کا یقیناً یہی مطلب ہے۔ بائبل کے علماء اس امر پر متفق ہیں کہ بعض رویائیں مسیح خداوند کی شیطانی طاقتوں کے ساتھ آخری لڑائی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔نیز بعض اوقات تشبیہ صاف طور پر شیطان کی نشاندہی کرتی ہے۔چنانچہ مکاشفہ ۱۲: ۳ کا بڑا لال اژدھا (آیت ۹) صاف شیطان کو ظاہر کرتا ہے لیکن مکاشفہ ۱۱: ۷ کا حیوان شیطان نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ اُس کے کاموں سے ظاہر ہوتا ہے اُس کا شیطان سے بڑا نزدیکی تعلق ہے۔ایسے ہی چند اور جانور بھی ہیں (مکاشفہ ۱۳: ۱۱)۔لیکن یہاں ہمارا مقصد کسی خاص جانور کو مخالفِ مسیح کے ساتھ تشبیہ دینا نہیں ہے، بلکہ صرف یہ کہ مکاشفہ کی کتاب بھی اس شخص سے آگاہ ہے جسے شیطان اپنے اختیارات دے گا اور جو آخری دنوں میں مسیح کی مخالفت کرے گا۔

مختار:- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۶

مختار - مختاری :- مختار - وہ جسے کسی کام کے انتظام کرنے کا اختیار دیا گیا ہو - مختار اور مختاری کے لئے جو یونانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ غور طلب ہیں -

۱ - oikonomia اوئےکونومیا - یہ oikos بمعنی گھر اور nemo بمعنی انتظام کرنا سے ترکیب دیا گیا ہے - یہ نئے عہدنامہ میں ۹ مرتبہ استعمال ہؤا ہے - اس کا ترجمہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۴ مرتبہ "مختاری" (لوقا ۱۶ : ۲، ۳، ۴؛ ۱- کرنتھیوں ۹ : ۱۷) اور پانچ مرتبہ "انتظام" کیا گیا ہے (افسیوں ۱ : ۱۰؛ ۳ : ۲ - کیتھولک مختاری؛ ۳ : ۹؛ کلسیوں ۱ : ۲۵ - کیتھولک مختاری؛ ۱- تمیتھیس ۱ : ۴ - کیتھولک تربیّت) -

۲ - oikonomos اوئےکونوموس - یہ اوپر والے لفظ کا اسم فاعل ہے - گھر کا انتظام کرنے والا - یہ نئے عہدنامہ میں ۱۰ مرتبہ استعمال ہؤا ہے اور اس کا ترجمہ ۸ مرتبہ مختار (لوقا ۱۶ : ۱، ۳، ۸؛ ۱- کرنتھیوں ۴ : ۱، ۲؛ گلتیوں ۴ : ۲؛ ططس ۱ : ۷؛ ۱- پطرس ۴ : ۱۰)، ایک مرتبہ داروغہ (لوقا ۱۲ : ۴۲ - کیتھولک منتظم) اور ایک مرتبہ خزانچی (رومیوں ۱۶ : ۲۳) کیا گیا ہے - اوئےکونوموس وہ مختار تھا جس کے خاندان کے تمام انتظام (کو چلانے) کی ذمہ داری سپرد کی جاتی تھی تاکہ وہ اسے دیانتداری، درستی اور خوش اسلوبی سے چلائے -

۳ - مندرجہ بالا حوالوں میں عام طور پر یہ الفاظ اپنے اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں کہ مختار گھر، مال یا املاک کے انتظام میں مختاروں کی ذمہ داریاں اور فرائض نبھائیں - مثلاً وقت پر خوراک بانٹنا (لوقا ۱۲ : ۴۲)، مال اور املاک کا انتظام کرنا (لوقا ۱۶ : ۱ مابعد) - گلتیوں ۴ : ۲ میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں مجازی طور پر استعمال ہؤا ہے - پولسؔ رسول بتاتا ہے کہ بچہّ، جو آخر میں جائیداد کا وارث بن جائے گا، بالغ ہونے سے پہلے غلام کی سی حیثیّت رکھتا ہے - باپ وہ میعاد مقرّر کرتا ہے جب بچہ بالغ سمجھا جائے گا - اُس وقت تک اُس کی تربیّت اور زندگی کا باقی انتظام سرپرستوں (یونانی epitropos) اور مختاروں oikonomous کے ذمہ ہوتا ہے (یاد رہے کہ یونانی تہذیب میں بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری کسی قابل غلام کے سپرد کی جاتی تھی) - پولسؔ رسول اس حوالے میں نظامِ الٰہی کی ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے - نظامِ الٰہی میں مسیح کے آنے سے پہلے ایک وقت تھا جب انسان روحانی طور پر بالغ نہ ہوا تھا - اس وقت وہ شریعت کی مختاری میں تھا -

اناجیل میں مختار کے لئے یہ یونانی لفظ صرف لوقا میں آتا ہے (اردو ترجمہ میں لفظ مختار متّی ۲۴ : ۴۷؛ ۲۵ : ۲۱ میں بھی آتا ہے لیکن وہاں یہ یونانی کے ایک اور لفظ کا ترجمہ ہے) - دلچسپی کی بات یہ ہے کہ عام طور پر مختار اور غلام کے لفظ (یونانی doulos - جس کا اردو میں ترجمہ اکثر نوکر کیا گیا ہے) ساتھ ساتھ آتے ہیں (مثلاً لوقا ۱۲ : ۴۲، ۴۳ - داروغہ اور نوکر؛ متّی ۲۴ : ۴۵ مابعد - نوکر اور مختار) -

۴ - اسی طرح یہ نئے عہدنامہ کے باقی حوالوں میں استعمال ہؤا ہے - مثلاً ۱- کرنتھیوں ۴ : ۱ میں پولسؔ رسول oikonomos کو مجازی معنوں میں رسولوں کے کارِ مفوّضہ کے سلسلے میں استعمال کرتا ہے اور ساتھ ہی غلام کا لفظ بھی - "آدمی ہم کو مسیح کا خادم (غلام) اور خدا کے بھیدوں کا مختار سمجھے" -

مزید جیسے اناجیل میں دیانتداری اور مختاری لازم و ملزوم ہیں (لوقا ۱۲ : ۴۲؛ ۱۶ : ۱۰ مابعد، متّی ۲۵ : ۲۰ مابعد، قب لوقا ۱۹ : ۱۷ مابعد) اُسی طرح ۱- کرنتھیوں ۴ : ۲ میں مختار کے دیانتدار ہونے پر زور دیا گیا ہے - ططس ۱ : ۷ کے مطابق نگہبان (کیتھولک ★ اُسقف یعنی بشپ) کو جو خدا کا مختار ہے بے الزام ہونا ضروری ہے - ۱- پطرس ۴ : ۱۰ میں مسیحی جماعت کے سب افراد کو جنہیں فضل کی نعمتوں سے خدا نے نوازا ہے اچھے مختار ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے -

۵ - oikonomia کے وسیع تر مفہوم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسکے بنیادی مطلب کو جو گھر oikos سے تعلق رکھتا ہے سامنے رکھیں - خدا کے لوگ، خدا کی جماعت اُس کا گھر (گھرانا ★ خاندان) ہیں - اسے قائم کرنے کے لئے وہ اس کے انتظام کی ذمہ داری کو اپنے چُنے اور بلائے ہوئے لوگوں کے سپرد کرتا ہے - ان لوگوں کو اس مختاری کو اپنا نہیں سمجھنا چاہیئے - وہ اُن روحانی نعمتوں کے محض مختار ہیں جو اُنہیں بخشی گئی ہیں - اِن کا اُنہیں بالآخر حساب دینا ہے (لوقا ۱۶ : ۲ قب اشرفیوں کی تمثیل لوقا ۱۹ : ۱۱ مابعد، قب توڑوں کی تمثیل متّی ۲۵ : ۱۴ مابعد - اس آخری حوالے میں اگرچہ یونانی لفظ oikonomos نہیں استعمال ہؤا تاہم وہ اس تصوّر پر روشنی ضرور ڈالتا ہے) - روحانی نعمتوں کو اچھے مختاروں کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کرنے (۱- پطرس ۴ : ۱۰) کے علاوہ زیادہ اہم ذمہ داری انجیل کے سنانے کی مختاری ہے - ۱- کرنتھیوں ۴ : ۱ میں انجیل کو بھید کہا گیا ہے اور مسیح کے خادموں کو اس کی مختاری دی گئی ہے - یہاں پولسؔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کا تعارف بطور مختار کرتا ہے - اسی طرح پولسؔ ۱- کرنتھیوں ۹ : ۱۷ میں انجیل کی منادی کو مختاری (یونانی oikonomia) کہتا ہے جس ذمہ داری سے وہ پیچھے ہٹ نہیں سکتا - غالباً کلسیّوں ۱ : ۲۵ اور افسیوں ۳ : ۲ بھی اِسی مضمون سے تعلق رکھتے ہیں - اِن حوالوں میں خدائی نظام (افسیوں میں اسے خدا کے فضل کا انتظام کہا گیا ہے) زیرِ بحث ہے - یہاں یہ قبول کرنا پڑے گا کہ اب اس یونانی لفظ کے مفہوم میں وسعت آ گئی ہے اور اس سے "خدا کے نجات کے منصوبہ کا نظام" مراد ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسی لفظ کے ترجمہ کے لئے لفظ مختاری اور انتظام کا استعمال اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ اس میں یہ دونوں تصوّر موجود ہیں -

۶- oikonomia کا وسیع تر مفہوم یعنی "نجات کا منصوبہ" مسیحی علمِ الٰہی میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ افسیوں کے خط میں اسے اُس ★ بھید کا انتظام کہا گیا ہے جو ازل سے خدا میں پوشیدہ رہا ہے (افسیوں ۳: ۹) اور اب زمانوں کے پورا ہونے پر مسیح میں مکمل ہؤا ہے (افسیوں ۱: ۱۰)۔ ان معنوں میں آبائے کلیسیا نے یہ لفظ علم النجات کے سلسلے میں استعمال کیا ہے لیکن یہ دونوں معنی، یعنی مختاری اور نظامِ نجات کا منصوبہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ نہیں ہیں کیونکہ نظامِ نجات کا اعلان کرنے کی مختاری خدا اپنے بندوں کے سپرد کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۴: ۱)۔ جیسے زمانہ خدا کے منصوبہ میں ایک مقام رکھتا ہے اسی طرح مختار کو بھی وقت کی ایک میعاد دی جاتی ہے۔ وہ خود نہیں جانتا کہ یہ کتنی ہے (لوقا ۱۲: ۴۶)۔ اس وقت کے اختتام پر مختار کو حساب دینا ہوتا ہے۔ یوں خدا کے نظامِ نجات میں وقت کی میعاد (زمانہ) بھی ایک نعمت ہے جسے مختار کو دانشمندی اور ذمہ داری سے استعمال کرنا ہے (کلسیوں ۴: ۵؛ افسیوں ۵: ۱۵ مابعد)۔

۷- الٰہی نظامِ نجات ایک سلسلہ ہے۔ یہ مکاشفہ ایک سیدھی ارتقائی راہ نہ تھی بلکہ یہ مختلف زمانوں میں بٹا ہؤا نظام تھا جو حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح خدا نے انسان پر زمانہ بہ زمانہ ظاہر کیا تھا۔ یا یوں کہیں کہ یہ سیڑھیاں تھیں جو درجہ بہ درجہ اوپر جا رہی تھیں۔ ہر زمانہ میں خدا نے انسان کو ایک راستہ پر جانے دیا۔ پھر اس نے انسان پر ظاہر ہو کر اُسے ایک خاص سمت میں جانے کی ہدایت کی۔ پہلے اس نے اپنے آپ کو انسان پر براہِ راست ظاہر کیا اور اُس کی رفاقت چاہی لیکن انسان نافرمانی کرنے کی وجہ سے اس رفاقت سے محروم ہو گیا۔ خدا کا انسان کو اپنی صورت پر بنانے (پیدائش ۱: ۲۶) کا ایک مقصد اُس سے رفاقت رکھنا بھی تھا (دیکھئے صورت)۔ اس کھوئی ہوئی رفاقت کی بحالی کا انتظام خدا نے درجہ بہ درجہ کیا۔ بعض مسیحی علمِ الٰہی کے عالم اس بحالی کے عمل کی سات کڑیاں بیان کرتے ہیں۔

۱- زمانۂ معصومیت

یہ انسان کی تخلیق سے اُس کی نافرمانی تک کا زمانہ ہے، جب اُس کے گناہ کی سزا کے باعث اُسے باغِ عدن سے نکالا گیا۔

۲- زمانۂ ضمیر

نافرمانی کی وجہ سے جب انسان نے نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھایا تو اُس کا ضمیر جاگا۔ شروع میں انسان خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے سے خدا کی مرضی جانتا تھا۔ پھل کھانے سے اُسے عملی طور پر نیکی اور بدی کا تجربہ ہؤا۔ اب اُسے اپنے ضمیر کی ہدایت پر چلنا تھا۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوا (پیدائش ۶: ۵) بلکہ اُس کے دل کے تصوّر اور خیال بُرے ہی ہوتے گئے۔ تب خدا نے طوفانِ نوحؔ سے انسان کو سزا دی۔

۳- انسانی حکومت کا زمانہ

خدا کا نوحؔ سے عہد ایک تیسرے زمانہ کی ابتدا ہے۔ اس میں انسان، انسان پر حکومت کرتا ہے اور خون کا بدلہ خون سے لینا ہے (پیدائش ۹: ۱-۶)۔

۴- وعدے کا زمانہ

خدا ابرہامؔ کو اُس کے وطن سے بلا کر اُس سے خاص برکتوں کا وعدہ کرتا ہے اور اُس سے عہد کرتا ہے کہ وہ اُس کی نسل کو ایک بڑی قوم بنائے گا (پیدائش ۱۳: ۱۶ وغیرہ)۔ یہ زمانہ اُس وقت ختم ہؤا جب بنی اسرائیل نے شریعت کو قبول کر لیا (خروج ۱۹: ۸)۔

۵- زمانۂ شریعت

یہ کوہِ سینا پر دس احکام کے نازل ہونے سے کوہِ کلوری پر مسیح کے صلیب دیئے جانے تک کا دور ہے۔

۶- زمانۂ فضل

اس زمانہ کی ابتدا مسیح یسوعؔ کی کفارہ بخش موت اور ان کے جی اُٹھنے سے شروع ہوتی ہے۔ ہم اسی زمانہ میں سے گذر رہے ہیں۔ یہ زمانہ تب پورا ہوگا جب مسیح کی آمدِ ثانی پر سب چیزوں کا مسیح میں مجموعہ ہو جائے گا (افسیوں ۱: ۱۰)۔ اسی نظام کے پورے ہونے کے لئے یہاں یونانی لفظ اوئےکونومیا oikonomia استعمال ہؤا ہے۔

۷- زمانۂ تکمیل

خدا کے نجات کے نظام کی آخری کڑی مسیح میں ہے۔ تمام کائنات جو انسان کے گناہ کی وجہ سے درہم برہم ہو گئی تھی اب آخری زمانہ میں مسیح میں کلی ہم آہنگی اختیار کر لے گی۔ خدا کی مرضی کی مصلحت یہی تھی کہ خدا مسیح کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کر لے۔ خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی" (کلسیوں ۱: ۲۰)۔ اب ساری مخلوقات فنا کے قبضے سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی (رومیوں ۸: ۲۱)۔

مختون :- وہ شخص جس کا ختنہ ہؤا ہو۔ دیکھئے ختنہ۔

مخروطی :- دیکھئے خیارستان

مخزن :- دیکھئے خزانہ۔

مخصوص کی ہوئی چیزیں :- عبرانی سوچ کے مطابق یہ وہ اشیاء تھیں جو خدا کے لئے مخصوص تھیں اور جنہیں انسان کو چھونے کا حکم نہیں تھا۔ ابتدا میں مالِ غنیمت کو خدا کے لئے مخصوص کیا جاتا تھا اور اگر انسان اُسے استعمال کرتا تو لعنتی قرار دیا جاتا۔ عکنؔ کا گناہ صرف چوری نہ تھا بلکہ

مخصوص چیزوں کو رکھ لینا بھی (یشوع ۶ : ۱۷-۱۹)۔ عبرانی لفظ حِرم ہے (قب عربی (حرام)، یعنی یہ چیزیں انسان کے لئے حرام تھیں اور انہیں بالکل نیست کرنے کا حکم تھا (قب ۱۔سموئیل ۱۵)۔ جو چیزیں خدا کے لئے وقف تھیں وہ انسان کے لئے حرام تھیں۔ نئے عہد نامہ میں اس کے لئے یونانی لفظ anathema استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ نذر (لوقا ۲۱ : ۵) اور لعنت کیا گیا ہے (اعمال ۲۳ : ۱۴ وغیرہ) ۔نیز دیکھئے لعنت۔

مخلصی، مخلصی دینے والا :۔

اُردو میں مخلصی سے مُراد رہائی، آزادی، چھٹکارا، نجات، خلاصی، بچنا، چھوڑنا وغیرہ ہے۔ لیکن کلامِ مُقدّس میں جہاں یہ لفظ آئے ہیں وہاں یہ محض آزادی، چھٹکارا اور رہائی کے لئے نہیں آئے بلکہ ان میں قیمت یا معاوضہ ادا کر کے مخلصی حاصل کرنے پر زور ہے۔ جو قیمت یا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اُسے ★ فدیہ ★ خون بہا، ★ دِیَت، چھوٹنے کی قیمت (یونانی لتروِن جمع لترا lytra کہا گیا ہے۔ یونانی میں اسی لفظ سے ترکیب دیئے ہوئے الفاظ قیمت ادا کر کے مخلصی یا آزادی دلوانے کے مفہوم کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کی مدد سے مسیح کے نجات اور کفارے کے کام کے تصوّر کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ ان الفاظ سے ان بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مسیح کی موت کن معنوں میں "بہتیروں کے لئے فِدیہ" ہے (مرقس ۱۰ : ۴۵)۔

آئیے ان الفاظ کا بغور مطالعہ کریں۔

۱۔ پہلا لفظ لتروِن lytron ہے۔ یونانی کلاسیکی ادب میں اس کے معنی مخلصی کی قیمت ہیں، یعنی وہ رقم یا معاوضہ جسے آزاد کروانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ یہ یونانی ادب میں زیادہ تر لغوی معنوں ہی میں استعمال ہوتا ہے۔ نئے عہد نامہ کے مصنفین کے لئے اس لفظ کے دو پس منظر تھے۔ ایک یونانی ادب اور یونانی مذہبی رسم و رواج سے چلا آتا تھا۔ دوسرا پرانے عہد نامہ کے تصوّر اور استعمال میں پایا جاتا تھا۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں لفظ لتروِن تقریباً ۱۸ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اگر کسی شخص کا بیل مرکھنا ہو تو مالک کی ذمہ داری تھی کہ وہ اُسے قابو میں رکھے۔ اور اگر کبھی یہ بیل نکل بھاگے اور کسی شخص کو سینگ مار کر ہلاک کر دے تو یہودی شریعت کے مطابق بیل کو سنگسار کرنا تھا اور مالک کو جان سے مار دینا تھا۔ تاہم اگر مالک سے خون بہا (یونانی لتروِن۔ عبرانی کوفر) مانگا جاتا تو وہ اپنی جان کے فدیہ میں خون بہا دے کر چھوٹ سکتا تھا (خروج ۲۱ : ۳۰)۔ لیکن اگر کوئی عمداً کسی کو قتل کرتا تو اُس سے کوئی دِیَت (یونانی لتروِن عبرانی کوفر) لینی روا نہیں تھی (گنتی ۳۵ : ۳۱)۔ اگر کوئی اسرائیلی اپنی مفلسی کی وجہ سے اپنے کو کسی امیر پردیسی کے ہاتھ بیچ دیتا (احبار ۲۵ : ۴۷) تو اُس کا قریبی رشتہ دار پردیسی کو "چھوٹنے کی قیمت" ادا کر کے اُسے چھڑا سکتا تھا (احبار ۲۵ : ۵۱)۔ (یونانی لتروِن۔ عبرانی گوایلاہ۔ رشتے دار کے اس فرض اور حق کے لئے دیکھئے قرابت۔ قرابتی) لکھا ہے کہ ایک حاسد غیرتمند شخص اپنے انتقام کے بدلے میں فدیہ (یونانی لتروِن۔ عبرانی کوفر) منظور نہیں کرتا (امثال ۶ : ۳۵)۔

اسیر یا جنگی قیدی ایک خاص قیمت (یونانی لتروِن۔ عبرانی مکیر) دے کر آزاد کروائے جا سکتے تھے (یسعیاہ ۴۵ : ۱۳)۔

لیکن لفظ لتروِن پرانے عہد نامہ میں خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ موسوی شریعت کے مطابق سب پہلوٹھے خواہ انسان کے ہوں خواہ حیوان کے، خدا کے لئے مُقدّس تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ملکِ مصر میں خدا کے فرشتے نے سب پہلوٹھوں کو مارا تو اُس نے بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں کو چھوڑ دیا، اس لئے وہ خدا کے لئے مُقدّس (مخصوص) ہوئے (گنتی ۳ : ۱۳)۔ اگر تمام پہلوٹھے خدا کی خدمت کے لئے وقف کر دیئے جاتے تو معاشی نظام میں مشکلات پیدا ہو جاتیں اس لئے پہلوٹھوں کے فدیہ کی رسم کے مطابق والدین بطور فدیہ ۵ مثقال لاویوں کو دے کر اپنے پہلوٹھوں کو چھڑوا سکتے تھے (گنتی ۱۸ : ۱۶)۔ اس رقم کو لتروِن ہی کا نام دیا گیا ہے (اردو فدیہ۔ عبرانی پِدوییم۔ گنتی ۳ : ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۱؛ ۱۸ : ۱۵)۔

اِن مثالوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ لتروِن سے مراد قیمت یا معاوضہ دے کر کسی کو سزا سے، قید سے یا کسی ذمہ داری سے رہا کرنا یا کروانا ہے۔ اب آئیے اس لفظ کے یونانی پس منظر پر غور کریں۔

نئے عہد نامہ کے زمانہ میں اس لفظ کے دو مفہوم تھے۔ ۱۔ یہ لفظ اُس قیمت کے لئے استعمال ہوتا تھا جسے ادا کر کے کسی چیز کو جو ★ گِرو یا ★ رہن رکھی گئی ہو چھڑایا جاتا تھا۔ ۲۔ یہ اُس قیمت کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا جسے دے کر کسی غلام کو آزاد کروایا جاتا تھا۔ یہاں اس سلسلے میں ایک دلچسپ یونانی رسم کا ذکر نئے عہد نامہ کی تحریر کو زیادہ پُرمعنی بنا کر اس میں جان ڈال دے گا۔ تاہم پہلے دو اور یونانی لفظوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اگورازین agorazein بمعنی خریدنا یا اس کی زوردار شکل ایکس اگورازین exagorazein بمعنی مول لے کر چھڑانا۔ یاد رہے کہ یونانی میں منڈی کو اگورا کہتے ہیں یعنی خرید و فروخت کی جگہ۔ دوسرا لفظ تِمے time بمعنی قیمت ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ ..... تم اپنے نہیں کیونکہ قیمت (تِمے) سے خریدے گئے (اگورازین) ہو" (۱۔کرنتھیوں ۶ : ۱۹، ۲۰)۔ پھر لکھتا ہے "تم قیمت (تِمے) سے خریدے گئے (اگورازین) ہو۔ آدمیوں کے غلام نہ بنو" (۱۔کرنتھیوں

۷ : ۲۳) - گلتیوں ۳ : ۱۳ میں وہ لکھتا ہے "مسیح ..... نے ہمیں مول لے کر ایکس (اگورازین) شریعت کی لعنت سے چھڑایا" اور گلتیوں ۴ : ۴، ۵ میں لکھتا ہے "خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا .... تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر ایکس اگورازین چھڑا لے"۔ گلتیوں ۵ : ۱ میں وہ کہتا ہے کہ "مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کیلئے آزاد کیا ہے" اور ۵ : ۱۳ میں کہتا ہے کہ "تم آزادی کے لئے بلائے .... گئے ہو"
ان حوالوں اور مثالوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آزادی حاصل کرنے یا آزادی دلوانے کے لئے قیمت ادا کرکے خریدنا ضروری ہے - جس دلچسپ رسم کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا تھا وہ یہ ہے کہ اگر کوئی غلام اپنی آزادی خریدنا چاہتا تو اُسے ایک فرضی خریداری کا ڈھونگ رچانا پڑتا تھا - غلام محنت سے اپنی آزادی کے لئے پیسے جوڑتا رہتا تھا - اُسے اپنی آزادی کی پوری رقم جمع کرنے کے لئے شاید کئی سال تک محنت سے پونجی جوڑنی پڑتی تھی - وہ یہ پیسے کسی دیوتا کے مندر میں پجاری کے پاس رکھواتا رہتا تھا - جب پوری رقم جمع ہوجاتی تو وہ اپنے مالک کے ساتھ اس مندر میں جاتا جہاں وہ قیمت جمع کروائی گئی تھی - پھر ایک بڑی سنجیدہ رسم کے مطابق غلام دیوتا کو بیچا جاتا تھا اور قیمت خرید مالک کے حوالے کی جاتی تھی - دیوتا اُس پر چند مذہبی فرائض عائد کر دیتا تھا - لیکن وہ اب انسان کی غلامی سے آزاد تھا - پولسؔ رسول متعدد حوالوں میں اس رسم کی طرف اشارہ کرتا ہے جب وہ بار بار کہتا ہے کہ وہ "مسیح کا بندہ" ہے (رومیوں ۱ : ۱؛ فلپیوں ۱ : ۱؛ ططس ۱ : ۱ وغیرہ - بندہ یونانی دولوس doulos بمعنی غلام کا ترجمہ ہے) - مسیح نے پولسؔ کو آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے - سو اب وہ مسیح کا غلام ہے (قب گلتیوں ۵ : ۱) -

لستروِن کے عبرانی اور یونانی پس منظر میں جو بات مشترک نظر آتی ہے وہ قیمت یا معاوضہ دے کر آزادی حاصل کرنے یا دلوانے کی ہے - کتابِ مقدس کے علاوہ دنیاوی تحریروں میں بھی جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں بھی اسی بات پر زور رہے کہ مخلصی کے لئے فدیہ دینا ضروری ہے - اس خیال کا یہ پہلو یعنی مخلصی اور فدیہ کا آپس کا تعلق، ابتدائی مسیحیوں کے لئے مسیح میں مخلصی کا مطلب سمجھنے میں پُر معنی اور مفید ثابت ہوا - خداوند مسیح کی تعلیم کے مطابق جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے (یوحنا ۸ : ۳۴) - اسی لئے پولسؔ اپنی بابت کہتا ہے کہ وہ "گناہ کے ہاتھ بکا ہوا" ہے (رومیوں ۷ : ۱۴) اور گناہ ایک ظالم مالک ہے (رومیوں ۷ : ۱۳) - وہ اُن کو یاد دلاتا ہے کہ وہ بھی "گناہ کے غلام تھے" (رومیوں ۶ : ۱۷) - ایک اور نقطۂ نظر سے انسان پر گناہ کی وجہ سے موت کا حکم صادر ہوچکا ہے - چونکہ "گناہ کی مزدوری موت ہے" (رومیوں ۶ : ۲۳) اس لئے اُن پر موت کی سزا کا فتویٰ ہوچکا ہے - پرانے زمانہ کے دستور کے مطابق دونوں حالتوں کا ایک ہی علاج تھا یعنی غلامی سے آزادی اور موت کی سزا سے چھٹکارا صرف فدیہ دینے سے ہوسکتا تھا - اگر مخلصی کا انتظام نہ کیا جاتا تو غلامی کی حالت قائم رہتی اور موت کی سزا عمل میں آتی - اگر مسیح کی صلیب کو اس پس منظر میں دیکھا جائے تو مسیح کی موت وہ قیمت تھی جس سے گناہ کے غلاموں کو آزاد اور موت کی سزا سے بری کیا گیا -

اس استعارے کا زور اس بات میں ہے کہ قیمت ادا کرنے کا تصوّر اس میں ہمیشہ موجود ہے - اسی وجہ سے یہ تصوّر بعض کے نزدیک متنازعہ فیہ معاملہ بن جاتا ہے - ان لوگوں کے نزدیک مخلصی صرف آزادی دینے کا اعلان ہے - ان کے مطابق چونکہ خدا قادرِ مطلق ہے اس لئے اس کے لئے یہ کافی تھا کہ وہ فرماتے کہ تم آزاد ہو - اُسے کسی فدیہ، قیمت، قصاص، دِیَت کا تقاضا کرنے کی ضرورت نہیں تھی - اس غلط فہمی کے پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ پرانے عہدنامہ میں بعض حوالے ہیں جن سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہوواہ نے اپنے لوگوں کو رہائی دی (خروج ۶ : ۶؛ زبور ۷۷ : ۱۴ مابعد وغیرہ) - اور یہ خیال بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو رہائی دلوانے کے لئے کسی کو کوئی قیمت ادا کرے - لیکن یہاں ضرورت سے زیادہ ہی نتیجہ اخذ کر لیا گیا ہے - ان حوالوں میں رہائی کے استعارے کے اہم نکتے کی تردید نہیں کی گئی - اکثر پرانے عہدنامہ میں یہوواہ کو اتنا زورآور اور قادر پیش کیا گیا کہ قوموں کی کل طاقت اُس کے مقابلے میں ایک ذرہ بھی نہیں - لیکن اِن حوالوں میں مخلصی کا مضمون نہیں ہے - جہاں مخلصی اور رہائی کا ذکر ہے وہاں ساتھ ساتھ سعی اور جانفشانی کا تصوّر بھی موجود ہے - "میں اپنا ہاتھ بڑھا کر ..... تم کو رہائی دوں گا" (خروج ۶ : ۶) - "تُو نے اپنے ہی بازو سے اپنی قوم ...... کو فدیہ دے کر چھڑایا ہے" (زبور ۷۷ : ۱۵؛ قب یسعیاہ ۴۳ : ۱ مابعد) - چونکہ خدا اپنے لوگوں سے محبّت رکھتا اس لئے وہ اُن کا فدیہ دیتا ہے - اُس کی قدرت اور اُس کی سعی ہی وہ قیمت ہے جس سے اُس کے لوگ مخلصی حاصل کرتے ہیں -

۲ - مخلصی کے لئے نئے عہدنامے کا دوسرا مخصوص اور اہم لفظ اپولتروسِس apolytrosis ہے - یہ نئے عہدنامہ میں دس مرتبہ آتا ہے اور تمام باقی یونانی ادب میں بمشکل آٹھ مرتبہ - اس لفظ کے لغوی معنی خلاصی یا فدیہ دینا ہیں - یہ غیر معمولی لفظ غیر مسیحی حلقوں میں بہت کم استعمال ہوا ہے - ابتدائی مسیحیوں کا اس لفظ کو ایک اہم مسئلہ کو بیان کرنے کے لئے چننا شاید اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن کے نزدیک خداوند مسیح کی دلائی ہوئی مخلصی ایک بے نظیر عمل ہے - اس مخلصی سے یہ ہرگز مراد نہیں، جیسے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مخلصی یا نجات

صرف چھٹکارا ہے۔ محض چھٹکارے کے لئے ایک اور یونانی لفظ موجود تھا یعنی ریومائی rhyomai بمعنی چھڑانا (قب متی ۶: ۱۳۔ بچا؛ ۲۷: ۴۳؛ رومیوں ۷: ۲۴۔ چھڑا)۔ اپولتروسس میں بھی لستوون کی طرح قیمت ادا کر کے آزادی دلانے کا مفہوم موجود ہے۔ اور یہ قیمت مسیح کے کفارے کی موت تھی۔ جب ہم" اس کے خون کے وسیلے سے مخلصی" (افسیوں ۱: ۷) کی عبارت پڑھتے ہیں تو ان کا خون اس مخلصی کی قیمت ہے۔ خداوند مسیح نے ہماری مخلصی کی خاطر اپنی جان ہمارے فدیہ میں دیدی (قب رومیوں ۳: ۲۴، ۲۵)۔ آیئے اس لفظ کے مفہوم کو نئے عہدنامہ میں اس کے سیاق و سباق کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

ا۔ یہ لفظ قصوروں کی معافی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور اس کا تعلق ہمیشہ مسیح کے نجات کے کام سے ہے۔ افسیوں ۱: ۷ میں پولس کہتا ہے کہ مسیحی کو مخلصی (اپولتروسس) مسیح کے خون کے وسیلے ملتی ہے۔ یہی حقیقت کلسیوں ۱: ۱۴ میں بیان کی گئی ہے۔ یہی خیال عبرانیوں ۹: ۱۵ میں ہے۔ گناہوں کی معافی کا تعلق بالاستحکام مسیح کی موت سے ہے۔

ب۔ یہ اس نئے دوستی کے رشتے کے لئے استعمال ہوا ہے جس سے انسان خدا کے ساتھ ایک ایسی رفاقت میں شامل ہوتا ہے جو مسیح کے نجات کے کام کی وجہ سے ممکن ہے۔ پولس لکھتا ہے کہ اس کے فضل کے سبب سے اس مخلصی کے وسیلے سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں یعنی خدا کے ساتھ ہمارا راست رشتہ قائم ہوتا ہے (رومیوں ۳: ۲۴۔ نیز دیکھئے راستباز ٹھہرانا)۔

ج۔ اس لفظ کے مفہوم میں نہ صرف گزرے گناہوں کی معافی ہے بلکہ اس میں مستقبل کی نئی زندگی کا تصور بھی موجود ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم خدا کے خاندان میں ★ لے پالک بیٹے بن گئے ہیں (رومیوں ۸: ۲۳۔ تبنیت، یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں) کیونکہ مسیح ہمارے لئے حکمت اور راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی ٹھہرے (۱۔ کرنتھیوں ۱: ۳۰)۔ اپولتروسس نہ صرف پیچھے ماضی میں معافی کی طرف دیکھتا ہے بلکہ آئندہ کی نئی تخلیق شدہ زندگی کی طرف بھی۔

د۔ اپولتروسس یعنی مخلصی کا عمل ہماری زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ معادی ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ ایک رواں عمل کا پیش ذائقہ اور ایک ایسے جلال کی جھلک ہے جس کی تکمیل مسیح کی آمد ثانی اور آسمانی مقاموں میں ہوگی (لوقا ۲۱: ۲۸ مسیح کے آنے پر ہماری مخلصی نزدیک ہوگی؛ افسیوں ۴: ۳۰)۔

یہ مخلصی، جو مسیح کی موت سے ممکن ہوئی ہمیں گناہوں کی معافی، خدا کے ساتھ ایک نیا رشتہ، زمین پر ایک نئی زندگی اور آخر کار ایک آسمانی جلال سے مستفیض کرے گی۔

آیئے اُن سب لفظوں پر ایک نظر ڈالیں جن کا مطلب فدیہ، مخلصی، چھڑانا اور آزادی ہے۔

ا۔ ان سب الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان غلامی میں تھا۔ وہ ایک غیر طاقت کے پنجے میں تھا۔ کسی نے انسان کو اپنے قابو میں جکڑ لیا تھا۔

ب۔ ان تمام الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی کوئی صورت نہ تھی جس سے انسان اپنے آپ کو خود آزاد کروا سکتا۔ وہ ایسے دشمن کے شکنجے میں تھا کہ نہ تو وہ اپنے آپ کو سدھار سکتا تھا اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو آزاد کروا سکتا تھا۔

ج۔ اُس کی مخلصی خداوند مسیح کے دنیا میں آنے سے وقوع میں آئی۔ خداوند مسیح نے واجب قیمت ادا کر کے یہ مخلصی ممکن کر دی۔

د۔ نئے عہدنامہ میں اس بات کا ذکر کہیں بھی نہیں کہ یہ قیمت کس کو دی گئی۔ یہ قیمت خدا کو تو دی نہیں جا سکتی۔ خدا تو ہمیشہ دنیا سے محبّت کرتا رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا کی محبّت کی وجہ سے مسیح کو دنیا میں بھیجا گیا تاکہ جو کوئی اُن پر ایمان لائے مخلصی پائے (یوحنّا ۳: ۱۶)۔ یہ قیمت ابلیس کو بھی نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس طرح تو اُسے خدا کے برابر کا درجہ مل جائے گا۔ ہماری محدود سمجھ صرف اتنا جانتی ہے کہ مسیح کی زندگی اور موت نے یہ ممکن کیا کہ انسان ماضی، حال اور مستقبل میں گناہ کی قدرت سے مخلصی پائے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہماری سوچ اُلجھنوں میں پھنس سکتی ہے لیکن ہمارا تجربہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسیح کی زندگی کی قربانی نے یہ ممکن کیا کہ ہم خدا کے قریب آئیں اور اُس کی رفاقت میں شریک ہوں۔

مخلوق:۔ یونانی کے دو لفظ غور طلب ہیں۔ ktisis جس کا بنیادی مطلب عملِ تخلیق ہے اور ktisma جس کا بنیادی مفہوم تخلیق شدہ چیز یعنی مخلوق ہے۔

نئے عہدنامہ میں ان کا استعمال اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کا اپنی مخلوق سے ایک تعلق ہے جو جاری رہتا ہے۔ خدا اپنی مخلوق کی ہر حرکت سے پوری طرح واقف رہتا ہے (عبرانیوں ۴: ۱۳)۔ وہ اپنی مخلوق پر پوری طرح قادر ہے۔ اُس کی محبت کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی (رومیوں ۸: ۳۹)۔ خدا کو اپنی مخلوق کے حتمی مقصد کا پورا علم ہے (رومیوں ۸: ۱۹-۲۱)۔ ساری مخلوقات اُس کی پرستش کرتی ہے (مکاشفہ ۵: ۱۳)۔ انسان کے کردار اور خدا کی ذات میں یہ فرق ہے کہ انسان انسان کو خراب کرتا ہے (رومیوں ۱: ۲۵) لیکن

خدا نے انسان کو یہ امتیازی حق دیا ہے کہ وہ مسیح میں جو تمام مخلوقات میں پہلوٹھے ہیں (افسیوں ۱: ۱۵ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) نیا مخلوق بن سکتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷؛ گلتیوں ۶: ۱۵ - کیتھولک ترجمہ مخلوقِ نو، یعقوب ۱: ۱۸)۔

مِدان :- ابرہام کا اُس کی بیوی قطورہ سے بیٹا - مدیان کا بھائی (پیدائش ۲۵: ۲؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۲)۔

مدح سرائی :- دیکھئے ستائش -

مدخولہ :- دیکھئے حرم -

مددگار :- یہ لقب رُوح القُدس کے لئے استعمال ہؤا ہے - دیکھئے وکیل - رُوح القُدس -

مدراش :- (عبرانی = کھول کر تفسیر کرنا - اس لفظ کا معرب مدراس ہے) - لفظ مدراش بائبل کے اردو ترجمہ میں نہیں آتا لیکن عبرانی متن میں دو جگہ آتا ہے (۲-تواریخ ۱۳: ۲۲؛ ۲۴: ۲۷)- اس کا ترجمہ "تفسیر" کیا گیا ہے - یہ بات غور طلب ہے کہ یہودی علماء کا تفسیر کے متعلق تصور کچھ اور تھا - چونکہ اس میں نصیحت یا سبق دینے کے لئے مضمون کو تصوری انداز میں کھول کر بیان کیا جاتا تھا اور بنیادی مقصد درس دینا ہوتا تھا اسی لئے اسے مدراش کہا جاتا تھا (درس اور مدراش عربی اور عبرانی کے ایک ہی مادہ سے ہیں - یشوع بن سیراخ میں بیت مدراش کا ترجمہ دارالعلم کیا گیا ہے (یشوع بن سیراخ ۵۱: ۲۷) -
نیز دیکھئے تلمود اور مشنہ -

مدرسہ :- دیکھئے تعلیم و تربیت ۲ -

مُدعی :- دعویٰ کرنے والا - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ واحد اور جمع کے صیغوں میں تقریباً دس مرتبہ آیا ہے - یہ مختلف عبرانی اور یونانی الفاظ کا ترجمہ ہے - ایک یونانی لفظ خاص دلچسپی کا حامل ہے - اُس کے معنی اردو کے مدعی کے عین مطابق ہیں یعنی انتی دیکوس antidikos - اس کے بنیادی معنی مقدمہ میں مخالف ہونا یا نالش کرنا ہیں - یہ یونانی متن میں پانچ مرتبہ استعمال ہؤا ہے اور اردو میں چار مرتبہ - اس کا ترجمہ مدعی ہے (متی ۵: ۲۵ - دو مرتبہ، لوقا ۱۲: ۵۸؛ ۱۸: ۳؛ ۱-پطرس ۵: ۸)- موخرالذکر حوالے میں ترجمہ "مخالف" کیا گیا ہے لیکن ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں مدعی دیا گیا ہے - بعض مُفسّر کہتے ہیں کہ یہ لفظ ابلیس کے لئے بہت موزوں ہے کیونکہ وہ خدا کے سامنے انسان پر تہمت لگاتا ہے - یونانی میں تہمت لگانے والے کے لئے لفظ دیابولوس diabolos ہے (۱-تیمتھیس ۳: ۱۱؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۳؛ طِطس ۲: ۳) اور یہی لفظ یونانی میں ۳۴ مرتبہ ابلیس کے لئے استعمال ہؤا ہے (مثلاً متی ۴: ۱، ۵، ۸؛ لوقا ۴: ۲، ۳ وغیرہ) اور صرف ایک مرتبہ یہوداہ اسکریوتی کے لئے (یوحنا ۶: ۷۰، جہاں ترجمہ شیطان ہے) -
نیز دیکھئے شیطان اور ابلیس -

مَدفن :- دفن کرنے کی جگہ - اہلِ اسلام کی طرح اہلِ یہود کا یہ دستور تھا (اور یہ دستور دورِ حاضرہ میں بھی مروّج ہے) کہ کُتبِ مُقدّسہ کے نسخے جو کسی وجہ سے قابلِ استعمال نہ رہتے، بڑے ادب سے دفن کر دیئے جاتے تھے تاکہ خدا کا کلام بے ادبی سے محفوظ رہے - چنانچہ ہر یہودی عبادت خانے کے ساتھ ایک مَدفن (عربی اور عبرانی میں لفظ جنیزہ ہے جسے انگریزی میں اپنا کے لفظ genizah بنا یا گیا ہے) ہوتا تھا، جہاں معمولی عیوب کی وجہ سے بھی نسخے دفن کر دیئے جاتے تھے - مثلاً اگر کسی صفحہ پر کاتب کی دو سے زیادہ غلطیاں بھی مِل جاتیں تو وہ صفحہ احتیاطاً دفن کر دیا جاتا - اسی طرح زیادہ استعمال شدہ نسخے جو روزانہ تلاوت کی وجہ سے پھٹ جاتے دفن کر دیئے جاتے تھے - اہلِ یہود میں یہ دستور تھا کہ جس حصّہ کو روزانہ پڑھتے اُس کے شروع اور آخر کے الفاظ کو بوسہ دیتے تھے اور اس طرح کچھ مدّت کے بعد یہ الفاظ مٹ جاتے یا بخوبی نظر نہ آتے - ایسے نسخے بھی دفن کر دیئے جاتے تھے - ۱۸۹۰ عیسوی میں قاہرہ کی ایک پرانی یہودی عبادت گاہ کے مدفن سے چند نایاب اور بڑے پرانے نسخے ملے جو غالباً نویں صدی عیسوی سے بھی قدیم تھے - اُنیسویں صدی تک یہ عہدِ عتیق کے سب سے پرانے نسخے تھے - لیکن بحرۂ مردار کے ★ طومار جو ۱۹۴۷ء میں قمران کی غار سے ملے ان سے بھی زیادہ پرانے ہیں -
(ماخوذ از صحتِ کتبِ مقدسہ - برکت اللہ - پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی لاہور ۱۹۵۲ بار دوم - صفحہ ۵۲)-

مدمناہ - مدمنّہ :- (عبرانی = کوڑے کا ڈھیر) -
۱- بنی یہوداہ کا ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۱)-
۲- کالب کا پوتا (۱-تواریخ ۲: ۴۸، ۴۹)-

مدمین :- (عبرانی = ڈھیر)- مُلکِ موآب کا ایک شہر جس کی تباہی کی پیشینگوئی یرمیاہ نبی نے کی تھی (یرمیاہ ۴۸: ۲)-

مدمینہ :- (عبرانی = کوڑے کا ڈھیر)- بنیمین کے قبیلے کا ایک شہر (یسعیاہ ۱۰: ۳۱)-

مدون - مادون :- (عبرانی = جھگڑا)- ایک کنعانی شہر جس کے بادشاہ یوباب کو یشوع نے شکست دی (یشوع ۱۱: ۱؛ ۱۲: ۱۹)-

مدیان - مدیانی :- ۱- قطورہ کے بطن سے ابرہام کا بیٹا (پیدائش ۲۵: ۱-۶)-
۲- اس کی اولاد اور وہ ملک جس پر وہ قابض تھے - یہ زیادہ تر

یردن دریا اور بحیرۂ مردار کے مشرق میں اور جنوب میں خلیج عقبہ تک (موسیٰ کے زمانہ میں) جزیرہ نما سینا کا مشرقی اور جنوبی حصہ تھا۔ پیدائش ۳۷: ۲۵ اور ۳۶ میں سوداگروں کے ایک قافلہ کو اسمٰعیلیوں کا اور پھر مدیانیوں کا کہا گیا ہے۔ اوّل الذکر سے مراد ہے کہ وہ اسمٰعیل کی اولاد تھے اور موخر الذکر سے اُن کی سکونت گاہ کی طرف اشارہ ہے (پیدائش ۲۵: ۱۲-۱۸)۔

جب موسیٰ بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے چالیس سال پہلے مصر سے فرار ہوا تو اُس نے مدیانی کاہن یترو (رعوایل) کی بیٹیوں کی مدد کی۔ اُس کی شادی بھی یترو کی بیٹی صفورہ سے ہوئی (خروج ۲: ۱۵-۲۱)۔ یوں موسیٰ کی اولاد لاوی بھی اور مدیانی بھی تھی۔ اگرچہ یترو مدیانی کاہن تھا تاہم وہ یہوواہ کو سب معبودوں سے بڑا خدا مانتا تھا (خروج ۱۸: ۱۱)، تو بھی اُس نے اور اس کے بیٹے حوباب نے موسیٰ کے ساتھ جانا قبول نہ کیا (گنتی ۱۰: ۲۹)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کی زندگی کے آخری ایام میں موآبیوں اور مدیانیوں نے آپس میں الحاق کر لیا (گنتی ۲۲: ۴)۔ بلعام کے کہنے پر موآبی اور مدیانی عورتوں نے بُت پرستی اور حرام کاری سے بنی اسرائیل کو سخت نقصان پہنچایا (گنتی ۲۵: ۱۶-۱۸)۔ چنانچہ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اُن کو مارا جائے۔ دو سو سال بعد، جدعون کے زمانہ میں خدا نے بنی اسرائیل کو سات سال تک مدیانیوں کے حوالے کر دیا (قضاۃ ۶: ۱-۶)۔ مدیانی بنی اسرائیل کو زمین تو کاشت کرنے دیتے لیکن پیداوار برباد کر دیتے تھے (یعنی لوٹ لیتے)۔ جدعون اُن پر حملہ کر کے ان پر غالب آیا۔ اُس نے اُن کے سرداروں عوریب اور زئیب کو (قضاۃ ۷: ۲۱-۲۵) اور ان کے بادشاہ زبح اور ضلمنع کو بھی قتل کیا (قضاۃ ۸: ۵)۔ اگرچہ یہ لوگ خانہ بدوش تھے لیکن موسیٰ کے زمانہ میں یہ بڑی دولت کے مالک تھے۔ ان کی چھ لاکھ پچھتر ہزار بھیڑ بکریاں تھیں، بہتر ہزار گائے بیل اور اکسٹھ ہزار گدھے اور سونا چاندی وغیرہ۔ بنی اسرائیل نے اُن پر حملہ کر کے یہ سب کے سب لوٹ لئے۔ مدیانی مدت سے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔

مِدّین ؛ اُن چھ شہروں میں سے ایک جو بیابان میں بحیرہ مردار کے مغرب میں تھے (یشوع ۱۵: ۶۱)۔

مذبح ؛ (عبرانی مذبیاخ = ذبح کرنے کی جگہ۔ یونانی بوموس bomos تھوسیاستیریون thysiasterion)

عہدِ عتیق کے زمانہ میں متعدد اور قسم قسم کے مذبحے تھے۔

اوّلین مذبحے پتھروں یا مٹی کے بد وضع ڈھیروں کی صورت میں ہوتے تھے، تاہم بعض اوقات ان کے بنانے میں دوسرا سامان بھی استعمال ہوتا تھا۔ ان مذبحوں کی شکل اور جسامت بھی اُن میں مستعمل سامان کے مطابق مختلف ہوتی تھی۔ مثلاً ۱-سلاطین ۱۸: ۳۱ میں پتھروں کے ڈھیر کے مذبح کا ذکر ہے جبکہ ۱-سموئیل ۱۴: ۳۳-۳۵ میں صرف ایک بڑے پتھر کا مذبح ہے۔ بعد میں مذبحے مختلف قسم کے سامان، مثلاً پیتل، سینگ، راکھ، لکڑی، سنگِ مرمر، اینٹ اور سیلکھڑی وغیرہ سے بنائے جاتے تھے۔ بعض بالکل سادہ ہوتے اور بعض بڑے شاندار۔ ماہرینِ آثارِ قدیمہ کو کھدائی کے دوران ایک قدیم رومی مندر سے ایک مثلث شکل کا مذبح بھی ملا ہے۔ بُت پرست اکثر اپنے مذبحوں کا رُخ مشرق کی طرف رکھتے تھے اور بعض اوقات اُن پر اپنے دیوتا کا نام کھودتے یا اُس کا نشان بنا دیتے۔ ان بُتوں کے مذبحوں کی بلندی بھی متفرق ہوتی تھی کیونکہ اس کا انحصار اس بات پر تھا کہ وہ کس قسم کا دیوتا ہے یعنی آسمانی ہے یا زمینی۔

سب سے پہلا عبرانی مذبح وہ تھا جو نوح نے کشتی سے اُترنے کے بعد بنایا (پیدائش ۸: ۲۰)۔ بعد میں ابرہام (پیدائش ۱۲: ۷-۸؛ ۱۳: ۴، ۱۸؛ ۲۲: ۹)، اضحاق (پیدائش ۲۶: ۲۵)، یعقوب (پیدائش ۳۵: ۱-۷)، موسیٰ (خروج ۱۷: ۱۵) اور یشوع (یشوع ۸: ۳۰-۳۱) نے بھی مذبحے بنائے۔ جیسا کہ پیدائش ۲۲: ۹ سے ظاہر ہے ان میں سے بعض بہت ہی سادہ تھے۔ اکثر مذبحے قربانیوں کے لئے بنائے جاتے لیکن بعض یادگار کے طور پر بھی کھڑے کئے جاتے تھے (خروج ۱۷: ۱۵-۱۶؛ یشوع ۲۲: ۲۶-۲۷)۔ بعض اوقات خدا نے بتایا کہ مذبح کیسے اور کس طرح کے سامان سے تعمیر کیا جائے۔

خیمۂ اجتماع کی تعمیر کے بعد اسرائیلی لوگ دو مقاصد یعنی قربانیاں گذراننے اور بخور جلانے کے لئے مذبحے بناتے تھے۔ خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ خیمۂ اجتماع کے لئے سوختنی قربانی کا مذبح اُس نمونے کے مطابق بنائے جو اُس نے اُسے دکھایا تھا (خروج ۲۵: ۹)۔ یہ مذبح کیکر کی لکڑی کا تھا جس پر پیتل منڈھا ہوا تھا۔ یہ چوکھونٹا تھا یعنی ۵ ہاتھ لمبا اور ۵ ہاتھ چوڑا اور ۳ ہاتھ اونچا۔ اس کے چاروں کونوں پر سینگ بنے ہوئے تھے۔ ان سینگوں کے مقصد کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ غالباً بھگوڑا مجرم انہیں اپنی حفاظت کے لئے پکڑ سکتا تھا (۱-سلاطین ۱: ۵۰-۵۱) اور قربانی کے جانور کو اُن سے باندھا جاتا تھا (زبور ۱۱۸: ۲۷)۔ مذبح کے درمیان میں پیتل کی جالی تھی۔ اس مذبح کے چاروں کونوں پر پیتل کے چار کڑے لگے ہوئے تھے جن میں کیکر کی لکڑی کی چوبیں جن پر پیتل منڈھا ہوا تھا ڈال کر اُٹھایا جاتا تھا۔ اس پر چڑھنے کے لئے زینے بنانا منع تھا (خروج ۲۰: ۲۶)۔ اس کا کفارہ دینے کے لئے سات دن قربانیاں چڑھانے کا حکم تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم اِسے پاک کرنے کے لئے تھا تاکہ جس مقصد کے لئے وہ مخصوص تھا اس کے لئے استعمال کے قابل بنایا جائے (خروج ۲۹: ۳۷)۔ اسے سردار کاہن اور قوم کے گناہوں کی قربانی گذراننے کے بعد کفارہ کے دن پاک کیا جاتا تھا (احبار ۱۶: ۱۹-۲۰) کیونکہ گناہوں کی قربانی کے باعث وہ ناپاک متصوّر ہوتا تھا۔

اس مذبح کے لئے چند ایک پیتل کے ظروف بھی بنائے گئے

تھے ۔ راکھ جمع کرنے کے لئے دیگیں، راکھ اُٹھانے کے لئے بیلچے، خون کو جمع کر کے مختلف جگہوں پر چھڑکنے کے لئے برتن، گوشت کو نکالنے کے لئے سہ شاخہ کانٹے اور مذبح پر سے کوئلے لے جانے کے لئے آلات تھے (خروج ۲۷: ۳) ۔ اس پر آگ متواتر جلتی رہتی تھی (احبار ۶: ۱۳) ۔

سوختنی قربانی کا مذبح سلیمان کی ہیکل، زربابل کی ہیکل اور اُس ہیکل میں بھی تھا جو ہیرودیس نے تعمیر کی تھی ۔ اس کی جسامت کو ان ہیکلوں کی ساخت کی مناسبت سے تبدیل کر دیا گیا تھا ۔ سلیمان نے اپنا پیتل کا مذبح بیس ہاتھ لمبا، بیس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ اونچا بنوایا (۲-تواریخ ۴: ۱) ۔ اس کی تعمیر کے بعد اس کی تاریخ بڑی دلچسپ تھی، چونکہ بتوں سے یہ ناپاک ہو گیا تھا اس لئے آسا بادشاہ نے اسے پھر مخصوص کیا (۲-تواریخ ۱۵: ۸) ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد ازاں اُوریاہ کاہن نے اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیا تاکہ وہاں اُس نمونہ کا مذبح بنوا کر رکھے جیسا کہ آخز بادشاہ نے دمشق میں دیکھا تھا (۲-سلاطین ۱۶: ۱۱-۱۴) ۔ آخز کے زمانہ میں جو بھیانک روحانی آلودگی آ گئی تھی اُس کی وجہ سے حزقیاہ بادشاہ نے مذبح کو پاک کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲-۱۸) ۔ آخر میں منسّی نے اس کی مرمّت کی اور اسے اس کی اصل جگہ پر رکھا (۲-تواریخ ۳۳: ۱۶) ۔ زربابل کی ہیکل میں مذبح اُس کی اصل جگہ پر بنایا گیا (عزرا ۳: ۲) ۔ جب انطاکس اپفنیس نے اسے ناپاک کیا تو یہوداہ مکابی نے اسے غیر تراشیدہ پتھروں سے دوبارہ تعمیر کیا (۱-مکابین ۴: ۴۷) ۔

سوختنی قربانی کے مذبح کے علاوہ خدا نے موسیٰ کو بخور جلانے کی قربان گاہ بھی بنانے کا حکم دیا تھا (خروج ۳۰: ۱) ۔ بعض اوقات اسے "زرّین قربان گاہ" بھی کہا جاتا تھا (خروج ۳۹: ۳۸؛ گنتی ۴: ۱۱) ۔ یہ ایک ہاتھ لمبی ایک ہاتھ چوڑی اور دو ہاتھ اونچی تھی (خروج ۳۰: ۲) اور اس کے چاروں کونوں پر سینگ تھے ۔ یہ کیکر کی لکڑی کی تھی جس پر خالص سونا منڈھا ہوا تھا ۔ اس کے اوپر کے حصّے کے گرداگرد سونے کا تاج تھا جس کے نیچے دونوں پہلوؤں میں سونے کے دو کڑے لگے ہوئے تھے ۔ اسے اٹھانے کے لئے کیکر کی لکڑی کی دو چوبیں تھیں جن پر سونا منڈھا ہوا تھا (خروج ۳۰: ۱-۵) ۔ یہ قربان گاہ اُس پردے کے آگے درمیان میں رکھی ہوئی تھی جو پاک مقام کو پاک ترین مقام سے جدا کرتا تھا (خروج ۳۰: ۶؛ ۴۰: ۵) ۔ اس کے خاص محلِ وقوع کی وجہ سے اسے "خداوند کا مذبح" بھی کہا جاتا تھا (احبار ۱۶: ۱۲) ۔ بائبل میں دیگر مقامات پر اسے "الہام گاہ کا پورا مذبح" (۱-سلاطین ۶: ۲۲) اور "سنہری قربانگاہ جو تخت کے سامنے ہے" (مکاشفہ ۸: ۳) بھی کہا گیا ہے ۔ اس پر دن میں دو مرتبہ بخور جلایا (خروج ۳۰: ۷-۸) اور کفارہ کا خون چھڑکا جاتا تھا (خروج ۳۰: ۱۰) ۔ اس قربان گاہ پر بخور کے جلنے کو ایمان داروں کی دعاؤں سے تشبیہ دی گئی ہے (مکاشفہ ۸: ۳) ۔ اسی مقام پر جب زکریاہ اپنی خدمت انجام دے رہا تھا تو اُس سے فرشتہ ہمکلام ہوا تھا (لوقا ۱: ۱۰) ۔

نئے عہدنامہ کی کلیسیا میں قربان گاہ یا مذبح نہیں ہوتے ۔ اگرچہ بعض مرتبہ اسے لازمی قرار دینے کے لئے عبرانیوں ۱۳: ۱۰ کی اس قسم کی تفسیر کی جاتی ہے تاہم اگر اس کے سیاق و سباق کے مطابق اس کی تفسیر کی جائے تو یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے ۔ اس عبارت کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ہر ایماندار کے لئے یسوع مسیح حقیقی مذبح ہیں ۔ پولس رسول اعمال ۱۷: ۲۳ میں اتھینے کے ایک مذبح کا ذکر کرتا ہے جس پر لکھا تھا "نا معلوم خدا کے لئے" ۔ بُت پرستوں میں اس قسم کے کتبے عام تھے اور ان کا ذکر متعدد اولین مسیحی علماء نے بھی کیا ہے ۔

قدیم زمانہ میں ہی سے خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے انسان کو مذبح کی ضرورت کا احساس ہوا تھا ۔ پرانے عہدنامہ میں سچے خدا کی پرستش کے سلسلہ میں اس نے اہم کردار ادا کیا، اور اکثر بُت پرست مذاہب میں بھی اس کا بڑا حصّہ تھا ۔ اگر ہم اسرائیل کی پرستش میں مستعمل سامان کا مطالعہ کریں تو ہمیں آج بھی بہت سے روحانی اسباق ملتے ہیں ۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں خدا کی مرضی معلوم کی جاتی، انسان کے گناہ معاف ہوتے اور اسے پاک کیا جاتا ۔ یہ اُس عظیم قربانی کی طرف اشارہ کرتا تھا جو کہ خدا کے بیٹے یسوع مسیح نے صلیب پر دینی تھی ۔ خیمۂ اجتماع میں داخل ہوتے وقت قربانی کا مذبح سب سے پہلے نظر آتا تھا جس کا یہ مطلب ہے کہ انسان خون کے بغیر خدا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ اُس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں (عبرانیوں ۹: ۹، ۲۲) ۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ پیتل الٰہی عدالت کو ظاہر کرتا ہے ۔

مُر :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ع ۶۸

مراتایم ۔ مراتائم :- ایک علامتی نام جس کے معنی یا تو دوہری بغاوت ہیں یا دوہرا غم ۔ یہ بابل کی بربادی کی بابت پیشینگوئیوں میں استعمال ہوا ہے (یرمیاہ ۵۰: ۲۱) ۔

مرارِی :- (عبرانی = کڑوا) - لاوی کا سب سے چھوٹا بیٹا - وہ مراری خاندان کا بانی بنا۔ سردار کاہن صرف ہارون کی اولاد سے ہوتے تھے - دوسرے لاوی الٰہی خدمت میں مددگار ہوتے تھے - بیابان کے سفر میں مراریوں کے سپرد مسکن کی لکڑی کی اشیا کو اُٹھانے کی خدمت تھی (گنتی ۳: ۱۷، ۳۳-۳۷) - بعد میں ان کے پاس روبن، جد اور زبولون کے علاقے میں بارہ شہر تھے (یشوع ۲۱: ۷، ۳۴-۴۰) -

مُرافعہ :- کیتھولک ترجمہ میں یہ لفظ اپیل کے لئے استعمال ہوا ہے (اعمال ۲۵: ۲۱؛ ۲۸: ۱۹) - دیکھئے اپیل -

مرایاہ - مرایاہ :- (عبرانی = باغی) - یویقیم کے دنوں میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۲) -

مرایوت :- (عبرانی = باغی) -
۱ - ہارون کی ساتویں پشت کا ایک سردار کاہن (۱ - تواریخ ۶: ۶، ۷) -
۲ - خلقیاہ کے خاندان سے ایک اور کاہن (۱ - تواریخ ۹: ۱۱) -
۳ - یویقیم کے دنوں میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۵) - شاید یہ وہ مریموت ہی ہو جس کا ذکر نحمیاہ ۱۲: ۳ میں ہے -

مرتوروی نسخہ :- یہ نئے عہدنامہ کی کتب کی ایک مسلّمہ فہرست کا نامکمل نسخہ ہے جو اٹھارہویں صدی میں دریافت ہوا - مرتوروی Muratori نامی ایک شخص نے اسے ۱۷۴۰ء میں میلان میں شائع کیا - یہ غالباً وہ مستند فہرست ہے جو ۲۰۰ء میں کلیسیا میں رائج تھی - اس فہرست میں اعمال کی کتاب کو لوقا سے اور چوتھی انجیل اور مکاشفہ کی کتاب کو یوحنا سے منسوب کیا گیا ہے - اس فہرست میں پانچ کتابیں شامل نہیں - لیکن چونکہ یہ نسخہ نامکمل ہے اس لئے اس سے کوئی حتمی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا - اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دیکھئے ہماری کُتبِ مقدسہ از جی - ٹی مینلی - ناشرین مسیحی اشاعت خانہ - لاہور صفحہ ۶۴ مابعد اور اشاریہ - نیز دیکھئے فہرستِ مسلّمہ -

مرتھا - مارتھا :- (ارامی = خاتون - بی بی) - بیت عنیاہ کے لعزر اور مریم کی بہن - انجیل نویس لوقا، یسوع کے مرتھا کے گھر جانے کو یوں بیان کرتا ہے کہ "وہ ایک گاؤں میں داخل ہوا" (۱۰: ۳۸) شاید اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تینوں بہن بھائی بیت عنیاہ آنے سے پہلے گلیل میں رہائش پذیر تھے - مرتھا کے شمعون کوڑھی کے گھر میں مہمانوں کی خدمت کرنے سے ایک اور مسئلہ پیدا ہوتا ہے (یوحنا ۱۲: ۱-۸؛ متی ۲۶: ۶-۱۳؛ مرقس ۱۴: ۳-۹) - کیا مرتھا شمعون کی بیوہ تھی؟ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو اور اُسے شمعون کی موت کے بعد بیت عنیاہ کا گھر وراثت میں ملا ہو - ممکن ہے کہ متی ۲۶: ۶-۱۲ اور مرقس ۱۴: ۳ سے یہی ظاہر ہو - تاہم زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ وہ شمعون کی رشتہ دار تھی جو اُس کی خدمت کرنے کے لئے وہاں رہتی تھی - کلامِ مقدس سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح، مرتھا، مریم اور لعزر کے قریبی دوست تھے - یہ بہنیں یسوع مسیح کی معجزانہ قدرت کے متعلق جانتی تھیں (یوحنا ۱۱: ۳، ۵) - بلاشبہ یسوع مسیح اس زمین پر اپنے آخری دنوں میں اُن کے گھر مہمان رہے تھے (متی ۲۱: ۱۷؛ مرقس ۱۱: ۱۱) - مرتھا بڑی خدمت گذار عورت تھی اور وہ خداوند سے اتنی بے تکلف تھی کہ اُن سے بلا جھجک اپنی بہن کی شکایت (لوقا ۱۰: ۳۸-۴۲) اور اُن سے خود لعزر کی بیماری کے وقت دیر سے آنے کا گلہ کر سکتی تھی (یوحنا ۱۱: ۱-۳، ۲۱) - لیکن اس سے اُس نے خداوند کو قیامت کے بارے میں ایک عظیم بیان دینے کا موقع فراہم کیا کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں" (یوحنا ۱۱: ۲۵) -

مرثیے :- کیتھولک ترجمہ میں یرمیاہ کے نوحہ کی کتاب کا نام - دیکھئے نوحہ کی کتاب -

مرحشوان :- یہودی سال کا آٹھواں مہینہ - اسے اسیری سے پہلے بُول کہتے تھے - دیکھئے کیلنڈر -

مرد - مارد :- (عبرانی = بغاوت) - بنی یہوداہ میں سے ایک شخص جس نے فرعون کی بیٹی سے شادی کی (۱ - تواریخ ۴: ۱۷، ۱۸) -

مردکی - مردکائی :- (عبرانی = مردخائی - یہ مرُودک سے مشتق ہے جو بابل کا سب سے بڑا دیوتا تھا -
۱ - زربابل کی اسیری سے واپسی کے وقت یہوداہ کے قبیلے کا قائد (عزرا ۲: ۲؛ نحمیاہ ۷: ۷) -
۲ - یہودیوں کو رہائی دلانے والا جس کا ذکر آستر کی کتاب میں ملتا ہے - وہ بنیمینی تھا اور یکونیاہ کے ساتھ اسیری میں گیا تھا (آستر ۲: ۵، ۶) - وہ فارسی سلطنت کے دارالحکومت سوسن میں رہتا تھا - اس نے اپنے چچا کی بیٹی آستر کو پالا تھا کیونکہ اُس کے والدین وفات پا چکے تھے (آستر ۲: ۷) - جب ★ آستر کو شاہی حرم میں داخل کر لیا گیا تو مردکی نے اُسے اپنی قومیت بتانے سے منع کر دیا لیکن اُس نے اس کے ساتھ قریبی رابطہ قائم رکھا - مردکی کو شاہی محل کے پھاٹک پر بادشاہ کے خلاف ایک سازش کا علم ہوا - اُس نے آستر کو اطلاع دی اور نتیجۃً سازش میں ملوث دو خواجہ سراؤں کو موت کی سزا ملی (۲: ۱۹-۲۳) -

جب ہامان وزیر اعظم مقرر ہوا تو اُس کا غصہ مردکی پر بھڑکا کیونکہ وہ جھک کر اُس کی تعظیم نہیں کرتا تھا - اس کا بدلہ لینے کے لئے ہامان نے تمام یہودیوں کو ہلاک کرنے کے لئے بادشاہ سے فرمان جاری کروایا (باب ۳) - تب مردکی نے اپنی قوم کو بچانے کے لئے آستر کو بادشاہ کے پاس بھیجا (باب ۴) - دریں اثنا ہامان نے مردکی کو سولی پر چڑھانے کے لئے ایک صلیب بنوائی (باب ۵) - لیکن اچانک ہی حالات نے

ایسا پلٹا کھایا کہ ہامان بادشاہ کی نظروں سے گر گیا اور اُسی سولی پر چڑھا دیا گیا جو اُس نے مردکی کے لئے بنوائی تھی (باب ۷)۔ پھر بادشاہ نے مردکی کو اُس کی جگہ وزیرِ اعظم مقرر کیا (باب ۸)۔ پھر فارسی حاکموں نے ہر جگہ یہودیوں کی مدد کی اور انہوں نے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ اپنی رہائی کی یاد میں یہودیوں نے عید پوریم کو جاری کیا (باب ۱۰)۔ آستر کی کتاب کا اختتام مردکی کی شہرت کے بیان سے ہوتا ہے (باب ۱۰)۔ ★ اپاکرفا (غیر مستند کتابیں) میں مردکی کی اِس سے کہیں زیادہ تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ربیّوں کے ادب میں بھی وہ بڑا مقبول ہے۔

مردم شماری:۔ دیکھئے اسم نویسی۔

مردم گیاہ:۔ ایک پودا۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۷۹۔

مردوک۔ مروداک:۔ بابل کے ایک دیوتا کا نام جس کا لقب پرانے عہد نامہ میں بیل ہے (یرمیاہ ۵۰: ۲)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بیل۔

مردود:۔ ردّ کیا ہوا۔ دیکھئے نامقبولیّت۔

مُردوں کے لئے بپتسمہ:۔ پولس رسول یہ الفاظ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۹ میں قیامت کی حقیقت کے متعلق بحث کرتے ہوئے ایک دلیل میں استعمال کرتا ہے۔ غالباً یہ ایک خلافِ قاعدہ بدعتی رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے مطابق اگر کوئی شخص جو بپتسمہ لینے کا خواہش مند ہوتا بپتسمہ لینے سے پہلے مر جاتا تو اُس کا کوئی عزیز اُس کی جگہ بپتسمہ لے لیتا تھا۔ پولس کہتا ہے کہ اگر وہ لوگ قیامت کے قائل نہ ہوتے تو ایسا کیوں کرتے۔ کلیسیائی تاریخ میں اس قسم کے بپتسمہ کا ذکر طرطلیان (۱۶۰: ۲۳۰؟ عیسوی) سے پہلے نہیں ملتا۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ پولس ایسی بدعتی رسم کا ذکر کرتے ہوئے اس کے خلاف اپنی آواز بلند نہ کرے؟ وہ اپنی رائے ضرور دیتا۔ لیکن غالباً کرنتھس کے لوگ پولس کی رائے سے پہلے ہی سے واقف تھے۔ پولس اپنے کو اِن غلط عقیدے والوں سے الگ دکھاتا ہے۔ آیت ۲۹ میں وہ اس رسم کا حوالہ دیتے ہوئے لفظ "وہ" استعمال کرتا ہے جبکہ اگلی آیت میں "ہم" کا لفظ۔

ایک دوسری تشریح بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ یونانی لفظ hyper جس کا ترجمہ "کے لئے" کیا گیا ہے، اس کے معنی "اوپر" بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو آیت کا ترجمہ یوں ہوگا "وہ لوگ جو مردوں (کی قبر) کے اوپر بپتسمہ لیتے ہیں"۔ یہ ایک اور رسم کی طرف اشارہ ہے جس کے مطابق بعض لوگ مرحوم ایمانداروں کی قبر پر بپتسمہ لیتے تھے اور یوں اُن کے ساتھ علامتی طور پر قیامت میں شراکت رکھتے تھے۔ اگرچہ ایسی رسم کا ذکر کلیسیائی تاریخ کے صفحات میں پایا جاتا ہے تاہم اس کا تعلق کرنتھس کی کلیسیا سے جوڑنے کا کوئی جواز نہیں۔

مرسن۔ مادِس:۔ اخسویرس کے عہد میں سات فارسی اور مادی امیروں میں سے ایک (آستر ۱: ۱۴)۔

مرسنا:۔ اخسویرس بادشاہ کے ان صلاح کاروں میں سے ایک جنہوں نے بادشاہ کو ملکہ وشتی سے شاہی رتبہ لے لینے کی صلاح دی (آستر ۱: ۱۰-۲۲)۔

مرعلہ:۔ زبولون کے علاقے کی حد پر ایک شہر (یشوع ۱۹: ۱۰، ۱۱)۔ یہ ناصرت سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر تھا۔

مُرغ کا بانگ دینا:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۵۔

مُرغی:۔ ایک عام گھریلو پرندہ (متی ۲۳: ۳۷؛ لوقا ۱۳: ۳۴)۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۵۔

مرقس کی انجیل:۔

۱۔ مُصنف

یہ انجیل اپنے مُصنف کے بارے میں کچھ نہیں بتلاتی۔ روایت کے مطابق اِس کا مصنف مرقس ہے جو کہ پطرس رسول کا ہم خدمت یا مترجم تھا۔ بلاشبہ یہ مرقس وہی یوحنا ہے جو مرقس کہلاتا تھا اور جس کا نئے عہد نامہ میں آٹھ مرتبہ ذکر آیا ہے۔ یہ برنباس کا رشتے دار تھا (کلسیوں ۴: ۱۰)، اور ۱۔پطرس ۵: ۱۳ کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ پطرس رسول کے وسیلہ سے مشرف بہ مسیحیت ہوا تھا۔

مرقس کے مصنف ہونے کے بارے میں پہلی چار صدیوں کے آبائے کلیسیا کی تحریرات میں کافی گواہیاں ملتی ہیں۔ پپیاس، یوسطین شہید، ایرینیئس، سکندریہ کا کلیمینس، طرطلیان، یوسیبیئس اور جیروم سب ہی اِس کے حامی ہیں۔

۲۔ سَن اور مقامِ تحریر

اس انجیل کے سنِ تحریر کے بارے میں کافی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ سنِ تحریر کے خیالات ۴۰ء تا ۷۵ء یعنی ۳۵ سالوں پر محیط ہیں۔ لیکن اب قریباً تمام ہی اتفاق کرتے ہیں کہ یہ انجیل باقی انجیلوں کی نسبت پہلے تصنیف ہوئی تھی۔ دوسری طرف ایرینیئس کا یہ بیان کہ "مرقس نے یہ انجیل پطرس اور پولس رسول کی رحلت یا خروج exodus کے بعد لکھی" یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ۶۸ء اور ۷۰ء (جب یروشلیم تباہ ہوا) کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی۔ غالباً یہاں ایرینیئس نے یہ سمجھا کہ رحلت یا خروج سے مراد موت ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ درست نہ ہو۔

ڈاکٹر ونسنٹ ٹیلر ۶۵-۶۷ء کی حمایت کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں اس سے پہلے کا سن بیان کرنے کی کوشش بلاجواز ہے۔ دوسری طرف مرقس کی انجیل کے دیگر اناجیل متوافقہ کے ساتھ تعلق سے خاص طور پر لوقا کی انجیل کے ساتھ جو اعمال الرسل سے پہلے لکھی گئی (اعمال ۱:۱) یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ۵۰ء کے قریب لکھی گئی۔ مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں غالباً اس کا سنِ تحریر ۵۰ تا ۵۵ء کے درمیان مناسب اور درست ہوگا۔

اکثر علماء قدیم شہادتوں کی پیروی کرتے ہوئے اس انجیل کا مقامِ تحریر اٹلی بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر گراہم سکروگی کے خیال میں اگر ۱-پطرس ۵: ۱۳ میں "بابل" سے مراد اٹلی ہے تو یہ آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ یہ انجیل اٹلی میں لکھی گئی۔ دیگر تجویز کردہ مقامات میں سکندریہ، قیصریہ اور شامی انطاکیہ شامل ہیں۔

غالباً یہ انجیل غیر قوموں کے لئے اور خاص طور پر رومیوں کے لئے لکھی گئی تھی۔ اس میں عہدِ عتیق سے اقتباسات مقابلتہً کم آئے ہیں؛ ارامی محاوروں کی تشریح کی گئی ہے (مثلاً ۵: ۴۱)، یہودی رسم و رواج کی بھی وضاحت کی گئی ہے (مثلاً ۷: ۳، ۱۱)، اور کچھ لاطینی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا عام لب و لہجہ جس میں مسیح خداوند کی مسلسل سرگرمیوں اور ان کے بدروحوں، بیماریوں اور موت پر اختیار کو بیان کیا گیا ہے، رومی قارئین کے لئے جو باتوں کی بجائے کاموں میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے خاص دلچسپی کا باعث بنے گا۔

۳- مرقس کی انجیل اور پطرس رسول

ایک روایت کے مطابق جس کا تعلق پپیاس (۶۰-۱۳۰ء) سے ہے، مرقس کی انجیل کی پشت پر پطرس رسول کی منادی اور اختیار ہے۔ پپیاس کہتا ہے (اسے یوسیبیس نے بھی بیان کیا ہے) کہ "چونکہ مرقس پطرس رسول کا مترجم تھا اس لئے اس نے پطرس کے ہر بیان کو خواہ اُس میں مسیح کے الفاظ یا کاموں کا ذکر ہو، بالکل صحیح طور سے قلمبند کیا، لیکن یہ ترتیب وار نہیں تھے۔" اس روایت کی تصدیق آبائے کلیسیا کے متعلق لکھنے والے دیگر مصنفین بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ونسنٹ ٹیلر فرماتے ہیں کہ "اگر ہمارے پاس یہ روایت نہ ہوتی تو ہمیں یقیناً اس جیسی خود تالیف کرنی پڑتی"۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرقس محض ایک کاتب تھا، یا اُس نے اپنی انجیل کی تالیف و تدوین میں دیگر ماخذوں اور اپنے حافظے کو استعمال نہیں کیا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ مصنف نے جو اگرچہ خود رسول نہیں تھا جو کچھ بیان کیا اُس سے خود اُس کا بڑا نزدیکی تعلق تھا اور اُس کے بیان میں اصلیت کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ بلاشبہ پپیاس کی روایت میں اس کی ترتیب پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور خود انجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وقائع نگاری کی بجائے مواعظ پر مشتمل ہے۔ اس انجیل پر پطرس کے اثر کے بارے میں اندرونی شہادت بھی بالکل عیاں ہے؛

یہ انجیل مسیح خداوند کی ولادت کے متعلق کچھ بیان نہیں کرتی۔

یہ اُس مقام سے شروع ہوتی ہے جہاں پر پطرس مسیح کا شاگرد بنتا ہے۔

اس میں گلیل کی خدمت کو زیادہ بیان کیا گیا ہے، خاص طور پر کفرنحوم کے علاقے کی خدمت کو جہاں پطرس رسول کا گھر تھا۔

بیانات کی صفائی بتلاتی ہے کہ یہ کسی چشم دید گواہ کے بیانات ہیں۔

ایسی تفصیلات مثلاً قیصریہ فلپی کی مبارکبادی اور پانی پر چلنے کے واقعہ کو بیان نہیں کیا گیا جن میں پطرس رسول کی بڑائی کا پہلو نکلتا ہے جبکہ پطرس کی دیگر باتوں مثلاً اُس کے انکار کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۴- ماخذ

چونکہ مرقس کی انجیل سب سے پہلے لکھی گئی تھی اس لئے متی اور لوقا کے مقابلے میں اُس کے ماخذوں کا پتہ چلانے میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی۔ زبانی روایات کے سلسلہ میں گذشتہ ۳۵ سالوں میں صوری تنقید (مختلف اصنافِ ادب کے ذریعہ سے بحث) کے ذریعہ بہت کام ہوا ہے۔ صوری تنقید یہ فرض کر لیتی ہے کہ انجیلوں کے تحریری شکل میں آنے سے پیشتر زبانی روایات موجود تھیں (زیادہ روایات زبانی تھیں لیکن ممکن ہے کہ کچھ تحریری صورت میں بھی ہوں جیسے کہ لوقا کی انجیل کے دیباچہ سے ظاہر ہے)۔ لیکن مختلف نقادوں کے نزدیک اِن روایات کے مجموعوں کے مختلف نام تھے۔ مثلاً بی۔ ایس۔ ایسٹن اُنہیں ضرب المثل، تمثیل، مکالمہ، معجزات کے متعلق بیان، اور دکھوں کے بارے میں بیان میں تقسیم کرتے ہیں، جب کہ ونسنٹ ٹیلر اُنہیں بیانیہ کہانیاں، معجزوں کی کہانیاں اور یسوع کے بارے میں کہانیاں کہتے ہیں۔ ان روایات کی گروہ بندی کے طریقے اتنے مختلف ہیں کہ اس طریقۂ تنقید میں پنہاں خطرات صاف ظاہر ہوگئے ہیں۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گروہ بندی فرضی اور غیر معروضی ہے۔ اگر ہم مسودوں کے ماخذوں کا کھوج اس طریقے سے لگانے کی کوشش کریں تو کسی بھی مفروضے کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف صوری تنقید کے اس دعوے کی کہ احاطۂ تحریر میں لائے جانے سے پیشتر بھی خوشخبری کی منادی کی جا رہی تھی قدر و قیمت ہے۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان اور عقیدے کی وضاحت کے لئے جو مواد تیار ہوا اُن کی مرقس کی انجیل کی مضمون کے لحاظ سے گروہ بندی میں جھلک نظر آتی ہے۔

یہ زبانی روایات زیادہ تر سامی ماحول اور رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ یہ مرقس کی انجیل کی یونانی میں ارامی عناصر کی موجودگی سے صاف

ظاہر ہے۔ لیکن اِس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا جیساکہ بعض علماء نے کیا کہ مرقس کی یونانی انجیل ارامی اصل کا ترجمہ ہے درست نہیں۔ اِس میں جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ حقیقت اس کی تاریخی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہے اور اگرچہ اُس کی ہمدردیاں غیر قوموں کے ساتھ ہیں تو بھی وہ اصل یہودی مسیحی روایت کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہے۔

جہاں تک دستاویزی ماخذوں کا تعلق ہے، بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا مرقس اُس خاص دستاویز کے بارے میں جو "Q" کے نام سے مشہور ہے، کے بارے میں جانتا تھا اور اُس نے اُسے استعمال کیا؟ کینن اسٹریٹر کے خیال میں یہ دستاویز یقیناً مرقس کی انجیل سے بہت پہلے کی ہے اور بعض کے نزدیک اس کی جھلک اُس کی انجیل میں نظر آتی ہے۔ بہرحال اس مبہم امکان کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس انجیل کا سب سے بڑا ماخذ پطرس رسول کی منادی اور تعلیم ہے جس کے قیصریہ میں وعظ (اعمال ۱۰: ۳۴-۴۳) کا اِس میں اعادہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مرقس نے دیگر عام زبانی روایات، ذاتی مشاہدے، اور غالباً دیگر دستاویزی مواد کو بھی شامل کیا۔

۵۔ الٰہیات

ا۔ یسوع مسیح کی شخصیت

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ مرقس نے خداوند یسوع مسیح کو "یہوواہ کے خادم" (یسعیاہ ۵۲: ۱۳-۵۳: ۱۲) کے طور پر پیش کیا جب کہ متی انہیں بطور "بادشاہ"، لوقا بطور "انسان" اور یوحنا بطور "خدا کا بیٹا" پیش کرتے ہیں۔ یہ بات متعدد باتوں سے ظاہر ہوتی ہے، مثلاً نسب نامہ کی غیر موجودگی اور تعلیم پر کاموں کو ترجیح دینا۔ ابنِ آدم کی اصطلاح یہاں ۱۴ مرتبہ استعمال ہوئی۔ اُسے اکثر حالات میں (مثلاً ۸: ۳۱؛ ۹: ۹، ۱۲، ۳۱؛ ۱۰: ۳۳، ۴۵؛ ۱۴: ۲۱، ۴۱) اسی تصور کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے کہ مسیح خدا کے خادم ہیں۔ تاہم جیساکہ مرقس نے بھی پہلی آیت میں کہا ہے کہ یہ پست خادم بلاشبہ خدا کا بیٹا بھی ہے جس کی خدمت کی تصدیق اُس کے عظیم کاموں سے ہوتی ہے۔ خدا نے بھی اس کی تصدیق اُس کے بپتسمہ اور تبدیلِ صورت (۱: ۱۱؛ ۹: ۷) کے موقعوں پر کی۔ ڈاکٹر ونسنٹ ٹیلر کے نزدیک، مرقس کی انجیل کے علم المسیح میں یہی سب سے بنیادی عنصر ہے۔

مرقس کی انجیل میں کم از کم پطرس کے اقرار سے پیشتر (۸: ۳۰) یسوع کے "المسیح" ہونے کو بیان نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی بلاشبہ وجہ یہ تھی کہ وہ یہودیوں کے "المسیح" کے بارے میں اس مقبول عام نظریہ کی مخالفت سے بچنا چاہتا تھا کہ المسیح اُن کا زمینی بادشاہ ہوگا جو اُنہیں دشمنوں کے ہاتھوں سے رہائی دلائے گا۔ "مسیح" کی اصطلاح اِس انجیل میں سات مرتبہ استعمال ہوئی ہے اور کسی ایک مقام پر بھی یسوع نے اِسے خود اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔

ب۔ مسیح کے کام

مرقس ۱۰: ۴۵ اور ۱۴: ۲۴ میں مرقوم دو تشبیہات تعلیم کے بنیادی خطوط کو پیش کرتی ہیں۔ خداوند مسیح نے اپنی زندگی کو قربانی کے طور پر گذرانا۔ وہ "بہتیروں کے لئے فدیہ" اور "عہد کا خون" ہیں۔ اوّل الذکر گناہ اور عدالت سے بچاتا ہے جب کہ دوسرا خدا اور انسان کے درمیان عہد کا تعلق قائم کرکے اس کے ساتھ رفاقت مہیا کرتا ہے۔ اِس سے یہ مراد نہیں ہے کہ مرقس کی انجیل میں ان تصورات کو مکمل عقیدے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور نہ یہ خیال کرنا درست ہے کہ فدیہ کی بات سے پولس رسول کا مرقس کی انجیل پر اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جیمس ڈینی فرماتے ہیں کہ "اگر ہمیں یہی خیال پولس کی تحریرات میں ملے تو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ مرقس نے پولس سے اخذ کیا بلکہ یہ کہ پولس رسول خداوند کے قدموں میں بیٹھا ہے"۔ تینوں اناجیلِ متوافقہ میں اُن تین موقعوں کو بیان کیا گیا ہے جب یسوع مسیح نے دیدہ دانستہ اپنے شاگردوں کو اپنے آنے والے دکھوں سے روشناس کرایا لیکن مرقس خاص طور پر شاگردوں کے مختلف ردِ عمل کو بیان کرتا ہے (۸: ۳۱-۳۲؛ ۹: ۳۱، ۳۲؛ ۱۰: ۳۲)۔

ج۔ علم الآخرت

اس انجیل میں آخرت کے بارے میں تعلیم زیادہ تر دو بیانات میں پائی جاتی ہے (۸: ۳۸-۹: ۱ اور ۱۳: ۱-۳۷)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خداوند کے پیش نظر ایسے دو واقعات تھے جن میں بہت فاصلہ پایا جاتا تھا یعنی ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی اور اپنے جلال میں آمدِ ثانی۔ تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت کے متعلق مرقس کی انجیل کے نظریہ میں بنیادی طور پر آخرت کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اس نظریہ میں بنیادی خیالات حسب ذیل ہیں: پہلا شاہی حکومت یا خدا کی حاکمیت اور دوسرا ایک بادشاہت یا رفاقت جس میں لوگ داخل ہو سکتے ہیں (۹: ۴۷؛ ۱۰: ۲۳)۔ موخر الذکر قسم کے کئی بیانات میں مستقبل کی جھلک بھی پائی جاتی ہے لیکن دیگر حوالوں میں مثلاً ۱۴: ۲۵ اور ۱۵: ۴۳ میں آخری زمانہ کے متعلق واضح بیان ہے۔

د۔ پولس رسول کی تعلیم کے ساتھ تعلق

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک مرقس کی انجیل پر پولس کی تعلیمات کا اثر ہے۔ اس موضوع پر کئی برس تک بحث جاری رہی۔ اس انجیل کے ذخیرۂ الفاظ اور خیالات پرکھنے سے بلاشبہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرقس اور پولس کی بہت سی باتیں یکساں ہیں، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اُس وقت اِس قسم کی یکسانیت تمام مسیحیت میں پائی جاتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی پولس کے متعدد مخصوص الفاظ اور اصطلاحات مثلاً راستبازی، ایمان سے راستباز

ٹھہرنا، مسیح کے ساتھ یگانگت اور روح میں زندگی وغیرہ مرقس کی انجیل میں نہیں ملتے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرقس روما میں رہا اور اس نے اس انجیل کو رومی ماحول میں لکھا اور ممکن ہے کہ اس نے اس سے پیشتر پولس کے خطوط بھی پڑھے ہوں۔ لیکن جیسا کہ ڈاکٹر ونسنٹ ٹیلر فرماتے ہیں: "مرقس نے نہ تواریخی روایات کو اپنے سانچے میں ڈھالا اور نہ اُن کو تاریکی میں دھکیلا بلکہ اُس کا یسوع گلیل کا یسوع ہے"۔

مرقس، یوحنا:- نئے عہدنامہ میں مرقس کا دس مرتبہ ذکر آیا ہے۔ یوحنا اس کا یہودی نام تھا اور مرقس رومی۔ اعمال کی کتاب میں اُسے دو مرتبہ صرف یوحنا کہا گیا ہے (۱۳: ۵، ۱۳)، ایک مرتبہ مرقس اور تین مرتبہ "یوحنا جو مرقس کہلاتا ہے" (۱۲: ۱۲، ۲۵؛ ۱۵: ۳۷)۔ خطوط میں اُسے چار مرتبہ صرف مرقس کہا گیا ہے۔

مرقس کے بارے میں ایک مبہم سا اشارہ مرقس ۱۴: ۵۱، ۵۲ میں ملتا ہے۔ اس کی سب سے مناسب تشریح یہ ہے کہ چونکہ اس واقعہ میں مصنف خود ملوث تھا اس لئے اُس نے اپنی انجیل رقم کرتے وقت اپنا نام نہیں دیا۔

اس کا پہلی مرتبہ صاف صاف نام اعمال ۱۲: ۱۲ میں آیا ہے۔ جب پطرس کو قید سے رہائی ملی تو وہ سیدھا یوحنا مرقس کی ماں کے گھر گیا جہاں ایماندار اس کے لئے دعا کر رہے تھے۔ جب برنباس اور پولس کال کی وجہ سے مالی مدد پہنچانے کے لئے یروشلیم گئے (اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰) تو وہ یوحنا مرقس کو بھی ساتھ لے گئے (اعمال ۱۲: ۲۵)۔ اس سے اُسے اُن کے ساتھ بطور "خادم" ان کے پہلے بشارتی سفر میں جانے کا موقع مل گیا (اعمال ۱۳: ۵)۔

انہوں نے پہلے کپرس میں منادی کی۔ جب وہ پمفولیہ کے پرگہ میں پہنچے تو مرقس واپس یروشلیم آگیا۔ غالباً اُس نے یہ فیصلہ گھر کی یاد ستانے، کوہستانی علاقے کی متوقع مشکلات اور اس بات پر ناخوشی کے باعث کیا تھا کہ پولس اس سفر کا قائد بن گیا تھا (اعمال ۱۳: ۱۳)۔ بہرحال اس کی وجہ خواہ کچھ ہو، پولس نے اُس پر اعتبار نہ کیا اور اُسے اپنے دوسرے بشارتی سفر پر ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ لہذا برنباس اُسے اپنے ساتھ کپرس لے گیا جب کہ پولس نے ایک نیا ساتھی سیلاس چنا اور وہ دونوں ایشیائے کوچک کو گئے۔

دوسری مرتبہ مرقس ایک ہم خدمت کے طور پر پولس کے ساتھ روما میں نظر آتا ہے (فلیمون آیت ۲۴)۔ پولس اس کی کلسیوں کی کلیسیا سے سفارش کرتا ہے (کلسیوں ۴: ۱۰)۔ یہاں اُسے برنباس کا رشتے کا بھائی بتایا گیا ہے۔ ۲-تیمتھیس ۴: ۱۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرقس اور پولس کی رفاقت مکمل طور پر بحال ہو چکی تھی: "مرقس کو ساتھ لے کر آجا کیونکہ خدمت کے لئے وہ میرے کام کا ہے"۔ پطرس اُسے "میرا بیٹا" کہہ کر پکارتا ہے (۱-پطرس ۵: ۱۳)۔ غالباً یہ اُس نے محبت کی وجہ سے کہا یا ممکن ہے کہ وہ اس کی خدمت کے ذریعہ خداوند کے پاس آیا ہو۔

قدیم روایت کے مطابق مرقس نے سکندریہ (مصر) میں کلیسیا قائم کی تھی لیکن اس کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

مرقیون:- دوسری صدی عیسوی کا ایک مشہور بدعتی شخص۔ وہ شمال مشرقی ایشیائے کوچک میں پنطس کا ایک امیر و کبیر شخص تھا جس کے متعدد جہاز تھے۔ وہ ۱۴۰ء کے قریب روما آیا۔ کچھ عرصہ تک وہ راسخ الاعتقاد کلیسیا کا سرگرم رکن رہا لیکن پھر اُسے قریباً ۱۴۴ عیسوی میں جماعت سے خارج کر دیا گیا۔ اُس نے راسخ الاعتقاد کلیسیا کے مقابلے میں اپنے پیروکاروں کو منظم کیا۔ اُس نے رومی سلطنت کے مختلف حصوں میں متعدد کلیسیائیں قائم کیں جو تعداد اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے دو صدیوں تک کافی مؤثر رہیں۔

مرقیون نے مسیحیت کو یہودیت سے بالکل علیحدہ پیش کیا۔ اُس کی تعلیم کے مطابق پرانے عہدنامہ کا نئے عہدنامہ سے، اسرائیل کا کلیسیا سے اور یہاں تک کہ پرانے عہدنامہ کے خدا کا (جسے وہ دیوتا تصور کرتا تھا) نئے عہدنامہ کے خداوند یسوع کے باپ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مطابق حقیقی خدا جس کا علم مسیح کے تجسم سے پیشتر کسی کو نہیں تھا، اسے ظاہر کرنے کے لئے مسیح دنیا میں آئے۔ پرانے عہدنامہ کا خدا ایک کمتر ہستی ہے جس نے مادی دنیا کو پیدا کیا اور کنٹرول کرتا ہے۔ اگرچہ وہ بُری ہستی نہیں تو بھی وہ یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی سی اچھی ہستی نہیں جو محبت اور فضل کا خدا ہے۔

مرقیون کا ہیرو پولس رسول تھا۔ اُس کے خیال کے مطابق اُس نے اپنی تعلیم کو اُس سے اخذ کیا تھا۔ اُس کی پاک نوشتوں کی فہرست میں پولس رسول کے دس خطوط (ان میں پاسبانی خطوط اور عبرانیوں کا خط شامل نہیں) اور لوقا کی انجیل شامل تھی۔ (ان میں سے اُس نے اپنی تعلیم کے خلاف تمام باتوں کو نکال دیا تھا۔ مثلاً خطوط میں سے اُن تمام حوالوں کو جو خدا باپ کو خالق بتاتے ہیں اور لوقا کی انجیل سے مسیح کی پیدائش کے بیان کو)۔ اس کی تعلیم میں متعدد اجتماع ضدین پائے جاتے تھے، مثلاً شریعت اور انجیل کی خوشخبری، جسم اور رُوح وغیرہ۔ شریعت، اجر اور سزا اور کاموں کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے پر زور دیتی ہے اور انجیل، ایمان، آزادی اور فضل پر۔

علماء کے درمیان اس بات پر اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ آیا مرقیون غناسطی تھا یا نہیں۔ جن باتوں پر وہ زور دیتا ہے وہ یقیناً غناسطیت سے تعلق رکھتی ہیں (دیکھئے عرفانیت)۔ وہ خاص طور پر جسم اور مادی دنیا کے بارے میں اپنے منفی رویہ، دوقیت سے متاثر اپنے علم المسیح اور زہد و ریاضت پر تعلیم کے باعث غناسطیوں کی صف میں کھڑا ہے (دیکھئے موہومیت)۔ لیکن وہ نجات کے بارے

میں ان کی وہی دیومالائی کہانیوں کو پیش نہیں کرتا ۔

اُس کی تحریرات اب ناپید ہیں، لیکن ہم اُس کی تعلیمات کے زیادہ تر حصّے کو طرطولیان کے اقتباسات سے اور آبائے کلیسیا، خاص طور پر ایرینیس کی اُن تحریرات سے جو انہوں نے اُس کے ردّ میں لکھیں جمع کر سکتے ہیں۔ اُس نے پولسؔ رسول کے خطوط کے جو تعارف لکھے وہ راسخ الاعتقاد کلیسیا کے لاطینی کے بائبل کے مسودوں میں ہیں اور یُوں وہ محفوظ رہ گئے ۔

مرقیونؔ کی اہمیّت اس بات میں ہے کہ اُس نے راسخ الاعتقاد مسیحیت کے نمائندوں کو مجبور کر دیا کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ بدی کے مسئلہ کو دنیا کی تخلیق اور بائبل کی نجات کے بارے میں تعلیمات کو گہری نظر سے دیکھیں، پولسؔ کے خطوط کو نئے سرے سے پرکھیں اور فہرستِ مسلمہ کے بارے میں فیصلہ کریں۔

مِرمّہ :- (عبرانی = دھوکا) - اسیری کے بعد بینمینؔ کے قبیلے کے ایک خاندان کا سربراہ (۱- تواریخ ۸ : ۱۰) ۔

مرودک بلدان - مرودآک بل ادان :- (اکادی زبان کے نام کی عبرانی شکل - مردوک - اپلا - اِدینا = مردوک دیوتا نے بیٹا بخشا ہے) - شاہِ بابل - اسے ۲- سلاطین ۲۰ : ۱۲ میں بُرودک بلدان کہا گیا ہے - وہ کلدیوں کا بہادر اور شہ زور قائد تھا جو مسوپتامیہ کے جنوبی دلدلی علاقہ میں رہتا تھا۔

۷۲۲ ق-م میں مرودک بلدان نے اسوریوں کے خلاف بغاوت کی جنہوں نے بابل پر کافی عرصہ سے تسلط جمایا ہوا تھا - ۷۲۱ ق-م میں اسور کے بادشاہ سرجونؔ نے اُسے بابل کا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ وہ ۱۱ برس تک اسوریوں کی رضامندی سے بابل کا بادشاہ بنا رہا -

تقریباً ۷۱۲ ق-م میں اُس نے اسرائیل کے بادشاہ حزقیاہؔ کے پاس سفیر اور تحائف بھیجے جو بظاہر خیر سگالی کی نیت سے تھے لیکن اس کا اصلی مقصد یہ تھا کہ حزقیاہ کو اپنے ساتھ ملا کر اسور کے خلاف بغاوت کی جنگ کرے - حزقیاہ یسعیاہ نبی کی صلاح کے برخلاف رضامند ہو گیا - خزانہ وغیرہ کا سفیروں کو دکھانے کا مقصد اپنے وسائلِ جنگ کا جائزہ لینا تھا (۲- سلاطین ۲۰ : ۱۲ - ۱۹؛ یسعیاہ ۳۹ : ۱ - ۸) - اس پر یسعیاہ نے پیشینگوئی کی کہ یہ سب خزانہ بابل لے جایا جائے گا۔

مرونوتی - میرونوتی :- پرانے عہدنامہ میں دو آدمیوں کا لقب۔
۱- یحدیاہ (۱- تواریخ ۲۷ : ۳۰) -
۲- یدونؔ (نحمیاہ ۳ : ۷) -

مریبعل - مریب بعل :- (عبرانی = بعل جھگڑتا ہے) - ساؤل بادشاہ کے بیٹے یونتنؔ کا بیٹا (۱- تواریخ ۸ : ۳۴؛ ۹ : ۴۰) - یہ غالباً وہی آدمی ہے جسے مفیبوستؔ بھی کہا گیا ہے (۲- سموئیل ۲۱ : ۷) -

مَریبہ :- ۱- سینا کے شمال مغرب میں ایک مقام، جہاں موسیٰؔ نے خداوند کے حکم سے چٹان کو مارا اور لوگوں کی پیاس بجھانے کے لئے پانی اُبل پڑا (خروج ۱۷ : ۱ - ۷) - موسیٰ نے اس جگہ کا نام "مسّہ" یعنی آزمانا اور "مریبہ" رکھا کیونکہ بنی اسرائیل نے وہاں جھگڑا کر کے خداوند کو آزمایا۔

۲- قادِسؔ برنیع کے نزدیک ایک جگہ - اس جگہ لوگ پھر پیاسے ہوئے اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ وہ چٹان سے کہے کہ اپنا پانی دے - لیکن شاید موسیٰ اسی معجزے سے اپنی بڑائی چاہتا تھا اس لئے اُس نے کہنے کی بجائے چٹان پر لاٹھی ماری اور پانی نکل آیا (گنتی ۲۰ : ۱ - ۱۳) - خداوند نے اس کوتاہی کی اُسے یہ سزا دی کہ وہ ملکِ موعود میں داخل نہیں ہو سکا۔

مُرید :- ۱- پُرانے عہدنامہ میں -
اُردو میں مُرید سے مُراد دینی شاگرد ہے - لیکن نئے عہدنامہ کے اردو ترجمہ میں یہ ایک یونانی لفظ proselytos پروسی لوتوس کا ترجمہ ہے جس کے بنیادی معنی ہیں "(باہر سے) آنے والا" یعنی اجنبی یا مسافر - ★ ہفتادی ترجمہ میں یہ عبرانی کے انہی معنوں کے الفاظ کے لئے استعمال ہوا ہے (مثلاً خروج ۲۰ : ۱۰؛ استثنا ۵ : ۱۴ - اردو ترجمہ میں مسافر) - نئے عہدنامہ کے زمانہ سے بہت پہلے یہ لفظ اُن غیر یہودی لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو یہودی مذہب اختیار کرنے پر مائل تھے - پرانے عہدنامہ میں مُرید کے تصوّر کو سمجھنے کے لئے عبرانی لفظ گیر کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

پہلے پہل اس لفظ سے وہ غیر قوم شخص مراد تھا جو بنی اسرائیل کے درمیان رہائش رکھتا ہو یعنی پردیسی - اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا - یہی لفظ اُن یہودیوں کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا جو پردیس میں رہتے تھے (پیدائش ۱۵ : ۱۳؛ خروج ۲۳ : ۹ - پردیسی) - بعدازاں گیر میں مذہبی رنگ آ گیا اور یہ اُن لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو دوسرا مذہب اختیار کرتے تھے - لیکن وثوق سے کہا نہیں جا سکتا کہ یہ مفہوم کب اس لفظ میں داخل ہوا - عبرانی کے ایک اور لفظ توشاب کے معنی گیر کے پہلے معنی کی مانند تھے لیکن اس میں تھوڑے عرصے کے قیام کا تصوّر نمایاں تھا - مثلاً پیدائش ۲۳ : ۴ - اردو ترجمہ غریب الوطن؛ احبار ۲۲ : ۱۰ - اجنبی؛ احبار ۲۵ : ۲۳ - مہمان؛ احبار ۲۵ : ۳۵، ۴۰، ۴۷؛ ۱- تواریخ ۲۹ : ۱۵؛ زبور ۳۹ : ۱۲ - مسافر؛ گنتی ۳۵ : ۱۵ - پردیسی۔ ہفتادی ترجمہ میں گیر کا ترجمہ تقریباً بارہ دفعہ پُروسی اور تقریباً اسّی مرتبہ یونانی لفظ پروسی لوتوس سے کیا گیا ہے۔

پرانے عہدنامہ میں ایسے بہت سے حوالے ملتے ہیں جن سے

ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی مذہبی متلاشی سے ہمدردانہ برتاؤ رکھتے تھے (احبار ۱۹: ۳۴) اور کہ وہ غیر یہودیوں کو مذہبی رفاقت میں شامل کرنے کو تیار تھے۔ تاہم اس کے لئے ایک شرط ضروری تھی یعنی ختنہ کی رسم (خروج ۱۲: ۴۸)۔ لیکن کئی غیر یہودی ایسے بھی تھے جو ختنہ سے احتراز کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے مذہب سے مطمئن نہیں تھے اور یہودی اخلاقی اقدار سے بڑے متاثر تھے لیکن یہ فیصلہ نہ کر سکے تھے کہ پورے طور پر یہودی جماعت میں شامل ہو جائیں یا نہیں۔

اعمال کی کتاب میں ایسے لوگوں کے لئے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ خدا ترس (یونانی phoboumenoi ton theon یعنی خدا سے ڈرنے والے دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ اعمال ۱۳: ۲۶) اور خدا پرست (یونانی sebomenoi ton theon اعمال ۱۶: ۱۴)۔ اعمال ۱۱: ۳ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ لوگ مریدوں سے ایک قدم پیچھے تھے۔ مریدوں میں اور خدا ترس اور خدا پرست لوگوں میں یہ فرق تھا کہ مرید یہودی جماعت میں پورے طور پر داخل ہونے کے لئے (۱) ختنہ کی رسم پوری کرتے تھے (۲) طہارت کے عمل سے علامتی پاکیزگی حاصل کرتے تھے اور (۳) قربانی کی رسم میں حصہ لے کر جماعت کے ساتھ رفاقت کا مظاہرہ کر کے مذہب میں پورے طور پر شریک ہو جاتے تھے۔ لیکن جو یہ قدم نہیں اُٹھاتے تھے اُنہیں بھی مشروط طور پر قبول کر لیا جاتا تھا۔ یہ اُس حکم کی تعمیل میں تھا جس کے مطابق یہودی اور غیر یہودی کے لئے ایک ہی شریعت تھی (گنتی ۱۵: ۱۵)۔ البتہ انہیں ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ سبت کا احترام کریں (خروج ۲۰: ۱۰ وغیرہ)۔

اکثر لوگوں کے خیال میں یہودی مذہب محض ایک قومی مذہب تھا جو صرف بنی اسرائیل کے لئے مخصوص تھا۔ لیکن کلامِ مُقدّس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک عالمگیر مذہب تھا جس میں تمام قوموں کو خدا کے نام کو پہچاننے کی دعوت دی گئی تھی (۱-سلاطین ۸: ۴۱-۴۳)۔ اس میں یہی وہ روشن پہلو موجود تھا جو ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتا اور تمام انسانوں کی نجات کا انتظام کرتا تھا (یسعیاہ ۲: ۲-۴؛ ۴۹: ۶؛ ۵۶: ۳-۸؛ یرمیاہ ۳: ۱۷؛ صفنیاہ ۳: ۹)۔ یاد رہے کہ روت کی کتاب اُس غیر قوم مُرید کی کہانی ہے جس کی یاد یہودی تاریخ میں ہمیشہ عزت سے کی جاتی ہے۔ جغرافیائی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر شاید پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں مریدوں کی تعداد بہت نہیں تھی لیکن ذیل کے حوالے صاف ظاہر کرتے ہیں کہ انبیاء کا خدا کا تصوّر تعصب اور یہودی روایت پرستی سے بالاتر تھا۔ خدا رب یہودی نہیں تھا بلکہ رب العالمین بھی (یسعیاہ ۱۹: ۱۸-۲۵؛ صفنیاہ ۲: ۱۱)۔

رومی یونانی دَور میں مریدوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ اگرچہ یہ لوگ غیر اقوام کے لئے ختنہ کروانا، سبت کا ماننا اور خنزیر کھانے کی ممانعت کو غیر معقول سے مطالبے سمجھتے تھے تاہم وہ یہودی اخلاقیات اور تصوّرِ وحدتِ الٰہی سے اتنے متاثر تھے کہ انہوں نے ختنہ، طہارت اور قربانی میں حصہ لینا منظور کیا۔ ربیوں کی تصنیفات میں گیرہ سے پورا مُرید مراد ہے۔ جو غیر یہودی، خوف سے یہودی بن جاتا اُسے حقارتاً شیر مُرید کا نام دیا جاتا تھا (اشارہ ۲-سلاطین ۱۷: ۲۵ مابعد کی طرف ہے جہاں لوگوں نے اپنا مذہب بھی قائم رکھا اور ڈر سے یہودی مذہب کو بھی اپنایا)۔

اگرچہ پاک کلام غیر قوم کو یہودی مذہب اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے تو بھی اکثر ربّی قومی تعصب کی بنا پر غیر مذاہب کے لوگوں کو عملی طور پر خوش آمدید نہیں کہتے تھے۔ تاہم نئے عہدنامہ کے زمانہ میں یوں لگتا ہے کہ نو مریدوں کا تانتا لگ گیا تھا۔

۲- نئے عہدنامہ میں

یونانی لفظ proselytos نئے عہدنامہ میں صرف چار مرتبہ آتا ہے۔

ا- متی ۲۳: ۱۵۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں معنی صاف کرنے کے لئے یہ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے لیکن یونانی میں کیتھولک ترجمہ کی طرح یہ صرف ایک دفعہ آتا ہے۔ خداوند مسیح فقیہوں اور فریسیوں کو ملامت کر رہے ہیں۔ وہ اُن سے کہتے ہیں "تم پر افسوس! کہ ایک مُرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مُرید ہو چکتا ہے تو اُسے اپنے سے دُونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو"

اکثر شاگرد اُستاد سے بھی دو ہاتھ آگے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ مُرید ریاکاری میں اپنے اُستادوں سے بھی آگے بڑھ گئے تھے اور یوں جہنم کی دُگنی سزا کے مستحق تھے۔ ایک اور تشریح کے مطابق یہ لوگ پہلے باطل مذہب کے پیرو اور سزا کے مستحق تھے۔ اب انہوں نے جو زندگی نئے مذہب میں آ کر اپنے اُستادوں کی تعلیم سے اختیار کی تھی، اُنہیں پہلے اور موجودہ اعمال کی وجہ سے دُگنا جہنم کا فرزند بنا دیتی تھی۔

بعض علماء اس بات پر حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ جب فقیہ اور فریسی تبلیغ کے اتنے خلاف تھے تو خداوند مسیح نے یہ لفظ کیوں کہے۔ غالباً اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنے کم مرید جماعت میں شامل ہوتے تھے۔ بعض دیگر مفسّروں کی رائے میں یہ ایک حقیقی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب چار بڑے اعلےٰ رتبہ کے ربّیوں نے ایک مشہور رومی ہستی کو اپنا مُرید بنانے کی کوشش کی۔

ب- اعمال ۲: ۱۰۔ یہاں یہودی مُریدوں کے متعلق ذکر ہے۔

ج- اعمال ۶: ۵۔ یہاں ایک یہودی مُرید کا ذکر ہے جو اب مسیحی تھا۔ اس حوالے میں بیواؤں کی خبرگیری کے سلسلے میں یونانی

مائل یہودیوں نے شکایت کی کہ اُن کی بیواؤں کے بارے میں غفلت کی جاتی ہے۔ اس معاملے کو درست کرنے کے لئے سات شخص چُنے گئے۔ تین عبرانی یہودی اور تین یونانی مائل یہودی تھے (یہ نتیجہ عُلماء ناموں سے نکالتے ہیں)۔ ساتواں شخص ایک مُریدتھا (اعمال ۶: ۵)۔ یہ ایک بڑی متوازن کمیٹی معلوم ہوتی ہے۔ بعض مُفسّر اس تناسب سے یہ نتیجہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ کلیسیا میں نومریدوں کی نسبت ۷ میں ۱ تھی۔

د۔ اعمال ۱۳: ۴۳۔ یہاں یہودیوں اور نومرید یہودیوں میں تمیز کی گئی ہے۔ اس باب سے آگے اُن لوگوں میں جو مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے کوئی تمیز ظاہر نہیں کی گئی۔

۴۔ اردو ترجمہ میں لفظ نومرید ایک مرتبہ اور بھی استعمال ہُوا ہے (۱۔ تیمتھیس ۳: ۶) لیکن یہ ایک اور یونانی لفظ نیو فو تو س neophytos کا ترجمہ ہے جس کے لفظی معنی نیا پودا ہیں۔ ہفتادی ترجمہ میں یہ انہی معنوں میں آیا ہے (ایوب ۱۴: ۹ شگوفہ، زبور ۱۲۸: ۳؛ ۱۴۴: ۱۲؛ یسعیاہ ۵: ۷۔ پودے)۔ اس کا تیمتھیس کے خط میں مفہوم ناتجربہ کار نومرید ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص نگہبان یا اُسقف کے عہدے کے لئے غیر مناسب ہوگا۔

مریسہ۔ موریشہ:۔ ۱۔ جِرُونؔ کا باپ (۱۔ تواریخ ۲: ۴۲)۔
۲۔ یہوداہ کا پوتا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۱)۔

۳۔ یہوداہ کا ایک اہم شہر (یشوع ۱۵: ۴۴)۔ رحبعام کے نزدیک یہ جنگی نکتۂ نگاہ سے بڑا اہم تھا چنانچہ اُس نے اِسے قلعہ بند کیا (۲۔ تواریخ ۱۱: ۵-۱۲)۔ نیک بادشاہ آسا کو اِس شہر کے بیچ صفاتہ کی وادی میں ایک بہت بڑے حبشی لشکر کا سامنا کرنا پڑا اور وہ خدا کی مدد سے اُس پر غالب آیا (۲۔ تواریخ ۱۴: ۹-۱۵)۔ جب یہوسفط نے اسرائیل کے بدکار بادشاہ اخزیاہ کے ساتھ عہد باندھا تو اس شہر کے الیعزر نے خدا کی طرف سے اُس کے خلاف نبوّت کی (۲۔ تواریخ ۲۰: ۳۵-۳۷)۔ یہ میکاہ نبی کے زمانہ میں ایک اچھا شہر تھا۔ بائبل میں اس کا بہت کم ذکر آیا ہے۔ یہودی مورخ یوسیفس بیان کرتا ہے کہ مکابیوں کے زمانہ میں اس پر یہوداہ مکابی نے زبردستی قبضہ کرلیا۔ ۱۳۰ ق م میں سردار کاہن یوحنّا ھرقان اس پر قابض ہوگیا اور یہاں کے باشندوں کو یہودی شریعت اور رسومات اپنانے پر مجبور کیا۔ یہ بڑا مضبوط شہر تھا اس لئے پومپیئی نے اِسے خاص مراعات عطا کیں، لیکن جب ۴۰ ق م میں پارتھیوں نے یہوداہ پر حملہ کیا تو اُس نے شکست کھائی اور تباہ و برباد کردیا گیا۔ موجودہ بیت جبرن Beit Jibrin کے جنوب میں ایک میل کے فاصلہ پر چند بڑی محنت سے بنائے ہوئے مقبرے ملے ہیں جن سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شہر ایل سندحنہ El Sandagannah کے مقام پر تھا۔

مریمؔ:۔ بائبل مُقدّس میں حسبِ ذیل خواتین کا نام مریمؔ ہے:

نیا عہد نامہ

۱۔ خداوند یسوؔع مسیح کی والدہ محترمہ

خداوند مسیح کی والدہ ماجدہ کے بارے میں ہماری معلومات کے ماخذ متّی اور لوقا کی انجیلیں ہیں۔ وہاں مندرج بیانات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب فرشتے نے مسیح یسوؔع کی پیدائش کی خوشخبری سُنائی تو مُقدّسہ مریمؔ گلیلؔ میں ناصرتؔ کے مقام پر رہائش پذیر تھیں اور ان کی منگنی ایک نجار بنام یوسفؔ سے ہوچکی تھی (لوقا ۱: ۲۶-۲۷)۔ لوقاؔ ہمیں بتاتا ہے کہ یوسفؔ داؤدؔ کی نسل سے تھا اور اگرچہ مریمؔ کے حسب نسب کے متعلق صاف نہیں بتایا گیا تو بھی وہ بھی اُسی نسل سے تعلق رکھتی تھیں کیونکہ لوقا باب ۳ میں جو ★ نسب نامہ دیا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ مُقدّسہ مریمؔ کے حمل کو بتوسط پاک رُوح بتایا گیا ہے (متّی ۱: ۱۸ مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۳۵)۔ یسوؔع کی پیدائش ہیرودیسؔ اعظم کی حکومت کے آخری زمانہ میں بیت لحمؔ میں ہوئی (متّی ۲: ۱؛ لوقا ۱: ۵؛ ۲: ۴)۔

متّی ۲: ۲۳ اور لوقا ۲: ۳۹ میں مرقوم ہے کہ یسوؔع کی پیدائش کے بعد یہ مُقدّس خاندان ناصرتؔ میں مقیم رہا۔ صرف متّیؔ ہی مصر کو فرار کا ذکر کرتا ہے جہاں مریمؔ، یوسفؔ اور ننھا یسوؔع حاسد ہیرودیس کے خوف سے پناہ گزین ہوئے۔ لوقاؔ، مریمؔ کے الیشبعؔ کے گھر جانے کے متعلق بیان کرتا ہے۔ الیشبعؔ انہیں اپنے خداوند کی ماں اور "عورتوں میں مبارک" کہتی ہے (لوقا ۱: ۴۲-۴۳)۔ مُقدّسہ مریمؔ نے بھی خداوند کی تعریف میں حمدیہ کلمات کہے (لوقا ۱: ۴۶-۵۵)۔

مسیح یسوؔع کے بچپن کے بارے میں صرف لوقاؔ ہی ایک واقعہ بیان کرتا ہے (۲: ۴۱-۵۱)۔ جب وہ کھو گئے تھے اور ان کی والدہ انہیں تلاش کرتی ہوئی اُن کے پاس پہنچی تھیں تو انہوں نے بڑا مشہور جواب دیا تھا: "کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے" (آیت ۴۸، ۴۹)۔

مُقدّسہ مریمؔ کے متعلق اناجیل میں جو دیگر چند ایک حوالے ملتے ہیں ان کی اتنی اہمیت نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یسوؔع مسیح کے ساتھ ان کے بشارتی سفروں میں نہیں گئی تھیں۔ صرف ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ قانایِ گلیلؔ میں ایک شادی میں شریک ہوئیں (یوحنا ۲: ۱ مابعد)۔ اِس موقع پر انہوں نے اپنی والدہ کو "اے عورت" کہہ کر مخاطب کیا (آیت ۴)۔ اگرچہ اردو زبان کے مطابق یہ طرزِ تخاطب سوئے ادب ہے لیکن یہ عبرانی محاورہ کے عین مطابق تھا (دیکھئے عورت)۔ مرقس ۳: ۳۱ مابعد میں بھی ان کی مسیح کے ساتھ ملاقات کا ذکر ہے۔

اس کے بعد ہم مُقدّسہ مریمؔ کو نجات دہندہ کی صلیب کے

پاس کھڑا ہؤا دیکھتے ہیں (یوحنا ١٩: ٢٥) - یہاں خداوند یسوع مسیح اُنہیں اپنے اُس یوحنا رسول کی سپرداری میں دے دیتے ہیں (آیات ٢٦ - ٢٧) - مقدسہ مریم کے متعلق ایک مزید حوالہ اعمال ١: ١٤ میں ملتا ہے جہاں وہ دیگر شاگردوں کے ساتھ" ایک دل ہوکر دعا میں مشغول" تھے -

٢ - رومہ کی مریم

رومی کلیسیا کی ایک سرگرم خدمت گذار خاتون جسے پولس رسول خاص سلام بھیجتا ہے (رومیوں ١٦: ٦) -

٣ - یوحنا مرقس کی ماں

وہ یروشلیم میں رہتی تھی - اُسکے مکان میں مسیح کے پیروکار دُعا کیلئے جمع ہؤا کرتے تھے - جب پطرس رسول کو فرشتے نے معجزانہ طور پر قید سے رہائی دلائی تو وہ اُسی کے گھر گیا تھا (اعمال ١٢: ١-١٦) - غالباً وہ صاحبِ ثروت خاتون تھی کیونکہ کم ازکم اُس کی ایک خادمہ تھی جس کا نام رُدی تھا (اعمال ١٢: ١٣) - یوحنا مرقس، برنباس کا رشتے کا بھائی تھا (کلسیوں ٤: ١٠) لیکن برنباس کا مریم کے ساتھ حقیقی رشتہ کیا تھا، اس کے متعلق کچھ علم نہیں - بعض علماء کے نزدیک جس بالاخانہ میں مسیح خداوند نے آخری فسح کھایا وہ اسی مریم کا مکان تھا لیکن اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے -

٤ - بیت عنیاہ کی مریم

یہ لعزر اور مرتھا کی بہن تھی - وہ کوہِ زیتون کے مشرق میں ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں بنام بیت عنیاہ میں رہتی تھی (یوحنا ١١: ١) - مسیح خداوند نے اسکی اس بات میں تعریف کی کہ اس نے شاندار ضیافت تیار کرنے کی بجائے اُس کے قدموں میں بیٹھ کر اُس کا کلام سُنا (لوقا ١٠: ٤٢) - یوحنا بیان کرتا ہے کہ اُس نے اپنی بہن مرتھا کی طرح خداوند یسوع سے کہا: " اے خداوند! اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا" (١١: ٢١) - آخری فسح سے ایک ہفتہ پیشتر جب مسیح خداوند شمعون کوڑھی کے گھر مدعو تھے (مرقس ١٤: ٣) تو اس نے اُن کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار اُن کے سر اور پاؤں پر بیش قیمت عطر ڈال کر اور ان کے پاؤں کو اپنے بالوں سے پونچھ کر کیا (یوحنا ١٢: ٣) - وہاں جن لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ پیسے کو ضائع کرنا ہے اُنہیں مسیح خداوند نے جواب دیا کہ اُس کا میرے ساتھ بھلائی کا یہ کام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا (متی ٢٦: ٦-١٣؛ مرقس ١٤: ٣-٩) - مسیح خداوند نے اُس کے اس کام کو محبت کے اظہار اور غیر شعوری طور پر اُن کے دفن کی تیاری کی صورت میں دیکھا تھا (یوحنا ١٢: ٧-٨) -

٥ - یعقوب اور یوسیس کی ماں

اس مریم کے متعلق کوئی حتمی بیان نہیں ملتا - غالباً متی ٢٧: ٦١ کی " دوسری مریم" کلوپاس کی بیوی تھی - اس کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ اُن عورتوں میں سے تھی جو گلیل میں مسیح خداوند کی خدمت کرتی تھیں (لوقا ٨: ٢-٣) - جب مسیح خداوند نے وفات پائی تو وہ صلیب کے پاس تھی (متی ٢٧: ٥٦؛ مرقس ١٥: ٤٠) - وہ ان کے کفن دفن کے وقت موجود تھی (مرقس ١٥: ٤٧) اور وہ ان کی لاش پر خوشبو ملنے کے لئے قبر پر گئی (مرقس ١٦: ١) - جب فرشتے نے بتایا کہ مسیح قبر میں نہیں ہیں تو وہ بھی دوسری عورتوں کے ساتھ ڈر کر بھاگیں (مرقس ١٦: ٨) - متی ٢٨: ١؛ مرقس ١٦: ١ اور لوقا ٢٤: ١٠ کے مقابلے سے ایسا لگتا ہے کہ یعقوب اور یوسیس کی ماں ہی کلوپاس کی بیوی تھی - یہ بات ثابت نہ کی جا سکی کہ کلوپاس (لوقا ٢٤: ١٨ کلیپاس) اور متی ١٠: ٣ کا حلفئی ایک ہی شخص ہیں -

٦ - مریم مگدلینی

اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً وہ مگدلہ کی رہنے والی تھی جو گلیل کی جھیل کے جنوب مغربی کنارے پر تھا - مسیح خداوند نے اُس میں سے سات بدروحیں نکالی تھیں (مرقس ١٦: ٩؛ لوقا ٨: ٢) اس لئے وہ ان کی بڑی وفادار پیروکار بن گئی تھی - اس بات کا کہ وہ مسیح کے پاس آنے سے پیشتر بدکار عورت تھی کوئی پختہ ثبوت نہیں ہے - اس خیال کی صرف ایک ہی بنیاد ہے اور وہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ اس کا نام آیا (لوقا ٨: ٢) تو ایک بدچلن عورت کی کہانی کے جس نے مسیح خداوند کے سر اور پاؤں پہ قیمتی عطر ڈالا، فوراً بعد آیا ہے (لوقا ٧: ٣٦-٥٠) - وہ مسیح کے جنازے کے پیچھے پیچھے قبر پر گئی (متی ٢٧: ٦١) اور اُسے مسیح کے جی اُٹھنے کے متعلق سب سے پہلے معلوم ہؤا (متی ٢٨: ١-٨؛ مرقس ١٦: ٩؛ لوقا ٢٤: ١-١٠) - مسیح خداوند کے جی اُٹھنے کے بعد اُس کی زندگی کے بارے میں کوئی علم نہیں -

پُرانا عہد نامہ

٧ - موسیٰ اور ہارون کی بہن

یہ مریم، عمرام اور یوکبد کی بیٹی اور موسیٰ اور ہارون کی بہن تھی (گنتی ٢٦: ٥٩؛ ١ - تواریخ ٦: ٣) - جب دریائے نیل کے کنارے اُس کا چھوٹا بھائی موسیٰ مصری شہزادی کو پڑا ہؤا ملا تو اُس نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا تھا (خروج ٢: ٤، ٧ - ٨) - مریم کا نام پہلی مرتبہ خروج ١٥: ٢٠ میں آیا ہے جہاں اُسے " نبیہ" اور ہارون کی بہن کہا گیا ہے - سمندر کو عبور کرنے کے بعد اسرائیلی عورتیں اُس کی راہنمائی میں دف لئے ناچتی ہوئی نکلیں اور اُس نے فتح اور خدا کی حمد و تعریف کا گیت گایا (خروج ١٥: ٢٠-٢١) - گنتی ١٢: ١ میں مریم اور ہارون موسیٰ کی ایک کوشی عورت سے شادی پر نکتہ چینی کرتے ہیں - اس نکتہ چینی پر خدا نے مریم کو کوڑھ کی سزا دی (گنتی ١٢: ٩) لیکن ہارون کا اپنا قصور مان لینے (آیت ١١) اور موسیٰ کی شفاعت

کے باعث خدا نے اُسے ۷ دن کے بعد شفا دی (آیت ۱۳) - ان سات دنوں میں وہ لشکرگاہ سے باہر بند رہی - استثنا ۲۴: ۹ میں اس سزا کی یاد دہانی کرائی گئی ہے - مریم نے قادس کے مقام پر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئی (گنتی ۲۰: ۱) - میکاہ نبی اُسے بھی اس کے بھائیوں کے ساتھ رہنما بیان کرتا ہے جنہیں خدا نے اسرائیل کو مصر کی غلامی سے رہائی دلانے کے لئے استعمال کیا (میکاہ ۶: ۴) -

مریموت :- (عبرانی = بلندیاں) -
۱ - ایک کاہن جو زُربابل کے ساتھ بابل سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۳) -

۲ - ایک کاہن جو ۴۵۷ ق م میں عزرا کے ہمراہ واپس آیا۔ چاندی اور سونا اور برتن تول کر اس کے سپرد کئے گئے - یہ اُوریاہ کا بیٹا تھا (عزرا ۸: ۳۳) - اس نے دیوار کی مرمت میں نحمیاہ کا ہاتھ بٹایا (نحمیاہ ۳: ۴، ۲۱ ممکن ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہو) -

۳ - ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۶) -

۴ - ایک کاہن جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہدنامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۵) -

مزامیر کی کتاب :- دیکھئے زبور کی کتاب -

مزبلہ :- یہ عربی کا لفظ ہے جو اردو میں کم استعمال ہوتا ہے (= جائے ضروریہ، بیت الخلا، ٹٹی یا کوڑے کرکٹ کا ڈھیر) -

یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں پانچ بار آیا ہے زبور ۱۱۳: ۷ (خس وخاشاک)؛ یسعیاہ ۲۵: ۱۰؛ نوحہ ۴: ۵؛ دانی ایل ۲: ۵ اور مرقس ۷: ۱۹ (جائے ضروریہ) - دانی ایل ۲: ۵ میں نبوکدنضر کسدیوں کو کہتا ہے کہ اگر وہ اس کا خواب اور اس کی تعبیر نہ بتائیں گے تو ان کے گھر مزبلہ ہو جائیں گے - اس قسم کی سزا زمانۂ قدیم میں اکثر دی جاتی تھی - دیکھئے سنڈاس -

مزدور - مزدوری :- فارسی میں اُجرت، معاوضہ اور تنخواہ وغیرہ کو مُزد کہتے ہیں - جو اُجرت پر کام کرے وہ مُزدور کہلاتا ہے - پھر یہ لفظ مزدور بن گیا - اسی طرح عبرانی میں شین - کاف - راش کے مادّہ سے لفظ شاکار بمعنی اُجرت، معاوضہ، مزدوری بنتا ہے (پیدائش ۳۰: ۲۸ - اُجرت؛ خروج ۲۲: ۱۵ - کرایہ؛ گنتی ۱۸: ۳۱ - اجر وغیرہ - قب اسم معرفہ ★ سکار - ۱ - تواریخ ۱۱: ۳۵؛ ۲۶: ۴) اور مزدور کے لئے عبرانی لفظ شاکیر - یرمیاہ ۴۶: ۲۱ میں اس سے مراد کرائے کے سپاہی ہیں - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "مزدور سپاہی" اور کیتھولک ترجمہ میں "اجورہ دار" ہے -

اسرائیل میں دو قسم کے مزدور ہوتے تھے - پردیسی جو بھاڑے پر کام کرتے تھے اور وہ مُلکی مزدور اور محنت کش جو کھیت میں کام کرتے تھے - کسان بھی اسی زُمرے میں آتے ہیں - غیر مُلکی مزدوروں کے خلاف یہ شکایت تھی کہ وہ اپنے فرائض ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں (یرمیاہ ۴۶: ۲۱ - "روگردان ہوئے" - "وہ پھرے") - زراعتی مزدوروں پر یہ الزام تھا کہ وہ کام چور ہیں - وہ گرمی میں کام کرنے کی بجائے سایہ کی تلاش میں رہتے ہیں اور کام وقت سے پہلے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں (ایوب ۷: ۱ مابعد؛ یسعیاہ ۱۶: ۱۴ - اس آیت میں "مزدوروں کے برسوں" سے مراد چھوٹے سال ہیں کیونکہ مزدور کی کوشش ہوتی ہے کہ کم وقت کام کرے - ایک اور تشریح کے مطابق اس کا مطلب مقررہ میعاد ہے کیونکہ مزدور ایک طے شدہ وقت تک اپنی خدمت کرتا ہے) -

غیر مُلکی بھاڑے پر کام کرنے والے لوگوں کو پہلے پہل داؤد بادشاہ نے اپنی نئی سلطنت کو مستحکم کرنے کے لئے بلوایا -

★ کریتی اور فلیتی اسی قسم کے لوگ تھے (۲ - سموئیل ۸: ۱۸) -

مزدور کی لاپروائی، بددیانتی اور کام چوری نے اُسے بدنام کر دیا تھا - اسی وجہ سے یوحنا ۱۰: ۱۲، ۱۳ اور لوقا ۱۵: ۱۹ میں اُس کا ذکر تحقیرانہ انداز میں کیا گیا ہے -

مزدور کے بے اعتنائی، بددیانتی اور کام چوری کے رویّہ کی وجہ اُس کا جاگیرداروں کے ہاتھوں استحصال تھا (ملاکی ۳: ۵) - یہ لوگ مزدور کی مزدوری روک لیتے تھے جب کہ پاک کلام میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اُس کی مزدوری آفتاب غروب ہونے سے پہلے اُسے دی جائے (استثنا ۲۴: ۱۵؛ احبار ۱۹: ۱۳) -

آٹھویں صدی قبل از مسیح زراعتی مزدور کے برے دن آئے - جاگیرداروں نے ایک تحریک چلائی جس سے اُنہوں نے چھوٹے کسانوں کی اراضی اُن کے مقروض ہونے کی حالت میں ہتھیالی اور اپنی زمین سے ملا کر اُس کی احاطہ بندی کر دی (یسعیاہ ۵: ۸) - شریعت کے وہ قانون (احبار ۲۵: ۹) جن کی رُو سے زمین ہمیشہ کے لئے بیچی نہ جاسکتی تھی بالائے طاق رکھ دیئے گئے - انہی قوانین کا سہارا لے کر نبوت نے اپنی میراث بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دی تھی (۱ - سلاطین ۲۱: ۳) - اگرچہ شریعت کے مطابق مقروض سے غلام کا نہیں بلکہ مزدور کا سا کام لینے اور ★ یوبلی کے سال میں آزاد کرنے کا حکم تھا (احبار ۲۵: ۳۹ - ۵۵) - توبھی مقروض زمیندار نہ صرف زمین سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا بلکہ اُسے قرضہ چکانے کے لئے دائمی غلامی کا طوق بھی پہننا پڑتا تھا (قب ۲ - سلاطین ۴: ۱) -

مزمور :- جمع مزامیر - عبرانی مِزمور کے معنی گیت یا نغمہ ہیں - لفظ مزمور عبرانی متن میں صرف بعض زبوروں کی سرخیوں میں آیا ہے (زبور ۳، ۴، ۵، ۶ وغیرہ) - اسی لفظ کے مادّہ

سے بنا ہؤا لفظ زامر کئی جگہ آیا ہے اور اس کے معنی ہیں خدا کی حمد میں گیت گانا۔ یہ لفظ عبرانی میں ذیل کی آیات میں آیا ہے: قضاۃ ۵: ۳۔ مدح گانا؛ ۲۔ سموئیل ۲۲: ۵۰۔ مدح سرائی کرنا؛ زبور ۷: ۱۷۔ تعریف گانا؛ زبور ۹: ۲۔ ستائش کرنا۔ کیتھولک ترجمہ میں زبور کی کتاب کو مزامیر کا نام دیا گیا ہے۔ اردو میں لفظ مزمور صرف زبور ۹۵: ۲؛ اعمال ۱۳: ۳۳؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۲۶ میں آیا ہے۔

مزوزہ:۔ دیکھئے چوکھٹ۔

مِزّہ:۔ (عبرانی = خوف)۔ ادوم کا ایک رئیس یہ عیسو کی بیوی بشامہ کے بیٹے رعوایل کا بیٹا تھا (پیدائش ۳۶: ۱۳، ۱۷)۔

مس۔ مش:۔ ارام کا بیٹا اور سم کا پوتا (پیدائش ۱۰: ۲۲، ۲۳)۔ ۱۔ تواریخ ۱: ۱۷ میں اسے مسک کہا گیا ہے۔

مَسّا:۔ (عبرانی = بوجھ)۔ ایک قبیلہ جو اسمٰعیل کی اولاد میں سے تھا (پیدائش ۲۵: ۱۴؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۳۰)۔

مسافر، مسافرت:۔ عبرانی کے دو مختلف لفظوں کا ترجمہ مسافر کیا گیا ہے۔ ۱۔ آرخ بمعنی پھرنا۔ یہ بطور اسم معرفہ ★ ارخ لکھا گیا ہے (عزرا ۲: ۵؛ نحمیاہ ۷: ۱۰) اور معنی مسافر ہیں (قضاۃ ۱۹: ۱۷؛ ۲۔ سموئیل ۱۲: ۴ وغیرہ)۔

۲۔ ایک اور عبرانی لفظ مگوریم (یہ جمع کا صیغہ ہے اور مادہ گور ہے) ہے۔ اس لفظ سے مراد کسی غیر ملک میں تھوڑے عرصے کے لئے قیام کرنا ہے۔ اسے اُردو میں مختلف الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ پیدائش ۱۷: ۸ (پردیسی۔ غریب الوطن)؛ پیدائش ۲۸: ۴ (مسافرت کی سرزمین)؛ پیدائش ۳۶: ۷ (قیام کرنا)۔ کوئی شخص غیر ملک میں تھوڑے عرصہ کے لئے قیام کر سکتا ہے اور پھر اپنے ملک واپس آ سکتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنے آسمانی وطن سے تھوڑے عرصہ کے لئے زمین پر قیام کرتا اور پھر اپنے ابدی ملک آسمان پر چلا جاتا ہے۔ بائبل میں یہ استعارہ اکثر استعمال ہؤا ہے۔ انسان بطور مہمان اپنی خواہش سے کم عرصہ کے لئے زمین پر ٹھہرتا ہے (پیدائش ۴۷: ۹۔ یہاں مسافرت کہا گیا ہے؛ زبور ۱۱۹: ۵۴۔ دنیا کو مسافر خانہ کا نام دیا گیا ہے؛ ۱۔ تواریخ ۲۹: ۱۵۔ مسافر)۔

نئے عہد نامہ میں یہ لفظ ایماندار کے لئے استعمال ہؤا ہے کیونکہ یہ دنیا اُس کا وطن نہیں ہے (عبرانیوں ۱۱: ۱۳؛ ۱۔ پطرس ۱: ۱؛ ۲: ۱۱)۔

مسال، مسل۔ مشال، ماشال:۔ جیرسون کے خاندان کے لادیوں کا ایک شہر (یشوع ۲۱: ۳۰)۔ ۱۔ تواریخ ۶: ۷۴ میں اسے مسل کہا گیا ہے۔

مُستَسقی:۔ استسقا کا مریض۔ کیتھولک ترجمہ میں یہ جلندر کے بیمار کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ دیکھئے جلندر

مُستند فہرستِ کُتبِ الٰہی:۔ دیکھئے فہرستِ مسلّہ کتابِ مُقدّس کی۔

مَستُور:۔ عربی = چُھپا ہؤا۔ مخفی۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نوحہ ۳: ۴۴ میں استعمال ہؤا ہے: "تُو بادلوں میں مستور ہؤا تاکہ ہماری دعا تجھ تک نہ پہنچے"۔ کیتھولک ترجمہ میں "ڈھانپا" ہے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اگرچہ لفظ مستورات عام طور پر تمام عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو بھی اس کا اصل مطلب صرف پردہ نشین عورتوں کے لئے مناسب ہے۔

مستول:۔ جہاز یا کشتی کا وہ ستون جس پر بادبان (پال) باندھتے ہیں (امثال ۲۳: ۳۴؛ یسعیاہ ۳۳: ۲۳؛ حزقی ایل ۲۷: ۵)۔ جہاز کے اوپر کے عرشے میں ایک مستول کو رسیوں سے باندھ کر کھڑا کیا جاتا تھا۔ چونکہ موسم سرما میں طوفانوں کی وجہ سے بحیرۂ روم میں جہازرانی مشکل ہوتی تھی اس لئے اس موسم میں مستول اُکھاڑ کر رکھ لیا جاتا تھا۔ نیز دیکھئے جہاز اور کشتی۔

مِسجاب:۔ (عبرانی = اُونچی جگہ)۔ موآب کی پہاڑیوں میں ایک شہر۔ شاید موآب کے دارالخلافہ کا دوسرا نام۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے "مضبوط شہر" کہا گیا ہے (یرمیاہ ۴۸: ۱)۔

مَسح۔ مَسح کرنا:۔ تیل وغیرہ سے ملنا۔ عبرانی ماشح۔ بنیادی معنی ہاتھ پھیرنا۔ ۱۔ چپڑنا مثلاً تیل کی چپڑی ہوئی چپاتی (خروج ۲۹: ۲؛ احبار ۲: ۴) ۲۔ کسی چیز پر تیل ملنا مثلاً سپر پر (یسعیاہ ۲۱: ۵؛ ۲۔ سموئیل ۱: ۲۱)۔ تین قسم کا مسح تھا۔ عام۔ مذہبی رسوم میں اور بطور دوائی تیل اور خوشبودار مسالے ملنا ایک عام دستور تھا۔ یہ بدنی آرائش اور سنگار کا ایک طریقہ تھا (روت ۳: ۳؛ زبور ۱۰۴: ۱۵؛ امثال ۲۷: ۹)۔ ماتم کے وقت تیل وغیرہ ملنا بند کر دیا جاتا تھا (۲۔ سموئیل ۱۴: ۲؛ دانی ایل ۱۰: ۳؛ متی ۶: ۱۷)۔ مہمان نوازی میں تیل ملنا عزت کرنے اور خوش آمدید کہنے کا طریقہ تھا (لوقا ۷: ۴۶؛ زبور ۲۳: ۵)۔ دفن کرنے سے پہلے لاش پر تیل اور مسالے ملتے تھے (مرقس ۱۴: ۸؛ ۱۶: ۱)۔ کھال کی بنی ہوئی سپر پر تیل ملنے کے دو مقصد تھے۔ تیل ملنے سے چمڑا سوکھ کر ٹوٹ نہیں جاتا تھا۔ دوسرا مقصد مذہبی تھا، یعنی سپر کو دشمن سے لڑنے کے لئے مخصوص کیا جاتا تھا (یسعیاہ ۲۱: ۵)۔ مذہبی مسح سے مراد کسی شخص یا شے کو خدا کے کام کے لئے مخصوص کرنا تھا۔ یعقوب نے اُس پتھر پر تیل ڈالا جسے اس نے اس وقت بطور سرہانہ استعمال کیا تھا جب اس نے خواب میں خدا کی حضوری محسوس کی تھی (پیدائش ۲۸: ۱۸)۔ اسی طرح خیمۂ اجتماع اور اس کے سامان کو بھی مسح کیا گیا تھا (خروج ۳۰: ۲۲۔ ۲۹)۔

نبیوں کو (۱-سلاطین ۱۹ : ۱۶ ؛ ۱-تواریخ ۱۶ : ۲۲)، کاہنوں کو (خروج ۲۸ : ۴۱ ؛ ۲۹ : ۷ ؛ احبار ۸ : ۱۶–۳۰) اور بادشاہوں کو (ساؤل - ۱-سموئیل ۹ : ۱۶ ؛ ۱۰ : ۱ ؛ داؤد - ۱-سموئیل ۱۶ : ۱، ۱۲، ۱۳ ؛ ۲-سموئیل ۲ : ۷ ؛ سلیمان - ۱-سلاطین ۱ : ۳۴ ؛ یاہو - ۱-سلاطین ۱۹ : ۱) مسح کیا جاتا تھا - یہ اِس بات کی علامت تھی کہ پاک روح نے اُنہیں خاص کام کے لئے مخصوص کیا ہے "خدا کا ممسوح" - اس سے مراد تھی حکومتِ الٰہی کا خدا کا چُنا ہُوا بادشاہ (۱-سموئیل ۱۲ : ۳ ؛ نوحہ ۴ : ۲۰) -

مسیح عبرانی لفظ ماشیخ کی اردو شکل ہے - اس کا یونانی لفظ خرستوس christos ہے - اور اس کے معنی "مسح کیا ہُوا" ہیں - پُرانے عہدنامہ میں یہ موعودہ نجات دہندہ کے لئے دو مرتبہ استعمال ہُوا ہے - زبُور ۲ : ۲ - اُردو میں مسیح ہے اور ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں اور کیتھولک ترجمہ میں ممسوح - دانی ایل ۹ : ۲۵، ۲۶ میں ممسوح - خداوند مسیح بپتسمہ کے وقت پاک روح سے مسح کئے گئے تھے (یوحنّا ۱ : ۳۲، ۳۲) جس سے یہ ثابت ہُوا کہ وہ پُرانے عہدنامہ کے موعودہ مسیح تھے (لوقا ۴ : ۱۸، ۲۱ ؛ اعمال ۹ : ۲۲ ؛ ۷ ؛ ۱ : ۳ ، ۲ ؛ ۱۸ : ۵، ۲۸) - اُن کے شاگرد بھی خداوند مسیح میں ہوتے ہوئے پاک روح سے مَسح پاتے ہیں (۲-کرنتھیوں ۱ : ۲۱ ؛ ۱-یوحنّا ۲ : ۲۰) -

تیل اور مَے وغیرہ سے ملنا طب میں بھی مروّج تھا (یسعیاہ ۱ : ۶ ؛ لوقا ۱۰ : ۳۴) - مسیح کے شاگردوں کا بیماروں پر تیل ملنے کا ذکر مرقس ۶ : ۱۳ اور یعقوب ۵ : ۱۴ میں ہے -

مسخرہ :- دل لگی کرنے والا - ہمارے ملک کی طرح فلسطین میں بھی ضیافت کے موقع پر مہمانوں کو خوش رکھنے کے لئے کھانے کے معاوضہ میں مسخروں کو ضیافت میں شریک ہونے کی اجازت ہوتی تھی - یہ لوگ اکثر بہت منہ پھٹ اور بدتمیز ہوتے تھے (زبُور ۳۵ : ۱۶) -

مسراعی - مشراعی :- یہوداہ کے علاقے میں قریت یعریم کا ایک گھرانا (۱-تواریخ ۲ : ۵۳) -

مُسرف بیٹا :- بعض مسیحی حلقوں میں کھوئے ہوئے بیٹے کی تمثیل (لوقا ۱۵ : ۱۱-۳۲) مسرف بیٹے کی تمثیل کہلاتی ہے - لیکن لوقا کی انجیل کے بیان میں یہ لفظ نہیں آتا - امثال ۲۸ : ۷ میں یہ لفظ جمع کے صیغہ میں آتا ہے - کیتھولک ترجمہ میں اسے "مُتالف بیٹا" کی سرخی دی گئی ہے - مُسرف کے لغوی معنی ہیں، اسراف سے کام لینے والا، فضول خرچ - لفظ مُسرف کو مُصرف پر ترجیح دینی چاہیئے کیونکہ موخرالذکر لفظ کچھ کمزور ہے اور اُس کا مطلب صرف خرچ کرنے والا ہے - مُسرف بیٹے کی تمثیل کے لئے دیکھئے تمثیل -

مُسرقہ - مَسریقہ :- (عبرانی = درباؤں کی جگہ یا انگوروں کا باغ) - ایک مقام جس کا ذکر اُن بادشاہوں کی فہرست میں ہے جو ملکِ ادوم پر حاکم تھے (پیدائش ۳۶ : ۳۱، ۳۶) -

شملہ نامی بادشاہ بھی یہاں کا حاکم تھا (۱-تواریخ ۱ : ۴۷) -

مِسفار :- زرُبابل کا ایک ساتھی جو اسیری سے اُس کے ہمراہ واپس آیا (عزرا ۲ : ۲) - نحمیاہ ۷ : ۷ میں ہجے مِسفرت مِسفارت دیئے گئے ہیں -

مِسفرت - مسفارت :- ایک شخص جو زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۷ : ۷) - عزرا ۲ : ۲ میں اسے مسفار کہا گیا ہے -

مِسفرت المائم - مِسرفوت مِہئم :- (عبرانی = گرم چشمے) - صیدان کے علاقہ میں ایک شہر جہاں تک یشوع نے شمال کے بادشاہوں کو رگیدا جو اُس کے خلاف اُٹھے تھے (یشوع ۱۱ : ۸ ؛ ۱۳ : ۶) - شاید یہ وہی جگہ ہو جہاں ایلیاہ نبی ٹھہرا یعنی صارپت (۱-سلاطین ۱۷ : ۹، ۱۰) - لوقا اسے صیدا کا صارپت کہتا ہے (لوقا ۴ : ۲۶) -

مُسقّف گھر - چھت والا گھر :- (حجّی ۱ : ۴) -

مسک - ماشک :- (عبرانی = لمبا، قدآور) - ۱ - قوموں کی فہرست میں یافت کا بیٹا (پیدائش ۱۰ : ۲) - اس کا تعلق ★ ماجوج اور ★ توبل سے تھا -

۲ - یافت کے بیٹے مسک کی نسل کے لوگ - یہ ★ صوُر کے ساتھ غلاموں اور پیتل کے برتنوں کی تجارت کرتے تھے (حزقی ایل ۲۷ : ۱۳) - حزقی ایل ابواب ۳۸، ۳۹ میں پیشینگوئی کی گئی تھی کہ وہ شمالی قوموں کے ساتھ مل کر اسرائیل کے خلاف محاذ آرائی کریں گے اور شکست کھائیں گے - ان کے سردار کا نام ★ جوج بتایا گیا ہے -

۳ - سِم کا پوتا (۱-تواریخ ۱ : ۱۷) - پیدائش ۱۰ : ۲۳ میں ہجے مس ہیں - کیتھولک ترجمہ میں دونوں جگہ مشک ہے -

۴ - ایک قبیلہ جس کا ذکر زبور ۱۲۰ : ۵ میں آیا ہے - یہ غالباً وہی لوگ ہیں جن کا ذکر ۲ میں آیا ہے -

مَسکَن :- (عبرانی مشکن = رہنے کی جگہ) - مَقدِس کے لئے لفظ (خروج ۲۵ : ۸، ۹) جہاں خُدا انسان کے درمیان سکونت کرتا تھا - اسے بنانے کی ہدایت خدا نے موسیٰ کو دی جب وہ چالیس دن اور چالیس رات پہاڑ پر رہا (خروج ۲۴ : ۱۸) - پھر موسیٰ نے یہ خیمہ بنایا - بنی اسرائیل کے سفر میں موسیٰ اس خیمہ کو لشکرگاہ سے دور لگا لیا کرتا تھا - اس نے اس کا نام خیمہ اجتماع رکھا - جو کوئی خداوند کا طالب ہوتا وہ اس خیمہ کی طرف چلا آتا (خروج ۳۳ : ۷) - تفصیل کے لئے دیکھئے خیمہ اجتماع -

مسکین :- دیکھئے غریب، غریبی -

مُسلّام ۔ مُشلّام :- (عبرانی = جس کی صلح ہو)۔ یہ پرانے عہدنامہ کا ایک بہت عام نام ہے۔
۱- سافان کا دادا (۲- سلاطین ۲۲: ۳)۔
۲- زربابل کا بیٹا (۱- تواریخ ۳: ۱۹)۔
۳- یربعام دوم کے زمانے میں جدّ کے قبیلے کا ایک شخص (۱- تواریخ ۵: ۱۳)۔
۴- ایک بینمینی (۱- تواریخ ۸: ۱۷)۔
۵- بینمینی سلّو کا باپ (۱- تواریخ ۹: ۷)۔
۶- ایک اور بینمینی (۱- تواریخ ۹: ۸)۔
۷- ایک کاہن (۱- تواریخ ۹: ۱۱؛ نحمیاہ ۱۱: ۱۱)۔
۸- ایک اور کاہن (۱- تواریخ ۹: ۱۲)۔
۹- بنی قہات میں سے ایک جو ہیکل کی مرمّت کی نگرانی کرتا تھا (۲- تواریخ ۳۴: ۱۲)۔
۱۰- ایک شخص جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۱۶)۔
۱۱- ایک سردار جسے عزرا نے اجنبی عورتوں سے شادی کے معاملے کے تصفیہ کرنے کے لئے مقرّر کیا (عزرا ۱۰: ۱۵)
۱۲- ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۲۹)۔
۱۳- ایک شخص جس نے یروشلیم کی دیوار کے دو حصّے مرمّت کئے (نحمیاہ ۳: ۴)۔
۱۴- ایک اور شخص جس نے دیوار کی مرمّت کی (نحمیاہ ۳: ۶)۔
۱۵- ایک شخص جو نحمیاہ کے بائیں طرف کھڑا تھا جب شریعت پڑھی جا رہی تھی (نحمیاہ ۸: ۴)۔
۱۶- ایک کاہن جس نے عہدنامہ پر دستخط کئے (نحمیاہ ۱۰: ۷)۔
۱۷- ایک اور کاہن (نحمیاہ ۱۰: ۲۰)۔
۱۸- ایک بینمینی (نحمیاہ ۱۱: ۷)۔
۱۹- ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۳)۔
۲۰- ایک اور کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۶)۔
۲۱- ایک لاوی دربان (نحمیاہ ۱۲: ۲۵)۔

مَسلَخ :- عربی کا لفظ جو یرمیاہ ۵۰: ۲۷ اور ۵۱: ۴۰ میں استعمال ہُوا ہے۔ جانوروں کی کھال اُتارنے کی جگہ۔ بوچڑخانہ۔ ذبح کرنے کی جگہ۔

مُسلّمت ۔ مُشلّامت :- (مُسلّام کی تانیث)۔ حروص یطبی کی بیٹی جس نے یہوداہ کے بادشاہ منسّی سے شادی کی۔ اُس کا بیٹا امون تھا جو تخت کا وارث ہُوا (۲- سلاطین ۲۱: ۱۹)۔

مسلمیاہ ۔ مِشالمیاہ :- خیمہ اجتماع کے دروازے کا نگہبان۔ یہ زکریاہ کا باپ تھا (۱- تواریخ ۹: ۲۱؛ ۲۶: ۱، ۲، ۹)۔ ۱- تواریخ ۲۶: ۱۴ میں اِسے سلمیاہ (شالمیاہ) کہا گیا ہے۔

مسلمیت :- دیکھئے مسلیموت ۲

مسلیموت ۔ مشلیموت :- (عبرانی = اجر)۔
۱- برکیاہ کا باپ۔ بنی افرائیم میں سے ایک سردار جس نے یہوداہ کے اسیروں کو خوراک اور پوشاک دی اور اُنہیں اُن کے گھر میں بحال کیا (۲- تواریخ ۲۸: ۱۲)۔
۲- ایک کاہن جو امشی کے بزرگوں میں سے تھا اور جو اسیری کے بعد یروشلیم میں رہا (نحمیاہ ۱۱: ۱۳)۔ اس کا نام ۱- تواریخ ۹: ۱۲ میں مسلمیت دیا گیا ہے۔

مِسمنہ ۔ مِشمنہ :- (عبرانی = فربہی، موٹاپن)۔ جدیوں میں سے ایک زبردست سورما جو صقلاج میں داؤد سے آملا (۱- تواریخ ۱۲: ۱۰)۔

مسوباب ۔ مشوباب :- شمعون کے قبیلے کا ایک شخص جس نے اوروں کے ساتھ شاہِ یہوداہ حزقیاہ کے ایام میں معونیم کو قتل کیا اور اُن کی چراگاہیں چھین لیں (۱- تواریخ ۴: ۳۴-۴۱)۔

مسوپتامیہ :- (یونانی۔ لغوی معنی دو آبہ یا دو دریاؤں کا علاقہ)۔ یہ لفظ ہفتادی ترجمہ میں عبرانی لفظ آرام نحرائم کا ترجمہ ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مسوپتامیہ استعمال ہُوا ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں آرام نحرائم، ارام نہرائم (تکوین ۲۴: ۱۰؛ تثنیہ شرح ۲۳: ۴؛ احبار ۱۹: ۶؛ اعمال ۷: ۲)، ادوم (قضاۃ ۳: ۸، ۱۰) اور ما بین النہرین (اعمال ۲: ۹) استعمال ہُوا ہے۔
مسوپتامیہ وہ علاقہ ہے جو دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان واقع ہے، خصوصاً وہ حصّہ جو دریائے فرات کے خم اور دریائے دجلہ کے بالائی علاقے میں تھا اور ★ زرخیز ہلال کا مشرقی کنارہ تھا۔ مسوپتامیہ ابرہام اور اس کے رشتہ داروں کا وطن تھا (پیدائش ۱۱: ۳۱؛ ۲۴: ۱۰)۔ کوشن رسعتیم بھی یہیں کا بادشاہ تھا (قضاۃ ۳: ۸-۱۰)۔ عیدِ پنتکُست کے دن مسوپتامیہ کے باشندے بھی یروشلیم میں موجود تھے (اعمال ۲: ۹)۔

مسور :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۱

مسوراتی علماء :- MASSORETES
چھٹی سے دسویں صدی عیسوی کے وہ یہودی عالم جو پُرانے

عہدنامہ کے متن کی حفاظت اور اشاعت میں بڑے سرگرم تھے مسوراتی کہلاتے ہیں (عبرانی مسورہ کے معنی روایت ہیں) ۔ اُس زمانے سے پہلے پرانے عہدنامے کے نسخے بڑی احتیاط سے نقل کیے جاتے لیکن ہمیں صحیح طور پر معلوم نہیں کہ چھٹی صدی سے پہلے یہ متن کس طرح تیار کیا جاتا اور محفوظ رکھا جاتا تھا۔

مسوراتی علماء نے بڑی محنت سے قواعد وضوابط مُرتّب کئے جن سے نسخوں کی کتابت اور نقل میں غلطی کا امکان بہت کم رہ گیا۔ مثلاً نقل کرنے کے بعد سب الفاظ اور حروف گن لئے جاتے تھے۔ متن کی دیگر خصوصیات بھی قلم بند کر لی جاتی تھیں۔ اگر متن میں کوئی غلطی چلی آتی تھی تو اُسے جوں کا توں چھوڑ دیا جاتا تھا لیکن حاشیہ میں اس کا ذکر اور درست کی ہوئی عبارت یا الفاظ لکھ دیئے جاتے تھے۔ اعراب لگانے کا سہرا بھی مسوراتی علماء کے سر ہے۔ یاد رہے کہ عبرانی حروفِ تہجی میں صرف حروفِ صحیح یعنی consonants ہیں۔ کوئی حرفِ علت نہیں vowels اس لئے جب عبرانی کی جگہ ارامی زبان نے لے لی تو اعراب صحیح تلفظ کے لئے ضروری ہوگئے (دیکھئے اعراب)۔ چوتھی صدی عیسوی میں شام کے اسوری بولنے والے لوگوں نے اعراب ایجاد کئے۔ وہ یونانی کے چند حرف نشان کے طور پر متن میں لکھتے تھے تاکہ تلفظ صحیح پڑھا اور سُنا جا سکے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ مسوراتی علماء نے اسوری علماء کی تقلید کرتے ہوئے عبرانی کے لئے اعراب تعین کئے ہوں۔

مسّہ :- (عبرانی = آزمائش)۔ یہ نام کوہِ حورِب پر اُس چٹان کو دیا گیا جس سے موسیٰ نے جھگڑالو اسرائیلیوں کے لئے جنہوں نے خدا کو آزمایا تھا پانی نکالا (خروج ۱۷: ۱-۷؛ استثنا ۶: ۱۶؛ ۹: ۲۲)۔ اس کا مریبہ سے بھی تعلق ہے (استثنا ۳۳: ۸)۔

مسیح :- دیکھئے یسوع مسیح۔

مسیح کا بدن :- نئے عہدنامہ میں یہ الفاظ تین طرح سے استعمال ہوئے ہیں۔

۱- مسیحی عقیدہ میں ایک اہم اور بنیادی نکتہ ★ تجسم المسیح ہے (یوحنّا ۱: ۱۴) یعنی خداوند مسیح جب دنیا میں آئے تو اُنہوں نے ایک انسانی جسم اختیار کیا۔ چونکہ کچھ بدعتی لوگ اس حقیقت کے مُنکر تھے اس لئے نئے عہدنامہ میں اس پر خاص زور دیا گیا ہے۔ کلیسیا کی تاریخ کی ابتدا میں یہ بدعتی لوگ کلیسیا سے الگ ہوگئے۔ ان کا ذکر یوحنّا رسول اپنے پہلے خط میں کرتا ہے۔ "وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں" (۱-یوحنّا ۲: ۱۹)۔ "بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں" (۱-یوحنّا ۴: ۱)۔ رسول انہیں ★ مخالفِ مسیح کا نام دیتا ہے (۱-یوحنّا ۲: ۱۸، ۲۲ وغیرہ)۔ یوحنّا رسول سچے اور جھوٹے نبی کے پرکھنے کے لئے مجسّم مسیح کو بطور کسوٹی پیش کرتا ہے۔ "جو کوئی روح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسّم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے" (۱-یوحنّا ۴: ۲)۔ مسیح کا اصلی انسانی جسم میں دنیا میں آنا اُن کی بشریت کا ثبوت ہے۔ مخالفِ مسیح اس حقیقت کا انکار کر کے کفّارہ کو باطل بنا دیتے ہیں (دیکھئے عبرانیوں ۲: ۱۴ مابعد؛ ۱۰: ۲۰)۔ موت کے بعد مسیح کا بدن جلالی بن گیا۔ یہ اس بات کا وعدہ ہے کہ ہمیں بھی موت کے بعد اسی قسم کا جلالی بدن دیا جائے گا (۱-کرنتھیوں ۱۵ب، فلپیوں ۳: ۲۱)۔

۲- جب خداوند مسیح نے ★ عشائے ربانی کی رسم شروع کرتے وقت روٹی توڑ کر اپنے شاگردوں کو دی تو کہا "لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے" (متّی ۲۶ب، مرقس ۱۴ب، لوقا ۲۲ب؛ ۱-کرنتھیوں ۱۱ب؛ قب ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۶)۔ ان لفظوں کی تشریح کے بارے میں مختلف نظریئے پیش کئے جاتے ہیں۔

ا- رومن کیتھولک کلیسیا کے نظریہ کے مطابق جب قسّیس (رومن کیتھولک کاہن یا خادم الدین) ★ یوخرست کی عبادت ادا کرتے وقت یہ کہتا ہے کہ "یہ میرا خون ہے" اور "یہ میرا بدن ہے" تو مَے اور روٹی مسیح کا خون اور مسیح کا بدن بن جاتے ہیں۔ اس عمل کو ★ تبدیلِ جوہر کا نام دیا جاتا ہے (اس کے متعلق رومن کیتھولک نظریہ سمجھنے کے لئے دیکھئے رومن کیتھولک بائبل میں متّی ۲۶: ۲۶ کا حاشیہ)۔

ب- پروٹسٹنٹ کلیسیا کا نظریہ اس کے برعکس ہے۔ لوتھر جو پروٹسٹنٹ تحریک کا بانی تھا، اس نظریہ کو قبول نہیں کرتا۔ اُس کے مطابق روٹی اور مَے جوں کی توں رہتی ہیں۔ لیکن مسیح کا پورا جلالی بدن اور خون اُن میں اُن کے تحت اور اُن کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔

ج- ایک اور پروٹسٹنٹ کلیسیا جو زونگلی کا نظریہ اپناتی ہے اسے محض ایک علامت تصور کرتی ہے جو مسیح کی یاد دلاتی ہے۔

د- اصلاح یافتہ کلیسیا Reformed Church کے مطابق (یہ کیلون کے نظریہ سے اتفاق کرتے ہیں) خداوند مسیح جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر عشائے ربانی میں موجود ہیں۔ ایماندار اس میں شامل ہو کر ایک پُراسرار شراکت میں حصّہ لیتا ہے۔ چنانچہ یہ صرف ظاہری یادگار نہیں ہے۔

۳- ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۶ اور ۱۲: ۲۷ میں پولس رسول ایمانداروں کی جماعت (کلیسیا) کا ذکر کرتے ہوئے یہ اصطلاح یعنی "مسیح کا بدن" جوں کی توں استعمال کرتا ہے (قب رومیوں ۱۲: ۵ "مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن"۔ کیتھولک "مسیح میں ایک بدن")۔ دیگر جگہ وہ مقامی جماعت یا کُل کلیسیا کا ذکر کرتے ہوئے صرف بدن کا لفظ استعمال کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۷؛ ۱۲: ۱۲؛ افسیوں ۱: ۲۳؛ ۲: ۱۶۔ اس حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ "تن" ہے۔ کیتھولک "بدن" ہی ہے: افسیوں ۴: ۴، ۱۲، ۱۶؛ ۵: ۲۳؛ کلسیوں ۱: ۱۸، ۲۴؛ ۲: ۱۹؛ ۳: ۱۵)۔

کلیسیا کی یہ تصویر دو طرح سے پیش کی گئی ہے۔ رومیوں اور کرنتھیوں کے خطوط میں پولس مقامی کلیسیاؤں سے مخاطب ہے اور انہیں مسیح

کا بدن کہتا ہے۔ اِن حوالوں میں وہ مسیح کو کلیسیا کا سر نہیں کہتا۔ ۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۲۱ سے اور بھی صاف ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں سر اور پاؤں کی آپس کی محتاجی کا ذکر ہے اور مسیح کا کلیسیا کا سر ہونے کا تصور بالکل موجود نہیں۔ افسیوں اور کلسیوں کے خطوط میں جہاں پولسؔ رسول کے سامنے کُل کلیسیا کا تصوّر ہے، وہاں وہ مسیح کو کلیسیا کا سر کہتا ہے اور کلیسیا کو اُن کا بدن۔

اکثر مفسّر ان الفاظ کو یعنی "مسیح کا بدن" صرف ایک استعارہ قرار دیتے ہیں۔ مسیحی کلیسیا کی وحدت اس کے تمام شُرکاء کے مسیح میں اتحاد کے باعث ہوتی ہے۔ بعض دیگر مفسّر اس میں ایک گہرا بھید دیکھتے ہیں۔ اُن کے مطابق کلیسیا مسیح کے تجسّم سے ایک قدم آگے کی حقیقت ہے یعنی وہ مسیح کے بدن کی توسیع ہے۔

مسیح کی آمدِ ثانی :۔ دیکھئے علم الآخرت ۲۔ 656 657

مسیح کی انسانیت :۔ دیکھئے یسوع مسیح ۴ 1138

مسیح کی پیدائش کی تاریخ :۔ عام خیال یہ ہے کہ خداوند مسیح سنہ ا میں پیدا ہوئے۔ انگریزی حروف A.D. سے جو Anno Domini کا مخفف ہیں مراد ہے "ہمارے خداوند کا سال"۔ لیکن جب لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خداوند مسیح اس سے چار یا پانچ سال پہلے پیدا ہوئے تو اُنہیں تعجب ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عیسوی کیلنڈر چھٹی صدی میں مرتب کیا گیا۔ راہب ڈائونیسیس اکسی گوس Monk Dionysius Exiguus نے ۵۲۶ء میں حساب لگا کر سنہ عیسوی کا اعلان کیا۔ لیکن بدقسمتی سے اُس کے حساب میں چار سال کی غلطی رہ گئی۔ اُس نے مسیح کی پیدائش رومی کیلنڈر کے سال ۷۵۴ میں رکھی۔ لیکن ہیرودیس اعظم جس نے بیت لحم کے معصوم بچّوں کا قتلِ عام کیا تھا رومی سال ۷۵۰ میں فوت ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خداوند مسیح کی پیدائش ۷۵۰ سے کم از کم چند ماہ پہلے ہوئی ہوگی۔ غالباً وہ رومی سنہ ۷۴۹ کے شروع میں پیدا ہوئے تھے یعنی ۵ ق م کے آخر میں۔ جب اس غلطی کا پتہ چلا تو یہ ناممکن تھا کہ بے شمار چھپی ہوئی کتابوں میں اس کو درست کیا جائے سو سنہ عیسوی کو یوں ہی رہنے دیا گیا۔

نیز دیکھئے بڑا دن۔

مسیح موعود :۔ 1143

۱۔ پُرانے عہد نامے میں

اردو میں مستعمل لفظ مسیح عبرانی زبان کے لفظ ماشیاخ بمعنی ممسوح سے مشتق ہے۔ یہ لقب اُس شخصیت کے لئے مخصوص تھا جو یہودیوں کی امید کا مرکز تھی۔ مگر یہودیت میں یہ لفظ بہت بعد کے زمانہ میں استعمال ہونا شروع ہوا۔ اگرچہ نئے عہد نامہ سے اس نام کے استعمال کی تصدیق ہوتی ہے تاہم پرانے عہد نامہ کے عبرانی متن میں یہ لفظ صرف دو دفعہ آیا ہے (دانی ایل ۹: ۲۵، ۲۶)۔

پرانے عہد نامہ میں مَسح کرنے اور ممسوح کا تصوّر ہمیں بار بار ملتا ہے۔ اس تصوّر کی تشریح کے لئے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ پرانے عہد نامہ کا مطالعہ کرنے والوں کو اسے سمجھنے میں اکثر مشکل پیش آتی ہے مگر تشریح کرنے کے لئے یہ مثال بڑی مفید ہے۔ یسعیاہ ۴۵: ۱ میں فارس کے حکمران خورسؔ کو خداوند (یعنی یہوواہ) کا ممسوح کہا گیا ہے۔ اس ضمن میں پاک کلام کی روشنی میں پانچ خصوصیات ہیں جو اس بات کی صفائی سے تشریح کرتی ہیں کہ پرانے عہد نامہ میں لفظ ممسوح کا استعمال کن معنوں میں ہوا ہے۔ (۱) خورسؔ خدا کا چُنا ہوا وسیلہ ہے (یسعیاہ ۴۱: ۲۵) (۲) تاکہ خدا کے لوگوں کو چھڑائے (یسعیاہ ۴۵: ۱۱-۱۳) (۳) اور خدا کے مخالفوں کو سزا دے (یسعیاہ ۴۷ باب)۔ (۴) اس کو قوموں اور اُمّتوں پر اختیار بخشا گیا ہے (یسعیاہ ۴۵: ۱-۳)۔ (۵) جو کچھ بھی خورسؔ کے وسیلہ سے عمل میں آتا ہے اُس کا کرنے والا دراصل یہوواہ خود ہے (یسعیاہ ۴۵: ۱-۷)۔ خورسؔ کے اس طرح "ممسوح" ہونے سے ظاہر ہے کہ یہ لفظ غیر مذہبی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے (قب حزائیل کا مسح کیا جانا۔ ۱۔ سلاطین ۱۹: ۱۵)۔ ہم پرانے عہد نامہ کا نکتہ نئے عہد نامہ کا حوالہ دے کر ثابت نہیں کرنا چاہتے تو بھی یہ تو واضح ہے کہ یہ پانچوں خصوصیات خداوند یسوع مسیح میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ پرانے عہد نامہ کی ماشیاخ کی امید مجھ میں پوری ہوئی ہے۔ پس اس لفظ کے مطالعہ کا سادہ ترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اس لفظ کا اطلاق ان تمام نبوتوں پر کریں جو کسی شخصیّت کو نجات کے وسیلہ کے طور پر اجاگر کرتی ہیں۔

مسیح موعود کی امید کتنی پرانی ہے؟ کئی آزاد خیال علماء کی رائے یہ ہے کہ مسیح موعود ایک ایسی شخصیّت ہیں جن کا تعلق ایامِ آخرت کے ساتھ ہے، یعنی ایسی شخصیّت جو نہ صرف مستقبل کی امید ہے بلکہ جس کا خصوصی تعلق آخری زمانہ سے ہے۔ لہٰذا چونکہ داؤد کی شہنشاہیّت کا زوال ایک تاریخی حقیقت ہے، اور وہ تمام حوالہ جات جن کا تعلق مستقبل سے ہے، یہ تاریخی واقعہ ان سب کے لئے پس منظر کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ممسوح کا تعلق اسیری کے بعد کے زمانہ سے ہے اور اسیری سے پہلے کی تحریروں میں اس امید کا ذکر بطور پیشین گوئی نہیں ہوا۔ اس لئے وہ حوالہ جات جو شہنشاہیّت کے زمانہ میں لکھے گئے اُن کا تعلق صرف اُس وقت کے بادشاہ سے ہے اور ایامِ آخرت کی شخصیّت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ان میں صرف حاکمِ وقت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ بعض اوقات اس بات کا بھی دعویٰ کیا جاتا کہ بعد میں موعودہ مسیح کے بارے میں لکھنے والوں نے اپنے تصوّرات کی بنیاد ان حوالوں پر رکھی۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اپنی ذات میں یہ حوالے ہرگز

مسیح موعود کے بارے میں نہیں ہیں۔

اس کے برعکس راسخ الاعتقاد علماء اصرار کرتے ہیں کہ جو الفاظ اور تراکیب استعمال کی گئی ہیں، مثلاً ان زبوروں میں جو بادشاہ سے متعلق ہیں، وہ ان بادشاہوں پر صادق نہیں آتیں جن کا ذکر سلاطین کی دونوں کتابوں میں ہے۔ ہم اس بات پر آگے چل کر مزید بحث کریں گے۔ فی الحال اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ حوالہ جات اسرائیل میں بادشاہت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اُن توقعات کا اظہار کرتے ہیں جو بادشاہ کے رتبہ کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اگرچہ یہ خیال درست ہے کہ موعودہ کا تعلق ایّام آخرت سے بھی ہے تاہم پرانے عہدنامہ کے مطالعہ کے راسخ الاعتقاد ماہرین اس بات پر اتفاق کریں گے کہ ضروری نہیں کہ آخرت کا یہ تصوّر اسیری کے بعد کا ہی ہو بلکہ وہ مسیح موعود کی یہ امید اسیری سے پہلے کی تحریروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ اگر اس بات کو ردّ کر دیا جائے کہ "مستقبل کی شخصیت" کا اطلاق ہر اُس حوالہ پر ہوتا ہے جس کا تعلق اسرائیل کے بقیہ کی سلامتی اور زندگی سے ہے اور ان کو سلامتی اور زندگی الٰہی مداخلت کے وسیلہ سے حاصل ہوتی رہی تو پھر اس بات سے بھی انکار کرنا پڑیگا کہ خداوند یسوع مسیح بھی "مستقبل کی شخصیت" ہیں۔ یہ بات "ایام آخرت" کے اُس نظریہ کے اُلٹ ہے جو بائبل مُقدس پیش کرتی ہے (عبرانیوں ۱: ۲؛ ۱-یوحنا ۲: ۱۸)۔ بنی اسرائیل میں زندگی کے مقصد کا تصوّر بالکل یکتا اور بے مثال تھا۔ وہ اپنی تاریخ کے آغاز ہی سے اس کا شعور رکھتے تھے۔ یوں وہ زمانۂ قدیم کی تاریخ کے سچے امین ہوگئے (پیدائش ۱۲: ۱-۳)۔

اس امید کے مستقبل کی کسی شاہی ہستی کے ساتھ وابستہ ہونے کا انحصار کسی طرح بھی شہنشاہیت پر نہیں کیونکہ داؤد کی نسل تو شروع ہی سے ناکام رہی بلکہ شاہی ممسوح یا شاہی مسیح موعود کی امید یا اُس کے لئے ایک بڑی تڑپ سلیمان کے عہد ہی میں پیدا ہو چکی ہوگی۔ پس ہمارا مقصد پرانے عہدنامہ میں کسی ایسے کردار کو تلاش کرنا ہے جو "نجات بخش شخصیت" ہو۔ ہمیں پتہ چلے گا کہ خدا کی چُنی ہوئی قوم میں ابتدا ہی سے ایسے نجات دہندہ کی امید قائم ہو چکی تھی۔ اس کی بنیاد پیدائش ۳: ۱۵ میں ہی ڈالی گئی تھی۔

۱۔ مسیح موعود اور عظیم تاریخی ہستیوں کی مشابہت

زمین پر زندگی کے سرچشمے اور مقصد کے بارے میں اسرائیل کے نظریئے کی بنیاد عدیم المثال اور یکتا خدا کے عرفان پر تھی۔ وہ خدا جس نے اپنے آپ کو ان پر ظاہر کیا تھا۔ خدا کی وفاداری اور قائم بالذات ہونے کی خصوصیت مستقبل کے بارے میں ان کے ایمان کی کُنجی تھی، کم سے کم اتنی حد تک جتنا وہ آنے والی باتوں کا خیال کر سکتے تھے۔ ماضی میں خدا نے بعض ہستیوں کی معرفت خصوصی اور تخصیصی کام سرانجام دیئے تھے اور تاریخ میں نمایاں واقعات رونما کئے تھے۔ اور چونکہ خدا لاتبدیل ہے اس لئے وہ آئندہ بھی ایسا کرے گا۔ آدمؔ، موسیٰ اور داؤد تین ایسی نورانی ہستیاں ہیں جو ہمیں مسیح موعود کے مشابہ نظر آتی ہیں۔

(۱) مسیح موعود اور آدمؔ

اگر آنے والے "مسیح موعود کے دور" پر غور کریں تو بعض ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو ماضی میں باغ عدن کے حالات کی یاد دلاتی ہیں۔ سہولت کے لئے ہم انہیں دو ذیلی عنوانات میں تقسیم کریں گے۔

(۱) خوشحالی (عاموس ۹: ۱۳؛ یسعیاہ ۴: ۲؛ ۳۲: ۱۵، ۲۰؛ ۵۵: ۱۳؛ زبور ۷۲: ۱۶)۔

(۲) سلامتی یعنی دنیا کے تمام جانداروں میں ہم آہنگی اور صلح (یسعیاہ ۱۱: ۶-۹ اور دنیا کے انسان کے باہمی تعلقات میں میل جول اور صلح (یسعیاہ ۳۲: ۱-۸)۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ انسان کے گناہ میں گرنے سے اس دنیا پر کیا اثرات مرتب ہوئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے لعنت کے باعث دنیا خوشحالی اور اطمینان، سلامتی اور صلح سے محروم ہوگئی۔ جب لعنت اٹھالی جائے گی اور خدا کا چُنا ہُوا بندہ تمام باتوں کو بحال کرلے گا تو باغ عدن کے سے حالات پھر سے قائم ہو جائیں گے۔ یہ محض خیالی پلاؤ نہیں ہے بلکہ اس عقیدے کا منطقی ارتقاء ہے کہ پاک خدا نے دنیا کو خلق کیا۔ مندرجہ بالا تمام حوالہ جات کا تعلق شاہی مرتبہ کا مسیح موعود اور اُس کی سلطنت اور اُس کے حکمرانی کے انداز سے ہے۔ اس میں ہمیں آدم اوّل کی حقیقی بحالی نظر آتی ہے کیونکہ جتنی چیزیں پیدا کی گئی تھیں اُسے ان پر اختیار حاصل تھا (پیدائش ۱: ۲۸؛ ۲: ۱۹-۲۰)۔ مگر جب اُس نے گناہ کیا تو اُس کا سارا اختیار جاتا رہا (پیدائش ۳: ۱۳)۔ یہ اختیار مسیح موعود میں بحال ہوگا۔ یہ ماننا پڑے گا کہ مسیح کو "نیا آدم" کے طور پر اتنی وضاحت اور تفصیل سے پیش نہیں کیا گیا تو بھی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ مسیح موعود کی شہنشاہیت کے تصوّر پہ ایک اور بات کا بہت اثر ہے اور وہ ہے "بہشت کے بادشاہ" کا تصوّر۔ نئے عہدنامہ میں "آدم ثانی" کا جو عقیدہ ہے اُس کی بنیاد پرانے عہدنامہ کے مذکورہ بالا حوالہ جات ہی پر ہے۔

(۲) مسیح موعود اور موسیٰ

یہ ہرگز حیران کُن بات نہیں کہ مصر سے خروج اور اس کے رہنما نے بنی اسرائیل کے ذہن کو اتنا متاثر کیا کہ وہ مستقبل کو بھی اسی انداز سے دیکھتے تھے۔ خروج کے واقعہ کی تفاصیل نسل بعد نسل منتقل ہوتی رہیں اور وہ اس واقعہ کو خدا کا ازلی و ابدی مکاشفہ سمجھتے تھے (خروج ۳: ۱۵)۔ خروج ثانی کے تصوّر کو بعض اوقات مسیح موعود کے تصوّر کے ساتھ منسلک نہیں کیا جاتا۔ کبھی کبھی اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے خروج کے موقع پر کیا وہ دوبارہ بھی کرے گا بلکہ اُس

سے بھی بڑھ کر۔ لیکن اس شخصیت کا ذکر نہیں کیا جاتا جس کے وسیلہ سے خدا یہ کام سرانجام دے گا (ہوسیع ۲: ۱۴-۲۳؛ یرمیاہ ۳۱: ۲۱-۳۴؛ حزقی ایل ۲۰: ۳۳-۴۴)۔ ممکن ہے کہ استثنا ۳۳: ۵ میں موسیٰ کو "بادشاہ" کہا گیا ہے)۔ بعض اوقات "خروج" ثانی کی پیش گوئی کا تعلق مسیح موعود کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ مثلاً یسعیاہ ۵۱: ۹-۱۱؛ ۵۲: ۱۲؛ یرمیاہ ۲۳: ۵-۸۔ تاہم یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اکثر اس نکتہ کی طرف صرف اشارے ہی پائے جاتے ہیں۔ البتہ جہاں تک موسیٰ کا تعلق ہے ہم اپنے مطالعہ کو ایک قدم اور آگے بڑھا سکتے ہیں کیونکہ استثنا ۱۸: ۱۵-۱۹ میں اس کی اپنی پیشین گوئی درج ہے کہ خداوند "میری مانند ایک نبی برپا کرے گا"۔

عام طور پر اس حوالہ کی تشریح کبھی ایک نقطۂ نظر اور کبھی دوسرے نقطۂ نظر کی وکالت کرتی ہے یعنی یا تو "مسیح" مستقبل میں برپا ہونگے یا اس کا مطلب صرف ایک الٰہی انتظام سے ہے کہ نبیوں کا سلسلہ ایسے ہی جاری رہے گا۔ زمانۂ حال میں زیادہ تر علماء موخرالذکر نظریہ کے حامی ہیں۔ اگرچہ یہ بھی مان لیا جاتا ہے کہ ثانوی طور پر اس سے مستقبل میں آنے والا ممسوح بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ تاہم اس حوالہ کی بیک وقت دونوں تشریحیں ہونی چاہئیں کیونکہ اس کی بعض خصوصیات کا اطلاق صرف مسیحِ موعود پر ہوتا ہے اور بعض کا صرف نبیوں کے سلسلہ پر۔

پس سیاق و سباق زیادہ تر دوسرے نظریہ کے حق میں ہیں۔ موسیٰ اپنے لوگوں کو بار بار کنعانی مکروہات سے خبردار کرتا ہے۔ وہ خاص طور پر ان کے مستقبل کو معلوم کرنے کی کوشش کے طور طریقوں سے خبردار کرتا ہے۔

"موسیٰ کی مانند" کے نبی کے برپا ہونے ہی کی پیشین گوئی اُس کی تنبیہہ کو اور زوردار اور مؤثر بنا دیتی ہے۔ بُت پرستانہ طور طریقوں کی بجائے اسرائیل نبی کی سُنے۔ زندوں کو مُردوں سے صلاح مشورہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ خدا اپنی اُمّت سے ایک ایسے شخص کی معرفت بات کرے گا جو اسی مقصد سے بھیجا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک وعدہ ہے کہ الٰہی مکاشفہ مسلسل جاری رہے گا۔ جس رہنمائی اور ہدایت کی بات موسیٰ کر رہا ہے اُس کے لئے مستقبل بعید میں مسیحِ موعود کی پیشین گوئی اس ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔

آیات ۲۱، ۲۲ نبیوں کے لئے ایک معیار مقرر کرتی ہیں۔ یہاں ان حالات کا پہلے ہی سے اندازہ لگا لیا گیا ہے جو بعد میں نبیوں کے ایام میں پیدا ہو گئے تھے اور جن سے یرمیاہ کو روحانی دُکھ پہنچا تھا (یرمیاہ ۲۳: ۹ مابعد)۔ تاہم یہ خیال پہلے خیال کے برابر کی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ موعودہ مسیح کے لئے بھی کوئی معیار تو پیش کیا ہی جانا چاہیئے تھا۔ جیسے جھوٹا نبی برپا ہو سکتا ہے اسی طرح جھوٹا مسیح بھی اُٹھ کھڑا ہو سکتا ہے، بلکہ خود یسوع نے اپنے دعوے کی بنیاد اپنے کلام اور اپنے کاموں کی آپس کی موافقت پر رکھی۔ کہ میرے کام میرے دعوے اور میری باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اُن کے یہودی مخالف برابر اس بات کا مطالبہ کرتے رہے کہ وہ کوئی ایسا صاف اور واضح نشان دکھائیں جس سے ثابت ہو جائے کہ وہ موعودہ مسیح ہیں۔

اگر ہم موسیٰ کے الفاظ سے صرف "نبیوں کا سلسلہ" ہی مراد لیں تو اس کی پیشین گوئی تو بڑی اچھی طرح پوری ہو گئی تھی کیونکہ ہر "سچا نبی" موسیٰ کی مانند تھا۔ اس لئے کہ وہ اسی عقیدہ کی تعلیم دیتا تھا جس کی موسیٰ دیتا تھا۔ یرمیاہ (۲۳: ۹ مابعد) اور حزقی ایل (۱۳: ۱-۱۴: ۱۱) دونوں سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان کرنے کے لئے ان کے پیغام کو پرکھتے تھے۔ سچا نبی گناہ کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے جبکہ جھوٹا نبی ایسا نہیں کرتا۔ اس کا سیدھا سادا مطلب یہ ہؤا کہ سچی نبوت کوہِ سیناؔ سے نکلتی ہے۔ استثنا میں اسی حقیقت کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ تیرھویں باب میں جھوٹی نبوت کا سوال اُٹھایا گیا ہے اور اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ ہر نبی کا مقابلہ خروج کے مکاشفہ سے کیا جائے (آیت ۵، ۱۰) اور اس کا پھر موسیٰ کی تعلیم کے ساتھ مقابلہ کیا جائے (آیت ۱۸)۔ موسیٰ نبیوں کے لئے ایک معیار ہے۔ چنانچہ ہر سچّا نبی "موسیٰ کی مانند" ہوگا۔

اس حوالہ کی تشریح کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ استثنا ۳۴: ۱۰ کے مطابق موسیٰ ایک بے مثال نبی ہے اور ابھی تک اُس کی مانند کوئی نبی برپا نہیں ہؤا۔ استثنا کی کتاب کے زمانۂ تصنیف کے بارے میں خواہ کوئی بھی نظریہ سامنے رکھا جائے، یہ آیت اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے کہ استثنا ۱۸: ۱۵ مابعد سے مراد مسیحِ موعود ہے۔ کوئی ایک نبی یا مجموعی طور پر سارے نبی ۱۸: ۱۵ مابعد کی پیشین گوئی پر پورے نہیں اترتے۔

علاوہ ازیں اس حوالہ پر غور کرتے وقت خاص ان الفاظ اور تراکیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جو موسیٰ کے ساتھ مشابہت کے لئے استعمال ہوئی ہیں۔ حوالہ یہ نہیں کہتا کہ آنے والا نبی مبہم معنوں میں موسیٰ کی مانند ہوگا بلکہ یہ خصوصیت بیان کرتا ہے کہ وہ نبی اپنی شخصیت اور کاموں کے اعتبار سے حوربؔ کے موسیٰ کی مانند ہوگا (آیت ۱۶)۔ پرانے عہدنامہ کا کوئی نبی موسیٰ سے ایسی مشابہت پر پورا نہیں اترتا۔ حوربؔ پر موسیٰ عہد کا درمیانی تھا۔ دوسرے نبی اس عہد کی تبلیغ کرتے اور بعد میں آنے والے عہد کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ موسیٰ آغاز کرنے والا تھا۔ دوسرے نبی اس کا پرچار کرنے والے تھے۔ موسیٰ کے ساتھ بنی اسرائیل کا مذہب ایک نئے دَور میں داخل ہؤا۔ دوسرے نبی اس دور کو قائم رکھنے اور جاری رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ اور نئے دور کے لئے راہ تیار کرتے رہے اور نئے دور کی راہ دیکھتے رہے۔ آیات ۱۵، ۱۶ کی شرائط صرف

مسیح موعود میں پوری ہوتی ہیں۔

پس ان دونوں تشریحات کا ملاپ کیسے ہو سکتا ہے؟ اُوپر ہم نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو خدا کی آواز کی مسلسل ضرورت رہتی تھی۔ اور مستقبل بعید کا مسیح اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا تھا لیکن ہمارا یہ فقرہ اس وقت صحیح ہوتا اگر بیسویں صدی کی معلومات اُس زمانۂ قدیم کے اسرائیلیوں کو حاصل ہوتیں۔ یہ حوالہ ایک ممسوح نبی کی آمد کی پیش گوئی کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں بتاتا کہ اُس کی آمد کتنے عرصہ بعد ہو گی۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔ چنانچہ یہاں ہمیں ملاپ نظر آتا ہے۔ جہاں تک نبیوں کا تعلق ہے بنی اسرائیل کی وہی حالت تھی جو بادشاہوں کے بارے میں تھی (اس کا بیان آگے آئے گا)۔ بادشاہوں کا سلسلہ اس عہد کا ایک عکس تھا کہ ایک عظیم شہنشاہ برپا ہو گا اور ہر بادشاہ کو اسی عہدِ مسیح کی روشنی میں قبول کیا جاتا تھا۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ بادشاہ پر واضح رہے کہ اُس کو ایک خاص قسم کی بادشاہت کے لئے بلایا گیا اور کہ قوم کی اس خواہش کا بھی اظہار ہو کہ شاید بالآخر مسیح موعود آ گیا ہے۔ یہی حال نبیوں کے متعلق تھا۔ اسی طرح وہ بھی مسیح موعود کے عہد کے سایہ میں زندگی گزارتے تھے۔ ان کے سامنے بھی ایک نمونہ ہوتا تھا جس کے مطابق زندگی گذارنی ہوتی تھی۔ ہر بادشاہ کو جہاں تک ممکن ہو گزرے ہوئے بادشاہ یعنی داؔؤد کی مانند ثابت ہونا تھا "تا وقتیکہ وہ بادشاہ برپا ہوتا جو پھر سے داؔؤد کی سی حکومت قائم کرتا۔ اسی طرح ہر نبی کو گذرے ہوئے نبی یعنی موسیٰؔ کی مانند ہونا تھا "تا وقتیکہ وہ نبی برپا ہوتا جو مستقبل کا نئی شریعت دینے والا اور نئے عہد کا درمیانی ہوتا۔

(۳) مسیح موعود اور داؔؤد

لکھا ہے کہ مرتے وقت یعقوب نے اپنے بیٹوں کے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی۔ یہوؔداہ کے بارے میں پیشینگوئی (پیدائش ۴۹: ۹-۱۰) خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ اختلاف ہے تو ان الفاظ پر کہ "جب تک شیلوہ نہ آئے"۔ شاید حزقی ایل ۲۱: ۲۷ میں انہی الفاظ کی تشریح کی گئی ہے کہ "اور وہ آئے گا جس کا حق ہے"۔ حال ہی میں یہ نظریہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ یہ اکادی لفظ ہے جس کا مطلب ہے اُس کا (یعنی یہوداہ کا) بادشاہ۔ یہاں اس پر بحث کرنے کا موقع نہیں۔ کچھ بھی ہو، قبائل پر حکمرانی یہوؔداہ کو بخشی گئی ہے۔ اور یہوؔداہ کے قبیلہ کے کسی ایسے عظیم حکمران کی نشاندہی کی گئی ہے جو شہنشاہیت کو کمال بخشے گا۔ ابتدائی اور معیاری طور پر یہ بات داؔؤد میں پوری ہوئی جو یہوداہ کی نسل سے تھا۔ اس کے بعد آنے والے تمام بادشاہوں کا مقابلہ داؔؤد ہی سے کیا جاتا رہا (۱-سلاطین ۱۱: ۴-۶؛ ۱۴: ۸؛ ۱۵: ۳، ۱۱-۱۴؛ ۲-سلاطین ۱۸: ۳؛ ۲۲: ۲)۔
تاہم داؔؤد کو بعد کے بادشاہوں کا معیار سمجھنا اور بات ہے اور یہ کہنا اور بات ہے کہ داؔؤد کیوں اس آنے والے بادشاہ یعنی مسیح کی مثال ہے۔ ناتنؔ کی نبوّت (۲-سموئیل ۷: ۱۲-۱۶) صرف ایک بادشاہ میں پوری نہیں ہوتی بلکہ وہ تو داؔؤد کے لئے ایسے گھر، سلطنت اور تخت کی بشارت دیتی ہے جو ہمیشہ تک قائم رہے گا۔ داؔؤد کے تخت پر بیٹھنے والے بادشاہ یکے بعد دیگرے ناکارہ ثابت ہوتے رہے جس کی وجہ سے بنی اسرائیل شدّت سے داؔؤد کے ایّام کو یاد کرتے ہوں گے۔ اور مستقبل کے "داؔؤد" کے بارے میں ان کی امید اور زیادہ روشن ہو جاتی ہو گی (حزقی ایل ۳۴: ۲۳)۔ کچھ بھی ہو، پرانے عہدنامہ میں حوالوں کے دو گروپ ہیں جو اس امید کو خاص طور پر واضح کرتے ہیں۔

(ا) زبوؔر۔ اگر ہم اس بات پر بحث کرنے لگیں کہ بادشاہ سے متعلق مزامیر کس طرح عبادتوں وغیرہ میں استعمال ہوتے تھے تو موضوع سے دور ہٹ جائیں گے۔ اس وقت ہمیں صرف ان کے مندرجات سے غرض ہے۔ بعض زبوروں کا مرکز صرف بادشاہ ہے۔ وہ بادشاہ کے خصوصی کردار اور رتبہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ اس بادشاہ کو دنیا کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے (۲: ۱-۳؛ ۱۱۰: ۱) مگر وہ فتح پاتا ہے (۴۵: ۳-۵؛ ۸۹: ۲۲، ۲۳) اور یہوداہ کے وسیلہ سے (۲: ۶، ۸؛ ۱۸: ۴۶-۵۰؛ ۲۱: ۱-۱۳؛ ۱۱۰: ۱، ۲) وہ عالمگیر سلطنت قائم کرتا ہے (۲: ۸؛ ۱۲-۱۸؛ ۴۳-۴۵؛ ۴۵: ۱۷؛ ۷۲: ۸-۱۱؛ ۸۹: ۲۵؛ ۱۱۰: ۵، ۶)۔ اس سلطنت کی بنیاد صیحون ہے (۲: ۶)۔ اوّلین اہمیت اخلاق کو ہے (۴۵: ۴، ۶، ۷؛ ۷۲: ۲، ۳، ۷؛ ۱۰۱: ۱-۸)۔ اس کی سلطنت لازوال ابدی (۲۱: ۴؛ ۴۵: ۶؛ ۷۲: ۵) اور پُرامن ہے (۷۲: ۷)۔ اس میں خوش حالی ہے (۷۲: ۱۶)۔ یہ بادشاہت یہوؔداہ کی تمجید میں ہرگز کوتاہی نہیں کرتی (۷۲: ۵)۔ یہ بادشاہ بنی آدم میں حسین ہے (۴۵: ۲، ۷)۔ وہ غریبوں کا حامی اور ظالموں کا دشمن ہے (۷۲: ۲-۴، ۱۲-۱۴)۔ اس کے ایام میں صادق ترقی کرتے ہیں (۷۲: ۷)۔ اس کی یاد ابدالآباد قائم رہے گی (۴۵: ۱۷) اور اس کا نام بھی ابدالآباد قائم ہے (۷۲: ۱۷)۔ اُس کی شکر گذاری تا ابد ہوتی رہے گی (۷۲: ۱۵)۔ یہوداہ نے اسے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا (۴۵: ۲)۔ وہ داؔؤد کے عہد کا وارث ہے (۸۹: ۲۸-۳۷؛ ۱۳۲: ۱۱، ۱۲)۔ وہ ملکِ صدق کے طریقہ کا کاہن ہے (۱۱۰: ۴)۔ وہ یہوداہ کی طرف سے ہے (۸۹: ۱۸) اور اسی کے لئے مخصوص ہے (۲۱: ۱-۷؛ ۶۳: ۱-۸، ۱۱)۔ وہ اُس کا بیٹا ہے (۲: ۷؛ ۸۹: ۲۷)۔ وہ اُس کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے (۱۱۰: ۱) اور خود الٰہی ذات ہے (۴۵: ۶)۔

داؔؤد کے بعد یہوؔداہ میں جو بادشاہ ہوئے، ان میں سے کسی کی ذات کے متعلق ایسی رائے اور خیال کا اظہار بالکل ناممکن ہے۔ ان مندرجات میں یا تو انتہا درجہ کی خوشامد ہے یا ایک ایسی ہستی کا تصوّر پایا جاتا ہے جو نہایت ہی اعلیٰ و افضل ہے جس سے

بڑھ کر کوئی ہستی خیال میں نہیں آسکتی۔ زبور ۴۵: ۶ میں بیان کی ہوئی الوہیت پر کچھ تبصرہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس بادشاہ کو "خدا" کہہ کر مخاطب کرنے سے باز رہا جا سکتا ہے۔ مگر اس قسم کی تفسیر و تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پرانے عہدنامہ میں کئی مقامات پر یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو جس کا انتظار تھا وہ الٰہی ذات ہے۔ اس بات کے خلاف یہ بھی کوئی دلیل نہیں کہ اسی زبور کی آیت ۷ میں بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے "خدا تیرے خدا" کہا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ کو "خدا" کہا گیا ہے پھر بھی بادشاہ اور خدا میں کچھ فرق سمجھا جائے۔ مگر اس پر حیران نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود کی امید کے دیگر بیانات میں بار بار یہی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ آگے چل کر اس پر بھی غور کریں گے۔ یہی بات "خدا کے فرشتہ" کے بارے میں سچ ہے۔ وہ الٰہی ذات بھی ہے اور خدا سے امتیاز بھی رکھتا ہے۔

(ب) **یسعیاہ باب ۷ تا ۱۲ وغیرہ۔** جب یسعیاہ کا آخز سے سامنا ہوا تو داؤد کے شاہی سلسلہ پر بڑا نازک وقت تھا۔ داؤد سے لے کر اب تک باپ کے بعد بیٹا تخت نشین ہوتا آیا اور کبھی اس سلسلے کے ٹوٹنے کا خطرہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب پہلی دفعہ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ داؤد کے گھرانے سے حکومت ختم ہونے کو ہے۔ شمال میں ارام اور افرائیم کی طاقتور سلطنتیں تہیہ کئے ہوئے تھیں کہ فلسطین کو اسور کے خلاف متحد کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ طاقت کو استعمال کرنے کو بھی تیار تھیں۔ انہوں نے منصوبہ بنایا کہ یہوداہ کو فتح کر کے یروشلیم میں ایک کٹھ پتلی بادشاہ مقرر کر دیا جائے۔ یسعیاہ کا پیغام دہرے مطلب کا حامل تھا۔ یہوواہ کے نام میں اُس نے اعلان کیا کہ یہ خطرہ عارضی ہے اور اسے پائیداری نہیں (۷: ۷، ۱۶)۔ لیکن ساتھ ہی یہ وقت داؤد کے گھرانے کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ شمال کی طاقت اسے تباہ نہیں کرے گی بلکہ یہ سلطنت ایمان نہ لانے کے سبب تباہ ہوگی (۷: ۹)۔ ہر بات کا انحصار اس بات پر تھا کہ آخز اس بحران کا مقابلہ کس انداز سے کرتا ہے۔ اگر وہ یہوواہ کے ان وعدوں کو بنیاد بناتا ہے جو اُس نے داؤد اور صیون کے بارے میں کئے تھے تو سب کچھ درست ہو جائے گا۔ اگر وہ سیاسی مصلحتوں کا سہارا لیتا ہے اور شاہِ اسور کو مدد کے لئے اپیل کرتا ہے تو آخز اور اس کی نسل کا مستقبل ختم ہو جائے گا۔ یسعیاہ نبی بار بار اس بات پر زور دیتا ہے (آیات ۲، ۱۳، ۱۷)۔ اس بے ایمان بادشاہ کو ایمان کی طرف راغب کرنے کے لئے یسعیاہ نے ایک نشان کی پیشکش کی (آیت ۱۱) لیکن آخز نے یہ پیشکش رد کر دی۔ ایمان کی راہ ترک کر دی گئی اور تباہی کا راستہ کھل گیا۔ اس بے ایمانی کی عدالت سزا کے طور پر "خدا بادشاہ" نے خود ایک نشان مقرر کیا (آیت

۱۴) — عمانوایل پیدا ہوگا۔ اور جو تباہی آخز بادشاہ کی وجہ سے ہوئی اُس کا وارث ہوگا۔ اور اس سے پیشتر کہ یہ لڑکا نیکی اور بدی کے ردّ و قبول کے قابل ہو خطرہ ٹل جائے گا۔ لیکن ملک اور لوگوں کی خوشحالی بھی اس کے ساتھ ہی جاتی رہے گی کیونکہ شاہِ اسور نہ دوست ہے نہ رہائی دلانے والا بلکہ ویران کرنے والا ہے۔ اس کی تباہ کاری کے بعد بہت تھوڑے سے لوگ باقی بچیں گے (آیت ۲۱) اور تاکستانوں کی جگہ جھاڑیاں ہوں گی (آیات ۲۳، ۲۴)۔

یسعیاہ کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ عمانوایل جلد پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن اس اعلان کے فوراً بعد نبی اپنے بیٹے مہیر شالال حاش بز کی بات شروع کر دیتا ہے۔ اب اس لڑکے کی پیدائش شمال سے اُمڈے ہوئے خطرے کے ٹل جانے کا نشان بھی ہوگی اور وقت کا تعین بھی اسی سے ہوگا (۸: ۱-۴)۔ اس بات کی وجہ بھی جلد سامنے آجائے گی۔ شاہِ اسور پھر ویران کرنے والے کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ مگر اب مملکت عمانوایل کی ہے (آیت ۸) جس میں شاہِ اسور بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ لیکن عمانوایل اس بات کی ضمانت ہے کہ کوئی غیر ملکی قوت کامیاب نہ ہوگی (آیات ۹، ۱۰)۔ لیکن جن لوگوں نے خدا کو رد کر دیا ہو ان کی سزا جلاوطنی ہے (آیات ۱۹-۲۲)۔ لیکن بات یہاں ختم نہ ہوگی کیونکہ "آخری زمانہ" میں (۹: ۱) ایک بڑی روشنی ظاہر ہوگی (آیت ۲)۔ شادمانی زیادہ ہوگی (آیت ۳)۔ غلامی ختم ہو جائے گی (آیت ۴)۔ فتح حاصل ہوگی (آیت ۵) کیونکہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے چار نام ہوں گے (آیت ۶)۔ وہ ایسا دانا مشیر ہوگا کہ اُسے "فوق الفطرت" کہنا چاہیئے (ملاحظہ کریں ۲۸: ۲۹)۔ وہ ایک ہیرو خدا ہے جس کی ذات الٰہی ہے (۱۰: ۲۱)۔ وہ پدرانہ شفقت کے ساتھ ہمیشہ تک حکومت کرے گا۔ اور شہزادہ ہونے کی حیثیت سے وہ ایسی روحانی اور ذہنی آسودگی لائے گا اور ایسی جسمانی اور معاشی خوشحالی پیدا کرے گا جس کو عبرانی میں "سلامتی" کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ جب وہ داؤد کے تخت پر بیٹھے گا تو زمان و مکان میں اس کی سلطنت کی انتہا نہ ہوگی (آیت ۷)۔ اس کی اولین غرض و غایت راست اور بدی سے پاک سلطنت کا قیام ہوگی۔ "یہوواہ کی غیوری" اس کی سلطنت کی آمد اور قیام کی ضامن ہے۔

جب اس حوالہ کو اس طرح ایک اکائی کی صورت میں دیکھا جائے تو کوئی شک نہیں رہتا کہ عمانوایل ہی "چار ناموں والا شہزادہ" ہے۔ اور مزامیر میں مسیح موعود کا جو بیان ہے اس کی اِس حوالہ سے مشابہت واقعی حیرت انگیز ہے۔ یسعیاہ نبی پہلے تو آخز کے سامنے وہ امید رکھتا ہے جو داؤد کے گھرانے سے متعلق ہے کہ ایک الٰہی بادشاہ برپا ہوگا۔ اس کی باتوں سے بدنصیب بادشاہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کی بے ایمانی کی وجہ سے جو قومی بربادی شروع ہو رہی ہے اُس سے وہ وعدہ پورا

ہوگا جس کا اتنی مدت سے انتظار تھا۔ پھر یسعیاہ وقت کی بات کو مہیر شالال حاش بز کی طرف پھیرتا ہے۔ اس کا چار اجزاء والا نام بدشگونیوں سے بھرا ہوا ہے۔ پہلے وہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عمانوایل واقعی داؤد کا وہ وارث ہے جس کا انتظار تھا۔ پھر بدقسمت لوگوں کو بتاتا ہے کہ عمانوایل کی آمد کی امید یقیناً پوری ہوگی۔ مگر اس کے پورا ہونے میں ابھی بہت طویل عرصہ باقی ہے۔ جو حصہ ۹: ۸ سے شروع ہوتا ہے، اُس کا لب لباب یہ ہے کہ اسرائیل کی شمالی سلطنت ضرور ختم ہو جائیگی کیونکہ اس نے خدا کے کلام کو رد کیا ہے (۹: ۸-۱۰: ۴)۔ یسعیاہ نبی یہ بھی واضح کرتا ہے کہ اگرچہ یہوداہ اسوریوں کی اسیری میں نہیں جائیگا پھر بھی بالآخر اس کی اسیری یقینی ہے۔ اسی طرح اسرائیل اور یہوداہ دونوں کے بقیہ کا پھر جمع کیا جانا بھی یقینی ہے (۱۰: ۵-۲۳)۔ اسور کے خلاف یہوداہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے (۱۰: ۲۴-۳۴) اور ان کے ایمان کی پختگی کے لئے بتایا جاتا ہے کہ اذیت اور مصیبت کے بعد داؤد کی نسل سے یہ بادشاہ برپا ہوگا۔ خداوند کی روح اس پر ہوگی۔ اُس کی سلطنت روحانی راستبازی اور نیکوکاری (۱۱: ۱-۶) اور الٰہی سلامتی (آیات ۶-۹) سے معمور ہوگی۔ قومیں اس میں جمع ہوں گی (آیت ۱۰) اور اسرائیل بحال ہوگا (آیات ۱۱-۱۶)۔ باب ۳۲ میں پھر اسی بادشاہ کی انہی شخصی اور انہی عوامی خصوصیات کا ذکر کرتا ہے۔ اس بادشاہ کی خصوصیات کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی خصوصیات ہیں جن کا ذکر زبوروں میں کیا گیا ہے۔ مگر اس بات کو غور سے دیکھنا چاہیئے کہ اس کی الوہیت یہاں بھی بالکل اُنہی الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ وہ خدا ہے (۹: ۶)۔ پھر بھی "یہوواہ کی غیوری" اُسے برپا کرے گی۔

ب۔ مسیحِ موعود کی دیگر تشبیہات

(۱) خادم

یسعیاہ نبی کے ساتویں باب سے شروع کر کے بادشاہ کی جو تصویر پیش کی گئی ہے، ہم نے اس کی تشریح کی۔ یسعیاہ کے چالیسویں باب سے شروع کر کے خادم کی تصویر پیش کی گئی۔ اس بیان میں بھی یکسانیت اور تسلسل پایا جاتا ہے۔ چالیسویں باب میں خدا کے لوگ مصیبت میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ یہاں اس کا ذکر نہیں مگر آگے چل کر (۴۳: ۱۴) اس مصیبت کا بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ ہے بابل کی اسیری۔ اور چونکہ ان کے خدا کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں اس لئے ان کی رہائی یقینی ہے۔ اپنے رہائی کے اس منصوبہ کو پورا کرنے کے لئے یہوواہ نے ایک فاتح برپا کیا ہے (باب ۴۱)۔ اسرائیل کی اس رہائی کے بارے میں یسعیاہ کے ایمان کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اسرائیل کا خدا عظیم ہے، خالق ہے۔ تاریخی واقعات اُسی کے اختیار اور ارادے سے واقع ہوتے ہیں اور اُس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں۔ وہ یہوواہ کی جتنی تمجید اور تعظیم کرتا ہے اتنا ہی غیر اقوام کے دیوتا کمتر اور بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں اور ان دیوتاؤں کو ماننے والوں کی حالت اُتنی ہی ناگفتہ بہ نظر آتی ہے (۴۰: ۱۸ مابعد، ۴۱: ۶ مابعد، ۲۱ مابعد)۔ غیر قوموں کی تاریکی کے بارے میں یسعیاہ کی آگاہی ۴۱: ۲۸، ۲۹ میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اِس آیت میں وہ تمام انسانیت کے مسئلہ کو وسیع تر معنوں میں پیش کرتا ہے۔ اس کا جواب صرف خدائے واحد کے پاس ہے۔ اُس کا خادم غیر قوموں کو مکاشفہ بخشے گا اور یہ مکاشفہ عدالت کے ذریعہ سے ہوگا۔ اس خادم کا کوئی تعارف یا اس کی کوئی خاص شناخت پیش نہیں کی گئی۔ مگر یہی خادم ہے جو غیر قوموں کے لئے ایک مشن لے کر برپا ہوگا۔ فرض کیا گیا ہے کہ یہ خادم اسرائیل ہے (۴۲: ۱-۴)۔ لیکن اس کے مشن کے اعلان (۴۲: ۵-۱۷) کے فوراً بعد خدا کے خادم اسرائیل کی حقیقی حالت کو بیان کیا جاتا ہے (۴۲: ۱۸-۲۵)۔ وہ اندھا، بہرہ، اسیر اور روحانی طور سے ایسا بے حس (آیت ۲۵) ہے کہ اس کی تربیت کے لئے جو آفت اُس پر آتی ہے اُسے نہیں دیکھتا اور نہ قوم اخلاقی طور پر اصلاح پذیر ہوتی ہے۔

اب نبی کی توجہ اسرائیل کی اس قومی اور روحانی ضرورت پر مرکوز ہو جاتی ہے اور ۴۸: ۲۲ تک اسی کا بیان کرتا ہے۔ پیشین گوئی کی جاتی ہے کہ خورس قوم کو رہائی دے گا۔ نیز بار بار اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ یہوواہ اسرائیل کا گناہ بخش دے گا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل بابل سے تو نکلتے ہیں مگر خدا کی سلامتی کے بغیر (۴۸: ۲۰-۲۲)۔ مگر یہوواہ کے پاس اپنے لوگوں کی روحانی احتیاج کا حل موجود ہے۔ خورس انہیں بابل سے واپس لائے گا اور "خادم" انہیں یہوواہ کی طرف واپس لائے گا (۴۹: ۱-۶)۔ "خادم" کو اسرائیل کہہ کر پکارا گیا ہے (آیت ۳)۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ قوم یا قوم کا کوئی حصہ کسی بھی انداز سے "خادم" ہے بلکہ اس لئے کہ قوم نے اس نام سے کہلانے کا حق کھو دیا ہے (۴۸: ۱) اور اب صرف اُسی خاص خادم کو یہ نام استعمال کرنے کا حق ہے۔ اسرائیل اب کم ہو کر گویا فقط ایک شخص رہ گیا ہے۔ خادم کے دُہرے کام کا بیان (۴۹: ۷-۱۳) کرنے کے بعد یسعیاہ خادم اور قوم میں امتیاز کو واضح کرتا ہے۔ وہ بے دل ہو گئے ہیں (۴۹: ۱۴-۲۶)، جواب نہیں دیتے (۵۰: ۱-۳)۔ مگر یہ خادم پُراُمید اور بڑی مصیبت میں بھی فرمانبردار ہے (۵۰: ۴-۹)۔ اب خادم کی انفرادیت نمایاں ہونے لگتی ہے۔ قوم کے ایماندار دل کے سامنے اس کی تعریف کی جاتی ہے تاکہ وہ اُس کی پیروی کریں (۵۰: ۱۰، ۱۱)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے "بقیہ" کے ساتھ شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے بھی کہ بقیہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ

بڑی نجات کو دیکھیں۔ یہ نجات قومی بھی ہے (۵۱: ۱-۳) اور عالمگیر بھی (۵۱: ۴-۶) اور یہ خادم اس نجات کی تکمیل کرے گا۔ جب تک نبی اس نجات کی تکمیل کرنے والی عظیم شخصیت کو متعارف نہیں کرا سکتا وہ اپنی توجہ زیادہ تر قومی نجات پر مرکوز کرتا ہے (تو بھی ۵۲: ۱۰ بھی دیکھئے) "میرے خادم پر نظر کرو" (۵۲: ۱۳)۔ خادم کے کردار کا خلاصہ تین آیتوں میں اختصار کے ساتھ دیا گیا ہے (آیات ۱۳-۱۵)۔ اذیت برداشت کرنے کے بعد وہ معظم ہوگا اور ساری دنیا پر اس کا اثر ہوگا۔ ۵۳ باب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسانوں کے درمیان اس "خادم" کی زندگی کا انداز کیا ہوگا (۱-۳)۔ وہ کفارے کی موت برداشت کرے گا (۴-۹) اور یہ سب کچھ یہوواہ کی مرضی اور ارادے سے ہوگا کیونکہ وہی اپنے خادم کو تمام اذیت اور اندوہناکی کے بعد فتح بخشتا اور زندہ کرتا ہے (۱۰-۱۲)۔ اگلے دو بابوں میں تمام بیان مکمل ہو جاتا ہے۔ باب ۵۴ اسرائیل کو اس نئے عہد میں بلاتا ہے اور ۵۵ باب میں دنیا بھر کے حاجتمندوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ نجات میں شامل ہوں جو مفت ملتی ہے۔

اس خلاصہ میں خادم کی خدمت کا بیان ہے جس سے مسیح موعود کے خادم ہونے کے تصور میں ایک نئے پہلو کا تعارف کرایا گیا ہے اور وہ تصور یہ ہے کہ خادم گنہگاروں کی سزا برداشت کر کے انہیں نجات بخشے گا اور یہ نجات یہودیوں اور غیر یہودیوں، سب کے لئے ہوگی۔ اُس کی ذات کے بارے میں جو بیان ہے، ہمیں اُس پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ انسانوں میں انسان ہے (۴۹: ۱؛ ۵۰: ۴-۶؛ ۵۳: ۲، ۳، ۷-۹) اور ساتھ ہی اس میں الٰہی خصوصیات بھی ہیں۔ وہ الٰہی روح ہے (۴۲: ۱)۔ وہ کلمہ ہے (۴۹: ۲؛ ۵۰: ۴)۔

دو اور باتیں بھی قابل غور ہیں۔ اوّل، ممکن ہے کہ ۵۵: ۳، ۴ میں اس کی نشاندہی بطور داؤد کی نسل کے مسیح کے کی گئی ہے۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ اس "خادم" کے کاموں کے باعث ابدی عہد قائم ہوا ہے (۵۵: ۳؛ ۵۴: ۱۰؛ ۵۳: ۵)۔ یہاں اس عہد کو داؤد کی نعمتیں کہا گیا ہے اور جو پیشوا لوگوں کو دیا گیا ہے اُسے داؤد کہا گیا ہے۔

دوم، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یسعیاہ اُسے "خداوند کا بازو" اس لئے کہتا ہے کہ "خادم" کی خدا کے ساتھ وحدت بھی اور خدا اور خادم کے درمیان فرق کو بھی واضح کرے اور یہی بات ہمیں مسیح موعود کی علامتی شخصیتوں میں بھی نظر آتی ہے۔ ۵۱: ۹ میں وہ خادم کو "یہوواہ کا بازو" کہہ کر خطاب کرتا ہے۔ گویا وہ ایک شخص ہے اور وہ اُس سے یہوواہ کے کام منسوب کرتا ہے۔ ۵۳: ۱ میں وہ کہتا ہے "ہمارے پیغام پر کون ایمان لایا؟ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا؟" یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ یہاں خادم کو الٰہی القابات سے پکارا گیا ہے۔ وہ بیک وقت یہوواہ کی ذات سے مشابہ بھی ہے اور الگ بھی۔

(۲) ممسوح فاتح

یسعیاہ نبی نے بیان کیا کہ ایک بادشاہ ہوگا جو یہودیوں اور غیر قوموں دونوں پر حکمرانی کرے گا (باب ۱۱)۔ مگر اُس نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ بادشاہ غیر قوموں کو کس طرح اپنی حکمرانی میں جمع کرے گا۔ مگر خادم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے یسعیاہ نے ساری تصویر مکمل کر دی کہ نجات عالمگیر ہے اور وہ سب جو شیطان کے قبضہ سے کفارے کے ذریعہ چھڑائے جائیں گے، داؤد ان پر حکمرانی کرے گا۔ مگر "بادشاہ" ہو یا "خادم" دونوں صورتوں میں اس کے کام کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ یہوواہ کے دشمنوں سے بدلہ لے (۹: ۳-۵، ۴۲: ۱۳، ۱۷؛ ۴۵: ۱۶، ۲۴؛ ۴۹: ۲۴-۲۶)۔ تیسرے حصہ میں نبی اس موضوع کی تشریح کرتے ہوئے پورے بیان کو مکمل کرتا ہے۔ بادشاہ اور خادم جو روح اور کلام سے مسح کیا گیا ہے (۱۱: ۲، ۴؛ ۴۲: ۱؛ ۴۹: ۲)، وہ ۵۹: ۱۲ میں ناگہاں ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ دوسرے بھی اپنے اپنے زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ ابواب ۵۶-۵۹ میں خدا کے لوگوں کی اخلاقی گمراہی اور پستی کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ وہ شریعت سے بالکل ہٹ گئے ہیں اور اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ اس لئے یہوواہ خود نجات کے ہتھیار باندھتا ہے (۵۹: ۱۶ مابعد) اور اپنے دشمنوں کو شکست دے کر اپنے لوگوں کو بچاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد جو عہد باندھا جاتا ہے، وہ ایک درمیانی کے وسیلہ سے ہے اور بلاشبہ یہ بات یہوواہ کے اُن دو ممسوح کرداروں کی یاد دلاتی ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ نجات کی خوشی میں یہودی اور غیر اقوام سب شامل ہیں۔ یہی نجات بنی اسرائیل کو سب قوموں پر سرفراز کرتی ہے (۴۵: ۱۴-۲۵)۔ باب ۶۰ میں سارا بیان اسی کے بارے میں ہے۔

باب ۶۱ میں پھر اُس ہستی کا بیان ہے جو روح اور کلام سے مسح کی گئی ہے۔ وہ اپنی زبان سے خداوند کے سالِ مقبول اور انتقام کے روز کا اعلان کرتی ہے (۶۱: ۱-۳)۔ آیات ۴ تا ۹ میں یہوواہ اس کام کی تصدیق کرتا ہے اور پھر وہ ہستی نجات کے کپڑے پہننے پر اپنی شادمانی کا بیان کرتی ہے۔ اُس کے اس طرح ملبّس ہونے سے "خداوند خدا صداقت اور ستائش کو تمام قوموں کے سامنے ظہور میں لائے گا" (آیت ۱۱)۔ مراد یہ ہے کہ اُس کا لباس عالمگیر فائدے کے لئے ہے۔ تاہم اس سارے کام کو سرانجام دینے والا یہوواہ ہی ہے۔ باب ۶۲ صیون اور دیگر اقوام پر اس کام کے اثرات کا بیان کرتا ہے (۵۱: ۱۷ سے ۵۲: ۱۲ تک کو ۵۲: ۱۳ مابعد سے ملا کر مطالعہ کریں)۔ باب ۶۳: ۱-۶ میں یہ ممسوح فاتح اپنی مخصوص پوشاک میں نمودار ہو کر مخلصی اور انتقام

کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ اِس ممسوح فاتح کی ذات کسی طرح بھی بادشاہ اور خادم سے فرق نہیں۔ اُس کی روحانی صفات بالکل وہی ہیں۔ وہ انسانوں میں انسان ہے۔ مگر دو اضافی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل، کہ وہ ادوم کا فاتح ہے۔ یہ کام سوائے داؤد کے کسی اور اسرائیلی بادشاہ نے انجام نہیں دیا (دیکھئے گنتی ۲۴: ۱۷-۱۹)۔ کیا یہاں اِس ممسوح فاتح کی مشابہت اُس مسیح موعود سے صاف نظر نہیں آتی جو داؤد کی نسل سے ہے؟ دوم، وہ نجات اور انتقام کی وہی پوشاک پہنے ہے جو ہم نے خود یہوواہ کو پہنے دیکھا تھا (۵۹: ۱۶ مابعد)۔ نبی ایک دفعہ پھر مسیح موعود کے موضوع پر بات کرتا ہے اور یہوواہ اور اُس کے ممسوح کی مشابہت اور فرق کی وضاحت کرتا ہے۔

(۳) شاخ

اِس نام کے تحت پرانے عہدنامہ میں جو پیشین گوئیاں موجود ہیں ان میں بڑی خوبصورت یکسانیت پائی جاتی ہے (یرمیاہ ۲۳: ۵ مابعد اور ۳۳: ۱۴ مابعد)۔ اِن کے الفاظ قریباً ایک سے ہیں۔ یہوواہ "داؤد کے لئے" ایک شاخ پیدا کرے گا۔ وہ شاخ ایسا بادشاہ ہو گی جس کے ایام میں اسرائیل نجات پائے گا۔ عدالت اور صداقت اُس کی سلطنت کے امتیازی نشان ہوں گے اور اُس کا نام ہو گا "خداوند ہماری صداقت"۔

موخر الذکر حوالہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ قربانیاں گذراننے کے لئے کاہنوں کی کمی نہ ہو گی۔ یہ بات کچھ غیر ضروری سی لگتی ہے۔ مگر زکریاہ پھر اسی علامت کو استعمال کرتا ہے (زکریاہ ۳: ۸)۔ یشوع اور اُس کے ساتھی کاہنوں کو یہوواہ کی علامت (ایما) کہا گیا ہے جس کا مقصد اس کے "بندہ یعنی شاخ" کو لانا ہے۔ وہ کہانت کی خدمت ادا کرکے ایک ہی دن میں ملک سے بدکاری کو دُور کر دے گا۔ ۶: ۱۲ مابعد میں زکریاہ پھر شاخ کا ذکر کرتا ہے۔ وہ شخص جس کی علامت شاخ ہے (یہوواہ) کی ہیکل تعمیر کرے گا۔ اُس کے ساتھ کاہن بھی تخت نشین ہو گا اور وہ یہوواہ کے ساتھ عہدی سلامتی کا لطف اٹھائے گا۔ چنانچہ واضح ہوتا ہے کہ یہ شاخ سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نہیں اور اس کا رتبہ بادشاہ اور کاہن کا رتبہ ہے۔ وہ زبور ۱۱۰ کی تکمیل میں بادشاہ اور ملک صدق کے طور کا کاہن ہے۔

اس نکتہ پر پہنچنے کے بعد واجب معلوم ہوتا ہے کہ پھر یسعیاہ ۴: ۲-۶ پر غور کریں۔ آیت ۲ میں مسیح کی طرف جو اشارہ پایا جاتا ہے وہ متنازع فیہ ہے اور اکثر اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ مگر مندرجہ بالا حوالوں میں شاخ کا جو ذکر پایا جاتا ہے، وہ ۲ آیت کے بعد کی آیات سے بالکل مطابقت رکھتا ہے۔ اس لئے یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ یہاں بھی مسیح موعود ہی کا ذکر ہے۔ وہ خداوند کی شاخ ہے اور "صیون کی بیٹیوں کی گندگی کو دور" کرنے کے کام میں شامل ہے (آیت ۴) اور یروشلیم میں یہوواہ کی بادشاہت میں شریک ہے (آیت ۵، ۶)۔ شاخ کی تصویر میں وہ سب کچھ شامل ہے جس کا ذکر یسعیاہ بادشاہ، خادم اور فاتح کے سلسلے میں کرتا ہے۔ چونکہ یہ شاخ "داؤد کی" ہے اور "یہوواہ کی" بھی اس لئے اس ممسوح کی بشریت اور الوہیت یعنی یہوواہ کے ساتھ مشابہت اور اُس سے امتیاز دونوں ہی اس میں شامل ہیں۔ جو علامت استعمال کی گئی ہے وہ اس کی ذات اور اس کے ماخذ کی وضاحت کرتی ہے کہ "وہ میرا خادم" ہے تاہم اس کا نام "خداوند کی صداقت" ہے۔

(۴) عورت کی نسل

اب تک کے سارے مطالعہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ مسیح موعود کی بشریت پر زور دیا گیا ہے، بلکہ اکثر بشریت ماں کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی تفاصیل پر بہت زور دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں عمانوایل (یسعیاہ ۷: ۱۴) اور خادم (یسعیاہ ۴۹: ۱) دونوں پر غور کرنا ہے۔ میکاہ ۵: ۳ میں "زچہ" کے "دردِ زہ" کا ذکر ہے اور یرمیاہ ۳۱: ۲۲ (جو کہ ایک مشکل آیت ہے) دونوں ہی ایک نامور بچے کے پیٹ میں پڑنے اور پیدا ہونے کا بیان کرتے ہیں۔ عورت کی نسل کے بارے میں سب سے نمایاں پیشین گوئی پیدائش ۳: ۱۵ ہے اور یہ ساری بات اسی سے چلی ہو گی۔ بہت سے علماء انکار کرتے ہیں کہ یہاں مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آیت انسان اور سانپوں کے درمیان پائی جانے والی عام حالت اور کشمکش کا بیان کرتی ہے لیکن اس آیت کو اس کے سیاق و سباق سے الگ کر کے دیکھنا کوئی مستحسن بات نہیں۔ لہٰذا جب ہم پیدائش کی کتاب کے ان ابواب کی تشریح کرتے ہیں تو اس آیت کی تواریخی اہمیت کو الگ نہیں کر سکتے۔ ۳: ۱۵ میں جو وعدہ کیا گیا ہے اُس کی اہمیت کو دیکھنے کے لئے ہمیں سانپ کے اُس کردار کو بھی نظر میں رکھنا ہے جس کے باعث انسان گر گیا اور ایک المیہ سے دوچار ہوا۔ پیدائش ۲: ۱۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان تمام جانداروں پر سبقت رکھتا ہے۔ خالق بڑی شفقت سے انسان کو دکھاتا ہے کہ وہ دیگر جانداروں سے ممتاز ہے۔ لہٰذا وہ ان سب پر حکم چلا سکتا ہے۔ لیکن اِن سب میں کوئی اس لائق نہیں کہ اس کا مددگار بن سکے کیونکہ ان میں کوئی اُس کی "مانند" نہیں۔

لیکن تیسرے باب میں ہمیں ایک انوکھی بات نظر آتی ہے یعنی باتیں کرنے والا ایک جانور۔ کسی نہ کسی طرح وہ اپنے اصلی رتبہ سے بلند ہو گیا ہے۔ وہ خود کو انسان کے برابر ظاہر کرتا ہے۔ وہ اُس سے باتیں کر سکتا ہے بلکہ انسان سے برتر بن جاتا ہے اور اُس کی رہنمائی کرنے کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنی گفتگو کا مدعا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کے احکام اور خدا کی ذات کے بارے میں ان کی غلط فہمی

کو دور کر کے درست معلومات فراہم کر رہا ہے۔ سانپ ایسے گفتگو کرتا ہے گویا اس نے خدا کو ترازو میں تولا اور کم پایا ہے۔ گویا وہ خدا کے دل کی باتوں کو سمجھتا ہے اور اُس کے خفیہ مقاصد کو ظاہر کرنا چاہتا ہے بلکہ اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر کھلم کھلا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ خدا کی ذات سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور خدا کی تخلیق کے پورے منصوبے کو غارت کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور اُس سب سے اعلیٰ ذات کا حقارت آمیز مذاق اُڑاتا ہے۔ سانپ کے سارے کارنامے کو محض انسان کا بے قابو جذبۂ تجسس قرار دینا بالکل غلط ہے۔ بائبل صرف ایک ہی ایسی شخصیت کو جانتی ہے جو شریر، متکبر اور خدا سے نفرت کرنے والی ہے۔ اور تفسیر اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ یہ عدن کا سانپ "اُس اژدہا یعنی پرانے سانپ یعنی ابلیس اور شیطان" (مکاشفہ ۲۰: ۲) کا ہی آلۂ کار ہے۔ لیکن جہاں گناہ زیادہ ہوتا ہے وہاں فضل اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب شیطان یہ سمجھ رہا ہے کہ میں نے ایک بڑی فتح حاصل کر لی ہے، عین اُسی لمحہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ عورت کی نسل شیطان کو کچلے گی اور اُسے ختم کر دے گی۔ عورت کی نسل کا یہ فاتح اس کام میں خود زخمی ہو جائے گا مگر فتحمند ہو گا اور بنی نوع انسان کے زوال کے اس المیہ کو بدل ڈالے گا۔

(۵) ابنِ آدم

مسیح کے بارے میں پرانے عہد نامہ کے مطالعہ کے آخر میں ہم دانی ایل کی رویا کا ذکر کریں گے جس میں اُس نے "آدمزاد" کو دیکھا (دانی ایل ۷: ۱-۲۸)۔ یہ ایسا معاملہ ہے جس پر بڑی بحث ہوئی ہے اور جس میں بہت اختلافِ رائے بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے صرف ایک ہی نقطۂ نظر پیش کرنا ممکن ہے۔ اس رویا کا لبِ لباب یہ ہے کہ یہ عدالت کا منظر ہے جس میں قدیم الایام دنیاوی اور مخالف قوتوں کا خاتمہ کرتا ہے (چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں کہ زبور ۲ کا موضوع یعنی بادشاہ یہاں صاف نظر آتا ہے) اور اُس کے ساتھ" ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا"۔ اُسے قدیم الایام کے حضور لایا جاتا ہے اور اُسے عالمگیر اور لازوال سلطنت دی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات عیاں ہے کہ یہ عالمگیر سلطنت وہی ہے جس کا حوالہ مسیح موعود سے متعلق دیگر عبارتوں میں بار بار آتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ" آدم زاد کی مانند" کون ہے؟ کیا یہ مسیح موعود ہے یا اس سے مراد خدا کے لوگ ہیں؟ اس سوال کا جواب جلدی سے حتمی طور پر نہیں دیا جا سکتا۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آیت ۱۸ اور آیت ۲۲ میں" حق تعالیٰ کے مقدس لوگ" عدالت اور سلطنت کے مالک قرار دیئے گئے ہیں اور یہ دلیل اس بات کے حق میں جاتی ہے کہ آیات ۱۳ اور ۱۴ میں جس ہستی کا ذکر فردِ واحد کے طور پر کیا گیا اس سے مراد بھی مُقدّس لوگ ہیں۔

تاہم یہ بھی غور کریں کہ مقدسین کے مخالف جن حیوانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کا بیان دہرا ہے۔ ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ" یہ چار بڑے حیوان چار بادشاہ ہیں" اور آیت ۲۳ بیان کرتی ہے کہ" چوتھا حیوان دنیا کی چوتھی سلطنت ہے"۔ یعنی علامت کے دونوں معنی ہیں یعنی فرد (بادشاہ) اور سلطنت۔ ہمیں اپنے بنیادی حوالہ کو قبول کرنا چاہیئے یعنی" ایک شخص آدمزاد کی مانند"۔ پھر ہمیں پرانے عہد کے مطابق بادشاہ اور سلطنت کے باہمی تعلق پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ بادشاہ کو اوّلیت حاصل ہے۔ سلطنت بادشاہ سے قائم ہوتی ہے۔ سلطنت بادشاہ کو قائم نہیں کرتی بلکہ بادشاہ سلطنت کو قائم کرتا ہے۔ جہاں تک ان بادشاہوں کا تعلق ہے جو حیوانوں کی علامت سے ظاہر کئے گئے ہیں، وہ ذاتی طور سے مُقدّسوں کی سلطنت کے مخالف ہیں اور وہ اپنی سلطنتوں کو اس مخالفت میں شامل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ جو "آدمزاد کی مانند" ہے وہ سلطنت حاصل کرتا ہے اور اس میں اُس کے لوگوں کا اختیار شامل ہے۔ اس نکتہ کی بنا پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جو "آدم زاد کی مانند" ہے وہ فردِ واحد یعنی مسیح موعود ہی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آدمزاد اسرائیل کی امید کے مطابق نظر آتا ہے۔ وہ ایسا بادشاہ ہے جس کی دنیا مخالف ہے اور وہ یہوواہ کی حضوری سے اختیار حاصل کرتا ہے جسے دانی ایل کی علامتی زبان میں" قدیم الایام" کہا گیا ہے۔ آدمزاد اپنے خطاب کے لحاظ سے آدم ہے۔ مگر اُس کا ماخذ آدمیوں سے نہیں بلکہ" وہ آسمان کے بادلوں کے ساتھ" آتا ہے اور یہ رتبہ خاص خدا کا ہے (زبور ۱۰۴: ۳؛ ناحوم ۱: ۳؛ یسعیاہ ۱۹: ۱)۔ یہاں ہمیں وہی متضاد صفات نظر آتی ہیں جو پرانے عہد نامہ میں مسیح موعود کے ہر بیان میں پائی جاتی ہیں اور جو وقت پورا ہونے پر ہمارے نبی، کاہن اور بادشاہ یسوع مسیح میں بدرجۂ اُتم موجود تھیں۔

۲- نئے عہد نامہ میں

عبرانی لفظ **ماشیاخ** اور ارامی لفظ **مشیحا** کا یونانی میں دو دفعہ صوتی ترجمہ **مسّیاس** Messias کہا گیا ہے (۱- یوحنّا ۱: ۴۱ اور ۴: ۲۵) اور دونوں مقامات پر وضاحت کی گئی کہ اس کا مطلب **خرستوس** (= ممسوح) ہے۔ دیگر مقامات پر یونانی لفظ **خرستوس** ہی استعمال کیا گیا ہے (یونانی میں **خریو** = مسح کرنا اور **خرستوس** = ممسوح)۔

یسوع ناصری ہی مسیح موعود ہیں۔ بپتسمہ کے وقت انہیں "رُوحُ القدس اور قدرت سے" مسح کیا گیا (اعمال ۱۰: ۳۸، قب لوقا ۴: ۱۸ میں خداوند یسوع کے یسعیاہ ۶۱: ۱ کے اقتباس کا مطلب)۔ چونکہ لفظ مسیح کے استعمال سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے یسوع نے خود یہ لفظ شاذو نادر ہی استعمال کیا ہے۔ جب پطرس رسول نے اقرار کیا کہ تو ہی مسیح ہے تو یسوع نے اس لقب کو قبول کیا مگر

شاگردوں کو تاکید کی کہ یہ بات کسی سے نہ کہیں (مرقس ۸: ۲۹، ۳۰)۔ سامری بھی تاحیب یعنی "بحال کرنے والے" کی آمد کی توقع رکھتے تھے۔ سامری عورت کے ساتھ مسیح کی گفتگو (یوحنا ۴: ۲۵، ۲۶) میں اس سے یہی مراد لینا چاہیئے۔ یہ "بحال کرنے والا" بھی "موسیٰ کی مانند" کا نبی ہے جس کا وعدہ استثنا ۱۸: ۱۵ ما بعد میں ہوا۔ لیکن جب مقدمہ میں پیشی کے دوران سردار کاہن نے اُن سے پوچھا کہ "کیا تو اس ستودہ کا بیٹا مسیح" ہے یا نہیں تو یسوع نے اقرار کیا کہ "ہاں، میں ہوں" اور چونکہ اُن کے جواب کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ قادرِ مطلق کے بیٹے ہیں اس لئے اُن پر متفقہ طور پر کفر کا الزام عائد کیا گیا (مرقس ۱۴: ۶۱-۶۴)۔ اس الزام اور اس کی سزا (موت) کو خدا نے باطل کر دیا۔ اس نے انہیں مُردوں میں سے زندہ کرکے اپنے "دہنے ہاتھ" پر سرفراز کیا اور انہیں "خداوند بھی کیا اور مسیح بھی" (اعمال ۲: ۳۶ مع رومیوں ۱: ۴)۔

لیکن جس انداز سے خداوند یسوع نے اپنے مسیح موعود ہونے کے معنوں اور فرض کو سمجھا اور پورا کیا وہ ان توقعات سے بالکل فرق تھا جو عام طور سے موعودہ مسیح سے وابستہ کی جاتی تھیں۔ بپتسمہ کے موقع پر (مرقس ۱: ۱۱) آسمانی آواز نے انہیں داؤد کی نسل کا مسیح قرار دیا۔ آسمانی آواز نے زبور ۲: ۷ کے الفاظ "تو میرا بیٹا ہے" کے ساتھ یسعیاہ ۴۲: ۱ کے الفاظ ملا کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ داؤد کی نسل کے یہ مسیح خادم ہیں اور یہ واضح کیا کہ مسیح خادم کی صورت میں حلیم، فرمانبردار اور دُکھ سہنے والے بن کر اور موت برداشت کرکے اور بڑے اعتماد سے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرکے اپنے مشن کے مقصد کو پُورا کریں گے۔ اُن کی خدمت کی خصوصیّت ہی یہ تھی کہ جو راستہ ان کے باپ نے مقرر کیا تھا اُس پر ثابت قدمی سے چلتے رہیں اور اذیّت اور صلیبی موت میں سے گذر کر اُس خدمت کو پورا کریں۔ اس کے نتیجہ میں یسوع نے لفظ مسیح کو نئے معنی عطا کئے جو اس مفہوم سے کہیں عالی و بلند ہیں جو پرانے عہد نامے کے حوالوں میں نظر آتے ہیں۔ نیز دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی۔ یسوع مسیح کی تعلیم۔

مسیحی:- خداوند یسوع کے پیروکاروں کا نام جو اُنہیں پہلی مرتبہ انطاکیہ کے باشندوں نے بطور لقب دیا (اعمال ۱۱: ۲۶)۔ انطاکیہ اور سکندریہ کے شہری اس بات کیلئے مشہور تھے کہ وہ لوگوں کو مذاقیہ اور طنزیہ لقب دیتے تھے (دیکھئے انطاکیہ ۱)۔

یہ نام نئے عہد نامہ میں یونانی متن میں صرف تین مرتبہ آتا ہے (اعمال ۱۱: ۲۶؛ ۲۶: ۲۸ اور ۱-پطرس ۴: ۱۶)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ ذیل کی جگہوں پر بھی استعمال ہوا ہے اعمال ۲۲: ۴؛ ۱-کرنتھیوں ۷: ۱۴؛ ۹: ۵ اور ۱-پطرس ۳: ۱۶ لیکن یونانی متن میں لفظ مسیحی استعمال نہیں ہوا۔ اگرچہ یہ نام بعد میں عام ہو گیا لیکن شروع میں یہ تحقیرانہ انداز میں استعمال ہوتا تھا جیسا ۱-پطرس ۴: ۱۶ سے ظاہر ہے۔

اعمال ۵: ۴۱ اور یعقوب ۲: ۷ میں لفظ "نام" سے مراد "مسیحی" نہیں بلکہ خداوند مسیح کا مقدّس نام ہے۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں شاگردوں نے اپنے لئے مختلف نام اور لقب استعمال کئے مثلاً ایماندار، ایمان لانے والے (اعمال ۵: ۱۴؛ ۱-تمیتھیس ۴: ۱۰ وغیرہ)۔

مقدّس (اعمال ۹: ۱۳، ۴۱؛ ۲۰: ۳۲؛ ۲۶: ۱۰، ۱۸ وغیرہ)۔ یہ اعمال کی کتاب اور خطوط میں تقریباً ۳۹ بار آیا ہے۔

بھائی (اعمال ۱۴: ۲؛ یوحنا ۲۱: ۲۳؛ رومیوں ۱۶: ۱۴)۔

برگزیدہ (رومیوں ۸: ۳۳؛ ۱۱: ۷؛ کلسیوں ۳: ۱۲؛ ططس ۱: ۱)

شاگرد (اعمال ۶: ۷؛ ۹: ۱، ۱۹، ۲۶؛ ۱۱: ۲۶، ۲۹ وغیرہ)۔

مسیحیت کو اعمال کی کتاب میں "وہ طریق" بھی کہا گیا ہے (۹: ۲؛ ۱۹: ۹، ۲۳؛ ۲۴: ۱۴، ۲۲)۔ اعمال ۲۲: ۴ میں جہاں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "مسیحی طریق والوں" لکھا ہے وہاں بھی "اُس طریق والوں" ہونا چاہیئے۔

مسیحی ایمان:- پرانے عہدنامہ میں ایمان کے تصوّر کے متعلق مضمون پہلے ہی آ چکا ہے (دیکھئے ایمان)۔ ذیل میں انجیلی ایمان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عہدِ عتیق میں عام طور پر ایمان سے مراد وفاداری ہوتا ہے اور وفاداری ہی ایماندار یا مومن کے صحیح رویہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کا مفہوم اعتماد، اعتبار، باور کرنا، تکیہ کرنا، بھروسہ، توکل، یقین جیسے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے (مثلاً یرمیاہ ۱۲: ۶؛ ایوب ۱۵: ۱۵، ۳۱؛ زبور ۳۱: ۱۴؛ ۷۸: ۲۲؛ ۱۱۹: ۴۲؛ امثال ۳: ۵؛ ۲۸: ۲۵، ۲۶؛ یسعیاہ ۲۶: ۳، ۴ وغیرہ)۔

عہدِ عتیق میں زیادہ زور ایمان لانے والے پر نہیں بلکہ اُس پر ہے جس پر ایمان لایا جاتا ہے یعنی خداوند خدا پر جو اس لائق ہے کہ اُس پر پورے طور سے بھروسہ کیا جائے۔ وہ ہر صورت میں قابلِ اعتماد ہے۔ ایسے ایمان کا نتیجہ زندگی اور برکت ہے اور اس سے "پھر جانے" یا اُس پر بھروسہ کرنے سے انکار کرنے اور کسی اور شخص یا چیز پر بھروسہ کرنے کا نتیجہ موت ہے (امثال ۲۸: ۲۶؛ حزقی ایل ۳۳: ۱۳؛ ہوسیع ۱۰: ۱۳)۔

مسیحی نقطہ نگاہ سے ایمان کے بارے میں نہایت ہی دلچسپ اور اہم آیت عہدِ عتیق میں حبقوق ۲: ۴ ہے۔ لکھا ہے "صادق اپنے ایمان سے زندہ رہے گا"۔ پولس رسول نے رومیوں ۱: ۱۷ اور گلتیوں ۳: ۱۱ اور عبرانیوں کے مصنّف نے عبرانیوں ۱۰: ۳۸ میں اس آیت کی تفسیر و تشریح کی ہے۔ جس ایمان کا ذکر حبقوق نے کیا ہے وہ عہدِ جدید کے بیانات سے زیادہ دقیق اور وسیع ہے۔ حبقوق کے بیان میں ایمان کے ساتھ ساتھ وفاداری کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ عہدِ عتیق کے تصوّرِ ایمان میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں۔ لازم ہے کہ وفاداری اور ثابت قدمی زندہ خدا کے ساتھ حقیقی اور ٹھوس تعلق یعنی ایمان سے پیدا ہو۔ عہدِ جدید میں ایمان اور بھی زیادہ نمایاں ہے۔ وہ زندگی جو

کا انجیل بیان کرتی ہے ایک ایسی زندگی ہے جس کا آغاز اور قیام بھی ایمان ہی سے ہے۔ یونانی لفظ پِستِس pistis بمعنی ایمان اور پِستیواین pisteuein بمعنی ایمان لانا عہدِ جدید میں دو سو چالیس سے زیادہ بار استعمال ہوا ہے۔ اسمِ صفت کی صورت میں پستوس pistos بمعنی ایماندار ستاسٹھ دفعہ آتا ہے۔ عہدِ جدید میں ایمان کی اہمیت کی وجہ انجیل کی نوعیت میں پائی جاتی ہے۔ انجیل آسمان کی طرف سے خوشخبری کا پیغام ہے۔ خدا نے دنیا کا نجات دہندہ ہونے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیج کر ایک نہایت عظیم نجات بخش کام کیا ہے۔ یسوع مسیح نے صلیب پر کفّارہ کی موت کے وسیلے سے انسان کی نجات کے کام کو پورا کیا ہے۔ اُن کے مسیحِ موعود ہونے اور نجات بخش اختیار کا ثبوت یہ ہے کہ خدا نے اُنہیں مُردوں میں سے زندہ کیا اور آسمان پر اپنے دہنے ہاتھ سرفراز کیا۔

لہٰذا انجیل کا پیغام یہ ہے کہ انسان کی نجات رحیم و عادل خدا کے عظیم کام پر مبنی ہے اور اس میں انسان کے اعمالِ حسنہ، کوشش اور محنت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جو خدا کے پاس آتا ہے اُس کا بنیادی رویّہ ایمان ہونا لازمی ہے۔ ایمان کا درحقیقت مطلب یہ ہے کہ انسان خدا کے کئے ہوئے کام کو اپنے لئے قبول کرے۔" جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یوحنا ۱: ۱۲)۔ ایسے ایمان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایمان دار اپنی نیکی پر بھروسہ اور نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام کوششوں پر اعتماد کو ترک کر دیتا اور صرف خداوند یسوع مسیح پر بھروسہ کرتا ہے۔ نئے عہد نامے کی متعدد آیات اس دلیل کو ثابت کرتی ہیں۔ جب فلپّی کے داروغۂ جیل نے (دیکھئے اعمال ۱۶: ۲۴-۳۴) پولس اور سیلاس سے سوال کیا "اے صاحبو! میں کیا کروں کہ نجات پاؤں ؟" تو اُنہوں نے فوراً جواب دیا "خداوند یسوع پر ایمان لا تو تُو اور تیرا گھرانا نجات پائے گا۔"

خداوند یسوع نے بھی یہ کہا کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے توبہ کرنا اور خوشخبری پر ایمان لانا لازم ہے (مرقس ۱: ۱۵)۔ "جو کوئی اُس پر ایمان لائے (یسوع مسیح پر) ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶)۔

ہم عہدِ جدید میں بالخصوص یُوحنّا رسول کی تصانیف میں تین قسم کا ایمان یا ایمان کے تین مرحلے دیکھتے ہیں۔

(۱) بعض بیانات میں ایمان کو ہم حقائق سے متعلق پاتے ہیں یعنی کسی کو کوئی حقیقت معلوم ہو گئی ہے اور وہ اُس کا یقین کرتا ہے اور اُس پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو ہم یُوحنّا ۸: ۲۴ میں پاتے ہیں: " اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مرو گے"۔ یہاں یونانی لفظ ھوتی۔ پستیواین کے بعد آتا ہے۔ اُردو میں اُس کا ترجمہ "کہ" کیا جاتا ہے (دیکھئے متّی ۹: ۲۸؛ رومیوں ۱۰: ۹؛ ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۴)۔ حقیقی نجات بخش ایمان میں یہ ایک اہم مرحلہ ہے کیونکہ سب سے پہلے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم انجیلی حقائق کو سُنیں لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ یہ صرف آغاز ہے اور ہمیں یہاں سے آگے چلنا ہے کیونکہ شیاطین بھی ایسا ایمان رکھتے اور تھرتھراتے ہیں (یعقوب ۲: ۱۹) لیکن ایسا ایمان اُنہیں نجات نہیں دے سکتا۔

(۲) بعض بیانات میں ہم پستیواین کے بعد ایپی یعنی "پر" آتا ہے (دیکھئے اعمال ۹: ۴۲؛ رومیوں ۴: ۲۴)۔ یہ وہ ایمان ہے جس کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔ اگر میں کسی پر ایمان لاتا ہوں تو اس سے مُراد ہے کہ مجھے اُس شخص پر بھروسہ ہے اور وہ شخص اپنے وعدہ کے مطابق میرے ساتھ سلوک کرنے کے لئے تیار ہے۔ مثلاً رومیوں ۴: ۲۴ میں ایمان خدا "پر" ہے کیونکہ وہی ہے جس نے خداوند یسوع کو مُردوں میں سے جلایا (زندہ کیا)۔ یہاں ایمان کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔ یہ پہلے مرحلے سے زیادہ اُونچا ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ میں ایک اور مرحلے کا بھی ذکر ہے۔

(۳) پستیواین کے ساتھ جو لفظ اکثر استعمال ہوتا ہے وہ آئس eis ہے۔ اس کا مطلب "میں" ہے۔ یہ وہ ایمان ہے جو حقائق کو ماننے اور کسی شخص کو بھروسے کے قابل سمجھنے سے آگے بڑھ چکا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ ایمان ہے جس کی رُو سے اپنی ذات پر بھروسہ کسی اور میں منتقل ہو گیا ہے۔ اس سے مراد کسی شخص (یعنی خدا) کو قبول کرنا ہے اور کسی کے ساتھ عمر بھر وفادار رہنے کے حلف کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر اپنی ذات کو اُس شخص کے سپرد کر دینا ہے۔ بائبلِ مُقدّس کے اردو ترجمہ میں ان حوالجات میں بھی "پر" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ اردو ترجمہ میں ایمان کے دوسرے اور تیسرے مرحلے میں امتیاز نظر نہیں آتا (یوحنّا ۲: ۱۱؛ ۳: ۱۶، ۱۸، ۳۶؛ ۴: ۳۹؛ ۱۴: ۱؛ رومیوں ۱۰: ۱۴؛ گلتیوں ۲: ۱۶؛ فلپّیوں ۱: ۲۹)۔

ایمان کے مرحلہ ۲ اور مرحلہ ۳ کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے شادی کے تعلقات بہترین مثال ہیں۔ شادی سے پہلے ممکن ہے کہ مَرد اور عورت ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اُن کے بھروسے کی بنیاد بہُت مضبوط ہو کیونکہ وہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ایک دوسرے کے کردار کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہوں نے اپنی زندگیاں ایک دوسرے کے سپرد نہیں کیں۔ ایسا ہونے پر دُلہا دُلہن ایک ایسا رشتہ قائم کرتے ہیں جس کے باعث وہ ایک دوسرے کو گہرے طور سے جان جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک بات میں ایک دوسرے کو شریک کرتے ہیں اور جب تک موت اُن کو جُدا نہ کر دے ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایمان کی اس مثال کی رُو سے بائبل کی تعلیم یہ ہے کہ ہم مسیح یسوع کے ساتھ ایسا ہی تعلق قائم رکھیں اور اپنی زندگی اُن کے سپرد کریں اور پُورے دل سے اُن کے

ساتھ لپٹے رہیں۔

عہدِ جدید کا ایمان محض چند حقائق پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے مُراد کسی عقیدے کو قبول کرلینا ہے بلکہ اپنے منجی یسوع مسیح کے ساتھ زندہ رشتے کا نام ہی "ایمان" ہے۔ بائبل مُقدس میں ایمان کے بارے میں مختلف تشریحی بیانات پائے جاتے ہیں۔ ہم صرف تین کا ذکر کریں گے۔

(۱) ایمان کا مطلب "یسوع کی طرف دیکھنا" ہے (یوحنا ۳: ۱۴-۱۵ بمقابلہ گنتی ۲۱: ۹)۔ یہ ایک مناسب اور موزوں تصویر ہے کیونکہ جب خداوند یسوع پر ایمان رکھتے ہیں تو ہم اپنی پوری توجہ اُن کی طرف لگاتے ہیں اور اپنی روحانی آنکھوں سے اُن کی طرف مسلسل تکتے رہتے ہیں۔

(۲) ایمان کا مطلب "بھوکے اور پیاسے ہونا اور کھانا پینا" ہے (متی ۵: ۶؛ یوحنا ۶: ۵۰-۵۸؛ یوحنا ۴: ۱۴)۔ ہم اس لئے کھاتے اور پیتے ہیں کہ ہمیں کھانے اور پینے سے تسکین حاصل ہوگی۔ پس مسیح کو قبول کرنے سے ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں نجات بخشے گا۔

(۳) ایمان کا مطلب "مسیح یسوع کے پاس آنا اور اُسے قبول کرنا ہے" (یوحنا ۱: ۱۲؛ ۵: ۴۰؛ ۷: ۳۷؛ ۶: ۴۴)۔ جس طرح توبہ کا مطلب گناہ اور اُن تمام بے سود چیزوں سے مُڑجانا ہے جو ہمیں نجات نہیں دے سکتیں، اُسی طرح ایمان سے مُراد مسیح کی طرف "مُڑنا" ہے، اپنے پورے دل سے اُنہیں قبول کرنا ہے اور اُن تمام برکات کو حاصل کرنا ہے جو وہ اُنہیں اپنانے والوں کو دیتے ہیں۔ کیا ایمان نیک اعمال کو خارج کردیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایمان اور نیک کام کا آپس میں وہی تعلق ہے جو بیج کا پورے پکے ہوئے پھل کے ساتھ ہے۔ اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ایمان اور نیک اعمال کے سلسلے میں پولس اور یعقوب رسول میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا (یعقوب ۲: ۱۴-۲۶؛ رومیوں ۴: ۱-۱۲)۔ پولس رسول اس معاملے کو خدا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا کی نظر میں ہم راستباز ٹھہرائے گئے ہیں اور اس میں ہمارے نیک اعمال کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یعقوب رسول اس سارے معاملے کو انسان کی نظر سے دیکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ ہم انسان کی نظر میں اعمال سے راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں نہ کہ صرف ایمان سے (یعقوب ۲: ۲۴)۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ ہمارے نیک اعمال ہمارے ایمان کی شہادت دیتے ہیں۔ بالآخر ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایمان اپنی ذات میں کچھ نہیں۔ صرف ایمان نجات نہیں دیتا بلکہ حقیقی اور قادر نجات دہندہ یسوع مسیح پر ہی ایمان نجات دیتا ہے۔ جیسے ایک ڈوبتا ہوا شخص مدد کے لئے اپنے ہاتھوں کو بڑھائے اور ایک ایسا شخص ہو جو اُس سے زیادہ مضبوط ہو جو اُس کو تھام کر موت کے منہ سے آزاد کرالے، ویسے ہی جب ہمارا ایمان مسیح تک پہنچتا ہے تو وہ ہمیں نجات بخشتا ہے۔ یہ ایمان ہمیں اُن کے ساتھ ایک کردیتا ہے جن میں ہمیشہ رہنے والی ابدی زندگی ہے۔

مسیح یسوع کی زندگی:۔ دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی۔

مشارکی عمل:۔ جادو، بُت پرستی اور توہمات کی دنیا کے ایک عمل کے لئے دورِ حاضرہ کی ایک اصطلاح۔ اس عمل کے مطابق ایک حلقہ میں بعض باتیں کرنے سے کسی دوسرے مماثل حلقہ میں اس کا اثر رونما ہوتا ہے، اگرچہ ظاہری طور پر ان دو حلقوں میں کوئی مادی واسطہ معلوم نہیں ہوتا۔ مثلاً جادوگری میں کسی شخص کا پُتلا بناتے ہیں اور اُس میں سوئیاں چبھوتے ہیں۔ جادوگروں کا دعویٰ ہے کہ اگر عمل صحیح کیا جائے تو جس شخص کا پُتلا بنایا گیا ہے وہ اُسی طرح تکلیف اور درد میں مبتلا ہوگا جس طرح پُتلا تکلیف میں ہے (دیکھئے جادو اور جادوگری ۳)۔

اسی طرح طبِ کاذب کے اطباء کا خیال ہے کہ بکرے کے جسم کا جو حصہ کھایا جائے، انسان کے اُسی حصے کو تقویت ملتی ہے۔ مثلاً مغز کھانے سے دماغ تیز ہوتا ہے اور دل کھانے سے دل کو تقویت ملتی ہے۔ بائبل میں اس کی مثال شاید ★ مردم گیاہ کی ہے۔ اس پودے کی جڑ آدمی کی مانند ہوتی ہے۔ خیال تھا کہ اس کے استعمال سے بانجھ عورت کے بچّہ پیدا ہوجاتا ہے۔

مشارکی عمل کی شاید ایک اور مثال لابن کی چھیلی ہوئی چھڑیوں کے استعمال کی ہے کہ کس طرح ان کو دیکھنے سے بکریوں کے دھاریدار، چتلے اور ابلق بچّے پیدا ہوئے۔ نیز دیکھئے جادو اور جادوگری ۴ ب۔

مشائخ:۔ شیخ کی جمع الجمع۔ شیخ، شیوخ اور مشائخ۔ بزرگ لوگ۔ یہ بائبل میں صرف دو مرتبہ استعمال ہوا ہے (پیدائش ۵۰: ۷)۔ یہ عبرانی لفظ زاقین کا ترجمہ ہے۔ باقی جگہ پرانے عہدنامہ میں اس کا ترجمہ بزرگ کیا گیا ہے۔ دیکھئے بزرگ۔

مُشتری۔ جد:۔ یہ ایک سیارے کا اور ایک کنعانی دیوتا کا نام ہے۔ اسے خوش قسمتی کا سیارہ یا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح ایک اور سیارہ یعنی زُہرہ کو بھی خوش قسمتی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ عربی میں ان دو سیاروں کو السعد الاکبر اور السعد الاصغر یعنی سعادت کا بڑا اور چھوٹا سیارہ کہا جاتا ہے۔

مُشتری اور زُہرہ کا ذکر یسعیاہ ۶۵: ۱۱ میں آتا ہے۔ بنی اسرائیل نے خدائے برحق کو چھوڑ کر کنعانی دیوتاؤں کی پرستش شروع کر دی تھی۔ یہ دیوتا قسمت اور تقدیر کے دیوتا مانے جاتے تھے۔ عبرانی میں جہاں لفظ جد اور مِنات ہیں جنہیں کیتھولک ترجمہ میں جُوں کا توں رکھ دیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں عربی کے ہم معنی لفظ

مُشتری اور زُہرہ استعمال کئے گئے ہیں۔

جَدّ، عبرانی یا کنعانی زبان میں قسمت کے معنی رکھتا ہے (دیکھئے پیدائش ۳۰: ۱۱؛ نیز مقابلہ کریں عربی کا الجَدّ = خوش قسمتی)۔

مَنَّات تقدیر کا دیوتا تھا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اہلِ عرب عہدِ جاہلیت میں اسی نام کے ایک بُت یعنی مَناۃُ کی پرستش کرتے تھے (قرآن ۵۳ [النجم]: ۲۰)۔

لفظ منا کے بنیادی معنی حساب کرنا ہیں (دانی ایل ۵: ۲۶) اور قسمت بھی تقدیر کا حساب ہے (قسمت = تقسیم، حصّہ)۔ بنی اسرائیل بجائے خدا پر توکل کرنے کے ان قسمت اور تقدیر کے دیوتاؤں پر تکیہ کرتے تھے۔ اُردو ترجمہ میں یسعیاہ ۶۵: ۱۱، ۱۲ کی رعایتِ لفظی فوت ہوگئی ہے جو عبرانی متن میں خوبصورتی سے ادا کی گئی ہے۔ وہ کچھ یوں ہے:

"لیکن تم خداوند کو ترک کرتے اور اس کے کوہِ مُقدّس کو فراموش کرتے اور "قسمت" کے لئے دسترخوان چُنتے اور "تقدیر" کے لئے شرابِ مخروج کا جام پُر کرتے ہو۔ اس لئے تمہاری قسمت تلوار کے حوالے ہونی ہوگی اور تمہاری تقدیر میں ذبح ہونا ہوگا۔ نیز دیکھئے فلکیات۔

مشرق۔ پورب:۔ سورج طلوع ہونے کی سمت۔ یہودیوں کے لئے اس کی خاص اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ خیمۂ اجتماع کا دروازہ مشرق میں کھُلتا تھا (خروج ۳۸: ۱۳، ۱۴)۔

لفظ اہلِ مشرق اکثر پرانے عہدنامہ میں استعمال ہُوا ہے (قضاۃ ۶: ۳؛ ۷: ۱۲؛ ایوب ۱: ۳ وغیرہ)۔ یہ فلسطین کے مشرق میں رہنے والے باشندوں کا حوالہ تھا۔ مجوسی بھی مشرق سے آکر یہودیوں کے بادشاہ کی تلاش میں یروشلیم پہنچے تاکہ خداوند یسوع کو تحفے پیش کریں۔

مِشعام:۔ الفعل کا بیٹا۔ ایک بنیمینی جس نے دیہات آباد کئے (۱۔ تواریخ ۸: ۱۲)۔

مَشک ۔ مشکیزہ:۔ سِلی ہوئی کھال جس میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں (پیدائش ۲۱: ۱۹)۔ چھوٹی مشک کو مشکیزہ کہتے ہیں۔ اس میں دودھ بھی رکھتے جس سے دہی بھی بنتی اور ہلانے سے مکھن بھی الگ ہوجاتا تھا (قضاۃ ۴: ۱۹؛ ۵: ۲۵)۔ مشکوں اور مشکیزوں میں مَے بھی رکھی جاتی تھی (یشوع ۹: ۴)۔ نئی مَے میں جب خمیر اُٹھتا تھا تو پرانی مشکیں پھٹ جاتیں اور مَے بہہ جاتی تھی۔ اس لئے نئی مَے نئی مشکوں میں بھرتے تھے۔ یہاں خداوند مسیح کا اشارہ فضل کی نئی تعلیم کی طرف ہے۔ مسیح کی نئی تعلیم موسیٰ کی توریت کی پرانی مشک میں بھری نہیں جاسکتی (متی ۹: ۱۷؛ مرقس ۲: ۲۲؛ لوقا ۵: ۳۷)۔ نیز دیکھئے سقا۔

نئی مشک میں بھی اگر نکلنے کا راستہ نہ ہو تو وہ بھی پھٹ سکتی تھی الیہو ایوب کو اسی کی مثال دے کر اپنی رائے دینے کے اشتیاق کو ظاہر کرتا ہے (ایوب ۳۲: ۱۹)۔ مشک کو اگر بے احتیاطی سے رسوئی میں لٹکا دیا جائے تو دھوئیں سے وہ سوکھ کر سکڑ جاتی اور بے ڈھنگی ہوجاتی ہے۔ زبور نویس کا اشارہ اسی کی طرف ہے (۱۱۹: ۸۳)۔ ایوب ۳۸: ۳۷ میں پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو آسمان کی مشکیں کہا گیا ہے۔ بعض مشرقی ملکوں میں کسی کی موت پر ماتم کرتے ہوئے آنسو اکٹھے کر لیتے اور انہیں لاش کے ساتھ دفن کر دیتے تھے۔ زبور ۵۶: ۸ میں شائد اسی قسم کی رسم کی طرف اشارہ ہے۔ جو پانی بھرتے تھے یعنی ماشکی اُنہیں استثنا ۲۹: ۱۱ میں سقا کہا گیا ہے۔

مشکیل۔ مسکیل:۔ (عبرانی = "توجہ سے"، "سمجھ کر")۔ یہ ایک عبرانی لفظ ہے جو زبور ۳۲، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۷۴، ۷۸، ۸۸، ۸۹ اور ۱۴۲ کی سرخیوں میں لکھا ہُوا ہے۔ اس کے صحیح معنی نامعلوم ہیں لیکن خیال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ مزمور گیان دھیان کی نظم ہے۔

مِشماع:۔ ۱۔ اسمٰعیل کا ایک بیٹا۔ وہ اپنے قبیلے کا سردار تھا (پیدائش ۲۵: ۱۴؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۳۰)۔

۲۔ بنی شمعون میں سے مِبسام کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۵)۔

مِشنہ:۔ دیکھئے تلمود۔

مِشنہ:۔ اُردو ترجمہ میں یروشلیم کے ایک محلے کا نام جو عبرانی سے لیا گیا ہے۔ یہ اسم معرفہ نہیں ہے۔ مراد یروشلیم کا دوسرا حصّہ ہے (عربی کے لفظ ثانی کی طرح عبرانی کے لفظ کا مطلب "دوسرا" ہے)۔ کیتھولک ترجمہ میں "دوسرے حصّے" ہی استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھئے ۲۔ سلاطین ۲۲: ۱۴ اور صفنیاہ ۱: ۱۰۔ یہ محلہ غالباً ★ مچھلی پھاٹک کے قریب تھا۔

مُشیر:۔ مشورہ دینے والا۔ صلاح کار۔ اردو ترجمہ میں یہ مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ ہے۔ ایک عبرانی لفظ یوعص ہے جس کا ترجمہ مشیر (یسعیاہ ۹: ۶) اور صلاح کار (امثال ۲۶: ۶ ب) کیا گیا ہے۔ یسعیاہ ۹: ۶ میں اس کا المسیح کے لقب کے طور پر استعمال نہایت دلچسپ ہے جہاں انہیں عجیب مشیر کہا گیا ہے۔ "عجیب" پر زور اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی سلطنت کو عدالت اور صداقت سے اس طرح چلائیں گے کہ وہ ابد تک سلامتی سے قائم رہے گی۔

نئے عہدنامہ میں یہ لفظ ارمتیہ کے یوسف کے لئے استعمال

کیا گیا ہے کیونکہ وہ یہودی صدر عدالت کا رُکن تھا۔ (مرقس ۱۵ : ۴۳ ؛ لوقا ۲۳ : ۵۰)۔ نیز دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۷

مشیزبیل۔ مشیزب ایل:۔ (عبرانی = خدا مخلصی دیتا ہے)۔
۱۔ مسلام کا پوتا (نحمیاہ ۳ : ۴)۔
۲۔ ایک شخص جس نے نحمیاہ اور اُس کے ساتھیوں کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰ : ۲۱)۔
۳۔ یہوداہ کی اولاد سے ایک شخص (نحمیاہ ۱۱ : ۲۴)۔

مصالحے:۔ اُردو میں مسالے بھی لکھا جاتا ہے۔ مشرقِ قریب کے لوگ ہمیشہ سے خوشبودار نباتاتی اشیاء کی بڑی قدر کرتے رہے ہیں اور اُنہیں بطور بدنی زیبائش استعمال کرتے ہیں۔ مؤرخین کے مطابق پہلے پہل مصالحہ جات کی تجارت کرنے والے قافلوں ہی نے اُن راستوں کو کھول دیا جو بعد میں شمالی ہند، اکاد اور مصر کے درمیان تجارتی شاہراہیں بن گئے۔ ان راستوں کا ثقافتی زندگی پر بہت اثر پڑا۔ اگرچہ ہندوستان اور مسوپتامیہ سے کئی قسم کے مصالحے برآمد کئے جاتے تھے تاہم زیادہ مصالحہ جات مُلک کے اندر ہی پیدا ہوتے تھے۔ پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں مصالحہ جات کی تجارت کو فلسطین میں کافی تحفظ دیا گیا تھا۔ سلیمان بادشاہ نے ان کی درآمد پر محصول لگا کر ملکی آمدنی میں بھی اضافہ کیا اور مقامی تجارت کی بھی حفاظت کی۔ بعض مصالحے کھانے پکانے میں استعمال ہوتے تھے مثلاً زیرہ، اجوائن، دارچینی، پودینہ وغیرہ۔ مَے میں بھی خوشبودار مصالحے ملائے جاتے تھے (غزل الغزلات ۸ : ۲۔ نیز دیکھئے گیتھوں کا ترجمہ)۔ مَسح کے خوشبودار پاک تیل میں مُر، اگر، مصطکی، لون وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا (خروج ۳۰ : ۳۴) جبکہ تج، عود، سُنبل وغیرہ کو بطور حسن افروز ضماد کے استعمال کیا جاتا تھا (قب آستر ۲ : ۱۲؛ غزل الغزلات ۴ : ۱۴؛ مرقس ۱۴ : ۳؛ یوحنا ۱۲ : ۳)۔

دفنانے سے پہلے ان خوشبودار مصالحوں کو، خاص کر مُر اور عود کو، کفن کے کپڑوں میں بھر دیتے تھے (یوحنا ۱۹ : ۳۹) یا بعض مرتبہ خوشبودار چیزوں اور عطر کو بطور دافعِ تعفن استعمال کرتے تھے (لوقا ۲۳ : ۵۶)۔

مصر:۔ "مصر دریائے نیل کی بخشش ہے"۔ یہ کلاسیکی بیان ہیکاتوس Hecateus کا ہے جسے ہیرودتس Herodotus نے دھرایا۔ یہ حقیقی حالات کی عکاسی کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ مصر اِس عظیم دریا کو کتنی وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دریائے نیل سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا خشک پہاڑیوں اور افریقہ کے شمال مشرقی صحرا میں سے گذرتا ہوا ڈیلٹا اور دریا کی تمام وادی میں زرخیز مٹی بچھاتا جاتا ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے دریا کا ہر سال اپنے کناروں سے باہر بہہ نکلنا، زمین کے لئے بڑی اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اس طرح وہ زمین کو سیراب کرتا اور نئی زرخیز مٹی اور کھاد مہیا کرتا۔ اس کا پانی پینے (خروج ۷ : ۱۸، ۲۱، ۲۴؛ زبور ۷۸ : ۴۴)، نہانے (خروج ۲ : ۵) اور آبپاشی (استثنا ۱۱ : ۱۰) کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ سفر اور تجارت کا سب سے بڑا ذریعہ تھا کیونکہ شمالی تیز ہوا جنوب کو جاتے ہوئے جہازوں کو بہاؤ کے خلاف چلانے میں بڑی مدد کا باعث بنتی تھی۔

دریائے نیل میں ہر سال معین وقت پر طغیانی آنے کے باعث کاشتکاری کے ایک جدول پر عمل کیا جاتا تھا، اور دریائے نیل کے چڑھنے اور شعرائے یمانی یا کلب الجبار کے اُفق پر ۱۹ جولائی کو نمودار ہونے میں اتفاق، ۱۴۶۰ سال کے کیلنڈر کی اکائی کی بنیاد تھا جسے شعرائے یمانی دَور کہا جاتا تھا۔ ۳۶۵ دن کے مصری کیلنڈر میں اصل کیلنڈر سے دن کا چوتھا حصہ کم تھا تو بھی اسے یونہی چلنے دیا جاتا۔ چنانچہ ۱۴۶۰ سال کے بعد نئے سال کا دن پورے سال کا چکر کاٹ کر پھر شعرائے یمانی کے نمودار ہونے اور طغیانی کے وقت پر آجاتا تھا۔ اس دَور اور اس کے بارے میں تواریخی ریکارڈ میں تاریخوں کے جاننے سے مصری کیلنڈر کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

دریائے نیل پر لوگوں اور زمین کے انحصار کے باعث اہلِ مصر نیل کو دیوتا تصور کرنے لگے۔ یہ دریا دنیا کا سب سے طویل دریا ہے جو استوائی افریقہ کے اپنے منابع سے نکل کر چار ہزار میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے اپنے دہانہ پر کئی شاخوں میں تقسیم ہو کر بحیرۂ روم میں گر جاتا ہے۔ سفید نیل اصل دریا ہے جس میں مشرق سے معاون ندیاں جو ایتھوپیا کی پہاڑیوں سے نکلتی ہیں مل جاتی ہیں۔ ازرق نیل خرطوم کے مقام پر اس میں شامل ہوتا ہے۔ مزید شمال میں وہ وقفے وقفے کے بعد اپنے پانی کو نیل میں ڈال دیتا ہے۔ اس سنگھم سے آگے ۱۵۰۰ میل تک نیل کسی معاون ندی کے بغیر ہی سمندر میں گر جاتا ہے۔ اسوآن کے جنوب سے آگے سخت پتھروں کی چھ آبشاریں ہیں جو دریا کے تند و تیز بہاؤ کو روکتی ہیں۔ یہ دریا طرح طرح کی رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا بہتا ہے اور فوجی نقل و حرکت میں رکاوٹ کا کام دیتا ہے۔ اسوآن سے قاہرہ کا فاصلہ چھ سو میل سے کچھ کم ہے۔ قاہرہ سے آگے تقریباً ۱۲۵ میل طویل اور ۱۱۵ میل چوڑا ڈیلٹا پھیلا ہوا ہے۔

بالائی اور نشیبی مصر کی تقسیم مصری قوم کے ایک بننے سے پیشتر کی ہے۔ نشیبی مصر میں ڈیلٹا اور جنوب کی طرف وادی کا چھوٹا سا حصہ شامل ہے جبکہ اسوآن کی طرف وادی کا باقی حصہ بالائی مصر کہلاتا ہے۔ یہ علاقے انتظامی اکائیوں میں مزید تقسیم کئے گئے ہیں جو یونانیوں کے زمانہ میں نومز nomes کہلاتے تھے۔ یہ نشیبی مصر میں ۲۲ اور اُس کے جنوبی حصے میں ۲۰ ہیں۔ مصر کے جنوب اور جنوب مشرق میں صحرائے

نو، مغرب کی طرف لیبیا اور صحارا کا صحرا اور مشرق کی طرف صحرائے عرب ہے۔ عام طور پر وادی پر حملے نہیں ہوا کرتے تھے۔ حملوں کا سب سے بڑا خطرہ ڈیلٹا کے کناروں پر تھا، تاہم یہاں کی گھاٹیاں اور آب و ہوا حملہ آور فوجوں کے لئے رکاوٹ تھیں۔ شمال مشرقی سرحد پر جو ایشیا کے سامنے ہے، حملہ آوروں کو روکنے کے لئے قلعہ بندیاں اور چوکیاں قائم کی گئی تھیں۔ اس طرح کے حفاظتی اقدامات کے باعث ملک اپنی تہذیب و تمدن میں ترقی کرنے کے لئے قدرے محفوظ اور آزاد تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ دوسری قوموں کے ساتھ اشیاء اور خیالات کا تبادلہ بھی آزادی سے کرتا تھا۔

ملک کی آب و ہوا اور خاص طور پر لوگوں کے عقائد آثارِ قدیمہ کے لئے بڑی مدد کا باعث بنے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مصر آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے لئے نہایت عمدہ علاقہ ہے۔ برسات اور پالے کی کمی، باقیات کو ڈھانکنے کے لئے ریت کی بہتات اور یادگار عمارتوں کو تعمیر کرنے کے لئے پتھروں کا بہتات سے استعمال بہت مددگار عناصر ہیں۔ تہذیب و تمدن کے مورخین کے لئے تدفین کی رسم کافی مدد کا باعث بنی ہے کیونکہ ابھری ہوئی سنگ تراشی، مقبروں کا فرنیچر، نمونے اور تحریرات قدیم زمانہ کی روزمرّہ کی زندگی کے متعلق بہت کچھ بتاتی ہیں۔

اِس کا نام

اسرائیلی مصر کو **مصرایم** کہتے تھے۔ یہ ایسی اصطلاح ہے جس کے اشتقاق کا علم نہیں۔ مصری خود بھی اپنے ملک کو مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے۔ عام طور پر اسے "دو زمینوں کا ملک" کہا جاتا تھا۔ جس کا بالائی اور نشیبی مصر کے اتحاد سے ایک قوم بننے کی طرف اشارہ تھا۔ مصر کو **دیشریت** (سرخ زمین یعنی صحرا کا بنجر علاقہ) کے مقابلہ میں وادی کی زرخیز زمین کی نسبت سے **کیمیت** یعنی کالا ملک بھی کہتے تھے۔

مذہب

قدیم مصر کا مذہب بڑا وسیع اور پُرپیچ موضوع ہے۔ یہاں کا مذہبی لٹریچر متضاد بیانات کی کھچڑی ہے جسے سمجھنا آسان نہیں۔ ہم اسے مشرکانہ مذہب کہہ سکتے ہیں جس میں مختلف اہمیت کے متعدد مقامی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ ان بیشمار دیوتاؤں کی فہرست بنانا ناممکن ہے۔ ان میں سے صرف سات کے متعلق بیان کریں گے: اسیرس **Osiris** اور اسیس **Isis** جب یونان اور روما کے اسراری مذاہب نے انہیں اپنایا تو یہ بہت مشہور ہوئے۔ را **Ra** ایک سورج دیوتا جسے پانچویں خاندان نے اپنایا۔ ہورس **Horus** ایک اور سورج دیوتا جو اسیرس اور اسیس کا بیٹا تھا۔ ست نے **Set** اسیرس اور ہورس کا رقیب۔ امون رے **Amon-Re** جو سلطنت کا دیوتا بن گیا۔ پتح **Ptah** میمفس کا دیوتا اور خنوم **Khnum** الفنطینے کا دیوتا۔ اخناتون (امن ہوتپ چہارم) نے کوشش کی کہ مصر کے مذہب کا رُخ بدل کر سورج دیوتا اتون **Aton** کو اول اہمیت دی جائے۔ کئی علماء اس میں ایک ہی خدا کو ماننے کا رجحان دیکھتے رہے۔ اس اعتقاد پر اسرائیلی اثر کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ اس کی یہ جدت زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکی اور تھیبس کے مقام پر امون دیوتا کے پجاریوں نے اس کو ختم کرنے سے اخناتون پر سیاسی اور مذہبی فتح حاصل کی۔ مصر کے زیادہ تر مذہبی لٹریچر کا تعلق موت سے ہے، اور موت میں اُن کی یہ بڑھی ہوئی دلچسپی، زمینی زندگی کو ابدیت میں بدلنے کی ایک بے فائدہ کوشش تھی۔ بائبل میں اس مصری تصوّر کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔ پرانے عہدنامہ میں موت کے بعد کی زندگی کے متعلق بھی غالباً اسی وجہ سے بہت کم بتایا گیا ہے کہ کہیں اسرائیلی بھی اس پھندے میں نہ پھنس جائیں۔ مصری تہذیب کا اسرائیلی مذہب پر اثر نہ ہونے کے برابر تھا۔ اگرچہ بعض اوقات کچھ اسرائیلی مصری دیوتاؤں کی پرستش کرنے کے مرتکب ہوئے تو بھی اس قسم کے واقعات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

تاریخ

مصر کی عام زندگی میں شاہی خاندانوں سے پہلے کے زمانہ کی تہذیبوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ نیز شاہی خاندانوں کے زمانہ سے پیشتر کے آخری زمانہ میں بھی مسوپتامیہ کی تہذیب کے اثر کی بڑی دلچسپ شہادتیں ملتی ہیں۔ اسی زمانہ میں★ تصویری خط کا آغاز ہوا اور یہیں سے تاریخی زمانہ کی ابتدا بھی ہوئی۔ مصر کی سیاسی تاریخ لکھنے کے لئے جو مواد استعمال ہوا وہ بادشاہوں کی فہرست (جیساکہ ابیدوس **Abydos** اور کرناک **Karnak** کے مندروں، ساکارہ **Sakharah** کے مقبرے، تورین **Turin** کے نسخوں اور پلرمو **Palermo** کے پتھر پر تحریر ہے) اور وہ متعدد تاریخی مندرجات ہیں جن کا تعلق ان بادشاہوں اور عام آدمیوں سے ہے جو تاریخ سازی میں سرگرم عمل تھے۔ سب سے پہلے شاہی خاندانوں کی تاریخ کاہن مورخ مینی تھو **Manetho** نے لکھی تھی جس نے مصری تاریخ کو مینیز **Menes** سے سکندر تک ۳۱ شاہی خاندانوں میں تقسیم کیا۔ مصر کے تاریخ نویسوں نے ان خاندانوں کے تاریخی زمانہ کو ایک معیاری ترتیب کے مطابق بیان کیا ہے۔ ایک مختصر خاکہ درجِ ذیل ہے:

ابتدائی زمانہ

پہلا اور دوسرا خاندان ۳۱۰۰-۲۷۰۰ ق م ۔ مینتھو کی روایت کے مطابق متحدہ مصر کا پہلا بادشاہ مینیز تھا جو بالائی مصر میں تھنیس Thinis سے آیا تھا۔ اُس نے دونوں حصّوں کو متحد کیا اور تقریباً ۳۲۰۰-۳۱۰۰ ق م میں میمفس Memphis میں اپنا دارالحکومت قائم کیا۔ بعض علماء مینیز کو نارمر Narmer یا آہا Aha بتاتے ہیں۔ اس زمانہ کے شاہی مقبرے ساکارہ Sakharah اور ابیدوس Abydos میں ملے ہیں۔

قدیم بادشاہت

تیسرے سے چھٹے خاندان تک ۲۷۰۰-۲۲۰۰ ق م ۔ یہ مصری تاریخ میں بڑا اہم زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں فنونِ لطیفہ مضبوطی سے جڑ پکڑ چکا تھا اور غالباً اطلاقی سائنس کی بنیاد بھی رکھی جا چکی تھی۔ تیسرے خاندان کے زمانہ میں ساکارہ میں دنیا کا سب سے پہلا پتھروں کا زینے دار مخروطی مینار step pyramid of Djoser تعمیر ہوا۔ اس مینار کا معمار امہوتپ Imhotep دیگر شعبہ جات میں بھی ماہر و مشہور تھا۔ چوتھے خاندان کا زمانہ مخروطی مینار pyramid تعمیر کرنے کا زمانہ تھا۔ اُس وقت گیزا Giza میں خوفو Khufu خفرے Khafre اور میسکرینوس Mycerinos کے مخروطی مینار تعمیر کئے گئے۔ پانچویں اور چھٹے خاندان نے اپنے مخروطی مینار ساکارہ میں تعمیر کئے۔ انہی پہ مذہبی تحریریں کندہ ہیں جنہیں پیرامڈ ٹیکسٹ Pyramid Text کہا جاتا ہے۔

پہلا وسطی زمانہ

ساتویں سے گیارہویں خاندان تک ۲۲۰۰-۲۰۵۰ ق م ۔ یہ زمانہ کمزوری اور افراتفری کا تھا۔ ساتواں اور آٹھواں خاندان میمفس میں، نواں اور دسواں ہیرک لیوپلس Herakleopolis میں اور گیارہواں تھیبس میں تھا۔ اُس وقت جو لٹریچر تخلیق ہوا وہ مایوس زمانوں کی پیداوار تھا۔

وسطی بادشاہت

بارہواں خاندان، ۲۰۵۰-۱۸۰۰ ق م ۔ یہ زمانہ مصری تاریخ میں ایک، اور عروج کا زمانہ ہے۔ اس میں فنونِ لطیفہ اور فنِ تعمیر کو خوب، فروغ ملا۔ اس زمانہ میں مذہبی ادب میں کفن کے مضامین اور شاہی حقوق کو "انصاف، حق" پر زیادہ زور دیتے ہوئے جمہوری بنانے کا رجحان بھی ملتا ہے۔ بادشاہ کو عوام کا "چرواہا" کہا جاتا تھا۔

دوسرا وسطی زمانہ

خاندان ۱۳-۱۷، ۱۸۰۰-۱۵۸۰ ق م ۔ یہ زمانہ مصر کے لئے تاریکی کا ایک اور دور تھا۔ تیرہویں اور چودہویں خاندان میں غیر اہم بادشاہ تھے۔ پندرہواں اور سولہواں خاندان ہیخسوس کا خاندان کہلاتے ہیں۔

نئی بادشاہت

اٹھارہویں سے بیسویں خاندان تک، ۱۵۸۰-۱۰۹۰ - یہ زمانہ مصری سامراجی خواہشات کی تکمیل کا زمانہ تھا۔ اس دور کے مشہور بادشاہ حسبِ ذیل تھے:

۱۸ویں خاندان کا ہاتشبسوت Hatshepsut ایک ملکہ جس نے پنت Punt کو جہاز بھیجے اور دیر البحری Deir el Bahri میں ایک بہترین گورستان کا مندر تعمیر کیا، توتمس سوم جو ایک زبردست جنگجو اور ایک قابل منتظم تھا اور امن ہوتپ سوم ایک شاندار اور فضول خرچ بادشاہ جس نے خود اور اُس کے جانشین اخناتون نے جو مذہبی جدت پسند تھا فلسطین اور شام کی مدد کی اپیل کو نظر انداز کر دیا (تل العمرنا کی تختیاں)۔ ۱۹ویں خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ رعمسیس دوم تھا جو ایک معمار، مجدّد اور سنگتراش تھا۔ ۲۰ویں خاندان۔ ۲۰ویں خاندان کا رعمسیس سوم تھا قبائل کو شکست دی۔

زوال کا زمانہ

۲۱واں تا ۲۵واں خاندان ۱۱۵۰-۶۶۳ ق م ۔ اس زمانہ میں مصر "مسلا ہوا سرکنڈا" تھا۔

سیتی Saite کا زمانہ (خاندان ۲۶، ۶۶۳-۵۲۵ ق م)۔ اس زمانہ میں تھوڑے عرصے کے لئے بحالی ہوئی۔ اس میں نکوہ Necho اور اپریز Apries (بائبل کا نام حفرع ہے، یرمیاہ ۴۴: ۳۰) شامل تھے۔ مصر پر پہلے اسوریوں نے قبضہ کیا اور پھر وہ فارس کے تسلّط میں چلا گیا۔ ۲۷واں تا ۳۰واں خاندان، ۵۲۵-۳۳۲ ق م)۔ سکندرِ اعظم کی آمد سے شاہی خاندانوں اور مقامی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ سکندرِ اعظم کی موت کے بعد (۳۲۳ ق م) مصر پر بطلیمی حکومت کرتے رہے اور پھر ۳۱ ق م میں رومیوں نے اسے اپنا صوبہ بنا لیا۔

مصر اور بائبل

اسرائیلیوں کے نزدیک مصر ایک معمہ، تضادات کی سرزمین اور ایسا ملک تھا جس سے وہ نفرت کرتے لیکن ساتھ ہی اُس کی عزت بھی کرتے تھے۔ جب زبور نویس خروج کے دنوں کی طرف پلٹ کر دیکھتا ہے تو وہ مصریوں کو "اجنبی زبان والی قوم" کہتا ہے (زبور ۱۱۴: ۱)۔ یہ ایک ایسا بیان ہے جس سے موجودہ زمانہ کے بھی اکثر لوگ اتفاق کرتے ہیں۔ اگرچہ غلامی کے زمانہ میں مصر اسرائیلیوں کے لئے مصائب کی بھٹی تھا تو بھی وہ فرعونی حکومتوں کی قوّت سے اس قدر مرعوب تھے کہ

یہوداہ میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو مصر کے "مسلے ہوئے سرکنڈہ" (اسوری مصر کو ازراہِ تمسخر مسلا ہوا سرکنڈہ کہتے تھے - دیکھئے ۲-سلاطین ۱۸: ۲۱؛ یسعیاہ ۳۶: ۶) بننے کے بعد بھی اُس کی طرف مدد کیلئے دیکھتے تھے - مصر نہ صرف ایک ناقابلِ اعتماد اتحادی تھا بلکہ اسرائیلیوں کے دشمنوں کی پناہ گاہ بھی تھا - مصر کے ذریعہ بھی کئی مرتبہ اسرائیلیوں میں ارتداد کی وبا پھیلی - بائبل میں مصر کو سریع الزوال زمینی سسٹم سے جسے "دنیا" کہا گیا ہے تشبیہ دی گئی ہے - ایک موقع پر اُسے سدوم اور باغی یروشلیم کا تشبیہً مترادف قرار دیا گیا (مکاشفہ ۱۱: ۸) -

تاہم مصر مشرقِ قریب کے اناج کا ذخیرہ خانہ تھا اور کئی صدیوں تک عالمگیر قوت بنا رہا - یہاں سے بھوکے فلسطینیوں کو خوراک مہیا کی جاتی اور خانہ بدوش قبیلوں کو اس کی سرحد عبور کرنے اور اس کے زرخیز ڈیلٹا میں مواشی چرانے کی بھی اجازت تھی - یوسف جانتا تھا کہ اُسے خدا کی مرضی کے مطابق مصر میں فروخت کیا گیا ہے (پیدائش ۴۵: ۵-۹)، اور خدا نے یعقوب کو مصر جانے کی ہدایت کی (پیدائش ۴۶: ۳-۴) -

بائبل کے ابتدائی حوالوں میں حام کے بیٹے مصر کا ذکر ہے (پیدائش ۱۰: ۶) - ابرہام کا مصر کو سفر ایک بڑا مشہور واقعہ ہے - پیدائش ۱۲: ۱۰ سے ظاہر ہے کہ قحط کے زمانہ میں فلسطینی قدرتی طور پر مصر کی طرف دیکھتے تھے - بنی حسن میں خنم ہوتپ دوم Khnumhotep کے مقبرے کی دیوار پر بنی ہوئی مشہور تصویروں میں ایشیائی لوگوں کے ایک گروہ کو مصر میں تجارت کرتے (ور ابرہام کے مصر میں داخلے کے کئی پہلوؤں کو دکھایا گیا ہے - غالباً ابرہام کا بادشاہ کے سارہ میں دلچسپی لینے کے بارے میں غدشہ حقیقی تھا لیکن بادشاہ کے اس رویہ کی مصری ادب میں کوئی شہادت نہیں ملتی -

مصر اور بائبل کے سب سے قریبی تعلقات کو یوسف کے بیان اور اسرائیلیوں کی مصر میں زندگی اور خروج میں دیکھا جا سکتا ہے (پیدائش ابواب ۳۷، ۳۹-۵۰؛ خروج ابواب ۱-۱۵) - چند بڑے دلچسپ واقعات درجِ ذیل ہیں: یوسف کی قبا (پیدائش باب ۳۷)، فوطیفار مصری (باب ۳۹)، فوطیفار کی بیوی (۳۹: ۶-۱۸)، سیاسی مجرموں کے لئے قید خانہ (۳۹: ۲۰)، ساقی اور نان پز کے فرائض، مصر میں خواب، انگور کی کاشت (باب ۴۰)، چوپائے اور نیل، اناج کی کاشت (باب ۴۱)، حجامت بنوانا (۴۱: ۱۴)، پوربی ہوا (۴۱: ۲۷)، ٹیکس (۴۱: ۳۴)، سونا (۴۱: ۴۲)، رتھ (۴۱: ۴۳)، اون (ہیلیو پولس) کا پجاری (۴۱: ۴۵)، مصری نام، مصر بطور اناج کا ذخیرہ خانہ (۴۱: ۵۷)، فال کھولنا (۴۴: ۵)، جشن کا علاقہ (باب ۴۷)، مصری کہانت (۴۷: ۲۲) اور حنوط کاری اور تدفین کی رسومات (باب ۵۰) -

خروج باب ۱ میں بھٹوں کا کام، کھیتوں میں کام اور دایہ گری کو دیکھا جا سکتا ہے - باب ۲ میں دریائے نیل کے بارے میں حوالے دلچسپی کا باعث ہیں - معجزوں اور آفتوں کے بارے میں بیان مصری زندگی کے متعلق قریبی علم اور فطرت اور معجزے میں تعلق کے مطالعہ کا موقع فراہم کرتا ہے - خروج ۱۱: ۲ میں چاندی اور سونے کے زیور مانگنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری دھات کے کام میں بڑے ماہر تھے - مصریوں کا بھاگتے ہوئے اسرائیلیوں کا پیچھا کرنے (خروج ۱۴: ۱۰، ۲۳) کی مشابہت اُن تصویروں میں دیکھی جا سکتی ہے جن میں بادشاہوں کو جنگ کرتے دکھایا گیا ہے - مصر میں قبروں کا افسوسناک حوالہ (۱۴: ۱۱) ہمیں اُن وسیع قدیم قبرستانوں کی یاد دلاتا ہے جو ریگستانوں کے کناروں پر پائے جاتے تھے - اگرچہ اُس وقت اسرائیلی مصری علاقے میں نہیں تھے اور ان کی پہنچ سے باہر تھے تو بھی وہ جلد ہی سنہری بچھڑے کی پرستش کرنے لگے (خروج باب ۳۲) - یہ اُسی قسم کی سانڈ کی پرستش تھی جو میمفس Memphis اور مصر کے دوسرے شہروں میں کی جاتی تھی - اسرائیلی مصر کے کھانوں مثلاً مچھلی، کھیرے، گندنے، پیاز اور لہسن کو بھی یاد کرتے تھے جنہیں وہ قوت بہم پہنچانے کا ذریعہ سمجھتے تھے (گنتی ۱۱: ۵-۶) - قاضیوں کے زمانہ میں فلسطین کے کوہستانی ملک کو مصریوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا - ۱۱۰۰ ق م میں مصری طاقت کم ہو چکی تھی - بحیرۂ روم کے ساحلی علاقے کے ممالک مصری قوت سے بہت کم خائف تھے -

اس کمزوری کے ساتھ مصر کے سابقہ ایشیائی مقبوضات میں ایک پُرجوش قوم پروان چڑھ رہی تھی - جب اسرائیلی بادشاہت کا زمانہ شروع ہوا تو نہ ساؤل نے اور نہ داؤد نے مصر سے فوری رابطہ قائم کیا - تاہم سلیمان بادشاہ نے اپنے ہمعصر فرعون کی بیٹی سے شادی کی اور اُس نے جزر کو سر کر کے اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دیا (۱-سلاطین ۹: ۱۶) - بائبل میں بتایا گیا ہے کہ سلیمان کی حکمت مصر پر فوقیت رکھتی تھی (۱-سلاطین ۴: ۳۰) اور اُس کے مصر کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے (۲-تواریخ ۱: ۱۶-۱۷) - بعد ازاں سلیمان کا ایک دشمن اُدومی ہدد جو داؤد کے ادوم پر حملے کے وقت بچہ تھا اور مصر کو بھاگ گیا تھا، مصر سے واپس آ کر سلیمان کی بڑی سرگرمی سے مخالفت کرنے لگا - یربعام بن نباط بھی سلیمان کے خوف سے مصر کو بھاگ گیا - پھر جب وہ شمالی قبیلوں کا پہلا بادشاہ بنا تو اُس نے دان اور بیت ایل میں سونے کے بچھڑے بنا کر رکھے اور یوں اُس نے اسرائیلیوں کو گناہ پر اُکسایا (۱-سلاطین ۱۲: ۲۶-۳۳) - رحبعام کے پانچویں سال میں (۹۲۶ ق م) مصر کے بادشاہ سیسنق نے فلسطین پر حملہ کیا اور اپنا مطالبہ پورا کرانے کے لئے ہیکل کے تمام خزانہ کو لوٹ لیا (۱-سلاطین ۱۴: ۲۵-۲۶؛ ۲-تواریخ ۱۲: ۱-۹) -

یسعیاہ نبی اور یرمیاہ نبی کے زمانہ میں جو اسوری حملہ کے

مقابلہ میں مصر کی کمزوری سے بخوبی آگاہ تھے، مصر یہوداہ کی سیاست میں گہرا اثر رکھتا تھا۔ جب اسوری بقیہ بابلیوں کے حملہ کا جان توڑ کر مقابلہ کر رہا تھا اور مصر ان کی مدد کرنے کو بڑھا تو شاہِ یہوداہ یوسیاہ نے اُسے مجِدّو کے مقام پر روکنے کی سنگین غلطی کی اور اپنی جان گنوا بیٹھا (۲۔سلاطین ۲۳: ۲۹۔۳۰؛ ۲۔تواریخ ۳۵: ۲۰۔۲۷)۔

۵۸۶ ق م میں یروشلیم کی شکست اور جدلیاہ کے قتل کے بعد یہوداہ کے لوگوں نے نبی کے انتباہ کے باوجود مصر کی طرف پناہ کے لئے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہاں پر انہیں مختلف مقامات بلکہ جنوب میں الفنطینے تک جہاں انہوں نے ایک عبادت خانہ تعمیر کیا بکھیر دیا گیا، لیکن انہوں نے فلسطین کے ساتھ رابطہ قائم رکھا جیسا کہ ارامی نسخوں سے جو الفنطینے سے ملے ہیں ظاہر ہوتا ہے۔ نئے عہد نامہ میں مصر کے بارے میں جو حوالے ملتے ہیں اُن کا تعلق اسرائیل کے ماضی سے ہے۔ لیکن ایک اہم حوالے کا تعلق سنِ عیسوی سے بھی ہے جس میں یوسف اور مریم کو چھوٹے بچے یسوع کو ہیرودیس کے غضب سے بچانے کے لئے مصر بھاگ جانے کی ہدایت کی گئی ہے (متی ۲: ۱۳۔۱۵؛ مقابلہ کیجئے ہوسیع ۱۱: ۱؛ خروج ۴: ۲۲)۔

اھمیت اور مستقبل

گو کچھ مفسروں کے نزدیک مصر ہمیشہ "دنیا" کو پیش کرتا ہے تو بھی قابلِ غور بات یہ ہے کہ وہ بہت مرتبہ پناہ گاہ اور کال سے بچاؤ کی جگہ رہا ہے۔ بائبل میں مصر کے شاندار مستقبل کی پیشینگوئی پائی جاتی ہے: "تب اسرائیل مصر اور اسور کے ساتھ تیسرا ہوگا اور روئے زمین پر برکت کا باعث ٹھہرے گا۔ کیونکہ رب الافواج ان کو برکت بخشے گا اور فرمائے گا مبارک ہو مصر میری اُمت اسور میرے ہاتھ کی صنعت اور اسرائیل میری میراث" (یسعیاہ ۱۹: ۲۴۔۲۵)۔

مصر کی نہر، دریائے مصر، مصر کا نالہ:۔ کنعان اور مصر کی حد بندی کی لائن (پیدائش ۱۵: ۱۸؛ گنتی ۳۴: ۵)۔ یہوداہ کی جنوبی حد (یشوع ۱۵: ۴، ۴۷)۔ باقی چار حوالوں میں اس کا ذکر دریائے فرات کے ساتھ آتا ہے۔ فرات شمالی اور دریائے مصر جنوبی حد قائم کرتا ہے (پیدائش ۱۵: ۱۸؛ ۱۔سلاطین ۸: ۶۵؛ ۲۔سلاطین ۲۴: ۷؛ ۲۔تواریخ ۷: ۸)۔ اصل میں یہ کوئی مصری دریا نہیں ہے بلکہ مصر کی سرحد کے قریب ایک وادی ہے جس میں سے ایک ندی بہتی ہے۔

مصری:۔ اعمال ۲۱: ۳۸ میں ایک شورشی مصری کا ذکر ہے جس نے چار ہزار آدمیوں کو رومی حاکموں کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا اور اُن کو جنگل میں لے گیا۔ مشہور یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق تقریباً ۵۲ عیسوی میں ایک مصری یروشلیم آیا اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ ایک بڑی جماعت کو اپنی طرف کر کے کوہ زیتون پر لے گیا۔ اُس نے لوگوں کو بتایا کہ اُس کے حکم پر یروشلیم کی دیواریں گر جائیں گی۔ رومی فوجی سپہ سالار ★ فیلکس کے حکم پر اُس کے سپاہیوں نے کچھ خونریزی کے بعد اس گروہ کو منتشر کیا لیکن وہ مصری بچ نکلا۔ اسی لئے پلٹن کا سردار سمجھا کہ شاید پولس رسول "وہی مصری" ہے (اعمال ۲۱: ۳۸)۔
نیز دیکھئے یوسیفس۔

مصطکی:۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل نمبر ۸۰

مِصعار۔ معصار:۔ (عبرانی = چھوٹا)۔ کوہ حرمون کے پاس ایک چھوٹی چوٹی (زبور ۴۲: ۶)۔

مِصفاہ۔ مصفہ:۔ (عبرانی = دیدبان)۔
۱۔ یہوداہ کے علاقے میں لکیس کے قرب و جوار میں ایک شہر جس کی شناخت نہیں ہو سکی (یشوع ۱۵: ۳۸)۔
۲۔ موآب کے علاقے میں ایک نامعلوم شہر (۱۔سموئیل ۲۲: ۳)۔ جب داؤد ساؤل بادشاہ کی فوجوں سے چھپتا پھر رہا تھا تو وہ اپنے والدین کے لئے پناہ کی جگہ تلاش کرنے کے سلسلہ میں اس شہر میں موآب کے بادشاہ کے پاس گیا۔
۳۔ ایک بے شناخت علاقہ یا وادی جس کا ذکر یشوع ۱۱: ۳ اور ۱۱: ۸ میں ملتا ہے۔
۴۔ جلعاد کا ایک شہر (قضاۃ ۱۱: ۲۹ مقابلہ کیجئے رامت المصفاہ یشوع ۱۳: ۲۶)۔
۵۔ بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۶)۔ غالباً اب اس کا نام تل النصبہ ہے۔
مِصفاہ (۱) جلعاد کا ایک شہر ہے (یشوع ۱۰: ۱۷) جس کا شاید پیدائش ۳۱: ۴۹ کے ساتھ تعلق ہو جہاں یعقوب اور لابن نے بطور یادگار یا گواہ پتھروں کا ایک ڈھیر لگایا تھا۔ اس جلعادی شہر میں قاضی افتاح کا گھر تھا (قضاۃ ۱۱: ۳۴)۔ (۲) جو مصفاہ زیادہ مشہور تھا وہ بنیمین کے قبیلے کے علاقے میں تھا۔ دیکھئے نمبر ۵۔

جس واقعہ کا ذکر قضاۃ باب ۱۹ (مقابلہ کیجئے قضاۃ ۲۰: ۱؛ ۳؛ ۲۱: ۱، ۵، ۸) میں آیا ہے اُس پر غور کرنے کے لئے اسرائیلی مصفاہ میں جمع ہوئے تاکہ جبعہ کے خلاف اقدامات کا فیصلہ کریں۔ مصفاہ ان شہروں میں سے ایک تھا جن کا سموئیل نبی کے ساتھ بڑا قریبی تعلق تھا کیونکہ وہ بیت ایل، جلجال اور مصفاہ میں جا کر اسرائیلیوں کا انصاف کیا کرتا تھا (۱۔سموئیل ۷: ۱۶)۔ مصفاہ میں اسرائیلیوں نے سموئیل نبی کے پاس آکر توبہ کی (۱۔سموئیل ۷: ۵۔۱۶) اور یہاں سے وہ حملہ آور فلستیوں

کے مقابلہ کو نکلے۔ انہوں نے فلستیوں کو مارا اور اس فتح کی یادگار کے طور پہ مصفاہ اور شین کے درمیان ایک پتھر نصب کیا اور اُسے "ابن عزر" کا نام دیا (آیت ۱۲)۔ شاہِ یہوداہ آسا نے مصفاہ کی اُن پتھروں سے قلعہ بندی کی جن سے اسرائیل کا بعشا بادشاہ رامہ کو تعمیر کر رہا تھا (۱-سلاطین ۱۵: ۲۲؛ ۲-تواریخ ۱۶: ۶)۔ ۵۸۷/۵۸۶ ق م میں نبوکدنضر کے یروشلیم کو تباہ کرنے کے بعد جدلیاہ کو یروشلیم کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اُس نے مصفاہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا (۲-سلاطین ۲۵: ۲۲-۲۳؛ یرمیاہ ۴۰: ۵-۱۲) اور جو یہودی مُلک میں باقی رہ گئے تھے وہ سب وہاں اُس کے پاس چلے گئے۔ یُوحنان بن قریح اور دیگر فوجی سردار بھی مصفا کو گئے اور جدلیاہ کو اُس منصوبے کے بارے میں آگاہ کیا جو اسمٰعیل بن نتنیاہ نے اُس کے خلاف بنایا تھا۔ یُوحنان نے اسمٰعیل کو قتل کرنے کی پیشکش کی لیکن جدلیاہ نے اس پیشکش کو قبول نہ کیا (یرمیاہ ۴۰: ۱۶) اور اس انتباہ کو نظر انداز کر دیا۔ اسمٰعیل نے کامیابی سے اپنے منصوبے پر عمل کیا اور نہ صرف جدلیاہ کو ہلاک کیا بلکہ دوسرے یہودیوں اور بابلی سپاہیوں کو بھی جو وہاں موجود تھے (یرمیاہ ۴۱: ۱-۳؛ ۲-سلاطین ۲۵: ۲۵)۔ دوسرے دن ۸۰ آدمی سکم، سیلا اور سامریہ سے خداوند کے گھر میں ہدیے گذراننے کے لئے آئے۔ اسمٰعیل نے اُنہیں دھوکے سے قتل کر کے ایک حوض میں پھینک دیا۔ اُن میں سے صرف دس آدمی بچے کیونکہ انہوں نے اپنی زندگیوں کے بدلے مال کی پیشکش کی تھی۔ یہ حوض جسے اسمٰعیل نے لاشوں سے بھر دیا تھا دفاعی نوعیت کا تھا جسے آسا بادشاہ نے بعشا کے ڈر سے بنایا تھا (یرمیاہ ۴۱: ۹)۔ اسمٰعیل نے مصفاہ کے باقی لوگوں کو اسیر کر لیا لیکن جب یُوحنان اور دوسروں نے اُس کا تعاقب کیا تو وہ آزاد ہو گئے۔ پھر وہ سب لوگ خداوند کے حکم کے برخلاف مصر کو چلے گئے (یرمیاہ ۴۱: ۱۷-۴۲: ۲۲)۔ مصفاہ کا نام یروشلیم کی دیوار کو دوبارہ تعمیر کرنے والوں کی فہرست میں بھی آتا ہے (نحمیاہ ۳: ۷، ۱۵، ۱۹) اور ہوسیع نبی نے اسرائیل کو جو تنبیہ کی اُس میں بھی (ہوسیع ۵: ۱)۔

مصلوبیت :- دیکھئے صلیب۔ 595

مُصنّف :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۴۱۔

مصوّری :- دیکھئے فنونِ لطیفہ ۳۔

مصیبت :- دیکھئے دُکھ۔

مصیبت کی روٹی :- دیکھئے روٹی، آخری حِصّہ۔

مضحکہ اُڑانا :- دیکھئے ہنسی۔

مضوبائی۔ مصوبائی :- ایک نامعلوم جگہ کا نام (۱-تواریخ ۱۱: ۴۷)۔

مطرِد۔ مطرید :- اُدوم کے بادشاہ حدر کی بیوی مہیطبئیل کی ماں (پیدائش ۳۶: ۳۹)۔ ۱-تواریخ ۱: ۵۰ میں اِسے حدد کہا گیا ہے۔

مطروحات :- عربی لفظ جس کے معنی پھینکا ہُوا یا نکالا ہوا ہیں۔ آثارِ قدیمہ کے سلسلے میں کھدائی کے دوران جو اشیاء حاصل ہوتی ہیں، اُن کو مطروحات کہا جاتا ہے۔ ان سے پرانی تہذیب و تمدن کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ان مطروحات کی عملی اہمیّت کے لئے دیکھئے اثریات۔

مطری :- بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے خاندان کا سردار تھا۔ اس کے خاندان سے سموئیل نبی نے قیس کے بیٹے ساؤل کو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ چُنا (۱-سموئیل ۱۰: ۲۱)۔

معادیات :- یونانی لفظ eschatos (= آخری) سے ترکیب دیئے ہوئے انگریزی لفظ eschatology کا ترجمہ۔ یہ عربی لفظ عَوْد (= لوٹنے کی جگہ) کے مصدر سے مشتق ہے۔ اس سے مراد روزِ محشر کے متعلق تعلیم ہے۔ مسیحی عقیدے کے مطابق روزِ محشر، قیامت اور مسیح کی آمدِ ثانی دونوں کو سمو لیتا ہے۔ ہماری رائے میں اس کا زیادہ آسان اور پُر معنی مترادف عِلم الآخرت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے عِلم الآخرت۔

معافی :- رہائی۔ خلاصی۔ مغفرت۔ چھٹکارا۔

۱۔ پُرانے عہد نامہ میں

پُرانے عہد نامہ میں معافی کا مفہوم سمجھنے کے لئے تین عبرانی لفظوں کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اِن تین لفظوں کے مادّہ یہ ہیں:

ا۔ کاف۔ پے۔ ریش = کپر۔ اس کے عام طور پہ معنی ★ کفارہ ہیں۔ اس کے بنیادی معنی "ڈھانپنے" کے ہیں۔ اس کا ذکر قربانیوں کے سلسلے میں آتا ہے (مثلاً احبار ۴: ۲۰، ۲۶، ۳۱؛ ۵: ۱۰ وغیرہ)۔ معافی کے لئے ضروری ہے کہ گناہ کی تلافی کی جائے۔ اسی وجہ سے اس کے ساتھ قربانیوں کا ذکر آتا ہے۔

ب۔ نون۔ سین۔ آلف = ناسا۔ اِس کے بنیادی معنی "اُٹھانا" ہیں (مثلاً پیدائش ۷: ۱۷ "کشتی کو اوپر اُٹھا دیا")۔ یہ معافی کی ایک زندہ تصویر پیش کرتا ہے۔ یعنی معافی گناہ کو اُٹھائے جانا ہے (احبار ۱۰: ۱۷؛ زبور ۳۲: ۵؛ ایوب ۷: ۲۱)۔

ج۔ سامک۔ لامد۔ خیتھ = سالخ۔ اس کے معنی "آسان

کرنا" ہیں۔ گو حروف کی ترتیب بدلی گئی ہے تو بھی عربی لفظ سہل غالباً اسی سے تعلق رکھتا ہے ۔ پہلا اور تیسرا لفظ ہمیشہ خدا کی معافی کے سلسلے میں استعمال ہوا ہے لیکن ناسا انسانی معافی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔

کتابِ مقدس میں معافی کو محض ایک قدرتی امر نہیں سمجھا گیا۔ ہمیں بہت سے ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا بعض گناہوں کو معاف نہیں کرتا (مثلاً استثنا ۲۹: ۲۰؛ ۲-سلاطین ۲۴: ۴؛ یرمیاہ ۵: ۷؛ نوحہ ۳: ۴۲) ۔ جب معافی ملے تو اسے بڑے احترام اور شکرگزاری کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ گناہ سزا کا مستحق ہے ۔ معافی فضل کا ایک نہایت عجیب مظاہرہ ہے ۔ زبور نویس فرماتا ہے "... مغفرت تیرے ہاتھ میں ہے ....." "تاکہ لوگ تجھ سے ڈریں"۔ شاید ہمیں یہ بات کچھ عجیب لگے کیونکہ ہم اکثر معافی کو اُس کی صحیح اہمیت نہیں دیتے ۔ معافی کا تعلق بعض مرتبہ کفارہ سے ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ سالخ بار بار قربانی کے ساتھ آتا ہے (احبار ۴: ۲۰؛ ۱۹: ۲۲؛ گنتی ۱۵: ۲۵ وغیرہ) ۔

کاف - پے - ریش - کپر کے مادّہ سے جو فعل بنتا ہے اُس کے معنی کفارہ دینے کے ہیں (خروج ۲۹: ۳۶؛ احبار ۱: ۴ وغیرہ)۔ مزید یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں کہ ناسا کے معنی معافی کے علاوہ سزا اُٹھانے کے بھی ہیں (گنتی ۱۴: ۳۳ مابعد، حزقی ایل ۴: ۱۰-۱۱۔ ان دونوں حوالوں میں کیتھولک ترجمہ عبرانی مفہوم کو بہتر طور پر ادا کرتا ہے "سزا اٹھائیں گے"۔ پروٹسٹنٹ "پھل پائیں گے" "سزا برداشت کریں گے") ۔ معافی اور گناہ کی سزا اُٹھانا ان دو باتوں کا آپس کا خاص تعلق ہے ۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ خدا ایک ظالم ہستی ہے جو معاوضہ کے بغیر معافی دینے کو تیار نہیں ۔ خدا فضل کا خدا ہے ۔ وہ رحیم ہے اور اُس نے ہمارے گناہوں کے اُٹھانے کا انتظام بھی کیا ہے ۔ قربانی صرف اس لئے یہ مقصد پورا کرتی ہے کیونکہ اُس نے خون کو کفارہ کا وسیلہ بنایا ہے (احبار ۱۷: ۱۱ "کیونکہ جسم کی جان خون میں ہے اور میں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے اُسے تم کو دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفارہ دیتا ہے") ۔ پرانا عہدنامہ کہیں بھی یہ تاثر نہیں دیتا کہ معافی ایک نارضامند خدا سے زبردستی چھینی جاتی ہے یا رشوت دے کر مول لی جاتی ہے ۔ معافی صرف اس لئے ممکن ہے کیونکہ خدا فضل کا خدا ہے یا جیسے نحمیاہ ۹: ۱۷ کے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا گیا ہے "تو وہ خدا ہے جو رحیم و کریم، معاف کرنے کو تیار . . . . ." یا جیسے دانی ایل نبی فرماتا ہے "خداوند ہمارا خدا رحیم و غفور ہے" (۹: ۹ - ان دونوں حوالوں میں عبرانی لفظ سلیخہ استعمال کیا گیا ہے جو اُوپر دیئے ہوئے لفظ سالخ سے مشتق ہے) ۔ معافی کے مضمون کو سمجھنے کے لئے ایک سبق آموز حوالہ خروج ۳۴: ۶ مابعد ہے۔ "خداوند، خداوند خدائے رحیم اور مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت اور وفا میں غنی۔ ہزاروں پر فضل کرنے والا۔ گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا۔ لیکن وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کریگا بلکہ باپ دادا کے گناہ کی سزا اُن کے بیٹوں اور پوتوں کو تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے"۔ چونکہ خدا رحیم اور غفور ہے اس لئے معافی اُس کی ذات کا خاصہ ہے۔ لیکن اُس کی معافی بے اصولی نہیں ۔ وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کریگا ۔ انسان جب تک توبہ نہ کرے اسے معافی نہیں مل سکتی ۔ اگرچہ اس کا باضابطہ طور پر مطالبہ نہیں کیا گیا تاہم یہ ہر جگہ صاف ظاہر ہے ۔ وہ گنہگار جو توبہ کرتے ہیں معافی حاصل کرتے ہیں۔ جو توبہ نہیں کرتے بلکہ بدکاری کی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں معافی نہیں پاتے ۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ معافی کا تصوّر ان تین الفاظ کے علاوہ مزید پُرمعنی اور خوبصورت لفظوں سے بھی ادا کیا گیا ہے ۔ مثلاً زبور نویس لکھتا ہے "جیسے پورب پچھم سے دور ہے ویسے ہی اُس نے ہماری خطائیں ہم سے دور کر دیں" (۱۰۳: ۱۲) ۔ یسعیاہ نبی فرماتا ہے "تُو نے میرے سب گناہوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا" (۳۸: ۱۷) اور "میں ... تیرے گناہوں کو مٹاتا ہوں" (یسعیاہ ۴۳: ۲۵ قب زبور ۵۱: ۱، ۹) ۔ یرمیاہ ۳۱: ۳۴ میں لکھا ہے کہ "میں ... اُن کے گناہ کو یاد نہ کرونگا" اور میکاہ نبی کے مطابق وہ "اُن کے سب گناہ سمندر کی تہ میں ڈال دیگا" (۷: ۱۹) ۔ ایسے روشن بیانات خدا کی معافی کی کاملیت پر زور دیتے ہیں ۔ جب خدا انسان کو معاف کرتا ہے تو پھر اس کے گناہوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ انہیں پھر کبھی نہیں دیکھتا ۔

۲ - نئے عہدنامہ میں

نئے عہدنامہ میں دو لفظ قابلِ غور ہیں خریذومائی charizomai جس کے معنی "رحم کا سلوک کرنا" ہیں اور افیمی aphiemi بمعنی بھیج دینا یا چھوڑنا۔ اس لفظ افیسس aphesis کا اسم کئی مرتبہ معافی، مغفرت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (مثلاً متّی ۲۶: ۲۸؛ مرقس ۱: ۴؛ لوقا ۱: ۷۷) ۔ ان کے علاوہ دو اور لفظ یعنی اپولیو apolyo بمعنی خلاصی دینا (لوقا ۶: ۳۷) اور پریسس paresis بمعنی چشم پوشی کرنا یا طرح دینا (رومیوں ۳: ۲۵) بھی معافی کے لئے استعمال ہوئے ہیں ۔

نئے عہدنامہ میں بہت سے نکتوں کی وضاحت کی گئی ہے ۔ ایک نکتہ یہ ہے کہ جس گنہگار کو معافی ملی ہو اُس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دوسروں کو بھی معاف کرے ۔ یہ لوقا ۶: ۳۷، دعائے ربانی اور دیگر کئی آیات سے ظاہر ہوتا ہے ۔ دوسروں کو معاف کرنے کے

کر سکا (قب استثنا ۴: ۲۰؛ ۸: ۹؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸)۔

ا۔ سونا

عبرانی زاہاب قب عربی ذھب۔

قدیم ترین تہذیبوں کی تواریخ میں سونے کا ذکر ملتا ہے۔ دنیا کے عجائب گھروں میں سونے کے خوبصورت اور بڑی مہارت سے تیار کئے ہوئے زیورات بڑی اچھی حالت میں نمائش کے لئے سجائے ہوئے ہیں جو سونے کی قدامت کا اعلیٰ ثبوت ہیں۔ مصر میں چٹانوں پر کھدی ہوئی تصاویر سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے پہل ریت کو کھنگال کر سونا حاصل کیا جاتا تھا۔ پھر اسے چھوٹی چھوٹی بھٹیوں میں پگھلا کر زیورات بنائے جاتے تھے۔ یہ غالباً ۲۵۰۰ ق م کے لگ بھگ ہوتا تھا۔

سونے کا ذکر کتابِ مُقدّس میں سب سے پہلے آتا ہے۔ حویلہ کی زمین کا سونا چوکھا تھا (پیدائش ۲: ۱۱، ۱۲)۔ سونے کی اتنی قدر و قیمت کی کیا وجہ ہے؟ اوّل تو یہ دیکھنے میں خوبصورت اور استعمال میں پائدار ہے۔ اس کو خوب چمکایا جا سکتا ہے اور اس کا رنگ اور چمک دمک آب و ہوا سے خراب بھی نہیں ہوتے۔ تیزآب اسے حل نہیں کرتا۔ آگ سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ یہ اور مصفا ہو جاتا ہے۔ یہ متورق، نرم اور تشکیل پذیر ہے۔ اس کا مُلمّع دیگر دھاتوں پر آسانی سے چڑھایا جا سکتا ہے اور یوں اُن کی خوبصورتی کو دوبالا کیا جا سکتا ہے۔ اسے ادنیٰ دھاتوں سے ملا کر سخت کیا جا سکتا ہے۔ خالص سونے کو اردو میں کُندن کہتے ہیں (زبور ۱۹: ۱۰؛ ۱۱۹: ۱۲۷؛ امثال ۸: ۱۹؛ یسعیاہ ۲۵: ۱۲۔ عبرانی میں پاز بمعنی خالص)۔ سونے کا ذکر کلامِ مُقدّس کے آخر میں بھی آتا ہے۔ نیا آسمانی یروشلیم "ایسے خالص سونے کا تھا جو شفاف شیشہ کی مانند ہو" (مکاشفہ ۲۱: ۱۸)۔ سونے کا ذکر کئی جگہ لغوی اور مجازی معنوں میں آتا ہے۔ خروج باب ۳۷ میں عہد کے صندوق کے اور سونے کی دوسری چیزوں کے بنانے کا ذکر ہے۔ اس باب میں سونے کا ذکر کم از کم ۲۰ مرتبہ آتا ہے۔ ایوب کی کتاب کے اٹھائیسویں باب میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ حکمت اور خرد کہاں ملے گی؟ تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سونا چاندی اور جواہرات سے کہیں گراں قدر ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف قیمتی چیزوں کا ایک ایک مرتبہ ذکر آتا ہے لیکن سونے کا ذکر پانچ مرتبہ ہوا۔

ب۔ چاندی

رُوپا (اعمال ۱۷: ۲۹)۔ سیم۔ عبرانی کسف بمعنی زرد ہونا۔ قب عربی کَسَفَ بمعنی (سورج) گہن لگنا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں چاندی، سونے کی نسبت دس گنا زیادہ مقدار میں موجود ہے۔ ★ منقال اور ★ قنطار اکثر چاندی کے ہوتے تھے۔ پہلے پہل چاندی کو تولا جاتا تھا (ایوب ۲۸: ۱۵)۔ بعد میں اسے سِکّوں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔

چاندی اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اکثر سونے کے ساتھ استعمال ہوتی تھی۔ ہم کئی جگہ سونا چاندی کا ذکر ایک ساتھ پاتے ہیں (خروج ۱۱: ۲؛ امثال ۲۲: ۱؛ یسعیاہ ۲: ۷؛ اعمال ۲۰: ۳۳؛ ۲۔ تیمتھیس ۲: ۲۰؛ ۱۔ پطرس ۱: ۱۸)۔ چاندی کا لفظ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے (زبور ۱۲: ۶؛ یسعیاہ ۱: ۲۲؛ یرمیاہ ۶: ۲۹، ۳۰)۔

ج۔ لوہا

عبرانی برزل۔ لوہے کا استعمال بہت پرانا ہے لیکن یہ لوہا کان کنی سے حاصل نہیں ہوتا تھا بلکہ غالباً شہابِ ثاقب کے زمین پر گرے ہوئے ٹکڑے ہوں گے۔ مصر اور دیگر ملکوں کی قدیم تہذیبوں میں لوہے کو اکثر آسمانی دھات کا نام دیا گیا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کب پہلی مرتبہ انسان نے خام مال کو بھٹی میں تپا کر صاف کیا۔ عبرانی غالباً اس طریقے سے واقف تھے (استثنا ۴: ۲۰؛ ۱۔ سلاطین ۸: ۵۱؛ یرمیاہ ۱۱: ۴)۔ لہار کے کام سے بھی وہ واقف تھے (یسعیاہ ۴۴: ۱۲؛ ۵۴: ۱۶)۔ لوہے کا پہلی مرتبہ ذکر توبلقائن کے سلسلہ میں آتا ہے (پیدائش ۴: ۲۲)۔

فلستیوں نے اسرائیلیوں کو فتح کرنے کے بعد ایک بڑی حکمتِ عملی سے انہیں اپنے قابو میں رکھنے کا طریقہ سوچ لیا تھا۔ انہوں نے ملک میں کوئی عبرانی لہار نہیں رہنے دیا "تاکہ عبرانی لوگ اپنے لئے تلواریں اور بھالے نہ بنانے پائیں" (۱۔ سموئیل ۱۳: ۱۹)۔

بسن کے بادشاہ عوج کا پلنگ لوہے کا تھا۔ یہ دیوزادہ رفائم قوم سے تھا اور اُس کا پلنگ نو ہاتھ لمبا اور ۴ ہاتھ چوڑا تھا (۱۵ فٹ × ۷ فٹ)۔ جاتی جولیت کے نیزہ کا پھل چھ سو مثقال (یعنی ۸½ کیلو) لوہے کا تھا (۱۔ سموئیل ۱۷: ۷)۔

د۔ پیتل۔ تانبا

عبرانی نخوشت (قب عربی نحاس)۔ فارسی میں اِسے مِس کہتے ہیں (قب کیتھولک ترجمہ تکوین ۴: ۲۲۔ مِسگر)۔ پیتل اور تانبے میں فرق آج کل کے استعمال کے مطابق یہ ہے کہ خالص دھات تانبا کہلاتی ہے اور جست سے مرکّب دھات پیتل۔ لیکن اردو کے ترجمہ میں یہ تمیز قائم نہیں رکھی گئی۔ ایک ہی عبرانی لفظ کا بعض جگہ ترجمہ تانبا ہے (استثنا ۸: ۹؛ یرمیاہ ۶: ۲۸) اور بعض جگہ پیتل (استثنا ۲۸: ۲۳؛ یرمیاہ ۱۵: ۱۲ اور دیگر متعدد جگہ)۔

پیتل کا سب سے پہلا ذکر پیدائش ۴: ۲۲ میں آیا ہے۔ یہ غالباً خالص تانبا تھا یا ممکن ہے کہ کانسی ہو یعنی تانبے اور رانگے کا مُرکّب۔ اگر خروج ۳۷ باب کو سونے کا باب کہا جائے تو باب ۳۸ کو پیتل اور چاندی کا باب کہنا غلط نہ ہوگا۔ اس باب میں پیتل کا ذکر کم از کم ۱۶ مرتبہ اور چاندی کا ۱۱ مرتبہ آتا ہے۔ لکڑی وغیرہ کی کئی چیزوں کو پیتل سے منڈھا یا مڑھا جاتا تھا (خروج ۳۸: ۵، ۶)۔

معجزہ:- دیکھئے صفحہ ۱۱۹۳-

معدنیاتِ بائبل:- کان سے نکالی ہوئی چیزیں جو صنعتِ الٰہی سے وجود میں آئی ہیں۔ علم معدنیات ایک نیا علم ہے - وہ باقی سائنسی علوم کے بہت بعد وجود میں آیا۔ معدنیات میں ہم ۱- قیمتی پتھروں ۲- دھاتوں اور ۳- باقی زمین سے نکالی ہوئی چیزوں کا ذکر کریں گے مثلاً نمک، گندھک اور پانی وغیرہ کا۔

۱- قیمتی پتھر

ا- کتابِ مُقدّس میں جن قیمتی پتھروں اور جواہرات کا ذکر ہے اُن کا اردو میں صحیح نام معلوم کرنا اور اُن کا موجودہ زمانے کے پتھروں اور جواہرات سے موازنہ کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ قیمتی پتھر جتنا بھی سخت ہوگا اُتنا ہی پائدار ہوگا اور اُسکی قدر بھی زیادہ ہوگی۔ سختی اور پائیداری کے علاوہ پتھر کی قدروقیمت کے لئے اُس کا رنگ، شکل وصورت، آبداری وغیرہ کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

پچھلی صدی میں پتھر کی سختی تعین کرنے کے لئے ایک پیمانہ تجویز کیا گیا جسے ایک جرمن عالم معدنیات موس Mohs (۱۷۷۳ء - ۱۸۳۹ء) کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ کسی چیز کی سختی اُس پر خراش لگانے کی آسانی یا مشکل سے تعین کی گئی ہے۔ اس پیمانہ میں انسانی ناخن کی سختی ۲½ ہے۔ یعنی یہ ۲½ درجہ سے کم سختی والی چیز پر خراش لگا سکتا ہے۔ شیشے کی سختی ۵½ درجہ ہے۔ اس ۵½ درجے سے اوپر کی چیزیں شیشے پر خراش لگا سکتی ہیں۔ ہیرا چونکہ سب سے سخت (۱۰ درجہ) ہے اس لئے شیشے کو کاٹ سکتا ہے۔

موس کے ناپ کے مطابق ذیل کی اشیاء کی سختی کو ملاحظہ فرمائیں۔

۱- ابرق - طلق ۲- سنگِ گچ - جپسم ۳- کلسی بلّور - کلسائٹ
۴- فلوری بلّور ۵- اپاٹائٹ - ایک مسدسی سبز بلّورہ
۶- فائمہ شگاف - اورتھوکلیس ۷- سنگِ گار - صوان
۸- پکھراج - یاقوتِ زرد ۹- کرنج
۱۰- الماس - ہیرا -

۷، ۸، ۹، ۱۰ درجے کی سختی رکھنے والے پتھر قیمتی سمجھے جاتے ہیں۔

ب- کلامِ مُقدّس میں قیمتی پتھروں کی چار فہرستیں ہیں -

(۱) ہارون کا عدل کا سینہ بند (خروج ۲۸: ۱۷-۲۰؛ ۳۹: ۱۰-۱۳) - جہاں کیتھولک ترجمہ مختلف ہے وہاں اُسے قوسین میں درج کیا گیا ہے۔

پہلی قطار- ۱- یاقوتِ سُرخ (لعل)؛ ۲- پکھراج (یاقوتِ زرد)؛ ۳- گوہرِ شب چراغ (زمرّد) -
دوسری قطار- ۴- زمرّد (شب چراغ)؛ ۵- نیلم ۶- ہیرا (یشم)۔
تیسری قطار- ۷- لشم (فیروزہ)؛ ۸- یشم (عقیق)؛ ۹- یاقوت (یاقوتِ ارغوانی)۔
چوتھی قطار- ۱۰- فیروزہ (زبرجد)؛ ۱۱- سنگِ سلیمانی (جزع)؛ ۱۲- زبرجد (یشب) -

(۲) ایوب کی کتاب میں حکمت کے سلسلے میں قیمتی پتھروں کا ذکر (۲۸: ۱۶-۱۹) -

۱- سلیمانی پتھر (جزع)؛ ۲- نیلم؛ ۳- کانچ (شیشہ)؛ ۴- مونگا؛ ۵- بلّور ۶- مرجان (موتی)؛ ۷- پکھراج (یاقوتِ اصفر)۔

(۳) حزقی ایل نبی خدا کے حکم سے صُور کے بادشاہ پر نوحہ کرتا ہے - وہ والی صُور کو خداوند کا کلام دیتا ہے کہ اے بادشاہ تیرے دل میں گھمنڈ سمایا ہے اور تو نے اپنے کو خدا (الٰہ) سا بنا لیا ہے (حزقی ایل ۲۸: ۱-۲)۔ خداوند صُور کے بادشاہ کو یاد دلاتا ہے کہ کبھی وہ خدا کے باغ میں جواہرات سے لدا تھا۔ لیکن گناہ کی وجہ سے وہاں سے نکالا گیا۔ اب بھی وہ اپنے شاندار تخت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ باغِ عدن میں اُس کی پوشش میں جواہرات لگے ہوتے تھے۔ یہاں نو قیمتی پتھروں کا ذکر ہے (★ ہفتادی ترجمہ میں بارہ جواہرات کا ذکر ہے جو سردار کاہن کے لباس کے عین مطابق ہیں۔ غالباً تین قیمتی پتھر عبرانی متن سے کسی وجہ سے حذف ہوگئے اُس عبرانی متن میں جسے ہفتادی مترجمین نے استعمال کیا اور اُس عبرانی متن میں جو اس وقت ہمارے پاس ہے فرق کا سبب شائد نقول بناتے وقت کاتب کی غلطی ہو)۔

۱- یاقوتِ سرخ (لعل)؛ ۲- پکھراج (یاقوتِ اصفر)؛ ۳- الماس (یشم)؛ ۴- فیروزہ (زبرجد)؛ ۵- سنگِ سلیمانی (جزع)؛ ۶- زبرجد (یشب)؛ ۷- نیلم؛ ۸- زمرد (شب چراغ)؛ ۹- گوہرِ شب چراغ (زمرد)- (حزقی ایل ۲۸: ۱۳)۔

(۴) مکاشفہ کی کتاب میں نئے یروشلیم کا ذکر ہے۔ اس کی بنیادیں بارہ قیمتی پتھروں کی تھیں۔

۱- یشب؛ ۲- نیلم؛ ۳- شب چراغ؛ ۴- زمرّد؛ ۵- عقیق (سنگِ سلیمانی)؛ ۶- لعل؛ ۷- سنہرا پتھر (زبرجد)؛ ۸- فیروزہ (یاقوتِ اخضر)؛ ۹- زبرجد (یاقوتِ اصفر)؛ ۱۰- یمنی (یامنی)؛ ۱۱- سنگِ سنبلی (فیروزہ)؛ ۱۲- یاقوت (یاقوتِ ارغوانی)- (مکاشفہ ۲۱: ۱۸-۲۱)-

ان جواہرات کے سلسلے میں دو ایک باتیں قابلِ غور ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ترجمے کی مشکلات کے باوجود یہ وہی بارہ قیمتی پتھر ہیں جو سردار کاہن کے عدل کے سینہ بند میں جڑے ہوتے تھے (خروج ۲۸: ۱۷-۲۱)- ★ فیلو اور ★ یوسیفس کی گواہی کے مطابق ہر ایک قیمتی پتھر منطقۃ البروج (دیکھئے فلکیات ۲ د) کے ایک برج سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک حساب کے مطابق ان کی ترتیب وہی ہے جس میں سے سورج باری باری گزرتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں اُلٹی

ترتیب دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ بات اتفاقیہ ہو۔ لیکن زیادہ امکان یہ ہے کہ یوحنا عارف نے ارادتاً اس ترتیب کو اُلٹا یا ہے تاکہ اساطیری دیوتاؤں کے آسمانی شہر سے اپنی لاتعلقی صاف ظاہر کرے اور یوں جوتشیوں اور نجومیوں کے علم کا تماشہ بنائے (قب کلسیوں ۲: ۱۵)۔ اس لاتعلقی کو مزید تقویت اس بات سے ملتی ہے کہ اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے نام نئے یروشلیم کے دروازوں پر لکھے ہوئے ہیں اور بارہ رسولوں کے نام ان جواہرات پر کندہ ہیں۔

ج ۔ قیمتی پتھروں کی فہرست

ذیل میں ہم عبرانی اور یونانی ناموں کے حوالے سے قیمتی پتھروں کی فہرست درج کرتے ہیں۔ اُردو مترجمین کی مشکل کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ ایک ہی عبرانی نام کا ترجمہ مختلف جگہ مختلف کیا گیا ہے۔ اکثر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجمے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

(۱) چقماق اور الماس

عبرانی شامیر (شین-میم-یود-ریش)۔ اس عبرانی لفظ کے دو معنی ہیں ۱۔ نوکدار چیز۔ یسعیاہ ۵: ۶؛ ۷: ۲۳؛ ۱۰: ۱۷ وغیرہ۔ ۲۔ ہیرے کی نوک۔ قلم کی نوک پر ہیرا جڑتے تھے کیونکہ یہ کاٹنے میں تیز ہوتا ہے یرمیاہ ۱۷: ۱؛ حزقی ایل ۳: ۹؛ زکریاہ ۷: ۱۲۔

(۲) یشم (عقیق)

خروج ۲۸: ۱۹؛ ۳۹: ۱۲۔ عبرانی شِبُو۔ قیمتی پتھر۔

(۳)۔ صیقل کیا ہوا پیتل (درخشاں فلز)

عبرانی خشمال بمعنی چمکایا یا تیز آگ کے رنگ کا (حزقی ایل ۱: ۴، ۲۷؛ ۸: ۲)۔

(۴) یاقوت (یاقوت ارغوانی)

عبرانی اخلاماہ۔ اس کا مادہ خلم ہے (ا) بنیادی معنی موٹا تازہ (ایوب ۳۹: ۴)۔ پھر (ب) موٹا یا نیند لاتا ہے اور خواب آتے ہیں۔ قب عربی حلم۔ لوگوں کو وہم تھا کہ اس پتھر کو پہننے سے خواب آتے تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ یہ نشہ توڑ پتھر ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ موجودہ ارغوانی اور بنفشی رنگ کا یاقوت وہی قیمتی پتھر ہے جس کا ذکر کتاب مُقدس میں آتا ہے (خروج ۲۸: ۱۹؛ ۳۹: ۱۲؛ مکاشفہ ۲۱: ۲۰)۔ یہ عدل کے سینہ بند کا نواں اور مکاشفہ کی کتاب کے نئے یروشلیم کا بارھواں قیمتی پتھر تھا۔

(۵) موتی (مُقل)

گنتی ۱۱: ۷؛ پیدائش ۲: ۱۲۔ عبرانی بدولخ (ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یہ غالباً ایک قسم کا بلسان تھا)۔ من کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۶) فیروزہ (زبرجد)

عبرانی ترشیش۔ اس کا ترجمہ خروج ۲۸: ۲۰؛ ۳۹: ۱۳ میں فیروزہ (زبرجد)، حزقی ایل ۱: ۱۶؛ ۱۰: ۹؛ دانی ایل ۱۰: ۶ میں زبرجد اور مکاشفہ ۲۱: ۲۰ میں فیروزہ (یاقوت اخضر) ہے۔ یہ عدل کے سینہ بند کا دسواں اور مکاشفہ کی کتاب کے نئے یروشلیم کا آٹھواں قیمتی پتھر تھا۔

عبرانی نام ترشیش سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پتھر ملک ترشیش (۲-تواریخ ۹: ۲۱۔ ترسیس) سے درآمد کیا جاتا ہوگا جس طرح اوفیر کا سونا مشہور تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۱۱)۔

(۷) گوہر شب چراغ (زمرد)

عبرانی باریقات۔ خروج ۲۸: ۱۷؛ ۳۹: ۱۰ میں زمرد؛ اون اقداخ۔ یسعیاہ ۵۴: ۱۲۔ شب چراغ (یاقوت ارغوانی)؛ حزقی ایل ۲۸: ۱۳۔ بارقیت۔ گوہر شب چراغ (زمرد)۔ باریقات اور بارقیت دونوں میں برق یعنی بجلی کی چمک کا مفہوم ہے۔ اون (بمعنی پتھر) اور اقداخ (مادہ غالباً قدخ) بمعنی جلنا (قب عربی قدح۔ چقماق سے آگ نکالنا)۔

(۸) یاقوتِ سرخ (لعل)

عبرانی نام اودم (آلف۔ دالتھ۔ میم)۔

سرخ۔ آدم کے معنی بھی سرخ یا مٹی کے رنگ کے ہیں۔ یہ سردار کاہن کے سینہ بند کا پہلا (خروج ۲۸: ۱۷؛ ۳۹: ۱۰؛ حزقی ایل ۲۸: ۱۳) اور نئے یروشلیم کی بنیاد کا چھٹا پتھر ہے (مکاشفہ ۲۱: ۲۰)۔ اسے لعل کہا گیا ہے۔ اس کا ذکر مکاشفہ ۴: ۳ میں بھی ہے۔

(۹) شب چراغ

یونانی خالکیدون chalkedon - ایک قیمتی پتھر کا نام جو اسی نام کے شہر کے پاس کی پیتل کی کانوں میں پایا جاتا تھا۔ یہ نئے یروشلیم کی تیسری بنیاد کو آراستہ کرتا تھا (مکاشفہ ۲۱: ۱۹)۔

(۱۰) سنہرا پتھر (زبرجد)

یونانی نام خرِسولِتھوس chrysolithos

لفظی معنی سنہرا پتھر۔ خرِسوس chrysos بمعنی سونا اور لِتھوس lithos بمعنی پتھر یعنی سنہرا پتھر۔ یہ مکاشفہ کی کتاب میں نئے یروشلیم کی ساتویں بنیاد کا پتھر ہے (مکاشفہ ۲۱: ۱۹)۔

(۱۱) مونگا

عبرانی رامُوت

۱۔ اونچی چیزیں ۲۔ قیمتی پتھر (ایوب ۲۸: ۱۸؛ حزقی ایل ۲۷: ۱۶)۔ جب ایوب نبی حکمت اور خرد کی تعریف کرتے ہوئے اُس کی قدر بیان کرتا ہے تو وہ سونے کا پانچ مرتبہ، چاندی کا ایک مرتبہ اور سات قیمتی پتھروں کا ایک ایک مرتبہ ذکر کرتا ہے۔ اس سلسلے میں مونگے کا بھی ذکر ہے۔ موتی اور مونگے کے سوا باقی سخت پتھر ہیں۔

(۱۲) یمنی (یامنی)

یونانی خرّسو پراسُس chrysoprasus

لغوی معنی خرسوس = سونا- پراسُس = ایک پیاز نما سبز رنگ کا پودا leek - ایک سبزی مائل پیلا پتھر- یہ نئے یروشلیم کی دسویں بنیاد کا پتھر ہے (مکاشفہ ۲۱ : ۲۰) - یہ غالباً ایک قسم کا شب چراغ ہے۔

(۱۳) بلّور

چمک دار اور شفاف پتھر- اس کے لئے دو عبرانی لفظ استعمال ہوئے ہیں زکوکیت (ایوب ۲۸ : ۱۷) - اس کا مادہ زین کاف کاف ہے- بنیادی معنی خالص- پھر شیشے کی طرح صاف (قب عربی زَجَاج- شیشہ) - دوسرے لفظ قرخ کے لغوی معنی پہلے یخ ہیں کیونکہ یہ صاف اور ہموار ہوتی ہے (ایوب ۶ : ۱۶) اور پھر بلّور کیونکہ بلّور بھی صاف شفاف اور یخ کی مانند ہموار ہوتا ہے۔ (گنج کے لئے بھی اسی مادہ سے لفظ بنایا گیا ہے- گنجے کا سر بھی ہموار ہوتا ہے (قب احبار ۱۳ : ۴۰ ؛ ۲۱ : ۵) - نئے عہد نامہ میں اس کے لئے یونانی لفظ کِرسٹلّوس krystallos استعمال ہوا ہے (مکاشفہ ۴ : ۶ ؛ ۲۱ : ۱۱ ؛ ۲۲ : ۱) -

(۱۴) ھیرا

ایک قیمتی پتھر- عبرانی یہلّوم - مادہ ھالم بمعنی پیٹنا۔ سردار کاہن کے سینہ بند کا چھٹا پتھر (خروج ۲۸ : ۱۸ ؛ ۳۹ : ۱۱ ؛ یرمیاہ ۱۷ : ۱ ؛ حزقی ایل ۲۸ : ۱۳) - علماء کا خیال ہے کہ یہ اصلی ہیرا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمیں اس بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ قدیم زمانہ میں لوگ ہیرا کاٹنے کے اہل تھے- یرمیاہ کی کتاب میں قلم کی ہیرے کی نوک سے مراد ہے کہ اس قلم پر کوئی سخت دھات جڑی ہوئی تھی جو سخت سطح پر لکھ سکتی تھی- دیکھئے اس مضمون کے شروع میں موسٰی کا پیمانہ۔

(۱۵) زمرّد (شب چراغ)

عبرانی نوفک - ایک قسم کا قیمتی پتھر- لیکن اچھی طرح معلوم نہیں کہ یہ کونسا تھا- یہ سینہ بند کا چوتھا پتھر تھا (خروج ۲۸ : ۱۸ ؛ ۳۹ : ۱۱ ؛ حزقی ایل ۲۷ : ۱۶ ؛ ۲۸ : ۱۳) - صور کے تاجر اسے ارامیوں سے خریدتے تھے۔

نئے یروشلیم کی چوتھی بنیاد اس پتھر کی تھی (مکاشفہ ۲۱ : ۱۹) - آسمان کے تخت کے گرد زمرّد کی سی دھنک تھی (۴ : ۳) -

(۱۶) لعل (یاقوتِ احمر)

یسعیاہ ۵۴ : ۱۲ ؛ حزقی ایل ۲۷ : ۱۶ - عبرانی کدکود (مادہ کاف - دالتھ - کاف - دالتھ) - چمکتا گوہر۔

(۱۷) زبرجد (یشب)

خروج ۲۸ : ۲۰ ؛ ۳۹ : ۱۳ ؛ حزقی ایل ۲۸ : ۱۳ - عبرانی یاشفہ- مختلف رنگ کا قیمتی پتھر- غالباً اس کا مادہ یشف ہے جس کے معنی ہموار اور چمکیلا ہیں - یہ سینہ بند کا آخری اور نئے یروشلیم کی بنیاد کا پہلا پتھر تھا- موجودہ زبرجد غیر شفاف ہے- لیکن مکاشفہ کی کتاب میں اسے بلّور اور شیشہ کی طرح شفاف کہا گیا ہے (مکاشفہ ۲۱ : ۱۱، ۱۸) - اس لئے ممکن ہے کہ یہ کوئی اور پتھر ہو۔

(۱۸) لشم (فیروزہ)

خروج ۲۸ : ۱۹ ؛ ۳۹ : ۱۲ - عبرانی لشم- اس پتھر کی صحیح طور پر تشخیص نہیں کی جا سکی- وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ نیلا تھا یا پیلا۔

(۱۹) سنگِ سلیمانی (سنگِ جزع)

پیدائش ۲ : ۱۲ ؛ خروج ۲۸ : ۹ - ۲۰ ؛ ۳۵ : ۹، ۲۷ ؛ ایوب ۲۸ : ۱۶ ؛ حزقی ایل ۲۸ : ۱۳ - اس کا عبرانی نام شوھم ہے (شین- ہے- میم) - اس کا اس وجہ سے یہ نام پڑا کہ یہ انسانی ناخن کی مانند ہے۔

(۲۰) موتی

ایوب ۲۸ : ۱۸ عبرانی گاویش - مادہ گیمل بیتھ- شین بمعنی یخ - یہ پرانے عہد نامہ میں الگابیش کی شکل میں آتا ہے (حزقی ایل ۱۳ : ۱۱، ۱۳ ؛ ۳۸ : ۲۲ اولے) -

موتی، مونگے کی طرح کی سمندری چیز ہے- صدف کے اندر جب ریت کا کوئی ذرہ چلا جاتا ہے تو وہ اس پر ایک مادہ چڑھا دیتا ہے جو موتی بن جاتا ہے- یہ سختی میں کئی قیمتی پتھروں سے نرم ہوتا ہے اور تھوڑا سا بھی تیزاب اسے حل کرکے بے قیمت بنا دیتا ہے- متی ۷ : ۶ میں بطور ضرب المثل موتیوں کے نازک پن کی طرف اشارہ ہے- سؤر لعل پر چل کر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے لیکن موتی ٹوٹ جائیں گے کیونکہ وہ ناخن کی طرح کمزور ہوتے ہیں- نئے عہد نامہ میں اس کا ذکر کئی جگہ ہے (متی ۱۳ : ۴۵، ۴۶ ؛ ۱- تیمتھیس ۲ : ۹ ؛ مکاشفہ ۱۷ : ۴ ؛ ۱۸ : ۱۲، ۱۶ ؛ ۲۱ : ۲۱ دو مرتبہ) -

۲- دھاتیں

اب تک جو ۱۰۳ عناصر سائنس دانوں کے علم میں ہیں اُن میں سے کم از کم ۷۸ دھاتیں ہیں- لیکن قدماء صرف چند دھاتوں سے واقف تھے- مثلاً سونے، چاندی، پیتل، لوہے، رانگے اور سیسے سے (گنتی ۳۱ : ۲۲) -

تانبے کا ذکر بھی آتا ہے (استثناء ۸ : ۹) - یاد رہے کہ تانبا خالص دھات ہے اور پیتل، تانبے اور جست کا مرکب ہے- یہ تمیز اردو ترجمہ میں قائم نہیں رکھی گئی- اس کا ذکر آگے پیتل کے ضمن میں آئے گا- کئی دھاتیں کبھی تو قدرتی طور پر خالص حالت میں ملتی ہیں اور کبھی مرکب حالت میں- جب انسان کو خام دھات کو بھٹی میں صاف کرنے کا علم ہوا تو وہ ان مرکب دھاتوں کو صاف کرکے خالص حالت میں حاصل

کرسکا (قب استثناء ۴: ۲۰؛ ۸: ۹؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸)۔

ا۔ سونا

عبرانی زاھاب قب عربی ذھب۔

قدیم ترین تہذیبوں کی تواریخ میں سونے کا ذکر ملتا ہے۔ دنیا کے عجائب گھروں میں سونے کے خوبصورت اور بڑی مہارت سے تیار کئے ہوئے زیورات بڑی اچھی حالت میں نمائش کے لئے سجائے ہوئے ہیں جو سونے کی قدامت کا اعلیٰ ثبوت ہیں۔ مصر میں چٹانوں پر کھدی ہوئی تصاویر سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے پہل ریت کو کھنگال کر سونا حاصل کیا جاتا تھا۔ پھر اسے چھوٹی چھوٹی بھٹیوں میں پگھلا کر زیورات بنائے جاتے تھے۔ یہ غالباً ۲۵۰۰ ق م کے لگ بھگ ہوتا تھا۔

سونے کا ذکر کتاب مُقدّس میں سب سے پہلے آتا ہے۔ حویلہ کی زمین کا سونا چوکھا تھا (پیدائش ۲: ۱۱، ۱۲)۔ سونے کی اتنی قدر و قیمت کی کیا وجہ ہے؟ اوّل تو یہ دیکھنے میں خوبصورت اور استعمال میں پائدار ہے۔ اس کو خوب چمکایا جاسکتا ہے اور اس کا رنگ اور چمک دمک آب و ہوا سے خراب بھی نہیں ہوتے۔ تیز آب اسے حل نہیں کرتا۔ آگ سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ یہ اور مصفا ہو جاتا ہے۔ یہ متورق، نرم اور تشکیل پذیر ہے۔ اس کا مُلمع دیگر دھاتوں پر آسانی سے چڑھایا جاسکتا ہے اور یوں اُن کی خوبصورتی کو دوبالا کیا جاسکتا ہے۔ اسے ادنیٰ دھاتوں سے ملا کر سخت کیا جاسکتا ہے۔ خالص سونے کو اردو میں کندن کہتے ہیں (زبور ۱۹: ۱۰؛ ۱۱۹: ۱۲۷؛ امثال ۸: ۱۹؛ یسعیاہ ۲۵: ۱۲۔ عبرانی میں پاز بمعنی خالص)۔ سونے کا ذکر کلام مُقدّس کے آخر میں بھی آتا ہے۔ نیا آسمانی یروشلیم "ایسے خالص سونے کا تھا جو شفاف شیشہ کی مانند ہو" (مکاشفہ ۲۱: ۱۸)۔ سونے کا ذکر کئی جگہ لغوی اور مجازی معنوں میں آتا ہے۔ خروج باب ۲۵ میں عہد کے صندوق کے اور سونے کی دوسری چیزوں کے بنانے کا ذکر ہے۔ اس باب میں سونے کا ذکر کم از کم ۲۰ مرتبہ آتا ہے۔ ایوب کی کتاب کے اٹھائیسویں باب میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ حکمت اور خرد کہاں ملے گی؟ تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ سونا چاندی اور جواہرات سے کہیں گراں قدر ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف قیمتی چیزوں کا ایک ایک مرتبہ ذکر آتا ہے لیکن سونے کا ذکر پانچ مرتبہ ہوا۔

ب۔ چاندی

رُوپا (اعمال ۱۷: ۲۹)۔ سیم۔ عبرانی کسف بمعنی زرد ہونا۔ قب عربی کَسَفَ بمعنی (سورج) گہن لگنا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں چاندی سونے کی نسبت دس گنا زیادہ مقدار میں موجود ہے۔ ★ مثقال اور ★ قنطار اکثر چاندی کے ہوتے تھے۔ پہلے پہل چاندی کو تولا جاتا تھا (ایوب ۲۸: ۱۵)۔ بعد میں اسے سکوں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا۔

چاندی اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اکثر سونے کے ساتھ استعمال ہوتی تھی۔ ہم کئی جگہ سونا چاندی کا ذکر ایک ساتھ پاتے ہیں (خروج ۱۱: ۲؛ امثال ۲۲: ۱؛ یسعیاہ ۲: ۷؛ اعمال ۲۰: ۳۳؛ ۲۔ تمتھیس ۲: ۲۰؛ ۱۔ پطرس ۱: ۱۸)۔ چاندی کا لفظ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے (زبور ۱۲: ۶؛ یسعیاہ ۱: ۲۲؛ یرمیاہ ۶: ۲۹، ۳۰)۔

ج۔ لوہا

عبرانی بروزل۔ لوہے کا استعمال بہت پرانا ہے لیکن یہ لوہا کان کنی سے حاصل نہیں ہوتا تھا بلکہ غالباً شہاب ثاقب کے زمین پر گرے ہوئے ٹکڑے ہوں گے۔ مصر اور دیگر ملکوں کی قدیم تہذیبوں میں لوہے کو اکثر آسمانی دھات کا نام دیا گیا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کب پہلی مرتبہ انسان نے خام مال کو بھٹی میں تپا کر صاف کیا۔ عبرانی غالباً اس طریقے سے واقف تھے (استثناء ۴: ۲۰؛ ۱۔ سلاطین ۸: ۵۱؛ یرمیاہ ۱۱: ۴)۔ لہار کے کام سے بھی وہ واقف تھے (یسعیاہ ۴۴: ۱۲؛ ۵۴: ۱۶)۔ لوہے کا پہلی مرتبہ ذکر توبلقائن کے سلسلہ میں آتا ہے (پیدائش ۴: ۲۲)۔

فلستیوں نے اسرائیلیوں کو فتح کرنے کے بعد ایک بڑی حکمت عملی سے انہیں اپنے قابو میں رکھنے کا طریقہ سوچ لیا تھا۔ انہوں نے ملک میں کوئی عبرانی لہار نہیں رہنے دیا "تاکہ عبرانی لوگ اپنے لئے تلواریں اور بھالے نہ بنانے پائیں" (۱۔ سموئیل ۱۳: ۱۹)۔

بسن کے بادشاہ عوج کا پلنگ لوہے کا تھا۔ یہ دیوزادہ رفائیم قوم سے تھا اور اُس کا پلنگ نو ہاتھ لمبا اور ۴ ہاتھ چوڑا تھا (۱۵ فٹ × ۷ فٹ)۔ جاتی جولیت کے نیزہ کا پھل چھ سو مثقال (یعنی ½۸ کیلو) لوہے کا تھا (۱۔ سموئیل ۱۷: ۷)۔

د۔ پیتل۔ تانبا

عبرانی نخوشت (قب عربی نحاس)۔ فارسی میں اسے مس کہتے ہیں (قب کیتھولک ترجمہ تکوین ۴: ۲۲۔ مسگر)۔ پیتل اور تانبے میں فرق آج کل کے استعمال کے مطابق یہ ہے کہ خالص دھات تانبا کہلاتی ہے اور جست سے مرکب دھات پیتل۔ لیکن اردو کے ترجمہ میں یہ تمیز قائم نہیں رکھی گئی۔ ایک ہی عبرانی لفظ کا بعض جگہ ترجمہ تانبا ہے (استثناء ۸: ۹؛ یرمیاہ ۶: ۲۸) اور بعض جگہ پیتل (استثناء ۲۸: ۲۳؛ یرمیاہ ۱۵: ۱۲ اور دیگر متعدد جگہ)۔

پیتل کا سب سے پہلا ذکر پیدائش ۴: ۲۲ میں آیا ہے۔ یہ غالباً خالص تانبا تھا یا ممکن ہے کہ کانسی ہو یعنی تانبے اور رانگے کا مُرکب۔ اگر خروج ۲۵ باب کو سونے کا باب کہا جائے تو باب ۳۸ کو پیتل اور چاندی کا باب کہنا غلط نہ ہوگا۔ اس باب میں پیتل کا ذکر کم از کم ۱۶ مرتبہ اور چاندی کا ۱۱ مرتبہ آتا ہے۔ لکڑی وغیرہ کی کئی چیزوں کو پیتل سے منڈھا یا مڑھا جاتا تھا (خروج ۳۸: ۵، ۶)۔

مسکن کے اکثر ظروف پیتل کے تھے مثلاً دیگیں، بیلچے (پھاوڑیاں)، کٹورے (پیالے)، سیخیں، انگیٹھیاں، جھنجریاں (جالی دار آتشدان)، حوض اور اس کی کرسی (چوکی)۔ اس کے علاوہ اور سامان جو بعد میں شامل ہوا مثلاً موسیٰ کا پیتل کا سانپ (گنتی ۲۱: ۹) وغیرہ بھی پیتل کا تھا۔

جاتی جولیت کے جنگی سامان میں بھی پیتل کی چیزیں تھیں۔ مثلاً اس کا خود، زرہ، برچھی (چاند) اور ٹانگوں کے ساق پوشں (بکتر)۔ پیتل کی کچھ اور چیزوں کا بھی ذکر ہے۔ جن زنجیروں سے صدقیاہ بادشاہ کو جکڑ کر بابل لے گئے وہ پیتل کی تھیں (۲-سلاطین ۲۵: ۷۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔ یہاں وہی عبرانی لفظ نخوشت استعمال ہوا ہے جس کے بنیادی معنی پیتل ہیں اور ثانوی معنی پیتل کی زنجیریں۔ قب قضاۃ ۱۶: ۲۱؛ ۲-سموئیل ۳: ۳۴؛ نوحہ ۳: ۷۔ ان سب حوالوں میں ترجمہ "بیڑیاں" اور "زنجیریں" ہے سوائے پہلے کے جہاں "پیتل کی بیڑیاں" ہے)۔ جھانجھیں بھی پیتل کی ہوتی تھیں (۱-تواریخ ۱۵: ۱۹)۔ پھاٹک اور بت بھی اسی دھات کے بنائے جاسکتے تھے (زبور ۱۰۷: ۱۶؛ مکاشفہ ۹: ۲۰)۔

ہ۔ سیسا

عبرانی عوفرت، غالباً اس کے سفید رنگ کی وجہ سے۔ سونے اور چاندی کے نام بھی عبرانی میں اُن کے رنگوں سے رکھے گئے ہیں۔

یہ ایک وزنی دھات ہے (خروج ۱۵: ۱۰)۔ اس کا اندازہ زکریاہ ۵: ۷ میں ایفہ کے اندر بیٹھی ہوئی عورت کی رویا سے لگایا جاسکتا ہے۔ جس سیسے کے ڈھکنے سے ایفہ کو بند کیا گیا تھا اُس کا وزن ایک قنطار یعنی تقریباً ۱/۲ من تھا (چونکہ اس وزن کو عبرانی میں کِکار کہتے تھے جس کے معنی گول ہیں، اس لئے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں وزن کا مفہوم صاف نہیں ہے)۔ سیسے کا ذکر دیگر دھاتوں کے ساتھ آتا ہے۔ سونا، چاندی، پیتل، لوہا، رانگا اور سیسا (گنتی ۳۱: ۲۲)۔ غالباً ایوب ۱۹: ۲۴ میں ذکر ہے کہ چٹان پر کس طرح لوہے سے حروف کندہ کر کے سیسے سے بھر دیئے جاتے تھے۔ یا یہاں شاید سیسے کی تختی پر لکھنے کا ذکر ہے۔ یرمیاہ ۶: ۲۹ میں سیسے کو پگھلانے کے لئے بھٹی میں دھونکنی کے استعمال کا ذکر ہے۔

و۔ رانگا (قلعی)

عبرانی بدیل۔ یہ دنیا میں بہت کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر شاذونادر ہی آیا ہے (گنتی ۳۱: ۲۲؛ یسعیاہ ۱: ۲۵؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸، ۲۰؛ ۲۷: ۱۲)۔

ز۔ سیماب۔ پارا

چاندی کے رنگ کی ایک مائع دھات اسی وجہ سے اسے سیم (چاندی) آب (پانی) کہا گیا ہے۔ یہ حقیقت کہ یہ دھات ہے صرف ۱۷۵۹ء میں ثابت ہوئی جب ایک سائنس دان نے اسے ٹھنڈ سے منجمد کیا۔ لفظ سیماب اور پارا کلام مُقدّس میں نہیں آتے۔ ایک عبرانی لفظ سیگ جس کا اردو ترجمہ (چاندی کی) میل اور کھوٹی چاندی کیا گیا ہے غالباً پارے کی طرف ہی اشارہ ہے (زبور ۱۱۹: ۱۱۹؛ امثال ۲۵: ۴، ۵۔ کیتھولک خُبث؛ ۲۶: ۲۳؛ یسعیاہ ۱: ۲۲، ۲۵؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۸، ۱۹، ۲۰)۔ پارے کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ دوسری دھاتوں سے جلدی مل جاتا ہے۔ اگر پیتل کے برتن پر پارا لایا جائے تو وہ چاندی نما معلوم ہوگا۔ آگ میں رکھنے سے پارا اُڑ جائے گا اور برتن پھر پہلی حالت میں آجائے گا۔ امثال ۲۶: ۲۳ میں غالباً اسی قسم کے عمل کی طرف اشارہ ہے۔ یونانی حکماء کے مطابق چاندی میں ہوا اور پانی کے ملنے سے پارا بنتا تھا۔ ارسطو کا بھی یہی خیال تھا۔ شاید یسعیاہ ۱: ۲۲ میں اسی تصور کو بیان کیا گیا ہے۔ "تیری مے میں پانی مل گیا ہے" (یہاں مے کے لئے وہ عام لفظ یایین استعمال نہیں ہوا جو عام طور پر مے کے لئے استعمال ہوتا ہے بلکہ سوبے جس کے بنیادی معنی چوس لینا یا حل کر لینا ہیں۔ ممکن ہے کہ اشارہ ارسطو کے "چاندی پانی" کی طرف ہو)۔

۳۔ دیگر عام معدنیات

ا۔ سنگ مرمر

پاک کلام میں دو مختلف قسم کے سنگِ مرمر کا ذکر ہے۔ نئے عہد نامہ میں سنگِ مرمر کا ذکر عطردان کے سلسلے میں آتا ہے (متی ۲۶: ۷؛ مرقس ۱۴: ۳؛ لوقا ۷: ۳۷)۔ ان حوالوں میں یونانی لفظ alabastron الابا ستروِن ہے۔ مرہم یا عطر رکھنے کے اس نام کے پتھر کے بنے ہوئے ظرف کو الابستروِن کہتے تھے۔ یہ پتھر غالباً ایک قسم کا سنگِ گچ تھا جو کھریا مٹی کی مانند تھا۔ یہ ایک نرم پتھر تھا (موہس کے پیمانہ میں ۲ درجے کی سختی یعنی ناخن سے اس پر خراش لگ سکتی تھی۔ چنانچہ اس سے بآسانی عطردان وغیرہ بن سکتے تھے)۔ ایک اور قسم کے سنگِ مرمر کا ذکر مکاشفہ ۱۸: ۱۲ میں ہے۔ اسے اس کی چمک کی وجہ سے یونانی میں مارمروس marmaros کہتے ہیں۔

پرانے عہد نامہ کے سنگِ مرمر کے لئے عبرانی لفظ شیش ہے جو ایک اور عبرانی لفظ شوش بمعنی سفید سے مشتق ہے۔ یعنی سفید پتھر (قب سوسن کا پھول جسے اُس کے سفید رنگ کی وجہ سے عبرانی میں شوشن کہتے ہیں۔ غزل الغزلات ۲: ۱۶؛ ۴: ۵ وغیرہ)۔ ضروری نہیں کہ یہ صرف سفید رنگ کا ہو۔ اس سے گلابی اور ہلکے لکیر دار خوبصورت پتھر بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس کو اکثر ستون وغیرہ کے بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا (آستر ۱: ۶؛ غزل الغزلات ۵: ۱۵)۔ داؤد بادشاہ نے ہیکل کی تعمیر کے لئے بڑی مقدار میں سنگِ مرمر کو ذخیرہ کر رکھا تھا (۱-تواریخ ۲۹: ۲)۔

ب ۔ گندھک

عبرانی گوپریت ۔ قب عربی کبریت بمعنی گندھک۔
ایک زرد قلم پذیر مادہ جو بطور دوا بھی استعمال ہوتا ہے ۔ قدرتی حالت میں یہ آتش فشاں علاقوں میں پایا جاتا ہے ۔ مثلاً بحیرۂ مردار کی وادی میں (پیدائش ۱۹: ۲۴) ۔ یہ آتش گیر مادہ ہے ۔ اس لئے کلامِ مقدس میں اکثر اس کا ذکر آگ کے ساتھ آتا ہے (مثلاً پیدائش ۱۹: ۲۴؛ زبور ۱۱: ۶؛ حزقی ایل ۳۸: ۲۲؛ لوقا ۱۷: ۲۹؛ مکاشفہ ۹: ۱۷، ۱۸؛ ۱۴: ۱۰؛ ۱۹: ۲۰؛ ۲۰: ۱۰؛ ۲۱: ۸) ۔ چونکہ یہ آتش گیر مادہ ہے اس لئے یہ خدا کے غضب کی بھی علامت ہے (یسعیاہ ۳۰: ۳۳؛ ۳۴: ۹؛ مکاشفہ ۱۴: ۱۰) ۔
یونانی لفظ تھیون theion دلچسپ ہے ۔ پہلے پہل اس کے معنی آسمان سے آگ کے تھے ۔ اس کا تعلق گندھک سے ہے ۔ جس جگہ بجلی گرتی تھی اُسے تھیا theia کہتے تھے کیونکہ بجلی گرنے کے بعد اس مقام سے گندھک جیسی بُو آتی تھی ۔ نیز یونانی مندروں میں طہارت کی رسوم میں گندھک کی دھونی دی جاتی تھی ۔ اس لئے اسے تھیون theion کا نام دیا گیا ۔ یاد رہے کہ یونانی میں خدا یا دیوتا کو theos کہتے ہیں ۔
جہاں گندھک قدرتی طور پر ملتی ہے وہ علاقہ بنجر ہوتا ہے ۔ اسی لئے بنجر کرنے یا ہونے کے لئے گندھک کا محاورہ استعمال ہوتا ہے (استثنا ۲۹: ۲۳؛ ایوب ۱۸: ۱۵) ۔

ج ۔ نمک

دیکھئے نمک ۔

معدی ۔ معدائی:۔ (عبرانی = زیورات) ۔ بانی کا بیٹا ۔ ایک اسرائیلی جس نے اجنبی عورت سے شادی کر لی تھی (عزرا ۱۰: ۳۴) ۔

معدیاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ زیبائش ہے) ۔ کاہنوں کا ایک سردار جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۵) ۔

معرات:۔ (عبرانی = درختوں سے خالی جگہ) ۔ یہوداہ کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۹) ۔

معراجِ موسیٰ:۔ دیکھئے موسیٰ کا آسمان پر اُٹھایا جانا ۔

مُعَرَّب:۔ عربی بنایا گیا ۔ غیر زبان کا وہ لفظ جسے عربی بنا لیا گیا ہو ۔ کئی مسیحی الفاظ اور اصطلاحات یونانی سے عربی میں اپنائے گئے ہیں اور اردو میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً یونانی لفظ پاراقلیطوس parakletos کا مُعَرَّب فارقلیط ہے ۔ اسی طرح نام بھی تبدیل کئے جاتے ہیں مثلاً فلپّس عربی میں فیلبوس بن جاتا ہے ۔ یونانی لفظ euangelion کا مُعَرَّب انجیل ہے ۔

معرفتِ کُل:۔ خدا کی ذات کی ہمہ دانی کی صفت ۔ وہ ماضی، حال اور مستقبل کی کُل باتیں جانتا ہے ۔ بائبل مقدس کی یہی تعلیم (امثال ۱۵: ۱۱؛ زبور ۱۴۷: ۵؛ یسعیاہ ۴۶: ۱۰) ہے ۔

معزیاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کی تسلی) ۔
۱ ۔ کاہنوں کا ایک خاندان ۔ اس کے افراد کی خدمت کرنے کی چوبیسویں باری تھی (۱ ۔ تواریخ ۲۴: ۱۸) ۔
۲ ۔ ایک کاہن جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہدنامہ پر مہر کی (نحمیاہ ۱۰: ۸) ۔

معسی ۔ معسائی:۔ (عبرانی = یہوواہ کا کام) ۔ کاہنوں کا ایک خاندان جو اسیری سے واپسی پر یروشلیم میں رہا (۱ ۔ تواریخ ۹: ۱۲) ۔

معسیاہ ۔ معسیاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کا کام) ۔
۱ ۔ ایک لاوی جو اوروں کے ساتھ مقرر کیا گیا کہ موسیقی اور گانے کے ساتھ عہد کا صندوق یروشلیم لائے (۱ ۔ تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۰) ۔
۲ ۔ ایک سَو پر سردار (۲ ۔ تواریخ ۲۳: ۱) ۔
۳ ۔ عزیاہ بادشاہ کی فوج کا ایک سردار (۲ ۔ تواریخ ۲۶: ۱۱) ۔
۴ ۔ یہوداہ کے بادشاہ آخز کا بیٹا جسے زکری نے قتل کیا (۲ ۔ تواریخ ۲۸: ۷) ۔
۵ ۔ یروشلیم کا ایک حاکم جسے خدا کے گھر کی مرمت پر مقرر کیا گیا (۲ ۔ تواریخ ۳۴: ۸) ۔
۶ ۔ ایک کاہن جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۱۸) ۔
۷ ۔ ایک اور کاہن جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۱) ۔
۸ ۔ ایک اور کاہن جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۲) ۔
۹ ۔ پخت موآب کے خاندان کا ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۰) ۔
۱۰ ۔ عزریاہ کا باپ جس نے اپنے گھر کے سامنے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۲۳) ۔
۱۱ ۔ ایک شخص جو نحمیاہ کے دہنی طرف کھڑا ہوا جب شریعت کی کتاب پڑھی گئی (نحمیاہ ۸: ۴) ۔
۱۲ ۔ ایک شخص جس نے شریعت کے معنی بتائے (نحمیاہ ۸: ۷) ۔
۱۳ ۔ ایک سردار جس نے عہد پر مہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۵) ۔
۱۴ ۔ بارُوک کی اولاد سے ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۵) ۔
۱۵ ۔ ایک بنیمینی جو یروشلیم میں رہتا تھا (نحمیاہ ۱۱: ۷) ۔
۱۶ ۔ ایک کاہن جس نے یروشلیم کی دیوار کی تقدیس کے وقت نرسنگا پھونکا (نحمیاہ ۱۲: ۴۱) ۔

۱۷۔ ایک اور کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔

۱۸۔ یرمیاہ کے زمانے میں ایک کاہن (یرمیاہ ۲۱: ۱، ۲۷: ۲)۔

۱۹۔ صدقیاہ کا باپ۔ ایک جھوٹا نبی جسے یرمیاہ نے قصور دار ٹھہرایا (یرمیاہ ۲۹: ۲۱)۔

۲۰۔ ایک دربان (یرمیاہ ۳۵: ۴)۔

۲۱۔ بارُوک کا رشتہ دار (یرمیاہ ۳۶: ۱۲)۔

معض۔ معص :- یہوداہ کے قبیلے کے یرحمئیل کے خاندان کے رام کا بیٹا (۱۔تواریخ ۲: ۲۷)۔

معکاہ :- (عبرانی = تشدّد)۔ سلیمان بادشاہ کے زمانے میں جات کے بادشاہ اکیس کا باپ (۱۔سلاطین ۲: ۳۹)۔

معکہ :- (عبرانی = تشدّد)۔

۱۔ ابرہام کے بھائی نحور کا بیٹا (پیدائش ۲۲: ۲۴)۔

۲۔ جسور کے بادشاہ تلمی کی بیٹی۔ اس نے داؤد سے شادی کی۔ اس کا بیٹا ابی سلوم تھا (۲۔سموئیل ۳: ۳؛ ۱۔تواریخ ۳: ۲)۔

۳۔ رحبعام کی سب سے عزیز بیوی (۲۔تواریخ ۱۱: ۲۰-۲۲)۔

۴۔ کالب کی حرم (۱۔تواریخ ۲: ۴۸)۔

۵۔ مکیر کی بیوی اور حفیم اور سفیم کی بہن (۱۔تواریخ ۷: ۱۴-۱۶)۔

۶۔ یعی ایل کی بیوی (۱۔تواریخ ۹: ۳۵)۔

۷۔ حنان کا باپ (۱۔تواریخ ۱۱: ۴۳)۔

۸۔ سفطیاہ کا باپ (۱۔تواریخ ۲۷: ۱۶)۔

۹۔ جلعاد کے شمال میں شام کے صحرا کے کنارے پر ایک چھوٹا ملک۔ بنی عمون نے یہاں کے بادشاہ کو ایک ہزار سپاہیوں سمیت داؤد کے خلاف لڑنے کے لئے اُجرت پر بلایا (۲۔سموئیل ۱۰: ۶-۱۹)۔ داؤد نے انہیں شکست دی۔ چنانچہ وہ اس کے خدمت گزار بن گئے (۲۔سموئیل ۱۰: ۱۸، ۱۹)۔

مُعلّم :- اُستاد۔ دیکھئے تعلیم و تربیت ۳۔ پیشہ جاتِ بائبل ۴۹

معلوت :- عبرانی لفظ جس کا مطلب ہے ہیکل کی زیارت کا گیت۔ یہ لفظ زبور ۱۲۰ تا ۱۳۴ کی سرخیوں میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں انہیں اناشیدِ دَرج کہا گیا ہے۔ عیدوں پر ہیکل کی طرف جاتے ہوئے زائرین جلوس کی صورت میں سازوں کے ساتھ یہ زبور گاتے تھے۔ معالت کے معنی ہیں چڑھائی چڑھنا۔ غالباً یہ نام اس لئے دیا گیا کہ جب لوگ یروشلیم کو جاتے تھے جو کوہِ صیون پر واقع تھا تو اُنہیں چڑھائی چڑھنی پڑتی تھی۔

مُعمّا :- (جس عبرانی لفظ کا ترجمہ مُعمّا کیا گیا ہے اُس کے معنی ہیں پوشیدہ بات یا گتھی۔ اس لفظ کا دانی ایل ۸: ۲۳ میں ترجمہ "رمز" اور کیتھولک ترجمہ میں "مبہم باتیں" کیا گیا ہے۔ قضاۃ ۱۴: ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۹ اور حزقی ایل ۱۷: ۲ میں "پہیلی" اور ۱۔سلاطین ۱۰: ۱ میں "مشکل سوال" کیا گیا ہے)۔ حکمت اور دانش کی بات کو پہیلی اور معمّا کے قالب میں ڈھالنے سے سُننے والے کی سمجھ کا امتحان بھی ہوتا ہے اور اس کے دل میں اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ پہیلی کو حل کر کے اپنی عقل کا ثبوت دے۔ اگر بُوجھ نہ سکے تو جواب طلب کرتا ہے۔ یوں بات اچھی طرح ذہن نشین ہو کر یاد رہتی ہے۔ یہ تعلیم کا ایک اچھا اور دلچسپ طریقہ تھا۔

سمسون نے شادی کی ضیافت میں اپنے رفیقوں سے پہیلی پوچھی تھی (قضاۃ ب ۱۴)۔

اسی طرح سبا کی ملکہ نے سلیمان بادشاہ سے پہیلیاں پوچھیں (= مشکل سوال)۔

عبرانی ادب میں حکمت کی کتابوں میں (امثال، واعظ اور اپاکرفا میں حکمت اور یشوع بن سیراخ کی کتابیں) بہت سے مُعمّے اور پہیلیاں ہیں لیکن اردو ترجمہ میں اُن کا یہ پہلو عیاں نہیں ہے مثلاً زبور ۴۹: ۵ غالباً ایک مُعمّا ہے (دیکھئے آیت ۴)۔ نئے عہدنامہ میں ۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۲ میں جہاں لفظ "دھندلا سا" ہے وہاں یونانی میں مُعمّا ہے (دیکھئے پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

معمار :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۰

معُوک۔ ماعوک :- (عبرانی = مسکین، غریب)۔ جات کے بادشاہ اکیس کا باپ (۱۔سموئیل ۲۷: ۲)۔ اکیس نے داؤد اور اُس کے ساتھیوں کو ساؤل سے بچایا تھا (۱۔سموئیل ۲۹: ۱-۱۱)۔

معون۔ ماعون :- (عبرانی = مسکن۔ رہنے کی جگہ)

۱۔ کالب کی اولاد سے بیت صور کا باپ یا اس جگہ کا بانی (۱۔تواریخ ۲: ۴۲-۴۵)۔

۲۔ حبرون کے جنوب میں ایک شہر جہاں داؤد نے ساؤل سے پناہ لی (۱۔سموئیل ۲۳: ۲۴-۲۵)۔ نابال اور ابیجیل کی جائے رہائش (۱۔سموئیل ۲۵: ۱-۳)۔

معوناتی۔ معونوتائی :- (عبرانی = میری سکونت گاہ)۔ غتنی ایل کا بیٹا اور عفرہ کا باپ (۱۔تواریخ ۴: ۱۳، ۱۴)۔

معونیم :- ایک مقام جس کا ذکر صرف قضاۃ ۹: ۳۷ میں ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے ایلون معونیم یعنی معونیم کا میدان کہا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "معونیم کے بلوط" ہے۔

معونی :- ایک عرب قبیلہ جو بحیرۂ مردار کے جنوب میں رہتا تھا (۲۔تواریخ ۲۶: ۷)۔

معونیم :- ہیکل میں خدمت کرنے والے نتنیم کی اولاد۔ یہ زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے (عزرا ۲: ۵۰؛ نحمیاہ ۷: ۵۲)۔

مغار :- غار۔ گڑھا۔ دیکھئے غار۔

مغارہ۔ مغار :- (عبرانی = غار)۔ صیدانیوں کا ایک شہر (یشوع ۱۳: ۴)۔

مغرب :- سورج غروب ہونے کی سمت۔ عبرانی لفظ کا مطلب سمندر ہے کیونکہ بحیرۂ روم فلسطین کے مغرب میں تھا۔ بڑے فاصلے کو ظاہر کرنے کے لئے یہ مجازی طور پر مشرق کے ساتھ استعمال ہوتا ہے (زبور ۱۰۳: ۱۲)۔ "جیسے مشرق مغرب سے دُور ہے"۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "جیسے پورب پچھم سے دُور ہے"۔

مغفرت :- گناہوں کی معافی۔ لفظ مغفرت پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (زبور ۱۳۰: ۴) لیکن انسان کو گناہوں کی معافی کی ضرورت کی اہمیت کلامِ مُقدّس کا مرکزی مضمون ہے۔ بائبل اس حقیقت کو صاف طور سے بیان کرتی ہے کہ گناہوں کی معافی صرف خدا کے فضل سے ممکن ہے۔ وہی غفور اور رحیم ہے (۲۔تواریخ ۳۰: ۹؛ دانی ایل ۹: ۹)۔ خدا کے فضل کے انتظام سے خداوند یسوع مسیح نے انسان کے قصوروں کے کفارہ کے لئے صلیبی موت کا دُکھ اُٹھایا اور اس کے راستباز ٹھہرنے کی خاطر وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے (رومیوں ۴: ۲۵؛ قب ۱۔یوحنا ۱: ۹) تاکہ جو کوئی ان پر ایمان لائے نجات پائے۔ خداوند مسیح کو ہی گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے (لوقا ۷: ۴۷ مابعد؛ قب کلسیوں ۱: ۱۳ مابعد)۔ نیز دیکھئے معافی۔ ہاتھ رکھنا۔

مُغلِم :- اغلام کرنے والا۔ دیکھئے لوطی۔

مُفرّس :- کسی دوسری زبان کا لفظ جسے فارسی بنایا گیا ہو۔ مثلاً عبرانی لفظ کنیشت (= یہودیوں کی عبادت گاہ) کا مُفرّس کنیسہ ہے۔

مفعت۔ میفاعت :- (عبرانی = جاہ و جلال)۔
۱۔ بنی روبن کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۳: ۱۸)۔ یہ لاویوں کے مراری خاندان کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۳۷)۔ چوتھی صدی عیسوی میں یہاں ایک رومی گارڈ تعین تھی۔
۲۔ ایک موآبی شہر (یرمیاہ ۴۸: ۲۱)۔

مفلس :- دیکھئے غریب، غریبی۔

مفلوج :- دیکھئے امراضِ بائبل ۳۰

مفیبوست۔ مفی بوشت :- یہی نام ۱۔تواریخ ۸: ۳۴ اور ۹: ۴۰ میں مندرج نسب نامہ میں مریبعل کی صورت میں آیا ہے۔
۱۔ ساؤل بادشاہ اور اُس کی حرم رصفہ کا بیٹا۔ داؤد بادشاہ کی رضامندی سے اُسے اس کے بھائیوں اور دیگر لوگوں کو جبعونیوں کے حوالے کیا گیا جنہوں نے انہیں خداوند کے حضور لٹکا دیا (۲۔سموئیل ۲۱: ۸)۔
۲۔ ساؤل بادشاہ کا پوتا اور یونتن کا بیٹا۔ نسب نامہ میں اس کا نام مریبعل ہے (۱۔تواریخ ۸: ۳۴؛ ۹: ۴۰)۔ کوہِ جلبوعہ پر تباہی کے وقت جہاں فلستیوں نے جنگ میں ساؤل اور یونتن کو قتل کیا (۲۔سموئیل ۴: ۴؛ ۱۔تواریخ ۱۰: ۱-۸) وہ پانچ سال کا تھا۔ اُس کی دایہ اُسے چھپا کر لودبار لے گئی جہاں انہوں نے عمی ایل کے بیٹے مکیر کے گھر میں پناہ لی (۲۔سموئیل ۹: ۴)۔
جب داؤد تخت پر بیٹھا تو اُس نے اُسے یروشلیم بلوا لیا اور اُسے اس کے باپ کی تمام جائیداد واپس پھیر دی۔ اُس نے اُسے اپنے دسترخوان پر ساری عمر کے لئے کھانا کھانے کو بھی کہا اور ساؤل کے خادم ضیبا کو اُس کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس خادم نے اپنے آقا پر غدّاری کا الزام لگا کر داؤد سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی (۲۔سموئیل ۱۶: ۱-۴)۔ تاہم داؤد نے اُس کی کہانی کا پورا یقین نہ کیا کیونکہ بعد میں وہ مفیبوست سے بڑے دوستانہ طریقے سے ملتا ہے (۲۔سموئیل ۱۹: ۲۴-۳۰)۔

مُفیم :- بنی بنیمین میں سے ایک شخص (پیدائش ۴۶: ۲۱)۔ اسے گنتی ۲۶: ۳۹ میں سوفام کہا گیا ہے اور ۱۔تواریخ ۸: ۵ میں سفوفان۔

مقدّر :- دیکھئے تقدیر۔

مَقدِس :- عبرانی مقداش بمعنی کسی معبود کی عبادت کے لئے الگ کی ہوئی مخصوص جگہ۔ اس کا مادہ ق۔د۔ش ہے (دیکھئے مُقدّس)۔ کتابِ مُقدّس میں یہ صرف اُس جگہ کے لئے استعمال ہوا ہے جہاں یہوواہ کی عبادت ہوتی تھی (خروج ۲۵: ۸)۔ دوسری سامی زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی لفظ کنعانی لوگ اپنے دیوتاؤں کی پرستش گاہ کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کا پہلا مَقدِس ایک خیمہ تھا جسے ★ خیمۂ اجتماع کہا گیا ہے۔ بعد میں داؤد بادشاہ نے پختہ ہیکل بنانے کا منصوبہ بنایا اور سلیمان بادشاہ نے اُسے تعمیر کیا (۱۔تواریخ ۲۲: ۱۹ وغیرہ)۔

مُقدّس :- پاک۔ عربی مادہ قدس سے ترکیب دیئے ہوئے الفاظ جو کتابِ مُقدّس کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں استعمال ہوئے ہیں

ذیل میں درج ہیں ۔کم ازکم جتنی مرتبہ وہ آئے ہیں قوسین میں درج ہیں۔مقدّس (۲۰۸)؛ مَقدِس (۱۴۰)؛ مقدّسوں (۷۶)؛ قدوس (۷۰)؛ تقدیس (۲۶)؛ قدسی (۵)؛ قدوسیت (۴)؛ تقدّس (۳)؛ قدوسی اور قدس ایک ایک بار۔ تقریباً یہ تمام لفظ عبرانی مادّہ قـدـش (قوف۔ دالتھ۔ شین) سے ترکیب دیئے ہوئے الفاظ کا ترجمہ ہیں ۔لیکن کئی مرتبہ قدش کے سلسلے کے الفاظ کا اردو ترجمہ لفظ "پاک" سے کیا گیا ہے (مثلاً خروج ۲۹: ۳۱؛ احبار ۶: ۱۶؛ استثنا ۲۳: ۱۴؛ یشوع ۲۴: ۱۹ وغیرہ) لیکن لفظ پاک میں وہ زور اور گہرائی موجود نہیں جو عبرانی قدش اور عربی قدس کے سلسلے کے الفاظ میں ہے ۔عبرانی کے ایک اور لفظ طاھود (مادّہ طہیتھ۔ ہے ۔ریش قب طہارت) کا ترجمہ بھی اکثر پاک کیا گیا ہے (مثلاً احبار ۱۱: ۳۲؛ ۲-سلاطین ۵: ۱۲؛ امثال ۲۰: ۹؛ حزقی ایل ۲۴: ۱۳ وغیرہ) ۔طہارت میں رسمی اور ظاہری پاکیزگی کا تصوّر غالب ہے (دیکھئے طہارت) ۔اسی لئے بعض مرتبہ طاھر اور طاھود کا ترجمہ "صاف" یا "خالص" کیا گیا ہے (مثلاً احبار ۱۳: ۷؛ خروج ۲۵: ۱۱ وغیرہ)۔ چونکہ لفظ پاک میں دونوں معنی موجود ہیں یعنی بعض مرتبہ رسمی صفائی کے اور بعض مرتبہ گہری پاکیزگی کے اس لئے یہ کتاب مقدس میں ۲۵۰ سے زائد مرتبہ آیا ہے ۔اس مضمون میں ہم گہری پاکیزگی کے متعلق قدس کے مادّہ کے الفاظ سے عبرانی مادّہ قدش کے حوالے سے پاکیزگی کے مضمون پر روشنی ڈالیں گے ۔

اکثر علماء کی رائے میں عبرانی مادّہ قدش کے بنیادی معنی ہیں علیحدہ کرنا یعنی کسی شخص یا چیز کو خدا یا معبود کے لئے الگ کرنا یا مخصوص کرنا ۔اس مفہوم کا نزدیک ترین یونانی لفظ ھاگیوس hagios ہے جو غالباً ھاگنوس hagnos سے مشتق ہے اور پاکیزگی اور علیحدگی دونوں مفہوم کا حامل ہے ۔

قدوسیت کے مفہوم میں پہلے پہل کوئی اخلاقی رنگ نہ تھا۔ یعنی نیک اور بد، اچھائی اور برائی کا تصوّر نہ تھا ۔مثلاً کنعانی مذہبی کسبیوں کو "مقدس عورتیں" (عبرانی = قدیشہ) کہا جاتا تھا (دیکھئے کسبی)۔ اگر کوئی اخلاقی رنگ ظاہر ہوتا تو وہ اُس معبود کی ذات اور صفات پر مبنی ہوتا جس کی لوگ پرستش کرتے تھے ۔

پرانے عہدنامہ میں قدوسیت کے ساتھ ڈر اور بھیانک پن کا تصوّر موجود ہے (مثلاً پیدائش ۲۸: ۱۶، ۱۷) ۔یوں قدوسیّت ناپاک لوگوں کے لئے خطرناک ثابت ہوتی ہے (۱-سموئیل ۶: ۱۹ مابعد؛ قب ۲-سموئیل ۶: ۶ مابعد) یہاں تک کہ کسی پاک چیز کو چھونے سے بھی چھونے والا پاک ٹھہر سکتا تھا (خروج ۲۹: ۳۷؛ احبار ۶: ۲۷)۔ فرشتوں کو مقدّس اور قدسی کہا گیا ہے کیونکہ وہ پاک اور فوق الفطرت ہستیاں ہیں (زبور ۸۹: ۵، ۷؛ ایوب ۵: ۱؛ ۱۵: ۱۵؛ دانی ایل ۴: ۱۳؛ کلسیوں ۱: ۱۶)۔ قدش کا عبرانی مفہوم آس پاس کی قوموں کے مفہوم سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ لیکن جب یہ لفظ بنی اسرائیل کے خدا یہوواہ کے سلسلے میں استعمال ہونے لگا تو اس میں خاص معنی داخل ہو گئے ۔"اسرائیل کا قدوس" خدا کے لئے یسعیاہ نبی کا پسندیدہ لقب ہے جو وہ تقریباً ۳۰ مرتبہ استعمال کرتا ہے (یسعیاہ ۱: ۴؛ ۵: ۱۹ وغیرہ ۔دیکھئے خدا کے نام ۵)۔ خدا کو قدوس کہنے سے خدا اور انسان کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ خدا علیحدہ (قدوس) ہے، "عالی اور بلند" ہے (یسعیاہ ۵۷: ۱۵)۔ باوجود قدوس ہونے کے اور بلند مقام میں رہنے کے خدا شکستہ دل اور فروتن کے ساتھ بھی رہتا ہے ۔وہ انسان کے "درمیان سکونت کرنے والا قدوس" ہے (ہوسیع ۱۱: ۹)۔ قدوسیت سے خدا کی بزرگی اور تقدیس" (حزقی ایل ۳۸: ۲۳)، اُس کا مہیب رعب اور دبدبہ (یسعیاہ ۶: ۳-۵؛ ۸: ۱۳؛ ۲۹: ۲۳؛ زبور ۹۹: ۳)، اس کی صداقت اور غیوری (یشوع ۲۴: ۱۹؛ یسعیاہ ۵: ۱۶؛ قب یسعیاہ ۶: ۳-۵) اور پاکیزگی (حبقوق ۱: ۱۳؛ قب ۱: ۱۲) ظاہر ہوتی ہے ۔خدا کے پاک بازو کے لئے عبرانی میں لفظ قودیش استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۵۲: ۱۰- پروٹسٹنٹ پاک بازو۔ کیتھولک مقدّس بازو)۔ اسی طرح اُس کی رُوح کے لئے (زبور ۵۱: ۱۱- اردو پاک) اور اُس کے قول کے لئے (زبور ۱۰۵: ۴۲- کیتھولک قدوس قول ۔پروٹسٹنٹ پاک قول) اور اُس کے نام کے لئے (احبار ۲۰: ۳- پاک نام، کیتھولک قدوس نام) ۔قوموں کے سامنے خدا کے غضب یا رحم کے باعث اُس کے نام کی تقدیس ہوتی ہے (حزقی ایل ۳۸: ۱۶؛ ۲۰: ۴۱)۔

جب مقامات کا تعلق خدا سے ہو تو وہ مُقدّس ہو سکتے ہیں مثلاً کوہِ حورب (خروج ۳: ۵)، کوہِ صیحون (زبور ۹۹: ۹ -کیونکہ یہاں ہیکل تھی) ۔یروشلیم کی عبادت گاہ کے لئے لفظ مَقدِس (عبرانی مقداش استعمال ہوا ۔جیسے مَقدِس مُقدّس ہے ویسے ہی وہ سب چیزیں جن کا تعلق عبادت گاہ سے ہے مقدّس ہیں، مثلاً قربان گاہ (خروج ۲۹: ۳۷- نہایت پاک)، قربانیاں (گنتی ۱۸: ۹؛ قب حجی ۲: ۱۲)، دہ یکی (احبار ۲۷: ۳۰- پروٹسٹنٹ پاک، کیتھولک مخصوص)، مسح کا تیل (خروج ۳۰: ۲۵، کیتھولک "مقدّس مسح کا تیل")۔ اسی لئے جب خیمہء اجتماع کی بجائے ہیکل تعمیر کی گئی تو اُسے بھی مقدّس کرنا ضروری تھا یعنی اُس کی تقدیس اور مخصوصیّت کرنی تھی (۲-تواریخ ۲: ۴) ۔وہ لوگ جن کا خدا سے تعلق ہے پاک ہیں مثلاً کاہن (احبار ۲۱: ۶- کیتھولک مُقدّس)، انبیاء (۲-سلاطین ۴: ۹ - "یہ مردِ خدا جو اکثر ہماری طرف آتا ہے مُقدّس ہے"، قب یرمیاہ ۱: ۵ -جہاں "مخصوص کیا" لکھا ہے)، نذیر (گنتی ۶: ۵)۔ سچ تو یہ ہے کہ تمام بنی اسرائیل کو مُقدّس کہا جا سکتا ہے کیونکہ خدا نے اُنہیں چُنا تاکہ وہ اُس کی مُقدّس قوم ہوں (استثنا ۷: ۶؛ احبار ۲۰: ۲۶) ۔لیکن بنی اسرائیل کی پاکیزگی، قدوسیت محض ایک ایسی چیز نہیں جو پہلے سے موجود ہو بلکہ اُن کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے کو مُقدّس اور پاک کریں کیونکہ اُن کا خدا قدوس ہے (احبار ۱۱: ۴۴ مابعد)۔

اُنہیں خدا کو مُقدّس جاننا اور اُس کی تقدیس کرنا لازمی تھا (یسعیاہ ۸: ۱۳؛ ۲۹: ۲۳) اور اُس کے احکام پر عمل کرنا تھا (گنتی ۱۵: ۴۰، قبہ احبار ۲۲: ۳۱، ۳۲) - ان احکام میں رسمی معاملات مثلاً سبت کو پاک رکھنا تھے (خروج ۲۰: ۸؛ حزقی ایل ۴۴: ۲۴) لیکن ان کے ساتھ اخلاقی قوانین بھی تھے (عاموس ۲: ۷ - ان کو توڑنا خدا کے نام کی تکفیر تھی) مثلاً بے چوری، دغا، جھوٹ کے متعلق تھے (احبار ۱۹: ۱۱) - تاہم خدا خود اپنے لوگوں کو مقدس بناتا ہے (خروج ۳۱: ۱۳ "میں خداوند تمہارا پاک کرنے والا ہوں" "کیتھولک" مقدس کرنے والا ہوں") - خدا انہیں چُن لینے اور ان کی ہدایت کرنے سے انہیں مقدس کرتا ہے - اُن کی پاکیزگی کا بھید، اُس کی اُس بلاہٹ میں ہے جس سے وہ انہیں پہلے ہی سے بلا چکا ہے -

نئے عہدنامہ میں خداوند مسیح کو خدا کا قدوس کہا گیا ہے (مرقس ۱: ۲۴؛ یوحنا ۶: ۶۹؛ قبہ اعمال ۳: ۱۴) کیونکہ مسیح میں ہو کر خدا نے انسان کی نجات کا کام مکمل کیا - اس استعمال سے زور اس بات پر ہے کہ مسیح کا تعلق خدا سے ہے - یہی زور اُس وقت بھی ظاہر ہوتا ہے جب خدا کی رُوح کو مقدس کہا گیا ہے (متی ۱۲: ۳۲ - روح القدس - ۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹) - خدا ہی اپنے نئے بلائے ہوئے لوگوں یعنی ★ کلیسیا کو مقدس اور مخصوص کرتا ہے (یوحنا ۱۷: ۱۹، ۱۹ - ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو) - تمام مسیحی مقدس ہیں کیونکہ وہ مسیح میں ہو کر کلیسیا کے شرکاء ہیں (۱-کرنتھیوں ۱: ۲؛ ۷: ۱۴؛ افسیوں ۱: ۴) - اس لئے اپنے بدن کو خدا کے حوالے کرنا ایک مُقدّس عمل ہے (رومیوں ۱۲: ۱) پرانے عہدنامہ میں خدا کے لوگوں کو حکم تھا کہ وہ خدا کے بلاوے کو قبول کرنے کے لئے اپنے کو پاک کریں یعنی اپنے اعمال سے جو خدا کے اخلاقی قوانین کے مطابق ہوں اپنی پاکیزگی اور مخصوصیت دکھائیں (رومیوں ۶: ۱۹؛ ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۳؛ ۱-پطرس ۱: ۱۵) -

۲ - خدا کے چُنے ہوئے لوگوں کے لئے لفظ مقدس استعمال کیا گیا ہے - پرانے عہدنامہ میں عبرانی کا ایک اور لفظ ہے جس کا ترجمہ بھی کئی جگہ خصوصاً زبور میں مقدس کیا گیا ہے - یہ لفظ خاسید ہے - اس لفظ کا مطلب خدا سے محبت کرنے والا یا خدا پرست ہے - زور ان کے تقویٰ اور دینداری پر ہے - اس لفظ کے اُردو ترجمہ پر نظر ڈالنے سے اس کے مفہوم کا تصور سامنے آجائے گا - ملاحظہ ہو:

مردِ خدا (کیتھولک مردِ پسندیدہ)، استثناء ۳۳: ۸؛ رحم دل، ۲-سموئیل ۲۲: ۲۶؛ زبور ۱۸: ۲۵؛ دیندار زبور ۴: ۳ (کیتھولک برگزیدہ)؛ ۳۲: ۶؛ ۸۶: ۲؛ راستباز، میکاہ ۷: ۲؛ رحیم، یرمیاہ ۳: ۱۲؛ باقی جگہ مقدس، مقدسوں ۲-تواریخ ۶: ۴۱؛ زبور ۱۶: ۱۰؛ ۸۹: ۱۹؛ ۹۷: ۱۰ وغیرہ - رسمی اور ظاہری پاکیزگی کے لئے دیکھئے طہارت -

مُقدّس مجمع، مُقدّس محفل :-

نرسنگے پھونکنے کی عید - اسے عبرانی میں یوم تروعہ کہا گیا ہے (احبار ۲۳: ۲۴؛ گنتی ۲۹: ۱-۶) - ساتویں مہینے (اس کا نام یہودی ★ کیلنڈر ★ تشری تھا - بعد میں یہ سال کا پہلا مہینہ مقرر ہوا) کی پہلی تاریخ کو وہ سب کام چھوڑ کر عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے تھے - اس دن نرسنگے پھونکے جاتے تھے - دیکھئے عیدیں ۸۔

مقدس ہفتہ :- ★ ایسٹر سے پہلے کے سات دن مُقدّس ہفتہ کہلاتا ہے - ان دنوں کی کیفیت کچھ یوں ہے -

اتوار - یروشلیم میں شاہانہ داخلہ - لوگوں کا کھجور کی ڈالیاں لے کر خداوند کا استقبال - اسی وجہ سے اسے کھجور کا اتوار بھی کہتے ہیں (متی ۲۱: ۴-۹؛ مرقس ۱۱: ۷-۱۰؛ لوقا ۱۹: ۳۵-۳۸؛ یوحنا ۱۲: ۱۲-۱۸) -

پیر - انجیر کے درخت پر لعنت اور ہیکل کی دوسری مرتبہ صفائی (متی ۲۱: ۱۲-۲۲؛ مرقس ۱۱: ۱۲-۱۸؛ لوقا ۱۹: ۴۵-۴۸) -

منگل - مباحثہِ عظیم - سردار کاہنوں کا یسوع کے اختیار پر اعتراض (متی ۲۱: ۲۳؛ ۲۲: ۱۵-۳۲؛ مرقس ۱۲: ۱۳-۲۷؛ لوقا ۲۰: ۲۰-۴۰) -

بدھ - یوم اعتکاف - خلوت کا دن - کوائٹ ڈے (یوحنا ۱۲: ۳۷) -

جمعرات - عشائے ربانی کا مقرر کرنا (متی ۲۶: ۲۰-۲۹؛ مرقس ۱۴: ۱۷-۲۴) - پکڑوایا جانا (متی ۲۶: ۴۷-۵۶؛ مرقس ۱۴: ۴۳-۵۰؛ لوقا ۲۲: ۴۷-۵۳؛ لوقا ۱۸: ۳-۱۱) -

مُبارک جُمعہ - مقدمہ - صلیب دیا جانا - موت اور دفن کیا جانا (متی ۲۶: ۵۷-۲۷: ۱-۶۶؛ مرقس ۱۴: ۵۳-۱۵: ۴۷) -

سنیچر - قبر پر پہرہ (متی ۲۷: ۶۲-۶۶) -

اتوار - ایسٹر - عیدِ قیامت - یسوع کا جی اُٹھنا (متی ۲۸: ۱-۱۰؛ مرقس ۱۶: ۱-۸؛ لوقا ۲۴: ۱-۱۰؛ یوحنا ۲۰: ۱-۱۸) -

مقدسہ مریم کا گیت :- جب مقدسہ مریم اپنی رشتہ دار الیشبع کے گھر میں داخل ہوئی اور اسے سلام کیا تو الیشبع روح القدس سے بھر گئی اور بلند آواز سے کہا کہ "تو عورتوں میں مبارک اور تیرے پیٹ کا پھل مبارک ہے" (لوقا ۱: ۴۲) - اس کے جواب میں مقدسہ مریم نے خدا کی تعریف میں یہ گیت پیش کیا (لوقا ۱: ۴۶-۵۵) - اب یہ گیت کلیسیا کا ایک مقبول ترین نغمہ ہے - اس نغمہ کا مقابلہ حنہ کی دعا سے کیجئے (۱-سموئیل ۲: ۱-۱۰) -

مُقرّب فرشتہ :- وہ فرشتہ جسے خدا کا قرب حاصل ہو - کتاب مُقدّس میں یہ لقب صرف میکائیل

فرشتے کو دیا گیا ہے (یہوداہ ۹) - جبرائیل کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خدا کے حضور کھڑا رہتا ہے (لوقا ۱: ۱۹) - اس لئے وہ بھی مقرّب فرشتہ ہے - نیز دیکھئے فرشتے -

مقص - ماقص :- بیت شمس کے قریب ایک شہر - بن دقر جو سلیمان کا ایک منصبدار تھا بادشاہ کو رسد پہنچانے کے لئے اسی جگہ پر مقرر تھا (۱-سلاطین ۴: ۹) -

مقلوت :- (عبرانی = چھڑی) - ۱- اسیری کے بعد یروشلیم میں ایک بنیمینی شخص (۱-تواریخ ۸: ۳۲؛ ۹: ۳۷، ۳۸) -
۲- داؤد بادشاہ کے عہد میں ۲۴۰۰۰ پر ایک سردار (۱-تواریخ ۲۷: ۴) -

مقنیاہ - مقنی یاہ :- داؤد کے زمانہ میں ایک بربط بجانے والا لاوی (۱-تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۱) -

مقوناہ - مکونہ :- ایک شہر جو اسیری کے بعد آباد کیا گیا - یہ صقلاج کے قریب تھا (نحمیاہ ۱۱: ۲۸) -

مقہیلوت :- بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر میں ایک منزل (گنتی ۳۳: ۲۵، ۲۶) -

مقیدہ :- (عبرانی = چرواہوں کی جگہ) - عزیقاہ اور لبناہ کے نزدیک ایک شہر جس کو یشوع نے فتح کیا - پانچ بادشاہ اس شہر کی غار میں چھپے تھے - انہیں قتل کر کے اسی غار میں ڈال دیا گیا (یشوع ۱۰: ۱۶-۲۷) - یہ شہر بنی یہوداہ کو میراث میں ملا (یشوع ۱۵: ۴۱) -

مکّابی - جمع مکّابیّین :- شفیلہ میں مودین کے ایک یہودی خاندان کا نام جس نے شام کے سلوکی بادشاہ انطاکس اپیفنیس کی اہل فلسطین پر زبردستی یونانی تہذیب وتمدن کو ٹھونسنے کی پالیسی کے خلاف بغاوت شروع کی -

مکابیوں کی شجاعت کی داستان ★ اپاکرفا (غیر ملہم کتب) میں مکابین کے نام سے دو کتابوں میں درج ہے - یہ بغاوت اس وقت شروع ہوئی جب ایک عمر رسیدہ کاہن متتیاہ نے ایک منحرف یہودی شاہی منصبدار کو جو جبراً کافرانہ قربانی چڑھوانا تھا قتل کر دیا اور مذبح کو بھی ڈھا دیا - پھر وہ اپنے بیٹوں کو لے کر پہاڑوں کو بھاگ گیا - تب خسیدیم کی جماعت (شریعت کی سختی سے پابندی کرنے والوں کی جماعت) بھی ان سے مل گئی - عمر رسیدہ کاہن متتیاہ گوریلا جنگ لڑنے کے چند ماہ بعد وفات پاگیا - اس جنگ میں اس کے دو بیٹے یوحنا اور الیعزار بھی کام آئے - باقی تین بیٹوں نے باری باری اس تحریک کی راہنمائی کی اور ان سب نے یہودی تاریخ کو نہایت گہرے انداز سے متاثر کیا -

یہوداہ کو مکابی (ہتھوڑا چلانے والا) کا لقب ملا - اپاکرفا کی کتب میں یہ لقب تمام خاندان میں سے صرف اسے ہی دیا گیا ہے، لیکن بعد کی تاریخ میں تینوں بھائی اسی لقب سے ملقب ہوئے -

یہوداہ نہایت عمدہ سپاہی اور بڑا محب وطن تھا - وہ مذہب کی بحالی اور یہودیوں کے لئے مکمل آزادی چاہتا تھا - اس نے گلیل کے لوگوں کی لڑاکا فوج منظم کی - ۱۶۶ اور ۱۶۵ ق م میں اس کے خلاف بڑی بڑی فوجی مہمات بھیجی گئیں، اس نے ان سب کو شکست دی - اس سے اگلے سال ماہ دسمبر میں یہوداہ نے ہیکل کو سریانیوں کی آلودگی سے پاک کیا اور اس موقع پر بڑا جشن منایا - پھر اس نے اس جشن کو جو ۲۵ دسمبر سے شروع ہو کر آٹھ دن جاری رہا مستقل قرار دے دیا (۱-مکابیین ۴: ۵۲-۵۹؛ ۲-مکابیین ۱۰: ۶؛ یوحنا ۱۰: ۲۲) -

آئندہ ۱۸ ماہ میں یہوداہ دریائے یردن کے مشرق میں جنگ کرتا رہا جب کہ اس کے بھائی شمعون نے ان یہودیوں کو جو گلیل کے علاقے سے یہودیہ کے محفوظ علاقے میں جا بسے تھے جمع کیا - اس موقع پر خسیدیم یہوداہ کی حمایت سے دستکش ہو گئے کیونکہ ان کی خواہش کے مطابق ہیکل کی عبادت پھر بحال ہو گئی تھی - یوں مذہبی تقسیم اور آزادی کے لئے یہودیوں کی جدوجہد کے دائمی مسائل نے یہوداہ کے ہاتھوں کو کمزور کر دیا - سریانی جنرل لوسیاس نے جسے یہوداہ نے بیت صور میں ۱۶۵ ق م میں واضح شکست دی تھی، بیت زکریاہ کے مقام پر اپنی شکست کا بدلہ لے لیا - یہوداہ کو شکست ہوئی اور یروشلیم کے قلعہ پر قابض سریانی فوج پر دباؤ ختم ہو گیا -

انطاکس اپیفنیس کی وفات کے بعد ۱۶۳ ق م میں اس کا کمسن بیٹا انطاکس اوپاطور تخت نشین ہوا اور اس کے مختصر دور حکومت کے دوران لوسیاس نے سریا کو اپنے کنٹرول میں کئے رکھا - اوپاطور نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے باپ کی یہودی مذہب کو دبانے کی پالیسی کو ختم کر دیا اور سرپرستی کی موثر سیاسی پالیسی اختیار کی - اس نے ایک کٹھ پتلی سردار کاہن بنام الکیمس مقرر کیا اور خسیدیوں نے اسے اپنا راہنما قبول کر لیا - یوں یہوداہ الگ تھلگ رہ گیا لیکن لوسیاس کے واپس جانے کے بعد اس نے الکیمس پر دھاوا بول دیا - دیمیتریس اوّل نے جو اوپاطور کے بعد ۱۶۲ ق م میں تخت نشین ہوا اور ایک قابل حکمران تھا، اس نئی بغاوت کو کچلنے کے لئے اپنے ایک سپہ سالار نیقانور کے ماتحت فوج بھیجی - یہوداہ نے نیقانور کو شکست دی اور وہ یروشلیم واپس چلا گیا - وہاں اس نے ہیکل کے خلاف انتقامی کاروائی کرنے کی دھمکی دی اور یوں اپنی بے وقوفی سے خسیدیوں کو پھر یہوداہ کی حمایت پر آمادہ کر دیا - چونکہ تمام ملک یہوداہ کی پشت پر تھا لہٰذا یہوداہ نے سریانیوں کو اداسہ کے مقام پر شکست دی - اب سارا ملک یہوداہ کے کنٹرول میں تھا اس لئے اس نے رومہ کے ساتھ معاہدہ کیا جس کی رو سے رومہ نے

دیمیتریئس اوّل کو فلسطین سے نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن یہوداہ کا یہ اقدام مفید ثابت نہ ہؤا کیونکہ سریا روما کے تحمّل کی وجہ ہی سے قائم تھا اور دیمیتریئس نے بطور یرغمالی اپنی نوجوانی روما ہی میں بسر کی تھی۔ وقت یہوداہ کے خلاف جا رہا تھا کیونکہ پیشتر ازیں کہ روما کا فرمان بادشاہ کو ملتا اس کے ایک سپہ سالار بخدیس نے لیشہ کے مقام پر یہوداہ کو شکست دی اور وہ جنگ میں مارا گیا (۱۔مکابیین ۹: ۱-۲۲)۔ روما کے ساتھ معاہدہ کی وجہ سے متلون مزاج خسیدیوں نے یہوداہ کی حمایت ترک کر دی جس سے اُس کی قوتِ مدافعت کمزور پڑ گئی اور اُسے فوجی شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

۱۶۱ ق م میں اپنے بھائی یہوداہ کی وفات کے بعد یوناتان راہنما بنا، اور مکابی بغاوت جیسے شروع میں تھی پھر گوریلا جنگ میں تبدیل ہو گئی۔ سریا کے شاہی خاندانی جھگڑوں سے یوناتان نے خوب فائدہ اُٹھایا۔ سکندر بالس، جس کی مدد پرگمم Pergamum اور مصر کر رہے تھے سریا کے تخت کی تاک میں تھا، اس لئے سکندر بالس اور دیمیتریئس دونوں نے یوناتان جیسے جنگجو اور بہادر راہنما کی مدد چاہی۔ دیمیتریئس نے اُسے فلسطین میں تمام فوجوں کو اُس کے کنٹرول میں دینے اور یروشلیم کا گورنر بنانے کی پیشکش کی۔ سکندر نے اس کے ساتھ اُسے سردار کاہن بھی بنانے کا وعدہ کیا۔ یوناتان نے سکندر کا ساتھ دیا اور یوں وہ حسمونی کہانت کا بانی بنا۔ دیمیتریئس دوم کی مدد سے جس نے سکندر کو تخت سے اُتار دیا تھا یوناتان نے بڑی ہوشیاری سے اپنی پوزیشن کو مضبوط کیا اور قائم رکھا۔ پھر دوسری سلوکی سلطنت کی مشکلات نے بھی اُس کے مقصد کو خوب پورا کیا۔ یوناتان نے اپنا کنٹرول بحری میدانوں تک بڑھا لیا، یروشلیم اور یہودیہ میں دیگر اہم مقامات کی قلعہ بندی کی اور روما کے ساتھ معاہدہ کیا۔ ۱۴۳ ق م میں فوجی بغاوت کے باعث دیمیتریئس دوم کو تخت سے اترنا پڑا اور اس کی جگہ سکندر کا بیٹا انطاکس ششم کے نام سے تخت نشین ہؤا۔ لیکن ساری طاقت فوجی جرنیلوں کے ہاتھ میں تھی۔ اُن میں سے ایک جرنیل تروفون نے دغا بازی سے یوناتان کو قید کر کے اسے بعد ازاں ہلاک کر دیا (۱۔مکابیین ۹: ۲۳-۱۲: ۵۴)۔

تیسرے بھائی شمعون کو اس قسم کی خطرناک حالت ورثے میں ملی۔ شمعون ایک زبردست سیاستدان تھا۔ اُس نے اپنے بھائی کی پالیسی کو کامیابی سے جاری رکھا اور سریا کی اندرونی مشکلات سے فائدہ اُٹھاتا رہا۔ ۱۴۳ اور ۱۴۲ ق م میں اُس نے یہودیہ کے لئے تقریباً مکمل سیاسی آزادی حاصل کر لی۔ ۱۴۱ ق م میں ملک کے رئیسوں، کاہنوں اور بزرگوں کے ایک عظیم اجتماع میں شمعون کو یہودیوں کا سردار کاہن، سپہ سالار اور گورنر چُنا گیا "جب تک کہ کوئی وفادار نبی برپا نہ ہو"۔ یوں سردار کاہن کا عہد شمعون کے خاندان میں منتقل ہو گیا۔ شمعون نے روما کے ساتھ معاہدہ کی تجدید کی جو سریا پر سیاسی فوقیت کا حامل ثابت ہو چکا تھا۔ شمعون کو اُس کے داماد نے ایک ضیافت میں قتل کر دیا (۱۔مکابیین ۱۶: ۱۶)۔ شمعون کی شہادت کے بعد اُس کا نامور بیٹا یوحنا ہرکانُس اُس کا جانشین ہؤا۔ اور اس موروثی اختیار کو ۳۰ سال تک استعمال کرتا رہا۔ اسکے بعد اختیار اُس کے بیٹے ارسطبولس کو منتقل ہو گیا جس نے شاہی لقب اختیار کیا۔ جب تک ۳۴ ق م میں ہیرودیس اور رومیوں نے متتیاہ کی نسل کے آخری شخص انتی گونس Antigonus کو ختم نہ کر دیا تب تک حسمونی خاندان کا نام چلتا رہا، لیکن اصل مکابیوں کا خاتمہ ۱۳۴ ق م میں شمعون کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔

مکابیین:۔ دیکھئے اپاکرفا۔

مکاشفاتی ادب:۔ apocalyptic یونانی لفظ کا مطلب مخفی بات کو ظاہر کرنا ہے۔ اس ادب کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مستند یا الہامی اور ۲۔ غیر مستند یا غیر الہامی۔ پہلی قسم میں دانی ایل اور مکاشفہ کی کتابیں ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو پہلی اور دوسری صدی قبل مسیح اور پہلی صدی عیسوی میں بہت عام تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یہودیوں پر بہت ظلم ڈھائے جاتے تھے اور وہ کئی قسم کی ایذا رسانی کا شکار ہوتے تھے۔ لیکن کوئی نبی لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث نہیں ہؤا تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بعض مصنفین نے رویاؤں اور علامتی تصویروں کے ذریعہ عوام کو پیغام پہنچایا جو وہ سمجھتے تھے کہ اُن پر ظاہر کیا گیا ہے۔ اِن رویاؤں میں فرشتوں اور علامتی جانوروں کا اکثر ذکر آتا تھا اور ان کا طرزِ تحریر دانی ایل اور مکاشفہ کی کتابوں سے ملتا جلتا تھا۔ یہودیوں کی ہمت اور دلجمعی کی خاطر اُن کی اس اُمید کو زندہ رکھا جاتا تھا کہ خدا اپنے بندوں کو بچانے کا انتظام کر رہا ہے اور موجودہ نظامِ حکومت جلد ہی تہہ و بالا کر دیا جائے گا۔ یہ گمنام مُصنف اکثر اپنی تصنیف کو سند دینے کے لئے کسی گزشتہ بزرگ کے نام سے منسوب کر دیتے تھے مثلاً موسیٰ یا حنوک سے (دیکھئے موسیٰ کا آسمان پر اُٹھایا جانا) اور حنوک کی کتابیں)۔

دیگر مکاشفاتی کتابوں کے نام یہ ہیں:

یوبلیوں کی کتاب۔ بارہ بزرگوں کا عہدنامہ۔ عزرا کا مکاشفہ۔ بارُوک کا مکاشفہ اور غیبی آواز (Sibylline oracles)

مکاشفہ کی کتاب:۔ ۱۔ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ بعض لوگ بائبل مُقدّس کی جملہ کُتب میں سے اِس کتاب کو سب سے مُشکل سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں کتابِ مُقدّس کی تمام تعلیم اور ذخیرۂ الفاظ کو جمع کر دیا گیا ہے لہٰذا بائبل کی دیگر کُتب سے کماحقہ واقفیت کے بغیر اس کو سمجھنا دشوار

ہے ۔ تاہم اس کلید سے اس کتاب کے رازہائے سربستہ کو کھولا جا سکتا ہے کیونکہ

ا ۔ مکاشفہ کی کتاب کی ہر علامت کو بائبل میں دیگر مقامات پر اُس کے استعمال کے پیش نظر بیان کیا جا سکتا ہے۔

ب ۔ مکاشفہ کی کتاب میں جو ملفوف یا علامتی شکل میں تعلیم دی گئی ہے اُس میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جسے بائبل کے دیگر حصص میں سادہ زبان میں بیان نہ کیا گیا ہو۔

۲ ۔ مصنف اور تاریخ تصنیف

کلیسیائی روایات جن کا تعلق یوسطین شہید (۱۴۰ء) کے زمانہ سے بھی ہے یہ بتاتی ہیں کہ جس نبی نے مکاشفہ کی کتاب تحریر کی وہ یوحنا رسول کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا ۔ اور نہ ہی کسی نے کوئی قطعی یا حتمی ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ اس کا مصنف یوحنا رسول کے علاوہ کوئی اور شخص تھا ۔ لیکن بہت سے علماء اسے افسس کے ایک غیر معروف بزرگ بنام یوحنا سے منسوب کرتے ہیں۔

یہ رویائیں اُس زمانہ میں دی گئیں جبکہ شدید ایذا رسانی کے باعث کلیسیا بڑی مصیبت میں مبتلا تھی اور ان کا مدعا یہ تھا کہ خدا کے لوگوں کو تقویت پہنچائی جائے تاکہ وہ ان سے بھی سخت آزمائشوں کا مقابلہ کر سکیں جو کہ ہنوز اُن پر نازل ہونے والی تھیں ۔ یہ ایذا رسانیاں رومی شہنشاہ نیرو (۶۸ء) یا دومطیان (۸۱-۹۶ء) کے دور سلطنت میں برپا ہوئی تھیں ۔ قدیم شہادتوں کی بنا پر بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دومطیان کا زمانہ زیادہ قرین قیاس ہے ۔ لیکن مصنف کو یقین ہے کہ ۱۷: ۱۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چھٹے شہنشاہ وسپسیان (۶۹-۷۹ء) کے دور سلطنت میں قلمبند ہوئی ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نیرو کے زمانہ کی ایذا رسانیاں جن میں پولس رسول، پطرس رسول اور دیگر ایمانداروں نے جام شہادت نوش کیا ۔ آئندہ وقت کے لئے ایک قسم کی آگاہی تھیں کہ دومطیان کے دور سلطنت میں مزید اور زیادہ سخت ایذا رسانی کے لئے تیار رہیں ۔

۳ ۔ مضمون کا خاکہ

کتاب فطری طور پر دو حصوں میں تقسیم ہے ۔ ہر حصے میں گیارہ ابواب ہیں ۔ پہلے حصے کا آغاز فتحمند خداوند یسوع کی رویا سے ہوتا ہے (پہلا باب) جو کہ اپنی جماعتوں کے درمیان زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اُن کی حالت کے مطابق حوصلہ افزائی اور تنبیہ کے پیغامات لکھوا رہے ہیں ۔ مقامی کلیسیا کے لئے مسیح کے ہر خطبہ کے متعلق ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ رُوح القدس کی آواز ہے اور یہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسیحیوں کے لئے ہے (ابواب ۲، ۳) ۔

آسیہ کی سات ابتدائی کلیسیائیں

مکاشفہ ابواب ۲، ۳ میں مذکور سات کلیساؤں کا محل وقوع۔
مکاشفہ کی کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں خداوند مسیح کے سات خط درج ہیں جو انہوں نے آسیہ (موجودہ مغربی ترکی) کی سات کلیساؤں کو بھیجنے کا حکم دیا ۔ اگر کوئی ہرکارہ انہیں پتمس کے جزیرہ سے لے جاتا تو وہ مکاشفہ کی کتاب میں دی ہوئی ترتیب کے مطابق افسس سے شروع کر کے یکے بعد دیگرے ان شہروں سے ہوتا ہوا اپنا کام لودیکیہ میں مکمل کرتا۔ یہ کلیسیائیں یوحنا عارف کے زمانہ میں واقعی موجود تھیں۔

پھر جس نبی کو یہ مکاشفہ دیا گیا اسے رُوح میں آسمان پر لے جایا گیا اور وہ خدا کی تخت گاہ میں داخل ہوتا ہے ۔ باب ۴ میں وہ دیکھتا ہے کہ تخلیق اور نظام کائنات اُس ابدی و ازلی خدا کے ہاتھوں میں ہے جس کی حمد و ثنا اور پرستش بغیر رُکے لگاتار کی جاتی ہے ۔ باب ۵ میں وہ دیکھتا ہے کہ خدا کا برّہ جس نے حال ہی میں دُکھ اٹھایا اور فتحمند ہوا ، خدا باپ اُسے زمین و آسمان کا کُل اختیار تفویض کرتا ہے اور زمین و آسمان اور جہنم کی تمام خلقت نعرہ زن ہوتی ہے کہ " برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے "

باب ۶ میں برّہ خدا کے تفویض کردہ اختیار سے باری باری چھ مُہروں کو کھولتا ہے اور اُن کے نتائج تمام بنی نوع انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ ساتویں مُہر نہیں کھولی جاتی ۔ باب ۷ میں دو گروہوں (غالباً یہودی اور غیر یہودی) پر نجات کے لئے مہر کرنے کا ضمنی بیان اور آسمان میں اُن کی پُرمسرت آمد کا ذکر ہے ۔ اس کے بعد ہی ساتویں مُہر کھولی جاتی ہے (۸: ۱) اور انسانی تواریخ کا ہنگامہ خاموش ہو جاتا اور ابدی سبت کا سکوت چھا جاتا ہے ۔

اس کے بعد رویاؤں کا ایک اور سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

اب انسانی تاریخ کو ایک اور نقطۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سات فرشتے اپنے نرسنگے پھونکتے اور زمین پر سزا کا اعلان کرتے ہیں۔ پہلی چار سزائیں فطری ہیں۔ آخری تین فوق الفطرت ہیں اور اُن کی سنگینی کا اظہار "افسوس، افسوس، افسوس" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ آخری نرسنگے کی آواز غیر تائب لوگوں پر افسوس ہے اور ساتھ ہی یہ مسیح کی جلالی آمد کا اعلان بھی ہے۔ یہاں پر پہلا حصّہ (ابواب ۱-۱۱) مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن چھٹے اور ساتویں نرسنگے کے درمیان ضمنی رویا کی صورت میں خدا کے نجات بخش الفاظ کے مختلف پہلوؤں کے تقابلی کلمات ملتے ہیں (۱:۱۰-۱۱:۱۳)۔ کتاب کے دوسرے حصّے کا آغاز بھی مسیح کی رویا سے ہوتا ہے (۱۲: ۱-۶)۔ وہ کائنات کی نور اور تاریکی کی قوتوں کے پس منظر میں ظاہر ہو کر جہان میں عورت کی نسل کی صورت میں داخل ہوتے ہیں۔ اژدھا بچے کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ناکام رہتا ہے۔ جب بچہ خدا کے تخت پر بیٹھ جاتا ہے تو سانپ اپنا غصّہ خدا کے اسرائیل پر اتارتا ہے جو کہ بچے کی ماں اور ساتھ ہی اُس کا بھائی بہن ہے۔ بقیہ گیارہ ابواب میں اِس کشمکش اور لڑائی کی تلخ کہانی کو بیان کیا گیا ہے۔

باب ۱۳ میں اژدھا اپنے دو مددگاروں کو بلاتا ہے سمندر سے ایک حیوان کو جس کے پاس سیاسی اختیار ہے اور مشرق سے ایک حیوان کو جو کہ مذہبی اختیار استعمال کرتے ہوئے زمین کے تمام باشندوں پر ظلم و ستم ڈھاتا ہے۔ لیکن جونہی اِن تین طاقتوں کا اتحاد مکمل ہوتے نظر آتا ہے تو اچانک برّہ اور اُس کے مقدسین آجاتے ہیں (۱۴: ۱-۵)۔ اس کے بعد پانچ ابواب آتے ہیں جن میں غضب اور سزا کے کلمات پائے جاتے ہیں۔

اس کتاب کے آخری چھ ابواب میں دو شہروں ایک بابل اور دوسرا نیا یروشلیم اور دو عورتوں ایک کسبی اور دوسری دلہن کا ذکر ہے۔ دلہن اور نیا یروشلیم دونوں ایک ہی حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔ مسیح کی کلیسیا کو دو پہلوؤں سے دیکھا گیا ہے۔ خدا کی ایسی ملکیت جس کی وہ خواہش کرتا ہے (دلہن) اور جو ساتھ ہی مخلصی یافتہ انسانیت کی رفاقت بھی ہے (شہر)۔ بعینہٖ بُرا شہر بابل اور کسبی اپنے سماجی اور مذہبی پہلوؤں میں کلیسیا کی شیطانی نقل ہیں۔ نقل کی تباہی اور اصل کی سرفرازی و تمجید کو شاعرانہ زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۱:۱۹ میں مسیح کی آمد کے بارے میں مزید صفائی سے ایک رویا دیکھی جاتی ہے اور اس کے فوراً بعد جنگ کے مناظر آتے ہیں۔ پھر ہزار سالہ حکومت قائم ہوتی ہے اور اس کے بعد مختصر سی بغاوت ہے جو کہ صرف سرکشی کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہوتی ہے اور مخلصی پانے سے انکار کرتی ہے (۲۰: ۱۱-۱۵)۔ اس کے بعد مناسب طور پر آخری عدالت ہوتی ہے (۲۰: ۱۱-۱۵) اور نئے آسمان اور نئی زمین کی پیاری رویاؤں کا ذکر آتا ہے، جس میں خدا اور برّہ کا متحدہ تخت ہے اور جس میں سے زندگی کے پانی کا دریا بہہ نکلتا ہے جو کہ خدا کی نازل شدہ روح کو ظاہر کرتا ہے۔ ۲۲: ۶ سے کتاب کا آخری حصّہ شروع ہوتا ہے جو کہ سات کلمات پر مشتمل ہے جو اس کتاب کو قارئین و سامعین کے سپرد کر دیتے ہیں۔

۴۔ تشریح

گو مندرجہ بالا خلاصے میں کافی تشریح پائی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اِس کا خاکہ اکثر مسیحیوں کے لئے قابلِ قبول ہوگا۔ لیکن اس کی تشریح کی تفصیل کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔

ا۔ متعدد مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ تر واقعات پہلی مسیحی صدی میں رُونما ہوئے۔ اُن کے خیال کے مطابق یوحنّا بطورِ نبی رمزیہ زبان میں اپنے ہمعصروں کی بدیوں اور خدا کی عدالت کا جو اُن پر جلد آنے والی ہے انکشاف کر رہا ہے۔ وہ یہ بتانے میں حق بجانب ہیں کہ نبوّت ایک ایسی شے ہے جس کا جلد ہونا ضرور ہے" (۱: ۱)۔

ب۔ بعض کا اس کتاب کے متعلق یہ خیال ہے کہ یہ مسیح کی آمدِ اوّل سے لے کر آمدِ ثانی تک تاریخ کا ایک مسلسل خاکہ پیش کرتی ہے، یہاں تک کہ سات کلیسیاؤں کے نام خطوط بھی کلیسیائی تاریخ کی مسلسل منازل کے بارے میں نبوّتیں ہیں۔ لیکن اگر یہ درست ہے تو یہ کتاب اُن لوگوں کے لئے جو تاریخ سے اتنے واقف نہیں بے معنی ہوگی (اس سلسلہ میں جس کا زیادہ تر حوالہ دیا جاتا ہے وہ مغربی یورپ کی تاریخ ہے)۔

ج۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ماسوا پہلے تین ابواب کے باقی تمام نبوّتوں کا تعلق مستقبل سے ہے جب خداوند مسیح دوبارہ آئیں گے۔ اس طرح اِس کا اس کے پہلے قارئین کے لئے کوئی خاص مطلب نہیں ہوگا۔

د۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہم بات اصول ہیں، یعنی خدا دنیا پر راستی سے حکومت کرتا ہے اور وہ ہر شے اور ہر شخص کی جلد یا بدیر عدالت کرے گا۔ اس طرح دُکھ اٹھانے والے ایمانداروں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ وہ صبر کے ساتھ آخر تک برداشت کرتے رہیں۔

مصنف کا خیال ہے کہ مندرجہ بالا کی چار کی چار قسم کی تشریحیں مفید ہیں اور وہ اِس کے مجموعہ کو پروجیکٹر سے تشبیہ دیتا ہے۔ یوحنّا کے زمانہ کے واقعات کلر سلائڈ کی صورت میں ہیں، اور تاریخ کے اختتام کے واقعات اُن تصویروں کی مانند ہیں جو کسی کمرہ میں پردہ

پر دکھائی جا رہی ہوں۔

لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ مکاشفہ کی کتاب مسیح کو بطور فاتح اور خداوند پیش کرتی ہے۔ یہ کلیسیا کے لئے اُن کا آخری پیغام ہے۔ وہ اب ہمیں مخالفت کے دوران وفادار رہنے کی تلقین کرتے اور پھر اپنی فتح میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

مکان :- دیکھئے گھر۔

مکبانی۔ مکبنائی :- (عبرانی = لبادہ پہنے ہوئے)۔ ایک شخص جو صقلاج میں داؔؤد کی فوج میں بھرتی ہُوا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۱۳)۔

مکبینا۔ مکبینہ :- یہوداہ کے نسب نامہ میں ایک نام (۱۔ تواریخ ۲: ۴۹)۔

مکتام :- یہ چھ زبوروں کا عنوان ہے (زبور ۱۶ و ۵۶۔۔۶۰)۔ اس کے صحیح معنی معلوم نہیں۔ بعض کے خیال میں اس کا مطلب ہے سنہیلا زبور۔

مکتیس :- (عبرانی = ہاون یا اُکھلی کی طرح کی جگہ)۔ یہ صرف صفنیاہ ۱: ۱۱ میں استعمال ہُوا ہے۔ شائد یہ جگہ اس شکل کی تھی۔

مکدُنیہ۔ مقدونیہ :- تھسلنیکے کی خلیج کے میدانوں کے درمیان زمین کا ایک شاندار ٹکڑا جو دریاؤں کی عظیم وادیوں میں سے ہوتا ہُوا بلقان کے پہاڑوں تک پہنچتا ہے۔ یہ عمارتی لکڑی اور قیمتی دھاتوں کے لئے مشہور تھا۔ قدیم زمانہ میں اس پر یونانی شاہی خاندان کے ماتحت جس کے بادشاہ چوتھی صدی ق م سے یونان پر قابض چلے آ رہے تھے، نواب حکومت کرتے تھے، اور سکندر اعظم کے بعد جب تک رومی غالب نہ آئے، مکدنی خاندان بحیرۂ روم کے تمام مشرقی خطے پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن خاندانی بادشاہت کا سلسلہ اُس وقت ختم ہوگیا جب ۱۶۷ ق م میں مکدنیہ چار وفاقی جمہوری قسمتوں میں تقسیم ہوگیا (اعمال ۱۶: ۱۲ میں ایک قسمت کا حوالہ ہے)۔ بعد ازاں انہیں رومی صوبائی کنٹرول کے تحت متحدہ کر دیا گیا اور جب تک نئے عہد نامہ کے زمانہ کے موسیہ Moesia اور تھریکیس Thrace کے صوبے نہ بنے، یہاں بے قابو شمالی سرحد کے خلاف بھاری فوج رکھی جاتی رہی۔ یہ صوبہ موجودہ یونان کے شمالی حصے میں بحیرۂ ایڈریاٹک Adriatic سے دریائے ہیبرس Hebrus کے علاقے پر مشتمل تھا۔ مشہور شاہراہ اگناسیہ جو کہ اٹلی سے ایشیا تک جاتی تھی اس علاقے سے گذرتی تھی۔ ۴۴ ق م کے بعد اس علاقے کا گورنر تھسلنیکے میں مقیم ہوتا تھا جبکہ یونانی ریاستوں کی اسمبلی کی نشست بیریہ میں ہوتی تھی جو کہ شاہی بُت پرستی کا مرکز تھا۔

اس صوبے میں چھ رومی بستیاں تھیں جن میں سے ایک فلپیؔ تھی۔ نیز اس میں قبائلی لوگ بھی منظم طور پر بستے تھے۔ تاہم ان مختلف قسم کے لوگوں کے باوجود بھی اِسے نئے عہد نامہ کے زمانہ میں رومیوں کے انتظام کے مطابق ایک ہی صوبہ سمجھا جاتا تھا۔

پولسؔ کی "مکدنی آدمی" کی رویا (اعمال ۱۶: ۹) اس کے بشارت کے طریقے میں ایک نمایاں تبدیلی کا باعث بنی۔ فلپیؔ کے مقام پر (اعمال ۱۶: ۳۷)۔ وہ پہلی مرتبہ اپنے رومی شہری ہونے کے مرتبے کو استعمال کرتا ہے۔ جس عزت دار حلقے سے وہ تعلق رکھتا اب اُسے اس کی حمایت حاصل ہو گئی (اعمال ۱۶: ۱۵؛ ۱۷: ۴، ۱۲)۔ پہلے وہ اُس کی مخالفت کرتے تھے (اعمال ۱۳: ۵۰، ۱۴: ۵)۔ وہ مکدنیہ کا بڑی محبّت کے ساتھ ذکر کرتا ہے (۱۔ تھسلنیکیوں ۱: ۳؛ فلپیوں ۴: ۱) اور واپس جانے کا ہمیشہ مشتاق رہتا ہے (اعمال ۲۰: ۱؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱: ۱۶)۔ جب اُس نے یروشلیم کے مسیحیوں کے لئے پیسہ جمع کیا تو مکدنیوں نے بڑی خوشی اور فراخدلی سے دیا (۲۔ کرنتھیوں ۸: ۱۔۴) اور متعدد مکدنی اس کے بشارتی سفروں میں اس کے ساتھ جاتے تھے (اعمال ۱۹: ۲۹؛ ۲۰: ۴)۔ یہ مکدنیہ ہی تھا جہاں اُس نے بالآخر ثابت کر دیا کہ وہ ایک آزاد بشارتی راہنما ہے۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۰، ۱۶

مکروہ :- کراہیت کے قابل، نفرت انگیز، گھناؤنا۔ عبرانی کے چار مختلف لفظوں کا ترجمہ مکروہ، نفرت یا نفرتی کیا گیا ہے۔

۱۔ **پگُول** ۔ قربانی کا وہ گوشت جو تیسرے دن تک نہ کھایا جائے مکروہ ہوگا (احبار ۷: ۱۸ وغیرہ)۔

۲۔ **شقوص** ۔ بُتوں کے لئے لفظ نفرتی (۱۔ سلاطین ۱۱: ۵) اور بُتوں کے متعلق چیزوں کے لئے مکروہ (یرمیاہ ۱۶: ۱۸) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۳۔ **شقوص** سے مشتق لفظ **شقیص** یہ اُس خوراک کے لئے استعمال ہُوا جو بنی اسرائیل کے لئے حرام تھی (احبار ۱۱: ۱۰ مابعد)۔

۴۔ **تو عبہ** ۔ یہ سب سے اہم لفظ ہے۔ اس سے وہ سب کچھ مراد ہے جو کسی دوسرے کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، مثلاً مصریوں کو چوپاؤں سے نفرت تھی (پیدائش ۴۶: ۳۴)۔ غیر لوگوں کے ساتھ کھانا، مثلاً مصری عبرانی لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے میں کراہیت محسوس کرتے تھے (پیدائش ۴۳: ۳۲)۔ اس سے وہ رسوم بھی مُراد ہیں جو بُت پرستی سے تعلق رکھتی تھیں، مثلاً آخز بادشاہ نے اپنے بیٹے کو آگ میں چلوایا جو ایک نفرتی دستور تھا (۲۔ سلاطین ۱۶: ۳)۔ یہ لفظ صرف غیر قوم کی نفرتی رسوم تک ہی محدود نہیں۔ "شریروں کے ذبیحہ سے خداوند کو نفرت ہے" امثال ۱۵: ۸۔ جنسی گناہ مثلاً اغلام بازی بھی مکروہ فعل ہے (احبار ۱۸: ۲۲)۔ بعد میں اس لفظ کے معنوں میں اخلاقی عنصر اہمیّت حاصل کر گیا۔ مثلاً خدا کو "جھوٹے لبوں" اور "دو طرح کے باٹ"

سے نفرت ہے (امثال ١٢ : ٢٢؛ ٣٠ : ٢٣ نیز دیکھئے امثال ٦ : ١٦ مابعد)۔ نیز دیکھئے حرام۔

مِکری :- ایلا جو یروشلیم میں ایک بینمینی تھا کا دادا (١۔تواریخ ٩ : ٨)۔

مکڑی :- دیکھئے حشرات بائبل ٣ ج

مکفیلہ :- (عبرانی = دوہرا)۔ ملک کنعان میں ممرے یعنی حبرون کے سامنے کا قطعہ زمین جو ابرہام نے عفرون حتی سے چار سو مثقال چاندی میں خریدا تاکہ وہاں کی غار میں اپنی بیوی سارہ کو دفنائے (پیدائش ٢٣ : ١٩-٢٠)۔ ابرہام (پیدائش ٢٥ : ٩) اضحاق، ربقہ، لیاہ اور یعقوب بھی یہیں دفن ہوئے (پیدائش ٤٩ : ٣١؛ ٥٠ : ١٣)۔ اس جگہ کے نام کا مطلب غالباً یہ تھا کہ یہاں دو غاریں ہیں۔ اب اس جگہ ایک مسجد ہے۔

مکماس :- (عبرانی = پوشیدہ جگہ)۔ ایک قدیم مقام جو بنیمین کے قبیلہ میں یروشلیم کے شمال مشرق میں قریباً آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ ساؤل بادشاہ کے زمانہ میں یہاں پر اسرائیلیوں اور فلستیوں کے درمیان ایک اہم جنگ لڑی گئی (١۔سموئیل ابواب ١٣، ١٤)۔ مکماس اُس درّے میں واقع ہے جو بیت آیل اور عئی سے مشرق کی طرف یریحو کو جاتا ہے۔ ایک جگہ یہ درّہ دو چٹانوں "بوصیص" اور "سنہ" کے درمیان سے گزرتا تھا (١۔سموئیل ١٤ : ٤)۔ یہاں یونتن اور اُس کا سلاح بردار ان چٹانوں پر چڑھ گئے اور فلستیوں پر فتح حاصل کی۔ یہاں ہی جنرل ایلن بی کی سرکردگی میں برطانوی فوجوں نے یہی حکمت عملی استعمال کرتے ہوئے ترکوں پر فتح حاصل کی۔ یسعیاہ ١٠ : ٢٨ میں جب بنی اسوری فوجوں کی یروشلیم کے خلاف بڑی ڈرامائی تفصیل کی پیشینگوئی کرتا ہے تو وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ حملہ آور اس امید پر مکماس میں اپنا سامان جمع کریں گے کہ واپسی میں لیتے جائیں گے (یسعیاہ ٣٧ : ٣٦)۔ زربابل کی راہنمائی میں جب یہودی اسیری سے واپس آئے (عزرا ٢ : ٢٧؛ نحمیاہ ٧ : ٣١) تو اس جگہ کے لوگوں کا ذکر آتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت یہاں کافی لوگ بستے تھے۔ اسی جگہ یوناتان مکابی نے بھی کچھ عرصے کے لئے اپنا حکومتی مرکز قائم کیا (١۔مکابیین ٩ : ٧٣)۔

مکمتاہ۔ مکمتات :- افرائیم اور منسّی کی سرحد کا ایک نشان۔ یہ غالباً شہر نہیں تھا بلکہ صرف حدود متعین کرنے کے لئے نشان تھا (یشوع ١٦ : ٦؛ ١٧ : ٧)۔

مکندبی۔ مکندبائی :- ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ١٠ : ٤٠)۔

مکہ بازی :- دیکھئے کھیل ٢ ج

مکھن :- (عبرانی = خیما، قب عربی خمَا = جما ہوا دودھ)۔ دودھ بلونے سے جو کچّا گھی نکلتا ہے۔ عبرانی لفظ کا مطلب دہی، پنیر یا مکھن ہے۔ اس کا ذکر پرانے عہد نامہ میں گیارہ مرتبہ آتا ہے۔ اردو ترجمہ میں ہر جگہ مکھن ہے۔ صرف یسعیاہ ٧ : ١٥ میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ دہی ہے۔ تین مرتبہ یہ لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے (ایوب ٢٠ : ١٧؛ ٢٩ : ٦ اور زبور ٥٥ : ٢١)۔ مزید دیکھئے دودھ۔

مکھی :- دیکھئے حشرات بائبل ٤

مکھی شہد کی :- دیکھئے حشرات بائبل ٦ ب

مکیر۔ ماکیر :- (عبرانی = بکا ہوا)۔ ١۔ منسّی کا سب سے بڑا بیٹا (پیدائش ٥٠ : ٢٣؛ گنتی ٢٧ : ١؛ ٣٢ : ٣٩، ٤٠)۔ مکیریوں کا خاندان اسی سے چلا تھا (گنتی ٢٦ : ٢٩)۔

٢۔ عمی ایل کا بیٹا۔ اس نے داؤد کو جب وہ ابی سلوم سے بھاگ رہا تھا خوراک وغیرہ مہیا کی (٢۔سموئیل ١٧ : ٢٧)۔

مکیراتی۔ مکیری :- (عبرانی = مکیر کا باشندہ)۔ داؤد کے سورما حفر کی تعریف (١۔تواریخ ١١ : ٣٦)۔ شاید یہ نام معکاتی ہونا چاہیئے (٢۔سموئیل ٢٣ : ٣٤)۔

مگدلینی :- دیکھئے مریم ٦

مگدن۔ مجدان :- گلیل کی جھیل کے شمال مغربی ساحل پر ایک شہر جو تبریاس سے تین میل شمال میں تھا (متی ١٥ : ٣٩)۔ اسے مرقس ٨ : ١٠ میں دلمنوتہ کا نام دیا گیا ہے بعض نسخوں میں مگدلہ ہے۔ غالباً موجودہ گاؤں المجدل اسی جگہ آباد ہے۔ غالباً مریم مگدلینی اسی شہر یا علاقہ سے تعلق رکھتی تھی (مرقس ١٦ : ٩؛ لوقا ٨ : ٢)۔

مگر :- دیکھئے یویاتان۔

مگفیعاس۔ مجفیعاش :- ایک رئیس جس نے نحمیاہ کے ساتھ عہد پر مُہر لگائی (نحمیاہ ١٠ : ٢٠)۔

ملاح :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ٥١

ملاکی کی کتاب :-

١۔ مصنف، سن تصنیف اور پس منظر

★ ہفتادی ترجمہ میں اس کتاب کے عبرانی عنوان کو اسم

خاص نہیں بلکہ اسم عام تصور کرتے ہوئے اس کا ترجمہ "میرا پیغامبر" کیا گیا ہے۔ کئی علماء نے ہفتادی ترجمہ کی پیروی میں یہ رائے قائم کی ہے کہ مصنف کے نام کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم انبیاء کے دیگر صحائف پر غور کریں تو اس کے مخالف خیال کو تقویت ملتی ہے کہ اس کتاب کے عنوان میں مصنف کا ہی نام ہے کیونکہ انبیاء کے صحائف کو اُن کے ناموں سے ہی معنون کیا گیا ہے۔ ★ تارگوم بھی اِس خیال کی تائید میں ہے جہاں یہ اضافی فقرہ بھی ہے "جس کا نام عزرا فریسی کہلاتا ہے"۔

نبوّت کے سن کا تخمینہ داخلی شہادتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ہیکل میں قربانیاں پڑھائی جاتی تھیں (۱: ۷تا ۱۰، ۳: ۸)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہیکل اُس دور میں موجود تھی اگرچہ جلد ہی تباہ ہوگئی۔ یہ شہادت اسے اسیری سے بعد کا ٹھہراتی ہے۔ اس کی مزید تائید ۱: ۸ میں فارسی گورنر کے تذکرہ سے بھی ہوتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ مخلوط شادیوں کا رواج عام تھا (۲: ۱۰تا ۱۲)۔ "ایک معبود کی بیٹی" سے مراد ہے کہ "ایک اجنبی دین کی پیروی کرنے والی عورت"۔ یوں لگتا ہے کہ اس کا رواج ایسا عام ہوچکا تھا کہ ابتدائی وقتوں کے ممنوعات بھولی بسری کہانی بن چکے تھے۔ قربانیاں گزرانتے میں بھی سخت لاپرواہی برتی جاتی تھی (۱: ۷)۔ کاہنوں نے ناپاک روٹیاں گذران کر خداوند کی تحقیر کی تھی۔ ناقص اور معذور جانوروں کی قربانیاں گذراننا اِس امر کی نشاندھی کرتا ہے کہ لاپرواہی کا دور دورہ تھا۔ اور اس قسم کے رویے کی توقع اُن لوگوں سے نہیں کی جاسکتی جو ابھی ابھی اسیری سے لوٹے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مطلوبہ دہ یکیوں کی ادائیگی میں بھی لاپرواہی برتی جاتی تھی (۳: ۸-۱۰)۔ جب ملاکی کی کتاب کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ملاکی نبی جن خرابیوں پر ملامت کرتا ہے یہ وہی ہیں جن کی اصلاح نحمیاہ نے کرنی چاہی تھی۔ کتاب کے صحیح سن تصنیف کا اندازہ لگانا تو مشکل ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ نحمیاہ کے سوسن کے دورے کے دوران مرتّب کی گئی ہو۔ کم از کم یہ اِسی عہد کی لگتی ہے۔

۲۔ خلاصۂ مضامین

کتاب دو نمایاں حصّوں میں منقسم ہے۔ اس کے مواد کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد اس کے مقصدِ تحریر کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصّہ میں (ابواب ۱ اور ۲) اسرائیل کی بدی کا بیان ہے۔ دوسرے حصّہ میں (ابواب ۳ اور ۴) اُس الٰہی غضب کا بیان ہے جو ظالموں پر نازل ہوگا اور اُس رحمت کا ذکر ہے جو توبہ کرنے والوں کو آگھیرتی ہے۔

ہم اس نبوتی کلام کا تجزیہ کچھ اس طرح کرسکتے ہیں۔

ا۔ تمہیدی بیان (۱: ۱)۔

اس تمہید میں اور تیسرے باب کے ابتدائی بیان میں ایک تعلق پایا جاتا ہے۔ اگر ملاکی اسم ذات ہی ہے تو بھی وہ اسم با مسمّی ہے کہ وہ "خدا کا رسول" ہے۔

ب۔ اسرائیل کے لئے خدا کی محبت (۱: ۲تا ۵)۔

خدا نے یعقوب کے انتخاب اور عیسو کے ردّ کرنے میں اپنے لوگوں کے ساتھ اپنی محبّت کا اظہار کیا۔ اور یہ حقیقت اس امر سے واضح ہے کہ ادومیوں نے اپنی بدی اور ظلم کے باعث خدا کے قہر و غضب میں تباہی اور بربادی کمالایا اور ایک ویرانہ بن گیا۔ جبکہ اسرائیل کو یہ خبر سُنائی جاتی ہے کہ خداوند کا جلال اُس کی سرحدوں سے پھُوٹ پڑے گا۔

ج۔ اسرائیل کے گناہوں کا تذکرہ (۱: ۶ تا ۲: ۹)۔

نبی اب بڑی بے باک زبان میں قوم کے کبیرہ گناہوں اور اُن کی اصلیت کا پول کھولتا ہے۔ انہی گناہوں کے باعث قوم غضب الٰہی کا نشانہ تھی۔ خدا اپنی قوم کا باپ ہے کیونکہ اُس نے اس کی پرورش کی۔ ہر باپ تعظیم اور محبت کا مستحق ہوتا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے سردمہری کا مظاہرہ کیا۔ کاہنوں سے خصوصاً یہی شکوہ ہے جو خدا کے حضور قوم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کاہن جنہیں عبادت اور پرستش کے مجمع میں خدا کے خوف کا نمونہ ہونا چاہیئے تھا، اُنہوں نے خداوند کے نام کی تحقیر کی۔ اس سے قبل یسعیاہ نبی کا بھی ان کے خلاف یہی فتویٰ تھا۔ ماضی میں اُن کی بدی ہی کے باعث یہوداہ اسیری میں چلا گیا۔ اگرچہ اب اسیری کے ایام گزر چکے ہیں لیکن اُن ایّام سے کوئی عبرت پکڑنے والا نہیں۔ اپنی سرزمین کو لوٹ آنے اور ہیکل میں عبادت کرنے کی رعایت ملنے کے باوجود بھی یہوداہ نے خداوند کے حضور اپنے گناہ کی روش کو ترک کرنا قبول نہ کیا۔

اسرائیل کے خلاف یہ فتویٰ ایک مکالمہ کی صورت میں آگے بڑھتا ہے۔ خداوند کی طرف سے ہر ایک الزام کے خلاف حجت پیش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر خداوند کاہنوں پر فتویٰ دیتا ہے کہ انہوں نے ناپاک روٹیاں نذر چڑھائی ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ "ہم نے کس بات میں تیری توہین کی؟" (۱: ۷)۔ تب اُن کی کرتوتوں کا بے لاگ پول کھولا جاتا ہے کہ اُنہوں نے معذور اور عیب دار قربانیاں مذبح پر گزرانیں۔ یہ سراسر شریعت کے خلاف تھا کیونکہ اس کی رُو سے قربانیوں کا بے عیب ہونا ضروری تھا۔ لیکن وہ "لنگڑے اور بیمار" کی قربانیاں گذران کر خداوند کی تحقیر کرتے رہتے تھے۔

کیا وہ انہی ہاتھوں کو شفاعت کے لئے بلند کرتے ہیں جن ہاتھوں سے وہ ایسی مکروہ قربانیاں چڑھاتے ہیں؟ وہ کیونکر خداوند کے منظورِ نظر ہوسکتے ہیں؟ (۱: ۹)۔ ایسی قربانیاں گذراننے سے بہتر ہے کہ ہیکل کے پھاٹکوں پر قفل ڈال دیئے جائیں (۱: ۱۰)۔ خدا کی قدوس نگاہیں جو بدی کو دیکھ بھی نہیں سکتیں اُس کی نگاہ میں یہ قربانیاں اور اِن کے گذراننے والے دونوں ہی مردود ہیں۔ خدا ایسی قربانیوں کا مشتاق

نہیں ہے۔ کیونکہ غیر قومیں تک اُس کا نام عزّت سے لیتی ہیں اور اُس کے نام پر بے عیب قربانیاں گذرانتی ہیں (۱:۱۱)۔ یہ اشارہ نہ تو اُن قربانیوں کی طرف ہے جو غیر قومیں اپنے دیوتاؤں کے حضور لایا کرتی تھیں اور نہ ہی اس سے "ماس کی قربانی" مُراد ہے۔ بلکہ یہ اُس دور کی طرف اشارہ ہے جب حقیقی انجیل کی بشارت کا چرچا تمام عالم میں ہوگا اور تمام اقوامِ عالم میں خدا کے سچّے پرستار ہوں گے۔ اسرائیل نے خداوند کی میز کی تحقیر کی ہے اور اس کی خدمت کو بے مقصد قرار دیا ہے جس کے نتیجہ میں وہ ایک فریبی اور خود غرض قوم بن کر رہ گئے ہیں۔

اگر انہوں نے توبہ کی راہ اختیار نہ کی تو کاہنوں پر لعنت برسیگی۔
۲:۵ تا ۷ میں خداوند نے ایک کاہن کے حقیقی فرائض کی نشاندہی کی ہے۔ اس طرح کاہنوں کے موجودہ کردار اور روایتی نمونہ کا گہرا تضاد ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ بلاشبہ ان ناہنجاروں نے اپنی کجروی میں دوسروں کو راہ پر لانے کی بجائے اُنہیں گمراہ ہی کیا ہے۔ اُنہوں نے شرعی معاملوں تک میں طرفداری برتی ہے (۲:۹)۔

د۔ مخلوط شادیوں اور طلاق کی مذمت (۲:۱۰ تا ۱۷)

بنی اسرائیل کا باپ ایک ہی تھا۔ خدا نے ہی گویا اُسے جنم دیا تھا۔ چاہیئے تھا کہ وہ ایک وحدت بن جاتے۔ لیکن اس کے برعکس اُنہوں نے مکر و ریا سے کام لیا اور اُنہوں نے مخلوط شادیاں کر کے خداوند کے مطلوبہ تقدس کو پائمال کیا۔ چاہیئے تھا کہ جو اس مکروہ فعل کے مرتکب ہوئے تھے اُنہیں جماعت سے نکال باہر کیا جاتا۔ خداوند کو طلاق سے نفرت ہے لیکن اس وقت اس کا دور دورہ بڑا عام تھا۔ ان گناہوں کی طرف سے ہر ایک آنکھیں بند کئے ہوئے تھا اور طرح طرح کے عذر تراشے جاتے تھے۔ خداوند فتویٰ دیتا ہے کہ وہ اُن کی باتوں سے عاجز آگیا ہے۔ اُنہوں نے اُسے ایسا نظرانداز کر دیا اور ایسے رویے کا مظاہرہ کیا ہے گویا کہ اُس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

ہ۔ خداوند کا روزِ عظیم (۳:۱ تا ۶)

اب ملاکی نبوت کی پرشکوہ زبان میں ایک نئے لہجے میں کلام کرتا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ لوگ خداوند کے جس دن کے انتظار میں ہیں اُس کی راہ ہموار کرنے کی غرض سے خداوند کا پیغمبر ضرور آئیگا۔ وُہ اس نیّت سے آئے گا کہ قوم کو تائے اور پاک اور خالص بنائے اُس کی آمد کی تجلّی کی تاب کون لاسکے گا! اُس کی اس کاروائی کے بعد یہوداہ اور یروشلیم کی قربانیاں مقبول ہوں گی (۳:۴)۔ اُس کی آمد عدالت کا پیش خیمہ ہوگی اور ظالموں کو اُن کے کردار کا بدلہ ملے گا تو بھی یعقوب کا بقیہ مٹ نہ جائے گا کیونکہ خدا جو لاتبدیل ہے اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے (۳:۶)۔

و۔ توبہ اور دہ یکی (۳:۷ تا ۱۲)۔

قوم کی یہ برگشتگی کوئی نئی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہی اُن کی روش یہی رہی ہے۔ ایک بات میں وہ خداوند کو ٹھگنے سے کبھی باز نہ آئے اور اس کا مظاہرہ اُنہوں نے دہ یکیوں کو ادا نہ کرنے کے سلسلہ میں کیا ہے۔ یہ دہ یکیاں اُن پر فرض کی گئی تھیں۔ اس لئے انہیں ادا نہ کرنا خدا کے ہاں نقب لگانے اور اُسے لوٹنے کے مترادف تھا۔ اگر قوم جس طرح روا ہے اپنی دہ یکیاں خداوند کے حضور لائے تو خدا اتنی برکت دے گا کہ وہ اِسے سنبھال نہ سکیں گے۔ اور دوسری قومیں تک شہادت دیں گی کہ اسرائیل کو حقیقی برکت عطا ہوئی ہے۔

ز۔ خدا ترسوں کی رہائی کا وعدہ (۳:۱۳ تا ۴:۳)

قوم کی باغیانہ روش اور کفر آمیز باتیں اُن کی سنگدلی اور ہٹ دھرمی پر دلالت کرتی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ خدا کی اطاعت اور عبادت کو ایک بے کار اور بے سود شغل سمجھتے تھے۔ لیکن قوم میں کچھ خدا ترس بھی بستے تھے جو ایک دوسرے کو پند و نصیحت کرتے رہتے تھے۔ خدا کی نگاہِ کرم اُن پر ہے اور جس روز وہ اپنی بھٹی تائے گا تو ان لوگوں سے رعایت کرے گا۔ روزِ حشر یقینی ہے اور وہ ظالموں کو نگل جائے گا۔ لیکن وہ جو اُس کے نام سے ڈرتے ہیں اُن پر "آفتابِ صداقت طلوع ہوگا" جو اُن کی نجات کی منزل اور حاصل ہے اور اس کی کرنوں میں شفا ہوگی۔

ح۔ حاصلِ کلام (۴:۴ تا ۶)

کلامِ نبوت کا خاتمہ ایک نصیحت سے ہوتا ہے کہ موسیٰ کی شریعت کو بھلایا نہ جائے اور ساتھ ہی یہ آگاہی بھی دی جاتی ہے کہ خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے ظاہر ہونے سے پیشتر ایلیاہ نبی مبعوث ہوگا۔

ملبوساتِ بائبل:-

۱۔ کتابِ مقدّس میں عام پہناوے کے لئے اردو میں یہ مترادفات استعمال ہوتے ہیں: کپڑے (قضاۃ ۱۷:۱۰؛ ۱-سموئیل ۲۷:۹- عبرانی بگید، جمع بگیدیم)، لباس (۲-سموئیل ۱:۲۴- عبرانی لبوش)، پوشاک (۱-سلاطین ۱۰:۵- عبرانی ملبوش) وغیرہ۔

کلامِ پاک کے اردو ترجمہ میں ذیل کے ملبوسات کا ذکر ہے:

★ اوڑھنا، اوڑھنی، ★ برقع، پاجامہ، ★ پٹکا، ★ پگڑی، پیراہن، جُبّہ، چادر، چُغہ، چوغہ، ★ خلعت، ★ دستار، دوپٹہ، زیر جامہ، عمامہ، قبا، قمیص، کرُتہ، کمربند، لبادہ، لنگی، ★ نقاب۔

ظاہر ہے کہ یہ عبرانی، ارامی اور یونانی الفاظ کا ترجمہ ہیں لیکن ایک مشکل جو ہمیں پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ اکثر ایک ہی عبرانی، ارامی یا یونانی لفظ کے لئے اردو میں مختلف لفظ استعمال کئے گئے ہیں اور بعض مرتبہ دو مختلف عبرانی یا ارامی لفظوں کو ایک ہی اردو لفظ سے ادا

کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے بعض دفعہ لباس کی نوعیت چھپ جاتی ہے۔ اس کی مثالیں آگے چل کر دیکھیں گے۔

لباس کا آغاز انسان کے گناہ میں گرنے کی وجہ سے ہوا۔ جب آدمؔ اور حوّاؔ نے خدا کی حکم عدولی کی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور اپنی شرم گاہیں ڈھانپنے کے لئے اُنہوں نے انجیر کے پتّوں کو سی کر لنگیاں بنائیں (پیدائش ۳: ۷۔ عبرانی خگورت۔ واحد خگوراہ۔ مادّہ خاگر ہے بمعنی گرد باندھنا)۔ پتّے اُن کی برہنگی کو ڈھانپنے کے لئے کافی نہ تھے۔ اس لئے خدا نے اُن کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کر اُن کو پہنائے (پیدائش ۳: ۲۱۔ عبرانی کتونت۔ غالباً اس کا مادّہ کاتم بمعنی چھپانے کے ہیں)۔

یہ واقعہ علم ★ مثالیات کی اچھی مثال ہے۔ غالباً خدا کے حکم سے کچھ جانور قربانی کے لئے ذبح کئے گئے اور اُن کی کھالوں سے آدمؔ اور حوّاؔ کی شرم گاہیں ڈھانکی گئیں۔ اسی طرح اُس کے بیٹے کی قربانی سے ہمیں نجات کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں (قب یسعیاہ ۶۱: ۱۰)۔ نئے عہد نامہ میں حکم ہے کہ خداوند مسیح کو پہن لو (رومیوں ۱۳: ۱۴)۔

۲۔ کپڑے بنانے کے لئے بکری اور اونٹ کے بال ★ اُون، ★ سَن اور ★ کتان استعمال کئے جاتے تھے۔ ★ ریشم کا ذکر بھی آیا ہے (حزقی ایل ۱۶: ۱۰۔ عبرانی میشی۔ وثوق سے کہا نہیں جا سکتا کہ آیا اس لفظ کا اشارہ اصلی ریشم کی طرف ہے کہ نہیں۔ اِس لفظ کے مادّہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کپڑا نہایت باریک تاگے کو بٹ کر بُنا جاتا تھا۔ غالباً مکاشفہ ۱۸: ۱۲ کا ریشمی کپڑا اصلی ریشم تھا (یونانی serikos تفصیل کے لئے دیکھئے ریشم)۔

۳۔ نیچے کے کپڑے۔ زیر جامہ

ا۔ ازور۔ سب سے پرانا اور سب سے زیادہ مستعمل کپڑا تہ بند، لنگوٹ یا دھوتی ہے۔ شروع شروع میں یہ کھال یا کپڑے کا چھوٹا ٹکڑا ہوتا تھا جسے کمر پر لپیٹ کر آگے گرہ لگا دیتے تھے۔ اس کے لئے عبرانی لفظ ازور ہے جس کے بنیادی معنی باندھنے کے ہیں (قب عربی اَزار۔ تہبند۔ ٹاٹ کے ار دو میں اِزار بند کہتے ہیں۔

عبرانی لفظ ازور ۱۴ مرتبہ آیا ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ دس مرتبہ کمر بند (مثلاً یرمیاہ ب ۱۳ میں ۸ مرتبہ وغیرہ) اور چار مرتبہ پٹکا (ایوب ۱۲: ۱۸؛ یسعیاہ ۱۱: ۵؛ حزقی ایل ۲۳: ۱۵) کیا گیا ہے۔ ان حوالوں میں اس سے مراد پیٹی نہیں جو کپڑے کو اس کی جگہ پر رکھنے کے لئے کمر پر باندھی جاتی ہے اور جسے انگریزی میں بیلٹ belt کہتے ہیں (اس کا ذکر آگے ۴ میں آئے گا) بلکہ یہ جسم کے درمیانی حصّہ کو ڈھانکنے کیلئے تہبند یا لنگوٹ تھا۔ مثلاً ایلیاہ نبی چمڑے کا لنگوٹ پہنے ہوئے تھا (۲-سلاطین ۱: ۸)۔ بعض انبیاء سادہ زندگی بسر کرنے کی عملی مثال دینے کے لئے ایسی پوشاک پہنتے تھے۔ نئے عہد نامہ میں یوحنّا بپتسمہ دینے والا چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا (متّی ۳: ۴؛ مرقس ۱: ۶) اور اوپر اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتا تھا (اس کا ذکر آگے ۵ میں آئے گا)۔ اسی قسم کا لنگوٹ یسعیاہ نبی (۲۰: ۲) اور یرمیاہ نبی (۱۳: ۱ مابعد) پہنتے تھے۔ یاد رہے کہ اگر عبرانی لوگوں کے ہاں کوئی شخص صرف لنگوٹ پہنے ہوئے ہوتا تو اسے ننگا سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے جب یسعیاہ نبی نے اپنا ٹاٹ کا لباس کمر سے کھول دیا تو اُسے ننگا کہا گیا (عبرانی عروم۔ قب عریاں۔ ایوب ۱: ۲۱؛ لیکن یہی لفظ اُن کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جنہوں نے اوپر کے کپڑے اُتار دیئے ہوں اور صرف زیر جامہ پہنے ہوں (۱-سموئیل ۱۹: ۲۴؛ نئے عہد نامہ میں پطرس نے بھی جب وہ صرف زیر جامہ پہنے تھا اپنے آپ کو ننگا محسوس کیا قب یوحنّا ۲۱: ۷)۔ ہمارے ہاں بھی مختصر لباس کو عریاں اور حیا سوز سمجھا جاتا ہے۔ بالکل ننگے شخص کو الف ننگا یا ننگ دھڑنگ یا مادر زاد ننگا کہتے ہیں۔ عبرانی لفظ ازور (کمر بند۔ پٹکا) بطور اسم اور فعل کئی جگہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس استعمال کے پورے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یاد رکھا جائے کہ کمر بند جسم کے بالکل ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے مثلاً یرمیاہ ۱۳: ۱۱؛ یسعیاہ ۱۱: ۵۔ آخری حوالے میں زور اس بات پر ہے کہ "یسّی کے تنے کی کونپل" میں وفاداری اور راستبازی لازم و ملزوم ہوں گی (اشارہ المسیح کی طرف ہے جن کے کردار کی یہ خصوصی صفات ہیں)۔

ب۔ مکنسایم۔ مذکر۔ تثنیہ کا صیغہ۔ مادہ کانس بمعنی چھپانا۔ واحد مکنس۔ یہ عبرانی میں ۵ مرتبہ استعمال ہوا ہے (خروج ۲۸: ۴۲؛ ۳۹: ۲۸؛ احبار ۶: ۱۰؛ ۱۶: ۴ اور حزقی ایل ۴۴: ۱۸)۔ ہر دفعہ یہ اُس پاجامہ کے لئے استعمال ہوا ہے جو کاہن ★ ازور کے نیچے پہنتا تھا۔ یہ سفید کتان کا جانگیا نما پاجامہ تھا۔

★ یوسیفس اپنی مشہور کتاب "اہلِ یہود کی زمانۂ سلف کی تاریخ" Antiquities of the Jews میں اس کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے "...... کاہن قربانی سے پہلے اپنے کو شریعت میں درج طہارت کے طریقہ کے مطابق پاک کرتا تھا۔ پھر سب سے

پہلے مکنس (جس کے معنی کس کے باندھنے کے ہیں) پہنتا تھا - یہ بٹے ہوئے کتان کے تاگے کے کپڑے کا کاچھا تھا جو شرمگاہ کو ڈھانپنے کے لئے پہنا جاتا تھا - یہ پاجامہ کی مانند ہوتا تھا لیکن اس کے پائنچے کاٹ دیئے جاتے تھے اور یہ صرف ران تک ہوتا تھا - اسے کس کر کمر سے باندھ دیا جاتا تھا" (باب ۳ - فصل ۷ - پہلا پیرا) -

ج - اعمال ۱۹ : ۱۲ کے "پٹکے" ایک مختصر رومی لباس تھا - (یونانی سیمی کینتھیون simikinthion جو لاطینی semicinthium کی یونانی شکل ہے) - یہ کم چوڑا کپڑا تھا جو تہمد کی مانند تھا - اسے خاص کر غلام اور خدمت کرنے والے پہنتے تھے

د - افود - شروع شروع میں کاہن کمر پر سفید کتان کا لباس پہنتے تھے (۱ - سموئیل ۲ : ۱۸ - عبرانی لفظ افود کا مادّہ آفد ہے یعنی پہننا - کسنا - باندھنا) - یہ غالباً ایک قسم کا چھوٹا گھگرا تھا - اسی لئے جب داؤد بادشاہ خداوند کے صندوق کے سامنے زور سے ناچ رہا تھا تو اس کی پوشاک اُٹھتی ہو گی اور اسی وجہ سے اُس کی بیوی میکل نے اُسے بے حیائی اور برہنہ پن کا طعنہ دیا (۲ - سموئیل ۶ : ۲۰) - لیکن کاہنوں کو سختی سے ہدایت تھی کہ افود کے نیچے کتان کے پاجامے پہنیں (دیکھئے اوپر ۱ ب) - بعد میں اسے لمبا کیا گیا اور یہ ایک منقش کمربند سے باندھا جاتا تھا (آگے دیکھئے ۲ ج - مزید تفصیل کے لئے دیکھئے افود) -

ھ - سب سے عام روزمرّہ کا لباس جس کا ذکر پرانے عہد نامہ میں آیا ہے اُسے عبرانی میں کتونت کہتے ہیں - یہ پاجامہ کے بعد اوپر کے ننگے جسم کو ڈھانکنے کے لئے پہنا جاتا تھا - اکثر یہ ٹخنوں تک لمبا ہوتا تھا - کتونت کا مادّہ غالباً کاتم بمعنی چھپانا ہے (قب عربی کاتم - (بات) چھپانا) یعنی جسم کو چھپانے کا کپڑا - بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ چونکہ یہ کتان سے بنتا تھا اس لئے کتان کے حوالے سے اسے کتونت کا نام دیا گیا - عبرانی متن میں یہ لفظ ۲۸ مرتبہ آیا ہے اور اس کا ترجمہ کرتہ (۱۱ مرتبہ)، قبا (۶)، پیراہن (۴)، قمیص، جوڑا، کپڑے، خلعت وغیرہ کیا گیا ہے بعض دفعہ اس لباس کا گلا تنگ ہوتا تھا - اور چونکہ یہ ننگے جسم پر پہنا جاتا تھا اس لئے ایوب نبی اپنی بیماری کے متعلق مجازی طور پر کہتا ہے کہ" وہ میرے پیراہن (کتونت) کے گریبان کی طرح مجھ سے لپٹی ہوئی ہے" (ایوب ۳۰ : ۱۸) - کام کرنے والوں کا کتونت کم لمبا اور کم ڈھیلا ہوتا تھا - وہ غالباً موجودہ مصری اور شامی فلّاحین کی قمیص کی مانند تھا - کتونت کی آستین کا ذکر براہ راست پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نہیں آتا - تاہم علماء کا خیال ہے کہ یوسف کی ★ بوقلموں قبا (پیدائش ۳۷ : ۳) اور تمر کے رنگ برنگ کے جوڑے (۲ - سموئیل ۱۳ : ۱۸) سے اصل میں آستین دار کتونت مراد ہے (یہاں عبرانی میں کتونت پسّیم ہے - پسّیم کے صحیح معنی تعین نہیں ہو سکے - بعض علماء کے خیال میں اس سے مراد ٹکڑے ہیں - دیگر اسے سرا یا آستین کے معنوں میں لیتے ہیں - یوں (۱) یوسف کی قبا (مختلف رنگ کے کپڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی یا (۲) یہ آستین دار تھی - قب کیتھولک ترجمہ جہاں تکوین ۳۷ : ۲ میں آستین دار لبادہ ہے اور ۲ - سموئیل ۱۳ : ۱۸ میں نقش دار قمیص) -

★ لکیس اور دیگر جگہوں سے دریافت شدہ دیواری نقوش سے ظاہر ہوتا ہے کہ آستین کے تین فیشن تھے -

(۱) ایک مصری تصویر میں سامی تاجروں کو بے آستین قبا میں دکھایا گیا ہے - پوشاک کو بائیں بازو پر لا کر باندھ دیا گیا ہے جو چوڑی آستین کا تاثر دیتی ہے - دہنا بازو ننگا ہے - (۲) لکیس کی قبائیں نصف آستین والی ہیں جو کہنی تک آتی ہیں - غالباً یہ عوامی فیشن تھا - (۳) تیسری قسم کی کتونت لمبی اور آستین دار تھی - یہ غالباً اُمرا اور اعلیٰ طبقے کے لوگوں کی پوشاک تھی - عام کرتے (کتونت) بنانے کے تین مختلف طریقے تھے -

(ا) کتان یا اون کے دو کپڑوں کو بڑے تھان سے کاٹا جاتا تھا اور اوپر نیچے رکھ کر کناروں اور اوپر سے سوائے گلے کی جگہ کے سی لیا جاتا تھا - (ب) کھڈّی پر اُتنا ہی کپڑا بنایا جاتا تھا جو ایک کرتے کے لئے کافی ہو - یہ بغیر کاٹے اور بغیر سیئے بیچا جاتا تھا -

خریدار خود کنارے سیتا اور گلے کی جگہ اپنے سائز کے مطابق کاٹ کر کتونت تیار کرتا تھا۔ بالکل اُسی طرح جیسے آج کل ہمارے ہاں بھی بعض کُرتے بکتے ہیں۔ یہ اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ کپڑا بنا ہے اور گلے کا سوراخ اپنی مرضی کے مطابق چھوٹا یا بڑا رکھا جا سکتا ہے۔ (ج) ایک اور قسم کا کُرتہ مکمل طور پر بُنا جاتا تھا۔ اس میں کوئی سلائی نہیں ہوتی تھی (قب خداوند مسیح کا کُرتہ بھی "بن سِلا سراسر بُنا ہوا تھا"۔ اسی لئے سپاہیوں نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہیں بانٹا بلکہ اُس پر قرعہ ڈالا (یوحنّا ۱۹: ۲۳۔ یونانی میں اسے خِتون کہا گیا ہے جو عبرانی کتونت کی یونانی شکل ہے)۔

و۔ ختون chiton نئے عہدنامہ میں ۱۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ ترجمہ کُرتہ ہے سوائے مرقس ۱۴: ۶۳ جہاں ترجمہ "کپڑے" ہے تاہم ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں "کُرتے" دیا ہوا ہے۔ اسی طرح یہوداہ ۲۳ میں "پوشاک" ہے لیکن حاشیہ میں "کُرتے" (متّی ۵: ۴۰؛ ۱۰: ۱۰؛ مرقس ۶: ۹؛ لوقا ۳: ۱۱؛ یوحنّا ۱۹: ۲۳؛ اعمال ۹: ۳۹ وغیرہ)۔ ختون اور ھما تیون میں فرق کو آگے ۵ ج میں ملاحظہ فرمائیے۔

ز۔ جن زیرجاموں (کیتھولک لبّادوں) کا ذکر دانی ایل ۳: ۲۱، ۲۷ میں ہے اُن کو ارامی میں سرِبلین کہا گیا ہے۔ بعض مفسّروں کا خیال ہے کہ یہ عربی سروِیل جمع سراویل کی دوسری شکل ہے۔ غالباً سرویل فارس کا شلوار کی قسم کا لباس ہے جس میں ر اور ل کا ادل بدل ہوا ہے۔ غالباً یہ ہماری شلوار سے ملتا جلتا تھا۔

۴۔ کمر کے گرد کی پوشاک۔ پٹکا۔ کمربند

یاد رہے کہ یہ اوپر ۳ ا کے لباس سے مختلف ہے، اگرچہ اس کے لئے بھی اُردو میں پٹکا اور کمربند کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ مختلف قسم کے سامان سے بنتا تھا اور مختلف طریقوں سے بنایا جاتا تھا۔ اس لباس کے کم از کم دو فائدے تھے، ایک عملی اور ایک زیبائشی۔ یہ ایک سادہ رسّی ہو سکتی ہے (یسعیاہ ۳: ۲۴) جو اوپر کے ڈھیلے ڈھالے کپڑے کو قابو میں رکھنے کے کام آ سکتی ہے (یہاں عبرانی لفظ نقپاہ سے وہ رسّی مراد ہے جو غلام عورت یا جنگی قیدی کی کمر کے گرد باندھتے تھے)۔ عام طور پر یہ ایک لمبا کم چوڑے کپڑے کا ٹکڑا ہوتا تھا جسے چوڑائی کی طرف سے تہ کر کے کئی مرتبہ کمر کے گرد لپیٹا جاتا تھا۔ کچھ فالتو حصہ کو سامنے لٹکے رہنے دیا جاتا جسے ضرورت کے وقت کندھے پر ڈال لیا جاتا تھا۔

ا۔ خگور۔ مذکر، خگوراہ۔ مونث۔ ان کے مادہ خاگر کے معنی باندھنا، کسنا ہیں۔ عبرانی متن میں خگور چار مرتبہ اور خگوراہ پانچ مرتبہ آیا ہے۔ ان کا اُردو میں ترجمہ پٹکا اور کمربند کیا گیا ہے۔

خگور سے عام طور پر وہ پٹی مراد ہے جو خوبصورت بھی ہو اور مفید بھی ہو (۱۔سموئیل ۱۸: ۴؛ ۲۔سموئیل ۲۰: ۸؛ امثال ۳۱: ۲۴؛ حزقی ایل ۲۳: ۱۵)۔

خگوراہ عبرانی متن میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ پیدائش ۳: ۷ میں اس کا ترجمہ لنگی ہے۔ ۲۔سلاطین ۳: ۲۱ کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں خگوراہ کے لفظ کا ترجمہ کئے بغیر مفہوم کو ادا کیا گیا ہے "سب جو ہتھیار باندھنے کے قابل تھے"۔ جب نوجوان جنگ میں لڑنے کے قابل ہو جاتے تو کمربند باندھنا شروع کرتے تھے (قب کیتھولک ترجمہ ۲۔ملوک ۳: ۲۱ "سب کو جنہوں نے کمربند باندھنا شروع کیا")۔ کمربند کے فائدے یہ تھے۔ اس میں تلوار لٹکا سکتے تھے (۲۔سموئیل ۲۰: ۸)۔ اس میں قلمدان رکھا جا سکتا تھا (حزقی ایل ۹: ۲، ۱۱۔ نیز دیکھئے قلم)۔ اس میں نقدی بھی رکھی جا سکتی تھی (متّی ۱۰: ۹؛ مرقس ۶: ۸)۔ کمربند کا یہ بھی فائدہ تھا کہ لمبی اور ڈھیلی پوشاک کو اس میں ٹھونس دیا جاتا تھا۔ اس طرح بآسانی بلا رکاوٹ کام کیا جا سکتا تھا۔ اسی لئے محاورۃً کمر باندھنے سے کام یا سفر کے لئے تیار ہونا مراد ہے (۲۔سلاطین ۴: ۲۹ قب یوحنّا ۱۳: ۴)۔

کچھ اور پٹکوں/کمربندوں کا ذکر ملاحظہ ہو۔

ب۔ آونیط (آلف۔بیتھ۔نون۔طیتھ)۔

یہ پرانے عہدنامہ میں ۹ مرتبہ آیا ہے اور سوائے یسعیاہ ۲۲: ۲۱ کے جہاں پٹکا ہے سب جگہ ترجمہ کمربند ہے۔ یہ کاہن (خروج ۲۸: ۴؛ ۳۹: ۲۹؛ احبار ۱۶: ۴) اور اُمراء (یسعیاہ ۲۲: ۲۱) پہنتے تھے۔

ج۔ خشو (خیتھ۔شین۔بیتھ)۔

یہ خاص پٹکا/کمربند تھا جو کاہن افود کے اوپر پہنتا تھا۔ اسے بڑی مہارت سے بنایا جاتا تھا اور یہ افود کی طرح سونے، ارغوانی، آسمانی اور سرخ رنگ کے کپڑے سے بنا ہوتا تھا (خروج ۲۸: ۸ وغیرہ)۔ یہ ایک نہایت خوبصورت کمربند تھا۔

سونے کے پٹکوں کا ذکر فرشتوں کے سلسلے میں آتا ہے (دانی ایل ۱۰: ۵؛ مکاشفہ ۱: ۱۳؛ ۱۵: ۶)۔ نئے عہدنامہ کے حوالے میں یہ پٹکے سینے پر بندھے ہیں قب سردار کاہن کا عدل کا سینہ بند)۔

۵۔ اُوپر کی پوشاک

یہ وہ کپڑے ہیں جو کتونت (کُرتے) وغیرہ کے اُوپر پہنے جاتے تھے۔ ان کے لئے مختلف اردو لفظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً پیراہن، پوشاک، لباس، چادر، اوڑھنا، کپڑا وغیرہ۔ ذیل میں ان کا ذکر ان کے عبرانی اور یونانی ناموں کے حوالے سے کریں گے۔ کام کرتے

وقت اس لباس کو اُتار دیا جاتا تھا اور کام کتو بنت وغیرہ میں کیا جاتا تھا (دیکھئے ۳ ہ اوپر) - جب خداوند مسیح نے یروشلیم کی تباہی کی پیشینگوئی کی تو اُنہوں نے نصیحت کی کہ ”جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا (یونانی هما یتون) لینے کو پیچھے نہ لوٹے“ (متی ۲۴ : ۱۸ ؛ مرقس ۱۳ : ۱۶) - ظاہر ہے کہ مرد کھیت میں کُرتہ پہن کر کام کرتا تھا - اپنی اوپر کی پوشاک کو وہ اتار کر محفوظ جگہ پر رکھ دیتا تھا - اس پوشاک کے دو فائدے تھے - یہ دن کو گرمی کی شدت سے اور رات کو سردی کے اثر سے محفوظ رکھتی تھی - نفیس اور اعلےٰ قسم کی پوشاک سے خاندانی اور بلند رتبے والے اشخاص کی تمیز ہوتی تھی -

ا - بگد - اس لباس کا ذکر سب سے زیادہ مرتبہ آیا ہے (تقریباً دو سو سے زائد مرتبہ) - اس کا ترجمہ زیادہ تر لباس، پیراہن اور کپڑا کیا گیا ہے (پیدائش ۲۴ : ۵۳ ؛ ۲۷ : ۲۵، ۲۷ وغیرہ - لباس ؛ پیدائش ۳۷ : ۲۹ ؛ ۳۹ : ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۸ وغیرہ پیراہن، پیدائش ۳۸ : ۱۴ ؛ گنتی ۴ : ۶ - ۱۳ کپڑا) - یہ کوئی خاص لباس نہیں تھا بلکہ یہ اوپر کے کپڑے کا عام نام تھا -

ب - معیل - بمعنی اوپر کا کپڑا - اس کا ذکر پرانے عہد نامہ میں ۲۷ مرتبہ آیا ہے - اردو ترجمہ میں اسے تقریباً ۱۲ مرتبہ جُبّہ اور ۴ مرتبہ پیراہن کہا گیا ہے - باقی حوالوں میں اس کے لئے قبا (۱ - سموئیل ۱۸ : ۴)، خلعت (یسعیاہ ۶۱ : ۱۰)، چادر (زبور ۱۰۹ : ۲۹) وغیرہ کے لفظ استعمال ہوئے ہیں - یہ کھُلا اور لمبا لباس تھا جو پیروں تک پہنچتا تھا - اسے شہزادیاں بھی پہنتی تھیں (۲ - سموئیل ۱۳ : ۱۸ - پوشاک) - اکثر یہ اچھے گھرانے اور اعلےٰ مرتبہ کے لوگ پہنتے تھے (ایوب ۱ : ۲۰ ؛ ۲ : ۱۲ - پیراہن) - یہ شاہی لباس تھا (۱ - سموئیل ۱۵ : ۲۷ ؛ ۲۴ : ۵، ۱۱ - جُبّہ ؛ ۱ - سموئیل ۱۸ : ۴ - قبا) - کاہن بھی اسے پہنتے تھے (۱ - سموئیل ۲۸ : ۱۴ - جُبّہ) - یہ خاص کر سردار کاہن ★ افود کے اوپر پہنتے تھے (خروج ۲۸ : ۳۱ ؛ ۳۹ : ۲۲ میں اسے اُردو میں افود کا جُبّہ کہا گیا ہے جو عبرانی معیل ها افود کا ترجمہ ہے) -

ج - سملاہ - اس کا مادّہ سامل ہے بمعنی باندھنا - اردگرد لپیٹنا - (قب - عربی شمْلَتہ بمعنی سارے جسم کو لپیٹنے والی چادر) - یہ غالباً دھوتی کی طرح کا لباس تھا جو مرد اور عورت دونوں پہن سکتے تھے - یہ ایک بڑی چادر ہوتی تھی جس سے سِم اور یافت نے اپنے باپ نوحؔ کی برہنگی ڈھانکی (پیدائش ۹ : ۲۳ - کپڑا) - ایسی ہی چادروں میں بنی اسرائیل نے اپنے بغیر خمیر دیئے ہوئے آٹے کو لگنوں سمیت باندھا (خروج ۱۲ : ۳۴ - کپڑے) - ایسی ہی چادر میں بنی اسرائیل نے جدعونؔ کے کہنے پر اپنی لُوٹ کی بالیوں کو ڈالا (قضاۃ ۸ : ۲۵ - چادر) - روتؔ ایسی ہی چادر اوڑھ کر کھلیہان پر گئی (روت ۳ : ۳) - ایسی چادر لوگ رات کو پلنگ پر بھی بچھاتے تھے (استثنا ۲۲ : ۱۷ - چادر) -

اسی لفظ کی بعد کی شکل سلماہ ہے - جس طرح صحیح لفظ قفلی سے حروف کے ادل بدل سے قلفی بنا اسی طرح سملاہ کو عوام نے سلماہ کہنا شروع کر دیا - تاہم معنوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی (خروج ۲۲ : ۹ - کپڑا ؛ میکاہ ۲ : ۸ - چادر) - یہ عبرانی متن میں ۱۶ مرتبہ آیا ہے - اُردو میں اسے زیادہ تر لفظ کپڑے سے ادا کیا گیا ہے -

نئے عہد نامہ میں اوپر کے کپڑوں کے لئے مختلف لفظ استعمال ہوتے ہیں -

د - فلونیس phelones - اس کا ترجمہ ۲ - تیمتھیس ۴ : ۱۳ میں چوغہ ہے - یہ غالباً سفر میں طوفان وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے تمام کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا تھا - سریانی ترجمہ میں اسے کتابوں کا بستہ کہا گیا ہے جس میں مسوّدے اور کتابیں گرد و غبار سے محفوظ رکھی جاتی تھیں - اس کا ذکر صرف اسی حوالے میں آیا ہے -

ہ - اندوما endyma - لفظ کے بنیادی معنی پہننا ہیں - یہ قدیم انبیاء کے لباس کے لئے استعمال ہوتا تھا - اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ نبی دنیوی شان و شوکت سے نفرت کرتے ہیں (۱ - سلاطین ۱۹ : ۱۳ - چادر ؛ زکریاہ ۱۳ : ۴ - پشمین چادر - کیتھولک پشمین جُبّہ) -

نئے عہدنامہ میں یہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی پوشاک کے لئے استعمال ہُوا ہے (متی ۳:۴) - یہ عام پوشاک کے لئے بھی آتا ہے (متّی ۶:۲۵، ۲۸؛ لوقا ۱۲:۲۳) - مجازی معنوں میں یہ بھیڑوں کے بھیس کے لئے آیا ہے (متّی ۷:۱۵) - شادی کے لباس کے لئے (متّی ۲۲:۱۱، ۱۲) اور اس فرشتے کے لباس کے لئے جو خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اُن کی قبر میں بیٹھا تھا بھی یہی لفظ آیا ہے (متّی ۲۸:۳)

و - ستولے stole - اس سے شاندار چوغہ مُراد ہے - یہ ایک لمبا لباس تھا جو پیروں تک جاتا تھا بلکہ بعض مرتبہ تو اتنا لمبا ہوتا تھا کہ پیچھے گھسٹتا جاتا تھا - یہ فقیہوں کے لمبے لمبے جاموں کے لئے استعمال ہوا ہے (مرقس ۱۲:۳۸؛ لوقا ۲۰:۴۶) جنہیں پہن کر وہ اپنی نمائش کرتے تھے - یہی لباس اُس جوان نے پہنا تھا جو خداوند مسیح کی قبر میں اُن کے جی اُٹھنے کے بعد بیٹھا ہوا تھا (مرقس ۱۶:۵) - اسی قسم کا لباس مُسرف بیٹے کی واپسی پر اُس کے لئے منگوایا گیا (لوقا ۱۵:۲۲ - اچھے سے اچھا جامہ) - مکاشفہ کی کتاب میں ذکر ہے کہ ایسا لباس مُقدّسین کو عنایت کیا جائے گا (۶:۱۱؛ ۷:۹، ۱۳، ۱۴؛ ۲۲:۱۴) - ★ سپتادی ترجمہ میں سردار کاہن کے لباس کو بھی نام دیا گیا ہے (خروج ۲۸:۲؛ ۲۹:۲۱؛ ۳۱:۱۰ - مُقدّس لباس - بیل بوٹے کڑھے ہوئے جامے) -

ز - خلامُس chlamus - یہ ایک چھوٹا چوغہ یا جامہ تھا جو ختون کے اوپر پہنا جاتا تھا - اسے بادشاہ، شاہنشاہ، اعلیٰ حاکم اور بڑے فوجی افسر پہنتے تھے - اس کا ذکر صرف متّی ۲۷:۲۸، ۳۱ میں ہے جہاں سپاہیوں نے خداوند مسیح کا ٹھٹھا اڑانے کے لئے انہیں قرمزی چوغہ پہنایا (مرقس ۱۵:۱۷، ۲۰ میں اسے ارغوانی چوغہ کہا گیا جو یونانی پورفورا porphyra بمعنی ارغوانی لباس کا ترجمہ ہے - یوحنّا ۱۹:۲، ۵ میں اسے ارغوانی پوشاک کہا گیا ہے جو یونانی ھمایتون بمعنی پوشاک کا ترجمہ ہے - نئے عہدنامہ کے زمانہ میں ★ ارغوانی رنگ ایک غیر متعین رنگ تھا جو ★ قرمزی رنگ کا سا تھا - اس لئے ان حوالوں میں رنگ کے متعلق کوئی تضاد نہیں - دیکھئے رنگ)۔

ح - ھمایتون - himation ★ سپتادی ترجمہ میں یہ عبرانی بگد کا ترجمہ ہے (دیکھئے ۵ ا اوپر) - ھمایتون کو نئے عہدنامہ میں بعض جگہ پورے لباس یعنی کرتے اور چوغے، دونوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے (مثلاً متّی ۲۷:۳۱، ۳۵؛ - آیت ۳۱ میں یونانی لفظیوں ہیں "جب اُس کا ٹھٹھا کر چکے تو خلامُس (چوغہ) کو اُس پر سے اُتار کر پھر اُسی کے "ھماتیا" (ھمایتون کی جمع - کپڑے) اُسے پہنائے ...." ظاہر ہے کہ اُسی کے ھماتیا سے مراد اُن کا کرتہ اور کرتے کے اوپر کا کپڑا ہے کیونکہ یہی سپاہیوں نے بعد میں آپس میں بانٹے تھے - یوحنّا ۱۹:۲۳) -

کئی جگہ ھمایتون سے صرف چوغہ مراد ہے - ختون (کُرتہ) اور ھمایتون میں متّی ۵:۴۰ میں صاف تمیز کی گئی ہے "اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا (ختون) لینا چاہے تو چوغہ (ھمایتون) بھی اُسے لے لینے دے" لوقا ۶:۲۹ میں کُرتے اور چوغے کی ترتیب اس سے اُلٹ ہے - اس کی یہ وجہ ہے کہ پہلے حوالے میں قانونی چارہ جوئی کا ذکر ہے جبکہ لوقا کی انجیل میں جبر اور تشدّد کا بیان ہے - جبر کے وقت پہلے اوپر کا کپڑا چھینا جاتا ہے -

۶ - سر کا لباس

کتاب مُقدّس کے اردو ترجمہ میں سر پر پہننے کی ان چیزوں کا ذکر آیا ہے - پگڑی (خروج ۲۸:۴۰؛ احبار ۸:۱۳ - کیتھولک دستار)، دستار (صرف یسعیاہ ۳:۲۳ - کیتھولک سربند)، عمامہ (خروج ۲۸:۳۷؛ احبار ۸:۹ وغیرہ)، تاج (خروج ۲۹:۶؛ ۳۹:۳۰ - کیتھولک طبق؛ یسعیاہ ۳:۲۰ کے تاج کو کیتھولک ترجمہ میں افسر کہا گیا ہے)، کلاہ (حزقی ایل ۲۱:۲۶ - کیتھولک عمامہ - دیکھئے حزقی ایل ۲۱:۳۱) - عورتوں کے لئے نقاب (غزل الغزلات ۴:۱) اور برقع (پیدائش ۲۴:۶۵) استعمال ہُوا ہے -

زمانہ قدیم میں جب بنی اسرائیل چرواہے تھے تو غالباً وہ آج کل کے بدّو قبائل کی طرح سر پر کپڑا رکھتے تھے - یہی کچھ آج کل بھی عرب قدرے زیادہ لفاست کے ساتھ پہنتے ہیں - سر پر ڈالنے کا یہ کپڑا تقریباً ایک مربع میٹر ہوتا تھا - اس کپڑے کے دو مخالف کونوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر طے کر دیا جاتا تھا - پھر اس تکون نما کپڑے کو سر پر ڈالا جاتا تھا (اس کی موجودہ شکل کو تصویر میں دیکھئے)۔

اسے ٹکانے کے لئے کوئی ڈوری یا رسّی سر پر لپیٹ لی جاتی تھی (تب موجودہ عربی عقال)

یہ رومال نما کپڑا نہ صرف سر کو بلکہ گردن اور شانوں کو بھی گرمی کی شدّت سے بچاتا تھا - غالباً پیدائش ۳۸:۱۸ میں تمر نے اسی قسم کی ڈوری یہوداہ سے رہن مانگی (دیکھئے کیتھولک ترجمہ تکوین ۳۸:۱۸ -

شانہ بازو بند سے بہتر سربند یعنی عقال ہوگا)۔
ہوسکتا ہے کہ ۱-سلاطین ۲۰: ۳۱ کی رسیاں بغیر کوفیہ کے عقال تھے۔ عمامے اور پگڑی کا ذکر خصوصاً کاہنوں کے لباس کے سلسلے میں آتا ہے۔ ان کے لئے دو عبرانی لفظ خاص طور سے غور طلب ہیں۔

۱۔ **مصنیفت**۔ مادہ صانف بمعنی گھما گھما کر لپیٹنا (قب یسعیاہ ۲۲: ۱۸ جہاں اسی مادہ سے ترکیب دیا ہوا لفظ صنیفا کا استعمال ہوا ہے)۔ پرانے عہدنامہ میں یہ لفظ بارہ مرتبہ آیا ہے۔ سوائے حزقی ایل ۲۱: ۲۶ کے ہر جگہ ترجمہ عمامہ ہے۔ حزقی ایل کی کتاب میں لفظ کلاہ ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ یہ باریک کتان کا نیلے رنگ کا کم عرض کا کپڑا تھا جو ★ تلمود کے مطابق ۱۶ ہاتھ (تقریباً ۷½ میٹر یا ۸ گز) لمبا تھا۔ اسے گھما گھما کر سر پر باندھا جاتا تھا۔ اس کے اوپر سامنے کی طرف ایک سونے کی پتری نیلے فیتہ سے باندھی جاتی تھی۔ اس پتری پر "خداوند کے لئے مقدس" کے لفظ کندہ تھے (خروج ۳۹: ۳۰) جو عبرانی میں "نذر ھا قدوش" ہیں۔ نذر کے بنیادی معنی ہیں کسی کے لئے مخصوص کرنا، علیحدہ کرنا (دیکھئے نذیر)۔ پھر اس لباس کے حوالے سے اس کے معنی تاج بھی ہوئے۔ یوں سردار کاہن عمامہ اور مقدس تاج پہننے سے خدا کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ ہارون کو مسح کرتے وقت یہی عمامہ اور مقدس تاج پہنایا گیا (احبار ۸: ۹)۔ کفارہ کے دن سردار کاہن کو یہ پہننا ضروری تھا (احبار ۱۶: ۴)۔ جیسے ★ تاج دنیوی حاکمیت کی علامت تھا ویسے ہی سردار کاہن کا یہ لباس مذہبی امور اور دینی فرائض کی ایک علامت سمجھا جاتا تھا۔ حزقی ایل ۲۱: ۲۶ میں ان دونوں کا ذکر اکٹھا ہوا ہے "کلاہ دور کر اور تاج اتار"۔ کلاہ عبرانی کے اسی لفظ **مصنیفت** کا ترجمہ ہے جس کو باقی جگہ عمامہ کہا گیا ہے۔ سو اس کا اشارہ سردار کاہن یا دینی امور کی طرف ہے۔ تاج کے لئے یہاں عبرانی لفظ عطارہ ہے جس کے معنی شاہی تاج ہیں۔ سو اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ دینی اور دنیوی اقتدار والوں کو علیحدہ کیا جائے گا اور سب کچھ الٹ پلٹ کیا جائے گا۔

عام کاہنوں کا بھی اسی قسم کا سر کا لباس تھا۔ اسے عبرانی میں **مگباعوت** کہا گیا ہے۔ اس لفظ کے مادہ میں اونچے اور گول کا مفہوم ہے۔ یہ ہارون کے بیٹوں (یعنی عام کاہنوں) کی پگڑی تھی (خروج ۲۸: ۴۰؛ ۲۹: ۹؛ ۳۹: ۲۸؛ احبار ۸: ۱۳ کیتھولک ترجمہ میں انہیں دستار کہا گیا ہے)۔
لفظ پگڑی اردو میں ایک اور حوالے میں بھی آیا ہے لیکن یہ ایک اور عبرانی لفظ کا ترجمہ ہے (۱-سلاطین ۲۰: ۳۸، ۴۱ - عبرانی ایفر)۔ یہ عبرانی لفظ اس لفظ سے بہت ملتا جلتا ہے جس کے معنی ★ راکھ ہیں۔ اسی لئے ایک انگریزی ترجمہ میں ۳۸ آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا "اور اپنے منہ پر راکھ مل کر اپنا بھیس بدلا" Authorised Version۔ لفظ ایفر کے معنی "سر ڈھانکنے کی پٹی" ہیں۔ دوسرے لفظوں میں پگڑی۔ جو پگڑی باندھنے سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ پگڑی کا ایک سرا اوپر اٹھا ہوتا ہے۔ اسے طرّہ کہتے ہیں۔ دوسرا سرا قدرے لمبا ہوتا ہے اور اکثر پیچھے یا کندھے پر لٹکا ہوتا ہے۔ اسے شملہ کہتے ہیں۔ اکثر جب کسی بدبودار جگہ سے گزریں تو اسے ناک اور منہ پر رکھ لیا جاتا ہے۔ اکثر ڈاکو اپنا منہ اسی سے چھپاتے ہیں تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ اسی طرح ۱-سلاطین ۲۰: ۳۸ میں مذکور نبی نے پگڑی کے پلے سے اپنا منہ چھپایا تاکہ بادشاہ اسے پہچان نہ لے۔

۷۔ خواتین کا لباس

موسوی شریعت کے مطابق حکم تھا کہ "عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہے" (استثنا ۲۲: ۵)۔
ہمارے ہاں مردوں اور عورتوں کے لباس کی بنیادی ساخت اور اکثر نام ایک جیسے ہیں (مثلاً شلوار، قمیض، کرتہ وغیرہ) تو بھی مردوں اور عورتوں کے لباس میں آسانی سے تمیز کی جا سکتی ہے۔ یہی حال عبرانی لوگوں کے لباس کا بھی تھا۔ عورتوں کی پوشاک پر پھول پتی کاڑھی ہوتی تھی اور یہ حیادار لباس ہوتا تھا جو ان کے سارے جسم کو ڈھانپتا تھا۔ کلام مقدس میں عورتوں کے لباس کی مختلف چیزوں کا ذکر آیا ہے لیکن ہم ان میں سے اکثر کی بناوٹ اور شکل کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تاہم عبرانی الفاظ کے اشتقاقی مفہوم اور اثریات کے دریافت شدہ دیواری نقوش کی مدد سے کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس نفیس پوشاک (کیتھولک عمدہ پوشاک) کا ذکر یسعیاہ ۳: ۲۲ میں کیا گیا ہے اسے عبرانی میں مخلاصوت کہا گیا ہے۔ یہی لفظ زکریاہ ۳: ۴ میں آیا ہے۔ لیکن وہاں یہ زنانہ لباس نہیں ہے۔ لفظ مخلاصوت کا مادہ خالص بمعنی اتارنا ہے۔ استثنا ۲۵: ۱۰۔ قب عربی خلع۔ وہ لباس جو بادشاہ یا کوئی خاص شخص اتار کر دوسرے کو پہناتا ہے ★ خلعت کہلاتا ہے۔ چونکہ **مخلاصوت** میں اتارنے کا مفہوم ہے اس لئے کیتھولک ترجمہ میں اس کا ترجمہ "دوسرے کپڑے" کیا گیا ہے (زکریاہ ۳: ۴)۔ یہ سب سے اوپر کے کپڑے کا نام تھا جسے باہر سے گھر آنے کے بعد اتار دیا جاتا تھا۔ یہ معیل کی مانند تھا (دیکھئے اوپر ۵ ب)۔
حزقی ایل ۱۳: ۱۸، ۲۱ میں برقع (کیتھولک نقاب) کا ذکر ہے۔ عبرانی مسپاخوت۔ اس کا مادہ سافخ (سامک۔ پے۔ خیتھ) بمعنی پھیلانا ہے۔ غالباً یہ ایک بڑی چادر تھی جس سے پورا جسم ڈھانپا

جاتا تھا اور جو جادوگری کے عمل میں استعمال ہوتی تھی (دیکھئے جادو اور جادوگری ۳ب) ۔ اسی مادہ کا ایک اور مفہوم بھی ہے یعنی جوڑنا اور یہاں پر مراد وہ ٹوپی ہے جو سر پر صحیح طور پر فٹ آتی ہو ۔ "ہر قد کے موافق سر کے لئے" سے سر کا سائز مراد ہے ۔

امثال ۳۱: ۲۴؛ یسعیاہ ۳: ۲۳ میں "مہین کتانی کپڑے"، "باریک کتانی لباس" (کیتھولک "باریک کتان"؛ عمدہ کتان") کے لئے عبرانی لفظ سادین ہے جس کا مادہ سادن (سامک ۔ دالتھ ۔ نون) بمعنی ڈھیلا ہے ۔ قب عربی سدن بمعنی لٹکانا ۔ ڈھیلا ڈھالا لباس جو بدن پر لٹکتا ہو ۔ سادین پرانے عہد نامہ کے عبرانی متن میں چار مرتبہ آیا ہے (قضاۃ ۱۴: ۱۲، ۱۳؛ امثال ۳۱: ۲۴ اور یسعیاہ ۳: ۲۴) ۔ قضاۃ کی کتاب میں اس کا ترجمہ "کتانی کرتے" ہے (کیتھولک قمیص) ۔

خیال کیا جاتا ہے کہ سادین کے اوپر عورتیں کتونت (دیکھئے اوپر ۳ ہ) پہنتی تھیں جسے رات کو اُتار دیا جاتا تھا (غزل الغزلات ۵: ۳ "میں تو کپڑے (عبرانی کتونت ۔ کیتھولک قمیص) اُتار چکی ۔ اب پھر کیسے پہنوں") ۔ کتونت کے اوپر پٹکا (خگورہ ۔ دیکھئے اوپر ۴ ا) باندھا جاتا تھا (یسعیاہ ۳: ۲۴) ۔ اس کے اوپر اعلیٰ خاندان کی خواتین اور شہزادیاں ایک اور لباس بغیر کمر بند کے پہنتی تھیں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے (معیل اور مخلاصوت) ۔

دوپٹے ۔ یسعیاہ ۳: ۲۲ میں دوپٹوں کا ذکر ہے ۔ یہ عبرانی لفظ مطفاخوت کا ترجمہ ہے ۔ اس کا مادہ طافخ ہے بمعنی پھیلانا ۔ یہی لفظ روت ۳: ۱۵ میں آیا ہے جہاں ترجمہ چادر ہے ۔ نقاب مشرقی عورت کے لباس کا اہم حصہ ہے ۔ اس کا ذکر یسعیاہ ۳: ۱۹ میں آتا ہے ۔ وہاں یہ لفظ رعالوت کا ترجمہ ہے ۔ واحد رعل ۔ اس لفظ کے بنیادی معنی لڑکھڑانا ہیں جیسے نشے میں (قب زکریاہ ۱۲: ۲) ۔ نقاب کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہ باریک کپڑا عورت کے سر پر (ہوا کے جھونکے سے) تھرتھراتا ہے ۔

برقع جس کا ذکر پیدائش ۲۴: ۶۵؛ ۳۸: ۱۴، ۱۹ میں ہے، وہ عبرانی میں صاعیف ہے ۔ مادہ صاعف بمعنی ڈھانکنا ۔ اس کی ساخت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

۸ ۔ لباس کے مذہبی لوازمات

جھالر (دامن ۔ کنارہ) ۔ تعویذ ۔ خدا نے بنی اسرائیل کو شریعت کے احکام بڑے واضح طریقے سے دیئے اور ساتھ ساتھ چند بصری مُمدِ حافظہ بھی تجویز کئے تاکہ یہ احکام اُن کے ذہن نشین ہو جائیں اور وہ ان پر عمل کرنے کی طرف رجوع کریں ۔ ان میں اوڑھنے کی چادر کے چاروں کناروں پر جھالر لگانا (استثنا ۲۲: ۱۲)، ہاتھ اور پیشانی پر احکام کو لکھ کر باندھنا اور چوکھٹ اور پھاٹک پر انہیں لکھنا (استثنا ۶: ۸، ۹) شامل ہیں ۔

ا ۔ جھالر ۔ عبرانی صیصیت اور گدلیم ۔ یونانی کراس پیدون kraspedon توریت میں بنی اسرائیل کو ہدایت کی گئی تھی کہ "تو اپنے اوڑھنے کی چادر کے چاروں کناروں پر جھالر لگایا کرنا" (استثنا ۲۲: ۱۲) ۔ اس کا مقصد گنتی ۱۵: ۳۹ میں یہ بتایا گیا ہے "یہ جھالر تمہارے لئے ایسی ہو کہ جب تم اُسے دیکھو تو خداوند کے سب حکموں کو یاد کر کے اُن پر عمل کرو اور اپنے دل اور آنکھوں کی خواہشوں کی پیروی میں زناکاری نہ کرتے پھرو جیسا کرتے آئے ہو" ۔ وقت گزرنے پر جب غیر اقوام نے بنی اسرائیل کی زندگی میں زندہ خدا کے کاموں کی قدرت دیکھی تو وہ بہت متاثر ہو کر زندہ خدا کی پیروی کرنے پر آمادہ ہوئیں ۔ زکریاہ نبی ایسے ہی زمانہ کے متعلق نبوت کرتا ہے جب "بہت سی اُمتیں اور زبردست قومیں رب الافواج کی طالب ہوں گی" اور وہ یہودیوں کے لباس کا وہ علامتی نشان جو اُن کی چادر کے کنارے پر لگا ہوا ہے پکڑیں گی تاکہ اس بات کا اقرار کریں کہ وہ بھی اُن کے زندہ خدا کی پیروی کرنا چاہتے ہیں "اُن ایام میں مختلف اہلِ لغت میں سے دس آدمی ہاتھ بڑھا کر ایک یہودی کا دامن پکڑیں گے اور کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھ جائیں گے کیونکہ ہم نے سُنا ہے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے" (زکریاہ ۸: ۲۲، ۲۳) ۔

چونکہ فقیہ اور فریسی اس جھالر کو خاص اہمیت دیتے تھے اس لئے اس کو پکڑنا ایک پرمعنی بات تھی ۔ ویسے بھی اردو محاورے کی طرح عبرانی محاورے میں بھی دامن پکڑنے کے معنی سہارا لینے، پناہ میں آنے کے تھے ۔ زکریاہ کے حوالے میں ہفتادی ترجمہ میں لفظ کراس پیدون kraspedon استعمال ہوا ہے ۔ استثنا ۲۲: ۱۲ اور گنتی ۱۵: ۳۹ میں بھی ہفتادی مترجمین جھالر کے لئے یہی لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ نئے عہد نامہ میں خداوند مسیح کی پوشاک کے کنارے کے لئے یونانی میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے (متی ۹: ۲۰؛ ۱۴: ۳۶؛ مرقس ۶: ۵۶؛ لوقا ۸: ۴۴) ۔ غالباً خداوند مسیح یہودی رواج اور شریعت کے حکم کے مطابق صیصیت پہنتے تھے ۔

یہ جھالر کیا اور کیسی تھی؟ اردو ترجمہ میں گنتی ۱۵: ۳۸ اور استثنا ۲۲: ۱۲، دونوں جگہ لفظ جھالر استعمال ہوا ہے ۔ لیکن عبرانی متن میں ان دو حوالوں میں دو مختلف لفظ ہیں ۔ گنتی کی کتاب میں لفظ صیصیت ہے جس کے بنیادی معنی پھول کے ہیں ۔ استثنا کی کتاب میں لفظ گدلیم ہے ۔ یہ گدل بمعنی بٹنا کی جمع ہے ۔ قب عربی جدل بمعنی (رسی کو) بٹنا ۔ دونوں مفہوم کو اکٹھا کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈوریوں کو لے کر آپس میں بٹا جاتا تھا اور اُس پر نیلے رنگ کی ڈوری سے گرہیں لگائی جاتی تھیں اور پھر اس پھندنے کو چادر کے کنارے پر لٹکتے تھے ۔ فریسی اس جھالر کو بڑا نمایاں کرتے

تھے (متی ۲۳: ۵)۔ یہ جھالر ویسے تو چاروں کناروں پر لگائی جاتی تھی لیکن چادر کے اُس کنارہ پر جو بائیں کندھے پر ڈال کر پیچھے پھینکا جاتا تھا یہ زیادہ نمایاں ہوتی تھی۔ چونکہ چادر کا یہ کنارہ پنکھ کی طرح کندھے پر ڈالا جاتا تھا اس لئے اسے عبرانی میں کناف بمعنی پَر کہتے تھے (دیکھو عربی کَنَف بمعنی پرندے کا بازو)۔ یہی لفظ زکریاہ ۸: ۲۳ میں استعمال ہوا ہے۔

ربیّوں یعنی یہودی مذہبی علماء کے مطابق یہ جھالر آٹھ ڈوریوں سے بنتی تھی اور اس میں آسمانی رنگ کی ڈوری سے پانچ گرہیں لگائی جاتی تھیں۔ ربّی ان اعداد کو خاص اہمیّت دیتے تھے۔ اُن کی تعلیم کے مطابق توریت میں کل ۶۱۳ احکام ہیں (۲۴۸ مثبت حکم اور ۳۶۵ امتناعی حکم)۔ جھالر کو وہ **صیصیت** کا نام دیتے تھے اور

★ حسابِ جمل کے مطابق اس کے اعداد ۶۰۰ بنتے ہیں (ص = ۹۰؛ ی = ۱۰؛ ص = ۹۰؛ ی = ۱۰؛ ت = ۴۰۰ کل ۶۰۰)۔ اس میں اگر ۸ ڈوریوں اور ۵ گرہوں کو جمع کر دیا جائے تو ۶۱۳ کا عدد بنتا ہے جو کل احکام کے برابر ہے۔ ربیّوں کے مطابق اس لباس کو پہننا گویا کل شریعت پر عمل کرنے کے مترادف تھا۔

اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریسی کس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیّت دیتے تھے اور شریعت کی بھاری باتوں کو چھوڑ دیتے تھے (مقابلہ متی ۲۳: ۲۳ مابعد)۔

ب۔ تعویذ پہننا۔

فقیہ اور فریسی لوگوں کو دکھاوے کے لئے اپنے تعویذ بڑے بناتے تھے۔

ہر تیرہ سال سے زیادہ عمر کے یہودی مرد سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ صبح اور شام کی نماز کے وقت ماتھے اور بازو کا تعویذ پہنے۔ تعویذ (عبرانی **تفلین**۔ واحد **تفلاہ** بمعنی دعا) مکعب نما ڈبے تھے (تقریباً ½ انچ سے ½۱ انچ تک) جو کسی پاک جانور کی کھال سے بنائے جاتے تھے۔ ان پر چمڑے کے فیتے لگے ہوتے تھے جن کی مدد سے ان کو ماتھے اور بازو پر باندھا جاتا تھا۔ سر کے تعویذ میں چار خانے ہوتے تھے جن میں ذیل کی آیات لکھ کر ڈالی جاتی تھیں اور ڈبّے کے دونوں طرف باہر دو مختلف قسم کے شین (ایک تین شاخہ اور ایک چار شاخہ) چھپے جاتے تھے۔

دائیں جانب				بائیں جانب
	استثنا ۱۱: ۱۳-۲۱	استثنا ۶: ۴-۹	خروج ۱۳: ۱۱-۱۶	خروج ۱۳: ۱-۱۰

ہاتھ کے تعویذ میں صرف ایک خانہ ہوتا تھا اور یہی چار حوالے ایک ہی کاغذ پر لکھ کر اس میں بند کئے جاتے تھے۔ سر کا تعویذ ماتھے پر یوں باندھا جاتا تھا کہ ڈبہ عین آنکھوں کے درمیان ہو۔ بازو کا تعویذ بائیں ہاتھ پر اندر کی طرف باندھا جاتا تھا کہ دل کے قریب تر ہو۔ خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ چوشاخہ شین بائیں طرف رہے۔

مِلتے - مالطہ :- ایک جزیرہ جس کا ذکر اعمال ۲۸ : ۱ میں ہے۔ یہ وہی ہے جس کا نام آج کل مالٹا ہے۔ یہ بحیرۂ روم میں سسلی سے ساٹھ میل جنوب میں واقع ہے اور اس کا رقبہ ۹۵ مربع میل ہے۔ پولس رسول کا جہاز کریتے سے آتے ہوئے یورکلون کی طوفانی ہوا کے زور سے یہاں ریت میں دھنس گیا (۲۷ : ۱۴)۔ پولس نے یہاں تین ماہ قیام کیا اور بشارت کے علاوہ معجزے بھی کئے۔ پھر وہ ریگیم اور پتیلی سے ہوتے ہوئے روما پہنچا (۲۸ : ۱۱-۱۳)۔

یہاں کے لوگوں نے پولس کی خوب خاطر مدارت کی (۲۸ : ۱۰)۔ مِلتے کو دسویں صدی قبل از مسیح فینیکی لوگوں نے آباد کیا تھا۔ مِلتے انہی کی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی "جائے پناہ" ہیں۔ اس جگہ کے لوگوں کو اجنبی (برابرہ) صرف اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ یہ یونانی زبان سے ناواقف تھے (دیکھئے اجنبی)۔ آیت ۴ میں لوقا کا اشارہ غالباً ان لوگوں کے ایک دیوتا دیکے (عدل) کی طرف ہے کہ یہ شخص خونی ہے اور اگرچہ سمندر سے بچ نکلا تو بھی عدل کا دیوتا اسے جینے نہیں دے گا۔ یہ تب ہوا جب آگ میں سے ایک کیڑا (سانپ) پولس کے ہاتھ سے لپٹ گیا تھا۔

آج کل اس جزیرہ میں سانپ نہیں ہوتے۔ دیکھئے بائبل اٹلس، نقشہ ۱۷ ج ۳

ملجا - جائے پناہ :- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ ملجا صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (یسعیاہ ۲۵ : ۴)۔ پناہ لینے کی جگہ۔ اردو میں اکثر ملجا و ماوہ کہتے ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں جائے پناہ ہے۔

مَلَخ :- ٹڈی کے لئے فارسی کا لفظ۔ یوایل ۲ : ۲۵ اور ناحوم ۳ : ۱۵، ۱۷ میں استعمال ہوا ہے۔ اردو میں عام طور پر فارسی کی ترکیب مور و ملخ زیادہ رائج ہے۔ مور بمعنی چیونٹی اور ملخ ٹڈی۔

نیز دیکھئے حشراتِ بائبل ۱۔

ملخس - مَلکُس :- سردار کاہن کا نوکر جس کا دہنا کان پطرس نے تلوار سے اُڑا دیا (یوحنا ۱۸ : ۱۰)۔

ملطیاہ - مَلطیاہ :- ایک جبعونی جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳ : ۷)۔

ملعون :- لعنتی۔ وہ جس پر لعنت کی گئی ہو۔ نئے عہد نامہ میں ۱-کرنتھیوں ۱۶ : ۲۲؛ ۱۲ : ۳؛ گلتیوں ۱ : ۹ اور پرانے عہد نامہ کے ★ بغدادی ترجمہ میں احبار ۲۷ : ۲۸، ۲۹ میں یونانی لفظ اناتھیما anathema ہے جو عبرانی لفظ حرم (= حرام) کا ترجمہ ہے۔ لفظ حرم کے معنی ممنوع، خلافِ شرع، پلید، مقدس، پاک ہیں۔ لفظ کے بنیادی معنی ہیں "وہ چیز جو خدا یا دیوتا کے لئے مخصوص ہو"۔ ظاہر ہے کہ یہ انسان کے لئے ممنوع ہو گی (احبار ۲۷ : ۲۸)۔ عکن کا گناہ یہی تھا کہ اُس نے مخصوص چیزوں کو لے کر استعمال کرنا چاہا۔ جب خدا کے لئے مخصوص چیز اسی کے لئے استعمال ہو تو پاک ہے مثلاً قربانی۔ اگر وہ اُس کی مرضی کے مطابق نیست کی جائے تو پلید ہوتی ہے مثلاً بُت (دیکھئے لعنت)۔

رومیوں ۹ : ۳ میں اس لفظ کا ترجمہ "محروم" کیا گیا ہے۔ محروم حرام سے مشتق ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ پولس رسول اپنے یہودی بھائیوں کو مسیح یسوع کے وسیلے نجات دلانے کی خاطر خداوند مسیح کی لعنت بھی اپنے اوپر لینے کو تیار ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل اور کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ)۔

ملک - مالک :- (عبرانی = بادشاہ)۔ بنیمین کے نسب نامہ میں میکاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۸ : ۳۵؛ ۹ : ۴۱)۔

مِلکاہ - مِلکہ :- (عبرانی = مشورت)۔
۱- ابرہام کے بھائی حاران کی بیٹی اور لوط کی بہن۔ دیکھئے مِلکہ۔

۲- صلافحاد کی پانچ بیٹیوں میں سے ایک۔ اِن بہنوں کا کوئی بھائی نہیں تھا اس لئے انہیں خاص اجازت ملی تھی کہ اپنے باپ کی میراث کی وارث ہوں بشرطیکہ وہ اپنے ہی قبیلہ میں شادی کریں (گنتی ۳۶ : ۶-۱۲)۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ اپنے چچیرے بھائیوں کے ساتھ بیاہی گئیں۔

ملکرام - ملکی رامر :- (عبرانی = میرا بادشاہ بلند ہے)۔ یکونیاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۳ : ۱۸)۔

ملکِ صدق :- (عبرانی = راستبازی کا بادشاہ)۔ سالم کا کاہن اور بادشاہ۔ سالم، یروشلیم کا قدیم نام تھا۔ عہدِ عتیق میں اس شہر کا نام پہلی مرتبہ پیدائش ۱۴ : ۱۸-۲۰ میں آیا ہے۔

جب ابرہام، کدرلاعمر اور اُس کے اتحادی بادشاہوں کو سدّیم کی وادی میں مار کر لوٹا تو ملکِ صدق نے اُس کا استقبال کیا۔ وہ اُس کے لئے روٹی اور مے لایا اور اُسے "خدا تعالےٰ کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے" برکت دی اور مبارک کہا اور ابرہام نے "سب کا دسواں حصہ اس کو دیا"۔ یہاں خدا کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہوا وہ وہی لفظ ہے جو ۱۷ : ۱ میں "خدای قادر" ۲۱ : ۳۳ میں "ابدی خدا"، ۳۳ : ۲۰ میں "ایل اِلہِ اسرائیل" اور ۳۵ : ۷ میں "ایل بیت ایل" کے لئے استعمال ہوا، اور یہ خدا کا قدیم ترین سامی نام ہے۔ پس ملکِ صدق موحّد تھا یعنی واحد خدا کو ماننے والا اور وہ اُسی خدا کی

پرستش کرتا تھا جس کی ابرہام کرتا تھا۔ ابرہام اُسے خدا کا کاہن کہتا ہے۔

دوسری بار ملک صدق کا نام زبور ۱۱۰: ۴ میں آیا ہے: "تو ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔" یہ زبور خاص دلچسپی کا حامل ہے کیونکہ مسیح خداوند نے اس کا حوالہ متی ۲۲: ۴۱، ۴۴؛ مرقس ۱۲: ۳۵، ۳۶؛ لوقا ۲۰: ۴۱، ۴۲ میں دیا ہے۔ اِسے المسیح کے زبوروں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ عبرانی قوم کا سب سے مثالی و معیاری بادشاہ وہ ہوگا جو کاہن اور بادشاہ دونوں کا کردار ادا کرے گا۔

عبرانیوں کے خط کا مُصنّف اپنی عظیم بحث میں (عبرانیوں ابواب ۵-۷) ملک صدق کی مثال دیتے ہوئے مسیح خداوند کے متعلق یہ بتاتا ہے کہ وہ خدا کا آخری اور کامل مکاشفہ ہیں کیونکہ وہ اپنی شخصیت میں خدا کے بیٹے اور اپنے کام میں خدا کے کاہن ہیں (عبرانیوں ۱: ۲-۱۰: ۱۸)۔ مصنف زبور ۱۱۰: ۴ کا حوالہ دے کر بتاتا ہے کہ یسوع مسیح کی کہانت لاویوں کی کہانت سے فرق "ملک صدق کے طور" پر ہے۔

عبرانیوں کے خط کا مصنف اپنے لوگوں کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ لاویوں کی کہانت ناکام رہی کیونکہ وہ گناہ پر فتح حاصل کرنے اور خدا کے ساتھ پوری شراکت رکھنے کی اہل نہیں۔

پس مصنف زبور ۱۱۰ سے اقتباس کرتا ہے۔ ضرور ہے کہ مثالی اور معیاری کاہن "ملک صدق کے طور" کا ہو۔ مصنف کے نزدیک یسوع مسیح اس پیشینگوئی کی تکمیل تھے کیونکہ وہ یہوداہ کی نسل سے تھے جس کا تعلق لاویوں کے سلسلۂ کہانت سے نہیں تھا۔ عہدِ عتیق کی کہانت کی بنیاد سلسلۂ خاندان پر تھی جبکہ مسیح کے دعووں کا مظاہرہ ان کے غیر مختتم زندگی پر اختیار سے ہوا۔ مسیح یسوع کے اس دعوے کی بنیاد کہ زبور نویس کی پیشینگوئی کی وہ حقیقی تکمیل ہیں اُن کے جی اُٹھنے کی حقیقت اور اُس ثبوت پر ہے کہ ان کی زندگی کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ زبور نویس نے اعلان کیا کہ مثالی اور معیاری سردار کاہن ہمیشہ تک رہے گا۔ پس وہی جس کی زندگی کو ختم نہ کیا جا سکے زبور نویس کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے یعنی وہ جو "ملک صدق کے طریقے پر" ہو۔

مِلکُوم:- عمونیوں کا قومی دیوتا۔ سلیمان بادشاہ نے کوہِ زیتون پر اپنی بیویوں کی خاطر اُس کا مندر بنا دیا۔ بعد میں یوسیاہ نے اسے تباہ کر دیا (۱-سلاطین ۱۱: ۵، ۳۳؛ ۲-سلاطین ۲۳: ۱۳)۔

عبرانی میں مِلکُوم کے معنی ہیں "ان کا بادشاہ" (مقابلہ کریں عربی **ملک** = بادشاہ)۔

مندرجہ ذیل حوالوں میں پروٹسٹنٹ مترجمین نے "اُن کا بادشاہ" استعمال کیا ہے جبکہ زیادہ صحیح اس بُت کا اسم معرفہ ملکوم ہوگا ۲-سیموئیل ۱۲: ۳۰؛ ۱-تواریخ ۲۰: ۲؛ لیکن یرمیاہ ۴۹: ۳؛ صفنیاہ ۱: ۵ میں ملکوم ہی ہے۔ عاموس ۵: ۲۶ میں "ملکوم کا خیمہ" کا غالباً زیادہ موزوں ترجمہ "سکوت اپنے بادشاہ کو" ہے (قب کیتھولک ترجمہ عاموس ۵: ۲۶)۔

سکوت زحل سیارے کے دیوتا کا اکادی نام ہے۔ اسوری نام کیوان تھا اور رفان مصری نام ہے۔ نیز دیکھئے سکوت۔

مِلکہ:- (عبرانی = مشورت)۔ ابرہام کے بھائی حاران کی بیٹی اور لوط کی بہن۔ اس نے اپنے چچا نحور سے شادی کی (پیدائش ۱۱: ۲۷-۲۹)۔ اس کے آٹھ بچے ہوئے۔ ان میں سے ایک بتوایل تھا جو ربقہ اور لابن کا باپ تھا (پیدائش ۲۲: ۲۰-۲۳)۔ موخر الذکر حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ کے ہجے ملکاہ ہیں۔

ملکہ:- (عبرانی میں بھی ملکہ)۔ بادشاہ کے مقابلے میں لفظ ملکہ بہت کم استعمال ہوا ہے۔ یہ زیادہ تر اُن عورتوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو فلسطین سے باہر کسی ملک پر بذاتِ خود حکمران تھیں مثلاً سبا کی ملکہ (۱-سلاطین ۱۰: ۱؛ قب متی ۱۲: ۴۲؛ لوقا ۱۱: ۳۱) اور کنداکے، حبشیوں کی ملکہ (اعمال ۸: ۲۷)۔ یہی لفظ انہی معنوں میں ایک مرتبہ عتلیاہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس ملکہ نے یہوداہ کے تخت کو چھین کر چھ برس سلطنت کی (۲-سلاطین ۱۱: ۳)۔ بادشاہ کی بیوی بھی ملکہ کہلاتی تھی لیکن اُس کا خاص اختیار نہیں ہوتا تھا۔ فرعون کی بیوی تحفنیس★ کا ذکر بھی بطور ملکہ آتا ہے (۱-سلاطین ۱۱: ۱۹، ۲۰)۔ لیکن حکمران بادشاہ کی بیوی عام طور پر ملکی معاملات میں دخل نہیں دیتی تھی۔ لیکن داؤد بادشاہ کی بیوی بت سبع (۱-سلاطین ۱: ۱۵-۳۱) اور اخی اب بادشاہ کی بیوی ایزبل (۱-سلاطین ب۲۱) کو ملکی معاملات میں عمل دخل تھا۔ شاہی خاندان میں سب سے باعزّت اور اہم خاتون بادشاہ کی ماں ہوتی تھی۔ اکثر وہ بادشاہ کے دربار میں اُس کے دہنے ہاتھ پر بیٹھی ہوتی تھی، مثلاً بت سبع (۱-سلاطین ۲: ۱۹)۔ بعض مرتبہ تو وہ تاج بھی پہنتی تھی مثلاً نحشتا (۲-سلاطین ۲۴: ۸؛ یرمیاہ ۱۳: ۱۸)۔ یہوداہ کی تاریخ میں بادشاہ کی ماں کے نام کا ہمیشہ ذکر ہوتا تھا مثلاً ۲-سلاطین ۱۱: ۱؛ ۱۲: ۱؛ ۱۴: ۲؛ ۱۵: ۲، ۳۳؛ ۱۸: ۲؛ ۲۱: ۱، ۱۹ وغیرہ)۔

بادشاہ کی کئی بیویاں ہوتی تھیں لیکن ماں صرف ایک ہی تھی اور یہ اُس کا مذہبی فرض تھا کہ وہ اپنی ماں کی عزّت کرے (خروج ۲۰: ۱۲)۔ بادشاہ کی ماں کا نہ صرف ایک باعزّت رُتبہ یا منصب تھا بلکہ وہ کافی اختیار بھی رکھتی تھی۔ یہ بات فلکہ کی زندگی سے ثابت ہوتی ہے۔ معکہ نہ صرف اپنے بیٹے ابیام کے عہد میں ملکہ کے لقب سے کہلائی بلکہ اپنے پوتے آسا کے عہد میں بھی یہی رتبہ اور اختیار قائم رکھا تا وقتیکہ آسا نے اپنی دادی کی بُت پرستی کی وجہ سے اُسے اس اعزاز سے برطرف نہ کیا (۱-سلاطین ۱۵: ۲، ۱۰، ۱۳؛ ۲-تواریخ ۱۵: ۱۶)۔ یہاں ایک مشکل پیش آتی ہے۔ ۱-سلاطین ۱۵: ۲ میں ابیام کی ماں کا نام معکہ بتایا گیا ہے۔ آیت دس میں آسا کی ماں کا نام بھی معکہ ہے لیکن آسا ابیام کا بیٹا تھا (آیت ۸)۔ غالباً معکہ آسا کی دادی تھی لیکن چونکہ وہ "بادشاہ کی ماں" کے رتبہ پر پہلے سے مامور تھی اس لئے بادشاہ کی

ماں ہی کہلائی۔ یہ مفروضہ کہ ابیاّم اور آسا بھائی تھے بعید القیاس ہے۔ دانی ایل ۵: ۱۰ کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں جہاں بادشاہ کی والدہ لکھا ہے وہاں عبرانی میں ملکہ ہے۔ یہ غالباً تشریحی ترجمہ ہے۔ نحمیاہ ۲: ۶ کی ملکہ بھی غالباً بادشاہ کی ماں تھی۔

ملکی:- مسیح کے نسب نامہ میں دو شخص (لوقا ۳: ۲۴ اور ۲۸)۔

ملکیاہ - ملکی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ میرا ملک یا بادشاہ ہے)۔
۱- خیمۂ اجتماع کے مسکن کے سامنے گیت گانے والا خدمت گار (۱-تواریخ ۶: ۴۰)۔
۲- یدعیاہ کاہن کا ایک رشتہ دار (۱-تواریخ ۹: ۱۲؛ نحمیاہ ۱۱: ۱۲)۔
۳- داؔؤد کے زمانے کا ایک کاہن جس کی ہیکل میں خدمت کرنے کی پانچویں باری کا قرعہ نکلا (۱-تواریخ ۲۴: ۹)۔
۴، ۵- ایک اسرائیلی جس نے غیر یہودی عورت سے شادی کی تھی۔ پرعوس کے خاندان میں دو آدمیوں کا یہ نام تھا (عزرا ۱۰: ۲۵)۔
۶- حاؔرم کے خاندان کا ایک اَور شخص جس نے غیر یہودی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۱)۔
۷- حاؔرم کا ایک بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۱۱)۔ شاید ۶ اور یہ ایک ہی شخص ہو۔
۸- ایک شخص جس نے کوڑے کے پھاٹک کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۱۴)۔
۹- ایک سُنار جس نے دیوار کی مرمت کی (نحمیاہ ۳: ۳۱)۔
۱۰- ایک شخص جو دوسروں کے ساتھ عزؔرا کے بائیں طرف کھڑا تھا جب اُس نے توریت کی کتاب کو پڑھا (نحمیاہ ۸: ۴)۔
۱۱- ایک شخص جس نے عزؔرا کے ساتھ عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۳)۔
۱۲- ایک کاہن جس نے دیوار کی تقدیس میں حِصّہ لیا (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔ شاید ۱۱ بھی یہی شخص تھا۔
۱۳- فشحور کا باپ (یرمیاہ ۲۱: ۱؛ ۳۸: ۱)۔
۱۴- صدقیاہ بادشاہ کا بیٹا اور اُس حوض کا مالک جس میں یرمیاہ کو ڈالا گیا تھا (یرمیاہ ۳۸: ۶)۔

ملکی ایل:- (عبرانی = خدا میرا بادشاہ ہے)۔ آشر کے بیٹے بریعاہ کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۷؛ گنتی ۲۶: ۴۵؛ ۱-تواریخ ۷: ۳۱)۔

ملکیشوع - ملکی شوع:- (عبرانی = مدد کا بادشاہ)۔ ساؔؤل بادشاہ کا تیسرا بیٹا (۱-سموئیل ۱۴: ۴۹؛ ۳۱: ۲)۔ اسے فلستیوں نے قتل کیا (۱-تواریخ ۱۰: ۲)۔

مِلّلَی - مِلّلائی:- یروشلیم کی دیوار کی تقدیس کے وقت ایک لاوی جس نے موسیقی کے ساز سے جشن میں حصہ لیا (نحمیاہ ۱۲: ۳۶)۔

مِلّو:- (عبرانی = بھرپوری)۔ کوئی ٹیلہ جو مٹی اور پتھر بھر بھر کر بنایا گیا ہو۔
۱- قضاۃ ۹: ۶، ۲۰ میں اہلِ ملّو کا ذکر ہے۔ غالباً یہ لوگ اس ٹیلے پر رہتے تھے۔
۲- کوہِ صیوؔن کے شمال میں ایک جگہ جو داؔؤد کے شہر کے باہر تھی۔ داؔؤد بادشاہ نے اسے بھروا کر مضبوط کروایا (۲-سموئیل ۵: ۷-۹)۔ سلیماؔن بادشاہ نے بعد میں اسے اور پختہ کیا (۱-سلاطین ۹: ۱۵، ۲۴؛ ۱۱: ۲۷)۔ تین صدیوں کے بعد حزقیاہ نے اسے مزید مضبوط کروایا (۲-تواریخ ۳۲: ۵)۔
یوآؔس کو ملّو کے محل میں قتل کیا گیا تھا (۲-سلاطین ۱۲: ۲۰، ۲۱)۔

ملّوتی:- (عبرانی = میں نے کہا)۔ ہیماؔن کا ایک بیٹا۔ یہ موسیقی کے ساز سے نبوّت (یعنی خدا کی تعریف) کرتے تھے۔ قرعہ کے مطابق ملّوتی کی اُنیسویں باری آئی (۱-تواریخ ۲۵: ۴، ۲۶)۔

ملّوک:- (عبرانی = مشیر)۔
۱- ایتاؔن کی نسل سے مراری کا بیٹا۔ وہ لاوی تھا (۱-تواریخ ۶: ۴۴)۔
۲- باؔنی کا ایک بیٹا جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۹)۔
۳- حاؔرم کا ایک بیٹا جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۳۲)۔
۴- ایک کاہن جس نے عہد نامہ پر مُہر لگائی تھی (نحمیاہ ۱۰: ۴)۔ یہ زُرّبابل کے ساتھ بابل سے آیا تھا (نحمیاہ ۱۲: ۲)۔
۵- ایک رئیس جس نے عہد پر مُہر لگائی تھی (نحمیاہ ۱۰: ۲۷)۔

ملوک کی کتب:- کیتھولک ترجمہ میں سلاطین کی کتب کا نام۔ دیکھئے سلاطین کی کتب۔

ملے آہ - مَلیَا:- یسوؔع مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳: ۳۱)۔

ملی جُلی بھیڑ:- دیکھئے ملی جلی گروہ۔

ملی جُلی گروہ:- جب بنی اسرائیل مصر سے نِکلے تو اُن کے ساتھ ایک "ملی جُلی گروہ" بھی گئی (خروج ۱۲: ۳۸)۔ یہ وہ لوگ تھے جو موسےٰ کے معجزوں اور وباؤں سے بڑے متاثر ہوئے تھے انہوں نے اس بات کو جان لیا تھا کہ مصری دیوتا کمزور اور بے طاقت ہیں۔ وہ بنی اسرائیل کے ہمراہ چلے تو گئے لیکن اُن کے دل پھر بھی مصر میں تھے جیسے گنتی ۱۱: ۴-۶ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسیری سے واپسی پر جب یہودی نحمیاہ اور عزؔرا کے ساتھ واپس آئے اور بیداری ہوئی تو بنی اسرائیل

نے ایسی ملی جلی بھیڑ سے علیحدگی اختیار کی (نحمیاہ ۱۳: ۳)۔ کیتھولک ترجمہ میں ان کے لئے "بڑی انبوہ" اور "مخلوط آدمیوں" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ممرے :۔ (عبرانی = طاقت، قوت)۔
۱۔ عانیر کا بھائی۔ ایک اموری جس نے اپنے بھائیوں سے مل کر ابرہام سے کدرلاعمر کے خلاف ساز باز کی (پیدائش ۱۴: ۱۳، ۲۴)۔
۲۔ حبرون کے قریب ایک جگہ جہاں بلوطوں کے جھنڈ میں ابرہام ڈیرا ڈال کر رہنے لگا (پیدائش ۱۳: ۱۸؛ ۱۸: ۱)۔ شاید اس جگہ کا نام ۱ میں مذکور شخص کے نام پر رکھا گیا۔
اس جگہ کا موجودہ نام رامت الخلیل ہے۔ یاد رہے کہ ابرہام کو اہل اسلام خلیل اللہ یعنی "خدا کا دوست" کا لقب دیتے ہیں۔

ممزُوج :۔ (عربی = ملا ہوا۔ مرکب۔ لفظ مزاج سے مقابلہ کریں۔ مختلف کیفیتوں کے ملنے سے جو طبیعت پیدا ہوتی ہے اُسے مزاج کہتے ہیں)۔ یہ لفظ یسعیاہ ۶۵: ۱۱ میں آیا ہے جہاں ذکر ہے کہ کس طرح برگشتہ اسرائیلی بُت پرستی کی رسم ادا کرتے ہوئے زہرہ کے سامنے ملی ہوئی شراب کا جام قربانی کے طور پر پیش کرتے تھے (کیتھولک ترجمہ میں لفظ مرکب ہے)۔ نیز دیکھئے مشتری۔

ممسوح :۔ دیکھئے مسیح موعود۔

مموکان :۔ اخسویرس بادشاہ کے دربار کے سات امراء میں سے ایک۔ انہوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ ملکہ وشتی کو بادشاہ کا حکم نہ ماننے پر سزا دی جائے (آستر ۱: ۱۴، ۱۶، ۲۱)۔

من :۔ (عبرانی مان)۔
ایک خاص خوراک جو مصر سے خروج کے بعد اسرائیلیوں کو بیابان میں مہیا کی گئی۔ اس کے معنوں کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ عبرانی مان man کا مطلب ہے "کیا" اور جب اس کے ساتھ "ہو" hu کا اضافہ ہو تو اس کا مطلب ہوگا "یہ کیا (ہے)"؟ دوسری طرف اس کا اشارہ مصری "منّو" mennu = کھانا) کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ یوسیفس اور دیگر قدیم علماء اس کا تعلق اول الذکر سے بیان کرتے ہیں کہ "کیا یہ کھانا ہے؟" اور یہ بیابان کے پس منظر کے عین مطابق تھا۔ بہر حال یہ جو کچھ بھی تھا ماہرین طبعیات کے لئے سینکڑوں سالوں سے معمہ بنا رہا ہے۔ یہ رات کو اوس کے ساتھ گرتا تھا اور پالے کی مانند چمکدار تھا (گنتی ۱۱: ۹)۔ اسے صبح کو بٹورا جا سکتا تھا (خروج ۱۶: ۴)۔ یہ خوش ذائقہ اور سفید رنگ کا تھا اور دھنئے سے ملتا جلتا تھا۔ دھنئے کا تعلق بحیرۂ روم کے مشرقی علاقے سے ہے اور یہ مزیدار اور قوت بخش ہوتا ہے (خروج ۱۶: ۳۱)۔ یہ حقیقت کہ یہ معجزانہ طور پر ملتا تھا اُس کی نوعیت، اُس کے اُترنے کے وقت اور سبت کے دن خراب نہ ہونے سے ظاہر ہے (خروج ۱۶: ۲۰-۲۶؛ استثنا ۸: ۳)۔ چونکہ یہ بیج کی مانند تھا اس لئے اسے پیسنا پڑتا تھا (گنتی ۱۱: ۷-۸)۔ لیکن جونہی دوسرا اناج اُنہیں ملنے لگا اس کا اترنا موقوف ہوگیا (یشوع ۵: ۱۲)۔

اگرچہ متعدد مرتبہ من کو "طبعی حادثہ" بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم قدیم عبرانی علماء جانتے تھے کہ اس کا ماخذ فوق الفطرت ہے (حکمت ۱۷: ۲۰)۔ اس دنیا میں کسی کو بھی کسی ایسی شے کا علم نہیں جو مَن کی تفصیل سے مطابقت رکھتی ہو۔ عبرانی جس راستے سے سینا سے آئے اُس راستے پر جھاڑ کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے جو ایک قسم کا میٹھا مادہ خارج کرتا ہے جو رات کو شاخوں پر جمع ہو کر صبح کو زمین پر گرتا ہے اور اگر اسے محفوظ نہ کیا جائے تو یہ سورج نکلنے پر غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مادہ سال میں صرف ایک محدود عرصے کے لئے ہی پیدا ہوتا ہے۔ بعض ماہر طبعیات مَن کو ایک خاص کائی دار پودے سے نسبت دیتے ہیں جو جب جوان ہو جاتا ہے تو اُسے پیس کر شہد میں ملا لیتے ہیں لیکن یہ بھی سارا سال دستیاب نہیں ہوتا۔

بائبل مقدس کا بیان ہے کہ مَن خدا کے برگزیدہ لوگوں کو عارضی خوراک کے طور پر دیا گیا تھا۔ شاعر آسف اسے "آسمانی خوراک" کہتا ہے (زبور ۷۸: ۲۴)۔ یہ "آسمانی روٹی" تھی (زبور ۱۰۵: ۴۰)۔ عبرانی مصنفین اسے "فرشتوں کی روٹی" کہتے تھے (الیسڈرس ۲: ۱؛ حکمت ۱۶: ۲۰)۔ مسیح خداوند نے اسے اپنے بارے میں تشبیہ کے طور پر استعمال کیا (یوحنا ۶: ۳۱-۶۳)۔ یوحنا عارف اسے روحانی خوراک کہتا ہے یعنی جی اُٹھے مقدسین کی روحانیت کو قائم رکھنے کے لئے ایک پوشیدہ عنصر (مکاشفہ ۲: ۱۷)۔

مِنا :۔ دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۱۔

منات :۔ دیکھئے مشتری۔

مناحت :۔ ادوم کے ملک کا ایک شہر (۱۔ تواریخ ۸: ۶)۔

مناحم۔ منحیم :۔ (عبرانی = تسلّی دینے والا۔ قب نحمیاہ = یہوواہ تسلی دیتا ہے)۔ جادی کا بیٹا۔ یہ ترضہ کا رہنے والا تھا۔ مناحم اسرائیل کا بادشاہ تھا (۲۔ سلاطین ۱۵: ۱۳-۲۲)۔ اس نے سلوم بادشاہ کو قتل کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اُس نے دس برس بڑی ظالمانہ حکومت کر کے خدا کی نظر میں بدی کی۔ اُس نے اسرائیل کے امیر لوگوں سے جبراً چاندی لے کر شاہ اسور پُول (تگلت پلاسر سوئم) کو نذر کی تاکہ وہ اُس کی سلطنت کو مستحکم بنائے۔ اس طرح وہ دس برس تک حکومت کرتا رہا۔ وہ اس گڑبڑ کے زمانے کا تنہا اسرائیلی بادشاہ ہے جو قدرتی موت مرا۔ باقی سارے قتل کئے گئے۔ اُس کے بعد اُس

کا بیٹا فقح آسرائیل پر سلطنت کرنے لگا (۲-سلاطین ۱۵ : ۲۷) -

منادِ، منادی :- دیکھئے مبشّر، بشارت صفحہ نمبر ۱۱۹۸-

مناسون :- کپرس کا ایک امیر باشندہ جس نے اپنے یروشلیم کے گھر میں پولس اور اُس کے ساتھیوں کی تیسرے بشارتی سفر کے اختتام پر مہمان نوازی کی - یہ کافی عرصہ سے مسیحی تھا (اعمال ۲۱ : ۱۶) -

مِنّاہ - مَنّا :- خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳ : ۳۱) -

مناہیم - منحیم :- انطاکیہ کی کلیسیا میں ایک لیڈر - اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا (اعمال ۱۳ : ۱) -

منبتّی سپر :- دیکھئے گل میخ -

مُنبثق :- (عربی - مادہ ب - ث - ق معنی = بہاؤ) - کیتھولک اور عربی ترجمہ میں یہ لفظ یوحنّا ۱۵ : ۲۶ میں استعمال ہوا ہے - معنی بہہ نکلنے والا یا صادر ہونا ہے "رُوح الحق جو باپ سے مُنبثق ہے" - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ صادر ہے "سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے" دیکھئے رُوح القدس -

مِنبر :- اُونچی جگہ جہاں سے واعظ درس دیتا ہے - اس کا ذکر ۲-تواریخ ۶ : ۱۳ اور نحمیاہ ۸ : ۴ میں آتا ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۲-تواریخ ۶ : ۱۳ کے ہجے ممبر غلط ہیں - منبر ہی ہونا چاہیئے -
لفظ منبر کیتھولک ترجمہ میں ۲- ملوک ۱۱ : ۱۴؛ ۲۳ : ۳ میں بھی آتا ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں "ستون" ہے (۲-سلاطین ۱۱ : ۱۴؛ ۲۳ : ۳) -

منتر، منتری :- دیکھئے جادو اور جادوگری -

منتشر ہونا :- دیکھئے پراگندگی - اسیری -

منّت ماننا :- عہد کرنا - اگر کسی کی مراد پوری ہو جائے تو منّت ماننے والا اس کے صلہ میں کچھ نذر کرتا ہے - مثلاً یعقوب نے مَنّت مانی کہ اگر وہ بسلامت اپنے باپ کے گھر واپس لوٹ آئے تو وہ اپنے سارے مال کی دہ یکی دیا کرے گا (پیدائش ۲۸ : ۲۰) -
نیز دیکھئے نذیر -

منجنیق :- ایک ایسا آلہ جس سے جنگ میں بڑے بڑے پتھر پھینک کر شہر کی فصیل کو توڑتے ہیں (حزقی ایل ۴ : ۲؛ ۲۱ : ۲۲؛ ۲۶ : ۹) -

مُنجّی :- دیکھئے نجات - مخلصی - مخلصی دینے والا -

منجیرا :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۱۱

مُندرے :- دیکھئے زیورات بائبل ۲

منڈیر :- یہ عبرانی لفظ معقہ کا ترجمہ ہے - اس کا مادہ عاقاہ بمعنی روکتا ہے - بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ جب وہ ایک نیا گھر بنائیں تو چھت کے چاروں طرف دیوار بنائیں تاکہ چھت پر چڑھے ہوئے لوگ گرنے سے روکے جائیں (استثنا ۲۲ : ۸) اور محفوظ رہیں -
منڈیر کا ذکر سلیمان بادشاہ کے محل کے سلسلے میں بھی آتا ہے (۱-سلاطین ۷ : ۹ - لیکن یہاں ایک مختلف عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے) -

مِنزر :- کیتھولک ترجمہ میں نحوم ۳ : ۱۷ میں اُمراء کے لئے لفظ - یہ عبرانی لفظ ہے جو اردو ترجمہ میں جوں کا توں استعمال کیا گیا ہے - عبرانی میں لفظی معنی "تاجدار" ہیں کیونکہ فوج کے سردار بھی تاج نما ٹوپی پہنتے تھے - اسے بت لگا کر اسمِ معرفہ قرار دیا گیا ہے -
نیز دیکھئے طفسر -

مَنزِل :- اُترنے کی جگہ - سرائے - اِن معنوں میں یہ بائبل میں اکثر جگہ استعمال ہوا ہے مثلاً پیدائش ۴۲ : ۲۷؛ ۴۳ : ۲۱؛ خروج ۴ : ۲۴ - تفصیل کے لئے دیکھئے سرائے -

مُنزِل :- نیچے اُتارا ہوا - یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں احبار ۱۵ : ۱۸ میں استعمال ہوا ہے - طہارت یا پاکیزگی کے سلسلے میں ہدایت تھی کہ جب مرد عورت سے صحبت کرے اور مُنزل ہو (یعنی نطفہ خارج ہو) تو وہ دونوں غسل کریں اور شام تک ناپاک رہیں - نیز دیکھئے انزال -

منسُوخ کرنا :- دیکھئے تنسیخ -

منسّی - منسے :- (عبرانی = بھولنے والا) -
۱- یوسف کا بڑا بیٹا جو مصر میں پیدا ہوا (پیدائش ۴۱ : ۵۱) - یعقوب نے اُسے اور اُس کے چھوٹے بھائی کو اپنے بیٹے قرار دیا اور پیشینگوئی کی کہ افرائیم منسّی سے بڑا ہوگا (پیدائش ۴۸ : ۵، ۱۹) - منسّی کا ایک بیٹا مکیر تھا (پیدائش ۵۰ : ۲۳) اور اُسی کی اولاد سے منسّی کا قبیلہ بنا - ۱-تواریخ ۷ : ۱۴ کے مطابق منسّی کے ایک اور بیٹے کا نام اسری ایل تھا - لیکن گنتی ۲۶ : ۳۰ میں اسری ایل اور اُس کی اولاد مکیر کے بیٹے جلعاد کے بیٹوں میں شمار ہوئی - اس مشکل کا حل غالباً یہ ہے کہ ۱-تواریخ ۷ : ۱۴ کا

یہ مطلب ہوگا کہ اسری ایل منسّی کا پوتا تھا۔

۲۔ حزقیاہ کا بیٹا اور یہوداہ کا بادشاہ۔ ۶۸۷ ق م میں جب وہ ۱۲ سال کا تھا تو وہ تخت نشین ہوا (۲۔سلاطین ۲۱: ۱-۷)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے باپ کی موت کے بعد راسخ الاعتقاد جماعت کمزور پڑ گئی۔ نئے بادشاہ کے صلاح کار اور مصاحبین حزقیاہ بادشاہ کی رائج کردہ مذہبی اصلاحات کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ منسّی کم عمر ہونے کے باعث انہیں روک نہیں سکتا تھا، اس لئے اُسے اُن کا ساتھ دینا پڑا۔ جب حزقیاہ بادشاہ نے اونچے مقاموں کو جہاں بُت پرستی کی جاتی تھی ڈھایا تو بلاشبہ لوگوں نے بُرا منایا تھا، پس حزقیاہ کی موت کے بعد جونہی انہیں موقع ملا، انہوں نے انہیں پھر تعمیر کر لیا۔ لیکن منسّی بت پرستی کی اس بحالی سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اُس وقت یہوداہ اسور کا باجگذار تھا اور ہر سال جزیہ ادا کرتا تھا لہٰذا نوجوان بادشاہ خدا کی قوّت کی نسبت اسور کی طاقت سے متاثر ہوا ہوگا۔ چنانچہ وہ کٹر بُت پرست بن گیا اور اپنی مملکت میں تمام بت پرستانہ رسومات کو رواج دیا۔ اُس نے ★ بعل دیوتا کے لئے مذبحے تعمیر کئے اور ★ یسیرت کی مُورت بنائی اور اجرام فلک سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کرنے لگا۔ اُس نے ہیکل میں بُتوں کا ایک مذبح رکھا اور بعد ازاں اِس عمارت میں جو اسرائیل کے سچّے خدا کے لئے مخصوص تھی یسیرت کی مورت کو لاکر رکھا (۲۔سلاطین ۲۱: ۱-۷)۔ اُس نے سورج کے لئے گھوڑے اور رتھ بھی رکھے (۲۔سلاطین ۲۳: ۱۱)۔

یہ بُت پرستی زیادہ تر اسور اور بابل سے آئی تھی جہاں اجرام فلک کی پرستش کی جاتی تھی۔ منسّی نے بُت پرستی کی رسومات کو جنہیں سختی سے منع کیا گیا تھا، یہوداہ میں رائج کیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو آگ میں چلوایا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اُسے عمونیوں کے دیوتا مولک کے لئے قربان کیا۔ وہ شگون نکالتا، افسونگری کرتا اور جنّات کے یاروں اور جادوگروں سے تعلق رکھتا تھا (۲۔سلاطین ۲۱: ۶؛ ۲۔تواریخ ۳۳: ۶)۔ وہ ان نیکوکار لوگوں کو جو یہوداہ کے وفادار تھے ستاتا تھا (۲۔سلاطین ۲۱: ۱۶)۔ یہودی روایت کے مطابق اس نے یسعیاہ نبی کو آرے سے چروایا۔ اس تمام بدی کی وجہ سے یہوداہ کی قسمت پر مُہر لگ گئی۔ یوسیاہ بادشاہ کی مابعد کی اصلاحات لوگوں کو پھر سچّے خدا کی پرستش کرنے کی طرف راغب نہ کر سکیں۔ منسّی نے اپنے ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا (یرمیاہ ۱۵: ۴)۔

چونکہ وہ اسور کا باجگذار تھا اس لئے اسور یقیناً اُس پر غداری کا شک کرتا ہوگا چنانچہ وہ اُسے اسیر کر کے بابل لے گئے۔ کچھ عرصے بعد وہ پھر واپس یروشلیم آگیا۔ اب اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور ان کی تلافی کرنے کی کوشش کی (۲۔تواریخ ۳۳: ۱۰-۱۳، ۱۵-۱۷)۔ اُس نے کچھ عمارتیں بھی تعمیر کیں (آیت ۱۴)۔

۳۔ موسیٰ نام کی دیدہ دانستہ تبدیلی (قضاۃ ۱۸: ۳۰)۔ دان کے قبیلہ کے تراشے ہوئے بت کا ایک کاہن بنام مُوسیٰ تھا۔ چونکہ یہ نام بڑا عزّت والا تھا اِس لئے کسی نے اُس کا نام منسّی میں تبدیل کر دیا۔ عبرانی میں لفظ موسیٰ میں ایک حرف کی تبدیلی سے یہ نام بڑی آسانی سے منسّی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

۴۔ ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۳۰)۔

۵۔ ایک اور شخص جس نے اجنبی بیوی کی (عزرا ۱۰: ۳۳)۔

منسّی کا قبیلہ - منسّے کا قبیلہ :- منسّی کی اولاد۔ بنی اسرائیل کے سینا کے بیابان سے چلنے سے پیشتر اس قبیلے میں بیس سال اور اِس سے اوپر کے بتیس ہزار دو سو جنگی مرد تھے (گنتی ۱: ۳۴)۔ جب خیمۂ اجتماع تیار ہو گیا اور اسے مخصوص کیا گیا تو ہر ایک قبیلہ نے اپنے سردار کی سرکردگی میں ہدیئے پیش کئے۔ آٹھویں دن جملی ایل بن فداہصور نے منسّی کے قبیلے کی طرف سے ہدیہ گذرانا (گنتی ۷: ۵۴)۔ کُوچ کرنے کی ترتیب میں جس میں لاویوں کے تین دَلوں کو باقی قبیلوں کے ساتھ مدغم کر دیا جاتا تھا منسّی کے قبیلے کا نمبر گیارھواں تھا (گنتی ۱۰: ۲۳)۔ خیمہ گاہ کے نقشے میں تیسرے حصّے میں مغرب کی طرف منسّی کے قبیلے کی چھاؤنی تھی (گنتی ۲: ۲۰)۔ چالیس سال بعد منسّی کے قبیلے کی نئی نسل میں باون ہزار سات سو جنگی مرد تھے (گنتی ۲۶: ۳۴)۔ بنی اسرائیل کے دریائے یردن کو عبور کر کے کنعان میں داخل ہونے سے پیشتر منسّی کے آدھے قبیلے نے روبن اور جد کے قبیلوں کے ساتھ دریا کے مشرق کی طرف کی زمین اپنے لئے چُن لی۔ چنانچہ موسیٰ نے انہیں وہ دے دی (گنتی ۳۲: ۳۳)۔ منسّی کے بیٹے مکیر کی اولاد نے جلعاد کو فتح کیا اور وہاں رہنے لگے۔ منسّی کے بیٹے یائیر نے بھی نواحی شہروں پر قبضہ کیا (گنتی ۳۲: ۳۹-۴۱)۔ منسّی کے آدھے قبیلے کو شمال کا آدھا جلعاد، سارا بسن اور ارجوب کا علاقہ دیا گیا (استثنا ۳: ۱۳)۔ اس علاقے میں مع جلعاد، عستارات اور ادرعی ساٹھ شہر تھے (یشوع ۱۳: ۳۱)۔ منسّی کے باقی قبیلہ کو کنعان کا دسواں حِصّہ دیا گیا جس میں صلافحاد کی بیٹیوں کا حصّہ بھی شامل تھا (یشوع ۱۷: ۱-۶)۔ یہ علاقہ جنوب میں افرائیم اور شمال میں آشر، زبولون اور اِشکار کے درمیان تھا۔ اس کی مشرقی سرحد پر یردن تھا اور مغرب کی طرف بحیرۂ روم (یشوع ۱۷: ۷-۱۰)۔ یردن کے مشرق میں منسّی کے آدھے قبیلہ میں جولان کو پناہ کے شہر کے طور پر چُنا گیا (یشوع ۲۰: ۸)۔ دریا کے مشرق کی طرف لاویوں میں سے جیرسونیوں کو تیرہ شہر اور مغرب کی طرف لاویوں میں سے قہاتیوں کو منسّی کے قبیلے نے دس شہر دیئے (یشوع ۲۱: ۵-۶)۔ مغرب کے منسّیوں نے کنعانیوں کو ان کے شہروں سے نہ نکالا (قضاۃ ۱: ۲۷)۔ جدعون منسّی کے قبیلہ سے تھا (قضاۃ ۶: ۱۵)، اور جلعادی یائیر بھی جس نے بائیس ۲۲ برس تک اسرائیل کا انصاف کیا (قضاۃ ۱۰: ۳)۔ اِفتاح کا تعلق بھی منسّی کے مشرق میں جلعاد سے تھا (قضاۃ باب ۱۱: ۱)۔ یہ آدھا قبیلہ روبن اور جد کے قبیلوں کے ساتھ

بت پرستی میں پڑ گیا اور بعد ازاں شاہِ اسرائیل فقح کے زمانہ میں (۲-سلاطین ۱۵ : ۲۹) شاہِ اسور اُنہیں اسیر کر کے لے گیا (۱-تواریخ ۵ : ۲۵-۲۶)۔

داؤد جب ساؤل بادشاہ کے خوف سے بھاگا پھر رہا تھا تو منسّی کے قبیلے کے لوگ اُس سے مِل گئے (۱-تواریخ ۱۲ : ۱۹-۲۲)۔ جب داؤد حبرون میں بادشاہ بنا تو مغرب کے منسّیوں نے اٹھارہ ہزار سپاہی اور مشرق کے منسّیوں نے روبن اور جد کے قبیلوں کے ساتھ بارہ ہزار سپاہی مہیّا کئے (۱-تواریخ ۱۲ : ۳۱، ۳۷)۔ شاہِ یہوداہ آسا کے زمانہ میں مغرب کے منسّیوں نے افرائیم اور یہوداہ کے ساتھ مِل کر خداوند کی خدمت کی (۱-تواریخ ۱۵ : ۹-۱۵)۔ حزقیاہ کے زمانہ میں اس قبیلے کے بعض نیک دل لوگ فسح کی عید منانے کے لئے یروشلیم آئے (۲-تواریخ ۳۰ : ۱۰-۲۲)۔ جب یوسیاہ بادشاہ بنا تو اُس نے منسّی کے اور دوسرے علاقوں سے بھی بتوں کو ختم کر دیا اور مذبحوں کو پاک کیا (۲-تواریخ ۳۴ : ۶)۔ یوسیاہ کے زمانہ میں ہیکل کی مرمّت کے لئے منسّی کے لوگوں نے ہدیئے دیئے (۲-تواریخ ۳۴ : ۹)۔

مُنشی :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۵۲

مُنصَرِم :- دیکھئے پیشہ جات بائبل ۴۸

مِنطقۃ البروج :- زُہرہ (ایوب ۳۸ : ۳۲)۔ دیکھئے فلکیات۔

منقسم سلطنت :- خدا نے بنی اسرائیل کو جو اُس کے چُنے ہوئے لوگ تھے مصر سے فرعون کے پنجے سے نکالا اور کنعان کے ملک میں بسایا۔ کئی سال تک خدا نے براہِ راست اپنے چُنے ہوئے بندوں اور قاضیوں کے ذریعہ اُن کی ہدایت کی۔ جب بنی اسرائیل نے دیگر قوموں کی طرح اپنے لئے بھی ایک بادشاہ کی درخواست کی تو خدا نے اُن کی یہ خواہش پوری کی اور اُن پر ساؤل بادشاہ مقرر کیا۔ ساؤل، داؤد اور سلیمان بادشاہ نے بارہ قبیلوں کو متحد رکھ کر اُن پر حکومت کی۔ لیکن سلیمان بادشاہ کی وفات پر (۹۳۱ ق-م) شمالی قبائل نے اس کے بیٹے رحبعام سے احتجاج کیا کہ وہ اپنے باپ کی طرح سختی سے اُن پر حکومت نہ کرے۔ لیکن رحبعام نے اپنے ہم عمر اور کم دانشمند صلاح کاروں کے مشورہ پر یہ رعایت دینے سے انکار کیا (۱-سلاطین ب ۱۲)۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ شمالی قبائل نے ★ یربعام کی سرکردگی میں بغاوت کر دی اور یوں سلطنت متحدہ دو حِصّوں میں تقسیم ہو گئی۔

یربعام نے شمال کے دس قبیلوں پر سلطنت کی۔ انہیں عام طور پر اسرائیل کہا گیا ہے۔ اس حصّہ پر ۹ مختلف خاندانوں کے بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی۔ یہ تمام کے تمام بادشاہ بُری راہ پر چلے اور بنی اسرائیل کو بُت پرستی کی طرف مائل کیا۔

رحبعام نے جنوبی حصّے پر جسے یہوداہ کہا گیا ہے حکومت کی۔ اس قطعہ پر ایک ہی خاندان نے حکومت کی اور یہ سب داؤد بادشاہ کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض بادشاہوں نے کوشش کی کہ لوگوں کو خدا کی راہ پر واپس لائیں لیکن زیادہ بادشاہ خدا کی نظر میں بُرے ہی تھے۔

ذیل میں دونوں سلطنتوں کے بادشاہوں کے نام درج ہیں۔ مشہور بادشاہوں کے متعلق تفصیل اُن کے نام کے تحت دیکھئے۔ نیز دیکھئے اسرائیل۔

متحدہ بادشاہت

۱۰۵۰ - ۱۰۱۰	ساؤل	(۱-سموئیل ۱۰ : ۱)
۱۰۱۰ - ۹۷۰	داؤد	(۱-سموئیل ۱۶ : ۱)
۹۷۰ - ۹۳۰	سلیمان	(۱-سلاطین ۱ : ۳۴)

یہوداہ (جنوبی سلطنت)

۹۳۱ - ۹۱۳	رحبعام	(۱-سلاطین ب ۱۲)
۹۱۳ - ۹۱۰	ابیاہ	(۲-تواریخ ب ۱۳)
۹۱۰ - ۸۶۹	آسا	(۱-سلاطین ۱۵ : ۹-۲۴)
۸۷۰ - ۸۴۸	یہوسفط	(۱-سلاطین ۱۵ : ۲۴)
۸۴۸ - ۸۴۱	یہورام	(۱-سلاطین ۲۲ : ۵۰)
۸۴۱ - ۸۳۵	عتلیاہ	(۲-سلاطین ۸ : ۲۶)
۸۳۵ - ۷۹۶	یوآس	(۲-سلاطین ۱۱ : ۲)
۷۹۶ - ۷۶۷	اِمصیاہ	(۲-سلاطین ۱۲ : ۲۱)
۷۶۷ - ۷۴۰	عزریاہ (عُزیّاہ)	(۲-سلاطین ۱۴ : ۲۱)
۷۴۰ - ۷۳۲	یوتام	(۲-سلاطین ۱۵ : ۵)
۷۳۲ - ۷۱۶	آخز	(۲-سلاطین ۱۵ : ۳۸)
۷۱۶ - ۶۸۷	حزقیاہ	(۲-سلاطین ۱۶ : ۲۰)
۶۸۷ - ۶۴۲	منسّی	(۲-سلاطین ۲۱ : ۱-۱۸)
۶۴۲ - ۶۴۰	امون	(۲-سلاطین ۲۱ : ۱۸-۲۵
۶۴۰ - ۶۰۹	یوسیاہ	(۲-سلاطین ۲۲ : ۱-۲۳ : ۳۰)
۶۰۹ - ۵۹۷	یہویقیم	(۲-سلاطین ۲۳ : ۳۴-۲۴ : ۷)
۵۹۷	یہویاکین	(۲-سلاطین ۲۴ : ۸-۱۷)
۵۹۷-۵۸۷	صدقیاہ	(۲-سلاطین ۲۴ : ۱۸-۲۵ : ۷)
۵۸۷	سقوطِ یروشلیم	(۲-سلاطین ب ۲۵)

اسرائیل (شمالی سلطنت)

۹۳۱ - ۹۱۰	یربعام	(۱-سلاطین ۱۱ : ۲۶-۱۴ : ۲۰)
۹۱۰ - ۹۰۸	ندب	(۱-سلاطین ۱۴ : ۲۰، ۱۵، ۲۵-۲۸)
۹۰۸ - ۸۸۵	بعشا	(۱-سلاطین ۱۶ : ۲)
۸۸۵ - ۸۸۴	ایلہ	(۱-سلاطین ۱۶ : ۶-۱۴)
۸۸۴	زِمری	(۱-سلاطین ۱۶ : ۹-۲۰)
۸۸۴ - ۸۸۰	تبنی	(۱-سلاطین ۱۶ : ۲۱-۲۲)

۸۸۵ - ۸۷۳	عُمرؔی	(۱-سلاطین ب۱۶)
۸۷۳ - ۸۵۳	اخیؔ اب	(۱-سلاطین ۱۶ : ۲۹)
۸۵۳ - ۸۵۲	اخزیاہ	(۱-سلاطین ۲۲ : ۴۰)
۸۵۲ - ۸۴۱	یورآم (یہورام)	(۲-سلاطین ۱ : ۱۷)
۸۴۱ - ۸۱۴	یاہو	(۱-سلاطین ۱۹ : ۱۶)
۸۱۴ - ۷۹۸	یہوآخز	(۲-سلاطین ۱۰ : ۳۵)
۷۹۸ - ۷۸۲	یہوآس	(۲-سلاطین ۱۳ : ۱۰)
۷۸۲ - ۷۵۳	یربعام دوم	(۲-سلاطین ۱۳ : ۱۳)
۷۵۳ - ۷۵۲	زکریاہ	(۲-سلاطین ۱۵ : ۸)
۷۵۲	سلوم	(۲-سلاطین ۱۵ : ۱۳)
۷۵۲ - ۷۴۲	مناحم	(۲-سلاطین ۱۵ : ۱۷)
۷۴۲ - ۷۴۰	فقحیاہ	(۲-سلاطین ۱۵ : ۲۳)
۷۴۰ - ۷۳۲	فقح	(۲-سلاطین ۱۵ : ۲۷)
۷۳۲ - ۷۲۲	ہوسیع	(۲-سلاطین ۱۷ : ۱-۱۴)
۷۲۲	سقوطِ سامریہ	(۲-سلاطین ب۱۷)

۱؎ اس وقت اسرائیل میں دو فریق ہو گئے تھے لیکن تبنی جلد ہی مارا گیا (۱-سلاطین ۱۶ : ۲۱-۲۲) اس لئے اسے اسرائیل کے بادشاہوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔

منقّش کاشانہ :- اس کا ذکر حزقی ایل ۸ : ۱۲ میں ایک رویا کے سلسلے میں آتا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے "مجسّمے کا حجرہ" کہا گیا ہے۔ یہ کوئی خاص کمرہ یا جگہ نہیں تھی بلکہ نبی کو اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح بنی اسرائیل نے مصر کی بُت پرستی کو اپنا لیا ہے اور واحد خدا سے برگشتہ ہو کر نفرتی چیزوں کی پرستش میں مشغول ہو گئے ہیں۔ اُنہیں اس بات کا احساس ہے کہ یہ گناہ کے کام ہیں اسی لئے چھپ کر تاریک جگہوں میں یہ بدکاری کرتے ہیں اور اُن کو یہ غلط فہمی ہے کہ خدا ان کو دیکھ نہیں سکتا (حزقی ایل ۸ : ۱۲ وغیرہ)۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا کے آگے سب کے دل کا حال کھلا ہے اور اس سے کوئی بھید چھپا نہیں۔ یہاں بنی اسرائیل کو تلقین کی گئی ہے کہ تاریکی کے کاموں میں شریک نہ ہوں (مقابلہ کریں یوحنّا ۳ : ۱۹-۲۰)۔

منگنی :- دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱؎

منگیتر :- دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۱؎

منوخوت - مناحت :- ۱- سوبل کے بیٹوں کا ایک قبیلہ، جس کے آدھے لوگ منوختی کہلاتے تھے (۱-تواریخ ۲ : ۵۲)۔
۲- سلما کے بیٹوں کا ایک قبیلہ۔ اس کے بھی آدھے لوگ منوختی کہلائے (۱-تواریخ ۲ : ۵۴)۔

منوحہ - مانوح :- (عبرانی = آرام)۔ سمسون کا باپ۔ اس کے متعلق ہمیں زیادہ معلوم نہیں۔ اُس کے متعلق بیان قضاۃ کے باب ۱۳ میں درج ہے۔ وہ دان کے قبیلے کے صرعہ کا رہنے والا تھا۔ وہ ایک بیٹا چاہتا تھا لیکن اُس کی بیوی بانجھ تھی۔ آخر اُس کی بیوی کو ایک فرشتے نے خبر دی کہ وہ حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔

وہ ایک اچھا باپ تھا اُس نے سمسون کی خدا کے حکم کے مطابق تربیت کی۔ تاہم وہ اپنے بیٹے کو یہ سکھانے میں کامیاب نہ ہوا کہ وہ غیر اسرائیلی عورتوں سے تعلق نہ رکھے (قضاۃ ب۱۴)۔

مُنہ :- اردو میں عام طور پر مُنہ اور چہرے میں خاص تمیز نہیں کی جاتی۔ سر کے سامنے کے حصّے کو چہرہ کہتے ہیں جبکہ چہرے پر ہونٹوں کے درمیان کے سوراخ کو مُنہ۔

مُنہ کے لئے عبرانی لفظ پے ہے اور یونانی stoma سٹوما ہے۔ یہ لفظ انسان اور حیوان کے منہ کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اور جہاں خدا انسانی طرز سے بات کرتا ہے وہاں یہ اس کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

اردو کی طرح عبرانی میں بھی کنوئیں، بورے، غار اور قبر کے سوراخ یا اندر جانے کے راستہ کو منہ کہا گیا ہے (پیدائش ۲۹ : ۲؛ ۴۲ : ۲۷؛ یشوع ۱۰ : ۲۲؛ زبور ۱۴۱ : ۷)۔ اسی طرح نئے عہد نامہ میں بھی ترجمہ منہ ہی کیا گیا سوائے ۲-یوحنّا ۱۲ اور ۳-یوحنّا ۱۴ میں جہاں لفظی ترجمہ منہ در منہ کی بجائے روبرو کیا گیا ہے۔

چہرے کے لئے عبرانی لفظ پانیم ہے۔ اگرچہ مطلب چہرہ ہے تو بھی اردو میں اکثر ترجمہ منہ کیا گیا ہے (مثلاً پیدائش ۴ : ۵؛ ۹ : ۲۳؛ ۳۲ : ۲۰ وغیرہ)۔

منہ اور چہرے کے سلسلے میں بعض عبرانی محاورے دلچسپ ہیں۔ عبرانی میں منہ کے لئے اکثر ناک اور آنکھوں کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً پیدائش ۳ : ۱۹ کا لفظی ترجمہ یوں ہوگا "تو اپنی ناک کے پسینہ کی روٹی کھائے گا"۔ اسی طرح جہاں اردو میں منہ کے بل گرنے کا ذکر ہے وہاں عبرانی میں ناک کے بل ہے (پیدائش ۴۸ : ۱۲؛ گنتی ۲۲ : ۳۱)۔ سرنگوں ہونے کے لئے بھی یہی محاورہ ہے (۲-سموئیل ۱۸ : ۲۸)۔ بعض عبرانی محاورے ہمارے منہ کی بجائے آنکھیں استعمال کرتے ہیں مثلاً خروج ۱۰ : ۱۵۔ لفظی ترجمہ "زمین کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا"۔ جہاں اردو میں ترجمہ روبرو ہے وہاں عبرانی آنکھوں کے سامنے ہے (گنتی ۱۴ : ۱۴۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔

خدا کی حضوری کو اکثر خدا کا چہرہ کہا گیا ہے (پیدائش ۳ : ۸؛ ۴ : ۱۶)۔

کئی دیگر عبرانی محاورے اردو محاوروں کی مانند ہیں مثلاً منہ (چہرے) پر تھوکنا سے مراد کسی کو ذلیل اور شرمندہ کرنا ہے (گنتی ۱۲ : ۱۴؛ استثنا ۲۵ : ۹)۔ منہ (چہرہ) بگاڑنے سے مراد غصّہ دکھانا ہے (پیدائش ۴ : ۵)۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اُس کا چہرہ ڈھانک دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی کسی زندہ شخص کا چہرہ (منہ)

ڈھانکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کی موت آگئی ہے (قب آستر ۷ : ۸) - چہرہ سخت کرنے سے مراد کسی کی درخواست سننے سے انکار کرنا ہے (امثال ۲۱ : ۲۹) - جب کوئی شخص پختہ ارادہ کرتا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے اپنے چہرے کو پتھر کی مانند سخت کر لیا - یسعیاہ ۵۰ : ۷ میں اسے پر زور طریقہ سے یوں ادا کیا گیا ہے "میں نے اپنا منہ سنگِ خارا کی مانند بنایا" کیتھولک ترجمہ یوں ہے "میں نے اپنا چہرہ چقماق کی طرح کیا"

جیسے پہلے ذکر کیا گیا ہے منہ کے لئے عبرانی لفظ پانیم ہے - جب یعقوب نے عیسو سے بھاگتے ہوئے یبوق کے پار فرشتہ سے کشتی لڑتے وقت اُس کا نام پوچھا اور فرشتے نے نام بتانے کی بجائے اُسے برکت دی تو یعقوب سمجھ گیا کہ وہ تو خداوند ہے اور کہ اُس نے خداوند کو منہ در منہ دیکھا ہے - اس لئے اس نے اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا (پیدائش ۳۲ : ۳۰ - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) فنی ایل کے لفظی معنی ہیں "خدا کا چہرہ" (عبرانی میں بعض حالات میں پے کی آواز فے میں تبدیل ہو جاتی ہے - اس لئے نام فنی ایل بنا - دیکھئے عبرانی زبان) -

مِنّی :- ایک مملکت - اس کا ذکر صرف یرمیاہ ۵۱ : ۲۷ میں ہے - یہ ارارا ط اور اشکناز کی مملکتوں سے مل کر بابل کی تباہی کا آلہ تھی - بعض کا خیال ہے کہ یہ اُس ملک کی طرف اشارہ ہے جو بعد میں ارمینیہ کہلایا جو غالباً ہر منی (= مِنّی کا پہاڑ) کی بگڑی شکل ہے -

مِنّیت :- بنی عمون کا ایک شہر - افتاح نے عمونیوں کو عروعیر سے منیت تک رگیدا اور مغلوب کیا (قضاۃ ۱۱ : ۳۳) - یہ جگہ عمدہ گیہوں کے لئے مشہور تھی (حزقی ایل ۲۷ : ۱۷ قب ۲ - تواریخ ۲۷ : ۵) - نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۲۳

مِنے مِنے تقیل وفرسین - منا - ثقل - فرس :-

ارامی زبان کے تین الفاظ (دانی ایل ۵ : ۲۵) جو ایک ہاتھ نے محل کی دیوار پر اُس وقت لکھے جب شاہِ بابل بیلشضر نے مے سے متوالا ہو کر حکم دیا کہ وہ سونے چاندی کے ظروف جنہیں نبوکدنضر نے یروشلیم فتح کرنے کے بعد ہیکل سے لوٹا تھا (۵۸٦ ق م - ۲ - سلاطین ۲۵ : ۱۴ بعد) لائے جائیں تاکہ وہ اور اُس کے اُمراء اور اُس کی بیویاں اور حرمیں اُن میں اپنے دیوتاؤں کے اعزاز میں مے پئیں - جب بادشاہ نے ایک ہاتھ کو دیوار پر کچھ لکھتے دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے - اُس نے اپنی مملکت کے سب نجومیوں، فالگیروں اور عالموں کو حکم دیا کہ وہ اس عبارت کا مطلب بتائیں - لیکن وہ اس سے قاصر تھے - پھر بادشاہ کی والدہ کے کہنے پر دانی ایل نبی کو بلایا گیا جس نے اس کی تعبیر کی -

یہ تینوں لفظ اوزان سے تعلق رکھتے ہیں (دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل) مِنا ایک وزن کا نام ہے (دیکھئے عزرا ۲ : ٦۹ اور کیتھولک ترجمہ میں ۱ - ملوک ۱۰ : ۱۷) - ارامی میں اس لفظ کا مطلب گننا ہے - دانی ایل نبی اس کی یوں تشریح کرتا ہے کہ کسدی مملکت کا حساب کیا گیا ہے - تقل ایک سکّے کا نام ہے جسے عبرانی میں مثقال کہتے ہیں (حزقی ایل ۴۵ : ۱۲) - ارامی میں اس کا مطلب تولنا ہے (قب عربی ثقل = وزنی ہونا) - دانی ایل اس کی تشریح یوں کرتا ہے کہ شاہ بیلشضر الٰہی ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا ہے -

تیسرا لفظ وفرسین ہے - "و" حرفِ ربط ہے اور فرسین کا مطلب تقسیم کرنا ہے - لفظ فرس، فرسین کا واحد ہے - یہاں غالباً رعایتِ لفظی بھی ہے اور فرس ملک، فارس کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے - نبی اس کی تعبیر یوں کرتا ہے کہ تیری مملکت تقسیم ہوئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دی گئی -

منیمین - منیامین :- ۱ - حزقیاہ کے عہد میں ایک کاہن (۲ - تواریخ ۳۱ : ۱۵ - کیتھولک ترجمہ میں کتابت کی غلطی سے بنیامین لکھا گیا ہے) -

۲ - کاہنوں کے خاندان کا ایک سربراہ (نحمیاہ ۱۲ : ۱۷) -

۳ - نحمیاہ کے زمانے کا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲ : ۴۱) - نیز دیکھئے میامین جس کے معنی بھی یہی ہیں -

موآب :- (عبرانی = تخم - بیج) -

۱ - لوط کا نواسہ (بیٹا) جو اُس کی بڑی بیٹی سے اُسکے ساتھ ہمبستر ہونے سے پیدا ہوا (پیدائش ۱۹ : ۳۰ - ۳۸) -

۲ - موآب کی اولاد یا قوم - انہوں نے سب سے پہلے عار میں جو بحیرۂ مردار کے جنوبی علاقے کے مشرق میں اور میدان کے تباہ شدہ شہروں کے نزدیک ہے قیام کیا - جب بنی اسرائیل ملکِ موعود کی طرف سفر کرتے ہوئے اُس علاقے کے پاس سے گذرے تو خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ انہیں نہ چھیڑے - لیکن جب بنی اسرائیل اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے موآب کے میدان میں ڈیرے ڈالے (گنتی ابواب ۲۲ - ۲۴) تو موآبی بادشاہ بلق نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ اُن سے لڑ نہیں سکتا اُن پر لعنت کرنے کے لئے بلعام کو اُجرت پر بلوایا - بلعام دل سے تو اُس کی بات ماننا چاہتا تھا لیکن اس کے اس گناہ پر اس کی گدھی نے اُسے تنبیہ کی - اس کے بعد خدا نے اُسے اس شرط پر وہاں جانے دیا کہ وہ وہی کچھ کہے جو خدا اس کے منہ میں ڈالے - چنانچہ اُس نے بنی اسرائیل کو چار مرتبہ برکت دی، لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے بلق، موآبیوں اور مدیانیوں کو یہ صلاح بھی دی کہ اگرچہ وہ اسرائیلیوں کو شکست نہیں دے سکتے تاہم وہ انہیں گمراہ کر سکتے ہیں - لہٰذا موآبیوں کی لڑکیاں اسرائیلیوں کے پاس پہنچ گئیں (گنتی ۳۱ : ۱٦) اور مردوں کو اپنی طرف راغب کر لیا (گنتی ۲۵ : ۱ - ۹) - نتیجتہً خدا نے اسرائیلی قوم میں وبا بھیجی اور ۲۴ ہزار آدمی مر گئے - یہ بات کوہ فسگہ پر واقع ہوئی جو موآب کی

سرزمین میں ہے۔اسی پہاڑ پر موسیٰ نے بھی وفات پائی۔

کنعان کی فتح کے تقریباً ایک صدی بعد" بنی اسرائیل اٹھارہ برس تک موآب کے بادشاہ عجلون کے مطیع رہے" (قضاۃ ۳: ۱۲-۱۴) موآب نے اسرائیل کے خلاف عمونیوں اور عمالیقیوں کو جمع کیا لیکن جب اسرائیلیوں نے توبہ کی اور خداوند سے دعا کی تو خدا نے اہود کو کھڑا کیا جس نے عجلون کو قتل کر دیا اور موآب کو اپنے مطیع کر لیا (قضاۃ ۳: ۳۰)۔ غالباً موآب اور یہوداہ کے درمیان کافی آمدورفت ہوتی رہتی تھی کیونکہ قاضیوں کے زمانہ میں بیت لحم کا الیملک قحط کے دوران اپنے خاندان کو لے کر موآب کے ملک کو گیا تھا۔ وہاں اُس کے دو بیٹوں نے شادیاں کیں اور پھر وفات پا گئے۔ موآبی روت اپنی ساس نعومی کے ساتھ بیت لحم واپس آئی اور بوعز سے شادی کی۔ داؤد اسی کے خاندان میں پیدا ہوا۔ جب داؤد کا ساؤل بادشاہ کے ساتھ تنازعہ چل رہا تھا تو وہ اپنے والدین کو حفاظت کی خاطر موآب کے بادشاہ کے پاس لے گیا (۱-سموئیل ۲۲: ۳،۴)۔ بعد میں موآب کا بادشاہ میسا شاہِ اسرائیل اخی اب کو خراج ادا کیا کرتا تھا (۲-سلاطین ۳: ۴)۔ لیکن اخی اب کی موت کے بعد اُس نے بغاوت کر دی۔ اس پر شاہِ اسرائیل یہورام نے شاہ یہوداہ یہوسفط کی مدد سے اُسے شکستِ فاش دی اور اس کے ملک کو تباہ و برباد کر دیا۔

اس کے بعد جیسے کہ خداوند کے نبیوں نے پیشینگوئی کی تھی موآب زوال پذیر ہوتا گیا۔ عاموس ۲: ۱-۳ میں موآب کے لئے موت کی سزا تجویز کی گئی۔ یسعیاہ ابواب ۱۵، ۱۶ میں موآب پر آنے والی تباہی کے متعلق بہت کچھ بتایا گیا ہے۔ اس کی تکمیل اسور کے بادشاہ سلمنسر یا اُس کے جانشین سرجون کے ذریعہ ہوئی۔ یسعیاہ نبی موآب کی بُت پرستی کے علاوہ اُس کے بڑے گناہ پر بھی انگلی رکھتا ہے: "ہم نے موآب کے گھمنڈ کی بابت سنا ہے کہ وہ بڑا گھمنڈی ہے۔ اُس کا تکبر اور گھمنڈ اور قہر بھی سنا ہے" (۱۶: ۶) اور ڈیڑھ سو سال کے بعد حزقی ایل اور یرمیاہ نبی تصویر کو مکمل کر دیتے ہیں۔ موآب اور شعیر کو سزا دی جائیگی کیونکہ انہوں نے یہوداہ کو دیگر قوموں کی مانند سمجھا (حزقی ایل ۲۵: ۸-۱۱)۔ یرمیاہ باب ۴۸ میں موآب کی گذشتہ اور آئندہ سزا کو بیان کیا گیا ہے اور صفنیاہ ۲: ۸-۱۱ میں موآب کے تکبر کے باعث اُس کی مکمل تباہی کی پیشینگوئی کی گئی ہے۔

۳- موآب کا ملک۔ موآب کے مغرب میں بحیرۂ مردار، مشرق میں صحرائے عرب، شمال میں دریائے ارنون اور جنوب میں ادوم کا ملک تھا۔ یہ سطح سمندر سے ۳ ہزار ۲ سو فٹ بلند ہے۔ یہاں کی زمین اونچی نیچی ہے اس لئے چراگاہوں کے لئے بہت موزوں ہے۔ وہ مقام مانخیروس Machaerus جہاں یوحنا اصطباغی کو قید اور شہید کیا گیا موآب ہی میں تھا۔

موآبی پتھر:- ایک منقوش پتھر جو موآب میں ملا اور جس پر موآب کی تاریخ درج ہے۔ ۱۸۶۸ء میں ایک جرمن مشنری ایف۔اے۔ کلائن F.A.Klein جب بحیرۂ مردار کے مشرق میں اُس سرزمین میں سے گذر رہے تھے جو روبن کے قبیلہ کو میراث میں ملی تھی تو ایک عرب شیخ نے انہیں اطلاع دی کہ ان کے راستے میں دیبون کے مقام پر ایک منقوش پتھر پڑا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ وہ پتھر نیلے رنگ کا بسالٹ (آتش انگیز پتھر) تھا جو چار فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا تھا۔ اسے یادگار پتھر کی شکل میں تراشا گیا تھا۔ یہ اوپر سے مُدوّر تھا اور اُس پر حاشیہ بنا ہوا تھا جس کے اندر کچھ تحریر تھا۔ مسٹر کلائن نے اُس کے بارے میں برلن میوزیم کے حکام کو اطلاع دی۔ دریں اثنا یروشلیم میں ایک فرانسیسی سفارت کار اور میجر وارن نے اُس کے نقش اُتار لئے اور یوں اس تحریر کو محفوظ کر لیا۔ جب جرمن اور فرانسیسی ترکی کی حکومت سے پتھر کو حاصل کرنے کے لئے بات چیت کر رہے تھے تو عربوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر سالم پتھر اتنا قیمتی ہے تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے تو اُس کی قیمت اور بھی بڑھ جائے گی، انہوں نے اس کے گرداگرد آگ جلائی اور پھر اُس پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا اور یوں اسے تقریباً خراب کر دیا۔ وہ یقیناً اسے مکمل طور پر خراب کرنے میں کامیاب ہو جاتے اگر مندرجہ بالا لوگ اُس کی تحریر کو محفوظ نہ کر لیتے۔ بعد ازاں اُس پتھر کے ٹکڑوں کو خرید کر جوڑا گیا اور اب وہ پیرس میں ہے۔

یہ تحریر ۳۴ سطور پر مشتمل ہے اور موآبی زبان (یہ عبرانی سے ملتی جلتی ہے) میں لکھی ہوئی ہے۔ اسے موآب کے بادشاہ میسا نے اخی اب کے بیٹوں یہورام اور اخزیاہ کے زمانہ میں لکھوایا تھا۔ اس نے اس میں اُس کہانی کو اپنے نظریہ کے مطابق درج کروایا جس کا کسی حد تک ۲-سلاطین باب تین میں ذکر ہوا:

"میں موآب کے بادشاہ میسا نے اسرائیل سے آزادی حاصل کرنے کی یاد میں خیموس Chemosh کے اعزاز میں یہ پتھر نصب کیا۔ میرے باپ نے موآب پر تیس سال حکومت کی اور میں اپنے باپ کے بعد حکومت کر رہا ہوں۔ شاہ اسرائیل عمری اور پھر اُس کے بیٹے نے بہت عرصہ تک موآب کو دبائے رکھا۔ لیکن میں نے شاہِ اسرائیل کے خلاف جنگ کی اور اُسے باہر نکال دیا اور اُس کے شہروں میدبا، عطارات، نبو اور یہص پر قبضہ کر لیا۔ یہ شہر اُس نے اُس وقت تعمیر کئے تھے جب وہ میرے خلاف جنگ کر رہا تھا۔ میں نے اُس کے شہروں کو برباد کر دیا اور مالِ غنیمت کو خیموس کے لئے مخصوص کر دیا اور اس کی عورتوں اور لڑکیوں کو عشتار کے لئے وقف کر دیا۔ میں نے اسرائیل کے قیدیوں کی مدد سے قورحاہ Qorhah تعمیر کیا۔ بیت دبلتایم میں مَیں نے بھیڑوں کی افزائشِ نسل کے لئے لوگ

مقرر کئے"۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ میساعمری کا نام تو دیتا ہے جو بہت عرصہ پہلے وفات پا چکا تھا لیکن اس کے بیٹے اخی اب کا نام نہیں دیتا جس نے اپنے باپ سے دوگنے عرصے تک حکومت کی اور جسے میسا خود خراج ادا کرتا تھا (۲-سلاطین ۳: ۴)۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُس سے سخت نفرت کرتا تھا۔ اور نہ وہ اخی اب کے بیٹوں اخزیاہ اور یہورام کا ذکر کرتا ہے حالانکہ انہوں نے اُس کے ساتھ جنگ کی تھی۔ غالباً یہ یادگار اُس نے اُن کے ہاتھوں اپنی شکست سے پہلے تیار کی تھی۔

اگرچہ اس کی تحریر تقریباً خالص عبرانی میں ہے لیکن یہ پرانے طرز کی عبرانی میں لکھی ہوئی ہے جس کے حروف گول تھے۔ یہ پرانا طرز بعد میں متروک ہوگیا (بعض کے نزدیک عزرا کے زمانہ میں) اور اس کی جگہ چوکور حروف کے طرز نے لے لی جس طرح کہ اب عبرانی لکھی جاتی ہے۔ قدیم عربی کی طرح قدیم عبرانی میں بھی اعراب نہیں دیئے جاتے تھے لیکن اس موآبی پتھر میں الف، واو (واؤ) اور یود (ے) بطور حروفِ صحیح اور بطور اعراب بھی استعمال ہوتے ہیں۔ نیز الفاظ کے آخر میں "ہ" آیا ہے جیسے کہ عہدِعتیق کے الفاظ کے آخر میں اکثر آتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگرچہ اس پتھر کی تحریر موآبی زبان میں ہے تو بھی یہ قدیم ترین اہم عبرانی تحریر ہے۔ چونکہ موآب اور یعقوب دونوں تارح کی اولاد تھے اس لئے اُن کی زبان میں مشابہت حیرانی کی بات نہیں۔

موت:- قضا۔ اجل۔ مرنا۔
(عبرانی موت۔ ماوت وغیرہ قب اردو عربی موت، میت، مات وغیرہ)۔

۱- پرانے عہدنامہ میں موت زندگی کی ایک حد کا نام ہے۔ دوسری حد پیدائش ہے۔ عبرانی سوچ کے مطابق جسم میں حرکت زندگی کی علامت ہے۔ جب جسم کی حرکت بند ہوجاتی ہے تو رُوح (نفس۔ عبرانی نفش) جسم سے رحلت کرجاتی ہے اور ★ پاتال میں ایک سایہ کی مانند رہتی ہے۔ لیکن اس کا وجود اصلی زندگی کی مانند نہیں ہے کیونکہ وہ نہ تو خدا کی تعریف و تمجید کرسکتی ہے اور نہ ہی خدا کی وفاداری کا دم بھر سکتی ہے اور نہ ہی خدا کی سچائی کی امیدوار ہوسکتی ہے (زبور ۸۸: ۱۰-۱۲؛ یسعیاہ ۳۸: ۱۸)۔ یوں موت کا ڈنک اصل میں خدا کی رفاقت سے محروم رہنے کا نام ہے۔ پرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیانی دور میں اس نظریہ میں تبدیلی نمایاں نظر آتی ہے۔ قیامت کا تصور اور اس میں یقین کا ذکر غالباً پہلی مرتبہ دانی ایل کے صحیفہ میں اُبھرتا ہے (۱۲: ۲) جس سے موت کی تصویر تبدیل ہوجاتی ہے۔

موت ایک قدرتی واقعہ ہے۔ انسان کو ایک دن مرنا ہی ہے (عبرانیوں ۹: ۲۷)۔ اسے بغیر افسوس اور شکایت کے قبول کرنا ضروری ہے (ایوب ۵: ۲۵، ۲۶)۔ موت ناگزیر ہے (۲-سموئیل ۱۴: ۱۴)۔ افسوس صرف اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی وقت سے پہلے موت کا لقمہ بن جائے۔ بہتر اور مثالی موت وہ ہے جو ضعیفی میں "پوری عمر" کے بعد آئے۔ انسان کا ایک دن مرنا تو مقرر ہے (عبرانیوں ۹: ۲۷)۔

ایک اور نظریہ کے مطابق موت ایک غیر قدرتی چیز ہے۔ یہ گناہ کی سزا ہے (رومیوں ۶: ۲۳) اور اس سے خوف کھانا ضروری ہے۔ یہ دونوں نظریئے کتابِ مقدس میں موجود ہیں اور اگر ہم دونوں میں سے کسی سے بھی چشم پوشی کریں تو یہ غلط ہوگا۔ موت بے شک زندگی کا ایک اٹل حصہ ہے۔ لیکن انسانی موت اور حیوانی موت میں بہت فرق ہے۔

۲- جسمانی موت

ہمارے جسم کی ساخت ایسی ہے کہ موت کا وارد ہونا ضروری ہے۔ جسم کی تنزلی اور بالآخر موت ایک اٹل اور ناگزیر حقیقت ہے۔ پیدائش کی کتاب میں انسانی تخلیق کے بیان میں آدم کو حیاتِ جاودانی بطور زندگی کا حصہ عنایت نہیں کی گئی تھی۔ جب آدم کو اس کی نافرمانی کی وجہ سے باغِ عدن سے نکالا گیا تھا تو اُس درخت کی حفاظت کا حکم دیا گیا جس کا پھل کھا کر وہ ہمیشہ زندہ رہ سکتا تھا (پیدائش ۳: ۲۲-۲۴)۔ کتابِ مُقدّس اس نافرمانی کے گناہ کو آدم کی موت کا سبب قرار دیتی ہے۔ خدا نے آدم کو فرمایا تھا کہ "جس روز تو نے اُس میں سے کھایا تو مرا" (پیدائش ۲: ۱۷)۔

پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ "ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی" (رومیوں ۵: ۱۲) لیکن جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آدم اُس دن جسمانی موت کا شکار نہ ہوا جس دن اُس نے ممنوعہ پھل کھایا تھا۔ پولس رسول رومیوں کے خط کے پانچویں اور چھٹے باب میں اُس موت کا ذکر کرتا ہے جو آدم کے گناہ کے سبب اُس پر نازل ہوئی۔ اور وہ اُس موت کا مقابلہ اُس زندگی کے ساتھ کرتا ہے جو مسیح کے طفیل خدا کے ساتھ میل حاصل کرنے سے ملتی ہے (۵: ۱، ۱۱)۔ ابدی زندگی حاصل کرنے سے جسمانی موت کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ ابدی زندگی ایک روحانی حالت ہے اور وہ اُس حالت کے اُلٹ ہے جس میں ہم خدا کی رفاقت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ یہ ابدی زندگی ایک روحانی حالت ہے۔ جسمانی موت ایک واقعہ ہے۔ اس ساری بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جو موت گناہ کے سبب آئی وہ جسمانی موت سے کہیں زیادہ ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اُس خیال کو بھی سامنے رکھنا ہے کہ کتابِ مُقدّس کے دو حوالے جو گناہ اور موت کے آپس کے تعلق کی بابت بتاتے ہیں وہ موت کی صاف تعریف نہیں کرتے۔ ان حوالوں سے یہ بات صاف ظاہر نہیں ہے کہ موت کا یہاں عام مفہوم سے

زیادہ گہرا مطلب ہے۔

ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ موت آدمؑ کے گناہ کے سبب آئی اور اس کی سزا دونوں طرح کی موت سے ملی، یعنی جسمانی اور روحانی موت سے۔ ہمیں آدمؑ کے گناہ کرنے سے پہلے کی حالت کے متعلق صحیح علم نہیں ہے اس لئے ہم اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے۔ اگر آدمؑ کا جسم ہماری طرح کا تھا تو وہ فانی تھا۔ اور اگر وہ ہماری طرح کا نہیں تھا تو ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں جس سے ہم کوئی اندازہ لگا سکیں یا معلوم کر سکیں کہ وہ فانی تھا یا غیر فانی۔

بہتر تو یہ ہوگا کہ ہم موت کو مکمل آدمی پر حادی ہونا سمجھیں۔ آدمی صرف بطور جسم ہی نہیں مرتا۔ اُس کی مکمل شخصیّت اس میں حِصّہ دار ہے۔ وہ جسمانی اور روحانی طور پر مرتا ہے کتابِ مُقدّس ان دونوں موتوں میں صاف تمیز کرتی ہے۔ جسمانی موت اُس روحانی موت کی موزوں علامت ہے جو گناہ کی وجہ سے بالآخر ناگزیر ہے۔

۳۔ روحانی موت

موت خدا کی طرف سے ایک سزا ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ موت کو گناہ کی مزدوری کہا گیا ہے (رومیوں ۶ : ۲۳) یعنی یہ گناہ کا معاوضہ ہے۔ پولسؔ رسول یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ بعض لوگ خدا کا حکم جانتے ہیں لیکن تو بھی ایسے کام کرتے ہیں جن سے وہ موت کی سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں (رومیوں ۱ : ۳۲)۔ یہی خیال یوحنّا رسول بھی اپنے خط میں بیان کرتا ہے، جب وہ کہتا ہے "گناہ ایسا بھی ہے جس کا نتیجہ موت ہے" (۱۔یوحنّا ۵ : ۱۶)۔ اس کا تعلق بھی خدا کے فرمان سے ہے۔ یہ ایک بہت اہم سچائی ہے جو ہمیں ہمارے سامنے موت کی ہولناکی کا منظر پیش کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خلافِ توقع، امید کی ایک جھلک بھی دکھاتی ہے۔ خوش قسمتی سے انسان اندھی تقدیر کے بُنے ہوئے جال میں پھنسا ہوا نہیں ہے کہ گناہ کرنے کے بعد اُس کا کوئی علاج ہی نہیں۔ اس سب انتظام کے اُوپر خدا حاضر و ناظر ہے اور اگرچہ اُس نے گناہ کی مزدوری موت مقرّر کی ہے تو بھی وہ گناہگار انسان کو ہمیشہ کی زندگی دینا چاہتا ہے۔

بعض مرتبہ نیا عہدنامہ گناہ کے بُرے نتیجہ پر زور دیتے ہوئے "دوسری موت" کا ذکر کرتا ہے (مثلاً یہوداہ ۱۲، مکاشفہ ۲ : ۲ وغیرہ)۔ یہ یہودی ربّیوں کی ایک اصطلاح ہے جس سے مُراد عذابِ ابدی ہے۔ اسے اُن حوالوں کی روشنی میں سمجھنا چاہیئے جہاں خداوند مسیح نے ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے ہمیشہ کی آگ کے تیار کرنے کا ذکر کیا ہے (متّی ۲۵ : ۴۱)۔ متّی ۲۵ : ۴۶ میں "ہمیشہ کی سزا" اور "ہمیشہ کی زندگی" کا ذکر بطور مقابلہ ساتھ ساتھ آتا ہے۔ اُس آدمی کے حشر کو جو توبہ نہیں کرتا مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے مثلاً موت، سزا، ہلاکت وغیرہ سے ظاہر ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو چُن لینا غلط ہوگا۔ لیکن یہ بات بھی صریحاً صاف ہے کہ کتابِ مُقدّس کے مطابق یہ ایک ہولناک اور خوفناک حالت ہے۔

بعض مرتبہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ سزا ایک شفیق خدا کے تصور کے خلاف ہے لیکن یہ ایک بہت گہرا بھید ہے۔ اس اعتراض میں موت کے واقعہ اور موت کی حالت میں تمیز قائم نہیں رکھی جاتی۔ پولسؔ رسول لکھتا ہے کہ "جسمانی نیّت موت ہے" (رومیوں ۸ : ۶)۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ جسمانی نیّت موت کا سبب ہوگی بلکہ جسمانی نیت موت ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ یہ خدا سے دشمنی ہے (رومیوں ۸ : ۷) "کیونکہ نہ تو خدا کی شریعت کے طابع ہے نہ ہو سکتی ہے"۔ یہی سچائی یوحنّا ایک اور طریقے سے بیان کرتا ہے۔ "جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے" (۱۔یوحنّا ۳ : ۱۴)۔ جب ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں گے کہ موت ایک سانحہ نہیں بلکہ ایک حالت ہے تب ہماری سمجھ میں یہ بات پورے طور پر آئے گی کہ توبہ نہ کرنے والے شخص کیلئے نجات کی کوئی امید نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے نجات ایک تضاد ہے۔ نجات کے حصول کے لئے موت سے زندگی میں داخل ہونا ضروری ہے (یوحنّا ۵ : ۲۴)۔

۴۔ موت پر فتح

نئے عہدنامہ کی تعلیم کا دلچسپ پہلو اُس کا زندگی پر زور ہے۔ اگر آپ یونانی کلید الکتاب concordance میں یونانی لفظ نکروس nekros بمعنی مردہ دیکھیں تو زیادہ حوالوں میں اس کے ساتھ جی اُٹھنے (زندگی) کا ذکر پائیں گے (مثلاً متّی ۲۲ : ۳۲؛ ۲۸ : ۴؛ لوقا ۷ : ۱۵؛ ۱۵ : ۲۴؛ ۱۶ : ۳۰؛ ۲۴ : ۵؛ یوحنّا ۵ : ۲۵ وغیرہ) کتابِ مُقدّس موت کو اُسی طرح دیکھتی ہے جیسے باقی حقیقت کو۔ کلامِ پاک کی غرض و غایت زندگی سے ہے۔ موت کا ذکر جس سے انسان کو نجات حاصل ہوتی ہے ضمنی طور پر آتا ہے۔ خداوند مسیح نے ہماری صورت اختیار کی تاکہ "موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے" (عبرانیوں ۲ : ۱۴)۔ لیکن یاد رہے کہ ابلیس کی قدرت خدا کے اختیار میں ہے (ایوب ۲ : ۶؛ لوقا ۱۲ : ۵ وغیرہ)۔ ابلیس کلی طور پر موت پر اختیار نہیں رکھتا۔ تاہم موت جو زندگی کا منفی پہلو ہے، وہ اُس کا اصلی حلقۂ اقتدار ہے۔ مسیح موت کو ختم کرنے کے لئے آئے۔ ہم عبرانیوں کے خط میں دیکھتے ہیں کہ انہوں نے شیطان کے اِس حلقۂ اقتدار (یعنی موت) میں داخل ہو کر شیطان کو مغلوب کر دیا۔ مسیح نے موت کے ذریعہ ہمیں ہمارے گناہ سے خلاصی دلوائی کیونکہ "مسیح جو مُوا گناہ کے اعتبار سے ایک بار مُوا" (رومیوں ۶ : ۱۰)۔ اگر مسیح نہ ہوتے تو ہمارا سب سے بڑا دشمن موت ہوتی، وہی موت

جو ہماری خدا سے جدائی کی علامت ہے۔ اور یہ ناقابلِ تصوّر ہولناک حالت ہے۔ مسیح نے اپنی موت کے ذریعہ سے انسان کو موت سے بچایا۔ وہ موئے کہ انسان زندہ رہے۔ یہ بات غور طلب اور پُر معنی ہے کہ نئے عہدنامہ میں جب کوئی مرگیا ہو تو اسے مرنا نہیں بلکہ سوجانا کہا گیا ہے (مثلاً ۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱۸)۔ مسیح نے موت کی ہولناکی کا پورا مزہ چکھا۔ اس لئے اب جو مسیح میں ہیں اُن کے لئے موت محض نیند ہے۔

مسیح کی موت پر فتح کا اندازہ اُن کی قیامت سے ہوتا ہے۔ "مسیح جب مردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا۔ موت کا پھر اُس پر اختیار نہیں ہونے کا" (رومیوں ۶: ۹)۔ مسیح کا مردوں میں سے جی اُٹھنا ایک فاتحانہ واقعہ تھا اور نئے عہدنامہ کی فتح کا نعرہ اس ہی مقام سے شروع ہوتا ہے۔ مسیح زندگی کے مالک (اعمال ۳: ۱۵)، مُردوں اور زندوں دونوں کے خداوند (رومیوں ۱۴: ۹) اور زندگی کا کلام ہیں (یوحنا ۱: ۱)۔ اُن کی موت پر فتح مکمل ہے اور اُن کی فتح میں اب ایماندار شریک ہو سکتے ہیں۔ موت کی نیستی بھی یقینی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۶، ۵۴ مابعد؛ مکاشفہ ۲۱: ۴)۔ دوسری موت ایماندار پر کوئی اختیار نہیں رکھتی (مکاشفہ ۲: ۱۱؛ ۲۰: ۶)۔ اس خیال کے مطابق نیا عہدنامہ ابدی زندگی کو روح کی حیاتِ جاودان نہیں تصوّر کرتا بلکہ جسم کی قیامت سے تعبیر کرتا ہے۔ موت کی مکمّل اور حتمی شکست کو اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اب ایماندار کا نہ صرف ایک جلالی مستقبل ہے بلکہ ایک جلالی حال بھی۔ ایماندار موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو چکا ہے (یوحنا ۵: ۲۴؛ ۱۔یوحنا ۳: ۱۴) اور وہ گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد ہے (رومیوں ۸: ۲)۔ موت اُسے خدا سے جدا نہیں کر سکتی (رومیوں ۸: ۳۸ مابعد)۔ مسیح نے فرمایا "اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھے گا" (یوحنا ۸: ۵۱)۔ یہ الفاظ جسمانی موت کا انکار نہیں کرتے بلکہ یہ اُس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ مسیح کی موت کے یہ معنی ہیں کہ ایمان دار موت کی حالت سے نکل چکا ہے۔ وہ اب ایک نئی حالت میں ہے جسے زندگی کا نام دینا بالکل بجا ہے۔ اب وقت کے گزرنے پر وہ اُس دروازے سے جسے ہم موت کہتے ہیں ابدی زندگی میں داخل ہوگا۔ اب موت کا ڈنک کہاں رہا! مسیح کی موت ان کے پیروؤں کے لئے موت پر فتح کی مُہر ہے۔

موت لبّن:۔ ایک مُبہم لفظ جو صرف زبور ۹ کی سرخی میں آتا ہے۔ غالباً یہ کسی راگ کا نام ہے جس پر یہ زبور گایا جاتا تھا۔

موتی:۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۵، ۲۰)

مور:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۶

مُورّد:۔ کسی زبان کا وہ لفظ جو اردو بنا لیا گیا ہو۔ مثلاً پرتگالی لفظ اگریجا igreja (= جمع ہونے کی جگہ) سے اردو لفظ گرجا بنایا گیا ہے۔ بعض ناواقف شخص سمجھتے ہیں کہ اسے مسجد (سجدہ کرنے کی جگہ) کی طرح منہ کے بل گر کر دعا کرنے کی وجہ سے گرجا کہا گیا ہے۔ مُورّد الفاظ کی اور مثالیں یہ ہیں لام (جنگ۔ فرانسیسی l'arme سے)، پلٹن (فوج کا دستہ۔ انگریزی platoon سے)۔ اسی طرح جب غیر زبان کا لفظ فارسی بنا لیا جاتا ہے تو اس کو مُفرّس کہتے اور جب عربی تو مُعرّب اور جب ہندی بنا لیا جائے تو مُہنّد۔

مورست جات۔ موراشت جت:۔ (عبرانی = جات کی میراث)۔ ایک جگہ جس کا ذکر صرف میکاہ ۱: ۱۴ میں آتا ہے۔ غالباً یہ میکاہ نبی کی جائے پیدائش تھی۔

مورشتی۔ موراشتی:۔ مورست جات کا رہنے والا۔ غالباً یہ میکاہ نبی کی جائے پیدائش تھی (میکاہ ۱: ۱ یرمیاہ ۲۶: ۱۸)۔ نیز دیکھئے مورست جات۔

موروثی گناہ:۔ ORIGINAL SIN مسیحی عقیدہ کے مطابق انسان کی سرشت میں گناہ شروع سے موجود ہوتا ہے۔ یہ گناہ آدمؔ اور حوّاؔ کے باغِ عدنؔ میں گناہ کرنے کے باعث بنی نوع انسان میں داخل ہوا اور ایک پشت سے دوسری پشت تک ورثہ میں منتقل ہوتا رہتا ہے (پیدائش ۸: ۲۱؛ ۱۔سلاطین ۸: ۴۶؛ زبور ۵۱: ۵؛ ایوب ۱۵: ۱۴؛ ۲۵: ۴)۔ بدی انسان کے دل اور دماغ کے تصوّرات اور خیالات میں موجود رہتی ہے (پیدائش ۶: ۵؛ ۸: ۲۱)۔ پولس رسول اس مسئلہ کو نجات کے انتظام سے منسلک کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جس طرح آدمؔ کی وجہ سے گناہ دنیا میں آیا اُسی طرح خداوند یسوعؔ مسیح کے طفیل گناہ سے نجات حاصل کرنے کا انتظام بھی کیا گیا (رومیوں ۵: ۱۲-۲۱)۔ مُقدّس یعقوبؔ گناہ کو انسان کی خواہشوں میں پنہاں دیکھتا ہے کیونکہ اُس کے مطابق خواہش حاملہ ہو کر گناہ کو جنتی ہے (یعقوب ۱: ۱۳، ۱۴ مقابلہ کریں گلتیوں ۵: ۱۶-۲۴)۔

موروثی گناہ کا مسئلہ کلیسیا میں اکثر بحث اور نزاع کا مضمون رہا ہے۔ یہ بحث خاص طور پر ۴۳۰-۳۵۴ء کے درمیانی عرصے میں جاری تھی۔ بزرگ اوگسطین اس مسئلے کا حامی تھا۔ لیکن بدعتی فلاغیوس

(تقریباً ۳۸۳ء سے ۴۱۰ء تک روم میں تھا) نے اس کے خلاف یہ موقف اختیار کیا کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ نیکی اور بدی سے مُبرّا ہوتا ہے اور یہ اُس کے اختیار میں ہے کہ کونسی راہ چُنے۔ وہ بدی کو انسانی سرشت میں ایک رجحان نہیں بلکہ ایک عمل تصوّر کرتا تھا۔ تحریکِ اصلاحِ کلیسیا کے وقت لُوتھر اور دوسرے مصلحِ دین نے پھر سے مُقدّس اوگسطین کے نظریہ کی تائید کی۔

اہلِ اسلام موروثی گناہ کے قائل نہیں ہیں۔

موره :- ایشیائے کوچک کے انتہائی جنوب میں ایک بندرگاہ۔ کسی وقت یہ لوکیہ کا صدر مقام تھا۔ پولس رسول اور مُتّیم کے جہاز پر یہاں آیا تھا (اعمال ۲۷: ۶)۔ یہاں وہ اسکندریہ کے ایک جہاز پر سوار ہوئے تاکہ روم جائیں۔

موره کا بلوط :- سِکم کے قریب ایک جگہ جہاں ابرہام نے ڈیرا ڈال کر خداوند کے لئے قربان گاہ بنائی (پیدائش ۱۲: ۶)۔ غالباً اسی درخت کے نیچے یعقوب نے وہ بُت اور مُندرے جو اُس کا خاندان حاران سے لایا تھا دفن کئے (پیدائش ۳۵: ۴)۔ استثنا ۱۱: ۳۰ میں یہ کوہِ عیبال اور کوہ گرزیم کے درمیان حد کا نشان ہے۔ قدیم فلسطین میں بلوط کے جُھنڈ مُقدّس تصور کئے جاتے تھے اور کنعانی غالباً اُنہیں اپنے آباؤ اجداد کی روحوں کے رہنے کی جگہ سمجھتے تھے۔

موریاہ :- وہ خطّۂ زمین جہاں خدا نے ابرہام کو اضحاق کو قربان کرنے کا حکم دیا (پیدائش ۲۲: ۲)۔ یہ بیرسبع سے جہاں ابرہام ٹھہرا ہوا تھا تین دن کے فاصلہ پر تھا۔ یہودی خیال کرتے ہیں کہ یہ اُسی جگہ تھا جہاں اب یروشلیم ہے۔ لیکن سامری سمجھتے ہیں کہ یہ کوہ گرزیم پر واقع ہوا۔ ۲۔ تواریخ ۳: ۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان نے ہیکل موریاہ کے پہاڑ پر بنائی جہاں خدا داؤد پر ظاہر ہوا تھا (۱۔ تواریخ ۲۱: ۱۵۔ ۲۲: ۱)۔ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ جس کوہ موریاہ کا ذکر ابرہام کے سلسلے میں ہوا وہ یہی مقام تھا۔

مُوسل :- لکڑی کا ڈنڈا یا پتھر کا ٹکڑا جس سے اناج وغیرہ کوٹتے ہیں۔ وہ ڈنڈا جس سے اُکھلی (ہاون) میں ڈلی ہوئی چیز کو کوٹتے ہیں (امثال ۲۷: ۲۲)۔

موسم :- رُت۔ آب و ہوا۔ عبرانی میں کوئی لفظ نہیں جو موسم کے موجودہ تصوّر کو ادا کرتا ہو۔ مختلف فصلوں کے کاٹنے کے وقت کے لئے اردو ترجمہ میں لفظ موسم استعمال کیا گیا ہے مثلاً گیہوں کاٹنے کا وقت (پیدائش ۳۰: ۱۴)۔ انگور کی فصل کا موسم (گنتی ۱۳: ۲۰)۔ یہاں عبرانی لفظ یامیم جو یوم (دن) کی جمع ہے استعمال ہوا ہے۔ پیدائش ۱۸: ۱۰ میں موسمِ بہار عبرانی اصطلاح "زندگی کا وقت" کا ترجمہ ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ گرمی کا موسم (یسعیاہ ۱۸: ۶)۔ جاڑے کا موسم (یسعیاہ ۱۸: ۶)۔ ان دونوں کے لئے جو عبرانی لفظ استعمال ہوئے ہیں وہ خاص دلچسپی کے حامل ہیں۔ گرمی کا موسم گزارنے کے لئے عبرانی لفظ قوص ہے قب عربی قاظ اور جاڑے کے موسم کے لئے خارف قب عربی خرف اور خریف موسمِ خزاں کی فصل۔ نئے عہدنامہ میں پھل کے موسم (متّی ۲۱: ۳۴) اور جاڑے کے موسم (یوحنّا ۱۰: ۲۲) کا ذکر آتا ہے۔

فلسطین میں درجۂ حرارت سخت سردی سے سخت گرمی تک پھیلا ہوا تھا۔ کوہِ حرمون کی چوٹی پر جو سطح سمندر سے ۹۰۰۰ فٹ اونچی ہے، سال بھر برف جمی رہتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اُس علاقہ میں جو یریحو کے آس پاس واقع ہے اور سطح سمندر سے ۱۳۰۰ فٹ نیچا ہے چلچلاتی گرمی پڑتی ہے۔ یہاں نومبر کے وسط سے جنوری کے وسط تک بہت بارش ہوتی ہے۔ اِس بارش کو پاک کلام میں پہلی برسات کا نام دیا گیا ہے (یرمیاہ ۵: ۲۴)۔ مارچ کے آخر میں اگر ملک پر رحم ہو تو پچھلی یا آخری برسات آتی تھی (یوایل ۲: ۲۳، یرمیاہ ۳: ۳) جس سے اچھی فصل یقینی ہو جاتی تھی۔ اگر آخری برسات نہ ہو تو بیشتر فصل تباہ ہو جاتی تھی۔ کلامِ مُقدّس خصوصاً پرانے عہدنامہ میں یہ تعلیم ہے کہ موسم اور لوگوں کی روحانی حالت میں ایک خاص تعلق ہے (۱۔ سلاطین ۸: ۳۵، ۳۶؛ یوایل ۱: ۱۷۔ ۲۰)۔ گناہ جسمانی سزا کا موجب بنتا ہے۔ اور یہ کال، وبا، طوفان وغیرہ کی صورت میں انسان پر نازل ہوتا ہے۔ اُونچے مقاموں پر مثلاً یروشلیم میں موسمِ سرما میں کافی سردی پڑتی تھی (عزرا ۱۰: ۹، ۱۳)۔ گھروں کو گرم رکھنے کا تسلّی بخش انتظام نہ تھا (یرمیاہ ۳۶: ۲۲)۔ بحیرۂ روم کے ساحل پر رہنے والے موسم کے متعلق پیشینگوئی کرنا جلد سیکھ جاتے تھے۔ اگر سمندر پر غور سے نظر ڈالی جاتے اور پانی کا رنگ چمکدار دھاتی نیلا ہو اور اُفق یعنی جہاں آسمان اور زمین ملتے ہیں صاف دکھائی دے تو وہ جانتے تھے کہ ہَوا شمال سے چل رہی ہے اور موسم صاف اور سرد ہوگا (ایوب ۳۷: ۹؛ نیز پڑھیئے ۳۶: ۲۴۔ ۳۳ سے ۳۷ باب تک)۔ اگر سمندر اور آسمان ایک دوسرے سے مِل جائیں اور انہیں صاف دیکھا نہ جا سکے تو موسم خوشگوار اور گرم ہوگا۔ لیکن کبھی کبھی شرقی ہَوا بھی چلتی تھی۔ اسے بادِ سموم کا نام دیا جاتا تھا یعنی زہریلی ہوا۔ یہ تندور کی گرم ہَوا کی مانند ہوتی تھی (استثنا ۲۸: ۲۲؛ ۱۔ سلاطین ۸: ۳۷ وغیرہ)۔

نیز دیکھئے کیلنڈر۔

مُوسیٰ :- (عبرانی موشہ، مصری میس = پانی سے نکالا ہوا)۔ ایک نبی اور بنی اسرائیل کا قومی ہیرو۔ اس نے اُنہیں مصر کی غلامی سے رہائی دلا کر ایک آزاد قوم بنایا اور مُلک موعود کنعان میں داخل ہونے کے لئے تیار کیا۔ موسیٰ نبی کی زندگی کی صحیح تاریخوں کا انحصار مصر سے بنی اسرائیل کے خروج کی تاریخ پر ہے۔ خروج کی تاریخ قریباً

۱۴۴۰ ق م بیان کی جاتی ہے لہٰذا موسیٰ کی پیدائش قریباً ۱۵۲۰ ق ۔م ہوئی ہوگی ۔

موسیٰ مصر میں پیدا ہوا لیکن اس کے والدین اسرائیلی تھے ۔ اس وقت بنی اسرائیل نہ صرف غلام تھے بلکہ اُنہیں دبائے رکھنے کے لئے ایک شاہی فرمان جاری تھا کہ تمام اسرائیلی لڑکے پیدا ہوتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں ۔ چنانچہ جب موسیٰ نبی پیدا ہوا تو اس کی والدہ نے اسے دریائے نیل کے کنارے جھاڑیوں میں چھپا دیا جہاں سے اسے فرعون کی بیٹی نے نکالا ۔ وہ اس عبرانی بچے کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئی کہ اُس نے اسے اُس کی والدہ ہی کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کی اس کے لئے پرورش کریں جب تک کہ وہ محل میں رہنے کے قابل نہ ہو جائے ۔ موسیٰ اپنی زندگی کے پہلے چالیس سال فرعون کے محل میں رہا ۔

اس کی ابتدائی زندگی کے متعلق خروج کی کتاب میں بہت کم بیان کیا گیا ہے ۔ مُقدّس ستفنس یہودی صدر عدالت Sanhedrin کو مخاطب کرتے ہوئے بتاتا ہے (اعمال ۷: ۲۲) کہ موسیٰ کو نہ صرف مصری سائنس اور دیگر علوم میں ہی تربیّت دی گئی بلکہ وہ ایک قابل مقرّر اور قائد بھی تھا ۔ مصری دربار اُن شامی اور فلسطینی علاقوں کے باجگذار شاہی وارثوں کو بھی مصر میں تعلیمی سہولتیں مہیّا کیا کرتا تھا جو مصری فرعونوں کے ماتحت تھے ۔ لہٰذا موسیٰ کے ساتھ شمال میں وادی فرات تک کے شہزادے تعلیم حاصل کرتے ہوں گے ۔ موسیٰ کو اپنے لوگوں کی مدد کرنے کی پہلی کوشش میں ناکامی ہوئی ۔ جب وہ بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں میں صلح کرا رہا تھا تو اُن میں سے ایک نے اُسے یاد دلایا کہ اس نے ایک مصری کو قتل کیا ہے ۔ پس وہ فرعون کے انتقام سے ڈر کر مدیان کو بھاگ گیا جہاں اس نے چالیس سال گوشہ نشینی میں بسر کئے ۔

مدیان میں موسیٰ نبی وہاں کے کاہن یترو کے گھر میں رہا اور کچھ عرصہ بعد اُس کی بیٹی صفورہ سے شادی کی ۔ چونکہ موسیٰ اپنے سُسر کی بھیڑ بکریاں چراتا تھا اس لئے اسے خلیج عقبہ کے اردگرد کے علاقے کا جغرافیائی علم حاصل ہو گیا ۔ اُس وقت اسے اس بات کا قطعاً احساس نہ تھا کہ ایک دن وہ اسی علاقے میں سے اسرائیل کی عظیم قوم کی راہنمائی کرتے ہوئے گذرے گا ۔

موسیٰ کی بلاہٹ حقیقتاً بڑی اہمیّت کی حامل تھی ۔ جب اس نے جلتی جھاڑی کو دیکھا تو اسے خدا کے مکاشفہ کا احساس ہوا ۔ اُس وقت اسے خدا کے لوگوں یعنی بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے رہائی دلانے کا کام سونپا گیا ۔ موسیٰ فرعون کی قوّت سے آگاہ تھا اس لئے اسے الٰہی مدد کا یقین دلایا گیا تاکہ وہ مصر کے حاکموں کے اختیار کا مقابلہ کر سکے ۔ مزید براں جب اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ ممکن ہے کہ بنی اسرائیل اس کا یقین نہ کریں اور اُسے اپنا راہنما بھی قبول نہ کریں تو خدا نے فرمایا کہ میں عظیم "میں ہوں"، جلد ہی اُس وعدہ کے مطابق جو میں نے ان کے باپ دادا سے کیا بنی اسرائیل کو غلامی سے نکالوں گا اور ملک کنعان میں بساؤں گا (پیدائش ۱۵: ۱۲-۲۱)۔ اس کے علاوہ خدا نے اسے الٰہی اختیار دینے کی تصدیق کرنے کے لئے دو معجزے بھی بطور نشان دیئے یعنی اس کی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور دوسرا بغل میں ہاتھ رکھنے سے ہاتھ کا کوڑھی ہو جانا اور دوبارہ رکھنے سے شفا پاجانا ۔ آخر میں خدا نے اُسے فرعون کے مضبوط شکنجے سے بنی اسرائیل کو رہائی دلانے کے الٰہی کام میں اس کے بھائی ہارون کی مدد کا بھی یقین دلایا ۔ تب موسیٰ اپنی بیوی صفورہ اور دو بیٹوں کو لے کر ملک مصر کو چل دیا ۔ دس آفات کی مدد سے اس نے اور ہارون نے فرعون کی بنی اسرائیل کو غلامی میں روکنے کی کوشش کا مقابلہ کیا ۔ مجموعی طور پر یہ آفات مصر کے دیوتاؤں کے خلاف تھیں اور ان کا مقصد مصریوں اور اسرائیلیوں پر بھی خدا کی قدرت و اختیار کو ظاہر کرنا تھا ۔ فرعون نے فوراً ہی اپنے ردِعمل کو ظاہر کیا اور کہا "خداوند کون ہے کہ میں اس کی بات کو مان کر بنی اسرائیل کو جانے دوں ؟ میں خداوند کو نہیں جانتا اور میں بنی اسرائیل کو جانے بھی نہیں دوں گا"۔ جُوں جُوں فرعون انکار کرتا گیا اُس کا دل اور بھی سخت ہوتا گیا ۔ آخری آفت سے جبکہ ملک میں تمام پہلوٹھے ہلاک کئے گئے ، خداوند نے مصری دیوتاؤں کی عدالت کی ۔ تب فرعون نے موسیٰ نبی کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا اور اسرائیلیوں کو جانے دیا ۔

بنی اسرائیل کے مصر سے روانگی کے ڈرامائی موقع پر پہلی مرتبہ عیدِ فسح منائی گئی (خروج باب ۱۲) ۔ ہر ایک خاندان نے الٰہی ہدایت کے مطابق یک سالہ برّے یا بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اُس کا خون اپنے دروازوں کی چوکھٹوں پر لگایا ۔ جب الٰہی عدالت شروع ہوئی تو جن دروازوں پر خون کا نشان تھا انہیں موت کا فرشتہ چھوڑ گیا ۔ اس موت کے بدلے ہر اسرائیلی خاندان کا پہلوٹھا بیٹا خداوند کا ہے ۔ فسح کے اس کھانے میں جو گوشت ، بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات پر مشتمل تھا حصّہ لینے کے فوراً بعد اسرائیلی مصر سے روانہ ہو گئے ۔ اس فسح کو ابیب کے مہینے (جو اب نیسان کہلاتا ہے) کے ۱۴ ویں دن منانے کا مقصد ہر ایک اسرائیلی کو یہ یاد دلانا ہے کہ خدا نے موسیٰ کی سرکردگی میں اُسے معجزانہ طریقے سے رہائی دلائی تھی ۔

اُس راستے کے متعلق جس سے موسیٰ نبی اسرائیل کو جن کی تعداد عورتوں اور بچوں کے علاوہ تقریباً چھ لاکھ تھی نکال کر لایا ، یقین کے ساتھ کہنا قدرے مشکل ہے ۔ سکات ، ایتام ، فی ہخیروت ، مجدل اور بعل صفون ایسے نام ہیں جن کی جغرافیائی شناخت مشکل ہے ۔ جب اسرائیلی بحیرۂ قلزم پر پہنچے تو مصری فوجیں بھی اُن کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں آ پہنچیں ۔ پس جب لوگوں نے موسیٰ نبی سے فریاد کی

تو خدا نے بادل کے ستون کے ذریعہ اُن کی حفاظت کی۔ یہ بادل کا ستون مصری فوجوں اور بنی اسرائیل کے درمیان حائل ہو گیا اور مصریوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ پھر خدا نے تند پوربی ہوا چلائی اور اسرائیلیوں کے گزرنے کے لئے سمندر میں راستہ بن گیا۔ لیکن جب مصریوں نے اُس راستے سے گزرنے کی کوشش کی تو پانی پھر مل گیا اور تمام مصری ڈوب گئے۔ تب موسیٰ کی ہمشیرہ مریم نے بنی اسرائیل کی فتح کا گیت گانے میں راہنمائی کی۔

بحیرۂ قلزم کو عبور کرنے کے بعد موسیٰ الٰہی راہنمائی میں بنی اسرائیل کو لے کر دشتِ شور میں سے ہوتے ہوئے جنوب کی طرف روانہ ہُوا۔ مارہ کے مقام پر الٰہی قدرت سے کڑوا پانی میٹھا بن گیا۔ ایلیم میں بنی اسرائیل پانی کے بارہ چشموں اور کھجور کے ستر درختوں سے تازہ دم ہوئے، اور دشتِ سینا میں خدا نے اس عظیم انبوہ کے لئے مَن بھیج کر خوراک کا مسئلہ حل کیا تاوقتیکہ وہ ملک کنعان میں داخل نہ ہو گئے۔ رفیدیم میں خدا نے موسیٰ کو چٹان پر مارنے کا حکم دیا اور پانی بڑے زور سے بہہ نکلا۔ جب عمالیقیوں نے حملہ کیا تو موسیٰ نے شفاعتی دعا کی۔ اُس وقت ہارون اور حور اُس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور اسرائیلی فوجوں نے یشوع کی راہنمائی میں عمالیقیوں کو شکست دی۔ اپنے سسر یترو کی صلاح کے مطابق موسیٰ نے انتظامی اُمور میں مدد کرنے کے لئے ستر بزرگ مقرر کئے۔ تقریباً تین ماہ سفر کرتے رہنے کے بعد اسرائیلیوں نے کوہِ سینا (حورب) کے دامن میں ڈیرے ڈالے۔ یہاں وہ تقریباً ایک سال تک مقیم رہے۔

اس قیام کے دوران خدا نے بنی اسرائیل کے لئے موسیٰ نبی کو شریعت دی۔ اس شریعت کے وسیلے سے خدا نے اپنی اِس نئی رہا شدہ قوم سے عہد باندھا اور قوم نے بھی اس عہد کی تصدیق کی (خروج ابواب ۲۰-۲۴)۔ اس میں وہ احکام بھی شامل تھے جنہیں عام طور پر "دس حکم" یا "احکامِ عشرہ" کہا جاتا ہے۔ خدا نے موسیٰ کو خیمۂ اجتماع کھڑا کرنے کے لئے مکمل تفصیل بھی بتائی تاکہ بنی اسرائیل اپنے خدا کی درست طریقے سے پرستش کر سکیں۔ اس تفصیل کے مطابق موسیٰ کی راہنمائی میں خیمۂ اجتماع تعمیر ہُوا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہارون کے خاندان کو کہانت کی خدمت دی گئی اور ان کی مدد کے لئے لاویوں کو مقرر کیا گیا (خروج ابواب ۲۵-۴۰)۔ نیز بنی اسرائیل کے لئے مختلف قسم کی قربانیاں، پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے قوانین اور منانے کے لئے عیدیں اور دن بھی مقرر کئے گئے (احبار ابواب ۱-۲۷)۔ اس طرح بنی اسرائیل کو مصر اور کنعان کی تہذیبوں اور مذاہب سے قطعی مختلف اور الگ تھلگ مذہب دیا گیا۔

موسیٰ نے جزیرہ نما سینا میں اس قیام کے دوران اسرائیلیوں کی فوجی مردم شماری اور نظام کی بھی نگرانی کی۔ خیمۂ اجتماع، خیمہ گاہ کے مرکز میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ چونکہ مصر میں پہلوٹھوں کی موت سے محفوظ رہنے کے باعث ہر ایک اسرائیلی خاندان کا پہلوٹھا بیٹا خداوند کا تھا اس لئے اب ایک لاوی کو اُس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ نتیجۃً لاویوں کو موسیٰ اور ہارون کے خاندان کے ساتھ جو مشرقی سرے پر خیمۂ اجتماع کے دروازے کے ساتھ رہتے تھے، صحن کے گرداگرد رکھا گیا۔ باقی قبیلوں کو تین دَلوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دَل میں تین قبیلے تھے لیکن یہوداہ کا قبیلہ کاہنوں کے خاندان سے آگے تھا اور قیادت کی جگہ لئے ہوئے تھا۔

خدا نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کی راہنمائی اور حفاظت کا انتظام بادل اور آگ کے ستون کے ذریعہ سے کیا جو دن اور رات کو نظر آتا تھا۔ یہ ستون اُن میں خدا کی موجودگی کی نمائندگی کرتا تھا۔ یہ سب سے پہلے اُس وقت ظاہر ہُوا جب مصری بنی اسرائیل کو واپس لے جانے کے لئے اُن کا تعاقب کر رہے تھے (خروج ۱۳: ۲۱-۲۲؛ ۱۴: ۱۹-۲۰)۔ بنی اسرائیل کے قیام کے دوران یہ خیمۂ اجتماع پر کھڑا رہتا تھا۔ اس بادل کے ذریعہ جو الٰہی راہنمائی مہیا کی گئی اُس کی نقل اچھے انسانی نظام اور درست راہنمائی میں دیکھی جا سکتی ہے۔ سفر کے دوران جب کوئی الٰہی اشارہ ملتا تو ہر قبیلے کے رئیسوں کو بلانے اور لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے چاندی کی تُرہی یا نرسنگا پھونکا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل خواہ سفر میں ہوتے یا قیام کرتے، ہر وقت قانون کی پابندی کی جاتی تھی (گنتی ۱: ۱-۱۰: ۱۰)۔

جزیرہ نما سینا سے شمال میں قادس کی طرف سفر کرتے ہوئے جو جنوب مغرب میں بیت سبع سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا موسیٰ کو نہ صرف لوگوں کے بڑبڑانے کا سامنا کرنا پڑا بلکہ مریم اور ہارون نے بھی سخت نکتہ چینی کی (گنتی ابواب ۱۱، ۱۲)۔ یہ بڑبڑانے والے لوگ جو مصر کے گوشت کی یاد میں تڑپ رہے تھے جب اُنہیں بڑی تعداد میں بٹیریں دی گئیں تو انہوں نے سخت حرص اور بے صبری کا مظاہرہ کیا۔ جب بی بی مریم کو عارضی طور پر کوڑھ کی بیماری لگ گئی تو ہارون اور مریم بھی تائب ہوئے۔

موسیٰ نے قادس سے بارہ آدمی کنعان کی جاسوسی کرنے کے لئے بھیجے۔ دس جاسوسوں کی رپورٹ سے متاثر ہو کر اسرائیلیوں نے بے ایمانی اور بے اعتقادی کا مظاہرہ کیا اور کالب اور یشوع دو جاسوسوں کو ہلاک کرنے کی دھمکیاں دیں جنہوں نے یہ رپورٹ دی تھی کہ اُنہیں موعودہ ملک پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ جب خدا نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ان بے ایمان اور باغی اسرائیلیوں کو ہلاک کر دے گا تو موسیٰ نبی نے اپنی قوم کے لئے شفاعتی دُعا کی۔ بالآخر خدا نے فرمایا کہ وہ لوگ جو مصر سے خروج کے وقت بیس سال یا اُس سے اوپر کے تھے بیابان میں ہی ہلاک ہوں۔ صرف کالب اور یشوع ہی ایسے تھے جن پر اس سزا کا

اطلاق نہ ہُوا۔

موسیٰ کی بیابان میں ۳۸ سالہ قیادت کا حال مفصل طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے (گنتی ابواب ۱۵ - ۲۰)۔ اُن کی سیاسی قیادت کی نہ صرف داتن اور ابیرام نے مخالفت کی بلکہ قورح اور اس کے مددگاروں نے ہارون اور اس کے خاندان کی کہانت کی خدمت پر بھی اعتراض کیا۔ اِس بغاوت کے باعث خدا نے چودہ ہزار اشخاص ہلاک کر دیئے۔ مزید براں خدا نے ایک معجزانہ نشان بھی عطا کیا یعنی ۱۲ لاٹھیوں میں سے جو اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی نمائندگی کرتی تھیں لاوی کی لاٹھی میں کلیاں نکلیں اور پھول اور بادام لگے۔ چونکہ اِس لاٹھی پر ہارون کا نام کھُدا ہُوا تھا اس لئے ہارونی کہانت مستحکم ہو گئی۔

چونکہ ادوم کے بادشاہ نے اسرائیلیوں کو اپنے مُلک سے گزرنے کی اجازت نہیں دی اس لئے وہ خلیج عقبہ سے گزر کر موآب کے میدان کو گئے۔ اِس راستے میں موسیٰ خود ملکِ موعودہ میں داخل ہونے کا حق کھو بیٹھا جب اس نے چٹان کو اپنا پانی دینے کا حکم دینے کی بجائے اُسے مارا۔ جب سانپوں نے بڑبڑانے والے اسرائیلیوں کو کاٹا اور وہ مر گئے تو موسیٰ نے پیتل کا سانپ بنا کر بَلّی پر لٹکا دیا تاکہ جو مارگزیدہ اُس پر ایمان سے نگاہ کرے شفا پائے۔ اِس تاریخی واقعہ کو مسیح خداوند نے صلیب پر اپنی موت کو واضح کرنے کے لئے استعمال کیا اور یوں نجات کا سیدھا سادا اصول وضع ہُوا (یوحنا ۳: ۱۴ - ۱۶)۔

جب بنی اسرائیل موآب کے میدان میں سے ہوتے ہوئے ارنون کی وادی میں داخل ہوئے تو ان کا سامنا دو اموری بادشاہوں یعنی سیحون شاہِ حسبون اور عوج شاہِ بسن سے ہُوا۔ اسرائیلیوں نے اُن دونوں کو شکست دی اور یردن کے مشرقی علاقے پر قبضہ کر لیا اور بعد میں یہی علاقہ روبن، جد اور منسّی کے آدھے قبیلے کو میراث میں ملا۔ اب چونکہ اموری خطرہ ختم ہو چکا تھا اس لئے بنی اسرائیل عارضی طور پر دریائے ارنون کے شمال میں موآب کے میدان میں بس گئے۔

شاہِ موآب بلق، اپنے لوگوں کے قریب اسرائیلیوں کے بسنے سے بڑا مضطرب ہُوا اس لئے اُس نے خدا کے عہدی لوگوں کو برباد کرنے کا منصوبہ بنایا (گنتی ابواب ۲۲ - ۲۵)۔ اُس نے مسوپتامیہ کے ایک نبی بلعام کو روپئے اور اعلیٰ عہدے کا لالچ دیا کہ وہ اسرائیل پر لعنت کرے۔ بلعام نے بلق کی دعوت قبول کر لی لیکن راستے میں اُس کی گدھی نے اُسے ملامت کی اور خدا کے فرشتے نے اُسے صرف خداوند ہی کا پیغام دینے کو کہا۔ اگرچہ موآبیوں نے لعنت کے لئے قربانیاں تیار کی تھیں تو بھی بلعام نے ہر مرتبہ اسرائیلیوں کو برکت دی۔ خدا نے اُسے اپنے برگزیدہ لوگوں پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جب بلعام وہاں سے واپس جانے لگا تو اُس نے موآبیوں اور مدیانیوں کو صلاح دی کہ وہ اسرائیلیوں کو عورتوں کے ذریعہ بداخلاقی اور بُت پرستی کی طرف راغب کریں۔ پس جب اسرائیلی اُن بُت پرستوں کی قربانیوں میں شریک ہونے لگے تو خداوند کا غضب بھڑکا اور ہزاروں اسرائیلی ہلاک ہوئے اور متعدد مجرم سرداروں کو قتل کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں موسیٰ نے مدیانیوں کو سزا دینے کے لئے اُن سے جنگ کی۔ اِس جنگ میں بعور کا بیٹا بلعام مارا گیا (گنتی ۳۱: ۱۶)۔

موسیٰ نے ایک مرتبہ پھر فوجی مردم شماری کا حکم دیا۔ اس کی نگرانی ہارون کے بیٹے الیعزر نے کی کیونکہ وہ اپنے باپ کی موت کے بعد سردار کاہن بن گیا تھا۔ اس وقت اسرائیل کے جنگی مردوں کی تعداد مصر سے آنے کی نسبت بہت کم تھی (گنتی ۲۶: ۱ - ۶۵)۔ اب یشوع کو موسیٰ کا جانشین مقرر اور مخصوص کیا گیا۔ میراث کے مسائل حل کئے گئے اور ہدیوں، تہواروں اور قسموں کے متعلق اضافی ہدایات دی گئیں (گنتی ابواب ۲۷ - ۳۰)۔ موسیٰ نے بادلِ نخواستہ روبن جد اور منسّی کے آدھے قبیلے کو اس شرط پر دریائے یردن کے مشرق میں آباد ہونے کی اجازت دی کہ وہ دریا پار کنعان کے ملک کو فتح کرنے میں اپنی قوم کی مدد کریں گے (گنتی باب ۳۲)۔ اُس نے یہ اندازہ لگاتے ہوئے کہ بنی اسرائیل ملکِ کنعان کو فتح کر لیں گے انہیں نصیحت کی کہ وہ وہاں کے بُت پرست باشندوں کو ہلاک کر دیں۔ انہوں نے قبیلوں کے بارہ سرداروں کو قبیلوں میں زمین تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سارے کنعان میں لاویوں کے لئے ۴۸ شہر مقرر کریں جن کے ساتھ چراگاہیں بھی ہوں۔ لاویوں کے اِن شہروں میں سے چھ پناہ کے شہر ہوں گے جہاں وہ قاتل پناہ کے لئے بھاگ سکیں گے جن سے سہواً قتل ہو گیا ہو (گنتی ابواب ۳۵ - ۳۸)۔ موسیٰ نے وراثت کے اُن مسائل کا بھی حل بتایا جہاں بیٹیاں اپنے والدین کی جائداد کی وارث ہوں گی (گنتی باب ۲۶)۔

موسیٰ کا کردار اس کی اُس الوداعی تقریر سے جو اُس نے اپنی پیاری قوم کے سامنے کی، بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسے خدا نے خود موعودہ ملک کو فتح کرنے اور اُس پر قابض ہونے کی اجازت نہیں دی تو بھی وہ بنی اسرائیل کے لئے جب وہ اُس ملک میں داخل ہوں نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہے۔ اُس کی تنبیہ اُس خطاب میں ملتی ہے جو استثنا کی کتاب میں دیا ہُوا ہے۔ اُس نے کوہِ حورب سے شروع کر کے جہاں خدا نے بنی اسرائیل کے ساتھ عہد باندھا تھا سفر کے متعلق بتایا۔ اُس نے اُن مقامات کی طرف خاص طور پر اشارہ کیا جہاں اسرائیلی بُڑبُڑائے تھے اور انہیں ان کی نافرمانی بھی یاد دلائی۔ بریں بنا خدا نے اُس نسل کو جسے موسیٰ مصر سے نکال کر لایا تھا، ملکِ کنعان میں جانے سے روک دیا جس کا وعدہ خدا نے اُن سے کیا تھا۔ اِس پس منظر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے موسیٰ نے انہیں فرمانبرداری کی تلقین کی۔ پھر اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس

نے اُن فتوحات کا ذکر کیا جو خدا نے اُنہیں حال ہی میں اموریوں پر بخشی تھیں۔ اِس تجربہ کی بنا پر جب اسرائیلی یشوعؔ کی راہنمائی میں ملکِ کنعانؔ میں داخل ہوں گے فتح کی امید کی جا سکتی تھی (استثنا ۱: ۱-۴: ۴۳)۔

اپنی دوسری تقریر میں (استثنا ۴: ۴۴-۲۸: ۶۸) موسیٰؔ اِس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کے ساتھ درست تعلقات میں محبّت اور فرمانبرداری کو بنیادی حیثیّت حاصل ہے۔ کوہ سیناؔ پر جو احکام عشرہ دیئے گئے وہ ان کو بھی یہاں پر دھراتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اپنی روزمرّہ کی زندگی میں پورے دل سے خدا کے ساتھ محبت رکھنے ہی سے اس عہدی تعلق کو اِس طور پر قائم رکھا جا سکتا ہے کہ وہ خدا سے برکات حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ چنانچہ ہر نسل کا فرض ہے کہ وہ نصیحت اور فرمانبرداری کے وسیلہ سے اپنی آئندہ نسل کو خدا کے خوف کی تعلیم دے۔ صرف اس نمونہ پر زندگی بسر کرنے کے باعث ہی وہ عملی طور پر خدا کے پاک لوگ ہوں گے۔ موسیٰؔ بڑی وفاداری کے ساتھ اُن قوانین کو دُھراتا ہے جو انہیں پہلے ہی دیئے جا چکے تھے۔ وہ انہیں خدا کے ساتھ وفادار رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ انہیں بُت پرستی کے خلاف انتباہ کرتا ہے۔ وہ انہیں انصاف سے کام لینے کی نصیحت کرتا ہے اور متعدد دیوانی اور مذہبی قوانین کا بھی اضافہ کرتا ہے۔ وہ اپنی تقریر کا خاتمہ لعنتوں اور برکتوں کی فہرست سے کرتا ہے جو دریائے یردنؔ کو پار کرنے کے بعد تمام جماعت کو پڑھ کر سنائی جائے گی۔ اِس طرح اُس نے بنی اسرائیل کے سامنے زندگی اور موت کی راہ رکھی۔ موسیٰؔ نبی نے بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے شریعت کو لکھا۔

موسیٰؔ کی زندگی کے اختتام پر یشوعؔ بنی اسرائیل کا قائد بنا جسے پہلے ہی موسیٰؔ کا جانشین مقرر کیا جا چکا تھا۔ ایک گیت میں (استثنا باب ۳۲) موسیٰؔ خدا کی حمد و تعریف کرتا اور یہ یاد دلاتا ہے کہ خدا نے کس طرح بنی اسرائیل کو مصرؔ سے رہائی دلائی اور بیابان کے سفر میں اُن کی پرورش کی۔ پھر ہر ایک قبیلہ کو برکت دینے کے بعد وہ کوہ نبوؔ پر گیا جہاں سے وہ اپنی موت سے پیشتر ملکِ موعود کو دیکھ سکا۔

موسیٰؔ کا آسمان پر اُٹھایا جانا:- یہ ایک غیر ملہم کتاب کا نام ہے، جو موسیٰؔ کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔ استثنا ۳۴: ۶..... الخ میں لکھا ہے کہ "اُس نے (خداوند نے) اُسے..... دفن کیا پر آج تک کسی آدمی کو اُس کی قبر معلوم نہیں"۔ اس آیت کی بنا پر ایک روایت مشہور ہوئی کہ موسیٰؔ کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔ قدیم مسیحی مصنفین کم از کم چار کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں یہ روایت مفصّل طور پر بیان کی گئی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:-

موسیٰؔ کا مکاشفہ، صعودِ موسیٰؔ، معراجِ موسیٰ، عہد نامہِ موسیٰؔ۔ غالباً یہ ایک یا دو کتابوں کے مختلف نام ہیں۔ بعض قدیم مسیحی علماء جن میں اوریجنؔ Origen کا نام پیش پیش ہے یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ یہوداہؔ کے عام خط کی آیت ۹ میں موسیٰؔ کے متعلق حوالہ اسی کتاب یا کتابوں سے لیا گیا ہے۔

موسیٰؔ کی شریعت:- دیکھئے شریعت۔

موسیرہ:- ایک مقام جہاں ہارونؔ فوت ہو کر دفن ہوا (استثنا ۱۰: ۶)۔ موسیروت، موسیرہ کی جمع ہے۔ یہ گنتی ۳۳: ۳۰ میں اسرائیل کے بیابان کے سفر میں ایک منزل تھی۔

موسیقی:- پرانے عہد نامہ میں موسیقی کے متعلق متعدّد حوالے ملتے ہیں جن سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ موسیقی عبرانی ثقافت کا ایک اہم جزو تھی۔ لمکؔ کے بیٹے یوبلؔ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ "بین اور بانسلی بجانے والوں کا باپ تھا" (پیدائش ۴: ۲۱) یعنی موسیقی اُسی نے ایجاد کی۔ چرواہی زندگی اور موسیقی کا باہمی تعلق اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوبلؔ کا بڑا بھائی یابلؔ اُن کا باپ تھا جو خیموں میں رہتے اور جانور پالتے ہیں (پیدائش ۴: ۲۰)۔

بعد میں ایک وقت آیا جب موسیقی ہیکل کی عبادت میں بھی استعمال ہونے لگی۔ لیکن شروع میں موسیقی دُنیوی اور غیر مذہبی تھی۔ نوحؔ کے طوفان کے بعد موسیقی کے بارے میں پہلا حوالہ لابنؔ سے متعلق ہے۔ وہ اپنے بھانجے اور داماد سے شکایت کرتا ہے کہ تو چُھپ کر کیوں بھاگا اور مجھے خبر کیوں نہ دی "ورنہ میں تجھے خوشی خوشی طبلے اور بربط کے ساتھ گاتے بجاتے روانہ کرتا" (پیدائش ۳۱: ۲۷) یعنی دھوم دھام سے یعقوبؔ کو الوداع کہتا۔ موسیقی خوشی کے موقعوں پر ★ ناچ کے ساتھ استعمال ہوتی تھی۔ جنگ میں فتح کے بعد نصرت کے نغمے گائے جاتے تھے (خروج ۱۵: ۱ ببعد، قضاۃ ۵: ۱ مابعد)۔ موسیٰؔ نبی کی بہن مریمؔ اور دوسری عورتوں نے جب فرعونؔ اور اس کے گھڑ سوار رتھوں کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے اور اسرائیل کی فتح ہوئی تو وہ "دف لئے ناچتی ہوئی" (خروج ۱۵: ۲۰ ببعد) جلوس کی صورت میں اپنے مردوں کے پیچھے چلیں۔

یہوسفطؔ بادشاہ اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد ستار اور بربط اور نرسنگے لئے ہوئے یروشلیمؔ میں آیا اور خدا کے گھر میں داخل ہوا (۲- تواریخ ۲۰: ۲۸) بنی اسرائیل کی ضیافتوں میں رقص و سرود عام تھا (یسعیاہ ۵: ۱۲، عاموس ۶: ۵)۔ ناچ اور گانا انگور روندنے کے تہواروں کا ایک خصوصی حصّہ (یسعیاہ ۱۶: ۱۰) اور شادی بیاہ کی رسموں کی دھوم دھام کا ایک اہم پہلو تھا (مکابین

۹ : ۳۷، ۳۹) - بادشاہ کے دربار میں اُس کے اپنے گانے والے اور گانے والیاں اور موسیقار ہوتے تھے (۲-سموئیل ۱۹ : ۳۵، واعظ ۲ : ۸)- چرواہے لڑکے بھی موسیقی سے شغف رکھتے تھے - داؔؤد کے پاس بھیڑیں چراتے وقت بربط تھی (۱-سموئیل ۱۶ : ۱۸)- نوجوان شہر کے پھاٹک پر نغمہ پردازی کی محفل جماتے تھے (نوحہ ۵ : ۱۴)- فاحشہ عورتیں بھی موسیقی اور نغموں اور رقص سے اپنی دلفریبی بڑھاتی تھیں (یسعیاہ ۲۳ : ۱۶)-

موسیقی افسردہ دلی اور اُداسی کا بھی علاج تھا - ساؔؤل کے مالیخولیہ کے علاج کے لئے داؔؤد کو بربط بجانے کے لئے چُنا گیا (۱-سموئیل ۱۶ : ۱۶، ۲۳) - نبوت کرنے کے لئے بھی وجد آمیز سماں موسیقی سے باندھنا ممکن تھا (۲-سلاطین ۳ : ۱۵)-

موسیقی خوشی اور غمی دونوں موقعوں پر استعمال کی جاتی تھی - موت پر مرثیہ گائے جاتے تھے - یرمیاہ کا نوحہ اور داؔؤد کا ساؔؤل بادشاہ کے لئے مرثیہ (۲-سموئیل ۱ : ۱۸-۲۷) اس کی مثالیں ہیں - دستور تھا کہ جنازے کے لئے کرائے پر ماتم کرنے والے بلوائے جاتے تھے ان میں بانسلی بجانے والے بھی ہوتے تھے (متی ۹ : ۲۳) -

مائی مونی ڈیز Maimonides ایک ہسپانوی ربّی کے مطابق اپنی بیوی کی وفات پر ماتم کرنے کے لئے ایک غریب سے غریب خاوند کے لئے ضروری تھا کہ کم ازکم دو بانسلی بجانیوالے اور ایک رونے پیٹنے والی عورت کا انتظام کرے - موسیقی جس طرح عبرانی سماجی زندگی کا ایک جزوِ اہم تھی اُسی طرح وہ ان کی مذہبی عبادت میں ایک خاص مقام رکھتی تھی - ۱-تواریخ ۱۵ : ۱۶-۲۴ میں داؔؤد بادشاہ کے اُس نظام کا تفصیلی بیان ہے جو لاویوں میں گانے والوں اور ساز بجانے والوں کے لئے مقرر ہوا تھا - اس حوالے کے سوا کئی ضمنی حوالے ہیں جن سے ہم آدابِ نماز اور ترتیبِ عبادت میں موسیقی کی اہمیت کو دیکھ سکتے ہیں - ہیکل کی موسیقی کے ذمہ دار شخص اس بات کا سختی سے خیال رکھتے تھے کہ وہ ایسے گیت اور راگنیں جن کا تعلق غیر اقوام کی بُت پرستی کی رسوم سے ہو یا ایسے ساز جو جنسی خواہشات کو اُبھاریں ہیکل کی عبادت میں ہرگز استعمال نہ ہوں - یاد رہے کہ بنی اسرائیل کی پڑوسی قومیں بُت پرست تھیں - باروری کی رسوم fertility rites ان میں بہت عام تھیں - ان نفرتی رسوم میں گانے والی عورتیں اور ساز بجانے والے لوگوں کو جنسی رنگ رلیوں پر مائل کرتے تھے اور پُجاری دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے مندر کی عورتوں سے حرام کاری کرتے تھے (دیکھئے کسبی) کیونکہ اُن کے باطل خیالات کے مطابق دیوتا ان فحش کاموں کے صلہ میں زمین کی باروری بڑھاتے تھے - ظاہر ہے کہ اس قسم کی موسیقی سچے اور برحق خدا کی پرستش میں خلل انداز ہوتی تھی اِسی لئے پہلے پہل بعض ساز مثلاً بانسلی اور عورتوں کا گانا ہیکل میں ممنوع تھا - تاہم مذہبی تیوہاروں میں عورتیں حصّہ لے سکتی تھیں (۲-تواریخ ۳۵ : ۲۵؛ عزرا ۲ : ۶۵؛ نحمیاہ ۷ : ۶۷)-

موسیقی کے ساز :-

کتابِ مُقدّس میں موسیقی کے سازوں کا ذکر تو بے شک ہے لیکن ہمیں یہ صحیح علم نہیں کہ یہ ساز کس قسم کے تھے، ان کی شکل اور بناوٹ کیسی تھی اور انہیں کس طرح بجایا جاتا تھا - تاہم کہیں کہیں کچھ خفیف سے اشارے ملتے ہیں جن کی مدد سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مثلاً بربط ہاتھ سے بجائی جاتی تھی (۱-سموئیل ۱۶ : ۲۳)- بعض مرتبہ تو سازوں کے صحیح نام بھی تعین کرنا مشکل ہوتا ہے - اسی وجہ سے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں میں کئی جگہ ایک ہی ساز کے دو مختلف نام دیئے گئے ہیں. بعض مرتبہ ایک ہی عبرانی نام کے ساز کے اردو میں کئی مختلف ترجمے کئے گئے ہیں مثلاً کنور کو پیدائش ۴ : ۲۱ میں بین (ارغنون) کئی دیگر حوالوں میں بربط اور مزامیر میں ستار کہا گیا ہے - اِن سازوں کے عبرانی ناموں کا علمِ صرف کی مدد سے مطالعہ کرنے سے ہمیں کچھ مزید دلچسپ معلومات حاصل ہوتی ہیں - اس کے علاوہ قدیم ترجمے بھی ان پر کافی روشنی ڈالتے ہیں - موسیقی کے سازوں کو ہم تین اقسام میں بانٹ سکتے ہیں -

۱ - ضربی ساز یعنی وہ جن کی آواز چوٹ لگانے سے پیدا ہوتی ہے مثلاً ڈھولک -

۲ - ہوا باجے - وہ ساز جن میں پھونک مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے مثلاً بانسری -

۳ - تاردار ساز - یعنی وہ ساز جن کی تاروں کو ہاتھ سے یا مضراب یا گز سے چھیڑنے سے سُر نکلتے ہیں -

۱- ضربی ساز

کتابِ مُقدّس میں ذیل کے ضربی سازوں کا ذِکر آیا ہے -

۱- جھانجھ - یونانی کمبالون kymbalon یہ کمبے kymbe سے مشتق ہے جس کے معنی تشتری یا رکابی ہیں اور یہ لفظ صرف ایک مرتبہ نئے عہدنامہ میں استعمال ہوا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۳ : ۱) - پرانے عہدنامہ کے دو ملتے جلتے الفاظ کا ترجمہ جھانجھ کیا گیا ہے - مصلتایم صوتی نام ہے یعنی یہ لفظ جھانجھ کی آواز کی نقل ہے، جیسے ہمارے اردو کے لفظ میں ہم جھانجھ کی آواز سُن سکتے ہیں - یہ لفظ پرانے عہدنامہ میں کئی جگہ آیا ہے (۱-تواریخ ۱۳ : ۸؛ ۱۵ : ۱۹ وغیرہ)- اس ساز کا ذکر ہمیشہ ہیکل کے دیگر سازوں کے ساتھ آتا ہے - کتابِ مُقدّس میں یہ عام طور پر مذہبی رسوم ادا کرنے کے موقع پر استعمال ہوتا تھا - جب عہد کے صندوق کو ★ قریت یعریم سے واپس لایا گیا تو یہ بھی بجایا گیا (۱-تواریخ ۱۵ : ۱۶، ۱۹، ۲۸) - سلیماؔن کی ہیکل کی تقدیس

کے وقت (۲-تواریخ ۵: ۱۳)، حزقیاہ بادشاہ کے زمانہ میں ہیکل کی عبادت کی بحالی پر (۲-تواریخ ۲۹: ۲۵)، دوسری ہیکل کے سنگِ بنیاد رکھتے وقت (عزرا ۳: ۱۰) اور یروشلیم کی دیواروں کی تقدیس کے موقع پر یہ بجایا گیا (نحمیاہ ۱۲: ۲۷)۔

ایک اور عبرانی لفظ جو اُوپر کے لفظ کی قدیم شکل معلوم ہوتی ہے صلصلیم ہے اور یہ ۲-سموئیل ۶: ۵ اور زبور ۱۵۰: ۵ میں استعمال ہوا ہے۔ پرانے عہدنامے میں دو قسم کے جھانجھوں کا ذکر ہے۔ زبور ۱۵۰ میں "بلند آواز والے جھانجھ" اور "زور سے جھنجھناتی جھانجھ"، غالباً دو مختلف جھانجھیں تھیں۔ ایک، دو تھالی نما برتن جن کو آپس میں ٹکرانے سے آواز نکلتی تھی۔ دوسری جس کی آواز اُونچے سر کی تھی جو دو کٹوریوں
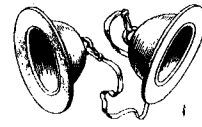
کو ایک دوسرے سے مارنے سے نکلتی تھی۔ کیتھولک ترجمہ میں ایک مرتبہ لفظ منجیرہ آتا ہے (۱-اخبار ۱۵: ۱۶- یہ پیتل کی دو کٹوریاں ہوتی ہیں)۔

ب - خنجری - دف - ڈھولک - طبلہ -

یہ سب ایک ہی عبرانی لفظ توف (قب عربی دف بمعنی ڈھولکی) کا ترجمہ ہیں۔

خنجری

جھانجھ
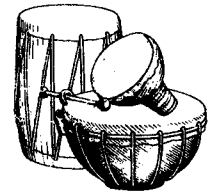
دف - طبلہ

یہ لفظ عبرانی میں تقریباً ۱۶ مرتبہ آیا ہے اور اس کا ترجمہ ۱۱ مرتبہ دف، دو مرتبہ خنجری (۲-سموئیل ۶: ۵، ایوب ۲۱: ۱۲) اور طبلہ (قضاۃ ۱۱: ۳۴، پیدائش ۳۱: ۲۷) اور ایک مرتبہ ڈھولک (یسعیاہ ۲۴: ۸) کیا گیا ہے۔ یہ غالباً خنجری کی قسم کا ساز تھا جو ہاتھ میں پکڑ کر بجایا جاتا تھا۔ یہ گانے اور ناچنے میں تال دینے کے لئے استعمال ہوتا تھا (خروج ۱۵: ۲۰)۔ جشن کی محفلوں اور جلوسوں میں یہ رونق پیدا کرتا تھا (یسعیاہ ۵: ۱۲، ۱-سموئیل ۱۸: ۶)۔

ج - گھنٹیاں - اس کے لئے عبرانی کے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ پعمون - اس کا مادہ پاعم بمعنی ضرب لگانا ہیں۔ خروج کی کتاب میں یہ چار مرتبہ سردار کاہن کے لباس میں لگی ہوئی سونے کی گھنٹیوں کے لئے آیا ہے (خروج ۲۸: ۳۳، ۳۴، ۳۹: ۲۵، ۲۶)۔ اِن گھنٹیوں کی آواز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سردار کاہن پاک ترین مقام میں حاضر ہے اور لوگوں کو موقع تھا کہ وہ بھی باہر سے اُس کے ساتھ دعا میں شریک ہوجائیں۔ دوسرا عبرانی لفظ مصلوت ہے۔ وہ صرف ایک مرتبہ اُن گھنٹیوں کے لئے آیا ہے جو گھوڑے کی لگام میں لگی ہوتی تھیں (زکریاہ ۱۴: ۲۰)۔

۲-تاردار ساز

جن تاردار سازوں کا کتابِ مُقدّس میں ذکر آیا ہے وہ بربط، دس تارا، رباب (چنگ)، سارنگی اور ستار (طنبورہ) ہیں۔

مختلف قسم کی بربطیں

ا- کنور - عبرانی میں کنور کا نام کم از کم ۴۲ مرتبہ آیا ہے۔ عام طور پر اس کا ترجمہ بربط کیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں سوائے پیدائش ۴: ۲۱ اور زبوروں کے جہاں اس کا ترجمہ ستار کیا گیا ہے باقی جگہ بربط ہی ہے۔ اس ساز اور بانسلی کا ذکر بائبل میں سب سے پہلے آتا ہے (پیدائش ۴: ۲۱) لیکن یہاں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونوں ترجموں میں ان سازوں کو مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ کنور اور عگاب کو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بین اور بانسلی اور کیتھولک ترجمہ میں ارغنون اور بین کیا گیا ہے۔ بعض علماء کے مطابق یوبل دونوں قسم کے سازوں یعنی ہوا باجے اور تاردار سازوں کا مُوجد تھا۔ لیکن ترجمہ میں دونوں ساز ہوا باجے ہیں۔ اس لئے غالباً فارسی اور عربی ترجمے زیادہ موزوں ہیں۔ فارسی میں "بربط ونے" ہے اور عربی ترجمہ بھی یہی تاثر دیتا ہے۔ لفظ ارغنون ارغن کی جمع ہے اور یہ ایک ہوا باجا ہے۔ غالباً یہ انگریزی لفظ آرگن organ کا مُورِث ہے۔

کنور ایک مشہور ساز تھا جس کے بجانے میں داؔؤد بادشاہ کو خاص مہارت حاصل تھی (۱-سموئیل ۱۶: ۱۸)۔ یہ تاردار ساز تھا لیکن موجودہ بربط کی طرح اس کی ساخت میں آواز کے لئے کوئی گمگی ڈبہ نہ تھا جس سے آواز میں خفیف سی گونج پیدا ہوتی ہے۔ یہ بربط نما ساز مضراب سے بجایا جاتا تھا۔ اس کی شکل کے متعلق وثوق سے کہا نہیں جاسکتا کہ آیا یہ چورس یا تکون کی شکل کا تھا۔ یہ غالباً صنوبر کی لکڑی سے بنایا جاتا تھا لیکن سلیمان بادشاہ نے جب ہیکل کے لئے یہ ساز بنوائے تو چندن کی خوشبودار لکڑی استعمال کی (۱-سلاطین ۱۰: ۱۲)۔ خیال ہے کہ اس میں دس تار تھے اور اس کا سرگم پنج سُرا تھا۔ سو یہ دو سرگم پر پھیلا ہوا تھا۔ اس میں نیم سُرتی

سُر نہیں تھے۔ یاد رہے کہ ہمارا آج کل کا سرگم آٹھ سُرا ہے اور اس میں نیم سُر بھی ہیں۔ یہ خوشی کا ساز تھا (قب پیدائش ۳۱: ۲۶-۲۷)۔ یہودیوں نے دورانِ اسیری اسے بجانے سے احتراز کیا اور اسے بید کے درختوں پر لٹکا دیا (زبور ۱۳۷: ۱-۲۔ یہاں عبرانی لفظ کنور کی جمع کنوریم ہے۔ کیتھولک ترجمہ بربط اور پروٹسٹنٹ ستار) کیونکہ ان کے اسیر کرنے والوں نے اُن کو خوشی کے گیت گانے کو کہا۔ لیکن ملک سے دور یہودی ایسا کیوں کر سکتے تھے (اس جذبہ کی گہرائی سمجھنے کے لئے زبور کی باقی آیات کا مطالعہ کیجئے)۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا تھا کہ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو بربط کی شادمانی جاتی رہے گی (یسعیاہ ۲۴: ۸)۔ اس ساز کی آواز دلربا تھی۔ وہ گونجدار اور دلنواز تھی (زبور ۹۲: ۳؛ ۸۱: ۲)۔ نبوت کرنے سے پہلے نبی بربط کی مدد سے خدا کی حمد و ثنا کر کے نبوت کے لئے موزوں سماں باندھتے تھے (قب ۱۔سموئیل ۱۰: ۵؛ ۱۔تواریخ ۲۵: ۱؛ ۲۔سلاطین ۳: ۱۵)۔ کنور کی آواز راحت بخش تھی اور سکون پیدا کرتی تھی اور روح کی بحالی میں مدد دیتی تھی۔ ساؤل کے اختلالِ دماغی کا علاج بربط کی موسیقی سے کیا جاتا تھا (۱۔سموئیل ۱۶: ۲۳۔ نیز دیکھئے امراضِ بائبل ۲۳)۔

ب۔ نبل۔ عبرانی کے اس لفظ کے بنیادی معنی چمڑے کی مشک ہیں (۱۔سموئیل ۱: ۲۴؛ ایوب ۳۸: ۳۷)۔ بعد میں یہ مٹی کے اور پھر کسی بھی برتن کے لئے استعمال ہونے لگا (یسعیاہ ۳۰: ۱۴؛ نوحہ ۴: ۲)۔ پھر ایک موسیقی کے ساز کے لئے بھی استعمال ہونے لگا جس کی شکل غالباً ایک صراحی نما پانی کے برتن کی طرح تھی جس کے نیچے کا حصہ گمکی کے ڈبے کا کام دیتا ہوگا۔ مشہور یہودی مؤرخ ★ یوسیفس نے دو سازوں کا ذکر کیا ہے، ایک دس تارا، دوسرا بارہ تارا۔ دس تارا ساز کو گز یا مضراب سے بجایا جاتا تھا اور بارہ تار والے کو انگلیوں سے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نبل کا ترجمہ عام طور پر بربط کیا گیا ہے اور کبھی کبھی ستار اور دو مرتبہ رباب (عاموس ۵: ۲۳؛ ۶: ۵)۔ کیتھولک ترجمہ میں عام طور پر بانسری (۱۔تواریخ ۱۳: ۸؛ ۱۵: ۱۶ وغیرہ)، پانچ مرتبہ سارنگی (۱۔سموئیل ۱۰: ۵؛ ۲۔سموئیل ۶: ۵؛ ۱۔ملوک ۸: ۱۰؛ عاموس ۵: ۲۳؛ ۶: ۵) اور کبھی کبھی بربط ہے۔ نبل کا پہلی مرتبہ ذکر ۱۔سموئیل ۱۰: ۵ میں آیا ہے۔ اس لئے بعض علماء کی رائے میں یہ ساز فینیکی قوم کی ایجاد تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اسرائیل اور فینیکیوں کا آپس میں کوئی تعلق قائم نہیں ہوا تھا۔ کنور کی طرح نبل بھی صنوبر کی لکڑی کا بنایا جاتا تھا اور بعد میں چندن کی لکڑی بھی استعمال کی گئی۔ داؤد بادشاہ دونوں ساز اچھی طرح بجا سکتا تھا۔

ج۔ عبرانی لفظ عاسور (قب عربی عَشَرَہ بمعنی دس) ایک اور ساز کا نام ہے جس کا ذکر اکثر کنور اور نبل کے ساتھ آتا ہے (زبور ۳۳: ۲؛ ۹۲: ۳ وغیرہ)۔ اس کے نام سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ دس تار کا ساز تھا۔ اس کی شکل چورس تھی۔ قدیم آبائے کلیسیا اسے علامتی ساز سمجھتے تھے۔ اُن کی رائے میں اس کی دس تاریں دس احکام کی طرف اشارہ کرتی تھیں اور اس کی چار طرفیں اناجیلِ اربعہ کی آئینہ دار تھیں۔

د۔ قیتروس۔ جس ستار (طنبورہ) کا ذکر دانی ایل ۳: ۵ میں آیا ہے اُس کے لئے یہ ارامی لفظ استعمال ہوا ہے۔ غالباً یہ لفظ اُسی مادہ سے مشتق ہے جس سے یورپی ساز گٹار کا نام بنا ہے۔

ہ۔ جس رباب (چنگ) کا ذکر دانی ایل ۳: ۵ میں ہے اُس کا ارامی لفظ سبّکا ہے۔ خیال ہے کہ یہ وہی ساز ہے جسے یونانی سمبوکا کہتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اُونچی سُر والی چار یا پانچ تارا بربط تھی یا شاید بہت سے تاروں والا بڑا ساز۔ غالباً اس کی شکل تکون کی تھی۔

و۔ چغانہ (نفیر) بھی نبوکدنضر کے سازِ سنگیت کا ایک باجا تھا۔ اس کا ارامی نام سمپونیاہ ہے۔ یہ تاردار ساز نہیں تھا بلکہ بین کی مانند ایک ہوا باجا۔

۳۔ ہوا باجے

اُردو ترجمہ میں ذیل کے سازوں کا ذکر ہے:

بانسری یا بانسلی، بین (ارغنون)، تُرہی، چغانہ (نفیر)، سینگ، شہنائی، قرنا، نرسنگا، نَے۔ ہم عبرانی ناموں کے حوالے سے ان سازوں کا بیان کریں گے۔

ا۔ خالیل۔ اس لفظ کے بنیادی معنی سوراخ کرنا ہیں (قب عربی خَلَّ)۔ یہ بانسری کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ یہ ساز بانس میں سوراخ کرنے سے بنایا جاتا ہے۔ اردو نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ بانس سے بنتی ہے۔ یہ لفظ پرانے عہدنامہ میں چھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ چار مرتبہ بانسلی یا بانسری کیا گیا ہے (۱۔سموئیل ۱۰: ۵؛ ۱۔سلاطین ۱: ۴۰؛ یسعیاہ ۳۰: ۲۹ اور یرمیاہ ۴۸: ۳۶)۔ اس آخری حوالہ میں یہ عبرانی میں دو مرتبہ آیا ہے۔ اردو میں دوسری مرتبہ ترجمہ شہنادوں (شہنائی) کیا گیا ہے۔ یسعیاہ ۵: ۱۲ میں ترجمہ بین (بانسری) ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ۱۔ملوک ۱: ۴۰ میں بھی ترجمہ شہنائی ہے۔ اس کا یونانی لفظ اولوس ہے جس کے معنی پھونک مارنا ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۷ میں یہ لفظ اسم اور فعل دونوں شکلوں میں استعمال ہوا ہے فعل کی صورت میں یہ متی ۱۱: ۱۷؛ لوقا ۷: ۳۲ میں بھی آیا ہے)۔ ہم وثوق سے کہہ نہیں سکتے کہ یہ کس قسم کا ساز تھا۔ خیال ہے کہ یہ ہماری شہنائی یا نفیرہ کی قسم کا ساز تھا جس کی نلی کو منہ سے ہوا دی جاتی تھی۔ یہ مہنال یا تپیا ساز سے الگ کیا جا سکتا تھا۔ سازندہ ایک صندوقچی میں فالتو مہنال رکھتا تھا اور ضرورت کے وقت استعمال کرتا تھا۔ اس صندوقچی کو یونانی میں گلوسوکومون glossokomon کہتے تھے۔ پہلے حصّے کے معنی زبان ہیں اور دوسرے کے خبرگیری کرنا۔ یعنی اس صندوقچی میں فالتو مہنال محفوظ رکھے جاتے تھے۔ بعد میں یہ لفظ کسی بھی

ڈبے کے لئے استعمال ہونے لگا جس میں کوئی شے حفاظت سے رکھی جاتی تھی - یہوداہ اسکریوتی کی تھیلی کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے (دیکھئے ریفرنس بائبل میں یوحنا ۱۲ : ۶؛ ۱۳ : ۲۹ کا حاشیہ) -

بانسری ایک خوشی کا ساز تھا اور جلوسوں (یسعیاہ ۳۰ : ۲۹)، قومی خوشی کے موقعوں (مثلاً سلیمان بادشاہ کی تخت نشینی پر) استعمال ہوتا تھا (۱ - سلاطین ۱ : ۴۰) - اس کا ذکر ماتم کے ساز کے طور پر متی ۹ : ۲۳ میں آیا ہے -

ب - نَے - ایک اور ساز کا ذکر جس کا ارامی نام مشرو قیتا ہے دانی ایل ۳ : ۵، ۷، ۱۰، ۱۵ میں آیا ہے - لفظ مشرو قیتا شادق سے مشتق ہے جس کے معنی میٹھی سی آواز نکالنا ہیں -

ج - عوگاب - یہ لفظ صرف چار مرتبہ آیا ہے - پروٹسٹنٹ ترجمہ میں بانسلی ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں دو مرتبہ ارغنون ہے - اس کا ذکر اکثر تار دار سازوں کے مقابلے میں آتا ہے - پیدائش ۴ : ۲۱ میں کنور کے مقابلے میں (اوپر ۲ - ا) - اسی طرح ایوب ۳۰ : ۳۱ اور زبور ۱۵۰ : ۴ میں تو اس کا تینوں قسم کے سازوں کے ساتھ ذکر ہوا ہے - ضربی دف، تار دار ساز اور بانسلی وغیرہ کے ساتھ - ہفتادی مترجمین نے بھی اوگاب کے لئے تین مختلف لفظ استعمال کئے ہیں -

د - سینگ - عبرانی قرن (قب قرن) - یہ لفظ نہ صرف بجانے والے سینگ کے لئے استعمال ہوا ہے بلکہ لغوی معنوں میں حیوان کے سینگ کے لئے بھی (پیدائش ۲۲ : ۱۳ وغیرہ) - نیز یہ تیل کی کُپی کے لئے (۱ - سموئیل ۱۶ : ۱۳) اور کئی جگہ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے (مثلاً نجات کا سینگ - ۲ - سموئیل ۲۲ : ۳ - دیکھئے سینگ) - ساز کے معنوں میں یہ صرف تین حوالوں میں آیا ہے (یشوع ۶ : ۵ میں یہ نرسنگے کے ساتھ یریحو کی فتح میں استعمال ہوا؛ ۱ - تواریخ ۲۵ : ۵ میں داؤد بادشاہ کے سینگ بجانے والوں کا ذکر ہے؛ اور دانی ایل ۳ : ۵ جہاں لفظ قرنا استعمال ہوا ہے -

یہ سینگ عام طور پر نر جانور کے ہوتے تھے اسی لئے اسے نرسنگا کہتے تھے - اگرچہ بعد میں یہ دھات سے بنائے جانے لگے تاہم نام نرسنگا ہی رہا -

ھ - شوفر - یہ بھی ایک سینگ نما ہوا باجا ہے - اسے بنی اسرائیل کا قومی ساز کہا جا سکتا ہے - شروع شروع میں یہ مینڈھے کا سینگ تھا جس میں پھونک مارنے سے زور کی آواز نکلتی تھی - پہلے اسے قومی اور مذہبی مواقع پر لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بجایا جاتا تھا -

پرانے عہد نامہ میں لفظ شوفر تقریباً ۷۲ مرتبہ آیا ہے - چار مرتبہ اس کا ترجمہ قرنائی اور قرنا کیا گیا ہے (خروج ۱۹ : ۱۶، ۱۹؛ ۲۰ : ۱۸؛ ہوسیع ۵ : ۸)، دو مرتبہ تُرہی (ایوب ۳۹ : ۲۴، ۲۵) اور باقی جگہ نرسنگا - شوفر

شوفر (نرسنگا)

ترہی

کا نمایاں کردار یشوع کے چھٹے باب میں ظاہر ہوتا ہے جب اس کی دہشتناک آواز لوگوں کی للکار سے مل کر یریحو کی دیواروں کو گرانے میں کامیاب ہوئی (یشوع ۶ : ۲۰) - جب جدعون قاضی کے تین سو آدمیوں نے مل کر تین سو نرسنگے پھونکے اور "یہوداہ اور جدعون کی تلوار" کا نعرہ لگایا تو مدیانی لشکر خوفزدہ ہو کر بھاگ اُٹھا اور بنی اسرائیل نے اُن کا پیچھا کر کے اُنہیں موت کے گھاٹ اتارا (قضاۃ ۷ : ۱۶ - ۲۲) - شوفر کا بجانا خدا سے بھی منسوب کیا گیا ہے "ہاں خداوند خدا نرسنگا (شوفر) پھونکے گا ..... رب الافواج اُن کی حمایت کرے گا" (زکریاہ ۹ : ۱۴، ۱۵) - یہودی آج کل بھی اپنے عبادت خانوں میں شوفر کو استعمال کرتے ہیں -

و - خصوصرہ - یہ بھی ایک قسم کا نرسنگا تھا جو چاندی کا بنایا جاتا تھا - موسیٰ کو خدا نے حکم دیا تھا کہ وہ چاندی کے دو نرسنگے بنائے (گنتی ۱۰ : ۱ - ۱۰) - یہ جماعت کو اکٹھا کرنے اور کوچ کی تیاری کے لئے استعمال ہوتا تھا (گنتی ۱۰ : ۲) - عبرانی بائبل میں لفظ خصوصرہ تقریباً ۲۹ دفعہ استعمال ہوا ہے اور اس کا ترجمہ بیشتر دفعہ نرسنگا کیا گیا ہے - تاہم پانچ مرتبہ اسے ترہی کہا گیا ہے (۱ - تواریخ ۱۳ : ۸؛ ۱۶ : ۶، ۴۲) -

ز - یوبل - اس عبرانی لفظ کے معنی مینڈھے کا سینگ ہیں - ان معنوں میں یہ یشوع باب ۶ میں پانچ مرتبہ استعمال ہوا ہے - باقی جگہ اُس پچاس سالہ خوشی کے تہوار کے لئے استعمال ہوا ہے جسے اردو میں عبرانی لفظ کی نقل میں ★ یوبلی کہا گیا ہے (احبار ب۲۵ ۱۳ مرتبہ، ۲۷ باب پانچ مرتبہ - نرسنگے کے معنوں میں لفظ یوبل صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (خروج ۱۹ : ۱۳) -

ح - کھڑتال - یہ لفظ اردو ترجموں میں نہیں آتا - تاہم ۲ سموئیل ۶ : ۵ میں ایک عبرانی لفظ ہے جو صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے اور جس کے صحیح معنی معلوم نہیں - اس کا اردو ترجمہ خنجری کیا گیا ہے - منعنعیم

کے جو جمع کے صیغہ میں ہے بنیادی معنی کھڑکھڑاہٹ ہیں۔ یہ غالباً کسی قِسم کا کھڑتال تھا اور جھانج کے ساتھ بجایا جاتا تھا۔ تصویر ملاحظہ ہو۔

موسیہ:۔ ایشیائے کوچک کے شمال مغرب کا ایک علاقہ۔ اس کے مشہور شہر ★ پرگمن، ★ تروآس، اور ★ آسس تھے۔ پولس اپنے دوسرے بشارتی سفر میں اس علاقے سے گزرا لیکن یہاں بشارت نہیں کی (اعمال ۱۶: ۷، ۸)۔

موشی:۔ مراری کا ایک بیٹا اور موشی خاندان کا بانی (خروج ۶: ۱۹؛ گنتی ۳: ۲۰؛ ۲۶: ۵۸؛ ۱-تواریخ ۶: ۱۹، ۴۷؛ ۲۳: ۲۱، ۲۳؛ ۲۴: ۲۶، ۳۰)۔

موضا۔ موصا:۔ (عبرانی = طلوع)۔
۱۔ کالب کے خاندان سے یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۴۶)۔
۲۔ یہونتن کے خاندان سے ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۳۶، ۳۷)۔

موضہ۔ موصہ:۔ بنیمین کا ایک شہر (یشوع ۱۸: ۲۶)۔

موف:۔ دیکھئے نوف۔

مولادہ:۔ (عبرانی = پیدائش)۔ ایک شہر جس کا ذکر یشوع ابواب ۱۵ اور ۱۹ میں آتا ہے۔ یہ بیرسبع کے قریباً ۱۰میل مشرق میں تھا۔ موجودہ نام خربت الملح ہے۔ اسیری کے بعد بنی یہوداہ اس میں بسے (نحمیاہ ۱۱: ۲۶)۔

مولد۔ مولید:۔ (عبرانی = پیدا کرنے والا)۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۲۹)۔

مولک:۔ (عبرانی لفظ اور عربی لفظ کے معنی حاکم یا مالک ہیں)۔ غیر قوموں کا ایک دیوتا۔ اس کی پرستش خاص طور پر عمونی کرتے تھے۔ اس کی پرستش میں وہ بے دردی سے بچوں کی قربانی دیتے تھے۔ بعض جگہ اس کے بُت کو خوب گرم کیا جاتا تھا اور بچوں کو ذبح کر کے اُس کے بازوؤں پر رکھ دیا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل اس کی پرستش کے متعلق کنعان میں داخل ہونے سے پہلے ہی جانتے تھے کیونکہ توریت میں اس کے خلاف سخت ہدایات تھیں (احبار ۱۸: ۲۱؛ ۲۰: ۱-۵)۔ ان سخت احکامات کے ہوتے ہوئے بھی سلیمان بادشاہ نے اپنی بیویوں کی خاطر کموس اور مولک کی پرستش کے لئے کوہِ زیتون پر بلند مقام تعمیر کروائے (۱-سلاطین ۱۱: ۷)۔

منسّی بادشاہ کے زمانہ میں اس کی خاص پرستش کی جگہ بن ہنوم کی وادی تھی (۲-تواریخ ۳۳: ۶)۔ یہ جگہ اتنی بدنام تھی کہ اس کا نام دوزخ کا مترادف ہوا اور پھر دوزخ اسی نام سے کہلانے لگا۔ عبرانی میں جی ہنوم = ہنوم کی وادی یعنی جہنم (متی ۵: ۲۹، ۳۰)۔

مولک کو ملکوم بھی کہتے تھے (۱-سلاطین ۱۱: ۵؛ صفنیاہ ۱: ۵)۔ ان دونوں لفظوں کا مطلب حاکم یا حکومت کرنے والا ہے۔ حزقی ایل نبی کے وقت یہودی مولک کی پرستش کے بعد خدا کے گھر میں داخل ہوتے تھے اور یوں خداوند کی سکونت گاہ کو پلید کرتے تھے (حزقی ایل ۲۳: ۳۷-۳۹)۔ یہ بدکاری اور ریاکاری یہوّواہ کو نہایت بُری لگی۔ اس سلسلے میں یرمیاہ ۷: ۹-۱۱؛ ۱۹: ۴-۱۳ پڑھیں۔ اسرائیل کی اس بُت پرستی کی وجہ سے خدا نے اُن کو اُن کے دشمنوں کے حوالے کر دیا (زبور ۱۰۶: ۳۵-۴۲)۔ نیز دیکھئے ملکوم۔

مُوندنا:۔ بند کرنا۔ ہندی کا لفظ جو اب متروک ہے۔ یہ یسعیاہ ۳۳: ۱۵ میں آتا ہے۔ "اور آنکھیں موندتا ہے تاکہ زیانکاری نہ دیکھے۔"

مونگا:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۴-معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۱)

موہومیت:۔ (اسے دوقیت بھی کہتے ہیں۔ یہ یونانی لفظ دوقین سے بنا ہے جس کے معنی ہیں "یوں لگنا"۔ قیاسی۔ اصل نہیں بلکہ صرف ایک وہم ہونا۔ اور وہم سے لفظ موہومیت بنا ہے)۔

ابتدائی کلیسیا کی تاریخ میں وہ بدعت جس کے مطابق خداوند یسوع مسیح حقیقت میں انسان نہیں تھے بلکہ ایک خیالی صورت، جن کا بدن دراصل انسانی نہیں تھا۔ اس عقیدہ سے تجسُّد، کفّارہ اور قیامت کے بنیادی مسائل پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

یوسیبیس کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قرنتھس نامی شخص (تقریباً ۱۰۰ء) یوحنّا رسول کا افسس میں مخالف تھا۔ اس کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا خدائے تعالےٰ کی تخلیق نہ تھی بلکہ ایک کمتر فرشتہ کی جس نے دنیا کو اپنی غلامی میں جکڑا ہوا تھا۔ اس عقیدے کے مطابق یسوع ایک عام شخص تھا جو مریم اور یوسف کا بیٹا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ عقل اور نیکی میں اوروں سے برتر تھا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے چُنا کہ وہ اُس کی بشارت دے اور دُنیا کو غلامی سے نجات دلائے۔ اس بڑے کام کے لئے بپتسمہ کے وقت "مسیح" اُس پر اُترا (متی ۳: ۱۶؛ مرقس ۱: ۱۰؛ لوقا ۳: ۲۲؛ یوحنّا ۱: ۳۲)۔ اور یہ "مسیح" مصلوبیت کے وقت اس سے علیحدہ ہو گیا (مرقس ۱۵: ۳۴) اور صرف انسان یسوع ہی مصلوب ہوا اور پھر جی اُٹھا۔

غالباً اس بدعت کو مدِنظر رکھتے ہوئے یوحنّا کے خطوط مسیح کے بدن اور خون پر زیادہ زور دیتے ہیں (۱-یوحنّا ۴: ۲؛ ۵: ۶-۸)۔ غناسطی بدعت (دیکھئے غناسطیت) میں موہومیت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان خطوط میں خداوند مسیح کی انسانیت کی حقیقت پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

اس بدعت کا مبدا کتابِ مُقدّس نہیں بلکہ یونانی اور مشرقی خیال آرائیاں۔ اس کی بنیاد اس قیاس پر ہے کہ مادہ بُرا ہے اور خدا جو پاک ہے اس مادی دنیا میں دخل انداز نہیں ہو سکتا۔

ابتدائی کلیسیا کے زمانہ میں سکندریہ ان مختلف فکروں کی پرورش گاہ تھی۔ غناسطیت کے بڑے بڑے دعویدار اسی جگہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اِس لئے بعض راسخ الاعتقاد مسیحی علماء جو سکندریہ سے تعلق رکھتے تھے موہومیت کا کچھ رنگ اپنی تعلیم میں رکھتے تھے مثلاً اوریجن اور کلیمنس۔

مَہر :۔ دیکھئے شادی کے رسم و رواج ۳

مُہر :۔ کسی چیز پر کھدا ہوا نام یا شکل۔ جب اسے کسی نرم چیز مثلاً موم، لاکھ یا مٹی پر دباتے ہیں تو وہ نام یا شکل اُس پر بن جاتی ہے اور سوکھنے کے بعد پختہ نقش بن جاتا ہے۔
نیز دیکھئے انگوٹھی ۲۔

مہری۔ مہرائی :۔ (عبرانی = پُرجوش)۔ داؔؤد کا ایک بہادر (۲۔سموئیل ۲۳: ۲۸؛ ۱۔تواریخ ۱۱: ۳۰)۔ وہ چوبیس ہزار پر سردار تھا اور اُس کی بادشاہ کی خدمت کرنے کی باری دسویں مہینے آتی تھی۔ یہ زارحیوں سے تھا اور نطوفات کا رہنے والا (۱۔تواریخ ۲۷: ۱۳)۔

مہلت۔ محلت :۔ (عبرانی = بیماری)۔
۱۔ اسمٰعیل کی بیٹی جو عیسو کی تیسری بیوی تھی (پیدائش ۲۸: ۹)۔
۲۔ موسیقی کی ایک اصطلاح جو زبور ۵۳ و ۸۸ کی سرخی میں ہے۔ کیتھولک بیجے ماحلت ہیں۔

مہمان خانہ :۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تین جگہ آیا ہے (۱۔سموئیل ۹: ۲۲؛ مرقس ۱۴: ۱۴؛ لوقا ۲۲: ۱۱)۔ کیتھولک ترجمہ میں مرقس اور لوقا کی انجیل کے حوالوں میں "نعمت خانہ" ہے۔ نیز دیکھئے مہمان نوازی۔

مہندی۔ حنا :۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۲

مہومان :۔ شاہِ اخسویرس کا ایک خواجہ سرا (آستر ۱: ۱۰)۔ نیز دیکھئے ابگتا۔

مہیر شالال حاش بز :۔ (عبرانی = جلد لوٹ، شتاب غارت کر)۔ یسعیاہ نبی نے خدا کی ہدایت سے گواہی کے طور پر یہ فقرہ لکھا۔ پھر جب نبی کا دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو خدا نے اسے حکم دیا کہ اسے یہی نام دے یعنی مہیر شالال حاش بز جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سے پیشتر کہ لڑکا بات کرنا سیکھے سامریہ لوٹا اور تباہ کیا جائے گا (یسعیاہ ۸: ۱، ۳)۔

مہیطب ایل :۔ ۱۔ ادوم کے بادشاہ حدر (۱۔تواریخ ۱: ۵۰ میں جسے ہدد ہیں) کی بیوی (پیدائش ۳۶: ۳۹)۔
۲۔ ایک شخص جس نے نحمیاہ کو دھوکا دینے کا منصوبہ بنایا (نحمیاہ ۶: ۱۰-۱۳)۔

مَے :۔ انگور کا رس۔ جب اس میں خمیر اُٹھتا ہے تو یہ ایک نشہ آور مشروب بن جاتا ہے۔ اس کے لئے ایک خاص عبرانی لفظ شیکار استعمال ہوتا تھا۔ اس لفظ کا اگرچہ اردو میں ترجمہ شراب کیا گیا ہے لیکن یہ موجودہ کشید شدہ الکوحل سے مختلف تھا۔

۱۔ عبرانی میں مے کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

ا۔ یین ۔ (یود۔ یود۔ نون)۔ غالباً یہ ایک غیر مستعمل مادّہ یا ون (یود۔ واو۔ نون) بمعنی "بلبلے اُٹھنا" سے بنا ہے۔ عربی وَیْن بمعنی سیاہ انگور اس سے ملتا جلتا ہے۔ یہ لفظ پرانے عہدنامے کے عبرانی متن میں ۱۳۷ مرتبہ آیا ہے اور اُردو میں ترجمہ مے کیا گیا ہے۔

ب۔ شیکار۔ (شین۔ کاف۔ ریش)۔ قب عربی سَکر بمعنی کھجور کی شراب۔ نشہ آور چیز۔ یہ لفظ عبرانی متن میں ۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ اس کا ترجمہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً ۱۸ مرتبہ شراب، باقی نشہ آور چیز وغیرہ کیا گیا ہے۔

ج۔ خیمر۔ خمر۔ مادّہ خامر (خیتھ۔ میم۔ ریش) بمعنی اُبلنا یا جھاگ اُٹھنا۔ یہ عبرانی متن میں آٹھ مرتبہ آیا ہے اور زیادہ تر ترجمہ مے ہے۔

د۔ تیروش۔ (تاؤ۔ یود۔ ریش۔ واو۔ شین)۔ اس کا مادّہ غالباً یارش ہے بمعنی قبضے میں لینا (استثنا ۱: ۲۱) کیونکہ مے انسان کے دماغ کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہے۔ یہ مے کی فصل کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا ذکر اکثر اناج اور تیل کی فصلوں کے ساتھ آتا ہے (مثلاً غلّہ۔ مے۔ تیل استثنا ۷: ۱۳؛ ۱۱: ۱۴؛ ۱۲: ۱۷؛ ۱۴: ۲۳ وغیرہ)۔ یہ زیادہ تر نئی یا تازہ مے کیلئے استعمال ہوتا ہے جو نشہ آور نہ تھی۔ لیکن بعض جگہ یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ یہ نشہ آور ہوتی ہے (مثلاً ہوسیع ۴: ۱۱۔ "نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے"۔ قب اعمال ۲: ۱۳۔ یہاں یونانی لفظ گلیوکوس gleukos بمعنی میٹھی مے ہے)۔ اگرچہ کہیں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں انگوروں کو نچوڑ کر پینے کے لئے پیالے میں ڈالتے ہیں (پیدائش ۴۰: ۱۱) لیکن یہ قابلِ غور امر ہے کہ ایسے رس کو کبھی مے نہیں کہا گیا۔

۲۔ پرانے عہد نامہ میں

مے کا ذکر فلسطین کی دیگر پیداوار کے ساتھ اکثر آتا ہے۔ مثلاً

پیدائش ۲۷: ۲۸، ۳۷ - اناج اور مَے ؛ استثنا ۷: ۱۳ وغیرہ - غلّہ - مَے - تیل ؛ ۲ - سلاطین ۱۸: ۳۲ ؛ یرمیاہ ۳۱: ۱۲) - فلسطین کی مَے کا رنگ عام طور پر لال (قب امثال ۲۳: ۳۱) ہوتا تھا اس لئے اسے عبرانی میں انگور کا خون بھی کہا گیا ہے (خون کے لئے عبرانی لفظ دام ہے - قب ★ آدم بمعنی لال مٹی سے بنا ہوا - اور انگور کو عناب بھی کہتے ہیں قب عربی عِنَب بمعنی انگور - پیدائش ۴۹: ۱۱ - عبرانی دم عنابیم - پروٹسٹنٹ آبِ انگور - کیتھولک خونِ انگور ؛ استثنا ۳۲: ۱۴ - عبرانی دم عناب - پروٹسٹنٹ انگور کا خالص رس کیتھولک خونِ انگور ؛ یشوع بن سیراخ ۵۰: ۱۶ ؛ قب یسعیاہ ۶۳: ۳ ؛ مکاشفہ ۱۴: ۲۰) -

مَے کا غلط استعمال بہت سی برائیوں کی جڑ ہے - مثلاً بے حیائی (پیدائش ۹: ۲۰ - ۲۷)، زنائے محرّم (پیدائش ۱۹: ۳۲ - ۳۵) انبیاء اُن سب کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں جو مَے کے پھندے میں پھنسے ہوتے ہیں (یسعیاہ ۵: ۱۱، ۲۲ ؛ ۲۸: ۷ ؛ ۵۶: ۱۱ مابعد ؛ ہوسیع ۴: ۱۱ ؛ ۷: ۵ ؛ حبقوق ۲: ۵ ؛ میکاہ ۲: ۱۱) - کاہنوں اور خادم الدینوں کو حکم تھا کہ مَے اور نشہ آور چیز پی کر ہیکل میں داخل نہ ہوں (احبار ۱۰: ۹ ؛ حزقی ایل ۴۴: ۲۱) - اسی طرح امثال کی کتاب میں کئی آیات ہیں جن میں مَے کو حد سے زیادہ پسند کرنے کے خلاف خبردار کیا گیا ہے (امثال ۲۰: ۱ ؛ ۲۱: ۱۷ ؛ ۲۳: ۲۰ مابعد ؛ ۲۳: ۳۱ مابعد) - ★ نذیر عہد کرتے تھے کہ وہ نہ مَے، نہ شراب، نہ مَے کا یا شراب کا سرکہ، نہ انگور کا رس وغیرہ پئیں گے (گنتی ۶: ۳ ؛ قب قضاۃ ۱۳: ۴، ۷، ۱۴) - ★ ریکابی نہ مَے پیتے تھے نہ گھر بناتے تھے (یرمیاہ ۳۵: ۶ مابعد) -

لیکن مَے پینے کا عام دستور تھا - پانی کی بجائے مَے پینا زیادہ صحت مند تھا - خالص اور صاف پانی کم دستیاب تھا - ضیافتوں میں مہمانوں کو مَے پیش کی جاتی تھی اور یہ ایک قابلِ تحسین تحفہ سمجھا جاتا تھا (۱ - سموئیل ۲۵: ۱۸ ؛ ۲ - سموئیل ۱۶: ۱ ؛ قب پیدائش ۱۴: ۱۸) - یہ تجارت میں برآمد کیا جاتا تھا (۲ - تواریخ ۲: ۸ - ۱۵) - زبور نویس لکھتا ہے کہ مَے انسان کے دل کو خوش کرتی ہے (زبور ۱۰۴: ۱۵ ؛ قضاۃ ۹: ۱۳ ؛ واعظ ۱۰: ۱۹) - قربانی کے وقت بھی مَے بطور ★ تپاون پیش کی جاتی تھی - یہ بُت پرستوں کی عبادت میں بھی استعمال ہوتی تھی (استثنا ۳۲: ۳۷ مابعد ؛ یسعیاہ ۵۷: ۶ ؛ ۶۵: ۱۱ ؛ یرمیاہ ۷: ۱۸ ؛ ۱۹: ۱۳) اور یہوداہ کو بھی قربانیوں کے ساتھ تپاون میں پیش کی جاتی تھی (خروج ۲۹: ۴۰ ؛ احبار ۲۳: ۱۳ ؛ گنتی ۱۵: ۷، ۱۰ ؛ ۲۸: ۱۴) - انبیاء عدالت کو مَے کی علامت سے تعبیر کرتے ہیں - بدکار کو سزا یوں دی جائے گی کہ اُسے زبردستی اپنے گناہوں کی مَے پینی پڑے گی اور وہ لڑکھڑا جائے گا - "کیونکہ خداوند کے ہاتھ میں پیالہ ہے اور مَے جھاگ والی ہے - وہ ملی جُلی شراب سے بھرا ہے اور خداوند اُسی میں سے انڈیلتا ہے - بے شک اس کی ★ تلچھٹ زمین کے سب شریر نچوڑ نچوڑ کر پئیں گے" (زبور ۶۰: ۳ ؛ ۷۵: ۸) -

مَے کی فصل کے وقت انگور حوض میں روندے جاتے تھے - یہ خدا کے قہر اور انتقام کی عکاسی کرتا ہے (یوایل ۳: ۱۳) - جب انگور کی فصل حوض میں لتاڑی جاتی ہے تو یہ شریروں کے حشر کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے (یسعیاہ ۶۳: ۲ - ۶) - اس کے برعکس مَے کی بہتات خدا کی برکت کا نشان ہے (پیدائش ۲۷: ۲۸ ؛ یوایل ۲: ۲۴ ؛ ۳: ۱۸ ؛ عاموس ۹: ۱۳ ؛ زکریاہ ۱۰: ۷) -

۳ - نئے عہد نامہ میں

نئے عہد نامہ میں مَے کے لئے عام یونانی لفظ اوئی نوس oinos ہے جو تقریباً ۳۴ مرتبہ آیا ہے اور اس کا ترجمہ مَے کیا گیا ہے - ایک لفظ جو صرف ایک مرتبہ آتا ہے (اعمال ۲: ۱۳) گلیوکوس gleukos ہے - اس کا پروٹسٹنٹ ترجمہ تازہ مَے اور کیتھولک ترجمہ نئی مَے کیا گیا ہے -

ایک اور لفظ سکیرا sekira بھی ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے (لوقا ۱: ۱۵) - یہ غالباً عبرانی شیکار سے مستعار ہے (اوپر دیکھئے ۱ - ب) - پروٹسٹنٹ ترجمہ شراب اور کیتھولک ترجمہ "نشہ" ہے، جو زیادہ موزوں ہے -

اس سلسلے میں ایک اور لفظ کا ذکر ضروری ہے امپیلوس ampelos بمعنی انگور کا درخت (کیتھولک تاک) -

پرانے عہد نامہ کی نسبت نئے عہد نامہ میں مَے کے متعلق بہت کم حوالے ہیں - لیکن مَے کے اچھے اور بُرے اثر کی تعلیم پرانے عہد نامہ کے مطابق ہی ہے - اُنہی باتوں کا نئے عہد نامہ میں اعادہ کیا گیا ہے جن کا ذکر پرانے عہد نامہ میں آتا ہے - مثلاً یوحنّا بپتسمہ دینے والا ★ نذیر ہوتے ہوئے مَے اور نشہ آور مشروب سے پرہیز کرتا تھا (لوقا ۱: ۱۵) - لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مَے بذاتِ خود ایک بُری چیز ہے - خداوند مسیح نے قانائے گلیل میں پانی کو مَے بنانے کے معجزہ میں اس بات کی تائید کی (یوحنّا ۲: ۱ - ۱۱) - خداوند مسیح کے گناہگاروں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کو اُن کے دشمنوں نے اُن پر الزام لگانے کا موقع بنایا اور اُنہیں کھاؤ اور شرابی کہا (متی ۱۱: ۱۸ مابعد ؛ لوقا ۷: ۳۳ مابعد) - خداوند مسیح کا صلیب پر مَے پینے سے انکار کرنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ صلیبی موت کی اذیّت کو اپنے پورے ہوش حواس میں برداشت کرنا چاہتے تھے (متی ۲۷: ۳۴) - لیکن بعد میں اُنہوں نے ★ سرکہ چوس کر پیاس بجھائی (سرکہ یونانی لفظ اوکسوس oxos کا ترجمہ ہے - یہ گھٹیا قسم کی مَے تھی جو عام طور پر محنت کش اور سپاہی پیتے تھے (مرقس ۱۵: ۲۳، ۳۶) - خداوند مسیح نے اکثر اپنی تعلیم میں مَے کا ذکر کیا ہے (متی ۹ :

۱۷؛ مرقس ۲ : ۲۲؛ لوقا ۵ : ۳۷ - ۳۹) - اِن حوالوں میں ایک عام عمل کا ذکر ہے - تجربہ بتاتا ہے کہ نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنے سے نقصان ہوتا ہے - جب نئی مے میں خمیر اُٹھتا ہے تو وہ مشکیں پھٹ جاتیں اور مے ضائع ہو جاتی ہے - غالباً اس تمثیل کا یہ مطلب ہے کہ انجیل کی نئی تعلیم مذہب کے فرسودہ رسم و رواج اور روایات کے قالب میں بند نہیں کی جاسکتی کیونکہ نئی تعلیم پرانی رسموں کو توڑ دے گی (زیرِ بحث ★ روزہ کا مسئلہ تھا) - لوقا یہاں ایک اور تمثیل کا ذکر کرتا ہے "کوئی آدمی پرانی مے پی کر (فوراً) نئی کی خواہش نہیں کرتا کیونکہ کہتا ہے کہ پرانی ہی اچھی ہے" (لوقا ۵ : ۳۹ - کیتھولک ترجمہ میں "فوراً" ہے) - اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو مذہب کے پرانے ماحول میں پکے ہیں وہ اکثر پرانی تعلیم کو ہی اچھا سمجھتے ہیں - بعض تو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر پرانے رسم و رواج کو بدلنا خطرناک سمجھتے ہیں - اس آیت میں غالباً طنز ہے - اُن کا اشارہ فقیہہ اور فریسیوں کی طرف ہے کہ وہ پرانی مذہبی رِیت سے اتنے مانوس ہیں کہ انجیل کی نئی تعلیم کو بڑی مشکل سے سمجھیں گے -

مے بے شک خدا کی بخشش ہے لیکن انجیل کے پیغام کو پھیلانے کی خاطر اس سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہو سکتا ہے - "یہی اچھا ہے کہ تُو نہ گوشت کھائے نہ مے پئے - نہ اور کچھ ایسا کرے جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے" (رومیوں ۱۴ : ۲۱) - مے خواری اور نشہ بازی غیر قوموں کا طرزِ زندگی ہے (۱ - پطرس ۴ : ۳) - مسیحیوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ ابنِ آدم کے دوبارہ آنے کے انتظار میں تیار رہیں - "پس خبردار رہو - ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خمار اور نشہ بازی اور اس زندگی کی فکروں سے سُست ہو جائیں اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آ پڑے" (لوقا ۲۱ : ۳۴) -

اس کے برعکس پولس رسول تیمتھیس کو ہدایت کرتا ہے "کو صرف پانی ہی نہ پیا کر بلکہ اپنے معدہ اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کر" (۱ - تیمتھیس ۵ : ۲۳) - نیک سامری کی تمثیل میں مے کے تیل کے ساتھ بطور مرہم یا ضماد استعمال کا ذکر ہے (لوقا ۱۰ : ۳۴) - مے کا اعتدال سے استعمال مے پینے کی کھلی چھٹی نہیں سمجھنی چاہیئے - نگہبان اور خادم کو نشے میں غل مچانے والا اور شرابی نہیں ہونا چاہیئے (قب ۱ - تیمتھیس ۳ : ۳، ۸؛ اسی طرح بزرگ عورتوں کو بھی زیادہ مے سے احتراز کرنے کی تلقین کی گئی ہے - طِطُس ۲ : ۳) - افسیوں ۵ : ۱۸ میں نصیحت ہے کہ "شراب میں متوالے نہ بنو کیونکہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے بلکہ روح سے معمور ہوتے جاؤ" پنتکست کے دن یروشلیم میں شاگردوں پر جب رُوح نازل ہوا تو پاس کھڑے لوگوں نے سمجھا کہ وہ تازہ مے کے نشے میں ہیں (اعمال ۲ : ۱۳) - یہی مغالطہ عیلی کاہن کو بھی ہوا تھا جب اُس نے سمجھا کہ ★ حنّہ (۱ - سموئیل ۱ : ۱۴) نشے میں ہے کیونکہ وہ گڑگڑا کر دل میں دعا کر رہی تھی - ستم ظریفی تو یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کی بدمستی سے تو چشم پوشی کرتا تھا پر ایک نیک خاتون پر اسے نشے کا گمان ہوا -

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ عشائے ربانی کے بیان میں مے (یونانی اوئی نوس oinos کا ذکر نہیں آتا بلکہ صرف انگور کے شیرے اور پیالہ کا - خداوند مسیح فرماتے ہیں "میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیوں گا اُس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہی میں نیا نہ پیوں" (متی ۲۶ : ۲۹؛ مرقس ۱۴ : ۲۵؛ لوقا ۲۲ : ۱۸) - یونانی لفظ انگور کے لئے اَمپیلوس ampelos ہے (کیتھولک ترجمہ میں تاک ہے) - غالباً دانستہ طور پر یونانی لفظ اوئی نوس نہیں استعمال کیا گیا کیونکہ جیسے روٹی بے خمیر تھی اُسی طرح انگور کا شیرہ (کیتھولک ترجمہ میں رَس ہے) بھی بے خمیر تھا -

۴ - ذیل کی تصویر سے مے بنانے کے مختلف مراحل عیاں ہونگے - دائیں طرف انگور تاک سے اکٹھے کئے جا رہے ہیں - بائیں طرف حوض میں انگور روندے جا رہے ہیں - درمیان میں اوپر مٹی کے مرتبانوں میں انگور کا شیرہ ڈال کر سربمہر کر دیا گیا ہے - یہ تصویر مصر میں تھیبیس کے مقبرے کی دیوار پر کندہ تھی (غالباً ۱۴۰۰ ق م) -
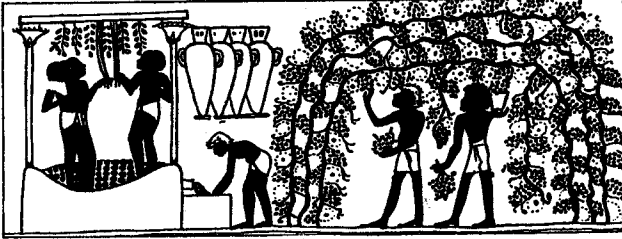
نیز دیکھئے انگور - تاک، تاکستان - کولھو -

میاّمین :- (دہنے ہاتھ سے) -
۱ - داؤد کے زمانہ کا ایک کاہن (۱ - تواریخ ۲۴ : ۹) -
۲ - ایک کاہن جس نے نحمیاہ سے عہد کیا (نحمیاہ ۱۰ : ۷) -
۳ - ایک کاہن جو زرُبّابل کے ساتھ بابل سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲ : ۵، ۷) -
۴ - ایک شخص جس نے اپنی اجنبی بیوی الگ کی (عزرا ۱۰ : ۲۵) -

مینخ :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۳

مینخچو :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۴

مینخی خط :- تحریر کا ایک طریقہ جس میں لفظوں کو لکھنے میں علامتی شکلیں استعمال کی جاتی تھیں - یہ رسم الخط قدیم زمانہ

میں مسوپتامیہ میں رائج تھا۔ اس تحریر کو ایک مینخ نما آلہ سے مٹی کی تختی پر لکھا جاتا تھا۔ پھر تختیوں کو آگ میں پکاکر پختہ کردیا جاتا تھا۔

لے یارڈ Layard اور رسّم Rassam نے ۱۸۵۰-۵۴ء میں نینوہ شہر کی کھدائی کے دوران ★ اشوربنی پال کا کتب خانہ دریافت کیا۔ انہیں بلامبالغہ ہزاروں مٹی کی تختیاں ملیں جن میں بابل کے لوگوں کے مطابق دنیا کی تخلیق اور طوفانِ عظیم کا ذکر قلمبند ہے۔ ان میں سے کافی باتیں بائبل مُقدّس کے بیان سے ملتی جلتی ہیں۔ علماء کے مطابق ابھی بھی ہزاروں تختیوں کی عبارت کو پڑھا نہیں جاسکا

★ تل العمرنا کی تختیاں جو مصر میں ۱۸۸۷ء میں ملی تھیں تعداد میں ۳۰۰ ہیں اور وہ اکادی مینخی خط میں لکھی ہوئی ہیں۔

اس سے بھی زیادہ اہمیّت کی حامل ★ راس شمرہ کی تختیاں ہیں جو ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۹ء کے درمیان کھدائی کے دوران ملیں۔ نیز دیکھئے اوگاریت۔ اثریات۔

میداد:- (عبرانی = محبت کرنے والا)۔
اُن سَتّر میں سے ایک بزرگ جنہیں موسیٰ نے اپنی مدد کے لئے چُنا۔ اِس کو الداد کے ساتھ نبوت کی روح بخشی گئی۔ یہ دونوں لشکرگاہ میں نبوت کر رہے تھے۔ یشوع نے اُن کو روکنے کی کوشش کی لیکن موسیٰ نے کہا "…. کاش خداوند کے سب لوگ نبی ہوتے اور خداوند اپنی روح اُن سب میں ڈالتا" (گنتی ۱۱: ۲۴-۳۰)۔

میدبا:- یردن کے مشرق میں، وادیِ ارنون کے کنارے موآب کی اُونچی چراگاہوں میں ایک میدان اور شہر جو روبن کے قبیلے کا تھا (یشوع ۱۳: ۹، ۱۶)۔

اس کا ذکر پہلی مرتبہ گنتی ۲۱: ۳۰ میں آتا ہے۔ بائبل کے بیان کی تصدیق موآبی پتھر سے ہوتی ہے جو اس علاقہ سے دستیاب ہوا ہے (دیکھئے موآبی پتھر)۔

یہ شہر مختلف لوگوں کے قبضے میں رہا (۱-تواریخ ۱۹: ۷ کا مقابلہ یسعیاہ ۱۵: ۲ سے کریں)۔

میراث۔ وراثت:- عہدِ عتیق میں میراث کے لئے عبرانی الفاظ نخلہ، خلق، یروشاہ اور مراشہ آئے ہیں لیکن آخری دو بہت کم استعمال ہوئے ہیں، جب کہ اکثر و بیشتر اول الذکر استعمال ہوا۔ یہ لفظ قریباً ۲۰۰ مرتبہ آیا ہے اور عام طور پر کسی ملک اور حصّے کو میراث میں لینے کو ظاہر کرتا ہے۔ عبرانیوں کا ایک بنیادی اصول یہ تھا کہ ملک یا جائداد کسی ایک شخص کی ملکیت کی بجائے خاندان کی متصوّر ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ زمین خدا نے اپنے لوگوں یعنی بنی اسرائیل کو دی تھی اس لئے وہ ضرور ہی خاندان میں رہے۔ موسوی شریعت میں حکم تھا کہ وارث صرف قانونی بیوی کے بیٹے ہی ہو سکتے ہیں۔ پہلوٹھے بیٹے کو پہلوٹھے کا حق ملتا تھا یعنی وہ اپنے والد کی جائیداد میں دو حصّوں کا حقدار تھا اور اُس کا فرض تھا کہ وہ خاندان کی مستورات کی دیکھ بھال اور پرورش کرے (استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷)۔ باقی بیٹوں کو ایک ایک حِصّہ ملتا تھا۔ اگر کسی کے بیٹا نہ ہو تو جائیداد بیٹیوں کو ملتی تھی (گنتی ۲۷: ۸) لیکن شرط یہ تھی کہ وہ صرف اپنے قبیلہ میں شادی کریں (گنتی ۳۶: ۶ مابعد)۔ اگر کسی بیوہ کے اولاد نہ ہو تو اُس کے خاوند کا سب سے قریبی رشتہ دار اُس سے شادی کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اُس سے دوسرا قریبی رشتہ دار کرے (روت ۳: ۱۲، ۱۳)۔ اگر کوئی بھی اُس سے شادی نہیں کرتا تو جائیداد اس کی موت تک اُس کے پاس رہتی اور پھر دوسرے وارثوں کو ملتی (گنتی ۲۷: ۹-۱۱)۔ کوئی بھی جائیداد ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ چونکہ زمین خاندان میں ہی رہتی تھی اس لئے وصیّت کے ذریعہ انتقال کی ضرورت نہیں تھی۔ خاندانی وراثت کے حقوق کے بارے میں یہ کٹر احساس ہی خاندان کا نسب نامہ محفوظ رکھنے کا سبب تھا۔

کلامِ پاک میں لفظ میراث، صرف موروثی جائداد ہی کو بیان نہیں کرتا بلکہ یہ خاص الٰہی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ عہدِ عتیق میں یہ سب سے پہلے اِن معنوں میں اُس وراثت کو ظاہر کرتا ہے جس کا وعدہ خدا نے ابرہام اور اُس کی اولاد سے کیا یعنی ملکِ کنعان کے بارے میں: "اپنے ملک پر جسے تو نے اپنی قوم کو میراث کے لئے دیا ہے" (۱-سلاطین ۸: ۳۶ مقابلہ کیجئے گنتی ۳۴: ۲؛ استثنا ۴: ۲۱، ۳۸؛ ۱۲: ۹-۱۰؛ ۱۵: ۴؛ زبور ۱۰۵: ۹-۱۱؛ ۴۷: ۴)۔ یشوع کی راہنمائی میں کنعان کی فتح، اسرائیل کی اپنی فوجی قوّت کے ذریعہ نہیں ہوئی بلکہ خدا کی مدد سے تھی (یشوع ۲۱: ۴۳-۴۵)۔ پھر خدا ہی نے اُسے قبیلوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا (گنتی ۲۶: ۵۲-۵۶؛ یشوع ۱۴: ۱-۵؛ ۱۸: ۴-۹)۔ پس بنی اسرائیل اس ملک پر صرف خدا کے ساتھ وفادار رہنے کی صورت میں ہی اپنا قبضہ برقرار رکھ سکتے تھے (استثنا ۴: ۲۶ مابعد؛ ۱۱: ۸، ۹)۔ اگر وہ خدا کے فرمانبردار نہیں رہیں گے تو ملک گنوا بیٹھیں گے جسے وہ دوبارہ صرف توبہ کرنے اور نئے سرے سے پورے دل کے ساتھ خدا کے تابع ہونے سے حاصل کر سکیں گے (یسعیاہ ۵۷: ۱۳؛ ۵۸: ۱۳، ۱۴)۔

یہ خیال روحانی معنوں میں مزید دو اطراف پھیلتا ہے۔ بنی اسرائیل نے یہ سیکھا کہ یہوواہ خود اپنے لوگوں (یرمیاہ ۱۰: ۱۶) اور فرداً فرداً ایمانداروں کی میراث ہے (زبور ۱۶: ۵، ۶؛ ۷۳: ۲۶؛ ۱۴۲: ۵) اور کہ اُسکے برگزیدہ اُسکی میراث ہیں: "خداوند نے تم کو چُنا اور….. مصر سے نکال لے آیا ہے تاکہ تم اُس کی میراث کے لوگ ٹھہرو" (استثنا ۴: ۲۰)۔ "کیونکہ خداوند کا حِصّہ اُسی کے لوگ ہیں۔ یعقوب اُس کی میراث کا قرعہ ہے" (استثنا ۳۲: ۹)۔ بعدازاں یہ تصوّر زیادہ وسیع ہو گیا

اور اس میں غیر قوم بھی شامل ہو گئے (یسعیاہ ۱۹ : ۲۵ ؛ ۴۷ : ۶ ؛ ۶۳ : ۱۷ ؛ زبور ۲ : ۸)۔

میراث کا تصور نئے عہد نامہ میں بھی بڑا نمایاں ہے لیکن اب یہ مسیح کی شخصیت اور کام سے منسلک ہے جو بیٹا ہونے کے باعث وارث ہیں (مرقس ۱۲ : ۷ ؛ عبرانیوں ۱ : ۲)۔ ایمان دار، مسیح کے مخلصی بخش کام اور لے پالک ہونے کے باعث خدا کے بیٹے اور مسیح کے ہم میراث ہیں (رومیوں ۸ : ۱۷ ؛ گلتیوں ۴ : ۷)۔ اس "ابدی میراث" (عبرانیوں ۹ : ۱۵) کی یقین دہانی کے لئے مسیح نے اُنہیں پاک روح دیا (افسیوں ۱ : ۱۴)۔

عبرانیوں کے نام خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح پرانے عہد میں اسرائیل کو خدا سے میراث ملی اُسی طرح نئے اسرائیل کو نئے عہد میں میراث ملتی ہے جو پہلی سے بہتر ہے۔ مزید براں یہ میراث صرف یہودیوں کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں غیر قوم کے سچے ایماندار بھی شامل ہیں (افسیوں ۳ : ۶)۔ یہ میراث خدا کی بادشاہی ہے اور اس میں اس بادشاہی کی وہ تمام برکتیں شامل ہیں (متّی ۲۵ : ۳۴ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۶ : ۹ ؛ گلتیوں ۵ : ۲۱) جو موجودہ زمانہ میں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ملیں گی (رومیوں ۸ : ۱۷-۲۳ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۵۰ ؛ عبرانیوں ۱۱ : ۱۳ ؛ ۱۔پطرس ۱ : ۳، ۴)۔ یہ مکمل طور پر خدا کے فضل کی بخشش ہے۔

میرب :- (عبرانی = بڑھنا)۔ ساؤل بادشاہ کی بڑی بیٹی۔ چھوٹی بیٹی کا نام میکل تھا۔ جب داؤد نے جاتی جولیت کو مار ڈالا تو اسرائیل کے سب شہروں سے عورتیں داؤد کی تعریف میں گیت گاتی اور ناچتی ہوئی نکلیں (۱۔سموئیل ۱۸ : ۱۷)۔ اس پر ساؤل رشک کرنے اور خفا ہونے لگا۔ اُس نے داؤد کو مروانے کے لئے اُس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ فلستیوں کے خلاف بہادری کا مظاہرہ کرے تو وہ اپنی بڑی بیٹی میرب کو اُس سے بیاہ دے گا۔ لیکن ساؤل نے وعدہ خلافی کر کے اپنی بیٹی کی شادی محولاتی عدری ایل سے کروادی (۱۔سموئیل ۱۸ : ۱۹)۔ ساؤل کی چھوٹی لڑکی داؤد کو چاہتی تھی۔ اُسے جیتنے کے لئے داؤد نے ۲۰۰ فلستیوں کو قتل کر کے اُن کی کھلڑیاں ساؤل کو پیش کیں (۱۔سموئیل ۱۸ : ۲۱)۔

۲۔سموئیل ۲۱ : ۸ میں کاتب کی غلطی سے میرب کی جگہ میکل کا نام لکھا گیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ چونکہ میکل بے اولاد تھی اس لئے اس نے اپنی بہن میرب کے بچوں کو گود لیا ہو۔ نیز دیکھئے میرب۔

میرِ مجلس، میرِ ضیافت :- ضیافت کا انتظام کرنے والے شخص کو یہ لقب دیا جاتا تھا (یوحنّا ۲ : ۸)۔ اس کے لئے یونانی لفظ خاص دلچسپی کا حامل ہے architriklinos آرخی بمعنی حاکم یا ناظم۔ تری = تین، کلینوس = صوفے یا آرام کرسیوں کا کمرہ، یعنی ضیافت کے کمرے کا ناظم۔ یہ ضیافت کے کمرے کی دیکھ بھال کرتا تھا کہ دسترخوان پر خوراک کی سب چیزیں صحیح طور پر چُنی گئی ہوں، کھانا وقت پر تیار ہو۔ وہ کھانے اور مے کو بھی چکھ کر پرکھتا تھا (یوحنّا ۲ : ۹)۔ غالباً نوکر کو نہیں بلکہ مہمانوں میں سے ایک کو چُن کر میرِ مجلس بنایا جاتا تھا۔

میروز :- ناصرۃ کے قریب گلیل میں ایک مقام۔ اس پر لعنت بھیجی گئی کیونکہ یہ لوگ خداوند کی کمک کے لئے نہیں آئے (قضاۃ ۵ : ۲۳)۔

میرُوم کی جھیل۔ بحیرۂ میروم :- حصور کا بادشاہ اور اس کے اتحادی یہاں پر یشوع کے خلاف لڑنے کو جمع ہوئے۔ اُس نے اُنہیں شکست دی (یشوع ۱۱ : ۵، ۷)۔ یہ یردن کے مغرب میں دس میل کے فاصلے پر ہولے Huleh اور تبریاس کی جھیلوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے کثیر چشمے جنوب کی طرف میروم کے گاؤں کے ساتھ ساتھ بہتے ہیں اور وادی میں سے ہوتے ہوئے گلیل کی جھیل میں جا گرتے ہیں۔

میز :- عبرانی لفظ شُلحان کا ترجمہ میز اور دسترخوان کیا گیا ہے۔ عبرانی لفظ کے مادّہ کا مفہوم بچھانا یا پھیلانا ہے۔ بیابان کے سفر کے دوران غالباً اس سے وہ جگہ مراد تھی جسے صاف کر کے اس پر کھانا چُن دیا جاتا تھا یا کھال کو زمین پر میز پوش کی طرح پھیلا کر اس پر کھانے کی چیزیں سجادی جاتی تھیں (زبور ۷۸ : ۱۹ ؛ ۲۳ : ۵)۔ بعد میں یہ لکڑی یا دھات کی بنی ہوئی موجودہ شکل کی میز کی طرح کی چیز تھی لیکن اُونچائی میں وہ بہت کم ہوتی تھی۔ اردو ترجمہ میں میز کا لفظ زیادہ تر نذر کی روٹی کی میز کے لئے استعمال ہوا ہے (خروج ۲۵ : ۲۳ ؛ گنتی ۴ : ۷ ؛ ۱۔سلاطین ۷ : ۴۸ وغیرہ) لیکن یہ دوسری طرح کی میز کے لئے بھی آیا ہے (مثلاً ملاکی ۱ : ۷)۔ مگر عام روٹی کھانے کی میز کے لئے دسترخوان استعمال ہوا ہے (۱۔سموئیل ۲۰ : ۲۹ ؛ ۱۔سلاطین ۲ : ۷ ؛ ایوب ۳۶ : ۱۶ ؛ دانی ایل ۱۱ : ۲۷ وغیرہ)۔

نئے عہد نامہ میں میز کا لفظ تراپیزا trapeza کا ترجمہ ہے۔ اس سے مراد وہ کم اونچی میز ہے جس پر جُھک کر کھانا کھایا جاتا تھا (متّی ۱۵ : ۲۷ ؛ مرقس ۷ : ۲۸ ؛ لوقا ۱۶ : ۲۱ ؛ ۲۲ : ۲۱، ۳۰ وغیرہ)۔ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے کے طریقہ کے لئے دیکھئے ابرہام کی گود۔ یوحنّا ۱۲ : ۲ اور ۱۳ : ۲۸ میں جو یونانی لفظ استعمال ہوا ہے اُس کا مفہوم جھکنا ہے لیکن اردو ترجمہ میں یہ صاف نہیں، البتہ یوحنّا ۱۳ : ۲۳ میں لفظ "جُھکا" ہے۔

میسا۔ میشا :- ۱۔ جنوبی عرب میں ایک مقام جو قدیم سامی عربوں کے ملک کی سرحد کی نشاندہی کرتا ہے (پیدائش ۱۰ : ۳۰)۔

۲۔ ایک بنیمینی جس کا ذکر صرف ۱۔تواریخ ۸ : ۹ میں آیا ہے۔ غالباً وہ موآب میں پیدا ہوا تھا۔ (پہلے دو ناموں کا اصل مطلب "پسپائی" ہے جب کہ باقی دو نام کے عبرانی میں ہجے مختلف ہیں اور ان کا مطلب

"فلاح و بہبود" ہے)۔
۳۔ یہوداہ کی چوتھی پشت میں ایک شخص۔ اُس کے آباواجداد فارص، حصرون اور کالب تھے (۱-تواریخ ۲:۴۲)۔
۴۔ اخی اب اور اس کے دو بیٹوں اخزیاہ اور یہورام کے زمانہ میں جو اس کے بعد اس کے تخت پر بیٹھے موآب کا ایک بادشاہ۔ داؤد کے زمانہ سے موآب اسرائیل کا مطیع تھا (۲-سموئیل ۸:۲)۔ میسا، جو بہت بھیڑ بکریاں رکھتا تھا ہر سال بطور خراج ایک لاکھ بھیڑوں کی اون دیتا تھا (۲-سلاطین ۳:۴)، لیکن اس نے اخزیاہ بادشاہ سے بغاوت کی۔ یہورام نے شاہِ یہوداہ یہوسفط کی مدد سے اُسے شکست دی (۲-سلاطین ۳:۴-۲۷)۔ میسا نے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔

میسائیل۔ میشائیل:- (عبرانی = خداوند کی مانند کون ہے!)۔ ۱۔ موسیٰ اور ہارون کے چچا عزئیل کا بیٹا (خروج ۶:۲۲؛ احبار ۱۰:۴)۔ جب ندب اور ابیہو نے خداوند کے حضور اوپری آگ گذرانی اور خداوند نے اُن کو مارا تو میسائیل اور الصفن نے اُن کی لاشوں کو لشکر گاہ کے باہر پھینکا۔
۲۔ ایک شخص، غالباً ایک لاوی، جو نحمیاہ کے زمانہ میں جب شریعت کی کتاب پڑھی جارہی تھی عزرا کے بائیں جانب کھڑا تھا (نحمیاہ ۸:۴)۔
۳۔ اُن چار شہزادوں میں سے ایک جنہیں نبوکدنضر یروشلیم سے اسیر کرکے بابل لے گیا تھا اور جن کے نام خواجہ سراؤں کے سردار نے تبدیل کر کے اُنہیں بابلی نام دیئے تھے۔ میسائیل کو میسک اور اس کے باقی ساتھیوں یعنی دانی ایل کو بیلطشضر، حننیاہ کو سدرک عبدنجو کے نام دیئے گئے (دانی ایل ۱:۷)۔

میسک۔ میشک:- یہ میسائیل کا بابلی نام تھا۔ نبوکدنضر یروشلیم سے شاہی نسل میں سے کچھ لوگوں کو اور کچھ شرفا کو اسیر کرکے بابل لے آیا۔ یہ اُن چار شہزادوں میں سے ایک تھا۔ ان کے عبرانی نام میں ایل یا یاہ تھا جس کا مطلب خدا یا یہوواہ ہے۔ لیکن اُن کے یہ نام تبدیل کر دیئے گئے اور اُن کو ایسے نام دیئے گئے جن سے کسی بابلی دیوتا کے احترام کا اظہار ہوتا تھا (دانی ایل ۱:۷)۔

میضاہاب۔ مے ضہاب:- (عبرانی = سونے کا پانی)۔ ادوم کے بادشاہ حدر کی بیوی مہیطبئیل کا دادا (پیدائش ۳۶:۳۹)۔ ۱-تواریخ ۱:۵۰ میں اس کے ہجے میزاہاب (مے ذہب) ہیں۔

میکا:- دیکھئے میکاہ۔

میکائیل:- (عبرانی = کون خدا کی مانند ہے)۔ ۱۔ ستور کا باپ۔ ستور کو موسیٰ نے دوسروں کے ساتھ ملک کنعان کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا (گنتی ۱۳:۱۳)۔
۲۔ ایک بنیمینی (۱-تواریخ ۸:۱۶)۔
۳۔ منسی کے قبیلے میں ہزاروں کا سردار جو صقلاج میں داؤد سے جا ملا (۱-تواریخ ۱۲:۲۰)۔
۴۔ اشکار کے قبیلے کے عمری کا باپ (۱-تواریخ ۲۷:۱۸)۔
۵۔ زبدیاہ کا باپ۔ یہ عزرا کے ساتھ اسیری سے یروشلیم واپس آیا (عزرا ۸:۸)۔

میکاہ۔ میکاہ:- میکایاہ (یا میکائیل) کا مخفف۔ اس کا مطلب ہے "یہوواہ (یا خدا) کی مانند کون ہے؟"
پرانے عہدنامہ میں سات اشخاص کا نام:
۱۔ ایک افرائیمی جس کا ذکر قضاۃ ابواب ۱۸ اور ۱۹ میں آیا ہے۔
۲۔ روبن کے قبیلہ کا ایک شخص (۱-تواریخ ۵:۵)۔
۳۔ یونتن کا ایک پوتا (۱-تواریخ ۸:۳۴؛ ۹:۴۰)۔
۴۔ ایک لاوی (۱-تواریخ ۲۳:۲۰)۔
۵۔ یوسیاہ بادشاہ کے ایک ملازم عکبور کا باپ (۲-سلاطین ۲۲:۱۲)۔ لیکن ۲-تواریخ ۳۴:۲۰ میں عکبور کو عبدون کہا گیا ہے۔
۶۔ ایک نبی میکاہ مورشتی۔ یہ میکاہ کی کتاب کا مصنف ہے (میکاہ ۱:۱؛ یرمیاہ ۲۶:۱۸)۔
۷۔ اِملہ کا بیٹا (۲-تواریخ ۱۸:۸)۔ اسے عموماً میکایاہ کہا گیا ہے۔
اِن ساتوں اشخاص میں سے قابلِ غور صرف نمبر ۱ ہے۔ نمبر ۶ میکاہ نبی کے متعلق ماسوا اُس کی کتاب کے جو اس کے نام سے کہلاتی ہے ہم اور کچھ نہیں جانتے (دیکھئے میکاہ کی کتاب)۔ نمبر ۷، اِملہ کے بیٹے کے لئے دیکھئے میکایاہ۔
غالباً افرائیمی میکاہ، میکائیل کا مخفف ہے کیونکہ "ایل" (خدا) سے مرکب نام اسرائیل کے شاہی دور سے پہلے زیادہ عام تھے۔ میکاہ کی داستان قاضیوں کے زمانہ کی برگشتگی کی ایک افسوسناک کہانی ہے۔ یہ ۱۲ قاضیوں کی تاریخ کا (قضاۃ ابواب ۱-۱۶) ایک قسم کا ضمیمہ ہے، جسے بنیمین کی جنگ کے بیان (قضاۃ ابواب ۱۹-۲۱) کے ساتھ جگہ دی گئی ہے۔ یہ کتب مقدسہ کی قدیم عبرانی فہرستوں میں روت کی کتاب کے ساتھ مل کر جو اوّل الذکر دو داستانوں کی طرح بیت لحم سے متعلق ہے قضاۃ کی کتاب سے منسلک تھی۔
میکاہ نے اپنی ماں کا کچھ روپیہ چرایا لیکن پھر چوری کا اقرار کیا اور پیسہ واپس کر دیا۔ اُس کی ماں نے اعلان کیا کہ وہ اِس پیسہ کو پہلے ہی اپنے بیٹے کے لئے ایک بُت بنانے کے لئے مخصوص کر چکی ہے۔ اُس نے اس پیسے سے اس کے لئے ایک بُت بنوایا۔ پس میکاہ نے

اس کے لئے ایک نجی عبادت گاہ بنوائی اور اپنے بیٹوں میں سے ایک کو کاہن مقرر کیا۔ بعد ازاں اُس نے بیت لحم کے ایک آوارہ گرد لاوی کو پکڑا اور اُسے کاہن مخصوص کیا۔ اگرچہ اُس کی بُت پرستی، موسیٰ کے بتائے ہوئے پرستش کے طریقے سے مطابقت نہیں رکھتی تھی تو بھی وہ اسے یہوواہ کے نام میں کرتا تھا۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ ایک لاوی اور خاص طور پر یہ لاوی اس کے بُت خانہ کے لئے زیادہ تقدیس کا سبب بنے گا۔

اس واقعہ کا تعلق دان کے قبیلے کی نقل مکانی سے ہے۔ دان کے قبیلہ کو سب سے پہلے جنوب میں میراث ملی تھی۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ محصور ہو گئے ہیں وہ انتہائی شمال کی طرف چلے گئے جہاں وہ بعد ازاں نظر آتے ہیں (یشوع ۱۹: ۴۷؛ ۱۔سلاطین ۱۲: ۲۹ وغیرہ)۔ ان کے جاسوسوں نے راستے میں میکاہ کا مندر دیکھا اور بعد ازاں دان کی فوج نے اس مندر کو لوٹ لیا، اُس کے کاہن کو اغوا کیا اور اس کی مدد سے اپنے لئے عبادت گاہ قائم کی جبکہ خیمۂ اجتماع سیلا میں تھا۔ میکاہ کے کاہن کا نام یونتن تھا۔ وہ موسیٰ کی اولاد سے تھا۔ یوں میکاہ کا ذکر، دان کے قبیلہ کی ابتدائی برگشتگی کے سلسلہ میں ضمناً آیا ہے۔

میکاہ کی کتاب۔ میکا کی کتاب: (میکاہ، میکایاہ کا مخفف ہے جس کے لغوی معنی ہیں "تجھ سا یہوواہ کون ہے؟")۔

۱۔ خلاصہ مضامین

۱۔ اسرائیل پر آنے والے غضب کا بیان (۱: ۱ تا ۱۶)۔
۲۔ اسرائیل سزا پائے گا لیکن پھر بحال کیا جائے گا (۲: ۱ تا ۱۳)۔
۳۔ سرداروں اور نبیوں کی مذمت (۳: ۱ تا ۱۲)۔
۴۔ مستقبل میں یروشلیم کی شان و شوکت اور خوشحالی کا بیان (۴: ۱ تا ۱۳)۔
۵۔ صیحون کے دُکھ اور بحالی (۵: ۱ تا ۱۵)۔
۶۔ نبوتی اور مروجہ، دینی اقدار کا موازنہ (۶: ۱ تا ۱۶)۔
۷۔ معاشرتی بداتیاں اور خدا پر توکل کا اختتامی بیان (۷: ۱ تا ۲۰)۔

۲۔ مصنف اور سنِ تصنیف

یہ کتاب عموماً میکا مورشتی کی ہی تصنیف سمجھی جاتی ہے (۱: ۱) جو مورشت جات کا باشندہ تھا۔ یہ شفیلہ یا یہوداہ کے نشیبی خطوں میں کہیں واقع تھا۔ میکاہ کی نبوتی خدمت بھی اسی علاقہ تک محدود تھی (۱: ۱۴)۔ وہ یسعیاہ کے جوان سال ہمعصروں میں سے ایک تھا۔ اس نے شاہانِ یہوداہ یوتام (۷۴۲ تا ۷۳۵ ق م)، آخز (۷۳۵ تا ۷۱۵ ق م) اور حزقیاہ (۷۱۵ تا ۶۸۷ ق م) کے ایام میں نبوت کی۔

بعض جدت پسند علماء کے نزدیک صرف ۱: ۲ تا ۲: ۱۰ اور ابواب ۴ و ۵ کے بعض حصے میکاہ کی اپنی تصنیف ہیں۔ اگرچہ آخری دو ابواب کا بیشتر مواد بھی میکاہ کی تحریر سے مشابہ ہے تو بھی یہ نقاد اصرار کرتے ہیں کہ ان ابواب کا پس منظر اور طرزِ کلام پہلی نبوتوں کے پس منظر اور طرزِ کلام سے مختلف ہے۔ نیز ان ابواب کی حیثیت کتاب میں ثانوی ہے اس لئے یہ آٹھویں صدی ق م کے بعد کے ہی ہوں گے۔ ۷: ۷ تا ۲۰ کو تو بڑی شد و مد سے بعد از اسیری کا بتایا جاتا ہے۔

دیگر علماء کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نبوت کے ہر باب کا موثر بیانیہ طرزِ کلام، الٰہی عدالت، رحم اور اُمید کے خیالات ساری نبوت کو ایک ہی شخص کی تحریر دکھانے کے لئے کافی و وافی ثبوت ہیں۔ کسی بھی کلام کے طرزِ تحریر کی تنقید پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ موضوع کے بدلنے کے ساتھ ساتھ طرزِ تحریر بھی خواہ مخواہ بدل جاتا ہے۔ پھر اس نبوت میں کسی بھی مرحلہ پر نبی نے ۸ ویں صدی ق م کی زبان اور الٰہیات سے انحراف نہیں کیا جس کے باعث اس امر کو بآسانی پایۂ ثبوت تک پہنچانا لغو سا ہو کر رہ جاتا ہے کہ اس میں بعد از اسیری کا مواد بھی ہے۔

یہودی عابد ہر سال یومِ کفارہ پر بعد دوپہر کی عبادت میں اس کتاب کی آخری آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

۳۔ پسِ منظر اور پیغام

میکاہ اگرچہ دیہات کی فضا میں پروان چڑھا تھا تو بھی وہ یہوداہ اور اسرائیل کی تمدنی زندگی کی خرابیوں اور قباحتوں سے بخوبی آگاہ تھا۔ وہ یروشلیم کے خلاف خاص فتویٰ دیتا ہے (۴: ۱۰)۔ عاموس اور یسعیاہ کی طرح یہ بات اُس کی نگاہوں میں چبھتی ہے کہ دولت مند زمیندار غریبوں کے استحصال کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے (۲: ۱)۔ وہ مذہبی پیشواؤں کے چہروں سے مکر و ریا کا نقاب نوچ پھینکتا ہے (۲: ۱۱) اور قانون کی عظمت اور عصمت کے نام نہاد محافظوں کی جانب سے حق و انصاف کا گلا گھونٹنے کی کارروائیوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے (۳: ۱۰)۔ پھر یہ سب کارروائیاں اور من مانیاں مذہب کی آڑ میں کی جاتی تھیں (۳: ۱۱) اور یہ صورتِ حال میکاہ کے نزدیک کفرِ عظیم کا درجہ رکھتی تھی۔

میکاہ نے بھی ۸ صدی ق م کے اپنے ہمعصروں عاموس، ہوسیع اور یسعیاہ کی طرح الٰہی نوعیت کی لازمی راستبازی اور اخلاق پر زور دیا۔ اس نے اس امر کو اجاگر کرنے پر بھی خصوصی توجہ دی کہ ان خوبیوں کا فرد اور معاشرہ دونوں کی زندگیوں پر گہرا

اطلاق ہے۔ اگر یہوداہ اور اسرائیل کے لوگ خدا کے ساتھ اپنے عہد کی ذمہ داریوں کا سنجیدہ احساس رکھتے ہیں تو عدل جو خدا کی ذات کا خاصہ ہے اُسے خدا کے لوگوں کی زندگیوں کے ہر شعبہ سے جھلکنا چاہیئے۔

عاموس اور ہوسیع کی نبوتوں کا موضوع زیادہ تر وہ بُت پرستی اور اخلاقی پستی ہے جو اسرائیل اور یہوداہ میں کنعانیوں کے بُت پرستانہ دین کے اثرات کے نتیجے میں پھیل گئی تھی۔ لیکن میکاہ کی نبوتوں کا موضوع وہ مسائل ہیں جو سماجی ناانصافی کے پیدا کردہ ہیں جن کا شکار کاشتکار، مزارع اور کسان ہیں۔ جو ناجائز ہتھکنڈوں سے دوسروں کا مال جائیداد ہتھیا لیتے ہیں، میکاہ انہیں تنبیہ کرتا ہے کہ خدا اُن کو عبرتناک سزا دے گا (۲: ۱تا۴) اور جب وہ بنی اسرائیل کے سرداروں اور کاذب نبیوں (۳: ۵-۸) کے خلاف فتویٰ دیتا ہے تو وہ ان کے اعمال کے نتیجے میں یروشلیم کی تباہی کو یقینی بتاتا ہے۔ کیونکہ جن قباحتوں کا شکار یہ دونوں طبقے نظر آتے ہیں وہ قباحتیں قومی زندگی کے رگ وپے میں سرایت کر چکی تھیں۔

میکاہ نبی عاموس، ہوسیع اور یسعیاہ کا ہمزبان ہو کر اپنے اس ایمان کا اظہار کرتا ہے کہ خدا ایک بے دین قوم کو اپنے سرکش لوگوں کو سزا دینے کے لئے اُن پر چڑھا لائے گا۔ نتیجتاً وہ شمالی سلطنت میں سلمنسر یتخم کی لُوٹ اور غارت گری اور اسرائیل کے پایۂ تخت سامریہ کی حتمی تباہی کی واضح پیشینگوئی کرتا ہے (۱: ۶-۹) تاہم وہ شمالی سلطنت کے تاخت وتاراج کئے جانے کا بیان اُن جامع اصطلاحات میں نہیں کرتا جو یسعیاہ کی نبوت میں پائی جاتی ہیں۔ میکاہ کے نزدیک حملہ آوروں کا خطرہ "اس گھرانے" کے سروں پر منڈلا رہا ہے (۲: ۳) اور سنحیرب شاہِ اسور کا حملہ ایک اور بڑی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے (۵: ۵ مابعد)۔

سامریہ (۱: ۶) اور یروشلیم (۳: ۱۲) کی تباہی کی پیشینگوئیوں میں ایک گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ میکاہ کی رحلت کے ایک صدی بعد بھی صیحون کی بربادی کے متعلق اس کی نبوت کے الفاظ زبان زدِ عام تھے (یرمیاہ ۲۶: ۱۸، ۱۹)۔ اگر مقامی سرداروں کے ذہنوں میں یہ بات تازہ نہ ہوتی کہ ایک صدی پیشتر میکاہ مورشتی نے بھی بعینہٖ انہی الفاظ میں پیشینگوئی کی تھی تو عین ممکن ہے کہ یرمیاہ نبی کو قتل کر دیا جاتا جب اس نے ہیکل اور شہرِ مُقدس کی بربادی کی پیشینگوئی کی۔ میکاہ کے نزدیک یہوداہ کے گھرانے کا انجام کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ کنعانیوں کا فاسق دین کچھ ایسا گھر کر گیا تھا اور اتنا عام ہو چکا تھا اور معاشرہ اتنا بگڑ چکا تھا کہ خدا کے لوگوں کی مخلصی کا واحد راستہ یہی تھا کہ جنوبی سلطنت پر غضبِ الٰہی نازل ہو۔ لیکن یعقوب کے بقیہ کے لئے بھی اِس نجات بخش فضل کا تجربہ حاصل کرنا اُسی وقت ممکن ہوگا جب وہ اپنے درمیان سے بُت پرستی اور سماجی برائیوں کی مکمل بیخ کنی کر ڈالیں گے (۵: ۱۰-۱۵)۔

خدا کے فضل کا یہ نجات بخش تجربہ اپنے ساتھ بھاری دُکھ اور مصائب لئے ہوگا۔ اس عرصہ میں نبوت کی صدا موقوف رہے گی (۳: ۶، ۷) اور قوم کا گناہ اس پر آشکارا ہوگا (۳: ۸)۔ یروشلیم برباد ہو جائے گا اور وہ غیر قوموں کے درمیان اسیری کی ذلت اُٹھاتے پھریں گے (۵: ۷، ۸)۔ ایامِ بحالی کا طرۂ امتیاز بحال شدہ یروشلیم سے ایک عالمگیر دین کی ابتدا ہوگا۔ غضبِ الٰہی کا مزہ چکھنے کے بعد" وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے" (۴: ۳) اور خدا کے لوگ صرف خداوند ہی کا نام لیں گے (۴: ۵)۔ میکاہ کے خیالات میں جو بات سب سے زیادہ جاذب تھی وہ بیت لحم میں مسیح موعود کی ولادت تھی (۵: ۲)۔ یہ شخصیت عوام کے درمیان اُبھرے گی اور اُنہیں استحصال اور ناانصافیوں سے خلاصی دلوائے گی۔ اور اسرائیل کا باقی ماندہ گھرانا صیحون کے بقیہ کے ساتھ شریک ہو کر بحال کیا جائے گا۔

میکاہ بڑے دُکھ بھرے لہجہ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ خدا کے نجات بخش فضل کا حصول (۶: ۶تا۸) رسمی قربانیوں اور نذرانوں یا پیچیدہ رسموں سے لدی پھندی عبادتوں سے ممکن نہیں ہے۔ خدا کی نظر میں تو وہی مقبول ہے جو اپنی روزمرّہ زندگی میں علم، رحم اور انصاف کے اصولوں پر کاربند ہے۔

میکائیل۔ میکاایل:- (عبرانی = کون خدا کی مانند ہے)۔

۱، ۲۔ نبی جدّ میں سے دو شخص جو بسن کے علاقے میں آباد تھے (۱۔ تواریخ ۵: ۱۳، ۱۴)۔

۳۔ ایک جیر سُومی جس کا پڑدادا آسف خداوند کے گھر میں گانے پر مامور تھا (۱۔ تواریخ ۶: ۴۰)۔

۴۔ اشکار کے قبیلے کا ایک سردار (۱۔ تواریخ ۷: ۳)۔

۵۔ شاہِ اسرائیل یہوسفط کا بیٹا اور یہورام کا بھائی (۲۔ تواریخ ۲۱: ۲)۔

میکائیل فرشتہ:- (عبرانی = کون خدا کی مانند ہے!)۔ یہ وہ مقرّب فرشتہ ہے جس کی خاص ذمہ داری یہودی قوم کی دیکھ بھال اور حمایت تھی (دانی ایل ۱۲: ۱)۔ اسی فرشتے نے ابلیس سے موسیٰ نبی کی لاش کے متعلق بحث وتکرار کی تھی (یہوداہ-۹)۔ غالباً یہی وہ فرشتہ ہے جو بیابان میں موسیٰ سے ہمکلام ہوا تھا (اعمال ۷: ۳۸)۔

مکاشفہ کی کتاب میں ذکر ہے کہ میکائیل نے دوسرے فرشتوں کے ساتھ ابلیس (اژدہا) اور اُس کے فرشتوں سے جنگ لڑی (مکاشفہ ۱۲: ۷)۔

میکایاہ :- (عبرانی = یہوواہ کی مانند کون ہے ؟)-
۱- عکبور کا باپ جسے یوسیاہ بادشاہ نے خُلدہ نبیہ کے پاس اُس پیشینگوئی کو دریافت کرنے کے لئے بھیجا جو اُس کے سامنے پڑھی گئی تھی (۲- سلاطین ۲۲ : ۱۲ - ۱۴) -
۲ - اُوری ایل جبعی کی بیٹی - وہ یہوداہ کے رحبعام کی بیوی اور ابیاہ کی ماں تھی جو اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا (۲- تواریخ ۱۳ : ۲) -
۳ - یہوداہ کا ایک امیر جسے یہوسفط بادشاہ نے عوام کو تعلیم دینے کو بھیجا (۲ - تواریخ ۱۷ : ۷) -
۴ - نحمیاہ کے زمانہ میں ایک کاہن کا بیٹا (نحمیاہ ۱۲ : ۳۵) -
۵ - نحمیاہ کے زمانہ میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲ : ۴۱) -
۶ - خدا کا ایک سچّا نبی جو قریباً ۹۰۰ ق م میں اسرائیل کے شمالی قبیلوں کے دارالحکومت سامریہ میں رہتا تھا - اُس وقت اسرائیل کا بادشاہ اخی اب اور یہوداہ کا بادشاہ یہوسفط تھا - اگرچہ یہوسفط خدا کو پیار کرتا تھا لیکن اس نے ایک غلطی یہ کی کہ اسرائیل کے سب سے بدکار بادشاہ اخی اب کے ساتھ ناتہ کر لیا (۲- تواریخ ۱۷ : ۳ - ۶ کا ۱- سلاطین ۱۶ : ۳۰-۳۳ کے ساتھ مقابلہ کیجئے) - جب یہوسفط اخی اب سے ملاقات کے لئے گیا تو اخی اب نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہوسفط سے رامات جلعاد کو جسے شاہِ ارام بن ہدد اوّل نے اس کے باپ عمری سے چھین لیا تھا واپس لینے کے لئے مدد کی درخواست کی - یہوسفط نے اس کی درخواست قبول کر لی لیکن ساتھ ہی کسی نبی سے مشورہ کرنے کے لئے بھی کہا - اخی اب کے چار سو جھوٹے نبیوں نے کہا " جا کیونکہ خداوند اُسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دے گا" (مکمل کہانی کے لئے ۱- سلاطین باب ۲۲ کا ۲- تواریخ باب ۱۸ سے مقابلہ کیجیئے)-
جب یہوسفط نے اِن نبیوں کا اعتبار نہ کرتے ہوئے کہا کہ "کیا اِن کو چھوڑ کر یہاں خداوند کا کوئی نبی نہیں ہے ؟" تو اخی اب نے جواب دیا" ایک شخص اِملہ کا بیٹا میکایاہ ہے تو سہی لیکن مجھے اُس سے نفرت ہے"- ایک آدمی میکایاہ کو لانے کو بھیجا گیا اور اُسے کہا کہ وہ بادشاہ کے حق میں نبوت کرے مگر میکایاہ نے کہا" جو کچھ خداوند مجھے فرمائے گا وہی کہوں گا"- پہلے تو اُس نے وہی کہا جو جھوٹے نبیوں نے کہا تھا - مگر جب بادشاہ نے زور دے کر صحیح بتانے کو کہا تب میکایاہ نے بتایا کہ خداوند نے اخی اب کو تباہ کرنے کے لئے اُس کے سب نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی رُوح ڈالی ہے - لیکن جھوٹے نبی صدقیاہ نے اُسے مارا اور پھر اُسے قید میں ڈال دیا گیا - اخی اب نے کہا جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں اُسے مصیبت کی روٹی کھلانا - میکایاہ نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ" اگر تو واپس آجائے تو میں جھوٹا نبی ٹھہروں گا"- چونکہ اخی اب اس پیش گوئی پر کچھ یقین رکھتا تھا اس لئے اُس نے اپنی جگہ چالاکی سے یہوسفط کو قتل کرانا چاہا - اُس نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تجویز کیا کہ یہوسفط اپنا شاہی لباس پہن کر جائے جبکہ وہ ایک عام سپاہی کے لباس میں جائے گا - لیکن اُس کا منصوبہ ناکام رہا - ایک ارامی نے اُسے تیر مارا اور وہ مر گیا لیکن یہوسفط نے بھاگ کر جان بچالی -

میکل :- (عبرانی - میکائیل کا مخفف) - اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کی چھوٹی بیٹی (۱- سموئیل ۱۴ : ۴۹) - ساؤل بادشاہ داؤد سے ازحد رشک کھاتا تھا یہاں تک کہ اُسے قتل کرنا چاہتا تھا - لیکن اپنے ہاتھوں سے وہ یہ کام سرانجام نہیں دینا چاہتا تھا - اس لئے اُس نے دغابازی اور چالاکی کی - اُس نے اپنی بڑی بیٹی ★ میرب کو داؤد سے اس شرط پر بیاہ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ فلستیوں کے خلاف مدد دے - لیکن بعد میں اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور میرب کی شادی عدری ایل سے کرا دی (۱- سموئیل ۱۸ : ۱۷-۱۹)- ساؤل کو اس بات کا علم ہوا کہ اُس کی چھوٹی بیٹی میکل داؤد کو بہت چاہتی ہے - اس پر اس نے داؤد سے کہا کہ اگر وہ ۲۰۰ فلستیوں کو قتل کر کے اس کا ثبوت پیش کرے تو وہ اُسے میکل سے بیاہ دے گا - ساؤل کا خیال تھا کہ اس مہم میں داؤد مارا جائے گا - لیکن وہ کامیاب ہوا اور ساؤل نے داؤد کی شادی میکل سے کرا دی - تاہم ساؤل، داؤد سے اور زیادہ نفرت کرنے لگا - ایک مرتبہ اس نے چند آدمیوں کو بھیجا کہ داؤد کو قتل کریں - لیکن میکل نے اپنے خاوند کے فرار ہونے میں بڑی چالاکی سے مدد کی (۱- سموئیل ۱۹ : ۱۱-۱۷) -
اگرچہ میکل داؤد سے واقعی پیار کرتی تھی تاہم وہ اس کے روحانی پہلو کو سمجھنے سے قاصر تھی - جب خداوند کے عہد کا صندوق داؤد کے شہر میں لایا جا رہا تھا تو داؤد خوشی سے اُس کے سامنے ناچ رہا تھا - جب میکل نے اس کو عوام کے سامنے ناچتے دیکھا تو اُسے اپنے دل میں حقیر جانا اور جب وہ محل میں آیا تو اُسے طعنہ بھی دیا (۲- سموئیل ۶ : ۱۶-۲۳) - اس پر داؤد اُس سے بہت خفا ہوا اور وہ ساری عمر بے اولاد رہی - ۲- سموئیل ۲۱ : ۸ میں میکل کے پانچ بچوّں کا ذکر ہے - ایک روایت کے مطابق یہ میرب کے بچّے تھے جنہیں میکل نے گود لیا تھا - اوروں کا خیال ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے، یہاں میکل کی بجائے میرب پڑھنا چاہیئے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۲- سموئیل ۲۱ : ۸) - نیز دیکھئے میرب ..

میل - میل ملاپ - صلح :- یہ الفاظ نئے عہدنامہ میں خدا اور انسان کے اُس تبدیل شدہ رشتے کے سلسلے میں آتے ہیں جو خداوند مسیح کے کفارہ کے وسیلے سے ممکن ہوا - نئے عہدنامہ میں چار اہم حوالے ہیں جو خداوند مسیح

کے اس میل ملاپ کی خدمت کا ذکر کرتے ہیں۔ رومیوں ۵: ۱۰ مابعد؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۸ مابعد؛ افسیوں ۲: ۱۱ مابعد؛ کلسیوں ۱: ۱۹ مابعد۔

اِن حوالوں میں یونانی کے تین لفظ غور طلب ہیں کیونکہ یہ اس تبدیلی کے تین پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ تینوں لفظ یونانی کے ایک سادہ فعل الاسائن allassein بمعنی بدلنا سے ترکیب دیئے گئے ہیں۔ الاسائن نئے عہدنامہ میں کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے (مثلاً اعمال ۶: ۱۴ "رسموں کو بدل ڈالے گا"؛ رومیوں ۱: ۲۳ "صورت میں بدل ڈالا"؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۱ "سب بدل جائیں گے")۔ کلاسیکی یونانی میں اس سادہ فعل سے ایک اور لفظ کتالاسائن katallassein ترکیب دیا گیا اور یہ لفظ پولس رسول کے خطوط میں ایک عظیم لفظ ہے۔ غیر مذہبی یونانی میں اس کے بنیادی معنی نقدی تبدیل کرنے یا کسی مال کو نقدی میں تبدیل کرنے کے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے معنی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کے ہو گئے اور نئے عہدنامہ کے وقت سے پہلے ہی اس میں مصالحت کا یہ مفہوم آگیا۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ اور اسی مادّہ کے دیگر لفظ ماسوا دو حوالوں کے ہمیشہ انسان اور خدا کے میل ملاپ کے رشتہ کی بحالی کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ مذکورہ دو حوالوں میں بھی میل ملاپ اور صلح کا مفہوم موجود ہے۔ ۱۔کرنتھیوں ۷: ۱۱ "اپنے شوہر سے پھر ملاپ کرلے"۔ اعمال ۷: ۲۶ "انہیں صلح کرنے کی ترغیب دی"۔

پولس رسول کے خطوط میں یہ الفاظ بہت اہمیّت کے حامل ہیں کیونکہ یہ مسیحی ایمان کے مرکزی تجربہ یعنی انسان کے خدا سے میل کی ترجمانی کرتے ہیں۔

یہ تین لفظ (۱) کتالاسو katallasso (۲) اپوکتالاسو apokatallasso اور (۳) کتالاگے katallage ہیں۔

۱۔ ایسے شخصوں کے درمیان میل ملاپ جو پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس کے لئے لفظ کتالاسو دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے (رومیوں ۵: ۱۰؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۸، ۱۹)۔

یہ میل ملاپ کیا ہے؟ یہ خدا کے فضل کا مظاہرہ ہے جس نے خداوند مسیح کے کفارہ کے وسیلے، اُس دشمنی کو جو گناہ کی وجہ سے انسان اور خدا کے درمیان تھی، دوستی میں تبدیل کر دیا۔ رومیوں ۵: ۱۰ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خدا کا دلی بوجھ تھا اور اُسی نے اس معاملے میں پہل کی۔ جب ہم دشمن ہی تھے تو اُس نے اپنے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا اپنے ساتھ ملاپ کرلیا۔

یہ بدلہ ہوا رشتہ صرف اس لئے ممکن ہوا کہ انسان کی حیثیت تبدیل ہو گئی تھی۔ خدا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہوتی ہے (زبور ۱۰۲: ۲۷، ملاکی ۳: ۶)۔ یہ کبھی نہیں کہا جاتا کہ خدا نے انسان سے میل کیا بلکہ انسان کا خدا سے میل ہوتا ہے کیونکہ خدا سے دشمنی کا سبب انسان کا گناہ ہے (کلسیوں ۱: ۲۱؛ رومیوں ۸: ۷)۔ انسان کی یہ دشمنی جلد ہی خدا کے غضب (افسیوں ۲: ۳، ۵) اور انصاف (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۰) کو حرکت میں لاتی ہے۔ صرف مسیح کی موت کے وسیلے سے خدا سے ملاپ ہونے پر خدا کا غضب ٹلتا ہے اور مسیح کے کفارہ ہی سے انصاف کا تقاضا پورا ہوتا ہے (رومیوں ۵: ۸ مابعد "جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مؤا۔ پس جب ہم اُس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسیلے سے غضبِ الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے۔ کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے ....")۔

۲۔ وہ ملاپ جو حالت کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے: جب دشمنی کی حالت دوستی میں تبدیل ہو جاتی ہے تو رفاقت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۸-۲۰؛ افسیوں ۲: ۱۶)۔ اپوکتالاسو apokatallasso کتالاسو کی زیادہ پُرزور صورت ہے۔ مکمل ملاپ، یعنی تمام دشمنی اور عداوت کو مکمل طور پر بدل دینا تاکہ ملاپ اور صلح میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ چونکہ انسان کو مسیح کی راستبازی سے نجات حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ ناراستی کی حالت سے مکمل طور پر مخلصی پاتا ہے۔ مسیح نے نہ صرف انسان کی حالت تبدیل کی تاکہ اُس کا خدا کے ساتھ میل ملاپ ہو جائے بلکہ اُس نے "دشمنی کو مٹا کر" مکمل ملاپ کروا دیا (افسیوں ۲: ۱۶)۔ یوں نجات یافتہ آدمی کو خدا کا فضل یقین دلاتا ہے کہ گناہ کی حالت سے اُسے نکال کر فضل کی حالت میں پورے طور پر تبدیل کر دیا گیا ہے اور وہ خدا سے اس نئے رشتے میں منسلک ہو گیا ہے۔

۳۔ وہ ملاپ جو خدا کے انسان میں تبدیلی پیدا کرنے کے باعث قائم ہوتا ہے۔ یونانی اسم کتالاگے katallage سے وہ تبدیلی مراد ہے جو ایک شخص میں دوسرے شخص کے اثر سے پیدا ہوئی۔ انسان کا خدا سے ملاپ محض اس لئے نہیں ہوتا کہ اس کا خدا کے ساتھ رشتہ تبدیل ہو گیا بلکہ اس لئے کہ خدا نے مسیح کے طفیل انسان کو تبدیل کر دیا ہے ("مسیح میں ..... نیا مخلوق ....."؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۷)۔ اب اس کا خدا سے میل ہو سکتا ہے (رومیوں ۵: ۱۱؛ ۱۱: ۱۵؛ ۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۸؛ افسیوں ۲: ۵)۔ اس لئے خدا اس ملاپ کو مسیح کے وسیلہ سے شروع کرتا ہے تاکہ نہ صرف وہ رکاوٹیں جو گنہگار میں ہیں ہٹائی جائیں بلکہ رفاقت کی مثبت بنیاد قائم

کی جائے ۔ یہ اس طرح رونما ہوتا کہ مسیح کی راستبازی انسان سے منسوب کی جاتی ہے ۔ اس ملاپ کی بنیاد کا دارومدار اوّل تو اس پر ہے کہ خدا انسان میں گناہ کے اثر کو زائل کر کے دشمنی کو مٹاتا ہے اور دوم اس پر کہ وہ انسان میں ایک مخلصی یافتہ نئی فطرت پیدا کرتا ہے جس کے ساتھ اُس کی رفاقت ممکن ہے ۔ میل ملاپ ہمیشہ خدا کا اپنا مخصوص عمل ہے جو انسان میں رشتے کی بنیاد کو بدلتا ہے ۔ توبھی خدا اس میل ملاپ کی خدمت کو انسان کو بھی سونپتا ہے (۲-کرنتھیوں ۵ : ۱۸) اور اُنہیں دعوت دیتا ہے کہ وہ اُس سے ملاپ کریں ۔ اس حقیقت کی بنا پر کہ انسان کا خدا کے ساتھ میل ملاپ ہو گیا ہے اُسے اس نئے رشتے کا جواب ایمان اور فرمانبرداری سے دینا ہے تاکہ یہ رفاقت ایک حقیقت بن جائے ۔ بے شک مسیح کے کفارے کے باعث میل ملاپ کی بنیاد ڈالی گئی توبھی خدا کے ساتھ متواتر رفاقت بھی میل ملاپ ہی پر قائم رہ سکتی ہے ۔ "کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلے سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے" (رومیوں ۵ : ۱۰) ۔

میل :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۳۳

میلیتُس :- اِفسس کے ۳۶ میل جنوب میں سمندر کے کنارے ایک شہر ۔ پولس رسول اپنے تیسرے بشارتی سفر میں اس جگہ سے گذرا (اعمال ۲۰ : ۱۵-۱۷؛ ۲-تیمتھیس ۴ : ۲۰) ۔

میم :- عبرانی حروفِ تہجی کا تیرھواں حرف מ بمعنی پانی ۔ غالباً اس حرف کی پرانی شکل فینیکی میں لہروں کی علامت تھی ۔ حسابِ جمل میں اس کے لئے ۴۰ کا عدد مقرر ہے ۔ ۱۱۹ زبور کے تیرھویں حصّے کی ہر آیت میم سے شروع ہوتی ہے ۔

مینڈک :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۵

مینڈھا :- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۶

مَے نکالنے کا حوض :- (عبرانی - جات - یہ اکثر ناموں کے ساتھ آتا ہے ، مثلاً جات رِمّون) ۔ ان حوضوں کا ذکر اکثر آتا ہے مثلاً قضاۃ ۶ : ۱۱؛ نحمیاہ ۱۳ : ۱۵؛ یسعیاہ ۶۳ : ۲،۳ اور متی ۲۱ : ۳۳ ۔ اس حوض کے نیچے سے ایک نالی رس کو باہر لے جاتی تھی جہاں یہ برتنوں میں جمع کیا جا سکتا تھا ۔ آدمی حوضوں کے اوپر باندھی ہوئی رسیوں کو پکڑ کر پاؤں سے انگوروں کو روندتے تھے ۔

مَے یرقون - آبِ یرقون :- دان کے قبیلے کا ایک مقام ۔ یہ جات رِمّون اور رقون کے درمیان تھا اور غالباً یافہ کے قریب تھا (یشوع ۱۹ : ۴۶) ۔

ن

نابال :- (عبرانی = احمق) - معونؔ کا ایک امیر شخص جس کے پاس تین ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریاں تھیں - یہ مرد بڑا بے ادب اور بدکار تھا لیکن اُس کی بیوی ابیجیلؔ سمجھدار اور خوبصورت تھی - داؤدؔ کے نوجوانوں نے نابالؔ کے گلّے کی حفاظت کی تھی - جب داؤدؔ نے انہیں اُس کے پاس بھیجا کہ اُن کو کچھ خوراک دے تو نابالؔ نے اُن کی اور داؤد کی بڑی بے عزتی کی - ابیجیلؔ نے داؤدؔ کے غصّے کو اپنی دانشمندی اور ہدیوں سے ٹھنڈا کیا - جب ابیجیلؔ گھر واپس آئی تو دیکھا کہ نابالؔ نشے میں چور شاہانہ ضیافت اُڑا رہا ہے - صبح کو جب وہ ہوش میں آیا تو اُس کی بیوی نے اُسے ساری بات بتائی - یہ سُن کر وہ ہکّا بکّا رہ گیا اور پتھر کی طرح سُن پڑ گیا - وہ دس دن کے اندر مر گیا - تب داؤدؔ نے ابیجیلؔ کو اپنی بیوی بنایا (۱-سموئیل ۲۵ : ۱ - ۴۲) -

نابھیس :- دیکھئے پہیا -

ناپاک :- دیکھئے طہارت -

ناپاک کھانے :- دیکھئے طہارت ۸ -

ناپاک لباس :- یہودی طہارت کے بڑے پابند تھے جس کے قوانین توریت میں درج ہیں - یسعیاہ ۶۴ : ۶ میں لکھا ہے کہ "ہماری راستبازی ناپاک لباس (کیتھولک ترجمہ = پارچۂ حیض) کی مانند ہے" لباس کردار کا ایک اہم حصّہ تھا - تفصیل کے لئے دیکھئے لباس - نیز دیکھئے طہارت -

ناپاکی :- دیکھئے طہارت -

ناپ تول کا نظام، بائبل میں :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل -

ناتنؔ :- (عبرانی = خدا کی بخشش) -
۱ - داؤدؔ کے زمانہ اور سلیمانؔ کے ابتدائی دَور میں شاہی دربار میں ایک کاہن - داؤدؔ نے اُس سے ہیکل تعمیر کرنے کے بارے میں مشورہ کیا (۲-سموئیل باب ۷ ; ۱-تواریخ باب ۱۷) - پہلے تو ناتنؔ نبی نے داؤدؔ سے اتفاق کیا لیکن اُسی رات خدا نے اُسے رؤیا میں بتایا کہ داؤدؔ ہیکل کی تعمیر کا کام اپنے بیٹے پر جو اس کے بعد تخت پر بیٹھے گا چھوڑ دے - داؤدؔ نے بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ خدا کا حکم مانا اور خدا نے اُسے جو برکات دیں اور اُس کے ساتھ جو وعدے کئے اُن کے لئے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں ناتنؔ نبی نے داؤدؔ کو بت سبعؔ کے ساتھ زناکاری کی وجہ سے ملامت کی (۲-سموئیل ۱۲ : ۱ - ۲۵) - داؤدؔ نے سچّی توبہ کی - زبور ۵۱ کے عنوان کا تعلق اِسی واقعہ سے ہے - جب ادونیاہؔ نے اپنے ضعیف باپ داؤدؔ کی جگہ بادشاہ بننے کی کوشش کی تو ناتنؔ نبی نے بت سبعؔ کے ذریعہ مداخلت کی تاکہ اُس کے بیٹے سلیمانؔ کو بادشاہ مقرّر کیا جا سکے (۱-سلاطین ۱ : ۸ - ۵۳) - ناتنؔ نے داؤدؔ کے دورِ حکومت کی "تواریخ لکھی (۱-تواریخ ۲۹ : ۲۹) اور سلیمانؔ کے دَورِ حکومت کی تاریخ لکھنے میں حصّہ لیا (۲-تواریخ ۹ : ۲۹) - اُس نے داؤدؔ اور غیب بین جادؔ کے ساتھ مل کر خدا کے گھر میں موسیقی کے ساتھ عبادتوں کا انتظام کیا (۲-تواریخ ۲۹ : ۲۵) -

۲ - داؤدؔ کا ایک بیٹا جو یروشلیم پر حکومت کرنے کے بعد پیدا ہوا (۲-سموئیل ۵ : ۱۴ ; ۱-تواریخ ۱۴ : ۴) - اُس کی ماں کا نام بت سوعؔ تھا جو عمّی ایلؔ کی بیٹی تھی (۱-تواریخ ۳ : ۵) - اُس کا نام یسوعؔ مسیح کے نسب نامہ میں داؤدؔ کے بیٹے اور متّتاہؔ کے باپ کے طور پر آتا ہے (لوقا ۳ : ۳۱) -

۳ - ضوباہؔ کا ناتنؔ اور اجالؔ کا باپ - یہ داؤدؔ کے سورماؤں میں سے ایک تھا (۲-سموئیل ۲۳ : ۳۶) - ممکن ہے یہ ۱-تواریخ ۱۱ : ۳۸ میں مذکور یوایلؔ کا بھائی ہی ہو -

۴ - ۱-سلاطین ۴ : ۵ میں جن دو اشخاص کا نام عزریاہؔ اور زبودؔ کے باپوں کے طور پر آیا ہے ممکن ہے وہ اور ناتنؔ نبی ایک ہی شخص ہوں - اور اگر زاباد (۱-تواریخ ۲ : ۳۶) زبودؔ ہی ہے تو پھر ممکن ہے کہ یہ بھی ناتنؔ نبی کا بیٹا ہو - اُس صورت میں نبی کا باپ عتّیؔ تھا جو یرحمئیلؔ کے خاندان میں سے تھا (۱-تواریخ ۲ : ۲۵) -

۵ - اسیری سے واپس آنے والوں میں سے ایک رئیس جسے عزراؔ نے کسی مشن پر بھیجا (عزرا ۸ : ۱۶) -

۶ - اسیری سے واپس آنے والا ایک شخص جس نے اجنبی عورت سے شادی کی اور پھر عزراؔ کاہن کے فرمان کے مطابق اُس کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰ : ۳۹) -

زکریاہ ۱۲ : ۱۲ میں پیشینگوئیوں کے مطابق ناتنؔ کا خاندان خداوند کے دن "جس کو انہوں نے چھیدا ہے" دوسروں کے ساتھ مل کر ماتم کرے گا - چونکہ یہاں اس خاندان کا ذکر داؤدؔ کے خاندان کے ساتھ آتا

ہے اس لئے قیاس غالب ہے کہ یہ نبی کا خاندان ہے (زکریاہ ۱۲: ۱۰-۱۴) لیکن وہ داؤد کے بیٹے کا خاندان بھی ہوسکتا ہے۔

ناتن ملک:- یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک خواجہ سرا۔ اس کی کوٹھری ہیکل کے صحن میں تھی۔ اس افسر کی کوٹھری کے سامنے وہ جگہ تھی جہاں یہوداہ کے بادشاہوں نے اُن گھوڑوں اور رتھوں کو رکھا تھا جو سورج دیوتا کی پوجا کے لئے استعمال ہوتے تھے (۲-سلاطین ۲۳: ۱۱)۔ یوسیاہ بادشاہ نے رتھوں کو جلادیا اور گھوڑوں کو اُس جگہ سے نکال دیا۔

ناج حمدی:- وسطی مصر میں دریائے نیل کے مغربی کنارے پر شہر لکسر سے ۶۰ میل شمال میں ایک قصبہ جس کے قریب کیونوبسکین (= بطخوں کی چراگاہ) کا پرانا گاؤں ہے جہاں ۳۲۰ء میں پخومئیس نے ایک راہب خانہ قائم کیا تھا۔ اس جگہ کو اس وجہ سے شہرت حاصل ہوئی کہ یہاں کے ایک یونانی رومی قبرستان سے ۱۹۴۵-۴۶ء میں مٹی کا ایک مرتبان ملا جس میں غناسطی تحریروں کا ذخیرہ تھا۔ یہ زیادہ تر یونانی سے قبطی میں ترجمہ کئے ہوئے نسخے تھے۔ ان کی تعداد تقریباً ۵۰ ہے جو ۱۳ چمڑے کی جلدوں میں پپیرس پر لکھے ہوئے ہیں۔ انہیں اب عام طور پر ناج حمدی کی دستاویزات کہتے ہیں۔ یہ غالباً پخومئیسی راہبوں نے، جب وہ راسخ العقیدہ رومی کلیسیا کی بنیاد ڈال رہے تھے، یہاں دفن کئے۔

ایک نسخہ سوئیٹزرلینڈ میں زیورک کے مقام میں ہے۔ باقی قاہرہ میں قبطی عجائب گھر کی ملکیت ہیں۔ فی الحال دو نسخے شائع ہوئے ہیں۔ زیورک سے انجیل حق اور قاہرہ سے توما کی انجیل۔ یہ ۱۱۴ مخفی فرمودات کا مجموعہ ہے جو یسوع مسیح کے نام سے منسوب کئے جاتے ہیں۔

یہ نسخے ہمیں غناسطی فلسفہ کے متعلق کافی معلومات مہیّا کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ غناسطی فلسفہ کے بارے میں جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کا زیادہ تر علم ہمیں آبائے کلیسیا سے جو غناسطیت کے خلاف تھے، حاصل ہوا۔

اِن دستاویزوں کی اہمیت اِس بات میں ہے کہ اب ہم زیادہ معروضی نقطۂ نظر سے غناسطی فلسفے اور اس کا تعلق غیر مقلّد یہودیت اور ابتدائی مسیحیت سے کرسکیں گے۔

یونیسکو کے زیر سرپرستی ۱۹۷۲ء میں اِن سب کو شائع کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

ناچ:- رقص۔ یہ جسمانی حرکات سے اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ اس کی مذہبی اور تفریحی حیثیت ہے۔ پرانے عہدنامہ میں گاہے گاہے ناچ کے بطور تفریح طبع اشارے ملتے ہیں (مثلاً خروج ۳۲: ۱۹؛ واعظ ۳: ۴)۔ لیکن اکثر ناچ کے پیچھے مذہبی اہمیت پائی جاتی ہے۔ یہ زندگی میں دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں میں ایک خاص کردار ادا کرتا تھا۔ عبرانی زبان میں جو مختلف الفاظ ناچ کے لئے استعمال کئے گئے ہیں، اُن میں مخول اور مخولہ (قب اسم معرفہ ★ محولی-۱-سلاطین ۴: ۳۱) جو خول سے مشتق ہے اور جس کا بنیادی مطلب گھومنا ہے قضاۃ ۲۱: ۲۱، ۲۳)۔

ایک اور لفظ کارر ہے بمعنی ارد گرد گھومنا (۲-سموئیل ۶: ۱۴)۔ خاگگ کے معنی تہوار منانا ہیں۔ یہ عربی کے لفظ حج کا ہم جد ہے۔ یہ ۱-سموئیل ۳۰: ۱۶ میں استعمال ہوا ہے (کیتھولک ترجمہ میں ناچنا ہے۔ پروٹسٹنٹ میں ضیافت اُڑانا)۔ ایک اور لفظ راقد ہے جس کے معنی اُچھلنا ہیں (۱-تواریخ ۱۵: ۲۹۔ مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ترجمہ "ناچتے کودتے" کیا گیا ہے؛ ایوب ۲۱: ۱۱؛ یسعیاہ ۱۳: ۲۱)۔

جن ناچوں کا ذکر پرانے عہدنامہ میں آیا ہے وہ زیادہ تر انفرادی نہیں بلکہ جماعتی تھے۔ بعض مرتبہ آدمی اور عورت اکٹھے ناچتے تھے لیکن عام طور پر صرف عورتیں ناچتی تھیں۔ ناچ ★ موسیقی کے ساتھ کیا جاتا تھا اور ناچنے والے اکثر ★ دف اور طبلہ اُٹھائے ہوتے تھے (خروج ۱۵: ۲۰)۔

عید، قومی جشن، فتح کی خوشی اور بہادر سورماؤں کی جنگ سے واپسی وہ مواقع تھے جب ناچ کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ بحرِ قلزم پار کرنے کے بعد ہارون اور موسیٰ کی بہن مریم نے ایسے ناچ کی قیادت کی (خروج ۱۵: ۲۰)۔ جب داؤد فلستیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد واپس آیا تو اُس کا استقبال بھی ناچ اور گانوں اور نعروں سے کیا گیا (۱-سموئیل ۱۸: ۶ مابعد)۔ فصل کاٹنے پر، خاص کر انگور کی فصل اکٹھا کرنے پر ناچ خوشی منانے کا ایک طریقہ تھا (قضاۃ ۲۱: ۲۱؛ یرمیاہ ۳۱: ۴ مابعد)۔

مذہب میں ناچ کا ایک خاص حصہ تھا۔ پڑوسی بُت پرست مذاہب میں تو ناچ حیا کی قیود سے باہر نکل جاتا تھا۔ بنی اسرائیل نے سونے کے بچھڑے کی پرستش گانے اور ناچنے سے کی تھی (خروج ۳۲: ۱۹)۔

ہیکل میں لوگ خدا کی تعریف کرنے کے لئے ناچتے تھے (زبور ۱۴۹: ۳؛ ۱۵۰: ۴)۔

داؤد بادشاہ عہد کے صندوق کے سامنے ناچتا ہوا آیا (۲-سموئیل ۶: ۱۴)۔ یہاں ناچنے کے لئے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ اور جگہ نہیں آتا (کارر)۔ میکل کی تنقید سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑا پھرتیلا اور جست قسم کا ناچ ہوگا کیونکہ "سارے زور" (آیت ۱۴) اور اُچھلتے ہوئے (آیت ۱۶) یہاں تک کہ کپڑے اُٹھتے تھے اور شاید ننگے پن کا تاثر ملتا تھا (آیت ۲۰)۔

نئے عہدنامہ میں یونانی ثقافت کے زیر اثر پیشہ ور عورتیں ناچ کے لئے بلائی جاتی تھیں۔ ہیرودیس کی سالگرہ کے موقع پر ہیرودیاس کی بیٹی ★ سلومی نے (یہ نام انجیل میں نہیں آتا) ناچ کر ہیرودیس اور اُس کے مہمانوں کو خوش کیا (مرقس ۶: ۲۱، ۲۲)۔ اس قسم کا ناچ یہودیوں کے نزدیک بہت معیوب تھا۔ مصرف بیٹے کی واپسی پر بھی ناچ اور گانے کا ذکر ہے۔ غالباً دوست اور گھر کے افراد اور نوکر خوشی کا اظہار ناچ سے

کر رہے تھے (لوقا ۱۵: ۲۵) ۔ ناچ غالباً ایک عام دستور ہوگا کیونکہ بچے بڑوں کو دیکھ کر ان کی نقل کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں (متی ۱۱: ۱۷؛ لوقا ۷: ۳۲ قب ایوب ۲۱: ۱۱) ۔ مزید دیکھئے کھیل ۱ ۔

ناچ رنگ :- بائبل میں یہ لفظ محض رقص و سرود کی محفل کے لئے استعمال نہیں ہؤا ۔ اس میں ناچ کا عنصر کم ہے اور عیش و عشرت اور مے نوشی کا حصّہ زیادہ ۔ یہ یونانی لفظ کو مس komos کا ترجمہ ہے ۔ کو مس اُس محفل کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں بُت پرست پجاری رنگ رلیاں مناتے تھے اور شراب کا دَور چلتا تھا ۔ پولس رسول اسے اُن کاموں میں شریک کرتا ہے جو خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے میں رکاوٹ پیش کرتے ہیں ۔ اس کا ذکر رومیوں ۱۳: ۱۳؛ گلتیوں ۵: ۲۱؛ ۱ ۔ پطرس ۴: ۳ میں آیا ہے ۔

یاد رہے کہ یونانی دیو مالا میں کومس رنگ رلیوں کا نوجوان دیوتا تھا جس کا جشن رقص و سرود اور مے نوشی سے منایا جاتا تھا ۔

ناحس ۔ ناحاش :- (عبرانی = تین ممکن معنی ہو سکتے ہیں ۱ ۔ سانپ ۲ ۔ استخارہ ۳ ۔ پیتل ۔ غالباً پہلا زیادہ موزوں ہے) ۔

۱ ۔ ایک عمونی بادشاہ جس نے یبیس جلعاد کے شہر پر حملہ کیا اور صلح کی شرط یہ رکھی کہ وہ اُن کی دہنی آنکھ نکال دے گا ۔ اُنہوں نے ساؤل سے مدد کی درخواست کی اور اُس نے بنی اسرائیل کو اکٹھا کر کے ناحس کو شکست دی (۱ ۔ سموئیل ۱۱: ۱؛ ۱۲: ۱۲) ۔

۲ ۔ غالباً ایک اور عمونی بادشاہ جس کے بیٹے حنون سے اُس کے باپ ناحس کے اچھے تعلقات کی وجہ سے داؤد بادشاہ نے مہربانی کرنے کا ارادہ کیا ۔ حنون نے داؤد بادشاہ کے مقصد کو غلط سمجھا اور اُس کے قاصدوں کی بے عزّتی کی ۔ اس پر داؤد بادشاہ نے عمونیوں کو ایسا سبق سکھایا کہ وہ پھر سر اُٹھانے سے باز رہے (۲ ۔ سموئیل ۱۰؛ ۲ ۔ تواریخ ۱۹) ۔

جب داؤد ابی سلوم سے بچ کر بھاگ رہا تھا تو اسی بادشاہ کا بیٹا سوبی داؤد کو خوراک پہنچاتا رہا (۲ ۔ سموئیل ۱۷: ۲۷ ۔ ۲۹) ۔

ممکن ہے کہ ۱ اور ۲ ایک ہی شخص ہوں لیکن ساؤل کے عہد کے شروع اور ابی سلوم کی بغاوت میں بہت وقفہ ہے ۔ اس لئے ۲ شاید ۱ کا ہمنام جانشین ہو ۔

۳ ۔ ابی جیل اور ضرویاہ کا باپ (۲ ۔ سموئیل ۱۷: ۲۵) ۔ عبرانی متن سے یہ عیاں نہیں کہ ناحس مرد تھا یا عورت ۔ ۱ ۔ تواریخ ۲: ۱۶ میں درج ہے کہ ابیجیل اور ضرویاہ یسّی کی بیٹیاں تھیں ۔ اس لئے یا تو ناحس اُن کی ماں تھی یا ناحس یسّی کا دوسرا نام ہے ۔

ناحوم ۔ نحوم :- (عبرانی ۔ رحم دل) ۔ ناحوم نحمیاہ کا مخفف ہے ۔ ناحوم اور اُس کے شہر القوش کے متعلق ہمیں کچھ علم نہیں، سوائے اُس کے جو اُس کے نام کی کتاب میں درج ہے ۔

دیکھئے ناحوم کی کتاب ۔

ناحوم کی کتاب ۔ نحوم کی کتاب :-

۱ ۔ مُصنّف اور سنِ تصنیف

ناحوم نبی القوشی کا باشندہ تھا ۔ جو غالباً یہوداہ میں واقع تھا ۔ اس نبوّت کے صحیح سن کا تعین کرنا مشکل ہے ۔ لیکن یہ بات ہمارے مشاہدے میں آتی ہے کہ اُس وقت تھیبس (نو آمون) فتح ہو چکا تھا ۔ یہ واقعہ ۶۶۴ ۔ ۶۶۳ ق م میں اشور بنی پال کے عہد کا ہے ۔ انہی ایام میں نینوہ جو ناحوم کی نبوت کا مخاطب ہے قائم تھا ۔ نینوہ ۶۱۲ ق م میں فتح کیا گیا ۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ نبوت اِن دو سنین کے درمیان کے کسی وقت کی ہے ۔ اس سے زیادہ قریب ترین سن کا تعین ممکن نہیں ہے ۔

۲ ۔ خلاصۂ مضامین

تینوں ابواب کی اپنی الگ الگ حیثیت ہے ۔ اور اس نبوت کو سمجھنے کے لئے بہتر ہے کہ ہر باب کا ترتیب وار مطالعہ کیا جائے ۔

اوّل : ایک توشیحی نظم اور الٰہی غضب کی آگاہی (۱: ۱ تا ۱۵) ۔

باب اوّل کے تین نمایاں حصّے ہیں ۔ تمہید (آیت ۱)؛ خدا کے جلال کا بیان (آیات ۲ تا ۸)؛ آنے والے غضب کی آگاہی (آیات ۹ تا ۱۵) ۔ تمہید میں اس پیغام کو ما سا بمعنی بار بیان کیا گیا ہے ۔ یہ اصطلاح عموماً اُس نبوّت کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس میں تنبیہ پائی جاتی ہو ۔ اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ تحریر "ناحوم کی رویا کی کتاب" ہے یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں اُس رویا کا بیان ہے جو ناحوم پر ظاہر کی گئی ۔ یوں شروع میں ہی پیغام کی مافوق الفطرت نوعیت کو مسلّم قرار دیا گیا ہے ۔ نبی اپنے پیغام کا آغاز خدا کی غیرت کے بیان سے کرتا ہے ۔ خداوند غیور خدا ہے اور وہ اپنی بادشاہت کے مقاصد کی تکمیل کر کے رہے گا ۔ اور جو بھی اُس کے خلاف سر اُٹھائے گا وہ اُسے کچل ڈالے گا ۔ خدا کی غیرت کا موخر پہلو یہاں زیادہ نمایاں ہے ۔ نبی کہتا ہے اگرچہ "خداوند قہر کرنے میں دھیما ہے" (آیت ۳) تو بھی وہ اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا ۔ جب خدا کی ذات و صفات کا بیان اِن اصطلاحات میں کیا جاتا ہے تو ہمیں یہ بات مدِّ نظر رکھنی چاہیئے کہ یہ بیان محض تمثیلی ہے ۔ ان سے ہم وہی مفہوم مُراد نہیں لے سکتے جو کسی عام انسان کی نسبت لیا جا سکتا ہے ۔ اِس امر میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ خدا اپنے ارادوں کو پُورا کرنے پر قادر ہے ۔ فطرت کی طاقتیں طوفان، دریا، سمندر، لبنان وغیرہ اُس کے اشارے کی تابع ہیں ۔ جو اُس پر توکّل کرتے ہیں اُن کے لئے وہ پناہ گاہ ہے لیکن ظالموں کے لئے شب تار ہے ۔

خداوند کے دشمن اِس امر کے منکر ہیں کہ وہ اُن کو تہس نہس کر

ڈالے گا۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے کہ ایسے وقت میں جب اُنہیں کسی دشمن کا خیال تک نہ ہوگا وہ سوکھے بھوسے کی مانند راکھ کے ڈھیر میں بدل جائیں گے۔ اس کے باوجود نجات اور مخلصی کا اشتہار بھی دیا جاتا ہے۔ اور یہوداہ کو اپنی عیدیں منانے اور اپنی نذریں ادا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

دوئم۔ نینوہ، محاصرہ اور اسیری (۲: ۱ تا ۱۳)

۲: ۱ تا ۶ میں اُن دشمنوں کا بیان ہے جو نینوہ کا محاصرہ کرتے ہیں۔ یہ مادی تھے جو فارس کے میدانوں سے وارد ہوئے تھے اور مسوپتامیہ کے میدانوں میں بسنے والے اسوریوں کے خلاف چڑھائی کرنے کی فکر میں تھے۔ اُنہیں "پراگندہ کرنے والا" کہا گیا ہے (آیت ۱) شہر پر حملہ کے وقت وہ آبی پھاٹکوں کو کھول دیتے ہیں کہ نہر کا پانی ہر طرف بہہ نکلے تب وہ شہر میں گھس کر محل کو اجاڑتے ہیں۔

ہصّب غالباً ملکہ کا لقب تھا جو اسیر کرلی گئی ہے اور اُس کی خادمائیں اُس کے پیچھے ماتم کرتی جاتی ہیں۔ نینوہ حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے پانی کے ایک حوض کی مانند ہو کر رہ گیا جس میں مالِ تجارت اور مال و دولت کے انبار لگے ہیں۔ باوجود اس کے لوگ اس سے دُور بھاگیں گے۔ اور جو "ٹھہرو ٹھہرو" چلاتے ہوئے اُن کی راہ روکنے کی کوشش کریں گے وہ ناکام ہوں گے کیونکہ اُن کے نزدیک بھاگنے میں ہی عافیت ہے۔

تب لوٹ مار اور غارت گری اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور جو تلوار کا لقمہ ہونے سے کسی طرح بچ جاتے ہیں وہ دہشت اور حسرت سے لٹے ہوئے شہر کو تکتے ہیں۔

نینوہ کبھی ایک نرشیر تھا۔ بلکہ شیروں کی ناقابلِ تسخیر ماند تھا اور وہ شکار کی تلاش میں غراتا پھرتا تھا۔ تاہم اب وہ خود شکار ہوگیا ہے اور اُس کے خون کے پیاسے اُس کی بو سونگھتے پھرتے ہیں۔ نینوہ اس حال کو کیونکر پہنچا؟ اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند ربّ الافواج اُس کا مخالف ہوا ہے۔ اور اُس نے تہیّہ کر لیا تھا کہ وہ اُس کا ایسا حشر کریگا کہ اُس کا سارا زور اور قوت خاک میں مل جائے گی۔

سوئم: شہر کی حالتِ زار کا نقشہ اور مصر سے موازنہ (۳: ۱ تا ۱۹) باب سوئم میں نینوہ شہر کے ملعون کردار کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ یہ شہر خونریزی اور ظلم کا گڑھا تھا۔ جہاں جنگ و جدل کا دور دورہ تھا، ہر طرف لاشوں کے انبار لگے رہتے تھے۔ "وہ قوموں کو اپنی بدکاری سے بیچتی تھی" اور جادوگری کی رسیا تھی۔ اس لئے خداوند اُس کے خلاف اُٹھا ہے وہ اُسے ایسا طرفہ تماشہ بنانے کو ہے کہ ہر کوئی اُس پر انگشت نمائی کرے گا اور اُس کا تمسخر اُڑائے گا۔

تب ناحوم مختصراً اس کیفیت کا موازنہ مصر کے حال سے کرتا ہے۔ (۳: ۸ - ۱۵) مصر زور پکڑ رہا تھا اور طاقت کے نشے میں بدمست تھا۔ اُس کی روش بھی نینوہ کی طرح ہی تھی اور وہ برباد ہوگیا۔ اس لئے نینوہ کا بھی یہی حشر ہوگا اور اس کے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ یوں نبی اس داستان کو ایک ہولناک انجام تک لے آتا ہے اور فتویٰ دیتا ہے کہ اسور کی شکستگی لاعلاج ہے" اور اس کا "زخم کاری ہے"۔ وہ سنبھلنے کا نہیں! (۳: ۱۹)۔

یہ مختصر نبوت جو تباہی اور بربادی کا الٰہی پروانہ ہے اس میں یہ سبق مضمر ہے کہ قوم اسرائیل کا خدا جسے اسور نے حقیر جانا، وہی سچا خدا ہے جس کے ہاتھ میں قوموں کے مقدر اور اعمال کی باگ ہے۔

ناخن:- (عبرانی، ظفورن۔ ارامی ظفر۔ قب عربی ظُفر)۔ انگلیوں کے سرے کے اوپر سخت خول۔ دشمنوں سے جنگ کرنے کے سلسلے میں استثنا ۲۱: ۱۱، ۱۲ میں مرقوم ہے کہ اگر تو" اسیروں میں سے کسی خوبصورت عورت کو دیکھ کر اُس پر فریفتہ ہو جائے اور اُس کو بیاہ لینا چاہے تو تُو اُسے اپنے گھر لے آنا اور وہ اپنا سر منڈوائے اور اپنے ناخن ترشوائے"۔

طہارت کے قانون کے مطابق سر منڈوانا (احبار ۱۴: ۸) اور ناخن تراشنا پاک قرار دیئے جانے کا حصّہ تھا۔ اسلام میں بھی ناخن بڑھانا شرعاً ممنوع ہے اور ان کے بڑھانے سے پاکیزگی میں فرق آتا ہے۔ چونکہ اسیر عورت غیر قوم تھی اس لئے شادی سے پہلے پاک ہونا ضرور تھا۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ بعض عالم اس کا ترجمہ " ناخن بڑھائے" کرتے ہیں (دیکھئے انگریزی ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔ ایک دستور کے مطابق بال کٹوانا اور ناخن بڑھنے دینا ماتم کرنے کی علامت تھا۔ چونکہ اس عورت کو ایک مہینہ اپنے ماں باپ کے لئے ماتم کرنے کی اجازت تھی اس لئے اُسے سر منڈوانے اور ناخن بڑھانے دیا جاتا تھا۔

ناخن کا ذکر دانی ایل ۴: ۳۳ اور ۷: ۱۹ میں بھی آتا ہے۔ نبوکدنضر بادشاہ کے اپنی دیوانگی کے ایام میں ناخن پرندوں کے چنگل کی طرح بڑھ گئے۔

ناشتہ:- دیکھئے کھانا۔

ناصرۃ - ناصرت:- موجودہ نام الناصرۃ۔ زبولون کے علاقے میں ایک شہر جو یروشلیم سے ۷۰ میل شمال میں تھا۔ یہ مُقدسہ مریم اور ان کے خاوند یوسف کی جائے رہائش تھی۔ خداوند یسوع نے اپنی زندگی کے تیس سال یہاں گذارے جب تک کہ وہاں کے لوگوں نے انہیں رد نہ کر دیا۔ یہاں رہنے کی وجہ سے انہیں ناصری کا لقب دیا گیا۔ اس شہر کا نام نہ پرانے عہد نامہ میں ہے نہ اپاکرفا میں۔ نیز دیکھئے ناصری۔

ناصری:- ۱۔ ناصرۃ کا رہنے والا۔ چونکہ خداوند مسیح ناصرۃ میں رہتے تھے اس لئے انہیں یسوع ناصری کہتے تھے اور اس کے کوئی بُرے معنی نہ تھے (اعمال ۲: ۲۲؛ ۳: ۶؛ ۱۰: ۳۸)۔ یسوع نے

اسے اپنے لئے بھی استعمال کیا (اعمال ۲۲: ۸) ۔ دشمن اس نام کو حقارت سے استعمال کرتے تھے (متی ۲۶: ۷۱؛ مرقس ۱۴: ۶۷) ۔

متی ۲: ۲۳ کا مطلب صاف نہیں" اور ناصرۃ نام ایک شہر میں جا بسا تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔" عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا اشارہ یسعیاہ ۱۱: ۱ کی طرف ہے جہاں مسیح کے متعلق کہا گیا ہے کہ یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اُس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ (عبرانی = نصر) پیدا ہوگی غالباً لفظ ناصرۃ بھی اسی مادہ سے بنا ہے ۔ متی رسول یسوع مسیح کے والدین کے ناصرۃ میں رہنے کو یسعیاہ کی پیشینگوئی کا پورا ہونا تصور کرتا ہے ۔

۲۔ اعمال ۲۴: ۵ میں مسیحیوں کو بھی ناصری کہا گیا ہے ۔

ناصری فرمان :۔ NAZARETH DECREE ۔ سفید سنگ مرمر کی تختی پر کندہ قیصر کلودیس کا فرمان ۔ یہ ۱۸۷۸ء میں جرمنی کے ایک باشندے کے لئے جو آثار قدیمہ کے عجائبات جمع کرتا تھا ناصرۃ سے منگوایا گیا ۔ ۱۹۳۰ء میں جب یہ جرمن باشندہ مر گیا تو یہ تختی پیرس کے عجائب گھر بھیج دی گئی ۔

اس فرمان کے مطابق جو کوئی قبروں اور مقبروں کو چھیڑے گا اُسے موت کی سزا دی جائے گی ۔ ۴۹ عیسوی میں روما میں یہودیوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا جس کی بنا پر قیصر کلودیس نے یہودیوں کو شہر سے نکال دیا (اعمال ۱۸: ۲) ۔ یہ جھگڑا غالباً مسیحیوں اور یہودیوں میں ہوا ۔ یہودیوں نے خداوند مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کے سلسلے میں مسیحیوں پر الزام تراشے تھے ۔ یہودیوں نے وہ الزام دہرایا کہ مسیحیوں نے یسوع کی لاش کو قبر سے چرا لیا تھا (متی ۲۸: ۱۳) ۔ کلودیس نے غالباً یہ فرمان احتیاطاً جاری کیا کہ آگے کو لوگ قبر سے مردے نکال کر یہ دعویٰ نہ کریں کہ وہ زندہ ہو گئے ہیں ۔

ناظم :۔ دیکھئے پیشہ جات بائبل ۵۳

ناف :۔ ۱۔ جسم کا وسط جہاں ایک سوراخ سا ہوتا ہے (غزل الغزلات ۷: ۲) ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رحم مادہ میں بچے کی آنول نال جُڑی ہوتی ہے اور بچے کے پیدا ہونے پر ماں سے کاٹ دی جاتی ہے (حزقی ایل ۱۶: ۴) ۔

۲۔ اردو محاورے کے مطابق ناف ٹل جانے سے صحت پر اثر پڑتا ہے ۔ امثال کی کتاب میں ذکر ہے کہ خداوند سے ڈرنے اور بدی سے کنارہ کرنے میں ناف کی صحت ہے (امثال ۳: ۸) ۔ عبرانی محاورے میں بھی یوں ہی ہے ۔

۳۔ ناف کو کنایتہً "بیچوں بیچ" یا "درمیان" کہا جاتا ہے ۔ حزقی ایل ۳۸: ۱۲ میں کچھ لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ "زمین کی ناف پر بستے ہیں"۔ کیتھولک ترجمہ میں "جہان کے مرکز میں" ہے ۔

ناک، نتھنے :۔ عبرانی آف = مادّہ آلف - نون - پے ۔ قب عربی اَنْف ۔ ایک اور عبرانی لفظ نخیریم ۔ صیغہ تثنیہ نتھنے قب عربی نُخْرَۃ ۔ ناک کا اگلا حصہ یعنی نتھنی ۔ مادّہ ناخر بمعنی ناک سے زور سے سانس لے کر آواز نکالنا ۔ چونکہ غصے میں نتھنے لرزتے اور کانپتے ہیں اس لئے اکثر ناک اور نتھنوں کے عبرانی لفظ غصے کے مترادف سمجھے جاتے ہیں ۔ تقریباً ۱۷۱ مرتبہ آف کا ترجمہ غصہ وغیرہ کیا گیا ہے (مثلاً پیدائش ۲۷: ۴۵؛ ۳۰: ۲ ۔ قہر، پیدائش ۴۴: ۱۸؛ ۴۹: ۶ ۔ غضب، خروج ۱۱: ۸؛ گنتی ۲۴: ۱۰ ۔ طیش، ۱ ۔ سموئیل ۱۱: ۶؛ ۲ ۔ سموئیل ۶: ۷؛ ۲ ۔ سلاطین ۱۳: ۳ ۔ غصہ وغیرہ) ۔ ناک انسان کے جذبات کا ایک حساس عضو ہے ۔ پرانے عہد نامہ میں یہ وہ عضو ہے جس میں دم یعنی ★ جان ہے (پیدائش ۲: ۷؛ ایوب ۲۷: ۳ مابعد؛ یسعیاہ ۲: ۲۲) ۔ تند ہوا کو بعض جگہ خدا کے نتھنوں کا دم، یا نتھنوں کا دھواں کہا گیا ہے (خروج ۱۵: ۸؛ ۲ ۔ سموئیل ۲۲: ۱۶؛ زبور ۱۸: ۸، ۱۵) ۔ بدبو کا محاورہ عبرانی میں اکثر اُن اشخاص کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو نفرت انگیز ہوں مثلاً پیدائش ۳۴: ۳۰ (عبرانی میں یہاں لفظ باش بمعنی بدبودار یا تعفن ہے قب خروج ۷: ۱۸) ۔ لمبی ناک خوبصورتی کی علامت سمجھی جاتی تھی (غزل الغزلات ۷: ۴) ۔ چپٹی ناک یا نکچپٹے شخص کو قربانی دینے کی اجازت نہ تھی (احبار ۲۱: ۱۸) ۔

حزقی ایل ۸: ۱۷ میں "ناک سے ڈالی لگانے" کی ایک عجیب رسم کا ذکر ہے ۔ اس رسم کے متعلق وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔ بعض کا خیال ہے کہ لفظ ڈالی (عبرانی میں زموراہ قب ۱۵: ۲ ۔ شاخ؛ یسعیاہ ۱۷: ۱۰ ۔ قلم (کیتھولک کونپل) کے حوالے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ★ تموز کی پرستش سے ہے (قب حزقی ایل ۸: ۱۴) ۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے "وہ میری ناک میں بدبو ہیں" (قب کیتھولک ترجمہ حزقی ایل ۸: ۱۷) یعنی خدا اُن سے بہت غضبناک ہے ۔

یہ بہت ممکن ہے کہ اس رسم کا اشارہ سورج کی پرستش کی طرف ہو ۔ زرتشت کے پیرو، پارس کے باشندے سورج دیوتا کی پوجا کرتے تھے ۔ وہ سورج کی پوجا کرتے وقت مہندی اور دوسری شاخوں کو اپنی ناک کے سامنے رکھتے تھے تاکہ اُن کے ناپاک سانس سے دیوتا پلید نہ ہو جائے ۔

ناک کا ذکر نئے عہد نامہ میں نہیں آتا ۔

ناگدونے ۔ افسنتین :۔ دیکھئے نباتات بائبل ۸۴

ناگر موتھا (بردی) :۔ دیکھئے نباتات بائبل ۱۶۱

نام :۔ (عبرانی شیم ۔ قب عربی اسم) ۔ وہ لفظ جس سے کوئی شخص یا چیز کہلائے ۔ فی زمانہ نام کی قدر و قیمت گر گئی ہے ۔

نام محض ایک بِلّا نہیں جو کسی پر لگ جائے اور وہ اس سے کہلائے ، بلکہ شخصی نام کا نام والے کی ذات سے ایک گہرا اور پُراسرار تعلق ہے ۔ نام نہ صرف ایک شخص کی تمیز کرتا ہے بلکہ یہ اُس کی ذات کا مظہر اور اہم حصّہ ہے ۔ اسی لئے جادوگری میں اکثر نام کی وہی حیثیت تھی جو اس نام کے مالک کی تھی ۔ خیال تھا کہ نام کو جاننے اور اس کو صحیح طریقہ سے استعمال کرنے سے نام کے مالک پر اثر ڈالا جا سکتا اور اُسے قابو بھی کیا جاسکتا ہے ۔ آج کل بھی ہم نام کی اس قوت کی جھلک دیکھتے ہیں جب کسی کام کو کروانے کے لئے کسی بارسوخ آدمی کا نام استعمال کرتے ہیں ۔

کتابِ مُقدّس میں نام کو خاص اہمیت حاصل ہے جس کا ذکر ہم ذیل میں کریں گے ۔

۱ ۔ وجۂ تسمیہ

اکثر عبرانی شخصی نام پُرمعنی ہوتے تھے ۔ کئی مرتبہ ان کا تعلق بچے کی پیدائش کے وقت کے کسی واقعہ سے ہوتا تھا ۔ مثلاً فینحاس کی بیوی نے مرتے ہوئے اپنے بیٹے کا نام یکبود (یعنی حشمت نہ رہی) رکھا کیونکہ اُس وقت عہد کا صندوق فلستیوں نے چھین لیا تھا اور اُس کا خسر اور خاوند دونوں مرگئے تھے سو اُس نے کہا کہ "حشمت اسرائیل سے جاتی رہی" (۱-سموئیل ۴: ۲۱) ۔ ایک اور مثال لیجئے ۔ ربقہ کے پیٹ میں توام تھے ۔ جب پہلا بیٹا پیدا ہوا تو چونکہ وہ سُرخ اور اوپر سے پشمینہ کی مانند تھا اُس کا نام عیسو رکھا گیا ۔ دوسرا بیٹا پہلے بیٹے کی ایڑی پکڑے ہوئے پیدا ہوا سو اس کا نام ★ یعقوب (یعنی ایڑی پکڑنے والا) رکھا گیا (پیدائش ۲۵: ۲۵، ۲۶) ۔ ذیل کے نام بھی اسی قسم کے ہیں ۔ فلج (پیدائش ۱۰: ۲۵ ۔ کیونکہ زمین اس کے ایام میں بٹی) ۔ ادوم (پیدائش ۲۵: ۳۰ ۔ عیسو کا دوسرا نام) ، اضحاق (یعنی ہنسنا ۔ خدا نے سارہ کے بیٹے کا یہ نام تجویز کیا کیونکہ دونوں سارہ اور ابرہام بیٹے کے پیدا ہونے کی پیشینگوئی سُن کر دل میں ہنسے تھے ۔ پیدائش ۱۷: ۱۷ مابعد؛ ۱۸: ۱۲ مابعد) ۔

کئی مرتبہ بچے کا نام والدین کی خواہش اور تمنا کی عکاسی کرتا تھا اور نام خدا سے ایک دعا کی صورت میں ہوتا تھا مثلاً نوح (یعنی آرام ۔ یہ اُس کے باپ لمک کی دُعا تھی کہ "یہ ہمارے ہاتھوں کی محنت اور مشقت سے ... ہمیں آرام دے گا" پیدائش ۵: ۲۹) ، یسعیاہ نبی نے اپنے بیٹے کا نام شیار یاشوب (یعنی بقیہ واپس آئے گا) رکھا ۔ یہ علامتی نام ایک پیشینگوئی ثابت ہوئی (یسعیاہ ۷: ۳ قب ۱۰: ۲۰ - ۲۳) ۔ لیکن سب نام ایسے نہیں ہوتے تھے ۔ والدین یا کوئی اور عزیز بچے کو کسی پھول یا پودے ، جانور یا پرندے کا نام بھی دیتے تھے مثلاً ایلہ = بلوط (پیدائش ۳۶: ۴۱) ؛ تمر = کھجور کا درخت (پیدائش ۳۸: ۶) ؛ ہدساہ = مہندی (آستر ۲: ۷) ؛ راخل = بھیڑ (پیدائش ۲۹: ۶) ؛ حمور = گدھا (پیدائش ۳۳: ۱۹) ؛ عکبور = چوہا (پیدائش ۳۶: ۳۸) ؛ صفورہ = چھوٹی چڑیا (خروج ۲: ۲۱) ۔ کبھی کبھی جب کسی کو خدا سے دعا کے جواب میں اولاد ملتی تھی تو بچے کا نام اسی حوالے سے چُنا جاتا تھا مثلاً سموئیل (خدا نے سُنا ۔ ۱-سموئیل ۱: ۲۰) ، نتن ایل (خدا کی بخشش ۔ یوحنا ۱: ۴۵) وغیرہ ۔

عام طور پر والدین ہی بچوں کا نام رکھتے تھے ۔ کلامِ مُقدّس میں کم ازکم اٹھائیس مرتبہ ماں کا اور اٹھارہ مرتبہ باپ کا اپنے بچوں کا نام تجویز کرنے کا ذکر آیا ہے ۔

۲ ۔ نام کی تبدیلی

نام تبدیل کرنے کی کتابِ مُقدّس میں کئی مثالیں ملتی ہیں ۔ بستر مرگ پر یعقوب کی بیوی راخل نے اپنے نوزائیدہ بیٹے کا نام ★ بنُونی (یعنی "میرے غم کا فرزند") رکھا ۔ لیکن چونکہ یعقوب راخل سے محبت رکھتا تھا ، اس لئے اس نے اُسے تبدیل کرکے بنیمین (بن یمین یعنی "دہنے ہاتھ کا فرزند") کر دیا (پیدائش ۳۵: ۱۸) ۔ اسی طرح سلیمان بادشاہ کو خدا نے یدیدیاہ (محبوبِ خداوند) کا نام دیا کیونکہ وہ خداوند کو عزیز تھا (۲-سموئیل ۱۲: ۲۴، ۲۵) ۔

خدا بھی لوگوں کو نیا نام دیتا تھا اور یہ اُنہیں نئے جنم دینے کے مترادف تھا (مثلاً پیدائش ۱۷: ۵، ۱۵ ؛ ۳۲: ۲۸) یا یہ ایک فتویٰ ہوتا تھا (یرمیاہ ۲۰: ۳) ۔

خدا کا کسی کا نام رکھنا یا کسی کے نام کو تبدیل کرنا ایک گہرا اور شخصی مقصد تھا ۔ یہ نام اس بات کا ثبوت تھا کہ اب اس شخص میں ایک اہلیت اور صفت موجود ہے اور خدا نے اُس کی سرشت ، لیاقت اور زندگی کے کام کو مقرر کردیا ہے ۔ اسی لئے خدا نے اپنے بیٹے کا نام اُس کے کام کے مطابق چُنا (متی ۱: ۲۱) ۔ یوں نام کسی کی ذات اور کردار کی صحیح اور کامل عکاسی کرتا ہے ۔

۳ ۔ اپنا نام کسی کو دینا

کسی کو اپنے نام سے منسوب کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اب اس شخص کا نام دینے والے سے ایک گہرا اور نزدیکی رشتہ قائم ہوگیا ہے ۔ بیوی اپنے خاوند کے نام سے کہلاتی تھی (یسعیاہ ۴: ۱) اور اس وجہ سے خاوند پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ اُس کی دیکھ بھال اور حفاظت کرے ۔ بنی اسرائیل کو خدا نے اپنا نام دیا اور وہ اُس کے نام سے کہلائے ۔ یوں وہ قدوس خداوند کی پاک قوم بن گئے تھے (استثنا ۲۸: ۹، ۱۰؛ قب یسعیاہ ۴۳: ۷؛ ۶۳: ۱۹؛ ۶۵: ۱) ۔ اور خدا اُن کی دیکھ بھال اور حفاظت کا ذمہ دار ہوگیا تھا ۔ اسی وجہ سے یرمیاہ نبی خدا سے استدعا کرنے کی ہمت کرتا ہے کہ خدا بنی اسرائیل کو بچائے (یرمیاہ ۱۴: ۹) اور نبی کی خدا سے رفاقت کا بھید بھی یہی تھا (۱۵: ۱۶) ۔ جب لوگ خدا کے نام سے کہلاتے ہیں تو خدا اُنہیں اپنے

لوگ سمجھتا ہے (۲-تواریخ ۷: ۱۴؛ یرمیاہ ۱۴: ۹) اور اُنکی حفاظت کرتا اور اُن کا فدیہ دیتا ہے (یسعیاہ ۴۳: ۱۰؛ ۴۸: ۱)۔ یروشلیم (یرمیاہ ۲۵: ۲۹؛ دانی ایل ۹: ۱۸ مابعد)، ہیکل (یرمیاہ ۳۲: ۳۴) اور غالباً عہد کا صندوق بھی (۲-سموئیل ۶: ۲) خداوند کے نام سے کہلاتے تھے اور یوں وہ اُس کی پاک ذات سے ایک قریبی تعلق رکھتے تھے اور اس کی ملکیت تھے۔ اس بات کا نئے عہد نامہ کی تعلیم سے ایک بہت گہرا اور اہم تعلق ہے۔ کیونکہ نئے عہد نامہ میں ایک محاورہ جو کہ بپتسمہ کے سلسلے میں باقاعدگی سے یونانی میں استعمال ہوا ہے وہ "مسیح کے" نام میں" بپتسمہ دینا یا لینا ہے۔ لیکن اردو ترجمہ میں اُردو محاورے کے مطابق اسے مختلف حروفِ جار سے ادا کیا گیا ہے۔ مثلاً متی ۲۸: ۱۹ - "نام سے"؛ اعمال ۸: ۱۶؛ ۱-کرنتھیوں ۱: ۱۳- "نام پر"؛ اعمال ۱۹: ۵- "نام کا"۔ ان سب حوالوں میں یونانی لفظ eis آتا ہے جس کے معنی "میں" ہیں (دیکھئے ریفرنس بائبل جہاں اعمال ۸: ۱۶ کے سوا باقی سب جگہ حاشیہ میں "میں" دیا گیا ہے)۔ یونانی میں اس سے مراد "اتحاد" ہے یعنی "مسیح کے نام میں" بپتسمہ لینا مسیح کی ملکیت بننا، اُس کی شراکت میں شامل ہونا اور اُس کی وفاداری کا عہد کرنا (قب یعقوب ۲: ۷)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دو آیات اس مفہوم کو ادا کرنے میں کافی کامیاب ہیں۔ کیتھولک ترجمہ یونانی کے مطابق ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ "شامل" کا اضافہ مفہوم کو ادا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ گلتیوں ۳: ۲۷ "مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ"۔ غلاطیوں ۳: ۲۷، "مسیح میں اصطباغ" (نیز دیکھئے رومیوں ۶: ۳)۔ یعنی مسیح میں بپتسمہ سے مراد مسیح میں شامل ہونا اور اس کی ملکیت بننا ہے۔

خدا کا مُقدّس نام انسانی ناموں سے کہیں زیادہ اہمیت اور قدرت رکھتا ہے۔ خدا اپنے خاص ناموں کے ذریعے اپنی ذات اور صفات کو انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ جس سنجیدگی سے اُس نے اپنے نام کو موسیٰ پر آشکارہ کیا وہ قابلِ غور ہے (دیکھئے خدا کے نام ۱-۸)۔

جب کوئی پیغام کسی بادشاہ یا عظیم ہستی کے نام سے دیا جائے تو اُس میں زور اور اختیار پیدا ہو جاتا ہے (۱-سموئیل ۲۵: ۹؛ ۱-سلاطین ۲۱: ۸)۔ اسی طرح انبیاء کے کلام میں زور اور اختیار خداوند خدا کے نام سے آتا ہے (خروج ۵: ۲۳؛ استثنا ۱۸: ۲۲؛ یرمیاہ ۲۶: ۲۰؛ ۱۴: ۱۵ مابعد)۔ پرانے زمانہ میں جب قاصد اپنے بھیجنے والے کی طرف سے پیغام لاتا تھا تو وہ اس طرح کلام کرتا تھا جیسے وہی پیغام بھیجنے والے کی جگہ ہو۔ اسی لئے انبیاء بھی "خداوند خدا یوں فرماتا ہے" کے تعارفی کلمات سے شروع کر کے باقی پیغام صیغۂ متکلم میں دہراتے تھے (قب یسعیاہ ۱: ۲۴؛ ۳: ۱۵ وغیرہ؛ یرمیاہ ۲: ۱۹؛ ۲۳: ۱ وغیرہ)۔ کلام کا زور ایسا ہی ہوتا تھا جیسے خدا خود حاضر ہو اور یہ زور اور قدرت اُس کے نام لینے سے پیدا ہوتی تھی۔ یہی قدرت اُن لوگوں کو بھی حاصل تھی جو خدا کے نام سے کہلاتے تھے (۲-تواریخ ۷: ۱۴؛ یرمیاہ ۲۵: ۲۹)۔ جب یہوواہ خود کسی کو اپنا نام دیتا ہے تو اس سے مُراد ہے کہ اب خداوند اُس کا مالک ہے اور وہ اُس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے (یسعیاہ ۴۳: ۱؛ ۴۱: ۹)۔ اسی طرح موسیٰ سے بھی خدا نے حفاظت کا وعدہ کیا کیونکہ وہ اُسے نام سے پہچانتا تھا (خروج ۳۳: ۱۲-۱۷)۔ خداوند خدا کی قدرت اُس کی کائنات پر اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اُن کو نام بنام بلاتا ہے۔ "اُن سب کو نام بنام بلاتا ہے۔ اُس کی قدرت کی عظمت اور اُس کے بازو کی توانائی کے سبب سے ایک بھی غیر حاضر نہیں رہتا" (یسعیاہ ۴۰: ۲۶)۔

خدا نے بنی اسرائیل کی نگہبانی اور ہدایت کرنے کے لئے ایک فرشتے کو بھیجا جس میں خدا کا نام رہتا تھا (خروج ۲۳: ۲۰ مابعد۔ یعنی خدا اپنے آپ کو فرشتہ میں ہو کر ظاہر کرتا ہے قب ۳۳: ۱۴؛ تجسیم المسیح)۔ خدا کے عجیب و غریب کام اُس کے نام سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اُس کا نام جلیل (زبور ۸: ۱، ۹)، بزرگ (۱-سلاطین ۸: ۴۲)، مہیب (استثنا ۲۸: ۵۸) اور ممتاز ہے (زبور ۱۴۸: ۱۳)۔ خدا کے نام ہی سے انسان بچتا ہے (زبور ۵۴: ۱)۔ اُسی کے نام سے انسان بلندی پر قائم ہوتا ہے (زبور ۲۰: ۱؛ ۸۹: ۲۴)۔ اُسی کے نام پر انسان کا بھروسہ اور توکل ہے (زبور ۳۳: ۲۰، ۲۱؛ یسعیاہ ۵۰: ۱۰)۔ انسان کی مدد خدا کے نام میں ہے (زبور ۱۲۴: ۸)۔ جاتی جولیت تلوار، بھالا اور برچھی لے کر داؤد کے خلاف آیا لیکن داؤد رب الافواج کے نام سے اُس کا مقابلہ کرتا ہے (۱-سموئیل ۱۷: ۴۵)۔ ان حوالوں میں خدا کے نام سے مراد ہے خدا کے نام کو مدد کے لئے پکارنا)۔ یہ ایک ایسی دعا ہے جو خدا کی قدرت کو ہماری مدد کے لئے حاضر کر دیتی ہے۔

خداوند کا نام جاننا اُس حقیقت سے واقفیت ہے جس کی یہ نام علامت ہے اور جس کی یہ عکاسی کرتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو توکل اور نجات کا یقین دلاتی ہے (زبور ۹: ۱۰؛ یسعیاہ ۵۲: ۶) یا جو خداوند کے بدلہ لینے والے انصاف کی حقیقت کو جو لوگوں کو خوفزدہ اور لرزاں کرتی ہے ظاہر کرتی ہے (یسعیاہ ۶۴: ۲)۔ خداوند کا نام جاننا اُس کی ذات سے واقف ہونا ہے۔ اسی لئے موسیٰ کے لئے ضروری تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو اُس خدا کا نام بتائے جس نے اسے بھیجا تھا (خروج ۳)۔ چونکہ خدا کا نام اُس کی ذات سے وابستہ ہے اس لئے اُسے بڑے احترام سے لینا ضروری تھا۔ پاک نام کی تکفیر یا اسے بے فائدہ لینا ایک سنگین گناہ ہے (احبار ۲۴: ۱۱)۔ غالباً لوگ جادو کے کسی عمل کے سلسلے میں ایسا کرتے تھے (خروج ۲۰: ۷؛ استثنا ۵: ۱۱)۔

خداوند کا نام اُس کی شہرت اور جلال بھی ہے جس سے لوگ اُس کی ذات سے واقف ہوتے اور اُسے پہچانتے ہیں (خروج ۹: ۱۶؛

یشوع ۹ : ۹؛ زبور ۴۸ : ۱۰؛ یسعیاہ ۵۵ : ۱۳)۔ جہاں بھی خداوند کے کاموں کا ذکر آیا ہے، وہاں اُس کا نام لیا جاتا ہے اور لوگ خدا کی ذات سے واقف ہوتے ہیں۔

۴۔ نام اور شخص کا آپس کا تعلق

ابھی تک ہم نے نام دینے والے اور جس کا نام رکھا گیا ہے اُن کے آپس کے تعلق کا جائزہ لیا۔ اب ہم نام اور جس شخص کا یہ نام ہے اُن کے آپس کے تعلق کا مطالعہ کریں گے۔ کتابِ مُقدّس کی تعلیم اس معاملے میں تین مسائل میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ نام اور شخص ایک ہیں۔ نام شخصیت کا مظہر ہے اور نام، نام کے مالک کے فعالی طور پر حاضر ہونے کے مترادف ہے۔

ا۔ نام بذاتِ خود شخص ھے

اس مسئلہ پر مزید بحث درکار نہیں کیونکہ اس کے متعلق اوپر کافی کچھ لکھا گیا ہے۔ نیا شخص ابرہام نئے نام ابرہام کا مالک ہے۔ لیکن نام کے تصور کے کچھ اَور بھی استعمال ہیں جن سے نام اور شخص کے پورے طور پر ایک ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یوں نام مٹا دینا شخصی نیستی کے مترادف ہے (یشوع ۷ : ۹) یا "اُن کا نام صفحۂ روزگار سے مٹا ڈالے گا" مکمل ہلاکت (استثنا ۷ : ۲۴)، نام کا جاتا رہنا (گنتی ۲۷ : ۴۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مٹنا اور نام کا سڑ جانا (امثال ۱۰ : ۷) ہے۔ وہ آدمی جو "نہ نام نہ بقیہ" چھوڑتا ہے مکمل طور پر بجھ جاتا ہے (۲۔ سموئیل ۱۴ : ۷)۔ خدا کے بارے میں اس استعمال کی شہادت اَور بھی ڈرامائی ہے کیونکہ اُسے "پاک نام" (احبار ۲۴ : ۱۱) اور "خداوند کا نام" (امثال ۱۸ : ۱۰؛ یسعیاہ ۳۰ : ۲۷۔ آخری حوالے کے لئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو) کہا گیا ہے، جس سے مراد خود خدا ہی ہے۔

ب۔ نام شخصیّت کا اظہار کرتا ھے

جو محاورے اس بات کو ادا کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں وہ اتنے عجیب ہیں کہ یہ تاثر ملتا ہے کہ اس میں اَور بھی گہرے معنی موجود ہیں۔ یسعیاہ نبی کیوں نہیں یہ کہتا کہ "خداوند آتا ہے" بلکہ یہ کہ "خداوند کا نام" آتا ہے (یسعیاہ ۳۰ : ۲۷۔ کیتھولک ترجمہ عبرانی متن کے مطابق ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ نے محاورہ تبدیل کر دیا ہے)؟ یہ کہنے سے کہ "خداوند کا نام آتا ہے" یہ مراد ہے کہ خداوند اپنی مکمل قدرت، قدوسیت، غضب اور فضل میں آتا ہے جس کو اس نے اپنے نام سے ظاہر کیا ہے۔ خداوند کا نام محکم برج ہے کیونکہ خداوند نے اپنے آپ کو ایسا ہی ظاہر کیا ہے (یرمیاہ ۱۰ : ۶؛ زبور ۷۶ : ۱)۔ جو کچھ ہم کسی شخص کی بابت جانتے ہیں، وہ اس کے نام میں سمایا ہوا ہے۔ جب موسیٰ یہ کہنا چاہتا ہے کہ خدا اُسے کتنی اچھی طرح جانتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ خدا اُسے "بنام" جانتا ہے (خروج ۳۳ : ۱۲؛ قب زبور ۹ : ۱۰؛ یوحنا ۱۰ : ۳)۔ جب موسیٰ کو خدا نے فرعون کے پاس جانے اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے کا حکم دیا تو اُس نے خدا سے عرض کی کہ بنی اسرائیل ضرور پوچھیں گے کہ تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ خدا نے تجھے بھیجا ہے؟ وہ تیرا نام پوچھیں گے (خروج ۳ : ۱۳)۔ سو موسیٰ خدا کے نام کے معنی بتانے کے لئے تیار ہو کر جاتا ہے کیونکہ خدا کا نام اُس کی ذات کا مظہر ہے (دیکھئے ۳ اوپر اور خدا کے نام ۲)۔ زبور نویس بھی خدا کے کاموں کا تجربہ رکھتا تھا اسی لئے وہ کہتا ہے "میں اپنے بھائیوں سے تیرے نام کا اظہار کروں گا" (زبور ۲۲ : ۲۲؛ قب یوحنا ۱۷ : ۶؛ اعمال ۹ : ۱۵)۔

مزامیر میں خدا کے نام کو اُس کے کاموں سے جوڑا گیا ہے جن سے وہ اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔ خدا کا نام صداقت (۸۹ : ۱۵، ۱۶)، وفاداری (۸۹ : ۲۴)، نجات (۹۶ : ۲)، قدوسیت (۹۹ : ۳)، بھلائی (۱۰۰ : ۴، ۵)، شفقت (۱۰۹ : ۲۱)، محبت (۱۱۹ : ۵۵، ۱۳۲)، سچائی (۱۳۸ : ۲) اور جلال (۱۴۸ : ۱۳) سے منسوب کیا گیا ہے۔ جو لفظ خدا کے نام کے ساتھ سب سے زیادہ مرتبہ آتا ہے وہ ★ مُقدّس (پاک) ہے۔ یوں یہ خدا کی ذات کو بیان کرنے کا بنیادی لفظ ہے۔

اس سچائی کے ثبوت میں کہ نام شخصیت کا مظہر ہے ہم دو اَور دلیلیں پیش کر سکتے ہیں۔ اوّل، "میرے نام کی خاطر" اور "اپنے نام کی خاطر" کے فقروں کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ یہ شخصی وجوہات کی وجہ سے ہے جو کلام کرنے والے کے دل میں چھپی ہوئی ہیں (مثلاً حزقی ایل ۲۰ : ۴۴؛ ۱۔ سموئیل ۱۲ : ۲۲) لیکن اکثر اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ظاہر شدہ ذات کی وفاداری کے مطابق (زبور ۲۳ : ۳؛ ۲۵ : ۱۱؛ یرمیاہ ۱۴ : ۷، ۸) عمل کرتا ہے۔ دوم، ہم پڑھتے ہیں کہ لوگ خدا کے نام کو اس طرح لیتے ہیں جیسے کہ نام خدا کی اظہار شدہ ذات کا مکمل مترادف ہو۔ نام کی تکفیر ایسی ہی ہے گویا کہ خدا کی بذاتِ خود تکفیر کی گئی ہو (یسعیاہ ۵۲ : ۵)۔ نام کو ناپاک کرنا (یرمیاہ ۳۴ : ۱۶) اُس کے نام کا گناہ کرنا (امثال ۳۰ : ۹۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ تکفیر استعمال ہوا ہے) خدا کا گناہ کرنے کے برابر ہے۔ دوسری طرف خدا کے لوگ اُس کے نام سے محبت رکھتے ہیں (زبور ۵ : ۱۱) یا نام کی ستائش کرتے ہیں (یوایل ۲ : ۲۶)۔ وہ اُس نام سے چلتے ہیں (میکاہ ۴ : ۵)، اُس کے نام کو یاد کرتے ہیں (ملاکی ۳ : ۱۶)، انہیں اس کے نام کی آس ہے (زبور ۵۲ : ۹)، وہ اس کے نام کی شکرگذاری کرتے ہیں (زبور ۵۴ : ۶)، اُس کے نام کی تعظیم کرتے ہیں (ملاکی ۴ : ۲۔ کیتھولک ڈرتے ہیں ملاکی ۳ : ۲۰)، اُس کا نام لیتے ہیں (زبور ۹۹ : ۶۔ کیتھولک ترجمہ میں پکارتے ہیں)، اُس کے نام کی بشارت کرتے ہیں (یسعیاہ ۱۲ : ۴۔ نام بلند کرتے ہیں) اور اُس کے نام کو مبارک کہتے ہیں (زبور ۱۴۵ : ۱؛ ۲)۔

ج۔ نام شخص کے فعالی طور پر موجود ھونے کے مترادف ھے۔

پچھلے پیرا میں دیئے گئے حوالوں کو غور سے پڑھنے سے کچھ اور تشریح طلب سوال اُٹھتے ہیں مثلاً خدا کے نام کو پکارنے اور خدا کو پکارنے میں کیا فرق ہے؟ اس کے جواب میں تیسرا مسئلہ سامنے آتا ہے، یعنی نام سے فعالی اور موثر طور پر شخص کا اپنی پوری اظہار شدہ شخصیت میں حاضر ہونا۔ کوہِ کرمل پر ایلیاہ نبی نے بعل کے نبیوں کو ناموں کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی یعنی ہر ایک فریق اپنے اپنے خدا کا نام پکارے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں جس عبرانی محاورہ کا ترجمہ "دعا کرنا" کیا گیا ہے (۱-سلاطین ۱۸: ۲۴) وہ "نام سے پکارتا" ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۱-ملوک ۱۸: ۲۴؛ نیز دیکھئے دعا ۲ ا)، یعنی معبود کی حقیقت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ موثر طور پر عمل کرتا ہوا اُن کے درمیان حاضر ہو۔

کبھی کبھی جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے نام کی خاطر کچھ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نام کے جلال کی خاطر یہ کر رہا ہے (زبور ۷۹: ۹، ۱۰؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۱-۲۳)۔ جہاں خدا کا نام لیا جاتا ہے وہاں وہ شخصی طور پر حاضر ہے اور موثر طور پر عمل کرتا ہے۔ یہ سچائی خروج ۳۴: ۱۴ میں بیان کی گئی ہے جہاں خدا کو غیور کہا گیا ہے۔ اسی طرح جب انبیاء (استثنا ۱۸: ۲۰)، قاصد (۱-سموئیل ۲۵: ۵) اور خط (۱-سلاطین ۲۱: ۸) کو کسی کے نام میں بھیجا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ بھیجنے والے کی مرضی کے مطابق ہیں بلکہ یہ کہ وہ اُس کا شخصی اختیار رکھتے ہیں جیسے کہ وہ بذاتِ خود عملی طور پر موجود ہے (قب ۲-کرنتھیوں ۵: ۲۰)۔ اسی طرح خدا کے نام میں کسی کو برکت دینا گویا خدا کے نام کو اُس شخص پر رکھنا ہے (گنتی ۶: ۲۷) یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو برکت دی گئی ہے اُس کے ساتھ خدا کی موثر اور مکمل فعالی حضوری جو اس کی ذات سے ظاہر ہوتی ہے موجود ہے (یوحنا ۱۷: ۱۱، ۱۲)۔ ہم یہاں پر بپتسمہ سے متعلق اُس اصطلاح کا پھر ذکر کرتے ہیں جس کے مطابق کسی کے "نام پر" بپتسمہ دینے کا ذکر ہے (مثلاً اعمال ۲: ۳۸؛ ۱۰: ۴۸۔ دوسرے حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ "نام سے" ہے۔ لیکن چونکہ یونانی میں دونوں جگہ epi بمعنی اوپر ہے، اس لئے "نام پر" زیادہ موزوں ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بپتسمہ خداوند مسیح کے اختیار پر مبنی ہے اور یہ صرف اس وقت موثر ہے جب مسیح شخصی اور فعالی طور پر موجود اور حاضر ہوں۔

نامختون :- وہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ اہلِ قلف۔ قلفہ دار۔ اقلف۔

۱۔ وہ شخص جس کا ختنہ یہودی رسم کے مطابق نہ ہوا ہو (پیدائش ۱۷: ۱۴۔ کیتھولک ترجمہ میں "قلفہ دار مرد" ہے؛ یشوع ۵: ۷)۔

۲۔ وہ لوگ یا قومیں جو ختنہ نہیں کرواتیں (اعمال ۱۱: ۳؛ گلتیوں ۲: ۷۔ کیتھولک ترجمہ میں اہلِ قلف ہے جو اہلِ ختان کی ضد ہے۔ رومیوں ۲: ۲۶ کیتھولک (اقلف)۔

۳۔ یہ مجازی معنوں میں غیر قوموں کے لئے (قضاۃ ۱۴: ۳؛ رومیوں ۴: ۹) استعمال ہوا۔

۴۔ ممنوع پھل کے لئے۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب وہ کسی دوسرے ملک میں پھل کا درخت لگائیں تو پہلے تین سال اُس کا پھل نہ کھائیں۔ چوتھے سال کا پھل خدا کی تمجید کے لئے مُقدّس ہے۔ اُس کے بعد وہ اس پھل کو کھا سکتے ہیں۔ اس کے لئے نامختون کا لفظ استعمال ہوا ہے (احبار ۱۹: ۲۳)۔

۵۔ ایک اور مجازی معنی ناپاک اور غیر تقدیس شدہ جسم یا اعضا ہیں (حزقی ایل ۴۴: ۷)۔ دل (احبار ۲۶: ۴۱؛ استثنا ۳۰: ۶؛ یرمیاہ ۴: ۴)؛ کان (یرمیاہ ۶: ۱۰؛ اعمال ۷: ۵۱)؛ ہونٹ (خروج ۶: ۱۲)۔ نیز دیکھئے ختنہ۔

نامعلوم خدا۔ خدائے مجہُول :-

(یونانی میں اگنوستوس تھیوس agnostos theos)

یہ کلمہ پولس رسول نے اتھینے میں ایک قربان گاہ پر لکھا دیکھا۔ پولس رسول اپنے دوسرے بشارتی دورے پر اس شہر سے گزرا جہاں ہر جگہ بُت ہی بُت تھے۔ ★ اریوپگس کی پہاڑی پر بحث کے دوران پولس نے اس کلمہ کو اپنی تقریر کا نقطۂ آغاز بنایا (اعمال ۱۷: ۲۳) اور پھر سامعین کی توجہ خدائے برحق کی طرف مبذول کرا کر خداوند مسیح کی گواہی دی (۱۷: ۲۴-۳۱)۔ کئی یونانی مصنف بتاتے ہیں کہ اتھینے میں ایسی عبارتیں کئی قربان گاہوں پر لکھی ہوتی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق ایک مرتبہ شہر میں وبا پھیلی تو دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے مختلف جگہوں پر قربان گاہیں بنائی گئیں، جہاں مقامی دیوتا کا صحیح نام معلوم نہ تھا وہاں کتبہ پر یہ الفاظ لکھ دیئے گئے کہ نامعلوم خدا کے لئے۔

نامقبولیت :-

نئے عہدنامہ میں لفظ نامقبول خاص معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد رَدّ کیا جانا ہے اور اسے مسیحی اصطلاح میں ★ برگزیدگی کی ضد سمجھنا چاہیئے۔

یسعیاہ، یرمیاہ اور حزقی ایل نبی بنی اسرائیل کے گناہ کو چاندی میں میل سے تشبیہ دیتے ہیں (یسعیاہ ۱: ۲۲؛ یرمیاہ ۶: ۳۰؛ حزقی ایل ۲۲: ۱۹، ۲۰)۔ یرمیاہ بنی اسرائیل کو مردُود چاندی کہتا ہے یعنی وہ چاندی جو پرکھنے کے بعد رَدّ کر دی گئی ہو (۶: ۳۰)۔ یہ عبرانی لفظ ماس بمعنی (کسی عیب کی وجہ سے) "رَدّ کرنا" کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ زیادہ تر خدا کے کسی قوم یا شخص کو رَدّ کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے (مثلاً یرمیاہ ۶: ۳۰؛ ۷: ۲۹؛ ۱۴: ۱۹)۔ یسعیاہ ۱: ۲۲ میں عبرانی لفظ سیگیم کا ترجمہ میل کیا گیا ہے۔ یہی لفظ امثال ۲۵: ۴ میں آیا ہے (ترجمہ میل۔ کیتھولک خبث)۔ جس چاندی میں سے میل نہ نکالی گئی ہو

اُسے کھوٹی چاندی کہتے ہیں۔ چنانچہ امثال ۲۶: ۲۳ میں یہی لفظ استعمال ہؤا ہے۔ چاندی کو خالص کرنے کے لئے یا پرکھنے کے لئے اسے بھٹی میں پگھلایا جاتا ہے۔ یوں میل الگ کی جاتی ہے (حزقی ایل ۲۲: ۱۸، ۱۹؛ یسعیاہ ۱: ۲۲، ۲۵)۔ ★ ہفتادی مترجمین نے عبرانی لفظ سیگیم کے لئے یونانی لفظ ادوکِموس adokimos استعمال کیا ہے۔ یہ ایک دلچسپ لفظ ہے۔ اس لفظ کے مثبت دوکِموس dokimos سے مراد ہے قابلِ اعتبار۔ قابلِ اعتماد۔ جانچا ہؤا۔ پرکھا ہؤا۔ یہ بطورِ اصطلاح کھرے سکوں اور معتبر اشخاص کے لئے مروّج تھا۔ نئے عہد نامہ میں زیادہ تر پولُس رسول اس لفظ کو استعمال کرتا ہے (مثلاً رومیوں ۱۴: ۱۸؛ ۱۶: ۱۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۹؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۸۔ اُردو میں سب جگہ مقبول ہے)۔ اس کے متضاد لفظ ادوکِموس adokimos کے معنی ہیں ناقابل، ناکارہ اور ردّ کیا ہوا۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس میں پرکھنے کا مفہوم موجود ہے۔ کوئی چیز شروع ہی سے ناقابل نہیں بلکہ پرکھنے کے بعد ناقابل قرار دی جاتی ہے اور یوں نامقبول ٹھہرتی ہے۔

یہ یونانی لفظ نئے عہد نامہ میں آٹھ مرتبہ آتا ہے۔ سات مرتبہ آدمیوں کے لئے، ایک مرتبہ زمین کے لئے۔ اردو ترجمہ چھ مرتبہ "نامقبول" ہے۔ ایک مرتبہ "ناپسندیدہ" (رومیوں ۱: ۲۸۔ کیتھولک "بے تمیزی") اور ایک دفعہ "قابل نہیں" (ططس ۱: ۱۶) کیا گیا ہے۔

عبرانیوں ۶: ۸ میں اُس زمین کا ذکر ہے جس کی کاشت کی گئی ہو اور بارش سے خوب فیضیاب ہوئی ہو۔ لیکن اچھا پھل لانے کی بجائے جھاڑیاں اور اُونٹ کٹارے اُگائے ہوں۔ ایسی زمین نامقبول ہوگی۔ اشارہ اُن برگشتہ لوگوں کی طرف ہے جو خدا کی بخششوں سے نوازے گئے، روح پاک میں شریک ہوئے، عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے لیکن پھر منحرف ہو گئے۔ ایسے لوگ نامقبول ہوں گے، رد کئے جائیں گے۔

رومیوں ۱: ۲۸ میں پولُس رسول دو ملتے جُلتے یونانی لفظوں پر رعایتِ لفظی کرتا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ یہ رعایتِ لفظی قائم رہے۔ یہ دو لفظ ادوکموس adokimos اور ادوکماسان edokimasan ہیں۔ پسند میں پرکھنے کا مفہوم موجود ہے۔ کسی چیز کو جانچنے کے بعد پسند کیا جاتا ہے (اسی لئے کیتھولک ترجمہ میں لفظ تمیز کو استعمال کیا گیا ہے)۔ "جس طرح انہوں (غیر قوموں) نے خدا کو پہچاننا ناپسند (ادوکماسان edokimasan) کیا اُسی طرح خدا نے بھی اُن کو ناپسندیدہ (ادوکمون edokimon -اسم) عقل کے حوالہ کر دیا کہ نالائق حرکتیں کریں"۔ ناپسندیدہ عقل سے مراد وہ عقل ہے جو بُرے بھلے میں تمیز نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ اسی لئے نامقبول ہوئے۔

۱۔کرنتھیوں ۹: ۲۷ میں پولُس رسول نفس کشی اور ریاضت کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ وہ کھیل کے میدان کے محاورہ کی مدد سے کہتا ہے کہ میں اوروں کو کھیل میں شامل ہونے کی دعوت دوں اور اُنہیں اُس کے قواعد سناؤں لیکن چونکہ میں خود اُن پر عمل نہیں کرتا نامقبول ٹھہروں (اس آیت کی تشریح کے لئے دیکھئے کھیل ۲د)؟ یہاں سوال اُٹھتا ہے کہ کیا پولُس کا یہاں نجات سے رد کئے جانے کا ذکر ہے؟ سیاق و سباق کا بغور مطالعہ کرنے سے معنی صاف ہو جاتے ہیں۔ پولُس کے مطابق ممکن ہے کہ کوئی اپنی خدمت کے اجر سے محروم ہو جائے (قب ۱۔کرنتھیوں ۳: ۱۰-۱۵)۔ وہ مستعد رہنے کی ترغیب دیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۲)۔

۲۔کرنتھیوں ۱۳: ۵، ۶، ۷ میں پولُس قارئین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کو پرکھیں۔ ایمان کا عملی ثبوت یہ ہے کہ مسیحی مسیح کی طرح کی زندگی بسر کریں۔ اگر ان میں مسیح نہیں بستا تو وہ نامقبول ہیں۔ پولُس اپنے بارے میں کہتا ہے کہ اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے کہ وہ رسول بھی ہے تو بھی وہ نامقبول ہوگا۔ ۲۔تیمتھیس ۳: ۸ اور ططس ۱: ۱۶ میں نامقبول سے مراد اخلاقی طور پر ناقابل ہونا ہے۔

ان سب حوالوں میں یہ مفہوم نہیں کہ انہیں عدالتی فیصلہ کی رُو سے ★ ہلاکت کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن ایسے اصول کے خلاف بھی یہ بات نہیں ہے۔ ہر مرتبہ نامقبولیت کسی عیب کی وجہ سے ہوئی۔ بعض حوالوں میں خدا نے پرکھا اور دوسروں میں انسان نے۔ انسانی فیصلہ عموماً خدا کے فیصلے کی پیش قدمی کرتا ہے۔

نیز دیکھئے تقدیر ۲ء

نام لکھوانا:- دیکھئے اسم نویسی۔

نان پز:- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۴ء

نائین:- گلیل کا ایک گاؤں جس کے قریب خداوند یسوع نے ایک بیوہ کے بیٹے کو جِلایا (لوقا ۷: ۱۱-۱۷)۔

نباتاتِ بائبل:- نباتاتِ بائبل کے محققین کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ یہ مضمون مشکل ہے تاہم نہایت ہی دلچسپ ہے۔ مختلف زبانوں میں فلسطین کے پودوں اور درختوں کے ناموں کا صحیح ترجمہ کئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہؤا ہے۔ وہ پودے جو اب بھی فلسطین میں پائے جاتے ہیں کوئی دِقت پیش نہیں کرتے۔ لیکن بہت سے ایسے پودے ہیں جن کی شناخت ماہرینِ نباتات اب تک نہیں کر سکے اور جن کے متعلق ابھی تک صحیح معلومات حاصل نہیں۔ شاید بعض ناپید ہیں اور بعضوں کی شکل تبدیل ہو گئی ہے۔

۱-آبنوس

ایک سیاہ رنگ کی مضبوط لکڑی جس کا ذکر صرف حزقی ایل ۲۷: ۱۵ میں آیا ہے- یہ وزنی اور پائیدار ہوتی ہے- اس کو خوب چمکایا جاسکتا ہے- یہ ہندوستان، لنکا اور ایتھیوپیا سے، قیمتی برتن اور بُت سازی کے لئے منگوائی جاتی تھی-

۲-آس

مہندی کا دوسرا نام- اسی حصہ میں آگے دیکھئے مہندی-

۳-اجوائن

باریک خوشبودار بیج جو ہاضم ہوتے ہیں- یہ آج کل بھی فلسطین میں مسالہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں (یسعیاہ ۲۸: ۲۷)-

۴- اگر (ہندی)، عود (عربی) ایک لکڑی جسے خوشبو کے لئے جلاتے ہیں (خروج ۳۰: ۲۳)-

۵-اگر- نیشکر ؛ غالباً گنّا- یسعیاہ ۴۳: ۲۴؛ یرمیاہ ۶: ۲۰- دیکھئے کیتھولک ترجمہ-

۶-انار : (عبرانی، رمّون- عربی رُمّان) ایک درخت اور اُس کا پھل- یہ پرانے عہدنامہ کا ایک ہردلعزیز پھل ہے (خروج ۲۸: ۳۳؛ گنتی ۱۳: ۲۳؛ استثنا ۸: ۸؛ ۲-سلاطین ۲۵: ۱۷؛ حجی ۲: ۱۹)-

عام طور پر یہ ایک جھاڑی ہے لیکن درخت کے قد تک پہنچ جاتا ہے (۱-سموئیل ۱۴: ۲)-

خوبصورتی کی وجہ سے اس کی بہت تعریف ہوتی ہے (غزل الغزلات ۴: ۳؛ ۶: ۱۱)- اسکے پھول آرائش اور خوبصورتی کیلئے مختلف چیزوں پر بنائے جاتے تھے (خروج ۲۸: ۳۳)-

سلیمان بادشاہ کے برآمدہ میں جو ستون تھے، اُن پر بھی انار بنائے گئے تھے (۱-سلاطین ۷: ۴۲؛ ۲-سلاطین ۲۵: ۱۷؛ ۲-تواریخ ۳: ۱۶)- نیز کئی مقامات کے نام کے ساتھ عبرانی لفظ رمّون (= انار) اس وجہ سے لگایا گیا کہ ان جگہوں میں انار بہت ہوتے تھے-

★ عین رمّون (نحمیاہ ۱۱: ۲۹) ★ رمّون (قضاۃ ۲۰: ۴۵)- رمّون فارص (گنتی ۳۳: ۱۹)-

۷-انجیر- انجیر کا درخت

یہ درخت فلسطین میں عام ہے- کوہِ زیتون سے گذشتہ زمانے کی طرح آج بھی انجیر کے درختوں کی وجہ سے مشہور ہے-

آدمؑ اور حوّاؑ نے اپنے بدن کو ڈھانپنے کے لئے انجیر کے پتوں کو سی کر لنگیاں بنائیں (پیدائش ۳: ۷)- جب فلپس نے نتن ایل کو خداوند یسوع کے پاس بلایا تو وہ انجیر کے درخت کے سایہ میں خدا کے متعلق سوچ رہا تھا (یوحنا ۱: ۴۸)-

زکریاہ کے صحیفے میں مسیح کی دوبارہ آمد کے صلح اور امن کے زمانہ کو یوں بیان کیا گیا ہے "اُسی روز تم میں سے ہر ایک اپنے ہمسایہ کو تاک اور انجیر کے نیچے بلائے گا" (زکریاہ ۳: ۱۰ مقابلہ کریں ۱-سلاطین ۴: ۲۵)- یہ درخت سال میں دو تین مرتبہ پھل دیتا ہے- مرقس ۱۱: ۲۱ اور متّی ۲۱: ۱۹ میں ہم پڑھتے ہیں کہ مسیح نے انجیر کے درخت کو جس میں صرف پتے ہی پتے تھے اور پھل نہ تھا، لعنت بھیج کر سکھا دیا- یہ اصل میں بنی اسرائیل کے متعلق ایک بصری تمثیل ہے- خداوند یسوع کو بنی اسرائیل میں ایمان اور نیک اعمال کا پھل دیکھنے کی توقع تھی لیکن انہوں نے صرف نمائشی اور رسمی پتے ہی دیکھے- اُن میں باطنی حقیقت نہ تھی- اگر عیدِ فسح کے وقت انجیر کے درخت میں پتے ہوں تو چھوٹے چھوٹے گول ہرے پھل بھی ہوتے ہیں (غزل الغزلات ۲: ۱۳) جنہیں لوگ کھاتے ہیں- آج بھی فلسطینی اسے کھاتے ہیں- عربی میں اسے تغش (جس کے معنی ہیں دھوکا غش کہتے ہیں)- کچھ عرصہ کے بعد یہ گر جاتے ہیں اور پھر اصل انجیر نکلتے ہیں- اگر عیدِ فسح کے وقت تغش نہ ہوں تو پھل بھی نہیں لگتا- سو خداوند مسیح انجیر کے درخت سے کوئی ناممکن توقع نہیں کر رہے تھے-

۸- اندرائن یا افسنتین

خربوزے کی قسم کا ایک چھوٹا پھل جو نہایت کڑوا اور زہریلا ہوتا ہے (ہوسیع ۱۰: ۴)- جب کال کے زمانہ میں انبیا زادوں کے لئے لپسی پکائی گئی تو اُس میں اندرائن (حنظل) ڈالی- یہ لپسی کھانے کے لائق نہ تھی- الیشع نبی نے اس میں آٹا ڈال کر اس کا زہر زائل کر دیا (۲-سلاطین ۴: ۳۹-۴۱)-

۹۔ انگور، تاک

یہ پہلا پودا ہے جس کی کاشت کا ذکر بائبل میں آتا ہے (پیدائش ۹: ۲۰، ۲۱)۔ جیسے کہ فرعون کے خواب سے ظاہر ہے اس کی کاشت مصر میں بھی کی جاتی تھی (پیدائش ۴۰: ۹-۱۱)۔

اسرائیلیوں کے کنعان میں داخل ہونے سے پہلے بھی وہاں انگور کی کاشت ہوتی تھی کیونکہ ملک صدق ابرہام کے لئے مے بھی لایا تھا (پیدائش ۱۴: ۱۸)۔

یسعیاہ کی زبانی پتہ چلتا ہے کہ تاکستان میں انگور کی بیل کس طرح لگائی جاتی اور اس کی دیکھ بھال کیسے کی جاتی تھی (یسعیاہ ۵ باب)۔
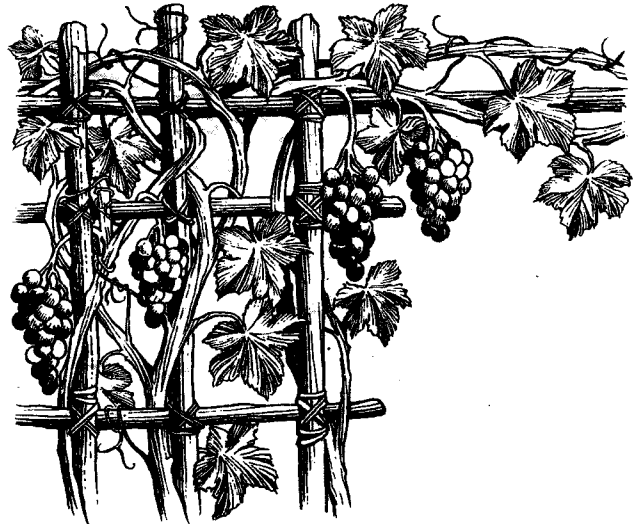
یہ پہاڑی جگہ پر لگائی جاتی تھی لیکن لگانے سے پہلے زمین کو کھود کر اس سے پتھر نکال دیئے جاتے تھے۔ تاکستان میں رکھوالی کے لئے برج بنایا جاتا اور مے بنانے کے لئے ایک کولہو اور حوض جس میں انگوروں کو پامال کر کے رس نکالتے تھے (یسعیاہ ۱۶: ۱۰)۔ انگوروں کو جنگلی جانوروں اور چوروں سے بچانے کے لئے تاکستان کے چاروں طرف احاطہ گھیرا جاتا تھا (مرقس ۱۲: ۱)۔ اسے ہر سال چھانٹا (احبار ۲۵: ۳؛ یوحنا ۱۵: ۲) اور سینچا جاتا تھا (یسعیاہ ۲۷: ۳)۔ جب انگور کی فصل تیار ہو جاتی تو ایک عید منائی جاتی تھی جس میں گانا بجانا اور ناچنا ہوتا تھا (قضاۃ ۲۱: ۱۹ اور یسعیاہ ۱۶: ۱۰)۔ انگوروں کے گچھوں کو درانتی سے کاٹ کر (مکاشفہ ۱۴: ۱۸) کولہو میں کچلا جاتا (گنتی ۱۸: ۲۷) یا پھر حوض میں ڈال کر پاؤں سے روندا جاتا تھا (یسعیاہ ۱۶: ۱۰؛ عاموس ۹: ۱۳)۔ انہیں تاڑتے وقت خوب شور مچایا جاتا تھا (یرمیاہ ۲۵: ۳۰)۔ جب مے خمیر ہو جاتی تو اسے مضبوط نئی مشکوں میں رکھا (متی ۹: ۱۷) یا مٹی کے برتنوں میں ڈالا جاتا تھا۔ انگور کو خشک کر کے کشمش بھی بنائے جاتے تھے (۱-سموئیل ۲۵: ۱۸)۔ علامتی طور پر تاک (انگور کی بیل) امن اور ترقی کا نشان تھا (۱-سلاطین ۴: ۲۵؛ میکاہ ۴: ۴؛ زکریاہ ۳: ۱۰)۔ خدا کے چنے ہوئے لوگوں کو بھی تاک کہا گیا ہے جسے خدا نے مصر سے لا کر ایک اچھے زرخیز ملک میں لگایا (زبور ۸۰: ۸-۱۴؛ یسعیاہ ۵: ۱-۵) اور اس کی خبرگیری کی۔ لیکن وہ اچھے پھل نہ لائی بلکہ اس میں جنگلی انگور لگے۔

کم از کم پانچ تمثیلوں کا تعلق انگور اور اس کی کاشت سے ہے (لوقا ۱۳: ۹؛ متی ۲۰: ۱-۶؛ متی ۹: ۱۷؛ متی ۲۱: ۲۸؛ متی ۲۱: ۳۳)۔

خداوند مسیح نے اپنے آپ کو انگور کا حقیقی درخت اور شاگردوں کو ڈالیاں کہا ہے۔ اس سے شاگردوں کے ساتھ اُن کا گہرا اور براہِ راست رشتہ ظاہر ہے (یوحنا باب ۱۵)۔

۱۰۔ اُونٹ کٹارے

ایک خار دار جھاڑی جسے اُونٹ شوق سے کھاتے ہیں۔

اس کا ذکر بہت سی دیگر جگہوں کے علاوہ قضاۃ ۹: ۱۴ میں درختوں کی تمثیل میں آتا ہے۔

۱۱۔ باجرا

ایک عام غلّہ، جو گندم سے کم قدر ہے۔ یہ فلسطین میں پیدا ہوتا ہے (حزقی ایل ۴: ۹)۔

۱۲ - بادام

پیدائش ۳۰ : ۳۷ میں اس کا عبرانی لفظ لوز ہے جو جدید عربی میں بادام کے معنی رکھتا ہے (مقابلہ کریں اردو کے لوازمات اور لوزینہ سے یعنی بادام کا حلوا)۔ دیگر حوالجات میں اس کے لئے عبرانی لفظ شاقید استعمال ہوا ہے جسکے معنی بادام کے علاوہ بیدار رہنا، یا جلدی کرنا بھی ہیں - یہ نام اس پودے کو اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ موسم بہار میں سب سے پہلے پھولتا ہے - مُقدس کے سونے کے شمعدان میں بادام کے پھول بنائے گئے تھے (خروج ۲۵ : ۳۳) - یرمیاہ ۱: ۱۱، ۱۲ میں عبرانی لفظ شاقید پر رعایت لفظی کی گئی ہے - یہ تجنیس کی اچھی مثال ہے (دیکھئے صنائع ادب) "میں نے عرض کی کہ بادام کے درخت (شاقید) کی ایک شاخ دیکھتا ہوں .... کیونکہ میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے بیدار (شاقید) رہتا ہوں" (دیکھئے کلام ۲) -

اس کے پھول ہلکے گلابی ہوتے ہیں اور دور سے سفید ہی دکھائی دیتے ہیں - اس لئے انہیں بڑھاپے سے تشبیہ دینا درست ہے (واعظ ۱۲ : ۵) - بادام کی گِری بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے، اس لئے بادام کا تحفہ مصر جیسے مُلک میں جہاں یہ نایاب تھا ایک اچھی سوغات تھی - یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے لئے (گو ابھی اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ حاکم اُس کا بیٹا ہے) نذرانہ کے طور پر، دیگر اشیاء کے ساتھ بادام بھی بھیجے (پیدائش ۴۳ : ۱۱) -

۱۳ - باقلا

مٹر کی سی پھلیاں - یروشلیم کے محاصرہ کے دنوں کے لئے روٹیوں کا ایک جُز (حزقی ایل ۴ : ۹) -

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ۲ - سموئیل ۱۷ : ۲۸ میں اسے لوبیے کی پھلیاں کہا گیا ہے -

۱۴ - ببول

یہ نام تین جگہ استعمال ہوا ہے قضاۃ ۸ : ۷، ۱۶ اور یسعیاہ ۴۱ : ۱۹ - آخری حوالہ میں کیکر ہونا چاہیئے (دیکھئے آگے کیکر ۶۹ ل) - کیکر کے لئے ہندی لفظ ببول ہے - پرانے عہد نامے میں اسے کسی خاردار پودے کے لئے استعمال کیا گیا ہے - بائبل میں کئی خاردار پودوں کا ذکر ہے لیکن اُن کے لئے صحیح اردو لفظ تلاش کرنے مشکل ہیں -

۱۵ - بچھو بوٹی - گزنا

بائبل میں کئی خاردار پودوں کا ذکر ہے - یہ اُن میں سے ایک ہے (امثال ۲۴ : ۳۱؛ یسعیاہ ۳۴ : ۱۳؛ ہوسیع ۹ : ۶) -

۱۶ - بَردی - ناگرموتھا

یہ دونوں لفظ اُس پودے کے لئے استعمال ہوتے ہیں جسے انگریزی میں پیپرس (papyrus) کہتے ہیں - بَردی فارسی کا لفظ ہے اور ناگرموتھا ہندی کا - یہ دونوں لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال ہوئے ہیں - ایوب ۸ : ۱۱ ناگرموتھا (بَردی) یسعیاہ ۱۸ : ۲ بَردی -

یہ پودا مصر اور فلسطین کے دریاؤں اور جھیلوں کے کنارے دلدلوں میں عام پایا جاتا تھا (ایوب ۸ : ۱۱) - اس پودے سے قدیم زمانہ ہی سے چھوٹی کشتیاں بنائی جاتی تھیں (یسعیاہ ۱۸ : ۲ نیز دیکھئے خروج ۲ : ۳) - اسی پودے سے لکھنے کے لئے کاغذ کی قسم کے اوراق بھی تیار کئے جاتے تھے - اس نرسل نما پیپرس پودے کی چھال اُتارنے کے بعد گودے کو باریک کترا جاتا اور کترن کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھ کر اور اس کے اوپر آر پار مزید ٹکڑے رکھ کر دھوپ میں سوکھنے کے لئے رکھ دیا جاتا تھا - سوکھنے کے بعد اس کو رگڑ کر پالش کیا جاتا تھا جس سے لکھنے کی سطح تیار ہو جاتی تھی - ان ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ کر ایک لمبا ٹکڑا بنایا جاتا تھا جس پر خانوں میں عبارت لکھی جاتی تھی - پھر اس کو دو ڈنڈوں پر لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا - کتاب پڑھتے وقت، ایک طرف تھوڑا سا کھول کر پڑھتے جاتے اور ساتھ ساتھ دوسرے ڈنڈے پر لپیٹتے جاتے تھے - اس طرح پوری کتاب پڑھی جاتی تھی - یہ طومار عام طور پر ۹ انچ چوڑا اور ۳۵ فٹ تک لمبا ہوتا تھا (چونکہ اسے کپڑے کے تھان کی طرح لپیٹا جاتا تھا اس لئے اسے عبرانی میں مگلّہ (لفظ گلیل بھی اسی مصدر کا ہے - اس کے معنی حلقہ یا گول چکر ہیں - عربی میں اُسے مُجلّہ کہتے ہیں) - طومار کی سطح کے ایک طرف ہی لکھا جاتا تھا کیونکہ دوسری طرف لکھنا اور پڑھنا تقریباً ناممکن تھا اسی لئے حزقی ایل کی رویا کا طومار جس کے دونوں طرف لکھا ہوا تھا حیرانی کا باعث تھا (حزقی ایل ۲ : ۹) - طومار کو مہر لگا کر بند بھی کیا جا سکتا تھا (یسعیاہ ۲۹ : ۱۱؛ دانی ایل ۱۲ : ۴) - اس قسم کے طومار کی بڑی مشکل یہ تھی کہ حوالہ جات بآسانی نہیں نکالے جا سکتے تھے - اسی لئے دوسری صدی عیسوی میں موجودہ شکل کی کتاب codex کی ایجاد ہوئی -

۱۷ - بُطم

تارپین کا درخت - موٹے تنے کا (یسعیاہ ۶ : ۱۳) پھیلنے والا درخت جو زیادہ تر گرم اور خشک علاقوں میں ہوتا ہے - عام طور پر یہ الگ تھلگ ہوتا ہے اور اس کا سایہ ٹھنڈا اور گھنا ہوتا ہے (ہوسیع ۴ : ۱۳) -

اس کی چھال کو چھیلنے سے رال نما خوشبودار تیل نکلتا ہے -

۱۸ - بَلسان

(عبرانی - زودی؛ عربی بلسم، بَلسان؛ یونانی - بلسَم) -

یہ لفظ عبرانی سے یونانی میں آیا (عبرانی بعل شمین : بعل = آقا، سردار

شمین = تیل، یعنی تیلوں کا سردار)۔ یہ جلعاد کے علاقے میں کسی درخت کے روغن یا گوند سے تیار کیا جاتا تھا (یرمیاہ ۸ : ۲۲)۔ یعقوب کے زمانے میں بھی یہ کنعان سے برآمد کیا جاتا تھا (پیدائش ۳۷ : ۲۵؛ ۴۳ : ۱۱)۔

مشہور مورخ یوسیفس کے وقت یہ یریحو کے قریب تیار کیا جاتا تھا۔ یوسیفس کی ایک روایت کے مطابق ★ سبا کی ملکہ سلیمان بادشاہ کے لئے بلسان کی جڑ کا تحفہ لے کر آئی۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس سے صدیوں پہلے یہ جلعاد میں دستیاب تھا یعقوب نے بھی یوسف کے لئے روغنِ بلسان سوغات کے طور پر بھیجا (پیدائش ۴۳ : ۱۱)۔

یہ غالباً اُس مسالہ کے اجزاء میں سے تھا جو مصری لاش کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کرتے تھے (پیدائش ۵۰ : ۲)۔ زخموں کے لئے یہ اکسیر تھا (یرمیاہ ۴۶ : ۱۱؛ ۵۱ : ۸)۔ یہ تجارت کا خاص مال تھا (حزقی ایل ۲۷ : ۱۷)۔

۱۹۔ بلوط

فلسطین میں مختلف قسم کے بلوط کے درخت پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ہر وہ درخت جسے یہ نام دیا گیا ہے واقعی بلوط کا درخت تھا۔ بعض مرتبہ کسی بھی بڑے درخت کو بلوط کہا جاتا تھا۔ بعض بلوط قد آور اور گھنی شاخوں والے تھے (۲۔ سموئیل ۱۸ : ۹؛ ہوسیع ۴ : ۱۳)۔

پرانے عہدنامہ میں بلوط کو طاقت کی علامت سمجھا جاتا تھا (عاموس ۲ : ۹)۔

یہ درخت مشہور تواریخی واقعات سے وابستہ ہے۔ مثلاً ابرہام نے ممرے کے بلوطوں میں قربان گاہ بنائی (پیدائش ۱۳ : ۱۸)۔ ربقہ کی دایہ دبورہ ایک بلوط کے درخت کے نیچے دفن ہوئی (پیدائش ۳۵ : ۸)۔ اُس کا نام الون بکوت (= ماتم کا بلوط) رکھا گیا۔

۲۰۔ بید

ایک پودا جس کی ٹہنیاں نازک، پتلی اور لچکدار ہوتی ہیں۔ جس بید کا ذکر بائبل میں ہے وہ زیادہ تر پانی کے کنارے اُگتا تھا اور بید کی قسم کا درخت تھا (احبار ۲۳ : ۴۰ - ندیوں کی بیدِ مجنوں؛ ایوب ۴۰ : ۲۲؛ [۴۰ : ۱۷] نالے کی بیدیں؛ زبور ۱۳۷ : ۲ ندیوں [نہروں]؛ یسعیاہ ۱۵ : ۷ ندی؛ کیتھولک ترجمہ میں یہاں چنار ہے)۔ جن ہری ہری بیدوں سے سمسون کو باندھا گیا تھا اور جن کا ذکر یسعیاہ کی کتاب اور حزقی ایل ۱۷ : ۵ میں ہے اصلی فلسطینی بید ہیں۔ اِن کی چار قسمیں تھیں۔ ایک قسم خوشبودار بھی تھی (بیدِ مشک غزل الغزلات ۴ : ۱۴)۔

۲۱۔ پت

عبرانی کے دو مختلف لفظوں کا ترجمہ پت کیا گیا ہے۔

ا۔ مرورہ۔ یہ وہ کڑوا پانی ہے جو پتے سے نکلتا ہے۔ دیکھئے پت۔

ب۔ روش (= سر)۔ یہ ایک جلد اُگنے والی کڑوی گھاس کا نام ہے۔ اسے اُردو میں بعض جگہ اندرائن کہا گیا ہے (ہوسیع ۱۰ : ۴؛ استثنا ۲۹ : ۱۸؛ عاموس ۶ : ۱۲ وغیرہ)۔ صرف اعمال ۸ : ۲۳ اور متی ۲۷ : ۳۴ میں اِسے پت کہا گیا ہے۔

بعض علماء سمجھتے ہیں کہ یہ پوست (افیون) کے پودے کا پھل تھا۔ وہ روش کو پوست کی ڈوڈی خیال کرتے ہیں۔ اس سے جو مشروب تیار ہوتا تھا وہ پینے والے کو بےحس کر کے اس کے درد میں افاقہ کر دیتا تھا۔ جہاں اندرائن کے پانی (یرمیاہ ۸ : ۱۴؛ ۹ : ۱۵؛ ۲۳ : ۱۵۔ کیتھولک ترجمہ میں "زہر کا پانی" ہے) کا ذکر ہے وہ غالباً خشخاش وغیرہ سے بنایا ہوا کوئی مشروب تھا۔ خداوند یسوع کو بھی پیشینگوئی کے مطابق (زبور ۶۹ : ۲۱) پت ملی مے دی گئی تھی تاکہ اُن کا درد کم ہو جائے لیکن اُنہوں نے پینے سے انکار کر دیا (متی ۲۷ : ۳۴)۔

۲۲۔ پستہ

عبرانی۔ بوطنیم، جد کے ایک شہر کا یہی نام تھا کیونکہ یہاں پستے ہوتے تھے۔ بُطونیم (یشوع ۱۳ : ۲۶)۔

ایک لذیذ میوہ جو مصر میں نایاب تھا، اس لئے یہ یعقوب کی طرف سے یوسف کے لئے ایک اچھی سوغات تھی (پیدائش ۴۳ : ۱۱)۔

۲۳۔ پنگ کا گیہوں

حزقی ایل ۲۷ : ۱۷۔ منیت اور پنگ۔ لفظ پنگ، جس کے صحیح معنی معلوم نہیں، صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے۔ بعض مترجمین نے منیت اور پنگ کو جگہوں کا نام سمجھا اور گیہوں کو ان سے منسوب کیا ہے (منیت کا ذکر قضاۃ ۱۱ : ۳۳ میں ہے)۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ عبرانی میں ہجے کی غلطی ہے اور صحیح لفظ دُنگ ہے جس سے مراد موم ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ حزقیال ۲۷ : ۱۷)۔ دیگر علماء کی رائے میں عبرانی لفظ پنگ کا مطلب صرف ایک حرف کی تبدیلی سے ہرے انجیر بن جاتا ہے (قب غزل الغزلات ۲ : ۱۳)۔ تین قدیم عبرانی نسخوں میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ دیگر مفسرین کی رائے میں یہ ایک اچھی قسم کا گندم نما پودا تھا جس کے بیجوں کو دیگر اجزاء سے ملا کر روٹی بنائی جاتی تھی (قب حزقی ایل ۴ : ۹)۔

۲۴۔ پودینہ

ایک خوشبودار ہاضم بوٹی۔ اس کا ذکر صرف متی ۲۳ : ۲۳ اور لوقا ۱۱ : ۴۲ میں آتا ہے۔ خداوند یسوع فریسیوں پر افسوس کرتے ہیں کہ وہ شریعت کی اہم باتوں کو تو نظر انداز کرتے لیکن پودینہ وغیرہ پر دہ یکی دینے کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ احبار ۲۷ : ۳۰ میں لکھا ہے " اور زمین کی پیداوار کی ساری دہ یکی خواہ وہ زمین کے بیج کی یا درخت

کے پھل کی ہو، خداوند کی ہے۔"

۲۵۔ پھلیاں (ٹڈی)

لوقا ۱۵: ۱۶۔ یہ ایک درخت کی پھلیاں ہیں (عربی میں خرنوب یا خروب) ہیں۔ یہ ۵ سے ۱۰ انچ لمبی، اسے ۱½ انچ چوڑی اور تہائی سے چوتھائی انچ تک موٹی ہوتی ہیں۔ ان کا خول چمڑے کی مانند ہوتا ہے اور بیج ایک میٹھے مادہ میں چھپے ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگوں کی خوراک ہے۔ اسے ٹڈی پھلی بھی کہتے ہیں، کیونکہ روایت کے مطابق یہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی خوراک تھی (متی ۳: ۴؛ مرقس ۱: ۶)۔ اسی لئے اسے حضرت یوحنّا کی روٹی بھی کہتے ہیں۔

لیکن یہ روایت انجیل کی عبارت سے ثابت نہیں ہوتی۔ خروب کا درخت بیابان میں پایا نہیں جاتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسرف بیٹے نے اپنے بُرے دنوں میں یہی پھلیاں کھائیں (لوقا ۱۵: ۱۶)۔

۲۶۔ پیاز

عبرانی بصل، عربی بَصَل۔ ایک پودا جس کی جڑ گانٹھ والی ہوتی ہے اور عام طور پر سالن میں ذائقہ کے لئے ڈالی جاتی ہے۔ اس کا ذکر صرف گنتی ۱۱: ۵ میں ہے۔ یہ اُن چیزوں میں سے ایک تھی جن کے لئے بنی اسرائیل بیابان میں ترس گئے۔

۲۷۔ تاک

انگور کی بیل۔ استثنا ۳۲: ۳۲؛ ایوب ۱۵: ۳۳۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۹۔

۲۸۔ تج

دارچینی کی مانند ایک خوشبودار پودا۔ لیکن اس کی چھال خوشبودار ذائقہ کے لحاظ سے دارچینی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کی کلی لونگ کی جگہ استعمال کی جاتی ہے۔

اس کا ذکر مسح کے تیل کے نسخے میں آتا ہے (خروج ۳۰: ۲۴)۔ یہ اُن اشیاء میں سے ایک تھی جن کی تجارت صُور کے ساتھ ہوتی تھی (حزقی ایل ۲۷: ۱۹)۔ اس سے لباس کو بھی معطر کیا جاتا تھا (زبور ۴۵: ۸)۔

۲۹۔ توت (بلسان)

۲۔سموئیل ۵: ۲۳؛ ۱۔تواریخ ۱۴: ۱۴، ۱۵۔ جس عبرانی لفظ بکیم کا ترجمہ توت کیا گیا ہے، وہ ایک درخت کا نام تو ہے لیکن عُلماء اُس کی صحیح شناخت نہیں کر سکے۔ وہ یا تو صنوبر تھا یا بلسان (دیکھئے کیتھولک ترجمہ)۔

زبور ۸۴: ۶ میں وادیِ بُکا کا ذکر ہے۔ شاید یہ ان درختوں کی وادی تھی۔ چونکہ یہ عبارت مجازی معنے رکھتی ہے، یعنی آنسوؤں کی وادی (قب قضاۃ ۲: ۵ جہاں بنی اسرائیل رونے لگے اور مقام کا نام بوکیم رکھا گیا) اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ صنوبر کے درخت ہوں۔

۳۰۔ ٹڈیاں

متی ۳: ۴۔ بعض مفسروں کے خیال میں یہ ایک پودے کی پھلیاں تھیں۔ دیکھئے پھلیاں۔ ٹڈیاں جو کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اُن کے لئے دیکھئے حشراتِ بائبل ۱۔

۳۱۔ جٹاماسی

اسے جٹا ماسی بھی کہتے ہیں۔ فارسی میں یہ سُنبل اور ہندی میں بال چھڑ کے نام سے مشہور ہے۔

یہ ایک گلابی رنگ کا روغن ہے، جو جٹاماسی کی جھاڑی کی جڑوں اور بال دار ٹہنیوں سے تیار کیا جاتا تھا۔ یہ بیش قیمت روغن (متی ۲۶: ۷؛ یوحنّا ۱۲: ۳) سنگِ مرمر کے عطردان میں سربمہر رکھا جاتا تھا تاکہ خوشبو اُڑ نہ جائے۔ عطر نکالنے کے لئے عطردان کی مہر کو توڑا جاتا تھا۔ اسی لئے مرقس ۱۴: ۳ میں مرقوم ہے کہ ایک عورت نے "عطردان توڑ کر عطر کو اُس کے سر پر ڈالا۔ چونکہ یہ ہندوستان سے درآمد کیا جاتا تھا، اس لئے یہ بہت قیمتی ہوتا تھا۔ غزل الغزلات (۱: ۱۲؛ ۴: ۱۳) میں اسے سُنبل کہا گیا ہے۔

۳۲۔ جنگلی لتا

انگور کی سی بیل۔ حنظل یہ یا تو کھیرے کی سی بیل کا پھل تھا جو جلاب کا اثر رکھتا تھا یا انگور کا سا پھل جو کڑوا اور زہریلا تھا۔ الیشع نبی نے انبیازادوں کو جس لپسی کے پکانے کا حکم دیا تھا اسے خادم جنگل سے توڑ کر لایا۔ کھاتے وقت انبیازادوں نے شکایت کی کہ یہ تو زہر ہے۔ الیشع نے دیگ میں آٹا ڈال کر زہر کا اثر زائل کر دیا (۲۔سلاطین ۴: ۳۸۔۴۰)۔

۳۳۔ جَو

عبرانی، سعورہ۔ عربی، شعیر۔ ایک غلہ جو زمانہ قدیم سے انسان اور حیوان کی خوراک تھی۔ اس کا پہلی مرتبہ ذکر خروج ۹: ۳۱ میں ہے۔ ملکِ کنعان کو گیہوں اور جَو کا ملک کہا گیا ہے (استثنا ۸: ۸)۔

جَو گھوڑوں کی خوراک تھی (۱-سلاطین ۴: ۲۸) - لیکن انسان بھی اسے کھاتے تھے (قضاۃ ۷: ۱۳؛ یوحنا ۶: ۹)-
غیرت کی قربانی (گنتی ۵: ۱۵) میں جَو استعمال ہوتا تھا جبکہ نذر کی قربانی (احبار ۲: ۱) میں عمدہ گیہوں - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جَو کا مقام گیہوں سے کم تھا - اسی لئے زناکار عورت کی قیمت خرید بھی جَو کی جنس ہی میں ادا کی گئی (ہوسیع ۳: ۲)-

۳۴-جھاڑی

ملکِ فلسطین میں کئی قسم کی جھاڑیاں پائی جاتی ہیں - ان تمام کا ذکر اور تمیز کرنا مشکل ہے - لیکن سب سے مشہور اور اہم وہ جھاڑی ہے جو موسیٰ نبی سے منسوب ہے (خروج ۳: ۲، ۳، ۴؛ استثنا ۳۳: ۱۶؛ مرقس ۱۲: ۲۶؛ لوقا ۲۰: ۳۷؛ اعمال ۷: ۳۰، ۳۵)-

۳۵- جھاؤ، رتمہ

عبرانی، روتم - عربی، رَتَم - ایک سدا بہار جھاڑی - یہ فلسطین اور صحرائے سینا میں عام ہے - کئی جگہ اس کے سوا کوئی اور پودے کا سایہ نصیب نہیں ہوتا - یہ تقریباً آٹھ فٹ تک اُونچا ہوتا ہے (۱-سلاطین ۱۹: ۵) - اس کی جڑ کو جلا کر کوئلہ بناتے ہیں (زبور ۱۲۰: ۴)-

ایوب ۳۰: ۴ میں ذکر ہے کہ اس کی جڑیں خوراک کے طور پر استعمال ہوتی تھیں - چونکہ وہ کڑوی ہوتی ہیں اور ان میں غذائیت کم ہے اس لئے یہ قحط کی نہایت روشن تصویر ہے -

۳۶-جھنکاڑے، کانٹے

بیابان میں کئی کانٹے دار جھاڑیاں پائی جاتی ہیں - ایوب ۳۰: ۷ - نیز دیکھئے بچھو بُوٹی - کانٹوں کا تاج -

۳۷-چلغوزے

عبرانی، اِغوز - عربی جوز - اس کا ذکر غزل الغزلات ۶: ۱۱ میں ہے - غالباً مراد اخروٹ ہے، جیسا کہ کیتھولک ترجمہ میں ہے - کئی گری دار سخت خول کے میوہ جات کو جوز کہتے ہیں - چلغوزے کو عربی میں جوزِ صنوبر کہتے ہیں اور اردو میں چِل غوزہ -

۳۸-چنار

عبرانی، ارمون جس کے معنی ہیں چھال اُتارنے والا یا ننگا، کیونکہ اس کی چھال ہر سال اُترتی ہے اور نیچے سے سفید اور چکنی سطح نکل آتی ہے) - یہ درخت ندیوں اور دریاؤں کے کنارے اُگتا ہے اور فلسطین میں پایا جاتا ہے (پیدائش ۳۰: ۳۷؛ حزقی ایل ۳۱: ۸)-

۳۹-چندن

دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۰ -

۴۰- چیڑ

یسعیاہ ۴۱: ۱۹ - سرو کے درخت کا دوسرا نام - دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۵ -

۴۱- چینا

عبرانی، دُخن - عربی، دُخن - گیہوں، جو، باقلہ، مسور، باجرا اور چینا کو ملا کر ایک عمدہ قسم کا آٹا بنایا جاتا تھا (حزقی ایل ۴: ۹)- چینا باریک سخت بیج تھے جنہیں پیس کر استعمال کیا جاتا تھا -

۴۲-خربوزہ

عبرانی، اباتخیم - عربی، البتیخ - یہ لفظ تربوزہ اور خربوزے، دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے - مصر میں تربوز قدیم زمانے سے کاشت کئے جاتے تھے - دریائے نیل کے کنارے ریتلی زمین میں یہ خوب پنپتے تھے - بعض تربوزوں کا وزن ۲۵ سیر تک ہو جاتا ہے - یہ موسم گرما میں پیاس بجھانے اور خوراک اور دوا کے لئے استعمال ہوتے تھے - یہ ایک ہر دلعزیز پھل تھا - ظاہر ہے کہ اسرائیلی بیابان میں کیوں اس کے لئے ترس گئے (گنتی ۱۱: ۵)-

۴۳- دارچینی *

عبرانی، قنامون - یونانی، کنامون - انگریزی، سنامن - ایک درخت کی اندرونی چھال - یہ خوشبو دار ہوتی ہے - اس کا ذکر مُقدس مسح کرنے کے تیل کے نسخے میں ہوا ہے (خروج ۳۰: ۲۳)- بعض علماء کا خیال تھا کہ یہ چین سے آتی تھی جیسے اردو کے نام سے معلوم ہوتا ہے (دار = لکڑی، چینی = چین کی) لیکن یہ لنکا اور شرق الہند میں کثرت سے ہوتی ہے - غالباً فینیکی لوگ اسے فارس سے ہوتے ہوئے بری راستے پر فلسطین لاتے تھے - یہ بستر کی خوشبو کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی (امثال ۷: ۱۷)- سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں یہ بہت مقبول تھی (غزل الغزلات ۴: ۱۴) اور بابلِ اعظم کی تجارت کا ایک جز تھی (مکاشفہ ۱۸: ۱۳)-

۴۴- دال

لفظ دال تین جگہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ غالباً مسور ہی مراد ہے - پیدائش ۲۵: ۲۹؛ ۲۵: ۳۴؛ حجی ۲: ۱۲ - دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۱ -

۴۵- دھنیا

ایک خوشبودار بیج جو کالی مرچ کے برابر ہوتا ہے ★ من کو دھنیئے کی مانند بتایا گیا ہے (گنتی ۱۱: ۷؛ خروج ۱۶: ۳۱) - یہ مسالہ کی طرح سالن میں ڈالا جاتا ہے اور بطور دوا بھی استعمال ہوتا ہے -

۴۶ - دیو دار

عبرانی، ارز - عربی اَرْز - یہ نام اسے غالباً اس کی لکڑی کی پائیداری کی وجہ سے دیا گیا - اُردو کے نام کا مطلب ہے درختوں کا دیوتا (دیو = دیوتا، دار = لکڑی) - یہ صنوبری درختوں کی قسم کا ہے - اس خاندان میں دیار، چیل، سرو اور مختلف قسم کے صنوبر شامل ہیں -

یہ لبنان کے درختوں میں سب سے اعلےٰ اور پُرشکوہ درخت تھا (یسعیاہ ۳۵: ۲؛ ۶۰: ۱۳) - یہ بہت مضبوط (زبور ۲۹: ۵)، اُونچا (۲ - سلاطین ۱۹: ۲۳)، شاندار اور حشمت والا تھا (۲ - سلاطین ۱۴: ۹؛ زکریاہ ۱۱: ۱ - ۲؛ حزقی ایل ۱۷: ۲۳) -

دیودار کی لکڑی، پلیدگی کو دُور کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی (احبار ۱۴: ۴؛ گنتی ۱۹: ۶) - اس کی لکڑی کو کیڑا کم لگتا ہے اور اسے خوب چمکایا بھی جا سکتا ہے -

۴۷ - رائی

ایک موٹے تنے کا پودا، جو بڑھ کر انسان سے بھی اُونچا ہو جاتا ہے - اس کے بیج کا چھوٹا پن ایک ضرب المثل ہے - آسمان کی بادشاہی کو اس سے نسبت دی گئی ہے یہ ایک مفید پودا ہے - اس کے پتے سبزی کے طور استعمال ہوتے ہیں (متّی ۱۳: ۳۱) اور بیج کو پیس کر سفوف تیار کیا جاتا ہے - یہ چھوٹے پرندوں کا پسندیدہ بسیرا ہوتا تھا، جہاں وہ بیٹھ کر اس کے بیج شوق سے کھاتے تھے (متّی ۱۷: ۲۰؛ مرقس ۴: ۳۱؛ لوقا ۱۳: ۱۹) - عربی میں اسے خَرْدَل کہتے ہیں -

۴۸ - زعفران

عبرانی، کرکم - عربی کُرْکُم - ایک پھول کا سرِ لُقچہ جو نہایت خوشبودار اور زرد رنگ کا ہوتا ہے - اسے ہندی میں کیسر کہتے ہیں - اس کا ذکر صرف غزل الغزلات ۴: ۱۴ میں ہے - ہمارے ہاں یہ کھانے کے رنگ اور خوشبو دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے -

۴۹ - زوفا

ایک پودا جس کی صحیح شناخت نہیں ہو سکی - یہ ایک چھوٹا پودا ہے جو دیواروں میں اُگتا ہے (۱ - سلاطین ۴: ۳۳) - جو زوفا خون چھڑکنے کے لئے استعمال ہوتا تھا وہ گچھے دار ہوتا تھا - اس کو خون میں ڈبو کر (خروج ۱۲: ۲۲) لوگوں پر خون چھڑکا جاتا تھا (عبرانیوں ۹: ۱۹) - اس کا ذکر متعدد جگہ آیا ہے لیکن غالباً اس کا اشارہ مختلف پودوں کی طرف ہے -

۵۰ - زیتون (صلح کی علامت)

عبرانی، زَیت - عربی زَیت = تیل، زیتون = درخت یا پھل -

ایک سدا بہار پتوں والا درخت - ایک خاندان کی تیل کی کل ضروریات کے لئے ایک ہی درخت کافی تھا - یہ سمندر کے کنارے ہوتا ہے اور کاشت بھی کیا جا سکتا ہے - یہ پانی کے نیچے کافی عرصے رہنے کے بعد بھی ٹھیک رہتا ہے - نوحؑ کے طوفان کے بعد کبوتری "زیتون کی ایک تازہ پتی" اپنی چونچ میں لائی (پیدائش ۸: ۱۱) - زیتون کے پھل کو جب وہ سیاہ ہو جاتا تھا تو ڈنڈے سے جھاڑ کر (استثنا ۲۴: ۲۰؛ یسعیاہ ۲۴: ۱۳) اس سے کھڑے پہیئے کے کولہو میں تیل نکالا جاتا تھا - کوٹ کر بھی اس سے تیل نکالتے تھے (خروج ۲۷: ۲۰) - تیل کو مشکوں میں رکھ لیا جاتا تھا - یہ ہیکل کے چراغوں کے لئے استعمال ہوتا تھا -

انجیر کے بعد یہ پہلا درخت ہے جس کا ذکر بائبل میں ہوا ہے - یہ صلح کی علامت اس لئے ہے کہ طوفان کے بعد کبوتری اسے لائی تھی - سب سے پرانی تمثیل میں یہ اقبال مندی کی نشانی ہے (قضاۃ ۹: ۸، ۹) - یہ ایک خدا پرست شخص کی بھی علامت ہے جو ہمیشہ خدا کی حضوری میں رہتا ہے (زبور ۵۲: ۸) اور جو اُن رسم پرست آدمیوں سے مختلف ہے جو کچھ عرصے کے لئے غلام کی طرح اُس کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں -

پولس رسول جنگلی زیتون کا اچھے زیتون میں پیوند ہونے کا ذکر کرتا ہے - اگرچہ یہ علمِ زراعت (علم باغبانی) کے اُصولوں کے خلاف ہے تو بھی پولس کا اس سے خدا کے فضل کی تصویر پیش کرنے کا مقصد ہے جس سے غیر اقوام بھی بنی اسرائیل کے ورثہ میں شریک کی گئیں (رومیوں ۱۱: ۱۷) -

۵۱ - زیرہ

عبرانی، کَمُّون - عربی، کَمّوُن - انگریزی، کَمن - یونانی، کمو نون - لاطینی، کمینَس - کیتھولک ترجمہ میں متّی ۲۳: ۲۳ میں لفظ کمُّون استعمال کیا گیا ہے -

ایک چھوٹا پودا جس میں بہت بیج ہوتے ہیں - اُن کو چھڑی سے جھاڑ کر نکالا جاتا ہے - اس کے اُوپر پہیئے چلا کر بیج نہیں نکالتے کیونکہ اس طرح وہ ضائع ہو جاتے ہیں (یسعیاہ ۲۸: ۲۵، ۲۷) -

یہ بیج خوشبودار مسالے کی طرح استعمال کئے جاتے ہیں اور

دوا کے طور پر ہاضم بھی ہوتے ہیں۔ خداوند یسوع نے ریاکار فقیہوں اور فریسیوں کی ملامت کی کیونکہ وہ زیرہ جیسی چھوٹی چیز پر تو دہ یکی دیتے تھے لیکن شریعت کی بھاری باتوں کو چھوڑ دیتے تھے (متی ۲۳:۲۳)۔

۵۲۔ ساگ پات

دیکھئے نباتاتِ بائبل ۶۵۔

۵۳۔ سُداب

یہ ایک خوشبودار پودا ہے جس کی کاشت باغ میں کی جاتی ہے۔ اسے بطور دوا بھی استعمال کیا جاتا ہے اور کھانے میں مسالے کے طور پر بھی ڈالا جاتا ہے۔ اس کا ذکر صرف لوقا ۱۱:۴۲ میں آیا ہے جہاں خداوند یسوع مسیح فقیہوں اور فریسیوں کی ریاکاری کے سلسلے میں اُن کی تنقید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک ایسے عام پودے پر تو دہ یکی دیتے ہو لیکن انصاف اور خدا کی محبت سے غافل رہتے ہو۔

۵۴۔ سرکنڈا

عبرانی، قانہ قب پنجابی کانا۔ یہ مشابہت شاید اتفاقیہ ہے۔ یونانی، قلموس قب اُردو قلم۔ بائبل میں اس مختلف قسم کی سرکنڈا نما گھاس کا ذکر، جو فلسطین میں اُگتی ہے مختلف ناموں سے کیا گیا ہے۔ مثلاً بُردی، بید، ناگرموتھا، نے، نل وغیرہ۔

یہ پودے یردن کی وادی میں اُن ندی نالوں کے کنارے اُگتے ہیں جو بحیرۂ مردار میں گرتے ہیں۔ یہ پانی میں یا پانی کے کنارے کیچڑ میں اُگتے ہیں (ایوب ۸:۱۱)۔

بعض جانور جو پانی پسند کرتے ہیں ان سرکنڈوں کے جنگل اور چراگاہ میں اپنا ڈیرا بناتے ہیں (ایوب ۴۰:۲۱، سرکنڈوں [نیستان]؛ یسعیاہ ۱۹:۶، ۷، بید اور نے [نے اور سرکنڈے]؛ یسعیاہ ۳۵:۷، نے اور نل [سرکنڈے اور ناگرموتھا])۔ اسرائیل پر خدا کے غضب کو سرکنڈے کے ہلانے اور اُکھاڑنے سے تشبیہ دی گئی ہے (۱۔سلاطین ۱۴:۱۵)۔ یوحنا اصطباغی کے متعلق یسوع مسیح کے لفظوں کا مطلب یہ ہے کہ ہوا سے ہلتے سرکنڈے اور مہین کپڑے پہنے شخص خشک بیابان میں نہیں پائے جاتے (متی ۱۱:۷، ۸، لوقا ۷:۲۴)۔

مسلا ہوا سرکنڈا عصا کا کام نہیں دے سکتا بلکہ ہاتھ میں چُبھ کر اُسے چھید دیتا ہے۔ اسی طرح مصر بھی یسعیاہ (یسعیاہ ۳۶:۶؛ ۲۔سلاطین ۱۸:۲۱) اور یرمیاہ کے وقت میں بھی (حزقی ایل ۲۹:۶، ۷) اسرائیل کو مدد دینے کے قابل نہ تھا۔

مسلا ہوا سرکنڈا کمزوری کی علامت تھا۔ المسیح ایسے شخص کو رَدّ نہیں کریں گے (یسعیاہ ۴۲:۳؛ متی ۱۲:۲۰)۔

خداوند یسوع کو صلیب دیئے جانے سے پہلے سپاہیوں نے مذاق سے سرکنڈے کو بطور عصا اُن کے ہاتھ میں دیا اور اُسی سے اُن کو مارا (متی ۲۷:۲۹، ۳۰؛ مرقس ۱۵:۱۹)۔ پھر سرکنڈے کا استعمال صلیب دیتے وقت ہوا جب ایک اسپنج میں سرکہ بھگو کر سرکنڈے پر رکھ کر مسیح کو چوسنے کو دیا (متی ۲۷:۴۸؛ مرقس ۱۵:۳۶)۔

سرکنڈے کو پیمائش کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا (حزقی ایل ۴۰:۳-۸؛ ۴۲:۱۶-۱۹؛ مکاشفہ ۱۱:۱)۔

سرکنڈوں یا نے کے جنگل کو نیستان کہتے ہیں پیدائش ۴۱:۲؛ زبور ۶۸:۳۰؛ یرمیاہ ۵۱:۳۲)۔ یسعیاہ ۹:۱۴ میں کھجور اور سرکنڈے کے عبرانی الفاظ مجازی طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے تشریحاً "خاص و عام" کہا گیا ہے۔ دیکھئے یروشلم بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ کا متن جہاں کھجور اور نے کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔

اس قسم کے دو پودے خاص دلچسپی کے حامل ہیں، یعنی بُردی جو ناگرموتھا کے لئے فارسی لفظ ہے اور اگر (نیشکر)۔ دیکھئے اگر۔ بردی۔

۵۵۔ سَرو

یہ صنوبری درختوں کی ایک قسم ہے۔ اردو ترجمہ میں بعض جگہ دیودار کے لئے لفظ سَرو استعمال کیا گیا ہے۔ عبرانی میں اسے بروش کہتے ہیں اور دیودار کو اَرز۔

سَرو ایک مشہور درخت ہے۔ وہ مخروطی شکل کا قدآور درخت ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ شرافت اور اعلیٰ خاندان کی علامت ہے۔ ہمارے ہاں اس کی خوشنمائی کی وجہ سے محبوب کے قد کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے (قب غزل الغزلات ۵:۱۵)۔ نیز دیکھئے نباتاتِ بائبل ۴۶۔

۵۶۔ سَن، السی

اس پودے کا ذکر خروج ۹:۳۱ (کیتھولک = السی) اور یشوع ۲:۶ (کیتھولک سَمَن) میں آتا ہے۔ یہ تین فٹ تک لمبا ہوتا ہے اور اس کے خوبصورت نیلے پھول ہوتے ہیں۔ اس کے ریشے سے اعلیٰ قسم کا کتان بُنا جاتا ہے (دیکھئے کتان)۔ اس کے ڈوڈوں سے السی کا تیل نکالا جاتا ہے۔ اس کی ڈنٹھلوں کو چھت پر سکھاتے تھے (یشوع ۲:۶)۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اس کا ذکر متی ۱۲:۲۰ میں آتا ہے جو یسعیاہ ۴۲:۳ کا اقتباس ہے۔ لیکن یسعیاہ کی کتاب میں اس کا ترجمہ ٹمٹماتی بتی ہے۔ یہ تشریحی ترجمہ ہے۔ چراغ (دیا) کی بتی سَن کی بناتے ہیں کیونکہ یہ آہستہ جلتی ہے۔ اس کے ریشوں سے رسی بٹتے ہیں۔ یہ آسانی سے آگ پکڑ کے جل جاتی ہے (قضاۃ ۱۶:۹)۔

یسعیاہ نبی سن کے سلسلے میں ایک پُرمعنی تشبیہ استعمال کرتا ہے۔ وہ بت پرستوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ اپنی پسند کے درخت کو کاٹ کر اس سے مورت بناتے ہیں اور اُسے ★ اُونچے مقام پر بلوطوں کے باغ میں رکھ کر پوجتے ہیں۔ اُن کے پتوں اور اُن کے باغیچوں کا حشر یہ ہوگا

کہ وہ سوکھ جائیں گے اور پجاری جس کی پوجا کرتے ہیں اُن کی مانند بن جائیں گے (زبور ۱۳۵: ۱۸)۔ یہ بلوط کے درخت کی مانند مضبوط (پہلوان) پجاری (عاموس ۲: ۹) سوکھ کر سن کی مانند اور اُن کی بُت پرستی (یعنی اُن کا کام) چنگاری کی مانند ہوگی اور وہ دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ اُنہی کا گناہ اُنہیں بھسم کرے گا (قب یرمیاہ ۲: ۱۹)۔ نیز دیکھئے بُت پرستی۔

۵۷۔ سوسن

عبرانی، شوشن۔ بائبل میں تین مختلف پھولوں کو یہ نام دیا گیا ہے۔

۱۔ خوشبودار خوبصورت پھول جو سلیمان کے باغ میں بھی بکثرت تھے (غزل الغزلات ۲: ۱، ۱۶؛ ۵: ۱۳؛ ۶: ۳)۔ یہ سُرخ رنگ کا پھول خوبصورتی کی علامت تھا۔

۲۔ وہ پھول جس کا نمونہ سلیمان کے محل کے ستونوں پر بنایا گیا تھا (۱-سلاطین ۷: ۱۹، ۲۲، ۲۶)۔ ہیکل کے ڈھالے ہوئے حوض کے کنارے اسی پھول سے مشابہ تھے (۲-تواریخ ۴: ۵) یہ پانی کا پھول تھا اور شاید کنول کی مانند تھا۔

۳۔ وہ پھول جو فلسطین کے میدانوں میں بارش کے بعد کثرت سے اُگتا تھا (متی ۶: ۲۸؛ لوقا ۱۲: ۲۷)۔ تین زبوروں کی سرخیوں میں اس لفظ کی عبرانی شکل شوشنیم ہے (زبور ۴۵، ۶۹، ۸۰)۔ زبور ۶۰ کی سرخی میں لفظ سوسن ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں چاروں جگہ لفظ سوسن ہی استعمال ہوا ہے۔

۵۸۔ سونف، انیسون

ایک قسم کا دوامی پودا۔ اس کے پھول چھاتہ نما خوشوں میں لگتے ہیں۔ اس کے بیج ہاضم اور خوشبودار ہیں اور بطور دوا استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا مسالہ بھی ہیں۔ ان کا عرق پیٹ درد کے لئے بہت مفید ہے۔ سونف کا ذکر متی ۲۳: ۲۳ میں فریسیوں کے سلسلے میں آتا ہے کہ وہ چھوٹی چیزوں پر تو دہ یکی دیتے ہیں لیکن شریعت کی بھاری باتوں یعنی انصاف، رحم اور ایمان کو نظرانداز کرتے ہیں۔

۵۹۔ سیب

عبرانی، تفوح قب عربی، تفاح۔ اسیب اور سیب کے درخت کا ذکر ذیل کی چھ جگہوں میں آیا ہے (غزل الغزلات ۲: ۳؛ ۲: ۵؛ ۷: ۸؛ ۸: ۵؛ امثال ۲۵: ۱۱؛ یوئیل ۱: ۱۲)۔

بعض مفسروں کی رائے میں یہ خوبانی یا کسی اور قسم کے پھل کا نام ہے کیونکہ فلسطین کی آب و ہوا خشک اور گرم ہے اس لئے وہ سیب کی فصل کے لئے موافق نہ تھی۔

جو پھل آدم اور حوا نے باغ عدن میں کھایا اُس کے متعلق کوئی سند نہیں کہ وہ سیب تھا۔

۶۰۔ صندل

ایک قیمتی اور نایاب لکڑی جسے سلیمان بادشاہ نے ہیکل کی تعمیر کے لئے صور کے بادشاہ حورام سے منگوایا (۲-تواریخ ۲: ۸)۔ یہ جلعاد اور لبنان کے پہاڑوں پر کثرت سے پائی جاتی تھی۔ عبرانی میں اسے المغیم یا الغمیم کہتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسی درخت کو ۲-تواریخ ۹: ۱۰، ۱۱ میں چندن کہا گیا ہے۔ یہ ہیکل کے ستون اور بادشاہ کے محل اور موسیقی کے ساز تیار کرنے میں استعمال کی گئی تھی (۱-سلاطین ۱۰: ۱۱، ۱۲؛ ۲-تواریخ ۲: ۸؛ ۹: ۱۰، ۱۱)۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ہندوستان سے درآمد کی جاتی تھی۔

۶۱۔ صنوبر

عبرانی، بروش - عربی، شربین۔ ایک خوبصورت قدآور درخت جس کے پتے ہر موسم میں ہرے رہتے ہیں۔ اس کی لکڑی مکان بنانے کے لئے اچھی ہوتی ہے۔ سلیمان کی ہیکل کی تعمیر میں یہ استعمال کی گئی تھی (۱-سلاطین ۵: ۸؛ ۶: ۱۵؛ ۲-تواریخ ۲: ۸ وغیرہ)۔

۶۲۔ عود

ایک بڑا درخت جس کی لکڑی خوشبودار ہوتی ہے اور جس کے عطر کو بستر اور پوشاک کو معطر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (امثال ۷: ۱۷؛ غزل الغزلات ۴: ۱۴؛ زبور ۴۵: ۸)۔

۶۲و۔ کانٹے

دیکھئے نباتات بائبل ۳۶۔

۶۳۔ کبوتر کی بیٹ

یہ غالباً ایک پودے کی جڑ تھی جسے سُکھا کر اور بھون کر کھاتے تھے۔ یا پیس کر دوسرے اناج میں ملا کر آٹا بناتے تھے (۲-سلاطین ۶: ۲۵)۔

بعض مفسروں کا خیال ہے کہ یہ واقعی کبوتر کی بیٹ تھی جو قحط کے زمانہ میں خوراک کی نایابی کی وجہ سے کھائی جاتی تھی۔

۶۴۔ کدو

جس عبرانی لفظ کو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں کدو کہا گیا ہے وہ اصل میں ارنڈی کا پودا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ یوناہ ۴: ۶، ۷، ۹، ۱۰)۔ اس پودے کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور یہ دس فٹ تک لمبا ہو جاتا ہے۔

اس کے بیج سے تیل نکلتا ہے جو آج بطور جلاب استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہودی اسے صرف چراغوں میں جلاتے تھے۔

۶۵۔ کڑوا ساگ پات

یہودیوں کو عیدِ فسح کے برّے کے ساتھ کڑوا ساگ پات کھانے کا حکم تھا۔ یہ ایک قسم کا سلاد تھا جس میں مختلف پودوں کے نرم پتے شامل ہوتے تھے۔ مثلاً کاسنی، کاہو، کھٹا میٹھا اور رگکر وندا وغیرہ۔ لیکن یہ نام بائبل میں درج نہیں ہیں (خروج ۱۲: ۸؛ گنتی ۹: ۱۱)۔

۶۶۔ کڑوے دانے

یونانی، زیزا نیون عربی، زوان۔ خداوند مسیح کی ایک تمثیل میں کڑوے دانوں کا ذکر ہے (متّی ۱۳: ۲۵)۔ یہ ایک جنگلی پودا ہے جو گیہوں کے کھیت میں اُگتا ہے۔ جب تک اس میں بالیں نہ نکل آئیں گیہوں اور اس میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کو زوان کہا گیا ہے۔ اردو میں اسے تلخہ بھی کہتے ہیں۔

۶۷۔ کنول

عبرانی ظلیم، قب عربی ظلّ بمعنی سایہ، چھاؤں۔

ایوب کی کتاب میں بہوموتھ کے سلسلے میں ذکر ہے کہ کنول کے درخت اُسے اپنے سایہ میں چھپا لیتے ہیں۔ اگرچہ اردو ترجمہ میں لفظ کنول استعمال کیا گیا ہے تاہم اس کا تعلق اُس پودے کے ساتھ نہیں جو پانی میں اُگتا ہے اور جس کا پھول خوبصورتی کے لئے مشہور ہے (ایوب ۴۰: ۲۱، ۲۲)۔

۶۸۔ کھجور

عبرانی، تمر۔ ایک قدآور اور نہایت خوشنما درخت۔ اس کے پتے اس کی چوٹی پر گچھے کی مانند ہوتے ہیں۔ اس کی شاخیں نہیں ہوتیں۔ اس کے پتوں سے ٹوکریاں، چٹائیاں اور دیگر اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ کھجور کے پھل سے سرکہ اور شراب بھی بنتی ہے۔ کھجور کے پھل کے تازہ رس کو بطور مشروب استعمال کرتے ہیں۔ یہ درخت فلسطین میں بہت عام ہے۔ بعض شہر اس درخت کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھے مثلاً یریحو کو خرموں کا شہر کہتے تھے (استثناء ۳۴: ۳؛ قضاۃ ۱: ۱۶؛ ۳: ۱۳؛ ۲۔تواریخ ۲۸: ۱۵)۔ بحیرۂ مردار کے جنوب مغرب میں ایک شہر کا نام اسی وجہ سے تمر پڑ گیا تھا کہ یہاں کھجور کے درخت بہت تھے (حزقی ایل ۴۷: ۱۹؛ ۴۸: ۲۸)۔

درخت کی خوبصورتی کی وجہ سے عورتوں کو بھی تمر کا نام دیا جاتا تھا (پیدائش ۳۸: ۶؛ ۲۔سموئیل ۱۳: ۱؛ ۱۴: ۲۷)۔ عیدِ خیام پر کھجور کی ڈالیوں سے جھونپڑیاں بنائی جاتی تھیں (احبار ۲۳: ۴۰؛ نحمیاہ ۸: ۱۵)۔ کھجور کی ڈالی فتح کی علامت بھی ہے۔ اسی لئے بھیڑ نے زیتون کے پہاڑ سے کھجور کی ڈالیاں لے کر خداوند یسوع کو خوش آمدید کہا (یوحنّا ۱۲: ۱۳)۔ آسمانی یروشلیم میں بھی ایماندار اسی طرح برّہ کو خوش آمدید کہیں گے (مکاشفہ ۷: ۹)۔

کھجور کا پھل گچھوں میں لٹکتا ہے۔ اسی وجہ سے غزل الغزلات کی کتاب میں جب دُلہن کی تعریف کی جا رہی ہے تو لکھا ہے "تیری قامت کھجور کی مانند ہے اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں" (۷: ۷)۔ یہ ترجمہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ عبرانی میں کھجور کے پھل کے گچھے ہیں۔

۶۹۔ کھیرا

عبرانی، قِشو عربی، قثا۔ مَقشاء ۔ ککڑیوں کا کھیت۔
عبرانی کا یہ لفظ دو جگہ آتا ہے گنتی ۱۱: ۵ میں جہاں اس کا ترجمہ "کھیرے" کیا گیا ہے اور یسعیاہ ۱: ۸ میں جہاں ترجمہ ککڑی ہے۔ بنی اسرائیل نے بیابان میں اس سبزی کو بہت یاد کیا۔

جب یسعیاہ نبی بنی اسرائیل کی تباہی کا ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے کہ جس طرح ککڑیوں کی رکھوالی کرنے والوں کا چھپّر چھوڑ دیا جاتا ہے ویسے ہی بنی اسرائیل چھوڑ دیئے جائیں گے۔ یہ چھپّر صرف چار بانسوں پر عارضی چھت ہوتی تھی جس پر ککڑی کی بیل چڑھائی جاتی تھی تاکہ رکھوالے کو سایہ بھی ملے اور وہ کھیت کی حفاظت بھی کرے۔ جب فصل کٹ جاتی تھی تو چھپّر خود بخود ہوا سے اور اس کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا تھا۔ یہ بنی اسرائیل کے متعلق ایک نہایت پُرمعنی نبوّت ہے۔

۶۹ا۔ کیکر

عبرانی، شطاہ جو پہلے شنطاہ تھا۔ قب عربی، سنط۔ یسعیاہ ۴۱: ۱۹ کے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے ببول کہا گیا ہے۔ لیکن دیگر جگہ اس کی لکڑی کو ★ کیکر کی لکڑی کہا گیا ہے (خروج ۲۵: ۵، ۱۰، ۱۳ وغیرہ)۔ یہ ایک بڑا خاردار درخت ہے جو مصر اور عرب میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس کی چھال سے گوند رستی ہے۔ اس کی لکڑی سخت ہوتی جو وقت گزرنے پر سیاہ ہو جاتی ہے۔ اسے کیڑا نہیں لگتا۔ اسے ★ خیمۂ اجتماع کے سامان کے بنانے میں استعمال کیا گیا تھا۔ ★ عہد کا صندوق اسی کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔

۷۰۔ گندنا

ایک پیاز نما سبزی جس کے پتوں کے نیچے کے حصّوں کو ترکاری میں بطور مصالحہ کھاتے ہیں۔ اس کا ذکر صرف گنتی ۱۱: ۵ میں ہوا ہے۔ لیکن جس عبرانی کے لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ کئی دیگر آیات میں بھی پایا جاتا ہے اور وہاں ترجمہ گھاس، سوکھی گھاس اور پودے کیا گیا ہے۔

۷۱۔ گُولر

انجیر کی قسم کا پھل کا درخت۔ اس کے پتے سدا ہرے رہتے ہیں اور اس کی لکڑی عمدہ ہوتی ہے۔ یہ سڑک کے کنارے لگایا جاتا تھا تاکہ مسافروں کو چھاؤں دے۔ اگرچہ اس کا پھل انجیر سے گھٹیا ہوتا ہے

تاہم اتنا کارآمد ضرور ہے کہ داؤد بادشاہ نے اس کے لئے نگہبان مقرر کئے (۱-تواریخ ۲۷: ۲۸)۔

زبور نویس نے بھی گولر کے درختوں کو پالے سے مرجانے کو اسرائیل پر ایک آفت قرار دیا (زبور ۷۸: ۴۷)۔ جب یہ ایک خاص حجم کا ہو جاتا ہے تو اس کے پھل کو چاقو سے تھوڑا سا چیر دیتے ہیں، اس طرح وہ چار دن میں پک جاتا ہے۔ اسی لئے عاموس نبی اپنے کو گولروں کا پالنے والا (کیتھولک ترجمہ) کہتا ہے جو پروٹسٹنٹ ترجمہ کے "گولر کا پھل بٹورنے والا" سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ★ ہفتادی ترجمہ میں "پھل چھیدنے والا" ہے۔

۷۲۔ گیہوں

سب سے عام اور عمدہ اناج۔ اس کا سب سے پہلا ذکر پیدائش ۳۰: ۱۴ میں ہے جہاں گیہوں کاٹنے کے موسم کا بیان ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے زمانے کی طرح آج بھی گیہوں کے ایک ڈنٹھی سے ساٹھ سے سو دانے تک نکلتے ہیں (متی ۱۳: ۳-۸)۔ بھُنا ہوا اناج بھی گیہوں کا بنتا تھا (احبار ۲۳: ۱۴؛ روت ۲: ۱۴؛ ۱-سموئیل ۱۷: ۱۷؛ ۲۵: ۱۸)۔

۷۳۔ لُبان

عبرانی، لبونا۔ یہ ایک درخت کی خوشبودار گوند ہے۔ جب درخت کی چھال کو گودا جائے تو یہ باہر نکل کر جم جاتی ہے۔ یہ اُس پاک بخور کا ایک جُز تھا جو خیمۂ اجتماع میں استعمال کی جاتی تھی اور جس کے بنانے کی ترکیب خدا نے موسیٰ کو بتائی تھی (خروج ۳۰: ۳۴)۔ لُبان کا درخت عرب، حبش اور ہندوستان میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

یہ نذر کی قربانی کے وقت بھی استعمال ہوتا تھا (احبار ۶: ۱۵)۔ یہ نذر کی روٹیوں کی پاک میز پر رکھا جاتا تھا (احبار ۲۴: ۷)۔ یہ ایک پسندیدہ عطر بھی تھا (غزل الغزلات ۳: ۶؛ ۴: ۶، ۱۴)۔ مجوسیوں نے خداوند یسوع کو لُبان بھی پیش کیا۔ یہ کہانت کی علامت سمجھا جاتا تھا (متی ۲: ۱۱)۔

۷۴۔ لوبئے کی پھلیاں

باقلا کا دوسرا نام۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۳۔

۷۵۔ لوُنیا، لونئے کا ساگ

عبرانی میں اسے **ملوخ** کہتے ہیں۔ عبرانی میں نمک کو ملخ اور عربی میں **ملح** کہتے ہیں۔

لونئے کے ساگ کا مطلب نمکین ساگ ہے۔ یہ لفظ لُون سے ترکیب دیا گیا ہے اس کا ذکر صرف ایوب ۳۰: ۴ میں ہے۔

۷۶۔ لون

ایک خوشبودار گوند۔ یہ بخور کی قربانی کے نسخے کا جُز تھا (خروج ۳۰: ۳۴)۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے خالص لوبان کہا گیا ہے۔

۷۷۔ لہسن

ایک پودا جس کی پھولی ہوئی جڑ پیاز کی مانند ہوتی ہے۔ یہ ترکاری میں بطور مصالحہ استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر گنتی ۱۱: ۵ میں ہے۔ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل بیابان کے سفر میں اسے بہت یاد کرتے تھے۔

۷۸۔ مُر

ایک جھاڑی کی گوند جو زمین پر گر کر جم جاتی تھی۔ یہ مسح کرنے کے پاک تیل کا ایک جُز تھی (خروج ۳۰: ۲۳-۳۲)۔ یہ ایک ہر دلعزیز خوشبو بھی تھی (زبور ۴۵: ۸؛ امثال ۷: ۱۷؛ غزل الغزلات ۳: ۶؛ ۴: ۱۴؛ ۵: ۵، ۱۳)۔ مُر فارس میں عورتوں کی طہارت کی رسومات میں بھی استعمال کیا جاتا تھا (آستر ۲: ۱۲)۔ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کے وقت مجوسیوں نے ہدیہ کے طور پر مُر بھی پیش کیا (متی ۲: ۱۱)۔ مسیح کو صلیب پر مُر ملی ہوئی مے دی گئی تاکہ ان کو تکلیف کم محسوس ہو (مرقس ۱۵: ۲۳)۔ یہ خداوند یسوع کے دفن کرنے کے وقت بھی استعمال کی گئی (یوحنا ۱۹: ۳۹)۔

۷۹۔ مردم گیاہ

عبرانی دودائی = محبت کا پھل۔ قب داؤد = محبوب۔ مردم گیاہ فارسی لفظ ہے اور اس کے معنی انسان نما پودا ہیں۔

یہ آلو کے خاندان کا پودا ہے اور اس کی جڑ آدمی کی شکل کی مانند ہوتی ہے ۔ وہم پرست لوگ اسے بد روحوں سے بچنے کیلئے بطورِ طلسم تعویذ کی طرح استعمال کرتے ہیں ۔ اس کا پھل عشق کا سیب کہلاتا ہے ۔ اگرچہ یہ بے مزہ اور قدرے زہریلا ہوتا ہے تو بھی اسے عشق آور تصور کیا جاتا ہے ۔ اس کو کھانے سے شہوانی خواہش بڑھتی ہے اور یوں یہ بانجھ عورتوں کے حاملہ ہونے میں مدد دیتا ہے ۔ اسی لئے راخلؔ نے لیاہ سے مردم گیاہ مانگے تھے (پیدائش ۳۰ : ۱۴-۱۸) ۔ اس کی تیز خوشبو بہت پسند کی جاتی ہے (غزل الغزلات ۷ : ۱۳) ۔

۸۰ - مصطگی

ایک خوشبودار زرد رنگ کی گوند جو ایک چٹانی گلاب نما پودے سے نکلتی ہے ۔ اس کا ذکر پاک بخور کے نسخے کی ترکیب میں آیا ہے (خروج ۳۰ : ۳۴) ۔

۸۱ - مسور

عبرانی، عداشیم - عربی، عدَس ۔

یہ ایک مشہور پودا ہے جس میں مٹر کی طرح کی چھوٹی پھلیاں ہوتی ہیں ۔ ان میں سے مسور کی دال نکلتی ہے ۔

اس کا ذکر بائبل میں چار جگہ آتا ہے ۔ عیسوؔ نے مسور کی دال کے بدلے اپنے پہلوٹھے کا حق بیچ دیا (پیدائش ۲۵ : ۳۴) داؤد بادشاہ کے ایک سورما، سمہؔ نے مسور کے کھیت کو فلستیوں کے حملے سے بچایا (۲ - سموئیل ۲۳ : ۱۱) ۔

جب داؤد ابی سلوم کی بغاوت کی وجہ سے بیابان میں تھا تو سوبیؔ مکیرؔ اور برزلیؔ نے اس کو دیگر چیزوں کے علاوہ مسور بھی مہیا کی (۲ - سموئیل ۱۷ : ۲۸) ۔

قحط کے وقت مسور کو پیس کر دیگر اجناس کے آٹے میں ملا کر روٹی بناتے تھے (حزقی ایل ۴ : ۹) ۔

۸۲ - مہندی

صحیح ہجے مہندی ہیں ۔ کیتھولک ترجمہ میں حِنا ہے ۔ ایک قسم کا پودا جس کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ہوتی ہے ۔ اس کی پتیاں پیس کر اور پانی میں گھول کر جسم پر لگانے سے سرخی آجاتی ہے ۔ اسے ہاتھوں اور پاؤں اور بالوں پر لگاتے ہیں ۔ مصری اپنے ناخن بھی مہندی سے رنگتے تھے ، وہ لاشیں جو مصریوں نے مسالہ لگا کر محفوظ رکھی تھیں ، اُن میں اکثر عورتوں کے ناخنوں پر ابھی بھی مہندی کا رنگ ملتا ہے ۔ مہندی کی خوشبو کا ذکر غزل الغزلات ۱ : ۱۴ ؛ ۴ : ۱۳ میں آتا ہے ۔

۸۳ - ناگدونا

کیتھولک ترجمہ میں افسنتین ہے جو اس پودے کے لاطینی نام کا مُعرّب ہے ۔

ایک پودا جس کے پتوں اور اوپر کے حصے سے ایک نہایت کڑوا تیل نکالا جاتا ہے ۔ بائبل میں اسے مجازی معنوں میں مصیبت اور دُکھ کے لئے استعمال کیا گیا ہے (استثنا ۲۹ : ۱۸ ؛ امثال ۵ : ۴ وغیرہ مکاشفہ ۸ : ۱۱) ۔

۸۴ - نرگس

عبرانی ، شوشنا - ایک پودا جو شارونؔ کی وادی میں کثرت سے پایا جاتا ہے (غزل الغزلات ۲ : ۱ ؛ یسعیاہ ۳۵ : ۱) - اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ ۲ - تواریخ ۴ : ۵ اور ہوسیع ۱۴ : ۵ میں سوسن کیا گیا ۔ مترجمین کو سوسن نرگس اور کنول میں تمیز کرنے میں کافی دِقت پیش آئی تھی ۔

۸۵ - ناگرموتھا

بردی کا دوسرا نام ۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۱۶ ۔

۸۶ - نے

نرسل - سرکنڈے کی ایک قسم جس کی نل اندر سے خالی ہوتی ہے ۔ یہ قلم بنانے کے کام آتا تھا (یسعیاہ ۳۵ : ۷) - دیگر جگہ اسے سرکنڈا وغیرہ کہا گیا ہے ۔ دیکھئے نباتاتِ بائبل ۵۴

نباط :- یربعامؔ کا باپ جو شمالی سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا (۱ - سلاطین ۱۲ : ۱۵ سے آگے) ۔

نبایوت :- ۱ - اسمٰعیل کا بیٹا (پیدائش ۲۵ : ۱۳ ؛ ۲۸ : ۹ ؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۲۹) ۔

۲ - ایک قبیلہ (یسعیاہ ۶۰ : ۷) ۔

نبتیہ - نباطی :- عربوں کا ایک قبیلہ جس کا ذکر بائبل میں نہیں لیکن ★ اپاکرفا میں ہے (۱ مکابیّن ۵ : ۲۵) ۔

یہ غالباً اسمٰعیل کے پہلوٹھے بیٹے نبایوت کی اولاد سے تھے (پیدائش ۲۵: ۱۳)۔

نبح۔ نوبح:۔ ایک شہر جس کے قریب جدعون نے مدیانیوں کو شکست دے کر ان کے بادشاہوں کو پکڑ لیا (قضاۃ ۸: ۱۱)۔

نبحاز۔ نبحز:۔ عوائیوں کا ایک دیوتا۔ جب سامری قوم بن رہی تھی تو ہر فرقہ کے لوگوں نے اپنے لئے مختلف دیوتا بنائے۔ نبحاز کُتّے کی شکل کا بت تھا اور اسے عوّی یا عویم (استثنا ۲: ۲۳، یشوع ۱۳: ۳) پوجتے تھے (۲-سلاطین ۱۷: ۳۱)۔ نیز دیکھئے ترتاق۔

نبسان۔ نبشان:۔ یہوداہ کے جنوب میں بیر سبع اور بحیرۂ مردار کے درمیان ایک شہر (یشوع ۱۵: ۶۲)۔

نبلاط:۔ ایک بینمینی قصبہ (نحمیاہ ۱۱: ۳۴)۔

نبو:۔ ۱۔ بابل کی دیومالا میں ایک دیوتا کا نام (یسعیاہ ۴۶: ۱)۔ نبو علم و فضیلت کا دیوتا تھا۔ یسعیاہ کا غور طلب نکتہ یہ ہے کہ نبو علم کا دیوتا ہوتے ہوئے اس بات سے ناآشنا ہے کہ وہ اسیر کیا جائے گا۔

۲۔ اُس پہاڑ کا نام جہاں سے موسیٰ نے ملکِ موعود کو دیکھا (استثنا ۳۴: ۱ ..... الخ)۔

۳۔ ایک موآبی شہر جو کوہِ نبو کے اوپر یا اُس کے قریب تھا (گنتی ۳۲: ۳)۔

۴۔ ایک شہر جس کا ذکر بیت ایل اور عی کے بعد کیا گیا ہے (عزرا ۲: ۲۹؛ نحمیاہ ۷: ۳۳)۔

نبوپلاسر:۔ احیا بابل کے دور میں مملکت کا پہلا حکمران (۶۲۶ تا ۶۰۵ ق۔م)۔ اس نے مادی اور سکوتی حاکموں سے مل کر اسور کو شکست دی اور جیسے صفنیاہ نبی (۲: ۱۳-۱۵) اور ناحوم نبی نے پیشینگوئی کی تھی نینوہ کو تہس نہس کیا۔

جس بربادی کی پیشینگوئی یوناہ نبی نے کی تھی، وہ روک دی گئی تھی، کیونکہ لوگوں نے توبہ کر لی تھی (یوناہ ب۳)۔

جب فرعون نکوہ، اسور کی مدد کے لئے آیا، تو یہوداہ کے شاہ یوسیاہ نے اُس کا مقابلہ کیا (۲-سلاطین ۲۳: ۲۹)۔ اس مقابلے میں یوسیاہ مجدّو میں قتل ہوا (۲-تواریخ ۳۵: ۲۰-۲۷)۔

نبوپلاسر بابل میں مرا۔ یہ وہ وقت تھا جب اُس کا بیٹا نبوکدنضر دوم کرکمیس کی جنگ لڑ رہا تھا۔

نبوت۔ نابوت:۔ ایک شخص جس کا یزرعیل میں اخی اب بادشاہ کے محل کے پاس ایک تاکستان تھا۔ بادشاہ چاہتا تھا کہ اسے ترکاری کا باغ بنائے۔ اسی مقصد سے اس نے نبوت کو اس کے بدلے میں اور جگہ دینے یا نقد قیمت دینے کا وعدہ کیا لیکن وہ اس پر رضامند نہ ہوا کیونکہ وہ اسے اپنے باپ دادا کی میراث تصور کرتا تھا۔ اس پر بادشاہ ناخوش اور اُداس ہوا (۱-سلاطین ۲۱: ۴)۔ اُس کی بیوی ایزبل نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ ملکیت بادشاہ کو دلوائے گی۔ چنانچہ اُس نے یہ چکر چلایا کہ نبوت پر کفر کا جھوٹا الزام لگوایا اور اسے سنگسار کروا دیا (۱-سلاطین ۲۱: ۷-۱۴)۔ جب اخی اب بادشاہ اس تاکستان پر قبضہ کرنے کو گیا تو اُسے ایلیاہ نبی ملا۔ اس نے اخی اب اور اُس کے خاندان پر خدا کے غضب کا فتویٰ سنایا۔ چونکہ اخی اب نے توبہ کی اس لئے یہ غضب کچھ وقت کے لئے اُس پر سے ٹل گیا (۱-سلاطین ۲۱: ۲۷-۲۹) لیکن بالآخر میکایاہ نبی کے خبردار کرنے کے بعد اخی اب کو سزا ملی (۱-سلاطین ۲۲: ۲۴-۴۰) اور اُس کے بیٹے یورام اور بیوی ایزبل ہلاک ہوئے (۲-سلاطین ۹: ۲۵-۳۷)۔

نبوّت:۔ دیکھئے نبی۔ نبوّت۔

نبوزرادان:۔ شاہِ بابل نبوکدنضر کے جلوداروں کا سردار (۲-سلاطین ۲۵: ۸، ۱۱، ۱۲، ۲۰)۔ نبوکدنضر نے نبوزرادان کو یرمیاہ نبی پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا (یرمیاہ ۳۹: ۱۱-۱۴)۔ ۵۸۶-۵۸۵ ق۔م میں سقوطِ یروشلیم کے وقت نبوکدنضر نے نبوزرادان کو مقرر کیا کہ اسیروں کو بابل لے جائے۔ جدلیاہ کے تقرر سے پہلے نبوزرادان بابل کی حکومت کی طرف سے فلسطین کا عارضی حاکم مقرر کیا گیا تھا (یرمیاہ ۴۰: ۵)۔ نبوزرادان نے یرمیاہ کو چننے کا موقع دیا کہ اپنے ملک میں رہے یا اُس کے ساتھ بابل چلا جائے۔ یرمیاہ نے اپنے ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا (یرمیاہ ۴۰: ۱-۶)۔

نبوشزبان:۔ (نبو مجھے بچائے)۔ نبوکدنضر کی فوج میں ایک سردار (یرمیاہ ۳۹: ۱۱-۱۴)۔

نبوکدنضر۔ نبوکدنصر:۔ عام ہجے یہی ہیں تاہم صحیح ہجے نبوکدرضر ہیں۔ اِس کا مطلب "نبو دیوتا ہماری سرحدوں کا محافظ" ہے۔ یہ ہجے پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یرمیاہ اور حزقی ایل کی کتب میں ہیں (دیکھئے یرمیاہ ۲۱: ۲؛ ۲۲: ۲۵ وغیرہ اور حزقی ایل ۲۶: ۷؛ ۲۹: ۱۸ وغیرہ) باقی جگہ نبوکدنضر ہے۔

۱۔ قدیم بابل کی مملکت کے چوتھے خاندان کا حاکم (تقریباً ۱۱۴۰ ق۔م)۔

۲۔ نئے بابل کا حاکم (۶۰۵-۵۶۲ ق۔م)۔ نبوپلاسر کا بیٹا جس نے شاہِ مصر فرعون نکوہ کو کرکمیس کے مقام پر شکست دی (۲-تواریخ ۳۵: ۲۰) اور یروشلیم کو تباہ کر کے یہودیوں کو تین گروہوں میں اسیری میں لے گیا۔ پہلی گروہ (۵۹۷ ق م میں) یہویقیم کی بغاوت کے بعد

(۲-سلاطین ۲۴:۱- الخ)، دوسری گروہ (۵۸۶ ق م) صدقیاہ کی بغاوت کے بعد (۲-سلاطین ۲۴: ۲۰) جب ہیکل کو لوٹ کر تباہ کیا گیا اور تیسری گروہ (۵۸۲ ق م) جدلیاہ کے قتل کے بعد (۲-سلاطین ۲۵: ۲۲ بعد اور یرمیاہ ۵۲: ۳۰)- یہودیوں کو ملک بدر کرنے کے بعد یہوداہ کی حالت اتنی بُری ہوئی کہ جیسے کہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی۔ تاکستان خار دار جھاڑیوں میں بدل گئے (یسعیاہ ۷: ۲۴)-

اس تمام ظلم اور تشدد کے باوجود نبوکدنضر ایک اچھا حاکم تھا. اس نے اپنے ملک کے لئے بڑی عالی شان عمارتیں بنوائیں اور قوم کو خوش حالی بخشی۔

نبوکدنضر کے خواب کی مورت :-

نبوکدنضر نے اپنی سلطنت کے دوسرے سال ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر اس کے فال گیروں اور مجوسیوں میں سے کوئی بھی نہ بتا سکا- لیکن دانی ایل نبی کو خدا نے خواب میں اُس کی تعبیر بتادی تھی (دانی ایل باب ۲)- بادشاہ نے خواب میں ایک بہت بڑی مورت دیکھی جس کا سر سونے کا، سینہ اور بازو چاندی کے، شکم اور رانیں تانبے کی، ٹانگیں لوہے کی اور پاؤں کچھ لوہے اور کچھ مٹی کے تھے- ایک پتھر جو ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا اُسکے پاؤں پر گرا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا- اور پھر وہ پتھر ایک پہاڑ بن گیا اور تمام زمین پر پھیل گیا -

اس مورت کے چاروں حصّے کسی نہ کسی حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں- سونے کا سر نبوکدنضر کی سلطنت کی نمائندگی کرتا ہے لیکن باقی تینوں کے متعلق صفائی سے نہیں بتایا گیا اور اس کے بارے میں مفسروں کے خیالات میں خاصا فرق ہے- دوسری سلطنت کے متعلق کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ یونانی سلطنت ہے، کچھ کہتے ہیں کہ مادی سلطنت ہے اور دیگر مفسروں کا خیال ہے کہ یہ مادی/فارسی سلطنت کی نمائندگی کرتا ہے- تیسری سلطنت کو مادی / فارسی، فارس، سکندرِ اعظم یا یونان یا رومہ کی سلطنت کہا گیا ہے- چوتھی کو نبو ندلیس اور بیلشضر، اسلام، یونان، سریا، سکندرِ اعظم کے جانشینوں یا رومہ کی سلطنت کہا گیا ہے- وہ پتھر جو ہاتھ لگائے بغیر کاٹا گیا اور دنیا کی حکومتوں پر غالب آیا خدا کی بادشاہت ہے- دانی ایل باب ۲ کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی دن خدا کی بادشاہت تمام انسانی حکومتوں پر غالب آئے گی-

نبو ندلیس :-

(اکادی- نبو دیوتا سرفراز ہو)-
اس کا نام کتابِ مُقدّس میں نہیں آتا- لیکن دورانِ کھدائی جو میخی مخطوطات بابل سے دستیاب ہوئے ہیں وہ اس فرمان روا کی اہمیّت پر روشنی ڈالتے ہیں- یہ سلطنتِ بابل کا آخری بادشاہ تھا (۵۵۵ تا ۵۳۹ ق م)- اس نے اپنے بیٹے ★ بیلشضر (دانی ایل ۵: ۱؛ ۷: ۱؛ ۸: ۱) کو اپنے عہدِ حکومت کے تیسرے سال (۵۵۳ ق م) اپنا قائم مقام مقرر کیا اور وہ سقوطِ بابل (۵۳۹ ق م) تک اس منصب پر قائم رہا- کتابِ مُقدّس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بیلشضر نبوکدنضر کا بیٹا تھا (دانی ایل ۵: ۲، ۱۱، ۱۸، ۲۲) اور کسدیوں کا آخری بادشاہ (دانی ایل ۵: ۳۰)- سامی زبانوں میں لفظ باپ کے معنی بڑے وسیع تھے- کسی بھی بزرگ جد کو باپ کہا جا سکتا تھا (مثلاً داؤد بادشاہ کو آسا کا باپ کہا گیا ہے جبکہ وہ ابیام کا بیٹا تھا ۱-سلاطین ۱۵: ۸، ۱۱)- بابلی میخی مخطوطات کے مطابق نبوندلیس کی بیوی نیتوکرس نبوکدنضر کی بیٹی تھی- یوں نبوکدنضر بیلشضر کا نانا ہوا-

نبوندلیس اُن انقلابیوں میں پیش پیش تھا جنہوں نے نیرگل سراضر (یرمیاہ ۳۹: ۳) کے بیٹے لباشی مردوک کو مار کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی- نبوندلیس ایک سلجھا ہوا مہذب روشن دماغ شخص تھا- اُسے بجا طور پر دنیا کا پہلا ماہر ★ اثریات کہا جا سکتا ہے- وہ نہ صرف صوفی مزاج، مذہب دوست شخص تھا بلکہ محققِ سلف اور کُتب بین بھی- اُس نے کئی ٹوٹے ہوئے مندروں کو بحال کروایا اور اُن سب پرانے کندہ نقوش کو ڈھونڈ نکلوایا جو اُس زمانے میں ہی قدیم سمجھے جاتے تھے- ان نقوش سے اُس نے بادشاہوں کے ناموں کی فہرستیں مرتب کروا کر محفوظ کروائیں جو بعد کے مؤرخین کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئیں- اُس کے ★ میخی مخطوطات اُس دور کی تاریخ پر بڑی روشنی ڈالتے ہیں- وہ خود عرب میں تیما کے مقام پر جو ایک صحت افزا علاقہ تھا اور فوجی اور تجارتی طور پر بھی فائدہ مند تھا گوشہ نشین ہو گیا- اُس کے تیما میں قیام کے دوران اُس کا بیٹا بابل میں حکومت کرتا رہا -

جب شاہ خورس نے بابل پر حملہ کیا (۵۳۹ ق م) تو وہ واپس بابل آگیا- اس کی ماں اُور کے مقام پر سن (چندرما دیوی) کے بڑے مندر میں پجارن تھی- نبوندلیس خود بھی حاران اور اُور کے سین کے مندروں میں بڑی دلچسپی لیتا تھا- جب اُس نے سین کو مردوک دیوتا پر ترجیح دینا شروع کیا تو بابل کے مذہبی رہنماؤں نے اُس کے مذہبی پروگرام کی مخالفت کی- اُس کو اپنے مذہب کے دیوتاؤں کی اتنی غیرت تھی کہ جب شاہ خورس بابل پر حملہ کرنے والا تھا تو اُس نے سب دیوتاؤں کے بتوں کو ایک محفوظ جگہ اکٹھا کیا تا وقتیکہ خورس نے بابل کو فتح کر کے یہ بت ان مندروں میں واپس کروا دیئے-

سقوطِ بابل کے وقت وہ شہر سے فرار ہوا لیکن جلد ہی واپس آگیا- شاہ خورس دوم نے اُس سے اچھا سلوک کیا- اُس کی واپسی پر اُس کی بیوی نیتوکرس فوت ہوئی جس کے لئے پانچ دن کے سرکاری ماتم کا حکم دیا گیا- نبوندلیس کو جنوبی فارس میں باعزّت زندگی بسر کرنے کا سامان مہیا کیا گیا- نبوندلیس کی تاریخ اُس زمانے کے واقعات پر گہری روشنی ڈالتی ہے- نیز وہ صحتِ کتبِ مُقدّسہ کی بھی شاہد

ہے۔ نیز دیکھئے بلشفر اور ملحقہ خاکہ۔

نبی۔ نبوّت :۔

۱۔ نبوّت کا منصب

ا۔ معیاری نبی

بائبل مُقدّس میں پہلی مرتبہ جس شخص کو نبی کہا گیا ہے وہ ابرہام ہے (پیدائش ۲۰ : ۷، مقابلہ کیجئے زبور ۱۰۵ : ۱۵)۔ لیکن عہدِ عتیق میں نبوّت کو حتمی شکل موسیٰ کی شخصیت اور زندگی میں ملی جو مستقبل کے تمام انبیاء کے لئے معیار بن گیا (استثنا ۱۸ : ۱۵-۱۹۔ دیکھئے مسیح موعود؛ استثنا ۳۴ : ۱۰)۔ عہدِ عتیق کے نبیوں میں ہر وہ خدوخال جو یہوواہ کے سچّے نبی کی خصوصیت تھے پہلے پہل موسیٰ میں ملتے ہیں۔

موسیٰ کو خدا کی طرف سے خاص اور شخصی بلاہٹ ملی تھی۔ کسی کو نبی کے منصب پر فائز کرنا خدا کا کام ہے (خروج ۳ : ۱-۴ : ۱۷ مقابلہ کیجئے یسعیاہ باب ۶؛ یرمیاہ ۱ : ۴-۱۹؛ حزقی ایل ابواب ۱-۳؛ ہوسیع ۱ : ۲؛ عاموس ۷ : ۱۴-۱۵؛ یوناہ ۱ : ۱)۔ صرف جھوٹے نبی ہی خود اس منصب کو اختیار کرتے ہیں (یرمیاہ ۱۴ : ۱۴؛ ۲۳ : ۲۱)۔ درج بالا حوالجات نبی کی بلاہٹ کا بنیادی مقصد ظاہر کرتے ہیں۔ خدا نے نبی کو اپنی حضوری میں بلایا تاکہ اُسے اپنا عرفان بخشے۔ اسے خداوند کا "بھید" یا اُس کے سخن سُننے تھے (۱۔ سلاطین ۲۲ : ۱۹؛ یرمیاہ ۲۳ : ۲۲؛ عاموس ۳ : ۷)۔ نبی آدمیوں کے سامنے ایسا شخص تھا جسے خدا کی حضوری میں کھڑا کیا گیا تھا (۱۔ سلاطین ۱۷ : ۱؛ ۱۸ : ۱۵)۔

انبیاء کی تاریخ سے آگاہی بھی براہِ راست موسیٰ سے شروع ہوتی ہے۔ جب یسعیاہ نبی نے اپنی کتاب میں بُت پرستی پر زبردست حملہ کیا اور بتایا کہ نبوّت صرف یہوواہ سے ملتی ہے اور بُت دانش سے خالی ہیں (یسعیاہ ۴۵ : ۲۰-۲۲) تو یہ آگاہی بھی براہِ راست موسیٰ اور خروج سے ہی حاصل ہوئی تھی۔ جب یہوواہ نے موسیٰ کو مصر بھیجا تو اس نے اسے اُن عظیم واقعات کی جو بعد ازاں وقوع پذیر ہونے والے تھے تفسیر کرنے کی صلاحیت سے بھی نوازا۔ اب تاریخ مکاشفہ بن گئی کیونکہ تاریخی حالات میں ایک ایسا آدمی شامل ہو گیا جو پہلے ہی سے بتا سکتا تھا کہ تاریخ کا مطلب کیا ہے۔ موسیٰ کو واقعات کے وقوع میں آنے کے بعد ان کا مطلب دریافت کرنے کے لئے جدوجہد نہیں کرنی پڑی۔ وہ اُنہیں پہلے ہی سمجھتا تھا اور خدا نے ان کی اہمیّت کے متعلق اُسے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اور یہی حال باقی انبیاء کا بھی تھا۔ قدیم قوموں کو چھوڑ کر اسرائیل کو تاریخ کے بارے میں حقیقی آگاہی حاصل تھی۔ یہ آگاہی انبیاء کی رہینِ منت تھی اور انبیاء نے اسے تاریخ کے خداوند کے تحت موسیٰ سے حاصل کیا تھا۔

اسی طرح انہیں اخلاقی اور سماجی باتوں کے بارے میں فکرمندی بھی موسیٰ سے ورثے میں ملی تھی۔ موسیٰ اپنی بلاہٹ سے پیشتر ہی اپنے لوگوں کی سماجی بھلائی کے لئے فکرمند رہتا تھا (خروج ۲ : ۱۱ مابعد مقابلہ کیجئے آیت ۱۷)۔ بعد میں اُس نے شریعت دینے والے نبی کے طور پر خدا کی ہدایت کے تحت قدیم دنیا کا سب سے زیادہ دردمندی سے بھرپور فلاحی ضابطۂ قوانین مرتب کیا جو بےبسوں کی حفاظت (استثنا ۲۴ : ۱۹-۲۲ وغیرہ) اور غریبوں پر جبر کرنے والوں کا مقابلہ کرتا ہے (مثلاً احبار ۱۹ : ۹ مابعد)۔

متعدد انبیاء اپنے بادشاہوں کی مخالفت کرتے رہے۔ اُنہوں نے اپنے قومی معاملات میں بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ یہ انبیاء کا کام تھا جس کا اصل نمونہ موسیٰ تھا جس نے اپنی قوم کے لئے قوانین بنائے اور جسے بادشاہ بھی کہا گیا ہے (استثنا ۳۳ : ۵)۔ یہاں یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اسرائیل کے پہلے دو بادشاہ نبی بھی تھے لیکن منصبوں کا یہ اشتراک مزید جاری نہ رہا بلکہ موسوی الٰہی حکومت کو مسح شدہ بادشاہوں اور مسح شدہ انبیاء نے مل کر جاری رکھا۔

ہم موسیٰ میں خدا کے کلام کا اعلان کرنے اور پیش گوئی کرنے، دونوں کام دیکھتے ہیں جیسا کہ دوسرے انبیاء بھی کرتے تھے۔ چونکہ یہ نبوّت کی خاصیّت ہے اس لئے ہم اس پر تفصیل کے ساتھ غور کریں گے۔ تاہم ہم یہاں چند لمحات کے لئے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ موسیٰ نے یہاں بھی معیار کو قائم کیا یعنی موجودہ حالات کے بارے میں بیان کرنے کی غرض سے اُس نے اُن واقعات کو بھی اکثر بیان کیا جو ہنوز مستقبل میں تھے۔ خدا کے کلام کا اعلان کرنے یا منادی کرنے اور پیش گوئی کرنے کی یہ باہمی یگانگت ہی ہے جو سچّے نبی کو جھوٹے جوتشیوں اور رمّالوں سے ممتاز بناتی ہے۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ نے آنے والے نبی کی بابت عظیم پیشینگوئی کی (استثنا ۱۸ : ۱۵ مابعد) تو اس وقت بھی وہ خدا کے لوگوں کے بےدین مذاہب کے دستورات اور ترغیبات میں ملوّث ہونے کے فوری مسئلے سے نپٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔

موسیٰ کے بعد آنے والے انبیاء کی دو خاص خصوصیات بھی موسیٰ میں ملتی ہیں۔ متعدد انبیاء نے پیغام پہنچاتے وقت تشبیہات کو استعمال کیا (مثلاً یرمیاہ ۱۹ : ۱ مابعد، حزقی ایل ۴ : ۱ مابعد)۔ موسیٰ نے ہاتھ اُٹھانے (خروج ۱۷ : ۸ مابعد)، پیتل کے سانپ کو بلّی پر لٹکانے (گنتی ۲۱ : ۸) کی علامتیں استعمال کیں، لیکن اس سے کہیں بڑھ کر وہ علامتی طرزِ عبادت تھی جو اُس نے اپنی قوم کو دی جس میں رسوم، قربانیاں اور خیمۂ اجتماع اور اس کی چیزیں شامل تھیں۔ پھر نبی کے کام کا شفاعتی پہلو بھی موسیٰ میں تھا۔ وہ لوگوں کے لئے خدا کے پاس جایا کرتا (خروج ۱۸ : ۱۹؛ گنتی ۲۷ : ۵) اور کم از کم ایک اہم واقعہ کے وقت وہ خاص طور پر اپنی قوم کے لئے شفاعتی دُعا

کرتا ہے (خروج ۳۲: ۳۰ مابعد، استثنا ۹: ۱۸ مابعد مقابلہ کیجئے ۱-سلاطین ۱۳: ۶؛ ۲-سلاطین ۱۹: ۴؛ یرمیاہ ۷: ۱۶؛ ۱۱: ۱۴؛ ۱۴: ۱۱)۔

ب- انبیاء کے القابات

انبیاء کے لئے دو عام لقب استعمال ہوئے ہیں: پہلا "مردِ خدا"۔ یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ لوگوں کو کیسے نظر آتے تھے۔ یہ لقب سب سے پہلے موسیٰ کے لئے استعمال ہوا (استثنا ۳۳: ۱) اور بادشاہت کے اختتام تک دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا رہا (مثلاً ۱-سموئیل ۲: ۲۷؛ ۹: ۶؛ ۱-سلاطین ۱۳: ۱ وغیرہ)۔ یہ عام آدمیوں اور انبیاء میں فرق کو بھی ظاہر کرتا تھا جیساکہ شونیمی عورت کے بیان سے ظاہر ہے: "دیکھ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردِ خدا جو اکثر ہماری طرف آتا ہے مُقدّس ہے" (۲-سلاطین ۴: ۹)۔

دوسرا لقب "تیرا، اُس کا یا میرا بندہ- خادم" تھا۔ اگرچہ کسی آدمی نے انبیاء کو "خدا کا بندہ یا خادم" کہہ کر مخاطب نہیں کیا، تاہم خدا اکثر انبیاء کو میرا بندہ یا خادم" کہہ کر پکارتا ہے اور نتیجتہً دیگر اسم ضمیر "اُسکا" اور "تیرا" بھی استعمال ہوئے (مثلاً ۲-سلاطین ۱۷: ۱۳، ۲۳؛ ۲۱: ۱۰؛ ۲۴: ۲؛ عزرا ۹: ۱۱؛ یرمیاہ ۷: ۲۵)۔ یہاں انبیاء کا خدا کے ساتھ تعلق ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی سب سے پہلے موسیٰ کا لقب تھا (مثلاً یشوع ۱: ۱، ۲)۔

اب ہم عام کی بجائے خاص القابات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عبرانی میں انبیاء کے لئے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں: نابی nabi، روہ roeh اور خوزہ hazeh۔ نابی کا ترجمہ ہمیشہ ہی نبی اور روہ قب عربی رویا جو فعل "دیکھنا" کا اسم فاعل ہے اُس کا ترجمہ "غیب بین" seer کیا گیا ہے۔ خوزہ بھی فعل "دیکھنا" کا اسم فاعل ہے لیکن چونکہ اردو میں اس کا مترادف لفظ نہیں ملا اس لئے اس کا ترجمہ بعض اوقات نبی (مثلاً یسعیاہ ۳۰: ۱۰) یا پھر غیب بین (مثلاً ۱-تواریخ ۲۹: ۲۹) کیا گیا ہے۔

نابی کا مادہ اکثر طویل بحث کا سبب بنا رہا ہے۔ غالباً اُس کا مادّہ اکادی ہے جس کا مطلب خدا کے نام میں لوگوں کو بلانے والا یا بلایا ہوا ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں ہی مطالب عہدِ عتیق میں نبی کی نوعیت کے مطابق ہیں اس لئے ہمیں مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ اِس امکان کو پرکھا نہیں گیا کہ نبی وہ شخص ہے جو دعا میں خدا کو پکارتا ہے تاہم یہ بھی شروع ہی سے (پیدائش ۲۰: ۷) نبی کی پہچان رہی ہے۔

بعینہٖ ان تینوں الفاظ یعنی نابی، روہ اور خوزہ کے باہمی تعلق پر بھی طویل بحث ہوتی رہی ہے۔ متعدد آیات مثلاً ۱-تواریخ ۲۹: ۲۹ جس میں ان الفاظ کو بڑے امتیاز کے ساتھ استعمال کیا گیا (جادؔ کو عبرانی میں خوزہ بیان کیا گیا ہے) یہ بتاتی ہیں کہ ہم ان تینوں میں ایک دوسرے کے معنوی عکس کو دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ نتیجہ عہدِ عتیق میں ان الفاظ کے استعمال کو پرکھنے سے اخذ نہیں کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے استعمال کے دو زمانے ہیں جیساکہ ۱-سموئیل ۹: ۹ سے ظاہر ہے۔ پہلا زمانہ جو ابتدائی زمانہ تھا اُس میں نابی اور روہ کا مطلب مختلف تھا۔ پھر وہ زمانہ آیا جس میں ۱-سموئیل ۹: ۹ کا مُصنف زندہ تھا اور لفظ نابی نے اپنے پہلے معنی سے دستبردار ہوئے بغیر ایک مترادف لفظ روہ کے زور کو بھی اپنا لیا۔ ابتدائی زمانہ کی ماخذی دستاویز ۱-سموئیل ابواب ۹-۱۰ ہے اور جہاں تک ان دو ابواب کا تعلق ہے ہم یقیناً دونوں الفاظ کے زور کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں: نابی ایک جماعت کا فرد ہے، ایک ایسی جماعت جو ایک ساتھ مل کر اور بے خودی کی حالت میں کلام یا نبوت کرتی ہے (۱-سموئیل ۱۰: ۵، ۶، ۱۰-۱۳؛ ۱۹: ۲۰-۲۴) جبکہ روہ اپنا الگ تشخص رکھتا اور دوسروں سے زیادہ اہم اور موثر شخص ہے۔ یہ لقب کُل دس مرتبہ آیا ہے۔ ان میں سے یہ چھ مرتبہ سموئیل کے لئے استعمال ہوا (۱-سموئیل ۹: ۱۱، ۱۸، ۱۹؛ ۱-تواریخ ۹: ۲۲؛ ۲۶: ۲۸؛ ۲۹: ۲۹)۔ لہٰذا سموئیل روہ کی بہترین مثال ہے۔

لیکن جب ہم ۱-سموئیل ۹: ۹ میں مرقوم بعد کے زمانہ میں آتے ہیں تو اتنی قطعیت سے نہیں کہہ سکتے۔ تواریخ کی کُتب میں (ماسوا ۲-تواریخ ۲۹: ۳۰) خوزہ ہمیشہ ہی بادشاہوں کے ساتھ آیا ہے، تاہم یہ کہنا کہ وہ شاہی غیب دان تھا شہادت کے مطابق نہیں۔ تواریخ کی کُتب میں بھی وہ اکثر وہی کردار ادا کرتا ہے جو نابی کا تھا (مثلاً ۲-تواریخ ۱۹: ۲؛ ۳۳: ۱۸) اور جو کام اُس سے اکثر منسوب کیا گیا ہے۔ وہ شاہی مؤرخ تھا اور یہی کام نابی اور روہ میں بھی ملتا ہے (۲-تواریخ ۹: ۲۹؛ ۱۲: ۱۵؛ مقابلہ کیجئے ۱-تواریخ ۲۹: ۲۹)۔

عام طور پر عہدِ عتیق میں فعل خازہ کو جن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے وہ فعل رآاہ ra'a میں بھی ملتے ہیں۔ دونوں ہی غیب دانی کے لئے استعمال ہوئے ہیں (زکریاہ ۱۰: ۲؛ حزقی ایل ۲۱: ۲۱) اور نابی کا تعلق بھی غیب بینی سے تھا (میکاہ ۳: ۱۱)۔ دونوں ہی واقعات کا مطلب سمجھنے (زبور ۴۶: ۸؛ یسعیاہ ۵: ۱۲) اور کردار کا تجزیہ کرنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں (زبور ۱۱: ۴؛ ۷؛ ۱-سموئیل ۱۶: ۱)۔ دونوں خدا کو دیکھنے (زبور ۲۷: ۴؛ یسعیاہ ۶: ۵) اور نبوتی سرگرمیوں سے تعلق رکھتے ہیں (یسعیاہ ۱: ۱؛ حزقی ایل ۱۳: ۳)۔ اور دونوں ہی ایمان کی آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ بدی کا انتقام لیا جاتا ہے (زبور ۵۸: ۱۰؛ ۵۴: ۷)۔ یسعیاہ ۲۹: ۱۰ میں نابی اور خوزہ مماثل لفظ ہیں اور یسعیاہ ۳۰: ۱۰ میں روہ اور خوزہ۔ عاموس ۷: ۱۲ مابعد میں امصیاہ عاموس کو خوزہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور عاموس جواب دیتا ہے کہ میں نابی نہیں، لیکن حزقی ایل ۱۳: ۹ میں اس سے اُلٹ طریقہ ملتا

ہے یعنی اسم نابی فعل خانڈ کے تابع ہے۔ ہم اِن حوالوں کے پیشِ نظر (یہاں مزید حوالے بھی پیش کئے جاسکتے ہیں) اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ تینوں الفاظ ہم معنی اور مترادف ہیں۔

ج۔ پیشینگوئی اور اعلان

عہدِ عتیق کے انبیاء کے متعلق ہماری معلومات کا منبع صرف ایک ہی ہے اور وہ عہدِ عتیق بذاتِ خود ہے۔ لہٰذا ہمیں اُسے ہی بنیادی ماخذی دستاویز سمجھنا چاہیئے۔

بنیادی طور پر نبی خدا کے کلام کا حامل شخص تھا۔ اگر وہ کوئی اور کام کرتا مثلاً حزقی ایل کے سوانگ وغیرہ (دیکھئے حزقی ایل ابواب ۴ اور ۵) تو بھی اُس کا مقصد لوگوں تک خدا کا کلام پہنچانا تھا۔ یہ کلام محض رائے نہیں تھی کہ خدا لوگوں کو بتائے کہ جس کام کو کرنے کا وہ فیصلہ کرنے والے ہیں اُسے وہ کس نظر سے دیکھتا ہے بلکہ یہ نبی کی اپنی قائلیت تھی کہ خدا کے کلام کا اعلان تمام حالت کو بنیادی طور پر بدل دیتا ہے۔ مثلاً یسعیاہ ابواب ۲۸۔۲۹ میں ہمیں لوگوں کی جدوجہد کی تصویر ملتی ہے جہاں وہ ایک موجودہ سیاسی مشکل کا تسلی بخش حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی اس کوشش میں وہ خدا کے کلام کو ردّ کر دیتے ہیں۔ ۳۰ اور مابعد کے ابواب اس کا نتیجہ ظاہر کرتے ہیں۔ اب مسئلہ یہوداہ، اسور اور مصر کے درمیان سیاسی توازن کا نہیں رہتا بلکہ ایک طرف یہوداہ، اسور اور مصر کے درمیان روحانی تعلق کا بن جاتا ہے اور دوسری طرف خدا کے کلام کا۔ خدا کا کلام ایک فعال عنصر ہے جو حالات اور تاریخ میں شامل ہوتا ہے اور پھر تاریخ کلام کے مطابق آگے بڑھتی ہے (یسعیاہ ۴۰: ۸؛ ۵۵: ۱۱)۔

انبیاء نے موجودہ حالات کی درستی کی خاطر اکثر مستقبل کی تنبیہ اور حوصلہ افزائی کی باتیں کیں۔ اوّل اوّل ہر نبی پیشینگوئی کرنے والا نظر آتا ہے۔ مثلاً عاموس ۱: ۲۔ پیشینگوئی کرنے کی تین وجوہات ہیں۔ پہلی، اگر لوگوں سے توقع کی جائے کہ وہ اپنی موجودہ اخلاقی ذمہ داری کو پورا کریں تو انہیں مستقبل کے بارے آگاہ ہونا چاہیئے۔ اس سے فوراً ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ عہدِ عتیق کی پیشینگوئیاں محض انسانی تجسس اور پیش گوئی نہیں تھیں۔ توبہ کے لئے (مثلاً یسعیاہ ۳۰: ۶۔۹) اور عملی پاکیزگی کے لئے کہنے (مثلاً یسعیاہ ۲: ۵) کی بنیاد مستقبل کے بارے میں کلام تھا۔ خدا کے آنے والے غضب کے بارے میں رویا کو موجودہ وقت میں خدا کے رحم کے متلاشی ہونے کے لئے بنیاد بنایا گیا اور آئندہ کی برکات کے بارے میں رویا موجودہ دَور میں درست چال چلنے کا تقاضا کرتی تھی۔

دوسری، پیش گوئی اس حقیقت سے اُبھرتی ہے کہ انبیائے تاریخ کے پاک حاکم کے نام میں بولتے تھے۔ ہم نے پہلے ہی بیان کیا ہے کہ انبیاء کی بلاہٹ خدا کی معرفت کے لئے تھی۔ اس معرفت سے یہ آگاہی اُبھری کہ خدا تاریخ کی راہنمائی اپنی پاک فطرت کے لاتبدیل اصولوں کے مطابق کیا کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بطور انبیاء اُن کے پاس تمام بنیادی معلومات تھیں کیونکہ خدا نے موسیٰ اور خروج کے وسیلہ سے اپنے نام کا ہمیشہ کے لئے اعلان کر دیا تھا (خروج ۳: ۱۵) اور انبیاء جانتے تھے (عاموس ۳: ۷)۔

تیسری، پیشینگوئی، انبیاء کے منصب کا اٹوٹ جز معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً دیکھئے استثنا ۱۸: ۹ مابعد۔ جب اسرائیلی ملک کنعان میں داخل ہونے والے تھے تو انہیں نہ صرف بے دین کنعانیوں کی حرامکاریوں اور مکروہات مثلاً بچوں کی قربانیاں گذراننے کے بارے میں تنبیہ کی گئی بلکہ ان کے مذہب پر عمل کرنے والوں مثلاً فالگیروں وغیرہ کے بارے میں بھی۔ یقیناً ان لوگوں کا تعلق قسمت کا حال بتانے والوں سے تھا۔ وہ مختلف طریقوں سے آئندہ کے حالات بتاتے تھے۔ ان کی بجائے خدا اسرائیل کے لئے اپنے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کرے گا۔ یہ نبی جو خداوند کے نام میں کلام کرے گا اس کا اندازہ اس کی پیش گوئیوں کی درستی سے لگایا جائے گا (آیت ۲۲)۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بنی اسرائیل نبیوں سے پیشینگوئی کی اُمید رکھتے تھے اور کہ یہ پیغمبری کے خیال کا حصّہ تھی۔

انبیاء میں خیالات کو جاننے اور پیش گوئی کرنے کی غیر معمولی نعمتیں بھی پائی جاتی تھیں۔ الیشع نبی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ دُور خلوت میں کہی گئی باتیں بھی جان جاتا تھا (۲۔سلاطین ۶: ۱۲) اور اُس نے اس کا ثبوت بھی مہیا کیا (۲۔سلاطین ۶: ۳۱۔۳۳)۔ حزقی ایل کے متعلق یہ بجا طور پر مشہور تھا کہ وہ بابل میں رہتے ہوئے بھی یروشلیم کے متعلق تفصیل سے جانتا تھا (حزقی ایل ابواب ۸۔۱۱)۔ انبیاء بڑی روحانی قوتوں کے مالک تھے۔ وہ شخصی ناموں کا بھی پہلے سے علم رکھتے تھے جیسا کہ ۱۔سلاطین ۱۳: ۲؛ یسعیاہ ۴۴: ۲۸ (مقابلہ کیجئے اعمال ۹: ۱۲) سے ظاہر ہے۔ چونکہ یہاں متن میں غلطی کا امکان نہیں اس لئے سوال یہ ہے کہ آیا ہم عہدِ عتیق کی اس شہادت کے مطابق اُسے پیشینگوئی قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ واقعات کو پہلے ہی سے ایسی تفصیل سے بیان کرنا، پیشینگوئی کی اُس تصویر کے عین مطابق ہے جو بائبل دکھاتی ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ ہم پیشینگوئی اور تکمیل کے درمیانی عرصہ کے متعلق علم رکھتے ہیں اس لئے اس کے متعلق یہ اعتراض کرنا کہ نبی کو اس شخص کا نام جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا سینکڑوں سال پیشتر کیسے معلوم ہو گیا؟ درست نہیں۔ حوالوں میں سینکڑوں سالوں کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ اصل سوال بیان میں بالکل سادہ ہے اور وہ یہ ہے کہ "جو کچھ ہم عہدِ عتیق کے نبیوں کے متعلق جانتے ہیں اس کے پیشِ نظر کیا نبی شخصی ناموں کا پہلے سے علم نہیں رکھ سکتا تھا؟" عہدِ عتیق کی روشنی میں اس کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ "ہاں" میں ہے۔

۲- نبوی الہام اور طریقے

ا- الہام کے طریقے

نبی کو اپنے ہم جنس انسانوں کو دینے کے لئے پیغام کیسے ملتا تھا؟ اگرچہ بیشتر صورتوں میں جو جواب دیا گیا ہے وہ نہایت صاف ہے تو بھی قدرے مُبہم ہے: "خداوند کا کلام نازل ہُوا"۔ لفظی طور پر یوں ہے کہ "خداوند کا کلام ... ہُوا" یعنی "خداوند کا کلام فاعلی طور پر موجود ہُوا"۔ یہ براہِ راست اور شخصی آگاہی تھی۔ نبی کا یہ بنیادی تجربہ تھا۔ اس کا پہلی مرتبہ ذکر خروج ۷: ۱، ۲ (مقابلہ کیجئے ۴: ۱۵، ۱۶) میں آیا ہے۔ خدا ان الفاظ کا جو وہ نبی اور اُس کے وسیلہ سے لوگوں کو دیتا ہے بانی ہے۔ یہ وہی تجربہ ہے جو یرمیاہ کو اُس وقت ہُوا جب خداوند نے اُس کے منہ کو چھُوا (یرمیاہ ۱: ۹)، اور یہ حوالہ ہمیں اتنا ہی بتاتا ہے جتنا کہ ہمیں جاننے کی ضرورت ہے یعنی یہ کہ جب نبی شخصی طور پر خدا کی رفاقت میں ہوتا ہے تو وہ اُسے الفاظ عطا کرتا ہے۔ بعد ازاں یرمیاہ نبی اس تجربہ کو "خداوند کی مجلس میں شامل ہونا" بیان کرتا ہے (یرمیاہ ۲۳: ۲۲) جہاں سے متعلقہ شخص خدا کا کلام لوگوں کو سُنا سکتا ہے۔

انبیاء کے الہام میں خواب اور رویا کا بھی مقام تھا۔ بعض اوقات اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ یرمیاہ ۲۳: ۲۸ کے مطابق خوابوں کے وسیلہ سے خداوند کے کلام کو پانا درست طریقہ نہیں ہے۔ لیکن گنتی ۱۲: ۶، ۷ اور ۱- سموئیل ۲۸: ۶، ۱۵ خواب کے مقام کی تصدیق کرتے ہیں، لہٰذا یرمیاہ ۲۳: ۲۸ کا یہ مطلب ہوگا کہ ان جھُوٹے نبیوں کے پاس محض خواب ہیں یعنی اپنی من گھڑت باتوں کے خواب۔ اس آیت میں یرمیاہ خواب کے منجانب اللہ ہونے کے امکان سے انکار نہیں کرتا۔ وہ تو خود بھی خواب کے وسیلہ سے خدا کے کلام سے لطف اندوز ہُوا (یرمیاہ ۳۱: ۲۶)۔ رویاؤں کے تجربہ کو زکریاہ نبی کی مثال سے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے لیکن خوابوں کی طرح یہ بھی الہام کے طریقے کے بارے میں ہمارے علم میں نہ تو اضافہ کرتے ہیں اور نہ کمی۔ اور یہی کچھ علامت کے ذریعہ (یرمیاہ باب ۱۸؛ عاموس ۷: ۷ مابعد؛ ۸: ۱-۳) خدا کے کلام کو حاصل کرنے کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ الہام ایک معجزہ ہے اور ہم نہیں جانتے کہ خدا انسان کے ذہن میں اپنا کلام کِس طرح ڈالتا ہے۔

اس سے نبوی الہام میں خدا کے رُوح کے سرگرم عمل ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ عہدِ عتیق میں ۱۸ حوالے ہیں جن میں نبوی الہام کو رُوح کی سرگرمی سے منسوب کیا گیا ہے۔ گنتی ۲۴: ۲ - (بلعام کا حوالہ)؛ گنتی ۱۱: ۲۹؛ ۱- سموئیل ۱۰: ۶، ۱۰؛ ۱۹: ۲۰، ۲۳ نبوی وجد کو بیان کرتے ہیں۔ یہ خیال کہ الہام خدا کے رُوح کا رہین منت ہے ۱- سلاطین ۲۲: ۲۴؛ یوایل ۲: ۲۸، ۲۹؛ ہوسیع ۹: ۷؛ نحمیاہ ۹: ۳۰؛ زکریاہ ۷: ۱۲ میں ملتا ہے۔ رُوح سے براہِ راست الہام کا دعوےٰ میکاہ ۳: ۸ میں کیا گیا ہے اور نبوی کلام کا رُوح کی تحریک سے ہونے کا دعوےٰ ۱- تواریخ ۱۲: ۱۸؛ ۲- تواریخ ۱۵: ۱؛ ۲۰: ۱۴؛ ۲۴: ۲۰؛ نحمیاہ ۹: ۲۰ اور حزقی ایل ۱۱: ۵ میں ملتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ شہادت مساوی طور پر عہدِ عتیق کا احاطہ کئے ہوئے نہیں ہے۔ اِس میں خاص طور پر اسیری سے پہلے کے انبیاء کا بہت کم ذکر ہے۔ پھر یرمیاہ نبی متن میں کہیں بھی خدا کے رُوح کا ذکر نہیں کرتا۔

ب- بہم رسانی کے طریقے

انبیاء اپنے ہمعصر لوگوں کے سامنے ایسے آدمیوں کی صورت میں آئے جن کے پاس اُنہیں دینے کے لئے کلام تھا۔ انہوں نے الہام کو پا کر خدا کے کلام کو آگے بتا دیا، اور اس کلام پر اُن کی اپنی شخصیت اور تجربے کی چھاپ تھی۔ مثلاً عاموس اور یرمیاہ چونکہ دو مختلف شخصیتیں تھیں اس لئے ان کا الہام بھی مختلف تھا۔ پس انبیاء کی کُتب میں دوہری آگاہی پائی جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا نے اُنہیں دیئے۔ خدا نے ایک شخص کو لے کر اُسے اپنا مُہنال بنا لیا اور اُس کے منہ سے خدا کے الفاظ نکلنے لگے۔ دوسری طرف یہ الفاظ ایک لحاظ سے ایک آدمی کے الفاظ بھی ہیں جو ایک خاص وقت میں اور خاص حالات میں کہے گئے۔ موجودہ زمانے میں بعض لوگ اِس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ چونکہ انسان خطا کا مُبتلا ہے اور کامل نہیں اس لئے وہ کلام بھی بلا خطا اور کامل نہیں ہوگا۔ لیکن ہمیں انبیاء کی اپنی شخصیت کی بنیاد پر نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس پر کہ انبیاء کی کُتب میں جو کلام درج ہے آیا وہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ پیغام کو بیان کرتے وقت اکثر انبیاء تو اپنی آواز کے سوا کسی دوسری یا مخالف آواز سے ناآشنا نظر آتے ہیں۔ انہیں اپنے کلام کے بارے میں کامل یقین تھا اور ان کی حالت ایسی تھی گویا کہ بے خود ہوں یا ایسے آدمی تھے جو خدا کی مجلس میں کھڑے تھے اور وہاں انہیں ایسا کلام دیا گیا جو انہیں زمین پر دینا تھا۔

بعض اوقات انبیاء نے اپنے الہام کو تمثیل یا تشبیہ کی صورت میں بیان کیا (مثلاً یسعیاہ ۵: ۱-۷؛ ۲- سموئیل ۱۲: ۱-۷؛ خاص طور پر حزقی ایل ابواب ۱۶ اور ۲۳)۔ لیکن ان کا سب سے زیادہ ڈرامائی انداز علامات کے ذریعہ خدا کا کلام بیان کرنا تھا۔ اس کی بہترین مثال یوآس بادشاہ اور قریب المرگ الیشع نبی کی ملاقات میں ملتی ہے (۲- سلاطین ۱۳: ۱۴-۲۰)۔ آیت ۱۷ میں فتح کا تیر ارام کے ملک کے خلاف چلایا جاتا ہے۔ نبی بادشاہ کو علامتی عمل سے روشناس کراتا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ بادشاہ کہاں تک وعدے کے کلام کو قبول

کرتا ہے۔ بادشاہ تین مرتبہ زمین پر مارتا ہے، لہٰذا اس حد تک خدا کا کلام پورا ہوگا اور خالی واپس نہیں آئے گا۔ یہاں ہم بڑی صفائی سے علامت کو کلام کے ساتھ اور ان دونوں کو واقعات کی وقوع پذیری میں ایک ساتھ کھڑا دیکھتے ہیں۔ وہ کلام جو علامت کا جامہ اوڑھے ہوئے ہو نہایت موثر ہے۔ وہ ضرور وقوع میں آئے گا اور جو کچھ علامت نے بیان کیا بعینہٖ واقع ہوگا۔ اسی طرح یسعیاہ نبی بھی برہنہ اور ننگے پاؤں رہتا تھا (یسعیاہ باب ۲۰)۔ یرمیاہ نبی نے بھی مٹی کی صراحی کو کمہاروں کے پھاٹک پر توڑا (یرمیاہ باب ۱۹)۔ اخیاہ نبی نے اپنی نئی چادر کے بارہ ٹکڑے پھاڑے اور یُربعام کو دس ٹکڑے دیئے (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۹ مابعد)۔ حزقی ایل نبی نے ایک محصور شہر کی تصویر بنائی (حزقی ایل ۴: ۱-۳)، اپنے گھر کی دیوار میں سوراخ بنایا (۱۲: ۱ مابعد) اور اپنی بیوی کے لئے ماتم نہ کیا (۲۴: ۱۵ مابعد)۔ ہمیں اسرائیل کے انبیاء کے علامتی بیان اور کنعانی بے دینوں کی جادوگری میں امتیاز کرنا چاہیئے۔ موخر الذکر انسانی تحریک ہے یعنی انسان بعض کاموں کو کرنے کے وسیلہ سے بعل یا جو دیوتا بھی پیشِ نظر ہو اُسے مجبور کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس کی خواہش کے مطابق کام کرے۔ لیکن الہامی علامتی بیان خدا کی تحریک ہے۔ خدا کا کلام یعنی وہ سرگرمی جس کی بنا پر وہ پہلے ہی فیصلہ کر لیتا ہے اُس کا انبیاء کے ذریعہ زمین پر اعلان کیا جاتا ہے۔ جس طرح بائبل کے دیگر واقعات میں اُسی طرح اس میں بھی پہلا قدم خدا ہی اُٹھاتا تھا۔

ج۔ انبیاء کی کُتب

اگرچہ یہاں پر ہمیں فہرستِ مسلّمہ کی تشکیل کے بارے میں سوچ بچار کرنے کی ضرورت نہیں، تاہم، ہم انبیاء کی تحریرات کی تالیف کی طرف سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے۔ یاد رہے کہ انبیاء کے جملہ فرمودات ان کی کُتب میں درج نہیں بلکہ صرف منتخب فرمودات و اقوال۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کو کس نے منتخب کر کے ترتیب دیا؟ مثلاً ہوسیع کی کتاب میں سامریہ کی شکست کے بعد جب نبی کا پیغام جنوب کی طرف لے جایا گیا تو یہوداہ کے حوالے کسی مدبر کی محنت و کاوش کا نتیجہ نظر آتے ہیں۔ وہ مدبر کون تھا؟ یا پھر ملاکی کی کتاب میں پیغام کو پہنچانے کے لئے جو مکالمہ دیا گیا ہے اُسے کس نے ترتیب دیا؟ یا زیادہ وسیع پیمانہ پر یسعیاہ کی کتاب ظاہراً ایک ایسی کتاب ہے جس کی ادارت خوب اچھی طرح کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر اُن چھ "افسوسوں" کو دیکھئے جو ابواب ۲۸-۳۷ میں درج ہیں۔ یہ دو گروپوں میں تین تین کی شکل میں دیئے گئے ہیں اور پہلے گروپ کے افسوس بعین ویسے ہی ہیں جیسے دوسرے گروپ کے اور ابواب ۳۸، ۳۹ کو ان کی تاریخی ترتیب سے نکالا گیا ہے تاکہ وہ ابواب ۴۰-۵۵ کا تاریخی دیباچہ بن جائیں۔ لیکن اتنا محتاط ایڈیٹر جس نے انہیں اس طرح ترتیب دیا کون تھا؟

اگر ہم اِن کُتب کا احتیاط سے مطالعہ کریں تو ہمیں ان کی تالیف کے متعلق تین اشارے ملتے ہیں۔ پہلا، انبیاء نے اپنے پیغام کا کچھ حصّہ ضرور ہی خود تحریر کیا (مثلاً یسعیاہ ۳۰: ۸؛ یرمیاہ ۲۹: ۱ مابعد، مقابلہ کیجئے ۲۔تواریخ ۲۱: ۱۲؛ یرمیاہ ۲۹: ۲۵؛ مقابلہ کیجئے ہوسیع ۳: ۱-۵ میں صیغۂ متکلم کا استعمال)۔

دوسرا۔ انبیاء، مثلاً یرمیاہ نے اپنے طویل کلام کو جو اُسے خدا کی طرف سے ملا تھا منشی کی مدد سے لکھا (یرمیاہ باب ۳۶)۔ انہوں نے حکم وصول کرتے اور دیتے وقت یہ بالکل محسوس نہیں کیا کہ یہ بے محل اور بے موقع ہیں۔ تیسرا، بعض اوقات انبیاء کو کسی جماعت کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ غالباً یہ وہ لوگ تھے جو معلّم نبی سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور انہوں نے اُس کی تعلیم کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اِس قسم کی جماعت کو یسعیاہ ۸: ۱۶ میں "میرے شاگرد" کہا گیا ہے۔

ان چند شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اپنے کلام کو احاطۂ تحریر میں لانے کے پسِ پشت خود ہوتا تھا، خواہ یہ اُس نے خود لکھا یا لکھوایا یا اس کی تعلیم دی۔ ممکن ہے کہ یسعیاہ نے اپنے پیغام کو موجودہ شکل میں بطور ہدایت نامہ اپنے شاگردوں کو دیا ہو۔

شاگردوں کی اِس جماعت کو "انبیاء زادے" یا "نبیوں کے بیٹے" کہا جاتا تھا۔ یہ لقب ایلیاہ اور الیشع نبی کے زمانے میں استعمال ہوتا تھا اور عاموس ۷: ۱۴ سے ظاہر ہے کہ یہ اس کے بعد بھی مستعمل رہا۔ ۲۔سلاطین ۲: ۳، ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ "مستند" نبی کی سرپرستی میں لوگوں کی ایسی جماعتیں جگہ بہ جگہ قائم تھیں۔ ایلیاہ نبی الیشع کو جدائی کے صدمہ اور تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے دستور کے مطابق سفر کرتا ہوا انبیاء زادوں کے پاس گیا۔ اس کے بعد وہ الیشع کے ماتحت آ گئے (۲۔سلاطین ۴: ۳۸، ۶: ۱ مابعد) اور وہ اُن سے خدمت لیتا تھا (۲۔سلاطین ۹: ۱)۔ صاف ظاہر ہے کہ ان جماعتوں کے اراکین کے پاس نبوّت کی نعمت تھی (۲۔سلاطین ۲: ۳، ۵) لیکن ہم اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ ان جماعتوں میں الٰہی بلاہٹ یا اپنے طور پر یا نبی کی تعلیمات سے متاثر ہو کر شامل ہوئے تھے۔

عاموس ۷: ۱۴ میں عاموس "انبیاء زادوں" کی جماعتوں کا تمسخر نہیں اڑا رہا بلکہ وہ اپنے آپ کو اُن سے الگ ظاہر کرتا ہے۔ عاموس اپنے لئے نبی کے منصب کا انکار نہیں کر سکتا تھا، بالخصوص جبکہ وہ جانتا تھا کہ خداوند نے اسے نبوّت کرنے کا (۷: ۱۵) حکم دیا ہے۔ پس ہمیں ان الفاظ کو کہ "میں نہ نبی ہوں، نہ نبی کا بیٹا بلکہ چرواہا . . . . تو خداوند

نے مجھے لیا" یا تو فنِ خطابت کا ایک قرینہ سمجھنا چاہیئے یا پھر یوں کہ "میں نبی نہیں تھا ..... میں چرواہا تھا .... اور خداوند نے مجھے لیا"۔ عاموس انبیاء زادوں پر یہ الزام نہیں لگا رہا کہ وہ پیشہ ور زمانہ ساز ہیں بلکہ وہ اِس الزام کے خلاف کہ وہ مُسلّمہ نبی نہیں اپنے روحانی بلاہٹ کے اختیار کو بیان کر رہا ہے۔

بہرحال قرینِ قیاس یہی ہے کہ عظیم انبیاء کے شاگردوں نے ان کی تعلیمات اور پیغامات کو محفوظ رکھ کر ہم تک پہنچایا۔

۳۔ سچے اور جھوٹے انبیاء

جب اِملہ کے بیٹے میکایاہ اور کنعانہ کے بیٹے صدقیاہ کی شاہِ اسرائیل اخی اب کے دربار میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تو ایک نے شکست کی پیشینگوئی کی اور دوسرے نے فتح کی اور دونوں ہی نے دعوےٰ کیا کہ یہ خداوند کی طرف سے ہے (۱۔سلاطین باب ۲۲)۔ اِن دونوں میں جھوٹے اور سچے کا امتیاز کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جب یرمیاہ کا حننیاہ سے آمنا سامنا ہوا تو یرمیاہ کی گردن جوئے میں جُھکی ہوئی تھی جس سے غلامی ظاہر ہوتی تھی لیکن حننیاہ نے اُس جوئے کو توڑ دیا۔ اس کا اسے توڑنا آزادی کا نشان تھا (یرمیاہ باب ۲۸)۔ ان دونوں میں امتیاز کیسے کیا جا سکتا ہے؟ یا جب "بیت ایل کا بڈھا نبی" ایک مردِ خدا کو جو یہوداہ سے آیا تھا جھوٹ بول کر اپنے گھر لے آیا اور پھر اُسے خدا کا سچا پیغام دیا (۱۔سلاطین ۱۳: ۱۸-۲۲)۔ کیا یہ بتانا ممکن ہے کہ اُس نے کب سچ بولا اور کب جھوٹ؟ انبیاء میں امتیاز کرنا علمی کام نہیں ہے بلکہ خالصتاً عملی اور انتہائی روحانی اہمیت کا حامل۔

اب ہم جھوٹے اور سچے نبی میں امتیاز کرنے کے لئے عام قسم کی چند خارجی خصوصیات بیان کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وجد جھوٹے نبی کا نشان ہے۔ لیکن ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ سموئیل کے زمانہ میں جماعتی وجد نبی کا عام نشان تھا (۱۔سموئیل ابواب ۹، ۱۰ وغیرہ)۔ یہ وجد خود بخود ہوتا تھا یا پھر اسے موسیقی (۱۔سموئیل ۱۰: ۵؛ ۲۔سلاطین ۳: ۱۵) اور مذہبی رقص کے ذریعہ پیدا کیا جا سکتا تھا (۱۔سلاطین ۱۸: ۲۸)۔ وجد میں آنے والا شخص اپنے ہوش و حواس میں نہ رہتا اور اُسے قطعی درد کا احساس نہیں ہوتا تھا (۱۔سموئیل ۱۹: ۲۴؛ ۱۔سلاطین ۱۸: ۲۸)۔ ہمارے لئے اِس قسم کے ماحول کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنا بڑا آسان ہے کیونکہ یہ ہمارے تجربہ سے مختلف ہے۔ یہ بعل ازم اور عام طور پر کنعان کی خاصیت تھی۔ لیکن ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ عام لوگ اور خصوصاً مذہب کے چوٹی کے راہنما وجد کو بُری نظر سے دیکھتے تھے۔ سموئیل نبی نے پہلے ہی صفائی سے بتا دیا تھا کہ ساؤل بے خود انبیاء کے گروہ میں شامل ہو گا اور اس سے ظاہر ہو گا کہ وہ نیا انسان بن گیا ہے (۱۔سموئیل ۱۰: ۶)۔ یاہو کے ساتھی سرداروں نے بھی الیشع نبی کے ایلچی کو "دیوانہ" کہا (۲۔سلاطین ۹: ۱۱)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت تک بھی انبیاء کی ایک جماعت کی خصوصیت "وجد" تھی۔ مزید براں یسعیاہ نبی کا ہیکل کا تجربہ یقیناً وجد تھا اور حزقی ایل بھی بلاشبہ وجد میں آنے والا تھا۔

جھوٹے نبیوں کا ایک اور نشان یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ پیشہ ور ہوتے تھے۔ بعض بادشاہ یا دوسرے لوگ اُنہیں ملازم رکھتے تھے اس لئے وہ اپنے فائدے کے لئے وہی کچھ کہتے تھے جو بادشاہ چاہتا تھا۔ لیکن ہم اِسے بھی بنیادی نشان قبول نہیں کر سکتے۔ سموئیل یقیناً ایک پیشہ ور نبی تھا لیکن وہ جھوٹا نبی نہیں تھا۔ غالباً ناتن نبی بھی داؤد کا درباری افسر تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ "پیشہ ور" ہونا "چاپلوس" ہونے کے مترادف تھا۔ ممکن ہے کہ عاموس بھی پیشہ ور نبی ہو لیکن اِمصیاہ نے اس پر زور دیا کہ اُس جیسے نبی کے لئے یہوداہ میں رہنا اچھا ہو گا (عاموس ۷: ۱۰ مابعد)۔ وجدی انبیاء کی طرح درباری نبیوں کی بھی جماعتیں تھیں (۱۔سلاطین باب ۲۲) اور بلاشبہ اُن کا پیشہ ور مرتبہ خرابی کا سبب بنتا تھا لیکن اس کی کوئی ٹھوس شہادت نہیں ملتی۔ یرمیاہ نے فشحور پر اس قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا (یرمیاہ باب ۲۰) حالانکہ اپنے دشمن کی غلطی کو فاش کرنے کے لئے اِس قسم کا بنا بنایا ثبوت اس کے لئے بہت فائدہ مند ہوتا۔

پرانے عہدنامہ میں جھوٹی نبوت کے بارے میں تین قابلِ ذکر مباحث ملتی ہیں۔ پہلی استثنا ابواب ۱۳ اور ۱۸ میں ہے۔ باب ۱۸ میں ایک منفی پہلو کا ذکر ہے: "جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں" (آیت ۲۲)۔ ان الفاظ پر بڑی سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک سیدھا سادا بیان نہیں ہے کہ پورا ہونا صحیح اور درست ہونے کا نشان ہے، کیونکہ جیسا کہ باب ۱۳ سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی آدمی نشان بھی دے اور اُس کا قول پورا بھی ہو تو بھی وہ جھوٹا نبی ہو سکتا ہے۔ بے شک کسی بات کے درست اور خدا کی طرف سے ہونے کے لئے توقع تھی کہ پوری ہو جائے: موسیٰ خدا سے شکایت کرتا ہے کہ جو کچھ اُس کے نام میں کہا گیا اُس کا متوقع اثر نہیں ہوا (خروج ۵: ۲۳)۔ یرمیاہ نے حنم ایل کے آنے سے یقین کیا کہ جو کچھ اُس نے کہا وہ خداوند کی طرف سے ہے (یرمیاہ ۳۲: ۸)۔ لیکن استثنا باب ۱۸ میں صرف منفی پہلو ہی کو لیا گیا ہے کیونکہ صرف وہی محفوظ اور صحیح ہے۔ جو کچھ خداوند فرماتا ہے وہ ضرور پورا ہوتا ہے لیکن بعض اوقات خدا کے بندوں

کی آزمائش کے لئے جھوٹے کی بات بھی پوری ہو جاتی ہے۔

اب ہم استثنا باب ۱۳ اور جھوٹے نبی کی پہچان کے مسئلہ کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہاں آزمائش کا تعلق خدا سے ہے جس کا اظہار خروج کے موقع پر ہوا۔

جھوٹے نبی کی پہچان کا لب لباب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو دوسرے معبودوں کی پیروی کرنے کے لئے کہتا ہے: "آ ہم اور معبودوں کی جن سے تو واقف نہیں پیروی کر کے ان کی پوجا کریں" (استثنا ۱۳: ۲)، یوں "اُس نے تجھ کو خداوند تیرے خدا سے جو تجھ کو ملک مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا" (آیات ۵ اور ۱۰)۔ موسیٰ، انبیاء کے لئے ایک معیار تھا۔ نیز اُس نے الٰہیات کا ایک ایسا معیار قائم کیا جس پر بعد کی تعلیمات کو پرکھا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی نبی دعوے کر سکتا ہے کہ وہ یہوواہ کے نام میں کلام کرتا ہے، لیکن اگر وہ موسیٰ کے اختیار اور خروج سے منسوب تعلیم کو قبول نہیں کرتا تو وہ جھوٹا نبی ہے۔

یرمیاہ نبی کا بھی بنیادی طور پر یہی جواب تھا۔ یرمیاہ ۲۳: ۹ مابعد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کے پاس انبیاء کو پرکھنے کی کوئی خارجی کسوٹی نہیں تھی۔ وہ کسی پر بے خودی یا پیشہ ور نبی ہونے کا الزام نہیں لگاتا۔ اور نہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جھوٹا نبی اپنا پیغام خواب کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ اسکے برعکس وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جھوٹا نبی بدکاری کی زندگی بسر کرتا ہے (آیات ۱۰-۱۴) اور دوسروں میں بھی بدی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا (آیت ۱۷) جبکہ سچا نبی گناہ کی لہر کو روکنے کی سعی کرتا اور لوگوں کو پاک زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے (آیت ۲۲)۔

پھر جھوٹا نبی اخلاقی اور روحانی حالت کو پیش نظر رکھے بغیر بھی جو کہ صلح سلامتی کی بنیاد ہیں، سلامتی کا پیغام دیتا ہے (آیت ۱۷) جبکہ سچا نبی گناہ کی عدالت کا اعلان کرتا ہے (آیت ۲۹)۔

اس مقام پر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یرمیاہ کے اس بیان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ سچے نبی کے پاس سلامتی کا پیغام نہیں ہوتا۔ ایک وقت ایسا آتا ہے جبکہ خدا کا پیغام سلامتی کا پیغام ہوتا ہے لیکن وہ ہمیشہ ہی "خروج" کے معنوں میں ہوتا ہے یعنی سلامتی صرف اُس وقت آ سکتی ہے جبکہ گناہ کے متعلق پاکیزگی کا تقاضا پورا کیا گیا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس پر یہاں یرمیاہ نبی زور دے رہا ہے۔ سچے نبی کی آواز ہمیشہ ہی خدا کی شریعت کی آواز ہوتی ہے جس کا اعلان ہمیشہ کے لئے موسیٰ کے وسیلہ سے کر دیا گیا ہے۔ بریں بنا یرمیاہ بڑی دلیری سے کہتا ہے کہ جھوٹے نبیوں کے پاس سرقہ پیغام، جعلی اختیار اور خود ساختہ خدمت ہوتی ہے (آیات ۳۰-۳۲) جبکہ سچا نبی "یہوواہ کی مجلس" میں کھڑا ہوتا، اس کی آواز کو سنتا اور وہ اُسے بھیجتا ہے (آیات ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۸، ۳۲)۔ یرمیاہ جانتا تھا کہ وہ سچا نبی ہے کیونکہ اُس کا تجربہ خدا کی حضوری میں کھڑا ہونے کا موسوی تجربہ تھا (مقابلہ کیجئے گنتی ۱۲: ۶-۸؛ استثنا ۳۴: ۱۰)۔

حزقی ایل نبی کا جواب بھی بنیادی طور پر وہی تھا جو یرمیاہ نبی کا تھا اور یہ حزقی ایل ۱۲: ۲۱-۱۴: ۱۱ میں ملتا ہے۔ حزقی ایل ہمیں بتلاتا ہے کہ ایسے نبی بھی ہیں جو اپنی سمجھ کے مطابق چلتے ہیں اور ان کے پاس یہوواہ کا کلام نہیں ہوتا (۱۳: ۲، ۳)۔ یوں وہ لوگوں کو جھوٹے پر ایمان لانے کو کہتے ہیں اور آزمائش کے دن ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں ہوتی (حزقی ایل ۱۳: ۴-۷)۔ ان انبیاء کے جھوٹے ہونے کا نشان ان کا پیغام ہوتا ہے۔ یہ پیغام بے بنیاد امید پرستی اور سلامتی کا ہوتا ہے (۱۳: ۱۰-۱۶)۔ یہ اخلاقیات سے خالی ہوتا ہے جس سے راستباز رنجیدہ ہوتے اور بدکاروں کو شہہ ملتی ہے (آیت ۲۲)۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک سچا نبی وہ ہے جو بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کے سوالوں کے مطابق جواب نہیں دیتا بلکہ ان کے گنہگار دل کے مطابق (حزقی ایل ۱۴: ۴-۵)، کیونکہ یہوواہ کا کلام ہمیشہ ہی گناہ کے خلاف کلام ہوتا ہے (۱۴: ۷، ۸)۔ حقیقی نبی وہی ہے جو موسوی نبی ہوتا ہے۔ اُس کا خدا کے ساتھ تجربہ ڈھیلے ڈھالے معنوں میں نہیں ہوتا بلکہ اُسے خروج کا خدا مقرر کرتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پھر بنی اسرائیل کو عہد کے اخلاقی تقاضوں سے آگاہ کرے۔

۴۔ اسرائیل کے مذہب میں انبیاء

۱۔ اسرائیل کے دینی نظام میں نبوت

دینی نظام میں نبوت کا ذکر ۲۔ تواریخ ۲۰: ۱۴ میں ملتا ہے۔ ایک قومی بحران کے دوران یہوسفط بادشاہ نے خداوند کے گھر کے صحن میں عوام کی دعا میں راہنمائی کی۔ دعا کے فوراً بعد ایک لاوی خدا کے روح سے تحریک پا کر خدا کی طرف سے فتح کا وعدہ کرتا ہے۔ پس یہ دینی نظام کا ایک ایسا خادم (لاوی) ہے جسے نبوت کی قوت دی گئی۔ اسی قسم کے واقعہ کا مزید نشان ہمیں زبوروں میں بھی ملتا ہے (مثلاً زبور ۶۰، ۷۵، ۸۲ وغیرہ)۔ ان تمام زبوروں میں ایک ایسا حصہ بھی ہے جس میں صیغۂ واحد متکلم کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے جس میں ایک کاہن یا لاوی خدا کے لوگوں تک اُس کا جواب پہنچاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسیری کے بعد کے زمانہ میں گیت گانے والے لاویوں کی جماعتیں ہی دینی نظام کے انبیاء کی وہ بقیہ جماعت تھی جو اسیری کے زمانہ سے پیشتر مختلف عبادت خانوں سے منسلک تھی۔ یہ لوگ عبادت خانوں میں کاہنوں کے جو کہ قربانیوں کی رسوم کے ذمہ دار تھے مددگار تھے اور

بطور نبی قوم کو علانیہ طور پر یا لوگوں کی شخصی راہنمائی کے لئے خدا کا کلام بتایا کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں جو شہادت پیش کی جاتی ہے اُس کا زیادہ تر انحصار درج ذیل معلومات سے اخذ شدہ نتیجہ پر ہے: سب سے پہلے ہماری نبیوں کی جماعت سے ملاقات جبعہ کے مقام پر ہوتی ہے جب وہ اونچے مقام سے اتر رہے تھے (۱-سموئیل ۱۰: ۵)؛ سموئیل نبی سیلا میں خداوند کے گھر میں خدمت گذار تھا (۱-سموئیل ۳: ۱۹) اور اُس نے رامہ میں نبیوں کی جماعت کے کھانے کی صدارت کی (۱-سموئیل ۹: ۱۲ مابعد)؛ جاد غیب بین نے داؤد کو ارونا کے کھلیہان میں مذبح بنانے کو کہا (۲-سموئیل ۲۴: ۱۱، ۱۸) اور ہیکل میں گانے والوں کی جماعت کے بارے میں اپنا ارادہ ظاہر کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۲۵)؛ داؤد بادشاہ نے ہیکل تعمیر کرنے کے بارے میں ناتن نبی سے مشورہ کیا (۲-سموئیل ۷: ۱ مابعد)؛ ایلیاہ نے ایک قدیم زیارت گاہ پر بعل کے نبیوں کی جماعت کو چیلنج دیا (۱-سلاطین ۱۸: ۳۰ مابعد)؛ مذہبی تہواروں پر نبیوں کے پاس جانے کا دستور تھا (۲-سلاطین ۴: ۲۳)؛ ایسے متعدد حوالے ملتے ہیں جن میں نبیوں اور کاہنوں کو ایک ساتھ دکھایا جا سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں میل ملاپ اور شراکت پائی جاتی تھی (۲-سلاطین ۲۳: ۲؛ یسعیاہ ۲۸: ۷؛ یرمیاہ ۲: ۲۶؛ ۸: ۱۰؛ ۱۳: ۱۳ وغیرہ) اور ہیکل میں انبیاء کی کوٹھریاں تھیں (یرمیاہ ۳۵: ۴)۔ تو بھی یہ تمام شہادتیں کچھ کمزور ہی ہیں۔ ان کی بنا پر کوئی اٹل رائے قائم کرنا مشکل ہی ہے۔

ب۔ انبیاء اور اسرائیل کا دینی نظام

اگر دینی منصبداروں یعنی کاہنوں اور لاویوں کے نبوت کے ساتھ تعلق کو ثابت بھی کر دیا جائے تو بھی ان نبیوں کا اسرائیل کے دینی نظام کے ساتھ تعلق متنازع رہے گا جن کی کتابیں بائبل میں موجود ہیں۔ ان انبیاء کا دینی نظام کے بارے میں کیا نظریہ تھا؟ اس سوال کا تعلق چھ حوالوں کی تفسیر و تشریح سے ہے۔ بعض لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان حوالوں میں دینی نظام کی تمام عبادتوں کی مذمت کی گئی ہے اور کہ یہ کبھی بھی خدا کی مرضی سے نہیں تھیں۔ مذکورہ حوالجات حسب ذیل ہیں: عاموس ۵: ۲۱-۲۵؛ ہوسیع ۶: ۶؛ یسعیاہ ۱: ۱۱-۱۵؛ ۴۳: ۲۲-۲۴؛ میکاہ ۶: ۶-۸؛ یرمیاہ ۷: ۲۱-۲۳۔

ان حوالجات کو دیکھ کر ہم فوراً ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو بہت کم ہیں۔ اگر انبیاء ہیکل وغیرہ کے دینی نظام کے اس قدر خلاف تھے جیسے کہ بعض مفسرین کہتے ہیں تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ انہوں نے اس قدر کم مخالفت کی، اور وہ بھی اس طریقے سے کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ آیا وہ حقیقتاً دینی نظام کی مذمت کرنا بھی چاہتے تھے کہ نہیں۔

مزید براں، اپنی تحریرات کے دیگر حصوں میں بعض انبیاء رسومات اور قربانیوں کے بارے میں اس قدر سخت رویّہ اختیار نہیں کرتے۔ مثلاً ہوسیع ۸: ۱۳ میں "میرے ہدیوں کی قربانیوں" کا ذکر ہے۔ اگر خدا انہیں "میرے ہدیوں کی قربانیاں" کہتا ہے تو ہوسیع کس طرح اسی خدا کے نام میں ان کی مذمت کر سکتا ہے؟ اور یسعیاہ نبی کو اپنے افتتاحیہ رویا میں یقیناً خدا کی حضوری کا تجربہ دینی نظام کے ماحول میں ہوا اور اسے دلی اطمینان ملا۔ کیا ہم اس حقیقت کے پیش نظر کبھی تصور کر سکتے ہیں کہ یسعیاہ کے نزدیک وہ دینی نظام جو ہیکل اور کاہنوں اور لاویوں سے تعلق رکھتا تھا کوئی وقعت نہیں رکھتا؟ یا پھر یرمیاہ باب ۷ جس میں سے زیر بحث نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے مواد لیا گیا ہے، لوگوں کی دینی نظام کی عبادتوں میں شامل ہونے کی اس لئے مذمت نہیں کرتا (آیات ۹، ۱۰) کہ یہوواہ نے منع کیا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اس میں بداخلاقی اور گناہ ملاتے تھے۔ آیت ۱۱ میں ہیکل "یہ گھر جو میرے نام سے کہلاتا ہے" ہے اور آیت ۱۲ میں سیلا "میرا مکان" ہے جسے برباد کر دیا گیا۔ لیکن اُسے اس لئے برباد نہیں کیا گیا کہ خدا نے دینی نظام کو رد کر دیا تھا بلکہ پرستاروں کی سیاہ کاری کے باعث۔ ان آیات کے تفصیلی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء کا غم و غصہ بذاتہ دینی نظام کے خلاف نہیں تھا بلکہ اسکے منصبداروں کے ان طور طریقوں کے خلاف جو انہوں نے اپنائے ہوئے تھے۔

عاموس ۵: ۲۱-۲۵ کی آخری آیت کی تشریح قدرے مشکل ہے: "اے بنی اسرائیل کیا تم چالیس برس تک بیابان میں میرے حضور ذبیحے اور نذر کی قربانیاں گذرانتے رہے؟" اس نظریہ کی تائید کرنے کے لئے کہ عاموس قربانیوں کا سخت مخالف تھا ہمیں توقع ہوگی کہ اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ آیات ۲۱-۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا دینی نظام کے موجودہ طور طریقوں کو رد کرتا ہے۔ آیت ۲۴ اس کی وجہ بتاتی ہے کہ ان میں اخلاقی اور پاک زندگی کی کمی تھی۔ آیت ۲۵ کا زور اس حقیقت پر ہے کہ یہ باتیں خدا کی مرضی کے مطابق مذہب کا اٹوٹ انگ ہیں۔ اگر ہم آیت ۲۵ کا ترجمہ نبی کے زور دینے کے مطابق کریں تو یوں ہوگا: "کیا یہی وہ قربانیاں اور ہدیے ہیں جو تم نے چالیس برس تک بیابان میں میرے حضور گذرانے تھے؟" اگر وہ اپنے مذہب کی جڑ کو تلاش کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قربانیوں کے بارے میں الٰہی تقاضے، خدا کی شریعت کے مطابق فرمانبرداری کی زندگی بسر کرنے میں پوشیدہ ہیں۔ اب چونکہ وہ اس معیار کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے (آیات ۲۶، ۲۷ مابعد) اس لئے وہ بطور سزا اسیری میں چلے جائیں گے۔ محض دینی رسومات کی پیروی کرنا بائبل کے خدا کی پرستش نہیں ہے۔

امثال ۸: ۱۰ کے مطابق "چاندی کو نہیں بلکہ میری تربیت کو

قبول کرد اور کندن سے بڑھ کر علم کو"۔ اِس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ ہم ایک کے مقابلہ میں دوسری سے دستبردار ہو جائیں بلکہ یہاں ترجیحات کو بیان کیا گیا ہے ۔ اس آیت کی اہمیت یہ ہے کہ عبرانی میں اس کی بناوٹ وُہی ہے جو ہوسیع ۶ : ۶ کی ہے ۔ چونکہ ہوسیع اپنی بقیہ نبوّت میں دینی نظام کو ردّ کرنے کا رویّہ قائم نہیں رکھتا، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہاں ترجیحات کو بیان کر رہا ہے جس طرح کہ سموئیل نے بیان کیا ہے : " دیکھ فرمانبرداری قربانی سے اور بات ماننا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے" (۱۔سموئیل ۱۵ : ۲۲) ۔

یسعیاہ باب ایک کے بارے میں مشکل یہ ہے کہ اگر اُسے براہِ راست مذمّت سمجھا جائے تو وہ بہت کچھ ثابت کرتا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیات ۱۱ اور ۱۲ میں قربانیوں پر بڑا سخت حملہ ہے ۔ لیکن اسی طرح کی زبان آیت ۱۳ میں سبت کے بارے میں اور آیت ۱۵ میں دعا کے بارے میں بھی استعمال ہوئی ہے ۔ تو بھی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نبی سبت اور دعا کو ردّ کر رہا ہے ۔ یقیناً آیت کا آخری حِصّہ آیات ۱۱-۱۴ پر بھی لاگو ہے ۔

نبی محض اس بات پر زور دے رہا ہے کہ گناہ آلودہ زندگی کے ہوتے ہوئے کوئی بھی مذہبی سرگرمی کِسی کام کی نہیں ۔ یہ تشریح آیت ۱۶ میں مستعمل پہلے فعل سے بھی درست ثابت ہوتی ہے جیسے لاویوں کے قانونِ طہارت میں بھی بار بار استعمال کیا گیا ہے ۔ اگر نبی اس قِسم کی باتوں کو خدا کی مرضی کے خلاف سمجھتا تو وہ اس فعل کو استعمال نہ کرتا ۔ دوسرے فعل کا تعلق اخلاقی پاکیزگی سے ہے ۔ یوں نبی کا پیغام بائبل کا پیغام ہے یعنی کہ اخلاقی شریعت کو پسِ پشت ڈال کر محض رسمی شریعت سے خدا کو خوش نہیں کیا جا سکتا ۔

اب ہم میکاہ ۶ : ۶ - ۸ پر غور کرتے ہیں ۔ اِسی سے ملتی جُلتی حالت مسیح خداوند کے اُن الفاظ میں پائی جاتی ہے جو انہوں نے ایک نوجوان سردار سے کہے (مرقس ۱۰ : ۱۷ مابعد) ۔ اخلاقی شریعت کے معنوں میں جواب دینے کے وسیلہ سے کیا خداوند مسیح رسمی شریعت کی کفارہ بخش قربانی کے الٰہی اختیار سے انکار کر رہے تھے؟ چونکہ اپنی موت کے وسیلہ سے مسیح عہدِ عتیق کی قربانیوں کی تصدیق کرتے ہیں (مرقس ۱۴ : ۲۴) اور چونکہ وہ موسوی شریعت کا متواتر احترام کرتے تھے (مثلاً متی ۸ : ۴) اس لئے ان الفاظ کی یہ تفسیر کرنا مشکل ہے ۔ یا پھر ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ جب احبار ۱۸ : ۵ میں اخلاقی شریعت کو بطورِ زندگی کی راہ پیش کیا گیا ہے تو کیا اس کا مقصد رسمی شریعت کو رد کر دینا ہے ؟ بعینہٖ میکاہ کی مذکورہ بالا آیات سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیئے کہ اُس نے قربانیاں اور دیگر رسوم رد کر دی ہیں ۔

ہم، پس منظر کے چند حقائق پر جن کا تعلق یرمیاہ ۷ : ۲۱-۲۲ کے مطالعہ سے ہے پہلے ہی غور کر چکے ہیں ۔ اگر قریبی سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ قربانی کو ردّ نہیں کرتا تو کیا ہم ۷ : ۲۲ سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ اسے ردّ کرتا ہے ؟ مشکل یہ ہے کہ اِس آیت کے الفاظ بظاہر یہی تقاضا کرتے نظر آتے ہیں ۔ لیکن اگر عبرانی متن کا باریکی سے مطالعہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشکل زیادہ تر انگریزی اور اردو ترجموں کی وجہ سے پیدا ہوئی ۔ جس عبرانی لفظ (اِل - دِوِرے) کا ترجمہ "کی بابت" کیا گیا ہے، اُس کا اکثر مطلب "کے سبب" یا "کی خاطر" ہے (دیکھئے پیدائش ۲۰ : ۱۱ ؛ ۴۳ : ۱۸؛ زبور ۷ کا عنوان یرمیاہ ۱۴ : ۱ وغیرہ) ۔ اگر ۷ : ۲۲ میں "کی بابت" کی جگہ "کے سبب" صحیح ہے تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہوواہ نے اسرائیل کو نہ تو قربانیوں "کے سبب" مخاطب کیا یعنی قربانیاں ایسا ذریعہ نہیں جس سے خدا پر دباؤ ڈالا جا سکے، اور نہ ہی اُس نے قربانیوں "کی خاطر" انہیں مخاطب کیا کیونکہ زندہ خدا اس بات کی حاجت نہیں رکھتا کہ انسان اُسے کچھ مہیّا کرے ۔ قوم نے صرف طریقِ عبادت پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کے باعث الٰہی ترجیح کو نظر انداز کر دیا ۔ دینی نظام بذاتِ خود کوئی وقعت نہیں رکھتا بلکہ وہ اِن لوگوں کی روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہے جو خدا کی اخلاقی شریعت کی فرمانبرداری کرتے ہیں ۔

اب ہم یسعیاہ ۴۳ : ۲۲ مابعد کی طرف جو تمام آیات سے زیادہ مشکل ہے رجوع کرتے ہیں ۔ آیت ۲۲ کے زور کے مطابق ترجمہ یوں ہونا چاہیئے "مجھے تو نے نہ پکارا . . . " ۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ تمام آیات اسی لہجے میں ہیں تو اس کا مطلب یا تو یہ ہوگا کہ خدا بڑا برہم ہو کر انکار کر رہا ہے کہ اُس نے قربانیاں چڑھانے کا حکم دیا ہے ۔ اگر یہ بات ہوتی تو اس کا مطلب کچھ اس طرح ہوتا "تم اپنی مذہبی رسومات یعنی قربانیوں وغیرہ کو کس کے سامنے پیش کرتے ہو؟ میرے سامنے تو نہیں کیونکہ میں نے تم کو اُن کا کبھی حکم نہیں دیا"۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ خدا ان پر الزام لگا رہا ہے کہ وہ دینی رسوم کا غلط استعمال کر رہے ہیں ۔ اگر یہ بات ہے تو آیت کا مطلب، کچھ اس طرح ہوگا : "تم نے اپنی پرستش کی مشقّت میں مجھے نہیں پکارا کیونکہ یہ میرا کبھی ارادہ نہیں تھا کہ تم اپنی عبادت میں رسومات کے غلام بن جاؤ" ۔ یہ دونوں تفسیریں ممکن ہیں ۔ لہٰذا اِن میں فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں مزید شہادتوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ کلامِ پاک کا عام رجحان موخر الذکر کے حق میں ہے ۔ چونکہ دیگر اہم آیات کی یہ تفسیر کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ براہِ راست قربانیوں کی نفی کرتی ہیں اس لئے ہمیں یہاں بھی اُس مطلب کو ردّ کرنا ہوگا ۔ مزید براں ہمیں یسعیاہ ۴۴ : ۲۸ میں ہیکل کی تعمیرِ نو کا ذکر ملتا ہے اس لئے یسعیاہ کا قربانیوں کی نفی کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ ہیکل کی تعمیر میں خوشی منانا کھلا کھلا تضاد ہوگا ۔ نیز باب ۵۳ میں قربانی سے متعلق

زبان کے استعمال کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

ج۔ اسرائیل کے مذہب کی وحدت

اسرائیل کا مذہب اپنی معیاری شکل میں شروع ہوا جس کا نبی اور کاہن موسیٰ تھا اور انبیاء اور کاہن دونوں کے اشتراک سے جاری رہا۔ اس کا اعلان خروج ۲۴: ۴-۸ میں عہد کی رسم میں کیا گیا ہے۔ یہوواہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے لوگوں کو مخلصی دی اور انہوں نے اُس شریعت کو قبول کیا جو اُس نے بطورِ مخلصی یافتہ لوگوں کے ان کے لئے مقرر کی۔ موسیٰ نے خدا اور لوگوں کے اس تعلق کو مذبح کے گرد بارہ ستونوں کو تعمیر کر کے علامتی طور پر ظاہر کیا (۲۴: ۴)۔ یہاں پر عہد کے وعدے کی تکمیل کا دینی اظہار ہوتا ہے: "میں تم کو لے لوں گا کہ میری قوم بن جاؤ اور میں تمہارا خدا ہوں گا" (خروج ۶: ۷)۔ یہاں پر خدا کی نمائندگی مذبح کرتا ہے، کیونکہ پاک خدا جس کا اظہار پہلی مرتبہ موسیٰ پر ایک جھاڑی میں ہوا تھا (خروج ۳: ۵) گنہگار لوگوں میں صرف خون کے کفّارہ کی بدولت ہی رہ سکتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا کام جو موسیٰ نے خون کے ساتھ کیا وہ اُسے مذبح پر چھڑکنا تھا۔ جیسا کہ فسح کے موقع پر خون کا پہلا کام کفّارہ کے طور پر خدا کی طرف بڑھنا تھا (خروج ۱۲: ۱۳)۔

جب لوگوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ شریعت کی پابندی کریں گے تو موسیٰ نے ان پر خون چھڑکا۔ یوں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ جب لوگوں کو خدا کے پاس آنے کے لئے کفّارہ کے خون کی ضرورت ہوگی تو اس کے ساتھ ہی خدا کی شریعت پر چلتے وقت بھی انہیں خون کی ضرورت ہوگی۔ پس یہ نبی اور کاہن کی وحدت ہے۔ اوّل الذکر ہر وقت خدا کی فرمانبرداری کی تلقین کرتا رہتا ہے جبکہ موخر الذکر خون کی تاثیر کی یاد دلاتا ہے۔ اگر ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے تو نبی معلّمِ اخلاق بن کر رہ جاتا ہے اور کاہن رسم پرست۔ اگر ہم نبی اور کاہن، دونوں کے پیغام پر عمل کریں جیسا کہ اسرائیل کے مذہب میں تھا اور جیسا کہ بائبل میں ہے تو ہم خدا کے اس عجیب کام کو دیکھیں گے جس کا اعلان انبیاء، کاہن اور رسولوں نے بھی کیا کہ خدا عادل بھی ہے اور نجات دہندہ بھی، جو اپنے اس تقاضا سے کبھی دستبردار نہیں ہوگا کہ اس کے لوگ نور میں چلیں اور ویسے ہی پاک بنیں جیسا کہ وہ خود پاک ہے۔ وہ اپنے اس بے لچک تقاضے کے ساتھ رہ کر اس کے لوگ پاک ہوں، کفّارے کا خون بھی مہیّا کرتا ہے جو تمام گناہ سے پاک صاف کرتا ہے۔

۵۔ نئے عہدنامہ میں انبیاء

ا۔ عہدِ عتیق کے انبیاء کی تصدیق

پرانے عہدنامہ اور نئے عہدنامہ میں سب سے مضبوط ربط انبیاء اور نبوّت ہے۔ انبیاء کا سلسلہ ملاکی پر آکر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ یوحنّا اصطباغی پر۔ مسیح خداوند نے خود اس کی تصدیق کی ہے "سب نبیوں اور توریت نے یوحنّا تک نبوّت کی" (متّی ۱۱: ۱۳)۔ اگرچہ بدقسمتی سے عہدناموں کی تقسیم نے خدا کے مکاشفہ کے پروگرام کی لاثانی وحدت کو قدرے دھندلا دیا ہے، تاہم یہ سلسلہ موسیٰ سے یوحنّا تک جاری ہے۔ ہم یوحنّا اصطباغی اور خاص طور پر اُس کے باپ زکریاہ میں (لوقا ۱: ۶۷-۷۹) عہدِ عتیق کی نبوّت کا اعادہ دیکھتے ہیں۔ ان میں بھی عہدِ عتیق کی نبوّت کے دونوں پہلو نمایاں ہیں یعنی منادی اور پیشینگوئی یعنی آنے والے غضب (لوقا ۳: ۷) اور آنے والے فضل (لوقا ۳: ۱۶؛ یوحنّا ۱: ۲۹ مابعد) کے بارے میں پیشینگوئی تھی جس نے یوحنّا اصطباغی کو اپنی نسل کے لئے اس قدر زبردست پیغام دیا۔

مزید براں، نئے عہدنامہ میں عہدِ عتیق کے انبیاء کے پیغام کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ بارہا نئے عہدنامہ میں اس قسم کے الفاظ آئے ہیں: "جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہُوا" (متّی ۱: ۲۲؛ ۲۶: ۵۶؛ لوقا ۲۴: ۲۵، ۲۷، ۴۴؛ اعمال ۱۰: ۴۳ وغیرہ)۔ یہ حقیقت کہ نئے عہدنامہ نے پرانے عہدنامہ کی تصدیق کی ہے نہایت بڑی اہمیّت کی حامل ہے۔ ہمارے لئے انبیاء محض اپنی قدامت کے باعث قابلِ کشش نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ وہ مظلوم اقلیّت تھے (متّی ۵: ۱۲؛ ۲۳: ۲۹-۳۷؛ لوقا ۶: ۲۳ وغیرہ) تاہم وہ قدیم زمانہ سے ہم تک پہنچنے والی اہم ترین آواز تھے۔ وہ محض خواب دیکھنے والے یا تصوّرات میں کھوئے رہنے والے نہیں تھے۔ وہ ازلی سچّائی کے منادی اور مبلّغ تھے اور ان کے عظیم الفاظ کی تصدیق تمام واقعات سے عظیم ترین واقعہ یعنی یسوؔع مسیح کی شخصیّت اور کام سے ہوئی۔

ہم اس بات کو زیادہ جامعیّت سے بیان کر سکتے ہیں۔ خداوند یسوؔع مسیح نے خود سلسلۂ انبیاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اور ان کا پیغام خدا کا دوامی مکاشفہ ہیں۔ وہ مسیحی کلیسیا کے مستند استاد مانے جاتے ہیں جن کے الفاظ کو اب بھی خدا کا کلام قبول کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے ان کے پیغام پر اپنی مُہر ثبت کی ہے۔ اُس نے یہ مہر ان کی پیشینگوئیوں کو پورا کرنے اور اپنے بیٹے کی تعلیم کے وسیلہ سے لگائی (متّی ۵: ۱۷)۔

ب۔ کلیسیا میں انبیاء

ہر ایک مسیحی کے نبی ہونے کا امکان ہے۔ آدمیوں پر پاک رُوح کا نزول اس نتیجہ کا حامل ہوتا ہے کہ "وہ نبوّت کریں گے" (اعمال ۲: ۱۸)۔ پولسؔ رسول کرنتھی مسیحیوں کو تلقین کرتا ہے کہ "رُوحانی نعمتوں کی بھی آرزو رکھو۔ خصوصاً اس کی کہ نبوّت کرو"

(۱-کرنتھیوں ۱۴: ۱) - اعمال ۱۹: ۶ میں ہم دیکھتے ہیں کہ افسس میں لوگ نبوّت کرتے تھے - پھر فلپّس مُبشّر کی بیٹیاں (اعمال ۲۱: ۹) اور کرنتھس کی کلیسیا کے مرد اور خواتین نبوّت کرتے تھے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۴، ۵) -

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد کی کلیسیا میں ایک خاص جماعت ہوتی تھی جو "نبی" کہلاتے تھے - یہ لوگ نبوّت کی خدمت کے لئے مخصوص تھے - ان کا ذکر خدمتوں کی فہرست میں رسولوں کے بعد آتا ہے (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸، ۲۹؛ افسیوں ۴: ۱۱) - اُنہیں انطاکیہ میں معلّمین کے ساتھ دکھایا گیا ہے (اعمال ۱۳: ۱) - یہ دونوں ہی رسولوں کے تحت دو اعلیٰ خدمتیں تھیں - ان کا ذکر اعمال کی کتاب اور خطوط میں آتا ہے اور یہ منادی اور پیشینگوئی دونوں کام کرتے تھے - اُن میں سے ایک کا نام اگبس تھا جو اپنی پیش بینی کی قوت کے ذریعہ کلیسیا کی روحانی راہنمائی کرتا تھا (اعمال ۱۱: ۲۸؛ ۲۱: ۱۰، ۱۱) - مکاشفہ کی تمام کتاب بائبل میں پیشینگوئی کی سب سے بہتر مثال ہے - کلیسیا میں معلّم کی حیثیت سے ان کا کام نصیحت کرنا (اعمال ۱۵: ۳۲) اور ترقی و تسلّی دینا تھا (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳) - انبیاء کی خدمت کے بارے میں غیر مسیحیوں کے ردِّ عمل (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۴، ۲۵) سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گناہ اور نجات، غضب اور فضل کے پیغام کے مبلّغ تھے -

کلیسیا کے جمع ہونے کے سلسلہ میں (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۶ مابعد) نبی کی خدمت اُس پر وحی کا اُترنا (آیت ۳۰) بتایا گیا ہے - یہ یکایک بولنے کی صورت میں ہو سکتی تھی اور اسے پاک روح کے کام سے منسوب کیا گیا ہے (مقابلہ کیجئے ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۹) - یہ نبوی خدمت غیر زبانوں میں بولنے کی مانند نہیں ہے (دیکھئے ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۲-۲۵، ۲۷-۲۹) اور نہ یہ غیر زبانوں کا ترجمہ کرنا ہے - یہ ایک قسم کا خدا کی سچائی کا ادراک ہے جسے کھول کر جماعت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - چونکہ نبوّت کے غلط استعمال کے باعث نبی اپنے آپ پر مصنوعی بے خودی طاری کر لیتے تھے اس لئے وہ بے قابو ہو جاتے تھے - پولس رسول اس بات پر زور دیتا ہے کہ "نبیوں کی روحیں نبیوں کے تابع ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کی قوتیں پورے طور پر اُس کے کنٹرول میں ہوتی ہیں اور اگر حالات کا تقاضا ہو تو وہ بولنے کی تحریک کو روک سکتے ہیں (آیات ۳۲-۳۳) - بہرحال سب سے اہم بات یہ ہے کہ نبیوں پر بلا امتیاز اعتبار نہیں کرنا چاہیئے -

انبیاء کے کلام کو پرکھنے کے دو طریقے تھے: پہلا وہاں موجود دوسرے نبی اپنے تجربے کی روشنی میں اُسے جانچیں - پولس رسول کہتا ہے "باقی ان کے کلام کو پرکھیں" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۹) - اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا اور اُس کی سچائی کے بارے میں جو علم رکھتے ہیں اُس کی روشنی میں اس کلام کو پرکھیں - دوسرا، ان کا کلام رسولوں کی تعلیم کی کسوٹی پر پرکھا جاتا تھا - پولس رسول لکھتا ہے "اگر کوئی اپنے آپ کو نبی یا روحانی سمجھے تو یہ جان لے کہ جو باتیں میں تمہیں لکھتا ہوں وہ خداوند کے حکم ہیں - اور اگر کوئی نہ جانے تو نہ جانے" (آیات ۳۷-۳۸) - یہ آیات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ انبیاء کلیسیا کو کوئی نئی سچائی نہیں سکھاتے تھے بلکہ جو سچائی پہلے ہی بتائی جا چکی تھی اس کی تشریح و تفسیر کرنے والے تھے - جس طرح عہدِ عتیق کے انبیاء موسیٰ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے جس نے درست تعلیم کا معیار قائم کیا، اُسی طرح نئے عہد نامہ کے نبی رسولوں کی تعلیم کے ماتحت تھے - جس بات کا وہ دعویٰ کرتے کہ وہ خدا کا کلام ہے اُسے لازماً رسولوں کے معیار کی کسوٹی پر پورا اُترنا پڑتا - ان معنوں میں رسول اپنے زمانہ کی کلیسیا اور ہم پر بھی زور دیتے ہیں کہ نبوّت کرنے کے آرزومند ہوں - ہم کسی نئی تعلیم کی منادی کرنے والے نہ ہوں بلکہ جو سچائی ایک ہی بار مقدّسین کی وساطت سے ہمیں ملی ہے اس کی بڑی جان فشانی سے تشریح اور تشہیر کریں -

نتن ایل :- ۱- ایک کاہن جو خدا کے صندوق کے آگے نرسنگا بجاتا تھا (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴) -

۲- اس نام کا مطلب ہے خدا کی بخشش - نئے عہد نامے میں یہ صرف یوحنا ۱: ۴۵-۵۱ اور ۲۱: ۲ میں آیا ہے - یہ بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا اور مختلف ناموں سے جانا پہچانا جاتا ہے لیکن خاص طور پر برتلمائی کے نام سے - برتلمائی اُس کا آبائی نام تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا دوسرا نام بھی تھا - اناجیل متوافقہ میں بارہ شاگردوں کی فہرست میں برتلمائی کا نام فلپّس کے بعد آتا ہے (متی ۱۰: ۳؛ مرقس ۳: ۱۸؛ لوقا ۶: ۱۴) - بعض لوگ کہتے ہیں کہ نتن ایل، متّی، متّتیاہ، یوحنا، شمعون کنعانی یا استفنس میں سے کوئی ایک تھا لیکن یہ درست نہیں اور بعض تو اُس کی ہستی کا بالکل ہی انکار کر دیتے ہیں۔

نتن ایل، قانائے گلیل کا باشندہ تھا - اُسے فلپّس یسوع مسیح کے پاس لایا تھا - وہ اس خیال سے آیا تھا کہ ممکن ہے ناصرت کا یسوع ہی المسیح ہو - وہ یہ جان کر بڑا حیران ہوا کہ یسوع اُسے پہلے ہی جانتا ہے - اُس نے اُسے انجیر کے درخت کے نیچے کھڑے دیکھا تھا (اس کا مطلب یہ تھا کہ یسوع نے اپنی فوق الفطرت قوّت کا مظاہرہ کیا تھا جس کے باعث وہ حیران ہوا تھا) - اُس نے اقرار کیا کہ یسوع خدا کا بیٹا اور اسرائیل کا بادشاہ ہے - درحقیقت یہ ایک ایسے اسرائیلی کا اقرار تھا جس میں مکر نہیں تھا، لیکن اس سے المسیح اسرائیل تک محدود ہو جاتا ہے - یسوع نے اُس سے وعدہ کیا کہ وہ اس سے بھی بڑے ماجرے دیکھے گا یعنی وہ خدا کے بیٹے کو خدا اور بنی نوع انسان کے درمیان بطور درمیانی دیکھے گا (یوحنا ۱: ۴۵-۵۱) - وہ اُن شاگردوں میں سے ایک تھا جنہوں نے جی اُٹھنے کے بعد مسیح کو تبریاس کی جھیل

پر دیکھا تھا (یوحنا ۲۱: ۲)۔

نتنیاہ۔ نتن یاہ:۔ (عبرانی = یہوواہ کا دیا ہوا)۔
۱۔ اسمٰعیل قاتل کا باپ (یرمیاہ ۴۰: ۸ تا ۴۱: ۱۸)۔
۲۔ موسیقی کے سازوں سے خدا کی خدمت کرنے والوں میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۲۵: ۲، ۱۲)۔
۳۔ ایک لاوی جسے عوام کو تعلیم دینے پر مقرر کیا گیا (۲۔ تواریخ ۱۷: ۸)۔
۴۔ یہودی کا باپ۔ یہودی کو اُمرا نے باروک کے پاس بھیجا تھا کہ وہ یرمیاہ نبی کا طومار ساتھ لائے (یرمیاہ ۳۶: ۱۴)۔

نتنی ایل۔ نتن ایل:۔ (عبرانی = خدا نے دیا)۔
۱۔ اشکار کے قبیلے کا ایک سردار۔ مصر سے خروج کے فوراً بعد موسیٰ نے آبائی خاندانوں کے سردار مقرر کئے تھے (گنتی ۱: ۸؛ ۲: ۵)۔
۲۔ یسّی کا چوتھا بیٹا، داؤد بادشاہ کا بڑا بھائی (۱۔ تواریخ ۲: ۱۴)۔
۳۔ ایک لاوی منشی سمعیاہ کا باپ (۱۔ تواریخ ۲۴: ۶)۔
۴۔ عوبید ادوم کا پانچواں بیٹا، ہیکل کا ایک دربان (۱۔ تواریخ ۲۶: ۴)۔
۵۔ بنی یہوداہ کا ایک سردار (۲۔ تواریخ ۱۷: ۷)۔
۶۔ یوسیاہ کے وقت میں ایک امیر لاوی (۲۔ تواریخ ۳۵: ۹)۔
۷۔ عزرا کے وقت میں ایک کاہن جس نے اجنبی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۲۲)۔
۸۔ یویقیم کے دنوں میں ایک کاہن جو اپنے آبائی خاندان کا سردار تھا (نحمیاہ ۱۲: ۲۱)۔
۹۔ نحمیاہ کے زمانہ میں ایک کاہن جو موسیقی سے خاص لگاؤ رکھتا تھا (نحمیاہ ۱۲: ۳۶)۔
نئے عہد نامہ کا نتن ایل جو قانائے گلیل کا تھا، عبرانی میں اس کے ہجے یہی ہیں لیکن یونانی میں کچھ فرق آگیا ہے۔ اس لئے ہجے نتن ایل ہیں (یوحنا ۱: ۴۵۔۴۹)۔

نتنیم۔ نتینیم:۔ (عبرانی = عطا کئے ہوئے، مقرر کئے ہوئے قب گنتی ۸: ۱۹)۔
ہیکل کے خادم۔ ان کا ذکر اسیری کے بعد کی کتابوں میں آتا ہے۔ یہ اسیری سے واپس آنے والی پہلی کھیپ سے تھے جو بابل سے یہوداہ واپس آئے (عزرا ۷: ۷؛ ۸: ۱۷۔۲۰)۔ اُن کے خاندانوں کی فہرست عزرا ۲: ۴۳۔۵۴ اور نحمیاہ ۷: ۴۶ مابعد میں دی گئی ہے۔ عزرا کے زمانہ میں وہ ★ عوفل میں رہتے تھے (نحمیاہ ۳: ۲۶) اُن کی ابتدا کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ عام قیاس ہے کہ وہ جنگی قیدی تھے اور انہیں ہیکل کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور وقت گزرنے کے ساتھ وہ پوری آزادی حاصل کر کے اسرائیلیوں میں مل گئے۔
ایک قدیم روایت کے مطابق جبعونی لوگوں کو یشوع نے ہیکل کے غلام بنایا (یشوع ۹: ۲۳) لیکن جبعونیوں اور نتنیم کا آپس کا تعلق ثابت نہیں ہو سکا ہے۔

نتھ:۔ دیکھئے زیورات بائبل ۱۲

نتھنے:۔ دیکھئے ناک، نتھنے۔

نجات:۔ (عبرانی یشوعاہ، یونانی سوتیریون) بائبل مقدس میں لفظ "نجات" علم الٰہیات کی مخصوص اصطلاح نہیں ہے بلکہ صرف کسی بُری شے سے خواہ وہ مادی ہے یا روحانی "رہائی پانا" ہے۔ تاہم روحانی معنوں میں یہ حسبِ ذیل کو ظاہر کرتی ہے: (۱) وہ کُل طریقہ جس کے وسیلہ سے انسان اُن باتوں سے رہائی پاتا ہے جو اُسے خدا کی اعلےٰ ترین برکات سے لطف اندوز ہونے سے روکتی ہیں اور اُن برکات سے حقیقتاً لطف اندوز ہونا ہی نجات ہے۔
نجات میں بنیادی خیال کسی خطرے یا بُری بات سے رہائی پانا ہے۔ یہ رہائی جنگ میں شکست (خروج ۱۵: ۲) دکھوں (زبور ۳۴: ۶)، دشمنوں (۲۔ سموئیل ۳: ۱۰)، تشدّد (۲۔ سموئیل ۲۲: ۳)، ملامت (زبور ۵۷: ۳)، جلاوطنی (زبور ۱۰۶: ۴۷)، موت (زبور ۶: ۴) اور گناہ (حزقی ایل ۳۶: ۲۹) سے ہو سکتی ہے۔ اسرائیل کی ابتدائی تاریخ میں اعلےٰ ترین رہائی کی مثال ان کی مصر سے رہائی تھی۔ چونکہ یہ خدا ہی ہے جو رہائی دیتا ہے اس لئے اُسے اکثر نجات دہندہ کہا گیا ہے (یسعیاہ ۴۳: ۳، ۱۱؛ یرمیاہ ۱۴: ۸) اور یہی لقب نئے عہد نامہ میں عام طور پر یسوع مسیح کو دیا گیا ہے۔ عہدِ عتیق میں اوّل اوّل نجات کو عارضی اور مادی معنوں میں موجودہ بُرائی سے رہائی خیال کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ اخلاقی برائی نہایت گہری ہوتی ہے اس لئے نجات کو بھی گہرے معنی مل جاتے ہیں۔ شروع میں تو نجات کا تصوّر صرف یہودی قوم تک محدود ہے لیکن بتدریج نبوّتی دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اور نجات میں یہودی اور غیر اقوام دونوں شامل ہو جاتے ہیں (یسعیاہ ۴۹: ۵، ۶؛ ۵۵: ۱۔۵)۔ پھر انفرادی اور شخصی لحاظ سے بھی کافی زور دیا گیا ہے۔ نجات لازماً صرف قوموں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ راستباز بقیہ کے لئے۔ اور پھر اس میں نہ صرف گناہ ہی سے مخلصی شامل ہے بلکہ مختلف برائیوں سے بھی جو گناہ کا نتیجہ ہیں (زبور ۵۱؛ یرمیاہ ۳۱: ۳۱۔۳۴؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۵۔۲۹)۔ المسیح کے تصوّر کے ترقی کرنے کے باعث لفظ نجات، علم الٰہیات میں رہائی کے جو خاص ٹیکنیکل معنی ہیں اُن میں بھی استعمال ہونے لگا تاہم یہ

استعمال المسیح کے زمانہ سے شروع ہوا۔

عہدِ عتیق میں نجات حاصل کرنے کے لئے انسان پر جو شرائط عائد ہوتی ہیں اُن میں سے سب سے اہم خدا پر مکمل بھروسہ رکھنا تھا۔ دوسری جو پہلی کا فطری نتیجہ تھی وہ خدا کی اخلاقی شریعت کی جسے مختلف مجموعۂ قوانین میں بیان کیا گیا ہے فرمانبرداری کرنا تھا، لیکن خدا صرف شریعت کے الفاظ کی ہی پابندی نہیں چاہتا۔ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ ضروری تھی اور اکثر گناہوں کے لئے توبہ کے عمل کے طور پر قربانیاں چڑھانی پڑتی تھیں۔

یسوع مسیح کی تعلیم میں نجات، اکثر دکھوں مثلاً بیماری (متی ۹: ۲۲) سے رہائی کو ظاہر کرتی ہے لیکن عام طور پر اس کا مطلب نئی الٰہی زندگی میں داخل ہونے کے وسیلہ سے گناہ سے رہائی پانا ہے۔ یہ موجودہ تجربہ ہے، اگرچہ اس کی مکمل تکمیل آخری زمانہ میں ہوگی یسوع مسیح کے زمانہ کے فریسیوں کے نزدیک نجات، شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا اجر تھی۔ لیکن مسیح خداوند فرماتے ہیں کہ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے آئے ہیں (لوقا ۱۹: ۱۰) اور کہ نجات خدا کے مجسّم بیٹے پر ایمان لانے سے ہے (یوحنا ۳: ۱۶)۔

تمام رسولی زمانہ کا مرکزی مضمون مسیح یسوع کے وسیلہ سے مہیا کی گئی نجات ہے، اور اِس نجات کو بنیادی طور پر گناہ سے مخلصی بیان کیا گیا ہے۔ نیا عہدنامہ اس بات پر بڑا زور دیتا ہے کہ یہ نجات یسوع مسیح کے دُکھ اور موت کی رہینِ منّت ہے (افسیوں ۲: ۱۳-۱۸)۔ جس طرح مسیح خداوند کی تعلیم میں، اُسی طرح تمام نئے عہدنامہ میں بھی اسے موجودہ تجربہ بتایا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا تعلق آخرت سے بھی ہے۔ درحقیقت اب ایمانداروں کو جو نجات کی برکت ملی ہے وہ اُس نجات کا جو آنے والے زمانہ میں مسیح خداوند کی آمدِ ثانی کے بعد اُن کی ہوگی پہلا قدم ہے۔

مسیح خداوند نے جو نجات مہیا کی وہ محض آئندہ سزا سے ہی بچنا نہیں ہے بلکہ گناہ کی موجودہ طاقت سے بھی (رومیوں باب ۶)۔ اس میں وہ تمام نجات بخش برکات شامل ہیں جو ہمیں مسیح میں حاصل ہیں، خاص طور پر زندگی کی تبدیلی، نئی پیدائش، راستباز ٹھہرنا، لے پالک ہونا، تقدیس اور جلال پانا۔ اس میں ہمیں گناہ کے مسئلہ کے ہر پہلو کا حل ملتا ہے۔ مسیح میں شامل ہونے کے باعث ایماندار گناہ کی طرف سے مر گئے ہیں (رومیوں ۶: ۲)، انہوں نے جسم کو یعنی بگڑی ہوئی انسانی فطرت کو مصلوب کر دیا ہے (گلتیوں ۵: ۲۴) اور نئے مخلوق بن گئے ہیں (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷)۔ اب وہ شریعت کے ماتحت نہیں (رومیوں ۶: ۱۴؛ ۷: ۶) اور انہوں نے اس کے تقاضوں کی غلامی کو مسیح میں نئے انسان ہونے کی آزادی سے بدل لیا ہے (کلسیوں ۲: ۱۴؛ گلتیوں ۵: ۱، ۱۳، ۱۸)۔ اس مخلصی کو صرف ایمان کے وسیلہ ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس میں نہ صرف کسی خاص تعلیم کو ذہنی طور پر قبول کرنا شامل ہے بلکہ توبہ اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند سمجھتے ہوئے پورے دل سے سپردگی بھی (رومیوں ۳: ۲۸؛ فلپیوں ۲: ۸)، اور جہاں تک خدا کا تعلق ہے، نجات کی بنیادی وجہ خدا کا رحم ہے۔ اس کا کوئی بھی حقدار نہیں اور یہ صرف خدا کے فضل سے ہے۔ جہاں تک اس کو حاصل کرنے کا تعلق ہے، نجات سب آدمیوں کے لئے ہے (یوحنا ۳: ۱۶؛ ۱-تیمتھیس ۴: ۱۰)۔ ایک لحاظ سے نجات صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام کائنات کو محیط کئے ہوئے ہے۔ بالآخر تمام چیزیں بیٹے کے تابع آجائیں گی (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۸)، اور آسمان اور زمین کی سب چیزوں کا مسیح میں مجموعہ ہو جائے گا (افسیوں ۱: ۱۰)۔ مسیح کے اختیار کو چیلنج کرنے یا اُس کی ابدی بادشاہی کو برباد کرنے کے لئے کوئی بھی دشمن باقی نہیں رہے گا، یہاں تک کہ مادی کائنات بھی مخلصی یافتہ ہوگی۔

نجات دہندہ :- دیکھئے نجات۔

نجب :- یہوداہ کے جنوب کا علاقہ۔ یہ زیادہ تر صحرا ہے۔ اسی لئے اس لفظ کے معنی جنوب اور خشک دونوں ہیں۔ یہ خاص علاقے کا جغرافیائی نام بھی ہو گیا (پیدائش ۱۳: ۱) ایں عبرانی میں لفظ نجبہ ہے اور رومن کیتھولک ترجمہ میں بھی یہی ہے۔ دیکھئے تکوین ۱۲: ۹؛ ۱۳: ۱؛ وغیرہ)۔

نجبہ :- (عبرانی لفظ جس کے معنی جنوب ہیں قب اُردو/عربی جنوب)۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نہیں لیکن کیتھولک ترجمہ میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے، مثلاً تکوین ۱۲: ۹؛ ۱۳: ۱؛ تثنیہ شرع ۱: ۷؛ یوشع ۱۰: ۴۰ وغیرہ۔

نجوم :- دیکھئے جادو اور جادوگری ۵ ح

نُجبہ - نوجبہ :- داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا جو یروشلیم میں پیدا ہوا (۱-تواریخ ۳: ۷؛ ۱۴: ۶)۔

نحات - نحت :- حزقیاہ بادشاہ کے زمانے میں ایک لاوی جو قربانی کی اشیاء کی دیکھ بھال پر مقرر تھا (۲-تواریخ ۳۱: ۱۳)۔

نحت :- ۱- عیسو کے بیٹے رعوایل کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۱۳، ۱۷؛ ۱-تواریخ ۱: ۳۷)۔
۲- لاوی کے خاندان کا ایک شخص (۱-تواریخ ۶: ۲۶)۔

نحری :- داؤد کا سلاح بردار (۲-سموئیل ۲۳: ۳۷؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۹)۔

نحسون ۔ نحشون :- (عبرانی = منتر پڑھنے والا) ۔ عمینداب کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۱۰، ۱۱) ۔ داؤد بادشاہ اسی کے خاندان سے تھا (روت ۴: ۲۰) ۔ بیابان میں یہوداہ کے قبیلے کا سردار تھا (گنتی ۱: ۷؛ ۲: ۳؛ ۱۰: ۱۴) ۔ اس کی بہن الیشبع سے ہارون نے شادی کی (خروج ۶: ۲۳) ۔

نحشتا :- یہوداہ کے بادشاہ یہویاکین کی ماں (۲۔ سلاطین ۲۴: ۸) ۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ جلاوطن کی گئی (۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۲؛ یرمیاہ ۲۹: ۲) ۔

نحشتان :- (عبرانی = غالباً پیتل کا سانپ) ۔ موسیٰ کے وقت جو پیتل کا سانپ تھا اس کا نام ۔ حزقیاہ بادشاہ نے اسے چکنا چور کیا کیونکہ بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی تھی (۲۔ سلاطین ۱۸: ۴) ۔

نحلال ۔ نہلال :- زبولون کے قبیلے کے علاقے میں ایک شہر جس کے کنعانی باشندوں کو نکالا نہیں گیا بلکہ مطیع کر لیا گیا (قضاۃ ۱: ۳۰؛ یشوع ۱۹: ۱۵؛ ۲۱: ۳۵) ۔

نحلی ایل :- متنہ اور باموت کے درمیان ایک وادی جہاں اسرائیلیوں نے ارنون سے پرے کوچ کرتے وقت ڈیرہ ڈالا (گنتی ۲۱: ۱۹) ۔

نحم :- (عبرانی = آرام) ۔ یہوداہ کے قبیلے سے کالب کی نسل سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۴: ۱۹) ۔

نحمانی :- ایک سردار جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۷: ۶، ۷) ۔

نحمیاہ ۔ نحم یاہ :- (عبرانی = خداوند نے تسلی دی ہے) ۔ ۱۔ زربابل کے تحت اسیری سے واپس آنے والوں کا ایک راہنما (عزرا ۲: ۲؛ نحمیاہ ۷: ۷) ۔

۲۔ بیت صور کے ایک سردار عزبوق کا بیٹا جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت کرنے میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۱۶) ۔

۳۔ حکلیاہ کا بیٹا اور ۴۴۵ ق م کے بعد یہوداہ کے فارسی صوبہ کا گورنر ۔ نحمیاہ کی کتاب میں جو کچھ مرقوم ہے اس کے علاوہ نحمیاہ بن حکلیاہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ۔ تاہم اس کے زمانہ پر مصر میں الفنطینے کے مقام پر دریافت شدہ اوراقِ پیپرس سے جو ۵۰ ق م میں لکھے گئے تھے کافی روشنی پڑتی ہے ۔ یہ اوراق پیپرس یہودیوں کی ایک چھاؤنی سے جو دریائے نیل پر ایک جزیرے میں تھی تعلق رکھتے ہیں اور عبرانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں ۔ ان میں ان خطوط کی نقلیں بھی شامل ہیں جو یروشلیم اور سامریہ کے ناظموں کو لکھے گئے اور وہ بھی جو ناظموں نے جواب میں لکھے ۔ ان میں ایسے متعدد لوگوں کے نام دیئے گئے ہیں جو نحمیاہ کی کتاب میں بھی ملتے ہیں ۔

نحمیاہ، ارتخششتا بادشاہ کا ساقی تھا (نحمیاہ ۱: ۱۱؛ ۲: ۱) ۔ اسی زمانے کے الفنطینے کے چند ایک اوراقِ پیپرس کے مطابق ہم جانتے ہیں کہ یہ ارتخششتا بادشاہ وہ تھا جسے پہلے لونگی مانس Longimanus کہا جاتا تھا اور جس نے ۴۶۵ تا ۴۲۳ ق۔م حکومت کی ۔ یہاں لفظ "ساقی" مروجہ عام معنوں میں مستعمل نہیں ہے بلکہ ایک اہم اور ذمہ دارانہ عہدے کو ظاہر کرتا ہے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بادشاہ نحمیاہ سے بڑے دوستانہ لہجے میں بات کرتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نحمیاہ کے سفر کو "رخصت" تصور کرتا ہے (۲: ۴) ۔ مزید براں، بادشاہ کی طرف سے نحمیاہ کو پروانے دیئے جانے اور اسے گورنر کا عہدہ دینے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے قابل شخص سمجھتا تھا ۔ کسی غلام یہودی کے اتنے بلند عہدہ پر پہنچنا حیرانی کی بات نہیں ۔ عہدِ عتیق میں ایسی کئی مثالیں (دانی ایل، آستر اور دیگر) ملتی ہیں ۔ درحقیقت بعض قدیم بادشاہوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے غلام شرفا میں سے چند نوجوانوں کو چن لیتے اور انہیں حکومت میں خدمت کرنے کے لئے تربیت دیا کرتے تھے (دانی ایل ۱: ۴، ۵) ۔

نحمیاہ سوسن کے محل میں ایک افسر تھا لیکن اس کا دل یروشلیم میں اٹکا ہوا تھا ۔ اس کے بھائیوں میں سے ایک حنانی نے اسے یروشلیم کی تباہی اور بربادی کے متعلق بتایا ۔ نحمیاہ یروشلیم کے حالات سن کر بڑا غمگین ہوا ۔ چنانچہ اس نے خدا سے دعا کی ۔ خدا نے اس کی دعا کا جواب دیا ۔

حنانی کو ۱: ۲ میں نحمیاہ کا بھائی بتایا گیا ہے ۔ لیکن ۷: ۲ میں حنانی اور حننیاہ دونوں کا ذکر آتا ہے ۔ ممکن ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہو کہ نحمیاہ کا بھائی حنانی اور قلعہ کا حاکم حننیاہ ایک ہی شخص ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حنانی وہی شخص ہے جس کا ذکر الفنطینے کے اوراقِ پیپرس میں بطور حاکم آیا ہے اور جو سرکاری کام سے مصر گیا تھا ۔ اس سفر کے دوران اسے یروشلیم کی افسوسناک حالت کا علم ہوا ۔ سو اس نے نحمیاہ کو بتایا ۔

صرف بارہ سال پیشتر ارتخششتا بادشاہ کے ساتویں سال میں (۴۵۷ ق م) عزرا تقریباً ۱۵۰۰ مردوں، عورتوں اور بچوں کو اور بادشاہ کی طرف سے خدا کے گھر کے لئے ہدیہ لے کر گیا تھا (عزرا ۸: ۱۔ ۲۰، ۲۶۔ ۲۷) ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دشمنوں نے بادشاہ کو ورغلا کر یروشلیم کی تعمیر نو رکوا دی تھی (عزرا ۴: ۶۔ ۲۳) ۔ لہٰذا شہر کی مرمت نہ ہو سکی اور اس کے لئے اب بادشاہ کے نئے فرمان کی ضرورت تھی ۔ نحمیاہ یہ اجازت حاصل کر کے اس کام کو جسے عزرا نے شروع کیا تھا جاری رکھنے کے لئے شاہی فرمان کے ساتھ یروشلیم گیا ۔

نحمیاہ ایک قابل، دلیر اور سرگرم عمل شخص تھا ۔ یروشلیم پہنچ

کہ سب سے پہلے اُس نے خفیہ طور پر تباہی و بربادی کا معائنہ کیا (۲: ۱۱-۱۶)۔ پھر اس نے اپنی دعا کے جواب اور بادشاہ کے نئے فرمان (۲: ۸) کے مطابق یروشلیم کے حاکموں کو آگاہ کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کے بعد اُس نے شہر کی شکستہ دیوار کو مرمت کرنے کے لئے قوم کو منظم کیا۔ اُس نے بڑی دلیری کے ساتھ سنبلط، طوبیاہ اور جشم عربی کی مخالفت کا مقابلہ کیا اور بالآخر ۵۲ دنوں کے مختصر عرصہ میں دیوار کو مکمل کر لیا (۶: ۱۵)۔

نحمیاہ نے عزرا کے ساتھ متعدد اصلاحات میں خاص طور پر لوگوں کو شریعت کی تعلیم دینے میں تعاون کیا (باب ۸)۔ پھر ۴۳۳ ق م میں وہ غالباً سرکاری کام سے فارس چلا گیا (۱۳: ۶)۔ بعد ازاں وہ یروشلیم واپس آ گیا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس وقت وہ کتنے عرصے تک وہاں رہا۔ نحمیاہ کی زندگی کے آخری ایام کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ الفنطینے کے اوراقِ پیپرس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۴۰۷ ق م میں ایک دوسرا شخص بنام بگوہی Bagohi گورنر تھا۔

نحم یاہ :- دیکھئے نحمیاہ۔

نحمیاہ کی کتاب ۔ نحم یاہ کی کتاب :-

۱۔ خلاصۂ مضامین

ا۔ نحمیاہ فارس میں یروشلیم کی خستہ حالی کی خبر پا کر خدا سے دعا کرتا ہے (۱: ۱-۱۱)۔

ب۔ شاہ ارتخششتا اُسے یروشلیم کا حاکم مقرر کرتا ہے (۲: ۱-۱۱)۔

ج۔ مسمار شدہ دیواروں کی تعمیرِ نو کا منصوبہ (۲: ۱۲-۲۰)۔

د۔ کارندوں کی فہرست اور اُن کے فرائض (۳: ۱-۳۲)۔

ہ۔ تعمیر کے کام میں رخنہ اندازیاں: طنز و تعریض (۴: ۱-۶)؛ اچانک حملے (۴: ۷-۲۳)؛ داخلی انتشار (۵: ۱-۱۹)؛ تہمتیں (۶: ۱-۱۴)۔

و۔ دیوار کی تکمیل (۶: ۱۵-۷: ۴)۔

ز۔ اسیری سے واپس آنے والوں کی فہرست (۷: ۵-۷۳)۔

ح۔ عزرا اور لاوی شریعت کو پڑھتے اور اُس کی تفسیر کرتے ہیں (۸: ۱تا ۱۸)۔

ط۔ توبہ کی اجتماعی دعا (۹: ۱-۳۸)۔

ی۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے عہد پر مہر ثبت کرنا (۱۰: ۱-۳۹)۔

ک۔ یروشلیم اور گردونواح میں بسنے والوں کی فہرست (۱۱: ۱تا ۳۶)۔

ل۔ لاویوں اور کاہنوں کی فہرست (۱۲: ۱تا ۲۶)۔

م۔ دیواروں کی مخصوصیت اور ہیکل کی عبادت کا انتظام (۱۲: ۲۷-۴۷)۔

ن۔ ممنوعات اور اصلاحات (۱۳: ۱-۳۱)۔

۲۔ تالیفِ کتاب

عبرانی فہرستِ مسلمہ میں عزرا اور نحمیاہ کی کتب ایک ہی کتاب شمار ہوتی ہیں۔ غالباً یہ تواریخ کی دونوں کتابوں کے سلسلہ واقعات کو جاری رکھتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے درج ذیل مواخذ استعمال کئے ہیں۔

ا۔ عزرا کی اپنی سرگزشت۔ یہ صیغہ متکلم میں لکھی ہوئی ہے۔ (۱: ۱تا ۲: ۲۰؛ ۴: ۱تا ۷: ۵؛ ۱۰: ۲۸تا ۱۱: ۲؛ ۱۲: ۲۷تا ۱۳: ۳۱)

ب۔ وُہ حصے جو صیغہ غائب میں ہیں۔ یہ یا تو نحمیاہ کی اپنی سرگزشت سے ماخوذ ہیں یا ہیکل کی دستاویزات سے منقول (۷: ۷۳تا ۹: ۳۸)۔

ج۔ فہرستیں: (۱) کارندے (۳: ۱تا ۳۲)۔ قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ نحمیاہ کی اپنی سرگزشت سے ماخوذ ہیں۔

(۲) اسیری سے آنے والے (۷: ۶تا ۷۳)۔ ان کا ماخذ بھی وہی ہے جو عزرا باب ۲ کا ہے۔

(۳) عہد پر مہر لگانے والے (۱۰: ۱تا ۲۷)۔ یا تو نحمیاہ کی اپنی سرگزشت سے ماخوذ ہے یا پھر ہیکل کی دستاویزات سے منقول۔

(۴) یروشلیم اور گردونواح کے رہنے والے (۱۱: ۳تا ۳۶)۔ غالباً یہ ہیکل کی دستاویزات سے منقول ہے۔ ۱۱: ۳-۱۹ کا حصہ بظاہر وہی ہے جو ۱-تواریخ ۹: ۲-۱۷ میں ہے۔

(۵) کاہن، لاوی اور سردار کاہن (۱۲: ۱تا ۲۶)۔ یہ ہیکل کی دستاویزات سے منقول ہے۔ ان سب کو یکجا کر کے ایک تاریخی دستاویز کی صورت میں مرتب کر دیا گیا ہے۔

۳۔ عزرا کی حیثیت

نحمیاہ ۱۲: ۳۶ میں اپنی سرگزشت میں عزرا کا بیان کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اُس نے دیواروں کی مخصوصیت کے وقت ایک جلوس کی قیادت کی تھی۔ وہ علما جو عزرا کی کتاب کو نحمیاہ کی کتاب کے بعد کی تصنیف بتلاتے ہیں وہ اس حسنِ ظن کی پیروی کرنے پر مجبور ہیں کہ یہاں مؤلف نے ایک من گھڑت سرگزشت بیان کی ہے، یا پھر اصل سرگزشت میں کتر بیونت کی ہے۔ یہ مفروضہ سراسر بے بنیاد اور لغو ہے۔ زیرِ بحث بیان ویسا ہی فطری ہے جس طرح سرگزشت کے اور بیانات ہیں!

۸ ویں باب میں عزرا کی شریعت خوانی ایک منفرد نوعیت کا واقعہ ہے۔ اسی لئے یہ صیغہ متکلم میں نہیں ہے۔ بعض علماء اسے

عزرا کی کتاب کے آخر میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ پہلا الیسدرس کے آخر میں منسلک ہے۔ الیسدرس اوّل کا مؤلف اپنی تالیف کے پہلے حصّے میں عبرانی داستانوں کی ترتیب کو الٹ پلٹ دیتا ہے۔ اور یہ قیاس کرنا عین واجب ہے کہ اُس کے نزدیک عزرا کی داستان خوانی کو عزرا کی شریعت کے واقعہ کے ساتھ ختم کرنا بڑی عمدہ بات تھی۔ اُس نے واقعہ نحمیاہ کی کتاب ہی سے لیا ہے جہاں یہ اپنی اصل تاریخی ترتیب میں رکھا گیا ہے۔ پہلا الیسدرس میں یہ واقعہ جس ترتیب میں رکھا گیا ہے وہ اس امر کی تائید نہیں کرتا کہ عزرا کی کتاب نحمیاہ کی کتاب کے بعد کی تصنیف ہے کیونکہ ۱۔ الیسدرس میں نحمیاہ کا نوسرے سے ذکر ہی نہیں اگرچہ اُس میں اسیری سے پہلی واپسی تک کے عرصہ کے واقعات قلمبند ہیں۔

نحور۔ ناحور:۔ ۱۔ سروج کا بیٹا، تارح کا باپ اور ابرہام کا دادا (پیدائش ۱۱: ۲۲-۲۶؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۲۶، ۲۷؛ لوقا ۳: ۳۴)۔

۲۔ تارح کا بیٹا اور ابرہام کا بھائی (پیدائش ۱۱: ۲۶-۲۹؛ ۲۲: ۲۰، ۲۳؛ ۲۴: ۱۵، ۲۴، ۴۷؛ ۲۹: ۵؛ یشوع ۲۴: ۲)۔

۳۔ مسوپتامیہ میں ایک شہر (پیدائش ۲۴: ۱۰)۔

نحوم:۔ ۱۔ یہوداہ کے بارہ سرداروں میں سے ایک جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئے۔ اسے رحوم بھی کہا گیا ہے (عزرا ۲: ۲؛ نحمیاہ ۷: ۷)۔

۲۔ کیتھولک ترجمہ میں ناحوم نبی کے ہجے نحوم ہیں۔

نحوم کی کتاب:۔ دیکھئے ناحوم کی کتاب۔

نحبی۔ نبجی:۔ نفتالی کے قبیلے سے موسیٰ کا بھیجا ہوا ایک جاسوس (گنتی ۱۳: ۱۴)۔

نخلامی۔ نحلامی:۔ جھوٹے نبی سمعیاہ کا لقب۔ یہ یرمیاہ نبی کا مخالف تھا (یرمیاہ ۲۹: ۲۴، ۳۱، ۳۲)۔

ندب۔ ناداب:۔ (عبرانی = راضی۔ سخی)۔

۱۔ ہارون اور الیسبع کا پہلوٹھا بیٹا (خروج ۶: ۲۳؛ گنتی ۳: ۲؛ ۲۶: ۶۰؛ ۱۔ تواریخ ۶: ۳؛ ۲۴: ۱)۔ یہ موسیٰ اور ہارون اور اپنے بھائی ابیہو اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگوں کے ساتھ کوہِ سینا پر گیا اور خدا کو دیکھا (خروج ۲۴: ۱، ۲، ۹-۱۵)۔ یہ اور اُس کا باپ اور بھائی کہانت کے عہدہ پر مقرر ہوئے (خروج ۲۸: ۱)۔ ندب اور اس کے بھائی نے خداوند کے حضور ★ اوپری (کیتھولک۔ غیر شرعی) آگ گذرانی۔ چنانچہ خداوند کے حضور سے آگ نکلی اور اُن دونوں کو کھا گئی (احبار ۱۰: ۱-۷؛ گنتی ۳: ۴؛ ۲۶: ۶۱)۔

۲۔ سمّی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۲: ۲۸، ۳۰)۔

۳۔ یعی ایل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۸: ۳۰؛ ۹: ۳۶)۔

۴۔ یربعام بادشاہ کا بیٹا۔ یہ اپنے باپ کے بعد دو سال تک حکمران رہا (۱۔ سلاطین ۱۴: ۲۰؛ ۱۵: ۲۵-۳۱)۔ اس کی سلطنت خداوند کی نظر میں بری تھی۔ وہ بعشا کے ہاتھوں قتل ہوا جو اُس کی جگہ حکمران ہوا (۱۔ سلاطین ۱۵: ۱-۲۰)۔

ندبیاہ۔ ندبیاہ:۔ (عبرانی = خدا سخی ہے، خدا راضی ہے)۔ داؤد بادشاہ کے خاندان سے ایک شخص (۱۔ تواریخ ۳: ۱۸)۔

نذارت:۔ دیکھئے نذیر۔

نذر۔ نذرانہ:۔ دیکھئے ہدیہ۔

نذرانہ:۔ دیکھئے ہدیہ۔

نذر کی قربانی:۔ عبرانی منخاہ۔ منخاہ کے بنیادی معنی "دینا" ہیں۔ یوں ہدیہ منخاہ ہے۔ لیکن عبرانی لفظ میں کسی کو خوش کرنے یا کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کا مفہوم بھی ہے، جیسے یعقوب نے اسی مقصد سے اپنے بھائی عیسو کو نذرانہ دیا (پیدائش ۳۲: ۱۳، ۱۸)۔ رعایا بھی اپنے حاکم کو خوش کرنے کے لئے نذرانہ پیش کرتی ہے (۱۔ سموئیل ۱۰: ۲۷۔ یہاں نذرانہ نہ دینے سے بادشاہ کی تحقیر ہوئی۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے جو ہدیہ دیا جائے وہ ایسا ہی ہے۔ اس ہدیہ یا نذرانہ میں پہلے پہل جانور یا کھیت کے پھل دونوں شامل تھے اور دونوں کے لئے لفظ منخاہ ہی استعمال کیا جاتا تھا (قب پیدائش ۴: ۳، ۴۔ ہابل بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھے بچوں کا اور قائن کھیت کے پھل کا ہدیہ لایا)۔ بعد میں جانوروں کے ہدیوں کے لئے ذبیحہ (عبرانی ذبخ۔ بمعنی ذبح کرنا) اور کھیت کے پھل کے لئے منخاہ استعمال ہونے لگا۔ نذر کی قربانی کی تین قسموں کا ذکر آتا ہے - ۱۔ کچّے میدہ کا ہدیہ (احبار ۲: ۱)؛ ۲۔ تنور میں پکی چپاتیوں کا ہدیہ (احبار ۲: ۴)؛ ۳۔ اناج کی بھُنی ہوئی بالوں (احبار ۲: ۱۴) کا چڑھاوا۔ ان میں سے ہر ایک بذاتِ خود مکمل قربانی ہو سکتی تھی (جیسے احبار ۲ سے ظاہر ہوتا ہے)۔ یہ دوسری قربانیوں کا حصہ بھی بن سکتی تھی۔ مثلاً سلامتی کے ذبیحہ کے چڑھاوے کا یا آتشین قربانی کا حصّہ (گنتی ۱۵: ۱-۱۶)۔

قائن کے بعد منخاہ کی سب سے قدیم مثال **پہلے پھلوں کی نذر کا چڑھاوا** ہے (احبار ۲: ۱۴-۱۶)۔ ایک اور قدیم مثال **غیرت کی نذر کی قربانی** ہے (گنتی ۵: ۱۵)۔ جب یہ عام قربانی کے طور پر پیش کی جاتی تھی تو قربانی دینے والا تیل ملا ہوا میدہ جس کے اوپر لبان رکھا ہوتا تھا قربان گاہ پر لاتا تھا۔ کاہن اوپر سے ایک مُٹھی بھر میدہ اس

طرح سے لیتا تھا کہ تمام کا تمام لُبان اُس میں آجائے۔ اسے مذبح پر جلا دیا جاتا تھا۔ جلائے ہوئے حصّہ کو عبرانی میں اذکراہ بمعنی یادگاری کا حصّہ کہا جاتا تھا (احبار ۲:۲)۔ باقی حصّہ لاویوں یعنی ہارون اور اُسکے بیٹوں کا ہوتا تھا۔ اسے پاک ترین چیز سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جب کوئی کاہن نذر کی قربانی پیش کرتا تھا تو تمام کی تمام جلائی جاتی تھی اور اس کا کوئی حصّہ کھایا نہیں جاتا تھا (احبار ۶:۲۳)۔ نیز دیکھئے قربانیاں ۲۔

نذر کی روٹیاں، نذر کی روٹیوں کی میز۔

۱۔ **نذر کی روٹیاں**۔ عبرانی لخم ھاپانیم۔ لغوی معنی چہرے کی روٹی یعنی وہ روٹی جو خدا کے چہرے کے سامنے رکھی جائے۔ حضوری کی روٹی (خروج ۲۵:۳۰؛ ۳۵:۱۳؛ ۳۹:۳۶ وغیرہ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں انہیں نذر کی روٹیاں کہا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ عبرانی کے حوالے سے انہیں حضوری کی روٹیاں کہتا ہے۔ حاشیہ میں انہیں نان ظہور کا نام دیا گیا ہے۔ اور ذیلی نوٹ میں اس نام کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔ دیکھئے کیتھولک ترجمہ خروج ۲۵:۲۳)۔ انہیں **لخم ھامعرکت** بمعنی ترتیب کی روٹی بھی کہا گیا ہے (۱۔تواریخ ۹:۳۲؛ ۲۳:۲۹۔ اردو ترجمہ نذر کی روٹی ہے۔ عبرانی لفظ کا لغوی ترجمہ نہیں کیا گیا)۔ انہیں "ترتیب کی روٹی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ میز پر قطاروں میں رکھی جاتی تھیں (قب احبار ۲۴:۶)۔

ہر روٹی میں میدے کا وزن ★ ایفہ کے پانچویں حصّہ کے برابر ہوتا تھا۔ غالباً اسے نذر کی قربانی کے میدے کی طرح تیل ملا کر بناتے تھے (قب احبار ۲:۱ وغیرہ)۔ انہیں چھ چھ کی دو قطاروں میں میز پر رکھتے تھے۔ ان کے پاس چمچ یا پیالے میں خالص ★ لُبان رکھا جاتا تھا جو بطور آتشین قربانی جلایا جاتا تھا۔ یہ یادگاری (عبرانی اذکراہ۔ قب عربی ذکر۔ بمعنی یاددہانی)۔ کی قربانی لُبان جلانے سے کی جاتی تھی۔ جب دھوآں آسمان کی طرف اُٹھتا تھا تو گویا خدا سے عرض کی جاتی تھی کہ وہ اپنے بندوں کو یاد رکھے۔

یہ روٹیاں ہر ساتویں دن خداوند کے حضور سے اُٹھائی جاتی تھیں اور کاہن ان کی جگہ تازہ گرم روٹیاں رکھتے تھے (۱۔سموئیل ۲۱:۶)۔ پرانی روٹیاں کاہنوں کی بالائی یافت تھیں۔ وہ انہیں لے کر کسی پاک جگہ کھاتے تھے (احبار ۲۴:۹)۔ یہی روٹیاں تھیں جنہیں اخی ملک کاہن نے داؤد کی درخواست پر اُس کے ساتھیوں کو کھانے کو دیں (۱۔سموئیل ۲۱:۱-۶؛ قب متی ۱۲:۴؛ مرقس ۲:۲۶؛ لوقا ۶:۴)۔ کلام مُقدّس میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ان روٹیوں سے کیا مراد تھی۔ غیر قوموں کے مندروں میں دیوتاؤں کو کھانا دیا جاتا تھا۔ لیکن یہ رسم اس کے بالکل برعکس تھی۔ یہ اس بات کو یاد دلانے کا بصری ذریعہ تھا کہ صرف خدا ہی رزق دینے والا ہے۔ بیابان میں اُس نے بنی اسرائیل کو روٹی مہیا کی (خروج ابواب ۱۶، ۱۷؛ گنتی ۱۱ب؛ قب ہوسیع ۲:۸؛ زبور ۵۰:۹-۱۴؛ اسی خیال کی بازگشت اعمال ۱۷:۲۵ میں پائی جاتی ہے۔ عہد کے صندوق میں من کا مرتبان رکھنے کا بھی یہی مقصد تھا (خروج ۱۶:۳۲ مابعد؛ قب عبرانیوں ۹:۴)۔

غیر قومیں اپنی بُت پرستی کی رسوم کے مطابق اپنے دیوتاؤں کے سامنے بہت سی خوراک پیش کرتی تھیں۔ مثلاً ارک کے شہر میں مختلف مندروں میں دیوتاؤں کی خوراک کے طور پر ۲۴۳ نان بھیجے جاتے تھے۔ آنو دیوتا کے لئے روزانہ دو وقت کے کھانے کیلئے ۳۰ نان مقرر تھے۔ یہ اُسے صبح شام پیش کئے جاتے تھے۔ حقیقت تو یہ تھی کہ یہ نان مندر کے پجاری (کاہن) خود کھاتے تھے لیکن سچائی کو چھپا کر یہ تاثر دیتے تھے کہ انہیں دیوتا نے کھایا ہے۔ ★ اپاکرفا کی کتاب میں درج ہے کہ کس طرح دانی ایل نبی نے اس جھوٹ کا پول کھولا (دیکھئے بال اور اژدہا کا تذکرہ۔ کیتھولک ترجمہ دانیال ۱۴ب)۔ یہ روٹیاں تعداد میں بارہ تھیں اور یہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی علامت تھیں۔ اس رسم کو ہمیشہ جاری رکھنے کا حکم تھا (احبار ۲۴:۸)۔

۲۔ **نذر کی روٹیوں کی میز**۔ اس میز کے بنانے کی ہدایت خروج ۲۵:۲۳-۲۵ میں درج ہے۔ خدا نے موسیٰ کو ہدایت دی کہ وہ کیکر کی لکڑی کی ایک میز بنائے۔ اس کی لمبائی تین فٹ، چوڑائی ڈیڑھ فٹ اور اونچائی ۲۷ انچ تھی۔ اسے سونے سے مڑھا گیا تھا۔ میز کے اوپر گرداگرد ایک سونے کا کنگرہ یا کھڑا حاشیہ تھا (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے تاج اور کیتھولک میں کلس کہا گیا ہے (خروج ۲۵:۲۴)۔ غالباً یہ روٹیوں کو گرنے سے بچاتا تھا۔ خروج ۲۵:۲۵ کی ہدایت کہ "اُس کے (میز کے) چوگرد چار اُنگل چوڑی ایک کنگنی لگانا" سے غالباً یہ مراد ہے کہ میز کے چاروں طرف ایک چوکھٹ ہو جو اُس کے پایوں کو اپنی جگہ قائم رکھے۔ اسے بھی سونے سے مڑھا گیا تھا۔ چاروں کونوں پر سونے کے کڑے تھے جن میں دو چوبوں کو ڈال کر میز اُٹھائی جا سکتی تھی۔ چوبیں بھی سونے سے مڑھی ہوئی تھیں۔

کئی مصوّروں نے خروج ۲۵:۲۳-۲۸ کی ہدایت کو سامنے رکھتے ہوئے نذر کی روٹیوں کی میز کی تصویر بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان میں آپس میں کچھ فرق ہے۔

یاد رہے کہ قیصر نیرو (۵۴ تا ۶۸ء) کے زمانہ میں فلسطین میں بہت بدنظمی اور بے چینی رہی۔ یہودیوں نے علم بغاوت اُٹھانے کی کوشش کی۔ قیصر نیرو نے طِطس فلاویانس کو حکم دیا کہ وہ یروشلیم پر حملہ کرے۔ طِطس نے حملہ کر کے شہر کو مسمار کیا اور ہیکل کے سامان کو لوٹ لیا۔ بعد میں طِطس قیصر مقرر ہوا اور اس کی یروشلیم کی فتحیاب مہم کی یاد میں روم میں ایک محراب بنائی گئی۔ اس محراب پر ایک ایسا نظارہ بھی نقش ہے جس میں ایک بھیڑ دکھائی گئی ہے جو ہیکل کی

اشیاء کو لُوٹ کر لے جا رہی ہے ۔ اس میں نذر کی روٹیوں کی میز اور شمعدان کے نقش بھی دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ مصوّروں نے اس تصویر کا مطالعہ کر کے نذر کی روٹیوں کی میز کی تصویر بنائی ہے ۔ غالباً یہ اصلی میز سے ملتی جلتی ہو گی۔ دیکھئے تصویر

نذیر :- (ایک عبرانی لفظ جسے بائبل کے اردو ترجمہ میں اپنا یا گیا ہے ۔ اس کا عبرانی سہ حرفی مادہ نون ۔ زین ۔ ریش ہے ۔
اس کے معنی ہیں اپنے آپ کو خدا کے لئے الگ کرنا یا مخصوص کرنا، پاک کرنا۔ اسی لفظ کی ایک دوسری شکل کے معنی نہ کاٹنے کے ہیں۔ دیکھئے احبار ٢٥ : ٥، ١١۔ بے چھٹی تاکیں ۔ نذیر بھی اپنے بال نہیں کاٹتا تھا۔ جو لفظ خروج ٢٩ : ٦ میں تاج کے لئے استعمال ہوا ہے وہ اسی مادّہ سے بنتا ہے ۔ شاید سر کے لمبے بالوں کو تاج سے مشابہت دی گئی ہے)۔
بنی اسرائیل میں نذیر وہ شخص تھا جو موسیٰ کی شریعت کے تحت اپنے آپ کو کُلّی طور پر خدا کی خدمت کے لئے مخصوص کرتا تھا۔ کبھی کبھی والدین بھی اپنے بچوں کو اس طرح مخصوص کرتے تھے (اسموئیل ١ : ١١) ۔ اس کی تفصیل گنتی باب ٦ میں درج ہے (مقابلہ کریں قضاۃ ١٣ : ٤ - ١٤)۔

نذارت کی مَنّت ماننے والے کو چار باتیں کرنی ضروری تھیں ۔
١ ۔ وہ تاکستان کی سب پیداوار کو کھانے اور پینے سے احتراز کرے۔
٢ ۔ اپنے بالوں کو بڑھنے دے اور اُسترے کا استعمال بالکل نہ کرے ۔
٣ ۔ کسی لاش کو نہ چھوئے اور ٤ ۔ کوئی چیز جو حرام ہو نہ کھائے
نذارت کی مَنّت عارضی یا دائمی ہوتی تھی ۔ یعنی صرف تیس دن کے لئے یا ساری عمر کے لئے ۔ دائمی نذرات کی مثال ہمیں سمسون، سموئیل اور یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی زندگی میں ملتی ہے (قضاۃ ١٣ : ٥؛ اسموئیل ١ : ١١؛ لوقا ١ : ١٥) ۔ عارضی نذرات کی مثال ابتدائی کلیسیا میں ملتی ہے (اعمال ١٨ : ١٨؛ ٢١ : ٢٣ - ٢٦) ۔

نرسنگا :- دیکھئے موسیقی کے ساز ٣ د، ہ؛ و۔

نرسنگے پھونکنے کی عید :- دیکھیں عیدیں ٤ ۔ مُقدّس مجمع۔

نرگس (کرکم) :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ٨٥ ۔

نرم مزاجی، نرمی :- یونانی کے جو دو لفظوں کا ترجمہ نرمی اور نرم مزاجی، مہربانی، حلیم وغیرہ کیا گیا ہے، وہ مطالعہ طلب ہیں۔ اپی آئی کیا epieikeia اور اپی آئی کیس۔
epieikes ۔ epieikeia اسم ہے ۔ نئے عہد نامہ میں یہ دو مرتبہ آتا ہے ۔ اعمال ٢٤ : ٤ میں اس کا ترجمہ مہربانی کیا گیا ہے اور ٢۔ کرنتھیوں ١٠ : ١ میں نرمی۔
epieikes صفت ہے اور یہ پانچ مرتبہ آیا ہے ۔ تین مرتبہ اس کا ترجمہ حلیم کیا گیا (١۔ تیمتھیس ٣ : ٣؛ یعقوب ٣ : ١٧؛ ١۔ پطرس ٢ : ١٨ ۔ یاد رہے کہ دیگر حوالوں میں حلیمی ایک مختلف یونانی لفظ کا ترجمہ ہے ۔ دیکھئے حلیمی)، ایک مرتبہ نرم مزاجی (فلپیوں ٤ : ٥) اور ایک مرتبہ نرم مزاج (ططس ٣ : ٢) ۔
نئے عہد نامہ میں اس لفظ کے استعمال سے بہت پہلے اس کا یونانی اخلاقیات میں ایک دلچسپ پسِ منظر تھا ۔ یہ اُس اعتدال کا آئینہ دار تھا جو رسمی قانون کی ایک بڑی خامی کی نشاندہی کرتا تھا ۔ اس کے مفہوم میں اس امر کا اعتراف ہے کہ بعض مرتبہ قانونی حقوق کو پورے طور پر حاصل کرنے میں اخلاقی ناانصافی کا ارتکاب ہو سکتا ہے ۔
مشہور عالم یونانی فلسفی ارسطو اس لفظ پر اپنی اخلاقیات کی کتاب میں بحث کے دوران لکھتا ہے کہ اپی آئی کیا نہ صرف صحیح اور منصفانہ ہے بلکہ بعض مرتبہ وہ انصاف سے بھی بہتر ہے ۔ اُس کی رائے میں اپی آئی کیا قانون کی اُس خامی کا ازالہ کرتا ہے جو قانون کی عمومیت اور غیر متعین حدود کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے ۔ ارسطو دو شخصوں کا مقابلہ کرتا ہے ۔ ایک وہ جو اپنے قانونی حقوق پورے طور پر حاصل کرنے کا خواہاں ہے ۔ دوسرا وہ شخص جو اس حقیقت سے واقف ہے کہ بعض مرتبہ قانون کا پورا پورا تقاضا کرنے سے انصاف کا خون ہو جاتا ہے ۔ ایسا آدمی جانتا ہے کہ بعض باتیں قانونی طور پر بالکل صحیح اور روا جب ہیں تاہم اخلاقی طور پہ بالکل غلط ۔ ایسا شخص جانتا ہے کہ قانون میں کب نرمی اور کب سختی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انصاف اور رحم کا توازن قائم رہے ۔ بنیادی طور پر یہ خیال خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے ۔ کیونکہ خدا شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے بھی مہربان ہو سکتا ہے ۔ جب پرانے عہد نامہ میں عبرانی لفظ عانا، عنواہ، عناواہ اور دوسرے ہم جنس لفظ آتے ہیں تو ان کا ترجمہ فروتنی، عاجزی وغیرہ سے کیا جاتا ہے ۔ لیکن جب یہ خدا کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو ان کا ترجمہ نرمی کیا جاتا ہے مثلاً ٢۔ سموئیل ٢٢ : ٣٦؛ زبور ١٨ : ٣٥ "تو نے مجھ کو اپنی نجات کی سپر بخشی . . . . . اور تیری نرمی نے مجھے بزرگ بنایا ہے"۔ اگرچہ لفظ نرمی اِن معنوں میں شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے تاہم اس التفاتِ الٰہی کا تصوّر پاک کلام

میں جگہ جگہ ملتا ہے اور یہ نجات کے بھید کی کنجی ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ اگر خدا انسان سے شریعت کا پورا تقاضا طلب کرتا تو انسان سزا کی چکی کے پاٹوں میں پس جاتا۔ لیکن خدا نہ صرف عادل ہے بلکہ رحیم بھی اور اُس کی نرمی نے انسان کو بزرگ بنایا ہے۔

لفظ اِپی آئی کیس epieikes اُس ایماندار کی ایک صفت بیان کرتا ہے جو مسیح کے نمونہ پر چلتا ہو۔

اُن صفات اور برائیوں پر بھی غور کیجئے جو نرمی سے تعلق رکھتی ہیں یا اس کے ساتھ رہ نہیں سکتیں ۱-تیمتھیس ۳: ۳؛ طِطُس ۳: ۲- (یہاں حلیمی اور نرمی کو دو مختلف صفات دکھایا گیا ہے)؛ ۱-پطرس ۲: ۱۸۔ نیز دیکھئے فروتنی، حلیمی۔

نسبت: ۱- تعلق - اِن معنوں میں یہ خروج ۲۲: ۹؛ یرمیاہ ۲۳: ۲۸؛ حزقی ایل ۲۴: ۱۹؛ لوقا ۲۲: ۳۷؛ یوحنا ۸: ۲۶ وغیرہ میں استعمال ہوا ہے۔

۲- منگنی- سگائی - رشتہ - ان معنوں میں یہ خروج ۲۱: ۸، ۹؛ ۲۲: ۱۶؛ گنتی ۳۰: ۶ وغیرہ میں استعمال ہوا ہے۔

نسب نامہ، خداوند یسوع مسیح کا: نئے عہد نامہ میں خداوند یسوع کے دو نسب نامے دیئے گئے ہیں (متی ۱: ۱-۱۶ اور لوقا ۳: ۲۳-۳۸) - ان نسب ناموں کو انجیل میں درج کرنے کی ضرورت اس لئے تھی کہ واضح کیا جائے کہ انسان کی نجات کوئی اتفاقیہ امر نہ تھا بلکہ یہ بنائے عالم سے طے شدہ الٰہی انتظام تھا جس کا وعدہ خدا نے ابرہام اور داؤد سے کیا تھا۔

یہ دو نسب نامے سطحی طور پر کچھ مشکلات پیش کرتے ہیں، تاہم اگر ان کا مطالعہ معروضی نگاہ سے دیانتداری اور غور سے کیا جائے تو اکثر مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔

پہلے ان دو نسب ناموں کا طائرانہ جائزہ لیں۔

متی رسول یہودی تھا۔ اس نے اپنی کتاب خاص طور پر یہودیوں کے لئے لکھی۔ اسی لئے وہ اس شجرہ کو ابرہام سے شروع کر کے یوسف تک لاتا ہے۔

لوقا غیر یہودی تھا اس لئے وہ مقدسہ مریم جو یوسف کی منگیتر تھیں سے شروع کر کے نسب نامہ کو آدم تک جو سب بنی نوع انسان کا باپ تھا، پہنچاتا ہے۔

متی اس شجرہ نسب کو داؤد سے اس لئے جوڑتا ہے کہ ثابت کرے کہ خدا نے جو وعدے اُس سے کئے تھے کہ المسیح داؤد کی نسل سے ہوگا کیسے یسوع مسیح میں پورے ہوئے (دیکھئے ۲-سموئیل ۷: ۱۲-۱۶؛ زبور ۸۹: ۲۹، ۳۶، ۳۷؛ ۱۳۲: ۱۱)۔

اسی طرح ابرہام کے ساتھ نسب نامے کو ملانے کا مقصد یہ ہے کہ جو وعدے خدا نے ابرہام سے کئے وہ بھی یسوع مسیح میں پورے ہوئے (دیکھئے پیدائش ۱۲: ۲، ۷؛ ۱۳: ۱۵؛ ۱۷: ۷؛ ۲۲: ۱۸؛ گلتیوں ۳: ۱۶)۔ متی کا اس نسب نامے کو تین برابر کے حصوں میں تقسیم کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ اس نسب نامے سے یہودی تاریخ کا ایک خلاصہ پیش کرے۔ پہلے چودہ نام یہودی قوم کا جو ابرہام سے شروع ہوئی، عروج دکھاتے ہیں کہ کس طرح یہ قوم داؤد بادشاہ کے زمانے میں ایک مضبوط سلطنت بن گئی۔ دوسرے چودہ نام اس قوم کے زوال اور اسیری کے دور کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آخری چودہ نام بتاتے ہیں کہ موعودہ مسیح کے آنے سے انسان گناہ کی غلامی سے مخلصی پا کر آزاد ہوتا ہے۔

متی کے نسب نامہ میں ایک غور طلب بات یہ ہے کہ یہودی رسم و رواج کے مطابق یادداشت کی آسانی کے لئے وہ اسے چودہ چودہ کے تین حصوں میں بانٹتا ہے۔ چونکہ اُس زمانے میں کتابیں عام دستیاب نہ ہوتی تھیں اس لئے لوگ خدا کے کلام کی باتوں کو ازبر کر کے محفوظ رکھ لیتے تھے۔ یہودیوں کے ہاں چودہ کا ہندسہ خاص معنی رکھتا ہے۔ اوّل تو یہ سات کا دُگنا ہے۔ سات ایک کامل عدد سمجھا جاتا ہے۔ دوم، عبرانی میں داؤد کے ہجے میں صرف تین حرف ہیں، یعنی دالتھ (اردو کا دال) اور واؤ (جو اردو کے واؤ کی مانند ہے) اور پھر دوسرا دالتھ (= د)۔ اعراب لگانے سے ان تین حرفوں کی آواز ہمارے اُردو کے نام داؤد سے ملتی جلتی ہے (دیکھئے اعراب)۔ ابجد کے حساب سے داؤد کے عبرانی ہجے کے اعداد کی جمع ۱۴ بنتی ہے (دیکھئے ابجد) یعنی د = ۴؛ و = ۶؛ د = ۴؛ کل ۱۴۔ شاید اس چودہ کے حساب کو قائم رکھنے کے لئے متی بعض شخصوں کے نام حذف کر جاتا ہے اور جیسے یہودی نسب نامہ مرتب کرنیوالوں کو اجازت تھی تصرفِ تاریخی استعمال کرتا ہے اسے غلطی نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ عین دستور کے مطابق تھا۔

ایک اور بات نہایت اہم ہے۔ متی کا نسب نامہ ولدیت کا شجرہ نسب نہیں بلکہ یہاں شاہی اور قانونی جانشینی کا سلسلہ دکھایا گیا ہے۔ متی ثابت کرتا ہے کہ خداوند یسوع داؤد کے تخت کے وارث ہیں۔ متی کے نسب نامہ میں جس یونانی لفظ کا ترجمہ "پیدا ہوا" کیا گیا ہے وہ صرف جسمانی پیدائش کی طرف اشارہ نہیں کرتا بلکہ قانونی تسلسل خاندان کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ قانون کے لحاظ سے یسوع یوسف کے بیٹے تھے (جسمانی لحاظ سے کنواری مریم کے۔ دیکھئے متی ۱: ۱۸-۲۳)۔ قانونی بیٹا ہوتے ہوئے وہ داؤد کے تخت کے حق دار تھے۔ یاد رہے کہ یہودی متبنّے کو وہی حق دیتے تھے جو ایک صلبی بیٹے کو حاصل تھا۔

متّی کے نسب نامہ کے سلسلہ میں یہ بات کچھ حیران کن ہے کہ متّی دستور کے خلاف تین عورتوں کا نام بھی درج کرتا ہے یعنی تمر (آیت ۳)، راحب (آیت ۵) اور روت (آیت ۵)۔ اس کے سوا وہ بت سبع کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے (آیت ۶)۔ غالباً متّی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ خدا نے دنیا کے کمزوروں، کمینوں اور حقیروں کو چن لیا کہ خدا کا جلال ظاہر کریں (مقابلہ کریں ۱-کرنتھیوں ۱: ۲۸)۔

لوقا کا نسب نامہ متّی سے اس لئے مختلف ہے کیونکہ اس میں سلسلۂ نسب مقدسہ مریم سے قائم کیا گیا ہے۔ وہ یسوع کا شجرۂ نسب مریم کے باپ عیلی سے لے کر داؤد، ابرہام اور آدم تک پہنچاتا ہے۔

اب ذرا ان دو نسب ناموں پر کچھ گہری نظر ڈالیں۔ چونکہ آدم سے ابرہام تک کا نسب نامہ متّی کی انجیل میں درج نہیں اس لئے ہمیں اسکے متعلق بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ لوقا اسے ۱-تواریخ ۱: ۱-۴؛ ۲۴-۲۷ اور پیدائش ۵: ۳-۳۲؛ ۱۱: ۱۰-۲۶ سے اخذ کرتا ہے۔ صرف ایک نام کا فرق ہے یعنی لوقا ارفکسد اور سلح کے ناموں کے درمیان (لوقا ۳: ۳۵، ۳۶) قینان کا نام درج کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوقا یونانی کا مشہور ترجمہ ہفتادہ استعمال کر رہا تھا (دیکھئے ہفتادہ) جو عبرانی کے متن سے اس جگہ مختلف ہے ابرہام سے داؤد تک دونوں فہرستیں یکساں ہیں۔

داؤد سے یوسف تک ناموں کی فہرست مختلف ہے۔ متّی رسول داؤد کے بیٹے سلیمان سے یہوداہ کے بادشاہوں کا سلسلہ جانشینی پیش کرتا ہے جسے وہ یکونیاہ (آیت ۱۱) تک لاتا ہے۔ لوقا داؤد کے ایک بیٹے ناتن جس کی ماں بت سبع تھی (۱-تواریخ ۳: ۵۔ یہاں بھی بت سوع ہیں) کا نسب نامہ اخذ کرتا ہے تاکہ دکھائے کہ یسوع جسم کے اعتبار سے داؤد کی نسل سے پیدا ہوئے (رومیوں ۱: ۳)۔

متّی کی انجیل میں یکونیاہ کے بعد سیالتی ایل اور زرُبابل آتے ہیں (۱۲)۔ یہ نام لوقا ۳: ۲۷ میں بھی آتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد فہرستیں پھر رُخ بدل لیتی ہیں۔

لوقا کی فہرست کا دوسرا نام غور طلب ہے (لوقا ۳: ۲۳)۔ عیلی کو یوسف کا باپ کہا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عیلی مریم کا باپ تھا۔ یاد رہے کہ یہودی دستور کے مطابق داماد بھی بیٹا ہی کہلاتا تھا۔ یوسف کے اپنے باپ کا نام یعقوب تھا (متّی ۱: ۱۶)۔ یہودی رواج اور دستور کے مطابق عام طور پر عورتوں کا نام نسب نامہ میں نہیں آتا تھا۔ اس لئے اگرچہ لوقا صاف طور سے لکھ چکا ہے کہ یسوع کنواری مریم سے پیدا ہوئے تو بھی وہ دستور کا لحاظ کرتے ہوئے مریم کا نام نسب نامے میں نہیں دیتا (لوقا ۱: ۲۶-۳۵)

نسر، عقاب:- دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۷۔

نسروک:- اسور کا ایک معبود جس کی پوجا نینوہ میں کی جاتی تھی۔ اس کے مندر میں سنحیرب کو اس کے دو بیٹوں اَدرملک اور شراضر نے قتل کیا (۲-سلاطین ۱۹: ۳۵-۳۷ اور یسعیاہ ۳۷: ۳۶-۳۸)۔ اس کا بدن انسان کا تھا اور سر عقاب کا۔

نشان:- مختلف عبرانی اور یونانی لفظوں کا ترجمہ نشان کیا گیا ہے۔

۱- قائن کے نشان (پیدائش ۴: ۱۵) کے لئے وہی لفظ استعمال ہوا ہے جس سے آیت کا لفظ بنتا ہے۔ دیکھئے آیت۔

۲- مالکانہ حقوق کا نشان۔ عبرانی حرف تاؤ۔ ان پڑھ لوگ تاؤ کا نشان بناتے ہیں اس لئے اس کا مطلب دستخط بھی ہے (ایوب ۳۱: ۳۵)۔ حزقی ایل نبی نے یہ نشان خاص لوگوں کی پیشانی پر دیکھا (۹: ۴، ۶)۔ اسی طرح آخری ایام میں خدا کے لوگوں پر مُہر لگائی جائے گی (مکاشفہ ۷: ۲، ۹)۔

۳- یونانی لفظ skopos بمعنی نصب العین کا ترجمہ بھی نشان کیا گیا ہے (فلپیوں ۳: ۱۴)۔

۴- یونانی لفظ stigma (گلتیوں ۶: ۱۷) کا مطلب داغنا ہے یعنی کسی گرم چیز سے نشان لگانا۔ عام طور پر مالک اپنے غلام اور جانوروں پر یہ نشان لگاتے تھے۔ پولس رسول کا مطلب ہے کہ خداوند کے واسطے اُس کے جسم پر یہ نشان لگے ہیں (جب اُس نے لسترہ وغیرہ میں دُکھ سہے ۲-تیمتھیس ۳: ۱۱؛ اعمال ۱۴: ۱۹)۔ یہاں پولس رسول اِن کا ذکر ختنہ کے مقابلے میں کرتا ہے کہ ختنہ صرف ظاہری نشان ہے جو ان یہودیوں کو جو اس پر زور دیتے ہیں کوئی تکلیف نہیں دیتا۔

۵- یونانی لفظ semeion خصوصاً یوحنا کی انجیل میں مسیح کے معجزوں کے لئے استعمال ہوا (متّی ۱۲: ۳۸؛ یوحنا ۲: ۱۱؛ ۳: ۲؛ ۴: ۴۸، ۵۴ کیتھولک ترجمہ یہاں کرشمہ ہے ۱۰: ۴۱ کرشمہ ۲۰: ۳۰ کرشمہ۔ ۱-کرنتھیوں ۱: ۲۲ کرشمہ)۔ نیز دیکھئے معجزہ (صفحہ ۱۱۹۳)۔

نشتر:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۵۔

نشید الاناشید:- کیتھولک ترجمہ میں غزل الغزلات کی کتاب کا نام۔ دیکھئے غزل الغزلات کی کتاب۔

نشیدِ درج:- دیکھئے معلوت۔ درجہ ۲۔

نصیب:- ایک گاؤں جس کا ذکر صرف یشوع ۱۵: ۴۳ میں ہے۔ یہ یہوداہ کے علاقے میں حبرون کے شمال مغرب میں ۱۰ میل کے فاصلے پر تھا۔ لفظ نصیب غالباً نصب سے ہے، یعنی لگایا گیا۔ یہاں ایک فوجی چھاؤنی تھی۔ موجودہ نام بیت نصیب ہے (= فوج کا گھر)۔

نضیاح - نِصیح :- (عبرانی = مخلصی)۔ ★ نتنیم میں سے ایک شخص جو زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۵۴)۔ نحمیاہ ۷: ۵۶ میں اس کے ہجے نضیاہ ہیں۔

نضیاہ - نِصیح :- (عبرانی = مخلصی)۔ ★ نتنیم کے خاندان کا ایک شخص جو زرُبابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۷: ۵۶)۔ عزرا ۲: ۵۴ میں اس کے ہجے نضیاح ہیں۔

نُطفہ :- ۱۔ شفاف پانی کی بوند۔ یہ موتی کی مانند ہے۔ قضاۃ ۸: ۲۶ اور یسعیاہ ۳: ۱۹ میں عبرانی میں اسی قسم کا لفظ نطی فوت ہے اور اس سے وہ بالیاں مُراد ہیں جو موتیوں سے بنی ہوں۔ دیکھئے زیوراتِ بائبل ۴

۲۔ وہ پانی (دھات، منی) جس سے حمل قرار پاتا ہے۔ یہ اردو ترجمہ میں پیدائش ۳۸: ۹؛ احبار ۱۵: ۱۷ میں آیا ہے۔ یہ عبرانی لفظ ذیرع (بیج) کا ترجمہ ہے (قب عربی ذرع = بیج)۔ نیز دیکھئے اونان۔

نطوفہ - نطوفاتی :- یہوداہ کا ایک گاؤں اور اُس کے باشندے۔ یہ یروشلیم سے تین میل جنوب میں واقع تھا (عزرا ۲: ۲۲؛ نحمیاہ ۷: ۲۶)۔ یہ گاؤں لادیوں کو دیا گیا تھا۔ نطوفاتیوں کا ذکر اکثر آتا ہے۔ داؤد کے اکثر لوگ یہاں سے منسوب ہیں (۲۔ سموئیل ۲۳: ۲۸، ۲۹؛ ۱۔ تواریخ ۲: ۵۴)۔

جدلیاہ حاکم کے قاتلوں میں سرایاہ بن تنحومت نطوفاتی کا ذکر آتا ہے (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۳)۔

نظر بند :- دیکھئے قید، قیدخانہ۔

نعراتہ :- افرائیم کی میراث کی حد پر ایک جگہ (یشوع ۱۶: ۷)۔ ۱۔ تواریخ ۷: ۲۸ میں اسے نعران کہا گیا ہے۔

نعران :- ایک شہر جو بنی افرائیم کے قبضے میں تھا (۱۔ تواریخ ۷: ۲۸)۔ اس شہر کو یشوع ۱۶: ۷ میں نعراتہ کہا گیا ہے۔

نعراہ :- (عبرانی = لڑکی)۔ تقوعہ کے باپ اشحور کی ایک بیوی (۱۔ تواریخ ۴: ۵)۔

نعری - نعرائی :- ازبی کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۱۱: ۳۷) اور داؤد بادشاہ کے لشکر کا ایک سورما۔

نعم - ناعم :- (عبرانی = اچھی اور خوشی کی بات)۔ یہوداہ کی اولاد سے، کالب کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۱۵)۔

نعماتی :- نعمان شہر کا رہنے والا۔ یہ ایوب نبی کے دوست ضوفر کا لقب تھا (ایوب ۲: ۱۱؛ ۱۱: ۱؛ ۲۰: ۱؛ ۴۲: ۹)۔

نعمان :- (عبرانی = خوبصورت، پسندیدہ)۔ دمشق کے بادشاہ بن ہدد کا نہایت کامیاب سپہ سالار اور بنی اسرائیل کا بڑا دشمن (مقابلہ کیجئے ۱۔ سلاطین باب ۲۰)۔ اس کی کہانی ۲۔ سلاطین باب ۵ میں مرقوم ہے۔ وہ "اپنے آقا کے نزدیک معزز و مکرم شخص تھا.... وہ زبردست سورما بھی تھا لیکن کوڑھی تھا" (۵: ۱-۲)۔ اگر وہ اسرائیل میں ہوتا تو اُسے انسانی سوسائٹی سے یقیناً نکال دیا جاتا (مقابلہ کیجئے احبار ابواب ۱۳، ۱۴)۔ لیکن ملک ارام یعنی سُریا میں وہ ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ نعمان کے گھر میں ایک چھوٹی یہودی اسیر لڑکی تھی۔ اس نے بتایا کہ اسرائیل میں ایک نبی ہے جو اُسے شفا دے سکتا ہے۔ پس بادشاہ نے نعمان کو الیشع نبی کے پاس شفا پانے کے لئے سامریہ بھیجا۔ نعمان، موقع محل کے مطابق اور اپنے عہدے کے شایانِ شان تحفے لے کر وہاں گیا۔

اگرچہ نعمان کی جس طریقے سے آؤ بھگت ہوئی اور جو صلاح نبی نے اُسے دی اُس کے باعث ناراض ہوا تو بھی اُس نے الیشع نبی کی ہدایات پر عمل کیا۔ اس میں زیادہ تر ہاتھ اس کے خادموں کا تھا جنہوں نے اُس سے کہا تھا کہ "اگر وہ نبی کوئی بڑا کام کرنے کا حکم تجھے دیتا تو اُسے نہ کرتا؟"

کوڑھ سے شفا پانے کے بعد نعمان نے اقرار کیا کہ اسرائیل کا خدا ہی سچا خدا ہے اور اُس نے "دو خچر" کنعان کی مٹی لے جانے کی درخواست کی۔ غالباً مٹی لے جانے کے پس پشت یہ قائلیت کارفرما تھی کہ یہوواہ کی پرستش صرف اس کی سرزمین ہی پر کی جاسکتی ہے (مقابلہ کیجئے خروج ۲۰: ۲۴)۔ مزید براں اس کی درخواست میں اس زمانے کے بت پرستوں کے "مذاہب میں اختلاط" کے تصور کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ وہ الیشع نبی سے سُریا میں اسرائیل کے خدا کی پرستش کرنے کے ساتھ ساتھ بت پرستی کی بھی اجازت طلب کرتا ہے، لیکن نبی اُس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔

اب نعمان کو کوڑھ سے شفا مل چکی تھی اور اس کے پاس نیا ایمان تھا اس لئے اُس نے بد دیانت جیحازی کو خوشی خوشی وہ تحفے دیئے جن کو خداوند کے نبی نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ایک یہودی روایت کے مطابق جس کا ذکر مشہور یہودی مورخ یوسیفس نے اپنی کتاب میں کیا ہے، نعمان ہی وہ شخص تھا جس نے "یوں ہی اپنی کمان کھینچی" اور شاہ اسرائیل اخی اب کو شدید زخمی کر دیا کہ وہ مر گیا (۱۔ سلاطین ۲۲: ۳۴) لیکن اس کا کبھی کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا گیا۔ نعمان کا ذکر مختصراً لوقا باب ۴ میں بھی آتا ہے۔

بنیمین کے ایک پوتے کا نام بھی نعمان تھا (پیدائش ۴۶: ۲۱) جس کی اولاد نعمانی کہلائی (گنتی ۲۶: ۴۰)۔ اہود کے بیٹے کا نام بھی یہی تھا (۱۔ تواریخ ۸: ۷)۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ اور متذکرہ بالا بنیمین

کا پوتا ایک ہی شخص ہیں۔

نعمت :- عمدہ چیز، عطیہ، تحفہ، انعام وغیرہ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ہدیہ۔

نعمتیں، روحانی :- دیکھئے روحانی نعمتیں۔

نعمہ :- (عبرانی = خوشگوار)۔ نعم کی تانیث۔
۱- لمک اور ضلہ کی بیٹی (پیدائش ۴: ۲۲)۔
۲- سلیمان کی بیوی، رحبعام کی ماں (۱- سلاطین ۱۴: ۲۱، ۳۱)۔
۳- ایک شہر کا نام جس کا ذکر یشوع ۱۵: ۴۱ میں ہے۔ یہ یہوداہ کے قبیلے کی میراث تھا۔

نعومی :- بیت لحم کے الیملک کی بیوی۔ موآب میں اُس کا خاوند اور بیٹے مرگئے وہ اپنی بہو موآبی روت کے ساتھ واپس آئی۔ اُس نے روت کی بوعز کے ساتھ شادی کرائی (روت ۱: ۱-۴: ۲۲)۔

نفت :- فارسی میں مٹی کے تیل کے لئے لفظ۔ یہ پیدائش ۱۴: ۱۰ اور ریفرنس بائبل میں پیدائش ۱۱: ۳ کے حاشیہ میں استعمال ہوا ہے۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے لئے دیگر جگہ رال، گارا وغیرہ استعمال ہوا ہے۔ یہ معدنی گاڑھا تیل نما مادہ تھا۔ دیکھئے رال۔

نفتالی :- ۱- یعقوب کا ایک بیٹا۔ یہ راخل کی لونڈی بلہاہ کا دوسرا بیٹا تھا۔ اِس بزرگ کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں۔ اِس کے چار بیٹے تھے (پیدائش ۴۶: ۲۴)۔ یعقوب نے اپنے اِس بیٹے کو کوئی خاص برکت نہیں دی جس سے اُس کی حیثیت ظاہر ہے (پیدائش ۴۹: ۲۱)۔
۲- نفتالی کا قبیلہ۔ گنتی کی کتاب میں قبیلوں کی فہرست میں نفتالی کا قبیلہ اچھا خاصا بڑا قبیلہ نظر آتا ہے۔ قادس برنیع میں اِس قبیلہ نے ۵۳۴۰۰ سپاہی مہیا کئے (گنتی ۱: ۴۳) اور یریحو کے مقابل دریا کے پار فوجی گنتی کے وقت اس کے سپاہی ۴۵۴۰۰ تھے (گنتی ۲۶: ۵۰)۔ بیابان میں نفتالی کا قبیلہ خیمۂ اجتماع کے شمال میں دان کی چھاؤنی کے جھنڈے کے تحت ڈیرہ ڈالتا تھا اور کوچ کے وقت اِس چھاؤنی کے قبیلے پشت پر ہوتے تھے۔ نفتالی کے قبیلہ کے سردار اخیرع نے مذبح کو مسح کرتے وقت اپنا ہدیہ سب سے آخر میں گذرانا (گنتی ۷: ۷۸)۔ میراث کی آخری تقسیم کے وقت نفتالی کو چھٹا حصہ ملا (یشوع ۱۹: ۳۲-۳۹) لیکن کئی لحاظ سے اُس کی میراث بہترین تھی۔

نفتالی کی میراث میں گلیل کی جھیل کا مغربی علاقہ اور دریائے یردن کے منابع کا علاقہ شامل تھا۔ یہ علاقہ گلیل کی جھیل کے جنوبی سرے سے شروع ہو کر تقریباً کوہ حرمون کے سامنے کے علاقے تک پہنچتا تھا۔ مغرب کی طرف یہ بحیرۂ روم کے آدھے راستے تک پہنچتا تھا اور اِس سے آگے آشر کا قبیلہ تھا۔ نفتالی کے بڑے بڑے شہر حسب ذیل تھے: حصور، گلیل کی جھیل کے شمالی سرے پر کنرت اور قادس نفتالی۔ موخرالذکر مغربی فلسطین میں پناہ کا انتہائی شمالی شہر تھا۔

قادس نفتالی، برق کا آبائی شہر تھا اور دبورہ کی حصور کی فتح میں نفتالی نے بڑا اہم کردار ادا کیا تھا (قضاۃ ۵: ۱۸)۔ اِس نے جدعون کی بھی مدد کی تھی (قضاۃ ۷: ۲۳)۔ نفتالی اُن علاقوں میں سے ایک تھا جہاں سے سلیمان بادشاہ کے لئے رسد پہنچائی جاتی تھی۔ اِس رسد کو بادشاہ کا داماد جمع کیا کرتا تھا (۱- سلاطین ۴: ۱۵)۔

چونکہ نفتالی کے شمالی علاقے کا دفاع کمزور تھا اس لئے بن ہدد نے اُسے آسانی سے فتح کر لیا (۱- سلاطین ۱۵: ۲۰)۔ بعدازاں شاہِ اسور تگلت پلاسر نے قریباً ۷۳۴ ق م میں نفتالی کو اپنے پہلے حملہ میں فتح کر لیا اور بن ہدد کو اسیر کر کے لے گیا (۲- سلاطین ۱۵: ۲۹)۔ اس نے اس علاقے میں غیر قوموں کو لاکر آباد کیا۔ یسعیاہ نبی نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے المسیح کی پیشینگوئی کی (یسعیاہ ۹: ۱)۔ متی رسول بیان کرتا ہے کہ المسیح نے کس طرح اس پیشینگوئی کو پورا کرتے ہوئے غیر قوموں کی گلیل میں منادی کی (متی ۴: ۱۴-۱۶)۔

نفتوح :- (عبرانی = کھلا ہوا۔ قب عربی افتتاح)۔ یہوداہ اور بنیمین کے قبیلوں کے علاقے کی سرحد پر ایک چشمہ (یشوع ۱۵: ۹؛ ۱۸: ۱۵)۔ خیال ہے کہ یروشلیم کے مغرب میں دو میل کے فاصلے پر جو نفتح (غالباً الافتاح کا مخفف) گاؤں ہے، وہ پرانا نفتوح ہی ہے۔

نفتوحی۔ نفتحیم :- مصر کا چوتھا بیٹا (پیدائش ۱۰: ۱۳؛ ۱- تواریخ ۱: ۱۱)۔

نفج :- (عبرانی = کونپل، کلی)۔
۱- اضہار کا بیٹا اور قورح اور زکری کا بھائی (خروج ۶: ۲۱)۔
۲- داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۲- سموئیل ۵: ۱۵؛ ۱- تواریخ ۳: ۷؛ ۱۴: ۶)۔

نفح۔ نوفح :- موآب کا ایک شہر (گنتی ۲۱: ۳۰)۔

نفس :- جان۔ روح۔ خواہش نفسانی وغیرہ۔
۱- یہ لفظ کلام مقدس کے اردو ترجمہ میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے اور یہ مختلف عبرانی اور یونانی الفاظ کا ترجمہ ہے۔

۱- پرانے عہد نامہ میں

(۱) استثنا ۱۱: ۶ میں "ذی نفس" تنفس کا ترجمہ ہے۔ عبرانی متن میں لفظ نفش نہیں ہے۔

(۲) استثنا ۲۰: ۱۶ میں ذی نفس عبرانی نشاماہ بمعنی دم یا روح

کا ترجمہ ہے۔ کیتھولک ذی روح ہے۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ یشوع ۱۰:۴۰ میں متنفس یعنی سانس رکھنے والا ہے (کیتھولک سانس لینے والا)، امثال ۲۰:۲۷ میں ترجمہ ★ ضمیر ہے۔

(۳،۴) امثال ۲۵:۲۸ اور ملاکی ۲:۱۵ میں یہ عبرانی ★ روائخ بمعنی رُوح کا ترجمہ ہے (کیتھولک۔ دونوں جگہ روح ہے)۔

ب۔ نئے عہد نامہ میں

(۵) ۱۔کرنتھیوں ۷:۵ میں یہ یونانی اکراسیہ akrasia کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ کراتوس بمعنی قوت، اختیار اور الف A بطور علامت منفی سے ترکیب دیا گیا ہے۔ یعنی (اپنے پر) اختیار نہ رکھنا۔ سو "غلبہ نفس" کا مطلب ہؤا اپنے پر خود ضبطی کی کمی (قب کیتھولک ترجمہ)۔ یہی یونانی لفظ متی ۲۳:۲۵ میں آیا ہے جہاں ترجمہ ناپرہیزگاری (کیتھولک بدپرہیزی) کیا گیا ہے۔

(۶) ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۴۵ میں یہ یونانی پُسوخے psyche کا ترجمہ ہے۔ اس کے معنی بہت وسیع ہیں اور یہ پرانے عہد نامہ میں عبرانی لفظ نفش بمعنی ★ جان ★ روح کا مترادف ہے۔ اس اہم یونانی لفظ کے نئے عہد نامہ میں استعمال کا تجزیہ ہم آگے پیش کر رہے ہیں۔

(۷) ۱۔تیمتھیس ۵:۱۱ میں یہ یونانی کتاستریناؤ katastreniao کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ ستریناؤ بمعنی حد سے بڑھ جانے کی موکّد یعنی پرزور شکل ہے۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے اس کے تاریخی پس منظر کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ پولس رسول تیمتھیس کو ہدایت کرتا ہے کہ نوجوان بیواؤں کو جلدی سے اُس فہرست میں شامل نہ کرے جو اُن عورتوں کی ہے جنہوں نے اپنے کو کلیسیا کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے (آیت ۹)۔ جو عورتیں کلیسیا کی خدمت کی مَنّت مانتی ہیں گویا خداوند مسیح اور کلیسیا کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کی نفسانی خواہشات بے قابو ہو جائیں تو گویا وہ مسیح کے خلاف ہو جائیں اور شادی کی خواہش کرتی ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلے ہی سے اُن کا نام خدمت گذاروں کی اس فہرست میں درج ہی نہ کیا جائے۔

۲۔ یونانی لفظ پسُوخے psyche کا تجزیہ۔ اس لفظ کے بنیادی معنی سانس، زندگی کا دم ہیں۔ پھر جان کے مختلف معنی ہیں جن میں نفس، دماغ، ذہن شامل ہیں (قب سائکولوجی psychology علم نفسیات)۔

نئے عہد نامہ میں اس کا ترجمہ اکثر جان وغیرہ سے کیا گیا ہے (دیکھئے جان) تاہم اس کے مختلف استعمال ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) بدن کی طبیعی زندگی۔ متی ۲:۲۰؛ لوقا ۱۲:۲۲؛ اعمال ۲۰:۱۰؛ مکاشفہ ۸:۹؛ ۱۲:۱۱۔ یہاں اردو ترجمہ میں جان ہے۔ قب احبار ۱۷:۱۱؛ ۲۔سموئیل ۱۴:۷؛ آستر ۸:۱۱۔ عبرانی میں ان حوالوں میں لفظ نفش ہے۔

(۲) انسان کا غیر مادی نادیدنی عنصر۔ متی ۱۰:۲۸۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ روح۔ کیتھولک جان؛ اعمال ۲:۲۷۔ جان۔ قب ۱۔سلاطین ۱۷:۲۱۔ جان۔ کیتھولک روح۔ عبرانی نفش۔

(۳) بے جسم آدمی۔ جسم روح کا زمینی لباس ہے اس لئے جسم کو اُتارنا گویا ننگا پن ہے ۲۔کرنتھیوں ۵:۳،۴؛ مکاشفہ ۶:۹۔

(۴) شخصیت کا مرکز۔ لوقا ۹:۲۴۔ جان۔ اس کی تشریح ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں آیت ۲۵ میں "اپنے آپ کو" سے کی گئی ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں "اپنے آپ" ہے۔ عبرانیوں ۶:۱۹؛ ۱۰:۳۹ قب یسعیاہ ۵۳:۱۰ (جان۔ عبرانی نفش) اور ۱۔تیمتھیس ۲:۶ (اپنے آپ کو)۔

(۵) نفس انسان میں وہ مدرک یا لحواس عنصر ہے جو جذبات، احساسات اور سوچ کا مرکز ہے متی ۱۱:۲۹؛ لوقا ۱:۴۶؛ ۲:۳۵۔ (جان)؛ اعمال ۱۴:۲، ۲۲ (دلوں) قب زبور ۸۴:۲؛ ۱۳۹:۱۴؛ یسعیاہ ۲۶:۹۔ عبرانی میں اِن تینوں حوالوں میں نفش ہے۔

(۶) عزم اور ارادے کا مرکز۔ متی ۲۲:۳۷؛ اعمال ۴:۳۲۔ جان؛ افسیوں ۶:۶۔ دل؛ فلپیوں ۱:۲۷۔ جان؛ عبرانیوں ۱۲:۳۔ دل قب استثنا ۱۱:۱۳۔ اُردو دل عبرانی نفش؛ گنتی ۲۱:۴۔ اُردو جان۔ عبرانی نفش۔

(۷) خواہش کا مرکز مکاشفہ ۱۸:۱۴۔ دل قب زبور ۱۰۷:۹۔ جان؛ امثال ۶:۳۰۔ پیٹ یسعیاہ ۵:۱۴۔ پروٹسٹنٹ ہوس کیتھولک معدہ؛ یسعیاہ ۲۹:۸۔ پروٹسٹنٹ جی۔ کیتھولک جان۔ پرانے عہد نامہ کے سب حوالوں میں نفش ہی ہے۔

(۸) شخص۔ افراد۔ اعمال ۲:۴۱، ۴۳۔ لوگ، شخص؛ رومیوں ۲:۹۔ جان؛ یعقوب ۵:۲۰۔ جان؛ ۱۔پطرس ۳:۲۰۔ جان؛ ۲۔پطرس ۲:۱۴۔ دل؛ قب پیدائش ۱۲:۵؛ ۱۴:۲۱۔ آدمی؛ احبار ۴:۲۔ کوئی شخص، حزقی ایل ۲۷:۱۳۔ غلام؛ عبرانی میں ہر جگہ نفش ہے۔ لاش کو بھی عبرانی میں مُردہ نفش کہا گیا ہے گنتی ۶:۶؛ اور جانوروں کے مردہ جسم کو بھی "جان" (عبرانی نفش) کہا گیا۔ احبار ۲۴:۱۸ "جان کے بدلے جان"۔

(۹) صیغۂ متکلم کو زوردار بنانے کے لئے بھی نفش اور پُسوخے استعمال ہؤا ہے یوحنا ۱۰:۲۴۔ ہمارے دل؛ عبرانیوں ۱۰:۳۸۔ میرا دل؛ قب پیدائش ۱۲:۱۳۔ میری جان؛ گنتی ۲۳:۱۰۔ "مَیں" عبرانی نفشی بمعنی میرا نفس ہے۔ قضاۃ ۱۶:۳۰۔ مجھے بھی۔ کیتھولک میری جان۔ عبرانی نفش۔ عبرانیوں ۴:۱۲ کی عبارت ایک بڑی مشکل پیش کرتی ہے۔ اس میں جان اور روح (کیتھولک نفس اور روح) کی ماہیت اور حلقۂ عمل میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ کلام مُقدّس میں عام طور پر روح جان (نفس) سے اعلیٰ عنصر ہے۔ رُوح کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ انسان کی زندگی کا وہ عنصر ہے جو اُسے خاص طور سے خدا کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے "اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہؤا" (پیدائش ۲:۷)۔ جسم مادی شے ہے اور وہ روح اور جان (نفس) سے زندہ ہے۔

ذیل کے حوالوں میں انسان جان (یونانی پُسوخے psyche یعنی نفس) اور بدن (یونانی سوما soma) سے مل کر بنتا ہے۔ متی ۶: ۲۵؛ متی ۱۰: ۲۸ (پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اگرچہ یہاں لفظ روح استعمال ہُوا ہے یونانی متن میں پُسوخے ہی ہے۔ کیتھولک ترجمہ جان ہے)؛ لوقا ۱۲: ۲۰، ۲۳؛ اعمال ۲۰: ۱۰۔ تاہم ذیل کے حوالوں میں اس سلسلے میں بدن (یونانی سوما soma) اور روح (یونانی پینوما pneuma کا ذکر ہے۔ لوقا ۸: ۵۵؛ ۱-کرنتھیوں ۵: ۳؛ ۷: ۳۴؛ یعقوب ۲: ۲۶۔

متی ۲۶: ۳۸ میں جذبات کا تعلق جان سے ہے۔ یوحنا ۱۳: ۲۱ میں ان کا تعلق رُوح سے ہے۔ قب۔ زبُور ۴۲: ۱۱۔ جان (عبرانی نفش) اور ۱-سلاطین ۲۱: ۵ جی (دل) عبرانی روئیخ)۔ زبُور ۳۵: ۹ میں "میری جان خداوند میں خوش رہے گی" (عبرانی نفش) اور لوقا ۱: ۴۷ میں "میری رُوح میرے منجی خدا سے خوش ہوئی" (یونانی۔ پینوما)۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بدن اور روح کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے لیکن رُوح اور جان میں صرف ذہنی تمیز کی جا سکتی ہے۔

نفسانی:- ★ نفس سے منسوب۔

لفظ نفسانی پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں ایک مرتبہ (زبور ۱۰: ۳) جہاں یہ عبرانی لفظ نفش بمعنی جان کا ترجمہ ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے جان۔ نفس ۲۔

نئے عہدنامہ میں یہ لفظ چھ مرتبہ آیا ہے (۱-کرنتھیوں ۲: ۱۴؛ ۱۵: ۴۴؛ ۱۵: ۴۴۔ دو مرتبہ؛ یعقوب ۳: ۱۵؛ یہوداہ ۱: ۱۹)۔ یہ یونانی پسو خیکوس psychikos کا ترجمہ ہے۔ پسوخے psyche ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ اس کے مختلف معنوں کا تفصیلی جائزہ نفس ۲ میں کیا گیا ہے۔ لفظ پسوخیکوس psychikos اسم صفت ہے۔ نئے عہدنامہ میں یہ نفس psyche کے وسیع تر معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ یعنی نفس محض جان کے لئے نہیں آیا بلکہ یہ روحانی زندگی پنیوماتیکوس pneumatikos اور طبعی زندگی میں تمیز کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ان معنوں میں psyche سے مراد احساسات، جذبات اور سوچ کی طبیعی زندگی ہے جس میں خدا سے شعوری تعلق کا تصوّر موجود نہیں۔

نفسانی جسم، روحانی جسم۔ ۱-کرنتھیوں ۱۵ب میں نفسانی جسم اور روحانی جسم (جسے آسمانی جسم بھی کہا گیا ہے آیت ۴۰) کا ذکر ہے۔ نفسانی جسم نفس کی کارگزاری اور عمل کا وسیلہ ہے۔ اس کے مقابلے میں روحانی جسم (اس کی تعریف یہاں بیان نہیں کی گئی) ایک ایسا جسم ہے جو ضروری نہیں کہ روح سے ترکیب دیا گیا ہو لیکن جیسا بھی ہے وہ روح کے کاموں کے لئے ایک موزوں آلۂ کار ہے۔ اس روحانی جسم کے متعلق ہمیں پاک کلام میں چند بکھرے ہوئے اشارے ملتے ہیں۔ قیامت کے دن جی اُٹھنے کے بعد جو جسم ہمیں ملے گا وہ غیرفانی ہوگا (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵۱-۵۴)۔ یہ ہمارے موجودہ جسم کی مانند ہوگا مگر اس کی ماہیّت فرق ہوگی۔ خداوند مسیح جی اُٹھنے کے بعد غالباً ایسا ہی جسم رکھتے تھے جو اگرچہ بدل گیا تھا لیکن پہچانا جاتا تھا (یوحنّا ۲۰: ۱۴، ۱۶، ۲۱: ۴، ۷)۔ شاگرد اُسے چھو سکتے تھے (یوحنّا ۲۰: ۱۷، ۲۷)۔ وہ کھانا کھاتا تھا (یوحنّا ۲۱: ۱۳؛ لوقا ۲۴: ۴۳)۔ وہ بند دروازے سے داخل ہو سکتا تھا (یوحنّا ۲۰: ۱۹، ۲۶)۔ وہ نظر سے غائب بھی ہو سکتا تھا (لوقا ۲۴: ۳۱)۔

پولس رسول کا نفسانی آدمی سے کیا مطلب ہے؟ اِس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے نفسانی آدمی، روحانی آدمی اور جسمانی آدمی کے تصوّر کے متعلق ایک تقابلی جائزہ لینا ضروری ہے۔ تاہم یہ بات ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیئے کہ یہ تینوں ایسی اصطلاحیں ہیں جن کا مفہوم لغوی معنوں سے کچھ فرق ہے۔

۱۔ نفسانی آدمی

یونانی پسُوخیکوس psyche-psychikos سے منسوب۔ نفسانی آدمی طبیعی آدمی ہے، جیسے آدم تھا۔ آدم کے متعلق پاک کلام میں لکھا ہے "خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہُوا" (پیدائش ۲: ۷۔

عبرانی وَیہِی ھاآدم لَنفش خیّاہ
اور ہُوا انسان جان جیتی

اسی کا ترجمہ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۵ میں یوں ہے "آدم زندہ نفس بنا")۔ سب بنی آدم آدمؑ کی طرح نفسانی ہیں۔ وہ طبیعی طور پر قوانینِ قدرت کے مطابق آدمؑ سے پیدا ہوئے اور انہوں نے اُس کی نفسانی صلاحیتوں کو ورثے میں پایا۔ احساسات، جذبات اور ادراک آدمی کے طبیعی کردار کا حصّہ ہیں۔ ان کی نشوونما سے وہ مہذب، تعلیم یافتہ، شائستہ اور شریف بن سکتا ہے۔ وہ قدرتی خصائل کو اپنے میں بڑھا سکتا ہے، تاہم وہ روحانی نہیں ہے۔ وہ خدا کی رُوح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ وہ نئے سرے سے پیدا نہیں ہُوا۔ اُس میں نفس (جان) ہے لیکن روحانی طور پر وہ مُردہ ہے۔ اس لئے اس کی سمجھ اور احساسات اور جذبات جسم اور نفس (دماغ) کے طبیعیاتی دائرہ تک ہی محدود رہتے ہیں جب کہ کلامِ پاک کا دائرہ روحانی اور طبیعی دنیا دونوں پر حاوی ہے۔ اس لئے نفسانی آدمی روحانی چیزوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کے لئے یہ حماقت کی باتیں ہیں کیونکہ وہ انہیں پہچان نہیں سکتا (رومیوں ۱: ۲۸۔ تشریح کے لئے دیکھئے نامقبولیت)۔

اس کے برعکس روحانی آدمی روحانی باتوں کو پرکھنے کی استعداد رکھتا ہے۔ وہ کتابِ مُقدّس کی باتوں کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ صرف روحانی طور پر سمجھی جا سکتی ہیں (۱-کرنتھیوں ۲: ۱۳-۱۶)۔ رسول روحانی باتوں کے ذریعہ سے روحانی باتوں کا بیان کرتے ہیں (ریفرنس بائبل ہیں

آیت ۱۳ کا حاشیہ)۔

۲۔ روحانی آدمی۔ پنیوماتیکوس pneumatikos

اس شخص میں طبیعی زندگی کے علاوہ روحانی زندگی بھی ہے۔ طبیعی زندگی اُسے آدم کی نسل ہونے کی وجہ سے ملی ہے، روحانی زندگی مسیح میں نئے سرے سے پیدا ہونے سے بخشی گئی ہے۔ یوں وہ دو طرح کی زندگی کا مالک ہے کیونکہ اُس کی دو پیدائشیں ہوئی ہیں۔ پہلی پیدائش آدم کی نسل ہونے سے ہوئی۔ دوسری پیدائش مسیح میں رُوح سے پیدا ہونے سے واقع ہوئی (یوحنا ۳: ۶، ۷)۔ جس طرح طبیعی (نفسانی) زندگی میں انسان بچے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے اور صحیح خوراک سے بتدریج بڑھتا اور بالغ ہوتا ہے؛ اُسی طرح روحانی پیدائش کے بعد پہلی خوراک روحانی دودھ ہے (۱۔ کرنتھیوں ۳: ۲ قب عبرانیوں ۵: ۱۲)۔ جب تک اس روحانی زندگی کو روحانی خوراک ملتی رہتی ہے وہ ترقی کرتی اور پنپتی رہتی ہے۔ چونکہ اس روحانی زندگی کا منبع مسیح ہیں (۱۔ یوحنا ۵: ۱۲) اس لئے روحانی آدمی مسیح کی مانند بنتا چلا جاتا ہے۔ نفسانی آدمی اپنے ماں باپ کے خصائل کو ورثہ میں لیتا ہے۔ روحانی آدمی کے کردار کا بھید اس میں ہے کہ اُس میں مسیح کی عقل ہے (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۶)۔ ٹھیک ٹھیک "مسیح کا تفکر"۔ اس کے لئے یونانی لفظ نُوس nous ہے جس کے معنی عام طور پر سوچنے، سمجھنے، محسوس کرنے، پرکھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کے ہیں۔ فلپیوں ۲: ۵ میں پولس رسول اسی خیال کو یوں پیش کرتا ہے "ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا"۔ پاک رُوح مسیحی کے لئے ممکن کرتا ہے کہ وہ خداوند مسیح کے نقطۂ نظر سے ہر معاملے کا جائزہ لے اور اسی کے مطابق عمل کرے۔

روحانی آدمی بھی نفسانی آدمی کی طرح دورِ طفولیت سے گزرتا ہے۔ وہ بالغ پیدا نہیں ہوتا۔ اُسے بڑھنے کے لئے نفسانی آدمی کی طرح توانائی اور ورزش درکار ہوتی ہے۔ توانائی خوراک سے حاصل ہوتی ہے اور ورزش کے لئے عمل ضروری ہے۔ روحانی پیدائش اِس بات کی ضمانت نہیں کہ روحانی آدمی بالغ ہو جائے گا۔ بالغ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ باقاعدگی سے صحت مند خوراک کھائی جائے اور ورزش کا عمل جاری رہے (پاک کلام کا درست مطالعہ، دوسروں سے رفاقت اور نیک کام اس کا روحانی پہلو ہیں)۔ اگر ہم بالغ ہونے میں ناکام رہیں تو ہم تیسری قسم کے آدمی بن جاتے ہیں۔

۳۔ جسمانی آدمی۔

یونانی سرکیکوس sarkikos جو سرکس sarx کی صفاتی شکل ہے۔ اس کے معنی گوشت، جسم وغیرہ ہیں (دیکھئے گوشت۔ جسم۔ بدن)۔ جسمانی آدمی وہ شخص ہے جس کی روحانی ترقی رُک گئی ہو۔ وہ نئے سرے سے پیدا تو ہوا ہے لیکن جسم کی خواہشوں میں زندگی بسر کرتا اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتا ہے (افسیوں ۲: ۳ قب ۱۔ کرنتھیوں ۳: ۱-۴) اس لئے وہ ابھی بچہ ہی ہے۔ وہ پاک کلام کی صرف سادہ باتیں (دودھ) سمجھ سکتا ہے۔

جسمانی آدمی وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جو نئی پیدائش کے بعد دوبارہ جسمانی اور نفسانی طریق پر چلنے لگے۔ یہ شخص روحانی ترقی کے پہلے مرحلہ پر ہی رُک گیا ہے اور کمال کی طرف قدم نہیں بڑھاتا (قب عبرانیوں ۵: ۱۲-۶: ۱-۴)۔ حسد، جھگڑے، پارٹی بازی اس کی جسمانی زندگی ظاہر کرتے ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۳: ۱-۵)۔

روحانی آدمی کو بھی جسمانی زندگی کے تقاضوں سے پالا پڑتا ہے لیکن اُس کی زندگی کا بھید یہ ہے کہ اُس کی روحانی زندگی اُس کی جسمانی زندگی پر پورے طور پر حاوی ہے۔ یہ روحانی اور جسمانی کشمکش انسانی زندگی میں جاری رہے گی (رومیوں ۷: ۱۴، ۲۴)۔ جب تک ہم جسم میں ہیں یہ فیصلہ ہم خود کر سکتے ہیں کہ رُوح کے موافق چلیں یا جسم کے موافق (گلتیوں ۵: ۱۶ ما بعد)۔ پولس رسول کہتا ہے کہ "اگر ہم رُوح کے سبب سے زندہ ہیں تو رُوح کے موافق چلنا بھی چاہئے" (گلتیوں ۵: ۲۵)۔

انسان کی ثنوی اور ثلاثی تقسیم کے لئے دیکھئے جان کا آخری حصّہ۔

نفی ایل۔ نعی ایل:- آشر اور زبولون کے قبیلوں کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹: ۲۷)۔

نفیر:- دیکھئے موسیقی کے ساز ۲ و

نفیس۔ نافیش:- (عبرانی = "تازگی")۔ اسمٰعیل کا ایک بیٹا۔ اس کے قبیلے کو روبن، جد اور منسی کے آدھے قبیلے نے لڑکر زیر کر لیا (پیدائش ۲۵: ۱۵؛ ۱۔ تواریخ ۱: ۳۱؛ ۵: ۱۹)۔ ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آکر ہیکل میں خدمت کرتے تھے (عزرا ۲: ۵۰۔ نفی سیم۔ نحمیاہ ۷: ۵۲ نفوشسیم)۔

نفی سیم۔ نفوسیم:- نتنیم کی نسل سے ایک شخص (عزرا ۲: ۵۰)۔ نیز دیکھئے نفیس۔

نقاب:- منہ ڈھانکنے کا پردہ۔ باحیا عورتیں اپنا سارا بدن اوڑھنی یا برقع سے ڈھانپتی تھیں۔ وہ کپڑا جو منہ پر ڈالا جاتا نقاب کہلاتا ہے (غزل الغزلات ۴: ۱)۔ موسیٰ جب خدا کے حضور سے لوگوں کے درمیان آتا تھا تو اُن سے باتیں کرنے کے بعد وہ اپنے منہ پر نقاب ڈالتا تھا کیونکہ اُس کا چہرہ نور سے چمکتا تھا (خروج ۳۴: ۳۳ مقابلہ کریں متی ۱۷: ۲)۔

پولس رسول نقاب ڈالنے کی ایک اور وجہ بھی بتاتا ہے، یعنی موسیٰ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا تاکہ بنی اسرائیل اُس مٹنے والے جلال کے انجام کو نہ دیکھیں (۲۔ کرنتھیوں ۳: ۱۳)۔

نیز دیکھئے پردہ۔

نقایہ کا عقیدہ:۔ دیکھئے عقیدہ، نقایہ کا۔

نقایہ کی مجلسِ عامّہ:۔ یہ مجلس شہنشاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء میں نقایہ کے مقام پر (قدیم ایشیائے کوچک میں ایک شہر جس کا موجودہ نام اسنک ہے اور اب ایران میں ہے) منعقد کروائی تاکہ اریوسی بدعت کا جو کلیسیا کی وحدت کے لئے خطرناک ثابت ہو رہی تھی، حتمی فیصلہ کیا جائے۔

اریُس (وفات ۳۳۶ء) سکندریہ کا ایک پریسبٹر تھا جو یہ تعلیم دیتا تھا کہ مسیح کامل مخلوق ہیں اور خدا باپ کے جوہر سے نہیں ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ مولود ہوئے وہ وجود میں نہیں تھے۔ اریُس ایک شکیل و جمیل اور فصیح اللّسان شخص تھا اور وہ نہایت باضابطہ اور نیک سیرت زندگی بسر کرتا تھا۔

عوام اُس کے شیدائی تھے اور بہت سے لوگ اُس کی تعلیم کی پیروی کرتے تھے، لیکن بعض لوگوں نے اُس کے خیالات کو رد کر دیا تھا۔ شہنشاہ قسطنطین کا مجلسِ عامّہ کو بلانے کا مقصد یہ تھا کہ اس امر کا فیصلہ کیا جائے کہ راست عقیدہ کونسا ہے۔ کلیسیا کے تمام حصص سے ۳۰۰ بشپوں نے اس میں شرکت کی۔ سلطنت کے مغربی حصّہ کے مقابلے میں بشپوں کی زیادہ تعداد مشرقی حصّہ اور مشرقی ممالک سے تھی۔ تاہم ایک مغربی بشپ، ہوسیس نے جو ملکِ سپین کا باشندہ تھا، اس مجلس کی صدارت کی۔ سب بشپ صاحبان نقایہ کے عظیم گرجا میں جمع ہوئے اور شہنشاہ قسطنطین نے مجلس کا افتتاح کیا۔ یہ مجلس تین دن تک جاری رہی۔ اریُس نے اپنے نظریہ کی توضیح اور تشریح کی۔ کثیر التعداد بشپوں نے اپنے کانوں کو بند کر لیا اور سب باآوازِ بلند چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ ایسی تعلیم کلیسیا کی مسلّم تعلیم نہیں ہے لیکن جب انہوں نے اپنے مسلّمات کو الفاظ کا جامہ پہنانے کی سعی کی تو انہیں یہ کام مشکل نظر آیا۔ وہ اس بات پر رضامند تھے کہ صرف ایسے الفاظ کو استعمال کریں جو عہدِ جدید کے اوراق میں موجود ہیں۔ وہ کسی بھی اصطلاح پر متفق الرائے نہ ہو سکے۔

اس مجلس میں ایک سلجھا ہوا شخص بنام اتھانیسیس موجود تھا جو ایک ڈیکن تھا اور سکندریہ کے بشپ کے ہمراہ آیا ہوا تھا۔ اُس نے مجلس کو یہ تجویز پیش کی کہ وہ دورِ جدید میں جدید اصطلاحات کو استعمال کرنے سے خائف نہ ہوں اور محض عہد نامہ جدید کے الفاظ سے نہ چمٹے رہیں بلکہ وہ اپنے زمانے کی زبان کو سچائی کے اظہار کے لئے استعمال میں لائیں۔ آخرکار مجلس نے گہرے غور و خوض اور دلسوز دعاؤں کے بعد مسیحی ایمان کا ایک بیان مرتّب کیا یعنی ایک عقیدہ جو اب نقایہ کے عقیدے سے موسوم ہے۔ دیکھئے عقیدہ نقایہ کا۔ اس مجلس نے ایسٹر کی تاریخ کا بھی فیصلہ کیا۔

نقب - ناقب:۔ نفتالی کی شمال مشرقی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۹ : ۳۳)۔

نقدی:۔ دیکھئے سکّہ جاتِ بائبل، نقدی۔

نقش و نگار:۔ دیکھئے فنونِ لطیفہ ۲۔

نقطہ اور شوشہ:۔ یہ دو لفظ خداوند یسوع مسیح نے پاک کلام کے دوامی ہونے کے سلسلے میں پہاڑی وعظ میں استعمال کئے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" (متی ۵ : ۱۸)۔ اردو ترجمہ یونانی متن کا مفہوم صحیح طور پر ادا کرتا ہے۔ تاہم دلچسپی کی خاطر ہم یہاں اُن دو یونانی لفظوں کے معنی دیتے ہیں جو متن میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ ایوتا۔ یونانی حروفِ تہجی کا نواں حرف جو قد و قامت میں سب سے چھوٹا ہے۔ یہ عبرانی کے حرف یود کی مانند ہے جو عبرانی حروفِ تہجی میں سب سے چھوٹا حرف ہے۔ اردو میں نقطہ یعنی بندی اس کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

۲۔ قیریا۔ اس کے معنی چھوٹا سینگ ہیں (قب عربی قرن)۔ یہ سینگ نما علامت بعض عبرانی حروف میں جو شکل میں ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں تمیز کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اردو میں اُس علامت کو شوشہ کہتے ہیں جو ہائے ہوز (ہ) کے نیچے ہوتی ہے جیسے کاہن اور ہیکل میں "ہ"، "نشان"۔ سین اور شین (س - ش) کے دندانوں کو بھی شوشہ کہتے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ توریت کی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی نہ ٹلے گی۔

خداوند مسیح فریسیوں کی ریاکاری کو بے نقاب کرتے ہیں کیونکہ وہ توریت کے سلسلے میں چھوٹے سے چھوٹے حرف کو صحیح لکھنے اور اُس پر عمل کرنے پر زور دیتے تھے لیکن اپنی تشریح سے اس کی اصل روح کو نظر انداز کر دیتے تھے (لوقا ۱۶ : ۱۷)۔ آیت کے آخری حصّے کی یعنی "جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" کی دو ممکن تشریحات ہیں:

۱۔ توریت کے احکام دنیا کے آخر تک قائم رہیں گے۔

۲۔ توریت کے احکام تب تک قائم رہیں گے جب تک مسیح اُن کو اپنی تعلیم اور قربانی سے پورا نہ کریں گے کیونکہ وہ ان کو پورا کرنے آئے تھے (متی ۵ : ۱۷؛ رومیوں ۱۰ : ۴؛ ۱۳ : ۸؛ گلتیوں ۳ : ۲۴)۔

نقل و حمل اور تجارت :-

۱- پُرانے عہد نامے میں تجارت

ابرہام ایک تجارتی بندرگاہ یعنی کسدیوں کے اُور سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ خلیج فارس کے سرے پر واقع تھی اور اسی کے پانیوں میں انسان نے پہلی مرتبہ گہرے سمندر میں جہاز رانی سیکھی۔ سندھ (پاکستان) میں مہنجوڈارو کے مقام پر کھدائی کے دوران اُور کے ظروف ملے ہیں۔ بلاشبہ اُور خلیج فارس اور جزیرہ عرب کے سمندری تجارتی راستے میں اور وادئ فرات کے قافلوں کے راستوں میں ایک تجارتی مرکز تھا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان سب سے زیادہ محفوظ اور آسان راستہ یہاں ہی سے گزرتا تھا۔ یہ حقیقت کہ ابرہام کے پاس بہت سا سونا، چاندی اور بھیڑ بکریاں تھیں (پیدائش ۱۳: ۲؛ ۲۴: ۲۲، ۵۳) اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اُس کی جنم بھومی بہت دولت مند اور تجارتی مرکز تھی جہاں سے بلاشبہ صحرا اور شہروں کے درمیان تجارت ہوتی تھی۔ مشرق وسطیٰ میں اِس ابتدائی تجارت کے دلالوں کا تعلق صحرا ہی سے تھا۔

مصری ابتدا ہی سے ایک عظیم تجارتی قوم تھی۔ دیوار پر بنی ہوئی ایک مشہور تصویر یہ دکھاتی ہے کہ ملکہ ہتشیپسُت Hatshepsut نے مسیح سے ۱۴ سو سال پیشتر ایک تجارتی مہم سومالیہ کے ساحل پر پنت Punt میں بھیجی۔ اور ایک دلچسپ پپیرس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس کے تین صدیوں بعد ون۔آمون Wen-Amon نے اعلیٰ قسم کے دیودار کی تلاش میں ساحل لبنان کی طرف ایک مہم بھیجی۔ ملکہ ہتشیپسُت Hatshepsut نے جو تجارتی مہم بھیجی تھی اُس کا مقصد مُر کے درختوں کی تلاش تھی کیونکہ مصریوں کو اپنی رسومات میں خوشبو جلانے کے لئے مُر اور لوبان کی سخت ضرورت تھی۔ یہ دونوں وہاں بہتات سے ملتی تھیں اور مصر کو قافلوں کے شمال مغربی راستوں سے جو جزیرہ نما عرب میں سے گذرتے تھے بھیجی جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ غلاموں کی نفع بخش تجارت بھی ہوتی تھی۔ یوسف کو اسمٰعیلوں کے ایک ایسے ہی قافلہ کے ہاتھ فروخت کیا گیا تھا جو مُر لے کر مصر جا رہا تھا (پیدائش ۳۷: ۲۵)۔ مصر کی اس درآمد کے خسارہ کو اناج کی برآمد اور مصر کے زیرِ تسلط علاقوں سے خراج وصول کر کے پورا کیا جاتا تھا۔ بائبل کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اناج کے بدلے چاندی تول کر وصول کی جاتی تھی (پیدائش ۴۱: ۵۷؛ ۴۲: ۳، ۲۵، ۳۵؛ ۴۳: ۱۱، ۱۲، ۲۱)۔ مصر بھاری تعداد میں قیمتی پتھر اور دھات بھی درآمد کرتا تھا جس کا کچھ حصہ ہندوستان سے بحیرہ قلزم تک لایا جاتا تھا اور وہاں سے اُس نہر کے ذریعہ جو عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لئے دریائے نیل تک کُھل جاتی تھی مصر پہنچتا تھا۔ مصر کی یادگاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اِسی قسم کی تجارت شمال کے ساتھ اور قدیم سمندری تجارتی زمانہ میں کریت کے ساتھ جسے مخطوطات میں کفتور کہا گیا ہے ہوتی تھی۔

اسرائیلیوں کی منظم تجارت کا آغاز سلیمان بادشاہ سے ہوتا ہے جس کے وسیع تجارتی ارادوں کی صور اور صیدا کے تجارتی شہروں سے حوصلہ افزائی ہوئی۔ ممکن ہے کہ ہیکل کی تعمیر سے فینیکیوں کو پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ اُن کے اپنے نواحی علاقہ میں تجارت کے امکانات ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ شراکت کے وسیلہ سے نفع کمایا جا سکتا ہے جو خلیج عقبہ کو جانے والے بری راستے پر قابض تھے۔ داؤد اور سلیمان کے تعمیری کاموں کے لئے لکڑی کے لٹھے صور میں جمع کئے جاتے تھے اور وہاں سے ۴۷ میل کے فاصلہ پر سمندر کے ذریعہ یافا بھیجے جاتے تھے۔ وہاں سے اُنہیں پھر ۳۳ میل کے فاصلہ پر یروشلیم لایا جاتا تھا (۱-سلاطین ۵: ۶، ۹؛ ۲-تواریخ ۲: ۱۶)۔ اس طرح جو اشتراک شروع ہوا، اُس میں مشترکہ تجارت خلیج عقبہ کے سرے پر عصیون جابر سے نکل کر بحیرہ قلزم میں اوفیر اور ہندوستان تک پھیل گئی۔ اس کے لئے صور کے بادشاہ حیرام نے ملاح مہیا کئے (۱-سلاطین ۹: ۲۷، ۲۸؛ ۱۰: ۱۱)۔ قیاس غالب ہے کہ اوفیر جنوبی عرب میں تھا لیکن جن بیڑوں کا ۱-سلاطین ۱۰: ۲۲ میں ذکر ہے اُن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلق تھا۔ اس آیت میں جس "ترسیسی بیڑے" کا ذکر ہے وہ ایک بڑا جہاز تھا جسے سمندری تجارت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ترسیس، غالباً سپین میں واقع تارتیسوس Tartessos تھا اور اتنے طویل سفر کے لئے فینیکیوں نے ایک بڑا مضبوط جہاز بنایا تھا جو اس نام سے کہلاتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں بھی بعض جہازوں کے نام ایسے ہی ہیں۔ مثلاً اگر کسی جہاز کا نام "انڈیامین" Indiaman یا "چائنا کلپر" China Clipper ہے تو ضروری نہیں کہ وہ صرف ان ملکوں کی طرف ہی سفر کرتے ہوں۔ یہ نام صرف یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بڑے مضبوط جہاز ہیں۔ بعینہٖ مصری بھی فینیکیوں کے اُن بڑے بڑے جہازوں کو جو کریتی سفر پر جاتے تھے "کفتور بیڑا" کہتے تھے۔ متن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان کے تاجر بڑی تیزی سے فینیکیوں کی رہبری کے بغیر خود ہی سفر کرنے لگے تھے۔ فینیکے کو یہوداہ سے گندم، شہد، تیل اور مرہم مہیا کیا جاتا تھا (۱-سلاطین ۵: ۱۱)۔

اِس قسم کی بنیادی ضرورت کی چیزوں کے تبادلے کے اشارے نئے عہد نامہ میں بھی ملتے ہیں (اعمال ۱۲: ۲۰)۔ صور کے تاجر یروشلیم میں مچھلی لاتے تھے اور نحمیاہ نبی نے انہیں سبت کے دن بیچنے سے ٹوکا (نحمیاہ ۱۳: ۱۶)۔ اسیری کے بعد بھی دیودار کے لٹھوں کی تجارت جاری رہی اور عزرا لبنانی دیوداروں کی لکڑی کی تجارت کو محفوظ بنانے کے لئے سلیمان بادشاہ جیسے انتظامات نہیں کرنا چاہتا تھا (۱-سلاطین ۵: ۶، ۹؛ ۲-تواریخ ۲: ۱۶؛ عزرا ۳: ۷)۔ تیل، مصر کو برآمد کیا جاتا تھا اور ہوسیع

۱:۱۲) اور یہوداہ سے چھوٹے پیمانہ پر گھریلو صنعت میں سے بنی ہوئی اشیاء بھی برآمد کی جاتی تھیں (امثال ۳۱: ۲۴)۔

سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد جب بادشاہت تقسیم ہوگئی تو ممکن ہے کہ بڑی دلچسپ تجارتی صورت پیدا ہوگئی ہو۔ اسرائیل یعنی شمالی سلطنت کو فینیکی تجارتی شہروں کے ساتھ نفع بخش لیکن گمراہ کن اتحاد وراثت میں ملا، اور صیدا کے بادشاہ کی بیٹی ایزبل کی شاہِ اسرائیل اخی اب کے ساتھ شادی نے اس شراکت کو اور بھی مضبوط بنا دیا۔ لیکن عقبہ اور بحیرۂ قلزم کے ساتھ تجارت میں جنوبی حکومت حائل تھی۔ اس بات کی کافی شہادت ملتی ہے کہ سلیمان کے بعد یہوداہ نے اپنی معیشت کی بنیاد زراعت پر رکھی اور اس کی تجارت نہ ہونے کے برابر تھی۔ تاہم یہوسفط نے تجارت کو زندہ کرنے کی نیم دلانہ کوشش کی (۱-سلاطین ۲۲: ۴۸) لیکن اُس کی موت کے ساتھ ہی مشرقی تجارت ختم ہوگئی۔ ممکن ہے کہ اُس وقت فینیکیوں نے راس اُمید سے ہو کر ہندوستان پہنچنے کا بحری راستہ دریافت کیا ہو کیونکہ انہیں بحیرۂ قلزم تک پہنچنے کے آسان راستہ کو استعمال کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ ہیرودوتس کی تحریرات میں ایک بیان ملتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند دلیر تاجروں نے اس راستہ کو دریافت کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔ فینیکی شہروں کی خوشحالی یقیناً جاری رہی اور حزقی ایل باب ۲۷ میں صُور کی شاندار تجارتی سرگرمیوں کا ذکر ہے۔

اخی اب کی خوشحالی کی تصدیق بھی اس بات سے ہوتی ہے کہ ماہرین آثارِ قدیمہ کو اُس کا "ہاتھی دانت کا گھر" (۱-سلاطین ۲۲: ۳۹) ملا ہے۔

بعل کی پرستش سے علیحدگی اور ایزبل کی موت کے تجارتی نتائج بڑے دلچسپ ہیں اگرچہ صُور کے لئے بنیادی ضروریات کی اشیاء اسرائیل سے ملتی تھیں تو بھی صُور بڑی آسانی کے ساتھ اسرائیل کی معاشی زندگی کا گلا دبا سکتا تھا۔ ایلیاہ نبی نے کوہ کرمل پر لوگوں کے سامنے جو چیلنج پیش کیا اُس میں معاشی اور الٰہیاتی، دونوں باتیں شامل تھیں۔ اس کے بعد عبرانی سلطنتیں تجارتی لحاظ سے بہت پیچھے رہ گئیں۔ اسیری کے باعث بہت زیادہ نقلِ آبادی ہوئی اور بحال شدہ اسرائیل کی معاشیات کا زیادہ تر انحصار زراعت پر تھا۔ آپس میں تبادلۂ اشیاء کا رواج شروع ہی سے تھا اور شریعت میں لین دین میں انصاف پسندی پر اور ناپ تول میں ایمانداری پر بڑا زور دیا گیا تھا (احبار ۱۹: ۳۵-۳۶؛ استثنا ۲۵: ۱۳-۱۶)۔ ہیکل میں چھوٹے پیمانے پر بیوپار میں جس کی مسیح خداوند نے مذمت اور گوشمالی کی، اندرونی تجارت کی جھلک نظر آتی ہے، لیکن بیرونی تجارت جس میں بہت سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے اور بے حد نفع کا باعث بنتی ہے اب ختم ہو چکی تھی۔ مسیح کے زمانہ میں فلسطین ایک غریب مُلک تھا۔

۲۔ نئے عہدنامہ میں تجارت

اناجیل میں تجارت کا بہت کم ذکر ہے، تاہم فلسطین کے لوگ تاجروں اور بیوپاریوں کی سرگرمیوں سے آگاہ تھے۔ چنانچہ اناجیل میں توڑوں اور ایک سوداگر کی تمثیل کا بیان ہے۔

نئے عہدنامہ کے زمانہ میں تجارت اپنے وسیع معنوں میں رومہ اور اطالیہ کے ہاتھوں میں تھی۔ حکومت، تجارت میں بہت زیادہ دخل اندازی کرتی تھی۔

رومی سلطنت کی بیرونی تجارت بہت وسیع، مختلف النوع اور یک طرفہ تھی، کیونکہ ہندوستان میں رومی سکے بڑی تعداد میں برآمد ہوئے جس سے خطرناک حد تک غیر متوازن تجارت اور سونے کا اخراج ظاہر ہوتا ہے۔ ابتدائی آئرش، جرمن، ایرانی اور یہاں تک کہ ہندوستانی اور منگولی زبانوں میں لاطینی اور یونانی الفاظ کی موجودگی اُس وقت کی تجارت کی وسعت کا ثبوت ہیں۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی اور خاص طور پر جنوبی ہندوستان کے ساحل کی کھدائی سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

ڈلفی Delphi میں مندر کی مُقدس حدود کے قریب رومی منڈی لگتی تھی جس میں گنڈے تعویذ اور تبرکات فروخت کئے جاتے تھے۔ غالباً یہ اطالوی لوگوں کا خاصا تھا کہ جہاں کہیں بھی لوگ اچھے یا بُرے مقاصد کے لئے جمع ہوتے وہ اِس قسم کی منڈی لگاتے تھے۔ دوسری صدی عیسوی میں ڈیلوس Delos میں ایک رومی شہر تھا جو غلامی کی تجارت کے لئے بحیرۂ ایجین کے علاقے کا مرکز تھا۔ اور جب ۸۸ ق م میں میتھریڈیٹس Mithridates نے ایشیائے کوچک اور اردگرد کے ساحلوں پر اطالویوں کو قتل کر دیا تو صرف ڈیلوس میں سے ہی ایک لاکھ میں سے پچیس ہزار مارے گئے۔ یہ زیادہ تر تاجر اور ان کے کارندے تھے۔

رومہ بذاتِ خود ایک وسیع منڈی تھا۔ مکاشفہ باب ۱۸ اس عظیم تجارت کی دولت اور وسعت کو بیان کرتا ہے کہ اگر یہ دولتمند منڈی ختم ہوجائے تو دنیا کی معاشیات پر کیا اثر پڑے گا۔ رومہ کی تجارت اپنی سلطنت کی حدود سے کہیں آگے بڑھی ہوئی تھی۔ یہ یقینی بات ہے کہ اطالوی تاجر اپنا مال غیر مفتوحہ جرمنی، سکنڈینیویا، ہندوستان اور غالباً چین لے جاتے تھے۔ اس قسم کی تجارت، رومہ کے غلبہ، وسیع امن جو اُس نے قائم کر رکھا تھا اور سیاسی سرحد کی عدم موجودگی کا رہینِ منت تھی۔ مذکورہ باب میں تصوراتی طور پر سوداگروں کا جو ماتم بیان کیا گیا ہے اُسکی یہی وجہ ہے۔

پولس رسول نے اپنا رومہ کا آخری سفر پہلے ادرمتیم سے ایک بحری والے جہاز میں کیا اور پھر سکندریہ کے ایک مال بردار جہاز میں جسے غالباً حکومت نے مصر سے رومہ اناج لانے کے لئے ٹھیکے پر لیا ہوا تھا۔ پولس کے اس سفر سے اُس زمانہ کی تجارت، جہازوں اور بحیرۂ روم کے

تجارتی بندوبست پر بہت روشنی پڑتی ہے۔

اس تجارت میں کون کون سی اشیاء شامل تھیں، اُس کے متعلق زیادہ علم نہیں۔ برطانیہ سے سمندری پانی کے ڈرموں میں کستورا مچھلی oysters روؔمہ بھیجی جاتی تھی۔ کارنوال کی ٹین کی تجارت جسے پہلے پہل فینیکیوں نے دریافت کیا، بلاشبہ روؔمہ کے تحت بھی جاری رہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمالی گاؔل نے کپڑے کی مصنوعات کو برآمد کیا۔ سمندر کی تہ میں آثارِ قدیمہ کی تلاش کے دوران جو ڈوبے ہوئے جہاز ملے اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ شراب کی بھی بڑی مقدار میں تجارت ہوتی تھی۔

اس قسم کی تجارت کے لئے بڑے پیمانے پر اشیاء تیار کرنے کے متعلق ہمیں کچھ علم نہیں اور نہ اس تجارت میں کسی تجارتی تنظیم یا فرم کا ہاتھ تھا۔ لیکن بعض علاقے کسی خاص شے کے لئے مشہور ہو گئے تھے اور بلاشبہ اُن کی تجارت ان کے ماہر تاجروں کے ہاتھ میں تھی۔ مثلاً ایشیائے کوچک کے شہر تھواؔتیرہ کی قرمز بیچنے والی لُدیؔہ (اعمال ۱۶: ۱۴) اپنی تجارت کے سلسلہ میں مکدنیؔہ کے شہر فلپّی میں مقیم تھی۔ کِلکِیؔہ کی کانسی اور سِلسلی کے کپڑے کی تجارت جسے پولسؔ رسول خیمہ دوزی کے لئے استعمال کرتا تھا (اعمال ۱۸: ۳) اسی قسم کے نجی اداروں کے ہاتھوں میں تھی۔ وہی اُسے اندرونِ ملک بیچتے اور برآمد کرتے تھے۔ لودیکیؔہ کی کلیسیا کے نام یوحنّا رسول کے مکاشفاتی خط کی تصویر کی زیادہ تر بنیاد اس دولت مند شہر کی تجارت اور صنعت پر ہے (مکاشفہ ۳: ۱۴-۱۸)۔ اِفسسؔ کی ایک اہم تجارت ارتمسؔ دیوی کی زیارت گاہ کے چاندی کے وہ مجسمے تھے جو زائرین اور سیّاحوں کو بطور تبرک فروخت کئے جاتے تھے۔ لیکن بندرگاہ میں مٹی اور کیچڑ بھرنے کی وجہ سے اِفسسؔ کی اس تجارت کو نقصان پہنچا۔ اس کی خوشحالی کم ہو گئی اور اُس کی جگہ سمرنؔہ نے لے لی۔

ریمزے Ramsay کی تحقیق سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ لودیکیہ میں مختلف قسم کے بیش قیمت اُونی لباس تیار کئے جاتے تھے۔ لودیکیؔہ کے علاقے اور اُس کے پڑوسی شہر کلسّے میں بھیڑوں کی مختلف نسلوں کے اختلاط کے ذریعہ چمک دار سیاہ اُون پیدا کی جاتی تھی جس سے یہ لباس تیار کئے جاتے تھے۔ لودیکیؔہ کے سُرمہ کے بارے میں بھی شہادتیں ملتی ہیں جو غالباً ہیراپُلیسؔ کے گرم چشموں کی مٹی سے بنایا جاتا تھا۔ بدیں وجہ لودیکیؔہ کی کلیسیا کو طنزاً کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ننگے پن کو ڈھانپنے کے لئے "سفید پوشاک" اور رُوح کی آنکھوں میں لگانے کو سرمہ لے۔ مکاشفہ کی کتاب کے سات شہروں میں سے ایک اور شہر تجارت کا مرکز تھا۔ تھواؔتیرہ میں جتنی تجارتی تنظیمیں تھیں، ایشیا کے کسی اور شہر میں نہیں تھیں۔ تھواتیرہ کی قرمز بیچنے والی لُدیؔہ کا ذکر اُوپر آچکا ہے، اور ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں اُون کے کارکنوں، کتان کے کارکنوں، رنگریزوں، چمڑے کا کام کرنے والوں، دبّاغوں، نان بائیوں، غلاموں کے تاجروں اور کانسی کا کام کرنے والوں کی تنظیمیں تھیں۔ لُدیؔہ کی صنعت غالباً رنگریزوں کے زمرے میں آتی تھی۔ قرمزی رنگ مجیٹھ کے پودوں سے نکالا جاتا تھا جو اس علاقے میں بہتات سے پیدا ہوتے تھے۔ لُدیؔہ کا ۵۰۰ میل دور مکدنیؔہ میں ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک اہم برآمدی جنس تھی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ یوحنّا تھواتیرہ کے نیکلاؔوس کے ایک پیرو کو جس کے بت پرست دنیا کے ساتھ تجارتی تعلق سے روحانیت کو نقصان پہنچ رہا تھا ایزبلؔ سے تشبیہ دیتا ہے جو بت پرستوں کے ساتھ تجارتی اتحاد کی مُہر اور نشان تھی۔

یہ تنظیمیں مسیحیوں کے لئے سب سے زیادہ مشکلات کا سبب بنتی تھیں کیونکہ اُنہیں اپنے اردگرد کی بے دین دنیا کے ساتھ رابطہ قائم رکھتے ہوئے ایسا طریقہ تلاش کرنا پڑتا تھا جس کے ذریعہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق روزی کما سکیں۔ اعمال باب ۱۹ میں اِفسسؔ کی کہانی میں اِن پیشہ ورانہ تنظیموں کا ذکر آتا ہے جو کہ منظّم طور پر مسیحیت کی منادی کی مخالفت کرتی تھیں۔ یہ موجودہ زمانہ کی "ٹریڈ یونین" نہیں تھیں۔ اِن کا بنیادی کام سماجی تھا اور ان میں ہر قسم کے پیشہ ور شامل تھے۔ ریکارڈ کے مطابق بنکاروں، ڈاکٹروں، ماہرِ تعمیرات، کپڑے اور لکڑی کی اشیاء بنانے والوں، دھات کا کام کرنے والوں، کمہاروں، راجوں، ترکھانوں، کسانوں، مچھیروں، نان بائیوں، حلوائیوں، خطوط کاروں اور باربرداری کا کام کرنے والوں کی تنظیمیں تھیں۔ یہ تنظیمیں سماجی ضرورتوں کو پورا کرتی تھیں لیکن قدیم زمانہ میں سماج کے محدود اور چھوٹا ہونے کے باعث وہ ہر کام میں حصّہ لیتیں اور لوگوں پر کافی اثر و رسوخ رکھتی تھیں۔

اِفسسؔ میں سناروں اور دیگر پیشوں کی تنظیموں کا حکام پر اور لوگوں کے خیالات پر کافی دباؤ تھا۔ اس کے باعث پولسؔ وہاں آزادی سے کام نہ کر سکا۔ پلینیؔ کا مشہور خط جس میں ۱۱۲ء میں بتونیؔہ میں مسیحیوں کی سرگرمیوں کو سختی سے دبانے کا ذکر ہے، یہ صفائی سے ظاہر کرتا ہے کہ قصائی بھی جو کہ قربانی کے گوشت کی فروخت میں کمی کے باعث کافی فکرمند تھے، بت پرست کاہنوں کے ساتھ مِل کر ترقی کرتی ہوئی کلیسیا کے لئے ایذادہی کا سبب بنے۔ اگر کوئی مسیحی اپنی ہم پیشہ تنظیم کا ممبر نہیں بنتا یا اُس کی سرگرمیوں میں حصّہ نہ لیتا تو اس کے لئے اپنے پیشے یا کاروبار میں ترقی کرنا آسان نہیں تھا۔ چونکہ ان سرگرمیوں میں وہ ضیافتیں بھی شامل تھیں جو یہ تنظیمیں اپنے دیوی دیوتاؤں کے مندر میں منعقد کرتی تھیں اس لئے وفادار مسیحیوں کے لئے کافی مشکلات پیدا ہوئیں۔ چنانچہ یہوداہ، پطرسؔ اور یوحنّا بلعامؔ کے پیرو نیکلیوں اور تھواتیرہ کی "ایزبل" کی مذمّت کرتے ہیں۔ غالباً ابتدائی کلیسیا میں پریشانی، مخالفت اور تفرقوں کی یہی تجارتی اور کاروباری تنظیمیں ذمہ دار تھیں۔

۳ - سفر

تجارت کے لئے سفر نہایت ضروری ہے۔ قدیم دنیا کے بڑے بڑے سفر تجارت ہی کے سلسلہ میں کئے گئے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے فرات اور خلیج فارس سے وادیٔ سندھ اور سیلون تک بحری تجارتی راستے دریافت کئے نہایت دلیر بحری مسافر ہوں گے۔ اٹلی سے بالٹک کے ساحل تک اور عرب سے پترہ ہوتے ہوئے فلسطین تک راستوں پر، یا فینیکی بحری راستوں سے کارتھوال اور افریقہ کے مغربی ساحل تک سفر کرنے والے مسافر یقیناً بڑے تجربہ کار اور مستقل مزاج تھے۔ یہ تمام سفر تجارتی مفاد کے لئے ہی اختیار کئے گئے تھے، لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات تھیں:

ا - بستیاں بسانا

پہلے پہل یونان میں بڑھتی ہوئی آبادی کے دباؤ کے باعث بحیرۂ روم کے ساحل سے لے کر بحیرۂ اسود کے ساحل تک یونانی بستیاں قائم کی گئیں۔ یہ جگہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح نہ صرف تجارتی اڈے ہی تھے بلکہ بستیاں بھی اور یہاں کے لوگ عموماً مقامی لوگوں سے الگ تھلگ رہتے۔ ان بستیوں کا وطنِ مالوف کے ساتھ رابطہ قائم رہتا تھا اور یہ رابطہ قدیم سفروں کی ایک بڑی وجہ تھی۔ جس طرح ابرہام نے اپنے بیٹے اضحاق کے لئے بیوی تلاش کرنے کے لئے اپنے نوکر کو اپنے وطن بھیجا تھا، اُس طرح اُس وقت بھی ان راستوں پر لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔

ب - کھوج اور تلاش

انسان کی سیاحت کا اہم مقصد ہمیشہ ہی تجسس اور علم حاصل کرنے کی خواہش رہا ہے۔ تجسس کی وجہ ہی سے سبا کی ملکہ سلیمان بادشاہ سے ملنے گئی (ا - سلاطین باب ۱۰)۔ ملکہ ہتشیپست نے سومالی ساحل کے ارد گرد، سکندر اعظم نے عرب کے ارد گرد اور نیرو نے نیل تک کھوج لگانے کے لئے مہمات بھیجیں۔ ان سب کے پیشِ نظر تجارت اور فتوحات تھیں۔ ہیرودوتس کے مطابق "خلیج طرابلس سے ایک دلیر جماعت نے صحرائے صحارا کو عبور کیا، افریقی بونوں کو دریافت کیا اور پہلی مرتبہ نائیجر دریا کو دیکھا۔

ج - نقلِ مکانی - ہجرت

قدیم تاریخ میں پتھر کے زمانہ کے بعد لوگ بڑے پیمانے پر ہجرت کرتے رہے۔ بائبل میں اس قسم کی نقلِ مکانی کے مخفی اور براہِ راست حوالے ملتے ہیں۔ ابرہام نے اُور سے ہجرت کے وقت قافلوں کا شمال مغربی راستہ اختیار کیا جو ایک بڑے موڑ کی صورت میں ★ زرخیز ہلال سے وادیٔ فرات تک اور گھومتا ہوا فلسطین کو جاتا تھا۔ یہی راستہ آگے وادیٔ یردن اور ساحلی سڑک کے ذریعہ مصر کو یا عرابہ سے ہوتا ہوا کوہِ سینا میں یا مصر کو جاتا تھا۔ یہ جنوبی راستہ ہی تھا جسے یعقوب کے خاندان نے مختلف اوقات میں مصر جاتے ہوئے یا وہاں سے آتے ہوئے اختیار کیا تھا۔

مصر کی غلامی کے بعد اسرائیلی قوم کی ہجرت ویسی ہی تھی جیسے کہ ہند یورپی قبیلوں کی تھی، جس میں دو ہزار سال قبل از مسیح کی ایرانی اور ہندی نسلوں کی خصوصیات کی جھلک نظر آتی ہے۔ جب ابرہام کا قبیلہ فلسطین گیا تو "غزہ کی پٹی" پر پہلے ہی کریتیوں کی بستی آباد تھی۔ جب ایک ہزار سال ق م کے قریب کریتیوں کو زوال آگیا تو یہ ہجرت اور بھی بڑے پیمانے پر ہونے لگی۔ غالباً ساؤل اور داؤد کے زمانہ میں فلستیوں کی جنگی سرگرمیاں، پناہ گزینوں کی اچانک بڑی تعداد میں آمد کا نتیجہ تھیں۔ فتح اور جلاوطنی کی نقل وحرکت بھی غالباً انہی معنوں میں تھی۔ اسور اور بابل اور اُس کے بعد کی سلطنتوں کی بھی یہ پالیسی تھی کہ وہ اپنی مفتوح رعایا کو بڑی تعداد میں جلاوطن کر دیتے تھے۔ لیکن جلاوطن اور جو پیچھے رہ جاتے اُن کو آپس میں ملنے جُلنے کی قدرے آزادی حاصل تھی جیسا کہ نحمیاہ اور عزرا کی کتابوں اور ایک غیر الہامی کتاب "طوبیاہ" سے ظاہر ہے۔

ج - زیارت

مذہبی مراکز مثلاً یروشلیم وغیرہ ہمیشہ ہی سفر کا سبب بنتے تھے۔ انجیل جلیل میں مرقوم ہے کہ ہر سال لوگ گلیل سے یروشلیم کو جاتے تھے، اور تصلیب کی کہانی میں شمعون جو کرینے (لیبیا) کا باشندہ تھا، اُس وقت بطور زائر یروشلیم میں موجود تھا۔ پولس رسول بھی پنتکست کے دن یروشلیم میں موجود رہنے کا خواہشمند تھا (اعمال ۲۰: ۱۶)۔

د - منادی

یونانی اور رومی زمانوں میں منادی اور تعلیم دینے کی ضرورت کی وجہ سے دُور دُور تک سفر کیا جاتا تھا اور یہ پولس رسول کے سفروں سے بخوبی واضح ہے۔ ایک روایت کے مطابق توما رسول ہندوستان گیا اور وہاں کی ایک بڑی مسیحی جماعت کا کہنا ہے کہ ان کی کلیسیا کو اُسی نے قائم کیا تھا۔ اپلوس (اعمال ۱۸: ۲۴-۲۸) بھی بلاشبہ تعلیم دینے کی غرض سے اسکندریہ، کرنتھس اور افسس آیا جایا کرتا تھا۔ شہنشاہ کلودیس نے سکندریہ کے یہودیوں کو بڑا سخت خط لکھ کر اُنہیں آگاہ کیا کہ شام سے سمندر کے راستے کچھ شرپسند وہاں گئے ہیں۔ غالباً یہ ابتدائی مسیحیوں کے بشارتی دَوروں کے بارے میں غیر مذہبی تحریرات میں پہلا حوالہ ہے۔ اعمال ۱۱: ۱۹ اور ۲۸: ۱۵ میں بھی ایسے ہی مسافروں کا ذکر ہے۔

ہ - کاروبار

قدیم زمانہ میں روزی اور کاروبار کی تلاش میں ہزاروں لوگ طویل سفر کیا کرتے تھے۔ پہلی صدی کے آخر میں جُووِنیل Juvenal شکایت کرتا ہے کہ "ایشیائے کوچک کے لوگ کافی عرصہ سے روم آ رہے ہیں، یہاں تک کہ وہ ساری دنیا کا شہر بن گیا ہے جس کی وجہ

سے مقامی تشخص ختم ہوگیا ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے ضرورت مند اور بڑے لوگ یہاں پناہ گزین ہیں"۔ رومہ شہر میں بہت سے یہودی تھے جو کاروبار کی خاطر فلسطین اور دیگر صوبوں سے وہاں آئے تھے، لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ ایسے لوگوں کا قیام مستقل ہو۔

و۔ ملازمت

رومی سپاہی اکثر تمام دنیا میں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کی ایک مثال پولس رسول کے سفر میں ملتی ہے۔ اِس سفر میں ایک رومی صوبیدار بھی اپنے مسلح سپاہیوں کے ساتھ کسی اہم کام کے سلسلہ میں اُسی جہاز میں رومہ جا رہا تھا۔ عہدِ عتیق کے زمانہ میں ہم ابرہام کے مختار کو اُس کے خاص حکم کے مطابق ایک طویل سفر پر جاتے دیکھتے ہیں اور نحمیاہ نے بڑی ہوشیاری سے ایک شخصی پراجیکٹ کو شاہی حکم میں تبدیل کروالیا جس کی وجہ سے اُسے ایسے سفروں کے لئے جس قسم کی سہولتوں کی ضرورت ہوتی ہے سب مل گئیں۔

ز۔ جلاوطنی

موسیٰ کا مدیان کو فرار، عدل سے بچنے کے لئے سفر کرنے کی ایک قدیم مثال ہے اور قدیم تعزیرات کے مطابق جلاوطنی بھی ایک سزا تھی۔ رومہ میں مسیحیوں اور یہودیوں میں جھگڑے کی وجہ سے قیصر کلودیس نے ایک فرمان جاری کیا جو ★ ناصری فرمان کہلاتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اس نے رومہ سے تمام یہودیوں کو بھی نکال دیا (اعمال ۱۸: ۲) جس کی وجہ سے اکولہ اور پرسکلہ کو کرنتھس آنا پڑا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اکولہ ایشیائے کوچک کے شہر پنطس کا باشندہ تھا لیکن وہ رومہ چلا گیا تھا۔

سفر میں اکثر و بیشتر خطرات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ پولس رسول ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۵-۲۷ میں جن برّی اور بحری خطرات کا ذکر کرتا ہے ان کی تصدیق قدیم مصنفین بھی کرتے ہیں۔ اس کی ایک مزید مثال لوقا کے بیان میں ملتی ہے جس میں وہ بحری سفر اور اسکندریہ کے مال بردار جہاز کے ٹوٹنے کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ کے زمانہ میں بڑی سفر پہلے کی نسبت بہت محفوظ ہوگیا تھا۔

رومی حکومت نے سڑکیں تعمیر کر کے خطۂ روم کے لوگوں کی بڑی خدمت کی تھی۔ اِن کی وجہ سے نہ صرف مسافت تیزی سے طے ہونے لگی بلکہ مسافروں کی حفاظت کا انتظام بھی بہتر ہوگیا کیونکہ کسی خطرے کے وقت سپاہی تیزی سے موقع پر پہنچ سکتے تھے۔ فارسیوں نے تیزی سے ڈاک پہنچانے کا انتظام کیا لیکن یہ زیادہ سرکاری ڈاک کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ شاہراہیں تعمیر کرنے کے لئے فارسیوں اور بابلیوں کا زیادہ تر انحصار جبری مشقت اور مقامی مزدوروں پر تھا، اور یسعیاہ ۴۰: ۳، ۴ کے خیال کی بنیاد اُس پکار پر ہے جو ایسے مزدوروں کو جمع کرنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔ اس کے برعکس رومیوں نے سڑکیں منصوبہ بندی کے تحت تعمیر کیں اور انہیں زیادہ تر پختہ بنایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سفر تیزی سے طے ہونے لگا۔ نئے عہد نامہ کے زمانہ میں اِن خطرات کے ہوتے ہوئے بھی جن کا ذکر پولس نے اپنے تجربہ سے کیا ہے، سڑکوں کی تعمیر کی وجہ سے سفر زیادہ تیزی سے طے ہونے لگا اور رومیوں کو امن و امان قائم کرنے میں بڑی مدد ملی۔

اُس زمانہ میں مسافروں کو لے جانے کا باقاعدہ انتظام نہیں تھا اور نہ کوئی ایسی شہادت ملتی ہے کہ اب پرانے عہد نامہ کے طور طریقے تبدیل ہوگئے تھے۔ یوناہ ۱: ۳ میں مرقوم ہے کہ "یوناہ .... ترسیس کو بھاگا اور یافا میں پہنچا اور وہاں اُسے ترسیس کو جانے والا جہاز ملا"۔ اس واقعہ کے تقریباً ۹۰۰ سال بعد بھی اسی قسم کا بیان ملتا ہے: "پھر ہم کلکیہ اور پمفولیہ کے سمندر سے گذر کر لوکیہ کے شہر مورہ میں اُترے۔ وہاں صوبہ دار کو اسکندریہ کا ایک جہاز اطالیہ جاتا ہوا ملا۔ پس ہم کو اُس میں بٹھا دیا" (اعمال ۲۷: ۵، ۶)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسافر اپنا انتظام خود کرتے تھے۔ وہ کسی سرکاری پارٹی یا کسی قافلے کے ساتھ چل پڑتے تھے اور اپنے سفر کا انتظام تجارتی سفروں کے مطابق کیا کرتے تھے۔

اُس زمانہ میں برّی اور بحری ذرائع کے علاوہ سفر کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ کلودیس نے اسکندریہ کے لوگوں کو ایک خط میں خاص طور پر یہ لکھا تھا کہ جو شر پسند شام سے وہاں گئے ہیں وہ سمندر کے راستے وہاں پہنچے ہیں۔ فلسطین کے جنوب میں ایک اچھا اور مکمل برّی راستہ تھا کیونکہ ملکہ کنداکے کے حبشی خوجہ نے ایک رتھ میں اس پر سفر کیا تھا۔ دوسری طرف پولس جس صوبیدار کی تحویل میں تھا وہ اور اس کی پارٹی نیپلی میں اُتر گئے اور وہاں سے ویا آپیا Via Appia سے رومہ گئے۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ کیوں پولس نے پاپیادہ رومی سڑک کے ذریعہ موسیہ میں اسُّس جانے کا فیصلہ کیا (اعمال ۲۰: ۱۳)۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ دعا بندگی کے لئے تنہائی چاہتا تھا جو بحری جہازوں میں مسافروں کی زیادتی کی وجہ سے میسر نہیں تھی۔

نقودا:- نتنیم کے خاندان کا ایک سربراہ جو اسیری سے واپس آکر یہ ثابت نہ کر سکا کہ وہ اسرائیلی ہے (نحمیاہ ۷: ۶۰، ۶۱؛ عزرا ۲: ۶۰)۔

نقیب:- دیکھئے کھیل ۲ د۔

نکون:- ایک بنیمینی جس کے کھلیہان پر عزہ کو جس نے خدا کے صندوق کو تھاما تھا سزا ملی تھی (۲۔سموئیل ۶: ۶)۔ ۱۔تواریخ ۱۳: ۹ میں اُسے کیدون کہا گیا ہے۔

نکوہ۔ نکو:- شاہِ مصر (۶۰۹-۵۹۵ ق م)۔ نکوہ کا عہدِ حکومت اچھے وقت شروع ہوا۔ اسور کی حکومت زوال

پر تھی اور نئی بابلی حکومت ابھی اپنے عروج پر نہیں پہنچی تھی۔ یوں وہ کچھ عرصہ کے لئے شام پر قابض رہا۔ لیکن پھر اس نے کرکمیس کی جنگ میں نبوکدنضر کے ہاتھوں بُری طرح شکست کھائی۔ بائبل کے قارئین کے لئے خاص دلچسپی کا واقعہ یوسیاہ بادشاہ کی شکست ہے جو اُس نے نکوہ کے ہاتھوں کھائی۔ یہ جنگ مجدّو کی وادی میں ہوئی (۲-سلاطین ۲۳:۲۹؛ ۲-تواریخ ۳۵: ۲۰-الخ)۔

جب یوسیاہ مرگیا تو اُس کی جگہ اُس کے بیٹے یہوآخز کو بادشاہ بنایا گیا (۲-تواریخ ۳۶:۱) لیکن فرعون نکوہ نے اُسے قید کرکے اُس کے بھائی یہویقیم کو تخت پر بٹھایا اور ملک پر خراج لگادیا (۲-سلاطین ۲۳:۲۹-۳۴؛ ۲-تواریخ ۳۵: ۲۰ سے ۳۶:۴)۔ ۶۰۵ ق.م میں نبوکدنضر نے کرکمیس کے مقام پر نکوہ کو بُری طرح شکست دے کر اُس کا سب کچھ لے لیا (۲-سلاطین ۲۴: ۷)۔

نگہبان:- یہ لفظ پہرے داروں کے لئے استعمال ہوا ہے (۱-سموئیل ۱۴:۱۶؛ ۲-سلاطین ۹:۱۸ وغیرہ)۔ دانی ایل کی کتاب میں فرشتے کو بھی نگہبان کہا گیا ہے (دانی ایل ۴: ۱۳، ۱۷، ۲۳)۔ نیز دیکھئے بُرج۔

کلیسیائی نگہبان کے لئے دیکھئے بزرگ ۲۔

نگین:- نگ، قیمتی پتھر (غزل الغزلات ۸: ۶؛ حجّی ۲: ۲۳) جو انگوٹھی وغیرہ میں لگاتے ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے انگوٹھی - خاتم۔

نمرود:- کُوش کا بیٹا جو ایک بہت بڑا سورما تھا۔ وہ شکاری بھی تھا (پیدائش ۱۰: ۸، ۹)۔ وہ بابل میں رہتا تھا اور اُس کی مملکت میں ارک، اکاد اور کلنہ بھی شامل تھے (پیدائش ۱۰: ۱۰)۔ اسور کے قریب کا ملک نمرود کی سرزمین کہلایا (میکاہ ۵: ۶)۔ نمرود کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُس نے ابرہام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا لیکن بائبل میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

نمرہ:- (عبرانی = شفاف یا بہتا پانی)۔ جلعاد میں ایک شہر جسے موسیٰ نے بنی جد کو دیا (گنتی ۳۲: ۳)۔ اسے آیت ۳۶ میں بیت نمرہ کہا گیا ہے۔ یہ یریحو سے دس میل شمال مشرق میں واقع تھا۔ یشوع ۱۳: ۲۷ میں بتایا گیا ہے کہ یہ وادی میں تھا۔

نمریم:- ملکِ موآب میں ایک مقام جو اپنی نہروں اور چشموں کے لئے مشہور تھا (یسعیاہ ۱۵: ۶؛ یرمیاہ ۴۸: ۳۴)۔

نمسی - نمشی:- یاہو کا دادا۔ یاہو نے یورام کے خلاف سازش کرکے اخی اب کے گھرانے کی سلطنت ختم کردی (۲-سلاطین ۹: ۲، ۱۴)۔ ۱-سلاطین ۱۹: ۱۶ میں یاہو کو نمسی کا بیٹا کہا گیا ہے۔

نمفاس - نمفہ:- لودیکیہ یا کُلسّے کی کلیسیا کا ایک شخص۔ اس کے گھر میں لوگ عبادت کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ پولس رسول نے اسے سلام بھیجا (کلسیوں ۴: ۱۵)۔

نمک:- (عبرانی - ملخ؛ عربی - ملح)۔ آج کی طرح پرانے زمانہ میں بھی نمک خوراک میں ذائقہ پیدا کرنے (ایوب ۶: ۶) اور کھانے کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

عمدہ قسم کا نمک کانوں سے نکالا جاتا تھا۔ دوسرے درجے کا نمک سمندر کے پانی کو سکھا کر تیار کیا جاتا تھا۔ لوگ چٹانوں کے سوراخوں میں پانی بھر دیتے تھے۔ جب پانی بخارات بن کر اُڑ جاتا تو پیچھے نمک رہ جاتا تھا۔

نمک بطور دوا بھی استعمال ہوتا تھا۔ نوزائیدہ بچے کو غسل دے کر اُس کے جسم پر نمک مَل دیا جاتا تھا (حزقی ایل ۱۶: ۴)۔ دشمن سے انتقام لینے کے لئے فاتح بادشاہ شہر کو مسمار کرکے اس میں نمک چھڑکوا دیتا تھا تاکہ پھر آباد نہ ہو۔ ابی ملک نے سکم کا یہی حشر کیا (قضاۃ ۹: ۴۵)۔

نمک عفونت کو پیدا نہیں ہونے دیتا اور ہر چیز کو پاک اور صاف کرتا ہے (مرقس ۹: ۴۹، ۵۰)۔ یہ مختلف قربانیوں کا اہم حصّہ تھا (احبار ۲: ۱۳)۔ پرانے زمانے میں عہدوں کی توثیق ایک ضیافت سے کی جاتی تھی جس میں نمکین کھانے کھائے جاتے تھے۔ نمک کھانا ایک دائمی وفاداری اور نیک تعلقات کا نشان تھا۔ نمک کے دائمی عہد کا اشارہ اسی طرف ہے (گنتی ۱۸: ۱۹؛ ۲-تواریخ ۱۳: ۵؛ عزرا ۴: ۱۴)۔ ہماری زبان میں بھی بے وفا شخص کو نمک حرام کہتے ہیں۔

جیسے خمیر بدی کی علامت ہے ویسے نمک پاکیزگی کی علامت ہے۔

بائبل مقدس میں نمک اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ بنجر اور غیر آباد جگہ کی طرف اشارہ کرتا ہے (استثنا ۲۹: ۲۳؛ یرمیاہ ۱۷: ۶)۔ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو زمین کا نمک کہا یعنی مسیح کے شاگردوں کے کردار اور گفتار میں نمکینی اور مصفّا پن ضروری ہے (متی ۵: ۱۳؛ مرقس ۹: ۵۰؛ لوقا ۱۴: ۳۴)۔

نمک کا شہر - عیر مالح:- یہوداہ کے بیابان میں ایک شہر جو نبسان اور عین جدی کے درمیان واقع تھا۔ کیتھولک ترجمہ میں عبرانی کا نام ہے جب کہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اُس کے اُردو معنی دیئے گئے (یشوع ۱۵: ۶۲)۔

نمک کا عہد:- ایک ایسا عہد جو دائمی اور پکّا ہو۔ چونکہ نمک روز مرّہ کی خوراک کا ضروری حصّہ ہے اس لئے جب کوئی کسی کا نمک کھاتا تو وہ اُس سے ہمیشہ وفادار رہتا ہے۔ اسی لئے جو قربانی خدا کو دی جاتی تھی، نمک اس کا اہم حصّہ ہوتا تھا (احبار ۲: ۱۳)۔

گنتی ۱۸: ۱۹ میں مرقوم ہے کہ خداوند کے آگے جو قربانی دی جاتی ہے وہ "نمک کا دائمی عہد ہے"۔ نیز دیکھئے عہد باندھنا۔

نموآیل - نموئیل :- ۱۔ روبن کے خاندان سے، الیاب کا بیٹا اور داتن اور ابیرام کا بھائی۔ انہوں نے موسیٰ اور ہارون سے جھگڑا کیا (گنتی ۲۶: ۹)۔
۲۔ شمعون کا بیٹا (گنتی ۲۶: ۱۲؛ ۱۔تواریخ ۴: ۲۴)۔ پیدائش ۴۶: ۱۰ میں اس کا نام یموآیل بتایا گیا ہے۔

نمونہ :- دیکھئے مثالیات اور صفحہ نمبر ۱۲۰۳۔

ننہال :- (ہندی = نانی کا گھر)۔ یہ لفظ قضاۃ ۹: ۱ میں آیا ہے۔

نو :- دیکھئے آمون۔

نو آمون :- دیکھئے آمون۔

نوب :- (عبرانی = بلندی)۔ بنیمین کے علاقے میں لاویوں کا ایک شہر جو غالباً یروشلیم سے دو میل شمال میں تھا (یسعیاہ ۱۰: ۳۲)۔ ساؤل بادشاہ کے زمانہ میں خداوند کا خیمہ کچھ عرصہ یہاں رہا (۱۔سموئیل باب ۲۱)۔ جب داؤد ساؤل بادشاہ کے خوف سے بھاگا ہوا تھا تو وہ اخی ملک کاہن کے پاس آیا۔ یہاں اُس نے کاہن سے اپنے جوانوں کے لئے خوراک اور ایک تلوار مانگی لیکن یہ باتیں ایک ادومی شخص بنام دوئیگ سن رہا تھا۔ اُس نے سب کچھ ساؤل کو بتا دیا۔ تب ساؤل نے غصہ سے بھر کر نوب کے سب کاہنوں کو قتل کیا اور شہر کو تباہ اور غارت کیا (۱۔سموئیل باب ۲۲)۔

نوبح :- (عبرانی = بھونکنا)۔ موسیٰ کے زمانہ میں منسی کے قبیلے کا ایک شخص جس نے قنات اور اس کے دیہات کو فتح کر کے ان کا نام اپنے نام پر نوبح رکھا (گنتی ۳۲: ۴۲)۔

نوبی - نیبائی :- اُن میں سے ایک شخص جنہوں نے نحمیاہ کے زمانے میں عہد نامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۱۹)۔

نوح :- (عبرانی = آرام، تسلی)۔ سیت کی نسل سے آدم سے دسویں پشت میں لمک کا بیٹا (پیدائش ۵: ۲۸-۲۹)۔ یہ نام اُسے اس لئے دیا گیا کیونکہ لمک نے پیش بینی سے بیان کیا تھا کہ نوح کے وسیلہ سے خدا نسلِ انسانی کو تسلی دے گا اور کسی حد تک عدن کی لعنت کے اثرات کم ہو جائیں گے۔ اُس قطعی بدکار زمانہ میں (پیدائش ۶: ۱-۱۳) نوح لاثانی طور پر راستباز تھا (پیدائش ۶: ۸-۹؛ ۷: ۱؛ حزقی ایل ۱۴: ۱۴)۔ طوفان سے ۱۲۰ برس پیشتر جب نوح ۴۸۰ برس کا تھا (پیدائش ۶: ۳) تو خدا نے اُسے آگاہ کیا کہ وہ دنیا کو پانی سے برباد کر دے گا (عبرانیوں ۱۱: ۷)۔ اُس وقت خدا نے اُسے کشتی بنانے کے بارے میں ہدایات دیں (پیدائش ۶: ۱۴-۱۶)۔ نوح نے کشتی بنانے کے بھاری کام میں مصروف ہوتے ہوئے بھی "راستبازی کی منادی کرنے والے" کی حیثیت سے (۲۔پطرس ۲: ۵) آنے والے المیہ کے متعلق لوگوں کو آگاہ کیا۔ اس نے اُنہیں بتایا کہ خدا تحمل کر کے ٹھہرا ہُوا ہے تاکہ لوگ توبہ کریں (۱۔پطرس ۳: ۲۰)۔ جب نوح ۵۰۰ برس کا ہُوا تو اُس سے اُس کے تین بیٹے سم، حام اور یافت پیدا ہوئے (پیدائش ۵: ۳۲)۔ طوفان سے ایک ہفتہ پیشتر خدا نے نوح اور اُس کے خاندان کو کشتی میں داخل ہونے کو کہا۔ پھر فوق الفطرت آگاہی سے تمام جانداروں میں سے "دو دو کشتی میں نوح کے پاس آئے" (پیدائش ۷: ۱۵)۔ جب سب اندر داخل ہو گئے تو خدا نے باہر سے دروازہ بند کر دیا (۷: ۱۶)۔
جب پانی کا طوفان آیا تو نوح چھ سو سال کا تھا۔ اُس وقت چالیس دن اور رات بارش ہوتی رہی اور پھر مزید ۱۱۰ دن تک پانی چڑھتا رہا یہاں تک کہ بلند ترین پہاڑ کی چوٹیاں بھی ڈوب گئیں۔ پھر مزید ۲۲ دن کے بعد پانی اترنا شروع ہُوا (دیکھئے طوفانِ نوح) اور نوح کی کشتی ارارآط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔ اس تمام عرصے میں "خدا نے نوح کو اور کُل جانداروں اور کُل چوپایوں کو ..... یاد کیا" (پیدائش ۸: ۱)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے کشتی میں کُل جانداروں کی دیکھ بھال کا کام صرف نوح پر ہی نہیں چھوڑ دیا تھا۔ اب نوح نے یہ دیکھنے کے لئے کہ کشتی سے اُترنا خطرناک تو نہیں پہلے ایک کوّے کو اور پھر کچھ توقف کے بعد ایک فاختہ کو اُڑایا (۸: ۶-۱۰)۔ فاختہ جو تازہ زیتون کی پتّی لائی اُس سے نوح پر واضح ہو گیا کہ پہاڑ کی بلندیوں پر زیتون کے درختوں کے دوبارہ پتّے نکل آئے ہیں۔ جب زمین کی سطح خشک ہو گئی تو خدا نے نوح کو کشتی سے اترنے کا حکم دیا۔ پھر نوح نے خدا کے لئے ایک مذبح بنایا اور پاک جانوروں میں سے خدا کے حضور سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ تب خدا نے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کبھی بھی دنیا کو عالمگیر سیلاب بھیج کر تباہ و برباد نہیں کرے گا اور اس عہد کے نشان کے طور پر دھنک کو مقرر کیا (پیدائش ۸: ۲۱-۲۲؛ ۹: ۹-۱۷)۔ خدا نے نوح اور اس کے خاندان کو برکت دی اور انہیں بڑھنے اور زمین کو معمور کرنے کا حکم دیا (پیدائش ۹: ۱)۔ اب سے کُل جاندار انسان سے ڈریں گے۔ نیز خدا نے انہیں بطور خوراک انسان کو دیا لیکن اُن کا خون کھانے کی ممانعت کر دی (پیدائش ۹: ۲-۴)۔ اس کے ساتھ خدا نے خون کے بدلے خون کا اصول قائم کرنے سے انسانی حکومت بھی قائم کر دی (۹: ۵-۶)۔
نوح باغبان بن گیا اور اُس نے تاکستان لگایا۔ ایک دن وہ زیادہ مَے پی کر مدہوش ہو گیا اور اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا (پیدائش ۹: ۲۰-

۲۱) - حامؔ نے جسے غالباً اُس کا بیٹا کنعانؔ وہاں لے گیا تھا اپنے باپ کے ننگے پن پر پردہ نہ ڈالا - اس بے حیائی کی وجہ سے کنعانؔ پر لعنت کی گئی اور حام کو کوئی برکت نہ ملی (پیدائش ۹ : ۲۵-۲۷) - اس کے برعکس سمؔ اور یافتؔ نے اپنے باپ کی عزّت کی اور اس کی برہنگی ڈھانپ کر (پیدائش ۹ : ۲۳) اپنی اولاد کے لیئے بے حد برکات حاصل کیں - اِس طوفان کے بعد نوحؔ مزید ۳۵۰ سال زندہ رہ کر ۹۵۰ سال کی عمر میں وفات پاگیا (پیدائش ۹ : ۲۹) - نیز دیکھئے طوفانِ نوحؔ -

نوحؔ کا طوفان :- دیکھئے طوفانِ نوحؔ -

نُوحہ :- بنیمین کے دسؔ بیٹوں میں سے چوتھا بیٹا (۱ - تواریخ ۸ : ۲) - پیدائش ۴۶ : ۲۱ میں اس کا ذکر نہیں ہے -

نوحہ کی کتاب - مرثیے :- عبرانی صحفِ مُقدّسہ میں نوحہ کی کتاب ایکہ (بمعنی کیسا!) جو عبرانی حرفِ تاسف ہے، کہلاتی ہے (۱ : ۱ ؛ ۲ : ۱ ؛ ۴ : ۱) - یہ اسفارِ خمسہ میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اس کی آب کے مہینے کی نویں تاریخ کو ہیکل کی تباہی کی یاد میں ماتم کے وقت تلاوت کی جاتی تھی -

۱ - خلاصۂ مضامین اور ادبی خصوصیات

پہلے چار ابواب توشیحی نظمیں ہیں - صنعت توشیح کی مثال ۱۱۹ زبور میں پائی جاتی ہے - اس زبور کے ۲۲ حصے ہیں - عبرانی میں ہر حصّے کی ہر آیت بالترتیب عبرانی حروفِ تہجی سے شروع ہوتی ہے - مثلاً پہلے حصّے کی ہر آیت کا پہلا حرف آلف ہے دوسرے حصّے کی ہر آیت کا پہلا حرف بیتھ ہے وغیرہ -

پہلے تین ابواب میں سے ہر ایک میں ۶۶ مصرعے ہیں ، چوتھے باب میں ۴۴ مصرعے ہیں - تیسرا باب توجّہ طلب ہے کیونکہ ۲۲ عبرانی حروف کو یکے بعد دیگرے تین تین مسلسل مصرعوں کے شروع میں استعمال کیا گیا ہے - صنعتِ توشیح کا ایک مقصد تو کلام کو ازبر کرنے میں سہولت فراہم کرنا ہے لیکن توشیحی نظموں کے ایک مجموعے میں یہ کارآمد نہیں کیونکہ اس امر کا اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ ایک مصرع جو ایک خاص حرف سے شروع ہوتا ہے وہ کس باب کا حصّہ ہے ! لیکن اس دقیق محتاط اور پُر تکلف اسلوب کو اپنانے کا ایک مقصد اور بھی نظر آتا ہے کہ " اظہارِ غم ، اقرارِ گناہ اور اُمید پروری کے جذبہ کو حدِ تکمیل کے قریب لانے پر اُبھارا جائے " صنعت موشح کانوں سے نہیں بلکہ آنکھوں سے باتیں کرتی ہے - یہ محض احساسات کی ہی نہیں بلکہ ایک مخصوص تصوّر کی ترجمانی کرتی ہے گوٹ والڈ ان نظموں میں باطنی کیفیات کا اظہار نمایاں دیکھتا ہے کہ " گناہ کے کامل اقرار کے دھارے میں باطن کی سیاہی کا بہہ جانا "

گو صنعت موشح کے باعث بے ساختگی متاثر ہوئی ہے تو بھی اسی طرزِ تحریر کے باعث اس مرثیہ میں غم کو بے لگام نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس میں ایک باوقار سنجیدگی قائم رکھی گئی ہے -

ابواب ۱ تا ۴ کی بحروں میں بین کی سی کیفیت ہے جس سے احساسِ غم کے اظہار میں مدد ملتی ہے - عبرانی مرثیوں میں بحروں کا یہ مخصوص اسلوب (مثلاً ۲ - سموئیل ۱ : ۱۹ مابعد عاموس ۵ : ۲) چھوٹے چھوٹے آہ و نالہ کرتے مصرعوں میں اپنا پیغام روح کی گہرائیوں میں اُتار دیتا ہے - اِن مرثیوں کا ایک فنکارانہ پہلو ڈرامائی تضاد بھی ہے جس میں مرحوم یا مصیبت زدہ کے ماضی کو پُرشکوہ لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے جس سے المیے کی گہرائی کا احساس اور زیادہ گہرا ہو جاتا ہے (مثلاً ۱ : ۱ ؛ ۴ : ۱ ، ۲ ؛ ۲ - سموئیل ۱ : ۱۹ ، ۲۳) -

باب تین بھی اگرچہ مرثیہ خوانی کے مخصوص اسلوب میں لکھا گیا ہے لیکن یہ کسی میت پر نوحہ کی بجائے شخصی مرثیہ ہے (زبور ۷ : ۲۲ وغیرہ) جس میں اس نوعیت کی شاعری کے نمونے ملتے ہیں جس میں دُکھوں کا تمثیلی بیان (۳ : ۱ - ۱۸) اور اس امر کی یقین دہانی ملتی ہے کہ خدا فریاد کناں کو ضرور جواب دے گا (۳ : ۱۹ - ۶۶) - یہاں نوحے کا نقطۂ عروج ہے - یہاں خطاب تو انفرادی ہے لیکن مقصد سراسر قومی ہے - مصنّف قوم کی طرف سے بولتا ہے - باب ۵ نہ تو توشیحی ہے اور نہ مرثیہ ہے بلکہ جماعتی نوحہ کے زبوروں سے قریبی مشابہت رکھتا ہے - (مثلاً ۴۴ اور ۸۰ زبور) -

۲ - مصنف اور سنِ تصنیف

نوحہ کی کتاب کا مصنف اگرچہ گمنام ہے تو بھی ★ ہفتادہ ★ ولگاتا اور یہودی روایات میں اسے یرمیاہ نبی سے منسوب کیا گیا ہے - غالباً اس قیاس کی بنیاد ۲ - تواریخ ۳۵ : ۲۵ کا بیان ہے جس میں یرمیاہ نبی کو یوسیاہ بادشاہ کی موت پر نوحہ خوانی کرتے بتایا گیا ہے - اس روایتی نظریہ کے حق میں جو دلائل پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں : یرمیاہ اور نوحہ کی کتب میں جذبات کی یکساں شدّت ، دونوں کا یروشلیم کی تباہی کو خدا کی عدالت سے منسوب کرنے میں ہم زبان ہونا اور بعض اسلوبی مشابہتیں - اس نظریہ کی مخالفت میں ذیل کی دلائل پیش کی جاتی ہیں : توشیحی نظموں میں حروفِ تہجی کی ترتیب کا ادل بدل ضرور لائق توجہ ہے (مثلاً باب ۱ میں ترتیب یوں ہے ، س ، ع ، پ تو باب ۲ تا ۴ میں س ، پ ، ع ہے) - یہ امر ایک سے زیادہ مصنفوں کی طرف اشارہ سمجھا جا سکتا ہے - علاوہ ازیں یرمیاہ اور نوحہ کی کُتب کے مصنفین کے نقطہ ہائے نظر میں بھی اختلاف نظر آتا ہے - مثلاً نوحہ کا مصنف بظاہر مصر پر بھروسہ کرنے کے حق میں ہے (۴ : ۱۷ اس کا مقابلہ یرمیاہ ۳۷ : ۵ تا ۱۰ سے کریں) - پھر وہ شاہ صدقیاہ

کی حمایت کرتا ہے (۴ : ۲۰ اس کا مقابلہ یرمیاہ ۲۴ : ۸ تا ۱۰ سے کریں) - یہ میاہ کا کلام بے ساختگی کا شاہکار ہے جبکہ نوحہ پر تکلف توشیحی اسلوب کا حامل ہے۔

پہلی چار نظموں کو مختلف ادوار اور مختلف شعراء سے منسوب کرنے کی کوششوں کو علمی طبقوں میں قبول عام حاصل نہیں ہوسکا ہے۔ یہ ابواب یروشلیم کی بربادی کے کسی عینی شاہد کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں (۵۸۷ ق م) جس نے اپنے احساسات و جذبات کو اُس وقت صفحۂ قرطاس کے حوالے کیا جب وہ ہنوز تازہ ہی تھے۔ باب ۵ کچھ بعد کے زمانہ کا ہوسکتا ہے، جب تباہی و بربادی کے جانکاہ صدمے پر اسیری کی طولانی اذیت و کرب کا اضافہ بھی ہوچکا تھا۔ کتاب کے کسی بھی حصے کو اسیری سے واپسی سے پہلے کا قرار نہیں دیا جا سکتا جو ۵۳۸ ق م میں شروع ہوئی تھی۔

۳- کتاب کا پیغام اور اہمیت

نوحہ کی کتاب الہیاتی مسائل سے سراسر تہی نہیں ہے۔ اس ضمن میں گوٹ والڈ کا تجزیہ ساری تفصیلات میں تو نہیں البتہ بنیادی موضوع کے تعین کی کوشش میں بڑا قائل کرنے والا ہے۔ اُس نے اِس کتاب کا موضوع "گردشِ ایام کی ستم ظریفی" تجویز کیا ہے۔ ماضی کی شان و شوکت اور حال کی ذلت و خواری کی متضاد تصویروں کی روشنی میں "حشر بد" اور "اُمید" کی اصطلاحات میں الہیاتی مسائل پر خیال آرائی کرتا ہے۔

انبیاء نے یہوداہ کے حشرِ بد کا فتویٰ دے دیا ہوا تھا۔ وہ اِس امر کے قائل تھے کہ العادل والقدوس تاریخ کے دھارے کو ایسی سمت میں ڈال دے گا کہ اُس کے لوگ اپنے گناہوں کی سزا اُٹھائیں گے۔ نوحہ کی کتاب میں بھی انبیاء کے اِس خیال کی بازگشت سُنائی دیتی ہے اور یروشلیم کے بھسم شدہ کھنڈروں کی راکھ زبانِ حال سے القدوس والقہار کے قہر و غضب کا بیان کرتی ہے (۱ : ۱۸)۔ شہر کی بربادی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ شرع الٰہی کی تحقیر و تکذیب کا منطقی اور حتمی انجام ہے۔ کتاب کی ایک ایک سطر سے جرم کا گہرا احساس جھلکتا ہے اور یہ وہاں بھی عیاں ہے جہاں خدا کے قہرِ شدید پر شکوہ کیا گیا ہے (۲ : ۱۴ بحوالہ ۱ : ۵، ۸، ۹، ۱۸، ۲۲؛ ۳ : ۴۰ - ۴۲؛ ۴ : ۱۳، ۲۲؛ ۵ : ۷)۔ یہ سانحہ اُس وقت اور بھی زیادہ المناک نظر آتا ہے جب یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ اِس سے بچ نکلنے کی راہ بھی موجود تھی اور یہ قہر ٹل بھی سکتا تھا۔ خدا کی ذات و صفات کے مطالعہ میں اس کے القہار ہونے کو سمجھنے کے لئے نوحہ کی کتاب کلیدی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے (مثلاً ۱ : ۱۲ مابعد؛ ۲ : ۱ تا ۹، ۲۰ تا ۲۲؛ ۳ : ۱ تا ۱۸؛ ۴ : ۶، ۱۱)۔

یہوداہ کی حالتِ زبوں تو ہے لیکن مایوس کن نہیں۔ اگرچہ اُس کی اُمید کی کوئی واضح تصویر پیش نہیں کی گئی لیکن اُس کی اُمید کی وجہ کو بڑے معقول انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ وجہ اُمید اپنے عہد کا پاس رکھنے والے خدا کی وفاداری میں مضمر ہے! (۳ : ۱۹ - ۳۹)۔ انبیاء کا تباہی کے ایام سے پیشتر ہی تباہی کے بعد اچھے دنوں کی پیشینگوئی کرنا ایک بات تھی لیکن ہمارے نبی کے لئے خستہ حالی اور تباہی کے درمیان اس اُمید کی جوت جگانا اور ہی بات ہے! وہ رنج و مصیبت کے تربیتی کردار اور خدا کی بھلائی کے ساتھ اس کے تعلق سے بخوبی آگاہ ہے (۳ : ۲۵ - ۳۰) جو اُس کی پیغمبرانہ بصیرت کی ایک معقول دلیل ہے۔ نوحہ کی کتاب میں عبرانی سوچ کی تین اصناف مِل جاتی ہیں : نبوت، کہانتی رسُوم اور حکمت۔ کہانتی اثر شعروں کی رسوماتی نوعیت سے ظاہر ہے۔ حکمت کا عنصر اس بات سے ظاہر ہے کہ مصنف خدا کے انسان سے سلوک کے بھیدوں پر غور کرنے کو تیار ہے خاص طور پر جب وہ دُکھ مصیبت کے مسئلوں پر سوچتا ہے۔

نُود :- (عبرانی = مارا مارا پھرنا - گشت کرنا)۔ عدن کے مشرق کا علاقہ جہاں قائن جا بسا (پیدائش ۴ : ۱۶)۔

نودب - نوداب :- ایک عربی قبیلہ، (غالباً اسمٰعیلی) جسے روبن اور منسّی کے آدھے قبیلے نے فتح کیا (۱- تواریخ ۵ : ۱۹)۔

نور :- دیکھئے روشنی۔

نُوزُو :- یہ پرانا شہر عراق میں موجودہ یورغان تیپ کے قریب تھا۔ یہ جگہ کرکک سے ۱۴ میل / ۲۳ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہاں اور اس کے قریبی ٹیلوں کی کھدائی ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۱ء ہوئی اور تقریباً بیس ہزار تختیاں ملیں جو ★ میخی خط میں اکادی زبان (دیکھئے پیدائش ۱۰ : ۱۰) میں لکھی ہوئی تھیں۔ ان کا تعلق پندرھویں صدی قبل از مسیح سے ہے اور یہ پیدائش کی کتاب کے زمانے کے بزرگوں کی زندگی کے دستور اور رسومات پر بڑی روشنی ڈالتی ہیں مثلاً

لے پالک بنانے کا دستور - نوزی تختیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی کا اپنا بیٹا نہ ہو تو وہ کیسے لے پالک بیٹا بناتا تھا۔ ان سے ابرہام اور الیعزر کے تعلق کا پتہ لگتا ہے۔ اور ابرہام کی یہ بات "دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا" (پیدائش ۱۵ : ۳) بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔

برکت دینے کا دستور - جب اضحاق نے یعقوب کو اِس غلط فہمی میں برکت دی کہ وہ عیسو ہے (پیدائش ۲۷ : ۲۹، ۳۳) تو عام خیال ہے کہ جب اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ عیسو کو وہی برکت دے سکتا اور یعقوب سے وہ برکت واپس لے سکتا تھا۔ لیکن نوزی تختیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو زبانی بھی برکت دی جاتی تو وہ قانون کی نظر میں بھی قائم رہتی تھی۔ یہ بات ایک نوجوان

کی کہانی سے جو نوزی تختیوں پر درج ہے ظاہر ہوتی ہے۔ ترمیہ نام ایک شخص ایک نوجوان لڑکی زلترشتہ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لڑکے کے بھائیوں نے اُس شادی کو رکوانے کی کوشش کی۔ لڑکے نے عدالت میں اپیل کی اور فیصلہ اس کے حق میں ہؤا کیونکہ اُس نے ثابت کر دیا کہ اُس کے باپ نے زبانی اُسے اُس لڑکی سے شادی کرنے کی اجازت دی تھی۔

خاندانی بُت۔ راخل نے اپنے باپ کے بُت چُرا لئے تھے (پیدائش ۳۱ : ۱۹)۔ مُفسّر کافی عرصہ تک اس بات کو سمجھ نہ سکے کہ لابن اُن بُتوں کو واپس لینے کے لئے کیوں اتنا فکرمند تھا (۳۱ : ۳۰)۔ اب نوزی تختیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس خاندانی بُت ہوں وہ جائیداد کا وارث گنا جاتا تھا۔ راخل اِس طرح اپنے خاوند کا حق قائم کر رہی تھی۔

اِسی طرح کئی اَور رسمیں اور دستور جن کا ذکر پیدائش کی کتاب میں ہے نوزی تختیوں کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ میں آجاتے ہیں۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱ ۲ ج - ۶ ج ۲

نوعاہ :- صلافحاد کی پانچ بیٹیوں میں سے ایک (گنتی ۲۶ : ۳۳؛ ۲۷ : ۱؛ ۳۶ : ۱۱؛ یشوع ۱۷ : ۳)۔ اگرچہ ان کا کوئی بھائی نہیں تھا تو بھی اُنہیں ان کے باپ کے نام میں میراث میں حِصّہ مِلا۔

نوعیدیاہ۔ نوعدیاہ :- (عبرانی = وہ جس سے یہوواہ ملاقات کرتا ہے)۔

۱۔ ایک شخص جسے اسیری سے واپس یروشلیم آنے پر چاندی اور سونے کے برتنوں کے وزن کرنے پر نگران مقرر کیا گیا (عزرا ۸ : ۳۳)۔

۲۔ ایک جھوٹی نبیہ جس کا نام طوبیاہ اور سنبلط کے ساتھ آیا ہے۔ یہ نحمیاہ کو ڈرانا چاہتی تھی (نحمیاہ ۶ : ۱۴)۔

نوف :- متحدہ مصر کا پہلا دارالخلافہ (تقریباً ۳۲۰۰ قبل مسیح)۔ یہ دریائے نیل کے مغربی کنارے پر موجودہ قاہرہ سے ۲۰ میل جنوب میں واقع تھا۔ اس کے کھنڈرات ابھی بھی موجود ہیں۔ اس کا یونانی نام ممفس ہے۔ انبیاء نے اس شہر کا ذکر کیا اور اس کی تباہی کی اکثر پیشینگوئی کی (یسعیاہ ۱۹ : ۱۳؛ یرمیاہ ۲ : ۱۶؛ ۴۴ : ۱؛ ۴۶ : ۱۴، ۱۹؛ حزقی ایل ۳۰ : ۱۳، ۱۶۔ اسے ہوسیع ۹ : ۶ میں موف کہا گیا ہے)۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۳ ۵ د - ۷

نوکر :- دیکھئے پیشہ جاتِ بائبل ۵۶

نوگہ :- یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳ : ۲۵)۔

نومُرید :- یہ لفظ بائبل کے اردو ترجمہ میں صرف تین مرتبہ آیا ہے۔ ۱۔ تیمتھیس ۳ : ۶ میں یہ نگہبان (اُسقف) کے سلسلے میں استعمال ہؤا ہے کہ وہ نومرید نہ ہو۔ جس یونانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی نیا نیا لگایا ہؤا پودا ہیں۔ دوسری جگہ یہ ایک اور لفظ کا ترجمہ ہے (اعمال ۶ : ۵؛ ۱۳ : ۴۳) جس کے معنی ہیں قریب آنے والا proselyte۔

تفصیل کے لئے دیکھئے مُرید۔

نون :- عبرانی حروفِ تہجی کا چودھواں حرف۔ נ۔ اس کی شکل مچھلی کی مانند ہے اور معنی بڑی مچھلی کے ہیں (قب عربی نون = مچھلی، یوناہ نبی کا لقب اہلِ اسلام کے ہاں ذوالنون ہے)۔ حسابِ جمل میں اس کے اعداد پچاس ہیں۔ ۱۱۹ زبور کے چودھویں حِصّے کی ہر آیت نون سے شروع ہوتی ہے۔

نون :- بنی افرائیم میں سے ایک۔ یہ یشوع کا باپ تھا (خروج ۳۳ : ۱۱؛ نحمیاہ ۸ : ۱۷)۔ اس کا نسب نامہ ۱۔ تواریخ ۷ : ۲۵-۲۷ میں درج ہے۔

نہائی :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۶۔

نئی پیدائش :- نئی پیدائش کا بنیادی مطلب "دوبارہ پیدائش" یا "دوبارہ بحالی" ہے۔ اگرچہ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں صرف دو مرتبہ آیا ہے (متی ۱۹ : ۲۸؛ طِطُس ۳ : ۵)، تاہم متعدد ایسے مترادف حوالے مِلتے ہیں جو اس کے بنیادی مطلب کو بیان کرتے ہیں۔ دیگر مِلتی جلتی اصطلاحات حسبِ ذیل ہیں : پانی اور رُوح سے پیدا ہونا (یوحنّا ۳ : ۵)، نئے سرے سے پیدا ہونا (یوحنّا ۳ : ۷)، خدا سے پیدا ہونا (یوحنّا ۱ : ۱۳؛ ۱۔ یوحنّا ۳ : ۹)، "زندہ کیا" (افسیوں ۲ : ۱، ۵) اور "نیا بنانے" (طِطُس ۳ : ۵؛ رومیوں ۱۲ : ۲)۔

نئی پیدائش انسان کے دل میں خدا کی طرف سے لائی گئی روحانی تبدیلی ہے جس سے اُس کی موروثی گناہ آلودہ فطرت بدل جاتی ہے اور وہ ایمان کے ساتھ اپنے دل کو خدا کے لئے کھولنے کے قابل بن جاتا ہے۔

نئی پیدائش کی یہ تعریف انسان کی گنہگار فطرت سے اُبھرتی ہے۔ جب تک انسان گناہ میں ہے وہ خدا پر ایمان نہیں لاسکتا۔ اگر وہ ایمان لانا چاہے تو وہ صرف اُس وقت ہی لاسکتا ہے جبکہ خدا اُس میں تبدیلی پیدا کرے جس کی مدد سے وہ اپنی مرضی کی غلامی سے آزاد ہو سکتا ہے۔ نئی پیدائش خدا کا وہ کام ہے جس میں ایک انسان گناہ کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے اور اب وہ اپنی آزاد فطرت کو بروئے کار لاسکتا ہے۔

پس نئی پیدائش بنیادی طور پر خدا کا کام ہے اور یہ پاک روح کی وساطت سے انسان میں رونما ہوتی ہے (کلسیوں ۲ : ۱۲)۔

یہ اُس میں ایک نئی اخلاقی زندگی کی وسعت پیدا کرتی اور اُسے مسیح میں نئی زندگی کے لئے زندہ کرتی ہے۔ نئی پیدائش کے وقت انسان سے مسیح کی راستبازی منسوب کی جاتی ہے جس کے باعث وہ زندہ ہو جاتا (یوحنا ۵: ۲۱)، خدا سے پیدا ہوتا (۱-یوحنا ۵: ۱)، نیا مخلوق بن جاتا (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷) اور ایک نئی زندگی پاتا ہے (رومیوں ۶: ۴)۔

نئی پیدائش کا نتیجہ عقل نئی ہو جانے، ارادہ میں تبدیلی اور فطرت کے نئے بننے کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ انسان کی کُل فطرت میں سرایت کرتی ہے اور بنیادی طور پر اُس کی سرشت کو بدل دیتی اور اُسے مسیح کی پہچان کا سچا تجربہ بخشتی ہے۔ یہ ذاتِ الٰہی میں شریک ہو کر (۲-پطرس ۱: ۴) روحانی طور پر زندہ ہونا ہے۔

نئی پیدائش میں علتِ فاعلی خدا ہے (۱-یوحنا ۳: ۹) جو اپنے رحم کے وسیلہ سے محبّت میں کام کرتا ہے (افسیوں ۲: ۴، ۵) تاکہ وہ اپنے کلام کے وسیلہ سے انسان میں نئی زندگی قائم کرے (۱-پطرس ۱: ۲۳)۔

نئی پیدائش میں انسانی روح سرد اور سرگرم دونوں ہی ہے۔ سرد اس لئے کہ وہ ابھی تک گناہ کی غلامی میں ہے اور سرگرم اُس وقت جب وہ غلامی سے آزاد ہوتی ہے۔ پاک رُوح کا نئی پیدائش کا کام کسی شخص میں اس کی اچھائی کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ جب انسان کو گناہ کی غلامی سے آزادی ملتی اور نئی پیدائش کا تجربہ ہوتا ہے تو وہ رضاکارانہ خدا کی طرف رفاقت کے لئے رجوع کرتا ہے۔

نئے عہد نامہ کا تواریخی خاکہ

رومی سلطنت	فلسطین	مسیح کی زندگی اور رسولی زمانہ
۲۷ ق م-۱۴ء: قیصر اوگوسٹس	۳۷-۴ ق م: ہیرودیس اعظم، یہودیہ کا بادشاہ	۸/۷ ق م؟: یسوع کی پیدائش
۱۴-۳۷ء: تبریس	۴ ق م-۶ء: ارخلاؤس، یہودیہ کا اتھنارک	۲۹ء؟: یسوع کا بپتسمہ
۳۷-۴۱ء: کلیگلا	۴ ق م-۳۹ء: ہیرودیس انتپاس، گلیل کا حاکم	۳۰ء: (عیدِ فسح) یسوع یروشلیم میں (یوحنا ۲: ۱۳)
	۴ ق م-۳۴ء: ہیرودیس فلپس، اتوریہ کا حاکم	۳۰/۳۱ء (دسمبر/جنوری): یسوع سامریہ میں (یوحنا ۴: ۳۵)
	۲۶-۳۶ء: پنطیس پیلاطس، رومی گورنر	۳۱ء (عیدِ خیام): یسوع یروشلیم میں (یوحنا ۵: ۱)
		۳۲ء (عیدِ فسح): پانچ ہزار کو کھانا کھلانا (یوحنا ۶: ۴)
		۳۲ء (عیدِ خیام): یسوع یروشلیم میں (یوحنا ۷: ۲)
		۳۲ء (عیدِ تجدید): یسوع یروشلیم میں (یوحنا ۱۰: ۲۲)
		۳۳ء (عیدِ فسح): تصلیب اور قیامت
		۳۴ یا ۳۵ء: پولس کی تبدیلی
		۳۷ یا ۳۸ء: پولس کی یروشلیم میں پہلی آمد
۴۱-۵۴ء: کلودیس	۴۱-۴۴ء: ہیرودیس اگرپا اوّل، یہودیہ کا بادشاہ	۴۵ یا ۴۶ء: انطاکیہ میں قحط کے لئے چندہ جمع کرنا
		۴۶-۴۷ء: پہلا بشارتی سفر
		۴۸ء: یروشلیم میں رسولی مجلس
		۴۸-۵۰ء: دوسرا بشارتی سفر
	۵۰-قریباً ۹۳ء: ہیرودیس اگرپا دوم، شمالی علاقے کا حاکم	۵۰ء: پولس کرنتھس جاتا ہے
	قریباً ۵۲-قریباً ۶۰ء: فیلکس، رومی گورنر	۵۳ء: تیسرا بشارتی سفر
۵۴-۶۸ء: قیصر نیرو		۵۴-۵۷ء: پولس کا افسس میں قیام
		۵۷ء: ترواس کے لئے روانگی
		۵۸ء: یورپ میں طِطُس سے ملاقات
		۵۸-۵۹ء: پولس مکدنیہ اور اخیہ (اور الرکم؟) میں

رومی سلطنت	فلسطین	مسیح کی زِندگی اور رسولی زمانہ
		۵۹ء : پولس کی یروشلیم کو واپسی
		۵۹-۶۱ء : قیصریہ میں قید
	قریباً ۶۰-۶۲ء : فیستس ، رومی گورنر	۶۱ء : قیصر کے ہاں اپیل اور روما کو روانگی
		۶۲ء : روما میں آمد
		۶۲-۶۴ء : روما میں قید
		۶۲ء ؟ : خداوند کے بھائی یعقوب کی شہادت
۶۸-۶۹ء : گالبا		
۶۹ء : اوتھو		
۶۹ء : وتلس		
۶۹-۷۹ء : ویسپسیان		۷۰ء : سقوطِ یروشلیم
۷۹-۸۱ء : طِطس		
۸۱-۹۶ء : دومطیان		۸۱-۹۶ء : دومطیان کے تحت ایذا رسانی
		قریباً ۱۰۰ء : یوحنا کی وفات

نَے :- دیکھئے نباتاتِ بائبل ۸۶ اور ۵۴ -

نَے :- دیکھئے موسیقی کے ساز ۳ -

نیاپلس - ناپُلس :- (یونانی = نیا شہر) - فلپی شہر کی بندرگاہ- یہ فلپی سے ۱۵ کلومیٹر دور تھی - جب پولس رسول نے رویا میں "مکدنی آدمی" کو دیکھا تھا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا (اعمال باب ۱۶) - ممکن ہے کہ یروشلیم واپس جاتے ہوئے پولس پھر نیاپلس سے گزرا ہو (اعمال ۲۰ : ۳ - ۵) - اسی جگہ اس نے پہلی مرتبہ یورپ میں قدم رکھا تھا- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ موجودہ کولا ہے -

نیاچاند :- دیکھئے چاند ۲ - کیلنڈر-

نیاسال :- دیکھئے عیدیں ۴ - کیلنڈر-

نیاعہدنامہ :- دیکھئے بائبل ۱ -

نیا یروشلیم :- دیکھئے یروشلیم، نیا -

نیر :- (عبرانی = نور، چراغ) - ۱- ابنیر کا باپ (۱- سموئیل ۱۴ : ۵۰ ، ۲۶ : ۱۴)-
۲ - ساؤل بادشاہ کا دادا (۱- تواریخ ۸ : ۳۳) -

نیرِ اصغر :- دیکھئے چاند-

نیرِ اکبر :- دیکھئے سُورج -

نیرگل - نیرجل :- کُوتیوں کا ایک دیوتا - یہ تباہی کا دیوتا تھا اور اس کا تعلق سیارہ مریخ سے ہے (۲- سلاطین ۱۷ : ۳۰) -

نیرگل سراضر - نیرجل سراصر :- (اسوری = نیرگل شہزادے کی حفاظت کرے) - ★ نبوکدرضر کا داماد-
نیرگل سراضر نے نبوکدرضر کے جانشین اویل مردوک کو قتل کرکے اُس کی جگہ لی (یرمیاہ ۳۹ : ۳ - ۱۳) -

نیرو :- پانچواں رومی شہنشاہ - یہ ۳۷ء میں پیدا ہوا اور ۵۴ء میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالی - ۶۸ء میں اس نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی جان لی-

نیرو ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن اُس کا باپ بدچلن اور بد اخلاق تھا۔ اُس کی ماں اگرپینہ مشہور خاندان سے تھی۔ اُسے بھی اپنے بیٹے کے اخلاق اور تربیت کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اُسے صرف ایک بات کی دُھن تھی کہ اُس کا بیٹا دنیوی طور پر ترقی کرکے شہنشاہ بنے۔

نیرو کے عہد کے پہلے چند سال بڑے پُرامن تھے، اور یوں لگتا تھا کہ ایک اچھی حکومت معرضِ وجود میں آگئی ہے۔ نیرو خود بھی اس امر پر فخر کر سکتا تھا کہ اس دَور میں اُس کی وسیع سلطنت میں ایک بھی بے گناہ شخص کو موت کی سزا نہیں دی گئی۔ نیرو کے انہی پُرامن سالوں میں پولس رسول نے درخواست کی کہ اس کا مقدمہ قیصر کے تختِ عدالت کے سامنے پیش کیا جائے (اعمال ۲۵: ۱۰، ۱۱ ۔ غالباً ۶۳ء)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولس کو بَری کر دیا گیا اور وہ پورے جوش سے تبلیغ کے کام میں پھر مشغول ہو گیا۔

نیرو کے عہد کا دوسرا دَور اُس وقت شروع ہوتا ہے جب اُس نے پوپیہ سے شادی کی۔ اس کے فوراً بعد اس نے اپنی ماں کو ٹھکانے لگایا اور اپنے کئی اچھے صلاح کاروں کو جن میں سینکا Seneca بھی شامل ہے قتل کروایا اور دیگر کئی اُمرا کو اُن کی دولت ہتھیانے کے لئے موت کے گھاٹ اُتارا۔ ۶۴ء میں روما شہر میں قیامت خیز آتشزدگی ہوئی اور تقریباً سارا شہر تباہ ہو گیا۔ یہ ثابت تو نہ ہو سکا کہ آگ کس نے لگائی تھی لیکن عام خیال یہی تھا کہ قیصر نیرو کا اس میں ہاتھ تھا۔ اس سانحہ کے لئے مسیحیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا چنانچہ وہ سخت ایذارسانی کا شکار بنے۔ نیرو کے عہد کے اواخر میں شاہی دربار سازش، قتل و غارت اور بغاوت کا مرکز بن گیا۔ نیرو کو صلاح دی گئی کہ وہ خودکشی کر لے لیکن ایسا کرنے کی اس میں ہمّت نہ تھی۔ آخر جب اُسے علم ہوا کہ رومی مجلس عظمےٰ senate نے اُس پر موت کا حکم صادر کیا ہے تو اس کا آخری ظالمانہ قدم یہ تھا کہ اُس نے کئی مدبّرانِ مجلس کو قتل کروایا اور آخر میں اپنی جان اپنے ہاتھوں لی۔ یوں یولیُس قیصر کے خاندان کے آخری فرمانروا کا عہد ختم ہوا۔ پولس اور پطرس نے اسی کے عہد میں جامِ شہادت پیا۔

نیری:۔ مسیح خداوند کے نسب نامہ میں ایک نام (لوقا ۳: ۲۷)۔

نیریاہ ۔ نیریاہ:۔ (عبرانی = وہ جس کی شمع یہوواہ ہے)۔ یرمیاہ نبی کے کاتب باروک اور سرایاہ کا باپ (یرمیاہ ۳۲: ۱۲، ۱۶؛ ۳۶: ۴؛ ۵۱: ۵۹)۔

نیرلُوس:۔ ایک رومی مسیحی جسے پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۵)۔

نیزہ:۔ دیکھئے جنگ کا ساز و سامان ۱-ا۔

نیسان:۔ یہودی سال کا پہلا مہینہ۔ اسیری سے پہلے اس کا نام ابیب تھا۔ دیکھئے کیلنڈر۔

نیستان:۔ سرکنڈوں کا میدان یا کھیت (پیدائش ۴۱: ۲، ۱۸؛ زبور ۶۸: ۳۰؛ یرمیاہ ۵۱: ۳۲)۔

نیعہ:۔ ایک شہر جو قرعہ کے ذریعہ زبولون کے قبیلہ کو دیا گیا (یشوع ۱۹: ۱۳)۔

نیکانور ۔ نیقانور:۔ ۱۔ اُن سات خادموں میں سے ایک جنہیں کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے الگ کیا گیا (اعمال ۶: ۵)۔

۲۔ انطاکس اپفنیس بادشاہ کا ایک جرنیل (۱-مکابین ۷: ۳۹-۵۰)۔

نیک اور بدکی پہچان کا درخت:۔ خدا نے باغِ عدن کے بیچ میں دو درخت ایک خاص مقصد کے لئے لگائے تھے (پیدائش ۲: ۹)۔ ایک نیک اور بد کی پہچان کا درخت اور دوسرا حیات کا درخت تھا۔

۱۔ نیک اور بدکی پہچان کے درخت کی تشریح کافی مشکل ہے۔ کوئی بھی تفسیر ہر پہلو کا حل پیش نہیں کرتی۔ نیکی اور بدی کی پہچان علم کی ابتدا اور انتہا اور کاملیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بعض مفسّر اس علم کے درخت کو دنیوی علم، اخلاقی امتیاز، جنسی علم و عمل یا علمِ الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ یہ ممنوع علم اُن مخفی باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو صرف خدا ہی کے جاننے کے لئے مخصوص ہیں (استثنا ۲۹: ۲۹)۔ نیک اور بد کو جاننا خدا کی ذات کی ایک صفت ہے (پیدائش ۳: ۵)۔ اس پھل کو کھانا گویا خدا کی برابری کی خواہش ہے۔ بعض مفسروں کے مطابق یہ ایک حقیقی درخت تھا لیکن اس درخت کا پھل دیگر درختوں کے پھل سے مختلف نہ تھا۔ اس کے پھل میں بذاتِ خود کوئی خاص بات نہیں تھی۔ یہ درخت ایک استاد اور خدا کی فرمانبرداری کو پرکھنے کی ایک کسوٹی تھا۔ اس درخت کے پھل کو کھانے سے انسان کی اخلاقی تمیز جو وہ پہلے ہی رکھتا تھا زیادہ روشن نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اس کی ممانعت اُس اخلاقی تمیز کا ایک امتحان تھا جس سے یہ فیصلہ کیا جا سکتا تھا کہ آیا انسان نیک ہے یا بد۔ موت پھل کھانے کی تاثیر سے نہیں بلکہ خدا کے حکم کو نہ ماننے سے واقع ہوئی تھی۔ پھل کھانے کے بعد انسان کو احساسِ گناہ

ہوا۔ اُس نے شرم محسوس کی اور جانا کہ وہ ننگا ہے (پیدائش ۳: ۷)۔

۲۔ حیات کا درخت ابدی زندگی حاصل کرنے کا وسیلہ معلوم ہوتا ہے۔ خدا نے آدم کو اس کا پھل کھانے سے منع نہیں کیا تھا۔ لیکن جب اُس نے نیک اور بد کی پہچان کے درخت میں سے کھا لیا تب خدا نے حیات کے درخت کی حفاظت کا حکم دیا (پیدائش ۳: ۲۲، ۲۴)۔ اس درخت کا پھر ذکر مکاشفہ ۲: ۷ میں آتا ہے جہاں اُنہیں جو غالب آتے ہیں اس کے پھل کے کھانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ درخت آسمانی شہر (نیا یروشلیم) کے آبِ حیات کے دریا کے کنارے لگا ہوا ہے اور پاک اور ایماندار لوگ اس درخت کے قریب آنے کا اختیار پائیں گے (مکاشفہ ۲۲: ۲، ۱۴، ۱۹)۔

نیکپلس - نیقوپلس :-
(یونانی = فتح کا شہر)۔ یونان کا ایک شہر جہاں پولس نے موسم سرما بسر کرنے کا قصد کر کے طِطُس کو اپنے پاس بلایا تھا (طِطُس ۳: ۱۲)۔

اس شہر کی بنیاد قیصر اوگوستس نے انتونی پر ۳۱ ق۔م میں فتح حاصل کرنے کے بعد رکھی یہی شہر کی وجہ تسمیہ ہے۔

نیکدیمس - نیقودیمُس :-
(یونانی = عوام پر فاتح)۔ ایک معزز فریسی "یہودیوں کا سردار" اور یہودی صدرِ عدالت (سنہیڈرن) کا ممبر۔ وہ رات کے وقت، خداوند یسوع مسیح سے ملنے کو گیا (یوحنا ۳: ۱-۱۴)۔ شاید اس کی وجہ تجسس قائیت تھی۔ خدا یقیناً اُس کی راہنمائی کر رہا تھا۔ اُس نے گلیل کے نوجوان مسیح یسوع کو بڑی انکساری سے "ربی" یعنی اے استاد کہہ کر مخاطب کیا، لیکن مسیح نے فخر سے پھولنے کی بجائے اس کی اصل حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُسے نئی پیدائش کی ضرورت کا احساس دلایا جس کے بغیر کوئی بھی خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔ نیکدیمس اس بات کو سمجھ تو نہ سکا لیکن وہ بڑا متاثر ہوا۔ تاہم اس میں ابھی خداوند کو قبول کرنے کا حوصلہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ بعد ازاں عیدِ خیام کے موقع پر (یوحنا ۷: ۲۵-۴۴) جب یہودی راہنما مسیح یسوع کو قتل کرنے کی تجویز بنا رہے تھے تو اس نے صدرِ عدالت میں اس بات پر دبی دبی زبان سے احتجاج کیا کہ کسی کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیئے بغیر موت کی سزا دینا بے انصافی ہے۔ لیکن مسیح خداوند کی موت کے بعد وہ بڑی دلیری کے ساتھ ارمتیہ کے یوسف کے ساتھ نظر آتا ہے (یوحنا ۱۹: ۳۸-۴۲)۔ وہ لاش پر ملنے کے لئے پچاس سیر خوشبودار مصالحہ لایا، اور لاش دفن کرنے میں مدد دی۔ اس واقعہ کے بعد نئے عہدنامہ میں اُس کا نام نہیں آتا۔

نیکلاؤس - نیقولاؤس :-
(یونانی = عوام پر فتحمند)۔ انطاکیہ کا ایک یہودی نومرید۔ یہ اُن سات میں سے ایک شخص تھا جنہیں چُنا گیا کہ کھانے پینے کا انتظام کریں۔ انہیں ★ ڈیکن یا خادم کا نام دیا گیا (اعمال ۶: ۵)۔

غالباً اس شخص کا نیکلیوں سے جن کا ذکر مکاشفہ ۲ باب میں ہے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھئے نیکلی۔

نیکلی - نیقولاوی :-
ابتدائی کلیسیا میں ایک بدعتی فرقہ جس کی تعلیم کے متعلق یوحنا عارف لکھتا ہے کہ اس سے خداوند کو اور افسُس کی کلیسیا کو نفرت تھی (مکاشفہ ۲: ۶)۔ لیکن پرگمن کی کلیسیا میں بعض لوگ اس کے پیرو تھے (۲: ۱۵)۔ ان کی تعلیم پرانے عہدنامہ کے بلعام سے ملتی جلتی تھی۔ چونکہ مسیحی اور غیر مسیحی معاشرتی اور سماجی زندگی آپس میں بہت وابستہ تھی اور لوگ گھل مِل کر رہتے تھے اس لئے یہ جماعت مسیحیوں کو ترغیب دیتی تھی کہ مصلحت اس میں ہے کہ غیر مسیحیوں کی بت پرست رسوم اور مذہبی حرامکاری میں بے کھٹکے حصہ لیں۔ وہ عدمِ قانونیت کی (antinomian) بدعت کی طرح جس میں یہ دعویٰ کیا جاتا تھا کہ مسیحی اب فضل کے تحت ہیں اس لئے شریعت کی پابندی غیر ضروری ہے محسوس کرتے تھے کہ معاشرتی زندگی کی ان رسومات میں حصہ لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ اسے نیکلاؤس کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا جو انطاکیہ کا نومرید یہودی تھا اور ستفنس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ڈیکن کے عہدے پر مقرر ہوا تھا (اعمال ۶: ۵)۔ لیکن کئی علماء کی رائے ہے کہ یہ غلط خیال ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کوئی اور نیکلاؤس ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ نیکلی عبرانی بلعام کی یونانی شکل ہے کیونکہ دونوں نام قریباً ہم معنی ہیں (بلعام = عوام کا خداوند؛ نیکلاؤس = عوام کا فاتح)۔ بلعام نے بنی اسرائیل کو ورغلایا تھا کہ بتوں کی قربانی کا گوشت کھائیں اور حرامکاری کریں (گنتی ۲۵: ۱-۳؛ ۳۱: ۱۶)۔ اسی قسم کے فرقے کی طرف پطرس (۲-پطرس ۲: ۱۵) اور یہوداہ (۱۱) بھی اشارہ کرتے ہیں۔ یہ جماعت بعد میں ★ غناسطی مکتبِ فکر بن گئے۔ نیز دیکھئے عدمِ قانونیت۔

نیکی اور بدی کی تمیز :-
بھلے اور بُرے میں تمیز نہ کر سکنا نابالغ ہونے کا نشان ہے (استثنا ۱: ۳۹؛ یسعیاہ ۷: ۱۴-۱۷)۔ بڑھاپے میں بھی بھلے اور بُرے میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے (۲-سموئیل ۱۹: ۳۵)۔ یہ بخشش خدا ہی عنایت کر سکتا ہے۔ سلیمان بادشاہ نے خدا سے درخواست کی تھی کہ اُسے انصاف کرنے کے لئے یہ صلاحیت بخشی جائے (۱-سلاطین ۳: ۹؛ قب پیدائش ۲۴: ۵۰)۔ خدا ہمارے دل میں بھلے اور بُرے میں تمیز کرنے کی قابلیت پیدا کرتا ہے۔ دیکھئے ضمیر۔

نیل، دریا :-
مصر اور افریقہ کا بڑا دریا۔ یہ طوالت کے لحاظ سے دریائے ایمزن اور مسیسپی کے بعد

دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ "دریائے نیل" ایک مرتبہ استعمال ہُوا ہے (یسعیاہ ۱۹: ۷) جب کہ کیتھولک ترجمہ میں اسی حوالہ میں تین مرتبہ۔ بائبل میں جہاں کہیں لفظ "دریا" استعمال ہُوا ہے وہاں ہم عام طور پر اس کے سباق و سباق سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس دریا کا حوالہ ہے۔ مثلاً پیدائش ۴۱: ۱ میں دریائے نیل کی طرف اور پیدائش ۳۱: ۲۱ میں دریائے فرات کی طرف اشارہ ہے، لیکن بعض اوقات کسی دریا کا تعین کرنا قدرے مشکل بھی ہوتا ہے (دیکھئے زبور ۷۲: ۸ کیتھولک ترجمہ)۔ عبرانی بائبل میں دریائے نیل کا عام نام "یوُر" ہے۔ یہ مصری لفظ ہے جس کے معنی "دریا" ہیں اور تقریباً ہمیشہ دریائے نیل کی طرف اشارہ کرتا ہے، ماسوا دانی ایل ۱۲: ۵، ۶، ۷ جہاں اس سے مراد دریائے دجلہ ہے (مقابلہ کیجئے دانی ایل ۱۰: ۴)۔ لفظ سیحور (عبرانی شیحور) کا بنیادی مطلب میلا یا گدلا ہے اور مجازاً منتشر ہے۔ یسعیاہ ۲۳: ۳ میں مطلب "دریائے نیل" ہے لیکن یشوع ۱۳: ۳ اور ۱۔ تواریخ ۱۳: ۵ وغیرہ میں جہاں یہ جنوب مغرب میں کنعان کی سرحد کی نشاندہی کرتا ہے، وہاں اس کا اشارہ وادی العریش کی طرف ہے۔ یہاں ایک چھوٹی نہر ہے جو موجودہ نہر سویز سے بحیرۂ مردار کے جنوبی سرے تک آدھے راستے پر بحیرۂ روم میں گرتی ہے۔ پیدائش ۱۵: ۱۸ میں اسی نہر کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں اسے "دریائے مصر" کہا گیا ہے۔

دریائے نیل، خطِ استوا پر وکٹوریہ کی جھیل سے نکلتا ہے اور تقریباً ۲۵۰۰ میل شمال کی طرف بہتے ہوئے بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے۔ یہ اسوان سے شمال کی طرف ۵۰۰ میل تک مصر میں بہتا ہے۔ "سفید نیل" خطِ استوا کے قریب سے نکلتا ہے اور شمال کی طرف بہتے ہوئے سوڈان میں موجودہ خرطوم کے نزدیک "کالا نیل" میں مل جاتا ہے۔ یہ ندی اور دیگر رواں ندیاں جو مشرق کی طرف سے دریائے نیل میں آملتی ہیں حبشہ کی سطوح مرتفع سے نکل کر زیادہ تر موسم بہار کی بارشوں سے پانی حاصل کرتی ہیں۔ اِن میں اکثر طغیانی آتی رہتی ہے یہاں تک کہ یہ ہر سال اپنے کناروں سے باہر بہہ نکلتی ہیں اور یوں ہزاروں سالوں سے نشیبی مصر کو زرخیز بناتی رہتی ہیں۔ قدیم بت پرستانہ اعتقاد کے مطابق اِسس دیوی (Isis = زرخیزی کی دیوی) ہر سال بالائی نیل میں آنسو گراتی ہے جس کی وجہ سے سیلاب آجاتا ہے۔ یہ سیلاب مصر کے لئے بہت بڑی برکت ہے، اسی لئے اسے ہیرودوتس کے زمانہ سے "نیل کا تحفہ" کہا جاتا ہے۔

ماہ جون کے آخر میں قاہرہ اور اس سے آگے کا پانی دریائی نباتات بڑھنے کے باعث سبزی مائل رنگت کا اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ پھر جولائی کے شروع میں زندگی بخش سیلاب آجاتا ہے اور ڈیلٹا کے تمام علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ ندیاں پہاڑوں سے آئی ہوئی زرخیز مٹی کو محفوظ کر لیتی ہیں۔ عام سالوں میں یہ وسیع ڈیلٹا تقریباً سمندر کی مانند دکھائی دیتا ہے جس میں جگہ جگہ جزیرے ابھرے نظر آتے ہیں۔ اگر سیلاب شدید ہو تو عمارتیں اور گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور کافی نقصان ہوتا ہے لیکن اگر سیلاب معمول سے کم ہو تو قحط پڑ جاتا ہے۔ متواتر سات سال تک سیلاب نہ آنے کو (پیدائش باب ۴۱) خدا نے مصر میں عظیم لیکن پُرامن انقلاب لانے کے لئے استعمال کیا، جس میں یوسف نے ماسوا کاہنوں کی تمام املاک فرعون کے نام میں خرید لیں اور اسرائیلیوں کو مصر میں لاکر بسایا۔ اسرائیلیوں نے تقریباً چار سو سال تک مصر میں قیام کیا۔

بالائی مصر میں دریائے نیل ریت اور چٹانوں کی بلند دیواروں میں سے گزرتا ہے جس کے دونوں اطراف ریگستان ہے، اس لئے آبیاری سخت مشکل ہے۔ لیکن قاہرہ کے جنوب میں چند میل کے فاصلے پر نیل بٹ جاتا ہے اور ڈیلٹا شروع ہو جاتا ہے۔ نشیبی مصر (شمالی مصر) قدیم زمانہ ہی سے دنیا میں سب سے زرخیز علاقہ چلا آرہا ہے۔

ابرہام کے زمانہ سے لے کر (پیدائش ۱۲: ۱۰) مسیح یسوع کی پیدائش تک (متی ۲: ۱۴) اسرائیلی، مصر اور نیل سے خوب واقف تھے۔ اُس نے ان کی تہذیب و تمدن پر بڑا زبردست اثر ڈالا۔ موسیٰ نے ملک موعود کو بیان کرتے وقت اُس کے مصر سے مختلف ہونے پر زور دیا: "وہاں تو تو بیج بو کر اُسے سبزی کے باغ کی طرح پاؤں سے نالیاں بنا کر سینچتا تھا" (دیکھئے استثنا ۱۱: ۱۰-۱۲)۔ مصر کی خوشحالی یا غربت کا انحصار اس بات پر تھا کہ مصری کس وفاداری اور لگن کے ساتھ نیل کے پانی کو کھیتوں تک پہنچاتے تھے۔ دریائے نیل کا چڑھنا اور اُترنا مقررہ اوقات پر ہوتا تھا مگر بعض اوقات (مثلاً ۱۸۷۷ء) بہت خفیف سا سیلاب آتا تھا جس کی وجہ سے قحط پڑ جاتا اور بہت سے لوگ مر جاتے تھے۔ یوسف کے زمانہ میں بھی لگاتار سات سال تک ایسا ہی قحط پڑا تھا (پیدائش باب ۴۱)۔ سینکڑوں سال بعد انبیاء نے بھی مصر کے دریاؤں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً "خداوند مصر کی نہروں کے اُس سرے پر سے مکھیوں کو . . . . سسکار کر بلائے گا" (یسعیاہ ۷: ۱۸)۔ یہ آیت وہاں مکھیوں کی بہتات کی طرف اشارہ کرتی ہے اور آج بھی یہ ملک مکھیوں سے بھرا پڑا ہے۔ یسعیاہ ۱۹: ۵ میں مرقوم ہے: "اور دریا کا پانی سُوکھ جائے گا اور ندی خشک اور خالی ہو جائے گی"۔ بائبل میں جب کبھی مصر کے دریا یا ندی کا ذکر آتا ہے تو عام طور پر اس کا اشارہ دریائے نیل کی طرف ہوتا ہے۔ یسعیاہ ۱۹: ۷ کے مطابق "دریائے نیل کے کنارے کی چراگاہیں اور وہ سب چیزیں جو اُس کے آس پاس

بوئی جاتی ہیں مُرجھا جائیں گی اور بالکل نیست و نابود ہو جائیں گی" اور حقیقتاً ایسا ہی ہوا بھی جب کچھ عرصہ کیلئے نظام آب پاشی کو نظر انداز کیا گیا۔

نیل گائے:۔ دیکھئے حیوانات بائبل ۳۶۔

نیند:۔ سونے کی کیفیت۔ خواب۔

۱۔ نیند ایک قدرتی عمل ہے (۱۔سموئیل ۲۶ : ۷ ؛ یوناہ ۱ : ۵، ۶ ؛ متی ۸ : ۲۴)۔ قدرتی نیند خدا کی جو خود کبھی سوتا نہیں (زبور ۱۲۱ : ۴) نعمت ہے (زبور ۱۲۷ : ۲)۔ جب انسان نیند کی حالت میں ہو تو خدا اس سے خواب یا رویا میں ہمکلام ہو سکتا ہے (پیدائش ۲۸ : ۱۲؛ متی ۱ : ۲۰)۔ خدا خاص گہری نیند بھیج کر اپنا کام کر سکتا ہے (پیدائش ۲ : ۲۱؛ ۱۵ : ۱۲؛ دانی ایل ۸ : ۱۸؛ اعمال ۲۰ : ۹)۔

نیند سُستی اور کاہلی کی بھی علامت ہو سکتی ہے (امثال ۶ : ۹ - ۱۱)، خصوصاً روحانی سُستی اور لاپرواہی کی (مرقس ۱۳ : ۳۶؛ رومیوں ۱۳ : ۱۱)۔ اکثر مجازی معنوں میں نیند کو موت سے تشبیہ دی جاتی ہے کیونکہ سویا ہوا انسان مردہ شخص کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں اس موت کی نیند کو آرام قرار دیا گیا ہے اور اکثر "وہ اپنے باپ دادا کے ساتھ سو گیا" کا محاورہ استعمال ہوتا ہے (۱۔سلاطین ۲ : ۱۰؛ ۱۴ : ۳۱)۔ اس نیند میں کوئی شخص بے حرکت ایک ★ سایہ میں زندگی بسر کرتا ہے (زبور ۱۱۵ : ۱۷)۔ نئے عہدنامہ میں یہی استعارہ نیند کے ایک اور پہلو پر زور ڈال کر اسے قیامت کی حقیقت کی تصویر بناتا ہے۔ جس طرح ہر سونے والا کبھی نہ کبھی جاگ اُٹھتا ہے اُسی طرح ہر مردہ بھی اُٹھے گا۔ مسیح "جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا" (۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۲۰)۔ اس طرح ایمانداروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ روزِ آخر وہ بھی زندہ ہو جائیں گے (۱۔تھسلنیکیوں ۴ : ۱۴)۔

۲۔ سونے کے طریقے۔ سونے کے طریقے عموماً انسان کی معاشرتی حیثیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کی طرح فلسطین میں بھی غریب لوگ فرش پر سوتے اور اپنے اوپر کے کپڑے کو بطور چادر یا بچھونا استعمال کرتے تھے۔ اسی لئے شریعت میں مسکین کی چیز رات تک بطور گرو رکھنے کی ممانعت تھی کیونکہ ممکن تھا کہ غریب کے پاس اپنے کپڑوں کے سوا اور کچھ نہ ہوا ور اگر اس کی چادر گرو رکھ لی جائے تو رات کو اُس کے پاس اوڑھنے کو بھی کچھ نہ ہوگا (استثنا ۲۴ : ۱۳)۔ اگر کسی کی معاشی حالت اس سے بہتر تھی تو وہ شاید چٹائی یا کمبل پر سوتا تھا۔ بعض گھروں میں دیوار کے ساتھ ساتھ ایک چبوترہ بنا ہوتا تھا۔ اس پر چادر، تکیہ وغیرہ ڈال کر بستر کا کام لیتے تھے۔ دن کے وقت بستر گول کر کے الگ کمرے میں رکھ دیتے تھے۔ یوآس کو غالباً ایسے ہی بستروں کی کوٹھڑی میں چھپایا گیا تھا (۲۔سلاطین ۱۱ : ۲۔ کیتھولک ترجمہ میں اسے پلنگ کمرہ کہا گیا ہے)۔

چارپائی بھی جو بآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جا سکتی تھی (متی ۹ : ۶، مرقس ۲ : ۹) استعمال ہوتی تھی۔ امیروں کے ہاں خوبصورت اور پُرتکلف پلنگ استعمال ہوتے تھے یہاں تک کہ بعض ہاتھی دانت کے تھے (عاموس ۶ : ۴) اور ان پر کامدار غالیچے بچھائے جاتے تھے (امثال ۷ : ۱۶)۔ غزل الغزلات کی پالکی غالباً ایک خوبصورت مرصع شادی کا پلنگ تھا (۳ : ۱۰)۔

بسن کے بادشاہ عوج کا پلنگ لوہے کا تھا (استثنا ۳ : ۱۱)۔

نینوہ - نینوا:۔ دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک۔ اس کا بانی نوح کا پڑپوتا نمرود تھا (پیدائش ۱۰ : ۱۱، ۱۲)۔ یہ ۶۱۲ ق م تک قائم رہا۔ یہ شہر دریائے دجلہ کے بالائی کناروں پر جہاں اس کی سب سے بڑی معاون ندی ضاب (Zab) اس سے آملتی ہے اور عراق میں موجودہ موصل کے سامنے واقع تھا۔ یہ کئی سالوں تک اسور کی عظیم سلطنت کا دارالحکومت رہا اور اس کی قسمت اسور اور بابل کے درمیان طویل کشمکش کے ساتھ ساتھ گھٹتی اور بڑھتی رہتی تھی۔ اُن دونوں سلطنتوں میں سے بابل زیادہ تہذیب یافتہ تھی جبکہ اسوری زیادہ جنگجو تھے۔ نینوہ اور اُس کے بادشاہوں نے جس علاقے پر حکومت کی وہ بابل کے شمال میں تھا اور زیادہ تر کوہستانی علاقہ تھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اسوری گرم آب و ہوا کے سُست لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ جنگجو تھے۔ بابل، ابرہام کے زمانہ سے داؤد کے زمانہ تک بڑا اہم رہا جبکہ داؤد کے زمانہ سے حزقیاہ اور منسّی کے زمانہ تک نینوہ اور اس کے بادشاہوں کو اہمیت حاصل رہی۔ لیکن یوسیاہ بادشاہ، یرمیاہ نبی، حزقی ایل نبی، حبقوق نبی اور دانی ایل نبی کے زمانہ سے پھر بابل کو فوقیت حاصل رہی۔

اسور کے عظیم بادشاہوں میں سے ایک تگلت پلاسر اوّل تھا جس نے ۱۱۰۰ ق م کے قریب فتوحات حاصل کیں۔ دوسرے اشورناصرپال Ashur Nasirpal اور سلمنسر سوم تھے جنہوں نے ظالمانہ فتوحات اور آبادی کو منتقل کرنے کا طریقہ رائج کیا جس سے اسور کی قوت اور نینوہ کے اثر و رسوخ کو بہت تقویت ملی۔ یہ موخرالذکر بادشاہ ہی تھا (بعض اوقات اُسے سوم کی بجائے دوم کہتے ہیں) جس نے ارام کے بادشاہ حزائیل کو شکست دی اور اسرائیل کے بادشاہ یاہو سے خراج وصول کرنے کی شیخی ماری۔ اسوری، اپنے سالوں کا شمار اپنے بعض بادشاہوں کے ناموں سے شروع کرتے تھے۔ اِن ناموں کی فہرست eponyms آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں ملی ہے لیکن اس میں آٹھویں صدی ق م کے شروع کے قریب ۵۱ سال کا خلا ہے۔ غالباً اس کی وجہ کوئی عظیم المیہ ہے یا پھر یہ کہ

اس عرصے میں اُس کے بادشاہ کمزور رہتے۔ اس عرصے کے دوران ہی خداوند نے یوناہ نبی کو نینوہ یہ بتانے کو بھیجا تھا کہ "چالیس روز کے بعد نینوہ برباد کیا جائے گا" (یوناہ ۳: ۴)، تاہم خداوند نے نینوہ کو ۲۰۰ سال کی مہلت دی۔ اسور کے ایک عظیم بادشاہ اسرحدون نے ۶۸۰ – ۶۶۸ ق م میں بابل کی سلطنت کو اسور میں مدغم کردیا اور مصر (یسعیاہ ۱۹: ۴) اور شمالی عرب تک کا علاقہ فتح کرلیا۔ اُس کے بعد اُس کا پوتا آسر بنی پال (جسے یونانی سردانا پالس کہتے ہیں) تخت پر بیٹھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اسور قوت اور تہذیب کے لحاظ سے تھوڑے عرصہ کے لئے اپنے عروج پر تھا لیکن بابل کے نبو پولاسر نے جس نے ۶۲۵ – ۶۰۵ ق م تک حکومت کی اُسے آزاد کرا لیا اور ۶۱۲ ق م میں نینوہ کو تباہ کرنے میں مدد دی (بعض اس تباہی کی تاریخ ۶۰۶ ق۔م بتاتے ہیں)۔ تقریباً ۶۲۳ ق م میں مادی بادشاہ خواکسارس Cyaxares نے نینوہ پر پہلا حملہ کیا اور غالباً اسی موقع پر ناحوم نبی نے اپنی رویا تحریر کی تھی۔ (ناحوم نبی کی کتاب کی تاریخِ تصنیف کا علم نہیں لیکن چونکہ ۸: ۳ میں نو آمون کو جس کی تباہی ۶۶۳ ق۔م میں ہوئی صیغہ ماضی میں بیان کیا گیا ہے اور نینوہ کی تباہی کو مستقبل میں، اس لئے یہ کتاب یقیناً اسی وقت لکھی گئی تھی)۔

کئی صدیوں تک نینوہ کے محلِ وقوع کا علم نہیں تھا لیکن اب اسے دریافت کرلیا گیا ہے۔ محکمہ آثارِ قدیمہ نے اس کی کھدائی کی، (جس کے ۱۸۴۳ سے ۱۸۴۵ تک زیادہ تر ذمہ دار مسٹر بوتا Botha اور مسٹر لے یارڈ Layard تھے) اور اس کے کھنڈرات میں سرجون کا عظیم الشان محل ملا ہے جس کی دیواروں پر بڑے خوبصورت نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ اس محل میں میخی لکھائی کی ایک لائبریری بھی ملی ہے۔ چونکہ بادشاہوں کی بعض قدیم فہرستوں میں سرجون کا نام درج نہیں تھا، اس لئے بعض علماء نے (۱۸۴۰ء کے قریب) یسعیاہ ۲۰: ۱ کا "جس سال سرجون شاہِ اسور نے ترتان کو اشدود کی طرف بھیجا" تمسخر اڑایا اور کہا کہ "یہاں پر یسعیاہ سے غلطی ہوئی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ سرجون نام کا کوئی بادشاہ نہیں گذرا" اور جب بوتا نے آگ میں پکی ہوئی ایسی مٹی کی تختیاں جن پر سرجون کا نام کندہ تھا برآمد کیں تو ان علماء نے اُس پر جعل سازی کا الزام لگایا۔ ناحوم ۲: ۴ میں جو رتھوں کے سڑکوں پر تندی سے دوڑنے اور میدان میں بے تحاشا جانے کا ذکر ہے وہ موٹر کاروں وغیرہ کے بارے میں پیشنگوئی نہیں ہے جیسا کہ بعض نے بیان کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ نینوہ کی کھلی گلیوں اور سڑکوں کے متعلق۔

نیو:- (ہندی - مؤنث)۔ بنیاد (لوقا ۶: ۴۸؛ اعمال ۱۶: ۲۶ وغیرہ)۔ دیکھئے بنیاد۔

نبوت - نایوت:- بنیمین کے قبیلے کے علاقہ میں یروشلیم کے شمال میں رامہ کے قریب ایک جگہ جہاں داؤد ساؤل سے بھاگتے ہوئے سموئیل نبی کے پاس رہا (۱-سموئیل ۱۹: ۱۸ تا ۲۰: ۱)۔ یہ نبیوں کی رہائش کی جگہ تھی۔ جب ساؤل، داؤد کا تعاقب کر رہا تھا تو خدا کی روح اُس پر بھی نازل ہوئی اور وہ نبوت کرنے لگا۔ تب سے یہ کہاوت چلی کہ "کیا ساؤل بھی نبیوں میں ہے؟"

نیولا:- دیکھئے حیواناتِ بائبل ۳۷۔

و

وادی :- فلسطین میں جہاں بارش سال میں ایک خاص وقت پر ہوتی ہے چاروں طرف تنگ وادیاں اور ندیوں کی گزرگاہیں (عبرانی نہال = nahal عربی وادی) ہیں جن میں صرف موسم برسات میں پانی ہوتا ہے۔ خشک موسم میں اکثر ان وادیوں میں زمین کے نیچے پانی مل جاتا ہے (مقابلہ کیجئے پیدائش ۲۶ : ۱۷، ۱۹)۔ دریا چوڑی وادیوں اور میدانوں میں بہتے ہیں یا پھر چٹانوں میں گھاٹیاں بناتے ہوئے گذرتے ہیں۔ عبرانی سپیلا نشیبی زمین اور خاص طور پر ساحلی میدان کے لئے استعمال ہوا ہے (دیکھئے شفیلہ)۔ جغرافیائی تفصیل کے لئے دیکھئے ہنوم کی وادی، یہوسفط کی وادی وغیرہ۔

وادی، بادشاہی، شاہی :- ۱۔ سوی کی وادی جہاں سالم کا بادشاہ ملک صدق ابرہام کو ملا (پیدائش ۱۴ : ۱۷)۔

۲۔ وہ وادی جہاں ابی سلوم نے اپنے نام پر ایک لاٹ کھڑی کروائی (۲۔سموئیل ۱۸ : ۱۸)۔

وادیِ شور :- ایک وادی جس میں اسرائیلیوں نے ادومیوں پر بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ سب سے پہلے داؔؤد کی فوجوں نے انہیں شکست دی (۲۔سموئیل ۸ : ۱۴) اور بعدازاں شاہِ یہوداہ امصیاہ نے (۲۔سلاطین ۱۴ : ۷؛ ۲۔تواریخ ۲۵ : ۱۱)۔ یہ یروشلیم اور ادوم کے درمیان واقع تھی لیکن اس کا صحیح محل وقوع معلوم نہیں۔

وادی کا پھاٹک :- یروشلیم کا ایک پھاٹک جس کا ذکر نحمیاہ ۲ : ۱۳؛ ۳ : ۱۳ میں ہے۔ بعض مفسروں کے نزدیک یہ جنوب مغرب میں تھا۔ اوروں کے خیال میں یہ یروشلیم کے شمال مغرب میں تھا۔

وارث :- دیکھئے میراث۔

واعظ۔مناد :- دیکھئے مُبشّر

واعظ کی کتاب۔ جامع کی کتاب :- مصنف اپنے لئے قوھیلیتھ کا خطاب استعمال کرتا ہے۔ جس کے معنی "مجلس فراہم کرنے والا" ہیں۔ اس مناسبت سے اس کا ترجمہ "واعظ" بڑا ہی موزوں ہے۔

۱۔ خلاصۂ مضامین

اس کتاب کا موضوع زندگی کے سربستہ رازوں کو سمجھنے کی کلید کی جستجو کرنا ہے۔ واعظ زندگی کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیتا ہے کہ کس پہلو سے آسودگی مل سکتی ہے۔ اُس کی ساری جستجو کا حاصل یہ ہے کہ اِس کی کلید صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں زندگی کی نعمت کے لئے ہر روز اُسی کی طرف دیکھنا ہے اور معمولی سے معمولی بات میں بھی اُس کا جلال ظاہر کرنا ہے۔

ذیل میں جو خاکہ پیش کیا گیا ہے اِس میں واعظ کے خیالات کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (ا) زندگی کی بطالت (ب) اِس عقیدہ کا عملی اطلاق۔ یہ دونوں موضوعات یکے بعد دیگرے تمام ابواب میں بکھرے ہُوئے ہیں۔ ذیل کے خلاصہ میں پہلے موضوع سے متعلق حصّوں کو خطِ نستعلیق میں اور دوسرے موضوع سے متعلق حصّوں کو خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے۔

۱ : ۱ تا ۲ یہ بیان کہ کتاب کا موضوع "بطالت" ہے

۱ : ۳ تا ۱۱ کارخانۂ قدرت ایک مدوّر نظام ہے اور تاریخ محض واقعات کا تسلسل ہے۔

۱ : ۱۲ تا ۱۸ حکمت نے انسان کو مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیا

۲ : ۱ تا ۱۱ عیش وعشرت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۲ : ۱۲ - ۲۳ اگرچہ حکمت اِن سب چیزوں میں افضل ہے لیکن موت کے سامنے احمق اور حکیم دونوں کی کچھ نہیں چلتی

۲ : ۲۴ تا ۲۶ خدا سے ہر روز زندگی کی نعمت قبول کرو اور عام معمولات میں بھی اُس کا جلال ظاہر کرو۔

۳ : ۱ تا ۱۵ زینہ بہ زینہ زندگی گزارو اور یہ یاد رکھو کہ صرف خدا ہی سارے منصوبے سے آگاہ ہے۔

۳ : ۱۶ ناانصافی کا مسئلہ

۳ : ۱۷ خدا سب کی عدالت کرے گا

۳ : ۱۸ - ۲۱ انسان اور حیوان کی موت میں کوئی فرق نہیں ہے

۳ : ۲۲ اس لئے چاہئے کہ اِسی زندگی میں خدا کو جلال دیں

۴ : ۱ تا ۵ ظلم اور حسد کے مسائل۔

۴ : ۶ چاہئے کہ روح کا چین تلاش کیا جائے

۴ : ۷، ۸ تنہا کنجوسی

۴: ۹ تا ۱۲ دوستی کی برکات
۴: ۱۳ تا ۱۶ بادشاہوں کی ناکامیاں
۵: ۱ تا ۷ سچے عابد کا رویہ
۵: ۸، ۹ جابر حاکم
۵: ۱۰ تا ۶: ۱۲ زر دوستی برائیوں کی جڑ ہے
۵: ۱۸ تا ۲۰ خدا جو کچھ بھی دے اُس پر قناعت کرو۔
۷: ۱ تا ۲۹ عملی حکمت خدا خوفی کے ساتھ زندگی کی راہنما ہے۔

۸: ۱ تا ۷ اگرچہ انسان کو کل کی خبر نہیں تو بھی اُسے خدا کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

۸: ۸ تا ۹: ۳ موت کا مسئلہ جو نیکوں اور بدوں دونوں کو نگل جاتی ہے۔

۹: ۴ تا ۱۰ چونکہ موت عالمگیر ہے اس لئے جبتک قوا سلامت ہیں، زندگی کی ساری توانائیاں مصروفِ عمل ہوں۔

۹: ۱۱، ۱۲ اپنی فطری صلاحیتوں پر نہ اتراؤ۔

۹: ۱۳ تا ۱۰: ۲۰ عملی زندگی کے لئے مزید مشقیں۔

۱۱: ۱ تا ۸ چونکہ مستقبل میں جھانکنا ممکن نہیں ہے انسان کو چاہیئے کہ وہ ہوشمندی سے فطرت کے اصولوں سے مفاہمت کرے۔

۱۱: ۹ تا ۱۲: ۸ جوانی کے ایام میں خدا کو یاد کر کیونکہ کہن سالی میں قوا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

۱۲: ۹ تا ۱۲ دانش کی باتوں پر دھیان دو۔

ساری کتاب کا خلاصہ اس نصیحت میں موجود ہے کہ یومِ حساب کو یاد رکھتے ہوئے خدا خوفی سے زندگی بسر کرو۔

۲۔ مصنف اور سنِ تصنیف

اگرچہ مصنف یہ کہتا ہے کہ وہ اسرائیل کا بادشاہ رہا ہے (۱: ۱۲) اور اُس کے خطاب کا انداز یوں ظاہر کرتا ہے کہ وہ سلیمانؔ تھا۔ لیکن وہ کہیں بھی اپنے نام کا ذکر نہیں کرتا۔ کتاب کی زبان سلیمانؔ کے دور کے بعد کی ہے۔ اور اگر سلیمانؔ ہی اُس کا مصنف تھا تو اس کی زبان کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس کی نظرِ ثانی کی گئی ہوگی۔ یا پھر بعد کے کسی مصنف نے زندگی کی بابت سلیمانؔ کے اس قول پر کہ "باطل ہی باطل سب کچھ باطل ہے" تبصرہ لکھا ہو اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہو کہ ایک دولت مند اور دانش مند بادشاہ کیسی بات کہتا ہے! ہم اس کتاب کی بابت وثوق سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ شکل میں یہ کب مرتب کی گئی کیونکہ اس میں کوئی بھی واضح تواریخی اشارہ نہیں ملتا۔ اس کا سنِ تصنیف عموماً ۲۰۰ ق م تجویز کیا جاتا ہے۔

۳۔ تفسیر

اس کتاب کی تفسیر اس کی وحدت کے مسئلہ سے منسلک ہے۔ جو اس کتاب کی داخلی وحدت کے قائل نہیں ہیں اُن کے نزدیک اس کتاب کے مغز کو کسی متشکک شخص نے کائنات میں خدا کے ہاتھ ہونے میں شک کا اظہار کرتے ہوئے مرتب کیا۔ پھر اس کے گرد مزید ایک یا زیادہ مفکّروں نے اپنا اپنا تانا بانا چڑھا دیا۔ کم از کم ایک نے اس میں توازن پیدا کرنے کی غرض سے راسخ العقیدہ خیالات کو داخل کر دیا (مثلاً ۲: ۲۶؛ ۳: ۱۴ وغیرہ) اور کسی اور نے اپکوری طرز کا فلسفہ اس میں شامل کر دیا (مثلاً ۲: ۲۴-۲۶؛ ۳: ۱۲ تا ۱۵ وغیرہ)۔ تاہم یہ امر بڑا حیران کُن ہے کہ ایک راسخ العقیدہ مصنف نے ایک ایسی کتاب کی ترمیم کرنے کی کوشش کی ہو جو بنیادی طور پر شک پرستی کا پرچار کرتی ہے۔ مزید براں ایک قنوطی کو دانش مند سمجھنا کہاں تک واجب ہے! (۱۲: ۹)۔

اگر کتاب کو ایک ہی مصنف کی تصنیف سمجھا جائے تو بعضوں کے خیال میں یہ ایک دنیادارانہ سوچ رکھنے والے شخص کا زندگی سے فرار کا پرچار ہے۔ ان کے خیال میں واعظ خدا اور انسان کے مسئلہ کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور اُس کا خیال ہے کہ یہ کافی ہے کہ ضرر رساں بے اعتدالیوں سے دامن بچاتے ہوئے خاموش اور پُرسکون زندگی بسر کی جائے۔

اگر ہم کتاب کے اختتامی خلاصہ کو دیکھیں (۱۲: ۱۳، ۱۴) تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب بنیادی طور پر قنوطیت کا پرچار کرنے کے لئے مرتب نہیں کی گئی اور اپکوری طرز کے نظریات اپکوری نظریہ کی حمایت میں نہیں درج کئے گئے۔ واعظ زندگی کو ایک معمّہ سمجھتا ہے جس کے حل کی جستجو میں وہ لگا ہوا ہے۔ زندگی کے معنی حصولِ علم، دولت، عیش و نشاط، ظلم و جبر، مذہب پرستی یا حماقت میں نہیں ملتے۔ یا تو یہ چیزیں سب باطل ثابت ہوتی ہیں یا پھر یہ زندگی کی اُلجھنوں کو سلجھانے میں بے کار نکلتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات خدا کا ہاتھ بھی بڑا پُر اسرار معلوم ہوتا ہے۔ انسان کو اِس طور سے خلق کیا گیا ہے کہ وہ کائنات کے اسرار کو متواتر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ خدا نے اُس کے دل میں ابدیت کو ڈالا (۳: ۱۱)۔ لہٰذا مناسب ہے کہ انسان روز بروز اپنی زندگی کو خدا کے ہاتھ سے لے کر اُسے خدا کی نعمت سمجھ کر اُس سے لطف اندوز ہو اور اُسی کے لئے جیئے۔ اس مضمون کا مقابلہ رومیوں ۸: ۲۰-۲۵، ۲۸ سے کیا جائے جہاں پولسؔ رسول دنیا کی بطالت کا ذکر کرتا ہے۔

واو:- عبرانی حروفِ تہجی کا چھٹا حرف ו اس کی شکل کنڈے کی مانند ہے اور یہی اس کے معنی ہیں۔ یہ عربی اور فارسی

کی طرح حرفِ عطف ہے، یعنی دو لفظوں کو ملانے کے لئے "اور" کا کام دیتا ہے۔ عبرانی قاعدۂ جمل میں اس کے لئے ۶ کا عدد مقرر ہے۔ زبور ۱۱۹ کا چھٹا حصہ حرف **واو** سے شروع ہوتا ہے اور ہر آیت کے شروع میں بھی یہی حرف ہے۔

وبا: پھیلنے والی بیماری۔ پرانے عہد نامہ میں وباؤں کی وضاحت نہیں کی گئی لیکن اکثر اوقات کچھ ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے ان کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے۔ بعض اوقات اس سے گلٹیوں کی بیماری مراد ہوتی ہے کیونکہ اسرائیل میں یہ اکثر آسمانی تازیانہ کی صورت میں نازل ہوتی رہتی تھی۔ یا پھر یہ وبائی بیماری متصور ہوتی، کیونکہ اس کے اثرات اکثر مہلک ہوتے ہیں اور تیزی سے پھیلتی ہے۔ اسرائیل کے مسافرت کے زمانہ میں چار مرتبہ وبا پھوٹی (گنتی ۱۱: ۳۳؛ ۱۴: ۳۷؛ ۱۶: ۴۶؛ ۲۵: ۹)۔ پھر اسرائیلیوں میں داؤد کے زمانہ میں (۲-سموئیل ۲۴: ۱۵)۔ اور پھر حزقیاہ بادشاہ کے زمانہ میں اسور کی لشکرگاہ میں (۲-سلاطین ۱۹: ۳۵)۔ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے سے پہلے مصریوں پر بھی دس وبائیں نازل ہوئیں (خروج ۹: ۱۵)۔ انبیاء خاص طور پر یرمیاہ اور حزقی ایل وبا کو تلوار اور کال کی صورت میں بیان کرتے ہیں جو کہ سزا کے طور پر نافرمان لوگوں پر نازل ہوتی ہے (یرمیاہ ۱۴: ۱۲؛ ۲۱: ۷؛ ۲۴: ۱۰؛ حزقی ایل ۷: ۱۵؛ ۱۲: ۱۶ وغیرہ)۔

وجد: کیتھولک ترجمہ میں یہ لفظ مکاشفہ کی کتاب میں رویا دیکھنے یا "روح میں آنے" کے لئے استعمال کیا گیا ہے (مکاشفہ ۱: ۱۰؛ ۴: ۲؛ ۱۷: ۳؛ ۲۱: ۱۰)۔ عام اُردو میں اس کے معنی ہیں ★ بے خودی کی حالت۔ وہ حالت اور کیفیت جو یادِ الٰہی میں دل پر ایسی چھا جاتی ہے کہ انسان بے خود ہو جاتا ہے۔ حالتِ ذوق و شوق میں مست ہونا۔

پہلے اس لفظ میں روحانیت کا جذبہ زیادہ تھا۔ پر اب یہ اپنے مقام سے کچھ گر گیا ہے۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ اس مقام پر اردو میں اس کا استعمال کہاں تک مناسب ہے۔ اس کی بحث کے لئے دیکھئے رُوح القدس۔ الہام وغیرہ۔

بعض الفاظ جو اردو ترجمہ میں استعمال ہوئے ہیں خاص اسلامی مفہوم رکھتے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم ان کے صحیح معنی سمجھیں اور اسلامی اور مسیحی نظریہ میں تمیز کریں۔ اس سلسلہ میں دیکھئے الہام۔ تعویذ۔ وحی۔ لوطی وغیرہ۔

وحدتِ الٰہی: وحدتِ الٰہی مسیحی عقیدے کا ایک بنیادی نکتہ ہے۔ مسیحی ایمان کے مطابق خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں (استثنا ۶: ۴ = مرقس ۱۲: ۲۹؛ رومیوں ۳: ۳۰؛ ۱-کرنتھیوں ۸: ۶؛ افسیوں ۴: ۶؛ یعقوب ۲: ۱۹)۔ یہ عددی وحدت نہیں بلکہ ایک گہری حقیقت ہے جو انسان کی سمجھ میں آسانی سے نہیں آ سکتی۔ خدا نے اس حقیقت کو اپنے کلام پاک میں ظاہر کیا ہے۔ یہ ایک بھید ہے جو خدا اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اس مضمون پر تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے تثلیث فی التوحید۔

وحشی: دیکھئے بربرہ۔

وحی: بعض علماء کی رائے میں وحی ارامی لفظ اوحی سے مشتق ہے جس کے معنی جلدی کرنا ہیں (قب عربی الوحیٰ اور الوحی - جلدی کرو۔ بہت جلدی کرو۔ غالباً عجلت اور شتابی کا مفہوم خدا کے پیغام کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے)۔ بعض اور علماء کا خیال ہے کہ اس کے معنی ہیں مکاشفہ، مخفی ایما، اشارہ، وہ بات جو خدا دل میں ڈالے۔ عام استعمال میں وحی، القا اور الہام ہم معنی الفاظ ہیں۔ تاہم بطور اصطلاح ان میں تمیز کی گئی ہے۔ وحی کا استعمال انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ الہام کو اولیا اور بندگانِ خدا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور القا نسبتاً عام ہے۔

مسیحی علمِ الٰہی میں ایسی کوئی تمیز نہیں ہے۔ لفظ القا تو کلام مُقدّس کے ترجمہ میں استعمال ہی نہیں ہوا۔ الہام پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دو مرتبہ آیا ہے (یرمیاہ ۲۳: ۱۶؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۶)۔ لفظ وحی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجموں میں غالباً صرف ایک ایک دفعہ آیا ہے (کیتھولک ترجمہ غلاطیوں ۲: ۲؛ پروٹسٹنٹ ترجمہ ۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۰)۔

مسیحی تعلیم کے مطابق خدا جس کو چاہے اُسے اپنے پاک رُوح سے ہدایت کر سکتا ہے (۲-پطرس ۱: ۲۱)۔ خدا اپنا مکاشفہ مختلف طریقوں سے انبیاء اور مُقدّسین پر ظاہر کرتا ہے (عبرانیوں ۱: ۱؛ گنتی ۱۲: ۶؛ یوایل ۲: ۲۸؛ قب متّی ۱۶: ۱۷؛ یوحنا ۱۶: ۱۳، ۱۴)۔

یہاں یہ بات ملحوظِ خاطر رکھنی ہے کہ مسیحی نظریہ الہام اسلام کے نظریہ سے مختلف ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لئے ذیل کی کتب کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

۱- ہماری کتبِ مقدسہ۔ مصنف میتلی، ناشر مسیحی اشاعت خانہ۔ صفحات ۳۴ تا ۳۹۔

۲- مسیحی علمِ الٰہی کی تعلیم، مصنف برکہاف، ناشر مسیحی اشاعت خانہ صفحات ۱۴ تا ۲۷۔

نیز دیکھئے قاموس الکتاب میں الہام جیسے اوپر ہم نے ذکر کیا ہے اردو ترجموں میں لفظ وحی صرف ایک ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ دونوں حوالوں میں یہ یونانی اپوکالیپسس apokalypsis کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ یونانی سابقہ اپو apo بمعنی سے، کی طرف سے اور کالیپسس kalypsis بمعنی پردہ اُٹھانا سے ترکیب دیا گیا ہے۔ یہ لفظ بطور اسم ۱۸ مرتبہ اور بطور فعل ۲۶ مرتبہ یونانی متن میں آیا ہے۔

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اپوکالیپسس کا ترجمہ۔ ۱ دفعہ مکاشفہ، ۷ مرتبہ ظاہر ہونا یا ظہور اور ایک مرتبہ وحی ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں مکاشفہ

یا انکشاف وغیرہ (۸ مرتبہ)، ظاہر ظہور (۸ مرتبہ)، وحی (۱ مرتبہ) مشاہدات (۱ مرتبہ) ہے۔ ظاہر ہے کہ گلتیوں ۲ : ۲ میں کیتھولک ترجمہ (وحی) کی نسبت پروٹسٹنٹ ترجمہ (مکاشفہ) زیادہ موزوں ہے (گلتیوں ۲:۲) اور ۱-کرنتھیوں ۱۴ : ۳۰ میں کیتھولک ترجمہ "کھل جائے" پروٹسٹنٹ (وحی) کی نسبت اچھا ہے۔

یونانی لفظ میں کھولنا، ظاہر کرنا اور مکاشفہ کا مفہوم موجود ہے۔ لفظی معنی ہیں پردہ اُٹھانا۔ یہ مفہوم لوقا ۲ : ۳۲ میں غور طلب ہے۔ پروٹسٹنٹ ریفرنس بائبل میں دیا ہوا حاشیہ کا ترجمہ یہ معنی خوبصورتی سے ادا کرتا ہے "غیر قوموں پر سے پردہ اُٹھانے والا" (کیتھولک ترجمہ "غیر قوموں کے لئے انکشاف کا نور ہے")۔ یاد رہے کہ یہ پرانے عہدنامہ سے اقتباس ہے (یسعیاہ ۲۵ : ۷ "وہ ...... اُس پردہ کو جو تمام لوگوں پر پڑا ہے اور اُس نقاب کو جو سب قوموں پر لٹک رہا ہے دور کر دیگا")۔
اگر وحی کا لفظ استعمال نہ بھی ہوا ہو تو بھی کلامِ مُقدّس میں وحی کا مفہوم خدا کے دَم کا انسان میں علم ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ایوب ۳۲ : ۸- "انسان میں رُوح ہے اور قادرِ مطلق کا دم خرد بخشتا ہے" (نیز امثال ۲ : ۶؛ دانی ایل ۱ : ۱۷؛ ایوب ۳۸ : ۳۶)۔

اس یونانی لفظ کے لئے کیتھولک ترجمہ میں لفظ مشاہدات کافی دلچسپ ہے (۲-کرنتھیوں ۱۲ : ۷- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "مکاشفوں" ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ایک صوفیانہ اصطلاح استعمال ہوئی ہے : "مشاہدات" جس کے معنی ہیں انوارِ الٰہی کا نظارہ۔ پولس رسول اپنے تجربہ پر بجا طور پر فخر کر سکتا تھا لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ مکاشفوں کی زیادتی کے باعث پھول جائے اُس کے ★ جسم میں کانٹا چبھویا گیا تھا۔

وراثت :- دیکھئے میراث۔

ورزش گاہ :- اکھاڑہ۔ دنگل۔ لفظ ورزش گاہ کلامِ مُقدّس میں نہیں آتا۔ اپاکرفا میں یہ یونانی gymnasian کے لئے آیا ہے لیکن کیتھولک ترجمہ میں اسے مدرسہ کہا گیا ہے (۱-مکابیین ۱ : ۱۴)۔ لفظ کے بنیادی مفہوم میں ننگے پن کا تصوّر ہے کیونکہ کھیل کے وقت تقریباً سب کپڑے اُتار دیئے جاتے تھے۔
لفظ دنگل ۲-تیمتھیس ۲ : ۵ میں آیا ہے لیکن یہاں اس سے مراد جگہ نہیں بلکہ مقابلہ ہے۔

ورم :- دیکھئے امراضِ بائبل ۱۱۔

وزیر :- ۱- بادشاہ سے دوسرے درجے کا حاکم (۲-تواریخ ۲۸ : ۷۔ نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ ۲-اخبار ۲۸ : ۷)۔
۲- ناظم اعلےٰ (دانی ایل ۶ : ۳)۔

وَسوسہ :- عربی- وہم- اندیشہ- شُبہ- شک- تردّد- بُری بات جو دل میں آئے۔ نیز عورت کے زیور کی جھنکار۔
یہ لفظ اردو ترجمہ میں ۱-کرنتھیوں ۷ : ۳۵ میں استعمال ہوا ہے۔
یونانی کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ "اپریسپاستوس" ہے جو "ا" لگانے سے پریسپاؤ کا الٹ بن گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس سے خیال بٹ جائے یا ہٹ جائے۔

وشتی :- (عبرانی = خوبصورت عورت۔ یہ فارسی لفظ وسیم سے مشتق ہے)۔
اخسویرس بادشاہ کی بیوی۔ اِسے بادشاہ نے ملکہ کے عہدہ سے معزول کر دیا کیونکہ اُس نے شاہی حکم کو نہ مانا تھا (آستر ۱ : ۱۱)۔

وصیت نامہ :- زبانی یا تحریری بیان جو قانون اور عدالت کی نظر میں قابلِ قبول ہوتا ہے۔ اس کے مطابق موت کے بعد وارثوں کو جائیداد منتقل کی جاتی ہے۔ انسانوں میں دو طرح کے عہد کئے جا سکتے ہیں۔ ایک دو طرفہ عہد ہوتا ہے۔ اس میں ہر فریق قول و اقرار کرتا ہے۔ دوسرا یک طرفہ عہد ہوتا ہے۔ اس میں ایک فریق کے عہد کو دوسرا فریق قبول یا ردّ کر سکتا ہے لیکن اسے تبدیل نہیں کر سکتا۔ وصیت نامہ موخر الذکر سے تعلق رکھتا ہے۔ ابتدائی زمانہ میں عبرانیوں اور دیگر اقوام میں بھی جائداد بغیر وصیت نامہ کے قانون وراثت کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔ اس قسم کی وصیّت کا بائبل میں صرف ایک حوالہ (عبرانیوں ۹ : ۱۶، ۱۷) ہے لیکن اس کے مطلب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ متن (۹ : ۱۱-۲۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اپنے لوگوں کے ساتھ خدا کا یک طرفہ عہد تھا۔ یہاں جو یونانی لفظ دیاتھیکے diatheke آیا ہے اس کا بنیادی مطلب وصیت ہے لیکن یہی لفظ سفتادی ترجمہ میں عبرانی لفظ برِیت کے لئے آیا ہے جس کا مطلب عہد ہے۔ لیکن یہ حقیقت کہ یہ عہد کرنے والے کی موت کے بعد جاری ہوتا ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ترجمہ "وصیت" درست ہے۔

وضو :- عبادت سے پہلے منہ ہاتھ اور دیگر اعضاء کو دھونا۔ رسمی طہارت۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا لیکن کیتھولک ترجمہ میں یہ کئی جگہ آیا ہے (خروج ۳۰ : ۱۷، لوقا ۱۱ : ۳۸، عبرانیوں ۹ : ۱۰)۔ دیکھئے طہارت۔

وعدہ :- (عبرانی دابار = بولنا، گفتار، دابر = بولنا، آمر = کہنا، ادمر = گفتار، یونانی اپانگیلیا = وعدہ)۔
عہدِ عتیق میں وعدہ سے مِلتا جُلتا کوئی بھی عبرانی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ اس کی بجائے "بولنا" اور "کہنا" استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن نئے عہدنامہ میں لفظ "وعدہ" اکثر استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں یہ عام طور پر اِن معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ خدا اپنے بیٹے کی معرفت اپنے لوگوں

کے پاس ان کو نجات دینے آئے گا - یہ وعدہ پہلے انجیل کی پیش خبری کے طور پر پیدائش ۳ : ۱۵ میں آیا اور پھر اس کا اعادہ ابرہام (پیدائش ۱۲ : ۲، ۷، وغیرہ) سے کیا گیا اور پھر داؤد سے کہ اس کی نسل اس کے تخت پر بیٹھے گی (۲-سموئیل ۷ : ۱۲، ۱۳، ۲۸) اور اسے عہد عتیق میں بار بار دھرایا گیا ہے (یسعیاہ ۲ : ۲-۵، ۴ : ۲؛ ۵۵ : ۵ وغیرہ) - نئے عہد نامہ میں یہ تمام وعدے مسیح خداوند اور ان کے شاگردوں میں پورے ہوئے (۲-کرنتھیوں ۱ : ۲۰؛ افسیوں ۳ : ۶)- مسیح کا پاک رُوح بھیجنے کا وعدہ پنتکست کے دن پُورا ہُوا- پولس رسول بیان کرتا ہے کہ ابرہام کی نسل سے وعدے نہ صرف مختونوں کے لئے تھے بلکہ ان تمام کے لئے جو ابرہام کا سا ایمان رکھتے ہیں (رومیوں ۴ : ۱۳-۱۶) - نئے عہد نامہ میں ایمانداروں کے ساتھ متعدد وعدے کئے گئے ہیں مثلاً بادشاہت (یعقوب ۲ : ۵)، ہمیشہ کی زندگی (۱-تیمتھیس ۴ : ۸) اور مسیح کی آمدِ ثانی کا وعدہ (۲-پطرس ۳ : ۹) وغیرہ-

وفاداری :- (عبرانی = اِمو نہ)-

ایک ایسی صفت جس کا اطلاق بائبل میں خدا اور انسان دونوں پر کیا گیا ہے- جب اس کا استعمال خدا کے لئے ہوتا ہے تو پرانے عہد نامہ میں اس کا زور دو طرفہ بن جاتا ہے - سب سے پہلے یہ خدا کے قطعی طور پر معتبر اور ثابت قدم ہونے اور تلوّن مزاجی سے مبرّا ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں سے مستقل مزاجی اور وفاداری سے محبت کرتا ہے - خدا اُس سب کے مقابلہ میں جو خدا نہیں، ثابت قدم اور سچّا ہے - وہ اپنی اخلاقی فطرت میں لاتبدیل ہے - خدا کی وفاداری کا عام طور پر تعلق اُس کے نجات کے پُر فضل وعدوں کے ساتھ ہے - وفادار آدمی، اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور قول کے پکّے ہونے میں قابلِ اعتماد ہوتے ہیں - نئے عہد نامہ میں وفادار ہونے کی بار بار نصیحت کی گئی ہے - یہ گلتیوں ۵ : ۲۲ کے رُوح کے پھل میں سے ایک ہے لیکن یہاں اس کا ترجمہ ایمانداری ہے -

وُفسی :-

نخبی کا باپ - یہ نفتالی کے قبیلے کا شخص تھا - نخبی کو اَوروں کے ساتھ مُلک کی جاسوسی کرنے کے لئے کنعان بھیجا گیا تھا (گنتی ۱۳ : ۱۴) -

وقت :-

فی زمانہ زمان و مکان کے متعلق کئی فلسفیانہ اور سائنسی نظریے اُبھرے ہیں -

ا- فلسفیوں کے بعض حلقوں میں زمانِ مطلق اور ابدیت کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے -

ب- سائنس میں آئن سٹائن نے نظریہ اضافت میں ثابت کیا ہے کہ وقت (زمان) مکان کی ابعادِ ثلاثہ میں چوتھی بُعد ہے، یعنی کائنات صرف لمبائی، چوڑائی اور اونچائی ہی نہیں رکھتی بلکہ اس کی چوتھی جہت وقت ہے -

ج- موجودہ سائنس دان وقت کو مختلف طریقوں سے نہایت صحیح طور پر ماپ سکتے اور اس کا کھوج لگا سکتے ہیں - یہ کاربن ۱۴ اور کوارٹز quartz کی دریافتوں سے ممکن ہُوا جن سے گزرے وقت کا درست اندازہ لگایا جا سکتا اور وقت گزرنے کا کافی حد تک صحیح حساب رکھا جا سکتا ہے -

کلامِ مُقدّس میں "ا" کے متعلق کوئی ذکر نہیں - تاہم بعض علما مکاشفہ ۱۰ : ۶ کے یونانی متن کے لفظی ترجمہ سے یہ تاثر لیتے ہیں کہ یہاں اِس مسئلہ کی طرف خفیف سا اشارہ ہے (لفظی ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو ریفرنس بائبل میں مکاشفہ ۱۰ : ۶ کا حاشیہ "اور زمانہ نہ ہوگا" علما اس یونانی محاورے کا مطلب "دیر نہ ہوگی" بتاتے ہیں) - "ب" کے متعلق بھی کوئی ذکر نہیں - "ج"- صحیح وقت ماپنے کے لئے بھی سائنسی آلوں کا ذکر نہیں - شاید ۲-سلاطین ۲۰ : ۱۱ اور یسعیاہ ۳۸ : ۸ - میں ★ دھوپ گھڑی کی طرف اشارہ ہو - لیکن وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ موجودہ تصور کی دھوپ گھڑی ہی تھی کہ نہیں - وقت کی سب سے چھوٹی اکائی گھنٹہ ہوتی تھی جو دن یا رات کو بارہ حصّوں میں تقسیم کرنے سے بنتی ہے - لیکن یہ "گھنٹہ" دن یا رات کے بڑھنے گھٹنے سے بدلتا رہتا ہے لہٰذا ساٹھ منٹ کا نہیں ہوتا تھا - اس سے بڑی اکائیاں ★ پہر، ★ دن، ہفتہ، مہینہ، سال تھیں (دیکھئے کیلنڈر) -

ا- عبرانی سوچ کے مطابق مجرّد یا منتزع وقت کے تصوّر کے لئے اُن کے ہاں کوئی لفظ نہ تھا - وہ وقت کے گزرنے کو ماپنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے تھے (دیکھئے کیلنڈر) لیکن وقت کے مسلسل اور لگاتار آگے بڑھنے کے خیال کو ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ نہ تھا -

عبرانی لوگ وقت کے گزرنے کے تصوّر کو کسی عملی حوالے سے بیان کرتے تھے، یعنی کسی کام کے کرنے کا مقرّرہ یا درست وقت یا کسی واقعہ کے ہونے کا عرصہ -

سب سے عام عبرانی لفظ عت ہے - اس کے مختص استعمال کے لئے دیکھئے واعظ ۳ : ۲-۸ - یہاں ہر آیت کا ہر جملہ لفظ عت سے شروع ہوتا ہے مثلاً پہلا جملہ ہے:

عت لالدت و عت لاموت

ایک وقت ہے پیدا ہونے کا اور ایک وقت ہے مرجانے کا -

یہی لفظ پیدائش ۱۸ : ۱۰ میں استعمال ہُوا ہے - ریفرنس بائبل کا حاشیہ ملاحظہ ہو جہاں اس کے معنی "زندگی کا وقت" بتائے گئے ہیں - مترجمین نے اسے اردو میں "پھر موسمِ بہار" (پروٹسٹنٹ) اور "اگلے سال ہیں اس وقت میں" (کیتھولک) کے فقروں سے ادا کیا ہے - ایک اور عبرانی لفظ زمان ہے (قب عربی زمان - زمن - یہ لفظ بھی

واعظ ۳ : ۱ میں آیا ہے لکل زمان وعت لکل خفص تحت ھا شمایم (سب چیزوں کے لئے ایک مقررہ وقت ہے اور خاص وقت سارے کام کے لئے جو سورج کے نیچے ہوتا ہے)۔

ایک اور لفظ موعید یا عد (قب اردو میعاد) بمعنی مقررہ وقت ہے۔ اس لفظ کے مادّہ سے مُراد ہے مقرر کرنا۔ اور یہ قدرتی عرصے کے لئے استعمال ہوتا ہے (مثلاً زبور ۱۰۴ : ۱۹) اور معین وقت کے لئے (مثلاً گنتی ۹ : ۲۔ نوٹ کیجئے کہ لفظ عید بھی موعید سے مشتق ہے)۔ یہ الفاظ خاص کر اُن اوقات کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو خدا نے مقرر کئے ہوں اور جن سے وہ اپنے بندوں کو موقع فراہم کرتا ہے (مثلاً عین وقت استثنا ۱۱ : ۱۴۔ عت؛ زبور ۱۴۵ : ۱۵۔ عت؛ یسعیاہ ۴۹ : ۸۔ عت)۔ یہی استعمال نئے عہد نامہ میں یونانی لفظ کائروس kairos سے جاری رکھا گیا ہے (لوقا ۱۹ : ۴۴۔ اُس وقت؛ اعمال ۱۷ : ۲۶۔ میعادیں؛ ططس ۱ : ۳۔ مناسب وقت؛ ۱۔ پطرس ۱ : ۱۱۔ کیسے وقت)۔

یوں کلامِ مُقدّس مجرّد وقت کے تسلسل پر زور نہیں دیتا بلکہ تاریخ کے اُن چند خدا داد مواقع کی نشاندہی کرتا ہے جو اہم ہیں۔ وقت کے اس نقطہِ نظر کو سطری نظریہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں تاریخ ایک خطِ مستقیم کی طرح آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ برعکس اس کے قدیم لوگوں کا نظریہ گردشی تھا۔ وہ حلقوں میں گھومتا تھا اور تاریخ جہاں سے شروع ہوتی تھی وہیں چکر کھا کر آجاتی تھی جبکہ خدا کے ارادے اور مقاصد وقت کو ایک مستقیم راہ پر کاملیت کی طرف لے جاتے ہیں۔

یہاں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جب ہم وقت کو ایک سیدھے خط سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ تاریخ ایک منطقی سلسلہ ہے جو علت اور معلول کی کڑیوں میں ایک ناگزیر منزل کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کلامِ مُقدّس اُن زمانوں پر زور دیتا ہے جہاں خدا خود اپنے ارادوں اور مقاصد کو پورا کرتا اور پایۂ تکمیل کی جانب لے جاتا ہے (قب عبرانیوں ۱ : ۱ مابعد)۔

خدا ان وقتوں اور زمانوں کو مقرر کرنے میں حاکمِ مطلق ہے۔ اور اسی لئے بیٹا بھی اپنی زمینی خدمت کے دوران اُس گھڑی یا دن کی بابت نہیں جانتا تھا (مرقس ۱۳ : ۳۲)۔ اِن وقتوں اور میعادوں کو خدا نے اپنے اختیار میں رکھا ہے (اعمال ۱ : ۷)۔ خدا کی حاکمیت ایک فرد کی زندگی پر پوری طرح حاوی ہے (زبور ۳۱ : ۱۵)۔

دانی ایل کی کتاب کے ★ ارامی حصہ میں لفظ عیدان تاریخی دور کے عرصہ کے لئے استعمال ہوا ہے (دانی ایل ۲ : ۲۱۔ قب عربی عدّان بمعنی زمانہ۔ موسم) لیکن یہاں بھی خدا کی حاکمیت غالب ہے۔

یونانی لفظ خرونوس chronos بعض دفعہ غیر مذہبی یونانی ادب کی طرح محض وقت گزرنے کے مفہوم کو ادا کرتا ہے (مثلاً لوقا ۲۰ : ۹۔ بڑی مدت کے لئے؛ اعمال ۱۴ : ۲۸۔ مدت تک)۔ سیاق وسباق سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ اس میں ٹھہرنے اور تاخیر کا مفہوم ہے (مثلاً اعمال ۱۸ : ۲۰، ۲۳)۔ مکاشفہ ۱۰ : ۶ کا جس کا ذکر اوپر آیا ہے یہی مطلب ہے۔ اعمال ۱ : ۷ کے غالباً یہ معنی ہیں کہ خدا نیک ساعت اور فیصلے کے مواقع کا (کائروئے kairoi) کہ وہ کب شروع اور ختم ہونگے یعنی میعادیں (خرونوئے chronoi) خود مقرر کرتا ہے۔

۲۔ ہمیشگی۔ ابدیت

عبرانی میں لفظ عاد اور عولام وقت کی اُس مُدّت کے لئے تعین ہیں جس کی کم از کم ایک سمت کی حد بندی نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی زندگی کے باقی ماندہ دن (۱ سموئیل ۱ : ۲۲۔ ہمیشہ۔ عولام؛ ۱ : ۲۸۔ اپنی زندگی بھر) یا پہاڑوں کی قدامت (پیدائش ۴۹ : ۲۶۔ قدیم پہاڑ)۔ یہ الفاظ خاص کر خدا کے لئے استعمال ہوتے ہیں کیونکہ اُس کی ہستی وقت کی سب قیود سے آزاد ہے (زبور ۹۰ : ۲۔ ازل سے ابد تک۔ اردو کے یہ لفظ غور طلب ہیں۔ اگر ہم حال میں کھڑے ہوں تو ماضی کا بغیر حد کا تمام وقت ازل ہے اور مستقبل کا پورا زمانہ ابد ہے)۔ خدا کی کُل صفات اور اُس کا فضل بھی لامحدود اور وقت کی قید سے آزاد ہے (قب یرمیاہ ۳۱ : ۳۔ ابدی محبّت؛ ۳۲ : ۴۰۔ ابدی عہد؛ ہوسیع ۲ : ۱۹۔ اپنی ابدی)۔ اس یقین کو کہ خدا زمان کی قید سے مکمل طور پر آزاد ہے زیادہ زوردار طریقے سے بیان کرنے کے لئے عبرانی لوگ جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں (مثلاً زبور ۱۴۵ : ۱۳۔ کُل عولامیم۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ "ابدی"۔ کیتھولک ترجمہ عبرانی کی روح قائم رکھتا ہے "کل زمانوں"؛ دانی ایل ۹ : ۲۴۔ عولامیم؛ بعض مرتبہ اور زور پیدا کرنے کے لئے لفظ کو دہرا کر شدت کا جذبہ ظاہر کیا جاتا ہے (مثلاً زبور ۱۳۲ : ۱۴۔ اردو ترجمہ "ہمیشہ" کمزور ہے۔ عبرانی عدی عد کا لفظی ترجمہ "ہمیشہ ہمیشہ" ہوگا۔ "یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری آرام گاہ ہے"۔ اردو ابد الآباد اسی قسم کا لفظ ہے۔ ابد = ہمیشہ۔ اباد ابد کی جمع، یعنی یہ ہمیشہ ہمیشہ سے بھی زیادہ پُر زور ہے)۔

نئے عہد نامہ میں یونانی لفظ آئون aion کا استعمال اسی قسم کا ہے۔ یہ "تمام عمر" اور "عمر بھر" کے لئے استعمال ہوا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۸ : ۱۳) یا ماضی میں ایک غیر متعین وقت کے لئے (لوقا ۱ : ۷۰۔ "دنیا کے شروع سے" "قدیم سے") یا مستقبل میں (مرقس ۱۱ : ۱۴۔ آئندہ) یا لفظوں

کو دُہرا کر شدت پیدا کی جاتی ہے مثلاً گلتیوں ۱: ۵ = ابد الآباد یعنی eis tous aionon ton aionon اس امر کے ثبوت ہیں کہ یہ جمع کا صیغہ نہیں ہے بلکہ شدّت کا مفہوم رکھتا ہے اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عبرانیوں ۱: ۸ کے یونانی متن میں مضاف الیہ واحد ہے۔ اردو میں تو یہ بات بالکل عیاں ہے۔ لفظ ابدالآباد اس تصوّر کو بخوبی ادا کرتا ہے۔ ابد (ہمیشہ) اباد (ابد کی جمع۔ ہمیشاؤں) یعنی ہمیشہ سے ہمیشاؤں تک۔ ۲۔کرنتھیوں ۲: ۷ میں ذکر ہے کہ خدا "جہاں کے شروع سے پیشتر" فعال ہے (کیتھولک ترجمہ اور ریفرنس بائبل کا حاشیہ" زمانوں سے پیشتر" ہے۔

اسم صفت کا یونانی لفظ آیونیوس aionios بھی لفظ آیون کے مطابق خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے ربانی ابدیت کے مفہوم کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ ابدیت جو زمان و مکان، دونوں پر حاوی ہوتے ہوئے خدا کی ربّانی ابدیت کی عکاسی کرتی ہے۔ اس تشریحی رجحان کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ بعد کے زمانہ کی عبرانی میں لفظ عولام میں وقت کے معنی کے علاوہ مقام کا مفہوم بھی سمو دیا گیا تھا۔ اور یہی رجحان یونانی میں بھی آگیا۔ قب مرقس ۱۰: ۳۰ کا ترجمہ جہاں aion کا پروٹسٹنٹ ترجمہ" عالم" ہے جبکہ کیتھولک مترجمین نے صرف زمانی معنی سامنے رکھے ہیں۔ افسیوں ۱: ۲۱ میں دونوں اردو ترجمے اس لفظ کے لئے "جہان" استعمال کرتے ہیں، جبکہ ترجمہ زمانہ بھی کیا جا سکتا تھا۔" نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ آنے والے زمانہ میں بھی "۔

۳۔ دو زمانے

نیا عہدنامہ دو زمانوں میں سے اُس زمانے کا انتخاب کرتا ہے جسے خدا نے فیصلہ کن زمانہ مقرّر کیا ہے۔ خداوند مسیح کی منادی کا پہلا غور طلب نکتہ یہ تھا کہ" وقت پورا ہو گیا ہے"۔ مسیح کی زندگی اور کام خدا کے ارادوں اور مقاصد کا نقطۂ بحران ہے (افسیوں ۱: ۱۰" تاکہ زمانوں کے پورے ہونے کا ایسا انتظام ہو کہ ......")۔ یہ قبولیت کا بڑا موقع ہے (۲۔کرنتھیوں ۶: ۲) جس سے ہر مسیحی کو پورا استفادہ کرنا چاہیئے (افسیوں ۵: ۱۶، کلسیّوں ۴: ۵" وقت کو غنیمت جانو"۔ یہاں یونانی محاورہ بڑا پُر معنی ہے" موقع کو خرید لو"۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ۔ مزید خداوند مسیح کی زمینی خدمت کے دوران ہماری توجہ خاص کر اُن کی موت اور قیامت کی طرف مبذول کروائی جاتی ہے جو اس نجات کے دن کا مرکزی نقطہ ہے (متّی ۲۶: ۱۸؛ یوحنّا ۷: ۶)۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ فیصلہ کن وقت ماضی میں گزر چکا ہے۔ مسیحی اور یہودی امید کے فرق کی وجہ یہ ہے کہ مسیحیوں کے لئے فیصلہ کن زمانہ معرضِ وجود میں آچکا ہے جبکہ یہودی ابھی بھی اپنی نگاہیں مستقبل میں لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ اس امید میں ہیں کہ خدا کب دنیا میں فیصلہ کن مداخلت کرے گا۔ برعکس اس کے مسیحی اب شدت کی اُمید سے اُس وقت کے انتظار میں ہیں جب سب چیزیں اپنے پورا ہونے کے لئے کمال پر پہنچیں گی کیونکہ فیصلہ کن مرحلہ تو قطعی طور پر گزر چکا ہے (ایک بار عبرانیوں ۷: ۲۷؛ ۹: ۱۲؛ ۱۰: ۱۰؛ رومیوں ۶: ۱۰) اور اب ہم آخری زمانہ میں پر اُمید زندگی بسر کر رہے ہیں (اعمال ۲: ۱۷؛ عبرانیوں ۱: ۲؛ ۱۔یوحنّا ۲: ۱۸؛ ۱۔پطرس ۱: ۲۰)۔

نیا عہدنامہ یہودی تقسیم زمانہ سے ہٹ کر ایک نئی تقسیم پیش کرتا ہے۔ یہودیوں کے مطابق وقت کی تقسیم "یہ زمانہ" اور "آنے والا زمانہ" تھی۔ آئندہ بھی زمانہ حال اور زمانہ مستقبل کا ذکر ہوگا (مرقس ۱۰: ۳۰؛ افسیوں ۱: ۲۱؛ ططس ۲: ۱۲، ۱۳) لیکن اس میں فرق یہ ہوگا کہ مسیحی کے لئے پورا ہونے کی خوشی کی امید شدت سے موجود ہوگی۔ کیونکہ خداوند مسیح میں خدا کے ارادے پورے ہو چکے ہیں اور روح کی بخشش اِن کے پورا ہونے کے ثبوت کا بطور پیشگی انعام ہے (افسیوں ۱: ۱۴؛ عبرانیوں ۶: ۴-۶) اور اس بخشش کا مزہ ہر سچّا مسیحی چکھ بھی چکا ہے (قب رومیوں ۸: ۱۸-۲۳؛ گلتیوں ۱: ۴)۔ یہی وجہ ہے کہ یوحنّا رسول برابر اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی ان کی ہے (یوحنّا ۳: ۳۶)۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں ہمیشہ کی زندگی کی پوری کیفیت حاصل ہو گئی ہے بلکہ یوحنّا اس بات پر زور دے رہا ہے کہ ان کے پاس وہ زندگی ہے جس میں قیامت کے بعد وہ پوری طرح داخل ہوں گے (یوحنّا ۱۱: ۲۳-۲۵)۔

وکیل:- وہ شخص جس پر توکّل کیا جائے۔ وہ جس کے سپرد اپنے معاملے کر دیئے جائیں۔ عدالت میں کسی کا شفاعت کرنے والا۔

۱۔ بائبل کے اردو ترجمہ میں یہ لفظ ★ ترطُلّس نامی شخص کے لئے آیا ہے (اعمال ۲۴: ۱)۔ یونانی لفظ ریتور ہے rhetor جس کا مطلب ہے مقرّر۔ یونانی اور رومی عدالتوں میں اکثر پیشہ ور قانون دانوں کے علاوہ ایسے شخص بھی موجود ہوتے تھے جو فنِ تقریر میں ماہر تھے۔ یہ لوگ اپنے پُر زور الفاظ سے مقدمہ پیش کرتے یا استغاثہ کرتے اور یوں اپنی سحر بیانی سے ججوں پر اثر ڈالتے تھے۔ اِن معنوں میں لفظ وکیل صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے۔

۲۔ وکیل کے لئے یونانی کا ایک اور اہم اور پُر معنی لفظ ہے پراکلیتوس parakletos جس کا معرّب فارقلیط ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں" وہ جو اپنے پاس کھڑا کیا جائے تاکہ مدد دے"۔ یہ عدالت میں وکیل استغاثہ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ پھر ہر اُس شخص کے لئے جو کسی کی شفاعت کرے۔ اِن معنوں میں یہ ۱۔یوحنّا ۲: ۱ میں خداوند مسیح کے لئے

استعمال ہُوا ہے ۔ یہ لفظ اپنے وسیع تر معنوں میں مددگار اور معاون کا مفہوم رکھتا ہے ۔ کیتھولک ترجمہ میں اس کے لئے وکیل اور پروٹسٹنٹ ترجمہ میں مددگار استعمال ہُوا ہے (یوحنّا ۱۴: ۱۶، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷؛ ا-یوحنّا ۲: ۱) ۔

دلچسپی کا مقام ہے کہ جب خداوند یسوع یوحنّا کی انجیل میں اپنے شاگردوں کو رُوح القدس کے بارے میں بتاتے ہیں تو کنایتہً وہ اپنے کو شاگردوں کا مددگار کہتے ہیں (دیکھئے یوحنّا ۱۴: ۱۶) ۔ "دوسرا مددگار" یونانی میں لفظ "دوسرا" کے لئے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں allos الّوس اور heteros ھتروس ۔ پہلے لفظ سے مراد اسی قسم کا دوسرا ۔ ھتروس سے مراد ہے فرق قسم کا دوسرا ۔ یوحنّا ۱۴: ۱۶ میں allos ہے یعنی "اسی قسم (= میری قسم) کا دوسرا "مددگار" بھیجیں گے ۔ یاد رہے کہ رُوح القدس کو مسیح کا رُوح بھی کہا گیا ہے (اعمال ۱۶: ۷) ۔ ھتروس کا ترجمہ رومیوں ۷: ۲۳ میں "ایک اور طرح کی" (= مختلف) شریعت سے ادا کیا گیا ہے ۔ اعمال ۷: ۱۸ میں دوسرا ھتروس ہی کا ترجمہ ہے یعنی دوسرا (فرق) بادشاہ جو یوسف کو نہیں جانتا تھا ۔

نیز دیکھئے رُوحُ القُدس ۔

ولگاتا :- Vulgate لاطینی = عوامی ترجمہ ۔ عوام تک پہنچانا ۔ شائع کرنا ۔

بائبل کے اُس لاطینی ترجمہ کا نام جو مقدس جیروم Jerome ہیرونیموس) نے پاپائے روم دماسس Damasus کے حکم سے ۳۸۲ عیسوی میں کیا ۔ ولگاتا نے رفتہ رفتہ باقی پرانے لاطینی ترجموں کی جگہ لی اور ۱۵۴۶ء میں کونسل آف ٹرینٹ نے اس ترجمہ کو رومی کلیسیا کے لئے واحد مستند لاطینی ترجمہ قرار دیا ۔

وَلی :- مالک ۔ سرپرست ۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں رشتہ دار کے لئے استعمال ہُوا ہے (احبار ۲۵: ۲۵؛ عدد ۵: ۸؛ ۳۵: ۱۹؛ راعوت ۲: ۲۰؛ ۳: ۹) ۔ دیکھئے قرابت، قرابتی ۔

ونیاہ ۔ وِن یاہ :- ایک شخص کا نام (عزرا ۱۰: ۳۶) ۔

ویزاتا :- ہامان کے دس بیٹوں میں سے ایک ۔ ان سب کو یہودیوں نے آستر کے زمانے میں قصرِ سوسن میں قتل کیا (آستر ۹: ۹) ۔

ولیسٹ منسٹر کا اقرار الایمان :-

تعارف

ابتدائی صدیوں میں جب مختلف ممالک کے علماء اور مختلف اقوام کے فضلاء اور فلاسفر بڑی تعداد میں کلیسیا میں شامل ہوئے تو یہ فطری بات تھی کہ انہوں نے اپنے اپنے علم اور فلسفہ کے خیالات کے مطابق انجیلِ جلیل کے اصولوں کو سمجھنا چاہا ۔ ان میں بعض نے دین کے سمجھنے میں خطا کھائی اور نتیجتاً کلیسیا میں طرح طرح کی بدعات نمودار ہونے لگیں ۔ چنانچہ کلیسیائے جامع نے مختلف زمانوں میں طرح طرح کی بدعتوں کے سدِّباب میں صحیح اور راسخ عقیدہ کو بیان کرنے کے لئے بین الکلیسیائی جامع مجلسیں منعقد کیں اور مختلف عقائد نامے وضع کئے ۔ یوں ہر دور میں ایمانداروں نے اپنی اپنی زبان میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر انجیل میں رسولوں کے تجربات کو اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کی ہے ۔

مسیحی ایمان کی عمارت نبیوں اور رسولوں کی نیو پر اُٹھائی گئی ہے ۔ یہ ایمان امانت کے طور پر "مقدّسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا ہے" ہر دور میں مسیحیوں نے عبرانیوں ۱۲ باب کے مقدسوں کی پیروی میں اس امانت کی دیوانہ وار حفاظت کی ہے ۔ قرونِ وسطیٰ کی ظلمتوں میں مقدس ایمان کی یہ امانت جب انسانی روایات اور توہمات کے انبار تلے دبی پڑی تھی اور سولہویں صدی میں مارٹن لوتھر نے صداقت کی مشعل کو دوبارہ روشن کیا تو صدیوں کی تاریکی چھٹنے لگی ۔ کلیسیائے جامع نے ایک بار پھر اس گم گشتہ امانت کو ڈھونڈ نکالنے پر کمر باندھی ۔ ولیسٹ منسٹر کا اقرار الایمان بھی اس فرض شناسی اور امانت داری کے مظاہرے کی کڑی ہے ۔ یہ اپنی جامعیت، کاملیت اور راسخ ہونے کے باعث صدیوں سے راسخ العقیدہ کلیسیاؤں کی توجہ کا مرکز چلا آرہا ہے بلکہ آج بھی لاریب مشعلِ صداقت کی حیثیت رکھتا ہے ۔

انگلستان کی پارلیمنٹ کے ایکٹ مجریہ ۱۲ جون ۱۶۴۳ء کی رُو سے دارالامراء کے دس اور دارالعوام کے بیس ممبران اور ایک سو اکیس (۱۲۱) علمائے دین اور بیش خادمانِ دین جن کا تعلق کلیسیائے جامع کے مختلف مکتب ہائے فکر سے تھا ولیسٹ منسٹر میں فراہم ہوئے کہ کلیسیائی نظام میں وحدت اور اشتراک کے لئے ایک متفقہ دستاویز تیار کی جائے ۔ یکم جولائی ۱۶۴۳ء سے ۲۲ فروری ۱۶۴۹ء تک تقریباً ساڑھے پانچ برس تک اس مجلس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے اور اس کے مرتب کردہ اقرار الایمان اور نصاب دینیات کو فوراً ہی کلیسیائے سکاٹ لینڈ کی مجلس عامہ نے منظور کیا اور اسے انگلستان کے پارلیمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۶۴۹ء اور ۱۶۱۰ء کی رُو سے قانون کا حصّہ قرار دیا گیا ۔

۱۶۸۹ء میں لندن میں بپٹسٹ کلیسیاؤں نے بھی اس کے تعلیمی حصّے سے چند اخلاقی مسائل کے ابواب کی ترمیم و اضافہ کے علاوہ اسے من و عن قبول کیا اور یہ لندن کا "اقرار الایمان" کہلایا جو آج بھی امریکہ میں فلڈلفیہ کے اقرار الایمان کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے ۔

اس کی تاریخی مقبولیت کی چند وجوہات ہیں جن کا ذکر فائدے سے خالی نہیں ۔

۱ ۔ کلیسیائے جامع کی کسی بھی شاخ میں مسیحی سچائیوں کے علم و عرفان میں ترقی و ترویج کے بحرانوں میں ان کی جانچ پرکھ، حفاظت اور

تخم ریزی میں یہ کسوٹی کا کام دینا رہا ہے۔

۲۔ "جھوٹے استادوں" کی لن ترانیوں کے مقابل یہ سچائی کی جامع اور راسخ تعریف میں مددگار رہا ہے۔

۳۔ رل مل کر بشارت کا کام انجام دینے میں یہ بین الکلیسیائی واسطہ اور شراکت کی بنیاد رہا ہے۔

۴۔ سب سے بڑا فائدہ جو اس سے حاصل ہوتا رہا ہے وہ دینی تعلیم و تربیت میں ایک نصابِ دینیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ قابلِ قدر تاریخی کارنامہ بائبل کی روشنی میں مسیحی دین کی تعلیمات کے جامع بیان اور مسیح میں شخصی ایمان اور اُن کی خدمت سے وفاداری اور مسیح کے مزاج و طبیعت سے ہم آہنگ عملی زندگی کا آئینہ دار ہے اور کلیسیائی نظم و قواعد کے بنیادی اصولوں کا جامع و مانع مرقع ہے۔

آج کلیسیائے پاکستان گوناگوں تعلیمی و تنظیمی بحرانوں کا شکار ہے۔ اس کا زیادہ تر نقصان کلیسیائی حدود سے باہر عوام الناس میں کلیسیا کی گواہی کو پہنچ رہا ہے جو کلیسیا کے اولین اور بنیادی فرائض اور اساسی مقصد کا ایک حصّہ ہے۔ وہ ایماندار مسیحی جو اس کلیسیائی بحران کے دَور میں بین الکلیسیائی اتحاد اور یگانگت کے لئے کوشاں ہیں ان کے لئے یہ اقرار الایمان اتحاد و یگانگت کی ایک تاریخی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

پاکستان میں مسیحیت کچھ ایسے ماحول اور حالات میں پھلی پھولی ہے کہ شرکائے کلیسیا کی تعلیمی بنیاد اتنی گہری رکھنے کا وقت نہیں ملا۔ ان حالات کے پیشِ نظر ایک جامع، راسخ العقیدہ اور قابلِ اعتماد راہنما دستاویز کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ یہ اقرار الایمان جو محض علما اور دانشوروں کے نظریاتی مباحثوں اور خیالی نُدرتوں کا ملغوبہ نہیں بلکہ مختلف تعلیمی عنوانات کے تحت بائبل کی جامع تعلیم کو محض خلاصہ اور اصول کے طور پر پیش کرتا ہے بلا شبہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔

یورپی حلقوں میں الٰہیات کے مباحثات، اختراعات اور بدعات کا اور عوام الناس کے عقیدہ و خیال اور توہمات کا خمیر کلیسیائی سوچ کو بُری طرح متاثر کرتا آیا ہے اور خصوصاً خدا تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ اور نجاتِ اخروی کے باب میں کلیسیا افراط و تفریط کا شکار ہے جس کے باعث نہ صرف کلیسیاؤں میں مسیحی پاکیزگی کا معیار مسلسل تنزل کا شکار ہے اور وہ دنیا اور شیطان کے مقابلہ میں کمزور ہوتی جا رہی ہیں بلکہ غیر اقوام کی تضحیک کا نشانہ بنی ہوئی ہیں۔ یہ اقرار الایمان اس ضمن میں اصلاح و ترمیم کا ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا ہر جملہ خدا کی جلالت، حشمت اور غیرت کا آئینہ دار ہے۔

اس دُعا اور آرزو کے ساتھ اس عظیم تاریخی کلیسیائی دستاویز کے پہلے باب کا یہ اُردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے کہ کلیسیائیں اپنی خود ساختہ فانی پناہ گاہوں میں پڑے رہنے کی بجائے باہر نکل آئیں اور ہوشیار اور بیدار رہیں کیونکہ وہ نہیں جانتیں کہ خداوند کب آئے گا۔

ویسٹ منسٹر کا اقرار الایمان

باب اوّل

پاک نوشتوں کے بارے میں

۱۔ اگرچہ فطرت کی تجلّی خدا کے تخلیقی کام اور پروردگاری خدا کی نیکی، حکمت اور قدرت کو ظاہر کرتی ہے، یہاں تک کہ انسان کے لئے کچھ عذر باقی نہیں رہتا (رومیوں ۲: ۱۴، ۱۵؛ رومیوں ۱: ۱۹، ۲۰؛ زبور ۱۹: ۱-۳؛ دیکھئے رومیوں ۱: ۳۲؛ ۲: ۱)، تاہم وہ خدا کے علم اور اس کے ارادے کو اس قدر ظاہر نہیں کرتی جس قدر نجات کے لئے ضروری ہے (۱-کرنتھیوں ۱: ۲۱؛ ۲: ۱۳-۱۴)۔ پس خداوند کو پسند آیا کہ وہ اپنے آپ کو حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح ظاہر کرے اور اپنی کلیسیا کے لئے اپنی مرضی کا اعلان کرے (عبرانیوں ۱: ۱)۔ اور بعد ازاں سچائی کے بہتر طریقے سے تحفظ اور اشاعت اور جسم کی ہلاکت اور شیطان اور دنیا کے شر کے خلاف کلیسیا کے زیادہ یقینی قیام اور تقویت کے لئے اُس تمام کو ضابطۂ تحریر میں لائے (امثال ۲۲: ۱۹-۲۱؛ لوقا ۱: ۳، ۴؛ رومیوں ۱۵: ۴؛ متی ۴: ۴، ۷، ۱۰؛ یسعیاہ ۸: ۱۹، ۲۰)۔ یوں یہ پاک نوشتے انتہائی ضروری بن جاتے ہیں (۲-تیمتھیس ۳: ۱۵؛ ۲-پطرس ۱: ۱۹) کیونکہ اب خدا قدیم وقتوں کی طرح اپنی مرضی کو ظاہر نہیں کرتا (عبرانیوں ۱: ۱، ۲)۔

۲۔ پاک نوشتوں میں یا خدا کے تحریری کلام میں عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کی تمام کُتب شامل ہیں جو کہ حسبِ ذیل ہیں:

عہدِ عتیق

۱۔ پیدائش	۱۱۔ ۱-سلاطین	۲۱۔ واعظ
۲۔ خروج	۱۲۔ ۲-سلاطین	۲۲۔ غزل الغزلات
۳۔ احبار	۱۳۔ ۱-تواریخ	۲۳۔ یسعیاہ
۴۔ گنتی	۱۴۔ ۲-تواریخ	۲۴۔ یرمیاہ
۵۔ استثنا	۱۵۔ عزرا	۲۵۔ نوحہ
۶۔ یشوع	۱۶۔ نحمیاہ	۲۶۔ حزقی ایل
۷۔ قضاۃ	۱۷۔ آستر	۲۷۔ دانی ایل
۸۔ روت	۱۸۔ ایوب	۲۸۔ ہوسیع
۹۔ ۱-سموئیل	۱۹۔ زبور	۲۹۔ یوایل
۱۰۔ ۲-سموئیل	۲۰۔ امثال	۳۰۔ عاموس
۳۱۔ عبدیاہ	۳۴۔ ناحوم	۳۷۔ حجی
۳۲۔ یوناہ	۳۵۔ حبقوق	۳۸۔ زکریاہ
۳۳۔ میکاہ	۳۶۔ صفنیاہ	۳۹۔ ملاکی

عہدِ جدید

۱۔ متی کی انجیل	۱۰۔ افسیوں کے نام خط	۱۹۔ عبرانیوں کے نام خط
۲۔ مرقس کی انجیل	۱۱۔ فلپیوں کے نام خط	۲۰۔ یعقوب کا عام خط
۳۔ لوقا کی انجیل	۱۲۔ کلسیوں کے نام خط	۲۱۔ پطرس کا پہلا عام خط
۴۔ یوحنا کی انجیل	۱۳۔ تھسلنیکیوں کے نام پہلا خط	۲۲۔ پطرس کا دوسرا عام خط
۵۔ رسولوں کے اعمال	۱۴۔ تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط	۲۳۔ یوحنا کا پہلا عام خط
۶۔ رومیوں کے نام خط	۱۵۔ تیمتھیس کے نام پہلا خط	۲۴۔ یوحنا کا دوسرا عام خط
۷۔ کرنتھیوں کے نام پہلا خط	۱۶۔ تیمتھیس کے نام دوسرا خط	۲۵۔ یوحنا کا تیسرا عام خط
۸۔ کرنتھیوں کے نام دوسرا خط	۱۷۔ طِطُس کے نام خط	۲۶۔ یہوداہ کا عام خط
۹۔ گلتیوں کے نام خط	۱۸۔ فلیمون کے نام خط	۲۷۔ یوحنا عارف کا مکاشفہ

یہ سب وہ کتابیں ہیں جو خدا نے الہام سے لکھوائیں تاکہ وہ ایمان اور زندگی کے لئے ضابطہ کا کام دیں (لوقا ۱۶: ۲۹، ۳۱؛ افسیوں ۲: ۲۰؛ مکاشفہ ۲۲: ۱۸-۱۹؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۶)۔

۳۔ وہ کتابیں جو عام طور پر "اپاکرفا" کہلاتی ہیں، خدا کے الہام سے نہیں لکھی گئیں اور نہ وہ فہرستِ مسلّمہ میں شامل ہیں۔ اس لئے وہ خدا کی کلیسیا میں اختیار نہیں رکھتیں، اور نہ اُنہیں مستند ماننا اور نہ استعمال کرنا چاہیئے۔ وہ محض انسانی تحریرات ہیں (لوقا ۲۴: ۲۷، ۴۴؛ رومیوں ۳: ۲؛ ۲-پطرس ۱: ۲۱)۔

۴۔ پاک نوشتوں کے اختیار کا جسے قبول کرنا اور جس کی تابع فرمانی کرنی چاہیئے، انحصار کسی آدمی یا کلیسیا کی گواہی پر نہیں بلکہ کلیتہً خدا پر ہے جو بذاتہٖ سچائی اور اُس کا بانی ہے۔ چونکہ یہ خدا کا کلام (۲-پطرس ۱: ۱۹-۲۰؛ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۶؛ ۱-یوحنا ۵: ۹؛ ۱-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳) ہے اس لئے ہمیں اسے قبول کرنا چاہیئے۔

۵۔ ہم پاک نوشتوں (۲-تیمتھیس ۳: ۱۵) کے بارے میں کلیسیا کی اس گواہی سے متاثر اور مرعوب ہو سکتے ہیں کہ وہ انہیں بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتی اور الٰہی مانتی ہے، اُن کی تعلیم بڑی موثر ہے، ان کی طرزِ ادائیگی پُر وقار ہے، ان کے تمام حصّوں میں ربط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے، اُن کی تعلیم کی وسعت عالمگیر ہے اور وہ انسان کی نجات کی راہ کو تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ مزید براں اُن کی دیگر بے مثال خوبیاں اور مکمل کاملیّت ایسی باتیں ہیں جو انہیں خدا کا کلام ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ تاہم اس لاخطا سچائی اور الٰہی اختیار کے بارے میں ہماری مکمل قائلیت اور یقین کا انحصار پاک روح کے باطنی کام یعنی اُس کے خدا کے کلام کے ساتھ مل کر ہمارے دلوں میں گواہی دینے پر ہے (۱-یوحنا ۲: ۲۰، ۲۷؛ یوحنا ۱۶: ۱۳، ۱۴؛ ۱-کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۲؛ یسعیاہ ۵۹: ۲۱)۔

۶۔ خدا کے اپنے جلال، انسان کی نجات، ایمان، اور زندگی کے لئے تمام ضروری باتوں کے بارے میں خدا کی مشورت کو یا تو صاف طور پر پاک نوشتوں میں بیان کیا گیا ہے یا پھر ہم اُسے صحیح اور بدیہی نتیجہ کے طور پر پاک نوشتوں سے اخذ کر سکتے ہیں۔ اس میں کسی وقت بھی کسی نئی بات کا خواہ وہ رُوح کا مکاشفہ یا انسانی روایات کے وسیلہ سے ہو اضافہ نہیں کرنا چاہیئے (۲-تیمتھیس ۳: ۱۵-۱۷؛ گلتیوں ۱: ۸، ۹؛ ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۲)۔ تاہم ہم اقرار کرتے ہیں کہ کلام (یوحنا ۶: ۴۵؛ ۱-کرنتھیوں ۲: ۹-۱۲) میں مرقوم باتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا پاک رُوح ہمارے دلوں کو روشن کرے، اور کہ خدا کی پرستش اور کلیسیائی انتظام جو انسانی کاموں اور تنظیموں میں بھی نظر آتا ہے اُسے فطرت کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ نیز کلام کے عام قواعد کے مطابق مسیحی بصیرت کو بھی ہمیشہ کام میں لانا چاہیئے (۱-کرنتھیوں ۱۱: ۱۳، ۱۴؛ ۱۴: ۲۶، ۴۰)۔

۷۔ پاک نوشتوں میں کچھ باتیں نہ تو سادہ اور آسان ہیں اور نہ سب کے لئے ایک جیسی صاف ہیں (۲-پطرس ۳: ۱۶)۔ لیکن نجات کے لئے وہ باتیں جن کو جاننا اور جن پر ایمان لانا اور عمل کرنا ضروری ہے کلام کے کسی نہ کسی مقام پر بڑی صفائی سے بیان ہوئی ہیں، یہاں تک کہ نہ صرف عالم ہی بلکہ جاہل بھی معمولی سمجھ بوجھ کے ساتھ انہیں بخوبی سمجھ سکتے ہیں (زبور ۱۱۹: ۱۰۵، ۱۳۰)۔

۸۔ عہدِ عتیق عبرانی میں (جو خدا کے لوگوں کی زبان تھی) اور عہدِ جدید یونانی میں (جسے انجیل کے تحریر کئے جانے کے زمانہ میں سب قومیں بخوبی جانتی تھیں) خدا کے الہام سے لکھے گئے اور ان کی خدا نے خود حفاظت کی اور تمام زمانوں میں تخریب سے پاک رکھا، اس لئے وہ با اختیار (متی ۵: ۱۸) ہیں۔ لہٰذا کلیسیا کو تمام دینی اختلافات کے فیصلے اسی کی روشنی میں کرنے چاہئیں (یسعیاہ ۸: ۲۰؛ اعمال ۱۵: ۱۵؛ یوحنا ۵: ۳۹، ۴۶)۔ لیکن چونکہ خدا کے تمام ایماندار بندے جن کا کلام پر حق ہے اور جو اس میں دلچسپی رکھتے ہیں اور جنہیں خدا کے خوف میں انہیں پڑھنے اور تحقیق (یوحنا ۵: ۳۹) کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کی اصل زبانوں سے آگاہ نہیں، اس لئے ان کا ہر قوم کی اپنی زبان میں ترجمہ کیا جانا چاہیئے (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۶، ۹، ۱۱، ۱۲، ۲۴، ۲۷، ۲۸) تاکہ خدا کا کلام ان کے دلوں میں کثرت سے بسے (کلسیوں ۳: ۱۶) اور وہ اُسکی پرستش لائق طور سے کر سکیں اور صبر سے اور کتابِ مُقدّس کی تسلّی سے امید رکھیں (رومیوں ۱۵: ۴)۔

۹۔ کلامِ پاک کی تفسیر کا بنیادی اصول بذاتہٖ کلام ہے، اس لئے جب کبھی کسی آیت کے درست اور پورے مطالب جاننے کی ضرورت ہو تو اُسی مضمون کی زیادہ واضح آیت (۲-پطرس ۱: ۲۰، ۲۱؛ اعمال ۱۵: ۱۵، ۱۶) کو کسی اور مقام پر دیکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ سب سے بڑا مُنصِف جس کے ذریعہ سے تمام مذہبی اختلاف کا فیصلہ کیا جانا چاہیئے اور کونسلوں کے تمام فیصلوں، قدیم مصنفین کے خیالات اور آدمیوں اور روحوں کی تعلیمات کو پرکھنا چاہیئے، وہ پاک رُوح کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا جو پاک نوشتوں میں بول رہا ہے اور

جس کے فیصلے کو ہمیں قبول کرنا چاہیئے (متّی ۲۲: ۲۹، ۳۱ ؛ افسیوں ۲: ۲۰ ؛ اعمال ۲۸: ۲۵)۔

ہ

ہابل:- آدم اور حوا کا دوسرا بیٹا۔ وہ بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا۔ اُس نے اپنے بھائی قائن کی نسبت خدا کے لئے افضل قربانی گذرانی (عبرانیوں ۱۱: ۴)۔ اُس نے اپنے بھائی سے بدظن ہو کر اُسے قتل کر دیا (پیدائش ۴: ۲-۱۰)۔ مسیح نے اُسے پہلا راستباز کہا (متّی ۲۳: ۳۵)۔ عبرانیوں کے خط کے مصنف نے نئے اور پرانے عہد کا مقابلہ کرتے ہوئے ہابل کے خون کی مثال دی (عبرانیوں ۱۲: ۲۴)۔ ہابل کا خون بدلے کے لئے پکارتا تھا جبکہ خداوند مسیح کا خون معافی کے لئے۔ دیکھئے قائن۔

ہاتھ:- بطور پیمانہ دیکھئے اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۱۱ اور ۳۰۔

ہاتھ:- بدن کے اس اہم عضو کے لئے عبرانی اور یونانی میں چند دلچسپ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۱- یاد- قب عربی یَدْ بمعنی ہاتھ۔ یونانی خیر cheir- یہ لفظ پاک کلام میں سولہ سو سے زائد مرتبہ آتا ہے۔ یہ مجازی معنوں میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اردو کی طرح کئی مرتبہ ہاتھ سے مراد طاقت، قوت اور اختیار وغیرہ ہوتا ہے (مثلاً پیدائش ۹: ۲؛ ۱۶: ۱۲؛ استثنا ۳: ۲۴؛ مرقس ۱۴: ۴۱)۔ لیکن کئی دفعہ جب عبرانی محاورے میں ہاتھ آتا ہے تو ترجمہ میں کسی اور لفظ سے اس کا مفہوم ادا کیا جاتا ہے (مثلاً استثنا ۳۲: ۳۶- قوت۔ کیتھولک طاقت؛ یشوع ۸: ۲۰- بس نہ چلا- کیتھولک رستہ نہ رہا؛ ایوب ۱: ۱۲- اختیار میں- کیتھولک ترجمہ لفظی ہے۔ ہاتھ میں یسعیاہ ۳۷: ۲۷- کمزور ہوئے۔ کیتھولک ترجمہ لفظی ہے۔ کمزور ہاتھ والے ہوئے۔ اس سے پہلے کہ ہم ہاتھ کے متعلق کچھ محاورے پیش کریں، ہاتھ کے لئے ایک اور لفظ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کف۔ قب عربی کفّ۔ عبرانی لفظ کا بنیادی مفہوم خم دار یا نہالی ہے۔ یہ ایک عبرانی حرف کا بھی نام ہے ★ کاف جس کی شکل כ بھی یہی بات ظاہر کرتی ہے۔ یہ کُھلے ہاتھ یا ہتھیلی (احبار ۱۴: ۱۵؛ ایوب ۱۳: ۱۴؛ زبور ۱۱۹: ۱۰۹ وغیرہ) یا پاؤں کے تلوے (استثنا ۲۸: ۳۵؛ یشوع ۳: ۱۳؛ ۲-سلاطین ۱۹: ۲۴؛ یسعیاہ ۱: ۶ وغیرہ) دونوں یعنی کفِ دست اور کفِ پا کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چمچ یا کٹوری کو بھی عبرانی میں کف کہا گیا ہے قب فارسی اور اردو کفچہ (غالباً چھوٹا ہاتھ)، کفگیر (خروج ۲۵: ۲۹، گنتی ۴: ۷ وغیرہ)۔ لیکن اکثر یہ پورے ہاتھ کے لئے استعمال ہوتا ہے (پیدائش ۲۰: ۵؛ خروج ۴: ۴؛ استثنا ۲۵: ۱۲)۔

خدا کے کاموں کو بیان کرتے وقت اکثر خدا کے ہاتھ کا ذکر ہے۔ اور اسے مختلف محاوروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً خدا کے ہاتھ کے بھاری ہونے سے مراد خدا کا سزا دینا ہے (۱-سموئیل ۵: ۶)۔ "کیا خداوند کا ہاتھ چھوٹا ہو گیا ہے؟" (گنتی ۱۱: ۲۳)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کیا خدا اپنے وعدے پورے نہیں کر سکتا؟ خدا کا زورِ بازو اور اُس کا قوی ہاتھ اُس کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے (خروج ۱۳: ۳، ۴، ۱۶)۔ بعض مرتبہ "خدا کی انگلی" کا بھی ذکر آتا ہے (دیکھئے خروج ۸: ۱۹- ریفرنس بائبل کا حاشیہ)۔

ہاتھ کے کچھ اور رسمی استعمال بھی ملاحظہ ہوں۔ دعا میں ہاتھ اُٹھائے جاتے تھے۔ ہاتھ اُٹھانا دعا کرنے کے مترادف تھا (خروج ۱۷: ۱۱؛ ۱-سلاطین ۸: ۲۲- اس آیت میں عبرانی لفظ کف ہے اور مُراد کُھلے ہاتھ ہیں؛ زبور ۲۸: ۲- یہاں ہاتھ مَقدِس کی طرف اُٹھانے کا ذکر ہے)۔

خدا کی طرف ہاتھ اُٹھانا گویا ایک سنجیدہ قسم کھانا تھا (پیدائش ۱۴: ۲۲؛ خروج ۶: ۸- پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "قسم کھائی" ہے کیتھولک "ہاتھ اُٹھاتا ہوں" اور "ہاتھ اُٹھا کر قسم کھاتا ہوں" ہے)۔

ہاتھ کو ★ ران کے نیچے رکھنا ایک پختہ عہد باندھنے کے برابر تھا۔ خیال تھا کہ اولاد کی ابتدا اسی مقام سے ہوتی ہے اس لئے یہ اپنی آل اولاد کی قسم کھانا تھا (پیدائش ۲۴: ۲، ۹؛ ۴۷: ۲۹)۔

ہاتھ دھونا بے گناہی یا ذمہ داری سے علیحدگی کی علامت تھا (استثنا ۲۱: ۶؛ زبور ۲۶: ۶؛ قب متّی ۲۷: ۲۴)۔ ہاتھ پیٹنا غصّے کا نشان تھا (گنتی ۲۴: ۱۰؛ اسی کو ایوب ۲۷: ۲۳ اور حزقی ایل ۲۵: ۶ وغیرہ میں تالی بجانے سے مراد تعریف نہیں بلکہ غصّہ ہے)۔

ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہمارے دستور کی طرح شرط لگانے یا قول دینے کے مترادف ہے (یسعیاہ ۲: ۶)۔ ہاتھ پر نشان یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کوئی کس دیوتا کی پیروی کرتا ہے (یسعیاہ ۴۴: ۵ قب گلتیوں ۶: ۱۷؛ مکاشفہ ۲۰: ۴)۔ ڈھیلے ہاتھ سے مراد ہمت ہارنا اور کمزور ہونا ہے (۲-سموئیل ۴: ۱؛ ۱۷: ۲؛ قب یسعیاہ ۳۵: ۳؛ عبرانیوں ۱۲: ۱۲)۔

ایک اور عبرانی محاورے کے مطابق ہاتھ بھرنے سے مراد کسی کو مخصوص کرنا یا اس کی تقدیس کرنا ہے (مثلاً خروج ۲۹: ۹، قضاۃ ۱۷: ۵- کیتھولک ترجمہ میں عبرانی محاورہ قائم رکھا گیا ہے۔ "ہاتھوں کو پاک کر"، "ہاتھ پاک کیا")۔ کسی کے ہاتھ پر پانی ڈالنے سے یہ مراد تھی کہ وہ شخص دوسرے کی

خدمت کرتا ہے کیونکہ خادم مالک کے ہاتھ دھلواتا تھا (۲-سلاطین ۳:۱۱)۔

ایک بُت پرستی کی رسم کے مطابق پجاری اپنے ہاتھ کو چُوم کر بوسے کو دیوتا یا بُت کی طرف پھینک دیتا تھا۔ ایوب کہتا ہے کہ وہ اس گناہ کا مرتکب نہ ہُوا (ایوب ۳۱:۲۷ قب ۱-سلاطین ۱۹:۱۸؛ ہوسیع ۱۳:۲)۔

اکثر یادگار کے ستون کو عبرانی میں ہاتھ کہا گیا ہے۔ اردو میں ترجمہ یادگار ستون اور لاٹ کیا گیا ہے (۱-سموئیل ۱۵:۱۲؛ ۲-سموئیل ۱۸:۱۸؛ یسعیاہ ۵۶:۵)۔

۲- دایاں ہاتھ - بایاں ہاتھ

دہنے ہاتھ کو عبرانی میں یمین کہتے ہیں (قب عربی یمین)۔ جغرافیہ میں سمت تعین کرنے کے لئے سورج طلوع ہونے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ جو سمت دائیں جانب ہو اُسے عبرانی میں یمین یعنی جنوب، جو بائیں طرف ہو اُسے سمول (قب عربی شمال) کہتے ہیں۔ دائیں ہاتھ کو خاص اہمیت دی جاتی تھی اور اسے مبارک اور خوش قسمت سمجھا جاتا تھا (قب نام بنیمین - دہنے ہاتھ کا فرزند۔ پیدائش ۳۵:۱۸)۔ دہنے ہاتھ کی اہمیت اسرائیل کا افرائیم اور منسّی کو برکت دینے کے طریقے سے بھی ظاہر ہوتی ہے، جب یعقوب نے چھوٹے کو خلافِ دستور دہنے ہاتھ سے برکت دی (پیدائش ۴۸:۱۳ مابعد)۔ عدالت میں مدّعی یعنی الزام لگانے والا دہنی طرف کھڑا ہوتا تھا (زبور ۱۰۹:۶؛ زکریاہ ۳:۱)۔ محافظ (مددگار) بھی دہنے ہاتھ کھڑا ہوتا تھا (زبور ۱۰۹:۳۱؛ ۱۶:۸)۔ شائد اسی لئے دہنے ہاتھ کو اہمیت دی گئی ہے۔

بائیں ہاتھ کو بُرے شگون اور حماقت سے منسوب کیا جاتا تھا۔ اسے منحوس سمجھا جاتا تھا (واعظ ۱۰:۲ قب متّی ۲۵:۳۳-۴۱)۔

دائیں ہاتھ کے لئے یونانی لفظ دِکسیا dexia ہے اور بائیں ہاتھ کیلئے ارِس تروِس aristeros۔ بائیں ہاتھ کیلئے یُواونُموس euonymos بمعنی اچھا نام یا اچھا شگون بھی ہے۔ یہ غالباً ★ کومل بیانی کی مثال ہے کسی کو اپنے دائیں ہاتھ بٹھانا بڑی عزّت کے مترادف تھا (۱-سلاطین ۲:۱۹؛ زبور ۴۵:۹)۔

زبور ۱۱۰:۱ میں مسیحِ موعود کے سلسلے میں ایک بہت اہم دعویٰ ہے۔ "یہوواہ نے میرے خداوند سے کہا تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دوں"۔ اس آیت کا حوالہ نئے عہدنامہ میں بالواسطہ اور بلاواسطہ تقریباً ۲۰ سے زائد مرتبہ آیا ہے۔ یہ اتنا اہم مضمون ہے کہ ہم اس کے نئے عہدنامہ کی کل حوالوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کریں گے۔ زبور ۱۱۰:۱ کا ذکر اناجیل متفقہ میں آٹھ مرتبہ (متّی ۲۲:۴۴؛ ۲۳:۲۰؛ ۲۶:۴۶؛ مرقس ۱۰:۳۷، ۴۰؛ ۱۴:۶۲؛ ۱۶:۱۹؛ لوقا ۲۰:۴۲؛ ۲۲:۶۹)، اعمال کی کتاب میں ۳ مرتبہ (۲:۳۴، ۳۵؛ ۵:۳۱؛ ۷:۵۵)، پولس کے خطوط میں ۴ مرتبہ (رومیوں ۸:۳۴؛ افسیوں ۱:۲۰، ۲۲؛ کلسیّوں ۳:۱؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵:۲۵)، عبرانیوں کے خط میں ۵ مرتبہ (۱:۳، ۱۳؛ ۲:۸؛ ۸:۱؛ ۱۰:۱۲؛ ۱۲:۲)، پطرس کے پہلے خط میں ۱ مرتبہ (۱-پطرس ۳:۲۲) اور مکاشفہ کی کتاب میں ایک مرتبہ (۵:۱) ہُوا ہے۔

ان حوالوں میں ایک بات غور طلب ہے۔ اکثر جگہ ذکر ہے کہ خداوند مسیح خدا کے دہنے ہاتھ یا دہنی طرف بیٹھے ہیں۔ اعمال ۷:۵۵، ۵۶ میں ستفنس شہید خداوند مسیح کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہے۔ یاد رہے کہ قاضی عدالت میں بیٹھ کر فیصلہ دیتا ہے۔ اور وکیل اور گواہ کھڑے ہو کر مقدمہ کی پیروی کرتے اور گواہی دیتے ہیں۔ ستفنس خداوند مسیح کو اُن کے وعدہ کے مطابق (قب لوقا ۱۲:۸۔ "جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے ابنِ آدم بھی خدا کے فرشتوں کے سامنے اُس کا اقرار کرے گا") خدا کے دہنی طرف کھڑے اُس کے حق میں گواہی دیتے دیکھتا ہے۔ خداوند مسیح آسمان پر دو اہم کام انجام دیتے ہیں۔ وہ عدالت کرتے اور ہمارے ★ وکیل ہیں (۱-یوحنّا ۲:۱۔ ریفرنس بائبل کا حاشیہ بھی دیکھئے)۔

ہاتھ رکھنا:- کسی شخص یا چیز پر ہاتھ رکھنے کا ذکر پرانے اور نئے دونوں عہدناموں میں ہے۔

پرانی مذہبی رسوم میں ہاتھ کی بعض حرکات خاص اہمیّت کی حامل تھیں۔ مثلاً دعا میں ہاتھ پھیلانا یا اُٹھانا (۱-سلاطین ۸:۵۴؛ ۱-تیمتھیس ۲:۸)، ہاتھ بڑھا کر یا اُٹھا کر برکت دینا (احبار ۹:۲۲؛ لوقا ۲۴:۵۰)۔ یعقوب نے یوسف کے بیٹوں کو اُن کے سر پر ہاتھ رکھ کر برکت دی (پیدائش ۴۸:۸-۲۰)۔ اسی طرح خداوند مسیح نے اُن بچوں کو جنہیں مائیں اُن کے پاس لائیں اُن پر ہاتھ رکھ کر برکت دی (مرقس ۱۰:۱۶؛ متّی ۱۹:۱۳-۱۵)۔ خداوند مسیح نے بیماروں کو چھُوا (مرقس ۱:۴۱؛ ۷:۳۳) یا اُن پر ہاتھ رکھے (مرقس ۵:۲۳؛ ۶:۵؛ ۷:۳۲؛ ۸:۲۳، ۲۵؛ متّی ۹:۱۸؛ لوقا ۴:۴۰؛ ۵:۱۳؛ ۱۳:۱۳)۔ رسولوں نے بھی اسی طرح کیا (اعمال ۹:۱۲، ۱۷؛ ۲۸:۸؛ مرقس ۱۶:۱۸)۔ یہ ایک علامتی عمل ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک شخص کی معرفت دوسرے کو برکت ملتی ہے (قب مرقس ۵:۳۰)۔

۱- پُرانے عہدنامہ میں

کفارہ کے دن ہارون اپنے دونوں ہاتھ زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر بنی اسرائیل کے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر کے بکرے کو بیابان میں بھجوا دیتا تھا (احبار ۱۶:۲۱)۔ اسی قسم کی رسم سوختنی، صلح کی، گناہ اور خطا کی قربانیوں کے سلسلے میں بھی ادا کی جاتی تھی (مثلاً احبار ۱:۴؛ ۳:۲؛ ۴:۴؛ گنتی ۸:۱۲)۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ قربانی کے جانور کے ساتھ اپنے ایک ہونے کا اقرار کر رہے تھے۔ لیکن کفر بولنے والے اور لعنت کرنے والے کے سر پر ہاتھ رکھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اُس کا گناہ اُسی کے سر پر رہے۔

جب لاویوں کی تخصیص کی جاتی تھی (یاد رہے کہ لاوی اور کاہن خدا کے حضور لوگوں کے نمائندے ہوتے تھے) تو لوگ اُن پر ہاتھ

رکھتے تھے (گنتی ۸: ۱۰)۔ موسیٰ نے جب اپنے جانشین یشوع کی تقرری کی تو اُس نے اُس کے سر پر اپنے ہاتھ رکھ کر اپنا اختیار اُسے منتقل کیا (گنتی ۲۷: ۱۸-۲۳)۔ اس حوالے میں لکھا ہے کہ "یشوع کو لے کر اُس پر اپنا ہاتھ رکھ کیونکہ اس شخص میں رُوح ہے" لیکن استثنا ۳۴: ۹ میں لکھا ہے "یشوع دانائی کی رُوح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰ نے اپنے ہاتھ اُس پر رکھے تھے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لائق شخص جس میں الٰہی روح ہو، جب اس پر ہاتھ رکھے جاتے ہیں تو وہ مزید روحانی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ اختیار کی منتقلی کی علامت بھی ہے۔

۲۔ نئے عہد نامہ میں

نئے عہد نامہ میں بعض مرتبہ بپتسمہ اور پاک روح کے ملتے وقت لوگوں پر ہاتھ رکھے جاتے تھے۔ اعمال ۸: ۱۴-۱۹ میں بپتسمہ کے بعد رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے لوگوں کو پاک رُوح کی نعمت ملی۔ حننیاہ کا پولس پر ہاتھ رکھنا ان معنوں میں نہیں لیا جا سکتا کیونکہ بپتسمہ اس کے بعد ہوا (اعمال ۹: ۱۲، ۱۷)۔ اعمال ۱۹: ۶ میں بپتسمہ اور ہاتھ رکھنے کی رسم کا تعلق طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ عبرانیوں ۶: ۲ میں بپتسمہ اور ہاتھ رکھنے کی تعلیم کا ذکر ہے جو غالباً نومریدوں کو دی جاتی تھی۔ بعض حوالوں میں پاک روح کے ملنے کے ذکر کے ساتھ ہاتھ رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور ایک مرتبہ تو پاک رُوح بپتسمہ سے بھی پہلے عنایت کیا گیا (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۸)۔ غالباً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بپتسمہ کے موقع پر ہمیشہ ہاتھ رکھنے کی رسم ادا ہوتی تھی۔

پرانے عہد نامہ کی مثالوں کی پیروی کرتے ہوئے اور اُس وقت کے ربیوں کے معمول کے مطابق جب کسی کو مسیحی خدمت پر مقرر کیا جاتا تھا تو تخصیص کے وقت اُس پر ہاتھ رکھے جاتے تھے۔ جب کلیسیا نے سات خادم چُن لئے تو اُنہیں رسولوں کے سامنے کھڑا کیا جنہوں نے دعا کر کے اُن پر ہاتھ رکھے (اعمال ۶: ۵ مابعد)۔ اسی طرح انطاکیہ کی کلیسیا نے جب پولس اور سیلاس کو چُن لیا تو اُن کی تخصیص کے وقت دعا کر کے اُن پر ہاتھ رکھے (اعمال ۱۳: ۳) اور اُن کو خدمت کے لئے بھیجا۔ ۱-تیمتھیس ۵: ۲۲ میں تیمتھیس کو پولس نصیحت کرتا ہے کہ "کسی شخص پر جلد ہاتھ نہ رکھنا"۔ اس کا اشارہ دو مختلف کلیسیائی رسوم کی طرف ہو سکتا ہے۔ پولس آیت ۱۹ میں ذکر کرتا ہے کہ اگر کسی ★ بزرگ (پریسبٹر- ایلڈر) کے خلاف دعویٰ ہو تو اُس کا فیصلہ دو یا تین گواہوں کی شہادت کے بغیر نہ کیا جائے۔ آگے آیت ۲۴ میں وہ کہتا ہے کہ بعض کے گناہ پہلے ہی ظاہر ہو جاتے اور بعض کے بعد میں۔ بہتر تو یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کلیسیائی عہدے پر مقرر کرنے سے پہلے اچھی طرح پرکھ لیا جائے۔ اس لئے تقرر اور تخصیص میں جلدی نہ کی جائے یعنی اُس پر جلد ہاتھ نہ رکھے جائیں۔ دوسرا اشارہ شاید ابتدائی کلیسیا کی ایک اور رسم کی طرف ہے۔ بعض اشخاص کو کسی سنگین گناہ کی وجہ سے کلیسیا سے خارج کر دیا جاتا تھا (آیت ۲۰۔ نیز دیکھئے کلیسیائی اخراج ۳ء)۔ اگر ایسا شخص کلیسیا کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا تو اُسے کلیسیا میں واپس لے لیا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کلیسیا میں دوبارہ شامل کرنے کے لئے ایک مغفرت کی عبادت ہوتی تھی جس میں غالباً اُسے معافی دے کر برکت دی جاتی تھی۔ ممکن ہے کہ پولس یہاں تیمتھیس کو نصیحت کر رہا ہے کہ اس میں بھی جلدبازی نہ کرے بلکہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے۔

ہاتھی:- دیکھئے حیوانات بائبل ۳۸ء

ہاتھی دانت:- پُرانے زمانے میں امیر لوگ گھر کا خوبصورت سامان تیار کرنے کے لئے کثرت سے ہاتھی دانت استعمال کرتے تھے۔ سلیمان بادشاہ کے زمانے میں یہ اوفیر سے درآمد کیا جاتا تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۲۲)۔ یہ محل کی آرائش اور زیبائش کے لئے استعمال ہوتا تھا (۱-سلاطین ۲۲: ۳۹)۔ سلیمان بادشاہ کے لئے ایک ہاتھی دانت کا تخت بھی بنایا گیا تھا (۱-سلاطین ۱۰: ۱۸-۲۰)۔ عیش پسند امیر ہاتھی دانت کے پلنگ بھی استعمال کرتے تھے جس کے خلاف عاموس نبی نے احتجاج بھی کیا (عاموس ۳: ۱۵؛ ۶: ۴)۔

ہاتھی دانت کا کام:- دیکھئے فنونِ لطیفہ ۲ء

ہاجرہ:- (مہاجرت- فرار)- ابرہام کی بیوی سارہ کی مصری لونڈی (پیدائش ۱۲: ۱۰-۲۰)۔ خدا نے ابرہام سے بیٹے کا وعدہ کیا جو اُس کا وارث ہوگا (پیدائش ۱۵: ۴)، لیکن سارہ بانجھ تھی اس لئے اُس نے اُس زمانہ کے شادی کے دستور کے مطابق ہاجرہ کو اپنی جگہ پیش کیا (پیدائش ۱۶: ۱-۱۶)۔ نوزی کتبے جو آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملے ہیں اُن میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی کی بیوی بانجھ ہو تو وہ اپنے خاوند کے لئے ضرور کوئی غلام عورت بیوی کے لئے مہیا کرے۔ دیکھئے اثریات ۲ ب (۱)۔ جب ہاجرہ نے دیکھا کہ وہ حاملہ ہے تو وہ اپنی مالکہ کو حقیر جاننے لگی اور یوں خاندان میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ نتیجۃً ہاجرہ اپنی مالکہ کے پاس سے فرار ہو گئی، لیکن خداوند کا فرشتہ اُس پر ظاہر ہوا اور اسے اپنی مالکہ کے پاس واپس جانے کو کہا (پیدائش ۱۶: ۷-۱۴)۔ جب اضحاق پیدا ہوا تو اسمٰعیل کی عمر ۱۴ سال، اس کے باپ کی ۱۰۰ سال اور سارہ کی ۹۰ سال تھی۔ اضحاق کے دودھ چھڑانے

کی ضیافت کے موقع پر اسمٰعیل نے ٹھٹھا بازی کی (پیدائش ۲۱: ۹)۔ پس سارہ نے ابرہام پر زور دیا کہ وہ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو نکال دے۔ چنانچہ ابرہام نے بادلِ نخواستہ اُس کی بات مان لی۔ خدا نے ابرہام سے وعدہ کیا کہ وہ اسمٰعیل کو بھی ایک بڑی قوم بنائے گا۔ ہاجرہ آخری مرتبہ اُس وقت منظر پر آتی ہے جب اُس نے اپنے بیٹے کے لئے اپنے ملک مصر سے بیوی لی (پیدائش ۲۱: ۲۱)۔ پولس رسول نے ہاجرہ کی کہانی کو بطور تشبیہ استعمال کرتے ہوئے شریعت اور فضل میں فرق بیان کیا ہے (گلتیوں ۴: ۲۱-۵: ۱)۔

ہاجری:- ایک عرب قبیلہ جس نے ساؤل بادشاہ کے زمانہ میں روبن کے قبیلہ سے لڑائی کی۔ ہاجری بڑے طاقتور تھے لہٰذا فتح صرف خدا سے دعا کرنے کی وجہ سے ملی (۱-تواریخ ۵: ۱۹، ۲۰)۔

ہاجری-ہجری:- (عبرانی = سفر کرنا)۔ داؤد کے ایک سورما مبخار کا باپ (۱-تواریخ ۱۱: ۳۸)۔

ہار:- دیکھئے زیوراتِ بائبل ۳

ہارا:- اس جگہ کا نام خلح، خابور اور جوزان کی ندی کے ساتھ آتا ہے۔ اسور کے بادشاہ تلگات پلناصر نے باغی بنی اسرائیل کو ۷۳۴-۷۳۲ ق م میں ان جگہوں پر اسیر کر کے بھیجا (۱-تواریخ ۵: ۲۶)۔

اسور میں اب تک ایسے نام کی کسی جگہ کا سراغ نہیں ملا۔ ۲-سلاطین ۱۷: ۶ اور ۱۸: ۱۱ میں ہارا کی بجائے مادیوں کے شہروں کا ذکر ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں ہفتادہ کی طرح "پہاڑوں" ہے۔ "ھارا" عبرانی میں پہاڑی علاقے کو کہتے ہیں۔

ہاران:- داؤد بادشاہ کے زمانے میں ایک جیر سونی لاوی، سمعی کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳: ۹)۔

ہارون:- غالباً عمرام اور یوکبد کا سب سے بڑا بیٹا۔ یہ اپنے بھائی موسیٰ سے تین سال بڑا تھا (خروج ۶: ۲۰؛ ۷: ۷)۔ ان کی بہن مریم، شاید ان دونوں سے بڑی تھی (گنتی ۲۶: ۵۹؛ ۱-تواریخ ۶: ۳) کیونکہ جب موسیٰ چھوٹا بچہ تھا تو وہ اس کی خبرگیری کیا کرتی تھی (خروج ۲: ۴ مابعد)۔ خروج ۶: ۱۶-۲۰ اور ۱-تواریخ ۶: ۱-۳ کے مطابق ہارون، لاوی کی تیسری پشت میں تھا (لاوی - قہات - عمرام - ہارون)، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نسب نامہ مکمل نہیں ہے (مقابلہ کیجئے روت ۴: ۱۸-۲۰؛ ۱-تواریخ باب ۲)۔

ہارون کا ذکر پہلی مرتبہ اُس وقت آتا ہے جب خدا نے موسیٰ کو مصر جانے کا حکم دیا اور موسیٰ نے یہ عذر پیش کیا کہ وہ فصیح نہیں ہے (خروج ۴: ۱۰)۔ اس لئے خدا نے ہارون کو اُس کا مددگار مقرر کیا کیونکہ وہ صاف بول سکتا تھا (خروج ۴: ۱۴)۔ اب وہ موسیٰ کا پیغمبر یا منہ بن کر فرعون سے کلام کرتا تھا (خروج ۷: ۱ مابعد)۔

خدا نے ہارون کو حکم دیا کہ وہ بیابان میں جاکر موسیٰ سے ملے (خروج ۴: ۲۷) اور اُس نے بلا حیل و حجت تعمیل کی۔ خدا نے جو کام موسیٰ کے سپرد کیا تھا وہ اُس نے اُسے بتایا۔ پھر وہ دونوں اپنی قوم سے ملے اور بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر کے انہیں بتایا کہ خدا کیا کرے گا۔ لوگوں نے ان کی بات کا یقین کیا (خروج ۴: ۲۷-۳۱)۔

لیکن ایمان کی یہ پہلی لہر جلد ہی جاتی رہی۔ اس کی وجہ غلامی کی سختی تھی جس کے باعث اسرائیلیوں کے دل سخت ہوگئے تھے اور انہوں نے مزید سُننے سے انکار کر دیا۔ "انہوں نے دل کی کڑھن اور غلامی کی سختی کے سبب سے موسیٰ کی بات نہ سُنی" (خروج ۶: ۹)۔ تب خدا نے موسیٰ اور ہارون کے سپرد ایک کام کیا اور انہیں مصر کے بادشاہ سے ملنے کو کہا۔ اور یہ ہارون ہی تھا جسے خدا نے وہاں معجزہ دکھانے کو مقرر کیا۔ یوں ہارون مختار نمائندہ بن کر گیا اور موسیٰ کے صلاح مشورہ سے فرعون کے ساتھ بات کرتا رہا۔

دوسری مرتبہ ہم ہارون کا ذکر اُس وقت سُنتے ہیں جب عمالیقیوں نے اسرائیل پر حملہ کیا۔ ہارون نے حور کے ساتھ مل کر موسیٰ کے بازو اُٹھائے رکھے تاکہ اسرائیلی دشمن پر فتح حاصل کر سکیں (خروج ۱۷: ۸ مابعد)۔ موسیٰ کی طرح، ہارون اُس کے دو بیٹوں ندب اور ابیہو اور اسرائیل کے ستر بزرگوں کو خدا کا جلال دیکھنے کا شرف ملا۔ اگرچہ صرف موسیٰ ہی خداوند کے جلال کے قریب گیا تھا جبکہ باقیوں نے دُور کھڑے ہو کر پرستش کی تھی تو بھی انہوں نے خداوند کا جلال دیکھا تھا (خروج ۲۴: ۱، ۹، ۱۰)۔

لیکن ہارون، موسیٰ کی طرح مضبوط کردار کا مالک نہیں تھا۔ جب موسیٰ کافی دنوں تک پہاڑ پر رہا تھا تو ہارون نے لوگوں کے دباؤ میں آکر غالباً نیم دلی سے ان کے لئے سونے کا بچھڑا بنایا۔ ممکن ہے کہ اس نے یہ سوچا ہو کہ اس نئے گھڑے ہوئے دیوتا کے ذریعہ وہ خداوند کی پرستش کر رہا ہے (خروج ۳۲: ۵)، لیکن بہرحال اُس نے بُت پرستی میں حصہ لیا۔ جب موسیٰ نے اُن لوگوں کو جو خدا کی طرف تھے بلایا تو ہارون کے لوگ یعنی لاوی کے بیٹے فوراً آگے آئے۔ یہ البتہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہارون رہنما بننے کا اہل نہیں تھا کیونکہ وہ ایک کمزور اور لچکیلے کردار کا مالک تھا۔

لیکن اس کے باوجود بھی خدا اپنے گنہگار خادموں کو استعمال کرتا ہے اور اُس نے ہارون کو بھی سردار کاہن کی خدمت کے

لئے چُنا۔ چنانچہ اِس پاک اور بلند منصب کے شایانِ شان (جیسا کہ خروج باب ۳۹ میں اس کی تفصیل درج ہے) اس کے لئے لباس تیار کیا گیا۔ اِس منصب پر تعیناتی موسیٰ کے ہاتھوں انجام پائی۔ یہ بڑا سنجیدہ منظر تھا۔ اُس وقت ہارون کو اس پاک منصب کے لئے مخصوص کرنے کے لئے خاص طور پر مسح کیا گیا (احبار باب ۸)۔

پس ہارون اپنی قوم کا روحانی راہنما مقرر ہوا۔ تاہم یہ دیکھ کر بڑا صدمہ ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی بہن مریم کے ساتھ مل کر موسیٰ کے خلاف حسد سے بدگوئی کی۔ موسیٰ نے ایک کوشی عورت سے شادی کی تھی (غالباً اس نے اسرائیلی مذہب قبول کر لیا تھا)۔ لہٰذا وہ اِس بات کو آڑ بنا کر اُس کے خلاف بڑبڑانے لگے۔ لیکن اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ موسیٰ کے الٰہی انتظام میں مرتبہ سے جلتے تھے۔ خداوند نے مریم اور ہارون کو موسیٰ کے اعلیٰ مرتبے کی نوعیت کے متعلق صاف صاف بتا دیا اور چونکہ اس بدگوئی کی ابتدا مریم نے ہی کی تھی اس لئے خدا نے اُسے کوڑھ کی سزا دی۔ ہارون نے اپنی بہن کے لئے موسیٰ سے درخواست کی اور موسیٰ نے خدا سے دعا کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مریم کو سات دن کے لئے لشکرگاہ کے باہر رہنا پڑا (گنتی باب ۱۲)۔

گنتی باب ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں کہ قورح، داتن اور ابیرام نے موسیٰ اور ہارون کے خلاف بغاوت کی لیکن خدا نے اُن کو ہلاک کر کے دکھایا کہ موسیٰ اور ہارون کا اختیار اسی کی طرف سے ہے۔ تب ہارون خدا کے قہر کو روکنے کے لئے اپنا بخوردان لے کر جماعت کے بیچ میں سے دوڑتا ہوا گیا اور یوں ان کا کفارہ دیا سو وبا رُک گئی۔ اب یقیناً لوگوں پر واضح ہو چکا تھا کہ ہارون ہی حقیقت میں سردار کاہن ہے۔ یہ اس حقیقت سے ظاہر ہوا کہ جب اسرائیل کے سب خاندانوں کے سرداروں کی ۱۲ لاٹھیاں شہادت کے صندوق کے سامنے رکھی گئیں تو صرف ہارون کی لاٹھی ہی میں کلیاں نکلیں (گنتی ۱۷: ۸)۔ یہ لاٹھی آئندہ باغیوں کی تنبیہ کے لئے بطور شہادت عہد کے صندوق میں رکھی گئی۔

چونکہ ہارون بھی بے اعتقاد ہوا تھا اسلئے خدا نے اُسے بھی موسیٰ کے ساتھ ملکِ موعود میں داخل ہونے سے روک دیا (گنتی ۲۰: ۱۲)۔ ہارون نے ۱۲۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی موت کے بارے میں تین بیانات ملتے ہیں۔ خدا نے موسیٰ کی وساطت سے ہارون کی موت کے متعلق پہلے سے بتا دیا اور پھر وہ سب کوہ ہور پر گئے جہاں ہارون کا لباس اتار کر اُس کے بیٹے الیعزر کو پہنایا گیا اور وہ اُس کا جانشین مقرر ہوا۔ تب ہارون نے کوہ ہور کی چوٹی پر وفات پائی (گنتی ۲۰: ۲۸)۔ اب تک وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ کونسے پہاڑ کا نام ہور تھا لیکن روایات کے مطابق وہ پترا Petra کے نزدیک تھا۔ ہارون کی موت کا بیان گنتی ۳۳: ۳۸، ۳۹ اور پھر استثنا ۱۰: ۶ میں بھی آیا ہے۔

عظیم راہنما موسیٰ کے مقابلے میں ہارون کی شخصیت دوسرے درجے کی تھی۔ اگرچہ اُس نے اپنی کہانت کے فرائض بڑی وفاداری اور خلوص دلی سے انجام دیئے، تاہم سنہری بچھڑے کے المیّہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پایہ کا راہنما نہیں تھا۔

ہارونی برکت:۔ دیکھئے برکت۔

ہام:۔ زوزیوں کا ایک شہر جو دریائے یردن کے مشرق میں تھا (پیدائش ۱۴: ۵)۔

ہامان:۔ فارس کے بادشاہ اخسویرس کا وزیراعظم۔ جب آستر کے چچازاد بھائی مردکی نے اُسے جھک کر سلام کرنے سے انکار کر دیا تو وہ یہودیوں کا سخت دشمن بن گیا۔ وہ اتنا خفا ہوا کہ یہودیوں کو نیست و نابود کرنے کا منصوبہ بنایا (آستر ۳)۔ لیکن ملکہ آستر نے ہامان کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا اور جو پچاس ہاتھ اونچی سُولی ہامان نے مردکی کے لئے بنوائی تھی اُسی پر اُسے لٹکایا گیا (آستر ۷)۔ نیز دیکھئے آستر۔

ہاون:۔ اُکھلی۔ کیتھولک ترجمہ میں امثال ۲۷: ۲۲ میں اُکھلی کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے اُکھلی۔

ہبوطِ آدم:۔ پہلا گناہ اور اس کا نتیجہ

۱۔ بائبل کا بیان

انسان کے گناہ میں گرنے کی کہانی پیدائش باب ۳ میں درج ہے۔ وہاں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شیطان نے سانپ کے روپ میں ہمارے پہلے والدین کو آزمایا اور انہوں نے خدا کے واضح حکم کی عدولی کرتے ہوئے نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھا لیا۔ تمام گناہ کا جوہر اسی پہلے گناہ یعنی خدا کے کلام پر شک کرنے ("یا واقعی خدا نے کہا ہے؟") اور پھر اُس کی نافرمانی کرنے میں پایا جاتا ہے۔ گناہ، خدا کے اختیار کے خلاف بغاوت اور اپنی فرضی خودکفائتی ("خدا کی مانند بن جاؤ گے") پر فخر کرنا ہے۔ گناہ کا نتیجہ دو صورتوں میں نکلا: پہلا، اپنے جُرم سے آگاہی اور خدا سے (جس سے انسان پہلے کسی رکاوٹ کے بغیر رفاقت رکھتا تھا) فوری جدائی۔ دوسرا، خود انسان کے لئے لعنت، محنت مشقت، دُکھ درد اور موت کی سزا۔ اور چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے تمام مخلوق بھی اُس کی سزا میں شامل ہو گئی۔

۲۔ اِس کا انسان پر اثر

اب سے انسان برگشتہ مخلوق بن گیا۔ اپنی ہستی کے مقصد یعنی اپنے خالق و مالک خدا کا اپنے تمام کاموں اور زندگی سے جلال دینے اور اُس کی مرضی بجالانے کے خلاف بغاوت کرنے سے اب وہ حقیقی انسان نہ رہا۔ اُس کی حقیقی انسانیت اس بات میں ہے کہ وہ خدا کی شبیہ اور صورت سے جس پہ وہ پیدا کیا گیا مطابقت رکھے۔ انسان میں خدا کی اِس شبیہ اور صورت کا اظہار یوں ہوتا تھا کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا، ہر اچھی بات سے محفوظ ہوتا تھا۔ تمام مخلوقات میں صرف وہی خدا کی باتیں سُن سکتا اور جواب دے سکتا تھا۔ وہ سچائی کو جانتا تھا اور اس علم کے باعث اُسے آزادی حاصل تھی۔ وہ تمام مخلوق کا سردار ہونے کے باعث تمام جانداروں پر خدا کے حکم کے مطابق حکومت کرتا اور زمین پر اختیار رکھتا تھا۔

تاہم، اگرچہ انسان نے خدا کی اُس شبیہ اور صورت کے خلاف جو اُس کے دل میں نقش ہے بغاوت کی، تو بھی وہ اُسے مٹا نہیں سکتا کیونکہ وہ اُس کی ذات کا حِصّہ ہے۔ مثلاً یہ اُس کے سائنس کے علم کی جستجو، فطرت کی قوتوں کو قابو کرنے اور فنونِ لطیفہ، ثقافت اور تہذیب و تمدّن میں ترقی کرنے سے ظاہر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی گنہگار انسان کی مساعی اور کاوش پر مایوسی اور ناکامی کی لعنت بھی ہے۔ یہ مایوسی اور ناکامی بذاتِ خود انسانی دل کے بگڑنے کی گواہ ہے۔ لہٰذا تاریخ دکھاتی ہے کہ وہ تمام ایجادات اور ترقی جو نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے ہے غلط استعمال کے باعث بڑی بڑی بُرائیوں کا سبب بنی۔ انسان جو خدا کو پیار نہیں کرتا اپنے ہم جنس انسانوں سے بھی محبّت نہیں رکھتا۔ اُس کی نیّت میں خود غرضی اور کھوٹ پایا جاتا ہے۔ اس پر شیطان کی جو خدا اور انسانوں سے نفرت کرتا ہے چھاپ لگ چکی ہے۔ یوں انسان کے گناہ میں گرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُسے نہ صرف نیکی کا بلکہ بدی کا بھی تجربہ سے علم ہوًا۔

انسان کے گناہ میں گرنے کے نفسیاتی اور اخلاقی اثرات کو پولس رسول رومیوں ۱: ۱۸ مابعد میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے: تمام انسان خواہ وہ کتنے ہی بے دین اور ناراست کیوں نہ ہوں، خدا اور اپنے بارے میں سچائی سے آگاہ ہیں۔ تو بھی وہ حق کو دبائے رکھتے ہیں (آیت ۱۸)۔ تاہم اس سچائی سے فرار ناممکن ہے کیونکہ خدا کی شبیہ اور صورت پر ہونے کے باعث خدا کی قدرت اور الوہیت اُن کے باطن میں ظاہر ہے، اور مزید یہ کہ اُن کے اِرد گرد کائنات کی کُل چیزیں گواہی دیتی ہیں کہ وہ خدا کی کاریگری ہیں (آیات ۱۹-۲۰ مقابلہ کیجئے زبور ۱۹: ۱ مابعد)۔ پس بنیادی طور پر انسان بے خبر نہیں بلکہ باخبر ہے۔ اُس کے ردّ کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نور کی نسبت تاریکی کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ خدا کو خدا کا سا جلال دینے سے انکار کرنے اور اپنی ناشکر گزار طبیعت کے باعث وہ غرور اور بطالت کا شکار ہو گیا ہے۔ اگرچہ اپنے تکبّر کے باعث وہ خود کو دانش مند سمجھتا ہے لیکن درحقیقت وہ بے وقوف بنا ہوًا ہے (رومیوں ۱: ۲۱-۲۲)۔ خود کو اپنے خالق سے جس میں اس کی زندگی کا مقصد پنہاں ہے دیدہ دانستہ الگ کر لینے کے باعث وہ اِس مقصد اور مطلب کو کہیں اور تلاش کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ فانی مخلوق ہونے کی وجہ سے مذہبی احساسات اور رجحانات سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اور اس کی یہ تلاش اور بھی زیادہ بے وقوفی اور تنزلی کا باعث بن جاتی ہے۔ یہ اُسے بیہودہ وہم پرستی اور بُت پرستی، کمینگی اور خباثت اور تمام ان برائیوں کی طرف لے جاتی ہے جس سے ہماری دنیا کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ مختصراً انسان کے گناہ میں گرنے سے اُس کی حقیقی عظمت جاتی رہی (آیات ۲۳ مابعد)۔

۳۔ بائبل کی تعلیم

انسان کے گناہ میں گرنے کے بارے میں بائبل مُقدّس کا بیان ارتقائی منازل طے کرنے کے مفروضہ کی تردید کرتا ہے۔ بائبل مُقدّس انسان کو ترقی کرتے ہوئے نہیں دکھاتی بلکہ گرتے ہوئے اور نہایت مایوس کُن حالت میں۔ صرف یہی وہ پس منظر ہے جس سے خدا کے مسیح میں نجات بخش کام پر روشنی پڑتی ہے۔ انسان جو کچھ گناہ میں گرنے کے باعث گنوا بیٹھا تھا اب مسیح کے کفارہ بخش کام پر ایمان کے وسیلے سے بحال ہو جاتا ہے، اُس کی حقیقی عظمت اُسے مِل جاتی ہے، زندگی کا مقصد پھر حاصل ہو جاتا ہے، انسان میں خدا کا نقش پھر نظر آنے لگتا ہے اور خدا کے ساتھ نزدیکی اور گہری رفاقت رکھنے کے لئے بہشت کا دروازہ کھُل جاتا ہے۔

۴۔ اِس کی تاریخی ترقی

تاریخِ کلیسیا میں انسان کے گناہ میں گرنے کی نوعیت اور انسان پر اسکے اثر کے بارے میں پانچویں صدی عیسوی میں اوگسطین کی فلاغی بدعت کے خلاف جدّ و جہد میں دیکھی جا سکتی ہے (دیکھئے "رسولوں کے نقشِ قدم پر" صفحہ ۲۰۶، ناشرین مسیحی اشاعت خانہ لاہور)۔

فلاغی بدعت یہ تعلیم دیتی تھی کہ آدم کے گناہ کا اثر صرف آدم پر ہوًا نہ کہ اُس کی نسل پر، اور کہ انسان بے گناہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بے گناہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہے اور کہ ایسے شخص گذرے ہیں جنہوں نے بے گناہی کی زندگی بسر کی۔ اوگسطین نے

اس بدعت کو رد کرنے کے لئے جو جواب دیئے وہ اس کی تحریرات میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ تاہم اس بدعت نے کہ انسان نیکی کرنے کا پوری طرح اہل ہے ۱۶ویں اور ۱۷ویں صدی میں سوسینیت کی صورت میں پھر سر اٹھایا اور آج بھی مسلکِ انسانیت یا انسانیّت پرستی کی شکل میں موجود ہے۔

رومن کیتھولک کلیسیا نے درمیانی موقف اختیار کیا۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ جو کچھ انسان نے گناہ میں گرتے وقت کھویا وہ اس کی مافوق الفطرت نیکی کی نعمت تھی۔ یہ نعمت انسان کی ذات کا حصّہ نہیں تھی بلکہ ایک ایسی چیز تھی جو خدا نے اُسے اضافی طور پر بخشی تھی۔ نتیجتہً گناہ میں گرنے سے انسان محض اپنی اُس انسانی حالت میں رہ گیا جس میں وہ شروع میں پیدا ہؤا تھا۔ اس تعلیم سے اس عقیدے کے لئے دروازہ کھل گیا کہ ایک غیر نجات یافتہ شخص بھی اپنے کاموں کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کے قابل ہے اور یہی "انسان اور فضل" کے متعلق رومی کلیسیا کی تعلیم کا طرّۂ امتیاز ہے۔

اگرچہ ہمعصر آزاد خیال الٰہیات نے گنہگار انسان کے تصوّر کو قائم رکھا تو بھی وہ انسان کے گناہ میں گرنے کے واقعہ کو تاریخی واقعہ نہیں سمجھتی۔ لیکن نیا عہد نامہ انسان کے گناہ میں گرنے کو یقیناً تاریخِ انسانی کا ایک واقعہ سمجھتا ہے۔ ایک ایسا واقعہ جو تاریخ کے مزید ایک عظیم اور اہم واقعہ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہے یعنی دنیا کو بچانے کے لئے یسوع مسیح کی آمد (دیکھئے رومیوں ۵: ۱۲ مابعد؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۱-۲۲)۔ انسان کائنات کی دیگر مخلوق کے ساتھ مل کر تاریخ کے ایک تیسرے اور آخری واقعہ کا انتظار کر رہا ہے یعنی اس زمانہ کے آخر میں مسیح کی آمدِ ثانی کا جبکہ گناہ میں گرنے کے اثرات کو حتمی طور پر ختم کر دیا جائے گا، بے ایمانوں کی آخری عدالت ہوگی، اور خدا کے ابدی ارادہ کے مطابق نئی تخلیق، نیا آسمان اور نئی زمین جس میں راستبازی سکونت کرے گی قائم ہوگی (دیکھئے اعمال ۳: ۲۰-۲۱؛ رومیوں ۸: ۱۹ مابعد؛ ۲-پطرس ۳: ۱۳؛ مکاشفہ ابواب ۲۱، ۲۲)۔ یوں خدا کے فضل سے جو کچھ آدم میں کھو گیا وہ اس سے کہیں زیادہ مسیح میں بحال کر دیا جائے گا (مزید دیکھئے گناہ)۔

ہپّوپوٹیمس:- دیکھئے حیوانات بائبل ۳۹

ہتاک:- فارس کے بادشاہ کا خواجہ سرا جسے اُس نے آستر کے پاس حاضر رہنے کے لئے مقرر کیا (آستر ۴: ۵-۱۰)۔

ہتھوڑا:- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۷

ہتھیار:- دیکھئے جنگ کا ساز و سامان۔

ہٹّی:- ضدّی۔ ہٹیلا۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دو جگہ آیا ہے (استثنا ۲۹: ۱۹؛ یرمیاہ ۹: ۱۴)۔

جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ کئی دیگر مقامات پر بھی استعمال ہؤا ہے، مثلاً یرمیاہ ۳: ۱۷؛ ۷: ۲۴؛ ۱۱: ۸؛ ۱۳: ۱۰؛ ۱۶: ۱۲؛ ۱۸: ۱۲؛ ۲۳: ۱۷ لیکن یہاں اس کا ترجمہ "بُرے دل کی سختی" ("شریر دل کی ضد") کیا گیا ہے۔

استثنا ۲۹: ۱۹ خاص طور پر غور طلب ہے۔ اس آیت کا مفہوم صاف نہیں۔ پہلے اس کا کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔ کیتھولک: "اور جب وہ اس لعنت کا کلام سُنے تو وہ اپنے آپ کو مبارک جانے اور کہے کہ میرے لئے سلامتی ہوگی۔ میں اپنے دل کی ضد میں چلوں گا اور تر و خشک کو فنا کروں گا"۔ پروٹسٹنٹ: "اور ایسا آدمی لعنت کی یہ باتیں سُن کر دل ہی دل میں اپنے کو مُبارک باد دے اور کہے کہ خواہ میں کیسا ہی ہٹّی ہو کر تر کے ساتھ خشک کو فنا کر ڈالوں تو بھی میرے لئے سلامتی ہے"۔

اس آیت کے مختلف معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ تر و خشک کا اشارہ گھاس کی طرف ہے اور مجازی معنوں میں مراد اچھے اور بُرے لوگ ہیں۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا: ضدی آدمی یہ سوچتا ہے کہ خواہ اور لوگ (اچھے اور بُرے) فنا بھی ہو جائیں میں اپنی بُت پرستی جاری رکھوں گا اور مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۲۔ خشک سے مراد گناہ کی پیاس ہے اور تر سے مراد اُس خواہش کو بجھانا یا پورا کرنا۔ اس کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہؤا ضدی آدمی کہتا ہے کہ چاہے میں اپنی گناہ کی پیاس کو گناہ کر کے ہی کیوں نہ بجھاؤں تو بھی میرے لئے سلامتی ہے۔

نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ کا حاشیہ۔

ہجری:- ہجرت سے منسوب۔ جو قمری کیلنڈر اہلِ اسلام استعمال کرتے ہیں اُس کے سال سنہ ہجری کہلاتے ہیں۔ یہ سال بانیِ اسلام اور اُن کے ساتھیوں کے ۱۶ جولائی ۶۲۲ عیسوی کو مکّہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی تاریخ میں اسلامی کُتب میں اکثر اسی سنہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم سن ہجری کو سنہ عیسوی میں تبدیل کرنے کا آسان طریقہ درج کرتے ہیں۔

(سنہ ہجری - ۳ × ہجری* صدی کے اعداد / ۱۰۰) + ۶۲۱ = سنہ عیسوی

* ہجری صدی کے صرف صدی کے ہندسے لیں۔ اکائی اور دہائی چھوڑ کر صفر لگائیں

مثال ۱: ۴۰۴ھ =

$$(۴۰۴ - \frac{۴۰۰ \times ۳}{۱۰۰}) + ۶۲۱ = ۱۰۱۳ء$$

مثال ۲ ۱۳۲۹ھ = (۳ × ۱۳۰۰)/۱۰۰ + ۶۲۱

= ۱۹۱۱ء

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ سنہ ہجری کا کوئی سال عیسوی سال کے کس دن شروع ہوا مندرجہ ذیل قاعدہ استعمال کیجئے۔

۱۔ جس ہجری سال کا آغاز معلوم کرنا ہو اُسے ۹۷۰۲۲۴ (نو لاکھ ستر ہزار دو سو چوبیس) سے ضرب دیجئے۔

۲۔ حاصل ضرب میں دائیں جانب سے شمار کرکے چھٹے ہندسے کے بعد اعشاریہ لگائیے۔

۳۔ اس کے بعد اس کسر میں ۶۲۱،۵۷۷۴ (یعنی چھ سو اکیس اعشاریہ پانچ سات، سات چار) جمع کردیں۔

۴۔ حاصل جمع میں صحیح عدد عیسوی سال ہے۔

۵۔ اب صحیح عدد دور کرکے باقی ماندہ کسر کو ۳۶۵ سے ضرب دیں۔

۶۔ حاصل ضرب کا صحیح عدد تعدادِ ایام بعد از ماہ جنوری جب ہجری سال شروع ہوا۔

مثال۔ ۱۳۹۸ھ عیسوی حساب سے کس تاریخ کو شروع ہوا۔

۱۔ ۱۳۹۸ × ۹۷۰۲۲۴

= ۱۳۵۶۳۷۳۴۵۲

۲۔ ۱۳۵۶،۳۷۳۴۵۲

۳۔ ۱۳۵۶،۳۷۳۴۵۲

۶۲۱،۵۷۷۴

۱۹۷۷،۹۵۰۸۵۲

۴۔ چنانچہ عیسوی سال ۱۹۷۷ ہے۔

۵۔ ۹۵۰۸۵۲ × ۳۶۵

= ۳۴۷۰۶۰۹۸۰

۶۔ یہ سال پہلی محرم ۱۹۷۷ کے ۳۴۷ دن کے بعد شروع ہوا یعنی ۱۳ دسمبر کو۔

ہخستری۔ اَحَشتادی:۔ بنی یہوداہ میں سے نعراہ کا بیٹا (۱۔تواریخ ۴: ۶)۔

ہدد:۔ دیکھئے حدد۔

ہدد رِمّون:۔ دو اسوری دیوتاؤں کے نام۔ مجدون کی وادی میں ایک مقام جہاں یوسیاہ بادشاہ فرعون نکوہ کے ہاتھوں سخت زخمی ہو کر مرگیا (زکریا ۱۲: ۱۱؛ ۲۔سلاطین ۲۳: ۲۹، ۳۰)۔

ہددعزر:۔ (عبرانی = ہدد مدد ہے)۔ ضوباہ کا بادشاہ جسے داؤد نے دو مرتبہ شکست دی (۲۔سموئیل ۸: ۳)۔ ۲۔سموئیل ۱۰: ۱-۱۹ اور ۱۔تواریخ ۱۸: ۳ مابعد میں اسے ہدرعزر کہا گیا ہے۔

ہدرعزر:۔ (عبرانی = ہدر مدد ہے)۔ ضوباہ کا بادشاہ جسے داؤد نے دو مرتبہ شکست دی (۲۔سموئیل ۱۰: ۱-۱۹؛ ۱۔تواریخ ۱۸: ۳ مابعد)۔ ۲۔سموئیل ۸: ۳ مابعد میں اسے ہددعزر کہا گیا ہے۔

ہدسّاہ۔ ھدسہ:۔ (عبرانی = حنا۔ مقابلہ کریں عربی ھَدَس۔ مہندی کا پودا)۔ مردکی کے چچا ابیخیل کی بیٹی جو اخسویرس بادشاہ کی بیوی بنی اور ملکہ آستر کے نام سے مشہور ہوئی (آستر ۲: ۷، ۱۵)۔

ہدورام:۔ ۱۔ یقطان کا بیٹا۔ غالباً اس کا تعلق ایک عربی قبیلے سے تھا (پیدائش ۱۰: ۲۷؛ ۱۔تواریخ ۱: ۲۱)۔

۲۔ حمات کے بادشاہ توعو کا بیٹا جسے اُس کے باپ نے داؤد کے پاس مبارک باد کہنے کے لئے بھیجا (۱۔تواریخ ۱۸: ۹-۱۱)۔

۳۔ بیگاریوں کا داروغہ۔ جب رحبعام نے اُسے غالباً جزیہ جمع کرنے بھیجا تو اسرائیل نے اسے سنگسار کیا (۲۔تواریخ ۱۰: ۱۸)۔

ہُدہُد:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۹ء

ہدّی۔ ھدائی:۔ داؤد بادشاہ کا ایک سورما (۲۔سموئیل ۲۳: ۳۰)۔ یہ ۱۔تواریخ ۱۱: ۳۲ کے حوری کی مانند تھا۔

ہدیہ:۔ تحفہ۔ نذر۔ نذرانہ۔ چڑھاوا۔ انعام۔ نعمت۔ بخشش۔ ان سب اردو لفظوں کو ہم عبرانی اور یونانی الفاظ کے حوالے سے اسی جگہ بحث میں لائیں گے۔

۱۔ مشرقی معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کو انعام واکرام اور تحفے تحائف دینا ایک عام احسن بات سمجھی جاتی ہے، اسی لئے ہماری زبان میں اس کے لئے بہت سے لفظ رائج ہیں مسیح خداوند نے بھی فرمایا تھا کہ "دینا لینے سے مبارک ہے" (اعمال ۲۰: ۳۵)۔ یہ ہدیے وغیرہ بغیر کسی مقصد کے نہیں دیئے جاتے تھے۔ کبھی کبھی یہ کسی کا احسان اتارنے کے لئے پیش کئے جاتے تھے (۲۔سلاطین ۵: ۱۵) یا خدا یا کسی دیوتا کی شکر گزاری اور تابعداری کے ثبوت میں بطور چڑھاوا پیش کئے جاتے تھے (خروج ۲۸: ۳۸؛ حزقی ایل ۴۵: ۱؛ عاموس ۴: ۴، ۵ وغیرہ)۔ کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھی نذرانہ پیش کرتے تھے (پیدائش ۴۳: ۱۱)۔ اپنے سے بڑوں کو بھی عزت یا اطاعت کے سلسلے میں ہدیہ پیش کیا جاتا تھا (قضاۃ ۳: ۱۵)۔ کسی کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بھی تحفہ پیش کرتے تھے (پیدائش ۳۴: ۱۲۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہاں مہر اور جہیز ہے۔ جہیز کے لئے عبرانی لفظ متان ہے جس کے بنیادی معنی

دینا یعنی تحفہ ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں جہیز کی جگہ تحائف ہے)۔

۲- پرانے عہد نامے میں

عبرانی میں کم از کم ۱۵ مختلف الفاظ ہدیہ کے معنی ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

ا- اشکار- مادہ شاکر (شین - کاف - ریش) بمعنی اجرت پر رکھنا یا اجر - زبور ۷۲: ۱۰ میں اس کا ترجمہ ہدیئے کیا گیا ہے - اسی لفظ کا ترجمہ حزقی ایل ۲۷: ۱۵ میں مبادلہ ہے - مفہوم مال کے بدلے مال دینا ہے۔

ب- مِنخہ - قب عربی مَنْحہ بمعنی دینا - یہ اکثر اپنے سے اعلے کو ہدیہ دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثلاً قضاۃ ۶: ۱۸؛ (۱) محکوم کا حاکم کو ہدیہ دینا (۲- سموئیل ۸: ۲، ۶؛ ۱- سلاطین ۴: ۲۱؛ زبور ۷۲: ۱۰ - یہاں لفظ نذر ہے) - (۲) کسی کو راضی کرنے کے لئے (پیدائش ۳۲: ۱۳، ۱۸، ۲۰؛ ۴۳: ۱۱، ۱۵، ۲۵ - یہاں لفظ نذرانہ ہے) - (۳) خدا یا دیوتا کو ہدیہ دینا (پیدائش ۴: ۳، ۴، ۵؛ احبار ۲: ۱۰) -

ج- متان - مادہ ناتن (نون - تاؤ - نون) بمعنی دینا۔ قب اسم معرفہ ناتن، نتن ایل - امثال ۱۸: ۱۶ - نذرانہ - انعام دینے والے کو ایش متان کہا گیا ہے (امثال ۱۹: ۶) - اسی لفظ کی ارامی شکل متنہ ہے (دانی ایل ۲: ۶، ۴۸ - انعام) -

د- متاناہ - یہ پچھلے لفظ سے مشتق ہے۔ اس لفظ میں رشوت کا مفہوم بھی موجود ہے۔ مثلاً ابرہام اپنی حرموں کے بیٹوں کو انعام دے کر اپنے بیٹے اضحاق کے راستہ سے الگ کرتا ہے (پیدائش ۲۵: ۶) - واعظ ۷: ۷ میں مترجمین نے لفظ رشوت ہی استعمال کیا ہے۔

ہ- شوخد - اس لفظ میں رشوت کا مفہوم زیادہ نمایاں ہے - ۱- سلاطین ۱۵: ۱۹ - یہاں لفظ ہدیہ ہے لیکن سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ آسا بادشاہ شاہِ ارام بن ہدد کو رشوت دے رہا ہے - ۲- سلاطین ۱۶: ۸ میں لفظ نذرانہ ہے لیکن مفہوم رشوت ہی کا ہے۔ اسی طرح امثال ۶: ۳۵ میں لفظ انعام ہے لیکن اشارہ رشوت کی طرف ہے - ایوب ۶: ۲۲ میں صاف لفظ رشوت ہے - اور اسی طرح خروج ۲۳: ۸؛ استثنا ۱۰: ۱۷ اور زبور ۱۵: ۵ میں۔

۳- نئے عہد نامہ میں

یونانی کے کم از کم نو لفظ نئے عہد نامہ میں استعمال ہوئے ہیں - اُن میں سے چند ملاحظہ کیجئے۔

ا- اناتھیما - anathema - یہ دلچسپ لفظ ہے۔ لوقا ۲۱: ۵ میں اس کا ترجمہ "نذر کی ہوئی چیزیں" (کیتھولک - نذر کے تحائف) ہے - پرانے عہد نامہ کے ★ ہفتادی ترجمہ میں یہ عبرانی لفظ خرم (★ حرام) کا ترجمہ ہے جس کے معنی ہیں خدا کے لئے ★ مخصوص کی ہوئی چیزیں چاہے وہ خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہوں جیسے قربانیاں (احبار ۲۷: ۲۸) یا ایسی ہوں جن کو خدا نے نیست کرنے کا حکم دیا ہو، مثلاً کوئی بت (استثنا ۷: ۲۶) یا کوئی شہر (یشوع ۶: ۱۷) کیونکہ وہ ملعون ہے - اُس پر لعنت ہے - یوں اس سے مراد ہے لعنتی چیزیں، یعنی وہ چیزیں جو یہوواہ کو ناپسند ہوں (زکریاہ ۱۴: ۱۱) - نئے عہد نامہ میں سوائے پہلے حوالے کے (لوقا ۲۱: ۵) باقی جگہ یہی معنی ہیں - اعمال ۲۳: ۱۴ "لعنت کی قسم کھائی"، وہ جس پر لعنت بھیجی جائے (رومیوں ۹: ۳ - یہاں لفظ محروم اس مفہوم کو ادا کرتا ہے یعنی یہ مجھ پر حرام ہے - دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) - باقی جگہ لفظ ملعون ہی ہے (۱- کرنتھیوں ۱۲: ۳؛ ۱۶: ۲۲؛ گلتیوں ۱: ۸، ۹) -

ب- دورون doron بمعنی دینا - (۱) کسی کی تعظیم اور عزت کے لئے ہدیہ دینا، مثلاً مجوسیوں کے نذرانے (متی ۲: ۱۱) - (۲) ہیکل اور غریبوں کی امداد کے لئے نذر (متی ۱۵: ۵؛ مرقس ۷: ۱۱؛ لوقا ۲۱: ۱، ۴) - (۳) خدا کے لئے مخصوص چڑھاوا۔ نذر (متی ۵: ۲۳، ۲۴؛ ۸: ۴؛ ۲۳: ۱۸، ۱۹؛ عبرانیوں ۵: ۱) - (۴) خدا کے فضل سے نجات کی بخشش (افسیوں ۲: ۸) - (۵) ایک دوسرے کو تحفے (مکاشفہ ۱۱: ۱۰) -

ج- دوما doma اس لفظ کا زور انعام دی ہوئی چیز پر نہیں بلکہ اُس کی عمدگی اور اچھائی پر ہے (متی ۷: ۱۱؛ لوقا ۱۱: ۱۳ - یہاں ترجمہ ہے اچھی چیزیں یعنی نعمتیں - افسیوں ۴: ۸ اور فلپیوں ۴: ۱۷ میں ترجمہ انعام ہے۔

لیکن غور طلب وہ مختص الفاظ ہیں جو کُلّی یا بنیادی طور پر اُن بخششوں کے لئے ہیں جو خدا انسان کو دیتا ہے۔

د- دوریا dorea - اس میں فیاضی اور مفت کا مفہوم غالب ہے - یہ گیارہ مرتبہ استعمال ہوا ہے - یہ نئے عہد نامہ میں روحانی یا فوق الفطرت بخششوں کے لئے آیا ہے جو خدا عطا کرتا ہے (یوحنا ۴: ۱۰؛ اعمال ۸: ۲۰؛ رومیوں ۵: ۱۵؛ ۲- کرنتھیوں ۹: ۱۵؛ افسیوں ۳: ۷؛ ۴: ۷؛ عبرانیوں ۶: ۴ - ان سب جگہوں میں لفظ بخشش ہے - اعمال ۱۱: ۱۷ میں نعمت اور اعمال ۲: ۳۸ میں انعام ہے۔

اسی اسم کی ایک اور تابع فعل شکل دوریان dorean میں مفت کا مفہوم عیاں ہے (متی ۱۰: ۸؛ رومیوں ۳: ۲۴؛ ۲- کرنتھیوں ۱۱: ۷؛ مکاشفہ ۲۱: ۶؛ ۲۲: ۱۷ - سب جگہ ترجمہ مفت ہے) -

ہ- دوسس dosis اور دوریما dorema - پہلے لفظ کا صحیح مطلب دینے کا "عمل" ہے اور دوسرے کا وہ

جو دیا گیا ہو۔ اِن دونوں کا ترجمہ یعقوب ۱ : ۱۷ میں اچھی بخشش اور کامل انعام کیا گیا ہے۔

۹۔ سب سے اہم لفظ خرسما charisma ہے جس کا مطلب★ فضل کی نعمت ہے۔ یہ خدا کی اچھی بخشش (ریفرنس بائبل کا حاشیہ اور کیتھولک ترجمہ نعمت) یعنی ہمیشہ کی زندگی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے (رومیوں ۶ : ۲۳)۔ لیکن یہ خاص طور پر
★ روحانی نعمتوں کے لئے استعمال ہُوا ہے یعنی وہ نعمتیں جو رُوح القدس ایمانداروں کو عنایت کرتا ہے۔ ہر ایک کو ایسی نعمت دی گئی ہے (۱۔پطرس ۴ : ۱۰) لیکن مخصوص نعمتیں خاص شخصوں کے لئے مقرّر کی گئی ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۳۰)۔ اور جن شخصوں کو یہ نعمتیں عطا کی گئی ہیں وہ خود بھی کلیسیا کے لئے مسیح کی بخشش ہیں۔ خداوند مسیح جو عالمِ بالا پر چڑھ گئے انہوں نے آدمیوں کو انعام دیئے (افسیوں ۴ : ۷، مابعد)۔ اس مضمون کے متعلق ذیل کے حوالے اہم ہیں: رومیوں ۱۲ : ۶ مابعد؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۲ : ۴-۱۱، ۲۸-۳۰؛ باب ۱۴؛ افسیوں ۴ : ۱۱ مابعد۔ انسان کے لئے نجات خدا کی اچھی نعمت ہے۔ اس بنیادی سچائی سے باقی سب باتیں نکلتی ہیں۔ نیز دیکھئے خیرات۔ دہ یکی۔ غریب، غریبی۔

ہڈی، ہڈیاں:۔ زندہ جسم میں ہڈیوں کا پنجر بدن کو مضبوطی دیتا ہے۔ جب آدمؔ نے حوّاؔ کے لئے کہا کہ وہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے (پیدائش ۲ : ۲۳) تو وہ حوّاؔ کی تخلیق کو صحیح طور پر بیان کر رہا تھا۔ لیکن یہی لفظ لابنؔ اپنے بھانجے کے لئے مجازی معنوں میں استعمال کر رہا تھا (پیدائش ۲۹ : ۱۴)۔ خدا کی تادیب کا تجربہ ہڈیاں توڑ دینے کی طرح معلوم ہوتا ہے (زبور ۵۱ : ۸)۔ صلیب کی ایذائیں محسوس ہوتی تھی جیسے ہڈیاں اُکھڑ گئی ہوں (زبور ۲۲ : ۱۴)۔ سوکھی ہڈیاں مایوسی اور نااُمیدی کی موت کا اظہار کرتی ہیں (حزقی ایل ۳۷ : ۱-۱۲)۔ فسح کا برّہ بغیر ہڈی توڑے کھایا جاتا تھا (خروج ۱۲ : ۴۶)۔ خدا کا برّہ جو جہان کے گناہ اُٹھا لے گیا بغیر ہڈی توڑے قربان ہوا (یوحنّا ۱۹ : ۳۶)۔

ہراری:۔ (عبرانی = پہاڑ کا رہنے والا۔ پہاڑی)۔ غالباً یہوداؔہ یا افرائیمؔ کے پہاڑی علاقے کا رہنے والا۔ یہ لفظ صرف داؤدؔ بادشاہ کے بہادروں کے سلسلے میں آتا ہے مثلاً ہراری اجیؔ کا بیٹا سمّہؔ (۲۔سموئیل ۲۳ : ۱۱، ۳۳۔ نیز دیکھئے ۱۔تواریخ ۱۱ : ۳۴، ۳۵)۔

ہرائی۔ دَرآیا:۔ (عبرانی = روشن ضمیر)۔ کالبؔ کا پوتا (۱۔تواریخ ۲ : ۵۲)۔

ہرکارہ:۔ فارسی کا لفظ۔ ہر کام کرنے والا۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی تیزی کے ہیں اور یہ قاصد کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ ضروری پیغام تیز دوڑنے والوں کے ذریعہ پہنچائے جاتے تھے (۲۔سموئیل ۱۵ : ۱)۔ چنانچہ ان کے لئے لفظ ہرکارہ اور قاصد استعمال ہُوا (یرمیاہ ۵۱ : ۳۱)۔ یہ خط مختلف شہروں میں پہنچائے جاتے تھے (۲۔تواریخ ۳۰ : ۶، ۱۰)۔ تیز رفتاری کے لئے اچھی نسل کے گھوڑے بھی استعمال کرتے تھے (آستر ۸ : ۱۰، ۱۴)۔ یوں ہرکارہ تیز رفتاری کا مترادف لفظ بن گیا (ایوب ۹ : ۲۵)۔

ہرماس:۔ ایک رومی مسیحی جسے پولسؔ رسول نے رومیوں کے خط کے آخر میں سلام بھیجا (۱۶ : ۱۴)۔

ہرمجدّون۔ ھرمجدّو:۔ (عبرانی = مجدو کا پہاڑ)۔ ایک پہاڑ کا عبرانی نام۔ یہ لفظ صرف مکاشفہ ۱۶ : ۱۶ میں ملتا ہے جہاں نیکی اور بدی کی قوتوں میں آخری فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ تاریخِ اسرائیل میں کوہِ مجدّو کا دامن، یزرعیلؔ کی وادی اور اسدرلونؔ کا میدان کئی فیصلہ کُن جنگوں کا میدان بنتے رہے۔ یہاں پر ہی دبورہؔ اور برقؔ نے فتح کا گیت گایا (قضاۃ ۵ : ۱۹، ۲۰)، جدعونؔ نے عمالیقیوں کو شکست دی (قضاۃ ۶ : ۳۳)، ساؤلؔ فلستیوں کے ہاتھوں مارا گیا (۱۔سموئیل باب ۳۱، مزید دیکھئے ۲۔سموئیل ۴ : ۴)، شاہِ مصر فرعون نکوہ نے یوسیاہؔ بادشاہ کو جنگ میں قتل کیا (۲۔سلاطین ۲۳ : ۲۹-۳۰)، اور شاہِ یہوداہ اخزیاہؔ فرار ہوتے وقت اسی جگہ مارا گیا (۲۔سلاطین ۹ : ۲۷)۔ ہرمجدّون کا شہر، شارونؔ کے میدان اور وادیِ یزرعیلؔ کے درمیان سے گذرنے والے کاروانوں کے راستے پر واقع درّے کی حفاظت کرتا تھا۔ اس کے اردگرد کی کم بلند پہاڑیاں ان خونی معرکوں کی خاموش گواہ تھیں جو یہاں وقوع میں آئے تھے۔ یہاں پر جو خونریزی ہوئی اُس کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ لہٰذا جس عظیم جنگ کی مکاشفہ باب ۱۶ میں منظر کشی کی گئی ہے اس کے لئے یہی سب سے مناسب جگہ ہے۔

ہرمیس۔ ھرمس:۔ ۱۔ یونانی اور رومی دیو مالا میں ایک دیوتا۔ یہ دیوتاؤں کا قاصد تھا۔ اسی وجہ سے پولسؔ کو لُسترہؔ میں یہ نام دیا گیا (اعمال ۱۴ : ۱۲)۔

۲۔ ایک شخص جسے پولسؔ نے رومیوں ۱۶ : ۱۴ میں سلام بھیجا۔

ہرن:۔ دیکھئے حیواناتِ بائبل ۴۰۔

ہڑگیلا:۔ دیکھئے پرندگانِ بائبل ۳۸۔

ہزار سالہ بادشاہت:۔ دیکھئے علم الآخرت ۹۔

ہسناہ۔ سَنَاءَ:۔ اُن لوگوں کا باپ جنہوں نے یروشلیمؔ میں مچھلی پھاٹک کو بنایا (نحمیاہ ۳ : ۳)۔

ہسنوہ - سنوہ :- یہوداہ کا باپ جو نحمیاہ کے وقت یروشلیم کا نائب حاکم تھا (نحمیاہ ۱۱: ۹)۔

ہسیناوآہ - ہسنوآہ :- بنیمین کے قبیلہ کا ایک فرد (۱-تواریخ ۹: ۷)

ہشیم - حاشیم :- اس شخص کے بیٹے داؤد بادشاہ کے لشکر کے سورما تھے (۱-تواریخ ۱۱: ۳۴)۔ ۲-سموئیل ۲۳: ۳۲ میں یسین (یا شیین) ہے۔

ہصب :- وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ آیا عاموس ۲: ۷ میں یہ لفظ اسم سمجھا جائے یا فعل۔ شاید یہ نینوہ کا یا اُس کی ملکہ کا لقب ہے۔ اس سلسلہ میں کیتھولک ترجمہ ملاحظہ کریں جہاں ہصب کی جگہ خاتون ہے۔

ہصل الفونی - ھصلل فونی :- ایک یہودی عورت جس کا ذکر صرف ۱-تواریخ ۴: ۳ میں ہے۔

ہفتادہ :- دیکھئے ہفتادی ترجمہ۔

ہفتادی ترجمہ، ترجمۂ ہفتاد :- لغوی معنی ہیں "ستر (بزرگوں) کا ترجمہ"۔ پرانے عہدنامہ کا سب سے پرانا اور سب سے اہم ترجمہ جو تیسری صدی قبل از مسیح میں عبرانی سے یونانی میں کیا گیا۔ لاطینی میں اسے سپتواگنتا Septuaginta کہتے ہیں اور اس کا مخفف LXX ہے جو رومی گنتی کے مطابق ۷۰ ہے۔ یہودی روایت کے مطابق سکندریہ کے کتب خانہ کے محافظ نے مصر کے حکمرانِ وقت بطلیمس اوّل (۲۸۵ ق م تا ۲۴۶ ق م) سے گزارش کی کہ یہودی کتابِ مقدس کا ترجمہ کتب خانہ کے لئے کروایا جائے۔ اس پر بطلیمس نے یروشلیم کے سردار کاہن سے درخواست کی کہ وہ انہیں یہ مہیا کرے۔ روایت کے مطابق سردار کاہن نے بہتر بزرگ عالموں کو توریت کے ایک مستند نسخے کے ساتھ سکندریہ بھیجا جہاں انہوں نے بہتر ہفتے میں اس ترجمہ کو مکمل کیا۔ بعد میں پرانے عہدنامہ کی باقی کتابوں اور اپاکرفا کا بھی ترجمہ اس میں شامل کیا گیا۔

اس ترجمے کا اصلی مقصد یہ تھا کہ وہ یہودی جو اسیری کے وقت وطن چھوڑ کر مصر میں بس گئے تھے کتابِ مقدس کا اپنی نئی زبان میں جو انہوں نے اب اپنالی تھی مطالعہ کر سکیں۔ وقت گزرنے پر عبرانی زبان متروک ہو گئی۔ ہفتادی ترجمہ کی اہمیت اس میں بھی ہے کہ اُن لفظوں کے معنی جو بعد میں متروک ہو گئے ہفتادی ترجمہ میں ملتے ہیں۔ اسی لئے بعض جگہ یہ ترجمہ ★ مسوراتی متن سے بہتر ہے۔ پہلی صدی کی کلیسیا نے ہفتادی ترجمہ اپنایا۔ نئے عہدنامہ میں جو اقتباسات پرانے عہدنامہ سے لئے گئے ہیں وہ اکثر ہفتادی ترجمہ سے لئے گئے ہیں۔ چونکہ پرانے عہدنامہ کا موجودہ اردو ترجمہ ہفتادی کی بجائے اصل عبرانی نسخوں سے کیا گیا ہے اس لئے بعض مرتبہ الفاظ میں کچھ فرق آجاتا ہے۔

ہفتوں کی عید :- دیکھئے عیدیں ۳

ہفتہ :- دیکھئے سبت۔

ہفتہ پورا کرنا :- یہودیوں کے ہاں شادی کا جشن سات دن تک جاری رہتا تھا (قضاۃ ۱۴: ۱۲)۔ غالباً پیدائش ۲۹: ۲۷ میں لابن اپنے بھانجے یعقوب کو کہتا ہے کہ شادی کے جشن کے دن پورے ہونے دے پھر تیری شادی راخل سے کر دی جائے گی۔ نیز دیکھئے شادی کے رسم و رواج۔

ہفطان :- یوحنان کا باپ جو عزرا کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۱۲)۔

ہقل دما - حقل دما :- دیکھئے کمہار کا کھیت۔

ہقوص - قوص :- ۱-ایک کاہن۔ اس کی اولاد زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آئی لیکن یہ لوگ اپنے نسب نامہ کی سند پیش نہ کر سکے (عزرا ۲: ۶۲؛ نحمیاہ ۷: ۶۳)۔

۲-مریموت کی اولاد سے ایک شخص جس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۴، ۲۱)۔

ہقوض - ھفوص :- (عبرانی = چُست)۔ بنی ہارون میں سے ایک شخص۔ وہ زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (۱-تواریخ ۲۴: ۱۰؛ عزرا ۲: ۶۱؛ نحمیاہ ۳: ۴، ۲۱)۔

ہگایون :- موسیقی کی ایک اصطلاح (زبور ۹: ۱۶)۔ غالباً یہ بربط کی "گونجتی آواز" کی طرف اشارہ ہے جو اُس وقت بجائی گئی جب ہگایون کا لفظ آتا تھا (زبور ۹۲: ۳)۔ لیکن اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ زبور ۱۹: ۱۴ میں "دل کا خیال" کیا گیا ہے۔ اگر لفظ سلاہ سے مراد ٹھہرنے کا وقفہ ہے تو اس مقام پر گیان دھیان کرنے کے لئے وقفہ دیا گیا ہے۔

ہل :- دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۸

ہلاکت :- تباہی۔ بربادی۔ خرابی۔ موت۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں یہ لفظ پرانے عہدنامے میں پچاس سے زائد مرتبہ آیا ہے اور نئے عہدنامہ میں تقریباً ۲۰ مرتبہ۔ یہ مختلف عبرانی

اور یونانی لفظوں کا ترجمہ ہے۔ پرانے عہد نامہ کے ★ ہفتادی ترجمہ میں لفظ اپولومی apollymi ۳۸ مختلف عبرانی لفظوں کا ترجمہ ہے۔ عبرانی کا سب سے عام لفظ اواد ہے (آلف - بیتھ - دالتھ) - قب عربی اَبَد بمعنی (حیوان کا) صحرا میں بھٹک کر کھو جانا۔ عبرانی لفظ میں بھٹک جانا (زبور ۱۱۹: ۱۷۶)؛ برباد ہونا (خروج ۱۰: ۷)؛ ہلاک ہونا (احبار ۲۶: ۳۸ - "پراگندہ ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے")؛ نابود ہونا (۲-سلاطین ۹: ۸؛ گنتی ۱۶: ۳۳) وغیرہ کا مفہوم ہے۔ (قب ★ اَبدّون جس کا یونانی مترادف اپلیون ہے)۔

نئے عہد نامہ میں یونانی لفظ اپولیا apoleia خاص طور سے توجہ طلب ہے۔ یہ خصوصاً بدکار کی عاقبت سے تعلق رکھتا ہے (فلپیّوں ۱: ۲۸؛ ۱-تیمتھیس ۶: ۹؛ عبرانیوں ۱۰: ۳۹؛ ۲-پطرس ۳: ۷؛ مکاشفہ ۱۷: ۸، ۱۱)۔ بدکار نہ صرف ہمیشہ کی خوشی سے محروم ہوگا بلکہ وہ ابدی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ بے شک خدا تحمل کرتا ہے لیکن جو شخص توبہ نہیں کرتا اس کا حشر ہلاکت ہوگا (۲-پطرس ۳: ۹)۔ وہ شخص بھی ہلاکت کو دعوت دیتا ہے جو حق کی محبت کو اختیار نہیں کرتا (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۰)۔ کشادہ راستے پر چلنے والا بھی ہلاکت کی طرف گامزن ہے (متّی ۷: ۱۳) اور جو مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں اُن کا انجام بھی ہلاکت ہے (فلپیوں ۳: ۱۸ ما بعد)۔ لفظ اپولیا یونانی لفظ سوتیریا soteria بمعنی "مکمل اور پوری مبارک حالی" (= ★ نجات) کی ضد ہے۔

"ہلاکت کے فرزند" کی اصطلاح دو مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ یوحنّا ۱۷: ۱۲ میں یہوداہ اسکریوتی کی طرف اشارہ ہے اور ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۳ میں مخالفِ مسیح کی طرف۔ دیکھئے مخالفِ مسیح۔

ہلاکت کا فرزند :- دیکھئے ہلاکت۔

ہلانے کی اور اُٹھانے کی قربانی :- ہلانے کا ہدیہ۔ اُٹھائے جانے کا ہدیہ۔

کتابِ مُقدّس میں مختلف قربانیوں کا ذکر ہے (دیکھئے قربانیاں)۔ قربانی خدا کو پیش کی جاتی تھی۔ سلامتی کی قربانی ایک واحد قربانی تھی جس میں قربانی گذراننے والے کو بھی ذبیحہ کا کچھ حصہ دیا جاتا تھا۔ ★ نذر کی قربانی میں خدا کو صرف مُٹھی بھر تیل ملا میدہ اور اُس پر رکھا ہُوا تمام لُبان آگ میں جلا کر پیش کیا جاتا تھا۔ باقی کاہن کے لئے مخصوص تھا (احبار ۲: ۳)۔

سلامتی کی قربانی میں سے چربی مذبح پر جلائی جاتی تھی۔ یہ خداوند کا حِصّہ تھا (احبار ۷: ۲۲-۲۵)۔ اور دہنی ران، اُٹھانے کی قربانی کے طور پر کاہن کو دی جاتی تھی (احبار ۷: ۳۲۔ یہاں عبرانی لفظ تروماہ استعمال ہُوا ہے۔ مادّہ ریش - واو - میم بمعنی اوپر اُٹھانا۔ چونکہ دہنی ران باقی ذبیحہ سے اوپر اُٹھا کر کاہن کو پیش کی جاتی تھی۔ اس لئے اسے یہ نام دیا گیا)۔ اس ذبیحہ میں سے سینہ کو اوپر نیچے ہلایا جاتا تھا (عبرانی تنوفاہ بمعنی اوپر نیچے ہلانا۔ اس علامتی عمل سے یہ مراد تھی کہ سینہ اُٹھا کر خداوند کو پیش کیا گیا ہے اور اسے اُس نے کاہن کو واپس دے دیا ہے۔ سو اب یہ کاہن کا حِصّہ ہے (احبار ۷: ۳۰-۳۴)۔ باقی قربانی گذراننے والے کا حصہ ہوتا تھا لیکن اس پر چند شرائط لگی ہوئی تھیں (یہ احبار ۷: ۱۵، ۱۶ میں درج ہیں)۔

ہلل :- (عبرانی = حمد)۔ یہ لفظ اردو ترجمہ میں صرف یاہ کے ساتھ آتا ہے (دیکھئے ہللویاہ)۔ عبرانی میں زبور ۱۱۳ تا ۱۱۸ کو ہلل کہا جاتا ہے جو عیدِ فسح کے دن پڑھے جاتے تھے۔ انہیں مصری ہلل بھی کہتے ہیں۔ زبور ۱۳۶ جو جماعت اور خادم الدین باری باری پڑھتے تھے خاص ہلل کہلاتا تھا۔ زبور ۱۲۰ تا ۱۳۶ کو ہللِ اکبر یعنی حمدِ عظیم کہا جاتا تھا۔

ہللویاہ :- عبرانی لفظ جو اب تقریباً ہر زبان میں جس میں بائبل کا ترجمہ ہُوا ہے اپنایا گیا ہے۔

یہ عبرانی کے دو لفظوں کا مرکب ہے هَلِل (= حمد) اور یاہ (= خداوند)۔ یعنی خداوند کی حمد ہو۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف نئے عہد نامہ میں استعمال ہُوا ہے (مکاشفہ ۱۹: ۱، ۳، ۴، ۶)۔ پرانے عہد نامہ میں اس کا ترجمہ "خداوند کی حمد ہو" کیا گیا ہے کیتھولک ترجمہ میں لفظ ہللویاہ ہی استعمال ہے (زبور ۱۰۴: ۳۵؛ ۱۰۵: ۴۵؛ ۱۰۶: ۱، ۴۸؛ ۱۱۱: ۱؛ ۱۱۲: ۱؛ ۱۱۳: ۱، ۹؛ ۱۱۶: ۱۹؛ ۱۱۷: ۲؛ ۱۳۵: ۱، ۲۱؛ ۱۴۶: ۱، ۱۰؛ ۱۴۷: ۱؛ ۱۴۸: ۱؛ ۱۴۸: ۱۴؛ ۱۴۹: ۱، ۹؛ ۱۵۰: ۱، ۶)۔

ہلوحیش - لوحیش :- سلّوم کا باپ۔ یہ ایک سردار تھا (نحمیاہ ۳: ۱۲)۔ نحمیاہ ۱۰: ۲۴ میں یہ اُن میں سے ہے جنہوں نے عہد نامہ پر مُہر لگائی۔ غالباً دونوں حوالوں میں ایک ہی شخص کا ذکر ہے۔

ہلیل :- (عبرانی = بہت تعریف کی گئی)۔ اسرائیل کے قاضی عبدون کا باپ۔ یہ کوہ افرائیم کے علاقے میں فرعاتون کا رہنے والا تھا (قضاۃ ۱۲: ۱۳، ۱۵)۔

ہُما - (استخوان خور) :- دیکھئے پرندگانِ بائبل نمبر ۴۔

ہمتا :- یکتا کی طرح کی فارسی کی ترکیب۔ ہمسر۔ برابر کا۔ یہ یرمیاہ ۱۰: ۷ میں استعمال ہُوا ہے۔ کیتھولک ترجمہ میں لفظ نظیر ہے۔

ہمخدمت :- یہ لفظ نئے عہد نامہ میں کئی جگہ استعمال ہُوا ہے (متّی ۱۸: ۳۳؛ رومیوں ۱۶: ۳؛ مکاشفہ ۶: ۱۱ وغیرہ)۔ لیکن اس کا استعمال فلپیّوں ۴: ۳ میں خاص دلچسپی کا حامل ہے۔ یہاں یہ یونانی لفظ "سوزوگوس" کا ترجمہ ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں "جُوئے میں ایک ساتھ جُتا ہُوا" دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ

جہاں اس کے معنی "کاندھے نباتے گئے ہیں، یعنی کاندھا دینے والا۔ کئی مفسروں کا خیال ہے کہ یہ اسم معرفہ ہے یعنی ایک شخص کا نام ہے جس پر پولس رسول رعایتِ لفظی استعمال کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے کہ سوزوگوس (ہمخدمت) تو واقعی اسم بامسمّٰی ہے۔ جیسا تیرا نام ویسا تیرا کام۔ اسی قسم کی رعایتِ لفظی پولس رسول فلیمون کے خط میں اُنیسمس کے نام کے بارے میں کرتا ہے (دیکھئے اُنیسمس)۔ بعض مُفسّروں کے خیال میں یہ سوزوگوس لوقا کی طرف اشارہ ہے۔

ہمّداتا:۔ آستر کی کتاب کے بُرے کردار ہامان اجاجی کا باپ (آستر ۳: ۱ وغیرہ)۔

ہمروبی:۔ دیکھئے حمورابی۔

ہمسایہ:۔ دیکھئے پڑوسی۔

ہمّفقاد۔ وصیت پھاٹک:۔ یروشلیم کے ایک پھاٹک کا نام (نحمیاہ ۳: ۳۱)۔

ہُمنیُس۔ ھمنائیس:۔ ایک غیر معروف لیکن خطرناک اُستاد، جس کا نام سکندر (۱۔تیمتھیس ۱: ۲۰) اور فلیتس (۲۔تیمتھیس ۲: ۱۷) کے ساتھ آتا ہے۔

ہُمنیُس اور سکندر کو اُن کی بدعتی تعلیم کی وجہ سے کلیسیا سے خارج اور بدنی سزا کے حوالے کیا گیا جیسے ۱۔کرنتھیوں ۵: ۵ سے ظاہر ہوتا ہے "شیطان کے حوالہ کرنے کا غالباً یہی مطلب ہے۔ ایوب نبی کے متعلق بھی اسی قسم کے لفظ استعمال ہوئے (ایوب ۲: ۶)۔ ابتدائی کلیسیا میں ایسے قدم اٹھائے جاتے تھے (مقابلہ کیجئے اعمال ۵: ۳-۱۱؛ ۸: ۲۰-۲۴؛ ۱۳: ۹-۱۱ اور ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۳۰)۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیمتھیس کے دوسرے خط کے لکھنے تک ہُمنیُس نے توبہ نہ کی تھی (۲۔تیمتھیس ۲: ۱۷)۔ جو غلط تعلیم ہُمنیُس اور اس کے ساتھی دیتے تھے اُسے آکلہ کی بیماری سے تشبیہ دی گئی ہے (۲۔تیمتھیس ۲: ۱۷) اور کہا گیا ہے کہ وہ ایمان کو غرق کرتی ہے (۱۔تیمتھیس ۱: ۱۹)۔

اس تعلیم کے مطابق بدن کی قیامت کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ محض ایک خیال اور وہم ہے۔ کرنتھس کی کلیسیا میں بھی اس قسم کی غلط فہمیاں موجود تھیں (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱۲)۔ یہ غناسطی بدعت کا ایک پہلو تھا جس کی وجہ سے پولس ان شخصوں کے سخت خلاف تھا۔ مزید معلومات کے لئے دیکھئے غناسطیت۔

ہمّور۔ حمّور:۔ سِکّم کا باپ (اعمال ۷: ۱۶)۔

ہمّولکت۔ حمولاکت:۔ (عبرانی = ملکہ۔ عبرانی حرف تعریف "ھا" کے ساتھ "ھا" عربی کے "ال" کی طرح اِسم نکرہ کو اسم معرفہ میں تبدیل کر دیتا ہے یعنی خاص ملکہ)۔

یہ مکیر کی بیٹی اور جلعاد کی بہن تھی (۱۔تواریخ ۷: ۱۸)۔ اس کے ایک بیٹے کا نام ابیعزر تھا۔ ابیعزر کے قبیلے سے اسرائیل کا مشہور قاضی جدعون پیدا ہوا تھا۔ غالباً یہ جلعاد کے کچھ علاقہ پر حکمران تھی۔ اسی وجہ سے اسے ملکہ کا خطاب دیا گیا۔

ہمہ جائی:۔ ہر جگہ موجود ہونا۔ خدا کی صفت جس کے مطابق خدا ساری کائنات میں ہر جگہ موجود ہے۔ کلامِ مُقدّس اس کی تصدیق کرتا ہے (زبور ۱۳۹: ۷-۱۲؛ یرمیاہ ۲۳: ۲۳، ۲۴؛ اعمال ۱۷: ۲۷، ۲۸)۔ یہ تثلیث کے تینوں اقانیم کی صفت ہے۔

ہمہ دانی:۔ سب کچھ جاننا۔ ہر بات کی واقفیت۔ خدا کی ایک صفت جس کے مطابق وہ ہمیشہ اور پورے طور پر ماضی، حال اور مستقبل کی بابت علم رکھتا ہے۔ کلامِ مُقدّس اس کی تصدیق کرتا ہے (امثال ۱۵: ۱۱؛ زبور ۱۴۷: ۵؛ یسعیاہ ۴۶: ۱۰)۔

ہمّیاہ۔ میآ:۔ (عبرانی = میاہ یا میآ کے معنی سَو ہیں۔ اس کے آگے "ھا" جو عربی کے "ال" کی طرح عبرانی کا حرفِ تعریف ہے اور جس کو لگانے سے اسم نکرہ اسم معرفہ بن جاتا ہے، لگایا گیا ہے)۔ یہ یروشلیم میں بھیڑ پھاٹک اور حننایل کے بُرج کے درمیان ایک بُرج تھا (نحمیاہ ۳: ۱؛ ۱۲: ۳۰)۔

اس کی صحیح وجہِ تسمیہ معلوم نہیں۔ بعض کی رائے میں شاید یہ سَو ہاتھ اُونچا تھا۔ دیگر مفسر خیال کرتے ہیں کہ اس کی سیڑھی کے سَو زینے تھے۔ کچھ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں سَو سپاہی پہرہ دینے پر مقرر تھے۔

ہمیشہ کی زندگی:۔ دیکھئے علم الآخرت ۶۔

ہندسے:۔ دیکھئے گنتی۔

ہندوستان، ہند:۔ (عبرانی لفظ ھدو جو قدیم فارسی کے لفظ اندو سے تبدیل ہو کر عبرانی میں پہنچا)۔ یہ لفظ سنسکرت کے لفظ سندھو کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ شاہ اخسویرس کی مملکت کی مشرقی حد تھا اور اس کا مطلب پنجاب اور سندھ ہے (آستر ۱: ۱؛ ۸: ۹)۔

اگرچہ ہندوستان کا نام کسی اور جگہ نہیں آتا تاہم بہت سی ایسی چیزوں کا ذکر ہے جو تجارت کے ذریعہ ہندوستان سے ملکِ فلسطین پہنچی ہوں گی۔ روایت کے مطابق توما رسول بھی منادی کرنے کے لئے ٹیکسلا سے ہو کر جنوبی ہند پہنچا۔

ہنسوا:۔ دیکھئے اوزارِ بائبل ۳۹۔

ہنسی :- ہنسنا، ٹھٹھوں میں اُڑانا، تمسخر اُڑانا، مضحکہ اُڑانا۔ ان سب کا مطلب مختلف قسم کی ہنسی ہے۔ ہنسی کی آواز سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ کسی بات کی تحقیر کرنے یا غیر یقینی ظاہر کرنے کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔

اگرچہ بائبل مُقدّس ایک دائمی خوشی کا پیغام دیتی اور اس خوشخبری کو پھیلانے کا حکم دیتی ہے تاہم ہنسی کا ذکر بہت کم ہے۔ لفظ مسکرانا صرف ایک مرتبہ استعمال ہُوا ہے (ایوب ۲۹: ۲۴)۔ بائبل میں مختلف قسم کی ہنسی کا ذکر ہے۔

۱۔ انسان کی ہنسی۔ ہنسی سے انسان کی پوری تسلّی نہیں ہوتی (امثال ۱۴: ۱۳؛ واعظ ۲: ۲؛ ۷: ۳، ۶؛ ۱۰: ۱۹)۔

۲۔ خدا کی ہنسی۔ خدا اپنے دشمنوں پر ہنستا ہے (زبور ۲: ۴؛ ۳۷: ۱۳؛ ۵۹: ۸)۔

۳۔ ایماندار کی ہنسی بعض مرتبہ یقین نہ کرنے کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً ابرہام اور سارہ کی ہنسی (پیدائش ۱۷: ۱۷؛ ۱۸: ۱۲-۱۵؛ ۲۱: ۶)۔ عبرانی میں ہنسنے کے لئے لفظ ضحق (تب اردو مضحکہ) ہے۔ اسی لئے خدا نے سارہ کے لڑکے کا نام اضحاق تجویز کیا (پیدائش ۱۷: ۱۹)۔

سچی شادمانی کے نتیجے میں بھی ایماندار ہنستا ہے (زبور ۱۲۶: ۲؛ لوقا ۶: ۲۱)۔

صادق شریروں پر ہنستا ہے (ایوب ۲۲: ۱۹؛ زبور ۵۲: ۶؛ یسعیاہ ۳۷: ۲۲)۔

۴۔ دنیاوی لوگ مسیح کا مضحکہ اڑاتے ہیں (زبور ۲۲: ۷؛ متی ۹: ۲۴)۔ وہ ایمانداروں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے (نحمیاہ ۲: ۱۹؛ ایوب ۱۲: ۴؛ زبور ۸۰: ۶) اور خدا کے احکام کا تمسخر اُڑاتے ہیں (۲۔ تواریخ ۳۰: ۱۰)۔ لیکن اُن کی خوشی قائم نہیں رہے گی (امثال ۱: ۲۶؛ لوقا ۶: ۲۵؛ یعقوب ۴: ۹)۔

ہنّوم کی وادی :- ایک وادی جس کا نام بن ہنّوم کی وادی بھی تھا (یرمیاہ ۷: ۳۲) اور بنی ہنّوم کی وادی بھی (۲۔ سلاطین ۲۳: ۱۰)۔ یہ یروشلیم کے جنوب مغرب میں واقع تھی۔ غالباً شہر کا ایک پھاٹک اس کی طرف کھلتا تھا جسے کوڑے کا پھاٹک اور وادی کا پھاٹک کہا گیا ہے (نحمیاہ ۲: ۱۳؛ ۳: ۱۳)۔ یہ یہوداہ اور بنیمین کی سرحد بھی تھی (یشوع ۱۵: ۸؛ ۱۸: ۱۶)۔

یہ ایک بدنام جگہ تھی کیونکہ یہاں پر لوگ ★ مولک دیوتا کے آگے اپنے بیٹے بیٹیوں کی قربانی چڑھاتے تھے (۲۔ سلاطین ۲۳: ۱۰؛ ۲۔ تواریخ ۲۸: ۳؛ ۳۳: ۶)۔

بعد میں یہ جگہ شہر کا کوڑا جلانے کے لئے استعمال ہوئی۔ یہاں غلاظت اور گندگی کو جلانے کے لئے آگ ہمیشہ جلتی رہتی تھی۔ سو یہ مقام اُس جگہ کی تصویر بن گیا جہاں گنہگار موت کے بعد جائیں گے۔ عبرانی کا لفظ یونانی میں جی ہنا بنا اور ہمارا اردو کا لفظ جہنم اسی کی ترکیب ہے یعنی جی ہنوم = جہنم)۔

انجیلوں میں اس کا ذکر ۱۱ مرتبہ آتا ہے اور یعقوب کے خط میں ایک مرتبہ (یعقوب ۳: ۶)۔ نیز دیکھئے جہنّم۔

ہَوا :- ۱۔ خلا اور زمین کی فضا ۲۔ باد۔ کتاب مُقدّس میں ہُوا مختلف عبرانی اور یونانی لفظوں کا ترجمہ ہے۔

۱۔ شامائم۔ جمع کا صیغہ۔ عبرانی میں واحد استعمال نہیں ہوتا۔ معنی آسمان ہیں۔ عبرانی محاورے کے مطابق ہوا میں اڑنے والے پرندوں کو "آسمان کے پرندے" کہا جاتا ہے۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں ماسوا پیدائش ۱: ۲۶ باقی جگہ "ہُوا کے پرندے" کہا گیا ہے۔ کیتھولک ترجمہ عبرانی استعمال کے مطابق زیادہ تر "آسمان کے پرندے" کیا گیا ہے (تاہم امثال ۳۰: ۱۹ اور جامع ۱۰: ۲۰ میں ہُوا ہی ہے)۔

۲۔ رُوئیخ۔ معنی روح

اس لفظ کا زیادہ تر ترجمہ رُوح کیا گیا ہے۔ لیکن کئی حوالوں میں ہوا، آندھی وغیرہ ہے۔ پیدائش ۸: ۱۔ ہوا؛ خروج ۱۰: ۱۳؛ ۱۹؛ ۱۴: ۲۱۔ آندھی؛ ۲۔ سموئیل ۲۲: ۱۱۔ ہُوا؛ ۱۔ سلاطین ۱۸: ۴۵؛ ۱۹: ۱۱۔ آندھی؛ ۲۔ سلاطین ۳: ۱۷؛ ایوب ۱: ۱۹۔ آندھی؛ ۶: ۲۶؛ ۷: ۷۔ ہُوا؛ ۸: ۲۔ آندھی؛ ۳۷: ۲۱؛ ۴۱: ۱۶۔ ہُوا؛ زبور ۱: ۴؛ ۱۸: ۱۰؛ ۳۵: ۵۔ ہُوا؛ ۵۵: ۸ آندھی؛ ۷۸: ۸۔ روح وغیرہ)۔

۳۔ نئے عہد نامہ میں انیموس anemos کے معنی ہُوا ہیں۔ یہ لفظی معنوں کے علاوہ مجازی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے (افسیوں ۴: ۱۴)۔ اردو ترجمہ میں جھوکے یعنی ہوا کے جھوکے کا لفظ ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ایمان ایسا مضبوط ہونا چاہیئے کہ ہر ہوا کے جھونکے سے بدلتا نہ رہے۔

۴۔ پنیوما pneuma یہ عبرانی رُوئیخ کی مانند ہے اور معنی ہوا اور روح ہیں۔ یوحنا ۳: ۸ میں اس کا ترجمہ ہوا کیا گیا ہے، باقی جگہ رُوح ہی ہے (اسی باب میں ۶ اور ۳ آیت میں روح ہے)۔

ہوا کلام مُقدّس میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ لفظی اور مجازی، دونوں معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ ہوا خدا کے حکم سے چلتی ہے (پیدائش ۸: ۱؛ خروج ۱۰: ۱۳؛ گنتی ۱۱: ۳۱؛ زبور ۱۰۷: ۲۵؛ ۱۳۵: ۷؛ ۱۴۷: ۱۸؛ یرمیاہ ۱۰: ۱۳؛ ۵۱: ۱۶)۔ چاروں سمت کی ہوائیں حدود اربعہ کو تعیّن کرتی ہیں (یرمیاہ ۴۹: ۳۶؛ حزقی ایل ۳۷: ۹۔ اس آیت میں ہوا کو دم کہا گیا ہے جو روئیخ کا ترجمہ ہے؛ دانی ایل ۷: ۲؛ ۸: ۸؛ ۱۱: ۴؛ زکریاہ ۲: ۶؛ متی ۲۴: ۳۱ = مرقس ۱۳: ۲۷۔ ان دونوں مماثل حوالوں میں اردو ترجمہ لفظ ہوا استعمال نہیں کرتا، تاہم یونانی متن میں لفظ انیموس anemos آیا ہے۔ اس یونانی محاورے کا مطلب "چہار سمت"

ہی ہے ۔ یہی معنی مکاشفہ ۷ : ۱ میں بھی رکھتا ہے ۔ اُردو ترجمہ میں "چاروں طرف" اور "چہار ارکان" (کیتھولک) بہت موزوں ہے) ۔

چاروں اطراف میں سے مشرق کی ہَوا کا ذکر سب سے زیادہ مرتبہ آتا ہے ۔ اسے عبرانی میں **روائخ قادیم** یعنی سامنے کی ہَوا کا نام دیا گیا ہے ۔ یاد رہے کہ جب سمتوں کا تعیّن کیا جاتا تھا تو منہ مشرق کی طرف کر کے ★ شمال ★ جنوب وغیرہ کے نام لئے جاتے تھے ۔

مشرق کی ہَوا کو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اکثر پُروا یا پوربی آندھی کہا گیا ہے (خروج ۱۰ : ۱۳ ؛ ۱۴ : ۲۱ ؛ ایوب ۱۵ : ۲ ؛ زبور ۴۸ : ۷ ؛ یسعیاہ ۲۷ : ۸ ؛ یرمیاہ ۱۸ : ۱۷ ؛ حزقی ایل ۱۷ : ۱۰ ؛ ۱۹ : ۱۲ ؛ ۲۷ : ۲۶ ؛ ہوسیع ۱۲ : ۱ ؛ ۱۳ : ۱۵ ؛ یوناہ ۴ : ۸ ؛ پیدائش ۴۱ : ۶، ۲۳، ۲۷ ؛ ایوب ۲۷ : ۲۱ ؛ ۳۸ : ۲۴ ؛ زبور ۷۸ : ۲۶ وغیرہ) ۔ اس ہَوا کی خصوصیّت مندرجہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ طوفانی ہَوا ہے جو جہازوں کو تباہ کرتی ہے ۔ ہری بھری چیزوں کو سُکھا دیتی ہے ۔

شمالی ہَوا کو عبرانی میں روائخ صافون کہا گیا ہے ۔ **صافون** کا مطلب "چھپا ہُوا" یا "تاریک" ہے ۔ شمال کو تاریکی کا مقام سمجھا جاتا تھا ۔ شمالی ہَوا سردی لاتی اور مینہ برساتی ہے (ایوب ۳۷ : ۹ ؛ امثال ۲۵ : ۲۳) ۔

جنوبی ہَوا کو عبرانی میں روائخ داروم کا نام دیا گیا ہے ۔ **داروم** کا مادّہ **دارد** ہے جس کا ایک مفہوم چمکنا اور روشنی ہے (قب دُرّ بمعنی موتی) ۔ برعکس شمال کے جسے تاریکی سے منسوب کیا جاتا تھا جنوب روشنی کا خطّہ تھا ۔ جنوبی ہَوا کے اثرات مختلف تھے ۔ یہ طوفانی ہو سکتی تھی (یسعیاہ ۲۱ : ۱ ؛ زکریاہ ۹ : ۱۴ ۔ گرد باد اور بگولے والی ہَوا) ۔ یہ نرم اور پُرامن بھی ہو سکتی تھی (اعمال ۲۷ : ۱۳) ۔ یہ گرم اور زہریلی ہَوا بھی ہوتی تھی جو ہر چیز کو سُکھا دیتی تھی ۔ بادِ سموم جنوب میں کوہِ سینا کے صحرا ئے عرب سے آتی تھی (ایوب ۳۷ : ۱۷ ؛ یرمیاہ ۴ : ۱۱ ؛ ہوسیع ۱۲ : ۱ ؛ لوقا ۱۲ : ۵۵ ۔ آخری حوالے میں پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے دکھنا کہا گیا ہے جو لُو لاتی ہے) ۔

مغربی ہَوا کو عبرانی میں روائخ یام کہا جاتا ہے ۔ یام کا مطلب ہے سمندر جو کنعان کے مغرب میں واقع ہے ۔ یہ ہوا بارش لاتی ہے (۱ ۔ سلاطین ۱۸ : ۴۴، ۴۵ ؛ لوقا ۱۲ : ۵۴ ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں "پچھم سے اُٹھتے بادل" کہا گیا ہے) ۔

ہَوا بطالت اور ناچیز چیزوں کی علامت ہے (یسعیاہ ۴۱ : ۲۹ ۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ ہَوا نہیں استعمال ہُوا ۔ عبرانی متن میں روائخ ہے ۔ کیتھولک ترجمہ یوں ہے "دیکھ وہ سب باطل ہیں ۔ اُن کے کام ہیچ ہیں اور اُن کی ڈھالی ہوئی مورتیں ہَوا اور خلا ہیں) ۔ ہَوا انسان کی زندگی کی بے ثباتی کی بھی عکاسی کرتی ہے (زبور ۷۷ (۷۸) : ۳۹ ۔ کیتھولک مترجمین نے یہاں ہَوا کی بجائے لفظ آہ استعمال کیا ہے) ۔ ہَوا کو خدا کے روح کے سلسلے میں بھی استعمال کیا گیا ہے (یوحنا ۳ : ۸، اعمال ۲ : ۲) ۔

ہوتیر :- داؤد بادشاہ کے غیب بین اور مُغنّی ہیمان کا بیٹا (۱ ۔ تواریخ ۲۵ : ۴، ۲۸) ۔

ہُود :- (عبرانی = جاہ و جلال) ۔ آشر کے قبیلے کا ایک شخص (۱ ۔ تواریخ ۷ : ۳۷) ۔

ہوداویاہ ۔ هوداویاه :- ۱ ۔ منسّی کے آدھے قبیلہ کا ایک سردار (۱ ۔ تواریخ ۵ : ۲۴) ۔

۲ ۔ بنی بنیمین میں سے ہسنوآہ کا بیٹا (۱ ۔ تواریخ ۹ : ۷) ۔

۳ ۔ ایک لاوی ۔ اس سے اس کے خاندان کا نام چلا (عزرا ۲ : ۴۰) ۔

ہُودس ۔ حودش :- بنیمین کے قبیلہ کے سحریم کی بیوی (۱ ۔ تواریخ ۸ : ۹) ۔

ہُودیاہ ۔ هودیاه :- ۱ ۔ ایک شخص جس نے نحم کی بہن سے شادی کی اور یہوداہ کے قبیلہ میں شمار ہوتا تھا (۱ ۔ تواریخ ۴ : ۱۹) ۔

۲ ۔ ایک لاوی (نحمیاہ ۸ : ۷ ؛ ۹ : ۵ ؛ ۱۰ : ۱۰، ۱۳) ۔

۳ ۔ نحمیاہ کے ماتحت ایک حاکم (نحمیاہ ۱۰ : ۱۸) ۔

ہُودیواہو ۔ هوداویاه :- داؤد بادشاہ کی نسل سے ایک شخص (۱ ۔ تواریخ ۳ : ۲۴) ۔

ہور :- ۱ ۔ ایک پہاڑ جہاں ہارون نے وفات پائی اور دفن ہُوا (گنتی ۲۰ : ۲۲ ۔ ۲۹ ؛ ۳۳ : ۳۷ ۔ ۴۱ ؛ استثنا ۳۲ : ۵۰) ۔

۲ ۔ ایک پہاڑ جو اسرائیلیوں کی میراث کی شمالی سرحد اور بڑے سمندر اور حمات کے مدخل کے درمیان واقع ہے (گنتی ۳۴ : ۷، ۸) ۔

ہُورم ۔ هورام :- جزر کا بادشاہ (یشوع ۱۰ : ۳۳) جسے یشوع نے شکست دے کر قتل کیا ۔

ہُوسعیاہ ۔ هوشعیاه :- (عبرانی = یہوداہ نے بچایا ہے) ۔ ۱ ۔ ایک شخص جس نے دیوار کی مخصوصیّت میں مدد کی تھی (نحمیاہ ۱۲ : ۳۲) ۔

۲ ۔ یزنیاہ (یرمیاہ ۴۲ : ۱) یا عزریاہ کا باپ (یرمیاہ ۴۳ : ۲) ۔ اس نے یروشلیم کی شکست کے بعد یرمیاہ نبی کی مخالفت کی (یرمیاہ ۴۲ : ۱ ۔ ۴۳ : ۷) ۔

ہُوسمع ۔ هوشاماع :- یہوداہ کے اسیر بادشاہ یکونیاہ کا بیٹا (۱ ۔ تواریخ ۳ : ۱۸) ۔

ہوسیع ۔ هوشع ۔ هوشیع :- ۱ ۔ یشوع کا پہلا نام جو موسیٰ نے تبدیل کیا (گنتی ۱۳ : ۸، ۱۶ ؛ استثنا ۳۲ : ۴۴) ۔

۲ - عزازیاہ کا بیٹا - وہ ایک افرائیمی سردار تھا (۱- تواریخ ۲۷: ۲۰)۔
۳ - ایلہ کا بیٹا - یہ شمالی سلطنت کا آخری بادشاہ تھا (۲- سلاطین ۱۵: ۳۰؛ ۱۷: ۱-۶؛ ۱۸: ۱-۱۰)۔
۴ - نحمیاہ کے تحت اُن اُمرا میں سے ایک جنہوں نے عہدنامہ پر مُہر لگائی (نحمیاہ ۱۰: ۲۳)۔
۵ - ہوسیع کی کتاب کا مصنف۔

ہوسیع کی کتاب - ھوشیع کی کتاب :-

۱ - خلاصۂ مضامین

ا - نبی کا ازدواجی المیہ خدا اور بنی اسرائیل کے باہمی تعلقات کی تصویر پیش کرتا ہے (۱: ۱ تا ۳: ۵)۔
ب - ہوسیع بنی اسرائیل میں لوٹ مار، تکبر اور بُت پرستی کی مذمّت کرتا ہے (۴: ۱-۸: ۱۴)۔
ج - عدالت ناگزیر ہو گئی (۹: ۱ تا ۱۰: ۱۵)۔
د - خدا کے مہر و محبّت کا غالب آنا (۱۱: ۱-۱۱)۔
ہ - اسرائیل کی بے وفائی اور سرکشی کا نتیجہ اس کی عدالت اور بربادی کی صورت میں نکلے گا (۱۱: ۱۲-۱۳: ۱۶)۔
و - تائب قوم پر خدا کی رحمت (۱۴: ۱-۹)۔

۲ - مصنف اور سنِ تصنیف

ہوسیع کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا - وہ شمالی سلطنت کا باشندہ تھا - یہ شمالی علاقہ کا واحد نبی ہے جس کی تصنیف زمانے کی دست بُرد سے محفوظ رہ گئی ہے - سینتھ کا اندازہ ہے (ساتویں باب میں نانبائی کے تذکرے کی بنیاد پر) کہ وہ ایک نانبائی تھا - کاشتکاری سے متعلق امور کے تذکرہ سے گمان غالب ہے کہ اُس کا تعلق زمینوں سے بھی تھا۔

اُس کی ساری کتاب انسان دوستی کے جذبے کی آئینہ دار ہے - اُسے اپنی قوم سے والہانہ محبّت تھی - عاموس کی طرح وہ دوسری قوموں کا ذکر تک نہیں کرتا ماسوا اُن موقعوں کے جہاں اُن سے تعلقات کا حوالہ دیتا ہے - وہ ایسے واقعات کے حوالے دیتا ہے جن کا ہم کو کوئی علم نہیں (۵: ۱؛ ۶: ۹) - اس سے اُس کی اپنے قوم کے لوگوں کی تاریخ میں دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔

وہ اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا نظر آتا ہے - کہا جا سکتا ہے کہ ہوسیع کی کتاب محبت کی وہ داستان ہے جو تشنہ کام ہی رہی لیکن اُس نے اِس ایسے میں خدا کو پالیا، گوئٹے نے ایک بار کہا "مجھے کسی بڑے کرب میں مبتلا ہونے کا تجربہ تو نہیں ہُوا لیکن میں نے اسے ایک نظم میں تخلیق کیا ہے" - لیکن ہوسیع نے ایک گہرے کرب کے تجربہ سے گزر کر ہمیں بنی اسرائیل سے خدا کی عجیب و غریب محبّت کی عظیم نظم دی ہے - ہوسیع کا دُکھ خدا کے دُکھ کا آئینہ دار ہے جو اِس کراہنے میں گونجتا ہے کہ "اے افرائیم، میں تجھ سے کیونکر دستبردار ہو جاؤں؟" (۱۱: ۸)۔

ہوسیع تمام انبیاء میں سب سے زیادہ بشّرانہ اور نرم طبیعت کا نبی ہے - یہودی روایات کے مطابق وہ اُن میں سے پہلا نبی تھا جن کی کتابوں کو فہرستِ مسلمہ میں جگہ دی گئی ہے - لیکن بیشتر علمائے جدید عاموس کو ترجیح دیتے ہیں - لیکن سینتھ اسے ضروری نہیں سمجھتا - عاموس اور ہوسیع دونوں ہی اسرائیل پر خدا کے ناگہانی غضب کی پیشتر سے خبر دیتے ہیں - اس کے متعلق مختلف آراء ہیں کہ ہوسیع نبی کی خدمت کتنی دیر تک جاری رہی - ۱: ۴ کے بیان کا تعلق یاہو کے گھرانے کے زوال سے قبل کا ہے یعنی یربعام ثانی کی وفات سے قبل - اس لئے اندازہ ہے کہ ہوسیع نے ۷۴۳ ق م میں نبوّت کی - اُس کا بیاہ اور یزرعیل کی ولادت اس سے پہلے ہوئی ہو گی۔

۳ - واقعات وحالات

اُس کی نبوتیں ایک ایسے پسِ منظر کو پیش کرتی ہیں جس میں اسرائیل کے اندر اور باہر افراتفری کا عالم تھا - تگلت پلاسر سوم نے ۷۴۵ ق م میں اسور کا تخت چھین لیا - اِس کا اثر اسرائیل پر پڑا اور یربعام بادشاہ کے دور میں جو خوشحالی تھی اُس کی جگہ افراتفری نے لے لی - یربعام کے بیٹے زکریاہ کو سلوم نے قتل کر دیا اور سلوم کو مناحیم نے موت کی نیند سلا دیا - یوں اسور کے خلاف سیاسی منافرت کی بنیاد پڑ گئی - مناحیم نے اسور سے سلام و پیام کا سلسلہ شروع کرنا چاہا لیکن میکاہ اور ہوسیع نے اِس میں مزاحمت کی - یہ سیاسی سازباز اسور تک ہی محدود نہ تھی - ہوسیع کو شکایت تھی کہ اسرائیل نادان فاختہ کی طرح اسور اور مصر کے گرد چکر لگا رہا ہے لیکن خدا کی طرف رجوع نہیں ہوتا (۵: ۱۳؛ ۷: ۱۱؛ ۱۲: ۱) - لیکن یہ سازباز اسرائیل کے کچھ کام نہ آئی بلکہ ۷۲۱ ق م میں اس کا نتیجہ سامریہ کی شکست میں نکلا۔

۴ - ھوسیع کا خصوصی پیغام

ہوسیع کے نزدیک مذہب ایک رشتے کا نام ہے اور انسان کا انفرادی کردار سارے مذہب کا روح رواں ہے۔

ا - فضل کے متعلق اُس کا نظریہ

(۱) ماضی میں فضل - خدا نے خود اسرائیل کو بلایا (۱۱: ۱)۔
(۲) خدا کا جاری فضل ہی اسرائیل کی آخری اُمید ہے - اسرائیل کی خدا کی طرف رجوع لانے کی اخلاقی اور روحانی صلاحیت مفلوج

ہو چکی ہے (۵ : ۴؛ ۱۱ : ۷) - جب تک خدا اسرائیل کو نامزد نہ کرے وہ اُس کی دُلہن نہیں ہو سکتا (۲ : ۱۹) - سو خدا اسرائیل کو دوبارہ خرید لے گا -

(۳) انجام میں فضل - یہ اُمید کی جاتی ہے کہ خدا اسرائیل کو واپس لانے میں نبی کے اپنی بیوی کو واپس لانے کی نسبت زیادہ کامیاب ہو گا -

عاموس بھی یہی کچھ سکھاتا ہے کہ خدا خود ہی بنی اسرائیل کی طرف بڑھا (عاموس ۲ : ۹ - ۱۰؛ ۳ : ۲) - لیکن ہوسیع کی کتاب میں خدا اپنے لوگوں سے اس سے بھی بڑی شفقت اور نرم دلی سے پیش آتا ہے - ۱۱ : ۳ - ۴ میں خدا ایک انسان کی طرح شفقت و محبّت کی تصویر نظر آتا ہے - خدا ایک باپ کی طرح اُنہیں پاؤں پاؤں چلنا سکھاتا ہے - جب وہ گرتے اور زخم کھاتے ہیں تو اُنہیں شفا دیتا ہے -

ب - گناہ کے متعلق اُس کا نظریہ

اس ضمن میں ہوسیع کا عاموس کے ساتھ اتفاقِ کُلّی ہے - دونوں ہی یہ کہتے ہیں کہ گناہ کے باعث اسیری اور جلاوطنی اسرائیل کا مقدّر بن چکی ہے - ہوسیع کے بچّوں کے نام بڑی صفائی سے خدا کے غضب بھڑکنے کی نشاندہی کرتے ہیں - یزرعیل (شاہی گھرانے سمیت اسرائیل کی بربادی کی علامت ہے) - لورحامہ ("خدا رحم نہ کرے گا") اور لوعمّی (بنی اسرائیل خدا کے لوگ نہیں رہے) - اس کے ساتھ یہ مقامات بھی دیکھیں - باب ۴؛ ۵ : ۱ - ۱۴؛ ۶ : ۴ - ۱۱؛ ابواب ۷ تا ۱۰؛ ۱۱ : ۱ - ۷ - خاص طور پر قابلِ توجّہ ۴ : ۱۷ ہے - اس آیت کا اگرچہ یہ مطلب تو نہیں کہ اسرائیل نے بُتوں سے ایسا رشتہ جوڑ لیا ہے کہ اُس کی خلاصی کی کوئی اُمید نہیں، لیکن اِس میں گناہ کا ایک سنجیدہ پہلو جھلکتا ہے - گناہ جسے بھی چھوتا ہے اُسے مخمُور، مسحُور اور داغدار کر دیتا ہے (۴ : ۱۱) -

ہوسیع نبی نے اپنی بیوی جُمر کو لُکا دُمال بننے سے تو بچایا لیکن اُس وقت تک اُسے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا پڑا جب تک کہ یہ واضح نہ ہو گیا کہ وہ ہوس اور کمینگی کے بتوں سے بیزار ہو گئی ہے -

اُس کے سخت رویّے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ لاپرواہ ہو گیا تھا - اُسے اُس کی حقیقی فکر تھی اس لئے اُس نے ضبط اور تحمل سے کام لیا - جو خُدا کے قوانین کی پرواہ نہیں کرتے، خُدا اُنہیں حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے - اُنہیں ہوش دلانے کا یہ بھی اُس کا ایک طریقہ ہے -

ج - توبہ کے متعلق اُس کا نظریہ

۶ : ۱ تا ۴ بہت دلچسپ ہے -

(۱) اس اقتباس میں حقیقی توبہ کا اظہار پایا جاتا ہے -

(۲) لبعضوں کے نزدیک اس میں ایسے لوگوں کی سطحی اور عامیانہ توبہ کا اظہار ہے جو اِس یقین سے دستبردار نہیں ہونا چاہتے کہ وہ خدا کے فرزند ہیں - خدا اُن لوگوں کا کیا کرے گا جن کی توبہ ایسی ناپائیدار ہے - جو صبح کے اُن بادلوں کی مانند ہے جو دوپہر سے قبل اُڑ جاتے ہیں - اُس شبنم کی مانند بے حقیقت ہے جو سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے -

اس عبارت کی خواہ کچھ تفسیر کی جائے اس میں شک نہیں کہ ہوسیع کے نزدیک توبہ کی راہ کوئی آسان راہ نہیں ہے - بُت پرستی بداخلاقی اور رسمی اور لاپرواہی کی عبادت اِس راہ کے بڑے بڑے روڑے ہیں - ۱۴ : ۲ مابعد دیکھیں جہاں اقوال و اعمال کا موازنہ نہیں ہے بلکہ اُن کے دعووں اور بُت پرستی کا تقابل کیا گیا ہے - توبہ معقول اور قول و فعل دونوں سے ہونی چاہیئے -

۴ - خُدا کے عرفان کے متعلق اُس کا نظریہ

ہوسیع ۴ : ۶ میں ہمیں اسرائیل کے مرض کی حقیقی وجہ بتائی گئی ہے - یہ آیت محض عقلی علوم کا ذکر نہیں کرتی - علم آدمی کو عمل کی راہ دکھاتا ہے - ہوسیع محسوس کرتا ہے کہ بنی اسرائیل خدا کو پہچاننے سے قاصر رہے ہیں - اور یہ سب بدی خدا شناسی سے خالی ہونے کے باعث پیدا ہوئی ہے - "بدزبانی، عہد شکنی اور خون ریزی اور چوری اور حرامکاری ... ظلم اور خون پر خون" (۴ : ۲) - اگر اُس سے اسرائیل کے اس مرض کا علاج دریافت کیا جاتا تو وہ کہتا اپنے خدا کی شریعت پر دھیان دو جو مقدّس صحیفوں اور روایات کے ذریعے تم تک پہنچی ہے - اپنی تاریخ کے عظیم واقعات دُہراؤ، دیکھو وہ کیسے عظیم خدا کی طرف اشارہ کرتے ہیں - وہ خدا، خدائے عظیم، قومی وفادار اور رحم میں غنی ہے - جُمر بھی ہوسیع کو سمجھنے میں ناکام رہی - اس لئے اُس نے اُسے زخم پر زخم ہی دیئے - اگر اسرائیلی خدا کی حقیقی معرفت کے مقام پر پہنچ جاتے تو اُن کا رویّہ یکسر بدل چکا ہوتا -

۵ - کتاب کے مسائل :-

تفسیر کی مشکلات : ابواب ۱ تا ۳ مختلف تفسیروں کی آماجگاہ بنے رہے ہیں - ہوسیع کے بیاہ کو ایک رویا، ایک تمثیل اور ایک تاریخی حقیقت کے طور پر سمجھا گیا ہے - آخری خیال اپنی صداقت کی دلیل خود ہی ہے - جُمر بنت دبلائم کا تمثیل سے دور کا بھی واسطہ نہیں - پھر جذبہ کی جس شدت کا اظہار کتاب میں پایا جاتا ہے وہ کسی حقیقی تجربہ کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے - اُس کا کسی تمثیل میں تحقیق کرنا ممکن نہیں ہے - تاہم جو اس خیال کے حامی ہیں اُن کے درمیان بھی کئی اختلافات پائے جاتے ہیں جو "ایک بدکار بیوی اور بدکاری کی اولاد" (۱ : ۲) کے گرد گھومتے ہیں -

ا - کچھ مفسروں کا خیال ہے کہ جب ہوسیع نے جمر سے بیاہ کیا تو وہ ایک فاحشہ تھی - لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان الفاظ کے یہی معنی لئے جائیں - اس کا موازنہ یسعیاہ ۶ : ۹ - ۱۲ سے کریں جہاں بظاہر یوں لگتا ہے کہ یسعیاہ اس لئے کلام کر رہا ہے کہ لوگ اندھے ہو جائیں - لیکن فی الحقیقت یہ نتیجہ تھا جس کا بیان کیا گیا ہے نہ کہ مقصد - اس کا موازنہ خداوند یسوع کی تمثیلوں میں اُن کے کلام کرنے کے انداز سے بھی کریں (مرقس ۴ : ۱۱ - ۱۲) - فرعون کے دل کے سخت ہونے کو ہی لے لیں (خروج ۱۰ : ۱؛ ۱۱ : ۱۰؛ ۱۴ : ۴) - یہاں بھی نتائج کا بیان ہے جو بظاہر مقاصد نظر آتے ہیں - ممکن ہے کہ ۱ : ۲ انجام کا ذکر کرنے کا ایک نبوتی انداز ہو جس کا علم خدا کو پہلے سے ہی تھا -

ب - دیگر علماء کا خیال ہے کہ ہوسیع نے جمر کو بیوی نہیں بنایا تھا بلکہ وہ اُس کی لونڈی یا حرم تھی - اس امر کی صداقت میں کچھ نہیں کہا جا سکتا سوائے اس کے کہ اس خیال کو تھامس اکوینئس کے عظیم نام سے منسوب کیا جاتا ہے -

ج - پھر ایسے مفسر بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ جمر نکاح کے وقت پاک تھی - یہ نفسیاتی نکتۂ نگاہ سے موزوں لگتا ہے جس میں ہوسیع کی والہانہ محبت کا جواز بھی ملتا ہے - اور یہ نبیوں کے طرزِ عمل کے عین مطابق بھی ہے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کو یہوواہ سے اُس کے رشتہ کے وقت پاکیزہ قرار دیتے ہیں - اگر ہوسیع نے کسی فاحشہ سے نکاح کیا ہوتا تو وہ اسرائیل کے آسمانی بیاہ کی تمثیل نہیں بن سکتا تھا - انبیاء بڑی شد و مد سے بیابان میں "کنواری" سے نکاح کا ذکر کرتے ہیں - اگر ہوسیع نے کسی کنواری سے بیاہ نہ کیا ہوتا تو وہ بیابان میں "قدیم اچھے دنوں" کا ذکر نہ کرتا جو ایک پاک رشتہ کی مثال تھے -

ہوشعنا: عبرانی لفظ - ھوشع (= بچا، نجات دے)، لاحقہ "نا" لگانے سے درخواست کا اظہار ہوتا ہے، یعنی ہمیں نجات بخش -

یہ پرانے عہدنامہ میں صرف زبور ۱۱۸ : ۲۵ میں آتا ہے - اس زبور کی عیدِ خیام کے موقع پر تلاوت کی جاتی تھی - جب آیت ۲۵ پڑھی جاتی تھی تو لوگ کھجور کی ڈالیاں ہلاتے تھے اور آیت ۲۶ کا پہلا حصہ بلند آواز سے نعرے کے طور پر دہراتے تھے، یعنی مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے -

خداوند مسیح کے یروشلیم میں شاہانہ داخلے کے وقت لوگوں نے ایسا ہی کیا (متی ۲۱ : ۹ - ۱۵؛ مرقس ۱۱ : ۹، ۱۰؛ یوحنا ۱۲ : ۱۳) - یہ اُن کے جوش اور مسیح کے احترام کا بے ساختہ مظاہرہ تھا - اس قسم کا جلوس عیدِ خیام کے سوا، عیدِ تجدید (تطہیر) کے موقع پر بھی نکالا جاتا تھا (دیکھئے ۲ - مکابین ۱۰ : ۶، ۷) -

نیز دیکھئے عیدِ تجدید -

ہوسیع کی کتاب: - کیتھولک ترجمہ میں ہوسیع کی کتاب کا نام -

ہومام: لوطان کا بیٹا اور شعیر کا پوتا (۱ - تواریخ ۱ : ۳۹) - اسے ہیمام بھی کہا جاتا ہے (پیدائش ۳۶ : ۲۲) -

ہونٹ: عبرانی کے لفظ شفہ (مقابلہ کریں عربی کے لفظ شفۃ سے) کے معنی نہ صرف ہونٹ ہیں بلکہ سمندر یا دریا کا کنارہ بھی (پیدائش ۲۲ : ۱۷؛ ۴۱ : ۳ - اُردو لفظ لب بھی اسی طرح دو معنی رکھتا ہے مثلاً لب لبریز وغیرہ) - عبرانی میں کپڑے کے حاشیہ کو بھی ہونٹ ہی کہا جاتا ہے -

عبرانی کا ایک اور لفظ شفام ہے جس کے معنی اُوپر کا ہونٹ یا مونچھ ہیں - یہ شرم یا ماتم کے وقت منہ کو کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانکنے کے سلسلے میں استعمال ہوتا ہے (حزقی ایل ۲۴ : ۱۷؛ میکاہ ۳ : ۷؛ ۲ - سموئیل ۱۹ : ۴) -

ایک مفسر کے مطابق یہودی اوپر کے ہونٹ پر بال نہیں رکھتے تھے، یعنی مونچھیں منڈواتے تھے - اس تفسیر کے مطابق کوڑھی کو حکم تھا کہ یا تو مونچھیں رکھے یا اُوپر کے ہونٹ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانکے (احبار ۱۳ : ۴۵) -

ہونٹ کا لفظ کئی مرتبہ پورے شخص کے لئے استعمال ہوتا تھا مثلاً جب ہونٹ باتیں کرتے ہیں تو مراد پورے انسان سے ہے (ایوب ۲۷ : ۴) - اسی طرح ہونٹ شادمان ہوتے ہیں (زبور ۷۱ : ۲۳)، تعریف کرتے ہیں (زبور ۶۳ : ۳)، دعویٰ کرتے ہیں (ایوب ۱۳ : ۶ دیکھئے کیتھولک ترجمہ) اور اچھائی اور بُرائی کی صفات رکھتے ہیں (ایوب ۲ : ۱۰؛ امثال ۱۲ : ۱۹؛ ۱۶ : ۱۳) - جب موسیٰ اپنے ہونٹوں کو نامختون کہتا تھا تو اس کا اشارہ اُس کی غیر فصیح زبان کی طرف تھا عبرانی محاورہ کے مطابق ہر نامکمل چیز نامختون کہلاتی تھی (خروج ۴ : ۱۰؛ ۶ : ۱۲ - نیز دیکھئے کیتھولک ترجمہ کے حاشیہ میں نوٹ) -

ہوہام: حبرون کا ایک اموری بادشاہ جس نے یشوع کے خلاف دوسرے بادشاہوں سے معاہدہ کیا (یشوع ۱۰ : ۳) - لیکن یشوع نے انہیں شکست دی - جب یہ پانچوں بادشاہ مقیدہ کے غار میں جا چھپے تو یشوع نے حکم دیا کہ غار کے منہ پر پتھر رکھ کر بند کر دو اور باقی فوج کا پیچھا کرو - واپسی پر حکم دیا کہ غار کا منہ کھولو اور بادشاہوں کو باہر نکالو اور جنگی مردوں کے سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے پاؤں ان بادشاہوں کی گردنوں پر رکھو - پھر انہیں قتل کر کے پانچ درختوں پر ٹانگ دیا اور شام کو اتار کر غار میں پھینک دیا اور غار کے منہ پر پتھر رکھ دیئے (یشوع ۱۰ باب) -

ھے: (عبرانی حروفِ تہجی کا پانچواں حرف - عربی اور اردو کی ح کی طرح - اس کی آواز اور معنی غالباً سانس لینے کے

ہیں - زندگی (قب عربی حیّ = زندہ - خدا کا ایک نام - اور حیات، زندگی)۔

ה - اس کی شکل کھڑکی کی مانند ہے - جھروکا یا کھڑکی ہوا اور روشنی کے لئے ہوتے ہیں - عبرانی قاعدۂ جمل میں اس کے لئے عدد ۵ مقرر ہے - اسی لئے ۱۱۹ زبور کے پانچویں حصّہ کے شروع میں یہ لکھا گیا ہے - اس حصّے کی ہر آیت عبرانی ہیں ہے سے شروع ہوتی ہے۔

ہیجا - ہیجائی :- ایک خواجہ سرا جو کہ بادشاہ کی حرم سرا کا محافظ تھا (آستر ۲: ۳، ۸، ۱۵)۔

ہیرا :- دیکھئے معدنیات بائبل ع ۱ ج (۱۴)

ہیراپلس - ہیراپُلس :- (یونانی = مقدّس شہر) - اس شہر کا ذکر صرف کُلسیوں کے خط میں ہے (۴: ۱۳) - یہ قدیم فروگیہ کے علاقہ میں کُلسّے کے نزدیک واقع تھا لیکن نئے عہدنامہ کے وقتوں میں وہ رومی صوبہ آسیہ کا حِصّہ تھا۔

ہیرودی :- ایک فرقہ جس کا نئے عہدنامہ میں صرف دو بار ذکر آیا ہے (متّی ۲۲: ۱۶؛ مرقس ۱۲: ۱۳ اور مرقس ۳: ۶) - یہ سیاسی یا مذہبی جماعت نہ تھی بلکہ وہ لوگ تھے جو ہیرودیس بادشاہ کی حکومت کے حق میں تھے اور یوں رومی حکومت کو تسلیم کرتے تھے - انہوں نے دو مرتبہ خداوند یسوع سے سوال کر کے اُنہیں پھنسانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ہیرودیاس :- ہیرودیس اعظم کی بدکار پوتی - اس کی شادی اس کے ماموں فلپّس سے ہوئی - فلپّس کے بھائی ہیرودیس انتپاس نے جب اُسے رومہ میں دیکھا تو اُس پہ فریفتہ ہوگیا اور اُسے لے لیا - یوحنّا بپتسمہ دینے والے نے اِس پر ہیرودیس کو ملامت کی جس پر بادشاہ نے اُسے قید میں ڈال دیا (لوقا ۳: ۱۹، ۲۰؛ متّی ۱۴: ۳ - ۱۲؛ مرقس ۶: ۱۴ - ۲۹) - ہیرودیاس نے یوحنّا کے الزام کو دل میں رکھا - جب اُس کی بیٹی سلومی نے دربار میں ناچ کر بادشاہ کو خوش کیا تو وہ اسے اپنی آدھی سلطنت تک دینے کو رضامند ہوا - تب اُس کی ماں نے اسے سکھایا کہ وہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر مانگے۔

ہیرودیس :- ۱- یہودیوں کا بادشاہ ہیرودیس اعظم (۴۰ - ۴ ق م) تقریباً ۷۳ ق م میں پیدا ہوا - اُس کے باپ انتیپتر نے جو ادومی النسل یہودی تھا، رومی فتوحات کے بعد یہودیہ میں بڑا رسوخ حاصل کر لیا - چنانچہ ۴۷ ق م میں قیصر یولیس سیزر نے اُسے یہودیہ کا حاکم مقرر کر دیا - اپنی تخت نشینی کے بعد انتیپتر نے اپنے بیٹے ہیرودیس کو گلیل کا فوجی سردار مقرر کیا - ہیرودیس نے بڑے جوش کے ساتھ اُس علاقے میں لوٹ مار کا خاتمہ کیا - اُس سے متاثر ہو کر سوریہ کے رومی گورنر نے اُسے کوئیلے سوریہ یعنی بقاع کی وادی کا فوجی سردار مقرر کر دیا - قیصر کے قتل اور خانہ جنگی کے بعد بھی ہیرودیس کو انطونی کا اعتماد حاصل رہا - جب پارتھیوں نے سوریہ اور فلسطین پر حملہ کیا اور یہودیہ کے تخت پر حشمونی انتی گونس کو بٹھا دیا (۴۰ - ۳۷ ق م) تو رومی سینٹ نے انطونی اور اوکتاویان کی صلاح کے مطابق ہیرودیس کو "یہودیوں کا بادشاہ" کا لقب عطا کیا - ہیرودیس اپنے اس لقب کے مطابق اپنے اختیار کو قائم کرنے کے لئے تین سال تک جنگ کرتا رہا - جب وہ کامیاب ہوگیا تو اُس نے رومہ کا وفادار دوست اور اتحادی بن کر تیس سال تک یہودیہ پر حکومت کی۔

۳۱ ق م کے بعد انطونی کی خیر خواہی کے باوجود بھی ہیرودیس کی پوزیشن کلوپطرہ کے توڑ جوڑ کے باعث غیر یقینی رہی کیونکہ وہ یہودیہ اور سوریہ کے بقاع کی وادی کو بطلومی سلطنت کے ساتھ ملانا چاہتی تھی - تاہم یہ خطرہ اکتیم کی جنگ کے باعث ٹل گیا - اس کے بعد رومی دُنیا کے نئے بادشاہ اوکتاویان (اوگوستس) نے اُس کی بادشاہت کی تصدیق کی - ہیرودیس کو حشمونی خاندان کی طرف سے بھی خدشہ تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اِس نئے نواب نے اُنہیں تخت سے محروم کیا ہے - اگرچہ اُس نے اس خاندان میں سابقہ سردار کاہن ہرقانس دوم Hyrcanus کی پوتی میریمنی Mariamne سے شادی کی تھی، تاہم اِس خدشہ کے باعث اُس نے حشمونی خاندان کے تمام سرکردہ افراد کو ایک ایک کر کے قتل کرا دیا، یہاں تک کہ آخر میں اپنی بیوی کو ہلاک کرا دیا (۲۹ ق م)۔

ہیرودیس نے رومہ کے مفادات کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی شمال مشرقی سرحدوں پر امن و امان قائم کیا اور اوگوستس نے ان علاقوں کو اُس کی سلطنت میں شامل کر دیا - اُس نے قیصر کی ثقافتی پالیسی کو آگے بڑھانے کے لئے نہ صرف اپنی سلطنت میں ہی بلکہ دوسرے شہروں (مثلاً اتھینے) میں بھی تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا - اُس نے اپنی سلطنت میں سامریہ کا شہر تعمیر کیا اور اُس کا نیا نام قیصر اوگوستس کے نام پر یونانی میں سبسطے رکھا - اُس نے بحیرۂ روم کے ساحل پر اسٹراٹو کا مینار Strato's Tower تعمیر کیا اور اُس کے ساتھ ایک شاندار مصنوعی بندرگاہ بنوا کر شہنشاہ کی عزّت افزائی کے لئے اُس کا نام قیصریہ رکھا - اُس نے تمام ملک میں جگہ جگہ قلعے اور بستیاں تعمیر کیں - اُس نے یروشلیم کی مشرقی دیوار کے ساتھ اپنے لئے ایک شاندار محل بھی بنوایا - اُس نے ہیکل کے علاقے کے شمال مغرب میں انطونی کے قلعہ کو دوبارہ تعمیر کروایا - لیکن اُس کی کُل تعمیرات میں سب سے قابلِ فخر یروشلیم کی ہیکل کی دوبارہ تعمیر تھی جو ۱۹ ق م میں شروع ہوئی۔

اگرچہ ہیرودیس نے دیگر اقدامات کے علاوہ، ہیکل کی تعمیر پہ بے حد روپیہ خرچ کیا تو بھی یہودی اُس سے خوش نہ تھے - وہ اُس کا

ادومی النسل ہونا کبھی فراموش نہ کر سکے۔ مزید یہ کہ اُس نے یہودی ہوتے ہوئے بھی دیگر مقامات پر دیوی دیوتاؤں کے لئے بھی مندر تعمیر کرائے اور اپنی بادشاہت کے تحفظ کی خاطر حشمونی خاندان کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا، اس لئے یہودی اُسے کبھی بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

درحقیقت اس انتہائی اقدام سے بھی اُسے باہمی جھگڑوں اور مشکلات سے نجات نہ ملی۔ اُس کی اپنی رشتہ دار خواتین، اُس کی بیویوں اور اُس کی بیویوں کے بچوں کے درمیان ناچاقی پائی جاتی تھی۔ اُس کے میریمنی سے دو بیٹوں سکندر اور ارسطبولس کی پرورش روم میں ہوئی تھی اور اُنہی کو اُس کا وارث قرار دیا گیا تھا۔ چونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے حشمونی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اِس لئے وہ یہودیوں کے نزدیک قابلِ قبول تھے۔ لیکن یہی وہ وجہ تھی جس کے باعث ان کے سوتیلے بھائی اُن سے حسد کرتے تھے اور خاص طور پر ہیرودیس کا سب سے بڑا بیٹا انتیپتر ان کے خلاف اپنے باپ کے کان بھرتا رہتا تھا۔ بالآخر (۷ ق م) وہ اپنے باپ کے خلاف سازش میں گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔ لیکن انتیپتر کو ان کی موت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا کیونکہ تین سال بعد وہ بھی ہیرودیس کے شکوک کا شکار ہو گیا اور اپنے باپ کی موت سے (۴ ق م) فقط چند دن پیشتر قتل کر دیا گیا۔

ہیرودیس کی شکّی طبیعت، مجوسیوں کی کہانی اور بیت لحم کے معصوم بچوں کے قتل (متّی باب ۲) سے خوب ظاہر ہے۔ یہودیوں کے ایک اور بادشاہ کی آمد کی افواہ نے یقیناً اس کے خدشات کو اور بھی ہَوا دی ہو گی اور یہ شک و شبہ بالآخر دیوانگی کی حد کو چھونے لگا۔ نتیجۃً ہیرودیس اپنی انتظامی قابلیّت کی بجائے قتال کے لئے مشہور ہو گیا۔

ہیرودیس نے اپنی وصیّت میں اپنی سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ یہودیہ اور سامریہ ارخلاؤس کو (متّی ۲ : ۲۲)، گلیل اور پیریہ انتپاس کو اور شمال مشرقی علاقہ فلپّس کو مِلے (لوقا ۳ : ۱)۔ قیصر اوگوستُس نے اس وصیّت کی تصدیق کی۔

۲ - ارخلاؤس (سکوں پر ہیرودیس انتھنارک)۔ اُس نے "اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ" (متّی ۲ : ۲۲) بادشاہ کا لقب اختیار کئے بغیر یہودیہ میں ۴ ق م تا ۶ء حکومت کی۔ وہ ہیرودیس کا اسکی سامری بیوی مالتھاؔ کے بطن سے بڑا لڑکا تھا اور سب بھائیوں میں سب سے زیادہ بدنام تھا۔ اُس نے اپنے سوتیلے بھائی سکندر کی بیوہ گلافورہ Glaphyra سے شادی کر کے یہودی مذہب کی اثر پذیری کو دھبّہ لگایا۔ اُس نے اپنے باپ کی عمارتیں تعمیر کرنے کی پالیسی کو جاری رکھا، لیکن لوگوں کے لئے اُس کی جبر و تشدد کی حکومت

ناقابلِ برداشت تھی۔ بالآخر یہودیہ اور سامریہ کے امرا پر مشتمل ایک وفد شہنشاہ اوگوستُس کو یہ بتانے روم گیا کہ اگر ارخلاؤس کو نہ ہٹایا گیا تو ملک میں بغاوت ہو جائے گی۔ چنانچہ ارخلاؤس کو معزول کر دیا گیا اور یہودیہ رومی صوبہ بن گیا جس کا انتظام و انصرام روم کے مقرر کردہ گورنر کے ہاتھ میں تھا۔

۳ - چوتھائی ملک کا حاکم ہیرودیس (لوقا ۳ : ۱۹)۔ اس کا خاص نام انتپاس تھا۔ یہ مالتھا سے Malthace سے ہیرودیس کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اسے اپنے باپ کی سلطنت میں سے بطور حصّہ گلیل اور پیریہ کے علاقے مِلے تھے۔ انجیل کے مطابق وہ یوحنّا اصطباغی کو قید میں ڈالنے اور قتل کرانے کا ذمہ دار تھا (مرقس ۶ : ۱۴-۲۸)۔ اُس کی مختصر ملاقات خداوند یسوع مسیح سے بھی ہوئی تھی جب پیلاطُس نے اُنہیں اُس کے پاس فیصلہ کے لئے بھیجا تھا (لوقا ۲۳ : ۷ مابعد)۔ یسوع مسیح نے ایک مرتبہ اُسے "لومڑی" سے تشبیہ دی تھی (لوقا ۱۳ : ۳۱-۳۲)۔ یہ ہیرودیس کے بیٹوں میں سب سے قابل تھا اور اپنے باپ کی طرح عمارتیں تعمیر کرنے کا بڑا دلدادہ تھا۔ اُس نے گلیل کی جھیل کے کنارے تبریاس کا شہر تعمیر کیا (۲۲ء) اور اُس کا نام شہنشاہ تبرلیس کے نام پر رکھا۔ اُس نے نباتی بادشاہ ارتاس کی بیٹی سے شادی کی لیکن اپنے سوتیلے بھائی ہیرودیس فلپّس کی بیوی سے شادی کرنے کے لئے اُسے طلاق دے دی۔ اناجیل متوافقہ کے مصنفین کے مطابق یوحنّا اصطباغی انتپاس کے غضب کا شکار اس لئے ہُوا کیونکہ اُس نے اُس کی دوسری شادی کو ناجائز قرار دیا تھا۔ یہودی مورخ یوسیفس کہتا ہے کہ انتپاس کو خطرہ تھا کہ یوحنّا کی عوام میں مقبولیت بغاوت کا سبب نہ بن جائے۔ ارتاس کو فطری طور پر اس بات کا غم تھا کہ انتپاس نے اس کی بیٹی کو طلاق دے کر اس کی بے عزّتی کی ہے۔ لہٰذا جونہی موقع ملا اُس نے انتپاس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا (۳۶ء) اور انتپاس کو زبردست شکست ہوئی۔ یوسیفس کے مطابق لوگوں کا خیال تھا کہ یہ یوحنّا اصطباغی کو قتل کرنے کی الٰہی سزا تھی۔ ۳۹ء میں انتپاس کے بھتیجے اگرپّا نے شہنشاہ گیُس Gaius سے شکایت کی کہ انتپاس سازشی ہے۔ لہٰذا اُسے معزول کر دیا گیا اور وہ جلاوطنی کی حالت میں مرا۔

۴ - ہیرودیس بادشاہ (اعمال ۱۲ : ۱)۔ یہ اگرپّا کے نام سے مشہور تھا۔ یہ ارستبولس Aristobulus کا بیٹا اور ہیرودیس اعظم کا پوتا تھا۔ ۷ ق م میں اپنے باپ کے قتل کے بعد وہ روم چلا گیا جہاں اُس کی پرورش شاہی خاندان میں ہوئی۔ ۲۳ء میں وہ اس قدر مقروض ہو گیا کہ اُسے روم چھوڑنا پڑا۔ کچھ عرصہ تک وہ اپنے چچا انتپاس کے پاس تبریاس میں رہا جس نے اُس کی بہن

ہیرودیاس سے شادی کی تھی۔ لیکن وہ انتپاس سے جھگڑ پڑا اور ۳۶ عیسوی میں واپس روما آگیا۔ وہاں اُس سے شہنشاہ تبریس کسی بات پر ناراض ہوگیا اور اُس نے اُسے قید میں ڈال دیا۔ لیکن اگلے سال جب تبریس وفات پاگیا تو اُسے نئے شہنشاہ گیس (کلیگولا Caligula) نے رہا کر دیا۔ اُس نے اُسے فلسطین کے شمال مشرق کا علاقہ دیا اور اُسے "بادشاہ" کا لقب بھی عطا کیا۔ ۳۹ء میں انتپاس کی معزولی کے بعد اُسے گلیل اور پیریہ کے علاقے بھی مل گئے۔ جب کلادیس ۴۱ عیسوی میں تخت نشین ہوا تو اُس نے یہودیہ اور سامریہ کو بھی اُس کی بادشاہی میں شامل کر دیا۔ یوں اس کی سلطنت قریباً اپنے دادا کے برابر ہوگئی۔ اُسے اپنی یہودی رعایا کی خوشنودی بھی حاصل ہوگئی کیونکہ وہ اپنی دادی مریمنی کی طرف سے حشمونی خاندان سے تھا۔ غالباً پہلے کی نسبت اب اُس کے رسولوں پر ہاتھ ڈالنے (اعمال ۱۲: ۲، ۳) کو زیادہ قبولیت حاصل تھی کیونکہ ان دنوں یہودیوں کی غیر قوموں کے ساتھ بھائی چارے کی فضا قائم تھی (اعمال ۱۰: ۱-۱۱: ۱۸)۔ اُس کی ۴۴ عیسوی میں ۵۴ سال کی عمر میں اچانک موت کا ذکر لوقا (اعمال ۱۲: ۲۰ مابعد) اور یہودی مورخ یوسیفس دونوں نے کیا ہے۔ ان دونوں کے بیانات ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اُس کا ایک بیٹا اگرپا (دیکھئے کالم ۵) اور دو بیٹیاں تھیں۔ برنیکے کا ذکر اعمال ۲۵: ۱۳ مابعد میں ملتا ہے جو ۲۸ء میں پیدا ہوئی۔ دوسری دروسلہ تھی جو رومی گورنر فیلکس کی تیسری بیوی بنی (مقابلہ کیجئے اعمال ۲۴: ۲۴)۔ وہ ۳۸ء میں پیدا ہوئی تھی۔

۵۔ ہیرودیس اگرپا کا بیٹا (دیکھئے کالم ۴) اگرپا۔ وہ ۲۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ چونکہ وہ اپنے باپ کی وفات پر کم عمر تھا اس لئے اُسے اُس کا جانشین مقرر کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا لیکن بعد میں کلادیس نے اُسے بادشاہ کا لقب عطا کیا اور اُسے فلسطین کا شمالی اور شمال مشرقی علاقہ دیا جس میں ۵۶ء میں نیرو نے مزید اضافہ کیا۔ اُس نے نیرو کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنے دارالحکومت قیصریہ فلپی کا نام تبدیل کر کے نیرونیاس Neronias رکھا۔ ۴۸-۶۶ء اُسے سردار کاہن مقرر کرنے کا خاص حق حاصل تھا۔ ۶۶ء میں روما کے خلاف جو یہودی جنگ شروع ہوئی، اُس نے اُسے روکنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن اُس کی مساعی ناکام رہیں تاہم وہ روما کا وفادار رہا اور روما نے بطور انعام اُس کی سلطنت میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اُس نے ۱۰۰ء میں وفات پائی۔ پولس رسول کے ساتھ مکالمہ کے باعث (اعمال ۲۵: ۱۳-۲۶: ۳۲) نئے عہدنامہ کے قارئین اُس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اُس نے پولس کو کہا تھا کہ وہ تھوڑی سی نصیحت کر کے اُسے مسیحی بنانا چاہتا ہے۔

ہیرودیس اگرپا:۔ دیکھئے ہیرودیس ۴۔

ہیرودیس انتپاس:۔ دیکھئے ہیرودیس ۳۔

ہیرودیون:۔ پولس رسول کا ایک مسیحی رشتہ دار (رومیوں ۱۶: ۱۱)۔

ہیروغلیفی خط۔ ہیروغلیفیات:۔ HIEROGLYPHICS
مصری تصویری خط۔ دیکھئے تصویری خط

ہیکل:۔ یروشلیم میں عمارتوں کے ایک سلسلے کا نام جو عبرانیوں کی قربانیوں اور عبادت کا مرکز تھا۔ خدا کی قدیم اُمت کے لئے قربانیوں کی یہ رسوم عہدِ عتیق کے زمانہ میں ظاہری عبادت کا مرکز اور قوم کو مذہب میں متحد رکھنے کا ایک ذریعہ تھیں۔ خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں یہودیوں کی زندگی میں مقامی عبادت خانوں کو جو مقام حاصل تھا اُس کے باعث ہیکل کی اہمیت قدرے کم ہوگئی تھی۔

یروشلیم میں کوہ موریاہ پر (۲۔ تواریخ ۳: ۱) یکے بعد دیگرے تین ہیکلیں تعمیر ہوئیں۔ آج کل اس جگہ کو حرم الشریف کہتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا بھی مُقدّس مقام ہے۔ پہلی ہیکل سلیمان بادشاہ نے تعمیر کی تھی، دوسری زربابل اور اُن یہودیوں نے جو بابل کی اسیری سے واپس آئے تھے۔ تیسری جو مسیح خداوند کے زمانہ میں موجود تھی اُسے ہیرودیس بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا۔

اکثر قدیم مذاہب میں مندر تعمیر کئے جاتے تھے۔ درحقیقت مجدو اور حصور میں جو کنعانی مندر ملے ہیں وہ نقشے کے لحاظ سے عبرانی ہیکل سے کافی حد تک ملتے جلتے تھے۔ لیکن یروشلیم کی ہیکل اس لحاظ سے منفرد تھی کہ اس کے اندرونی عبادت خانہ میں بت نہیں تھے بلکہ ایک صندوق (جسے ★ عہد کا صندوق کہتے تھے) رکھا ہوا تھا جس میں شریعت کی دو تختیاں تھیں اور صندوق کے سرپوش پر سونے سے گھڑے ہوئے پرستش کی حالت میں دو فرشتے تھے۔

قدیم اسرائیلیوں کی مذہبی زندگی میں ہیکل کو جو مرکزی حیثیت حاصل تھی اس کی جھلک تمام بائبل میں نظر آتی ہے۔ زبوروں میں اس سے متعلق بے حد حوالے ملتے ہیں (مثلاً زبور ۴۲: ۴؛ ۲۶: ۱۳؛ ۸۴: ۱-۴؛ ۱۲۲: ۱، ۹؛ ۱۳۲: ۵، ۷-۸، ۱۳-۱۷)۔ ہیکل صادقوں کی آرزو کا مرکز تھی (زبور ۲۳: ۶؛ ۲۷: ۴، ۵)۔ دنیا کے ہر کونے سے یہودی ہیکل کی زیارت کے لئے آتے تھے (زبور ۱۲۲: ۱-۴؛ اعمال ۲: ۵-۱۱)۔ خداوند یسوع مسیح ۱۲ سال کی عمر میں ہیکل میں گئے تھے (لوقا ۲: ۴۱-۵۱)۔ بعد میں وہ اپنی خدمت کے دوران بھی کئی بار ہیکل میں گئے (متی ۲۶: ۵۵؛ لوقا ۱۹: ۴۵؛ یوحنا ۲: ۲۸، ۳۷؛ ۱۰: ۲۳)۔ جب تک کلیسیا اور

عام یہودیوں میں مکمل جدائی نہ ہوئی تب تک ابتدائی مسیحی بھی ہیکل میں عبادت کرتے رہے (اعمال ۳ : ۱؛ ۵ : ۱۲، ۴۲؛ ۲۱ : ۲۶-۳۴)-

سلیمان کی ہیکل

داؤد اور سلیمان بادشاہوں کے دورِ حکومت میں یہودیوں کی عظیم معاشرتی اور ثقافتی ترقی نے ان کے دلوں میں ہیکل تعمیر کرنے کی خواہش پیدا کی- خیمۂ اجتماع جو پہلے عبادت اور قربانیوں کی رسوم کا مرکز تھا (خروج ابواب ۳۵-۴۰) وہ ان کے بیابان کے زمانہ کی ایک سادہ اور عارضی عبادت گاہ تھی- فطری بات تھی کہ داؤد چاہتا تھا کہ خدا کا گھر بھی اس کے محل کی طرح عالی شان ہو (۲-سموئیل ۷ : ۲)- لیکن خدا نے اُسے اِس گھر کو تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی (۲-سموئیل ۷ : ۵-۷؛ ۱-تواریخ ۲۲ : ۸)- تاہم اُس نے اُس کا نقشہ بنایا اور سامان فراہم کیا (۱-تواریخ ۲۲ : ۱-۱۹؛ ۲۸ : ۱-۲۹ : ۹)- اُس نے خاص طور پر ہیکل میں مختلف خدمات کو سرانجام دینے کے لئے لاویوں کو مقرر کیا (۱-تواریخ ۲۳ : ۱-۲۶ : ۱۹)-

اب سلیمان کی ہیکل کا کچھ بھی باقی نہیں رہا- مگر ظاہر ہی ہے کہ وہ خیمۂ اجتماع کے نمونہ پر تھی لیکن اپنی زیب و زینت میں وہ اس سے کہیں زیادہ شاندار تھی- فینیکیوں نے جو عبرانیوں سے زیادہ تہذیب یافتہ تھے ہیکل کے ڈیزائن اور تعمیر میں بہت بڑا کردار ادا کیا- حال ہی میں ماہرینِ آثارِ قدیمہ کو فینیکے اور سُریا کی کھدائی میں ایسی اشیاء ملی ہیں جو ہیکل کی تفصیلات اور مقاصد کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہیں- خاص طور پر وہ مندر جو سُریا میں تل تعنات Tell Tainat میں ملا ہے بڑا مفید ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ اُسی زمانہ میں تعمیر ہوا جب ہیکل سلیمانی تعمیر ہوئی تھی- کہا جاتا ہے کہ اُس کی عمارتی تفصیلات سلیمان کی ہیکل کی تفصیلات کا اندازہ لگانے میں بڑی مدد کرتی ہیں-

ہیکل اپنی عظیم جسامت کے لئے نہیں بلکہ اپنی ہر تفصیل میں خوبصورتی کے لئے مشہور تھی- اس میں صرف کاہن ہی داخل ہو سکتے تھے- عام اسرائیلی اس کے نزدیک تو جا سکتے تھے لیکن اندر نہیں-

اس ہیکل کو تعمیر کرنے میں سات سال لگے- اِسے سلیمان بادشاہ کی حکومت کے گیارھویں سال قریباً ۹۵۰ ق م میں مخصوص کیا گیا (۱-سلاطین ۶ : ۳۸)، اور یہ اُس وقت تباہ ہوئی جب بابلیوں نے ۵۸۷ ق م میں یروشلیم کو آگ لگا کر برباد کر دیا تھا-

ہیکل پہلے سے تیار شدہ سامان سے تعمیر ہوئی تھی- یہ سفید پتھروں سے بنی تھی جو یروشلیم میں یا اس کے نزدیک کانوں میں ہی نقشے کے مطابق تیار کئے گئے تھے (۱-سلاطین ۶ : ۷)- جب ان پتھروں کو کانوں سے لایا جاتا تو انہیں نقشے کے مطابق دیواروں میں ویسے ہی لگا دیا جاتا- یہاں ہی سے ردّ کئے گئے کونے کے سرے کے پتھر کی اصطلاح (زبور ۱۱۸ : ۲۲؛ ۱-پطرس ۲ : ۶-۸) وجود میں آئی- پھر ان پتھر کی دیواروں کو لبنان کے دیودار کے تختوں سے پاٹا گیا- غالباً اس کام کو فینیکے کے ماہر کاریگروں نے انجام دیا تھا (دیکھئے ۱-سلاطین ۵ : ۶؛ ۶ : ۱۵، ۱۸)- ہیکل سلیمانی کی زیادہ تر تفصیلات ۱-سلاطین ۵ : ۱-۹ : ۲۵ اور ۲-تواریخ ۲ : ۱-۷ : ۲۲ میں مندرج ہیں-

ہیکل کے تین حصّے تھے : (۱) **اُولام** یا صحن جس سے ہو کر اصل ہیکل میں داخل ہوتے تھے- (۲) **ہیکال** یا پاک مقام جس میں جالی دار جھروکوں سے روشنی آتی تھی (۱-سلاطین ۶ : ۴)- اس کی چوڑائی ۳۰ فٹ، لمبائی ۶۰ فٹ اور اونچائی ۴۵ فٹ تھی- اِس کے تختے دیودار کے تھے جن پر لٹّو اور پھول کندہ تھے اور خوبصورتی کے لئے ان پر سونا منڈھا ہوا تھا- (۳) **دبیر** یا پاک ترین مقام (۲-تواریخ ۳ : ۸-۱۳)- یہ اندرونی کمرہ ۳۰ مکعب فٹ تھا- اِس میں کوئی کھڑکی نہیں تھی اور یہ سونے سے منڈھا ہوا تھا- اس کا فرش اُونچا تھا اور اس میں پاک مقام سے ہو کر داخل ہونے کے لئے زینے بنے ہوئے تھے- یہاں پر خدا اپنی حضوری کو خاص طور پر ابر (شکینہ) میں ہو کر ظاہر کرتا تھا-

ہیکل ۹ فٹ بلند چبوترے پر بنی ہوئی تھی جس تک پہنچنے کے لئے دس زینے تھے- اس چبوترے پر صحن میں داخل ہونے سے

ایک مصوّر کے خیال کے مطابق سلیمان کی ہیکل کی تصویر- سامنے یاکین اور بوعز کے ستون دکھائی دیتے ہیں- درمیان میں ایک خوبصورت دروازہ ہے جس سے ہیکل کی ڈیوڑھی میں داخل ہوتے تھے- دونوں جانب سہ منزلہ ذخیرہ خانے بھی دکھائی دیتے ہیں- اس تصویر کا ہیکل کے نقشہ سے مقابلہ کیجئے-

پہلے ۲ ستون تھے جو یاکین اور بوعز کہلاتے تھے (۱-سلاطین ۷: ۱۵-۲۲)۔ ممکن ہے کہ یہ اُس تحریر کے پہلے الفاظ ہوں جو ان ستونوں پر کندہ تھی۔ اِن کے ساتھ ہی صحن میں داخل ہونے کا دروازہ تھا۔ دراصل صحن پاک مقام کے لئے ایک قسم کی ڈیوڑھی تھی۔ زیتون کے دروازوں پر کروبی، کھجور کے درخت اور کھلے ہوئے پھول کھُدے ہوئے تھے جن پر سونا منڈھا ہوا تھا (۱-سلاطین ۶: ۱۸، ۳۲، ۳۵)۔ یہ امتیازی خصوصیت قدیم مشرقِ قریب کے مندروں کے ڈھانچوں پر اکثر نظر آتی ہے۔

سیڑھیاں
برآمدہ
پاک مقام
پاک ترین مقام
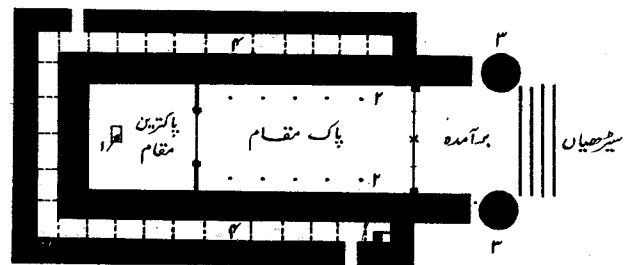
سلیمان بادشاہ کی تعمیر کردہ ہیکل کا خاکہ

۱-عہد کا صندوق ۲-سونے کے شمعدان ۳-یاکین اور بوعز ستون ۴-حجرے

پاک مقام میں سونے کے دس شمعدان تھے (۱-سلاطین ۷: ۴۹)۔ ہیرودیس کی ہیکل کے ایک شمعدان کی تصویر روما میں طِطُس کی محراب پر بنی ہوئی ہے جہاں اُسے ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی کے بعد رومی سپاہیوں کو اُٹھا کر لے جاتے دکھایا گیا ہے۔ ایک میز پر نذر کی بارہ روٹیاں رکھی جاتی تھیں۔ بخور جلانے کا سونے کا مذبح (۱-سلاطین ۷: ۴۸) مع سینگوں کے پاک ترین مقام کے مدخل کے قریب رکھا ہوا تھا۔

پاک ترین مقام میں دو محافظ کروبی تھے جو زیتون کی لکڑی کے بنے اور سونے سے منڈھے ہوئے تھے۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو چیزیں ملی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عجیب شکل کے تھے جن کے جسم غالباً شیر کے، چہرے انسان کے اور پر بہت بڑے بڑے تھے۔ وہ خدا کی جلالی حضوری کو ظاہر کرتے تھے۔ ان کے نیچے عہد کا صندوق تھا۔ اس پر سونا چڑھا ہوا تھا۔ اس کے سرپوش کو رحم گاہ کہتے تھے جس پر کفارہ کے دن کفارہ کا خون چھڑکا جاتا تھا (احبار ۱۶: ۱۴، ۱۵)۔

ہیکل کے دہنے اور بائیں ہاتھ اور پشت پر سہ منزلہ ذخیرہ خانے بنے ہوئے تھے۔ وہ پاک مقام سے کم اُونچے تھے اس لئے جھروکوں سے پاک مقام میں روشنی آتی رہتی تھی۔ قرونِ وسطیٰ میں کیتھڈرلوں کی کھڑکیاں انہی جھروکوں کے نمونہ پر بنائی گئی تھیں۔ مقدِس کے اردگرد کے کمروں میں ہیکل کا عظیم خزانہ رکھا جاتا تھا (۱-سلاطین ۷: ۵۱)۔

ہیکل کے سامنے صحن میں مذبح اور پیتل کا حوض تھا۔ ان دونوں کا ہیکل کی عبادت سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ قربانی کی عبادتی رسوم میں سوختنی قربانی کے مذبح کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ پیتل کا بنا ہوا تھا (۲-تواریخ ۴: ۱) اور غالباً اُس چٹان پر تھا جس پر آج کل مسجدِ اقصیٰ کھڑی ہے۔

مذبح کے جنوب میں پیتل کا حوض تھا (۱-سلاطین ۷: ۲۳-۲۶؛ ۲-تواریخ ۴: ۲-۶)۔ یہ ڈھلا ہوا عظیم الجثہ حوض وادی یردن میں بنایا گیا تھا جہاں دھات ڈھالنے کے سانچے بنانے کے لئے اچھی چکنی مٹی ملتی تھی۔ یہ ساڑھے تین انچ موٹا تھا۔ اس کا قطر ۱۵ فٹ اور اونچائی ۷½ فٹ تھی اور یہ ۱۲ بیلوں کی پُشت پر رکھا ہوا تھا۔ ان میں سے تین کے منہ مشرق کی طرف، تین کے مغرب کی، تین کے شمال کی اور تین کے جنوب کی طرف کئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل کی پڑوسی حکومتوں میں بھی اسی قسم کے جانور تخت کو اُٹھائے ہوتے تھے۔ بابلیوں نے دھات کے ڈھلے ہوئے اس قدیم عظیم الجثہ شاہکار کو توڑ ڈالا اور اُس کا پیتل بابل لے گئے (۲-سلاطین ۲۵: ۱۳)۔

یہاں پر صرف ہیکل کی عمارت ہی نہیں تھی بلکہ اس کے قریب ہی سلیمان نے متعدد شاہی عمارتیں بھی تعمیر کی تھیں۔ ان میں سلیمان کا اپنا محل، فرعون کی بیٹی کا محل، لبنان کے بن کی لکڑی کا محل، ستونوں کا برآمدہ اور عدالت کا برآمدہ شامل تھے (۱-سلاطین ۷: ۱-۸)۔ اس قرینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیکل شاہی عبادت گاہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ہیکل کو سلیمان نے خود مخصوص کیا تھا۔ اس موقع پر اُس کی دعا (۱-سلاطین ۸: ۲۲-۶۱) سے وہ عظیم رُوح ظاہر ہوتی ہے جو یہوواہ کی پرستش میں بت پرست قوموں کی طرف بھی ہاتھ بڑھاتی ہے۔

بلاشبہ، عبرانی حکومت کے دوران ہیکل میں کچھ تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ بعض اوقات بُت پرستی کو بھی داخل کرنے کی کوشش کی گئی (۲-سلاطین ۱۶: ۱۰-۱۸؛ ۲۱: ۴-۹؛ حزقی ایل ۸: ۳-۱۸)۔ تاہم نیکوکار بادشاہوں نے اُس کی بحالی کی اور دوبارہ مخصوص کیا (۲-تواریخ ۲۹: ۳-۳۱؛ ۲۱؛ ۳۴: ۸-۳۳)۔ غیر ملکی بادشاہوں نے اُس پر حملہ کیا (۱-سلاطین ۱۴: ۲۵-۲۶؛ ۲-سلاطین ۱۲: ۱۸؛ ۱۴: ۱۴؛ ۱۸: ۱۵، ۱۶)۔ جب ۵۸۷ ق م میں یروشلیم پر بابلیوں نے بالآخر قبضہ کر لیا تو شہر کے ساتھ ہیکل کو بھی تباہ کر دیا گیا اور وہ اُس کے قیمتی ظروف اور خزانے بابل لے گئے (۲-سلاطین ۲۵: ۸، ۹، ۱۳-۱۷)۔

حزقی ایل کی ہیکل

حزقی ایل نبی کاہن بھی تھا۔ وہ اپنی کتاب کے پہلے حصے میں پیشینگوئی کرتا ہے کہ خدا اپنے نافرمان اور بُت پرست لوگوں کی عدالت اس طرح کرے گا کہ وہ یروشلیم سے اپنی حضوری اٹھا لے گا اور شہر کو غیر قوموں کے ہاتھوں اُجڑنے کے لئے چھوڑ دے گا۔ لیکن کتاب کے

آخری حصّہ میں اس کے بالکل برعکس بنایا گیا ہے کہ یہوداہ اور اسرائیل کی دونوں سلطنتیں دوبارہ متحد کر دی جائیں گی۔ اس رویا کی معراج، نبی کا خدا کی بحال شدہ ہیکل کے بارے میں بیان ہے جس میں سے زندگی کا پانی بہہ رہا ہے اور خدا کے لوگ اس کے گرداگرد رہ رہے ہیں (ابواب ۴۰-۴۸)۔ اِس رویا کی کلید یہوہ شامّا Yahweh Shamma ہے یعنی "خداوند وہاں ہے"۔ خدا پھر اپنے لوگوں میں سکونت کرے گا۔ جس ہیکل کا یہاں ذکر ہے وہ ایک تصوّری ہیکل ہے جو ہیکل سلیمانی سے ملتی جلتی بھی ہے اور نہیں بھی۔ ایسی ہیکل نہ کبھی موجود تھی اور نہ ہی تعمیر کی جا سکتی ہے۔

اس ہیکل کی رویا کے مطلب کے بارے میں مختلف خیالات ہیں۔ وہ مفسّرین جو اس رویا کی لفظی تکمیل کے قائل ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہیکل یروشلیم میں ہوگی اور خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں خدا کی پرستش کا دنیا کے لئے ایک عظیم مرکز ہوگی۔ مذکور قربانیوں (۴۳: ۱۸-۲۷) کی نسبت اُن کا خیال ہے کہ ان کی نوعیّت محض یادگاری کے طور پر ہوگی جو آگے کی بجائے جیسا کہ عہدِ عتیق کی قربانیاں کرتی تھیں پیچھے کی طرف مسیح کی مکمل قربانی کی طرف اشارہ کریں گی۔

دیگر مفسّرین کا خیال ہے کہ اس تفصیل کو لفظی طور پر نہیں لیا جا سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ عبرانیوں کے خط میں بتایا گیا ہے کہ قربانیوں کا سلسلہ مسیح کی قربانی کی تصویر پیش کرتا ہے اور چونکہ کامل قربانی دی جا چکی ہے اس لئے ناکامل قربانیاں منسوخ ہو گئیں (عبرانیوں ۷: ۱۱-۱۰: ۳۹)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنّا، حزقی ایل کی ہیکل کی رویا کو مکاشفہ کی کتاب میں استعمال کر رہا ہے (مکاشفہ ۲۱: ۹-۲۲: ۵)۔ لیکن یہاں وہ ہزار سالہ حکومت میں ہیکل کے بارے میں نہیں لکھ رہا بلکہ کلیسیا کے ابدی جلال کے متعلق۔ چنانچہ یہ مفسرین سمجھتے ہیں کہ حزقی ایل کی ہیکل خداوند کی نئی اور پاک ہیکل کا جو مسیح کا بدن ہے (یعنی کلیسیا۔ افسیوں ۲: ۱۱-۳: ۶) ایک نہایت عمدہ تشبیہی عکس ہے۔

زرّبابل کی ہیکل

وہ یہودی جو خورس بادشاہ کے فرمان کے مطابق بابل کی اسیری سے واپس آئے (۵۳۸ ق م) ایک چھوٹا سا ہی گروہ تھا۔ ان کی حالت بڑی خستہ تھی۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے اور ان کے ذرائع آمدنی بھی اتنے کمزور تھے کہ اُنہیں مدد کے لئے بار بار بابل میں مقیم یہودیوں کی طرف دیکھنا پڑتا تھا۔ جو ہیکل انہوں نے تعمیر کی وہ اس کی ایک اچھی مثال ہے۔ جب بنیادیں رکھی گئیں تو وہ عمر رسیدہ لوگ جنہوں نے سلیمان کی ہیکل کو دیکھا تھا رو پڑے (حجّی ۲: ۳)، لیکن جوانوں نے جو اسیری میں پیدا ہوئے تھے خوشی کے نعرے مارے (عزرا ۳: ۱۲)۔

اسیری کے بعد کی پہلی صدی میں جو عمارتیں یہودیوں نے اپنے ملک میں دوبارہ تعمیر کیں ان کی مانند یہ بھی ایک معمولی عمارت تھی۔

اسیری سے واپسی کے فوراً بعد لوگوں نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنا شروع کر دیا۔ اس تحریک کے راہنما سردار کاہن یشوع اور گورنر زرّبابل تھے۔ ۵۱۵ ق م تک اس ہیکل کو تعمیر کرتے وقت بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس وقت حجّی نبی اور زکریاہ نبی کام کو مکمل کرنے کے لئے لوگوں پر زور دیتے رہے۔ آخر عمارت مکمل ہو گئی۔ اس ہیکل کی کوئی تفصیل یا خاکہ موجود نہیں۔ غالباً اس کی لمبائی چوڑائی وہی تھی جو سلیمان کی ہیکل کی تھی لیکن یہ اس کی مانند پُرشکوہ اور قیمتی نہیں تھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نئی ہیکل کے پاک مقام کے سامنے پردہ تھا۔ اس میں ایک شمعدان، بخور جلانے کا سونے کا ایک مذبح اور نذر کی روٹیوں کی ایک میز تھی۔ ایک اور پردہ پاک مقام (ھیکال) کو پاک ترین مقام سے علیحدہ کرتا تھا۔ یوسیفس کے مطابق پاک ترین مقام خالی تھا۔ ظاہر ہے کہ عہد کا صندوق ۵۸۷ ق م میں تباہ کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ دوسرا نہیں رکھا گیا۔ اس کی جگہ کی نشاندہی ایک سِل کے ذریعہ سے کی گئی تھی۔ بابلی تلمود میں مرقوم ہے کہ نئی ہیکل میں پانچ چیزیں نہیں تھیں: عہد کا صندوق، پاک آگ، شکینہ، پاک رُوح اور اُوریم اور تمّیم۔

بلاشبہ مابعد کی صدیوں میں ہیکل کی کئی مرتبہ مرمّت اور تزئین کی گئی لیکن اس کے متعلق ہمیں کچھ علم نہیں۔ اس کے بارے میں ہماری مزید معلومات کا تعلق انطاکس اِپفینس کے زمانہ سے ہے۔ ۱۶۸ ق م میں اس سریانی بادشاہ نے یہودی مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی۔ اُس نے ہیکل کا سامان لُوٹ لیا اور سردار کاہن کو اس کے مذبح پر سُوَر قربان کرنے پر مجبور کیا۔ اُس کا یہ کام مکابی بغاوت کا پیش خیمہ ثابت ہُوا۔ ۱۶۵ ق م میں یہودیوں نے مکابیوں کی سرکردگی میں ہیکل پر قبضہ کر کے اُسے پاک و صاف اور دوبارہ مخصوص کیا۔ ۱۔ مکابیتن ۴: ۴۴-۴۶ میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے ناپاک کئے ہوئے سوختنی قربانی کے مذبح کے پتھروں کو نئے پتھروں سے بدلا اور ان پُرانے ناپاک پتھروں کو ایک طرف رکھ دیا "جب تک کہ کوئی نبی برپا نہ ہو جو اُن کے بارے میں فیصلہ کرے"۔ ہیکل کی دوبارہ مخصوصیّت اور معجزانہ طور پر شمعدانوں کے لئے تیل کی بہم رسانی کی کہانی کو یہودیوں کی عیدِ تخصیص (حنوکہ) کے ذریعے دوام بخشا گیا ہے۔

یہوداہ مکابی نے ہیکل کے گرداگرد دیواریں اور بُرج بنا کر اُسے یروشلیم کا قلعہ بنا دیا۔ اگلی صدی کے دوران کسی وقت ہیکل اور حشمونی محل کو ملانے کے لئے تبراپئ کی وادی پر پُل بنایا گیا۔ حشمونی

(مکابیوں کا بعد کا نام) بیک وقت سردار کاہن اور بادشاہ دونوں تھے اور اِس راستے کے وسیلے وہ ہیکل کا دفاع آسانی سے کر سکتے تھے۔ یہ سب کچھ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُس زمانے میں امن و امان ہر وقت خطرہ میں تھا۔ اب سے ہیکل یہودیوں کا مذہبی اور فوجی مرکز ہوگئی۔

۶۳ ق م میں رومی جنرل پمپی نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا اور حشمونی پُل توڑنے کے بعد بڑی مشکل سے ہیکل پر قبضہ کیا۔ پمپی نے ہیکل کو کوئی نقصان نہ پہنچایا لیکن ۹ سال بعد رومی کونسل کراسس نے اُس کا سب سونا اُتار لیا۔

ہیرودیس کی ہیکل

ہیرودیس کی ہیکل کی بابت ہماری معلومات کے ماخذ ایک تو یہودی مورخ یوسیفس ہے جو ۹۰ء کے قریب اپنے پورے عروج پر تھا اور کاہن بھی تھا۔ دوسرا ★ مِشنہ کا ایک ٹریکٹ مِدوت Middoth ہے جو ہیکل کی بربادی کے کم از کم ایک صدی بعد لکھا گیا۔ تاہم یہ دونوں خامیوں سے خالی نہیں اور ان میں ہیرودیس کی اس ہیکل کے بارے میں متعدد تفصیلات غیر یقینی ہیں۔

ہیرودیس اعظم (۳۷-۴ ق م) تعمیرات کا بے حد شوقین تھا۔ اُس نے متعدد شہروں اور مندروں کو دوبارہ تعمیر کرایا، لہٰذا یہ فطری بات تھی کہ وہ اپنی عظمت کو بڑھانے کے لئے ہیکل کو پہلے سے زیادہ بڑی، پُرشکوہ اور خوبصورت بناتا۔ علاوہ ازیں اس کے پس پُشت دیگر عوامل بھی کارفرما تھے، خاص طور پر یہ کہ وہ خود کو مذہبی یہودیوں کی نظر میں زیادہ مقبول بنانا چاہتا تھا جو اُس کے ادومی النسل اور رومیوں کا دوست ہونے کے باعث اُس کے مخالف تھے۔

ہیرودیس نے اپنے دورِ حکومت کے ۱۸ ویں سال (۲۰-۱۹ ق م) ہیکل کو تعمیر کرنا شروع کیا۔ یہودیوں کو خدشہ تھا کہ اس سے ان کی عبادت میں خلل واقع ہوگا، لیکن ہیرودیس نے اس کا حل یہ نکالا کہ اُس نے قدیم ڈھانچے کو تھوڑا تھوڑا اکھاڑ کے تعمیر کیا۔ اس طرح عبادت میں کبھی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی اور ایک نئی ہیکل بھی تعمیر ہوگئی۔ چونکہ ہیکل اور اندرونی صحن میں صرف کاہن ہی داخل ہو سکتے تھے اس لئے اُن میں سے ایک ہزار معماروں اور بڑھئیوں کو اندرونی تعمیرات کے لئے مقرر کیا گیا۔ پاک اور پاک ترین مقام تو ڈیڑھ سال میں مکمل ہوگیا اور آٹھ سال اردگرد کی عمارتوں اور صحن بنانے میں لگے۔ وہ ۶۴ء میں ہی مکمل ہوئے۔ یہودیوں نے مسیح خداوند کو کہا تھا کہ ہیکل ۴۶ سال میں بنی ہے (یوحنا ۲: ۲۰) لہٰذا اُسے مکمل ہونے میں مزید تیس سال سے زیادہ درکار تھے۔ اس کے بعد وہ جلد ہی تباہ کر دی گئی۔ تمام لوگ اس عمارت کے پُرشکوہ ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ سفید سنگِ مرمر سے بنی تھی، اور اس کے مشرقی حصّے پر سونا چڑھا ہُوا تھا جو چڑھتے ہوئے سورج کی شعاعیں منعکس کرتا تھا۔

اس ہیکل کا رقبہ غالباً موجودہ حرم الشریف کے برابر تھا، لیکن اِس کے شمالی سرے میں انطونیہ کا قلعہ تھا۔ یہ رقبہ اُس رقبے سے جس پر زربابل کی ہیکل تھی دوگنا تھا۔ اِسے مصنوعی طور پر بڑھانے کے لئے زمین دوز محرابیں تعمیر کی گئیں (موجودہ "سلیمان کا اصطبل") اور ملبہ کو روکنے کے لئے دیواریں بنائی گئیں۔ اس رقبہ (جو تقریباً ۲۶ ایکڑ تھا) کے چوگرد ایک بلند دیوار تھی۔ داخل ہونے کے لئے ہر سمت ایک دروازہ تھا لیکن مرکزی دروازے جنوبی اور مغربی دیواروں میں تھے۔ مغربی دروازہ بہت خوبصورت تھا (اعمال ۳: ۲، ۱۰)۔ غالباً یہ اس جگہ تھا جہاں آج کل سنہری دروازہ ہے۔ دیواروں کی اندر کی طرف برآمدے تھے جن میں سے سب سے عمدہ جنوب کی طرف تھا۔ اس میں چار قطاروں میں کرنتھی طرز پر چمکدار سفید سنگِ مرمر کی ۱۶۲ سلیں لگی ہوئی تھیں۔ مشرقی برآمدہ کو "سلیمان کا برآمدہ" کہا جاتا تھا (یوحنا ۱۰: ۲۳؛ اعمال ۳: ۱۱؛ ۵: ۱۲)۔ عیدوں کے ایّام میں رومی سپاہی برآمدوں کی چھتوں پر گشت کرتے تھے تاکہ امن و امان قائم رہے۔

ہیکل کے شمال مغربی کونے پر انطونیہ کا قلعہ تھا۔ یہ اُس سپاہ کا ہیڈ کوارٹر تھا جس کی اکثر و بیشتر امن و امان قائم رکھنے کے لئے ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ اُن زینوں سے جو ہیکل کی حدود سے انطونیہ کے قلعہ کو جاتے تھے پولس رسول نے تقریر کی تھی (اعمال ۲۱: ۳۱-۲۲: ۲۱)۔ اس تقریر سے پہلے لوگ پولس کو گھسیٹ کر لائے تھے اور ہلاک کرنا چاہتے تھے لیکن پلٹن کے سردار اور سپاہیوں نے اُس کی جان بچائی۔

ہیکل کے علاقے میں داخل ہونے کے بعد ایک شخص کا چار صحنوں سے جن کے اردگرد دیواریں تھیں واسطہ پڑتا تھا۔ پہلا غیر قوموں کا صحن تھا۔ یہ مُقدّس جگہ نہیں تھی۔ چنانچہ غیر قوم یہاں آ سکتے تھے۔ یہاں خرید و فروخت ہوتی تھی اور اِسی مقام سے خداوند یسوع مسیح نے خرید و فروخت کرنے والوں کو نکالا تھا (یوحنا ۲: ۱۴-۱۷)۔ غیر قوموں کے صحن کے اندر ہیکل اور اندرونی صحن واقع تھے جو باہر کے صحن کے فرش سے ۲۲ فٹ بلند چبوترے پر بنے ہوئے تھے۔ اس چبوترے تک پہنچنے کے لئے زینے تھے اور اس کے اردگرد پتھروں کی دیوار تھی جس پر یونانی اور لاطینی میں لکھا ہُوا تھا کہ اگر کوئی غیر یہودی اس میں داخل ہُوا تو اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اس قسم کے بہت سے پتھر ملے ہیں (مقابلہ کیجئے اعمال ۲۱: ۲۶-۲۸)۔

اس چبوترے پر اندرونی صحن تھا۔ یہاں سے ہیکل کی حدود شروع ہوتی تھیں اور یہ مقدّس جگہ تھی۔ یہاں صرف عہدی لوگ ہی داخل ہو سکتے تھے۔ اِس کے گرداگرد بلند دیوار تھی اور ا

دیوار کے اندر کی طرف ذخیرہ خانہ اور ستونوں کی قطاریں تھیں۔ عبادتی رسوم کا ساز و سامان انہی کمروں میں رکھا جاتا تھا اور غالباً صدرِ عدالت Sanhedrin کا اجلاس بھی ان میں سے کسی ایک کمرہ میں ہوتا تھا۔ اندرونی صحن شمالاً جنوباً ایک ترچھی دیوار کے ذریعہ دو غیر مساوی حصّوں میں تقسیم تھا۔ مشرقی چھوٹا حصّہ عورتوں کا صحن کہلاتا تھا۔ یہاں عورتیں اور مرد آ سکتے تھے اور یہاں ۱۳ صندوق رکھے تھے جن میں ہیکل کے اخراجات کے لئے چندہ ڈالا جاتا تھا۔ یہاں پر ہی خداوند مسیح نے اُس بیوہ کی جس نے دو دمڑیاں ڈالی تھیں تعریف کی تھی (مرقس ۱۲: ۴۱-۴۴)۔ رسمی طہارت کی بنا پر مغربی حصّے میں جس میں ہیکل واقع تھی صرف مرد ہی جا سکتے تھے۔ ہیکل کی دوسری طرف کاہنوں کا صحن تھا جس میں سوختنی قربانی کا مذبح اور پیتل کا حوض تھا۔ کاہنوں کے صحن کے دوسری طرف اسرائیل کا صحن تھا جس میں ہر ایک یہودی مرد جا سکتا تھا۔ جب عبادت جاری ہوتی تو یہاں پر لوگ دعا کرنے اور قربانیاں چڑھانے کے لئے جمع ہوتے تھے (لوقا ۱: ۱۰)۔

ان متعدد صحنوں کے درمیان ہیکل تھی جو کاہنوں کے صحن سے ۱۲ زینے بلند تھی۔ جب پولس رسول نے یہ کہا کہ "جس نے.... جدائی کی دیوار کو ڈھا دیا" تاکہ غیر قوم بھی خدا کی رفاقت میں آ سکیں (افسیوں ۲: ۱۴) تو اُس کے ذہن میں ہیکل کی یہی حد بندی تھی۔

ہیکل کے مشرق میں ایک برآمدہ تھا جو سو ہاتھ لمبا تھا۔ یہ ہیکل کے پہلوؤں سے ۱۵ ہاتھ آگے کی طرف بڑھا ہوا تھا کیونکہ ہیکل ۷۰ ہاتھ چوڑی تھی۔ برآمدہ میں داخل ہونے کی جگہ کے اوپر (اس میں دروازہ نہیں تھا) ہیرودیس نے سونے کا عقاب نصب کرا رکھا تھا۔ یہ رومی نشان تھا (اور ناپاک پرندہ تھا) جس سے یہودی سخت نفرت کرتے تھے۔ پاک مقام میں داخل ہونے کے راستے کے سامنے بڑا خوبصورت اور رنگا رنگ بابلی پردہ لٹکا ہوا تھا۔ پاک مقام کا اندرونی رقبہ ۴۰ ہاتھ لمبا، ۲۰ ہاتھ چوڑا اور ۶۰ ہاتھ بلند تھا۔ اس کے درمیان بخور جلانے کا مذبح، شمال کی طرف پاک روٹیوں کی میز اور جنوب کی طرف شمعدان تھا۔ اس میں صرف وہی کاہن جا سکتا تھا جس کی باری ہوتی تاکہ وہ صبح شام بخور جلائے، شمعدانوں کی بتیاں درست کرے اور ہر سبت کو روٹیاں تبدیل کرے۔

هیکال (پاک مقام) اور دِبیر devir (پاک ترین مقام) کے درمیان دو پردے لٹکے ہوئے تھے اور ان میں ایک ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ کفارہ کے دن سردار کاہن اپنا بخوردان لے کر ان پردوں میں سے گذر کر پاک ترین مقام میں داخل ہوتا۔ اناجیل نے اسے ایک ہی پردہ کہا ہے جو مسیح کی مصلوبیت کے وقت پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا (متی ۲۷: ۵۱؛ مرقس ۱۵: ۳۸؛ لوقا ۲۳: ۴۵)۔ دِبیر (پاک ترین مقام) خالی رہتا تھا اور سردار کاہن اُس میں سال میں ایک مرتبہ کفارہ کے دن ہی داخل ہوتا تھا۔

ایک ۴۰ ہاتھ بلند بالاخانہ ہیکل کے ان دونوں کمروں کے اُوپر تھا۔ اس بالاخانہ سے ضروری مرمّت کے لئے کاریگروں کو صندوقوں میں اُتارا جاتا تھا تاکہ وہ پاک جگہ غیر ضروری طور پر نہ چلیں پھریں۔ جس طرح سلیمان کی ہیکل میں، اُسی طرح ہیرودیس کی ہیکل کے دائیں بائیں اور پشت کی طرف ذخیرہ خانے بنے ہوئے تھے۔ یہ سامان رکھنے اور کاہنوں کی رہائش کے لئے تھے۔ ہیکل میں قدرتی روشنی چھت یا کھڑکیوں کے ذریعہ داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ اُس میں شمعدانوں کے ذریعہ روشنی مہیا کی جاتی تھی۔

ہیکل کے سامنے اور کاہنوں کے صحن میں سوختنی قربانی کا مذبح تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس عظیم چٹان پر یہ مذبح تھا وہاں اب مسجدِ اقصیٰ ہے۔ یہ مذبح غیر تراشیدہ پتھر کا تھا اور اس پر ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی۔ جنوب مغربی سرے پر ایک نالی تھی جو خون کو قدرون کی وادی میں لے جاتی تھی۔ مذبح کے شمال میں ۲۴ چھلّے گاڑے ہوئے تھے جن سے قربانی کے جانوروں کو باندھ کر ذبح کیا جاتا تھا۔ اس کے مزید شمال میں ستون تھے جن کے ساتھ لوہے کے کنڈے لگے تھے۔ اُن پر ذبح کئے ہوئے جانور کو لٹکا کر اس کی کھال اُتاری جاتی اور تیار کیا جاتا تھا۔ کاہن نہ صرف قربانی کے جانوروں پر گذارہ کرتے تھے بلکہ جب لوگ اپنے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے تو اُسے بھی مذہبی ذبیحہ سمجھا جاتا اور اس وقت بھی چند رسومات ادا کی جاتی تھیں۔

سوختنی قربانی کے مذبح کے جنوب میں پیتل کا حوض تھا جہاں کاہن اپنا سر اور ہاتھ پاؤں دھوتے تھے۔ پانی، ہیکل کے چشمے سے پائپوں کے ذریعہ پہنچایا جاتا تھا۔

۷۰ء کے ماہ اگست میں جب رومی فوجوں نے یروشلیم پر قبضہ کیا تو انہوں نے ہیکل کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ روم میں طِطُس کی فتح کی محراب پر سپاہیوں کو ہیکل کے ظروف اور لوٹ کا مال لے جاتے دکھایا گیا ہے۔ اس تباہی نے ہیکل اور کلیسیا کی ایک دوسرے سے علیحدگی کو مکمل کر دیا اور اس طرح سے کلیسیا کو اسرائیل سے بالکل الگ تھلگ مذہب ہونے میں مدد ملی۔ ابتدائی مسیحیوں نے ہیکل کی عبادتوں کے موقوف ہو جانے میں اس دعوے کا کہ عہدِ عتیق کی رسمی شریعت میں جس نجات دہندہ کا عکس ملتا ہے وہ مسیح خود ہیں ثبوت دیکھا۔

نئے عہد نامہ میں ہیکل کی اصطلاح تشبیہاً مختلف طریقوں سے استعمال ہوئی ہے۔ مسیح خداوند نے اپنے بدن کو ہیکل کہا (یوحنا ۲: ۱۹، ۲۱)۔ ایماندار فرداً فرداً ہیکل ہیں (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹)۔ کلیسیا بھی ہیکل ہے، لیکن اُس یہودی ہیکل کے برعکس اِس تک سب ایماندار

کو رسائی حاصل ہے (عبرانیوں ۶ : ۱۹؛ ۱۰ : ۲۰) جسے مسیح نے عہدِ عتیق کی رسومات کی قید سے آزاد کر دیا ہے (افسیوں ۲ : ۱۴)۔ عبرانیوں کے نام خط (خاص طور پر ابواب ۷ - ۱۰) میں مسیح خداوند کو ہیکل اور اُس کی رسومات کو پورا کرنے والا بتایا گیا ہے۔ "بہتر عہد" کے خیال کی تکمیل کو اُس نئے یروشلیم میں دیکھا جا سکتا ہے جہاں "میں نے اُس میں کوئی مَقدِس نہ دیکھا اس لئے کہ خداوند خدا قادرِ مطلق اور برّہ اُس کا مَقدِس ہیں" (مکاشفہ ۲۱ : ۲۲)۔

ہیلم - ھالم :- ۱ - آشر کے قبیلہ کا ایک فرد (۱ - تواریخ ۷ : ۳۵)۔
۲ - ایک سفیر (زکریاہ ۶ : ۱۴)۔ غالباً زکریاہ ۶ : ۱۰ میں مذکور خلدی (خلدائی) بھی یہی شخص تھا۔

ہیلیوپلس :- (یونانی = سورج کا شہر)۔ دریائے نیل کے ڈیلٹا کے جنوب کے قریب ایک شہر۔ یہاں سورج دیوتا کا مندر تھا جسے امی نوفس اوّل نے بنوایا تھا۔ یہ ایک نہایت قدیم شہر تھا۔ یوسفؔ کا خسر اسی مندر سے تعلق رکھتا تھا (پیدائش ۴۱ : ۴۵؛ ۴۶ : ۲۰)۔ بائبل میں اُس شہر کا نام اون ہے۔ دیکھئے اون - آون۔

ہیمام :- شعیر حوری کا پوتا (پیدائش ۳۶ : ۲۲)۔ ۱ - تواریخ ۱ : ۳۹ میں اس کے ہجے ہومام ہیں۔

ہیمان :- (عبرانی = وفادار)۔
۱ - یہوداہ کا پوتا (۱ - تواریخ ۲ : ۶)۔
۲ - داؤد بادشاہ کا ایک لاوی مُغنّی (۱ - تواریخ ۶ : ۳۳؛ ۲۵ : ۵)۔
۳ - زبور ۸۸ کو ہیمان اِزراخی سے منسوب کیا گیا ہے۔

شاید یہ یہوداہ کا پوتا تھا۔ ۹۹

ہین :- دیکھئے اوزان و پیمانہ جات بائبل ۲۶ -

ہینع :- دریائے فرات کے جنوبی کنارے پر ایک شہر۔ یہ قدیم بابل سے ۱۸۰ میل شمال مغرب کی طرف واقع تھا (۲ - سلاطین ۱۸ : ۳۴؛ ۱۹ : ۱۳؛ یسعیاہ ۳۷ : ۱۳)۔

ہینگا :- کھیت میں پھیرنے کا پٹرا جس میں نوک دار کیلیں ہوتی ہیں۔ اس سے مٹی کے ڈھیلے توڑ دیئے جاتے ہیں۔ سہاگہ جن ہینگوں کا ذکر ۲ - سموئیل ۱۲ : ۳۱ اور ۱ - تواریخ ۲۰ : ۳ میں ہے وہ لوہے کے سہاگہ نما اوزار تھے جنہیں استعمال کرنے کے لئے داؤد بادشاہ نے اُن لوگوں کو لگایا جو جنگ میں ہار گئے تھے۔ اِن آیات کا مطلب کیتھولک ترجمہ میں زیادہ صاف ہے۔ ہینگوں کا ذکر ایوب ۳۹ : ۱۰؛ ۴۱ : ۳۰ (کیتھولک ترجمہ میں یہاں لفظ سنوارنا اور تیز نوکدار چیز استعمال ہؤا ہے۔ دیکھئے ایوب ۳۹ : ۱۰ اور ۴۱ : ۲۱) میں بھی ہؤا ہے۔

ہیولیٰ :- ہیئتِ اُولیٰ کا مُخفّف۔ ہر چیز کا مادّہ۔ ماہیت و اصل۔ وہ جوہر جو صورتِ جسمی کا محل ہو۔ باری تعالیٰ نے نہ صرف کائنات بنائی بلکہ وہ جوہر جس سے کائنات بنتی ہے اُسے بھی تخلیق کیا۔ اس جوہر کو ہیولیٰ کہتے ہیں۔ لفظ ہیولیٰ اُردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ تاہم اس کا مفہوم پیدائش ۱ : ۲ میں ہے "زمین ویران اور سنسان تھی"۔ یہ عبرانی الفاظ تو ھُو و وھُو کا ترجمہ ہے۔ تفصیلی تشریح کے لئے دیکھئے تخلیق ۲ ب۔

ے

یابل:- عدہ سے لمک کا بیٹا۔ یہ ان لوگوں کا باپ تھا جو خیموں میں رہتے اور مویشی پالتے تھے (پیدائش ۴: ۱۹، ۲۰)۔

یابین:- ۱۔ حصور کا بادشاہ جسے یشوع نے موت کے گھاٹ اتروایا (یشوع ۱۱: ۱)۔

۲۔ حصور کا ایک اور بادشاہ جسے برق نے شکست دی (قضاۃ ۴ اور زبور ۸۳: ۹)۔

یاجوج:- دیکھئے جوج اور ماجوج۔

یارب - یاریب:- (عبرانی = وہ جدّوجہد کرتا ہے)۔ اسیری کے بعد کا ایک کاہن جسے عزرا نے غیر یہودی بیوی کو چھوڑنے کو کہا (عزرا ۱۰: ۱۸)۔

یارد:- (عبرانی = نزول)۔
۱۔ مہلل ایل کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۱: ۲؛ پیدائش ۵: ۱۵)۔
۲۔ حنوک کا باپ (پیدائش ۵: ۱۸-۲۰)۔

یارواح - یاروح:- جد کے قبیلے کا ایک سردار جو بسن میں رہتا تھا (۱۔ تواریخ ۵: ۱۴)۔

یازنیاہ - یازن یاہ:- (عبرانی = یہوواہ سنتا ہے)۔
۱۔ معکاتی کے خاندان کا ایک شخص۔ اس خاندان کی دریائے یردن کے مشرق کی طرف کی زمین منسی کے قبیلہ کو ملی (یشوع ۱۳: ۷-۱۱)۔ یازنیاہ جدلیاہ حاکم کے ماتحت ایک سردار تھا (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۳)۔ یرمیاہ اسے "یزنیاہ" (یرمیاہ ۴۰: ۸؛ ۴۲: ۱) اور "عزریاہ" (۴۳: ۲) کہتا ہے۔ وہ ایک ایسے گروہ میں شامل ہوا جس نے جدلیاہ کو قتل کر دیا اور پھر یرمیاہ نبی کی نصیحت کے برخلاف کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر مصر میں جا بسا (یرمیاہ ۴۳: ۱-۷)۔

۲۔ یرمیاہ ریکابی کا بیٹا۔ یہ ان پناہ گزینوں میں سے تھا جنہوں نے یرمیاہ نبی کی پیش کردہ مے کو پینے سے انکار کر دیا (یرمیاہ ۳۵: ۱-۱۱)۔

۳۔ ایک اور شخص کا نام جو بتوں کی پرستش کرنے والوں کا راہنما تھا اور جسے حزقی ایل نبی نے رویا میں دیکھا (حزقی ایل ۸: ۱۰-۱۲)۔

۴۔ عزور کا بیٹا۔ یہ ان ۲۵ آدمیوں میں سے ایک تھا جنہوں نے اسرائیل میں بدکرداری اور بت پرستی میں راہنمائی کی (حزقی ایل ۱۱: ۱-۳)۔

یازیز:- داؤد بادشاہ کے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پر نگران (۱۔ تواریخ ۲۷: ۳۱)۔

یاسوب - یاشوب:- اُن آدمیوں میں سے ایک جنہوں نے غیر یہودی عورتوں کے ساتھ شادی کی (عزرا ۱۰: ۲۹)۔

یاسون:- (یونانی = علاج کرنا) غالباً یہ عبرانی یشوع کی یونانی شکل ہے۔

۱۔ ایک ایماندار جس نے پولس اور سیلاس کو تھسلنیکے میں پناہ دی (اعمال ۱۷: ۵-۹)۔ اُس کا نام ان لوگوں کی فہرست میں بھی آتا ہے جنہیں کرنتھس سے رومہ میں سلام بھیجا گیا تھا (رومیوں ۱۶: ۲۱)۔

۲۔ وہ شخص جس نے ★ انطاکس چہارم کے عہد میں یونانی کھیلوں وغیرہ کو یروشلیم میں شروع کروایا (۲۔ مکابی ۴ب)۔

یاعیل:- (عبرانی = جنگلی بکری)۔
حبر قینی کی بیوی (قضاۃ ۴: ۱۷)۔ جب برق نے سیسرا کو شکست دی تو وہ حبر کے ڈیرے کی طرف بھاگا (قضاۃ ۴: ۱۵، ۱۷)۔ اگر ہم جنگ کے طویل ظلم وستم کی روشنی میں یاعیل کے اس کام کو دیکھیں تو وہ ہمیں کم گھنونا نظر آئے گا۔ عورت ہونے کی وجہ سے وہ سیسرا کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس نے چالاکی سے کام لیا اور ایک میخچو سے اُسے قتل کر دیا جسے وہ بخوبی استعمال کرنا جانتی تھی۔ نبیہ دبورہ نے اس کے کام کو درست قرار دیا (قضاۃ ۵: ۲۴) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظلم وستم ڈھانے والے دشمن کے معاملہ میں مظلوم لوگ کس حد تک جا سکتے ہیں۔ جس طریقے سے دبورہ نے یاعیل کے کام کی تعریف کی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے اسرائیل کا کام سمجھا گیا۔ اس بیان میں یاعیل کے کام کی اخلاقی نوعیت پر کہیں بھی اعتراض نہیں کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُس نے یہ کام خدا کی رہنمائی میں کیا، اگرچہ سیسرا پر فتح کو خدا سے منسوب کیا گیا ہے۔

یافا:- ایک قدیم فصیلدار ساحلی شہر جو یروشلیم سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ دان کے قبیلہ کو میراث میں ملا لیکن ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ اسیری سے پیشتر کے زمانہ میں اسرائیلی

نے بھی اس پر قبضہ کیا ہُوا تھا۔ اس شہر کا ذکر تل العمرنا کے خطوط میں ملتا ہے۔ یہ یروشلیم کی بندرگاہ تھی۔ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے لبناؔن کے جنگلوں کے شہتیر صوؔر کے مقام سے سمندر میں بہا کر یاؔفا تک پہنچائے جاتے تھے (۲۔تواریخ ۲: ۱۶) اور پھر جب بابلؔ کی اسیری کے بعد ہیکل دوبارہ تعمیر کی گئی تو اُس وقت بھی اسی طرح شہتیر لائے گئے (عزرا ۳: ۷)۔ اُس وقت یاؔفا فینیکیوں کے قبضہ میں تھا۔ اسی بندرگاہ سے یوؔناہ نبی نے ترسیس کے لئے جہاز پکڑا جب وہ خداوند کے حضور سے بھاگا تھا (یوناہ ۱: ۳)۔ مکابیوں کے زمانہ میں یہاں سریانیوں کی چھاؤنی تھی۔ لیکن جب جہاز پر باہر بھیجنے کے بہانے ۲۰۰ یہودیوں کو دھوکے سے ڈبو دیا گیا تو یہوداؔہ مکابی نے بدلہ لینے کے لئے اس بندرگاہ اور جہازوں کو آگ لگادی اور دھوکا دینے والوں کو قتل کردیا۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں پطرؔس رسول نے یہاں تبیتاؔ کو زندہ کیا (اعمال ۹: ۳۶-۳۷)، اور شمعوؔن دباّغ کے گھر کی چھت پر اُسے وہ مشہور و معروف رویا ملی جس کے مطابق انجیل یہودی اور غیر یہودی دونوں کے لئے ہے (اعمال ۱۰: ۱ مابعد؛ ۱۱: ۵ مابعد)۔ ۶۶ء میں رومیوں نے یہودیوں کے ساتھ جنگ میں یہاں کے ۸۴۰۰ مذہبی جنونیوں کو ہلاک کردیا۔ اس کے بعد یہاں پر بحری قزاقوں نے قبضہ جمالیا اور اردگرد کے سمندر میں جہازوں پر حملہ کرنے لگے۔ پھر رومی شہنشاہ ویسپیان نے اس شہر پر قبضہ کرکے اسے برباد کردیا۔ یہ شہر سمندر کے کنارے پر ۱۱۶ فٹ بلند چٹانی سلسلہ پر واقع ہے۔ چونکہ یہاں چٹانیں بہت ہیں اس لئے بندرگاہ اتنی اچھی نہیں۔ تاہم شہر کا محل وقوع بڑا خوبصورت ہے۔ یشوع ۱۹: ۴۶ میں اس کے ہجے "یافہ" ہیں۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴، ۷ و

یافتؔ:۔ (عبرانی = خدا بڑھائے گا)۔ نوحؔ کا ایک بیٹا جس کا نام عام طور پر باقی دو بیٹوں کے بعد آتا ہے (پیدائش ۵: ۳۲؛ ۶: ۱۰؛ ۷: ۱۳؛ ۹: ۱۸، ۲۳، ۲۷؛ ۱۔تواریخ ۱: ۴) لیکن اُس کی اولاد کا ذکر پیدائش باب ۱۰ اور ۱۔تواریخ ۱: ۵-۷ میں پہلے آیا ہے۔ وہ متعدد قبیلوں اور قوموں کا جدِ امجد ہے جن میں سے اکثر کے نام کا تعلق مشرقِ وسطیٰ کے شمالی اور مغربی علاقوں اور خاص طور پر اناطولیا Anatolia اور بحیرۂ ایجیئن کے نواحی علاقے سے تھا۔ یافتؔ اور اُس کی بیوی پانی کے طوفان سے بچائے جانے والے آٹھ انسانوں میں سے تھے۔ طوفان کے خاتمہ کے بعد اُس نے اور سمؔ نے اپنے باپ نوحؔ کے ننگے پن کو ڈھانکا تھا۔ اس واقعہ کے بعد نوحؔ نے اپنی نبوّتی برکت میں خدا سے درخواست کی کہ وہ "یافتؔ کو پھیلائے کہ وہ سمؔ کے ڈیروں میں بسے اور کنعاؔن اُس کا غلام ہو" (پیدائش ۹: ۲۷)۔ بعض مفسّرین کے نزدیک "وہ" کا تعلق یافتؔ کی بجائے خدا سے ہے لیکن اس کی دونوں تفسیریں ممکن ہیں۔ اگر اوّل الذکر کی نسبت سے اس کی تفسیر کی جائے تو ممکن ہے کہ اس کا اشارہ انجیل کی خوشخبری کی طرف ہو جو سب سے پہلے سمؔ کی اولاد کو ملی اور بعد میں شمال کی قوموں کو دی گئی۔ مندرجہ بالا آیت میں "پھیلائے" کے لئے لفظ یافتؔ استعمال ہُوا ہے۔ لیکن یہ محض الفاظ کی ضلع جگت ہوگی اور اس کا تعلق "یافتؔ" نام سے نہیں ہوگا جو بائبل میں اور کہیں نہیں آیا اور نہ کسی قدیم تحریر میں ملتا ہے۔ بعض یہ سمجھے کہ یافتؔ نام کا تعلق یونانی دیومالائی شخصیت یا پیتوس Iapetos سے ہے (زمین اور آسمان کا بیٹا) جس کی بہت سی اولاد ہے۔ یاپیتوس یونانی نام نہیں ہے، اس لئے ممکن ہے کہ یافتؔ کی ایک شکل ہی ہو۔

یافہؔ۔ یافوؔ:۔ یافاؔ کی عبرانی شکل (یشوع ۱۹: ۴۶)۔ دیکھئے یافاؔ۔

یاقوت:۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ج (۴)

یاقوتِ سُرخ:۔ دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱ج (۸)

یاقہؔ:۔ (عبرانی = دیندار)۔ اجوؔر کا باپ۔ اسکی مثلیں امثال ۳۰: ۱-۲۷ میں درج ہیں۔

یاکینؔ:۔ ۱۔ داؤدؔ بادشاہ کے عہد میں کاہنوں کی اکیسویں باری کا سردار (۱۔تواریخ ۲۴: ۱۷)۔

۲۔ ہیکل کے دو بڑے ستونوں میں سے ایک کا نام (۱۔سلاطین ۷: ۱۳-۲۲)۔ دیکھئے ہیکل۔

یامنؔ۔ یامینؔ:۔ (عبرانی = دایاں ہاتھ قب عربی یمین)۔ عزرؔا کے زمانے میں شرع کا ایک استاد (نحمیاہ ۸: ۷)۔

یاواؔن:۔ یافتؔ کے دو بیٹوں میں سے ایک (پیدائش ۱۰: ۲؛ ۱۔تواریخ ۱: ۵) اور الیسہؔ، ترسیس، کتّیؔ اور دوداؔنی کا باپ (پیدائش ۱۰: ۴؛ ۱۔تواریخ ۱: ۷)۔ ان کے تعلقات شمال کے علاقوں اور مشرقِ وسطیٰ کے مغربی علاقے سے تھے۔ عام خیال ہے کہ یہ عبرانی نام یونانی یونیس Iones سے مطابقت رکھتا ہے اور اُن لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جن سے بعد میں Ionia کا ملک نامزد ہُوا۔ یسعیاہ کی کتاب میں توبلؔ کے ساتھ یاواؔن کی اولاد کا ذکر بھی بطور قوم کیا گیا ہے جو ساحلی علاقے اور دُور کے جزیروں میں آباد تھی (یسعیاہ ۶۶: ۱۹)۔ حزقی ایلؔ نبی کے زمانہ میں یاواؔن کی اولاد مشہور تاجر تھے جو صوؔر کے ساتھ غلاموں، پیتل کے برتنوں اور دھاگے کی تجارت کرتے تھے (حزقی ایل ۲۷: ۱۳، ۱۹)۔ دانی ایلؔ نبی کی پیشینگوئیوں میں یاواؔن کا نام مکدنیہ کے سکندر کی

سلطنت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور غالباً زکریاہ ۹: ۱۳ میں یہ سلوکی یونانیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

یاہ:۔ دیکھئے خدا کے نام یاہ۔ نیز دیکھئے یہوواہ۔

یاہو:۔ ۱۔ بنی یہوداہ میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۲: ۳۸)۔
۲۔ بنی شمعون میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۴: ۳۵)۔
۳۔ عنتوت کا ایک بنیمینی شخص جو صقلاج میں داؤد سے جا ملا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۳)۔
۴۔ حنانی کا بیٹا۔ یہ اسرائیل کا ایک نبی تھا جس نے بعشا کے خلاف نبوت کی (۱۔ سلاطین ۱۶: ۱۔۴)۔ کچھ سال بعد اس نے یہوسفط بادشاہ کے بارے میں اخی اب سے ناتا جوڑنے اور برے کام کرنے پر خدا کے غضب کے نازل ہونے کی پیشینگوئی کی (۲۔ تواریخ ۱۸: ۱۔۳؛ ۱۹: ۱۔۳)۔
یاہو نے یہوسفط کے کاموں کے بارے میں ایک تاریخ کی کتاب بھی لکھی تھی جو اسرائیل کے سلاطین کی کتاب میں شامل تھی لیکن اب وہ گم ہو گئی ہے (۲۔ تواریخ ۲۰: ۳۴)۔
۵۔ یہوسفط کا بیٹا اور نمسی کا پوتا (۲۔ سلاطین ۹: ۲)۔ یہ اسرائیل (شمالی سلطنت) کا دسواں بادشاہ تھا اور اسرائیل کے چوتھے شاہی خاندان کا بانی جو سو سال سے زیادہ اسرائیل پر حکمران رہا۔
پہلے پہل ہم یاہو کو ایک سپاہی کے طور پر اخی اب کے لشکر میں دیکھتے ہیں (۲۔ سلاطین ۹: ۲۵)۔ خدا نے اخی اب اور ایزبل کو اُن کی بدی کی وجہ سے ترک کر کے ایلیاہ نبی کو حکم دیا تھا کہ وہ یاہو کو مسح کر کے اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرے (۱۔ سلاطین ۱۹: ۱۶)۔ خدا کا یہ حکم الیشع نبی نے ایک انبیا زادے کے وسیلے سے پورا کروایا (۲۔ سلاطین ۹: ۱۔۳)۔ یاہو کو حکم ہوا کہ وہ اخی اب کے خاندان کو نیست و نابود کرے۔ بڑی خونریزی سے یورام، اخزیاہ اور ایزبل کو جو بعل کے پجاری تھے قتل کیا گیا۔ اس کا بیان بائبل میں بڑے واضح طور پر کیا گیا ہے (۲۔ سلاطین ۹ و ۱۰)۔

یائیر:۔ ۱۔ منسی کا بیٹا۔ وہ جلعاد کی تسخیر میں موسیٰ کا بڑا مددگار تھا۔ جن بستیوں کو اس نے لیا اُن کا نام حووت یائیر یعنی یائیر کی بستیاں پڑا (گنتی ۳۲: ۴۰، ۴۱)۔
۲۔ جلعاد کا ایک قاضی جو بائیس برس تک اسرائیلیوں کا قاضی رہا (قضاۃ ۱۰: ۳، ۴)۔
۳۔ مردکی کا باپ (آستر ۲: ۵)۔
۴۔ تبریاس کی جھیل کے کنارے پر گلیل کے ایک شہر کے عبادتخانے کا سردار۔ اس کی بیٹی کو خداوند یسوع نے دوبارہ زندہ کیا (مرقس ۵: ۲۲؛ لوقا ۸: ۴۱)۔

یبرکیاہ - بارک یاہ:۔ زکریاہ کا باپ۔ یبرکیاہ اعتبار کے لائق منشی تھا جسے شاہد بننے کا خدا نے حکم کیا (یسعیاہ ۸: ۲)۔

یبنہ:۔ یہوداہ کی شمالی سرحد پر ایک شہر (۲۔ تواریخ ۲۶: ۶)۔ یشوع ۱۵: ۱۱ میں اسے یبنی ایل کہا گیا۔

یبنی ایل:۔ ۱۔ یہوداہ کی شمالی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۵: ۱۱)۔ ۲۔ تواریخ ۲۶: ۶ میں اسے یبنہ کہا گیا ہے۔
۲۔ نفتالی کا ایک سرحدی شہر (یشوع ۱۹: ۳۳)۔

یبوس:۔ یروشلیم کا اس وقت کا نام جب یہ یبوسیوں کے قبضہ میں تھا (یشوع ۱۵: ۶۳؛ قضاۃ ۱۹: ۱۰؛ ۱۔ تواریخ ۱۱: ۴)۔ یبوس ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں یہ بہت بڑھ گیا۔ داؤد بادشاہ نے اس شہر کو یبوسیوں سے لے کر اسے اسرائیل کا دارالخلافہ بنایا (۲۔ سموئیل ۵: ۱۔۹)۔ یہ صیون کا قلعہ اور داؤد کا شہر کہلایا (۱۔ تواریخ ۱۱: ۵)۔

یبوسی:۔ ایک کنعانی قبیلہ جو پیدائش باب ۱۰ میں قوموں کی فہرست کے مطابق کنعان کی اولاد میں سے تھا اور اس ملک میں اسرائیل کی فتح سے پیشتر رہتا تھا (پیدائش ۱۰: ۱۵، ۱۶؛ ۱۵: ۲۱؛ خروج ۳: ۸، ۱۷؛ ۱۳: ۵؛ ۲۳: ۲۳؛ ۳۳: ۲؛ استثنا ۷: ۱؛ ۲۰: ۱۷؛ یشوع ۳: ۱۰؛ ۱۰: ۱۔۵؛ ۱۲: ۸؛ ۱۸: ۱۶؛ قضاۃ ۱: ۸)۔ اُن کا بادشاہ ادونی صدق ان پانچ بادشاہوں میں سے تھا جنہوں نے جبعون کے خلاف ایکا کیا۔ اُسے یشوع نے قتل کیا۔
یبوسی، ایک طویل عرصہ تک، یروشلیم کے قریب اُس جگہ رہے جو یبوس کہلاتی تھی۔ اُنہیں داؤد نے یوآب اور اس کے آدمیوں کو بھیج کر اس شہر سے نکالا (یشوع ۱۵: ۸؛ قضاۃ ۱۹: ۱۱)۔ پھر داؤد نے یبوسی ارناہ کے کھلیہان کو ہیکل تعمیر کرنے کے لئے خریدا اور یہ لمبی چوڑی ہموار چٹان جہاں کبھی سوختنی قربانی کا مذبح تھا، اب یروشلیم میں مسجد اقصیٰ (کوہ موریاہ) میں نظر آتی ہے۔

یبوق:۔ یردن کے مشرق میں ایک اہم دریا جو بحیرۂ مُردار اور گلیل کی جھیل کے درمیان واقع ہے۔ یہ اموری بادشاہ سیحون کی شمالی سرحد تھا (یشوع ۱۲: ۲)۔ جب سیحون نے عبرانیوں کو اپنے ملک سے گذرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا (گنتی ۲۱: ۲۱۔۲۵)۔ یہ عوج کی سلطنت کی جنوبی سرحد تھا (یشوع ۱۲: ۴)۔ یبوق کے گھاٹ پر یعقوب کا ایک فرشتہ سے سامنا ہوا اور نتیجتاً اس کو ایک نیا نام ملا (پیدائش ۳۲: ۲۲۔۳۰)۔ عبرانی میں کشتی کے لئے لفظ اباق ہے۔ ممکن ہے کہ اس دریا کا نام اسی لفظ کی رعایت سے پڑا ہو یا پھر ایک قدیم قلعہ "زرقا" کے باعث یہ نام پڑا۔ اس کا موجودہ نام "الزرقا" دیکھئے

پانی کا دریا) ہے ۔ اس دریا کی گہرائی ماسوا بارش کے دنوں کے بہت کم ہے اور اس کو آسانی سے عبور کیا جا سکتا ہے ۔ اس دریا کا طاس یردن کی مشرقی معاون ندیوں میں یرموق کے بعد سب سے بڑا ہے ۔ اس کے کناروں پر گھنی نباتات پائی جاتی ہے اور یردن کے نزدیک کا حصہ نیم جاری ہے ۔ یہ پہلے شمال مشرق کی طرف، پھر ایک بڑی قوس کی شکل میں مغرب کی طرف اور پھر جنوب مغرب کی طرف مڑتے ہوئے یردن میں جا گرتا ہے ۔ اس کے غیر معمولی بہاؤ سے گنتی ۲۱ : ۲۴ میں مرقوم بیان کی تصدیق ہوتی ہے یعنی اس کا بالائی حصہ سیحون اور عمون کے درمیان سرحد بناتا ہے اور قوس، سیحون کی سلطنت کی مشرقی سرحد ۔ دیکھئے بائبل اٹلس ۲ ج ۳ - ۱۴ ج ۶ ج

یبیس - یابیش :- (عبرانی = خشک) ۔
۱ ۔ سلوم کا باپ ۔ سلوم نے زکریاہ کو قتل کر کے اُس کی جگہ ایک ماہ کے لئے حکومت کی (۲ - سلاطین ۱۵ : ۸ - ۱۳) ۔
۲ ۔ یبیس جلعاد کا مخفف ۔ دیکھئے یبیس جلعاد (۱ - تواریخ ۱۰ : ۱۲) ۔

یبیس جلعاد - یابیش جلعاد :- (عبرانی = خشک) ۔
جلعاد کا خاص شہر جو یردن کے مشرق میں اونچے مقام پر آباد تھا ۔ یہاں کے باشندے خدا کے حضور مصفاہ میں اکٹھے ہوئے اس لئے بنی اسرائیل نے یہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا (قضاۃ ۲۱ : ۸ - ۱۲) ۔
جب عمونی بادشاہ ناحس نے یبیس جلعاد پر چڑھائی کی تو انہوں نے ساؤل سے درخواست کی کہ وہ انہیں بچائے (۱ - سموئیل ۱۱ : ۵) ۔
ساؤل کی اس نیکی کو لوگوں نے یاد رکھا اور جب وہ اور اس کے بیٹے جلبوعہ کے پہاڑ پر قتل ہوئے تو یبیس جلعاد کے لوگوں نے اُن کی لاشوں کو شہر لا کر دفن کیا (۱ - سموئیل ۳۱ : ۱۲؛ ۱ - تواریخ ۱۰ : ۱۱ - ۱۴) ۔ جب داؤد بادشاہ بنا تو اُس نے یہاں کے لوگوں کو اس کام کے لئے مبارک باد دی (۲ - سموئیل ۲ : ۵ - ۷) ۔

یتر - یاتر :- (عبرانی = بہتات) ۔
۱ ۔ عماسا کا باپ جو ابی سلوم کی باغی فوج کا سردار تھا ۔ یتر کی ماں داؤد بادشاہ کی بہن ابیجیل تھی (۱ - تواریخ ۲ : ۱۷) ۔ ۲ - سموئیل ۱۷ : ۲۵ میں اسے اسرائیلی کہا گیا ہے اور نام اِترا ہے لیکن ۱ - تواریخ ۲ : ۱۷؛ ۱ - سلاطین ۲ : ۵، ۳۲ میں اسے اسمٰعیلی کہا گیا ہے ۔
۲ ۔ جدعون کا سب سے بڑا بیٹا (قضاۃ ۸ : ۲۰، ۲۱) جسے باپ نے حکم دیا کہ قیدی ★ زبح اور ضلمنع کو قتل کرے ۔ چونکہ وہ ابھی لڑکا ہی تھا اس لئے ڈرا اس نے ڈر کے مارے تلوار نہ کھینچی ۔
۳ ۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص ۔ یہ یدع کا بیٹا تھا (۱ - تواریخ ۲ : ۳۲) ۔
۴ ۔ بنی یہوداہ میں سے عزرا کا بیٹا (۱ - تواریخ ۴ : ۱۷) ۔

یتران :- (عبرانی = اعلٰے) ۔
۱ ۔ دیسون کا بیٹا (پیدائش ۳۶ : ۲۶؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۴۱) ۔ ۱ - تواریخ ۷ : ۳۷ میں اس کا نام اِتران ہے ۔

یترو :- (عبرانی = سربلندی، فضیلت) ۔
موسیٰ نبی کا خسر جسے خروج ۲ : ۱۸ میں رعوایل کہا گیا ہے ۔ وہ موسیٰ کی بیوی صفورہ اور اُن کے دو بیٹوں کو لے کر موسیٰ سے ملنے کے لئے کوہ حورب کو آیا اور وہاں شکریہ کی سوختنی قربانی بھی گذرانی (خروج ۱۸ : ۱ - ۷) ۔ اُس نے موسیٰ کو صلاح دی کہ بجائے سب لوگوں کا انصاف خود کرنے کے وہ خدا پرست، سچے اور رشوت دشمن لوگوں کو چنے جو اس کا اس کام میں ہاتھ بٹائیں تاکہ اُس کا بوجھ ہلکا ہو ۔
یترو کو مدیان کا کاہن کہا گیا ہے ۔ بعض یہودی علماء کا خیال ہے کہ یترو اُس کا نام نہیں بلکہ لقب تھا ۔ اُسے عزت سے فضیلت ماٰب یعنی "ہزاکسی لنسی" کہتے تھے اور کہ اُس کا اپنا نام رعوایل تھا ۔ چند دیگر مفسر یہ خیال کرتے ہیں کہ حوباب اور رعوایل دونوں نام اُسی کے تھے کیونکہ دونوں ناموں کے معنی تقریباً ایک جیسے ہیں ۔ اس غلط فہمی کی وجہ عبرانی لفظ "ختن" ہے جس کا پروٹسٹنٹ ترجمہ خسر اور سالا اور کیتھولک ترجمہ میں ایک جگہ سُسر (خروج ۳ : ۱؛ ۴ : ۱۸) اور دوسری جگہ رشتے دار (قضاۃ ۴ : ۱۱) کیا گیا ہے ۔ غالباً اس لفظ کے صحیح ترجمہ میں خسر اور سالے دونوں کا مفہوم آنا چاہیئے ۔ شاید سُسرالی سے یہ مطلب ادا ہو سکے یعنی حوباب اور اُس کا باپ دونوں موسیٰ کے ختن = سُسرالی رشتے دار تھے ۔
نیز دیکھئے حوباب ۔

یتری - یا اَترائی :- ایک جیرسومی لاوی، عِیدو کا پوتا (۱ - تواریخ ۶ : ۲۱) ۔

یتمہ :- (عبرانی = پاکیزگی) ۔
ایک موآبی شخص ۔ یہ داؤد بادشاہ کے سورماؤں میں سے ایک تھا (۱ - تواریخ ۱۱ : ۴۶) ۔

یتنی ایل :- قورحیوں میں سے ایک لاوی مسلمیاہ کا بیٹا ۔ وہ ہیکل کا دربان تھا (۱ - تواریخ ۲۶ : ۲) ۔

یتیت :- عیسو یعنی ادوم کے ایک قبیلے کا ایک رئیس (پیدائش ۳۶ : ۴۰؛ ۱ - تواریخ ۱ : ۵۱) ۔

یتیر :- یہوداہ کے کوہستانی علاقہ میں ایک بڑا شہر (یشوع ۱۵ : ۲۰، ۴۸) ۔ یہ شہر بنی ہارون کو پناہ کے شہر کے طور پر ملا (۱ - تواریخ ۶ : ۵۷) ۔ یہ ایک اہم مرکز تھا (۱ - سموئیل ۳۰ : ۲۷) ۔ غالباً اس کی جائے وقوع موجودہ خربت یتیر ہے ۔

یجدلیاہ - یجدل یاہ :- (عبرانی = یہوواہ عظیم ہے) - حنان بنی کا باپ (یرمیاہ ۳۵: ۴) -

یجرشاہدوتھا - یجر ساھدوتا :- (ارامی یا کلدی = شہادت کا انبار) - دیکھئے جلعاد -

یگور - یاگور :- یہوداہ کی جنوبی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۵: ۲۱) -

یحازیاہ - یحزی یاہ :- (عبرانی = خدا دیکھتا ہے) - اُن چار اشخاص میں سے ایک جنہوں نے اس وقت عزرا کی مخالفت کی، جب اُس نے اجنبی بیویوں سے الگ ہونے کا منصوبہ پیش کیا (عزرا ۱۰: ۱۵) -

یحت :- ۱ - یہوداہ کا پوتا (۱-تواریخ ۴: ۲) -
۲ - لاویوں میں سے لبنی کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۱۶-۲۰) -
۳ - جیرسونی لاویوں کے آبائی خاندان کا ایک سردار (۱-تواریخ ۲۳: ۱۰، ۱۱) -
۴ - اضہاریوں میں سے ایک اور لاوی (۱-تواریخ ۲۴: ۲۲) -
۵ - یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں بنی مراری میں سے ایک شخص جو خداوند کے گھر کی مرمت اور اسے بحال کرنے کے لئے نگران مقرر کیا گیا (۲-تواریخ ۳۴: ۸-۱۲) -

یحدائیل - یحدی ایل :- ایک زبردست سورما اور منسی کے قبیلے کے ایک خاندان کا سردار (۱-تواریخ ۵: ۲۴) -

یحدو :- بنی جد میں سے بوز کا بیٹا (۱-تواریخ ۵: ۱۴) -

یحدیاہ - یحدی یاہ :- داؤد بادشاہ کے گدھوں کا نگران (۱-تواریخ ۲۷: ۳۰) -

یحزقیاہ - یحزقی یاہ :- (عبرانی = یہوواہ قوت بخشتا ہے) - یہوداہ کے بادشاہ آخز کے عہد میں سلوم کا بیٹا - اس نے عودد نبی کا ساتھ دیا کہ سامریہ والے یہودی اسیروں کو غلام نہ بنائیں (۲-تواریخ ۲۸: ۱۲) -

یحزقیل :- (عبرانی = خدا قوت دے گا - یہ اور حزقی ایل ایک ہی نام ہے) -
داؤد بادشاہ کے زمانے میں ایک کاہن - اس کی بیسویں باری تھی (۱-تواریخ ۲۴: ۱۶) -

یحزیراہ - یحزیرہ :- اسرائیل کا ایک کاہن (۱-تواریخ ۹: ۱۲) - غالباً یہ وہی ہے جسے نحمیاہ ۱۱: ۱۳ میں اخسی (احزائی) کہا گیا ہے -

یحزئیل - یحزی ایل :- (عبرانی = خدا دیکھتا ہے) - ۱ - داؤد بادشاہ کو صقلاج میں ایک پیرو جو دونوں ہاتھ استعمال کرسکتا تھا (۱-تواریخ ۱۲: ۱-۴) -
۲ - ایک کاہن جو عہد کے صندوق کے سامنے تُرہی بجاتا تھا (۱-تواریخ ۱۶: ۶) -
۳ - حبرون کا بیٹا جسے دیگر آدمیوں کے ساتھ خداوند کے گھر کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا (۱-تواریخ ۲۳: ۱۹) -
۴ - بنی آسف میں سے ایک - اس پر خداوند کی روح نازل ہوئی اور اس نے فتح کی پیشین گوئی کی (۲-تواریخ ۲۰: ۱۴... الخ) - زبور ۸۳ کو شاید اسی نے لکھا ہو -
۵ - اسیری سے واپس آنے والوں کا ایک بزرگ (عزرا ۸: ۵) -

یحصی ایل :- بنی نفتالی میں سے ایک (پیدائش ۴۶: ۲۴) -

یحمی - یحمائی :- اشکار کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے آبائی خاندان کا سردار تھا (۱-تواریخ ۷: ۱-۲) -

یحیاہ - یحی یاہ :- (عبرانی = یہوواہ زندہ ہے) - داؤد بادشاہ کے زمانہ میں عہد کے صندوق کا ایک دربان (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴) - دوسرے دربان کا نام عوبید ادوم تھا -

یحی ایل :- (عبرانی = خدا زندہ ہے) - ۱- داؤد بادشاہ کے زمانے میں ایک جیرسونی لاوی (۱-تواریخ ۲۳: ۸) - ۱-تواریخ ۲۶: ۲۱، ۲۲ میں اسے یحی ایلی کہا گیا ہے -
۲ - حکمونی کا بیٹا - وہ داؤد بادشاہ کے بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا - غالباً وہ اُن کا اُستاد تھا (۱-تواریخ ۲۷: ۳۲) -
۳ - یہوسفط کا ایک بیٹا (۲-تواریخ ۲۱: ۲) -
۴ - حزقیاہ بادشاہ کے زمانے میں ہیمان کی اولاد کا ایک شخص (۲-تواریخ ۲۹: ۱۴) -
۵ - عبدیاہ کا باپ - یہ عزرا کے زمانے میں ۲۱۸ آدمیوں کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۹) -
۶ - سکنیاہ کا باپ - یہ عزرا کے دنوں میں پہلا شخص تھا جس نے اعتراف کیا کہ اُس نے ایک غیر یہودی عورت کو بیاہ لیا - اسی شخص نے تجویز کی تھی کہ خدا کے حضور عہد کیا جائے کہ غیر یہودی بیویوں اور اُن کے بچوں سے علیحدگی اختیار کی جائے (عزرا ۱۰: ۲) -
۷ - اُن کاہنوں میں سے ایک جنہوں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اجنبی عورتوں سے شادی کی ہے - (عزرا ۱۰: ۲۱) -

یحیئیل - یحی ایل :- (عبرانی = خدا زندہ ہے) - ۱ - اُن لاویوں میں سے ایک جنہیں داؤد

بادشاہ کے زمانہ میں ستار، بربط اور جھانجھ بجا کر بلند آواز سے گانے کو کہا گیا تھا (۱-تواریخ ۱۵: ۱۸، ۲۰؛ ۱۶: ۵)۔

۲- حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں اُن آدمیوں میں سے ایک جو ہدیوں اور دہ یکیوں پر مقرر تھے (۲-تواریخ ۳۱: ۱۳)۔

۳- یوسیاہ بادشاہ کے زمانہ میں ہیکل کا ایک ناظم (۲-تواریخ ۳۵: ۸)۔

یحبّہ - یحبہ :- آشر کے قبیلے کا ایک فرد (۱-تواریخ ۷: ۳۴)۔

یدایاہ :- (عبرانی = خدا جانتا ہے)۔ ہارون کی اولاد اور لاویوں میں ایک عام نام۔ جن اشخاص کا یہ نام تھا اُن میں امتیاز کرنا قدرے مشکل ہے۔

۱- شمعون کی اولاد میں سے ایک سردار کا باپ (۱-تواریخ ۴: ۳۷، ۳۸)۔

۲- ایک کاہن جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا اور یروشلیم کی دیواریں مرمت کرنے میں مدد دی (نحمیاہ ۳: ۱۰؛ ۱۲: ۶، ۱۹)۔

۳- اسیروں میں ایک اور کاہن۔ اُسے نحمیاہ نے سردار کاہن یہوصدق کے بیٹے یشوع کی نبوتی تاج پوشی میں حصہ لینے کے لئے مقرر کیا (زکریاہ ۶: ۹-۱۵)۔

یدع - یاداع :- ادنام کا بیٹا اور یرحمئیل کا پوتا۔ یہ یہوداہ کے قبیلے کا تھا (۱-تواریخ ۲: ۲۶، ۲۸)۔

یدعیاہ - یدعیاہ :- (عبرانی = خدا جانتا ہے)۔ ان کاہنوں میں سے ایک جن کے نام بادشاہوں کی اس کتاب میں درج تھے جس میں بابل کے عبرانی اسیروں کے نام لکھے ہوئے تھے (۱-تواریخ ۹: ۱-۱۰)۔ جب ہیکل میں خدمت کی ترتیب کے لئے قرعہ ڈالا گیا تو دوسری چِٹھی اُس کے نام نکلی (۱-تواریخ ۲۴: ۷)۔ جب وہ بابل سے واپس آیا تو اُس کا خاندان بہت بڑھ چکا تھا (عزرا ۲: ۱، ۳۶؛ نحمیاہ ۷: ۳۹)۔

یدو - یدآئی :- ایک شخص جس نے عزرا کے زمانے میں ایک غیر یہودی عورت سے شادی کی تھی (عزرا ۱۰: ۴۳)۔

یدوتون :- (عبرانی = تعریف)۔ ایک لاوی جس کو آسف اور ہیمان کے ساتھ خیمۂ اجتماع کا موسیقی کا انتظام سونپا گیا۔ یہ اپنے بیٹوں کے ساتھ بربط، ستار، جھانجھ وغیرہ کے ساتھ خدا کی شکرگزاری اور عبادت کا انتظام کرتا تھا (۱-تواریخ ۲۵: ۱-۳)۔ انہوں نے غالباً موسیقاروں کی انجمن قائم کی اور ان کے راگ عبادت میں استعمال ہوتے تھے۔ زبور ۳۹، ۶۲ اور ۷۷ کی سرخیوں میں ان کا نام آتا ہے۔

اس کا نام ایتان بھی تھا (۱-تواریخ ۶: ۴۴؛ ۱۵: ۱۷، ۱۹)۔ شاید خیمۂ اجتماع کے عہدے پر مقرر ہونے کے بعد ایتان نام یدوتون میں تبدیل کر لیا گیا۔

یدوع :- ۱- بابل سے واپسی پر عہد پر مُہر لگانے والوں میں سے ایک (نحمیاہ ۱۰: ۲۱)۔

۲- یونتن کا بیٹا اور الیاسب کا پوتا۔ یہ اُن کاہنوں میں سے تھا جو زربابل کے ساتھ بابل سے واپس آئے تھے (نحمیاہ ۱۲: ۱۱)۔

یدون - یادون :- اُن مزدوروں میں سے ایک جنہوں نے نحمیاہ کے تحت یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں حصہ لیا (نحمیاہ ۳: ۷)۔

یدیدیاہ :- (عبرانی = یہوواہ کو عزیز)۔ داؤد بادشاہ یا اُس کی بیوی بت سبع نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام سلیمان رکھا۔ چونکہ وہ بچہ خداوند (یہوواہ) کو عزیز تھا اس لئے ناتن نبی نے اُس کا نام یدیدیاہ رکھا (۲-سموئیل ۱۲: ۲۴، ۲۵)۔

یدیعئیل - یدیع ایل :- (عبرانی = خدا جانتا ہے)۔ ۱- بنیمین کا ایک بیٹا جو اپنے آبائی خاندان کا سردار اور زبردست سورما تھا (۱-تواریخ ۷: ۶، ۱۱)۔ آیت ۱۱ میں اسے یدیع ایل کہا گیا ہے۔ چونکہ ۱-تواریخ ۸: ۱ میں بنیمین کے جن تین بیٹوں کا نام درج ہے، یہ نام اُس میں شامل نہیں اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ اور اشبیل ایک ہی شخصیت ہیں۔ بہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وہی ہے۔

۲- قورحیوں میں سے ہیکل کا ایک دربان (۱-تواریخ ۲۶: ۱، ۲)۔

یراموت :- (عبرانی = بلندی)۔ ایک اسرائیلی جس نے اسیری سے واپسی پر عزرا کے کہنے پر اپنی غیر یہودی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی (عزرا ۱۰: ۲۹)۔

یربست :- دیکھئے جدعون۔

یربعام - یاربعام :- (عبرانی = اُس کے لوگ بہت بڑھے)۔ ۱- سلطنت کی تقسیم (دیکھئے منقسم سلطنت) کے بعد شمالی حصے یعنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ۔ یہ افرائیمی نباط کا بیٹا تھا۔ یہ لائق اور محنتی شخص تھا، اس لئے سلیمان بادشاہ نے اسے شمالی علاقہ میں بنی یوسف کے کام پر مختار بنایا (۱-سلاطین ۱۱: ۲۶-۲۸)۔ اخیاہ نبی نے اُسے یہ پیشین گوئی سنائی تھی کہ وہ دس قبیلوں کا بادشاہ بنے گا (۱-سلاطین ۱۱: ۲۹-۳۹)۔ جب سلیمان بادشاہ نے یہ سُنا تو اُس نے یربعام کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ لیکن جب یربعام کو خبر ہوئی تو وہ مصر کے فرعون سیساق کے پاس بھاگ گیا اور سلیمان کی وفات تک وہیں رہا (۱-سلاطین ۱۱: ۴۰)۔ جب سلیمان مرا تو واپس اسرائیل آیا اور جب لوگوں نے ★ رحبعام کے خلاف بغاوت کی تو اُنہوں نے یربعام کو چُنا کہ وہ اُن

کا بادشاہ بنے (۱-سلاطین ۱۲: ۲۰) - اُس نے بیس سال تک اُن پر حکومت کی (۹۲۲-۹۰۱ ق م)-

۱-سلاطین ۱۴: ۳۰ کے مطابق رحبعام اور یربعام کے درمیان ہمیشہ جنگ رہی - یربعام نے خدا کی نظر میں بدی کی (۱-سلاطین ۱۴: ۹) - اُس نے یروشلیم کے مقابلہ میں اپنی مملکت کے شمالی اور جنوبی حصّہ میں بیت ایل اور دان کے مقام پر سونے کے دو بچھڑے بنوائے تاکہ لوگ یروشلیم جانے کی بجائے اِن جگہوں پر پرستش کریں (۱-سلاطین ۱۲: ۲۵-۳۳) - یہاں اس نے لاوی خاندان کے کاہن بھی مقرر کئے - اِن سونے کے بچھڑوں کی پوجا کے ساتھ وہ سب نفرتی حرامکاری کی رسوم ادا کی جاتی تھیں جو کنعانی مذہب کا خصوصی حصّہ تھیں-

۲- یربعام دوم (۷۹۳-۷۵۲ ق م) - اسرائیل کے بادشاہ یوآس کا بیٹا اور اُس کے بعد اُس کا جانشین - یہ اسرائیل کا تیرھواں بادشاہ تھا- اس نے چالیس سال حکومت کی - یہ ایک عظیم بادشاہ تھا - اُس نے حمات اور دمشق کو فتح کر لیا (۲-سلاطین ۱۴: ۲۸) - اُس کے عہد کے متعلق عاموس اور ہوسیع نبی کی کتابوں میں ذکر ہے-

آزادی اور امن کی وجہ سے اسرائیل نے یربعام دوم کے عہد میں بڑی ترقی کی - لوگ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگے (عاموس ۶: ۱-۷) - دولت بڑھ گئی لیکن ساتھ ہی گناہ بھی کثرت سے بڑھا اور غریبوں پر ظلم بڑھ گئے (عاموس ۲: ۶-۷) -

خدا کی عبادت ایک رسمی اور بے معنی عمل بن گئی (عاموس ۵: ۲۱-۲۴) - لوگوں کو امن کی غلط تسلی ہوئی اور وہ بے فکر ہو گئے (عاموس ۶: ۱-۸) - چالیس سال کی حکمرانی کے بعد اُس کا بیٹا زکریاہ اُس کی جگہ تخت نشین ہوا (۲-سلاطین ۱۴: ۲۳-۲۹) -

یرُبعل :- دیکھئے جدعون -

یرحمئیل - یرحمی ایل :- (عبرانی = خدا رحم کرے) - ۱- یہوداہ کی اولاد سے ایک شخص، حصرون کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۹) -

۲- بنی مراری میں سے قیس کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۴: ۲۹) - یہ قیس ساؤل کے باپ سے مختلف شخص ہے-

۳- ایک شاہزادہ جسے یہویقیم بادشاہ نے دو اور ساتھیوں کے ساتھ یرمیاہ نبی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا (یرمیاہ ۳۶: ۲۶) -

یرخع - یرحاع :- سیسان کا ایک مصری نوکر (۱-تواریخ ۲: ۳۴، ۳۵) - چونکہ سیسان کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اُس نے یرخع کو اجازت دی کہ وہ اُس کی بیٹی سے شادی کرے (آیت ۳۵) -

خیال کیا جاتا ہے کہ یرخع ایک یہودی نو مرید تھا اور اُس کا یہودی نام اخلی (آیت ۳۱) تھا-

بعض دیگروں کے نزدیک احلائی (آیت ۳۱ کیتھولک ترجمہ) سیسان کی بیٹی تھی جس سے یرخع کی شادی ہوئی-

یرد - یارد :- جدور کا باپ (۱-تواریخ ۴: ۱۸) -

یردن دریا - اُردن دریا :- فلسطین کا سب سے بڑا دریا- اس دریا نے بنی اسرائیل کی تاریخ اور خداوند مسیح کی خدمت میں بھی بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے- لفظ یردن عبرانی لفظ ھایردین سے نکلا ہے جس کا مطلب "نیچے کی طرف بہنا" یا "نیچے کی طرف بہنے والا" ہے، اور دریائے یردن حقیقتاً ہے بھی ایسا ہی - دریائے یردن، شام میں چار دریاؤں سے مل کر بنتا ہے - پہلا بریغیت Bareighit ہے، دوسرا حسبانی Hasbany جو کوہ حرمون کے مغربی دامن میں ہے اور ۲۴ میل لمبا ہے، تیسرا لیدان Leddan اور چوتھا بانیاس Banias جو صرف ساڑھے پانچ میل لمبا ہے- کسی زمانہ میں بانیاس پر پانیاس کا شہر آباد تھا جہاں پر مشہور یونانی دیوتا پان کا حجرہ تھا - بعد ازاں یہ شہر قیصریہ فلپی کہلایا اور یہاں پر ہی پطرس رسول نے اپنا عظیم اقرار کیا تھا (متی ۱۶: ۱۳) - یہ چاروں دریا مل کر حولہ کی جھیل میں گرتے ہیں - یہ جھیل ۴ میل لمبی اور ۵ میل چوڑی ہے اور یہ سطح سمندر سے صرف ۷ فٹ بلند ہے - موجودہ زمانے میں اسرائیلی آبادکاروں نے اس سے کاشتکاری کے لئے پانی حاصل کیا ہے - یہاں سے دریائے یردن دس میل جنوب میں گلیل کی جھیل میں جا گرتا ہے - یہ جھیل ۱۲ میل لمبی، ۳ تا ۶ میل چوڑی اور سطح سمندر سے ۶۹۶ فٹ نیچی ہے - وہ جگہ جہاں سے دریائے یردن گلیل کی جھیل سے نکلتا ہے تبریاس کہلاتی ہے - اس وجہ سے اس جھیل کو تبریاس کی جھیل بھی کہتے ہیں - اس کے بعد وہ ۷۰ میل جنوب میں واقع بحیرۂ مردار میں جا کر گرتا ہے - لیکن یہ دریا سانپ کی طرح بل کھانے کے باعث گلیل کی جھیل سے بحیرۂ مردار تک ۲۰۰ میل لمبا ہے - بحیرۂ مردار سطح سمندر سے ۱۲۹۲ فٹ نیچے ہے - خاص دریائے یردن ۹۰ سے ۱۰۰ فٹ تک چوڑا اور ۳ سے ۱۰ فٹ تک گہرا ہے لیکن اس نے جو گھاٹیاں بنائی ہیں وہ شمال میں ۴ میل سے لے کر یریحو کے نزدیک ۱۴ میل تک ہیں-

اگرچہ یہ فلسطین کا سب سے بڑا دریا ہے، لیکن دوسرے ملکوں کے عظیم دریاؤں سے مختلف ہے - گلیل کی جھیل سے بحیرۂ مردار کے درمیان ۲۷ ٹھوکریں آتی ہیں جن کے باعث دریا نہایت تیزی سے بہنے لگتا ہے اس لئے جہازرانی نہیں ہو سکتی اور چونکہ اس وادی میں بہت سی دلدلیں ہیں اس لئے بعض مقامات پر سخت گرمی پڑتی ہے - بنی اسرائیل کی تاریخ کے دوران دریائے یردن کے کنارے کوئی بڑا شہر تعمیر نہیں ہوا تھا اس لئے وہاں بے شمار جنگلی جانور ہوتے تھے-

بائبل میں دریائے یردن کو کسی اور نام سے نہیں پکارا گیا ہے۔ چند حوالوں میں اس علاقے کو "یردن کا جنگل" کہا گیا ہے (یرمیاہ ۱۲: ۵؛ ۴۹: ۱۹؛ ۵۰: ۴۴ اور زکریاہ ۱۱: ۳)۔

یردن کی وادی کے طبعی حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دریا میں ۳۰ قسم کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں جن میں سے ۱۶ ایسی ہیں جو اور کہیں نہیں ملتیں۔ اس وادی میں ۴۵ اقسام کے پرندے دیکھے گئے جن میں ۲۳ خاص اسی علاقے سے مخصوص ہیں۔ یہاں ۱۶۲ مختلف قسم کے پودے اور درخت ملتے ہیں جن میں سے ۱۳۵ افریقی ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اس دریا کے کنارے کبھی کوئی بڑا شہر تعمیر نہیں کیا گیا، تاہم بعض جغرافیائی اصطلاحات اس علاقے سے مخصوص ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کے ظہور کے وقت شمال میں ایک علاقہ دِکپُلِس کہلاتا تھا۔ یہ دس یونانی شہروں کا وفاق تھا جن میں سے ۹ یردن کے مشرقی علاقے میں واقع تھے۔ اس کا ذکر خداوند کی خدمت کے آغاز میں ایک مرتبہ آیا ہے (متی ۴: ۲۵)۔ اس وفاق میں دسواں شہر پیلا تھا۔ اس کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق ۷۰ء میں یروشلیم کی تباہی کے وقت مسیحی اس شہر کو بھاگ گئے تھے۔

دریائے یردن میں گرنے والے تمام اہم دریا اس کے مشرقی علاقے سے ہیں۔ عہدِ عتیق میں کسی بھی دریا کا جو اس کے مغربی کنارے میں آکر گرتا ہے ذکر نہیں ملتا۔ گلیل کی جھیل کے جنوب میں چار میل پر دریائے یرموق ہے۔ اس کا ذکر بائبل میں نہیں۔ یہاں پر ہی عظیم "روٹنبرگ الیکٹرک پاور پلانٹ" ہے۔ اِس دریا کے نیچے کی طرف "بیت شان" کا شہر تھا (یشوع ۱۷: ۱۶)۔ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شہر ۳۵۰۰ ق م کا ہے۔ بعد ازاں یہ سکوتھپولس Scythopolis کہلایا۔ اس کے جنوب میں عینون تھا جہاں یوحنا اصطباغی بپتسمہ دیا کرتا تھا (یوحنا ۳: ۲۳)۔ غالباً اس کے نزدیک ہی کریت کا نالہ تھا جس کا ذکر ۱۔سلاطین ۱۷: ۲-۷ میں آیا ہے۔

دوسرا اہم دریا یبوق ہے جو گلیل کی جھیل اور بحیرۂ مردار کے درمیان ہے۔ یہ وہی مشہور جگہ ہے جہاں یعقوب نے فرشتہ سے کشتی لڑی تھی (پیدائش ۳۲: ۲۲) اور جسے بعد ازاں سرحد مقرر کیا گیا (گنتی ۲۱: ۲۴؛ یشوع ۱۲: ۲ وغیرہ)۔ اس دریا اور دریائے یردن کے سنگم کے قریب ایک شہر آدم تھا جہاں سے جب اسرائیلیوں نے دریا کو عبور کیا پانی رُک گیا تھا (یشوع ۳: ۱۶)۔

بحیرۂ مردار کے نزدیک دریا کے مغربی کنارے پر یریحو سے ایک میل مشرق کی طرف جلجال کا شہر تھا جہاں خدا کے حکم کے مطابق اسرائیلیوں نے ۱۲ پتھر نصب کئے (یشوع ۴: ۱۹-۲۰)۔ یہ جگہ بعد میں بہت اہم مذہبی مرکز بن گئی (۱۔سموئیل ۷: ۱۶؛ ۱۰: ۸)۔

موسیٰ کی موت کے بعد اسرائیل کی تاریخ میں یردن سے متعلق سب سے اہم واقعہ دریا کو عبور کرنا ہے۔ درحقیقت موسیٰ نے استثنا ۳: ۲۰، ۲۵، ۲۷ میں اس کے متعلق پہلے ہی بتا دیا تھا۔ جب کبھی یردن کا ذکر بطور سرحد کیا جاتا ہے تو یہ سرحد اسرائیل یا کسی قبیلہ کے لئے نہیں تھی کیونکہ منسی کا قبیلہ دریا کے دونوں طرف ایک بڑے علاقے پر قابض تھا۔ تاہم اسرائیل کو بتا دیا گیا تھا کہ جب تک وہ دریا کو عبور کرکے مغرب کی طرف کے علاقے پر قبضہ نہیں کر لیتے، اُس وقت تک وہ اس ملک میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے قبضہ نہیں کریں گے (گنتی ۳۵: ۱۰؛ استثنا ۳: ۲۰؛ ۱۱: ۳۱؛ ۳۱: ۱۳؛ یشوع ۱: ۲ وغیرہ)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس علاقے کو جو دریا کے مغرب کی طرف ہے خاص معنوں میں موعودہ ملک کہا جاتا ہے۔ دریائے یردن کو عبور کرنے کی تفصیل یشوع ابواب ۳ اور ۴ میں دی گئی ہے۔

نئے عہدنامہ میں دریائے یردن صرف ایک بات کے لئے اہم ہے۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں یوحنا بپتسمہ دینے والا اپنی خدمت انجام دیتا تھا (متی ۳: ۶؛ مرقس ۱: ۵؛ یوحنا ۱: ۲۸ اور ۳: ۲۶)، اور یہاں پر ہی اُس نے مسیح خداوند کو بپتسمہ دیا تھا (متی ۳: ۱۳؛ مرقس ۱: ۹؛ لوقا ۴: ۱)۔ علاوہ ازیں، نئے عہدنامہ میں کسی اور واقعہ کا اس دریا سے براہِ راست تعلق نہیں۔ خداوند کی یردن پار کی خدمت کے حوالے (متی ۱۹: ۱؛ مرقس ۱۰: ۱) سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے دریائے یردن کو عبور کیا تھا۔ مسیح خداوند کی خدمت کے اختتامی ایّام سے متعلق بیان میں جب وہ ان لوگوں سے جو انہیں پکڑ کر بادشاہ بنانا چاہتے تھے بچتے پھر رہے تھے یہ بتایا گیا ہے کہ "وہ پھر یردن کے پار اُس جگہ چلا گیا جہاں یوحنا پہلے بپتسمہ دیا کرتا تھا اور وہیں رہا" (یوحنا ۱۰: ۴۰)۔ نئے عہدنامہ کے مطابق جب رسولوں کی عظیم خدمت کا آغاز ہوا تو ماسوا فلپس کی حبشی خوجہ کے ساتھ ملاقات کے نہ تو وہ جنوب میں مصر کو اور نہ مشرق کی طرف بابل کو گئے بلکہ شمال کی طرف شام اور ایشیائے کوچک کو اور پھر مغرب کی طرف یونان، اٹلی اور غالباً سپین کو گئے۔ مسیح خداوند کے بپتسمہ کے بعد دریائے یردن پر کوئی بڑا واقعہ وقوع میں نہیں آیا۔ درحقیقت انیسویں صدی تک بحیرۂ مردار سے یریحو کے نزدیک تک یردن کی وادی پوری طرح دریافت نہیں ہوئی تھی۔

دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۱۴

یُرقعام :- بنی حبرون میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۲: ۴۴)۔

یرموت :- ا۔یہوداہ کی میراث میں شامل متعدد مقامات میں سے ایک (یشوع ۱۵: ۳۵)۔ اُس کے بادشاہ پیرآم کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کیا گیا۔ پیرآم اِن بادشاہوں کے اتحاد کا ممبر تھا جنہیں شاہِ یروشلیم ادونی صدق نے یشوع کے خلاف لڑنے کو بلایا تھا (یشوع ۱۰: ۱-۵)۔ اس شہر کے کھنڈرات یروشلیم

سے ۱۶ میل جنوب مغرب کی طرف ملے ہیں۔ فصیل اور بے شمار کنوئیں ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ایک مضبوط شہر تھا۔ اس جگہ کا موجودہ نام خربت آلیرموک ہے۔

۲۔ اسی نام کا ایک اور شہر جسے اشکار کی میراث سے جیرسونی لاویوں کو دیا گیا (یشوع ۲۱: ۲۷-۲۹)۔ اسے ریمت (۱۹: ۲۱) اور رامات (۱۔ تواریخ ۶: ۷۳) بھی کہتے ہیں۔

یرموق:۔ دریائے یردن کی ایک معاون ندی۔ یہ مشرقی سمت سے بہتی ہوئی گلیل کی جھیل کے قریب تھوڑا جنوب کی طرف ہٹ کر دریائے یردن سے آملتی ہے۔ بائبل میں اس کا نام نہیں آتا۔ دیکھئے بائبل اٹلس نقشہ ۵ ج ۳ ج ۴ ا ج ۴

یرمیاہ کی کتاب۔ ادمیا کی کتاب:۔

۱۔ پس منظر

یرمیاہ نبی کی تاریخ، شاہ یوسیاہ کی حکومت کے تیرھویں برس (۶۲۶ ق۔م) میں اُس کی بلاہٹ سے ۵۸۷ ق۔م میں یروشلیم کی بربادی تک چالیس برسوں پر محیط ہے۔ ان ۴۰ سالوں میں اُس نے یہوداہ کے پانچ آخری بادشاہوں یوسیاہ، یہوآخز، یہویقیم، یہویاکین اور صدقیاہ کے ایّام میں نبوت کی۔ جس وقت وہ نبوت کی خدمت انجام دے رہا تھا، اُس کے وطن یہوداہ کی سرحدوں کے پار اہم شخصیات اور واقعات تاریخ کی تشکیل نو میں مصروف تھیں۔ یہ قدیم مشرقِ قریب کی تاریخ کا نازک ترین دور تھا جس نے یہوداہ کی تاریخ کو بھی متاثر کیا۔

اسوری سلطنت زوال پذیر ہو چکی تھی۔ یوں بابل اور مصر مشرق میں بالادستی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے دست بہ گریباں ہو رہے تھے۔ یرمیاہ کی زندگی جو اِس اہم ترین دور میں گزری اس کی بابت ٹھوس دستاویزی مواد میسر ہے۔ نیز اُس کی شخصیت کے گوناگوں پہلو انبیائے اصغر اور دیگر انبیائے اکبر کی نسبت کہیں زیادہ تفصیل اور شناسائی کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔

جب یرمیاہ نبی کو نبوت کا بلاوا عطا ہوا تو وہ ابھی "بچہ" ہی (نعَر ۱: ۶) تھا۔ یہ غیر مُبہم اصطلاح نومولود (خروج ۲: ۶) اور نوخیز جوانوں (۱۔ سموئیل ۳۰: ۱۷) کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اگر ہم اس سے یہ مُراد لیں کہ یرمیاہ اپنے بلاوے کے وقت ایک نوخیز جوان تھا تو وہ روحانی اور سماجی اعتبار سے نابالغ تھا۔ اس اصطلاح کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی تک نبی کے منصب پر فائض ہونے کی عُمر کو نہیں پہنچا تھا جو لاویوں کے قوانین کو مدِّنظر رکھتے ہوئے بیس اور تیس برس کے درمیان ہو گی (گنتی ۸: ۲۴؛ ۱۔ تواریخ ۲۳: ۲۴)۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ یرمیاہ اپنے بلاوے کے وقت بیس اور پچیس سال کے درمیان کا تھا تو اس نے اپنا لڑکپن منسّی اور امون کے عہدِ حکومت میں گزارا۔ اُس کے بلاوے کے وقت اسرائیل کی شمالی سلطنت (سامریہ) کو اسوریوں کے ہاتھوں برباد ہوئے تقریباً ایک صدی کا عرصہ گزر چکا تھا۔ تاہم جنوب میں یہوداہ اپنی بقا کی جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔ یسعیاہ کی پیش گوئی کے مطابق سنحیرب کے حملوں کی یلغار ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔ شاہ حزقیاہ نے یہوداہ کے دین اور اخلاق کی اصلاح کے لئے اقدامات کئے (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱ مابعد) لیکن اُس کے بیٹے منسّی کی طویل برگشتگی (۲۔ سلاطین ۲۱: ۱ مابعد) اور امون کے مختصر عہد میں بت پرستی کے احیاء نے (۲۔ سلاطین ۲۱: ۱۹ مابعد) ان پر پانی پھیر دیا تھا۔ جب یہوداہ بت پرستی کی دلدل میں لوٹ رہا تھا تو اُدھر اسور نے اسرحدون اور اشور بنی پال کی قیادت میں مصر کو فتح کر لیا تھا۔ مصر نے سموکس (۶۶۴-۶۱۰ ق م) کی قیادت میں اقتدار کی بازیابی کے بعد یہوداہ پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ یوں یہوداہ اُس وقت کی دو عالمی طاقتوں مصر اور بابل کے درمیان فاصل ریاست کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ اِس عالمی سیاسی کشمکش اور قومی اور دینی زوال کی فضا میں یرمیاہ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا۔ بے شک یہوداہ میں بہت سے لوگ اس ساٹھ سالہ اخلاقی تنزل کی شبِ تار کی سحر کے بشدّت منتظر تھے۔ یرمیاہ نے ایک دیندار کاہن کے خاندان میں پرورش پائی تھی (۱: ۱)۔ اُس کے نام کے معنی ہیں" یہوداہ سرفراز کرتا ہے" یا "یہوواہ پائمال کرتا ہے"۔ یہ نام اُس کے والدین کی، دیگر قوم کے لئے دعاؤں اور یرمیاہ کے لئے نیک تمنّاؤں کی علامت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اُس کو منسّی اور امون کی مذہبی برگشتگی اور ایذا رسانی کے متعلق اپنی بے چینی سے آگاہ کیا ہو گا، اسرائیل کی شریعت کی تعلیم دی ہو گی اور اُس کے ذرخیز دماغ کو گذشتہ صدی کے انبیاء اور یسعیاہ نبی کی تعلیمات سے آراستہ کیا ہو گا۔

۲۔ سلطنت کے پانچ عہد

ا۔ یوسیاہ

یرمیاہ کا بلاوا یوسیاہ (۶۳۸-۶۰۸ ق م) کی سلطنت کے بارھویں برس میں ہوا۔ اگرچہ یوسیاہ مذہبی اصلاحات کا آغاز کر چکا تھا (۲۔ تواریخ ۳۴: ۴-۷) تو بھی اُس نے ۶۲۱ ق م میں اپنے عہد کے اٹھارھویں برس میں ہی یہوداہ میں منظم دینی اور اخلاقی اصلاحات کا آغاز کیا (۲۔ سلاطین ۲۳ باب)۔ اصلاح کی تحریک میں ہیکل میں خلقیاہ کو "شریعت کی کتاب" کا نسخہ ملنے سے ایک نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ اس موقع پر یرمیاہ کو فریضۂ نبوت انجام دیتے پانچ برس ہو چکے تھے۔ ابواب ۱ تا ۶ یہوداہ میں ۶۲۲-۶۲۱ ق م میں یوسیاہ کی اہم اصلاحات سے پہلے کے حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ قوم ناقابلِ علاج زوال کا شکار ہے اور وہ خدا کے تحمل کی پرواہ نہ کر کے اور ایک ناقابلِ

شکست دشمن کے تباہ کن منصوبوں کی طرف سے آنکھیں بند کرکے بیٹھی ہوئی ہے۔ ۱۱:۱-۸ کے علاوہ جس میں یوسیاہ کی اصلاحات کی بابت یرمیاہ کے جوش وخروش کا اشارہ ملتا ہے، صاحبِ نبوت نے یوسیاہ کے عہد کے باقی ۱۲ سالوں کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ شاہ یوسیاہ ۶۰۸ ق م میں سموکس کے جانشین فرعون نکوہ (۶۱۰-۵۹۴ ق م) کے ساتھ ایک ناکام معرکہ میں مارا گیا (۲-سلاطین ۲۳: ۲۹)۔ یرمیاہ کو یوسیاہ کی قبل از وقت موت کا بڑا صدمہ تھا (۲۲: ۱۰)۔ اُس نے یوسیاہ سے بڑی اُمیدیں وابستہ کر رکھی تھیں (۲۲: ۱۵، ۱۶)۔

ب۔ یہوآخز

نکوہ نے یہوداہ کے معاملات میں دخل اندازی جاری رکھی۔ یہوآخز (یا سلوم، یرمیاہ ۲۲: ۱۱) یوسیاہ کا جانشین بنا۔ لیکن تیسرے ہی مہینے نکوہ نے اُس کو برطرف کرکے یہوداہ پر بھاری خراج عائد کر دیا (۲-سلاطین ۲۳: ۳۱-۳۳) اور یہوآخز کے بھائی یہویقیم (یا الیاقیم) کو تخت پر بٹھا دیا (۲-سلاطین ۲۳: ۳۴؛ ۲-تواریخ ۳۶: ۲، ۵)۔ یرمیاہ کو یہوآخز کی برطرفی اور مصر میں جلاوطنی کا بڑا صدمہ ہوا (۲۲: ۱۰-۱۲)۔

ج۔ یہویقیم

اس عہد میں (۶۰۷-۵۹۷ ق م) ۶۰۵ ق م میں کرکمیس کی لڑائی ہوئی (یرمیاہ ۴۶ باب)۔ یہ بڑی سیاسی اہمیت کا حامل واقعہ تھا۔ فرات کے دائیں کنارے پر الیپو کے شمال مغرب اور حمات میں کرکمیس کی لڑائی میں کلدیوں نے نبوکدنضر کی سرکردگی میں فرعونِ مصر نکوہ کو شکست فاش دی۔ یہ واقعہ مشرقِ وسطیٰ کی سیاست میں ایک نئے دَور کا نقطۂ آغاز تھا۔ اس خطّے کی سیاسی قیادت بابل کو منتقل ہو گئی۔ کرکمیس کا واقعہ یہوداہ کے لئے بھی خاص اہمیت رکھتا تھا۔ مصر کی سرحدوں کو جانے والے سب راستے نبوکدنضر کے قبضہ میں تھے، یوں تمام مشرقِ وسطیٰ اُس کا دستِ نگر بن کر رہ گیا تھا (یرمیاہ ۲۵: ۱۵ مابعد)۔ اس لئے نبی نے اُسی وقت سے یہوداہ کو بابل کی سرپرستی قبول کرنے کی تلقین کرنا شروع کر دیا تھا۔ ۶۰۴ ق م میں نبوکدنضر نے اسقلون کے شہر کو زمین بوس کر دیا۔ یرمیاہ (۴۷: ۵-۷) اور صفنیاہ (۲: ۴-۷) پہلے ہی اس شہر کی بربادی کی پیشگوئی کر چکے تھے۔ یرمیاہ ۳۶: ۹ مابعد میں یہوداہ میں "روزہ کی منادی" کرنے کا ذکر ہے۔ یقیناً یہ دروازہ پر دستک دیتی ہوئی ایک قومی آفت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اسقلون پر نبوکدنضر کی یلغار اور یہوداہ میں روزہ کی منادی کے دن کی تاریخ ایک ہی ہے۔ یرمیاہ نے خاص وعام کو آگاہ کیا کہ نبوکدنضر اسقلون کے بعد یہوداہ کا رُخ کریگا، اسی لئے یروشلیم میں روزہ کی منادی کی گئی اور یرمیاہ کا پیغام سُنایا گیا۔ لیکن یرمیاہ کی مشورت یہویقیم کی داخلی اور خارجی حکمتِ عملی سے متصادم تھی۔ بادشاہ نے بُت پرستانہ رسوم ورواج کی حوصلہ افزائی کی (۲-سلاطین ۲۳: ۳۷) اور اپنی خود غرضانہ اور عیّاشیانہ روش سے یہوداہ کو بدنصیبی کی گود میں اتار دیا (یرمیاہ ۲۲: ۱۳-۱۹)۔ یہویقیم یرمیاہ (۲۶: ۲۰-۲۳) اور اس کے پیغام (۲۶: ۹) سے سخت نالاں تھا۔ اُس نے پہلے مصر سے اور پھر بابل سے اتحاد کی منافقانہ حکمتِ عملی اختیار کی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ۶۰۰-۶۰۱ ق م میں بابل اور مصر کی لڑائی کے نتائج فیصلہ کن نہیں تھے۔ تین سال بعد اُس نے بابل کے خلاف ناکام بغاوت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابل نے یہوداہ پر مکمل تسلط جما لیا۔ یہ یہوداہ کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا (۲-سلاطین ۲۴: ۱، ۲)۔ یرمیاہ نے بادشاہ، انبیاء اور کاہنوں کو برملا ملامت کی اور اس کے ردِّ عمل میں اُنہوں نے جس منافرت اور کدورت کا مظاہرہ کیا اُس کی نبوتوں سے عیاں ہے۔

اُسے ایذائیں دی گئیں (۱۲: ۶؛ ۱۵: ۱۵-۱۸)، قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے (۱۱: ۱۸-۲۳؛ ۱۸: ۱۸)، زندان میں ڈالا گیا (۲۰: ۲)، قتل کے لائق قرار دیا گیا (۲۶: ۱۰، ۱۱، ۲۴؛ قب آیات ۲۰-۲۳، ۳۶: ۲۶)، اُس کی نبوتوں کے طومار نذرِ آتش کر دیئے گئے (۳۶: ۲۷) لیکن اِن حالات میں بھی یرمیاہ نے اپنی خدمت جاری رکھی۔ وہ یہوداہ کے لئے شفاعت کرتا رہا (۱۱: ۱۴؛ ۱۴: ۱۱؛ ۱۷: ۱۶)، خدا سے شکوہ کرتا رہا (۱۷: ۱۴-۱۸؛ ۱۸: ۱۸-۲۳؛ ۲۰: ۷-۱۸)، نبیوں کی ابن الوقتی کو بے نقاب کرتا رہا (۲۳: ۹-۴۰)، ہیکل کی (۷: ۱-۱۵) اور قوم کی (باب ۱۸ مابعد) بربادی کی پیشگوئیاں کرتا رہا اور اپنے لوگوں کے عبرتناک انجام پر ماتم کرتا رہا (۹: ۱؛ ۱۳: ۱۷؛ ۱۴: ۱۷)۔ انجام کار ۵۹۸ ق م میں یرمیاہ کی پیشگوئی کے مطابق (۲۲: ۱۸ بمقابلہ ۲-سلاطین ۲۴: ۱ مابعد) یہویقیم بے رحمی سے مارا گیا۔ ۲-تواریخ ۳۶: ۶، ۷ کے مطابق نبوکدنضر اُس کو بیڑیاں پہنا کر بابل کو لے گیا۔ دانی ایل ۱: ۱، ۲ میں بھی یہویقیم کی حکومت کے تیسرے برس میں اُس کی جلاوطنی کا ذکر ہے۔

د۔ یہویاکین

یہویاکین (یا کونیاہ ۲۲: ۲۴، ۲۸ یا یکونیاہ ۲۴: ۱) ۵۹۷ ق م میں یہویقیم کی جگہ تخت پر بیٹھا اور اُسے اپنے باپ کے اعمال کا خمیازہ اُٹھانا پڑا۔ اٹھارہ برس کے اِس نوجوان نے صرف تین ماہ حکومت کی (۲-سلاطین ۲۴: ۸)۔ یہویاکین کے باپ کی بغاوت نے نبوکدنضر کو اس کی حکومت کے ساتویں برس میں یروشلیم کے محاصرے پر مجبور کر دیا، اور یہوداہ کے نوجوان بادشاہ نے اپنے آپ کو بابلیوں کے حوالے کر دیا (۲-سلاطین ۲۴: ۱۲)۔ اُس کو یہوداہ کے اُمرا، صنعتکاروں اور سپاہیوں کی ایک کثیر تعداد سمیت بابل میں جلاوطن کر دیا گیا (یرمیاہ ۲۲: ۱۸، ۱۹ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے)۔ ہیکل کو لُوٹ لیا گیا (۲-سلاطین ۲۴: ۱۰-۱۶)۔ تواریخ بابلیہ بائبل کی ہمعصر پہلی دستاویز ہے جس سے بائبل میں مندرج بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ یرمیاہ نے یہویاکین کے انجام کی پہلے سے پیشگوئی کر دی تھی (۲۲: ۲۴-۳۰)۔ تاہم ۳۶ برس

بعد نبوکدرضر کے بیٹے اور جانشین نے اُس کو رہا کر دیا (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۷۔۳۰)۔

۵۔ صدقیاہ

صدقیاہ جس کو نبوکدرضر نے یہوداہ کے تخت پر بٹھایا، یوسیاہ کا سب سے چھوٹا بیٹا (یرمیاہ ۱: ۳) اور یہویاکین کا چچا تھا (۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۷؛ ۲۔ تواریخ ۳۶: ۱۰)۔ عہدِ عتیق میں نبوکدرضر کے ہاتھوں سے یہویاکین کی جگہ صدقیاہ کے تقرر کے بیان کی تصدیق ہمعصر بابلی تواریخ سے بھی ہوتی ہے۔ اُس کا عہد (۵۹۷۔۵۸۷ ق م) یہوداہ کے عبرتناک انجام پر ختم ہؤا (۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۹، ۲۰)۔ وہ کمزور عزم اور دوغلی حکمتِ عملی کا شکار رہا۔ اُس کی سلطنت کے اُمرا ادنیٰ طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ جلاوطن اُمرا کی جگہ برسرِ اقتدار آئے تھے، اور اب وہ اُن کو حقیر سمجھنے لگے تھے لیکن اِن "بُرے" اور "اچھے" انجیروں کی بابت یرمیاہ کا موقف مختلف تھا (۲۴: ۱ مابعد)۔ یرمیاہ نے اسیر اُمرا کے نام ایک مشہور خط بھی لکھا (۲۹: ۱)۔ لیکن بابل اور یہوداہ دونوں مقامات پر ہی جھوٹے نبیوں نے یرمیاہ کو قتل کروانے کی کوششیں کیں (۲۸: ۱ مابعد؛ ۲۹: ۲۴ مابعد)۔ اُن کے درمیان وجہِ نزاع اسیری کی مدت تھی۔ یرمیاہ نے پیش گوئی کی تھی کہ اسیری کی مدت ۷۰ برس ہو گی جبکہ اُن کا موقف تھا کہ اس کی مدت صرف دو برس ہو گی۔ یرمیاہ کا صدقیاہ کے ساتھ بڑا اختلاف نبوکدرضر سے بغاوت کرنے کے سوال پر پیدا ہؤا۔ صدقیاہ نے اپنی سلطنت کے چوتھے برس میں پڑوسی مملکتوں کی سازش سے بغاوت کا ایک منصوبہ تیار کیا لیکن یرمیاہ نے اس کی شدید مخالفت کی (ابواب ۲۷، ۲۸)۔ تاہم صدقیاہ نے اِسی سال بابل کا دورہ کر کے نبوکدرضر کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی (۵۱: ۵۹)۔

انجامِ کار صدقیاہ نے اپنی سلطنت کے ساتویں اور آٹھویں برس میں نبوکدرضر سے غداری کر کے فرعون ہوفرع کے ساتھ پینگیں بڑھانی شروع کر دیں۔ سلطنت کے نویں برس میں (۵۸۹) سب چالیں اُلٹی پڑ گئیں۔ بابلیوں نے ایک بار پھر یروشلیم کو محاصرہ میں لے لیا۔ لیکن محاصرہ سے پہلے (۲۱: ۱۔۱۰) اور محاصرہ شروع ہونے کے بعد بھی (۳۴: ۱ مابعد؛ ۸ مابعد؛ ۳۷: ۳، ۱۰ مابعد؛ ۱۷ مابعد؛ ۳۸: ۱۴ مابعد)۔ یرمیاہ کے پاس صدقیاہ کے لئے صرف ایک ہی پیغام تھا کہ اپنے آپ کو بابلیوں کے حوالے کر دو کیونکہ یروشلیم کی تقدیر اُن کو سونپ دی گئی ہے۔ یرمیاہ نبی نے سترہ برس پیشتر کرکمیس کی لڑائی کی (۶۰۵ ق م) جو تعبیریں کی تھیں وہ اب حقیقت کا روپ دھار کر سامنے آ رہی تھیں۔ محاصرہ کے دوران ایک موقع پر جب مصری فوجوں کی ایک بھرپور یلغار سے بابلیوں کے قدم اُکھڑنے لگے تھے تو یرمیاہ کے سب اندیشے غلط ہوتے نظر آنے لگے تھے لیکن جلد ہی یہ سب کچھ محض ایک سراب ثابت ہؤا۔ یرمیاہ کی یہ پیشگوئی کی کہ بابلی مصریوں کو نگل جائیں گے حرف بحرف پوری ہوئی اور اِس کے فوراً بعد ہی یروشلیم دوبارہ محصور ہو گیا (۳۷: ۱۔۱۰)۔ اِس موقع پر یرمیاہ نے بعض یہودیوں کو جنہوں نے اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ بدعہدی کی تھی، سخت لعنت کی اور تند و تیز ملامت کا نشانہ بنایا (۳۴: ۸۔۲۲)۔ محاصرہ کے دوران یرمیاہ کو اُس کے مخالفوں نے ایسا تختۂ مشقِ ستم بنائے رکھا کہ اس کو اپنی زندگی کا اعتبار نہیں رہا۔ دشمن کی صفوں میں پناہ کے لئے فرار کے الزام میں اُس کو ایک تہہ خانہ میں ڈالا گیا (۳۷: ۱۱۔۱۶) تاہم بعد میں اُس کو محل کے قریب ایک قید خانہ کے صحن میں منتقل کر دیا گیا (۳۷: ۱۷۔۲۱)۔ تب اُس کو غداری کے الزام میں ایک افتادہ دلدلی حوض میں پھینک دیا گیا لیکن عبدِ ملک کی بروقت مداخلت نے اُس کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا۔ بعد ازاں اُس کو قید خانہ کے صحن میں منتقل کر دیا گیا (۳۸: ۱۔۱۳) جہاں بادشاہ اُس سے خفیہ ملاقاتوں میں مشورت لیا کرتا تھا (آیات ۱۴۔۲۸)۔

محاصرہ کے آخری ایام میں یرمیاہ نے ایمان کا ایک بڑا قدم اُٹھاتے ہوئے عنتوت میں اپنے چچازاد بھائی کی زمین اُس سے خرید لی (۳۲: ۱۔۱۵)۔ اس موقع پر بھی اُس نے بحالی کے وعدوں کا اعلان کیا (۳۲: ۳۶۔۴۴؛ ۳۳: ۱۔۲۶)۔ نئے عہد کی عظیم الشان نبوت کو بھی اسی دور سے منسوب کیا جا سکتا ہے (۳۱: ۳۱ مابعد)، جس کی تکمیل اس نئے عہد کے بانی یسوع مسیح میں ہوئی۔ لیکن یہوداہ کی شرارت کا پیالہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ ۵۸۷ ق م میں بدنصیب شہر یروشلیم خدا کے قہرِ شدید کی لپیٹ میں آ گیا (باب ۳۹)۔ یہاں اس بات کا ذکر خالی از فائدہ نہیں ہو گا کہ یروشلیم کی شکست اور اسیری کا تذکرہ جو عہدِ عتیق میں ۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۰۔۱۷؛ ۲۔ تواریخ ۳۶: ۱۷؛ یرمیاہ ۵۲: ۲۸ میں پایا جاتا ہے وہ تواریخِ بابلیہ کے مندرجات سے عمومی مطابقت کا حامل ہے۔ اس واقعہ کا سن ۵۸۷ ق م ہے۔ یہ نبوکدرضر کی حکومت کا ساتواں سال تھا۔ پس یروشلیم کی بربادی ۵۸۶ ق م کا واقعہ نہیں ہے، جیسا کہ سمجھا جاتا رہا ہے بلکہ یہ واقعہ ۵۸۷ ق م کا ہے۔

نبوکدرضر، یرمیاہ کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور جب اُس نے جدلیاہ کو یہوداہ کا حاکم مقرر کیا تو مصفاہ میں یرمیاہ نے اُس کا ساتھ دیا (۴۰: ۱۔۶)۔ جدلیاہ اپنی تقرری کے تھوڑے عرصے بعد ہی قتل کر دیا گیا (۴۱: ۱ مابعد) تو مصفاہ کی جماعت کے بقیہ نے یرمیاہ کے لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود مصر کو فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ بادلِ ناخواستہ اُس کو اپنے منشی بارُوک کی ہمراہی میں اُن کے ساتھ جانا پڑا (۴۲: ۱ تا ۴۳: ۷)۔ یرمیاہ اپنی تھلکہ خیز خدمت کے آخری ایام میں مصر کے شہر تحفنیس میں بڑھاپے میں بھی بدی سے سمجھوتہ کرنے سے کوسوں دور رہا۔ اُس نے نبوکدرضر کے ہاتھوں مصر کے مفتوح ہونے کی پیش گوئی کی (۴۳: ۸۔۱۳) اور مصر میں سکونت پذیر یہودیوں کی بت پرستانہ روش

پر اُن کو سخت ملامت کی (۴۴: ۱ مابعد)۔ یرمیاہ کی باقی ماندہ زندگی اور اُس کی موت کے اسباب و حالات کا کوئی مُستند تذکرہ موجود نہیں ہے۔

۳۔ یرمیاہ کی شخصیت

عہدِ عتیق کے انبیاء کے درمیان یرمیاہ کی شخصیت کے نقوش، کتبِ نبوت کے صفحات پر سب سے زیادہ واضح اور مانوس نظر آتے ہیں۔ اِس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ عہدِ عتیق کے تصوّرِ نبوت کو سمجھنے کے لئے یرمیاہ کے صحیفہ کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ یرمیاہ کا بلاوا؛ خدا کے پیغمبر کی حیثیت سے اُس کا منصب اور اختیار، الہام کی کیفیّت؛ جھُوٹے اور صادق انبیاء میں امتیاز کے اصول، اُس کا پیغام اور پیغام سے وفاداری کے نتیجہ میں نازک اور فیصلہ کُن حالات سے دوچار ہونا، یرمیاہ کی نبوتوں میں اِن تمام پہلوؤں کی ایسی حقیقی جھلک موجود ہے جو اِس موضوع پر ایک معتبر سند کا درجہ رکھتی ہے۔ اِن کو یہ درجہ نبی کی روحانی و جذباتی کیفیات اور فرائضِ نبوت کی ادائیگی میں کامل ہم آہنگی کے باعث حاصل ہوا ہے۔

اُس کے مکالمات بھی جذبات کے برملا اظہار سے بھرپور ہیں۔ اُس کے خطبات اُس کے مزاج کے اتار چڑھاؤ کے آئینہ دار ہیں۔ ایک ہی لمحہ میں وہ حلیم اور دُرشت، دردمند اور سخت گیر نظر آتا ہے۔ اُس کی طبیعت میں بشری کمزوریاں، رُوح کی توانائیوں سے دست بہ گریباں ہیں۔ جوانی کی اُمنگیں جوان نبی کے لئے حرام ہوگئیں۔ وہ اُس پشت کو توبہ کی طرف بلا رہا تھا جو پشیمانی کے مفہوم تک سے ناآشنا تھی۔ اُس نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ دیواروں سے باتیں کر رہا ہے اپنی قوم کے گناہوں کو ننگا کیا اور اُن کے ہولناک انجام سے اُن کو آگاہ کیا۔ اُس کو چاہت کے عِوض نفرت ملی۔ وطن کے شیدائی کو غدّار اور نمک حرام سمجھا گیا۔ کبھی اُمید کا دامن نہ چھوڑنے والے اِس نبی کو اپنی قوم کی باطل اُمیدوں کا پردہ چاک کرنا پڑا۔ شفاعت کے عادی کاہن کو حرفِ شفاعت زبان تک لانے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اِس یہوداہ کے عاشق کو یہوداہ نے اپنے وجود کا ناسور قرار دیا۔

یرمیاہ کے دُکھ کی گہرائیوں کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ یہوداہ کی بدنصیبی پر وہ ایسا شکستہ حال ہے (۸: ۱۸، ۲۱) کہ اپنے وجود کو آنسوؤں میں گھول دینا چاہتا ہے (۹: ۱؛ ۱۳: ۱۷) اور قوم کو اپنے کھودے ہوئے گڑھے میں گرنے کے لئے چھوڑ کر روپوش ہونا چاہتا ہے (۹: ۲)۔ جب ناکامیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تو وہ اپنے جنم کے دن پر لعنت بھیجتا ہے (۱۵: ۱۰؛ ۲۰: ۱۴-۱۸)، خدا سے شکوہ کرتا ہے کہ تو نے مجھے لوگوں کی ملامت کے حوالہ کیوں کیا؟ (۲۰: ۷-۱۰)، اپنے ستانے والوں کو بددعا دیتا ہے (۱۸: ۱۸، ۲۱-۲۳)۔ یوں یرمیاہ رنج و غم اور درد و کرب کی ایک المناک تصویر نظر آتا ہے۔ اُس کی زندگی کا المیہ اُس کے باطن اور ماحول کی کشمکش کا آئینہ دار ہے۔ ذات کی اعلیٰ اور ادنیٰ قدروں کی جنگ، جرأت اور مصلحت کی کھینچا تانی، یقینی فتح کی ظاہری شکست سے نبرد آزمائی اور منصبِ نبوت کو ترک کرنے کی شدید خواہش لیکن ایسا قدم اُٹھانے کے لئے ہمّت کا فقدان (۵: ۱۴؛ ۱۵: ۱۶، ۱۹-۲۱ کا ۶: ۱۱؛ ۲۰: ۹، ۱۱؛ ۲۳: ۲۹ سے مقابلہ کیجئے)۔ لیکن اُس کی اِس خوفناک باطنی کشمکش اور عوام کے ہاتھوں تذلیل نے (۱۵: ۱۷/۱۸؛ ۲۶: ۲، ۵، ۸) اُس کو خدا میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ یوں عہدِ عتیق میں الٰہی رفاقت کے اعلیٰ ترین تصوّر کا عمدہ ترین اظہار بھی یرمیاہ کے صحیفہ میں ہی پایا جاتا ہے۔ خدا کے ساتھ اِس مخصوص رفاقت ہی کے سہارے یرمیاہ انجام کار بزدلی، آہ و زاری، بیچارگی، دشمنی، تنہائی، مایوسی، بدنامی اور ناکامی کے مہلک اثرات سے محفوظ نکل آیا۔

۴۔ یرمیاہ کا قیام

ا۔ یرمیاہ کا تصوّرِ خدا

خدا خالق و مالکِ کُل ہے، آسمان و زمین اور مافیہا اُس کے قبضۂ قدرت میں ہیں (۲۷: ۵؛ ۲۳: ۲۳، ۲۴؛ ۵: ۲۲، ۲۴؛ ۱۰: ۱۲، ۱۳)۔ سب قوموں کے معبود باطل ہیں (۱۰: ۱۴، ۱۵؛ ۱۴: ۲۲) لیکن اسرائیل کا خدا اپنی مرضی کی مصلحت سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے (۱۸: ۵-۱۰؛ ۲۵: ۱۵-۳۸؛ ۲۷: ۶-۸)۔ وہ لوگوں کے دلوں کا حال جانتا ہے (۱۷: ۵-۱۰) اور جو اُس پر توکّل کرتے ہیں اُن کے لئے سرچشمۂ حیات ہے (۲: ۱۳؛ ۱۷: ۱۳)۔ وہ اپنے لوگوں سے محبت رکھتا ہے (۲: ۲؛ ۳۱: ۱-۳) لیکن ان سے اطاعت اور وفاداری طلب کرتا ہے (۷: ۱-۱۵)۔ سرکش لوگوں کے نذرانے اور نیاز (۶: ۲۰؛ ۷: ۲۱، ۲۲؛ ۱۴: ۱۲) اُس کی نگاہ میں بُتوں کی قربانیوں کی طرح مکروہ ہیں (۷: ۳۰ و دیگر آیات؛ ۱۹: ۵)۔

ب۔ یرمیاہ اور بُت پرستی

یرمیاہ نبی نے اپنی نبوت کے آغاز ہی میں غضبِ الٰہی کے نازل ہونے کا اعلان کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہوداہ کا گناہ اتنا سنگین تھا کہ اس کا ٹلنا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ یرمیاہ نے جِس بدی کے خلاف شدید احتجاج کیا وہ بُت پرستی تھی۔ اُس کی نبوتوں میں بُت پرست اقوام کے معبودوں کا بکثرت ذکر اِس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ یہوداہ میں ہر قسم کی بُت پرستی عام تھی۔ وہ بعل، مولک اور آسمان کی ملکہ کا ذکر کرتا ہے۔ ہیکل میں بھی بُت رکھے ہوئے تھے (۳۲: ۳۴) اور یروشلیم کے نواح میں بعل اور مولک کے نام پر بچّوں کو قربان کیا جاتا تھا (حوالہ کے لئے دیکھیں ۷: ۳۱؛ ۱۹: ۵؛ ۳۲: ۳۵)۔ اگرچہ یوسیاہ نے اُس بُت پرستی کا قلع قمع کر دیا تھا جس کی داغ بیل اُس کے دادا منسّی نے ڈالی تھی لیکن یوسیاہ کی وفات کے بعد قوم پھر برگشتگی کی راہ پر چل نکلی۔

ج۔ یرمیاہ اور اخلاقی بے راہ روی

عہدِ عتیق میں ہر کہیں بت پرستی اور اخلاقی بے راہ روی کا

چولی دامن کا ساتھ نظر آتا ہے۔ یرمیاہ کے دَور کی بُت پرست نسل اس کی بدترین مثالوں میں سے ایک ہے (۵:۱-۹؛ ۷:۳-۱۱؛ ۲۳:۱۰-۱۴)۔ اخلاقی بے راہ روی کے غیر مسدود نتیجہ میں خدا کا خوف اور اُس کی شریعت کا احترام اُن کے درمیان سے مفقود ہوگیا حتیٰ کہ نبی اور کاہن تک بے حیائی اور بے حِسی کا شکار تھے (۵:۳۰، ۳۱ و دیگر آیات؛ ۶:۱۳-۱۵؛ ۱۴:۱۴)۔ بداخلاقی کو روکنے کی بجائے وُہ اِس کو فروغ دینے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ لیکن طُرفہ تماشا یہ تھا کہ یہوداہ باوجود بدترین بُت پرستی اور اخلاقی بدحالی میں مبتلا ہونے کے مذہب سے بھی والہانہ عقیدت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یرمیاہ مُسلسل اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کی نظر میں باطنی شریعت، ظاہری شریعت پر مُقدّم ہے۔ یرمیاہ اس اصول کا اطلاق یہوداہ کی عہد کے صندوق (۳:۱۶)، شریعت کی لوحیں (۳۱:۳۱، ۳۲)، عہد کے نشان، ختنہ (۴:۴؛ ۶:۱۰؛ ۹:۲۶)، ہیکل (۷:۴، ۱۰، ۱۱؛ ۱۱:۱۵؛ ۱۷:۳؛ ۲۶:۶، ۹، ۱۲؛ ۲۷:۱۶) اور قربانیوں کے نظام (۶:۲۰؛ ۷:۲۱، ۲۲؛ ۱۱:۱۵؛ ۱۴:۱۲) سے گہری عقیدت پر کرتا ہے۔

د- یرمیاہ اور عدلِ الٰہی

یوں یرمیاہ کے پیغام میں غضبِ الٰہی کے یقینی نزول کا نمایاں ذکر ایک فطری بات ہے۔ خدا نے مختلف طریقوں سے یہوداہ کو سزا دی۔ کبھی خشک سالی اور قحط بھیج کر (۵:۲۴؛ ۱۴:۱-۶) اور کبھی غیر قوموں کی فوجوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار کرکے (۱:۱۳-۱۶؛ ۴:۱۱-۲۲؛ ۵:۱۵-۱۹؛ ۶:۱-۱۵ وغیرہ وغیرہ) اُن کو تنبیہ کی۔ اور وہ دن یہوداہ کے لئے روزِ محشر کا طلوع تھا جب برگشتہ یہوداہ کو سزا دینے کے لئے خدا کی تلوار نیام سے باہر آگئی (۲۵:۹؛ ۵۲:۱-۳۰)۔ "کلدانی بادشاہوں کی تواریخ" (۶۲۶-۵۵۶ ق م) کی اشاعت کے بعد، اِن بتوں کا تاریخی پس منظر اب بڑا ہی واضح ہوگیا ہے۔ اس تواریخ میں یرمیاہ کی حینِ حیات میں وقوع پذیر ہونے والے متعدد عالمی واقعات کا تذکرہ ہے اور یرمیاہ کی غیر اقوام کے خلاف نبوتوں میں اِن کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ باب ۲۵ میں غیر اقوام کے خلاف نبوتیں، نبوکدرضر کی مشرق کی طرف پہلی پیشقدمی سے متاثر ہوکر کی گئی ہیں (۲۵:۱ بحوالہ آیت ۱۹)۔ باب ۴۶ میں کلام کا آغاز ۶۰۵ میں ہونے والی کرکمیس کی لڑائی سے ہوتا ہے۔ پھر ایک نبوت ہے جس کا تعلق مصر کے خلاف نبوکدرضر کے معرکہ سے ہے (۴۶:۱۳-۲۶)۔ بابلی تواریخ بھی قیدار اور حصور (۴۹:۲۸-۳۳) اور عیلام کے خلاف یرمیاہ کی نبوتوں کے لئے ایک واقعاتی بنیاد فراہم کرتی ہے (۴۹:۳۴-۳۹)۔ اس میں ۵۹۹ میں عرب قبائل پر نبوکدرضر کے حملوں (بحوالہ ۴۹:۲۹، ۳۲) اور ۵۹۶ میں عیلام کے خلاف معرکوں کا تذکرہ بھی ہے۔ بصورتِ دیگر اِن نبوتوں کی کوئی تاریخی بنیاد نہ ہوتی۔

ھ- یرمیاہ اور کاذب نبی

یرمیاہ کے نزدیک نبوت کا منصب نہایت بلند اور عالی تھا، اور وہ خود بھی اپنے اِس منصب کے تقاضوں کو کمال جانفشانی سے نبھا رہا تھا۔ نتیجتاً وہ پیشہ ور نبیوں اور کاہنوں سے متنفر ہوگیا اور اُنہوں نے بھی اُس کی مخالفت کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ دو نمایاں امور جو یرمیاہ اور کاہنوں کے درمیان باعثِ نزاع بنے رہے وہ یہ تھے کہ کاہن اپنے منصب کی آڑ میں دولت کماتے تھے اور یہ اصرار کرتے تھے کہ یروشلیم بابلیوں کے ہاتھوں تباہ نہیں ہوگا (۶:۱۳؛ ۸:۱۸؛ ۱۸:۱۸؛ ۲۹:۲۵-۳۲ وغیرہ وغیرہ) جھوٹے نبی فریب خوردہ اہلِ یہوداہ کی باطل خوش فہمیوں کی تائید کرتے تھے (۸:۱۰-۱۷؛ ۱۴:۱۴-۱۸؛ ۲۳:۹-۴۰ وغیرہ وغیرہ)۔

و- یرمیاہ کی اُمیدیں

یرمیاہ کی نبوت میں الٰہی غضب کی آگاہی کا پیغام ہر ایک خطاب میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس کے باوجود غضبِ الٰہی کی گرمی کے پہلو بہ پہلو اُمید اور آس کی ٹھنڈک بھی اس کے پیغامات میں محسوس کی جاسکتی ہے۔ بابل میں یہوداہ کی جلاوطنی کے ایّام مختصر ہونگے (۲۵:۱۱؛ ۲۹:۱۰)۔ ایک روز بابل بھی کھنڈر ہو جائے گا (۵۰، ۵۱ باب)۔ یرمیاہ کے پیغام میں ابتدا ہی سے اِس اُمید کا اظہار پایا جاتا ہے کہ یہوداہ الٰہی غضب میں پڑنے سے بچ جائے گا (۳:۱۴-۲۵؛ ۱۳:۱۴-۱۷) اور جوں جوں حالات کا رُخ مثبت ہوتا گیا اُس کی امیدیں روشن سے روشن تر ہوتی گئیں (۲۳:۱-۸؛ ابواب ۳۰-۳۳)۔ اِسی اُمید کے سہارے یرمیاہ نے تاریک ترین ایّام میں بھی ایمان کا عالی شان مظاہرہ کیا (۳۲:۱-۱۵)۔

ز- یرمیاہ اور یہوداہ کی مذہبی روش

یہوداہ کی مذہبی روش اتنی بگڑ چکی تھی کہ یرمیاہ نے بغیر کسی پس و پیش کے بڑے وثوق کے ساتھ ہیکل کی بربادی، آلِ داؤد کے زوال، قربانیوں کے نظام اور کہانت کی خدمت کے موقوف ہونے کی پیشگوئی کی۔ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ ختنہ جو عہد کا نشان ہے، دل کے ختنہ کے بغیر بے معنی ہے ۴:۴، ۹:۲۶ قب ۶:۱۰)۔ دل کی تبدیلی کے بغیر ہیکل، قربانیوں اور کاہنوں پر بھروسہ بے سُود ہے (۷:۴-۱۵، ۲۱-۲۶) حتیٰ کہ عہد کا صندوق بھی اُن کے کام نہ آسکے گا (۳:۱۶)۔ شریعت کا عِلم، شریعت کی اطاعت کے بغیر ناکارہ ہے (۲:۸؛ ۵:۱۳، ۳۰، ۳۱؛ ۸:۸)۔ یرمیاہ اُن سے ہمہ وقت اور ہمہ گیر اطاعت کا مطالبہ کرتے ہوئے محسوس کرتا ہے کہ شریعت لوحوں پر کندہ کرنے کی بجائے دلوں پر نقش ہونی چاہیئے (۳۱:۳۱-۳۴؛ ۳۲:۴۰)۔ اُس کے نزدیک عہد کے ظاہری دستور کے موقوف ہونے سے عہد موقوف نہیں ہوجاتا بلکہ یہ ایک اعلیٰ جلالی ارتقائی منزل میں داخل ہوجاتا ہے (۳۳:۱۴-۲۶)۔

ح ۔ یرمیاہ اور مثالی مستقبل

یرمیاہ کی نگاہِ رسا، یہوداہ کی جلاوطنی سے واپسی اور فلسطین میں زندگی کے معمولات کی بحالی سے بہت پرے تک پہنچتی ہے (۳۰: ۱۷-۲۲؛ ۳۲: ۱۵، ۴۴؛ ۳۳: ۹-۱۳)۔ مثالی مستقبل میں سامریہ بھی شریک ہوگا (۳: ۱۸؛ ۳۱: ۴-۹)، جو خوشحالی کا دور دورہ ہوگا (۳۱: ۱۲-۱۴)، یروشلیم خداوند کے لئے مُقدّس ہوگا (۳۱: ۲۳، ۳۸-۴۰) اور "خداوند ہماری صداقت اُس کا نام ہوگا" (۳۳: ۱۶)۔ اس کے باشندے پشیمانی کے ساتھ (۳: ۲۲-۲۵؛ ۳۱: ۱۸-۲۰) اور پورے دل سے خداوند کی طرف پھریں گے (۲۴: ۷)۔ خدا اُن کو معاف کردے گا (۳۱: ۳۴)، ان کے باطن میں اپنا خوف ڈالیگا (۳۲: ۳۷-۴۰)، اُن کے درمیان مسیح موعود کی حکومت قائم کرے گا (۲۳: ۵، ۶) اور اقوامِ غیر کو بھی برکت کے ایک حِصّہ میں شریک کرے گا (۱۶: ۱۹؛ ۳: ۱۷؛ ۳۰: ۹)۔

۵ ۔ یرمیاہ کی نبوتیں

یرمیاہ کے صحیفہ میں یرمیاہ کی نبوتوں کو تاریخی اعتبار سے مرتب نہیں کیا گیا ہے ۔ اُس کی خدمت کا عرصہ پانچ ادوار پر محیط ہے ، جناب پروفیسر سی کیٹی کی تحقیق کے مطابق ابواب کی ایک ممکن ترتیب یہ ہے :

(۱) یوسیاہ : ۱: ۱-۱۲؛ ۶، ۱۴-۱۶ اور ابواب ۱۳-۲۰ ۔

(۲) یہوآخز : کوئی ذکر نہیں ۔

(۳) یہویقیم : ابواب ۲۶؛ ۲۲؛ ۲۳؛ ۲۵؛ ۳۵، ۳۶، ۴۵؛ ۳۳؛ ۱۲: ۷ تا ۱۳: ۲۷ ۔

(۴) یہویاکین : ۱۳: ۱۸، ۱۹؛ ۲۰؛ ۲۴-۳۰؛ ۵۲: ۳۱-۳۴ ۔

(۵) صدقیاہ : انتباہ : ابواب ۲۴؛ ۲۹؛ ۲۷؛ ۲۸؛ ۵۱: ۵۹، ۶۰؛ بحالی کے وعدے : ابواب ۳۰ تا ۳۳؛ محاصرہ : ابواب ۲۱، ۳۴، ۳۷-۳۹ ۔

(۶) یروشلیم کی بربادی کے بعد : ابواب ۴۰ تا ۴۴ ۔

(۷) اقوامِ غیر کے خلاف نبوتیں : ابواب ۴۶ تا ۵۱ ۔

(۸) تاریخی ضمیمہ : باب ۵۲ ۔

صحیفہ کے ابواب کو تاریخی اعتبار سے تو مرتب نہیں کیا گیا اس لئے ممکن ہے کہ ان کو مختلف موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہو۔ باب ۳۶ بھی اس خیال کی تائید کرتا ہے ۔ یہویقیم کی سلطنت کے چوتھے برس میں (۶۰۴ ق م) جب یرمیاہ کی نبوتوں کو پہلی بار قلمبند کیا گیا، اُس وقت یہ یوسیاہ کی سلطنت کے تیرھویں برس (۶۲۶ ق م) سے ۶۰۴ ق م یعنی ۲۳ سالوں کے عرصہ کا احاطہ کرتی تھیں ۔ یہویقیم نے اپنی سلطنت کے پانچویں برس میں اِس صحیفہ کو نذرِ آتش کردیا لیکن باروک نے یرمیاہ کی یادداشت کے مطابق اِن کو دوبارہ قلمبند کیا اور "اُن کے سوا ویسی ہی اور بہت سی باتیں اُن میں بڑھا دی گئیں" (۳۶: ۳۲) ۔ اور کیا کچھ شامل کیا گیا؟ ابتدائی صحیفہ جس کو یہویقیم نے جلا دیا تھا کے مندرجات کی طرح اِن کی بابت بھی وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ۔ اگرچہ اِس کی مجموعی تدوین کی بابت ظن وتخمین سے آگے نہیں جاسکتے لیکن یہ ضرور وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ صحیفہ کی اصل ابتدائی نبوتوں اور الحاقات کا متن ہی ہے ۔ اِن نبوتوں کا غیر مرتب شکل میں ہونا اس خیال کو تقویت دیتا ہے کہ یہ وہی الہامی کلام ہے جو یرمیاہ کے ملہم لبوں پر جاری ہؤا اور اس کو مصائب و آلام کے ایّام میں یکجا کرکے محفوظ کرلیا گیا۔

۶ ۔ خلاصۂ مطلب

یرمیاہ کی عظمت کے مختلف پہلوؤں کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کئی اُمور پر توجہ دینا ضروری ہے ۔ اُسے شعور تھا کہ یوسیاہ کی اصلاحات دراصل تخریب کی ایک دوسری صورت ہے جو انبیاء کی محنتوں پر پانی پھیر دیں گی ۔ باطن کی اصلاح کے بغیر رسوم عبادات کی اصلاح بیکار ہے۔ اُس کی نگاہِ رسا پہچانتی تھی کہ ہیکل اور یروشلیم کے تباہ ہوجانے کے باوجود بھی یہوداہ کا دین زندہ رہے گا ۔ بابل کے اسیروں کے نام مشہور خط میں (باب ۲۹) اُس نے بڑے وثوق سے لکھا کہ بے دینوں کی سرزمین میں اہلِ یہود کو اگرچہ کاہنوں سے محروم کردیا جائے گا اور قربانیوں کی ممانعت ہوگی تو بھی وہ خداوند کی عبادت کرتے رہیں گے ۔ لاریب وہ یروشلیم میں اپنے بھائیوں کی نسبت جنہوں نے دین کی ظاہری پابندیوں کو باطنی ایمان کا بدل سمجھ لیا تھا، بابل میں خدا کا بہتر قرب حاصل کرسکتے تھے ۔

اُس پر یہ بھی منکشف ہؤا کہ جب دین کی رُوح خدا کے ساتھ ایک اخلاقی اور روحانی رشتے میں مضمر ہے (۳۱: ۳۱-۳۴) تو اس کے تقاضے بھی اخلاقی اور روحانی قدروں پر مبنی ہونے چاہئیں۔ اِس انکشاف میں فرد کی اہمیّت بھی واضح ہوجاتی ہے ۔ روحانی زندگی اور سیرت و کردار کی تعمیر انفرادی ذمہ داری ہے ۔ افراد کو اُن کے باپ دادا کے کئے کی سزا نہیں ملنی چاہیئے بلکہ اُن کو اپنے اعمال کی سزا ملنی چاہیئے ۔ یرمیاہ پر فرد کی اہمیت کا انکشاف اِس لحاظ سے بھی بڑا اہم ہے کہ یہ تصوّر بعد ازاں انسان کی حیات بعد از موت کی اُمید کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے ۔ فاضل آدم ویلچ جب یرمیاہ کو ہوسیع اور یسوع مسیح کی درمیانی کڑی قرار دیتا ہے تو اِس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے ۔ یرمیاہ نمایاں طور پر ہوسیع کی خوشہ چینی کرتا ہے اور خداوند یسوع نے بارہا اِن دونوں سے اقتباس کیا ہے ۔ یرمیاہ نئے عہد کی بابت نبوت کرتے ہوئے دین کے روحانی اور انفرادی پہلو کا ذکر بڑے نمایاں لفظوں میں کرتا ہے اور خدا کے ساتھ انفرادی تعلق کو اولیّت دینے پر مُصر ہے ۔ نئی شریعت خدا اور فرد کے درمیان ایک روحانی بندھن ہوگا ۔ اس کے قوانین دِلوں پر نقش ہوں گے اور محبت اور وفاداری سے اِن کی پیروی کی جائے گی ۔ انجام کار یہ ساری توقعات مسیح کے تجسم اور انجیل کے پیغام میں پوری ہوگئیں ۔ وہ صادق شاخ تھا، یہی وہ تھا جو "خداوند ہماری صداقت" کے عنوان کی کامل تعبیر تھا ۔

یروحام :- (عبرانی = خدا اُس پر رحم کرے) ۔

۱ ۔ ایک لاوی جو القانہ کا باپ اور سموئیل نبی کا

دادا تھا (۱-سموئیل ۱:۱؛ ۱-تواریخ ۶: ۲۷، ۳۴)۔

۲- بنی بنیمین میں سے ایک- اس کے بیٹے یروشلیم میں سردار اور رئیس تھے اور وہیں سکونت پذیر تھے (۱-تواریخ ۸: ۲۷)- نمبر ۲ اور ۳ غالباً ایک ہی شخص تھا۔

۳- بنیمینی اِبنیاہ کا باپ جو یروشلیم میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۹: ۸)۔

۴- یروشلیم کے ایک کاہن کا باپ (۱-تواریخ ۹: ۱۲؛ نحمیاہ ۱۱: ۱۲)-

۵- جدور کا ایک بنیمینی- وہ صقلاج میں داؤد کے فوج کے دو شخصوں کا باپ ہے (۱-تواریخ ۱۲: ۷)۔

۶- عزرایل کا باپ جو داؤد کے عہد میں دان کے قبیلے کا ایک سردار تھا (۱-تواریخ ۲۷: ۲۲)۔

یُروسا۔ یروشا: (عبرانی = مملوکہ)۔ شاہِ یہوداہ عُزّیاہ کی بیوی، یوتام کی ماں (۲-سلاطین ۱۵: ۳۳؛ ۲-تواریخ ۲۷: ۱)۔ اُس کے باپ کا نام صدوق تھا (۱-تواریخ ۶: ۱۲)۔

یروشلیم: الٰہی مکاشفہ کی تاریخ میں جن الٰہی کاموں کے ذریعہ خدا نے انسان کی نجات کے لئے کام کیا، اُس میں اس زمین پر سب سے اہم مقام یروشلیم ہے۔ خدا نے آدمیوں کے درمیان جو اپنی واحد بادشاہت قائم کی، یہ اُس کا دارالحکومت تھا- یہاں پر ہی ہیکل تعمیر ہوئی اور خدا کے حضور قربانیاں گذرانی جاتی تھیں- یہ انبیاء اور داؤد اور اس کی نسل کے بادشاہوں کا شہر تھا- اسی جگہ پر ابنِ داؤد یسوع مسیح کی موت، قیامت اور صعودِ آسمانی کے واقعات رونما ہوئے- اسی شہر میں حواریّن اور دیگر شاگردوں پر رُوح القدس نازل ہوا، کلیسیا وجود میں آئی اور عظیم چرچ کونسل (اعمال باب ۱۵) منعقد ہوئی- مورخ یروشلیم کے متعلق درست کہتا ہے کہ اُس شہر کو "خداوند نے بنی اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے چُنا تھا تاکہ اپنا نام وہاں رکھے" (۱-سلاطین ۱۴: ۲۱)- پہلی صدی عیسوی کا رومی مورخ پلینی بھی کہتا ہے کہ یروشلیم قدیم مشرق کا سب سے مشہور شہر تھا- یہ شہر دو ہزار سال سے مسیحی زائرین کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے-

کلام مقدس میں کسی مقام کی بھی یروشلیم کی طرح تعریف و توصیف نہیں کی گئی- دنیا کے کسی اور مقام کے لئے یہ وعدہ نہیں کیا گیا کہ بالآخر اُسے جلال ملے گا اور وہاں مستقل امن قائم ہوگا۔

شہر کے نام

یروشلیم، سامی نام ہے- اُسے یہ نام سب سے پہلے عبرانیوں نے نہیں دیا تھا- تل العمرنا کے خطوط کے زمانہ میں (۱۴۰۰ ق م) اسے اوروسلم Urusalim کہا جاتا تھا جس کا عام مطلب "سلامتی کا شہر" ہے- عبرانی بائبل میں یہ لفظ سب سے پہلے یشوع ۱۰: ۱ میں استعمال ہوا ہے جہاں اس کے ہجے یروشلائیم Yerushalayim ہیں- عزرا ۴: ۸، ۲۰، ۲۴، ۵۱ کی ارامی عبارت میں اس کے ہجے یروشلیم Yarushalem ہیں- سنحیرب کے ریکارڈ میں اسے اورسلیمو Ursalimu کہا گیا ہے- سیریانی زبان میں اسے اورشلیم Urishalem اور ہفتادی ترجمہ میں اسے ہیروسلیم Hierousalem بتایا گیا ہے- ہیرودیوں کے زمانہ میں (۱۳۵ء) رومیوں نے اس کا نام ایلیا کیپیٹلینا Aelia Capitalina رکھا اور آج سے ایک صدی پیشتر عربوں نے اسے "القدس الشریف" کہنا شروع کیا- اس بات پر زور دینے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ چونکہ "سالم" کنعانی دیوتا کا نام تھا اس لئے یہ شہر اس دیوتا کے نام سے موسوم ہوا- غالباً سالم اس شہر کا ابتدائی نام تھا- یہ نام ابرہام اور ملک صدق کی گفتگو کے دوران آیا ہے جہاں ملک صدق کو سالم کا بادشاہ بتایا گیا ہے (پیدائش ۱۴: ۱۸؛ زبور ۷۶: ۲)- چونکہ شہر کے نام کا مطلب "سلامتی" ہے اس لئے ہمیں بتایا گیا ہے کہ خدا خود وہاں سلامتی بخشے گا (حجی ۲: ۹)- زبور نویس مومنین کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ یروشلیم کی سلامتی کے لئے دعا کیا کریں (زبور ۱۲۲: ۶)- یسعیاہ نبی اپنی پیشینگوئیوں کے عظیم سلسلہ کے آخر میں یروشلیم کی بابت کہتا ہے: "خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں سلامتی نہر کی مانند اور قوموں کی دولت سیلاب کی طرح اس کے پاس رواں کروں گا" (یسعیاہ ۶۶: ۱۲)- لفظ سالم، عبرانی گریٹنگ "شالوم" اور عربی گریٹنگ "سلام" کی بنیاد ہے- ان دونوں کا مطلب ہے "تم پر سلامتی ہو"۔

ربیوں کے مطابق بائبل میں یروشلیم کے ساٹھ مختلف نام دیئے گئے ہیں لیکن یہ درست نہیں، البتہ کافی تعداد میں نام ملتے ہیں- پرانے عہدنامہ میں یروشلیم کا نام ایوب، ہوسیع، یوناہ، ناحوم، حبقوق اور حجی کی کُتب میں نہیں آیا، لیکن باقی کُتب میں ۶۰۰ مرتبہ آیا ہے۔

نئے عہدنامہ میں یروشلیم کا نام اعمال کی کتاب کے بعد بہت کم آتا ہے- رومیوں کے خط کے آخر میں ۴ مرتبہ (۱۵: ۱۹، ۲۵، ۲۶، ۳۱)، ایک مرتبہ کرنتھیوں کے پہلے خط میں (۱۶: ۳) اور گلتیوں کے خط میں ۵ مرتبہ (۱: ۱۷، ۱۸؛ ۲: ۱؛ ۴: ۲۵، ۲۶)- یروشلیم کے علاوہ اس شہر کے لئے جو نام سب سے زیادہ استعمال ہوا وہ "صیون" ہے- یہ نام پرانے عہدنامہ میں ۱۰۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے- پہلی بار یہ ۲-سلاطین ۱۹: ۲۱ میں آتا ہے- اس کا زیادہ ذکر مزامیر اور یسعیاہ کے صحیفے میں ہے (۱: ۸؛ ۴: ۴؛ ۵؛ ۶۲: ۱۱)-

نئے عہدنامہ میں صیون کا لفظ چند نہایت دلچسپ حوالوں

میں آتا ہے۔ خداوند مسیح اس کا دو دفعہ ذکر کرتے ہیں (متی ۲۱: ۵؛ یوحنا ۱۲: ۱۵)۔ رومیوں کے خط میں یہ دو دفعہ روحانی معنوں میں آتا ہے (۹: ۳۵؛ ۱۱: ۳۶)۔ نیز یہ روحانی معنوں میں ۱۔ پطرس ۲: ۶ اور مکاشفہ ۱۴: ۱ میں آیا ہے۔

کتبِ تواریخ میں اکثر اور صحائف انبیاء میں ایک مرتبہ یروشلیم کو "داؤد کا شہر" کہا گیا ہے (۲۔سموئیل ۵: ۷، ۹؛ ۶: ۱۰-۱۶، نحمیاہ ۳: ۱۵؛ ۱۲: ۳۷؛ یسعیاہ ۲۲: ۹ وغیرہ)۔ بعد ازاں یہ نام ایک مرتبہ بیت لحم کو بھی دیا گیا (لوقا ۲: ۴، ۱۱)۔

دیگر نام جن سے یہ شہر کہلایا حسبِ ذیل ہیں: "خدا کا شہر" (زبور ۴۶: ۴؛ ۴۸: ۱، ۸؛ ۸۷: ۳؛ عبرانیوں ۱۲: ۲۲؛ مکاشفہ ۳: ۱۲)، "خداوند کا شہر" (یسعیاہ ۶۰: ۱۴)، "خداوند کا پہاڑ" (یسعیاہ ۲: ۳؛ ۳۰: ۲۹)، "رب الافواج کا پہاڑ" (زکریاہ ۸: ۳)، "مقدس پہاڑ یا کوہِ مقدس" (یسعیاہ ۲۷: ۱۳؛ ۶۶: ۲۰) "اور خداوند کا شہر اسرائیل کے قدوس کا صیون" (یسعیاہ ۶۰: ۱۴)۔ خداوند خدا نے خود اسے "میرا شہر" (یسعیاہ ۴۵: ۱۳) یا "میرا کوہِ مقدس" کہا (یسعیاہ ۱۱: ۹؛ ۵۶: ۷؛ ۵۷: ۱۳؛ ۶۵: ۱۱، ۲۵؛ ۶۶: ۲۰)۔ چونکہ یہ خدا کا شہر ہے جہاں اُس نے اپنا نام رکھا ہے اس لئے اکثر اسے "شہرِ قدس یا شہرِ مقدس" کہا گیا ہے (یسعیاہ ۴۸: ۲؛ ۵۲: ۱؛ نحمیاہ ۱۱: ۱-۱۸)۔ اس نام کو متی رسول نے بھی دو مرتبہ لیا (۴: ۵؛ ۲۷: ۵۳)۔ یوحنا رسول نے آئندہ واقعات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اِس کا ذکر کیا (مکاشفہ ۱۱: ۲) اور پاک نوشتوں کے اختتام پر اُس کی نسبت سے "ابدی آسمانی گھر" کی طرف اشارہ کیا ہے (مکاشفہ ۲۱: ۲؛ ۲۲: ۱۹)۔ عام طور پر "کوہِ مقدس" کا اشارہ اِسی شہر کی طرف ہے (زبور ۴۸: ۱؛ یسعیاہ ۱۱: ۹؛ دانی ایل ۱۱: ۴۵ وغیرہ)۔ ایک مرتبہ اِسے بڑا خوبصورت نام "حفصیباہ" (دیکھئے حفصیباہ نمبر ۲) دیا گیا جس کا مطلب ہے "اُس میں میری خوشی" (یسعیاہ ۶۲: ۴)۔ یسعیاہ نبی اس کو "اریئیل" (خدا کا شیر ببر) بھی کہتا ہے (یسعیاہ ۲۹: ۱، ۲، ۷) لیکن مفسّرین اس لفظ کے ترجمے کے بارے میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ یسعیاہ نبی اپنی نبوّت کی ابتدا میں اسے دو متضاد نام دیتا ہے۔ اس کی بدی کی وجہ سے وہ اسے "سدوم اور عمورہ" کہتا ہے (۱: ۱۰) لیکن بعد میں کہتا ہے کہ وہ دن آئیں گے جب کہ وہ "راستباز بستی" کہلائے گا (۱: ۲۶)۔

محلِ وقوع

دیگر شہروں کے برعکس جنہوں نے عظیم تاریخی واقعات کا سامنا کیا، یروشلیم ہمیشہ اپنی جگہ قائم رہا۔ یہ بحیرۂ روم کے مشرق میں ۳۳ میل پر اور بحیرۂ مُردار کے مغرب میں ۱۴ میل پر سطحِ سمندر سے ۲۵۵۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ علمِ طبقات الارض کے مطابق یہ تین پہاڑیوں پر واقع ہے۔ جنوب مشرق کی پہاڑی اصل میں یبوسیوں کا شہر تھا۔ اس پر داؤد نے قبضہ کر لیا اور بعد میں یہ صیون کہلایا۔ یہ آٹھ تا دس ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور اس کی شکل ایک عظیم انسانی پاؤں کی مانند ہے جو ۱۲۵۰ فٹ لمبا اور ۴۰۰ فٹ چوڑا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مجدّو کا رقبہ ۳۰ ایکڑ تھا۔ شمالی پہاڑی پر سلیمان نے عظیم ہیکل اور اپنا محل جو عوفل کہلاتا تھا تعمیر کیا۔ غالباً مِلّو (۲۔سموایل ۵: ۹؛ ۱۔سلاطین ۹: ۱۵، ۱۶) ایک قلعہ بندی تھی جو عوفل کے شمالی راستے کی حفاظت کے لئے تھی یا اُس کا وہ سب سے نازک مقام تھا جسے کوڑا کرکٹ، اور پتھروں سے بھر کر دیوار کے برابر کر دیا گیا تھا۔ اِن دونوں پہاڑیوں کے مشرق میں ایک گہری وادی تھی جسے قدرون کی وادی کہا جاتا تھا۔ شہر کے جنوب کی طرف ایک اور وادی تھی جو "ہنوم کی وادی" کہلاتی تھی۔ شہر کے درمیان شمال سے جنوب کی طرف جاتی ہوئی ایک تیسری وادی تھی مغربی پہاڑی کے آخری سرے پر وادی جہنّا Valley of Gehenna ہے جو وادی ہنوم کی توسیع ہے۔ آج کل ان وادیوں کی اصل گہرائیوں کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ ان کو کوڑا کرکٹ سے بھر دیا گیا ہے جو بعض جگہ ۵۰ تا ۶۰ فٹ تک ہے۔

اس شہر کا رقبہ کبھی بھی زیادہ نہیں تھا، یہاں تک کہ ہیرودیس اعظم کے زمانہ میں فصیل کے اندر کا رقبہ لمبائی میں ایک میل اور چوڑائی میں ⅝ میل سے زیادہ نہیں تھا۔ یہ شہر قافلوں کی گھِسی پِٹی شاہراہ سے دُور تھا۔ اور چونکہ یہ دنیا کے بڑے بڑے دارالحکومتوں کی طرح کسی دریا کے کنارے یا کسی جھیل کے پاس نہیں تھا اس لئے اس کے اردگرد کا علاقہ غیر آباد تھا۔ دوسری طرف چونکہ یہ حبرون کے شمال میں ۱۹ میل پر اور سامریہ کے جنوب میں ۳۰ میل پر تھا اس لئے یہ درمیان میں ہونے کے باعث اسرائیل کا دارالحکومت ہونے کے لئے بڑا مناسب تھا۔ اکثر مسافروں نے گواہی دی ہے کہ آپ خواہ یروشلیم کے کسی طرف سے جائیں، آپ اُسے اُس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تک اس کے قریب نہیں پہنچ جاتے۔

دیواریں اور پھاٹک

چونکہ یروشلیم کے مشرق، مغرب اور جنوب میں گہری وادیاں تھیں اس لئے حملہ صرف شمال کی طرف ہی سے کیا جا سکتا تھا۔ مشرق اور مغرب میں دیوار اِن وادیوں کے کناروں پر کھڑی چٹانوں پر تعمیر کی گئی تھی۔ غالباً شروع میں موجودہ جنوبی دیوار کے ڈھانچے سے بہت نیچے ایک اور دیوار تھی۔ شمال میں پہلی دیوار یافہ کے پھاٹک سے ہیکل کے رقبہ کے درمیان تک پھیلی ہوئی تھی۔ دوسری دیوار یافہ پھاٹک سے شروع ہو کر انطونیہ کے بُرج کے مشرق کی طرف خم کھاتی ہوئی ہیکل کے رقبے کے شمالی سرے سے گذرتی ہوئی

شمال کی طرف جاتی تھی - موجودہ دیوار پہلے شمال کو اور پھر مغربی دیوار کے شمالی سرے سے موجودہ مشرقی دیوار کے شمالی سرے تک مشرق کی طرف جاتی ہے - ایک تیسری شمالی دیوار بھی تھی جو حالیہ آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملی ہے - بائبل میں شہر کی دیواروں کے متعلق نحمیاہ کی کتاب میں سب سے زیادہ بیان ہے - پہلی دیوار کے جنوب مشرقی سرے کے شروع میں کوڑا پھاٹک ہے اور شمال کی طرف جاتے ہوئے چشمہ پھاٹک آتا ہے - پھر قدیم ہیکل کے رقبہ کی دیوار کے درمیان میں مشہور (لیکن اب بند کر دیا گیا ہے) سنہری پھاٹک ہے - اس سے اوپر ستفنس کا پھاٹک ہے - موجودہ شمالی دیوار سے مغرب کی طرف مڑنے سے ہیرودیس کا پھاٹک آتا ہے اور پھر مشہور و معروف دمشق کا پھاٹک اور پھر اس شمالی دیوار پر نیا پھاٹک آتا ہے - اگر مغربی دیوار پر پھر بائیں طرف کو مڑیں تو آخری پھاٹک یعنی یافہ پھاٹک آتا ہے جو اب بھی زیرِ استعمال ہے - یہاں بحیرہ روم کی طرف راستہ جاتا ہے - موجودہ دیوار کو جس کا بلاشبہ زیادہ تر حصّہ پرانی دیوار پر ہی تعمیر ہوا ہے سولیمان دوم Soliman II نے ۱۵۴۰ء میں تعمیر کیا تھا - یہ ڈھائی میل لمبی اور اوسطاً ۳۸ فٹ اونچی ہے -

تاریخ

یروشلیم کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں علم نہیں - اس کے جنوب مغرب میں البقیعہ کے مقام پر ۲۰۰۰ ق م کے ظروف ملے ہیں، لیکن اس جگہ لوگوں کے جو نام ملے ہیں ان میں سے ہم کسی شخص سے بھی واقف نہیں - غیر مذہبی تحریرات میں یروشلیم کا سب سے پہلا حوالہ ۱۴ ویں صدی ق م کے تل العمرنا کے خطوط میں ملتا ہے جہاں اس شہر کے گورنر عبد خیبہ کے مصر کے فرعون کے نام بڑے دلچسپ خطوط کا ذکر ہے - ان میں وہ شکایت کرتا ہے کہ اس شہر کو خطرہ ہے اور کہ مصری حکومت اُسے وہ مدد نہیں دے رہی جس کی اُسے ضرورت ہے اور جس کی وہ امید رکھتا ہے - لیکن ہمیں یبوسیوں کا بھی جو یبوسی شہر یعنی یروشلیم کے باشندے تھے ایک حوالہ ملتا ہے - ان کا سب سے پہلے ذکر مختلف انسانی نسلوں کے حوالہ پیدائش ۱۰: ۱۵ - ۱۹ میں آیا ہے - تاہم یروشلیم کا سب سے پہلا ذکر ابرہام اور سالم کے بادشاہ ملک صدق کی کہانی میں آتا ہے (پیدائش ۱۴: ۱۷ - ۲۴) - یہاں پہلی مرتبہ بائبل میں کاہن کا لفظ بھی استعمال ہوا - چونکہ ملک صدق خدا تعالےٰ کا کاہن تھا اس لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اسرائیلی قوم کے وجود میں آنے سے پیشتر اور داؤد کے اس شہر پر قبضہ کرنے سے غالباً ۸۰۰ سال پہلے اس جگہ زندہ اور سچے خدا کی گواہی دی جاتی تھی - اگرچہ اس نظریہ میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے تاہم اکثر علماء خیال کرتے ہیں اور روایات بھی اس سے متفق ہیں کہ کوہ موریاہ (پیدائش ۲۲: ۲؛ ۲- تواریخ ۳: ۱) جہاں ابرہام نے اضحاق کو قربان کرنا چاہا، بعین وہی جگہ ہے جہاں صدیوں بعد ہیکل سلیمانی تعمیر ہوئی - یہودی مورّخ یوسیفس تصدیق کرتا ہے کہ یروشلیم ابرہام کے زمانہ میں موجود تھا -

بائبل میں نام "یروشلیم" پہلی مرتبہ یشوع ۱۰: ۵ میں استعمال ہوا جب دیگر چار بادشاہوں نے یروشلیم کے بادشاہ کے ساتھ مل کر یشوع کو شکست دینے کی کوشش کی - یہاں یہ بھی مرقوم ہے کہ اسرائیلی یبوسیوں کو وہاں سے نکال نہ سکے (یشوع ۱۵: ۸، ۶۳؛ ۱۸: ۲۸) - تاہم قضاۃ کی کتاب کے شروع (۱: ۷) میں لکھا ہے کہ اسرائیلیوں نے دشمنوں پر مع ادونی بزق فتح پائی اور وہ اُسے یروشلیم لائے جہاں وہ مر گیا - اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تھوڑے عرصے کے لئے بنی اسرائیل یروشلیم کے کچھ حصّے پر قابض رہے لیکن وہ اپنا قبضہ برقرار نہ رکھ سکے - "اور بنی بنیمین نے اُن یبوسیوں کو جو یروشلیم میں رہتے تھے نہ نکالا - سو یبوسی بنی بنیمین کے ساتھ آج تک یروشلیم میں رہتے ہیں (قضاۃ ۱: ۲۱) -

یشوع کی موت اور داؤد بادشاہ کے یروشلیم پر قبضہ کرنے کے (۲- سموئیل ۵: ۶ - ۱۰ غالباً ۹۹۸ ق م) درمیانی عرصے کی تاریخ کا نہ تو بائبل سے اور نہ دیگر تحریرات سے کچھ پتہ چلتا ہے - بلاشبہ وہ قلعہ بندی جس پر داؤد نے قبضہ کیا اور جو بعد ازاں صیّون کہلائی، جنوب مشرقی پہاڑی پر اور شہر کی موجودہ دیوار سے باہر واقع تھی - داؤد کے زمانہ میں اس کی آبادی اندازاً ۱۲۳۰ تھی یعنی ۲۵۰ افراد فی ایکڑ - بعد ازاں داؤد نے ارو ناہ یبوسی کا کھلیہان بھی خرید لیا (۲- سموئیل ۲۴: ۱۸؛ ۱- تواریخ ۲۱: ۱۸ - ۲۸) جس پر عظیم ہیکل سلیمانی تعمیر کی گئی (دیکھئے ہیکل) - ہیکل کی تعمیر کے بعد سلیمان بادشاہ نے اس کے شمال میں ایک شاندار محل تعمیر کیا لیکن اب اُس کا نام و نشان مِٹ چکا ہے -

سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد اسرائیل اور یروشلیم پر بھی زوال آنے لگا - رحبعام کے پانچویں برس ۹۱۷ ق م میں شاہِ مصر سیسنق نے یروشلیم پر چڑھائی کی اور کسی مشکل اور جد وجہد کے بغیر "خداوند کے گھر کے خزانوں اور شاہی محل کے خزانوں کو لے لیا بلکہ اُس نے سب کچھ لے لیا اور سونے کی وہ سب ڈھالیں بھی لے گیا جو سلیمان نے بنائی تھیں" (۱- سلاطین ۱۴: ۲۶؛ ۲- تواریخ ۱۲: ۹) - یہ تین سو سال کے عرصے میں یروشلیم میں ہیکل کے آٹھ مختلف موقعوں پر لُٹ جانے کی پہلی لُوٹ ہے - بلاشبہ، ہیکل کا خزانہ، نہ صرف ایک عظیم خزانہ تھا بلکہ خوشحالی کے دنوں میں زیادہ مذہبی لوگوں نے اس میں گراں قدر اضافہ بھی کیا تھا - اس کے تھوڑے عرصے بعد آسا (۹۱۱ - ۸۷۱ ق م) بادشاہ نے شاہِ ارام بن ہدد کو رشوت دینے کے لئے "سب چاندی اور سونے کو جو خداوند کے گھر کے خزانوں

میں باقی رہا تھا اور شاہی محل کے خزانوں کو لے کر" شاہِ ارام کے خادموں
کے سپرد کیا (۱-سلاطین ۱۵: ۱۸) ۔ پس چند ہی سالوں کے عرصے میں
دو مرتبہ یہوداہ کے بادشاہوں نے شہر پر حملے کو اپنے دشمنوں کو
خداوند کے خزانے سے رشوت دے کر ٹالا ۔ ایک مرتبہ پھر یہورام
کے عہدِ حکومت میں (۸۵۰-۸۴۳ ق م) ایک المیہ وقوع پذیر ہوا
عرب اور فلستی "یہوداہ پر چڑھائی کر کے اس میں گھس آئے اور سارے
مال کو جو بادشاہ کے گھر میں ملا اور اس کے بیٹوں اور اس کی بیویوں
کو بھی لے گئے" (۲-تواریخ ۲۱: ۱۶-۱۷) ۔ سلیمان بادشاہ کی موت
کے ۱۵۰ سال بعد پھر چوتھی مرتبہ شہر پر حملہ آور دشمنوں کو یہوآس
(۸۳۷-۸۰۰ ق م) نے ہیکل کے خزانے کو استعمال کر کے روکا ۔ اُس
نے "سب مُقدّس چیزیں جن کو اُس کے باپ دادا یہوسفط اور یہورام
اور اخزیاہ یہوداہ کے بادشاہوں نے نذر کیا تھا اور اپنی سب مقدس
چیزوں کو اور سب سونا جو خداوند کی ہیکل کے خزانوں اور بادشاہ کے
قصر میں ملا لیکر شاہِ ارام حزائیل کو بھیج دیا" (۲-سلاطین ۱۲: ۱۸) ۔ اب تک صرف
غیر قوم بادشاہوں کو ان خزانوں سے رشوت دی گئی لیکن پانچویں مرتبہ
کا تعلق اسرائیل کے بادشاہ یوآس (۸۰۱-۷۸۶ ق م) سے ہے ۔ اُس
نے یروشلیم آکر مغربی دیوار کو ۴۰۰ فٹ تک گرا دیا اور پھر" اُس نے
سب سونے اور چاندی کو اور سب برتنوں کو جو خداوند کی ہیکل اور
شاہی محل کے خزانوں میں ملے اور کفیلوں کو بھی ساتھ لیا اور سامریہ
کو لوٹا" (۲-سلاطین ۱۴: ۱۳، ۱۴؛ ۲-تواریخ ۲۵: ۲۳) ۔

شاہِ یہوداہ آخز کے دورِ حکومت میں (۷۳۳-۷۱۴ ق م)
یروشلیم پر ایک حملہ ناکام رہا ۔ اُس وقت شاہِ ارام رضین اور شاہِ
اسرائیل رملیاہ نے مل کر چڑھائی کی اور ہیکل پر قبضہ کرنے کی کوشش
کی تھی (۲-سلاطین ۱۶: ۵) ۔ تاہم جب آخز ہنوز حکومت کرتا تھا
تو ایک زبردست بادشاہ ، شاہِ اسور تگلت پلاسر سوم (۷۴۵-۷۲۷
ق م) نے یروشلیم پر حملہ کیا اور آخز کے خداوند کے گھر اور بادشاہ اور
سرداروں کے محلوں سے مال لے کر شاہِ اسور کو دیا ۔ تو بھی اُس کی
کچھ مدد نہ ہوئی" (۲-تواریخ ۲۸: ۲۰-۲۱) ۔

۷۰۱ ق م میں یروشلیم کی تاریخ سے متعلق ایک ایسا واقعہ
ظہور پذیر ہوا جسے عہدِ عتیق میں دوسرے واقعات کی نسبت یہاں
تک کہ نبوکدنضر نے یروشلیم میں جو تباہی اور بربادی کی اس سے
بھی زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ وہ شاہِ اسور سنحیرب
(۷۰۴-۶۸۱ ق م) کا حملہ تھا ۔ اُس نے شاہِ یہوداہ حزقیاہ (۷۱۵-
۶۸۷ ق م) کی ایک کے بعد ایک بے عزتی کی ۔ اُس نے اُسے یاد دلایا
کہ جبکہ وہ یہوداہ کے سب شہروں پر قبضہ کر چکا ہے تو وہ کیسے
اُمید رکھتا ہے کہ وہ یروشلیم کو بچائے گا ؟ لیکن خدا نے معجزانہ طور
پر مداخلت کی اور سنحیرب کی فوج کو مارا اور وہ اپنی دھمکی کو عملی
جامہ پہنائے بغیر ہی اسور لوٹ گیا (۲-سلاطین ابواب ۱۸، ۱۹؛
۲-تواریخ باب ۳۲؛ یسعیاہ باب ۳۶) ۔

اس کے بعد ایک صدی کی یروشلیم کی تاریخ کے متعلق ہمیں
زیادہ علم نہیں ۔ ۶۰۵ ق م میں شاہِ بابل نبوکدنضر نے شاہِ یہوداہ یہویقیم
کو اپنا مطیع بنا لیا ۔ اس کے تین سال بعد یہوداہ کے بادشاہ نے
بے وقوفی سے بغاوت کر دی ۔ لہٰذا نبوکدنضر نے یروشلیم پر حملہ کیا اور
اُسے بالکل تباہ و برباد کر دیا ۔

پچھلے چند سالوں میں برٹش میوزیم نے ان تختیوں کا جن کے
متن کا علم اب تک نہ ہو سکا تھا ترجمہ کیا ۔ اُن میں نبوکدنضر کی فتوحات
کا سرکاری بیان ہے ۔ اب ہم پہلی مرتبہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یروشلیم
کی بربادی ۱۶ مارچ ۵۹۷ ق م میں ہوئی تھی ۔ اُس وقت نبوکدنضر
۱۰ ہزار افراد کو اسیر کر کے مع ہیکل کے خزانے بابل لے گیا ۔ یہ خزانے
عزرا کے زمانہ میں واپس دیئے گئے (۲-سلاطین ۲۴: ۱-۲۵: ۲۱؛
۲-تواریخ ۳۶: ۱-۲۱؛ یرمیاہ باب ۵۲) ۔ یرمیاہ نبی ہمیں بڑی صفائی
سے بتلاتا ہے کہ "روئے زمین کے بادشاہ اور دنیا کے باشندے باور نہیں
کرتے تھے کہ مخالف اور دشمن یروشلیم کے پھاٹکوں سے گھس آئینگے"
(نوحہ ۴: ۱۲) ۔ اس بربادشہر کی تاریخ خورس شاہِ فارس کے زمانہ
تک خاموش ہے ۔

اگرچہ عزرا اور نحمیاہ کی کتابیں جو اسیری کے بعد لکھی گئیں یروشلیم
کے بارے میں تفصیل سے بھری پڑی ہیں لیکن ہم یہاں اُن میں سے
صرف دو واقعات بیان کرتے ہیں ۔ زُربابل کے تحت شاہِ فارس
دارا کی اجازت سے ہیکل کی دوبارہ تعمیر ۵۳۸ ق م میں شروع ہوئی
لیکن مخالفت اور رکاوٹوں کے باعث ۵۱۶ ق م ہی میں مکمل ہو سکی ۔
تقریباً ۶۰ سال بعد، نحمیاہ نے جو شاہِ فارس ارتخششتا اوّل کا ساقی تھا
یروشلیم کی دیواروں کو دوبارہ تعمیر کیا (نحمیاہ ابواب ۱-۶) ، اور اس
کے بعد عزرا کی قیادت میں ایک زبردست بیداری پیدا ہوئی (نحمیاہ
ابواب ۸-۹) ۔ لیکن ان عظیم راہنماؤں کے ماتحت بھی شہر کی حالت
ایسی نہیں تھی جس سے خوشحالی ظاہر ہوتی ۔ کسی نہ کسی طرح یہودیوں
کے لئے اس کی دلکشی جاتی رہی تھی ، جس کی وجہ سے ان لوگوں کو جو
یروشلیم کے گرد و نواح میں رہتے تھے شہر میں لانے کے لئے بڑی
کوشش کرنی پڑی (نحمیاہ ۱۱: ۱) ۔ آئندہ ایک سو سال کی یروشلیم
کی تاریخ کے بارے میں اب پھر ہمیں بہت کم علم ہے ۔

سکندرِ اعظم کی موت کے بعد مصر اور جنوب کے حکمران
بطلیمی اور شام اور شمال کے لوگ سلوقی کہلائے ۔ ۳۲۰ ق م میں
یروشلیم بطلیموسی بادشاہ سوتیر اوّل کے ہاتھ میں آیا ۔ ایک سو سال بعد
یہ شہر بطلیموسی حکمرانوں کے ہاتھ سے نکل کر سلوقیوں کے قبضہ میں آ گیا ۔
۱۹۹ ق م میں مصر نے فلسطین اور یروشلیم پر قبضہ کر لیا لیکن یہ قبضہ

صرف ایک سال تک رہا اور یہ اُس کا آخری قبضہ تھا۔ ۱۹۸ ق م میں انطاکس اعظم سوم نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہودیوں نے اُسے خوش آمدید کہا اور اس کے عوض اُس نے ہیکل کے لئے روپیہ پیسہ دیا۔ لیکن یہودیوں کی خوشحالی کی اُمید جلدی ہی جاتی رہی۔ کیونکہ آئندہ دنوں میں (۱۶۹ - ۱۶۸ ق م) مشہور مخالفِ مسیح انطاکس چہارم (اپفینس) منظر پر آیا جس نے ہیکل میں خنزیر کی قربانی چڑھا کر اُسے ناپاک کیا اور یہودی قربانیوں، ختنہ اور سبت کی پابندی کو ممنوع قرار دیا اور ایک فرمان جاری کیا کہ اگر کسی یہودی کے پاس کلامِ پاک ملا تو قتل کیا جائے گا، لہٰذا بے شمار یہودی قتل ہوئے (دیکھئے ۱۔ مکابیّن پہلے ابواب)۔

۱۶۵ ق م میں یہوداہ مکابی نے یروشلیم کو اُس کے سخت ہوئے سے ۲۵ دسمبر کو رہائی دلائی۔ اُس وقت سے اب تک یہودی اس رہائی کی یاد میں ایک عید مناتے ہیں جو ★ حنوکہ کہلاتی ہے۔ دو سال بعد انطاکس پنجم نے دیواروں اور ہیکل کو توڑ دیا لیکن جلد ہی شہر پھر یہودیوں کے زیرِ تسلط آ گیا، لیکن اس کا مطلب امن و چین نہیں تھا۔ آپس میں حسد اور اختلاف بڑھنے لگے تا وقتیکہ ایک یہودی راہنما سکندر جنایس Alexander Jannaeus نے خود ۸۰۰ فریسیوں کو مصلوب نہ کرا دیا۔

اب رومی منظر پر آئے۔ ۶۵ ق م میں ایک رومی جرنیل نے یروشلیم کا محاصرہ کر لیا لیکن اُسے محاصرہ اُٹھانے کا حکم دیا گیا۔ بعد ازاں ۶۴ ق م میں پمپئی نے اس شہر کو فتح کر کے اس کی دیواروں کو ڈھا دیا۔ ۵۵ ق م میں رومی جرنیل کراسوس Crassus نے ہیکل کو تاخت و تاراج کیا۔ اس کے ۱۵ سال بعد اس علاقے پر پارتھی قابض ہو گئے۔ اب وقت آ پہنچا تھا کہ وہ ظالم لیکن قابل شخص جسے نئے عہد نامہ میں ہیرودیس (اعظم) کہا گیا ہے منظر پر آئے۔ ۴۰ ق م میں اوگوستس نے اُسے یہودیوں کا بادشاہ مقرر کیا۔ اُس نے علاقے کو حاصل کرنے کے لئے جو اُس کی تحویل میں دیا گیا جنگ کی لیکن وہ یروشلیم پر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد ہی ۳۷ ق م میں قابض ہو سکا۔ رومیوں کی طرح ہیرودیس کو بھی عمارتیں تعمیر کرنے کا جنون تھا۔ چنانچہ اُس نے اسیری کے بعد کی ہیکل کی توسیع کر کے ایک عظیم الشان ہیکل تعمیر کی جو اُسی کے نام پر "ہیرودیس کی ہیکل" کہلائی۔ اس مُقدّس مقام پر اب تک جتنی عمارتیں تعمیر ہوئیں یہ ان میں سب سے شاندار تھی۔ اُس نے اس ہیکل کو ۲۰ ق م میں تعمیر کرنا شروع کیا۔ یہ اس کی موت (۴ ق م) کے بعد ۶۲ سن عیسوی میں ہی مکمل ہوئی۔ یہ اتنی عظیم الشان اور قابلِ دید عمارت تھی کہ خداوند یسوع کے شاگرد بھی اُسے حیرانی سے دیکھتے ہیں (متّی ۲۴ : ۱)۔

اناجیل اربعہ میں سے صرف لوقا ہی، جو اگرچہ غیر قوم سے تھا اس شہر میں سب سے زیادہ دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔ صرف وہی ہے جس نے خداوند مسیح کی زندگی کے ابتدائی واقعات اور متعدد اختتامی واقعات کو بیان کیا ہے۔ وہ اپنی انجیل کو ہیکل کے ایک کاہن زکریاہ کو بیٹے کی خوشخبری سُنائے جانے سے شروع کرتا ہے (لوقا ۱ : ۵-۲۲)۔ پھر وہ بچے یسوع کو یروشلیم میں خداوند کے حضور ہیکل میں حاضر کرنے کا ذکر کرتا ہے (لوقا ۲ : ۲۲-۳۸)۔ صرف لوقا ہی مسیح کے ۱۲ برس کی عمر میں یروشلیم جانے کو بیان کرتا ہے۔ تاہم خداوند یسوع کی زندگی کے آخر تک کے یروشلیم سے متعلق چیدہ چیدہ واقعات کو صرف یوحنّا رسول ہی رقم کرتا ہے۔ اگر ہم خداوند یسوع کی موت کا سن ۳۰ عیسوی تعین کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہیکل پہلی مرتبہ اپریل ۲۷ء میں پاک کی گئی (یوحنّا ۲ : ۱۳-۲۵)، اپریل ۲۸ء میں بیت حسدا میں مفلوج کو شفا ملی (یوحنّا ۵ : ۱-۴۷)، اکتوبر ۲۹ء میں خداوند مسیح عیدِ خیام کے موقع پر یروشلیم گئے (یوحنّا ۷ : ۲؛ ۱۰ : ۲۱)۔ اور دسمبر ۲۹ء کو وہ عیدِ تجدید کے لئے یروشلیم میں تھے (لوقا ۱ : ۳۸ - ۴۲)۔ پھر انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام اس شہر کے نزدیک ہی گزارے (متّی ۲۷ : ۱ - ۶۶؛ مرقس ۱۱ : ۱ - ۱۵ : ۴۷؛ لوقا ۱۹ : ۲۹ - ۲۳ : ۵۶؛ یوحنّا ۱۲ : ۱۲ - ۱۹ : ۴۲)۔ عیدِ قیامت کے دن مسیح یسوع ۵ مرتبہ ظاہر ہوئے جن میں سے چار کا ذکر لوقا کی انجیل میں آیا ہے (باب ۲۴)۔ ایک ہفتہ بعد یروشلیم میں چھٹے ظہور کو صرف یوحنّا نے بیان کیا ہے (۲۰ : ۲۶-۲۹)۔ خداوند یسوع یروشلیم میں اپنے سب شاگردوں پر ظاہر ہوئے (اعمال ۱ : ۱-۸؛ لوقا ۲۴ : ۴۹) اور کوہِ زیتون سے وہ آسمان پر صعود کر گئے (لوقا ۲۴ : ۵۰ - ۵۳)۔ خداوند مسیح نے یروشلیم کا ذکر چار مرتبہ کیا لیکن افسوس کے ساتھ۔ پہلی مرتبہ، یہ بیان کرتے ہوئے کہ انہیں یروشلیم جانا ضرور ہے فرمایا: "ممکن نہیں کہ نبی یروشلیم سے باہر ہلاک ہو" (لوقا ۱۳ : ۳۳)۔ مُقدّس ہفتہ کی جمعرات وہ چلّا اُٹھے: "اے یروشلیم! اے یروشلیم! تُو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے! کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا" (متّی ۲۳ : ۳۷)۔ ہمیں انجیل نویس لوقا بتاتا ہے کہ انہوں نے بڑے دُکھے دل سے کہا، "کاش کہ تُو اسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا، مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں" (لوقا ۱۹ : ۴۲)۔ اور آخر میں فرمایا کہ اس شہر کی عمارتوں اور دیواروں کو گرا دیا جائے گا اور یروشلیم غیر قوموں سے جب تک ان کی میعاد پوری نہیں ہوتی پامال ہوتا رہے گا (متّی ۲۴ : ۲؛ مرقس ۱۳ : ۲؛ لوقا ۲۱ : ۲۴)۔

اعمال کی کتاب کا آغاز اس بیان سے ہوتا ہے کہ مسیح کے پیروکار یروشلیم میں ایک بالاخانہ میں جمع ہیں اور مسیح خداوند کے اس وعدے کی تکمیل کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آسمان سے رُوح القدس بھیجیں گے۔ غالباً یہ وہی بالاخانہ تھا جہاں خداوند نے آخری فسح

کھائی تھی۔ کلیسیا یروشلیم میں پنتکُست کے دن پیدا ہوئی (اعمال باب ۲)۔ مسیح کے پہلے شاگردوں کے لئے پہلی ایذارسانی بھی اسی شہر سے شروع ہوئی اور یہودی صدرِ عدالت جس نے مسیح پر موت کا فتویٰ دیا اب مصلوب اور جی اُٹھے خداوند کی وفادار ترقی پذیر جماعت کی دشمن بن گئی۔ اسی شہر میں کلیسیا کے عظیم بُحران کا پہلی کلیسیائی کونسل نے بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا اور ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا کہ نجات، اعمال کے بغیر صرف فضل سے ملتی ہے (اعمال باب ۱۵)۔ چند سال بعد اسی شہر میں پولُس رسول کو گرفتار کر کے اس پر جھوٹے الزام لگائے گئے (اعمال ابواب ۲۱، ۲۲)۔

رومی سپہ سالار طِطُس نے اس شہر کی ۱۴۳ دن کے محاصرہ کے بعد اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ نئے عہدنامہ میں اس کی پیشینگوئی کر دی گئی تھی (متّی ۲۴ : ۲)۔ اس ہولناک تباہی میں چھ لاکھ یہودی مقتول ہوئے اور ہزاروں اسیر کر لئے گئے۔ اس تباہی کے بعد ۶۰ سال تک اس شہر کی تاریخ تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے رومی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی ایک ناکام کوشش کی۔ ۱۳۴ء میں انہوں نے جھوٹے المسیح برکوخبا Bar-Cochba کی راہنمائی میں بغاوت کی لیکن انہیں شکستِ فاش ہوئی اور یروشلیم میں جو کچھ بچ رہا تھا اُسے بھی پیوندِ خاک کر دیا گیا، یہاں تک کہ بنیادوں کو بھی اکھاڑ دیا گیا۔ دو سال بعد رومیوں نے شہر کو نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا اور اس کا نام ایلیا کپیتولینا Aelia Capitalina رکھا۔ اس نئے شہر میں یہودیوں کو دو سو سال تک داخل ہونے کی اجازت نہ ملی، لیکن شہنشاہ قسطنطین کے عہدِ حکومت میں وہ وہاں آ کر بس گئے۔ چوتھی صدی کی ابتدا میں شہنشاہ قسطنطین کی والدہ ملکہ ہیلینا کی مدد سے جو کہ بڑی خدا پرست عورت تھی، ایک عظیم گرجا بنام "ہولی سپلکر" تعمیر ہوا جو اناستاسِس anastaeis = یونانی = قیامت) کہلاتا ہے۔ اُس وقت سے یروشلیم ایک عظیم زیارت گاہ بن گیا۔

اب ہم یروشلیم کی بعد کی تاریخ کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔ یہ شہر جو اوّل اوّل سلامتی کا شہر تھا ایک بڑی المناک تاریخ کا منتظر ہے۔ ۶۱۴ء میں شاہ فارس خسرو دوم Chosroes کے ایک سپہ سالار نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا اور ساٹھ ہزار مسیحیوں کو قتل کر دیا اور پینتیس ہزار کو غلام بنا لیا۔ "شہر اور اس کے اردگرد اس قدر تباہی و بربادی تھی کہ وہ پوری طرح کبھی بھی پھر بحال نہ ہو سکا"۔ ۶۲۸ء میں ہرقل نے حملہ آور خسرو کے بیٹے سے جو یروشلیم میں سنہری پھاٹک سے فاتحانہ داخل ہوا صلح کر لی۔ ۶۳۷ء میں خلیفہ عمرؓ بغیر خون بہائے یروشلیم میں داخل ہوئے۔ ۶۸۸ء میں مسجدِ اقصےٰ تعمیر ہوئی۔

۹۶۹ء میں یروشلیم مصر کے شیعہ خلیفہ کے ماتحت آ گیا۔

۱۰۰۹ء میں خلیفہ حکیم نے یروشلیم میں "ہولی سپلکر" کے گرجے کو برباد کرنے کا حکم دیا۔ ۱۰۱۴ء تک ارضِ فلسطین میں تقریباً ۳ ہزار گرجے جلا کر تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ۱۰۷۷ء میں ایک ترک سلجوقی جرنیل نے مصریوں کو یروشلیم سے نکال دیا اور شہر کے اندر بسنے والے تین ہزار اشخاص کو قتل کر دیا۔

اب یروشلیم کے لئے ایک قابلِ رحم اور افسوسناک دور شروع ہوتا ہے۔ ۱۰۹۹ء میں ۷ جون کو صلیبی مجاہدین کی فوج نے شہر کے سامنے ڈیرے ڈالے اور ۱۴ جولائی کو شہر پر قبضہ کر لیا۔ اُن نام نہاد صلیبی سرداروں نے اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کیا کہ اسلامی دنیا نہ تو اُسے بھلا سکی نہ بھلا سکے گی۔ پھر ۸۰ سال تک کسی نے یروشلیم پر حملہ نہ کیا۔ شریف النفس صلاح الدّین نے مسیحی مجاہدین کو حطین کے سینگ پر شکست دینے کے بعد ۲۰ ستمبر ۱۱۸۷ء کو شہر کے سامنے ڈیرے ڈالے اور ۲ اکتوبر کو اُسے سر کر لیا۔ اُس نے اپنی فوج کو سختی سے حکم دیا کہ وہ ایک صدی پیشتر صلیبی مجاہدین کی طرح قتل و غارت نہ کریں اور یوں اس رحمدلانہ سلوک سے اُس نے مسیحیوں کو شرم دلائی۔ لیکن یروشلیم کو پائیدار امن دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ۱۲۲۹ء میں فریڈرک دوم نے اِسے بات چیت کے ذریعہ حاصل کر لیا۔ ۱۲۴۴ء میں اِسے تاتاریوں نے مغلوب کر لیا اور ۱۲۴۷ء میں اس پر مصریوں نے پھر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۶۰ء میں یہ پھر تاتاریوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ۱۵۱۷ء میں یہ عثمانی ترکوں کے زیرِ تسلّط آ گیا اور وہ اس پر چار صدیوں تک قابض رہے۔ پہلی جنگِ عظیم میں اس پر برطانیہ نے قبضہ کر لیا۔ ۹ دسمبر ۱۹۱۷ء کو برطانوی جرنیل ایلنبی پا پیادہ یروشلیم میں داخل ہوا اور ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو صلح کے معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی رُو سے ترکوں کا چار سو سالہ اقتدار ختم ہو گیا۔ یوں سات سو سال بعد ایک مسیحی فاتح یروشلیم میں داخل ہوا۔ اُس وقت نہ تو کسی پتھر کو اُس کی جگہ سے ہلایا گیا اور نہ ماسوا ڈیوٹی کے کسی سپاہی کو اُس میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی جب تک کہ تمام مُقدّس مقامات پر اُسی مذہب کے سپاہیوں کا پہرہ مقرّر نہ کر دیا گیا۔

۲۴ اپریل ۱۹۲۰ء کو فلسطین اور یردن پار کا علاقہ برطانیہ کے زیرِ انتظام دے دیا گیا۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو برطانوی انتظام کی مدّت پوری ہو گئی اور تل ابیب کے مقام پر اسرائیلی نیشنل کونسل نے اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے اسرائیلیوں اور عربوں میں جنگ چھڑ گئی اور نتیجۃً ۱۰ دس لاکھ عربوں کو ترکِ وطن کرنا پڑا۔ اُس وقت یروشلیم میں تقریباً ایک لاکھ یہودی تھے۔ یہ تمام فلسطین میں یہودیوں کا دسواں حِصّہ تھا۔ اگلے موسمِ بہار تک تقریباً ۴۵ ملکوں نے "اسرائیل" کو قبول کر لیا۔

یہودیوں کی جنگِ آزادی تک یروشلیم صدیوں سے چار مساوی

حصّوں میں منقسم رہا۔ جنوب مشرق میں یہودی علاقہ تھا، جنوب مغرب میں آرمینی علاقہ، شمال مشرق میں جو دوسرے حصّوں سے قدرے زیادہ تھا اسلامی علاقہ اور شمال مغرب میں مسیحی علاقہ۔ آج کل تمام یروشلیم پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔

آبادی

۱۸۳۰ء میں شہر کی دیواروں کے اندر ۱۰۰ سے بھی کم یہودی تھے۔ ۱۸۳۸ء میں یروشلیم میں تین ہزار یہودی تھے جب کہ تمام فلسطین میں صرف گیارہ ہزار تھے۔ ۱۸۷۲ء میں فلسطین میں یہودیوں کی آبادی ۲۱ ہزار ہوگئی جن میں سے دس ہزار چھ سو یروشلیم میں آباد تھے۔ ۱۹۱۰ء میں مزید اضافہ ہوا۔ یروشلیم کی کل آبادی ۴۶۵۰۰ تھی جس میں ۲۹۰۰۰ یہودی، ۸۵۰۰ مسلمان اور ۹۰۰۰ مسیحی تھے۔ ۱۹۱۵ء میں اس مُقدّس شہر میں یہودیوں کی آبادی ۵۰۰۰۰ ہوگئی۔ اسرائیل کی جنگِ آزادی نے اس حالت کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا۔ ۱۹۵۷ء میں یروشلیم کے قدیم شہر میں آبادی ۸۰۰۰۰ تھی جس میں ایک بھی یہودی نہیں تھا۔ مارچ ۱۹۵۹ء میں یروشلیم کے شہر کی جو اسرائیل کے زیرِ تسلّط تھا اور جو قدیم شہر کے شمال اور مغرب میں ہے آبادی ۱۵۶۰۰۰ تھی جب کہ تل ابیب کی آبادی اس سے کہیں زیادہ یعنی ۳۸۰۰۰۰ تھی۔ اُس وقت اسرائیل کی کُل آبادی ۲۰۵۴۴۳۴ تھی۔

یروشلیم کی بابت پیشین گوئیاں

۱۔ استثنا باب ۱۲ میں اگرچہ کوئی نام نہیں دیا گیا تو بھی چھ مرتبہ مُستقبل کے مَقدِس کی جگہ کا حوالہ دیا گیا ہے: "جس جگہ کو خداوند تمہارا خدا ۔۔۔۔ چن لے" (مزید دیکھئے ۱۔سلاطین ۸: ۲۹، ۴۸)۔

۲۔ وعدہ کیا گیا کہ سنحیرب کی شہر کو لے لینے کی کوشش ناکام رہے گی (یسعیاہ ۲۹: ۷؛ ۳۰: ۱۹؛ ۳۱: ۴، ۵؛ ۲۔سلاطین ۱۹: ۳۲-۳۴)۔

۳۔ نبوکدنضر کے شہر کو برباد کرنے کے متعلق پیشینگوئی کی گئی (۲۔سلاطین ۲۲: ۱۶، ۱۷؛ ۲۳: ۲۷؛ ۲۔تواریخ ۳۴: ۲۴-۲۵؛ یسعیاہ ۴: ۳-۵؛ ۱۰: ۱۱-۱۲؛ ۲۲: ۹-۱۱؛ ۳۲: ۱۳-۱۵؛ ۳۴: ۸؛ ۳۹: ۶؛ ۶۴: ۱۰، ۱۱؛ یرمیاہ ۴: ۱-۶، ۲۲، ۲۳؛ ۷: ۱۴، ۳۲، ۳۴؛ ۹: ۱۱، ۱۹؛ ۱۱: ۶، ۱۱-۱۳؛ ۱۳: ۹، ۱۳، ۲۷؛ ۱۵: ۵؛ ۱۶: ۱-۲۱؛ ۱۷: ۲۴-۲۷؛ ۱۹: ۸ وغیرہ؛ ۲۱: ۵، ۶، ۹، ۱۰؛ ۲۲: ۴-۹؛ ۳۵: ۱۷؛ ۳۸: ۲، ۱۷-۲۳؛ حزقی ایل ۸: ۹، ۲۴ وغیرہ)۔

۴۔ انطاکس اپیفنیس کے شہر کو برباد کرنے کے متعلق بھی پہلے سے بتایا گیا (دانی ایل ۸: ۱۱-۱۴؛ ۱۱: ۳۰-۳۲)۔

۵۔ رومی جرنیل طِطس کے وسیلہ شہر کی بربادی کے متعلق پیشینگوئیاں (دانی ایل ۹: ۲۶؛ لوقا ۱۳: ۳۳-۳۵؛ ۱۹: ۴۱-۴۴؛ ۲۱: ۶، ۲۰، ۲۴؛ متی ۲۴: ۲؛ مرقس ۱۳: ۲)۔

۶۔ موجودہ زمانہ میں اس شہر کے بارے میں نبوّت (دانی ایل ۹: ۲۶؛ زکریاہ ۱۲: ۳؛ لوقا ۲۱: ۲۴)۔

۷۔ زمانہ کے آخر میں یہودیوں کے فلسطین میں (اس میں یروشلیم بھی شامل ہے) واپس آنے کی پیشینگوئیاں (یوایل ۳: ۱؛ یسعیاہ ۴۹: ۲۲-۲۳ (غالباً)۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ وہ مُقدّس شہر میں ہیکل تعمیر کریں گے (دانی ایل ۹: ۲۷؛ ۱۲: ۱۱؛ یرمیاہ ۳۱: ۸-۹؛ یسعیاہ ۵۵: ۱۱؛ ۶۰: ۱-۳؛ متی ۲۴: ۱۵؛ مرقس ۱۳: ۱۴؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۳، ۴)۔

۸۔ اس شہر میں دو گواہوں کے قتل کے واقعہ کے بارے میں بھی پیشین گوئی کی گئی ہے (مکاشفہ باب ۱۱)۔

۹۔ اس شہر پر دنیا کی قوموں کے آخری حملہ کے بارے میں بھی متعدد حوالے ہیں (یوایل ۳: ۹-۱۲؛ یسعیاہ ۲۹: ۱-۷؛ زکریاہ ۱۴: ۱-۳)۔

۱۰۔ اس شہر کی روحانی آلودگی سے پاک کئے جانے کے متعلق بھی پہلے سے بتایا گیا (یسعیاہ ۱: ۲۵، ۲۶؛ ۴: ۳، ۴؛ یوایل ۳: ۱۷؛ زکریاہ ۱۴: ۲۰-۲۱)۔

۱۱۔ یہ شہر بالآخر اور مستقل طور پر خدا کے جلال کی موجودگی (حزقی ایل ۴۳: ۱، ۲؛ یسعیاہ ۶۲: ۲)، امن و سلامتی (زبور ۱۲۲: ۶-۹؛ یسعیاہ ۶۰: ۱۷؛ ۶۶: ۱۲) اور خوشی (زبور ۵۳: ۶؛ یسعیاہ ۵: ۱۱) کو دیکھے گا۔

۱۲۔ اس شہر کے پاس زمین کی قومیں تعلیم اور برکت پانے کے لئے آئیں گی (یسعیاہ ۲: ۲-۴؛ زبور ۱۰۲: ۲۱، ۲۲)۔

رُوحانی تعبیر کے طور پر یروشلیم کی اصطلاح

بلاشبہ پرانے عہدنامہ میں یروشلیم اور بالخصوص صیّون کی اصطلاح بعض اوقات جغرافیائی یا تاریخی خیال کی بجائے روحانی خیال کو ظاہر کرتی ہے۔ نئے عہدنامہ میں اِس قسم کی تفسیر کو ایک مرتبہ پولس رسول نے بھی اپنایا ہے۔ وہ اپنے ایک پُراسرار بیان میں کہتا ہے "مگر عالمِ بالا کی یروشلیم آزاد ہے اور وہی ہماری ماں ہے" (گلتیوں ۴: ۲۶)۔ اور پھر عبرانیوں کے خط کا مصنف عبرانی مسیحیوں کو ایک قدرے پیچیدہ بیان میں بتاتا ہے کہ "تم صیّون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلیم کے پاس ۔۔۔۔ آئے ہو" (عبرانیوں ۱۲: ۲۲-۲۴)۔ اُس آنے والے نئے یروشلیم کے اعلےٰ دار فع خیال کے متعلق جس کا ذکر مکاشفہ ۳: ۱۲؛ ۲۱: ۲ مابعد میں ہوا ہر کوئی جانتا ہے۔

عظیم آبائے کلیسیا مثلاً مُقدّس جیروم، خرسستم اور آگسطین

وغیرہ بیک زبان زبُور اور صحائف انبیاء میں صیّون کی تفسیر و تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس کا اشارہ کلیسیا کی طرف ہے۔

یروشلیم، نیا:- بائبل میں "نیا یروشلیم" کی اصطلاح دو مرتبہ آتی ہے (مکاشفہ ۳:۱۲؛ ۲۱:۲)۔ اِن دونوں حوالوں میں نیا یروشلیم آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتا بیان کیا گیا ہے۔ مکاشفہ ۲۱:۲ میں اِسے "شہرِ مُقدّس" اور مکاشفہ ۲۱:۱۰ میں "شہرِ مُقدّس یروشلیم" بھی کہا گیا ہے۔ مکاشفہ ۲۱:۱۰-۲۲:۵ میں اسے مادی اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے گویا کہ وہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ یہ مکعب کی شکل کا ہے اور اس کا رقبہ ۱۵۰۰ مربع میل ہے۔ اس کی دیواریں سنگِ یشب کی، گلیاں سونے کی، دیواروں کی بنیادیں قیمتی پتھروں کی، اور اس کے ۱۲ دروازے موتیوں کے ہیں۔ روشنی کے لئے اُسے سوُرج اور چاند کی ضرورت نہیں۔ اس میں آبِ حیات کا صاف شِفاف دریا بہتا ہے اور اس کے درمیان میں زندگی کا درخت ہے جس کے پتے قوموں کی شِفا کے لئے ہیں۔

اس شہر کی نوعیّت اور تفسیر کے بارے میں کہ یہ حقیقی ہے یا تشبیہی اور کہ یہ کب اُترے گا بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مشکل ہی سے کوئی دو مفسّر مکمل اتفاق کرتے ہوں گے۔ دو بڑے نظریات حسبِ ذیل ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خدا کی تجویز کردہ معیاری کلیسیا کی تشبیہ ہے اور کہ کلیسیا کے بارے میں خدا کی یہ تجویز خدا کے اپنے ٹھہرائے ہوئے وقت پر مکمل طور پر پوری ہو جائے گی۔ کلیسیا جسے شہر سے تشبیہ دے کر بیان کیا گیا ہے پہلے ہی موجود ہے لیکن وہ خدا کے معیار تک المسیح کی آمدِ ثانی کے بعد نئے زمانہ میں ہی پہنچے گی۔ شہر کی عظیم وسعت یہ ظاہر کرتی ہے کہ کلیسیا میں بے شمار لوگوں کے شامل ہونے کی گنجائش ہے۔ اِس حقیقت کا کہ یہ "آسمان پر سے خدا کے پاس سے" اترا، یہ مطلب ہے کہ کفّارہ کے تاریخی کام میں یہ خدا کی مافوق الفطرت کارگیری ہے۔ اِس نظریہ کی تائید میں کہا جاتا ہے کہ جب مکاشفہ ۲۱:۹-۱۰ میں یوحنّا رسول کو کہا گیا کہ وہ آ کر دلہن یعنی برّہ کی بیوی دیکھے تو اُسے درحقیقت نیا یروشلیم دکھایا گیا۔ پھر مزید یہ کہ چونکہ یروشلیم اور صیّون کو اکثر یہوواہ کے وفادار پرستاروں کی جگہ بیان کیا گیا، اس لئے یروشلیم خدا کی کلیسیا کی تشبیہ ہے۔

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نئے یروشلیم کو تشبیہ نہیں بلکہ واقعی ایک شہر سمجھتے ہیں۔ وہ اُسے خدا کی ابدی سکونت گاہ خیال کرتے ہیں، نہ کہ ہزار سالہ بادشاہت کے آغاز پر کوئی نئی تخلیق جس میں ایماندار پہلے ہزار سالہ حکومت کے دوران اور پھر نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق کے بعد ابد تک سکونت کریں گے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہزار سالہ بادشاہت کے دوران یہ نظر نہیں آئے گا تو بھی یہ زمینی یروشلیم کے اوپر ہوگا۔ اِس شہر میں مُقدّسین کو خدا کے چہرے کا دیدار کرنے اور اُس کا نام اپنے ماتھوں پر لکھوانے کا حق حاصل ہوگا۔ بعض مفسرین کے نزدیک جو اسے حقیقی شہر تصوّر کرتے ہیں، نیا یروشلیم ہزار سالہ بادشاہت کے دوران زمینی یروشلیم کے اوپر نہیں ہوگا بلکہ ان کے نزدیک مکاشفہ ۲۱:۱۰-۲۲:۵ کی تفصیل آئندہ کی ابدی حالت کو ظاہر کرتی ہے۔

یروئیل:- (عبرانی = خدا نے بنیاد ڈالی)۔ یہوداہ میں صیص کی چڑھائی کے قریب، عین جدی کے علاقہ میں ایک جنگل۔ یحزی ایل نے نبوّت کی تھی کہ اس جگہ موآبی اور عمونی شاہ یہوسفط کا مقابلہ کریں گے (۲-تواریخ ۲۰:۱۶)۔

یریاہ - یریّاہ:- (عبرانی = یہوواہ دیکھتا ہے)۔ ایک لاوی خاندان کا سردار، حبرون کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۳:۱۹؛ ۲۴:۲۳، ۲۶:۳۱)۔

یریب - یارِیب:- (عبرانی = وہ جدّوجہد کرتا ہے)۔ ۱- شمعون کا بیٹا (۱-تواریخ ۴:۲۴۔ پیدائش ۴۶:۱۰ میں اسے یکین کہا گیا ہے)۔

۲- بابل کی اسیری سے واپس آنے والوں میں سے ایک شخص (عزرا ۸:۱۶)۔ اسے خدا کے گھر کی خدمت کے لئے بلایا گیا۔

یریبی - یریبائی:- (عبرانی = یہوواہ حُجت کرتا ہے)۔ النعم کا بیٹا۔ داؤد کے سورماؤں میں سے ایک (۱-تواریخ ۱۱:۴۶)۔

یریحو:- (عبرانی = چاند شہر)۔

محلِ وقوع اور آب و ہوا

یریحو جسے کھجوروں کا شہر بھی کہتے تھے (استثنا ۳۴:۳) یردن کے مغرب میں پانچ میل اور بحیرۂ مُردار کے شمال میں سات میل کے فاصلہ پر سطحِ سمندر سے ۸۰۰ فٹ نیچے واقع ہے۔ گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے، لیکن سردیوں میں موسم معتدل ہوتا ہے۔ کوہستانی علاقے کے لوگ سردی سے بچنے کے لئے یہاں آتے جاتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں یہاں کھجور کے درخت بہتات سے پیدا ہوتے تھے۔ یہاں بلسان کے درخت بھی بہت ہوتے تھے جن سے دوا کشید کی جاتی تھی اور یہ آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھی۔ یہاں پانی کے چشمے بھی کثرت سے تھے جن کی وجہ سے یہ یردن کے خشک علاقے میں ایک ہرا بھرا نخلستان تھا۔

یریحو تین ہیں۔ پرانا شہر ایک ٹیلے پر واقع تھا جسے اب تل السلطان کہتے ہیں۔ یہ جدید یریحو سے شمال مغرب کی طرف ایک میل پر ہے۔ نئے عہد نامہ کا یریحو اس کے نزدیک ہی ایک قدرے

بلند سطح مرتفع پر واقع ہے۔ جدید یریحو جسے عرب الریحا کہتے ہیں کی آبادی چالیس ہزار ہے جو مختلف النسل لوگوں پر مشتمل ہے۔

غالباً یریحو دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ یہ جنگی اہمیت کے حامل یردن کے ایک گھاٹ کے قریب واقع ہے جو مشرق کی طرف سے قدیم تجارتی راستوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ یردن عبور کرنے کے بعد یہ راستے مختلف شاخوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک سڑک شمال میں بیت ایل اور سکم کو جاتی ہے، دوسری مغرب کی طرف یروشلیم اور تیسری جنوب میں حبرون کو۔ یوں یریحو یردن پار سے فلسطین کے کوہستانی علاقے کو جانے والے راستے کو کنٹرول کرتا ہے۔

بائبل میں یریحو کا ذکر

یریحو کا ذکر بائبل میں پہلی مرتبہ اس وقت آتا ہے جب یشوع اور حملہ آور عبرانیوں نے کنعان میں داخل ہونے کے لئے اسے فتح کیا (یشوع باب ۶)۔ یہ شہر ایسے مقام پر واقع تھا جس پر قبضہ کرنے کے بعد وسطی کوہستانی ملک پر حملہ کرنا آسان بن گیا۔ عبرانی اسے ایک مہیب رکاوٹ سمجھتے تھے لہٰذا اس پر قبضہ کرنے کے لئے انہیں الٰہی مدد کی ضرورت تھی۔ دو جاسوسوں کے ذریعہ اس کا حال دریافت کر لینے کے بعد (یشوع باب ۲) یشوع عبرانی فوج کو لے کر آگے بڑھا اور چھ دن تک ہر روز شہر کا ایک چکر لگایا۔ لیکن ساتویں دن انہوں نے شہر کے سات چکر لگائے اور پھر نعرے مارے اور نرسنگے پھونکے تو "دیوار بالکل گر پڑی اور لوگوں میں سے ہر ایک آدمی اپنے سامنے سے چڑھ کر شہر میں گھسا اور انہوں نے اُس کو لے لیا" (یشوع ۶: ۲۰)۔ اس شہر کو خداوند کی خاطر بالکل نیست و نابود کر دیا گیا۔ اس کی ہر ایک شے ماسوا دھاتوں کے جلا دی گئی (یشوع ۶: ۱۷-۱۹)۔ انسانوں میں سے صرف راحب اور اُس کے خاندان کو زندہ رہنے دیا گیا کیونکہ اُس نے جاسوسوں کو پناہ دی تھی (یشوع ۶: ۲۲، ۲۳، ۲۵)۔ یشوع نے اُس پر لعنت کی تاکہ کوئی اُسے دوبارہ تعمیر نہ کرے (یشوع ۶: ۲۶)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ کئی صدیوں تک کھنڈر بنی رہی۔

اس کے بعد یریحو اس وقت منظر پر آتا ہے جب اخی اب بادشاہ کے زمانہ میں بیت ایلی حی ایل نے اُسے دوبارہ تعمیر کیا (تقریباً ۸۵۰ ق م؛ ۱-سلاطین ۱۶: ۳۴)۔ چنانچہ منقسم سلطنت کے زمانہ میں وہ پھر ایک اہم شہر بن گیا۔ اس کا ذکر الیشع کی خدمت کے سلسلہ میں بھی آتا ہے (۲-سلاطین ۲: ۵، ۱۹؛ مزید دیکھئے ۲-تواریخ ۲۸: ۱۵؛ ۲-سلاطین ۲۵: ۵؛ یرمیاہ ۳۹: ۵؛ عزرا ۲: ۳۴؛ نحمیاہ ۳: ۲؛ ۷: ۳۶)۔

خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں یریحو ایک اہم شہر تھا جہاں سے شاہی خاندان کو بھاری لگان ملتا تھا۔ چونکہ یردن کے گھاٹ سے یروشلیم جاتی ہوئی سڑک یہاں سے گزرتی تھی اس لئے یروشلیم جانے والے گلیلی زائرین جو جنوب میں پیریہ سے ہو کر آتے تاکہ سامریوں سے ملنے کے باعث ناپاک نہ ہو جائیں یہاں ٹھہرتے تھے۔ یوں یسوع مسیح بھی کئی مرتبہ اس جگہ سے گزرے۔ اس کے نزدیک ہی مسیح کے بپتسمہ کا مقام تھا۔ اس شہر کے نزدیک مسیح خداوند نے اندھے برتمائی (مرقس ۱۰: ۴۶-۵۲) اور دیگر دو اندھوں کو (متی ۲۰: ۲۹-۳۴) شفا دی تھی۔ اسی جگہ زکائی کی زندگی بدل گئی (لوقا ۱۹: ۱-۱۰)۔ نیک سامری کی تمثیل میں (لوقا ۱۰: ۲۹-۳۷) اسی سڑک پر ڈاکوؤں نے مسافر پر حملہ کیا تھا۔ یہ ایک بل کھاتی ہوئی پیچدار سڑک ہے جو یہودیہ کے بیابان میں سے گزرتی ہے جہاں اکثر مجرم چھپے رہتے ہیں۔

یریحو اور اثریات

گزشتہ ۵۰ سال کے دوران تل السلطان (قدیم یریحو) کی کئی مرتبہ کھدائی ہوئی ہے۔ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان دو جرمن عالموں نے یہاں کھدائی کی تھی۔ پھر ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۶ء ایک برطانوی ماہر اثریات جان گارسٹنگ نے کھدائی کی جو ایک نہایت اہم مہم کی قیادت کر رہے تھے۔ ۱۹۵۲ء میں پھر قدیم یریحو کے اسرار سے پردہ اُٹھانے کے لئے "برٹش سکول آف آرکیالوجی" اور یروشلیم میں "امریکن سکول آف اورینٹل ریسرچ" نے مس کیتھلین کینیون Miss Kathleen Kenyon کی قیادت میں اس ٹیلے کی کھدائی شروع کی۔ لیکن ۱۹۵۷ء کے آخر میں اس کام کو ملتوی کر دیا گیا۔

اس مقام پر بستی کے متعلق جو سب سے پہلی شہادت ملی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ۷۰۰۰-۶۰۰۰ ق م میں یعنی ظروف سازی کے دور سے پیشتر اور پتھر کے آخری زمانہ میں آبادی تھی۔ مضبوط فصیل، کچی اینٹیں، جانور کی شکل کے مٹی کے کھلونے اور مادر دیوی کے بت ظاہر کرتے ہیں کہ یہاں کی تہذیب اتنی کچی نہیں تھی۔ اس زمانہ کی خاص دلچسپ چیز انسانوں کی وہ کھوپڑیاں ہیں جن کے نقش مٹی کے بنے ہوئے ہیں اور آنکھوں کی جگہ منکے لگے ہوئے ہیں۔ غالباً انہیں پوجا پاٹ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ دنیا کا سب سے قدیم شہر ہے جو شائد حضرت ابرہام سے بھی ۵۰۰۰ سال پہلے کا ہے۔

بائبل کے طلبا کے لئے سب سے دلچسپ شہادت وہ ہے جس کا تعلق یشوع کے زمانہ میں اس شہر کی بربادی سے ہے۔ اس

شہر (دھات کے آخری زمانہ) کے بارے میں علماء کا خیال تھا کہ مسٹر جان گارسٹنگ کی کھدائی اور مس کیتھلین کینیون کی رپورٹ سے اسرار سے پردہ اُٹھے گا لیکن ان سے معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا۔ گارسٹنگ کا خیال ہے کہ دھات کے آخری زمانہ کے اس شہر کی یشوع کے ہاتھوں تباہی کے بارے میں کافی شہادتیں ملی ہیں جنہیں اس نے "سٹی ڈی" کا نام دیا اور اس کا سن پندرہ صدی ق م بتایا۔ اُسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شہر کی دوہری فصیل تھی۔ اندرونی دیوار ۱۲ فٹ چوڑی اور بیرونی ۶ فٹ چوڑی تھی۔ انہیں بڑی بے رحمی سے گرا دیا گیا تھا۔ یہ ٹیلے سے باہر کی طرف گری ہوئی تھیں۔ راکھ اور کوئلے کی موجودگی ظاہر کرتی تھی کہ اس شہر کو فاتحین نے جلا دیا تھا اور جھلسی ہوئی خوراک کے ذخیرے اس شہر کی مکمل تباہی کی جسے بائبل میں بیان کیا گیا ہے داستان سناتے ہیں۔ گارسٹنگ کے تمام سائنسی ماہرین آثارِ قدیمہ نے اس کے بیان کو قبول نہیں کیا اور علماء مس کینیون کی رپورٹ کا انتظار کرتے رہے۔

سات سال یریحو کے مقام پر تحقیق و تفتیش کرنے کے بعد مس کینیون نے رپورٹ دی کہ یشوع کے زمانہ کا (۱۵۰۰-۲۰۰۰ ق م) اس مقام پر اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اس ٹیلے کی اس قدر کھدائی کی گئی ہے کہ ...۳ ق م سے قبل کی تمام اشیاء برباد ہو چکی ہیں۔ جن دو فصیلوں کا گارسٹنگ نے ذکر کیا، مس کینیون کے مطابق ان کا تعلق ...۳ ق م یعنی خروج سے سینکڑوں سال پیشتر سے ہے۔ دھات کے زمانہ کے صرف چند ظروف اور ایک عمارت ہی باقی بچی ہے۔ جس عظیم شہر کو یشوع نے برباد کیا تھا، اگر اس کی کچھ شہادتیں بھی تھیں تو وہ قدرتی عناصر کے ہاتھوں برباد ہو چکی ہیں۔ ۱۹۵۲ء سے پیشتر بائبل کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے جو کچھ بھی نیک نیت سے لکھا گیا اب وہ بے وقعت ہے۔ اب متعدد علماء یہ یقین رکھتے ہیں کہ یشوع کے زمانہ میں یریحو ایک قلعہ سے قدرے بڑا تھا۔ اب یہ ناممکن ہے کہ یریحو کا مسئلہ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے حل ہو سکے۔ بار بار کی کھدائی سے یہ ٹیلہ ملبے کی صورت اختیار کر چکا ہے، اس لئے ممکن ہے کہ یشوع کی فتح میں جن دیگر شہروں کا ذکر آیا ہے (مثلاً حصور) وہ اس کا جواب دے سکیں۔ درین اثنا باشعور مسیحیوں کو سائنسی نظریات کے تغیر و بدل کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

نئے عہدنامہ کے یریحو، تل الابوالعلائق کی کھدائی ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ اس کے زیادہ حصے کی تعمیر ہیرودیس اعظم نے کی۔ اُس نے اسے اپنا موسم سرما کا دارالحکومت بنایا تھا۔ یہاں یہ ہی ہیرودیس نے وفات پائی (۴ ق م)۔ یہ شہر رومی طرزِ تعمیر کا ایک عالی شان نمونہ تھا جس میں تالاب، محل، گھڑدوڑ کا میدان اور ایمفی تھیٹر تھا۔ یہ شہر تہذیب کا ایک عظیم مرکز تھا۔ یہاں رومی طرز کی بہترین عمارتیں تھیں جن کے آگے چھجے اور بلند طاق تھے جن میں گملوں میں پودے رکھے ہوئے تھے۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں فلسطین میں عالمگیر تہذیب اپنی پوری شان سے موجود تھی۔

یریعوت:- (عبرانی = تنبو کے پردے)۔ کالب کی ایک بیوی (۱-تواریخ ۲:۱۸)۔

یریموت:- ۱- بکر کے خاندان سے ایک بنیمینی شخص (۱-تواریخ ۷:۸)۔
۲- بنیمین کے قبیلے کا ایک اور شخص (۱-تواریخ ۸:۱۴)۔
۳- موشی کا بیٹا۔ وہ لاوی تھا (۱-تواریخ ۲۳:۲۳؛ ۲۴:۳۰)۔
۴- داؤد بادشاہ کے عہد میں ایک موسیقار (۱-تواریخ ۲۵:۴، ۲۲)۔
۵- داؤد بادشاہ کے عہد میں نفتالی کے قبیلے کا ایک سردار (۱-تواریخ ۲۷:۱۹)۔
۶- تین شخص جنہوں نے اسیری کے بعد اپنی غیر یہودی بیویوں کو الگ کرنا منظور کیا (عزرا ۱۰:۲۶، ۲۷)۔

یزرعیل- یزدی عیل:- (عبرانی = خدا بیج بوتا ہے)۔ ۱- یہوداہ کے کوہستان میں ایک شہر (یشوع ۱۵:۵۶)۔ داؤد کی ایک بیوی اخینوعم اسی شہر کی تھی (۱-سموئیل ۲۵:۴۳)۔
۲- اشکار کے قبیلے کا ایک شہر اور وہ میدان جس میں یہ شہر آباد تھا (یشوع ۱۹:۱۸؛ ہوسیع ۱:۵)۔ اس شہر اور اس کے نواحی علاقے کا متعدد اہم واقعات سے تعلق بتایا گیا ہے۔ جلبوعہ کے مقام پر فلستیوں سے جنگ کرنے کے لئے اسرائیلی اس شہر کے چشمے کے پاس جمع ہوئے (۱-سموئیل ۲۹:۱)۔ یہ اشبوست کی چند روزہ حکومت کے علاقے میں شامل تھا (۲-سموئیل ۲:۸)، اور یہ سلیمان بادشاہ کا انتظامی ضلع بھی تھا (۱-سلاطین ۴:۱۲)۔ یہاں ہی نبوت اور اس کے تاکستان کا المیہ وقوع میں آیا (۱-سلاطین ۲۱:۱)۔ اسی جگہ یورام کو جو پہلے اپنے زخموں کا علاج کرانے یہاں آیا تھا (۲-سلاطین ۸:۲۹) یاہو نے قتل کیا اور اس کی لاش کو اسی تاکستان میں پھینک دیا جو اس کے باپ اخی اب اور ماں ایزبل نے جبراً حاصل کیا تھا (۲-سلاطین ۹:۳۰-۳۷)۔ اسی جگہ اخی اب کے بقیہ کو بھی قتل کیا گیا (۲-سلاطین ۱۰:۱-۱۱)۔ کہا جاتا ہے کہ موجودہ زرعین جو یروشلیم سے ۵۵ میل دور ہے یزرعیل تھا۔
۳- ایک نام جو تشبیہی طور پر ہوسیع نبی کے بڑے بیٹے (ہوسیع ۱:۴) اور اسرائیل کو دیا گیا (ہوسیع ۲:۲۲)۔

۴- یہوداہ کے قبیلہ کا ایک شخص (۱-تواریخ ۴: ۳)-

یزرعیل کا میدان:- دیکھئے یزرعیل-

یزلیاہ - یزلی آہ:- (عبرانی = یہوواہ خلاصی دیتا ہے)- بنیمین کے قبیلے سے الفعل کا بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۱۸)-

یزئیل - یزی ایل:- ایک بنیمینی جو صقلاج میں داؤد کی فوج میں شامل ہوا (۱-تواریخ ۱۲: ۳)-

یزیاہ - یزی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ متحد کرتا ہے)- پرعوس کے خاندان سے ایک شخص جس نے اپنی غیر یہودی بیوی کو چھوڑ دیا (عزرا ۱۰: ۲۵)-

یسانہ - ہشانہ:- (عبرانی = قدیم)- بنی افرائیم کے علاقہ میں بیت ایل کے قریب ایک شہر- ابیاہ نے فتح کر کے شمالی سلطنت سے لے لیا (۲-تواریخ ۱۳: ۱۹)- یہ شائد وہی شہر ہے جس کا ذکر یہودی مؤرخ یوسیفس اسانوس کے نام سے کرتا ہے- اس کا موجودہ نام عین سینیا ہے جو بیت ایل سے ۳½ میل شمال میں ہے-

یسباب - یاشب آب:- چودھویں باری کے کاہنوں کا جدِ امجد (۱-تواریخ ۲۴: ۱۳)-

یسبقاشہ - یشبی قاشہ:- ہیمان کا بیٹا- یہ موسیقی کے سازوں سے خدا کی خدمت کرتا تھا (۱-تواریخ ۲۵: ۴، ۲۴)-

یسری لاہ - یسرایلہ:- گانے بجانے والوں کی تقسیم میں ساتویں باری کا ایک شخص- وہ اپنے خاندان کا سربراہ تھا (۱-تواریخ ۲۵: ۱۴)- آیت ۲ میں اُس کے ہجے اسری لاہ (اَسرایلہ) ہیں-

یسعی - یشعی:- (عبرانی = فائدہ مند)-
۱- یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۳۱)-
۲- یہوداہ کے قبیلے کا ایک اور شخص (۱-تواریخ ۴: ۲۰)-
۳- شمعون کی اولاد میں سے ایک شخص (۱-تواریخ ۴: ۴۲)-
۴- منسّی کے قبیلہ کے ایک آبائی خاندان کا سردار (۱-تواریخ ۵: ۲۴)-

یسعیاہ:- (عبرانی، یشاعیاھو = یہوواہ نجات ہے)- آموص کا بیٹا جو یروشلیم میں رہتا تھا (یسعیاہ ۷: ۱-۳؛ ۳۷: ۲)- یہودی روایت کے مطابق وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا- اُس کی کتاب کے بیانات اور انکشافات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مُعزّز خاندان سے تھا، لیکن یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا- یسعیاہ کی کتاب کے ابتدائیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے عُزّیاہ (۷۹۱ - ۷۹۰ ق م)، یوتام (قریباً ۷۴۰/۷۳۹ - ۷۳۲/۷۳۱ ق م)، آخز (۷۳۵ - ۷۱۶/۷۱۵ ق م) اور حزقیاہ (۷۱۶/۷۱۵ - ۶۸۷/۶۸۶ ق م) کے دورِ حکومت میں نبوّت کی- جس سال میں عُزّیاہ بادشاہ نے وفات پائی اُسی سال میں اُسے نبی کا منصب عطا ہوا (یسعیاہ ۶: ۱) یعنی ۷۴۰/۷۳۹ ق م میں- وہ آخری بار سنخیرب کے ۷۰۱ ق م کے حملہ کے موقع پر (یا اگر ہم یروشلیم کے خلاف سنخیرب کے دو حملے فرض کریں تو ۶۸۸ ق م کے قریب) نظر آتا ہے- روایت کے مطابق یسعیاہ کو منسّی کے دورِ حکومت میں آرے سے چیرا گیا- بعض کے نزدیک اس کا اشارہ عبرانیوں ۱۱: ۳۷ میں ملتا ہے- اُس روایت کی کوئی ٹھوس تاریخی بنیاد معلوم نہیں ہوتی ہے- ممکن ہے کہ یسعیاہ منسّی کے دَورِ حکومت میں زندہ ہو- یسعیاہ ۱: ۱ میں منسّی کا نام شامل نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ منسّی کے بادشاہ بننے کے بعد یسعیاہ گوشہ نشین ہو گیا ہو-

یسعیاہ شادی شدہ تھا اور اس کی بیوی کو "نبیہ" کہا گیا ہے (یسعیاہ ۸: ۳)- اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ بھی نبوّت کرتی تھی- اُس کے دو بیٹوں کا ذکر آیا ہے جن کے علامتی نام تھے (۸: ۱۸)- ایک کا نام شیار یاشوب "بقیہ واپس آئے گا" تھا (۷: ۳)، اور دوسرے کا مہیر شالال حاش بز "جلدی لوٹ- مالِ غنیمت کو جلدی سے لو" (۸: ۱-۴)-

یسعیاہ نبی اور میکاہ نبی ہمعصر تھے (یسعیاہ ۱: ۱ کا میکاہ ۱: ۱ سے مقابلہ کیجئے)- عاموس اور ہوسیع، یسعیاہ سے پہلے خدمت کرتے تھے (عاموس ۱: ۱؛ ہوسیع ۱: ۱)- عاموس اور ہوسیع نے زیادہ تر نبوّت شمالی قبیلوں کے خلاف کی جبکہ یسعیاہ اور میکاہ کی نبوّت کا تعلق بنیادی طور پر یہوداہ اور یروشلیم سے تھا (یسعیاہ ۱: ۱)-

آٹھویں صدی کے پہلے نصف حصّے میں یربعام دوم (قریباً ۷۸۲ - ۷۵۳ ق م) کے تحت اسرائیل اور عُزّیاہ کے تحت یہوداہ میں خوشحالی کا دَور دورہ تھا- اس کی بڑی وجہ ارام کی سلطنت کا کمزور ہونا اور اسُور کا کچھ عرصہ تک مغرب میں دخل اندازی نہ کرنا تھی- کہا جاتا ہے کہ عُزّیاہ کا زمانہ، سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد بادشاہی کی تقسیم سے لے کر اب تک سب سے خوشحال زمانہ تھا- یہوداہ میں عزیاہ اور یوتام کے تحت بہت خوشحالی تھی- اس کی ایک جھلک یسعیاہ ابواب ۲-۴ میں نظر آتی ہے- لیکن جب تگلت پلاسر سوم تخت نشین ہوا (۷۴۵ - ۷۲۷ ق م) تو اسُور ایک مرتبہ پھر مغربی ممالک کو اپنے جوئے تلے لے آیا- اسرائیل کے بادشاہ فقح اور دمشق کے بادشاہ رضین نے اسُور کے خلاف اتحاد کیا اور وہ یہوداہ کے بادشاہ آخز کو بھی اس اتحاد میں شامل ہونے کے لئے مجبور کرنے لگے،

لیکن جب اُس نے انکار کیا تو انہوں نے دھمکی دی کہ وہ اُسے تخت سے معزول کر کے کسی کٹھ پتلی کو اُس کی جگہ بادشاہ بنا دیں گے (۷۳۴ ق م) - اُس وقت یسعیاہ نبی نے جو کچھ کیا وہ یسعیاہ باب ۷ میں درج ہے - آخز نے اسُور سے مدد مانگنے کا گناہ کیا اور نتیجتاً یہوداہ اسُور کی طفیلی ریاست بن گیا - ۷۳۲ ق م میں اسُور نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور یزرعیل کے میدان کے شمال کے اسرائیل کے علاقے کو چھین لیا اور شمالی سلطنت کے باقی علاقے پر ہوسیع کو اپنے باجگذار کے طور پر حکومت کرنے دی - اور جب اُس نے بھی بغاوت کی تو سلمنسر پنجم (۷۲۷ - ۷۲۲ ق م) نے سامریہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کے جانشین سرجون دوم (۷۲۲ - ۷۰۵ ق م) نے اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال اُس پر قبضہ کر لیا - اس کے بعد کئی مرتبہ اسُوری قبضہ کے خلاف آزادی کی تحریکیں چلیں - اِن موقعوں پر یسعیاہ نبی نے جو کہ ۷۳۴ ق م میں (۸ : ۱۶ مابعد) آخز کی خارجہ پالیسی کے خلاف اپنے بے نتیجہ احتجاج کے بعد ایک چھوٹے حلقے میں خدمت کرتا تھا یہوداہ کو اِن تحریکوں میں حصہ لینے اور خاص طور پر مصر کی امداد پر بھروسہ کرنے سے روکنے کے لئے اپنی آواز بلند کی - یسعیاہ ۱۴ : ۲۹ کے مطابق فلستیوں نے آخز کی وفات کے سال میں اسُور کے خلاف اتحاد کرنے کے لئے ایک وفد یروشلیم بھیجا - اس موقع پر یسعیاہ نبی نے ایک تنبیہی بیان جاری کیا (۱۴ : ۲۹ - ۳۲) -

حزقیاہ کے زمانہ میں بھی اِس قسم کی تحریکوں نے سر اُٹھایا، خاص طور پر اشدود کی بغاوت نے جسے ۷۱۱ ق م میں کچل دیا گیا جبکہ اسُوریوں نے اشدود کا محاصرہ کیا اور اُس پر قبضہ کر لیا (مقابلہ کیجئے یسعیاہ ۲۰ : ۱) - اس بغاوت میں یہوداہ اور مصر کا بھی ہاتھ تھا - یہ عین ممکن ہے کہ یسعیاہ باب ۱۸ کا سن تحریر یہی وقت ہو - اُس وقت مصر پر ایک حبشی خاندان حکومت کرتا تھا - سرجون کی وفات کے بعد اس کے جانشین سنخیرب (۷۰۵ - ۶۸۱ ق م) کے خلاف متعدد بغاوتیں ہوئیں - یہوداہ نے بھی بغاوت کی اور اس کا نتیجہ ۷۰۱ ق م کی سنخیرب کی مہم کی صورت میں نکلا جس میں سنخیرب نے یہوداہ کو تاخت و تاراج کیا اور یروشلیم کا محاصرہ کر لیا - یسعیاہ ابواب ۲۸ - ۳۱ میں متعدد بیانات کا تعلق ۷۰۵ - ۷۰۱ ق م سے ہے - اِس میں وہ تنبیہ بھی شامل ہے جو یسعیاہ نے ۳۰ : ۱ - ۷؛ ۳۱ : ۱ - ۳ میں یہوداہ کو مصر کی طرف جھکنے کے خلاف کی تھی - ابواب ۳۶ - ۳۷ میں یروشلیم کو سنخیرب کی دھمکی، یروشلیم کی آزادی، اور اس خطرناک وقت میں یسعیاہ کی سرگرمیوں کے
کی آزادی، اور اِس خطرناک وقت میں یسعیاہ کی سرگرمیوں کے بارے میں درج ہے - ابواب ۳۸ اور ۳۹ میں جو غالباً اِسی عرصہ کے ہیں حزقیاہ کی بیماری اور شفا اور مرودک بلدان کے مشن کے متعلق

بتایا گیا ہے -

یسعیاہ کی کتاب - اشعیا کی کتاب :-

۱ - تجزیاتی خاکہ

ا - یسعیاہ کے ایام سے متعلقہ نبوتیں ۱ : ۱ - ۳۵ : ۱۰ -

(۱) تعارف (۱ : ۱ - ۳۱) عبادت کی ریاکارانہ روش کی مذمت وغیرہ - وقت کا تعین غیر یقینی ہے -

(۲) یسعیاہ کے ابتدائی دور کی نبوتیں (اس کے بیشتر عرصہ کا بیان) (۲ : ۱ - ۵ : ۳۰) - مستقبل میں امن کی بادشاہی کی نبوت (۲ : ۲ - ۵ بحوالہ میکاہ ۴ : ۱ مابعد) - خداوند کا دن جس میں سب متکبر، مغرور اور بلند نظر پست کئے جائیں گے (۲ : ۶ - ۲۲) - شوخ دخترِ یروشلیم ("فیشن نامہ یسعیاہ") (۳ : ۱۶ - ۴ : ۱) - تاکستان کا گیت (۵ : ۱ - ۷) -

(۳) مخصوصیت کے وقت یسعیاہ کی رویا (۶ : ۱ - ۱۳) -

(۴) موجودہ عالمگیر سلطنت اور خدا کی آمدہ بادشاہی (۷ : ۱ - ۱۲ : ۶) - ۷ : ۱ تا ۹ : ۷ اسوریوں اور افرائیمیوں کی جنگ کے پس منظر میں قلمبند کئے گئے - آخز کو سرزنش اور عمانوایل کی پیشگوئی (۷ : ۱ - ۲۵) - یسعیاہ کی عوام کی نظروں سے عارضی روپوشی (۸ : ۱۱ - ۲۲) - مسیح کی ولادت (۹ : ۱ - ۷) اُس نے افرائیم کی تادیب کے لئے ہاتھ بڑھایا ہے (یہ غالباً یسعیاہ کی پہلی نبوتوں میں سے ایک ہے - ۹ : ۸ - ۱۰ : ۴) اسرائیل کے قدوس نے اسُور کو پست کیا (۱۰ : ۵ - ۳۴) - مسیح اور خدا کی بادشاہی (۱۱ : ۱ - ۱۲ : ۶)؛ یہاں خصوصی طور پر عالمگیر طاقت کے جدال و قتال اور آمدہ سلطنت کے زمانہ کا موازنہ پیش کیا گیا ہے - باب ۱۲، شکرگذاری کا گیت ہے، یہ اِس فصل کا تتمہ کہلا سکتا ہے -

(۵) ایسی نبوتیں جن کی مخاطب زیادہ تر اقوامِ غیر ہیں (۱۳ : ۱ - ۲۳ : ۱۸) - بابل (۱۳ : ۱ - ۱۴ : ۲۳) (۱۴ : ۴ - ۲۳ کا دلنشین طنزیاتی گیت بھی اسی میں شامل ہے) - اسُور (۱۴ : ۲۴ - ۲۷) - فلستی (۱۴ : ۲۸ - ۳۲) - موآب (۱۵ : ۱ - ۱۶ : ۱۴) - ارام اور افرائیم (۱۷ : ۱ - ۱۴) - حبشہ اور مصر (۱۸ : ۱ - ۲۰ : ۶؛ ۲۰ اور ۱۸ غالباً ۷۱۵ ق م کے سن کے ہیں - ۱۹ کا سن غیر یقینی ہے) - بابل (۲۱ : ۱ - ۱۰) - ادوم ("نگہبان، رات کی کیا خبر ہے؟") (۲۱ : ۱۱ و ۱۲) - عرب (۲۱ : ۱۳ - ۱۷) - یروشلیم (۲۲ : ۱ - ۱۴) - شبناہ اور الیاقیم (۲۲ : ۱۵ - ۲۵) - فینیکے (صور) (۲۳ : ۱ - ۱۸) -

(۶) روزِ حشر؛ یسعیاہ کا مکاشفہ (۲۴ : ۱ - ۲۷ : ۱۳)

(۷) صیون کا گناہ، مصیبت اور رہائی؛ اسُور کا زوال؛ مصر کی لاحاصل امداد (۲۸ : ۱ - ۳۳ : ۲۴) - اِن ابواب کی بیشتر نبوتیں ۷۰۵ تا ۷۰۱

قوم کی ہیں۔ کسان کی تمثیل (۲۸: ۲۳-۲۹)۔ مسیح کی بادشاہی (۳۲: ۱-۸)۔
(۸) مستقبل کے دو رُخ (۳۴: ۱- ۳۵: ۱۰)۔ اُدوم اور دُنیا کی عدالت (۳۴: ۱- ۱۷)۔ اُن کی نجات "جن کو خداوند نے مخلصی بخشی" (۳۵: ۱- ۱۰)۔

ب- تواریخی ابواب ۳۶: ۱- ۳۹: ۸

سنحیرب کا حملہ (۳۶: ۱- ۳۷: ۳۸)۔ حزقیاہ کی علالت اور صحت یابی (۳۸: ۱- ۲۲)۔ مردوک بلدان کا مشن (۳۹: ۱- ۸)۔

ج- بابل میں جلاوطنی کے بعد کے زمانے کی بابت نبوتیں

۴۰: ۱- ۵۵: ۱۳

اِن نبوتوں میں بنی اسرائیل کی جلاوطنی سے واپسی اور صیون کی بحالی، اور اس کے باعث یہوواہ کے جلال اور شوکت کے تذکرہ کا اُن کے وردِ زبان ہونے کی پیشگوئیاں ہیں۔ اِن ابواب کی تقسیم درج ذیل ہے:
(۱) تعارف (۴۰: ۱- ۳۱)۔ آگے آنے والے ابواب کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے؛ اس کے چار حصّے ہیں: آیات ۱-۲، آیات ۳- ۵، آیات ۶- ۱۱، آیات ۱۲- ۳۱۔
(۲) وہ نبوتیں جن میں خورس بادشاہ کا تذکرہ ہے (۴۱: ۱- ۴۸: ۲۲)۔ ۴۴: ۲۸؛ ۴۵: ۱ قب ۴۱: ۱- ۱۶ میں خورس کا ذکر اُس کے نام سے کیا گیا ہے (خورس کے کاموں سے قومیں لرزہ براندام ہوں گی، لیکن اسرائیل کو اس سے کوئی اندیشہ نہ ہوگا)، ۴۱: ۲۱- ۲۹ (خورس کی کاروائیاں صیون کے لئے مسرت کا باعث ہوں گی)، ۴۳: ۹- ۱۵ (خورس بابل کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا)، ۴۴: ۲۴- ۴۵: ۱۳ (خورس کی فتح، صیون کی تعمیرِ نو کا باعث ہوگی)- ۴۶: ۸- ۱۳ (بابل کے زوال کی نبوتوں کے درمیان)، ۴۸: ۱۲- ۱۶- علاوہ ازیں دیکھئے بابل کے زوال کی نبوتیں، خصوصاً ۴۶: ۱- ۴۷: ۱۵- دخترِ بابل (باب ۴۷) اور دخترِ صیون (۴۹: ۱۴ ومابعد) کے کردار کے تضاد کو بڑا نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ ان تمام ابواب میں اسرائیل کو دکھوں میں تسلی کا یقین دلایا گیا ہے، بابل کی اسیری سے رہائی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں ۴۱: ۸- ۲۰؛ ۴۲: ۸- ۴۳: ۸؛ ۴۳: ۱۶- ۴۴: ۵، ۴۸ باب)، یہوواہ کی عظمت وشان کا بیان ہے اور اُس کے مقابلہ میں بتوں کی ہیچمدانی اور بطالت کی قلعی خوب کھولی گئی ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں ۴۲: ۸- ۱۷؛ ۴۴: ۶- ۲۰؛ ۴۵: ۹- ۲۵)- ۴۲: ۱- ۷ میں پہلا "خادم کا گیت" ہے، جس میں یہوواہ کے خادم کا تعارف کروایا گیا ہے۔
(۳) وہ ابواب جن میں صیون کی بحالی کا نمایاں تذکرہ ہے (۴۹: ۱- ۵۴: ۱۷ قب ۴۹: ۱۴- ۵۰: ۳؛ ۵۱: ۱۷- ۵۲: ۱۲؛ ۵۴ باب)- اب ہم خورس کی فتوحات یا بابل کی بربادی کا مزید کوئی ذکر نہیں پاتے؛ اب یہوواہ کے مقابلہ میں بتوں کی بے مائیگی پر زیادہ زور نہیں ہے- ۴۹: ۱- ۹؛ ۵۰: ۴- ۱۱ اور ۵۲: ۱۳- ۵۳: ۱۲ میں دوسرا، تیسرا اور چوتھا "خادم کا گیت" ہے- اِن میں یہوواہ کے خادم، اسرائیل اور غیر اقوام میں اُس کے مشن، اُس کی اطاعت گذاری اور دُکھ، موت اور سرفرازی کی بابت پیشگوئیاں ہیں۔
(۴) اِن وعدوں کو ایمان کے ساتھ قبول کرنے کی نصیحت (۵۵: ۱- ۱۳)۔

د- مختلف نبوتیں ۵۶: ۱- ۶۶: ۲۴

ان ابواب کے مندرجات کو ایک خلاصہ میں بیان کرنا دشوار ہے۔ ان میں مندرج نبوتیں، مختلف انواع واقسام کی ہیں اور غالباً مختلف وقتوں اور زمانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً کچھ آیات میں بنی اسرائیل اسیری میں پڑے دکھائی دیتے ہیں (۵۷: ۱۴؛ ۵۸: ۱۲؛ ۶۰: ۱۰ مابعد؛ ۶۳: ۱۸؛ ۶۴: ۱۰، ۱۱) جبکہ دیگر آیات میں قوم کنعان میں بسی ہوئی دکھائی دیتی ہے (مثلاً ۵۷: ۳- ۷)۔ اِن ابواب میں مذکور بیشتر خیالات، کتاب کے گذشتہ ابواب کے خیالات کی بازگشت ہیں۔
(۱) شریعت کے پابند نومریدحتیٰ کہ خوجے بھی الٰہی مخلصی میں حصہ دار ہیں (۵۶: ۱- ۸، خصوصاً آیت ۷)۔
(۲) عوام وخواص دونوں کو گناہوں پر ملامت کی جاتی ہے، خصوصاً بُت پرستی کرنے والوں کو (۵۶: ۹- ۵۷: ۱۳)۔ ممکن ہے کہ یہ حصّہ منسّی کے ایام حکومت کی طرف اشارہ کرتا ہو۔
(۳) شکستہ دلوں کو تسلّی (۵۷: ۱۳- ۲۱؛ خصوصاً آیت ۱۵)۔ یہاں ابواب ۴۰- ۵۵ کے پیغامات کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔
(۴) حقیقی اور رسمی دین (۵۸: ۱- ۱۴)۔ یہاں روزے اور سبت کی پابندی کا خصوصی ذکر ہے۔
(۵) مخلصی توبہ سے مشروط ہے (۵۹: ۱- ۲۱)۔ بداعمالیوں پر ملامت (آیات ۱- ۸)؛ شکوہ اور اعترافِ خطا (آیات ۹- ۱۵)؛ عدالت اور رہائی (آیات ۱۵- ۲۰)؛ یہوواہ کا عہد (آیات ۲۱)۔
(۶) صیون کی رہائی (۶۰: ۱- ۶۲: ۱۲؛ اِس حصّے کی ابواب ۴۰ تا ۵۵ کے ساتھ مماثلت پر غور کریں)۔ صیون کی مخلصی کی عظیم الشان توقعات میں غیر قوموں کو بھی اِس کی برکات میں شامل کیا گیا ہے (۶۰: ۱- ۳)- ۶۱: ۱ مابعد میں خوشخبری دہندہ کا ظہور (حوالہ کے لئے دیکھیں ۴۰: ۹؛ ۴۱: ۲۷؛ ۵۲: ۷) لوقا ۴: ۱۷ مابعد میں یسوع کی خدمت کا پروگرام بن جاتا ہے۔
(۷) ادوم سے یہوواہ کا انتقام (۶۳: ۱- ۶)۔
(۸) پشیمانی اور مناجات۔ وہ خدا جس نے ماضی کے ایام میں

بارہا اپنے لوگوں کو حیران کن طریقوں سے رہائی دی، اُس سے منّت کی جاتی ہے کہ وہ ایک بار پھر اُن کی پشت پناہی کرے (۶۳ : ۷ - ۶۴ : ۱۲) -

(۹) سرکش لوگ خدا اور اُس کے اطاعت گذار خادموں کی مخالفت پر کمربستہ ہیں (۶۵ : ۱ - ۲۵) - بُت پرستی کی مذمت (آیات ۳ مابعد، ۱۱) ؛ نئے آسمان اور نئی زمین کا وعدہ (آیت ۱۷) -

(۱۰) باب ۶۶ : ۱ - ۲۴ - یہوواہ کی طرف سے قربانیوں کی ممنوعہ رسوم کی مذمت (آیات ۱ - ۴)، صیّون سربلند ہوگا اور اُس کے دشمن فنا ہوجائیں گے (آیات ۵ - ۲۴) -

۲ - کتاب کا پیغام

زمانۂ قدیم ہی سے یسعیاہ کو عہدِ عتیق کے انبیاء میں ممتاز ترین مقام حاصل رہا ہے - اُس کو "طائرانِ نبوت کا شاہین" اور "عہدِ قدیم کا مُبشر" جیسے القابات سے نوازا جاتا رہا ہے - یہ صحیفہ صرف اعلےٰ اسلوبِ بیان اور عالی خیالات کا ہی مرقع نہیں ہے بلکہ روحانی گہرائی اور گیرائی کا حامل بھی ہے -

۱ - ابواب ۱ تا ۳۹

اِن ابواب کے پیغام کی خلاصہ بندی کا آغاز خدا کے لقب "اسرائیل کا قدّوس" اور یسعیاہ کے ایک فرزند کے نام، شیار یاشوب یعنی "بقیہ واپس لوٹے گا" سے کریں گے -

یسعیاہ نے اپنی مخصوصیت کے وقت جو رویا دیکھی تھی اُس نے اُس کے دِل کی تختی پر گویا کندہ کردیا تھا کہ خدا، خدائے قدّوس ہے (۶ : ۳) - جس طرح عاموس کو راستبازی کا نبی اور ہوسیع کو شفقت کا نبی کہا جاتا ہے اُسی طرح یسعیاہ کو قدوسیّت کا نبی کہا جاتا ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں ۱ : ۴ ؛ ۵ : ۱۶، ۲۴ ؛ ۸ : ۱۴ ؛ ۱۰ : ۱۷، ۲۰ ؛ ۱۲ : ۶ ؛ ۱۷ : ۷ ؛ ۲۹ : ۲۳ ؛ ۳۰ : ۱۱، ۱۲ ؛ ۳۱ : ۱ ؛ ۳۷ : ۲۳ وغیرہم) - خدا، خدائے قدّوس ہے - اِس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوقات کے مقابلہ میں ایسا بلند و بالا ہے کہ ہر اعتبار سے قطعی یگانہ و یکتا ہے - وہ نہ صرف صفاتِ حسنہ میں (۶ : ۵) بلکہ اپنی قدرت، اپنی قہاری، اپنی محبّت، اپنی وفا اور جملہ صفات میں بے مثل ہے (۲۹ : ۱۶ ؛ ۳۱ : ۳) - یہوواہ کی قدوسیّت اُس کی الٰہی ذات کا جوہر ہے، جس کے باعث لوگ اُس کی حضوری میں لرزاں و ترساں رہتے ہیں - خدائے قدّوس کا اسرائیل کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے (۱ : ۲ ؛ ۵ : ۱ مابعد وغیرہم) اور خاندانِ داؤد کے ساتھ تو گویا کہ ایک ازلی رشتہ ہے (۸ : ۱۳ ؛ ۱۱ : ۱، وغیرہم) - وہ کوہِ صیّون پر بنی اسرائیل کے قلب میں سکونت کرتا ہے (۸ : ۱۸ ؛ ۱۱ : ۹ وغیرہ) - اس حقیقت کی موجودگی میں کہ خدا "اسرائیل کا قدّوس" ہے، اپنے لوگوں کے ساتھ اُس کے تعلقِ خاص میں ایک تناؤ سا پایا جاتا ہے - ایک طرف تو وہ اسرائیل کے گناہوں پر غضبناک ہوتا ہے - دوسری طرف وہ بنی اسرائیل کے ساتھ اپنے عہد پر قائم بھی رہتا ہے - یہی اس یقین کی بنیاد ہے کہ "بقیہ واپس لوٹے گا" - اس کا اولین مطلب تو یہ ہے کہ عدالت سے گذرنے کے بعد صرف ایک بقیہ بچ رہے گا - لیکن اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ کم از کم ایک بقیہ بچ رہے گا، بیشک ایک بقیہ (اپنے وطن کو) واپس لوٹے گا - خدا اپنے قہر میں اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کرتا - اِس کا ایک اور ممکن ترجمہ یہ بھی ہے کہ "بقیہ خدا کی طرف لوٹتا ہے، اپنا رویہ تبدیل کرتا ہے" - اس کا لوٹنا اور رہائی پانا باطنی تبدیلی کے زمرے میں آتا ہے - یسعیاہ کی منادی میں ابتدا ہی سے بقیہ کی بابت اُس کا عقیدہ گویا کہ جلی حروف میں جھلکتا نظر آتا ہے (۶ : ۱۳) - ممکن ہے کہ اُس نے اس بقیہ کا آغاز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں دیکھا ہوگا، جن کے ہمراہ اپنی خدمت کے آغاز میں وہ ایک عرصہ تک عوام کی نگاہوں سے روپوش ہوگیا تھا (۸ : ۱۶ - ۱۸) -

ذیل میں یسعیاہ نبی کی تعلیمات کے مندرجہ بالا خلاصے کے چند اطلاقات کی تفصیل دی جاتی ہے -

(۱) خدا کے مطالبات اور اسرائیل کا گناہ

اسرائیل کا قدّوس اپنے لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اُس کی خاطر اپنے آپ کو پاک کریں (۸ : ۱۳) - یعنی صرف اُسی پر بھروسہ کریں، اُس کی اطاعت کریں، اُس کے نبیوں کے کلام پر توجہ کریں - چونکہ یہوواہ نے بنی اسرائیل کو ایک عہد میں اپنے ساتھ منسلک کرلیا ہے، اس لئے اسرائیل کا گناہ لازماً برگشتگی ہے (۱ : ۲ - ۴ ؛ ۳۰ : ۱ - ۹ وغیرہم) - وہ اسرائیل کے قدّوس کے حضور واجبی فروتنی اختیار کرنے کی بجائے ڈینگیں مارتے اور بغلیں بجاتے ہیں (۲ : ۶ مابعد ؛ ۳ : ۸ ؛ ۵ : ۱۵، ۱۶، ۱۹ مابعد ؛ ۲۲ : ۱ مابعد ؛ ۲۸ : ۱۵ ؛ ۲۹ : ۱۴ مابعد ؛ ۳۲ : ۹ مابعد وغیرہم) - یسعیاہ بار بار اصرار کرتا ہے کہ گناہ کا ارتکاب، خواہ وہ کسی بھی شعبۂ زندگی میں ہو، اوّل و آخر خدا کی ذات کے خلاف ہوتا ہے -

یسعیاہ گناہ سے مِلی جُلی عبادات کی مذمت کرتا ہے (اگرچہ ہوسیع کی طرح یہ اُس کی منادی کا نمایاں پہلو نہیں ہے) - وہ اُن دینی رسوم کو باطل قرار دیتا ہے جو محض ظاہرداری ہوتی ہیں (۱ : ۱۰ مابعد ؛ ۲۹ : ۱۳) - وہ اونچے مقاموں پر قربانیاں اور نذریں گذراننے (۱ : ۲۹) اور عبادت میں بُت پرستانہ روشوں کی شدید مذمت کرتا ہے (۲ : ۶ - ۸ ؛ ۱۷ : ۷، ۸ ؛ ۳۰ : ۲۲ ؛ ۳۱ : ۷ وغیرہم ؛ ۸ : ۱۹ بھی دیکھیں) -

خصوصاً اپنی خدمت کے ابتدائی سالوں میں وہ سماجی برائیوں کے خلاف بھی آواز بلند کرتا ہے - وہ مجبوروں کا استحصال کرنے، بے جا عیاشی، بدقسمتی وغیرہ پر ملامت کرتا ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں

مثلاً ۱: ۱۵-۱۷، ۲۱-۲۳؛ ۳: ۱۴، ۱۵، ۱۶ مابعد؛ ۵: ۷، ۸، ۱۱ مابعد، ۱۴، ۲۲، ۲۳؛ ۱۰: ۱، ۲؛ ۲۸: ۷ مابعد؛ ۳۲: ۹ مابعد)۔ یہاں وہ عاموس سے متاثر نظر آتا ہے۔

سیاسی محاذ پر یسعیاہ کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ اسرائیل کے قدوس پر بھروسہ کیا جائے (۷: ۹ مابعد؛ ۸: ۱۲، ۱۳؛ ۱۰: ۲۰؛ ۱۷: ۷؛ ۲۸: ۱۶؛ ۳۰: ۱۵ وغیرہ)۔ عملی سیاسیات میں اِس کے تقاضے کیا تھے؟ یسعیاہ نے کسی موقع پر بھی اپنے دفاع سے دستبردار ہونے کی تعلیم نہیں دی لیکن اُس نے دوسری طاقتوں کے ساتھ جوڑ توڑ کی سخت مخالفت کی۔ اُس نے مصر کو دوست بنانے کی خصوصاً مذمت کی (۱۴: ۲۸-۳۲؛ ابواب ۱۸، ۲۰؛ ۳۰: ۱-۷؛ ۳۱: ۱-۳)۔ اگرچہ یہ حالات کا تقاضا تھا کہ عالمی سیاسیات سے الگ تھلگ رہنا ہی قوم کے حق میں بہتر تھا، اور ایسی سوچ اعلیٰ سیاسی سوجھ بُوجھ کی متقاضی تھی (حوالہ کے لئے دیکھیں مثلاً ۳۶: ۵، ۶) تاہم یسعیاہ کی تنبیہات کو اعلیٰ سیاسی بصیرت سے تعبیر کرنا غلط ہے۔ مگر اس کا منبع الٰہی مکاشفہ ہے (۳۰: ۱ بھی دیکھیں)۔ چند موقعوں پر یسعیاہ کی تنبیہات پر توجہ بھی دی گئی ہے؛ ہم ۷۱۴-۷۱۱ ق م کے دوران اسُور اور یہوداہ کے درمیان کوئی کُھلا تصادم نہیں دیکھتے۔ لیکن لوگ اکثر اُس کی نہیں سُنتے تھے۔ مثال کے طور پر باب ۷ میں آخز کے رویے کی بابت بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے (بحوالہ ۲-سلاطین ۱۶: ۷ مابعد)؛ اور حزقیاہ کے ایام کی بابت دیکھیں ۲۹: ۱۵؛ ۳۰: ۱ مابعد؛ ۳۱: ۱ مابعد؛ ۳۶: ۴ مابعد (بحوالہ ۲-سلاطین ۱۸: ۷)۔

(۲) عدالت اور نجات

یسعیاہ ابواب ۱-۳۹ میں عدالت اور نجات کے پہلو بہ پہلو اعلان پر اکثر یہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے کہ یہ دونوں اُمور تو باہم متضاد نظر آتے ہیں۔ اِس سے بعض نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اِن ابواب کے بعض حِصص یسعیاہ کے نہیں ہیں یا پھر یسعیاہ کے خیالات بدلتے رہتے تھے۔ مثلاً اُس کی خدمت کو "اسُور کی حمایت اور "اسُور کی مخالفت" کے دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسے پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ "اسرائیل کے قدوس" کے لقب میں ہی لامحالہ طور پر ایک تناؤ موجود ہے۔ حالات کے تقاضوں کے مطابق اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ اسرائیل اور ہیکل کی اور شاہی شہر یروشلیم کی حفاظت کرتا ہے، اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ اسرائیل اور یروشلیم کی عدالت کرتا ہے۔ اس لئے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ عدالت اور نجات کی منادی کرتے وقت ساتھ ہی کسی ایک پر زور نہیں دیتا ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں ۲۸: ۲۳-۲۹)۔ اس کی منادی میں مُسلسل اُسی بات پر زور دیا جاتا ہے جس کا مکاشفہ اُس کو بلاہٹ کے وقت رویا میں مِلا تھا (۶: ۱۱-۱۳)۔

یہوداہ اور یروشلیم پر قہرِ شدید کے نازل ہونے کا ذکر بھی ہے (۳: ۱-۴: ۱؛ ۵: ۱-۷، ۸-۲۴؛ ۳۲: ۹-۱۴ وغیرہ)۔ اس ضمن میں اسوریوں کا ذکر کیا گیا ہے (۵: ۲۶-۳۰؛ ۷: ۱۷ مابعد؛ ۸: ۵-۸ وغیرہ)۔ لیکن اِس قہرِ شدید سے گذر کر، جس کو کبھی کبھی پاک کرنے والا قہر بتایا گیا ہے (۱: ۲۴ مابعد؛ ۴: ۲ مابعد) ایک بقیہ بچ رہتا ہے اور اس بقیہ کے ساتھ ایک روشن مستقبل کا وعدہ ہے (۴: ۲ مابعد؛ ۱۰: ۲۰ مابعد وغیرہ)۔ لیکن یہ اُس کے تفصیلی تذکرے کا مقام نہیں ہے۔ یہ قہرِ شدید یروشلیم پر اچانک نازل نہیں ہوگا۔ یسعیاہ آگاہی دیتا ہے کہ فقح اور رضین کو یروشلیم پر حملہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا (۷: ۱-۸: ۴)۔ اگرچہ اسوری یروشلیم کو محاصرے میں لے لیں گے اور شدید بربادی ہوگی لیکن اپنی باری پر قہرِ الٰہی اُن پر ٹوٹ پڑے گا اور وہ یروشلیم کو فتح کئے بغیر تتر بتر ہوجائیں گے (۸: ۹، ۱۰؛ ۱۰: ۵-۳۴؛ ۱۴: ۲۴-۳۲؛ باب ۱۸؛ ۲۹: ۱-۸؛ ۳۱: ۴ مابعد؛ ۳۷: ۶، ۷، ۲۱، ۳۵)۔ ایک بیان دوسرے کے متضاد نہیں ہے۔ (یہاں ایک قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ ۳۷: ۶، ۲۱-۳۵ کی یقین کی نبوتوں کے نزول سے قبل سنحیرب دغا دیے جاتا ہے، ۳۰: ۱ مابعد بحوالہ ۲-سلاطین ۱۸: ۱۴ مابعد، اور اسرائیل کے قدوس کے خلاف کُفر بکتا ہے)۔ یسعیاہ کی نبوتوں کی تکمیل بھی اِن کے بظاہر تضاد کی سطحی نوعیت کو ثابت کرتی ہے۔ ۷۰۱ ق م میں اسوریوں نے اگرچہ یروشلیم میں بڑی تباہی مچائی لیکن اِس کو فتح نہ کر سکے۔ بعد ازاں قہرِ شدید نازل ہوا اور بابلیوں کے ہاتھوں یروشلیم کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ یسعیاہ اسوریوں کو کہیں بھی یروشلیم پر فیصلہ کن قہر کے نزول کے آلۂ کار کی حیثیت سے پیش نہیں کرتا بلکہ وہ آگاہ کرتا ہے کہ بعد ازاں کسی وقت بھی بابلی اُن پر آپڑیں گے (۳۹: ۵ مابعد)۔ اب آخر میں بعض نبوتیں جو ۱۴: ۵ مابعد کی نوع سے تعلق رکھتی ہیں، اِن کی قطعی تکمیل روزِ محشر میں ہی ہوگی۔

اِس ضمن میں نبی کی طرف سے توبہ کی دعوتِ عام کا ذکر بیجا نہ ہوگا۔ ایک لحاظ سے اُس کا اعلانِ عدالت اور نجات مشروط ہے کہ اگر وہ توبہ کریں تو معافی اور نجات اُن کے حِصے میں آئے گی (۱: ۱۶ مابعد؛ ۳۰: ۱۵ مابعد وغیرہ) لیکن اُس کا یہ اعلان صرف ایک لحاظ سے مشروط ہے کہ ابتدائی ایام میں بلاہٹ کی رویا کے وقت ہی سے یسعیاہ پر مکاشفہ سے واضح کر دیا گیا تھا کہ یہوواہ نے یہوداہ پر قہر نازل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ عوام الناس گناہ میں ایسے مدہوش اور بدمست ہو رہے تھے کہ یسعیاہ کی منادی سے اُن کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی بلکہ اُلٹا اُن کے دل اور زیادہ سخت ہوجاتے (۶: ۹ مابعد)۔ لیکن اس کے پہلو بہ پہلو نجات کا بھی کامل یقین موجود ہے۔ اور جس طرح یسعیاہ کی منادی کا اثر یہ تھا کہ لوگوں کے دل اور سخت ہوتے گئے اور اسرائیل کی عدالت کا جواز پختہ ہوتا گیا اسی طرح اس کی منادی کا یہ بھی اثر ہوا کہ قہر کا نزول ملتوی ہوتا رہا، یروشلیم بچ گیا اور وہ بقیہ تیار ہوگیا جس کو یہوواہ نے اپنی نجات سے

بہرہ ور کرنے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔

یسعیاہ جس نجات کا اعلان کرتا ہے اُس میں یروشلیم کا بڑی تباہی کے منہ سے بچ نکلنا بھی شامل ہے۔ لیکن یہ رہائی کامل نجات نہیں ہے۔ موعودہ نجات کے کامل مفہوم میں گناہوں سے رہائی بھی شامل ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں ۱:۱۸؛ ۶:۵، ۶ وغیرہم) بلکہ اِس میں دل کی تبدیلی بھی شامل ہے (دیکھئے ۳۲:۱۵ مابعد)۔ یہ ایک ایسی زندگی ہے جو خدا کے احکام کی اطاعت گذاری اور خوشحالی و سرفرازی سے ہمکنار ہے۔ اس نجات کا مرکزی کردار تو صیون ہی ہے لیکن دوسری قومیں بھی اس کی برکات سے فیض یاب ہوں گی (دیکھئے ۱:۱۹، ۲۶، ۲۷؛ ۲:۲-۴؛ ۴:۲-۶؛ ۳۳:۱۳ مابعد)۔ یہاں مسیح کے بارے میں نبوتوں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے جو بے حد اہمیّت رکھتی ہیں (دیکھئے ۹:۱-۷؛ ۱۱:۱-۱۰ جہاں اسوری سلطنت سے فرق کا بیان ہے ۱۰:۵ مابعد ساتھ ہی ۱۶:۵؛ ۲۸:۱۶، ۱۷؛ ۳۲:۱؛ ۳۳:۱۷ مابعد؛ ۷:۱۴ میں "عمانوایل" کی پیشگوئی بھی موجود ہے جو متّی ۱:۲۲، ۲۳ میں مسیح کے حق میں اقتباس کی گئی ہے)۔ اِن نبوتوں میں یسعیاہ بجا طور پر عہدِ عتیق کی اصطلاحوں میں کلام کرتا ہے مسیح کو شاہِ اسرائیل کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اور توقع یہ پیش کی گئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو اسوریوں کے چنگل سے رہائی دلوائے گا (۹:۳؛ قب ۱۱:۱ مابعد مع متاخر نبوت)۔ لیکن وہ اِن اصطلاحوں میں موعودہ نجات کی جو جلالی شان بیان کرتا ہے، مسیحی خوب سمجھتے ہیں کہ اِس کی ابتدا مسیح کی ولادت یعنی آمدِ اوّل کے ساتھ ہو چکی ہے جو اُن کی آمدِ ثانی پر پایۂ تکمیل کو پہنچے گی (دیکھئے ۱۱:۹ وغیرہ)۔

(۳) اسرائیل کا قدّوس اور غیر اقوام

ابواب ۱-۳۹ کی نسبت باب ۴۰ مابعد کے ابواب میں یہوواہ کی وحدانیت اور یکتائی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ لیکن کتاب کے اِس پہلے حصّہ میں بھی اِس کو بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے (دیکھئے ۲:۸؛ ۳۰:۲۲؛ ۳۷:۱۶ وغیرہم)۔ جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہ اُس کی مصلحت کے تابع ہوتا ہے (۵:۱۲، ۱۹؛ ۱۴:۲۴، ۲۶؛ ۳۷:۲۶ وغیرہ)۔ وہ بنی اسرائیل اور دیگر اقوام کی تاریخ کے دھاروں کو جیسے چاہتا ہے موڑ دیتا ہے۔ اسور اس کے قہر کا عصا ہے (۱۰:۵ مابعد؛ ۵:۲۶؛ ۷:۱۷ مابعد؛ ۸:۷، ۸ وغیرہم) لیکن اسوریوں کے اپنے مذموم عزائم (۱۰:۷ مابعد)، اُن کی شیخی، اُن کے ظلم، اُن کے قہر، اُن کے کفر اور اُن کے یہوواہ کی تکفیر کرنے کے سبب وہ اُن کی بھی عدالت کرے گا (۸:۹، ۱۰؛ ۱۰:۵ مابعد؛ ۱۴:۲۴-۲۷؛ ۱۸:۴-۶؛ ۲۹:۱-۸؛ ۳۰:۲۷-۳۳؛ ۳۱:۸، ۹؛ ۳۳:۱ مابعد؛ ابواب ۳۶، ۳۷ وغیرہ)۔ مزید دیکھیں بابل (ابواب ۱۳، ۱۴؛ ۲۱:۱-۱۰)، موآب (ابواب ۱۵، ۱۶؛ قب ۲۵:۱۰ مابعد)، حبشہ اور مصر (ابواب ۱۸-۲۰)، ادوم (۲۱:۱۱، ۱۲؛ باب ۳۴) اور دیگر اقوام کی بابت نبوتیں۔ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ یسعیاہ نہ صرف غیر اقوام کی بربادی کی پیشگوئی کرتا ہے بلکہ اُن کے لئے برکتوں کی پیش خبری بھی دیتا ہے۔ مثلاً ۱۹:۱۸-۲۵ کی عظیم پیشگوئی میں وعدہ ہے کہ مصر، اسور اور اسرائیل باہم یہوواہ کے گواہ ہوں گے (دیکھئے ۱۱:۱۶ مابعد؛ ۱۸:۷؛ ۲۳:۱۵-۱۸؛ نیز ۲:۲-۵؛ ۱۱:۱۰ وغیرہم)۔

(۴) ابواب ۲۴-۲۷

یہ ابواب جو ابواب ۱۳-۲۳ کا تتمّہ ہیں خصوصی توجہ کے مستحق ہیں کیونکہ اِن میں عالمگیر عدالت کا اور عظیم موعودہ نجات کا جو خدا کے ہاتھوں ظہور میں آئے گی بڑا دلنشیں بیان پایا جاتا ہے (باب ۲۴۔ تمام قومیں اس نجات میں شریک ہوں گی" وہ موت کو ۔ ۔ ۔ نابود کر دیگا" دیکھئے ۲۵:۶ مابعد)۔ علاوہ ازیں اِسی حصّہ میں صادقوں کی قیامت کی طرف اشارہ بھی موجود ہے (۲۶:۱۹)۔

ب۔ ابواب ۴۰-۵۵

یروشلیم کھنڈر ہو چکا ہے، اسرائیل بابل میں جلا وطن ہے، جلاوطنی کو ایک عرصہ ہو چلا ہے۔ بنی اسرائیل کو مایوسیوں نے گھیر رکھا ہے (۴۲:۲۲؛ ۵۱:۱۸ مابعد)۔ اُن کے گناہوں کے باعث اُن پر یہوواہ کا بھاری قہر ہے (۴۰:۲؛ ۴۲:۲۴، ۲۵؛ ۵۱:۱۷ وغیرہم)۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اُن کو بھول گیا ہے (۴۰:۲۷؛ ۴۹:۱۴)۔ بعضوں نے تو جلاوطنی کی سرزمین کو ہی اپنا وطن سمجھنا شروع کر دیا ہے (۵۵:۲)۔ لیکن نبی وعدہ کرتا ہے کہ یہوواہ اپنی اُمّت کو رہائی بخشے گا اور وہ لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۱) اسرائیل کا قدّوس (۴۱:۱۴، ۱۶، ۲۰؛ ۴۳:۳، ۱۴، ۱۵؛ ۴۵:۱۱؛ ۴۷:۴؛ ۴۸:۱۷؛ ۴۹:۷؛ ۵۵:۵) ہمارا ہاتھ تھام سکتا ہے۔ مذکورہ بیان کی روشنی میں یہ کسی طرح بھی حیرت کی بات نہیں ہے کہ جس تعدّی اور وثوق کے ساتھ اِن ابواب میں خدا کی وحدانیت اور نصرت کا بیان کیا گیا ہے، عہدِ عتیق میں اور کہیں اس کی مثال نہیں ملتی (دیکھئے ۴۱:۱ مابعد، ۲۱ مابعد؛ ۴۳:۱۰، ۱۱؛ ۴۴:۶، ۸؛ ۴۵:۵، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۲۲؛ ۴۶:۹ وغیرہم)۔ غیر معبودوں پر توکّل لاحاصل ہے اور مورتوں کو پوجنا احمقانہ گناہ ہے (۴۰:۱۸ مابعد؛ ۴۱:۷، ۲۹؛ ۴۲:۸، ۱۷؛ ۴۴:۶-۲۰، ۲۵؛ ۴۵:۲۰؛ ۴۶:۱ مابعد؛ ۴۷:۹ مابعد)۔ وہ اپنی مخلوقات سے قطعی ماورا ہے۔ وہ تمام موجودات کا خالق ہے (ابواب ۱-۳۹ کی نسبت ۴۰-۵۵ میں اس پر زیادہ زور دیا گیا ہے) اور تمام موجودات کے شب و روز اُس کی مصلحتِ کاملہ کے تابع ہیں (دیکھئے ۴۰:۱۲-۲۶؛ یہ آیات ۲۷-۳۱ کا دیباچہ ہیں؛ ۴۱:۴؛ ۴۳:۱۳؛ ۴۴:۷؛

۴۸ : ۱۳ وغیرہ وغیرہ)۔ وہ ازلی و ابدی خدا ہے (۴۰ : ۲۸؛ ۴۱ : ۴؛ ۴۳ : ۱۰؛ ۴۴ : ۶؛ ۴۸ : ۱۲)۔ وہ اپنی مرضی کی مصلحت اور پسند کے مطابق عمل کرتا ہے (۴۵ : ۹ مابعد) اور اس کا فرمان بے انجام نہیں لوٹتا (۴۴ : ۲۸؛ ۴۶ : ۱۰ وغیرہ وغیرہ)۔ اُس کا کلام جو اُس کے نبیوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اپنا مدعا پورا کئے بغیر بے انجام نہیں لوٹے گا (۴۰ : ۶-۸؛ ۵۵ : ۱۰، ۱۱)۔ حتیٰ کہ خورس جیسا فاتحِ عالم بھی اُس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اُس کا ادنیٰ آلۂ کار ہے (۴۱ : ۱ مابعد، ۲۱:۲۹؛ ۴۳ : ۹-۱۵؛ ۴۴ : ۲۴ - ۴۵ : ۱۳؛ ۴۶ : ۸-۱۳؛ ۴۸ : ۱۲-۱۶)۔

(۲) اسرائیل کا قدوس ہمارا ہاتھ تھامنے کے لئے تیار ہے۔
اسرائیل اُس کی توجہ کا مستحق نہیں۔ اس نے اپنی روش سے اپنی نااہلی پر مُہر کر دی ہے (۴۳ : ۲۲ مابعد وغیرہ وغیرہ)۔ تو بھی اسرائیل خدا کی اُمت ہے (۴۰ : ۱ وغیرہ وغیرہ؛ دیکھئے مثلاً ۴۳ : ۱۵؛ ۴۴ : ۲)۔ نیز اسرائیل کی مخلصی کے تذکرے میں اُس کا نام اور اُس کی شہرت کا سوال آتا ہے (۴۸ : ۱-۱۱ وغیرہ وغیرہ)۔ اسرائیل یعنی صیون سے اُس کا نکاح کا سا رشتہ ہے (۵۰ : ۱؛ ۵۴ : ۵ مابعد)۔ اُس نے سب قوموں میں سے اسرائیل کو چُن لیا ہے (۴۱ : ۸، ۹؛ ۴۸ : ۱۰ وغیرہ وغیرہ) اور اسرائیل اس کا خادم ہے۔ یہ ایک ایسا لقب ہے جس کا اطلاق حقوق (۴۱ : ۸، ۹ وغیرہ وغیرہ) اور فرائض (۴۳ : ۱۰ وغیرہ وغیرہ) ہر دو پر ہوتا ہے۔ اُس نے اسرائیل یعنی صیون سے لازوال محبت رکھی ہے (۴۰ : ۱۱؛ ۴۳ : ۳، ۴؛ ۴۶ : ۳، ۴؛ ۴۹ : ۱۵ مابعد وغیرہ وغیرہ) اور اس کی صداقت اُس کی مخلصی کی ضامن ہے (مثلاً ۴۱ : ۱۰؛ ۴۵ : ۲۴)۔

(۳) اسرائیل کا قدوس یقیناً ہمارا ہاتھ تھام لے گا۔ آنے والی نجات کو بڑے خوبصورت لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس نجات کا محرک اور جوہر اُس کا قہر کو پی جانا اور اسرائیل کے گناہوں کو اُن سے دور کر دینا ہے (۴۰ : ۲؛ ۴۳ : ۲۵؛ ۴۴ : ۲۲؛ ۵۱ : ۲۱ مابعد وغیرہ وغیرہ)۔ وہ نجات کے کام کو شروع کرنے کے لئے خورس کو اپنا آلۂ کار بناتا ہے۔ خورس کو بڑے عمدہ لفظوں میں یہوواہ کا ممسوح کہا گیا ہے (۴۵ : ۱) اور وہ ایسا شخص ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے (۴۸ : ۱۴ وغیرہ)۔ وہ بابل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہے (ابواب ۴۶، ۴۷ قب ۴۳ : ۱۴؛ ۴۸ : ۱۴)۔ اسرائیل آزاد کیا جاتا ہے۔ اُس کے سب فرزند اپنی جلاوطنی کی سرزمین کے تمام ملکوں سے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور کنعان کو واپس لوٹتے ہیں (۴۳ : ۱-۸، ۱۸-۲۱؛ ۴۸ : ۲۰، ۲۱؛ ۴۹ : ۲۴-۲۶؛ ۵۲ : ۱۱، ۱۲)۔ یہوواہ صیون میں پھر لوٹ آتا ہے (۴۰ : ۹-۱۱؛ ۵۲ : ۷، ۸)۔ صیون ایک بار پھر آباد کیا جاتا ہے (۴۹ : ۱۷-۲۳؛ ۵۴ : ۱ مابعد)۔ اُس کی تعمیرِ نو کی جاتی ہے (۴۴ : ۲۸؛ ۴۵ : ۱۳؛ ۵۴ : ۱۱، ۱۲) اور اب وہ بالکل محفوظ ہے (۵۴ : ۱۴-۱۷)۔

رہائی کے اِس کام کو ایک نئی تخلیق سے منسوب کیا گیا ہے (مثلاً ۴۱ : ۲۰؛ ۴۵ : ۸ قب ۴۵ : ۱۸)۔ وہ معجزات جو خروج کے زمانہ میں دیکھنے میں آئے تھے، اب اُن سے کہیں بڑے بڑے اور شاندار واقعات ظہور پذیر ہوں گے (۴۳ : ۱۶ مابعد، ۴۸ : ۲۱؛ ۵۱ : ۹، ۱۰ وغیرہ وغیرہ)۔ مستقبل کا پورا نقشہ نبی کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اسرائیل اسیری سے رہائی کو نجات کے عظیم دور کی ابتدا قرار دیا گیا ہے، جس میں ہر شے نئی ہو جائے گی۔ یہاں یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہوگا کہ اسرائیل کے اپنے وطن کو لوٹنے کے بتدریج عمل میں متعدد معجزات رُونما ہوں گے (۴۱ : ۱۷ مابعد؛ ۴۳ : ۱۸-۲۱؛ ۴۸ : ۲۱؛ ۴۹ : ۹، ۱۰؛ ۵۵ : ۱۲، ۱۳ قب ۵۴ : ۱۳)۔ اور بار بار بیان کیا گیا ہے کہ اِن سب کا واحد مقصد خدا کی ستائش اور جلال ہے (۴۱ : ۲۰؛ ۴۳ : ۲۱؛ ۴۴ : ۲۳؛ ۴۸ : ۹-۱۱ وغیرہ وغیرہ)۔

نبی لوگوں کو برکتوں کے اس یقینی وعدے کو قبول کرنے اور ایمان لانے پر آمادہ کرنے کے لئے اپنی ساری توانائیوں کو بروئے کار لاتا ہے، خصوصاً باب ۶۵ کو دیکھیں۔ وہ اُن کو قائل کرنے کے لئے فطرت اور تاریخ میں یہوواہ کی عظمت و شان کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ بڑے چُبھتے ہوئے سوال اُٹھاتا ہے اور اُن کو بحث کی دعوت دیتا ہے (دیکھئے مثلاً ۴۰ : ۱۲-۳۱؛ ۴۹ : ۱۴ مابعد)۔ وہ غیر قوموں اور ان کے معبودوں کو بھی چیلنج دیتا ہے کہ کیا تمہارے معبود یہوواہ کی طرح کے کارنامے انجام دے سکتے ہیں؟ یہ خدا ہی ہے جس نے خورس کو وجود بخشا اور اُس کو سرفرازی عطا کی تاکہ وہ اسرائیل کی رہائی کے لئے خدا کا آلۂ کار بنے۔ اس لئے اسرائیل کا خدا واحد خدا ہے جو خورس کے کاموں کے انجام سے واقف ہے۔ چونکہ خدا نے قدیم ایّام کی پیشگوئیوں کو من و عن پورا کیا، اس لئے وہ یقینی طور پر "نئی چیزوں" کو بھی وجود میں لائے گا تاکہ ان وعدوں کو پورا کرے جو اُس نے اپنے خادم نبی کے وسیلہ سے کئے ہیں (۴۱ : ۱ مابعد، ۲۱-۲۹؛ ۴۳ : ۹-۱۵؛ ۴۴ : ۶ - ۴۵ : ۲۵؛ ۴۶ : ۸-۱۳؛ ۴۸ : ۱۲-۱۶ قب ۴۲ : ۹؛ ۴۸ : ۱-۱۱)۔ اِن سب باتوں کے باوجود بھی نبی اپنے دعووں کی تصدیق میں کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا بلکہ دل، دماغ اور ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ سب باتیں اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ یہوواہ کائنات کا خالق ہے۔ وہ خورس کی فتوحات سمیت دنیا کی ساری تاریخ کے دھارے کا رُخ متعین کرتا ہے۔ وہ قوموں کو ملامت کرتا ہے، خصوصاً بابل کو کیونکہ وہ اسرائیل کا دشمن ہے اور بُت پرستی میں مبتلا ہے (۴۱ : ۱۱-۱۶؛ ۴۲ : ۱۳، ۱۷؛ ابواب ۴۶ اور ۴۷)۔ وہ ساری دنیا کو جس سمت میں لے جا رہا ہے اُس کا خلاصہ اِن لفظوں میں ادا کیا گیا ہے "ہر ایک

گھٹنا میرے حضور جھکے گا اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی" (۴۵: ۲۳) - یہوواہ ہی کی خدمت میں دنیا کی قوموں کی نجات ہے - دیکھئے ۴۲: ۱۰-۱۲؛ ۴۵: ۶، ۲۲-۲۴؛ ۵۱: ۴، ۵ -

(۴) "خادم کے گیت" (۴۲: ۱-۷؛ ۴۹: ۱-۹؛ ۵۰: ۴-۱۱؛ ۵۲: ۱۳-۵۳: ۱۲) -

ج - ابواب ۵۶ - ۶۶

اِن اختتامی ابواب میں مندرجہ ذیل اُمور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں:

(۱) یہوواہ خدائے حیّ القیوم ہے - وہ اپنے غضب میں بڑا ہولناک دکھائی دیتا ہے (۵۹: ۱۶ مابعد؛ ۶۳: ۱-۶) لیکن وہ اپنی اُمت کے ساتھ مہر و محبت کے ساتھ پیش آتا ہے - وہ اُن پر رحم کرتا ہے - وہ اُن کو دلاسا دیتا ہے - اُس کی خوشنودی صیوّن میں ہے (۵۷: ۱۵ مابعد؛ ۶۰: ۱۰؛ ۶۱: ۱ مابعد؛ ۶۲: ۴، ۵؛ ۶۳: ۷، ۱۵؛ ۶۵: ۱، ۲، ۸، ۱۹؛ ۶۶: ۲، ۱۳) -

اسرائیل کی تاریخ میں قوم کے ساتھ کے سلوک کی دل کو پسیج دینے والی کہانی کو دُہراتے ہوئے خدا نے ثابت کیا ہے کہ وہ بے لچک اور ناقابلِ رسائی نہیں ہے (۶۳: ۸ مابعد) -

(۲) نبی اسرائیل میں خدا کے اطاعت گذاروں اور نافرمانوں کے درمیان حدِ فاصل کھینچ دیتا ہے (مثلاً ۵۷: ۱؛ ۶۵: ۱۳ مابعد؛ ۶۶: ۵ قب ۶۵: ۸) -

(۳) اکثر بغیر کسی جواز کے یہ کہا جاتا ہے کہ کتاب ہٰذا کے بعض مقامات پر خصوصاً اِس زیرِ غور حصّہ میں شریعت پرستی اور قوم پرستی کی رُوح غالب نظر آتی ہے - یہ سچ ہے کہ یہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ موعودہ نجات میں شریک ہونے کے لئے اعمالِ صالح ایک لازمہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور گاہے لگاہے سبت کی پابندی کی اہمیّت پر زور دیا گیا ہے (دیکھئے مثلاً ۵۶: ۱-۸) - لیکن اِس کا مقصد شرع و رسم کی پرستش کی رُوح کو تقویت پہنچانا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ایسی رُوح کی سخت مذمت کی گئی ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں باب ۵۸؛ ۶۶: ۱، ۵) - بار بار فروتنی کی رُوح میں چلنے کی تلقین کی گئی ہے (حوالہ کے لئے دیکھیں مثلاً ۵۷: ۱۵؛ ۶۱: ۲، ۳؛ ۶۶: ۲) - صیوّن کو سربلند و سرفراز دیکھنے کی آرزو (دیکھئے مثلاً ۶۰: ۴ مابعد؛ ۶۱: ۵ مابعد؛ ۶۶: ۲۰)، کو محض قوم پرستانہ جذبہ کی لہر سے تعبیر کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے - صیوّن صرف یہوواہ کا دارالسلطنت ہی نہیں بلکہ یہوواہ کی سکونت گاہ بھی ہے - اور وہ غیر قومیں جو یہوواہ کی طرف رجوع ہوتی ہیں یہوواہ کی نجات میں شریک ہوتی ہیں (مثلاً ۵۶: ۱-۸؛ ۶۰: ۳) -

یسمری - یِشمرائی :- (عبرانی = یہوواہ نگاہ رکھتا ہے) - بنی بنیمین میں سے یروشلیم کا ایک باشندہ (۱ - تواریخ ۸: ۱۸) -

یسوب - یاشوب :- (عبرانی = وہ واپس آتا ہے) - ۱ - اشکار کے قبیلے کا ایک شخص جن کے نام پر ایک خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۲۴؛ پیدائش ۴۶: ۱۳ میں اس کا نام یوب ہے) -

۲ - شیار یاشوب - یسعیاہ نبی کا بیٹا جو آخز کی ملاقات کو گیا (یسعیاہ ۷: ۳) -

یسوبعام - یُشبعام :- (عبرانی = لوگوں کی واپسی) - ۱ - ایک قرحی سورما جو ساؤل بادشاہ کے خلاف داؤد کی مدد کرنے کے لئے صقلاج کو گیا (۱ - تواریخ ۱۲: ۶) -

۲ - داؤد بادشاہ کے سورماؤں کا ایک سردار - اس نے ایک لڑائی میں ۳۰۰ آدمیوں کو قتل کیا (۱ - تواریخ ۱۱: ۱۱) - سفتادی ترجمہ میں اس کا نام اِشبعل ہے جبکہ ۲ - سموئیل ۲۳: ۸ میں تحکمونی یوشیب بشیبت ہے - یہ وہی ایزنی ادینو تھا جس سے ایک ہی وقت میں ۸۰۰ مقتول ہوئے - مقتولوں کی تعداد کے فرق کے بارے میں علماء کا خیال ہے کہ کاتب سے ۳ اور ۸ لکھتے وقت غلطی ہوئی ہے - یاد رہے کہ عبرانی اعداد کو حروف میں لکھتے تھے (دیکھئے گنتی) - یہ ان تین سورماؤں میں سے ایک تھا جو داؤد کے لئے بیت لحم کے کنوئیں سے پانی لائے تھے (۱ - تواریخ ۱۱: ۱۵-۱۹) -

۳ - بنی اسرائیل کے ایک فریق کا سردار جس کے ماتحت ۲۴ ہزار مرد تھے (۱ - تواریخ ۲۷: ۲، ۳) - ممکن ہے کہ یہ نمبر ۲ میں مذکورہ شخص ہو - اُس صورت میں حکمونی (۱ - تواریخ ۱۱: ۱۱) اُس کا سرکاری لقب ہوگا -

یسوبی لحم :- ایک لفظ جس کی صحیح تشریح نہیں ہو سکتی - غالباً یہ یہوداہ کے قبیلہ کے ایک شخص کا نام ہے - متن یہاں کچھ غیر واضح ہے (۱ - تواریخ ۴: ۲۲، ۲۳) -

یسوخایہ - یشوحابہ :- ایک شخص جو بنی شمعون میں اپنے گھرانے کا سردار تھا (۱ - تواریخ ۴: ۳۶ - غالباً کیتھولک ہجوں میں کتابت کی غلطی ہے - نام یشوحایہ ہونا چاہیئے - اس سے پہلے نام یعقوبہ کی وجہ سے "یہ" "بہ" بن گیا ہوگا) -

یسورون - یِشرون :- (عبرانی = صادق، دیانتدار، محبوب) - اسرائیل کا ایک شاعرانہ لقب جو پرانے عہدنامہ میں چار مرتبہ استعمال ہوا ہے (استثنا ۳۲: ۱۵؛ ۳۳: ۵، ۲۶ اور یسعیاہ ۴۴: ۲) -

یسوع :- دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی -

یسوعؔ مسیح کا بدن:۔ دیکھئے مسیح کا بدن۔

یسوعؔ مسیح کا مقدمہ:۔ یہودی اور رومی حکام کی عدالت میں یسوعؔ مسیح کا وہ ہنگامہ خیز مقدمہ جس کا نتیجہ اُن کی مصلوبیت کی صورت میں نکلا۔ چاروں اناجیل اس مقدمہ کی دوہری سماعت کا تھوڑا بہت ذکر ضرور کرتی ہیں (متی ۲۶: ۵۷-۲۷: ۳۱؛ مرقس ۱۴: ۵۳-۱۵: ۲۰؛ لوقا ۲۲: ۵۴-۲۳: ۲۵؛ یوحنا ۱۸: ۱۲-۱۹: ۱۶)۔ چونکہ اِن مختصر بیانات میں صرف چیدہ چیدہ باتوں ہی کو بیان کیا گیا ہے، اس لئے واقعات کی تاریخی ترتیب کو وثوق سے بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اِن دونوں ہی پیشیوں میں بے حد دھاندلی روا رکھی گئی اور کہ یہ مقدمہ غیر قانونی تھا لیکن انجیل نویس اس کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ وہ وکیل نہیں بلکہ گواہ کے طور پر رقمطراز ہیں۔

گتسمنی میں گرفتاری کے فوراً بعد خداوند یسوعؔ کو یروشلیم میں یہودی حکام کے سامنے پیش کیا گیا۔ صرف یوحنا رسول ہی یہ بتاتا ہے کہ یسوعؔ کو پہلے سابقہ سردار کاہن حنّیاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُس نے یسوعؔ مسیح سے ان کے شاگردوں اور تعلیمات کے بارے میں سوالات پوچھے۔ اُنہوں نے اُسے بڑے پُروقار انداز میں یاد دلایا کہ اُس کی یہ تحقیقات غیر قانونی ہے جس پر اُس کے ایک نوکر نے ان کے منہ پر تھپیڑ مارا (یوحنا ۱۸: ۱۲-۱۴، ۱۹-۲۳)۔ دریں اثنا صدر عدالت کے تمام اراکین کائفا کے محل میں جو کہ اس عدالت کا صدر تھا جمع ہو چکے تھے، لہٰذا حنّیاہ نے خداوند یسوعؔ کو بیڑیاں اور ہتھکڑیاں لگا کر ان کے پاس بھیج دیا (یوحنا ۱۸: ۲۴)۔ یاد رہے کہ یہودی تعزیرات کے مطابق رات کے وقت کسی بھی مقدمہ کی سماعت غیر قانونی تھی۔ صدرِ عدالت نے یسوعؔ کو مجرم ٹھہرانے کے لئے جھوٹے گواہ فراہم کئے لیکن چونکہ اُن کی گواہیوں میں تضاد تھا اس لئے ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا (متی ۲۶: ۵۹-۶۱؛ مرقس ۱۴: ۵۵-۵۹)۔ اُن کے الزامات کے جواب میں یہاں تک کہ جب کائفا نے غصّے میں آکر جواب طلب کیا، یسوعؔ مسیح خاموش رہے (متی ۲۶: ۶۲)۔ یوں انہوں نے اِس سماعت کو غلط قرار دیا۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اب مقدمہ ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے، کائفا نے گواہوں کو ہٹا کر یسوعؔ مسیح سے براہِ راست حلفاً پوچھا "تو خدا کا بیٹا مسیح ہے؟" (متی ۲۶: ۶۳)۔ انہوں نے خداوند کو ایسا جواب دینے پر مجبور کر دیا جو بظاہر انہیں مجرم ٹھہراتا ہو، اور پھر اس جواب کو کفر قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف استعمال کیا (متی ۲۶: ۶۴-۶۶؛ مرقس ۱۴: ۶۱-۶۴)۔ عدالت افراتفری میں اُٹھ کھڑی ہوئی اور یسوعؔ کا خوب تمسخر اُڑایا اور بے عزتی کی (متی ۲۶: ۶۷-۶۸؛ مرقس ۱۴: ۶۵؛ لوقا ۲۲: ۶۳-۶۵)۔ صبح صادق کے بعد صدرِ عدالت پھر کمرۂ عدالت میں فراہم ہوئی اور خانہ پُری کے لئے یسوعؔ سے ان کے المسیح ہونے کے دعوے اور ان کی الوہیت کے بارے میں سوالات کئے (لوقا ۲۲: ۶۶-۷۱)۔ یہ عدالت یسوعؔ کو قانونی طور پہ مجرم قرار دینے کے لئے فراہم ہوئی تھی۔

چونکہ رومی حکومت نے یہودی صدرِ عدالت سے موت کی سزا دینے کا اختیار لے لیا تھا۔ اسلئے ضروری تھا کہ موت کی سزا کی توثیق رومی گورنر سے کرائی جائے جو اُس وقت عیدِ فسح کی وجہ سے یروشلیم میں تھا۔ چنانچہ یسوعؔ کو باندھ کر "ساری جماعت" (لوقا ۲۳: ۱) جلوس کی صورت میں انہیں پیلاطس کے پاس لے گئی۔ جب اُس نے یہودیوں سے الزامات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے ایسا ظاہر کیا گویا کہ وہ سماعت کے بغیر موت کی سزا کی توثیق چاہتے ہیں (یوحنا ۱۸: ۲۹-۳۲)۔ لیکن پیلاطس کے زور دینے پر انہوں نے تین الزامات پیش کئے (لوقا ۲۳: ۲)۔ اِن میں سے پیلاطس نے صرف "خراج دینے سے منع کرنے" کے الزام کو ہی قابلِ سماعت سمجھا۔ جب مسیح یسوعؔ نے اپنی بادشاہت کی نوعیت کے متعلق اُسے بتایا تو پیلاطس اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ بے گناہ ہیں اور ان کی بریّت کا اعلان کیا (یوحنا ۱۸: ۳۳-۳۸)۔ اِس فیصلہ کے بعد مقدمہ ختم ہو جانا چاہیئے تھا لیکن اس سے یہودی اور بھی بھڑک گئے اور مزید الزام لگانے لگے۔ لیکن جب یسوعؔ نے ان کا کوئی جواب نہ دیا تو پیلاطس بڑا حیران ہوا (متی ۲۷: ۱۲-۱۴)۔ جب پیلاطس کو علم ہوا کہ یسوعؔ کا تعلق گلیل کے علاقے سے ہے تو اُس نے اس ناخوشگوار کام سے بچنے کے لئے انہیں گلیل کے حاکم ہیرودیس انتپاس کے پاس بھیج دیا جو عیدِ فسح کے موقع پر یروشلیم ہی میں تھا۔ لیکن جب یسوعؔ مسیح نے ہیرودیس کے مطالبہ پر معجزہ دکھانے سے انکار کر دیا اور مکمل خاموشی اختیار کئے رکھی تو اُس نے ان کا تمسخر اُڑایا اور مجرم ٹھہرائے بغیر واپس پیلاطس کے پاس بھیج دیا (لوقا ۲۳: ۲-۱۲)۔

جب یسوعؔ مسیح پیلاطس کے پاس واپس آئے تو اُس نے محسوس کیا کہ اُسے ضرور ہی اِس مقدمہ کو نپٹانا پڑے گا۔ پس اُس نے سردار کاہن اور عام لوگوں کو بلایا اور یسوعؔ مسیح کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے دوبارہ تحقیق کی۔ لیکن یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی تجویز کیا کہ وہ یسوعؔ کو رہا کرنے سے پیشتر ان کے کوڑے لگواوے گا (لوقا ۲۳: ۱۳-۱۶)۔ اور جب عوام نے دستور کے مطابق عید پر ایک قیدی رہا کرنے کی درخواست کی (مرقس ۱۵: ۸) تو اس نے انہیں ایک سفاک ڈاکو برابا اور یسوعؔ میں سے ایک کو چُننے کو کہا (متی ۲۷: ۱۷)۔ اُسے اُمید تھی کہ عوام یسوعؔ کو چُنیں گے اور یوں وہ سردار کاہنوں کے مطالبہ کو ردّ کر دیں گے۔

لوگوں سے ووٹ لینے سے پیشتر پیلاطس کو اُس کی بیوی کی طرف سے ایک سنجیدہ تنبیہ موصول ہوئی (متی ۲۷: ۱۹-۲۱) - دریں اثنا یہودی راہنماؤں نے لوگوں کو براَبّا کو مانگنے کے لئے ورغلا لیا - جب پیلاطس نے اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے براَبّا کو مانگا اور چِلّا چِلّا کر یسوع کو صلیب دینے کا مطالبہ کرنے لگے (متی ۲۷: ۲۰-۲۱؛ لوقا ۲۳: ۱۸-۱۹) - پیلاطس کی مزید ردّ و قدح بھی بے فائدہ رہی (لوقا ۲۳: ۲۰-۲۲) -

یوحنا کی انجیل کے مطابق یسوع کو صلیب دینے سے بچنے کے لئے پیلاطس نے آخری حربے کے طور پر انہیں کوڑے لگوائے اور سپاہیوں کو اجازت دی کہ وہ انہیں کانٹوں کا تاج پہنا کر بادشاہ ہونے کا تمسخر اڑائیں اور پھر انہیں اس خستہ اور قابلِ رحم حالت میں اس اُمید پر لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ ممکن ہے اس حالت میں دیکھ کر وہ مطمئن ہو جائیں - لیکن اس کے برعکس صلیب دینے کے بارے میں اُن کا رویہ اور بھی سخت ہو گیا (یوحنا ۱۹: ۱-۶) - ایک نئے الزام کے باعث جس کو یسوع نے خود بھی قبول کیا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں ، پیلاطس کا خوف اور بڑھ گیا اور وہ انہیں چھوڑنے کی اور بھی کوشش کرنے لگا (یوحنا ۱۹: ۷-۱۲) - تب یہودی راہنماؤں نے اپنا آخری ہتھیار استعمال کیا کہ اگر وہ یسوع کو رہا کرے گا تو وہ اس کی شکایت قیصر سے کریں گے (یوحنا ۱۹: ۱۲) - چونکہ پیلاطس اپنے فرائض درستی سے انجام نہیں دیتا تھا اس لئے اُسے دھمکی کی وجہ سے جھکنا پڑا - آخری اپیل کے طور پر جب اُس نے کہا کہ کیا وہ ان کے بادشاہ کو مصلوب کر دے؟ تو یہودیوں نے یہ کفر آمیز جواب دیا کہ قیصر کے سوا اُن کا کوئی بادشاہ نہیں (یوحنا ۱۹: ۱۵) - اور جب پیلاطس نے اپنی بریّت کے اظہار کے طور پر علانیہ اپنے ہاتھ دھوئے تو لوگوں نے اس قتل کی ذمہ داری رضاکارانہ طور پر قبول کر لی (متی ۲۷: ۲۴-۲۶) - اگرچہ پیلاطس اس بے انصافی سے پورے طور پر آگاہ تھا تو بھی اُس نے براَبّا کو رہا کر کے یسوع کو صلیب دینے کا حکم دیا -

یسوع مسیح کا نسب نامہ :- دیکھئے نسب نامہ، یسوع مسیح کا - 1035

یسوع مسیح کی آمدِ ثانی :- دیکھئے مسیح کی آمدِ ثانی - 912

یسوع مسیح کی انسانیت :- دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی تجسم مسیح

یسوع مسیح کی پیدائش کی تاریخ :- دیکھئے مسیح کی پیدائش کی تاریخ -

یسوع مسیح کی تعلیمات :-

۱- ماخذ

خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات اناجیلِ اربعہ میں محفوظ ہیں (دیکھئے اناجیلِ اربعہ) - اگرچہ باقی نئے عہد نامہ میں اُن کی تعلیمات کے بہت کم براہِ راست حوالے ملتے ہیں، تاہم اعمال کی کتاب، خطوط اور مکاشفہ کی کتاب کی بنیادی باتیں اناجیلِ اربعہ میں محفوظ تعلیمات سے مطابقت رکھتی ہیں - نئے عہدنامہ کی ان دستاویزات اور پہلی اور دوسری صدی عیسوی کے مسیحیوں کی تحریرات میں مرقوم پیغام کی بنیاد خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات ہی ہے - یوں یہ تحریرات بھی (اگرچہ بلا واسطہ) اہم ماخذوں کا کام دیتی ہیں - یہ ثابت کرنے کی ایسی تمام کوششیں کہ رسولوں اور خاص طور پر پولس رسول کی تعلیم یسوع مسیح کی تعلیم کے مخالف ہے مکمل طور پر ناکام ہوئی ہیں (دیکھئے پولس) - خداوند کی تعلیم اور پولس اور ابتدائی کلیسیا کی تعلیم میں مکمل یگانگت پائی جاتی ہے -

وہ فرضی ٹکراؤ جو اناجیل متوافقہ میں مرقوم یسوع مسیح کی تعلیم میں اور یوحنا کی انجیل میں مرقوم اُن کی تعلیم میں بیان کیا جاتا ہے وہ بھی سطحی نوعیت کا ہے - یہ بلاشبہ درست ہے کہ یوحنا کی انجیل یسوع مسیح کی فوق الطبع تعلیم پر زیادہ توجہ دیتی ہے اور اُس میں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جہاں خداوند مسیح نے اپنی شخصیت اور خدا کے ساتھ اپنے تعلق کے بارے میں صاف صاف بتایا ہے - یہاں جو فرق نظر آتا ہے وہ لب و لہجہ اور زور دینے کا ہے، ورنہ اناجیل متوافقہ کی اور یوحنا کی انجیل کی تعلیم بنیادی طور پر ایک ہی ہے (یوحنا کی انجیل کی تعلیم کا ان حوالوں سے مقابلہ کیجئے - متی ۱۱: ۲۵-۳۰؛ ۱۲: ۵۰؛ ۱۴: ۳۳؛ ۱۶: ۱۶؛ ۱۷: ۵؛ ۲۵: ۳۴؛ ۲۶: ۳۹، ۶۳-۶۵؛ ۲۷: ۴۳؛ ۲۸: ۱۸-۲۰؛ مرقس ۱: ۱، ۱۱؛ ۲: ۵، ۱۰؛ ۸: ۲۹، ۳۸؛ ۹: ۷، ۳۷؛ ۱۰: ۲۹-۳۰؛ ۱۲: ۶، ۳۵-۳۷؛ ۱۳: ۲۶، ۳۱، ۳۲؛ ۱۴: ۳۶، ۶۱-۶۴؛ ۱۵: ۳۹؛ لوقا ۱: ۳۰-۳۵؛ ۲: ۴۹؛ ۳: ۲۲، ۳۸؛ ۹: ۲۳-۲۶، ۳۵؛ ۱۰: ۲۱-۲۴؛ ۲۲: ۶۹-۷۱؛ ۲۳: ۴۶؛ ۲۴: ۳۶-۵۳ وغیرہ وغیرہ) -

ہر ایک انجیل نویس کے سامنے اپنا مقصد اور مدعا تھا اور انہوں نے اسی کے مطابق یسوع مسیح کی تعلیمات میں سے مواد چُن کر اپنی انجیل لکھی - اسی طرح سے اناجیل ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں نہ کہ مخالفت - یہ سب مل کر خداوند یسوع مسیح کی بنیادی تعلیم کے بارے میں مکمل رپورٹ پیش کرتی ہیں - جب ہم باقی نئے عہد نامہ اور ابتدائی کلیسیا کی زندگی اور تعلیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ابتدائی کلیسیا کا اپنی تعلیم اور عمل میں یسوع مسیح کی اُس تعلیم پر جو اناجیلِ اربعہ میں محفوظ ہے پورا پورا انحصار تھا -

۲- مسیح کی تعلیم کی لاثانیت

خداوند مسیح نے اپنے زمانہ کی زبان میں کلام کیا اور ان کی تعلیم کی ظاہری شکل یہودی ربیوں اور اپنے وقت کے مذہبی راہنماؤں سے بہت حد تک ملتی جلتی تھی - تاہم اُن کی بنیادی تعلیم قطعی نئی اور انقلابی

تھی۔ یہودی سپاہی جو مسیح کو گرفتار کرنے گئے تھے اُن کے یہ الفاظ بالکل درست تھے کہ "انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا" (یوحنّا ۷: ۴۶ مقابلہ کیجیے متّی ۷: ۲۸، ۲۹؛ مرقس ۱: ۲۲)۔ یہ فرض کرنا قطعی درست نہیں کہ یسوعؔ مسیح کی تعلیم اپنے زمانہ کی بہترین یہودی تعلیم سے ابھری ہے یا یہ کہ یہ تھوڑی یا بہت حد تک قمران کے یہودی فرقہ یا کسی اور یہودی فرقے کی پیداوار ہے۔ مسیح کی تعلیم اور ربّی مکتبۂ فکر اور اُس زمانہ کے فلسطینی مذہبی فرقوں کی تعلیم میں مطابقت کی وجہ اِس حقیقت پر مبنی ہے کہ یسوعؔ نے اُسی تاریخی پس منظر میں زندگی بسر کی اور تعلیم دی۔ لیکن بنیادی طور پر ان کی تعلیم نہ صرف نئی ہے بلکہ لاثانی بھی۔

۳۔ مسیح کے درس وتدریس کے طریقے

خداوند مسیح نے مختلف حالات کے مطابق تعلیم دینے کے مختلف طریقے اختیار کئے۔ انہوں نے عبادت خانہ میں عہدِ عتیق سے پڑھا اور جماعت کے سامنے اُس کی تفسیر پیش کی (لوقا ۴: ۱۶-۳۲)۔ انہوں نے کھلے میدان میں منادی کی جیسا کہ لاثانی پہاڑی وعظ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے یہ تعلیم اپنے شاگردوں کو دی تھی تاہم دوسرے متعدد لوگوں نے بھی سُنا تھا (متّی ۵: ۱-۷: ۲۹؛ لوقا ۶: ۱۷-۴۹)۔ انہوں نے لوگوں سے شخصی طور پر براہِ راست کلام کیا (مرقس ۱۰: ۲۱؛ لوقا ۱۰: ۳۹)۔ ان کا ایک تدریسی طریقہ سوال وجواب کا بھی تھا تاکہ لوگوں کو خود سوچنے پر مجبور کیا جائے (لوقا ۱۰: ۲۶؛ ۱۲: ۵۶؛ ۷: ۵؛ متّی ۲۴: ۴۵؛ مرقس ۴: ۲۱)۔ انہوں نے اپنے دشمنوں کو ان کی غلط فہمیوں سے نکالنے کے لئے اُن سے بحث کی۔ انہوں نے اپنا نکتۂ نظر ثابت کرنے کے لئے یا اپنے مخالفین کی کمزوریاں دکھانے کے لئے ناقابلِ تردید دلائل پیش کئے (مرقس ۱۲: ۱۸-۲۷؛ لوقا ۲۰: ۴۱-۴۴)۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بعض عظیم سچائیاں ذہن نشین کرانے کے لئے چونکا دینے والی باتوں اور لطیف پیراؤں میں بات کی (متّی ۵: ۳، ۴؛ لوقا ۹: ۲۴؛ ۲۰: ۲۵)۔ انہوں نے اکثر عہدِ عتیق سے اقتباس پیش کئے (مرقس ۱۲: ۲۴-۲۷، ۳۵-۳۷؛ لوقا ۴: ۴، ۸، ۱۲)۔ انہوں نے اپنی تدریس میں بصری امدادی طریقے بھی استعمال کئے (یوحنّا ۱۳: ۱-۱۵؛ متّی ۱۸: ۲-۴؛ ۲۱: ۱۸-۲۲)۔ انہوں نے اپنے زیادہ قریبی رسولوں سے براہِ راست اور زیادہ کھُل کر گفتگو کی (متّی ۱۷: ۹-۱۳؛ مرقس ۱۲: ۴۳، ۴۴؛ یوحنّا ۱۳: ۱-۱۷: ۲۶)۔ انہوں نے بڑے موثر نبوّتی بیان دیئے (متّی ۲۴: ۵-۴۴؛ مرقس ۱۳: ۱-۳۷؛ لوقا ۲۱: ۵-۳۶)۔ انہوں نے اپنے اور خدا کے بارے میں الٰہی حقائق کا براہِ راست اعلان کر کے رسولوں کو تعلیم دی (متّی ۱۱: ۲۵-۲۷؛ لوقا ۱۰: ۲۱-۲۲؛ یوحنّا ۵: ۱۶-۴۷؛ ۶: ۳۲-۷۱) اور انہوں نے اکثر تمثیلوں کے ذریعے لوگوں کو تعلیم دی (دیکھئے تمثیل)۔ مسیح کی تمام تعلیم میں اُن کا لاثانی اختیار نظر آرہا تھا۔ عہدِ عتیق کے انبیاء کے برعکس جو نمائندہ کے اختیار کے ساتھ کلام کرتے تھے، مسیح نے براہِ راست الٰہی اختیار کے ساتھ کلام کیا۔

۴۔ مسیح کی تعلیم کی اِقسام

جس طرح مسیح یسوعؔ کی ایک عام سی سوانح حیات لکھنا ناممکن ہے اُسی طرح ان کی تعلیم کو گھٹا کر عام فلسفہ، الٰہیات یا اخلاقی تعلیم کی سطح پر لانا ناممکن ہے۔ اُن کی تعلیم اپنے سے پہلے یا بعد کے کسی بھی شخص سے بہت فرق ہے۔ تاہم مسیح کی تعلیم کی درج ذیل عنوانات کے تحت درجہ بندی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

ا۔ اخلاقی تعلیم: متّی ابواب ۵-۷؛ لوقا ۶: ۱۷-۴۹؛ ۱۱: ۳۷-۵۴ وغیرہ)۔

ب۔ مافوق الفطرت اور الٰہیاتی تعلیم: متّی ۱۱: ۲۵-۲۷؛ لوقا ۱۰: ۲۱، ۲۲؛ یوحنّا ۶: ۳۳-۴۸؛ ۸: ۵۸ وغیرہ۔

ج۔ سماجی تعلیم؛ لوقا ۱۴: ۷-۱۴؛ ۲۰: ۱۹-۲۵؛ متّی ۱۹: ۳-۱۲ وغیرہ۔

د۔ نجات کی تعلیم: متّی ۹: ۱۲، ۱۳؛ ۱۱: ۲۸-۳۰؛ ۱۶: ۲۴-۲۶؛ ۲۰: ۲۸؛ لوقا ۹: ۲۳، ۲۴؛ ۱۴: ۱۵-۲۴؛ ۱۵: ۱-۳۲؛ ۱۸: ۹-۱۴؛ ۱۹: ۹، ۱۰؛ یوحنّا ۱۰: ۱-۱۸ وغیرہ۔

ہ۔ آخرت کی تعلیم: متّی ابواب ۲۴، ۲۵؛ مرقس باب ۱۳؛ لوقا باب ۲۱؛ یوحنّا ۱۴: ۱-۳ وغیرہ۔

ان تمام تعلیمات کی تہ میں خداوند یسوعؔ مسیح کی اپنے بارے میں براہِ راست اور بلاراست تعلیم پائی جاتی ہے۔ اُن کی تمام تعلیم اُن کی اپنی ذات میں متحد ہے۔

۵۔ بنیادی مضمون

خداوند یسوعؔ مسیح نے دیگر مذاہب کے بانیوں کی طرح بنیادی طور پر خدا کے بارے میں سچائیوں کو بیان نہیں کیا۔ درحقیقت اُن کی تعلیم کی بنیاد اِس اعلان پر ہے کہ وہ خدا کے بیٹے اور دُنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ ان کی تعلیم محض ضابطۂ الٰہیات نہیں ہے بلکہ اظہارِ بالذات یعنی ان کی اپنی ذات کا اظہار ہے۔ یہ درست ہے کہ انہوں نے کھُلّم کھُلّا اپنے آپ کو بطور المسیح اور خدا کا بیٹا ظاہر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں میں المسیح کے کردار اور کام کے بارے میں غلط فہمی پائی جاتی تھی۔ وہ اس موضوع پر اپنے سامعین کے ساتھ بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ لیکن اگر چاروں انجیلوں

کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ انہوں نے شروع ہی سے یہ تعلیم دی کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ یسوع مسیح اپنی علانیہ خدمت کے شروع میں بڑے ادب اور حلیمی کے ساتھ اپنی والدہ کو یاد دلاتے ہیں کہ ان کا حقیقی باپ خدا ہے (لوقا ۲: ۴۸-۵۰) اور ان کے آخری الفاظ جو انہوں نے صلیب پر سے کہے یہ تھے کہ "اے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" (لوقا ۲۳: ۴۶)۔ اپنے جی اُٹھنے کے بعد جب انہوں نے مریم مگدلینی کے ذریعہ اپنے شاگردوں کو پیغام بھیجا تو فرمایا "میں اپنے باپ .... کے پاس اوپر جاتا ہوں" (یوحنّا ۲۰: ۱۷)۔

یسوع مسیح کی تعلیم کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے بتایا کہ خدا شفیق باپ کی مانند ہے۔ بلاشبہ پرانے عہدنامہ میں بھی بعض مقامات پر خدا کو باپ کہا گیا ہے لیکن وہاں پر اُسے کسی ایک ایمان دار کی بجائے اپنے لوگوں کا باپ ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن مسیح نے خدا کو نئے اور زیادہ شخصی معنوں میں باپ پیش کیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اناجیل اربعہ میں تقریباً ۱۵۰ مرتبہ خدا کو باپ کہا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ لاثانی معنوں میں خدا اُن کا اپنا باپ ہے (لوقا ۲: ۴۹؛ ۱۰: ۲۱، ۲۲؛ ۲۰: ۴۱-۴۴؛ ۲۲: ۲۹؛ متی ۱۱: ۲۵-۲۷؛ ۱۵: ۱۳؛ ۱۶: ۱۳-۱۷، ۲۷؛ ۲۱: ۳۷؛ ۲۲: ۲؛ ۲۶: ۲۹، ۶۳، ۶۴؛ ۲۷: ۴۳؛ ۲۸: ۱۸-۲۰؛ مرقس ۸: ۳۸؛ ۱۲: ۶، ۳۵-۳۷؛ ۱۳: ۲۴-۲۷؛ ۱۴: ۶۱، ۶۲؛ یوحنّا ۳: ۳۵؛ ۵: ۱۸، ۲۲، ۲۳ وغیرہ)۔ انہوں نے کبھی بھی اس حقیقت کو کہ خدا ان کا باپ ہے اور اس حقیقت کو کہ خدا شاگردوں یا عام آدمیوں کا باپ ہے خلط ملط نہیں ہونے دیا۔ انہوں نے دعا میں خدا کو کبھی بھی "ہمارے باپ" نہیں کہا بلکہ "اے باپ یا اے میرے باپ" (مرقس ۱۴: ۳۶؛ متی ۱۱: ۲۵؛ لوقا ۱۰: ۲۱؛ یوحنّا ۱۱: ۴۱؛ ۱۷: ۱-۲۶ وغیرہ)۔ اور جب کبھی انہوں نے شاگردوں کے سامنے خدا کا حوالہ دیا تو کبھی بھی "ہمارا باپ" نہیں کہا بلکہ ہمیشہ "میرا باپ" (لوقا ۱۰: ۲۲؛ متی ۱۱: ۲۷؛ ۱۲: ۵۰؛ یوحنّا ۲۰: ۱۷) یا "تمہارا باپ" (مرقس ۱۱: ۲۵، ۲۶؛ متی ۵: ۴۵، ۴۸ وغیرہ)۔ یسوع مسیح کے خدا کے ساتھ تعلق اور دوسرے لوگوں کے خدا کے ساتھ تعلق میں یہ واضح فرق ان کی اناجیل اربعہ میں مرقوم تمام تعلیم میں نظر آتا ہے۔ ان معنوں میں یسوع مسیح لاثانی ہیں۔ مسیح سے پیشتر یا بعد کسی مذہبی راہنما نے خدا کے ساتھ اس مخصوص تعلق کا دعوےٰ نہیں کیا جیسا کہ اُنکے ان الفاظ میں ملتا ہے: "میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے" (متی ۱۱: ۲۷ مقابلہ کیجئے لوقا ۱۰: ۲۲؛ مرقس ۸: ۳۸؛ یوحنّا ۱۷: ۱-۵ وغیرہ)۔

لیکن خدا کے باپ ہونے کے بارے میں یسوع مسیح کی تعلیم اس اعلان تک ہی محدود نہیں ہے کہ خدا لاثانی معنوں میں اُن کا باپ ہے۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو یہ بھی سکھایا کہ خدا تمام ایمان لانے والوں کا باپ ہے۔ اپنے پہاڑی وعظ میں وہ خدا کو اپنے شاگردوں کا کم از کم ۱۴ مرتبہ باپ بیان کرتے ہیں (خاص طور پر دیکھئے متی ۶: ۱-۳۴ مقابلہ کیجئے لوقا ۶: ۳۶)۔ چونکہ خدا اور انسان کے درمیان یہ تعلق مسیح کے شاگردوں کی روحانی زندگی کی بنیاد بننے والا تھا اس لئے انہوں نے انہیں سکھایا کہ وہ خدا کو "اے ہمارے باپ" کہہ کر دعا کیا کریں (متی ۶: ۹)۔ خدا ایمانداروں کا باپ ہے اس لئے انہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں (متی ۱۰: ۲۸-۳۰؛ ۶: ۲۶-۳۲) اور انہیں اُس پر حقیقی ایمان رکھتے ہوئے دعا کرنی چاہیئے (متی ۷: ۷-۱۱؛ لوقا ۱۱: ۹-۱۳)۔ چونکہ خدا محبت اور فضل میں کامل ہے اس لئے انہیں بھی اُس کی مانند بننا چاہیئے (متی ۵: ۴۳-۴۸؛ لوقا ۶: ۳۶)۔

یسوع مسیح کی خدا کے باپ ہونے کے بارے میں تعلیم اُس وقت کے فقیہی مذہب کے لئے جس میں رسوم، روایات اور قواعد وضوابط کی بھرمار تھی زہرِ قاتل ثابت ہوئی۔ بدیں وجہ یسوع مسیح نے فرمایا کہ جس طرح نئے مے کے لئے پرانی مشکوں کو استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ نئی مشکوں کو اُسی طرح ان کی نئی تعلیم کو پرانی رسوم و روایات کی مشکوں میں نہیں رکھا جا سکتا بلکہ انہیں ترک کر کے اُن کی جگہ اُن کے وسیلہ سے خدا تک پہنچنے کی نئی راہ اختیار کرنی ہوگی (مرقس ۲: ۲۲؛ متی ۹: ۱۴-۱۷؛ لوقا ۵: ۳۳-۳۹)۔

یسوع مسیح نے خدا اور ایمانداروں کے درمیان تعلق کے بارے میں یہ تعلیم دے کر کہ اُن میں پاک اور پُرمحبّت باپ اور بیٹے کا تعلق ہے مذہب کے تمام تصوّر میں انقلاب برپا کر دیا۔ چونکہ خدا فضل اور محبّت کا باپ ہے اس لئے سیاہ ترین گنہگار کے لئے بھی اُمید ہے (مقابلہ کیجئے مسرف بیٹے کی تمثیل سے جس میں معاف کرنے والا باپ اپنے بیٹے کو خوش آمدید کہتا اور اسے نئی زندگی کے لئے بحال کرتا ہے لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲)۔ چونکہ خدا باپ ہے اس لئے وہ اپنی ادنیٰ ترین مخلوق میں بھی دلچسپی لیتا اور اس کے لئے فکرمند رہتا ہے (متی ۶: ۲۶؛ ۱۰: ۲۹، ۳۰؛ لوقا ۱۲: ۲۴-۲۷)۔ چونکہ وہ باپ ہے اس لئے وہ اپنے بچوں کی حقیقی ضروریات سے آگاہ ہے۔ چنانچہ ایمانداروں کو فکرمند ہونے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں (لوقا ۱۲: ۴-۷، ۲۲-۳۲)۔ خواہ حالات کیسے ہی تشویشناک اور خطرناک کیوں نہ ہوں وہ ان کے ساتھ ہمیشہ باپ کی سی وفاداری کرے گا (لوقا ۱۲: ۱۱، ۱۲؛ مرقس ۱۳: ۱۱)۔

لیکن اِس کے ساتھ خداوند یسوع مسیح نے یہ بھی صاف صاف بتا دیا کہ خدا نہ صرف انسان کا حقیقی اور ہر جا حاضر و ناظر باپ ہے بلکہ وہ آسمان و زمین کا قادرِ مطلق خدا بھی ہے (متی ۱۱: ۲۵)۔ پس جب ہم دعا کریں تو ہمیں کہنا چاہیئے: "اے ہمارے باپ! تو جو آسمان پر

ہے" (متی ۶: ۹) - اور چونکہ خدا قادرِ مطلق باپ ہے جو تمام چیزوں کا پیدا کرنے اور قائم رکھنے والا ہے (لوقا ۱۰: ۲۱؛ متی ۱۹: ۲۶) اس لئے ایمانداروں کا سب سے بڑا کام اور اعلیٰ ترین حق یہ ہے کہ وہ اس کے نام کو جلال دیں (متی ۵: ۱۶؛ ۶: ۹؛ مرقس ۱۲: ۱۷، ۳۰؛ لوقا ۸: ۳۹؛ یوحنا ۱۵: ۸) - تب ایمانداروں کو باپ کی مرضی پہ چلنا بوجھ معلوم نہیں ہوگا بلکہ وہ خوشی خوشی اُس کی فرمانبرداری کریں گے (مقابلہ کیجئے "تیری مرضی جیسی آسمان پر پُوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو" متی ۶: ۱۰؛ یوحنا ۱۵: ۱۰ - ۱۵) - اپنے ہم جنس انسانوں کی خدمت کرنے، یہاں تک کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبّت کرنے کا محرک یہ خواہش ہے کہ وہ اپنے کامل آسمانی باپ کے لائق فرزند ہوں (متی ۵: ۴۴ - ۴۸) -

یسوع مسیح کی خدا کے باپ ہونے کے بارے میں تعلیم اِس عجیب سچائی کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی ایمانداروں اور تمام مخلوق کے لئے فکر مندی اس قدر وسیع ہے کہ اُس نے اپنے فرزندوں کے سر کے بال تک گِنے ہوئے ہیں (متی ۱۰: ۳۰)، اور وہ جنگل کے ہر پھول کو لباس پہناتا اور ادنیٰ ترین پرندے کو بھی خوراک بہم پہنچاتا ہے (متی ۶: ۲۶ - ۳۰؛ ۱۰: ۲۹) - لہٰذا ایمانداروں کو اپنی شخصی اور مادی ضروریات یا مستقبل کے لئے فکر مند نہیں ہونا چاہیئے (متی ۶: ۲۵، ۳۴) - اگر وہ اپنے آسمانی باپ کو اپنے دلوں اور زندگیوں میں اوّل درجہ دیں گے تو وہ بد سے بدتر حالات میں بھی انہیں سنبھالے گا (مرقس ۱۳: ۱۱؛ لوقا ۱۲: ۴ - ۱۲؛ ۲۱: ۱۸) -

دوسری طرف مسیح خداوند نے یہ تعلیم بھی دی کہ وہ جو انہیں رد کرتے اور باپ کی نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو خدا کے مخلصی بخش رحم کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں، ان کی عدالت ہوگی (متی ۸: ۱۲؛ ۲۱: ۴۳ - ۴۵؛ ۲۲: ۱۳؛ ۲۵: ۳۰، ۴۱ - ۴۶؛ مرقس ۸: ۳۸؛ ۱۲: ۹ - ۱۲؛ ۱۳: ۲۶، ۲۷؛ لوقا ۱۳: ۲۷، ۲۸، ۳۴، ۳۵؛ ۱۹: ۴۷؛ ۲۱: ۲۰ - ۲۴) - انہوں نے اپنے سامعین کو صاف صاف بتادیا کہ انسان کی عاقبت کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ ان کے اور اُنکے کلام کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے (مرقس ۸: ۳۸؛ ۱۰: ۲۹، ۳۰؛ ۱۲: ۶ - ۱۱؛ لوقا ۹: ۲۶؛ یوحنا ۱۲: ۴۸؛ ۱۴: ۶، ۲۱ - ۲۴؛ ۱۵: ۲۲، ۲۳) - وہ اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دینے کو آئے (مرقس ۱۰: ۴۵؛ متی ۲۰: ۲۸؛ ۲۶: ۲۸؛ یوحنا ۱۰: ۱۱) اور چونکہ باپ نے سب کچھ ان کے ہاتھ میں دے دیا ہے اس لئے وہ لوگوں کو اپنے پاس آنے اور ہمیشہ کی زندگی سے فیضیاب ہونے کی دعوت دیتے ہیں (متی ۱۱: ۲۸؛ ۲۲: ۱ - ۱۰؛ ۲۵: ۱ - ۱۲؛ یوحنا ۶: ۳۵ - ۳۷) - کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنا اور بچانا، مسیح اور ان کے باپ کی سب سے بڑی خوشی اور خواہش ہے (متی ۲۲: ۴، ۹؛ مرقس ۱۰: ۴۵؛ لوقا ۱۲: ۳۲؛ ۱۵: ۱ - ۳۲؛ ۱۹: ۱۰؛ یوحنا ۳: ۱۶، ۱۷) - لیکن جو اِس نجات کو قبول نہیں کرتے وہ ابدی ہلاکت کے وارث ہوں گے (مرقس ۱۲: ۹؛ متی ۲۲: ۷، ۱۳؛ ۲۵: ۳۰، ۴۱، ۴۶؛ یوحنا ۸: ۲۴) -

ابنِ آدم کی حیثیت سے جسے کُل کائنات کا اختیار دیا گیا ہے (یوحنا ۵: ۲۵ مقابلہ کیجئے دانی ایل ۷: ۱۳، ۱۴) خداوند یسوع نے بتایا کہ وہ آخر میں دنیا کی عدالت کریں گے - یہ وہی ہیں جو راستبازوں سے کہیں گے "آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو - جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو" (متی ۲۵: ۳۴) - اور بدکاروں سے کہیں گے "اے ملعونو، میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ..." (متی ۲۵: ۴۱) - ایک شخص اپنی عملی زندگی میں جو رویّہ ان کے اور ان کے "بھائیوں" یعنی ایمانداروں کے ساتھ دکھاتا ہے وہی روزِ عدالت میں فیصلہ کُن عنصر ہوگا (متی ۲۵: ۳۱ - ۴۶؛ مرقس ۹: ۳۷، ۴۱؛ لوقا ۱۰: ۱۰ - ۱۶؛ یوحنا ۸: ۵۱؛ ۱۲: ۲۶؛ ۱۵: ۲۳، ۲۴) - یہ اس لئے ہے کہ مسیح خداوند نہ صرف بے مثال استاد یا یہودیوں کے المسیح ہی ہیں بلکہ وہ خدا کے بیٹے بھی ہیں جنہیں آسمان اور زمین کا کُل اختیار ملا ہے (متی ۱۱: ۲۷؛ ۲۸: ۱۸ - ۲۰؛ لوقا ۱۰: ۲۲؛ مرقس ۱۲: ۶؛ یوحنا ۳: ۳۴ - ۳۶؛ ۵: ۱۷ - ۲۷؛ ۸: ۵۸؛ ۱۰: ۳۰) -

۶ - دیگر اہم مضامین

یہ دیکھنے کے بعد کہ خداوند یسوع کی تعلیم میں خدا کی پدریت یعنی اس کے باپ ہونے کو اوّل جگہ دی گئی ہے، اب ہم دیگر اہم مضامین کو بیان کرتے ہیں:

ا - خدا کی بادشاہت

مرقس ۱: ۱۵ میں خداوند یسوع مسیح، خدا کی خوشخبری کی منادی کرتے ہوئے اپنی عوامی خدمت کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں: "وقت پورا ہوگیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے - توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ" اس سے کچھ دن پہلے یعنی بپتسمہ لینے کے فوراً بعد ایک آواز آسمان سے سُنائی دی تھی کہ "تُو (مسیح) میرا پیارا بیٹا ہے - تجھ سے میں خوش ہوں" (مرقس ۱: ۱۱) -

خدا کی بادشاہی کے متعلق یسوع مسیح کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لاثانی معنوں میں خدا کے بیٹے ہونے کے شعور اور خدا کی بادشاہی کی خوشخبری کی منادی میں قریبی تعلق کو سمجھا جائے۔ انہوں نے "خدا کی بادشاہی" یا "آسمان کی بادشاہی" کی اصطلاح کو مختلف معنوں میں استعمال کیا (دیکھئے خدا کی بادشاہی) - بنیادی طور پر اس کا مطلب اعلیٰ حکومت یعنی خدا کا شاہی اختیار ہے - یہ خاص طور پر مسیح کی خدمت سے ظاہر ہوتا ہے - جب بیٹا اپنے جلال میں ظاہر

ہوگا تو یہ اپنے عروج پر پہنچے گا۔ چونکہ خدا کی شاہی حکومت نوعِ انسان میں موجود ہوتی ہے اس لئے نجات ان کو پیش کی گئی جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور یسوعؔ مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ بدیں وجہ خداوند یسوعؔ نے اس کی منادی خدا کی خوشخبری کے طور پر کی (مرقس ۱: ۱۴، ۱۵؛ متی ۴: ۱۷، ۲۳)۔

یسوعؔ مسیح کے زمانہ میں خدا کی بادشاہی کے بارے میں یہودی خیال زیادہ تر دیدنی چیزوں پر مبنی تھا یعنی یہ کہ خدا تمام غیر قوموں پر المسیح اور مخلصی یافتہ یہودی قوم کے ذریعہ بادشاہی کرے گا۔ وہ خدا کی بادشاہی کے مذکورہ روحانی پہلو کو جسے عہدِ عتیق میں بعض مقامات پر مُبہم اور بعض جگہ واضح صورت میں بیان کیا گیا ہے نظر انداز کرتے تھے۔ لیکن یسوعؔ مسیح نے نہ صرف الٰہی حکومت کے روحانی کردار کا اعلان کیا بلکہ اُنہیں "خدا کی بادشاہی" کی اصطلاح مہیا کر کے اُسے نیا انقلابی مفہوم دیا۔ انہوں نے جس الٰہی حکومت کا اعلان کیا وہ ان کے باپ کی تھی اور وہ خدا کے پیارے بیٹے یسوعؔ مسیح کی شخصیت اور کام کے ساتھ گہرے طور پر منسلک تھی (مرقس ۱: ۱۱، ۱۵، ۱۷؛ ۱۳: ۲۶؛ متی ۷: ۲۱-۲۷؛ ۱۰: ۴۰؛ ۱۱: ۲۷؛ ۱۲: ۲۸-۳۰؛ لوقا ۱۰: ۱۶-۲۴؛ ۱۱: ۲۰-۲۳؛ ۲۱: ۲۷، ۳۱؛ ۲۲: ۲۹، ۳۰؛ یوحنا ۵: ۳۶؛ ۱۰: ۳۰، ۳۷، ۳۸)۔

مسیح یسوعؔ نے سکھایا کہ خدا کی شاہی حکومت اُن کی ذات اور انکی خدمت میں پہلے ہی موجود ایک حقیقت ہے (مرقس ۱: ۱۵؛ متی ۱۱: ۲۷؛ ۱۲: ۲۸؛ ۱۳: ۱۷؛ لوقا ۴: ۲۱؛ ۱۰: ۱۷-۲۴؛ ۱۱: ۲۰)، اور اگر لوگ توبہ کرینگے اور ایمان لائیں گے وہ اُسکی جلالی برکات میں شریک ہونگے (مرقس ۱: ۱۵؛ ۲: ۹-۱۲؛ ۱۰: ۵۴؛ متی ۱۱: ۲۸؛ ۲۲: ۱۰؛ لوقا ۵: ۳۲؛ ۷: ۴۸-۵۰؛ ۱۵: ۱-۳۲؛ ۱۸: ۱۳، ۱۴؛ یوحنا ۱۰: ۹، ۱۰، ۲۷-۲۹)۔ انہوں نے بڑے پُر زور طریقے سے یہ بھی بتایا کہ باپ کی شاہی حکومت ہنوز اپنے عروج پر پہنچنے والی ہے (مرقس ۱۳: ۲۴-۲۷؛ متی ۱۳: ۴۳-۴۴، ۴۹، ۵۰؛ ۲۴: ۲۹-۳۱؛ ۲۵: ۳۱-۴۶؛ لوقا ۱۱: ۲۹-۳۲؛ ۲۱: ۲۵-۳۱؛ ۲۲: ۱۸، ۲۹، ۳۰؛ یوحنا ۵: ۲۷-۲۹؛ ۱۴: ۲، ۳)۔

خدا کی بادشاہی کی اصطلاح میں تمام الٰہی برکات پنہاں ہیں۔ خداوند یسوعؔ نے اسے ایسا اعلیٰ خزانہ بتایا جس کے مقابلے میں تمام دیگر خزانے ہیچ ہیں (متی ۱۳: ۴۴-۴۶؛ لوقا ۱۲: ۳۱)۔ چنانچہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ وہ ان کی خاطر دُکھ اُٹھائیں اور اس بادشاہی کے رکن ہونے کی وجہ سے اگر جان بھی دینی پڑے تو تیار رہیں (مرقس ۸: ۳۴-۳۸؛ لوقا ۹: ۲۳-۲۶؛ ۱۲: ۴-۹، ۳۲؛ ۱۷: ۳۳؛ متی ۱۶: ۲۴-۲۷؛ یوحنا ۱۵: ۱۸-۲۱؛ ۱۶: ۳۳؛ ۲۱: ۱۸، ۱۹)۔

یسوعؔ مسیح کی خدا کی بادشاہی کے بارے میں تمام تعلیم کی بنیاد ان کے بیٹا ہونے کے لاخطا دعوے پر ہے جس کے سپرد باپ نے سب چیزیں کر دی ہیں (مقابلہ کیجئے متی ۵: ۱۰، ۱۱؛ ۷: ۲۱، ۲۲؛ ۱۰: ۳۲-۴۰؛ ۱۱: ۲۷؛ ۲۸: ۱۸؛ مرقس ۱۲: ۶؛ ۱۳: ۲۶؛ لوقا ۱۰: ۲۲؛ یوحنا ۱۰: ۲۷-۳۰؛ ۱۷: ۱، ۲)۔

ب۔ ابنِ آدم

خداوند یسوعؔ نے اکثر اپنے آپ کو ابنِ آدم کہا ہے۔ مرقس ۸: ۳۸؛ ۱۳: ۲۶؛ ۱۴: ۶۲؛ لوقا ۱۷: ۲۴؛ ۲۱: ۲۷ وغیرہ جیسے حوالوں میں انہوں نے دیدہ دانستہ اِس اصطلاح کو اپنے کردار اور مشن کو بیان کرنے کے لئے دانی ایل ۷: ۱۳، ۱۴ کی رویا میں مرقوم اصطلاح کے مطابق استعمال کیا: "ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا . . . اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے"۔ مسیح نے اپنے آپ کو وہ "آدم زاد" ظاہر کیا جسے تمام قوموں پر ابدی سلطنت دی گئی ہے۔ ایسا کرنے سے اُنہوں نے موعودہ مسیح ہونے اور اس یقین کا دعوٰے کیا کہ اگرچہ وقتی طور پر دشمنوں کو فتح حاصل ہو رہی ہے اور ان کے پیروکار بے بس نظر آتے ہیں تو بھی وہ بالآخر فتح مند ہوں گے۔ ابنِ آدم جس نے حقیقی انسان بننے کے لئے خود کو پست کیا ہے اس کے ساتھ ہی ابدی فاتح بھی ہے (متی ۲۴: ۳۰)۔

لیکن اس کے باوجود بھی خداوند یسوعؔ نے عہدِ عتیق کی اصطلاح "آدم زاد" کو نئے اور گہرے معنی عطا کئے۔ یہ اِس حقیقت سے ظاہر ہے کہ وہ اکثر اس خاص لقب کو اپنے دکھوں کی ضرورت اور اپنی ذبیحی موت کے ساتھ قریبی تعلق دکھاتے ہوئے استعمال کرتے ہیں (مرقس ۸: ۳۱؛ ۹: ۳۱؛ ۱۰: ۳۳؛ ۱۴: ۲۱، ۴۱؛ لوقا ۱۸: ۳۱؛ ۱۹: ۱۰؛ متی ۲۰: ۱۸، ۲۸؛ ۲۶: ۴۵)۔ انہوں نے اپنے آپ کو گنہگار انسان کے مشابہ بنا لیا: "ابنِ آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فِدیہ میں دے" (مرقس ۱۰: ۴۵ مقابلہ کیجئے یوحنا ۱۰: ۱۱، ۱۵)۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تعلیم دی کہ اِس موت کے بعد وہ جی اُٹھیں گے (متی ۲۰: ۱۸، ۱۹؛ مرقس ۸: ۳۱؛ ۱۰: ۳۳، ۳۴؛ لوقا ۱۸: ۳۱-۳۳) اور کہ آخرت میں وہ اور ان کے پیروکار بالآخر فتح مند ہوں گے (لوقا ۲۱: ۲۵-۲۸؛ ۲۲: ۲۹، ۳۰؛ مرقس ۱۳: ۲۶، ۲۷؛ ۱۴: ۲۴، ۲۵، ۶۲۔ مزید دیکھئے یوحنا ۱۳: ۳۱، ۳۲)۔

ج۔ یسوعؔ کا مسیحِ موعود ہونا

یہ ظاہر ہی ہے کہ خداوند یسوعؔ نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ خدا کے المسیح (ممسوح بادشاہ) ہیں۔ لیکن اُس وقت چونکہ یہودیوں کے مسیحِ موعود کے تصوّر میں بہت سی غلط باتیں تھیں (مقابلہ کیجئے یوحنا ۶: ۱۵) اس لئے انہوں نے اپنے شاگردوں کو اپنے المسیح ہونے کے بارے میں لوگوں کو بتانے سے منع کیا (مرقس ۹: ۷-۹؛ متی ۱۶: ۲۰؛ ۱۷: ۹)۔ لیکن جب ان کی عوامی خدمت مکمل ہوگئی اور

صلیب پر دُکھ اُٹھانے کا وقت قریب آ پہنچا تو انہوں نے یروشلیم میں فتح مند داخلے کے وسیلے سے علانیہ طور پر المسیح اور موعودہ بادشاہ کا کردار ادا کیا (متی ۲۱: ۱-۱۱؛ مرقس ۱۱: ۱-۱۸؛ لوقا ۱۹: ۱-۴۸؛ یوحنا ۱۲: ۱۲-۵۰)۔ اپنے مقدمہ کی سماعت کرنے والے منصفوں کے روبرو انہوں نے اپنے المسیح ہونے کا صاف صاف دعوےٰ کیا (متی ۲۶: ۶۳، ۶۴؛ مرقس ۱۴: ۶۱، ۶۲؛ لوقا ۲۲: ۶۹-۷۱؛ ۲۳: ۲، ۳)، لیکن وہ یہودیوں کے تصوّر کی اختراع کے المسیح نہیں تھے (یوحنا ۱۸: ۳۶)۔

ہمیں اِس فرق کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یسوع نے کبھی یہ نہیں سکھایا کہ چونکہ وہ المسیح ہیں اس لئے وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ اس کے برعکس ان کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں خدا کے بیٹے ہیں (مقابلہ کیجئے متی ۲۷: ۴۳؛ ۱۱: ۲۷؛ ۲۴: ۳۶؛ مرقس ۱۳: ۳۲ وغیرہ)۔ اور چونکہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اس لئے وہی المسیح یعنی خدا کے ممسوح ہیں۔ وہ بنیادی طور پر اور فی الواقع خدا کے ازلی اور اکلوتے بیٹے ہیں۔

د۔ یسوع کی موت

چاروں اناجیل کے مطابق خداوند یسوع مسیح نے اپنے دکھوں اور موت کی پیشین گوئی کی۔ انہوں نے بالخصوص اپنی خدمت کے آخری دنوں میں زیادہ اپنی مجوزہ موت کی طرف توجہ دلائی (متی ۱۶: ۲۱؛ مرقس ۸: ۳۱؛ ۹: ۳۱؛ ۱۰: ۳۳، ۳۴؛ لوقا ۹: ۲۲، ۴۴؛ ۲۲: ۷، ۳؛ یوحنا ۶: ۵۱؛ ۱۰: ۱۱-۱۸)۔ لیکن اس کا سب سے پہلا اشارہ مرقس ۲: ۲۰ میں ملتا ہے جہاں وہ اپنے شاگردوں کو بتاتے ہیں کہ دُکھ اور موت اُن کے منتظر ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ان کا دُکھ اٹھانا باپ کی مرضی کے مطابق ہے اور ساتھ ہی یہ کہ انہوں نے اپنی آزاد مرضی سے لوگوں کی خاطر دکھ اُٹھانا اور مرنا قبول کیا ہے (مرقس ۱۰: ۴۵؛ ۱۴: ۲۴؛ یوحنا ۱۰: ۱۱-۱۸)۔

یسوع مسیح نے عشائے ربانی کی رسم مقرر کرتے وقت صاف طور سے بتایا کہ ان کی موت قربانی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُن کا بدن انسانوں کے لئے توڑا جائے گا اور اُن کا خون ان کی ابدی نجات کے لئے بہایا جائے گا (لوقا ۲۲: ۱۹، ۲۰؛ متی ۲۶: ۲۷، ۲۸؛ مرقس ۱۴: ۲۲-۲۴ مقابلہ کیجئے یوحنا ۱۴: ۲؛ ۱۰: ۱۵؛ ۱۹: ۳۰)۔ اُن کی موت کے وسیلہ سے گناہوں کی معافی ممکن بن جائے گی (متی ۲۶: ۲۷-۲۸) اور خدا اور انسان کے درمیان ایک نیا عہد قائم ہوگا (لوقا ۲۲: ۲۰)۔ اس طرح ان کی موت کے وسیلہ سے بہتوں کو ابدی برکت ملے گی اور خدا اور انسان کے درمیان نیا تعلق قائم ہوگا کیونکہ وہ اپنی جان کا فدیہ دیکر اُن کے لئے معافی حاصل کریں گے۔ انہوں نے جن الفاظ میں اسے بیان کیا ہے وہ یقیناً یسعیاہ کی کتاب کے "دُکھ اٹھانے والے خادم" کے بیان سے متاثر ہیں جس نے بہتیروں کا گناہ اُٹھایا اور انہیں راستبازی سے مُلبّس کیا (یسعیاہ ۵۲: ۱۳-۵۳: ۱۲)۔

ہ۔ آئندہ واقعات

یسوع مسیح نے نہ صرف اپنے دُکھ اُٹھانے اور موت کے متعلق ہی بتایا بلکہ اس سے بھی زیادہ مستقبل قریب اور مستقبل بعید کے واقعات کے متعلق بھی۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ بتایا کہ اگرچہ وہ بہتیروں کے لئے اپنی جان کا فدیہ دیں گے تو بھی وہ مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے (مرقس ۹: ۹-۱۰ وغیرہ)۔

پھر انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ اپنے دشمنوں کی تمام نفرت اور قوّت اور ان کے ہاتھوں اُنہیں جو بظاہر شکست اُٹھانی پڑے گی، اس کے باوجود بھی وہ بالآخر اُن پر فتح حاصل کریں گے۔ متی باب ۲۴، مرقس باب ۱۳ اور لوقا ۲۱: ۵-۳۶ میں اُن کے آخرت کے بارے میں مکاشفاتی بیان اور ان کے دیگر فرمودات کا بغور مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بدی کی تمام قوتوں پر اپنی فتح اور اپنی الٰہی قدرت کے مکاشفہ کو ایسے پیش کیا گویا کہ یہ درجہ بدرجہ عملی صورت میں رونما ہوگا۔ بنیادی طور پر تو ان کی فتح پہلے ہی ایک جلالی حقیقت تھی (لوقا ۱۰: ۱۷-۲۲؛ متی ۱۱: ۲۷؛ ۲۸: ۱۸-۲۰؛ یوحنا ۶: ۳۵-۳۹)۔ لیکن اُن کی آمدِ ثانی پر جاہ و جلال میں آنے سے پیشتر ان کے شاگردوں کو متعدد آزمائشوں میں سے گذرنا پڑے گا (متی ۱۰: ۱۶-۲۳؛ مرقس ۱۳: ۵-۱۳؛ یوحنا ۱۶: ۳۳؛ لوقا ۲۱: ۱۲، ۲۵، ۲۶)۔ یسوع مسیح نے پیشین گوئی کی کہ ایک لحاظ سے اُن کے دشمن اور شاگرد دونوں ہی جلد ان کی فتح کی اِس حقیقت کا تجربہ کریں گے کہ خدا باپ نے انہی کے ذریعہ اپنی حاکمانہ قدرت کا اظہار کیا ہے (متی ۱۰: ۲۳؛ ۱۶: ۲۸؛ مرقس ۹: ۱؛ لوقا ۲۲: ۶۹ وغیرہ)۔ اور یہ بات حقیقتاً ان کی موت کے واقعات میں (متی ۲۷: ۴۵، ۵۱ مابعد؛ مرقس ۱۵: ۳۳، ۳۸، ۳۹؛ لوقا ۲۳: ۴۴ مابعد)، ان کی قیامت اور صعودِ آسمانی میں (متی ۲۸: ۱-۱۰؛ لوقا باب ۲۴؛ اعمال ۱: ۹)، پنتکُست کے دن رُوح القُدس کے وعدہ کے پورا ہونے میں (اعمال ۲: ۱-۳۶ قب یوحنا ۱۶: ۷-۲۲؛ لوقا ۲۴: ۴۹)، کلیسیا کے قیام اور ترقی (اعمال ۲: ۳۷-۴۷ اور اعمال کی باقی کتاب) اور یروشلیم اور ہیکل کی تباہی اور یہودی قوم کی المناک حالت میں پوری ہوئی۔ ان تمام تاریخی واقعات میں خدا کی بادشاہی یسوع مسیح کی نبوّتی تعلیم کے عین مطابق ظاہر ہوئی (مرقس ۱۲: ۹؛ ۱۳: ۲؛ ۱۴-۲۳؛ متی ۲۱: ۴۳، ۴۴؛ ۲۳: ۲۷-۳۹؛ ۲۴: ۱-۲۵؛ لوقا ۱۹: ۴۱-۴۴؛ ۲۱: ۵، ۶، ۲۰-۲۴)۔

جب خداوند مسیح نے خدا کی آنے والی بادشاہت اور اپنی الٰہی قدرت کے اظہار کے متعلق بتایا تو انہوں نے اپنی قدرت کے ابتدائی اظہار سے کہیں آگے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ انہوں نے سکھایا کہ بالآخر خدا

کی بادشاہی کامل جلال کے ساتھ آئے گی اور کہ تب باپ کی حاکمیت بیٹے میں ہر شے پر عالمگیر سطح پر ظاہر ہوگی (متی ۲۴: ۲۹-۳۱؛ ۲۵: ۳۱-۳۴؛ مرقس ۱۳: ۲۴-۲۷؛ لوقا ۲۱: ۲۵-۲۷؛ یوحنا ۵: ۲۸-۲۹؛ ۶: ۴۴؛ ۱۴: ۲، ۳)۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں سکھایا تھا کہ خدا کی بادشاہی کی یہ آخری آمد اُس دَور کی نسل کی زندگی میں ہوگی۔ یہ درج ذیل حوالوں سے صاف ظاہر ہے:

مرقس ۱۳: ۷، ۱۰؛ ۱۴: ۹؛ متی ۲۴: ۱۴، ۳۶-۵۱؛ ۲۵: ۱-۴۶ (خاص طور پر دیکھئے متی ۲۴: ۱۴؛ ۲۵: ۱۹؛ لوقا ۱۹: ۱۱؛ ۲۱: ۹، ۲۴)۔

مستقبل کے بارے میں خداوند مسیح کی تعلیم کا مطالعہ کرتے وقت اُن مختلف پہلوؤں کو جن سے انہوں نے آنے والی بادشاہی کو پیش کیا یاد رکھنا ضروری ہے۔ بعض موقعوں پر یسوع مسیح نے ابھی اور اسی وقت الٰہی حکومت کی نجات بخش اور عدالتی سرگرمی کی نشاندہی کی، جبکہ دیگر واقعات میں انہوں نے یہودی قوم کے المناک مستقبل پر زور دیا جو کہ یروشلیم اور ان کی ہیکل کی بربادی کے نتیجہ کے طور پر ان کا منتظر تھا کیونکہ بحیثیت قوم انہوں نے یسوع کو اپنا المسیح رد کیا۔ لیکن جس طرح ایک بلند و بالا سلسلہ ہائے کوہ چھوٹے پہاڑوں کے سلسلہ پر سایہ کئے ہوتا ہے، اُسی طرح خداوند یسوع کی نبوتی تعلیم میں آخری زمانہ کے واقعات مقامی اور قومی واقعات پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اُس وقت باپ بیٹے کو سچا ثابت کر کے اُسے تمام کائنات کے سامنے اپنا بیٹا قرار دے گا اور اُسے جلال بخشے گا تاکہ ظاہر ہو کہ یہ وہ ہے جسے اُس نے ابدی اور عالمگیر حکومت بخشی (مقابلہ کیجئے لوقا ۲: ۵-۲۷)۔

و۔ یسوع مسیح کی تعلیم کے سچے ہونیکی تصدیق

مستقبل کے بارے میں یسوع مسیح کی تعلیم کے متعلق ہم پہلے ہی دکھا چکے ہیں کہ اُس کی تصدیق تاریخی واقعات سے ہوتی ہے بعینہٖ ان کی نبوتی تعلیم کو درست ثابت کرنے کے لئے بہت کچھ دکھایا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک عمدہ مثال لوقا ۲۱: ۲۴ (مقابلہ کیجئے مرقس ۱۳: ۲ وغیرہ) میں ملتی ہے۔ یہاں جو کچھ مسیح خداوند نے فرمایا وہ اب لفظ بہ لفظ پورا ہو چکا ہے۔ ۷۰ء میں رومیوں نے یروشلیم کو برباد کر دیا اور اُس وقت سے اب تک وہ غیر قوموں سے پائمال ہوتا رہا ہے (لوقا ۲۱: ۲۴)۔ لیکن اب یہ میعاد ختم ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں دیگر طریقوں سے بھی خداوند مسیح کی تعلیم کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ باپ نے بھی حسب ذیل طریقوں سے اپنے بیٹے کی تعلیم کی تائید کی ہے:

۱۔ یسوع مسیح کے بپتسمہ اور کوہ زیتون پر تبدیل صورت کے موقع پر خدا نے فرمایا کہ "تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں" (دیکھئے مرقس ۱: ۱۱؛ ۹: ۷ وغیرہ)۔

۲۔ خدا نے اُنہیں بے مثال معجزات کی قدرت بخشی جس سے ان کی ذہنی اور جسمانی بیماریوں اور نقائص پر (انہوں نے لاعلاج بیماروں کو شفا اور اندھوں کو آنکھیں دیں) فطرت پر (پانی کو مے بنایا اور طوفان کو تھام دیا وغیرہ) اور جسمانی اور روحانی موت پر (مُردوں کو زندہ کیا اور لوگوں کے گناہ معاف کئے اور ان کی زندگیاں تبدیل کیں) الٰہی قدرت ظاہر ہوئی۔

۳۔ خدا نے انہیں مُردوں میں سے جلایا اور اپنے دہنے ہاتھ بٹھا کر سرفراز کیا۔

۴۔ پنتکُست کے معجزے کے وسیلہ سے جس نے شاگردوں کے ایک چھوٹے اور بے وجود گروہ کو ایسے آدمیوں میں تبدیل کر دیا جنہوں نے مسیح کی ناقابل تسخیر کلیسیا کی بنیاد رکھی۔

۵۔ خدا نے آدمیوں اور قوموں کی تاریخ کی اِس طرح سے راہنمائی کی کہ یسوع مسیح کی مستقبل کے بارے میں تمام پیشین گوئیاں یا تو پوری ہو چکی ہیں یا پوری ہو رہی ہیں۔ مثلاً مسیح نے فرمایا کہ اگرچہ ان کے پیروکاروں کو مصائب اور آگ کی بھٹی میں سے گذرنا پڑے گا تو بھی کلیسیا کبھی برباد نہ ہوگی۔ اس کے برعکس وہ زیادہ وسیع پیمانے پر انجیل کی منادی کرے گی، یہاں تک کہ "خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا" (متی ۲۴: ۱۴)۔ اگر ہم انسانی سطح پر دیکھیں تو جب خداوند مسیح نے یہ الفاظ کہے تو اُس وقت ہر بات ان کے خلاف تھی۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود خدا نے اپنے بیٹے کی کلیسیا کی تقریباً دو ہزار سال کے عرصے میں راہنمائی اور حفاظت کی اور اب کلیسیا پہلے سے کہیں زیادہ قوموں میں بشارت دے رہی ہے۔

۶۔ خدا نے نئے عہد نامہ کو تشکیل دیا اور محفوظ رکھا جو پرانے عہد نامہ کے ساتھ مل کر خدا کا مکمل مکاشفہ ہے اور مسیح کو جو باپ اور رُوح القدس کے ساتھ ایک ہیں (متی ۲۸: ۱۸-۲۰؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۳: ۱۴) تمام چیزوں کا مرکز بیان کرتا ہے۔

۷۔ خداوند مسیح کی تعلیم کی سچائی کی تصدیق، ایمانداروں کی زندگیوں اور کلیسیا میں سکونت کرنے والے پاک رُوح کے وسیلے سے بھی ہوتی ہے۔ یوں ان کے یوحنا ۱۵: ۲۶ اور ۱۶: ۱۲-۱۵ میں مرقوم وعدے، ان الفاظ کے ساتھ متواتر پورے ہو رہے ہیں کہ "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴: ۲۵، ۲۶ مقابلہ کیجئے اعمال ۱: ۴، ۵، ۸)۔ نیز دیکھئے یسوع مسیح کی زندگی۔ مسیح موعود۔

یسوع مسیح کی زندگی :-

۱- تاریخ

مسیح یسوع کی تاریخی حیثیت مُسلّم ہے - گذشتہ دو صدیوں میں بعض لوگوں نے انہیں افسانوی کردار ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے - نہ صرف نئے عہدنامہ کی بنیاد تاریخی مسیح پر ہے بلکہ مسیحی کلیسیا کی بقا اور ترقی کا انحصار بھی انہی پر ہے - اور حقیقت تو یہ ہے کہ گذشتہ ۱۹ سو سالوں کی دنیا کی تاریخ کے دھارے کو بھی مسیح کے اس جہاں میں زندگی بسر کرنے، مرنے اور پھر جی اُٹھنے کی تاریخی حقیقت سے جدا نہیں کیا جا سکتا -

یہ حقیقت کہ مسیح کی خدمت کے بعد کی دنیا کی تاریخ کے سو سالوں میں مسیح خداوند کے بارے میں بہت کم حوالے ملتے ہیں ایک فطری بات ہے - رُومی دنیا کی پہلی دو صدیوں میں مشرق میں مسیحیت دیگر مذاہب کے درمیان ہنوز پُھوٹ ہی رہی تھی، اس لئے مورخین کو اُس میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی - لیکن جب مسیحیت کی حکومت کے ساتھ کشمکش شروع ہوئی تو ابتدائی قلمکاروں نے اُس کا حوالہ دیا اور سب نے مسیح یسوع کو مسیحیت کا بانی ٹھہرایا -

یہودی مورخ یوسیفس نے اپنی تحریرات میں خداوند یسوع مسیح کے متعلق ایک مبہم سا حوالہ دیا ہے - اس کے علاوہ اس زمانہ کے ایسے کسی یہودی مورخ کی تحریرات میں بھی یسوع مسیح کا براہِ راست حوالہ نہیں ملتا جو مسیحی نہ ہُوا ہو - اِس کی وجہ وہ مخالفت اور کینہ تھا جو اُس زمانہ کے یہودی راہنما مسیح خداوند سے رکھتے تھے - تاہم اُس زمانہ کے ربیّوں کی تحریرات میں ایسے حوالے ہیں جن میں اگرچہ یسوع مسیح کا نام تو نہیں لیا گیا تو بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اشارہ ان ہی کی طرف ہے - اُن میں بتایا گیا ہے کہ "اسرائیل میں ایک مجرم تھا جو جادو منتر سے کام لیتا، دانشوروں کے الفاظ کا تمسخر اڑاتا، لوگوں کو گمراہ کیا کرتا اور کہا کرتا کہ وہ شریعت میں اضافہ کرنے کے لئے آیا ہے - اُسے عیدِ فسح کے موقع پر صلیب دی گئی اور اُس کے شاگرد اُس کے نام میں لوگوں کو شفا دیتے ہیں"۔

مسیحیت کی ابتدائی صدیوں میں مسیحیت کے سخت ترین مخالفین نے بھی کبھی یسوع مسیح کی ہستی، فلسطین میں وفات اور ان کے عجیب و غریب کاموں کا انکار نہ کیا خواہ وہ ان کاموں کے پسِ پشت کیسی ہی قوت کیوں نہ تصوّر کرتے ہوں - اور نہ اِس زمانہ میں ہی غیر جانبدار مورخین مسیح کی تاریخی حقیقت سے انکار کرتے ہیں - مورخین ہرگز ہرگز مسیح کی ہستی کو خیالی تصوّر نہیں کرتے اور نہ صرف اُن کی موت کو بلکہ قیامت کو بھی ایک تاریخی حقیقت مانا جاتا ہے -

۲- ماخذ

مسیح یسوع کی زندگی کی ضروری تفصیلات کے لئے ہمارا کُلّہم انحصار نئے عہدنامہ پر ہے - جیساکہ ہم نے پہلے بتایا ہے کہ اُس زمانہ کے غیر مذہبی لٹریچر سے ہمیں کچھ مدد نہیں ملتی اور اگر ہم اُس زمانہ کے مسیحی ادب سے رجوع کریں تو شاید ہی کوئی ایسی بات ہو جو نئے عہدنامہ میں نہ پائی جاتی ہو - اُس زمانہ کا غیر مُلہم ادب جو تصوّرات کی پیداوار ہے وہ صرف مستند اناجیل کی تاریخی خصوصیت کو ثابت کرنے میں مدد دیتا ہے لیکن مسیح کی زندگی کے متعلق ہمارے علم میں کوئی اضافہ نہیں کرتا -

اناجیل اربعہ عام معنوں میں سوانح عمریاں نہیں ہیں - چاروں انجیل نویسوں میں سے ہر ایک کے سامنے ایک خاص مقصد تھا اس لئے انہوں نے خداوند مسیح کی زندگی سے متعلقہ دستیاب مواد میں سے اپنے اپنے نظریہ کے مطابق اُن باتوں کو چُن کر بیان کیا جن کا ان کے مقصد سے تعلق تھا (دیکھئے اناجیل اربعہ) - اگرچہ انہوں نے خداوند مسیح کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر مختلف انداز میں زور دیا ہے، تاہم چاروں ایک ہی مسیح کو خداوند اور نجات دہندہ، کامل ابنِ آدم اور اکلوتا ابنِ خدا بیان کرتے ہیں -

چونکہ اناجیل عام معنوں میں سوانح عمریاں نہیں ہیں بلکہ یسوع مسیح کے بارے میں یہ خوشخبری پیش کرتی ہیں کہ وہ خداوند اور نجات دہندہ ہیں اس لئے ہمیں اُن میں تاریخی ترتیب کو تلاش نہیں کرنا چاہیئے - دوسری طرف انجیل نویسوں نے اپنے مذہبی مقاصد کے پیش نظر خداوند یسوع مسیح کی زندگی کی تاریخی خصوصیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا - چونکہ اُنکے اور دیگر پیروکاروں کے نزدیک مسیح پر ایمان موت اور زندگی کا سوال تھا اس لئے وہ جانتے تھے کہ اوّلین ضرورت مسیح خداوند کے بارے میں سچائی کو پیش کرنا ہے - یوں وہ اپنے ایمان کی بنیاد قصّے کہانیوں اور افسانوں کو نہیں بنا سکتے تھے - اوّلین مسیحیوں کا سا ایمان مسیح خداوند کے ساتھ قطعی وفاداری کا تقاضا کرتا تھا خواہ اُس کی خاطر انہیں جان ہی کیوں نہ دینی پڑے - اِس قسم کے ایمان کو صرف یقینی حقائق ہی پر تعمیر کیا جا سکتا ہے - مزید براں ابھی وہ لوگ جنہوں نے ہمارے خداوند کو دیکھا اور سُنا تھا زندہ تھے اور انجیل نویس اُن کے ساتھ نزدیکی تعلق رکھتے تھے - وہ اُن سے اُن باتوں کی تصدیق کرا سکتے تھے - اور مزید یہ کہ اُس وقت بے شمار لوگ ان تاریخی واقعات سے آگاہ تھے اس لئے انجیل نویس بناوٹی اور جعلی واقعات بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے -

اگرچہ لوقاؔ نے اپنی انجیل میں مرقسؔ کی انجیل کے بہت سے حصّے شامل کئے اور یوحنّا رسول بھی پہلی تین انجیلوں سے یقیناً واقف ہوگا تو بھی چاروں انجیلیں بنیادی طور پر خداوند یسوع مسیح کی زندگی

کے بارے میں چار آزاد ماخذ ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک مسیح خداوند کی زندگی اور خدمت کے کسی خاص پہلو پر دوسروں کی نسبت زیادہ روشنی ڈالتی ہے لیکن بنیادی طور پر چاروں انجیلوں میں ایک ہی مسیح ہے۔ یہ بات جیسے ★ اناجیل متوافقہ کے سلسلہ میں درست ہے ویسے ہی یوحنا کی انجیل کے لئے بھی ہے۔ یوحنا کی انجیل باقی تینوں کو تقویت پہنچاتی ہے، اور چونکہ یوحنا رسول نے اسے باقی انجیلوں کے بعد لکھا (۹۰-۱۰۰ء) اس لئے اُس نے انجیلی تاریخ کی مذہبی اور فلسفیانہ اہمیت پر دوسروں کی نسبت زیادہ گہری نظر ڈالی اور نتیجتاً وہ خداوند مسیح کی اپنی الٰہی ابنیت کے بارے میں تعلیم پر زیادہ توجہ مرکوز کرتا ہے۔ تاہم وہ بھی اُسی مسیح کو پیش کرتا ہے جسے باقی انجیلوں میں کیا گیا ہے (دیکھئے یوحنا کی انجیل)۔

مختصراً یہ چاروں انجیلیں یسوع مسیح کی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا سب سے قابلِ اعتماد ذریعہ ہیں۔ اگرچہ باقی نیا عہدنامہ انجیلوں کی تاریخی تفصیل میں کوئی خاص اضافہ نہیں کرتا، تو بھی اہم اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اعمال کی کتاب، خطوط اور مکاشفہ کی کتاب اِس حقیقت پر تعمیر ہوئے ہیں جس کی تصدیق انجیلیں بھی کرتی ہیں کہ یسوع مسیح اِس دنیا میں زندگی بسر کرتے رہے اور انہوں نے تعلیم دی، دکھ اُٹھایا اور فتح پائی۔ چونکہ نئے عہدنامہ کے بعض خطوط (۱-اور ۲-تھسلنیکیوں اور گلتیوں اور شاید یعقوب) ۵۰ء یا اُس سے تھوڑا بیشتر لکھے گئے اس لئے اِن کے اور مسیح کو صلیب دینے کے واقعہ کے درمیان قریباً ۲۰ سال کا وقفہ ہوا۔ پھر مزید یہ کہ نئے عہدنامہ کا ایک مصنف پولس جو کہ مسیحیوں کا سخت دشمن تھا، اُس نے ۳۲ یا ۳۳ عیسوی میں مسیحیت کو قبول کیا اور یعقوب کا خط خداوند مسیح کے بھائی یعقوب نے تحریر کیا۔ اِن باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح یسوع کی زمینی زندگی (۶-۴ ق م — ۳۰ء) اور اُن مسیحیوں کے درمیان جن کی زندگی میں نیا عہدنامہ لکھا گیا کتنا قریبی تعلق تھا۔ پولس رسول کا ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۱-۸ میں رسولی منادی کا خلاصہ بڑی اہمیت رکھتا ہے: "اب اے بھائیو! میں تمہیں وہی خوشخبری جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو۔ اُسی کے وسیلہ سے تم کو نجات بھی ملتی ہے ... چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مؤا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتابِ مقدس کے مطابق جی اُٹھا۔ اور کیفا کو اور اُس کے بعد اُن بارہ کو دکھائی دیا۔ پھر پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے۔ پھر یعقوب کو دکھائی دیا۔ پھر سب رسولوں کو۔ اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا ادھورے دنوں کی پیدائش ہوں دکھائی دیا۔"

اِس بیان میں پولس رسول نہ صرف اُس خوشخبری کو پیش کرتا ہے جس کا چاروں انجیل نویسوں نے دعوےٰ کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ابتدائی کلیسیا اور رسولوں اور خداوند مسیح کی زندگی کے چشم دید گواہوں کے درمیان کتنا قریبی تعلق تھا۔ پس اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ اگرچہ انجیلیں مختلف پہلوؤں پر زور دیتیں اور ان کے بیانات ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں تو بھی وہ اُسی مسیح کو پیش کرتی ہیں جو کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے کے لئے آئے اور جنہیں آسمان اور زمین کا کُل اختیار بخشا گیا ہے (متی ۱۱: ۲۷؛ ۲۸: ۱۸؛ مرقس ۱: ۱؛ ۸: ۲۹؛ لوقا ۱: ۳۲، ۳۵؛ ۲: ۱۱؛ ۹: ۳۵؛ ۱۰: ۲۲؛ یوحنا ۱: ۱؛ ۲۰: ۲۸ وغیرہ)۔

اگرچہ مخالفین ابتدا ہی سے اناجیل اربعہ کو پایۂ اعتبار سے گرانے کے لئے تند و تیز حملے کرتے آئے ہیں تو بھی وہ ناکام رہے اور اب اُن کا مستند ہونا پہلے سے کہیں زیادہ ثابت ہے۔ معترضین نے شک و شبہ پیدا کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے نظریے پیش کئے لیکن یسوع مسیح کی زندگی کی ناقابلِ تردید تاریخ کے سامنے جیسے کہ ان اناجیل میں رقم ہوئی ہے وہ ٹھہر نہ سکے۔ اگرچہ اناجیل بعض باتوں کے بارے میں جو ہم فطری طور پر جاننا چاہتے ہیں خاموش ہیں، تاہم یہ چاروں ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہوئے یسوع مسیح کے متعلق وہ تمام حقائق پیش کر دیتی ہیں جن کی ہمیں اس بات پر ایمان لانے کی ضرورت ہے کہ "یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے" اور کہ اُن کے نام پر ایمان لانے سے زندگی ملتی ہے (یوحنا ۲۰: ۳۱)۔

۳-لاثانیت

خداوند یسوع کی زندگی متعدد باتوں میں لاثانی ہے۔ اِس لاثانیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ اُن کی پیدائش سے سینکڑوں سال پیشتر جو خاص پیشینگوئیاں کی گئی تھیں وہ پوری ہوئیں۔ مثال کے طور پر یسوع مسیح نے بارہا اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ کتابِ مقدس کے مطابق دکھ اُٹھائیں گے، وفات پائیں گے اور مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے (مقابلہ کیجئے لوقا ۱۸: ۳۱-۳۴)۔ اپنے جی اُٹھنے کے بعد بھی اُنہوں نے اعلان کیا کہ ان کی زندگی موت اور قیامت میں پاک نوشتے پورے ہوئے ہیں (لوقا ۲۴: ۲۵-۲۷، ۴۴-۴۸)۔

اعمال کی کتاب میں مرقوم پطرس، ستفنس اور پولس کے خطبات میں اور خاص طور پر نئے عہدنامہ کی تمام کتابوں میں یسوع مسیح کی زندگی، دکھوں اور سرفرازی کے متعلق بار بار دعوےٰ کیا گیا ہے کہ وہ عہدِ عتیق میں خدا کے وعدوں کی تکمیل ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس کا اس حقیقت سے موازنہ نہ کیا جا سکے کہ یسوع مسیح کی پیدائش سے سینکڑوں سال پیشتر ان کے متعلق

بہت سی باتیں یہاں تک کہ ان کی جائے پیدائش کے متعلق بھی عہدِ عتیق میں بتا دیا گیا تھا (میکاہ ۵: ۲)۔ پھر اُن کی فوق الفطرت پیدائش اور صعودِ آسمانی کی بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ صرف یسوع مسیح کی زندگی ہی سے ہمیں خدا کے مجسّم ہونے کا علم ہوتا ہے۔

خداوند مسیح نے اپنی ابدیت اور الٰہی ابنیت کے متعلق جو دعوے کئے، اُن کی تصدیق ان کی زندگی، موت، قیامت اور فتحمند صعودِ آسمانی سے ہوتی ہے۔ وہ ایک لاثانی ہستی ہیں۔

۴۔ بنیادی باتیں

اگرچہ ہم خداوند یسوع مسیح کی مفصّل یا تاریخی واقعات کے مطابق سوانحِ حیات ترتیب نہیں دے سکتے، تاہم اناجیل اتنا مواد ضرور مہیّا کرتی ہیں کہ ہم ان کی زندگی کی اہم باتیں بیان کر سکیں۔

ا۔ فوق الفطرت پیدائش

انجیل نویسوں کے پاس یسوع مسیح کی پیدائش کی حقیقت کو دریافت کرنے کے کافی مواقع تھے۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ یسوع مسیح کی والدہ محترمہ مقدّسہ مریم پیارے رسول یوحنّا کی زیرِ کفالت تھیں (مقابلہ کیجئے یوحنّا ۱۹: ۲۶-۲۷) یاد رہے کہ یسوع مسیح کا بھائی یعقوب کافی عرصہ تک یروشلیم کی کلیسیا کا پیشوا رہا۔ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے اور صعودِ آسمانی کے بعد مقدّسہ مریم اور ان کے بیٹوں کے دل میں یسوع کے المسیح اور ابن اللہ ہونے کے بارے میں کوئی شک نہ رہا اور وہ یروشلیم کی کلیسیا میں مسیحیوں کے ساتھ قریبی رفاقت رکھتے رہے (مقابلہ کیجئے اعمال ۱: ۱۴)۔ ۵۶ء یا ۵۷ء میں جب لوقا پولس رسول کے ساتھ یروشلیم گیا تو وہ جن لوگوں سے ملے اُن میں سے ایک یسوع مسیح کا بھائی یعقوب بھی تھا (اعمال ۲۱: ۱۷، ۱۸)۔ لوقا کی انجیل کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یسوع مسیح کی زندگی کے بارے میں حقائق معلوم کرنے میں پہلے ہی دلچسپی رکھتا تھا۔ خواہ لوقا مقدّسہ مریم سے شخصی طور پر ملا یا نہیں، یہ یقینی بات ہے کہ اُس کی یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق ایسی معلومات تک پہنچ تھی جو صرف مُقدّسہ مریم ہی فراہم کر سکتی تھیں۔ لوقا مقدّسہ مریم کے فوق الفطرت حمل اور مسیح یسوع کی پیدائش کی جو کہانی بیان کرتا ہے (لوقا ۱: ۲۶-۵۶؛ ۲: ۱-۵۱)، وہ بنیادی طور پر مُقدّسہ مریم کے نکتۂ نگاہ پر مبنی ہے۔ اِس کے برعکس متّی رسول اپنا بیان زیادہ تر یوسف کے نکتۂ نظر سے پیش کرتا ہے۔ تاہم دونوں انجیلیں اِس بات پر متفق ہیں کہ یسوع مسیح انسانی باپ سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ پاک رُوح کی معرفت ابن اللہ کی صورت میں پیدا ہوئے (مقابلہ کیجئے لوقا ۱: ۳۵؛ متّی ۱: ۱۸-۲۴)۔ اِس حقیقت کے مطابق ہی یوحنّا رسول اپنی انجیل کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔۔۔ اور کلام مجسّم ہُوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنّا ۱: ۱، ۱۴)۔ (دیکھئے تجسم المسیح)۔

ب۔ بچپن اور جوانی

لوقا ۲: ۴۰، ۵۲ سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح عام بچوں کی مانند پلے، بڑھے اور جوان ہوئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہ وہ کامل تھے۔ ان کی زندگی کے ہر درجے سے خدا نے کامل انسان کی زندگی کے معیار کو ظاہر کیا۔ اگرچہ انہوں نے مُقدّسہ مریم اور یوسف کے غریب گھر میں دیگر بہن بھائیوں کے ساتھ پرورش پائی، تاہم وہ ہر لمحہ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے (لوقا ۲: ۴۹، ۵۲)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع شروع ہی سے جانتے تھے کہ وہ خاص معنوں میں خدا کے بیٹے ہیں۔ لوقا ۲: ۴۶-۴۷ سے ظاہر ہے کہ خداوند یسوع نے اپنے لڑکپن ہی سے عہدِ عتیق کا خاص مطالعہ کیا تھا، اور اگرچہ غالباً حضرت یوسف جلد ہی وفات پا گئے تھے اور یسوع مسیح کو بطور بڑھئی کام کر کے اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کے لئے روزی کمانی پڑتی تھی (متّی ۱۳: ۵۵، ۵۶) توبھی وہ کلام پاک کے مطالعے اور دعا بندگی میں کافی وقت صرف کرتے تھے۔

نئے عہد نامہ میں خداوند یسوع مسیح کی ابتدائی زندگی کے بارے میں تفصیلاً کچھ بھی بیان نہیں ہُوا ہے۔ البتہ ان کے بچپن کے بارے میں چند ایک حوالے ملتے ہیں جن سے ان کے سنِ بلوغت تک پہنچنے تک ان کی جسمانی، ذہنی اور روحانی ترقی کے متعلق تھوڑا بہت اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ج۔ بپتسمہ اور آزمائش

جب خداوند یسوع مسیح تقریباً ۳۰ سال کے ہوئے (لُوقا ۳: ۲۳۔ غالباً ۲۷ء میں) تو انہوں نے ناصرت کو خیرباد کہہ کر دریائے یردن میں یوحنّا اصطباغی سے بپتسمہ لیا۔ ایسا کرنے سے انہوں نے ابن اللہ اور دنیا کا نجات دہندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے المسیح کے کام کو علانیہ قبول کیا یعنی انہوں نے اگرچہ وہ بے گناہ تھے دنیا کا گناہ اپنے اوپر اُٹھا لیا۔

خدا باپ نے اُپنے بیٹے کے اِس کام کی تصدیق میں کہ انہوں نے عمداً اپنے آپ کو گنہگار انسانوں کے مشابہ بنایا، کبوتر کی صورت میں اپنا پاک رُوح اُن پر نازل کر کے آسمان سے فرمایا کہ "تُو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں" (لوقا ۳: ۲۲)۔ یہ الفاظ زبور ۲: ۷ اور یسعیاہ ۴۲: ۱ کے ساتھ مل کر تصدیق کرتے ہیں کہ وہ المسیح ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اپنی المسیح کی بلاہٹ کو خداوند کے فرمانبردار اور دُکھ اُٹھانے والے خادم کی صورت میں پورا کرینگے۔

جب رُوح یسوع مسیح کو ابلیس سے آزمائے جانے کے لئے

یہودیہ کے بیابان میں لے گیا (متی ۴: ۱) تو اُس وقت اُن کے دل میں اسی الٰہی تصدیق کی پختہ تسلی تھی۔ پس یہ دکھانے کے لئے کہ وہ دنیا کا نجات دہندہ بننے کے اہل ہیں انہیں پہلے یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ اپنے آسمانی باپ کے قطعی فرمانبردار ہیں اور اُس عظیم دھوکا باز پر غالب آنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جب ہم یسوع مسیح کی آزمائش کا پیدائش باب ۳ میں آدمؔ اور حواؔ کی آزمائش سے مقابلہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آدمؔ اور حواؔ نہایت موافق حالات میں خدا کے زیرِ سایہ رہتے تھے تو بھی وہ ناکام رہے جبکہ خداوند مسیح نہایت مشکل حالات میں بھی سرخرو ہوئے۔ چالیس دن تک جسمانی اور روحانی ریاضت اور تنہائی میں رہنے کے بعد انہیں آزمانے والے کی چالاکیوں اور قدرت کا سامنا کرنا پڑا۔ ابلیس نے اُن کے سامنے اپنے آسمانی باپ کو آزمانے یا اُس راستے کو جس کی اُس آسمانی آواز نے نشاندہی کی تھی اور جو ان کے باپ کی مرضی کے عین مطابق تھا رد کرنے کی آزمائشیں رکھیں۔ لیکن مسیح خداوند نے اِن عیارانہ اور مکارانہ آزمائشوں کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا اور اپنے باپ کی مرضی کے مکمل اور غیر متزلزل طور پر تابع فرمان رہے۔ وہ اپنی روحانی آزمائشوں سے خدا کے وفادار بیٹے اور خادم ثابت ہوئے (متی ۴: ۱-۱۱؛ مرقس ۱: ۱۲، ۱۳؛ لوقا ۴: ۱-۱۳)۔

د- اپنی عوامی خدمت کا آغاز

ابلیس کے شدید حملوں پر فتح یاب ہونے کے بعد یسوع مسیح نے بڑی سرگرمی سے اپنی عوامی خدمت شروع کی۔ اپنی خدمت کے پہلے مرحلے پر انہوں نے اپنے پہلے شاگرد چُنے (یوحنا ۱: ۳۵-۵۱)۔ انہوں نے پانی کو مے میں تبدیل کرنے سے (یوحنا ۲: ۱-۱۱)، معجزے دکھانے سے (یوحنا ۲: ۲۳ مابعد)، نیکدیمس کو روحانی سچائیوں کی تعلیم دینے سے اور نفرتی سامریوں کو نجات کا پیغام دینے سے (یوحنا ۴: ۱-۴۲) اپنی الٰہی قدرت کا مظاہرہ کیا۔ ان کی خدمت کے اس مرحلہ کی راہ یوحنا اصطباغی نے تیار کی تھی اور یہ اپنے عروج کو اُس وقت پہنچا جب کچھ سامریوں نے اقرار کیا کہ "ہم نے خود سن لیا اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے" (یوحنا ۴: ۴۲)۔

ہ- مرکزی تعلیم اور گلیل میں خدمت

یوحنا اصطباغی کی قید خداوند یسوع مسیح کے لئے گلیل میں اپنی خدمت اس اعلان کے ساتھ شروع کرنے کا اشارہ تھی کہ "وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے" (مرقس ۱: ۱۴، ۱۵)۔ جب خداوند یسوع نے ناصرۃ کے عبادت خانہ میں دعوے کیا کہ المسیح کے وعدے اُن میں پورے ہوں گے اور ان کے اپنے شہر نے ان کے اس دعوے کو رد کر دیا (لوقا ۴: ۱۶ مابعد) تو انہوں نے کفرنحوم کو اپنا نیا مرکز بنایا۔ غالباً ایک سال سے زیادہ عرصہ تک وہ کفرنحوم اور گلیل کے دیگر حصوں میں خدمت کرتے اور تعلیم دیتے رہے (متی ۴: ۱۲-۱۴: ۱۳؛ مرقس ۱: ۱۴-۶: ۴۳؛ لوقا ۴: ۱۴-۹: ۱۱؛ یوحنا ۴: ۴۶-۵۴ وغیرہ)۔ اس دوران میں انہوں نے نہ صرف فطرت پر اپنے الٰہی اختیار کا مظاہرہ کیا (مرقس ۴: ۳۵-۴۱؛ ۶: ۳۴-۵۱ وغیرہ) بلکہ بدروحوں اور شیاطین پر (لوقا ۸: ۲۶-۳۹؛ ۹: ۳۷-۴۵ وغیرہ)، انسانی بدن اور جسمانی اور روحانی بیماریوں پر (متی ۸: ۱-۱۷؛ ۹: ۱-۸ وغیرہ) اور یہاں تک کہ زندگی اور موت پر بھی (لوقا ۷: ۱۱-۱۷؛ متی ۸: ۱۸-۲۶)۔ مزید براں انہوں نے دعوے کیا کہ وہ بنی نوع انسان کی عاقبت پر بھی اختیار رکھتے ہیں۔ نیز پہاڑی وعظ اور اپنی دیگر تعلیمات میں خدا کی بادشاہی کے قوانین (متی ۵: ۱-۷: ۲۹ وغیرہ) کو بیان کرنے سے انہوں نے اپنے لاثانی اختیار کو بھی ظاہر کیا۔

جب یسوع مسیح بطورِ مسیحِ موعود اپنے اعلےٰ اختیار کو ظاہر کر رہے تھے تو اس دوران انہوں نے جسمانی اور روحانی بیماروں کے ساتھ اپنی محبت اور ہمدردی کا بھی اظہار کیا (متی ۹: ۱-۸، ۱۸-۲۲؛ لوقا ۸: ۴۳-۴۸ وغیرہ)۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا کہ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے کے لئے آئے ہیں اور انہوں نے گناہ معاف کرنے کے الٰہی اختیار کو استعمال کیا (لوقا ۵: ۲۰-۲۶؛ ۷: ۴۸-۵۰)۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنے متعدد پیروکاروں میں سے خاص بارہ شاگرد چُنے (متی ۱۰: ۱-۴؛ لوقا ۶: ۱۲-۱۶) اور انہیں اپنے رسول ہونے کے لئے باقاعدہ تعلیم اور تربیت دی۔

خداوند یسوع مسیح نے جس اختیار کے ساتھ اپنے سامعین کو تعلیم دی اور جس دلیری سے انہوں نے اپنے دشمن یہودی حاکموں اور فریسیوں کا مقابلہ کیا، نیز ان کے شفا دینے کے معجزات اور کائنات پر اختیار کے اظہار کے باعث (لوقا ۴: ۳۳-۴۱؛ مرقس ۵: ۱-۴۲ وغیرہ) وہ گلیل کے لوگوں میں نہایت ہر دلعزیز بن گئے (لوقا ۴: ۴۰-۴۲؛ ۵: ۱۵، ۲۶؛ ۷: ۱۷-۱۹)۔ مسیح یسوع کی یہ ہر دلعزیزی اُس وقت معراج کو پہنچی جب انہوں نے معجزانہ طور پر پانچ ہزار کو کھانا کھلایا (متی ۱۴: ۱۳-۲۱؛ مرقس ۶: ۳۰-۴۴؛ لوقا ۹: ۱۰-۱۷؛ یوحنا ۶: ۵-۱۳)، اور ان کے المسیح ہونے کے اس واضح ثبوت کے باعث ہی لوگوں نے انہیں بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا (یوحنا ۶: ۱۵)۔

ز- بارہ شاگردوں کو تعلیم و تربیت

جب مسیح خداوند نے زمینی بادشاہ بننے سے انکار کر دیا (یوحنا ۶: ۲۶-۲۷) تو عوام اور اُن کے متعدد پیروکار انہیں چھوڑ کر چلے گئے (یوحنا ۶: ۶۶-۶۷)۔ تب وہ صورؔ، صیداؔ اور قیصریہؔ فلپیؔ کے علاقے کو روانہ ہوئے (متی ۱۵: ۲۱؛ ۱۶: ۱۳؛ مرقس ۷: ۳۱ وغیرہ) تاہم عوام کی آنکھوں سے وہ چھپ نہ سکے۔ چنانچہ جب وہ دوبارہ گلیل کی جھیل کے نزدیک

آئے تو انہوں نے پھر بیماروں کو شفا دی اور مصیبت زدوں کی مدد کی۔ اب دوسری مرتبہ پھر انہوں نے معجزانہ طور پر بڑی بھیڑ کو کھانا کھلایا کیونکہ ان کے دل میں لوگوں کے لئے محبت تھی (متی ۱۵: ۲۹-۳۹)۔ اس کے بعد یسوع مسیح اُن کو چھوڑ کر چلے گئے اور تنہائی میں اپنے شاگردوں سے ایک بڑا اہم سوال کیا "مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟" (متی ۱۶: ۱۵)۔ جب پطرس رسول نے باقی شاگردوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اقرار کیا کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" تو انہوں نے اپنے شاگردوں کو اُس المیہ کے لئے جس سے وہ یروشلیم میں دوچار ہونے والے تھے تیار کرنا شروع کر دیا (متی ۱۶: ۲۱-۲۶)۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے شاگردوں کو یہ بھی بار بار جتلایا کہ بالآخر فتح انہی کی ہوگی (متی ۱۶: ۲۷-۲۸) اس لئے اُن کے شاگردوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں (لوقا ۱۲: ۴-۱۲، ۳۲-۳۴)۔

یسوع مسیح کا اپنے شاگردوں پر اپنے آپ کو ظاہر کرنا اُس وقت اپنے عروج کو پہنچا جب پہاڑ پر اُن کی صورت بدل گئی اور اُن کے تین قریبی شاگردوں نے ان کے الٰہی جلال کو دیکھا (متی ۱۷: ۱-۱۳؛ مرقس ۹: ۲-۱۰؛ لوقا ۹: ۲۸-۳۶)۔ چونکہ یسوع مسیح شریعت اور نبوّت کو پورا کرنے آئے تھے اس لئے موسیٰ (شریعت کا نمائندہ) اور ایلیاہ (انبیاء کا نمائندہ) جلال میں ان کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ ایک مرتبہ پھر خدا کی آواز آسمان سے آئی اور اس نے یسوع مسیح کے متعلق کہا "یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے۔ اس کی سنو" (لوقا ۹: ۳۵)۔

ح - شدید مخالفت

اپنے آپ کو اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے اور اُن کے اس اقرار کے بعد کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں (متی ۱۷: ۱-۱۳؛ مرقس ۹: ۲-۱۰؛ لوقا ۹: ۱۸-۲۰) یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو آئندہ اپنی کلیسیا کے بانی ہونے کے لئے اور بھی زیادہ تیار کرنے لگے۔ انہوں نے انہیں براہ راست اور تمثیلوں کی صورت میں بہت سی سچائیاں سکھائیں اور اپنی الٰہی قدرت اور اختیار کو بیماروں کو شفا دینے (لوقا ۱۴: ۱-۶؛ ۱۷: ۱۱-۱۹)، اندھوں کو بینائی عطا کرنے (مرقس ۱۰: ۴۶-۵۲) اور مصیبت زدوں کو ان کی مصیبتوں سے رہائی دینے سے ظاہر کرتے رہے۔

یہودی حاکموں اور مذہبی راہنماؤں میں مسیح یسوع کی مخالفت بتدریج بڑھتی رہی (لوقا ۱۴: ۱)۔ انہوں نے انہیں پھانسنے کا ہر ممکن طریقہ آزمایا۔ وہ مسلسل کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح اُن کا عوام میں اثر و رسوخ ختم ہو جائے اور انہیں کسی بہانے سے رومیوں کے ہاتھوں ہلاک کروا دیں (متی ۱۹: ۱-۳؛ لوقا ۱۱: ۵۳، ۵۴)۔ یسوع مسیح کی تعلیمات، انتباہ اور بیماروں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے (یوحنا ۱۱: ۱۴-۴۵) جیسے اچھے کاموں کا فقیہوں، فریسیوں اور دیگر یہودی رہنماؤں پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت اور بھی بڑھ گئی (یوحنا ۱۱: ۴۶-۵۳)۔

ط - یروشلیم میں آخری ہفتہ

المسیح کے طور پر یروشلیم میں علانیہ داخلے کے بعد (مرقس ۱۱: ۱-۱۰؛ یوحنا ۱۲: ۱۲-۱۹ وغیرہ) انہوں نے ہیکل کے بیرونی صحن سے صرافوں اور قربانی کے جانور بیچنے والوں کو نکال دیا اور یوں اپنے المسیح ہونے کے دعوے کو ظاہر کیا (لوقا ۱۹: ۴۵-۴۶؛ متی ۲۱: ۱۲-۱۶)۔ اب مسیح خداوند کا آخری وقت قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان آخری ایام میں ہیکل کے صحن میں تعلیم دیتے ہوئے (متی ۲۱: ۳۳-۴۴؛ ۲۲: ۱-۱۴؛ مرقس ۱۲: ۱-۱۲؛ لوقا ۲۰: ۹-۴۷) اپنے ستانے والوں کی ریاکاری کو بے نقاب کر دیا (متی ۲۳: ۱-۳۹؛ لوقا ۲۰: ۴۵-۴۷)، اور پیشینگوئی کی کہ آنے والے مصیبت کے دنوں میں یہودیہ اور یروشلیم کے باشندوں اور ہیکل کے ساتھ کیا ہوگا (لوقا ۲۱: ۲۰-۲۴ وغیرہ)۔ انہوں نے نہ صرف اپنے پیروکاروں کو ہی آگاہ کیا کہ وہ کس قسم کے خطرے سے دوچار ہوں گے (لوقا ۲۱: ۹-۱۹ وغیرہ) بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ دنیا اور کلیسیا کو کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا (لوقا ۲۱: ۲۵-۲۷)۔ نیز انہوں نے یہ پیشینگوئی بھی کی کہ جب وہ تاریکی کی تمام طاقتوں پر اپنی الٰہی قدرت کو ظاہر کریں گے اور اپنی ابدی بادشاہی قائم کرنے کے لئے دوبارہ اپنے جاہ و جلال میں آئیں گے (متی ۲۴: ۲۹-۳۱؛ ۲۵: ۳۱-۴۶) تو دنیا کی تاریخ اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔

ان آخری دنوں میں خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو اُس عظیم کام کے لئے جو ان کا منتظر تھا تیار کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے انہیں فروتنی اور حلیمی کی تعلیم دی (یوحنا ۱۳: ۱۲-۱۷؛ لوقا ۲۲: ۲۴-۳۰)، ان کے پاؤں دھوئے (یوحنا ۱۳: ۱-۱۱)، بتایا کہ یہوداہ انہیں پکڑوائے گا (مرقس ۱۴: ۱۸-۲۱؛ یوحنا ۱۳: ۲۱-۳۰)، عشائے ربّانی کو جاری کیا (متی ۲۶: ۲۶-۲۹ وغیرہ) اور اپنے تمام پیروکاروں کے لئے دعا کی (یوحنا ۱۷: ۱-۲۶)۔

پھر مسیح یسوع نے گتسمنی کے باغ میں اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کی مرضی کے تابع کر دیا (متی ۲۶: ۳۹-۴۶)۔ انہوں نے گناہ میں گری ہوئی انسانیت کا جرم اپنے اوپر لیتے ہوئے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر گرفتاری، بُرے سلوک اور صلیب دیئے جانے کے لئے پیش کر دیا۔ صلیب پر اُن کی عوضی قربانی اور دُکھ اُس وقت اپنے عروج کو پہنچے جب انہوں نے تین گھنٹے کی تاریکی کے خاتمہ پر بڑے زور سے چلّا کر کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (متی ۲۷: ۴۶)۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ دنیا کی عدالت کرنے کے لئے

نہیں بلکہ بہتیروں کے لئے اپنی جان کا فدیہ دینے کے لئے آئے ہیں (متی ۲۶ : ۲۸ ، مرقس ۱۰ : ۴۵ وغیرہ) - چونکہ انہوں نے خدا کے برّہ کے طور پر اپنے آپ کو رضاکارانہ قربان کر دیا تھا (یوحنا ۱ : ۲۹ ؛ ۱۰ : ۱۱ - ۱۸) اس لئے اب اُن کا کام مکمل ہو گیا۔ چنانچہ اپنی رُوح خدا کے ہاتھوں میں دینے سے پیشتر انہوں نے فتح کا اعلان کرتے ہوئے کہا "تمام ہوُا" (یوحنا ۱۹ : ۳۰) -

ی ۔کفن دفن، قیامت اور صعودِ آسمانی

اپنی موت کے بعد خداوند یسوع مسیح اپنے دشمنوں کے قبضۂ اختیار میں نہ رہے - اُن کے بدنِ اطہر کو صلیب سے اتارا گیا (لوقا ۲۳ : ۵۰ - ۵۳) اور باغ میں ایک نئی قبر میں دفنا دیا گیا - پھر وہ جلد ہی اپنے وعدہ کے مطابق جی اُٹھے اور اپنے پیروکاروں پر ظاہر ہو کر ان کے شک اور خوف کو دُور کر دیا (لوقا ۲۴ : ۱۳ - ۴۹ ؛ یوحنا ۲۰ : ۱۱ - ۲۱ : ۲۲) - وہ چالیس دن تک بار بار ان پر ظاہر ہوتے رہے اور اُن کے ذہن کو کھولا تاکہ وہ پاک نوشتوں کو سمجھ سکیں - انہوں نے ان کو تسلّی دینے ، ان کی راہنمائی کرنے اور قوت دینے کے لئے پاک رُوح بھیجنے کا وعدہ کیا تاکہ وہ یروشلیم سے شروع کر کے تمام دنیا میں ان کی گواہی دیں (اعمال ۱ : ۸) - اپنے شاگردوں کو ایک مرتبہ پھر یہ یقین دلاتے ہوئے کہ آسمان اور زمین کا کُل اختیار انہیں دیا گیا ہے (متی ۲۸ : ۱۸) یسوع مسیح نے انہیں تمام قوموں کو شاگرد بنانے کے لئے مقرر کیا (متی ۲۸ : ۱۹) - پھر یہ وعدہ کرنے کے بعد کہ وہ ہمیشہ بلکہ دنیا کے آخر تک ان کے ساتھ رہیں گے (متی ۲۸ : ۲۰) انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی اور آسمان پر چلے گئے (لوقا ۲۴ : ۵۰) -

یوں مسیح یسوع کی اس زمین پر انسانوں کے درمیان انسان کے طور پر زندگی کا فتحمند خاتمہ ہوُا - رسولوں کا یہ دعوے کہ "خدا نے اُسی یسوع کو جسے تم نے مصلوب کیا، خداوند بھی کیا اور مسیح بھی" (اعمال ۲ : ۳۶) اُن کی زمینی خدمت کے انجام کو بڑے مناسب انداز میں ادا کرتا ہے - نیز دیکھئے یسوع مسیح کی تعلیمات -

یسّی :- فارص کے خاندان سے عوبید کا بیٹا - وہ موسیٰ کے زمانہ میں یہوداہ کے قبیلہ کے سردار نحسون کی اولاد اور بوعز جس کی بیوی موآبی روت تھی (روت ۴ : ۱۸ - ۲۲) کا پوتا تھا - اُس کے حسب نسب سے اور اس حقیقت سے کہ جب ساؤل نے داؤد کا پیچھا کیا تو اُس نے اپنے والدین کو موآب کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا (۱ - سموئیل ۲۲ : ۳ ، ۴) ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یسّی اپنے گاؤں کا سردار تھا - اُس کے آٹھ بیٹے تھے جن میں سب سے چھوٹا داؤد تھا (۱ - سموئیل ۱۷ : ۱۲ - ۱۴) - اس کی دو بیٹیاں اس کی دوسری بیوی سے تھیں (۱ - تواریخ ۲ : ۱۶ ، مقابلہ کیجئے ۲ - سموئیل ۱۷ : ۲۵) - یسّی بیت لحم میں رہتا تھا اور غالباً بوعز کی طرح اس کی بھی زمین تھی - جب سموئیل نبی یسّی کے بیٹوں میں سے کسی کو بادشاہ بنانے کے لئے اُس کے پاس گیا تو سموئیل اور یسّی دونوں ہی خدا کے چناؤ کو پہچان نہ سکے - یسّی نے تو اپنے چھوٹے بیٹے کو ضیافت میں بلانا بھی مناسب نہ سمجھا (۱ - سموئیل ۱۶ : ۱۱) - یسّی کا ذکر تقریباً ہمیشہ ہی اس کے بیٹے داؤد کے ساتھ آتا ہے - داؤد کے ساتھ تنازع کے بعد ساؤل اکثر داؤد کو از راہِ تمسخر یسّی کا بیٹا کہتا ہے (۱ - سموئیل ۲۰ : ۳۱ ؛ ۲۲ : ۷ ؛ ۲۵ : ۱۰) کیونکہ وہ قدرے پست خاندان سے تھا - ہمیں یہ علم نہیں کہ یسّی کی وفات کب ہوئی - اس کی پست ابتدا اور آئندہ جلال کا موازنہ یسعیاہ ۱۱ : ۱ ، ۱۰ اور میکاہ ۵ : ۲ میں کیا گیا ہے -

یسیاہ - یشی یاہ :- (۱ - تواریخ ۲۳ : ۲۰ اعبرانی = یہوواہ زندہ ہے) -

۱ - بنی اشکار میں سے تولع کا پڑپوتا (۱ - تواریخ ۷ : ۳) -
۲ - ایک شخص جو صقلاج میں داؤد کے پاس آیا (۱ - تواریخ ۱۲ : ۶) -
۳ - ایک لاوی ، رحبیاہ کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲۴ : ۲۱) -
۴ - ایک لاوی ، عزی ایل کا بیٹا (۱ - تواریخ ۲۳ : ۲۰ ؛ ۲۴ : ۲۵) -

یسیرت :- ایک کنعانی ماتا دیوی جس کا ذکر ★ راس شمرہ کی تختیوں میں ہے - پرانے عہد نامہ میں اس کا تعلق ★ بعل دیوتا کے ساتھ ہے (قضاۃ ۳ : ۷) - یہ اکثر ایک دیوی کے نام کے طور پر استعمال ہوُا ہے (مثلاً ۱ - سلاطین ۱۸ : ۱۹ ، ۲ - سلاطین ۲۳ : ۴ ، ۲ - تواریخ ۱۵ : ۱۶) اور بعض مرتبہ اُس کے بُت کے لئے (مثلاً ۱ - سلاطین ۱۵ : ۱۳) جو اُس کی شبیہ کی علامت تھا - بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اس کو کاٹ ڈالیں (خروج ۳۴ : ۱۳) یا آگ سے جلا دیں (استثنا ۱۲ : ۳) - اُن کو یہ بھی حکم تھا کہ خداوند خدا کے مذبح کے قریب کسی قسم کے درخت کی یسیرت نہ لگائیں (استثنا ۱۶ : ۲۱) - ان حوالوں کے اشاروں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی لکڑی کی چیز تھی جو یسیرت کی مورت یا علامت ظاہر کرتی تھی - کیتھولک ترجمہ میں اسے ★ ہفتادی اور ★ ولگاتا ترجموں کی رعایت سے اکثر کھمبا کہا گیا ہے (دیکھئے کیتھولک ترجمہ میں تثنیہ شرع ۷ : ۵ کا فُٹ نوٹ) -

بارآوری کی رسومات کے سلسلے میں یہ نفرتی ستون (بعل کی عزت میں) اور یسیرت (عستارات کی عزت میں) اونچے مقاموں پر درختوں کے نیچے نصب کئے جاتے تھے - چونکہ یہ نہایت فحش اور نازیبا مورتیں تھیں، یہاں تک کہ ان کو بیان کرنا بھی معیوب تھا، اس لئے کلامِ مُقدّس میں اسے پردے میں رکھا گیا ہے - ہمارے خیال میں یہ ہندو مندروں کے شولنگ اور یونی سے کچھ مناسبت رکھتے تھے - اسی لئے انہیں تباہ کرنے کا حکم دیا گیا - نیز دیکھئے عستارات - کسبی -

یسیسی - یشیشائی:- (عبرانی = بوڑھا) - بنی جدیں سے بوز کا پوتا (۱-تواریخ ۵ : ۱۴)-

یسمئیل - یسیمی ایل:- شمعون کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے گھرانے کا سردار تھا (۱-تواریخ ۴ : ۳۶)-

یسین - یاشین:- داؤد بادشاہ کے بعض بہادروں کا باپ (۲-سموئیل ۲۳ : ۳۲)-

یشر - یاشر:- (عبرانی = دیانتداری)- کالب کا بیٹا (۱-تواریخ ۲ : ۱۸)-

یشم:- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ع۱ ج (۲)

یشوع - یوشع:- افرائیم کے قبیلہ کے نون کا بیٹا (۱-تواریخ ۷ : ۲۲-۲۷)- اگرچہ وہ قریباً ۱۵۰۰ ق م مصر کی غلامی میں پیدا ہوا تھا، تاہم اُس کا نام "ہوشیع" (نجات) رکھا گیا (گنتی ۱۳ : ۸؛ استثنا ۳۲ : ۴۴)- خروج کے ۲ ماہ بعد (۱۴۴۶ ق م) اُسے موسیٰ کا سپہ سالار مقرر کیا گیا اور اُس نے ایک عمالیقی حملے کو بڑی کامیابی سے پسپا کر دیا (خروج ۱۷ : ۹)- موسیٰ نے ہوشیع کا نام تبدیل کرکے "یشوع" (یہوواہ نجات ہے) رکھا (گنتی ۱۳ : ۱۶)- اُس کا نام یہوسوع بھی تھا (۱-تواریخ ۷ : ۲۷) یا یشوع - بعد کی عبرانی میں وہ ییشوع کہلایا (نحمیاہ ۸ : ۱۷)- یشوع یونانی میں یسوع ہے (دیکھئے اعمال ۷ : ۴۵؛ عبرانیوں ۴ : ۸ اور مقابلہ کیجئے متی ۱ : ۲۱)- یشوع کوہِ سینا پر موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا (خروج ۲۴ : ۱۳؛ ۳۲ : ۱۷) اور اُس نے موسیٰ کے خیمے (خروج ۳۳ : ۱۱) اور اُس کے منصب کی حفاظت کی (گنتی ۱۱ : ۲۸)- تقریباً ۱۴۴۵ ق م میں وہ افرائیم کے قبیلہ کی طرف سے کنعان کی جاسوسی کرنے کے لئے گیا- اُس نے اکثریت کی رپورٹ کی مخالفت کی اور کہا کہ اگر ہم خدا کے وفادار رہیں تو کنعان کو فتح کر سکتے ہیں- نتیجۃً وہ سنگسار کئے جانے کے خطرہ میں پڑ گیا (گنتی ۱۴ : ۷-۱۰)- چونکہ یشوع نے "خداوند کی پوری پیروی کی" (گنتی ۳۲ : ۱۲) اس لئے وہ بعد ازاں نہ صرف ہلاک ہونے سے بچ گیا (گنتی ۱۴ : ۳۸) بلکہ کالب کے ساتھ اُسے بھی یقین دہانی کرائی گئی (گنتی ۱۳ : ۳۰؛ ۱۴ : ۲۴) کہ وہ ملک موعودہ میں داخل ہوگا (گنتی ۱۴ : ۳۰؛ ۲۶ : ۶۵)- تقریباً ۱۴۰۶ ق م کے موسمِ بہار میں خدا نے یردن کے مشرق میں یشوع کو موسیٰ کا جانشین مقرر کیا (گنتی ۲۷ : ۱۸)- موسیٰ نے اُسے وفادار رہنے کے لئے کہا (گنتی ۲۷ : ۲۳؛ استثنا ۳۱ : ۲۳)، اس کے سپرد تنبیہی گیت اور دیگر تحریرات کیں (استثنا ۳۲ : ۴۴؛ خروج ۱۷ : ۱۴)، اُسے طریقِ کار کے بارے میں نصیحت کی (گنتی ۳۲ : ۲۸؛ ۳۴ : ۱۷) اور نئے راہنماؤں اور لوگوں دونوں کی حوصلہ افزائی کی (استثنا ۳ : ۲۱؛ ۳۱ : ۳، ۷)- خدا نے خود متوقع ارتداد کے بارے میں یشوع کو آگاہ کیا (استثنا ۳۱ : ۱۴)- لیکن ساتھ ہی فتح کو کامیابی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا وعدہ بھی کیا (استثنا ۳۱ : ۲۳؛ ۱ : ۳۸؛ ۳ : ۲۸)-

موسیٰ کی موت کے وقت یشوع اور کالب یقیناً اسرائیل میں معمّر ترین شخص تھے- اُس وقت یشوع تقریباً نوّے سال کا تھا (یشوع ۱۳ : ۱، ۱۴ : ۷-۱۱)- لیکن اس کے باوجود بھی خدا نے اُسے فتح کا یقین دلایا کیونکہ وہ موسیٰ کی دی ہوئی شریعت کی کتاب پر عمل کرتا تھا (یشوع ۱ : ۶-۹)- اس مقام سے آگے یشوع کی تاریخ بنی اسرائیل کے کنعان پر قبضہ کرنے کے واقعات پر مشتمل ہے- لیکن اُس نے جو کام خود کئے ان میں تیاری کرنا (یشوع ۱ : ۱۰-۱۸)، یریحو میں جاسوس بھیجنا (۲ : ۱، ۲۳-۲۴) اور بنی اسرائیل کو یردن پار جانے کا حکم دینا (۳ : ۱) شامل ہیں - اپنے ایمان کی بدولت یشوع کو ویسی ہی سرفرازی ملی جیسی کہ موسیٰ کو ملی تھی (۳ : ۷؛ ۴ : ۱۴)- یردن کے مغرب میں یشوع نے بنی اسرائیل کی ختنہ کی رسم ادا کی (۵ : ۲) اور آنے والی نسل کے ایمان کے لئے یادگاریں قائم کیں (۴ : ۴-۷)- "خداوند کے لشکر کے سردار" کی رویا (۵ : ۱۳-۱۵) نہ صرف یریحو پر عجیب سزا کا نشان تھی بلکہ اُس سے یشوع کی الٰہی بلاہٹ کی بھی تصدیق ہوئی- یہ ایسے ہی تھی جیسے کہ موسیٰ پر جلتی جھاڑی میں فرشتہ ظاہر ہوا تھا (خروج ۳ : ۲-۶)- تب یشوع نے سجدہ کیا اور خدا کے فرمان کے مطابق یریحو کا محاصرہ کر لیا (یشوع ۶ : ۲-۶) - اُس نے یریحو کو تباہ و برباد کر دیا (آیت ۱۷)، اس کی دوبارہ تعمیر پر لعنت کی (آیت ۲۶؛ ۱-سلاطین ۱۶ : ۳۴)- چنانچہ سارے ملک میں اُس کی شہرت پھیل گئی (آیت ۲۷)-

جب عَی میں عکن کی نافرمانی کے باعث شکست ہوئی تو یشوع کی دعا خدا کے جلال کے لئے اس کے جوش اور الٰہی سزا پر عمل کرنے کا (۷ : ۶-۹، ۱۹، ۲۵)، بعد ازاں اس کی خدا کے احکام کے ساتھ وفاداری اور عَی کے بادشاہ کو مثالی سزا دینے کے ساتھ (۸ : ۲، ۲۹ مقابلہ کیجئے ۱۰ : ۲۴-۲۷، ۴۰-۴۱) بخوبی مقابلہ کیا جا سکتا ہے- جب وسطی فلسطین پر قبضہ ہو گیا تو یشوع نے خود کوہِ عیبال کے پتھروں پر موسیٰ کی شریعت کندہ کی اور پھر سب لوگوں کو وہ شریعت پڑھ کر سنائی (۸ : ۳۰-۳۵)- اگرچہ اُس سے جبعونیوں کے ساتھ جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کا قصور سرزد ہوا تھا، تاہم بعد ازاں اُس نے اِن بے دینوں کو غلام بنا لیا (۹ : ۱۵، ۲۲-۲۳، ۲۶-۲۷)- کنعانیوں پر راتوں رات جا پڑنے اور اچانک حملہ کرنے میں جس قوت کا اُس نے مظاہرہ کیا اُس کی وجہ سے جنوب (۱۰ : ۹) اور شمال (۱۱ : ۷) میں کنعانیوں کے جوابی حملوں کا خدشہ جاتا رہا - بنیادی طور پر تو یہ یہوواہ ہی تھا جو اسرائیلیوں کی طرف سے لڑتا تھا، لیکن بیت حورون کی لڑائی میں جو خدا نے دن لمبا کیا (۱۰ : ۱۲-۱۴) وہ یشوع کی دعا کے

جواب میں ہی تھا۔ چھ سالوں میں (۱۴: ۱۰) یشوع نے تمام ملک پر قبضہ کر لیا: "اور جو جو حکم خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا اُن میں سے کسی کو اُس نے بغیر پورا کئے نہ چھوڑا" (۱۱: ۱۵، ۲۳)۔

موسیٰ کا اندازہ تھا کہ بنی اسرائیل ملک کنعان پر بتدریج قبضہ کر سکیں گے (خروج ۲۳: ۲۸-۳۰)۔ خدا نے کنعان میں بہت سی قوموں کو باقی رہنے دیا تھا جو اگرچہ مغلوب تو ہوئیں لیکن اب بھی طاقتور تھیں، تاکہ اپنے لوگوں کو آزمائے (یشوع ۱۳: ۲-۶؛ قضاۃ ۲: ۲۱-۳: ۴)۔ چنانچہ یشوع بنی اسرائیل کو اُن کے "آخری آرام" میں داخل نہ کر سکا (عبرانیوں ۴: ۸)۔ اب چونکہ یشوع کافی عمر رسیدہ ہو چکا تھا اس لئے اُس نے قبیلوں کو فوراً میراث تقسیم کر دی (یشوع ۱۳: ۶-۷؛ ۱۴: ۱؛ ۱۹: ۵۱)۔ موسیٰ نے یردن پار کے متعلق جو فیصلہ کیا تھا اُس کی یشوع نے جلجال میں تصدیق کی اور یہوداہ کو میراث دی جس میں کالب کا حصہ حبرون بھی شامل تھا (یشوع ۱۴: ۱۳؛ ۱۵: ۱۳)۔ اُس وقت اُس نے افرائیم اور منسّی کو بھی میراث دی (مقابلہ کیجئے ۱۷: ۴) اور وہاں سے کنعانیوں کو نکالنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی (۱۷: ۱۴-۱۸)۔ بعد ازاں سیلا کے مقام پر اُس نے قبضہ کرنے میں سستی کرنے والے سات قبیلوں کو نصیحت کی اور ان میں سے چند آدمیوں کو ملک کا حال دریافت کرنے کو بھیجا اور پھر باقی زمین قرعہ اندازی کے ذریعہ ان میں بانٹ دی (۱۸: ۳، ۸-۱۰)۔ ان میں پناہ کے شہر اور لاویوں کی میراث بھی شامل تھی (آیات ۲۰-۲۱)۔ یشوع کی درخواست کے مطابق اُسے تمنت سراح کا شہر ملا اور اُس نے اُسے تعمیر کیا (۱۹: ۴۹-۵۱)۔

جب یشوع کا آخری وقت آ پہنچا تو اُس نے سب سے پہلے اسرائیل کے بزرگوں اور سرداروں کو بلوایا اور جو کچھ انہوں نے فتح کیا تھا اُسے مضبوطی سے تھامے رہنے کی نصیحت کی (باب ۲۳)، اور پھر سکم میں سب قبیلوں کے سربراہوں کو جمع کیا اور کہا "آج ہی تم اُسے جس کی پرستش کرو گے چُن لو" (۲۴: ۱۵)۔ اور جب اُنہوں نے یہوواہ کے ساتھ اپنے عہد کی تجدید کی تو اُس نے اُسے شریعت کی کتاب میں لکھ دیا (۲۴: ۲۵-۲۶)۔ یشوع نے ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی (۲۴: ۲۹-۳۰؛ قضاۃ ۲: ۸-۹)۔ اپنے تمام زمانہ میں اور اس کے بعد بھی اُس نے اسرائیل کو خداوند کا وفادار بنائے رکھا (یشوع ۲۴: ۳۱؛ قضاۃ ۱: ۱؛ ۲: ۷)۔

یشوع بن سیراخ:۔ اپاکرفا کی ایک کتاب اور اس کے مؤلف کا نام۔ پروٹسٹنٹ عقیدے کے حامی اس کتاب کو غیر الہامی سمجھتے ہیں لیکن کیتھولک ترجمہ میں غزل الغزلات اور یسعیاہ کے درمیان حکمت اور یشوع بن سیراخ کی کتابیں درج ہیں۔ کیتھولک ترجمہ میں کتاب سے پہلے یہ نوٹ درج ہے "یشوع بن الی عازار بن سیراخ یروشلیمی نے اس کتاب کو تقریباً ۲۰۰ ق م میں بزبان عبرانی تالیف کیا اور اس کے پوتے نے اس کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں الٰہی حکمت اور بشری اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور یہودیوں کی تواریخ میں سے اعلےٰ نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ پہلے زمانے میں یہ کتاب نو مریدوں کو دی جاتی تھی تاکہ اُسے پڑھ کر ہر مسیحی نیکی پر عمل کرنے کا طریقہ سیکھ جائے اور اسی سبب سے یونانی اور لاطینی زبانوں میں اسے اکلیسیاسٹکس Ecclesiasticus یعنی کلیسیا کی کتاب کہلاتی ہے۔

یشوع کی کتاب ۔ یوشع کی کتاب:۔ یشوع کی کتاب میں کنعان پر بنی اسرائیل کے حملوں اور قبائل کے درمیان اِس ملک کی تقسیم کا احوال درج ہے۔ اس میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے کس طرح بغیر کسی پُل کے یردن کو عبور کیا۔ پھر دو معرکوں کا ذکر ہے جس میں انہوں نے کنعانیوں کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا اور اسی طرح کی مزید فوجی کامیابیوں کا ذکر ہے۔

زمین کی تقسیم کے احوال میں یہوداہ کے علاقہ کی مکمل تفصیلات درج ہیں جس میں کنعانیوں کے حبرون میں بسے رہنے اور شمالی منسّی میں مشکلات کے سر اٹھانے کا بیان بھی شامل ہے۔ مذہبی اہمیت کے واقعات کو خوب وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ایسے واقعات کا تعلق حملوں، یردن پار کے قبائل کا غیر اقوام سے سلوک، یشوع کا روحانی کردار اور سکم کے عہد نامہ سے ہے۔

۱۔ خُلاصہِ مضامین

ا۔ کنعان پر حملہ (۱: ۱ تا ۱۱: ۲۳)

(۱) سالار کی تبدیلی (۱: ۱-۴: ۲۴)۔ چڑھائی کا حکم۔ دشمن کے ٹھکانوں کی پڑتال اور دریا عبور کرنا۔

(۲) خشک زمین سے پار اُترنا (۵: ۱-۸: ۳۵)۔ جلجال؛ یریحو، عی۔

(۳) جنوب میں معرکہ (۹: ۱-۱۰: ۴۳)۔ حوّیوں کے شہر، یروشلیم کے وفاق کی شکست، شہروں کو فتح کرنا۔

(۴) شمال میں معرکے اور مزید فتوحات (۱۱: ۱ تا ۲۳)

ب۔ کنعان میں آبادکاری (۱۲: ۱ تا ۲۴: ۳۳)

(۱) شکست خوردہ دشمنوں کی فہرست (۱۲: ۱-۲۴)

(۲) ابتدائی بستیاں (۱۳: ۱-۱۷: ۱۸)۔ ادھورے کام۔ منسّی اور افرائیم کی میراث۔

(۳) مابعد کی بستیاں (۱۸: ۱ تا ۲۱: ۴۵)۔ سیلا کو خیمہ میں دینا۔ پناہ کے شہر۔

(۴) پیش قدمی (۲۲ : ۱-۲۴ : ۳۳)- شہادت کا مذبح- لاویوں کے شہر- یشوعؔ کی ذمہ داریاں - سِکم کا عہد-

۲- روحانی اسباق

مسیحیوں کے نزدیک یشوع کی کتاب اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ یہ ایسا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ خدا اپنے عہد سے وفادار رہتا ہے (استثنا ۷ : ۹ ; ۵ ، ۶)- اس میں بنی اسرائیل کے لئے خدا کے ارادوں کی جھلک ملتی ہے - اس میں خدا کے ارادوں کو پورا کرنے میں ناکامی کی وجوہ کا ذکر ہے -

ایسی ناکامی سے انہیں پہلے ہی پالا پڑ چکا تھا (مثلاً دیکھیں ۷ : ۱۳ ، ۱۸ - ۳۰)- ان مذکورہ امور سے مسیحی شاگردی کے ضمن میں سبق اخذ کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ان میں ایمان ، تابعداری اور پاکیزگی جیسے روحانی مسائل کا ذکر بڑی صفائی سے کیا گیا ہے کہ وہ مختلف معرکوں میں کس طرح خطرہ سے دوچار ہوتے رہے تھے -

بنی اسرائیل نے موسیٰؔ کی نسبت یشوعؔ کی سرکردگی میں بہتر نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا - توبھی وہ دیوتاؤں اور مخلوقات پرستی سے باز نہ آتے تھے (گنتی ۲۵ باب ; استثنا ۴ : ۳ ، ۲۳)- کنعانیوں کو اور ان کے مذہب کو نابود کرنے کا عزم اب بھی بنیادی اہمیت کا حامل تھا (پیدائش ۱۵ : ۱۶ ; خروج ۲۰ : ۲ - ۶ ; ۲۳ : ۲۲-۲۱ ; ۳۴ : ۱۰ - ۱۷ ; گنتی ۲۱ : ۱۵ ما بعد ; استثنا ۷ باب)- اسرائیلی ابھی تک خلاصی اور رہائی کے مفہوم کو سمجھ نہ سکے تھے - اور جس طرح واقعات شاہد ہیں کہ کنعانی تہذیب و تمدن سے روزمرہ کے واسطہ کے نتیجہ میں ایک لاثانی قادرِ مطلق خدا پر ایمان اور اعلےٰ اخلاقی معیار آلودہ ہو جاتے تھے - علاوہ ازیں اُس وقت روحانی نجات کا تصوّر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا (جس طرح نئے عہد نامہ میں ہے) کیونکہ اس کے بنیادی تقاضوں کا عام اظہار تو صرف مسیح کی موت میں ہی ہوتا ہے - لیکن اس کی ایک جھلک ہمیں راحب کے ساتھ خدا کے مشفقانہ سلوک میں ضرور نظر آتی ہے (عبرانیوں ۱۱ : ۳۱)- عام الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اُس وقت خدا کا مقصد مسیحی اصول سکھانا نہیں تھا بلکہ بنی اسرائیل کے وسیلے مسیح کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا -

مسیحی ہونے کی حیثیت میں ہمیں اس بات کو مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ کنعانؔ اور بیابان میں بنی اسرائیل کے تجربات "ہماری عبرت کے لئے لکھے گئے ہیں" (۱-کرنتھیوں ۱۰ : ۱۱)- کتاب کا خصوصی مضمون یہ ہے کہ خدا نے بالآخر اسرائیل کو آرام عطا کیا جس سے اُن کے باپ دادا اپنی بے اعتقادی کے باعث محروم رہے تھے (زبور ۹۵ : ۱۱)- عبرانیوں ۴ : ۱ تا ۱۱ میں دکھایا گیا ہے کہ یہ واقعات علامت کے طور پر تھے - وہ اصول جو زبور نویس نے اپنے دور میں استعمال کیا تھا وہ مسیحیوں کے لئے بھی ویسا ہی قابلِ عمل ہے اور بالآخر وہ وعدہ اُس آرام میں مکمل ہو گیا جو خدا نے ہمیں مسیح میں مہیّا کیا ہے (آیت ۸)-

یشیاہ - یشی یاہ :- حارِمؔ کا بیٹا - یہ اُن شخصوں میں سے تھا جنہیں عزراؔ نے اپنی غیر یہودی بیویاں چھوڑنے کو کہا تھا (عزرا ۱۰ : ۳۱)-

یصر - ییصر :- نفتالیؔ کا بیٹا اور ایک خاندان کا سربراہ (پیدائش ۴۶ : ۲۴ ; گنتی ۲۶ : ۴۹ ; ۱-تواریخ ۷ : ۱۳)-

یصری - یصری :- (عبرانی = خلق کرنے والا)- یدوتونؔ کے بیٹوں میں سے ایک جنہیں بربط ستارا اور جھانجھ سے نبوت کرنے کی خدمت پر مقرّر کیا گیا (۱-تواریخ ۲۵ : ۱۱- آیت ۳ میں اسے ضریؔ کہا گیا ہے)-

یصوآر - صوحر :- (عبرانی = روشن)- یہوداہؔ کے قبیلے کے اشورؔ کی اولاد سے ایک شخص - اُس کی ماں کا نام حیلہؔ تھا (۱-تواریخ ۴ : ۵-۷)-

یطبہی - یُطبہ :- مسلّمتؔ کا شہر - مسلّمت امونؔ کی ماں تھی (۲-سلاطین ۲۱ : ۱۹)-

یطور :- اسمٰعیلؔ کی اولاد سے ایک قبیلہ (پیدائش ۲۵ : ۱۵ ; ۱-تواریخ ۱ : ۳۱)- اس قبیلے کے خلاف روبنؔ ، جدؔ اور منسیؔ کے آدھے قبیلے نے جنگ کی (۱-تواریخ ۵ : ۱۸ ما بعد)- یہ نئے عہد نامہ کے اتوریہؔ (ایطوریہ) کے باشندے تھے (لوقا ۳ : ۱)-

یعبیض - یعبیص :- (عبرانی = غم کرنا)- ۱- یہوداہؔ کے قبیلے کے ایک خاندان کا سربراہ (۱-تواریخ ۴ : ۹)- اُس کے خاندان کے لوگ منشیوں کی فہرست میں درج ہیں (۱-تواریخ ۲ : ۵۵)- وہ اپنے بھائیوں سے زیادہ معزز تھا (۱-تواریخ ۴ : ۹)- اُس کی پُرجوش خواہش تھی کہ خدا اسے برکت دے اور اُس کی دُعا سُنی گئی (۱-تواریخ ۴ : ۱۰)-

۲- یعبیضؔ یہوداہؔ کے ایک شہر کا نام بھی ہے جہاں کے لوگ منشی کا کام کرتے تھے (۱-تواریخ ۲ : ۵۵)-

یعرسیاہ - یعرشیاہ :- بنیمینؔ کے قبیلے کے یروحامؔ کا بیٹا (۱-تواریخ ۸ : ۲۷)-

یعرہ - یعدہ :- (عبرانی = شہد کا چھتہ)- جبعونؔ کی اولاد کا ایک شخص (۱-تواریخ ۹ : ۴۲)- اسے ۸ : ۳۶ میں یہوعدہؔ (یوعدہ) کہا گیا ہے -

یعری ارجیم - یعیر :- الحنانؔ کا باپ - الحنانؔ نے جاتی جولیتؔ کے بھائی کو مارا تھا - ارجیمؔ کا مطلب جلاہا ہے - یہ غالباً کتابت کی غلطی ہے - شائد کاتب نے جولیتؔ کے

نیزے کو جلاہے سے منسوب کر دیا ہے۔ ۱۔تواریخ ۲۰: ۵ میں اس کے ہجے یعور ہیں۔ غالباً یہی صحیح ہجے ہیں۔

یعریم۔ یعاریم:- یہوداہ کی میراث کی شمالی سرحد پر ایک گاؤں جس کا دوسرا نام کسلون ہے (یشوع ۱۵: ۱۰)۔

یعزیاہ۔ یعزی یاہ:- (عبرانی = یہوواہ قوت دیتا ہے)۔ بنی لاوی میں سے مراری کا بیٹا (۱۔تواریخ ۲۴: ۲۰۔۲۶)۔ یہ داؤد بادشاہ کے زمانے میں ہیکل کا ایک موسیقار تھا۔

یعزیر:- یردن کے مشرق میں جلعاد کا ایک شہر جس کے ساتھ کئی گاؤں ملے ہوئے تھے (گنتی ۲۱: ۳۱، ۳۲)۔ بنی جد نے اسے آباد کیا تھا (گنتی ۳۲: ۳۴، ۳۵)۔ بعد میں یہ لاویوں کا شہر بن گیا (یشوع ۲۱۔۳۴۔۳۹)۔ داؤد بادشاہ کو اس میں سے زبردست سورمے ملے (۱۔تواریخ ۲۶: ۳۱)۔

یعزیر کا سمندر:- یرمیاہ ۴۸: ۳۲۔ بائبل مقدس میں ایسے سمندر کا اور کہیں ذکر نہیں۔ شاید اس کے ہجوں میں کتابت کی غلطی ہو۔

یعزیئیل۔ یحزی ایل:- ہیکل کا ایک موسیقار (۱۔تواریخ ۱۵: ۱۸)۔ اسے آیت ۲۰ میں عزیئیل کہا گیا ہے۔

یعسو۔ یعسائی:- بابل کی اسیری سے واپس آنے والوں میں سے ایک۔ وہ عزرا کے کہنے پر اپنی غیر یہودی بیوی کو چھوڑنے پر رضامند ہوا (عزرا ۱۰: ۱۶۔۱۹، ۳۷)۔

یعسی ایل:- (عبرانی = خدا بناتا ہے)۔ بنیمین کے قبیلے سے ابنیر کا بیٹا۔ وہ اپنے قبیلے کا ایک سردار (۱۔تواریخ ۲۷: ۲۱) اور سورما (۱۔تواریخ ۱۱: ۴۷) تھا۔

یعقان:- عیسو کی اولاد سے ملکِ شعیر کے حوری رئیس ایصر کا بیٹا (پیدائش ۳۶: ۲۰۔۲۷)۔ بنی اسرائیل بیروت بنی یعقان کے علاقے میں ٹھہرے۔ ہارون نے یہیں رحلت کی اور یہیں اُسے دفنایا بھی گیا (استثنا ۱۰: ۶، ۷)۔ پیدائش ۳۶: ۲۷ میں اسے عقان کہا گیا ہے۔

یعقوب:- (عبرانی حق مارنے والا)۔ ۱۔ اسرائیلی قوم کے بزرگ یعقوب کے حالاتِ زندگی کا بیان پیدائش کی کتاب کے تین چوتھائی حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ آثار ۲ ہزار سال ق م کے دوران کے تحریری کتبوں میں پیدائش ابواب ۲۶۔۵۰ میں مرقوم واقعات کے متعلق بے حد تائیدی مواد ملتا ہے۔ اگرچہ اس سے بزرگوں کی موجودگی یا بیان کی تاریخی حقیقت تو ثابت نہیں ہوتی تاہم اُن سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یہ جلاوطنی سے زیادہ دور کے واقعات نہیں۔ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کہانیاں ابتدائی دور ہی میں ضبطِ تحریر میں لائی گئی تھیں۔ ایسی پاک کہانیوں کے مجموعے کا مرکز کوئی فرضی و خیالی شخصیت نہیں ہو سکتی۔

۱۔ سن یا زمانہ

یعقوب کی زندگی کے زمانہ کو یقین کے ساتھ متعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سلسلہ میں بائبل کے بیان اور باقیماندہ دنیاوی ریکارڈ میں تعلق واضح نہیں ہے۔ اس وقت جو شہادت موجود ہے اُسکے مطابق یہ زمانہ ۱۸ویں صدی ق م کا تھا۔ یہ سن جشن کے علاقے میں جو کہ مصری دارالحکومت سے زیادہ دور نہیں تھا یعقوب کے قیام کو ہکسوس خاندان کے مصر پر حکومت کے دور میں لے آتا ہے جس کا مرکز تانس Tanis تھا۔ یہ ابرہام کے زمانہ کو بھی ۲۰ویں اور ۱۹ویں صدی میں لے آتا ہے جیسا کہ بائبل کے بیان اور آثارِ قدیمہ کی شہادت سے بھی ثابت ہے (دیکھئے ابرہام)۔

۲۔ سوانح حیات

یعقوب اپنے توام بھائی عیسو کی ایڑی (عبرانی عقیب) پکڑے پیدا ہوا (پیدائش ۲۵: ۲۶)۔ پس جو نام اُسے دیا گیا اس کا مطلب تھا "وہ پکڑتا ہے" یا ایک زیادہ بہتر تفسیر کے مطابق "اس نے پکڑا"۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عام نام "یعقوب ایل" جس کا مطلب ہے "خدا حفاظت کرے" یا "خدا نے حفاظت کی" کی دیدہ دانستہ جگت بازی ہو۔ اُس زمانہ کے میخی لکھائی کے کتبوں اور مصری نسخوں میں اسی مادّہ (ع ق ب) کے اسمائے معروفہ آئے ہیں اور اُن میں اس سے ملتے جلتے ایسے نام بھی شامل ہیں جو مغربی سامی لوگوں میں مستعمل تھے۔

یعقوب (چالاکی سے دوسرے کی جگہ لینے والے) نے اپنے بڑے بھائی کی بھوک سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس سے پہلوٹھے کا حق حاصل کر لیا۔ نیز اُس نے دھوکے سے وہ برکات خود حاصل کر لیں جو دستور کے مطابق پہلوٹھے بیٹے کو دی جانی چاہیئے تھیں۔ عام طور پر پہلوٹھے بیٹے کو دوسرے بچوں کی نسبت وراثت کا دوگنا حصّہ ملتا تھا (استثنا ۲۱: ۱۶)۔ مزید براں بطور خاص میراث پہلوٹھے بیٹے کو سماجی اور مذہبی لحاظ سے خاندان کا سربراہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ غالباً باپ کے برکت دینے اور خاندانی بُتوں کو اپنی تحویل میں رکھنے کا یہی مطلب تھا۔ اِن دستورات کو اس دور کے گود لینے یا وارث بنانے کے وثیقوں اور قانونی دستاویزات نیز بائبل کے

بیانات میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ عیسو کا کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھے کے حق کو بیچنے کا مختصر بیان ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ اس سودے کی تصدیق کیسے کی گئی یا اُسے قانونی طور پر لکھا بھی گیا تھا یا نہیں۔ ۱۵ ویں صدی ق م کی ایک دستاویز میں اسُور کے ملک میں ایک شخص کا اِسی طرح اپنی وراثت کو فروخت کرنے کا بیان ملتا ہے۔ اسی زمانہ اور حالات کی ایک دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کا زبانی وعدہ بھی قانوناً تسلیم کیا جاتا تھا۔ پس جیسا کہ بائبل کے بیان سے بھی ظاہر ہے اضحاق کی دی ہوئی برکات منسوخ نہیں ہو سکتی تھیں (پیدائش ۲۷: ۳۳-۳۴)۔ یوں یعقوب خدا کے وعدے کا حقدار اور ملکِ کنعان کا وارث بن گیا (مقابلہ کیجئے رومیوں ۹: ۱۰-۱۳)۔ عیسو کو کم زرخیز علاقہ ملا جو بعد ازاں ادوم کے نام سے مشہور ہوا۔ ربقہ نے یعقوب کو فدّان ارام میں اپنے گھر بھیجنے کی اضحاق سے اجازت لی تاکہ وہ اپنے بھائی عیسو کے غضب سے بچ جائے (پیدائش ۲۸: ۱ مابعد)۔ اُس نے اس کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ یعقوب کو اپنے خاندان میں شادی کرنی چاہئے۔ اس طرح وہ مخلوط شادی سے جیسے کہ عیسو نے مقامی لڑکیوں میں کی تھی محفوظ رہے گا۔

یعقوب کی زندگی کا مرکزی واقعہ اُس وقت پیش آیا جب وہ شمال کی طرف فرار ہو رہا تھا۔ غالباً پہلے ہی دن وہ شام کے قریب کوہستانی ملک میں بیت ایل کے قریب پہنچ گیا جو بیرسبع سے ۶۰ میل دُور تھا۔ اتنا فاصلہ ایک تیز رفتار اونٹ ایک دن میں طے کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یعقوب کی یہ کوشش تھی کہ پہلے دن وہ گھر سے جتنا زیادہ دُور نکل جائے بہتر ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے دادا ابرہام کے یہاں کے مذبح (پیدائش ۱۲: ۸) کے متعلق علم رکھتا ہو، لیکن یہاں کوئی اشارہ نہیں ملتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اِس علاقے کے خاص تقدس سے بھی آگاہ تھا۔ جب وہ سو رہا تھا تو اس نے خواب میں ایک سیڑھی دیکھی جو آسمان سے زمین تک پہنچی تھی۔ اُس کے اُوپر اُس کے خاندان کا خدا کھڑا تھا۔ اُس وقت خدا نے اُس کے ساتھ ابرہام سے کئے گئے وعدے کی تصدیق کی اور اُس کی حفاظت کرنے کا وعدہ کیا۔ اپنے خواب کی یادگاری کے طور پر یعقوب نے اُس پتھر کو جس پر وہ سر رکھ کر سو رہا تھا کھڑا کیا اور اُس کے سرے پر تیل ڈالا (پیدائش ۲۸: ۱۱ مابعد)۔ اِس قسم کی سادہ یادگاریں اکثر مقدس مقامات پر کھڑی کی جاتی تھیں (دیکھئے ستون)۔ یہ پتھر اُس جگہ کی نشاندہی کرتا تھا جہاں یعقوب نے خدا کی حضوری کا تجربہ کیا تھا۔

بیت ایل کے بعد یعقوب کے حاران میں پہنچنے کے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔ الیعزر (پیدائش ۲۴: ۱۱) کی طرح یعقوب بھی سب سے پہلے شہر کے باہر کنوئیں پر گیا۔ یہاں اُس کی ملاقات اُس کی ماموں زاد بہن راخل سے ہوئی۔ وہ اُسے اپنے باپ کے پاس لے گئی جس نے اُسے اپنے رشتہ دار کے طور پر اپنے گھر میں رکھا۔ ایک ماہ بعد یعقوب نے اپنے ماموں کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ پہلے سات سال اُس نے راخل کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کام کیا (پیدائش ۲۹: ۱ مابعد)۔ ایک قدیم دستاویز میں اسی قسم کے ایک معاہدے کا ذکر ہے لیکن اُس شخص نے فوراً شادی کی۔ شادی باقاعدہ گواہوں کی موجودگی میں پڑھی گئی تاکہ وہ بابل کے قانون کے مطابق عورت کو بیوی کا درجہ دینے کے لئے معاہدہ پر دستخط کر سکیں۔ لابن نے اپنی بڑی بیٹی لیاہ یعقوب کو دینے کے لئے مقامی دستور کا سہارا لیا۔ یہ دستور کہ بڑی بیٹی کی ضرور ہی پہلے شادی کی جائے، یہاں کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔ یعقوب کو لابن کی تجویز ماننی پڑی اور ایک نیا اقرارنامہ تیار کیا گیا جس کے مطابق ایک ہفتہ بعد لابن راخل کو یعقوب کے ساتھ بیاہ دے گا اور یعقوب اُس پیسے کے عوض جو مرد اپنے سسر کو دلہن کے لئے ادا کرتے تھے مزید سات سال لابن کی خدمت کرے گا۔

یعقوب بیس سال تک لابن کے گھر رہا اور اُس دوران اُس کے ہاں گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ لیاہ کے چار بیٹے پیدا ہوئے جبکہ راخل بے اولاد رہی۔ تب راخل نے اپنی لونڈی بلہاہ یعقوب کو دے دی جس سے دو بیٹے پیدا ہوئے جنہیں اُس نے اپنے بیٹے بنا لیا۔ اس سے راخل کا غم کچھ کم ہو گیا۔ لیاہ نے بھی اپنی لونڈی سے ویسا ہی کیا اور اس کے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے۔ غالباً اس کی وجہ اِس خیال پر مبنی تھی کہ بچہ گود لینے سے گود لینے والی ماں خود بھی حاملہ ہو جاتی ہے (مقابلہ کیجئے سارہ اور ہاجرہ - پیدائش ۱۶: ۲)۔ پیشتر ازیں کہ راخل سے یوسف پیدا ہوا، لیاہ سے مزید دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جو نام یعقوب کے بیٹوں کو دیئے گئے اُن میں سے کئی ایک اُس زمانہ کی دیگر تحریرات میں بھی ملتے ہیں لیکن وہاں ان ناموں کی وہ خاصیت بیان نہیں ہوئی جو بائبل میں ہے۔

حاران، نہ صرف ایک اہم تجارتی مرکز ہی تھا بلکہ ایک زرخیز زرعی علاقہ اور چراگاہ بھی۔ غالباً لابن کا ایک گھر شہر میں تھا جہاں وہ گرمیوں میں فصل کی کٹائی کے موسم میں رہا کرتا اور سردیوں میں اپنے گلّہ کو چرانے کے لئے پہاڑیوں پر لے جاتا تھا۔ چونکہ لابن ایک دولتمند گھرانے کا سربراہ تھا اس لئے اپنے خاندان اور شہری کونسل میں بھی اختیار رکھتا تھا۔ یعقوب نے اپنے گھر واپس جانے کی جو اجازت طلب کی وہ غالباً دونوں بیویوں کی خاطر ۱۴ سال خدمت کرنے کے بعد کی تھی۔ اُس کی لابن کے گلّہ کی دیکھ بھال بہت اچھی تھی اس لئے وہ اُسے اجازت نہیں دینا چاہتا تھا (پیدائش ۳۰: ۲۵ مابعد)۔ لہٰذا ایک نیا معاہدہ طے پایا جس کے مطابق یعقوب

بدستور لابن کی بھیڑ بکریاں چراتا رہے گا اور بطور اُجرت گلے میں جو بکریاں ابلق اور چتلی ہوں گی اور جو بھیڑیں کالی ہوں گی وہ سب یعقوب کی ملکیت متصوّر ہوں گی۔ اس طرح یعقوب نے اپنے خاندان کی گذر بسر کرنے کے لئے مال مویشی جمع کر لئے۔ لیکن بعد میں لابن اس معاہدہ سے منحرف ہو گیا اور اُن تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا جن پر یعقوب دعویٰ کر سکتا تھا، لیکن یعقوب نے خواب میں دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے سُسر کی چالاکی کو معاہدہ توڑے بغیر اپنے فائدہ کے لئے استعمال کیا۔

یعقوب کے مال مویشیوں کے بڑھنے کے سبب سے لابن کے بیٹے اُس سے حسد کرنے لگے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ وہ اُنہیں ان کی میراث سے محروم کر رہا ہے (پیدائش ۳۱:۱)۔ یعقوب کے دل میں لابن کو بتائے بغیر حاران چھوڑنے کے بارے میں جو ہچکچاہٹ پائی جاتی تھی وہ ایک الٰہی حکم سے ختم ہو گئی۔ راخلؔ اور لیاہ نے بھی اِس منصوبے کی حمایت کی کیونکہ وہ سمجھ گئی تھیں کہ ان کا باپ اُن کا جہیز مار گیا ہے (دیکھئے شادی)۔ چونکہ اُس وقت لابن اپنی بھیڑوں کی پشم کترنے گیا ہوا تھا اس لئے یعقوب اپنا مال و اسباب اور مویشی لے کر چل دیا۔ ڈیڑھ دن کا وقت ملنے کے باعث یعقوب جلعاد تک پہنچ گیا، تاہم لابن نے اُس کا تعاقب کیا اور سات دن میں ۴۰۰ میل طے کر کے اُسے کوہِ جلعاد پر جا لیا (پیدائش ۳۱:۲۲ ما بعد)۔ لابن نے یعقوب سے یوں چوری چھپے بھاگ جانے اور خاص طور پر اُس کے بُتوں کو چُرا کر لے جانے کا شکوہ کیا (دیکھئے ترافیم)۔ اگر اِن بتوں پر قبضہ خاندان کا سربراہ ہونا ظاہر کرتا تھا تو پھر راخلؔ کا بتوں کو چرانے کا مقصد یعقوب کو سربراہ بنانا ہی ہو سکتا تھا۔ راخلؔ نے حیلہ سازی سے اُن بُتوں کو اپنے پاس ہی رکھا۔ یعقوب نے بھی شکوہ کرتے ہوئے لابن کو یاد دلایا کہ اگرچہ اس نے نہایت ایمانداری سے گلہ بانی کی تو بھی لابن نے اُسے کبھی پورا معاوضہ نہ دیا۔ تب ان کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ لابن کی شرائط حسبِ ذیل تھیں:

"یعقوب اُس کی بیٹیوں سے بُرا سلوک نہیں کرے گا اور نہ وہ اور بیوی کرے گا۔" اس معاہدہ کی تصدیق کے لئے یعقوب نے ایک پتھر کو ستون کی طرح کھڑا کیا اور اس کے پاس ہی پتھروں کا ڈھیر بھی لگا دیا۔ یہ ایک طرح سے سرحد بندی بھی تھی کہ دونوں فریق اس سے آگے نہیں جائیں گے۔ پھر دونوں نے خدا کو گواہ ٹھہرایا اور معاہدہ توڑنے والے کے لئے سزا کی درخواست کی۔ پھر قربانی گذرانی گئی اور دونوں فریقوں نے خیرسگالی کے طور پر مل کر کھانا کھایا۔

اس کے بعد یعقوب محنایم کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں اُسے فرشتے ملے۔ تب اُس نے اپنے بھائی عیسوؔ کا رویّہ معلوم کرنے کے لئے اپنے آگے قاصد بھیجے (پیدائش ۳۲:۱ ما بعد)۔ عیسوؔ کو آتے دیکھ کر یعقوب نے اپنے آدھے مال اسباب کو بچانے کی تدبیر کی اور ساتھ ہی اپنے بھائی کو بہت سے تحفے بھیجے۔ خدا سے حفاظت کی درخواست کے بعد جب یعقوب یبوّق ندی کو پار کرنا چاہتا تھا تو ایک شخص اُس سے کُشتی لڑنے لگا لیکن وہ شخص اُس پر اُس وقت ہی غالب آیا جبکہ اُس نے اُس کی ران کو چھُوا اور وہ لنگڑا ہو گیا۔ یعقوب نے اس واقعہ کی یہ تفسیر کی کہ اس کے باعث وہ "سب بلاؤں سے" بچایا گیا تھا (پیدائش ۴۸:۱۶) اور نیا نام "اسرائیل" یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا سے کشتی لڑا (مقابلہ کیجئے ہوسیع ۱۲:۴)۔ عیسوؔ کے دوستانہ رویّہ کے باوجود بھی یعقوب کی گھبراہٹ کم نہ ہوئی۔ لہٰذا وہ عیسوؔ کے پیچھے جانے کی بجائے سکاتؔ کو چل دیا۔ سکاتؔ سے سکمؔ کے علاقے کو گیا اور زمین کا ایک ٹکڑا خریدا۔ لیکن دینہ کی عصمت دری اور اس کے بھائیوں کے بدلہ لینے کے باعث وہاں کے لوگ اس کے دشمن بن گئے (پیدائش ۳۴:۱ ما بعد)۔ تب خدا نے اُسے بیت ایلؔ جا کر رہنے کا حکم دیا۔ غالباً یہ علاقہ سکمؔ کی دسترس سے باہر تھا۔ وہاں جانے سے پیشتر انہوں نے ان بتوں کو جو وہ فدان آرامؔ سے لائے تھے زمین میں دبا دیا۔ پہلے کی طرح اب پھر یعقوب نے خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کی یاد منانے کے لئے ستون کھڑا کیا اور اُس پر تپاون کیا اور تیل ڈالا لیکن افراتؔ میں راخلؔ کی قبر پر صرف ستون کھڑا کیا اور اس پر تپاون نہ کیا (پیدائش ۳۵:۱-۲۰)۔ اضحاقؔ کی موت کے بعد (پیدائش ۳۵:۲۸، ۲۹) یعقوب حبرونؔ کے علاقے میں بس گیا اور حارانؔ کی طرح گلّہ بانی اور کاشتکاری کرنے لگا۔ جب اس علاقے میں کال پڑا تو اُسے مصر جانے کی دعوت ملی لیکن بیرسبعؔ سے آگے جانے سے پیشتر اُس نے خدا سے یقین دہانی حاصل کی کہ آیا اُس کا جنوب کی طرف جانا درست ہے کہ نہیں (پیدائش ۴۶:۱ ما بعد)۔

اپنی موت سے پیشتر یعقوب نے یوسفؔ کے دو بیٹوں کو متبنّٰی بنایا اور انہیں خاص برکات دیں لیکن چھوٹے کو بڑے پر ترجیح دی۔ یوسفؔ کو دوسرے بھائیوں کی نسبت دوگنا حصّہ ملا (پیدائش باب ۴۸)۔ بارہ بیٹوں کی برکات نظم کی صورت میں درج ہیں (پیدائش ۴۹:۱-۲۷)۔ یعقوب نے ۱۳۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور حبرونؔ کے قریب مکفیلہ میں اپنے آبائی گورستان میں دفن ہوا (پیدائش ۵۰:۱۳)۔

یعقوب کی اولاد اس کے نام پر "اسرائیل" کہلاتی ہے۔

۳۔ نئے عہدنامہ کے حوالجات

یعقوب بن اضحاقؔ کا نام نسب ناموں میں آتا ہے (متی ۱:۲؛ لوقا ۳:۳۴)۔ اِن تین ناموں ابرہامؔ، اضحاقؔ اور یعقوب کے مجموعہ کا بار بار آنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان حوالوں میں یعقوب بھی باقی دونوں کے ساتھ خدا کے مبارک لوگوں کو پیش کرتا ہے (متی ۸:۱۱؛ لوقا ۱۳:۲۸)۔ تینوں اناجیلِ متوافقہ یسوعؔ مسیح کے خروج ۳:۶ سے

اقتباس کو بیان کرتی ہیں: "میں ... ابرہام کا خدا، اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں" (متی ۲۲: ۳۲؛ مرقس ۱۲: ۲۶؛ لوقا ۲۰: ۳۷؛ مزید اعمال ۷: ۳۲)۔ یہ اقتباس خدا کے کردار کو اجاگر کرتا ہے کہ وہ قدیم بزرگوں کے ساتھ عہد باندھنے اور اپنے وعدے پورا کرنے والا خدا ہے۔ پطرس رسول بھی اپنی اس بات کو زیادہ پُرزور بنانے کے لئے کہ خدا نے مسیح میں کیا کچھ کیا ہے، تقریباً اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہے (اعمال ۳: ۱۳)۔ ستفنس، یعقوب کا کئی مرتبہ ذکر کرتا ہے (اعمال ۷: ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۴۶)۔ آخری مرتبہ وہ "یعقوب کا خدا" کہتا ہے اور یوں وہ اس بزرگ کو مذہب کی تاریخ میں مرکزی اہمیت عطا کرتا ہے۔ پولس رسول یعقوب کا دو مرتبہ حوالہ دیتا ہے۔ پہلی مرتبہ وہ یعقوب کا ذکر کرتے ہوئے برگزیدگی میں خدا کے مقصد کو ظاہر کرتا ہے (رومیوں ۹: ۱۱-۱۳) اور دوسری مرتبہ وہ یعقوب کو پوری قوم سے تشبیہ دیتا ہے (رومیوں ۱۱: ۲۶)۔ آخر میں اس بزرگ کا نام عبرانیوں کے خط میں مرقوم ایمان کے سورماؤں کی فہرست میں آتا ہے (عبرانیوں ۱۱: ۹، ۲۰-۲۱)۔

۲- مسیح خداوند کے نسب نامہ میں ایک شخص جو متان کا بیٹا اور یوسف کا باپ تھا (متی ۱: ۱۵، ۱۶)۔

۳- زبدی کا بیٹا۔ ایک گلیلی جسے مسیح خداوند نے اُس کے بھائی یوحنا کے ساتھ بارہ شاگردوں میں شامل ہونے کے لئے بلایا (متی ۴: ۲۱)۔ اُس کا شمار مسیح کے تین خاص شاگردوں میں ہوتا ہے (باقی دو پطرس اور یوحنا ہیں)۔ وہ یائیر کی بیٹی کو زندہ کرنے (مرقس ۵: ۳۷) اور مسیح کی تبدیلیِ صورت (مرقس ۹: ۲) کے وقت موجود تھے۔ یعقوب اور یوحنا کو یسوع نے بوانرگس یعنی گرج کے بیٹے کا لقب دیا تھا (مرقس ۳: ۱۷)۔ جب یہ دونوں سامریوں پر آسمان سے آگ نازل کروانا چاہتے تھے تو خداوند یسوع نے اُنہیں اس وجہ سے جھڑکا کہ وہ ان کی آمد کے مقصد کو نہیں سمجھتے تھے (لوقا ۹: ۵۴)۔ اپنے بھائی کے ساتھ مسیح کی بادشاہی میں عزت کی جگہ پانے کی درخواست کرنے پر مسیح نے اُسے بتایا کہ جو پیالہ میں پینے کو ہوں وہ تو بھی پیئے گا (مرقس ۱۰: ۳۹)۔ یہ ایک پیشینگوئی تھی جو اُس وقت پوری ہوئی جب ہیرودیس اگرپا اوّل نے تقریباً ۴۴ء میں اسے تلوار سے قتل کیا (اعمال ۱۲: ۲)۔

۴- حلفئی کا بیٹا جو بارہ شاگردوں میں سے تھا (متی ۱۰: ۳؛ اعمال ۱: ۱۳)۔ اس کی ماں کا نام مریم تھا اور اسے اکثر "چھوٹے یعقوب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (مرقس ۱۵: ۴۰)۔ اس کے نام کے ساتھ "چھوٹے" کا لقب لگانے کا یہ مقصد تھا کہ ظاہر کیا جائے کہ یہ زبدی کا بیٹا یعقوب نہیں بلکہ کوئی اور شخص ہے۔ شائد وہ اُس سے عمر میں یا پھر قد میں چھوٹا تھا۔

۵- یسوع مسیح کا بھائی جس کا ذکر اُن کے دوسرے بھائیوں یوسف، شمعون اور یہوداہ کے ساتھ آیا ہے (متی ۱۳: ۵۵)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے مسیح کے ابتدائی دنوں میں اُن کے اختیار کو قبول نہیں کیا تھا (دیکھئے مرقس ۳: ۲۱- "اس کے عزیزوں" میں غالباً ان کے بھائی بھی شامل تھے۔ جب جی اُٹھے مسیح اُس پر ظاہر ہوئے (۱-کرنتھیوں ۱۵: ۷) تو اس کے بعد وہ یروشلیم میں یہودی مسیحی کلیسیا کا اہم رکن بنا (گلتیوں ۱: ۱۹؛ ۲: ۹؛ اعمال ۱۲: ۱۷)۔ اُس نے یروشلیم کی پہلی کونسل کی صدارت کی جو غیر قوموں کے کلیسیا میں شامل ہونے کی شرائط طے کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اس موقع پر اسی نے وہ فرمان تجویز کیا جسے بزرگوں کی طرف سے انطاکیہ، سوریا اور کلکیہ کی کلیسیاؤں کو بھیجا گیا (اعمال ۱۵: ۱۹-۲۳)۔ اُس کی یہودی مسیحیوں کے ساتھ گہری ہمدردیاں اُس کی اُس درخواست سے ظاہر ہیں جو اُس نے پولس سے کی، جب وہ آخری مرتبہ یروشلیم گیا تھا (اعمال ۲۱: ۱۸ مابعد)۔ ہیگیسپس کے مطابق بعد ازاں اُسے "راستباز" کا خطاب ملا کیونکہ وہ بڑی وفاداری سے یہودی شریعت کی پابندی کیا کرتا اور سخت ریاضت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق ۶۱ء میں حاکم فیستس کی موت کے بعد اُس درمیانی عرصہ میں جبکہ کوئی حاکم مقرر نہیں ہوا تھا اُسے سردار کاہن حننیاہ نے سنگسار کرا دیا۔ یہی یعقوب، یعقوب کے خط کا مصنف ہے۔ اپنے خط میں وہ اپنے آپ کو "خدا کا اور خداوند یسوع مسیح کا بندہ" کہتا ہے (یعقوب ۱: ۱)۔ مزید دیکھئے بھائی خداوند یسوع کے۔

۶- یہوداہ رسول (اسکریوتی نہیں) کا باپ (لوقا ۶: ۱۶؛ اعمال ۱: ۱۳)۔ یہ ایک غیر معروف شخص تھا۔

یعقوب کا عام خط:

۱- مصنّف

یعقوب اپنا تعارف ۱: ۱ میں کراتا ہے جہاں وہ اپنے آپ کو خدا کا اور خداوند یسوع مسیح کا بندہ کہتا ہے۔ مگر اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ نئے عہد نامہ میں مذکور چار میں سے کونسا یعقوب ہے۔ جہاں تک اس خط کا تعلق ہے ان میں سے دو شخص غیر اہم ہیں کیونکہ نئے عہد نامہ میں ان دونوں کا ذکر صرف بارہ رسولوں کے ناموں کی فہرست ہی میں آتا ہے (لوقا ۶: ۱۶؛ اعمال ۱: ۱۳)۔

اس خط کا مصنف یا تو زبدی کا بیٹا (اور یوحنا رسول کا بھائی) یعقوب ہے یا یسوع مسیح کا بھائی یعقوب (متی ۱۳: ۵۵)۔ زبدی کے بیٹے یعقوب کو ۴۴ء میں ہیرودیس بادشاہ نے قتل کرا دیا (اعمال ۱۲: ۲) لہٰذا وہ اتنے قلیل عرصہ میں اس خط کو تحریر نہیں کر سکتا تھا۔ اب رہا یسوع مسیح کا بھائی جو "نیک" بھی کہلاتا تھا اُسے روایتی طور پر ہمیشہ اس خط کا مصنف مانا گیا ہے۔

پروٹسٹنٹ اعتقاد کے مطابق یہ یعقوب، یسوع مسیح کا

سگا بھائی تھا۔ رومن کیتھولک عقیدے کے حامل علماء مقدسہ مریم کی دائمی دوشیزگی کی تعلیم کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے بھائی اُن کے حقیقی بھائی نہیں تھے بلکہ مقدسہ مریم کی بہن کے بیٹے یعنی اُن کے خالہ زاد بھائی تھے۔ یونانی راسخ الاعتقاد کلیسیا یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ وہ یسوع مسیح کے سوتیلے بھائی تھے جو یوسف کی پہلی بیوی سے تھے۔ لیکن یہاں پر لفظ بھائی (یونانی adelphos) استعمال ہوا ہے اور چونکہ کیتھولک اور یونانی راسخ الاعتقاد کلیسیا کے اعتقادات کی تائید میں کوئی پختہ ثبوت نہیں ملتا اس لئے اس کے یہی معنی ہیں جو لفظ بھائی کے ہوتے ہیں یعنی سگا بھائی۔ یسوع مسیح کے خاندان کے بارے میں جو حوالجات ملتے ہیں اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کے بعد مقدسہ مریم کے اور بچے بھی ہوئے (مرقس ۶: ۳؛ متی ۱۲: ۴۶-۵۰)۔ پروٹسٹنٹ مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے کی پشت پر وہ جذبہ کارفرما ہے جس کے تحت دوشیزگی کے مقابلہ میں شادی کو گھٹیا تصور کیا جاتا ہے۔ یسوع کے بھائی ان کی زمینی زندگی کے دوران ان پر ایمان نہیں لائے تھے (یوحنا ۷: ۵)۔

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۷ میں پولس رسول جس یعقوب کا تذکرہ کرتا ہے کہ اس نے یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد انہیں دیکھا تھا یہی یعقوب ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خداوند مسیح پر ایمان لا چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد میں رسولوں پر سبقت لے گیا اور یروشلیم کی کلیسیا کا راہنما بن گیا (اعمال ۱۲: ۱۷؛ گلتیوں ۱: ۱۹؛ ۲: ۹)۔ جب یروشلیم میں رسولوں اور بزرگوں کی کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ غیر یہودی مسیحیوں کو ختنہ کی ضرورت نہیں تو اُسی نے فیصلہ پڑھ کر سنایا تھا (اعمال ۱۵: ۱۳)۔ گو جہاں تک غیر یہودیوں کے متعلق فیصلے کا تعلق تھا وہ اُس سے متفق تھا لیکن اعمال ۲۱: ۱۸-۲۶ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود متواتر یہودی شریعت و رسومات پر عمل کرتا رہا۔ نئے عہدنامہ کے تمام خطوط میں سے اِس خط کا طرز تخاطب یہودی طرز سے بہت زیادہ ملتا ہے۔

بعض جدید علماء نے یعقوب کے اس خط کے مصنف ہونے پر اعتراض کیا ہے۔ انہوں نے متعدد خیالات پیش کئے ہیں جن میں سے دو حسب ذیل ہیں:

(ا) پہلا غلط دعویٰ یہ ہے کہ شروع شروع میں یہ مسیحی دستاویز نہیں تھی بلکہ یہودی تھی، جس میں ۱: ۱ اور ۲: ۱ میں مسیح کا نام داخل کر کے اسے مسیحی بنا لیا گیا۔

اس خیال کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اس میں پرانے عہدنامہ کے متعدد حوالجات پائے جاتے ہیں اور کہ یعقوب نے راستباز ٹھہرنے کے لئے اعمال کو ذریعہ قرار دیا ہے (۲: ۱۴-۲۶)۔ لیکن یہ تو کوئی بھی یہودی مسیحی لکھ سکتا تھا۔ مزید براں در اصل یہاں یعقوب یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ ہم اعمال کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرتے ہیں بلکہ یہ کہ ایمان جس کے وسیلہ سے ہم راستباز ٹھہرتے ہیں اُس کا نتیجہ نیک اعمال کی صورت میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ علاوہ ازیں یہ بات بعید از قیاس ہے کہ کسی یہودی پند و نصائح کی تحریر میں یسوع مسیح کی تعلیم کے بارے میں بیش حوالجات ہوتے جیسے کہ یعقوب کے خط میں ہے۔

(ب) دوسرا غلط دعویٰ یہ ہے کہ یہ خط بہت بعد میں (تقریباً ۱۲۵ء) تحریر ہوا۔ دعویٰ ہے کہ کسی نامعلوم شخص نے یعقوب کے نام سے اُن کلیسیاؤں کو نصیحت کی جن کی محبت ٹھنڈی پڑ چکی تھی۔ لیکن اس صورت میں مصنف اپنے آپ کو "خدا کا بندہ" بیان کرنے کی بجائے اور بھی صفائی سے یہ بیان کرتا کہ وہ یسوع مسیح کا بھائی ہے۔

یعقوب کے مصنف ہونے پر زیادہ تر اعتراضات کا انحصار نام نہاد اندرونی تضادات پر ہے۔ اس کے متن کی بنا پر علماء ایک دوسرے سے بہت مختلف نتائج اخذ کرتے ہیں، لہٰذا انہیں خیالی اور غیر فیصلہ کن سمجھنا چاہیئے۔ ابھی تک اس روایتی نظریہ کو کہ یسوع مسیح کا بھائی اس کا مصنف ہے غلط ثابت نہیں کیا جا سکا اور جو کچھ نئے عہدنامہ کے دیگر حصوں میں یعقوب کے متعلق بتایا گیا اور جو کچھ اس خط سے مصنف کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے اُس میں بڑی مطابقت پائی جاتی ہے۔

۲۔ سنِ تصنیف اور مقام

یعقوب نے یہ خط یقیناً یروشلیم سے تحریر کیا ہوگا۔ اس کی تاریخ تحریر کے متعلق حتمی رائے قائم کرنا دشوار ہے۔ لیکن یہ ۶۲ء کے بعد نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سال یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق سردار کاہن کی انگیخت پر یہودیوں نے اُسے سنگسار کر دیا۔ ایک اور ابتدائی مورخ ہیگیسپس اُس کی تاریخ وفات یروشلیم کی بربادی سے تھوڑا عرصہ پیشتر ۶۲ء بیان کرتا ہے۔ چونکہ یعقوب یروشلیم کی بربادی کا ذکر نہیں کرتا جو ایک ایماندار یہودی کے نزدیک نہایت اہم واقعہ ہوتا اس لئے ظاہر ہے کہ یہ خط اس واقعہ سے پیشتر تحریر کیا جا چکا تھا۔

اس خط میں ایسے اشارے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ خط اس سے بھی پیشتر لکھا گیا ہو۔ ۲: ۲ میں لفظ "جماعت" درحقیقت یہودی عبادت خانہ یا یہودیوں کی جماعت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت تک کلیسیا یہودی شریعت کے زیر انتظام عبادت کیا کرتی تھی۔ اب تک اُس نے اُس سے اپنا تعلق پوری طرح نہیں توڑا تھا۔ ممکن ہے کہ یعقوب کا ایمان اور اعمال حسنہ کے آپس کے تعلق کے بارے میں تبصرہ کسی بعد کی تاریخ

کی طرف اشارہ کرتا ہو۔ ایک طرف تو یہ ممکن ہے کہ اُس نے یہ خط ۴۹ء میں ختنہ اور شریعت کا مسئلہ پیدا ہونے سے پیشتر لکھا ہو، جب اُس نے دیکھا کہ بعض مسیحی اپنی اخلاقی لاپرواہی کی پردہ پوشی کے لئے ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے کی آڑ لینے لگے۔ دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ جب کلیسیا نے اس اصول کو مان لیا کہ نجات کے لئے شرعی رسومات ضروری نہیں تو اس نے اس خط میں کلیسیا کو محتاط رہنے کی ہدایت کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کلیسیائی نظام ابھی اتنا مضبوط نہیں تھا۔ ۵: ۱۴ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بزرگ، کلیسیا کے انتظام کی طرف توجہ دینے کی بجائے خدمت میں مشغول تھے۔

اس خط کی تاریخِ تحریر کا تعین مشکل ہے، لیکن ۵۰ء تا ۶۲ء کے درمیان کوئی بھی تاریخ قابلِ قبول معلوم ہوتی ہے۔

قارئین

یعقوب نے یہ خط "اُن بارہ قبیلوں کو جو جا بجا رہتے ہیں" لکھا۔ "جا بجا رہتے ہیں" کی اصطلاح اُس جیسی ہے جو پطرس رسول اپنے پہلے خط (۱:۱) کے قارئین کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لیکن پطرس رسول جیسا کہ اُس کے خط سے ظاہر ہے غیر یہودیوں کو لکھتا ہے اور اِس اصطلاح کو روحانی معنوں میں استعمال کرتا ہے، جبکہ یعقوب یہودیوں کو لکھتا ہے اور اس اصطلاح کو اُس کے لفظی معنوں میں منتشر یہودیوں کے لیے استعمال کرتا ہے۔ پس یعقوب کے قارئین وہ یہودی مسیحی ہیں جو فلسطین سے باہر اقامت پذیر تھے۔ اعمال کی کتاب یہ بتاتی ہے کہ جب ابتدائی مُبَشّر کسی شہر میں جاتے تو وہ عام طور پر سب سے پہلے یہودی عبادت خانہ میں جاتے۔ اور گو یہودیوں نے بحیثیت قوم مسیحی پیغام کو رد کر دیا تھا تو بھی اُن میں سے ایک بڑی تعداد مسیح پر ایمان لے آئی تھی۔ چنانچہ رومی سلطنت میں منتشر یہودیوں میں متعدد مسیحی پائے جاتے تھے۔

پیغام

یعقوب رسول کے خط میں پند و نصائح کا ایک سلسلہ ہے جو سراسر عملی نوعیت کا ہے۔ وہ پولس کی طرح الٰہیات کی تعلیم نہیں دے رہا جسے وہ اپنی اخلاقی نصیحت کی بنیاد بنا سکے۔ بظاہر عبارتوں میں کوئی خاص ربط نہیں اور نہ ہی خیالات کا تسلسل۔ ذیل کی آیت خط کے موضوع کو قدرے بیان کرتی ہے "ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی مصیبت کے وقت ان کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ رکھیں" (۱: ۲۷)۔ اِس عملی مذہب پر یعقوب اپنے اس اصرار سے اور بھی زیادہ زور دیتا ہے کہ "اسی طرح ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مردہ ہے" (۲: ۱۷)۔ ۲: ۱۴-۲۶ میں وہ اس بات کی سخت تاکید کرتا ہے کہ اگر ایمان حقیقی ہے تو اس کا نتیجہ ضرور ہی نیک زندگی کی صورت میں نکلنا چاہیئے، بلکہ وہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ اگر ایمان کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال سے راستباز ٹھہرے ہیں۔ اس مشہور عبارت کو اکثر پولس رسول کی اِس تعلیم کی ضد خیال کیا جاتا رہا ہے کہ ہم صرف ایمان سے راستباز ٹھہرتے ہیں۔ لیکن آج کل اس بات سے عام طور پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ یعقوب اور پولس کی تعلیم متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کو مکمل کرتی ہیں۔ یعقوب اس بات کے لئے فکرمند ہے کہ مسیحی جو ایمان سے راستباز ٹھہرے کہیں یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ نیک اعمال کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ پولس یہ سوچ رہا تھا کہ اُن کے دل میں کہیں یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ وہ شریعت کے اعمال سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ یعقوب، نجات بذریعہ ایمان کا انکار نہیں کرتا اور نہ پولس یہ کہتا ہے کہ ایمان کو نیک زندگی کی صورت میں ظاہر ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کا ثبوت وہ اخلاقی پہلو ہیں جن کی طرف وہ اپنے تمام خطوط میں توجہ دلاتا ہے۔

پس اس طرح حقیقی ایمان مختلف عملی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ صاحبِ ایمان آزمائشوں کو خوشی سے قبول کرتا ہے کیونکہ یہ چال چلن میں پختگی پیدا کرتی ہیں (۱: ۲-۴، ۱۲-۱۵)۔ وہ حکمت کے لئے خدا سے رجوع کرتا ہے (۱: ۵-۸)۔ وہ غصہ اور زبان کو قابو میں رکھتا ہے (۱: ۱۹-۲۱) کیونکہ زبان تمام زندگی کو کنٹرول کرتی ہے (۳: ۱-۱۲)۔ صاحبِ ایمان خدا کے کلام کو ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال نہیں دیتا بلکہ اُس پر عمل کرتا ہے (۱: ۲۲-۲۵)۔

ایمان، محبت، حکمت اور خدا کی فرمانبرداری پیدا کرتا ہے۔ مسیحی محبت، امیروں اور بااثر لوگوں کی طرفدار نہیں (۲: ۱-۷) بلکہ وہ حلیم ہے (۱: ۹-۱۱)۔ محبت خدا کی تمام شریعت کی تکمیل ہے (۲: ۸-۱۸)۔ حقیقی حکمت صُلح جُو ہے۔ وہ راستبازی کی فصل پیدا کرتی ہے (۳: ۱۳-۱۷)۔ جنگ و جدل اور لڑائی جھگڑے انسان کی خود غرضانہ خواہشات کا نتیجہ ہیں۔ انسان کو دنیا کی خواہشات کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اپنے آپ کو خدا کے تابع فرمان بنانا چاہیئے (۴: ۱-۱۰)۔ محبت اپنے بھائی کی برائی نہیں کرتی کیونکہ اس طرح وہ اُس کا منصف بن جاتا اور خود کو شریعت سے بالا بنا لیتا ہے (۴: ۱۱-۱۲)۔

صاحبِ ایمان جانتا ہے کہ مستقبل خدا کے ہاتھ میں ہے اس لئے وہ اُسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے (۴: ۱۳-۱۷)۔ اگر وہ امیر ہے اور اُس نے غریبوں کا خون چوس کر دولت جمع کی ہے تو اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا تمام حساب رکھتا ہے اور یوم الحساب قریب ہے (۵: ۱-۶)۔ تمام ایمان دار

بڑے صبر سے اُس دن کے منتظر ہیں اور اُس کے پیش نظر اپنی زندگی گزارتے ہیں (۵ : ۷-۱۱) - وہ اپنی دیانتداری کا یقین دلانے کے لئے قسم نہیں کھاتے کیونکہ ان کی ہاں، ہاں اور نہیں، نہیں ہوتی ہے (۵ : ۱۲) - اگر کوئی ایماندار دُکھ میں ہے تو اُسے دعا کرنی چاہیئے اور اور اگر خوش حال اور خوش باش ہے تو خداوند کی تعریف کرے - اگر بیمار ہے تو وہ کلیسیا کے بزرگوں کو تیل ملنے اور دعا کرنے کے لئے بلائے اور خدا جو راستبازوں کی دعاؤں کو سُنتا اور جواب دیتا ہے اُسے شفا دے گا (۵ : ۱۳-۱۸) - وہ لوگ جو ایمان کے وسیلہ سے بچ گئے ہیں دوسرے گنہگاروں کو بھی سچائی کی طرف راغب کریں گے اور یوں وہ نہ صرف اپنی جان بچالیں گے بلکہ بہت سے گناہوں پر پردہ بھی ڈالیں گے (۵ : ۱۹-۲۰) -

خاکہ

۱ -	۱ : ۱-۱۸	آزمائشوں کی برداشت
۲ -	۱ : ۱۹-۲۷	خدا کے کلام کو سننا اور اُس پر عمل کرنا
۳ -	۲ : ۱-۱۳	لوگوں کی طرفداری
۴ -	۲ : ۱۴-۲۶	ایمان اور اعمال میں تعلق
۵ -	۳ : ۱-۱۲	زبان کو قابو میں رکھنا
۶ -	۳ : ۱۳-۱۸	دنیاوی اور آسمانی حکمت
۷ -	۴ : ۱-۱۷	جھگڑے، دنیاداری اور بدگوئی کی شرارت
۸ -	۵ : ۱-۱۱	دولت کے گناہ - صبر سے برداشت کرنے والوں کے لئے تسلّی اور صلاح
۹ -	۵ : ۱۲-۲۰	قسم، دعا کی قوت، دوسروں کو مسیح کے پاس لانے کی مبارک حالی -

یعقوب کا کنواں :- موجودہ بیر یعقوب بلاشک وہی کنواں ہے جس کا ذکر یوحنّا ۴ : ۶ میں ہے - تئیس۲۳ صدیوں سے زیادہ عرصے سے سامریوں کو یقین ہے کہ یہ واقعی یعقوب کا کنواں ہے اور یہودی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں - یہ زمین یعقوب نے چاندی کے سو سکّے دے کر خریدی تھی (پیدائش ۳۳ : ۱۹) - بعد میں اس نے تلوار اور کمان کے بل بوتے پر اموریوں سے پورا علاقہ لے لیا (پیدائش ۴۸ : ۲۲) - یہ کنواں کوہِ گرزیم کے دامن میں واقع ہے - غالباً جب خداوند مسیح نے "اس پہاڑ" کی طرف اشارہ کیا تو اس سے کوہ گرزیم کی کھڑی چٹانیں مراد تھیں - اس کنوئیں کی ساخت کے لئے دیکھئے باؤلی -

یعقوبہ :- شمعون کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے گھرانے کا سردار تھا (۱-تواریخ ۴ : ۳۶) -

یعکان :- جد کے قبیلے کا ایک شخص (۱-تواریخ ۵ : ۱۳) -

اپنی کی حوّی بیوی اُہلیبامہ سے عیسو کا دوسرا بیٹا - وہ ادوم

یعلام :- کا ایک رئیس بنا (پیدائش ۳۶ : ۲، ۵، ۱۸) -

یعلہ :- سلیمان بادشاہ کا ایک خادم - اس کی اولاد بابل کی اسیری سے واپس آئی (عزرا ۲ : ۵۶) -

یعنی - یعنائی :- جد کے قبیلے کا ایک آدمی جو بسن میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۵ : ۱۱، ۱۲) -

یعوایل :- ۱- یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے خاندان کے چھ سو نوے اشخاص کے ساتھ یروشلیم میں رہتا تھا (۱-تواریخ ۹ : ۶) -

۲ - ایک لاوی جس نے حزقیاہ بادشاہ کے زیرِ سایہ قومی اصلاح میں حصہ لیا (۲-تواریخ ۲۹ : ۱۳) -

یعور - یاعیر :- (عبرانی = جنگل) - اُس شخص کا باپ جس نے جاتی جولیت کے بھائی لحمی کو مارا (۱-تواریخ ۲۰ : ۵) -

یعوس - یعوش :- (عبرانی = وہ مدد کے لئے آتا ہے) -
۱- اُہلیبامہ سے عیسو کا بیٹا (پیدائش ۳۶ : ۵) -

۲ - بنیمینی بلہان کا بیٹا (۱-تواریخ ۷ : ۱۰) -

۳ - ایک جیرسونی لاوی (۱-تواریخ ۲۳ : ۱۰، ۱۱) -

۴ - عیشق کا بیٹا (۱-تواریخ ۸ : ۳۹) -

۵ - رحبعام کا بیٹا (۲-تواریخ ۱۱ : ۱۹) -

یعوض - یعوص :- (عبرانی = وہ صلاح دیتا ہے) - بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص - یہ سحریم کا بیٹا تھا جو اُس کے موآب میں آنے کے بعد اُس کی تیسری بیوی ہُودس سے پیدا ہُوا (۱-تواریخ ۸ : ۱۰) -

یعی ایل :- ۱- روبن کے خاندان کا ایک شخص (۱-تواریخ ۵ : ۷) -
۲ - جبعون کا ایک بنیمینی آدمی (۱-تواریخ ۹ : ۳۵) -

۳ - داؤد بادشاہ کا ایک سورما، خوتام عروعیری کا بیٹا (۱-تواریخ ۱۱ : ۴۴) -

۴ - داؤد کے عہد میں موسیقی کا ساز بجانے والا اور خدا کے صندوق کا ایک دربان (۱-تواریخ ۱۵ : ۱۸، ۲۱) -

۵ - ایک لاوی جو بنی آسف میں سے تھا (۲-تواریخ ۲۰ : ۱۴) -

۶ - عزیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک منشی (۲-تواریخ ۲۶ : ۱۱) -

۷ - یوسیاہ کے عہد میں لاویوں کا ایک سردار (۲-تواریخ ۳۵ : ۹) -

۸ - عزرا کے زمانے میں ایک سردار (عزرا ۸ : ۱۳) -

۹ - عزرا کے زمانہ میں ایک اجنبی عورت کا خاوند (عزرا ۱۰ : ۴۳) -

یفتاح :- یہوداہ کی نشیبی زمین میں ایک شہر (یشوع ۱۵ : ۴۳) -

یفدیاہ - یفدیاہ :- (عبرانی = یہوواہ فدیہ دیتا ہے)۔ بنیمین کی نسل سے ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۲۵)۔ کیتھولک ترجمہ میں ہجے صحیح معلوم نہیں ہوتے۔ غالباً کاتب نے ف پر ایک فالتو نقطہ لگا دیا ہے۔

یفلیط :- بنی آشر میں سے ایک (۱-تواریخ ۷: ۳۲)۔

یفلیطی - یفلیتی :- ایک پرانے قبیلے کا نام (یشوع ۱۶: ۱-۳)۔

یفنہ - یُفنے :- ۱- یہوداہ کے قبیلے کے کالب کا باپ۔ یہ وہ کالب ہے جسے موسیٰ نے گیارہ دیگر مردوں کے ساتھ ملک کنعان کا حال دریافت کرنے کو بھیجا (گنتی ۱۳: ۶)۔

۲- آشر کے قبیلے سے یتر کا بیٹا (۱-تواریخ ۷: ۳۸)۔

یفیع - یافیع :- ۱- لکیس کا بادشاہ جس نے اور بادشاہوں سے مل کر یشوع کے خلاف سازش کی۔ بعد میں یشوع نے انہیں قتل کروا کر درختوں پر لٹکا دیا اور غار میں دفن کیا (یشوع ۱۰: ۱-۵، ۲۲-۲۷)۔

۲- داؤد بادشاہ کا ایک بیٹا (۲-سموئیل ۵: ۱۵؛ ۱-تواریخ ۳: ۷)۔

۳- زبولون کے علاقے کے مشرق میں ایک چھوٹا شہر (یشوع ۱۹: ۱۲)۔

یقبضی ایل - یقبصی ایل :- (عبرانی = خدا اکٹھا کرتا ہے)۔ ایک قصبہ جسے بنی یہوداہ نے پھر بسایا (نحمیاہ ۱۱: ۲۵)۔

یُقتی ایل :- ۱- یہوداہ کے نشیبی علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۳۳، ۳۸)۔

۲- یہوداہ کے بادشاہ امصیاہ نے ادومیوں پر حملہ کر کے اُن کا ایک مقام بنام سلع لے لیا اور اُس کا نام یقتیئل رکھا (۲-سلاطین ۱۴: ۷)۔

یقدعام :- یہوداہ کا ایک شہر جس کا ذکر معون اور کرمل اور زیف کے ساتھ آتا ہے (یشوع ۱۵: ۵۶)۔

یقسان - یقشان :- ابرہام اور اُس کی بیوی قطورہ کا ایک بیٹا۔ یقسان سے سبا اور ددان پیدا ہوئے (پیدائش ۲۵: ۲، ۳)۔

یقطان :- سم کی نسل کے عبر کا بیٹا۔ اس کی نسل سے عرب کے تیرہ قبیلے نکلے (پیدائش ۱۰: ۲۵، ۲۶، ۲۹؛ ۱-تواریخ ۱: ۱۹، ۲۰، ۲۳)۔

یقمام - یقمعام :- (عبرانی = لوگوں کو اُٹھنے دو)۔ ۱- افرائیم کے کوہستانی ملک میں ایک شہر (۱-تواریخ ۶: ۶۸)۔

۲- لاویوں کے ایک گھرانے کا سردار (۱-تواریخ ۲۳: ۱۹؛ ۲۴: ۲۳)۔ یشوع ۲۱: ۲۲ میں اسے قبضیم کہا گیا ہے۔

یقمیاہ - یقمیاہ :- (عبرانی = کاش یہوواہ قائم کرے)۔ ۱- یہوداہ کے قبیلے کے سلوم کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۴۱)۔

۲- یکونیاہ بادشاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۱۸)۔

یُقنعام :- کوہِ کرمل پر یا اس کے نزدیک ایک شہر۔ یہ مراری لاویوں کو میراث میں دیا گیا (یشوع ۱۲: ۲۲؛ ۲۱: ۳۴)۔

یقوتیئل - یقوتی ایل :- یہوداہ کا ایک شخص، زنوح کا باپ (۱-تواریخ ۴: ۱۸)۔

یقیم - یاقیم :- (عبرانی = خدا اُٹھاتا ہے)۔ ۱- بنیمینی الفعل کا ایک بیٹا (۱-تواریخ ۸: ۱۹)۔

۲- ایک کاہن جس کی خدمت کی بارھویں باری تھی (۱-تواریخ ۲۴: ۱۲)۔

یکبود :- (عبرانی = حشمت جاتی رہی)۔ عیلی کاہن کے بیٹے فینحاس کا بیٹا۔ فینحاس افیق کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس وقت فلستیوں نے عہد کا صندوق بھی چھین لیا۔ یکبود اپنے باپ کی موت کے بعد پیدا ہوا۔ اُس کی ماں نے مرتے دم اُس کو یہ نام دیا کیونکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ اسرائیل سے حشمت جاتی رہی (۱-سموئیل ۴: ۱۴ مابعد)۔

یکولیاہ - یکل یاہ :- عزیاہ بادشاہ کی ماں (۲-تواریخ ۲۶: ۳؛ ۲-سلاطین ۱۵: ۲)۔

یکونیاہ - یکن یاہ :- اس کی دوسری شکل یہویاکین (یویاکین) ہے۔ یہویقیم بادشاہ کا بیٹا اور یوسیاہ بادشاہ کا پوتا (۱-تواریخ ۳: ۱۵، ۱۷)۔ وہ اٹھارہ برس کی عمر میں سلطنت کرنے لگا لیکن تین مہینے کے بعد نبوکدنضر نے اُسے گرفتار کر لیا (۲-سلاطین ۲۴: ۱-۱۲)۔ اس نام کا مخفف کونیاہ ہے (یرمیاہ ۲۲: ۲۴، ۲۸؛ ۳۷: ۱)۔

یکین :- (عبرانی = خدا قائم کرے گا)۔ ۱- شمعون کے قبیلے کے جدِ امجد کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۰۔ ۱-تواریخ ۴: ۲۴ میں یمین)۔ وہ یمینیوں کے خاندان کا بانی تھا (گنتی ۲۶: ۱۲)۔

۲- اسیری کے زمانہ میں یروشلیم میں ایک کاہن (نحمیاہ ۱۱: ۱۰)۔

یگبہاہ - یُجبہا :- جلعاد کا ایک شہر جو بنی جد کو دیا گیا (گنتی ۳۲: ۳۵؛ قضاۃ ۸: ۱۱)۔

یُگلی - یُجلی :- دان کے قبیلے کے بُقّی کا باپ (گنتی ۳۴: ۲۲)۔

یلون - یالون :- بنی یہوداہ میں سے عزرا کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۷)۔

یمبریس - یمبراس :- ایک جادوگر، جس نے فرعون کے حکم پر موسیٰ اور ہارون کی مخالفت کی

(۲-تیمتھیس ۳: ۸، ۹ اور خروج ۷: ۱۱) - نیز دیکھئے ینیس -

یملیک :- (عبرانی = جسے خدا بادشاہ بناتا ہے) - شمعون کے قبیلے کا ایک سردار (۱-تواریخ ۴: ۳۴) -

یمنہ :- (عبرانی = دستِ راست یا خوش قسمت مقابلہ کریں عربی یمین = دستِ راست) -
۱- آشر کا بیٹا اور ایک خاندان کا سربراہ جس کے نام سے خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۴۴؛ ۱-تواریخ ۷: ۳۰؛ پیدائش ۴۶: ۱۷) -
۲- ایک لاوی قورے کا باپ - یہ حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں تھا (۲-تواریخ ۳۱: ۱۴) -

یمنی :- دیکھئے معدنیاتِ بائبل ۱/۲ ج (۱۲)

یموایل - یموئیل :- شمعون کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۰؛ خروج ۶: ۱۵) - گنتی ۲۶: ۱۲ اور ۱-تواریخ ۴: ۲۴ میں اسے نموایل کہا گیا ہے۔

یمیمہ :- (عبرانی = فاختہ) - ایوب نبی کی ان تین بیٹیوں میں سے پہلی جو اُس کی مصیبت کے بعد پیدا ہوئیں (ایوب ۴۲: ۱۴) -

یمین - یامین :- (عبرانی = دایاں ہاتھ تب عربی یمین) -
۱- شمعون کا ایک بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۰) -
۲- بنی یہوداہ میں سے رام کا بیٹا (۱-تواریخ ۲: ۲۷، ۳) -

ینّا :- خداوند مسیح کے نسب نامہ میں ایک نام (لوقا ۳: ۲۴) -

ینوحاہ - ینوح :- افرائیم کے علاقے کی سرحد پر ایک شہر (یشوع ۱۶: ۶، ۷) -

ینوحہ - یانوح :- ۱- نفتالی کے قبیلے کا ایک شہر جسے شاہِ اسور تگلت پلاسر نے فتح کیا (۲-سلاطین ۱۵: ۲۹) -

ینّیس - ینّاس :- ینّیس اور یمبریس دو جادوگر تھے - انہوں نے موسیٰ اور ہارون کی مخالفت کی تھی (۲-تیمتھیس ۳: ۸، ۹) - فرعون کے بلانے پر اُنہوں نے جیسا موسیٰ اور ہارون کرتے تھے ویسا کیا (خروج ۷: ۱۱) - لیکن یہ نام پرانے عہد نامہ میں نہیں دیئے گئے - پولس رسول نے شرع کا عالم ہوتے ہوئے اِن ناموں کا ذکر یہودی احادیث سے کیا - اس نے آخری زمانے کے بدکاروں کو ان سے تشبیہ دی -

ینیم - یانیم :- یہوداہ کے علاقہ میں ایک شہر (یشوع ۱۵: ۵۳) -

یوآب :- (عبرانی = اس کا باپ خدا ہے) -
۱- داؤد بادشاہ کی سوتیلی بہن ضرویاہ کا بیٹا (۲-سموئیل ۲: ۱۸) - اس کے باپ کا نام بائبل میں نہیں دیا گیا لیکن یہودی مورخ یوسیفس کے مطابق اس کا نام سورتی تھا اور اس کی قبر بیت لحم میں تھی (۲-سموئیل ۲: ۳۲) -

یوآب کا ذکر پہلی مرتبہ اُس وقت آتا ہے جب اُس نے اپنے بھائیوں ابی شے اور عساہیل کے ساتھ داؤد کی فوج کی قیادت کی اور جلعون کے مقام پر اشبوست کی باغی فوج کو جس کی قیادت ابنیر کر رہا تھا شکست دی (۲-سموئیل ۲: ۱۲-۱۷) - فرار ہوتے وقت ابنیر نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے مجبوراً عساہیل کو قتل کر دیا (۲-سموئیل ۲: ۲۳؛ ۳: ۲۷، ۳۰) - بعد ازاں یوآب نے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کیلئے ابنیر کو دھوکے سے قتل کر دیا (۲-سموئیل ۳: ۳۰) لیکن اس کی غالباً ایک اور وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ اب چونکہ ابنیر نے داؤد کے ساتھ وفاداری کا اعلان کر دیا تھا اس لئے وہ اُسے اپنا رقیب سمجھتا تھا -

داؤد، اِس قتل کی وجہ سے اپنے بھانجے سے سخت ناراض ہؤا - اس نے ابنیر کے لئے بڑا ماتم کیا اور اُسے "سردار بلکہ بہت بڑا آدمی" کہا - اس نے نبوّت کی کہ خدا قاتل کو ضرور سزا دے گا (۲-سموئیل ۳: ۳۱-۳۹) - تاہم یبوسیوں کے مضبوط گڑھ کو فتح کرنے کے بعد یوآب کو تمام اسرائیل کا سپہ سالار بنا دیا گیا (۲-سموئیل ۵: ۸؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۶، ۸) -

یوآب بڑا قابل جرنیل ثابت ہؤا - اس نے بادشاہت کو قیام بخشنے میں بڑی مدد دی لیکن اُس کا کردار اچھا نہیں تھا - اُس کے تشدّد کے علاوہ اُس کا ابن الوقت اور ظالم ہونا اُس واقعہ میں دیکھا جا سکتا ہے جب داؤد نے اوریاہ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا تو اُس نے کس قدر شتابی سے اُسے انجام تک پہنچایا (۲-سموئیل ۱۱: ۶-۲۶) - تاہم وہ بڑا بلند حوصلہ بھی تھا - اُس نے بنی عمّون کے ربّہ کو فتح کیا لیکن اِس فتح کا سہرا داؤد کے سر باندھا (۲-سموئیل ۱۲: ۲۶-۳۱) - غالباً اُس کا سب سے قابلِ تعریف کام داؤد کو لوگوں کی گنتی کرنے یعنی مردم شماری سے روکنا تھا (۲-سموئیل ۲۴: ۲-۴) -

ایک موقع پر صُلح کار کا کردار ادا کرتے ہوئے وہ داؤد اور ابی سلوم میں مفاہمت کرانے کی کوشش کرتا ہے (۲-سموئیل ۱۴: ۲۳، ۳۱-۳۳)، لیکن بعد ازاں جب ابی سلوم کا جرم صاف نظر آتا ہے تو داؤد کے اس فرمان کے باوجود بھی کہ "اُس جوان ابی سلوم سے نرمی سے پیش آنا" یوآب اُسے قتل کر دیتا ہے (۲-سموئیل ۱۸: ۱۴-۳۳) - اس واقعہ کے بعد داؤد نے یوآب کو معزول کر دیا اور اُس کی جگہ عماسا کو سپہ سالار مقرر کیا (۲-سموئیل ۱۹: ۱۳) لیکن جلد ہی خوش تدبیر یوآب نے سبع بن بکری کی بغاوت کو کچل دیا اور جونہی موقع ملا نئے سپہ سالار کو جو نااہل ثابت ہؤا تھا قتل کر دیا (۲-سموئیل ۲۰: ۳-۲۳) - اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے یوآب کو پھر وہی پرانا مقام حاصل ہو گیا (۲-سموئیل ۲۴: ۲) -

داؤد کے آخری ایّام میں یوآب کی بادشاہ کے ساتھ وفاداری

جاتی رہی - ابیاتر کاہن اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس نے ادونیاہ کی جو تخت کا دعویدار تھا حمایت کی (۱-سلاطین ۱: ۵-۵۳) - لیکن داؤد سلیمان کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا (۱-سلاطین ۲: ۲۸) - یوآب نے پہلی مرتبہ غلط لوگوں کی حمایت کی اور بالآخر اُسے اِس کی قیمت اپنی موت کی صورت میں ادا کرنی پڑی (۱-سلاطین ۲: ۳۴) - سلیمان کے کہنے پہ بنایاہ نے اسے جبعون میں خداوند کے خیمہ میں مذبح کے پاس قتل کیا۔

۲- یہوداہ کے قبیلے کے شرایاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۴: ۱۴) -

۳- زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آنے والا ایک خاندان (عزرا ۲: ۶؛ نحمیاہ ۷: ۱۱) - غالباً عزرا ۸: ۹ کا یوآب اور یہ ایک ہی شخص تھے -

یوآخ - یوآح :- ۱- عوبید ادوم کا ایک بیٹا (۱-تواریخ ۲۶: ۴) -

۲- زمہ لاوی کا بیٹا (۱-تواریخ ۶: ۲۱) -

۳- آسف محرّر کا بیٹا (۲-سلاطین ۱۸: ۱۸؛ یسعیاہ ۳۶: ۳) -

۴- یوآخز کا بیٹا - یہ یوسیاہ کے عہد میں مورخ تھا (۲-تواریخ ۳۴: ۸) -

یوآخز - یوآحاز :- (عبرانی = یہوواہ نے پکڑا ہے) - یوسیاہ بادشاہ کے عہد میں یوآخ مورّخ کا باپ (۲-تواریخ ۳۴: ۸) -

یُوآس - یوعاش :- (عبرانی = اس کے معنوں کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا - غالباً یہوواہ مدد کرتا ہے یا جس کو یہوواہ نے دیا) -

۱- بکر کا ایک بیٹا اور بنیمین کا پوتا - غالباً وہ مصر جانے کے بعد پیدا ہُوا (۱-تواریخ ۷: ۸) -

۲- یہوداہ کی اولاد میں سے سیلہ کا بیٹا جو اپنے بھائی شراف کے ساتھ موآب میں حکمران تھا (۱-تواریخ ۴: ۲۲) -

۳- منسّی کے بیٹے ابیعزر کی اولاد میں سے ایک شخص (یشوع ۱۷: ۲) - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاندان پر بڑا سخت وقت تھا کیونکہ اُس کے بیٹے جدعون نے کہا "میرا گھرانا منسّی میں سب سے غریب ہے اور میں اپنے باپ کے گھر میں سب سے چھوٹا ہوں" (قضاۃ ۶: ۱۵) - لیکن اس کے باوجود بھی وہ مدد کے لئے اپنے دس نوکروں کو بلاتا ہے (قضاۃ ۶: ۲۷) - یہ یوآس، اگرچہ "یہوواہ" اس کے نام کا حِصّہ تھا اپنے ارد گرد کی بُت پرستی میں پڑ گیا اور اُس نے بعل کے لئے مذبح بنایا - لیکن جب شہر کے لوگوں نے جدعون کی موت کا مطالبہ کیا کیونکہ اس نے مذبح ڈھا دیا تھا تو بعل دیوتا کی بجائے اُس نے اپنے بیٹے کا ساتھ دیا اور کہا "بعل آپ اس سے جھگڑے"۔ اُس دن سے اُس کا نام "یربعل" (بعل آپ اس سے جھگڑے) پڑ گیا - بعد میں جدعون اپنے باپ کی قبر میں دفن ہُوا (قضاۃ ۸: ۳۲) -

۴- داؤد کے تیل کے گوداموں پر مقرر ایک شخص (۱-تواریخ ۲۷: ۲۸) -

۵- ساؤل بادشاہ کے بھائیوں میں سے ایک جو داؤد کے ساتھ اُس وقت جا ملا جبکہ وہ صقلاج میں رضاکارانہ جلاوطن تھا - یہ داؤد کی فوج کے سرداروں میں سے ایک تھا (۱-تواریخ ۱۲: ۳) -

۶- اخی اب کے بیٹوں میں سے ایک جس کو اس نے میکایاہ نبی کو قید کرنے اور "مصیبت کی روٹی کھلانے اور مصیبت کا پانی پلانے" کا حکم دیا جب تک کہ وہ واپس نہ آئے - لیکن اخی اب واپس نہیں آیا اور غالباً یوآس نے میکایاہ کو آزاد کر دیا (۱-سلاطین ۲۲: ۲۶؛ ۲-تواریخ ۱۸: ۲۵، ۲۶) -

۷- یہوداہ کا ایک بادشاہ (۸۸۴-۸۴۸ ق م - ۲-سلاطین الواب ۱۱-۱۳؛ ۲-تواریخ ۲۴: ۲۵) - یاہو کی بغاوت میں اخزیاہ کی موت کے بعد جب اس کی ماں عتلیاہ نے شاہی نسل کو قتل کرایا تو اُس وقت وہ چھوٹا بچہ تھا (۲-تواریخ ۲۲: ۸، ۹) - اخزیاہ بادشاہ کی بہن یہوسبع (۲-سلاطین ۱۱: ۲) یا یہوسبعت (۲-تواریخ ۲۲: ۱۱، ۱۲) نے جو کاہن یہویدع کی بیوی تھی اُسے بچا لیا اور اُسے چھ سال تک ہیکل میں چھپائے رکھا - پھر اس نے لوگوں کو قسم کھلا کر اور ان سے عہد کر کے شہزادہ کو انہیں دکھایا - یوآس بادشاہ بن گیا اور جیسا کہ یہویدع نے اسے تعلیم دی تھی ساری عمر خدا کے خوف میں چلتا رہا - اس کی سلطنت کی تفصیل کے لئے دیکھئے ۲-تواریخ باب ۲۴ اور ۲-سلاطین باب ۱۲ - اُس کی موت کے بعد اُس کا بیٹا اِمصیاہ بادشاہ بنا۔

۸- ۸۴۸ سے ۸۳۲ ق م تک اسرائیل کا ایک بادشاہ (۲-سلاطین ۱۳: ۱۰-۱۳؛ ۱۴: ۸-۱۶؛ ۲-تواریخ ۲۵: ۱۷-۲۴) - وہ یاہو کے بیٹے یہوآخز کا بیٹا اور یربعام کا باپ تھا - یہ چاروں یاہو کے خاندان کے بادشاہ تھے (۲-سلاطین ۱۰: ۳۰-۳۱) - وہ شمال کے دوسرے بادشاہوں کی مانند بُت پرست تھا - اِسے یہوآس بھی کہا گیا ہے -

یوآنہ - حنّہ :- ۱- ہیرودیس کے دیوان خوزہ کی بیوی - یہ اُن عورتوں میں سے تھی "جنہوں نے بُری رُوحوں اور بیماریوں سے شِفا پائی تھی" اور خداوند یسوع مسیح اور ان کے شاگردوں کی ان کی تبلیغی خدمت کے دوران اپنے مال سے خدمت کرتی تھیں (لوقا ۸: ۲، ۳) - وہ اُن عورتوں میں شامل تھی جو یسوع مسیح کے ساتھ گلیل سے یروشلیم کو گئی تھیں - وہاں انہوں نے مسیح کے کفن دفن کی تیاری کے لئے عطر اور خوشبودار چیزیں خریدیں اور یسوع کی لاش پر مَلنے کے لئے انہیں قبر پہ لے کر گئیں جہاں فرشتوں نے انہیں یسوع کے جی اُٹھنے کی خوشخبری سُنائی (لوقا ۲۳: ۵۵، ۵۶؛ ۲۴: ۱۰) -

یوایل :- (عبرانی = یہوواہ خدا ہے) - ایک نبی - اُس کے باپ کا نام فتوایل تھا - وہ انبیائے اصغر کی دوسری کتاب کا مصنف تھا - اُس کی شخصیت، زندگی اور

زمانہ کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے - یہ عہدِ عتیق کا ایک عام نام تھا- مزید دیکھئے یوایل کی کتاب کا اختتام)-

یوایل کی کتاب - یوئیل کی کتاب :-

ا- خلاصۂ مضامین

یوایل کی کتاب کے نمایاں موضوعات چار ہیں -

ا - ٹڈی دل کا یکے بعد دیگرے ہولناک تباہی پھیلانا - یہ حقیقت میں ایسا ہوتا تھا لیکن اس میں گہرے معنی بھی پوشیدہ ہیں -

ب - اسرائیل کے تائب ہونے پر زمین کا دوبارہ پھل دینا -

ج - روح کی نعمتیں -

د - اُن قوموں کی عدالت جنہوں نے اسرائیل کو ستایا- یہوواہ کے ملک پر برکات کا نزول - ان سب بیانات کا ایک سطحی مفہوم بھی ہے اور روزِ عدالت کے ایک پہلو کا بھی -

ا- ٹڈی دل کا حملہ ۱ : ۱ - ۱۲

(۱) یوایل انبیاء کی روایت کے مطابق دعویٰ کرتا ہے کہ اُس پر خدا کا کلام نازل ہوا ہے - وہ اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی بتاتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوتا (۱ : ۱) -

(۲) اُس کا بارِ نبوّت نرالا ہے - ٹڈیوں کے دلوں کے دل کا حملہ بڑی ہولناک صورتِ حال کو پیش کرتا ہے (۱ : ۲-۴ بمقابلہ خروج ۱۰ : ۱۴) -

(۳) وہ اس حملہ کے اثرات کا تفصیلی ذکر کرتا ہے (۱ : ۵- ۱۲)- سب سے پہلے وہ بڑے طنز یہ انداز میں مَے کے متوالوں کو مخاطب کرتا ہے جن کا چین برباد ہو چکا ہے - ٹڈی دل کے دانت نہایت خوفناک ہیں (امثال -۳۰ : ۱۴) - انہوں نے انجیر کے درختوں کی چھال تک چٹ کر ڈالی ہے اور تنوں کی سفیدی باہر جھانک رہی ہے - وہ ہیکل کے کاہنوں کو اُن بوڑھی کنواریوں کی طرح ماتم کرنے کا مشورہ دیتا ہے جن کے منگیتر جوانی میں چل بسے ہوں - کیونکہ قربانیوں کے تمام لوازمات کی ترسیل بند ہو گئی ہے (دانی ایل ۸ : ۱۱؛ ۱۱ : ۳۱؛ ۱۲ : ۱۱ موازنہ کریں یسعیاہ ۱ : ۱۱ - ۱۵؛ میکاہ ۶ : ۶ وغیرہ) - غلّہ کے کھیتوں، تاکستانوں اور باغات کی تباہ حالی کا مفصّل بیان ہے -

ب- توبہ کے پھل ۱ : ۱۳ تا ۲ : ۲۷

(۱) کاہن ٹاٹ اوڑھ کر اور روزہ رکھ کر منت کرتے ہوئے ماتم کریں - خدا کے غضب کا دن - "فتح کرنے والے کی فتح کی للکار" عبرانی دستور کے مطابق انتہائی نازک صورتِ حال کی آئینہ دار ہے (۱ : ۱۳- ۱۵ دیکھیں - نحمیاہ ۹ : ۱؛ آستر ۴ : ۳، ۱۶؛ دانی ایل ۹ : ۳ وغیرہ. موازنہ کریں یسعیاہ ۵۸ : ۴ مابعد؛ یرمیاہ ۱۴ : ۱۲؛ زکریاہ ۷ : ۵ وغیرہ)- یہاں پرانے عہدنامہ کے قربانی اور روزہ کے متعلق نظریات سے کوئی انحراف نہیں پایا جاتا - اس بیان کا دارو مدار زیادہ تر حالات اور اصطلاحات کے مخصوص استعمال پر ہوتا ہے -

(۲) یہ حِصّہ دعا معلوم ہوتا ہے (۱ : ۱۶ -۲۰) - ماسوا ٹڈی دل کی تباہ کاریوں کے مفصّل بیان کے باوجود آیت ۱۷ میں" غلّہ خانے خالی پڑے ہیں" کو یوں پڑھنا چاہیئے " ہم غلّہ خانوں میں کیا ڈالیں ؟" مسمار شدہ غلّہ خانوں کو تعمیر کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی ! آیت ۱۹ میں آگ اور شعلہ سے مُراد گرمی اور خشک سالی ہو سکتی ہے یا پھر ٹڈیوں کے جسموں کی سُرخی بھی ہو سکتی ہے -

(۳) اَب نبی ٹڈی دل کی تباہ کاری کا بیان منقطع کر کے اس تباہ کاری کی حقیقی وجہ کی طرف آتا ہے اور اسے خداوند کے روزِ عظیم سے تشبیہ دیتا ہے (۲ : ۱- ۱۱) - آیت ۲ کا آخری حِصّہ مخصوص مشرقی محاورہ ہے (خروج ۱۰ : ۱۴) - ٹڈی دل کا نظارہ صحیح معنوں میں بڑھتی ہوئی آگ کے مشابہ ہے - شاداب خِطّے اُن کے گزرنے سے بنجر زمین میں تبدیل ہو جاتے ہیں (آیت ۳) - ٹڈیوں کو "سواروں کی مانند" قرار دینے اور اُن کے بڑھنے کی آواز کو تیزی سے پھیلتی ہوئی سرکنڈوں کی آگ سے تشبیہ دینے میں شخصی مشاہدہ کا ثبوت ملتا ہے (آیات ۴، ۵) - اپنی تعداد کے لحاظ سے ٹڈیوں کا ناقابلِ شکست لشکر جو بڑا منظم صف بستہ ہے اور مستعدی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے، لوگوں کی دہشت کا باعث بنا ہوا ہے (آیات ۶ - ۹) - یہ ٹڈی دل اُن غیر اقوام کی علامت بھی ہو سکتے ہیں جو روزِ حشر سے قبل" فیصلہ کی وادی" میں جمع ہونگے -

(۴) دہشت کی اس گھڑی میں بھی روزہ رکھ کر توبہ کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا (۲ : ۱۲-۱۴) - رسمی انداز میں کپڑوں کو چاک کرنے میں ریاکاری بھی ہو سکتی ہے - لیکن حقیقی توبہ دِل سے ہوتی ہے۔ اس سے ممکن ہے کہ خدا بھی جو واجبی غضب ڈھا رہا ہے اپنے قہر کو روک لے اور قربانی کے لوازمات پھر مہیّا کر دے -

(۵) ہیکل میں خاص پرستش کے لئے دعوتِ نو دی گئی ہے (۲ : ۱۵ - ۱۷) - اِس میں کاہنوں اور عوام دونوں کو دعوت ہے - جس میں شیر خواروں لاٹھی ٹیکتے سفید ریش اور نو بیاہتا کا خاص ذکر ہے کیونکہ یہ لوگ معاشرتی ذمہ داریوں سے بڑی حد تک آزاد ہونے کا حظّ اُٹھاتے ہیں۔

(۶) ٹڈی دل کے ہاتھوں پیدا ہونے والے ویرانے باشندوں کے خدا کے حضور تائب ہونے کے بعد شادابی سے نہال ہو جائیں گے (۲ : ۱۸-۲۵) - ۲۰ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تُند و تیز ہوائیں یہوداہ میں سے ٹڈی دل کو اُڑا کر بحیرۂ مُردار اور بحیرۂ روم میں لا پھینکیں گی جہاں وہ گل سڑ جائیں گے (۱۸ : ۲۵) -

ج۔ رُوح کی نعمتیں ۲: ۲۸-۳۲

اس عبارت میں رُوح کے نزول کا جو ذکر ہے وہ نبوّتی کلام کا رنگِ کمال ہے۔ آیات ۲۸، ۲۹ اور ۳۲ واضح طور پر پنتکست کے روز پوری ہوئیں۔ آیت ۳۰، ۳۱ کے مناظر مسیح کے دُکھوں میں ظاہر ہوئے۔ مدہوشی کی حالت میں نبوّت کرنے میں زبانوں کی نعمت بھی شامل ہے۔ دھوئیں کے ستونوں سے مُراد صحرا میں گرد باد کے ستون ہیں یا تباہ شدہ شہروں کا منظر ہے۔ سورج گرہن کے وقت چاند خون کی طرح سُرخ ہوسکتا ہے۔ آیت ۳۲ میں مسیح کے نجات بخش نام کے علاوہ اور کون سا نام ہوسکتا ہے؟ ہر شے کے کوئی نہ کوئی معنی ہوتے ہیں لیکن وہ ایّام خاص معنی کے حامل ہیں جب انسانی وقت کی گرد کی آخری تہہ بھی بیٹھ جائے گی۔

د۔ خدا کے دشمنوں کی عدالت ہوگی ۳: ۱-۲۱

اس حصہ کے سطحی معنی تو یہی ہیں کہ اس میں اُن قوموں سے الٰہی انتقام کی پیش خبری ہے جنہوں نے یہودیوں کو ستایا اور منتشر کیا۔ آیات ۳-۸ میں تاریخی واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ ٹڈی دَل کا حملہ غیر قوموں کی فوجوں کی فتح کی مختصر گھڑی کی علامت ہوسکتا ہے۔ آیات ۹ تا ۱۱ میں غیر قوموں کو بڑے چبھتے ہوئے طنزیہ پیرائے میں خدا کے خلاف جنگ آزمائی کی دعوت دی گئی ہے۔ خدا اکیلا وادیِ حساب میں جمع ہونے والی قوموں کی عدالت کرے گا (آیات ۱۲ تا ۱۴)۔ آیات ۱۵ مابعد اور ۱۹ کی مکمل دہشت ناک صورت اور آیات ۱۸ کی مبارک حالی ابھی تک منصۂ شہود پر نہیں آئی۔ زمینی نبوّت اور یومِ حشر کے نظاروں کو یہاں استعاروں اور تشبیہوں میں بُن دیا گیا ہے۔ مسیحی کلیسیا پرانے عہدنامہ کی وارث ہے۔ اور نبوت کا یہ کلام خواہ مصر کی بابت ہو یا کسی اور شے کی بابت، خدا کے مقرّرہ وقت پر ضرور پورا ہوگا۔

۲۔ مُصنف اور سنِ تصنیف

یہ شاندار وسیع المعانی ادب پارہ یہودیہ کا رنگ لئے ہوئے ہے، تاہم وہ ہمعصر سیاسی مسائل سے کہیں بالاتر معاملات کا احاطہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس کے سنِ تصنیف کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ قدیم روایات جو اِس کے مسلّم ہونے کی دلیل ہیں اور راسخ الاعتقاد علمار کی مسلسل یقین دھانیوں کے مطابق یہ کتاب نہ صرف ایک مکمل اکائی اور ناقابلِ تقسیم وحدت ہے بلکہ مصنف شاید صاحب، قلم ابنیار میں سب سے قدیم ہے۔ وہ ہوسیع اور عاموس کا بزرگ ہمعصر تھا۔ وہ نویں صدی ق۔م میں شاہ یوآس کی نوعمری کے عہد میں نبوت کرتا تھا۔ اگر یہ درست ہے تو کئی معروف نبوتی جنگی للکاروں کا سب سے پہلے یوآیل کی کتاب میں ذکر ہُوا ہے۔ ممکن ہے کہ تلواروں کو ہل کے پھالوں میں ڈھالنے کی اُمید سے پیشتر ہل کے پھال تلواروں کے باپ سمجھے جاتے تھے (یوایل ۳: ۱۰؛ یسعیاہ ۲: ۴)۔

۳۔ غیر معمولی خصوصیات

یوآیل ایک ایسے مکاشفہ کا آلۂ کار تھا جس کی بیشتر تعبیر اُس کی اپنی سمجھ سے بالا تھی۔ اُس کی کتاب میں اِس کے الہامی ہونے کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس میں ابدیت اور فنا کے تصادم کی بکثرت شہادتیں ملتی ہیں۔ اِس کی واضح ترین صورت ٹڈی دَل کی تباہ کاریاں ہیں جو خداوند کے غضب اور گناہ کی سزا کی علامت بیان کی گئی ہے۔ جب خدا کے لوگ توبہ کریں گے تو خدا اپنے فضل سے اُنہیں بحال کرے گا۔ مسیح کی موت کے واقعات کی پیشینگوئیاں، رُوح القدس کا نزول اور آخری ایّام کی دہشت اور اُمید کے الہامی ہونے کی واضح دلیل ہے۔ یہ کتاب پرانے عہدنامہ کی مختصر ترین کُتب میں سے ایک ہے۔ اس کا پیغام نہایت دلخراش اور چونکا دینے والا ہے۔

یوب۔ یاشوب:۔ اشکار کی اولاد میں سے ایک شخص (پیدائش ۴۶: ۱۳)۔ گنتی ۲۶: ۲۴ میں اس کا نام یسوب بتایا گیا ہے۔

یُوباب:۔ (عبرانی = بلند آواز سے پکارنا)۔

۱۔ عرب کا ایک قبیلہ جو یقطان کی نسل سے تھا (پیدائش ۱۰: ۲۹؛ ۱۔تواریخ ۱: ۲۳)۔

۲۔ ادوم کا دوسرا بادشاہ۔ یہ زارح بصراہی کا بیٹا تھا (پیدائش ۳۶: ۳۳؛ ۱۔تواریخ ۱: ۴۴، ۴۵)۔

۳۔ مدون کا بادشاہ، جس نے یشوع کے خلاف شمالی بادشاہوں سے مل کر محاذ آرائی کی۔ اس نے میروم کی جھیل پر بُری طرح شکست کھائی (یشوع ۱۱: ۱؛ ۱۲: ۱۹)۔

۴۔ ایک بنیمینی (۱۔تواریخ ۸: ۹)۔

۵۔ ایک اور بنیمینی (۱۔تواریخ ۸: ۱۸)۔

یوبل:۔ لمک کا بیٹا جو اُس کی بیوی عدہ سے پیدا ہُوا۔ یہ بین اور بانسلی کا موجد تھا (پیدائش ۴: ۲۱)۔

یوبلی۔ جوبلی:۔ (عبرانی = یوبل بمعنی مینڈھے کا سینگ۔ نرسنگا۔ پچاسویں سال کی تقریبات یعنی سات ★ سبت کے سال کے بعد کا سال۔ چونکہ اس کی افتتاح نرسنگے پھونکنے سے ہوتی تھی اس لئے اسے یوبلی کا سال کہتے تھے (قب گنتی ۲۹: ۱)۔ احبار ۲۵ کے مطابق پچاسویں سال میں تین اہم باتیں کرنے کا حکم تھا۔

۱۔ آزادی کی منادی۔ ہر عبرانی غلام جو اپنے ہموطن کا غلام تھا آزاد کیا جاتا تھا۔ قانون کے مطابق ایک غلام کی قیمت یوبلی کے سال

کی نزدیکی کی نسبت سے تعین کی جاتی تھی۔

۲۔ وہ آبائی زمین جو کسی نے غریبی کی وجہ سے بیچی یا گردی رکھی ہو اس سال واپس کردی جاتی تھی۔ لیکن یہ قانون صرف اُس زمین کے لئے تھا جو شہر سے باہر ہو۔ لاویوں کی زمین کیلئے یہ قانون شہر کے اندر اور باہر دونوں قسم کی زمین پر لاگو تھا۔ زمین کی قیمت بھی یوبلی کے سال کی نزدیکی کی نسبت سے طے ہوتی تھی۔

۳۔ اس سال زمین کو بھی آرام کرنے دیا جاتا تھا اور اسے بغیر کاشت کئے چھوڑا جاتا تھا۔

یُوبُولُس۔ اَوبُولُس :۔

روم کا ایک مسیحی جس نے اور دوں کے ساتھ پولس کے خط میں تیمتھیس کو سلام بھیجا (۲۔ تیمتھیس ۴ : ۲۱)۔

یوتام :۔

خداوند یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایک شخص (متی ۱ : ۹)۔

یُوتخُس ۔ اَوطوکُس :۔

ایک نوجوان جو کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ جب پولس رسول نے طویل وعظ کی تو نیند کے غلبے سے وہ تیسری منزل سے نیچے گر گیا (اعمال ۲۰ : ۹)۔ پولس اُس سے لپٹ گیا اور وہ دوبارہ زندہ ہوا۔ گذرے زمانہ میں ایلیاہ (۱۔ سلاطین ۱۷ : ۲۱) اور الیشع نبی (۲۔ سلاطین ۴ : ۳۴) نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

یُوحنّا :۔

۱۔ یُوحنّا رسول ۔

یوحنّا رسول کی زندگی کے بارے میں معلومات کا انحصار زیادہ تر نئے عہد نامہ اور روایات پر ہے۔ لہٰذا اس کی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات ہی بیان کئے جاسکتے ہیں۔

یوحنّا رسول زبدی کا بیٹا اور یعقوب رسول کا بھائی تھا جسے ہیرودیس اگرپا اول نے قریباً ۴۴ئہ میں شہید کرا دیا تھا (متی ۴ : ۲۱؛ اعمال ۱۲ : ۱، ۲)۔ قیاس غالب یہ ہے کہ اُس کی ماں کا نام سلومی تھا (مقابلہ کیجئے متی ۲۷ : ۵۶ کا مرقس ۱۵ : ۴۰ سے) اور کہ وہ مقدسہ مریم کی ہمشیرہ تھی۔ یوں وہ مسیح یسوع کا خالہ زاد بھائی تھا۔ اُس کا خاندان گلیل میں غالباً بیت صیدا میں مقیم تھا۔ اُن کا پیشہ ماہی گیری تھا۔ وہ اُس کا باپ اور بھائی گلیل کی جھیل میں مچھلیاں پکڑا کرتے تھے (مرقس ۱ : ۱۹، ۲۰)۔ چونکہ ان کے اپنے ملازم بھی تھے، اس لئے یہ ایک کھاتا پیتا خاندان تھا۔ سلومی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو اپنے مال سے یسوع مسیح کی خدمت کیا کرتی تھیں (لوقا ۸ : ۳؛ مرقس ۱۵ : ۴۰)۔ نیز یہ اُن عورتوں میں شامل تھی جو یسوع مسیح کی لاش پر ملنے کے لئے خوشبودار چیزیں لے کر گئی تھیں (مرقس ۱۶ : ۱)۔ یہ حقیقت بھی کہ یوحنّا سردار کاہن کو جانتا تھا اور کہ اُس نے یسوع مسیح کے مقدمہ کے وقت پطرس کو اندر لے جانے کی اجازت حاصل کی تھی ظاہر کرتی ہے کہ یہ خاندان اچھا خاصا صاحب حیثیت تھا۔

یوحنّا پہلے یوحنّا اصطباغی کا شاگرد تھا (یوحنّا ۱ : ۳۵)، لہٰذا اُس نے آنے والے المسیح کی تیاری کے لئے اصطباغی کی توبہ اور بپتسمہ کی دعوت کو قبول کیا ہوگا۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ کتنے عرصہ تک یوحنّا اصطباغی کا شاگرد رہا۔ اپنی انجیل میں وہ بتاتا ہے کہ وہ کس طرح خداوند یسوع مسیح سے ملا اور کس طرح ان کا شاگرد بنا (یوحنّا ۱ : ۳۵-۳۹)۔ ایک دن جب وہ اندریاس اور یوحنّا اصطباغی کے ساتھ کھڑا تھا تو اُس نے اپنے اُستاد کو یہ کہتے سُنا "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے"۔ چنانچہ یوحنّا اصطباغی کے یہ دونوں شاگرد فوراً یسوع کے پیچھے ہو لئے۔ جب یسوع نے اُن سے دریافت کیا کہ "کیا چاہتے ہیں" تو انہوں نے کہا "ہم جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کہاں رہتے ہیں"۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ "چلو دیکھ لوگے"۔ اس قیام کے دوران ان کی زندگیاں بدل گئیں اور یہ واقعہ اس قدر یادگار ثابت ہوا کہ جب کئی سالوں بعد یوحنّا نے اپنی انجیل میں اس واقعہ کو رقم کیا تو اُسے یاد تھا کہ وہ وقت قریباً ۴ بجے سہ پہر کا تھا۔ دوسرے دن وہ اور چند دیگر شاگرد یسوع مسیح کے ساتھ قانائے گلیل میں ایک شادی کی ضیافت میں شریک ہوئے (یوحنّا ۲ : ۱-۱۱)۔ قانا سے وہ سب کفرنحوم کو گئے اور وہاں سے یروشلیم کو، جہاں یسوع نے ہیکل کو پاک کیا اور نیکدیمس سے بات چیت کی (یوحنّا ۲ : ۱۳-۳ : ۲۱)۔ یہودیہ میں سات ماہ کی خدمت کے دوران جب مسیح خداوند نے وہاں لوگوں کو توبہ اور بپتسمہ کی دعوت دی، یوحنّا ان کے ساتھ تھا۔ چونکہ یسوع مسیح خود بپتسمہ نہیں دیتے تھے اس لئے بلاشبہ یوحنّا نے بپتسمہ کی رسم ادا کرنے میں مدد دی ہوگی (یوحنّا ۴ : ۲)۔ جب مسیح خداوند کو یوحنّا اصطباغی کے قید کئے جانے کی خبر ملی تو انہوں نے گلیل واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ غالباً ان کے یہودیہ سے جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے محسوس کیا کہ یہودی مذہبی راہنما اس بات سے بڑے فکرمند ہیں کہ ان کے شاگردوں کی تعداد یوحنّا اصطباغی سے بڑھتی جارہی ہے۔ جب وہ شمال کو جاتے ہوئے سامریہ سے گزرے تو سامری عورت کا واقعہ پیش آیا جسے یوحنّا باب ۴ میں بڑے مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلیل میں آنے کے بعد کچھ عرصہ کے لئے مسیح خداوند کے شاگرد اپنا آبائی کام پھر کرنے لگے۔ تب ایک دن مسیح یسوع جھیل کے کنارے آئے اور پطرس اور اندریاس، اور یعقوب اور یوحنّا کو بلایا اور ماہی گیری ترک کرنے کو کہا "تاکہ وہ انہیں" آدم گیر" بننے کی تربیت دیں (متی ۴ : ۱۸-۲۲؛ مرقس ۱ : ۱۶-۲۰؛ لوقا ۵ : ۱-۱۱)۔ یوحنّا کے لئے اپنی زندگی کے کام کی تیاری کے لئے یہ شاگردی کا دوسرا مرحلہ تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اُسے رسول ہونے کے لئے چُنا گیا (متی ۱۰ : ۲-۴؛ مرقس ۳ : ۱۳-۱۹؛ لوقا ۶ : ۱۲-۱۹)۔ مرقس کی انجیل میں ۱۲ رسولوں کی فہرست سے

ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے یعقوب اور یوحنّا کو "بوانرگس یعنی گرج کے بیٹے" کا لقب دیا۔ غالباً اس کی وجہ ان کے مزاج میں تندی اور تیزی تھی۔

خداوند یسوع مسیح کی خدمت کے دوران یوحنّا کا تجربہ بھی وہی تھا جو دوسرے رسولوں کا تھا۔ تاہم کچھ ایسے مواقع بھی تھے جن میں اُس نے اہم کردار ادا کیا۔ اناجیل متفقہ طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ایک اہم رسول تھا اور اس کی انجیل صفائی سے بتاتی ہے کہ مسیح خداوند اُسے پیار کرتے تھے۔ وہ مسیح کے نزدیک ترین تین شاگردوں میں سے ایک تھا۔ باقی دو، ایک تو اُس کا اپنا بھائی یعقوب اور دوسرا پطرس تھا۔ شاگردوں کے اِس اندرونی حلقے میں باقی دو کے ساتھ اُسے بھی یائیر کی بیٹی کو زندہ ہوتے دیکھنے کا شرف ملا (مرقس ۵: ۳۷؛ لوقا ۸: ۵۱)۔ مسیح نے ان تینوں کو اپنی تبدیلِ صورت کے وقت موجود رہنے کے لئے بھی چُنا (متّی ۱۷: ۱؛ مرقس ۹: ۲؛ لوقا ۹: ۲۸) اور یہی تینوں گتسمنی میں مسیح خداوند کی جاں کنی کے وقت سب سے نزدیک تھے (متّی ۲۶: ۳۷؛ مرقس ۱۴: ۳۳)۔ یہ یوحنّا ہی تھا جس نے مسیح کو بتایا کہ اُنہوں نے اُن کے نام میں کسی کو بدروحیں نکالتے دیکھا اور انہوں نے اُسے منع کیا کیونکہ وہ اُن میں سے نہیں تھا (مرقس ۹: ۳۸؛ لوقا ۹: ۴۹)۔ جب ایک سامری گاؤں کے لوگوں نے انہیں اپنے گاؤں میں ٹکنے کی اجازت نہ دی تو ان دونوں بھائیوں کے مزاج کی تیزی ظاہر ہوئی۔ انہوں نے مسیح خداوند سے کہا "اے خداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر دے"؟ (لوقا ۹: ۵۴)۔ انہوں نے اپنی بے شعوری اور بے لگام خواہش کا اظہار کیا جب وہ اپنی والدہ کے ساتھ مسیح یسوع کے پاس گئے اور درخواست کی کہ اُنہیں اُن کی آنے والی بادشاہت میں دوسروں کی نسبت زیادہ عزّت کی جگہ دی جائے (مرقس ۱۰: ۳۵)۔ مسیح کے دُکھوں کے ہفتہ میں جمعرات کے دن کوہِ زیتون پر یوحنّا نے دوسرے شاگردوں کے ساتھ مل کر اُن سے دریافت کیا کہ ہیکل کی بربادی کے متعلق ان کی پیشینگوئی کب پوری ہوگی (مرقس ۱۳: ۳)۔ مسیح خداوند نے اُسے اور پطرس کو فسح تیار کرنے کے لئے بھیجا (لوقا ۲۲: ۸) اور فسح کھاتے وقت وہ مسیح یسوع کے سینے کے ساتھ لگا بیٹھا تھا اور اُس نے پوچھا تھا کہ غدّار کون ہے (یوحنّا ۱۳: ۲۵)۔ جب مسیح کو گرفتار کیا گیا تو وہ بھی دوسرے شاگردوں کی طرح بھاگ گیا (متّی ۲۶: ۵۶) لیکن پھر جرأت کر کے مسیح کے مقدمہ کے وقت حاضر ہوا اور سردار کاہن سے واقفیّت کی بنا پر پطرس کو بھی اندر لے گیا (یوحنّا ۱۸: ۱۶)۔ مسیح یسوع کی مصلوبیّت کے وقت وہ صلیب کے پاس موجود تھا اور مسیح نے اُسے اپنی والدہ کی دیکھ بھال کرنے کو کہا (یوحنّا ۱۹: ۲۶)۔ مسیح کے جی اُٹھنے کی صبح جب مریم مگدلینی نے اُسے اور پطرس کو خالی قبر کے متعلق بتایا تو وہ دونوں خود دیکھنے کے لئے قبر پر گئے (یوحنّا ۲۰: ۲، ۳)۔ گلیل میں جی اُٹھے مسیح کے ظاہر ہونے کے بیان میں زبدی کے بیٹوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ یوحنّا ہی تھا جس نے سب سے پہلے مسیح کو پہچانا تھا (یوحنّا ۲۱: ۱-۷) اور اس کے بعد کے واقعہ میں اِس تاثر کی کہ "مسیح کی آمدِ ثانی تک یوحنّا نہیں مرے گا" اصلاح کی گئی۔ اپنی انجیل کے آخری باب کے اختتام پر یوحنّا خوشخبری کے درست اور سچّا ہونے کی تصدیق کرتا ہے (۲۱: ۲۰-۲۴)۔

باقی نئے عہدنامہ میں یوحنّا کے متعلق کہیں کہیں کوئی حوالہ مِلتا ہے۔ مسیح خداوند کے صعود کے بعد وہ باقی رسولوں کے ساتھ یروشلیم میں دعا میں مصروف رہتا اور پاک رُوح کے نزول کا انتظار کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں وہ دو اہم موقعوں پر پطرس کے ساتھ نظر آتا ہے۔ پنتکُست کے تھوڑے دنوں بعد وہ ایک جنم کے لنگڑے کو شفا دیتے ہیں اور جب وہ حیرت زدہ مجمع کو اس معجزے کے متعلق تفصیلاً بتاتے ہیں تو انہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ دوسرے دن اُنہیں صدرِ عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور اس تنبیہ کے بعد کہ وہ یسوع کی منادی نہ کریں انہیں رہا کر دیا جاتا ہے (اعمال ۴: ۱-۲۲)۔ بعد ازاں جب فلپّس نے سامریہ کے لوگوں میں منادی کی تو رسولوں نے پطرس اور یوحنّا کو سامریہ بھیجا۔ وہاں انہوں نے نئے مسیحیوں کے لئے دعا کی اور ان پر ہاتھ رکھے تاکہ انہیں بھی رُوح القدس ملے (اعمال ۸: ۱۴، ۱۵)۔ پولس رسول اپنے خطوط میں صرف ایک مرتبہ یوحنّا کا ذکر کرتا ہے۔ وہ گلتیوں ۲: ۹ میں کہتا ہے کہ اپنی تبدیلی کے بعد دوسری مرتبہ یروشلیم جانے پر وہ یعقوب (مسیح خداوند کا بھائی)، پطرس اور یوحنّا سے مِلا جو اُس وقت کلیسیا کے ستون تھے اور جنہوں نے اُسے دہنا ہاتھ دے کر رفاقت میں شامل کیا۔ نئے عہدنامہ میں ایک مرتبہ پھر یوحنّا کا ذکر مکاشفہ ۱: ۱، ۴، ۹ میں آتا ہے جہاں اُسے مکاشفہ کی کتاب کا مُصنف بتایا گیا ہے۔

نئے عہدنامہ کی پانچ کتابیں اُس سے منسوب ہیں یعنی چوتھی انجیل، تین خط اور مکاشفہ کی کتاب۔ روایت کے مطابق اُس نے اپنے آخری ایام اِفسُس میں بسر کئے۔ غالباً آسیہ کی ساتوں کلیسیائیں اُس کی خدمت سے مستفیض ہوئی تھیں۔ اُس نے مکاشفہ کی کتاب پتمُس کے جزیرے میں لکھی جہاں وہ خدا کے کلام اور مسیح کی گواہی دینے کی وجہ سے قید تھا (مکاشفہ ۱: ۹)۔ ایک روایت کے مطابق اُس نے اپنی انجیل آسیہ میں مسیحی دوستوں کی درخواست پر لکھی اور وہ بھی اُس وقت جبکہ کلیسیا نے اس بات کے لئے تین دن دعا اور روزہ میں گذارے۔ وہ پہلی صدی عیسوی کے آخر میں اِفسُس میں وفات پا گیا۔

جو کچھ ہم یوحنّا کے بارے میں علم رکھتے ہیں اس کی روشنی میں جانتے ہیں کہ وہ ایک عظیم رسول تھا۔ اُس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا شاگرد تھا جس سے مسیح خداوند بہت محبّت رکھتے

تھے - جن خود غرضانہ اور بے لگام خواہشات اور قوّتِ برداشت کے فقدان کے ساتھ اُس نے شاگردی شروع کی، ان پر اُس نے رفتہ رفتہ غلبہ پالیا یہاں تک کہ وہ اپنی حلیمی اور پُر رحمت محبّت کے لئے خاص طور پر مشہور ہو گیا۔

۲۔ یُوحنّا اصطباغی

خداوند یسوؔع مسیح کا پیش رو جسے خدا نے موعودہ المسیح کی راہ تیار کرنے کو بھیجا۔ یوحنّا کے ماں باپ دونوں کاہنوں کے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے ۔اُس کا باپ زکریاہ، ابیّاہ کے فریق میں سے کاہن تھا جبکہ اُس کی ماں ہارونؔ کے خاندان سے تھی ”وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے“ (لوقا ۱ : ۶)۔ یوحنّا اصطباغی خداوند مسیح کی پیدائش سے چھ ماہ پیشتر جنوبی یہودیہ کے کوہستانی ملک میں پیدا ہوا تھا ۔ اُس وقت اُس کے ماں باپ کافی عمر رسیدہ تھے ۔اُس کی پیدائش کے متعلق فرشتہ نے پہلے ہی زکریاہ کو بتادیا تھا جب وہ ہیکل میں خدمت کر رہا تھا۔ فرشتہ نے اسے بتایا کہ بچّے کے لئے اُس کی دُعا قبول ہوئی ہے اور اس کے ہاں بیٹا ہوگا جس کا نام یوحنّا رکھا جائے گا جو موعودہ المسیح کی راہ تیار کرے گا۔ اُس کے بچپن اور جوانی کے متعلق ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ★ نذیر کے طور پر جنگلوں میں رہا کرتا تھا اور کہ وہ اپنی پیدائش ہی سے پاک رُوح سے معمور تھا۔

اُس زمانہ میں جس طرح لوگ وقت کا حساب لگاتے تھے اُس کے مطابق لوقاؔ یوحنّا کی عوامی خدمت کے آغاز کی تاریخ کو بڑے احتیاط سے بیان کرتا ہے (لوقا ۳ : ۱، ۲)۔ یہ قریباً ۲۶ءء یا ۲۷ءء کا واقعہ ہے۔ یوحنّا نے اپنی خدمت یہودیہ اور یردؔن کی وادی سے شروع کی ۔اُس کی منادی کا مرکزی مضمون مسیح موعود کی آمد اور اُس کے لئے روحانی تیاری کی ضرورت تھا۔ اُس کا مقصد المسیح کی آمد کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا تاکہ جب وہ آئیں تو وہ اُنہیں پہچان سکیں اور قبول کرنے کو تیار ہوں ۔تاہم اُس کے پیغامات، سامعین کی توقع کے مطابق نہیں تھے ۔ لوگ متوقع تھے کہ کوئی نجات دہندہ آئے گا اور پردیسی غاصبین کی عدالت کرے گا اور انہیں سزا دے گا ۔لیکن یوحنّا انہیں بتارہا تھا کہ المسیح جب آئے گا تو نیک کو بد سے جدا کرے گا اور جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا اسے کاٹ کر آگ میں ڈال دے گا ۔ اکثر یہودیوں اور بالخصوص فریسیوں کا خیال تھا کہ ظاہر ہے کہ ہم خدا کی بادشاہت میں ضرور داخل ہو جائیں گے کیونکہ ہم ابرہاؔم کی اولاد ہیں ۔لیکن یوحنّا نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ ایسا بالکل نہیں ہوگا۔ اُس نے انہیں اپنے گناہوں سے دلی توبہ کرنے اور بپتسمہ لینے کو کہا۔ پانی کا جو بپتسمہ وہ دیتا تھا وہ گناہ سے علیحدگی اور صفائی کو ظاہر کرتا تھا۔ اُس کا بپتسمہ یہودیوں کے لئے نیا نہیں تھا ۔ اس کی جڑیں بعض رسومات میں موجود تھیں جن سے وہ پہلے ہی واقف تھے ، مثلاً لاویوں کی شریعت کے مطابق مختلف طہارتی رسوم میں (احبار ابواب ۱۱-۱۵)، مسیح موعود کے باعث پاک کئے جانے میں جس کی پیشینگوئی انبیاء نے کی تھی (یرمیاہ ۳۳ : ۸؛ حزقی ایل ۳۶ : ۲۵-۲۶؛ زکریاہ ۱۳ : ۱) اور یہودی جماعت میں شامل ہونے کے لئے نو مریدوں کے بپتسمہ میں۔ لیکن اُس کا بپتسمہ ان سے بنیادی طور پر مختلف تھا کیونکہ لاویوں کی طہارت پہلی حالت پر بحال کرتی تھی جبکہ اُس کا بپتسمہ نئی حالت کے لئے تیار کرتا تھا۔ یہودی صرف غیر قوم کو بپتسمہ دیتے تھے جبکہ یوحنا یہودیوں کو بپتسمہ لینے کو کہتا تھا اور اُس کا بپتسمہ صرف پانی کا بپتسمہ تھا جو المسیح کے رُوح کے بپتسمہ کی تیاری تھا جس کے متعلق انبیاء نے پہلے ہی بتادیا تھا۔

جب لوگ دریائے یردؔن کے کنارے گردہ در گردہ جمع تھے تو خداوند یسوؔع مسیح بھی بپتسمہ لینے کے لئے آئے ۔ اگرچہ یسوؔع اور یوحنّا رشتے دار تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب تک یوحنّا نے مسیح پر بپتسمہ کے موقع پر رُوح القُدس کو نازل ہوتے ہوئے نہ دیکھا تب تک وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ موعودہ مسیح ہیں (یوحنّا ۱ : ۲۲-۳۴) ۔ جب یسوؔع بپتسمہ کے لئے اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس نے دیکھا کہ اُن میں کوئی گناہ نہیں کہ توبہ کریں لہٰذا اس نے بپتسمہ دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب یسوؔع نے اصرار کیا اور کہا ”ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب ہے“ تو اُس نے ہونے دیا۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد جب یوحنّا اپنے دو شاگردوں کے ساتھ کھڑا تھا تو اُس نے یسوؔع مسیح کو گذرتے دیکھ کر کہا ”دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے“ (یوحنّا ۱ : ۲۹)۔ چنانچہ اُس کے دونوں شاگرد اُسے چھوڑ کر یسوؔع مسیح کے پیچھے چل دیئے۔

یوحنّا اپنے مشن کے چھوٹے اور عارضی کردار کو پہچانتا تھا۔ تاہم بعض نامعلوم وجوہات کی بناپر بعض شاگرد یسوؔع مسیح کی پیروی کرنے کی بجائے اب بھی اس کے ساتھ تھے ۔ اور جب اُن میں سے بعض نے اُس سے شکایت کی کہ تمام لوگ یسوؔع کے پاس جارہے ہیں تو اُس نے کہا ”ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں“ (یوحنّا ۳ : ۳۰) اور کہ میں المسیح نہیں بلکہ اُن کا پیش رو ہی ہوں۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ یوحنّا نے اپنے شاگردوں کو کس قسم کی تربیّت دی، ماسوا یہ کہ اُس نے اُنہیں چند دعائیں سکھائیں (لوقا ۱۱ : ۱) اور اکثر روزے رکھنے کو کہا (متی ۹ : ۱۴)، تاہم قیاسِ غالب ہے کہ اُس نے انہیں المسیح اور ان کے کام کے متعلق بھی ضرور بتایا ہوگا۔ اُس کے شاگردوں کی اُس کے ساتھ وفاداری کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ انہوں نے یسوؔع مسیح کی بڑھتی ہوئی ہردلعزیزی کی اُس سے شکایت کی، اُسے قید میں تنہا چھوڑنے

سے انکار کر دیا، اُس کی لاش کو احترام کے ساتھ دفنایا اور یہاں تک کہ ۲۰ سال بعد بھی اِفسُس کے دور دراز کے مقام پر اُسکے شاگرد پائے جاتے تھے جن میں اپلوّس جیسا عالم یہودی بھی شامل تھا (اعمال ۱۹:۱-۷)۔

یوحنّا اصطباغی کس وقت اور کتنا عرصہ قید میں رہا اس کے متعلق صحیح علم نہیں۔ تاہم یہ صاف ہے کہ مسیح یسوع نے اپنی گلیلی خدمت یوحنّا کے قید میں ڈالے جانے کے بعد شروع کی اور کہ یوحنّا نے اپنے قید ہونے کے سات ماہ بعد اپنے دو شاگردوں کو یسوع کے پاس یہ دریافت کرنے کو بھیجا تھا کہ آیا وہی المسیح ہیں یا نہیں۔ یہ بات یوحنّا کے یسوع مسیح کے متعلق پہلے کے بیانات کے پیشِ نظر بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ غالباً اس کا مقصد اپنے شاگردوں کو یہ یقین دلانا تھا کہ یسوع ہی المسیح ہیں یا پھر اس سے اُس کی اپنی پریشانی کا اظہار ہوتا ہے کہ المسیح کی بادشاہت اب تک کیوں نہیں آئی جیسے کہ اُسے اُمید تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید وہ محسوس کرتا تھا کہ اُسے نظرانداز کیا جا رہا ہے جبکہ دوسروں کی مدد کی جا رہی ہے۔ جب دونوں شاگرد یوحنّا کے پاس چلے گئے تو یسوع نے یوحنّا کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ نبی سے بڑا ہے اور خدا کا پیغمبر ہے جسے اُس نے ان کی راہ تیار کرنے کو بھیجا ہے (متّی ۱۱:۱۰-۱۹)۔

اناجیل یوحنّا کی موت کا سبب ہیرودیاس کی کینہ وری بتاتی ہیں کیونکہ ہیرودیاس، ہیرودیس کی غیر منکوحہ بیوی تھی۔ اس کی مذمت یوحنّا نے کی تھی۔ اس کے برعکس یہودی مورخ یوسیفس یوحنّا کی موت کو ہیرودیس کے حسد کا نتیجہ بتاتا ہے کیونکہ یوحنّا عوام میں بڑا ہر دلعزیز تھا۔ یوسیفس یہ بھی کہتا ہے کہ اُس کی ٹھکرائی ہوئی بیوی کے سسر کے ساتھ جنگ میں اُس کی فوج کی تباہی کو یہودی خدا کی طرف سے یوحنّا کے قتل کی سزا سمجھتے تھے۔

یُوحنّا کی انجیل:-

۱- خاکہ

ا- یسوع کا دُنیا پر ظاہر ہونا (۱:۱-۱۲:۵۰)

(۱) تمہید (۱:۱-۱۸)۔
(۲) یسوع کا ظہور (۱:۱۹-۲:۱۱)۔
(۳) نیا پیغام (۲:۱۲-۴:۵۴)۔
(۴) یسوع، ابنِ خدا (۵:۱-۴۷)۔
(۵) زندگی کی روٹی (۶:۱-۷۱)۔
(۶) یہودیوں کے ساتھ کشمکش (۷:۱-۸:۵۹)۔
(۷) دُنیا کا نُور (۹:۱-۴۱)۔
(۸) اچھا چرواہا (۱۰:۱-۴۲)۔
(۹) قیامت اور زندگی (۱۱:۱-۵۷)۔
(۱۰) صلیب کا سایہ (۱۲:۱-۳۶)۔
(۱۱) آخری نصیحت (۱۲:۳۶-۵۰)۔

ب- یسوع کا شاگردوں پر ظاہر ہونا (۱۳:۱-۱۷:۲۶)

(۱) آخری فسح (۱۳:۱-۳۰)۔
(۲) الوداعی نصائح (۱۳:۳۱-۱۶:۳۳)۔
(۳) شاگردوں کیلئے یسوع کی دعا (۱۷:۱-۲۶)۔

ج- یسوع کا جلال پانا (۱۸:۱-۲۱:۲۵)۔

(۱) یسوع کے دُکھ (۱۸:۱-۱۹:۴۲)۔
(۲) یسوع کی قیامت (۲۰:۱-۳۱)۔
(۳) شاگردوں کو حکم (۲۱:۱-۲۵)۔

۲- مقصد

اس انجیل کو تحریر کرنے کے مقصد کے بارے میں یوحنّا ۲۰:۳۰، ۳۱ میں صاف بیان ملتا ہے۔ یوحنّا رسول نے خداوند یسوع کے متعدد معجزات میں سے صرف چند ایک کو ہی درج کیا ہے۔ ان کو بیان کرنے کا اُس کا مقصد یہ ہے کہ قارئین ایمان لائیں کہ یسوع ہی "المسیح" یعنی مسیحِ موعود اور خدا کے بیٹے ہیں اور یوں وہ ہمیشہ کی زندگی کے وارث بن جائیں۔

اِس بیان سے ہم چند نتائج اخذ کر سکتے ہیں جن کی تائید انجیل کے متن سے بھی ہوتی ہے۔ پہلا، یہ ایک بشارتی دستاویز ہے۔ دوسرا، اس کا خاص مقصد مسیح کے کام اور کلام کو اس طور سے پیش کرنا ہے کہ اُن کی شخصیت کی نوعیت ظاہر ہو جائے۔ تیسرا، اُن کی شخصیت کو بطورِ موعودہ مسیح پیش کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً یوحنّا کے پیشِ نظر یہودی لوگ تھے۔ لیکن چونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنّا فلسطین سے باہر کے لوگوں کے لئے لکھ رہا ہے اور وہ قدرے یہودی دستورات سے بھی ناآشنا نظر آتے ہیں، اس لئے یہ مفروضہ بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ انجیل خاص طور پر منتشر یہودیوں اور انکے عبادتخانوں میں یونانی نومریدوں کیلئے لکھی۔ اگرچہ بنیادی طور پر تو یہ ان یہودیوں کے لئے ہی لکھی گئی تھی تاہم اس سے غیر اقوام خارج نہیں۔

(۲) بنیادی مقصد کے علاوہ اسے لکھنے کے چند ضمنی مقاصد بھی ہیں۔ پہلا، یہ عین ممکن ہے کہ یوحنّا نے دیدہ دانستہ اُن نکات پر زور دیا جو خداوند یسوع مسیح کے بارے میں اُس زمانہ کے یہودیوں میں رائج باطل یا غناسطی خیالات کو رد کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے یوحنّا اصطباغی کی حد سے زیادہ تعظیم کی اصلاح کرنے کی بھی کوشش کی ہو۔ دوسرا، خاص طور پر ابواب ۱۳ تا ۱۷ میں یوحنّا مسیحیوں

سے مخاطب ہے اور کلیسیا میں زندگی کے بارے میں تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ اس انجیل میں آخرت کے بارے میں بھی تعلیم ملتی ہے تو بھی یہ خیال کہ یوحنّا کا پہلا مقصد کلیسیا کے آخرت کے بارے میں خیالات کو درست کرنا تھا قابلِ قبول نہیں۔ تیسرا، اکثر الزام لگایا جاتا ہے کہ یوحنّا نے اس انجیل کو ★ غناسطیت کے خلاف بطور مباحثہ لکھا۔ اس خیال کو یوحنّا کے پہلے خط سے تھوڑی بہت تقویت ضرور ملتی ہے، لیکن یہ اتنی عیاں نہیں جیسے کہ بتایا جاتا ہے۔ تاہم جب یوحنّا نے انجیل لکھی تو وہ بلاشبہ غناسطیت کے خطرے سے آگاہ تھا اور اُس کی انجیل غناسطیت کے خلاف حقیقتاً ایک موثر ہتھیار ہے۔

۳۔ ڈھانچہ اور الٰہیّات

ا۔ تاریخی ڈھانچہ

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے یوحنّا نے چیدہ چیدہ باتوں کو بیان کیا ہے۔ وہ مسیح میں خدا کے ازلی کلمہ کے تجسّم سے شروع کرتا ہے (۱: ۱-۱۸)، اور پھر فوراً ہی یسوع مسیح کی خدمت کے ابتدائی دنوں یعنی یوحنّا کے ذریعہ ان کے بپتسمہ، پہلے شاگردوں کے انتخاب (۱: ۱۹-۵۱) اور ان کی گلیل سے یردن کی واپسی (۱: ۴۳) کو بیان کرتا ہے۔ لیکن یوحنّا اناجیل متوافقہ کی نسبت خداوند مسیح کی گلیلی خدمت مختصر طور پر بیان کرتا ہے۔ وہ گلیل کے صرف چند واقعات کا ذکر کرتا ہے (۱: ۴۳-۲: ۱۲؛ ۴: ۴۳-۵۴؛ ۶: ۱-۷: ۹)۔ ایک مرتبہ وہ سامریہ کا ذکر کرتا ہے (۴: ۱-۴۲)۔ زیادہ تر وہ یروشلیم اور یہودی عیدوں پر کے واقعات پر تبصرہ کرتا ہے (۲: ۱۳؛ ۵: ۱؛ ۶: ۴؛ ۷: ۲؛ ۱۰: ۲۲؛ ۱۱: ۵۵)۔ ان میں سے آخری واقعہ لعزر کو زندہ کرنا ہے جس سے مشتعل ہو کر یہودیوں نے یسوع کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا (۱۱: ۴۵ مابعد) البتہ جیسا کہ ★ اناجیل متوافقہ (متّی، مرقس، لوقا) میں بھی ہے اُن کی یسوع کے ساتھ دشمنی کافی عرصہ سے چلی آ رہی تھی (مثلاً ۷: ۱)۔ اس کے بعد یوحنّا تقریباً وہی کچھ بیان کرتا ہے جو اناجیل متوافقہ میں آیا ہے یعنی بیت عنیاہ میں مسح (۱۲: ۱-۱۱)، یروشلیم میں فتحمندہ داخلہ (۱۲: ۱۲-۱۹)، آخری فسح (باب ۱۳)، گرفتاری (۱۸: ۱-۱۲)، پیشی اور پطرس کا انکار (۱۸: ۱۳-۱۹: ۱۶)، تصلیب اور قیامت (ابواب ۲۰-۲۱)۔ تاہم اس حصّہ میں بھی کچھ ایسی باتیں ہیں جو اناجیل متوافقہ میں نہیں ملتیں، خاص طور پر آخری بیان اور دعا (ابواب ۱۴-۱۵، ۱۷)، پیلاطُس کے سامنے پیشی کی تفصیل (۱۸: ۲۸-۱۹: ۱۶) اور مسیح کی قیامت کے ظہورات۔

اِس بات پر شک کرنے کا کوئی جواز نہیں کہ یہ تاریخی خاکہ واقعات کی حقیقی ترتیب کے عین مطابق ہے۔ تاہم یہ یاد رہے کہ یوحنّا نے صرف چند واقعات ہی کا ذکر کیا ہے اور انہیں یسوع کو بطور مسیح موعود پیش کرنے کے اپنے نکتہ نظر کے مطابق ترتیب دیا۔

ب۔ الٰہیّات

(۱) یوحنّا کی انجیل بطور مکاشفہ

یوحنّا اس تاریخی خاکے کے ذریعہ خداوند یسوع مسیح کو علمِ الٰہی کی رُو سے پیش کرتا ہے۔ اُس کا مقصد بطور ابنِ خدا یسوع کے جلال کو ظاہر کرنا ہے۔ چونکہ وہ ازلی بیٹا ہیں اس لیے وہ باپ کے جلال میں ازل سے شریک تھے (۱۷: ۵، ۲۴)، اور اپنی زمینی زندگی میں انہوں نے معجزات (یوحنّا انہیں "نشان" کہتا ہے۔ دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ) کے وسیلہ سے (۲: ۱۱) اپنے جلال کا دنیا کے سامنے اظہار کیا (۲: ۱۱)۔ تاہم ان عجیب کاموں کے ذریعہ وہ اپنا نہیں بلکہ باپ کا جلال ظاہر کرتے تھے (۵: ۴۱؛ ۷: ۱۸)۔ دنیا کے سامنے یسوع مسیح کے بارے میں یہ انکشاف ابواب ۱-۱۲ کا مضمون ہے۔ اِس کے اختتام پر اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ اب خیالات کا یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے (۱۲: ۳۶-۵۰)۔ چونکہ دنیا کی اکثریت نے انہیں قبول نہیں کیا تھا (۱۲: ۳۷) اس لئے یسوع اپنے شاگردوں کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم ابواب ۱۳-۱۷ میں ان کے جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں جب وہ بڑی فروتنی کے ساتھ اپنے شاگردوں کی خدمت کرتے ہیں۔ شاگردوں کو بھی ایسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس سے خدا کو جلال ملے (۱۵: ۸؛ ۲۱: ۱۹)۔ لیکن جس مضمون کی طرف پہلے اشارہ کیا گیا ہے اُس کا بھی یہاں اظہار ہوتا ہے، یعنی یسوع کو ان کے دُکھوں اور موت میں بے انتہا جلال ملتا ہے۔ یوں اِس انجیل کا تیسرا حِصّہ (ابواب ۱۸-۲۱) یہ دکھاتا ہے کہ وقت آ پہنچا ہے کہ یسوع بطور ابنِ خدا جلال پائیں اور خدا کا جلال ظاہر کریں۔

اس کے ساتھ ہی اس انجیل کو سچائی کا مکاشفہ بھی سمجھنا چاہیئے (۱: ۱۴، ۱۷)۔ اس انجیل میں دنیا کی خاصیّت خطا و نسیان، ناکاملیّت اور گناہ بتائی گئی ہے کیوں کہ اُس کا سچّے خدا کے ساتھ (۷: ۲۸) رابطہ ٹوٹ چکا ہے۔ اسی دنیا تک مسیح یسوع نے خدا کی سچّائی کو پہنچایا (۱۸: ۳۷)۔ وہ خود سچّائی کا مجسّمہ ہیں (۱۴: ۶) اور ان کا جانشین بھی سچّائی کا رُوح ہوگا (۱۴: ۱۷)۔ وہ لوگوں کی خدا کی سچّی پرستش کی طرف راہنمائی کرتے ہیں (۴: ۲۳-۲۴) اور انہیں سچائی کے علم کے وسیلہ سے (۸: ۳۲) شیطان کی غلامی سے آزادی دلاتے ہیں (۸: ۴۴)۔ دنیا کی طفل تسلیوں کے مقابلے میں وہ لوگوں کی رُوح کے لئے حقیقی روٹی مہیّا کرتے ہیں (۶: ۳۲، ۵۵)۔

(۲) معجزات اور شہادتیں

یہ مکاشفہ آدمیوں تک دوہرے طریقے سے پہنچایا گیا ہے۔ پہلا طریقہ وہ معجزات یا کام ہیں جو یسوع مسیح نے انجام دیئے۔ ان

ہیں سے سات کو (ان میں قیامت شامل نہیں) زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ معجزات محض اس لئے معجزات نہیں کہ وہ کسی فوق الفطرت قوّت کا اظہار ہیں (۴ : ۴۸) بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی خصوصیت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ان کو انجام دینے والے ابنِ خدا اور مسیحِ موعود ہیں (۳ : ۲؛ ۶ : ۱۴؛ ۷ : ۳۱) جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں (۹ : ۱۶)۔ یوں یہ مسیح کی شخصیّت کی اُن لوگوں کے سامنے تصدیق کرتے ہیں جن کے پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں ہیں (۲ : ۲۳؛ ۱۲ : ۳۷)۔ عام طور پر یہ معجزات کسی بیان یا گفتگو کی بنیاد ہوتے ہیں جس میں ان کی روحانی اہمیّت کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ الفاظ میں بھی عجیب نشانات کا سلسلہ ملتا ہے۔ مسیح خداوند نے سات مرتبہ فرمایا "میں ہوں" (۶ : ۳۵؛ ۸ : ۱۲؛ ۱۰ : ۷، ۱۱؛ ۱۱ : ۲۵؛ ۱۴ : ۶؛ ۱۵ : ۱ اور غالباً ان میں ۸ : ۲۴ کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے)۔ یسوؔع مسیح اُن متعدد تصورات کو جو مذہبی زبان میں مروّج تھے یہاں اپنا لیتے ہیں اور انہیں یہ بتانے کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کیا کرنے آئے ہیں۔ یہاں جو بات سب سے زیادہ اہمیّت کی حامل ہے "میں ہوں" کا استعمال ہے کیونکہ اس میں الوہیّت کا پوشیدہ دعویٰ موجود ہے۔

دوسرا، یسوؔع مسیح کے جلال کی تصدیق گواہوں نے کی ہے۔ یسوؔع مسیح خود سچائی کی گواہی دیتے ہیں (۱۸ : ۳۷)، اور ان کی گواہی یوحنّا اصطباغی، سامری عورت، ان لوگوں نے جنہوں نے ان کے معجزات دیکھے (۱۲ : ۱۷)، شاگردوں (۱۵ : ۲۷)، تصلیب کے موقع پر موجود لوگوں (۱۹ : ۳۵) اور خود انجیل نویس نے دی (۲۱ : ۲۴)۔ نیز پاک نوشتے (۵ : ۳۹)، باپ (۵ : ۳۷) اور یسوؔع مسیح کے معجزات (۱۰ : ۲۵) بھی گواہی دیتے ہیں۔ اِن شہادتوں کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ایمان لائیں (۴ : ۳۹؛ ۵ : ۳۴)۔

(۳) یسوؔع مسیح کی شخصیّت

چنانچہ ان معجزات اور گواہوں کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ یسوؔع خدا کے بیٹے ہیں جو اپنی زندگی انسانوں کے بدلے میں دیتے ہیں۔ انجیل کے شروع ہی میں اُنہیں خدا کا کلام (★ لوگوس = logos = ۱ : ۱۴، ۱۷) بتایا گیا ہے۔ لیکن ان معنوں میں یہ اصطلاح اس انجیل میں کسی اَور مقام پر استعمال نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہؤا کہ اس انجیل کا باقی حصّہ اس تعلیم کی کہ کلام مجسّم ہؤا، تشریح اور تصدیق ہے۔ یہاں لفظ "کلام" کا استعمال بڑا موزوں اور مناسب ہے کیونکہ اس کے ذریعہ یوحنّا یہودیوں سے، جو اب خدا کے کلام کو بذاتِ خود تخلیقی سرگرمیاں انجام دیتے قدرے دیکھنے لگے تھے (زبور ۳۳ : ۶) گویا کہ وہ ایک لحاظ سے کوئی الگ ہستی ہے (مقابلہ کیجئے امثال ۸ : ۲۲ مابعد جہاں حکمت کو ایک ہستی کی صورت میں بیان کیا گیا ہے)، مسیحیوں سے جو خدا کے کلام کی منادی کرتے اور اُسے مسیح سے تشبیہ دیتے تھے (مقابلہ کیجئے کلسیوں ۴ : ۳ کا افسیوں ۶ : ۱۹ کے ساتھ)، اور تعلیم یافتہ لادینوں سے جو کلام کو کائنات میں ترتیب کے اصول اور ادراک کی صورت میں دیکھتے تھے، بات چیت کرنے کے قابل بن گیا۔

دوسرا، یسوؔع مسیح داؔود کے خاندان سے مسیحِ موعود ہیں جن کے منتظر یہودی تھے (۷ : ۴۲)۔ درحقیقت یہودیوں کے لئے سب سے بڑا سوال یہی تھا کہ آیا یسوؔع ہی مسیحِ موعود ہیں کہ نہیں (۷ : ۲۶ مابعد؛ ۱۰ : ۲۴) اور شاگردوں کا اقرار یہ تھا کہ وہ یقیناً وہی ہیں (۱ : ۴۱؛ ۴ : ۲۹؛ ۱۱ : ۲۷؛ ۲۰ : ۳۱)۔

تیسرا، وہ ابنِ آدم ہیں۔ اناجیلِ متوافقہ میں یہ اصطلاح یسوؔع کی خود شعوری کی کلید ہے۔ وہاں اس کا تعلق تصورات سے ہے یعنی ان کے مسیحِ موعود ہونے پر پردہ ڈالنا، اُن کے دُکھ اُٹھانے کی ضرورت اور آمدِ ثانی کے وقت بطور منصف ان کا کام۔ یہ تصوّرات یوحنّا کی انجیل میں چھپے ہوئے ہیں (مقابلہ کیجئے ۱۲ : ۳۴؛ ۳ : ۱۴؛ ۵ : ۲۷) لیکن زیادہ تر زور دو خیالات پر ہے۔ پہلا، ابنِ آدم کو خدا کو ظاہر کرنے والے اور انسانوں کے نجات دہندہ کے طور پر آسمان سے بھیجا گیا ہے (۳ : ۱۳؛ ۹ : ۳۵)، دوسرا، اُنہیں مرنے کے لئے "اونچے پر چڑھائے" جانے سے جلال ملتا ہے (۱۲ : ۲۳، ۳۴)۔

چوتھا، وہ ابنِ خدا ہیں۔ غالباً یوحنّا کی انجیل میں خداوند یسوؔع مسیح کا یہ لقب سب سے اہم ہے۔ چونکہ انجیل کی مرکزی تعلیم یہ ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو بطور نجات دہندہ بھیجا (۳ : ۱۶)، لہٰذا یوحنّا کا مقصد قارئین کی یہ راہنمائی کرنا ہے کہ وہ یسوؔع کے دعووں کو قبول کریں (۱۹ : ۷) اور جو اقرار رسولوں نے کیا (۱ : ۳۴، ۴۹؛ ۱۱ : ۲۷) وہ بھی کریں کہ یسوؔع خدا کے بیٹے ہیں۔ بیٹا ہو کر وہ باپ کو ظاہر کرتے ہیں (۱ : ۱۸) اور اُس کے نجات بخش کاموں اور عدالت کے کام میں وہ بھی شریک ہیں (۵ : ۱۹-۲۹)۔ اُن پر ایمان لانے سے آدمیوں کو نجات (۳ : ۳۶) اور آزادی (۸ : ۳۶) ملتی ہے۔

پانچویں، یہ کہنا کہ یسوؔع خدا کے بیٹے ہیں اُن سے پوری الوہیّت منسوب کرنا ہے۔ یوں وہ خدا کا کلام ہونے کے باعث خود خدا ہیں (۱ : ۱)۔ اور انسانوں کے لئے اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ خداوند اور خدا ہیں (۲۰ : ۲۸)۔ اس انجیل کی یہی معراج ہے۔ (نیز مقابلہ کیجئے ۱ : ۱۸)۔

(۴) یسوؔع مسیح کے کام

خداوند یسوؔع مسیح کے دیگر القابات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آدمیوں کے لئے کیا کچھ کرنے آئے اور انہیں کیا پیش کش کرتے ہیں۔ ان کو ۱۴ : ۶ میں بیان کیا گیا ہے جہاں وہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ "اور حق اور زندگی میں ہوں"۔ لفظ "زندگی" کو یوحنّا کثرت سے نجات کے لئے استعمال کرتا ہے۔ یہ دنیا موت کی حالت میں ہے (۵ : ۲۴، ۲۵) اور

اُس کی عدالت ہوگی (۳: ۱۸، ۳۶) ۔ یسوع مسیح جو چیز لوگوں کو پیش کرتے ہیں وہ "زندگی" ہے ۔ اسے یوحنّا رسول خدا کو اور یسوع کو جاننا کہتا ہے (۱۷: ۳) ۔ بریں بنا ہم یسوع مسیح کو "زندگی" (۱: ۴؛ ۱۱: ۲۵؛ ۱۴: ۶)، "زندگی کا پانی" (۴: ۱۴) اور "زندگی کی روٹی" (۶: ۳۳-۳۴) کہہ سکتے ہیں ۔ یسوع مسیح پر ایمان لانے کا (۳: ۳۶؛ ۶: ۲۹) مطلب یہ ہے کہ ہم زندگی کی روٹی حاصل کرتے ہیں، اور ان کا گوشت کھانے اور ان کا خون پینے سے مراد یہ ہے کہ ہم ابدی زندگی میں شریک ہوتے ہیں (۶: ۵۴) ۔ بعض علماء کے نزدیک مسیح کا گوشت کھانے اور خون پینے سے مراد عشائے ربّانی ہے ۔

اسی سچائی کو یسوع مسیح کی دنیا کے نور کی تصویر میں بھی پیش کیا گیا ہے (۸: ۱۲) ۔ یہ تصور خاص طور پر باب ۹ میں ابھرتا ہے ۔ انسان کی حالت کو اندھے پن (۹: ۳۹-۴۱) یا تاریکی (۳: ۱۹؛ ۱۲: ۴۶) سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ یسوع مسیح ہی ہیں جو اندھے پن کا علاج کرتے اور جو لوگ اندھیرے میں چلتے ہیں ان کو زندگی کا نور عطا کرتے ہیں ۔ انہیں خدا تک پہنچنے کی راہ بھی بیان کیا گیا ہے (۱۴: ۱-۷) ۔ اس خیال کی طرف اشارہ ۱۰: ۹ میں بھی ملتا ہے جہاں مسیح بھیڑ خانے کا دروازہ ہیں ۔ لیکن یہاں ایک اور خیال زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور وہ یہ کہ یسوع اچھا چرواہا ہیں جو اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتے اور انہیں اپنے بھیڑ خانہ میں جمع کرتے ہیں ۔ اس بیان میں تین اہم خیال پائے جاتے ہیں ۔ پہلا عہدِ عتیق میں خدا کے لوگوں سے جس چرواہے کا وعدہ کیا گیا تھا یسوع مسیح اس کی تکمیل ہیں (یاد رہے کہ یہودی شریعت کو زندگی اور نور کہتے تھے ۔ اس کی تکمیل یسوع مسیح میں ہوئی ہے) ۔ دوسرا، ان کی موت صرف ان کے دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی، بلکہ ان کی موت لوگوں کے بدلے میں نجات بخش موت ہے (۱۰: ۱۱) جس کے ذریعے سے وہ خدا کی طرف کھینچے جاتے ہیں (۱۲: ۳۲) ۔ دنیا کو صرف قربانی کی موت کے ذریعہ ہی سے گناہ سے مخلصی (۱: ۲۹) اور زندگی مل سکتی ہے (۶: ۵۱) ۔ تیسرا، گلّے کی تصویر کلیسیا کا تصوّر پیش کرتی ہے ۔

(۵) نئی زندگی

یوں یسوع مسیح کو دنیا کا نجات دہندہ پیش کیا گیا ہے (۴: ۴۲) ۔ ان کی حضوری میں لوگوں کو فیصلہ کن لمحہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں وہ یا تو انہیں قبول کرنے کے باعث موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں (۵: ۲۴) یا پھر عدالت کے دن تک تاریکی ہی میں پڑے رہتے ہیں (۱۲: ۴۶-۴۸) ۔

خداوند یسوع مسیح کو اس طرح صرف اس وقت ہی قبول کیا جا سکتا ہے جبکہ باپ لوگوں کو ان کے پاس کھینچے (۶: ۴۴) ۔ اُس وقت خدا کے رُوح کے کام کے وسیلہ سے جس کی سرگرمیوں کو انسان سمجھ نہیں سکتا، اُن میں ایک بنیادی تبدیلی آجاتی ہے جسے نئی پیدائش کہا گیا ہے (۳: ۱-۲۱) اور جس کے وسیلہ سے وہ خدا کے بیٹے بن جاتے ہیں (۱: ۱۲) ۔

انسان کی طرف سے یہ تبدیلی ایمان کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس ایمان کا مرکز خدا کا بیٹا ہوتا ہے جو دنیا کو بچانے کے لئے صلیب پر چڑھایا گیا (۳: ۱۴-۱۸) ۔ ایمان دو طرح کا بتایا گیا ہے ۔ پہلا یسوع مسیح کے دعووں کو عقلی طور پر قبول کرنا (۱۱: ۴۲؛ ۸: ۲۴؛ ۱۱: ۲۷؛ ۲۰: ۳۱) لیکن یہ ایمان کافی نہیں ۔ دوسرا، اپنے آپ کو پورے طور پر مسیح کے سپرد کر دینا (۳: ۱۶؛ ۴: ۴۲؛ ۹: ۳۵-۳۸؛ ۱۴: ۱) ۔

اس قسم کے ایمان کا علم (جاننے) کے ساتھ بڑا نزدیکی تعلق ہے ۔ چونکہ عام آدمی کو خدا کا حقیقی علم نہیں ہوتا (۱: ۱۰؛ ۱۶: ۳)، اس لئے وہ یسوع مسیح کو جاننے کے وسیلہ سے ہی باپ کو جان سکتا ہے (۸: ۱۹؛ ۱۴: ۷) ۔ یوحنّا کی انجیل میں اس علم کی تفصیل کو بیان نہیں کیا گیا ہے، اس لئے یہاں اس مخفیہ مکاشفہ (معلومات) کے لئے جگہ نہیں جو کہ ★ اسراری مذاہب کا خاصہ ہے ۔ یہاں خدا کو جاننے کے متعلق صرف یہ اشارہ ملتا ہے کہ جس طرح مسیح یسوع خدا کو جانتے ہیں اور وہ انہیں جانتا ہے اُسی طرح ہم بھی اُسے جان سکتے ہیں (۱۰: ۱۴-۱۵) ۔

لیکن، ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ اس نئے تعلق کا اظہار محبّت کے ذریعہ ہوتا ہے ۔ ایماندار خدا کے ساتھ باہمی محبّت کے تعلق میں شریک ہوتا ہے اور یہ تعلق ویسا ہی ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے میں پایا جاتا ہے (۳: ۳۵؛ ۱۴: ۳۱)، تاہم یاد رہے کہ ان کی محبّت کا رُخ باپ کی بجائے بیٹے کی طرف ہوتا ہے (۱۴: ۲۳؛ ۱۵: ۹؛ ۱۷: ۲۶؛ ۲۱: ۱۵-۱۷؛ مقابلہ کیجئے ۵: ۴۲؛ ۱-یوحنّا ۴: ۲۰-۲۱) ۔

ایمانداروں کی یسوع مسیح کے ساتھ رفاقت و شراکت کو دیگر اصطلاحات کے ذریعہ بھی ظاہر کیا گیا ہے ۔ انہیں کہا گیا ہے کہ وہ مسیح میں "قائم" رہیں (۶: ۵۶؛ ۱۵: ۴-۱۰) اور وہ اُن میں قائم رہتے ہیں (۶: ۵۶ مقابلہ کیجئے ۱۴: ۱۷) ۔ خدا اور یسوع مسیح کے درمیان اور یسوع اور اُن کے پیروکاروں کے درمیان باہمی سکونت کے قریبی تعلق کو بیان کرنے کے سلسلہ میں لفظ "میں" بہت اہم ہے (۱۴: ۲۰، ۲۳؛ ۱۷: ۲۱، ۲۳، ۲۶) ۔

(۶) خدا کے لوگ

اگرچہ یوحنّا کی انجیل میں لفظ "کلیسیا" نہیں ملتا تاہم اس کا تصوّر وہاں پایا جاتا ہے ۔ شاگرد بننے سے ایک آدمی خود بخود اُس گلّے میں شامل ہو جاتا ہے جس کے چرواہے یسوع مسیح ہیں ۔ یسوع مسیح انگور کے درخت کی مثال استعمال کرتے ہیں (۱۵: ۱-۸) ۔ نئی تاک پرانی تاک (اسرائیل) کی جگہ لے لیگی ۔ یسوع اُس تاک کا تنا ہیں اور

اُن کے ذریعہ زندگی شاخوں تک پہنچتی ہے اور انہیں پھل لانے کے قابل بنا دیتی ہے۔

شاگردوں کی زندگی کا امتیازی نشان محبت ہے۔ یسوع نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوکر اس کا نمونہ دیا ہے (۱۳: ۱-۲۰، ۳۴-۳۵)۔ یہ محبّت دنیا کے رویّہ کی ضد ہے جو شاگردوں سے نفرت کرتی اور انہیں ستاتی ہے (۱۵: ۸-۱۶: ۴، ۳۲-۳۳)۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کلیسیا اُس یگانگت کا مظاہرہ کرتی ہے جس کے لئے یسوع نے باب ۱۷ میں دعا کی تھی۔

لیکن کلیسیا کی رفاقت کی حدّ بندی نہیں ہے۔ دوسرے لوگ بھی شاگردوں کے کلام کے وسیلہ سے ایمان لانے میں شریک ہوتے ہیں (۱۷: ۲۰)۔ اس کی تصدیق باب ۲۱ سے ہوتی ہے جہاں مشن یا بھیجنے کا خیال پایا جاتا ہے (۲۰: ۲۱)۔ ۱۵۳ مچھلیاں تمام لوگوں میں انجیل کو پھیلانے کا تصوّر پیش کرتی ہیں اور اچھے چرواہے کا کام، آقا سے شاگردوں کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔

(۷) آخرت کے بارے میں تعلیم

یوں یسوع مسیح اپنے جلال پانے کے بعد (۱۴: ۱۲) کلیسیا کی جاری رہنے والی زندگی کو دیکھتے ہیں۔ اپنی آمدِ ثانی کے پیشِ نظر وہ پاک رُوح کی شخصیّت میں اپنی کلیسیا میں آنے کا وعدہ کرتے ہیں (۱۴: ۱۸)۔ پاک رُوح ایک شاگرد کے پاس (۷: ۳۷-۳۹) اور کلیسیا کے پاس آتا ہے (۱۴: ۱۶-۱۷، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷-۱۱، ۱۳-۱۵) اور بطور مددگار وہ یسوع مسیح کی جگہ لیتا اور انہیں جلال دیتا ہے۔

پس کہا جا سکتا ہے کہ یوحنّا کی انجیل میں "مستقبل" کو "حال" میں بیان کیا گیا ہے۔ یسوع مسیح پاک رُوح کی وساطت سے اپنے شاگردوں کے پاس آتے ہیں۔ یہ شاگرد پہلے ہی ابدی زندگی میں شامل ہیں اور عدالت کا کام پہلے ہی شروع ہے۔ تاہم یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہو گا کہ یوحنّا کی انجیل میں، خدا کے مستقبل کے کام کی جگہ اُس کے موجودہ کام نے لے لی ہے۔ نئے عہدنامہ میں ہر جگہ یسوع مسیح کی مستقبل میں آمد (۱۴: ۳؛ ۲۱: ۲۳)۔ اور تمام انسانوں کی عدالت کی تعلیم دی گئی ہے (۵: ۲۵-۲۹)۔

۴۔ متن کے مسائل

باب ۲۱ ایک خاص مسئلہ پیش کرتا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک اسے مصنف نے بعد میں لکھایا (جس کا امکان بہت کم ہے) بعد میں کسی اَور نے شامل کیا۔ اس بحث میں مرکزی نکتہ یہ ہے کہ ۲۰: ۳۱ کتاب کا اختتام نظر آتا ہے۔ بعض علماء باب ۲۱ اور ابواب ۱ تا ۲۰ کے طرزِ تحریر میں بھی فرق بتلاتے ہیں لیکن دیگر علماء کے نزدیک یہ کوئی فیصلہ کن عنصر نہیں ہے۔

۵۔ خیالات کا پس منظر

ایک وقت تھا جب کہ یوحنّا کی انجیل کو یونانی کتاب سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو یونانی مائل یہودیت، اسراری مذاہب اور یہاں تک کہ یونانی فلسفہ سے مماثلت رکھتی ہیں، لیکن اب نئی دریافت کے مطابق اِس انجیل کے پس منظر کو بنیادی طور پر یہودی مانا جاتا ہے۔

اناجیلِ متوافقہ اور یوحنّا کی انجیل میں بہت سی ارامی روایات بھی ملتی ہیں۔ ایسے نشانات بھی ملتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنّا کی انجیل کے پس منظر میں ارامی اقوال ہیں۔ یوحنّا نے اپنی انجیل میں خیالات کی ادائیگی کے لئے اکثر متوازیت parallelism اور حرف ربط" اور" parataxis کو استعمال کیا ہے جو سامی طرزِ تحریر کا مشہور و معروف خاصہ ہے (دیکھئے عبرانی زبان)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنّا کی انجیل کا لسانی پس منظر ارامی ہے لیکن یہ نظریہ کہ شروع میں یہ انجیل ارامی میں لکھی گئی تھی درست نہیں۔

اس کا فطری نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یوحنّا کی انجیل کے خیالات یہودی ہیں۔ اگرچہ اس انجیل میں عہدِ عتیق سے بہت کم اقتباسات پیش کئے گئے ہیں تاہم زیادہ تر کلیدی الفاظ (مثلاً کلام، زندگی، نور، چرواہا، رُوح، روٹی، انگور کا درخت، محبّت، گواہی) اُسی میں سے لئے گئے ہیں اور مسیح یسوع کو عہدِ عتیق کی تکمیل بنایا گیا ہے۔

اس میں اُس زمانہ کے یہودی خیالات اور خاص طور پر راسخ الاعتقاد ربّیوں کی یہودیت کے متوازی خیالات بھی ملتے ہیں۔ یہ فطری بات تھی کہ یسوع مسیح اور اُن کے شاگرد اپنے زمانہ کے عہدِ عتیق کے علماء سے بہت سے امور پر اتفاق کرتے اور مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات بھی قبول کرتے (مقابلہ کیجئے ۵: ۳۹؛ ۷: ۴۲)۔ چونکہ فلسطینی یہودیت دو سو سال تک یونانی اثر و رسوخ کے ماتحت رہی تھی اس لئے ظاہر ہے کہ اُس کا اثر یوحنّا کی انجیل پر بھی ہوا۔ یوحنّا کی انجیل اور سکندریہ کے ★ فیلو کے خیالات میں مطابقت کے بارے میں علماء مختلف الرائے ہیں۔ وادی ★ قمران سے ایک یہودی فرقے کے جو مخطوطات ملے ہیں ان سے بھی یوحنّا کی انجیل کے پس منظر کا علم ہوتا ہے، البتہ انہوں نے نئے عہدنامہ کو سمجھنے میں ظن و قیاس سے کام لیا ہے۔ اکثر اوقات ان کتب میں مندرج نور اور تاریکی کی کشمکش اور مسیح موعود کی اُمید کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے لیکن ان خیالات کی جڑیں عہدِ عتیق میں بھی پائی جاتی ہیں، لہٰذا یہ وثوق کے ساتھ نہیں

کہا جا سکتا کہ یوحنّا کی انجیل پر قمران کے مخطوطات کا براہِ راست کوئی اثر پڑا ہے۔

مسیحیت کی ابتداء ہی سے یوحنّا کی کُتب کو بڑا اہم مقام حاصل ہے اور وہ ایسے خیالات کا اظہار کرتی ہیں جن کا کسی پر انحصار نہیں۔ بہر حال اس کی تعلیم وہی ہے جو عام مسیحی کلیسیا کی ہے اور پولس کی تحریروں اور اس انجیل میں فرق تعلیم کا نہیں بلکہ طریقۂ ادائیگی کا ہے۔

۶۔ خارجی تصدیق

مصر سے عہدِ جدید کے جو نسخے (Ryland Papyrus ۴۵۷) ملے ہیں وہ تصدیق کرتے ہیں کہ یوحنّا کی انجیل ۱۵۰ء سے پیشتر موجود تھی۔ اس بات کی تصدیق کہ یوحنّا کی انجیل باقی تین انجیلوں کے ساتھ استعمال ہوتی تھی اگرٹن پیپرس نمبر ۲ (Egerton Papyrus) سے بھی ہوتی ہے۔ یہ پیپرس بھی ۱۵۰ء سے پیشتر کا ہے۔ اسے ططیان نے اپنے مجموعۂ اناجیل میں (دیا طسرون) سریانی زبان میں بھی استعمال کیا اور ایرینیس (قریباً ۱۸۰ء) بھی چار انجیلوں کی فہرستِ مسلمہ کا ذکر کرتا ہے۔ یوحنّا کی انجیل بدعتی غناسطی حلقوں میں بھی خوب جانی پہچانی تھی، مثلاً بطلیمسیوس Ptolemaeus جو والنتینس Valentinus کا شاگرد تھا وہ بھی اسے جانتا تھا۔ یہ بتانا کہ اس عرصے کے دیگر مصنفین بھی اس سے آگاہ تھے قدرے مشکل ہے۔ تاہم اغناطیسیوس Ignatius (قریباً ۱۱۵ء) اور یوسطین Justin (قریباً ۱۵۰-۱۶۰ء) کی تحریرات میں یوحنّا کی سی زبان کی جھلک ملتی ہے لیکن یہ کہنا قدرے مشکل ہے کہ اِن کا ادبی لحاظ سے بھی اس پر انحصار تھا۔

ایرینیس نے یوحنّا کی انجیل کے مُصنف کے بارے میں روایات کا ذکر کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ خداوند کے شاگرد یوحنّا نے اِفسس کے مقام پر انجیل لکھی۔ اس روایت کو سکندریہ کے کلیمنٹ (قریباً ۲۰۰ء) اور یوحنّا کی انجیل کے اس تعارف میں دُہرایا گیا جو ★ مرقیون کے خلاف لکھا گیا۔ ★ مرتوری نسخہ میں بھی ایک کہانی ہے جس میں یوحنّا رسول کو اس انجیل کا مصنف بتایا گیا ہے اور بطلیموس نے بھی رسول کے مُصنف ہونے کی شہادت دی۔ لیکن پپیاس جو رسولی روایات کو خوب جانتا تھا اس کے بارے میں خاموش ہے اور پولیکارپ نے بھی جو ایرینیس کے مطابق یوحنّا رسول کا شاگرد تھا اس انجیل کا ذکر نہیں کیا، البتہ خطوط کا ذکر کیا ہے۔ نیز غیر مستند "یوحنّا کے اعمال" میں اس انجیل کے متعلق کوئی بیان نہیں ملتا۔ تیسری صدی کے آغاز میں اس بات کی کہ اس انجیل کو یوحنّا رسول نے لکھا تھا تھوڑی بہت مخالفت ہوئی لیکن غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اِسے غناسطی بدعتی لوگ استعمال کرتے تھے۔

۷۔ مُصنف

انیسویں صدی کے آخر میں اس نظریہ کو کہ چوتھی انجیل کا مصنف یوحنّا رسول تھا مندرجہ بالا خارجی شہادتوں اور اندرونی شہادتوں کی بنا پر تقریباً سب نے قبول کر لیا۔ اس نظریہ کی تائید بی۔ ایف ویسٹکاٹ B.F. Westcott اور جے۔ بی۔ لائٹ فٹ J. B. Lightfoot جیسے جیّد علماء نے بھی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس انجیل کو کسی یہودی نے کسی فلسطینی یہودی نے کسی چشم دید گواہ نے کسی رسول نے اور خاص طور پر یوحنّا رسول نے لکھا جسے "پیارا شاگرد" بھی کہا گیا ہے۔

۸۔ ماخذ اور سنِ تصنیف

ابتدائی روایات کے مطابق یوحنّا رسول کا تعلق ایشیائے کوچک اور بالخصوص اِفسس سے تھا۔ یوحنّا کا ایشیائے کوچک کے ساتھ تعلق یوحنّا کے خطوط کے عین مطابق ہے اور مکاشفہ کی کتاب بھی یہی تقاضا کرتی ہے۔

یوحنّا کی انجیل کا سنِ تصنیف عموماً ۹۰ء بیان کیا جاتا ہے۔ اس انجیل کا انحصار اناجیل متوافقہ پر ہے (لیکن نیچے شق نمبر ۹ دیکھئے) اور کہ اس کی الٰہیات کی خصوصیت پولس سے بعد کی ہے۔ اگرچہ اس کا انحصار پولس رسول کی الٰہیات پر نہیں ہے تو بھی اس تاثر سے فرار مشکل ہے کہ یہ کوئی ابتدائی تحریر نہیں ہے۔ اگر ہم اس کا تعلق افسس سے پیدا کرتے ہیں تو اسے وہاں پر پولس کی خدمت کے بعد رکھنا پڑے گا۔ اس کی تصدیق یوحنّا کے خطوط کی سنِ تصنیف سے بھی ہوتی ہے جو ۶۰-۷۰ء سے کسی صورت میں بھی پہلے نہیں لکھے گئے تھے۔

۹۔ اناجیلِ متوافقہ کے ساتھ تعلق

ا۔ اناجیلِ متوافقہ کا علم

آج سے بیس تیس سال پیشتر عام خیال یہ تھا کہ یوحنّا رسول کو اناجیلِ متوافقہ یا کم از کم مرقس اور لوقا کی انجیلوں کا علم تھا۔ سب سے قریبی تعلق یوحنّا اور لوقا کی انجیلوں میں پایا جاتا ہے، خاص طور پر مسیح کے دُکھوں کے بیانات میں لیکن وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اِن دونوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ ممکن ہے کہ لوقا یوحنّا کی انجیل کے پس منظر کی روایات سے آگاہ ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مصنف کو بھی ذاتی طور پر جانتا ہو۔

ہمیں خارجی شہادت پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ پپیاس لکھتا ہے کہ اُسے مرقس کی انجیل اور "لوگیا" (اقوالِ مسیح) کے متعلق معلومات "بزرگ" یوحنّا سے حاصل ہوئیں جو ممکن ہے یوحنّا کی انجیل کا مُصنف

ہی ہو۔ سکندریہ کا کلیمینس رقمطراز ہے: "آخری بات یہ ہے کہ جب یوحنّا نے محسوس کیا کہ خارجی حقائق اناجیل میں صفائی سے بیان کئے جا چکے ہیں تو اُس نے دوستوں کے اصرار اور پاک رُوح کی تحریک سے ایک روحانی انجیل تصنیف کی"۔ بلاشبہ ہم یہ اعتقاد رکھے بغیر بھی کہ جب یوحنّا نے اپنی انجیل لکھی تو اُسے دوسری انجیلوں کا علم تھا، اس تشریح کو قبول کر سکتے ہیں کہ اُس نے "روحانی انجیل" لکھی لیکن یہ باور کرنا بڑا مشکل ہے کہ اپنی انجیل لکھتے وقت اُسے اناجیلِ متوافقہ کے مضامین کا علم نہیں تھا۔ پس اِس سوال میں اب بھی بحث کی کافی گنجائش ہے۔

ب۔ بیانات کا موازنہ

یہاں دو مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ پہلی، کیا اناجیل متوافقہ اور یوحنّا کی انجیل کے بیانات کا باہم موازنہ کیا جا سکتا اور انہیں ایک بیان میں ڈھالا جا سکتا ہے؟ بعض نے ان دونوں کو ایک معقول پیرایہ میں ڈھالنے کی کوشش کی اور اس طرح ان دونوں پر ایک نئی روشنی پڑی۔ یہ اس لئے ممکن ہے کہ دونوں بیانات یسوع مسیح کی مختلف اوقات اور مختلف مقامات میں سرگرمیوں کو بیان کرتے ہیں۔ اب اُس پُرانے خیال کو کہ اناجیلِ متوافقہ میں یروشلیم کی خدمت کے لئے جگہ نہیں (ماسوا دکھوں کے بیانات میں) کوئی وقعت حاصل نہیں رہی۔ تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی انجیل بھی واقعات کو وقت کی عین ترتیب کے مطابق پیش کرنے کا دعویٰ نہیں کرتی، اس لئے تفصیل کے ساتھ واقعات کی ترتیب کو بیان کرنا مشکل و ناممکن ہے۔

دوسری مشکل کا تعلق اُن واقعات سے ہے جہاں انجیلوں کے بیانات میں بظاہر تاریخی تضاد ہے۔ مثلاً یسوع مسیح کی گرفتاری (خاص طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اناجیل متوافقہ میں لعزر کے زندہ کئے جانے کا بیان کیوں شامل نہیں)، ہیکل کو پاک کرنے کی تاریخ اور آخری فسح اور تصلیب کی تاریخ۔ اِس قسم کی مشکلات کو بڑھا چڑھا کر بیان تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ بعض حقیقی مشکلات پائی جاتی ہیں جن کا ابھی جواب تلاش کرنا باقی ہے۔ تاہم ان تضادات سے انجیلی بیانات کی اِصلیت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

ج۔ یوحنّا کی انجیل میں طویل بیانات

یوحنّا کی انجیل میں خداوند مسیح کی تعلیم میں اور اناجیلِ متوافقہ کے مضامین اور طرزِ تحریر میں بہت فرق ہے۔ ایسے خیالات مثلاً خدا کی بادشاہی، بدروحیں، توبہ اور دعا اس انجیل میں نمایاں نہیں جبکہ اُس میں نئے موضوعات مثلاً سچائی، زندگی، دنیا، قائم رہنا اور گواہی نظر آتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان میں بڑا نزدیکی اور اٹوٹ تعلق بھی پایا جاتا ہے اور ایک جیسے مضامین مثلاً باپ، ابنِ آدم، ایمان محبت اور شاگردوں کو بھیجنا بھی ملتے ہیں۔

اِن دونوں کے طرزِ تحریر اور ذخیرۂ الفاظ میں بھی بڑا فرق ہے۔ یوحنّا کی انجیل میں کوئی تمثیل نہیں دی گئی اور اناجیل متوافقہ کے برعکس یہاں مسیح خداوند کے وعظوں جیسے بیانات ہیں اور کئی لوگوں کے ساتھ طویل گفت گو بھی۔

لہٰذا بعض علماء یہ خیال کرتے ہیں کہ یوحنّا نے یسوع مسیح کے الفاظ پر غور و فکر کرنے کے نتائج کو بیان کیا ہے۔ اس خیال کی تائید اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ یوحنّا کے پہلے عام خط کا طرز اور مضمون بھی ویسا ہی ہے۔ تاہم ہمیں اس معاملہ میں بڑا احتاط ہونا چاہیئے کیونکہ (۱) یوحنّا کی انجیل میں بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جو طرز اور مضمون کے لحاظ سے اناجیل متوافقہ سے ملتی جلتی ہیں اور وہ بھی اتنی ہی مستند ہیں۔ (۲) جیسے کہ اناجیلِ متوافقہ میں ویسے ہی یوحنّا کی انجیل میں بھی ارامی زبان کے نشانات ملتے ہیں، اور یہاں بھی یہودی طرزِ گفتگو کے اثرات نظر آتے ہیں۔

بریں بنا ہم بڑے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ یوحنّا کی انجیل کی بنیاد یسوع مسیح کے اپنے الفاظ پر ہی ہے۔ تاہم وہ یوحنّا کی تفسیر میں ایسے رچے بسے ہیں کہ انہیں علیحدہ کرنا مشکل ہے۔ (مقابلہ کیجئے گلتیوں ۲: ۱۴ ما بعد کا۔ جہاں پولس کی پطرس کے ساتھ گفتگو ختم ہوتی ہے اور پھر ان الفاظ پر اُس کا اپنا تفکر شروع ہوتا ہے)۔

اناجیلِ متوافقہ کو پڑھنے کے بعد یوحنّا کی انجیل کو پڑھنے سے جو تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں یسوع مسیح کی سوانح حیات کی بجائے ان کی زندگی کے معانی بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں ان کی تعلیم کے اُور پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان کی شخصیت کی تصویر بھی مختلف زاویئے سے پیش کی گئی ہے۔ جس طرح دوسری انجیلوں میں، اُسی طرح اس انجیل میں بھی یسوع انسان ہی ہیں اور جہاں تک اناجیلِ متوافقہ کے المسیح کے بھید کا تعلق ہے وہ بھی اس میں ملتا ہے۔ ایک عالم ایف ایف۔ بروس کا قول ہے کہ اناجیلِ متوافقہ کے یسوع اور یوحنّا کی انجیل کے یسوع میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یوحنّا کی انجیل دیگر انجیلوں سے اختلاف نہیں رکھتی بلکہ اس شخص کی تفسیر کرتی ہے جس کی اِنہوں نے تصویر کھینچی ہے۔ دیگر انجیلوں نے خداوند یسوع مسیح کی تصویر پیش کی ہے جبکہ یوحنّا کی انجیل نے اُن کے خدوخال کو واضح کیا ہے۔ جب تک ہم مسیح یسوع کے اپنی ذات کے بارے میں انکشاف کو پورے طور پر سمجھ نہیں لیتے کہ وہ جی اُٹھے خداوند ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی کلیسیا پر ظاہر کیا، اُس وقت تک ہم اُن کی زمینی زندگی کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ یوحنّا نے پاک رُوح کی تحریک کے وسیلہ سے (مقابلہ کیجئے ۱۴: ۲۶؛ ۱۶: ۱۴) یسوع مسیح کی زمینی زندگی کے مطلب کو بیان کیا ہے۔

یوحنا کے خطوط:-

۱- یوحنا کے پہلے عام خط کا پس منظر اور حالات

اگرچہ ۱- یوحنا کو ایک عام خط کہا جاتا ہے لیکن حقیقی معنوں میں اُس میں خط والی کوئی بات نہیں ہے (مقابلہ کیجئے ۲- یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط)، بلکہ یہ ایک ٹریکٹ کی مانند ہے جو کسی خاص حالت کے بارے میں لکھا گیا ہو۔

اس کے لکھے جانے کی وجہ وہ جھوٹے استاد تھے جو کلیسیا یا کلیسیاؤں سے الگ ہو گئے تھے اور وفادار ایمانداروں کو فریب دینے کی کوشش کر رہے تھے (۲: ۱۸، ۱۹، ۲۶)۔ ان "پیروکاروں کا یہ دعویٰ تھا کہ ان کے پاس عام مسیحیوں کی نسبت خاص علم ہے" (قب ۲: ۲۰، ۲۷؛ ۲- یوحنا ۹) لیکن محبت سے وہ خالی تھے (قب ۴: ۲۰)۔ یہ لوگ اس بدعت کے پیش رو تھے جسے عام طور پر ★ غناسطیت (یہ یونانی لفظ gnosis سے مشتق ہے جس کا مطلب "علم" ہے) یا ★ عرفانیت کہا جاتا ہے۔ یہ خدا اور علم الٰہیات کا خاص علم رکھنے کا دعوےٰ کرتے تھے۔ اپنی نئی تعلیمات کی بنیاد پر وہ یسوع کے مسیح موعود ہونے (۲: ۲۲)، ان کے ازلی وجود (۱: ۱)، خدا کا بیٹا ہونے (۴: ۱۵؛ ۵: ۵، ۱۰)، جسم اختیار کرنے (۴: ۲؛ ۲- یوحنا آیت ۷) اور انسانوں کے لئے نجات مہیا کرنے کا انکار کرتے تھے (۴: ۹، ۱۰، ۱۴)۔ لیکن اس بدعت نے کونسی حتمی شکل اختیار کی اس کے متعلق کہنا کچھ مشکل ہے۔ عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ اس بدعت کے خیالات پہلی صدی عیسوی کے آخر میں ایشیائے کوچک کے ایک شخص بنام قرنتھس Cerinthus کے نظریات سے ملتے جلتے تھے، البتہ وہ اُس کی تعلیمات سے پوری طرح اتفاق نہیں کرتے تھے۔ قرنتھس کے مطابق یسوع ایک نیک آدمی تھے جن میں اُن کے بپتسمہ کے وقت سے آسمانی مسیح سکونت کرنے لگا اور ان کی تصلیب تک ان میں رہا۔ اس کی تردید ۵: ۶ اور دیگر آیات میں کی گئی ہے جن میں یسوع کے مسیح موعود اور خدا کے بیٹے ہونے پر زور دیا گیا ہے (۲: ۲۲؛ ۵: ۱، ۵)۔ غالباً یہ تعلیم اس لئے دی گئی تاکہ غناسطی تعلیم کے فرق کو ظاہر کیا جائے۔ غناسطیت کے پیروکار روح اور مادہ میں امتیاز کرتے تھے۔ ان کے مطابق انسانی جسم میں خدا کا تجسم محال تھا لہٰذا مسیح کا تجسم "ظاہری" (جیسا کہ دوقیت میں ہے) یا "عارضی" تھا (جیسا کہ قرنتھس کے نظریہ میں تھا)۔

جھوٹے استاد مزید یہ دعوےٰ بھی کرتے تھے کہ وہ بے گناہ ہیں (۱: ۸، ۱۰) اور یہ بھی کہ انہیں یسوع مسیح کی موت کے ذریعہ کفارہ کی ضرورت نہیں، جبکہ وہ اخلاقی طور پر پست تھے اور دنیاوی طریق پر چلتے تھے (مقابلہ کیجئے ۲: ۱۵)۔ وہ مسیح کے احکام کو نظرانداز کر کے (۲: ۴) اپنی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے (تاہم وہ کسی سنگین گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے)۔ وہ یہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ گناہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے یعنی شریعت کی خلاف ورزی (۳: ۴، ۷، ۸)، اور نتیجۃً محبت کی کمی اور خودغرضی کا مظاہرہ کرنے کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو بےگناہ تصور کرتے تھے۔ غالباً ہم اس میں مادہ اور رُوح میں غناسطی امتیاز کے اثر کو بھی دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان کے نزدیک بدن (مادہ) بُرا ہے اور صرف خدا کی عطا کردہ رُوح کے لئے ہی فکرمند ہونا چاہیئے، اس لئے ان کے نزدیک جسم کے عمل کا مسیحی ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یوحنا رسول نے یہ خط اس تعلیم کی تردید کے طور پر لکھا اور اگر ہم اِس بات کو پیشِ نظر رکھیں گے تو اُس کی بحث کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔

۲- خاکہ

یوحنا رسول بیان کرتا ہے کہ اُس کا مقصد اپنے قارئین کو یہ بتانا ہے کہ اُس نے خداوند یسوع مسیح میں زندگی کے کلام کے ظہور کے بارے میں کیا کچھ دیکھا اور سُنا ہے "تاکہ اُس کے، اس کے قارئین کے اور خدا کے درمیان خوشگوار اور پُرمسرت رفاقت قائم ہو" (۱: ۱-۴)۔

اس کے بعد وہ بنیادی مسئلہ کو بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "خدا نور ہے" اور پھر اس عالمگیر سچائی کی بنیاد پر وہ اپنے مخالفین کے چند ایک باطل دعووں پر بحث کرتا ہے (۱: ۶، ۸، ۱۰؛ ۲: ۴)۔ اُن کی مخالفت کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ صرف وہی لوگ جو نور میں چلتے ہیں خدا کے ساتھ رفاقت رکھ سکتے اور مسیح کے خون کے وسیلہ سے پاکیزگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس بات کا انکار کرنا کہ ایک شخص گنہگار ہے اور کہ اُسے معافی کی ضرورت ہے اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ تاہم گنہگار ایک راستباز مددگار یعنی یسوع مسیح کی وساطت سے وفادار خدا سے معافی حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا کے احکام کی تابع فرمانی کئے بغیر اُس کے بارے میں حقیقی علم رکھنے کا دعوےٰ کرنا باطل ہے (۱: ۵-۲: ۶)۔

پھر یوحنا مسیحیوں کو خدا کے نئے حکم کی پیروی کرنے کو کہتا ہے۔ اگرچہ یہ ہے تو پرانا ہی تاہم وہ اِسے نئے نور کے زمانہ کی شریعت کے طور پر پیش کرتا ہے جس نے پہلے ہی اس قدیم گنہگار دنیا میں چمکنا شروع کر دیا ہے۔ یوحنا اپنے قارئین کو اس طرح مخاطب کرنے کے قابل اس لئے ہو سکا کیونکہ وہ پہلے ہی اس نئے زمانہ میں داخل ہو چکے ہیں اور معافی، علم اور قدرت حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ وہ انہیں مزید نصیحت کرتا ہے کہ وہ اس گنہگار دنیا سے چمٹے نہ رہیں جو بالآخر تباہ و برباد ہونے والی ہے (۲: ۷-۱۷)۔

اس نئے زمانہ کی آمد کا ایک نشان اُن جھوٹے استادوں کا کھڑا ہونا ہے جنہوں نے کلیسیا کو جسے انہوں نے اپنا عارضی گھر بنایا تھا ترک کر دیا ہے۔ وہ یسوع کے مسیح اور خدا کا بیٹا ہونے کا انکار کرتے ہیں جس کا دراصل مطلب یہ ہے کہ وہ خود خدا باپ کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ لوگ دعوے کرتے ہیں کہ انہیں خدا کا خاص علم ہے، لیکن یوحنّا اپنے قارئین کو یقین دلاتا ہے کہ چونکہ خدا نے اُنہیں مسح کیا ہے (یعنی رُوح کے ساتھ یا غالباً خدا کے کلام کے ساتھ) اس لئے تمام حقیقی مسیحی خدا کا حقیقی علم رکھتے ہیں (۲: ۱۸-۲۷)۔

اب وہ انہیں مسیح میں جو پاک اور راستباز ہیں قائم رہنے اور اپنے آپ کو اور اپنے استادوں کو مسیح کے ساتھ اُن کی مشابہت سے پرکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ پھر وہ مسیحیوں کے خدا کے فرزند ہونے کے باعث ان کے عظیم استحقاق کا ذکر کرتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ اُس استحقاق کا بھی مسیح کی آمدِ ثانی پر وہ اُن کی مانند ہونگے۔ بدیں وجہ انہیں پاکیزہ زندگی بسر کرنی چاہیئے (۲: ۲۸-۳: ۳)۔

پس شیطان کے چیلوں کے مقابلہ میں خدا کے فرزندوں کا کردار کیسا ہونا چاہیئے؟ "جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تخم اُس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے (۳: ۹)۔ اس بیان کو ۱: ۸ کی روشنی میں سمجھنا چاہیئے۔ یہاں یوحنّا کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسیحی بطور حقیقی مسیحی گناہ نہیں کر سکتا۔ وہ یہاں جھوٹے استادوں کے مقابلہ میں جنہوں نے کبھی بھی اس اعلےٰ معیار تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی (۳: ۴-۱۰) معیاری مسیحی کردار کو بیان کر رہا ہے۔

مسیحیوں کو یہ اُمید رکھنی چاہیئے کہ شیطان کے فرزند اُن سے نفرت کریں گے۔ قائن نے بھی تو ہابل کو قتل کیا تھا۔ اس کے برعکس حقیقی مسیحیوں کا نشان محبت ہے۔ یہ قتل سے نہیں بلکہ قربانی بالذات اور عملی سخاوت سے ظاہر ہوتا ہے (۳: ۱۱-۱۸)۔ اس قسم کے محبت کے کاموں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص مسیحی ہے۔ اور اگر کسی وقت اُس کا ضمیر اُسے مجرم بھی ٹھہرائے تو بھی اُسے منصفِ اعلےٰ خدا کے سامنے دلیری ہوتی ہے کیونکہ وہ اُس کی محبت اور خدمت کرنے کی خواہش سے آگاہ ہوتا ہے (مقابلہ کیجئے یوحنّا ۲۱: ۱۷)۔ حق تو یہ ہے کہ اس اعتماد کی بنا پر وہ دعا میں دلیر ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا کے محبت کے حکم پر عمل کرنے سے وہ اُسے خوش کر رہا ہے، اور مزید یہ کہ اسے پاک رُوح کی طرف سے باطنی تسلی بھی ملتی ہے (۳: ۱۹-۲۴)۔

لیکن کسی مسیحی کو یہ یقین کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میں خدا کا رُوح ہے؟ یوحنّا اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ یسوع مسیح کے تجسم کے بارے میں صحیح ایمان اِس بات کا نشان ہے کہ اُس میں جو رُوح ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ لیکن جھوٹے استاد مخالفِ مسیح کی رُوح سے بولتے ہیں (۴: ۱-۶)۔

اس مضمون کے بعد یوحنّا پھر محبت کے مضمون کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ پھر دُہراتا ہے کہ محبت اِس بات کا نشان ہے کہ ایک شخص خدا سے پیدا ہوا ہے، کیونکہ مسیح کی قربانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا محبت ہے (یہ یوحنّا کا ذات الٰہی کے بارے میں دوسرا عظیم اعلان ہے)۔ اگرچہ انسان خدا کو دیکھ نہیں سکتا تو بھی وہ جان سکتا ہے کہ وہ اُس میں سکونت کرتا ہے بشرطیکہ وہ محبت کا اظہار کرتا ہے (۴: ۷-۱۲)۔

اب یوحنّا ایک مسیحی کی نجات کی تسلّی کی بنیادوں یعنی ایک شخص میں رُوح کی موجودگی یسوع مسیح کے بارے میں اقرار اور محبت کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق مختصراً بیان کرتا ہے۔ یہ اس بات کے نشان ہیں کہ خدا ہم میں سکونت کرتا ہے اور روزِ عدالت کے بارے میں دلیری بخشتا ہے، کیونکہ یہاں محبت ہے وہاں خوف نہیں ہوتا۔ تاہم اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے کہ چونکہ ہم فضل کے ماتحت ہیں اس لئے جو مرضی ہے کر سکتے ہیں، یوحنّا اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کے ساتھ اِس قسم کی محبت کا نتیجہ ضرور ہی بھائیوں کے لئے محبت کی صورت میں نکلتا ہے۔ وہ لوگ جو سچے دل سے یسوع مسیح کا اقرار کرتے ہیں خدا اور اپنے ہم جنس انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ پھر اس حکم پر عمل کرنا مشکل بھی نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ جو ایمان کے ذریعہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں وہ اپنے خلاف صف آرا قوتوں پر غالب آ سکتے ہیں (۴: ۱۳-۵: ۴)۔

اب یوحنّا پھر ایمان کے موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حقیقی مسیحی ایمان کا مرکز یسوع مسیح ہیں جنہوں نے نہ صرف پانی کا بپتسمہ ہی لیا بلکہ اپنا خون صلیب پر بہایا۔ ان کی گواہی رُوح القدس بھی دیتا ہے (یوحنّا ۱۵: ۲۶)۔ یہ تینوں یعنی رُوح، پانی اور خون یقیناً مسیح میں ایمان کی تصدیق کرنے کے لئے خدا کے گواہ ہیں۔ اس سے شائد یوحنّا کا یہ مطلب بھی ہے کہ رُوح کی کلیسیا میں (یا ایک ایماندار میں) بچانے والی سرگرمی اور بپتسمہ اور عشائے ربانی کی رسم اِس گواہی کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس گواہی پر ایمان نہ لانا خدا کو جھوٹا ٹھہرانا اور ابدی زندگی کو رد کرنا ہے جو خدا نے اپنے بیٹے کے وسیلے انسانوں کو مہیا کی ہے (۵: ۵-۱۲)۔

اختتامیہ میں یوحنّا بیان کرتا ہے کہ اُس کا مقصد قارئین کو ان کی نجات کے بارے میں یقین دلانا ہے۔ چونکہ وہ اپنی دعاؤں کے بارے میں الٰہی جواب کا یقین کر سکتے ہیں، اس لئے انہیں اپنے گناہ کے مرتکب بھائی کو دعا کے ذریعہ جیتنا چاہیئے (اگرچہ یہ اُس گناہ کے لئے مؤثر نہیں جس کا نتیجہ موت ہے)۔ آخر میں تین عظیم اعلان ہیں (۱)

مسیحیوں کے پاس گناہ سے بچنے کی قوت ہے (۲) وہ خدا کی ملکیت ہیں۔ (۳) وہ یسوع مسیح میں ہیں جو انکے عظیم استاد ہیں۔ آخری نصیحت بت پرستی سے بچنے کی ہے (۵: ۱۳-۲۱)۔

۳۔ یوحنّا کے دوسرے اور تیسرے خط کا پس منظر اور مضامین

یہ دونوں خطوط اُس زمانہ کی خطوط نویسی کے نمونے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ یوحنّا کا دوسرا خط "بزرگ" کی طرف سے ایک" برگزیدہ بی بی اور اس کے فرزندوں" کو لکھا گیا۔ یہ کلیسیا کو مخاطب کرنے کا ایک تشبیہی طریقہ تھا (مقابلہ کیجئے ۱۔ پطرس ۵: ۱۳) اور اس کا مقصد غالباً مخالفین کو جن کے ہاتھ یہ آ سکتا تھا چکمہ دینا تھا (آیات ۱-۳)۔ اس خط کے لکھنے کی وجوہات وہی تھیں جو پہلے خط کی تھیں۔ حالات وہی تھے (مقابلہ کیجئے ۲۔ یوحنّا آیت ۷ کا ۱۔ یوحنّا ۴: ۳ کے ساتھ) یعنی جھوٹے استاد کلیسیاؤں میں جا جا کر یہ تعلیم دے رہے تھے کہ خدا کا بیٹا مجسم نہیں ہوا۔ بزرگ اس قسم کی تعلیم کے خلاف لوگوں کو متنبہ کرتا ہے کہ جو لوگ اس نئی تعلیم کو قبول کرتے ہیں وہ یسوع مسیح کے باپ خدا پر اپنے ایمان کا انکار کرتے ہیں۔ وہ انہیں خبردار کرتا ہے کہ ایسے اُستادوں کو قبول نہ کریں بلکہ وہ پہلی سچائی پر قائم رہنے اور محبّت کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے (آیات ۴-۱۱)۔ آخر میں وہ انہیں جلد ملنے کی امید دلاتا ہے اور اپنی کلیسیا کی طرف سے سلام بھیجتا ہے (آیات ۱۲ و ۱۳)۔

یوحنّا کا تیسرا خط فلیمون کے نام خط کی مانند ایک نجی خط ہے جو ایک دوسری کلیسیا کے بزرگ دوست گیُس کے نام ہے۔ یوحنّا اس کی سچائی پر قائم رہنے اور گشتی منادوں کے لئے جو اپنی گذر بسر کے لئے کلیسیاؤں پر انحصار کرتے تھے عملی محبّت دکھانے کے لئے تعریف کرتا ہے (آیات ۱-۸)۔ اس کا رویّہ دِیترفیس کے برعکس تھا جو اپنی کلیسیا میں بڑا بننا چاہتا تھا (غالباً اس کی کلیسیا گیُس کی پڑوسی کلیسیا تھی)، یوحنّا کی نصیحت کو قبول نہیں کرتا تھا اور شاید کلیسیا میں رسول کے پہلے خط کو پڑھنے نہ دیتا تھا، گشتی منادوں کو قبول نہیں کرتا تھا اور جو انہیں قبول کرتے انہیں کلیسیا سے خارج کر دیتا تھا۔ یہ عین ممکن ہے کہ جن مشکلات کا ہم یہاں مشاہدہ کرتے ہیں اُن کی وجہ مقامی کلیسیا میں اُبھرتی ہوئی آزاد قیادت تھی جبکہ رسول اور گشتی منّاد کلیسیاؤں کے نگران سمجھے جاتے تھے۔ شاید دِیترفیس "بشپ" بننا چاہتا تھا اور کسی بیرونی مداخلت کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ بلاشبہ رسولوں کی وفات کے ساتھ ساتھ اس قسم کی مشکلات کا ابھرنا قدرتی امر تھا لیکن یہاں صاف ظاہر ہے کہ دِیترفیس معاملات کو مسیحی طریقے سے نہیں سلجھا رہا تھا۔ لہٰذا رسول آگاہ کرتا ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو وہ آ کر شخصی طور پر دِیترفیس سے نپٹے گا (آیات ۹، ۱۰-۱۱)۔ آخر میں دیمیتریس کی تعریف کی گئی ہے (غالباً وہ خط لے جانے والا یا گشتی مناد تھا) اور خط کا اختتام پُرجوش سلام و دعا سے ہوتا ہے (آیات ۱۲-۱۴)۔

۴۔ خطوط کی بیرونی تصدیق

یوسیبیُس کے مطابق یوحنّا کے پہلے خط کو پپائس (تقریباً ۱۴۰ء) نے استعمال کیا اور پولی کارپ (تقریباً ۱۱۰-۱۲۰ء) اور غالباً یوسطین نے تقریباً ۱۵۰-۱۶۰ء) اس کا حوالہ دیا ہے۔ ایرینیُس (۱۸۰ء تقریباً) ★ مُرتوری فہرستِ مُسلّمہ (تقریباً ۱۸۰-۲۰۰ء) اور سکندریہ کا کلیمنس (۲۰۰ء) اِسے یوحنّا رسول کی تصنیف قبول کرتے ہیں۔ یوسیبیُس کے مطابق اس کے الہامی ہونے کے بارے میں کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ یوحنّا کا دوسرا اور تیسرا خط دونوں مُرتوری نسخہ میں پائے جاتے ہیں۔ یوحنّا کے دوسرے خط کا حوالہ ایرینیُس نے دیا ہے اور غالباً دوسرے اور تیسرے خط کی سکندریہ کے کلیمنس نے تفسیر لکھی۔

۵۔ ماخذ، مُصنِف اور سنِ تصنیف

قیاس غالب یہی ہے کہ یوحنّا نے اپنی پانچوں تحریرات آسیہ ہی میں قلمبند کی تھیں۔ یہ قرینتھُس کی تعلیم سے جس کی مخالفت کی گئی اور اُن روایات سے بھی جو اِن کے مُصنف کا تعلق اِفسس سے بیان کرتی ہیں ظاہر ہوتا ہے۔

خطوط اور یوحنّا کی دیگر تحریرات کے بارے میں کچھ مشکلات ایسی ہیں جن کا خاطر خواہ حل ابھی تک پیش نہیں کیا گیا۔

اگرچہ جیروم اور اِس زمانہ میں بعض علماء نے اس سے اتفاق نہیں کیا، اِن تینوں خطوط کا مصنف یقیناً ایک ہی ہے۔ یوحنّا کے پہلے خط میں مصنف کا ذکر نہیں تاہم اب یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مصنف بھی وہی "بزرگ" تھا۔

دوسری، یہ کہ یہ یقینی بات ہے کہ یوحنّا کی انجیل اور پہلے خط کا مصنف ایک ہی ہے کیونکہ ہم اِن دونوں میں ایک ہی ذہن کو دو مختلف حالات میں کارفرما دیکھتے ہیں۔ یوحنّا کی انجیل میں مسیح کے تجسم کو تشریحی صورت میں باہر کی دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے جبکہ یوحنّا کا پہلا خط کلیسیا میں ایک خاص صورتِ حال کے پیشِ نظر ایک ٹریکٹ کی صورت میں لکھا گیا۔ پس اِن دونوں میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ مختلف سامعین اور مقصد کے لحاظ سے ہے منطقی طور پر تو یوحنّا کی انجیل ۱۔ یوحنّا سے پہلے ہے لیکن وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ پہلے انجیل لکھی گئی یا خط۔ ظاہر ہے کہ یوحنّا کی انجیل کئی سالوں کے مراقبہ و مجاہدہ کا نتیجہ ہے اور شاید یوحنّا کا پہلا خط اسی عرصہ میں لکھا گیا۔

تیسری، مکاشفہ کی کتاب (جس کے بارے میں نہایت قوی

بیرونی شہادتیں موجود ہیں کہ اس کا مصنف یوحنّا رسول ہے) اور یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط میں تعلق پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ مکاشفہ کی کتاب اور یوحنّا رسول کی دیگر تحریرات میں مضامین میں کافی فرق پایا جاتا ہے، البتہ ان میں ایسی مماثلت بھی ہے جس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ اٹوٹ بندھن میں بندھی ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ مکاشفہ کی کتاب کی یونانی نئے عہدنامہ کی دیگر کتابوں سے مختلف ہے۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ اوّل اوّل ارامی زبان میں لکھی گئی اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ اُسی شخص نے لکھی ہو جس نے یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط یونانی میں لکھے، تو بھی ایک ہی مصنف کا نظریہ شک و شبہ سے مبرّا نہیں۔

ان حقائق کے پیشِ نظر لوگوں نے ان کی تصنیف کے بارے میں مختلف نظریات پیش کئے ہیں جن میں سے ہم یہاں تین کا ذکر کرتے ہیں۔

پہلا نظریہ۔ اِس کے مطابق پانچوں کتابیں یوحنّا رسول ہی نے لکھیں۔ وہ اپنی عمر اور اختیار کے باعث ایشیائے کوچک میں خاص بزرگ تھا۔ لیکن اس نظریہ کے خلاف مکاشفہ کی کتاب کے باعث جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں انہیں اور یوحنّا رسول کے مصنف ہونے کے بارے میں جو بیرونی شہادتیں شک و شبہ پیدا کرتی ہیں انہیں ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

دوسرا نظریہ جو پہلی مشکل کو دُور کرتا ہے یہ ہے کہ یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط یوحنّا رسول کی تصنیف ہیں اور مکاشفہ کی کتاب کسی اور یوحنّا کی تصنیف ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ بنیادی طور پر یہ سکندریہ کے دیونیسیُس Dionysius ہی کا نظریہ ہے جس کی آج کل چند علماء تائید کرتے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت یہ فرض کر لینا پڑتا ہے کہ ان دو مصنفوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق تھا، ورنہ ان کتابوں میں الہٰیاتی مماثلت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

تیسرا نظریہ جو دوسری مشکل کو دور کرتا ہے یہ ہے کہ یوحنّا رسول کے ایک قریبی شاگرد نے یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط لکھے جبکہ یوحنّا رسول نے خود مکاشفہ کی کتاب کو تحریر کیا۔ اس نظریہ کے مطابق یوحنّا رسول کا شاگرد ہی وہ "بزرگ" تھا۔

اس نظریہ کی تائید میں اکثر پپیاس کے بیان کو پیش کیا جاتا ہے۔ پپیاس چند ایک رسولوں کو جو مر چکے تھے اور جن میں یوحنّا رسول بھی شامل ہے "بزرگ" کہتا ہے اور پھر خداوند کے دو زندہ شخصوں کو یعنی ارستیون Aristion اور یوحنّا کو بزرگ کہتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ بزرگ یوحنّا رسول کا شاگرد تھا اور اُس نے یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط لکھے۔ لیکن یہ محض خیال آرائی ہے۔ یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا پپیاس یہاں ایک ہی یوحنّا (رسول) کا دو مرتبہ حوالہ دے رہا ہے یا دو مختلف یوحنّا کا۔ مزید براں پپیاس "بزرگ" کا اطلاق ایک سے زیادہ اشخاص پر کرتا ہے جن میں یوحنّا رسول بھی شامل ہے اور پھر یہ بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اُس کا ذکر یوحنّا کے دوسرے اور تیسرے خطوط کے مصنف کے طور پر کر رہا ہے۔ بہر حال پپیاس یہ کہیں بھی نہیں کہتا کہ "بزرگ یوحنّا" یوحنّا رسول کا شاگرد تھا۔ پس ہم اس نظریہ کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یوحنّا کے دوسرے اور تیسرے خط کا "بزرگ" یوحنّا کہلاتا تھا یا وہ پپیاس کا "بزرگ یوحنّا" تھا۔

المختصر، پہلا نظریہ کہ یوحنّا رسول ہی یوحنّا کی انجیل اور تینوں خطوط کا مصنف ہے سب سے زیادہ مناسب اور معقول ہے۔

تینوں خطوط کے سنِ تصنیف کو وثوق سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قمرآن کے طوماروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قسم کا علم الہٰیات یوحنّا کی تحریروں میں پایا جاتا ہے وہ پہلی صدی عیسوی میں نشوونما پا چکا تھا۔ تاہم سنِ تصنیف کے تعیّن کی سب سے بڑی کلید وہ بدعتیں ہیں جن کی ان خطوط میں تردید کی گئی اور کلیسیا کی وہ حالت ہے جس کی یہاں عکاسی کی گئی ہے۔ ان دونوں کی روشنی میں قیاس غالب یہی ہے کہ یہ ۶۰ء اور ۹۰ء کے درمیان لکھے گئے۔ چونکہ ہمیں اس عرصہ کے کلیسیائی حالات بہت کم معلوم ہیں اس لئے اس سے پہلے کی تاریخ مقرر کرنا مشکل ہے۔

یوحنّا مرقس :۔ دیکھئے مرقس۔

یوحنّان۔ یوحانان :۔ (عبرانی = یہوواہ شفیق ہے)۔

۱۔ ایک یہودی سردار جس نے جدلیاہ پر اُس کے قتل کی سازش کو فاش کیا (یرمیاہ ۴۰: ۱۳، ۱۴)۔

۲۔ یوسیاہ بادشاہ کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۱۵)۔

۳۔ الیوعینی کا بیٹا (۱-تواریخ ۳: ۱۵)۔

۴۔ سلیمان بادشاہ کے عہد میں سردار کاہن عزریاہ کا باپ (۱-تواریخ ۶: ۹، ۱۰)۔

۵۔ ایک بنیمینی جو صقلاج میں داؤد کی فوج سے آملا (۱-تواریخ ۱۲: ۴)۔

۶۔ داؤد کی فوج میں ایک جدّی سردار (۱-تواریخ ۱۲: ۱۲، ۱۴)۔

۷۔ یہوسفط بادشاہ کا ایک سردار (۲-تواریخ ۱۷: ۱۵)۔

۸۔ ایک افرائیمی سردار (۲-تواریخ ۲۸: ۱۲)۔

۹۔ ایک شخص جو عزرا کے ساتھ بابل سے واپس آیا (عزرا ۸: ۱۲)۔

۱۰۔ عمونی طوبیاہ کا بیٹا جس نے نحمیاہ کے زمانہ میں ایک یہودی عورت سے شادی کی (نحمیاہ ۶: ۱۸)۔

۱۱- الیاسب کا بیٹا (عزرا ۱۰: ۱)۔
۱۲- سردار کاہن، الیاسب کا پوتا (نحمیاہ ۱۲: ۲۲)۔

یُوحنا ۔ یوحا:- ۱- بنیمینی بریعہ کا بیٹا (۱- تواریخ ۸: ۱۶)۔
۲- سمری کا بیٹا۔ اس کا لقب تیصی تھا (۱- تواریخ ۱۱: ۴۵)۔ یہ داؔؤد بادشاہ کی فوج کا ایک سورما تھا۔

یُوخرِسٹ:- (یونانی = شکرگزاری)۔ عشائے ربانی کا ایک اور نام جو پہلی صدی عیسوی کے آخر میں رسولوں کی تعلیم کی کتاب دِدَخے (دیکھئے دِدَخے) میں پہلی مرتبہ استعمال ہوا۔

نئے عہدنامہ میں اسے عشائے ربانی (۱- کرنتھیوں ۱۱: ۲۰- کیتھولک عشاالربؐ)، محبت کی ضیافت (یونانی = اگاپے یہوداہ ۱۱- دیکھئے اگاپے) اور روٹی توڑنا (اعمال ۲: ۴۲، ۴۶؛ ۲۰: ۷، ۱۱ وغیرہ) کہا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے عشائے ربانی۔

یود:- عبرانی حروف تہجی کا دسواں حرف ۹- یہ عبرانی کا سب سے چھوٹا حرف ہے۔ اس کے معنی ہاتھ ہیں (قب عربی ید)۔ قاعدۂ جمل کے مطابق اس کے اعداد ۱۰ مقرر ہیں۔ قاعدے کے مطابق ۱۵ لکھنے کے لئے یود اور ہے استعمال ہونے چاہئیں۔ لیکن چونکہ یود اور ہے یہوواہ کے نام کے پہلے دو حرف ہیں اس لئے یہودی احتراماً ۱۵ کو یود اور ہے کی بجائے طیتھ (۹) اور واو (۶) سے لکھتے ہیں۔

زبور ۱۱۹ کے دسویں حصّے کے شروع میں یود لکھا ہے اور اس حصّے کی ہر آیت یود سے شروع ہوتی ہے۔

یُورام:- (عبرانی = یہوواہ سرفراز ہوا ہے)۔ ۱- حماؔت کے بادشاہ توعیؔ کا بیٹا جس نے داؔؤد کو ہددعزر پر فتح حاصل کرنے پر مبارک باد دی (۲- سموئیل ۸: ۱۰)۔
۲- ایک لاوی (۱- تواریخ ۲۶: ۲۵)۔
۳- اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کا بیٹا۔ یہ اپنے بھائی اخزیاہ کا جانشین ہوا (۲- سلاطین ۸: ۲۹)۔
۴- یہوداہ کا ایک بادشاہ (۲- سلاطین ۸: ۲۱- ۲۴؛ ۱۱: ۲؛ ۱- تواریخ ۳: ۱۱؛ متی ۱: ۸)۔

یُورکلُون ۔ اورکلون:- (یونانی = مشرقی شمال مشرقی ہوا)۔ ایک طوفانی ہوا جس کا ذکر اعمال ۲۷: ۱۴ میں ہے۔ یہ ہوا کریتے کے جزیرہ کی طرف سے آئی تھی۔ یہ بہت خطرناک ہوا تھی۔ بڑے بادبان کے جہازوں کو خطرہ ہوتا تھا کہ یا تو اُلٹ جائیں یا ہوا انہیں بہا کر چور بالو (دلدل) میں دھنسا دے (اعمال ۲۷: ۱۷)۔

یُورہ:- ایک خاندان جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۲: ۱۸)۔ نحمیاہ ۷: ۲۴ میں نام خارف ہے۔

یُوری ۔ یورائی:- (عبرانی = جسے یہوواہ سکھاتا ہے)۔ جد کے قبیلے کا ایک شخص جو اپنے خاندان کا سردار تھا (۱- تواریخ ۵: ۱۳)۔

یُوریم ۔ یورام:- خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام (لوقا ۳: ۲۹)۔

یُوزباد ۔ یوزآباد:- ۱- صقلاج میں داؔؤد کا ایک پیرو (۱- تواریخ ۱۲: ۴)۔
۲- بنی منسّی میں سے اس نام کے دو شخص جو صقلاج میں داؔؤد کی فوج سے آملے (۱- تواریخ ۱۲: ۲۰)۔
۳- ایک لاوی، یشوع کا بیٹا (عزرا ۸: ۳۳)۔
۴- عزرا کے زمانے میں ایک کاہن جس نے اپنی غیر اسرائیلی بیوی کو الگ کیا (عزرا ۱۰: ۲۲)۔

یُوزبد ۔ یوزآباد:- حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ایک لاوی پیش کار یا داروغہ (۲- تواریخ ۳۱: ۱۳)۔

یُوساویاہ ۔ یوشویاہ:- داؔؤد کے ایک سورما النعم کا بیٹا (۱- تواریخ ۱۱: ۴۶)۔

یُوسحسد ۔ یوشب حاسد:- (عبرانی = رحم واپس آیا)۔ زربابل کا ایک بیٹا (۱- تواریخ ۳: ۲۰)۔

یُوستُس ۔ یُستیس:- (یونانی = صادق)۔ ۱- یہوداہ اسکریوتی کی جگہ دو نام تجویز کئے گئے۔ ان میں سے ایک یوسف برسبا تھا۔ اس کا لقب یوستس تھا (اعمال ۱: ۲۳- ۲۶)۔
۲- طِطُس کا خاندانی نام۔ پولس کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہا (اعمال ۱۸: ۷)۔
۳- رومہ میں ایک عبرانی مسیحی بنام یسوع کا خاندانی نام۔ کلسّے کے لوگ غالباً اس سے واقف تھے (کلسیوں ۴: ۱۱)۔

یُوسُف:- (عبرانی = خدا اضافہ کرے)۔ ۱- یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے گیارھواں اور راخل کا پہلا بیٹا۔ راخل نے اس کی پیدائش پر کہا تھا کہ "خداوند مجھ کو ایک اور بیٹا بخشے" (پیدائش ۳۰: ۲۴)، اس لئے اُس نے اُس کا نام یوسف رکھا۔ وہ شمالی سلطنت کے دو قبیلوں منسّی اور افرائیم کا جدامجد تھا۔ اُس کی پیدائش کی کہانی پیدائش ۳۰: ۲۲- ۲۴ میں بیان ہوئی ہے اور اُس کی باقی زندگی کا بیان پیدائش ابواب ۳۷- ۵۰ میں مرقوم ہے۔ جب یعقوب ۹۰ سال کا تھا تو فدان آرام میں یوسف

پیدا ہوا - وہ اپنے باپ کا بڑا چہیتا بیٹا تھا کیونکہ وہ راخل سے پیدا ہوا تھا اور اُس کی بڑھاپے کی اولاد تھا - باپ کا چہیتا ہونا اُس بوقلمون قبا سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس نے اُسے ہوا کر دی تھی - غالباً یہ اس بات کا نشان تھا کہ وہ کس کو اپنے قبیلے کا سردار بنائے گا، لہٰذا بھائیوں میں حسد کا پیدا ہونا ایک فطری بات تھی - بھائیوں کا حسد اُس وقت اَور بھی بڑھ گیا جب اُس نے ان سے اپنے دو خواب بیان کئے جن سے مستقبل میں اُس کی عظمت اور بھائیوں کی اطاعت ظاہر ہوتی تھی - جب وہ ۱۷ برس کا تھا تو اُس کے باپ نے اُسے بھائیوں کی خیر خیریت دریافت کرنے کے لئے سکم بھیجا جہاں وہ اپنی بھیڑ بکریاں چراتے تھے - لیکن جب وہ سکم پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ دوتین چلے گئے ہیں، لہٰذا وہ بھی اُدھر چل دیا - جب اس کے بھائیوں نے اُسے آتے دیکھا تو انہوں نے اُسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا - انہوں نے سوچا کہ اس طرح وہ اس کے خوابوں کے پورا ہونے کو ناممکن بنا دیں گے - لیکن روبن نے انہیں اُسے ہلاک کرنے سے باز رکھا اور کسی گڑھے میں زندہ ڈال دینے کا مشورہ دیا - اُس کا خیال تھا کہ وہ بعد میں اُسے نکال کر باپ کے پاس پہنچا دے گا - لیکن جب روبن وہاں نہیں تھا تو اُس کے بھائیوں نے اسمٰعیلیوں کا ایک قافلہ دیکھا جو مصر جا رہا تھا - انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اُسے ان سوداگروں کے ہاتھ بیچ دیں گے - پس انہوں نے یوسف کو فروخت کر دیا اور ایک بکری ذبح کر کے اُس کی قبا کو اس کے خون میں بھگو کر اپنے باپ یعقوب کے پاس لے گئے گویا کہ اُسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہے اور وہ مر چکا ہے - عمر رسیدہ باپ کو بڑا صدمہ پہنچا اور وہ کئی دنوں تک ماتم کرتا رہا -

دریں اثنا اسمٰعیلی سوداگر یوسف کو لے کر مصر چلے گئے اور وہاں پہنچ کر اُسے غلاموں کی منڈی میں ایک مصری افسر فوطیفار کے ہاتھ فروخت کر دیا - اس نوجوان غلام نے اپنے آپ کو اس قدر ہوشیار اور قابلِ اعتماد ثابت کیا کہ اُس کے آقا نے اپنے گھر کا تمام انتظام اُس کے سپرد کر دیا - وہ یوسف کی زیرِ نگرانی خوب پھلا پھولا - لیکن فوطیفار کی بیوی کے دست درازی کے غلط الزام پر اُسے جیل میں ڈال دیا گیا اور وہ وہاں کئی برس تک قید رہا - لیکن خدا اُس کے ساتھ تھا، لہٰذا جس طرح اُس نے پہلے اس کی جان بچائی تھی اسی طرح اب بھی اُس نے اُسے فرعون کی نظر میں مقبول بنا دیا - جب داروغۂ جیل نے یہ محسوس کیا کہ وہ یوسف پر مکمل اعتماد کر سکتا ہے تو اُس نے تمام قیدی اس کی تحویل میں دے دیئے - اِن قیدیوں میں دو فرعون کے خادم تھے، ایک اُس کا ساقی اور دوسرا نان پز - یوسف نے اِن دونوں کے خوابوں کی تعبیر کی اور جیسا کہ یوسف نے انہیں بتایا تھا، تین دن بعد بادشاہ کے جشن دن پر نان پز کو پھانسی دے دی گئی اور ساقی کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا (پیدائش ۴۰ : ۵-۲۳) -

اس واقعہ کے بعد دو سال تک یوسف کے حالات میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی - ساقی اپنے وعدے کو کہ وہ فرعون سے یوسف کا ذکر کرے گا بالکل بھول گیا - لیکن جب فرعون نے دو خواب دیکھے، ایک دُبلی اور موٹی گائیوں کا اور دوسرا ہری بھری اور سُوکھی بالوں کا تو اُسے یاد آیا اور اُس نے فرعون کو یوسف کی خوابوں کی تعبیر کی لیاقت کے بارے میں بتایا - فرعون نے یوسف کو قید خانہ سے بلوایا - یوسف نے بادشاہ کو بتایا کہ دونوں خوابوں کی تعبیر ایک ہی ہے - سات سالوں تک خوب اناج پیدا ہوگا اور سات سال قحط کے ہوں گے اور یہ صلاح دی کہ قحط کے سات سالوں کے لئے ارزانی کے سالوں میں غلّہ جمع کر لیا جائے - فرعون نے فوراً ہی یوسف کو ذخیرہ خانوں کا حاکم مقرر کر دیا اور اُسے اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا مکمل اختیار بخشا - حکومت کے ایک محکمہ کا انچارج بننے کے باعث یوسف بادشاہ کا نائب بن گیا (پیدائش ۴۱ : ۳۹-۴۴) اور یہ دکھانے کے لئے کہ وہ بادشاہ کی نظر میں مقبول ٹھہرا ہے اُسے مصری نام دیا گیا اور اُس کی شادی مصر کے قومی مندر اون کے بڑے پُجاری کی بیٹی سے کر دی گئی - اب یوسف ۳۰ برس کا تھا - ارزانی کے سات سالوں میں اُس نے ہر شہر میں ذخیرہ خانوں میں غلّہ جمع کر لیا - اس دوران اس کے ہاں دو لڑکے منسّی اور افرائیم پیدا ہوئے -

جس قحط کی یوسف نے پیشینگوئی کی تھی اُس نے نہ صرف مصر ہی کو بلکہ اُس وقت کی تمام دریافت شدہ دنیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا - پس ہر مُلک کے لوگ یوسف کے پاس غلّہ خریدنے کے لئے آنے لگے، یہاں تک کہ یوسف کے بھائی بھی غلّہ خریدنے کے لئے مصر آئے - انہوں نے یوسف کو نہیں پہچانا لیکن یوسف نے انہیں پہچان لیا اور جب انہوں نے اُسے سجدہ کیا تو اُسے اپنے خواب یاد آئے جن کی وجہ سے وہ اُس سے اِس حد تک جلنے لگے تھے - کہانی اپنے عروج کو اُس وقت پہنچتی ہے جب یوسف نے اپنے بھائیوں کو ہر طرح سے آزما کر دیکھا کہ وہ اِن سالوں میں تبدیل ہوئے کہ نہیں - اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ وہ کافی بدل چکے ہیں تو جب وہ دوسری مرتبہ غلّہ لینے آئے، اُس نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کر دیا - اُس نے انہیں یقین دلایا کہ اسکے دل میں بدلہ لینے کا کوئی خیال نہیں ہے اور انہیں کہا کہ وہ اپنے باپ کو ساتھ لائیں اور مصر میں رہیں - اس زمانہ میں مصر کا بادشاہ غالباً ہیکسوس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور یوسف کی طرح سامی النسل تھا - لہٰذا اُس نے یعقوب اور اس کے خاندان کو خوش آمدید کہا -

بعد کے سالوں میں یوسف نے مصر کے زمین کی ملکیت کے نظام کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا - اب تمام زمین فرعون کی ملکیت بن گئی اور اس کے سابقہ مالک بادشاہ کے مزارع ٹھہرے - یعقوب ۱۷ برس تک یوسف کے پاس مصر میں رہا - اپنی وفات سے پیشتر

اُس نے یوسف کے دونوں بیٹوں کو اپنا متبنّے بنایا اور میراث کی تقسیم میں ان کو وہی حق دیا جو اُس کے بیٹوں کا تھا۔ یوسف ۱۱۰ برس زندہ رہا۔ اپنی وفات سے پیشتر اُس نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ایک دن خدا بنی اسرائیل کو واپس کنعان لے جائے گا اور وصیت کی کہ اُس کی ہڈیاں وہاں دفن کی جائیں۔ بعد ازاں اس کی خواہش کے مطابق اس کی ہڈیاں سِکم میں اُس قطعۂ زمین میں دفن کی گئیں جو اس کے باپ یعقوب نے خریدا تھا۔ یوسف دو قبیلوں کا بانی تھا یعنی منسّی اور افرائیم کے قبیلے کا شمالی اسرائیل میں افرائیم کا قبیلہ سب سے اہم اور طاقتور تھا۔ چونکہ یوسف اپنے کردار، حلیمی، فرض شناسی، عالی ظرفی اور معاف کرنے والی رُوح کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا اس لئے اکثر اُسے عہدِ عتیق کی مسیح کی مثال بیان کیا جاتا ہے۔

۲۔ اشکار کے قبیلہ سے اِجال کا باپ۔ یہ بارہ جاسوسوں میں سے ایک تھا (گنتی ۱۳: ۷)۔

۳۔ آسف کا بیٹا اور داؤد بادشاہ کے زمانہ میں موسیقاروں کے ایک طائفہ کا سردار (۱۔ تواریخ ۲۵: ۲، ۹)۔

۴۔ بانی کا ایک بیٹا۔ عزرا نے اسے کہا کہ وہ اپنی غیر اسرائیلی بیوی کو چھوڑ دے (عزرا ۱۰: ۴۲)۔

۵۔ سردار کاہن یویقیم کے زمانہ میں سبنیاہ کے خاندان کا ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۴)۔

۶۔ یسوع مسیح کے آباؤ اجداد میں سے دو کا نام (لوقا ۳: ۲۴، ۳۰)۔

۷۔ زکریاہ کا بیٹا جسے جُرجیاس نے اس وقت شکست دی (قریباً ۱۶۴ ق م) جب اُس نے یہوداہ مکابی کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے جنگ شروع کی (۱۔ مکابیّن ۵: ۱۸، ۵۵-۶۲)۔

۸۔ یسوع مسیح کی والدہ مریم کا شوہر (متی ۱: ۱۶، لوقا ۳: ۲۳)۔ وہ پیشے کے لحاظ سے نجار تھا (متی ۱۳: ۵۵) اور ناصرۃ میں رہتا تھا (لوقا ۲: ۴)۔ وہ داؤد کی نسل سے تھا (متی ۱: ۲۰، لوقا ۲: ۴)۔ وہ عیلی یا یعقوب کا بیٹا تھا (لوقا ۳: ۲۳، متی ۱: ۱۶)۔ وہ یسوع کا دنیاوی باپ سمجھا جاتا تھا (متی ۱۳: ۵۵، لوقا ۳: ۲۳؛ ۴: ۲۲، یوحنا ۱: ۴۵؛ ۶: ۴۲)۔

جب اُسے یہ علم ہؤا کہ مقدسہ مریم شادی سے پیشتر ہی حاملہ ہے تو اُس نے اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن ایک فرشتہ نے خواب میں اُسے یقین دلایا کہ یہ حمل پاک روح کی قدرت سے ہے۔ اس پر وہ اسے اپنے گھر لے آیا (متی ۱: ۱۸-۲۵)۔ جب شہنشاہ اوگوستس نے فرمان جاری کیا کہ تمام لوگ اپنے آبائی شہروں میں جاکر نام لکھوائیں تو یوسف مُقدسہ مریم کو لے کر بیت لحم کو گیا۔ وہاں خداوند یسوع پیدا ہوئے۔ جس وقت گڈریئے یسوع مسیح کو سجدہ کرنے آئے تو اُس وقت یوسف مُقدسہ مریم کے ساتھ تھا (لوقا ۲: ۸-۲۰) اور اُس وقت بھی جب ۴۰ دن بعد یسوع کو ہیکل میں پیش کیا گیا۔ جب خواب میں یوسف کو یہ اطلاع دی گئی کہ ہیرودیس بادشاہ بچّے کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو وہ مُقدسہ مریم اور یسوع کو لے کر مصر چلا گیا (متی ۲: ۱۳-۱۹)۔ ہیرودیس کی موت کے بعد وہ ناصرۃ واپس آیا۔ وہ ہر سال عیدِ فسح کے موقع پر یروشلیم جاتا تھا (لوقا ۲: ۴۱)۔ جب خداوند یسوع ۱۲ سال کے ہوئے تو وہ بھی بزرگ یوسف اور مُقدسہ مریم کے ساتھ یروشلیم کو گئے۔ یوسف نے یسوع مسیح کو بھی بڑھئی کا کام سکھایا (مرقس ۶: ۳)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کی علانیہ خدمت سے پہلے ہی یوسف وفات پاچکا تھا۔ اسی لئے مسیح نے صلیب پر سے اپنی والدہ کو یوحنا رسول کے سپرد کردیا ہوگا (یوحنا ۱۹: ۲۶، ۲۷)۔ یہ اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ متی ۱۲: ۲۶، مرقس ۳: ۳۱، لوقا ۸: ۱۹ میں اُن کی ماں اور بھائیوں کا تو ذکر ہے لیکن باپ کا نہیں۔

۹۔ یسوع مسیح کا ایک بھائی (متی ۱۳: ۵۵)۔

۱۰۔ ارمتیاہ کا ایک یہودی۔ غالباً یہ جگہ یروشلیم کے شمال مغرب میں تھی۔ یہ بڑا دولت مند، صدرِ عدالت (سنہیدرن) کا رکن (متی ۲۷: ۵۷، مرقس ۱۵: ۴۳) اور راستباز شخص تھا جو خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا (لوقا ۲۳: ۵۰، مرقس ۱۵: ۴۳)۔ وہ یہودیوں کے خوف کے سبب سے یسوع کا خفیہ شاگرد تھا (یوحنا ۱۹: ۳۸)۔ اُس نے صدرِ عدالت کے یسوع کو موت کی سزا دینے کے فیصلے میں حصّہ نہیں لیا تھا۔ یسوع کو صلیب دیئے جانے کے بعد اُس نے پیلاطس سے ان کی صلیب سے لاش اتارنے کی اجازت حاصل کی اور اُنہیں اپنی نئی قبر میں رکھا (متی ۲۷: ۵۷-۶۰؛ لوقا ۲۳: ۵۰-۵۳؛ یوحنا ۱۹: ۳۸)۔

۱۱۔ ایک مسیحی جو برسبا کہلاتا اور جس کا لقب یوستس تھا (اعمال ۱: ۲۳)۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھا جو یسوع کے بپتسمہ کے وقت سے ان کے پاس تھے۔ یہ یہوداہ اسکروتی کی جگہ لینے والے دو امیدواروں میں سے ایک تھا۔ لیکن قرعہ متیاہ کے نام نکلا (اعمال ۱: ۲۱، ۲۶)۔

۱۲۔ *برنباس کا ذاتی نام (اعمال ۴: ۳۶)۔

یُوسفط۔ یوشافاط:- (عبرانی = یہوداہ نے انصاف کیا ہے)۔ داؤد بادشاہ کا ایک سورما (۱۔ تواریخ ۱۱: ۴۳)۔

یُوسفیاہ ۔ یوسف یاہ:- (عبرانی = یہوواہ بڑھائے گا)۔ ایک شخص جو ۱۶۰ آدمیوں کے ساتھ عزرا کے ہمراہ بابل کی اسیری سے واپس آیا (عزرا ۸: ۱۰)۔

یُوسکارہ۔ یوزاکار:- (عبرانی = وہ جسے یہوواہ نے یاد رکھا)۔ اُن دو آدمیوں میں سے ایک جنہوں نے سازش کرکے یہوداہ کے بادشاہ یوآس کو قتل کیا۔ یہ عمونی عورت ساعت

کا بیٹا تھا۔ اس کو ۲۔ تواریخ ۲۴ : ۲۶ میں زبد کہا گیا ہے (۲۔ سلاطین ۱۲ : ۲۰، ۲۱)۔

یوسیاہ۔ یوشی یاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ اس کا مددگار ہے)۔ امون اور جدیدہ کا بیٹا اور منسّی بن حزقیاہ کا پوتا۔ یوسیاہ کا داؤد کے تخت پر ۳۱ سال کا عرصہ، سیاسی آزادی اور اصلاحِ مذہب کی آخری لہر تھی۔ اس کے بعد ۵۸۶ ق م میں یروشلیم کی بربادی کے وقت جنوبی حکومت ختم ہوگئی۔

۶۴۲ ق م میں جب ایک شاہی غلام نے امون بادشاہ کو قتل کر دیا تب آٹھ سالہ یوسیاہ، یہوداہ کا بادشاہ بنا۔ جب تک یوسیاہ بادشاہ جوان ہوا، اُس وقت تک اسور کا عالمگیر اثر بہت حد تک ختم ہو چکا تھا۔ مشرق میں سرکشی اور بغاوتوں اور اشربنی پال کی موت (قریباً ۶۳۳ ق م) نے یہوداہ میں قوم پرستی کا موقع فراہم کیا۔ ۶۱۲ ق م میں مادی بادشاہ سیاکسارِیس Cyaxares اور بابل کے بادشاہ نبوپلاسر کا اتحاد اسور کے مشہور دارالحکومت نینواہ کو برباد کرنے کی طرف مائل ہوا۔ چنانچہ تین سال کے عرصہ میں بابلیوں نے عظیم اسوری فوج کے بقیہ کے بھی پاؤں اکھیڑ دیئے۔ اس عرصہ کے دوران یوسیاہ کو بہت سیاسی فائدہ پہنچا۔ اُس نے نہ صرف یہوداہ کی آزادی کا اعلان کیا بلکہ شمالی قبیلوں میں بھی اپنا اثر و رسوخ بڑھا لیا، یہاں تک کہ وہ داؤد اور سلیمان کی قائم کردہ سلطنت کے دوبارہ قیام کے خواب دیکھنے لگا۔

یوسیاہ کا شمار یہوسفط اور حزقیاہ جیسے راستباز بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ منسّی کے دورِ حکومت میں (۶۸۶ - ۶۴۲ ق م) یہوداہ میں سخت بُت پرستی داخل ہو چکی تھی۔ مثلاً بعل کی پرستش، ستاروں اور اجرامِ فلکی کی پرستش، ہنوم کی وادی میں مولک دیوتا کی پرستش کے سلسلہ میں بچوں کو قربان کرنا، ستارہ شناسی، غیب بینی، ہیکل کے صحن میں آسمانی مخلوق کی پرستش کے لئے مذبحوں کا قیام اور معصوموں کا خون بہانا وغیرہ۔ اگرچہ اُس نے خود توبہ کی اور ہر قسم کی اصلاح بھی کی، تاہم اس کی یہ مساعی لوگوں کو صحیح مذہبی راستے پر چلانے میں ناکام رہی، کیونکہ لوگوں میں اُن کا اثر اتنا گہرا نہیں تھا۔ اسیری سے اپنی رہائی کے بعد منسّی نے جو اصلاحات بھی کیں وہ امون کے عہد میں بُت پرستی کے باعث بے اثر رہیں۔ یوسیاہ نے اس بے دین اثر کو جو اس کی سلطنت میں داخل ہو چکا تھا بتدریج ختم کرنا شروع کیا (۲۔ تواریخ باب ۳۴)۔ اپنی سلطنت کے آٹھویں برس (قریباً ۶۳۲ ق م) وہ خدا کا طالب ہوا اور چار سال بعد اُس نے اصلاحات شروع کیں۔ اُس نے بُت، مذبحے اور ہر قسم کی بُت پرستی کو نہ صرف یروشلیم اور یہودیہ میں ہی ختم کیا بلکہ منسّی، افرائیم، شمعون اور شمال میں نفتالی کے شہروں میں بھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے یروشلیم میں ہیکل کی بحالی کے لئے ہدیئے اور نذرانے بھی جمع کئے۔

ہیکل کی طہارت اور بحالی کے کام کے دوران (۶۲۲ ق م) شریعت کی کتاب بھی ملی۔ موسیٰ کی معرفت دی گئی توریت کی کتاب کے پڑھنے سے اصلاح کی اس تحریک کو ایک نئی قوت ملی۔ اگرچہ گذشتہ سالوں میں توریت کی تلاوت اور اُس پر عمل کرنا موقوف رہا تھا تاہم یہ ناممکن تھا کہ منسّی توریت کی ان جلدوں کو جو یہودیہ کے ملک میں گشت کر رہی تھیں ختم کرا سکے۔ خُلدہ نبیہ نے لوگوں کو اُس متوقع عدالت کے بارے میں جو شریعت سے لاپرواہی کے باعث اُن پر آنے والی تھی پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اِن واقعات سے متاثر ہو کر یوسیاہ نے عیدِ فسح اس طریقے سے منائی کہ اس سے پیشتر یہوداہ کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

چونکہ بادشاہ خود اس اصلاح کی تحریک کی راہنمائی کر رہا تھا، اس لئے رعایا میں ذاتی طور پر بھی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سابقہ بادشاہوں نے جن کاہنوں کو بُت پرستی کے لئے مقرر کیا تھا اُنہیں معزول کر دیا گیا، تاہم یوسیاہ ان کی ہیکل کی آمدنی سے مدد کرتا رہا۔ یوسیاہ نے جو مذہبی فضا قائم کی تھی وہ یقیناً یرمیاہ نبی کی خدمت کے پہلے ۱۸ سال کے لئے (۶۲۷ - ۶۰۹ ق م) موزوں اور مددگار ثابت ہوئی ہوگی۔ لیکن ان دو عظیم راہنماؤں کے آپس کے رابطے کا ذکر تاریخی ریکارڈ میں نہیں ملتا (۲۔ سلاطین ابواب ۲۲-۲۳؛ ۲۔ تواریخ ابواب ۳۴ - ۳۵)۔

۶۰۹ ق م میں یوسیاہ کی قیادت اچانک ختم ہوگئی۔ یوسیاہ نے جب اسوریوں کی مدد کرتے ہوئے نکوہ کے منصوبوں میں دخل اندازی کی کوشش کی تو وہ مجدّو کے مقام پر شدید زخمی ہوا۔ اس ۳۹ سالہ بادشاہ کی موت کے ساتھ ہی تمام قومی اور مذہبی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام یہودیہ نے یرمیاہ کے ساتھ مل کر اُس کی موت پر ماتم کیا۔

یوسیبیا۔ یوشِب یاہ :۔ بنی شمعون میں سے ایک (۱۔ تواریخ ۴ : ۳۵)۔

یوسیخ۔ یوسف :۔ یسوع مسیح کے آباؤ اجداد میں سے ایک شخص (لوقا ۳ : ۲۶)۔

یوسیس :۔ یوسف کی یونانی شکل۔ یہ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں صرف مرقس ۶ : ۳ میں آتا ہے۔ دیگر حوالوں میں یوسف ہی ہے (متّی ۱۳ : ۵۵)۔

یوسیفس، فلاویس :۔ ایک مشہور یہودی مورّخ جو ۳۷/۳۸ عیسوی میں پیدا ہوا اور دوسری صدی کے آغاز میں فوت ہوا۔ ۶۲ء میں یہودیوں نے رومی حاکموں کے خلاف بغاوت کر کے جنگ شروع کی۔ اس میں یوسیفس کو یہودیوں کی طرف سے گلیل کی فوج کی کمان سونپی گئی۔ لیکن اُسی سال رومیوں نے اُسے گرفتار کر لیا اور جنگ کے باقی ایام میں وہ رومی حاکموں کی طرف سے یہودی قوم کو قائل کرتا رہا کہ وہ اس جنگ کو ترک کر دیں۔ اُس نے فلاویس نام اپنے سرپرست رومی جرنیلوں ویسپسیان اور طِطس کے

خاندانی نام سے اپنایا۔ یہ دونوں جرنیل بعد میں رومی قیصر بنے۔ یوسیفس کا سب سے اہم کارنامہ اُس کی تصنیفات ہیں۔ ان میں سے دو بہت مشہور ہیں۔ ۱۔ یہودی جنگ نامہ۔ (یہ سات جلدوں پر مشتمل ہے)۔
۲۔ یہودیوں کے زمانۂ سلف کی تواریخ (یہ ۲۰ جلدوں پر مشتمل ہے اور دنیا کی تخلیق سے لے کر قیصر نیرو کے زمانہ تک کی تاریخ بیان کرتی ہے)۔

یوسیفس کی تحریر میں تنقیدی پہلو کچھ کمزور ہے، تاہم وہ واحد مورخ ہے جس کی تصنیفات سے ہم اسیری کے بعد کے زمانہ سے ۷۰عیسوی تک کے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ کئی جگہ یوسیفس نئے عہدنامہ کے پس منظر پر ضروری روشنی ڈالتا ہے مثلاً وہ "یہوداہ گلیلی" (اعمال ۵: ۳۷) اور "وہ مصری" (اعمال ۲۱: ۳۸) کے متعلق معلومات مہیا کرتا ہے۔ یوسیفس کی تاریخ میں یوحنا بپتسمہ دینے والے (۱۸: ۵: ۲)، خداوند مسیح کے بھائی (۲۰: ۹: ۱) اور خداوند یسوع (۱۸: ۳: ۳) کا ذکر خاص دلچسپی کا حامل ہے۔

یوشع کی کتاب:۔ کیتھولک ترجمہ میں یشوع کی کتاب کا نام۔

یُوشہ:۔ شمعون کے قبیلے کا ایک شخص۔ وہ اپنے گھرانے کا سردار تھا (۱۔ تواریخ ۴: ۳۴)۔

یوشیب بشیبت۔ اِشبوشت:۔ (عبرانی = وہ جو کرسی پر بیٹھا ہے)۔
۲۔ سموئیل ۲۳: ۸۔ غالباً یہ یسوبعام کی بگڑی شکل ہے (۱۔ تواریخ ۱۱: ۱۱)۔ داؤد بادشاہ کا ایک سورما۔

یُوصدق۔ یوصاداق:۔ (عبرانی = یہوواہ صادق ہے)۔
اُس یشوع کاہن کا باپ جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (عزرا ۳: ۲، ۸)۔

یُوطباتہ۔ یطباتہ:۔ (عبرانی = فرحت بخش)۔
بنی اسرائیل کے بیابان کے سفر میں ایک ڈیرہ۔ یہ ہور ہجدجاد اور عبرونہ کے درمیان تھا (گنتی ۳۳: ۳۳، ۳۴؛ استثنا ۱۰: ۷۔ آخری حوالہ میں ہجے یوطبات ہیں)۔

یُوطہ:۔ بنی یہوداہ کی میراث کا ایک شہر۔ یہ کوہستانی علاقہ میں حبرون کے پانچ میل جنوب میں تھا (یشوع ۱۵: ۵۵؛ ۲۱: ۱۶)۔
بعد میں یہ ہارون کے خاندان کو دیا گیا۔

یوعزر۔ یوآزر:۔ (عبرانی = یہوواہ مدد ہے)۔
یہ آدمی صقلاج میں داؤد کی فوج میں بھرتی ہوا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۶)۔

یُوعیلہ:۔ یروحام جدوری کا بیٹا۔ یہ صقلاج میں داؤد کی فوج میں بھرتی ہوا (۱۔ تواریخ ۱۲: ۷)۔

یوقیم:۔ (عبرانی = یہوواہ اٹھاتا ہے)۔
یہوداہ کے قبیلے کے سیلہ کا بیٹا (۱۔ تواریخ ۴: ۲۲)۔

یوکبد۔ یوکابد:۔ (عبرانی = یہوواہ جلال ہے)۔
لاوی کی بیٹی۔ یہ عمرام کی بیوی اور موسیٰ کی ماں تھی (خروج ۶: ۲۰؛ گنتی ۲۶: ۵۹)۔ یہ قہات جو عمرام کا باپ تھا، اس کی بہن تھی (خروج ۶: ۲۰)۔

یوکل:۔ یہوداہ کا ایک بدکار شہزادہ جس نے یرمیاہ نبی کو اُس کی نبوتوں کی وجہ سے قید میں ڈالا (یرمیاہ ۳۸: ۱)۔

یُولیُس:۔ شہنشاہی پلٹن کا ایک صوبیدار جس کے حوالے پولس رسول کو کیا گیا تاکہ اُسے رومہ لے جائے (اعمال ۲۷: ۱، ۳)۔ اس نے پولس رسول پر مہربانی کر کے صیدا میں اُسے اس کے دوستوں سے ملنے دیا۔ اس نے ملتے کے قریب سپاہیوں کے ارادہ کو کہ سب قیدیوں کو ہلاک کر دیا جائے پورا نہ ہونے دیا اور پولس کو بچا لیا (اعمال ۲۷: ۴۲)۔

یُولیہ:۔ رومہ کی ایک مسیحی جس کو پولس رسول نے سلام بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱۵)۔ یہ شاید فلُلگس کی بیوی تھی۔

یومِ کفّارہ:۔ دیکھئے کفّارہ کا دن۔

یونان:۔ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص کا نام۔ یہ داؤد بادشاہ کے دو سو سال بعد زندہ تھا (لوقا ۳: ۳۰)۔

یونان۔ اخیہ:۔ یونانی کون تھے؟ یہ ایک مشہور معمّہ ہے۔ اُن کی زبان ہند۔یورپی ہے اور ان کی سب سے قدیم معلومہ آبادی ایک ہزار اور دو ہزار ق م کے درمیان یونان کے جنوب میں تھی۔ ان کا تاریخ میں پہلی مرتبہ ذکر ۱۰۰۰ ق م کے خاصے عرصے بعد ہی آیا۔ اس وقت وہ آبنائے ایجیئن کے دونوں طرف آباد تھے۔

دو خاص باتیں یعنی فلسفہ اور جمہوری حکومت جو یونانیت کا خاص نشان بن گئیں، وہ ایشیائے کوچک کے آئیونیئن Ionian ساحل پر وجود میں آئیں۔ آئیونیا Ionia غالباً یسعیاہ ۶۶: ۱۹ کا یاوان ہے۔ یونان کی مملکت کا علاقہ کبھی مُتعیّن نہیں تھا۔ جمہوری حکومتیں شروع ہی میں بحیرۂ اسود کے تمام علاقے، سسلی، جنوبی اطالیہ اور یہاں تک کہ مارسیلز اور سپین میں قائم ہو گئی تھیں۔ سکندرِ اعظم کے بعد یونان کی ریاستیں ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سلوکس کے عہد میں اور خاص طور پر رومی تسلط کے وقت ایشیائے کوچک کی قدیم اور دولتمند اقوام اور بحیرۂ روم کے مشرقی کنارے کے لوگ سینکڑوں یونانی جمہوری ریاستوں کی صورت میں بٹ گئے۔ صرف سخت پسماندہ علاقے جہاں شاہی یا مذہبی حکومتیں تھیں بچے رہے۔ سیاسی طور پر یہ بٹی ہوئی حالت ہمیشہ ہی سے یونانیوں کا خاصا رہی

ہے۔ یونان کبھی بھی سیاسی وحدت نہیں تھا۔ (دانی ایل ۸ : ۲۱ میں مذکور "یونان کا بادشاہ" ضرور ہی مکدنیہ کا کوئی بادشاہ تھا۔ غالباً وہ سکندرِ اعظم یا سلوکس تھا جو متعدد ریاستوں کو کنٹرول کرتا تھا لیکن وہ تمام یونانی ریاستوں کا بادشاہ نہیں تھا۔ اعمال ۲۰ : ۲ میں جس یونان کا ذکر ہے وہ یقیناً رومی صوبہ اخیہ تھا جس میں اگرچہ بہت سی یونانی ریاستیں شامل تھیں تو بھی وہ یونانیت کا صرف ایک حصّہ تھا۔

دوسری طرف یونانی تہذیب کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ نے ایک اور سطح پر اتحاد قائم کر دیا۔ مشرقی بحیرۂ روم کے تمام خطّے اور اُس سے کافی آگے بھی یونانیت کی مہیّا کردہ تہذیب جاری ہو گئی۔ ریاستوں کی دولت مندی اور معیار کی سطح کی تصدیق اُن شاندار کھنڈرات سے ہوتی ہے جو آج بھی جابجا ملتے ہیں۔ ایک چھوٹی خود مختار رعایا میں آزاد اور مہذّب زندگی کا خیال جو کبھی ایجیئن ریاستوں کا طرۂ امتیاز تھا اب عالمگیر سطح پر قبول کیا جانے لگا۔ ایتھنے اب بھی عُلوم کا مرکز تھا، تاہم پرگمن، انطاکیہ اور سکندریہ اور متعدد دیگر شہر بھی اس کے رقیب تھے۔ حکومتیں نہ صرف تعلیم کا انتظام کرتی تھیں بلکہ اکثر ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت کہیں زیادہ شاندار تفریح اور وسیع سطح پر صحت اور فلاح و بہبود کی سہولتیں بھی مہیّا کرتی تھیں۔ ایسی ریاست کا باشندہ ہونا اور یونانی زبان جاننا، آدمی کے مہذّب ہونے کا نشان تھا (اعمال ۲۱ : ۳۷ - ۳۹)۔ ایسے شخص کو خواہ وہ کسی نسل سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو "یونانی" کہا جاتا تھا (مرقس ۷ : ۲۶)۔ باقی سب "غیر یونانی" کہلاتے تھے (رومیوں ۱ : ۱۴)۔ اعمال ۶ : ۱؛ ۹ : ۲۹ میں "یونانی مائل" کی اصطلاح یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ امتیاز غیر ملکی یہودی برادری میں بھی روا رکھا جاتا تھا لیکن اعمال ۱۱ : ۲۰ میں غالباً اشارہ غیر یہودیوں کی طرف ہے جن کے لئے اعمال ۱۸ : ۱۷، رومیوں ۱ : ۱۶ وغیرہ میں "یونانی" کی اصطلاح نئے عہدنامہ کے عام استعمال کے مطابق ہے اور یہ بعین "غیر قوم" کے مترادف ہے۔ یونانیوں کو بطور اہلِ نظر observer عبادت خانوں میں اکثر دکھایا گیا ہے (یوحنّا ۱۲ : ۲۰؛ اعمال ۱۴ : ۱؛ ۱۷ : ۴؛ ۱۸ : ۴) لیکن اسرائیل کی بطورِ قوم علیحدگی کو بڑی سختی سے قائم رکھا جاتا تھا۔ انجیل نے اس قومی قید سے رہائی دلائی اور یہ یہودیوں کے لئے ایک تشویشناک تجربہ تھا اور یہی مسیحیت کی پیدائش کا ایک امتیازی نشان بن گیا۔ یونانی زبان نے مہذّب دنیا میں انجیل کے لئے راستہ کھول دیا اور یونانی میں ہی نیا عہدنامہ تحریر ہوا۔

یونانی زبان:۔ نئے عہدنامہ کی زبان عوامی یونانی ہے۔ اسے کوئنے koine کا نام دیا جاتا ہے جو یونانی فقرے ہے کوئنے دیالکتوس he koine dialektos (یعنی عوامی بولی) کا مخفف ہے۔

یہ کلاسیکی یونانی سے مختلف ہے۔ یہ شہر ★ ایتھنے کے گرد و نواح کی بولی تھی اور اسے اٹیکا کی بولی بھی کہتے تھے۔ چوتھی اور چھٹی صدی قبل از مسیح کے درمیانی عرصے میں اس بولی نے اتنی مقبولیت حاصل کی کہ اس نے دوسری بولیوں کی جگہ لے لی اور وقت گذرنے پر یہ ایک بین الاقوامی زبان بن کر اُبھری۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے انجیل کے پیغام کو پھیلانے کے لئے ایک موزوں زبان کو بنا کر اپنے خاص کام کیلئے چُنا۔

نئے عہدنامہ کی زبان میں عوامی محاورے ہیں اور سادگی اور سلاست اس کی نمایاں خوبیوں میں شامل ہیں۔ اس میں نئے الفاظ اپنانے کی بڑی اہلیّت تھی اور یہ عبرانی اور ارامی الفاظ سے نوازی گئی اور اس پر لاطینی زبان کا بھی بہت اثر ہوا۔

یونانی حروفِ تہجی

یونانی حروفِ تہجی میں ۲۴ حروف ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی ترتیب، شکل، نام اور آواز کا ذکر کریں گے۔

پہلے کالم میں بڑے یعنی capital حروف درج ہیں۔

دوسرے میں چھوٹے حروف کی شکل درج ہے۔

تیسرے کالم میں حروف کے نام ہیں اور آخری کالم میں انگریزی حروف ہیں جن کو نقلِ حرفی کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

بڑے حروف	چھوٹے حروف	نام	نقلِ حرفی کیلئے انگریزی حرف
Α	α	الفا	a
Β	β	بیتا	b
Γ	γ	گاما	g
Δ	δ	ڈیلٹا	d
Ε	ε	اِپسلون	e
Ζ	ζ	زیتا	z
Η	η	ایتا	e
Θ	θ	تھیتا	th
Ι	ι	آئے اوتا	i
Κ	κ	کاپا	k
Λ	λ	لامدا	l
Μ	μ	میو	m
Ν	ν	نیو	n
Ξ	ξ	کسائی	x
Ο	ο	اومی کرون	o
Π	π	پائی	p
Ρ	ρ	رو	r
Σ	σ, final ς	سِگما	s
Τ	τ	تاؤ	t
Υ	υ	اُپسلون	u
Φ	φ	فائی	ph
Χ	χ	خائی	ch
Ψ	ψ	پسائی	ps
Ω	ω	اومیگا	o

پہلے کالم کے حروف اب صرف چھپی ہوئی کتابوں میں بطور کیپیٹل حروف استعمال ہوتے ہیں یعنی جملے کے شروع کا پہلا حرف، اسم معرفہ کا پہلا حرف وغیرہ۔ لیکن قدیم زمانہ میں تمام یونانی عبارت انہی بڑے حروف

میں لکھی جاتی تھی۔ ان حروف کو انسیال uncial کا نام دیا جاتا تھا جس کے لغوی معنی ہیں "اِنچی" حروف یعنی ان کا قد تقریباً ایک انچ ہوتا تھا۔ بعد میں یہ نام بلالحاظ قد اس شکل کے حروف کو دیا گیا۔ قدیم ترین نسخے اسی خط میں ہیں۔ ۹ ویں صدی عیسوی میں اور قسم کے حروف رائج ہوئے۔ یہ دوسرے کالم کے حروف کی مانند ہیں انہیں کرسِو cursive یعنی رواں خط کا نام دیا گیا کیونکہ یہ قلم کو کاغذ پر سے اُٹھائے بغیر روانی سے لکھا جاسکتا تھا۔

ذیل میں ہم ٹسڈ صاحب کے یوحنّا کی انجیل کے تحت اللفظی ترجمہ کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۸۹۰ء میں الہ آباد سے شائع ہوا۔ ہم قارئین کی خدمت میں یوحنّا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی ۱۸ آیات کا اردو اور فارسی ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ بائیں ہاتھ کے کالم میں موجودہ پروٹسٹنٹ ترجمہ ہے۔

یاد رہے کہ یونانی زبان انگریزی اور کئی دیگر زبانوں کی طرح بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی طرف لکھی جاتی ہے۔ ہر یونانی لفظ کے نیچے وہ اُردو اور فارسی لفظ لکھا ہے جو اُس لفظ کا مطلب اور لفظی ترجمہ ہے۔ اُردو اور فارسی کو بھی بائیں سے دائیں طرف پڑھیئے۔

یوحنا کي پاک انجیل معه اُردو اور فارسي ترجمه *
انجیل مُقدس یوحنا مع ترجمه اُردو و فارسي *

ΕΤΑΓΓΕΛΙΟΝ ΤΟ ΚΑΤΑ ΙΩΑΝΝΗΝ.
یوحنا کے موافق ال انجیل (خوشخبري)
یوحنا بحسب ال انجیل (مُژده)

Κεφ ὰ. 1. * Ἐν ἀρχῇ ἦν ὁ Λόγος, καὶ ὁ Λόγος ἦν πρὸς τὸν Θεόν, καὶ Θεὸς
خدا اور - الله کے پاس تها کلمه ال اور- کلمه ال تها ابتدا میں ۱ ا باب
خدا و - الله نزد بود کلمه ال و - کلمه ال بود ابتدا در ۱ ا فصل
ἦν ὁ Λόγος. 2. οὗτος ἦν ἐν ἀρχῇ πρὸς τὸν Θεόν. 3. πάντα
ساري چیزیں۳ .الله کے پاس ابتدا میں تها وهي ۲ . کلمه ال تها
همه چیزها ۳ .الله نزد ابتدا در بود آن ۲ . کلمه ال بود
δὶ αὐτοῦ ἐγένετο, καὶ χωρὶς αὐτοῦ ἐγένετο οὐδὲ ἓν ὁ
جو ایک چیز بهي نه هوئي اُسکے بغیر اور - هوئیں اُسکے وسیلے
که یک چیز هم نه شد او بغیر و - شد او بوساطت
γέγονεν. 4. ἐν αὐτῷ ζωὴ ἦν, καὶ ἡ ζωὴ ἦν τὸ φῶς
نور تهي زندگي وه اور-تهي زندگي اُس میں ۴ . هوئي ہے
روشنائي بود حیات آن و -بوه حیات او در ۴ .موجودشده است
τῶν ἀνθρώπων. 5. καὶ τὸ φῶς ἐν τῇ σκοτίᾳ φαίνει, καὶ
اور-چمکتا ہے تاریکي میں نور وه اور ۵ . آدمیوں کا
و -میدرخشد ظلمت در روشنائي آن و ۵ . انسانان
ἡ σκοτία αὐτὸ οὐ κατέλαβεν. 6. Ἐγένετο ἄνθρωπος ἀπεσταλ-
بهیجا ایک انسان هوا ۶ .قبول کیا نهیں اُسکو تاریکي نے
فرستاده انساني پیدا شد ۶ .پذرفت نه آنرا ظلمت

پہلے باب کی پہلی ۱۸ آیات

۱ اِبتدا میں کلام تھا اور کلام خُدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا ۝ ۲ یہی اِبتدا میں خدا کے ساتھ تھا ۝ ۳ سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہُوئیں اور جو کچھ پیدا ہُوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہُوئی ۝ ۴ اُس میں زِندگی تھی اور وہ زِندگی آدمیوں کا نُور تھی ۝ ۵ اور نُور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اُسے قبُول نہ کیا ۝ ۶ ایک آدمی یُوحنّا نام آمُوجود ہُوا جو خُدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا ۝

μένος παρὰ Θεοῦ, ὄνομα αὐτῷ Ἰωάννης. 7. οὗτος ἦλθεν εἰς
لئے آیا وهي ٧ .یوحنا اُسکو نام -خداکي طرفسے هوا
براي آمد او ٧ .یحیيٰ اورا نام -خدا از سوي شده

μαρτυρίαν, ἵνα μαρτυρήσῃ περὶ τοῦ φωτός, ἵνα πάντες
سب لوگ تاکہ - نور کي نسبت گواهي دے تاکہ -گواهي کے
همه تا -روشنائي بجهت شهادت بدهد تا - شهادت

πιστεύσωσι δι᾽ αὐτοῦ. 8. οὐκ ἦν ἐκεῖνος τὸ φῶς, ἀλλ᾽ ἵνα
تاکہ لیکن -نور وہ وهي تها نهیں ٨ .اُسکے وسیلے سے ایمان لاویں
تا اما -نور آن او بود نه ٨ .او بوساطت ایمان آورند

μαρτυρήσῃ περὶ τοῦ φωτός. 9. ἦν τὸ φῶς τὸ ἀληθινόν, ὃ
جو - سچّا نور وہ تها ٩ .نور کي نسبت گواهي دے
کہ -حقیقي نور آن بود ٩ .نور بجهت شهادت بدهد

φωτίζει πάντα ἄνθρωπον ἐρχόμενον εἰς τὸν κόσμον. 10.
١٠ .دنیا اِس میں جو آتا ہے انسان کو هرایک روشن کرتا ہے
١٠ .جهان این در کہ مي آید انساني را هر منور کند

ἐν τῷ κόσμῳ ἦν, καὶ ὁ κόσμος δι᾽ αὐτοῦ ἐγένετο,
-هوئي اُسکے وسیلے سے دُنیا یہ اور -تها دُنیا اِس میں
-موجودشد او بوساطت جهان این و -بود جهان این در

καὶ ὁ κόσμος αὐτὸν οὐκ ἔγνω. 11. εἰς τὰ ἴδια ἦλθε, καὶ
اور -آیا اپني چیزونکے اندر ١١ .جانا نهیں اُسے دُنیا نے اور
و -آمد چیزها خود در ١١ .شناخت نه اورا دُنیا و

οἱ ἴδιοι αὐτὸν οὐ παρέλαβον. 12. ὅσοι δὲ ἔλαβον
قبول کیا لیکن جتنوں نے ١٢ .قبول کیا نہ اُسے اُسکے لوگوں نے
قبول کردند لاکن بآن کساني کہ ١٢ .قبول کردند نه ویرا خاصانش

αὐτόν, ἔδωκεν αὐτοῖς ἐξουσίαν τέκνα Θεοῦ γενέσθαι,
-هوجانے کا خدا کے فرزند اقتدار اُنهیں اُسنے دیا -اُسے
-شدن خدا اطفال قوت ایشانرا داد -اورا

τοῖς πιστεύουσιν εἰς τὸ ὄνομα αὐτοῦ· 13. οἳ οὐκ ἐξ
سے نہ جوکہ ١٣ .اُسکے نام پر ایمان لانےوالوں کو (یعني)
از نه کہ ١٣ .او اسم به ایمان آورندگاني را (یعني)

αἱμάτων, οὐδὲ ἐκ θελήματος σαρκός, οὐδὲ ἐκ θελήματος
خواهش سے اور نہ -جسم کي خواهش سے اور نہ -لهوؤں
خواهش از و نه -جسد خواهش از و نه -خونها

ἀνδρός, ἀλλ᾽ ἐκ Θεοῦ ἐγεννήθησαν. 14. καὶ ὁ Λόγος σάρξ
جسم کلمہ ال اور ١٤ .پیدا هوئے خدا سے بلکہ -مردکي
جسد کلمہ ال و ١٤ .متولد شدند خدا از بلکہ -مردي

ἐγένετο, καὶ ἐσκήνωσεν ἐν ἡμῖν (καὶ ἐθεασάμεθα
هم نے نگاہ کي اور) همارے درمیان (خیمےمیں) رها اور -هو گیا
نگریستیم و) ما میان ساکن شد (در خیمۀ) و - گردید

یہ گواہی کے لیے آیا کہ نُور کی گواہی دے تاکہ سب اُس ٧
کے وسیلہ سے ایمان لائیں ۞ وہ خُود تو نُور نہ تھا مگر ٨
نُور کی گواہی دینے کو آیا تھا ۞ حقیقی نُور جو ہر ایک ٩
آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا ۞ وہ دُنیا میں ١٠
تھا اور دُنیا اُس کے وسیلہ سے پیدا ہُوئی اور دُنیا
نے اُسے نہ پہچانا ۞ وہ اپنے گھر آیا اور اُس کے ١١
اپنوں نے اُسے قبُول نہ کیا ۞ لیکن جتنوں نے اُسے ١٢
قبُول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق
بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں ۞
وہ نہ خُون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ١٣
ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ۞ اور کلام مجسّم ١٤
ہُوا اور فضل اور سچّائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان
رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے

τὴν δόξαν αὐτοῦ, δόξαν ὡς μονογενοῦς παρὰ πατρός,)
-(باپ کي طرف سے اکلوتےمولود کے مناسب جلال -اُسکے جلال پر
-(پدر از جانب بہ مولود یگانۂ شائستہ جلال -اورا جلال
πλήρης χάριτος καὶ ἀληθείας. 15. Ἰωάννης μαρτυρεῖ
گواهي ديتاہے یوحنا ۱۵ .سچائي سے اور توفيق معمور
شہادت ميدهد یحییٰ ۱۵ .از راستي و از توفيق مملو
περὶ αὐτοῦ, καὶ κέκραγε λέγων, Οὗτος
یہ -کہتے ہوئے پُکارا ہے اور -اُسکي نسبت
این -گویان ندا کردہ است و -او بجہت
ἦν ὃν εἶπον, Ὁ ὀπίσω μου ἐρχόμενος
آنے والا ہے میرے پیچھے جو -ميںنےکہا وهي کہ جسکے(بارہ ميں)تھا
مي آيد ازمن بعد آنکہ -گفتم آن کہ (در بارۂ او) بود
ἔμπροσθέν μου γέγονεν, ὅτι πρῶτός μου ἦν. 16.
۱۶ .وہ تھا مجھسے پہلے(اول) کیونکہ -ہوا ہے مجھسے مُقدم
۱۶ .بود ازمن پیشتر زيرا کہ -شدہ است ازمن مُقدم
ὅτι ἐκ τοῦ πληρώματος αὐτοῦ ἡμεῖς πάντες ἐλάβομεν, καὶ
اور - پایا سبھوں نے ہم اُسکي بھرپوري سے کیونکہ
و - یافتیم جمیع ما او پُرئي از زيرا کہ
χάριν ἀντὶ χάριτος. 17. ὅτι ὁ νόμος διὰ Μωσέως
موسیٰ کے وسیلے سے شریعت کیونکہ ۱۷ .توفيق کے موافق توفيق
موسیٰ بوساطت شریعت چونکہ ۱۷ .توفيق حسب توفيق
ἐδόθη, ἡ χάρις καὶ ἡ ἀλήθεια διὰ Ἰησοῦ Χριστοῦ ἐγένετο.
.ہوئي مسیح یسوع کےوسیلےسے سچائي اور توفيق -دي گئي
.گردید(آمد)مسیح عیسیٰ بوساطت راستي و توفيق -دادہ شد
18. Θεὸν οὐδεὶς ἑώρακε πώποτε· ὁ μονογενὴς υἱὸς* ὁ ὢν
ہے جو بيٹا ایکلوتامولود -ہرگز دیکھاہے کسینےنہیں خدا کو ۱۸
است کہ پسر یگانہ مولود -ہرگز دیدہ است کسي نہ خدا را ۱۸
εἰς τὸν κόλπον τοῦ πατρός, ἐκεῖνος ἐξηγήσατο.
.بتایا (اُسے) اُسي نے -باپ کي گود ميں
.بیان کرد(اورا) همان -پدر آغوش در

۱۵ اِکلوتے کا جلال ۞ یُوحنّا نے اُسکی بابت گواہی دی
اور پُکار کر کہا ہے کہ یہ وہی ہے جس کا مَیں نے ذِکر
کیا کہ جو میرے بعد آتا ہے وہ مُجھ سے مُقدّم ٹھہرا
۱۶ کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا ۞ کیونکہ اُس کی معموری میں
۱۷ سے ہم سب نے پایا یعنی فضل پر فضل ۞ اِس لئے
کہ شریعت تو مُوسیٰ کی معرفت دی گئی مگر فضل اور
۱۸ سچّائی یِسُوع مسیح کی معرفت پہُنچی ۞ خُدا کو کسی نے
کبھی نہیں دیکھا۔ اِکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے
اُسی نے ظاہر کیا ۞

یونانی مائل یہودی:- یہ اصطلاح خاص کر اُن یہودیوں کے لئے استعمال ہوتی تھی جو فلسطین سے باہر پیدا ہوئے تھے اور یونانی زبان بولتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یونانی تہذیب اور تمدن کی بعض رسوم کو بھی اپنا لیا تھا۔ یہ اُن یہودیوں کی اولاد تھے جو اپنی مرضی سے یا اسیری کی وجہ سے اپنے ملک سے باہر چلے گئے تھے (اعمال ۶:۱؛ ۹:۲۹)۔ جب نئے عہدنامہ میں لوگوں کے لئے لفظ یونانی استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد یونانی قوم کے لوگ نہیں ہے بلکہ کوئی بھی شخص جو یونانی زبان بولتا ہو (مرقس ۷:۲۶؛ یوحنا ۱۲:۲۰؛ اعمال ۱۴:۱)۔ اس کے برعکس وہ غیر یہودی یونانی جنہوں نے حقیقی خدا کو قبول کیا، وہ خدا پرست یونانی کہلاتے تھے (اعمال ۱۷:۴)۔ نیز دیکھئے پراگندگی۔ اسیری۔

یوناہ۔ یونس:- (عبرانی = کبوتری یا قُمری)۔
۱۔ آٹھویں صدی ق م میں اسرائیل کے بادشاہ یُربعام دوم کے عہد میں ایک نبی۔ وہ زبولونی شہر جات حِضر کا رہنے والا

تھا جو ناصرت کے علاقے میں واقع تھا۔ اس کے باپ کا نام امتّی تھا۔ اُس نے اسرائیل کی علاقائی توسیع کی پیشینگوئی کی تھی جس کی تکمیل یربعام نے کی (۲۔ سلاطین ۱۴: ۲۵)۔ یہ یوناہ، یوناہ کی کتاب کا مرکزی کردار بھی ہے اور بارہ انبیائے اصغر میں اس کا نمبر پانچواں ہے۔
۲۔ متّی ۱۶: ۱۷ کے مطابق شمعون پطرس کا باپ۔

یوناہ کی کتاب۔ یونس کی کتاب:۔

۱۔ خلاصہ مضامین

کتاب چار ابواب میں منقسم ہے جن میں سارے مواد کو بڑی صفائی سے تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں تذکرہ ہے کہ یوناہ نبی کو خدا تاکید کرتا ہے کہ وہ نینوہ میں جائے اور اُن کی بدی پر احتجاج کرے لیکن وہ اس سے پہلو تہی کر کے جہاز پکڑ کر مخالف سمت کو روانہ ہو جاتا ہے۔ جہاز ایک طوفان میں گھر جاتا ہے اور ملّاح یوناہ کے کہنے پر اُسے سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ایک بڑی مچھلی نبی کو نگل جاتی ہے۔ دوسرے باب میں اُس کی دعا کا متن ہے یا یوں کہیئے مچھلی کے پیٹ سے شکرگزاری کا مزمور ہے۔ مچھلی یوناہ کو ساحل پر اُگل دیتی ہے۔ تیسرے باب میں یوناہ چار و ناچار نینوہ کی طرف جاتا ہے۔ اُس کی اِس منادی سے کہ بدی کے باعث نینوہ تباہ ہونے کو ہے شہر کے لوگ اپنی بُری روشوں سے تائب ہو جاتے ہیں۔ چوتھے باب میں یوناہ لوگوں کے تائب ہونے اور نتیجتاً تباہی سے بچ نکلنے پر بڑا جُز بُز ہوتا ہے۔ اس پر خدا ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ یوناہ ایک پودے پر رحم اور ترس کے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے خُدا اُسے سکھاتا ہے کہ وہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے درد رکھے۔

۲۔ مصنف اور سنِ تصنیف

کتاب میں سے مصنف کے متعلق کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ یہ یوناہ کی اپنی تصنیف بھی ہو سکتی ہے لیکن کتاب میں کہیں بھی صیغہ متکلم کا استعمال نہیں ہؤا (موازنہ کریں ہوسیع ۱: ۲)۔ یوناہ ۳: ۳ کے اس بیان سے کہ نینوہ باقی نہ رہے گا یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ۸۰۰ ق م سے قبل کی نہیں (یہ شہر ۶۱۲ ق م میں برباد ہؤا)۔ اگر یوناہ اس کا مصنف نہیں تو اس کے مصنف کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یوں اِس کا سنِ تصنیف آٹھویں صدی ق م میں ہو سکتا ہے لیکن قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ چھٹی صدی ق م سے قبل کا نہیں۔ بارہ انبیائے اصغر تیسری صدی ق م تک کافی معروف و مقبول ہو چکے تھے لہٰذا یوناہ کی کتاب اس سے کافی دیر پہلے لکھی گئی ہوگی۔ کتاب کا عالمگیر مضمون جنون کی حد تک یہودی قوم پرستی کے خلاف ایک احتجاج ہے جو عزرا کے عہد کے بعد شروع ہؤا تھا۔ تاہم ایسے عالمگیر تصورات ۸ ویں صدی ق م سے قبل بھی ملتے ہیں (یسعیاہ ۲: ۲)، اس لئے اس کا عالمگیر رنگ اِسے اسیری کے بعد کی تصنیف قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کتاب کے وجود کی اہمیت اور اس سے ناگواری کا اظہار عزرا کے عہد کے بعد ظاہر ہؤا ہوگا۔ تاہم بعد کے سن کے حق میں دیئے گئے دلائل بھی حتمی نہیں ہیں۔

۳۔ پیغام اور اصلیت

کتاب کا مرکزی پیغام بڑا واضح ہے کہ خدا کا رحم اور لگاؤ یہودیوں تک محدود نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان پر محیط ہے۔ نینوہ کے لوگوں کا توبہ کے لئے جلدی کرنا یہودیوں کے لئے شرم کا مقام تھا جو کم اعتقادی اور دل کی سختی کے لئے ضرب المثل بنے ہوئے تھے۔ مسیح نے بھی اِس کتاب سے یہی سبق اخذ کیا (متّی ۱۲: ۴۱)۔ انہوں نے یوناہ کے تین دن اور رات مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا بھی حوالہ دیا اور کہا کہ نینوہ کے باشندوں کے لئے اس "نشان" کے مطابق وہ خود بھی تین دن تک قبر میں رہیں گے (متّی ۱۲: ۴۰؛ لوقا ۱۱: ۳۰)۔

کتاب کی اصلیت ایک متنازعہ فی موضوع ہے۔ اس کی تعبیر کرتے ہوئے اِسے دیومالا، تفسیر، حکایت، تمثیل اور تاریخ سبھی کچھ بتایا گیا ہے۔ اسی نوعیت کے معدودے چند دیومالائی قصّے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن وہ بڑے مبہم سے ہیں۔ ان میں مشترک بات صرف یہ ہی ہے کہ ایک شخص کو کوئی سمندری جانور نگل جاتا ہے تو بھی وہ زندہ بچ رہتا ہے۔ اور نہ ہی یہ ۲۔ سلاطین ۱۴: ۲۵ کی تفسیر ہے، جس میں اُن قصوں کا ذکر ہے جو نبی کے نام سے منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ کتاب بڑے سلیقے اور ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کا واحد مقصد ایک ضروری سبق ذہن نشین کروانا ہے۔ یہ رائے کہ یہ کتاب یسعیاہ اور یرمیاہ کے بعض عالمگیر بیانات کی یہودی تعبیر ہے قدرے زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ اس کی تمثیلی تشریح بھی ممکن نظر آتی۔ یوناہ اسرائیل ہے، مچھلی بابل ہے اور نگل جانا اسیری وغیرہ۔ ایسی تمثیلی داستانیں ربیوں کی ادبیات میں بکثرت ہیں لیکن وہ بہت بعد کی صدیوں سے متعلق ہیں۔

اِسے ایک حکایت کے رنگ میں لینا زیادہ آسان اور قرینِ قیاس ہے۔ جو اِس نظریئے کے حامی ہیں اُن کے نزدیک یہ کتاب ایک ایسی اخلاقی کہانی پر مشتمل ہے جس کا مقصد ایک سبق سکھاتا ہے۔ وہ اس کا مقابلہ ناتن کا داؤد سے کہانی بیان کرنے (۲۔ سموئیل ۱۲: ۱ مابعد) یا خداوند کا نیک سامری کی تمثیل (لوقا ۱۰: ۳۰ مابعد) سے کرتے ہیں جس کا مقصد بھی وہی سبق دینا ہے جو یوناہ کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ اِسے حکایت کے رنگ میں لینے کا مقصد یہ نہیں ہے جیسا کہ بعض اوقات دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یوناہ کے معجزانہ انداز میں مچھلی کے پیٹ

سے زندہ نقل آنے کی حقیقت سے پہلو بچایا جاسکے۔ ایسی حکایات نوشتوں میں بے شمار ہیں۔ اِس اندازِ تفسیر کے خلاف سب سے بڑا اعتراض کہانی کی طوالت خود ہے اور پھر یہ حقیقت ہے کہ اخلاقی سبق کی نشاندہی نہیں کی گئی (موازنہ کریں کہ ناتن کہتا ہے "تو ہی وہ آدمی ہے"۔ اور خداوند نے کہا "تو بھی جاکر ایسا ہی کر")۔

۴۔ تاریخی تشریح

تاریخی تشریح کا کُلّی انحصار متن کی معنویت اور اس حقیقت پر ہے کہ یہ کہانی ایک تاریخی شخصیت یوناہ بن امتی سے منسوب ہے (جبکہ مذکورہ بالا حکایات کے کردار گمنام ہیں)۔ بے شک یہودی روایات میں اِس کتاب کو تاریخ کا درجہ دیا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح نے بھی اس کا حوالہ انہی معنوں میں دیا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ خداوند کا خیال اِس کی بابت یہی ہو۔ تاہم کئی پہلوؤں سے اِس اندازِ تفسیر پر اعتراض ہوتے ہیں۔ خصوصاً مچھلی کا معجزہ، نینوہ کا وسیع رقبہ، یہ بیان کہ بادشاہ اور شہریوں نے ایک عبرانی نبی کی باتیں سُنیں اور بغیر حیل و حجّت توبہ کرلی اور پھر آخر میں کدو کی بیل کا غیر فطری طور سے تیزی سے بڑھنا۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ معجزہ ہُوا ہو۔ کدو کی بیل کا بڑھنا بھی معجزہ ہوسکتا ہے یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یوناہ ۴: ۱۰ سے لفظی معنی مراد نہیں ہیں۔ جہاں تک نینوہ کے رقبہ کا تعلق ہے (یوناہ ۳: ۳) ممکن ہے کہ مصنف کے ذہن میں نینوہ شہر سے وسیع تر علاقہ ہو۔ اِس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ وہ "نینوہ کے بادشاہ" (۳: ۶) کا حوالہ دیتا ہے جبکہ پُرانے عہدنامہ کے دوسرے مصنفین شاہانِ اسُور کا ذکر کرتے ہیں جس کا دارالحکومت نینوہ تھا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نینوہ کے باشندوں نے تگلت پلاسر سوم (۴۵، ق م) کے برسرِاقتدار آنے سے قبل اپنے زوال کے دنوں میں ایسے نبی کی باتوں کو سُن کر توبہ کی ہو جو ایک بڑی تباہی کی خبر دیتا تھا۔ وہ لوگ بہت سے دیوتاؤں کو مانتے تھے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ایک اجنبی دیوتا کی ناراضگی مول لینا گوارا نہ کیا ہو۔

یہ کہنا قرینِ انصاف ہے کہ تاریخی تشریح کے خلاف اُٹھائے گئے اعتراضات میں سے کوئی بھی سنگین نوعیت کا نہیں ہے۔ یہی کچھ حکایتی تشریح کی بابت بھی کہا جاسکتا ہے۔ اور نظرِ انتخاب آخر اِن دونوں پر آکر ٹھہرتی ہے۔

یونت ایلیم رحوقیم: غالباً ایک راگ کا نام۔ عبرانی کے لفظوں کا مطلب ہے "دور کے رہنے والے لوگوں کا خاموش کبوتر"۔ یہ زبور ۵۶ کی سرخی میں ہے۔ شائد اس کے معنی یہ ہیں کہ اس زبور کو اس راگ سے گایا جائے۔

یونتن۔ یوناتان: (عبرانی = خدا کی بخشش)۔

۱۔ موسیٰ کی اولاد میں سے جیرسوم کا بیٹا (قضاۃ ۱۸: ۳۰)۔ اُسے افرائیم کے ملک میں میکاہ نے اپنا کاہن مقرر کیا (قضاۃ باب ۱۷)۔ پھر وہ اور اُس کے بیٹے "اُس ملک کی اسیری کے دن تک بنی دان کے قبیلہ کے کاہن بنے رہے" (قضاۃ ۱۸: ۳۰-۳۱)۔

۲۔ ساؤل بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا جو اُس کی واحد بیوی سے پیدا ہُوا (۱۔سموئیل ۱۴: ۴۹-۵۰)۔ چونکہ وہ تخت کا وارث تھا اُس لئے اُس کی داؤد کے ساتھ جو کہ ساؤل کے بعد تخت نشین ہُوا، وفاداری اور محبت اَور بھی شاندار بن جاتی ہے (۱۔سموئیل ۲۰: ۳۱)۔ یونتن کا نام بائبل میں پہلی مرتبہ فلستیوں کی مضبوط چوکی جبع کی فتح کے سلسلہ میں آتا ہے اور اُس کے باپ کے منصوبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے یبیس جلعاد کو رہائی دلانے میں بھی حصّہ لیا (۱۔سموئیل ۱۱: ۱۱؛ ۱۳: ۲)۔ اُس کی شجاعت اور ہمت جس کا ذکر داؤد اپنے مرثیہ میں کرتا ہے (۲سموئیل ۱: ۲۲) فلستیوں کی ایک اَور چوکی پر تن تنہا حملہ کرنے میں صاف نظر آتی ہے۔ نیز اس واقعہ سے دوسروں میں وفاداری اُجاگر کرنے اور خود بھی وفادار رہنے کی قابلیت بھی ظاہر ہوتی ہے (۱۔سموئیل ۱۴: ۷)۔ تاہم یہ داؤد کے ساتھ یونتن کی وفاداری ہی تھی جس کے باعث اُسے زیادہ تر یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ ساؤل نہ صرف اُس کا باپ ہی تھا بلکہ بادشاہ بھی اس لئے اُس کی داؤد کے ساتھ وفاداری اُس کے پسری فرائض اور محبت سے ٹکرانے کے باعث اَور بھی مشکل بن گئی تھی۔ اب ساؤل بادشاہ جس سے خدا کا رُوح جُدا ہوگیا تھا اور جو بڑھتے ہوئے خوف اور جلن کا شکار تھا اُس سے جو خدا کے "دل کے مطابق" تھا اور جسے اُس کا جانشین بننا تھا اَور بھی نفرت کرنے لگا۔ لیکن اس کے باوجود بھی یونتن نے جاتی جولیت کی موت کے بعد داؤد کے ساتھ بھائی چارے کا عہد باندھا (۱۔سموئیل ۱۸: ۱-۴) جس کی وجہ سے وہ اپنے باپ کا اعتماد کھو بیٹھا اور یہاں تک کہ اُسے اپنی زندگی کا خطرہ بھی لاحق ہوگیا (۱۔سموئیل ۱۹: ۱-۷ اور باب ۲۰)۔ ان دونوں دوستوں سے جدا ہونے کا منظر بڑا دلگداز ہے۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یونتن اپنے باپ کے ساتھ داؤد کے خلاف دو مہمات (عین جدی اور حکیلہ) پہ بھی گیا تھا۔ یونتن بالآخر فلستیوں کے ساتھ کوہ جلبوعہ پر جنگ میں اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ مارا گیا (۱۔سموئیل ۳۱: ۲)۔

۳۔ داؤد کا چچا، جو ایک دانشمند شخص اور اُس کا مشیر اور منشی تھا (۱۔تواریخ ۲۷: ۳۲)۔

۴۔ داؤد کے بھائی سمعی کا بیٹا جس نے ایک قدآور فلستی کو قتل کیا (۲۔سموئیل ۲۱: ۲۱، ۲۲)۔

۵۔ سردار کاہن ابیاتر کا بیٹا، جو ابی سلوم اور ادونیاہ کے ساتھ

تھا لیکن ان کی بغاوت میں شامل نہیں تھا (۲-سموئیل ۱۵: ۳۶؛ ۱۷: ۱۵-۲۲؛ ۱-سلاطین ۱: ۴۱-۴۹)۔

۶- داؔؤد کا ایک سورما (۲-سموئیل ۲۳: ۳۲؛ ۱-تواریخ ۱۱: ۳۴)۔

۷- قریح کا بیٹا۔ اس کا نام جدلیاہ کے ساتھ اس وقت آتا ہے جب نبوکدنضر نے یروشلیم پر قبضہ کیا اور جدلیاہ کو اس ملک کا حاکم مقرر کیا (یرمیاہ ۴۰: ۸)۔

۸- ایک منشی جس کے گھر میں یرمیاہ نبی قید تھا (یرمیاہ ۳۷: ۲۰)۔ اسرائیل کی اسیری سے واپسی کے بعد بحالی کے موقع پر بھی یہی نام آتا ہے (دیکھئے عزرا ۸: ۶؛ ۱۰: ۱۵؛ نحمیاہ ۱۲: ۱۱، ۱۴، ۳۵)۔

یُونَدب - یوناداب :- (عبرانی = یہوواہ فیاض ہے)۔ داؔؤد بادشاہ کے بھائی سمعہ کا بیٹا۔ یہ ایک چالاک شخص تھا۔ اُس نے امنون کو صلاح دی کہ وہ تمر کو جس سے اُس کو عشق تھا کیسے حاصل کرے (۲-سموئیل ۱۳: ۳)۔

یونس :- دیکھئے یوناہ۔

یُونیاس :- پولس رسول کا ایک رشتہ دار جو اُس سے پہلے مسیحی ہوا اور جو اُس کے ساتھ قید میں تھا (رومیوں ۱۶: ۷)۔

یُونیکے - اُونِکہ :- ایک یونانی مرد کی یہودی بیوی، لوئس (لوئیدہ) کی بیٹی اور تیمتھیس کی ماں (اعمال ۱۶: ۱؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۵)۔ وہ لسترہ میں رہتے تھے۔ وہیں یہ دونوں عورتیں اور تیمتھیس پولس رسول کی تعلیم سے متاثر ہو کر مسیحی ہوئے (اعمال ۱۴: ۶-۲۰)۔ تیمتھیس نے پولس رسول کی ایذا رسانی کو خود آنکھوں سے دیکھا تھا جس کا اُس پر بڑا اثر ہوا۔

تیمتھیس کی ماں نے بچپن سے اُسے اچھی طرح پاک نوشتوں کی تعلیم دی تھی (۲-تیمتھیس ۳: ۱۵)۔

یُوؔدِیہ - اَوہودیہ :- (یونانی = کامیاب سفر یا خوشبو) فلپیؔ میں ایک مسیحی خاتون جس کا ذکر فلپیوں ۴: ۲ میں آتا ہے۔

پولس رسول سنتخے اور یوؔدیہ کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ خداوند میں یک دل رہیں۔

یوئید - یوعید :- (عبرانی = یہوواہ گواہ ہے)۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۷)۔

یُویریب - یویاریب :- (عبرانی = یہوواہ وکالت کرتا ہے)۔ ۱- عزرا کے وقت کا ایک معلم (عزرا ۸: ۱۶)۔

۲- یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۵)۔

۳- ایک سردار کاہن جو زربابل کے ساتھ اسیری سے واپس آیا (نحمیاہ ۱۲: ۶، ۷)۔

یویقیم - یویاقیم :- (عبرانی = یہوواہ اُٹھاتا ہے)۔ یشوع کا بیٹا اور الیاسب کا باپ۔ یہ سردار کاہن تھا (نحمیاہ ۱۲: ۱۰، ۱۲، ۲۶)۔

یہدی - یہدائی :- غالباً کالب کی اولاد کا ایک شخص (۱-تواریخ ۲: ۴۶، ۴۷)۔

یہدیاہ - یحدیاہ :- (عبرانی = یہوواہ خوش ہوگا)۔ شوبائیل کا بیٹا (۱-تواریخ ۲۴: ۲۰)۔

یہصاہ، یہصہ یا یہض :- روبن کی میراث کا ایک شہر (یشوع ۱۳: ۱۸)۔ یہ ان علاقوں میں سے ایک تھا جو مراریوں کو دیئے گئے تھے (یشوع ۲۱: ۳۴-۳۶)۔ ایک موآبی پتھر سے معلوم ہوتا ہے کہ میسا کے ساتھ جنگ کے دوران ایک اسرائیلی بادشاہ یہص میں رہتا تھا۔ اس جنگ میں میسا کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ بعد ازاں اسرائیلیوں نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ سیحون پر غالب آئے اور اس تمام علاقے پر قبضہ کر لیا (گنتی ۲۱: ۲۱-۲۵)۔ کبھی یہ دریائے ارنون کے شمال میں ایک مضبوط قلعہ ہوا کرتا تھا۔ یسعیاہ (۱۵: ۴) اور یرمیاہ (۴۸: ۲۰-۲۱) اسے موآب کا شہر بتاتے ہیں۔

یہصہ :- ایک شہر جو روبن کو دیا گیا (۱-تواریخ ۶: ۷۸)۔

یہللیل - یہلل ایل :- ۱- یہوداہ کی اولاد کا ایک شخص (۱-تواریخ ۴: ۱۶)۔

۲- ایک مراری لاوی (۲-تواریخ ۲۹: ۱۲)۔ یہ اور اس کے ساتھی لاویوں نے حزقیاہ بادشاہ کے عہد میں ہیکل کو پاک کرنے میں مدد کی۔

یہلی ایل - یحلی ایل :- زبولون کا بیٹا (پیدائش ۴۶: ۱۴)۔ اس کے نام سے یہلی ایلیوں کا خاندان چلا (گنتی ۲۶: ۲۶)۔

یہوآخز - یوآحاز :- ۱- اسرائیل کا ایک بادشاہ (قریباً ۸۱۵-۸۰۰ ق م)۔ وہ یاہو کا بیٹا اور جانشین تھا۔ اُس کے دور حکومت میں کوئی خاص بات واقع نہ ہوئی ماسوا یہ کہ اُس کی مذہبی پالیسی نے قوم کو روحانی طور پر کنگال کر دیا۔ پس خدا نے سزا کے طور پر اُن کو شاہ ارام حزائیل اور اُس کے بیٹے بن ہدد کے ہاتھوں میں دے دیا۔ ارامیوں نے اسرائیل پر حملہ کیا اور انہیں بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا (۲-سلاطین ۱۳: ۲-۷)۔ ارامیوں کا ظلم و ستم اس قدر شدید تھا کہ یہوآخز خدا کے حضور فریاد کرنے اور

گڑگڑانے لگا۔ خدا نے اُس کے بیٹے یوآس کے عہد میں رہائی بھیجی۔

۲۔ یہوداہ کا ایک بادشاہ (۶۰۸ ق م)۔ جب مصر کے بادشاہ نے مجدّو کی لڑائی میں اس کے باپ یوسیاہ کو مار دیا تو قوم نے یہوآخز کو تخت پر بٹھایا (۲۔سلاطین ۲۳: ۳۰)۔ وہ یوسیاہ کا سب سے بڑا بیٹا نہیں تھا لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے بھائی الیاقیم (یہویقیم) سے زیادہ ہر دلعزیز تھا۔ یرمیاہ نبی اُسے "سلوم" کہتا ہے (یرمیاہ ۲۲: ۱۱، ۱۲)۔ غالباً اس کا یہ نام اس کی تخت نشینی کے وقت رکھا گیا تھا۔ شاہِ مصر نکوہ نے اُسے تین ماہ حکومت کرنے کے بعد تخت سے اتار دیا اور پہلے ربلہ میں اور پھر مصر لے جا کر قید کر دیا اور وہ وہیں مرگیا (۲۔سلاطین ۲۳: ۳۳؛ ۲۔تواریخ ۳۶: ۴)۔

۳۔ شاہِ یہوداہ اخزیاہ بن یہورام کے نام کی بگڑی ہوئی شکل (۲۔تواریخ ۲۱: ۱۷؛ ۲۵: ۲۳)۔

۴۔ تگلت پلاسر سوم کے کتبے کے مطابق شاہِ یہوداہ آخز کا پورا نام۔

یہوآس :- دیکھئے یوآس۔

یہوحانان۔ یوحانان :-

۱۔ خدا کے گھر کا ایک دربان (۱۔تواریخ ۲۶: ۳)۔

۲۔ اُس اسمٰعیل کا باپ جس نے یہویدع سے عہد باندھا (۲۔تواریخ ۲۳: ۱)۔

۳۔ ایک مرد جس نے غیر اسرائیلی عورت سے شادی کی (عزرا ۱۰: ۲۸)۔

۴۔ سردار کاہن یویقیم کے تحت ایک کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۱۳)۔

۵۔ یروشلیم کی نئی دیوار کی تقدیس کے وقت ایک گانے والا کاہن (نحمیاہ ۱۲: ۴۲)۔

یہود۔ یہد :-

یافہ کے مشرق میں قریباً سات میل کے فاصلہ پر دان کے قبیلہ کے علاقہ میں ایک شہر۔ یہ موجودہ تل ابیب کے قریب ہے (یشوع ۱۹: ۴۵)۔

یہوداہ۔ یہودہ :- (عبرانی = ممدوح۔ جس کی تعریف کی گئی)۔

پُرانے عہد نامہ میں

۱۔ بزرگ یعقوب کا چوتھا بیٹا۔ اُس کی ماں لیاہ تھی (پیدائش ۲۹: ۳۵)۔ ہمیں اس کی زندگی کے بہت کم واقعات کا علم ہے۔ اُس نے اپنے چھوٹے بھائی یوسف کو قتل ہونے سے بچانے کے لئے، اپنے بھائیوں کو صلاح دی کہ اُسے بیچ دیں (پیدائش ۳۷: ۲۶-۲۸)۔ پیدائش ۴۹: ۸ میں اُس کے نام پر رعایتِ لفظی کی گئی ہے (مدح اور ممدوح)۔ یہوداہ نے شروع سے اپنے بھائیوں کے درمیان ایک نمایاں کردار ادا کیا (۳۷: ۲۶، ۲۷؛ ۴۳: ۳-۱۰؛ ۴۴: ۱۶-۳۴؛ ۴۶: ۲۸)۔ پیدائش کا ۳۸ باب نہ صرف یہوداہ اور یوسف کے کردار کا فرق دکھاتا ہے بلکہ یہوداہ کے قبیلے کی ابتدا پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ اگرچہ پیدائش ۴۹: ۸-۱۲ کی پیشینگوئی اور برکات براہِ راست بادشاہی کا وعدہ نہیں تاہم اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہوداہ کا قبیلہ رہبری، فتح اور استحکام میں پیش پیش ہوگا۔ شیلوہ کا وعدہ مسیحِ موعود کی ایک پیشینگوئی ہے (دیکھئے شیلوہ)۔

۲۔ یہ اُس عبرانی قبیلے کا بھی نام تھا جو یعقوب کے بیٹے یہوداہ (دیکھئے ۱ اوپر) سے شروع ہوا۔ جب یہ قبیلہ ملک کنعان میں داخل ہوا تو اس نے جنوبی فلسطین میں بیت لحم سمیت بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس قبیلے نے ساؤل بادشاہ اور داؤد بادشاہ کا ساتھ دیا اور داؤد کو حبرون میں اپنا بادشاہ ہونے کے لئے مسح کیا (۲۔سموئیل ۲: ۴)۔ اس کے بعد انہوں نے داؤد کے جانشینوں کو یروشلیم میں پوری مدد دی (۱۔سلاطین ۱۲: ۲۰)۔ جب سلیمان بادشاہ کے عہد کے بعد بنی اسرائیل دو سلطنتوں میں بٹ گئے تو اس قبیلے نے بنیمین کے قبیلے سے مل کر جنوبی سلطنت قائم کی۔ یہ قبیلہ داؤد کے خاندان سے ہمیشہ وفادار رہا۔ باقی دس قبیلوں نے اسرائیل کی شمالی سلطنت قائم کی جو تعداد، دولت اور تہذیب کی وجہ سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ تاہم پرانے عہد نامہ کی تاریخ میں اُن لوگوں نے زیادہ اہم کردار ادا کیا جن کی ہمدردی یہوداہ سے تھی۔ یہوداہ کی سلطنت شمالی سلطنت کے ختم ہونے کے بعد بھی کافی عرصہ تک قائم رہی۔

۳۔ ایک لاوی (عزرا ۱۰: ۲۳)۔

۴۔ ہسنوآہ کا بیٹا۔ شہر کے حاکم کا نائب (نحمیاہ ۱۱: ۹)۔

۵۔ ایک اور لاوی جو اپنے بھائیوں کے ساتھ شکرگزاری پر مقرر تھا (نحمیاہ ۱۲: ۸)۔

۶۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک سردار (نحمیاہ ۱۲: ۳۴)۔

نئے عہد نامہ میں

۱۔ خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص (لوقا ۳: ۳۰)۔

۲۔ یہوداہ گلیلی۔ ایک باغی شخص جس نے گملی ایل کے مطابق اسم نویسی کے دنوں میں علمِ بغاوت بلند کیا اور ہلاک ہوا اور اس کے ساتھی پراگندہ ہوئے (اعمال ۵: ۳۷)۔

۳۔ خداوند یسوع کا ایک بھائی (متی ۱۳: ۵۵)۔ یہ غالباً وہی شخص ہے جس نے نئے عہد نامہ کا آخری خط لکھا۔ دیکھئے یہوداہ کا خط۔

۴۔ یعقوب کا بیٹا۔ خداوند یسوع کا ایک رسول (لوقا ۶: ۱۶)۔

۵۔ ایک شخص جس کا گھر دمشق میں تھا۔ پولس رسول نے وہاں قیام کیا (اعمال ۹: ۱۱)۔

۶۔ یروشلیم کی کلیسیا کا ایک فرد (اعمال ۱۵: ۲۲) جیسے سیلاس

کے ہمراہ یروشلیم کی مجلس کا فیصلہ انطاکیہ لے جانے کو کہا گیا۔ اس کا لقب برسبّا تھا۔ غالباً یہ یوسف برسبا کا بھائی تھا (اعمال ۱: ۲۳)۔

۷۔ یہوداہ اسکریوتی، اسخریوطی خداوند یسوع مسیح کا ایک شاگرد، شمعون اسکریوتی کا بیٹا (یوحنا ۶: ۷۱)۔ اسکریوتی غالباً عبرانی ایش قریوتی یعنی قریت کا آدمی کا بگاڑ ہے۔ قریت جنوبی یہوداہ میں ایک جگہ کا نام تھا (یشوع ۱۵: ۲۵ نیز دیکھئے عاموس ۲: ۲ جہاں قریوت کا ذکر ہے)۔ ایک اور تشریح کے لئے دیکھئے غازی۔ بارہ شاگردوں میں یہ واحد شخص تھا جو گلیلی نہ تھا۔ اس نے کس ارادے سے مسیح خداوند کی پیروی کرنے کی ٹھانی؟ یہ کہنا کچھ مشکل ہے۔ اس نے یہ کام خلوص دلی سے شروع کیا ہوگا۔ اس میں حساب رکھنے کی خاص صلاحیت تھی۔ اسی وجہ سے اُسے رسولوں کا خزانچی مقرر کیا گیا (یوحنا ۱۲: ۴-۶؛ ۱۳: ۲۹)۔ غالباً اُسے اُمید تھی کہ مسیح خداوند ایک زمینی بادشاہی قائم کریں گے اور یہوداہ کو اس میں ایک اہم عہدہ ملے گا۔ اس نے خداوند مسیح کو تیس روپے لے کر سردار کاہنوں کے حوالے کرا دیا (متی ۲۶: ۱۴-۱۶)۔ بعد میں جب اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس واپس گیا اور اقرار کیا کہ "میں نے ایک بے قصور شخص کو قتل کے لئے پکڑوایا ہے"۔ جب انہوں نے پیسے واپس لینے سے انکار کیا تو وہ انہیں مَقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دے دی (متی ۲۷: ۳-۵)۔

یہوداہ برسبّا:۔ دیکھئے یہوداہ ب ۶

یہوداہ کا خط:۔ اس خط کا مصنف اپنے آپ کو "یہوداہ جو یسوع مسیح کا بندہ اور یعقوب کا بھائی ہے" بیان کرتا ہے۔ اس خط کے مصنف کی شناخت کے بارے میں مفسر مختلف خیال رکھتے ہیں۔

بعض علماء کے خیال کے مطابق خط کا مضمون ★ غناسطیت کی تردید کرتا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ۱۵۰ء کے لگ بھگ لکھا گیا۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس کا مصنف کوئی گمنام شخص ہے جس نے اِسے یہوداہ کے فرضی نام سے لکھا۔ راسخ الاعتقاد علماء اس نظریہ کو اس بنا پر رد کرتے ہیں کہ اس طرح یہ خط بھی جعلی ثابت ہوگا۔

ایک اور نظریہ کے مطابق اس کا مصنف یہوداہ رسول تھا جس کا ذکر رسولوں کی فہرست میں صرف لوقا ۶: ۱۶ اور اعمال ۱: ۱۳ میں آتا ہے جہاں اُسے "یعقوب کا بیٹا" بتایا گیا ہے۔ یونانی متن میں صرف "یعقوب کا یہوداہ" ہے۔ مذکورہ مفسرین کا دعویٰ ہے کہ اس کا مطلب "یعقوب کا بیٹا یہوداہ" یا "یعقوب کا بھائی" بھی ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اس نظریہ کے حامی ہیں وہ یہوداہ آیت ایک کی بلادلیل یہ تفسیر کرتے ہیں کہ شروع شروع میں اصل متن میں "کا بھائی" کے الفاظ نہیں تھے۔ لیکن اس کی متن میں کوئی شہادت نہیں ملتی۔ عام یونانی محاورہ کے مطابق جب "یعقوب کا یہوداہ" کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب "یعقوب کا بیٹا یہوداہ" ہی ہوتا ہے۔ اگر یہوداہ رسول نے یہ خط لکھا ہوتا تو وہ اپنے لئے "بھائی" کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے یقیناً لفظ "رسول" لکھتا۔

مقبولِ عام نظریہ یہ ہے کہ اس خط کا مصنف یسوع مسیح کے چار بھائیوں میں سے ایک ہے جن کا ذکر مرقس ۶: ۳ میں ملتا ہے۔ مسیح کا بھائی یعقوب بھی اپنے آپ کو "یسوع مسیح کا بندہ" کہتا ہے (یعقوب ۱: ۱)۔ پروٹسٹنٹ نظریہ کے مطابق یہ چاروں یسوع مسیح کے بھائی تھے جو یوسف اور مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ رومن کیتھولک عقیدے کے مطابق یہ یوسف کی پہلی بیوی کے بیٹے یا یسوع مسیح کے رشتے کے بھائی تھے۔

یہوداہ کے بارے میں کچھ علم نہیں، ماسوا یہ کہ اُس کے دو کسان پوتوں کو شہنشاہ دومطیان کے سامنے جس نے ۸۱-۹۶ء حکومت کی پیش کیا گیا۔ ہیگیسپس کے مطابق جس کا حوالہ یوسیبیئس نے دیا ہے، یہ پوتے "وہ تھے جو خداوند کے خاندان میں سے زندہ تھے"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہوداہ، دومطیان کے زمانہ میں موجود نہیں تھا۔

متعدد آبائے کلیسیا نے اس خط کا حوالہ دیا ہے، مثلاً روما کے کلیمنٹ (۹۶ء) اور سمرنہ کے بشپ پولی کارپ نے (۱۴۰ء)۔ اس کا ذکر ★ مرتوروی فہرست مسلّمہ میں بھی آتا ہے۔ یہ نئے عہد نامہ کی کتابوں کی وہ فہرست ہے جسے کلیسیا نے روما میں ۱۹۰ء کے قریب قبول کیا۔ اس کے متعلق طرطولین (۲۰۰ء)، سکندریہ کے کلیمنٹ (۲۰۰ء)، سکندریہ کے اوریگن (۲۲۵ء) اور کلیسیا کے پہلے مؤرخ قیصریہ کے یوسیبیئس (۳۲۵ء) نے بھی بتایا ہے۔ یہوداہ کا خط، ۲-پطرس اور یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کے ساتھ سب سے آخر میں نئے عہد نامہ کی فہرست مسلّمہ میں شامل کیا گیا۔

۱۔ یہ کس کو، کب اور کہاں سے لکھا گیا

اس خط کے بارے میں حتمی معلومات حاصل نہیں جن سے ظاہر ہو سکے کہ یہوداہ نے اسے کب اور کہاں سے لکھا۔ اگر وہ فلسطین میں رہتا تھا جیسا کہ امکان ہے تو پھر اس نے اسے وہاں سے فلسطین کی کلیسیاؤں ہی کو لکھا ہوگا۔ اس بات کی تائید اس کا یہودی طرز تحریر بھی کرتا ہے۔ اسے غالباً ۸۱ء سے پیشتر لکھا گیا ہے۔ آیت ۱۷ میں رسولوں کی تعلیم کا ذکر ایسے وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں رسولوں کے فرمودات لوگوں میں پھیل چکے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غالباً یہ ۶۵ء اور ۸۰ء کے درمیان لکھا گیا۔

ایک اور خیال کے مطابق اگر لکھتے وقت یروشلیم کا سقوط (۷۰ء) ہو چکا ہوتا تو مصنف آیت ۵ کے ساتھ اس کا ذکر ضرور کرتا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سنہء سے بھی پیشتر لکھا گیا ہوگا ۔

۲ - ۲ - پطرس سے اس کا تعلق

نئے عہدنامہ کا ایک مُعمّہ یہ ہے کہ یہوداہ کے خط کا زیادہ تر مواد وہی ہے جو ۲ - پطرس باب ۲ کا ہے ۔ علماء اس بات کے بارے میں متفق الرائے نہیں کہ آیا انہوں نے ایک دوسرے سے مدد لی یا روایت کے ایک ہی منبع کو استعمال کیا ۔ راسخ الاعتقاد علماء موخرالذکر نظریہ کے حامی ہیں ۔

۳ - پیغام

یہوداہ ان جھوٹے استادوں کے بارے میں آگاہ کر رہا ہے جن کے متعلق رسولوں نے پہلے ہی جتلا دیا تھا (آیت ۱۷) ۔ اب وہ آچکے تھے اور " ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں اور ہمارے واحد مالک اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں " (آیات ۳-۴) ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حقیقت کو کہ خدا مسیح میں گناہ معاف کرتا ہے ، بداخلاقی کے لئے بطور آڑ استعمال کر رہے تھے ۔ یہوداہ اپنے قارئین کو یاد دلاتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں خدا نے ان فرشتوں اور آدمیوں کو جنہوں نے اُس کے خلاف بغاوت کی ، سزا دی (آیات ۵-۷) ۔ وہ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے یہودیوں کی غیر الہامی کتابوں (آیات ۸-۱۰ ؛ ۱۴-۱۵) اور عہدِ عتیق (آیت ۱۱) سے اقتباسات پیش کرتا اور متعدد استعاروں کو استعمال کرتا ہے (آیات ۱۲-۱۳) ۔

اس قسم کے لوگوں کے اُٹھ کھڑے ہونے پر مسیحیوں کو حیران نہیں ہونا چاہیئے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول شروع ہی سے بتاتے رہے کہ اس قسم کے واقعات ظہور پذیر ہوں گے ۔ پس انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے ایمان میں مضبوط بنیں ، خدا کا انتظار کریں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہوئے دوسروں کو بھی جھوٹے استادوں سے بچانے کے لئے سرگرم ہوں (آیات ۱۷-۲۳) ۔

اس خط کا اختتام نئے عہدنامہ کے عظیم حمدیہ کلمات میں سے ایک کے ساتھ ہوتا ہے جس میں یہوداہ اپنے زیرِ آزمائش قارئین کو اس کے سپرد کرتا ہے جو ان کو ٹھوکر کھانے سے بچا سکتا ہے اور اپنے پُرجلال حضور میں کمال خوشی کے ساتھ بے عیب کر کے کھڑا کر سکتا ہے " (آیات ۲۴-۲۵) ۔

۴ - خاکہ

۱ - آیات ۱-۲ سلام و دعا
۲ - " ۳-۴ جھوٹے اُستاد
۳ - آیات ۵-۷ گذشتہ عدالت
۴ - " ۸-۱۶ جھوٹے استادوں کا کردار
۵ - " ۱۷-۲۳ ایمان میں قائم رہنے کی نصیحت
۶ - " ۲۴-۲۵ حمدیہ کلمات

یہودِتھ - یہودیت :- ۱ - بیری حتی کی بیٹی جس سے عیسو نے شادی کی (پیدائش ۲۶ : ۳۴) - یہ عیسو کے والدین کے لئے وبالِ جان ثابت ہوئی (۲۶ : ۳۵) ۔
۲ - اپاکرفا کی کتاب بنام یہودیت کے اہم کردار کا نام ۔ دیکھئے اپاکرفا ۔

یہودی :- یہ لفظ عہدِ عتیق کی کُتب میں یرمیاہ نبی کے زمانہ سے پیشتر استعمال نہیں ہوا ۔ اوّل اوّل اس سے مراد وہ لوگ تھے جو یہوداہ کے قبیلے یا جنوبی حکومت کے دو قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے (۲ - سلاطین ۱۶ : ۶ ؛ ۲۵ : ۲۵) ۔ لیکن بعد ازاں یہ وسیع معنوں میں استعمال ہونے لگا اور اس کا اطلاق عبرانی نسل کے اُن تمام لوگوں پر ہوا جو اسیری سے واپس آئے تھے ۔ چونکہ زیادہ تر اسیر یہوداہ سے آئے تھے اور وہ قدیم اسرائیل کے بنیادی تاریخی نمائندے سمجھے جاتے تھے اس لئے بالآخر یہ اصطلاح تمام دنیا میں عبرانی نسل کے لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگی (آستر ۲ : ۵ ؛ متی ۲ : ۲) ۔ حزقیاہ کے زمانہ سے یہوداہ کی زبان بھی یہودی کہلانے لگی ۔ عہدِ عتیق میں اسم صفت کا اطلاق صرف یہودی زبان پر ہوا ہے (۲ - سلاطین ۱۸ : ۲۶-۲۸ ؛ نحمیاہ ۱۳ : ۲۴ ؛ یسعیاہ ۳۶ : ۱۱ ، ۱۳) ۔ انجیلوں میں اسرائیلیوں کے لئے عام طور پر " یہودی " (ہمیشہ صیغہ جمع میں) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور نئے عہدنامہ میں بعض اوقات " یہودی " (اسرائیلیوں) اور " غیر قوم " کے الفاظ ایک دوسرے کے بالمقابل استعمال ہوتے ہیں (مرقس ۷ : ۳ ؛ یوحنا ۲ : ۶ ؛ اعمال ۱۰ : ۲۸) ۔
طِطُس ۱ : ۱۴ میں پولُس رسول یہودیوں کی کہانیوں سے خبردار کرتا ہے اور گلتیوں ۱ : ۱۳ ، ۱۴ میں یہودی " طریق " کے متعلق بتاتا ہے ۔

یہُودی :- (عبرانی = یہودی) ۔ ایک شخص جس نے باروک سے یرمیاہ نبی کی پیشینگوئی کا طومار لیا اور شاہ یہویقیم کے دربار میں اُمراء کے بیچ میں بیٹھ کر اُنہیں پڑھ کے سُنایا (یرمیاہ ۳۶ : ۱۴ ، ۲۱) ۔

یہودیت :- اپاکرفا کی ایک کتاب ۔ دیکھئے اپاکرفا ۔

یہودیہ :- یہوداہ کے علاقے کا رومی اور یونانی نام ۔ رومی فتوحات کے بعد (۶۳ ق م) یہ زیادہ وسیع معنوں میں تمام فلسطین بشمول گلیل اور سامریہ کے لئے استعمال ہونے لگا لیکن اپنے محدود معنوں میں اس میں یہ موخرالذکر دونوں علاقے شامل

نہیں تھے - ہیرودیس کی یہودیہ کی سلطنت میں (٣٧-٤ ق م) تمام فلسطین کا علاقہ اور یردن کے مشرق کے کچھ علاقے شامل تھے - یہودیہ کے حاکم ارخلاؤس اتھنارک نے (٤ ق م تا ٦ء) یہودیہ اور سامریہ کو ان کے محدود معنوں میں قبول کیا اور یہی حال ٦ تا ٤١ء رومی صوبہ یہودیہ کا تھا۔ ٤٤ء میں ہیرودیس اگرپا اوّل کی موت کے بعد یہودیہ کے رومی صوبہ میں گلیل کا علاقہ بھی شامل تھا - (دیکھئے اسرائیل) -

یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ساتھ جس یہودیہ کے بیابان کا تعلق ہے (متّی ٣ : ١) وہ غالباً یہوداہ کا بیابان ہے (قضاۃ ١ : ١٦ وغیرہ) یعنی وہ بیابان جو بحیرۂ مردار کے مغرب میں ہے -

یہورام - یورام :-

(عبرانی یہوواہ سربلند ہے) - یورام کو اکثر یہورام کے مخفف کے طور پر لکھا جاتا ہے -

١ - شاہِ یہوداہ یہوسفط کا بیٹا - یہورام نے اپنے باپ کے آخری چار یا پانچ سالوں میں اُس کے ساتھ حکومت کی، اور ٨٤٩ ق م میں اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت کو پورے طور پر اپنے ہاتھ میں لے لیا - یہوسفط کے سات بیٹے تھے اور اس خوف کے باعث کہ وہ اُس کی موت کے بعد تخت کے لئے لڑیں گے، اُس نے چھوٹے بیٹوں کو سونا، چاندی اور قیمتی اشیاء کے تحفے اور یہوداہ میں فصیل دار شہر دیئے (٢ - تواریخ ٢١ : ٢، ٣) - لیکن جب یہورام خود مختار بادشاہ بنا تو اُس نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا - جس طرح اخی آب کے شیطانی رویّہ کا سبب اُس کی بُت پرست بیوی ایزبل تھی، اُسی طرح یہورام کی بدکاری میں اُس کی بیوی عتلیاہ کا ہاتھ تھا جو کہ اخی آب اور ایزبل کی بیٹی تھی - یہوسفط خداترس انسان تھا لیکن اُس نے اخی آب کے ساتھ عہد باندھ کر سخت غلطی کی تھی (١ - سلاطین باب ٢٢، ٢ - تواریخ باب ١٨) اور اِس عہد کی وجہ سے یہورام نے بدکار عتلیاہ سے شادی کی -

یہوسفط کی موت کے بعد (٩٠٠ ق م) یہورام شمالی سلطنت کی بُت پرستی میں پڑ گیا - لیکن خدا کے داؤد کے ساتھ عہد (٢ - سلاطین ٨ : ١٩) اور یہوسفط کی خداترسی کے سبب سے، خدا نے یہورام سے حکومت تو نہیں چھینی لیکن اُسے سخت مصیبت اٹھانی پڑی - ادوم نے یہوداہ کے اختیار اور حکومت سے بغاوت کر دی اور اُسی وقت یہوداہ میں لبناہ بھی یہورام کے بُرے کاموں کے سبب سے اُس سے منحرف ہو گیا (٢ - سلاطین ٨ : ٢٢) - دریں اثنا ایلیاہ نبی نے بھی یہورام کی بدکاری کی ایک خط بھیج کر مذمت کی - خدا نے یہوداہ پر اور خاص طور پر یہورام کے خاندان پر بیماری بھیجی اور وہ ایک نہایت خوفناک اور لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا - عربوں یا ان کے ساتھیوں نے یہورام کے بیٹوں کو قتل کر دیا (٢ - تواریخ ٢١ : ١٧) - لیکن اُس کا سب سے چھوٹا بیٹا اخزیاہ بچ گیا اور اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا -

٢ - اخی آب اور ایزبل کا دوسرا بیٹا - یہ اپنے بھائی اخزیاہ کی موت کے بعد جو بے اولاد تھا اسرائیل کا بادشاہ بنا - اُس نے ١٢ سال حکومت کی (٨٥٣-٨٤٠ ق م) -

اخی آب کی موت کے بعد موآب کا بادشاہ میسا جو اسرائیل کا باجگذار تھا منحرف ہو گیا (٢ - سلاطین ٣ : ٤) اور یہورام نے اُس کے خلاف جنگ کی - یہورام نے یہوداہ کے بادشاہ یہوسفط کو بھی اس جنگ میں مدد کرنے کے لئے کہا (٢ - سلاطین ٣ : ٧) اور یہوسفط نے مدد کا وعدہ کیا - یہورام اپنے باپ جتنا بدکار نہیں تھا لیکن وہ بھی شمالی بادشاہوں کی مانند بُت پرستی سے لپٹا رہا جسے یربعام نے اسرائیل میں اس لئے شروع کیا تھا تاکہ شمالی لوگ یروشلیم میں سلیمان کی ہیکل میں پرستش کے لئے نہ جائیں - جب اسرائیل اور یہوداہ، ادوم کی مدد سے میسا کے خلاف جنگ کو نکلے تو انہیں کہیں پانی نہ ملا اور وہ مصیبت میں پھنس گئے - لیکن الیشع نبی نے یہوسفط کا لحاظ کرتے ہوئے (٢ - سلاطین ٣ : ١٤-١٦) بادشاہوں کو خندقیں کھودنے کو کہا - تب ان میں پانی بھر گیا اور طلوعِ آفتاب کے وقت وہ پانی موآبیوں کو خون کی مانند نظر آیا - پس وہ لوٹ مار کے لئے گئے لیکن انہیں شکست ہوئی - یاہو، یہورام اور اُس کے خاندان کو ہلاک کر کے (٢ - سلاطین باب ٩) اُس کے تخت پر بیٹھ گیا -

٣ - یہوسفط کے ایام میں ایک کاہن جسے بادشاہ نے دیگر لاویوں کے ساتھ یہوداہ میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو خداوند کی شریعت کی تعلیم دیں (٢ - تواریخ ١٧ : ٨) -

٤ - عزریاہ کا باپ جس نے یہویدع سے عہد باندھ کر ملکہ عتلیاہ کو شکست دی اور یوآس کو تخت پر بٹھایا (٢ - تواریخ باب ٢٣) -

یہوزبد - یوزاباد :-

(عبرانی = یہوواہ عطا کرتا ہے) -

١ - موآبیہ سمرّیت کا بیٹا جس نے یوآس بادشاہ کے خلاف سازش کی (٢ - تواریخ ٢٤ : ٢٦) -

٢ - عوبید ادوم کے آٹھ بیٹوں میں سے دوسرا بیٹا (١ - تواریخ ٢٦ : ٤) -

٣ - ایک بنیمینی جو یہوسفط بادشاہ کے زمانے میں فوج کا سردار تھا - اُس کی کمان میں ایک لاکھ اسی ہزار جوان جنگ کے لئے تیار تھے (٢ - تواریخ ١٧ : ١٨) -

یہوسبع - یوشابع :-

اخزیاہ بادشاہ کی بہن اور یورام بادشاہ (ایزبل کی بیٹی) عتلیاہ کی بیٹی (٢ - سلاطین ١١ : ٢) - اس نے یہویدع کاہن سے شادی کی (٢ - تواریخ ٢٢ : ١١) - اسکی ماں عتلیاہ نے جب اخزیاہ مر گیا تو بادشاہ کی ساری نسل کو نابود کیا لیکن یہوسبع نے (اسے ٢ - تواریخ ٢٢ : ١١ میں یہوسبعت کہا گیا ہے) اخزیاہ کے بیٹے یوآس کو بچا لیا اور اسے چھ برس تک اُس کی دائی کے بستروں کی کوٹھری میں چھپائے رکھا - یوں المسیح کے نسب نامہ کا

سلسلہ قائم رکھا۔

یہوسبعت ۔یوشبعت :- (عبرانی = یہوواہ کی قسم)۔ یورام بادشاہ کی بیٹی یہوسبع (۲-سلاطین ۱۱: ۲) کا وہ نام جو ۲-تواریخ ۲۲: ۱۱ میں دیا گیا ہے۔ دیکھئے "یہوسبع"۔

یہوسفط ۔یوشافاط :- (عبرانی = یہوواہ قاضی ہے ۔خدا انصاف کرتا ہے)۔

۱- داؤد بادشاہ کے عہد میں اُن سات میں سے ایک کاہن جو خدا کے صندوق کے آگے نرسنگا پھونکتے تھے (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴)۔

۲- داؤد بادشاہ کے زمانہ میں ایک مورخ جو اخیلود کا بیٹا تھا (۲-سموئیل ۸: ۱۶ وغیرہ)۔

۳- اشکار کے قبیلے کا ایک شخص جسے سلیمان بادشاہ نے منصبدار مقرر کیا۔ یہ فروح کا بیٹا تھا (۱-سلاطین ۴: ۱۷)۔ اسے ہر سال ایک ماہ کے لئے بادشاہ اور اُس کے گھرانے کے لئے رسد مہیا کرنی ہوتی تھی (۱-سلاطین ۴: ۷)۔

۴- یہوداہ کے بادشاہ آسا کا بیٹا اور اُس کا جانشین۔ اُس نے کل ۲۵ سال حکومت کی جن میں سے ۵ سال اُس نے اپنے باپ کے ساتھ حکمرانی کی۔ اُس کا عہد حکومت تقریباً ۸۷۰ ق م میں شروع ہوا۔ اُس کی ماں سلحی کی بیٹی عزوبہ تھی (۱-سلاطین ۲۲: ۴۲)۔ یہوسفط کے دلچسپ عہد کا مفصل بیان ۱-سلاطین ۲۲ب اور ۲-تواریخ ابواب ۱۷تا ۲۰ میں ہے۔ یہوسفط جنوبی سلطنت ★ یہوداہ کے اُن پانچ بادشاہوں میں دوسرے نمبر پر تھا جو اپنی خدا پرستی کے لئے مشہور تھے۔ پہلا یہوسفط کا باپ آسا تھا۔ اُس کے بعد کے بادشاہ ★ یوآس، ★ حزقیاہ، ★ یوسیاہ تھے۔ یہوسفط نے اُونچے مقاموں (دیکھئے اونچے مقام) اور یسیرتوں (دیکھئے یسیرت) کو یہوداہ سے خارج کیا (۲-تواریخ ۱۷: ۶)۔ تاہم بعض لوگوں کو اونچے مقاموں پر خدا کی عبادت سے روک نہ سکا (۱-سلاطین ۲۲: ۴۳)۔ اس کی زندگی پر نظر ڈالنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا شخص تھا جس نے مذہبی تعلیم کی اہمیت کو سمجھا۔ اُس نے اُمرا اور کاہنوں کو اس مقصد سے شہر شہر بھیجا تاکہ لوگوں کو شریعت کی تعلیم دیں (۲-تواریخ ۱۷: ۷-۹)۔ یہوسفط کی خدا پرستی کی وجہ سے خدا کا خوف آس پاس کی تمام قوموں پر پھیلا، یہاں تک کہ فلستی اور عرب کے لوگ اُس کے لئے ہدیے اور خراج لائے (۲-تواریخ ۱۷: ۱۱)۔

تاہم باوجود اپنی خدا پرستی کے وہ بافراست ثابت نہ ہوا۔ اُس نے شمالی سلطنت کے بادشاہ ★ اخی اب سے ناتا جوڑا (۲-تواریخ ۱۸: ۱) اور اپنے بیٹے یہورام کی شادی اخی اب کی بیٹی عتلیاہ سے کروائی جو اپنی ماں ★ ایزبل کی طرح بدکار تھی (۲-تواریخ ۲۱: ۶)۔

جب یہوسفط سامریہ کا دورہ کر رہا تھا تو اخی اب بادشاہ نے اس کی خوب خاطر تواضع کی اور اُسے راماتِ جلعاد پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دی۔ یہوسفط نے صلاح دی کہ پہلے خدا کی مرضی معلوم کرنا ضروری ہے۔ اس پر اخی اب نے اپنے چار سو نبیوں کو طلب کیا۔ انہوں نے پیشینگوئی کی کہ اس مہم میں کامیابی اُن کے پیر چومے گی۔ یہوسفط کو اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔ اُس نے پوچھا کیا یہوواہ (خداوند) کا کوئی نبی حاضر نہیں؟ اس پر اخی اب نے بتایا کہ میکایاہ تو ہے لیکن مجھے اُس سے نفرت ہے کیونکہ وہ کبھی میرے حق میں پیشینگوئی نہیں کرتا۔ تب میکایاہ کو بلایا گیا۔ اُس نے نبوت کی کہ ایک بدروح اخی اب کے نبیوں کو گمراہ کرتی ہے تاکہ بادشاہ تباہ ہو جائے۔ اخی اب نے اس نبوت کا یقین تو کر لیا لیکن پھر بھی یہوسفط سے ایک چال چلی۔ اس نے کہا کہ میں بھیس بدل کر جنگ میں جاتا ہوں تو ویسے ہی جا۔ اس لڑائی میں اخی اب مارا گیا۔ یہوسفط نے ساٹھ برس کی عمر تک حکومت کی۔ اس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا یہورام اُس کے تخت پر بیٹھا۔

۵- نمسی کا بیٹا اور اس یاہو کا باپ جس نے اخی اب کے خاندان کو تباہ کیا (۲-سلاطین ۹: ۲، ۱۴)۔

۶- نئے عہدنامہ میں خداوند یسوع کے نسب نامہ میں ایک شخص (متی ۱: ۸)۔

۷- ایک کاہن اور نرسنگا پھونکنے والا (۱-تواریخ ۱۵: ۲۴)۔

یہوسفط کی وادی ۔یوشافاط کی وادی :- (خداوند عدالت کرتا ہے)۔

وہ وادی جہاں سب قومیں اکٹھی کی جائیں گی اور اُن کی عدالت ہوگی۔ بعض اسے وادی قدرون تصور کرتے ہیں۔ ہزاروں یہودی یہاں دفن کئے گئے ہیں کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ یہ روزِ محشر کو جائے عدالت ہوگی۔ غالباً یہ ایک علامتی وادی ہے جہاں خدا انصاف کرے گا (یوایل ۳: ۲، ۱۲)۔

یہوصدق ۔یوصاداق :- (عبرانی = یہوواہ صادق ہے)۔ بابل کی اسیری کے وقت کا ایک سردار کاہن (۱-تواریخ ۶: ۱۴، ۱۵؛ نحمیاہ ۱۲: ۲۶ میں اسے یوصدق کہا گیا ہے)۔

یہوعدان ۔یوعدان :- شاہ یہوداہ یوآس کی بیوی اور امصیاہ کی ماں (۲-تواریخ ۲۵: ۱؛ ۲-سلاطین ۱۴: ۲)۔

یہوعدہ ۔یوعدہ :- ساؤل بادشاہ کی اولاد کا ایک شخص (۱-تواریخ ۸: ۳۶)۔ اسے اگلے باب کی ۴۲ آیت میں یعرہ کہا گیا ہے۔

یہوکل - یوکل :- (عبرانی = یہوواہ کرسکتا ہے)۔ صدقیاہ بادشاہ نے اس کی معرفت یرمیاہ نبی کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے لئے خدا سے دعا کرے (یرمیاہ ۳۷: ۳۔ یرمیاہ ۳۸: ۱ میں ہجے یوکل ہیں)۔

یہوناداب - یوناداب :- (عبرانی = یہوواہ فیاض ہے)۔ ریکاب کا بیٹا (۲-سلاطین ۱۰: ۱۵ مابعد)۔ جب یہوناداب اپنے گھرانے کا سردار بنا تو اس نے اپنے لوگوں کو خیموں میں رہنے اور مے نہ پینے کا حکم دیا (یرمیاہ ۳۵ باب)۔ یہوناداب نے بعل کے پجاریوں اور مندر کو تباہ کرنے میں یاہو کی مدد کی۔ نیز دیکھئے یاہو۔ ریکاب۔

یہونتن - یوناتان :- (عبرانی = یہوواہ نے دیا)۔
۱- داؤد کے شاہی خزانے پر ایک عہدے دار (۱-تواریخ ۲۷: ۲۵)۔
۲- یہوسفط کے مقرر کردہ لاویوں میں سے ایک۔ اِسے شہروں میں لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا گیا (۲-تواریخ ۱۷: ۸)۔
۳- یویقیم کے زمانہ میں ایک کاہن جو اپنے آبائی خاندان کا سردار تھا (نحمیاہ ۱۲: ۱۸)۔

یہوواہ، یہوہ :- (عبرانی = غالباً قائم بالذات یا زندگی دینے والا۔ قب عربی حیّ جو خدا کا ایک نام ہے اور جس کے معنی حیات دینے والا ہیں)۔

یہودیوں کے نزدیک یہ خداوند تعالیٰ کا پاک ترین نام تھا۔ اس کو زبان پر لانا بھی تیسرے حکم کی خلاف ورزی سمجھی جاتی تھی (خروج ۲۰: ۷)۔ تقریباً ۳۰۰ ق م سے خداوند کے نام کو بے فائدہ لینے سے بچنے کے لئے جہاں بھی کلامِ مُقدّس میں لفظ یہوواہ آیا وہاں اُس کی جگہ لفظ ادونائی یعنی "میرے خداوند" پڑھا جانے لگا۔ شروع شروع میں عبرانی رسم الخط میں ★ اعراب نہیں تھے۔ پس جب اعراب ایجاد ہوئے تو اس مُقدّس چہار حرفی لفظ پر ادونائی کے اعراب لگا دیئے گئے اور پڑھتے وقت (دیکھئے قرے اور کتیب) جہاں بھی یہ لفظ آتا وہاں ادونائی پڑھتے تھے۔ جب بائبل کا پہلی دفعہ ترجمہ انگریزی زبان میں ہوا تو مترجمین اس حقیقت سے ناواقف تھے کہ اس لفظ کو ادونائی پڑھنا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اعراب کے حوالے سے یہ سمجھا کہ اس کا تلفظ یہوواہ ہے جو اس کا صحیح تلفظ نہ تھا۔ صحیح تلفظ تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ بھول گئے تھے۔ جب علماء کے سامنے قرے اور کتیب کا معاملہ آیا تو اُنہوں نے صحیح تلفظ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اُن کی رائے ہے کہ غالباً صحیح تلفظ یہوہ ہے، جیسا کہ کیتھولک ترجمہ میں دیا گیا ہے (خروج ۶: ۳)۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ یہ نام پروٹسٹنٹ ترجمہ میں چار مرتبہ اور کیتھولک ترجمہ میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے (خروج ۶: ۳؛ زبور ۸۳: ۱۸؛ یسعیاہ ۱۲: ۲؛ ۲۶: ۴)۔ باقی جگہ جہاں عبرانی متن میں یہوواہ ہے وہاں خداوند یا ربّ وغیرہ استعمال ہوا ہے۔ یہوواہ کے نام کے ساتھ دس صفاتی نام بھی لگائے گئے۔ اِن دس صفاتی ناموں میں سے تین کا اردو ترجمہ میں صفاتی نام کے ساتھ یہوواہ کا لفظ ہی استعمال ہوا، باقی جگہ اس کا کوئی اردو مترادف استعمال کیا گیا۔ خروج ۱۷: ۱۵۔ ★ یہوواہ نسی، قضاۃ ۶: ۲۴۔ ★ یہوواہ سلوم؛ پیدائش ۲۲: ۱۴۔ ★ یہوواہ یری، باقی جگہ خداوند یا ربّ ہے۔ خروج ۱۵: ۲۶۔ خداوند تیرا شافی ہے (عبرانی یہوواہ رفیکہ۔ کیتھولک صحت دینے والا)؛ خروج ۳۱: ۱۳۔ خداوند تمہارا پاک کرنے والا (عبرانی۔ یہوواہ مقدّ شکیم۔ کیتھولک مُقدّس کرنے والا)؛ ۱-سموئیل ۱: ۳۔ ربّ الافواج (عبرانی یہوواہ سباؤت)؛ زبور ۷: ۱۷۔ خداوند تعالےٰ (عبرانی۔ یہوواہ علیون)؛ زبور ۲۳: ۱۔ خداوند میرا چوپان (عبرانی۔ یہوواہ رعّی)؛ حزقی ایل ۴۸: ۳۵۔ خداوند وہاں ہے (عبرانی۔ یہوواہ شمّا)؛ یرمیاہ ۳۳: ۶، ۱۶۔ خداوند ہماری صداقت (عبرانی۔ یہوواہ صدقنو)۔ یہوواہ کا مخفف یاہ ہے۔ دیکھئے خدا کے نام ۱۔د

Page 364
1197

یہوواہ سلوم - یہوہ شالوم :- (عبرانی = یہوواہ سلامتی ہے)۔ عُفرہ میں اُس مذبح کا نام جو جدعون نے اس وقت بنایا جب خدا اُس سے ہمکلام ہوا (قضاۃ ۶: ۲۴)۔ جدعون نے اس بات کی یادگار میں اس جگہ کو یہ نام دیا۔

یہوواہ کا صندوق :- دیکھئے عہد کا صندوق۔

یہوواہ نسّی - یہوہ نسی :- (عبرانی = یہوواہ میرا جھنڈا ہے)۔ موسیٰ نے رفیدیم کے مقام پر عمالیقیوں کو شکست دی۔ اس جگہ موسیٰ نے ایک قربانگاہ بنائی اور اس کا نام یہوواہ نسی رکھا (خروج ۱۷: ۱۵)۔
نیز دیکھئے یہوواہ۔

یہوواہ یری :- (عبرانی = خداوند مہیّا کرے گا)۔ جب ابرہام اضحاق کو قربان کرنے والا تھا تو خدا نے ایک مینڈھا مہیّا کیا کہ اسے اضحاق کے بدلے قربان کرے۔ ابرہام نے اس جگہ کا نام یہوواہ یری یعنی خدا مہیا کرتا ہے رکھا (پیدائش ۲۲: ۱۴)۔
نیز دیکھئے یہوواہ۔

یہوہ :- دیکھئے یہوواہ۔ نیز دیکھئے خدا کے نام ۱۔ہ

يہوؔیاکینؔ۔ یویاکین:- (عبرانی = خدا قائم یا کھڑا کرتا ہے)۔ یہوؔداہ کے آخری بادشاہ سے پہلا۔ اُس نے ۵۹۷ ق م میں یروشلیم میں تین ماہ اور دس دن حکومت کی (۲۔ تواریخ ۳۶: ۹)۔ یرمیاؔہ نبی اُسے تین مرتبہ "کوؔنیاہ" کے نام سے پکارتا ہے (یرمیاہ ۲۲: ۲۴، ۲۸؛ ۳۷: ۱)۔ اسے نو مرتبہ "یکوؔنیاہ" بھی کہا گیا ہے (۱۔ تواریخ ۳: ۱۶، ۱۷؛ آستر ۲: ۶؛ یرمیاہ ۲۴: ۱؛ ۲۷: ۲۰؛ ۲۸: ۴؛ ۲۹: ۲؛ متّی ۱: ۱۱، ۱۲)۔

یہویاکینؔ، یہوؔیقیم کا بیٹا تھا جو اپنے خدا ترس دادا یوسیاہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہؤا۔ اُس کی ماں کا نام نحُشتاؔ تھا۔ ۲۔ سلاطین کے مطابق جب وہ تخت نشین ہؤا تو ۱۸ برس کا تھا لیکن ۲۔ تواریخ ۳۶: ۹ کے مطابق وہ اُس وقت ۸ سال کا تھا۔ یہ سہوِ کاتب ہوگا۔ غالباً کسی ابتدائی کاتب نے دونوں کتابوں کو نقل کرتے وقت غلطی سے ایسے لکھ دیا ہوگا۔ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۔ سلاطین کا بیان درست ہے کیونکہ ۲۴: ۱۵ میں اس کی بیویوں کا ذکر ہے۔ یہویاکینؔ نے خدا کے کلام کی بے حرمتی کی۔ اُس نے یرمیاہ نبی کی پیشینگوئیوں کو قلم تراش سے کاٹا اور آگ میں جلا دیا (یرمیاہ ۳۶: ۲۳، ۳۲) اور یوں اُس نے یروشلیم پر اُن لعنتوں میں اضافہ کیا جن کا اعلان خداوند نے پہلے کیا تھا۔

حزقی ایل ۱۹: ۵۔ ۹ میں اُسے "جوان شیر" بتایا گیا ہے "جو شکار کرنا سیکھ گیا اور آدمیوں کو نگلنے لگا"۔ نبی نے اعلان کیا کہ اس "جوان شیر" کو بابلؔ لے جایا جائے گا۔ بعد میں یہ پیشینگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اگرچہ یرمیاہ نبی یہویاکینؔ کے دورِ شباب میں پورے زور و شور سے پیشینگوئیاں کرتا رہا، تاہم شاہی اثر و رسوخ اُس سے کہیں زیادہ تھا۔ یہویاکینؔ بڑا خونخوار، متشدّد اور ظالم تھا۔ نبی نے پیشینگوئی کی کہ "اس کا دفن گدھے کا سا ہوگا۔ اُس کو گھسیٹ کر یروشلیم کے پھاٹکوں کے باہر پھینک دیں گے" (یرمیاہ ۲۲: ۱۳۔ ۱۹)۔ ان افسوسناک حالات اور نبوکدنضر کے حملہ کے خطرے کے سایہ میں یہویاکینؔ تخت نشین ہؤا اور اپنی تین ماہ کی بادشاہی میں "جو جو یہویقیمؔ نے کیا تھا اُسی کے مطابق اُس نے بھی خداوند کی نظر میں بدی کی" (۲۔ سلاطین ۲۴: ۹)۔ "اور نئے سال کے شروع ہوتے ہی نبوکدنضر بادشاہ نے اُسے .... بابلؔ کو بلوا لیا" (۲۔ تواریخ ۳۶: ۱۰)، اور وہ وہاں اپنی ساری زندگی اسیر رہا، گو یہ اسیری اتنی سخت نہیں تھی۔ نبوکدنضر ۵۶۱ ق م میں مؤا اور اس کا بیٹا اویل مرودک فوراً ہی تخت پر بیٹھ گیا اور اُسی سال اُس نے یہویاکینؔ کو قید سے نکال کر سرفراز کیا۔ "اور اس کے ساتھ مہر سے باتیں کیں اور اُس کی کرسی ان سب بادشاہوں کی کرسیوں سے جو اس کے ساتھ بابلؔ میں تھے (یعنی باجگذار بادشاہ) بلند کی۔ سو وہ اپنے قید خانہ کے کپڑے بدل کر عمر بھر برابر اُس کے حضور کھانا کھاتا رہا"۔ ان ۳۷ سالوں کی اسیری کے بعد (۲۔ سلاطین ۲۵: ۲۷۔ ۳۰) یہویاکینؔ کو "عمر بھر بادشاہ کی طرف سے وظیفہ کے طور پر ہر روز رسد ملتی رہی"۔

يہوؔیدعؔ۔ یویادلع:- (عبرانی = یہوواہ جانتا ہے)۔

۱۔ داؤدؔ بادشاہ کے بڑے وفادار بہادر بنایاہ کا باپ (۲۔ سموئیل ۲۳: ۲۲؛ ۱۔ سلاطین ۴: ۴)۔

۲۔ بنایاہ کا بیٹا۔ یعنی ۱ کا پوتا (۱۔ تواریخ ۲۷: ۳۴)۔

۳۔ ہاروؔن کی نسل سے ایک شخص جس نے داؤدؔ کی صقلاج میں مدد کی (۱۔ تواریخ ۱۲: ۲۷)۔

۴۔ ایک کاہن جس کی بیوی نے یوآسؔ کو چھپائے رکھا اور اُس نے ملکہ عتلیاہؔ کے خلاف سازش کی (۲۔ تواریخ ۲۳ باب اور ۲۔ سلاطین ۱۱ باب)۔

۵۔ فاسحؔ کا بیٹا۔ اس نے یروشلیم کی دیوار کی مرمت میں مدد کی (نحمیاہ ۳: ۶)۔

۶۔ الیاسبؔ سردار کاہن کا بیٹا۔ اُس کے ایک بیٹے نے سنبلط کی بیٹی سے شادی کی۔ اس وجہ سے نحمیاہؔ نے اُسے کہانت کی خدمت سے خارج کیا (نحمیاہ ۱۲: ۱۰ تا ۱۳: ۲۸)۔

يہوؔیریبؔ۔ یویاریب:-

۱۔ داؤدؔ کے زمانہ میں ایک کاہن (۱۔ تواریخ ۲۴: ۷)۔

۲۔ ایک کاہن جو اسیری سے واپس آیا (۱۔ تواریخ ۹: ۱۰)۔

۳۔ ایک شخص جس نے عزراؔ کی مدد کی (عزرا ۸: ۱۶، ۱۷)۔

۴۔ یہوداہ کے قبیلے کا ایک شخص (نحمیاہ ۱۱: ۵)۔

۵۔ ایک کاہن (نحمیاہ ۱۱: ۱۰؛ ۱۲: ۶)۔

يہوؔیقیمؔ۔ یویاقیم:- (عبرانی = یہوواہ قائم کرتا ہے)۔ یہوداہ کے نیک بادشاہ یوسیاہ کا بیٹا۔ اُس کا پہلا نام الیاقیم تھا لیکن فرعون نکوہؔ نے اُسے بدل کر یہویقیمؔ رکھا۔ اس نے اُسے بادشاہ بنا کر اُسے بہت سا خراج دینے پر مجبور کیا۔ اُس نے گیارہ سال حکومت کی۔ وہ ظالم اور بدکار بادشاہ تھا۔ یرمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی کہ "اُس کا دفن گدھے کا سا ہوگا" (یرمیاہ ۲۲: ۱۹)۔ اُس کا ذکر ۲۔ سلاطین ۲۳: ۳۴۔ ۳۷؛ ۲۴: ۱۔ ۶؛ ۲۔ تواریخ ۳۶: ۴۔ ۸ میں ہے۔

ضمیمہ

اخی اب - احی اب:- ۱-عمری کا بیٹا اور جانشین - اسرائیل کا ساتواں بادشاہ جس نے ۲۲ برس سلطنت کی (۱-سلاطین ۱۶: ۲۸ مابعد - ۸۷۲-۸۵۳ ق م - دیکھئے صفحہ ۹۶۹) - اُس نے صیدانیوں کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی ★ ایزبل سے شادی کی -

سیاسی طور پر اخی اب اسرائیل کا ایک مضبوط اور کامیاب بادشاہ تھا - اُس کے عہدِ حکومت میں اسرائیل اور یہوداہ کے درمیان امن رہا - اُس نے موآب کو زیرِ اقتدار رکھا اور اُس سے کثیر خراج حاصل کرتا رہا (۲-سلاطین ۳: ۴) - اُس نے فصیلدار شہروں کو تعمیر کیا (۱-سلاطین ۱۶: ۳۴؛ ۲۲: ۳۹) اور اپنے دارالخلافہ میں کافی کام کروایا جو آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے دوران منظرِ عام پر آیا (دیکھئے سامریہ) - اُس نے اپنے محل میں ہاتھی دانت کا کام کروایا (۱-سلاطین ۲۲: ۳۹ - قب عاموس ۳: ۱۵) - اپنے عہد کے اواخر میں اُس نے تین مختلف موقعوں پر ارام کے بادشاہ بن ہدد کے خلاف مہم چلائی - پہلی دو میں اُسے بڑی کامیابی ہوئی لیکن تیسری مہم میں وہ مغلوب ہو کر بُری طرح زخمی ہوا (۱-سلاطین ب ۲۲) -

کتابِ مقدس میں قرقور کی جنگ کا ذکر نہیں ہے جو غالباً سنہ ۸۵۴ ق م میں لڑی گئی - لیکن ★ سلمنسر سوم کے سنگی ستون کے کتبہ پر اس جنگ کا احوال درج ہے - اسوریوں نے بارہ ارامی بادشاہوں کی اتحادی فوج کا مقابلہ کیا - سب سے پہلے دمشق کے بادشاہ ہدد عزر کا نام ہے - پھر حمات کے بادشاہ ارحلینی کا اور تیسرے مقام پر اخی اب کا ذکر آتا ہے - کتبہ کے مطابق اخی اب کی فوج میں ۲ ہزار رتھ اور دس ہزار مرد تھے - اخی اب کی رتھیں باقی سب بادشاہوں کی رتھوں سے تعداد میں زیادہ تھیں - سیاسی طور پر اخی اب چاہے کتنا ہی کامیاب کیوں نہ تھا، پرانے عہدنامہ میں وہ اپنی بُت پرستی اور یہوداہ کی اطاعت سے برگشتگی کے باعث مشہور ہوا - اُس کے بارے میں کلامِ مقدس میں لکھا ہے "اخی اب نے جتنے اُس سے پہلے ہوئے تھے اُن سبھوں سے زیادہ خداوند کی نظر میں بدی کی" (۱-سلاطین ۱۶: ۳۰) - صیدانیوں کے بادشاہ کی بیٹی ایزبل سے اُس کی شادی سیاسی طور پر تو سودمند تھی لیکن مذہبی طور پر یہ اُس کے لئے تباہ کُن ثابت ہوئی - اُس کی بیوی نے اسرائیل میں نہ صرف ★ بعل دیوتا کی بُت پرستی کو رائج کیا اور ★ عستارات دیوی کی مذموم رسومات کو ملک میں لائی بلکہ اُس نے یہوواہ کے پیروکاروں کے خلاف ایک بڑی ایذارسانی کی مہم چلائی اور سب نبیوں کو قتل کروایا سوائے اُن سو نبیوں کے جن کو عبدیاہ نے غار میں چھپا رکھا تھا (۱-سلاطین ۱۸: ۴؛ قب ۱۹: ۱۴) -

اسرائیل کی تاریخ کے اس نازک دَور کے لئے خدا نے ایلیاہ نبی کو برپا کیا - ایلیاہ نبی کی خدمت کا نقطۂ عروج کوہِ کرمل پر اُس کا بعل کے نبیوں سے مقابلہ تھا جس میں اُس نے فتح پائی (دیکھئے ۱-سلاطین ب ۱۸) -

اُس کی حرص اور لالچ، اُس کے یہوواہ سے انکار اور دینی بگاڑ سے کچھ کم نہ تھا - اُس نے اپنی ہی جائداد پر اکتفا نہ کیا بلکہ ★ نبوت کے تاکستان کو جو اُس کے یزرعیل کے محل کے پاس تھا لینا چاہا - جب نبوت نے تاکستان بیچنے سے انکار کیا تو وہ ناخوش اور غمزدہ ہو کر گھر میں لیٹ گیا - جب ملکہ نے یہ دیکھا تو اُس نے اخی اب کو ملامت کی اور طعنہ دے کر کہنے لگی "اسرائیل کی بادشاہی پر یہی تیری حکومت ہے؟" (۱-سلاطین ۲۱: ۷) - پھر ایزبل نے نبوت پر جھوٹے گواہوں سے الزام لگوا کر اسے سنگسار کروایا - اس گناہ نے اخی اب اور اُس کے خاندان کی تباہی پر مہر ثبت کر دی اور اس کی نسل کاٹ ڈالی گئی (۱-سلاطین ۲۱: ۲۱) - ایلیاہ نبی کی فیصلہ کُن پیشینگوئی کہ "جہاں کتوں نے نبوت کا لہو چاٹا کتے تیرے لہو کو بھی چاٹیں گے" (۱-سلاطین ۲۱: ۱۹) نہ صرف اُس کے بیٹے یورام کے حق میں (۲-سلاطین ۹: ۲۴-۲۶) بلکہ اور لحاظ سے اخی اب کے اپنے حق میں بھی (۱-سلاطین ۲۲: ۳۸) لفظ بلفظ پوری ہوئی - چونکہ اخی اب نے عارضی توبہ کر لی اس لئے یہ سزا اُس کے بیٹے کے عہد تک ملتوی کی گئی (۱-سلاطین ۲۱: ۲۷-۲۹) -

اخی اب کا ایک اور بڑا گناہ یہ تھا کہ بن ہدد سے دوسری جنگ میں اِس نے خدا کے حکم کے خلاف اسے زندہ چھوڑا (۱-سلاطین ۲۰: ۲۰-۴۳) - یہ نافرمانی ساؤل بادشاہ کی نافرمانی کی طرح جب اُس نے عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کو چھوڑ دیا تھا (دیکھئے ۱-سموئیل ۱۵: ۸ مابعد) سیاسی حکمتِ عملی پر مبنی تھی - اخی اب نے خدا کے حکم کو بالائے طاق رکھ کر اپنی سوچ کے مطابق اپنے فائدے کے لئے فیصلہ کیا - اس گناہ کی وجہ سے اُسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے - تین سال بعد اُس نے یہوداہ کے بادشاہ یہوسفط کے ہمراہ ارام پر حملہ کیا تاکہ رامات جلعاد کو پھر اپنے قبضے میں کرے - اس لڑائی میں وہ بھیس بدل کر گیا کیونکہ میکایاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی کہ وہ میدانِ جنگ میں مارا جائے گا (۱-سلاطین ب ۲۲) لیکن وہ ایک تیر سے جو اُس کے بکتر (جوشن) کے جوڑ میں لگا زخمی ہوا اور مر گیا (۱-سلاطین ۲۲: ۳۰-۳۴) - اخی اب کے ارام سے جنگ میں اُلجھنے سے موآب کو جو اُس کا خراج گزار

تھا موقع ملا کہ اُس کے خلاف بغاوت کرے ۔ اس کا احوال موآبی پتھر پہ درج ہے (دیکھئے موآبی پتھر) ۔

۲ ۔ ایک جھوٹا نبی قولایاہ کا بیٹا (یرمیاہ ۲۹: ۲۱) جو یہوواہ کا نام لے کر جھوٹی نبوّت کرتا تھا ۔ یرمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی کہ وہ شاہِ بابل کے ہاتھوں آگ میں جلایا جائے گا (۲۹: ۲۲) ۔

حنانیاہ ۔ حنن یاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ شفیق ہے) ۔

۱ ۔ زرُبابل کا ایک بیٹا (۱ ۔ تواریخ ۳: ۱۹، ۲۱) ۔
۲ ۔ بنیمین کے قبیلے کا ایک شخص (۱ ۔ تواریخ ۸: ۲۴) ۔
۳ ۔ داؤد کا مقرر کردہ ایک موسیقار (۱ ۔ تواریخ ۲۵: ۴، ۲۳) ۔
۴ ۔ عُزیّاہ کی فوج کا ایک سردار (۲ ۔ تواریخ ۲۶: ۱۱) ۔
۵ ۔ قلعہ کا حاکم جس کے سپرد نحمیاہ نے یروشلیم کیا (نحمیاہ ۷: ۲) ۔

حننیا یا حنانیاہ ۔ حنن یاہ :۔ (عبرانی = یہوواہ شفیق ہے) ۔

پُرانے عہد نامے میں

ایک بہت عام نام جو کئی مرتبہ نئے اور پرانے عہد نامہ میں آیا ہے ۔

۱ ۔ ایک جھوٹا نبی جو جبعونی عزور کا بیٹا تھا ۔ یرمیاہ نبی نے اُس پر لعنت بھیجی تھی (یرمیاہ ۲۸ ب) کیونکہ حننیاہ نے سرِعام ہیکل میں پیشین گوئی کی کہ دو سال کے عرصہ میں وہ لوٹ کا مال جو شاہ بابل بنوکدنضر لے گیا تھا واپس کیا جائے گا اور شاہ بابل کا اسرائیلیوں پر سے جُوا توڑ ڈالا جائے گا ۔ یہ پیشینگوئی یرمیاہ کی پیشینگوئی سے مختلف تھی ۔ یرمیاہ نے خدا کے حکم کے مطابق کہا تھا کہ اسیری ۷۰ سال کے بعد ہی ختم ہو گی (یرمیاہ ۲۵: ۱۲) ۔ یرمیاہ نبی نے خداوند کے حکم کے مطابق ایک بندھن اور جُوا بنا کر اپنی گردن میں اس بات کی علامت کے طور پر ڈال رکھا تھا کہ وہ شاہِ بابل کے اختیار کو تسلیم کرتا ہے (یرمیاہ ۲۷: ۲، ۳، ۱۲) ۔ حننیاہ نے لوگوں پر اپنی پیشینگوئی کو بصری طور پر آشکارا کرنے کے لئے یرمیاہ نبی کی گردن سے جُوا اُتار کر توڑ ڈالا (۲۸: ۱۰) ۔ تب یرمیاہ نے حننیاہ کو ملامت کی اور کہا کہ خدا نے تجھے نہیں بھیجا (۲۸: ۱۵) ۔ تو لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال رہا ہے ۔ تو اسی سال مر جائے گا ۔ دو مہینے کے بعد وہ واقعی مر گیا ۔

۲ ۔ یہویقیم کے عہد میں صدقیاہ سردار کا باپ (یرمیاہ ۳۶: ۱۲) ۔

۳ ۔ ★ اریاہ داروغہ کا دادا ۔ اریاہ نے یرمیاہ نبی پر بغاوت کا الزام لگا کر اسے پکڑا تھا (یرمیاہ ۳۷: ۱۳) ۔

۴ ۔ اسیری کے زمانہ میں دانی ایل نبی کا ایک ساتھی جسے خواجہ سراؤں کے سردار نے سدرک کا نام دیا تھا (دانی ایل ۱: ۶، ۷، ۱۱، ۱۹) ۔

۵ ۔ بہت سے دیگر اشخاص کا نام جن کا ذکر نحمیاہ اور عزرا کی فہرستوں میں آتا ہے (عزرا ۱۰: ۲۸؛ نحمیاہ ۳: ۸؛ ۳۰؛ ۱۰: ۲۳؛ ۱۲: ۱۲؛ ۴۱) ۔

معجزہ :۔

وہ کام جو انسانی طاقت سے باہر ہو ۔ وہ حیرت انگیز کارنامہ جو نبی کی معرفت وقوع میں آئے ۔ عاجز کر دینے والی بات ۔ معمول اور فطرت کے خلاف بات ۔

کتابِ مقدس میں اُن واقعات کے لئے جو قدرت میں یا تاریخ میں زندہ خدا کی فعالی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں مختلف عبرانی، ارامی اور یونانی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ ان کا اردو ترجمہ معجزہ، نشان، کرامات، عجائب، کرشمہ، قدرت کے کام وغیرہ سے کیا گیا ہے ۔ مثلاً عبرانی لفظ موفیت کا جو پُرانے عہد نامہ میں تقریباً ۳۵ مرتبہ آتا ہے، اردو میں ترجمہ عجائب (خروج ۷: ۳؛ زبور ۱۰۵: ۵ وغیرہ)، کرامات (خروج ۴: ۲۱؛ ۱۱: ۱۰)، معجزہ (استثنا ۲۶: ۸)، اچنبھا (استثنا ۲۸: ۴۶؛ یسعیاہ ۲۰: ۳)، کرشمہ (استثنا ۲۹: ۳)، ایما (زکریاہ ۳: ۸)، نشان (۱ ۔ سلاطین ۱۳: ۳؛ ۲ ۔ تواریخ ۳۲: ۲۴) ہوا ہے ۔

عبرانی، ارامی اور یونانی میں وہ لفظ جو معجزے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں بلحاظ مفہوم معجزے کے تین مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ۔

۱ ۔ انوکھی بات ۔ فرق چیز ۔ عجیب و غریب ۔ ان کے لئے عبرانی مادّہ پے ۔ لامد ۔ آلف سے ترکیب دیئے ہوئے لفظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ خاص کر صفت فعلی کے صیغہ میں نفلاؤت ۔ یشوع ۳: ۵ ۔ عجیب و غریب کام، ارامی میں لفظ تیما ۔ دانی ایل ۴: ۲، ۳ (عبرانی متن میں ۳: ۳۲، ۳۳)؛ ۶: ۲۷ ۔ یونانی لفظ تیراس teras ہے ۔ متی ۲۴: ۲۴؛ یوحنا ۴: ۴۸؛ اعمال ۴: ۳۰ ۔ عجیب کام ۔

۲ ۔ قدرت کے کام ۔ زبردست وقوعہ ۔ اس کے لئے عبرانی مادہ گیمل ۔ بیتھ ۔ ریش سے ترکیب دیئے ہوئے لفظ میں گبورا ۔ زبور ۱۰۶: ۲؛ ۱۴۵: ۴ ۔ قدرت کے کام (قب عربی جبّار ۔ بہت طاقت والا) ۔ اس کے لئے یونانی لفظ دُونامس dynamis ہے متی ۱۱: ۲۰؛ مرقس ۹: ۳۹ (دیکھئے ریفرنس بائبل کا حاشیہ جہاں "قدرتیں" اور "قدرت" درج ہے) ۱ ۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۰؛ گلتیوں ۳: ۵ ۔

۳ ۔ پُر مطلب، معنی خیز بات ۔ وہ معجزے جو کسی اہم بات کو ظاہر کرتے ہیں یا اُس کا ثبوت ہیں ۔

عبرانی اوت ۔ گنتی ۱۴: ۱۱؛ نحمیاہ ۹: ۱۰ ۔ نشان

ارامی ★ آیت دانی ایل ۴: ۲، ۳؛ ۶: ۲۷ ۔ نشان

یونانی سیمیون semeion ۔ نشان ۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ تقریباً ۷۴ مرتبہ آیا ہے ۔ اس کا ترجمہ اناجیل اور اعمال کی کتاب میں معجزے کیا گیا ہے سوائے لوقا ۲: ۱۲، ۳۴؛ ۲۱: ۱۱، ۲۵؛ یوحنا ۲: ۱۸ جہاں اس کا ترجمہ نشان ہے ۔ لیکن پولس رسول کے خطوط اور مکاشفہ کی کتاب میں سب جگہ نشان ہی ہے ۔

۱- معجزے اور نظامِ قدرت

لوگوں کے خیالات میں معجزوں کے معاملے میں بہت سی اُلجھنیں اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ کلام مقدس میں خدا کی نظامِ قدرت میں دائمی حاکمیت اور کارسازی میں اور خدا کے خاص کاموں یعنی معجزوں میں کوئی خاص تمیز نہیں کی گئی ہے۔ پاک کلام کے نظریہ کے مطابق نظامِ عالم کا متواتر اور باقاعدگی سے چلنا اور اس کا قائم رہنا خدا کی حاکمیت کا مرہونِ منت ہے (قب کلسیوں ۱: ۱۶، ۱۷)۔ خدا کے سرگرمِ عمل ہونے کے تینوں پہلو، عجائبات، قدرت اور نشانات، نہ صرف معجزوں میں بلکہ تمام تخلیقی نظام میں موجود ہیں (رومیوں ۱: ۲۰)۔ جب زبور نویس خدا کے عظیم کاموں کی تعریف کرتا ہے تو وہ خدا کے تخلیق کے عمل اور اُس کے بنی اسرائیل کو معجزانہ طور سے مصر کی غلامی سے نجات دلانے میں کوئی تمیز نہیں کرتا (زبور ۱۳۵: ۶-۱۲)۔ اس بات کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ایوب ۵: ۹، ۱۰؛ ۹: ۱۰ میں جو عبرانی لفظ نفلاؤت (مادہ پے- لامد- آلف- نفعل کا صیغہ) استعمال ہوا ہے وہ قدرتی واقعات کی عکاسی کرتا ہے جنہیں اردو میں بے شمار "عجیب کام" (۵: ۹) اور بیشمار "عجائب" (۹: ۱۰) سے ترجمہ کیا گیا ہے (قب یسعیاہ ۸: ۱۸؛ حزقی ایل ۱۲: ۶ جہاں ایک اور لفظ موفیت استعمال ہوا ہے)۔ یوں جب کتاب مقدس کے مصنفین خدا کی قدرت کے کاموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو ان کے نزدیک یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ نظامِ قدرت کے واقعات اور دیگر خاص واقعات میں جنہیں ہم معجزے کہتے ہیں تمیز کریں کیونکہ یہ دونوں خدا کی حاکمیتِ مطلقہ کا نتیجہ ہیں۔ خدا کے خاص کام خدا کی ذات کی لاثانیت کو عیاں کرتے ہیں جو انسان اور خصوصاً جھوٹے دیوتاؤں سے کہیں بلند و بالا ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے اور اپنے کو نظامِ قدرت اور تاریخ میں ظاہر کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علماء نے قدرت کے بعض قوانین دریافت کئے ہیں جن کے مطابق بعض معجزوں کی وضاحت کی جا سکتی ہے اور یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ علّت اور معلول کے اصولوں کے عین مطابق ہیں۔ مثلاً مصریوں پر دس آفات ایک ایسا سلسلہ معلوم ہوتا ہے جو بظاہر فطرت پر مبنی ہو (دیکھئے آفات، دس صفحہ ۶ کالم ۲ کا آخری پیرا)۔ اسی طرح یردن کے پانی کے تھم جانے اور ڈھیر لگ جانے (یشوع ۳: ۱۶) کا بھی کوئی قدرتی سبب بتایا جاتا ہے۔ خداوند مسیح کے بعض شفا کے معجزوں کو نفسی جسمی psychosomatic سائنس کے نئے دریافت شدہ اصولوں کی روشنی میں عام فطرتی واقعات بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ باتیں بائبل کے اس دعویٰ کی تردید نہیں کرتیں کہ یہ خدا کے عظیم کام تھے۔ قدرتی قوانین کا ذکر اُس کائنات کے سلسلے میں آتا ہے جہاں خدا ہر وقت حاضر و ناظر اور سرگرم عمل ہے۔ یہ فلسفہ میں ایک بے جواز اُلجھاؤ ہے کہ کائنات خود بخود خدا کے اٹل قوانین کے مطابق چلتی رہتی ہے جیسے کوئی مشین ہو۔

بعض فلسفی اور علمِ الٰہی کے ماہر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ معجزوں کا واقع ہونا خدا کی ذات اور مقصد کے متضاد ہے۔ اُن کے مطابق خدا اوّل و آخر ہے۔ وہ آخرت کے متعلق ابتدا ہی سے علم رکھتا ہے۔ وہ خالق ہے جس نے بغیر کسی ابتدائی مادّہ کے دنیا کو تخلیق کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی ابتدائی مادّہ اس کی تخلیقی سرگرمی میں رکاوٹ کا باعث نہ بن سکا۔ وہ لاتبدیل ہے۔ سو اُس کو کیا ضرورت ہے کہ قدرتی نظام کے چلنے میں "مداخلت" کرے؟

اس اعتراض کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی ذات کو کلام مقدس کی صحیح تعلیم کے مطابق سمجھا نہیں جاتا۔ خدا زندہ اور شخصی خدا ہے۔ اُس کے لاتبدیل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ محض ایک غیر شخصی قوت ہے بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک وفادار اور قابلِ اعتماد شخصیت ہے۔ اُس نے ذمہ دار انسان کو پیدا کیا جس کو وہ محض کٹھ پتلی کی طرح نچاتا نہیں بلکہ اُس کو شخصیت دے کر اس سے شخصی تعلق قائم کرتا ہے۔ معجزے وہ واقعات ہیں جن میں ایک ڈرامائی انداز سے خدا کی ذات ظاہر ہوتی ہے۔ ایسا خدا جو تاریخ میں سرگرم عمل ہے۔ وہ ایک اٹل ★ تقدیر نہیں بلکہ نجات دینے والا خدا ہے جو لوگوں کی ہدایت کرتا اور اُنہیں بچاتا ہے۔

اگر ہمیں خدا کی راہوں کے متعلق زیادہ علم ہو جائے تو شاید ہم پہچانیں گے کہ جن واقعات کو ہم یکتا اور لاثانی سمجھتے ہیں وہ اصل میں قدرت کے باقاعدہ نظام کے مطابق ہیں۔ تاہم عجیب اور غیر معمولی واقعات کو خارج القیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ معجزوں اور قدرتی نظام میں کوئی بنیادی فرق نہیں تاہم کلام مقدس میں بہت سے ایسے واقعات کا ذکر ہے جو نظامِ قدرت کے متعلق ہمارے تصوّر اور تجربہ سے بعید ہیں۔

۲- معجزے اور مکاشفہ

بالفرض اگر معجزوں کے خلاف اعتراضوں کو بالائے طاق رکھ بھی دیا جائے تو بھی یہ سوال اُٹھے گا کہ خدا کو اپنے آپ کو تاریخ میں معجزوں سے ظاہر کرنے کا خاص مقصد کیا ہے؟

راسخ الاعتقاد علماء بنیادی طور پر معجزوں کو خدا کے انبیاء اور رسولوں، اور خاص کر خداوند یسوع مسیح کی صداقت کی مُہر سمجھتے ہیں۔ آزاد خیال نقّاد معجزوں کو محض توہمات قرار دیتے ہیں۔ ایسی ہی کہانیاں جو بُت پرست قوموں کے دیوتاؤں اور اُن کے پُجاریوں کے متعلق مشہور ہیں۔ یہ دونوں نظریئے اس اہم حقیقت سے انصاف نہیں کرتے کہ معجزوں میں اور خدا کے اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کرنے میں گہرا تعلق ہے۔ معجزے ظاہری طور پر مکاشفہ کی تصدیق ہی نہیں کرتے بلکہ وہ بذاتِ خود اس مکاشفہ کا اہم حصّہ ہیں۔ اس کا خاص مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس اعتقاد کو تقویت ملے کہ خدا ان کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں نجات دینے کی خاطر سرگرم عمل ہے۔

ا۔ جعلی معجزے

خداوند مسیح نے اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے لوگوں کو کوئی بے فائدہ اور حیران کن آسمانی نشان دکھانے سے برابر انکار کیا (دیکھئے نشان)۔ بہرحال محض معجزے دکھانا کسی کی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں۔ کتابِ مقدس میں اور کئی دیگر تحریروں میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو خدا کے مقاصد کے خلاف تھے لیکن پھر بھی انہوں نے معجزے اور عجیب کام دکھائے (قب استثنا ۱۳: ۲، ۳؛ متی ۷: ۲۲؛ ۲۴: ۲۴؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۹؛ مکاشفہ ۱۳: ۱۳ مابعد ۱۶: ۱۴؛ ۱۹: ۲۰)۔ کتابِ مقدس میں معجزوں کو محض تماشے کی خاطر دکھانے سے انکار اس بات کا ثبوت ہے کہ بائبل کے معجزے عام معجزوں والی کہانیوں کی مانند نہیں ہیں۔

یہ بات غورطلب ہے کہ یونانی لفظ تیراس teras جس کا اکثر ترجمہ عجیب کام کیا گیا ہے، شگون کے مفہوم کے قریب تر ہے۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں ہمیشہ یونانی لفظ سیمیون semeion (ترجمہ نشان) کے ساتھ استعمال ہوا ہے (متی ۲۴: ۲۴، یوحنا ۴: ۴۸؛ اعمال ۲: ۱۹؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۲ وغیرہ) اور یہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ صرف اہم نشانوں کا ذکر ہے۔

اصلی اور نقلی معجزوں میں فرق یہ ہے کہ اصلی معجزے باقی الٰہی مکاشفہ سے ہم آہنگ ہیں۔ وہ اُس علم کے مطابق ہوتے ہیں جو ایماندار پہلے ہی خدا کے متعلق رکھتا ہے۔ یہ معجزہ اس علم کو کچھ آگے بڑھاکر مزید گہرا کرتا ہے۔ اسی لئے بنی اسرائیل کو ہدایت تھی کہ کسی ایسے معجزہ دکھانے والے کا یقین نہ کریں جو خدا کی ذات کا انکار کرتا ہے (استثنا ۱۳: ۲، ۳)۔ اسی طرح ہم مسلّمہ اناجیل اور جعلی اناجیل کے معجزوں میں بھی تمیز کر سکتے ہیں کیونکہ جعلی اناجیل کے معجزے لغویات اور فضولیات پر مبنی ہیں۔

ب۔ معجزے اور ایمان

معجزوں کا مقصد یہ ہے کہ خدا کے متعلق ہمارا ایمان وسیع اور گہرا ہو جائے۔ یہ خدا کا ایک ڈرامائی انداز ہے جس میں وہ اُن سے مخاطب ہوتا ہے جن کے سننے کے کان ہوں۔ معجزوں کا اہم اور گہرا تعلق مشاہدہ کرنے والوں اور حصہ لینے والوں کے ایمان (قب خروج ۱۴: ۳۱؛ ۱۔ سلاطین ۱۸: ۳۹) اور اُن لوگوں کے ایمان کے ساتھ ہے جو بعد میں ان کے متعلق پڑھیں گے (یوحنا ۲۰: ۳۰، ۳۱)۔ اپنی نجات بخش حضوری اور نجات بخش کاموں کے جواب میں خداوند یسوع ہر وقت ایمان کی اُمید رکھتے تھے۔ ایمان ہی لوگوں کو صحت بخشتا اور انہیں تندرست کرتا تھا (لوقا ۷: ۵۰؛ مرقس ۱۰: ۵۲)۔ ایمان ہی ایک مبہم "تصوّری اثر" کو خدا کے مکاشفہ کی حقیقت میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ معجزہ میں متعلقہ اشخاص کا ایمان نہ ہونے سے معجزے کے واقع ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، یعنی یہ کہنا کہ خدا تب تک معجزہ نہیں کر سکتا جب تک انسان میں ایمان نہ ہو صحیح نہیں ہے۔ یہ غلط تاثر مرقس ۶: ۵، ۶ کی ادھوری تاویل کا نتیجہ ہے۔ خداوند مسیح کے ناصرۃ میں کوئی معجزہ نہ کر سکنے کی وجہ لوگوں کی بے اعتقادی نہ تھی۔ یا یوں کہیں کہ لوگوں کی بے اعتقادی نے مسیح کے معجزے کرنے کی قوّت کو محدود نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ یسوع مسیح ناصرۃ میں انجیل کی منادی نہ کر سکے تھے اور وہ اُن کاموں کو کرنے سے قاصر تھے جو اس خوشخبری کو عملی طور پر ظاہر کرتے تھے کیونکہ لوگوں نے اُن کی شخصیّت اور پیغام کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ یاد رہے کہ مرقس لکھتا ہے کہ "... صرف تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں اچھا کیا" (مرقس ۶: ۵)۔ بھیڑ کو معجزے دکھاکر حیران کرنا یا اعتقاد نہ رکھنے والوں کو عجائبات دکھاکر حیرت میں ڈالنا اُن کی مشن کا مقصد نہ تھا۔ یہ تھی اصلی وجہ جس سے وہ ناصرۃ میں معجزے نہ کر سکے۔

ج۔ معجزے اور خدا کا کلام

معجزوں کی ایک غورطلب خاصیّت یہ ہے کہ وہ خدا کے حکم سے یا اُس کے مقرر کئے ہوئے خادم کے وسیلے سے واقع ہوتے ہیں (یشوع ۳: ۷-۱۳؛ ۱۔ سلاطین ۱۳: ۱-۵) یا خدا کے بندے کے حکم یا دعا سے عمل پذیر ہوتے ہیں (قب خروج ۴: ۱۷؛ گنتی ۲۰: ۸؛ ۱۔ سلاطین ۱۸: ۳۷، ۳۸)۔ بعض مرتبہ پیشینگوئی اور حکم، دونوں کا ذکر ہے (قب خروج ب ۱۴)۔ یہ پہلو معجزوں اور مکاشفہ کے باہمی تعلق پر زور دیتا اور ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے تخلیقی کلمے اور معجزوں کا آپس میں خاص تعلق ہے۔

د۔ تاریخِ مقدّس کے اہم موڑ

معجزوں اور مکاشفہ میں ایک اور تعلق بھی غورطلب ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ "تاریخِ مقدّس کے اہم موڑوں پر معجزے زیادہ تعداد میں نمودار ہوتے ہیں۔ خدا کے عظیم ترین عجیب کام یہ ہیں: بحرِ قلزم پر بنی اسرائیل کا بچنا اور خداوند مسیح کا مردوں میں سے جی اُٹھنا۔ پہلے موڑ پر فرعون اور مصریوں کے دیوتاؤں سے مقابلہ ہوتا ہے (خروج ۱۲: ۱۲؛ گنتی ۳۳: ۴)۔ دوسرے موڑ پر مسیح میں خدا کے نجات کے کام اور شیطان کی سب قوتوں سے مقابلہ ہے۔ بہت سے معجزے ایلیاہ اور الیشع نبیوں کے زمانہ میں بھی ہوئے کیونکہ اس زمانہ میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ بنی اسرائیل مکمل طور پر بے دینی میں غرق ہو جائیں گے (قب ۱۔ سلاطین ۱۹: ۱۴)۔ حزقیاہ کے زمانہ میں (۲۔ سلاطین ۲۰: ۱۱) اور اسیری کے دوران بھی کئی معجزے ہوئے اور مسیحی تاریخ کی ابتدا میں بھی۔

۳۔ نئے عہدنامہ میں معجزے

بعض آزاد خیال مسیحی نئے عہدنامہ کے معجزوں خصوصاً خداوند مسیح کے معجزوں میں اور پرانے عہدنامہ کے معجزوں میں خاص تمیز کرتے ہیں۔ لیکن راسخ الاعتقاد نقاد اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اصولی طور پر پرانے اور نئے عہدناموں کے معجزوں میں کوئی فرق نہیں۔ اگر نئے عہدنامہ

کے معجزوں کو مانیں تو پرانے عہد کے معجزوں کو بھی ماننا ہوگا۔

یہ دعویٰ کہ نئے عہدنامہ کے معجزے موجودہ نفسیات اور نفسی جسمی علوم Psychology and Psychosomatic Sciences کی روشنی میں زیادہ قابلِ قبول ہیں صحیح نہیں کیونکہ یہ اُن سب معجزوں کے بارے میں زیادہ قابلِ قبول ہیں صحیح نہیں کیونکہ یہ اُن سب معجزوں کے بارے میں سچ نہیں جو براہِ راست فطرت سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً پانی کا مے بن جانا یا سمندر کے طوفان کا تھم جانا یا بگڑے ہوئے اعضاء کا ایک دم ٹھیک ہو جانا یا مُردوں کا جی اُٹھنا۔

تاہم مسیح کے معجزوں اور پرانے عہدنامہ کے معجزوں میں ایک اہم فرق کی شہادت ملتی ہے۔ پرانے عہدنامہ میں خدا اپنی قدرتِ مطلقہ سے معجزے کر کے اُنہیں اپنے بندوں پر ظاہر کرتا تھا یا اپنے بندوں کے ذریعہ معجزے کرواتا تھا۔ لیکن مسیح اپنے ہی کُلّی اختیار سے معجزے کرتے تھے کیونکہ وہ خود خدائے مجسّم تھے اور اپنی پوری حاکمیت سے اپنی تخلیق شدہ کائنات میں معجزے دکھاتے تھے۔ جب رسولوں نے اس قسم کے معجزے دکھائے تو وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے مسیح کی طاقت سے دکھاتے تھے کیونکہ وہ اُن سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ اُنہوں نے اعمال کی کتاب میں وہی باتیں جاری رکھیں جنہیں مسیح نے اپنی زمینی خدمت کے دوران کرنا اور سکھانا شروع کیا تھا (اعمال ۱:۱)۔

اس بات پر زور کہ خدا براہِ راست مسیح میں کام کرتا تھا اس بات کا انکار نہیں کہ پرانے عہد اور نئے عہد کے معجزات میں تسلسل ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے سوال کے جواب میں جن کاموں کی فہرست خداوند مسیح دیتے ہیں (متی ۱۱:۵) بڑی عجیب اور حیرت انگیز ہے۔ اس میں کوڑھیوں کو شفا اور مُردوں کو جلانا شامل ہے جن کی مثال پرانے عہدنامہ میں الیشع نبی کی خدمت میں بھی ملتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ غور طلب بات یہ ہے کہ مسیح کے کام اور کلام میں ایک پختہ تعلق ہے۔ وہ لازم و ملزوم ہیں۔ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سُنائی جاتی ہے جس کے باعث اُنہیں روحانی بینائی حاصل ہوتی ہے اور اُنہیں جو روحانی طور پر محتاج ہیں خدا کی راہ میں چلنے کی توفیق دی جاتی ہے۔

پرانے عہدنامہ کے کسی زمانے کی نسبت نئے عہدنامے میں کہیں زیادہ معجزوں کا ذکر آیا ہے۔ پرانے عہدنامہ میں معجزوں کا ذکر ایک ایک کر کے الگ الگ آتا ہے اور یہ تاثر نہیں ملتا کہ ان کے سوا اور معجزے بھی ہوئے تھے جن کو سپردِ قلم نہیں کیا گیا۔ لیکن اناجیل اور سارے نئے عہدنامہ میں بار بار دعویٰ کیا گیا ہے کہ جن معجزوں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے، وہ کل معجزوں کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہیں۔ گزرے زمانے میں جو اکا دکا معجزے خدا کی حاکمیت کو ظاہر کرتے ہیں اب سیلاب کی طرح اُمڈ کر بدی اور بیماریوں کی قوتوں کا کھُلا مقابلہ کر رہے ہیں۔

مسیح کے کام اپنے طور و طریق سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اوروں سے مختلف ہیں۔ خداوند مسیح بیماری اور بدروحوں سے بڑے ذاتی اختیار سے نمٹتے ہیں، جبکہ انبیاء خدا کے نام سے یا اُس سے دُعا کر کے معجزے دکھاتے تھے۔ خداوند مسیح اسی اختیار سے بدروحوں کو نکالتے اور بیماروں کو شفا دیتے تھے جس سے وہ گناہوں کی معافی دینے کا اعلان کرتے تھے۔ ان دو اختیارات کو اُنہوں نے دیدہ دانستہ باہم وابستہ کیا (مرقس ۲:۹-۱۱)۔ تاہم ساتھ ساتھ وہ اس بات پر زور دیتے کہ اُن کے سب کام باپ کے آسرے اور سہارے پر کئے جاتے ہیں (مثلاً یوحنا ۵:۱۹)۔ لاینفک یعنی اُن کی ذات میں پنہاں اختیار اور علیم بھروسے کا توازن الوہیت اور انسانیت کے کامل اتحاد کی صحیح علامت ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ مسیح کے کاموں کا ان کی مشن سے اٹوٹ تعلق، ان کی تعداد اور ان کا اختیار سے کیا جانا اس بات کی دلالت ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔

سب سے زیادہ تو کنواری سے پیدائش، مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر اُٹھایا جانا اُس نئی بات کو ظاہر کرتا ہے جو خدا نے مسیح میں کی۔ وہ ابرہام اور داؤد کی نسل سے پیدا ہوئے لیکن ایک کنواری کے بطن سے۔ دیگر لوگ بھی مُردوں میں سے جی اُٹھے لیکن وہ دوبارہ فوت ہو گئے۔ مسیح ہمیشہ تک زندہ ہیں اور خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھے ہیں۔ مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا وہ لاثانی معجزہ ہے جس پر نئے عہدنامہ کے ایمان کی ساری عمارت قائم ہے (قب ۱-کرنتھیوں ۱۵:۱۷)۔ یہ اس لحاظ سے لاثانی واقعہ ہے کہ اس سے گناہ اور موت پر فیصلہ کن فتح ہوئی ہے۔ نئے عہدنامہ کی کلیسیا کے دیگر معجزے جو رسولوں اور دوسرے پیشواؤں نے کئے مسیح کی اپنے لوگوں کے ساتھ مکمل یگانگت کی وجہ سے ممکن ہوئے۔ یہ معجزے مسیح کے نام سے کئے گئے اور اُن کے کام اور تعلیم کو جاری رکھتے رہے اور یہ اُس رُوح کی قدرت سے ہوئے جسے اُنہوں نے باپ کی طرف سے بھیجا ہے۔ ان معجزوں کا رسولوں کی مسیح کی ذات اور ان کے کام کے متعلق گواہی سے گہرا تعلق ہے۔ یہ خدا کی بادشاہی کی منادی ہی کا حصّہ ہیں۔ یہ معجزے اپنی ذات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے بلکہ یہ اس منادی کا ہی اٹوٹ حصّہ ہیں۔

فی زمانہ ایک بحث جاری ہے۔ اس کے مطابق معجزوں کی ضرورت اور مقصد رسولی زمانہ تک ہی محدود تھا۔ ہم کم از کم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نئے عہدنامہ کے معجزے بعد کے معجزوں سے اس لئے مختلف ہیں کہ اُن کا خدا کے بیٹے کے جسم میں ظاہر ہونے سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے بعد کے زمانے میں ہمیں معجزے دیکھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں کیونکہ نئے عہدنامہ کے معجزوں نے خدا کے بڑے پیغام کی حقیقت کو، یعنی تجسّمِ الٰہی کو پورے طور پر ظاہر کر دیا ہے۔

کوہِ سینا، سینا :-

۱- جائے وقوع

وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پہاڑ کس مقام پر واقع ہے۔ علماء کے مطابق درجِ ذیل پہاڑوں میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے: جبل موسیٰ، راس السفسفی، جبل سیربال اور ایک پہاڑ جو الحروب کے قریب ہے۔

یہودی مورّخ ★ یوسیفس سے روایت ہے کہ یہ جبل سیربال ہی ہے، جبکہ جبل موسیٰ کے متعلق روایت کا تعلق صرف یوسطین شہید کے زمانہ سے ہے۔ لیکن جبل سیربال بھی عہد کا پہاڑ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے دامن کا بیابان اتنا وسیع نہیں کہ وہاں بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو سکیں۔

پہلے اکثر علماء کا خیال تھا کہ الحروب کے قریب ایک آتش فشاں پہاڑ ہی کوہِ سینا ہے۔ لیکن اب علماء اس سے اتفاق نہیں کرتے کیونکہ جس جگہ یہ پہاڑ واقع ہے وہاں سے خروج کے سفر کا راستہ ناممکن ہے۔ پھر یہ خروج باب ۱۹ کے متن کی کچھ زیادہ ہی آزاد تشریح ہے۔

پس دو ہی ممکن جگہیں ہو سکتی ہیں، یعنی جبل موسیٰ اور راس السفسفی۔ یہ دو پہاڑ ایک چٹانی سلسلۂ کوہ میں واقع ہیں جو شمال مغرب سے جنوب مشرق کی طرف دو میل تک پھیلا ہوا ہے۔ شمال میں راس السفسفی (بلندی ۶۵۴۰ فٹ) اور جنوب میں جبل موسیٰ (بلندی ۷۳۶۳ فٹ) واقع ہیں۔ روایت اور اکثر علماء جبل موسیٰ ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاہم کئی علماء راس السفسفی کو عہد کا پہاڑ بتاتے ہیں کیونکہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک وسیع میدان ہے جس میں بنی اسرائیل کا بہت بڑا ہجوم سما سکتا تھا۔ لیکن جبل موسیٰ کے متعلق روایت بہت قدیم ہے (۱۵۰۰ سال) اور اس کی چٹانی شکل سے بھی یہی تاثر ملتا ہے کہ غالباً یہی کوہِ سینا ہے۔ پھر اس کو مزید تقویت اس بات سے ملتی ہے کہ بنی اسرائیل کے سفر کے چند پڑاؤ بھی اسی راستے پر ملتے ہیں۔

۲- کوہِ سینا پرانے عہد نامہ میں

کوہِ سینا کو پرانے عہد نامہ میں ★ حورب بھی کہا گیا ہے۔ بنی اسرائیل ★ مارہ اور ★ ایلیم سے ہوتے ہوئے تین ماہ میں یہاں پہنچے (خروج ۱:۱۹) اور انہوں نے اس کے دامن میں ایک میدان میں ڈیرے ڈالے جہاں سے پہاڑ کی چوٹی دکھائی دیتی تھی (خروج ۱۹: ۱۶، ۱۸، ۲۰)۔ خدا اس پہاڑ پر موسیٰ پر ظاہر ہوا اور اُسے دس احکام اور شریعت دی۔ جو عہد خدا اور لوگوں کے درمیان یہاں باندھا گیا اُس کی وجہ سے مختلف قبیلوں میں زیادہ قریبی تعلق پیدا ہوا اور ایک قوم جو ایک ہی خدا کی پرستش کرتی تھی وجود میں آئی۔

جبل موسیٰ کے دامن میں ایک راہب خانہ ہے جسے سینٹ کیتھرین کا راہب خانہ کہتے ہیں۔ اس جگہ ٹشنڈارف کو چوتھی صدی عیسوی کا بائبل کا ایک مشہور نسخہ ملا تھا (دیکھئے صفحہ ۱۲۶ کالم ایک)۔ اس نسخہ کو سینا کا نسخہ "الف" پکارا جاتا ہے۔ اس راہب خانہ کے کُتب خانہ میں یونانی، عربی، ایتھوپیائی اور شامی زبانوں میں بہت ہی قدیم نسخے ہیں جو اب مائیکرو فلم پر مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

ایل شیدائی :- پُرانے عہد نامہ کے عبرانی متن میں خُدا کے بیشتر نام دو لفظوں سے مُرکّب ہیں۔ پہلا لفظ ایل یا یہوواہ یا ان کا مُخفّف ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی دُوسرا لفظ لگایا جاتا ہے جو خدا کی پاک ذات کے کسی مخصُوص پہلُو کی نشاندہی کرتا ہے۔ مثلاً **ایل عولام** (پیدائش ۲۱: ۳۳۔ اُردو ترجمہ ابدی خُدا، کیتھولک ترجمہ خُدائے قیوم)، **ایل اِلٰہ اِسرائیل** (پیدائش ۳۳: ۲۰۔ کیتھولک ترجمہ قدیر خُدائے اسرائیل)۔ یہوواہ کے ساتھ بہت سے الفاظ جوڑے گئے۔ یہوواہ نسّی (خرُوج ۱۷: ۱۵)۔ یہوواہ سلوم (قضاۃ ۶: ۲۴)۔ یا یہوواہ کا مُخفّف "یاہ" آخر میں لگایا جاتا ہے۔ یرمیاہ، صفنیاہ وغیرہ۔ اِن خوبصُورت ناموں میں ایک نہایت پُرمعنی، پُرمحبّت اور شفیق نام، عبرانی میں **ایل شیدائی** ہے۔ اِس کا اُردو ترجمہ اکثر خُدائے قادر (پیدائش ۱۷: ۱؛ ۲۸: ۳ وغیرہ) یا قادرِ مُطلق (گنتی ۲۴: ۴؛ ایوب ۵: ۱۷ وغیرہ) کیا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں یہ ترجمہ زیادہ موزُوں نہیں کیونکہ یہ عبرانی زبان کے مفہوم کو پُوری طرح ادا نہیں کرتا۔ لفظ ایل میں خُدا کی قُدرت کا مفہُوم پایا جاتا ہے۔ شَیدائی اِس کے مفہوم کو محض دُہراتا نہیں بلکہ آگے بڑھاتا ہے۔ شَیدائی کا مادّہ "شاد" ہے اور اس کے دو معنی ہیں۔ پہلے معنی زور اور طاقت کے ہیں (قب عربی شدید، اشد، تشدید سے)۔ اکثر مُترجمین نے ان معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے اِس کا ترجمہ خُدائے قادر، قادرِ مُطلق وغیرہ کیا۔ لیکن دِلچسپی کی بات یہ ہے کہ عبرانی میں ایک اَور لفظ ہے جو "شاد" اور "شود" ہے اور اس کے معنی "چھاتی" کے ہیں۔ یہ لفظ پُرانے عہد نامہ میں تقریباً ۲۰ مرتبہ آیا ہے (پیدائش ۴۹: ۲۵؛ ایوب ۳: ۱۲؛ غزل الغزلات ۱: ۱۳؛ ۴: ۵ وغیرہ)۔ غالباً "شیدائی" اِس سے مُشتق ہے۔

تاہم آپ کہیں گے کہ اِس کا ہمارے پاس کیا ثبُوت ہے؟ جیسے ہم پہلے عرض کر چُکے ہیں، کتاب مُقدّس میں جب کبھی پہلی مرتبہ خُداوند تعالیٰ کا پاک نام آتا ہے تو اُس کا سیاق وسباق اُس کے معنی پر رَوشنی ڈالتا ہے۔ "ایل شیدائی" پاک کلام میں پہلی مرتبہ پیدائش ۱۷: ۱ میں آیا ہے۔ اُس وقت ابرہام ننانوے (۹۹) برس کا تھا۔ وُہ زندگی کے ایک بڑے اِمتحان کے آخر میں ایک ایسے موڑ پر پہنچ گیا تھا

جہاں وہ اولاد کی طرف سے نا اُمید ہو گیا تھا۔ خُدا کا وعدہ اور اولاد کے لئے اُس کی اپنی خواہش دونوں کا پُورا ہونا ناممکن معلُوم ہوتا تھا۔ اِس نااُمیدی کے موقع پر خُدا ابرہام پر ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے "مَیں ایل شیدائی ہُوں"، مَیں قادر بھی ہُوں اور مامتا دِکھانے والا بھی ہُوں۔ خُدا قادرِ مُطلق بھی ہے اور برومندی بخشنے والا بھی (پیدائش ۲۸: ۳؛ ۴۸: ۳،۴)۔ خُدائے قادرِ مُطلق نہ صِرف قادر ہے بلکہ چھاتیوں اور رِحموں کی برکتیں بھی عطا کرتا ہے (پیدائش ۴۹: ۲۵)۔ چھاتیوں اور رِحموں کی برکتوں سے مُراد ہے کہ وہ اولاد بخشنے والا اور پالن ہار بھی ہے۔

لفظ "چھاتی" ایک پیارا اور پُرمعنی لفظ ہے — یہ بچّے کی سب ضرورتوں کو پُورا کرنے اور مکمّل تحفّظ کی علامت اور ضمانت ہے۔ جب خُداوند تعالےٰ نے یہ لفظ اپنے لئے اِستعمال کیا تو اُس نے اُس مامتا کی طرف اِشارہ کیا جو وُہ اِنسان کے لئے رکھتا ہے۔ ماں اپنے شِیر خوار بچّے کو بھول سکتی ہے لیکن "ایل شیدائی" ہمیں کبھی نہیں بھُول سکتا (یسعیاہ ۴۹: ۱۵)۔ خُدا کا یہ پیارا نام پُرانے عہدنامہ میں ۴۸ مرتبہ آیا ہے۔ اور دلچسپی کی بات یہ ہے کہ یہ ۳۱ مرتبہ ایوب کی کتاب میں آیا ہے۔ ایوب کا ایمان اِتنا پُختہ تھا کہ سب مُصیبتوں کے باوجود اُسے ایل شیدائی پر پُورا بھروسا تھا۔ جس طرح بچّہ ماں سے مار کھا کر بھی ماں کی گود میں پناہ لیتا ہے، ویسے ہی ایوب بھی خُدا کی تنبیہ کو اپنے لئے خوش قسمتی سمجھتا ہے "اِس لئے ایل شیدائی کی تادیب کو حقیر نہ جان کیونکہ وہی مجرُوح کرتا اور پٹّی باندھتا ہے" (ایوب ۵: ۱۷)۔

واقعی خُدا ہمارے ماں باپ کی مانند ہے۔ "جس طرح ماں اپنے بیٹے کو دِلاسا دیتی ہے اُسی طرح مَیں تم کو دِلاسا دُوں گا" (یسعیاہ ۶۶: ۱۳)۔

بشارت۔ منادی۔ خُوشخبری۔ انجیل:۔ نئے عہدنامہ میں بشارت اور منادی کے لئے جن یُونانی افعال کا انتخاب کیا گیا ہے وُہ اِس کے بُنیادی مفہُوم کے مُختلف پہلوؤں کی بڑی جامع توضیح پیش کرتے ہیں۔

سب سے اِمتیازی لفظ جو ساٹھ سے زائد مرتبہ آیا ہے، کیروسو kerysso ہے۔ اُردو میں لفظ منادی اِس کے معنی پُورے طور پر ادا کرتا ہے یعنی ★ نقیب کا بُلند آواز سے کِسی شاہی فرمان کو مُشتہر کرنا۔

قدیم دُنیا میں نقیب بڑی اہمیّت کا حامل تھا۔ اُسے اِس کام کے لئے اُس کے کِردار کی دِیانت داری اور وفاداری کے باعث چُنا جاتا تھا تاکہ شاہی یا سرکاری اعلانات کو صحیح طور پر بُلند آواز سے مُشتہر کرے۔ اور اکثر یہ کام نقّارہ پیٹ کر کیا جاتا تھا۔ مسیحی منادی اِسی طرح کا عمل ہے، جس میں نجات کی بشارت کو سرِ عام لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ عربی میں پُہنچانے کے لئے لفظ ابلغ ہے جس سے لفظ تبلیغ (خُدا کا حُکم لوگوں تک پُہنچانا) بنا ہے (اِسی لفظ کے مادّہ سے لفظ بالغ بنتا ہے جس کے معنی ہیں وہ شخص جو ایک خاص عُمر کو پُہنچ گیا ہو)۔

یونانی لفظ کیروسو kerysso تو پیغام کو دُوسروں تک پُہنچانے کے عمل کو بیان کرتا ہے۔ لیکن ایک اور یُونانی لفظ ہے جو پیغام کے مضمون کی اہمیّت اور نوعیّت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ہے یواَنگلی ذُومائی euangelizomai یعنی خوشخبری کو سُنانا۔ یہ لفظ نئے عہد نامہ میں ۵۵ مرتبہ آتا ہے۔ یہ یونانی سابقہ یو eu یا eus بمعنی "اچھّا" اور فعل انگلو angello سے ترکیب دِیا گیا ہے۔ (angel یعنی فرِشتہ کے بنیادی معنی خبر دینے والا کے ہیں)۔

اِس یُونانی لفظ کے لئے اُردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ خوشخبری ۵۴ مرتبہ استعمال کیا گیا اور ایک مرتبہ منادی (اعمال ۱۵: ۳۵۔ تاہم ریفرنس بائبل کے حاشیہ میں خوشخبری ہی ہے)۔ کیتھولک ترجمہ میں ۱۲ مرتبہ اِسے لفظ بشارت سے ادا کیا گیا ہے اور ۱۶ مرتبہ لفظ انجیل سے اور باقی جگہ خوشخبری سے۔ اِس یُونانی لفظ کے لئے بشارت ایک موزُوں لفظ ہے۔ بشارت کے معنی خوشخبری ہیں۔ لُوقا ۲: ۱۰ میں اُردو کے دونوں ترجموں میں تکرارِ لفظی پیدا ہوتی ہے "خُوشی کی بشارت" کیونکہ بشارت تو پہلے ہی خوشخبری ہے۔ لیکن یہ تکرار یُونانی میں بھی موجُود ہے۔

یُونانی میں منادی اور تعلیم میں امتیاز کیا گیا ہے یعنی کیرگما kerygma عوام میں منادی اور ★ دِدخے didache اخلاقی تعلیم ہے۔ اِس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے متّی کی انجیل میں خُداوند مسیح کی گلیلی خِدمت کے مختصر بیان کا سہارا لیا جاتا ہے (متّی ۴: ۲۳) "اور یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا اور اُن کے عبادتخانوں میں تعلیم didaskon دیتا رہا اور بادشاہی کی خوشخبری euangelion کی منادی kerysson کرتا۔۔۔"

منادی کا تصوُّر صرف نئے عہدنامہ میں شرُوع نہیں ہوتا۔ عبرانی انبیاء خُدا کے پیغام کی منادی کرتے تھے۔ یُوناہ

نبی کو نینوہ شہر میں منادی کے لئے بھیجا گیا (یوناہ ۱: ۳ -
★ ہفتادی ترجمہ میں kerysso اور عبرانی میں قادا - اعلان
کرنا ہے - دیکھئے قرائت) - نوح کو بھی راستبازی کا منادی
کرنے والا کہا گیا ہے (۲-پطرس ۲: ۵) - ہفتادی ترجمہ میں
kerysso ۳۰ سے زائد مرتبہ آتا ہے - اور یہ دونوں معنی
بیان کرتا ہے یعنی عام دنیاوی اعلان کرنا اور مذہبی یعنی الٰہی
پیغام دینا (یوایل ۱: ۱۴؛ زکریاہ ۹: ۹ للکار؛ یسعیاہ ۶۱: ۱) -
نئے عہدنامہ میں منادی میں ایک الٰہی بوجھ کا تاثر ملتا
ہے - خدا کا روح ہمیں مجبور کرتا ہے - پطرس اور یوحنا
★ سنہیڈرن کے حکم کے خلاف کہتے ہیں "ممکن نہیں کہ جو ہم نے
دیکھا اور سنا ہے وہ نہ کہیں" (اعمال ۴: ۲۰) - پولس بھی
زور دے کر کہتا ہے "یہ تو میرے لئے ضروری بات ہے
بلکہ مجھ پر افسوس ہے اگر خوشخبری نہ سناؤں" (۱-کرنتھیوں
۹: ۱۶) - منادی اور وعظ میں فرق ہے - وعظ تدریس کے
لئے ایک پرسکون ماحول میں اطمینان سے اخلاقی تعلیم دینا
ہو سکتا ہے - لیکن منادی میں خدا ہم سے براہ راست
مخاطب ہوتا اور ہمیں فیصلہ کرنے پر مجبور کرتا ہے - ایسی
منادی میں مخالفت کا ہونا ناگزیر ہے (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-
۲۸) - اس میں رسولی منادی کا ایک اور پہلو پنہاں ہے یعنی
صفائی اور کھرا پن - پولس صاف لفظوں میں بیان کرتا ہے
کہ وہ لبھانے والی باتوں سے نہیں بلکہ صفائی سے خدا کا
پیغام پیش کرتا ہے (۱-کرنتھیوں ۲: ۱-۴) -

بشارت اور منادی کا لب لباب کیا ہے؟ ★ اناجیل
متوافقہ میں خداوند یسوع مسیح نے خدا کی بادشاہی کی ابتدا
کو ہی خوشخبری کہا (لوقا ۴: ۱۶-۲۱؛ متی ۴: ۲۳ - "بادشاہی
کی خوشخبری کی منادی") -

جب ہم اناجیل سے آگے بڑھتے ہیں تو منادی کا
موضوع خدا کی بادشاہی کی بجائے مسیح مصلوب ہو جاتا ہے
(۱-کرنتھیوں ۱: ۲۳) - "ہم اس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں" -
دراصل یہاں منادی کا موضوع تبدیل نہیں ہوا بلکہ مسیح
میں یہ بادشاہی کاملیت کو پہنچی ہے - وہ ہی خداوند ہے
(۲-کرنتھیوں ۴: ۵) - یہودی خدا کی ایک عالمگیر حکومت
کے منتظر تھے جس میں خدا کی حاکمیت قطعی ہوگی - مسیح کی
موت اور جی اٹھنا اور خدا باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھ جانا
خدا کا وہ عمل تھا جس سے خداوند مسیح کو کل اختیار دے
دیا گیا - جیسے ★ نقایہ کے عقیدہ میں لکھا ہے "اس
کی سلطنت ختم نہ ہوگی" -

شمع :- لفظ شمع بمعنی "تو سن" (قب عربی اِسمع) استثنا
۶: ۴ کا پہلا لفظ ہے - یہ یہودی عقیدہ کا
عنوان بن گیا - اس آیت کو اگر یہودی کلمۂ توحید کہا جائے تو
یہ بالکل بجا ہوگا - یہ فقرہ غالباً ★ یوسیاہ (۶۴۰-۶۰۹
ق م) کے دور میں رائج ہوا - عبرانی عبارت میں صرف چھ
لفظ ہیں - "شمع یسرائیل یہوہ ایلوھینو یہوہ احاد" -
اردو ترجمہ یوں ہے "سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک
ہی خداوند ہے" -

ربیوں کی روایت کے مطابق شروع میں "شمع" صرف
استثنا ۶: ۴ تک محدود تھی - لیکن بعد میں اس میں آیات ۵-۹؛
استثنا ۱۱: ۱۳-۲۱ اور گنتی ۱۵: ۳۷-۴۱ شامل کرکے یہودی
عقیدہ پر مشتمل جامع اقرار نامہ بنا لیا گیا - اس کے تین حصے
ہیں - پہلے (استثنا ۶: ۴-۹) حصہ میں خدا کی وحدانیت
اور یکتائی (لاثانیت) پر زور دیا گیا ہے اور ان باتوں کو
اپنے اور اپنے بچوں کو ذہن نشین کراتے کے لئے چند
طریقے تجویز کئے گئے ہیں -

دوسرے (استثنا ۱۱: ۱۳-۲۱) حصہ میں ان باتوں پر
عمل کرنے کی برکت اور ان کو نظر انداز کرنے کی سزا اور لعنت
کا ذکر ہے - تیسرے (گنتی ۱۵: ۳۷-۴۱) حصہ میں لباس
میں ★ جھالریں لگانے کی تاکید کی گئی ہے "تاکہ ان حکموں
کو یاد رکھتے ہوئے ان پر عمل کریں - اور اس بیان کا
اختتام ★ دس احکام کی تمہیدی آیت سے ہوتا ہے (گنتی
۱۵: ۴۱؛ خروج ۲۰: ۲؛ استثنا ۵: ۶) -

ان آیات کی قرائت، ہر صبح اور شام کی عبادت کا
لازمی حصہ تھی - یہ استثنا ۶: ۷ کی تعمیل میں کیا جاتا تھا
("..... لیٹتے اور اٹھتے وقت ان کا ذکر کرنا .....") -

پہلی صدی عیسوی میں ربیوں کے درمیان اس معاملہ
پر بحث کا بازار گرم رہتا تھا کہ شریعت کے چھ سو سے زائد
احکام میں سب سے بڑا اور اہم حکم کونسا ہے - اسی سلسلہ
میں ایک عالم شرع نے خداوند مسیح کو آزمانے کے لئے
یہ دقیق سوال اٹھایا کہ "اے استاد، توریت میں کونسا حکم بڑا
ہے؟" (متی ۲۲: ۳۶) - خداوند مسیح نے جواب میں شمع کا
ناقابل تردید حوالہ پیش کیا (متی ۲۲: ۳۴-۴۰؛ مرقس ۱۲: ۲۸-
۳۴) اور ساتھ ہی احبار ۱۹: ۱۸ ("اپنے پڑوسی سے اپنی مانند
محبت رکھ") کا حوالہ بھی دیا اور یوں دس احکام کی دوسری
لوح کو بھی جواب میں شامل کر دیا جو حقوق العباد پر مشتمل
ہے -

شمع کی قرأت کی اہمیت پر بحث ہمارے مسیحی عقیدہ کو سمجھنے میں بھی بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ یہودی عقیدہ کے مطابق خدا کے حکم کا سننا پہلا ضروری قدم تھا۔ پولس رسول بھی یہ بات رومیوں کے خط میں تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ مسیحی نجات کے پیغام کا خلاصہ یوں ہے "اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مردوں میں سے جلایا تو نجات پائے گا کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے" (رومیوں ۱۰: ۹-۱۰)۔ پولس آگے کہتا ہے کہ "جس کا ذکر انہوں نے سنا نہیں اس پر ایمان کیونکر لائیں؟ اور بغیر منادی کرنے والے کے کیونکر سنیں؟" (آیت ۱۴)۔ یوں سننے کا عمل ہماری منادی میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمیں عبرانی لفظ شمع اور اس کے مترادف یونانی الفاظ کا تقابلی مطالعہ کرنا ہوگا۔

عبرانی میں شمع کے بنیادی معنی "سننا" کے ہیں (شمع - قب عربی سمع - عربی میں سین، میم اور عین کے مادہ سے جو لفظ بنتے ہیں وہ بالکل عبرانی کی مانند ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عبرانی کا شین عربی میں سین میں تبدیل ہو جاتا ہے جیسے اسی طرح کے اور الفاظ میں بھی مثلاً شالوم = سلام، ہاشامیم = السمٰوات - آسمان - جمع)۔

★ ہفتادی مترجمین نے شمع کو باقاعدگی سے یونانی لفظ "اکوؤ" akouo اور "اکوئے" akoe سے ادا کیا ہے اور ان الفاظ میں عبرانی فعل کی باریکیاں موجود ہیں۔ بنیادی مفہوم کا تعلق تو قوتِ سماعت سے ہے۔ مثلاً نرسنگے کی آواز سننا (۲-سموئیل ۱۵: ۱۰)۔ لیکن آواز سنتے ہی پیغام کے سمجھنے کا عمل شروع ہوتا ہے (پیدائش ۱۴: ۱۴۔ "ابرام نے سنا کہ اس کا بھائی گرفتار ہوا")۔ اس سے اگلا مرحلہ پیغام کی نوعیت کو سمجھ کر قبول کرنا ہے (پیدائش ۴: ۲۳؛ ۲۳: ۱۱)۔ اس کے بعد اس پیغام کو سن کر، سمجھ کر قبول کر کے اس پر عمل کرنا ہے یعنی اسے ماننا ہے۔ یعنی اطاعت کرنا، فرمانبرداری کرنا۔ پیدائش ۳: ۱۷ کے عبرانی کا لفظی ترجمہ یوں ہوگا "اور آدم کو کہا کیونکہ تو نے سنا قول اپنی بیوی کا"۔ اردو ترجمہ میں "سنا" کے صحیح معنی دیتے ہوئے ترجمہ یوں ہے۔ "اور آدم سے اس نے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی"۔ خروج ۲۴: ۷ میں سننے کے عمل کو تابعداری سے ملا دیا گیا ہے۔

اردو محاورہ میں بھی سننے کے اکثر یہی معنی ہوتے ہیں۔ جب ماں، والد سے شکایت کرتی ہے کہ بیٹا اس کی بات نہیں سنتا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حکم نہیں مانتا۔ شمع کے ان معنوں کو ہفتادی ترجمہ میں یونانی لفظ akouo کو مزید تاکیدی بنانے کے لئے حرفِ جار eis کے ساتھ مرکب کر کے ادا کیا گیا ہے۔ مثلاً پیدائش ۴۲: ۲۱ مابعد۔ خروج ۶: ۱۲، ۳۰ میں "آئس اکوؤ" eisakouo استعمال ہوا ہے۔ جہاں یہ "ماننے" کے معنی دیتا ہے۔

نئے عہد نامہ میں بھی اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں اس کے دو معنی نکلتے ہیں (ا) سننا اور عمل کرنا (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۲۱)۔ (ب) خدا کا ہماری دعا سننا اور جواب دینا (متی ۶: ۷؛ لوقا ۱: ۱۳؛ اعمال ۱۰: ۳۱؛ عبرانیوں ۵: ۷۔ ان حوالوں میں "خدا نے دعا سنی" سے مراد ہے کہ ان کی درخواست منظور کی)۔ یوں لفظ شمع گہرے معنوں کا حامل بن گیا۔ جب اس کی قرأت کی جاتی تھی تو صرف سننے کے لئے ہی نہیں کہا جاتا تھا بلکہ اس پر عمل کرنے کے لئے بھی برابر زور دیا جاتا تھا۔

صدر عدالت - عدالتِ عالیہ :-

یونانی لفظ سونیدریون synedrion کو سنہیڈرن sanhedrin کی صورت میں یہودی ★ تلمود میں پوری طرح اپنا لیا گیا تھا اور یوں یہ ایک عبرانی لفظ بن گیا تھا جو تلمود میں جگہ جگہ استعمال ہوا ہے۔ سنہیڈرن کی تاریخ، ترکیب، ہیئت اور اختیارات کے بارے میں یقین کے ساتھ زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ★ مشنہ اور نئے عہد نامہ میں اس کے بارے میں جو بیانات ملتے ہیں ان کا ناقدانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ ان میں اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ مشنہ کے مندرجات بعد کے دور کے ہوں اور ان کا طریقۂ کار پہلی سنہیڈرنوں سے مختلف ہو۔ موجودہ معلومات کی روشنی میں سنہیڈرن کی ہیئتِ ترکیبی کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔

اردو پروٹسٹنٹ ترجمہ میں اسے "صدرِ عدالت" کہا گیا ہے۔ یہاں املا کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ صدر کے نیچے اضافتی زیر درکار نہیں کیونکہ یوں معنی غلط ہو جاتے ہیں۔ یہاں عدالت کے صدر کی طرف اشارہ نہیں بلکہ مراد اعلیٰ عدالت ہے کیتھولک ترجمہ زیادہ موزوں ہے۔ عدالتِ عالیہ۔

۱۔ ربیوں کی روایت کے مطابق موسیٰ نے خدا کے حکم (گنتی ۱۱: ۱۶) کے مطابق صدر عدالت قائم کی تھی۔ یہ صدر عدالت بائبل مقدس کے پورے تاریخی دور میں تلمود کے زمانہ تک

موجود رہی اور عدالتی کام سرانجام دیتی رہی - مگر ★ یہوسفط بادشاہ کے بارے میں درج ہے کہ اُس نے یروشلیم میں عدالتِ عالیہ (سُپریم کورٹ) قائم کی تھی (۲-تواریخ ۱۹: ۸) - یہ عدالت بعد کی صدر عدالت کے بالکل مشابہ نہیں ہو سکتی کیونکہ مؤخرالذکر کو عدالتی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ حکومتی اختیارات بھی حاصل تھے جب کہ اوّل الذکر صرف عدالتی کارروائی کرنے کی مجاز تھی -
ممکن ہے کہ عزرا کی کتاب (۵: ۵، ۹؛ ۶: ۷، ۱۴؛ ۱۰: ۸) میں جن "بزرگوں" اور نحمیاہ کی کتاب (۲: ۱۶؛ ۴: ۸، ۱۴، ۱۹؛ ۵: ۷؛ ۷: ۵) میں جن "حاکموں" کا ذکر ہے وہ ایک ایسی آئینی جماعت ہو جو صدر عدالت سے مطابقت رکھتی ہو - صدر عدالت کو اکثر گیراوُسیا gerousia کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (یعنی جمہوری جماعت سے بالکل الگ اُمرا یا اشراف کی جماعت) - چنانچہ تاریخ میں اِس لحاظ سے اِس کا ذکر انطاکس اعظم (۲۲۳-۱۸۷ ق م) کے دَور سے پہلے نہیں آتا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونانی دَور سے پہلے صدر عدالت اپنی بعد کی ترقی یافتہ شکل میں کسی طرح بھی موجود نہ تھی - ★ اپاکرفا کی کتابوں میں بعض جگہ صدر عدالت کا ذکر گیراوُسیا gerousia کے نام سے آتا ہے (مثلاً ۲-مکابیین ۱: ۱۰؛ ۴: ۴۴؛ یہودیت ۹: ۱۵ - بزرگانِ اُمّت، سب بزرگان) - اِس کے علاوہ اعمال ۵: ۲۱ میں بھی ذکر ہے - علاوہ ازیں ★ یوسیفس کی تحریروں میں بھی اِس کا ذکر آتا ہے، مثلاً زمانۂ سلف کی تواریخ جلد چودہ باب ۹ پیرا ۳ -

صدر عدالت کو عام طور پر عدل و انصاف کی عدالت سمجھا جاتا تھا - نئے عہدنامہ میں اِس کا ذکر عموماً اِنہی معنوں میں آتا ہے (ملاحظہ کریں متّی ۵: ۲۲؛ ۲۶: ۵۹؛ مرقس ۱۵: ۱؛ لوقا ۲۲: ۶۶؛ یوحنّا ۱۱: ۴۷؛ اعمال ۴: ۱۵؛ ۵: ۲۱؛ ۶: ۱۲؛ ۲۲: ۳۰ وغیرہ) - نئے عہدنامہ میں لفظ بُزرگ، بزرگوں (اعمال ۵: ۲۱؛ ۲۲: ۵) presbyterion gerousia یعنی پریسبٹری اور گیراوُسیا صدر عدالت کے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں - اِس عدالت کے رُکن کو مُشیر bouleutes کہا جاتا تھا - ارِمَتیہ کا یوسف بھی اِس کا عزّت دار مُشیر تھا (مرقس ۱۵: ۴۳؛ لوقا ۲۳: ۵۰) - یروشلیم کی بربادی (۷۰ء) کے ساتھ صدر عدالت کا وجود بھی ختم ہو گیا - اِس کی جگہ بَیت دِین یعنی شرعی عدالت نے لے لی -

۲- جہاں تک صدر عدالت کی ہیئتِ ترکیبی کا تعلق ہے موروثی سردار کاہن اِس کا سربراہ ہوتا تھا - اپنی خصوصیت کے لحاظ سے صدر عدالت میں اُونچے درجے کے مذہبی راہنما (کاہنوں کا طبقہ شرفا) اور اشراف کے نمائندگان شامل ہوتے تھے - مُراد یہ ہے کہ صدوقیوں کا غلبہ ہوتا تھا - مگر ہیرودیس اِس قدیم طبقۂ شرفا کی طاقت اور اثر و رسوخ کو محدود کرنا چاہتا تھا، اِس لئے وُہ فریسیوں کی طرفداری اور حمایت کرتا تھا - چنانچہ اُس کے دَور میں صدوقیوں کا زور گھٹ گیا اور فریسیوں کو زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی - رومی دَور میں صدر عدالت میں دو مخالف دھڑوں (پارٹیوں) کے نمائندے شامل رہے - ایک دھڑا تو کاہنوں کے طبقۂ شرفا کا تھا جن کو صدوقیوں کی ہمدردیاں حاصل تھیں - دُوسرا دھڑا عالِم فاضل فریسیوں کا تھا - مشنہ کے مطابق صدر عدالت کے اراکین کی تعداد اکہتّر ہوتی تھی - جب کوئی نشست خالی ہوتی تو اراکین "عام جماعت" میں سے منتخب کئے جاتے تھے اور نئے رُکن کو ہاتھ رکھنے کی رسم سے شامل کیا جاتا تھا - اِس مقام پر مشنہ کے قابلِ اعتبار ہونے کو اکثر چیلنج کیا جاتا ہے -

۳- صدر عدالت کی تاریخ میں اِس کے حلقۂ اختیار کی حدود میں اکثر ردّ و بدل ہوتے رہے - ایک طرف دیوانی لحاظ سے صدر عدالت کو تمام یہودی جماعتوں پر اختیار حاصل تھا خواہ وُہ کہیں بھی آباد ہوں - لیکن جہاں تک یہودیہ کے علاقے سے باہر رہنے والی جماعتوں کا تعلق تھا اِس کا انحصار اِس بات پر ہوتا تھا کہ وُہ مرکزی طاقت کی تابعداری کرنے پر کہاں تک آمادہ ہوتی تھیں - صدر عدالت کا حقیقی اختیار، رُعب اور دبدبہ خاص یہودیہ تک محدود تھا - اعمال ۹: ۲؛ ۲۲: ۵؛ ۲۶: ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدر عدالت کو اختیار تھا کہ دمشق کے یہودی مسیحیوں کو کسی (ساؤل) کے حوالے کر دے - تاریخی لحاظ سے اِس اختیار اور اعمال کی کتاب کے مندرجات پر اعتراض اُٹھائے جاتے ہیں - غیر مُلکی رُومی حکومت کے مقابلہ میں سب سے اعلیٰ مقامی عدالت یہی تھی - وُہ سارے عدالتی معاملات اِس کے دائرۂ اختیار میں تھے جن پر صوبائی عدالتیں کارروائی کرنے کی مجاز نہ تھیں یا جن پر رُومی مختارِ کار (حاکم) خود کارروائی نہیں کرتا تھا - سب سے بڑھ کر یہ کہ جن معاملات کا تعلق موسوی شریعت سے ہوتا تھا اُن کے بارے میں آخری اپیل اِسی عدالت میں ہو سکتی تھی - ادنےٰ یا نچلی عدالتوں کے قاضی صدر عدالت کے جاری کردہ فیصلوں کو قبول کرنے کے پابند تھے، ورنہ اُن کو سزائے موت دی جا سکتی تھی -

نئے عہدنامہ میں چند قابلِ اعتراض مگر دلچسپ مثالیں ملتی ہیں - یسوع کو کُفر بکنے کے اِلزام میں پیش کیا گیا (متّی

۲۶: ۶۱؛ یوحنّا ۱۹: ۷)۔ اِسی عدالت میں پطرسؔ اور یُوحنّاؔ پر اِلزام لگایا گیا کہ وُہ جُھوٹے نبی اور لوگوں کو فریب دینے والے ہیں (اعمال ۴: ۵ مابعد)۔ صدرِ عدالت ہی نے ستِفنسؔ پر کُفر کا فتوےٰ دے کر سزائے مَوت سُنائی (اعمال ۷: ۵۷)۔ اور پَولُسؔ پر مُوسوی شریعت کی خِلاف ورزی کا اِلزام عائد کیا تھا (اعمال ۲۲: ۱۰۰)۔ یہ عدالت خُود مُختارانہ حق رکھتی تھی کہ اپنے افسروں کے ذریعہ لوگوں کو گرِفتار کرے (متیّ ۲۶: ۴۷؛ مرقس ۱۴: ۴۳؛ اعمال ۷، ۵۷ مابعد)۔ اِس کو ایسے مُقدّمے نپٹانے کا بھی حتمی اِختیار تھا، جن میں سزائے مَوت نہیں ہوتی تھی (اعمال ۴: ۵-۲۳؛ ۵: ۲۱--۴۰)۔ صِرف ایسے مقدمات کے فیصلوں کی تصدیق و توثیق رومی حاکموں سے کرانی پڑتی تھی جن میں سزائے مَوت کا فتویٰ صادر کیا جاتا تھا (یوحنّا ۱۸: ۳۱)۔ ستِفنسؔ کو سنگسار کرنے کے واقعہ کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ بلوائی ہجُوم نے اِنصاف کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا۔

صدرِ عدالت رُومی حاکمِ اعلےٰ کی غیر حاضری میں بلکہ کِسی بھی حالت میں اِس کی منظوری کے بغیر اعلیٰ ترین اِختیارات کو اِستعمال نہیں کر سکتی تھی مگر پھر بھی اِس کا دائرہ اختیار بہُت وسیع تھا۔ نئے عہدنامہ کے بیانات اور ربّیوں کے اَدب میں اِس سلسلہ میں بہُت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ موجُودہ دَور کے مفسّرین اِن میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے کئی طریقے بروئے کار لائے ہیں۔ سب سے اہم طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ وُہ فرض کر لیتے ہیں کہ دُو صدرِ عدالتیں تھیں۔ ایک دیوانی اور سیاسی (جو نئے عہدنامہ کے بیانات سے مُطابقت رکھتی ہے) اور دُوسری مذہبی (جو تلمُود کے بیانات سے مُطابقت رکھتی ہے)۔ اگرچہ یہ اِستدلال ہوشیاری پر مَبنی تو ہے مگر اِس کے بارے میں پُوری تسلّی نہیں ہے۔

۴۔ ربّیوں کے ذرائع کے مُطابق صدرِ عدالت کا اجلاس ہیکل کے اُس حِصّہ میں ہوتا تھا جس کو لشکت ھگازیتھ (یعنی تراشیدہ پتھروں کا ہال) کہا جاتا تھا۔ عام طور پر ایسا ہوتا تھا مگر متیّ ۲۶: ۵۷ مابعد اور مرقس ۱۴: ۵۳ مابعد میں ایک اِستثنائی واقعہ کا اندراج ہے یعنی ہیکل کی بجائے وہ سردار کاہن کے گھر میں جمع ہُوئے۔ اراکین ایک نیم دائرہ میں بیٹھتے تھے تاکہ ایک دُوسرے کو دیکھ سکیں۔ سامنے عدالت کے مُنشی کھڑے ہوتے تھے اور اُن کے پیچھے "عالموں کے شاگردوں" کی تین قطاریں ہوتی تھیں۔ قیدی کو ہمیشہ ماتمی لباس پہنایا جاتا تھا۔

اگر کوئی شخص ایک دفعہ مُلزم کے حق میں بیان دے دیتا تو بعد میں اُس کے خلاف نہیں بول سکتا تھا۔ اگر بری کرنا ہوتا تو فیصلہ اُسی دِن سُنایا جا سکتا تھا۔ لیکن اگر جُرم یا مَوت کا فتویٰ ہوتا تو فیصلہ ہمیشہ اگلے دِن یا اِس سے بھی بعد سُنایا جاتا تھا۔ اوّل الذِکر حالت میں یعنی بَری کرنے کے لئے سادہ اکثریت کافی ہوتی تھی۔ مگر مُوخرالذِکر حالت میں، یعنی جُرم یا مَوت کی سزا کے لئے دُو تہائی اکثریت لازمی تھی۔

فِی الفَور۔ فوراً:۔ یہ یُونانی لفظ یُوتھیوس eutheos کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ لفظ ۸۰ مرتبہ یونانی متن میں آتا ہے۔ دلچسپی کی بات ہے کہ یہ مرقسؔ کا پسندیدہ لفظ ہے۔ یہ اُس کی انجیل میں ۴۰ مرتبہ آتا ہے۔ اُردو میں ۳۳ مرتبہ اِس کا ترجمہ "فِی الفَور" کیا گیا ہے۔ ۵ مرتبہ ترجمہ میں اِس کا مفہُوم غائب ہے (مرقس ۱: ۳۱؛ ۲: ۲؛ ۵: ۱۳؛ ۵: ۳۶؛ ۷: ۳۵)۔ ایک مرتبہ لفظ "جلد" کے اِستعمال سے معنیٰ ظاہر کئے گئے ہیں (مرقس ۴: ۵) اور ایک مرتبہ "ہی" کے اِستعمال سے (مرقس ۱۱: ۲)۔ کیتھولک ترجمہ نے فی الفور کی بجائے لفظ "فوراً" کو ترجیح دی ہے اور اسے ۳۴ مرتبہ استعمال کیا ہے (مرقس ۲: ۱۲؛ ۱۴: ۴۳) اور "ہی" کو دیگر الفاظ کے ساتھ لگا کر جلدی کے معنی ادا کئے ہیں (مرقس ۱: ۱۰۔ جونہی؛ ۱: ۴۲۔ کہتے ہی؛ ۹: ۲۰۔ دیکھتے ہی؛ ۱۱: ۲۔ داخل ہوتے ہی؛ ۱۵: ۱۔ جونہی)۔ ۳ مرتبہ "اُسی دم" سے معنی اَدا کئے ہیں (مرقس ۱: ۳۱؛ ۵: ۲۹؛ ۷: ۳۵)۔

مرقسؔ کے مُطابق خُداوند مسیح کی قدرت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ جیسے ہی وہ حُکم دیتے تھے وُہ کام پَل بھر میں ہو جاتا تھا۔ شاگرد فی الفور جال چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لئے (مرقس ۱: ۱۸)۔ پطرسؔ کی ساس کا ہاتھ پکڑتے ہی اُس کی تپ اُسی دم اُتر گئی (مرقس ۱: ۳۱ کیتھولک ترجمہ)۔ مفلُوج فی الفور چارپائی اُٹھا کر باہر چلا گیا (مرقس ۲: ۱۲)۔ بہرے ہکلے کے کان "افتح" کہتے ہی اُسی دم کُھل گئے (مرقس ۷: ۳۵۔ کیتھولک ترجمہ)۔

مرقسؔ اِس لفظ کے اِستعمال سے یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ مسیح خُداوند کی خدمت میں ایک شِدّت اور شتابی تھی کہ جو کام کرنا ہے اُسے فوری اور احسن طریقے سے کیا جائے (مرقس ۱: ۲۰۔ اُس نے یوحنّاؔ اور یعقوبؔ کو فی الفور بُلایا؛ مرقس ۸: ۱۰)۔ مرقسؔ کے اندازِ بیان میں اِس لفظ کے کثرت سے استعمال سے واقعات کی روانی کا تاثر پیدا ہوتا ہے اور واقعات کا چشم دِید تذکرہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

راحبؔ:۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں راحبؔ کو "کسبی" (یشوع ۲: ۱) اور کیتھولک ترجمہ میں "فاحشہ" (یوشع ۲: ۱) کہا

گیا ہے، لیکن ہماری رائے میں راحب کو موجودہ معنوں میں کسبی یا فاحشہ کہنا درست نہیں ہے۔ عبرانی زبان کے جس لفظ کا ترجمہ کسبی یا فاحشہ کیا گیا ہے غالباً اُس کے لئے زیادہ موزوں لفظ بھٹیارن ہے۔

اُردو زبان کا لفظ کسبی شروع شروع میں بُرا نہیں تھا۔ اِس کا مطلب صِرف کسب کرنے سے تعلق رکھتا تھا یعنی کسبی کا مترادف پیشہ ور ہے۔ لیکن بعد میں اِس کے معنی فاحشہ کے ہو گئے۔

نیو اِنٹرنیشنل ورژن کے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ میں اِسے inn keeper کہا گیا ہے۔ جو عبرانی لفظ یہاں اِستعمال ہُوا ہے وہ زُونَاہ ہے جس کا مادّہ زاناہ ہے اور بُنیادی معنی ہیں کھانے سے خُوب سیر ہونا یعنی وُہ جس کا پیٹ بھر گیا ہو۔ چونکہ بھٹیارن اَوروں کو کھانا پکا کر دیتی ہے اِس طرح کھانا پکاتے وقت غالباً خُود بھی سیر ہو جاتی ہے۔ پیٹ بھرے شخص کا دھیان بعد میں عیاشی کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر شہوت کا جنون بھی اُس پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے تو کہتے ہیں کہ پیٹ بھرے کی کھوٹی چال۔

اِسی مادّے سے مُشتق ایک لفظ یرمیاہ ۵ : ۸ میں گھوڑوں کے لئے آتا ہے۔ "وُہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صُبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پر ہنہنانے لگا۔" عبرانی متن میں یہاں لفظ مزانیم آتا ہے جو بعد میں عبرانی زبان کے ایک اَور مِلتے جُلتے لفظ زانا سے خلط ملط ہو گیا اور بعد کے مترجمین نے اِس کے معنی زِنا کرنے والی یعنی فاحشہ سمجھا۔

اَب سُوال یہ اُٹھتا ہے کہ تیسری صدی ق م میں کئے گئے ہفتادی ترجمے میں یُونانی کا کیا لفظ اِستعمال ہُوا۔ لیکن اِس سے پہلے آئیے ایک اَور لِسانی مسئلے پر غور کریں۔ اکثر الفاظ کی زِندگی تغیّر و تبدُّل سے عبارت ہے۔ ایک لفظ کے اِبتدا میں معنی کچھ ہوتے ہیں لیکن وقت گُزرنے کے ساتھ ساتھ وُہ تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ تعیّن کرنا کہ تبدیلی کب آئی ایک مُشکل مُعاملہ ہے۔ مثلاً ہندی زبان کے لفظ "رنڈی" کے معنی شرُوع میں بیوہ کے تھے، لیکن سماجی وجوہات کی بِنا پر اِس لفظ کے مفہُوم میں اُس بُرائی کا پہلو سما گیا جو نوجوان بیواؤں سے منسُوب کی جاتی تھی۔ ہفتادی مُترجمین نے یُونانی زبان کا جو لفظ اِستعمال کیا وُہ پورنے ہے اور یہی لفظ نئے عہد نامے میں اِستعمال ہُوا ہے۔ اِس لفظ کے بُنیادی معنی بیچنا ہیں۔ وقت گُزرنے کے ساتھ ساتھ اِس میں عصمت فروشی کا مفہوم سما گیا۔ غالباً ہفتادی دَور میں اِس کے معنوں میں ابھی گُناہ کا عنصر داخل نہیں ہُوا تھا۔ مشہور و معرُوف یہُودی مورّخ یوسیفس (۳۷ تا ۱۰۰ء) اپنی یہُودیوں کی زمانۂ سلف کی تواریخ میں راحب کے مُتعلق لِکھتا ہے، "..... بادشاہ کو خبر دی گئی کہ عبرانیوں کے عسکری ڈیرے کے کچھ اشخاص شہر کی جاسُوسی کرنے اُس سرائے میں ٹھہرے ہیں جو راحب چلاتی ہے" (کتاب پنجم، باب اوّل، پیرا دُوم، ترجمہ راقم السُّطور)۔ اِس سے اِس حقیقت کو تقویّت ملتی ہے کہ یُوسیفس کے زمانے تک یہ لفظ بُرائی کے تاثّر سے مُبرّا تھا۔ ویسے بھی یہ کچھ عجیب سا لگتا ہے کہ یشوع کے بھیجے ہُوئے جاسُوس ایک کسبی کے ہاں ٹھہریں۔ اُنہوں نے غالباً ایک سرائے میں قیام کیا جیسے کہ یوسیفس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

ایک اَور بات بھی قابِلِ غور ہے۔ بعض اَوقات اچھّے کام کرنے والے بھی اپنے ساتھیوں کے بُرے کاموں کی وجہ سے بَدنام ہو جاتے ہیں۔ قرونِ وُسطیٰ میں یورپ میں اکثر مُزارعے اپنے مالک زمیندار کو اُس کا پُورا حِصّہ نہیں دیتے تھے، لیکن ظاہر یہ کرتے تھے کہ پورا حِصّہ دے رہے ہیں۔ مالک جانتا تھا کہ وُہ دھوکا دے رہے ہیں۔ سو وُہ کہتا تھا کہ وہ مُزارعے ہی تو ہیں۔ مُزارع کے لئے لفظ villain مستعمل ہے جس کے بُنیادی معنی ہیں وُہ جو villa یا فارم پر کھیتی باڑی کا کام کرتا ہو۔ لیکن وقت گُزرنے کے ساتھ اِس میں بددیانتی، دھوکا اور بدمعاشی کا مفہُوم آ گیا۔ اِسی طرح بھٹیارن کے معنوں میں بھی تغیّر آیا۔ چونکہ بعض بھٹیارنیں خاطر تواضُع میں ضرُورت سے کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی تھیں، یہاں تک کہ اپنا جسم بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتی تھیں اِس لئے یہ پیشہ بدنام ہو گیا۔ ہماری رائے میں راحب ایک پاک دامن اور ایماندار خاتون تھی اور اسی وجہ سے اِسے ہمارے خُداوند کے نسب نامے میں ایک باعِزّت مقام دیا گیا ہے۔

نمُونہ:- کلامِ مقدّس میں جن الفاظ کا ترجمہ "نمُونہ" کیا گیا ہے اِن میں سے ایک ہوپوگراموس hupogrammos ہے جو نئے عہد نامے میں صِرف ایک دفعہ اِستعمال ہُوا ہے (۱-پطرس ۲ : ۲۱)۔ یہ ایک دِلچسپ لفظ ہے جس کا تعلق یونانی بچّوں کی اِبتدائی تعلیم سے ہے۔ جب بچّوں کو لکھنا سِکھایا جاتا تھا تو اُنہیں ایک تختی دی جاتی تھی، لیکن اِس تختی کو ہماری طرح مُلتانی مٹّی سے لیپا نہیں جاتا تھا۔ قلم دوات سے تختی پر لکھ کر پڑھتے تھے اور پھر بعد میں تختی کو صاف

پانی سے دھو دیتے تھے۔

یونان میں یہ ایک تختی ہوتی تھی جس پر موم کی پتلی سی تہہ چڑھی ہوتی تھی۔ لکھنے کا قلم ایک طرف سے نوکدار اور دوسری طرف سے چپٹا ہوتا تھا۔ نوکدار حصّے سے لکھتے اور چپٹے سے مٹاتے تھے۔ اُستاد سطریں ڈال کر الفاظ کا خاکہ بنا دیتا تھا۔ لکھنے کی مشق کے لئے اُستاد کبھی تو کوئی ضرب المثل لکھ دیتا لیکن اکثر کوئی مُہمل جملہ لکھتا تھا جس میں تہجّی کے تمام حرُوف آجاتے تھے۔ کلیمنٹ سکندری (۱۵۰ تا ۲۱۵ء) ایسے ہی ایک جملے کی مثال دیتا ہے جو چار الفاظ پر مشتمل ہے۔ لیکن اُردو میں اِس کی کوئی مثال نہیں ملتی کیونکہ اُردو کے بیشتر حروفِ تہجّی کی تین تین شکلیں ہوتی ہیں۔

یُونانی میں لکھنے کی مشق کے لئے نمونے کے طور پر یہ بڑا جامع جملہ تھا جسے اُستاد تختی کے اُوپر کی سطر میں لکھ دیتا تھا۔ شرُوع شرُوع میں تو بچّے کا ہاتھ پکڑ کر اُس نمُونے کے حرُوف کے اُوپر لکھواتا، پھر طالبِ علم خُود اُن نمُونے کے حرُوف کے اُوپر لکھتا اور جب ہاتھ ذرا پختہ ہو جاتا تو اُوپر کی سطر دیکھ کر نقل کرتا۔ اِس مشق کو ہوپوگرامون کہا جاتا تھا کیونکہ اِس کے معنی نیچے لکھنا یعنی تحتُ اللفظ املا کے ہیں۔ پطرس اِسی تصویر کو سامنے رکھتے ہُوئے کہتا ہے، "تم اِسی کے لئے بُلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دُکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمُونہ دے گیا ہے تاکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلو" (۱۔پطرس ۲: ۲۱)۔ پطرس کی اِس سے مُراد یہ ہے کہ جس طرح ایک طفلِ مکتب تختی پر لکھے ہُوئے نمُونے کے حرُوف کی نقل کر کے لکھنا سیکھتا ہے اُسی طرح ہم بھی جینے کا ڈھنگ خداوند یسوع کی زندگی کے نمُونے کی پیروی سے ہی سیکھ سکتے ہیں۔

خُداوند مسیح نے فرمایا، "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خُودی کا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے" (متّی ۱۶: ۲۴)۔ جس طرح اُستاد شرُوع میں ہاتھ پکڑ کر بچّے کو لکھنا سکھاتا ہے اُسی طرح خُداوند مسیح ہمارے ساتھ ساتھ رہ کر ہمیں زندگی کی راہ پر چلاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے، "راہ اور حق اور زندگی میں ہُوں" (یوحنّا ۱۴: ۶)۔

اشاریہ ۱

تشریح الآیات

نوٹ: جہاں کہیں قاموس الکتاب میں کسی آیت کے متعلق تشریحی یا دیگر دلچسپ اور مفید مواد موجود ہے، اُس کی یہاں نشاندہی کردی گئی ہے۔ یہ معلومات آیت کے حوالے کے سامنے دیئے ہوئے مضمون میں ملیں گی۔ مثلاً اگر آپ یرمیاہ ۱۰: ۵ کا مطالعہ کررہے ہیں اور آپ اس آیت کے سلسلے میں اور مواد تلاش کرنا چاہتے ہیں تو اس اشاریہ میں یرمیاہ کی کتاب کے نیچے دیکھیں۔ اگر یہ حوالہ وہاں درج ہے تو اسکے سامنے دیئے ہوئے مضمون خیارستان کو نکالیئے۔ وہاں آپ کو اس کی تشریح اور دیگر معلومات ملیں گی۔

یاد رہے کہ یہ مکمل فہرست نہیں ہے۔ یہ صرف ایک نمونہ ہے۔ قارئین کی آسانی کے لئے کتابوں کے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک ترجموں کے نام آمنے سامنے درج کردیئے گئے ہیں۔

۱-سموئیل ۱-سموئیل

۱:۲۴،۲۵ - اثریات - ۳(د)
۷:۶ - جادو ۴ ج
۱۳:۲۰،۲۱ - آذان ۴ - فوج
۱۳:۲۱ - ریتی
۱۶:۱۶ - امراضِ بائبل ۲۳
۲۰:۱۷-(۴۲) - تیرانداز
۲۰:۱۹،۴۱ - انزل
۲۰:۳۸ - ملبوساتِ بائبل ۶
۲۱:۱۳-۱۵ - امراضِ بائبل ۲۲
۲۶:۲۰ - تیتر

۲-سموئیل ۲-سموئیل

۳:۲۹ - بیساکھی
۵:۴ - گنتی ۳
۸:۲ - رسّی ۱
۸:۴ - کونچیں کاٹنا
۱۲:۳۱ - آرا - پزاوہ
۲۱:۸ - میکل
۲۳:۸ - ادینو

۱-سلاطین ۱-ملوک

۱۲:۱۱ - کوڑا - بچھو
۱۵:۱۹ - ہدیہ
۱۶:۳۴ - بنیاد
۲۰:۳ - سموئیل کی کتب ۳
۲۰:۳۰،۳۱ - رسّی ۱
۲۰:۳۸،۴۱ - ملبوساتِ بائبل ۶
آخری حِصّہ
۲۲:۲۷ - روٹی

۲-سلاطین ۲-ملوک

۴:۱۸ - امراضِ بائبل ۲۹

۱-تواریخ ۱-اخبار

۲:۳۱،۳۴،۳۵ - انخلی
۲۱:۵ - گنتی ۱

۲-تواریخ ۲-اخبار

۱۰:۱۱ - بچھو - کوڑا
۱۱:۱۱ - ادینو
۱۶:۱۲ - طبیب
۱۶:۱۴ - تابوت
۱۸:۲۶ - روٹی

عزرا عزرا

۲:۶۶ - حیواناتِ بائبل ۱۷
۴:۱۸ - قرأت

نحمیاہ نحم یاہ

۸:۴ - منبر
۸:۸ - قرأت

آستر استیر

۳:۱،۱۰ - اجاجی
۳:۱۲ - انگوٹھی
۸:۸ - انگوٹھی

ایوب ایوب

۹:۹ - فلکیات ۲ ہ
۲۶:۷ - فلکیات ۱
۳۱:۲۷ - سورج - ہاتھ
۳۰:۱۸ - ملبوساتِ بائبل ۲ ہ
۳۸:۱۵ - فلکیات ۲ د
۳۸:۳۱ - فلکیات
۴۲:۱۴ - حسن افروز اشیاء

زبور مزامیر

نوٹ - کیتھولک ترجمہ میں بعض زبوروں کے نمبروں میں فرق ہے۔ قوسین میں دیا ہوا عدد پروٹسٹنٹ زبور کے نمبر کے مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً زبور ۱۱۹ کیتھولک ترجمہ میں مزمور ۱۰۸ (۱۰۹) لکھا گیا ہے۔ اسی طرح زبور ۲۳ کیتھولک ترجمہ میں ۲۲ (۲۳) ہوگا۔

۸:۵،۶ - ایلوہیم
۱۷:۱۴ - خزانہ
۶۸:۱۱-۱۳ - پرندگانِ بائبل ۲۶
۶۹:۲۲ - ٹھوکر
۷۵:۸ - تلچھٹ
۹۷:۷ - ایلوہیم
۱۰۹:۶ - شیطان - مدعی
۱۱۰:۱ - ہاتھ ۲
۱۱۸:۲۷ - رسّی ۲

امثال امثال

۷:۷-۲۳ - امراضِ بائبل ۲
۸:۱ - نبی ۴ ب
۸:۲۲ - حکمت
۱۴:۲۷ - چشمہ
۲۵:۲۶ - چشمہ

واعظ جامع

۱:۳ - سورج
۱۲:۵ - بڑھاپا - ادویاتِ بائبل ۵

غزل الغزلات نشید الاناشید

۴:۲ - حیواناتِ بائبل ۶
۴:۴ - سِلاح خانہ
۵:۳ - ملبوساتِ بائبل ۷
۶:۶ - حیواناتِ بائبل ۶
۷:۴ - ناک

یسعیاہ اشعیا

۱:۸ - کھیرے
۱:۲۹-۳۱ - سَن
۳:۱۸-۲۳ - جادو ۲ ب
۳:۲۳ - آئینہ
۷:۱۴ - آخز - عمانوایل
۱۰:۳۰ - جلیم
۱۱:۱ - ناصری
۱۳:۱۰ - فلکیات ۲ ا
۱۴:۱۳ - فلکیات ۱
۱۵:۲ - بیت
۱۶:۱۴ - مزدور
۲۱:۱۰ - غلہ
۲۵:۶ - تلچھٹ
۲۷:۱ - اژدہا
۲۸:۱۵ - جادو ۳
۲۹:۱،۲،۷ - اریئیل
۳۰:۲۰ - روٹی
۴۲:۳ - نباتاتِ بائبل ۵۶
۴۳:۲۲ - نبی ۴ ب
۴۷:۱۳ - فلکیات ۲ و
۵۲:۱۴،۱۵ - چھڑکنا

یرمیاہ ارمیا

۱:۱۱ - بادام - کلام
۷:۱۸ - آسمان کی ملکہ
۷:۲۲ - نبی، نبوت ۴ ب
۸:۷ - قمری
۱۰:۲ - فلکیات ۲ د
۱۰:۵ - خیارستان
۳۴:۱۹ - عہد - عہد باندھنا - ا
۵۰:۲۵ - سِلاح خانہ

حزقی ایل حزقیال

۸:۱۲ - منقش کاشانہ
۸:۱۴ - آسمان کی ملکہ
۸:۱۷ - ناک
۱۳:۱۷-۲۳ - جادو ۳
۱۶:۴ - دائی
۲۳ باب - اہولہ

دانی ایل دانیال

۸:۵-۸ - سکندرِ اعظم
۸:۲۱ - سکندرِ اعظم

اشاریہ ۲

عبرانی الفاظ کا ذخیرہ

ذیل میں عبرانی کے اُن الفاظ کی فہرست ہے جن کا قامُوس الکتاب کے متن میں ذِکر آیا ہے - اِنہیں عبرانی حرُوفِ تہجّی کے مُطابق دَرج کیا گیا ہے - یہ ترتیب بالکُل حرُوفِ ابجد کی مانند ہوتی ہے - لیکن چونکہ عبرانی میں کُل حرُوف بائیس ۲۲ ہیں اِس لئے قرشت کے کلمہ پر ختم ہو جاتی ہے - ہر حرف کے تحت الفاظ اُردُو حرُوفِ تہجّی کے مُطابق دَرج کئے گئے ہیں - یاد رہے کہ عبرانی زبان میں عربی کی طرح ہر لفظ کا ایک مادّہ ہوتا ہے جو عمُوماً تین حرفوں پر مُشتمل ہے - سہُولت اور اِختصار کی خاطر ہر لفظ کے ماضی صیغہ واحد غائب مذکّر کو مادّہ قرار دیا جاتا ہے لیکن اِس کے مصدری معنی دَرج کئے جاتے ہیں مثلاً "آحب - محبّت کرنا אָהַב (آلف - ہے - بیتھ)؛ باشَل - اُبالنا בָּשַׁל (بیتھ - شین - لامد) - عبرانی میں لفظ باشَل صِرف تین حرُوف سے لکھا جاتا ہے لیکن اُردو میں یہ اعراب کی وجہ سے چہار حرفی بن جاتا ہے - اُن طالب علموں کی آسانی کے لئے جو اِن الفاظ کو عبرانی لُغت میں تلاش کرنا چاہیں گے ہم نے اکثر عبرانی الفاظ کے بعد مادّہ کے عبرانی حروف کے نام لِکھ دِئے ہیں جس کے تحت یہ لفظ اور اُس کے مُرکبّات مِلیں گے -

مشہُور و معرُوف ڈاکٹر سٹرانگ نے اپنی جامع کلید الکتاب Strong's Exhaustive Concordance میں ہر عبرانی، ارامی اور یُونانی لفظ کے لئے ایک عدد تعیّن کیا ہے - اور کتاب کے ضمیمہ میں ایک مُختصر لُغت میں اِن الفاظ کے بُنیادی معنی دَرج کر دِئے ہیں - جب اِن عبرانی اور یُونانی الفاظ پر دُوسری کتابوں میں بحث ہوتی ہے تو یہ اعداد بطور حوالہ استعمال کئے جاتے ہیں - یہ خصُوصاً اُن قارئین کے لئے کار آمد ثابت ہوتے ہیں جو اِن زبانوں سے اچھّی طرح واقِف نہیں - ہم نے بھی قامُوس کے اِس چوتھے ایڈیشن میں یہ اعداد لکھ دئے ہیں - عبرانی کے لئے اُردو کے اور یُونانی کے لئے انگریزی کے ہندسے استعمال کئے ہیں - جن اصحاب کے پاس سٹرانگ صاحب کی کتاب ہو وُہ اِس سے اِستفادہ کر سکتے ہیں - ہم اپنے عبرانی کے قاعدہ میں جسے "عبرانی گھر بیٹھے سیکھئے" کا نام دِیا ہے یہی اعداد استعمال کر رہے ہیں - اور ایک اَور کتاب میں جس کی تیاری کی جا رہی ہے یعنی فرہنگِ مجازیات فِی الکتاب میں بھی یہی اعداد اِستعمال کریں گے - ہمیں اُمّید ہے کہ قارئین کرام کی دِلچسپی اور معلُوماتی عمل میں یہ مُمِد ثابت ہوں گے -

ذیل کے چارٹ کے پہلے کالم میں یہی نمبر دَرج ہیں - دُوسرے کالم میں الفاظ کی فہرست ہے اور بعض الفاظ کا مادّہ دِیا گیا ہے - تیسرے کالم میں مَصدری یا دُوسرے معنی دَرج ہیں - آخری کالم میں اُن مضامین کی نِشاندہی کی گئی ہے جہاں اُن الفاظ کا ذِکر ہے - اِسے اچھّی طرح سمجھنے کے لئے دیکھئے عبرانی زبان -

آلف א

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے	نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۱۵۷	آحِب	محبّت کرنا	محبّت	۷۰۷	اَرگ	بُننا - گوندھنا	پیشہ جاتِ بائبل ۱۰
۳۹۸	آکَل	کھانا	کھانا	۲۳۴	اَزکرہ (زین - کاف - ریش)	یاد کرنا - یادگار	نذر کی روٹیاں
۴۲۳	آلاَہ (آلف - لامد - ہے)	قسم کھانا	قسم	۲۳۲	اَزور	کمربند	ملبوساتِ بائبل ۳
۵۵۹	آمَر	کہنا	کلام	۸۱۴	اَشکار	انعام	ہدیہ
۲۵۹	اَخَاد (آلف - خیتھ - دالتھ)	ایک - واحد	تثلیث	۶۴۴	اَفاہ (آلف - پے - ہے)	(تنور میں) پکانا	پیشہ جاتِ بائبل ۱۴
۱۱۳	اَدوُن (دالتھ - واو - نون)	خداوند	خاندان ۱ ہ	۴۰۶	اَکار (آلف - کاف - ریش)	کھودنا	پیشہ جاتِ بائبل ۲
۱۳۶	اِدونَائی	میرا خداوند	خدا کے نام ۱ ہ	۴۳۳	اِلوہ (قب ایل)	خدا - الوہیم کا واحد - دیکھئے ایل	خدا کے نام ۱ د
۷۷۶	اَرَض جمع اراضوت	زمین	دنیا	۴۳۰	اِلوہیم	اِلوہ کا جمع کا صیغہ	خدا کے نام ۱ د - تخلیق ۲ ب

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
٥٦٥	اَمراَہ (آلف میم۔ ریش)	کلام	کلام
٥٤٧	اَومنَت (آلف میم۔ نون)	سہارا دینا۔ ٹھیکن ستون	ستون
٥٩١	اَونیاَہ	کشتی۔ بیڑا	جہاز اور کشتی ١
٧٣	اَونیط (آلف بیتھ۔ نون طیتھ)	(کاہنوں کا) کمربند	ملبوسات بائبل ۴ ب
٧٧٥١	اَونی شایت	شایت بمعنی چپّو چلانے والے یعنی چپوؤں والی کشتی	جہاز اور کشتی ٥
٣٧٦	اِیش۔ اِیشہ	آدمی۔ عورت	خاندان ١ ھ
٦٦٥	اِیفر (آلف۔ پے۔ ریش)	راکھ	راکھ۔ ملبوسات بائبل ٦

بیتھ ב בּ

منقوط بیتھ (داغش کے ساتھ) کی آواز بے (ب) کی مانند ہوتی ہے۔ غیر منقوط بیتھ کی آواز ساکن واؤ کی مانند ہے = ۇ۔ مثلاً باپ کا عبرانی لفظ آۇ ہے۔ اس فہرست میں ہم نے یہ تمیز قائم نہیں رکھی ہے۔ ارامی میں بیتھ کی آواز بے ہی ہوتی ہے مثلاً ابّا بمعنی باپ۔

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
١٢٥٤	بارا (بیتھ۔ ریش۔ آلف)	تخلیق کرنا۔ بنانا	تخلیق ٢ ب
١٢٨٨	بارک (بیتھ۔ ریش۔ کاف)	برکت دینا	کفر ج۔ سلام
١٣٢٠	باسار (بیتھ۔ سین۔ ریش)	جسم قب بشر	تجسم المسیح
١٣١٠	باشل (بیتھ۔ شین۔ لامد)	پکانا۔ خاص کر اُبالنا یا تلنا	روٹی ٥
١١٢٩	باناہ (بیتھ۔ نون۔ ہے)	بنانا۔ تعمیر کرنا	پیشہ جات بائبل ٥٠
١٣٣٠	بتولیم۔ بتولہ کی جمع	کنواری (لڑکیاں)	شادی کے رسم و رواج ١٥
٩١٦	بدولَخ (بیتھ۔ دالتھ۔ لامد خیتھ)	موتی	معدنیات بائبل ١ ج (٥)
١٢٩٣	بَراکہ (بیتھ۔ ریش۔ کاف)	برکت	برکت
١٢٧٠	بَرزِل	لوہا	معدنیات بائبل ٢ ج پیشہ جات بائبل ٤٢
١٢٨٥	بَرِیت	عہد۔ لفظی معنی کاٹنا	عہد، عہد باندھنا
٧٢٢٥	بَرِیشیت	ابتدا میں	پیدائش کی کتاب۔ تخلیق۔ ابتدا
١٢١١	بَصَل	پیاز	نباتات بائبل ٢٦
١١٦٨	بَعل	مالک	خاندان ١ ھ
٨٩٩	بگید	کپڑا	ملبوسات بائبل ١
١٣٢٢	بوشت	شرم	شرم
٩٩٣	بوطنیم	پستہ	نباتات بائبل ٢٢
١٠٠٤	بیت	گھر	گھر۔ خاندان۔ شہر
١٠٠٤ + ٥٣١٥	بیت نفش	روح کا گھر	زیورات بائبل ٩

گیمل ג גּ

عبرانی حروفِ تہجی کا تیسرا حرف۔ اس کی آواز کبھی تو گاف کی مانند ہے اور کبھی ج کی مانند۔

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
١٤٤٧	جادر (گیمل۔ دالتھ۔ ریش)	دیوار	پیشہ جات بائبل ٥٠
١٤٤٦	گادف	کاٹنا	کفر ر
١٤٩٤	جازز	(بھیڑ کی اون) کاٹنا	پیشہ جات بائبل ٩
١٣٦٦	گبول (گیمل۔ بیتھ۔ لامد)	رسی	حد کا نشان
١٤١٦	گدود یا جدود	بنیادی معنی کاٹنا	لشکر
١٤٨٩	جزبار (گیمل۔ زین بیتھ۔ ریش)	خزانچی	پیشہ جات بائبل ١٥
١٥٣٢	جلاب (گیمل۔ لامد۔ بیتھ)	کھرچنا۔ نائی۔ حجام	پیشہ جات بائبل ١٣
١٦١٤	گوپریت	گندھک	معدنیات بائبل ٣ ب
١٣٥٠	گوئیل (گیمل۔ آلف۔ لامد)	فدیہ دینا۔ واپس خریدنا	قرابت، قرابتی۔ خاندان ١ ح
١٦١٦	گیر	اجنبی۔ غیر قوم	مُرید

دالتھ ד דּ

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
١٦٩٧	دابار۔ (دالتھ۔ بیتھ۔ ریش)	کہنا۔ بولنا	کلام
١٨٨٢	دات (دالتھ۔ تاو)	غالباً قدیم فارسی دادن یہ "دینے" سے بنا ہے	شریعت
١٧٠٩	داج	مچھلی	پیشہ جات بائبل ٤٣
١٨١٨	دام	خون	مَے ٢
١٧٣٠	دُود	شدت کی محبت	محبت ١
١٨١٨ + ٦٠٢٥	دم عنابیم	انگوروں کا خون	مَے ٢

ہے ה

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
١٩٧٤	ہلل	نعرہ لگانا۔ خوشی سے شور مچانا	ستائش

واو ו

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
٩٢٢	ؤہو	خالی۔ ویران	تخلیق ٢ ب

زین ז

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۲۰۸۷	زادون (زین۔ دالتھ۔ واو۔ نون)	پھُولنا	گھمنڈ
۲۱۴۲	ذاکر	یاد کرنا	پیشہ جاتِ بائبل ۴۱
۲۱۵۸	زامر	گانا	ستائش
۲۰۹۱	زاہاب	سونا قب عربی ذَہَب	معدنیاتِ بائبل ۲ و
۲۰۷۷	ذبح	(قربانی کیلئے) کاٹنا۔ ذبح کرنا	نذر کی قربانی
۲۱۳۷	زکوکیت (زین۔ کاف۔ کاف)	خالص شیشہ کی طرح صاف بلّور	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۳)

خیتھ ח

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۲۳۶۸	خاتم (خیتھ۔ تاو۔ میم)	مُہر۔ چھاپ۔ تعویذ	زیوراتِ بائبل ۱۰
۲۳۹۷	خاخ (خیتھ۔ خیتھ)	کانٹا۔ نکیل	زیوراتِ بائبل ۱۴
۲۷۹۶	خارش (خیتھ۔ ریش۔ شین)	کاریگر	پیشہ جاتِ بائبل ۳، ۴۲، ۵۰
۲۷۷۹	خارف (خیتھ۔ ریش۔ پے)	اکٹھا کرنا۔ کاٹنا۔ موسم خریف	موسم
۲۷۶۴	خارم (خیتھ۔ ریش۔ میم)	بند کرنا۔ خارج کرنا۔	لعنت۔ کلیسائی اخراج
۲۷۵۴	خاریط (خیتھ۔ ریش۔ طیتھ)	کندہ کرنا۔ خراد پر بنانا	زیوراتِ بائبل ۱۶
۲۶۱۶	خاسید (خیتھ۔ سامک۔ دالتھ)	بڑی چاہ اور لگن قب حسد جو اس کے اُلٹ جذبہ ظاہر کرتا ہے۔	مُقدّس
۲۶۷۲	خاصب (خیتھ۔ صادے۔ بیتھ)	کاٹنا۔ تراشنا	پیشہ جاتِ بائبل ۵۰ ج
۲۴۰۳	خاطاہ (خیتھ۔ طیتھ۔ آلف)	نشانہ سے چُوک جانا۔ غلطی	گناہ
۲۴۸۵	خالیل (خیتھ۔ لامد۔ لامد)	سوراخ کرنا۔ بانسری	موسیقی کے ساز ۳ و
۲۵۲۴	خام۔ خاموت	لڑکی کے خسر اور ساس	خاندان ۱ ز
۲۲۵۶	خَبَل	رسّی (قب عربی حَبْل)	رسّی
۲۷۴۷	خرطمیم (خیتھ۔ ریش۔ طیتھ)	کندہ کرنا۔ پڑھے لوگ۔ جادوگر۔ مجوسی	مجوسی۔ پیشہ جاتِ بائبل ۹
۲۷۶۴	خرم	ملعون کرنا	کلیسیائی اخراج
	خزان	رویا۔ خزانہ۔ خدا کے کلام کو رکھنے والا	خادم
۲۴۰۳	خطات	نشانے سے چُوکنا۔ گناہ	گناہ
۲۶۴۶	خفا (خیتھ۔ پے۔ پے)	بنیادی معنی ڈھانکنا۔ پھر خلوت خانہ	شادی کے رسم و رواج ۱۳
۲۲۹۰	خگور (خیتھ۔ گمیل۔ ریش)	باندھنا	ملبوساتِ بائبل ۴ و
۲۳۰۹	خَلَدْ	دُنیا	دُنیا
۲۴۷۱	خلہ	سوراخ۔ سوراخ والے کلچے	روٹی ۲
۲۴۸۱	خلی	پالش کیا ہُوا	زیوراتِ بائبل (شروع میں)
۲۵۶۲	خمر (خیتھ۔ میم۔ ریش)	اُبلنا۔ جھاگ اُٹھنا	مَے
۲۲۵۹	خوبل	رسّی۔ ناخدا	پیشہ جاتِ بائبل ۵۱
۲۲۵۶	خوبلین (خیتھ۔ بیتھ۔ لامد)	بنیادی معنوں میں رسّی کا مفہوم ہے۔ اتحاد	رسّی ۱
۲۳۳۹	خوت	ڈوری۔ سوت	رسّی ۵
۲۸۵۹	خوتنت / خوتین	لڑکے کی ساس / لڑکے کا خُسر	خاندان ۱ ز
۲۷۰۶	خوق (خیتھ۔ قوف)	مقررہ۔ معیّن۔ جو طے ہو چکا ہے۔	تقدیر ۱
۲۴۲۸	خَیل (خیتھ۔ یود۔ لامد)	طاقت۔ زور۔ فوج	لشکر
۲۵۶۱	خیمر (خیتھ۔ میم۔ ریش)	اُبلنا۔ جھاگ اُٹھنا	مَے ۱ ج
۲۵۸۰	خین	خوبصورتی	فضل

طیتھ ט

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۲۹۳۰	طامہ	ناپاک ہونا	طہارت ۱
۲۸۸۹	طاہور	پاک صاف	طہارت ۱
۲۹۱۴	طخوریم (طیتھ۔ خیتھ۔ ریش)	بنیادی مفہوم آہ بھرنا ہے۔ پھر گلٹیاں اور بواسیر	امراضِ بائبل ۱۲

یود י

سب سے چھوٹا حرف

آواز یے کی مانند ہے

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۰۲۷	یاد (یود۔ دالتھ)	ہاتھ	ہاتھ
۳۰۴۵	یادع (یود۔ دالتھ۔ عین)	جاننا	جاننا
۳۲۲۰	یام (یود۔ میم)	سمندر	سمندر
۳۱۱۷	یامیم۔ یوم کی جمع	وقت۔ موسم	موسم
۳۲۲۵	یامین۔ یمین	دہنا ہاتھ	ہاتھ
۳۰۵۰	یاہ (یود۔ ہے)	یہوواہ کا مخفّف۔ خدا	خدا کے نام ۱ ل
۲۹۹۰	یبل	بہنا۔ بہتا ہوا پھوڑا	امراضِ بائبل ۱۰
۳۴۹۹	یتر	لٹکنا۔ تانت	رسّی ۳
۳۳۷۲	یراہ	بنیادی معنی کانپنا۔ ڈر	خوف

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۴۴۴	یَشُوعا (یود۔ شین۔ عین)	مدد۔ مخلصی	نجات
۳۰۱۰	یوگبیم	کھودنا۔ کھیت	پیشہ جاتِ بائبل ۲ ب
۳۱۰۴	یوبل	مینڈھے کا سینگ	موسیقی کے ساز ۳ ز
۳۰۰۹	یوگیب	سوراخ کرنا۔ کھدائی کرنا۔ باغبان۔	پیشہ جاتِ بائبل ۲ ب
۳۷۲۵	یوم ہاکپُوریم	کفارہ کا دن	کفارہ کا دن
۳۳۳۵	یوصیر (یود۔ صادے۔ ریش)	بنانا۔ گھڑنا۔ شکل دینا۔ کمہار	پیشہ جاتِ بائبل ۱۸
۳۰۹۵	یہلوم (ہے۔ لامد۔ میم)	پیٹنا۔ ایک قیمتی پتھر	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۴)
۷۴۹۵	(یَہوواہ) روفے	شِفا دینے والا۔ یہوواہ شافی	خدا کے نام ۵ د
۶۶۳۵	(یَہوواہ) سباؤت	لشکر۔ لشکروں کا خدا۔ ربّ الافواج	خدا کے نام ۴ خ
۳۰۷۳	(یہوواہ) شالوم	سلامتی۔ سلامتی کا خدا	خدا کے نام ۴ ھ
۸۰۳۳	(یہوواہ) شما	وہاں۔ خداوند وہاں ہے	خدا کے نام ۴ ز
۶۶۶۴	(یہوواہ) صدقنو	صداقت۔ خداوند ہماری صداقت	خدا کے نام ۴ و
۳۰۷۱	(یہوواہ) نسّی	جھنڈا۔ خداوند میرا جھنڈا	خدا کے نام ۴ د
۳۰۷۰	(یہوواہ) یری	مہیّا کرنا۔ خداوند مہیّا کریگا	خدا کے نام ۴ ج
۳۱۹۶	یَیَن (یود۔ یود۔ نون)	بُلبُلے اُٹھنا۔ مے	مَے

کاف כ ך

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۷۹۱	کاتب (کاف۔ تاو۔ بیتھ)	لکھنا۔ کتاب (دانی ایل ۱۰: ۲۱)	کتاب
۳۵۸۳	کاغل (کاف۔ غیتھ۔ لامد)	(آنکھوں میں) سرمہ لگانا	حسن افروز اشیا اور عطریات
۳۷۷۲	کارت (کاف۔ ریش۔ تاو)	کاٹنا (عہد) باندھنا	عہد، عہد باندھنا
۳۷۸۴	کاشف	دُعا کرنا۔ پھر جادو کا عمل کرنا	مجوسی
۳۶۶۵	کانع (کاف۔ نون۔ عین)	گھُٹنے ٹیکنا۔ عاجزی۔ فروتنی یعنی تن کو نیچا کرنا	فروتنی
۳۷۲۲	کپر (کاف۔ پے۔ ریش)	بنیادی معنی ڈھانپنا	معافی
۳۸۰۱	کتونت (کاف۔ تاو۔ نون)	بنیادی معنی غالباً ڈھانپنا ہیں	ملبوساتِ بائبل ۳ ھ
۳۷۰۹	کف	ہتھیلی۔ خمدار۔ خالی کھلا ہاتھ	ہاتھ
۳۵۳۹	کدکود (کاف۔ دالتھ۔ دالتھ)	بنیادی معنی پیٹنا۔ پھر شرارہ اور چمکدار قیمتی پتھر	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۶)
۳۷۰۱	کسف	چاندی	معدنیاتِ بائبل ۲ ب
۳۶۸۴	کسیل جمع کسیلیم	بنیادی معنی بیوقوف۔ احمق۔ ستاروں کا جھُرمٹ	فلکیات ۲ ا
۳۶۷۱	کناف	پَر۔ پرندے کا بازو۔ چادر کا کنارہ	ملبوساتِ بائبل ۸

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۶۵۸	کنور	(ساز کے چھیڑنے سے) کانپتی آواز۔ بربط	موسیقی کے ساز ۲ ا
۳۷۲۴	کوفر	ڈھانپنا۔ قب کپر (اُوپر) معافی	مخلصی
۳۵۵۸	کوماز (کاف میم۔ زین)	چھوٹی گولیاں بنانا۔ ایک قسم کا سونے کا ہار	زیوراتِ بائبل ۱۳
۲۴۸۱	کیلی	برتن۔ مختلف اشیا کے لئے آیا ہے	زیوراتِ بائبل مضمون کے شروع میں
۳۵۹۸	کیماہ	انبار۔ ڈھیر۔ ستاروں کا جھرمٹ	فلکیات ۲ ج

لامد ל لام کی آواز

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۸۳۰	لابوش، لبوش (لامد۔ بیتھ۔ شین)	لباس۔ پہناوا	ملبوساتِ بائبل ۱
۳۸۳۴	لیبیبوت	دل کی مانند یا اندر سے خالی	روٹی ۵
۳۹۰۸	لحش	چاٹنا یا سانپ کی طرح سسکارنا، ایک زیور کا نام	زیوراتِ بائبل ۱۰
۳۸۹۹	لحم	کھانا۔ روٹی قب عربی لحم بمعنی گوشت	روٹی۔ نذر کی روٹیاں

میم מ

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۳۹۸۸	ماس (میم۔ آلف۔ صادے)	(کسی عیب کی وجہ سے) رد کرنا	نامقبولیت
۴۸۸۶	ماشخ (میم۔ شین۔ غیتھ)	مَسح کرنا	مَسح کرنا
۴۴۷۸	مان	"کیا ہے" من جو بیابان میں بنی اسرائیل کو دیا گیا	من
۴۱۹۱	ماوت	موت	موت
۴۹۷۶	متان	انعام	ہدیہ
۴۲۵۴	محلاصوت (غیتھ۔ لامد۔ صادے)	بنیادی معنی اُتارنا قب عربی خلع	ملبوساتِ بائبل ۷
۴۲۶۴	مخناہ (غیتھ۔ نون۔ ہے)	تنبو نصب کرنا۔ فوج	لشکر
۴۲۱۶	مزاروت غالباً مزالوت سے۔	جہاں ل م میں تبدیل ہوا ہے۔ قب عربی منزل غالباً برجوں کا کمربند	فلکیات ۲ د

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۴۲۱۰	مزمور	گیت یا نغمہ	زبور۔مزمور
۴۹۰۵	مسکیل (سین۔کاف۔لامد)	غور سے، دھیان سے	مشکیل
۴۵۲۵	مسگر (سامک۔گیمل۔ریش)	بند کرنا۔لُہار	پیشہ جاتِ بائبل ۴/۱۲
۴۵۵۲	مسعاد (سامک۔عین۔دالتھ)	تھم	ستون
۸۳۳۴	مشاریت (شین۔ریش۔تاو)	خدمت کرنا	پیشہ جاتِ بائبل ۱۴/۱۲ غلام
۴۹۴۱	مشپاط، مشپت (شین۔پے۔طیتھ)	انصاف کرنا	شریعت۔قاضی
۴۹۴۰	مشپاخہ	خاندان	خاندان ۱
۴۹۶۰	مشتہ (شین۔تاو۔ہے)	پینا	ضیافت
۴۹۰۴	مشکاب (شین۔کاف۔بیتھ)	لیٹنا۔چارپائی	پلنگ۔طبیب
۴۹۲۹	مشمار (شین میم۔ریش)	نگہبانی	قید، قید خانہ
۴۶۷۶	مِصّباہ۔مصبوت (نون۔صادے۔بیتھ)	نصب سے۔گاڑھنا	ستون ۲
۴۷۰۰	مصلتایم (صادے۔لامد۔لامد)	جھانجھ	موسیقی کے ساز ۱
۴۷۰۱	مصنیفت (صادے۔نون۔پے)	گھما کر لپیٹنا۔پگڑی	ملبوساتِ بائبل ۶
۴۶۸۷	مصواہ (صادے۔واو۔ہے)	مقرر کرنا۔حکم	شریعت
۴۲۹۴	مطہ	شاخ۔چھڑی	چھڑی ۶
۴۳۰۴	مطفاخوت (طیتھ۔پے۔خیتھ)	پھیلانا۔دوپٹا	ملبوساتِ بائبل ۷
۴۶۳۴	معراکاہ	بنیادی معنی ترتیب سے رکھنا۔پھر صف آرائی	لشکر
۴۶۳۹	معیسہ	کرنا	کام
۴۵۹۸	معیل	اوپر کا کپڑا	ملبوساتِ بائبل ۵ ب
۴۳۸۷	مکتام	غالباً جو لکھا گیا	زبور کی کتاب
۴۳۷۰	مکنس (کاف۔نون۔سامک)	چھپانا	ملبوساتِ بائبل ۳ ب
۴۰۲۱	مگباعوت	بنیادی معنی اونچا اور گول۔پگڑی	ملبوساتِ بائبل ۶
۴۳۹۹	ملاکہ	بنیادی معنی پیام بر۔پھر فرشتہ اور کام	کام
۴۴۲۸	ملکیم، ملک کی جمع	بادشاہ	سلاطین کی کُتب
۴۴۱۹	ملاخ	غالباً اس لفظ کا تعلق ملخ بمعنی نمک سے ہے نمکین پانی۔سمندر پھر ملاح	پیشہ جاتِ بائبل ۵۱
۴۴۱۷	ملخ	نمک	نمک۔پیشہ جاتِ بائبل ۵
۴۵۰۳	منخاہ، منخہ	دنیا۔ہدیہ	نذر کی قربانی۔ہدیہ
۴۱۹۱	موت	مرنا	موت
۴۱۳۳	موطہ	چوکھٹا	چھڑی ۱
۴۱۱۹	موہر	خریدنا	خاندان ۱ ب۔شادی کے رسم و رواج ۳
۴۳۴۰	میتار (یود۔تاو۔ریش)	لٹکنے والی۔رسّی	رسّی ۷
۳۲۴۳	مینقت (یود۔نون۔قوف)	بنیادی معنی چوسنا۔دایہ	پیشہ جاتِ بائبل ۱۷

نون נ

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۵۴۱۴	ناتن (نون۔تاو۔نون)	دینا	ہدیہ
۵۱۶۲	ناحام (نون۔ہے۔میم)	بنیادی معنی آہ بھرنا	توبہ
۵۰۷۷	ناداہ (نون۔دالتھ۔ہے)	ہٹانا۔نکالنا۔خارج کرنا	کلیسیائی اخراج
۵۳۷۵	ناسا (نون۔سین۔آلف)	بنیادی معنی اُٹھانا	معافی
۵۳۲۹	ناصح (نون۔صادے۔خیتھ)	خالص ہونا۔وفادار ہونا۔میر مُغنّی	پیشہ جاتِ بائبل ۳۹
۵۲۰۱	ناطر	بنیادی معنی رکھوالی کرنے والا۔باغبان	پیشہ جاتِ بائبل ۲ د
۵۳۴۴	ناقب (نون۔قوف۔بیتھ)	سوراخ کرنا۔مجازی معنی کُفر	کُفر
۵۰۶۵	ناگیس، نوگیس (نون گیمل سین)	سخت محنت کروانا	پیشہ جاتِ بائبل ۵
۵۰۳۵	نبل	بنیادی معنی چمڑے کی مشک۔بربط	موسیقی کے ساز ۱ ب
۵۱۷۲	نخش صوتی لفظ	پھُس پھُسانا یا سانپ۔مجازی معنی تعویذ	جادو اور جادوگری ۲ ب
۵۱۷۸	نخوشت	ایک دھات۔تانبا	معدنیاتِ بائبل ۲ د
۵۳۹۷	نشاماہ (نون شین میم۔ہے)	سانس۔روح	ضمیر۔ہوا
۵۳۹۲	نشک	کاٹنا۔سُود	سُود۔قرض، قرضدار ۲
۵۱۹۷	نطیفوت (نون۔طیتھ۔پے)	بوند۔موتیوں کی بالیاں	زیوراتِ بائبل ۴
۵۱۴۱	نظم	پرونا۔نتھ۔بالی	زیوراتِ بائبل ۴، ۱۲
۵۲۸۸	نعر	نوجوان۔نوکر	پیشہ جاتِ بائبل ۱۴ و
۵۳۰۳	نِفلیم (نون۔پے۔لامد)	بنیادی معنی گرنا۔دیوتاؤں کی اولاد۔فرشتے	خدا کے بیٹے ۱
۵۳۶۴	نقپاہ	رسّی	ملبوساتِ بائبل ۴
۵۳۵۰	نقودیم	چھوٹی چھوٹی سوکھی اور خستہ روٹیاں	روٹی ۶

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۵۰۵۸	نگیناہ جمع نگینوت (نون-گیمل-نون)	ساز بجانا	گیت ۲
۵۳۹۲	نوشیکیم	قب نوشک اوپر-کاٹنا-قرض	قرض، قرضدار ۲
	سامک ס		
۵۴۶۶	سادین (سامک-دالتھ-نون)	بنیادی معنی ڈھیلا-ایک لباس	ملبوساتِ بائبل ۷
۵۴۵۶	ساجد-سجد	سجدہ کرنا	عبادت
۵۶۰۸	سافر (سامک-پے-ریش)	بنیادی معنی کھرچنا-پھر پتھر پر لکھنا-کاتب	پیشہ جاتِ بائبل ۴۱
۵۵۸۲	ساعد	اٹھانا-تھامنا	چھڑی ۶
۵۵۴۵	سالح (سامک-لامد-خیتھ)	آسان کرنا	معافی ۱ ج
۵۴۶۹	سحرونیم	چھوٹا چاند-ہلال	جادو اور جادوگری ۲ ب
۵۶۰۰	سفینہ (سامک-پے-نون)	چھت یا سایہ-عرش دار جہاز	جہاز اور کشتی ۴
۵۶۱۳	سوفریم (سامک-پے-ریش)	لکھنا-لکھنے والے	فقیہ
۵۴۷۵	سود (سامک-واو-دالتھ)	بیٹھنے کی جگہ-دیوان-اکٹھے بیٹھنا اور پھر راز کی بات	راز
۵۵۶۰	سولت (سامک-لامد-تاو)	میدہ	روٹی
۵۴۷۰	سوہر (سامک-ہے-ریش)	بنیادی معنی گول-برج-قلعہ	قید، قیدخانہ ۱
۵۵۰۹	سیگیم (سامک-یود-گیمل)	دھات کی میل، کدورت	نامقبولیت
	عین ע		
۵۶۵۰	عابد (عین-بیتھ-دالتھ)	غلام-نوکر	خدمت
۶۲۱۸	عاسور (عین-سین-واو-ریش)	دس-دس تارہ ساز	موسیقی کے ساز ۲ ج
۶۲۱۳	عاسر (عین-سین-ہے)	بنانا	تخلیق ۲ ج
۵۹۱۳	عاکس، عاکیس (عین-کاف-صادے)	(پیر) باندھنا-خلخال	زیوراتِ بائبل ۱
۶۰۳۱	عانا	فروتنی-عاجزی	نرم مزاجی
۶۰۳۵	عاناؤ	بنیادی معنی محتاج-پھر حلیمی	حلیمی
۵۷۷۱	عاون	بنیادی معنی بگاڑ	گناہ ۱
۱۰۱۲	عبارہ (عین-بیتھ-ریش)	پار کرنا-عبور کرنا-ایک قسم کی کشتی	جہاز اور کشتی ۱-۱ (۶)
۵۶۵۰	عَبَد	غلام-نوکر	پیشہ جاتِ بائبل ۱۴
۵۶۸۷	عَبوُت	بنیادی معنی باندھنا لپیٹنا بٹنا-رسی	رسی ۲
۶۲۵۶	عت	وقت ہیگا، مناسب اور درست وقت	وقت
۶۲۶۸	عتیق یومین (ارامی)	قدیم الایام-عتیق (پرانے) (یوم) دن	خدا کے نام ۴ ک
۵۷۱۶	عدی	آراستہ کرنا-زیور	زیوراتِ بائبل ابتدائی پیراگراف
۶۲۱۰	عرس ایک اور شکل آرس ہے	بنیادی معنی بستر پھر دلہن بنانا	شادی کے رسم و رواج
۶۱۷۴	عردم (عین-ریش-میم)	ننگا ہونا-ننگاپن	ملبوساتِ بائبل ۳
۵۸۵۰	عطارہ	تاج	ملبوساتِ بائبل ۶
۵۶۹۲	عگہ (عین-واو-گیمل)	گول-پھر روٹی یا پھلکے	روٹی ۴
	عگیل (عین-گیمل-لامد)	گھومنا-پھر بالیاں	ملبوساتِ بائبل ۴
۵۹۸۲	عمود	سیدھا کھڑا کرنا	ستون ۲
۶۰۶۰	عناق	بمعنی گردن-ایک زیور کا نام	زیوراتِ بائبل ۱۵
۶۰۴۱	عناوہ (عین-نون-واو)	ستایا ہوا-غریب	فروتنی
۶۰۷۶	عوفلیم (عین-پے-لامد)	ٹیلہ-ٹیلے-بواسیر کے مسّے	امراضِ بائبل ۱۲
۵۷۶۹	عولام (عین-لامد-میم)	قدیم وقت	وقت
	عید	گواہی	گواہ-شہادت
۵۹۰۶	عیش، عاش (عین-شین)	ریچھ یا نعش-ستاروں کا جھرمٹ	فلکیات ۲ ب
۶۰۸۳	عیفر	خاک-قب ایفر بمعنی راکھ	راکھ
۵۸۶۹	عین (عین-یود-نون)	بنیادی معنی بہنا آنکھ-چشمہ	شہر-چشمہ
	پے פ ف کی آواز פ پ کی آواز		
۶۶۱۶	پاتیل	بنیادی معنی بٹنا-ڈوری-گردن میں لٹکانے کا زیور	زیوراتِ بائبل ۵
۶۵۶۶	فارس (پے-ریش-سین)	ٹکڑے کرنا-علیحدہ کرنا	فریسی
۶۴۹۶	پاقید (پے-قوف-دالتھ)	کسی کی نگرانی کرنا-ناظم	پیشہ جاتِ بائبل ۵۳
۶۳۴۳	پخاد	ڈر سے کانپنا	خوف

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۶۴۷۲	یعمون (پے۔ عین۔ میم)	ضرب لگانا۔ گھنٹیاں	موسیقی کے ساز ۱ ج
۶۳۲۰ + ۷۱۶۳	پوک (پے۔ کاف)	بوتل۔ پرانے زمانہ میں سینگ کو بطور بوتل استعمال کیا جاتا تھا۔ سرمہ دانی	حسن افروز اشیاء ۳
۶۴۶۷	پوعل (پے۔ عین۔ لامد)	(کام) کرنا قب عربی فعل	کام
	پے	منہ	منہ
۶۲۸۷	پیر (پے۔ آلف۔ ریش)	آراستہ کرنا۔ خوبصورت بنانا۔ غالباً عمامہ	زیورات بائبل ۶

صادے צ

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۶۶۳۵	صابا	فوج	لشکر
۶۸۸۳	صارعت (صادے۔ ریش۔ عین)	بنیادی معنی مار گرانا۔ آفت وبا۔ یہ برص کی چھوت کی بیماری کے سلسلے میں آیا ہے	امراضِ بائبل ۱
۶۸۸۴	صارف (صادے۔ ریش۔ پے)	بنیادی معنی صاف کرنے کے لئے پگھلانا۔ سُنار	پیشہ جاتِ بائبل ۲۶
۶۸۰۹	صاعیف (صادے۔ عین۔ پے)	بنیادی معنی ڈھانکنا۔ بُرقع	ملبوساتِ بائبل ۷
۶۸۲۲	صافاہ	نگاہ ڈالنا۔ نگہبان	پیشہ جاتِ بائبل ۷
۶۷۸۱	صامید (صادے۔ میم۔ دالتھ)	باندھنا۔ کڑے	زیوراتِ بائبل ۵
۶۶۶۳	صدق	صادق۔ سچا	راستباز ٹھہرانا
۶۸۸۴	صرف	صاف کرنا۔ قب صارف	صاف کرنا
۶۸۰۷	صعادہ (صادے۔ عین۔ دالتھ)	چھوٹے قدم اُٹھانا۔ ایک زیور	زیوراتِ بائبل ۱
۸۱۶۳	صفیر	بالوں والا۔ زلفوں والا	سکندرِ اعظم
۶۷۳۸	صل	سایہ	سایہ
۶۷۵۴	صلم	بُت	صورت
۶۷۵۷	صلموت	سایہ قب ظلمت	سایہ
۶۸۸۴	صوریف	صاف کرنا قب صرف	صاف کرنا
۶۷۱۸	صیاد (صادے۔ واؤ۔ دالتھ)	(شکار کے لئے) چھپ کر بیٹھنا۔ شکاری	پیشہ جاتِ بائبل ۲۷
۶۷۳۴	صیصیت	بنیادی معنی پھول کی مانند۔ جھالر	ملبوساتِ بائبل ۸

قوف ק

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۶۹۴۲ تا ۶۹۴۶	قاداش، قادوش، قدش (قوف۔ دالتھ۔ شین)	بنیادی معنی پاک یا مُقدّس ہیں	پاکیزگی
۷۱۰۵	قاصر	بنیادی معنی کاٹنا	فصل، فصل کاٹنا
۷۰۳۶	قالون	حقارت۔ شرم۔ یہ لفظ شرمگاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے	شرم
۷۱۴۰	قرخ	لفظی معنی یخ پھر بلّور	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۳)
۷۱۶۱	قرن	سینگ۔ موسیقی کا ساز	موسیقی کے ساز ۳ د
۷۱۹۴	قشوریم (قوف۔ شین۔ ریش)	باندھنا۔ پٹکے	ملبوساتِ بائبل ۸
۷۰۱۹	قص	آخر کا وقت قب عربی قضا	کلام ۱
۷۰۵۸	قمخ	آٹا	روٹی
۶۹۴۲	قودیش	قب قاداش وغیرہ	لعنت
	قوص	گرمی کی فصل کاٹنے کا موسم	موسم
۷۰۱۹	قیص	فصل پھل پکنے کا وقت	کلام ۱
۷۰۶۴	قین	آشیانہ	آشیانہ

ریش ר

نمبر	عبرانی لفظ اور اس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۷۳۲۸	راز (ارامی)	چھپی بات	بھید
۷۴۵۱	راعاہ (ریش۔ عین۔ عین)	بنیادی معنی شور مچانا۔ شرارت	گناہ ۱
۷۵۴۳	راقیخ (ریش۔ قوف۔ خیتھ)	گندھی کا تیل۔ بنیادی معنی باریک بنانا۔ تاکہ تیل میں مل جائے	حسن افروز اشیاء ۱ ج
۷۲۱۵	راموت	بنیادی معنی اونچی چیزیں۔ مونگا	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۱)
۷۲۴۲	راوید (ریش۔ بیتھ۔ دالتھ)	بنیادی معنی جوڑنا۔ طوق	زیوراتِ بائبل ۱۵
۷۲۴۸	رب ماج	مجوسیوں کا سردار	مجوسی
۷۲۷۳	رجلی	پیر کو حرکت دینا۔ فوج میں پیادہ	پیشہ جاتِ بائبل ۲۵
۷۴۷۴	رعیاہ	(۱) تون دوست۔ محبوبہ	محبت ۱
۷۵۵۰	رقیق	پتلی روٹی۔ چپاتی	روٹی ۱
۷۳۹۲	رکاب (ریش۔ کاف۔ بیتھ)	بنیاد، معنی سواری، رتھ	رتھ
۷۳۰۷	رواخ (ریش۔ واو۔ خیتھ)	رُوح۔ ہَوا	رُوح۔ ہَوا
۷۲۱۸ + ۸۱۴۱	روش ہاشنہ	روش کے بنیادی معنی سر ہیں (ریش۔ آلف۔ شین) پر شروع یا ابتدا۔ شنہ بمعنی سال قب سنہ۔ پورے فقرے کا مطلب ہے سال کا پہلا دن	کفارے کا دن

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۷۴۷۳	روعہ	چرواہا - قب عربی رعی - بادشاہ کو چرواہا بھی کہا جاتا ہے - اس لئے اُس کے لوگ رعایا اور رعیت کہلاتے ہیں	پیشہ جات بائبل ۱۱
۷۴۹۵	روفے (ریش - پے - آلف)	جوڑنا، مرمت کرنا - علاج کرنا - ڈاکٹر	طبیب
۷۵۶۲	ریشعاہ (ریش - شین عین)	بنیادی معنی شور یا فساد کرنا - شرارت	گناہ ۱

سین ש

جب نقطہ بائیں طرف ہو تو یہ سین ہوتا ہے۔

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۷۸۵۴	ساطان (سین - طیتھ - نون)	لفظی معنی مخالف - جھگڑا کرنے والا	شیطان
۵۶۲۲	سربلین (ارامی)	ایک لباس	ملبوسات بائبل ۳ ز
۸۱۶۳	سعیر	بال - بالوں والا گیسو والا	سکندرِ اعظم
۸۰۰۸	سلماہ / سملاہ (سین - میم - لامد)	بنیادی معنی باندھنا - ایک لباس - ڈھانپنا	ملبوساتِ بائبل ۵ ج
۸۰۴۰	سمول - اس کا مادّہ چو حرفی ہے (سین میم - آلف - لامد)	بنیادی معنی ڈھانپنا - چونکہ بایاں ہاتھ لباس سے چھپا ہوتا تھا، اس لئے اسے یہ نام دیا گیا - دائیں ہاتھ سے وعدہ کو پکا کیا جاتا تھا - یمن - امن - امین وغیرہ - بائیں ہاتھ پر شمال کی سمت ہوتی تھی -	ہاتھ - شمال
۷۷۲۰	سہرنیم - واحد سہر	بنیادی معنی گول اور پھر چاند - ایک زیور - چندن ہار	زیوراتِ بائبل ۳

شین ש

نقطہ دائیں طرف - ش کی آواز

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۸۳۳۴	شارت	خدمت کرنا	خدمت
۷۷۵۱	شاطیم - واحد شایط	چپّو - چپّو چلانے والے	جہاز اور کشتی ۵
۸۲۴۷	شاقید (شین - قوف - دالتھ)	بادام کا درخت، اعراب کی معمولی تبدیلی سے معنی بیدار رہنا ہو جاتے ہیں	نباتاتِ بائبل ۱۲
۷۹۳۹	شاکار (شین - کاف - ریش)	بنیادی معنی اُجرت پر کام کرانا	مزدُور
۷۹۶۵	شال لشالوم	شال = پوچھنا - لشالوم = سلامتی، آپ کا کیا حال ہے؟	سلام
۷۹۶۵	شالوم (شین - لامد میم)	سلامتی	سلامتی
۸۰۵۸	شامط	باہر نکال پھینکنا	کلیسیائی اخراج ۳
۷۶۷۶	شبت	رُکنا - آرام کرنا - اس کے معنی عصا بھی ہیں	خاندان - تخلیق - سبت
۷۶۱۸	شبُو	ایک قیمتی پتھر	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۲)
۷۶۵۰	شبوعہ (شین - بیتھ - عین)	بنیادی معنی سات - چونکہ سات کا عدد مُقدس سمجھا جاتا تھا اس لئے قسم کھاتے وقت سات قربانیاں چڑھائی جاتیں یا سات وعدے کئے جاتے تھے	قسم - قسم کھانا
۷۶۳۶	شبیسیم	سورج کی طرح کا ایک زیور	زیوراتِ بائبل ۲
۷۸۲۹	شخیفت (شین خیتھ - پے)	بنیادی معنی کمزور اور لاغر ہونا - ایک بیماری	امراضِ بائبل ۱۴
۷۸۲۲	شخین (شین خیتھ - نون)	بنیادی معنی پھوڑا بننا - ایک بیماری	امراضِ بائبل ۴
۸۲۱۳	شفیل (شین - پے - لامد)	نیچا ہونا	فروتنی
	شقید (شین - قوف - دالتھ)	دیکھئے شاقید	
۸۰۱۰	شلومو	صلح اندیش - غالباً سلیمان نام کے معنی	سلیمان
۸۱۲۱	شمش	سورج	سورج، دنیا
۸۰۸۵	شمع	کسنو قب عربی اِسمع	تثلیث فی التوحید
۷۷۲۵	شوب	پلٹنا - واپس پھرنا - توبہ	توبہ
۷۸۱۰	شوخد (شین خیتھ - دالتھ)	انعام - خصوصاً وہ انعام جو سزا معاف کرانے کے لئے ہو۔	ہدیہ ۲ ک
۷۷۹۹	شوش	سفید - سفید پتھر - سنگِ مرمر	معدنیاتِ بائبل ۳ ر
۷۸۸۵	شوط	کھینا - چپّو چلانا	پیشہ جاتِ بائبل ۵۱

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۷۸۶۰	شوطریم	لکھنے والے	پیشہ جات بائبل ۲۱
۷۲۸۲	شوفر	سینگ۔ نرسنگا	موسیقی کے ساز
۸۱۹۹	شوفط جمع شوفطیم	فیصلہ۔ قاضی	قاضی
۸۱۱۱	شومرون (شین میم۔ ریش)	حفاظت کرنا۔ نگہبانی کرنا۔ چوکیدار۔ دیدبان	سامریہ
۷۷۱۷	شہد (ارامی)	گواہ	گواہ
۷۸۹۱	شیر	گیت۔ گانا	زبور۔ گیت
۷۸۹۲	شیر معلوت	معلوت بمعنی چڑھائی چڑھنا جلوس میں شریک ہونا۔ وہ زبور جو ہیکل کی زیارت کے وقت گائے جاتے تھے۔	معلوت۔ زبور کی کتاب ۳ و
۸۲۸۵	شیروت	غالباً مروڑ کر بنانا۔ ایک زیور	زیورات بائبل ۵
۷۹۳۷	شیکار	تیز مے۔ نشہ آور مشروب شراب	مے ۱ ب
۷۹۶۴	شیلوخیم	بھیجنا۔ طلاق کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے (خروج ۱۸ : ۲)۔ شادی پر بیٹی کے ساتھ انعام بھیجنا (۱۔ سلاطین ۹ :۱۶)۔ جہیز	شادی کے رسم ورواج ۴
۸۰۳۴	شیم	نام	نام۔ خدا کے نام
۷۵۸۵	شیول	غار۔ زمین دوز جگہ جہاں مُردے جاتے ہیں	پاتال

تاو ת תּ

نمبر	عبرانی لفظ اور اُس کا مادّہ	معنی	وہ مضمون جہاں لفظ کا ذکر ہے
۸۵۴۹	تامیم (تاو۔ میم۔ میم)	مکمل۔ پورا	کامل، کاملیت
۸۳۹۸	تبل (یود۔ بیتھ۔ لامد)	زرخیز زمین	دنیا
۸۶۳۶	تربوت } (ریش بیتھ۔ ہے)	نسل، اولاد۔ مجازی سود	سود
	تربیت }	اُسی مادّہ سے۔ نفع	سود
۸۶۴۱	ترومہ (ریش۔ واو میم)	رامہ کا مطلب اُونچا (اٹھانا) ہے	ہلانے کی اور اُٹھانے کی قربانی
۸۶۰۵	تفلہ جمع تفلیم (تاو۔ لامد۔ لامد)	دعا، سفارشی دعا۔ یہ تعویذ کے لئے بھی آیا ہے	دعا۔ ملبوسات بائبل ۹ ب
۸۵۹۸	تفوح	سیب۔ قب عربی تفاح	نباتات بائبل ۵۹
۸۵۵۸	تمر	کھجور	نباتات بائبل ۶۸
۸۵۷۳	تنوفاہ (نون۔ واو۔ پے)	اوپر نیچے ہلانا۔ قربانی کے وقت ہدیہ کو اوپر نیچے ہلانا	ہلانے کی اور اُٹھانے کی قربانی
۸۴۵۱	توراہ (یود۔ ریش۔ ہے)	تعلیم۔ دینی قانون۔ توریت	شریعت
۸۴۵۳	توشاب (یود۔ شین۔ بیتھ)	رہنے والا۔ غریب الوطن۔ غیر قوم	مُرید
۸۵۹۶	توف	ڈھولکی	موسیقی کے ساز ۱ ب
۸۴۳۵	تولیدوتھ (یود۔ لامد۔ دالتھ)	آل یا شجرہ۔ نسب نامہ	پیدائش کی کتاب و تخلیق
۸۴۱۴	توہو	ویران	
۸۴۱۵	تہوم (ہے۔ واو۔ میم)	موج۔ گہرائی	اثریات
۸۴۱۶	تہلیم (ہے۔ لامد۔ لامد)	تعریف کرنا۔ تحلیم جمع کا صیغہ ہے۔ یہ زبور کی کتاب کا عبرانی نام ہے	زبور کی کتاب
۸۴۹۲	تیروش (یود۔ ریش۔ شین)	قبضے میں لینا۔ مے کی فصل	مے ۱ د

اشاریہ ۳

یونانی الفاظ کا ذخیرہ

ذیل میں اُن یونانی الفاظ کو انگریزی خط میں لکھ دیا گیا ہے جن کا ذکر قاموس الکتاب میں آیا ہے۔ ان کا تلفّظ بھی اُردو رسم الخط میں لکھ دیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے معنی اور استعمال کے لئے اُن مضامین کو دیکھئے جن کی یہاں نشاندہی کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہاں ان الفاظ کے معنی درج نہیں ہیں۔

یونانی الفاظ		تلفّظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
abyssos	12	ابی سوس	اتھاہ گڑھا
achlys	887	اخلوُس	کُہر
adelphos	80	ادلفوس	یعقوب کا عام خط
adikia	93	ادیکیا	گناہ
adokimos	96	ادوکی موس	نامقبولیت ۔ تقدیر
agapao	25	آگاپاؤ	محبت
agape	26	آگاپے	محبت
agnostos theos	57	اگنوستس تھیوس	نامعلوم خدا
agonizomai	75	اگونی زومائی	کھیل ۲ ب
agorazein	59	اگورازین	مخلصی
aion	165	آئون	وقت ۲
aionios	166	آئونیوس	وقت ۲
alabastron	211	الاباسترون	معدنیاتِ بائبل ۳ ا
allassein	236	الاسائن	میل ملاپ
allos	243	الوّس	وکیل
ampelo	288	امپیلو	مے ۳
anathema	334	اناتھیما	ہدیہ
anemos	417	انی موس	ہوا

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
angelos	32	انگیلوس	فرشتہ - پیام بر
anomia	458	انومیا	گناہ
antidikos	476	انتی دیکوس	مُدعی
aphesis	859	افیسِس	معافی
aphiemi	863	افیمی	معافی
apo		اپو	وحی
apokalypsis	602	اپوکالپسِس	وحی
apokatallasso	604	اپوکتالاسو	میل ملاپ
apoleia	684	اپولیا	ہلاکت
apollymi	622	اپولیمی	ہلاکت
apolyo	630	اپولیو	معافی
apolytrosis	629	اپولتروسِس	بے پالک۔ مخلصی ۲
aposynagogos	656	اپوسناگوگوس	کلیسیائی اخراج۔ کلیسیا سے خارج کرنا
architekton	753	ارخی تکتون	پیشہ جاتِ بائبل ۵۰
architelones	754	ارخی تلونیس	محصول لینے والا
architriklinos	755	ارخی تری کلینوس	میرِ مجلس
argyrokopos	695	ارگیروکوپوس	پیشہ جاتِ بائبل ۲۶
aristeros	710	ارِستروس	ہاتھ ۲
ariston	712	ارستون	کھانا
arithmoi	706	ارِتھموئی	گنتی کی کتاب
artios	739	ارتیوس	کامل، کاملیت
asebeia	763	اسیبیا	گناہ
baptisma	908	بپتسمہ	بپتسمہ
baptismos	909	بپتسموس	بپتسمہ
baptistes	910	بپتستیس	بپتسمہ
baptizo	907	بپتیزو	بپتسمہ
blapto	984	بلاپتو	کفر

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
blas		بلاس	کُفر
blasphemia	988	بلاس فیمیا	کُفر
brabeus	1018	برے بیوس	کھیل ع۲ و
byrseus	1038	بیرسیوس	پیشہ جاتِ بائبل ع۱۸
charis	5485	خرس	فضل ۔ کام
charisma	5486	خرسما	فضل ۔ خدمت ۔ روحانی نعمتیں ۔ ہدیہ
charismata	5486	جمع ۔ خرسماتا	فضل ۔ خدمت ۔ روحانی نعمتیں ۔ ہدیہ
charizomai	5483	خری زومائی	معافی
cheir	5495	خیر	ہاتھ
chiliarchos	5506	خلی ارخوس	لُوسیاس
chiton	5509	ختون	ملبوساتِ بائبل ع۳ و
chlamys	5511	خلامیس	ملبوساتِ بائبل ع۵ ز
chronoi	5550	خرونوئی	وقت
chronos	5550	خرونوس	وقت
chrysoprasus	5556	خرسوپراسُس	معدنیاتِ بائبل ع۱ ج (۱۲)
chrysos	5557	خرسوس	معدنیاتِ بائبل ع۱ ج (۱۰)
christos	5547	خرستوس	مسح ، مسح کرنا
deipneo	1172	دائپ نیو	کھانا
deipnon	1173	دائپ نون	کھانا
desmoterion	1201	دِس موتیریون	قید، قید خانہ
deuteronomion		دیوترونومیون	استثنا
dexia	1188	دکسیا	ہاتھ
diabolos	1228	دیابولوس	مدعی ۔ شیطان
diakonia	1248	دیاکونیا	خدمت
diakonos	1249	دیاکنوس	خادم
diatheke	1242	دیا تھیکے	عہد، عہد باندھنا ۔ وصیت نامہ
didaskon	1321	دِداسکون	بشارت
dikaoo	1344	دکاؤو	راستباز ٹھہرانا

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
doloo	1389	دولوٗو	کلام
doma	1430	دوما	ہدیہ
dorea	1431	دوریا	ہدیہ
dorean	1432	دوریان	ہدیہ
dorema	1434	دوریما	ہدیہ
doron	1435	دورون	ہدیہ
dosis	1394	دوسس	ہدیہ
doulos	1401	ڈُولوس	مختار، مختاری۔ خادم
eidos	1491	آئی دوس	صورت
eirene	1515	آئی رینے	سلامتی
eis	1520	آئس	نام
ekklesia	1577	اکلیسیا	کلیسیا
endyma	1742	اندیما	ملبوساتِ بائبل ۵ ۸
epieikeia	1932	اپی آئی کیا	نرم مزاجی
epieikes	1933	اپی آئی کیس	نرم مزاجی
epiousion	1967	اپی اوسیون	دعائے ربّانی
episkopos	1985	اپس کوپوس	اُسقف
epistrephein	1994	اپی ستری فین	توبہ
epithymia	1937	اپی تھی میا	گناہ۔ لالچ
epitropos	2012	اپی ترو پوس	مختار، مختاری
ergon	2041	ارگون	کام
eschatos	2078	اِسختوس	علم الآخرت، معادیات
euagorazein	59 + 2095	یواگورازین	مخلصی
euangelion	2098	یوانگیلیون	انجیل۔ مُبشر۔ مُعرّب
euangelizo	2097	یوانگیلیزو	مُبشر
eucharistein	2068	یوخرستین	ستائش
euergetes	2110	یوارگتیس	مُحسنین

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
eulogein	2127	یولوگین	ستائش
eunymos	2176	یونیموس	ہاتھ
eutheos	2112	یوتھیوس	فی الفور
gangraina	1044	گانگرائنا	امراضِ بائبل ۲۶
genos	1085	گینوس	خاندان
georgos	1092	گیورگوس	پیشہ جاتِ بائبل ۲
geron	1088	گیرون	پیشہ جاتِ بائبل ۴
gerousia	1087	گیراُوسیا	پیشہ جاتِ بائبل ۴
gleukos	1098	گلیوکوس	مے
glossokomon	1101	گلوسوکومون	موسیقی کے ساز ۳ ا
gnosis	1108	گنوسس	یوحنّا کے خطوط
gymnasian	1131	گیمناسیان	ورزش گاہ
gymnasion	1131	گیمناسیون	کھیل
hagiasmos	38	ہگیاسموس	پاکیزگی
hagios	40	ہگیوس	مُقدّس
hagnos	53	ہگنوس	مُقدّس
hamartia	266	ہمرتیا	گناہ - دعائے ربّانی
hekatontarchos	1543	ہکاتونت ارخوس	لشکر
helios	2246	ہیلیوس	سورج
heteros	2087	ہتروس	وکیل
hiereus	2409	ہیے ریوس	کاہن، کہانت
hierodouloi	2413 + 1401	ہیے رودُولوئ	کرنتھس
hieros	2413	ہیے روس	کاہن، کہانت
hilasmos	2434	ہلاس موس	کفارہ
hilasterion	2435	ہلاس تیریون	کفارہ
himation	2440	ہماتیون	ملبوساتِ بائبل ۵ خ
holokleros	3648	ہولوکلیروس	کامل، کاملیت
horkos	3724	ہورکوس	قسم

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
hupogrammos	5261	ہوپوگراموس	نمونہ
hydropikos	5203	ہیدروپکوس	امراضِ بائبل ۲۷
hyios	5207	ہیوس	لے پالک
hyiothesia	5206	ہیوتھیسیا	لے پالک
hymnos	5215	ہمنوس	گیت
hyperetes	5257	ہیپرٹیس	پیشہ جاتِ بائبل ۲۵
iatros	2395	ای اتروس	طبیب ۔ ادویاتِ بائبل
ichthys	2486	اختھیس	مچھلی
kairoi	2540	کائی روئی	وقت
kairos	2540	کائی روس	وقت
kalypsis	602	کلُپسس	وحی
kapeleuo	2585	کپیلیوُو	کلام
katabrabeuo	2603	کاتا برابیوو	کھیل
katallage	2643	کاتالاگے	میل، میل ملاپ
katallassein	2644	کاتالاسین	میل، میل ملاپ
katallasso	2644	کاتالاسو	میل، میل ملاپ
katalyo	2647	کاتالیو	تنسیخ
katartizo	2675	کاتارتیزو	کامل، کاملیت
katharos	2513	کاتھاروس	طہارت
kerysso	2784	کیرُسو	قیدی روحیں
kleptes	2812	کلپتیس	پیشہ جاتِ بائبل ۲۱
koinonein	2842	کوئی نونین	رفاقت
koinonia	2842	کوئی نونیا	رفاقت
koinonos	2844	کوئی نونوس	رفاقت
kolpos	2859	کولپوس	کھاڑی
kome	2968	کومے	گاؤں
komos	2970	کوموس	ناچ رنگ
kosmokratores	2888	کوسموکراتوریس	فلکیات ۳

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
kosmos	2889	کوسموس	دُنیا
kranion	2898	کرانیون	کلوری
kraspedon	2899	کراس پیدون	ملبوساتِ بائبل ۸ ا
krystallos	2930	کرستالوس	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۴)
ktisis	2937	کتیسِس	مخلوق
kιisma	2938	کِتسما	مخلوق
kymbalon	2950	کِمبالون	موسیقی کے ساز ۱
kymbe		کِمبے	موسیقی کے ساز ۱
latreuein	3000	لتراوآین	خدمت
legion	3003	لگیون	لشکر
leitourgein		لیتورگین	خدمت
leitourgia	3009	لیتورگیا	خدمت
leitourgos	3011	لیتورگوس	خادم
leros	3026	لیروس	کہانی
lestes	3027	لیستیس	پیشہ جاتِ بائبل ۲۱
lithos	3037	لِتھوس	معدنیاتِ بائبل ۱ ج (۱۰)
litra	3046	لِترا	اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۲۸
logos	3056	لوگوس	کلام یوحنا کی انجیل
lytron	3083	لِترون	مخلصی
mageuo	3096	ماگیوؤ	مجوسی
magos	3097	ماگوس	مجوسی
makarios	3107	مکاریوس	مُبارک
marmaros	3139	مارماروس	معدنیاتِ بائبل ۳ ا
martys	3144	مارتیس	شہادت
martyreo	3140	مارتیریو	شہادت
morphe	3444	مورفے	صورت
myeo	3453	میوؤ	اسراری مذہب

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
mysteria		مِستیریا	اسراری مذہب
mysterion	3466	مستیریون	ساکرامنٹ۔ بھید
mythos	3454	میتھوس	کہانی
naytes	3492	ناؤتیس	پیشہ جاتِ بائبل ۵۱
neanis	3494	نیانیس	کنواری
nekros	3498	نِکروس	موت
neophytos	3504	نیوفیتوس	مُرید
nomos	3551	نوموس	شریعت
ode	5603	اودے	گیت
oikia	3614	اوئی کیا	خاندان ۲
oikodomeo	3621	اوئی کودومیو	پیشہ جاتِ بائبل ۵۰
oikonomia	3622	اوئی کونومیا	مختار، مختاری
oikonomos	3623	اوئی کونوموس	مختار، مختاری
oikonomous	3623	اوئی کونومُوس	مختار، مختاری
oikos	3624	اوئی کوس	مختار، مختاری۔ خاندان ۲
oikoumenikos	3614 + 2889	اوئی کومنی کوس	اقومانیت
oinos	3631	اوئی نوس	مے ۳
opheilemata	3783	اوفیلے ماتا	دعائے ربّانی
orgyia	3712	اورگیا	اوزان و پیمانہ جات بائبل ۳۱
oxos	3690	اوکسوس	مے ۳
paidagogos	3807	پائداگوگوس	پیشہ جات بائبل ۱
parabasis	3847	پارا بِسس	گناہ
parakletos	3875	پاراکلیتوس	رُوح القدس۔ وکیل۔ مُعرّب
paralyo	3886	پارالیو	امراضِ بائبل ۳۰
paranoia		پارانویا	امراضِ بائبل ۲۴
paresis	3929	پاریسس	معافی
paroimia	3942	پراوئی میا	تمثیل

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
patria	3965	پاتریا	خاندان
petros	4074	پتروس	پطرس
phelones	5341	فلونیس	ملبوساتِ بائبل ۵ د
phemia	5346	فیمیا	کفر
phileo	5368	فیلیو	محبت
philo	5384	فیلو	محبت
phobos	5401	فوبوس	خوف
phoboumenoi ton theon	2316 + 5399	فوبومینوئی تون تھیون	مرید
phylake	5438	فلاکے	قید، قیدخانہ
phylakterion	5440	فلکتیریون	زیوراتِ بائبل ۱۰
pleonexia	4124	پلیونکسیا	لالچ
pneuma	4151	پنیوما	روح ۲ ۔ نفس ۔ ہوا
pneumata	4151	پنیوماتا	قیدی روحیں
poimen	4161	پوئے مین	پیشہ جاتِ بائبل ۱۱
poneria	4189	پونیریا	گناہ
porne	4204	پورنے	کسبی
porphyra	4209	پورفیرا	ملبوساتِ بائبل ۵ ز
praktor	4233	پراکتور	پیشہ جاتِ بائبل ۲۵
prays	4235	پراؤس	حلیمی
praytes	4236	پراؤتیس	حلیمی
presbyteros	4245	پرسبتیروس	کاہن، کہانت
pro	4253	پرو	مبشر
proginosko	4267	پروگنوسکو	تقدیر
prohorizo	4253 + 3724	پروہوریزو	
pronoeo	4306	پرونویو	پروردگاری
pronoia	4307	پرونویا	پروردگاری ۔ ز
proselytos	4339	پروسے لیتوس	

یونانی الفاظ		تلفظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
proseuchomai	4336	پروس اوئے خومائی	دعا
prothesis	4286	پروتھیسِس	تقدیر
psalmos	5568	پسالموس	گیت
psyche	5590	پسیخے	جان ۔ نفس
pterygion	--19	پتریگیون	کنگرہ
pygme	4435	پگمے	طہارت
rhabdouchos	4465	رَبدُوخوس	پیشہ جاتِ بائبل ۱۲
rhetor	4489	ریتور	وکیل
rhema	4487	ریما	کلام
sarx	4561	سارکش	تجسم المسیح ۔ گوشت
schoinion	4979	سخوئی نیون	رسی ۹
sebomenoi ton theon	4576	سیبومنوئی تون تھیون	مُرید
sekira	4608	سکیرا	مے ۳
selenizomai	4583	سلینی زومائی	امراضِ بائبل ۲۲
semeion	4592	سیمیئون	نشان
serikos	4596	سیری کوس	ملبوساتِ بائبل ۲
sindon	4616	سندون	کتان
skopos	4649	سکوپوس	نشان
soma sema	4983 + 4586	سوما سیما	ثنویت
sophos	4680	سوفوس	مُتّقی
soteria	4991	سوتیریا	ہلاکت
stadion	4712	ستادیون	اوزان و پیمانہ جاتِ بائبل ۳۳ ۔ کھیل
stigma	4742	ستِگما	نشان
stoa	4745	ستوآ	ستوئکی
stoicheia	4748	ستوئی خیا	ابتدائی باتیں
stoicheon	4747	ستوئی خیون	اسطقسات
stole	4740	ستولے	ملبوساتِ بائبل ۵ و

یونانی الفاظ		تلفّظ	مضمون جہاں ان کا ذکر ہے
stoma	4750	ستوما	منہ
stratiotes	4757	ستراتیوتیس	پیشہ جاتِ بائبل ۲۵
stylos	4769	ستی لوس	ستون
symmorphon	4833	سِمّورفون	صورت
sympolites	4847	سمپولیتیس	خاندان ۲
syneidesis	4893	سِن آئے دیسِس	ضمیر
syngeneia	4772	سِن گینیا	خاندان ۲
tameion	5009	تمیون	کوٹھری
tapeinophrosyne	5012	تپے نوفروسینے	فروتنی
teknon	5043	تکنون	خدا کے بیٹے ۲ د
tekton	5045	تکتون	پیشہ جاتِ بائبل ۳
teleioo	5055	تیلیوَو	کامل، کاملیت
teleios	5046	تیلیوس	کامل، کاملیت
teleiotes	5047	تیلیوتیس	کامل، کاملیت
telones	5057	تیلونیس	محصول لینے والا
telos	5056	تیلوس	کامل، کاملیت
tetrarch	5076	تترارخ	گلیل
theion	2303	تھیون	گندھک۔ معدنیاتِ بائبل ۳ ب
tokos	5110	توکوس	قرض، قرضدار
trapeza	5132	تراپیزا	میز
trophos	5162	تروفوس	پیشہ جاتِ بائبل ۱۷
zophos	2217	زوفوس	کُہر

BIBLIOGRAPHY

کتابیات

ذیل میں صرف اُن کتابوں کا ذکر ہے جن سے کوئی مواد لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کُتب سے مدد لی گئی جن میں اُردو کی اکثر لغات بھی شامل ہیں۔ اُن کتابوں کا یہاں ذکر نہیں جن کے نام بعض مضامین کے آخر میں کتابیات میں درج ہیں۔

Dictionaries:

The New Bible Dictionary, ed. J.D.Douglas et al. London: IVF, 1962.

The Zondervan Pictorial Dictionary, ed. M.C.Tenney, Grand Rapids:1963.

The New Compact Bible Dictionary, ed. Alton Bryant 1967 (Crusade Edition)

This is an abridgement of the Zondervan Pictorial Dictionary.

An Expository Dictionary of New Testament Words, W.E.Vine, London: Oliphants, 1958.

Gesenius' Hebrew-Chaldee Lexicon to the Old Testament Grand Rapids: Eerdmans, 1949.

The New International Dictionary of New Testament Theology, 3 vols. ed. Colin Brown, Exeter: Paternoster, 1976.

Dictionary of the Bible, one vol. ed. Hastings, Edinburgh: Clark, 1909.

Dictionary of the Bible, 5 vols. ed. Hastings, Edinburgh: Clark, 1898-1904

Dictionary of the Bible, J.L.McKenzie, S.J., London: Chapman, 1972.

Bible Encyclopaedia and Dictionary, ed. Fausset, Grand Rapids: Zondervan, n.d.

A New Standard Bible Dictionary, ed. Jacobus et al. New York & London: Funk & Wagnalls, 1936.

Concise Dictionary of the Bible, 2 vols. ed Stephen Neill et al. London: Lutterworth, 1966.

The Interpreter's Dictionary of the Bible, ed. Butterick 4 vols. New York: Abingdon Press, 1962.

The Lion Encyclopaedia of the Bible, Berkhamsted: Lion, 1978.

The New International Dictionary of the Church, ed. J.D.Douglas
Exeter: Paternoster, 1974.

Shorter Encyclopaedia of Islam, ed. Gibbs et al. Leiden: Brill, 1961.

Encyclopaedia of Religion & Religions, ed. Pike, New York: Meridian 1958.

Commentaries:

The New Bible Commentary, ed. Davidson et al. Grand Rapids: Eerdmans, 1954.

The New Bible Commentary (Revised), ed. Guthrie et al. Grand Rapids:
Eerdmans, 1970.

The Wycliffe Bible Commentary, ed. Pfeiffer & Harrison, Chicago:
Moody Press, 1962.

The One Volume Bible Commentary, ed. Dummelow, London: MacMillan, 1952.

Commentary on the Whole Bible, Janison, Fausset & Brown, Grand Rapids:
Zondervan, 1961.

A Commentary for Today, ed. Howley, London: Pickering & Inglis, 1979.

Concordances:

The Englishman's Hebrew & Chaldee Concordance of the Old Testament,
Wigram, Grand Rapids: Baker Book House, 1980.

Handkonkordanz Greek-German, Schmoller, Stuttgart: 1960

Kalid-ulkitab Lahore: M.I.K., 1979 2nd edition.

Books:

Anderson, J.N.D., Law and Grace (Urdu) Lahore: M.I.K. 1979.

Balfour, J.H., The Plants of the Bible, Edinburgh: Nelsons, 1885.

Barclay, W., New Testament Words, London: S.C.M. 1964.

Barclay, W., The Daily Study Bible, several vols. Edinburgh: St. Andrew's Press, 1957 and after.

Barclay,W., Flesh & Spirit, London: S.C.M., 1962.

Barkat Ullah, The Miracle at Cana of Galilee (Urdu), Lahore: PRBS, 1951

Barkat Ullah, Authenticity of the Books of the Bible (Urdu) Lahore:PRBS,1950.

Baxter, J.S., Explore the Book vol. 1., Edinburgh: Marshal, Morgan & Scott, 1951

Berkhoff, L., Teachings of Christian Theology, (Urdu) Lahore: M.I.K., 1982 3rd Edition.

Brenton, The Septuagent Version of O.T., with English translation, London: Bagster, 1976.

Drane, John, Paul, Berkhamsted: Lion Publishing, 1976.

Hooper, Bible Translations in India, Pakistan & Ceylon, revised Culshaw, London, Oxford,

Hunting, Harold B., Hebrew Life and Times, New York: Abingdon Press, 1921.

Inniger, M.W., Seven Gospel Words, (Urdu) Lahore: M.I.K., 1980.

Josephus, Complete Works, translated by Whiston, London: Pickering & Inglis,1960.

Laurin L.R., Where Life Matures, Wheaton: Van Kampton Press, 1950.

Lockyer, H., All the Doctrines of the Bible, London: Pickering & Inglis, 1977.

Mears, Henrietta C., What the Bible Is All About, Minneapolis: BGEA, 1966.

Morton, H.V., In the Steps of St. Paul, London: Rich & Cowan, 1936.

Packer, James L., Marshall's Bible Handbook, London: Marshall, 1980.

Patterson, A., Broader Bible Study, Philadelphia: Jacobs & Co., 1902.

Short, A.R., The Bible & Modern Medicine, London: Paternoster, 1953.

Temple, W., Readings in St. John's Gospel, London: MacMillan, 1947.

Unger, M.F., Archaeology & the Old Testament, Grand Rapids: Zondervan, 1976.

Unger, M.F., Archaeology & the New Testament, Grand Rapids: Zondervan, 1976.

Wenham, J.W., The Goodness of God, London: IVF, 1974.

Young, E.J., Thy Word Is Truth, London: Banner of Truth Trust, 1963.

Young, William G., Transliteration of Proper Names into Urdu, Gujranwala: Urdu Textbook Committee, 1968.

Young, William G., In the Footsteps of the Apostles, (Urdu) Lahore: M.I.K., 1970.